



سلسلہ مطبوعات ۲۷۷

سلسلہ ابوالکلام آزاد صدی تقریبات

(۹)

الکلام آزاد

۲

(جلد سوم و چہارم)

ابوالکلام آزاد

ترپردیش اردو کا دمی
لکھ نو

الحی، اللہ (۲)

جلد سوم و چہارم

پہلا ایڈیشن ۱۹۸۸
تعداد ۱۰۰۰
ہاف ٹون نگینو
احمد حسین انصاری
گراف آرٹ بلاکس، گورکھپور

URD
050
L 11837 SL

قیمت
(مکمل سیٹ تین حصوں میں)
چھ سو روپے

AL - HILAL edited by Abul Kalam 'Azad' (Part II)
Price (complete set in 3 parts) : Rs. 600.00

رام کرشن ورما، سکریٹری اتر پردیش اردو اکادمی نے میسر و جیتا آفیسٹ پرنٹرس ۲۵۴۵ جٹواڑہ دریا گنج، نئی دہلی
سے چھپوا کر بلہرہ ہاؤس قیصر باغ لکھنؤ سے شائع کیا

پیش قدم

جون ۱۹۸۶ء میں جب اتر پردیش اردو اکادمی کی تشکیل ہوئی اور میں کوئی چار سال کے وقفے کے بعد اس کی مجلس انتظامیہ کا ایک بار پھر چیرمین نامزد کیا گیا تو میرے ذہن نے اس کا جو ترقیاتی منصوبہ مرتب کیا، اس میں مولانا ابوالکلام آزاد کی صد سالہ جشن ولادت کی تقریبات کو سر فہرست جگہ ملی، اور سچ بات تو یہ ہے کہ میں کسی طرح یہ عہدہ قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں تھا لیکن چھ ماہ کی طویل کشمکش کے بعد میرے انداز فکر میں تبدیلی رونما ہوئی اور اس جذبے نے میری انفعالی کیفیتوں کو نکست دے دی کہ مولانا کی شخصیت اور ان کی تعلیمات کو عام کرنا ہمارے واجبات میں ہے اور اردو اکادمی اس قومی کام میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔

میں نے جب اکادمی کی مجلس انتظامیہ کے اراکین سے آزاد صدی کے مختلف پہلوؤں پر غیر رسمی گفتگو کی تو ان کے اندر اس منصوبے کی تکمیل کا ذوق مجھ سے کہیں زیادہ جلا اور آخر کار مجلس انتظامیہ اپنی پہلی نشست میں اہلال کی مکمل فائلوں کے عکس کی طباعت و اشاعت کا منصوبہ بڑے عزم و حوصلے کے ساتھ منظور کر لیا۔ مجلس انتظامیہ نے محسوس کیا کہ مولانا آزاد کو اس سے زیادہ فکھار خراج عقیدت اور کیا ہوگا کہ اہلال کا عکس ملک کے کونے کونے میں پہنچا دیا جائے۔

اکادمی کا سالانہ بجٹ محدود اور متعین ہوتا ہے۔ اس کی مددیں مقرر ہیں اور ریاستی حکومت ان مددوں کے پیش نظر ہر سال گرانٹ دیتی ہے۔ آزاد صدی کا بجٹ الگ سے مرتب کیا گیا اور حکومت کو منظوری اور اضافی گرانٹ کے لیے بھیج دیا گیا۔

بجٹ، ضمنی بجٹ، گرانٹ، اضافی گرانٹ، متواتر اور غیر متواتر گرانٹ — یہ ایسے موضوعات ہیں جن کی جزئیات ہمیشہ میرے دائرہ فہم سے باہر رہی ہیں۔ ایک مدت تک جب اضافی گرانٹ کے سلسلے میں حکومت سے کوئی جواب نہیں ملا اور اکادمی کے افراد نے اس کے مالہ و مالعلیہ کی تفصیلات مجھے بتائیں تو میرے شب و روز کے معمولات متاثر ہو گئے اور کچھ میں نہیں آتا تھا کہ اہلال کے عکس کی اشاعت کیوں کر ممکن ہوگی۔ عوام و خواص سے کسی طرح کا چندہ وصول کرنا ہمیشہ اور ہر حال میں میرے معمولات سے خارج رہا ہے جب کوئی راستہ نظر نہیں آیا تو میں نے گرانٹ کی منظوری کی توقع پر کام کا آغاز کر دیا۔

اسی اشارہ میں گورکھ پور ایئر پورٹ پر جناب دیر بہادر سنگھ (سابق وزیراعلا) سے ملاقات ہو گئی اور میں نے آزاد صدی کا ذکر چھیڑ دیا۔ انھوں نے اس خیال سے اتفاق کیا کہ اتر پردیش میں ”آزاد صدی تقریبات“ اس طرح منائی جائیں جو ہر لحاظ سے مولانا آزاد کے شایان شان ہوں۔ انھوں نے اضافی گرانٹ کے سلسلے میں کہا کہ اس کی فکر نہ کیجیے، لکھنؤ آجایے، گرانٹ مل جائے گی۔ میں نے ۲۲ مارچ ۱۹۸۶ء کو جب شری دیر بہادر سنگھ سے لکھنؤ میں ملاقات کی تو انھیں ایئر پورٹ والی بات یاد آگئی۔ بجٹ کے جو کاغذات اکادمی سے بھجوائے گئے تھے، ابھی ان کی نظر سے نہیں گذرے تھے مگر انھوں نے بطیب خاطر ایک دوسرے کاغذ پر پانچ لاکھ کی رقم منظور کی اور کہا کہ جتنی مزید رقم کی ضرورت ہوگی، حکومت ادا کرے گی۔

جون ۱۹۸۶ء میں جناب نراین دت تیواری نے وزیراعلا کا عہدہ سنبھالا۔ ۱۸ جولائی ۱۹۸۶ء کو اکادمی کی مجلس عام کا اجلاس منعقد ہوا جس میں تیواری جی نے بھی شرکت کی۔ اکادمی کی صدر بیگم حامدہ حبیب اللہ نے آزاد صدی تقریبات کے لیے مزید پانچ لاکھ کی رقم کا مطالبہ کیا۔ تیواری جی نے اسکی اجلاس میں اس مطالبے کو منظور کر لیا اور اس طرح آزاد صدی تقریبات کے لیے ریاستی حکومت نے مجموعی طور پر دس لاکھ روپے کا عطیہ منظور کیا۔

اہلال کے عکس کی اشاعت کوئی اہمیت رکھتی ہے کہ نہیں، اس سوال کا جواب منفی تو ہرگز نہیں۔ ہمارے سامنے اس کے بہت سے مثبت پہلو ہیں۔ پہلی بات تو یہی ہے کہ مولانا آزاد پر کوئی تحقیقی اور تنقیدی کام اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک اہلال کے سارے شماروں کا بالاستیعاب مطالعہ نہ کر لیا جائے۔ مولانا آزاد کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں صرف اس لیے راہ پا گئی ہیں کہ اہلال کی فائلیں کیاب ہیں اور خواہش کے باوجود لوگوں کو اس کے مطالعے کا موقع نہیں ملتا۔ اہلال مولانا کی دینی، سیاسی، علمی اور ادبی شخصیت کا حرف آغاز بھی ہے اور حرف آخر بھی۔

ان موضوعات کا کون سا ایسا نکتہ ہے جس کی تصریح اہلال میں نہیں ہے۔ آزاد اور اہلال لازم و ملزوم ہیں اس لیے اگر آزاد صمدی کے موقع پر بھی مولانا آزاد کا مطالعہ اور وارہا ہے تو موجودہ نسل ہمیشہ مورد الزام رہے گی کہ وہ اپنے فرائض سے عہدہ برآ نہیں ہوئی۔ اتر پردیش اردو اکادمی اس الزام سے اپنے معاصرین کو بری کر رہی ہے۔

اہلال کسی الف بیلوی داستان کے زمرے میں شامل ہوتا جا رہا ہے اردو کے مختلف درجات کے نصاب میں مولانا آزاد کی تحریریں بطور پڑھائی کی گئی ہیں اور جب اساتذہ ان تحریروں پر درس دیتے ہیں تو اہلال اور اس کی گونا گوں خصوصیات کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ طلبہ کے اندر اہلال کے دیدار کی خواہش بیدار ہو جاتی ہے۔ مگر اساتذہ ان کی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتے کہ اہلال ایک جنس نایاب ہے۔ اگر کہیں کسی کے پاس کوئی شمارہ ہے بھی تو وہ اتنے پر اسرار طریقے سے اس کی جلوہ گری کا سامان ہم کرتا ہے کہ یہ جلوہ گری "ہر چند کہیں کہ ہے نہیں ہے" کہ ذیل میں آ جاتی ہے۔ اہلال کے عکس کی اشاعت سے نئی نسل کی شکایت دور ہو جائے گی۔ کم از کم اتنا دعویٰ تو وہ کر سکتی ہے کہ اہلال کو نہ ہی اس نے اس کا عکس تو دیکھا ہے۔ اہلال کی یہ نئی جامع پوشی اس کے اندازِ قد کی بہر حال غمازی کرے گی۔

اسلاف علم و ہنر و دہم و دہم کے مابین جو امتیازی لکیر کھینچے آئے ہیں، اس کی حقانیت کا بار بار تجربہ ہوا لیکن اہلال کی خاکوں کی تلاش نے اسے آئینہ کر دیا۔ اس کی اشاعت - سر ریائی حکومت سے گرانٹ قبول گئی لیکن اس کے صحیح سالم اہداف کی فراہمی مرحلہ بونے شیر ثابت ہوا۔ میں ۱۹۵۷ء میں گو کہ پورا آگئی تھا اور برابر یہاں کے ذاتی کتب خانوں کی تلاش اور ان سے استفادے میں مصروف رہا۔ جن ذاتی کتب خانوں کی فہرستیں بھی میں نے مرتب کر لی تھیں، مجھے یقین تھا کہ اہلال کے سارے شمارے مجھے گورکھ پور میں مل جائیں گے اور اگر دو چار شماروں کی کمی ہوگی تو وہ باہر کے کتب خانوں سے پوری ہو جائے گی۔ میرے اس یقین نے دھوکا نہیں دیا، قریب قریب سارے شمارے یہاں مل گئے۔ بلکہ بعض بعض شماروں کی توچہ چھ کاپیاں ملیں لیکن دستبردِ زمانہ نے ان شماروں کی جوگت بنا دی تھی، اس نے میرے غم و غصے کو متاثر کر دیا۔ کسی کا سردق غائب ہے، کسی کے بچ کے صفحات غیر حاضر، بعض فائلیں ناقص الاول، بعض ناقص الاخر اور بعض ناقص الطرفین نکلیں۔ بعض شماروں سے تصویریں غائب تھیں۔ اور ان کے لیے یہ حد یہ تھی کہ بعض شماروں کے ایک کالم کو دیکھ چاٹ گئی تھی اور بعض کے دوسرے کالموں کو۔ غرض اہلال کی دستیابی کی جہاں خوشی تھی وہاں اس کا غم تھا کہ اس کا عکس کیوں کر کیا جائے گا۔

بہت سی تدبیریں اور ترکیبیں ذہن میں آئیں لیکن میں نے یہ کیا کہ سب سے پہلے سارے شماروں کے کارڈ بنائے اور اس کے اندراجات اس طور پر رکھ لیے جن سے بعض علمی اشارات کی نشاندہی بھی ہو جائے اور عاریت دینے والوں کے نام اور شماروں کی ہیئت کڈائی بھی واضح ہو جائے۔ اس کے بعد ایک ایک کر کے میں نے سارے شماروں کے الیکٹرواسٹیکس مائل کر لیے۔ اصل مرحلہ اس کے بعد پیش آیا جسے میں تنہا طے نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے اپنی بیوی کے سامنے سائل رکھے اور اس سے کہا کہ میں ہفتے دو ہفتے کے لیے سارے گھر کو اس کام میں لگا نا چاہتا ہوں۔ تم ایسا کر دو کہ گھر کے معمولات میں فرق بھی نہ آئے اور اپنی اپنی سادہ کے مطابق گھر کا ہر فرد اس کام میں میری مدد بھی کر دے۔ ہاں کا حکم ہوا تو میرا بیٹا شہود اور بیٹیاں عذرا، بشری، قدیرہ، فوزیہ اور زیبا اہلال کے کام میں لگ گئیں۔ سارا گھر اہلال کی اصل خاکوں اور ان کی الیکٹرواسٹیکس کاپیوں سے بھر گیا۔ کرسیوں پر، میزوں پر، فرش پر ہر جگہ اہلال کے شمارے بکھرے ہوئے تھے اور اسٹرک نام لے کر ہم سب ہر شے کے ایک ایک درق کو دیکھنا شروع کیا اور جہاں کوئی نقص نظر آتا اسے فوراً اسی شمارے کی دوسری کاپیوں کی مدد سے درست کر لیا جاتا۔ اس کی صورت یہ اختیار کی گئی کہ متاثرہ عبارت پر صاف عبارت والا نوٹ چسکا دیا جاتا اور پھر اس طرح کے اور ان کا دوبارہ الیکٹرواسٹیکس کر لیا جاتا۔ اس کی ٹیکٹیو بننے میں دشواری نہ ہو۔ دن بھر ٹیڈ سے کٹ کٹ کر زخمی اور ان پر چنبرہ مرمم رکھا جاتا اور شام کو ان کا الیکٹرواسٹیکس کر لیا جاتا۔ صبح کو تین چار بجے جب میں سوکر اٹھتا تو ان نئے اوراق کا حرفاً حرفاً مطالعہ کرتا اور ان کے نئے سے موازنہ کرتا کہ کہیں کوئی نقطہ یا حرف متاثر تو نہیں ہو گیا ہے۔

ہر چند ہم نے کوشش کی ہے کہ اہلال کا ایک ایک لفظ اصل حالت میں قائم رہے سارے آجائے لیکن ہم انسان ہیں، ہم سے ضرور غلطیاں سرزد ہوتی ہیں، ہم غمو اور درد گذر کے سقیم ہیں۔ جن لوگوں نے اہلال کی فراہمی اور اس کی ترتیب میں میری مدد کی ہے ان کا شکریہ ادا کرنا میرے واجبات میں داخل ہے۔ احسان کرنے والوں کی فہرست بہت طویل ہے لیکن جن لوگوں کے احسانات مجھے ہر موقع پر یاد ہر حال میں یاد رہیں گے، ان میں سب سے پہلے جناب مصطفیٰ کمال، اسٹنٹ لائبریرین، گو کہ پور کا نام آتا ہے۔ جو صوف ایم۔ نے میں میرے شاگرد رہ چکے ہیں، انہوں نے اہلال کی فراہمی میں بڑی گرم جوشی کا مظاہرہ کیا۔ روزنامہ قومی آواز کے سب ایڈیٹر جناب قطب اللہ نے اہلال کے بعض شمارے صرف فراہم نہیں کیے بلکہ ٹھوس ٹھوسے رہ کر ان کی فوٹو کاپیاں کرائیں۔ دارالمصنفین عظیم گدڑ کے مولانا ضیاء الدین اصلاہی صاحب نے بھی بعض شماروں کی فراہمی میں بردت مدد کی۔ ڈاکٹر رضیہ حاد نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ اہلال کی ایک فائل میرے پاس بھجوا دی۔ میں ان سب کا اپنی طرف سے اور اکادمی کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ڈاکٹر ریاض الدین اور ڈاکٹر تحریرا نے فہرست سازی اور ترتیب میں غیر معمولی دلچسپی لی، ڈاکٹر محمد شعیب نے کثرت اور تیز رفتاری کا باز نہ چھوڑا، یہ تینوں میرے شاگرد رہ چکے ہیں۔ شاگرد بھی اولاد کا درجہ رکھتے ہیں لیکن ان کا شکریہ ادا کیے بغیر میں اپنے فرض سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔

یہ کام مجلس انتظامیہ کے فیصلے سے انجام پذیر ہوا ہے۔ اس نے مجھے جو حکم دیا، میں نے اس کی تعمیل کی۔ میں مجلس انتظامیہ کے ہر رکن کا فرداً فرداً شکریہ ادا کر رہا ہوں۔ "آزاد صمدی تقریرات" سے لیے مجلس انتظامیہ نے جس سب کمیٹی کی تشکیل کی تھی، اس میں ڈاکٹر عابد رضا بیدار، ڈاکٹر خدا بخش ادنیس پبلک لائبریری، پٹنہ، جناب احمد سعید علی آبادی، چنایا پٹنہ آزاد ہند، لکھنؤ اور پروفیسر ریاض الرحمن شیردانی، صدر شعبہ اسلامیات، کشمیر یونیورسٹی، سری نگر، خصوصی مدعوین کی حیثیت سے شامل کیے گئے تھے۔ ان حضرات کے سرگرم تعاون کو اکادمی ہمیشہ یاد رکھے گی۔ اگر اہلال کے اس عکس ایڈیشن کی پذیرائی ہوئی تو جناب سید ظہر مسعود دعویٰ، پبلیکیشن آفیسر اور جناب رام کرشن درما، سکریٹری اکادمی بارک باد کے سخی ہیں کہ طاعت و اشاعت کا سارا بار انہوں نے اٹھایا تھا۔ اس میں جو غایاں ہیں تو صدق دل سے میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ مجھ سے سرزد ہوئی ہیں۔ میں اتنا مزہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنے احساس فرض کو کبھی مرنے نہیں دیا۔ میں نے اپنی علمی زندگی کی تشکیل میں مولانا آزاد کی تحریروں سے ہمیشہ کام لیا۔ میری خواہش رہی ہے کہ نئی نسل بھی ان تحریروں سے استفادہ کرے۔ اہلال کی اشاعت میں مجھے اس خواہش کی تکمیل کے آثار نظر آتے ہیں!

محمود الہی
چیرمین، مجلس انتظامیہ

اتر پردیش اردو اکادمی
قیصر باغ، لکھنؤ
یکم اگست ۱۹۸۷ء

ہم معروضت

● اہلال کے عکس کی اشاعت سات جلدوں میں کی جا رہی ہے جن کی تفصیل یہ ہے :

جلد اول	۱۳ جولائی ۱۹۱۲ء	۳ تا	۲۵ دسمبر ۱۹۱۲ء	۲۳ شمارے
جلد دوم	۸ جنوری ۱۹۱۳ء	۳ تا	۲۵ جون ۱۹۱۳ء	۲۳ شمارے
جلد سوم	۲ جولائی ۱۹۱۳ء	۳ تا	۲۳ دسمبر ۱۹۱۳ء	۲۵ شمارے
جلد چہارم	۷ جنوری ۱۹۱۴ء	۳ تا	۲۳ جون ۱۹۱۴ء	۲۱ شمارے
جلد پنجم	یکم جولائی ۱۹۱۴ء	۳ تا	۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء	۱۸ شمارے
جلد ششم	(ابلاغ) ۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء	۳ تا	۳۱ مارچ ۱۹۱۶ء	۱۱ شمارے
جلد ہفتم	۱۰ جون ۱۹۲۶ء	۳ تا	۹ دسمبر ۱۹۲۶ء	۲۳ شمارے

شماروں کی مجموعی تعداد ۱۳۶

● ابلاغ کو تسلسل قائم رکھنے کے لیے اہلال میں شامل کر لیا گیا ہے اور اکادمی نے اس کا ذکر جلد ششم کی منیت سے کیا ہے۔

● اہلال کی سات جلدوں کو تین مجلدات میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے تاکہ ان کی مجموعی قیمت کچھ کم ہو جائے۔ مجلدات کی تفصیل یہ ہے۔

جلد اول اور جلد دوم	ایک ساتھ مجلد ہیں
جلد سوم اور جلد چہارم	ایک ساتھ مجلد ہیں
جلد پنجم، جلد ششم اور جلد ہفتم	ایک ساتھ مجلد ہیں

● اہلال کا متن لائن ٹکٹو سے طبع ہوا ہے؛ تصویریں ہاف ٹون ٹکٹو سے چھپی ہیں۔

● کوشش کی گئی ہے کہ اہلال میں شائع شدہ سارے اشتہارات کا عکس بھی شائع ہو جائے۔

● متن میں (اور صفحات کے تسلسل میں بھی) کئی جگہ غلطیاں نظر آئیں لیکن ان کی تصحیح صرف اس لیے نہیں کی گئی کہ ہم نقل مطابقی اصل کے اصول سے انحراف نہیں کرنا چاہتے۔

● بعض جلدوں کی فہرست اہلال میں شائع ہوئی تھی۔ اسے متعلقہ جلدوں کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے جن جلدوں کی فہرست اہلال نے شائع نہیں کی تھی، اسے اکادمی نے مرتب کر کے متعلقہ

جلدوں میں شامل کر دیا ہے۔

● یوں تو اہلال میں صفحہ نمبر کی مراحت ہوتی تھی لیکن اشتہارات صفحہ نمبر سے عاری ہوتے تھے۔ آسانی کے لیے اکادمی ادیشن کے صفحہ نمبر کا بھی اندراج کر دیا گیا ہے جو اشتہارات اور تصاویر کو بھی

محیط ہے۔ اکادمی ادیشن کا صفحہ نمبر نیچے نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔

● اہلال کی فروخت سے اکادمی اپنی آمدنی میں کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہتی اس لیے یہ لاگت سے کم قیمت پر فراہم کیا جا رہا ہے۔

اس جلد کے مضامین اور تصاویر کی فہرست آخری شمارے کے بعد ملاحظہ فرمائیں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ

الانوار

ایک ہفتہ وار مضمون رسالہ

میرسنوں مخصوص

بھلائی کے لئے سلام دعا

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

شش ماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت

۱۰۰۷ مکلاوڈ اسٹریٹ

کولکٹہ

جلد ۳

تاریخ: چار شنبہ ۲۶ رجب ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, July 2, 1918.

نمبر ۱



لاہور میں بے خانہ ان مہاجرین

مہاجرین کی گلیوں میں



الہلال کا کتاہ - سالانہ قیمت مع ول صرف آٹھ اٹھ!!!

اخراجات خط و کتابت کیلئے وضع کردہ بلوں کے ساتھ روپیہ اس دفتر میں داخل کر دیا جائیگا اور ایک سال کیلئے اخبار آنکے نام جاری کر دیا جائے گا۔ گویا سالانہ روپیہ وہ اپنے مظلوم رستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے، اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کریں گے اور صرف آٹھ اٹھ اے میں سال بھر کیلئے الہلال بھی (جو جیسا کہچہ ہے) پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہو جائیگا۔ اس طرح چار ہزار خریداروں کی قید ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال آج خود فائدہ اٹھانے کی جگہ، اس کا خیر کیلئے وقف کر دیتا ہے۔

(۵) اس وقت مہاجرین سوتک نئے خریداروں کا اوسط

ہے۔ لیکن دفتر ۳۰ - جن تک کیلئے اپنی تمام آمدنی اپنے اہل حرام کر لیتا ہے۔ دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیہ کے نقصان میں ہے، اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں، تاہم اس تار کو پڑھ کر طبیعت پر جو اثر پڑا، اس نے مجبور کر دیا، اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی، اس سے گریز کرنا، اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھ پھیلاتے رہنا، بہتر نظر نہ آیا۔ یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جیب سے ہزاروں روپیہ کا خیر میں دیتے ہیں۔ شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے، لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تغافل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست



یورپین ترکی کے بے خانہ مہاجرین جامع ایاصوفیا کے سامنے

خریداری بہ بعدیں۔ رہا بقول منا انک انت السميع العليم۔

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے، جو یورپ اور ترکی کے اعلیٰ درجہ کے با تصویر، پر تکلف، خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے۔ اسکا مقصد رحید دعوت الی القرآن اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے۔ محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکی امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے۔ اس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں، اسکا باب ”شکری عثمانیہ“ ترکی کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے۔ ”ناموران غزوہ طرابلس و بلقان“ اسکی ایک با تصویر سرخی ہے، جسکے نیچے وہ عجیب و غریب مرثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں، جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں۔ مقالات، مذاکرہ علمیہ، حقائق و وثائق، المراسلہ و المذاظرہ، اسلئے راجوتہا اسکی دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں۔ آٹھ اٹھ میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں۔

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جائے، اور کارہ کی پیشانی پر ”اعانہ مہاجرین“ کا لفظ ضرور لکھا جائے۔

آج دفتر الہلال میں ہر تار دفتر تصویر انکار اور دفتر مصباح کے چہنچہ ہیں کہ ”خدا کے کیلئے یورپین ترکی کے ان لاکھوں بے خانہ مہاجرین کے مصائب کو یاد کر، جنہیں ہزار ہا بیمار عورتیں اور جاں بلب بچے ہیں۔ جنکو جنگ کی ناگہانی مصیبتوں کی وجہ سے بیکار اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا، اور جسکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے۔ جو مرگے، انکو دفن کر دیں، جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں، لیکن جو بد نصیب زندہ، مگر مردے سے بد تر ہیں، انکو کیا کریں؟“

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے؟ مدد کیلئے نئی ایلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذرے کہ ہلال احمر

کا چندہ ہر جگہ ہو چکا ہے، اور تمسکات کا کام بھی جاری ہے۔ مجبوراً جو کچھ خود اسکے اختیار میں ہے، اسی کیلئے کوشش کرتا ہے۔

(۱) کم از کم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پانچ سو ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانہ مہاجرین کیلئے فراہم کرنا چاہتا ہے، کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے، اسکو خلاف مقصد دوسری جگہ لگانا بہتر نہیں۔ اسکی اطلاع آج ہی ترکی میں پہنچی، اسی گلی ہے۔

اس بارے میں جو صاحب

درد اعانت فرمائیں گے

قابہ وہ براہی الا

رہ وہ دوسروں پر بار ڈالنے کی جگہ، خود ہی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے۔

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے، مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو آئے مل رہا ہو، وہ خود نہ لے، اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلئے وقف کر دے؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - ہزار نہیں دے سکتا، لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے، تاکہ میں دیدیں؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ دفتر الہلال چار

ہزار الہلال کے ہرچے ایک ایک سال

کیلئے اس غرض سے پیش کرتا ہے۔ آج

کی تاریخ سے ۳ جولائی تک جو صاحب آٹھ

روپیہ قیامت سالانہ الہلال کی دفتر میں

بھیج دینگے، انکے روپیہ میں سے صرف آٹھ اٹھ ضروری

جلد سوم

الہامی لکچر

۲ جولائی تا ۲۴ دسمبر ۱۹۱۳

ابوالکلام آزاد



اترپردیش ریدو کادمی

لکھ نؤ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

AL - H I L A L

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7 / 1 McLeod Street,

CALCUTTA.

~ ~ ~

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly " " 4 - 12

الاحلام

میر رسول بخش
ملا مالدار

منازل کفراف
الاحلام

مقام اشاعت
۱۰۷ مکلاود اسٹریٹ
کولکٹا

قیمت

سالانہ ۸ روپے

عصامی ۴ روپے ۱۲ آنے

ایک ہفتہ وار مصور سال

جلد ۲۶: چہار شنبہ ۲۶ رجب ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, July 2, 1918.

نمبر ۱

اطلاع

ہفتے

زر اعانہ مہاجرین

اور

الاحلام

(۱) اعلان کیا گیا تھا کہ ۳۰ - جون تک جو درخواستیں آئیں گی انکی قیمت زر اعانہ مہاجرین میں داخل کر دی جائیگی - ۳۰ - جون گذر گیا، مگر اب تک جو رفتار خریداروں کی رہی ہے، وہ میری امید کیلئے بہت دھچکا ہے - اب ایک بھی چارہ کار باقی رہ گیا ہے کہ مدت آر رہا ہے - چنانچہ اعلان کیا جاتا ہے کہ ۳۰ - جولائی تک اس مدت کو ضرور کیا جائے - اس عرصے کے لئے خریداروں کی قیمت بھی بعد وضع ۸ - آنے کے داخل خزینہ اعانت کر دی جائیگی -

(۲) گذشتہ پرچے میں اعلان کیا گیا تھا کہ جن حضرات کی قیمت ختم ہو چکی ہے، انکے نام یہ پرچہ نہیں جائیگا، تا آنکہ وہ ایندہ کیلئے قیمت بھیج دیں یا یہی کی اجازت دیں - لیکن احتیاطاً یہ نمبر بھی تعلم موجودہ خریداروں کے نام بھیجا جاتا ہے - لیکن اگر اس ہفتے بھی انکی جانب سے کوئی اطلاع نہیں ملی تو پرچہ مجبوراً بند کر دیا جائیگا -

(۳) گذشتہ جلد کی مفصل فہرست مضامین نظم و نثر تصاویر اور علحدہ لوح چھپ رہی ہے - نظریں جاد بندھوانے میں جلدی نہ کریں - غالباً ایندہ نمبر کے ساتھ شائع ہو جائے -

(۴) بعض حضرات اب بھی رعایت کے لیے خط لکھتے ہیں اور اس طرح دفتر کا وقت بے فائدہ ضائع ہوتا ہے - بکمل ادب گذارش ہے کہ دفتر کے مالی نقصانات اب اس درجہ پہنچ گئے ہیں کہ رعایت کسی طرح سے نہیں - دہا اسکی نسبت اعلان ہو چکا ہے -

۲	شذرات
۳	فاتحہ السنۃ الثانیۃ
۳	دشمن دوست نما
۳	ہفتہ جنگ
۳	مقالہ افقناحیہ
۳	البداء والعدواء (۲)
۸	مصر کے لیے بھی ریفرم اسکیم
۹	احمد راز اسلام
۹	نظام - رسم اسلامیت
۱۲	مقالات
۱۲	المکاتیب العربیہ (۲)
۱۳	حقائق و وثائق
۱۳	دعوت الی الحق کی اسکیم
۱۷	شہر عثمانیہ
۱۷	مسئلہ فرقہ (۱)
۱۹	تاریخ حسیات اسلامیہ مسلمانان ہند کا ایک ورق
۲۰	اعانہ مہاجرین
۲۰	فہرست زر اعانہ مہاجرین عثمانیہ (۳)

تصاویر

لوح	روٹ بک (امیر البحر عثمانی)
۱۷	بقیہ یورپین ترکی اور موجودہ جنگ کے خسائر
۱۸	مشہور فتنہ پرداز البانی سرغنہ
۱۸	سقوطی میں انگریزی فرج
ضمیمہ	سینہ ملت کے قازہ ترین داغ

ولایت اباد کے قادم آئے انبہ

اگر آپکو ضرورت ہے تو ذیل کے پتہ پر مفت فہرست طلب فرمائیے: حاجی نذیر احمد خاں زمیندار خاص قصبہ ملیح آباد کارخانہ قلمخانے انبہ محلہ دینی پرشاد ضلع لکھنؤ -

شذرات

فاتحة الهدى : الثانية

المجلد الثالث

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي سهل لعباده المومنين الى مرضاته سبيلا ، و اوضح لهم طرق الهداية وجعل اتباع الرسل عليها دليلا و انزل كتابا " يهدي للتي هي اقرب و يبشر المومنين الذين يعملون الصالحات ان لهم اجرا كبيرا (١٧ : ٩) " و كتب في قلوبهم الايمان و ايدهم بروح منه لما رضوا بالله ربا ، و بالاسلام ديناً ، و بمحمد رسولا ، و اتخذهم عبيداً له ، فآثروا له بالعبدية و لم يتخذوا من دونه وليا و لانصيحا - و قال في حقهم " ان عبادي ليس لك عليهم سلطان " و كفى ببربك وليا (١٧ : ٩٨) " و الحمد لله الذي اقام في ازمته الظلمات من يكون باشراف انوار الشريعة كفيلا - و اختص هذه الامة بانه " لا تزال فيها طائفة على الحق " لا يضرهم من خذلهم و لا من خالفهم ، حتى ياتي امره " و لواجتمع الثقلان على حربهم قبيلة - يدعون من ضل الى الهدى " و يصبرون منهم على الجحود و الاذى ، و يصرون بنور الله اهل العمى " و يعيرون بكتابه الموتى " فهم احسن الناس هديا و اقربهم قبيلا - يجاهدون في الله حق جهاده " و لا يخافون لومة لائم " و للاخرة اكبر درجات و اكبر تفضيلا (١٧ : ٢٣) " - فحاربوا في الله من خرج عن دينه القويم " و صراطه المستقيم " الذين عقدوا الرية الضلالة و البدعة ، و اطلعوا اعنة الفتنة " و اعرضوا عن الكتاب و نبذوا السذء " و ارتضوا غيرهما بدिला " و قل جاء الحق و زهق الباطل " ان الباطل كان زهوقا " و ينزل من القرآن ما هو شفاء و رحمة للمومنين " و لا يزيد الظالمين الا خسارا (١٧ : ٨٤) "

و اشهد ان محمداً عبده و رسوله " ارسله " بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله (٩١ : ٩) " و كفى بالله شهيدا - ارسله " كافة للناس بشيرا و نذيرا (٣٧ : ٢٨) " و " داعيا الى الله باذنه " و سراجا منيرا (٢٣ : ٤٩) " فهدى به من الضلالة ، و علم به من الجهالة ، و بصربه من العمى ، و ارشده به من الغي ، و فتح به اعينا عميا ، و اذنا صما و قلوبا غلغا - الي ان اشرقت برسالته الارض بعد ظلماتها - و تالفت القلوب بعد شقاتها - فصلى الله عليه و على آله الطيبين الطاهرين ، و اصحابه المهتدين ، صلوة دائمة بدوام السموات و الارضين ، مقيمة عليهم ابداً " لا تروم انتقالا عنهم و لا تحريلا -

و اسئلك اللهم هداية هذه الامة الي اقرب سبيل ، و الهامها عرفان الحميل ، و تميز العذر من الخليل ، و بلغها اللهم تلك الدرجة السامية التي تترشح بها عن مذلة التقايد ، و تتجاني كجورها عن مضاجع الاسرار الثقيد - فلا تنقاد لمن يوردها حتفا ، و يملك عليها امرها ، حتي اصبحت بحالة لا تعرف قوتها من ضعفها - و هب لمرشدك رجدا صادقا ، و علما نافعا ، و قلبا صافيا ، و لسانا بالحق ناطقا ، و لا تدع منهم مفتنا و لا منافقا - يلبس ثوبا على ظاهره مسحة من الصلاح ، و باطنه انت به عظيم : " و منهم من يؤمن به ، و منهم من لا يؤمن به " و ربك اعلم بالافسدين (١٠ :) "

(و بعد) فقد مضى على (الهلال) علم و هدايتك على صادق الخدمه ، التي يعتقد بها فلاح المله ، و نجاح الامة ، غير مبال بما يصمه به الجاهلون الجاهلون ، و يتهمه به المتفرنجون الدجالون اطفاء لنور الحقيقة ، و طمسوا لمعالم المصدق " و يابى الله الا ان يتم نوره و لو كره الكافرون "

فهر - بعون الله القدير - كان ولم يزل متبعا سنن الحق بعلمه و ايقانه بان الحق احق ان يتبع ، و ان ينصت له و يستمع ، و البطل اجدر بالدثور ، و اقتلاع الجذور " و الله ولي الذين امنوا يخرجهم من الظلمات الى النور (٢ : ٢٥٧) " اللهم ثبتني بالقرل الثابت ، و العمل النافع ، و العزم الراسخ ، و ادخلني مدخل صدق و اخرجني مخرج صدق و اجعل لي من لدنك سلطانا نصيرا (١٧ : ٨٣) " و لا تجعل للاهواء على سبيلا -

و اعذني من كل شيطان رجيم ، و افاك ائيم ، و اهدني صراطك المستقيم " صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم و لا الضالين (١ : ٦) " و اجعلني من " الذين لا خوف عليهم و لا هم يحزنون (٤٩ - ١٢) "

اللهم انى ابرأ اليك يا ذا الجول و الطول ، من الطول و العول ، و اشهدك بانى غير معصوم عن الزلل و الخطل ، فهب لي من ينتقد اقوالى ، و يحص اعمالى ، و رحم الله امرأ هاديا الى عيوبى و يرشدني بالاحتساب " و السلام على " الذين يستمعون القرل فيتبعون احسنه " و ائلك الذين هدا هم الله " و ائلك هم اولو الاباب (٣٩ : ١٩) "

دشمن دوست نما !!

غیر اقوام پر حکمرانی کے باب میں روسی قوم دیگر اقوام یورپ سے بہت پیچھے ہے۔

دیگر اقوام نے لفظی ہمدردیوں، خوش ایند قرار دادوں اور دلکش وعدوں سے محکوم اقوام کے دل اپنے دست فرییب و خدع میں لے لیے ہیں اور پھر اسکے بعد جو کچھ کرنا مقصود ہوتا ہے، پس پردہ پرری خوش اسلوبی سے انجام دیا جاتا ہے، لیکن روس کی حالت اسکے بالکل برعکس ہے۔ وہ ہمیشہ اپنی رعایا کو خشنوت و درشتی اور تیغ و تفنگ سے اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتا ہے، اور حق یہ ہے کہ تلوار بکف دشمن، نر اسٹین خنجر سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

تازہ عربی داک سے معلوم ہوتا ہے کہ ادفان کے مدرسہ عثمانیہ نے تمام معلمین و متعلمین نے متفقہ طور پر ایک عرضداشت (میموریل) حکومت کے نام بھیجی تھی، جس میں اصلاح تعلیم کی درخواست کی گئی تھی، مگر حکومت روس نے اپنی دیہندہ خشنوت کے ساتھ یادداشت کو نامنظور کر دیا۔

اسی داک میں ایک زیادہ شرمناک و عبرت انگیز واقعہ کا ذکر ہے۔ مسلمانان بید شیعورسق ایک جامع مسجد تعمیر کرنا چاہتے تھے۔ حسب قانون مینوسپلٹی انہوں نے اجازت کی درخواست دی۔ جرجگہ تجریز کی گئی تھی، اس کے پاس ایک گرجا تھا۔ مینوسپلٹی کے چیرمین نے پادری کو بلایا، اور اس سے درخواست کی بابت مشورہ کیا۔ پادری نے جواب دیا کہ گرجا کے قریب مسجد بنانا مذہباً جائز نہیں، اس لیے درخواست واپس کر دی گئی۔

الشر قد ینتج الخیر

سطحی نظریں ان حرکات شنیعہ کی بذاء پر روس پر نفریں بھیجیں گی، اور اسکو محکوم اقوام کے لیے قہر الہی خیال کریں گی، مگر دقیقہ رس نظریں جانتی ہیں کہ یہ قہر الہی نہیں بلکہ تازیانہ بیداری ہے۔ حاکم کا علانیہ ظلم و ستم اور خشنوت و درشتی محکوموں کے جذبات کو بیدار کرتا ہے، انہیں حریت و استقلال کی تعلیم اور جانبازی و سر فرشی کا درس دیتا ہے۔ دنیا میں قوموں نے علم استقلال اسی وقت بلند کیا ہے، جب یا تو حکمران قوم کی علانیہ ظلمرانی حد سے گذر گئی، یا محکوم قوم کا احساس اس قدر تیز ہو گیا کہ مخفی مظالم کا بھی احساس ہونے لگا۔ پس ترکستان و کوہ قاف میں روسی مظالم، عذاب الہی نہیں بلکہ معلم حریت ہیں، جو غلامی اور محکومی کا جوا پھینک دینے کے لیے انہیں تیار کر رہی ہے۔ لیکن اسکے مقابلے میں جو حکومتیں بظاہر نرمی و رافت، اور حسن سلوک و مسامحت کی پالیسی پر کار بند ہوتی ہیں، اور اپنے ہر سخت سے سخت استبدادی اور ظلم آمیز عمل کو بھی ازادی کا نقاب پہنا کر ظاہر کرتی ہیں، انکا وجود مخلوقات الہی کیلیے سب سے بڑا قہر ہے۔ کیونکہ طبیعتیں انکی ظاہر فریبوں کا شکار ہو جاتی ہیں، اور انکی نرمی و رافت، حس و بیداری کو کورٹ لینے کی مہلت نہیں دیتی۔

یاد رکھنا چاہیے کہ بے نقاب دشمن، دوستی کے نقاب پوش دشمن سے بدرجہا بہتر ہے: وان فی ذلک لایات لقوم یتفکرون۔

ہفتہ حذگ موجودہ حکومت نے چاہا تھا کہ تازیانہ کی فضا کو سازش کے جراثیم سے پاک کر دے، مگر یہ کیونکر ممکن ہے، جب پیرا میں اسکی پرورش کے لیے تربیت خانے قائم ہوں، اور لندن کے صافریں فن نقشہ ہاے تربیت بلا انقطاع بھیج رہے ہوں؟

مرحوم محمود شرکت پاشا کے قاتل کے ساتھ اسکے اعوان و انصار

کے حق میں بھی موت کا فتویٰ صادر کیا گیا تھا کہ اس سوز کا خاتمہ ہو جائے۔ مگر کار فرما ہاتھ کی چابک دستی دیکھ کر اس تعذیب و تکلیل سے کیسی طلائی فرصت کا کام لیا ہے؟ اگر ریورٹر کا بیان صیحح ہے تو اس قتل عام کے متعلق غلط فہمی سے پرہیز فائدہ اٹھایا جا رہا ہے، اور انتقام کے پردے میں دولت عثمانیہ کے اصلی فرزندوں کے قتل کے لیے بھی سازشے تازہ کے ساتھ وسیع تیاریاں ہو رہی ہیں ۱۱۔

جس قوم کی یہ حالت ہو کہ دشمن کے لگے ہوئے زخموں سے جسم چور چور ہو، مگر با ایں ہمہ غیروں پر چلانے کی جگہ، آپس ہی میں تلوار چلا رہی ہو، اسکا خدا ہی حافظ ہے۔

مگر اس تلوار کے قبضے کن ہاتھوں سے متحرک ہیں؟ پس پردہ کن ہاتھوں میں قدر ہے، جو پتلیں کو نچا رہی ہے؟

ایک طرف تو یہ حالت ہے کہ سازشوں کی بدولت حکومت کی بنیاد کشتی طوفانی ہو رہی ہے، دوسری طرف (بقول ریورٹر) خزانہ کی یہ حالت کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہیں وسط مارچ سے راجب الاداء ہیں، اور اب چنگی کے عہدہ داروں کی تنخواہیں بھی نہیں ملتیں۔ روپیہ کے اسدرجہ قحط اور بعض اشد ضرورتوں سے عاجز اگر حکومت کو چند زمینوں کے فروخت کا فیصلہ کرنا پڑا۔

روس کا توسط اب تک سرریا نے منظور نہیں کیا۔ ۲۴۔ جون کے تار میں جو خبر دی گئی تھی، اسکی تغلیط ۲۷۔ کے تار میں کر دی گئی ہے۔ بلغاریا نزع انگیز مقامات سے اپنی فوج ہٹانے پر راضی نہیں۔ اسکا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ یونان اور سرریا کو بھی اپنی اپنی فوجوں کے ہٹانے سے انکار ہے۔ سالونیکا سے آئی ہوئی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ زلیتر میں جنگ رو بہ ترقی ہے۔ فریقین، سخت نقصان ہو رہا ہے۔ اور اسوقت تک سرریا کے اعوان و انصار کی تعداد برابر بڑھتی جاتی ہے۔

وائٹا میں بیان کیا گیا ہے کہ رومانیہ بلغاریا کو دھمکی دے رہی ہے کہ اگر بلغاریا نے سرریا کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تو وہ بھی اسکے خلاف اعلان جنگ کر دیگی۔ اسکو ب میں بارہ ہزار مائٹری نیگری پہ گئے ہیں۔ سرری فوج نے پر جوش نعروں اور دستکوں سے انکا استقبال کیا۔ ایک نامہ نگار بلغراد سے لکھتا ہے کہ ۲۰۔ ہزار البانی سرریا کے طرف سے لڑنے کے لیے تیار ہیں، جسمیں سے ۶۔ سو اسکو ب پہنچ گئے۔

جسم زخموں سے چور، گھر میں سازشوں کی آگ مشتعل، خزانہ خالی، مگر با ایں ہمہ دولت عثمانیہ پھر میدان جنگ میں اترنے کے لیے تیار ہے ۱۱ اخبار مذکور کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ایک جلسے میں تمام وزراء نے بالاتفاق طے کیا کہ اگر سیرس، کیویلا، قراما سے بلغاریا نے اپنی فوجیں نہ ہٹائیں، اور جنگ چھڑ گئی، تو یونان کی طرف دولت عثمانیہ اپنا دست اعانت دراز کرے گی۔ نامہ نگار کا بیان ہے کہ مجھ سے ایک ذمہ دار جماعت نے بیان کیا کہ اگر ان حلفاء میں با ہم جنگ ہوئی، اور وہ جنگ بلغاریا کے حق میں مضر ثابت ہوئی، تو ممکن ہے کہ مورخ الذکر بالکل پیچھے ہٹا دیا جائے، اور اپنی فتوحات کے نہایت ذرا سے حصے پر قانع ہو جائے۔ یہ ناممکن ہے کہ ہم جنگ کے وقت بالکل منعقدہ رہیں۔ فوجوں کا متفرق ہونا ابھی ملتی رہیگا۔

مگر سوال یہ ہے کہ کیا عثمانیوں نے ابھی تک یورپ کو نہیں پہچانا؟ کیا ہلال کے پاس سے جو صلیب کے پاس جا چکا ہے، اسکو یورپ پھر ہلال کے پاس واپس آنے دیا؟ کیا انکو نہیں معلوم کہ کلاہ ستون کی روح کا بہت اسوقت تمام یورپ میں حلول کر چکا ہے؟ فمالہا و لاء القوم، لایکا دون تفقہ، ہدایت!!

الہلال

۲۶ - وجب ۱۳۲۱ ہجری

۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

۔۔۔۔۔

یعنی

جماعت " حزب اللہ " کے اغراض و مقاصد

(۲)

ان اللہین لذبوا بایاتنا راستگیرا
عنها لا تفتح لهم ابواب السماء ولا يدخلون
الجنة حتی یدمج العمل فی
سماءنا لا رکذالک نجزي
المجرمین - (۳۹:۷)

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ، اور ہمارے آگے جھکنے کی
جگہ غرور سے اکثر بیٹھے ، تو یاد رکھو کہ انکے لیے نہ تو کبھی آسمانی برکتوں کا
دروازہ کھلے گا ، اور نہ کامیابیوں اور کامرانیوں کی بہشت حیات میں داخل
ہوسکیں گے ۔ ہاں اگر ایسا ہوسکتا ہے کہ سرلی کے نالے میں سے ارنٹ
گزر جائے ، تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بھی بغیر اسکے فلاح پا جائیں ۔



یہا کہ ررے بمعراہکے نور نہیم * بنائے کعبہ دیگر زسنگ طور نہیم !
حطیم کعبہ شکست و اسس قبلہ بریخت * بتازہ طرح یکے قصر بے قصر نہیم !
عس طاق حرم تا بچند ۔ ۔ ۔ ست * کہ داغ عشق بہ پیشانی غرور نہیم !
تو نطع دیر فرورچیں کہ ما قرابہ مے * بشپہر ملک و طیلسان حور نہیم !
ز جوش جرعه کشال صدقہ ۔ ۔ ۔ انگیزم * جہاں جہاں زمراہی بادہ سر نہیم !
بعرعہ کہ بسوزد دماغ نا رواں * خفائے صومعہ در عرمہ ظہور نہیم !

نفس بگرمی ایں بزم تا بکے (فیضی) ؟

نکر بمجلس روحانیل بغرور نہیم !



والشمس رضاعا ، والقمر اذا تلاها ، والنهار اذا جلاها ، والایل
لذا یغشاها ، والسماء وما بناها ، والارض وما طعها : کہ زمین
د ذرہ ذرہ مستعد ، انتاب کی شعلیں درخشنده ، آسمان کے بھار
منجمد امادہ نزل ، قوتوں کا نعر ، بالینگیوں کا ظہور ، اور محرکات
کا اجتماع ہر طرف مرجہ ہے ، اور عالم نشرو نما کے ملائکہ
معبودہ وقت کے منتظر ، اور نغم ریزی کے استقبال کیلیے چشم براہ
ہیں ۔ دھقان کی قسمت ارج پر ، اور زمین کا طالع کامرانی کے
انتق پر چمک رہا ہے ۔ وقت ہے کہ کل کو کاٹنے والے آج بولیں ، اور
دل جو اپنی زمینیں بہرنے والے ہیں ، آج اپنے دامن کو چند بیجوں
سے خالی کر دیں ۔ پر ضرور ہے کہ ہاتھ تجربہ کر ، دانہ معین و سالم
اور دھقان معانظ و تکرار ہو ۔ تا زمین کی مستعینی بیکار نہ جائے ،
اور اس سے جیسی بہتر غذا کل کیلیے طلب کی جاتی ہے ، رسی
ہی بہتر غذا آج آئے سی بھی سی جائے :

و سخر لکم اللیل و اللہ نے رات کی وطوبت ، اور
لہار و الشمس دن کی حرارت کو ، اور اسکے سرچشموں

والقمر والنجوم
مسخرات بامرہ
ان فی ذلک
ایات لقوم یعقلون ۔
وما ذررنا لکم فی
الارض مختلفا
المرانہ ، ان فی
ذلک لایات
لقوم یذکرون
(۱۴ : ۱۶)

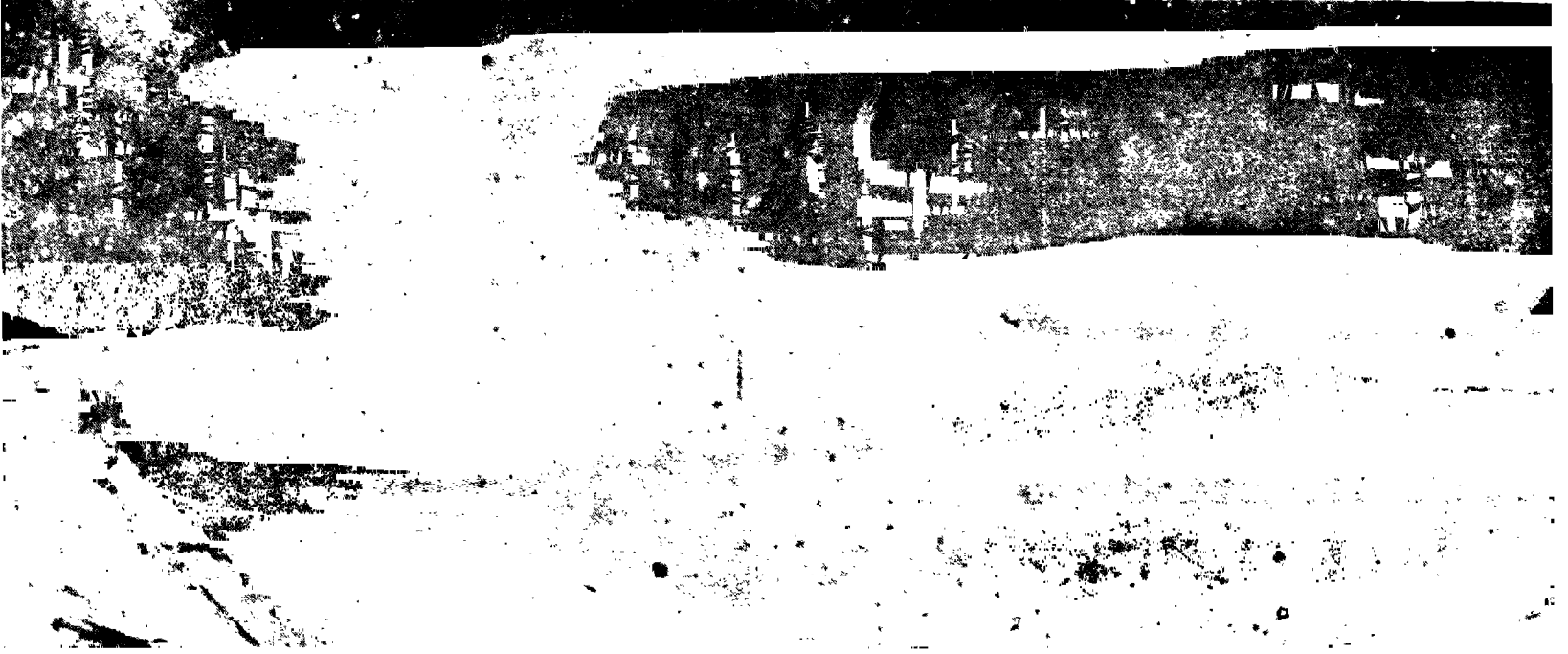
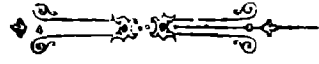
یعنی سورج اور چاند کو ، نیز تمام
ستاروں کے خواص و تاثرات کو اپنے حکم سے
تمہارا تابع کر دیا ہے ، اور صاحبان عقل کیلئے
ان میں حکمت الہیہ کی بہت سی
نشانیوں ہیں ! اور پھر وہ زمین کی
پیداوار اور ذراعت کے نتائج ، جو تمہارے
لیے پیدا کر رکھے ہیں ۔ جنکی طرح طرح
کی رنگتیں اور صورتیں ہیں ۔ سورج اور
چاند کرنے والوں کیلیے ان میں بھی
صدقا بصیرتیں اور حکمتیں پوشیدہ ہیں !!

حکمت امثال

میں نے اس مضمون کو موسموں کے تغیرات ، بارش کے نزل ،
اسکے علائم و آثار ، اور زمین کی خشک سالی اور نشاط و شگفتگی
کی تمثیل سے شروع کیا ، جو بظاہر نفس موضوع سے کوئی ربط
نمایاں نہیں رکھتی ، اور ایک غیر مربوط گریز کے ذریعہ تمہید مقصد

[۳]

سیرین تہ ملت کے تازہ ترین داغ



سولائیچک کا ایک وسیع منظر



البتانیہ کے مناظر جمیلہ

ہونا ہے جو ہر طرف چھا جاتا ہے ' اور سرزمین روح و قلب کے ذریعے کے اندر حیات ملی کے نشور نما کی استعداد تام پیدا ہو جاتی ہے ۔

پھر اُس وقت زمین کی جستجو نہیں ہوتی ' جو سیر حاصل ہو ۔ پانی کی تلاش نہیں ہوتی ' جو آسمان سے برے ۔ آفتاب کی ضرورت نہیں ہوتی ' جو اپنی تمازت و حرارت سے زندگی بخشتے ۔ بلکہ صرف ایک ہاتھ کی ضرورت ہوتی ہے ' جو موسم کو دیکھ ' فرصت کو سمجھ ' اور ایک صحیح و سالم بیج اس زمین مستعد کے سپرد کر دے ' تا وہ گلے اور پھٹے ' اور پھر زندگیوں اور کامیابیوں کا درخت تذاور اور شجرہ طیبہ بنکر ' قدرت الہی اور حکمت سرمدی کا ایک معجزہ معجز العقول ہو :

هو الذی انزل من السماء ماء لکم منہ شراب و منہ شجر فیه تسمون ۔ ینبت لکم بہ الزرع و الزیتون و النخیل و الاعناب و من الثمرات ان فی ذلک لایات لقوم یتفکرون (۱۰ : ۱۶)

” وہی تو قادر مطلق ہے ' جس نے آسمان سے پانی برسایا ۔ اور وہ ایک طرف تو دریاؤں ' آبشاروں ' اور تالابوں کی صورت میں جمع ہو کر تمہارے پینے اور سیراب کرنے میں کام آتا ہے ' اور دوسری طرف زمین کی روئیدگی کے ظہور کا وسیلہ بننا ہے ۔ اُس سے درخت پرورش پاتے ہیں اور تم اپنے مویشیوں کو ان میں چراتے ہو ۔ اُسی پانی سے خدا تمہارے لیے زمین کی زراعت و کاشت کو سر سبز کرتا ہے ' اور طرح طرح کے پھل اُن میں پیدا ہوتے ہیں ! غور کرو تو ارباب فکر و بصیرت کیلئے اسیں حکمت الہیہ کی ایک بہت بڑی نشانی ہے ! ! “

اس فصل کیلئے تخم

” اصلاح “ اور ” عمل “ کی دعوتیں ہی رہ بیج ہیں ' جنکی اس موسم نمؤ اور دور استعداد میں سرزمین ادراج و قلوب کو ضرورت ہوتی ہے ۔ ایک بیج کے بار آور ہونے کیلئے جن جن شرائط کی ضرورت ہے ' وہ سب کی سب قدرتی طور پر اُس وقت مہیا ہو جاتی ہیں ۔ زمین کی درستگی کی ضرورت نہیں ہوتی ' کیونکہ حس و بیداری کی وجہ سے دلوں میں اضطراب و جرش موجود ہوتا ہے ۔ آفتاب کی تمازت و حرارت بھی طارب نہیں ہوتی ' کہ نظام کا اشتداد ' خونریزیوں کی کثرت ' اور ذات و رسوائی کی انتہا ' سرور و تپش کی آگ سلگا دیتی ہے ۔ باران رحمت الہی جو اقلیم نباتاتی کا سلطان و حکمران ہے ' وہ بھی امداد کار ہوتا ہے کہ پانی کی جگہ قتیلان ظلم و استیلا کا سیلاب خرنین زمین کو سینچنے اور بیج کو گلانے کیلئے ہر طرف موج زن ہوتا ہے ۔ پس اس وقت صرف ایک صحیح مداء دعوت ' ایک صداقت آگین تحریک عمل ' اور ایک موصل الی المقصود سفر کے بیج ہی کی ضرورت ہوتی ہے ' جو طیار یں اور آمادگیوں کے اس نامیہ زار حیات میں سپرد خاک کر دیا جائے پھر زمین اپنی استعداد کو ' حرارت اپنی آمادگی کو ' اور پانی اپنی طیاری کو فوراً صرف کار کر دے ' اور تھوڑے ہی دنوں کے اندر قدرت الہی اس ذرۂ تخم کو اشجار و اثمار اور برگ و بار کی حیثیت عظیمہ اور منظر فخمیہ کی صورت میں ' اپنی غیبی نشو و نما ' اور الہی ربوبیت کی توفیق فیضان سے بلند و استوار فرمادے :

انم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرة طیبۃ اصلها ثبت و فرعها تحریر کی کہی اچھی مثال دی ہے ؟ یعنی دعوت الہی مثلاً ایک مبرک اور

ملا دی گئی ہے ۔ پھر لوگوں کو تر انتظار معجزہ جماعت کے اغراض و مقاصد کا ہے ' دنیا کے طبعی تغیرات ' اور نئے آثار و ما بعد نتائج کے معنوں کو اس نے کیا تعلق ؟

معلوم نہیں پچھلے نمبر کو پڑھتے ہوئے یہ خیال آپکے ذہن میں پیدا ہوا یا نہیں ؟

لیکن خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کے ذریعہ اس بارے میں ہمیں ایک بصیرت بخشی ہے : و له المثل الاعلیٰ فی السموات و الارض و هو العزیز العدیم (۲۶ : ۳۰) اور اس کا درس ہمیں بتاتا ہے کہ مطالب عالیہ و مقاصد الہیہ کے اظہار کیلئے بہترین وسیلہ اظہار ' تمثیل ہے ۔ یہی سبب ہے کہ تم ہر جگہ اس کتاب عزیز میں امثال و نظائر کا ایک ذخیرہ رانر پاتے ہو ' اور کہیں ہارنکی تصرف ' کہیں بادلوں کے انبساط ' کہیں زمین کے نشور و نما ' کہیں لیل و نہار کے اختلاف ' کہیں موجودات و مخلوقات کے مختلف اشکال و الوان ' کہیں کواکب و سیارات کے طلوع و غروب ' کہیں انقلابات طبعیہ کے مناظر جمیلہ ' اور کہیں زعد و برق کے مریاء مدہشہ و مخوفہ کے اندر ' وہ اسرار حکمیہ اور معارف الہیہ بیان کر دیے گئے ہیں ' جو فہم انسانی کا منتہا ہے ادراک ہد : و لقد ضربنا فی ہذا القرن من کل مثل لعلم یتذکرون (۲۹ : ۳۹)

منجماہ امثال قرانیہ کے ' ظہور آثار و علام بارش کی ایک لطیف و بدیع ' اور جامع و مانع تمثیل ہے ' جس پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے ' اور جس کے اندر انسان کی قلبی و روحی حیات و مہمات ' اقوال و عمل کے انقلابات ' ملکوں اور حکومتوں کے تسلط و تنزع ' اور ہدایت الہی اور شقارت انسانی کے مختلف مدارج و مراتب کی نسبت مدھا اشارات و بیانات پوشیدہ ہیں : و ما یعقلہا الا العالمون ۔ پس غور کیجئے تو آج بھی پیش نظر مطالب کے اظہار کے لیے اس تمثیل سے بڑھ کر اور کوئی جامع اور بین ذریعہ نہ تھا ۔ بظاہر یہ تمہید اپکو اصل مقصود سے غیر متعلق نظر آتی ہے ۔ لیکن آگے چلکر سیر مطالب میں ہر قدم پر آپ دیکھیں گے کہ جو کچھ مقصود اصلی تھا ' وہ دراصل اسی کے اندر عرض کر دیا گیا ' اور عرض مقصد کے ہر مرتع پر یہی تمثیل ہے ' جو اپنے اشارات کی شرح و تفسیر کر رہی ہے : و کدک یضرب اللہ الامثال ' لعلم یتذکرون ! !

عصر انقلاب و ظہور استعداد

فصل کاٹنا اسان اور داخوش کن ہے ' پر بیج کا بونا مشکل اور محنت کا محتاج ہے ۔ جس طرح زمین پر سال میں ایک یا دو مرتبہ ہی وہ موسم آتا ہے ' جب اسکا ذرہ ذرہ قوت نشو و نما لبریز ' اور اسکا چپہ چپہ استعداد نمو سے امداد تخم ریزی ہوتا ہے ' بعینہ اسی طرح قوموں اور ملکوں کی حیات و مہمات اور عروج و زوال کے بھی مخصوص و معدودہ اوقات ہیں ' جو اپنے اپنے وقتوں پر ظہور کرتے ہیں ۔ وہ زندگی اور ارتقا کی استعداد و صلاحیت کا ایک دور ہوتا ہے ' جو صرف اسیلئے آتا ہے تاکہ اس فرصت سے فائدہ اٹھانے والے فالادہ اٹھالیں ' اور جنکے پاس کاشت کاری کیلئے بیج موجود ہیں ' وہ وقت کو مساعد دیکھ کر تخم پاشی کریں ۔

اُس وقت قوموں کے اندر تغیر و انقلاب کی موجیں لہرانے لگتی ہیں ' تذبذب و تباہ کی ہواؤں کا زور ہوتا ہے ' مصائب کے اشتداد اور عموم و عموم کے اسفیلہ سے سرئی ہوئی قوتیں بیدار ہو جاتی ہیں ۔ بڑے زخم ہوتے ہو جاتے ہیں ' مندمل زخموں کے ڈنکے کہل جاتے ہیں ' اور نئے زخموں کے اندر سے خوں کے چشمے ابل ابل کر بہنے لگتے ہیں ۔ پس یہ ایک عصر انقلاب اور ایک دور استعداد حیات

فی السماء، توتی اکلہا ملکوتی درخت کے تھے، نہ اسکی جڑ زمین کل حین باذن رہا، کے اندر مضبوط، اور اسکی بلند ٹہنیاں آسمان تک پہنچی ہوئیں ۱۱ وہ قوۃ الہیہ بناس لعلم یتذکران، کی نشوونما سے ہر وقت کامیابی کا پھل لاتا رہتا ہے۔ اور یہ درخت کا ذکر دراصل ایک تمثیل ہے جو اللہ بیان کرتا ہے، تاکہ لوگ سرنچیں اور غور کریں۔

عالم اسلامی اور عصر استعداد

آج دنیا اسی عصر انقلاب، اور عالم اسلامی اسی درر استعداد سے گذر رہا ہے۔ ارتقا بعد از انحطاط، عروج بعد از معاق، اور حیات بعد الممات کا موسم ہمیشہ ایسا ہی رہا ہے، جیسا کہ آج ہے۔ طرفانوں کے بعد جب امن ہوا ہے، زلزلوں کے بعد جب سکون ہوا ہے، صرصر مخالف کے بعد جب نسیم مراد چلی ہے، تاریکی کے بعد جب روشنی چمکی ہے، ظلمت کے بعد جب نور نمایاں ہوا ہے، رات کے بعد جب دن نکلا ہے، ظلم کے بعد جب انصاف کا علم لہرایا ہے، خوں کے بعد جب سرچشمۂ حیات بہا ہے، اور طغیان و فساد کے بعد جب صداقت و عدل کی فوجیں نمودار ہوئی ہیں، یعنی قربانوں کے بعد جب کبھی قربانوں کے آہرے ہیں، گرنے کے بعد جب کبھی گرنے والے اٹھتے ہیں، اور مرنے کے بعد جب کبھی مرنے والے زندہ ہوتے ہیں، تو بعینہ دنیا کے چہرہ کھانت پر ایسی ہی علامتیں پڑی گئی ہیں، جیسی کہ آج ہر چشم حقائق آگاہ پڑھ سکتی ہے۔ اسکی صدائیں ایسے ہی پر اسرار رہی ہیں، اور اسکی نگاہ گویا نے ہمیشہ ایسی ہی اشارے کیے ہیں۔ اُس نے جب کبھی کوئی کورت لی ہے، تو اس سے پہلے سمندروں میں ایسی ہی لہریں اٹھی ہیں، اور اس نے جب کبھی اپنی جگہ بدلی ہے، تو آسمان پر اضطراب و شرور کی ایسی ہی بدلیاں چھائی ہیں۔ آج عالم اسلامی بھی آدر کسی شے کی طلبگار نہیں۔ وہ اٹھنے اور اُبھرنے کیلئے نہ تو آفتاب کی منتظر ہے، اور نہ پیغام بارش لانے والی ہوائیں۔ اسکی زمین خرد بخود درست ہوگئی ہے۔ لاشوں نے کھاد کا کام دیا ہے، اور خوں کے سیلاب نے پانی سے مستغنی کر دیا ہے، یعنی ہوائیں جتنی چل رہی ہیں موافق ہیں، موسم اپنے عین عروج اور کمال تاثیر پر ہے، اور بارش کی خبریں ہر طرف سے آ رہی ہیں۔ پس آگے اور شاداب ہونے کا کوئی سامان ایسا نہیں، جسے رحمت الہی نے آج اُمۃ مرحومہ کی کشت امید کو سرسبز و شاداب کرنے کے لیے مہیا نہ کر دیا ہو۔ اور یہ جو کہہ رہا ہوں تو:

و الشمس رضاعا
و القمر اذا تلاها
و النہار اذا جلاھا
و الیل اذا یغشاھا
و السماء وما بناھا
و الارض وما طعھا

آفتاب کی اور اسکی شعاعوں کی قسم،
جنکی حرارت زمینوں کو معتدل بناتی ہے
اور چاند کی، جب وہ اس کے بعد نکلتا ہے
اور زمین کی قوت نمرو کو متاثر کرتا ہے،
اور دن کی، جب وہ آفتاب کو نمایاں
کرتا اور رات کی، جب وہ آفتاب کو
چھپالیتی ہے، اور اسطرح زمین کے

(۶:۹۱)

نشر و نما کو اپنے وقت پر آسمان سے مدد ملتی ہے۔ پس اسکی بھی قسم، اور دراصل اسکی، جس نے اسکی تمام موجودات کو بنایا، اور نیز زمین کی، اور اس حکیم و قدیر کی، جس نے زمین کو طرح طرح کے اشجار و اثمار کا ایک دسترخوان نعمت بنا کر بچھا دیا ہے۔ ۱۱

بیج کا اخیری وقت اور انتظار

جس طرح بارود کی سرنگ طیار ہو جاتی ہے، اور اس کے پھٹنے پر پھر پہاڑ کے ریزہ ریزہ ہو جانے کیلئے صرف ایک چنگاری کی کمی

باقی رہ جاتی ہے۔ اور جس طرح سوکھی لکڑیوں اور خشک برگ و گیہ کے دھیرے مشتعل ہونے کیلئے صرف دیاسلا کی ایک تیلی اور اس کی رگڑ کی ضرورت ہوتی ہے، جو آگ کا ایک ذرہ اشتعال پیدا کرے، شعلوں کا ایک تنور گرم کر دے۔ بالکل اسی طرح کار ساز قدرت نے زراعت و کاشتکاری کا تمام سامان مہیا کر دیا ہے اور صرف ایک بیج ہی کی ضرورت ہے، جو ہوشیار ہاتھوں سے زمین پر گرے، اور اس تمام ساز و سامان نمودار و ظہور کو ضائع جانے سے بچالے۔

اس دھقان کی قسمت پر کسے رونا نہ آئیگا، جسے برسوں کے بعد اچھا موسم اور عمدہ بارش نصیب ہوئی ہو۔ جس کے لیے زمین طیار اور رقت مساعد ہو۔ ہل پھر چکا ہو، اور صرف تخم ریزی کے دائروں کا زمین انتظار کر رہی ہو۔ لیکن یہ تمام ساز و سامان ضائع جا رہا ہو، اور جس نے اسی وقت کے انتظار میں بے چین راتیں اور مضطرب دن کاٹے تھے، وہ یا تو بالکل بے خبر ہو، یا اٹھ بھی تربیع ڈالنے کی جگہ پانی کے ڈول بھر بھرے پھینکے لگے، یا فصل کاٹ کر جمع کرنے کیلئے ایک گھر بنانا شروع کر دے، حالانکہ جس بیج سے فصل طیار ہوگی، اب تک اس کا ایک دانہ بھی زمین پر نصیب نہیں ہوا ہے!

پھر کہتا ہوں کہ آج عالم اسلامی کی زمین اپنی طلب میں بیقرار ہے، اسکی خاک کے ذرے ذرے سے فغان طلب اور عشق مقصود کی صدائیں آتھ رہی ہیں۔ اس کا چپہ چپہ اپنے مطالب پر پکار رہا ہے، مگر پانی کیلئے نہیں، روشنی کیلئے نہیں، آفتاب کیلئے نہیں، اور گوان میں سے ہر شے زمین کی روئیدگی اور بیج کی بالیدگی کیلئے ضروری ہو، مگر ان میں سے کسی کے لیے بھی نہیں۔ صرف بیج کیلئے، ایک عمدہ اور سالم بیج کیلئے، اور صرف بیج کیلئے۔ کیونکہ بیج کی بالیدگی کیلئے ان تمام چیزوں کی ضرورت ہے، پرانے لیے بیج کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بیج کے بعد یہ سب مفید ہیں، پر بیج، بغیر ان میں سے کوئی چیز بھی کار آمد نہیں ہو سکتی!!

ان هذا صراطی مستقیم

فاتبعوا ولا تتبعوا السبل، فنفرق عن سبیلہ، ذلکم صامک
بہ، لعلمک تنقرون (۱۰۵:۶)

میں نے کہا کہ صرف بیج کی ضرورت ہے، آدر کسی شے کی نہیں اور ہمیشہ یہی کہتا رہوگا۔ مگر سوال یہ ہے کہ وہ بیج کیا ہے؟ کیا ایک انجمن، جسکی بہت سی شاخیں ہوں؟ ایک فنڈ، جس میں بے شمار رپیہ ہو؟ ایک دفتر، جس میں کسی خاص قول و قرار پر بہت سے دستخط ہوں؟ کوئی شاندار اسکیم، جسکی بے شمار دفعات ہوں؟ کوئی عہدہ داروں اور ممبروں کا مجمع، جنکے لیے بہت سے القاب و خطابات ہوں؟ کوئی بڑے بڑے شاندار کاموں اور دنیا بھر کی ضرورتوں کو اپنے میں جمع کر دینے والا ادعا، جس میں از سر تا پا مدد و مددے ہوں؟

نہیں، کیونکہ یہ تمام چیزیں تو اُس سے منقون اور لمعنوں میں مہیا ہو جاسکتی ہیں، پر وہ ان سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ تلاش تو بیج کی ہے، جو ہر قوت نمرو بخشنے والی چیز ہے، کام لے، اور پھر ایک درخت بن کر شاخیں، پتے، ٹہنیاں، اور پھل پھول، سبھی کچھ پیدا کر دے۔ آج بیج کو بار آور کرنے والے اسباب موجود ہیں پر وہی نہیں ہے، جس کے بغیر ان میں سے کوئی بھی کام نہیں دیسکتا۔

تنور گرم ہو جاتا ہے تو بہت سی انگلیٹھیاں اس سے گرم کر لی جاسکتی ہیں، پر انگلیٹھی تنور کا تو کام نہیں دیسکتی!

پھر وہ کونسی شے ہے ؟ ؟

پس میں کہتا ہوں، 'اور از فرق تا بقدم ایک صدائے ربانی بنکر کہتا ہوں۔ جبکہ یقین کی وہ لازوال طاقت میرے ساتھ ہے' جسکے لیے کبھی فنا نہیں۔ جبکہ وہ بصیرۃ الہی میرے دل کے اندر موجود ہے 'جسمیں تبہی تذلل و تذبذب نہیں۔ اور جبکہ وہ شہادت ایقانی میرے سامنے ہے' جسکی رویت میں کبھی دھوکا اور فریب نہیں۔ کہ زندگیاں اور کامیابیوں کا وہ تخم مقدس، کوئی انجمن، کوئی اسکیم، کوئی بے شمار خزانہ، کوئی عہد حفاظت، کوئی اقرار خدمت، غرضکہ دنیا کی کوئی آواز اور انسانوں کی کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی، مگر

صرف وہ ایک ہی تحریک حق و صداقت، جو مسلمانوں کو انکی حیات انفرادی و ملی کی ہر شاخ میں "مسلمان"

بننے کی دعوت دے، اور اپنی اس آواز کو انکے تمام مغاور و کبار، رجال و اناث، اعلیٰ و ادانی، شہری و دیہاتی، عوام و خواص، غرضکہ ہر فرد ملت کے دل و جگر میں آثار دے کہ :

یا ایہا الذین آمنوا ! اے وہ لوگو کہ ایمان اور اسلام کے مدعی ہو !
اصخلوا فی السلم صرف دعویٰ کافی نہیں، اگر زندگی چاہتے ہو
ثاقہ ولا تتبعوا خطرات تو اسلام میں پورے پورے آجاؤ، اور شیطان
الشیطان ! انہ لم کے قدم بقدم نہ چلو ! وہ انسانی
عذر مبین !! ہدایت اور ارتقاؤ، عروج کا ایک بالکل
کھلا دشمن ہے ! (۲: ۱۳۶)

اور اس طرح آثار دے کہ خدا کے بندے پھر صرف اسی کے ہو جائیں۔ اس کے رشتے سے توڑے ہوئے پھر اسی کے ساتھ جڑ جائیں، اس کے دروازے سے بھاگے ہوئے پھر اسی کی غلامی کی زنجیریں پہن لیں۔ اس کے چاہنے والے پھر ہر طرف سے کٹکر صرف اسی کو پیار کرنے لگیں۔ اس کے پکارنے والے پھر اسی کی جستجو میں نکل جائیں، اس سے غفلت کرنے والے پھر اُس روئے ہوئے کر مٹا لیں۔ اور اس ایک کی غلامی کا حلقہ پہن کر تمام دنیا کو اپنا غلام بنانے والے، پھر اسی کی چوکھٹ پر جھک جائیں۔ تا کہ اس کے آگے جھک کر سب کے آگے سر بلند ہوں، اور اس کے آگے جبین نیاز جھکا کے سب کو اپنے آگے منسجود دیکھیں۔ یعنی ہجر کے بعد پھر رمال کی بزم آرائی ہو۔ محرومی کے بعد پھر کامرانی کے راز و نیاز ہوں، اور نامرادی کے بعد پھر دولت مقصود و مطلوب سے دامن و آستین امید مالا مال ہو جائے !!

وہو الذی یقبل التربة " اور وہی عفو اور رحیم تو تمہارا معبود
عن عباده و یعفوا کارساز ہے، کہ اس کے بندوں نے خواہ کتنی
عن السيئات و یعلم ہی اُسکی لافرمائیاں کی ہوں، اور
ما تفعلون، و خواہ کتنی ہے سخت مصیبتوں میں
یستجیب، الذین مبتلا ہو گئے ہوں، لیکن جب وہ اس کے آگے
آمنوا و عملوا توبہ کا سر جھکاتے ہیں، اور ہر طرف سے
الصلوات و یزید ہم کٹکر صرف اسی کے ہو جانا چاہتے ہیں،
من فضله (۲۴: ۲۴) تو وہ انکی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے اور
انکی خطاؤں سے درگزر کر دیتا ہے۔ اور تم لوگ جو کچھ کر رہے
ہو اے رقی رقی معلوم ہے۔ اور پھر جو لوگ اُسکے احکام پر ایمان
لے اور اعمال صالحہ اختیار کر لیں، تو وہ اُن پر اپنی رحمت کا
دروازہ کھول دیتا ہے، انکی دعاؤں کو سنتا ہے، اور انکی آرزوؤں کو
پورا کرتا ہے، اور اپنے فضل بندہ نواز سے انکو انکے حق سے بڑھکر اسکا
بدلہ دیتا ہے !!

اور پھر صدا سے میرا مقصد کیا ہے ؟ صداؤں کی ترکیبی بھی کمی نہیں رہی ہے۔ زبانوں نے ہمیشہ قدموں سے زیادہ کلم کہا ہے، اور دنیا میں ہمیشہ خاموش رہنے والوں سے چیخنے والوں کی تعداد زیادہ رہی ہے۔ پس صدا سے مقصد وہ آواز نہیں ہے، جو کھوکھلے سینوں، تاریک دلوں، اور بے سوز حلقوں سے اُٹھکر، دوسروں کے اندر وہ چیز پیدا کرنا چاہتی ہے، جو خود اس کے اندر نہیں ہے :
اتا مروا الناس بالبرر تنسون انفسکم (۲: ۴۱) اور وہ انسانی آواز یں بھی مقصد نہیں ہیں، جو کوکتے ہی اچھے ارادوں اور دلغریب خواہشوں کے اندر ملفوف ہیں، مگر خود انکے اندر ایک صدائے معص اور آواز تہی سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے۔

بلکہ میں اُس صدائے رعد آسائے قلب شکن، اور ندائے ضلالت رباع ہوش افگن کی طرف اشارہ کر رہا ہوں، جو کوانسانوں کے حلقوں سے نکلتی ہو، مگر دراصل ہدایت ربانی اور ترقیق حقانی کی ایک صدائے مقلب القلوب ہو، جس نے لسان عباد کو اپنا ظاہر بنا لیا ہو۔ اور حق و صداقت کا ایک حسن مخفی ہو، جو انسانی خال و خط کے اندر سے اپنے جمال حقیقی کی شعاعیں دکھلا رہا ہو۔ یعنی وہ صدا، جسکا مبدع زبان کی حرکت کی جگہ دل کا اضطراب ہے۔ جسکے اعلان کے لیے حلق سے اُٹھنے والی آوازیں نہیں بلکہ دل کے پھوکنے اور توڑنے کی آواز مطلوب ہے جسکے سننے کے لیے دنیا کی تمام آوازوں کی طرح کان کی ضرورت نہیں بلکہ دل کی ضرورت ہے۔ جو گویائی کی زبان سے نہیں، بلکہ خاموشی کے لبوں سے بولتی، اور انسان کے پردہ ہائے سماعت سے نہیں، بلکہ ایران قلب و روح کی دیواروں اور معبرابوں سے ٹکراتی ہے !!

لسانی اعیمی فی الہموی، وہو ناطق

و دمعی فصیح فی الہوی وہو اعجم

کیونکہ گویا پھر وہ آواز انسانی جماعتوں اور فردوں سے اُٹھتی ہے، مگر دراصل اس راز حقیقت کا نغمہ کچھ آواز ہی ہوتا ہے اور اس معمل صورت کے اندر ایک دوسری ہی لہلی ہے، جسکے حسن حقیقت کا جمال خلوت گزیر مخفی ہوتا ہے۔

بلفاظ سادہ تر

بہتر ہے کہ میں اپنے مطلب کو زیادہ واضح کردوں۔ میرا مقصد اُس صدائے دعوت سے ہے، جو محض آجکل کی مصطلحہ تحریک اور ایک رسمی آواز ہی نہ ہو، بلکہ اسکی داعی ایک ایسی جماعت ہو، جو اپنی زبانوں کی طرح اپنے اعمال کے اندر بھی ایک صدائے دعوت رکھے۔ جو سر سے لیکر پیر تک اُس دعوت کا ایک پیکر مجسم ہو، جو دنیا کو اللہ کی طرف بلانے سے پہلے خود اللہ کے لیے ہو چکی ہو۔ اور بیماروں کو نسخہ دینے سے پہلے خود بھی اپنے لیے نسخہ لکھ چکی ہو۔ اس کے اندر حقیقت اسلامیہ کی عملی روح ہو۔ اسکا دل جمال الہی کا مسکن، اور اسکا چہرہ حسن حقیقت کا حجاب ہو۔ وہ دنیا کی تمام طاقتوں اور ماسوا اللہ قوتوں سے باغی ہو کر صرف خدائے اسلام کی وفادار اور تابع احکام ہو، اور ایک کے استغراق و استہلاک میں اس طرح فنا ہو گئی ہو، کہ پھر دنیا کی صدھا قراء شیطانیہ کیلئے اس کے پاس کوئی متاع باقی نہ رہی ہو، اور ہر آن رہو لمعہ اُسکے اعمال کی زبان حال "من رآنی فقد رآہ الحق" کی صدائے توحید سے غلبہ انداز اقلیم روح پر معنی ہو۔ واللہ در ما قال :

انا من اہوی، و من اہوی انا

نحن روحان حللنا بدنا

فاذا ابصر تنی، ابصرته

واذا ابصرته، ابصرتنا

میں یہ امر ملحوظ رہیگا کہ کسی حالت میں بھی اس قسم کے اعضاء کی تعداد ۱۵ سے زیادہ نہ ہونے پائے۔

لارڈ کرمر کے عہد میں مصر میں دو مجلسیں تھیں: ایک مجلس شوری القوانین اور دوسری جمعیۃ عمومیہ۔ اول الذکر کا کام وضع قوانین تھا اور دوسرے کا انفاذ قوانین۔ گویا یہ ایکزیکیوٹو اور ایجوکائیو کونسلوں کی قائم مقام تھیں۔ گر جمعیۃ عمومیہ کے اوصاف و احکام کی پابندی حکومت کے لیے لازمی نہ تھی۔

رعایا کے سینوں کو ہمیشہ گونہ گون خوشگوار امیدوں کا تفرجگاہ رکھنا، انگریزی قوم کی ما بہ الامتیاز خصوصیت ہے۔ لارڈ کرمر نے اپنی آخرین رپورٹ میں مصریوں کو امید دلائی تھی کہ اگر وہ وطنی جدوجہد سے باز آجائیں تو عنقریب انکونیاہتی اصول پر ایک مجلس دی جائیگی۔ لارڈ کرمر کے عہد تک مصر کی دونوں مجلسوں کی کارروائی ایسے حریم اسرار میں ہوا کرتی تھی کہ جمہور کو یہاں کی تمام کارروائیوں میں سے صرف اپنی قسمت کا فیصلہ ہی معلوم ہوتا تھا۔

لارڈ کرمر کے بعد سر ایلین گورسٹ معتمد برطانیہ مقرر ہوئے۔ مجلس مرعہ کا رقت ابھی شاید نہیں آیا تھا، اس لیے اسکے متعلق تو امیدیں ہی امیدیں رہیں۔ البتہ اتنی نوازش کا اظہار کیا گیا کہ ایوان مجلس کے دروازے وقائع نگاروں کے لیے کھول دیے گئے۔ غالباً ہندوستان کے تجربے کے بعد فارٹین کرام کو یہ سکے بالکل تعجب نہ ہوگا کہ ان دونوں مجلسوں کی تمام زندگی میں صرف ایک واقعہ ہی قابل ذکر ہے۔

مصر پر انگریزی پنجے کی گونف کسیقدر مضبوط ہو چلی تھی، اس لیے امید تھی کہ اب اس کی فرمائشیں کبھی مسترد نہ ہونگی۔ یورپ کے نقطہ نظر سے نہر سوئز کی اہمیت معلوم ہے کہ اس کو کلید عالم سمجھیے تو بجا ہے۔ لیکن دراصل یہ مصری ملکیت ہے اور اسماعیل پاشا کی بد بختانہ غفلت سے انگریزوں کے ہاتھ چلی گئی ہے۔ اب اس کے معاہدے میں بہت زیادہ مدت باقی نہ رہی تھی۔ اس لیے ایندھ کیلئے اس کی توسیع مدت کی تجویز پیش کی گئی۔

تعلیم یافتہ جماعتوں نے اس تجویز کے خلاف نہایت سختی سے صواب احتجاج (پروٹسٹ) بلند کی۔ اور اس طرح اس کے خلاف ایجنی ٹیشن پیدا کیا گیا کہ اس کی آواز بازگشت ہر درو دیوار سے آنے لگی۔ خدیو کی برائے نام حکومت مجلس شوری اور جمعیۃ عمومیہ سے مشورہ کرنے کے لیے مجبور تھی۔

لیکن انگلستان کے زر خرید غلام مرقس بک سمیکہ قبطی ممبر کے علاوہ، دونوں مجلسوں کے تمام ممبروں نے بالاتفاق اس تجویز سے اختلاف کیا، اور پوری جرات سے تجویز مسترد کر دی۔ اسی اختلاف کا نتیجہ تھا کہ انگلستان اس عہدہ اپنی کوشش میں ناکام رہا، اور آئندہ پھر اسے ایک دوسری کوشش کرنی پڑے گی۔ دونوں مجلسوں کی اس جرات نے اپنے آپ کو انگلستان کی نگاہوں میں سخت مبغوض کر دیا۔ اور غالباً اسی رشت سے طے کر لیا گیا کہ کسی نہ کسی طرح دونوں کو توڑ دیا جائے۔

اس مجوزہ مجلس کی تقریب میں ظاہر کیا گیا ہے کہ اس کا مقصد مصر میں بتدریج پارلیمنٹری حکومت کو رر شناس کرانا ہے۔ مگر ارباب نظر جانتے ہیں کہ یہ ایک کھلونا ہے، جو ہندوستانیوں کی طرح مصریوں کو بھی اس لیے دیا گیا ہے، تاکہ وہ اسی میں بہل جائیں، اور اس طرح اراچے رہیں کہ تخلیۃ وطن کے مطابق سے غافل ہو جائیں، اور (حسب تجویز ڈائمس) افریقہ میں سب سے پہلی اور سب سے آخری اسلامی سلطنت کو بھی ”شاہنشاہی انگلستان کی آغوش شفقت و پناہ میں بے غل و غش جگہ مل جائے“! فیا لیدم یعلون ای معلب یقبلون!

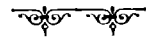
جبکہ میرا اشارہ ایک ایسی جماعت کی طرف ہے، تو پھر کیوں متعجب ہوتے ہو اگر میں نے اس کی صدا کتر صدا حق اور اس کے جمال کو جمال الہی کہا؟ حالانکہ جو نفوس قدسیہ نفس و شیطان کے تسلط کی زنجیریں توڑ کر ”حقیقت اسلامیہ“ کی معریت و خود فروشی کے مقام کو اپنے اوپر طاری کر لیتے ہیں، یعنی اپنی تمام قوتوں اور خواہشوں کے ساتھ اللہ کے ہاتھ بک جاتے ہیں، اور ہر طرف سے گردن موڑ کر صرف اسی قبلۃ اراج و کعبۃ قلوب کے آگے منہ کر لیتے ہیں، پھر وہ ”مسلم“ ہوتے ہیں، اور ”اسلام“ کے معنی گردن کے رکھ دینے، حوالہ کر دینے، اور جھکا دینے کے ہیں۔ پس جمال الہی ان کی تمام قوتوں کا احاطہ کر لیتا ہے، اور ان کی ہر چیز کو اپنے حسن کی تجلیات کا آئینہ بنا دیتا ہے۔ وہ بولتے ہیں تو اللہ کی آواز نکلتی ہے، چلتے ہیں تو اللہ کے پانوں سے چلتے ہیں، اور دیکھتے ہیں تو اللہ کی بصیرت سے دیکھتے ہیں:

گفتن او گفتن الله بود

گرچه از حلقوم عبد الله بود

صحیح بخاری کی مشہور ”حدیث دلی“ تم کو یاد ہوگی:

فلما احببته کنت سمعہ
الذی یسمع بہ، و بصرہ
الذی یربہ، و یدہ
الذی یبطش بہا،
و ساقہ الذی یتکلم
بہ، و لکس سألنی
لا عطیفہ، و لکس
استعاذنی لا عیذہ
(بخاری- کتاب التواضع)
میری طرف آتا ہے، اے پناہ دیتا ہوں، اے
دوراء ذاک فلا اقول، لانی
سرلسان النطق عنہ اخرس

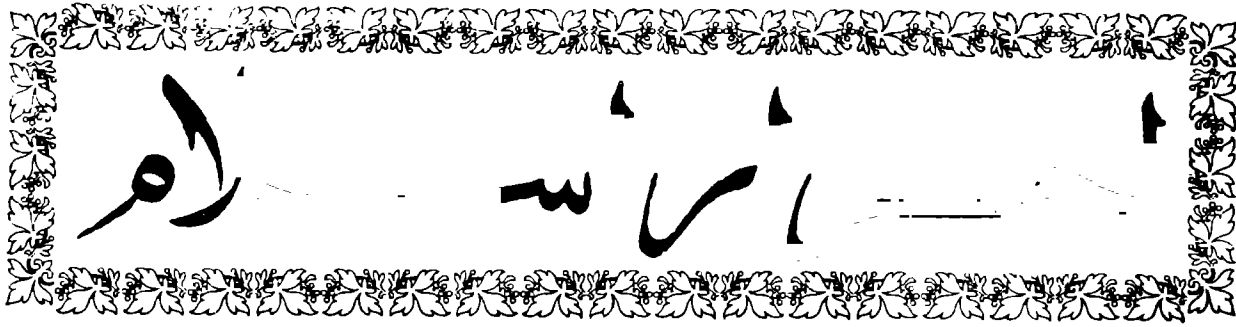


مصر کیلئے بڑی دھارم اسکیم



اچکل مصر کے تمام اخبارات اس جدید قانون پر بحث کر رہے ہیں، جو سنہ ۱۸۸۳ ع کے قانون نظامی کے قلم مقام ہوگا، اور ”مجلس شوری القوانین“ اور ”جمعیۃ عمومیہ“ کے بدلے ”جمعیۃ تشریعیہ“ کو (یہی اس کا نام تجویز کیا گیا ہے) قائم کریگا۔ اس کے اعضاء کی تعداد اتنی ہی ہوگی، جتنی کہ جمعیۃ عمومیہ کے اعضاء کی ہوتی تھی۔ ان اعضاء کا انتخاب اس اصول پر ہوگا کہ فی ہر لاکھ آدمی ایک عضو لیا جائیگا۔ اس اصول کی بنا پر قاہرہ سے ۴ - اعضاء لیے جائیں گے۔ اسکندریہ سے ۳ - غریبہ سے ۷ - بحریہ سے ۶ - دھام جزا - کل منتخب اعضاء کی تعداد ۶۶ - ہوگی۔

ان منتخب اعضاء کے علاوہ ۱۵ - اعضاء کو خود حکومت نامزد ہوگی۔ اس نامزدگی میں مختلف فرقوں اور پیشوں کی نسبت باہمی کا لحاظ رکھا جائیگا۔ یہ وہی مسئلہ ہے جس پر ہندوستان میں ہندو مسلمان باہم جرتی پیزار کرچکے ہیں اور کر رہے ہیں۔ قبطی ۸ - لاکھ ہیں۔ اب فرض کر کے ان کے در ہی ممبر منتخب کرے، تو اس ۱۵ - میں دو قبطی مقرر کیے جائیں گے، تاکہ فی ہر لاکھ نفوس میں ایک عضو کا قاعدہ محفوظ رہے۔ فرقوں کے علاوہ پیشہ ور جماعتوں، اطباء، رکلاء، علماء مذہب وغیرہ کی طرف سے ہی مندرب (ڈیلیگیٹ) لیے جائیں گے۔ لیکن ان تمام نامزدگیوں



الہدیۃ فی الاسلام

نظام حکومت اسلامیہ

و امرہم شوریٰ بیدہم (۴۲ : ۳۶)

(۱)

تمام دنیا میں جمہوریت کے خیالات پھیل رہے ہیں، شخصی استبداد و مطلق الحکمی سے ہر جگہ نفرت کی جا رہی ہے، اور اس حقیقت کا اعتراف پیہم ہے کہ قانونی و سیاسی آزادی میں تمام انسان مساوی الرتبہ ہیں۔ قوم کو اپنے ثمرات ملک سے تمتع کا حق حاصل ہے۔ وہ اس حق میں دوسروں پر مقدم ہے۔ دنیا کی تمام قومیں اس حقیقت پر ایمان لا چکی ہیں، اور ہر ممکن ذریعہ و کوشش سے اس کے حصول کیلئے کوشاں ہیں۔ بعض کوششیں ہدف مقصود تک پہنچ چکی ہیں، اور بعض پہنچنے کے قریب ہیں۔

لیکن مسلمان جو دنیا کی آبادی کا پانچواں حصہ ہیں، اب تک اس حقیقت سے بیخبر ہیں، اور جو باخبر ہیں وہ اس کے تصور میں اسکی صورت مہیب ہے۔ حالانکہ اس حق طلب اور دادخواہ جماعت میں سب کے آگے مسلمانوں کو ہونا چاہیے تھا، کیونکہ انکا پیغمبر دنیا میں صرف اسلیئے آیا، تاکہ انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نجات دلائے۔

یورپ کی قومیں دور سے کھڑی مسلمانوں کے اعمال و حرکات جہل عن الحقیقۃ کا تماشا دیکھ رہی ہیں۔ ہم کو ازراہ لطف و کرم اس راستے کے شدائد و خطرات سے مطلع کیا جاتا ہے، اور وعید و تہدید کی کڑک میں یہ تنبیہ کرنے والی آواز سنائی دیتی ہے کہ ”دیکھنا! اس زنجیر کو جس سختی سے کاٹنا چاہو گے، اسی سختی سے یہ پاؤں میں آرزو زیادہ لپٹ جائیگی“ اکثر واعظین سیاست ازراہ شفقت و نصیحت دینی ہم کو یہ بھی تلقین کرتے ہیں کہ حریت حکومت کیلئے اس قسم کی کوششیں اور جد و جہد، تعلیمات قرانیہ کے خلاف اور تاریخ اسلام کے منافی ہیں۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ واقعات تازہ نے مسلمانوں کی حسیات زندہ کر دیے ہیں، انکو اپنا از یاد رفتہ خواب پر یاد آگیا ہے۔ اتباع احکام ربانی کیلئے ان میں ایک نیا ولولہ پیدا ہو گیا ہے، اور اسلام کی حریت و آزادی کے اسباق پر پھر انہوں نے نظر ڈالنے شروع کر دی ہے، اسلیئے انکے ناصحین و مشفقین سیاست کو انکی ہدایت سے مایوس ہو جانا چاہیے کہ انکا اب گمراہ ہی ہونا انکے حق میں ہدایت سے بہتر ہے۔ واللہ یمہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

نوبت زہد و فرشتہ ان ریا کار گذشتہ

وقت شادی و طرب کردن زندان برخاست!

اسلام خرد اپنے بیان کے مطابق ”ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و

فی الآخرة حسنة“ دین و دنیا کی اصلاح کیلئے آیا تھا، اور اسی لیے دونوں جہان کی برکات اس کے ساتھ تھیں۔ پھر اگر یہ فرص کر لیا جائے کہ اسلام کے خزانہ ہدیت میں حسنات سیاست دنیاری کا وجود نہیں، تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ نصف خدمت انسانی کی انجام دہی سے وہ مقصر رہا، جسکا تخیل بھی کوئی مسلمان نہیں کر سکتا، اسلیئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان اسلام کے کارنامہ عامے سیاسیہ اور طرق اصلاح حکومت دنیویہ سے آج واقفیت حاصل کرے۔

ظہر الفساد فی البر والبحر

آج سے ۱۳۳۱ - برس پہلے کا واقعہ ہے کہ دنیا استبداد و استبداد کے عذاب الیم میں مبتلا تھی۔ غلامی کی زنجیروں نے اسکا بند بند جکڑ رکھا تھا، فرمانروایان ملک، امراء شہر، رؤساء قبائل، اپنے اپنے حاکم فرمانروائی میں ”ارباباً من دین اللہ“ تھے، اور انکے ہاتھ میں انکے اطاعت گزار اور پیرو با لکل مثل معدوم الارادة آلات عمل کے تھے، جنکی زندگی کا موضوع واحد صرف اپنے قادر قابض کی تکمیل ہوائے نفس، و اتباع مرضات تھا۔ صداقتوں کی حقیقت اور امور و واقعات کی صداقت کا فیصلہ سلاطین و امراء کے چشم و ابرو کا ایک اشارہ، اور ملوک و رؤساء کے کلم و دہن کی ایک جنبش کرتی تھی۔ مسیح سے ۱۷۰۰ - برس پہلے، ذات شاہی ہر تقدیس سے متصف، ہر احترام فوق العادہ سے مقدس، اور ہر نقص و عیب سے مبرا تھی، کیونکہ وہ خدا تھی، خدا کا سایہ تھی، یا کم از کم مرتبہ انسانیت سے ایک بالاتر شے ضرور تھی!

فراعنة مصر دیوتا تھے۔ اسی ایسے مصر کے ایک فرعون نے مسیح سے ۱۷۰۰ - برس پہلے اپنے درباریوں کو کہا تھا ”انا ربکم الاعلیٰ یعنی موسیٰ کا خدا کون ہے؟ تمہارا بڑا خدا تو میں ہوں“ کلدانیوں کے ملک میں نمرود بابل کی پرستش کیلئے ہیکل بنتے تھے، ہندوستان کے راجہ دیوتاؤں کے اوتار بنکر زمین پر اترتے تھے، روما کا پوپ خدا کے فرزند کا جا نشین تھا، اور اسکا آستانہ قدس سجدہ کا ملوک و سلاطین۔

روم کے قیصر اور فارس کے کسریٰ، گور دیوتا نہ تھے، لیکن فطرۃ بشریہ سے منزہ، اور مرتبہ انسانیت سے بلند تر ہستی تھے، جنکے سامنے بیٹھنا ممنوع، جنکے سامنے ابتداء کلام گذہ، جنکا نام ایذا سوء ادب، اور جہمی شان میں ادنیٰ سا اعتراض بھی موجب قتل تھا۔ بیت المال ملکی سامان مصرف، رعایاے ملک غلامان درگہ شاہنشاہی تھے۔

دنیا اسی تعبد و غلامی اور ذلت و تحقیر میں تھی کہ بحر احمر کے سواحل پر ریگستانی سرزمین میں ایک ”عربی پادشاہ“ کا ظہور ہوا، جس نے اپنے معجزانہ زور و توانائی سے قیصر و کسریٰ کے تخت آلت دیے، بابائے رزمۃ الکبریٰ کے ایوان قدس کی بنیادیں ہلا دیں، تعبد و غلامی کی زنجیروں اسکی شمشیر غیر آہنی کی ایک ضرب سے کٹ کر ٹکرے ٹکرے ہو گئیں، اور استقلال ذات و فکر، حریت، خیال و رائے، شرف و احترام نفس، مسارات حقوق، اور ابطال شاہنشاہی کی روشنی دنیائے

اضعہ من دمالنا سب سے پہلے میں خود اپنے عم زاد
دم ابن ربیعۃ الحارث ! بھائی ابن ربیعہ بن حارث کا خون
(الحدیث : صحاح) فراموش کرتا ہوں ۔

یہ ایک آواز تھی جس سے عرب کے پر شرور و شرف نصاب میں سکوت طاری
ہو گیا ، امن عام کا ابر چھا گیا ، حکومت الہی کے اس داعی کے
نصرانی شہزادہ طے سے فرمایا تھا کہ ”عرب کی بے اطمینانی سے
نہ گہراؤ ۔ وہ وقت آئیگا کہ ایک بڑھیا سونا اچھالتی ہوئی عرب کے
ایک گوشے سے دوسرے گوشے میں نکل جائیگی“ اور کوئی اس سے
تعرض نہ کریگا“ پس وہ وقت آ گیا کہ بڑھیا سونا اچھالتی ہوئی ایک
گوشے سے دوسرے گوشے میں نکل گئی اور کسی نے اس سے تعرض
نہ کیا ۔

تاسیس اصلاحات حکومت

اس سلسلہ میں یہ عجیب بات ہے کہ اسلام نے حکومت اسلامی
کا جو نظام قرار دیا ، وہ ایک ایسی چیز تھی ، جو اس کے گرد و پیش
کے نظامات حکومت میں کہیں بھی موجود نہ تھی ۔ اس نے ایک
باقاعدہ قانونی و جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی ۔ حقوق عامہ کی
تشریح و تعین کی ، تعزیرات و حدود و جرائم کے مناصب قائم
کیے ۔ مالی ، ملکی ، اور انتظامی قوانین وضع کیے ، عدل و انصاف
کی تعلیم دی ، قانونی تسامح و استثناء شخصی کی ممانعت کی ،
شخصی حکومت و ذاتی امتیاز کو یک قام مٹا دیا ۔

یہ مجمل بیانات ہیں جنکی تفصیل و اثبات کیلئے موجودہ
اصل جمہوریت و عمریت کی بنا پر متعدد مباحث طے
کرنے چاہئیں ۔

نظام جمہوریت

ایک بہتر سے بہتر حکومت کے تخیل کے لازم کیا ہیں ؟ اس کے
جواب میں ہم اڑا موجودہ سیاسی لٹریچر آن دفعات سے بہتر کوئی
شے نہیں پیش کر سکتا ، جو (انقلاب فرانس) کے شدائد و مصائب
کے بعد اٹھارہویں صدی میں مرتب ہوئے ، اور جن پر آج جمہوری
حکومتوں کا عمل ہے ۔ یعنی :

(۱) حکومت جمہور کی ملک ہے ، وہ ذاتی یا خاندانی
ملک نہیں ۔

(۲) تمام اہل ملک ہر قسم کے حقوق و قانون میں مساوی
ہیں ۔

(۳) رئیس مملکت (پریسیڈنٹ) جسکو اسلام کی اصطلاح میں
امام یا خلیفہ کہتے ہیں ، اسکا تقرر ملک کے انتخاب و اختیار عام سے
ہو ، اور اسکو دیگر باشندگان ملک پر کوئی ترجیح نہ ہو ۔

(۴) تمام معاملات ملکی اور امور انتظامی و قانونی ملک
کے اہل الرائے (مختص) کے مشورہ سے انجام پائیں ۔

(۵) بیت المال یا خزانہ ملکی عام ملک کی ملکیت ہو ۔
رئیس کو بغیر مشورہ ملک و اہل حل و عقد کے اس پر
تصرف کا کوئی حق نہ ہو ۔

حکومت جمہور کی مالک ہے ۔ وہ ذاتی

یا خاندانی ملک نہیں

یہ بحث درحقیقت زبدہ مباحث اور خلاصہ جمہوریت
ہے ، اور آئندہ ہی تمام بحثیں درحقیقت اسی اصل کی فرع اور
متعلقات ہیں ۔ اس دعوی کے اثبات کیلئے کہ ”اسلام میں حکومت
جمہور کی ملک ہے“ اور کسی خاص شخص کی ذاتی یا خاندانی
ملک نہیں“ بہترین دلیل خود اسی کی زبان ہے ۔ قرآن مجید
کا یہ حکم ہر شخص کو معلوم ہے :

قدیم (۱) کے قلب سے نکل کر تمام دنیا میں پھیل گئی ۔ شاہان عالم
مرتبہ قدسیت و معصومیت سے گر کر عام سطح انسانی پر آ گئے ،
اور عام انسان ، سطح غلامی و حیوانیت سے بلند ہو کر مصر
و بابل کے دیوتاؤں اور رزم و ایران کے قیصر و کسری کے پہلو بہ پہلو
کھڑے ہو گئے ، اور بقول گن (مشہور مورخ) ”قوائے عمل و زندہ دلی
جو صومعوں اور خانقاہوں میں پڑی سوتی تھی ، عسکر حجاز کی آواز
دھل سے چونک پڑی ، اور اسلام کی اس نئی سوسائٹی کا ہر ممبر
حسب استعداد فطرت و حوصلہ اپنے اپنے مرتبے پر پہنچ گیا“ (۲)

یہ معجزانہ قوت و توانائی کیا تھی ؟ جلال روحانی سے بھری
ہوئی ایک آواز تھی ، جو برقیس کی پہاڑی سے بلند ہوئی ، اور
جس سے گنبد عالم کا گوشہ گوشہ گونج اٹھا ، کہ اے اہل عالم !

تعالوا الی کلمۃ سواء او ، ایک بات جو اصولاً و عقلاً ہم میں
بیننا و بینکم ان لانعبد تم میں متفق علیہ ہے ، اسکو عملاً بھی
الا اللہ ولا نشکر بہ تسلیم کر لیں ، یعنی خدا کے سوا کسیکی
شیئاً ولا یتخذ بعضنا پرستش نہ کریں ، نہ اسکی خدائی میں
بعضاً ارباباً من دون کسیکو شریک نہ لائیں ، اور نہ ہم خدا کے
اللہ (۳ : ۵۷) سوا ایک دوسرے کو اپنا خدا اور آقا بنائیں ۔

اس ایک آواز سے انسانی جداری و الوہیت کے بت سرنگوں
ہو کر گر پڑے ۔ شہنشاہیوں کا پر اسرار اور عجیب الخواص طلسم
ٹوٹ گیا ، بادشاہ ، خادم رعایا ۔ بیت المال ، خزینہ عمومی
اور تمام انسان مساوی الرتبہ قرار پا گئے ۔ عرب کے بادشاہ نے نہ اپنے
لیے قصر و ایوان طیار کرایا ، نہ قائم و دیبا کے فرش بچھائے ، نہ سونے
چاندی کی کرسیوں سے دربار سجایا ، اور نہ اوسنے اپنی ہستی کو
انسانیت سے مافوق بقایا ، بلکہ علی الاعلان کہہ دیا :

انما انا بشر مثکم میں بھی تمہاری ہی طرح ایک آدمی ہوں !
یہ تو عرب سے باہر کا حال تھا ۔ خود عرب کا حال کیا تھا ؟ اطراف
عرب یمن ، یمامہ ، غسان ، حیرہ ، بحرین ، عمان میں روم و فارس
کے ماتحت جو ریاستیں تھیں ، وہ تو سرتا پا رزم و ایران کے رنگ
میں رنگی ہوئی تھیں ۔ لیکن وسط عرب کی بھی حالت یہ تھی
کہ اس سے پہلے وہ بالکل مبتلائے فرضیت تھا ۔ جس طرح قبیلے
قبیلے کا خدا الگ تھا ، اسی طرح ہر ہر قبیلے کا شیخ بھی الگ
تھا ، آپس کی جنگ و جدال اور حرب و قتال نے تمام ملک کو
کارزار بنا رکھا تھا ، بے اطمینانی و بے امنی عرب کے گوشے گوشے
میں موجود تھی ، قبائل کا ایک دوسرے کے مملوکت پر غارتگری ،
بہترین کسب معاش تھی ۔ اس پر شرعے قبائل ، فخریہ قصائد
لکھتے تھے ، اور ہر شخص دوسرے کی عزت و رمل کو اپنے لیے بہترین
مصرف قرار دیتا تھا ۔

غرضکہ دنیا کے اس خشک و بے آب ملک کا چپہ چپہ انسانوں
کے خون سے سیراب کیا جا رہا تھا کہ دفعۃً سلطنت الہی کا ظہور ہوا ،
اور رادی مکہ میں عرب کے سب سے بڑے مجمع کے اندر اسکے اس
فرمان کا اعلان کیا گیا ، کہ : اے اولاد آدم !

الا ان دماءکم و اموالکم ہوشیار ہو جاو کہ آج جان اور مال کی
حرمت علیکم کحرمۃ حرمت قائم کی جاتی ہے ، جس طرح
یومکم ہذا ، فی شہرکم کہ آج کے روز کی اس شہر مکہ میں ۔
ہذا ، فی بلدکم ہذا ، اور اس ماہ حج میں حرمت ہے ۔
کل شی من اہل ہوشیار ہو کہ جاہلیت کی تمام باتیں
الجاهلیۃ تحت قدمی آج میرے پاؤں کے نیچے ہیں ۔ ایلم
موضوع و دماء الجاہلیۃ جاہلیت کی خونریزی اور اڑنے کے انتظام
موضوعۃ ران اول دم کے تمام دفعات آج سے فراموش ہوں ۔

(۱) ممل عرب دنیا کے قدیم کے قلب میں واقع ہے ، جیسا کہ بعض احادیث میں
آیا ہے اور جغرافیہ جدید سے بھی ثابت ہے ۔

بیت المال کی شخصی حرمت اور اسکا ”خزینہ عمریہ“ ہونا‘
اس امر کا محکم ترین ثبوت ہے کہ اسلام میں حکومت، جمہور
ملک کی طاقت کا نام ہے۔ وہ کوئی شخصی استبداد نہیں۔

تمام اہل ملک مراتب حقوق، قانون،

اور قواعد مملکت میں مساوی ہیں۔

در حقیقت یہ اسلام کی واضح ترین خصوصیت ہے کہ ارسکی نظر
میں آنا اور غلام، معزز اور حقیر، چھوٹا اور بڑا، امیر اور فقیر، سب
برابر ہیں۔ صہیب و بلال جو آزاد شدہ غلام تھے، سرداران قریش کے
پہرہ پہنا کر انکا نام ہے۔ اسلام کے سامنے صرف ایک ہی چیز ہے
جس سے انسانوں کے باہمی رتبے میں تفریق ہو سکتی ہے، یعنی
تقویٰ اور حسن عمل۔

ان اکرم عند اللہ اتقاکم تم میں زیادہ معزز وہی ہے جو
زیادہ متقی ہے۔ (۴۹: ۱۴)

رسول اللہ (صلعم) نے صرف ایک فقرے میں مراتب کی تفریق
کر دی:

الکرم: التقویٰ (ترمذی باب بزرگی اور بڑائی، صرف تقویٰ
مفاخرت) و حسن عمل ہے۔

لیس لاحد علی احد فضل ایک کو دوسرے پر فضیلت دینی
الا بدین و تقویٰ۔ (مشکوٰۃ) اور تقویٰ کے سوا اور کوئی حق
باب مفاخرت) ترجیح و فضیلت نہیں ہے۔

الناس کلہم بنو آدم و آدم من تمام انسان آدم کی اولاد ہیں
ترب۔ (مشکوٰۃ باب اور آدم مٹی سے بنا تھا، پس
مفاخرت) سب آپس میں برابر ہیں۔

مسارات قانونی کی اصلی تصویر صرف اسلام کے مرقع ہی میں مل
سکتی ہے۔ قانون اسلام کی نگاہ میں حاکم و محکوم اور اہل و عوام
ناس یکساں ہیں۔ کیا اسلام سے پہلے یہ ممکن تھا کہ بادشاہ اپنی
رعایا کے مقابلہ میں ایک معمولی آدمی کی طرح عدالت میں
حاضر ہو؟ حضرت عمر اور ابی ابن کعب میں ایک معاملہ کی
نسبت نزاع ہوئی۔ زید بن ثابت کے ہاں مقدمہ پیش ہوا۔
حضرت عمر جب انکے پاس گئے تو انہوں نے تعظیم کیلئے جگہ
خالی کر دی۔ حضرت عمر نے فرمایا: ”ابن ثابت! یہ پہنی
بے انصافی ہے جو تم نے اس مقدمے میں کی“ یہ کہہ کر اپنے رفیق
کے برابر بیٹھ گئے۔ (کنز الخراج)

اسی طرح حضرت امیر جب ایک مقدمہ میں مدعا علیہ پینر
آئے تو انکو مدعی کے برابر کھڑا کرنا پڑا۔ (عقد الفرید)

عہد عباسیہ میں حکومت اسلامی کی خصوصیات بہت کم باقی
تھیں، لیکن پھر بھی جب مدینہ کے قلیوں نے خلیفہ منصر پر دارالتصا
میں دعویٰ کیا، تو خلیفہ کو تنہا ان قلیوں کے دوش بدوش قاضی
کے سامنے آنا پڑا۔ مامون کے دربار میں اس کے بیٹے عباس پر ایک بڑھیا
نے نالش کی، اور شہزادہ عبس کو بر سر دربار بڑھیا کے سامنے کھڑے
ہو کر اپنے مقدمہ کی سماعت کرنی پڑی!

قانون اسلامی میں قریب و بعید کا بھی کوئی امتیاز نہیں
آنحضرت نے صاف فرما دیا:

عن عبادة بن الصامت قال خدا کے حدود یعنی خدا نے
رسول اللہ صلعم: اقدما حدود مقرر کردہ قوانین و آئین ہر
اللہ علی القریب والبعید رقیب، رشتہ دار و غیر رشتہ دار سب
ولا تأخذ کم فی اللہ لومة پر یکساں جاری کرے، اور خدا کے
لائم (ابن ماجہ کتاب معاملہ میں تم ملامت کرے
الحدود) والوں کی ملامت کی پورا نکرے۔

و شارہم فی الامر امور (۱) حکومت میں اے نبی! مسلمانوں
سے مشورہ لیے لیا کر۔ (۱۵۳-۳)

دوسری جگہ حکومت اسلامیہ کی مدح میں ارشاد فرمایا:
وامرہم شورى بینہم انکی حکومت باہمی
(۳۶: ۴۲) مشورہ سے ہے۔

ان دونوں آیتوں میں سے پہلی آیت میں حکومت کیلئے
شورہ عام کا حکم دیا گیا ہے، اور دوسری آیت میں اس حکم کی
تعمیل کی تصدیق کی گئی۔ ان دونوں آیتوں سے چند باتیں
ظاہر ہوتی ہیں:

(۱) حکومت اسلامیہ میں مشورہ عام شرط ہے۔

(۲) حکومت کی اضافت عام مسلمانوں کی طرف کی گئی
ہے، جس سے یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حکومت اسلامیہ
کسی کی ذاتی ملک نہیں بلکہ جمہور اسلام کی ملک ہے۔

(۳) تیسری بات ان سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ مسلمانوں کا
صدر اول میں اسی پر عمل تھا، کیونکہ بغیر تاریخ سے مدد لیے
ہوئے، خود قرآن ہم کو بتلاتا ہے کہ ”انکی حکومت باہمی
مشورے سے ہے“

قرآن مجید کی ان آیات میں ہم کو اپنے دعوے کے اثبات کیلئے
کسی دوسری دلیل کی احتیاج نہیں، لیکن واقعات کے سلسلہ
ترتیب اور اعدائے اسلام کی تکلیف کیلئے ہم کو چند دیگر واقعات کا
بھی اضافہ کرنا ہے جس سے اسکا عملی رخ اور زیادہ واضح ہو جائے:

(۱) آنحضرت صلعم نے اور خلفائے راشدین نے اپنا جانشین
کسی عزیز یا اپنے بیٹے کو نہیں بنایا۔

(۲) تمام معاملات ضروری میں آنحضرت اور خلفائے
راشدین مہاجرین و انصار سے خصوصاً اور عام مسلمانوں سے عمرماً
مشورہ لیتے تھے۔

(۳) خلفا کا تقرر عمرماً مشورہ عام سے ہوتا تھا۔

(۴) بیت المال عام مسلمانوں کا حق تھا۔ کبھی ذاتی
طور پر اسکو صرف میں نہیں لایا گیا، اور اسی لیے اسکا نام
”بیت مال المسلمین“ تھا۔

حالانکہ اگر اسلام شخصی حکومت کی بنیاد رکھتا تو ضرور تھا کہ
امور مذکورہ، بالکل حکومت اسلامیہ میں مفقود ہوتے۔

الغرض آیات مذکورہ کے علاوہ خلفا کا عام مجمع میں انتخاب،
آزادی و حریت کے ساتھ انکے احکام و اعمال کا انتقاد، امور
مہمہ عین خلفا کا اہل الرائے اور ارباب حل و عقد سے استشارہ،

(۱) ”امر“ کے معنی عام مفسرین نے امور جنگ کے لیے
ہیں، لیکن وہ شخص جو صدر اول کے لٹریچر سے واقف ہے
بقین کریگا کہ ”امر“ سے عمرماً باقتضای مرقع ”حکومت
و خلافت“ مراد لیا گیا ہے۔ احادیث میں سیدائیں مواقع پر لفظ
امراسی معنی میں آیا ہے، مثلاً ”من یصلح لہذا الامر“ لا یصلح عند
الامر ”ان ہذا الامر یتیم“ اور بے شمار احادیث صحیحہ میں یہ
استعمال و مدارجہ موجود ہے۔ اس بنا پر کوئی وجہ نہیں کہ صرف
امور جنگ کی تحدید کر دی جائے، اور حسب مدارجہ صدر اول عام
امور حکومت و خلافت نہ مراد لیے جائیں، جیسا کہ بعض علما نے
عمراد لیا ہے۔ مزید تفصیل کیلئے ایک مستقل مضمون کی ضرورت
ہے، تاہم عین ان تمام احادیث کا حوالہ دینا ہوں جنہیں خلافت
و حکومت اسلامی کا ذکر ہے۔ ان کو دیکھیے گا تو اکثر جگہ لفظ
”امر“ انہیں معنوں میں نظر آئے گا۔ کمالا یخفی علی العلماء
حدیث الذبی صلعم۔

مقالہ

المکاتیب الہیہ دیکھو

یعنی مراسلات جنگ

موجودہ تاریخ حرب کا ایک صفحہ

(۲)

چنانچہ یہ نشانہ کارگروہا، اور تھوڑی دیر کے بعد ہم سب چٹلجا روانہ ہو گئے !

راستہ سخت تکلیف کی حالت میں طے ہوا۔ جب ہم لوگ قرق کلیسا پہنچ گئے، تو دونوں پروفیسر ہم سے علیحدہ ہو گئے۔ بد قسمتی سے مرٹرکاریائی کی دلدل میں پھنس گئی۔ مجبوراً ہمیں چہرہ دینا پڑا۔

قرق کلیسا سے روانہ ہونے سے پہلے میں اس کے قلعوں میں گیا اور حالت دریافت کیے۔ معلوم ہوا کہ جس وقت ان قلعوں پر قبضہ کیا گیا، اس وقت ایک نامہ نگار بھی موجود نہ تھا۔ نامہ نگاروں نے اس معرکے کے جس قدر حالات لکھے ہیں، وہ درحقیقت بلغاری خرافات و اباطیل کا مد لسانہ اعادہ ہے۔

دیگر نامہ نگاروں نے بھی یہاں قدم تک نہیں رکھا۔ محض بلغاریا کی روایات کی بنا پر لکھ دیا کہ قلعہ نہایت مضبوط و محکم، اور اپنی تسخیر کیلئے جنوں کی سی طاقت کا طلبگار تھا !

مجھ کو جب وہ مضامین یاد آتے ہیں، جو اس زمانے میں نامہ نگاروں نے لکھے تھے، تو اپنی بے اختیارانہ ہنسی ضبط نہیں کر سکتا ! کئی نامہ نگاروں نے (جن کے برت کے تلے بھی یہاں کے ذرہ ہلے خاک سے آلودہ نہیں ہوئے تھے) اپنے اپنے اخبارات کو لکھا تھا : ” قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم ہے۔ اس کے متعلق شاہنشاہ جرمنی کے ماہر فن حرب کی رائے تھی کہ تین مہینے سے کم میں کسی طرح مفتوح نہیں ہو سکتا، مگر با ایں ہمہ کہ ہمت بلغاریوں نے چند گھنٹوں میں لے لیا۔ انہوں نے ۴۰ - ہزار فوج، کئی سو توپیں، اور ناقابل اندازہ سامان رسد پر بھی قبضہ کر لیا ہے ! ! “

لیکن میں نے معرکہ قرق کلیسا کے متعلق لکھا تھا کہ قرق کلیسا کوئی مستحکم مقام نہ تھا۔ اسمیں صرف دو پرانی باتریاں تھیں۔ بڑی توپ ایک بھی نہ تھی۔ چند چھوٹی چھوٹی قابل نقل و حرکت توپیں تھیں۔ محتسب تلغرافات نے جب میری تحریر دیکھی، تو مجھ سے پوچھا کہ میں بھی اپنے دیگر اخوان صحافت کی طرح کیوں نہیں لکھتا ؟

میں نے کہا کہ آپ ان مزخرفات کو اخبارات کے پاس بھیجنے کی اجازت کیوں دیتے ہیں ؟ محتسب مدرسہ خربہ کا پروفیسر تھا۔ وہ مسکرایا اور کہا : ” ہمارا کام یہ ہے کہ مضر چیزوں کو شائع نہ ہونے دیں۔ رعیں وہ خبریں جو ہمارے لیے مضر نہ ہوں، تو اگرچہ وہ کذب محض ہی کیوں نہ ہوں، مگر ہمیں انکے رکنے کی ضرورت ہی کیا ہے ؟ “

جو نامہ نگار فوج کے ہمراہ جاتے ہیں، انکو اپنی تمام مراسلات پہلے محتسب کو دکھانی پڑتی ہیں۔

محتسب اس قلمرو کا ایک خود مختار بادشاہ ہوتا ہے۔ وہ جو چاہتا ہے حذف کر دیتا ہے، اور جو چاہتا ہے رھنے دیتا ہے۔ مگر اس سے کسی قسم کی پرسش نہیں کیجا سکتی۔ بعض محتسب اپنے اس اختیار کا استعمال بقدر ضرورت و بہ انداز اعتدال بھی کرتے ہیں، جیسے جنرل ڈیف، جو لیڈی اسمتھ میں محتسب تھے۔ یا سر فرانسس ریگنٹ، جو ام درمان میں محتسب تھے۔ مگر بلغاریوں کا عالم ہی دوسرا تھا۔

سردان کی آخری لڑائیوں میں بھی مجھے ایک ایسی ہی بلغاری خصلت انگریز محتسب سے سابقہ پڑا تھا۔ وہ میری مراسلات کو اس قدر کٹ دیتا تھا کہ آخر کو اسمیں کچھ بھی باقی نہیں رہتا تھا۔ جب میں اس درجہ تشدد سے زچ ہو گیا، تو آخر ایک دن یہ کیا کہ نہایت محنت سے ایک مراسلت لکھی، اور کوشش کی کہ عبارت کا دروبست ایسا ہو، جسمیں سے ایک لفظ بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹا یا جاسکے۔ اس مراسلت کے وسط میں ان محتسب صاحب کے متعلق بھی چند مدحیہ فقرے لکھ دیے تھے۔ جب میں لیکر گیا تو حسب عادت اسکا ظالم قام اس کے ہاتھ میں تھا۔ قطع و برید کے مستعد چشم و ابرو سے پڑھنا شروع کیا۔ اس وقت کی حالت مجھے کبھی نہ بھولیگی۔ آپ ایک ایک لفظ پر قلم رکھتے جاتے، اور پھر پڑھنے لگتے۔ یہاں تک کہ ان مدحیہ کلمات پر پہنچے۔ یہاں پہنچتے کسی قدر رے اور کہنے لگے :

” اس کے بھیجنے میں نو کوئی حرج نہیں مگر چند لفظ ضرور حذف کر دینا چاہئیں، میں نے کہا :

” یہ مراسلت لارڈ کچنر ضرور دیکھینگے۔ اگر بھیجیے تو پوری بھیجیے ورنہ بالکل حذف کر دیجیے “

لارڈ کچنر کی اطلاع کے خیال سے انہوں نے کوئی لفظ حذف نہیں کیا، اور اس کے بعد میرے ساتھ اپنی عادت ہی بدل دی اختیارات کا قاعدہ ہے کہ جب انکے استعمال میں تعسف و تشدد کو کام فرمایا جا، تو فریق ثانی اس سے بچنے کے لیے فریب و مکر، حیلہ و کذب، پیمان گسلی اور قانون شکنی، غرض کہ وہ تمام تدابیر اختیار کرتا ہے، جنکو انسانی ضمیر کبھی بھی جائز نہیں رکھ سکتا۔ مگر اسکا ذمہ دار اصل میں وہی شخص ہے جو اپنے افعال و اعمال سے اس نا فرمانی سے ضمیر کی تحریک کرتا ہے۔

جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا، بعض محتسب حد سے زائد سخت ہوتے ہیں۔ انکے مقابلے میں بعض نامہ نگار بھی حد سے زائد شاطر و عیار ہوتے ہیں، اور وہ کسی نہ کسی طرح اپنے اخبارات کو بعض اہم امور کی اطلاع دے ہی دیتے ہیں۔ یہی وہ مراسلات ہیں جنکے متعلق ارباب جرائد ” غیر محتسبہ “ لکھ دیا کرتے ہیں۔

اسیں شک نہیں کہ جنگ روس و جاپان میں جاپانیوں نے طرف سے نگرانی سخت تھی، مگر نامناسب اور بیجا نہ تھی۔

خبریں بھیجنے میں مصروف تھے۔ لندن، پیرس، اور برلن کے اخبارات اپنے نامہ نگاروں کی خاموشی پر حیران تھے، لیکن ہم لوگ کیا کرتے، جبکہ ہمیں لفٹننٹ ریگنر سا تخیل و ضمیر نصیب نہیں !!

ایک اخبار نے لکھا کہ ۴۔ دن کے عرصے کے بعد ۱۵۔ نومبر کو بلغاریہ فوج چٹانجا کی عثمانی فوج کا قلب چیرتی ہوئی، نکل گئی۔ لطف یہ ہے کہ جس وقت لندن میں یہ خبر شائع ہوئی اس کے دو دن کے بعد چٹانجا میں پہلی گولی سر کی گئی ہے !!

قائمیں کے نامہ نگار نے خبر لکھا تھا :

” لفٹننٹ ریگنر نے جتنے معرعوں کے حالات لکھے ہیں، وہ اس دنیا میں نہیں بلکہ انکی تخیل ہی دنیا میں ہوئے ہوئے۔“
القراء جنگ سے پہلے بلغاریوں اور ترکوں میں صرف تین معرعے ہوئے :

(۱) معرکہ قرق کلیسا جو ۲۲۔ سے ۲۳۔ اکتوبر تک ہوا۔

(۲) معرکہ لولوبرغاس و بزار حصار، جو ۲۸۔ سے ۳۱۔ اکتوبر تک ہوا۔

(۳) معرکہ چٹانجا ۱۷۔ سے ۱۸۔ نومبر تک۔

یہاں اذیت، تو اس کے متعلق ابتدا ہی سے صرف محاصرہ کا ارادہ تھا۔

نامہ نگاروں کے ساتھ بلغاریوں کے برتاؤ کا اندازہ اس سے ہر سکتا ہے کہ انہوں نے اکثر نامہ نگاروں سے تار کے فارموں کی اجرت تک لیلی۔ ہمیشہ ایسا ہوا کہ اجرت تو اپنی جیب میں رکھ لی، اور فارم چاک کر کے پھینک دیے !!

یہ مختصر داستان ان نامہ نگاروں کی ہے، جو بلغاریہ فوج کے ہمراہ تھے۔ اس کے پڑھنے کے بعد اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ مراسلات کہاں تک قابل اعتماد تھیں جو نامہ نگاروں نے بلغاریوں کی ہمراہی کے زمانے میں بھیجے ہیں؟ سچ یہ ہے کہ اس بیسویں صدی میں دنیا کو اصلی حالات سے جس قدر بے خبر رکھنے کی ناجائز کوششیں اس جنگ میں کی گئی تھیں، اسی نظیر شاید ازمنہ مظالم میں بھی نہ ملیں گی۔ اور انیسویں صدی کے ان لوگوں کے ہاتھوں ہوا، جو اتحاد ثلاثہ (انگلستان، روس، فرانس) کے دامن سے وابستہ تھے، ان کے محبوب ہیں، ان کے مددگار اور ہیرو ہیں، اور ان کے معجزے کی روشنی میں چلنے والے ہیں !!

الحلال

دفتر الحلال کے ذریعہ پیرس کا تمام سامان، اور بوتلر اور ٹائپ کی مشینیں، نئی اور سکینڈ ہنڈ مل سکتی ہیں۔
ہر چیز دفتر اپنی ذمہ داری پر دیگا۔

سردست در مشینیں فروخت کیلئے موجود ہیں :-

(۱) ٹائپ کی قابل کراؤن سائز، پین کی مشین، جو بہترین اور قدیمی کارخانہ ہے۔ اس مشین پر صرف دو ڈھلی سال تک معمولی کام ہوا ہے۔ اس کے تمام کیل پڑے درست اور بہتر سے بہتر کام کیلئے مستعد ہیں۔

ابتدا سے الحلال اسی مشین پر چھپتا ہے۔ دو ہارس پاور کے موٹر میں سولہ سو فی گھنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتی ہے۔ چونکہ ہم اس کی جگہ بڑے سائز کی مشینیں لے چکے ہیں۔ اسلئے الگ کر دینا چاہتے ہیں۔

(۲) ٹیڈل مشین، جو پانوں سے بھی چلائی جاسکتی ہے قیامی فریو سائز کی۔ اس پر ہاف ٹون تصاویر کے علاوہ ہر کام جلد اور بہتر ہو سکتا ہے۔

قیمت بذریعہ خط رکابت طے ہو سکتی ہے۔ جو صاحب لینا چاہیں، وہ مطمئن رہیں کہ ہم اپنی ذاتی ضمانت پر انہیں مشین دینگے، اور اپنے اخلاقی وقار کو تین دین کے معاملات میں ضائع کرنا نہیں چاہتے۔
منیجر الحلال پیرس

مختص ایک فوجی شخص تھا۔ اس کے ساتھ مدرسہ حریہ کے دو پروفیسر بھی تھے۔ یہ لوگ اندر خورش مزاج تھے کہ عجبت جلد مرجہ میں اور انہیں درستی ہوگئی۔

بلغاریوں نے احتساب کے لیے جاپانیوں کی طرح مدرسہ حریہ کے پروفیسر کو ضرور مقرر کیے، مگر دونوں میں بہت فرق تھا۔ جاپانی پروفیسروں کا علم و تجربہ، دونوں وسیع تھا، مگر بلغاری پروفیسروں کی حالت اسے بالکل مختلف تھی۔ ان میں نہ رائے تھی اور نہ جرأت۔ اگر مراسلات میں کہیں توپ یا بندوق کا لفظ آجاتا تو تھرا لگتے تھے۔ بسا اوقات تو یہ کرتے تھے کہ تمام نامہ نگاروں کو یکجا کر کے کہتے تھے کہ ایک دوسرے کو اپنی اپنی مراسلات سنادو، اور پھر اسے بعد بھیجنے کی اجازت دیتے !

لیکن جیسا کہ وعدہ ہے، ان نا قابلوں میں بعض لائق بھی تھے۔ چنانچہ تمام افسران جنگ میں سے جس کرنل کو سٹف کا میں نام لونا۔

جب ہم چٹانجا پہنچے تو ہمیں فوجی مواقع (پوزیشنز) دیکھنے کا پورا موقع اسی کی بدولت ملا۔

۱۷۔ نومبر کو جب جنگ شروع ہوئی تو جنرل دیمٹریف اور کرنل بوسوف کے ہمراہ جانے کے لیے ہم بھی بلائے گئے۔ شام کو جب واپس آئے، تو میں نے تار دینا چاہا۔ مختص کے اجازت نہ دی۔ میں نے شام کا کھانا فرانسیسی افسر کے ساتھ کھایا، اور فرانسیسی زبان میں تار لکھ کر کرنل کو سٹف کے سامنے اجازت کے لیے پیش کر دیا۔ کرنل نے بلا تکلف اجازت دیدی، اور اس طرح ایک غیر معمولی فرصت مجھے اطلاع حالات کی مل گئی، اگرچہ راہ کے موانع کی وجہ سے میرا تار ۱۰۔ دن کے بعد منزل مقصود پہنچا۔

نامہ نگار جنگ کو سب سے زیادہ تار کے بھیجنے میں دقت ہوتی ہے، کیونکہ صیغہ جنگ کے تلغراف خانے پر انڈیوٹ تار نہیں لیتے، اور عام تلغراف خانے لشکر گاہ سے کئی کئی میل دور ہوتے ہیں۔

جاپانیوں نے پہلے نو جنگی تلغراف خانوں میں نامہ نگاروں کے تار لینے سے بالکل انکار ہی کر دیا تھا، مگر اس کے بعد تمام نامہ نگاروں کے لیے ۱۲۰۔ لفظ روزانہ منظور کر لیے۔ انہیں اختیار تھا کہ خواہ ہر نامہ دو روزانہ بہ حصہ رسد بھیجے۔ خواہ بڑی بڑی سے ہر شخص بھیجے۔ جنگ تو اسوال میں بھی یہی حالت تھی۔

محاصرہ لیدی اسمتھ کے وقت میں اپنے تار (ہوٹنٹوٹ) کے تار والوں کے ہاتھ بھیجا کرتا تھا، اور ایک ایک تار کے صرف لیجانیکی اجرت ۲۰۔ سے ۵۰۔ گنی تک دیتا تھا۔ اکثر ایسا ہوا کہ میں نے اپنے تار متعدد آدمیوں کے ہاتھ بھیجے، تاکہ اگر ایک شخص پکڑ لیا جائے، تو دوسرا پہنچا دے، اور اگر دوسرا پکڑ لیا جائے تو تیسرا پہنچا دے۔

جنگ باقاع نام دیگر جنگوں میں اس لحاظ سے ممتاز ہے کہ نامہ نگاران جنگ پر جنگی سخت گیری اسمیں کی گئی، اتنی کسی جنگ میں نہیں ہوئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نامہ نگار جس قدر جانتے تھے، وہ بھی نہیں لکھ سکتے تھے۔ لفٹننٹ ریگنر نے دیکھا کہ اخباریں طبقہ اس خمرشی کو زیادہ عرصے تک برداشت نہ کر سکیں، اور جلد گونہ گون شکر پیدا ہونے لگیں، اسلئے انہوں نے پنسل اپنے ہاتھ میں لی، اپنا ہاتھ تخیل کے ہاتھ میں دیا، اور خون کی نہروں، لاشوں کے پشتوں، تشبہاری کے نظاروں کو بے دریغ قلمبند کرنا شروع کر دیا۔ اسی حالت میں وہ دشار گزار دلدلیں طے کرتے ہوئے چٹانجا پہنچ گئے۔ جبکہ وہاں ایک گولی بھی نہیں چلی تھی، تو لفٹننٹ ریگنر عظیم الشان معرکوں کی

نَوَائِقُ وَخَفَائِقُ

دعوة الی الحق کی اسکیم

قرآن نے کیا راہ نمائی کی ہے ؟

اسرۃ ابراہیمی

ابن راہ منزل قدس است میندیش ر بیا

میل ازین راہ خطا باشد هین قا نکنی

بابل کے آثار قدیمہ نے جو ابھی حال میں برآمد ہوئے ہیں علمائے اتریت (Archaeologist) کی توجہ کو مرجودہ مدنی سے ہٹا کر آج سے تیس صدی پیشتر کی جانب پھیر دیا ہے۔ جب کہ عرفہ کی ایک کمزور مظلوق نے سیاروں کے طلوع و غروب سے خدا شناسی کا سبق لیا تھا اور ایک سیارہ پرست قوم کو ظلمات کفر سے روشنی میں لانے کی کوشش کی تھی۔

دنیا نے اپنے ابتدائی عہد میں ایک زمانہ رہ بھی دیکھا ہے جب انسانی تمدن کی بدیع المثال ترقی نے قدرت اور بندوں میں کوئی حد فاصل باقی نہیں رکھی تھی۔ قدرت کے مدھا راز آشکارا ہو چکے تھے اور جس قدر حیرت انگیز قدرتی طاقتیں مخفی تھیں انسان نے تقریباً سب سے کم لینا سیکھ لیا تھا۔

آگ، پانی، ہوا، مٹی، کوئی چیز ایسی نہ تھی جس پر انسان نے حکومت نہ کی ہو۔ سیارہ زمین کی غلبہ اختیار گویا ہات میں تھی۔ اتنا ہی نہیں بلکہ فضاء محیط کے کرون اور سیاروں کو بھی ایک طرح سے اپنا بنا لیا تھا اور اپنی ضروریات میں انکی مہذب طاقتوں سے بھی نہایت آسانی و سہولت کے ساتھ فائدہ اٹھا سکتے تھے۔

نقرا تسلا (نکراس تازلے) کو ہنوز مریخ کی آبادی سے تعلقات پیدا کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی ہے لیکن تاریخ کو اس ابتدائی زمانے کی علمی و عملی ترقی پر حیرت ہے کہ زمین والے آسمان تک پہنچ گئے تھے اور آسمانی آبادی سے جو چاہتے تھے کام لیتے تھے ۱ بستیوں بساتے، شہر کے برج بناتے، ترانس کا قبة آسمان تک پہنچا دیتے۔ سہرگاہیں اس شان کی ہوتیں کہ مکانات ہیں، عمارتیں ہیں، مجلسرالیں ہیں، آبادی ہے اور اوپر نظر اٹھاؤ تو ایک وسیع اور بہت ہی وسیع باغ آریزاں ہے۔ شہر میں آئند و روند کی چہل پھل ہے، سڑکیں ہیں، گاڑیاں ہیں، دکانیں ہیں اور اوپر دیکھیے تو ایک عظیم الشان دریا لہریں مار رہا ہے ۱۱

یہ عجیب و غریب مدنیت کلدانیوں کی تھی جو ارض عراق کے فرماں روا تھے جن کی جلالت کا یہ عالم تھا کہ تورات کے پیغمبر بھی انہیں عشر (معصوم دہ یک) دیتے تھے اور ان کے قانون سے تالیف تورات میں مدد لیتے تھے۔

رسائل تمدن کی فراہمی و فراوانی ایک عالم کو سرکش بنا چکی

ہے : ان الانسان لیطغی ان راہ استغنی۔

ایک ذرا سی ملکی و مالی عظمت جو انسان کو انسانیت سے گزار دیتی ہے۔ جو اس قدر مغرور بنا دیتی ہے کہ لندن ٹالس کے صفحات پر زبان سیاست کو اس اعلان سے بھی پاک نہیں ہوتا کہ ”ایک معمولی انگریز پامی کے خون کے مقابلے میں تمام ایرانی بیاسی کی کچھ وقعت نہیں“ ۱۔ جو ایک با اختیار ملکہ کی حیثیت میں ایک غاصب و ظالم و خونریز سلطنت کو انسانی نقل عام پر مبارکباد دیتی ہے۔ جو ایک فرمان روا سے یہ عصیت ظاہر

کراتی ہے کہ ایک ملک کو چند قومیں پامال کر چکی ہیں اور اب آئے مجبور کرتی ہیں کہ اس پامالی پر قانع ہو جائے جس نے ۲۵ برس پہلے ایک وزیر اعظم کی زبان سے ایک ایسے ملک کا خون چوس لینے کی تلقین کرائی تھی جو خرد آسی کا معکوم تھا جس پر اس کی ثورت کی بنیادیں قائم تھیں جو اس کے تاج سلطنت کا درخشندہ گروہر مانا جاتا تھا اور جس کے باشندوں نے اپنا ملک و مال خرد اس کے تصرف میں دے کر اسے مطلق العنان کر دیا تھا کہ :

محابا کیا ہے ؟ میں ضامن ادھر دیکھ !

شہیدان نگہ کا خوں بہا کیا ؟

غرضکہ وہی عظمت جب اپنے انتہائی مظاہر میں نمایاں ہو تو انسان میں کہاں تک سرکشی نہ آئیگی ؟ مادہ کی الوہیت کلدانیوں پر چھا گئی تھی خدا کو بھول گئے تھے اور بندگان خدا کے ساتھ آسی ظلم اور زیر دست آزاری کے ساتھ پیش آئے تھے جو آج مرجودہ تمدن کے مخصرات نمایاں میں سے ہے۔

کلمتہ بمبلی، بوان اور لندن میں جس طرح عظماء رجال کے چہچہات نصب ہیں اسی طرح کلدانیوں نے بے شمار مجسمے قائم کر رکھے تھے اور ان کی بے انتہا عزت کرتے تھے چونکہ قدرت کو روئے زمین سے تاریکی مٹانی تھی اسلئے اسی قوم اور اسی ملک سے ایک ایسے نامور اور عظیم الشان خدا شناس کو اٹھا یا جس نے اس طاسم کی حقیقت واضح کر دی اور کواہم پرست کلدانیوں پر ملکوت السموات و الارض کے اسرار فاش کر دیے ۱

یہ خدا شناس ہستی ابراہیم علیہ السلام ابن آزر (تاریخ) کی تھی جن کو توحید و صداقت کی دعوت و اشاعت میں سخت سے سخت زحمتیں برداشت کرنی پڑیں۔ ملک کا ملک دشمن تھا، قوم کی قوم تشنہ خون تھی، حکومت اپنی پوری طاقت سے مقاومت کو آمادہ تھی، ایک زمانے نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس خدا پرست مظلوق کو آگ کے حوالے کر کے رکھیں، با این ہمہ ان کے عزم و استقلال کا یہ عالم تھا کہ بقول مسیحی مورخ (مارگریٹ گوری ابو الفرج ملطی) کے ”انہوں نے تن تنہا کلدانیوں کے بت خاے میں آگ لگا دی (مختصر الدول - ص ۲۱) اور اتنی بڑی مہم انجام دینے پر بھی کوئی زبردست طاقت ان کا کچھ نہ ہٹا سکی۔ وہ بقول تورات ”عراق سے توک وطن کر کے صحیح و سلامت اس ملک میں چلے گئے جہاں خدا نے ان کو برکت دینے اور انہیں ایک بڑی قوم بنانے کا وعدہ کیا تھا“ (تکویں : ۱۲ + ۱۰ - ۵) یہودیوں کی مقدس کتاب (تلمود) میں یہ واقعات شرح و بسط سے مذکور ہیں جن کو قرآن کریم نے آور زیادہ پھیلا کر بیان کیا ہے۔ سرور انبیا میں ہے :

و لقد اتینا ابراہیم رشدہ من قبل، و کنا به عالمین۔ ان قال لابیہ و قومہ : ما هذه التماثیل التي انتقم لها عما فرغنا ؟ قالوا : رجونا ابارنا اما عابدون ؟ قال : لقد کنتم انتم و اباؤکم فی ضلال مبین، قالوا : اجئنا بالعسق ام انت من الاعیین ؟ قال : بل ربکم رب السموات و الارض الذی فطرہن و انا علی ذلکم من المشاہدین

مگر باایں ہمہ سرکشی اور ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے۔ وہ پہر اپنے سرور کے بل ارادے گمراہی کے گڑھوں میں دھکیل دیے گئے۔ اور حضرت ابراہیم سے کہنے لگے کہ یہ تم نے کیا کہا؟ تم کو تو معلوم ہے کہ بت بولا نہیں کرتے۔

انہوں نے کہا: پہر یہ کیا بدبختی ہے کہ تم اللہ کو چہرہ کر ایسی چیزوں کو پرچتے ہو جو خود ہی معبود معص ہیں؟ نہ کسی کو کچھ نفع پہنچائیں اور نہ نقصان؟ آف ہے تم پر اور تمہاری ان چیزوں پر جو کہ تم خدا کو چہرہ کر پرچتے ہو! یہ کیا ہے کہ ایسی ظاہر اور کہلی بات بھی تمہاری سمجھ میں نہیں آتی؟؟

جب وہ لرگ حضرت ابراہیم سے عاجز آگئے تو آر تو کچھ نہ کر سکے۔ غیض و غضب سے پاگل ہو کر آپس میں شور مچانے لگے کہ بس اگر کچھ کرنا ہے تو اسکا بھی جواب ہے کہ اس بے باک شخص کو آگ میں ڈالکر جلا دو اور اس طرح اپنے معبودوں کی حمایت کرو!

جب کہ وہ یہ تدبیریں کر رہے تھے تو ہم بھی اپنی تدبیروں سے غافل نہ تھے۔ ہم نے اپنی قدرت کا اعجاز دکھلایا اور کہا کہ اے آگ تہذیبی ہو جا اور ابراہیم کیلئے سلامتی۔

انسانوں نے ہمارے داعی الی الحق کو نقصان پہنچانا چاہا تھا، پر ہم نے ان کو ناکام و خاسر کیا!!

ﷻ

بظاہر تو یہ ایک قصہ ہے اور بد قسمتی سے ہڈک اسی حیثیت سے اس پر نظر ڈالی گئی ہے، مگر غور کیجیے تو قرآن کریم نے اپنے انداز خاص میں ایک دفتر معارف کھول دیا ہے، جس کے ایک ایک لفظ کے اندر صد ہا رموز اخلاق و سیاسیات اور حقائق و انوار ایسے اصلاح و دعوت پرشیدہ ہیں۔ مہلت ملے تو اس واقعہ کے ایک ایک ٹکڑے پر ایک ایک مقالہ مستقل طرز پر لکھنا چاہیے۔ سر دست صرف چند مناسب رقت اشارات آپ کے سامنے ہیں۔

فکر و تدبیر سے کام لیجیے تو اس واقعہ سے چند خاص نتائج حاصل ہوتے ہیں:

(۱) جس ملک میں ظام عام ہو گیا ہو، خدا اور بندوں کے حقوق سر مشق تعدی و تطاول ہو رہے ہوں، شرک جیسے ظلم عظیم کے ارتکاب میں باک نہ ہو، اللہ کو چہرہ کر دوسری طاقتوں اور انسانی قوتوں کے آگے لرگ سر بسجود ہوں، وہاں ہر آس شخص کا، جس میں ایک ذرہ بھی ایمان و اسلام ہو، یہ ایک مقدس فرض ہے کہ مظالم و مفساد کے استیصال کے لیے آمادہ ہو جائے، اور بغیر کسی مداخلت و نفق کے، کامل آزادی اور نڈر اور بے باک لب و لہجے میں خدا کے بندوں کو خدا کی جانب بلائے، اسلام کی علانیہ دعوت کرے، اور کفر و ضلالت کے مٹانے میں ذرا بھی متامل نہ ہو۔

(۲) خدا کو استبدان پسند نہیں، جو لرگ ارباب اقتدار ہوں، دولت و حکومت رکھتے ہوں، انسانوں پر آں کا تصرف ہو، دنیا کی ہر ایک چیز پر انہیں فرمان روائی کی طاقت دی گئی ہو، پھر اتنی سب نعمتیں ملنے پر بھی خدا کو بھول جائیں۔ مستبد بن بیٹھیں، قانون الہی کو توڑنے لگیں، نظام اسلام کی ترویج کریں، استبدان میں اتنا غلو رکھتے ہوں کہ انسان ہو کر خدا بن بیٹھیں، اور اپنے آئین استعباد کے خلاف کسی کی کچھ بھی سماعت نہ کرتے ہوں، تو ایسی قوم کو اس کی غلط کاریوں سے علانیہ آگاہ کر دینا چاہیے، علم حق و معروف لیکر مفساد و منکرات کے خلاف آمادہ جہاد ہرجانا چاہیے۔ اور نہایت آزادی و استقلال کے ساتھ اس طرح اس خطرناک و سنگلاخ راہی

دروں صراح گمراہی میں پڑے رہے۔ اس پر انہوں نے کہا ”یہ جو تم کہہ رہے ہو، کیا واقعی یہ تمہارا کوئی حقیقی خیال ہے؟ یا معص دل لگی کر رہے ہو؟“ انہوں نے جواب دیا کہ ”دل لگی کی اس میں کیا بات ہے؟ یہ تو اصل حقیقت ہے کہ وہ جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، وہی تمہارا بھی پروردگار ہے، اور میں اپنی بصیرت اور یقین سے اس پر شہادت دیتا ہوں۔“

ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہ دیا کہ میں بخدا ضرور بالضرور تمہارے ان بتوں سے تمہارے جانے کے بعد ایک چال چلوں گا۔

چنانچہ حضرت ابراہیم لوگوں کے جانے کے بعد بت خانے میں گئے اور بتوں کو توڑ پھوڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ صرف سب سے بڑے بت کو چہرہ کر دیا کہ شاید وہ اسکی طرف رجوع کریں۔ جب لرگ آئے اور یہ حال دیکھا تو لگے آپس میں کہنے کہ ہمارے معبودوں کے ساتھ کس نے یہ گستاخی کی؟ جس شخص نے ایسا کیا یقیناً وہ بظالم تھا۔ اس پر بعضوں نے کہا کہ وہ نوجوان جسے ابراہیم کے نام سے پکارتے ہیں، ان بتوں کا ذکر کر رہا تھا۔ وہ نہ ہو یہ اسی کی کارروائی ہے۔ لوگوں نے شور مچایا کہ اسکو یہاں سب کے سامنے پکڑ کے حاضر کرو تاکہ جو کچھ سوال و جواب ہو اسے

و قالہ لاکیدن اصنامکم بعد ان توالوا مدبرین، فجاءہم حداداً الا کیدرا لہم لعلہم الیہ یرجعہ۔ سورن، قالوا: من فعل هذا بالہمتنا انہ لمن الظالمین۔ قالوا: سمعنا فتی یدکرہم یقال لہ ابراہیم، قالوا: فانتوا بہ علی اعدین الناس لعلہم یشہدورن، قالوا: انت فعلت بالہمتنا یا ابراہیم؟ قال: بل فعلہ کیدرہم هذا فامثلرہم ان کانوا ینظرون۔ فجاءوا الی انفسہم، فقالوا: انکم انتم الظالمون۔ ثم نکسوا علی رؤسہم: لقد علمت ما هؤلاء ینطقون، قال ا فتعبدون من دون اللہ مالا ینفعکم شیئاً ولا یرضکم؟ انکم لکم رلما تعبدون من دون اللہ، افلا تعقلون؟ قالوا: حرقوہ واصرروا الہکم ان کنتم فاعلین، قلنا یا نار کونی برداً و سلاماً علی ابراہیم (۲) و ارادنا بہ کیداً فجعلناہم الاخرین۔ و نجیناہ روطاً الی الارض التی بارکنا فیہا للعالمین (۲۱: ۴۷-۴۳)

سب کے سامنے پکڑ کے حاضر کرو تاکہ جو کچھ سوال و جواب ہو اسے لرگ گواہ رہیں۔

چنانچہ لرگ حضرت ابراہیم کو لیکر آئے اور ان سے پوچھا کہ ”اے ابراہیم! کیا ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت تو لے کی؟“ انہوں نے الزام کہا:

”نہیں، بلکہ یہ بت جو سب میں بڑا ہے، اسی نے کی ہوگی۔ انہیں سے پوچھ لو اگر وہ جواب دے سکتے ہیں!!“ اس دندان شکن جواب کو سنکر سب کے سب ششدر رہ گئے، اور اپنے دل میں اپنی گمراہی کے قائل ہو کر آپس میں کہنے لگے کہ سچ ہے، تم ہی برسر نالحق ہو!

(۱) حضرت ابراہیم کے حق میں آگ کیوں کر برد و سلام (تہذک اور سلامتی) بن گئی تھی؟ مفسرین نے اس باب میں بہت سی ترجیہیں دی ہیں۔ ابو مسلم محمد بن بھر اصحابی کا قول ہے ”قلنا یا نار کونی برداً و سلاماً، المعنی انہ سبحانہ جعل النار برداً و سلاماً، لا انہ ناک کلاماً، فقوله ان یقول لہ کن فیکون۔ ای یكونہ (تفسیر کبیر۔ ج ۴۔ ص ۵۱۷) یعنی قرآن کریم کا یہ ارشاد ہے: ہم نے دیا اے آگ ابراہیم کے حق میں تہذک اور سلامتی بن جا۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا نے آتش افروز اور فتنہ گر کلدانیوں کی آگ سے حضرت ابراہیم کا کچھ نقصان نہ ہونے دیا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ خدا نے یہ الفاظ ہی کہے تھے۔ اس کی نظیر کی بیابان والی آیت ہے، جس کے معنی یہ بتائے جاتے ہیں کہ خدا نے پیدا ہونے والے عالم کو مضطرب کر کے قائم دیا کہ ہرجا۔ وہ ہو گیا، یہاں بھی کچھ لفظوں میں یہ حکم ہے۔ لا تبسوا اور نہ خدا نے واقعی کھٹک کر ہی تھی، بلکہ صرف مطلب یہ ہے کہ ارادہ الہی ظہور عام سے متعلق ہوا، اور اسی مشیت کے مطابق روزوں و مناسب طریق پر اس کی ترویج ہونے لگی۔

میں قدم رکھنا چاہیے کہ یہ طلسم فریب ٹوٹ جائے اور دنیا میں پھر خدا کی یاد شاہی قائم ہو جائے۔

(۳) مسلم کی حدیث مشہور ہے: من رأى منكم منكراً فليغيره بيده، فان لم يستطع فبلسانه، فان لم يستطع فبقلبه، وذاك اضعف الايمان۔

اس حدیث کو تم نے بار بار سنا ہوگا، مگر کبھی اس کی تعلیم کے اصول و حقیقت پر نظر نہ ڈالی ہو گی۔ حضرت ابراہیم کے اسوہ حسنہ سے اس کے سمجھنے میں مدد لو۔ یہ حدیث بتلاتی ہے کہ قانون الہی کے منشا اور احکام کے خلاف جہاں کوئی ایک برائی بھی نظر آئے، معاً ہر شخص پر لازم ہے کہ اپنے زور بازو سے اس کے مٹانے کی کوشش کرے۔ یہ خصوصیت حقیقی ایمان داروں کی ہو گی۔ لیکن جس میں اتنی قوت نہ ہو، وہ زبان سے برا کہے، اور برائی کے خلاف بہ آواز بلند احتجاج (پروٹسٹ) کرتا رہے۔ اس مذاق کے لوگ ایک طرح ناقص الایمان سمجھے جائیں گے۔ جس سے یہ بھی نہ سکے، وہ کم از کم اپنے دل ہی میں اس آگ کو سلگانا رہے۔ یہ ایمان کا بالکل ہی آخری اور بہت ہی ضعیف رک زور درجہ ہے۔ لیکن جو طبیعتیں اتنا احساس بھی نہ رکھتی ہوں ان میں فرائض کی خواہ کتنی ہی پابندی موجود ہو، مگر یقین کر لینا چاہیے کہ ایمان سے ان کو مطلق سرکار نہیں۔

مگر یاد رہے کہ ازالہ منکرات و مفاسد کے لیے دل میں کڑھنے اور زبان سے نالہ و فریاد کرنے کی صورتیں اسی رقت تک کے لیے ہیں۔ جب تک کہ ان سے کشور کار ممکن ہو۔ جہاں یہ باتیں بے سود ہوں، رہاں ایمان کا صرف ایک ہی مظہر ہے۔ اور وہ یہی ہے کہ اپنے آپ کو استعمال طاقت کے قابل بنالیں، اور پھر اس طاقت سے منکرات اور مفاسد و مظالم کو مٹائیں:

براءة من الله ورسوله
الى الذين عاهدتم
من المشركين
وان تولىتم فاعلموا انكم
غير معجزين الله، و بشر
الذين كفروا بعذاب اليم۔
لا يستاق ذلك الذين
يعمنون بالله واليوم
الآخر ان يجاهدوا
باسمهم و انفسهم
و الله عليم بالمتقين۔
نما يستاذنك الذين
لا يعمنون بالله واليوم
الآخر و ان ثابت قلوبهم
فهم في ريبهم يترددون
(۴۰: ۹)

جو لوگ خدا کا اور روز آخرت کا یقین رکھتے ہیں، وہ تو تم سے اس بات کی رخصت مانگتے نہیں کہ اپنی جان و مال سے شریک جہاد نہوں، تم سے خواہاں اجازت تو دہی لوگ ہوتے ہیں جو اللہ کا اور روز آخرت کا یقین نہیں رکھتے، اور ان کے دل میں شک پڑے ہیں، پس وہ اپنے شک کی حالت میں حیران و سرگرداں پھر رہے ہیں؟

حضرت ابراہیم کے راقعات صرف بقا رہے ہیں کہ ایسی حالت میں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟ دنیا میں اس رقت رہی ایک مسلمان تھے، مگر نہ یہ تنہائی انہیں دعوت الی الحق سے مانع ہو سکی اور نہ انہوں نے رد مظالم اور تغیر منکر کے لیے صرف وظیفہ قلب و زبان تک ہی کفایت کی، بلکہ جب یہ کوشش سربمذ ہوتے نہ دیکھی تو دست و بازو سے بھی طاقت آزمائی کیلئے آمادہ ہو بیٹھے۔ پس ایمانداروں ضرور ہے کہ اس کی پیروی کریں۔

(۴) دعوت الی الحق کی ابتدا اپنے گھر سے چاہیے، یہی صورت حضرت ابراہیم نے اختیار کی، اور اسی کی تعلیم اظہار دعوت کا حکم دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تھی کہ راند

عشیرتک لا قربین (اپنے قریب ترین اعزہ کو ڈراؤ) ان مبادی میں کامیابی ہو یا ناکامی، تھم تجربہ و اختیار اور بصیرت کو اس سے مدد ملیگی، اور پھر دعوت عام کے لیے اسکیم مرتب کرنے میں صرف دماغ کی قوت متخیلہ ہی پر زور دینا نہ پڑے گا، بلکہ تجربہ و عمل کے تقالیم سامنے ہونگے۔

(۵) دعوت الی الحق کو مدافعت، پاس مراتب، لحاظ عظمت سے کچھ سرورکار نہیں۔ کسی بزرگ کی بزرگی یا کسی عزیز کی محبت کا اس پر کوئی اثر نہ پڑنا چاہیے۔ اولاد پر والدین سے زیادہ کس کے احسانات ہونگے؟ لیکن دیکھتے نہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کو جو کچھ کہنا تھا، سب پہلے اپنے باپ ہی سے کہا، اور جو کچھ کرنا تھا اس کے سرانجام دینے میں باپ کے حقوق ابوت ذرا بھی ممانع نہ ہو سکے۔

(۶) احیاء صداقت اور اقامت حق اور عدل کے لیے مخفی تدابیر بھی کرنی پڑتی ہیں۔ پوشیدہ طور پر دیر تدبیر سے بھی کام لینے کی حاجت پڑتی ہے، اور اس مدعا کے لیے یہ تمام باتیں جائز و درست بلکہ ضروری و لازم العمل ہیں۔ حضرات ابراہیمؑ نے بت خانے میں کیا کیا تھا؟

(۷) کفر و شرک و استعبدانے دلوں میں خواہ کیسی ہی تاریکی پھیلا دی ہو، انسان اپنی انسانیت سے کٹتا ہی کر گیا ہو، امتیاز حق و باطل کی طاقتیں مردہ ہی کیوں نہ ہو جائیں، تاہم حقیقت ایک ایسی چیز ہے کہ اخلاص کے ساتھ موثر انداز میں جب اس کو پیش کیا جائیگا، توسخت سے سخت منکروں کے سر بھی اس کے آگے جھک جائیں گے۔ مستعبدین کے غرور و جبروت سے مرعوب ہو کر دعوت الی الحق کی تحریک رزکی نہیں جاتی، اور اگر رکتی بھی ہے تو اس طرح کہ:

رکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اور
(۸) دعوت الی الحق کے لیے شجاعت قلب درکار ہے، جرات لسان کی حاجت ہے، زور آور دست و بازو کی ضرورت ہے کہ خواہ کچھ ہی پیش آئے اور خواہ کیسی ہی زحمتیں سنگ راہ ہوں مگر اپنے مشن کو سنبھالے رہے، کام کیے جالے، اور کبھی مرعوب نہ ہو۔
(۹) بڑے کام کے لیے بڑی قربانی کی ضرورت ہے، صرف دفع رقت سے دفع استبداد ممکن نہیں۔ اس قربانگاہ پر سب سے پہلے اپنی جان کی بھینٹ چڑھانے کے لیے آمادہ ہو جانا چاہیے، اس راہ میں سب کلام منزلیں طے کرنی پڑیں گی، مشکل سے مشکل امتحان دینے ہونگے، شدائد و نوازل سے طرف مقابل ہونا پڑے گا، اور ہر قدم پر اس دستور العمل کی پابندی کرنی پڑے گی کہ:

ترک جان و ترک مال و ترک سر

در طریق عشق دل منزل ست

حضرت ابراہیم نے کیسی خطرناک جرات کی تھی؟

(۱۰) حق و صدق کی مقاومت ہمیشہ ناکام رہی ہے، دست ستم اس میں خلل ڈال سکتا ہے، ضرر پہنچا سکتا ہے، پر اس کو فنا نہیں کر سکتا۔ عزم و ثبات سے تمام بندشیں ٹوٹ جاتی ہیں، مخالفین ذلیل ہوتے ہیں، استبداد سے نجات ملتی ہے، اور انجام کار برکت حاصل ہوتی ہے کہ والعاقبة للمتقين!

دعوت الی الحق کی یہ نتیجہ خیز اسکیم خود حضرت الہی کی ترتیب دی ہوئی ہے۔ اب صرف اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ نئی اسکیم بنانے کی ضرورت نہیں۔ جو لوگ شب و روز نئی اسکیموں کا خواب دیکھتے ہیں، ان کو یہ پیام پہنچا دو۔ یہ پاک مزرع اس سے زیادہ تشریح کا طالب تھا، مگر انوسوس:

کہ بادہ ہرملہ سرزاست و جملاء بد مستند

شون عثمانیہ

۱. مسأله شرقیه

بلقاني اقوام اي تحريک

سو برس کی تجاویز

(1)

(مقتبس از • نیچسٹر گارجین : ۳۱ - • مئی)

صلح کے ابتدائی مراتب طے ہو گئے ہیں، اور اب یورپین قری کے پاس قسطنطنیہ اور ایک چھوٹا سا نگر ازمین کا جب میں درہ دانیال

یورپ سے ترکوں کی جلا وطنی !

نے مد بریں فرنگستان کو کس قدر دھوئے میں ڈال رکھا تھا ؟

سند ۱۷۷۲ ع میں سب سے پہلے سلطانی مقبوضات کی تقسیم کرنے کی عملی تجویز ظہور پذیر ہوئی ۔ یہ دہی سال تھا جس میں پرلینڈ کی پہلی تقسیم ہوئی تھی ۔ اس تقسیم کی کامیابی سے یورپین حکومتوں کی اور یہی حوصلہ افزائی ہو گئی کہ وہ بلقانی جزیرہ نما کا تصفیہ بھی اسیرقت کر دیں ۔ اسکی پہلی تحریک میں کھواراٹن ملکہ روس نے چند خطوط جوزف ثانی شاہ اٹھریا کو لکھے کہ سلطنت عثمانیہ کا کیوں تصفیہ نہیں کر دیتے ؟ اسنے اسطرح حصے لگائے تھے کہ قسطنطنیہ اور آبداء باسفرورس درمیر



بقیہ یورپین ترکی، اور موجودہ جنگ کے خسا

درمیان کا بڑا حصہ جو زیادہ غبار آلود اور سیاہ ہے، وہ جنگ سے پیشتر کی یورپین ترکی تھی، جو سب کی سب نکل گئی۔

اب صرف وہ چھوٹا سا ٹکڑا باقی رہ گیا ہے، جو آپکے دھنی جانب ہے، اور جسمیں سیاہی کی جگہ صرف لکیریں

کھینچ دی ہیں۔ یعنی تسلطِ نظمیہ اور نصف تھریس! کذا لك فصل الايات لقوم یعقلون!

مع تھریس 'مغاریہ' ایلے - مالدیویہ اور ویلیشیا روس اے لے ' اور
برسنیہ ' سرریا ' البانیہ ' مقدونیہ ' تھیسلی ' اور سالونیکا اسٹریا ایلے -
یہ تجویز ہر دو حکمرانوں کے واسطے نہایت ہی مبارک اور عمدہ
تھی ' اور کتھرائن اس معاملہ میں بہت عجائبات اور پیشقدمی
چاہتی تھی ' مگر جوزف ٹراس میں شامل تھا -

سڈ ۱۷۸۱ع میں تجریز کچھ بدل گئی - اب تمام یوزپ سلطنت ٹرکی کے حصوں میں شریک کیا گیا۔ یہ تغیر احثربن مدبر کونزکی راے سے ہوا، کیونکہ اُسکو دل فرنگ سے مناقشہ کا اندیشہ تھا -

شامل ہے باقی رہ گیا ہے۔ باقی حصہ اسکے قدیم مالکوں کے پاس پھر واپس ہو گیا۔ ایسے مروجہ پر یہ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ چند سالوں کے اس فقرے کو پھر دہرایا جائے جو بلقانی اقوام نے اپنے پیش نظر رکھا تھا، یعنی ”بلقان بلقانیوں کے واسطے ہے۔“ اب یہ فقرہ معض خیالی ہی نہیں رہا، بلکہ اس خواب کی تعبیر بھی حاصل ہو گئی۔ یہ بلقانی قومیں تمام فرنگی طاقتوں کی زیر نگرانی کام کر رہی تھیں، اور ترکی بھی اس بلقانی جزیرہ نمائی صرف انہی طاقتوں اور ان ریاستوں کے لیے علی الرغم معاف تھی۔

ابتدائی تدابیر

اگر پچھلی تجویز دسائس کر، جو فرنگی دہلے نے ٹریڈ
حمہ بخیر۔ کرتے ہیں اختیار کیے، یاد کر لیں، تو معلوم ہو گا کہ تاریخ

یہ ترمیم یافتہ تقسیم یوں کی گئی تھی :

روس کو صرف بعیرہ اسود کے سواحل زیریں ڈینپروپ نک
ملیں - آسٹریا کو سروریا، برسینہ، سقوطری تک ملے - اور باقی

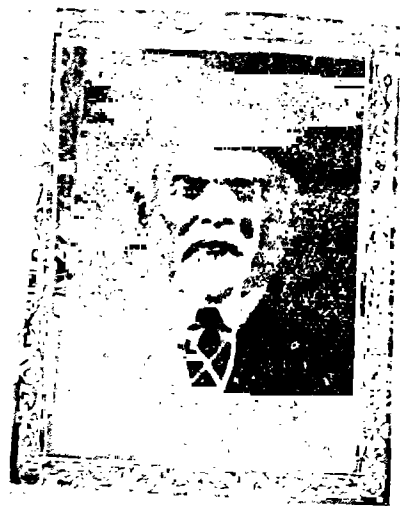
روس، بلغاریہ، مقدونیہ، اور تھریس کا تھوڑا سا حصہ لے، آسٹریا بوسنیہ اور سروریہ پر قبضہ کرے، اور قسطنطنیہ کے ساتھ دیگر ملحدہ ممالک کو ملا کر ایک نئی بازنطینی حکومت کی دوبارہ بنا ڈالی جائے۔ اسی طرح نیوزی لینڈ کا پریشیا سے الحاق کر دیا جائے، اور بلجیم فرانس میں مدغم ہو جائے۔ اب رہا انگلستان، تو اسکو تھج نوآبادیاں دیدی جائیں۔

اے بعد عثمانی سلطنت کی تقسیم کی جو عملی تجاویز ہوئیں انکو بالتفصیل بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

۹۔ جنوری سنہ ۱۸۵۳ ع کو زار نکولس اول نے اپنے معہرہ سرمائی محل میں سر ہملٹن سیمور سے ملاقات کی، اسی کا نتیجہ کریمیا کی لڑائی تھی۔

سیمور تعجب کرتا ہے کہ زار چاہتا تھا کہ عثمانی سلطنت کو انگلستان اور روس تقسیم کر لے، اور منجملہ دیگر ممالک کے مصر بھی انگلستان ہی لے لے۔ لیکن یہ تجویز انگریزوں نے اپنے مصالح کی بنا پر منظور نہیں کی۔ نکولس نے خود لڑائی پر حملہ کر دیا، اور لڑائی کو فرانس اور انگلستان نے مدد دی۔ جنگ کریمیا کی ابتدا یہیں سے ہوئی تھی۔ مگر اسمیں شاہ روس کے حملے، تجاویز پالمال ہو گئیں۔

۸۔ جولائی سنہ ۱۸۷۶ ع کو زار الکساندر ثانی اور فرانس جوزف شاہ آسٹریا۔ ریشٹاٹ کے مقام پر ملے۔ مگر یہ تمام باتیں اب برلن کانگریس میں پیش ہو گئیں۔ اس ملاقات میں طے پا یا تھا کہ روس ترکی پر حملہ کرے، اور بلغاریہ اور رومانیہ پر اپنی سیادت قائم کر دے۔ یعنی بلقان کا مشرقی حصہ روس لے لے۔ اور مغربی حصے پر آسٹریا قبضہ کرے ہرزیکوویہ، بوسنیہ، اور سروریہ کو اپنی زیر سیادت لے آئے۔ لیکن یہ ایک دور تہ جو ختم ہو گیا، اور برلن کانگریس نے نقشہ ہی اولت دیا۔ اس کے بعد سے بلقان بلقانیوں کے لیے ہے، کا نعرہ اس سرے سے اُس سرے تک سنا جائے لگا۔ اور یہ شک کہ شاید کوئی یورپین حکومت اسکی مخالفت کرے، قرق قلیسہ کی لڑائی کے بعد بالکل ہی جاتا رہا۔ بلقانی افرم نے صرف اپنے فاتحوں ہی پر فتح نہیں پالی ہے بلکہ یورپ کی طامعانہ تدبیر و نیر بھی فتح حاصل کر کے اپنی ہستی کا عظیم الشان



جسکو اغیار نے قتل کیا

حصہ ملا دیوہ اور ویشیا کو ایک ریاست میں بنا کر ختم کر دیا جائے، جسکا نام رومانیہ ہو، اور اس کے بعد قدیم بزنطینی سلطنت کو پھر قسطنطنیہ میں قائم کر دیا جائے۔ اس تقسیم کا نام ”یونانی“ رکھا گیا تھا۔

اس تقسیم میں اٹلی کو بھی حصہ ملنا چاہیے تھا، کیونکہ جب وہ آسٹریا کے حقوق اور اثر کو بحران زد ٹک اور جزائر موریا، کریٹ، اور قبرس میں بوقتے ہوئے دیکھیگی، تو ضرور زاحمت کریگی۔ فرانس کو بھی ان ممالک میں سے پسند کو نیکا حق دیا گیا تھا۔ خواہ وہ شام یا جزائر بحر سفید کو منتخب کر لے، یا مصر لے لے۔ مگر اس تجویز پر اسوجہ سے کچھ عمل نہ ہوسکا کہ ترکوں نے سختی سے مدافعت کی۔ فرانس ان مسائل پر راضی نہیں ہوا، اور جرمنی کو ان معاملات میں بدگمانی پیدا ہو گئی۔

اسی عرصے میں فرانس کا مشہور انقلاب شروع ہو گیا، جسکی وجہ سے یورپ اپنی تدابیر کو عمل میں نہ لاسکا۔ مگر نپولین نے خود آپ تدابیر کرنی شروع کر دیں۔ نپولین خود مشرق ادنیٰ پر نظر جمائے ہوئے تھا، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ہندوستان کا صرف یہی ایک راستہ ہے۔ اس نے رفتہ رفتہ جزائر ایونین، دلمانیہ، آسٹریہ اور اسٹیریہ پر قبضہ کر لیا۔ تمام بلقان میں ایک کھلبلی سی مچ گئی، خود دلمانیہ کے محل میں بغاوت ہو گئی، اور سلطان سلیم ثالث کو معزول کر دیا گیا۔ اسی زمانے میں نپولین نے ٹلسٹ کے مقام پر زار روس سکندر اول سے مشہور ملاقات کی۔

اس بغاوت کی خبر نپولین کو اسوقت ہوئی، جب وہ اپنی افواج کا معائنہ کر رہا تھا۔ اُس نے زار سے یہ کہا کہ یہ تقدیری امر ہے کہ قدرت ہمارے ہاتھ میں خود وہ چیزیں ہے رہی ہے جنکی ہمکو آرزو تھی، اور قسطنطنیہ کی شورش سے حاصل ہوسکتی ہے۔ چنانچہ فوراً اس معاملہ میں گفتگو شروع ہو گئی، اور ایک تقسیم قرار پالی، جسکی زر سے روس کو مالدیوہ، بلغاریہ، اور ویشیہ، اور فرانس کے حصے میں بوسنیہ، البانیہ اور یونان قرار پائے۔ آسٹریا کو سروریا، مقدونیہ، سالونیکا دیگر خوش کر دیا جاتا۔ جملہ امور طے ہو گئے تھے۔ صرف قسطنطنیہ کا فیصلہ باقی تھا

جسکو نپولین کلید دنیا یا کم سے کم کلید ہندوستان کہتا تھا۔ یہی مسئلہ تھا جس نے تمام نقشے کو بگاڑ دیا، اور فریقین راضی نہیں ہوئے، چنانچہ لڑائی شروع ہو گئی۔ مگر یہ مسئلہ کہ ”بلقان دول فرنگ کے واسطے ہے“ ابھی ہمیشہ کے واسطے مدفون نہیں ہوا تھا۔ سنہ ۱۸۲۹ ع میں پھر اس مسئلے کی تجدید اسطرح ہوئی کہ شہزادہ پولنیک نے جو چارلس دہم کا وزیر اعظم تھا، ایک نقشہ مرتب کیا جو صرف بلقان ہی کا نہ تھا بلکہ کل یورپ کا۔ اسمیں دکھایا گیا تھا کہ ترکوں کو تو بالکل یورپ سے نکال دیا جائے۔

آپے جو تجویز اخبار الہلال میں مفت اخبار دینے اور اسکی قیمت مہاجرین کی امداد میں بھیجنے کی شائع کی ہے، انکو دیکھ کر دل باغ ہو گیا لہذا درخواست ہے کہ مہربانی فرمائیں اور اخبار الہلال کا پرچہ آٹھ روپیہ - بی - پی کر کے میرے شوہر کے نام روانہ کر دیجیے - میں نے انکو بھی براہ راست اطلاع دیدی ہے -

محمد رفیع

.....
کیا بہتر ہو کہ ہر ایک شخص ایسی ہی ہمدردی اپنے مصیبت زدہ ترک بھائیوں کے ساتھ دہلانے کی کوشش کرے - خدائے تعالیٰ آپکو اجر عظیم عطا فرمائے - حقے الوسع سر دست بعد ترغیب و تعریض چند احباب کو میں نے فراہم کر لیا ہے اور آئندہ بھی کوشش جاری رہیگی - افسوس اس بات کا ہے کہ یہاں جوش ہمدردی روز بروز ٹھنڈا پڑتا جا رہا ہے اور جیسا کہ ابتداء جنگ میں تھا اب باقی نہیں رہا - تعلیم یافتہ اصحاب تو ہر حالت میں امداد کی تحریک کے مرید اور انجمن اتحاد و ترقی کے طرفدار ہیں مگر علم لوگ مخالف ہیں - یہ ساری خرابی اختلاف رائے کی ہے - اسلیئے اب سخت ضرورت اس بات کی ہے کہ ترکوں کے مفصل حالات ابتداء انقلاب حکومت سے آج تک کے ایک بہترین پیرایہ میں از سر نو درج اخبار کر کے انپر مدلل بحث کیجائے اور سابقہ حکومت اور جدید حکومت سے جو جو برے نتائج ظہور پذیر ہوئے ہیں انکو اچھی طرح عوام کے ذہن نشین کرا دیا جائے ورنہ ترکی کی طرح ہند میں بھی دو پارٹیاں ایک دوسرے کی مخالف بنی رہیں گی جسکا اثر قوم کے حق میں مضر ثابت ہو گا - امید کہ جناب میری اس نا چہرے رائے کو شرف قبولیت عطا فرما کر ضرور اس مسئلہ کو چھیڑ دیں گے -

الہلال

اب اس بحث میں پڑنا بھی وقت کو ضائع ہی کرنا ہے - یہ تحریک اعانت مہاجرین کی ہے نہ کہ اعانت حکومت کی - اسکو ترکی کی پارٹیوں سے کیا واسطہ؟ اب تو تمام وقت اس بحث میں خرچ کرنا چاہیے کہ ہمیں کیا کرنا ہے؟ اور کس طرف چلنا ہے؟ اور بس -

(از حسن جان صاحبہ دختر برکت اللہ خاں پروفیسر - ہزارہ)
آداب عرض ہے - میں نے الہلال میں چندہ کی فہرست میں عورتوں کا بھی نام دیکھا ہے - میں ایک دس برس کی لڑکی ہوں اور سوا اُن پیسوں کے جو خرچ کیلیئے مجھے ملتے ہیں اور لچھہ میرے پاس نہیں ہے - اسوقت آٹھ آنہ ہے جو میں نے اسی نیت سے جمع کیا، برائے مہربانی اس کو بھی فہرست میں ملا دیں اور میرے حق میں دعا کریں -

(از جناب قاضی محمد لطیف حسین صاحب بڑا دیہ)
میں یکے از خریداران الہلال ہوں - دس روپیہ بنظر اعانت مہاجرین ترک بے خانہاں بذریعہ منی آرڈر ترسیل خدمت ہے - اسکو قیامت اخبار سے کچھ تعلق نہیں الہلال کی قیمت اپنے وقت پر جا یا کریگی -

(از جناب محمد گوہر علی صاحب سکریٹری انجمن)

مفید المسلمین معارف گنج - گیدا)

۲۱ - ملی کے الہلال میں تحت عنوان (لاکھوں بے خانہاں مہاجرین) ایک درد ناک مضمون دیکھ کر دل بے چین ہو گیا -

تاریخ حسیات اسلامیہ مسلمانان ہند

کا ایک ورق

زر اعانت مہاجرین

اور

الہلال ۳۰ جون کے بعد

(از جناب محمد اشرف صاحب وکیل درجہ اول کورٹ)

امداد مہاجرین کے فنڈ کے لیے جو ایثار آپے کیا ہے، اسکا اجر عظیم خداوند کریم آپ کو دے - بہت سے خریدار اس شبہ میں ہیں کہ اگر آپکی مقررہ تعداد کی درخواستیں تاریخ مقررہ تک آپکے پاس نہ پہنچیں تو کیا آپ درخواست والے موصولہ کی رقم حسب شرائط مشتبہ فنڈ مذکور میں داخل فرمائیگی یا نہیں؟ گو معنایہ سمجھا جاتا ہے کہ آپ جیسا فائدے قوم ضرور ایسا کریگا - مگر لوگ اسکی تصریح چاہتے ہیں - براہ عذایت ميعاد مقررہ کو کم از کم اگست سنہ ۱۹۱۳ء تک بڑھا کر اس امر کی تصریح ضرور کر دیں کہ جسقدر درخواستیں اس فنڈ کی امداد کے متعلق اشتہار کی بنا پر آئیں گی، انکی رقم میں سے سات روپیہ آٹھ آنہ فنڈ مذکور کو دیے جائیں گے -

الہلال

۳۰ - جون تک کی مدت اس غرض سے کم نہ تھی، لیکن اصل مقصود تو رقم کی فراہمی ہے، نہ کہ کوئی اعلان رعایت، پس ایک ستارہ کی مدت آٹھ روپیہ جانی ہے - یعنی ۳۱ جولائی تک یہ سلسلہ برابر جاری رہیگا - جن لوگوں کو یہ شبہ ہے کہ پوری رقم کی وصولی پر خریداروں کی رقم داخل خزانہ کی جائیگی، انکے ظن و گمان پر متعجب ہوں - میری سعی تو یہی ہے کہ ۳۰ - ہزار فراہم ہو، لیکن اس سے یہ معنی کہاں نکلتے ہیں کہ ۳۰ - ہزارے بغیر روپیہ بھیجا نہ جائیگا؟ جب میں نے اتنے عرصے کی آمدنی کو وقف کر دیا تو اب اسکا کل اور جزو، دونوں مجھے حرام قطعی ہے -

کرائیس حامد بیگم صاحبہ - اہلیہ مسٹر حامد حسن کوتوال)

تل ہمارے ترک بھائی اور بہنوں پر جو مصیبت نازل ہو رہی ہے، وہ محتاج بیان نہیں - ہر شخص انکی مصیبت سے رنج ہے - انکی بے بسی اور بے بسی کو دیکھ کر بیٹھنے والی عورتیں اور بچوں کو بھی آٹھ آنہ آنسو رلاتی ہے، لیکن کچھ کرتے دھرتے بن نہیں پڑتا - ننھے ننھے بچوں اور آفت کی ماری بہنوں پر جو مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں، انکو دیکھ کر کلیجہ پاش پاش ہو جاتا ہے اور سمجھہ میں نہیں آتا کہ آخر ان مظالم کی کوئی انتہا بھی ہوگی یا نہیں؟ آخر پروردگار عالم کا غیظ و غضب ان معصوموں کی مصیبت پر کیوں جوش میں نہیں آتا؟ مجھکو ان واقعات نے اس درجہ حواس باختہ کر دیا ہے کہ باوجود رات اور دن غور کرنے کے میرے سمجھہ میں نہیں آتا کہ دنیا میں میرا رجوع ان مصیبت کی ماری اور بے کس بہنوں کے لیے کس طرح مفید ثابت ہو؟ اور میں کس طرح انکی امداد سکون؟ جناب مجھکو مشورہ دیں کہ میں اس معاملہ میں کیا کروں؟ عمل میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ اپنے روزانہ اخراجات میں سے نمایاں حد تک کمی کر کے جو کچھ پس انداز ہوگا، اسکو ہر پہلے آپکی خدمت میں بھیجی رہیگی -

آٹھ پائی روپیہ

۲	۸	۰	جناب فصیح الدین - غیاث الدین صاحب
۰	۰	۰	احمد آباد
۸	۰	۰	جناب محمد کاظم صاحب جہانسی
۸	۰	۰	جناب معصوب علی صاحب ہوشیار پور
۱۰	۰	۰	جناب قاضی محمد لطیف حسین صاحب
۰	۰	۰	پلادری - اکرام گدہ
۰	۰	۰	جناب قطب الدین احمد صاحب
۶	۰	۰	انصاری - فتح پور
۵	۰	۰	والد - سید محمد طاہر صاحب - لکھنؤ
۸	۰	۰	جناب احمد حسین صاحب اڈیٹر کلکٹری
۰	۰	۰	گورکھ پور
۱	۸	۰	جناب غنی حیدر صاحب محمد منزل - بہار
۲۵	۳	۰	جناب عبد الجلیل خان صاحب حسن پور علیگدہ
۴۴	۰	۰	بذریعہ جناب مشرق حسین صاحب - کانپور
۰	۰	۰	جناب کاظم حسین صاحب فارست منیجر -
۲۵	۰	۰	دندور
۵۷	۷	۰	بذریعہ جناب نذیر احمد صاحب بانکی پور
۰	۰	۰	جناب مفتی محمد انوار الحق صاحب ایم -
۷	۰	۰	اے - بہر پال
۵۰	۰	۰	جناب عبد العکیم صاحب پلیدر - بانکی پور
۵	۰	۰	جناب عبد الجلیل صاحب - اگرہ
۸	۰	۰	جناب منشی چراغ دین صاحب پٹنہ دار لاشاری
۲	۰	۰	بذریعہ جناب یسین احمد صاحب - گیا
۰	۰	۰	جناب محمد اسماعیل خان صاحب
۸	۰	۰	کوتوال - ہیر پور
۰	۰	۰	جناب ڈاٹر ابو الحسن صاحب مریض نبی نگر
۱۰	۰	۰	مونیگیر
۱۵	۰	۰	جناب حبیب رضا صاحب مختار - دنیا پور پٹنہ
۱	۰	۰	جناب عبد الرحیم صاحب مرحوم
۱۸	۰	۰	جناب عبد الرحمن خان صاحب - باندہ
۶۰	۰	۰	خواتین کانپور بذریعہ محمد قسم صاحب کانپور
۷	۰	۰	ایل - بی - اچمن خان صاحب - کالن - برہما
۰	۰	۰	بی بی حرمت بذریعہ امین الدین صاحب
۴	۰	۰	رنگن برہما
۰	۰	۰	ازرقف شیخ ولایت علی صاحب مرحوم کانپور
۰	۰	۰	معرفت جناب شیخ باقر علی صاحب
۱۰۰	۰	۰	مترلی وقف مذکور
۱	۵	۰	جناب امام صاحب - درنی مارکت - بلگام
۳۴۲	۷	۰	جناب فتم محمد خان صاحب - گوندہ
۰	۰	۰	جناب حبیب احمد خان صاحب - منگولی
۸	۰	۰	ریاست رامپور
۴	۰	۰	جناب منصور خان صاحب جمعدار
۲	۰	۰	جناب محمد علاؤ الدین صاحب فرخ - جلال آباد
۱۲	۱۳	۰	جناب حاجی طاہر حاجی طیب صاحب - اترہ
۴	۰	۰	جناب سید نثار حسین صاحب - ہزاری باغ
۰	۰	۰	مسلمانان اکبر پور بذریعہ حافظ عبد الغفور
۱۳	۰	۰	صاحب - نواسہ - گیا
۸	۰	۰	جناب احمد رضا صاحب - پٹنہ
۲۲۱۵	۱۳	۰	میزان
۲۸۸۷	۰	۶	میزان سابق
۵۱	۰	۱۳ - ۲ - ۶	میزان دل

آنکھوں میں آنسو بہہ اگے مگر سوائے اشک ربڑی کے بس میں کیا تھا ؟ پنی بے سرمائی پر صدہ عظیم ہوا - لیکن درہ اخوت نے چین لینے نہ دیا - خیال ہوا کہ اگر ستم رسید گان ملت کی مدد خرہ نہیں کر سکتا ' تو الدال علی الخیر کفاحہ ہی کا مصداق بنوں - چنانچہ فوراً اپنی انجمن مفید المسلمین رافع محلہ معروف گنج میں ' گیا (یہ محلہ غریبوں کا ہے) اور ایک خاص جلسہ بغرض اعانتہ مہاجرین ۱۹ - جون کو منعقد کر کے چندہ کی تحریک کی - چنانچہ مبلغ بیس روپیہ وصول ہوا - آجکی ڈاک سے ارسال خدمت ہے -

فہرست زر اعانتہ مہاجرین عثمانیہ

(۳)

چندہ بزرگان جہدہ بذریعہ مسٹر محمد	آٹھ پائی روپیہ	عمر صاحب
۶۰	۰	۰
جناب رہنواز خان صاحب ہڈ ماسٹر اسلامیہ -		
۸۰۰	۰	۰
اسکول قصر		
ایک مجاہد غیور از قصر ایک جرّہ بندہ		
۲۵۱	۵	۰
طلالی قیمتی		
رجال ہمت خواتین کانپور بذریعہ جناب		
۶۵	۰	۰
محمد یسین صاحب		
۷	۸	۰
جناب مصطفیٰ احمد صاحب حیدر آباد دکن		
۰	۸	۰
جناب رعایت اللہ خان صاحب مثل خوان		
۰	۸	۰
گورکھ پور		
جناب عبد الرحمن صاحب - سب اور سیر -		
۱۱۴	۱۲	۰
کوہ مری		
۱۰	۰	۰
جناب ڈاکٹر عبد اللہ خان صاحب - بکائی - کوٹہ		
۱۰	۰	۰
جناب محمد عبد الصمد صاحب - بہار - پٹنہ		
۱	۵۰	۰
جناب محمد غوری صاحب - سرداگر بلگام		
۰	۰	۰
جناب امتیاز علی صاحب ہید ماسٹر - خانیبل		
۱	۰	۰
اسکول - ملیح آباد		
۰	۰	۰
جناب غلام علیشاہ صاحب نائب تحصیلدار -		
۷	۰	۰
پاک پٹن		
۲۲	۰	۰
جناب محمد خلیل صاحب از گیا		
۴۴	۰	۰
جناب سید علی صاحب سشن جج - رورنگل - دکن		
۲	۷	۰
جناب سید ضمیر الدین حیدر صاحب عرف		
۹	۴	۰
پیارے صاحب مخدوم پور - گیا		
۶	۴	۰
جناب غلام حیدر صاحب گجراتی - لائل پور		
۶	۴	۰
جناب عبد العفیظ صاحب - بریگہا - مونگیر		
۸	۰	۰
جناب احمد معی الدین صاحب - مدد کار		
۰	۰	۰
ناظم جنگلات - نظام آباد - دکن		
۰	۰	۰
جناب ماسٹر دین محمد صاحب (ندوۃ العلما)		
۰	۰	۰
لکھنؤ		
۰	۰	۰
جناب منشی سعادت علی صاحب - مدرہ		
۱	۰	۰
عالیہ - ریاست رامپور		
۵	۰	۰
جناب عطا محمد صاحب - از شملہ		
۱	۰	۰
جناب سید بذل العسین صاحب		
۱	۰	۰
جناب مشرف حسین صاحب		
۱۰	۰	۰
جناب سید یانگ چانگ صاحب دیار پور -		
۰	۰	۰
جناب غلام محمد صاحب - کھولہ شریف -		
۱	۵	۰
ملتان		

بھی ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو -
 اس سب کو بھکم خدا دور کرتا ہے ' اگر شفا پانے کے بعد بھی
 استعمال کیجئے تو بھوک بڑھ جاتی ہے ' اور تمام اعضا میں خون
 صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی
 و چالاکی آ جاتی ہے ' نیز اُسکی سابق تندرستی از سر نو آ جاتی
 ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں ' بدن میں سستی
 اور طبیعت میں کاهلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو -
 کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - توبہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال
 کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام
 اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
 چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
 تمام درکار داروں کے ہاں سے مل سکتی ہے
 ۱۹۰۱ء دہرہ پور انٹر

ایچ - ایس - عبد الغنی کیسٹ ۲۲ و ۷۳
 کولہ ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجا یا کرتے
 ہیں ' اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو درخانے
 ہیں اور نہ ڈاکٹر ' اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں
 قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آ سکتی ہے - ہمنے
 خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی
 کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے ' اور فروخت کرنے کے
 قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی
 ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے - مقام مسرت ہے کہ
 خدا نے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بھی ہیں اور ہم
 دنیوی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے
 ہر قسم کا بخار یعنی پڑنا بخار - مرمی بخار - باری کا بخار -
 پھر آنے والا بخار - اور وہ بخار ' جسمیں زرم جگر اور طحال بھی
 'حق ہو' یا وہ بخار ' جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی
 سے مر یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی
 ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ کلثیاں

ریویو آف ریلیجنس : ز - یا . اہلب عالم پر نہ

اردو میں ہندو مقام اور انگریزی میں پروٹ امریکہ و جاپان وغیرہ ممالک میں زندہ مذہب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے والا - معصوم نبی علیہ السلام کی پاک تعلیم
 کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں - اس کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے والا بھی ایک پرچہ ہے جس کو درست دینی
 دنیا کے سامنے پیش کرنے کے قابل سمجھا ہے - اس رسالے کے متعلق چند ایک راؤں کا اقبال حسب ذیل ہے :-

الہیان لکھنؤ - ریویو آف ریلیجنس ہی ایک پرچہ ہے جس کو خالص اخلاقی پرچہ کہنا صحیح ہے - عربی میں المنار اور اردو میں ریویو آف ریلیجنس سے بہتر پرچہ کسی زبان
 میں شائع نہیں ہوئے - اس کے زور آور مضامین ہر علم و فضل کو ناز ہے -

کریسٹن لورڈول - ریویو آف ریلیجنس کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا ہے - ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاہل مسائی الزام لگایا
 کرتے ہیں - اس کی تردید میں نہایت ہی فاضلانہ مضمرات اس میں لکھا گیا ہے - جس سے مدد مضمرات آج تک ہمارے نظر سے نہیں گذرا -

مسٹر وپ صاحب امریکہ - میں یقین کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذہبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نہایت زبردست طاقت ہوگی - اور یہی
 رسالہ اس دور کے دور کرنے کا ذریعہ ہوگا - جو جہالت سے سچائی کی راہ میں ڈالی گئی ہیں -

ریویو آف ریویو - لندن - مغربی ممالک کے باشندوں کو جو مذہب اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے مضمرات سے دلچسپی رکھتے ہیں چاہیے کہ ریویو آف ریلیجنس
 خریدیں -

وطن لاہور - یہ رسالہ بڑے پایہ کا ہے - اس کی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور عمیق ہوتی ہیں - جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ہے حالانکہ قیمت انگریزی
 پرچہ ۳ روپیہ - اردو پرچہ ۲ روپیہ - نمونہ کی قیمت انگریزی ۴ آنہ - اردو ۲ آنہ - تمام درخواستیں بنام منیجر میگزین قادیان - ضلع گورداس پور آئی چاہئیں •

شرکتہ علمیہ

اسلامی دنیا کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے (۱) مسلمان
 حقیقی اسلام کا معنی سمجھیں اور اس کے پیرو بنیں - (۲) آسمانی
 تعلیمات کے علم و تمدن کے جو اصول مقرر کیے ہیں ان کو نمونہ عمل
 بنالیں (۳) مذہبی و علمی و روحانی ترقیات کی راہی میں
 مذہب و تمدن دنیا کے زبردست آپ کو مشعل ہدایت بنا کر
 پیش کریں (۴) ایسی نظام اجتماع و قومیت متعده اسلامیہ کی
 توثیق کے لیے ان تمام ممالک سے جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں علمی
 تعلقات پیدا کریں اور بڑھائیں -

ان اغراض کی تدریجی تکمیل کے لیے امرت سر (پنجاب) میں
 ایک مجلس قائم ہوئی ہے جس کا نام "شرکتہ علمیہ" ہے اور
 جس نے اپنے کام کی ابتدا بالفعل سنجیدہ و برگزیدہ علمی
 و مذہبی لٹریچر کی اشاعت سے کی ہے ' اسلامی ممالک کے بیشتر
 مشاہیر و علمائے ممبر ہیں - ممبری کی فیس پانچ روپیہ سالانہ
 ہے ' دوران سال میں جو کتابیں چھپیں ممبروں کو وہ سب مفت
 بہ اخذ معصوم دی جاتی ہیں -

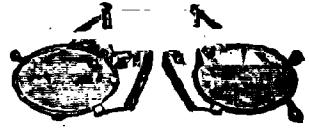
مجلس تحفے سب سے پہلے قرآن کریم کی علمی تحقیقات کی جانب

ترجمہ کی ہے اور اس ذیل میں ایک نہایت مبسوط کتاب تالیف
 کرائی ہے جس کی پہلی جلد حال میں "محکمات" کے نام سے
 شائع ہوئی ہے ' اور جس کی قیمت ایک روپیہ چار آنہ ہے - اصل
 کتاب (۷۰) جلدوں میں تمام ہوگی اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے
 کہ تفسیر آیات میں جو دور از فکر اختلافات پیدا ہو گئے ہیں ' علوم جدیدہ
 نے جن شکوک و شبہات کی گنجائشیں نکالی ہیں ' مفسرین کے
 روایات و طرز استدلال نے قرآن کریم کو علمی دنیا کے جن ہولناک
 اعتراضات کا آماجگاہ بنا رکھا ہے ' یہ تمام باتیں فلسفہ کی روشنی
 میں لائی گئی ہیں ' اور سب کی حکیمانہ تحقیقات کی ہے -

دوسری کتاب "علم الحدیث" ہے جس کی پانچ جلدوں
 میں سے ہنوز پہلا حصہ شائع ہوا ہے ' اور جس کی قیمت دس
 آنہ ہے - اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیمات کو فلسفہ
 جدیدہ کی روشنی میں لا کر ان پر حقیقت سے بحث کی ہے ' اور دکھایا ہے کہ یورپ کو آج جس فلسفہ تاریخ پر ناز ہے اسلام اس
 کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ ہزار برس پہلے مکمل کر چکا ہے -

پہلے یہ ہے : سکرٹری مجلس "شرکتہ علمیہ" معرفت

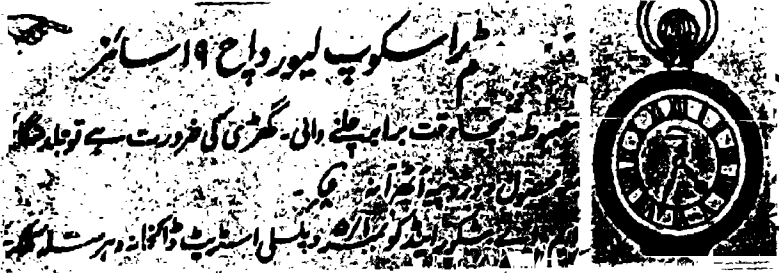
نیشنل بینک آف انڈیا ' امرت سر ' پنجاب



گھر بیٹے کے مرنے کی خبر

زندگی کا لطف انکس کے دم تک پھر آپ اسکی حفاظت
نہیں نہیں کرتے؟ صرف اسلیے کہ قابل اعتماد عینک آسانی سے
نہیں ملتی؟ مگر اب تو یہ دقت نہیں ایک اطلاعی کارڈ پر ہمارا
ممتحن چم حاضر ہوگا بالکل نئے اصول پر امتحان لیچالیکٹی -

ایم - ان - احمد - اینڈ سن
نمبر ۱۵/۱ رہن اسٹریٹ - ڈاکخانہ ریلواری - کلکتہ



طراسکوپ لیور و پاج ۱۹ سائز
میں ہر قسم کی غلطی کی غور سے توجہ دے کر
میں ہر قسم کی غلطی کی غور سے توجہ دے کر

عرق پودینہ

[۱]

اصل عرق کافور

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی کیوجہ سے
پلے دسٹ پیٹ میں درد اور قے اکثر ہوجاتے ہیں - اور اگر اسکی
حفاظت نہیں ہوتی تو ہیضہ ہوجاتا ہے - بیماری بڑھ جانے سے
سنہالنا مشکل ہوتا ہے - اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل
عرق کافور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو - ۳۰ برس سے تمام ہندوستان
میں جاری ہے اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری
دوا نہیں ہے - مسافرت اور غیر وطن کا یہ سانہی ہے -
قیمت فی شیشی ۴ - آٹھ ڈاک معصوم ایک سے
چار شیشی تک ۵ - آٹھ -

ہندوستان میں ایک نئی چیز بچے سے بڑے تک کو ایسا
فائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل رعایا والے کو گھر میں رکھنا چاہیے -
تازہ دلائی پودینہ کی ہری پتوں سے یہ عرق بنا ہے - رنگ
بھی پتوں کے ایسا سبز ہے - اور خوشبو بھی تازہ پتوں کی سی
ہے - مندرجہ ذیل امراض کیواسطے نہایت مفید اور آکسیر ہے :
نفخ ہوجانا ، کھٹا ذکار آنا - درد شکم - بدھضمی اور مقلی -
اشقہا کم ہونا ریاہ کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے -
قیمت فی شیشی ۸ - آٹھ معصوم ڈاک ۵ - آٹھ
پوری حالت فہرست بلا قیمت منگواکر ملاحظہ کیجئے -
نرت - ہر جگہ میں ایجنٹ یا مشہور دوا فروش کے یہاں
ملتا ہے -

ڈاکٹر برمن کے بہترین نسخہ دار ایف ڈی اسٹریٹ کلکتہ

انجن مارک

شیخ غوث علی حاجی وارث علی بنو مرزا بہار حیات پور روڈ جوڑا اسٹریٹ کلکتہ

جہڑی شدہ

عرق جوہر گلاب

عرق جوہر کٹوہ

کلن ہارٹیل

باوانی جوتیل

روغن ہونہری

لہو پلاسٹیل

نوٹ

اگر حکم ہو تو دی جاوے گا

نیشنل منڈا

غوث علی حاجی وارث علی

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَبِهِ تَتَجَرَّعُونَ كَلِمَاتٍ كَثِيرَةً مِّن مَّا تُصَنِّعُونَ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَبِهِ تَتَجَرَّعُونَ كَلِمَاتٍ كَثِيرَةً مِّن مَّا تُصَنِّعُونَ

الانوار

مقام اشاعت
۱۰۷۵۰ مکلاود اسٹریٹ
کراچی

ایک ہفتہ وار مصوٰر سالہ
میر سرتوں عزیز خاں
مکلاود اسٹریٹ کراچی

قیمت
سالانہ ۸ روپے
عشما ۴ روپے ۱۲ آنہ

جلد ۳

سال ۱۲۳۱ ھ: چار شنبہ ۴ شنبہ ۱۲۳۱ ھ

نمبر ۲

Calcutta : Wednesday, July 9, 1918.



لاہور میں بے خانہ سالانہ قیمت مع ہلال

تسلطانیہ کی گلیوں میں



الہلال کلکتہ - سالانہ قیمت مع ہلال صرف اٹھہ انہ !!

الح ہلال میں دفتر تصویب افکار اور دفتر مصباح کے چہنچہ ہیں کہ ”خدا کے کیلیے یورپین ترکی کے آن لاکھوں بے خانہ مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو“ جنہیں ہزارہا بیمار عورتیں اور جاں ہلب بچے ہیں۔ جنگر جنگ کی ناکہانی مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا اور جنگی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے۔ جو مرگئے انکو دفن کر دیں جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں لیکن جو بد نصیب زندہ مگر مردے سے بد تر ہیں انکو کیا کریں ؟

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے ؟ مدد کیلیے نئی اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذرے کہ ہلال احمد

کا چندہ ہر جگہ ہر چکا ہے اور تمسکات کا کام بھی جاری ہے۔ معذوراً جو کچھ خرد اسکے اختیار میں ہے اسی کیلیے کوشش کرتا ہے۔

(۱) کم از کم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پانچ سو ۳۰۰ ہزار کی رقم مخصوص اعانت مہاجرین کیلیے فراہم کرنا چاہتا ہے کہونکہ ہلال احمد کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے اسکو خلاف مقصد دوسرے جگہ لگنا بہتر نہیں اسکی اطلاع آج ہی ٹولسی میں بھیج دی گئی ہے۔

اس بارے میں جو صاحب

درد اعانت فرمائیں گے

فاجہ دہائی الا

دورنہ وہ دوسروں پر بار ڈالنے کی جگہ خود ہی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے۔

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو آئے مل رہا ہو وہ خرد نہ لے اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلیے وقف کر دے ؟

(۳) یقیناً میں ۳۰۰ ہزار نہیں دے سکتا لیکن آپ کیوں نہیں مجھ ۳۰۰ ہزار روپیہ دیتے تاکہ میں دیدوں ؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ دفتر الہلال چار

ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال

کیلیے اس غرض سے پیش کرنا ہے۔ آج

کی تاریخ سے ۳ جولائی تک جو صاحب اٹھہ

روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں

بھیج دینگے انہ روپیہ میں سے صرف اٹھہ انہ ضروری

اخراجات خط و کتابت کیلیے وضع کر کے باقی ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کر دیا جائیگا اور ایک سال کیلیے اخبار اٹھہ نام جاری کر دیا جائے گا۔ گویا ساڑھے سات روپیہ وہ اچے مظلوم رستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کریں گے اور صرف اٹھہ انہ میں سال بھر کیلیے الہلال بھی (جو جیسا کہ ہے) پبلک کو معلوم ہے (انہ نام جاری ہو جاوگا۔ اس طرح چار ہزار خریداروں کی قیمت ۳۰۰ ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال اسے خود فائدہ اٹھانے کی جگہ اس کا ذخیرہ کیلیے وقف کر دیتا ہے۔

(۵) اس وقت ماضی میں سو تک نئے خریداروں کا اوسط

ہے۔ لیکن دفتر ۳۰۰ جن تک کیلیے اپنی

تمام آمدنی اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے۔ دفتر

اس وقت تک کئی ہزار روپیہ کے نقصان

میں ہے اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے

ہیں تاہم اس کار کو بہتر طبیعت پر جو

اثر پڑا اس کے معجز کر دیا اور جو

ضرورت اپنے اختیار میں تھی اس سے کریز

بڑھا اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھ

بھیلاتے رہا بہتر نظر نہ آتا۔ یورپ میں

اخبارات کے دفتر بھی عجیب سے ہزاروں

روپیہ کا ذخیرہ نہیں دیتے ہیں۔ شاید اردو

پریس میں یہ پہلی مثال ہے لیکن

اسی کامیابی سے سر پر موقوف ہے کہ

برادران ملت تعاون نہ فرمائیں اور اس

فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست

خریداری بھیج دیں۔ ربنا تعالیٰ مٹا انت انت السميع العليم۔

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو یورپ اور

ترکی کے اعلیٰ درجہ کے با تصویب پرتکلف خوشنما رسائل کے نمونے

پر نکلتا ہے۔ اسکا مقصد - وحید دعوت الی القرآن اور امر بالمعروف

ونہی عن المنکر ہے۔ محققانہ علمی و ادبی مضامین کے لحاظ سے

اسکے امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے۔

اس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں

بڑے راست منگولیں اسکا باب ”شئون عثمانیہ“ ترکی کے حالات

جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کر کے کا مخصوص ذریعہ ہے۔

نامروران غزوہ طرابلس و بلقان اسکی ایک با تصویب سرخی ہے جسکے

نیچے وہ عجیب و غریب مہر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں

جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل

کیے جاتے ہیں۔ مقالات، مذاکرہ علمیہ، حقائق و وثائق، المراسلہ

و المذطرہ اسلئے راجوہ اس کے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں۔

اٹھہ انہ میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں۔

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جائے اور

کارہ کی پیشانی پر ”اعانت مہاجرین“ کا لفظ ضرور لکھا جائے۔



یورپین ترکی کے بے خانہ مہاجرین
جامع ایاصوفیا کے سامنے

قہرمان مدافعتیہ



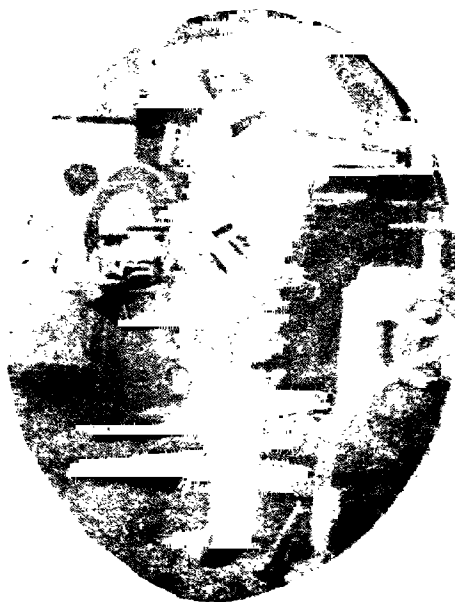
لٹننٹ رؤف تک



حمیدیہ جہاز شکنی کے بعد
حمید کپارہ گڑھ مربع سورج ٹولڈاے



حمیدریہ سرمیں کے بعد



رؤف تک حمیدیہ میں



حمیدیہ بحالت شکنی قسطنطنیہ
چارہاے ! حصہ پیشین زیر آب ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

AL - H I L A L

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7 / 1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

6-yearly " " 4 - 12

میرسنول غرضوی
مسکندہ دار کلام اللہ

مقام اشاعت
۱۰۷ مکلاود اسٹریٹ
کولکٹا

عنوان کثراف
"الحلال"

قیمت
سالانہ ۸ روپے
عشما ۴ روپے ۱۲ آنہ

الحلال

ایک ہفتہ وار مصورسالہ

جلد ۱۳

جلد ۴: جہار شنبہ ۴ شنبہ ۱۳۳۱ ہجری

نمبر ۲

Calcutta : Wednesday, July 9, 1918.

اطلاع

(۱)

ایڈیٹر الحلال کی نسبت

خود اپنی ' اور گھر کی علالت سے مجبور ہو کر کچھ دنوں کیلئے مولانا دفتر سے غھر حاضر رہیں گے۔ اسلیے خط و کتابت میں مندرجہ ذیل امور کا نا اطلاع ثانی لحاظ رکھا جائے :

(۱) تمام ڈاک بدستور دفتر کے پتے سے آئے، لیکن جن حضرات کو خاص طور پر مولانا سے خط و کتابت کرنی ہو، یا کسی امر کے متعلق انکو ذاتی طور پر اطلاع دینی ہو، انکو چاہیے کہ اس پتے سے خط و کتابت کریں :

اسمی لاج - لنڈھور - مسوری

Esme Lodge : Landhour

Mussoorie

(۲) براہ عنایت ان خطوں میں دفتر کے متعلق اطلاعات نہیں۔ انکو براہ راست دفتر بھیجیے۔ اگر وہیں تو اس طرح الگ کاغذ پر وہیں کہ انکو بچسبہ دفتر میں بھیجا جائے۔

(۳) "حزب اللہ" کے متعلق تمام خط و کتابت براہ راست مولانا سے ہونی چاہیے۔

(۲)

(۱) اس ہفتے گذشتہ جلد کی فہرست کا دوسرا قلم چھپ نہ سکا۔ انشاء اللہ آئندہ ہفتے مع لوح شائع ہوگا۔

(۲) جن حضرات کو دوسری جلد کی ضرورت ہو وہ اطلاع دیں۔ مثلاً جلد اول کے یہ مجاہد ۵۔ الحلال کا ہر ایک طبعی منقش - قیمت ۸ - روپیہ مکمل جلدیں شاید دس روپے ہی نکلیں گی۔ (منیہر)

ہفتے

شذرات

یالینقی مع قبل هذا، و کنت نسیا منسیا

مقتلہ جنگ

مقالہ افتتاحیہ

السلام والعداۃ (۳)

مقالات

قائمه السہ الثانیہ

احرار اسلام

نظام حکومت اسلامیہ (۲)

ناموران غزوة بلقان

۱ فار، مات فانم الغالدرن ؟

حقایق و رتایق

جرائم استبداد

مسلمانان آسام

مغرب اقصی

شئون عثمانیہ

مسئلہ فرقہ (۱)

تاریخ حسیات اسلامیہ مسلمانان ہند کا ایک ورق

اعانۃ مہاجرین

فہرست زر اعانۃ مہاجرین عثمانیہ (۴)

تصاویر

دوسرا عثمانی ہوائی جہاز

جہاز حمیدیہ اور کیتان رؤف بک کے مختلف

منظر

(صفحہ خاص)

شہزادہ

یا لیتنی مت قبل هذا، و کنت نسیاً منسیا !

اما علی الدین انصار و اعوان ؟

سودا قمار عشق میں خسرو سے کوھکن بازی اگرچہ ہا نہ سکا، سر تو کھوسکا !
کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز؟ اے روسیاء! تجھ سے تو یہ بھی نہوسکا !

گھر کی دیواروں کا ایک حصہ تو گرا دیا گیا، لیکن معراب و ممبر
تک محفوظ ہیں؟ اگر اسی کا افسوس ہے تو میں تمکو -
تمکو کہ میں نہیں سمجھتا کہ کن لفظوں سے مخاطب کروں
تم کو۔ اطمینان دلاتا ہوں کہ غمگین مت ہو کہ وہ وقت بھی
کچھ دور نہیں۔ جس قوم میں تمہارے ایسے اجسام خبیثہ و اجساد
ملعونہ موجود ہوں، انکی مسجدوں کی معرابوں اور ممبروں
کو بھی اگر گھر دیا جائے تو کچھ بعید نہیں۔

* * *

افسوس کہ ہماری اصلی بدبختی یہ نہیں ہے کہ ہمارے
اوپر کون ہے، بلکہ بدبختی یہ ہے کہ ہمارے اندر کون ہے؟
ہماری بدقسمتیوں میں ہمیشہ غیروں سے زیادہ خود اپنوں کا
دست کفر و نفاق مخفی ہوتا ہے۔ گورنمنٹ اور حکام کو کیا کہیے
کہ توقع ہی کیسے تھی؟ شکایت تو جب ہونی چاہیے کہ توقع ہو۔
پس دین الہی کی اس اشد شدید بے حرمتی کی ساری ذمہ
داری ان بندگان خدا پر ہے، جنکے ہاتھ میں مسلمانان کانپور کے
معاملات کی باگ ہے۔ یہی دین فروش ہیں جنہوں نے اقتدا
تے معاملہ کو غارت کیا۔ جنہوں نے عام مسلمانوں کو عرصہ تک
بے خبر رکھا، جنہوں نے انکے جوش و اضطراب کو اپنے دسائس و
شرارت سے ہر مرتبہ دبا دیا، جن میں سے بعض ایک طرف تو
غریب مسلمانوں کا بھی ساتھ دیتے تھے، اور دوسری طرف
حکام کے آگے بھی سر بسجود رہتے تھے۔ یہی وہ ذریات ابلیس
اور پرستاران شیطان ہیں، جنہوں نے ہمیشہ لوگوں کو کام کرے
سے رکھا، اور کسی نہ کسی فریب سے انکو باز رکھا۔ اول تو جلسے
ہی نہیں کیے، پھر بعض لوگوں کے پاس روتے پیتے آتے جاتے
رہے۔ پھر جلسہ بھی لیا تو مارے خوف و دہشت کے انکی زبانوں
سے آواز نہ نکلی، اور مسلمانوں کو محض رزلوشنز، میموریلوں،
اور عرضداشتوں میں اڑا بھالے رکھا۔ غرض کہ:

الذین یستعبرون "وہ لوگ، جنہوں نے حیات آخری پر
الحیۃ الدنیا علی الحیۃ الدنیا کی ترجمانی کی ہے، جو بددعا
الآخرۃ و یصدون عن الہی کو اللہ کی راہ سے باز رکھتے ہیں، اور
سبیل اللہ و یبغونہا جو اسکی راہ میں کبھی پیدا کرنا چاہتے
عوجا، اولکالک ہیں، تو یہی لوگ ہیں، جو انتہا درجہ
فی ضلال مبین کی گواہی میں مبتلا ہیں، اور ہدایت
ان سے کوسوں دور ہے!" (۱۴: ۳)

لیکن یاد رہے کہ گو انکو اپنے اعمال شیطانیہ کی اس دنیا کے سوا
کسی دوسری زندگی کا تصور کرنے کی توفیق نہ ملی ہو، تاہم ایک
دوسری دنیا ضرور ہے۔ ایک وقت آئے والا ہے، جبکہ جلال خداوندی
کا آخری تخت بچھیکا جائے گا، جبکہ وہ عدالت قائم ہوگی، جسکا فیصلہ
کرنے والا خود عالم الغیب ہوگا، اور پھر اس وقت ان سے پوچھا جائیگا
کہ "اے وہ لوگو! کہ ہوائے نفس تمہارا معبود تھا، دراہم و دنانیر
تمہارا قبلہ تھا، حکم کی پرستش تمہاری شریعت تھی، اور

پچھلا پرچہ چھپنے کیلئے جا رہا تھا کہ کانپور کی مسجد کے
ممتاز فیہ حصے کے پتھر انہدام کی قیدیں کھانے لگتے پھنچا:
هذا الذی کنتم بہ یہ ہے وہ نتیجہ تمہارے اعمال اور غفلت کا
تذکرہ (۲۲: ۳۰) جس کو تم نادانی سے جھٹلایا کرتے تھے انا
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نہیں سمجھتا کہ اس واقعہ کی نسبت
کیا لکھوں؟ سوا اسکے کہ دعا مانگوں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانان کانپور پر
رحم فرمائے، اور جس بے غیرتی اور بے حرمتی کی مثال ملے
انہوں نے قائم کی ہے، اسکو اور زیادہ متعدي نہ کرے۔

لیکن کیا اب ہم ایسی ہی خبروں کے سننے کیلئے زندہ رہ گئے
ہیں؟ اور کیا یہ سچ ہے کہ اب ہندوستانی ہمارے لیے دارالامن نہ
رہا، اور شعائر اسلامیہ اور عمارات دینیہ کا انہدام علانیہ شروع ہو گیا؟
کیا اب کرچیں چڑھائی چالیں گی، تاکہ مسجدوں کا محاصرہ
کیا جائے؟ کیا فرحیں پھیلیں گی، تاکہ پرستاران الہی کو اپنی
مساجد کے احترام سے رزکیں؟ کیا شہروں کی تاکہ بندی کی
چالیں گی، تاکہ مسجدوں کے حصے گرائے جائیں، اور ان دیواروں کو
جنکے اندر پانچ مرتبہ خدائے واحد کے نام کی مفاہی ہوتی تھی،
جبر و قہر اور آلات و اسلحہ کے زور سے عیار بند اور آڑا دیا جائے؟
پھر کیا اسلام کی مسجدیں بے یار و مددگار ہو گئیں، اور کیا آج
خدا کی زمین پر کوئی نہیں کہ اسکی پرستش گاہوں کی عظمت
کو برقرار رکھے؟

الا نفوس ایبات الہام

اما علی الدین انصار و اعوان ؟

(ایڈریا نوپل) کی مسجد سلیم کا نوحہ سنکر جو آنکھیں
رو رہی تھیں، کاش انکو کوئی یہ پیام پہنچا دے کہ اب سمندروں کے
پار جا کر ماتم کرنے کی ضرورت نہ رہی۔ ایڈریا نوپل کی مسجد
نے اپنے ندالوں کو چار مہینے تک اپنی حفاظت میں سرگرم
جائفرشی دیکھنے کے بعد اپنے صحن میں کفار و ملاءنہ بلغار کے
جواؤں کی گرد دیکھی، پر ایک مسجد مقدس "کانپور" نامی
آبادی میں بھی ہے، جس نے اپنی راہ میں بغیر ایک قطرہ
خون کے بہے، یہ دیکھا کہ اسکے بازوؤں پر نیشہ ہائے بے امان کی
ضربیں پڑ رہی تھیں، اور ایک آواز بھی اُنہ تھی، جو اسکے لیے
ناغ و نغال کرتی ہو! ا

فاه! اہ! اہ! اہ! علی ما فزعتم فی جنب اللہ! یا لیتنی مت

قبل هذا رکت نسیاً منسیاً! ا

نہ داغ نازہ می کار، نہ زخم کہنہ می خار،

بدہ یا رب دے کیں ضرورت پھان نہی خواہم ا

پھر اے کانپور کے رہ اسلام فروش، اور کفر پرست لیڈر!
اور اے وہ ناپاک و نجس انسان صورت جو ان کو کہ تمہاری
موت تمہاری زندگی سے بہتر ہے، اور تمہاری بربادی و ہلاکت
مسلمانوں کیلئے رحمت و برکت الہی ہے، بتاؤ کہ یہ سب کچھ
ہر جانے کے بعد تم کس فکر میں ہو؟ اس فکر میں کہ اللہ کے

ہفتہ جنگ پرستاران صلیب کی اذیتوں کا ترک تو انتقام نہ لے سکے، لیکن ترکوں کا خدا کیونکر خاموش رہتا۔ حلفاء بلقان کے جس باہمی جنگ و جدل کا وقت کسی نہ کسی دن آنے والا تھا، اور جس کے تصور سے ہمیشہ سراپد زور کرے خوف زدہ رہتے تھے بالآخر وہ آگیا۔ بلغاریا اور یونان سروریا میں جنگ شروع ہو گئی ہے، یونان و سروریا، دونوں ایک ہو کر افواج بلغار کو متواتر ہزیمتیں دے چکے ہیں، جبل اسود اور رومانیا کی جنگی طیاریاں ان کی شریک ہونے اور ساتھ دینے پر مائل ہیں، سلاویک سے بلغاریوں کا قبضہ آٹھ گیا، فوج نے ہتھیار ڈال دیے، حریفوں کی اطاعت مان لی، اور صرف درگھٹے کی گولہ باری میں پامال ہو گئے۔ بے سر رہا ہو کر بھاگے، اور دس توپیں اور ایک ہزار تین سر سپاہی گرفتار کرتے گئے، سلاویک سے باہر نکل کر یہ کریز پالی تھم گئی۔ دشت کلکیش میں لے کرے سے مورچے باندھے گئے، اور پھر مقابلے کو بڑھے، مگر ہزیمت ہی اٹھانی پڑی، اور ۶۰ توپیں ہاتھ سے جاتی رہیں، اور پولی کی بلند سطح پر چاروں جنگ آزمایہ سپاہ بلغار نے سروریں پر حملے کیے، سروریں بے تر پسا ہو گئے، لیکن پھر سنبھلے اور بازی کے پانسے سنبھال لیے۔ چار ہزار بلغاری اسیر ہوئے، اور لکھن جابیں آگ کی بیہفت چڑھیں۔ دوسری جنگ میں چیریس بلغاری یلغاریں نہایت (بتری) کی حالت میں دریائے زینورا کے پار بھاگ دی گئیں۔ آٹھ سر بلغاری ہلاک اور اٹھارہ سر معرور ہوئے۔ شوکیل و نگریتہ کی لڑائیوں میں بلغاری اس بدحواسی و سراسیمگی سے بھاگے نہ دریائے رار دار میں ان کے کئی سپاہی غرق ہو گئے، اور بھاگتے بھاگتے بری پندرہ ہزار فوج قید ہو گئی۔

سلاویک سے کچھ فاصلے پر بلغاریوں نے ایک مستحکم مورچہ باندھ رکھا تھا، قسطنطنیہ شاہ یونان نے فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لے کر آٹھ توپوں کو چڑھائی کا حکم دیا، اور تین ہزار گزے فصل سے حملہ کر کے اس مورچہ کو فتح کر لیا، سروریں فوج بلغاری کی سرحد کو عبور کر کے اندرون ملک پہنچ گئی ہے، اور اس وقت مقام زرنوک کی بلندیوں پر قابض ہے جہاں سے صوفیا دار الحکومت بلغار صرف پچاس میل کے فاصلے پر رہ جاتا ہے۔ لاچانا کو بھی یونانیوں نے بلغار سے چھین لیا، رگستر کے قرب و جوار میں بلغاریوں نے حدود سروریا میں داخل ہونے کی بڑی کوششیں کیں مگر ہر مرتبہ منہزم ہوئے اور بڑی ذلت سے منہزم ہوئے۔ کرمولک کو بلغاریوں نے واپس لے لیا تھا مگر سروریں نے حملہ کر کے دوبارہ قبضہ کر لیا، اور بلغاری بڑی بری طرح پسا ہو گئے۔ یونانیوں نے دریائے پر سپاہ بلغار پر نہایت فاش شکست دی۔ اور علاقے پر قابض ہو گئے۔ ۵ جولائی کی جنگ کوشانا میں جبل اسود کی آٹھ ہزار فوج نے سروریا کا ساتھ دیا، اور اس کی اعانت سے کوشانا پر سروریا کا قبضہ ہو گیا، اس جنگ میں بلغاریوں کا ایک حصہ لشکر جو رزبر جنگ بلغار کے ماتحت تھا بالکل تباہ ہو گیا، یہ سب کچھ ہوا، مگر حکم پیشہ بلغاریوں کے مظالم میں نہ کمی آئی تھی نہ آئی۔ سلاویک میں مقابلہ تو یونانیوں سے تھا لیکن مصاصرہ ایل مسجد کا کیا گیا، نگریتہ اور یوگڈیٹر کے تمام باشندے جن میں نابردہ گناہ مسلمان بھی تھے قتل کر دیے، اور ساری آبادی غارت کر دی۔

دوسرے جانب لفٹننٹ ریگنر نے، جن کی صداقت کا خاطر خواہ امتحان ہو چکا ہے، جو تار دے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سروریں اور یونانیوں کو سپاہ بلغار نے اتنی متواتر مسلسل شکستیں دی ہیں کہ اب ان میں دم بھی نہیں رہا۔ یہ بیان مبالغہ آمیز تو تو ضرور ہے لیکن کچھ نہ کچھ اس میں واقعیت بھی ہوگی، اور ہم کو تسلیم کرنا چاہیے کہ یونان و سروریا جو مسلمانوں کے قتل عام میں پیچھے نہ تھے اس جنگ نے ان کو بھی خستہ کر رکھا ہے۔

”اصابع الرحمان“ کی جگہ ”اصابع الشیطان“ میں تم نے اپنے دلوں کو دیدیا تھا، بتلاؤ کہ آج وہ تمہارے معبودان باطل کہاں ہیں، جو تم کو میری پکڑ سے بچا سکتے ہیں؟ این شرکاؤ کسم، الذین کنتم تزعمون؟ (۱۵: ۶) کیا تم ہی رہے ہو کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے میرے دین، مبین کی علانیہ بے حرمتی ہوئی، اور میری عبادت گاہ کی دیوار مسمار کی گئی، پر تم کچھ نہ بولے بلکہ اپنی بزدلی اور فساد انگیزی سے اسکا سامان کرتے رہے؟ تم نے میری راہ سے میرے بندوں کو روکا، اور انکو میرے گھر کی عزت کیلئے اٹھنے ندیا؟ پھر کیوں نہ آج میری لعنت تم پر چھا جائے، اور کیوں؟ ان لوگوں کے جسموں کے ساتھ وہ سب کچھ عمل میں لایا جائے، جسکو انہوں نے میرے مقدس گھر کے ساتھ گوارا دیا۔ فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون ۱۱“

* * *

ایک ضروری سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھ کیونکر ہوا؟ کیا اسلامیہ کے کانپڑے مسلمانوں کو اسکا بالکل حس نہ تھا؟ معجزہ معلوم نہیں کہ ہائیڈر کے آنس کی رصد گاہ میں کوئی ایسی تلسکوپ ایجاد کی گئی ہو، جس میں توپ کی بڑی چیزیں چھوٹی ہو کر دکھائی دیتی ہوں۔ البتہ معجزہ معلوم ہے کہ گلیلیو (Galileo) نے ایک آلہ (ایسا دریافت کیا تھا، جس سے دور کی چیزیں بڑی ہو کر نظر آسکتی ہیں۔ لیکن اسکے استعمال کرنے کی ضرورت مریخ کے دیکھنے میں ہوتی ہے، نہ کانپڑ کی مسجد کو دیکھنے کیلئے۔

اُس جوش و اضطراب اور غیظ و غضب سے کوئی آنکھ غفلت نہیں کر سکتی، جو ابتداء معاملہ سے خبروں کے پھیلنے کے بعد عام مسلمانوں میں پیدا ہو گیا تھا، اور جو بساطی بازار کے بے غیرت و بے حیا دکانداروں، اور مسجد کے ایمان فروش متولی کے سوا (جس کا نام شاید کریم الدین ہے:

برعکس نہند نام رنگی کافورا

آگ کے شعلے بھڑکا رہا تھا۔ ملوں کے مزدور ہزاروں کی تعداد میں دیوانہ وار پھر رہے تھے، اور معجزہ معلوم ہے کہ اب تک جوش و اضطراب سے مجنوں ہو رہے ہیں۔ شہر کے عام باشندے بھی دھکتے ہوئے کوئلوں پر اڑتے رہے، اور کچھ شک نہیں کہ اب تک لوت رہے ہیں، مگر ہزار حیف ان چند منافقین پر، اور صد ہزار لعنت ان مفسدین مارقین پر، جو قوم کی طاقت کو چھپانا اور تقانا چاہتے ہیں، اور جنہوں نے ہمیشہ خدع و فریب اخفاء حال، بڑبڑ طرح طرح کے اذیب و ابطال سے لوگوں کو دھوکے میں رکھا، اور کسی بڑ فوٹ کارروائی کے کرنے کی مہلت نہ دی: کداحک يجعل الله الرجس على الدين لا يؤمنون (۵۱: ۱۷)

میں نے الہلال میں اس مسئلہ پر نظر ڈالتے ہوئے لکھا تھا کہ آنکھیں ہر وار، اور اپنے نگین ان مفسدوں کے دام ضلالت سے بچاؤ! عاجزی کے آنسوؤں، اور فریادوں کی صداؤں سے کبھی بھی کسی فوج نے میدان سر نہیں کیا ہے۔ اصلی چیز اجتماعی قوت ہے، اور ہزاروں داور اور زبانوں کا کسی کام کیلئے ایک ہو کر ظاہر ہونا ہی کلید فتح و مراد ہے۔

اگر تم حکام کے خوف سے لڑتے ہو، تو تم سے اس وقت کس نے کہا تھا کہ قانون کو توڑو اور فتنہ و فساد کی راہ اختیار کرو؟ اگر کام کرنا چاہتے تو راہیں کشادہ تھیں۔ بغیر قانون کو توڑے، بغیر نظام و امن کو مختل کیے، بغیر حکم کے مقابلے علم بغاوت بلند کیے، بہت آسانی کے ساتھ ممکن تھا کہ تم اپنی طاقت کا اظہار کرتے، اور اپنی اجتماعی قوت کا ایسا مظاہرہ دہلاتے کہ قوتوں کو اس کے آگے سر بسجود ہو جانا پڑتا۔

الملاح

۴ - شنبات ۱۳۳۱ ہجری

الداء و الدواء



یعنی جماعۃ ”حزب اللہ“ کے اغراض و مقاصد

(۳)

اگر ان بستیوں کے لوگ اللہ اور اس کے احکام پر ایمان لاتے، اور راہِ اتقا و خشیت اختیار کرتے، تو ہم آسمان اور زمین، دونوں کی برکتوں اور نعمتوں کا دروازہ ان پر کھول دیتے، لیکن افسوس کہ انہوں نے سرکشی اور تمرد سے ہمارے احکام کی پروا نہ لی، اور انکو جھٹلایا، پس اعمالِ بد کی پاداش میں ہم نے انہیں مبتلائے عذاب کر دیا !!
پھر کیا یہ لوگ اس سے نہیں ڈرتے کہ ان پر ہمارا عذاب راتوں رات انازل ہو اور وہ خواب غفلت میں سرشار ہوں؟ یا وہ اس سے بالکل مطمئن ہو گئے ہیں کہ ہمارا عذاب دن دھارے آنازل ہوا اور وہ لہو و لعب میں مشغول ہوں؟ کیا وہ اللہ کی پکڑ سے بالکل مطمئن ہو گئے ہیں؟ اگر ایسا ہی ہے تو جان لیں کہ اللہ کی گرفت سے تو صرف وہی نڈر ہو سکتے ہیں، جو آخر کار برباد ہونے والے ہیں!

ولو ان اهل القرى آمنوا و اتقوا
لفتحنا عليهم بركات السماء و الارض
ولكن كذبوا فاعذبناهم
بما كانوا يكسبون - افامن
اهل القرى ان ياتيهام
باسنا بياتا و هم نائمون؟
او امن اهل القرى ان ياتيهام
باسنا ضحى وهم يلعبون؟
افامنوا مكر الله؟
فلا يامن مكر الله
الا القوم الخاسرون! (۷: ۹۸)

- * قصہ عشق کہ مانند این ہمہ ناگفتہ بسے
- * کس بمنزلگہ مقصود نرفت ابلہ پا
- * ہمت ست این کہ دھد کام دل، اما چہ کنی
- * حیرتم سوخت کہ ہمزاز بکوشم آمد
- * اگر اینست گل تازہ کہ من دارم، نیست
- * آستان حرم عشق مقام ادب ست
- * نا تو توئیم بشرطیکہ کوئی نہ سے
- * بو الفضولی دو سہ دیدم برہ و بو الہوتے
- * کہ بایں طاق بلذت نسود دست رتے
- * صوت زنجیر در کعبہ بیادگ جرے
- * بلبلان را زپر و بال گوان تر قفسے
- * دست بکشائے دریں پردہ بہر ملتسے

(فیضی) از زندگی مردہ دلان می خواہی

بایدت گرم تر از صبح قیامت نفسے

دیسکتا ہے، لیکن اس کے معارضے میں ایک چیز آج تم سے بھی مانگتا ہے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ پانی کو تلاش کرو، تا زمین سیراب کی جائے، اور فصل کات کر جمع کرنے کیلئے گہر بناؤ، تا وقت پر حیرانی نہ رہے۔ کیونکہ پانی کی ضرورت تخم ریزی سے پہلے نہیں بلکہ اس کے بعد ہوتی ہے اور کل کے دن فصل دھي کاٹیں گے، جنہوں نے آج کے دن بردیا ہے۔ ان دونوں میں سے وہ کسی کیلئے غمگین نہیں ہے۔ اسکی پکار صرف بیج کیلئے ہے، اور اسکا اشارہ صرف اُس کی طرف ہے، جسکے ہاتھ میں تول کی رسی نہیں، بلکہ جسکی جھولی میں بیج کے دانے ہوں۔ پس آغاز کی برکت، اور اتمام کی کامیابی ہوائے لیے، جو اُس کے اشارے کو سمجھیں، اور اسکی آواز پر کان دھریں: وکذا المک انزلنا آیات بینات، وان اللہ یهدی من یرید۔

والذاریات ذررا، فالعوامل و قرا، فالجاریات بسرا،
فالمقاسمات امرا (۴: ۵۱) قسم ہے اُن ہواں کی، جو بادلوں کو لڑاۓ اڑاۓ لیے پھرتی ہیں۔ پھر مینہ کا بوجھ اُٹھاتی، پھر آہستہ آہستہ چلتی، اور پھر بارانِ رحمت الہی کر زمین پر تقسیم کرنی ہیں، کہ زمین کا استعداد، موسم کی موافقت، ہواں کا ظہور، اور بادلوں کا یدام، آج دیکھنے والوں سے اشارہ کرتا، اور سننے والوں سے کچھ کہتا ہے۔

اسکا اشارہ صاف، اور اسکی آواز غیر مشتبہ ہے۔ اسکی صورت امید پرور، اور اسکے چشم رابرر کی گردش ہمت افزا ہے۔ وہ درختوں کے جہد، کہیتر کی لہامت، پہلوں کی شادابی باغوں کی شگفتگی، پتوں سے چھپی ہوئی ٹہنیاں، اور میوے جھکی ہوئی شاخیں، ہر چیز جسکی دنیا میں تلاش کی جاتی ہے، تم کو

[۴]

انجمن خدام کعبہ

پھر کیا رہ بیچ، کوئی آجکل کی مصطلحہ انجمن، کوئی لنبی چوڑی اسکیم، کوئی اقرار ناموں کا رجسٹر، اور کوئی بہت بڑا وسیع فنڈ ہے؟

کہہ چکا ہوں کہ نہیں، کیونکہ میں پہلوں کی شاداب رنگت پر عاشق نہیں ہوں، بلکہ اُس خشک بیج کا متلاشی، جس کا ایک دانہ، ایک پررے باغ کیلئے کافی ہے۔

تاہم میرے لیے یہ باقی رہ گیا ہے کہ اپنے اغراض کا نظام پیش کرنے سے پہلے، احباب کرام کو انتظار کی ایک آزمائش میں آدر قالوں، اور ”انجمن خدام کعبہ“ کے متعلق تفصیل سے ایک نمبر میں اپنی معروضات پیش کردوں، کیونکہ آج اُس زبان سے بڑھکر آدر کوئی ہستی خائن اور گنہگار نہیں ہوسکتی، جو جانتی ہو لیکن نہ بولتی ہو۔

اس مضمون کے پہلے نمبر میں جو کچھ عرض کرچکا ہوں، ضرور ہے کہ وہ آپکے پیش نظر ہے۔

کعبے کی خصوصیت

حاجی بردہ کعبہ رواں کیں رہ دین ست
خوش میرود، اما رہ مقصود نہ اینص

انجمن کا مقصد تاسیس صرف در چیزیں ہیں:

(۱) خانۂ کعبہ کی حفاظت اور خدمت کیلئے تمام مسلمانوں سے ایک غیر شرعی اقرار لیا جائے۔

(۲) ہر شخص بقدر استطاعت اس کام کیلئے روپیہ دے تاکہ ایک عظیم الشان خزانہ اس غرض سے فراہم ہو سکے۔ مثلاً ایک روپیہ سال۔

روپیہ کی نسبت مضمون کے پہلے نمبر میں عرض کرچکا ہوں کہ گویہ وقت کی ضروریات میں سے ایک نہایت اہم اور اقدم ضرورت ہے، لیکن اصل مرض کا علاج نہیں۔ ہمارے مصائب صرف اسکا نتیجہ نہیں ہیں کہ ہمارے اعمال ملی کی جیب خالی ہے، بلکہ یہ سب کچھ اسلیئے ہے کہ ہمارے دل اندر سے کھوکھلے اور خالی ہو رہے ہیں۔ رہ اگر بہر جالیں تو یہ۔ ر خزانوں کا بھرنا کچھ۔ یہی دشوار نہیں!

درازی شب و بیداری من این همه نیست

ز بخت من خبر آرید تا کجا خفتست؟

اس سے قطع نظر ایک اصولی اور بنیادی امر اہم یہ ہے کہ معض ”خدمت و حفاظت کعبہ“ کی تخصیص سے بھی میں ابداً متفق نہیں ہوسکتا۔ بلکہ نہایت مضطرب اور غمگین ہونگا، اگر دیکھوں گا کہ لڑک اسپر قانع اور اس سے متفق ہیں۔ یہ سچ ہے کہ آج بڑی ضرورت مسلمانوں میں تنظیمات عمل (آرگنائزیشن) کی ہے، اور بظاہر مسلمان کعبے کی حفاظت ہی کیلئے اسلامی ممالک کے بقا کے بھی خواہشمند ہیں۔ مگر نہایت ضروری ہے کہ اسی وقت اسکی تشریح بھی کردی جائے کہ حفاظت کعبہ سے مقصد کیا ہے؟ اس وقت بنیاد رکھی جا رہی ہے، اور لوگوں کے دلوں اور دماغوں کو آپ طیار کر رہے ہیں۔ پھر ایسا تو نہ کیجیے کہ لوگوں کی تمام قوتیں اور طایاریاں صرف اسی دائرے میں معدوم ہوجائیں، اور حدودِ حرمین کی خدمت گزاری کے نام پر ایک رقم ادا کر کے سبکدوش ہوجائیں۔

اگر آپ ایسا کر رہے ہیں، تو اسکی یہ معنی ہیں کہ آپ کو ایک بارش دی گئی تھی تاکہ اس سے دریا چڑھ آلیں، نہریں بہنے

لگیں، تالاب بہر جالیں، اور کھیتیاں لہلا اورتھیں، لیکن آپ کے اُس سے صرف اتنا ہی کام لیا کہ اپنے صحن خانہ میں چند مٹکے اور طشت رکھ دیے۔ یا کپڑے اتار کر غسل کی طیاری کرنے لگے!! میں جو کچھ عرض کر رہا ہوں، اسکو سرسری نظر کے حوالے نہ کیجیے۔ ممکن ہے کہ ان تمذیلوں ہی میں کوئی حقیقت بھی ہو:

مدار صحبت مابرحدیت زیر لبی ست

کہ اہل شرق عوام اندر گفتگو عربیست!

بہت سے معافی، مخفیہ ہیں، جنکے جمال حقیقت کیلئے

پردہ الفاظ و امثال ناگزیر ہے:

ہر چند ہو مشاہدہ حق کی گفتگو۔

بلنتی نہیں ہے باد، رساغر کہے بغیر

پوریہ امر آن چیزوں میں سے بھی نہیں ہے، جنکے لیے آپ کہیں کہ اعلان و غلغلے کی ضرورت نہیں، کیونکہ اس سے اسلام کی دعوت و مقصد، اور ائمہ مرحومہ کے اُس نصب العین کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہے، جو روز اول سے صرف اعلان ہی کیلئے قرار دیا گیا ہے، اور اسکا اثر اُس اصل اصول اسلامی اور اساس حیات ملی پر پڑتا ہے، جسکی زندگی سے مسلمانوں کی زندگی اور جسکی موت سے انکی موت وابستہ ہے۔ پس ضرور ہے کہ اسکا اعلان ہو، اور اس زور سے ہو کہ دشت و جبل اور بحر و بر اسکی صدا سے گونج اٹھیں، اور عالم اسلامی کے بچے بچے کی زبان پر آسکا ترانہ جاری ہو جائے، و لو کہ الکافرون الظالمون!

مسلمانوں کا قومی نصب العین:

خدمت کعبہ نہیں بلکہ خدمت عالم ہے!!

خیال کن تو کجائی و ماکجا واعظ؟

یہ سچ ہے کہ ہم نے جب کبھی دولتِ علیہ عثمانیہ سے اپنے تعلقات گناتے ہیں، تو اس امر کو بھی ظاہر کیا ہے کہ وہ خاتمِ حرمین الشریفین ہے، اور چونکہ وہ محافظِ امکنۃ مقدسہ ہے، اسلیئے اسکا وجود آدر زیادہ ہماری نظروں میں محذوب ہے۔

میں نے کہا کہ منجملہ اسباب تعلقات مسلمانانِ ہند اور دولتِ علیہ کے ایک امر یہ بھی تھا، اور اسکی تخصیص اسلیئے کی کہ میں اس تعلق کو اس سے زیادہ وقعت نہیں دیتا کہ وہ بھی اصلی سبب کے بعد ایک سبب ہے، اور بس۔ کیونکہ میرے عقیدے میں دولتِ عثمانیہ کی اعانت کا سبب اصلی صرف یہ تھا کہ آج وہ مسلمانوں کی دنیا میں اخری وسیع حکومت ہے، اور مسلمان جو دنیا میں حکومت کیلئے آئے ہیں، انکا فرض دینی ہے کہ وہ حکومت اسلامی کی مدد کریں، اور ہمیشہ اپنا ایک سیاسی مرکز قائم رکھیں۔ رہا تعلق خدمتِ حرمین، تو بیشک یہ بھی اسکے بعد ایک سبب ضروری تھا، کیونکہ حرمین شریفین اور جمیع مقامات مقدسہ اسلامیہ کی حفاظت باسباب ظاہری جبھی ہوسکتی ہے، جبکہ ایک قوی حکومت اسلامی باقی ہو۔

لیکن بہت سے لڑک ہم میں ایسے بھی موجود تھے، جنکو ایک طرف تو ان معاملات میں بھی بمجبوری و بمصلح حصہ لینا تھا، دوسری طرف اپنے معبودانِ باطل اور طواغیت سیاست کے آگے بھی سر بسجود ہونا تھا۔ پس انہوں نے اپنا بچاؤ صرف اسی طریقے میں دیکھا کہ مسلمانانِ ہند بل جمیع مسلمانانِ عالم کے تعلق عثمانیہ کا سبب اصلی، حتی الامکان چھپائیں، اور صرف یہ ظاہر کریں کہ محض خادمِ حرمین الشریفین اور اسکے محافظ ہونے کی وجہ سے ہم ترکوں کی مدد کر دیا کرتے ہیں، ورنہ

تلافی ہوتی ہے۔ ہم کو صرف قرآن حکیم کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اسی میں اپنے مقاصد حیات و مساعی کیلئے ایک نصب العین تلاش کرنا چاہیے۔

قرآن حکیم نے اس بارے میں جو کچھ کہنا تھا روز اول ہی کہ دیا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ خَلْقًا سَوِيًّا
لَنُؤْتِيَهُ الْإِسْلَامَ بِمَعْرِفَتِهِ
وَنُخْرِجُهُ مِنَ الْمَسْكِنِ
تُرْمِزُونَ بِاللَّهِ (۱۹۹:۳)

دوسری جگہ فرمایا:

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً
وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى
النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ
عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (۱۲۷:۲)

تیسری جگہ کہا:

وَلَكِن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ
إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ
بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ أُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ (۲۰۱:۳)

چوتھی جگہ زیادہ تصریح کی:

وَرَجَاهُ دَرُفِي - اللَّهُ حَقُّ
جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ
وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي
الَّذِينَ مَنَ حَرَجٌ مِّلَّةٌ
إِبْرَاهِيمَ
هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ
مِن قَبْلُ رَفِي هَذَا
لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا
عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ
عَلَى النَّاسِ فَاقِيمُوا
الْصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ
وَارْتَضُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
كَرَاهِيَةً لِّلنَّاسِ وَهُوَ
يَعْلَمُ الْخُفْيَاتِ (۷۸:۲۲)

آقا ہے، اور پھر جس کا خدا آقا ہو، اس کا کیا ہی اچھا مالک ہے، اور کیسا قوی مددگار !!

پانچویں آیت میں صاف صاف تصریح کر دی:

الَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ
مِن قَبْلِ يَوْمِ الْفَتْخِ
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ
مِن قَبْلِ يَوْمِ الْفَتْخِ
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۴۳:۲۲)

مٹائینگے۔ اور سب کا انجام کار اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔

اور بھی آیات کریمہ ہیں جو اس بارے میں روشنی بخشتی ہیں، لیکن سردست انہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

ان آیات میں سے ایک ایک پر غور کرنا اور دیکھنا کہ تم خدا کے قدس تم کو مقصد حیات و سعادت کے لحاظ سے بلندی

خدا نخواستہ اسلامی حکومت کے تحفظ کی کوئی خواہش یا کسی سیاسی مرکز کی محبت اب ہم مسلمانوں میں باقی نہیں رہی ہے۔ کبریت کلمۃ تخرج من افواہہم، ان یقرلن الا کذباً۔

لیکن اس امر پر زور دینے کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کے ذہن میں اسلامی حکومت کا تصور محض حفاظت حرمین الشریفین کی مقصد میں محدود ہو گیا، اور ترکوں کے زوال پر چونکہ بار بار کہا گیا کہ اسلامی حکومتوں کی برہاندی کے بعد مقامات مقدسہ کی حفاظت حسب اسباب ظاہری خطرے میں ہے، اس سے آرزو زیادہ اس خیال کو تقویت ہوئی۔ حتیٰ کہ اب لوگ سمجھنے لگے کہ ہمارا اعلیٰ سے اعلیٰ کام صرف یہ ہے کہ کعبے کے نام سے عہد خدمت لینا شروع کر دیں، اور پھر اس کا وسیلہ صرف یہ قرار دیا گیا کہ روپیہ جمع ہو جائے !!

لیکن میں اس پکار کے بلند کرنے پر مجبور ہوں کہ:

خوش میروئی، امارہ مقصود نہ اینست

ہم مسلمان ہیں، اور ہم دنیا میں اس لیے نہیں آئے ہیں کہ کعبہ معظمہ کی خدمت کریں، بلکہ ہم اس لیے پیدا کیے گئے ہیں تاکہ تعالیٰ کا کعبہ کے ساتھ ہو کر تمام عالم کی خدمت کریں۔ ہم کعبے کے محافظ نہیں ہیں، بلکہ ہم میں ایک چیز ہے، کہ اگر اس کی پالیسی تو خود ہمارا وجود تمام عالم کیلئے کعبہ بنے۔ دنیا ہمارا طواف کرے، اور مغلوں کی الہی احرام نیاز باندھ کر ہماری طرف دوڑیں۔

ہماری کوششوں کا نصب العین کبھی بھی حفاظت کعبہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ ہم خواہ کتنا ہی اپنے تئیں بھول گئے ہوں، مگر ہمارا خداوند جل جلالہ ہمیں یہ یاد دلانے کیلئے موجود ہے کہ ہمارا نصب العین زندگی تمام عالم کی محافظت ہے۔ ہم سے کسی نئے اقرار لینے کی ضرورت نہیں، بلکہ ہم کو ہمارا بھولا ہوا اقرار یاد دلانا کافی ہے۔ جبکہ خداوند خداوند قدس نے داؤد کے عیال سے اپنا رشتہ توڑا، اور جبل بوقریس کی غاوروں کو اپنی محبت کا نشیمن بنایا تو ہم سے کہا کہ:

ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ أُولَٰئِكَ فِي الْأَرْضِ لِنَبْلُوَكُمْ
فِي الْأَرْضِ لِنَبْلُوَكُمْ فَمَا كُنْتُمْ عَابِدِينَ
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ
مِن قَبْلِ يَوْمِ الْفَتْخِ
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۵:۱۰)

پس ہم صرف کعبہ کے وارث نہیں ہیں کہ اس کی خدمت کریں، بلکہ ہم تمام عالم کے وارث ہیں، اور ہمیں اسی کی خدمت کیلئے بلانا چاہیے۔ ہمارا نصب العین ہمارے خداوند نے مقرر کر دیا ہے، اور اب کسی نئے نصب العین کی ضرورت نہیں۔ ہماری کوششوں اور ہمتوں کا مرکز ہم کو قرآن نے بقلا دیا ہے، اور اب ہمارے لیے اس کے سوا کسی خود ساختہ راہ سعی پر لگانے کی دعوت بیکار ہے۔ ہمارا مقصد زندگی بلند اور اعلیٰ ہے۔ اور اس کا طول و عرض تمام کر زمین پر پھیلا ہوا ہے۔ پھر یہ کیا ہے کہ تم اتنے تنگ کر رہے ہو؟ زمین جبکہ ہم پر تنگ ہو رہی ہے، تو نہ کہ ہماری ہمت کی وسعت بھی ان آرزوؤں سے تنگ ہو جائے

مقصد وحید امت مرحومہ

یہ جو میں کہہ رہا ہوں تو تفکر کا محتاج، اور ہمہ تن دل درجانے کا طالب ہے۔ آج جو کچھ ہم پکار رہے ہیں، کل کو یہی ہم نے دل و دماغ پر نقش ہوگا۔ پس مقصدوں اور ارادوں کی عمارت بناتے ہوئے پہلی اینٹ کی غلطی خطرناک اور ناقابل

”امربالمعروف“ کے مضمون میں اسے بالتشریح لکھ چکا ہوں :
فمن شاء التفصیل فلیرجع الیہ -

(۵) چرتھی آیۃ کریمہ مقصود بحث کیلئے عجیب و غریب
ہے - اسپر ایک اور مرتبہ نظر ڈال لیجیے - اسمیں بالترتیب
حسب ذیل امور پر زور دیا ہے :

(۱) اللہ کی راہ میں قیام عدل و انصاف اور استیصال ظلم و
عدوان کیلئے جہاد کر -

(۲) اس نے تم کو تمام دنیا میں بزرگی اور برائی کیلئے جن
لیا ہے -

(۳) تمہاری شریعت ایسی صاف اور سادہ ہے جس میں مثل
دیگر شرائع کے ترقیات دنیویہ و سیاسیہ اور مدنیہ
و عمرانیہ میں کسی طرح کی رکارت اور حرج نہیں -

(۴) یہ ملت حضرت ابراہیم کی قائم کی ہوئی ہے جنہوں نے
راہ اسلام میں اپنے نفس کی قربانی کی اور اپنے بیٹے
کی گردن پر چھری رکھ دی - چونکہ یہی جان فروشی اصل
حقیقت اسلام ہے اسلئے اس نے تمہارا نام ”مسلم“
رکھا اور اب بھی اسی نام سے متصف رہو گے -

(۵) یہ اسلئے ہوا تاکہ جو ہدایت تم کو رسول سے ملی ہے
وہ تمام دنیا تک پہنچا -

(۶) پس تمہارا کلم دنیا میں یہ ہے کہ صلوٰۃ الہی کو دنیا میں
قائم کرو ! اپنے مال کو اللہ کی راہ میں لٹاؤ ! اسکے ہرجاؤ !
وہی تمہارا ایک آقا اور شہنشاہ ہے اور جسکا وہ آقا ہو
اس غلام کی سمت کرو کیا کہیے !

طوبیٰ لعبد تکرر مولانا ۱۱

(۷) چھٹی آیت کو تمام مطالب بالا کا خاتمہ سمجھیے کہ صاف
صاف لفظوں میں مسلمانوں کا مقصد بتلا دیا ہے - یعنی
فرمایا کہ مسلمانوں کی قوم ایسی ہوگی کہ اگر اسے زمین پر
قائم کر دیا جائے تو وہ اللہ کے نام کی پکار بلند کریگی اسکی
بندگی و عبادت کی طرف داعی ہوگی عدل و صداقت
اور معروف و حقانیت کا حکم دیگی برائیوں سے روکیگی
اور اس طرح دنیا اور دنیا کے رہنے والوں کی اصلاح میں
اپنی زندگی و قیام اور حکمرانی و تسلط سے کام لے گی -



الحلال کی ایجنڈہ

ہندوستان کے تمام اردو بنگلہ گجراتی اور مرہٹی ہفتہ وار
رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے جو بارہون ہفتہ وار ہونے کے
روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ
ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کے لیے
اسکے ایجنٹ بن جائیں -



و عظمت کی کیسی قدسیت بخشا ہے اور تم کن نئے مقصدوں
کی تلاش میں سرگرداں ہو؟

ان آیات سے حسب ذیل امور واضح ہوتے ہیں :

(۱) مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے ”امۃ وسطاً“ فرمایا - نیز
کہا کہ وہ تمام امم عالم میں بہترین امت ہیں - ”وسطاً“ سے مراد
انکا عدل ہونا ہے - یعنی وہ دنیا میں قیام ”عدل“ کا موجب ہونگے -
(۲) پہلی آیت میں ”کنتم خیر امۃ“ اخرجت للناس کے بعد
”تأمرون بالمعروف“ فرمایا - اور یہ وصف بیان کر کے پھر اسکی
علت کو بیان کرتا ہے - جیسا کہ کہتے ہیں : ”زید کریم“ یطعم الناس
و یکسوہم“ یعنی زید کریم الطبع ہے اسلئے کہ وہ لوگوں کو کھانا کھلاتا
اور کپڑا دیتا ہے - پس اس سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا بہترین
امت ہونا اور خیر امۃ کے لقب الہی سے ملقب ہونا صرف اس
علت پر موقوف ہے کہ اللہ کی زمین پر حق کے قیام و اعلان اور
برائیوں کے استیصال کے وہ ذمہ دار ہیں - اور تمام عالم میں صداقت
کو پھیلانے اور ہر طرح کی برائیوں کی کثافت سے انسانوں کو پاک
کرتے ہیں -

(۳) پھر انکے اسی وصف حقیقی اور علت شرف و اجتناب کی
دوسری جگہ یوں تعبیر کی کہ ”لنکونوا شہداء علی الناس“ یعنی
تم بہترین امت اسلئے ہو تاکہ تم تمام عالم کی اصلاح و بہتری کی
کے کوشش کرو اور اس طرح دنیا کی صلاح و فلاح کیلئے گواہ بنو -
شہادت سے یہاں مراد اسی دنیا میں شہادت ہے نہ کہ قیامت کے
دن جیسا کہ بعض مفسرین کرام نے سمجھا ہے - حضرت عیسیٰ کا
قول قرآن نے نقل کیا ہے - وہ قیامت کے دن اللہ سے کہیں گے :

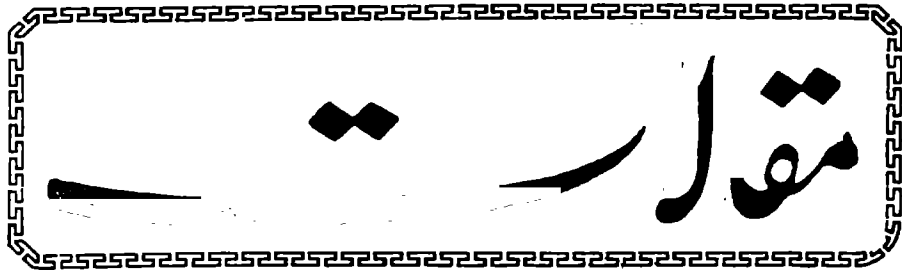
و کذبت علیہم شہیدا اور خدا یا ! میں تو اپنی امت پر اسی
صداقت فیہم و ذلما وقت تک شاہد تھا جب تک کہ دنیا
توفیتنسی کذبت انت میں انکے اندر موجود تھا پھر جب
الرقیب علیہم و انت علی تو نے مجھے وفات دی تو تھی انکا
کل شیء شہید (۱۱۹:۵) نگران حال تھا !

یہاں شہادت سے خود دنیا کے قیام و حیات ہی کی شہادت مراد
ہے نہ کہ آخرت کی کیونکہ حضرت عیسیٰ دنیا میں اپنی قوم کے
اندر تھے نہ کہ کسی اور جگہ پس یہاں بھی شہادت کا یہی
مطلب ہے -

(۴) پھر ایک آیت میں اس کو مسلمانوں کا فرض بتلا یا :
”ولکن منکم امۃ یدعون الی الخیر“ کہ تم میں سے وہ جماعت
ہونی چاہیے جو دنیا کو صلاح و فلاح کے طرف بلاے اور برائیوں سے
زرے - یعنی امت مرحومہ کا مقصد زندگی دنیا میں دعوت الی
الحق و الخیر قرار دیا -

بعض مفسرین اور فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اس آیت سے
استدلال کیا ہے کہ امر بالمعروف فرض کفایہ ہے نہ کہ فرض حقیقی
و عام - یعنی ضرور نہیں کہ امر بالمعروف کا فرض ہر فرد قریب انجام
دے - کیونکہ ”منکم امۃ“ فرمایا ہے - اور اس کے معنی یہ ہیں کہ
تم میں صرف ایک گروہ اس غرض سے ہونا چاہیے -

لیکن یہ صحیح نہیں اور ایسا قرار دینا ہی در حقیقت عالم
اسلامی کے تمام مفسد کا سرچشمہ ہے - یہاں ”من“ تبعیض
کیلئے نہیں ہے جس سے استدلال کیا جاتا ہے بلکہ تبیین
کیلئے ہے - وہ کسی خاص جماعت کی خصوصیت اسکے لیے نہیں
کرتا بلکہ مسلمانوں کا ایک ایسی جماعت ہونا بتلاتا ہے جو
امربالمعروف کیلئے اپنے تئیں ہر حال میں وقف و وقف سمجھتی ہو -



فاتحہ السنۃ الثانیہ

المجلد الثالث

(۲)

تمثیل حیات انسانی

الہلال کی دو ششماہی جلدیں ختم ہو گئیں، اور اب تیسری کا آغاز ہے۔ یعنی اسکی اشاعت پر کامل ایک سال گذر گیا، اور اس جلد سے اپنی عمر کے دوسرے سال میں قدم رکھتا ہے۔

انسان کی حیات شخصی، اس ارتقا آباد عالم کی ہر شے کیلئے ایک بہترین تمثیل ہے۔ وہ پیدا ہوتا ہے، طفولیت کے عہد ابتدائی کے بعد سن شعور میں قدم رکھتا ہے، پھر زندگی کے بہترین دور قوی، یعنی جوانی سے گذرتا ہے۔ آخر میں جب اسکی ترقی عہد کمال تک پہنچ جاتی ہے، تو پھر پردہ عدم میں مستور ہو جاتا ہے کہ وہیں سے اسکا ظہور بھی ہوا تھا:

”اللہ الذی خلقکم من اللہ ہی وہ حکیم وقدير“ جس نے ضعف، ثم جعل من تم کو کمزور حالت میں پیدا کیا، پھر بعد ضعف قوۃ، ثم طفولیت کی کمزوری کے بعد جوانی جعل من بعد قوۃ کی طاقت و توانائی عطا فرمائی۔ پھر ضعفا و شبیه، یخلق طاقت کے بعد دوبارہ ضعف و نقاہت ما یشاء و هو العليم اور بڑھاپے کی کمزوری میں ڈال دیا۔ القدير (۳۰: ۴۳) وہ جس حالت کو چاہتا ہے، پیدا کر دیتا ہے۔ اور وہ تمہارے تمام حالتوں سے واقف اور ہر حالت کا ایک اندازہ کر دینے والا ہے۔“

یہی حالت دنیا میں ہر شے کی ہے۔ آغاز اتمام، اور ارتقا و انعطاف کے قانون طبیعی کے اثر سے کوئی حیات جسمانی غیر جسمانی خالی نہیں۔

لیکن با ایں ہمہ، ہر آغاز اپنے اندر وسط و انتہا کیلئے آثار رکھتا ہے، اور ہر بیج جو سطح خاک سے سر نکالتا ہے، بتلا سکتا ہے کہ اسکا مستقبل کیسا ہوگا؟ انسان کی حیات شخصی کا ابتدائی عہد ایک متشکل و متحرک مضغۃ گوشت سے زیادہ نہیں ہوتا۔ اسکی تلم جسمانی و دماغی قوتیں پردہ خفا میں مستور ہوتی ہیں، اور اس کے قراء حیات اس درجہ ضعیف ہوتے ہیں کہ انکی ہستی وجود و عدم کے درمیان معالق نظر آتی ہے۔ تاہم، انہی میں ایسے آثار و علائم بھی ہوتے ہیں، جو اپنے مستقبل کی نسبت پیشین گوئی کر دیتے ہیں، اور صاحبان فراست و ترسم (۱) کیلئے ان میں بہت سی بصیرتیں پرشیدہ ہوتی ہیں:

(۱) ترسم کے معنی فرح و ہنس ہیں۔ احادیث میں بھی آیا ہے: اب اللہ تعالیٰ

مبدأ، یعرفون الناس بالترسم۔ (۲)

وان فی ذالک لایات بیشک، اسمیں بہت سی نشانیاں للمترسمین (۷۵: ۱۵) ہوتی ہیں، صاحبان فراست کیلئے۔

دعوت و اصلاح

یہی حال ہر اصلاح و عمل کی دعوت، اور ہر ارشاد و ہدایت کی تحریک کا ہوتا ہے۔ گمراہیوں کے بعد جب کبھی ہدایت کا ظہور ہوا ہے، تاریکیوں کے بعد جب کبھی روشنی چمکی ہے، شیطانی قوتوں کے تسلط کے بعد جب کبھی سلطان الہی کا تخت بچھا ہے، تراسکی ابتدا ہمیشہ ایسی ہی ہوتی ہے۔ وہ مثل ایک طفل ضعیف کے پیدا ہوتی ہے۔ اسپر بھی ابتدائی عہد ضعف و نقاہت کا گذرتا ہے، جبکہ اسکا رجوہ حیات ابتدائی کا ایک ضعیف ترین نمونہ ہوتا ہے۔ اسکا ظاہری جسم بھی ایک طفل شیرخوار کی طرح صغیر و حقیر ہوتا ہے، اور اسکی تمام باطنی قوتیں اور طاقتیں ایک مضغۃ گوشت کے اندر پرشیدہ ہوتی ہیں۔ لیکن اسکے بعد پھر وہ بڑھتی ہے اور پھیلتی ہے، اسکی پرشیدہ قوتیں ابھرتی ہیں، اسکی مخفی طاقتیں ظاہر ہوتی ہیں، اور اسکے جسم و قوی میں حیرت انگیز اور سریع السیر نشور و نما ہونے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک زمانہ آتا ہے، جب وہ دعوت صداقت کا طفل شیرخوار، جو اپنی زندگی کیلئے دوسروں کا محتاج تھا، جسمیں صورت اور حرکت کے سرا اور کرئی انسانی قوت نمایاں نہ تھی، جسکا قد حقیر، اور جسکا جسم کمزور و صغیر تھا، ایک طویل القامة، عریض الكتفین، قوی البنیہ، شدید الباس، اور داراء قواء گونا گوں و بر قلموں، و خصائص و خصائل عجیبہ و غریبہ بنکر، ایک عظیم الشان آیت قدرت و حکمت الہیہ ہو جاتا ہے:

”اور ہم نے انسان کو جوہر گل سے بنایا، پھر ہم نے اسکو مادہ حیات کی صورت میں تہرے کی جگہ دی، پھر اس مادہ کو ایک لوتہزا سا بنا دیا، پھر اس لوتہزے کو ایک مضغہ کی شکل میں بدلدیا، پھر اسمیں ہڈیاں پیدا ہو گئیں، اور ہڈیوں پر گوشت چڑھ گیا۔ ان تمام مراتب تخلیق کے بعد، آخر کار اسے بالکل ایک درسری ہی مخلوق بنا کر فتابرک اللہ احسن ثم انشانا خلقاً اخر، فتابرک اللہ احسن الخالقین۔ (۱۵: ۲۳)“

اختلاف نشور و ارتقا

پھر جس طرح مختلف طفولیتوں کا آئہاں مختلف قسم کا ہوتا ہے، اور نشور و نما اور رفتار عروج و ارتقاء کی حالت بھی یکساں نہیں ہوتی۔ اسی طرح تحریک و دعوت کے نشور و ارتقا کی حالتوں میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔ تم نے بعض بچوں کو دیکھا ہوگا کہ ابتدا ہی سے ضعیف و نزار ہوتے ہیں، یا ذہن و قوی کی تیزی و حدت کا کرئی ظہور انکی بد و طفولیت میں نہیں ہوتا۔

خواہ کوئی میدان غر، لیکن اسنے اپنا ہاتھ جس دلیل راہ کے ہاتھوں میں دودیا تھا، اس سے رہ کبھی علحدہ نہیں ہوتا تھا۔ و ذلک فضل اللہ یرتبه من یشاء، واللہ ذو الفضل العظیم۔

یک چراغیست دریں خانہ کہ از پرتو آن
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

اسکا مقصد رحید ہر جگہ نمایاں تھا، اسکی آواز ہر گوشے سے اٹھ رہی تھی، اسکی صورت کسی حجاب سے بھی مستور و محجوب نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ کوئی انسانی جمال عام و تعقل نہ تھا، جسپر کوئی انسانی ہتھ پرہہ ڈال سکتا۔ وہ تعالیم الہی کے نور مبین کا تجلی گاہ تھا، اسایسے اسکی شعاعیں آنکھیں دیواروں سے بھی مستور نہیں ہو سکتی تھیں: انمن شرح اللہ صدرہ للاسلام
فہو علی نور من ربہ، فویل للقاسیۃ قلوبہم عن ذکر اللہ۔

صراط مستقیم

اس نے روز اول ہی سے اپنے لیے صرف ایک راہ اختیار کر لی ہے۔ پس اسکو اپنے اغراض و مقاصد کیلئے کسی لذیذ چوڑی نہرست کی ضرورت نہ تھی، جیسی کہ بہت سے لوگوں کو ہوا کرتی ہے۔ وہ ”علمی، تمدنی، اخلاقی، سیاسی، ادبی، اصلاحی“ رکذا رکذا کو اپنے لوح پر لکھوانے کی ضرورت نہیں سمجھتا تھا۔ اس نے الہلال کی لوح کی جگہ صرف اپنے لوح دل پر ایک ہی مقصد لکھ لیا تھا، یعنی ”دعوة الی القرآن“ یا ”امر بالمعروف و نہی عن المنکر“ اور یہ ایک ایسا چراغ ہدایت آسے میسر آ گیا تھا، جس سے اصلاح و دعوت کی ہر شاخ کو وہ روشن کر سکتا تھا۔ پس اسکے لیے ”تمدن، معاشرت، علم، اخلاق“ اور سیاست کے الفاظ بالکل بیکار تھے۔ کیونکہ اسکے پاس وہ تھا، جس سے وہ اپنے عقیدے میں سب کچھ حاصل کر سکتا ہے۔ پرچہ کے پاس وہ نہیں ہے، انہیں گھر گھر کی ٹوکریں کھانی اور دروازے دروازے دیروزہ کربہ کرنی پڑتی ہے! : و من لم یجعل اللہ لہ نوراً، فمالہ من نور؟

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

بارہا گفتہ ام و بار دگر می گویم

آپ تکرار بیان سے مکدر نہیں کہ اعلان صداقت میں کبھی بھی ندرت نہیں ہوتی، بلکہ صرف تکرار و اعادہ ہی ہوتا ہے۔ جو چیز نئی ہے، اسکی جدت سے لطف آتا ہے، لیکن صداقت جو ایک ہی ہے، اور ہمیشہ سے ہے، اسکے اعلان و دعوت میں جدت و ندرت کہاں سے آئیگی؟ سوا اسکے کہ بار بار دہرائی جائے، اور ایک ہی بیج کی مختلف مرسموں میں بار بار تخم ریزی ہو۔ شاید کسی وقت زمین آسے قبول کرے اور برگ و بار و شجر و اثمار سے مالا مال ہو جائے:

ما طفل کم سواد و سبق قصہ ہائے درست

صد بار خوندہ و دگر از سر گرفتہ ایم

قرآن کریم میں ایک ہی بات کا بار بار اعادہ کیا گیا ہے۔ اسکی علت پر تدبر کیجیے کہ کیا تھی؟ فرمایا کہ:

آنظر کیف نصرف ”دیہر“ ہم اپنی آیتوں کو کس کس طرح الایات لعلم ہم پھیر پھیر کر مختلف صورتوں اور مختلف یفقہروں (۱۶:) اطراف و نتائج کے ساتھ بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ سمجھیں اور عقل و بصیرت حاصل کریں۔“

فضل الہی نے روز اول ہی سے اس عاجز کی زبان پر ”امر بالمعروف و نہی عن المنکر“ کا لفظ جاری کر دیا ہے، راکو

برخلاف اسکے بعض بچے روز اول ہی سے اپنی ظاہری و باطنی قوتوں کی خبر دیدیتے ہیں۔ انکے جسم کی شگفتگی، انکے اعضاء کی قوت، انکے قد و قامت کا غیر معمولی اٹھان، اور انکے ذہن و دماغ کے ما فوق العادہ ظہور ایسے ہوتے ہیں، جو انکے اقربا و امثال سے انکو ممتاز و نمایاں کر دیتے ہیں۔ جبکہ بہت سے بچے جہلے میں پڑے نقل و حرکت سے مجبور ہوتے ہیں، تو ایک غیر معمولی استعداد ترقی رکھنے والا بچہ ہوتا ہے، جو گھنڈوں کے بل صحن خانہ میں دروتا پھرتا ہے، اور اگر ذرا سا بھی سہارا مل جائے، تو اپنی قوت نمونے جوش سے بے صبر ہو کر کھڑے ہونے اور پانوں پانوں چلنے کے لیے طیار ہو جاتا ہے!

دعوت الہلال

(الہلال) صرف خبروں کے ایک ہفتہ وار اخبار اور دلچسپ مقالات و رسائل کے کسی مجموعے کا نام نہیں ہے، بلکہ وہ ایک دعوت ہے، جو قوم کو بلاتی ہے۔ اور ایک تحریک ہے، جو جماعتوں میں انقلاب و تغیر دیکھنا چاہتی ہے۔ پس آج کہ اسکی عمر کا پہلا سال ختم ہو چکا ہے، اور دوسرے سال میں قدم رکھ رہا ہے، ضرور ہے کہ حیات انسانی کی اس تمثیل کو پیش نظر رکھ کر، اسپر ایک نظر ڈالی جائے کہ اسکی گذشتہ حالت کیسی رہی، اور اسکا ماضی اپنے مستقبل کے لیے کن علائم و آثار کو نمایاں کرتا ہے؟

خطۃ المجدلہ

(الہلال) کو شائع ہونے کا مکمل ایک سال کا زمانہ گذر گیا، مگر آج تک اسکے ”اغراض و مقاصد“ کے عنوان سے کوئی مستقل مضمون نہیں لکھا گیا۔ نہ اسلئے کہ اس ضروری موضوع سے پہلو تہی کی گئی، بلکہ اسلئے کہ آغاز اشاعت سے لیکر اس وقت تک، اسکی ہر تحریر اور ہر چھوٹا سے چھوٹا نرت بھی اسطرح اسکے اغراض و مقاصد کا لسان حال اور ترجمان ضمیر تھا، کہ کسی مستقل مضمون کی اسکے لیے ضرورت ہی نہ ہوئی۔ اس عرصے میں تقریباً ہر موضوع اور ہر رنگ کے مضامین اسمیں نکلے۔ اسکے مخصوص طرز کے مضامین کے علاوہ عام سیاسی حالات پر بحث کی گئی۔ واقعات و حوادث پر نظر ڈالی گئی۔ سوالات کے جواب دیے گئے، خالص دینی اور خالص ادبی مقالات بھی شائع ہوئے۔ شذرات کے کالم میں اسکا دائرہ بحث عام تھا۔ مقالات افتتاحیہ میں عموماً کوئی سیاسی یا دینی مضمون ہوتا تھا، یا قرآن حکیم اور تعلیمات اسلامیہ کے متعلق کوئی بحث ہوتی تھی۔ مقالات کے تحت میں تراجم اور اقتباسات ہوتے تھے، یا کوئی مستقل عنوان بحث۔ کارزار طرابلس و بلقان میں پہنچ کر معرکہ قتال و جدال گرم ہوتا تھا، اور جنگ کے کسی خاص منظر کے دکھانے کی کوشش کی جاتی تھی۔ ناموران غزوہ طرابلس و بلقان میں کسی خاص شخص کے حالات ہوتے تھے، اور ان جذبات جانفروشی کی تعبیر و تہلیل کی کوشش کی جاتی تھی، جو صدیوں سے عالم اسلامی فراموش کرتا جاتا ہے۔ مذاکرہ علمیہ کا باب بہت کم رہا، تاہم ہر چار مضمون شائع ہو سکے۔ اسئلہ و اجوبہ اور مراسلہ و مناظرہ میں عام استفسارات کے جوابات ہوتے تھے، اور یہ مختلف امور و مباحث سے تعلق رکھتے تھے۔ غور کیجیے تو ان میں سے ہر باب دوسرے باب سے اپنے موضوع و اطراف بحث میں مختلف ہوتا تھا، اور مختلف قسم کی نظروں کی اسکے لیے ضرورت ہوتی تھی۔ تاہم احباب کرام اس سے متفق ہونگے کہ ان تمام مختلف خطہ ہائے بحث و نظر میں (الہلال) کا مقصد خاص ہر جگہ موجود تھا، اور اسکی دعوت حقیقی اپنی اصلی صورت کے ساتھ ہر صعبت میں بے نقب ہوتی تھی۔

وان جندنا لهم الغالبون طرف بھیجا، انکی نسبت پیا
(۱۷۱: ۳۸) ہی دن سے ہم نے کہہ دیا ہے کہ
ہماری تائید و نصرت سے یقیناً رہی فتح یاب و مظفر ہونے والے ہیں
اور بیشک ہماری ہی فوج سب پر غالب آکر رہیگی۔

ظہور و درود !!

شریعت الہی ایک ہے، اور صداقت کے بہت سے نام ہوں
مگر اسکا وجود ایک سے زائد نہیں۔ واللہ درما قال:
عبارتنا شتی و حسنک واحد
رکل الی ذاک الجمال یشیرا

پس صداقتوں کا ظہور ہمیشہ یکساں ہوا ہے، اور خواہ وہ کسی
نام سے ظاہر ہوئی ہوں، مگر اسی امر بالمعروف کی حقیقت میر
داخل ہیں۔ حضرت ابراہیم نے کلدانیوں کا بت خانہ توڑا، م
حضرت موسیٰ نے فرعون کی شخصی حکمرانی کے ظام و استبداد
کا بت اور بنی اسرائیل کی غلامی کی زنجیریں توڑیں۔

پس چونکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی ایک حقیقت
ہے، جو حقائق نبوت سے ماخوذ اور اسی کے فیضان جاری کا اقتباس
ہے، اسلیے اس کے متبعین کی سنت بھی ہمیشہ ایسی ہی رہی
ہے، اور ہمیشہ ایسی ہی رہیگی۔ وہ ہر باطل پرستی کا استیصال
کرنا چاہتی ہے، جو مرضات الہیہ کے خلاف ہو، خواہ اسکا نام دنیا
سیاست رکھا ہو، خواہ مذہب، اور خواہ تم اسکو اخلاقی اباغلیل
مرسوم کرر خواہ تمدنی سے، مگر جب کسی تاریکی کے مقابلے
میں روشنی چمکے، جب گمراہیوں کی رات کے بعد صدا ہدایت
کا آفتاب طلوع ہو، اور جب شیطان کی خوشیوں کی جگہ خدات
رحمان کی خوشیوں کی پکار ہو، تو تم یقین کرر کہ وہ صداقت، جو
ہمیشہ آیا کرتی تھی، آگئی۔ وہ جمال ہدایت و سعادت، جس
نے سخت سی سخت تاریکیوں میں اپنے چہرہ منور کو بے نقاب
کیا تھا، اب پھر نظارہ گیاں حقیقت کیلیے بے نقاب ہوگیا، اور
خدائے قدوس و قیوم نے "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کی
سنت مرسلیں و صدیقین کو پھر از سر نو زندہ کر دیا: و من یطع اللہ
والرسول، فاللک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین
الصدیقین و الشهداء و الصالحین، و حسن اولئک رفیقاً (۴: ۷۱)

اما الاع

دفتر الہلال کے ذریعہ پریس کا تمام سامان، اور لیتھو اور ٹالپ
کی مشینیں، نئی اور سکینڈ ہنڈ مل سکتی ہیں۔
ہر چیز دفتر اپنی ذمہ داری پر دیگا۔

سردست بعض مشینیں فروخت کیلیے موجود ہیں:-

(۱) ٹالپ کی قبل کراؤن سالز، پین کی مشین، جو بہترین
اور قدیمی کارخانہ ہے۔ اس مشین پر صرف دو ڈھالی سال تک
معمولی کام ہوا ہے۔ اس کے تمام کیل پڑے درست اور بہتر سے بہت
کام کیلیے مستعد ہیں۔

ابتدا سے الہلال اسی مشین پر چھپتا ہے۔ دو ہارس پار
کے موٹر میں سولہ سو فی گھنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتی ہے۔
چونکہ ہم اسکی جگہ بڑے سائز کی مشینیں لے چکے ہیں۔
اسلیے الگ کر دینا چاہتے ہیں۔

(۲) ٹیڈل مشین، جو پانوں سے بھی چلائی جاسکتی ہے
ڈیمائی فولیو سائز کی۔ اس پر ہاف ٹون تصاویر کے علاوہ
کام چاند اور بہتر ہو سکتا ہے۔

قیمت بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے۔ جو صاحب
لینا چاہیں، وہ مطمئن رہیں کہ ہم اپنی ذاتی ضمانت پر انہیں
مشین دینگے، اور اپنے اخلاقی و ذرا کو لین دین کے معاملات میں
ضائع کرنا نہیں چاہتے۔ منیجر الہلال پریس

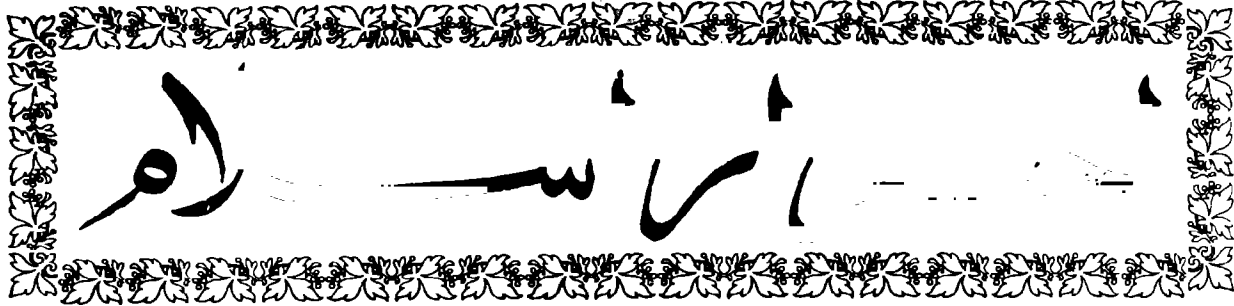
المنافقون المفسدون، و الملحدون المارقون۔ و یابی اللہ الا ان
یتم نوره و لکرہ الکافرون۔

یہ کاروبار الہیہ کا وہ مقصد رحید ہے کہ دنیا میں شریعتوں
کا ظہور اسی لیے ہوا، انکے متبعین اور ایمہ و خلفا کی زندگیاں
اسی غرض سے مقدس کی گئیں، صداقتوں کے علم اسی کے اعلان
کیلیے لہرائے، تاریکیوں میں روشنی کے منارے اسی کے واسطے
ظلمت رباع عالم ہوئے، اور حق و ہدایت کے معبد جب کبھی
تعمیر ہوئے تو اسی کے نام پر پکارے گئے۔

یہ ایک تلوار ہے، جسکو اللہ کا ہاتھ چمکاتا ہے، تاکہ شیطان اور
اسکی فوجوں کو خاک و خون میں لڑائے۔ یہ ایک علم
حقانیت ہے، جو اللہ کے مخفی ہاتھوں سے بلند ہوتا ہے، تاکہ
شیطان آباد ضلالت میں اللہ کی حکومت کا اعلان کر دے۔ یہ
نصرت و فتح مندی کی ایک جنرہ مخفی ہے، جسکو خدا اپنے بندوں
کے تابع کر دیتا ہے، تاکہ وہ ضلالت و مفسد کے شیاطین سے حرب
و قتال کریں، اور انکی پھیلائی ہوئی خباثت سے اسکی زمین کو
پاک کر دیں۔ یہ شہنشاہوں کی سی عظمتوں اور ملکوں اور
قوموں کی سی طاقتوں کا ظہور ہوتا ہے، تاکہ جو پرستاران ابلیس
اللہ کی جلال صداقت کی تحقیر کرتے ہیں، انکو اللہ کی عزت
کی خاطر ذلیل و رسوا کرے، انکے مغرور سرور کو اپنی جبروت حق
و صداقت کے پانوں سے ٹھوکر مارے اور ظالمانہ روندے، انکے غلیظ و
تاریک سینوں کو اعلان و ارشاد کے نیزہ ہائے امان سے چھلنی
کر دے، انکے دعوہ ہائے باطلہ و اعلانات کاذبہ کی بڑی بڑی عمارتوں
کو، جنکی بنیادیں شیطان کے ہاتھوں سے معمور، اور جنکی معراییں
ارواح خبیثہ کی پر راز سے بلند کی گئی ہیں، یکسر مسمار و
منہدم کر دے۔

انسانی استبداد و استعباد کے وہ مہیب بت، جنہوں نے اپنی
غلامی کی زنجیروں سے خدا کے بندوں کو جکڑ دیا ہے، اور جنکی
قوة شیطانیہ کے مظاہر کبھی حکومتوں کے جبر و تسلط کی صورت
میں، کبھی دولت و مال اور عز و جاہ کے غرور میں، کبھی
جماعتوں کی حکمرانی اور رہنمائی کے ادعا میں، اور کبھی علم
و فضل اور زہد و تقویٰ کے گھمنڈ میں، غرضکہ مختلف شکلوں
اور مختلف ناموں سے اللہ کے بندوں کو اللہ سے چھیننا چاہتے ہیں،
درحقیقت ارض الہی پر طغیان و فساد کا اصلی منبع، اور شر
و فتن کا حقیقی سرچشمہ ہیں۔ پس خدا، جو صداقت کی
پرورش کرنے والا، اور باطل کو اسکی مرادوں میں ناکامی بخشنے
والا ہے، کبھی بھی اپنے قدرت کی نیرنگیاں دکھانے سے غافل نہیں
ہوتا۔ وہ اعلان حق اور قیام امر کیلیے ہمیشہ ایک یکساں اور غیر
متغیر قانون کے ماتحت صداقتوں کو ظاہر کرتا، اور اسکے ذکر کو
اپنی عظمت و جبروت سے علو و رفعت بخشتا ہے۔ تا حق و باطل
میں معرکہ قتال گرم ہو۔ جنرہ الہی اور جنرہ شیطانی باہم
صف آرا ہوں۔ تلواریں چلیں، اور نیزوں کے سرے دل و جگر میں
آتریں۔ بالآخر جب حوصلے نکل جائیں، ہمتیں ختم ہو جائیں،
غرور اور گھمنڈ کی حسرتیں ایک ایک کر کے پوری ہو رہیں،
اور انسان اپنی ساری طاقت کو آزمائے، تو پھر بالآخر جس طرح
کہ ہمیشہ ہوا ہے قدرت الہی کو فتح ہو، امر بالمعروف کی چھنی
ہوئی حکومت پھر واپس آجائے، اور یہ نصرت عظیم اور فتح عظیم
حق و صداقت کیلیے ایک کھلی ہوئی نشانی ہو:

و لقل سبقت کلمتنا لعبادنا "اور ہم نے اپنے جن بندوں کو
المرسلین۔ انہم لهم المنصورون ارشاد و ہدایت کیلیے لوگوں کی



اسلام نے نہایت شدت کے ساتھ اس سے روکا کہ کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو، خواہ وہ کیسا ہی ادنیٰ درجہ کا کیوں نہ سمجھا جاتا ہو، "غلام" اور "باندی" کہے، کیونکہ سب خدا ہی کے غلام ہیں۔ اسی طرح غلاموں کو فرمایا کہ اپنے مربیوں کو آقا نہ کہیں کہ مسارات اسلامی میں اس سے فرق آتا ہے۔

ایک بار ایک صحابی نے آنحضرت کو ان الفاظ سے خطاب کیا کہ "اے آقائے من" آپ نے فرمایا: "مجھ کو آقا نہ کہو۔ آقا تو ایک ہی ہے، یعنی خدا"

صحابہ کا طرز عمل

خلفائے راشدین جو تعلیم اسلامی کے زندہ پیکر تھے، انکا بھی ہمیشہ یہی طرز عمل رہا۔ حضرت عمر اور انکا غلام سفر بیت المقدس میں باری باری سے سوار ہوتے تھے۔ بیت المقدس کے جب قریب پہنچتے تو غلام کی باری تھی۔ غلام نے عرض کیا کہ آپ سوار ہوں کہ شہر نزدیک آگیا۔ آپ نے نماز ادا کی اور آخر خلیفۃ اسلام بیت المقدس میں اس طرح داخل ہوا کہ اس کے ہاتھ میں اونٹ کی مہارت تھی، اور اونٹ پر اسکا غلام سوار تھا! حالانکہ یہ وہ وقت تھا، جب کہ تمام شہر خلیفۃ اسلام کی شان و عظمت کا تماشا دیکھنے کیلئے امداد آیا تھا۔ یہ واقعہ شہر ر ہے۔ تفصیل کی ضرورت نہیں۔

واقعۂ اجنادین میں رومی سپہ سالار نے ایک جاسوس مسلمانوں کے دریافت حال کیلئے معسکر اسلام میں بھیجا۔ جاسوس اسلام کے ان سچے نمونوں کو دیکھ کر جب واپس آیا، تو رومی سپہ سالار سے ایک تحیر کے عالم میں بول اٹھا:

ہم باللیل رہبان یہ لوگ راتوں کو استغراق عبادت میں
و بالنہار فرسان راہب ہوتے ہیں مگر دن کو شہسوار۔ اگر
لوسرق ابن ملکھم انکا شاہزادہ بھی چوری کرے تو ہاتھ
قطع کرے، ر اذاکا قذالیں، اور اگر زنا کرے تو اسے بھی
زنی رجم کرے رجم کرے

خصائص مسلم کی یہ اصلی تصویر تھی!

مسارات قانونی کی ایک مثال وحید

قبیلۂ مخزوم کی ایک عورت چوری میں ملوث ہوئی۔ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرنے کیلئے حضرت آسامہ کو آمادہ کیا، جنکو آپ بہت عزیز رکھتے تھے۔ لیکن جب اس واقعہ کے متعلق آسامہ نے آپ سے سفارش کی تو آپ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا:

انما اھلک الذین اے لوگو! تم سے پہلے قومیں اسلیئے ہلا
قبلکم، انھم کانوا اذا کی گئیں کہ جب ان میں سے کوئی
سرق فیہم الشریف، بڑا آدمی چوری کرتا تھا (چوری کا
ترکہ، و اذا سرق فیہم ذکر صرف خصوصیت واقعہ کی بنا پر ہے
الرضیع، اقامرا علیہ ورنہ اس سے مراد علم جراثیم ہیں)
العدو۔ ایم اللہ، لو ان تو لوگ اسکو چھوڑ دیتے تھے، پر جب

ایک دینۃ فی اللہ الام

نظام و موعۃ الامیہ

وامرہم شوریٰ بینہم (۴۲: ۳۶)

(۲)

جبلہ بن ایہم الغسانی

جبلہ بن ایہم غسانی ایک عیسائی شاہزادے نے عہد فاروقی میں اسلام قبول کیا تھا۔ طواف کعبہ کے موقع پر اسکی چادر کا ایک گوشہ ایک شخص کے پانوں کے نیچے آگیا۔ جبلہ نے اس کے منہ پر ایک تھپڑ کھینچ مارا۔ اس نے بھی برابر کا جواب دیا۔ جبلہ غصہ سے بیتاب ہو گیا اور حضرت عمر کے پاس آکر شکایت کی۔ آپ نے سن کر کہا کہ تم نے جیسا کیا تھا، ویسی ہی اسکی سزا بھی پائی۔ اس نے کہا: "ہمارے ساتھ کوئی گستاخی کرے تو اسکی سزا قتل ہے" مگر حضرت عمر نے فرمایا:

"ہاں، جاہلیت میں ایسا ہی تھا، لیکن اسلام نے شریف و ذلیل اور پست و بلند کو ایک کر دیا"

جبلہ اس ضد میں پھر عیسائی ہو گیا اور روم بھاگ گیا، لیکن خلیفۃ اسلام نے مسارات اسلامی کی قانون شکنی گوارہ نہ کی۔

خود آنحضرت کا اسرہ حسدہ

مسارات قانونی کو چھوڑ کر اسلام کی عام طرز مسارات پر غور کرنا چاہیے۔ آنحضرت تمام مسلمانوں کے آقا اور سردار تھے، تاہم آپ نے عام مسلمانوں سے اپنے لیے۔ کبھی کوئی زیادہ امتیاز نہیں چاہا۔ ایک سفر میں کھانا پکانے کیلئے صحابہ نے کلم تقسیم کر لیے، ترچنگل سے لکڑیاں لانیکی خدمت سرور کائنات نے خود اپنے ذمہ لی!

حضرت انس دس برس خدمت نبوی میں رہے۔ لیکن انکا بیان ہے کہ اس مدت طویل میں میں نے جتنی خدمت آپ کی، اس سے زیادہ آپ نے میری کی۔ مسارات کا یہ عالم تھا کہ "ما قال لی فی شیء لما فعلت؟" یعنی تعکمانہ کلم لینا یا جھڑکی دینا تو بڑی بات ہے، کبھی آپ اتنا بھی نہ کہا کہ فلاں کام یوں سے یوں کیوں کیا؟

غلام اور آقا

ایک صحابی نے اپنے غلام کو مارا تو آپ نے فرمایا:

"یہ تمہارے بھائی ہیں، جنکو خدا نے تمہارے ہاتھ میں دیا ہے۔ جو خود کھڑے، وہ انکو کھلاؤ، جو خود پہنرے، وہ انکو پہناؤ"

خلیفہ اول کا اعلان

اور مسارات کا تغیل عمومی

حضرت ابوبکر نے خلافت کی جو پہلی تقریر کی تھی،
اس کے حسب ذیل فقرے پڑھو:

وان اقرنکم عندی الضعیف تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک
حتیٰ اخذ له بعقہ ' ران ضعیف ہے' یہاں تک کہ میں اس
اضعاف عندی القوی ' سے حق وصول کروں۔ اور جو ضعیف
حتیٰ اخذ منه الحق ہے وہ قوی ہے، تا آنکہ میں اسکو
(ابن سعد ج ۳ ص ۱۲۹) اسکا حق نہ دلوا دوں۔

اس مسارات کی تعلیم نے پیروان اسلام کے قلب و دماغ کو
حریت و مسارات کے تخیل سے لبریز کر دیا تھا۔ فارس کی لڑائی
میں جب مغیرہ بن شعبہ ایرانی سپہ سالار نے پاس سفیر بنگر گئے
اور تخت پر اس کے برابر بیٹھ گئے، تو درباریوں نے یہ سہو ادب
دیکھ کر تخت سے اُتار دیا تھا۔ اسپر انکے منہ سے کس بیساختگی
کے ساتھ یہ الفاظ نکلے ہیں:

انا نحن معشر العرب ہم مسلمانوں میں تو ایک درس ہے
لا یتعبد بعضاً بعضاً کو غلام سمجھنے کا دستور نہیں ہے
(طبری ص: ۱۰۸) یہ تمہارا کیا حال ہے؟

امتداد زمانہ نے خصوصیات اسلام بہت کچھ مٹا دیے تھے اس
واقعہ سے کون انکار کر سکتا ہے کہ آج بھی مہذب ترین ممالک میں
سیاہ و سپید قومیں اپنی عبادت گاہوں میں ایک دوسرے کے
ساتھ صف میں نہیں بیٹھ سکتیں، لیکن مساجد اسلامیہ میں ایک
ادنیٰ ترین مسلمان ایک امیر الامرا بلکہ شاہ افغانستان کے پہلو بند
پہلو کھڑا ہوتا ہے، اور کوئی اسکو اپنی جگہ سے ہٹا نہیں سکتا۔
کیا ان تعلیمات و واقعات کے بعد بھی کہا جا سکتا ہے کہ اسلام میں
مسارات نہیں؟ اور اس بارے میں وہ آج یورپ سے درس حریت
لیٹے کا محتاج ہے؟

نظام جہ—وری کا تیسرا رکن:

امام یا خلیفہ کا تقرر انتخاب عام سے ہو، اور دوسروں

پر حقوق میں اسکو کوئی ترجیح نہ ہو۔

اس مبحث کو ہم دو حصوں میں بیان کریں گے:

(۱) تاریخ شاہد ہے کہ خلفائے راشدین میں سے کسی کا تقرر بعد
وراثت یا باستبداد رائے نہیں ہوا بلکہ مجمع عام میں مہاجرین
و انصار کی کثرت رائے سے (جو بمنزلہ ارکان خاص تھے) اور عام
مسلمانوں کے قبول سے ہوا (جو بمنزلہ ارکان عام تھے)۔ حضرت
ابوبکر کا انتخاب نشستگاہ بنو ساعدہ میں حضرت عمر کی تحریک
مہاجرین و انصار کی تائید، اور عامۃ مسلمین کی پسندیدگی سے ہوا
حضرت عمر کا انتخاب حضرت ابوبکر کی تحریک، مہاجرین
و انصار و عامۃ مسلمین کی تائید و قبول سے ہوا۔ حضرت عثمان،
عبد الرحمن بن عوف وغیرہ کی ایک مجلس نیابی کے انتخاب اور
عام اہل مدینہ کے مشورہ سے خلیفہ بنایا گیا۔ اسی طرح حضرت امیر
اہل مصر و اہل مدینہ کی تجویز و قبول سے خلیفہ منتخب ہوئے۔
حضرت عمر نے تو صاف فرما دیا ” لا خلافت الا عن مشورۃ
(کنز العمال ج ۳ - ص ۱۲۹) یعنی خلافت صرف عام مشورہ سے
ہو سکتی ہے، شریعت میں اس کے تعین کا آؤر کوئی ذریعہ نہیں۔
واقعۃً تحکیم میں حضرت امیر علیہ السلام اور امیر معاویہ کو
معزولی میں بھی قوم ہی کی رائے سے مدد لینا پڑی،

فاطمہ بنت محمد کو بی عام آدمی چوری کرتا تو اسکو
سرقہ لقطعت سزا دیتے۔ لیکن خدا کی قسم اگر محمد
یدہا (بخاری کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی
الشفاعة فی العترة) تو اس کے ہاتھ بھی ضرور کاٹے جاتے۔

یہ ہے اسلام کی فرماں روائی کی اصلی تصریح، اور یہ ہے وہ
مسارات کی حقیقی تعلیم، جس کے ساتھ اعمال نبوت کا اسرہ
حسنہ بھی پیش کر دیا گیا تھا۔ یہ سچ ہے کہ انقلاب فرانس نے
یورپ کو استبداد و تسلط اور امتیاز افراد سے نجات دلائی، اور اس
نے معلوم کیا کہ ہر انسان بلعاط انسان ہونے کے انسان ہے، اگرچہ
وہ سر پر تاج، اور ہاتھ میں عصا حکومت رکھتا ہو۔ لیکن با این
ہم آج بھی، جبکہ تمام یورپ نے شخصی فرماں روائی کا جنازہ
اُتھ چکا ہے، جبکہ قانون کی عزت سب سے بالا تر سمجھی جاتی
ہے، جبکہ مسارات و آزادی کے غلغلے سے اسکا گوشہ گوشہ گونج رہا
ہے ایک نظیر بھی ایسی پیش کی جا سکتی ہے، جسمیں فرماں
رواے وقت نے ایسے صاف اور سچے لفظوں میں مسارات انسانی
کا اعلان کیا ہے، اور خود اپنے اوپر اسکا نمونہ پیش کرنے کیلئے
آمانہ ہو؟

انگلستان میں پادشاہ قانون کا تابع بیان کیا جاتا ہے، اور امریکہ
و فرانس میں پریسیڈنٹ ایک عارضی مشورہ فرمائے حکومت سے
زیادہ نہیں، لیکن اگر واقعات و نظائر کے جمع کرنے پر مترجہ ہوں
تو صدہا واقعات پیش کیے جاسکتے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قانون
نے اس دور مدنیہ و آزادی میں بھی اعلیٰ و ادنیٰ اور بادشاہ
و رعایا کا ویسا ہی فرق قائم رکھا ہے، جیسا کہ ہندوستان میں
(منور) کے زمانے میں تھا، یا دور مظلمہ کی ان انسانی پرستش
گاہوں کے عہد میں، جس کو آج تاریخ لعنت و نفرین کے ساتھ
یاد کرتی ہے!

ہم کریورپ کی ان عدالتوں کا نشان در، جہاں پادشاہ وقت
ایک معمولی فرد رعایا کے دعوے کی جواب دہی کیلئے آکر کھڑا ہو،
کیونکہ ہم نہ صرف مدینے کی اس سادہ عدالت کدہ مسجد ہی
میں، بلکہ دمشق اور بغداد کے پُرسوخت عدالت خانوں میں
بھی ایسا ہی دیکھ رہے ہیں۔ ہم کو یہ قانون بتلاؤ جس نے
چوری کی سزا سپاہی کے لڑنے کی طرح، پادشاہ کی لڑکی کو بھی
دینی چاہی ہو، کیونکہ عرب کے اس قدوس پادشاہ کا اعلان ہم
پڑھ رہے ہیں، جو پادشاہ ترنکو مٹانے کیلئے آیا تھا۔

کیا آج بھی قانون عملاً ادنیٰ و اعلیٰ میں تمیز نہیں کرتا؟
کیا کل کی بات نہیں ہے کہ انگلستان میں ایک مدعی کے جواب
میں پارلیمنٹ نے اعلان کر دیا تھا کہ پادشاہ عدالت میں
حاضر نہیں ہو سکتا؟ اور نہ کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ عدالت اس کے نام
سمن جاری کر سکتی ہے؟ یہ اعلان ہی نہیں ہے بلکہ قانون ہے،
کیونکہ قانون نے با این ہمہ ادعاء مسارات، پادشاہ کو عدالت کی
حاضری سے بری اور مستثنیٰ کر دیا ہے!!

مدیوں کی جدوجہد کے بعد دنیا کا آج حاصل حریت
اس سے زیادہ نہیں، پھر وہ دعوت کیسی مقدس و محترم، اور وہ
مرید من اللہ ہاتھ کیسا عظیم و جلیل تھا، جس نے چھٹی صدی
کی تاریکی میں حقیقی حریت و مسارات انسانی کا چراغ روشن
کیا، اور اعلان کر دیا کہ:

” لوان فاطمہ بنت محمد سرقہ لقطعت یدہا“

مے اللہ علیہ رعلی آلہ وصحبہ وسلم!

انتخاب عام سے میرا تعین نہیں ہوا، اس لیے میں خلیفہ نہیں ہوں۔ تمہیں حق ہے کہ میرے سرا کسی اور کا انتخاب کرلو۔ انکے اصل الفاظ یہ تھے:

ایہا الناس انی ابتکایت لوگو! میں اپنی رائے اور خواہش اور بہذا الامر من غیر مسلمانوں کے علم مشورہ کے بغیر امارت کے راہی منی ولا طلبہ ولا عذاب میں مبتلا ہو گیا ہوں، اس لیے مشورۃ من المسلمین، میں تمکو اپنی بیعت کے بارے میں انی قد خلعت ما فی سبکدوش کر دیتا ہوں۔ اب تم اپنی اعتناکم من بیعتی، رائے میں بالکل مختار ہو۔ میرے باختاروا لانفسکم غیرے۔ سرا جسکو چاہو اپنا امام بنا لو۔

طریق بیعت بقیۃ شوریٰ ہے

جسطرح ارتقاء انسانی کے بعد بھی گذشتہ اعضاء اثریہ کا وجود باقی رہ گیا ہے، بعینہ اسی طرح گربعد کی اسلامی حکومتیں سے خصوصیات حکومت اسلامیہ ایک ایک کر کے رخصت ہو گئیں، تاہم گذشتہ طرز حکومت کے بعض اعضاء اثریہ کا وجود اب تک باقی ہے۔ میری مراد اس سے ”بیعت“ ہے۔ بیعت کے یہ معنی ہیں کہ تمام افراد ملک اپنے اپنے حکم شہر کے دربار میں جمع ہو کر بادشاہ کی حکومت تسلیم کر لینے کا اقرار کریں، اور دار الحکومت میں بھی عہدہ داران کبار مثلاً وزراء، سرداران درج، قضا، امرا و حکم، اور اعیان بلد، بادشاہ کے حضور میں اگر اعتراف حکومت و رعدہ اطاعت کریں۔ دولت امویہ، دولت عباسیہ، اور تمام اسلامی سلطنتوں میں ہمیشہ اس پر عمل رہا۔ ہندوستان کی دولت مغلیہ کی تاریخ اس پر شاہد ہے۔ اور ترکی میں ہرنے سلطان کی تخت نشینی کے بعد اولین دربار بیعت کا ہوتا ہے۔

فقہاء و متکلمین

فقہاء و متکلمین اسلام نے ”امامت و حکومت“ کی جو شرطیں قرار دی ہیں، ان سے بھی مسئلہ ”انتخاب امام“ پر روشنی پڑتی ہے۔ گو انہوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ صرف حضرت ابوبکر کے عمر کے طریق انتخاب کو اصول قرار دیکر لکھا ہے، تاہم انتخاب اور شوریٰ کو اصول اسلامی تسلیم کرتے ہیں۔

قاضی ”مارودی“ المتوفی سنہ ۴۰۵ھ لکھتے ہیں:

الامامة تنعقد بوجہین: خلافت چند طریقوں سے منعقد احدہما باختیار اہل الحل ہوتی ہے: ایک تو ملک کے العقد، و الثانی بعہد اہل الرائے اشخاص کے انتخاب سے، الامام من قبل۔ (الحکم دوسرے اس سے کہ امام سابق السلطانیہ ص - ۵ - مصر) خود کسی کا نام متعین کر دے۔

علامہ ”تفتازانی“ شرح مقاصد میں لکھتے ہیں:

وتنعقد الامامة بطرق: احد خلافت چند طریقوں سے منعقد هما بیعة اہل الحل والعقد ہوتی ہے: ایک یہ کہ معززین قوم من العلماء والرساء ورجوہ رؤسا، اور علما وغیرہ اہل الرائے الفلاس۔ (بحث امامت) اشخاص بیعت کریں۔

سید سند اور قاضی عضد الدین مواقف و شرح مواقف میں جو عقائد اہل سنت کی مرقق ترین تصنیف ہے، لکھتے ہیں:

وانہا (الامامة) تثبت بالنص خلافت، رسول اور امام سابق کی من الرسول ومن الامام السابق تعین سے اجماعاً، اور اہل حل بالاجماع وتثبت ایضاً بیعة اہل العقد والعقد عند اہل السنة ہوتی ہے، اہل سنت و جماعت، و الجماعة و المعتزلة و الصالحية معتزلہ، اور صالحیہ زیدیہ من الزیدیة (ص ۶۰۶) کے نزدیک ایسا ہی ہے

اس میں امیر معاویہ کے نائب نے مکر و خدع سے کام لیا تھا، اور قمر کر دھڑکا دینا چاہا تھا۔

حضرت امیر کی تصریح

امیر معاویہ نے حضرت عایہ امیر السلام کو لکھا تھا کہ تمکو خلیفہ کس نے بنایا؟ حضرت جواب میں فرماتے ہیں:

انہ بایعنی القوم الذین بايعوا ابابکر و عمر و عثمان، و علي ما بايعوہم علیہ، فلم یکن للشاہد ان یختار، ولا للغائب ان یرد۔ و انما الشوری للمہاجرین و الانصار فان اجتمعوا علی رجل و سمرہ اماماً، کان ذلك رضی، فان خرج من امرهم خارج بطعن اربدة ردوہ الی ما خرج منه، فان ابی قاتلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المومنین۔ (نہج البلاغہ ج - ۲ - ص - ۷ - مصر) قبول پر مجبور کیا جائے۔ اگر وہ اب بھی نمائے تر اجماع رائے مسلمین کی مخالفت کی بنا پر اس سے جنگ کریں

حقیقت یہ ہے کہ جذب امیر نے ان چند فقرے میں انتخاب خلافت و جمہوریت کے تمام ارکان کی بہترین تفصیل کردی ہے، اور ایسی تفصیل، جس سے بہتر تفصیل آج بھی نہیں ہو سکتی۔

یزید کی خلافت سے انکار

امیر معاویہ کے عامل نے جب یزید کی نسبت مدینے میں خطبہ پڑھا اور کہا کہ خلافت کیا ہے امیر المومنین یزید حسب سنت اسلام خلیفہ ہوتے ہیں، تو فوراً ایک مسلمان نے کہتے ہوئے عریانہ کھدیا کہ تم جھوٹے ہو۔ اسلام سے اس استبداد اور وراثت کو کیا تعلق؟ یوں کہو کہ وہ شاہان روم و فارس کی طرح پادشاہ ہوتا ہے! یہ واقعہ تمام تاریخوں میں موجود اور مشہور ہے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی رئیس کا تقرر اگر بشکل انتخاب نہ ہو تو وہ مسلمانوں کے نزدیک امام اسلام نہیں ہو سکتا تھا، بلکہ قیصر و کسراے اسلام سمجھا جاتا تھا۔ آنحضرت نے اپنی مشہور حدیث میں اسی قسم کی حکومت کو ”ملک عرض“ فرمایا ہے۔ اسی لیے حضرت عمر نے انتقال کے وقت اعلان فرما دیا کہ میرے بیٹے عبد اللہ کا خلافت میں کوئی حصہ نہیں۔

بنو امیہ

خلافت راشدہ کے بعد بنو امیہ کا دور فتن و بدعات شرع ہوتا ہے، جفہوں نے نظام حکومت اسلامی کی بنیادیں متزلزل کر دیں۔ تاہم جب انہی میں قانع بدعت، معنی السنة، حضرت عمر بن عبد العزیز پیدا ہوئے، تو گو حسب سنت ”ملک عرض“ سلیمان بن عبد الملک نے انہیں اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا، تاہم چونکہ از روے شریعت اسلام کسی امام کے نصب کے لیے اس قدر کافی نہ تھا، اس لیے انہوں نے مسجد عام میں فرما دیا: مسلمانو! چونکہ از روے اسلام تمہارے

تو یہ کذاب و سنت کا اثر تو نہیں ہو سکتا، جو ”و اجعلنا من المتقين اماما“ کی دعا تلقین کرتا ہے؟ پھر اگر یزید اور ولید کی خلافت کی صحت منوانا اس سے مقصود نہ تھا تو آر کیا تھا؟

(۱) ان تصریحات میں تم دیکھتے ہو کہ انتخاب خلیفہ کیلئے انتخاب عام و مشورۃ اہل حل و عقد کے ساتھ خلیفہ سابق کی تعیین کو بھی ایک شکل صحیح قرار دیا ہے۔ دراصل اسمیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتخاب کی مثال پیش نظر ہے۔ لیکن غور کیجیے تو حضرت عمر کیلئے گو حضرت ابوبکر نے تحریک کی لیکن اس پر تمام ارباب حل و عقد، اور پھر عامۃ مسلمین نے پسندیدگی کا اظہار کیا، اسلئے وہ بھی تعیین شخصی نہیں، بلکہ بمنزلۃ انتخاب عام کے تھا۔

اس بنا پر نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اسلام نے سوا انتخاب عام کے اور کوئی صورت تعیین خلفا یا واپی عہدی وغیرہ کی قرار نہیں دی ہے۔ اور اسلئے کتب عقائد کی تقسیم و تعدد طرق نصب امام بالکل غیر ضروری ہے۔

حضرات امامیہ گو امامت و خلافت کیلئے اجماع امت نہیں تسلیم کرتے، تاہم انکا ایک فرقہ (چار دیہہ زیدیہ) حق امامت کو آل حسن و حسین صلوٰۃ اللہ علیہما میں معدود قرار دینے کے باوجود بھی آل طاہرین میں سے ایک کا انتخاب حوالۃ شوریٰ کرتا ہے۔

ان تشریحات کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اسلام میں جمہوریت کا جزء اعظم یعنی مسئلہ انتخاب مفقود ہے؟



اشتہار

ہمارا لیڈر کون ہے

آخری فیصلہ کی گہری

دنیا بھر میں ہے۔ رہیں کی تہیلی میں لیڈر کو تلاش کرتی ہے۔ ہمارے رہنما حجازی رسول (صلعم) ہیں۔ تیرہ سو برس کی پالدار رہبری کو چہرہ کر ہم خون غرض، بے اعتبار۔ اور مقدسین فرنگ لیڈر نہیں چاہتے۔ آخری فیصلہ کی ساعت اب آگئی۔ وہ ہفتہ وار اخبار توحید ہے۔ وہ ہفتہ بڑی تقطیع کے آٹھ صفحات پر میرٹھ سے شائع ہوتا ہے۔ خط اور چھپائی نہایت صاف۔ لڑائی کی تصویریں۔ مفید ر دلچسپ اسلامی کارٹون۔ تازہ اخبارات و رسائل کا ضروری خلاصہ۔ انقلاب انگیز طرفانی چال، بیدینی کے لیے ہونچال۔ امن و امان کے لیے نیک فال۔ ہر خاص و عام کے سمجھ کے قابل باتیں۔ وہ طریقے جن سے ملک میں لیڈر شناسی کا ملکہ پیدا ہو۔ خولجہ حسن نظامی دھارنی کی ایڈیٹری اور سرپرستی میں میرٹھ سے جاری ہو گیا۔ قیمت سالانہ صرف ۳ روپیہ۔ نمونہ ایک آنہ کے ٹکٹ آنے پر ملیگا۔ مفت نہیں۔ الہلال کا حوالہ ضرور دیجیے۔

مذبحر اخبار توحید۔ لال کورتی۔ میرٹھ

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت اعانۃ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی۔ قیمت حصہ اول ۲ روپیہ۔ ادارۃ الہلال سے طلب کیجیے۔



دوسری جگہ اسی کتاب میں مذکور ہے:

ولامۃ خلع الامام ”قوم کو حق حاصل ہے کہ کسی سبب سے عزلہ سبب یوجبہ مثل ان یوجد منہ مایوجب اخلال احوال المسلمین وانتکاس امور الدین کما کان لہم نصبہ واقامۃ لا نظامہا واعلاہا وان ادی خلعه الی اغتتۃ احتمل ادنی المضرتین (ص ۲۰۷) ہر تر پھر معزولی اور خلل احوال مسلمین، ان دونوں میں سے جسکا ضرر کم ہو، اسکو برداشت کر لیا جائیگا“

عام کتب عقائد موجودہ

اور نظام حکومت اسلامیہ

یہ مرقعہ نہیں کہ ان تصریحات متکامین و اصحاب عقائد کی نسبت زیادہ بحث کی جائے، تاہم چند اشارات ضروری ہیں:

(۱) کتب کلام و عقائد میں اصل اصول شوریٰ، و اجماع امت، و انتخاب امام، و عدم تشخص و تعیین شخصی کو صاف طور پر لکھا ہے، اور گو اس سے انکا مقصد نظام حکومت اسلامیہ کی تعبیر نہ تھا بلکہ زیادہ تر فریقانہ بحث و جدل، اور خلافت راشدہ کا اثبات، تاہم اصول مشورہ و جمہوریت کے اکثر مباحث اس کے ضمن میں آگئے۔

لیکن اسمیں شک نہیں کہ جس اہمیت و وسعت کے ساتھ اس مسئلے کو کتب عقائد و کلام بل جمیع مدرجات اسلامیہ میں ہونا چاہیے تھا، اور ایک ایسے اصولی اور بنیادی مسئلہ کیلئے جس ترجہ و اعتنا کی ضرورت تھی، اگر اسکو پیش نظر رکھیے، تر نہایت درد و افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جو کچھ لکھا گیا وہ کافی نہیں، اور جس نظر اہمیت کا وہ مستحق تھا، اس نظر سے عام طور پر ائمۃ اسفار و اساطین قوم نے اسے نہ دیکھا۔

لیکن اس اغماض سے نفس مسئلہ کی اہمیت کی تضعیف صحیح نہ ہوگی، بلکہ دراصل یہ حالت، بھی مثل اور بہت سی حالتوں کے، نتیجہ ہے بنی امیہ کے اس تسلط اور احاطۃ مستبدہ کا، جس کے اثر سے ہمارے ہر فن کا تریچر متاثر ہوا اور بد قسمتی سے عقائد و کلام کے تربہت سے گوشے ہیں، جسے اسکی صدائے بازگشت آج تک آرہی ہے۔ بنی امیہ کی سب سے پہلی بدعت، اور اسلام و مسلمین پر انکا اولین ظلم یہ تھا، کہ نظام حکومت اسلامیہ کا تختہ یکسرا رات دیا، اور خلافت راشدہ جمہوریۃ صحیحہ کی جگہ، مستبدہ و ملک عرض کی بنیاد ڈالی۔ یہ انقلاب بہت شدید تھا، اور بہت مشکل تھا کہ ملک کو اس پر راضی کیا جائے۔ صحابۃ کرام ابھی موجود تھے، اور خلافت راشدہ کے واقعات بچے بچے ہی زبان پر تھے، اسلئے اس احساس اسلامی کو مٹانے کیلئے تلوار سے کام لیا گیا، اور جس نے قوت حق و معروف سے زبان نہوئی، اسکو زور شمشیر و خنجر سے چپ کرایا گیا۔ رفتہ رفتہ احساس منقلب، اور خیالات پلٹنے لگے، اور حقیقت روز بروز مستور و معجب ہوتی گئی۔

انکے بعد بنی عباس آئے۔ اس میدان میں یہ بھی انکے درس بدرش تھے۔ تصنیف و تالیف اور تدوین علوم اسلامیہ کا عروج ہوا، تر وہ اثر مخفی موجود تھا، اور کام کر رہا تھا۔ یہ جو امام اور خلیفہ کے حق خلافت کیلئے فسق و معصیت کو بھی مضر نہیں سمجھتے،

موران غزوہ بھتان

تہنیں کے المناک منظر میں بھی دیکھا: ر تلک الایلم ندارلھا
بین الناس!

* * *

چراغ جب بجھنے لگتا ہے، تو ایک مرتبہ اسکرچمکنے اور ابھرنے کی آخری مہلت دیدی جاتی ہے۔ شاید چشمِ زمانہ کیلئے مسلمانوں کی بحری زندگی کا یہ تیسرا منظر بھی شمعِ سحر کا آخری سنبھالا تھا، جو مرجوہ جنگ کے واقعات میں عثمانی امیر البحر (رؤف بک) نے جہاز (حمیدیہ) کے یادگار کارناموں سے دکھا دیا ہے!

جبکہ مرجوہ جنگ کے الم ناک خسائر بربادیوں اور ناکامیوں کی ایک ظلمت محیط تھی، تو یکا یک تاریکی کا پردہ چاک ہوا اور بطلِ عظیم (رؤف بک) کے روئے منور نے کامیابی کی ایک شمع روشن کر دی!

شاید ہماری زندگی کے یہ آخری مناظر ہیں۔ زمانے کی آنکھوں نے یہ منظر بھی دیکھ لیا۔ اگر یہ بیمار مرگ کا سنبھالا تھا، تو خوش ہیں کہ اسکی بیمار حرکت زندگی بھی ایسی تھی، جو صحت و توانائی کو شرمندہ کرتی تھی!

حمیدیہ کی زلزلہ اندازی، ناگہانی نموداری، اچانک ظہور، حر یفوں کو تہ و بالا کر دینا، نظروں سے غائب ہوجانا، پھر پہنچنا، اور پانی میں آگ لگا دینا، پھر دم کے دم میں از میر جا رہنا، یکایک بیروت میں نظر آجانا، دن میں بندرگاہ سوریس سے کوئلا بار کرنا، اور شب کو سواحل بلقان پر چھاپا مارنا، ابھی ابھی یونان کے جہازوں کو غرق کرنا، دوسرے ہی لحظہ میں بے نشان ہو رہنا، اور پھر دمشق و طرابلس کے سواحل پر دکھائی دینا، یہ سارے طلسم زمانے کی نظروں میں پھرتے رہے۔ فانوس خیال میں طرح طرح کی شکلیں آئیں، اور جاتی رہیں: کانہ لم یکن شیاً مذکوراً۔ نمود اپنی دکھا رہ گھڑی میں دُرب کیا کہے تو میر بھی ایک بلبلہ تھا پانی کا

رؤف بک۔ جن کا ابھی ابھی تذکرہ ہوا ہے۔ محمد مظفر پاشا کی مجلسِ بحریہ عثمانی کے فرزند ہیں۔ سنہ ۱۸۷۱ ع میں پیدا ہوئے، زائد ہوم خاص استقبال ہے۔ انکو ابتدا ہی سے بحریات کا مذاق تھا، اور یہی تعلیم بھی انہیں دی گئی۔ تکمیل کے بعد جہاز (حمیدیہ) میں متعین ہوئے، اور پھر کروزر (شکت طور غود) میں ترقی پائی۔ سنہ ۱۹۱۱ ع میں جزیرہ ساموس کی بغاوت فرو کرنے پر (حمیدیہ) کی انصری ملی، یمن میں عزت پاشا کی مدد کے لیے گئے اور نیکنامی کے ساتھ واپس آئے۔ جنگ طرابلس کے موقع پر اطالیوں نے سمندر کے ناکے بند کر رکھے تھے، مگر رؤف بک کی حیرت انگیز قابلیت نے اس بندش کی ذرا بھی پروا نہ کی اور سامانِ حرب کی کافی مقدار طرابلس پہنچا دی۔ جنگ بلقان میں گو ہلال کو خم کھانا پڑا، مگر تاریخ میں ان کے سربلند کارنامے ہمیشہ علو و رفعت کا سبق دیتے رہینگے۔ ترکی کے علاوہ جو آنکی

افان مات فانتہم الخالدون؟

۱۔ ۱۰۰۔ ۱

مسلمانوں کے بحری کارنامے

بہ تذکرہ "حمیدیہ"

دنیا میں کیا کیا انقلاب ہوئے، کیا کچھ تبدیلیاں پیش آئیں، مگر زمانہ کی بے اعتنا پیشانی پر نہ کبھی شکن آئی، نہ آنے کی امید ہے۔ سلطنتیں مت مت گئیں۔ بنیں اور پھر بگڑیں۔ قومیں گریں اور پھر ابھریں۔ نئے نئے تمدن قائم ہوئے اور فنا ہو گئے۔ سب کچھ ہوا، مگر زمانہ کے اطمینان و استقلال میں ایک ذرہ برابر بھی فرق نہ آیا:

ہزاروں اٹھ گئے، باقی رہی رونق ہے محفل کی!

آج وہ یورپ کے جنگی بیڑہ کو دیکھ رہا ہے، اسکی بحری طیاروں کا غلغلہ ہے، جہازوں اور جہاز رانوں کی استعدادِ حربی کا نظارہ سامنے ہے۔ لیکن کل اُسی کی نظر سے یہ کیفیت بھی گذر چکی ہے کہ خلافتِ راشدہ کا دور ہے۔ حضرت عثمان کا عہدِ خلافت ہے گورنرِ بحرین (علاء بن حضری) نے اسلام میں سب سے پہلے ایک بیڑہ مرتب کیا ہے، اور مسلمان بحری معرکے سر کر رہے ہیں۔ امیر معاویہ کے جنگی بیڑہ میں (بقول مرسیر گسٹاولی ہاں) بارہ سو جہازوں کے ہولناک سلسلے نے ایک دنیا کو مہر و مرعوب کر رکھا ہے۔ عبد الملک اور ولید بن عبد الملک نے تونس میں جہاز سازی کے کارخانے (دار الصنائہ) قائم کیے ہیں۔ بنی الاغلب کا بیڑہ جس میں تین سو جنگی جہاز ہیں۔ جنوبی اطالیا کو زیر و زبر کر رہا ہے۔ مصری بیڑے کی تمام سواحلِ افریقہ بلکہ یورپ تک دھاک بند ہی ہے، اور وہ عظیم الشان کارخانہ جہاز سازی قائم ہے، جسکی تفصیل (مقریزی) نے کئی جزوں میں بیان کی ہے۔ عبد المومن نے مراکش میں جہاز رانی اور بحری جنگ کی تعلیم کے لیے ایک مدرسہ قائم کر رکھا ہے، جس میں اس فن کا باقاعدہ درس ہوتا ہے، اور مشق کرائی جاتی ہے۔ سلطان سلیمان عثمانی کی بحری طاقت سے دنیا لرز رہی ہے۔ عور غود و باربروس نے تھلکہ ڈال دیا ہے۔ عملی مشق کے لیے علمی کتابیں اس فن میں تالیف ہو رہی ہیں، جن کا تذکرہ کشف الظنون میں موجود ہے۔

زمانے نے مسلمانوں کے بحری کارناموں کے تمام دور دیکھے، عظمت و جبروت کے یہ تمام نظارے ایک ایک کر کے اُسکے سامنے سے گذرے۔ خشکی اور تری، دونوں پر انکو حکمراں و فرمان فرما پایا۔ لیکن عروج کے بعد زوال، اور بہار کے بعد خزاں ناگزیر ہے۔ جو آنکھیں بہار کے عیش کدہ گلزار کی شادابیوں کو دیکھ رہی تھیں، پھر انہیں آنکھوں نے خزاں کی بربادیوں کو خشک پتوں، اور بے برگ دبار

فَتَايِقُ وَفَحَايِقُ

جراثیم استبداد

تھی - زنگبار میں غلاموں کو آزاد کرایا جاتا ہے تو وہ اس آزادی سے بیزار ہوتے ہیں اور غلامی ہی کی زندگی بسر کرنے کے لیے رہتے ہیں - ہندوستان کو استبداد سے بچانے کے لیے تحریک ہوتی ہے مگر خود ہندوستانی اس کے مخالف ہیں اور اسی استبداد پر جان دیتے ہیں - آئرلینڈ کو اندرونی آزادی عطا کرنے کی تجویز دھواں علم برطانیہ (ہاؤس آف کامنس) کی مکرر منظوری حاصل کر لیتی ہے، لیکن خود آئرلینڈ ہی کا علاقہ (الستر) اس آزادی کا دشمن ہے اور اس کے خلاف نہایت سختی سے جدوجہد کر رہا ہے - میڈیوسٹر گارڈین کی رپورٹ بلفاسٹ کے بھائی الستر ہی کا ہم خیال بللاتی ہے - بلفاسٹ کے ایک پر جوش ممبر کو اس مخالفت میں اتنا غلو ہے کہ حال میں اس نے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا:

”آئرلینڈ کے لیے لالچہ استبداد اگر مصدق مان لیا گیا تو آئندہ سے قومی ترانہ سے ”خدا پادشاہ کو زندہ رکھے“ کے الفاظ حذف کر دیے جائیں گے“ !!

یہ جرثومہ ہلاکت آزادی پسند فرنگیوں کو نہایت پریشان کر رہا ہے اور وہاں اس کے باقاعدہ علاج کا سوال درپیش ہے - ہم بھی اس وقت بیمار ہیں، جاں باب ہیں، قریب الموت ہیں، ساری قوم میں بھی بیماری متعدی ہوتی جاتی ہے اور سارا ملک اسی کے اثر سے تباہی کے کنارے آگیا ہے - مگر نہ علاج کی فکر ہے، نہ تیمارداری کا خیال -

فرست زدست رفتہ رحسرت فشرہ پائے

کار از دوا گذشتہ و افسوس نکرده کس

فتلک بیرتھم اس بے موقع رہے محل وضع کا نتیجہ
خاریقہ بما ظلموا دیکھو کہ یہ ان کے گھر کیسے اجاز ہو گئے
آن فی ذلک ہیں؟ حقیقت میں جنہیں علم ہے ان کے
لایۃ لقرم یعلمون لیے اس ماجرے میں عبرت کی ایک
بڑی نشانی ہے - (۲۷: ۲۶)

مسلمانان اسام

اور گورنمنٹ کا عطیہ

کہتے ہیں کہ ایک حاجتمند نے ایک با اختیار رئیس سے مالی امداد طلب کی تھی - حکم ہوا کہ عرضی دفتر میں پیش ہو - دفتر میں وہ دو تین دن تک حاضری دینا رہا، وہاں سے تحقیقات کا حکم ملا کہ سائل کی مالی حالت واقع میں مستحق امداد ہے یا نہیں؟ بیس بالیس دن میں یہ مراتب تحقیق پورے ہوئے - اعانت کے لیے رپورٹ پیش ہوئی - ایک ہفتہ کے غور و خوض کے بعد سر دفتر نے تصدیق کی جو دوسرے دن خود بدولت کے حضور میں پیش ہوئی اور وہاں سے یہ توفیق نافذ ہوئی کہ خزانہ سے بقدر ضرورت سائل کی مدد کی جائے -

یہاں دس دن تک اس امر کی تنقیح ہوتی رہی کہ میزانیہ (بجٹ) میں اس اعانت کے لیے کس قدر گنجائش نکل سکتی ہے؟ کافی غور و خوض کے بعد پچاس روپے کی تجویز ہوئی جو آخری منظوری کے لیے بھیج دی گئی - دو دن میں یہ منظوری بھی مل گئی - غرض کہ تقریباً تیرہ مہینے کے بعد - جس دوران میں مصارف قیام و طعام کے علاوہ متعلقین دفتر کو خوش کرنے اور اپنے حق میں رپورٹ کرائے کی ذیل میں عرضی گزار کے اسی نوے روپے خرچ ہو چکے تھے - غراب کو پچاس روپے ملے، جن میں

استبداد غلامی، حکومت مطلقہ اور فتنے حریت کے بھی جراثیم ہوتے ہیں - جس قوم یا ملک میں ان چیزوں کا دخل ہوا رہا، معاہدہ جراثیم پھیلے اور مجمع انسانی میں اس طرح سراپت کر گئے کہ ملک کا ملک رولہ آزادی، حب استقلال اور بغض معکرمیت کے جذبات سے محروم ہو گیا - اس دور میکروبی کا جب کسی کو احساس ہوتا ہے اور وہ چارہ گری کیلئے اٹھتا ہے تو ایک دنیا اس کی مخالف ہو جاتی ہے اور ایک زمانہ اس کی تذلیل کیلئے اٹھ کر ہوتا ہے - انبیا (علیہم السلام) دلوں اور دماغوں کو انہیں میکروبوں سے نجات دلانے کیلئے عمر بھر کوشش کرتے رہے جس پر ان کو ساحر، مجنون، سخن ساز اور دروغ بان کے القاب ملے - قرآن کریم کی اصطلاح میں ان جراثیم کا نام بھی (شیطان) ہے اور ان کے تسلط کے لیے اس ناپاک زندگی کی تخصیص کر دی گئی ہے جو یاد الہی سے بے پروا اور غافل رہے - کیونکہ بھی ایک چیز ہے جس سے دلوں میں جھڑپیں ہستیں گے - نمرہ استبداد سے نفرت اور حریت صادقہ سے الفت پیدا ہوتی ہے :

و من یعش عن ذکر خدا کی یاد سے جو غافل ہوتا ہے، ہم الرحمن نقیض لہ شیطاناً اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں -
فہولہ قرین (۲۷: ۲۴) پھر وہی اس کا ساتھی ہوتا ہے -

فتنہ حریت کے جراثیم ہی کا یہ اثر تھا کہ غلاموں کی آزادی کیلئے جب پچھلی صدی میں جدوجہد شروع ہوئی، تو اس تحریک کا پر جوش مقابلہ - سب سے زیادہ انہیں ذلیل ہستیوں نے کیا، جن کو ترقی دینے کے لیے سلسلہ جنبانی کی گئی

[بقیہ مضمر منفعہ ۱۵ کا]

مادری زبان ہے، عربی، اطالی، اور فرانسیسی زبانوں میں بھی ماہر ہیں اور بحریات میں تو انکی بدیع المثال مہارت کم از کم بلاد مشرق کے لیے سرمایۂ ناز مان لی گئی ہے - مگر:

و ما تنفع الادب و العلم و العجی

و صاحبہا عند الکمال یموت

علم و فن کا کمال اس بیمار غم کے لیے کیا مفید ہو سکتا ہے جو بستر مرگ پر پڑا ایڑیاں رگڑ رہا ہو؟

جب بظاہر اظہار قابلیت کی سبیل ہی مسدود ہو گئی ہو، جب قومی ترفع کو موت نے پست کر دیا ہو، جب ابدیت میں قومیت کا جنازہ آگے اور قرق کلیسا اور سقراطی کی زمین کئی گز نیچے تک ہمارے خون سے سینچ دی جا رہی ہو، تو پھر ان قابلیتوں کے لیے کلم کرنے کی گنجائش ہی کیا رہ گئی؟ اور جو وہی بھی تو حریفانہ کوششیں اس سے فائدہ اٹھانے کا موقع ہی کب دینے لگیں؟ یہ جتنی نموداریاں اور بربادیاں پیش آتی رہیں، زمانہ ان سب کو دیکھتا رہا، اور اب اس آنے والے وقت کی راہ دیکھ رہا ہے جب آجکل کی آگ اور پانی کا طوفان بھی خشک ہو جائیگا - بیڑے کے لیے تہل بیڑے کی جگہ نہ رہیگی، اور اس وقت کی ساری بحری طیاریاں ایک لمحے کے اندر غبار کی طرح اڑ جائیں گی :
نظر ہو جس کی دقیق دیکھ، سمجھ ہو جس کی بلیغ سمجھ
بھی وہاں خاک بھی آڑیگی، جہاں یہ قانزم اہل رہا ہے !

مذہب و مرقعہ

فرانس کو اپنی جمہوری حکومت پر ناز ہے اور واقع میں جمہوریت کا مبدع، تباہ کر کے چھوڑ دیا ہے۔ یہ حکومت جس میں بادشاہی کو دخل نہ ہو، جس نے کسی مخصوص خاندان میں حکمرانی کی تجدید نہ کر دی ہو، جہاں ہر فرد رعیت کو فرماں ررالی کی حد تک ترقی کر سکنے کے حقوق حاصل ہوں، جو اعلیٰ و ادنیٰ سب کو ایک نظر سے دیکھتی ہو، اور سب پر ایک ہی قانون کا نفاذ فرض سمجھتی ہو، ایسی حکومت کو آئینہ رحمت نہ سمجھنا، حقیقت میں انسان کے لیے سب سے بڑی معصیت ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ آجکل کی دنیا میں کیا کسی ایسی حکومت کا وجود ہے؟ یورپ کی مثال خیر، یورپ میں اور خاص اہل یورپ کے لیے بے شبہ مرثیہ ہو سکتی ہے، مگر ایکس ریز (X-rays) میں جو روشنی ہوتی ہے، کیا کبھی اُس نے رت کی تاریکی بھی مٹائی ہے؟

سنہ ۱۷۹۰ ع کے ابتدائی مہینوں میں جمہوریہ فرانس نے ایک اعلان شائع کیا تھا کہ فرانسیسی قوم ملکی فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے کی غرض سے اب کبھی جنگ نہ کریگی، اور نہ کسی قوم کی آزادی چھیننے میں اپنی طاقت کو صرف ہونے دیگی۔ دوسرے سال (سنہ ۱۷۹۱ ع میں) جمہوریت کا جب قانون اساسی مرتب ہوا، تو اس اعلان کو بھی اُس کے ساتھ شائع کیا گیا۔ بعد میں بہت سے تغیرات ہوئے، بہت سی تبدیلیاں پیش آئیں، مگر اس دوران میں کوئی ترمیم نہ ہوئی، اور قانون میں اس کا مفاد بدستور برقرار رہا۔

یہ تو زبانِ قول کی ایک بات تھی۔ زبانِ فعل کی یہ ادا ہے کہ سنہ ۱۸۵۲ ع سے الجزائر پر، اور سنہ ۱۸۸۸ سے تونس پر فرانس کا قبضہ ہے۔ الجزائر اور اُس کے ملحقات کا رقبہ تین لاکھ مربع کلومیٹر ہے۔ صحرائے سوزان کے علاقے بھی اسی ذیل میں شامل ہیں۔ تونس کی مساحت دیر لاکھ کلومیٹر مربع ہے۔ اس پانچ لاکھ پچاس ہزار مربع کلومیٹر سرزمین کو ازل سے آخر تک دیکھ جاؤ، مسجد کلیسا کی صورت میں نظر آئیگی، فائن انعام کے مزاروں پر عمارتیں بن رہی ہونگی، مداخل اوقاف سے نشر مسیحیت کر امداد ملتی ہوگی، عرب جو ان علاقوں کے اصلی باشندے ہیں، ذلیل و خوار دکھائی دیں گے، اور باوجود ان اعمال استبداد یہ اُسے فرانس کی جمہوریت پر کسی کو اعتراض کا حق نہ ہوگا ۱۱

توسیع استعمار (کالونیز) کا سودا ایسا نہ تھا کہ اسی حد تک کفایت کی جاتی۔ پچھلے سال مراکش کی آزادی بھی سلب ہو چکی ہے اور اس سال ارض شام کو زیر اثر لانے کی طہاریاں ہو رہی ہیں!

تا ازانم چہ بہ پیش آید، ازینم چہ شرہ؟

تہذیب کی توبہ ادالیں تھیں۔ اُس توحش کے مناظر بھی دیکھیں، جس کی نسبت مسٹر کلیہ ائمہ نے کہا تھا: ”دنیا میں جب تک قرآن نامی کتاب موجود ہے، استیصال و محنت کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی“

مسلمانوں نے ایک زمانہ میں قبرس (سائپرس) کے عیسائیوں سے معاہدہ کیا تھا کہ اُن کی قومی و ملکی اور مذہبی آزادی میں خلل انداز نہ ہوگے۔ کوئی سربرس اس معاہدہ پر کڑے ہوگے

بیس روپے خدامِ دولت کی بخشش و انعام کے نکل گئے، اور بقیہ میں بھی یہ مراقبت رہی کہ ہفتہ میں ایک بار سال اس عطیہ کے مصارف پیش کرتا رہے، جس سے اندازہ یہ ہو سکے کہ روپیہ مصرف صحیح میں خرچ ہوتا ہے یا نہیں؟

حال میں مسلمانانِ آسام کے لیے حکومت نے جو تعلیمی وظائف منظور کیے ہیں، معلوم نہیں اس واقعہ سے اُس کی حیثیت کہاں تک ملتی جلتی ہے؟

مسلمانوں کی تعلیمی حالت یوں تو ہر جگہ محتاجِ سہی ہے مگر آسام کے مسلمان تو اس بارے میں بالکل ہی پسماندہ نظر آتے ہیں۔ اسکولوں میں خل خل کچھ مسلمان بھی نظر آجائیں گے، لیکن شاید اس نظریہ میں ملا بار کے عربی الاصل مرپے اور حدرد قطب کے اسکیمو اُن سے زیادہ بدتر حالت میں نہیں ہیں!

سالہا سال سے مسلمانانِ آسام اس کوشش میں تھے کہ سرکار سے تعلیمی وظائف ملیں تو یہ مشکل آسان ہو۔ عرضیاں دیتے، عرض حال کرتے، اور معضّر بھیجتے ایک مدت گزر گئی تھی، چیف کمشنر نے جب جب دررے کہے، یہی درخواست پیش ہوتی رہی۔

مختلف اوقات میں انجمنِ اسلامیہ نے سلچار میں، عام مسلمانوں کے چورہاٹ میں، اور باشندگان ضلع گوالپارہ کے دھڑوں میں جو لادریس دیے تھے، سب میں اس پہلو پر زور دیا تھا، اور سب نے آنریبل سر۔ آرچ ڈیل ازل سے مخصوص اسلامی ضروریات تعلیم کے لیے گزارش کی تھی۔ مجلسِ رضع قوانین (ایجوکیشنل کونسل) میں بھی اس مسئلہ کی تحریک ہوئی تھی، اور اس کے ساتھ بعض اچھوت ذاتوں کے لیے بھی سلسلہ جنابانی کی گئی تھی۔

آخر گورنمنٹ کے فیضِ رحمت میں طغیانی آئی اور ایک زمانہ کے بعد پچھلے ہفتہ غیر مستطیع مسلمانوں کے لیے پچیس، اور اچھوت ذاتوں کے لیے اکیس وظائف کا اعلان ہوا۔ ان وظائف کے لیے شرط یہ ہے کہ مستحق وظائف کا پلے ناظر معارف (ڈیڑ کٹر سرشتہ تعلیم) کی نظر انتظام امتحان آئیگی، جس میں حسب معمول بہت سے طلبہ نام ثابت ہونگے۔ امتحان پر اختیار کی مشکلیں انگیز کر کے جو خوش قسمت اپنی کامیاب اہلیت و استحقاق کا ثبوت بھی دینا چاہیں گے، اُن کیلئے یہ قید ہوگی کہ امتحان میٹریکولیشن کے پلے یا کم از کم دوسرے درجہ میں پاس ہوئے ہوں۔ ظاہر ہے کہ ایک پسماندہ اور بہت ہی پسماندہ صوبہ میں جہاں مسلمانوں کو تعلیم سے دلچسپی ہی نہیں ہے، اور جن کو ہے بھی، اُن کے لیے تعلیمی وسائل مفقود، ازل و درم درجہ کے کتنے کامیاب طلبہ مل سکیں گے؟ لیکن اگر کسی سطحِ جاں کے (جو قدرۃ کسی مفلس ار بے استطاعت گھرانے کا ممبر ہوگا) تمام مراحل طے بھی کر لیے تو اُس کو کیا ملیگا؟ یہی کہ کالج کے پچیس تیس روپیہ ماہوار مصارف کی ذیل میں گورنمنٹ سے اُس کو دس روپیہ ماہوار کا وظیفہ ملیگا! اور یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ جب پندرہ روپے روپیہ ماہوار خرچ تعلیم کا اُس سے تحمل ہی نہ ہو سکیگا، تو پھر دس روپیہ کا عطیہ کیونکر ملیگا؟ لیکن اگر کوئی اس میں بھی پورا اترا تو وظیفہ میں معمول کے مطابق اس کی بھی قید ہوگی کہ ضمیمہ اجازت دیتا ہو یا نہیں، مگر ہر حال میں اپنے انسرور کو خوش رکھنے کے لیے اُن کی دربار داری کرتا رہے ۱۱

یہ سنگلاخ راہیں اگر اُس نے طے کر لیں، تو دربرس تک وظیفہ ملتا رہیگا۔

شؤون عثمانیہ

شوقِ بلقان

بلقان لیگ

(مقتبس از لندن ٹائمز: ۱۲ جون سنہ حال)

سنہ ۱۹۱۰ء کے اختتام پر بلقانی ریاستوں کا نازک وقت تھا۔ جو خورنیزیاں مقدونیہ میں بہار اور خزاں کے مرسروں میں ہوتی تھیں، آئے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ان دونوں ریاستوں (یونان و بلغاریہ) میں کسی طرح معاہدہ ہو جائے۔ اس بات کے لیے ضرورت تھی کہ دونوں قوموں میں سے ان کے قدیمی نزاعات اور قومی عداوتوں کو دور رکھا جائے، تاکہ ان کے اتحاد سے عیسائیت کی دیرینہ آرزو پوری ہو۔ اس الحاق سے جو فوری خطرات پیش آنے والے تھے، وہ مقدونیا کی دو اہم مسیحی جماعتوں کا اتفاق تھا، جسے سلطان عبد الحمید ہمیشہ ڈرتے تھے، اور ہمیشہ اتفاق نہ ہونے کی تدابیر کیا کرتے تھے۔



دوسرا عثمانی ہوائی جہاز

جس کے ہتھیاروں سے ان کے ہاتھوں پر کولا باری کی اور ہر مرتبہ کامیاب واپس آیا۔

دول نے اطمینان سے نہیں دیکھا تھا تو چشم پوشی تو ضرور کر لی تھی۔ (اس دعوے کی تکذیب خود یورپ کر رہا ہے۔ الہلال)

اگر عیسائی اقوام کو بالکل فنا کر دینے کا اندیشہ نہ بھی تھا تو بھی ان کی قومیت میں تفریق اور اختلاف کا اندیشہ ضرور ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے ایم۔ وائلو نے خود بلغاریہ حکومت سے ایک خفیہ معاہدہ کر لیا۔ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء کو مصطفیٰ مراسلات کے ذریعہ ایک تحریر صوبہ گلی۔ اس کے خاص ابواب یہ تھے:

(۱) ایک اتحاد ہر جہتوں میں ترکی کی عیسائی رعایا اور اس کے حقوق کا تحفظ۔

(۲) اگر ترکی کسی اتحادی پر حملہ کرے تو تمام ریاستوں کا مدافعتی اتحاد۔

اسی زمانے میں بڑے بڑے خطرات شاہ فریدیوند اور اہم۔ گوشاف کو لکھے گئے، جس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ اتحاد بلقانی ریاستوں کی قریبی کا ایک زینہ ہے۔

اس کی کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس معاملہ میں سب سے اول شاہ جارج کی منظوری حاصل کر لی گئی تھی۔ شاہ جارج اور ایم۔ وائلو کے سوا اور

کسی یونانی کو اس معاملے کی خبر نہ تھی۔ کچھ عرصے کے بعد ایم۔ کریڈاس، جو پہلے یونان کا وزیر خارجہ تھا اور اب سفیر قسطنطنیہ، اس راز میں شریک کیا گیا۔ یہ تحریر ایک معتبر آدمی کے ذریعہ براہ کارنر ریانا میں ایک مشہور انگریز کے پاس بھیجی گئی، جس نے بلغاریہ سفیر مقیم ریانا کو دیا، اور وہاں سے یہ تحریر اسی طرح سربراہ ایم۔ گوشاف (Gucspoff) کو بلغاریہ بھیج دی گئی۔

یونان سے معاہدہ

یونان بلغاریہ سے جلد جواب نہیں چاہتا تھا، مگر آخر ستمبر میں ایک نیا واقعہ ظہور میں آ گیا جس سے تمام بلقانی ریاستوں کو اپنے اپنے ہتھیار سنبھال لینے پڑے۔

طرابلس کی لڑائی کے شروع ہوتے ہی تمام بلقانی ریاستوں نے محسوس کیا کہ اب ایک معاہدہ اتحاد کا اصلی وقت ہے۔ مگر ابھی کوئی باقاعدہ بات طے نہیں پائی تھی۔ یونان کا بلغاریہ سے تجارتی پیش کرنا اس بحث میں پڑا تھا کہ شاہ فریدیوند اور ایم۔ گوشاف کے خیال میں سروریا کے ساتھ معاہدہ کرنا ان معاملات میں سخت ضروری تھا، اور اس وجہ سے اس بات کی ضرورت تھی کہ آئے بھی شریک کیا جائے۔ مگر ابتداء سے سنہ ۱۹۱۲ء

سنہ ۱۹۱۱ء کے موسم بہار میں راقم مضمون کو جو پہلے صوبہ میں تھا، اکثر موقع ایسے پیش آتے رہے کہ وہ ایٹھز میں ایم۔ وینزلو سے بلقان کے معاملات میں گفتگو کرے۔ اس زمانہ میں دولت عثمانیہ یمن اور البانیا کی بغاوت فرو کرنے میں مشغول تھی، اور البانی ملیشوری قوم نے سخت شورش مچا رکھی تھی، مگر بلقانی اتحاد کا خاص سبب مقدونیہ میں بے رحمانہ سلوک تھے، جن کو اگر

[بقیہ مضمون صفحہ ۱۷ کا]

کہ نصرانیت نے عہد شکنی کی۔ دربار بغداد نے انتقام کے لیے علماء اسلام سے فتویٰ طلب کیا۔ سفیان ثوری و ابن عیینہ جیسے اکابر نے جواب دیا کہ قبرس پر لشکر کشی جائز نہیں۔ علامہ بلاذری نے یہ تمام فتوے (فتوح البلدان) میں نقل کیے ہیں، اور انہیں پر عمل درآمد بھی ہوا!!

با ایں ہمہ اسلام پر وحشیانہ عصبیت و بربریت کا الزام بدستور قائم ہے، اور مدنیت فرنگ حسب معمول، معیار تہذیب ہی سمجھی جاتی ہے۔ مگر حرم داغ نے شاید اسی دن کے لیے کہا تھا:

اک جفا تیری کہ کچھ بھی نہیں پر سب کچھ ہے
اک رفا میری کہ سب کچھ ہے مگر کچھ بھی نہیں

ایم۔ ٹریکوپس کی تجویز بیس سال تک پھر معرض الزام میں ہوگئی اور اس عرصے میں کسی قسم کی تحریک نہیں ہوئی۔ اگر اس بات کو دیکھا جائے کہ ان کے اندر آپس میں قومی مخالفت کس قدر بڑھی ہوئی تھی اور عداوت کس درجہ شدید تھی اور پھر باہر میں وہ موانع، یہ کل حلیف اپنے ایک دشمن قدیم (دولت عثمانیہ) کی مخالفت میں کس قوت اتحادی کے ساتھ متحد ہوگئے؟ تو حیرت اور تعجب کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ اس کل تجویز کی تعمیل نوجوان ترکوں کی قوت پکڑنے کے بعد ہوئی۔ انقلاب دستوری میں اس بات کا وعدہ کیا گیا تھا کہ تمام اقوام کو برابر کے حقوق و مراعات دیے جائیں گے۔ بلقانیوں نے اس تجویز کا بظاہر جوش و خروش سے استقبال کیا اگرچہ یہ خیال تھا کہ ترکی موجودہ حالت کو قائم رکھیں گی اور اس میں کسی طرح کی اصلاحات نہیں کر سکیں گی، تاہم اُسکی طرف سے اس قدر نا اطمینانی بھی نہیں تھی۔ جب انقلاب ہوا تو محمود شکر پاشا مرحوم کے ہمراہ عیسائی رائیڈر دار الحکومت تک گئے۔

مگر اس انقلاب کی اصلی حالت بہت جلد ظاہر ہونے لگی تھی۔ کیونکہ مسلم آبادی باوجود اقلیت کی کثیر التعداد غیر مسلم رعایا کے مقابلے میں بڑھنے کی زبردستی اور پھر دول یورپ کی عجیب و غریب سیاست عمل سے یہ کام سرانجام پاتے نظر نہیں آتا تھا۔

یہ بات کہ عثمانی حدود کے باہر سے ان عیسائیوں کے ہم مذہب اور ہم قوم، ان لوگوں کے حقوق کی نگرانی کریں گے اور ان کا اس طرح سے اتفاق کرنا بلقانی ریاستوں کے لیے مخالفانہ اعمال کا ایک سبب قری ہو جائیگا، نوجوان ترکوں کی نظر سے بالکل پوشیدہ رہی۔

سنہ ۱۹۱۰ء کے اندر مقدونیہ میں واقعات و حوادث برابر پیش لے رہے۔ جسکی وجہ سے بلقانی حلفاء نے کارروائی شروع کرنے میں جلدی کی۔ اسی سال کے موسم بہار میں ترکوں نے ایک البانی بغاوت کو سختی سے فرو کر کے اپنی توجہ مقدونیہ کے طرف مبذول کی۔ وہاں کوئی بغاوت نہیں تھی مگر جو تجویز البانیہ میں کی گئی تھی، یعنی ہتھیار لے لینے کی، وہ البانیا میں بھی عمل میں لائی گئی۔

دول یورپ نے اپنے عہدہ داروں کو اس ملک سے بغیر اس بات کا اطمینان لینے ہوئے بلا لیا تھا کہ یہاں حکومت کا عمدہ انتظام رہیگا، حکومت کے طرف سے کسی قسم کی رپورٹ شائع نہیں کی گئی اور تمام یورپیوں پر اس کے خاموشی اختیار کر لی۔

اصلاحات کی جب امید نہیں رہی تو مقدونیہ میں نصاریٰ کی ایک جماعت نے قوموں کو اپنے اپنے جھگڑے بالکل فراموش کر دینے کی صلاح دی، اور اس طرح جس بلقانی اتحاد کی تحریک باوجود یورپی سعی کے ملتوی رہ گئی تھی، یکا یک پھر شروع ہو گئی۔ پادری اور تمام اعلیٰ طبقے کے لوگ اس تحریک اتحاد میں شریک ہو گئے۔ یونانی اور بلغاری پادریوں میں یکا یک صلح ہو گئی اور بالآخر پادریوں نے اپنی مقدس متحدہ درخواست باعالم میں پیش کرنا شروع کر دی۔

یونانی ہمیشہ بلغاری پادریوں سے سخت دشمنی رکھتے تھے، مگر اب یہ حالت ہو گئی تھی کہ ایک پادری کو مقدونیہ کے کاشتکاروں نے ترکی حکام سے چھپا کر اپنے یہاں پناہ دی تھی!

موسم سرما کے ابتدا میں شاہ نکولس (جبل اسود) کی جوبلی کے موقع پر فریڈینڈ شاہ بلغاریہ اور ولیم یونان و سربوہ کے تعایف بھیجنے سے آرزو شدہ رشتہ ارتباط قائم ہو گیا۔

چند مہینوں کے بعد اس اعلان نے کہ رومانیہ ترکوں کو اس وقت ضرور مدد دیگا، بلقانیوں کے دل میں آرزو بھی نہ رہی۔ اگر اس وقت بلغاریہ اس ترکی رومانیہ معاہدہ کے انعقاد پر خاموش رہتا، تو دیگر بلقانی ریاستوں کا کیا حال ہوتا؟

میں جب ایم۔ سپلیوکچ (M. Spalai Kovitch) سفیر سربوہ میں مقرر ہو کر آیا، تو اس معاملے میں بہت جلد گفتگو ہو گئی اور سربوہ بلغاری معاہدہ مکمل ہو گیا۔ سربوہ میں شہزادہ بورس کے جشن سالگرہ شباب میں ولیم یونان اور دیگر ولیمہد جب آئے، تو اس معاہدہ کے تمام امور طے کر لینے کا عمدہ موقع مل گیا۔ جب یہاں کسی رسوم ادا ہو گئیں تو مضمون نگار فوراً سربوہ سے روانہ ہو گیا، اور اس کے بعد ہی ایم گوشاف (Guespoff) کی زبانی یہ پیغام بھیجا گیا:

”یونان سے ہمارے تعلقات نہایت عمدہ ہیں مگر ہم انکو آرزو زیادہ مضبوط اور گہرے بنانا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو تجارت آپ کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہیں، بہتر ہے کہ حکومت یونان اپنے سفیر ایم۔ پاناس (M. Panas) کے ذریعہ طے کر لے۔“

یہ مرحلہ بذریعہ ایم۔ پاناس طے ہونے لگا۔ اسکی ابتدا نورری میں ہوئی تھی اور اپریل تک نہایت خاموشی اور خوش اسلوبی سے مکمل ہو گئی۔ آخری معاہدہ سربوہ میں ایم۔ گوشاف اور ایم۔ پاناس کے درمیان طے ہوا، اور ۲۹ مئی کو دستخط کر دیے گئے۔

”بلقان لیگ“ کی تاسیس

سنہ ۱۹۱۲ء کے تاریخ میں ہمیشہ کیلئے ایک ممتاز یادگار جگہ حاصل کر لی ہے، کیونکہ اسکی نظروں نے ان واقعات کو دیکھا ہے جن کی بنا پر ایشیا کی سیادت یورپ سے ہمیشہ کے لیے معدوم ہو گئی۔ اس زمانہ میں واقعات کچھ اس تیزی سے بدلتے رہے ہیں کہ کسی اہم موقع کے آنے کی بھی مطلق خبر نہیں ہوئی۔ پولیٹیکل مسائل جنکی وجہ سے یورپ کے بڑے بڑے اہل الرائے پریشان تھے، اس سال بڑی آسانی سے طے ہو گئے اور یہ عقدہ لابنصل جو کسی سے حل نہیں ہوتا تھا، آخر کار نئے مسیحی بادشاہوں نے اپنے اتحاد سے ہمیشہ کیلئے حل کر دیا۔

حلفاء بلقان کا اپنے مضفی مقاصد کیلئے ایک لیگ کا قائم کر لینا حرقیقت کوئی تعجب کا مقام نہیں ہے۔ جو کچھ تعجب ہے۔ وہ اس حیرت انگیز عاملانہ قوت اور سرعت رفتار عمل پر ہے، جو اس زمانہ میں ظہور پذیر ہوئی۔

سنہ ۱۸۷۷ء میں روسی عثمانی رفتار عمل پر بے لوائی کے بعد نقاب اخفایک اٹھ گیا، اور بلقانیوں کو برلن کے معاہدے کے بعد سے ایک گونہ بے چینی پیدا ہو گئی۔

ان ریاستوں نے اسے سوا چارہ کار نہیں دیکھا کہ اصول قومیت کو بالکل نظر انداز کر دیا جائے، اور دول یورپ کی زیر نگرانی ایک متحدہ انجمن بنا کر اپنے مقاصد کے حصول میں بلا توقف مفعول ہو جائیں۔ اس تحریک کو سب سے پہلے ایم۔ اسپٹش سرورین مدبر نے پیش کر کے اتحاد بلقانی کی تالیف کی۔ اسکا یہ بھی خیال تھا کہ اگر ترکی میں کسی قسم کی آئینی اصلاح ہو گئی، اور پارلیمنٹ قائم کر دی گئی تو وہ بھی اس لیگ میں شامل ہو سکتی ہے۔

شاہ چارلس رومانیہ اور شاہ بلغاریہ بھی اسے مرید تھے۔

مگر سنہ ۱۸۹۸ء میں مشرقی رومیلیا میں بغاوت ہو گئی تو سربوہ اور یونان میں سخت جوش ترکی کے خلاف پھیل گیا۔ چنانچہ اس خیال کی تجدید سنہ ۱۸۹۱ء میں یونان میں پھر ہوئی۔

ایم۔ ٹریکوپس نے اس سال کے موسم گرما میں سربوہ اور بلغراد کا سفر کیا، اور وہاں کی حکومت کو اماندہ کیا کہ اس لیگ میں شریک ہو جائیں۔ مگر یہ تجویز کچھ قبل از وقت تھی، کیونکہ اس وقت تک ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے مدد پر اپنے مقاصد کی مراعات کا اندازہ نہیں لگا سکتے تھے۔

اب تین اور اصحاب ہیں جنہیں سے منشی چراغ دین صاحب کی رقم صرف اعانہ مہاجرین میں ہے۔ مبلغ آٹھ روپیہ دیئے ہیں۔ الہلال بھیجنے کی آپ کو تکلیف نہیں دینگے۔ دوسرے صاحب منشی روشن خان صاحب پٹہ دار دولت پور ہیں، انکے نام الہلال جاری کردیں۔ دوسرے ہر دور اصحاب کی رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت ہے۔ تیسرے صاحب منشی محمد عبد اللہ صاحب ریٹرنری انسپکٹر سرل ریٹرنری ڈیپارٹمنٹ بلوچستان کوئٹہ میں رہتے ہیں۔ انکے نام ری۔ پی اسی پٹہ پر بھیجیں۔

﴿﴾

فہرست زر اعانہ مہاجرین عثمانیہ (۱)

پائی - آنہ - روپیہ			
۸	۰	۰	بذریعہ جناب برکت اللہ صاحب کار منزل
۹	۰	۰	جناب محمد شریف خالصاحب بی - اے
۱۱	۱۲	۰	جناب عبد الرحمن خانصاحب باندہ
۵۰	۰	۰	جناب غلام رسول دین محمد صاحب امرتسر
			بزرگان چک نمبر ۷۰ شاخ جنوبی - تحصیل سرگودھا
۳۶	۰	۰	ضلع شاہ پور بذریعہ دفعدار پناہ خانصاحب
۲	۰	۰	بی بی زبیدہ صاحبہ از بھا گلپور
۵	۰	۰	جناب عبد الکریم خانصاحب قانونگر اعظم گڑھ
			جناب مرلوی میر عالم صاحب کلرک - گورنمنٹ
۲	۰	۰	پریس - پشاور
۸	۰	۰	جناب نظام الدین احمد صاحب دریا پٹہ مدراس
۴۹	۰	۰	جناب سید محمد حسین صاحب - حیدر آباد دکن
۱	۲	۰	جناب سید احمد علی صاحب - مظفرنگر
۸۴	۴	۰	جناب فضل الہی صاحب - جالندھر
۴۳	۰	۰	جناب محمد حسن صاحب کرلیارہ (پالامور)
۱۹۳	۰	۰	جناب محکم الدین - دہگنا (فیروز پور)
۸	۰	۰	جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب فیروز پور جلال آباد
			جناب عبد العلی خانصاحب سب ڈویژنل انیسر
۲	۰	۰	جونا گڑھ
۱	۵	۰	جناب سبھان خان صاحب - جھانسی
۷	۰	۰	بذریعہ احمد خلیل صاحب اصفہانی - بادنگ رنگاسی
۸	۰	۰	جناب عبد الغفار خانصاحب ارمان زئی - پشاور
۴	۰	۰	اہلیہ جناب یسین احمد صاحب - کیا
۳	۰	۰	جناب عبد المجید صاحب صدیقی لاڑکانہ - سندھ
۲	۰	۰	جناب مغیر حسین صاحب - علیگڑھ
۸	۰	۰	جناب عباس صاحب - دھام پور
۲	۷	۰	مسلمانان بازید پور
۵	۰	۰	جناب سلیمان خانصاحب اورنگ آباد
۱۰۰	۰	۰	جناب نصیر الدین احمد صاحب انصاری - ٹکینہ
۵	۰	۰	جناب میر حبیب اللہ صاحب سب ارسیر مالا کند
۲۵	۰	۰	جناب مصطفیٰ خانصاحب ابر پور - کانپور
۹۲	۰	۰	جناب محمد اکبر صاحب زین ساز - لائل پور
۱۹	۰	۰	جناب امیر الدین صاحب ممبر کمیٹی قصور - لاہور
			جناب محمد اسحاق خانصاحب مائل رئیس برہ
۱۹	۰	۰	علیگڑھ
۸	۰	۰	جناب محمد اسرار الحق صاحب انصاری
۸۱۷	۷	۶	میزان
۱۰۲	۱۳	۶	سابق
۵۹۰۲	۵	۰	کل

تاریخ حسیات اسلامیہ ۱۷۰۰ افان ہندی کا

ایک ورق

زر اعانہ مہاجرین

﴿﴾

(از جناب سید محمد عبد الودود صاحب - بریلی)

آج کی ڈاک میں مبلغ ایک سو بارہ روپیہ کا منی آرڈر ارسال خدمت کیا گیا ہے۔ یہ رقم بعد اعانہ مہاجرین بلقان ہے جو انجمن ہلال احمد بریلی کیطرف سے روانہ کیجاتی ہے، اور ۱۹ - ناموں کی ایک فہرست منسلک ہے۔ ان احباب کے نام اخبار الہلال ایک سال کیواسطہ جاری فرما کر ممبروں فرمائیے اور اس رقم کی رسید باضابطہ مرحمت فرمائیے یا الہلال میں اعلان کر دیجیے۔ (جزاکم اللہ تعالیٰ - الہلال)

﴿﴾

(از جناب مفتاح حسین صاحب مکنیا بازار کانپور)

بعد آداب و تسلیمات کے عرض ہے کہ بساطی بازار و مچھلی بازار و مکنیا بازار والے لوگوں نے جنکی عمر ۷ - برس سے ۲۰ برس تک بھی امداد مہاجرین کے لیے جو روپیہ جمع کیا ہے، وہ ارسال خدمت ہے۔

﴿﴾

(از جناب محمد تربعانی خان صاحب - تحصیلدار)

(۱) میری پوری امیدیں بیگم صاحبہ نے مبلغ پچاس روپیہ کا منی آرڈر آپ کے نام سے آج روانہ کیا ہے۔
(۲) یہ رقم ان کے مال کی زکوٰۃ ہے جسکا بہترین مصرف انہوں نے یہ خیال کیا کہ جو چندہ آپ مہاجرین بلقان کے لیے جمع فرماتے ہیں اس میں یہ رقم بھی شریک کر دیجئے۔

﴿﴾

(از جناب کاظم حسین صاحب فارست منیجر)

۵ - رقم کا الہلال دینا، اور دیگر برادران دین کر بھی دکھایا۔ اول تو اس کا فرستان میں مسلمان بہت ہی کم ہیں اور جو ہیں بھی تو انہوں نے کررت نہ لی، جسکا معجز انورس ہے۔ خیر، جو کچھ مجھے ہوسکا اور جس طرح ہوسکا آج بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت کرتا ہوں۔ نہ نام ظاہر کرنیکی ضرورت اور نہ رعایتی اخبار ہی جاری کرنیکی۔ غرض صرف اسقدر ہے کہ الہلال کے نام سے رقم مذکورہ مظلوموں کو بھیجی جائے۔ اگر خدا کو منظور ہے تو اور بھی ہاتھ پیر، قلم زبان ہلا دیکھو، اگر اور جو کچھ مل جاوے گا بھیج دوں گا۔

﴿﴾

(از جناب قطب الدین احمد صاحب انصاری طالب علم)

آٹھ روپیہ کی ناچیز رقم اسلیے بھیجتا ہوں کہ ترک مہاجرین کی امداد میں دیدیجائے۔ اس سے "الہلال" کی خریداری مقصود نہیں ہے۔ خدا کرے آپ کو اچھے مقاصد میں (کہ وہ سچے پیران اسلام کے مقاصد ہیں) کامیابی ہو۔ آمین

﴿﴾

(از جناب سید فضل شاہ صاحب سب اے - گد - سرجن)

پیشتر ازیں بارہ مومنین نے اس کار خیر میں اس اسٹیشن سے حصہ لیا ہے۔ جن کے اسماء گرامی آپ کی خدمت میں مع پتہ کے بے بعد دیگئے۔ اول کرچکا ہوں۔ چنانچہ دس اصحاب کے نام الہلال کا دیے۔ یہی پہنچ چکا ہے۔

۲۔ اقتصادی و صنعتی و تجارتی معلومات مفیدہ کا ذخیرہ
مہیا کیا جاتا ہے ۔

۳۔ دلچسپی کی باتوں کا ایک خاص عنوان ہوتا ہے جسے
پڑھکر آپ لڑت نہ جالیے تو ہمارا ذمہ ۔

۴۔ نہایت پر لطف و دلگداز غزلیں اور نظمیں شایع
کی جاتی ہیں ۔

۵۔ کونسنز اور دارالعوام انگلستان کے سوالات و جوابات اور
ملک کے اہل الرائے اصحاب اور ماہرین سیاست کی
تقریریں درج کی جاتی ہیں ۔

۶۔ دنیا کے ہر حصہ کی خبریں جدا جدا عنوان کے تحت میں
مفصل چھاپی جاتی ہیں ۔

ایسے اخبار میں تجارت کار باری صاحبوں کے لیے اشتہار دینے کیلئے
نہایت عمدہ موقع ہے ۔ باوجود اسقدر خریدوں کے اخبار کی عام
قیمت صرف چار روپیہ اور رعایتی قیمت صرف تین روپیہ ہے ۔
بغیر اسکے کہ سالانہ یا ششماہی قیمت پیشگی وصول ہوجائے یا
ریلوے ایڈل پیجکر قیمت وصول کر لینے کی اجازت دیجائے
اخبار جاری نہیں ہو سکتا ۔

۱۸۱ ع ضروری

مطبع 'مسرات' الہ آباد میں ہر قسم کا کام نہایت عمدہ اور
ارزاں چھپتا ہے ۔ یہ مطبع ملک کی خدمت کے لیے جاری
کیا گیا ہے ۔ ایک بار کوئی کاغذ چھپوا کر آزمائش کیجیے ۔ اگر مطبع
'مسرات' کے آپ گریہ نہ ہوجائیں تو ہمارا ذمہ ۔

جملہ خط و کتابت بابت اشاعت اشتہار و خریداری اخبار
غیرہ منیجر 'مسرات' ۔ الہ آباد سے کیجائے ۔

فہرست م لکھنؤ

اس نام کا ایک ہفتہ وار اخبار ۵ جولائی سنہ ۱۹۱۳ ع سے
راولپنڈی سے نکلنا شروع ہوا ۔ اسکا ایڈیٹر ریل سٹاف پرانی رٹھی
تعلیم کے بہترین نمونہ کا مجموعہ ہوا ۔ اس اخبار کو کسی خاص
شخص یا فرقہ کی ذاتی ہجو یا فضول خوشامد سے کلیتہ پرہیز ہوا ۔
مگر ساتھ ہی وطن اور اہل وطن کے فائدہ کیلئے جائز نکتہ چینی
سے بھی باز نہیں رہیگا ۔ اسکا مسلک آزادہ رری کے ساتھ صلح کل
ہوگا ۔ اسکا دستور العمل :

ایمان کی کہینگی ایمان ہے تو سب کچھ

یہ اخبار ۱۸-۲۲ کے چوتھائی حصہ پر کم از کم ۱۹ صفحوں کا ہر ماہ
کی ۵-۱۲-۱۹ اور ۲۶ کو شائع ہوا کریگا ۔

چونکہ اہل وطن کی قدردانی سے اخبار نسیم ہند کا پہلا پرچہ
۲۰۰۰ شائع ہوگا ۔ اسلئے ناشر صاحبان کیلئے اچھا موقعہ ہے ۔ کہ

وہ اشتہار بھیج کر فائدہ اٹھائیں ۔ ہمارے سرحدی ۔ پنجاب اور
ہندوستان کے ہر گاؤں اور شہر کے نامہ نگاروں کی بھی ضرورت ہے
لائق نامہ نگاروں کو اخبار مفت دینے کے علاوہ اجرت بھی معقول

دیجائیگی (اخبار کی قیمت سالانہ ۲ روپیہ ۸ آنہ)

درخواستیں بنام منیجر 'اخبار نسیم ہند' راولپنڈی (پنجاب)

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مر جا یا کرتے
ہیں ، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے
ہیں اور نہ ڈاکٹر اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پلنگ دوا ارزاں
قیمت پر گھر بیٹھے بلاطبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے ۔ ہمنے
خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی
کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے ، اور فروخت کرنے کے
قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی
ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے ۔ مقام مسرت ہے کہ
خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بھی ہیں اور ہم
دعوت کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے
ہر قسم کا بخار یعنی پڑانا بخار ۔ مرمسی بخار ۔ باری کا بخار ۔
پھر کر آنے والا بخار ۔ اور وہ بخار جسمیں نرم جگر اور طحال بھی
'الحق ہو' یا وہ بخار جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو ۔ سردی
سے ہوا گرمی سے ۔ جنگلی بخار ہو ۔ یا بخار میں درد سر بھی
ہو ۔ کالا بخار ۔ یا آسامی ہو ۔ زرد بخار ہو ۔ بخار کے ساتھ گلٹیاں
بھی ہو گئی ہوں ۔ اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو ۔
ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے ، اگر شفا پانے کے بعد بھی
استعمال کیجائے تو بھوک بڑھ جاتی ہے ، اور تمام اعضا میں خون
صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی
و چالاکی آجاتی ہے ، نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی
ہے ۔ اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹرتے ہوں ، بدن میں سستی
اور طبیعت میں کاهلی رہتی ہو ۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو ۔
کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو ۔ تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال
کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں ۔ اور چند روز کے استعمال سے تمام
اعصاب مضبوط اور قوی ہوجاتے ہیں ۔

قیمت بڑی بوتل ۔ ایک روپیہ ۔ چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ ۔ آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام درکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے
۱۹۰۱ ر و ہر پرا لٹر

ایم ۔ ایس ۔ عبد الغنی کیسٹ ۷۳ و ۲۲۰
کرلوٹرہ اسٹریٹ ۔ کلکتہ

صرف چار روپیہ یا نین روپیہ سال میں

تمام دنیا کا حال ہفتہ وار ملاحظہ فرمائے

۱۸۱۹

ایک بے مثل ہفتہ وار اخبار

جسکے نسبت جملہ قومی اخبارات نے متفقہ طور پر نہایت عمدہ
عزائیں دی ہیں ۔ اور جسمیں :

۱۔ قومی و سیاسی مسائل پر نہایت آزادی کے ساتھ
بحث کی جاتی ہے ۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَبِالْإِسْلَامِ آمَنَّا كَلِمَاتُ كَثِيرٍ مِّنْ مَّنِيبِينَ

الانوار

ایک ہفتہ وار مصور مال

میر سرتول عزیز خاں

بھلا بھلا لا مالہ لوی

کیت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ۴ روپیہ ۱۹۲۱

معلم اشاعت
۱۰۰۰ مکلود اسٹریٹ
کلا

نمبر ۳

کلا: ۱۱: جہار ٹلف ۱۱ ٹیٹ ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta - Wednesday, July 16, 1918



لاہور میں بے خانماں ہونے کی گلیوں میں



آج کل کلکتہ - سالانہ قیمت مع ول صرف اتھہ آنہ !!!

اخراجات خط و کتابت کیلئے وضع کر کے باقی ساڑھے سات روپیہ اس فنڈ میں داخل کر دیا جائیگا اور ایک سال کیلئے اخبار آنکے نام جاری کر دیا جائے گا۔ گریبا ساڑھے سات روپیہ رہا اچے مظلوم رستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے، اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کریں گے اور صرف اتھہ آنے میں سال بھر کیلئے الہلال بھی (جو جیسا کچھ ہے، پبلک کر معلوم ہے) انکے نام جاری ہو جائیگا۔ اس طرح چار ہزار خریداروں کی قیمت ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال آجے خود فائدہ اٹھانے کی جگہ، اس کا رخیر کیلئے وقف کر دیتا ہے۔

(۵) اس وقت ماسٹرو تین سرتک نلے خریداروں کا اوسط

ہے۔ لیکن دفتر ۳۰ - جن تک کیلئے اپنی تمام آمدنی اپنے ارباب حرام کر لیتا ہے۔ دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیہ کے نقصان میں ہے اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں، تاہم اس تار کو پڑھ کر طبیعت پر جو اثر پڑا، اس نے مجبور کر دیا، اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی، اس سے گریز کرنا، اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھ پھیلاتے رہنا، بہتر نظر نہ آیا۔ یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جیب سے ہزاروں روپیہ کا رخیر میں دیتے ہیں۔ شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے، لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تغافل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر فوراً درخواست



یورپین ترکی کے بے خانماں مہاجرین جامع ایاصوفیا کے سامنے

خریداری بھیج دیں۔ ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم۔

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے، جو یورپ اور ترکی کے اعلیٰ درجہ کے با تصور پر تکلف، خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے۔ اسکا مقصد رحید دعوت الی القرآن اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے۔ محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکی امتیاز و خصوصیت کا ہر مرافق و مخالف نے اقرار کیا ہے۔ آپ نے ہندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں، اسکا باب ”شتر عثمانیہ“ ترکی کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے۔ ”ناموران غزوہ طرابلس و بلقان“ اسکی ایک با تصور سرخی ہے جسکے نیچے رہ عجیب و غریب مژر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں، جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں۔ مقالات، مذاکرہ علمیہ، حقائق و وثائق، المراسلہ و المناظرہ، اسلئے و اجوبتھا اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں۔ اتھہ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں۔

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جائے اور

کارہ کی پیشانی پر ”اعانہ مہاجرین“ کا لفظ ضرور لکھا جائے۔

آج دفتر الہلال میں ہر تار دفتر تصویر انکار، اور ڈاکٹر مصباح کے پہنچے ہیں کہ ”خدا کے کیلئے یورپین ترکی کے آن لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کر، جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں، اور جلی باب بچے ہیں۔ جنکر جنگ کی ناگہانی مصیبتوں کی وجہ سے بیکار اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا، اور جسکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے۔ جو مرگئے، انکو دفن کر دیں، جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں، لیکن جو بد نصیب رتھہ، مگر مرھے سے بد تر ہیں، انکو کیا کریں؟“

دفتر الہلال حیوانی ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے؟ معہ کیلئے نگی ایلیس کرنا شاید لوگوں کو نا گوار گذرے کہ ہلال احمر

کا چندہ ہر جگہ ہو چکا ہے، اور تمسکات کا کام بھی جاری ہے۔ مہجوراً جو کچھ خود اسکے اختیار میں ہے، اسی کیلئے کوشش کرتا ہے۔

(۱) کم از کم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پانچ پچھ ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانہ مہاجرین کیلئے فراہم کرنا چاہتا ہے، کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے، اسکو خلاف مقصد درجہ دیا جگہ لگانا بہتر نہیں۔ اسکی اطلاع آج ہی ترکی میں بھیجی گئی ہے۔

اس بارے میں جو صاحب

دون اعانت فرمائیں گے

قاب ۱۴۰۱ ی ۱۱۱۱

درد و دوسروں پر بار ڈالنے کی جگہ، خود ہی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے۔

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے اسکی سے باہر ہے، مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو آجے مل رہا ہو، وہ خود نہ لے، اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلئے وقف کر دے؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - ہزار نہیں دے سکتا، لیکن آپ کیوں نہیں مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے، تاکہ میں دیدیں؟

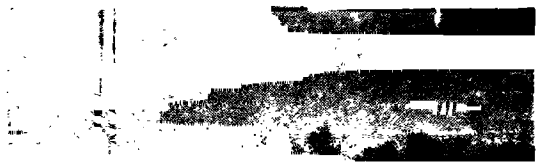
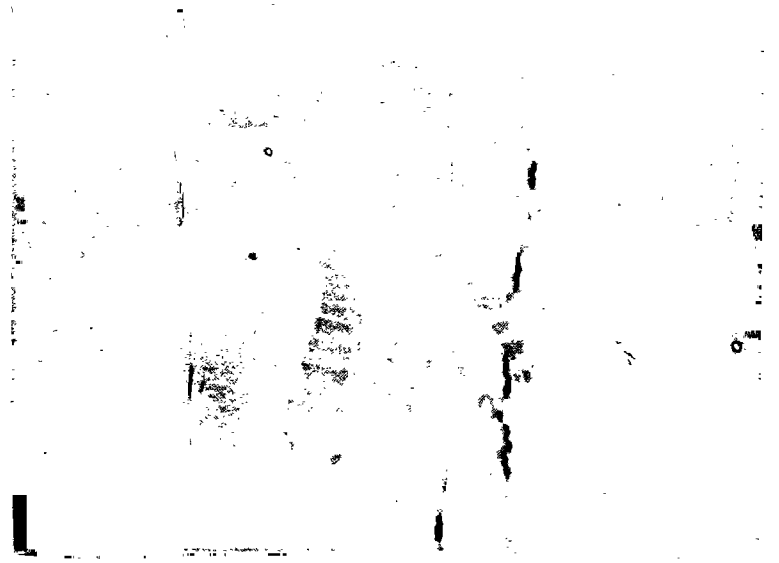
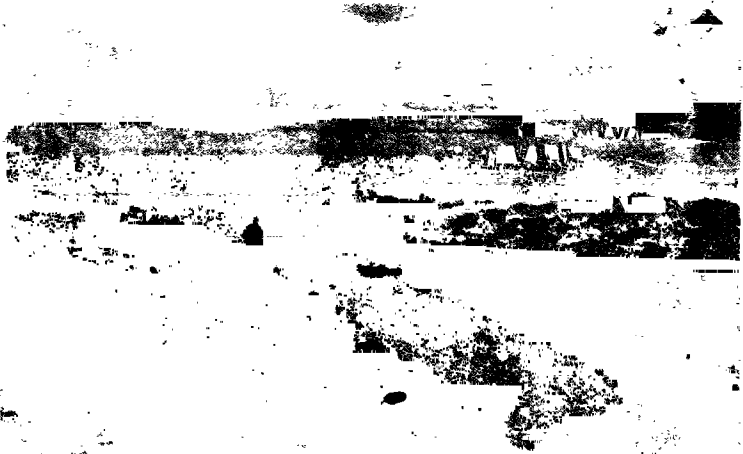
(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ دفتر الہلال چار ہزار الہلال کے پرچے ایک ایک سال کیلئے اس غرض سے پیش کرتا ہے۔ آج کی تاریخ سے ۳ جولائی تک جو صاحب اتھہ

روپیہ قیمت سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیج دیں گے، انکے روپیہ میں سے صرف اتھہ آنہ ضروری

بقیہ دولت شدہ انیتہ ایشیا میں

مسئلہ عراق

بغداد، دجلہ، بازار، بیرون شہر، ایک پل، اور عرب مسافر عراق



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

AL - H I L A L

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7 / 1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

6-yearly " " 4 - 12

میر سولہ فروری
ملاک مالدار ملاک مالدار

مقام اشاعت
۱۰۰ ملاک مالدار
۱۰۰

معاونت لکھنؤ
۱۰۰

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ

عضامی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مضمون رسالہ

۱۲:۰۰: چار شنبہ ۱۱ شنبہ ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, July 16, 1918.

نمبر ۳

شذرات

شذرات

ڈاکٹر انصاری

ڈاکٹر انصاری ۴ - جولائی کو بمبئی پہنچ گئے -

اپنے خطوط میں انہوں نے لکھا تھا کہ وہ ہندوستان پہنچ کر
کوشش کریں گے کہ ملک کا دورہ کریں اور اپنی معامات سے مسلمانوں
کو ترکوں کے متعلق صحیح حالات معلوم کرنے کا موقع دیں -
میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسا ہوا اور ضروری اور صحیح حالات
لوگوں کو معلوم ہو سکے تو یہ اس مشن کا سب سے زیادہ قیمتی
نتیجہ ہوگا -

آج سب سے بڑا اہم مسئلہ عالم اسلامی کی وحدت اور باہم دہر
رشتہ اخوت کی تجدید کا ہے - مسلمانان عالم کی تعداد
سب جانتے ہیں کہ بہت ہے اور تیس کروڑ سے بھی متجاوز
لیکن غور کیجیے تو چند کروڑ کی تعداد بھی ایسی نہیں جسے
تعداد کہا جاسکے - تعداد کی ساری قوت اس پر موقوف ہے کہ اسکا
ہر فرد دوسرے سے جڑا ہوا اور زنجیر کی کڑیوں کی طرح گھوم رہا
ایک علیحدہ وجود نظر آتا ہو لیکن دراصل زنجیر کے وجود مرکب
ہی کا ایک جزو ہو -

جنگ کے موقع پر ہمیں ترک یاد آجاتے ہیں اور ہم پکارنے
ہیں تو وہ بھی سلام کہلا دیتے ہیں - فرانس، مراکش میں
قتل عام کرے، یا مشہد روسیوں کے ظلم و ستم سے فریادی ہو تو
ہم کو بھی محسوس ہو جاتا ہے کہ اسلام صرف ہندوستان ہی
میں نہیں ہے - لیکن اس کے بعد باہمی تعلق کوئی نہیں - تعلقات کا
بڑا وسیلہ سیور سفر اور باہم آمد و رفت ہے - اسکا یہ حال ہے کہ
قرنوں میں اگر کوئی شخص ترکی چلا جاتا ہے تو واپسی پر
اسکو سفر نامہ لکھنا پڑتا ہے اور پڑھنے والے شرق سے پڑھنے والے
کہ کیسے در دراز ملک اور غیر معلوم و مہرل دنیا کے حالات ہیں ؟

شذرات

ڈاکٹر انصاری

ممدرد دہلی

ہفتہ جنگ

مقالہ افتخاریہ

دعوت الی الحق و امر بالمعروف

مذکر علمیہ

موضوع علم الانسان

مقالات

حقائق و وثائق

ایران شیڈو سر

مدینہ فرنگ

لاذکر بادیہ الی التہلکۃ

عالم اسلامی

الجزائر کے ایک مظلوم عرب کا خط

احرار اسلام

العزیز فی الاسلام (۳)

ادبیات

اسلام کا نظام حکومت

شہنشاہ عثمانیہ

مسئلہ شرقیہ (۳)

انڈسٹان ڈرکی اور ہندوستان

مباحثات

مسئلہ ازدواج بیوگان

مرکز اسلام سے آواز

المراسلۃ و المناظرہ

” حظ و کرب “ ” یا لذت و الم “ ؟

تاریخ حسیات اسلامیہ مسلمانان ہند کا ایک ورق

اعانۃ مہاجرین

فہرست زر اعانۃ مہاجرین عثمانیہ (۵)

تصاویر

ایشیا میں دولت عثمانیہ کے مناظر

ایوان شیڈو سر

صفحہ خاص

۱۰

آپ حقیر معلوم ہونگے۔ مگر پریس کی اصلی قوت روزانہ اخبارات ہیں اور وہی اردو میں کالمعدرم !

ہمیں ورق کہ عہہ گفتہ، مدعا اینجاست

پس یہ ایک نہایت مبارک آغاز ہے جو ”ہمدرد“ کی صورت میں ہوا ہے۔ اس طرح کے وسیع انتظامات سے اب پبلک آشنا ہوتی جاتی ہے اور اخبار بین طبقہ موجودہ حالات پر قانع نہیں۔ سب سے بڑا لیندل مسئلہ ڈاک کا مسئلہ تھا۔ لوگ اسکا نام لیتے ہوئے قہرے تھے کہ نہیں معلوم کیسی گذریگی؟ لیکن اب عوام و خراس میں ہزاروں اشخاص ہیں جو ڈاک کے مطبوعہ صفحات پڑھتے ہیں اور شوق و ذوق سے پڑھتے ہیں۔ حتیٰ کہ تعلیم مستورات اور خواتین بھی جو دوسری کتب میں صرف نستعلیق ہی کی عانی ہیں، بلا تکلف ڈاک کے اخبار منگاتی ہیں۔ ایک سال کے اندر اردو پریس کا یہ تغیر عظیم الشان اور فہر متوقع ہے۔

”ہمدرد“ کے چلے پرچے کا سر آغاز ڈاکٹر اقبال کی ایک موثر نظم تھی، جس میں انہوں نے ایک عرب مجاہد لڑکی کی شہادت کا واقعہ نظم کیا ہے۔ قارئین الهلال کو یاد ہوگا کہ گذشتہ نومبر میں بسلسلہ ”ناموران غزوہ طرابلس“ ایک مضمون ”الاحیاء الذین لا یموتون“ کے عنوان سے الهلال میں نکلا تھا اور اسمیں ”فاطمہ بنت عبدہ“ نامی ایک پازہ سالہ مجاہدہ غیور دیہ کے حالات شہادت مع اس کے مرقع خونیں کے شائع کیے گئے تھے۔ اسی واقعہ کو ڈاکٹر اقبال نے اس نظم میں درج کیا ہے۔ یہ اور اسی طرح کے بعض زہرہ گداز و عظیم الاثر حالات جو الهلال میں لکھے گئے ہیں، انکے متعلق احباب کرام کو معلوم ہونا چاہیے کہ انکے ذرائع علم اس درجہ نادر اور غیر معمولی ہیں کہ مصر و شام کے عربی اخبارات کا بھی ان پر دسترس نہیں۔ چنانچہ ”فاطمہ بنت عبد اللہ“ رضی اللہ عنہا کا واقعہ شہادت مصر کے تمام مشہور و غیر مشہور جرائد میں سے کسی اخبار کو بھی نصیب نہوا۔ ترکی میں بھی صرف ایک ماہوار رسالے کو یہ حالات معلوم ہوئے تھے۔

اسی طرح اب انشاء اللہ ”ناموران غزوہ بلقان“ کا سلسلہ بھی الهلال میں جاری رہیگا۔

بہر حال ”ہمدرد“ کی اشاعت پر ہم دفتر کا مرید کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ انکو مہلت ملے، تا کہ وہ اس ابتدائی نمونے کو حد تکمیل تک پہنچاسکیں۔

اس اہتمام اور صرف کثیر کے ساتھ اسکی سالانہ قیمت صرف ۱۵ روپیہ ہے۔ اور ششماہی ۷ روپیہ آٹھ آنہ۔ امید ہے کہ لوگ اسکی قدر دانی کر کے کام کرنے والوں کی قدر انزالی کی ایک عمدہ مثال قائم کریں گے۔



ہفتہ جنگ ریورٹریجنسی نے بلقانیوں کی باہمی آریزش کی جو خبریں اس ہفتہ میں بھیجی ہیں وہ اس حقیقت کی تفسیر ہیں کہ رلاترہ الظالمین الاتبارا کے مفہوم ذہنی کو عالم شہود میں لانے کے لیے قدرت کا ملہ کیا روش اختیار کرتی ہے؟

بلغاریا کی جانب سے لڑائی چھیڑنے کا الزام سرریا کو دیا جاتا ہے لیکن اس حقیقت کا کیا جواب ہے کہ پچھلے ہفتے مال غنیمت میں بلغار کی ایک لڑائی جنگی دستاویز دستیاب ہوئی تھی جس میں سرریا پر فوراً حملہ کر دینے کے لیے بہت سی ہدایتیں درج تھیں۔ یورپ کی کسی سلطنت کا یہ خیال نہیں کہ ترک بھی اس جنگ میں حصہ لیں، یعنی ترکوں کو اس سے فائدہ نہ پہنچے۔

موجودہ جنگ ختم۔ چلے مگر ہماری بدنامیوں تو ختم نہیں ہوئیں؟ غور کیجیے تو انکا آخری دور ختم ہونے کی جگہ اب سے شروع ہوا ہے۔ پس ہمارا چاہیے کہ اس کے اصل نتائج سے بہرہ اندوز ہوں۔

ایک بڑی چیز یہ ہے کہ ہم میں اور تمام عالم اسلامی میں ایک دالمی رشتہ قائم ہو جائے، اور یہ اس درجہ ترقی کرے کہ ترکی عرب، افغانستان، افریقہ، چین، مسلمانان ہند کیلئے ایک شہر کے محلے بن جائیں، اور وہاں کے حالت سے بچہ بچہ واقف ہو۔

اسلم کسی خاص ملک اور وطن کا مذہب نہیں ہے۔ وہ تمام دنیا کی برادری ہے۔ جس طرح ایک وسیع خاندان بہت سے محلوں میں آباد ہوتا ہے، اسی طرح تمام دنیا کو سمجھئے کہ خاندان اسلم کے مختلف محلے ہیں۔ کسی کا نام چین ہے، کسی کا سرمائو، ترکی افریقہ ہے اور ترکی قسطنطنیہ۔ گھر کے عزیزوں کو گھر سے نکلنا چاہیے، اور ایک دوسرے محلے میں اپنا ہی گھر اور اپنا ہی محلہ سمجھ کر آمد و رفت کرنی چاہیے۔ گھر باہم فاصلہ بھی ہو۔

جماعت ”حزب اللہ“ کا ایک بہت بڑا کام یہ بھی ہوگا۔

بہر حال امید ہے کہ ڈاکٹر انصاری کا لوگ پر جوش استقبال کریں گے اور انکا یہ سفر ترکی کے متعلق اشاعت معلومات و حالات کا وسیلہ ثابت ہوگا۔

ہمدرد دہلی

بالاخر روزانہ ”ہمدرد“ اپنی پوری ضخامت اور ترتیب مضامین کے ساتھ شائع ہو گیا:

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ !

اس وقت تک ۳۴ نمبر نکل چکے ہیں ۸ صفحہ کی ضخامت ہے، اور دالمی سائز کی چوتھالی ایک متوسط تقطیع ہے، جو بیشتر سے روزانہ اردو اخبارات کی قرار پا چکی ہے۔ ڈاک بیروت کا ہے، جس کو اس نگار خانے کا اصلی حسن سمجھنا چاہیے۔ کاغذ بھی اب بدل دیا گیا ہے، اور دبیز اور چکنا لگایا جاتا ہے۔ ایسا کاغذ روزانہ اخبارات کیلئے ضروری نہیں، اور اسیلئے یہ ایک مزید اور غیر معمولی اہتمام ہے۔

جو چیز جتنے زیادہ انتظار کے بعد ملے، اتنی ہی زیادہ محبوب بھی ہوتی ہے۔ تلاش مطلوب میں آپ جس قدر زیادہ سرگرداں رہیں گے، اتنا ہی زیادہ اسکا حصول مسرت بخش بھی ہوگا۔

ہمدرد کی اشاعت میں تاخیر کے عجیب عجیب اسباب پیدا ہوتے رہے ڈاک کے مسئلے نے امیدوں کو مایوسیوں سے بدل دیا: کہ عشق آسان نمود اول، رہے افتاد مشکلا !

پبلک کو انتظار کی تکلیف تھی، اور کام کرنے والوں کو تلاش مقصود میں سرگردانی۔ اسکا انتظار بھی شدید تھا، اور اسکی تلاش کی سختیاں بھی کم نہ تھیں۔ پس ان مشکلات کے بعد جو چیز میسر آئے، کیوں نہ اسکا میسر آنا مطبوع و مسرت بخش ہو؟

اردو پریس پر نصف صدی گذر گئی، لیکن اب تک وہ اپنے دور طفولیت کے آگے نہیں بڑھا۔ یہ میدان اب تک بالکل خالی ہے۔ بہت سے عظیم الشان کام ہیں جو کام کرنے والوں کو یہاں انجام دینے ہیں۔ یورپ کے فن معافیت سے قطع نظر کیجیے۔ ترکی اور مصر کے روزانہ اخبارات ہی کو سامنے لائیے تو خود اپنی نظروں میں

ہٹا دیا گیا، دوسرے میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ شمال ڈارڈن میں سخت نقصان کے ساتھ یونانیوں کو شکست ہوئی۔ لیکن ان دونوں فقرات کی قدر قیمت معلوم!

درندہ خصلت بلغاریوں کے مظالم نے اٹھینس میں غیر معمولی جوش پیدا کر دیا ہے، قسطنطین شاہ یونان نے اپنے وزیر خارجہ کو تار دیا ہے کہ اس کے نام سے ان ”انسان صورت درندوں“ کے خلاف دول یورپ کے رکاوٹ کے سامنے اعتراض کرے۔ اس کا بیان ہے کہ ”میں قہایت مجبور پی کے عالم میں بلغاریوں سے انتقام لے رہا ہوں، یہ انسان نہیں ہیں درندے ہیں، ان میں ہیبت و خوف پیدا کرنے کی ضرورت ہے، پچھلے زمانے کے تمام رحشیانہ مظالم کو ان ستم پیشہ درندوں کی جفاکاریوں نے ماند کر دیا ہے۔ وہ اپنی حرکتوں سے ثابت کر چکے ہیں کہ کسی مہذب قوم سے ان کو مرکز تعلق نہیں ہے، اور نہ اب ان کو مہذب اقوام میں اپنے تئیں شمار کرنے کا کوئی حق حاصل ہے“ یہ پورٹسٹ اگر صحیح ہے تو سوال یہ ہے کہ یہی مظالم جب مسلمانوں پر ہو رہے تھے اس وقت یہ اعتراض کیوں نہ ہوا؟ سچ ہے:

”اس دھرم میں سب کچھ ہے پر انصاف نہیں ہے“

اٹھینس میں نیم سوکری طور پر یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رکاوٹ دول یورپ کی ملاقاتوں کے جواب میں یونان نے یہ لہا نہ اب صلح میدان جنگ میں ہوئی۔

رومانیا کو جمع افواج میں امید سے زائد کامیابی ہوئی ہے۔ یعنی ۴- لاکھ کے بدلے ۶- لاکھ فوج جمع ہو گئی، جسمیں ۳۰- ہزار یہودی بھی ہیں۔ سپہ سالار خود ولی عہد ہے۔ رومانیہ نے اعلان جنگ کر دیا، اور سلسلیہ ترقی کو اس طرح فتح ہو کر لیا کہ تین سر بلغاریوں نے بغیر کسی قسم کے مقابلے کے ہتھیار ڈال دیے۔ بخارست کے تار میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رومانی فوج ۱۵- کیلو متر بلغاری مقبوضات میں بڑھتی ہوئی چلی گئی۔ اس مداخلت سے رومانیہ کا منشا ریاستہائے بلقان میں موازنہ قوت کا محفوظ رکھنا ہے۔

موجودہ ترکی وزارت نے نہایت دانشمندی کی تھی کہ ریاستہائے بلقان میں خانہ جنگی کے آثار دیکھ کر فوج کا متفرق کرنا ملتری کر دیا تھا۔ ۸ جولائی کو باب عالی نے ڈاکٹر ڈنیف سے فرمایش کی کہ خط ایفرس رمیتڈیا کے مابین جس قدر زمین ہے فوراً خالی کر دیجئے۔ دوسرے ہی دن فوج کو تیاری کا حکم ملا اور اس نے پیشقدمی بھی شروع کر دی۔

اس فرمایش کے جواب میں ایک بلغاری وکیل صلح گفتگو کرنے کے لیے قسطنطنیہ آیا، مگر اپنے مشن میں ناکام رہا۔ ۱۱- جولائی کو عثمانی فوج نے حرکت شروع کی۔ ۱۴ جولائی کا تار ہے کہ عثمانی فوج چٹلجا اور بلیر سے بڑھتی ہوئی کسی مقابلے کے چارلو تک پہنچ گئی ہے۔ قسطنطنیہ میں برمی مستعدی سے جنگی تیاریاں ہو رہی ہیں، فوج، توپخانے، اور سامان رسد وغیرہ ایشیاء کوچک سے مسلسل آ رہا ہے۔

دولت عثمانیہ اور سرریا میں ایک معاہدہ ہے، عثمانی بیان کے موجب اس معاہدہ کے رزے عثمانیوں کو تھریس کا ایک بڑا حصہ پھر واپس ملے گا۔

بلغاریا نے روس سے مداخلت کی درخواست کی تھی اس کے متعلق روس کو شش کر رہا ہے کہ ریاستہائے بلقان میں ہنگامی صلح ہو جائے، اور نزاع انگیز امور کا فیصلہ ایک کانفرنس کے ذریعہ کیا جائے۔ جو سینٹ پیٹرسبرگ میں منعقد ہو۔ ممکن ہے یہ تجویز ناکام نہ رہے، لیکن جب تک اس پر عمل کی قربت آگئی اس وقت تک نہ معلوم بلغاریوں کی کیا حالت ہو جائیگی؟

پانچ ترکوں نے خود تو اس جنگ میں بے طرف (نیوٹرل) رہنے کا اعلان کر دیا تھا لیکن اگر نازہ ترین خبروں کی بنا پر اس میں تبدیلی پیش آئی تو یورپ پھر خاتمہ جنگ کی سلسلہ جنمائی شروع کر دے گا۔

اس وقت تو یہ حالت ہے کہ یورپ کی رہی سلطنتیں جو بلقان کی مصلحت کو دیکھ کر خون ریزی سے محفوظ رکھنے کے لیے تلواروں کی آب اور توپوں کی آگ سے امن عام قائم رکھنے پر آمادہ تھیں، اس وقت بالکل خاموش ہیں۔

سلاویک میں یونانی فوج کے آٹھ ہزار زخمی توپ رہے ہیں لیکن تیمار کے لیے یورپ کے کسی ملک سے کوئی مشن نہیں روانہ ہوتا۔ سرریا کے پندرہ ہزار سپاہی جنگ کے قابل نہیں رہے، بلغاریا کے بیس سے پچیس ہزار تک مجروح و مقتول ہو چکے ہیں، یونانی دوس ہزار یونانی فوج کا نقصان اٹھانا پڑا ہے، جیل اسود بھی نقصان سے محفوظ نہیں، اور بلغاریوں کے نقصانات تو ان سب سے کہیں زیادہ بیان کیے جاتے ہیں، بائیں ہمہ نہ کوئی ان حوادث کا ماتم دار ہے اور نہ کہیں ان ہمدلیہ نصرائیت کا مرقبہ سننے میں آتا ہے جن کو مسلمانوں کے قتل عام کرنے پر کیمیا میں ہوسکتی تھی گئی تھی، اور سوسائٹی میں اُن کی تقدیس کی جاتی تھی۔

پانچ روز کی مسلسل جنگ کے بعد یونانیوں نے ڈبرن میں فتوحات سے جھنڈے گاڑ دیے، بلغاریوں کو اس لڑائی میں کسی ناکامی ہوئی کہ دستور کے خلاف وہ اپنی کامل شکست آپ تسلیم کرنے لگے ہیں، مگر اعلان یہ ہوتا ہے کہ بلغاریا کے لیے یونانی فتوحات ناقابل اعتنا ہیں، یعنی قابل اعتنا اس وقت ہو گی جب سرریا کا صفایا ہو جائیگا۔ بلغاریوں نے بڑی کوشش کی کہ کسٹنڈل سے بیروست اور درنچہ کو بڑھ جائیں اور بلغراد سے سپاہ سرریا کا سلسلہ قطع کر دیں، مگر یہ کوشش اب تک ناکام ہی رہی۔

دشمت کشش کی جنگ کی جو مزید تفصیل ریپورٹر ایجنسی نے شائع کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلغاریوں کو شکست بھی ہوئی ہے، تو نہایت شرمناک طریق پر ہوتی ہے۔ فوجیں موجود ہیں، اسلحہ موجود ہیں، برابر کا مقابلہ ہے، مگر حوصلے ہیں کہ ذرا سے حملے میں چھوٹ جاتے ہیں، اور سپاہی ہیں کہ خفیف سے مقابلے میں سامان حرب تک کو چھوڑ بھاگتے ہیں۔

سرریا نے بلغاریا سے تمام تعلقات مذقوع کر لیے، ستینا (ستنجی دار الحکومت جیل اسود) سے سفراء بلغار بھی واپس طلب کر لیے گئے ہیں، سرریا یونان سے تو انقطاع سفارت چلے ہی سے ہے۔ سرریا نے قطع تعلق کی نسبت دول یورپ کو جو زیادہ داشت بھیجی تھی اس میں بلغاریا پر دغا بازی سے اتحاد بلقان کو توڑنے کا الزام لگایا ہے۔ بلغاریوں نے اس کے جواب میں الزامات سے انکار کیا ہے اور اپنے معاملات روس کے حوالے کر دیے ہیں کہ جس طرح بنے اس عذاب سے اس کو بچت دلائے، لیکن اگر قدرت کو اس کی پامالی ہی منظور ہے تو ان یخداکم فمن ذا الذی یضرکم من بعدہ (خدا ہی جب تم کو مہدول کرنا چاہے تو کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کو کرتا ہو سکتا ہے) تو رعید پوری ہونے سے کب رک سکتی ہے؟

سرریا صوملیا سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر یعنی کسٹنڈل تک پہنچ گئی ہے، یونانیوں نے بھی اس ہفتہ میں اسٹر منٹنزا پاٹرچ اور کانیش وغیرہ متعدد مقامات میں بلغاریا کو شکست دی ہے۔ صوملیا سے اس ہفتہ میں فتح کے متعلق صرف دو تار آئے ہیں۔ ایک میں ظاہر کیا گیا ہے کہ تمام بلغاری خط سے سرریا فوج کو

کو کہ میری توہین کرتے ہیں ہلاک کر ڈالے گا، تم ایک کشتی میں سات رشیوں اور اپنی عورتوں کے ساتھ بیٹھ جانا، اور ہر طرح کے حیوانات کو بھی بٹھا لینا، اساطیر ہند (آریں میتھولوجی) کے مطابق یہ پیشینگوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ ریشو نے خاتمہ طوفان کے بعد شیطان کو قتل کر ڈالا۔ وید مقدس کے جتنے نسخے تھے سب چھپا ڈالے، اور اپنے مخلص پر جاری کرالہیات کی تعلیم دیکر ساتویں ”منو“ کا خطاب عذایت کیا۔

دوسرا ہولناک طوفان جس کے واقعات قدیم کلدانی روایتوں میں ملتے ہیں، بابل میں آیا تھا، یہ واقعہ پادشاہ ”ذی زرتورس“ کے عہد کا ہے جس کو ”خرونس“ دیوتا (زحل) نے اس کی اطلاع دی تھی، اور خواب میں کہہ دیا تھا کہ انسان کے فتنہ و فساد نے مجھے غضبناک کر رکھا ہے، میں ان کو تعزیر دونگا اور سب کو طوفان سے ہلاک کر ڈالونگا، تم اور تمہارے خاندان والے البتہ بچ رہینگے، مبداء و منتہا و اواسط اشیا کے متعلق جو تحریریں ہیں ان سب کو لیکر ”سیاریس“ (مدینۃ الشمس) میں دفن کر دو، اور ایک کشتی بناؤ جو طول میں پانچ استاد اور عرض میں دو استاد کی ہو (ایک استاد ایک سرپیچس فٹ کے برابر تھا) اہل و عیال کو لیکر کشتی میں سوار ہوجاؤ، اور اپنے آپ کو پانی کے سپرد کر دو، ذی زرتورس نے امتثال امر میں بڑی سرگرمی دکھائی، طوفان کم ہوا تو کشتی سے ایک دو چڑے (کنجشک) آزاد کیے، خشکی کا نام و نشان نہ تھا۔ پہلی مرتبہ چڑا واپس آیا، دوسری مرتبہ کی آمد میں پنچوں میں کیچڑ بھری تھی اور چونچ میں کوئی سبز گھانس تھی۔ معلوم ہوا کہ خشکی نمودار ہو چلی ہے۔ تیسری مرتبہ گیا تو پھر واپس نہ آیا۔ خشکی کا اب ٹھیک اندازہ ہو گیا تھا۔ کشتی اگے بڑھائی گئی۔ سامنے ایک پہاڑ نظر آیا۔ وہیں ٹھہر گئی۔ اہل کشتی اتر پڑے، دیوتاؤں کے آگے سر کے بھل کرے، قربانگاہ بنائی، بھینٹ چڑھائی، مدینۃ الشمس سے دینیہ نکالا، بابل کو پھر آباد کیا اور بستیاں بسائیں۔ علمائے طبیعت و آثار کی رائے میں تو رات کے واقعہ طوفان نوح کی تفصیل اسی روایت سے ماخوذ ہے۔

تیسرا واقعہ ”طوفان ہیرابولیس“ کا ہے جسکی تشریح ”لوسیانس“ نے کی ہے، واقعات سب ملتے جلتے ہیں، حسب معمول اس طوفان کی نسبت بھی یہی ادعا ہے کہ صرف ”دیکالیون“ اور اُس کے گھرانے والے بچ رہے تھے، اور ساری آبادی غرق ہو گئی تھی۔ دیکالیون کی کشتی ”ہیرابولیس“ کو پہنچ کر ٹھہری تھی، وہیں اُس نے ایک ہیکل بنایا جس کو پسینہ آتا تھا، اُس پر وحی اترتی تھی، اور وہ آدمیوں کی طرح باتیں کرتا تھا۔

چوتھا طوفان جزیرہ ساموتراس کا تھا جس سے۔ مورخ دیودورس کی رائے میں۔ بحیرہ مرمر (مارمورا) نکلا۔

پانچویں غرقابی قدیم یونان کے علاقہ ”بوسی“ کے طوفان سے ہوئی جو پادشاہ ”ارجیج“ کے عہد میں حضرت مسیح سے نو سو برس پیشتر بعید ”کوبالین“ میں سیلاب آنے سے آیا تھا ”اکستینس“ نے جو مندر ”ہیبرن“ کا بڑا پوجاری تھا، اس کے جزئیات پر نہایت شرح و بسط سے گفت و گو کی ہے اور ”وینس“ (زھرہ) دیوتا کے دفعہ رنگ و صورت و حجم و رفتار بدل جانے کا اسے نتیجہ ٹھہرایا ہے، ادبیات مشرق میں یونان کی غرقابی یہیں سے نکلی ہے۔

چھٹا طوفان پادشاہ ”دیکالیون“ فرماں روا تھسلی کے عہد میں میلاد مسیح سے ایک ہزار چھ سو برس قبل آیا تھا، اور تھسلی کو بہا لے گیا تھا۔ ہیردوتس کی روایت ہے کہ تھسلی ایک بڑا دریا

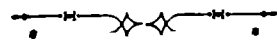
الحلال

۱۱۔ شبانہ ۱۳۲۱ ہجری

دعوة الی الحق و امر بالمعروف



انبیاء کرام کا اسوۂ حسنہ



اسوۂ نوحی (ع)

ہشدار کہ سیلاب فنا درپیش است

ہاں مشر مغرور برحام خدا، قدرت کی آنکھیں سب کچھ دیکھ رہی ہیں، جو رستم، تشدد و تباہ کاری، استبداد و مردم آزاری، ان سب پر خدا کی نظر ہے، جس طرح مسجدیں گرائی جاتی ہیں، خانقاہیں بند کرائی جاتی ہیں، کمزور جماعتیں ستائی جاتی ہیں، خدا ان تمام باتوں کو دیکھتا ہے، سنتا ہے، اور خاموش رہتا ہے کہ لعلم یرشدون (شاید یہ خود ہی راہ راست پر آجائیں)، زبردست ہستیوں کو جب اس پر بھی تنبہ نہیں ہوتا، زیر دست آزاری میں مطلق کمی نہیں آتی، طغیان و سرکشی حد سے بڑھ جاتی ہے، تو ان بطش ربک لشدید (یروردگار عالم کی گرفت بڑی سخت ہے) کی وعید ہیجان میں آتی ہے، ”دیرگیرہ سخت گیرہ مرد را“ کا طوفان جوش کھاتا ہے اور تر و خشک سب کو بہا لے جاتا ہے۔

اس ذیل میں سب سے پہلا طوفان وہ تھا جس نے عصر حجری و عصر نباتی کے بعد عصر حیوانی کے آغاز عہد میں تقریباً تمام دنیا کی حالت بدل دی تھی۔ علمی زبان میں اس طوفان کو ”طوفان عام جیولوجی“ کہتے ہیں، سطح زمین کی غلظت نے اندر کی مشتعل حرارت کے تمام منافذ و مخارج بند کر رکھے تھے، بخارات کا التھاب بڑھتا رہا اور زمین کی ابتدائی حالت آتش افشانی کی گنجائش بھی نکال نہ سکی، استبداد کی تدک گیریاں بہت دیر تک قائم نہیں رہ سکتیں، سمندر کے وسط میں دفعہ پہاڑوں کا سلسلہ کھل گیا، ملتھب مادے جوش و خروش سے پھرتے رہے، ہولناک سیلاب نے تمام کرۂ زمین کو چھالیا، اور تقریباً جتنی جاندار ہستیاں تھیں سب کو بہا لے گیا۔ یہ طوفان جس کی عمر میت ناقابل انکار ہے، موجودہ نسل انسانی سے قبل کا ہے، اس کے بعد جتنے طوفان آئے وہ خاص خاص ممالک و مقامات تک محدود تھے۔

نوع انسانی کی تکوین کے بعد جو طوفان آئے ہیں ان میں سے سب سے بڑا اور سب سے پہلا طوفان غالباً ہندوستان کا تھا جس کی نسبت ”ریشو“ نے اپنے ایک معتقد پوجاری کو اطلاع دی تھی کہ ”سات دن میں ایک طوفان آئیگا جو ان تمام مخلوقات

تھا، سمندر کے دیوتا ”نبتوں“ نے اُس کا پانی بہادیا اور ملک میں طوفان آگیا۔

ان واقعات پر خرافات کا اثر تو ضرور غالب ہے، مگر اصلیت سے خالی نہیں۔ علم الطبیعیہ کے مشہور ترین فرانسیسی مؤلف (موسیو قوبے) نے تاریخ الانسان الطبیعی (ص ۲۴-۲۸ و ۳۵-۴۲) میں ان پر نہایت حکیمانہ نظر سے ردیو کیا ہے۔

ساتواں طوفان حضرت نوح کے عہد میں آیا تھا، یہ حادثہ میلاد مسیح سے تین ہزار ۳۳۸ برس قبل کا ہے، اور اس وقت پانچ ہزار دو سو ۵۰ برس اس کو ہو چکے ہوں۔ قرآن کریم نے اِسکی پروری تشریح کی ہے، سورہ ہود میں ہے:

ولقد ارسلنا نوحاً ابی قومہ انی لکم نذیر مبین، ان لا تعبدوا الا اللہ، انی اخاف علیکم عذاب الیم، فقال الملاء الذین کفروا من قومہ: ما نراک الا بشراً مثلاً، و ما نراک اتبعک الا الذین ہم اراذلنا بادی الرای، ومانری لکم علینا من فضل، بل نظنکم کاذبین، قال: یا قوم: ارایتم ان کنت علی بینة من ربی و اتانی رحمۃ من عندہ فعمیت علیکم، انلزمکم ما و انقم لها کاهرون؟ و یا قوم لا اسألكم علیہ مالا، ان اجرے الا علی اللہ، و ما انا بطارد الذین امنوا، انہم ملاقوا ربہم، و لکنی اراکم قوماً تجهلون، و یا قوم من ینصرنی من اللہ ان طردتہم؟ ا فلا تذکرون؟ و لا اقول لکم عندی خزائن اللہ، و لا اعلم الغی، و لا اقول انی ملک، و لا اقول للذین تزدری اعینکم لن یؤتیہم اللہ خیراً، اللہ اعلم بما فی انفسہم، انی اذا المن الظالمین، قالوا: یا نوح قد جادلتننا فاکثرت جد النسا فاننا بما تعدنا ان کنت من الصادقین؟ قال: انما یتیکم بہ اللہ ان شاء و ما انقم بمعجزین، و لا ینفعکم نصھی ان اردت

ہم نے نوح کو اُن کی قوم کے پاس یہ پیغام لے کر بھیجا کہ ”لوگرو! میں تم کو صاف صاف خطرہ سے آگاہ کیے دیتا ہوں کہ خدا کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کیا کرو، مجھ کو تمہاری نسبت ایک روز درہ ناک کے عذاب کا خوف ہے“ سرداران قوم کفار نے اس پیغام کو سن کر کہا کہ ”ہم تو دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ہی جیسے بشر تم بھی ہو، بظاہر ہم میں جو ادنیٰ درجہ کے لوگ ہیں انہیں نے تمہاری پیروی بھی کی ہے، اپنی نسبت تم لوگوں میں ہم کو تو کڑی برتری بھی نظر نہیں آتی، بلکہ ہم تو تم کو چھوٹا سمجھتے ہیں“

نوح نے جواب دیا کہ ”تم لوگوں کو کیا راسخ ہے؟ میں اگر اپنے پروردگار کے کھلے رستے پر ہوں، اُس نے مجھ کو اپنے جناب سے نعمت و رحمت بھی عطا کی ہے، تم کو وہ رستہ دکھائی بھی نہیں دیتا، تو اس حالت میں کہ تم اسکو مکررہ جانتے ہو کیا ہم اسپر تمہیں مجبور کر رہے ہیں؟ لوگرو! میں ان کو اگر نکال بھی دوں تو خدا کے مقابلے میں کون میری مدد کریگا؟ کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے؟ میں یہ نہیں کہتا کہ (۱) میرے پاس خدا کے خزانے ہیں (۲) نہ میں غیب جانتا ہوں (۳) نہ اپنے آپ کو فرشتہ کہتا ہوں (۴) اور جو لوگ تمہاری نظروں میں حقیر ہیں میں اُن کی نسبت یہ بھی نہیں کہتا کہ خدا ان پر فضل ہی نہ کریگا، ان کے دل کی بات تو خدا ہی جانتا ہے۔ میں ایسا کہوں تو ایک ظالم میں بھی ہونگا“ کفارے نے: ”نوح! تم سے بہت جھگڑ چکے، سچے ہو تو جس عذاب سے ہمیں ڈرائے ہو اُسے لاؤ؟“

نوح نے جواب دیا کہ ”خدا کو منظور

ان انصح لکم ان کان اللہ یرید ان یغویکم، ہوربکم و الیہ ترجعون

خدا ہی کو اگر تمہیں گمراہ کرنا منظور ہے تو میں کتنی ہی نصیحت کرنی چاہوں میری نصیحت تمہارے کلم نہ آئیگی، رہی تمہارا پروردگار، اور اُسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے“

ام یقران انقراہ، قل: ان افتـریقہ فعلی۔ اجرامی و انا بری مما تجرمون

کیا وہ کہتے ہیں کہ ”یہ بائیں بنا رکھی ہیں؟“ تم کہہ دو کہ میں نے اگر یہ باتیں بڈائی ہیں تو اس کا گناہ مجھے پر ہے، اور تم جو گناہ کرتے ہو میں اُس سے بری الذمہ ہوں“

و ارحی الی نوح انہ: لن یومن من قومک الا من قد امن فلابتئس بما کانوا یفعلون، و اصنع الفلک بعیننا و روحینا و لا تغاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرورون، بناؤ، اور ان ظالموں کے ضرور غرق ہونگے۔“

و یصنع الفلک، و کلما مر علیہ ملا من قومہ سخروا منہ، قال: ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون، فسوف تعلمون من یتاہ عذاب یغزیہ و یصل علیہ عذاب مقیم۔

بخش عذاب کس پر آتا ہے۔ اور دُعا کی نکلیم کس کی راہ میں حائل ہوتی ہے؟“

نوح کشتی بڈانے لگے، قوم کے رجبہ اور رودار لوگوں کا جب اُن پر گزر ہوتا تو وہ اُن سے تمسخر کرتے، نوح جواب دیتے کہ ”تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو مجھے آج تم ہم پر ہنس رہے ہو اسی طرح کل کو ہم بھی تم پر ہنسیں گے، عنقریب تم کو معلوم ہو جائیگا کہ رسوالی بخش عذاب کس پر آتا ہے۔ اور دُعا کی نکلیم کس کی راہ میں حائل ہوتی ہے؟“

یہ کیفیت اسی طرح رہی یہں تک کہ جب ہمارا حام آیا اور تنور نے جوش کھایا تو ہم نے نوح کو کہا کہ ”ان سب کو کشتی میں بٹھالو: ہر جوڑے کے دو رجعت کرو۔ اپنے گھر والوں کو۔ اُن کے علاوہ جن کی نسبت پہلے قول ہو چکا ہے۔ اور اُن کو جو ایمان لائے ہیں“ اور اُن کے ساتھ تہوڑے ہی لوگ ایمان لائے تھے۔

وقال: اربکبرا فیہا، بسم اللہ مجربہا، و مرساہا، ان ربی لغفور رحیم، رہی تجربی بہم فی موج کالجبال، و نادى نوح ابلیہ و کان فی معزل: یا بنی اربکب معنا لا تکن مع الکافرین، قال: ساری الی جبل یصحنی من الماء، قال: لاعاصم الیوم من امر اللہ

نوح نے ان سب سے کہا ”اُو کشتی میں بیٹھ جاؤ، بسم اللہ مجربہا، و مرساہا، حقیقت میں میرا پروردگار غفور رحیم ہے“ کشتی ان سب کو پہاڑ جیسی موجوں میں لیے چلی جا رہی تھی، اس حالت میں نوح نے اپنے بیٹے کو۔ جو الگ تھا۔ پکارا کہ ”بیٹا! اُو ہمارے ساتھ۔ راز ہو جاؤ، کافروں کے ساتھ نہ رہو“ اُس نے کہا ”میں ابھی کسی پہاڑ کے سہارے جا لگتا ہوں“

یہ عومیت عقل کے بھی خلاف تھی، تاریخ بھی خاص اس واقعہ کی تعلیم میں اس امر کی مرید نہ تھی، علم الآثار بھی تکذیب کر رہا تھا، طبقات الارض کی شہادت بھی اس کے حق میں نہ تھی، اور یہ بات تو کسی طرح قیاس میں آسکتی ہی نہ تھی کہ صرف ایک گناہ کار قوم کو سزا دینے کے لیے خدا نے سارے جہان کو جس میں بہت سی بے گناہ جماعتیں بھی رہی ہونگی، بہت سے بے قصور اشخاص بھی ہونگے، بہت سی ناکردہ گناہ آبادیاں بھی ہونگی۔ غرق کر دالے، اور رے زمین پر کسی متنفس کو زندہ ہی نہ چھوڑے۔

یہ ایرادیں آج اس زمانے میں وارد کی جا رہی ہیں، لیکن قرآن کریم نے اس عہد میں جبکہ طوفان نوح کی عومیت سے کسی کو انکار نہ تھا صاف لفظوں میں اعلان کر دیا کہ الذین ظنوا انهم مغرقون (جن لوگوں نے ظلم کیا ہے وہی غرق کیے جائیں گے) قوم نوح اس ظلم و ستم کی خوگر تھی، وہی غرق ہوئی، انہیں بستیوں میں طوفان آیا، اور سیلاب فنا انہیں ظالموں کو بہا لے گیا۔ (۲) فرزند نوح کے تذکرے سے جو کافروں کا شریک حال تھا اور طوفان میں قرب کر مر گیا۔ تورات خاموش تھی، قرآن نے یہ فرود گذشت ظاہر کر دی، اور دکھا دیا کہ مولفین تورات کی جمع و تالیف کس پایہ کی ہے۔

(۳) واقعہ طوفان کے بعد حضرت نوح کی نوحہ کار و بار زراعت کی جانب مصروف ہوئی۔ انکو کا ایک باغ لٹایا، شراب نکالی، اور پی کر مست ہو گئے، گھر میں پہونچے تو نشے کا علم تھا، کپڑے اتار دیے اور سو رہے۔ حام نے ان کو برہنہ دیکھ کر اپنے بھائیوں کو خبر دی۔ سام ریافت گئے اور برہنگی چیدا دی۔ بیدار ہوئے پر جب حضرت نوح کو واقعہ معلوم ہوا تو کنعان کو بد دعا دی۔ تورات نے اس بد دعا کے الفاظ بھی نقل کر دیے ہیں کہ ”نعل ملعون ہو، وہ اپنے بھائیوں کے غلاموں کا غلام ہوگا، خداوند سام کا خدا مبارک، کنعان اس کا غلام ہوگا، خدا یافت کو پھینکے، وہ سام کے دیہوں میں رہے، اور کنعان اس کا غلام ہو“ (تکوین ۹: ۲۵-۲۷) حام حضرت نوح کا بیٹا تھا (تکوین ۶: ۱۰ اور ۱۸: ۱-۱۰) اور کنعان حام کا لڑکا تھا (تکوین ۱۰: ۶ اور ۲۱: ۱-۲) گستاخی کنعان سے نہیں بلکہ اس کے باپ حام سے سرور ہوئی تھی (تکوین ۹: ۲۳ اور ۲۵) لیکن تورات صاف یہ بھی ہے کہ حضرت نوح اس سے ذرا بھی نہ بولے، نہ ناراض ہوئے۔ اظہار جلال ہوا بھی تو کنعان پر جو بالکل بے قصور تھا، اور جسے اس واقعہ سے براہ راست کچھ بھی تعلق نہ تھا، قرآن نے اس کھائی کا تذکرہ تک نہ کیا، اور خاموشی کی زبان میں بتا دیا کہ سب سے یہ مذکور ہی غلط ہے، بل کذب و بھالہ یحیطوا بہ علما۔

قرآن مرعظہ و عبرت ہے، اخلاق و آداب ہے، بشری و انسانی تدریج ہے، لیکن تاریخ و تمثیل نہیں ہے، بالین ہمد جو غلط واقعہ مشہور ہو جاتے ہیں کبھی کبھی ان کی تصحیح کر دیا کرتا ہے۔ حضرت نوح کا واقعہ بیان کر کے وہ بڑی دعوے سے اعلان کر رہا ہے: تِلْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ یہ غیب کی چند خبریں ہیں، ہم نوحیہا الیک، ما کنت ان کو بد طریق رحی تم کو سناتے ہیں، تعلمہا انت ولا قومک اس سے پیشتر تم اور تمہاری قوم کسی من قبل ہذا، فاصبر، ان العاقبة للمتقين و ثبات کو شیوہ بناؤ۔ جو لوگ متقی ہیں انہیں کا انجام بخیر ہے۔ (۴۱: ۱۱)

الا من رحمہ و حال بینہما وہ مجھے پانی سے بچا لیا، نوح نے المروج فکان من کما ”آج کے دن خدا کے غضب سے المغرقتین۔ کرلی بچانے والا نہیں، بچے تو رہی بچے جس پر خدا رحم کرے“ اسی حالت میں باپ بیٹے کے مابین ایک مروج حائل ہو گئی، دربنے والوں کے ساتھ نوح کا بیٹا بھی دبر دیا گیا۔

وقیل: یا ارض ابلعی ماک، یا سماء اقلعی، و غیض الدار، و قضی الامر، و استتر علی الجودی، و قیل بعداً للقسوم الظالمین،

و نادی نوح ربہ فقال: رب ان ابنی من اہلی و ان وعدک الحق و انت احکم الحاکمین، قال: یا نوح انه لیس من اہلک، انه عمل غیر صالح، فلا تسألن ما لیس لک بہ علم، انی اعطک ان ترون من الجاہلین، قال رب انی اعدو بسک ان اسئلک ما لیس لی بہ علم، و الا تغفر لی و ترحمنی اکن من الخاسرین، قیل: یا نوح ابط بستم مذا و برکات عبدک و علی امم ممن معک، و امم سئمتہم ثم یمہم منا عذاب الیم (۱۱: ۱۹-۴۰)

کشتی پر سے نیچے اُتر۔ یہ برکتیں تمہارے اور ان اقوام کے شامل حال رہیں گی، جو تمہارے ساتھ ہیں۔ بعد کی قومیں بھی ہم سے نفع اٹھائیں گی، لیکن آخر کار ہماری جانب سے ان کو درد ناک عذاب پہونچے گا۔

یہ واقعات کسی قدر اضافہ و اختصار کے ساتھ تورات میں بھی مذکور ہیں، تورات نے ان میں کچھ باتیں بڑھادیں، کچھ حذف کر دیں، کچھ خط کر دالیں، مثلاً:

(۱) تورات کا بیان ہے کہ طوفان عام تھا، رے زمین کے جتنے براعظم اور جزیرے تھے سب غرق ہو گئے تھے، پانی زمین پر بے انتہا چڑھ گیا، تمام ارنچے پہاڑ جو آسمان کے نیچے ہیں سب چھپ گئے، سارے جاندار جو زمین پر چلتے تھے: پرند، چرند، جذامی جانور، اور کیڑے مکوڑے جو زمین پر رہتے تھے، اور جتنے انسان تھے، سب مر گئے۔ ہر ایک متنفس مخلوق جو خشکی پر تھی مر گئی۔ رے زمین کے تمام موجودات جن میں جان تھی سب کے سب مٹ گئے۔ انسان سے لے کر حیوان تک، کیڑے مکوڑے اور آسمانی پرندوں تک سب مٹ گئے۔ فقط نوح اور جو اس کے ساتھ کشتی کے اندر تھے بچ رہے (تکوین ۷: ۱۹-۲۳)

میں قوم نوح آباد تھی، اصل میں ”جودی“ ایک کانوں کا نام تھا (معجم البلدان - ج ۷ ص ۵۱) اور پہاڑی کا وہ سلسلہ جو اُس کانوں سے متصل تھا، کوہ جودی کے نام سے مشہور تھا۔ اسی نواح میں ”قردا“ و ”بازبدا“ کی مشہور آبادیاں بھی تھیں۔ وہاں یہ پہاڑی انہیں بستیوں کے نام سے موسوم تھی، ابرحنیفہ دینوری نے اسی مناسبت سے کشتی نوح کا مستقر جبل قردا و بازبدا کر ٹھہرایا ہے (اخبار الطوال ص ۳۰) اور ابن قتیبہ نے بھی یہی روایت نقل کی ہے (معارف - ص ۸) مشہور مسیحی مورخ گریگوری ابو الفرج ملطی نے ان سب کی تطبیق کر دی ہے کہ جبل قردا اور کوہ جودی دونوں ایک ہی ہیں (مختصر الدول - ص ۲۱) کوہ اراط کا وسیع سلسلہ جابجا مختلف ناموں سے مشہور تھا، تورات کے موجودہ ترجمہ میں صرف پہاڑ کا اصلی نام بقا دینا کافی سمجھا گیا، لیکن قرآن نے اُس پہاڑی چوٹی کی جگہ بھی بتادی جہاں کشتی ٹھہری تھی۔

واقعہ نوح کی ذیل میں تعلیم الہی کے خاص خاص پہلو یہ ہیں :

(۱) مادہ کی گونا گوں صورتگرمی جب کسی قوم کو خدا سے بالکل ہی غافل بنا دے، قانون الہی کے حدود توڑنے لگیں، طغیان و سرکشی علم ہو جائے، علم کی فراوانی حجاب اکبر کا کام دینے لگے، تمدن ضلالت کی جانب رہ نمائی کرتا ہو، خدائے واحد کی پرستش سے اتنا بھی سرور نہ کہ اُس کی پرستش کا ادب کیا جائے، تو ان حالتوں میں دعوت الی الحق فرض ہے۔ اس فرض کے ادا کرے میں خوار کیسی ہی بندشیں عائد ہوں، زبان تقریر کر رکھنے کے لیے مجرمانہ سازشوں کے نام سے قانون بنائے جالیں، لسان تحریر کو بند رکھنے کی غرض سے تعزیری ایکٹ پاس ہو، با ایں ہمہ ان بندشوں سے جو نتائج پیش آنے والے ہوں ان کے اظہار سے خاموش نہ رہنا چاہیے، اور علانیہ کہہ دینا چاہیے کہ اس گمراہی کا کیا حشر ہونے والا ہے۔

(۲) دعوت الی الحق کے لیے جو لوگ کمر بستہ ہونگے انہیں اس فرض ادا کرنے میں اپنی شاندار امتیازی حیثیت قائم کرنے کی فکر نہ رہنی چاہیے کہ ارباب اقتدار کی نظروں میں درخور حاصل کر کے اپنے اپنی ممتاز پوزیشن قائم کر لیں پھر کلم شروع کریں۔ یہ بے راہ رومی کا طریقہ ہے، اور ایسی خصرومیت کی تمنا خام خیالی ہے۔ داعی الی الحق کو بظاہر اُس کی کمزور پوزیشن پر طعن دے جائینگے، تعریض ہوگی، بے وقعتی کی جالینگے، اُن کو جھوٹا کہا جائیگا، ہنسی آڑائی جالینگے، وہ ان سب کو انگیز کر لینگے، اور اپنے فرض کو پورا کر کے رہینگے۔

(۳) داعی الی الحق کی جماعت کچھ ایسی وسیع نہ رہے، معمولی افراد اُس کے شریک عمل ہونگے، جو علم نظروں میں ذلیل و ذلیل دکھائی دینگے۔ اُن میں یہ بھی خصرومیت نہ رہے کہ جن مقتدر جباروں کی دعوت کرنی ہو اُن پر کچھ احسان کیے ہوں یا انہیں مذمت پذیر بنانے کے لیے چندے دیے ہوں، رزولوشن پاس کرائے ہوں، وہ اس طلسم فریب سے اپنے کلم کو تقویت نہ دینگے، بلکہ نہایت صفائی اور سادگی کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہونگے، اور جو کرنا ہوگا کر گزریں گے۔

(۴) دعوت الی الحق کے لیے صاف بیانی، تلخ گرائی، اور درشت گفتاری، ناگزیر ہے، البتہ صداقت کو تسلیم کرانے میں کسی کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

طوفان کیونکر آیا؟ مفسرین کی غالب اور عام رائے یہ ہے کہ کھانا پکانے کا ایک فنور تھا، اُسی سے طوفان کا چشمہ پھوٹا، لیکن اس خیال میں کوئی انداز معیار یا دمخبر مضمحل ہے جو نہیں سمجھی گئی۔

تورات کا بیان ہے کہ ”جب نوح کی عمر چھ سو برس کی ہوئی، دوسرے مہینے کی سترھویں تاریخ کو اُسی روز بحر محیط کے تمام سرے پھوٹ نکلے، آسمان کی کھڑکیاں کھل گئیں، اور چالیس شبانہ روز تک زمین پر مینہ کی جھری لگی رہی“ (تکوین ۱۱:۷) قرآن کریم نے بھی اسی حقیقت کی تائید کی ہے، سورہ قمر میں ہے :

ففتحن السحاب السماء ہم نے موسلا دھار مینہ سے آسمان بماء منہم۔ رنجنا کے دروازے کھل دیے، زمین کے الارض غدراً فالتقی سرے جاری کر دیے، آخر جو اندازہ الماء علی امر قد قدر مقرر ہوا تھا اُسی کے مطابق آسمان زمین کے پانی مل گئے۔ (۱۲: ۱۱)

بے شبہ فار التذور (تذور جوش میں آیا) کے الفاظ بھی قرآن کریم میں موجود ہیں، لیکن واقعہ یہ ہے کہ قدیم معارف عرب میں ”تذور“ ”رے زمین“ کو کہتے تھے، حدیث میں ہے : عن ابن عباس انہ قال ”تذور نے جوش کہا“ کی تفسیر فی قولہ ”رفار التذور“ میں عبد اللہ بن عباس سے روایت قال التذور رجہ الارض ہے کہ ”تذور کے معنے رے زمین کے ہیں، یعنی حضرت نوح کو حکم ہوا کہ جب دیکھو کہ رے زمین پر پانی چڑھ گیا تو اپنے ساتھیوں کو لے کر کشتی میں سوار ہو جاؤ، اہل عرب نے ”رے زمین“ کا نام ”تذور زمین“ تذور الارض (۱) و زمین رکھ چھڑا ہے (۱)

تورات کے موجودہ تراجم نے کشتی نوح کا مستقر کوہ اراط کو قرار دیا ہے (تکوین ۸: ۴) لیکن علاء یاقوت حموری نے اصل زبان سے توراۃ کا جو لفظی ترجمہ پیش کیا ہے اُس میں بجائے اراط ”جودی“ مذکور ہے (معجم البلدان طبع مصر - ج ۳ ص ۱۶۳) یہ پہاڑی (جودی) موصل کے علاقہ میں دریائے دجلہ کے مشرقی جانب واقع ہے، اور یہی وہ علاقہ ہے جس کے مضافات

(۱) رواہ ابو جعفر قال حدثنی یعقوب بن ابراہیم قال حدثنا هشیم قال اخبرنا العوام بن حوشب عن الضحاک عن ابن عباس انہ قال الخ و بطریق آخر عن المثنی قال لنا عمرو بن عرف قال اخبرنا هشیم عن العوام عن الضحاک بنحوہ - و بروایۃ اخری عن ابی کریب رابی السائب قال ثنا ابن ادیس قال اخبرنا الشیبانی عن عکرمۃ فی قولہ رفار التذور قال رجہ الارض و بروایۃ اخری قال حدثنا زکریا بن یحییٰ بن ابی زائدۃ و سفیان بن رکیع قال ثنا ابن ادیس عن الشیبانی عن عکرمۃ رفار التذور قال رجہ الارض۔

(۲) سریانی و کلدانی زبان میں توراۃ کے جو نسخ ہیں اُن میں بھی سفینہ نوح کا مستقر کوہ جودی مذکور ہے۔ دائرۃ المعارف العربیہ کے مسیحی مؤلفین لکھتے ہیں کہ روایات اب تک اسی قول کی تائید میں ہیں کہ اس حادثہ کا مرکز یہی پہاڑی (جودی) تھی، ہررسس جو اسکندر اعظم کا معاصر تھا، اُس کی بھی یہی رائے ہے۔ کوہ جودی کی چوٹی پر کشتی کے آثار بھی اُس نو ملے تھے (دائرۃ المعارف حرف جیم)

جہاں باہر قدم نکالے کہ تباہی آئی، ایسے لوگ رہی ہیں جو عمل صالح اور حقیقی کیرکٹر سے بیگانہ ہوتے ہیں۔ کفار کی طرح ان کو بھی باللیکات کر دینا چاہیے۔ ان پر رحم کرنا یا ان کے حق میں سفارش کرنی جرم ہے، اور سخت جرم ہے۔ اس سے توبہ کرنی چاہیے۔

(۱۵) ظالموں اور جباروں کو ہدایت نہیں ہوا کرتی۔ ذرہم فی طفیلا نم یعمہون، ان کی سرکشانہ ضلالت کچھ زمانے تک قائم رہیگی۔ کچھ مدت تک بندوں پر خدائی کرتے رہینگے، آخر خدا کی جھٹ پوری ہوگی، اپنی روش تبدیل کرنے کے لیے انہیں متعدد مرقعے دیے جائیں گے، مگر ان کے استبداد میں کیوں فرق آنے لگا، انجام کار سب کے سب نیست و نابود ہو جائیں گے۔ حکومت جانی رہیگی، سطرت و عزت فنا ہو جائیگی، نام و نشان تک مٹ جائیگا، دنیا میں خدا کی پادشاہی قائم ہوگی، اور پھر انہیں مظلوموں کو برکات الہی نصیب ہونگے جن کی آزار رسانی میں ایک دنیا کو مزہ آ رہا ہے۔

(۱۶) فناء استبداد کے بعد مسلمان کامیاب ہونگے، ان پر خدا کی رحمت نازل ہوگی، زمانے بھر کی نعمتوں سے مستفید ہونگے، لیکن بعد کی نسلیں جب خدا کو بھول جائیں گی، جب اضطہاد و استعباد رنگ لائیں گے، جب پھر عزم و ثبات و استقلال میں ضعف آنے لگیگا تو ان پر بھی تباہی آئیگی، کامیابی کے لیے صبر و ثبات و تقویٰ ایک لازمی چیز ہے، جو قوم اس کی خوگر نہ ہوگی، جس نے قدرت کو اپنے استقلال و اتقا (اعلیٰ کیرکٹر) کا ثبوت نہ دیا ہوگا اُسے کامیابی کی توقع ہی نہ رکھنی چاہیے۔

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة و اما یعلم میں داخل ہواؤ گے حال اُن کہ ابھی لا الذین تک اللہ نے نہ تو ان لوگوں کو جانچا جہاد منکم جو تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں و یعلم الصابریں؟ اور نہ اُن کا امتحان کیا جو ثابت قدم رہتے ہیں؟ (۱۴-ع-۳)

یہ واقعات پیش آنے والے ہیں اور ضرور پیش آنے والے ہیں، فارقتب حتی یأتی اللہ بامرہ۔

اس میں کامیابی مطلوب ہو تو سلسلہ عمل کی توسیع، صبر و ثبات کا اعتصام، اور تقویٰ و طہارت نفس کا تعود پیدا کرنا: لا تخافکم فی الارض کما استخلف الذین من قبلکم و لیبدلکم من بعد خوفکم امنا۔

الحال

(۱) ٹالپ کی ڈبل کراؤں سالز، پین کی مشین، جو بہترین اور قدیمی کارخانہ ہے۔ اس مشین پر صرف دو ڈھائی سال تک معمولی کام ہوا ہے۔ اس کے تمام کیل پڑے درست اور بہتر سے بہتر کام لیلیے مستعد ہیں۔

ابتدا سے الہلال اسی مشین پر چھپتا ہے۔ در ہارس پارر کے موٹر میں سولہ سو فی گھنٹہ کے حساب سے چھاپ سکتی ہے۔ چونکہ ہم اس کی جگہ بڑے سالز کی مشینیں لے چکے ہیں۔ اس لیے الگ کر دینا چاہتے ہیں۔

(۲) ٹیڈل مشین، جو پاؤں سے بھی چلائی جاسکتی ہے ڈیمالی فولیو سالز کی۔ اس پر ہاف ٹون تصاویر کے علاوہ ہر کام جلد اور بہتر ہو سکتا ہے۔

(۵) دعوت الی الحق حصول جاہ و کسب مفاسد کا ذریعہ نہیں ہے کہ اُس کے نام سے اچھے اچھے عہدے حاصل کیے جائیں، پبلک سروس میں نمایاں جگہیں ملیں، مال و دولت بڑے، اس مقدس فرض کا معارفہ دینے والا صرف خدا ہے، اجر یا اجرت جو پیش نظر ہو اُسی سے طلب کرنی چاہیے۔

(۶) جو لوگ داعی الی الحق کے شریک عمل ہوں ان سے بے تعلقی و علحدگی کے لیے خواہ کیسا ہی دباؤ ڈالا جائے مگر سخطی سے انکار کر دینا چاہیے۔

(۷) داعی الی الحق کے پاس نہ خدائی کے خزانے ہونگے، نہ اُس میں فرشتوں کی صفت ہوگی، نہ غیب داں ہوگا، انسان کی معمولی حیثیت رکھتا ہوگا، اور اسی حالت میں بڑے بڑے جباروں کی حیثیت بگاڑ دینے کا التیمیٹم دیگا۔

(۸) دعوت الی الحق کے لیے مرقع و محل کی تلاش بے سود ہے کہ مستبدین کی طبیعت جب حاضر دیکھ لیں اُس وقت تبلیغ کا کام شروع کریں، یہ مرقع شناسی ضروری نہیں۔ ہر حالت میں کام کرتے رہنا چاہیے، اور اس شدت سے کرنا چاہیے کہ دیکھنے والے گھبرا اُٹھیں، سننے والے تنگ آجائیں، اور برملا کہنے لگیں کہ مقابلے کے لیے ہم طیار ہیں، جو کچھ کرنا ہو تم بھی کر دیکھو۔

(۹) نتیجہ ناکامیاب ہی کیوں نہ رہے، استبداد میں خواہ کچھ بھی فرق نہ آئے، مگر دعوت الی الحق کی سرگرمی میں فرق نہ آنا چاہیے، جو لوگ دھمکی دے رہے ہوں کہ ہم نے تلوار سے فتوحات حاصل کیے ہیں، تلوار ہی کے زور سے اس کو قائم بھی رکھیں گے، اُن کو جواب دے دینا چاہیے کہ خدا کو اختیار ہے، چاہے تم کو تباہ کر دالے یا زندہ رہنے دے، دعوت الی الحق کو ان امور سے تعلق نہیں ہے۔

(۱۰) دعوت الی الحق مشکوک و مشتبہ نظروں سے دیکھی جائیگی، اُس کے داعیوں کو سخن ساز و مفتری کہا جائیگا، لیکن سلسلہ سعی و تدبیر میں ان باتوں سے سستی نہ آئی چاہیے، البتہ اپنی پوزیشن کو واضح کر دینا چاہیے۔

(۱۱) طغیان و جبروت کا انہماک دلوں اور دماغوں میں قبول حق کی صلاحیت باقی ہی نہیں رہنے دیتا۔ ایسی طبیعتیں کبھی راہ راست پر نہیں آسکتیں، اُن سے کفارہ کش ہو جانا چاہیے، قطع نظر کر لینی چاہیے، اور انہیں بالکل ہی باللیکات کر دینا چاہیے۔ وہ ظالم ہیں، ستم پیشہ ہیں، سیلاب فنا میں غرق ہو جائیں گے، اُن کے متعلق کسی قسم کی گفت و گو نہ کرو، اپنے بچاؤ کی آپ تدبیر نکالو، طوفان حوادث سے محفوظ رہنے کے لیے سفینہ نجات بناؤ، اُس کے بنانے میں سرگرمی کے ساتھ لگے رہو، اور خدا نے جو تعلیم دی ہے اُسی کے مطابق کام کرو۔

(۱۲) اس کام میں انہماک و سرگرمی کو دیکھ کر لوگ حیرت و حیرت سے کام لیں گے، ہنسے دو، تمہیں اپنے کام سے کام ہے۔

(۱۳) حفاظت کا جو ذریعہ اختیار کیا جائے وہ صرف اپنے لیے منحصر نہ ہونا چاہیے، بقدر گنجائش۔ ارباب استبداد کے علاوہ جو عذاب الہی کے مستحق ہیں۔ ایک حد تک دوسرے بندگان خدا کے لیے بھی سامان حفاظت بہم پہنچانا چاہیے، مگر اس کی نوعیتیں مختلف نہ ہوں، اور جامعہ وحدت میں خلل نہ پڑے۔

(۱۴) جباروں سے بے تعلقی و باللیکات میں قربت و رشتہ داری کا پاس و لحاظ ممنوع ہے، کوئی خاص عزیز ہی کیوں نہ ہو، نہایت اہم خصوصیت کیوں نہ رکھتا ہو، مگر دائرہ حق و صدق سے

من - عَمَمِيَّة

موضوع علم الانسان

ایک فرد اور ایک جماعت کے خصائص نفسانیہ میں کس قدر شدید مماثلت ہے؟ ہر فرد انسانی فطرۃً اپنی ذات سے بے درسوں کی ذات کی طرف توجہ کرتا ہے، اور ان کے محاسن و معائب کی تنقید کرتا ہے، ان کے احوال شخصیت کا غور و فکر سے مطالعہ کرتا ہے، یہی حال مجموعۂ افراد اور جماعت انسانی کا ہے۔ تمام علوم کا موضوع کائنات اور اس کے خصائص و صفات کی واقفیت ہے۔ عہد تاریخ کی ابتدا سے ہم کو معلوم ہے کہ انسان ان علوم کی تحقیقات و اکتشافات میں مصروف ہے، لیکن خود انسان نے اپنی ذات کی طرف کب توجہ کی؟ علم الانسان جس کو انتہر اپولوجی کہتے ہیں، اور جسمیں انسان خود اپنی ذات کے خصائص و اوصاف سے بحث کرتا ہے، اٹھارہویں صدی کے حاصلات علمیہ میں سے ہے۔ فرانسیسی عالم بوفون متوفی سنہ ۱۷۸۸ ع اسکا مکتشف اول اور جرمن محقق پلوم بوش متوفی سنہ ۱۸۴۰ ع اسکا مدون اول ہے۔

علم انسان کا کیا موضوع ہے؟ اور اس کے مباحث کیا ہیں؟ جماعت و اقوام انسانی، کی ترتیب، اور ان کے اوصاف و خصائص متحدہ و متباینہ کی تشریح، باہمی علاقات نسبی و تعلقات نسبی کی تحقیق، عام تشریح، مشابہت ترکیب اعضاء جسمانی، اتحاد و مشارکت السنہ، اور مماثلت اخلاق و جذبات، کے رو سے ان کی نوعی و قومی تقسیم، نیز سلسلہ کائنات میں مرتبہ انسانی کی تعیین، قواعد و نوامیس طبیعت و فطرت سے اس کا تعلق، ان قواعد طبعی و نوامیس فطری کا انسان کے صفات، خصائص اخلاق اور جذبات کی زیادت و نقص، یا فنا و بقا پر اثر، موثرات و تغیرات خارجی، خصائص موروثی، تعلقات عصبی، اور تاثیرات اعتقادی سے اس کی اثر پذیری و تغیر و تائثر، زمانہ وجود نوع انسانی کی تحقیق، اس کے قدیم متروکات و آثار کی تفتیش، انسان قدیم کے کارنامہ ہائے عہد غیر تاریخی کی تلاش و جستجو، نوع انسانی کے درمیانی منازل ارتقاء جسمانی و عقلی، اس کے علل تکون و آفرینش اور اس کے استقلال (۱) تکون یا ارتقاء تکون کی، تحقیق و تفتیش۔

ان مباحث کی تحقیق کے بعد حسب ذیل سوالات کی تحلیل و تفصیل بھی ایک محقق فن انسانیات کا فرض ہے:

(۱) نوع انسانی کیا کسی ایک اصل واحد سے متفرع ہوئی ہے یا مختلف متعدد اصول سے؟

(۲) عالم انسانی کسی دو متعین ماں باپ سے پیدا ہوا ہے یا اس کی مختلف شاخیں متعدد آبا و اہمات سے مخلوق ہوئی ہیں؟

(۱) تکون نوع انسانی کے متعلق علماء علم الانسان کے دو گروہ ہیں، اول: انسان مستقل اور بلا ارتقاء ندر یجی موجودہ حالت پر موقوف ہوا، اسی کو ہم نے استقلال تکون کہا ہے، دوم: انسان موجودہ مرتبہ انسانیت تک بتدریج، جمادی، نباتی اور حیوانی ارتقاءات کے بعد پہنچا ہے، اس دوسری راے کو ہم ارتقاء تکون کہتے ہیں۔

(۳) از روے طبقات الارض نوع انسانی کی کیا عمر ہے؟
(۴) انسان و حیوان کے درمیان رسائط امتیاز و فصل بتدریج پیدا ہو گئے ہیں، یا بالطبع ہیں، اور انسان مستقل و براسہ اپنے اول یوم خلقت سے نوع کی حیثیت رکھتا ہے یا بتدریج و ارتقاء درجات رہ یہاں تک پہنچا ہے؟

(۵) انسان اور دوسرے حیوانات میں جو تشابہ جسمانی موجود ہے کیا اس سے باہمی تعلقات نسبی کا بھی اثبات ہوتا ہے؟

(۶) اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ اس تشابہ جسمانی سے تعلقات نوعی و نسبی کا اثبات ہوتا ہے تو انسان میں قوت نطق و فہم، مدارک اخلاق و نفس کیونکر پیدا ہو گئے؟

اس فہرست سوالات سے ظاہر ہوا کہ ان کی تحلیل و عقدہ کشائی کے لیے دوسرے متعدد علوم کی بھی احتیاج ہوگی، مثلاً: جغرافیہ: کہ انواع و جماعات انسانی کے مقامات سکونت اور خصائص اقطاع عالم معلوم ہوں۔

طبقات الارض: جس سے خصائص طبقات زمین اور اس کے مختلف طبقات کا زمانہ اور آثار انسانی کا ان میں رجوع ظاہر ہوتا ہے۔

عام الآثار: اس فن کے ذریعہ سے نوع انسانی کے حالات و آثار قدیمہ جو غیر تاریخی زمانہ کی یادگار ہیں، ان کی تحقیق ہوتی ہے۔
عام النبات و عام الحيوان: ان سے یہ معلوم ہوا کہ خصائص نباتات و حیوانات و انسان میں کیا تشابہ اور کیا تبدیلیاں ہیں اور ان سے کیا نتائج پیدا ہوتے ہیں؟

علم الحیة: نوع انسانی کی حیات، رجوع و علل حیات، خصائص حیات انسانی، اور امتیازات حیات سے موضوع علم الانسان کو شدید تعلق ہے۔

عام النفس: اس سے انواع و اجناس انسانی کے اخلاق و جذبات ہاہمی تشابہ و تبدیلیاں ظاہر ہوتا ہے۔

علم التشریح: اس فن کے ذریعہ سے مختلف انواع و اجناس حیوانی و انسانی میں تشابہ و تبدیلیاں جسمانی اور ان کے باہمی تعلقات ترقی و انحطاط اعضاء کا اظہار ہوتا ہے۔

علم اللغات: السنہ مختلفہ کے تشابہ و اتحاد و مشارکت اصول و الفاظ سے باہمی اجناس و اقوام انسانی کا اتحاد و اختلاف نسل ظاہر ہوتا ہے۔

یہ تمام علوم اپنے اندر نہایت دل آویز مباحث رکھتے ہیں، جن پر کسی دوسری فرصت میں نقد و نظر کی جائیگی۔



مقالہ

وَدِّيقٌ وَجَعَلُوا

ایوان شینوسو

کا ایک وسیع حصہ دریا میں ستونوں پر بٹایا گیا ہے جو منظر
موقع ہر حیثیت سے بدیع المثال ہے۔ ہر ایک دل و دماغ میں
تفرج کے رلوئے پیدا کرتے ہیں، لیکن جب آرزو برآتی ہے تو
قدرت یہ پیغام سناتی ہے کہ :

در بزم عیش یک در قدح در کش و برد

یعنی طمع مدار وصال درام را

تعمیر کے بے شمار مصارف نے طامس برہر کو نہایت مقروض
کر دیا تھا، اُس کے بیٹے نے اداے قرض کے لیے بادشاہ کو یہ محل
دے دیا، اور خود اُس میں ایک دن بھی نہ رہنے پایا۔ بادشاہ
فرانسس اول (Francis I) اس کو شکار گاہ کے طور پر استعمال کرتا
تھا، مگر تھوڑے ہی زمانے میں دست قضا نے اُس سے بھی یہ
عمارت چھین لی۔ اُس کے بعد یہ محل بہت سے مشاہیر کے پاس
رہا۔ بڑے بڑے دولتمندوں نے اس کو خریدنا اور بیچنا بہت سے
عصمت پسند ہات اس

پر قبض ہوئے، اور پھر

دست بردار ہو گئے۔

چار سو ۹۷ برس

ہرچلے ہیں، لیکن

اس طویل مدت میں

کسی ایک شخص

کو بھی کامیاب زندگی

کا لطف یہاں حاصل

نہیں سکا۔ حال میں چار

لیٹ کے ایک سروراکر

منیری (Henri

Menier) نے ۷۰ ہزار

۸۰۰ پونڈ (۱۰ لاکھ

۹۲ - ہزار روپیہ) میں

اس کو خریدا ہے، دیکھتے ہیں اُس کے پاس کب تک رہتا ہے؟ پیغام
آسمانی کے بہت سے حصے تو پورے ہو چکے ہیں، دیکھتا ہے کہ اب
آخری حصہ کس شل میں پورا ہوتا ہے؟ صدیوں سے اس پیغام
عبثت کو ہم سننے آئے ہیں، مگر ایوان شینوسو کے حالات پڑھنے کے
بعد بھی ایک لحظے کے لیے اس پر غور نہیں کرتے کہ :

کیا ہم نے اُن کو حرم سراے امن میں

جگہ نہیں دی جہاں ہر چیز کا ثمرہ

کھنچا چلا آتا ہے؟ ہمارے ہاں سے انکو

رزق پہنچتا ہے؟ لیکن انکوں کو یہ

بھی علم نہیں، ہم نے کتنی آبادیاں

نہا کر قالین جو رسائل عیش کے افراط

سے رافقہ ہو گئی تھیں، یہ اُن کے

مکانات ہیں جو اُن کے بعد شان و نادر

موقعوں کے سرا آباد ہی نہیں ہوئے

آخر ہم ہی وارث ٹھہرے۔

اولم نمکن لهم حرمًا

امنا یجی الیہ ثمرات

کل شی رزقاً من لدنا؟

ولکن اکثرهم لا یعلمون

و کم امانکنا من قریة

بطرت معیشتها، فقللت

مساکنهم، ثم تسکن من

بعد هم الا قلیلا، وکنا

نحن الوارثین (۲۸ :

۵۱ و ۵۰)

انسان نے اپنی راحت کے لیے کہا کیا سامان کیے، دشت
سناہر میں ایک برج کی تعمیر شروع کی جس کا منارہ آسمان
سے بانیں کر رہا تھا۔ صحراے سعید میں ایک سربہ فلک ایوان
کی بنیاد ڈالی جس کی رفعت ربلندی کے ذریعہ سے
نعلی ابلاغ اسباب، اسباب السموات کی تحقیق کا حوصلہ پیدا ہوا
تھا، لیکن قدرت کے زبردست ہات کی ایک معمولی جنبش نے
یہ سارے حوصلے خاک میں ملا دیے۔ ساری عمارتیں نقش بر آب

کر دیں، اور ایسا نام

و نشان مٹایا کہ اس

آرزو کے لیے بھی

کولی سبیل نہیں

ہو گئی کہ :

تحت بالہمار وجہی اربا درسا

و نادھا نساھا و تعجب عسی

(عمارتوں کے سامنے

کہتے ہو، ڈھلے ہوئے

کہ غمروں کو سٹام کرر

اور انہیں پکارر، شاید وہ

جواب دیں)

”الزہراء“ کیا ہوا؟

”الخلد“ کہاں گیا؟

”الصمر“ کس کے

ماتم میں سو گوار ہے؟ ”قطب مینار“ کن کا مریہ پڑ رہا ہے؟
”قلعہ معلی“ اور ”تاج محل“ کس مٹی ہوئی عظمت کو روزے
ہیں؟ ایسے ایسے ہولناک زہدیب انقلاب کے بعد کس کو وثوق ہے
کہ موجودہ دنیا کی سب سے بڑی عمارت اور سب سے اچھی نرہمت
گاہ (ایوان شینوسو Chenouceux) کب تک قائم رہیگی، اور
زمانے کے ہاتھوں اس کا کیا حشر ہوگا؟

سنہ ۱۵۱۵ء میں طامس برہر (Thomas Boher) نے اس
محل کی تعمیر شروع کی تھی، عمارت ہنوز پوری بھی نہ
ہوئی تھی کہ زندگی کے دن پورے ہو گئے، ارمان نکلنے بھی نہ پائے
تھے کہ نومبر سنہ ۱۵۲۳ء میں جان نکل گئی۔ مرنے سے قبل
محل کے ایک منارے پر اس نے یہ کتاب لکھ دیا کہ ”یہ عمارت اگر
بن گئی تو میری یادگار ہوگی“ انسان کی آرزوئیں بھی کیسی
غراہت آمیز ہیں؟ عمارت بن بھی گئی، یادگار قائم بھی ہو گئی،
مگر جسکی یادگار تھی آج اسکا کوئی نام بھی نہیں لیتا۔ محل

لا تلقوا بايديكم ائى التهلكة

غلطیہائے مضامین مت پوچھتے کہتے ہیں: انسان کو اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا منع ہے، اصول کی صحت میں کلام نہیں، لیکن جو فرورج نکالے جاتے ہیں خود ان کی تفریع ہلاکت آفریں ہے۔ طبیعت میں استقلال ہے تو ہوا کرے، عزم و ثبات پر تيقن ہے تو ہرنے دو، تم کوئی بڑا کام نہ کرو، مہمات امور میں کبھی اقدام نہ کرو۔ ہندوستان پر حکومت کرنے کے لیے اگر انگلستان میں انگریزوں کو سول سروس کی تعلیم دلانے کی غرض سے ہر سال کچھ کم ۱۶- ہزار پونڈ (دہلاکھ چالیس ہزار روپے) خرچہ کر ادا کرنے پڑتے ہیں، اور پھر ان سربلینوں سے ہندوستانیوں کی قسمت وابستہ ہوتی ہے، تو ان کو رعایا کی عبادت گاہیں دہلنے، خانقاہیں گرانے کے احکام نافذ کرانے میں بھی باک نہیں ہوتا، جب بھی کچھ نہ کہو۔

اگر پنجاب کی نہری آبادیوں میں رعایا کی ضروریات زندگی میں گورنمنٹ کی جانب سے کوئی مدد نہیں ملتی، اور سزارین سے نہایت گراں شرح پر مال گذاری وصول کی جاتی ہے، تو اس شکایت کی تلافی کے لیے دیوان علم (ہاؤس آف کامنس) میں نائیب وزیر ہند (مسٹر مانتیگر) کا صرف یہ جواب کافی سمجھ لینا چاہیے کہ ”ایک سیاح نے ایک ہفتہ وار رسالے میں یہ واقعات شائع کیے ہیں، مگر دوسرے اشخاص نے جو حالات لکھے ہیں ان سے یہ بیانات مشابہہ ہیں۔ اس لیے قابل تيقن نہیں کہے جاسکتے۔“

اگر ایک انگریز (جیمس ہندرسن) وکٹوریا جیوٹ مل کے ایک ہندوستانی مزدور پر حملہ کرے اسے ضرب شدید پہنچاتا ہے، وہ اسی صدمہ سے بیس دن کے اندر مرجاتا ہے، مقدمہ دائر ہوتا ہے، عدالت اسے قصدي کر خطرناک قرار دیتی ہے، مگر معجزہ پر صرف ایک سو روپیہ جرمانہ کافی سمجھتی ہے۔ پارلیمنٹ میں سوال ہوتا ہے، ”مسٹر ارگریٹی سفارش کرتے ہیں کہ ”جیمس ہندرسن“ کو ہندوستان سے ملک بدر کر دینا چاہیے، اور عدالتوں کو تنبیہ کرنی چاہیے کہ اس قسم کے مقدمات میں ہندوستانیوں اور یورپیوں لوگوں کے مابین فرق نہ کیا کریں، تو گورنمنٹ کی اس تشریح پر قانع ہو جاؤ کہ ”ہندرسن نے قلی کو شراب کے نشے میں مارا تھا، اور وہ ہیضہ سے مرا تھا۔ وزیر ہند اس معاملہ میں کسی کارروائی کرنے پر آمادہ نہیں ہیں۔“

اگر جنوبی افریقہ کی پارلیمنٹ کے مظالم ہندوستانی مزدوروں پر بدستور قائم ہیں، اگر حکومت ہند کی یہ قرار داد بھی نافذ العمل نہر سکی کہ آئندہ سے جنوبی افریقہ کے لیے ہندوستان سے قلی نہ بھیجے جائیں، تو دیوان علم میں مسٹر ہارکورت نے اظہار تاسف سے اشک شری کر لو کہ گورنمنٹ کوئی چارہ کار نہیں نکالتی نہ سہی اس کو افسوس تو ہے۔

اگر مدراس رسدروں مرہٹہ ریلوے کے ورکشاپ مدراس میں ریلوے کے ایک انگریز اہلکار نے تین ہندوستانیوں کو اس ہفتہ میں محض اس لیے گولی مار دی کہ اس نے خیال میں ”رحمتی ہندوستانی“ اس کی مہذب میم کو گالیاں دے رہے تھے، تو اس حادثے کو ادبیات اردو کے اس شاعرانہ تخیل کا ذریعہ تکمیل سمجھو کہ:

کس نے یوں پیار کیا؟ کس نے وفا کی ایسی؟

کیوں کریں قتل کسی کو وہ ہمارے ہوتے؟

اس قسم کے غیر معمولی حوادث طغیان و استبداد کو معمولی تعامل سے انگیز کر لیا کر، ان پر آزرنگی بے جا رہے معل ہے۔
(لہا بقیۃ مالعۃ)

مدنی، فرنی، مانی

انسانوں کو نیل میں زندہ جلانا

پوتومبو (Putumayo) کی رپورٹ

(مقتبس از انگلشمن ۲۰ - جولائی - سنہ ۱۹۱۳ء)

مظالم پوتومبو کی تحقیق کے لیے جو کمیٹی مانی ہوئی تھی، امید کے مطابق اس کی رپورٹ بہت سخت الفاظ میں شائع ہوئی ہے۔

کمیٹی کو ڈاکٹروں کے خلاف گورکولی ایسی شہادت تو نہیں ملی جسمیں وہ علانیہ غلاموں کی تجارت کی ذیل میں خلاف قانون کام کرتے ہوئے معلوم ہوئے ہوں، تاہم ان پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے بے انتہا غفلت کی۔ ایک جگہ کمیٹی نے لکھا ہے کہ ”خواہ کتنا ہی ان رخصیانہ اور ظالمانہ کارروائیوں کے ہونے سے انکار کیا جائے مگر انڈینز (اصلی باشندگان جنوبی امریکہ) کو نیل میں جلانے کے واقعات کی کامل طور پر تصدیق ہو گئی ہے۔“

کمیٹی نے مسٹر - ہارڈنبرگ اور کپتان ریفس (Mr. Hardenberg) (Capt. Whiffen) کے الزامات کو تسلیم نہیں کیا۔ مورالز کرپر ڈاکٹروں نے یہ الزام لگایا تھا کہ آسنے دھمکی دے کر زبردستی روپیہ لیا ہے۔ کمیٹی نے لکھا ہے کہ ”ڈاکٹر بہت جلد ان باتوں کو قبول کر لیتے ہیں جو ان لوگوں کی شہادت کے خلاف ہوں۔ انہوں نے مسٹر ہارڈنبرگ اور کپتان ریفس کی برأت کے متعلق دریافت تک نہیں کیا“ کمیٹی نے مظالم کے وجود اور اس کے ثبوت کو قبول کرتے ہوئے ڈاکٹر پارڈز (Dr. Pardes) کے بیان کی جو پیررو کی گورنمنٹ کے کمشنر ہیں، تصدیق کی کہ بے شک انہوں نے بہت سے ایسے واقعات کو ظاہر کیا ہے، جو پہلے ظاہر نہیں ہوئے تھے۔

کمیٹی نے انگریزی ڈاکٹر کٹر سر راجر کی (Sir Rodger Casement) کے بیان سے جو اہم اکتشافات ظاہر ہوئے تھے ان پر کوئی سوال نہیں کیا سینر ارینا (Senor Arena) نے یہ مان لیا کہ مظالم کے واقعات ضرور صحیح ہیں اگرچہ کچھ اس میں مبالغہ کی آمیزش ہے۔ بعض جگہ ممبران کمیٹی نے ”عجیب و غریب قصہ“ ان روایات کا نام رکھا ہے۔

ایک کارٹون میں وہاں کی رعایا کے مصائب دکھائے گئے ہیں جسمیں ان کو بید لگائے جا رہے ہیں۔ جلایا جا رہا ہے اور انکو گولیاں ماری جاتی ہیں۔ مسٹر ریڈ (Mr. Read) اس واقعے کو ایک ڈاکٹر کی قابل نفرت رپورٹ کہتے ہیں، مگر کمیٹی نے اسے بھی صحیح تسلیم کر لیا ہے، اور لکھا ہے کہ ”جو بات کارٹون میں ظاہر کی گئی ہے اس سے کہیں زیادہ مظالم وہاں ہوتے ہیں۔“

اس رپورٹ میں یہ بھی شائع ہوا ہے کہ ”بارجود اس کے کہ وزارت خارجہ سے آنکی خبرگیری کی ہدایت ہو چکی تھی پھر بھی اسکا کچھ خیال نہیں کیا گیا، وہانکے کام پر ملازم رکھنے والے نہایت درجہ کے بد معاش ہیں، قاتلونکا ایک غول ہے جو اپنی تفریح ضبع کے واسطے وہانکے لوگوں کو گولیاں سے مارتا ہے، یا انکو زندہ جلا دیتا ہے۔“ مسٹر ریڈ نے بارجود کوشش اخفا کے یہ ظاہر کیا کہ ”لیما میں انہوں نے انڈینز کو گولی سے نشانہ بننے ہوئے خود دیکھا ہے“ کمیٹی نے اکثر الزامات ڈاکٹروں پر عائد کیے ہیں، اور اس بات کو وثوق کے ساتھ تسلیم کر لیا ہے کہ ”تمام گرم ممالک میں یہ لوگ غلاموں کی تجارت کرتے ہیں، قانون انسداد غلامی کو زیادہ سختی سے استعمال کرنا چاہیے اور اگر کوئی انگریز اس جرم کا مرتکب ہو تو اسکو انگریزی حکومت سے سزا ملنی چاہیے۔“

عالم اسلامی

الجزائر کے ایک مظلوم عرب کا خط

معمومیت کے نتائج

”یہاں کی حالت کیا پرچھتے ہو؟ یہاں رہنا انگاروں پر لوٹنا ہے۔ جب تک ہجرت کی اجازت نہی زندگی ہو بہر نہ تھی کہ اس عذاب سے نجات کی کچھ امید تو تھی، مگر جب سے یہ آخرین دروازہ نجات بھی بند ہو گیا ہے ہر مخلص جزائری زیست سے بیزار ہے۔ کاش موت جلد آتی!“

قوم پر تنگ گیری سخت سے سخت تر، شہروں کی حالت بد سے بد تر، کہاں سے الفاظ لارں کہ یہاں کی حالت تمہارے سامنے مائل و معصم ہر جائے۔

تم نے جس حالت میں دیکھا تھا اُس سے اب یہاں کی حالت بالکل متاثر ہے۔ اور کہیں نہ ہو؟ جب کہ درالب سیاست کی رفتار غیر معمولی ہو؟ موجودہ سیاست کا محور یہ ہے کہ ”جزائری یا فرانسیسی بن جائیں یا متاثریے جائیں“۔ فرانسیسی بنے تو نہ خیل، دخیل کی قدر معلوم، اسکے علاوہ پھر اسلام کہاں؟ اگر فرانسیسی نہ بنے تو زرد و کوب، قید و بند، تیغ و قنگ، ہار و رسن!

دو نرس صورتیں مہلک، ہر مخلص جزائری کا دل نگار، انہیں خورنبار، اور زبان موت کی خواستگار۔

شیاطین الانس یعنی فرانسیسی جاسوس ہبہا منثور کی طرح پھیلے ہوئے ہیں، اجتماع عام یا خاص، کسی کام کے لیے ہو یا صرف لطف صحبت کے لیے، رقت سرشام ہو یا اخر سحر، غرض صحبت کسی قسم کی ہو، کہیں ہو، کسی رقت ہو، وہ موجود، اور اب تو صحبت و اجتماع کی بھی ضرورت نہیں، خلوت میں بھی نازل!

حالت سخت ناگفتہ بہ، اعتماد مفقود، نہ بیٹے کو باپ پر بھروسہ نہ باپ کو بیٹے پر، بھائی بھائی کا تو کیا ذکر، بہترین افراد قوم کے پاس ان ضمیر فروشوں کی آمد و رفت بکثرت، اس آمد و رفت کا نتیجہ باغیانہ مساعی کی اطلاع سے لبریز رپورٹیں، اور یہ رپورٹیں کو بعض دفتر کذب و افتراء مگر فرانس کے لیے دھجی آسانی، رپورٹ کا اثر؟ احکام قید، اوامر جلاء وطن، سزائے موت، ممانعہ؟ نہیں، نظر ثانی؟ اگر ہو بھی تو فائدہ؟ قاضی (جج) تو فرانسیسی ہونگے۔

مغرب اقصیٰ پر فتن و حوادث کا ابر کثیف چھایا ہوا ہے، آگ اور خون کی بارش ہو رہی ہے، وطن و ملت کے پرستاران غیور سربکف آ رہے ہیں، وادیاں اور میدان آباد ہو رہے ہیں، گھر و دیوان گہرائے برباد، عالم اسلامی سننا ہوگا اور رونا ہوگا، مگر ہم بدبخت اہل جزائر پر توجہ بھلیاں کر رہی ہیں۔

یہ اس لیے نہیں کہ مغرب اقصیٰ میں اسلام کی زندہ یادگاریں مقاتل جا رہی ہیں، یہ مثلاً نہیں ہے بلکہ دوبارہ زندہ کرنا ہے، توب کی آگ اور تلوار کا پانی تورہ بخار پیدا کرتا ہے جس سے تاج و تخت بالختہ اقوام کی ہستی کی کل دوبارہ چلنے لگتی ہے۔ بلکہ اس لیے کہ فرانس یہ علم بردار مدنیت، یہ مطلع حریت، یہ مدعی قطع سلاسل استعباد و استبداد، سمجھتا ہے کہ ہم غلام

ہیں اور وہ ہمارا آقا، ہم مملوک ہیں اور وہ ہمارا مالک، ہمارے جسم و جان انکی قربانی کے لیے مغارق، اور ہمارا مال و دولت اسکے دست تصرف کے وقف!

یونان، اطالیا، مالطہ، وغیرہ کے دروازہ گر یہاں آتے ہیں فرانس کی جنسیت میں داخل ہوتے ہیں، ان پر الطاف و عنایات کی بارش ہوتی ہے، سیر حاصل زمین اور اعلیٰ مذاہب ان کو دیے جاتیں، تہدستی کے بعد درالتمدنی، بریا نشینی مذلت کے بعد کرسی نشینی عزت، غرور و نخوت لازمی، گویا افریقی فرعون! مسلمانوں کو زجر و توہین، گھر و دار، سرزنش و یاداش، قتل و سفک..... کیا کیا لکھوں، کیا بات اٹھ رہتی ہے؟

مغرب اور فرانس سے الدار البیضاء میں جنگ ہوئی، مغربہ ہمارے کون ہیں؟ ہمسایہ، ہم وطن، ہم مذہب، پھر ان تمام امور سے قطع نظر وطن پرستان غیور، علم برداران استقلال، سرفروشان راہ حریت، انکی خاک پا چشم انسانیت کے لیے کحل الجواہر، انکا ہر قطرہ خون لعل و گوہر سے زیادہ قیمتی، انکا رجود افریقہ کے لیے باعث شرف و افتخار۔

یہ پیکران شرف و انسانیت اور تیغ و توب کا نشانہ! وہ بھی مسلمان ہاتھوں سے!

فرانس نے حکم دیا کہ الجزائر کا ہر قبیلہ اپنے اپنے سپاہیوں کی مقررہ تعداد اپنے ہی قائد (سر لشکر) کے زیر کمان میدان جنگ بھیجے۔

آمدنی کے تمام سرچشموں پر اغیار کا قبضہ، گرانی شدید، اہل مالک تہدست، فاقہ عالمگیر، ہر جزائری ضعیف و نزار، ان سب پر فرانسیسی عمال اور فرانسیسی جنسیت اختیار کرنے والوں کی جباریاں اور قہاریاں مستزاد، مرگ زیست سے پسندیدہ تر، ان حالات میں میدان جنگ جانے کا حکم، امتثال حکم کے لیے تشریق و ترغیب، تہدید و ترہیب، اور بالآخر تکمیل و تعذیب، فرانسیسی احکام پر عمل کیوں نہوتا؟

ہر قبیلہ سے کئی جماعتیں کارزار کو گئیں۔ خود مرے، اپنے بہ نیروں کو مارا اور اسلام کو دنیا کے سامنے شرمسار کیا!

مغرب اقصیٰ میں وطن و حریت پرستی کی آگ پھر شعلے مار رہی ہے، فرانس کی حقیقت معلوم، یہ آگ اسکے دبائے دب چکی، یہی ہوگا کہ الدار البیضاء کے تجربے سے فائدہ اٹھایا جٹیکا۔ اہل الجزائر سے پھر کہا جائیگا کہ چلو اپنے بھائیوں کے سینوں پر گولیاں برسائو جو عشق وطن کے حریم اور دولت توحید کے گنجینے ہیں، چلو تاکہ فرانس تمہیں اپنے مصالح کی قربانگاہ پر چڑھائے اور اس جاں نثاری کے عوض میں اللہ، اسکے رسول، اسکے ملائکہ اور تمام عالم اسلامی کی لعنت دلوئے۔

یہ ہے جسکی وجہ سے ہر عاقبت اندیش جزائری پر بھلیاں گر رہی ہیں۔

خط طویل ہو گیا اس لیے ختم کرتا ہوں۔ مزید حالات سے پھر اطلاع دینگا۔

میں معمولاً ہر نماز کے بعد دعا کرتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ تمام عالم اسلامی کو مقہوریت کے علاوہ دنیا کی ہر قسم کی غلامیوں سے آزاد کرے۔ اور انکو آزاد مستقل اور خود مختار قوم بنادے۔ کاش تم بھی اور نہ صرف تم بلکہ تمام مسلمان میری طرح دعا کرتے ہوں۔



اسلام

فتح شام کے بعد ایک مجلس شوریٰ میں ایک مسئلہ کی نسبت جب اختلاف آرا ہوا، تو حضرت عمر فاروق نے ایک طویل خطبہ دیا۔ اس کے چند الفاظ یہ ہیں:

فانی راجد... کا حکم رست کیونکہ میں بھی تم میں سے
ارید ان تتبعوا هذا الذی ایک کے برابر ہوں میرا منشا
اھری - (کتاب الخراج قاضی یہ نہیں کہ میں جو چاہتا ہوں
لایوسف ص ۱۵) اوسکو تم بھی مان لو

”کا حکم“ کے لفظ پر غور کرو! آجکل اکثر موقعوں پر پریسیڈنٹ کی رائے دور و تیر کے برابر ہوتی ہے، یا اسکو حق و بیکر حاصل ہوتا ہے، لیکن حضرت فاروق نے صاف کہہ دیا کہ گومیں خلیفہ وقت ہوں، تاہم میری رائے تمام اعضاء شوریٰ کی طرح صرف ایک روٹ ہی کا حکم رکھتی ہے۔ اس سے زائد نہیں۔ اس سے پہلے حضرت ابوبکر نے فرمایا، کہ ”انا متبع را بدبتدع“ یعنی اسلامی فرمان روا اس سے زیادہ کوئی درجہ نہیں رکھتا کہ وہ احکام کذاب و سنت کو ظاہر کرے اور انکے عمل درآمد کیلئے بمنزلہ ایک محتسب کے ہر۔ خود امکو کوئی رائے دینے کا حق نہیں۔

کیا آج یورپ کی بہتر سے بہتر جمہوریت میں کوئی اسکی نظیر مل سکتی ہے؟ فتدبروا و تفکرو یا اربلی الاباب!

خلیفہ وقت کے مصارف

شخصی حکمرانی کا سب سے زیادہ ظالمانہ اور مکررہ منظر یہ ہے کہ قوم اور ملک کی دولت صرف ایک فرد واحد کے آرم و رعیش کا ذریعہ ہوتی ہے، اور جبکہ اللہ کے ہزاروں بندوں کو زندہ رہنے کیلئے بدتر سے بدتر غذا بھی میسر نہیں آتی، تو وہ سونے کے تخت پر لعل و جواہر کے دانوں سے کھیلتا ہے!

پس جمہوریہ صحیحہ کا ایک نہایت اہم رکن یہ ہونا چاہیے کہ حصول عزر جاہ اور خرچ مال و دولت کے لحاظ سے عام رعایا اور اور والی ملک کا درجہ ایک کر دیا جائے، اور کوئی ممتاز اور فرق العادۃ حق اُسے حصول مال و تسلط خزینہ کا نہ دیا جائے۔

اگر یہ سچ ہے تو دینا کو رونا چاہیے کہ اب تک اُسکی بدبختی ختم نہیں ہوئی۔ وہ حریت و مساوات کے نعرے جو نئے تمدن کی فضا کو ہمیشہ طوفانی رکھتے ہیں، انروس کہ ابھی اصلیت و حقیقت کے حصول کے محتاج ہیں۔ انسانی آزادی کا وہ فرشتہ جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ ”انقلاب فرانس“ کے پرروں سے زمین پر آئرا، گو بہت حسین ہے، مگر پورا کامیاب نہیں۔ آج بھی یورپ کو حریت کا سبق لینے کی ضرورت ہے۔ آج بھی وہ درس مساوات کا محتاج ہے۔ آج بھی اُسے مضطرب ہونا چاہیے، تاکہ نوع انسانی کے احترام کے معے کو حل کرے، اور خدا کے یکساں اور ہم درجہ بندوں کو تفریق و امتیاز دنیوی کی لعنت سے چھڑانے کی معرفت حاصل کرے۔

ایہ دیۃ فی الامام

امام کے وقت اور الامام

وامرہم شوریٰ بینہم (۴۲: ۳۶)

(۳)

دوسری بحث

مساوات حقوق و مال

یہاں تک اس بحث کا پہلا ٹکڑا تھا، اب ہم دوسرے ٹکڑے پر نظر ڈالتے ہیں۔

اسلام میں خلفا کو عزت و احترام دینی کے علاوہ حقوق انتظامی و مالی میں کوئی تفرق و ترجیح نہ تھی۔ تاریخ اسلام کا یہ ایک مشہور و مسلم واقعہ ہے، اور اس کے ثبوت کیلئے تواتر عمل کافی ہے۔ تاہم سلسلہ بیان کیلئے چند اشارات کیے جائیں گے۔

انک لعلی خلق عظیم!

گذشتہ صفحات میں ظاہر کیا جاچکا ہے کہ آپنحضرت صلعم کا عام مسلمانوں کے ساتھ طرز عمل کیسا تھا؟ اور کس مساویانہ حیثیت سے وہ تمام مسلمانوں سے ملتے تھے؟ سیرت نبوی کے بے شمار واقعات میں سے ایک واقعہ بھی ایسا نہیں، جو اس مساوات سے مستثنیٰ ہو۔ وہ ہمیشہ لوگوں میں استقدر مل جل کر بیٹھتے تھے جیسے اس مجلس کا ایک عام ممبر، اور ہمیشہ فرماتے: ”خدا یا میں غریب ہوں۔ مجھکو غریبوں میں زندہ رکھ، اور غریبوں ہی کے زمرہ میں آتا“ کہانیکے وقت آپ اسطرح بیٹھتے، جسطرح ایک معمولی غلام، اور پھر فرط انکسار سے فرماتے: ”میں خدا کا غلام ہوں۔ اسیطرح کھاتا ہوں جسطرح ایک غلام کھاتا ہے“

اللہ اکبر!

ادھر اللہ سے راصل، ادھر مخلوق میں شامل!

مقام اُس برزخ کبریٰ میں تھا حرف مشدد کا!

خلیفہ اسلام کے اختیارات

حضرت ابوبکر نے اول خلافت میں جو سب سے پہلی تقریر کی اوسکے بعض فقرے یہ ہیں:

ایہا الناس! قد رلیت امرکم رلست بخیرکم۔
ایہا الناس انا متبع رلست بدبتدع، فان احسنت فاعینونی، وان زغت فقومونی۔
(ابن سعد ج ۳ ص ۱۲۹)

لوگرو! میں تمہارا خلیفہ مقرر ہوا ہوں، مگر میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ لوگرو! میں پیروی کرنے والا ہوں، اگر میں نئی بات کرنے والا نہیں ہوں۔ اگر میں ٹھیک کام کروں تو مجھے مدد دو، اور اگر میں کچھ ہرجاؤں تو مجھے سیدھا کر دو!

آج یورپ کے پادشاہوں کی آن تذخروں پر نظر ڈالو جو ملک کا خزانہ بے دریغ اُن پر لٹا رہا ہے۔

شاہ انگلستان کی تذخروہ

جیب خرچ	۱۱۰۰۰۰	پارنڈ ماہوار
ملازموں کی تذخروہ	۱۲۵۸۰۰	" "
گھر کا خرچ	۱۹۳۰۰۰	" "
معاملات شاہی کی آرایش کیلیے	۲۰۰۰۰۰	" "
انعامات و خیرات کیلیے	۱۳۲۰۰۰	" "
متفرق اخراجات	۸۰۰	" "
میزان کل	۴۷۰۰۰۰	" "
بحساب روپیہ	۷۰۵۰۰۰۰	روپیہ

اسمیں شاہزادہ ریلز کے ۳۰ لاکھ اور دیگر شاہزادوں کی رقم

یہ سب کچھ اسے اسلام ہی سکھا سکتا ہے۔ وہ کل کی تاریکی کی طرح آج کی روشنی میں بھی اسکا محتاج ہے۔ کیونکہ "انسانی مسئلہ" کے حل کی روشنی صرف اُسی کے پاس ہے؟ یورپ کہتا ہے کہ مساوات اور حریت کا وہ معلم ہے۔ ہم اسکو سچ مان لیتے ہیں، لیکن پھر یہ کیا ہے، جو اب تک پادشاہوں کے سرور پر نظر آتا ہے؟ یہ کس کی دولت ہے، جو تاج شاہی کے ہیروں میں دفن کی جاتی ہے؟

وہ سربفلک عمارتیں، وہ عظیم الشان محل و ایوان، وہ انسانی ترقی کے بہتر سے بہتر وسائل تعیش، اور ذرائع آرام و راحت جو آج بھی اُسے پادشاہوں اور پریسیڈنٹوں کیلیے لازمی سمجھے جاتے ہیں، کہل سے آتے ہیں، اور کن کا خون ہے، جنکے قظروں سے عظمت و کبریائی کی یہ چادر رنگی جاتی ہے؟

ادبیات

اسلام کا نام و موت

- جب ولی عہد ہوا تخت حکومت کا (یزید) * عامل یثرب و بطحا کو یہ پہنچے احکام:
- "کہ ولی عہد کا بھی اب سے بڑے نام ضرور * خطبہ پڑھتا ہے حریم نبوی میں جو امام"
- * * *
- وقت آیا تو چڑھا پایہ ممبر پہ خلیفہ اب * اور کہا یہ کہ "یزید اب ہے" امیر الاسلام
- یہ نئی بات نہیں ہے، کہ ابوبکر و عمر * جانشین کر گئے، جب موت کا پہنچا پیغام
- * * *
- اتھم کے فرزند ابوبکر نے فوراً یہ کہا: * "سر بسر کذب ہے یہ، اے خلف نسل للام!"
- جوت ہے یہ، کہ ہے یہ سنت ابوبکر و عمر * ہاں مگر قیصر و کسریٰ کی ہے یہ سنت عام
- اچے بیٹے کو بنایا، تھا خلیفہ کس نے؟ * ایسی بدعت کا نہیں مذهب اسلام میں نام
- یہ طریقہ متواتر ہے تو کفار میں ہے * ورنہ اسلام ہے اک مجاہد شوریٰ کا نظام
- شع اسلام ہے شہادت ذاتی سے بعید * شرع میں سلطنت خاص ہے ممنوع و حرام
- اس سے بھی قطع نظر، نسل عرب ہیں ہم لوگ * وہ کوئی آور ہیں، ہوئے ہیں جو شاہوں کے غلام!!

(قبلی نعمانی)

شامل نہیں ہیں - ۷۰ - لاکھ - ۵۰ - ہزار روپیہ صرف پادشاہ کی ذات خاص کیلیے ہے !!

شہنشاہ جرمنی

مجموعی رقم ماہوار بحساب روپیہ ۹۰۰۰۰۰۰

بطور نمونے کے ہم نے درج پادشاہوں کی تذخروہیں درج کر دیں۔

اب ذرا دیکھو کہ اسلام نے مسلمانوں کے پادشاہ کیلیے کیا تذخروہ رکھی ہے؟ اور خرد انکا مطالبہ اپنی تذخروہ کی نسبت کیا تھا؟

خلیفہ اسلام کے مصارف

حضرت عمر نے ایک مرقع پر خرد ہی اپنے مصارف بتلا دیے:

آخبرکم بما يستعمل لی میں خرد بتاتا ہوں کہ بیت المال سے منہ حلقان: حلة معیہ کتنا لینا جائز ہے؟ درج جرز سے

اگر یورپ نے مساوات انسانی کا راز پا لیا ہے، تو پھر اب تک پادشاہ و رعیت کے حقوق و امتیازات میں یہ فرق کیوں ہے؟

یورپ کی مساوات یہ ہے کہ پادشاہ کے ہاتھ سے مطلق العذتی کی باگ چھین لے، مگر اسلام صرف اتنے ہی کر کافی نہیں سمجھتا۔ بلکہ وہ اُسکے سرور پر سے تلج، اور اُسکے نیچے سے تخت بھی کھینچ کر اولت دینا چاہتا ہے۔ کیونکہ وہ کسی انسان کو معض خلیفہ وقت ہونے کی بنا پر یہ حق دینا جائز نہیں رکھتا کہ لاکھوں انسانوں کے سر پر ٹریڈاں ہوں، مگر اس ایک کا سر ہیروں اور مرتدوں سے لپکا جائے!

مدینے کا وہ قدوس پادشاہ چٹائی پر سوتا تھا، اور اُسکے جسم مبارک پر داغ پڑ جاتے تھے۔ اُسکے جانشین عین اُس وقت، جبکہ درم و عجم کے تخت لڑنے کیلیے حکم دینے والے تھے، پٹے کلموں کو جسم پر رکھتے تھے، اور پتوں کی جھونپڑی کے نیچے سوتے تھے!!

شُرک فی الصفات

کلمات تعظیم و تبجیل کے عجیب و غریب القاب ہیں جو ملوک و سلاطین عالم کے ناموں کے پیچھے نظر آتے ہیں اور جنکے بغیر ذات شاہانہ کی طرف اشارہ کرنا بھی سرِ ادب کی اخیر حد ہے مگر موقع خلافت اسلام میں انکی مثال دھونڈھنا بیکار ہو گا۔ ایک ادنیٰ مسلمان آتا ہے اور یا ”ابا بکر“ اور یا ”عمر“ کہہ کر پکارتا ہے اور وہ خوشی سے جواب دیتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ جو الفاظ تعظیمی استعمال ہو سکتے ہیں وہ ”خلیفہ رسول اللہ“ اور ”امیر المومنین“ ہیں اور جو مدح نہیں بلکہ راتعہ ہے۔ امرا و حکام ملک بھی انہیں الفاظ سے خلفا کو خطاب کرتے تھے۔

خود آنحضرت (صلعم) کی بھی یہی حالت تھی۔ آپ اپنی نسبت لفظ آقا (سید) تک سنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ ایک معمولی بددی آتا تھا اور ”یا محمد“ کہہ کر خطاب کرتا تھا۔ ایک بار ایک بددی حاضر ہوا اور داتا ہوا خدمت نبوی میں آئے بڑھا۔ آپ نے فرمایا:

”تم مجھ سے داتے ہو؟ میں اس ماں کا بیٹا ہوں جو قدیدہ (ایک معمولی عربی کھانا) کھاتی تھی (یعنی ایک معمولی عورت کا بیٹا ہوں)۔“

سبحان اللہ!

چہ عظمت داد! یا رب بخلق آن عظیم الشان

کہ ”انی عبدہ“ گریہ بجائے قول ”سبحانی“

ایک صحابی نے اپنے بیٹے کو خدمت نبوی میں بھیجنا چاہا۔ اوسنے باپ سے پوچھا کہ اگر حضور اندر تشریف فرما ہوں تو میں کیونکر آواز درنگا؟ باپ نے کہا:

”جان پدرا کا شانہ نبوت دربار قیصر و کسری نہیں ہے۔ حضور کی ذات قجبر و تکبر سے بلند ہے آپ اپنے جاں نثاروں سے ترفع نہیں کرتے۔“

اللہم صل علی افضل الرسل و اکملہم محمد، و علی افضل المسلمین، و اکملہم آلہ الابراہ، و اصحابہ الاخیار۔

ماضی و حال

یہ حالت تو تاریخ اسلام کی افضل ترین ہستی سے لیکر اسکے خلفاء و جانشین تک کی تھی لیکن اسکے مقابلے میں آج پادشاہتوں اور ریاستوں کو چھوڑ کر صرف اپنی قوم کے ان لوگوں کو دیکھو جنکے پاس جائداد کا کوئی حصہ یا چاندی سرنے کے کچھہ سنے جمع ہو گئے ہیں۔ ان میں بہت سے لوگ دولت کو تمام فضیلتوں کا منبع قرار دیتے ہیں اور اسلیے لیدری اور پیشوائی کے بھی مدعی ہیں۔ ان میں بہت سے فراعنہ اور نمادہ تم کو ایسے ملیں گے جنکا نام اگر ان خطابوں سے الگ کر کے زبان سے نکالا جائے جو انکے شیطانی خبت غرور نے گھڑ لیے ہیں یا حکومت کی خوشامد و غلامی کا اصطباغ لیکر حاصل کیے ہیں تو انکے چہرے مارے غیظ و غضب کے درندوں کی طرح خونخوار ہوجاتے ہیں اور چارپایوں کی طرح ہیجان غصہ و غلظت کو برک نہیں سکتے۔

رسول خدا اور انکے جانشین اپنے تئیں محض ایک متبع کتاب و سنت سمجھتے تھے اور ایک معمولی باشندہ مدینہ کے برابر قرار دیتے تھے۔ وہ پکار پکار کہتے تھے کہ میں اسی وقت تک تمہارا امیر ہوں جب تک حق و شریعت کے مطابق چلوں اور اگر میں کجروی اختیار کروں تو تم مجھ کو سیدھا کر دو۔ پھر آجکل کے ان بدترین نسل فراعنہ سے کوئی نہیں پوچھتا کہ یہ کیا تہرہ اور کیا

فی الشتاء و حلة فی القیظ۔ رما احج علیہ راعتم من الظہر۔ رقتی رقت اہلی کفرت رجل من قریش لیس باغناہم ولا بافقرہم۔ ثم انا بعد رجل من المسلمین یصدنی ما اصابہم۔ (ابن سعد ج ۳ ص ۱۹۸)

کپڑے ایک چارے کیلئے اور ایک گرمی کا۔ ایک سواری جسپر حج اور عمرہ ادا کروں اور قریش کے ایک متوسط الحال آدمی کے اخراجات طعام کے برابر اپنے اور اپنے اہل و عیال کیلئے اخراجات طعام۔ اسکے بعد میں ایک ادنیٰ مسلمان ہوں جو انکا حال ہے وہی میرا حال ہے۔

حضرت معاذ کی تصریح اور خلافت اسلامی

کی اصلی تصویر

معاذ بن جبل ایک بڑے پایہ کے صحابی ہیں۔ روم کے دربار میں سفیر بن کر گئے تھے۔ رومی سردار نے قیصر کے جاہ و جلال اور اعزاز و اختیارات سے اونکو مرعوب کرنا چاہا۔ یہاں مسلمانوں پر دوسرا ہی رنگ چھایا ہوا تھا۔ جنکے دلوں میں جلال خداوندی کا نشیمن ہو انکی نظروں میں اس طلسم زخارف دنیوی کی کیا وقعت ہو سکتی ہے؟ حضرت معاذ نے امیر عرب کے اختیارات کی جن الفاظ میں تصویر کھینچی وہ حسب ذیل ہے:

وامیرنا رجل منا، ان عمل فینا بکتاب دیننا و سنة نبینا قررناہ علینا وان عمل بغیر ذلک عزناہ عنا وان ہو سرق قطعنا یدہ، وان زنا جلدناہ، وان شتم رجلا منا شتمہ بما شتمہ، وان جرہہ اقادہ من نفسہ، ولا یعتجب منا، ولا ینکبر علینا، ولا یستأثر علینا فی فیئنا الذی افانہ اللہ علینا، و ہر کر رجل منا (فتوح الشام از دی۔ ص ۱۰۵ کلکتہ)

ہمارا خلیفہ ہم میں کا ایک فرد ہے اگر ہمارے مذہب کی کتاب اور ہمارے پیغمبر کے طریقہ کی پیروی کرے تو ہم اوسکو اپنا خلیفہ باقی رکھیں، ورنہ اوسکو معزول کر دیں اگر وہ سرقہ کرے تو اسکے ہاتھ کاٹ ڈالیں، اگر زنا کرے تو اوسکو سنگسار کر دیں، اگر وہ ہم میں سے کسیکو گالی دے تو وہ بھی برابر کی گالی دے۔ اگر وہ کسیکو زخمی کرے تو اسکا بدلہ دینا پڑے، وہ ہم سے پھپھر قصر و ایران میں نہیں بیٹھتا، وہ ہم سے غرور و تکبر نہیں کرتا، وہ تقسیم غنیمت میں اپنے کو ہم پر ترجیح نہیں دیتا، وہ ہم میں ایک معمولی آدمی کا رتبہ رکھتا ہے، اور بس۔

ان الفاظ کو غور سے پڑھو۔ کیا اس سے راضی تر اس سے روشن تر اس سے صحیح تر اس سے موثر تر الفاظ میں جمہوریت کی حقیقت ظاہر کی جا سکتی ہے؟ کیا حکومت عالم کی اس سے بہتر نوعیت ہو سکتی ہے؟ کیا مساوات نوعی اور عدم تفوق و ترجیح افراد کی اس سے بہتر مثال تاریخ عالم پیش کر سکتی ہے؟ اللہ بڑی امیہ سے انصاف کرے جنہوں نے اسلام کی اس مقدس تصویر مساوات کو اپنے کثافت اغراض و نفس سے ملوث کر دیا اور اسکی بڑھتی ہوئی قوتیں عین دروغ و چ میں پامال مفسد و استبداد ہو کر رہ گئیں! ضلوا فاضلوا، فریل لہم ولا تبا عہم!

اللہ اللہ! آج دنیا کی ایک وہ قومیں ہیں جنکے پاس کچھ نہ تھا پر آج انہوں نے حاصل کیا، اور ایک ہم ہیں کہ خزانے کے خزانے لیکر آئے تھے مگر آج سوائے ذکر عیش کے خود عیش کا کہیں رجرجہ نہیں!

آیندہ رگزشہ تماؤ حسرت ست

یک کا شکہ بود کہ بعد جا نرشتہ ایم

شہنشاہ عثمانیہ

۱۰۰۰ء و شرقیہ

(۲)

بلقان لیگ

(مقتبس از لندن ٹائمز: ۲۰ - جون - ۱۹۱۳ ع)

بلغاریا اور یونان کے نتائج اتحاد کے لکھنے میں سلسلہ واقعات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے -

اگرچہ سربوینا کے ساتھ معاہدہ ہونے سے بہت پیشتر یونان نے ابتدائی معاہدہ میں بلغاریا سے یہ امر مانے کر لیا تھا کہ توکوں پر ایک ساتھ ملکر حملہ کیا جائیگا مگر باقی معاہدہ اول سربوینا اور بلغاریا کا ہوا اور بلغاریا یونان کا بعد میں ہوا ہے، شاہ فرڈیننڈ اور ایم گروشاف بلغاریائی وزیر کے (جو اس معاہدہ کا بانی تھا) اس بات کو خوب سمجھ لیا تھا کہ سربوینا سے معاہدہ کرنے سے قبل کسی دوسری ریاست کو بھی شریک کرنا پڑیگا - سربوینا کے مقاصد اسے کچھ جداگانہ تھے، مگر بلغاریائی مدبروں نے اس بات کی کوشش کی کہ سب کے مقاصد کو ایک کر دیں اور اس طرح یورپ کو ترکوں کی سلطنت سے پاک کر دینے میں کامیاب ہوں -

بیشتر سربوینوں کی رائے میں آسٹریا کی (جس کے ماتحت سربوینا رعایا کی سب سے زیادہ تعداد ہے) طبعی دشمنی ہمیشہ قائم رہیگی - ترکوں کی حکومت میں سربوینا عنصر اور بھی کم تھا - اور اگرچہ قومی منافرت و غیظ و غضب کا جوش اور غصہ البانیوں کے جانب سے سقوطی اور قدیم سربوینا میں باقاعدہ کارروائیوں کے ذریعہ سے بڑھایا گیا تھا مگر ترکی سے دشمنی کا ایک دوسرا پہلو اختیار کیا گیا - بعض وقت ترکوں سے آسٹریا کے خلاف امداد طلب کی گئی، اور اسکی تجویزیں سنہ ۱۹۰۸ ع میں قسطنطنیہ میں طہار کی گئیں -

بلغاریہ اور روس کے مابین ابتدائی زمانہ رفع نزاع یعنی سنہ ۱۸۹۵ ع سے اس بات کی برابر کوشش ہو رہی تھی کہ سربوینا اور بلغاریائی حکومتوں میں ایک معاہدہ ہو، یہ تجویز روس ہی سے چھائی ہوئی تھی - سربوینا اور روس کے مقاصد ملتے جلتے تھے - انکو یہ امید تھی کہ قوم سلاو (مقابلہ یا سلاف) جو بلقان میں رہتی ہے اس میں اتحاد و اتفاق پیدا کر کے آسٹریا کی پالیسی کو بلقان میں روکے - اسکو سالونیکا میں بڑھنے لے دے، اور آخر میں سربوینا قوم کے تمام منتشر فرقے ایک ہو جائیں -

بلغاریا کا ہر گرام کچھ اور بھی تھا، اگرچہ اسکو بھی آسٹریا کے سالونیکا میں بڑھنے کا اندیشہ تھا مگر اسکی اصلی دشمنی ترک تھی - اس قوم کے ہمدردی مقدونیہ کے باشندوں سے وابستہ تھی، جسکا مقصد یہ تھا کہ مقدونیہ کو کسی طرح آزاد کرائے - معاہدہ سان اسٹیفانو (San Stepshano) کے روز سے جو حد بندی بلعاط اقرام کی گئی تھی آسمیں مقدونیہ کے الحاق سے بلغاریا نے بالکل انکار کر دیا تھا، بلغاریا

نہمردیت ہے؟ اگر انکو خود اپنے لیے اسلام عزیز نہیں تو کیا اپنی قوم کے اسلام کو بھی کفر سے بدل دینا چاہتے ہیں؟ کیا وہ بھول گئے کہ انکے مخاطب وہ لوگ ہیں، جنہوں نے خلفاء رسول کو انکے ناموں سے پکارا، انکوبات بات پر ٹوکا، ان پر سخت سے سخت اعتراض کیے، انکو خطبہ دیتے ہوئے روک دیا - اور اس رسول کی امت ہیں، جس نے ایک موقع پر اپنے جاں نثاریں کو اپنی تعظیم کیلئے بھی کھڑے ہونے سے روک دیا تھا، اور فرمایا تھا " کہ لا تقوموا کا لا عاجم؟ " یعنی عجم کے تاج پرستوں کی طرح میری تعظیم نہ کر کہ اسلام کی توحید اس سے مبرا ہے؟ پھر کیا ہے؟ جس نے انکے نفس کو مغرور کر دیا ہے، اور وہ کونسا ورثہ عظمت و جلال ہے، جو تکبر و غرور کی طرح، انکو اپنے مورث اعلیٰ فرعون و فرعون سے ملا ہے؟ اگر دولت کا گھنٹہ ہے تو مجھے اس میں شک ہے کہ انکے پاس جہل کی طرح دولت بھی کثیر ہے - اگر اپنے ان پرستاروں اور مصالحوں کا انہیں غرور ہے، جو غلامی اور دولت پرستی کی غلاظت کے کپڑے ہیں، تو میں یہ بار کر کے کیلئے کوئی وجہ نہیں پاتا کہ وہ دنیا کی معزور و مستبد پادشاہتوں سے بھی بڑھ کر اپنے غلاموں اور پرستاروں کا حلقہ اپنے ارد گرد رکھتے ہیں - بہر حال خواہ کچھ ہو، مگر میری آواز کا ہر سامع آج انہیں انکی قوت اور ناکامی کا پیام پہنچا دے - اب انکی تباہی و بربادی کا آخری وقت آگیا - وہ دنیا جس نے بحر احمر میں فرعون اور اس کے ساتھیوں کو غرق ہونے دیکھا تھا، اور جو اس طرح کے ہی گنت تماشے ہزاروں دیکھے چکی ہے، وقت آگیا ہے کہ ہندوستان کے اندر، بحر حریت و صداقت میں جسکی موجیں نہ صرف نام ہی میں بلکہ حقیقت میں احمر ہونگی، ان مغرور اور متمرد لیڈروں کے غرق ہونے کا بھی تماشہ دیکھ لے:

اذا جاء موسى والقى العصا

فقد بطل السحر والماحرا

و استکبر هو و جنوده
فى الارض بغیر
الحق، وظنوا انهم
الينا لا يرجعون -
فخذناهم و جنوده
فنبذناهم فى الیم
فانظر كيف كان
عاقبة الظالمین؟
رجعناهم اىمة

ی دعون الی النار
و یورم القیسامة
لا یرون
(۲۸ : ۴۲)
قیامت کے دن انکی پیشوائی کی حقیقت معلوم ہو جائیگی،
جیکہ کوئی انکا مددگار اور حامی نہ رہا ۱۱

انگلستان ترکی اور ہندوستان

(امریکہ کے ایک مشہور اخبار کا اقتباس)

جنگ بلقان کے اہم نتائج، وزارت خارجہ برطانیہ کے طرز عمل اور سرایتورڈ گری کے در طرفہ کارروائیوں سے ایک نتیجہ یہ بھی نکلا ہے کہ ترقی کے خلاف ترکوں اور ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنی پالیسی تبدیل کر دی۔ اس تبدیلی کی ابتدا مسلمانان ہند کی طرف سے اُس وقت دیکھی گئی جب گذشتہ سال شمالی ایران میں روس کے مظالم کی داستان خونیں کا علم ہوا، اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ برہانیاں باد شمال کے ساتھ باہ جنوب کی شرکت سے ہوئی ہیں، اس الزام سے براءت کی طرح ممکن نہیں تھی، کیونکہ یہ معاملات کچھ تعصب پر مبنی نہ تھے۔ نہ انہیں مبالغہ کی آمیزش کی گئی تھی، ہر شخص نے فوٹو کے ذریعہ سے یہ خونیں داستانیں اچھی طرح دیکھ لیں۔

ایران کے شہدای ملک، ملت کو جنہوں نے انگریزی روسی معاہدہ کے خلاف اپنے ملک کی حفاظت کرنی چاہی تھی پھانسی دی گئی، فوٹو میں صاف نظر آ رہا ہے کہ شہدایان وطن کو ایک ہی درخت میں لٹکا یا گیا ہے، اُس کے چاروں طرف روسی فسر اور ملت فرش محمد علی مرزا کے ساتھی کھڑے ہیں۔ جس نڈاران قوم و ملت کے سر نیچے کی طرف لٹک رہے ہیں۔ بعض کی کھال بھڑ بھڑ کی طرح اُدھڑ دی گئی ہے، اور بعض کو ناقابل بیان طریقوں سے تکلیف دے دیکر راصل بحق کیا گیا ہے۔ یہ تصویریں لاکھوں کی تعداد میں تمام ایشیا اور افریقہ میں تقسیم ہوئی ہیں۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کی رعایا نے دنوں براعظموں میں ان مناظر خونیں کو دیکھا ہے۔

جنگ بلقان شروع ہوئی، انگریزی اور روسی حکمرانوں کی شرکت ترکوں کے خلاف صاف طور پر معلوم ہو گئی اور لوگ جان گئے کہ ترکوں کے ساتھ بھی ہوئی رہی ہوئی رہا ہے جو ایران کے ساتھ ہو چکا، تو مسلمانان ہند کے جذبات میں تحریک ہوئی، اور انہوں نے اپنے روحانی مذہبی پیشوا سلطان رزم اور اپنے ہم مذہب بھائیوں کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی۔ یہ ہمدردی چندہ کی صورت میں تھی، جس میں بہت سے ہندوؤں نے بھی حصہ لیا، اور ایک طبی وفد ترکوں کی امداد اور معرر حین جنگ کے علاج کے واسطے بھیجا۔ ہندوستانی اخبارات نے خطوط شائع کر رہے ہیں جو ممبران وفد نے ہندوستان میں اپنے دوستوں کو لکھے ہیں۔ ان میں اکثر نہایت دلچسپ حالات ہیں، مثلاً گلیڈسٹون، شتلیجا کے افواج کی نقل و حرکت، سر دانیال پر ترکوں اور یونانیوں کی لڑائی۔ ان لوگوں کا مارچ اور فروری کے مہینوں میں شدائد برداشت کرنے، خصوصاً انور بے و رؤف بے کمانڈر حمیدیدہ وغیرہ انصران و سپاہیان شتلیجا کے حالات، رنکوڈلک، یہ حالات نہایت دلچسپی سے پڑھ جاتے ہیں۔

جب یہ واقعات قسطنطنیہ کے گرد ریش میں ہو رہے تھے، انہیں دنوں افریقہ کے مسلمانوں میں بھی ایک بے چینی پیدا ہو رہی تھی۔ کیونکہ روس اور انگلستان کے جو سلوک ترکوں اور ایرانیوں کے ساتھ ہو رہے تھے اُس سے وسط شمال افریقہ کے (جسے شمالی نالچیریا کہتے ہیں) لاکھوں مسلمان مخلوق میں ایک عام اضطراب پیدا ہو رہا تھا۔ یہ سخت بے چینی اس قدر شدید ہو گئی کہ حکومت برطانیہ کو ہانگ کانگ سے سر فریڈرک لگارد (Sir Fredrick Lagard) سابق گورنر نالچیریا کو مجبوراً بلانا پڑا۔ اُنہی یہاں کی عام رعایا زیادہ مانوس تھی، اُنکے ذریعہ سے اس بات کی کوشش کی گئی کہ یہاں کے باشندوں کو

کا یہ منشا تھا کہ مقدونیہ کو خود مختار حکومت دلا دے۔ اس ارادہ میں سرربا اور یونان بھی شریک ہو گئے۔

بے شبہ خود مختار حکومت کی تجویز اس بنا پر تھی کہ مقدونیہ کسی نہ کسی روز اپنے آپ کو بلغاریا کے ساتھ ملحق کر لیگی۔ سرربا اور یونان بھی اس تخیل سے واقف ہو گئے تھے، انہوں نے اپنے اپنے مد نظر علاقوں کی تقسیم اور حد بندی کے مسئلہ کو صاف کر لینا چاہا۔ معاملات نے سرربی اور بلغاری مقاصد کو پورا کر دیا۔ اور بلغاریا کو اب مغربی مقدونیہ کے کھوئے کا اندیشہ ہو گیا۔

ایم۔ ہارٹوگ (M. Hartwig) روسی سفیر متعینہ بلغراد اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ م میں پہنچا۔ اُس نے اُنہی یہ کوشش کی کہ تیئوں سلافی ریاستوں میں اتحاد ہو جائے، اس معاملہ کا ہنوز کوئی تصفیہ نہیں ہوا تھا کہ ستمبر سنہ ۱۹۱۰ ع میں اطالیہ سے ترکوں کی جنگ شروع ہو گئی۔

ایم۔ ملوانوویچ (M. Milvonovitch) نے سرربی اور بلغاری اتحاد کی کوشش کی چنانچہ ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۱۲ ع کو یہ اتحاد قائم ہو گیا۔

جو امور یونان سے طے ہو چکے تھے یہ معاہدہ اُنہی کے مطابق تھا، اس اتحاد میں یہ شرط بھی تھی کہ صرف مدافعتیہ جنگ میں شریک ہونگے، اور ترکوں پر خود حملہ کبھی نہیں کریں گے۔ مگر اُن اقوام کے جائز حقوق (جنکے وہ مستحق ہیں) ترکی سے طلب کرنے میں ایک دوسرے کو مدد دیں گے۔

عہد نامہ میں ایک عجیب بات یہ بھی تھی کہ اگر ترکوں نے نوئی لڑائی ہو اور اُنہیں معاہدین کامیاب ہوں تو اس وقت ملک کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ اسکی پوری تفصیل مذکور تھی۔ یہ شرائط معلوم ہوتا ہے کہ ایم پاشیچ (M. Pashich) نے بڑھالے تھے، کیونکہ وہ بلغاریا کی فوجی طاقت کو جانتا تھا، اور ایسی صورت میں وہ سرربا کے حقوق اور اُسکے حصہ ملک کو اول ہی سے طے کر لینا چاہتا تھا۔

اس امر کی بھی کوشش کی گئی کہ سرربا کی تجویز مقاسمہ اور بلغاریا کی تجویز آزاد مقدونیا کو منطبق کر لیں، بات یوں طے ہوئی کہ :

(۱) سلسلہ شار کے عقب کا کل ملک یعنی قدیم سرربا، اور ادبی بازار سرربا کے لیے مخصوص ہوگا۔

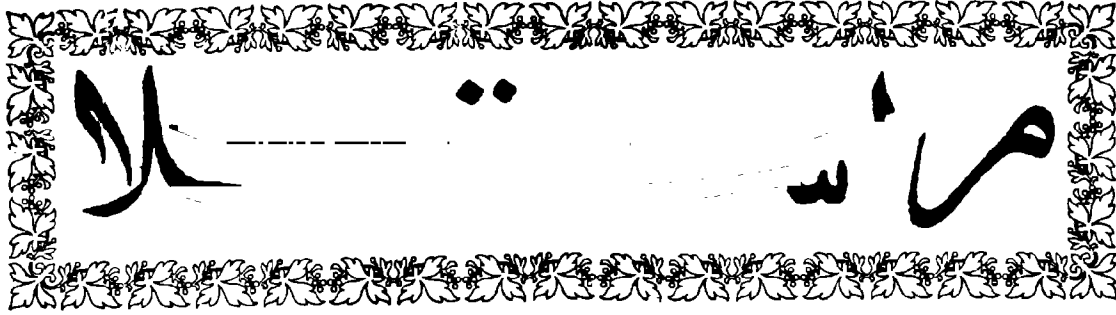
(۲) رھو روپ اور دریائے استروپا کا جنوبی و مشرقی حصہ ملک بلغاریا کو ملیگا۔

(۳) اسکے بیچ کا ملک مقدونیہ کی خود مختار حکومت میں شامل ہوگا۔

(۴) اگر مقدونیہ خود مختار ہو سکے تو کوسٹندل سے ذرا شمال مغرب کے پرے جہاں سرربی، بلغاری اور ترکی سرحدیں ملتی ہیں وہاں سے ایک خط جبل اچردا (Ochrida) کے آخری شمالی حصہ تک کھینچا جائے۔ اسمیں کراتو، ریلیس، مناسٹر اور اچردا بلغاریا کو مل جائے، اور اس خط کے شمال اور سلسلہ شار کے جنوب میں جو اضلاع گازاس، کمانورہ، اسکوب، کرشیور (قرشی) اور دبرا واقع ہیں اُن کا تصفیہ زار روس کے فیصلہ پر چھوڑ دیا جائے۔

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت اعانہ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی۔ قیمت حصہ اول ۲۔ رپیہ۔ ادارہ الہال سے طلب کیجیے۔



مسئلہ ازدواج و گان

از جناب سیدہ حسن مٹنے صاحب رضوی - امر دہ

جس قوم پر ادبار و تنزل کی گھنگور گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں، اور جو تعزیر مذلت کے اسفل سافلیں اور انحطاط کے رطلہ عمیق میں پہنچ چکی ہیں، اس میں خال خال ایسے افراد بھی پائے جاتے ہیں، جنکو اپنی حالت پر ترس آتا ہے، اور ان مصائب و حوادث کے گرداب سے نکلنا چاہتے ہیں۔ لیکن با ایں ہمہ وہ گمراہی سے نکلنے کی سعی کے بعد بھی گمراہی ہی میں رہتے ہیں۔ انکو جو سوچتی ہے وہ الٹی، انکے پائوں میں اسرار تعبید کی بیڑیاں، ہاتھوں میں استبداد و ذلت کی ہتھکڑیاں، گلے میں غلامی کا طوق پڑا ہوا ہے۔ وہ انکو توڑنا چاہتے ہیں، مگر اس طریقہ سے بجائے توڑنے کے اور مضبوطی سے انکے ہاتھ پازوں اور گلے کو جکڑ لیتی ہیں۔

یہی حالت ہماری قوم کی ہے۔ الہلال مطبوعہ ۴ - جرن میں ایک مضمون متعلق ”ترویج عقد بیوگان“ شائع ہوا ہے۔ جسکو دیکھ کر ایک گونہ مسرت مگر صد ہزار افسوس ہوا۔ خوشی تو اس امر کی ہوئی کہ خدا خدا کر کے اب ہماری آنکھیں کھلتی جاتی ہیں، اور ہم بھر اپنی پرانی اور سچی اسلامی شاہراہ کو دھونڈنے لگے ہیں۔ ہم میں بدعات کے استیصال اور معدنات کے انسداد کا خیال پیدا ہو چلا ہے، مگر افسوس اس پر ہوا کہ جو راہ تجویز کی گئی ہے اگر اس پر عمل ہو تو وہ مسلمانوں کیلئے اس رسم سے بھی بڑھ کر افسوس ناک ہے۔

ترویج عقد بیوگان کی تحریک نہایت مفید و مبارک ہے، جو ہمارے احکام اسلامی کا جزو موکد ہے، اور جسکے لیے اسقدر ترغیب دیکھنی ہے۔ مگر حیف کہ اب ہماری یہ حالت ہو گئی کہ ہم اپنے مذہبی احکام و ازامر کی اشاعت کے لیے (جسکی ترویج ہر مسلم ہستی پر خدائے قادر و مقتدر نے فرض کر دی ہے) گورنمنٹ کا دروازہ کھٹکھٹائیں، اور انکے اکے ہاتھ پھیلائیں، اسکی وجہ کیا ہے؟ یہ نتیجہ ہے ضعف ایمان کا۔

کیا جس قانون کی پابندی، تمپرازل ہی میں فرض کی گئی تھی، اور جسکی نسبت تمنے عہد کیا تھا کہ اسکے خلاف نکریندگیے وہ تمکو ان احکام و ازامر کی پابندی و ترویج پر مجبور نہیں کرتا، اور وہ تمہارے لیے کافی نہیں ہے؟ اگر کافی نہیں تو میں تحریک کرتا ہوں کہ قبل اسکے کہ ایجسلیٹر کونسل میں ایسے سوال پیش ہونے کی خواہش کریں مناسب ہوگا کہ ہم ایک ممبریل گورنمنٹ ہند کی خدمت میں بھیجیں جسپر ہر صوبہ کے ہزار ہا مسلمانوں کے دستخط ہوں، اور اوسمیں یہ درخواست ہو کہ تعزیرات ہند میں چند دفعات ایسی بڑھا دیجائیں جنسے نماز پنجگانہ کا ادا نہ کرنا جرم قرار دیا جاسکے، یا زکوٰۃ کا نہ ادا کرنا قابل دست اندازی پولیس ہو۔

ترکی کے متعلق گورنمنٹ انگلستان کی پالیسی کا اطمینان دلادیں اس قسم کی ملاقاتوں کے حال، جو سرفریڈرک نے وہاں اکثر امیروں اور سرداروں سے کی ہیں لندن کے اخبار افریقن ورلڈ (African World) میں شائع ہوئے ہیں، جسمیں وہ لکھتے ہیں کہ ”میں نے وزیر سقوطی، بورنو کے (Sheho) اور کانو، غاندر (گواندر) کا تسینا - زاریہ، بدہ اور بولا کے امیروں سے گفتگو کی۔ سقوطی اور غاندر کے رزرا و امرا سے میں نے جنگ بلقان اور طرابلس کی لڑائی کے متعلق باتیں کیں اور ان سے کہا کہ انگریزوں کا اسمیں سوائے صلح کرانے والے کے اور زیادہ حصہ نہیں ہے۔

ان سے یہ بھی کہا کہ وہ ان لوگوں سے ہوشیار رہیں جو چھوٹی خبریں پھیلانے کی غرض سے یہاں بھیجے گئے ہیں۔“

سرفریڈرک اس تقریر کا تذکرہ کر کے بیان کرتے ہیں کہ ”میں نے درحقیقت وہ بات بیان کی جسکو میں دل میں خوب جانتا تھا کہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ نسبتاً یہ بات بالکل بے حقیقت تھی، کیونکہ ایسا نہ کہنے سے اس گروہ کے مطالب فوت ہو رہے تھے جو لندن میں اسوقت حل و عقد کا مالک ہے۔“

بقول ایک افریقی اخبار کے انہوں نے اپنے ضمیر کے خلاف جو ذلیل کام (جھوٹ) کیا تھا وہ اس ورش سے معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ لاغوس (Lagos) سے چلنے لگے تو انہوں نے اس بات کی کرشمش کی کہ بغیر باضابطہ رخصت ہوئے روانہ ہو جائیں، معلوم ہوتا ہے کہ انکو یہ امر معلوم ہو گیا تھا کہ یہاں کے سردار اور امیر انگلستان کی اصلی کارروائیوں کو جو بلقان کی لڑائی میں کی گئی ہیں خوب جانتے ہیں۔ اس کا پلے انکو خیال بھی نہ تھا۔ یہاں کے بیشتر امیر اور سردار شیخ سوسے کے اکثر سربرآوردہ پیرروں سے ملتے رہتے تھے اور بلا واسطہ ملاقات کا سلسلہ جاری تھا۔ زیادہ باخبر ہونیکے وجہ یہ تھی کہ شیخ نے سرداروں سے ایک مشن شروع سال میں قسطنطنیہ بھیجا تھا، اسطرح سے تمام انکے ہم مذہب لوگوں کی عام کارروائیاں انکو معلوم ہوتی رہتی تھیں۔

واقعات کی یہی رفتار تھی جس کے اسطرح برطانیہ کی معاکرم رعایا ۷ - کٹر مسلمانان ہند اور ۲ - کٹر مسلمانان افریقہ کے خیالات اور جذبات متعہد کر دیے۔ مشرق قریب کی انگریزی پالیسی کو یہ تعداد ایک حد تک متاثر کر سکتی ہے، اور اس امر میں کسی چیز سے اتنی مدد نہیں مل سکتی جتنی مجرای سیاست کے علم سے ملیگی کہ جنگ بلقان میں برطانیہ نے کیا کارروائی کی؟

الہلال کی ایجنہ

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے، روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے۔ اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے مناشی ہیں تو اپنے شہر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں۔

مسئلہ وظیفہ

”حظ و کرب“ یا ”لذت و الم“؟

(مسٹر عبد الماجد بی - اے - از لکھنؤ)

الہلال مریخہ ۲۵ - جنرل کے صفحہ ۳۴۳ - پر میرے مضمون کے آخر میں آپ نے جنرل دیا ہے: اسکا خلاصہ یہ ہے کہ بجائے ”حظ و کرب“ کے ”لذت و الم“ کے الفاظ بہتر ہیں۔

اس تذبذب کا شکریہ - لیکن غالباً جناب نے اس پر خیال نہیں فرمایا کہ میرے مجوزہ الفاظ کن انگریزی اصطلاحات کے بجائے استعمال کیے گئے تھے؟ انگریزی میں ”حظ“ کے لیے لفظ ”Pleasure“ ہے، جسکے اصلی و ابتدائی معنی انگریزی کتب لغت میں ”Gratification of the senses“ ہیں یعنی حواس ظاہری کو آرام پہنچنا۔ اسی طرح ”کرب“ جس لفظ کا قائم مقام ہے، وہ یہ ہے: ”Pain“ جسکے اصلی و ابتدائی معنی ہیں: ”Uneasy sensation or : act in animal bodies“ یعنی اجسام حیوانی میں ناگوار کیفیت یا درد۔ اس تصریح سے معلوم ہوا ہوا کہ ”Pain“ اور ”Pleasure“ اپنے اصلی و ابتدائی معنی میں صرف مادی و جسمی کیفیات کا مفہوم ادا کرنے کے لیے وضع کیے گئے تھے، مگر رفتہ رفتہ مجازاً انکا اطلاق خالص نفسی کیفیات (ناگواری و خوشگواہی) پر بھی ہونے لگا۔ اس بنا پر آئنا اردو ترجمہ کرتے ہوئے اس امر کا خصوصیت کے ساتھ لحاظ رکھنا چاہیے کہ اردو الفاظ کی دلالت جسمی کیفیات پر ابتداءً و براہ راست ہو، اور نفسی کیفیات پر ضمناً و بالواسطہ۔ پس اس اہم نقطہ خیال سے، یعنی ”Pleasure“ اور ”Pain“ کا صحیح مفہوم ادا کرنے کے لحاظ سے، میرے نزدیک ”حظ و کرب“ بہ مقابلہ ”لذت و الم“ کے (جن میں بہ نسبت جسمی کے، نفسی انبساط و انقباض کا مفہوم زیادہ پایا جاتا ہے) بہتر اور لائق ترجیح ہیں۔

پھر جب اردو معارفہ میں ”کرب“ بہ معنی بے آرامی، درد، اندوہ، الم، اور ”حظ“ بہ معنی خوشی، انبساط،

[بقیہ پہلے کالم کا]

صدارت کیلئے خایفۃ المسلمین سلطان محمد رشاد خان خامس کی بارگاہ میں التجا پیش کیجئے - ظاہری حالات اور قرائن سے امیر المومنین بذات خود شریک نہیں ہو سکتے ان کے استمراج اور اجازت سے یہ خدمت موجودہ شریف مکہ دولتو سیادتو الشریف حسین پاشا کے ذمہ رہے، جو اپنے ذاتی کمالات اور محاسن اور ہمدردی اسلام کی وجہ سے ہر طرح اس عزت کے مستحق ہیں۔ اس کار آمد اور نہایت مفید تحریک کے پیش ہونے پر مسیحی دنیا تو اندرونی تدابیر سے اسکی مخالفت کرے گی، مگر خود مسلمانوں میں بکثرت ایسے لوگ موجود ہیں جنکے قلب کو حب جاہ اور دنیا طلبی نے بیمار کر رکھا ہے، وہ خود مسلمانوں کو آنکھیں پھیرتی اور بہبودی کے فرضی اور خیالی سبب باغ دکھا کر فریب دینا چاہینگے، اور اس تحریک کی ظاہری مخالفت کرینگے - جس چیز نے مسلمانوں کو آج تک خراب و برباد کیا وہ ان منافقین کی ابلہ فریبی ہے، جن کمبخت رہنماؤں نے محض اپنی ذاتی اعزاز و سرخ کی خاطر قوم کو قعر مذلت میں ڈھکیل دیا۔

اور ادا نہ کرنے کی صورت میں مجسٹریٹ کو اختیار ہو کہ باجراے وارنٹ قرقی مقدار زکوٰۃ باقیدار سے وصول کر سکے۔

اگر بفرض محال ہمنے ایسی تحریک کی اور پاس ہو گئی تو بلال اوسپر عملدر آمد کرنا احکام خداوندی کی پابندی کہی جائیگی یا قانون نافذ الوقت کی؟ میں اس تحریک کا مخالف نہیں اور کہوں ہے جو اسکا مخالف ہو سکتا ہے، لیکن بات اتنی ہے کہ مسلمان بنو، اور مسلمان رہ کر خدا کے ارادہ کی ترویج و اشاعت میں کوشش کرے۔ اپنی پائوں پر کھڑے ہو تب کام کرے۔ گورنمنٹ کی دست نگرانی کس کس بات میں کرے؟

مرکز الہام سے آواز

(از جناب محمد سعید صاحب مہتمم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ)

جس روشنی نے فاران کی چوٹیوں سے بلند ہو کر تمام عالم کو منور کر دیا تھا، وہ روشنی اب تمام اسلامی دنیا میں گل ہونے کے قریب ہے۔ خدا کی وسیع زمین باوجود اسقدر وسعت و عظمت کے مسلمانوں پر تنگ ہو رہی ہے۔ ہماری ذلت و نکبت اور فلاکت و بربادی کے اسباب ہمارے دوست جو چاہیں وہ بیان کریں، مگر سچ اور حقیقۃ الامر یہ ہے کہ ہم نے خدا کو اور اس کے احکام کو بھلا دیا، اور اسنے ہم کو چھوڑ دیا۔ اسکا ارشاد کہی اور کسی حالت میں قیامت تک بدلنے والا نہیں فساد کر رہی اذکر کم اگر ہمیں یاد رہتا تو آج ہماری یہ حالت نہ ہوتی۔ اب وقت سرچنے اور غور کرنیکا نہیں۔ مسلمانوں کو عزت کے ساتھ اگر زندہ رہنا منظور ہے تو اب اسکی صرف ایک اور یہی ایک صورت ممکن ہے کہ وہ پھر اپنے خدا اور حقیقی مالک کے دروازہ پر اپنے متکبر اور پر غرور سروں کو سچائی اور عاجزی کے ساتھ رکھ دیں۔ اسلامی دنیا کی عام کانفرنس کے انعقاد میں جسکو مذہبی اصطلاح میں حج کہا جاتا ہے ابھی تقریباً چار مہینے باقی ہیں۔ گو وقت کم ہے مگر کام کرنے والوں کو کسی اور وقت اور امداد پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ انسانی طاقت اپنے اختیار سے کچھ بھی نہیں کر سکتی۔ اس آواز اور تحریک کو الہام اور وہ اسلامی جرائد جنکو مسلمانوں کی بقا اور ہستی عزیز ہو اسلامی دنیا میں بلند کریں، اور سال حال کے حج پر تمام دنیا کے مسلمانوں کا ایک جلسہ خاص اس غرض سے منعقد کرنیکی دعوت دیں کہ وہ اپنی حالت پر غور کریں اور سوچیں کہ اب مسلمان دنیا میں کس طرح زندہ رہ سکتے ہیں۔ مسلمانوں کی غفلت اور نا اتفاقی نے ملک اور سلطنت ترکہ کر دی، اور جو کچھ رہا سہا باقی ہے اسکی طرف سے بھی وہ بے فکر نہیں۔ دشمن تاک میں لگے ہوئے ہیں، ریشہ درانیوں ہو رہی ہیں۔ اب سلطنتوں اور ممالک سے گذر کر مسلمانوں کا مذہب مسیحیت کی زد پر ہے۔ مسیحی دنیا یا یورپ کو ہر سال مسلمانوں کا موجودہ اجتماع جو محض ایک مذہب کا عظیم الشان رکن ادا کرنیکی غرض سے سواتیرہ سو برس سے ہوا کرتا ہے اب کچھ دنوں سے منظور نہیں، اور آئے دن نئے نئے قاعدے اور مشکلات اس راستے میں پیدا کرتے جاتے ہیں۔ چیچک کا ٹیکہ اور قرنطینے اور اسی قسم کی اور بہت سی رکاوٹیں محض اس وجہ سے سد راہ ہوتی جاتی ہیں کہ مسلمان ہمت ہار دیں۔ مرکز اسلام کی اسلامی کانفرنس کا انعقاد نویں ذی الحجہ کو میدان عرفات میں جبل رحمت کے قریب اس پُر انوار اور تاریخی میدان میں ہو جسکے ذرہ ذرہ کو اسلام سے وہ تعلق ہے جو جسم کررہج کے ساتھ ہے۔ جلسے کی

تایخ حیات اسلام

کا ایک ورق

ذرا عانۃ و اجرین

.. ..

(از اہلیہ منشی عبد الغفور صاحب - جرگی پارہ - کلکتہ)

حضور پر روشن ہے کہ میں ایک غریب شخص کی بیوی ہوں۔ کل وہ الہلال پڑھتے پڑھتے یکایک چیخ اٹے، اور قاتل مار کر رونے لگے۔ میں نے سب پوچھا تو انہوں نے حضور کا مضمون سنا یا، اور پھر کہا کہ ایک تورو عورتیں ہیں، جو اپنے زور اتار اتار کر اپنی مظلوم بہنوں کیلئے دے رہی ہیں، اور ایک ہم ہیں کہ ہم سے کچھ بھی بن نہیں آتا!

میں ایک غریب عورت ہوں۔ میرے پاس سونے کے قیمتی زور نہیں ہیں، جو حضور کی خدمت میں پیش کروں۔ میرے شہر کے سر پر زری کی تری نہیں ہے، جسے بیچ کر اپنے بیس بھالی بہنوں کی مدد کروں۔ البتہ بڑے بڑے دولت مندوں کی طرح جنہوں نے لاکھ در لاکھ چنہ دیا ہوگا، میرے پاس دل ہے، اور اسکی ایک ادنیٰ سی نذر کو حضور قبول فرمائیں۔ اٹھ روپیہ کوشش کر کے خدمت مبارک میں بھیجتی ہوں۔

الہلال

خدا تمہارے اس خلوص دینی اور محبت ایمانی کو ہمارے غافل دلوں کیلئے تازیانہ عبرت بنائے۔ دولت مندوں کو تو لاکھ در لاکھ روپیہ دینے کی ایسے کاموں میں توفیق نہیں ملی، اور نہ انکی قسمت میں یہ سعادت ہے۔ البتہ تم ہی ایسے سچے فرزندان اسلام نے لاکھوں روپیے فراہم کر دیے۔

(از جناب محمد عمر صاحب نائب کورٹ انسپکٹر

عدالت افسر مال از حصار)

دل کھتا ہے اور آنکھیں سے آنسو جاری ہوتے ہیں مگر کسی کام کرنیکی جرات نہیں ہوتی، کیونکہ اس چہرے سے قصبہ سے جو نہایت نادار اور مزدور پیسہ لگوںکا ہے، کچھ کم مبلغ پانچ ہزار روپیہ دفتر کامریڈ کے ذریعہ بھیجا جا چکا ہے..... چنہ کے متعلق بدگمانی پیدا ہونے سے جوش سرد ہو گیا ہے، اسیرجہ سے کام کرینکا حوصلہ نہیں ہوتا، مگر آپکے مضمون نے از سرنو دلوں میں آگ لگادی، اور بچھا فرا چولہا پھر روشن ہو گیا۔ اسوقت قلب کی حالت احاطہ تحریر سے خارج ہے۔ اگر میرے پاس کچھ ہوتا۔ تو عجب نہیں کہ پوری تیس ہزار کی رقم لیکر حاضر ہوتا؟

درم رد ام اپنے پاس کہاں

چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں

[بقید مفسر صفحہ ۱۹ کا]

لطف، حلاوت، کے عام طور پر مستعمل ہوتا ہے، (اور جسکی سند عقرہ اردو کتب لغت، مثلاً فرہنگ آصفیہ کے، اشعار سے بھی ملتی ہے) تو کم از کم میری رائے ناقص میں یہ سوال کسی قدر غیر متعلق ہے کہ عربی لغات میں حظ کے معنی صرف "حصہ" کے ہیں۔ امید کہ سطور بالا الہلال میں درج کردہ محرم مطہر فرمائیگا۔

ایک فہرست سات ہزاروں کی بھیجتا ہوں قدرے قلیل رقم بقیہ چنہ کی بھی جو میرے پاس امانت تھی ارسال خدمت ہے، عنقریب بقایا چنہ بھی جو قریب ڈھائی تین سو روپیہ کے ہوگا بھیج دیا جارہا۔

جناب ذکا الدین خانصاحب ایم۔ اے۔ (اسٹرا اسٹنٹ کمشنر بہادر افسر مال ضلع حصار

جناب محمد سلیمان خانصاحب سب انسپکٹر کورٹوالی حصار جناب بابو نور محمد صاحب سب اور سیر محکمہ بارک ماسٹری حصار

جناب مولوی اکرام الدین صاحب محکمہ لوکل بورڈ حصار

جناب یحییٰ الدین خانصاحب رئیس سربسہ

جناب محمد عمر خانصاحب نایب کورٹ انسپکٹر حصار

جناب مولوی عبدالرحمن صاحب پیش نماز مسجد بوریان حصار



فہرست ذرا عانۃ و اجرین عثمانیہ

(۵)

پالی - آنہ - روپیہ

جناب منشی عبد العزیز خانصاحب بھا گلپور ۲

جناب عبد الکریم صاحب ڈرائیور جمال پور ۱

جناب اسماعیل صاحب ڈرائیور جمال پور ۱

جناب کبیر احمد خانصاحب بھا گلپور ۱

جناب نصیر الحسن خانصاحب بیسی گڈہ ۵

جناب محمد عمر خانصاحب نائب کورٹ

انسپکٹر حصار ۱۰۸

جناب محمد فضل اللہ صاحب - حیدر آباد ۵

ہمشیرہ صاحبہ جناب آل علی صاحب ۱۵

جناب سید محمد حبیب الحق صاحب

بھا گلپور ۲

جناب غلام معی الدین خانصاحب پٹیالہ ۱۱

جناب محمد حسین صاحب سکریٹری

انجمن ہلال احمد بلکام ۸

بذریعہ جناب غلام ہادی صاحب بہار ۸

جناب محمد کاظم حسین صاحب فارست

منیجر - دندوری ۱۰

جناب کمال احمد صاحب رائپور ۲

جناب غلام زین العابدین صاحب شملہ ۵۰

جناب حاجی طالع محمد صاحب ہوشیار پور ۴۶

جناب عبد القیوم صاحب پشار ۳

بذریعہ جناب سید احمد صاحب بریلی ۱۵

جناب شیر دل خانصاحب دیرہ اسماعیل خاں ۲۵

جناب قاضی عبد الحق صاحب ہوشیار پور ۴

جناب عبدالمجید صاحب صدیقی لاڑکانہ سندھ ۳

شیخ کرم الہی رنر الہی صاحبان جفت

فرش - بازار بلی ماران دہلی ۱۳

جناب قاضی احمد علی صاحب نگہری

حال مقیم ساگر ۳۰۰

میزان ۷۲۸

سابق ۵۹۰۲

کل ۶۶۳۰

۲۔ — قلمی و صنعتی تجارتی معلومات مفیدہ کا ذخیرہ
مہیا کیا جاتا ہے ۔

۳۔ — دلچسپی کی باتوں کا ایک خاص عنوان ہوتا ہے جسے
پڑھ کر آپ لڑت نہ چلیے تو ہمارا ذمہ ۔

۴۔ — نہایت پر لطف و دلگداز غزلیں اور نظمیں شائع
کی جاتی ہیں ۔

۵۔ — کونسلوں اور دارالعوام انگلستان کے سوالات و جوابات اور
ملک کے اہل الرائے اصحاب اور ماہرین سیاست کی
تقریریں درج کی جاتی ہیں ۔

۶۔ — دنیا کے ہر حصہ کی خبریں جدا جدا عنوان کے تحت میں
مفصل چھاپی جاتی ہیں ۔

ایسے اخبار میں تجارت کار باری صاحبوں کے لیے اشتہار دینے کیلئے
نہایت عمدہ موقع ہے ۔ باوجود اس قدر خریدوں کے اخبار کی عام
قیمت صرف چار روپیہ اور رعایتی قیمت صرف تین روپیہ ہے ۔
بغیر اس کے کہ سالانہ یا ششماہی قیمت پیشگی وصول ہو جائے یا
ریلوے ایل بیل بھیج کر قیمت وصول کر لینے کی اجازت دیجائے
اخبار جاری نہیں ہو سکتا ۔

اطلاع ضروری

مطبوعہ 'مسارات' الہ آباد میں ہر قسم کا کام نہایت عمدہ اور
ارزاں چھپتا ہے ۔ یہ مطبع ملک کی خدمت کے لیے جاری
کیا گیا ہے ۔ ایک بار کوئی کاغذ چھپوا کر آزمائش کیجیے ۔ اگر مطبع
'مسارات' کے آپ گریہ نہ ہرجائیں تو ہمارا ذمہ ۔

جملہ خط و کتابت بابت اشاعت اشتہار و خریداری اخبار
غیرہ منیجر 'مسارات' الہ آباد سے کیجائے ۔

نسیم ہند

اس نام کا ایک ہفتہ وار اخبار ۵ جولائی سنہ ۱۹۱۳ ع ت
راولپنڈی سے نکلتا شروع ہوگا ۔ اسکا ایڈیٹوریل سٹاف پُرانی رٹنی
تعلیم کے بہترین نمونوں کا مجموعہ ہوگا ۔ اس اخبار کو کسی خاص
شخص یا فرقہ کی ذاتی ہجو یا فضل خورشامد سے کلیۃً پرہیز ہوگا ۔
مگر ساتھ ہی وطن اور اہل وطن کے فائدہ کیلئے جائز نکتہ چینی
سے بھی باز نہیں رہیگا ۔ اسکا مسلک آزادہ روی کے ساتھ صلح مل
ہوگا ۔ اسکا دستور العمل :

ایمان کی کہینگی ایمان ہے ترسب کچھ

یہ اخبار ۱۸-۲۲ کے چوتھائی حصہ پر کم از کم ۱۶ صفحوں کا ہر ماہ
کی ۵-۱۲-۱۹ اور ۲۶ کو شائع ہوا کریگا ۔

چونکہ اہل وطن کی قدردانی سے اخبار نسیم ہند کا پہلا پوچھ
۲۰۰۰ شائع ہوگا ۔ اسلئے تاجر صاحبان کیلئے اچھا موقع ہے ۔ کہ

وہ اشتہار بھیج کر فائدہ اٹھائیں ۔ ہمارے سرحدی ۔ پنجاب اور
ہندوستان کے ہر گاؤں اور شہر کے نامہ نگاروں کی بھی ضرورت ہے
لائق نامہ نگاروں کو اخبار مفت دینے کے علاوہ اجرت بھی معقول

دیجائیگی (اخبار کی قیمت سالانہ ۲ روپیہ ۸ آنہ)

درخواستیں بنام منیجر " اخبار نسیم ہند " راولپنڈی (پنہ ب)

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مر جا یا کرے
ہیں ۔ بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دریا خانے
ہیں اور نہ ڈاکٹر اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پینٹ دوا ارزاں
قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آ سکتی ہے ۔ ہمنے
خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی
فروش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے اور فروخت کرنے کے
قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی
ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے ۔ مقام مسرت ہے کہ
خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بھی ہیں اور ہم
عمرے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے
ہر قسم کا بخار یعنی پُرانا بخار ۔ موسمی بخار ۔ باری کا بخار ۔
پھونکنے والا بخار ۔ اور وہ بخار ۔ جسمیں ررم جگر اور طحال بھی
الحق ہو ۔ یا وہ بخار ۔ جسمیں متلی اور تہ بھی آتی ہو ۔ سردی
سے ہو یا گرمی سے ۔ جنگلی بخار ہو ۔ یا بخار میں درد سر بھی
ہو ۔ کالا بخار ۔ یا آسامی ہو ۔ زرد بخار ہو ۔ بخار کے ساتھ گلٹیاں
بھی ہو گئی ہوں ۔ اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو ۔
ان سب کو بعکم خدا دور کرتا ہے اگر شفا پانے کے بعد بھی
استعمال کیجائے تو بہرک بڑھ جاتی ہے اور تمام اعضا میں خور
صالم پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی
رچلائی آ جاتی ہے ۔ نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آ جاتی
ہے ۔ اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں ۔ بدن میں سستی
اور طبیعت میں کاهلی رہتی ہو ۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو ۔
کہانا دیر سے ہضم ہوتا ہو ۔ تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال
کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں ۔ اور چند روز کے استعمال سے تمام
اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں ۔

قیمت بڑی بوتل ۔ ایک روپیہ ۔ چار آنہ

چھوٹی بوتل بارہ ۔ آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے

تمام درکار داروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

۱۵۰/۱۰ ہر ریپر پرائٹر

ایم ۔ ایس ۔ عبد الغنی کیسٹ ۲۲ و ۷۳

کرلوٹرہ اسٹریٹ ۔ کلکتہ

صرف چار روپیہ یا تین روپیہ سال میں

تمام دنیا کا حال ہفتہ وار ملاحظہ فرمائے

منہ اوائت

ایک بے مثل ہفتہ وار اخبار

جسکے نسبت جملہ قومی اخبارات نے متفقہ طور پر نہایت عمدہ
رائیں دی ہیں ۔ اور جسمیں :

۱۔ قومی و سیاسی مسائل پر نہایت آزادی کے ساتھ
بحث کی جاتی ہے ۔

السلامة



۴۴ دن بے خانہ اس مہاجر دین

قسمتیں کی گلیوں میں



الہلال کا کتا - سالانہ قیمت مع سول صرف اتھہ آنہ !!

اخراجات خط و کتابت کیلئے وضع کردے باقی سارے سال روپیہ اس فنڈ میں داخل کر دیا جائیگا اور ایک سال کیلئے اخبار اُنکے نام جاری کر دیا جائے گا۔ گویا سارے سال روپیہ وہ اپنے مظلوم رستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے، اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کریں گے اور صرف اتھہ آنے میں سال بھر کیلئے الہلال بھی (جو جیسا کچھ ہے، بیلک کر معلوم ہے) انکے نام جاری ہو جائیگا۔ اس طرح چار ہزار خریداروں کی قیمت ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال اُسے خود فائدہ اٹھانے کی جگہ اس کا رخبر کیلئے وقف کر دیتا ہے۔

(۵) اس وقت مہاجر تین سو تک نئے خریداروں کا اوسط

ہے۔ لیکن دفتر ۳۰ - جن تک کیلئے اپنی تمام آمدنی اپنے پورے ہرام کر لیتا ہے۔ دفتر اس وقت تک کئی ہزار روپیہ کے نقصان میں ہے اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں، تاہم اس تار کو پتھر طبیعت پر جو اثر پڑا، اس نے مجبور کر دیا اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی، اس سے گریز کرنا اور صرف دوسروں ہی کے آگے ہاتھ پھیلانے رہنا، بہتر نظر نہ آیا۔ یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جیب سے ہزاروں روپیہ کا رخبر میں دیتے ہیں۔ شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے، لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تغافل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھانے فوراً درخواست



یورپین ترکی کے بے خانہ مہاجرین جامع ایاصوفیا کے سامنے

خریداری بہ بعدیں۔ ربما بغل منا انک انت السميع العليم۔

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے، جو یورپ اور ترکی کے اعلیٰ درجہ کے با تصویر، پر تکلف، خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے۔ اسکا مقصد رحید دعوت الی القرآن اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے۔ محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکی امتیاز و خصوصیت کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے۔ اُس نے ہندوستان میں سب سے پہلے ترکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منگوائیں، اسکا باب ”شئون عثمانیہ“ ترکی کے حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے۔ ”ناموران غزوہ طرابلس و بلقان“ اسکی ایک باتصویر سرخی ہے، جسکے نیچے وہ عجیب و غریب موثر اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں، جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں۔ مقالات، مذاکرہ علمیہ، حقائق و رقائق، المراسلہ و المناظر، اسلئے واجوبتہا اسکی دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں۔ آٹھ آنے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں۔

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جائے اور

کارڈ کی پیشانی پر ”اعانہ مہاجرین“ کا لفظ ضرور لکھا جائے۔

آج دفتر الہلال میں ہر تار دفتر تصویر انکار اور ڈاکٹر مصباح کے پہنچے ہیں کہ ”خدا کے کیلئے یورپین ترکی کے اُن لاکھوں بے خانہ مہاجرین کے مصائب کو یاد کر، جنہیں ہزار ہا بیمار عورتیں اور جاں بلب بچے ہیں۔ جنکو جنگ کی ناگہانی مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا اور جسکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے۔ جو مرگئے، انکو دفن کر دیں، جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں، لیکن جو بد نصیب زندہ، مگر مردے سے بد تر ہیں، انکو کیا کریں؟“

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کیا سامان کرے؟

مدد کیلئے نئی اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذرے کہ ہلال احمر

کا چندہ ہر جگہ ہر جگہ اور تمسکات کا کام بھی جاری ہے۔ مجبوراً جو کچھ خود اسکے اختیار میں ہے، اسی کیلئے کرشش کرتا ہے۔

(۱) کم از کم وہ ایک ماہ کے اندر دو ہزار پانچ سو ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانہ مہاجرین کیلئے فراہم کرنا چاہتا ہے، کیونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے، اسکو خلاف مقصد دوسری جگہ لگانا بہتر نہیں۔ اسکی اطلاع آج ہی ترکی میں بھیج دی گئی ہے۔

اس بارے میں جو صاحب

درد اعانت فرمائیں گے

فاجہ داروں کی ادا

ورنہ وہ دوسروں پر بار ڈالنے کی جگہ، خود ہی اس رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے۔

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے، مگر یہ آرممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو آئے مل رہا ہو، وہ خود نہ لے اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلئے وقف کر دے؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - ہزار نہیں دے سکتا، لیکن آپ کیوں نہیں

مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے، تاکہ میں دیدوں؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ دفتر الہلال چار

ہزار الہلال کے پوچے ایک ایک سال

کیلئے اس غرض سے پیش کرتا ہے۔ آج

کی تاریخ سے ۳ جولائی تک جو صاحب اتھہ

روپیہ قیامت سالانہ الہلال کی دفتر میں

بھیج دینگے، انکے روپیہ میں سے سرف اتھہ آنہ ضروری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

77, 1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly " " 4-12

الاحلال

میر سرتول غرضوی
مسئول ادارہ اسلام آباد

مقام اشاعت
۱۰۷ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

عنوان تلغرافی
"الاحلال"

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مضمون رسالہ

جلد ۳

کلکتہ: چار شنبہ ۱۸ شعبان ۱۳۳۱ ہجری

نمبر ۴

Calcutta : Wednesday, July 23, 1918.

اسلام

فہرست

(۱) واقعہ تسخیر ایتھوپیا اور ایل کے متعلق ہندوستان بھر کے مسلمانوں کو اجماعی لہجے میں یہ آواز بلند کر کے گورنمنٹ ہند سے درخواست کرنی چاہیے کہ مسلمانوں کا یہ عمری پیغام ہرم گورنمنٹ کو پہنچادے کہ اس موقع پر تمام اسلامی دنیا برطانیہ عظمیٰ سے دولت عثمانیہ کی امداد کی متوقع ہے، لیکن اگر کسی وجہ سے اعانت میں قدم نہیں بڑھا سکتی تو کم از کم یہ تو ہو کہ ترکوں پر دباؤ ڈالنے میں شریک نہ ہو۔ یہ آخری وقت ہے، انگلستان نے اب بھی خدیاں نہ کیا تو نہ معلوم اسلامی جذبات پر کیا اثر پڑے گا؟

(۲) حادثہ کانپور کے متعلق ہندوستان کے مختلف مقامات میں متعدد جلسے ہو چکے ہیں اور ہر روز ہیں۔ سب سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ مسلم لیگ نے بھی پروٹسٹ کیا ہے۔ وہ مسلمان جو گورنمنٹ کے کسی حکم پر نکتہ چینی کو شرک باللہ و شرک فی الرسالة تو نہیں، مگر ایک تیسری قسم کی شرک (شرک فی العکرمہ) ضرور سمجھتے ہیں، ان کو سوچنا چاہیے کہ لیگ جیسی مجلس جس کی آفرینش تھی اسی لیے ہوئی تھی کہ قوم میں گورنمنٹ کی طاعت و عبادت کے جذبات کو پھیلانے، جب اس حکم پر اعتراض کر رہی ہے تو ایسی حالت میں ان کی خاموشی کہاں تک موزوں مانی جالیگی؟

(۳) اس نمبر میں صفحہ ۱۰۵ سے ۱۰۹ تک ہر گز - صفحہ ۹۹، ۱۰۰ کو صفحہ ۵، ۶۰ سمجھنا چاہیے، یہی ترتیب آخر تک ہے۔

شذرات

تسخیر ادرہ

ہفتہ جنگ

مقالات

رفتار سیاست

وہابی و حقایق

لائف و بایوگرافی الی القہار

مذکورہ علمیہ

فلسفہ تشکیک

مراسلات

حادثہ مسجد کانپور کی مسئولیت

تاریخ حسدات اسلامیہ مسلمانان ہند کا ایک ورق

اعانت مہاجرین

فہرست زرائع / مہاجرین عثمانیہ [۶]

اویز

غازی انور

ایک ترک کے سر پر باغری جبراً صلیب کا نقشہ

بنا رہے ہیں

شذات

قریبی و ادرنہ

صبح امید کہ بد معتکف پردہ غیب
گوہر آئے کہ کارشب تار آخر شد

ادرنہ (ایڈریا نرپل) مسخر ہو گیا، فاتحان عثمانی شہر میں داخل ہو گئے، دنیا بآ امید ہو چکی تھی، یورپ سمجھ چکا تھا کہ ترک جاں بلب ہیں، اب وہ اقدام کے قابل ہی نہیں رہے، لیکن حدیہ کاملہ کے دست اعجاز نے اسی بیمار سے تندرستوں کو شکست دلائی۔ ترکوں کا اجتماع ہونے ہی بلغاری مرعوب ہو کر بھاگ نکلے، اپنے استحکامات جو بڑی کرششوں سے استوار کیے تھے اور

اُن کو ناقابل تسخیر سمجھے ہوئے تھے، آپ دھادیے، اور خدا کا وعدہ پورا ہو گیا کہ قانون الہی کے حدود توڑنے والے اور تعلیم رسالت کی بے حرمتی کرنے والے انجام کار تباہ و برباد و خستہ و خراب ہو کر رہیں گے۔

عن الذی رہ خدا ہی ہے جس اخرج الذین نے اہل کتاب تفررا من کی اُس جماعت اہل الکتاب کو کہ انتقام الہی من دیارہم کی منکر ہو چکی لاول الحشر، تھی، اُس کے ماظنتم ان گھروں سے، مسلمانوں یخرجوا، کے پیلے ہی اجتماع رطلوا انہم میں نکال باہر مانعتم کیا، مسلمان حصرتہم سمجھے تھے کہ نہ نکل من اللہ، کیونکہ، اور فاتا ہم اللہ خود اُن کو بھی من حیث گمان تھا کہ اُن کے لم یعتسروا، قلعة خدا سے اُن کو و قذف، بچا لینگے، آخر



غازی انوری ایڈریا نرپل میں داخل ہو رہے ہیں

خی قلوبہم الرعب یخرجون بیوتہم بایديہم ر ایدي المرمین، فاعتبروا یا اولی الابصار، والوا ان کتب: اللہ علیہم الجلاء لعذبہم فی الدنیا، ولہم فی الآخرة عذاب النار، ذلک بانہم شاقوا اللہ ورسولہ، ومن یشاق اللہ فان اللہ شدید العقاب (۵۹: ۲۰)

انہوں نے منہ موڑ لیا، اور جو ایسا کرتا ہو اُس کو یقین کر لینا چاہیے کہ خدا کا عذاب نہایت سخت ہے۔

اس طرح غضب الہی نازل ہوا کہ اُن کے دم و گمان میں بھی نہ تھا۔ اُن کے دلوں پر رعب و ہیبت چھا گئی، اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں ہی ریران کرنے لگے۔ مسلمانوں نے بھی اس ریرانی میں اُنہیں مدد دی۔ جن لوگوں کے آنکھیں ہوں اُنہیں اس واقعے سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ خدا اگر اُن کی قسمت میں اخراج نہ لکھ دے ہوتا تو دنیا ہی میں اُن کو عذاب دیتا، اور آخرت میں تو اُن کے لیے آگ کا عذاب ہے۔ سبب یہ ہے کہ خدا اور رسول کی تعلیم سے

ایڈریا نرپل کو جب بلغاریوں نے فتح کیا تو اپریل کے فورت نائٹلی ریویو میں ایک مشہور انگریز (مسٹر ہربرٹ ریوین) نے لکھا تھا کہ ”ایک لاساکی پیغام اناطول کے صحرا و جبل میں اس خبر کو مشتہر کرتا ہوا گذرا ہے کہ پرانے مہیب فرماں روا (ترک) کی حاکمانہ زندگی کا آفتاب دھل گیا، عجیب و غریب طلسماتی قلعة ٹوٹ گیا، جہاد، اسلامی اتحاد، اور بے شمار مسلمان جنگجوؤں کے غیظ و غضب کے دھوکے کھل گئے“ لیکن اب اُن کو یقین کرنا چاہیے کہ اسلام کی طاقت کو فریب سمجھنے میں وہ خود دھوکے میں تھے۔ اسلام اپنی قہاری کے نتائج دکھانے میں کبھی ناتوان و ضعیف نہ نکلیگا۔ اُس نے ایک مدت سے پیغام دے رکھا ہے، اور یہ پیغام پورا ہو کر رہیگا کہ:

سیہ—زم الجہ ع کفار کی جمعیت عن قریب منہزم ہو رہیوں الدیر، بل جائیگی، اور وہ پیٹھ دکھا کر بھاگیں گے، الساعۃ بلکہ ابھی اُن کا وعدہ مرعد ہم، ہے، اور وہ گم تری والساعۃ بتری مصیبت کی ادھی وامر، تلخ ترین گم تری ہے۔ ان المعزمین یہ گنگار ہیں، یہ فی ضلال گمراہی اور آگ و سحر، میں ہیں، وہ دن یوم، آئے والا ہے جب کہ یسوعیون منہ، کے بھل یہ فی النار آگ میں کھینچے علی جائیگی، اور ان سے رجزم: کہا جائیگا کہ عذاب ذوقا مس دوزخ کا مزہ چکھو۔ سقر، انا کل ہم نے ہر چیز کو شی خلقناہ اندازے سے پیدا کیا بقدر، وما ہے۔ ہمارے حکم امرنا الا کو ایک ذرا آنکھ، واحدہ جھپکنے کی طرح کلمح پہنچا ہوا سمجھو۔ بالبصر، ولقد دیکھتے نہیں کہ ہم اہلکنا نے تمہارے حامیوں اشیاکم کو ہلاک کر ڈالا۔

فہل من مدکر؟ کیا اب بھی تم میں کوئی غور و فکر سے کام لینے والا نہیں ہے؟ (۵۴: ۳۱-۳۷)

تسخیر ایڈریا نرپل کی ناسوری میں موجودہ صدر اعظم دولہ عثمانیہ (شاہزادہ سعید حلیم پشا) اور غازی انوری کی قابلیت و موقع شناسی کو خاص دخل ہے۔ اول الذکر خاندان خدیوی (مصر) کے ایک مشہور رکن رکیں ہیں، اور ابتدا ہی سے مجلس اتحاد و ترقی کے کاموں میں غازی انوری کے دست و بازو رہے ہیں۔ جب پہلے پہل اُن کو وزارت خارجہ تفویض ہوئی تھی، تو اُن کی ناتجربہ کاری کی بنا پر عام اختلاف کیا گیا تھا، اور جب وزارت عظمیٰ پر فائز ہوئے تو یہ اختلاف شورش انگیز مخالفت کی حد سے بھی گزر گیا۔ مادی دنیا، کمزور اسباب پرست طبیعتیں کب واقف تھیں کہ بخدا کو جب کوئی کام لینا ہوتا ہے تو وہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق سے بھی اعلیٰ سے اعلیٰ کام لے سکتا ہے، اگر اُس کی مشیت مقتضی ہوئی تو اس کام کو حد تکمیل تک پہنچا دیگا، ورنہ ریڈیم کی شعاعیں رات کی تاریکی

ملحنامہ پر دستخط ہونگے " لیکن یا سبحان اللہ! چند ماہ میں دہلاہ حوادث کا رخ کس قدر بدلتا ہے! اب قسطنطنیہ کے بدلے صوفیا کے کوجہ و بازار کوہ شکن توپوں سے گرنے لگے ہیں۔ اور فردینند اس کے دست و بازو، اعوان و انصار، بلکہ اس کے حلفاء و ہمساز کہتے ہیں کہ "اب صوفیا میں ملحنامہ پر دستخط ہونگے"۔ و تعز من تشاء وتغل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدير۔

رومانی فوج میزڈرائنگ پہنچ گئی ہے۔ میزڈرائنگ اور صوفیا میں ۳۱ میل کا فاصلہ ہے۔ مدافعت کے لیے نہ اب روسی متطوعین (والنٹیرس) ہیں کہ وطن واپس جا چکے ہیں۔ اور نہ بلغاری سپاہی کہ ترکوں کی خون آشام تلوار اور انسان پاش توپوں کے نذر ہو چکے ہیں۔ اگر رومانی فوج بڑے تو صوفیا کی تسخیر چند گھنٹوں کا کام ہے۔ اس لیے شاہ فردینند اور اس کی ملکہ دونوں بھاگ گئے ہیں۔ (ریپورٹر نے اس خبر کی تعبیر اضطراب انگیز مگر غیر متیقن افواہ سے کی ہے)

ان یاس انگیز حالات کو دیکھتے فردینند نے چارلس شاہ رومانیہ کے سامنے پناہ اور امطلاح سیاست میں صلح کے لیے دست سوال دراز کیا ہے۔ شاہ رومانیہ کی طرف سے جواب یہ ملا ہے کہ سابقہ درستی کی باز آمد کے ہم خود خواہشمند ہیں، مگر مشورہ یہ ہے کہ پہلے ان تمام دول کے ذریعہ مبادی صلح طے ہو جائیں جن کا تعلق اس مسئلہ سے ہے۔

ملکہ بلغاریہ نے بھی پیشقدمی کے موقوف کرنے کے لیے اس امید پر تار دیا تھا کہ اس کی جنسیت اس کی درخواست کی شفیع ہوگی، مگر یہ عالم سیاست ہے اس میں عواطف و جذبات رقیقہ کا کیا ذکر۔ کہ لا قلب للسیاسة۔

دل کے زخم ستم ظریفی سے گد گدائے گئے، جواب آیا کہ پیشقدمی زیادہ سے زیادہ غور و فکر کے ساتھ عمل میں لائی جائیگی۔ رومانیہ کو یونان اور سروریا سے توڑ لینے کے لیے بلغاریہ نے گونا گوں تدبیریں کیں، مگر دبستان یورپ میں سبق آموزی کا فخر صرف بلغاریہ ہی کو حاصل نہیں، رومانیہ بھی اس فخر میں برابر کی سہم ہے، پھر جب یورپ کی یہ تلقین ہو کہ تم اس شخص کا ساتھ دے جس کے ساتھ قوت ہو، تو رومانیہ، یونان اور سروریا کو چھوڑنے کے بلغاریہ کے ساتھ کیوں ہوتی۔ رومانیہ کی طرف سے اعلان کر دیا گیا کہ وہ تنہا صلح کرنا نہیں چاہتی۔

۱۹ - کا تار ہے کہ رومانی فوج نے بلغاری فوج کو فردینند میں (جولوم پلنیکا اور صوفیا کے مابین واقع ہے) نہایت شرم انگیز شکست دی۔ بلغاری جنرل نے مع ۱۲ - توپوں کے ہتھیار ڈال دیے۔ دول نے اعلان کر دیا کہ بلغاریہ کو پامال ہونے نہ دیا جائیگا۔ صوفیا پر قبضہ کرنے کی اجازت نہ دیجائیگی۔ اب رومانی فوج کا سیلاب مشرق کی طرف بڑھ رہا ہے، اور رومیلی خطرہ میں ہے۔

ان بلغاری بھیریوں کے شکار جب تک "ناپاک کفار" مسلمان تھے اس وقت تک داستان مظالم مبالغہ تھی، مگر جب ان ستم پیشہ مہذب انسان اور حریت بخشان نصرانیات کے پندہ دندان صلیب پرستوں کے جسموں پر چل رہے ہیں یہی مہذب انسان درندے کہے جاتے ہیں۔

بلغاریوں کی سببیت و درندگی نے یونان میں غیر معمولی جوش پیدا کر دیا ہے۔ یونان کو امرار ہے کہ اب صلح صوفیا میں جائے ہوگی۔ فرجیں بلغار میں بڑھتی چلی جا رہی ہیں، جہاں کہیں مقابلہ ہوتا ہے بلغاری فوج ہتھیار ڈال دیتی ہے۔ روسی سفیر نے اتھینس میں صلح

نہ بھی مٹا سکیں تو یہی بہت ہے کہ ایک بار روشن تو ہو گئیں۔

انررے ایڈریا نوپل میں داخل تو ہو گئے مگر یورپ کے انصاف و صداقت سے مطلق امید نہیں ہے کہ تسخیر ایڈریا نوپل سے وہ ترکوں کو فائدہ پہنچنے دیگا۔ اس نے ابھی سے فیصلہ لیا ہے کہ ترک اپنی پیشقدمی سے باز نہ آئے تو یورپ کی تمام نصرانی حکومتیں مل کر ان پر زور ڈالیں گی، اور ان کے خلاف جنگی کارروائی کریں گی۔ "دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت" (انگلستان) کے جنگی جہاز روانہ بھی ہو گئے ہیں، اور فرانس بھی یہی تہدید کر رہا ہے۔ روس کا الیمینٹ (انڈار) بھی آنے ہی کو ہے، اور اطالیہ نے تو اپنی رائے ظاہر ہی کر دی۔ جرمنی و آسٹریا کی جانب سے بھی کوئی امید نہیں، لیکن خدا کی درگاہ سے ہنوز امید باقی ہے۔ باب عالی ابھی تک تو نہایت پر زور ہے۔

تا بہ بینیم سرانجام چہ خواہد بود؟

مسٹر ڈبلیو۔ آر۔ پاٹن نے جزیرہ سامرس سے منچسٹر گارجین کو ایک خط لکھا ہے جس میں دکھایا ہے کہ یونان و اطالیہ کا اپنی اپنی رعایا کے ساتھ کیا طرز عمل ہے۔ یہ ترکی جزیرہ جنگ طرابلس کے بعد سے اطالیوں کے قبضے میں آ گیا ہے، خال خال مسلمانوں کے علاوہ زیادہ تر آبادی عیسائیوں کی ہے۔ خط کے آخر میں مسٹر پاٹن لکھتے ہیں کہ "اس جزیرہ کے باشندوں نے اطالیہ کے طرز حکومت کے خلاف ایک اپیل انگریزی وزارت خارجہ میں بھیجی تھی، جسکو ہنوز اخبارات میں شائع نہیں کیا گیا۔ اٹلی کے گورنر جنرل (امیلار) کی ظلم و ستم سے تمام جزیرے کے باشندے نالاں ہیں۔ آنگا بیان ہے کہ اطالیہ کے جو رجفا کے سامنے ترکی کے مظالم کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ وہ دول یورپ سے ایڈیل کرتے ہیں کہ جب اسکا آخری تصفیہ ہو تو ہرگز یہ جزائر اٹلی کے قبضہ میں نہ رہیں کیونکہ یہ ثابت ہو گیا کہ یہ قوم دوسری قوم پر حکومت کرنے کے ہرگز قابل نہیں ہے"

نہایت کے نامہ نگار نے صوفیا سے اس کو اطلاع دی ہے کہ "مقدونیا کی بلغاری رعایا جذبی املاک سروریوں اور یونانیوں نے زیر دستی چھین لی ہیں، روزانہ آ رہی ہیں۔ یہ عجیب و غریب قصہ سروری اور یونانی مظالم کے بیان کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ترکوں کے ہاتھوں اس کے مقابلہ میں کچھ بھی ہم نے تکلیف نہیں اٹھائی تھی، جس قدر اس وقت ظلم ہو رہے ہیں، ایک رپورٹ مظهر ہے کہ "سولینکا، فلورینا، کاسٹوریکا کے جیل خانے بلغاریوں سے بھرے پڑے ہیں"

یہ مظالم ہیں جو مہذب نصرانی قومیں خود اپنے ہم مذہبوں کے لیے جائز رکھتی ہیں، اور اس پر بھی تہذیب و تمدن میں فرق نہیں آتا، پھر مسلمانوں کے قتل و غارت میں کیا باک ہے؟

ہفتہ جنگ دنیا کی آنکھ نے فتح کے بعد شکست، عزت کے بعد ذلت، اور عروج کے بعد زوال کے صدمہ تماشے دیکھے ہیں، مگر ان میں شاید ہی کوئی تماشا بلغاریہ کی اس داستان اقبال بعد از قبال سے زیادہ سریع الوقوع، درد انگیز، اور عبرت آموز ہوگا۔

ابھی چند ماہ ہوئے کہ بلغاریہ کی فوجیں چٹلجا اور ادرنہ کو گھیرے پڑی تھیں، بلغاری توپوں کی گرج قسطنطنیہ میں سنائی دیتی تھی، اور فردینند نے کہا تھا کہ "اب قسطنطنیہ میں جا کے

ترکی باغیہ حدود کے متعلق بین الاقوامی کمیشن کی کارروائی میں عجلت کو کام فرمایا جائے۔ اسی کے ساتھ روم سے نیم سرکاری طور پر یہ اعلان کرایا گیا کہ اگر باب عالی نے اپنی فوج کو اندر کے میں داخل ہونے کی اجازت دی تو ”دولت متعہ“ براہ راست مداخلت کا استعمال کرے گی۔ اسی اثناء میں روسی سفیر بارباروزیر اعظم سے ملتا اور باب عالی کے موجودہ طرز عمل پر اظہار نفرت کرتا رہا مگر جس کا شعار ”ادرنہ یا موت“ ہو اس پر تہدید و تحریف کیا اثر کر سکتی ہے؟ اس وقت تک دول کی طرف سے جو کچھ ہوا تھا وہ محض زبانی تھا اب ضرورت تھی کہ قول کی تائید میں عمل بھی کرے۔

اگر ابھی انگلستان زبانی کارروائیوں میں پیچھے رہا تھا تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ اسکی تلافی عملی کارروائیوں میں پیشقدمی سے نہ کر دیتا۔ سب سے پہلے انگلستان کے جہاز جنش میں آئے۔ ۲۰۔ کا تارے کہ یار موتہ، انگریسیل، اور پروسر پائلن، پالرس پہنچ گئے، اور برطانیسی تباہ کن، کشتیاں عنقریب آنے والی ہیں۔

مگر موجودہ ترکی وزارت جسکی بنیاد بزدلی و اجانب پرستی کے بدلے ہمت اور وطن پرستی پر ہے ان تمام کارروائیوں میں ایک سے بھی متاثر نہ ہوئی۔ ایک طرف دول کو یاد داشت ایسے لب و لہجہ میں بھیجی جس سے اعلان جنگ مترشح ہوتا تھا، اور دوسری طرف فوج کو ادرنہ میں داخلہ کا حکم دیدیا۔

یاد داشت میں باب عالی نے لکھا کہ خط اینوس میڈیا کے متعلق سوال کے دپلو میٹک ذرائع سے حل کو باب عالی خود ترجیح دیتا، مگر بلغاروں کے مظالم نے اسکو ناممکن کر دیا ہے۔ باب عالی امید کرتا ہے کہ موجودہ حالات میں یورپ اسکو کسی ایسی سرحد کے حاصل کرنے کے لیے مجبور متصور کرے گا جو دارالسلطنت کی حفاظت کی ضامن ہو، نیز بلغاریا کو بھی اسی کے مطابق مشورہ دیا۔

یورپ ابھی تک موجودہ وزارت کو کامل کی وزارت سمجھ رہا تھا جو ایک طرف اخبارات اور قوم کے رکلا کے سامنے تسلیم ادرنہ سے تبری و تعاشی کرتی تھی، اور دوسری طرف اس کے لیے انگلستان کی رسالت سے ساز باز کر رہی تھی۔ چنانچہ رپورٹر ۲۱۔ کو تار دیتا ہے کہ دول کو پختگی کے ساتھ یقین دلایا گیا تھا کہ ادرنہ کی طرف پیشقدمی ہو کر مقصود نہیں، بلکہ قسطنطنیہ کے غیر معمولی پرجوش اشخاص کے خاموش کرنے کے لیے ہے۔ مگر ۲۱۔ جولائی ۱۹۱۳ اسے معلوم ہوا کہ اس کا منال غلط تھا اور اب ایشیا نے اسے زرین اصول سیاست کا استعمال سیکھ لیا ہے۔

اس انکشاف حقیقت نے ”یورپ کے دارالسلطنتوں میں ایک قسم کا خوف آمیز تعجب پیدا کر دیا ہے۔ اسی تار میں آگے چل کے رپورٹر کہتا ہے کہ ”صاحنامہ لندن کے بابت دول اس درجہ قریبی طور پر ہم خیال ہیں کہ ترکوں کی طرف سے اس کے علانیہ تمسخر کو منظور نہ کرے گی۔ خواہ ترک بلغاریوں کے مقابلہ میں باقاعدہ اعلان جنگ ہی کرنا کہیں نہ چاہیں۔“ بہر حال قانونی اور غیر قانونی کسی طرح سے بھی صلیبی یورپ ترکوں کو ادرنہ اپنے ہاتھ میں رکھنے نہ دے گا۔ دیونکہ اس سے اس اصول گلیڈسٹون کی ناقص لازم آئیگا جو آج بلا استثناء تمام یورپ کا دستور العمل ہے۔ اسی تار میں آخر میں یہ بھی کہید گیا ہے کہ ”بے شبہ ترکوں پر سخت دباؤ ڈالنے کے ذرائع موجود ہیں مگر ان پر سب کا اتفاق امر مشکل ہوا“ اور غالباً اشکال کا باعث اختلاف ثلاثہ بلکہ جرمنی ہوا۔ ورنہ فرانس و انگلستان دونوں اس تجویز سے اتفاق کرنے کے لیے تیار ہونگے جو ”دیورپ“ کے پایا تخت سے پیش کی جائے۔

دی سلسلہ جنبانی کی، تر جواب ملا کہ منظور، مگر اس شرط پر کہ بلغاریا حلفاء کے تلم مفتوحہ مقامات سے دستبردار ہو، اور تاران جنگ ہے۔ شہروں اور دھات کی بریادی سے جسقدر نقصان ہوا ہے اسکا معارضہ ہے۔ تھریس میں یونانیوں کی جان، مال اور مذہبی آزادی کی ضمانت کرے، اور ایک مقررہ مدت کے اندر فوج منتشر کر دے۔

سرری فرج سینٹ نکولس کے قریب پہنچ گئی ہے۔ بلغاریا افسروں نے باشندوں کو شہر چھوڑ دینے کا حکم دیدیا ہے۔

۲۱۔ کا تارے کہ روسی سفیر نے پھر یونان سر دیا اور جبل اسرد سے صلح کے لیے گفتگو کی۔ تینوں ریاستوں نے بالاتفاق جواب دیا کہ وہ صلح کے لیے بلغاریا سے براہ راست گفتگو کرنے کے لیے تیار ہے، مگر مبادی صلح پر دستخط سے قبل وہ القوائے جنگ کے لیے تیار نہیں۔

۲۷۔ مارچ کو جہاں ہلال سرنگوں ہوا تھا وہاں اس خدائے بدر و احزاب کی کارسازوں نے تمام عالم اسلامی کے قنوط ریاس کے باوجود کل ۲۱۔ جولائی کو پھر اسے سر بلند کر دیا۔ لندن ٹائمز کا نامہ نگار صوفیا سے تار دیتا ہے کہ ترک محافظ فوج کی خفیف مقاومت کے بعد ادرنہ میں داخل ہو گئے۔

انگلستان کے مایہ افتخار مسٹر گلیڈسٹون یورپ کو تلقین کر گئے ہیں کہ ہلال سے جو صلیب کے پاس آئے اسکو پھر ہلال کے پاس واپس نہ جانا چاہیے۔ اسلئے ادرنہ پھر ترکوں کے پاس آنا یورپ کیونکر گوارا کر سکتا تھا؟

ترکی فوج ابھی بنیر حصار ہی تک پہنچی تھی کہ اتحاد ثلاثہ (انگلستان فرانس اور روس) کا اضطراب بڑھا، اور اسدرجہ بڑھا کہ سررشتہ صبر ہاتھ سے جاتا رہا۔ تجویز ہوئی اس خطرہ روح فرسا کے متعلق غور کرنے کے لیے سفراء مجتمع ہوئے۔ قاعدہ سے اس جلسہ کے مقام اجتماع اور صدارت کا شرف خاک انگلستان کو حاصل ہونا چاہیے تھا، کیونکہ اس اجتماع کا اصول اساسی انگلستان ہی کے ایک نامور فرزند کی دیرینہ عداوت اسلام کا نتیجہ ہے۔ پھر اس دو سال کے پر آشوب زمانے میں بھی امن یورپ اور مصالح صلیب کے حفظ و نگہداشت میں وہ ہمیشہ پیش پیش رہا، چنانچہ یہ انگلستان ہی تھا جس کے سفیر نے دولت عثمانیہ کو جنگی تیاری کے موقوف کرنے پر مجبور کیا تھا۔ یہ خاک انگلستان ہی تھی جہاں یاد داشت تیار کی گئی تھی، اور ہاں یہ انگلستان ہی کا بیڑا تھا جس کے جہازوں نے یاد داشت کو پر اثر بنانے کے لیے سب سے پہلے نقل و حرکت شروع کی تھی۔

لیکن شاید اس شرف کی حد سے زیادہ بہتات میں سرگرمی کی درریں آنکھوں کو خطرات نظر آئے، اور اسلئے سیاحت پر انگارے (رئیس جمہوریت فرانس) میں یہ طے ہوا کہ اس خطرناک شرف تقدم میں فرانس بھی سہم ہو۔ بہر نوع سبب کچھ ہو صدارت اور مقام اجتماع کا شرف ابھی فرانس کو حاصل ہوا۔ پیورس میں موسیور پھن وزیر خارجہ فرانس کی صدارت میں سفراء جمع ہوئے، اور اس کے بعد سفیر فرانس متعینہ قسطنطنیہ کو تار دیا گیا کہ وہ باب عالی کو معاہدہ لندن کے احترام پر مجبور کرے۔ ۱۷۔ جولائی کو رپورٹر نے یہ خبر دی کہ ”اگر ترکوں نے ادرنہ لے بی لیا، تو دول ان کے پاس رہنے نہ دینگے“ مگر یہ کامل پاشا کی وزارت نہ تھی کہ ڈاؤنگ اسٹریٹ کے باڑی گوروں کے اشاروں پر رخصت کرتی۔ دول کے مکرر اعلان کے باوجود بھی جب باب عالی کے طرز عمل میں کوئی فرق نہ آیا تو اسی ”دماغ“ نے جس نے اور صد رز تدابیریں سونچی تھیں یہ تجویز کی کہ

مقالہ

رفتار سیاست

مصر، ایران، ترکی

فارسل فرعون فی المدائن حاشرین : ان هؤلاء شر ذمۃ
قلیلون، و انهم لنا لغالظون، و انا لجمیع حادرون، فاخرجنا ہم
من جنات و عیون، و کفوز و مقام کریم، کذلک
و اورثنا ہا بنی اسرائیل، فاتبعوہم مشرقین (۲۶: ۳۹-۴۲)

در بیابان فنا کم شدن آخر تا چند ؟
وہ بہ پریم مگر رہ بہ مہمات بریم

اقانیم تثلیث جن ممالک کو ترجیح سے غصب کرچکے ہیں
ان کے حوادث انتزاع و اغتصاب پر سب کی نظر ہے، لیکن جو
قدر قلیل ہنوز دست برد سے باقی ہے، اُس پر اُچھتی ہوئی نگاہیں
بھی نہیں پڑتیں۔ برطانیہ عظمیٰ کی زبان حال (لندن ٹائمز)
تازہ اشاعت میں گویا ہوئی تھی کہ ”مصر کو انگریزی مقبوضات
میں ملحق کرنے کا خیال نہ کبھی پلے ہوا تھا اور نہ اب ہے۔“
لیکن وزیر خارجہ انگلستان (سرایڈرڈ کرے) دیوان عام (ہاؤس
آف کامنس) میں صاف کہہ رہے ہیں کہ :

گورنمنٹ برطانیہ کو اس مسئلہ (العاق مصر) کی جانب نہایت
ترجہ ہے۔ کئی سال سے یہ واقعہ پیش آ رہا ہے کہ مصر کے عمید برطانیہ
(برٹش ایجنٹ) کی کئی سالانہ تقریر (انتظامی رپورٹ) ایسی نہ
نکلی کہ مسئلہ العاق پر نکتہ چینی سے محفوظ رہی ہو۔ یہ تعجب
کی بات نہیں ہے کہ اس وقت اس بات کی کوشش کی جا لگئی
کہ ملک کو اس دھمی دیو کی تکلیف سے آزاد کر دیا جائے۔
تعجب کی بات یہ ہوتی اگر موجودہ برٹش ایجنٹ (لارڈ کچنر)
لارڈ کرومر کے بعد اس مسئلہ کو ایک سال تک کے لیے غیر منفصل
وہنے دیتے، اور انگلستان کی حکومت کو اس امر پر متوجہ نہ کرتے۔

پچھلے سال مسئلہ العاق کے متعلق دزل یورپ سے انگریزی
سلطنت کی گفتگو ہوئی تھی، ہنوز یہ سلسلہ جاری ہی تھا
کہ جنگ بلقان چھڑ گئی۔ مطلع سیاست مکر ہو گیا، اور یورپ
میں تشریش پھیل گئی۔ معاملات مشرق ادنیٰ کے تقدم و اہمیت
کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس معاملے کو چند روز کے لیے چھوڑ دیا گیا،
اب کسی دوسرے موقع پر اس کی سلسلہ جنبانی ہوگی۔

دزل ستہ کے علاوہ تقریباً اور بھی پندرہ گورنمنٹیں جو اس
مسئلہ سے تعلق رکھتی ہیں اس میں شریک ہونگی۔ اتنی رضامندی
حاصل کرنی ضرور ہے۔ یورپ میں ایسے نامہ و پیام میں بڑی
دقت ہوتی ہے، کیونکہ نسخہ العاق معاہدہ مصر پر بہت سے
اعتراضات کیے جاتے ہیں۔ یہ اعتراض ملحوظات سیاسہ کی بنا پر
ہوتے ہیں، انتظام یا عدالتی امور کی متعلق نہیں ہوتے، اسوجہ سے
یہ سوال مناسب وقت کا منتظر ہے۔

مشرق ادنیٰ میں صلح کرانینے کی وجہ سے دوسری قوموں کی
نظر میں برطانیہ کا رقرار اثر اچھا ہو گیا۔ مصر کے موجودہ نظام عدالت
میں برطانیہ کو کسی ترمیم کے پیش کرنے میں کچھ ایسی دقت نہ
ہوگی، اگر کبھی ترمیم پیش ہوئی تو زہانکی ملکی حالت میں اس سے
کوئی تغیر نہ ہوگا، اور نہ واسی نیل میں اس سے برطانیہ کی ذمہ
داریوں میں کچھ فرق آئیگا۔ العاق مصر کا مسئلہ بہت ہی عجیب
معنوں میں اسوقت سمجھا جا رہا ہے۔ نظم و نسق کے موجودہ
حالات کچھ اس نوعیت کے واقع ہوئے ہیں کہ اس وقت جیسی
پولیس ملک میں موجود ہے اُس سے بہتر جمعیت قائم کرنے
میں کیا کچھ موانع پیش آ رہے ہیں۔ اس سے انصاف کا خزن
ہوتا ہے، اور عام ملکی ترقی میں خلل پڑتا ہے۔

سلطنت برطانیہ کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ غیر اقوام کے نازک
معاملات میں بہت نرم ہے، اسوجہ سے۔ وہ العاق کو بہت ہی
غیر موزوں معنوں میں بھی سن لینا جائز سمجھتی ہے۔ اسکا نتیجہ
یہ ہوتا ہے کہ قذافل و سفراء دول، فرالض پولیس کے ادا کرنے میں
خلل ڈالتے ہیں، اور بغیر مصری حکومت کی منظوری یا
استمراج کے پولس سے اپنی رارنڈونکہ امتثال کے آرزومند رہتے ہیں۔

روسی الجنس آدموچ (Adamovitch) سے مصر کے باہر ایک
جرم سرزد ہوا تھا۔ روسی قونصل نے اس کو مصر میں گرفتار
کر لیا، اور روس بھیج دیا۔ حکومت برطانیہ نے اس معاملہ
میں چشم پوشی تو کی، مگر یہ امر چشم پوشی کے قابل نہیں ہے
کہ مختلف معاملات میں اس طرح کے متواتر اقدام روسی قونصل
نے کیے ہیں، جس سے ایک ایسے ملک میں جہاں برطانیہ کو
بہت ہی قریبی تعلق حاصل ہے اصول میں فرق آتا ہے۔

خاص شرائط میں ایک حق امتیاز یہ بھی ہے کہ مصر کی
مقامی عدالتوں سے اجانب (آفاقی یا غیر ملکی رعایا) کو تعلق
نہ ہوگا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ملزمین گرفتار کرنے میں دقت پیدا
ہو گئی۔ بعض مرقعونمیں گرفتاری نا ممکن ہو جاتی تھی، اور کافی
شہادتیں میسر نہیں آسکتی تھیں، جب کسی غیر ملک کا کوئی
باشندہ گرفتار ہوتا تھا تو اسی ملک کے قونصل کی عدالت میں
وہ بھیج دیا جاتا تھا۔ اس سے مصر کی انصاف کرنے والی حکومت
کو صدمہ پہونچتا تھا۔ مجرموں کو ارتکاب جرائم کے لیے مصر اُس زمانے
میں ایک عمدہ جگہ مل گئی تھی۔ اسوقت جیسا کہ سالانہ
رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے، سفید رنگ اقوام (اہل فرنگ) کی بردہ
فرشی کرورکنے میں بھی دقت ہوتی ہے۔ باقاعدہ العاق نہر نے
سے رفاہ عامہ کے دوسرے کاموں میں بھی اسی طرح کی بہت سی
زحمتیں پیش آ رہی ہیں۔

مصر کو مقبوضات برطانیہ میں ملحق کرانینے کی تحریک اگر
خود مصر کے حق میں کوئی مصلحانہ تحریک ہے تو یقین کرنا
چاہیے کہ دوسری قوموں کے لیے بھی یہ کوئی تکلیف کی بات
نہرگی۔ غیر ممالک کو بہت سے فائدے پہونچینگے، اجنبی حکمرانوں کی
تجارت میں ترقی ہوگی۔ برٹش ایجنٹ نے سنہ ۱۹۱۲ء کی سالانہ

بھی ضروری تھا۔ آئینی حکومت میں تین چار سو اخبارات نکلا کرتے تھے، مگر اب استبداد کے چند مداح و باہ خواں اخباروں کے علاوہ مشکل سے کوئی آزاد اخبار نکلتا ہوگا۔

سنہ ۱۹۰۷ء میں صرف طهران سے دیرہ سو اخبارات شائع ہوئے تھے، جو اپنی صداقت، اخلاقی جرات اور علمی و ادبی اعتبارات سے نہایت ممتاز تھے۔ اس ترقی میں تعصب و تحیر کا اور بھی اضافہ ہوتا ہے جب اس حقیقت پر نظر پڑتی ہے کہ ایام استبداد میں اخباری مذاق سے ایران اس قدر نا آشنا تھا کہ سب سے پہلا ایرانی اخبار لیتھو پریس میں چھپوا کر شاہ اپنے عہدہ داروں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے، اور انکی تذکراہوں سے اُسکی قیمت وضع کر لی جاتی تھی۔

آجکل تبریز سے ایک اخبار نکلتا ہے جو ہمیشہ روس کی مدحت سرائی میں مصروف رہتا ہے۔ ”پروفیسر براؤن کے پاس بہت سے اخبارات کا ایک مجموعہ بھی تھا جسے درباری تقریر میں حاضرین کو دکھایا گیا۔ اس میں ایک ظریف اخبار کے پرچے بھی تھے جس کا نام ”حشرات الارض“ تھا، اس اخبار میں تمام دنیا کے استبداد پسندوں کی تاریخ درج تھی، مگر اب ایسا انقلاب آیا کہ اب اس ہی رہا اور نہ اخباریت ہی باقی رہ گئی۔

انگلستان نے روس کو ایران میں موقع تو دیدیا، لیکن اس مسامحت سے خود اُسے بھی کوئی فائدہ پہونچا؟ نظرات خارجہ تو اثبات میں جواب دیگی، مگر پارلیمنٹ کے مقتدر ممبر (مسٹر سائکس) کو اس سے انکار ہے۔ دیوان عالم میں وہ بیان کرتے ہیں کہ ”انگریزی روسی معاہدہ ایران کے رز سے ایران میں روس کے ہر طرح کے تجارتی و ملکی و سیاسی حقوق حاصل کر لیں، مگر برطانیہ نے بیشتر تجارتی حقوق جاتے رہے۔ یہ طرز عمل خود ہمارے لیے بھی مضرت کی چیز ہے، اور اس سے ہماری رعایا کی ایک بڑی تعداد بھی، جو مسلمان ہے، سخت ناراض ہے۔ ان باتوں سے ہم کو یہ سبق حاصل کرنا چاہیے کہ آئندہ گورنمنٹ کی پالیسی جلد تبدیل کرنے میں خرابیاں ہیں“ با این ہمہ سرایتورہ کرے کو ان امور کی ذرا بھی پروا نہیں، اُن کے خیال میں ”یہ نہایت نامناسب رائے ہے“ معاہدہ نہ ہوتا تو ایران کی حالت اور بھی خراب ہوگئی ہوتی۔ اس معاہدے پر جو اعتراضات انگلستان میں ہو رہے ہیں اسے ہی اعتراض روس کی ایک جماعت بھی کر رہی ہے، اور وہ بھی اس سے ناخوش ہے۔“

یعنی اس معاہدے سے روس کو یہ حوصلہ تو ہوا کہ مشہد رضوی پر گولہ باری کی، آگ برسائی، بنیاد ڈھالی، علما کو پھانسی دی، مثلاً کیا، کھال کھنچوائی، مگر یہ حالت پھر بھی اچھی تھی، معاہدہ نہ ہوتا تو ایران کا تختہ ہی اُلٹ جاتا اور معاہدہ جس سے انگلستان کے علاوہ روس میں بھی ایک جماعت ناراض ہو اُس کے محاسن و منافع و موزونیت میں کیا کلام ہو سکتا ہے؟

۲۔ جولائی سنہ ۱۹۱۳ء کے ٹائمز آف انڈیا میں کرنیل ییت (Col. Yate) لکھتے ہیں کہ ”جنگ بلقان ختم ہونیکے بعد ہم ایران اور ایشیائی ترکی کے مستقبل کو بہت ہی تاریک دیکھ رہے ہیں۔ مشرق قریب کی ترقی کے متعلق ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ اسکا انتظام بالکل فرنگی اقوام کے ہاتھ میں دیدبا جائے یا اُن لوگوں کے ہاتھ میں ہو جنکو یہ عیسائی سلطنتیں نامزد کریں۔ دوسری طرف یہ بات سننے میں آتی ہے کہ روس نے درل یورپ کو اس امر کے اعلان کی جانب ترجہ دلائی ہے کہ ایشیائی ترکی میں

رپورٹ میں ترجہ دلائی ہے کہ محاکم مختلطہ میں اصلاح کے لیے وہ بڑی بے صبری سے انتظار کر رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ ”ان اصلاحات کے نفاذ سے امریکی امور میں کوئی فرق نہیں آئیگا“ یعنی اگر ممالک غیر کے جم غلچہ کر دیے جائیں تو ان ممالک کو مالی منافع بھی ہے۔

الحاق کی اصل بنا یہی مخلوط عدالتیں ہیں۔ ان کے زوال سے قناصل یورپ کے کچھ اختیارات زائل ہو جائینگے، جو اکثر اوقات معمولی جرائم کے ارتکاب پر اپنی رعایا کے ساتھ رعایت کرنا چاہتے ہیں۔

موجودہ عدالتیں مصر کی ضرورتوں کے لیے بالکل ہی ناکافی ہیں۔ لارڈ کچنر کے قول کے مطابق ان میں غیر اقوام کے حقوق کی نگرانی کرنے اور ایک باقاعدہ نظام قائم رکھنے کی قابلیت ہی نہیں ہے۔ پرانا طریق عمل اب تک متروک نہیں ہوا، لہذا اجانب کے لیے محاکم مختلطہ کا نظام توڑ دیا جائیگا، درل یورپ کے اس معاملے میں ابھی تک کوئی مدد نہیں دی۔ اسی وجہ سے یہ مسئلہ ہندوس معرض التوا میں پڑا ہے، اب مناسب موقع پر جب برٹش گورنمنٹ اس مسئلے کو چھیڑے گی تو اسکا فیصلہ جلد ہو جائیگا۔“

مطلب یہ ہوا مصر کے نظم و نسق میں مشکلیں پیش آرہی ہیں، عدالتیں اچھی نہیں، پولیس اچھی نہیں، درل یورپ کے مخصوص امتیازات انصاف کے باب میں سنگ راہ ہیں، قرنصلوں کی مداخلت بے اصولی پیدا کر رہی ہے، اس لیے نفاذ اصلاح و سد خلل کا اقتضایہ نہیں ہے کہ مصر کو آزاد ہونے اور اپنے لیے بہتر حکومت قائم کرنے میں مدد دی جائے، بلکہ اقتضایہ انصاف یہی ہے کہ مقبوضات برطانیہ میں اس کو، خواہ بالکل ہی غیر موزوں و ملام طریق ہی پر کیوں نہ ہو، اور باقاعدہ الحاق کی صورت نہ بھی نکلتی ہو، مگر ملحق کر لیں کہ جو رہی سہی نیم خود مختاری حاصل ہے وہ بھی نہ رہے۔

برٹش ایجنٹ کو مصر میں یورپ کے امتیازات و مراعات سے تکلیف ہو رہی ہے، یہی رعایتیں ترکی میں بھی درل یورپ کو حاصل ہیں، اور دولت عثمانیہ کی اکثر بد نظمیوں کی مسئولیت (ذمہ داری) انہیں مراعات کے سر ہے، ایسے وہاں غیروں کا معاملہ ہے اس لیے ان کے قائم رکھنے پر زور دیا جاتا ہے، اور یہاں اپنا تعلق ہے لہذا ابطال کی کوشش ہو رہی ہے۔ مصر بھی ترکی ہی کا ایک جز ہے، ابطال مراعات کی ضرورت سے جب اُس کے الحاق کی احتیاج محسوس ہو رہی ہے تو کیا عجب ہے کہ ایک ایسا وقت آئے کہ ترکی کو بھی اسی ضرورت سے کوئی سلطنت اپنے مقبوضات میں ملحق کر لینے کی دعویدار ہو جائے!

ایران کے جنوبی و شمالی حصے تو انگلستان و روس کے زیر اثر آہی چکے ہیں۔ وسط کا علاقہ جو ہنوز باقی ہے وہاں اس قدر دسائس اور دیراندازیاں پھیل رہی ہیں کہ اب اُس کی آزادی کی بھی خیر نہیں۔ مینچسٹر گارڈین نے پروفیسر براؤن کے ایک خطبہ کا اقتباس شائع کیا ہے جس میں ایران کی اخباری حالت پر انہوں نے بحث کی ہے۔ ہر ایک ملک و قوم کی صحیح حالت کا اندازہ اُس کے اخبارات سے ہو سکتا ہے، اس معیار کے مطابق خطیب کی رائے میں ”ایران کے اخبارات نے اس قلیل و قصیر آئینی حکومت کے عہد میں جو حیرت انگیز ترقی کی تھی اُس سے ایرانیوں کی قابلیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اب یہ اخبارات نہایت سختی سے بند کیے جا رہے ہیں۔ جہاں قومیت کے منانے کی ضرورت پیش آئی وہاں اخبارات کا صفحہ ہستی سے مٹانا

وَقَدْ تَقَرَّرَ فَتَحَقَّقُوا

لا تَلْقُوا بَايْدِيَكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ

(بقیہ ۱۶ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ء)

پچھلی اشاعت میں قارئین کرام نے ملاحظہ فرمایا ہوا کہ لا تلقوا بايديكم الى التهلكة کی تفسیر میں آجکل عوام نے سمجھ رکھا ہے کہ غیر معمولی حوادث طغیان و استبداد کو معمولی تحمل سے انکیز کر لینا چاہیے اور فداکاری کے نتائج میں ہمیشہ :
”بدرد و صاف ترا حکم نیست دم در کش“
کا فلسفہ مضمحل رہنا چاہیے اور خواہ کتنی ہی اذیتیں پہنچیں مگر ہر حال میں صبر و شکر سے برداشت کرنا چاہیے :
کہ آنچہ ساقی ما ریخت عین الطاف است
ان پر نکتہ چینی کرنا شان عقیدت و اخلاص کے خلاف ہے انگریز ہمارے حاکم ہیں ہمارے حق میں جو چاہیں کریں لایسأل محاسباً یفعل وہم یسألون :

گر براند و ربخواند رے سر بر آستانم
بندہ را فرمان نباشد آنچه فرماید برانم
اعضائے حکومت کی شکایت ہی کیا؟ گئے شکرے کرے اپنے آپ کو تہلکے میں کیوں ڈالو؟ مقابلے کی طاقت نہیں، مقاومت زور نہیں، پھر شکایت کرنا صریح اپنے آپ کو ہلاکت میں پھنسانا ہے۔

یہ خیالات ہیں جو آجکل عموماً دلوں میں آتے اور زبانوں سے ادا ہوتے ہیں، انقلاب کی خواہش تو بے معنی ہے، جائز نکتہ چینی بھی ناجائز سمجھ لی گئی ہے، مذہب کی تائید سے بھی اس باب میں مدد لی جاتی ہے، اور لا تلقوا بايديكم الى التهلكة - (اپنے تئیں اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو) کی دلیل دی جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے سب سے پہلے امام رازی نے اس نکتہ آفرینی کی جانب ترجمہ مبذول کیا ہے، فرماتے ہیں :

المراء من قوله : ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة اے لا تقتحموا في الحرب بعيت لا ترحون النفع ولا يكون لكم فيه الا قتل انفسكم فان ذلك لا يعقل ر انما يجب ان يقتحم اذا طمع في النكاية وان خاف القتل فاما اذا كان آيساً من النكاية وكان الاغلب انه مقتول فليس له ان يقدم عليه (تفسیر کبیر - ج ۱۰ ص ۶۸۴) خود ہی قتل ہو گئے تو اس حالت میں ایسی پیشقدمی نہ کرنی چاہیے۔

اس مطالب پر امام رازی نے چند اعتراضات بھی کیے ہیں لیکن آخر میں جواب بھی خود ہی بنا دیے ہیں کہ مطلب یہی مصدق ہر حالے، شبہات بھی نہ رہیں، اور بات کی دل آریزی میر بھی فرق نہ آنے پالے۔

جس نے عیناً لکھا ہے، انکار کیا اس کی تمام جائداد یا تربتہ کر دی یا ضبط کر لی۔ مردوں کو قتل کر ڈالا، عورتوں اور بچوں کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ صرف ایک ایک کپڑا تو ان کے پاس رہنے دیا، باقی سارا مال و متاع چھین لیا۔ اب وہ خان و ماں بردار رہ رہے ہیں۔

یہ واقعات دلوں کو خوں رلائیے، لیکن یورپ سے ان کی شکایت ہی کیا، پارلیمنٹ کے پچھلے سشن میں مسٹر سائکس نے علی الاعلان اس فلسفہ کی وضاحت کر دی کہ ”مسلمانوں کے ساتھ انصاف کرنے کے لیے یورپ میں دو مختلف قسم کے قانون رائج ہیں، ایک وہ قانون دفاعی جو مسلمان مدعی کے خلاف عیسائی مدعا علیہ کے حق میں منفصل ہوتا ہے، دوسرا وہ قانون جو عیسائی مدعی کے حق میں مسلمان مدعا علیہ کے خلاف عمل میں آیا کرتا ہے“ یہ قوانین جس طرح ناانصافی کا عمل ہوتے ہیں ان کے نتائج عالم آشکار ہیں۔ ترک تو ان امور سے مستنبہ ہو چکے ہیں، اور اخبار (ترک یورنی) کی زبان میں کہہ رہے ہیں کہ :

اے ترک تجھے رونا چاہیے اور بہت رونا چاہیے، ہماری عزیز آنکھیں جاتی رہیں، اب بھی نہ رو لینگے تو کب رو لینگے؟ لیکن تجھ کو ناامید اور مایوس نہ ہونا چاہیے، تیرے ہاتھ سے ایک شہر جاتا رہا تو پورے ایک ملک کو واپس لینے کے لیے آٹھ کھرا ہو، اور اگر ایک ملک کھو گیا تو ایک جہاں کی تسخیر کی آمادگی کر۔
انسوس! نیپولین بونا پارٹ نے سو برس ہوئے مصر میں تیسری حکومت پر حملہ کیا تھا، اور اس میں اس کو ناکامی ہوئی تھی تو چلا آٹھا تھا کہ ”ترک مرجالینگے مگر مغلوب و منہزم نہ ہونگے“ اس واقعے کو پرری ایک مدعی ہو چکی ہے، اب تو مغلوب بھی ہو گیا۔ اور منہزم بھی، سارے زمانے نے جان لیا کہ ”تجھے ہزیمت و مغلوبیت تو نصیب ہوتی ہے لیکن موت نہیں آتی“

لیکن ایک ہم ہیں کہ دنیا ہم کو مٹانے کی فکر میں ہے، اور ہم کو تنبہ تک نہیں ہوتا، آسمانی مناسی تیرے سو برس ہوئے اعلان کر چکا ہے، کہ مسلمان اگر خود نہ سنبھلے تو قدرت ان کو مٹا کر دھینگے، بجائے ان کے کسی دوسری قوم کو مسلمان بنا کر رکھینگے، مگر ہم یہ سب کچھ سننے میں اور کچھ بھی متاثر نہیں ہوتے :

فلا أقسم برب المشارق والاموال اننا نقامرهم على ان نقتل خيراً منهم وما نعتن بمسبرقين فذرهم يغزوا و يلعبرا حتي يلاقوا يومهم الذي يعدون (۷۰ : ۱۴ و ۱۵)

نتیجہ معلوم ہو جائے۔

ترجمہ اردو تفسیر و کبیر

جسکی نصف قیمت اعانہ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی۔ قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارہ الهلال سے طلب کیجیے۔

یومہم هذا، و ما کانوا یأیئنا کُنْے تھے اُسی طرح ہم بھی آج اُن کو بہلا
یجھدرون (۷-ع-۶) - دیکھئے گورہ ہماری آیتوں کے منکر نہ تھے -
وہ آیت جس سے مسلمانوں کے ہلاکت میں نہ پڑنے کا استدلال
کیا جاتا ہے سورہ بقرہ میں ہے، اور وہ یہ ہے :

وانفقوا فی سبیل اللہ لا اللہ کی راہ میں خرچ کرو، اپنے ہاتھوں
تلقوا بآیدیکم الی التہلکۃ، اپنے تسلیں ہلاکت میں نہ ڈالو، اور
واحسنوا ان اللہ یحب احسان کیا کرو، بے شک احسان کرنے
المحسنین (۲-ع-۲۴) والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے -
اس آیت کی تفسیر تین طرح پر کی گئی ہے :

(۱) اللہ کی راہ میں خرچ کرو، اور جہاد کو کسی حالت میں
ترک نہ ہونے دو، کیونکہ اس کا ترک کرنا اپنے آپکو تہلکے میں ڈالنا
ہے - اس باب میں ترمذی نے (۱) ایک صحیح حدیث روایت
کی ہے جس کے خاص الفاظ یہ ہیں :

عن اسلم بن ابی عمران قال : کنا بعمدینۃ الروم
فاخرجوا الیہما صفاً عظیماً من الروم فخرج الیہم
رجل من المسلمین حتی دخل فیہم، فصاح الناس و قالوا :
سبحان اللہ یلقی بیدیہ الی التہلکۃ، فقام ابو
ایوب الانصاری فقال : یا ایہا الناس انکم لتأولون
ہذہ الایۃ ہذا التأویل وانما نزات ہذہ الایۃ
فینا معشر الانصار لما اعز اللہ الاسلام و کثر
ناصرہ فقال بعضنا لبعض سرأوردن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان امرئ قد ضاعت و ان
اللہ قد اعز الاسلام و کثر ناصرہ قالوا فامنا فی
امرنا فوصلنا ما ضاع منہا، فنزل اللہ تبارک
و تعالیٰ علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم یرد علینا
ما قلنا ” و انفقوا فی سبیل اللہ لا تلقوا
بآیدیکم الی التہلکۃ“ فكانت التہلکۃ الاقامۃ
علی الاموال و اصلاحا و ترکنا الغزو، فما زال ابو
ایوب شاخصاً فی سبیل اللہ حتی دفن بارض
الروم (۲)

اسلم بن ابی عمران سے روایت ہے کہ
ہم لوگ روم کے شہر (قسطنطنیہ) میں
کفار سے جہاد کر رہے تھے، رومیوں
نے ایک بڑی جماعت ہمارے مقابلہ
کو بھیجی، مسلمانوں کے لشکر سے ایک
شخص مقابلے کو نکلا، اور حملہ کرتا
ہوا رومیوں کی صف میں چلا گیا -
یہ دیکھ کر لوگ کہ ”سبحان اللہ!“
اپنے ہاتھوں پر نہیں تھکے میں ڈالنا
ہے، ”ابوایوب انصاری نے اُٹھ کر کہا
کہ ”لوگو! تم اس آیت کی یہ تاویل
کرتے ہو حال اُن کہ یہ آیت ہم انصاروں
کے باب میں اُس وقت اُتری تھی
جب اسلام کو خدا غالب کر چکا تھا، اور
بہت سے لوگ اُسکے مدد کار ہو چکے تھے -
ہم میں سے بعض اشخاص نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپا کر آپس
میں پرشیدہ طور سے یہ صلاح کی کہ
”اسلام کی اعانت میں خرچ کرتے کرتے
ہمارا مال و زرتاف ہو گیا، اب خدا
نے اسلام کو غالب کیا ہے، اور اُس کے
بہت سے مددگار پیدا ہو چکے ہیں،
اب اگر ہم اپنے مال و زر کا انتظام کریں،
اور زرتاف ہو چکا ہے اُسکی تلافی کے
لیے کوئی اصلاحی طریقہ نکالیں تو بہتر
ہے“ اللہ تعالیٰ نے ہم کو جواب دینے
کے لیے اپنے پیغمبر (صلی اللہ علیہ و
سلم) پر یہ آیت نازل کی کہ :
”اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے کو
ہلاکت میں نہ ڈالو“ ہلاکت کا مطلب
مال و دولت کا انتظام و اصلاح و ترک
جہاد تھا“ اس روایت کے بعد ابو
ایوب برابر جہاد کرتے رہے، حتیٰ کہ سر
زمین روم ہی میں دفن بھی ہوئے (۲)

امام رازی کا زمانہ وہ تھا جب اسلامی تمدن میں انحطاط
شرع ہو چکا تھا، ہمتیں پست ہو رہی تھیں، تفرحات ۲ سلسلہ
بند تھا، شرابی و صراف کی جگہ خانہ جنگیوں نے لے لی تھی -
سنہ ۶۰۶ - ہجری میں امام رازی کی وفات ہوئی، اور سنہ ۵۶۷
ہجری میں - یعنی امام رازی کی وفات سے ۳۹ - برس قبل
تاتاریوں کا سیلاب دریائے جیحون کو عبور کر کے خوارزم کا رخ کر چکا
تھا - مصر و شام و روم و تونس میں صلیبیوں کے حملے ہو رہے تھے،
بلاد اسلام میں قتل عام برپا تھا، کفار ایک ایک شہر کو فتح کرتے تھے،
مفتوحین کو تہ تیغ کر کے سارے شہر کو آگ لگا دیتے تھے، مروجیت
اس قدر چھا گئی تھی کہ حملہ آوروں کی مقاومت و مدافعت
کا نام یسا قرون الی الموت کے مرادف سمجھ لے لی گئی تھی -

ایسی حالت میں اگر جان بچانے کا خوف غالب ہو، اگر ناکامی
کا یقین کامیابی کے لیے کوششیں کرنے سے روکتا ہو، اگر پیشقدمی
کے معنے ہلاکت کے لیے جاتے ہوں، اگر جنگ دفاعی میں موت کی
تصویر نظر آتی ہو، تو یہ ایک قدرتی امر ہے - اس میں تعجب
کی کیا بات ہے؟ فیلسوف مابینیتیں کیوں نہ قرآن کریم سے ایسے
معنے نکالیں، اور ہلاکت کے تخیل سے ہمتوں میں تہلکہ ڈالیں؟
زمانے کی رفتار، گرد و پیش کے حالات، اور مجرے سیاست کی
تبدیلیوں کا ہر ایک چیز پر اثر پڑتا ہے - تنزل پذیر جماعتیں ترقی
کی آیتوں کو اپنے شان انحطاط کے مناسبت بنالیتی ہیں -
محکوم قوموں کو مغلوبیت کی ناپاک غلامی کے لیے بھی کذاب
رسالت سے ثبوت پمل جاتا ہے -

لیکن یہ باتیں واقع میں اگر بجائے خرد ثابت ہیں، اور انسان
کو، اپنے ظاہری سائر سامان کی بذا پر، جب تک کامیابی کا قطعی
یقین نہ ہو، اُس وقت تک مہمات امور میں ہات ڈالنے کے معنے
اگر ہلاکت مول لینے کے ہیں، تو صدر اول کی رہ پاک و بزرگ
ہستیاں جو نہایت بے سر سامانی کے عالم میں کسری و قیصر کے
تخت و تاج پر قبضہ کرنے چلی تھیں، ایک بہت ہی مختصر
جمعیت سے بدر و حنین کی مہم سر کرنے آتھی تھیں - ردة عرب کے
موقع پر سارے ملک سے جنگ کرنے کو آمادہ تھیں، اور اس
نازک حالت میں جب کہ ہر شخص کو اندیشہ تھا کہ مدینہ رسول اللہ
(صالی اللہ علیہ وسلم) پر مرتد قبائل کا حملہ ہوا، چاہتا ہے، رض
صرتہ میں رومن امپراطور سے آؤرش کے لیے فوج روانہ کر رہی تھیں،
وہ اس وقت یقیناً خدا کے صاف حکم (لا تلقوا بآیدیکم الی التہلکۃ)
کی صریح مخالفت رہی ہونگی، و حاشا ہم عن ذلک -

بے شبہ اُن بزرگوں کے حوصلے اپنی بے سائر برگ جماعت کی
قلت اور دشمنوں کی کثرت سے پست نہ ہوتے ہوئے ہونگے، اُن کو خدا
کے وعدے پر رتوق ہوگا کہ ایمان کی زبردست طاقت سے وہ ساری
دنیا کو زیر کر سکتے ہیں، ظاہری رسائل اقدام و دفاع سے وہ بھی
محروم تھے، اور ہم بھی ہیں - قوت ایمانی اُن میں بھی تھی اور
ہم بھی اس کے مدعی ہیں - یہی خصوصیت انہیں ایک زمانے
پر غالب رکھتی تھی، اور اسی کے طفیل ہم بھی مغلوبیت
سے بچ سکتے ہیں، لیکن اگر اس خصوصیت (ایمان) سے ہم بے بہرہ
ہیں تو یہ مسلمان ہی نہیں، اور جب اسلام ہی نہ رہا تو ترقی
کی توقع کیا اور تنزل کا کلمہ کیوں؟

الذین انخذوا دینہم لہما جن لوگوں نے اپنے دین کو لہو و لعب
ر لہ و غرتہم الحیاۃ بنا رکھا تھا، اور دنیا کی زندگی اُن کو
الدنیا فالیسرم دھوکے میں ڈالے ہوئے تھی تو جس
نفسا ہم کما نسوا لقاء طرح اپنے اس دن کے پیش آنے کو وہ بھول

(۱) ابواب تفسیر القرآن من الجامع الصحیح لابن عیسیٰ بن
سورۃ القردخی الترمذی سنہ ۲۸۹ ہجری -

(۲) الترمذی قال حدثنا عبد بن حمید الفضل بن محمد ابو عامر النبیل
من حیة بن قریظ من یزید بن حبیب من امام بن عمران قال الخ ثم انبہ بقولہ
و هذا حدیث حسن غریب صحیح -

عليه السلام۔ ام للہلکۃ ہو، ورنہ ہلاک ہو جاوے گی۔ جن بت پرک، اداۃ فیرض لوگوں پر اللہ کی راہ میں خرچ اللہ علیکم فی مالہ (۱) کرنا فرض ہو اور وہ اس کو ترک کر رہے ہوں حقیقت میں وہ اس فرض کو ترک کر کے ہلاکت کے آگے سر تسلیم خم کر رہے ہیں (۱)

یہ واضح روایتیں اور تشریحات کسی وسیع نظر کی محتاج نہیں ہیں، محل نظر صرف یہ امر ہے کہ لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ کے جو معنی آج بیان کیے جاتے ہیں صدر اول میں کوئی آن کو جانتا بھی نہ تھا۔ رہی یہ بات کہ آشوبناک ابتلا کے نازک ترین وقتوں میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟ اس کا جواب دینے والا خود قرآن ہے، سورہ بقرہ میں ہے:

واستقد لصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ، فاتقوا اللہ لعلم تشکرون، اذ تقول للہومنین: ان یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثة الاف من الملائکۃ منزلیں، بلی ان تصبروا وتتقوا ریا توکم من نورہم یمدکم ربکم بخمسة الاف من الملائکۃ مسومین، وما جعلہ اللہ الا بشری لکم ولتطمئن قلوبکم بہ، وما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم، ليقطع طرفاً من الذین کفروا، ریکبتہم فینقلبوا خائبین (۲-ع-۱۳)

خدا نے بدر میں تمہاری مدد کی، تم اس وقت ذلیل رہے حیثیت تم، لہذا خدا سے ڈرو، شاید تم شکر گزار بن جاؤ، مسلمانوں سے اے نبی! تم کہہ رہے تھے کہ ”تمہیں اتنا کافی نہیں کہ پھر تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے؟“ ضرور کافی ہے، بلکہ تم اگر ثابت قدم رہو، تقویٰ کرر، اور دشمن بھی فوراً تم پر چڑھ آئیں۔ تو پروردگار پانچ ہزار شان و شکوہ والے فرشتوں سے تمہاری مدد کریگا۔ یہ امداد تو خدا کی صرف بشارت تھی جو اے تم کو دے گی کہ تمہارے دل اس سے تسلی پائیں۔ اصلی مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے، جو بڑا زبردست اور حکمت والا ہے۔ غرض یہ ہے کہ کسی قدر کا فوراً کی جزا کا دے یا ایسا ذلیل کرے کہ ناکام پلٹ جائیں۔

ایک مقام پر مسلمانوں کے اوصاف و خصائص کے تذکرے میں ہدایت کی ہے:

الذین قال لہم الناس: ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوہم، فزادہم ایماناً، وقالوا: حسبنا اللہ ونعم الوکیل، فانقلبوا بنعمة من اللہ وفضل لم یمسسہم سوء واتبعوا رضوان اللہ، واللہ ذو فضل عظیم۔ انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءہ، فلا تخافوہم، وخابرون ان کذبتم مرمضین (۳-ع-۱۸)

ایماندار ایسے لوگ ہیں کہ جب لوگوں نے ان کو خبر دی کہ ”مخالفین نے تم سے مقابلے کے لیے ایک انبواہ اور بھیج جمع کر رکھی ہے، ان سے ڈرتے رہنا“ تو اس خبر سے ان کا ایمان اور ترقی کر گیا، اور بول اُٹھے کہ ”ہم کو اللہ بس ہے، اور وہ بہترین کارساز ہے“ یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل کے ساتھ پلٹ آئے، انہیں کسی طرح کا گزند نہ پہونچا۔ خدا کی مرضی پر کاربند ہوئے، خدا کا فضل بڑا ہے، یہ شیطان ہے جو اپنے رفیقوں کو۔ جن کے مزاج میں شیطنیت ہوتی ہے۔ ڈراتا رہتا ہے۔ تم ان سے نہ ڈرنا، ایمان رکھتے ہو تو ہمارا ہی ڈر رکھنا۔

(۲) تہلکے کے معنی نا امیدی کے ہیں اس باب میں ۱۲ - حدیثیں مررہ ہیں، جن میں ایک خاص روایت یہ ہے: عن البراء بن عازب فی قولہ ”اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو“ ولا تلقوا بایکم الی التہلکۃ قال ہر الرجل یصیب الذنوب فیلقی بیدہ الی التہلکۃ میں ڈالنے والا وہ شخص ہے جس نے گناہ کیے ہوں اور سمجھ لیا ہو، بقول لا توبۃ لی (۱) کہ میں ہلاک ہو گیا، نہ میرے لیے مغفرت ہے نہ میری توبہ قبول ہوگی (۱)

(۳) آیت میں تہلکۃ سے مراد یہ ہے کہ خرچ نہ تو جہاد کا اقدام کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے، اس باب میں ابو زید کا صرف ایک قول منقول ہے، مگر باقی تمام روایتیں اس کے مخالف ہیں، اور سخت مخالف ہیں۔

(۴) اتفاق فی سبیل اللہ سے باز رہنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ اس کی تائید میں ۲۵ - حدیثیں مررہ ہیں، جن میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے ایک یہ روایت نہایت قابل اعتماد ہے:

لیس التہلکۃ ان یقتل الرجل فی سبیل اللہ، کی راہ میں قتل ہو جائے، ہلاکت و لکن الامساک فی سبیل اللہ (۲) یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے باز رہے (۲)

ابن جریر نے اس آخری توجیہ کو مرجح مانا ہے، وہ لکھتے ہیں:

الصواب من القول فی ذلک عندی ان یقال ان اللہ جل ثناؤہ امر بالافتق فی سبیلہ..... و معنی ذلک وانفقوا فی اعزاز دینی الذی شرعہ لہم بجہاد عدوہم الغاصبین لہم علی الکفری، و نہا ہم ان یلقوا بایدیکم الی التہلکۃ۔ نقال: ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ۔ وذلک مثل، والعرب تقول للمستسلم للامسر ”اعطی فلان بیدہ“ و کذلک یقال للہ، من نفسہ مما ارید بہ ”اعطی بیدہ“ فمعنی قوله ولا تاتوا بایدیکم الی التہلکۃ: لا تسلحوا للہلکۃ فتمطروا ازمتھا فتلکروا، والتارک للفقۃ فی سبیل اللہ عند رجوب ذلک

ان تمام اقوال میں میرے نزدیک بہتر قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا ہے... اس کے معنی یہ ہیں کہ غلبہ اسلام کے لیے اپنے دشمنوں سے۔ جو تمہیں خدا کے ساتھ کفر کرنے پر مائل کرتے ہوں۔ جہاد کرو، اپنے آپ کو تہلکے میں ڈالنے کی ممانعت کی ہے، یہ ایک مثل ہے، جس شخص نے عاجزی کے ساتھ اپنے معاملات غیر رو کر تفریض کر دیے ہوں محاورہ عرب میں ایسے شخص کی نسبت کہتے ہیں کہ ”اس نے فلاں کو اپنے ہات دے دیے“ اسی طرح اس شخص کی نسبت جو غیروں کو موقع دے کہ جو وہ چاہیں اوسکے ساتھ کریں معاررے میں کہیں کہ ”اس نے خود اپنا ہات دے دیا“ اس بنا پر ”اپنے ہات سے ہلاکت میں نہ پہنسر“ کے معنی یہ ہوئے کہ ”ہلاکت کے آگے سر تسلیم خم نہ کرر اور اپنی عذر اختیار اس کے ہات میں نہ

(۱) ابن جریر قال حدثنی محمد بن عبد المعاری قال ثنا ابو الاحرس عن ابی اسحاق عن البراء بن عازب فی قولہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ قال الخ۔ (۲) ابن جریر قال حدثنا حکام بن مہر بن ابی قیس عن عطاء بن سعید بن جبیر عن ابن عباس ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ قال الخ۔

مسلمانوں کو کیا کیا ابتلا پیش آنے کو ہے؟ اس پیشینگوئی

کی ذیل میں ارشاد ہوتا ہے :

لتبطلن فی اموالکم
وانفسکم، ولتسمعن
من الذین اوتوا الكتاب
من قبلکم ومن الذین
اشركوا اذی کثیرا، وان
تصبروا وتلقوا فان
ذلک من عزم الامور۔
(۳-ع-۱۹)

مسلمانو! جان و مال میرے
آزمائش کی جالیگی، جن لوگوں
کو تم سے پہلے کتاب دی جا چکی
ہے (یعنی یہود و نصاریٰ) سے نیز
مشرکین سے تم کو بہت سی ایذا لیں
سنی پڑے گی، تم اگر ثابت قدم
رہو اور متقی بن جاؤ تو بے شک
یہ ہمت کے کام ہیں۔

جو مسلمان ابتلا سے بچنے کے لیے کفار سے دوستانہ تعلقات
بڑھانے کے درپے ہوں ان کی بے راہہ روی کی خبر دی ہے کہ :
فتری الذین فی
قلوبہم مرض یسارعون
فیہم، یقولون :
نحشی ان تصیبا
دائرة، فعسی اللہ ان
یاتی بالفتح امر
من عنده، فیصبروا
علی ما اسروا فی
انفسہم نا دمیں
(۵-ع-۸)

تم دیکھو گے کہ جن لوگوں کے دلوں میں
رگ ہے یہود و نصاریٰ سے ملنے میں وہ
تیزی کرینگے اور کہینگے کہ ”ایسا نہ کریں تو
ہم کو خوف ہے کہ کسی مصیبت میں نہ
پھنس جائیں“ کوئی دن جاتا ہے کہ
خدا مسلمانوں کے لیے کشائش لاتا ہے یا
اپنی طرف سے کوئی امر پیش دکھاتا ہے،
اُس وقت یہ لوگ اُن امور پر (جنہیں
اپنے دلوں میں چھپائے رکھتے تھے) پشیمان
ہونگے۔

ضعف و عجز کے نوالے کے عالم میں مسلمانوں کو کیا کرنا
چاہیے؟ اس باب میں قرآن کریم کا حکم یہ ہے :

راکب من نبی قاتل
معه ربیون کثیر،
فما رھنوا لما اصابہم
فی سبیل اللہ وما
ضعفوا وما استکانوا،
واللہ یحب الصابین،
وما کان قولہم الا ان
قار: ربنا اغفر لنا
ذنوبنا واسرفنا فی
امرنا و ثبت اقدارنا
وانصرنا علی القوم
الکافرین۔ فاتا ہم
اللہ ثواب الدنیا
وحسن ثواب الاخرة،
واللہ یحب المحسنین
(۳-ع-۱۵)

کتنے پیغمبر ہو گزرے ہیں جن کی معیت
میں بہت سے اللہ والے شریک جنگ ہوئے،
اللہ کی راہ میں ان کو جو مصیبت پہونچی
اس کی وجہ سے نہ انہوں نے ہمت ہاری
نہ ضعف و سستی دکھائی، اور
نہ عاجزی ظاہر کی۔ خدا انہیں کو درست
رکھتا ہے جو ثابت قدم رہتے ہیں۔ اس
بات کے علاوہ انہوں نے اور کچھ نہ کہا کہ
”پروردگار! ہمارے گناہ معاف کر،
ہمارے کاموں میں جو زیادتیاں ہم سے
ہو گئی ہیں اُن سے درگزر فرما، ہمیں
ثابت قدم بنائے رکھ، اور گروہ نفا پر ہم
کو فتح دے“ خدا نے اُن کو دنیا میں
بہی بدلہ دیا، اور آخرت کے نیک بدلے کا
کیا پوچھنا ہے، اور احسان کرنے والے ہی
پسندیدہ جناب الہی ہیں۔

کفار کی غلامانہ و کورانہ اطاعت میں مسلمانوں کی فلاح ہے
یا نہیں؟ تعلیمات الہیہ میں اس کی یوں شرح کی گئی ہے :

یا ایہا الذین آمنوا ان
تطیعوا الذین کفروا
یروکم علی
اعقابکم فتقلبوا
خاسرین، بل اللہ
مولاکم رھو خیر
الناسرین (۳-ع-۱۶)

مسلمانو! تم اگر کافروں کی اطاعت
کر گے تو وہ تمہیں بجائے آگے بڑھنے کے پیچھے
لوٹا کر لے جائینگے، پھر اس رجعت قہرپی
رفتار معکوس میں تم ہی خسارہ اٹھاؤ
گے، وہ تمہارے خیر خواہ نہیں، بلکہ
تمہارا خیر خواہ تر خدا ہے، اور تمام
مددگاروں سے بہتر مددگار وہی ہے۔

ان آیتوں کا ماحصل یہ ہے :

(۱) ذلت دلیل نا کامی نہیں ہے۔ مسلمان کیسے ہی
بے برگ و نوا ہوں لیکن اسلام کی برآں میں باقی ہے، تو خدا خرد
اُن کی مدد کریگا۔ یہ امداد فرشتوں کی صورت میں بھی نازل
ہو سکتی ہے، خواہ یہ فرشتے عام مفسرین کی راے کے مطابق
سچ مچ کے فرشتے ہوں یا مشہور مفسر (ابوبکر اصم) کے انکار کو
تسلیم کرتے ہوئے ان کو روحانی تسلی و اطمینان قلب کا مرادف
سمجھا جائے (تفسیر کبیر - ج-۲ - ص-۲۵۵)

معمولی امداد کے علاوہ :

(الف) مسلمان اگر ثابت قدم رہیں -

(ب) اسلامی کیرکٹر (تقویٰ) اُن میں موجود ہو -

(ج) جو حالت اس وقت ہے کہ ہر طرف سے کفار نے
مسلمانوں کو نزع میں لے لیا ہے اسی کیفیت سے کافروں کا انہو
چوہہ درز ہے، تو ان حالتوں میں تقویت اسلام کے لیے شائع
آسمانی امداد کے منتظر رہو، لیکن یہ خصوصیتیں مفقود ہوں تو
ذلت و کمالات سے رہائی کی آرزو ہی بے محل ہے۔ خدا خرد
چاہتا ہے کہ ایک حد تک کفار کا استیصال ہو، اور اُن کی ترقی
رک جائے۔ اس مشیئت کی تکمیل کے لیے وہ تو آمادہ ہے مگر
ہم بھی توبہ کی آمادگی کا ثبوت دیں۔

(۲) مسلمانوں کا یہ مشن نہیں ہے کہ کفار کے انہو سے
خوفزدہ ہو جائیں، غلبہ کفر میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اُن کے
ضعف و استکانت سے فائدہ اُٹھا کر انہیں مرعوب کر دے، فرغہ
کفار کی حالت میں اُن کی قوت ایمانی میں اور بھی ترقی
ہونی چاہیے، خدا پر بھروسہ کر کے اگر مقاومت کو آئہ کہوے
ہوے تو کامیابی میں کیا کلام ہے؟ مضرت پہونچ سکتی نہیں،
ضرور سانی کی قدرت معدوم، حسن انجام متعتم، البتہ مرضات
الہی کا اتباع مشروط ہے، شیطان خوف دلاتا ہے، بندگان خدا اُس
سے کیوں ڈریں؟ کافروں کی جمعیت تو خوف کی چیز نہیں ہے،
اُن سے بیم و ہراس ہی کیا؟ دل میں ایمان ہے تو صرف خدا سے
ڈرنا چاہیے، ایمان دار دل اور کفار کا خوف! نقیضین بھی کہیں
جمع ہوئی ہیں؟

(۳) ابتلا سے مفر نہیں، جان و مال کا نقصان اُٹھانا ہوگا۔ اہل
کتاب سے، جن میں دوسری صدی ہجری سے آج تک نصرانیوں کو
خاص امتیاز حاصل ہے، اور مشرکین سے، کہ نصرانیوں میں اُس کی
بھی کمی نہیں، بہت سی اذیتیں برداشت کرنی پڑیگی، ان
حالتوں میں اگر مسلمان ثابت قدم رہے، استقلال کی خصوصیت کھو نہ
بیٹھے، اور تقویٰ و طہارت نفس کے اسلحہ اُن کے ہات میں ہوے،
تو پھر حوصلے کیوں پست ہونے لگے، اور من بعد غلبہم سیغلبہم
(مغلوبیت کے بعد وہ بہت جلد غالب ہونگے) کا وعدہ زیادہ دیر
تک رفا کا زحمت کش انتظار کب رہنے لگا؟

یثبت اللہ الذین امنوا
بالقول الثابت فی
الحیاة الدنیا و فی
الاخرة، یرضی اللہ
الظالمین یرفع اللہ
ما یشاء (۱۴ : ۲۰)

جو لوگ ایمان لائے ہیں اُن کو قول ثابت
یعنی توحید کی برکت سے دنیا کی
زندگی میں بھی خدا ثابت قدم رکھیکا،
اور آخرت میں بھی، اور جو لوگ ظالم
ہیں خدا اُن کی راہ گم کر دیکا، خدا جو
چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔

(۴) کفار سے مسلمانوں کو ساز و باز نہ رکھنا چاہیے، اُن سے بے
تعلقی لازم ہے جو ساز و باز رکھتے ہوں، جنہیں اُن سے بے تعلق رہنے
میں اپنے اور اپنی قوم کے لیے مشکلات و مصائب کا اندیشہ ہو،
وہ غلطی پر ہیں، اُن کو پشیمان ہونا پڑیکا، اسلام کو فتح نصیب
ہوگی، یا مسلمانوں کی بہبود از بہتری کا قدرت کاملہ کوئی اور

مذہب و عیسائیت

فلسفہ تشکیکی

ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسد
عالم تمام حلقہ دام خیال ہے

عالم میں ہزاروں چیزیں مرئی اور غیر مرئی، محسوس اور غیر محسوس ہمارے سامنے ہیں۔ لیکن اونکی حقیقت و ماہیت ہم سے مخفی ہے۔ ہم تجربہ، اختیار، استقراء اور دلائل سے اصلیت و واقعیت کے چہرے سے پردہ اٹھانا چاہتے ہیں، اور آخر چند نتائج تک پہنچ کر رہ جاتے ہیں۔

ہم میں بعض محتاط اس بنا پر کہ اس سے پہلے بھی ہم سیکڑوں نتائج تک پہنچے، لیکن وہ واقعی نہ تھے۔ نیز ہمارے قراء فکر و عمل اس قدر کمزور ہیں کہ تحقیق و واقعیت اور اثبات حقیقت کا بارگراں نہیں اٹھا سکتے، اور حقائق و ماہیات اشیاء عالم اس درجہ مخفی و تاریک ہیں، کہ موجودہ آلات فکر و نظر اس کو روشن نہیں کر سکتے۔ ہمارے ہر نتیجہ کو حقیقت سے عاری اور واقعیت سے معطل قرار دیتے ہیں، بلکہ کبھی کبھی وہ خود اس کے انکار کی جرات کرتے ہیں کہ عالم میں کوئی حقیقت ہے، اونکی نظر میں ہر شے تخیل اور دماغ کا اختراع ہے۔

(۲) دوسرا گروہ اس کے بالمقابل ہے جو مدعیانہ کہتا ہے کہ عالم حقائق سے معمور، ہمارے تجارب و اختبارات و دلائل صحیح اور ہمارے نتائج و استنباطات قطعی ہیں۔ اشیاء حقائق و واقعہ ہیں، اور برہان و تجربہ نے جن نتائج تک پہنچایا ہے، وہ اس وقت تک یقینی ہیں جب تک اونکے خلاف کوئی دلیل صحیح نہ ہو۔ (۳) ایک معتدل گروہ آگے بڑھتا ہے، اور فریق اول کو مخاطب کرتا ہے: دوستو! جب تم آلات فکر کو ناکافی، دلائل کو غیر موصل الی المطرب اور عالم کو حقائق سے عاری یقین کرتے ہو، تو تم کیونکر کہتے ہو کہ ہم کسی شے میں کوئی حقیقت نہیں پاتے؟ کیا ابھی تم نے جن خیالات کو ظاہر کیا، کہ ”ہمارے آلات عمل و فکر ناکافی ہیں“ دلائل غیر موصل الی المطرب ہیں، اور عالم حقائق سے عاری ہے؟ کیا تم خود انکی صحت کا یقین کر کے ان اصول کی حقیقت کے قائل نہیں ہو گئے؟ اور اگر انکو بھی تم حقیقت سے نہیں کہتے، تو یہ نہ کہہ کہ ہمارے دلائل ناکافی ہیں، آلات عمل ناقص ہیں اور عالم سراسر نقش تخیل۔

پھر یہ گروہ دوسرے فریق کی طرف مخاطب ہوتا ہے: دوستو! یاد ہو گا کہ تم نے اپنی گفتگو میں کہا ہے ”ہم کو دلائل و تجارب نے جن نتائج و استنباطات تک پہنچایا ہے، وہ اس وقت تک یقینی ہیں جب تک اونکے خلاف کوئی دلیل صحیح قائم نہ ہو۔“ ان فقرات سے ظاہر ہے کہ تم اپنے موجودہ دلائل و نتائج کو متیقن اور غیر ممکن الخطا نہیں سمجھتے ہو، پھر کیا یہ ممکن نہیں کہ جن معلومات و متخیلات کی صحت کی بنا پر ان دلائل و نتائج کو یقینی سمجھتے ہو، وہ صحیح نہوں، اور تم قلت معلومات، یا نقص آلات فکر یا خطائے طرق فکر کی بنا پر غلطی سے صحیح یقین کر رہے ہو، اور مسائل متعددہ میں تم کو اپنی یہ غلطی روزانہ

انتظام کردیگی، اس وقت معلوم ہوگا کہ ان قد ندمت ولا ینفع الندم (تم اب نادم ہوے جبکہ ندامت مفید ہی نہ رہی) کے کیا معنی ہیں۔

(۵) مسلمان کیسی ہی افسوسناک کمزوریوں کے ابتلا میں گرفتار ہو، کیسا ہی تنزل و انحطاط ضعف و تذلل آن پر محیط ہو، مگر جب مقابلے کو اٹھینکے یہ ظاہری کمزوریاں آن کو مغلوب نہیں بناسکتیں، وہ عزم و ثبات سے کام لینکے، خدا پر بھروسہ کرینکے، استقلال و نصرت کے خراسنگار ہونکے، اور ایمان و عمل صالح کی طاقت سے نفس مطمئنہ کی ہمت بڑھاتے ہوئے فنا سے استبداد کے لیے بڑھینکے، ان کی دنیا بھی سنور جائیگی، اور انجام بھی اچھا ہی ہوگا۔

(۶) کفار کی متابعت خود انحطاط و تنزل کا ذریعہ ہے۔ طغیان کفر و استبداد کی مطیع رہ کر مسلمان قومیں ترقی کر سکتی ہی نہیں۔ مسلمانوں پر صرف خدا کی اطاعت فرض ہے، اسی سے نصرت کی توقع رکھنی چاہیے، اور اکیلے ایک آدمی کو مددگار سمجھنا چاہیے، دنیا کی جہڑی ہستیاں کسی اور کو نفع پہنچائیں تو پہنچائیں مگر مسلمان تو ان سے کبھی منتفع نہیں ہو سکتے۔

یہ تعلیمات آئیدہ کسی خاص وقت اور زمانے کے لیے مخصوص نہیں، ان کی عمر ویت ہر عہد اور ہر قوم پر حاوی ہے، پھر کون کہہ سکتا ہے کہ لا تلحقوا بیدیکم الی التملکۃ کے وہی معنی ہیں جو آج کے لیے جاتے ہیں، اور جن سے ہمیں اور بھی پست ہوتی جاتی ہیں۔

اشتہار

ہمارا لیڈر کون ہے

آخری فیصلہ کی گھڑی

دنیا بھول میں ہے۔ رہبروں کی تمہیلی میں لیڈر کو تلاش کرتی ہے۔ ہمارے رہنما حجازی رسول (معلم) ہیں۔ تیرہ سو برس کی پالندہ راہبری کو چھوڑ کر ہم خود غرض، بے اعتبار اور مقلدین فرنگ لیڈر نہیں چاہتے۔ آخری فیصلہ کی ساعت اب آگلی۔ وہ ہفتہ وار اخبار توحید ہے۔ وہ ہفتہ بوی تقطیع کے آئہ معصوم پر میرٹھ سے شائع ہوتا ہے۔ خط اور چھپائی نہایت صاف۔ لڑائی کی تصویریں۔ مفید و دلچسپ اسلامی کارٹون۔ تازہ اخبارات و رسائل کا ضروری خلاصہ۔ انقلاب انگیز طوفانی چل، بیدینی کے لیے ہونچال۔ امن و امان کے لیے نیک دل۔ ہر خاص و عام کے سامنے کے قابل باتیں۔ وہ طریقے جن سے ماک میں لیڈر شناسی کا ملکہ پیدا ہو۔ خواجہ حسن نظامی دھاروی کی انڈیٹری اور سرپرستی میں میرٹھ سے جاری ہو گیا۔ قیمت سالانہ صرف ۳ روپیہ۔ نمونہ ایک آنہ کے ٹکٹ آنے پر مایا۔ مفت نہیں۔ الہلال کا حوالہ ضرور دیجیے۔

منیجر اخبار توحید۔ لال کورتی۔ میرٹھ

یا سپید رنگ بناتی ہے، اور قوت لامسہ صرف اسکی سختی کو محسوس کرتی ہے، لیکن کیا پتھر ہونے کے ثبوت کے لیے صرف یہی مقدمات کافی ہیں کہ یہ شے سیاہ اور سخت ہے، اور جو شے سیاہ اور سخت ہو رہ پتھر ہے، اس لیے یہ پتھر ہے؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ ایک لوہے کے ٹھوس جسم پر یا ایک منجمد مادہ پر سیاہ رنگ چڑھا دیا جائے؟ تم کو خود اس قسم کی غلطیاں ہمیشہ پیش آتی ہیں۔

ثانیاً: تم کو حواس کی غلطی سے بھی انکار نہ ہوگا، جب تم کسی سریع الحركہ شے پر سوار ہو رہے ہو تو تمہاری سریع الحركہ سراری ساکن اور ساکن زمین متحرک نظر آتی ہے، کبھی کبھی تم کو چاند متحرک نظر آتا ہے، حالانکہ اس کے نیچے ابر حرکت کر رہا ہے، اور اس قسم کی بیسیوں مثالیں تم خود پیش کرتے ہو، پھر کوئی وجہ نہیں کہ اور دوسرے امور میں جن مشاہدات و تجارب پر تم اپنے اصول و نتائج کی بنیاد قائم کرتے ہو، وہ حواس کی غلطی سے محفوظ ہوں۔

ثالثاً: حواس سے تم ایک شے کا مشاہدہ کرتے ہو، اس پر ایک حکم قائم کرتے ہو، اور اس کو تم مبذی علی المشاہدہ اور مبذی علی البداهة سمجھتے ہو، حالانکہ تمہیں خبر نہیں کہ جلدی میں غیر مشاہدہ راستوں کو بھی طے کر گئے ہو۔ جب تم نے ایک سیاہ شے کو دیکھ کر کہا کہ پتھر ہے، تو تم نے فرض کر لیا ہے کہ ہماری نظر ہم کو دکھا رہی نہیں دے رہی ہے۔ معلومات سابقہ کی بنا پر بغیر چھوٹے تم نے سختی بھی محسوس کی، اس کے بعد تم نے یہ فرض کیا ہے کہ یہ صفات جس میں وہ رہ پتھر ہے، لیکن ان میں سے ہر ایک محتاج دلیل ہے۔

فرقہ تشکیکیہ، ایقانیہ کے مقابلہ میں حسب ذیل دس اصول قائم کرتا ہے:

(۱) مقدار عمر، ترکیب جسم، قوت حواس اور درجہ احساس میں تمام انسان مختلف ہیں، اور اس لیے ایک ہی شے میں مختلف اشخاص کو جو مقدار عمر، ترکیب جسم، قوت احساس اور درجہ احساس میں مختلف ہیں، مختلف حیثیات اور خصائص نظر آتے ہیں۔

(۲) اخلاقی اور تشریحی حیثیت سے افراد انسان مختلف ہیں، اس لیے مختلف امور کے متعلق ان کے احساسات مختلف ہونگے۔

(۳) ایک ہی انسان میں متعدد اعضاء حساسہ ہیں، اسکا یہ نتیجہ ہے کہ ہر عضو ایک خاص کمیت و مقدار وغیرہ کو محسوس کرتا ہے، اس لیے یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ جو خصوصیت و خصیصہ تم کو نظر آ رہی ہے وہ خود اس شے میں موجود ہے یا تمہارے اعضاء حساسہ میں ہے؟

(۴) ایک ہی انسان ایک ہی شے کو خواب، بیماری، حزن اور غم، پیری اور ضعف کی مختلف حالتوں میں مختلف طور سے محسوس کرتا ہے، پھر کس طرح یقین کیا جا سکے کہ جو ایک خاص حالت میں ایک شے محسوس کرتے ہو، اور پھر دوسری حالت میں اس کو ایک اور شے محسوس کرتے ہو، کیونکر کہا جائے کہ ان مختلف حالات کے احساس میں کون سا احساس صحیح ہے؟

(۵) کسی شے پر کوئی حکم عمر ما اس کے صفت و خصہ دس ظاہری پر موقوف ہوتا ہے، اور صفات و خصائص کا ہا حال ہے کہ قلت و کثرت اور زیادت و نقص کی حالت میں بالکل بدل جاتے ہیں۔ اب جب تم ایک مقدار مخصص کو مشاہدہ کر کے اس پر کوئی خاص حکم قائم کرتے ہو تو کیا یہ غیر ممکن ہے کہ اس کی کم و بیش مقدار میں وہ صفات و خصائص بدل جائیں؟

نظر آتی ہے، پھر کوئی سبب معقول نہیں ہے کہ تم اپنے موجودہ حقائق و نتائج کو اگر غلط نہ یقین کرو تو صحیح بھی یقین نہ کرو۔ یہ تین فرقے فلسفہ کے تین اسکول یا تین اصول ہیں:

اول - ترمیمیہ یا سوفسطائیہ: جو عالم میں حقیقت کا قائل نہیں یعنی نفی حقیقت کرتا ہے۔

دوم - ایقانیہ: جو عالم میں حقائق کا قائل، اور ان کے حکم و معرفت کا مدعی ہے، یعنی اثبات حقیقت کرتا ہے۔

سوم - تشکیکیہ یا لادریہ: جو ان دونوں کے وسط میں ہے۔ نہ وہ ترمیمیہ کی طرح نفی حقیقت کرتا ہے، اور نہ ایقانیہ کی طرح اثبات حقیقت بلکہ وہ نفی و اثبات دونوں میں متردد ہے۔ راقعات، دلائل اور نتائج سب اس کے سامنے ہیں، لیکن ان میں سے نہ وہ کسی کی صحت کا مدعی ہے اور نہ کسی کی خطا کا۔ وہ کہتا ہے کہ: ممکن ہے کہ یہ صحیح ہو اور ممکن ہے کہ صحیح نہ بھی ہو۔

فرقہ تشکیکیہ جس کو عربی میں عمر ما "لا ادریہ" کہتے ہیں، اور جو لفظی ترجمہ ہے (Agnostic) کا مسیح سے تقریباً ۴۰۰ برس قبل اسکی بنیاد یونان میں پڑی تھی۔ اس مذہب کا مؤسس اول یونانی فلاسفر "پیرون" ہے، جو سنہ ۳۸۴ ق۔ م۔ میں پیدا ہوا تھا۔ اسکندر کے حملہ مشرق میں یہ شریک تھا، اس لیے اکثر مورخین کا یہ بیان ہے کہ پیرون نے ایران و ہندوستان کے فلسفہ کو بھی ان ممالک کے علمائے حاصل کیا تھا۔

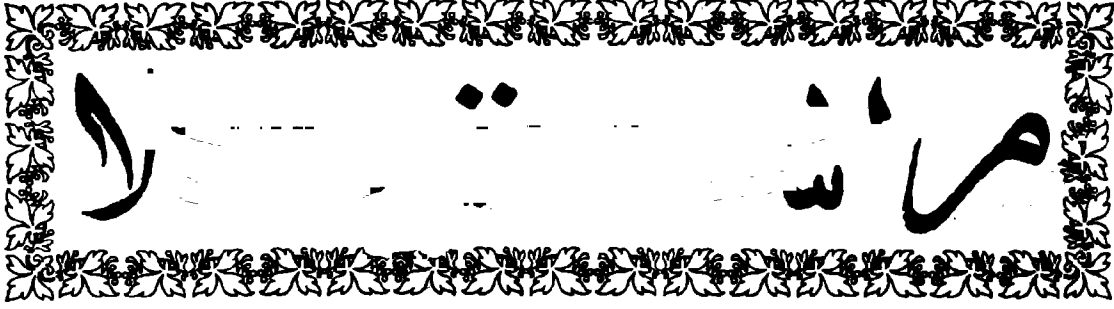
پیرون کے فلسفہ کا سنگ بنیاد جس کی طرف اوپر کی سطوروں میں بھی اشارہ ہو چکا ہے:

انسان جب عدم سے وجود میں آتا ہے اس کے چاروں طرف سیکڑوں چیزوں کا وجود ہوتا ہے۔ اب اس کے لیے دورا ہیں ہیں۔ ایک تریہ ہے کہ جو وہ سمجھتا ہے اس کو وہ حقیقت غیر قابل نقض سمجھ لے، یا ہر چیز کا انکار کر دے کہ وہ حقیقت سے معری ہیں، اور یہ دونوں افراط و تفریط سے خالی نہیں، اس لیے اب انسان کے سامنے صرف تیسری راہ ہے کہ کسی شے پر کوئی حکم نہ کیا جائے۔

حقیقی لادریہ اس سنگ بنیاد کو حقیقت نہیں سمجھتا، کیونکہ یہ بھی حکم علی الشیء ہے، اور وہ نہیں جانتا کہ یہ صحیح ہے یا نہیں۔ اکثر اشخاص بظاہر حال اس نظریہ کو سن کر ہنس دینگے، لیکن حقیقت میں یہ کوئی ہنسے کی شے نہیں ہے، بلکہ ایک دقیق امر ہے۔ بعض لوگ فاطمی سے اعتراض کرتے ہیں، کہ دنیا میں سیکڑوں چیزیں ہیں، جن کا عام ہم کو نہایت آسانی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ مثلاً حرارت نار، برودت آب، صلابت سنگ، نرمی حریر، ہاتھ سے چھو کر، آنکھ سے دیکھ کر، زبان سے چھو کر اور کان سے سن کر تم بد بھی شے پر فطرۃ اور بداهۃ مختلف حکم کرتے ہو، اور کبھی تم کو شک نہیں ہوتا، پھر کیونکر کہتے ہو کہ ہم کسی شے پر حکم نہیں کرتے۔

لیکن اس قسم کے اعتراضات، حواس و آلات نکرے طرق علم و معرفت سے ناواقفیت کی بنا پر پیدا ہوتے ہیں۔ اولاً یہ سمجھنا چاہیے کہ ہمارے تمام دلائل و براہین کا مبنی کیا ہے؟ صرف در چیزیں: استعمال حواس اور استقراء، لیکن ان میں سے کون سی چیز ہے جو خطا سے معصوم ہے؟

حواس علی الاقل پانچ ہیں: باصرہ، سامعہ، ذائقہ، لامسہ، شامہ، باصرہ سے ہم صرف نور اور لہر کا احساس کرتے ہیں۔ سامعہ آواز کو دریافت کرتی ہے۔ ذائقہ لذت کو۔ لامسہ سختی و نرمی کو، اور شامہ بو کو۔ اب جو تم کسی چیز کو دیکھتے ہو تو کہتے ہو کہ یہ پتھر ہے، لیکن تم نے کیونکر جانا کہ پتھر ہے؟ آنکھ تم کو صرف اسکا سیاہ



حادثۂ مسجد کانپور کی مراثی

(از جناب معمود احمد صاحب عباسی - علیک)

گذشتہ ہفتے کے الہلال میں مسجد کانپور کے متعلق آچے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے ارسکی راقعیت میں کچھ بھی کلام نہیں ہے جو کچھ میرے معلومات اور تحقیقات میں ہے اسلامی پبلک کو اطلاع دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ الہلال نے کانپور کی مسجد کے انہدام کا ذمہ دار وہاں کے عام مسلمانوں کو قرار دیا ہے، لیکن دراصل عام مسلمانان شہر اس کے باعث نہیں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کل ساختہ وپرداختہ مسجد کے متولی کریم احمد کا ہے۔ سنہ ۱۹۰۹ء میں جبکہ اے۔ بی۔ روڈ (A. B. Road) کے متعلق پیمائش جاری تھی، اور عام لوگوں کو معارضہ دیا جا رہا تھا اس وقت افسر معارضہ منشی اردہ بہاری لال صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ مسجد میں تشریف لائے تھے، اور انہوں نے متولیان سے جزر منہدم کے علاوہ کچھ صحن مسجد بھی لینے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ کریم احمد صاحب متولی نے ان الفاظ میں وعدہ کیا تھا کہ ”ہم مطلوبہ حصہ دیدینگے“ ہمارا اس میں کچھ ہرج نہیں ہے ”عام مسلمانوں کو اس عجیب و غریب نیازی کا کیا علم تھا کہ خدا کا گہرا باب اقتدار کی قدمبوسی کے صلہ میں دے دیا جائیگا“ چنانچہ مسجد کی ابتدائی مثال میں افسر معارضہ کے یہ بیانات مذکور ہیں کہ ”متولی مسجد جزر مطلوب کے دینے پر آمادہ ہے“ اور ہم سے پختہ وعدہ کر لیا ہے۔“ اس کے بعد اواخر سنہ ۱۹۱۲ء میں جب مسجد کے متعلق دوبارہ تحریک شروع ہوئی، اور صاحب مجسٹریٹ کانپور نے بغرض معالہ تشریف لانے کی اطلاع متولی صاحب کو دی، تو انہوں نے کسی کو اس کی خبر نہ کی، اور خرد ہی استقبال کو پہنچ گئے۔ ہمارے خرب تحقیق ہوا ہے کہ صاحب مجسٹریٹ بہادر مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوئے۔ رہیں سے معاندہ کر رہے تھے، مگر متولی صاحب نے نہایت ادب اور انکساری سے عرض کیا کہ ”حضور برت پھرتے ہوئے اندر تشریف لے آئیں“ چنانچہ متولی صاحب بہادر اور مجسٹریٹ صاحب بہادر مسجد کے دالان میں ٹہلتے رہے۔ جو کچھ گفتگو اس وقت دونوں صاحبوں میں ہوئی اس کے متعلق اس سے زیادہ نہیں معلوم ہوا کہ:

میان طالب و مطارب رمزے است

اس خفیہ پخت و پز سے شہر کے مسلمانوں میں تشویش پھیل گئی، اور یہ ظاہر ہو گیا کہ مسجد کا شرعی حصہ طلب کیا جا رہا ہے، اور متولی صاحب بھی راضی معلوم ہوتے ہیں۔ اہل شہر نے متولی صاحب کی خدمت میں بیسمار مرتبہ جا کر صدائے احتجاج بلند کی، لیکن جب متولی صاحب نے بالکل پورا ذمہ کی تردید مند مسلمانوں نے حتی الوسع خرد ہی کرشش شروع کر دی، مگر ایسی حالت میں جبکہ طبیب نے مریض کو فرشتہ موت کے حوالہ کر دیا ہو اس مریض کی ساری دوا و درش بیکار ہی ثابت ہو گئی۔ بہر حال مسلمانوں کے شور اور غرغرا

(۶) کسی شے کے متعلق جب کوئی حکم کر لی انسان کرتا ہے تو یہ حکم صرف مشاہدہ پر مبنی نہیں ہوتا، بلکہ اسمیں ارسکی تربیت ذہن، عقائد خاص، پابندی بعض قوانین خاص اور سرکاری اثرات کا بہت کچھ حصہ شامل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہیں کہ مختلف التربیت، مختلف العقائد، مختلف الاقالیم اشخاص، مسائل کثیرہ میں ہمیشہ مختلف الراء رہتے ہیں۔

(۷) اشیاء عالم باہم اسقدر مختلف ہیں کہ ایک دوسرے سے علحدہ نہیں ہو سکتے، اسی لیے یہ کیونکر ممکن ہے کہ جس شے پر تم کوئی حکم کرتے ہو وہ مستقلاً بھی اُس شے کے لیے صحیح ہے؟ تم اشیاء کے خصائص بتاتے ہو، لیکن کیا اُس میں مواد مختلفہ کے خصائص شامل نہیں؟ جب تم انکھ سے ایک رنگ دیکھتے ہو تو کیا اُس میں اخلاط چشم کے خصائص داخل نہیں؟

(۸) ایک ہی شے مختلف قرب و بعد، مختلف جوانب و سمت، رویت، مختلف اسباب رویت کی بنا پر مختلف نتائج پیدا کرتی ہے، پھر ایک خاص مقدار قرب و بعد، ایک خاص سمت رویت، بعض خاص اسباب رویت میں جو چیز نظر آتی ہے بالکل ممکن ہے کہ دوسری حالتوں میں وہی شے اور کیفیات میں نظر آئے۔ پھر ان میں سے کون حقیقی ہے؟

(۹) قلت و کثرت التفات و توجہ، مختلف نتائج ظاہر کرتی ہے۔ پھر جس مقدار توجہ و فکر سے تم ایک حالت کا اندازہ کر رہے ہو، اُس سے کم یا زیادہ توجہ و فکر کی حالت میں دوسری حالتیں پیدا ہوتی ہیں، کون صحیح ہیں؟

(۱۰) ہم جب کسی چیز پر کسی قسم کا حکم کرتے ہیں تو عموماً ہمارے حواس نا معلوم قیود اور بندشوں میں گرفتار ہوتے ہیں، ہم نہیں کہہ سکتے کہ جب ہم ان سے آزاد ہوتے تو ہم کیا حکم کرتے؟

ان اصول عشرہ کے علاوہ فرقہ تشکیک کے ازر بعض اہم اصول بھی ہیں، جنکی تفصیل وقت طلب ہے۔

فلسفۂ تشکیک کا سنگ بنیاد جیسا کہ ہم نے پہلے لکھا ہے مسیح سے ۴۰۰ برس قبل رکھا گیا تھا، اس کے بعد ہمیشہ اس کے اعران و اتباع ہر عصر میں موجود رہے ہیں۔ فلاسفۂ یورپ میں بھی اس خیال کی کمی نہیں۔ مشہور فیلسوف ہکسل و اسپنسر اسی فلسفہ کے مرید تھے، حقیقت یہ ہے کہ ایک فلسفی اسرار عالم کو جس حد تک کہتا ہے اس کے سامنے پھر گھر میں نظر آتی ہیں، اور اگر کہتا ہے تو کچھ اور عقدے جا بجا پیدا ہو جاتے ہیں۔

فلسفی سر حقیقت نتوانست کشر

گشکن راز دگر آن راز کہ افشا می کرد

وما اوتیت من العلم الا قليلا، جب انسان کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ محسوسات میں بھی اُس کو مشکل سے یقین و عدم یقین کے فیصلہ کرنے میں کامیابی ہوتی ہے، تو جو امور ماراے احساس و مافوق الطبیعہ ہیں ان کی نہایت کیوں کر فیصلہ ہو گیا کہ باطل معض اور حدیث خرافہ ہیں، انی اللہ شک؟ فاطر الارض و السماء

و تشریش واضطراب کا یہ نتیجہ ہوا کہ گورنمنٹ کی خدمت میں میمرریل بھیج دیا گیا، لیکن اس درمیان میں جو کچھ مقامی حکام اور متولی کے مابین پخت و پز جاری رہی اس کا علم کسی مسلمان کو نہیں ہوا۔ جب کبھی کسی نے آکر دریافت کیا تو ان سے کہدیا کہ ”تم اطمینان رکھو مسجد کا کوئی چیز ۱۰۰ جاگا“ جب ایسا صریح وعدہ مسلمانوں سے کیا جا چکا تھا۔

کیوں نہ مطمئن ہوتے؟ آنکر کیا خبر تھی کہ متولی کی فیاضی خائفہ خدا کو گرائے کے لیے گورنمنٹ کے حوالہ کرنے سے دریغ نہ کریگی۔ ۳۰ جون سنہ ۱۹۱۳ء کو صاحب مجسٹریٹ کے حکم سے باضابطہ متولی مذکور کو بلا کر زر معارضہ کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ اور یہ وعدہ لے لیا گیا کہ یکم جولائی سنہ ۱۹۱۳ء یعنی تاریخ انہدام مسجد کے بعد زر معارضہ کی عام مسلمانوں کو اطلاع دی جائے۔ متولی صاحب نے یہ بھی وعدہ کیا کہ ”حضر جزر متنازع کو بے خوف و اندیشہ منہدم کرادیں میں ذمہ داری کے ساتھ یقین دلاتا ہوں کہ کچھ مزاحمت نہ ہوگی“ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یکم جولائی سنہ ۱۹۱۳ء کو علی الصباح خانہ خدا کی دیواریں گرنے لگیں۔ لحظہ بھر میں یہ خبر تمام شہر میں پہونچ گئی، ہزار ہا مسلمان مضطربانہ متولی صاحب کے در دولت پر جانے لگے اور لڑتے آئے تھے۔ متولی صاحب بہادر اس روز صبح ہی سے رز پوش ہو گئے تھے۔ مجمع نے زیادہ آہ و بکا کی تو مکان سے باہر تشریف لائے۔ ستم رسیدوں نے بہت کچھ اپنے دلی جذبات کا اظہار کرنا چاہا، لیکن دربار مشیخت سے سب کے واسطے ایک ہی حکم جاری تھا کہ ”ہم کسی سے بات کرنا نہیں چاہتے اور نہ کسی کا آنا ہم کو پسند ہے“ آخر ایک معزز گروہ نے جا کر یہ عرض کیا کہ ”آپ چونکہ متولی ہیں اس وجہ سے آپکا ساتھ ہونا ضروری ہے۔ چلیے ہم صاحب مجسٹریٹ سے عرض کریں گے کہ ہمارے میمرریل کے چراب تک اس کارروائی کو ملتوی رکھا جائے یا کم از کم ہم کو کچھ گھنٹہ کی مہلت دیجائے، تاکہ ہم بذریعہ قار و اسیراے کی خدمت میں استصواب کریں۔“ جواب ملا کہ ”ہم آج سے مسجد کے کسی معاملہ میں دخل دینا نہیں چاہتے اور آپکو بھی باز رہنے کا مشورہ دیتے ہیں“

ہم کو یہ سن کر کس قدر تعلق ہوا ہے جبکہ مولانا عبد القادر صاحب آزاد سبحانی پرنسپل مدرسہ الہیات کانپور مع چند اپنے معزز احباب کے بغرض تغذیش حالات اور مشورہ کے تشریف لے گئے ہیں، تو لائق متولی نے ان سے بایں الفاظ کہدیا کہ ”تم سے ہم باتیں کرنا نہیں چاہتے، تم یہاں سے چلے جاؤ“ وہ بیچارے نہایت افسردہ دل اور غمگین ہو چلے آئے۔ اہل محلہ نے جب ایسی سرد مہری دیکھی، اور انکو بھی بارہا التجا کرنے پر نہایت سخت و بیجا جوابات ملے تو فرط رنج و الم میں ان لوگوں نے اپنا کاروبار بند کرنا شروع کر دیا۔ بساطخانہ کا نصف بازار بند ہو گیا تھا، اور قریب تھا کہ سارے شہر میں یہی بندش عام ہو جائے، مگر متولی صاحب بہادر نے کسی مخفی قوت کے بہرے پر نہایت تعکمانہ لہجہ میں کہلا بھیجا کہ ”اگر تم لوگ دکانیں بند کر گئے تو ابھی بند ہوا کر جیلخانے میں بھیج دیے جاؤ گے“

نا تجربہ کار سیدھے سادے مسلمانوں کے رخصت زدہ دلوں پر اس کا فوری اثر یہ ہوا کہ وہ جلدی جلدی پھر اپنی دکانیں کھول کر بیٹھ گئے۔ ۱۲۔ اور ایک بجے کے درمیان ہزار ہا مزدور مسلمان ملوں سے روتے بھاگتے گئے، اور مجنوناںہ متولی صاحب کی خدمت میں اپنے جذبات کا علانیہ اظہار کیا۔ جب متولی صاحب نے دیکھا کہ اس ذمہ داری میں جو حکام کی رضا جوئی کے لیے کی گئی تھی اب فرق آیا جاتا ہے، اور مسجد شکنی کے معارضے میں رضامندی کا جو تمغے زرین ملنے والا ہے وہ بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔ تو انہوں نے بالا اعلان ہزار ہا مسلمان مزدوروں کے درمیان میں کہوے

ہو کر کہا کہ ”تم بالکل نہ گھبراؤ ہم صاحب کلکٹر سے کہہ کر تمہاری مسجد کل ہی بنوا دیں گے۔ ہم پر تم پر پورا اطمینان رکھو“ غرض کہ ایسے ہی اور چند تسلی آمیز کلمات کہہ کر انکے جوش کو سرد کر کے واپس کیا گیا۔ تقریباً ۴۔ بجے عید گاہ میں چند دیگر با اثر مسلمانوں کی رائے سے ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ ہزار ہا مسلمان شریک تھے، لیکن متولی صاحب بہادر اور انکے رفقا میں سے کوئی بھی شریک جلسہ نہ ہوا۔ ان تمام رافعات کو گذرے ہوئے آج بیس روز ہو چکے ہیں، تمام مسلمانان شہر اس بات کے خواہشمند ہیں کہ اگر وقت پر کوئی جائز مدافعت نہ ہو سکی تو اب قانونی کارروائی کے لیے بہت کچھ گنجائش ہے، ہر قسم کی مالی اور جسمانی امداد کو طیار ہیں، لیکن متولی صاحب نے برابر امر و فرما کا حیلہ حوالہ کر کے اس وقت تک کوئی جلسہ، کوئی کارروائی، کوئی عنبر داری، کسی قسم کی حرکت تحفظ مسجد کے لیے نہیں کی۔ ہر تحقیق سے معلوم ہو چکا ہے کہ وہ کسی قسم کی کوشش یکم جولائی کے واقعہ کے خلاف نہیں کرنا چاہتے ہیں، بلکہ وہ اپنے اس فرض کو پورا کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کا جوش قطعی سرد ہو جائے، اور آسانی سے اپنی اس وعدہ کو جو اظہار اخلاص و عقیدت مندی کے لیے بارگاہ حکومت میں کیا ہے پورا کر کے خدا کے ساتھ جو وعدہ ہے اس کو بھول جائیں۔

اب سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟ کیا خاموشی سے مسجد کے صحن معراب اور ممبر (خاتم بدھن) گرائے جانے کا انتظار کریں؟ یا متولی کے ہات میں اپنی موت و حیات کا فیصلہ دیدیں، جبکہ یہ مرا عید بالکل خاک میں مل چکے ہیں (کہ متولی فوسکی حفاظت کریں گے) تو ہم نہیں سمجھتے کہ کون سی وجہ ایسی مانع ہے کہ مسلمان اس معاملہ کو متولی مذکور سے اپنے ہات میں نہیں لیتے، اور متولی کو منصب تولیت سے کیوں نہ کر دیتے؟ خدا کا گھر ہے، ہر مسلمان پر اس کی حفاظت فرض ہے۔ ہماری رائے ہے کہ مسلمان متفقہ طور پر علم میں ان کو تولیت سے علیحدہ کر کے کوئی لائق

متولی منتخب کر لیں، اور جدید متولی کے ذریعہ سے یہی ستم کوششوں کو کم میں لائیں۔ آج تک مسجد کی آمد و خرچ کا حساب کسی مسلمان کو نہیں سمجھا یا گیا۔ مجبور کیا جائے کہ اسکو متولی جو ابھی تک اسی عہدہ پر قائم ہیں چھوڑ کر عام مسلمانوں میں تقسیم کر دیں۔ مسجد کی جائداد جس پر تمام تر متولی کے رفقا ایک برائے نام گرایہ پر آباد ہیں خالی کراے دوسرے گرایہ دار آباد کیے جائیں۔ نئے متولی کا فرض ہو گا کہ مسجد کی ترقی کے لیے اس کے کسی مفید پہلو کو نظر انداز نہ کرے۔ اگر مسلمانان کانپور میں ذرا سی بھی حس و حرکت اور جرأت نہیں ہے؟ وہ خدا کے معاملہ میں بھی انصاف جوئی سے ترے ہیں؟ تو آنکو سمجھ لینا چاہیے کہ دنیا میں جو کچھ ان کو رو سنا ہی نصیب ہوئی ہے، اور تا قیامت جس طرح وہ یاد کب جائیں گے اس سے آنیوالی نسلیں بھی ہمیشہ بجائے فاتحہ کے ملامت بھیجا کریں گی۔ اس دن جب تمام ناجدادوں جباروں اور بڑے بڑے متکبروں کے سر جھک جائیں گے، احکم الحاکمین عدل و انصاف کے پر جلال تخت پر متمکن ہوگا، لمن الملک الیوم؟ کی بارعب صدا کے بعد للہ الواحد القہار کا حکم سنایا جائیگا، اس وقت وہ لوگ جو دنیا کی ذرا سی جھوٹی عزت اور بے حقیقت قوت کے بتوں کے آگے سر بسجود ہو کر خدا کی قدرت کی پررہا نہیں کرتے ہیں کیا جواب دیں گے، اور اپنے خدا کو کیا منہ دکھائیں گے؟

مسلمانو! خدا سے ترے، لوسکی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کے کرتے ہرے گھر کر بچالو۔ تم اس کے ایک گھر کو بچالو، خدا تمہارے کروروں گھروں کو بچا لینگا۔

تاریخ حیات اسلام

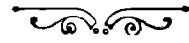
کا ایک ورق

ذرا عائدہ مہاجرین



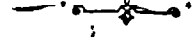
(از جناب حکیم سید شاہ محمد الیاس صاحب
پریسڈنٹ انجمن ہلال احمر - نواہ)

مبلغ ایک سو چالیس روپیہ بیمہ اعائدہ مہاجرین کیلئے ارسال خدمت ہے۔ یہ رقم مقام اکبر پور رجسٹرڈ وغیرہ سے وصول ہوئی ہے۔ ایک مہینہ آرڈر مبلغ نور پور اور کچھ آنوں کا میں آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ آپ نے اعلان کیا ہے کہ اب الہلال کی قیمت ایک سال کی صرف آٹھ آنہ ہے۔ اگر ابھی یہ قاعدہ جاری ہو تو مبلغ آٹھ روپیہ ایک سال تک کے الہلال کی قیمت لے لیتے اور میرا نام خریداران الہلال میں درج کر لیتے۔ اور اگر کچھ توقف ہو تو عموماً آٹھ روپے جو آپ کے اخبار کی قیمت ہے وصول کر لیتے۔ اس صورت میں آپ کے اعلان سے میں غالباً مستفید نہ ہو سکتا۔ بقیہ ایک روپیہ اور کچھ آنے اعائدہ مہاجرین میں شامل کر کے شایع فرما دیجیے۔



(از جناب مہدی حسن صاحب قصبہ کرتپور ضلع بجنور)

مبلغ سو روپیہ بذریعہ ایک قطعہ نرٹ کے بیمہ رجسٹری کراکر روانہ خدمت عالی ہے۔ اعانہ معزوحین ترک میں جملہ صاحبان ساکنان قصبہ کرتپور ضلع بجنور کی طرف سے در روانہ قسطنطنیہ فرما دیجیے۔ یہ روپیہ معزوحین کے میں صرف کیا جائے۔



از جناب ابراہیم صاحب۔ بھٹو ندی ضلع تھانہ رائس میل (سہارنہ روپے ارسال ہیں۔ اخبار الہلال کی سالانہ قیمت آٹھ روپیہ اور دس روپیہ امداد مہاجرین ترک کے چندہ میں داخل فرمائیں۔

(از جناب شیر دل خان صاحب اپیل نويس صدر عدالت دیرہ اسماعیل خان)

مبلغ پندرہ روپیہ برائے امداد مجاہدین و مہاجرین سلطنت عثمانیہ آپ کی خدمت میں آج بھیجے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ اور امدادی روپیہ کے شامل آپ منزل مقصد تک پہنچا دیں گے۔ عند اللہ اجر عظیم ہوگا۔ برگ سبز درویشوں کا تحفہ ہے اور اللہ تعالیٰ نعم الدوائی و نعم النصیر ہے۔

کشمیر کانفرنس کے متعلق اطلاع

مسلمانار کشمیر کی جو تعلیمی کانفرنس ”سرمی نگر“ میں منعقد ہونے والی ہے، بذریعہ اس اعلان کے اطلاع دی جاتی ہے کہ اس کانفرنس کے اجلاس سرمی نگر میں زیر صدارت آنریبل مسٹرس مولوی شاہدین صاحب - جج چیف کورٹ پنجاب ۱۹-۲۰ - ۲۱ - ستمبر کو قرار پائے ہیں، جو اصحاب کانفرنس میں شرکت فرمائیں گے ان کی قیام وغیرہ کا انتظام انجمن نصرۃ الاسلام سرمی نگر نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ مزید حالات دریافت کرنے کے لیے مولوی تحقیق اللہ صاحب جنرل سکریٹری انجمن نصرۃ الاسلام سے خط و کتابت کرنی چاہیے۔

خاکسار افتاب احمد

آل انڈیا معدن ایجوکیشنل کانفرنس

فہرست ذرا عائدہ مہاجرین عثمانیہ (۶)

پالی	آنہ	روپیہ	
۸	۰	۰	جناب محمد حسین صاحب
			بذریعہ جناب شاہ عبد الغنی صاحب رکیل -
۲۱	۱۳	۰	- غازی پور
			جدید حکیم محمد افضل عاسم صاحب -
۲۵	۰	۰	سکندر آباد - بلند شہر
			جناب فیروز الدین صاحب اترپری اسٹنٹ
۵	۰	۰	دیرہ اسماعیل خان
۱۳	۰	۰	جناب عبد الرحمن خان صاحب - امرتسر
۷	۰	۰	جناب غلام نظام الدین صاحب موضع جانا۔ پٹنہ
۲۰	۰	۰	جناب فیض بخش صاحب اتر می
۱۵	۰	۰	بذریعہ جناب احمد رضا صاحب
۸	۰	۰	جناب تحسین حسین خان صاحب
۱	۱۵	۰	ایک بزرگ
۱	۵	۰	جناب متاع الدین احمد صاحب
			جناب حافظ عبد الغفور صاحب رقم الدین
۵	۱۲	۰	صاحب - نواہ
۵	۰	۰	ایک بزرگ جنکا نام ظاہر کرنے کی اجازت نہیں۔
۴	۰	۰	جناب محمد عبد القادر صاحب - کلہ
۸	۰	۰	جناب محمد حسین صاحب کنچہ۔ مظفر پور
۸	۰	۰	جناب عزیز محمد خان صاحب پر بھٹی دکن
۴	۰	۰	جناب سردار علی صاحب کورٹ انسپکٹر حصار
			جناب شمت علی خان صاحب ہیڈ کانسٹبل
۲	۰	۰	پولیس
۱	۰	۰	جناب عبد الرحمن صاحب کانسٹبل پولیس
۰	۸	۰	جناب اسحاق حیدر صاحب
۰	۴	۰	جناب احمد حسین کانسٹبل
۰	۴	۰	ایک بزرگ
۰	۴	۰	جناب ممتاز علی صاحب
۰	۴	۰	جناب جگندل لعل صاحب
			بذریعہ جناب فقیر الرحمان خان صاحب جیلخانہ
۱۵	۰	۰	چکراہری
۳۰	۰	۰	جناب دائر محمد محمد عالم صاحب
۸	۰	۰	جناب طفیل محمد صاحب مدرس
۳۱	۱۱	۰	جناب خواجہ محمد خلیل صاحب - کیا
			جناب محمد اسماعیل صاحب سرداگر پارچہ
۸	۲	۰	بنارس
۱۷۹	۰	۰	جناب شیخ رابی محمد عباسی صاحب میواڑ
			جناب محمد یوسف صاحب تاجر - گھر گھا -
۲	۰	۰	بہاگپور
۳۴	۳	۰	ایک بزرگ جنکا نام پڑھا نہیں گیا
			بزرگان کرتپور ضلع بجنور بذریعہ جناب مہدی
۱۰۰	۰	۰	حسن صاحب
۸	۰	۰	جناب سید حسام الدین صاحب حیدر آباد
			بذریعہ جناب حکیم سید شاہ محمد الیاس
۱۴۰	۰	۰	صاحب - نواہ ضلع کیا
۲۳	۰	۰	جناب نجم العسین چودھری - سلہٹ
۷/۷	۵	۰	میزان
۶۶۳۰	۶	۰	سابق
۷۳۴۷	۱۱	۰	کل

یہاں مکرم چکر

—

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مر رہے ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو ہسپتال ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پٹنٹ دوا۔ قیمت پر گھر بیٹھے بلاطبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے۔ ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے۔ مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچ رہی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پُرانا بخار - مرمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار، جسمیں نرم جگر اور طحال بھی لاحق ہو، یا وہ بخار، جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو۔ سردی سے ہو یا گرمی سے۔ جنگلی بخار ہو۔ یا بخار میں درد سر بھی ہو۔ کالا بخار۔ یا آسامی ہو۔ زرد بخار ہو۔ بخار کے ساتھ کلنیاں بھی ہو گئی ہوں۔ اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو۔ ان سب کو بھکم خدا دور کرتا ہے، اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجئے تو بہک بڑھ جاتی ہے، اور تمام اعضا میں خورج صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں جسمانی رچالائی آجاتی ہے، نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے۔ اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاهلی رہتی ہو۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو۔ توبہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں۔ اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں۔

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام درکار دواؤں کے ہاں سے مل سکتی ہے
الہ آباد ۱۹۰۲ء
۱۰ روبرو پراکٹر

ایچ۔ ایس۔ عبد الغنی کیمسٹ ۲۲ و ۷۳
کولہٹرہ اسٹریٹ - کلکتہ

صرف چار روپیہ یا تین روپیہ سال میں

تمام دنیا کا حال ہفتہ وار ملاحظہ فرمائے

اوقات

ایک بے مثل ہفتہ وار اخبار

جسکے نسبت جملہ قومی اخبارات نے متفقہ طور پر نہایت عمدہ رائیں دی ہیں۔ اور جسمیں:

۱۔ قومی و سیاسی مسائل پر نہایت آزادی کے ساتھ بحث کی جاتی ہے۔

۲۔ اقتصادی و صنعتی و تجارتی معلومات مفیدہ کا ذخیرہ مہیا کیا جاتا ہے۔

۳۔ دلچسپی کی باتوں کا ایک خاص عنوان ہوتا ہے جسے پوچھ کر آپ لڑتے نہ جالیے تو ہمارا ذمہ۔

۴۔ نہایت پر لطف و دلگداز غزلیں اور نظمیں شایع کی جاتی ہیں۔

۵۔ کونسنس اور دارالعلوم انگلستان کے سوالات و جوابات اور ملک کے اہل الرائے اصحاب اور ماہرین سیاست کی تقریریں درج کی جاتی ہیں۔

۶۔ دنیا کے ہر حصہ کی خبریں جدا جدا عنوان کے تحت میں مفصل چھاپی جاتی ہیں۔

ایسے اخبار میں تجارت کار باری صاحبوں کے لیے اشتہار دینے کیلئے نہایت عمدہ موقع ہے۔ بارجود اسقدر خریدوں کے اخبار کی عام قیمت صرف چار روپیہ اور رعایتی قیمت صرف تین روپیہ ہے۔ بغیر اسکے کہ سالانہ یا ششماہی قیمت پیشگی وصول ہو جائے یا ویلو پے ایبل بھیج کر قیمت وصول کر لینے کی اجازت دی جائے اخبار جاری نہیں ہو سکتا۔

املا ع ضروری

مطبع، مسرات، الہ آباد میں ہر قسم کا کام نہایت عمدہ اور ارزاں چھپتا ہے۔ یہ مطبع ملک کی خدمت کے لیے جاری کیا گیا ہے۔ ایک بار کوئی کاغذ چھپوا کر آزمائش کیجیے۔ اگر مطبع مسرات کے آپ گرویدہ نہ ہو جائیں تو ہمارا ذمہ۔

جملہ خط و کتابت بابت اشاعت اشتہار و خریداری اخبار وغیرہ منیجر، مسرات، الہ آباد سے کیجئے۔

نسیم ہند

اس نام کا ایک ہفتہ وار اخبار ۵ جولائی سنہ ۱۹۱۳ء سے راولپنڈی سے نکلنا شروع ہوا۔ اسکا ایڈیٹر ریل سٹاف پرانی رٹلی تعلیم کے بہترین نمونہ کا مجموعہ ہوا۔ اس اخبار کو کسی خاص شخص یا فرقہ کی ذاتی حق یا فضول خرچہ سے کلیتہ پرہیز ہوا۔ مگر ساتھ ہی وطن اور اہل وطن کے فائدہ کیلئے جائز نکتہ چینی سے بھی باز نہیں رہیگا۔ اسکا مسلک آزادہ روی کے ساتھ صلح کل ہوا۔ اسکا دستور العمل:

ایمان کی کہینگی ایمان ہے تر سب کچھ

یہ اخبار ۱۸-۲۲ کے چوتھائی حصہ پر کم از کم ۱۶ صفحوں کا ہر ماہ کی ۵-۱۲-۱۹ اور ۲۶ کو شائع ہوا کریگا۔

چونکہ اہل وطن کی قدردانی سے اخبار نسیم ہند کا پہلا پرچہ ۲۰۰۰ شائع ہوا۔ اسلئے تاجر صاحبان کیلئے اچھا موقع ہے۔ کہ

وہ اشتہار بھیج کر فائدہ اٹھائیں۔ ہمارے سرحدی - پنجاب اور ہندوستان کے ہر گاؤں اور شہر کے نامہ نگاروں کی بھی ضرورت ہے لائق نامہ نگاروں کو اخبار مفت دینے کے علاوہ اجرت بھی معقول

دیجائیگی (اخبار کی قیمت سالانہ ۲ روپیہ ۸ آنہ)

درخواستیں بنگام منیجر "اخبار نسیم ہند" راولپنڈی (پنجاب)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الانوار

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میرسنوں پر خصوصی

مسئلہ تعلیم و اصلاح

قیمت

سالانہ ۸ روپے

ششماہی ۴ روپے ۱۲ آنے

مقام اشاعت
۱۰۷ مکلاوڈ اسٹریٹ
کے۔ بی۔ سہ

جلد ۲

جلد ۲: چار شنبہ ۲۵ شنبہ ۱۳۳۱ عہد

Calcutta : Wednesday, July 30, 1913.

نمبر ۵

لاکھوں بے خانماں مہاجرین

قائم مقامی کمیٹی کی رپورٹیں



الہلال کماکتہ ۵ - سالانہ قیدہ مع ول صرف اٹھ اٹھ!!

اخراجات خط و کتابت کیلئے رقم کر کے باقی سارے سال روپیہ اس فنڈ میں داخل کر دیا جائے اور ایک سال کیلئے اخبار آنکے نام جاری کر دیا جائے گا۔ گڑا سارے سال روپیہ رقم اپنے مظلوم و ستم رسیدہ برادران عثمانیہ کو دینگے، اسکا اجر عظیم اللہ سے حاصل کریں گے اور صرف اٹھ اٹھ سال میں بھر کیلئے الہلال بھی (جو جیسا کہ ہے) پبلک کو معلوم ہے) انکے نام جاری ہو جائے گا۔ اس طرح چار ہزار خریداروں کی قیدہ ۳۰ - ہزار روپیہ فراہم ہو سکتا ہے اور دفتر الہلال آئے خود فائدہ ہانے کی جگہ اس کا رخیر کیلئے وقف کر دیتے ہیں۔

(۵) اس وقت مہاجرین سو تک نئے خریداروں کا اوسط

ہے۔ لیکن دفتر ۲ - جن تک کیلئے اپنی تمام آمدنی اپنے برادران کو دیتا ہے۔ دفتر اس وقت تک کل ہزار روپیہ کے نقصان میں ہے اور مصارف روز بروز بڑھتے جاتے ہیں تاہم اس تاریخ پر ہر طبیعت پر جو اثر پڑا اس نے چھوڑ کر دیا اور جو صورت اپنے اختیار میں تھی اس سے گریز کرنا اور صرف دوسرے ہی کے آگے ہاتھ پھیلاتے رہنا بہتر نظر نہ آیا۔ یورپ میں اخبارات کے دفتر اپنی جیب سے ہزاروں روپیہ کا رخیر میں دیے ہیں۔ شاید اردو پریس میں یہ پہلی مثال ہے لیکن اسکی کامیابی اس امر پر موقوف ہے کہ برادران ملت تغافل نہ فرمائیں اور اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر پورا درخواست



یورپین ترکی کے بے خانماں مہاجرین جامع ایسوفیا کے سامنے

خریداری بھیجیں۔ ربنا تقبل منا انک انت لسمیع العلیم۔

(۶) الہلال - اردو میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو یورپ اور ترکی کے اعلیٰ درجہ کے با تصویر پر تکلف خوشنما رسائل کے نمونے پر نکلتا ہے۔ اسکا مقصد رحید دعوت الی القرآن اور مر بالہ معروف و نہی پر المکر ہے۔ محققانہ علمی و دینی مضامین کے لحاظ سے اسکے امکانات و خصوصیات کا ہر موافق و مخالف نے اقرار کیا ہے۔ اس کے ہندوستان میں سب سے بڑے ترکی سے جنگ کی خبریں براہ راست منکول ہیں اسکا باب ”شئون عثمانیہ“ ترکی - حالات جنگ کے واقعات صحیحہ معلوم کرنے کا مخصوص ذریعہ ہے۔ ناموران غزوہ طرابلس و بلقان اسکی ایک با تصویر سرخی ہے جسکے نیچے رقم عجیب و غریب مرتبہ اور حیرت انگیز حالات لکھے جاتے ہیں جو اپنے مخصوص نامہ نگاروں اور خاص ذرائع معلومات سے حاصل کیے جاتے ہیں۔ مقالات، مذاکرہ علمیہ، حقائق، روٹائی، المراسلہ و المناظرہ اسلئے راجوتہا اسکے دیگر ابواب و عنوان مضامین ہیں۔ آئندہ آئے میں شاید ایک ایسا اخبار برا نہیں۔

(۷) درخواست میں اس اعلان کا حوالہ ضرور دیا جائے اور کارڈ کی پیشانی پر ”اعانہ مہاجرین“ کا لفظ ضرور لکھا جائے۔

آج دفتر الہلال میں در تار دفتر تصویر افکار اور دائرہ مصباح کے چھپنے ہیں کہ ”خدا کے کیلئے یورپین ترکی کے آن لاکھوں بے خانماں مہاجرین کے مصائب کو یاد کرو، جنمیں ہزارہا بیمار عورتیں اور جاں بلب بچے ہیں۔ جنکو جنگ کی ناگہانی مصیبتوں کی وجہ سے یکایک اپنا گھر بار چھوڑنا پڑا اور جسکی حالت جنگ کے زخمیوں سے بھی زیادہ درد انگیز ہے۔ جو مرگئے، انکو دفن کر دیں جو زخمی ہیں انکو شفا خانے میں لے آئیں لیکن جو بد نصیب زندہ، مگر مردے سے بدتر ہیں، انکو کیا کریں؟“

دفتر الہلال حیران ہے کہ اس وقت اعانت کا کدھماکماں کرے؟ مدد کیلئے نئی اپیلیں کرنا شاید لوگوں کو ناگوار گذرے کہ ہلال احمر

کا چندہ ہر جگہ ہو چکا ہے اور تمسکات کا کام بھی جاری ہے۔ معجزاً جو کچھ خود اسکے اختیار میں ہے اسی کیلئے کوشش کرتا ہے۔

(۱) کم از کم ہر ایک ماہ کے اندر دو ہزار پانچ سو ۳۰ - ہزار کی رقم مخصوص اعانہ مہاجرین کیلئے فراہم کرنا چاہتا ہے۔ ایونکہ ہلال احمر کے مقصد سے جو روپیہ دیا جاتا ہے اسکو خلافت مقصد دوسری جگہ لگانا بہتر نہیں۔ اسکی اطلاع آج ہی ترکی میں ۲۱۱۱ کمیٹیاں گئی ہیں۔

اس بارے میں جو صاحب

دون اعانت فرمائیں گے

قاب و ۱۰۰۰ ی الا

خود رقم کو اپنی جانب سے پیش کرنا چاہتا ہے۔

(۲) اسکی صورت یہ ہے کہ بلا شک نقد تیس ہزار روپیہ دینا دفتر کے امکان سے باہر ہے، مگر یہ تو ممکن ہے کہ تیس ہزار روپیہ جو آئے مل رہا ہو، وہ خود نہ لے اور اس اشد ترین ضرورت اسلامی کیلئے وقف کر دے؟

(۳) یقیناً میں ۳۰ - ہزار نہیں دے سکتا، لیکن آپ کیس نہیں مجھے ۳۰ - ہزار روپیہ دیتے، تاکہ میں دیوں؟

(۴) پس آج اعلان کیا جاتا ہے کہ دفتر الہلال چار ہزار الہلال کے پورے ایک ایک سال کیلئے اس غرض سے پیش کرتا ہے۔ آج کی تاریخ سے ۳ جولائی تک جو صاحب اٹھ روپیہ قیدہ سالانہ الہلال کی دفتر میں بھیج دیں گے، انکے روپیہ میں سے صرف اٹھ اٹھ ضروری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

AL - H I L A L

Proprietor & Chief Editor

Abul Hasan Ali

771 McLeod Street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly " " 4 - 12

الاحلام

میرسنول غرضی
مسلمانہ اسلام آباد

مقام اشاعت
۱ - ۷ مکلاوڈ اسٹریٹ
کالکٹہ

عنوان تلفراف
"الاحلام"

قیمت
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصورسال

۲۰

۲۵ شنبہ ۲۵ شنبہ ۱۳۳۱ ہجری

۵

Calcutta : Wednesday, July 30, 1918.

شذرت

دول یورپ کی کارروائی

عثمانیوں پر کیوں مظالم ہوئی؟ یورپ اس سوال کا جواب آج
خود دے رہا ہے کہ "ان حرکات کے ذمہ دار دول یورپ اور خصوصاً
روس اور انگلستان ہیں۔ کیونکہ ان سلطنتوں نے اس کی کسی
بچا یا بے جا خواہش کی پذیرائی میں کامل نہیں کیا اور نہ
اس کو کسی امر میں رکا ہے۔ یہاں تک کہ جب بلغاریہ نے
روس کی مخالفت کی جس پر اس کے رجحان کا انحصار ہے تب
بھی بلغاریہ کو کسی قسم کی تنبیہ نہیں کی گئی۔ دول یورپ کو
لازم ہے کہ وہ اس وقت بلغاریہ کے بڑے حوصلہ کو روکے
جس کی وجہ سے یورپ کے امن میں خلل پڑ رہا ہے۔ جو لوگ
معاملات سے باخبر ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ شاہ فرڈیننڈ لوائی کے
خطرات نے واقف ہے یہ الفاظ ہیں جو انگلستان کے پریس نے
آج سے ایک ماہ قبل شائع کیے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ
ترکوں کے قتل عام ہی نہیں بلقان کی باہمی آویزش بھی یورپ
کے شوشے سے ہوئی۔

نیرایست نے اپنی ۲۷ جون کی اشاعت میں ایتھنز سے ایک
خاص نامہ نگار کا خط چھاپا ہے۔ اس میں بلغاریوں کی زیادتی کا
ذکر ہے۔ خط میں ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ "بیس یونانی
قیدیوں کو بلغاریوں نے کوزونس پینا تھا" حالانکہ دوسرے بلغاریوں کو یونانیوں
نے گرفتار کر کے فوراً چھوڑ دیا۔ اس واقعہ سے ایتھنز میں بہت
فاراضی پھیلی ہوئی ہے۔ ایم۔ رالس (M. Rallis) جو پچھلی
کونسل کا پریسڈنٹ تھا اور جو اپنی بے قابو طبیعت کی
بنا پرارل ہی سے مشہور ہے ایک اخبار میں لکھتا ہے کہ "فرجی ہیڈ
کوآرٹرز کو چاہیے کہ ایم۔ ونزلو (M. Venzelos) (وزیر اعظم یونان)
اور اس کے ساتھ دیگر وزرا کو بلغاریوں کے حوالہ کر دیں تاکہ
ان کو لے جا کر صربیا کے بازاروں میں خرب پیٹیں جسے وہ مسلح
ہیں" حیرت ہے کہ جس قوم کی ستم پیشگی کا یہ علم ہر یورپ
کی مدنیت اس کی حمایت جالز رکھتی ہے!

فہرست

شذرات

- ۱ دول یورپ کی کارروائی
- ۲ البصائر
- ۳ معنی جنگ
- ۴ مقالہ افتتاحیہ
- ۵ الداء والدواء
- ۶ مذاکرہ علمیہ
- ۷ فلسفہ حیات و مات [۱]
- ۸ شئون عثمانیہ
- ۹ مونیٹر مالی
- ۱۰ ترک و عرب
- ۱۱ مسئلہ ہرتیہ
- ۱۲ بریہ فرنگ
- ۱۳ بلغاریوں کی باہمی آویزش
- ۱۴ جامعہ مصریہ
- ۱۵ مراسلات
- ۱۶ انجمن الغرض
- ۱۷ فہرست زراعت مہاجرین عثمانیہ [۷]

ادبیات

پرنس سعید حلیم پاشا
موسس یونانکارے

ہذا بصائر الناس، و ہدی و رحۃ لقوم یوقنوث

(۱۹:۴۵)

بصائر

ایک ماہوار دینی و علمی مجلہ

جس کا

اعلان پہلے ”البدیان“ کے نام سے کیا گیا تھا۔

وسط شوال سے شائع ہونا شروع ہو جائیگا

ضخامت کم از کم ۶۴ صفحہ - قیمت سالانہ چار روپیہ مع معصور -

خریدار الہلال سے :- - - - روپیہ

اسکا اعلیٰ موضوع یہ ہوگا کہ قرآن حکیم اور اس کے متعلق تمام علوم و معارف پر تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے۔ اور ان موضوعات و مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کرے، جن کی وجہ سے موجودہ طبقہ رزبروز تعلیمات قرآنیہ سے نا آشنا ہوتا جاتا ہے۔

اسی کے ذیل میں علوم اسلامیہ کا احیاء، تاریخ نبویہ و صحابہ و تابعین کی تاریخ، آثار سلف کی تدوین، اور اردو زبان میں علوم مفیدہ حدیثہ کے تراجم، اور جرالد و مجلات یورپ و مصر پر نقد و اقتباس بھی ہوگا۔ تاہم یہ امور ضمنی ہونگے، اور اصل سعی یہ ہوگی کہ رسالے کے ہر باب میں قرآن حکیم کے علوم و معارف کا ذخیرہ فراہم کرے۔ مثلاً تفسیر کے باب میں تفسیر ہرگی، حدیث کے باب میں احادیث متعلق تفسیر پر بحث کی جائیگی۔ آثار صحابہ کے تحت میں تفسیر صحابہ کی تحقیق، تاریخ کے ذیل میں قرآن کریم کی تنزیل و ترتیب و اشاعت کی تاریخ، علوم کے نیچے علوم قرآنیہ کے مباحث اور اسی طرح دیگر ابواب میں بھی وہ موضوع وحید پیش نظر رہیگا۔

اس سے مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کے سامنے بدفعۃً واحدۃ قرآن کریم کو مختلف اشکال و مباحث میں اس طرح پیش کیا جائے کہ عظمت کلام الہی کا وہ اندازہ کر سکیں۔ و ما ترفیقی الا باللہ۔ علیہ توکلت والیہ انیب۔

التمہ م الہ ربی

یعنی ”البصائر“ کا عربی ایڈیشن

جو

بالفعل مہینہ میں دو بار شائع ہوگا۔

اور

جس کا مقصد وحید جامعۃ اسلامیہ، احیاء لغۃ اسلامیہ،

اور ممالک اسلامیہ کے لیے مسلمانان ہند کے جذبات

و خیالات کی ترجمانی ہے۔

الہلال کی تقطیع اور ضخامت

قیمت سالانہ مع معصور ہندوستان کے لیے : ۲ - روپیہ ۸ - آنہ

ممالک غیر : ۵ - شلنگ -

درخواستیں اس پتہ سے آئیں :

نمبر (۱۴) - مکملہ اسٹریٹ - کلکتہ

ہرچند کہ ۲۲ - جولائی کو صوفیا کے ایک قلعہ میں ہفتہ جنگ استعادہ اندرنہ کی تکذیب کی گئی ہے مگر اس خبر کی تصدیق اسقدر مختلف و قابل اعتماد ذرائع سے ہو چکی ہے کہ اب اسکی صحت میں شک کی گنجائش نہیں۔ سب سے آخری مگر سب سے زیادہ قابل اعتماد وہ تاریخ ہے جو ۲۲ - کریمپٹی میں باب عالی سے بصری بے قلم مقام قونصل عام کے نام آیا ہے۔ وزیر اعظم لکھتے ہیں کہ ”اندرنہ اور قرق کلیسا پر آج قبضہ ہو گیا۔ ابراہم بے کی گمان اور انور بے کی ہمراہی میں فرج نے جس تیزی سے کوچ کیا ہے اسکا شکریہ - بہت سے نقصانات جو بلغاریوں نے شروع کردیے تھے رکھ دیے گئے۔ پیدائش کی رجحانات نے جو منکرہ بالا برائیکیت کے لیے کمک کے طور پر بھیجی گئی تھی، صرف ایک دن میں ۸۰ - کیلو میٹر طے کیے۔ پیدائش اور سواروں کے کالمن نے جو قرق کلیسا بھیجے گئے تھے اپنی ہمت کا ثبوت دیا، اور کوچ نہایت سرعت کے ساتھ کیا۔ بلغاری پیدائش فرج نے مقابلہ کیا مگر ناکام رہی۔ ہمارا ذرا بھی کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا۔“

اندرنہ اسلامی یادگاروں کا شہرستان ابطال، ناموران اسلام کی آرمگاہ اور سب سے آخر میں مگر سب سے اہم مقامات کی کنجی - انگلستان پر بالواسطہ یا بلا واسطہ اسکا کوئی اثر نہیں۔ پھر اسکا جوا ۱۰ - کرور مسلمانوں کے گاندھے پر ان - ملت میں کیا یہ مقتضایہ دانشمندی نہ تھا کہ کم از کم ذمہ دار زبانیں خاموش رہیں؟ مگر جب سینوں میں دیگ کھول رہی ہو تو اس کے بغیرات سے زبانیں کیونکر جنبش میں نہ آئیں۔

مسٹر ایسکریٹھ وزیر اعظم انگلستان جنہوں نے سالونیکا کی فتح پر عالم نصرانی کو فتح باب مسیحیت کا مژدہ جان پرور سنایا تھا، پھر پلٹ فارم پر آئے۔ مگر اس طرح کہ ابھی انکی زبان پر زمزمہ تبشیر تہذیب کے بدلے ہمہ تہدید و ترہیب تھا۔ مسٹر ایسکریٹھ نے کہا کہ ”معاهدہ لندن کے مقابلہ کرنے کی بابت اگر ترکی کو کافی طور پر غلط مشورہ دیا گیا ہے تو اسکو ایسے سوالات کے لیے تیار ہو جانا چاہیے جنکا مباحثہ میں آنا کسی طرح اس کے لیے مفید نہیں“

فقط واضطہاد کے متعلق سب سے پہلے فرانس اور اطالیا نے اپنے اپنے ارادے ظاہر کیے۔ انگلستان نے الگ قدم رکھا یعنی زبان قول کے ساتھ زبان عمل سے بھی اپنے ارادے کا اعلان کیا۔ ۳۰ جہاز پالرس پہنچے، اور پھر وہاں سے کسی غیر معلوم مقام کی طرف روانہ ہو گئے۔ خیال تھا کہ روس، جرمنی اور آسٹریا کی طرف سے بھی قوی یا عملی انذار آتا ہوگا، مگر اسوقت تک تو خاموشی طاری ہے۔

ہاؤس آف کامنز میں پوچھا گیا تھا کہ دباؤ کی نوعیت کیا ہوگی؟ مسٹر ایبلینڈ نے کہا: میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ دل کس کارروائی پر اتفاق کریں گے؟

آسٹریا کانیم سرفری اخبار ”لوکل انزیجر“ لکھتا ہے کہ اسکو ”یقین نہیں کہ باب عالی پر سیاسی دباؤ ڈالنے کے علاوہ کچھ اور بھی کیا جاسکے“ اگر یہ صحیح ہے تو جہازوں کے بھیجنے میں انگلستان کی اس درجہ عجلت فرمائی کا اس سے زیادہ اور کوئی نتیجہ نہ ہوگا کہ اس کو عالم صلیبی اور دنیاے اسلام دونوں سے حفظ مصالح صلیب میں عملاً پیشوری کا خطاب ملے۔

ایک زمانہ مخالف ہے، ایک عالم تہدید کر رہا ہے، ایک بر اعظم کا بر اعظم دشمن ہے، مگر پرنس سعید حلیم

باشا نے عزم و ثبات کو ابھی تک یہ باد مخالف جندش نہ دے سکی، سلطان روم سے بلغاریا نے جر اپیل کی تھی انہوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ: ترکوں کا اقدام ر ہجورم یہ نہیں ہے، یہ دفاع و حفظ، مابقی کا مسالہ ہے۔

ایں سخن را چوں تو مبداء بود
گر بیفزاید تراش افزود

ترکوں کے پیش نظر صرف ادرنہ ہی نہیں بلکہ وہ تمام مقامات ہیں جن پر بلغاریا قابض ہوگئی تھی۔ چنانچہ عثمانی فوج ایک طرف تو ادرنہ کی طرف بڑھی اور دوسری طرف کلرلی، برغص، لری، برغاص، ارجینی، بابا اسکی، فتح کرتی، ہرلی، قرق کلیسا پہنچی۔ قسطنطنیہ میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ بلغاریوں نے شہر چھوڑنے سے پہلے بارود خانے اور اصلی عمارتیں دھا دیں۔ اس طرفان مصائب کے بارجود جب ترک داخل ہوئے تو باشندوں نے ناقابل بیان مسرت کا اظہار کیا۔ عورتیں آنکھوں سے آنسو اور ہاتھوں سے فوج پر پھول برسا رہی تھیں۔ اخذ قرق کلیسا کے بعد عثمانی فوج بلغاریہ حدود میں داخل ہوئی تو صرفیا میں غم معموری اضطراب پھیل گیا۔ بلغاریہ وزیر خارجہ نے فوراً اس قاراج پر اعتراض کا تار باب عالی کو بھیجا۔ جسکا جواب باب عالی

نے یہ دیا کہ ”چند پیٹرول تفتیش کرتے ہوئے سرحد کے پار چلے گئے تھے“ مگر سپہ سالار کے حکم سے واپس بلا لیے گئے۔“

اتحاد یورپ اگر اپنے اختلاف داخلی کی وجہ سے ترکوں پر ہمارے نہ ڈال سکا تو اسکے یہ معنی نہیں کہ وہ ترکوں کو اپنے مفتوحہ مقامات کے واپس لینے کا موقع دے گا۔ ترکوں کو یہ موقع خانہ جنگی کی بدولت ملا تھا۔ لڑنے والوں میں سب سے زیادہ تازہ دم رومانیہ ہے۔ پھر رومانیہ کا مقصد جیسا کہ اس نے اعلان جنگ کے وقت

ظاہر کیا تھا ریاستہائے بلقان میں حفظ توازن ہے۔ ترکوں کی طرف سے عداوت کی آگ جو خانہ جنگی کی وجہ سے دیگئی تھی پھر بھڑکائی گئی، اور ظاہر کر دیا کہ حلفاء ترکوں کی پیشقدمی کے وجہ سے پریشان ہیں۔ اسکے بعد رومانیہ کو توڑ لیا گیا۔ رومانیہ نے روس اور آسٹریا کے ساتھ اعلان کیا کہ بلغاریا کو پامال نہ ہونے دیا جائیگا۔ اور سرودیا اور یوفان سے جنگ کو درک دینے اور اپنی فوج کو روک جانے کی فرمائش کی ہے جو صرفیا سے ۱۵۰ کیلو میٹر پہلے پہل کے سامنے ہو گئی ہے۔ بلغاریا کو کھل ڈالنے کے ارادے سے تبری کی ہے، مگر ہنوز جنگی کارروائی موقوف نہیں ہے، چنانچہ یونانی فوج نے ۲۶۔ کو دبہ آغاچ لے لیا ہے۔ سرری فوج ہنوز مصروف پیکار ہے۔ رومانیہ کا معاشرہ شروع کر دیا ہے، امید ہے کہ عذریہ شہر پر قبضہ ہو جائیگا، کیونکہ جنرل کڈنچیف کی زیرکمان فوج نے ہتھیار ڈالنا شروع کر دیے ہیں۔

فوج میں ہیضہ نہایت شدت سے پھرت پڑا ہے۔

بخارست کی غیر سرکاری رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے کہ بلغاریہ فوج کی اخلاقی حالت اس درجہ ابتر ہوگئی ہے کہ وہ دشمن کے مقابلہ سے انکار کرتی ہے۔

مختصراً یہ کہ بلغاریہ اپنے نخوت و تکبر، ظلم و جور، اور درندگی

رسبعیت کی پاداش میں انتہائی ذلت اور نقصان اٹھا چکی ہے اور شاید اب اس کے ان مصائب کا عنقریب خاتمہ ہونے والا ہے۔ مختلف ریاستوں کے رکیل بخارست دارالامان، رومانیہ کو روانگی کے لیے تیار ہو رہے ہیں۔ بلغاریہ وزیر موسیو ٹونچیف اور یونانی رکیل موسیو پانس تو روانہ ہو گئے ہیں۔ یونانی وزیر اعظم موسیو رینزیلوس سالونیکا گیا ہے کہ بادشاہ سے مل کر بخارست جائیگا۔

المِلَال

۲۰ شعبان ۱۴۱۱ھ

۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

شعبان ۱۱

یعنی

جماعت "حزب اللہ" کے اغراض و مقاصد

(۴)

کیا ایک مومن بندے کے اعمال و نتائج دیکھ ہی ہر سکتے ہیں، جیسے کہ ایک نافرمان اور فاسق کے؟ کیا دونوں برابر ہیں؟ ہرگز نہیں!!
جو لوگ اللہ کے احکام پر ایمان لائے، اور اعمال صالحہ اختیار کیے، انکے لیے کامیابیوں اور فتح مندوبوں کے شاداب باغ و چمن ہونگے، جن میں وہ شاد و خرم رہیں گے، اور یہ باغیچے فتح و مراد انکے نیک کاموں کا بدلہ ہے، جو وہ انجام دیتے رہے!

مگر جن لوگوں نے احکام الہی کے مقابلے میں سرکشی کی، تران کا ٹھکانا تو بس نامرادوں، ناکامیوں، اور آسرد غلامی کی آگ ہی ہوگی، اور وہ اپنے کاموں اور تلاشِ نجات میں ایسے گمراہ ہوجائیں گے کہ جب کبھی اس آگ سے نکلنے کی چاہیں گے تو پھر اُسی میں لوٹا دیے جائیں گے، اور اُنسے کہا جائیگا کہ پاداشِ عمل کے جس عذاب کو تم جھٹلاتے تھے، اب اُسکے مزے چکھو!

اور یہ بھی جان لو کہ آنے والے بڑے عذاب سے پہلے، ہم ان منکسرین کو ایک چھوٹے عذاب کا مزہ بھی چکھائیں گے، تاکہ شاید تمہارا سرکشی سے باز آجائیں، اور ہماری جانب رجوع ہو!

انفس کان مومننا کمین
کان فاسقا؟ لا یسترون۔ اما
الذین آمنوا و عملوا
الصالحات فلهم جنات
الداخلین، نزلا بما کانوا
یعملون۔ و اما الذین
فسقوا فللہم النار
کلما اراوا ان یمضوا منها
أعیبرا فیہا، رقیل لہم ذوقوا
عذاب النار الذی کنتم بہ
تکذبون! ولنذیقنہم من
العذاب الادلٰی دون
العذاب الاکبر لعلہم یرجعون۔
(۱۹: ۳۲)



- بہا کا گل بر افشانیم و می درساغر اندازیم! *
- اگر غم لشکر از کیم زد کہ خون عاشقان ریزد *
- چو ہر دست سترودے خوش، بزن مطرب سترودے خوش! *
- یکے از عقل می لاند، دگر طامات می بلاد *
- بہشت عدن اگر خواہی بہا با ما بہ میضانه *
- فلک را سقف بشکافیم و طرح نو در اندازیم!
- من و ساقی بہم سازیم و بنیادش بر اندازیم!
- کہ دست افشان غزل خوانیم و پاکوبان سر اندازیم!
- بہا کیں داور بہا را بہ پیش داور اندازیم!
- کہ از پاے خمت یکسر بعوض کوثر اندازیم!



بقیہ مبعث گذشتہ :

مقصد و حید امة مہمومہ

انکو بچاؤ۔ تم کو بہترین امت اور افضل ترین امم بنایا گیا، تاکہ تم ارض الہی کے خدمت گزار بنو، اور تم کو دنیا میں اُس نے اپنی جماعت، اپنی فرج، اور قائم مقام قرار دیا، تا اس کی ہدایت کا علم صرف تمہارے ہی ہاتھ میں ہو، اور اس کے تمام بندے اس کے سایے کے نیچے آکر پناہ لیں! تمہارا سب سے بڑا شرف یہ نہیں ہے کہ تم ابراہیم خلیل (ع) کے معبد کے خادم ہو، بلکہ تمہارے خدا نے تم کو اس سے بہت ارفع و بلند مقصد دیا ہے، یعنی تم رب جلیل کے اُس معبد کے خادم ہو، جسکی چہت آسمان کی فضاے محیطہ اور جسکی سطح زمین کا تمام پھیلا ہوا طول و عرض ہے!

یہ آیات بینۃ خمسہ، اور تصریحات قاطعہ ساطعہ تھیں، اور یہ ان کے متعلق سرسری اشارات، جن سے ہم اپنے مقصد حیات اور مرکز جہد و جہاد کو معلوم کرسکتے ہیں۔ ان آیتوں میں کہیں بھی ہم کو یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ تم فلاں مقام کی حفاظت کرو اور فلاں سرزمین کی خدمت کو اپنا مقصد سعی بنارو، بلکہ ہم کو بتایا گیا ہے کہ تمام دنیا تمہارا گلہ ہے، اور تم اُسکے چرواہے ہو! یہ تمام انسانی آبادیاں تم کو ہی گئی ہیں، تاکہ اللہ کے طرف سے تم اُنکی حفاظت کرو، اور گرگ ابلیس کے خونخوار حملوں سے

قد كانت لكم اسوة حسنة حضرت ابراهيم اور ان کے ساتھیوں کے
فی ابراهيم والذین معه اعمال کے اندر تمہارے لیے ایک
(۲۰ : ۴) نہایت بہتر اور اعلیٰ نمونہ حیات موجود
ہے تاکہ تم اس کی پیروی کرو۔

نماز اسلام کی ایک عبادت ہے اور اس کے لیے ضرور ہے کہ تمہارا
منہ کعبے کی طرف ہو مگر ”اسوۃ ابراہیمی“ اسلام کی حقیقت
ہے اور اس کے لیے صرف کعبے کے طرف منہ کر دینا ہی کافی
نہیں ہے بلکہ بانی کعبہ کے طرف دل کو پھیر دینا شرط ہے۔ وہ نماز
کا ایک رکن ہے کہ عبادت ہے۔ اور یہ اسلام کی شرط ہے کہ اصل
حقیقت ہے۔

گذشتہ صحبت کی پانچویں آیت پر غور کر رہے جہاد فی
سبیل اللہ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، اور قیام صلوٰۃ اور ایتاء
زکوٰۃ سے پہلے فرمایا:

ماۃ ابیکم ابراهیم ہوسمام یہ دین اسلام تمہارے مورث اعلیٰ
الہامی من قبل ابراهیم خلیل کا ہے۔ اُس نے تمہارا
رفی ہذا، لیکسون نام ”مسلم“ رکھا۔ پہلے بھی اور
الرسول شہیداً علیکم اب بھی۔ اور یہ سب کچھ اس لیے ہے
وتکونوا شہداء علی تاکہ ہمارا رسول تمہارے لیے اور تم
الذات فاقیموا الصلوٰۃ تمام انسانوں کے لیے شاہد ہو۔ پس
الخ جب کہ تمہارا درجہ ایسا قرار دیا گیا ہے
تو تمہارا فرض ہے کہ صلوٰۃ الہی کو دنیا میں قائم کرو۔ (الخ)

حضرت ابراهیم کی نسبت کو یہاں اس لیے یاد دلایا گیا کہ ان کی زندگی
اسلام کی حقیقت کا نمونہ تھی۔ انہوں نے اپنی قربانی کا اسوہ دکھا کر
اسلام کی حقیقت کو ظاہر کر دیا تھا اور یہی وہ انسانی قربانی
ہے جس کو خدا اپنی صداقت کے حیات کے لیے ہم سے چاہتا ہے۔
بار بار کہہ چکا ہوں کہ جہاد فی سبیل اللہ، امر بالمعروف،
نہی عن المنکر، اور قیام صلوٰۃ، و اعلان حق، اسی قربانی سے
عبارت ہیں۔ اور جب تک ایک قوم اس قربانی کے لیے طیار نہ ہو
وہ سعادت عالم و عالمیوں کا ذریعہ نہیں بن سکتی۔

پہلے کہا: راہ الہی میں جہاد کروا پھر کہا کہ اپنی نسبت
ابراہیمی کو نہ بھولو کہ اس کا اسوہ حسنہ اسلام کی اصل حقیقت اور
تمہارے لیے قبلہ وجوہ ہے۔ اس کے بعد تصریح کی کہ تم مسام ہو
اور پھر اسی علت بیان کی، تاکہ تم تمام عالم کے لیے شاہد عدل
و سعادت ہو۔ جب یہ شرائط بیان ہو چکی تو پھر ہمارے فرائض
کی تشریح کر دی کہ اللہ کی صلوٰۃ کو دنیا میں قائم کرنا، حق کی
دعوت اور منکر کا اصداد، واللہ عاقبہ الامور۔

عسرد الی الہامہ رد

کیا نہیں دیکھتے کہ وہ مشہور (آیت استخلاف) جس کا ایک وعدہ
الہی کی صورت میں اعلان ہوا اور پھر نصف صدی کے اندر می
اندر نصرت الہیہ نے اس کی تکمیل بھی کر دی، اس مبعوث کے لیے
ایک آخری فیصلہ کن بصیرت بخشتی ہے؟ فرمایا کہ:

وعد اللہ الذین امنوا اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے وعدہ فرماتا ہے
منکم و عملوا الصالحات جو تم میں سے ایمان لائے اور اعمال
ایستقامتہم فی الارض صالحہ اختیار کیے، کہ انکو زمین پر
كما استخلف الذین من خلافت عطا فرمایا، اسی طرح جیسے
قبلہم، ولیمکن لہم ان سے پہلے بنی اسرائیل وغیرہ گذشتہ
دینہم الذی ارتضیٰ امتوں کو عطا فرمائی تھی، اور جو
لہم، ولیمدللہم من بعد دین ان کے لیے اُس نے پسند کیا ہے۔

پھر غور کرو کہ کس طرح تمام دنیا کی اصلاح و سعادت کا ہمیں
ذمہ دار بتایا ہے اور کہا ہے کہ تم ہی ہو جو اس کے لیے شاہد
ہو سکتے ہو۔ کیونکہ زمین پر تمہارے سوا اور کوئی نہیں جس کے
لیے ہمارا رسول شاہد ہو۔

ہم کو پکارا گیا کہ تمام امتوں میں اوسط و عدل صرف تم ہی
ہو۔ اس لیے نہیں کہ ہم بیت خلیل کے محافظ ہیں، بلکہ اس لیے
کہ ارض خداے جلیل کے محافظ ہیں۔ اس لیے کہ اس کے تمام بندوں
کو بھلائی کی دعوت دینے اور برائی سے روکتے ہیں۔ اس لیے کہ اس کی
سرزمین کو ظلم و استبداد، طغیان و عدوان، اور شر و فساد سے
ناک کرنے والے ہیں۔ اس لیے کہ ہم اُس کی زمین پر اُس کے خلیفہ
ہیں۔ اس لیے کہ ہم تمام دنیا کو اُس کی آنکھ سے دیکھیں اور
تمام عالم کی باگ اُس کا ہاتھ بن کر اپنے ہاتھوں میں لیں اور خدا را
سونچو کہ تمہاری حد نظر کہاں تک ہے اور میں کیا دیکھ
رہا ہوں؟

خیال کن تو کجائی و ماکجا واعظ؟

تم ابھی صدائے الہی سن رہے تھے اور اُس کتاب عزیز و حکیم
کے بیانات تمہارے سامنے تھے جس کو بھول کر ساری دنیا کی
تدبیروں کو یاد کیا کرتے ہو۔ اس نے کہیں بھی اس پر زور نہیں
دیا کہ تم مکہ معظمہ کی حفاظت و خدمت کا اقرار یا عہد کرو۔
البتہ حکم دیا کہ جاہدوا فی اللہ حق جہادہ اُس کی راہ میں اپنی
تمام قوتوں سے جہاد کرو۔ اُس نے تم کو فضیلت دی ہے پس
اس کے بندوں کو ضلالت و فساد سے نکال کر فضیلت و عظمت بخشا

اسوۃ ابراہیمی

جس ابراهیم خلیل (علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی
مقدس قربانگاہ کی حفاظت کا نام لیتے ہو، کیا بہتر نہوگا کہ اس
کے بنائے ہوئے معبد کو دیکھنے سے پہلے خود اُس پر بھی ایک نظر
قال لہ۔ اُس نے خانہ کعبہ کی بنیاد ضرور رکھی، لیکن ساتھ ہی
اپنے نفس اور اپنے فرزند کے گلے پر چھری بھی رکھ دی!

فلما اسلخا و تلہ للجبین اور جب حضرت ابراهیم اور اسماعیل
و نادیناہ ان یا ابراهیم دونوں پر حقیقۃ اسلامیہ طاری ہوئی
قد صدقت الرؤیا انا اور دونوں نے اپنی گردنیں جھکا دیں
لذلک نجزی اور حضرت ابراهیم نے اسماعیل کو
ماتے کے بل زمین پر پٹک مارا، تو
ہم نے پکارا کہ اے ابراهیم! بس کروا
(۱۰۶ : ۳۷)
تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔ ہم حقیقۃ اسلامیہ کے لیے ہی
مدارج صاحبان ”احسان“ و ایمان کو عطا فرماتے ہیں۔

استقبال وجوہ و قلب !

دیکھو خدا نے تمہارے آگے سر چیزیں پیش کی ہیں۔ اُس
نے کہا کہ میری عبادت کے لیے کھڑے ہو تو اپنا منہ خلیل اللہ کے
نالے ہوئے معبد کی طرف کر دو!

من حیث خرجت اور اے پیغمبر! تم خراہ کہیں سے بھی
ول وجہک شطر المسجد تکلر لیکن اپنا منہ مسجد حرام نبی
لحرام، و حیث طرف کر لیا کروا اور اسی طرح اے
اکلسم فوٹو و جوہکم مسلمانو! تم بھی جہاں کہیں ہو نماز
طہرہ، (۱۲۵ : ۲) میں اسی کی طرف اپنا منہ کرو۔
مگر قبل اس کے کہ تم اُس گھر کی طرف اپنے چہروں کو متوجہ
رہو یہ بھی کہتا ہے کہ اُس گھر کے بنائے والے کی طرف اپنے
وہ کا رخ پھیر دو، یعنی اس کی الہی قربانی کی پیروی کرو!

بال بکشا و صغیر از شجر طوبی زن ا
حیف باشد چو تو مرغی کہ اسیر قفسی ا
خدمت کعبہ یا خدمت عالم ؟

پس جس قوم کے شرف و اجتہاد اور جس قوم کے مقاصد کے علو و ارتفاع کا یہ حال ہو، میں ایک لمحہ کے لیے بھی راضی نہیں ہو سکتا کہ اس کے سامنے اس کے سرا کرئی اور مقصد حیات پیش کیا جائے، کیونکہ جس خدا نے اس کی زندگی کا ایک ہی مقصد قرار دے دیا ہے، یقین کر رہا ہے کہ وہ بھی کبھی اس سے راضی نہیں ہو سکتا۔

خواہ کیسے ہی دلفریب اور کیسے ہی مصلحت آشنا الفاظ آپ کی زبان پر ہوں، مگر میں کہہ سکتا ہوں کہ آپ سب کچھ کیجیے، لیکن خدا را اس اصل اصول اور اس حقیقۃ الحقائق سے نہ ہٹائیے، جو دعوت اسلامی کی بنیاد و اساس، اور مسلمانوں کی زندگی کے استقامت حیات کی ایک ہی چٹان ہے۔ آپ کسی مکان کی کھڑکیاں بدل دالیں کہ اب موسم کے بدلنے سے ہوا کا رخ بھی بدل گیا۔ آپ کو اختیار ہے کہ آپ اس کا دروازہ بھی جنوب سے شمالی جانب منتقل کر دیں کہ مصلحت بھی کہتی ہے۔ یہ سب کچھ گزارا ہو سکتا ہے لیکن میں اس پر تو کبھی راضی نہیں ہو سکتا کہ آپ بنیاد کی اینٹوں کا مسئلہ چھیڑ دیں۔ اور تمام قوتوں کو بجائے استحکام بنیادہ قدیم کے، ایک تاسیس جدید میں صرف کریں؟ مسلمانوں کی زندگی کی بنیاد خدمت کعبہ نہیں بلکہ خدمت عالم ہے، اور وہ دنیا کی جب ہی خدمت کر سکتے ہیں، جبکہ پہلے خود اپنے نفس و قلب کی خدمت کر لیں، اور یہ وہ کہ جن

نہیں جب تک کہ موجودہ حس مصائب کی بنا پر انہیں اسوۃ ابراہیمی و ابراہیمی (علیہما الصلوۃ والسلام) کی پیروی میں فنا ہو جانے، اور مت جانے کی دعوت نہ دی جائے۔

مصلحت

ایک عالم منجملہ عوام عملیات جدیدہ کے "عالم مصلحت" کا بھی ہے۔

میں اس کا منکر نہیں۔ اس کے لیے بھی قرآن کریم نے ہمارے آگے بہت سے اسوۃ جلیلۃ نبویہ پیش کیے ہیں، اور ان کے ذکر کا یہ موقع نہیں، لیکن افسوس کہ میں "مصلحت" کے عفریت مہیب کی آن لاتعد ولا تحصی قوتوں کا قائل نہیں ہوں، جن سے حقیقۃ الہیہ شکست کھا جائے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ایک بہت بڑی چیز جس کی ہم میں کمی ہے، تنظیمات عمل (ارگنائزیشن) ہے، اور اس کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ ایک مقصد مشترک سامنے ہو، اور سب میں اس کے نام سے ایک رشتہ باہمی قائم ہو جائے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ مقصد کی جگہ دماغ ہے، نہ کہ صفحات مقاصد انجمن۔ تاہم مشکل یہ ہے کہ جو راہ اختیار کی گئی ہے، وہ یا تو اصل مطلوب و مقصود تک پہنچنے والی ہی نہیں ہے، اور یا پہنچنے والی ہے تو اس قدر پیچ و خم کے بعد، کہ اتنا وقت ہمارے پاس نہیں ہے۔

پھر آپ مقراض مصلحت، کر شاخوں کی کثرت چہانت میں استعمال فرمائیے، جو پر ہاتھ کیوں ڈالتے ہیں؟

خوفہم امنا۔ یعبدونہی یعنی اسلام، اسکو دنیا میں قائم کر کے ولا یشرکون بی شیاً، رہیگا، نیز خوف اور خطرے کی اس ومن کفر بعد ذلک زندگی کے بعد آنپہر طمانینہ اور راحت فاولئک ہم الفاسقون۔ کا ایک ایسا دور طاری کر دیگا کہ وہ (۵۵: ۲۴) باطمینان اللہ کی پرستش کریں گے، کسی کو اس کا شریک نہ گردانیں گے۔ پھر جو شخص ان تمام احسانات الہی کے بعد بھی اللہ کے آگے نہ جھکے تو بس ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں۔

وما ارسلناک الا رحمة للعالمین

اس آیت کے مسلمانوں کے مقصد حیات کو انتہاء وضاحت کے ساتھ ظاہر کر دیا ہے۔ یہی ارض الہی کی خلافت ہے جس کی نسبت حضرت داؤد کی زبانی کہا گیا تھا کہ:

ولقد کتبنا فی "الزبور" اور ہم کتاب زبور میں اپنے ذکر کے بعد من بعد الذکر: ان الارض اپنے اس قانون کو لکھ چکے ہیں کہ یرثہا عبادی الصالحون۔ ہمارے وہی بندے زمین کی سلطنت ان فی ہذا البلاغ لقوم و فرماں روای کے وارث ہونگے، جو اپنے عابدین، وما ارسلناک اعمال میں نیک ہونگے۔ بیشک اس الا رحمة للعالمین۔ قانون کے تذکرے میں عابدین الہی کیلئے ایک پیغام بشارت ہے، اور پھر یہی ہے کہ ہم نے اے پیغمبر! تمہارے ظہور کو تمام عالم کیلئے رحمت قرار دیا ہے!

غور کیجیے تو کونسی آیت غور کی محتاج نہیں ہے؟ اس آیت میں زبور کا قول نقل کر کے فرمایا کہ "اس میں ان لوگوں کے لیے ایک پیغام بصیرت ہے جو عبادت الہی سے فائز المرام ہیں" اور پھر اس کے بعد وجود مقدس حضرة ختم المرسلین یا ان کی بعثت کی نسبت فرمایا کہ "رحمة للعالمین" ہے۔ یعنی یہ ظہور الہی تمام عالموں کے لیے بلا تفریق اسود و ابیض و مشرق و مغرب، رحمة الہی ہے۔

اس سے مقصود دراصل امتہ مرحومہ کی تنبیہ تھی۔ "قوم عابدین" سے اسی امت کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی کتاب زبور کا یہ فرمان امتہ مرحومہ کے لیے ایک پیغام عبرت و بصیرت ہے۔ اگر وہ اعمال حسنہ و صالحہ اختیار کریں گے، اور اللہ کی بخشی ہوئی قوتوں کا صحیح استعمال کریں گے (کہ یہی معنی ہیں عبادت الہی کے) تو بموجب اس قانون متذکرہ زبور کے ضرور کہ زمین کی وراثت کے مستحق ٹھہریں گے۔ اور چونکہ ایسا ہونا ضرور تھا، اس لیے ظہور اسلام کو رحمة الہی سے تعبیر کر کے ظاہر کر دیا کہ یہ تمام قوموں کو مفاسد و مظالم سے نجات دلانے والا، اور انسانوں کے پائوں کی زنجیر ہائے اسرور استبعاد کو کاٹنے والا ہے۔ یہ ایک ایسی قوم کے نہرو نما کو اپنے ساتھ رکھتا ہے، جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریگی، جو اپنی تمام قوتوں کو وقف جہاد فی سبیل اللہ کر دیگی، اور جو دنیا کی چھنی ہوئی صداقت و عدل پھر اُسے واپس دلا دیگی۔ پس جس طرح تمہارا رب کریم "رب العالمین" ہے، جس کی ربوبیت میں کسی نسل، کسی قوم، اور کسی زبان، اور کسی زمین کی قید نہیں، اسی طرح یہ پیغام ظہور ہدایت، اور یہ وجود بشیر و نذیر بھی "رحمة للعالمین" ہے، کہ اس کی رحمت فرمائی میں بھی خدا کی ربوبیت کی طرح زمین کے کسی خاص ڈگریے، اور انسانوں کی کسی خاص جماعت کی قید نہ ہوگی، بلکہ اپنی ہدایت کی حامل و داعی ایک ایسی قوم پیدا کر دیگا، جس کے بل ہمت کے لیے تمام کرۂ ارضی فضاے پرواز، اور جس کے معرفۂ حق و باطل کے لیے تمام دنیا کا رزار جنگ ہوگی:

تشخیص کے بعد علاج

آپ موجودہ مصائب کے علاج کے لیے کہتے ہوئے ہیں۔ پس سب سے پہلی نظر آپ کو اس پر ڈالنی چاہیے کہ ان تمام امراض کی علت اصلی کیا ہے؟ اور اپنی تمام قوتوں کو اسی کے ازالہ کے لیے وقف کر دینا چاہیے۔ مسلمانوں کی عزت دلت سے بدل ہو گئی۔ جہل و نادانی ان کی علامت ممتاز بن گئی۔ حکومتیں چھن گئیں، اور شکستوں، ناکامیوں، اور غلامیوں نے ان کا احاطہ کر لیا۔ یہی امراض ہیں جو آپ کو نظر آ رہے ہیں۔ پھر خدا را انصاف کیجئے کہ یہ سب کچھ اس کا نتیجہ ہے کہ ان کے پاس حفاظت حرمین کیلئے کوئی فائدہ نہ تھا، یا انہوں نے کوئی اقرار نہیں کیا تھا، یا حاجتوں کے سفر کا عمدہ انتظام نہ تھا، یا مکہ معظمہ میں پر تکلف قیام کے لیے کوئی ہوٹل نہ تھا؟ میرے مقصد کے لیے غلطی نہ کیجیے۔ میں تسلیم کرتا ہوں اور بارہا کہہ چکا ہوں کہ ریبہ کی فراہمی، تعلق عرب کی تقویت، خدمت کعبہ کا رولہ، مرکز اسلامی کی محبت، اور اسی طرح کی تمام چیزیں نہایت ضروری ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ان ہی چیزوں کا فقدان ہمارے امراض مذکورہ صدر کی علت حقیقی ہے؟

اس سطح ارضی پر کوئی نہیں، جو اس سوال کا جواب اثبات میں دے سکے۔ علت اصلی بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ **عمل بالاسلام کی روح ہم میں سے مفقود ہو گئی**، امر بالمعروف کا سبق بھلا دیا، جہاد فی سبیل اللہ کی حقیقت کو فراموش کر دیا، اور ہماری جیب نہیں بلکہ دل خالی ہو گئے۔ پھر جب آپ ایک انجمن قائم کرتے ہیں جس کے مقاصد و اعمال کی فہرست بیسیوں دفعات پر مشتمل ہے، لیکن نہ تو کہیں اس میں احیاء دعوت اسلامی کی دفعہ ہے، نہ کہیں اسلام کے احکام و ارامر پر عمل کرنے کی قید ہے، نہ کوئی صورت عمل اور طریق کار ایسا پیش نظر ہے، جس کا مقصد مسلمانوں کو مسلمان بنانا ہو، اور ان کی مجاہدانہ روح عمل کو واپس لانا ہو، تو پھر فرمائیے! آپ کا مقصد تو ضروری اور آپ کے کلم یقیناً اچھے اور مستحق اعانت و شرکت جمیع مسلمین، لیکن ہمارے اصلی مرض کے لیے آپ نے کیا کیا، اور اس کے لیے کہاں جائیں؟

یاد رکھو کہ آج تمہاری قوم کو ایک اعلیٰ ترین فرصت دی گئی ہے۔ ایسی فرصت جس کی نظیر تاریخ اقوام و ملل میں زیادہ نہیں مل سکتی۔ تم اللہ کے طرف سے اس کے ذمہ دار ہو کہ اسے ضائع نہ کرو، اور اس سے کلم لو۔ تم جو کہتے ہو کہ حفاظت کعبہ کے لیے ریبہ دو! تو میرے عزیز دوستو! کیا بہتر نہ تھا کہ تم کہتے کہ حفاظت عالم کے لیے اپنے دلوں کو اسلام کے حوالے کر دو؟ خدمت کعبہ، حفظ اسلام، جمع مال، اور اور تمام چیزیں صرف ایک دل کے مل جانے سے مل جاسکتی ہیں، پس مانگنے والوں کو صرف دل ہی مانگنا چاہیے۔

تمہارے پاس آج ایک ایسی مشتعل چنگاری موجود ہے کہ قرینے سے ہوا دو تو اس سے ہزاروں آتشکدے روشن کر سکتے ہو۔ تم آج مسلمانوں کے اعمال میں تبدیلی کر سکتے ہو، ان کے برگشتہ سروں کو خدا کے آگے جھکا سکتے ہو، ان کا کم گشتہ اخلاق، ان کا کھریا ہوا علم، اور ان کی مفقود روح حیات اسلامی کو پھر واپس لاسکتے ہو۔ پس میں یہ نہیں کہتا کہ جو کرنا چاہتے ہو نہ کرو، مگر کہتا ہوں کہ

منجملہ ان اختلافات طریق عمل کے جو مجہد میں اور ارباب عصر میں ہے، ایک بہت بڑا اختلاف یہ بھی ہے کہ میں اپنے عقیدے میں مصلحت کو ہرے پر موثر پانا ہوں، الاصول و مقاصد حقیقیہ پر، کہ وہ ایک ایسی شے ہے، جس کا بہر حال اظہار و اعلان لازمی ہے۔ جو چیز ہمارا مقصد حیات ہے، جس خون کے درزان سے ہمارے جسم ملت کی زندگی ہے، جس تغذیۃ اصلیہ پر ہمارا نشور و نما موقوف ہے، اس کو کیونکر خنجر مصلحت کے سپرد کر دیں؟ اگر کریں گے تو ایک زمانہ آئیگا کہ اس مصلحت فرمایانہ اعلانات و اشتہارات کے بعد ہمارا مقصد حیات مشتبه ہو جائیگا، اور خود ہم اپنے تئیں بھول جائیں گے۔

چنانچہ آج جو حالت ہماری نظر آ رہی ہے، یہ بہت زیادہ حد تک اسی مصلحت فرمائی کا نتیجہ ہے۔ مصلحت بینوں نے گو بعض مصالح وقت سے مقاصد پر پردے آئے، لیکن آج وہ پردے ایسے حائل ہو گئے ہیں کہ خود ہم بھی اپنے تئیں نہیں دیکھ سکتے !!

یہ مصلحت کے بت کی یاد نہیں ہے، بلکہ خداے حی و قیوم سے غفلت و نسیان ہے۔ یہی وہ مرتبہ منجملہ مراتب ضلالت کے ہے، جسکی طرف قرآن کریم نے جا بجا اشارہ کیا کہ ”لا تکنونوا کاذبین نسوا اللہ فانساہم انفسہم“ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے ماسوی اللہ کی مرعوبیت میں غرق ہو کر خدا کی قوتوں کو بھلا دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ خود اپنے تئیں بھی بھول گئے۔ پھر سورۃ توبہ میں ایک جماعت کا ذکر کیا کہ ان کا وصف یہ ہوا:

یا مرون بالمنکر ”وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دینہوں عن المعروف کی جگہ امر بالمعکر اور نہی عن ر یقبضون ایدیہم“ المعروف کریں گے، نیز خدا کے سچے نسوا اللہ فنسیہم کاموں میں صرف جان و مال کرنے سے انکی مٹھیاں بند رہیں گی۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے اللہ کو بھلا دیا، نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے بھی ان کو فراموش کر دیا“

د ہماری گذشتہ اور موجودہ رہنمائی کی یہ کیسی کامل و اکمل تاریخ ہے؟ پھر میں کیونکر پسند کروں کہ ارکان خدام کعبہ، جنکے اندر قیمتی رولہ عمل اور نتیجہ خیز قوت کار بعد اللہ موجود ہے، مصلحت فرمائی کے اس درجہ تابع ہوں کہ ہمارے رہنمایان گذشتہ و حال کی طرح ”نسوا اللہ فانساہم انفسہم“ کے عالم میں گرفتار ہو جائیں؟ اے انا اللہ سبحانہ و ایا ہم و یھدینا الی صراط مستقیم۔

دفعہ شبہ

ممکن ہے، آپ کہیں کہ مقصود تو یہی ہے، مگر کعبہ کا نام اس لیے رکھا گیا تاکہ ہر شخص سمجھ سکے۔ یہ سچ ہے۔ آپ نے ایک عالی شخص کو تو یہ کہہ کر سمجھا دیا، لیکن کیا ایک تعلیم یافتہ شخص، اور ایک گرفتار غفلت مگر آمادۂ اصلاح ہستی کی آمادگی ضائع بھی نہیں کر دیتی، اور موجودہ اضطراب و استعداد انقلاب کے بعد (جس سے نہیں معلوم آپ کیسی کچھ انقلابی تبدیلی اُس کے اندر پیدا کر دیتے؟) اُسکا منتہاء فکر صرف یہی نہیں قرار دیا کہ صرف ایک اقرار غیر محکم و غیر شرعی، اور ایک ریبہ دے کر فارغ البال ہو جائے؟ فتدبروا و تفکروا یا اولی الاباب! لا تکنونوا کاذبین قالوا سمعنا و ہم لا یسمعون !!

میں اور تم میں اختلاف حال کا ایک سمندر حائل ہے۔ تم دورے ہو، تا غیروں کے ٹمٹماتے ہوئے چراغوں سے اپنا چراغ روشن کرو۔ یا لکڑی چلتے ہو، تاکہ انہیں جلا کر ایک نئی انگیٹھی مشتعل کرو، لیکن میں روتا ہوں کہ پادشاہ کے لڑکے کے لیے کسی سرداگر کی العاری پر لالچالی ہوئی نظر ڈالنا مناسب نہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ وہ تمہاری شمع کیا ہوئی، جسکی روشنی سے تمہارے گھر کا کونہ کونہ منور تھا؟ دوسروں کے ہاں کیوں جاتے ہو؟ لکڑیاں چن کر نئی آگ کیوں سلگنا چاہتے ہو؟ اُسی شمع کو کیوں روشن نہیں کرتے؟ یہ کیسی بد بختی ہے کہ جن کے پاس کا فری شمعیں موجود ہوں، وہ کسی کے جھونپڑے کے دیا کو نظر حسرت سے دیکھیں؟

اللہ نور السموات والارض، مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجہ الزجاجۃ کانہا کوکب دربی یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ، یکان زیتہا یضی رسولہ تمسک نار، نور علی نور، یهدی اللہ للنورۃ من یشاء، ویضرب اللہ الامثال للناس، واللہ بکل شیء علیم۔ (۲۴: ۳۶)

”اللہ ہی کے نور سے آسمان اور زمین کی روشنی ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی سمجھو، جیسے ایک طاق ہے، طاق میں ایک چراغ، اور چراغ ایک بلور کی قندیل میں رہ قندیل اس قدر شفاف ہے، گویا موتی کی طرح چمکتا ہو ایک درخشندہ ستارہ۔ پھر اُس چراغ کی روشنی ایک ایسے شجرہ مبارک زیتونی کے تیل سے ہے، جو نہ مغربی ہے اور نہ مشرقی۔ اس کے تیل میں یہ ایک عجیب خاصیت ہے کہ اپنے مشتعل ہونے میں وہ آگ کا محتاج نہیں۔ آگ اُسے نہ بھی چھوئے، تاہم وہ آپ سے آپ جل اُٹے گا۔ اس کے نور کا حال کیا کہا جائے کہ وہ تو نور علی نور ہے۔ اور اللہ کے ہاتھ میں ہے کہ وہ جس کو چاہے اپنے اس نور کی طرف عداوت بخشدے۔ یہ چراغ کا بیان دراصل ایک مثال تھی، اور اللہ لوگوں کے سمجھنے کیلئے مثالیں بیان کرتا ہے، از روہ ہر شے کی حالت سے واقف ہے“

اسلام ایک آخری دین الہی تھا، جس نے نہ صرف احکام شریعت ہی میں، بلکہ حیات قومی کی ہر شاخ میں ہم کو سب سے آخر اور سب سے بہتر اصول دیدیے، اور دنیا خواہ کتنی ہی بدل جائے، لیکن آزما لیا جا سکتا ہے کہ اُن اصولوں کی صداقت کو بدلنے کی ضرورت نہیں، اُسکا اعلان عام تھا:

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام کے فلاح کرنین کے لیے کامل ترین شریعت دینا۔ (۵: ۵)

”تکمیل دین“ اور ”اتمام نعمت“ کی اگر تشریح کروں تو دفتر کے دفتر مطلوب، اور لوگ اتنی ہی تمہید سے نالاں اور حرف مقصد کیلئے بیقرار: ر خاق الانسان من عجل۔ تکمیل دین کے لیے ضروری تھا کہ ہمیشہ کے لیے اس کے پیور اپنی تمام اصولی ضروریات میں مستغنی اور بے پروا ہو جائیں، اور انکو کسی نئی تلاش اور نئے اصولوں کی جستجو کی ضرورت باقی نہ رہے۔ پھر ”اتمام نعمت“ کا لفظ کہہ کر بتا دیا کہ جو اصول انہیں دیے گئے ہیں، وہ چونکہ آخری ہیں، اس لیے اعلیٰ ترین بھی ہیں، اور اب اُنکے پاس زور جواہر کی کانیں مہیا ہو گئیں، ہیں، پس انکو اوروں کے خرف ریزوں پر لالچانے کی ضرورت نہ رہی۔

اسی میں تمام قوتیں صرف نہ کردالو، اور اصلی راہ فوز و فلاح کو بھی تلاش کرو۔

میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، ممکن ہے کہ ابھی لوگ نہ سمجھیں، اور بہت ممکن ہے کہ بہت سی جلد باز بے خبر طبیعتیں غلط فہمیں اور شبہات و دساروں کی شکار ہوں۔ لیکن الحمد للہ کہ وہ وقت دور نہیں، جب لوگ سمجھیں گے، اور جو آرزو آج میرے منہ سے نکل رہی ہے، اطراف عالم اسلامی سے اس کی صدا لیں اُنہیں گی۔ بشرطیکہ ہمارے لیے گر کر ابھرنے ابھی باقی ہے، اور بشرطیکہ اُنہانے والے کا ہاتھ بڑھ چکا ہے! واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

تاسیس یا تجدید؟

جس شے کو میں مسلمانوں کا فراموش کردہ مقصد حیات سمجھتا ہوں، اور جس بھولی ہوئی بات کو از سر نو یاد دلادینے کے لیے بے قرار ہوں، مجھے الزام نہ دیجیے اگر میں اُسے بار بار دہراؤں۔ لیکن میں ایک حد تک دہرا چکا اور زندگی رہی تو ہزاروں مرتبہ دہراؤنگا۔ لیکن اب ختم مقالہ سے پہلے چاہتا ہوں کہ ایک دقیق مگر اصل اصول کی طرف اشارہ کردوں۔ اس وقت سرسری اشارے پر قناعت کرونگا، مگر آئندہ بصورت مستقل اسکی تفصیل ضروری۔

منجملہ اُن عظیم ترین اختلافات کے، جو مجھے میں اور کارفرمایان عمل میں ہے، ایک اصولی اختلاف یہ ہے کہ وہ آج جب کبھی کسی کلم کے لیے اُٹھتے ہیں تو چاہتے ہیں کہ راہ ”تاسیس“ اختیار کریں، اور میں اللہ کی بخشی ہوئی بصیرت کی بنا پر مسلمانوں کے لیے اُن کے اعمال ملی میں سے کسی شاخ کے لیے بھی ”تاسیس“ کی ضرورت نہیں سمجھتا، بلکہ صرف ”تجدید“ کی۔ اور اس بارے میں الحمد للہ، اس درجہ اطمینان و اطمینان سے ہوں کہ ایک لمحہ کے لیے بھی اپنی راہ میں متزلزل نہیں ہو سکتا۔

”تاسیس“ کے معنی ہیں کسی کلم کی از سر نو بنیاد رکھنی، اور ”تجدید“ کہتے ہیں کسی پیشتر سے موجود شے کو دوبارہ زندہ کرنے، اور اس کی کم گشتہ رونق و حیات کے واپس لانے کو۔ کسی زمین پر ایک نئی عمارت کی بنیاد رکھنے تو یہ ”تاسیس“ ہے، لیکن اگر ایک عمدہ عمارت پیشتر سے موجود ہے، اور امتداد زمانہ و غفلت نگرانی کی وجہ سے زیران ہو گئی ہے۔ آپ اسکی شکست و ریخت کو دیکھیں، اور جو اینٹ جس جگہ سے نکل گئی ہے، پھر وہیں جمادیں، تو یہ ”تجدید“ ہوگی۔

میرا عقیدہ ہے کہ آج حیات ملت و حصول عظمت ملی کے لیے مسلمانوں کو اپنے اعمال کی کسی شاخ میں بھی ”تاسیس“ کی ضرورت نہیں، بلکہ صرف ”تجدید“ کی ضرورت ہے کہ جن اصولوں کو ہم نے بھلا دیا ہے، ان کو دوبارہ زندہ کریں، اور جس متاع کو حاصل کر کے کم کر دیا ہے، اس کے سراغ میں پھر نکلیں۔ ہمارا جیب و دامن آج کی طرح ہمیشہ خالی نہ تھا۔ اگر آج اوروں کے پاس لعل و جواہر ہیں، تو ہمارے پاس بھی اس کی کانیں تھیں۔ آج اگر ہم مفلس ہیں تو دوسروں کے لعل و جواہر کو نظر حسرت و طمع سے دیکھنے کی ضرورت نہیں، ہم کو اپنی کم کردہ کانوں کے سراغ میں نکلنا چاہیے، جن کی دولت لازوال تھی اور ہمیشہ لازوال رہیگی۔

روشنی کے تم بھی متلاشی ہو اور میں بھی۔ اس لحاظ سے ہم دونوں کا مطلب و مقصد ایک ہی ہے۔ لیکن پھر مجھے

کی کتاب، اور ایک ہاتھ میں قیام عدل کی تلوار لیٹر چمکا تھا، کیا ہمارے لیے ایک تمام عام کا بین العلّی اجتماع اعظم نہیں ہے؟ پھر ہمیں تجدید کی ضرورت ہے یا تاسیس کی؟ یہ تو ایک مثال تھی۔ اسی طرح اپنے اعمال کی ہر شاخ ردیکھو۔

باقاعدہ انجمنیں

آج ہمیں انجمنوں اور باقاعدہ جماعتوں سے کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا۔ ہمارے قدیمی دعوت و تبلیغ کے سلسلے کو زندہ ہونا چاہیے۔ جبکہ ہر مسلمان کا وجود ایک انجمن تھا، اور ہر آواز اپنے اندر ایک مشن رکھتی تھی۔ جبکہ اسلام راہی حجاز میں ظاہر ہوا، اور چین و ہند اور چار و سماترا میں اسکے پرستار پیدا ہوئے تو کونسی انجمن تھی، اور کون اسکا پریسیڈنٹ اور سکریٹری تھا؟ یہ کیا تھا کہ ایک عرب تاجر تجارت کا مال لیکر سماترا میں جاتا ہے، اور ایک پورے مشن کا کام انجام دیتا ہے؟

ہم کو بدستور اپنے کاموں میں سرگرم رہنا چاہیے۔ ہم اگر تاجر ہیں تو تجارت کریں گے، اگر معلم ہیں تو درس دیں گے۔ لیکن جب پانچ وقت مسجدوں میں جمع ہونے کو ہماری انجمن منعقد ہوگی، اور سرگرم تقریروں کی جگہ ہمارے اندر سے آتش الہی کی چنگاریاں نکل کر ایک دوسرے کے دلوں سے ٹکرائیں گی۔

ہم کو ہمیشہ اپنے کاموں کیلئے رویہ کی تلاش ہوتی ہے، اور اسکے لیے فذ قائم کرنے کا اعلان کرتے ہیں، یہ بھی وہی راہ ”تاسیس“ ہے۔ حالانکہ فریضہ زکوٰۃ کا ایک قدیمی حکم ہمارے پاس موجود ہے، اگر تاسیس کو چھوڑ کر تجدید کریں، تو ہمارے پاس کروروں روپے کا ایک بیت المال ہر وقت موجود رہے۔

بڑی بد نصیبی یہ ہے کہ ہم جب کبھی کسی کام کے لیے آہتے ہیں تو ہمارا منتہا فکر اس سطح سے بلند نہیں ہوتا جو برسوں سے ہمارے سامنے ہے۔ وہی عام انجمنوں کے قواعد، وہی ان کے نظام، وہی ان کے عہدہ داروں کی کشمکش کی رسم عام جو ہر شخص کے سامنے موجود ہے، سامنے آجاتی ہے، اور کبھی کوشش نہیں کرتے کہ رسم عام سے الگ ہو کر اپنی کوئی راہ پیدا کریں، مرحوم (نظیری) کو اپنے زمانے کی شکایت تھی:

خلاف رسم دریں عہد فرق عادت دان

کہ کارہائے چنیں از شمار بوالعجبی ست!

اصل راز اسمیں یہ مضمحل ہے کہ اس طریق کو اختیار کرے تو کون کرے؟ آجکل بالعموم جو لوگ ارباب عمل و مرسسین دعوت ہیں، اگر وہ احیاء و تجدید اعمال اسلامیہ کیلئے آہتیں تو پہلی مصیبت انہیں یہ پیش آئے کہ خون اپنے آپ کو اُس دعوت کا مخاطب بنانا پڑے، اور بہلا اس دور تمدن و بہدیب میں اس وحشت و ہمجیت کے لیے کون طیار ہو سکتا ہے؟

خلاصہ مباحث گذشتہ

اب بہتر ہوگا کہ ”حزب اللہ“ کے مقاصد اور طریق عمل کو پیش کرنے سے پہلے دفعہ وار اپنے خیالات کو بطور خلاصہ بحث کے پیش کردوں، تاکہ بیک نظر سامنے آجائیں، اور ارباب فکر کو غلط فہمیں سے دو چار نہ ہونا پڑے:

(۱) مسلمانوں کے مساعی و مجاہدات کا نصب العین حفظ نعدہ نہیں بلکہ حفظ عالم ہے، اور یہ بغیر اس کے ممکن نہیں کہ وہ اپنے اعمال و افعال میں ایک آخری تبدیلی کرے، احکام الہی پر عمل پیرا ہوئے، اپنے قلوب و نفوس کا تزکیہ کرے، اپنے وجود کو اللہ اور اس کے دین میں کے حوالے کرے، اپنے تئیں اسوہ حسنہ ابراہیمی و محمدی (علیہما السلام) کا پیرو بنالیں، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، دعوت الی الحق، قیام صلوة، ایتاء زکوٰۃ، اور جمیع

یہی سبب ہے کہ حضرة داعی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ”خاتم النبیین“ فرمایا، اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اُمت مرحومہ کی ہدایت کیلئے اُمت کرام اور مجددین عظام مامور ہوئے، مگر دروازہ نبوت کا سد باب ہو گیا۔ اُن عام احادیث صحیحہ کا تفحص کر، جن میں مجددین اسلام کے ظہور کی اطلاع دی گئی ہے، اور اُس حدیث مشہور کو پڑھو، جس میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو ”محدث“ کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔ ان سب سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اُمت مرحومہ کی اصلاح کیلئے ”تاسیس“ کا اب سد باب ہے، اور صرف ”تجدید و احیاء“ کا سلسلہ باز رکھا گیا ہے۔ (ان اللہ تعالیٰ یبعث لہذا الامۃ علی راس کل مئة سنة، من یجد لہا دینہا)

پس آج بھی ہم کو اپنے ہر عمل میں صرف تجدید احکام شریعت، اور احیاء سنت سلف صالح کی ضرورت ہے۔ ہم کو اپنے تمام کاموں میں چاہیے کہ گذشتہ اصولوں کو زندہ کریں، اور اپنے اعمال حسنہ کے متھے ہرے نشانوں کو ابھاریں۔ ہم کو نئے مقصدوں کی ضرورت نہیں، ہم کو نئی صداؤں کی احتیاج نہیں، ہم کو آگے نہیں بڑھنا ہے، بلکہ پیچھے ہٹنا ہے۔ ہمارے سامنے صاحب خلق عظیم کا اسوہ حسنہ موجود ہے۔ ہم اہل بیت نبرۃ مطہرہ اور صحابہ کرام کے اعمال کو دیکھ سکتے ہیں، ہمارے پاس سلف صالح کے اعمال کی سراخ رسانی کے رسائل موجود ہیں۔ ہمارے پاس قرآن حکیم اپنی ہیئت و حقیقتہ اولیٰ میں موجود ہے، جبکہ اس کی آیتیں بطحا و یثرب کے ریگستانوں میں اسرار الہی سے پردے اٹھا رہی تھیں، اور دنیا کو انسانیۃ اعلیٰ کے اصولوں کا سبق دے رہی تھیں۔ پھر کیا ہے کہ ہم نئے مقصدوں کے متلاشی ہوں؟ اور کیوں نئے اصولوں کی دعوت کی طرف ہمیں بلایا جائے؟ نئے دلوں اور نئے تماشوں کا بھی ہم نے تجربہ کر لیا۔ اب ہم آکٹا گئے ہیں، اور اور زیادہ تجربے کی ہم میں سکت نہیں۔ ہمیں چھوڑ دو، تاکہ اپنی قدیمی وحشت کی ایک ادنیٰ پر، تمہاری نئی دلفریبیوں کو قربان کر دالیں:

من و بیدل حریف سعی بیجا نیستم زاہد!

تو و قطع منازلہا، من و یک لغزش پایہ

تشریح مزید

مثلاً آج کتنے ہیں جو یورپ کے جماعتی اصول کار کی تقلید میں صرف انجمنوں کے قائم کرنے، کانفرنسوں کی تحریک کرنے، اور انکے لنبے لنبے اصول و قواعد کے نظام لکھنے میں بڑی بڑی دانتوں کو سیاہی سے خالی کر دیتے ہیں، لیکن کسی ایک شخص کو بھی یاد آتا ہے کہ خود ہمارے پاس جو قدرتی اجتماع کا سامان موجود ہے، سب سے پہلے اُسی کو زندہ کریں؟ ہم اگر مسلمان ہوں تو ہمارے لیے دن میں پانچ مرتبہ مسجد میں جمع ہونا ضروری ہے۔ مسجد ہی ہمارے لیے سب کچھ تھی۔ اس کا صحن ہمارا پارلیمنٹ ہاوس تھا، اسی کے محرابوں کے نیچے ہماری کانفرنسیں منعقد ہوتی تھیں۔ یورپ کی کانفرنسیں سال میں ایک مرتبہ یا دو بار ہوتی ہیں، مگر ہماری کانفرنس کا اجلاس ہر آٹھویں دن جمعہ کا یوم عید تھا۔ اوروں کو انجمنیں قائم کرنی چاہئیں۔ اور انکے عہدہ داروں کی تلاش میں اپنے رہنماؤں کی منت کرنی چاہیے، مگر ہمیں اسکی کیا ضرورت ہے کہ دن میں پانچ مرتبہ ہماری ہر مسجد انجمن ہے، اور اسکا امام انجمن کا سکریٹری۔ پھر کیوں نہ ہم نئے اجتماعات کی تاسیس سے بچے اسی اجتماع کی تجدید کریں؟ اسی طرح ہمارا سالانہ اجتماع جو راہی منا و عرفات اور جبل فاران کی گہائیوں میں منعقد ہوتا ہے، جو اُس ظہور کو یاد دلاتا ہے، جبکہ خداوند سعیر اہکی چوٹیوں پر سے ایک ہاتھ میں اعلان ہدایت

من - عَمَل

فلسفۂ حیات و مہات

اثر: مسٹر مسعود احمد عباسی

(۱)

تمہید

مادہ

آپ کے سامنے ہزارہا چیزیں ہیں - شکلیں بھی ان کی مختلف ہیں اور رنگ بھی ان کے مختلف - کوئی زہر ہے تو کوئی تریاق - غور کیجیے، ان میں کونسی بات مشترک ہے ؟

غور کرنے والے کہیں گے کہ وزن میں اگرچہ کوئی شے ہلکی اور بھاری ہے لیکن وزن سے خالی کوئی نہیں -

مگر ہم کو روزانہ روشنی اور تاریکی، گرمی اور سردی سے واسطہ پڑتا ہے - کیا ان میں بھی وزن ہے ؟ کیا روشنی میں کبھی شے کا وزن اور ہوتا ہے اور تاریکی میں اور ؟ کیا حرارت یا کونسی چیز کا وزن سردی کی حالت سے بڑھ یا گھٹ جاتا ہے ؟

ان سب سوالوں کا جواب ہم کو نفی میں ملتا ہے، اور ہم وزن دار اشیاء کو مادی اور بے وزن اشیاء کو غیر مادی کہتے ہیں - لہذا ہر وہ چیز جس میں وزن ہے، مادہ ہے -

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وزن خرد کیا شے ہے ؟ حقیقت یہ کوئی چیز نہیں، بلکہ جس طرح اسکولوں کی رسن کشی میں ایک جماعت دوسری جماعت کے مقابلہ میں زور کرتی ہے اور اس وقت ہر فرد کو قوت کشش کا احساس ہوتا ہے، ٹھیک اسی طرح ہمارے کسی شے کے اڑھاتے ہوئے ایسی ہی کسی قوت کا احساس ہوتا ہے - یہاں ایک جماعت کی بجائے زمین ہے اور دوسری جماعت کی جگہ ہم خود - رستے کی جگہ وہ شے ہے جسکو ہم اڑھاتے ہیں اور وزن ایک کشش ہے، جو زمین کی کشش کے خلاف عمل کرنے سے، ہمارے محسوس ہوتی ہے -

مادہ کے اقسام

تجارب اور مشاہدات بتاتے ہیں کہ موجودات عالم کے دو درجے یعنی نباتات اور حیوانات، تغذیہ اور تفسیہ کے لیے ایک اندرونی نظام رکھتے ہیں، اور جب تک یہ نظام قائم رہتا ہے، انکی سرسبزی اور شادابی بھی قائم رہتی ہے - کسی درخت کی چھال کے نیچے کا حصہ، جسکے ذریعہ پیسے ہوئے عروق راس ہوتے ہیں، کات ڈالے اور پھر دیکھیے کہ ساری شادابی کس قدر جلد غالب ہو جاتی ہے ؟

کیا پتھر کو در در کر دینے کے بعد بھی آپ چمک دمک میں کوئی تبدیلی دکھا سکتے ہیں ؟ نہیں کہہ سکتے ہیں - یہیں ہمارے در قسم کے مادوں کا پتہ چلتا ہے : ایک ذی حیات، دوسرا غیر ذی حیات - ذی حیات مادہ وہ ہے، جو پرورش کے لیے کوئی اندرونی نظام رکھتا ہے، اور غیر ذی حیات وہ ہے، جو ایسا کوئی نظام نہیں

مقامد حقیقۃً اسلامیہ کی تجدید کریں، اور اس طرح پھر آپ نکلیں اس فرمان الہی کا مستحق بنادیں کہ ”الذین ان مکنہم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ، واتوا الزکوٰۃ، وامروا بالمعروف، ونہوا عن المنکر۔“ اگر انہوں نے ایسا کیا تو پھر زمین کی وراثت اور دین الہی کی فتح قطعی ہے، کیونکہ انکی گذشتہ عظمت و فتح یابی انہیں اعمال پر مشروط تھی : وکان وعداً مفعولاً -

(۲) پس بعض رویہ کا جمع کرنا، اور خدمت کعبہ کے نام سے کسی انجمن کا قائم ہونا کو مفید ہے، لیکن چونکہ بعض اس سے مسلمانوں کے اندر کوئی انقلاب و تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی، اور خدمت کعبہ کوئی اصل نصب العین نہیں، اس لیے وہ کافی نہیں - (۳) انجمن خدام کعبہ اگر مقاصد بالا کو اپنے اندر شامل بھی کرنا چاہے تو نہیں کر سکتی - اس کے دو سبب ہیں :

(الف) انجمن کا مقصد اصلی کسی اسلامی خدمت کے لیے رویہ جمع کرنا ہے، اور رویہ جب ہی جمع ہو سکتا ہے، جبکہ ایک بہت بڑی اور وسیع جماعت اسمیں شامل ہو - پس اگر انجمن کے شرائط ممبری میں کوئی قید سخت یا بنفدی احکام اسلامی یا انقلاب زندگی کی ہوئی، تو ظاہر ہے کہ بہت تھوڑے لوگ اس میں پورے آتر سکیں گے، اور ایسا ہونا لازمی و ناگزیر - اور پھر ایسی حالت میں اس کا مقصد عظیمہ فوت ہو جائیگا -

(ب) مسلمانوں کے اندر تبدیلی پیدا کرنے اور ان کے اندر مجاہدانہ و جانفروشانہ ولولہ اسلامی کی تجدید کے لیے بعض کسی انجمن کا قیام اور صداؤں کا بلند کرنا بیکار ہے، جب تک ایک جماعت اپنا عملی نمونہ پیش نہ کرے، اور ایک اجتماعی اضطراب عمل، اور شعلہ افروزانہ جوش کار، دنیا نہ دیکھے، اور بوجہ و اسباب معلومہ انجمن خدام کعبہ میں یہ ممکن نہیں - اور اسکی تشریح غیر ضروری -

(۴) پس انجمن خدام کعبہ کو قائم ہونا چاہیے، اور پورے زور اور قوت کے ساتھ کہ اس طرح ایک قوت رویہ فراہم کرنے والی اور خدمت حرمین الشریفین کا ولولہ تازہ کرنے والی ہم ہو جائیگی، لیکن خدمت کعبہ کو اصلی مقصد و نصب العین کہہ کر قوم کی ہمتوں کو پست نہیں کرنا چاہیے، اور اسلام کے مقررہ اور اعلان کردہ نصب العین حقیقی کو صدمہ پہنچانا نہیں چاہیے - اور یہ بصراحت کہنا چاہیے کہ اصل شے اعمال میں تبدیلی اور اپنی قوتوں کو وقف جہاد فی سبیل اللہ کرنا ہے -

(۵) جب یہ مراتب سامنے آگئے، تو ان سے صاف نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اصل کار ابھی باقی، اور منزل مقصود کا نشان بدستور ناپید ہے -

(۶) اس کے لیے ضرورت ہے ایک ایسی جماعت کی، جو مقاصد مذکورہ بالا کو اپنا مقصد عمل بنالے - اور ہم سب کو انتہاء سعی کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے - جماعت ” حزب اللہ “ سے مقصود صرف یہی ہے - اور انشاء اللہ العزیز کسی آئندہ نمبر میں اس کے تمام اغراض کی تشریح آپ ملاحظہ فرمائیے

نیں گے

ہیں۔ چنانچہ 'نگلنا' معدہ کی رطوبت میں حل ہونا، جگر کے عروق سے ملکر صاف ہونا، اور پھر خوں بنکر ریشہ بننا، یہ سب ایک سلسلہ میں بند ہے۔ یہی حال استدلال کا ہے اور ہماری اوپر کی لکھی ہوئی مثال یہاں بھی صادق آتی ہے۔

مگر ذی حیات مادہ کے تغیرات صرف مسلسل ہی نہیں ہیں بلکہ سلسلہ در سلسلہ ہیں۔ مثلاً معدہ دروان ہضم میں نگلی ہوئی غذا کے ساتھ مصروف کار ہے، یعنی رطوبت پیدا ہو رہی ہے اور غذاؤں میں حل ہوتی جاتی ہے۔ یہاں معدہ تراپے کام میں مصروف ہے اور وہاں امعاء کے کام میں۔ یہاں غذا ہضم ہو رہی ہے، وہاں پہلی ہضم شدہ غذا خوں بنکر ریشوں میں تبدیل ہو رہی ہے۔ غرضکہ صرف ایک ہی سلسلہ نہیں چل رہا، بلکہ اور بھی سلسلے جاری ہیں۔

یہی حال استدلال حالت کا ہے۔ صرف ایک ہی سلسلہ خیالات نہیں ہے بلکہ اور بھی سلسلے جاری ہیں۔ اسکی ادنیٰ مثال کتب بینی میں ملتی ہے۔ کتاب پڑھ رہے ہیں، اور مطلب سمجھتے جارہے ہیں۔ بحث کی برائی بھلائی بھی خیال میں آرہی ہے اور اس کے متعلق دوسرے مصنفین کی رائوں کا بھی لحاظ ہو رہا ہے۔ گویا کئی سلسلے ایک ساتھ جاری ہیں۔ پڑھنا، مطلب کا سمجھنا، تنقید کرنا، دوسرے مصنفین کی رائوں کا موقع بموقع لحاظ رکھنا وغیرہ وغیرہ۔

انہی درنوں پیش نظر امر پر زیادہ غور کرتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تغیرات نہ تو مکرر ہوتے ہیں، اور نہ یکساں، بلکہ نہایت مختلف، اور بلا لحاظ تقدم اور تاخر، اپنے ہی نفس کی حالت دروان غور و خوض و استدلال میں دیکھیے، کیا ہوتی ہے؟ بار بار ایک ہی سی حالت محسوس نہیں ہوتی بلکہ ہر وقت نئی۔ مجھ کو یاد نہیں کہ ایک مرتبہ بھی کبھی کیفیت حس نفس، ایک ہی بات پر، مختلف اوقات میں غور کرتے ہوئے مکرر یا یکساں رہی ہو۔ لیکن غیر ذی حیات اشیاء میں جسقدر بھی افعال واقع ہوتے ہیں، وہ یکساں اور مکرر ہوتے ہیں۔ طبعی، کیمیائی، کربائی، مقناطیسی، دخانی وغیرہ بے شمار افعال اسی ایک ہی حالت اور کیفیت کے ہمیشہ صادر ہوتے ہیں، جو انکو آپس میں متمیز کرتی ہے۔

یہیں ہم کر ذی حیات اور غیر ذی حیات اشیاء میں ایک نماں فرق ملتا ہے۔ یہ فرق اسوقت اور بھی نمایاں ہوجاتا ہے جب ہم مختلف تغیرات کو باہم متصل دیکھتے ہیں، یہ تغیرات جو کیسے ہی مختلف ہوں، مگر ایک دوسرے کے ساتھ کچھ اسطرح بند ہے کہ ایک کے رکدینے سے دوسرے بہت سے رک جاتے ہیں۔ مثلاً سانس لینا رکدیا جائے تو دروان خوں مع اپنے بہت سے ہموکاب افعال کے بند ہوجاتا ہے۔ رنج و غم اور جوش و اشتیاق کا علیہ، بھوک پیاس کس طرح دور کر دیتا ہے؟ دماغ دل، گردہ، سب پر انکا اثر پڑتا ہے۔ حافظہ پر زور ڈالنے معاً آپ کو بہت سے واقعات یاد آجائینگے۔

اسطرح حیات سلسلہ در سلسلہ لیکن مختلف تغیرات کے ایک مجموعہ کا نام ہے۔

توضیح مزید

لیکن یہ تعریف بھی جامع نہرگی جب تک ہم ان تغیرات کی کوئی حد نہ مقرر کر دیں۔ ہم کو بہت نہیں تو کچھ ایسے سلسلہ ہائے تغیرات ملینگے جو مختلف بھی ہیں اور سلسلہ در سلسلہ بھی۔ مثلاً برف کا پہاڑ جو ایسے تمام تغیرات کا اظہار

رکھتا بلکہ برور زمانہ اور بہ اسباب متواتر قدر قاست میں بیرونی زیادات سے بڑھتا رہتا ہے۔

اسقدر تمہید کے بعد ہم اصل مضمون پر نظر ڈالتے ہیں:

حیات کی تعریف

یہ زندہ ہے یا مردہ؟

یہ رہ سوال ہے جو ہم کسی چیز کو زمین پر پڑا دیکھ کر اپنے ساتھ ہی سے کرتے ہیں۔ اس سوال کے ساتھ جو فعل ہم سے سرزد ہوتا ہے، وہ اس چیز کا ہلانا ہوتا ہے، اور جب ہم اس کے اعضاء میں کوئی حرکت نہیں پاتے تو فوراً اسے مردہ کہہ اڑھتے ہیں۔

یہ خیال عوام پر اسقدر جاری ہے کہ وہ حیات اور حرکت کو لازم و ملزوم تصور کرتے ہیں۔

لیکن غائر نظر کے بعد ہم کو اسکی غلطی صاف معلوم ہو جاتی ہے۔ اگر حرکت ہی حیات کی پہچان ہے، تو پھر دریا میں بھی حباب ہے، کیونکہ اس میں بھی حرکت نمایاں ہے۔ ہوا میں بھی حیات ہے کیونکہ اسکی حرکت کا احساس ہم کو ہر گھڑی اور ہر لمحہ ہوتا ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ حرکت کوئی معیار حیات نہیں ہوسکتی۔ ہم کو تو ایسی تعریف چاہیے، جو حوادث عالم کے ہر طبقہ اجسام ذی حیات پر جامع و جاری ہو۔

انسان چونکہ درجے میں سب سے بلند ہے، اسلیے ہم حیات کی تعریف ان حالات کو دیکھتے ہوئے تلاش کرتے ہیں جو اسی سے متعلق ہیں۔ یہ تعریف تمام دوسرے درجات پر بھی جامع ہوگی۔ انسان میں عقل اور جسم، دو متغائر چیزیں پائی جاتی ہیں، اور ہم انہی سے حیات کی تعریف بناتے ہیں۔ عقل کی جان استدلال ہے، اور جسم کی نشور نما، اور یہی وہ چیزیں ہیں، جن میں ہم حیات کی تعریف تلاش کرتے ہوئے روانہ ہوتے ہیں۔

اس سفر میں پہلی بات جو ہم ان درنوں پر صادق پاتے ہیں، وہ یہ ہے کہ درنوں تغیرات کے طریقے ہیں۔ بغیر تغیر کے غذا خوں نہیں بن سکتی، اور نہ خوں ریشہ، اسی طرح بغیر تغیر کے کسی خیال سے بھی کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ غذا سے خوں بننا اور خوں سے ریشہ کی تولید، یہ تو ایک صاف بات ہے، لیکن کسی نتیجہ کے لیے خیالات میں تغیرات کا ہونا اولاً کسیقدر عجیب سا معلوم ہوتا ہے، مگر ہم مثال میں اسکو واضح کر دیتے ہیں۔

آپکے سامنے ایک شے پڑی ہے۔ آپکو اسکی ماہیت اور خواص معلوم کرنے کا خیال پیدا ہوتا ہے، آپ اسکو وزن کرتے ہیں، اسکی سختی نرمی معلوم کرتے ہیں۔ رنگت دیکھتے ہیں، مزہ چکھتے ہیں، اور اسی طرح اس کے دوسرے خواص بھی یکے بعد دیگرے معلوم کرتے جاتے ہیں۔ اسطرح آپ کے پاس معلومات کا ایک ذخیرہ جمع ہوجاتا ہے اور آپ ان سے نتائج مستنبط کرتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ اگر خیالات میں تغیر واقع نہوتا رہتا تو اسقدر معلومات بھی حاصل نہوتیں۔ کہا جائیگا کہ ایسے تغیرات ہم غیر ذی حیات مادہ میں بھی پاتے ہیں، جو ہمیشہ حرارت میں، رنگ میں، اور قدر قاست میں گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں لیکن ذرا سے غور کے بعد معلوم ہوجائیگا کہ جن تغیرات کو ہم ذی حیات مادہ سے متعلق کر رہے ہیں وہ ان تغیرات سے بالکل مختلف ہیں۔ ہمارے ذی حیات مادہ کے تغیرات مسلسل ہیں۔ غذا سے لیکر اس کے ریشہ بننے تک جس قدر تغیرات پیش آتے ہیں، وہ سب مسلسل

مات

مات کیا ہے ؟

یہی ' اندرونی نظام کا بگڑ جانا - عمارت شروع کرنے سے پیشتر اینٹ اور گارا ، تختے اور کڑیاں ، جمع کیجاتی ہیں ، اور کام شروع کیا جاتا ہے -

یہ کام کیا ہے ؟ انہی مختلف چیزوں کا مناسب اور موزوں طریقہ پر لگا دینا -

مکان طیار ہو جاتا ہے - جو دیکھتا ہے تعریف کرتا ہے - ہر چیز خوشنما ہے کسی قسم کا عیب نہیں ، اور اسکا تو کسی کو گمان بھی نہیں ہوتا کہ زمانے کا ہاتھ یا اس کے حوادث اسکو کیسا بد شکل اور بالآخر مسمار کر دیں گے -

کرن جانتا تھا اور کسی شان گمان میں تھا کہ اسپین کا العمراء ، وہ العمراء ، جسمیں فرماں رواے غرناطہ جیسا با جبروت و شان و شوکت بادشاہ تخت نشین تھا - وہ العمراء ، جسکی مینا کاریاں اور گل بوٹے عجائبات روزگار میں سے شمار ہوتے ہیں ، زمانے کے ہاتھوں اسقدر بدھیئت اور یہاں تک خراب و خستہ ہو جالیاں !

ہمارا نو تعمیر مکان بھی بالآخر یہی دن دیکھتا ہے - آج ایک کڑی کری اور کل دوسری - آج وہ کونہ کو گیا اور کل دالان بیٹھ گیا - مٹی الگ اور اینٹیں الگ ، دروازہ اور کڑیاں دیمک کی نذر - ملبہ کا ایک ڈھیر پڑا ہے - راہ گیر دیکھتے چلے جاتے ہیں - کسی کو گمان بھی نہیں ہوتا کہ کبھی یہاں ایک سربفلک محل موجود تھا !!

اب صفائی شروع ہوتی ہے ، اور ملبہ کو نیلام پر اڑھا دیا جاتا ہے - دوسرے لوگ لیجاتے ہیں اور اپنی ضرورتوں میں لگا دیتے ہیں - لیکن زمانہ اپنی چکی میں اُن مکانات کو بھی پیس ڈالتا ہے اور یہ سلسلہ ایسا ہی جاری رہتا ہے -

یہی حال حیات و ممات کا بھی ہے - مکان کا بننا ، اور حوادث کے مقابلہ میں اپنے وجود کو قائم رکھنا ، " حیات " ہے ، اور اسکا گر جانا ، " ممات " - لہذا ہمہ ممات کی تعریف تلاش کرنیکی ضرورت نہیں ، حیات کی تعریف ہی میں وہ بھی مضمر ہے -

اب ہم ذہنی حیات اجسام پر ایک نظر اسلیے ڈالتے ہیں تاکہ وہ راز معلوم کریں ، جو ان کے نظام کی ترتیب اور انتشار کا باعث ہے -

افشاء راز !

ذہنی حیات اجسام پر غور کیجیے - دیکھیے ، یہ نمودار ہونے کے بعد کس طرح پھلتے پھولتے ہیں ؟ نباتات میں سے ایک درخت لے لیجیے اور حیوانات میں سے ایک جانور ، اور پھر کہیے کہ کیا ان میں سے ہر ایک کو غذا کی ضرورت نہیں ؟ - کیا غذا کا زیادہ جزائے جسم کو نہیں لگ جاتا ؟ اور کیا انکو بہت سے حوادث کا مقابلہ نہیں کرنا پڑتا ؟ یہی تین باتیں ہیں جو ہم تمام نباتات اور حیوانات پر صادق پاتے ہیں ، اور انکو دوسرے لفظوں میں یوں بیان کرتے ہیں :

(۱) حصول قوت - (۲) تنظیم قوت - (۳) صرف قوت -

(۱) : حصول قوت

یہ بہت کھلی ہوئی بات ہے - کچھ دنوں کھانا کم کھالیے - پھر دیکھیے کیا حالت ، ہوتی ہے ؟ نہ بات کرنے کو جی چاہیگا ، اور نہ بولنے کی جرات ہوگی - جسم میں طاقت بھی نہ رہیگی اور ایک قدم بھی نہ چلا جالیگا - یہ صرف آپ ہی پر صادق نہیں آتا بلکہ تمام حیوانات اور نباتات کا یہی حال ہے -

کرتا ہے - یعنی تغیر آب و ہوا سے ہمیشہ بڑھتا گھٹتا بھی رہتا ہے - نقل و حرکت بھی کرتا ہے - پانی کی دھار بھی جاری کرتا ہے - حرارت کی کمی بیشی کا اظہار بھی کرتا ہے - گویا ذہنی حیات اشیاء کی طرح بڑھتا ، گھٹتا ، تغیرات مزاج ، تغیرات رفتار ، تغیرات اخراج ، وغیرہ وغیرہ سلسلہ ہائے مختلفہ کا اظہار کرتا رہتا ہے - باایں ہمہ یہ بالکل ممکن ہے کہ سالہا سال کے لیے یہ تمام سلسلے بہ تغیر آب و ہوا بند کر دیے جائیں ، لیکن پھر بھی سلسلوں کے پھر کبھی ظاہر ہوجانے کی قابلیت میں ذرا بھی کمی واقع نہ ہو - یا اس کے برخلاف یہ سلسلے اپنی حالت اور کیفیت میں بجنسہ جاری رہیں ، اور بڑھنا بالکل بند ہو کر پہاڑ کو معدوم کر دے -

یہاں جو فرق ہم ذہنی حیات اور غیر ذہنی حیات میں پاتے ہیں ، وہ یہ ہے کہ غیر ذہنی حیات اشیاء میں یہ تغیرات غیر معدوم اور بے پایاں ہیں ، مگر ذہنی حیات میں معدوم - یہ ایک عظیم الاثر فرق ہے جو ذہنی حیات اور غیر ذہنی حیات اشیاء میں پایا جاتا ہے ، اور اب ہم حیات کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ یہ " سلسلہ در سلسلہ " لیکن مختلف تغیرات کے ایک معدوم مجموعہ کا نام ہے -

لفظ " ایک " یہاں غیر موزوں ہے ، کیونکہ اس سے مترشح ہوتا ہے کہ کوئی مجموعہ ایسا اور بھی ہو سکتا ہے ، جو ذہنی حیات مجموعے کے علاوہ ہے ، لہذا ہم اسکو بھی ترک کر دیتے ہیں ، اور اب حیات کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ " یہ سلسلہ در سلسلہ " لیکن مختلف تغیرات کے مخصوص اور معدوم مجموعہ کا نام ہے -

ایک اور مرحلہ ابھی باقی ہے

ہم نے حیات کی تعریف ڈھونڈنے میں صرف اندرونی تغیرات کا لحاظ رکھا ہے ، اور اسلیے یہ ابھی ناقص ہے ، کیونکہ جب تک بیرونی تغیرات کا انطباق اندرونی تغیرات پر نہ کیا جائے ، حیات قائم نہیں رہ سکتی -

اسکی ہزاروں مثالیں ہمارے روزمرہ کے تجارب میں ملتی ہیں - مچھلی کو پانی سے علحدہ کر دیجیے ، اور پھر دیکھیے کہ صرف بیرونی تغیرات کے بدل دینے کی وجہ سے اسکا اندرونی نظام کس قدر جلد بگڑ جاتا ہے ؟

ہوا میں سمیت پیدا کر دیجیے ، پھر دیکھیے کہ ہر شخص پر کیا اثر پڑتا ہے ؟ ہمارے بدقسمت ملک میں جہاں ابھی تک آب و ہوا کی حفاظت کا کچھ لحاظ نہیں رکھا جاتا ، لاکھوں جانیں بد نصیب جانوروں کی ہر سال موت کے گھاٹ اتر جاتی ہیں - صرف پانی کی خرابی سے دس لاکھ انسان سالانہ نشانہ اجل بنتے ہیں ! اسیر سے ہوا کی خرابی کے نتائج کا قیاس ہو سکتا ہے -

یہ ضروری نہیں کہ آب و ہوا کا اثر فوراً ہی محسوس ہو - اکثر ایک پوری نسل کا زمانہ بھی اس کے لیے کم ہوتا ہے - موجودہ ذسل کے قوائے ذہنی ، دماغی ، اور جسمی صاف بتا رہے ہیں کہ یہ ایسے ہی بیرونی مضر تغیرات کا شکار ہیں - بیرونی تغیرات میں آب و ہوا ہی شامل نہیں ہے ، بلکہ قلت و کثرت غذا ، اور کسی و بیشی باشندگان بھی مرثر ہیں -

لہذا اس مرحلہ نظر کے طے کرنے کے بعد ہماری حیات کی تعریف یہ ہوتی ہے کہ " یہ سلسلہ در سلسلہ " لیکن مختلف تغیرات کا مخصوص اور معدوم مجموعہ ، بشرط انطباق تغیرات بیرونی ہے " زیادہ وضاحت اور اختصار سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ " اندرونی نظام کے بیرونی نظام پر پیہم انطباق کا نام حیات ہے " یہاں نظام سے مراد وہ مجموعہ تغیرات ہے ، جو ہم اوپر بیان کرچکے ہیں -

شؤون عثمانیہ

مؤتمر مالی

تاراج جنگ

قاریین کرام کو یاد ہوگا مؤتمر السلام (پیس کانفرانس) میں طے ہوا تھا کہ تاراج جنگ کے مسئلہ پر اس مؤتمر مالی میں غور کیا جائیگا جو دیون عثمانیہ کے لیے پیرس میں منعقد ہوگی۔ حلفاء بلقان کو اس مؤتمر میں شرکت اور نہ صرف شرکت بلکہ بولنے کا حق بھی دیا گیا تھا۔

اس مسئلہ میں نفس استحقاق کے علاوہ ایک اہم نقطہ بحث یہ بھی ہے کہ کہاں سے دیا جائے؟ حلفاء اس کے متعلق دو تجویزیں پیش کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ رقم جنگی کے اس تین فیصدی اضافے سے ادا کی جائے جو دول نے اصلاح مقدونیہ کے لیے منظور کیا تھا۔ دوسرے یہ کہ اس ضرورت سے سلطنت عثمانیہ ۱۶- ملین پونڈ قرض کرے اور اس قرض کی ضمانت میں یہ اضافہ موقوف کر دیا جائے۔ مجوزہ مؤتمر مالی کے جلسے پیرس میں ہو رہے ہیں۔ ۲۵- جون کے جلسے میں جبل اسرد کے وکیل نے تاراج جنگ پر ایک تحریر پڑھی، اس تحریر میں ان ضروریات پر بہت زور دیا گیا تھا جنگی وجہ سے (عدم استحقاق کی صورت میں بھی!) حلفاء کے لیے تاراج جنگ کا ملنا از بس ضروری ہے۔

تحریر کی تلاوت جب ختم ہو چکی تو عثمانی وکلا نے نہایت سختی کے ساتھ اعتراضات کیے۔

جبل اسرد کے وکیل نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ مؤتمر السفراء میں تاراج جنگ سے اصولاً اتفاق کیا جا چکا ہے۔

یہ غلط بیانی غالباً اعضاء مؤتمر کو مرعوب کرنے کے لیے کی گئی تھی، اور اگر نامہ نگار نری پریس کا قیاس غلط نہیں تو دوسری تجویزوں کی طرح اتحاد مثلث کی وزارتہائے خارجہ کی سازش کا نتیجہ تھی۔ بہر حال ہوا یہ کہ اس روایت پر اتحاد مثلث کے تمام وکلا مہربلب رہے، لیکن التلاف مثلث کے سرخیل یعنی جرمنی کے وکیل نے نہایت شد و مد سے تکذیب کی۔ اس نے کہا کہ میں بوثوق کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم جرمنی حکومت نیز کسی جرمن وکیل نے کبھی بھی تاراج جنگ کی تجویز سے اتفاق نہیں کیا۔ حلفاء بلقان کو اگر تاراج جنگ دلایا گیا تو اس سے دولت عثمانیہ کی حالت بد سے بدتر ہو جائیگی، اور پھر اس صورت میں ان ضمانتوں کے دینے کے قابل نہ رہیگی جو بغداد ریلوے کے واسطے اس سے طلب کی جا رہی ہیں۔ اس سے قطع نظر دولت عثمانیہ میں حلفاء بلقان اور نتیجہ روس کی مداخلت بڑے چالیکی۔

یہ اسباب ہیں جنگی بناء پر جرمنی اور نہ صرف جرمنی بلکہ آسٹریا اور اٹلی کو بھی تاراج جنگ سے اختلاف ہے۔

روس کو قدرۃ حامی ہونا چاہیے، فرانس کہ فنانسی مرعات لروس ہے ضرور روس کے ہم آہنگ ہوگا۔

معاهده کویت سے قبل انگلستان کی پالیسی پر ایک حجاب کثیف پڑا ہوا تھا، مگر حلقہات سیاسیہ کے آراء و قیاسات سخت متضارب و متعارض تھے۔

بعض اہل الرائے کو امید تھی کہ کم از کم اس موقع پر انگلستان عثمانیوں کی ضروری پاسداری کریگا۔ نہ صرف اس لیے کہ اس سے اس کی وفاداری کے دعوے کے ر مبالغین کو ایک موقع تازہ حاصل ہوگا، بلکہ اس لیے بھی کہ ابھی کویت پر انگلستان کے حقوق کو دولت عثمانیہ نے تسلیم نہیں کیا ہے، اور چونکہ دولت عثمانیہ کے تسلیم کیے بغیر یہ حقوق یورپ کے نزدیک ”قانونی“ نہیں ہو سکتے اس لیے یک گونہ ترکوں کی ملا طفت و دلہاری ضروری ہے، مگر دوسرے اہل نظر کی رائے تھی کہ انگلستان یورپ کے دیو کی مخالفت کبھی گوارا نہ کریگا، اور تسلیم حقوق کے لیے کوئی فرنگیانہ تدبیر اختیار کریگا۔

معاهده کویت ہو چکا ہے، اور ڈاکٹر دیلن نامہ نگار دیلی ٹیلیگراف کی رائے دفتر خارجہ کے اسرار و خفایا کے علم پر مبنی ہے تو اب انگلستان کے ہاتھ ترکوں کے بدلے فرانس اور روس کے ہاتھ میں ہیں! - اخفا کا پردہ پڑا ہوا ہے جو غالباً عین وقت پر اٹھیکا۔ تاراج جنگ کا مسئلہ ہنوز غیر منفصل ہے، اس عدم انفصال کے لیے شکریہ کا مستحق (اگر ہو تر) جرمنی ہے، ورنہ اگر صرف انگلستان کے اتفاق پر موقوف ہونا تو غالباً - اہم - ساز و تاب کی ایک جدوجہد ابرو کب کا حسب دلخواہ فیصلہ کر چکی ہوتی۔

ترک و عرب

المؤتمر العربی

ترکوں اور عربوں کی باہمی بے لطفی کے متعلق خود ترکوں نے جو خیالات ظاہر کیے ہیں ان کا ماحصل یہ ہے:

دولت عباسیہ اور دولت عباسیہ کے ساتھ خلافت عربیہ کا چرغ اس اندھی نے گل کیا تھا، جو سنہ ۱۹۰۶ء میں مصر سے اٹھی۔ تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ عمل کے جواب میں رد عمل کی تیاریاں ہیں، اور اب عرب سے ایک طرفان باد بپا ہوا ہے۔ تاکہ اس خاندان کا تاریکی کی یاد گار اور آخرین خلافت اسلامیہ یعنی دولت عثمانیہ کے شیرازہ کو برہم کر دے۔ لا قدر اللہ۔

یہ معین ہے کہ لامرکزیت پس ماندہ اقوام کے لیے اب حیات ہے، مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم قاتل بھی ہے۔ اس لیے پہلا سوال یہ ہے کہ اس کی طلب میں جو لوگ سرگردار میں ہیں انہوں نے پہلے اس کی مقدار خوراک، طریقہ استعمال، اذیاء استعمال میں ممنوعات و محظورات اور مدد و معارف اشیاء کے متعلق بھی واقفیت بہم پہنچائی ہے؟ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ تلوار کا ہاتھ میں لینا جس قدر آسان ہے اتنا ہی اسکا چلانا دشوار ہے۔ عرب نے دبستان سیاست کی ابھی ابجد بھی ختم نہیں کی ہے۔

(۲) یہ امر ضروری ہے کہ عثمانی عربوں کے حصول حقوق سیاسی کی ضمانت اس طرح کی جائے کہ انکر سلطنت کے مرکزی انتظام میں شریک کیا جائے۔

(۳) شام میں تقسیم اختیارات کا یہ نظام فوراً نافذ کر دیا جائے جو اس کے ضروریات اور اہلیت کے موافق ہو۔

(۴) صوبہ بیرت اپنا مطالبہ ایک خاص قرارداد (یعنی مجلس عمومی کے اختیارات کی توسیع اور اجنبی مفتشین [یورپین انسپیکٹروں] کی تعین) کی صورت میں ظاہر کر چکا ہے۔ جسکو جمعیت عمومیہ نے ۳۱۔ جنوری سنہ ۱۹۱۳ء کو پاس بھی کر دیا ہے۔ اس لیے یہ موثر اس کے نفاذ کی درخواست کرتی ہے۔

(۵) مجلس مبعوثان میں بلاد شامیہ اور بلاد عربیہ کے لیے عربی زبان سرکاری زبان تسلیم کی جائے۔

(۶) خدمت عسکرہ بلاد شامیہ اور بلاد عربیہ کے لیے مقامی ہو۔ غیر معمولی شدید حاجت کی صورت اس میں استثناء ہوگا۔

(۷) لبنان کی کمشنری کی مالی حالت کی اصلاح کی حکومت ضامن ہو۔

(۸) عثمانی ارمن جو اصلاح چاہتے ہیں اس سے یہ موثر ہمدردی ظاہر کرتی ہے۔

(۹) ان تمام تجویزوں کی اطلاع حکومت عثمانیہ کو دی جائے۔

(۱۰) ان تمام تجویزوں کی اطلاع حکومت عثمانیہ کے دستوں (فوانسیسیوں اور انگریزوں) کو دی جائے۔

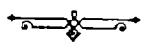
(۱۱) موثر عربی جمہوریت فرانس کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتی ہے۔

(۱۲) اس وقت سے لیکے اُن ان تجاویز کے نفاذ تک کوئی عربی یا شامی اس موثر یا اس کی ماتحت مجالس کے اذن خاص کے بغیر حکومت عثمانیہ کا کوئی منصب یا عہدہ قبول نہ کرے۔

(۱۳) مذکورہ بالا تجاویز ہی شامیوں اور عربوں کی سیاسی فرد عمل ہیں۔ کسی امید دار مبعوثیت کی اس وقت تک مدد نہ کی جائے جب تک اس فرد عمل کی حمایت کا وعدہ نہ کر لے۔



مسئلہ شرقیہ



بلقان لیگ



(مقتبس از لندن ٹائمز - ۲۷ جون - سنہ ۱۹۱۳ء)

اتحاد بلقان مائٹینگر (جیل اسود) کے شریک ہونے سے مکمل ہو گیا۔ فرماں رواے جیل اسود (شاہ نکولس) ہمیشہ ترکوں کے خلاف عیسائی سلطنتوں اور ریاستوں سے معاہدہ کرنا چاہتا تھا۔ سنہ ۱۸۸۸ء میں اس نے ایک یادداشت اسی مضمون کی ررس کو بھیجی تھی۔ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء میں جب طرابلس الغرب میں ہنز لڑائی شروع بھی نہیں ہوئی تھی اس نے اپنے سفیر قسطنطنیہ کو لکھا کہ روسی سفارت سے گفتگو کرے، جب ستمبر میں لڑائی کا اعلان ہو گیا تو سرویا، بلغاریا، یونان کو فوجی اتحاد اور جنگی کارروائی کے لیے آمادہ کر لیا۔ اس وقت تک سرویا ترکوں کی طرفدار پالیسی پر عمل کر رہی تھی۔ مگر فوراً ہی یہ پالیسی بدل دی گئی، جب شہزادہ قینلر سنہ ۱۹۱۲ء میں صوفیہ کیا تو مائٹینگر اور دوسری بلقانی حکومتوں میں مفہمہ ہرچکا تھا۔

اعلان دستور کے بعد سے جمہور عرب کے کان رموز سیاست سے ضرور آشنا ہو گئے ہیں، مگر یقیناً آج بھی اس کے مفہم و معنی، اس کے طرق و رسائل، اس کے مکاید و سیاس، اس کے نتائج و عواقب سے اس قدر بیگانہ ہیں جتنے کہ عہد حمیدی میں تھے۔

زعما و رؤسا نسبت زیادہ باخبر ہیں مگر ان کی واقفیت کا مصدر و منبع بلاد یورپ کی سیاحت، بعض موفات یورپ کا مطالعہ، اور سب سے زیادہ وہ تعلیم و تلقین ہے جو وقتاً فوقتاً برطانی اور فرانسیسی سفارتخانوں میں دی جاتی رہی ہے۔

ان تمام امور سے قطع نظر نجد اور حجاز عملاً خود مختار ریاستیں ہیں۔ پھر کیا انہوں نے اپنی اس خود مختاری سے فائدہ اٹھایا؟ کیا انہوں نے اپنی اصلاح داخلی کی کوئی کوشش کی؟ موجودہ رساء حرکت عربیہ اگر در حقیقت مخلص صادق ہیں تو انکا اولین فرض یہ تھا کہ وہ ان عملاً خود مختار صوبوں کی اصلاح کی کوشش کرتے، اور اپنی اس کوشش میں کامیابی کے بعد شام و عراق کے لیے بھی استقلال داخلی کا مطالبہ کرتے۔ اس صورت میں موجودہ شور و غوغا، اور حرکت آفریں و تہدید آمیز خطبات کی ضرورت نہ رہتی۔ نجد و حجاز کی تھیل کافی ہوتی۔ انکا دامن سرعظن کے کانٹوں میں نہ الجھتا۔

اجانب و اغیار سے۔ کہ صیاد ملک و ملت ہیں اور مدت سے ان کی گہات میں بیٹھے ہیں، استغاثہ و استعانت کی حاجت نہ ہوتی، کیونکہ خود تمام عالم اسلامی ان کے ساتھ ہوتا۔

تحریک عربی کے متعلق یہ خود ترکوں کے خیالات ہیں۔ آئندہ بشرط فرصت انشاء اللہ العزیز ہم تفصیل کے ساتھ لا مر کزیت کے متعلق اپنے ارادہ و افکار بھی لکھینگے۔ اس وقت ہم الدوئم العربی کے تیسرے جلسہ کی کاروائی پر اکتفا کرتے ہیں، جو تازہ عربی ذاک سے موصول ہوئی ہے۔ شام کے عربوں نے اس تحریک کو بار آور بنانے کے لیے ایک کانگرس (موثر) قائم کی ہے جس کا نام ”الموثر السوری العربی“ ہے، کانگرس کے تمام جلسے پیرس کی انجمن جغرافیہ کے ہال میں ہوئے۔ آخری جلسہ ۲۳ جون کو تھا۔ جلسہ کا اختتام شیخ احمد طبارہ نے اپنے طویل خطبے سے کیا، جس میں شیخ طبارہ نے اس مسئلہ پر خاص طور سے بحث کی کہ شامی اپنا وطن چھوڑ کے غیر ممالک کو کیوں جاتے ہیں بحالہ کہ غیر شامی اپنے ممالک سے شام کو ہجرت کرنے آرہے ہیں۔

شیخ طبارہ نے بے خانمان مسلمانان یورپین ترکی کے قیام شام کی تجویز کو شامیوں کے لیے خطرناک بتایا، اور کہا کہ اس تجویز کا مقصد اصلی عربی نفوذ و اثر کو صدمہ پہنچانا ہے۔

شیخ طبارہ کے بعد صلی آفندی کہتے ہوئے۔ صلی آفندی نے اپنے وطن پرستانہ جذبات کا اظہار کیا، اس کے بعد یہ تجویز پیش کی کہ۔ لبنان کو (جہاں قریباً تمام تر ممتاز آبادی عیسائیوں کی ہے) سویٹزرلینڈ کے نمونہ پر خود مختاری دی جائے۔

صلی آفندی کے بعد اسکندر بک کہتے ہوئے، اور بلاد عربیہ میں اصل لا مرکزیت پر اصلاحات کے روشناس کیے جانے کی ضرورت پر زور دیا۔

اس کے بعد اجنبی مشیر خدمت عسکرہ و غیرہ تجاویز پر بحث و مذاقہ شروع ہوا۔ گفتگو فوانسیسی میں ہوتی تھی۔ طویل اخذ و رد و مذاقہ و مناظرہ کے بعد یہ قرار دایں طے پائیں۔

(۱) سلطنت عثمانیہ کے بقاء و حیات کے لیے فوری کامل اصلاحات کا نافذ الاثر ہونا ضروری ہے۔

پرو کر پہلی نظر میں رہی واقعہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے جب کہ میلاد مسیح سے قبل یونان سے ایران کی لڑائی ہوئی تھی اور یونانی افسروں سے کہا گیا تھا کہ ہر شخص کے کلم کے مطابق انعام تقسیم کر دیں، تو انہوں نے سارے انعامات اپنے ہی نام کی ذیل میں مخصوص کر لیے تھے۔

ریاستوں کی فوجیں نہایت بہادری اور جوش سے لڑیں، مگر بلغاریا کا نقصان سب سے زیادہ ہوا ہے۔ اس عہدنامہ کی رو سے گر بلغاریا کا زائد نقصان تو ہوا، مگر معاہدہ کے مطابق اس کو ایک چپہ زمین بھی زیادہ نہیں مل سکتی۔

فوجی اعتبار سے بھی تقسیم ملک کا لحاظ نہیں رکھا گیا خوش قسمتی سے اس قسم کی بعض تجویزیں ایسے وقت پر بدل گئی تھیں۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو لڑی برعکس کی جنگ ہی وقوع پذیر نہ ہوئی ہوتی۔ جب اس طرح عملی کارروائی کے لیے میدان صاف ہو گیا۔ تو آخری انتظام کے واسطے قومی اصول کو قائم رکھا گیا۔ یہ صاف ظاہر تھا کہ اس اصول کے مطابق بلغاریا کو سب سے زیادہ ملک ملیگا۔

یورپ سے ترکوں کے نکلنے سے ایک بڑا حصہ ملک کا آزاد ہو گیا۔ جسکو تمام مورخ اور سیاح بلا رعایت بلغاریائی نسل سے آباد بتاتے ہیں، یہاں تک کہ بلغاریائی پادری کے تعین سے چلے بھی مقدونیہ کو بلغاریائی ہی کہا جاتا تھا۔ بد قسمتی سے سرریا، مانتینگرور اور یونان کے واسطے ایسا معاملہ نہیں ہے۔ ابھی انکے جائز ملک سے ان کو اس وقت تک محروم رکھا جا لیا کہ مشرق ادنیٰ کے متعلق اچھی طرح سے فیصلہ نہ ہو جائے۔ جب آزادی کے دن آئینگے تب سرریا اور یونان بلغاریہ سے بڑی قومیں ہو جائیں گی۔ اور اگر یہ قومیں اتحاد پر قائم رہیں تو انکو بلغاریہ کا دست نگر ہو کر رہنا پڑیگا۔



درد تاج

بیارے سنی بھائیور۔ حضرت رسول مقبول کے شہداء الہو۔ تاجدار مدینہ کے غلامو۔ سبز گنبد والے بادشاہ کے جمال اقدس پر قربان ہوئے والو۔ تمکو مزیدہ اور تمکو مبارک باد کہ ہمارے عنایت فرما عالیجناب محمد یوسف حسین خانصاحب رئیس بریلی محلہ قلعہ نے اپنی محض معیت اور خوشنودی اللہ عزوجل و رضائے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درد تاج نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر معہ اسناد و ترجمہ کے ہزاروں کی تعداد میں چھپوائے ہیں خانصاحب موصوف نے بلا کسی اجرت اور معاوضہ کے تقسیم کر دیا اعلان فرمایا ہے جن صاحبوں کو درد تاج مطلوب ہو، بذریعہ تحریر کے مفت طلب کریں۔

نرشہ علی قادری بریلی - محلہ چاہ چڑماران

اللہ کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں اللہ پہلا رسالہ ہے، جو ہر مہینہ ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے۔ اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کے لیے اسے ایجنٹ بن جائیں۔

اپریل سنہ ۱۹۱۲ ع سے بلغاریہ میں ان معاملات کے متعلق زیادہ عملی صورت پیدا ہو گئی۔ کچھ روز کے بعد ان ریاستوں میں ترکی سے مقاومت کرنے کے لیے ایک عالم اتحاد ہو گیا جس کا نام "اتحاد مال نصرانیہ" قرار پایا۔ یہ کل انتظام اور اتحاد اول اول محض مدافعت کی غرض سے قائم ہوئے تھے، مگر جب گرمیوں کے موسم میں کوچا نہ اور برانہ میں قتل عام ہوا، تو آخر اس اتحاد کی نوعیت تبدیل ہو گئی، اور اب اس میں حملہ و هجوم و پیشقدمی کی شان آگئی۔ اس معاملہ میں کوئی تحریری معاہدہ نہیں ہوا تھا۔ البتہ سرریا کے ساتھ ایک عہد نامہ ماہ ستمبر میں ضرور ہوا تھا، جو سرریا (سویٹزرلینڈ) میں تکمیل کو پہنچا تھا۔

جبل اسرد نے سب سے پہلے ترکوں کے خلاف جنگ بلقان میں ہتیار اٹھائے تھے، اور سب کے آخر میں لڑنا بند کیا ہے۔ جبل اسرد اس قدر کیوں پیش پیش رہا؟ یورپین مدبر اس مسئلے کو اب تک اچھی طرح حل نہیں کر سکے۔ بعض کا خیال ہے کہ اتحادیوں نے پہلے پہل جبل اسرد کو واسطے بھڑا دیا تھا کہ اول یہ پیشقدمی کر لے بعد کو وہ بھی میدان جنگ میں اتر آئینگے۔

جبل اسرد کے دو وزیروں نے اس جنگ کی ضرورت پر سخت زور دیا تھا، مارٹنوخ و پلامیناز (Martinoch and Plamenatz) تھے کیونکہ ان دونوں وزیروں کی رائے تھی کہ جبل اسرد کے حدود کی توسیع اقتصادی حیثیت سے نہایت ضروری ہے، اور صرف یہی موقع ہے کہ اس سے فائدہ اٹھا کر ملک کو وسیع کیا جاسکتا ہے، ورنہ آئندہ ایسا موقع ہرگز نہیں ملیگا۔

اس چھوٹی سی ریاست کی اقتصادی حالت واقع میں بہت خراب تھی۔ کیونکہ روس کے بغل ہی پر اس کو قناعت کرنا پڑتا تھا بیرونی دنیا سے تعلقات قدرۃ سمندر کی طرف سے ہوتے ہیں، اور وہ آسٹریا کے قبضہ میں تھا۔ اب موقعہ تھا کہ اپنا راستہ سلطنت ترکی سے جو اس کی قدیم دشمن تھی غصب کر کے نکالے۔

مفتوحہ ملک کی تقسیم کا سوال اتنا اہم تھا کہ اس پر اول ہی سے زور کر کے تجویز کو قرار داد کی شکل میں لایا گیا۔ مناسب معلوم ہوا کہ بلحاظ قومیت رعایا ملک تقسیم ہوگا۔ اور یہی سب سے بہتر قاعدہ ہو سکتا تھا۔

عہد نامہ بزل کے بعد سے ۳۵ - برس متواتر خونریزیوں کے جو واقعات ہوتے رہیں ہیں انکو فراموش نہ کرنا چاہیے۔ اس وقت جو بہت سی بجا اور بیجا شرطیں پیش کی گئیں تھیں ہم انکو یہاں قلم انداز کرتے ہیں۔ اس میں مربع کلومیٹر رقبہ تک درج تھا کہ فلاں ریاست کو یہ ملیگا۔ چونکہ معاملہ جمادات اور حیوانات کا نہیں تھا، بلکہ انسانوں کا تھا۔ جن کے سینوں میں دل اور دل میں جذبات تھے، اس وجہ سے ریاستوں نے فوجی لحاظ سے تقسیم کی قرار داد مصدق مانی، مگر یہ بات بالکل ایسی ہی تھی کہ اپنی دیرینہ فترحات اور قومیت کا حوصلہ دے کر ہر قوم اس وقت کسی دوسرے قوم کے ماتحتی سے نکلنا چاہے۔ یا کیلے (فرانس کا ایک قصبہ جو پہلے انگلستان کے قبضہ میں تھا) کے باشندے انگریزی حکومت سے الحاق کی درخواست کریں۔ اور جغرافیہ حیثیت سے بلقان میں موازنۂ اقتدار کو قائم رکھا جائے۔ یہ ایسی بات تھی کہ بلقان میں امن و آشتی کی سبیل نہ نکلتی۔ کیونکہ بلغاریا کا پلہ ہمیشہ بہاری رہا ہے۔

علاوہ اس کے نمایاں فوجی کارروائیوں کی بہت سی روایتیں مشہور کی گئیں۔ یونانی بیڑہ کی کارروائیاں نہایت شدید مد سے نمایاں کی گئیں۔ غرضکہ اس زمانہ کے قاریین اخبار کو یہ معاملات

بریتانک

بلقان کی آویزش

یورپ کی گریہ وزاری

بلقانیوں کی آویزش جب تک عثمانیوں سے تھی، یورپ خوش تھا اور ان کو مخلصانہ تبریک کے تحفے بھیج رہا تھا، لیکن جب سے بلقانی آہس میں گرم ستیزہ ہونے لگا ان سے نہایت کبیدہ و براغورختہ خاطر ہے کہ ایسا نہر ہلال کو اس کی کھوئی ہوئی عظمت واپس مل جائے۔ لندن قالمز - جولائی سنہ ۱۹۱۳ء کی اشاعت میں خوناہ انشائی کرتا ہے:

مقدونیہ میں حلفاء بلقان آزاد کرنے والوں کے بیس میں داخل ہوئے، مگر وہ آج تمام ملک کو ان نزاعوں سے بدتر اور بے رحم تر نزاعوں میں ڈالنے پر مائل معلوم ہوتے ہیں جو عثمانی شاہنشاہی میں بھی معلوم نہیں ہوئی تھیں۔

انکی ابتدائی ظفر مندی - جس نے یورپ کی مخلصانہ مگر غائباً قبل از رقت آفریں و تحسین کا غنغلہ برپا کیا تھا - اس سے زیادہ تاسف انگیز بلکہ نفرت انگیز انجام نہیں رکھ سکتی۔

وہ اپنے اقربائے پاس آزادی کا تحفہ لے جانے کے لیے بڑے تیرے، مگر وہ ایک ایسی سرزمین میں بربادی پھیلانے کی وجہ سے ختم ہو رہے ہیں جو برہاشت سے آزمائی جا چکی ہے۔

یورپ کی نسبت زیادہ بڑی قوموں کی عام اجتماعی رائے اس موقع پر لڑنے والوں کی متعلقہ ذمہ داری کی بہت زیادہ پروا نہیں کرے گی۔

وہ اغلباً حق اور باطل کی خوشنما ترہلکی تصویروں پر غور کرنے کو نامنظور کر دیگی، اور انکی مزید جنگ کی شرمناک غلطی پر ہدفوں جماعتیں یکساں سختی کے ساتھ ملامت کرنے کی طرف مائل ہونگی۔

عام خیال جو اس قسم کے معلومات سے حاصل کیا جاسکتا ہے جیسے کہ اس وقت ہم پہنچتے ہیں، یہ ہے کہ نئی جنگ کے شروع کرنے میں پہلے بلغاریوں نے سنجیدگی کے ساتھ کارروائی کی۔

جبکہ ایک طرف ہم اس قطعی کارروائی کی بابت کمزور سے کمزور پسندیدگی ظاہر نہیں کر سکتے اسی وقت میں دوسری طرف ہم بلغاریا کو اس بناء پر کندی بھی کر سکتے کہ وہ نمایاں بانی فساد ہے۔ جہاں سب مجرم ہوں وہاں ”طرف“ کی بحث نہیں ہو سکتی۔

ہم ہمارے ساتھ حاصل کیے فتوحات پر تحسین و آفرین کے لیے تیار تھے، مگر اب ہم کولت پر لڑنے والوں کی صورت میں نازل کے لیے، جس میں سب برابر کے شریک ہیں، ملامت کے

علاوہ اور کوئی چیز نہیں ملتی.....

ہم سے کہا جاتا ہے کہ دول کو جنگ روکنا چاہیے، مگر کوئی ہم سے ٹھیک طور پر کہنے کے لیے تیار نہیں کہ کیونکر انکو روکنا چاہیے۔

اگر زار کی نصیحت اپنے پیش اندیشیدہ اثر میں ناکامیاب ہو چکی ہے تو پھر کارفرما مداخلت سے کم کوئی شے فوراً ممکن نہ ہوگی۔ کارفرما مداخلت، خواہ کسی طرح ترتیب دی جائے، اپنے جلو میں بہت سے خطرات لایگی جن سے بچنے کا خواہشمند سب کو ہونا چاہیے۔

اتحاد یورپ ابھی ناکام نہیں ہوا ہے کیونکہ ابھی تک موجود ہے اور اس کا مستحکم بلقان قیام میں مقامی جنگ کے روکنے کے لیے اپنی عدم قابلیت سے بہت زیادہ اہم شے کا احاطہ کرتا ہے۔ اگر جیسا کہ آخرین خبروں سے مترشح ہوتا ہے یہ بواہر کش جنگ ایسے حدود تک پہنچ گئی ہے جتنے بعد

باقاعدہ اعلان جنگ محض ایک امر رسمی و اصطلاحی رہ جاتا ہے، تو دول کے لیے محفوظ ترین راستہ اس نئی جنگ کو مقامی رکھنا ہے جیسا کہ انہوں نے حلفاء اور ترکی کی جنگ میں کیا تھا۔ مسیحیت اور مدنییت دونوں ان مناظر سے ذلیل ہوئی ہیں جو اب تک منکشف ہو رہے ہیں۔

ریاستہائے بلقان ایک ایسی بربریت میں گر رہی ہیں جو اس بربریت سے کہیں زیادہ گہری اور شرمناک ہے جو ترکوں کی طرف سے عمل میں آتی تھی۔

وہ ان بلند امیدوں کو دغا رہے ہیں جو انکے مستقبل کے متعلق قائم کی گئی تھیں، اور اپنے آپ کو خوفناک طور پر گرنے سے قریب کر رہے ہیں۔

زائد سے زائد متحدہ یورپ جو کچھ مشتعل میلانات کو پھیلنے نہیں دیا گیا ہے۔

جمہوریۂ استبداد کی حمایت میں

کہتے ہیں جمہوریۂ فرانس کی شعاع حریت تمام اقوام عالم کے لیے یکساں فیض بخش ہے، لیکن لفظ ”اقوام“ غالباً صرف ”پرستاران صلیب“ کے لیے مخصوص ہوگا، رنہ فرزندان توحید کی حریت چھیننے میں فرانس کو جو انہماک ہے اس کے واقعات نلیسیایے تا فلیلت کے اس بلند منارے پر خط عبرت میں اب بھی منقوش نظر آ رہے ہیں، جو پہلے ماذنہ (اذان کا گنبد) تھا اور جہاں اب بجائے بانگ نماز کے ناقوس کا شور سنائی دیتا ہے۔ جنگ بلقان کی ابتدا میں یورپ نے اس وقت کی موجودہ حالت کو برقرار رکھنے کا اعلان کیا تھا۔ موسیو پروانکارے ان دنوں فرانس کے وزیر اعظم تھے۔ بلقانیوں کو جب فتح ہوئی تو سب سے پہلے انہوں نے زور دیا کہ مغربیہ علاقے اب ترکوں کو واپس نہ ملیں گے۔ آجکل کی جنگ میں ترکوں کو جب فتح ہوئی تو ضرور تھا کہ اس فتح کو شکست کی صورت میں تبدیل کرنے کی کوشش کی جاتی، سرایدرد گرس

جامعہ اسلامیہ

مسلمان کسی ایک امر میں آزاد کیوں ہیں؟

حتیٰ علی الموت لا إله الا الله

مصر میں ایک آزاد قومی یونیورسٹی قائم کرنے کی تحریک جن دنوں زیر بحث تھی، ڈبلی ٹیلیگراف کے ایک نامہ نگار نے اسی زمانے میں تعریض کی تھی کہ ”مصر میں قومیت مردہ ہو رہی ہے، خود تو مبتلا سے سکرانے میں مگر اس ابتلا میں بھی یونیورسٹی کا شرق ہے“ یہ مرت راقع میں کرلی خیالی موت نہ تھی، اس لیے کہ جس قوم کی مقہوریت اس کے تمام اصناف زندگی پر محیط ہو اس کو زندہ نہ سمجھنا چاہیے۔

موت آئی تھی آئی رہی، یونیورسٹی بننی تھی بن گئی، لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ مرنے والوں کے ہاتھ میں سوائے ایک یونیورسٹی کے اور کوئی چیز نہیں جسے وہ اپنی کہہ سکیں۔ سلطنت و حکومت کی ہر ایک چیز میں وہ احتلال کے دست نگر ہیں، مگر اس پر بھی یورپ کا یہ رشک کم نہیں ہوتا کہ ایک مرنے والی قوم ایک زندہ یونیورسٹی پر کیوں قابض ہے؟ یونیورسٹی کا نصاب نظام مرتب ہے، شائع ہو چکا ہے، اور ہر سال اس کی باقاعدہ رپورٹ چھپتی ہے۔ عربی اخباروں میں ہر تین مہینے کے بعد اس کے تعلیمی و انتظامی و امتحانی امور پر نہایت مفصل تبصرہ درج ہوا کرتا ہے، اس نے محض اپنی ہی درسگاہ میں طلبہ کی تعلیم پر کفایت نہیں کی، بلکہ جاپان کی نظیر سے فائدہ اٹھا کر یورپ کے اکثر ممالک میں اعلیٰ تعلیم کی تکمیل کے لیے لائق متعلمین کی ایک بڑی جماعت ہر سال بھیجا کرتی ہے، تعلیم کے عمدہ نتائج کی منج بھی ہوتی ہے اور ساتھ ہی تعلیم گاہ (یونیورسٹی) کی مرمت بھی کی جاتی ہے، بہت اس ایک جرم نے کہ یونیورسٹی گورنمنٹ کی محکوم دیوں نہیں ہے یورپ کی نظر میں اس کی کرلی قدر و قیمت نہیں رکھتی ہے۔ ہندوستان میں آزاد مسام یونیورسٹی کے نام سے جو اعراض کیا جاتا ہے جامعہ مصریہ کا واقعہ بتا دیا کہ اس کا فلسفہ کیا ہے؟

نیر ایست کا نامہ نگار مصر سے لکھتا ہے:

مصری یونیورسٹی سنہ ۱۹۰۷ء میں قائم ہوئی، جبکہ وہاں کی قومی جماعت (العزب الوطنی) کے سرور میں پہلے انگریزوں کی مخالفت کا سودا سمایا تھا۔ انہوں نے صاف الفاظ میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ کوئی انگریز گورنمنٹ کا کوئی عہدہ دار، اور کوئی شخص جس کا تعلق یورپ کی کسی سفارت سے ہو اس میں شریک نہیں ہو سکتا۔ بیشتر افراد ایسے بھی تھے جو اس انتہا پسندی سے ہمدردی نہیں رکھتے تھے۔ کیونکہ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ایسی یونیورسٹی جو گورنمنٹ کے حدود اختیار سے بالکل باہر ہو اعلیٰ پایہ کی یونیورسٹی نہیں ہو سکتی۔ جو شخص مصری حکومت سے واقف ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اگر انگریز حکومت کی مدد اس میں شامل نہ ہو تو پھر اس کے نتائج کا دور ہی سے کہتے ہو کر انتظار دیکھنا چاہیے۔

اس یونیورسٹی کی بنیاد ہی اسی طرح پڑی تھی کہ بڑے جوش و خروش و شان و شوکت سے افتتاح ہوا، مگر کسی کو یہ علم نہیں تھا کہ موجودہ طرز تعلیم کن اصول پر چلائے جائینگے۔ کونسل (یونیورسٹی کی مجلس انتظامی) نے ہنوز اس بات

اس کام کو تنہا انجام نہیں دے سکتے تھے، اس لیے موسیو پوانکارے سے استمداد کی گئی۔ جو کچھ دنوں سے فرانس کے رئیس الجمہور ہو گئے ہیں۔ صاحب مصروف اسی غرض سے پچھلے ہفتے میں انگلستان تشریف لائے تھے۔ لندن ڈائمز ان کی آمد کے متعلق لکھتا ہے:

گذشتہ ہفتہ کے چار شنبہ کی صبح کو دفتر وزارت خارجہ میں موسیو بچن (وزیر خارجہ فرانس) موسیو کمپین (سکرٹری وزیر خارجہ فرانس) اور سر ایڈورڈ گریس و پیر ایتھر نکلسن (سکرٹری وزیر خارجہ انگلستان) کے مابین ایک طویل صحبت رہی۔ دوپہر کو ایوان سینٹ جیمس میں وزیر خارجہ انگلستان، ان کے سکرٹری اور موسیو پوانکارے میں ایک گھنٹہ سے زائد صحبت رہی۔ اس میں فرانسیسی سفیر اور موسیو بچن بھی موجود تھے۔

ریپورٹر ایجنسی کو یہ ظاہر کرنے کی اجازت دی گئی ہے کہ میدان مباحثہ صرف بلقانی پیچیدگیوں اور قیام امن ہی پر نہیں بلکہ تمام سوالات متعلقہ ترکی پر وسیع تھا، جس میں ترکی میں درنوں سلطنتوں کے مصالح بھی شامل ہیں۔

عملاً فرانس اور انگلستان کے مشترکہ مصالح کے حوالے دیے گئے۔ کسی باقاعدہ دستاویز پر دستخط نہیں ہوئے، لیکن اس صحبت نے یہ واقعہ منکشف کر دیا کہ دونوں حکومتوں کی راپوں میں کامل اتفاق ہے۔ دونوں حکومتوں کی موجودہ پالیسی کے نقطہ سے اتحاد مستحکم کیے گئے۔

اسی ہفتہ کے پنجشنبہ کو موسیو بچن نے ریپورٹر کے نامہ نگار خاص کو سینٹ جیمس پلاس میں باردیا۔ موسیو پوانکارے کی سیاحت انگلستان کے متعلق اثناء گفتگو میں فرانسیسی وزیر خارجہ نے کہا:

اپنی سیاحت انگلستان کے متعلق رئیس کا خیال ہر نقطہ نظر سے اچھا ہے۔ وہ بہت گہرے طور پر اپنے استقبال سے متاثر ہوئے ہیں جو قوم، حکومت، اور بادشاہ کی طرف سے کیا گیا تھا۔ وہ صرف ایک دعوے اور بیان کر سکتے ہیں کہ انکی سیاحت سے انگلستان و فرانس میں سلسلہ مفاہمت کس قدر مستحکم ہو گیا ہے۔

اس خدمت کا ثبوت جو اس مفاہمت نے دنیا کے بڑے حصے کے لیے انجام دی ہے۔ ان اعمال میں ملتا ہے جو اس نے تمام یورپ کے فوائد کے لیے بین المللی امن کی خدمت گزاری میں کیے ہیں۔

اس گفتگو نے جو میں نے سر ایڈورڈ گریس سے کی نہ صرف گذشتہ کی تصدیق کردی بلکہ یہ ثابت کر دیا کہ سیاسی سوالات میں عموماً اور قیام امن کے متعلق تمام امور میں خصوصاً دونوں وزارتوں (چانسلریز) کی رائے میں بالکل ہمہ وجہ اتفاق ہے۔ اس طرح رئیس کی سیاحت نے دنیا کی قوموں میں مصالح کا ایک اور عنصر پیدا کر دیا ہے۔

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت اعانہ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی۔ قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارہ الہلال سے طلب کیجیے۔

مذاہبات

انجمن انٹرنیشنل

(از نواب حاجی معین اسحاق خاں صاحب سکرٹری مدرستہ العلوم ملی کراچی)
 قوم آگاہ ہوگئی کہ چند سالہاے ماضی میں انجمن الفرض کے سرمایہ سے صد ہا غریب مسلمان بھائیوں کو امداد دی گئی ہے جسکی وجہ سے وہ محمداں کالج میں رہکر اپنی تعلیم پوری کرسکے اور آج وہ ماشاء اللہ قوم کے ایسے مایہ ناز ہیں ۔ چونکہ بفضلہ تعالیٰ اب کالج کے طلباء کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے اور قرض حسنہ پانیوالوں کی تعداد میں بھی بے انتہا اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ اس سرمایہ کو مستقل کیا جائے تاکہ غریب طلباء کی زیادتی اور سرمایہ کی کمی کی وجہ سے اس امداد میں کمی نہ ہونے پائے تجویز ہوئی ہے کہ جن صاحبوں نے اپنے دوران تعلیم میں کالج سے قرض حسنہ بقیہ پہلے کالم کا

اکثر اشخاص کو افسوس ہوا کہ آزاد یونیورسٹی کی تجویز ٹرت گئی مگر دو طرز تعلیم میں دو اصول رکھنے سے یہ بہتر ہے کہ گورنمنٹ کے اصول پر عمل کیا جائے ۔ جر علعده ہونے سے بالکل بے اثر مرتجنا ہے ۔

رومانیہ بلغاریوں سے کیوں ہم نبود ہے ؟

ترکی کے متعلق اپریل ۱۹۱۳ء ع کے فورٹ ناٹلی رپورٹ میں فیصلہ ہوا تھا کہ اب اس سلطنت کو اپنے تئیں انگلستان کے حوالے کر دینا چاہیے ۔ جون سنہ ۱۹۱۳ء ع کے رسالہ نالٹینتہ سانچری (XIX Century) میں مسٹر الیس بارکر (Mr. Ellis Barkar) لکھتے ہیں کہ ”ترکی کی شکست سے اتحاد ثلاثہ (جرمنی ، آسٹریا ، اٹلی) کو سخت نقصان پہونچا ہے ۔ جرمنی کو ترکی سے جس امداد کی امید تھی وہ جاتی رہی کیونکہ ترکی ایک بڑی فوج کے ساتھ روس پر جنوب کی طرف سے اور انگریزوں پر مصر کے طرف سے حملہ کرسکتی تھی ۔ علاوہ اسکے بلقانی ریاستوں کی قوت بڑھ گئی ۔ پہلے ترکی ان کو ہمیشہ روکے رکھتی تھی ۔ چند سال میں یہ ریاستیں روس کو دس لاکھ آدمیوں سے امداد دے سکیں گی ۔ جنگ بلقان میں ترکی کی شکست سے خصوصاً جرمنی اور عموماً ائتلاف مثلث (آسٹریا ، اٹلی ، جرمنی) نے ترکی کی امداد ہی نہیں کھو لی ہے ، بلکہ رومانیہ کی حالت کو بھی تذبذب میں ڈال دیا ہے ۔ رومانیہ روس کے خلاف آسٹریا وغیرہ کی طرفدار تھی ۔ نہ اسوجہ سے کہ اسے روس سے کوئی عداوت تھی ، بلکہ اس وجہ سے کہ روس اور آسٹریا کے مابین وہ رہ نہیں سکتی تھی ۔ اس وجہ سے اسے ضرورت ہوئی کہ وہ کسی بڑی طاقت سے صلح کرے رہے ۔ آسٹریا کو پسند کرنے میں اسنے زیادہ امن کی صورت دیکھی ، کیونکہ وہ اس ائتلاف مثلث کو زیادہ زبردست سمجھتی تھی ۔ بلغاریا پر اگر وہ حملہ نہ کرتی تو خود اسی کے لیے نہیں بلکہ ارکان ائتلاف مثلث کے لیے بھی خطرہ تھا ۔

کر بھی ملے نہیں کیا تھا کہ کیا کیا مضامین رکھے جائینگے کہ آئندہ پروفیسر بنانے کے واسطے ممالک غیر میں طالب علموں کو بھیجنا شروع کر دیا ۔

طبابت (مڈیکل سائنس) کی تجویز ہوئی مگر اس کے واسطے ماہرین فن اور کثیر مصارف کی ضرورت تھی ۔ قانون کے لیے فرانسیسی کالج اول سے موجود تھا ۔ سائنس اور انجینئرنگ (ہندسہ) کے واسطے بھی وہی مشکل پیش آئیں جو ڈاکٹری کے متعلق پیش آئی تھیں ۔ دینیات اس بحث سے بالکل خارج ہی تھی ۔ اب سوائے علوم انبیہ اور زراعت کے کچھ نہیں رہا تھا ۔ اس کے واسطے بھی وہ اعتراض پیش ہوئے ، کیونکہ عوام انبیہ کی ضرورت اعلیٰ تعلیم کے واسطے تھی گورنمنٹ نے ابتدائی و ثانوی (سکینڈری) اور اعلیٰ تعلیم کے نہایت اچھے اصول قلم کیے تھے مگر اس بات کی شکایت ہمیشہ ہوتی رہی کہ تعلیم ناقص ہے ۔ تعلیم ایسی ہونی چاہیے جس سے یورپ کی اعلیٰ تعلیم کے لیے طلبہ طیار ہوا کریں ۔ اس یونیورسٹی سے امید تھی مگر اس کے کارکنوں کے دل میں جو بات تھی وہ یہ تھی کہ گورنمنٹ کے کام سے کچھ اعلیٰ کام ہونا چاہیے ۔ فلسفہ وغیرہ علوم عالیہ پڑھانا مصرعوں کو مفید نہیں ہوتا ، کیونکہ ان کا منشا تعلیم سے علم حاصل کرنے کا نہیں ہے بلکہ ملازمت ہے ۔ اور یہ کام گورنمنٹ اسکول پورا کردیتے ہیں ۔ پہلے موسم سرما میں قومی جماعت نے گورنمنٹ اسکولوں کے بہت سے طالب علموں کو اس یونیورسٹی میں داخل کر لیا ، مگر وہ بدستور قانون کے خدیوی اسکول میں تعلیم پاتے رہے ، کیونکہ ان کے پیشہ کی شہرت اسی پر منحصر تھی ۔ یہ بات زیادہ دنوں تک جاری نہیں رہی ۔ تاہم یونیورسٹی کا نہ کچھ نصاب تھا ، نہ امتحانات ، نہ کئی ڈگری ۔

دوسرے سال تک یہی صورت رہی کونسل کے چند ممبروں کے کچھ تجویزیں پیش کیں ، مگر کچھ اثر نہیں ہوا ۔ کوئی ایسا کام نہیں ہو سکتا تھا جس میں گورنمنٹ کو مدخلت دی جاتی ۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں امریکہ کے سابق رئیس الجمہور مسٹر روزولٹ (Mr. Roosevelt) کی تقریر کی وجہ سے یہ سلسلہ تبدیل ہوا ۔ قومی جماعت کے بالکل ٹوٹنے سے امید ہے کہ اب اسکی حالت اچھی ہو جائیگی ، اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ یونیورسٹی بالکل گورنمنٹ کے ہاتھ میں دیدی جائے ، مگر افسوس ہے کہ یونیورسٹی کے پریسیڈنٹ اس قسم کی تجویز کو نہیں مانتے ۔ جوارگ اندرونی حالت کو جانتے ہیں وہ صاحب پریسیڈنٹ کے کام سے اچھی طرح واقف ہیں ، اور اس قلیل مدت میں جو کامیابی انہوں نے حاصل کی ہے وہ بھی قابل ستائش ہے ۔ امیدیں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اگر یہ دیکھا جائے کہ وہ اپنے دشمنوں کو یونیورسٹی سے دینے پر رضی نہیں ہوئے ۔ مگر زمانہ ان کو جلد بکا دے گا کہ یہ خیال غلط تھا ۔ جو طالب علم یورپ اس فرض سے بھیجے گئے تھے کہ پروفیسر بنیں وہ جب واپس آئینگے تو یہ دیکھنے کے کہ کوئی طالب علم وہاں نہیں ہے ، جسے وہ تعلیم دیں ۔

آمدنی سے دیے گئے ان کی مقدار ۵۰۰ - ۲۹۷۷۱ تھی - خرچ دفاتر وغیرہ ملا کر کل خرچ سنہ ۱۲ ر ۱۳ ع میں ۱۲۰۰ - ۲۹۳۸۶ ہوا - یہ راضع رہے کہ قریب چوبیس ہزار کے جو زائد خرچ ہوا وہ گذشتہ سالوں کی بچت سے دیا گیا - سنہ ۱۲ ر ۱۳ ع میں مجموعی آمدنی اس انجمن کی ۱۱۰۱ - ۱۲۶۵۵ تھی لیکن جو وظائف مل رہے اس کے لیے منظور ہو چکے ہیں انکی مقدار چوبیس ہزار تک پہنچ گئی ہے - علاوہ اس کے دفتر وغیرہ لوازم کے خرچ بھی ہوئے اور ہوئے - اس وقت بہت سے مستحق غریب طلباء کی درخواستیں نہایت حسرت سے نامنظور کی جا رہی ہیں - اس صدمہ سے بچنے کے لیے جرم کر ایسی درخواستوں کے نامنظور کرنے میں ہوتا ہے ہم اعلان کرتے ہیں کہ جب تک موجودہ رفوہ اور منفردہ چندہ کے ذریعہ سے آمدنی نہ لے اور درخواستیں نہ بھیجی جائیں - ہم یہ رقم غیر مستطیع شرقین مسلمان طلباء کو مرکز دینے کے قابل نہ ہونگے - اگر گذشتہ سالوں کی رقم ہمارے ہاتھوں میں نہ رہی - لیکن نہایت حسرت سے یہ گزارش کرنیکی معافی چاہتا ہوں - کہ اب ہمارے پاس جمع کچھ نہیں رہا - اب جو کچھ غریب ہونہار طلباء کے لیے تحصیل علم کا موقع ملیگا وہ صرف آپ حضرات کے دست کرم کا نتیجہ ہوگا - خدا نخواستہ اگر قوم نے ایک سہل حصہ آمدنی سے غریب طلباء کی معارف نہ کی تو وہ مسلم اسکا کیسا دردناک نظارہ ہوگا - کسی قوم میں اس سے بڑی کولی مصیبت نہیں کہ اس کے افراد قوم کی غفلت سے جہالت رہے علمی کے شکار ہو جائیں - مجھے امید ہے کہ ہمارے سات رفوہ نہایت کامیاب واپس آلیں گے -

انجمن الفرض کے فنڈ سے صرف انہیں غریب بچوں کو وظیفہ نہیں دیا جاتا جو مدرسۃ العلوم علیحدہ میں تعلیم پاتے ہیں بلکہ انکی بھی مدد کیجاتی ہے جو ہونہار ہیں - اور دوسرے کالجوں میں رہتے تعلیم حاصل کرنی چاہتے ہیں جسکا انتظام سر دست مدرسۃ العلوم میں نہیں ہے - مثلاً تعمیرات کی اعلیٰ تعلیم انجینئرنگ کالج رڑکی میں - یا ڈاکٹری کی تعلیم میڈیکل کالج میں - علاوہ اسکے انجمن نے تعمیر مسجد و دیگر عمارات کالج کو جو ابھی ناتمام ہیں اپنے مقاصد میں شامل کیا ہے - اور ہمدردان قوم کی مدد کی امید - ی پر تعلیم دینیات کے ضروری مصارف کی کفالت کا بھی ایک حد تک بیڑا اٹھایا ہے - جو اصحاب براہ الطاف چندہ عنایت کریں اپنے چندہ کے متعلق صراحت فرمائیں کہ وہ کس مد کی واسطے ہے - اور رسید میں اسکا کیوں کر اندراج ہو؟ انجمن الفرض نام ہے طلباء مدرسۃ العلوم اور دیگر نو عمر لوگوں کی جماعت کا جو بذات خود کچھ نہیں کر سکتے - سوائے اسکے کہ بزرگان قوم کی خدمت میں اپنی عرضداشت پیش کریں اور متفرق قطروں کو جمع کر کے دریا بنائیں تاکہ یہ سرچشمہ قوم کی پیاس کو بجھائے - اسی غرض سے ان میں سے چند لڑکے قوم کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں - میں امید کرتا ہوں جیسی خوش نیتی سے یہ نیک کام انہوں نے اپنے ذمہ لیکر تکلیف گزارہ کی ہے ریسی ہی قوم کی طرف سے انکی قدر افزائی ہوگی - اور بمصدق (ہل جزاء الاحسان الا احسان) جس طرح انہوں نے قوم کے سامنے گداگری کر کے اپنے غریب بھائیوں کی تعلیم کے لیے روپیہ جمع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے - قوم کی ہمت و سخاوت سے امید کرنی ہے کہ وہ بھی ان نونہالوں کی پروری قدر و منزلت فرما کر انکی ہمت افزائی کریں گے -

انجمن الفرض یا چندوں کے متعلق جو ضروری امور دریافت طلب ہوں ان کے متعلق بزرگان قوم جس وقت چاہیں پرنیسر عبد المجید قریشی نائب امین انجمن الفرض سے خط و کتابت کر سکتے ہیں -

یا وظیفہ پاتا ہے - لڑا بہ فضلہ تعالیٰ ہر سرکار میں آنے درخواست کی جائے کہ کل روپیہ یکمشت یا باقساط ادا فرمائیں - اسی غرض سے ایک رجسٹر مرتب کیا گیا ہے جس میں تمام قرض حسنہ پانچواں حصہ کے نام - پتہ وغیرہ درج کیے جارہے ہیں اور ادا قرض حسنہ کی بابت ان کے خط و کتابت بھی شروع کی جا رہی ہے - چونکہ اکثر اصحاب کے پتے معلوم نہیں ہیں - لہذا امید کیجاتی ہے کہ موجودہ اور آئندہ طلباء کو امداد دینے کی اشد ضرورت محسوس فرما کر فارغ التحصیل حضرات جو تعلیمی وظائف حاصل کرچکے ہیں اپنے مفصل پتہ وغیرہ ضروری تفصیل سے پرنیسر عبد المجید صاحب قریشی نائب امین انجمن الفرض کو مطلع فرمائیے - جو کچھ زر امداد بطور قرض حسنہ ان کے ذمہ ہے اسکو ادا فرما کر ایک اخلاقی فرض سے سبکدوش ہونگے - اور اپنا نفس اور احسان مندی کی ایک قابل تقلید مثال قائم فرمائیے -

آخر میں یہ امر ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ فی الحال انجمن الفرض کا سرمایہ بوجہ چندہ نہ ملنے کے بہ انتہا کم ہو گیا ہے - حالات موجودہ میں امید نہیں ہے کہ اس مد کے لیے معقول رقم جمع ہو سکے - اور یہی حالت رہی تو سخت خطرہ ہے کہ وظیفوں کی تعداد بہت کم کرنا پڑیگی -

الفرض کے رفوہ

چونکہ تعلیم کے مصارف بہت کثیر ہو گئے ہیں - اور کم استطاعت شریف مسلمان جن کی تعداد بدقسمتی سے زیادہ ہے اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم نہیں دلا سکتے اس لیے ضروری ہے کہ بزرگان قوم انجمن الفرض کی جانب توجہ فرمائیں جو ۲۳ سال سے غریب طلباء کو وظیفہ دیکر اعلیٰ تعلیم دلا رہی ہے - وظیفہ کا نام لے قرض حسنہ ہے جس کا اصل مقصد شریف طلباء کی غیرت اور حمیت کو قائم رکھنے کا ہے -

گرمیوں کی تعطیل میں کالج کے ہر طالب علم کا فرض ہوتا ہے کہ جب گھر جائے تو اپنے عزیزوں - دوستوں اور بزرگان قوم سے کچھ نہ کچھ مانگ کر جمع کرے - اور کالج کھلنے پر انجمن کے سپرد کرے - مگر چونکہ اس طریقہ سے کافی چندہ جمع نہیں ہوتا اس لیے تجویز ہوئی کہ علاوہ منفردہ کوشش کے لائق طوائف میں سے کچھ طلباء کالج منتخب صوبوں - کمشنریوں اور اضلاع میں دورہ کر کے چندہ جمع کریں - چند طلباء جو اس وقت سال رواں کی محنت سے فارغ ہوئے ہیں بجائے اپنے گھر جانے اور آرام کرنے کے قومی گداہی کے کام پر مستعد ہو کر ہمدردان و بزرگان قوم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں - اس سال طلباء کالج کے حسب ذیل سات وفد مختلف حصص ہند میں روانہ کئے جا رہے ہیں :

پنجاب میں دو ڈیپوٹیشن روانہ کیے گئے ہیں - ایک کے ناظم عبد الرحیم صاحب بی - اے - اور دوسرے وقت کے خلیل احمد صاحب بی - اس - سی ہیں - ممالک متحدہ اگرہ و اردہ میں بھی دو وفد بھیجے گئے - ایک کی نظامت نظیر الدین صاحب بی - اے - کے متعلق ہے - اور دوسرے کی سید ظفر حسین صاحب متعالم فورٹہ ایر کلاس کے متعلق ہے -

مشرقی بنگال میں ایک ڈیپوٹیشن زیر نظامت محمد الیاس صاحب برنی - بی - اے - روانہ ہوا ہے -

بہار میں بھی ایک وفد بھیجا گیا ہے جس کے ناظم آغا مرزا صاحب متعالم فورٹہ ایر کلاس ہیں - حیدرآباد میں جو ڈیپوٹیشن گیا ہے اس کے ناظم سید واجد حسین صاحب متعالم فورٹہ ایر کلاس ہیں -

سنہ ۱۱ و ۱۲ ع میں انجمن الفرض کے پاس چندے کی آمدنی ۲۴۰۲۳ روپے موجود تھے - جو قرض حسنہ سنہ ۱۲ ر ۱۳ ع میں اس

فہرست زر اعانۃ مہاجرین عثمانیہ

(۷)

پالی	آندہ	رزیہ
۸	۰	۰
۲	۰	۰
۱۰	۰	۰
جناب مہدیعلی صاحب - باؤ بازار		
جناب رلی محمد خان صاحب - باؤ بازار		
جناب ابراہیم صاحب بھیرنڈی		
بذریعہ نیاز علی خان صاحب - سب ڈورنزل انس		
۶۱	۶	۰
پشاور		
(بہ تفصیل ذیل)		
مزدوران مباحث مرادی رحمت علی		
۴۱	۰	۰
صاحب سب اور سیر منگلاہیڈ		
۱۵	۰	۰
جناب محمد علی خان ٹھیکیدار		
۵	۰	۰
مزدوران ایضاً		
۰	۱	۰
متفرق		
بذریعہ جناب عبد العزیز صاحب - لوہم - برہما		
۲	۰	۰
(در خریدار)		
۱۵	۰	۰
ایک بزرگ از کانپور		
۸	۰	۰
ایک بزرگ جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے		
۸	۰	۰
جناب سید میر حسن صاحب - ملتان		
۲	۰	۰
جناب حکیم خواجہ عبد الشکور صاحب کانپور		
بذریعہ جناب سراج الدین صاحب سکادر کشمیر		
۲۵	۰	۰
جناب سکریٹری صاحب علمی کلب بلگرام		
۲	۵	۰
جناب احمد رضا صاحب - بین پٹنہ		
۲۰	۰	۰
جناب احمد اللہ خان صاحب - گا کوری		
۱	۰	۰
جناب سید علی صاحب - سشن جم		
۹۴	۰	۰
در منگل دکن		
جناب حکیم احمد حسین صاحب گرما		
۲۵	۰	۰
کانگرہ		
جناب عبد الحفیظ صاحب ہرگانوان		
۶	۸	۰
برہنگہ		
جناب محمد معین صاحب ضلعدار		
۳	۰	۰
بارہ بنکی		
جناب محمد گروہر علی صاحب		
۲۰	۰	۰
معروف گنج - گیا		
جناب مرادی محمد ابراہیم خان صاحب		
۵۰	۰	۰
رامپور		
بذریعہ جناب عنایت اللہ خان صاحب انسپکٹر		
۱۵	۰	۰
گوجرانوالہ		
(بہ تفصیل ذیل)		
جناب خواجہ محمد مودود صاحب		
۱	۰	۰
جناب منشی رحیم بخش صاحب		
۱	۰	۰
سب انسپکٹر پولیس		
۷	۱	۰
جناب عنایت اللہ خان صاحب انسپکٹر		
۱	۲	۰
جناب محمد نصر اللہ صاحب		
۲	۰	۰
جناب مرادی محمد ابراہیم صاحب		
۳	۰	۰
جناب منشی احمد حسن صاحب		
۵۲۸	۹	۶
میزن		
۷۳۴۷	۱۱	۰
سابق		
۷۸۷۶	۴	۶
کل		

پالی	آندہ	رزیہ
۹	۳	۵
بذریعہ جناب سید محمد کاظم صاحب - بی		
آلی - پی ریلوے اسٹورس جہانسی		
(بہ تفصیل ذیل)		
۰	۴	۰
جناب سید منظور علی صاحب		
۰	۸	۰
جناب حکمت اللہ خان صاحب		
۰	۵	۳
جناب رحمت علی صاحب		
۰	۲	۶
جناب سید روح الامین صاحب		
۰	۳	۰
جناب سید تصور علی صاحب		
۱	۰	۰
جناب محمد کاظم صاحب		
۱	۰	۰
جناب مرادی طفیل احمد صاحب		
۰	۷	۶
جناب محمد جان صاحب		
۰	۲	۰
جناب امیر اللہ صاحب		
۰	۳	۶
جناب اسیر الدین صاحب		
۱	۰	۰
جناب رلی محمد صاحب		
جناب غلام محمد صاحب ملتان		
۳	۱۳	۰
جناب حافظ علی احمد صاحب انصاری		
۸	۰	۰
پلیکٹر نگر در - جالندھر		
۵	۰	۰
جناب محمد واحد - سب ٹرنک		
۱۴	۹	۰
جناب غلام نبی صاحب گورکھپور		
۱۰	۰	۰
جناب سید فضل احمد صاحب بارہ بنکی		
۵	۰	۰
جناب غلام غوث صاحب لاٹل پور		
۱	۰	۰
جناب محمد بخش صاحب		
۲	۰	۰
متفرق		
جناب سید شا حکیم محمد الیاس صاحب		
۱	۶	۰
نرادرہ		
۴	۰	۰
جناب سید علی محمد ذاکر صاحب مدراس		
جناب ظہور الحسن خان صاحب رانی		
۱۰	۰	۰
پرتاب گڈ		
۲۲	۲	۰
جناب امداد علی صاحب - رامپور		
۲۰	۷	۹
بذریعہ جناب حکیم عبد النور صاحب - پٹنہ		
(بہ تفصیل ذیل)		
۷	۰	۹
جناب عبد النور صاحب		
۵	۰	۰
جناب مرادی عبد الکریم صاحب		
۰	۸	۰
جناب منشی عزیز الحکم صاحب		
۵	۰	۰
جناب عبد الرحمن صاحب		
۱	۰	۰
جناب شاہ عین الحق صاحب		
۱	۸	۰
جناب حکیم عبد الطیف صاحب		
۰	۸	۰
جناب محمد ظہور الحق صاحب		
۰	۳	۰
جناب منشی امیر احمدی صاحب		
جناب مرزا بہادر بیگ صاحب - حیدر آباد دکن		
۶	۱۰	۰
جناب مرادی مرید الدین حسن خان صاحب		
بتقریب سالگرہ فرزند جناب احمد		
معنی الدین حسین صاحب نظام آباد		
دکن		
۲۱	۰	۰



سیما کا موہنی قسم تیل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اس کے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گہی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی کے جب سب چیزوں کی کٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بھا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے۔ لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں بعض نمونہ اور نمایش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متمدن نورد کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابرہم ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی روایتی تیلوں کو جانچ کر ”موہنی قسم تیل“ تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد ملی ہے بلکہ مرچہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جس کے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا۔ یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیر پا ہونے میں لاجواب ہے۔ اس کے استعمال سے بال خوب گھنے آگتے ہیں۔ جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اس کی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے۔

تمام دراز فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ معمر لڈاک۔

سیما کا موہنی قسم تیل

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مر جا یا کرے ہیں، اس کا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو درخانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ گہری حکیمی اور مفید پٹنٹ دوا اوزار قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آ سکتی ہے۔ ہم نے حلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کلیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے ذیل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی

ہیں تاکہ اس کے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے۔ مقلم مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اس کی بدولت بچی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پُرانا بخار - مرمسی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار، جسمیں زرم جگر اور طحال بھی لاحق ہو، یا وہ بخار، جسمیں مثلی اور قے بھی آتی ہو - سرمی سے ہو یا گرمی سے - چنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ کٹھن بھی ہو گئی ہو - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے، اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجئے تو بہرہ بڑھ جاتی ہے، اور تمام اعضا میں صحت سالم پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چربی دھلائی آ جاتی ہے، نیز اس کی سابق تندرستی از سر نو آ جاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاهلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - توبہ تمام شکایتیں بھی اس کے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ

چھوٹی بوتل بارہ آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا

تمام درکانداروں کے ہاں سے مل سکتا ہے

۲۰۰۱ ر و پور پرائمر

ایچ - ایس - عبد الغنی کیمسٹ ۲۲ رو

کولوئڈ اسٹریٹ - کلکتہ

نسیم ہند

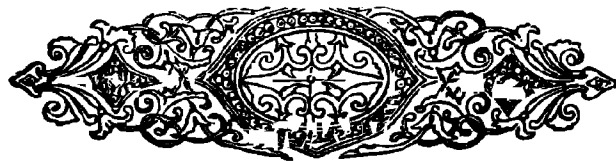
اس نام کا ایک ہفتہ وار اخبار ۵ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ء سے راولپنڈی سے نکلنا شروع ہوا - اس کا ایڈیٹر ریل سٹاف پرانی رنگی تعلیم کے بہترین نمونوں کا مجمرہ ہوا - اس اخبار کو کسی خاص شخص یا فرقہ کی ذاتی حق پر یا فضول خوشامد سے کلیۃً پرہیز ہوا - مگر ساتھ ہی وطن اور اہل وطن کے فائدہ کیلئے جائز نکتہ چینی سے بھی باز نہیں رہیگا - اس کا مسال آزادہ روی کے ساتھ صلح کل ہوا - اس کا دستور العمل :

ایمان کی کہینکے ایمان ہے ترسب کچھ

یہ اخبار ۱۸ - ۲۲ - کے چوتھائی حصہ پر کم از کم ۱۶ صفحوں کا ہر ماہ کی ۵ - ۱۲ - ۱۹ اور ۲۶ کو شائع ہوا کریگا -

چونکہ اہل وطن کی قدانی سے اخبار نسیم ہند کا پہلا پرچہ ۲۰۰۰ شائع ہوا - اس لیے تاجر صاحبان کیلئے اچھا موقعہ ہے - کہ وہ اشتہار بھیج کر فائدہ اٹھائیں - ہمارے صوبہ سرحدی - پنجاب اور ہندوستان کے ہر گاؤں اور شہر کے نامہ نگاروں کی بھی ضرورت ہے لائق نامہ نگاروں کو اخبار مفت دینے کے علاوہ اجرت بھی معقول دی جاوے گی (اخبار کی قیمت سالانہ ۲ - روپیہ ۸ - آنہ)

درخواستیں بنام منیجر ”اخبار نسیم ہند“ راولپنڈی (پنجاب)



ایڈیٹر الہال

ہی لکھی ہوئی اور وہیں سرمد شہید کی پہلی سالانہ تقریر جسکی نسبت
مواضع حسن نظامی منسوب کی راہ ہے کہ با ملبار ظاہر اس سے اعلیٰ اور
خاندان الفاظ آجکل کوئی جمع نہیں کر سکتا اور باعتبار معانی یہ سرمد کی
زندگی و مرتبہ کی بصفت ہی نہیں معلوم ہوتی بلکہ مقامات پریشانی پر
ایک مسئلہ اور الہیہ خطہ نظر آتا ہے - قیمت صرف تین آئے -

انیوا لے انقلابات

۷۰ معلوم کرنیکا شوق ہر تو حکیم جاماسپ کی نایاب کتاب جاماسپ نامہ کا
ترجمہ منگا کر دیکھیے جو ملا محمد الوہیدی ایڈیٹر نظام المشائخ نے نہایت
فصلیہ اور سلیس انداز میں کیا ہے - پانچویں برس پہلے اس میں بحساب نچو
و جفر آجکل کی باسٹ جسد قدر پیشینگوئیوں لکھی گئی تھیں وہ سب ہو ہو
پوری آئیں مثلاً بعضے آنحضرت صلعم - معرکہ کربلا - خاندان تیموریہ
مربح و زوال وغیرہ وغیرہ قیمت تین آئے -

المشیر منیجر رسالہ نظام المشائخ و درویش پریس ایجنسی دہلی

ماہ مع ایوان کے قائم آئے انہ

اعلیٰ قسم کے

اگر آپ کو ضرورت ہے تو ذیل کے پتہ سے مفت فہرست طلب
فرمائیے: حاجی نذیر احمد خاں زمیندار خاص قصبہ ملیح آباد
کارخانہ قلمالے انہ محلہ دیہی پرشاد ضلع لکھنؤ -

گرمیوں میں عینک لے لیجیے

زندگی کا لطف آنکھوں سے ہم تک ہے - پھر آپ کوئی حفاظت کیوں نہیں
کرے - غالباً اس لیے کہ قابل اعتماد اصلی و عمدہ پتھر کی عینک کم قیمت
پر ملانی سے نہیں ملتی، مگر اب یہ وقت نہیں رہی - صرف اپنی سرور دور
: و نوٹیک کی بیلا کی کیفیت تحریر فرمائے

ہر جو عینک ہمارے ڈاکٹروں کی تجویز پر
نہایتی بذریعہ دی - پی ارسال خدمت
کھجائیگی یا اگر ممکن ہو تو کسی ڈاکٹر سے امتحان کرا کر صرف نمبر بھیج دیں -
اس پر بھی اگر آپ کے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدل دیجائیگی -

ایم - ای - احمد - ایف ڈسٹن

نمبر ۱۵/۱ رہن اسٹریٹ - ڈاکخانہ ریلواری - کلکتہ

فجری آم

دوسرے مقاموں کے نسبت ملیح آباد
میں اچھا ہوتا ہے - شہر میں ایسی لطیف
خوشبودار کہ ایک قاش طبیعت کو دن بھر
مسرور رکھتی ہے - فی درجن ۵ - ۵ روپیہ
محصول ۴ - آٹھ خرچہ ۳ - آٹھ - آم کی
دلچسپی بالکل سست ۵۰ امر لکھیے سفید



مکھن ہنگامی سنگھ لکھنؤ محلہ فی قلم ۸ - آٹھ - دوسری فوجی
تیموریہ فی قلم ایک روپیہ جلد آکر بھیج دیں -
نذیر احمد رس کنول ہار قلم ام ایجنسی ملیح آباد - لکھنؤ

عرق پودینہ

ہندوستان میں ایک نئی چیز ہے سے بڑے تک کو ایکسار
فائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل رعہال والے کو گھر میں رکھنا چاہیے -
گلابی و لالی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے - رنگ
بھی پتیوں کے ایسا سبز ہے - اور خوشبودار بھی تازہ پتیوں کی سی
ہے - مندرجہ ذیل امراض کی واسطے نہایت مفید اور آکسیر ہے :
نفخ ہرجانا - کھٹا ڈکار آنا - درد شکم - بد ہضمی اور متلی -
اشہاک ہرنا ریاہ کی عینک وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے -
قیمت فی شیشی ۸ - آٹھ محصول ڈاک ۵ - آٹھ
پوری حالت فہرست بلا قیمت ممبران ملاحظہ کیجئے -
نوٹ - ہر جگہ میں ایجنٹ یا مشہور دوا فروش کے یہاں
ملتا ہے -

اصل عرق کافور

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی کی وجہ سے
پتلے دست پیت میں درد اور قے اکثر ہوجاتے ہیں - اور اگر اسکی
حفاظت نہیں - ہوئی تو ہیضہ ہوجاتا ہے - بیماری بڑھ جانے سے
سنہالنا مشکل ہوتا ہے - اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل
عرق کافور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو - ۳۰ برس سے تمام ہندوستان
میں جاری ہے اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کرلی دوسری
دوا نہیں ہے - مسافرت اور غیر وطن کا یہ ساتھی ہے -
قیمت فی شیشی ۴ - آٹھ ڈاک محصول ایک سے
چار شیشی تک ۵ - آٹھ -

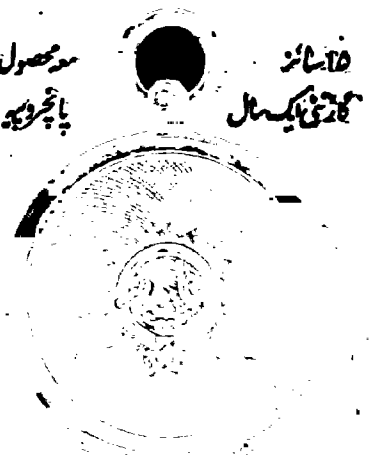
ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۱۵/۱ رہن اسٹریٹ کلکتہ



مہم حصول خوبصورت مضبوط سچا وقت بڑا برچھنے والی گھڑیوں کی ضرورت اگر آپ کو جلد بنگالین گارنٹی
پیشی دی گئی ہیں مذکور گھڑیوں کے علاوہ ہر قسم کی گھڑیاں فرمائش آئے پر وہ بھی

- ۱۸ - ساٹھ تا نہ روز میں ایک مرتبہ کبھی دیجائے گی چاندی کی گھڑی کے ذیل کیس ۱۵ گھنٹی ایک سال
- ۱۵ - ساٹھ چاندی کی گھڑی کے ذیل کیس ۱۵ گھنٹی سلیڈر کے ذیل کیس ۱۵ گھنٹی ایک سال
- ۱۸ - ساٹھ ایسٹ اینڈ وائچ لیور ریو سے مین کا ڈوڑیور کے لیے سلیڈر کیس ۱۵ گھنٹی ایک سال

نوٹ کس مین رکھنا منظور ہوتا تو مین بھی دس یا بارہ سال کی گارنٹی دیکھتا تھا
ایم اے ریشکو رائنڈ کو ۱۵ ویلی اسٹریٹ ڈاکخانہ دھیرا کلکتہ



لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ الْكَافِرُونَ كَذِبُوا وَيَسْخَرُونَ

النشأ

ایک ہفتہ وار مصور سال

میرسنوں مخصوصی

الکھلاص لاملامالہلی

قیمہ

سالانہ ۸ روپہ

خسائی ۴ روپہ ۱۲ آہ

مقام اشاعت ۲
۱۰۷ مکلاوڈ اسٹریٹ
۲۰۲۰

جلد ۲

نمبر ۶: چار شنبہ ۳ رمضان ۱۳۳۱ ہجری

Ontario Wednesday, August 6, 1918.



ساروی مین آہ

قیمت فی برجہ

ہذا صائر الناس ، و ہدی و رحۃ لقوم یوقنوت

(۱۹ : ۴۵)

بصائر

ایک ماہوار دینی و علمی مجلہ

جس کا

اعلان پہلے ” البیان “ کے نام سے کیا گیا تھا -
وسط سوال سے شائع ہونا شروع ہو جائیگا

ضخامت کم از کم ۶۴ صفحہ - قیمت سالانہ چار روپیہ مع محصور -

خریداران الهلال سے : ۳ - روپیہ

اسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن حکیم اور اس کے متعلق تمام
علوم و معارف پر تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے - اور ان
موانع و مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کرے ، جن کی وجہ سے
موجودہ طبقہ روز بروز تعلیمات قرانیہ سے نا آشنا ہوتا جاتا ہے -

اسی کے ذیل میں علوم اسلامیہ کا احیاء ، تاریخ نبوۃ و صحابہ
و تابعین کی ترویج ، آثار سلف کی تدوین ، اور اردو زبان میں
علوم مفیدہ حدیثہ کے تراجم ، اور جرائد و مجلات یورپ و مصر پر نقد
و اقتباس بھی ہوگا - تاہم یہ امور ضمنی ہونگے ، اور اصل سعی یہ
ہوگی کہ رسالے کے ہر باب میں قرآن حکیم کے علوم و معارف کا
ذخیرہ فراہم کرے - مثلاً تفسیر کے باب میں تفسیر ہوگی ، حدیث
کے باب میں احادیث متعلق تفسیر پر بحث کی جائیگی -
آثار صحابہ کے تحت میں تفسیر صحابہ کی تحقیق ، تاریخ کے ذیل
میں قرآن کریم کی تنزیل و ترتیب و اشاعت کی تاریخ ، علوم کے
نیچے علوم قرانیہ کے مباحث اور اسی طرح دیگر ابواب میں بھی
وہ موضوع رحید پیش نظر رہیگا -

اس سے مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کے سامنے بدفعۃ واحد قرآن
کریم کو مختلف اشکال و مباحث میں اس طرح پیش کیا جائے
کہ عظمت کلام الہی کا وہ اندازہ کر سکیں - و ما توفیقی الا باللہ - علیہ
توکل و الیہ ائذی -

القلم المذہبی

یعنی دو البصائر ، کا عربی ایڈیشن

وسط سوال سے شائع ہونا شروع ہو جائیگا

جس کا مقصد رحید جامعۃ اسلامیہ ، احیاء لغۃ اسلامیہ ،
اور ممالک اسلامیہ کے لیے مسلمانان ہند کے جذبات
و خیالات کی ترجمانی ہے -

الهلال کی تقطیع اور ضخامت

قیمت سالانہ مع محصور ہندوستان کے لیے : ۲ - روپیہ ۸ - آنہ
ممالک غیر : ۵ - شلنگ

درخواستیں اس پتہ سے آئیں :

نمبر (۱۴) - مکلوڈ اسٹریٹ - کلکتہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

AL - H I L A L

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly " " 4 - 12

الاحلام

میرسنول مخصوص
لکھنؤ: اسلام آباد

مقام اشاعت
۱۰ مکلاود اسٹریٹ
کولکٹا

عنوان تلفراف
"الاحلام"

قیمت
سالانہ ۸ روپے
نیم سالانہ ۴ روپے ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مہینہ وار سالہ

کولکٹا: چار شنبہ ۳ رمضان ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, August 6, 1918.

اطلاع

(۱) الاحلام کا دائرہ نقد و نظر و بحث و اختصار اس قدر وسیع نہیں ہے کہ ہر قسم کی خبریں اور ہر طرح کے مراسلات اس میں شائع ہو سکیں، اس ضمن میں مراسلہ نویس حضرات کو امور ذیل کا لحاظ رکھنا چاہیے:

(الف) مراسلات عموماً صحیح و منقح و غیر مبالغہ آمیز واقعات یا علمی و دینی و تاریخی تحقیقات پر مبنی ہوں۔
(ب) عبارت مختصر، انداز بیان صاف، غیر ضروری تمہید و تخیل و آرائش الفاظ سے مبرا، زوائد و نقائص سے علیحدہ، واقعہ کی دوری ذمہ داری و تحقیق کے ساتھ - کاغذ کے صرف ایک جانب خورش خط تحریر ہو، منہجنگ اسٹاف سے اگر کوئی امر متعلق ہو تو اس کو جداگانہ کاغذ پر لکھنا چاہیے۔

(ج) گہنامہ تحریریں نامقبول، مجہول افراد کے مراسلے تا حد تحقیق داخل دفتر، اذیت کو بہر حال مراسلہ نویس کے نام و عنوان (اندریس) کی صحیح اطلاع دینی چاہیے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ اصلی نام شائع بھی ہو۔

(د) نشر یا عدم نشر کسی حالت میں بھی کوئی تحریر واپس نہ ہوگی۔

(۲) فہرست و گائڈل پیج مجلد ثانی، اور نمبر ۶ و ۷ زیر طبع ہیں، نمبر ۱۵ - کو نمبر ۱۴ کے جدول میں سمجھیے۔
(۳) نمبر ۴ کے صفحات کے لیے جو حضرات مطالبہ کر رہے ہیں ان کو اسی نمبر کے چلے صفحے کے عنوان (اطلاع) کی آخری سطریں ملاحظہ فرمائی چاہیے۔

(۴) مکاتبت میں نمبر خریداری کے ساتھ حرف نمبر بھی دے دینا چاہیے۔

(۵) تصور کے جن بزرگ کے نام فہرست اعانہ مہاجرین میں آئے ہو، سو روپے دفتر کی غلطی سے چھپ گئے ہیں، وہ اصل میں عام مسلمانان تصور کا مال ہے، یہ غلطی بھیجنے والے کی نہیں بلکہ شائع کرنے کی ہے۔

فہرست

۲	شذرات
۲	حفظ و کرب
۳	طبعہ میں انگریزی فوج
۳	اقتراعات
۳	ہفت روزہ جنگ
۵	مقالہ اقتصادیات
۵	مروغہ و ذکر [۱]
۹	افسانہ عجم
۹	ممدردی کی نمائش
۱۰	مقتلات
۱۰	مصر اور قبرس
۱۳	ادبیات
۱۳	خطابہ الم
۱۳	غزل
۱۵	مذاکرہ علمیہ
۱۵	فلسفہ حیات و مات [۲]
۱۶	شکون عثمانیہ
۱۶	خلیج فارس اور کویت
۱۶	برید فرنگ
۱۷	مسئلہ ہرتیہ
۱۸	مقدونیا کی سرگذشت
۱۸	مراسلات
۱۸	ہذا فراق بینی و بینک
۱۹	دعوت الاحلام
۲۰	فہرست زر اعانہ مہاجرین عثمانیہ [۸]

تصاویر

۳	فازینان لندن کی مردانگی
۱۱	بقیہ ممالک عثمانیہ کا ایک تقریبی نقشہ
(صفحہ خاص)	جامع سلیم کفر کے نغمے میں

شذات

مشق ۱۸ اکبر

ادرنہ کا درد ناک نظارہ کانپور میں

”و من اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ و سعی فی خرابہا؟ اولئک ما کان لہم ان یدخلوا الا خائفین“ لہم فی الدنیا خزی و فی الآخرۃ عذاب عظیم (۲ - ع - ۱۴)

ادرنہ (ایڈریا نوپل) کو جب بلقانیوں نے تسخیر کیا ہے تو سب سے پہلی جو حرکت کی وہ یہ تھی کہ سلطان سلیم کی جامع مسجد پر قبضہ کر کے اس پر سپاہیوں کے گھرے بٹھا دیے اس حادثے پر جس کی تصویر غم عائدہ پیشکش ہے، اسلامی دنیا کے ہر ایک حصے میں منہم ہوا اور شاید اس کی یاد ہمیشہ قازہ رہیگی، لیکن معارف نہیں مسجد کانپور کی ذیل میں ۳۔ اگست سنہ ۱۹۱۳ء کو جو حادثہ پیش آئے ہیں درد مند دلوں پر اُن کا کیا اثر پڑیگا؟

نیم سرکاری انگریزی اخبارات نے ان حوادث کے متعلق حسب ذیل بیان شائع کیا ہے :

”۳۔ اگست کو ۱۰۔ بجے ۳۰ منٹ پر مچھلی بازار کانپور کے متعلق ایک خوفناک بارش ہوا۔ مسلمانوں کا ایک بہت بڑا مجمع صبح کو عید گاہ میں ہوا تھا، جس کے لیے مسلمانوں نے اپنے تمام کاروبار بند کر دیے تھے اور بطور علامت حزن ننگے سر عید گاہ کو گئے تھے۔

جلسہ کے بعد چار پانچ سو مسلمانوں کی جمیعت نے ایک سیاہ علم کے پیچھے مسجد مچھلی بازار کا رخ کیا۔ اور حصہ ملہدمہ کی تجدید تعمیر کرنی چاہی۔ سب انسپکٹر نے ہیڈکوارٹر منتشر کرنا چاہا، لیکن چند پتھروں اور دھیلوں سے چوٹ کھانیکے بعد سیٹی انسپکٹر اور اس کے ساتھ کے آدمی واپس پھرے، کچھ بلوائیوں نے چوکی تک پیچھا کیا اور چوکی کے بعض چیزوں کو خفیف نقصان پہنچانے کے بعد مسجد واپس آئے۔

مسجد کے قریب ایک ہزار سے زیادہ آدمی جمع تھے جن میں بہت سے تماشائی بھی تھے۔ مسٹر ڈائلر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کچھ پولیس کے مساح پیادے اور سراروں کے ساتھ موقع پر پہنچ گئے، اور تنہا سرار ہو کر مجمع کو منتشر کرنے کے لیے بڑے مجمع نے پتھر اور دھیلے جو پاس پڑے تھے پھینکا شروع کیا۔ مسٹر ڈائلر نے اپنے فوجی مددگار کو آواز دی۔ خالی کارٹوسوں کے ڈالنے کو کڑی اٹرنہیں دیا۔ اس بنا پر انہوں نے گولیوں سے فائر کا حکم دیا۔ فالٹ سے جو ۱۰۔ منٹ تک رہا، ہیڈ بالکل منتشر ہو گئی۔ متعدد آدمی مارے گئے، اور ایک تعداد زخمی ہو گئی، جس میں کچھ پولیس میں بھی شامل ہیں، جو ہیڈ میں مجروح ہوئے، کچھ بلوائی پولیس میں ہاتھ بندھنے سے مارے گئے۔ ایک پولیس میں مر گیا۔ جہاں تک معلوم ہو سکا ۱۲۔ آدمی مرے اور ۳۳ زخمی ہوئے جو اسپتال پہنچائے گئے، کچھ تماشائی جن میں ہندو بھی شامل تھے، سخت زخمی ہوئے، سپرنٹنڈنٹ پولیس کو بھی چوٹ آئی، کچھ تعداد گرفتار کی گئی۔“

کل اور آج کی پرائیوٹ تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکاری بیان سے بہت زیادہ یہ مسئلہ هولناک ہو گیا، اتشباری میں بہت سے مسلمان کام آئے اور گرفتاری میں ہر طبقہ کے افراد کے علاوہ مسلمان لوگ بھی پابزنجیر ہیں، یہ سلسلہ هنوز جاری ہے، مفصل و مہرورج واقعات پر آئندہ تقدیر نظر ہوگی، ر لا تقریرا لمن یقتل۔

حظ و کرب مسٹر عبد الماجد بی۔ اے کا خط کمپوز ہو چکا تھا، اور چند سطریں اس کے متعلق پروف پر لکھ دینے کا خیال تھا کہ میں منسوری چلا آیا، اور وہ بغیر جواب نکل گیا۔ اصطلاحات علمیہ کے وضع و تراجم کا مسئلہ نہایت اہم ہے۔ میں عنقریب اس پر ایک مستقل مضمون لکھونگا۔

مسٹر مورف صحیح قائم مقام الفاظ کی تلاش میں حق بجانب ہیں، لیکن غالباً اس کے لیے صحت کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ میرا خیال دنیا کے عام خیال کے مطابق یہ ہے کہ کسی لفظ کا اس کے صحیح معنوں ہی میں استعمال ہونا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صحت الفاظ کا لحاظ رکھنے کی غلطی میری طرح ہمیشہ سے ہر زبان کے جاننے والے کرتے آئے ہیں۔

انہوں نے لکھا ہے کہ اصل انگریزی اصطلاحات کے لیے ”لذت و الم“ کافی نہیں، اور اس کے رجوع لکے ہیں۔ لیکن میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ عربی زبان و علوم میں ”لذت و الم“ بعینہ اسی پہلو کو ادا کرتا ہوا مستعمل ہے، جس کے وہ متلاشی ہیں اگر وہ عربی میں فلسفہ و کلام کے معمولی مباحث پر نظر ڈالیں تو اُن پر واضح ہو جائیگا۔

”رہا ”حظ“ کا لفظ، تو قطع نظر اس کے کہ وہ لذت سے زیادہ ادراہ مفہوم کے لیے مفید ہے بھی یا نہیں؟ سب سے پہلی بحث یہ ہے کہ جس معنی کے لیے جو لفظ سرے سے غلط ہی ہو، اس کے متعلق چیخیں و چنل کا موقع ہی کب باقی رہتا ہے؟ میں نے اپنے نوٹ میں اختلاف کی قوت کو احتیاطاً و بظہال حفظ ادب تحریر، کسی قدر ضعیف کر دیا تھا، اور عمداً لکھ دیا تھا کہ :

”اردو اور شاید فارسی میں غلطی سے حظ بمعنی لذت بولا جاتا ہے۔ لیکن اب میں مسٹر مورف کو یقین دلاتا ہوں کہ فارسی میں بھی کوئی پڑھا لکھا آدمی ”حظ“ کو ”لذت“ کے معنی میں بولنے کی افسوس ناک غلطی نہیں کر سکتا۔ حظ فارسی میں بھی ہمیشہ حصہ طور نصیب کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ غالب :

دگر زایمنی راہ و قرب کعبہ چہ ”حظ“

مسرا کہ ناقہ ز رفتار ماند و پا خفت ...

رہا اردو میں بولنا، تو مسٹر مورف مثنوی زہر عشق یا فریاد داغ نہیں لکھ رہے ہیں، بلکہ علم النفس کی ایک کتاب کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ اگر عوام و جہلا حظ کو لذت کے معنی میں بولتے ہیں اور ان کے تتبع میں گاہ گاہ پڑے لکے آدمیوں کی زبان سے بھی ”محظوظ“ نکل جاتا ہے، تو کسی علمی تحریر کے لیے اسکی سند نہیں ہو سکتی۔

فرہنگ اصغیہ کا حوالہ دینے پر افسوس کرتا ہوں۔ اور کیا عرض کروں۔ لوگوں نے غلط العالم اور غلط عوام کی تفریق کی ہے۔ اس کے لحاظ سے بھی دیکھیے تو حظ اس معنی میں محض عوام کی غلطی ہے۔

یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیے کہ اردو اور فارسی اپنے علمی لٹریچر میں محض لفظ عربی کے تابع ہیں۔ کوئی مستقل زبان نہیں رکھتے۔ پس علم بول چال اور محاورہ کی سند اشعار میں معتبر ہے، نہ کہ اردو کی ادبیات علمیہ میں۔

وضع اصطلاحات کا معاملہ بہت اہم ہے، لیکن اس قدر مشکل نہیں، جس درجہ آج کل کے اہل قلم سمجھتے ہیں، اور علی الخصوص فلسفہ میں، بہتر سے بہتر صحیح عربی الفاظ مل سکتے ہیں، بشرطیکہ تلاش کیے جائیں۔

آخر میں پھر اپنے عزیز دوست کو مطمئن کر دیتا ہوں کہ ان کے مقصود کے لیے ”لذت و الم“ پیشتر سے موجود اور ہمہ رجوع کافی و مکمل ہے۔ حظ و کرب وغیرہ میں پریشان نہیں۔ جسمی و نفسی کیفیات کے وضع و ضمن کا پورا مفہوم اسی سے ادا ہو سکتا ہے۔

۱۳۴

اقتراعات

گذشتہ مہینے میں اقتراعات (سفریجیت یا حق انتخاب کا مطالبہ کرنے والوں) نے انگلستان میں عجیب عجیب حرکتیں کیں: سنٹ انڈرو یونیورسٹی میں ہفتہ کی صبح کو آگ لگادی۔ بہت سا سائنس کا سامان تباہ کیا، جس کا اندازہ پائرس پاؤنڈ لگایا جاتا ہے۔

سنٹ جانس کے گرجے میں باجے کے کمرے میں بہت سی دیاسلا لیاں، تیس گولی کے کارتوس، تیل میں ترکیے ہوئے چیتھرے، کاغذ وغیرہ جمع تھے اور ایک فلیٹہ درر تک چلا گیا تھا اس کا ایک سرا روشن تھا۔ برمنگھم کی پولیس کو اطلاع ملی کہ برمنگھم کا پشتہ اڑایا جانے والا ہے۔ پانی کی طرف سے ایک سوراخ کھدا ہوا ملا، اگر یہ سوراخ پورا کھود لیا جاتا تو گیارہ میل تک پانی پھیل جاتا۔

سولی ہل میں ایک تباہ کن آگ گذشتہ جمعہ کو لگی۔ زمین پر دہ پوسٹ کارڈ پوسے تھے جو جج فلیمر کے نام کے تھے۔ اس میں لکھا تھا کہ ”یہ نہ سمجھو کہ تمہارا انصاف نہیں ہوگا“ دوسرے طرف تھا ”ہمارے ساتھیوں کو چھوڑ دو۔ عورتوں کے لیے روت“

کنسی میوین اور کلارا چیوین۔
کو اس جرم میں ماخوذ کیا گیا
ہے کہ انہوں نے ہرسٹ پارک
کے تماشاکہ مسابقت میں
۲۷۔ جون کو آگ لگادی تھی
جس سے سات ہزار پونڈ کا نقصان
ہوا۔ برمنگھم کے قریبی اسٹیشن
(ہزسول) میں آگ لگادی۔
عورتوں میں تو یہ مردانگی
ہے، معلوم نہیں ہندوستان کے مردوں
کی انویسٹ کو کیا کہا جا لیتا؟



نازیٹان لندن کی مردانگی
ایک اقتراعیہ نے بادشاہ کا گھوڑا روک لیا

تُکوں کے فاتحانہ حملے تمام یورپ کو مشوش کر
ہفتہ جنگ رہے ہیں، ہر ایک گورنمنٹ معوتشوش ہے
اور ہر ملک وقف اضطراب ہو گیا ہے کہ سالہا سال کی تدبیریں بے
کار گئیں، ثقافت کی پاک سرزمین سے توحید کے اخراج کلی کا
منصوبہ ناکام ہی رہا، اور ہلال نے صلیب سے پھر اپنے مقبوضات واپس
لے لیے۔ یونان، سربیا، رومانیہ، جبل اسود، ان سب کو بلغاریا
سے کاٹ لیا ہے، اور ابھی تک اس کاوش کا اظہار توپ و تفنگ کی
شہرہ بازیوں سے ہو رہا ہے، باایں ہمہ تُکوں کے ساتھ مخالفت میں
سب متفق ہیں، اور کسی کی یہ خواہش نہیں کہ ایڈریا نوبل
کو فوراً بارہ ترکی جہنم کی حکومت نصیب ہو۔

بغارت میں امید ظاہر کی جاتی تھی کہ ایڈریا نوبل سے
تُکوں کے اخراج کے لیے یورپ کی طاقتیں رومانیہ سے درخواست
کر دیں گی، یورپ کی متعدد دارالسلطنتوں میں اس ہفتے نہایت
سنجیدگی کے ساتھ بحث ہوتی رہی کہ آیا یہ ممکن ہے کہ تُکوں
کے خلاف رومانی فوج کوچ کرے، اور اس رحیل و ارتحال میں اسے
کامیابی نصیب ہو؟ خود فرماں رواے رومانیہ (شاہ چارلس) بھی
کچھ کم مضطرب نہیں۔ اُس نے سلطان روم کو ترکی پيشقدمی
کی غیر موزونیت پر توجہ دلائی، اور پھر ان تمام حکومتوں کے
اجماع سے فیصلہ کرایا کہ تُکوں کے صوبہ تھوڈس کو بلغاریوں
سے تولیے لیا ہے مگر اصل میں یہ متحدہ ریاستوں کا مال
رہی سلطنت کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔

بصر صغیر (فرڈینند والی بلغاریا) نے سفارے یورپ سے
سخت زار نالی کی کہ سپاہ عثمانی نٹرواکس رجمنٹولی

کی سمت سے بلغاریا پر حملہ کرنے کو ہے۔ باشندے ہلاک ہو رہے
ہیں، گاؤں کے گاؤں جلائے جا چکے ہیں، معاہدہ لندن پامال
ہو رہا ہے، پرانے ظالموں (تُکوں) کی معادرت سے مظلوم پیدوران
مسیح بھاگے چلے جاتے ہیں، یورپ اگر اور کچھ نہیں کر سکتا تو
بلغاریا کے خاص علاقے کو تو اس تلخت و تراج سے بچائے، اور
تُکوں کو مزید پیشقدمی سے روکدے۔

آسٹریا بھی اپنے نیم سرکاری اخبار (ریش پوسٹ) کی زبان
میں ان حملوں پر برہم ہے، جرمنی تہدید کر رہی ہے، روس تو
علانیہ آمادہ جنگ ہے، اور باوجود اس کے کہ ۲۸ و ۲۹ جولائی
کی تاریکیاں صاف کہہ رہی ہیں کہ اندرون ملک کی بد نظمیاں
روس کو مجبور کر رہی ہیں کہ تُکوں کے ساتھ سفیر آرینز پر اپنی
انتظامی اصلاح کو ترجیح دے۔ رہ جانتا ہے کہ تُرکی پر دوبارہ دالنے
کی انتہائی تدبیریں بھی اگر اختیار کی جائیں جب بھی سودمند
نہوگی۔ تمام یورپ کے جنگی بیڑے اگر ملکر بھی دردانیال کے
سامنے بحری مظاہرہ کریں تب بھی کچھ نتیجہ نہ نکلیگا۔ یورپیوں
کنسرت میں اتحاد بھی نہیں ہے، تُکوں سے معرکہ آرائی کے لیے
صرف دو ہی راہیں تھیں۔ ارمینیہ و ارزن الروم، مگر اس کی
حالت اتنی مخدوش ہے کہ خود یہ نہ ارمینیہ پر حملہ کر سکتا ہے،
نہ ارزن الروم (ارض روم)۔

پر فوجیں بٹھا سکتا ہے،
پھر بھی یہ کیوں کر ممکن تھا
کہ ہلال کو سر بلند ہوتے دیکھ کر
صلیب کو پھانسی پر چڑھانے
سے محفوظ رکھنے کے لیے
حرکت مذبحی بھی نہ کرے۔

۳۱۔ جولائی سنہ ۱۹۱۳ ع

کو روس کا جنگی بیڑا بوغاز

بوسفور (مدخل باسفرس) کے

قریب پہنچ گیا اور جہاں تک

ہوسکا تُکوں کو مرعوب کرنے کے لیے بحری نمائش کی

تماشا گہری میں چابکدستی کے جوہر دکھانا رہا، ہنوز یہ مظاہرہ

قائم ہے، اور ایک ہفتے سے دنیا دیکھ رہی ہے کہ:

آں ہمہ شعبہ ہائے کہ کند روس ایں جا

سامری پیش عصارید بیضا می کرد

انگلستان کو اگرچہ اپنی مسلمان رعایا کی ناراضی کا خیال
پس و پیش میں قائم ہے، اور مقتدر انگریز دہبر (سرراپر ایٹہ برج)
نے ۲۸۔ جولائی سنہ ۱۹۱۳ ع کے لندن ٹائمز میں انگریزی سلطنت
کو متنبہ بھی کر دیا ہے کہ ”ایڈریا نوبل کے متعلق ترکی مطالبہ کی
تالیف و تصدیق میں کلام نہیں، کم سے کم چھہ کرور مسلمانان
ہندوستان ایسی علامتوں کے نمایاں ہونے کی توقع کر رہے جن سے
یہ معلوم ہو سکے کہ انگلستان دوسرے اسلامی ممالک سے نہ سہی
مگر کم از کم اپنے پرانے دوست ترکی سے تو بے پروا نہیں ہے“ یہ سب
کچھ ہے اور اس سے بھی زائد یہ ہے کہ ”سفارے دول یورپ کے
۲۹۔ جولائی کو خاص جلسے میں بحث و نظر و اخذ ورد کے بعد
متحدہ و متفقہ انداز میں بابہ عالی کو ریپریزینٹیشن کرنے کی
اصلی تجویز کر دی، اور نوٹ کے الفاظ پر باہم اتفاق نہ ہو سکا“ ہمیں
اسلام نواز مسلمان پرور انگلستان کے حوصلے اس سے بھی چمکتے
نہ ہوئے۔ سفرا نے ہمدانہ طور پر خط ایڈرس رمیدیا سے ترکی فوجیں
واپس طلب کرنے کے لیے باب عالی سے فرداً فرداً تعریف کرنے کے
لیے جو تجویز کی ہے اُس میں انگلستان بھی شامل ہے، اور یہ بھی
نہایت پر زور لہجے میں احتجاج و انذار کا حق ادا کر رہا ہے۔ لیکن
تُکوں پر کچھ بھی اثر نہیں پڑا اور نہ ان کے فاتحانہ عزم میں تزلزل کا خوف ہے۔

یطعمنی ربی ریسقینی بہوکھا ہوتا ہوں تو میرا آقا مجھ کو ہلاتا
(رواہ البخاری و مسلم) میں پیاسا ہوتا ہوں تو میرا آقا
(فی صحیحہما) مجھ کو ہلاتا ہے (حدیث صحیح)

کوہ حرا کا مقدس عزلت نشیں اسی طرح بہوکھا پیاسا سر بزاؤ
تھا کہ ایک نور [۱] بے کیف نے تیرہ و تار غار کو روشن کر دیا، وہ نور
بے کیف کیا تھا؟ ہدایت و فرقان کا ایک آفتاب تھا جو مطلع حظیرۃ
القدس سے طلوع ہو کر اس کے سینہ میں غروب [۲] ہو گیا۔ فائدہ نزلہ علی
قلبک (بقرہ) اور پھر اس کے سینہ سے نکل کر تمام عالم کو اس کی
شعاعوں نے روشن کر دیا۔ و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین (بقرہ)
سیام رمضان

وہ آفتاب جس کا مطلع حظیرۃ القدس تھا، وہ آفتاب جس کا مغرب
سینہ نبوی تھا، وہ آفتاب جس نے عالم کو منور کیا، قرآن مجید
تھا، جو ماہ مقدس کی شب مبارک میں آسمان سے زمین پر نازل
ہونا شروع ہوا۔ وہ کون سا ماہ مقدس تھا جس میں خدا کا کلام
بندوں کو پہنچنا شروع ہوا؟ وہ ماہ رمضان تھا :

شہر رمضان الذی انزل فیہ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں
القرآن، ہدی للناس و بینات قرآن آگرا، جو لوگوں کے لیے سرتاپا
من الہدی و الفرقان، ہدایت ہے جو ہدایت و تمیز
(بقرہ) حق و باطل کی نشانی ہے

پس ان ایام میں ہماری بہوکھا، ہماری پیاس، ہمارا مادیات
عالم سے اجتناب، اس یادگار میں ہے کہ ہم تک جو خدا کا پیغام لا یا
وہ ان دنوں بہوکھا اور پیاسا تھا، اور وہ تمام لذائذ مادی سے
مجتنب تھا۔

فمن شہد منکم الشہر فلیصمه پس جو اس مہینہ میں زندہ
(بقرہ) موجود ہو وہ روزے رکھے۔

یہ اس کا حال تھا جو کوہ فاران (۳) (کوہ حراء) کی چوٹی سے جلوہ گر
ہوا تھا (محمد صلعم) لیکن وہ جو سینا سے آیا (موسیٰ عم) وہ بھی
تورات لینے کیلئے جب پہاڑ پر چڑھا تھا وہاں چالیس روز بدلی کے
درمیان خداوند کے حضور رہا تھا (خروج ۴۰ - ۱۸) اسی طرح
وہ بھی جو کوہ سعیر (کوہ زیتون) سے طلوع ہوا تھا (مسیح عم) اس
سے پہلے کہ وہ خدا کی منادی شروع کرے جنگل میں چالیس روز
دن رات بہوکھا اور پیاسا رہا تھا (متی ۴ - ۲) پس ضرر تھا کہ وہ
جو کوہ فاران سے جلوہ گر ہونے والا تھا، وہ بھی اس سے پہلے کہ دس
ہزار قدر سیوں کے ساتھ وہ آئے، اور اس کے داہنے ہاتھ میں
آتشیں شریعت ہو، وہ خداوند کے حضور بہوکھا اور پیاسا رہے
تا کہ جو لکھا گیا ہے وہ پورا ہو :

یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم مسلمانو! تم پر روزے اسی طرح
الصیام کما کتب علی الذین لکھا گیا ہے جس طرح تم سے
من قبلکم (بقرہ) پہلوں پر لکھا گیا تھا۔

پس رمضان کی حقیقت کیا ہے؟ وہ ماہ مقدس جس میں
داعی اسلام حسب اتباع نوامیس نبوت، تحمل نزول قرآن کے
لیے ضروریات مادیہ عالم سے مستغنی رہا، اور اس لیے ضروری
ہوا، کہ پیروان ملت اسلامیہ اور متبعین طریقت معتمدہ ان
ایام میں ضروریات مادیہ عالم سے مستغنی رہیں، کہ اس
توفیق و ہدایت کا شکریہ و ممنونیت اور اظہار اطاعت و عبودیت
ہو جو ان کو اس ماہ مقدس میں عطا ہوئی۔

[۱] وحی قرآن۔

[۲] نزول قرآن کی ابتدا رمضان میں ہوئی، کما جاتی۔

(۳) امارہ ہے تورات کی اس بشارت کی طرف: ” خداوند سینا سے آیا اور ہم
سے طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدر سیوں کے ساتھ آیا۔ اور
اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشیں شریعت تھی [تورات، سفر التثینہ ۳۳ - ۲]

الحلال

۲ رمضان ۱۴۱۱ ہجری

موافقہ و ذکر

(۱)

تذکار نزول قرآن

اسوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم

شہر رمضان الفی انزل فیہ القرآن

مسلمانو! تم پر روزے اسی طرح
لکھے گئے جس طرح تم سے پہلے امتوں
اور قوموں پر اس سے پہلے لکھے گئے تھے
تا کہ تقویٰ تم میں پیدا ہو۔

ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن آگرا،
جو لوگوں کے لیے سرتاپا ہدایت ہے،
جو ہدایت و تمیز حق و باطل کی
نشانی ہے، پس جو اس مہینہ میں
زندہ موجود رہے وہ روزے رکھے، اور جو
مریض یا مسافر ہو وہ ان کے بدلے
دوسرے دنوں میں پھر روزے رکھے۔
خدا آسانی چاہتا ہے، سختی نہیں
چاہتا، تا کہ تم روزوں کی تعداد پوری
کر سکو۔ اور روزے اس لیے فرض ہوئے
کہ تم اس عطاے ہدایت پر خدا کی
بڑائی کرو، اور شکر بجا لاؤ۔

یا ایہا الذین آمنوا کتب
علیکم الصیام کما کتب
علی الذین من قبلکم
لعلکم تتقون۔ (بقرہ)
شہر رمضان الذی انزل
فیہ القرآن ہدی للناس
و بینات من الہدی
و الفرقان، فمن شہد منکم
الشہر فلیصمه، و من
کان مریضاً او علی سفر
فعدة من ایام آخر، یرید
اللہ بکم الیسر ولا یرید
بکم العسر ولتکملوا العدة
و لتکبروا اللہ علی ما
ہداکم و لعلکم
تشکرون (بقرہ)

مکہ سے تین میل نبی مسافت پر کوہ حراء واقع ہے، آج سے
۱۳۴۴ برس پہلے ایام رمضان میں جب سخت گرمی [۱] کے دن تھے،
اور شدت حرارت سے ریگستان بطحاء کا ذرہ ذرہ تنور بن رہا تھا، اسی
کوہ حراء کے ایک تیرہ و تار یک غار میں مادیات عالم سے ایک
کذرا کش انسان سر بزاؤ تھا۔

وہ بہوکھا تھا، لیکن بہوکھا نہ تھا کہ اس کے پاس کھانے کی وہ چیز
تھی، جس کو کھا کر پھر انسان کبھی بہوکھا نہیں ہوتا۔ وہ پیاسا تھا
لیکن پیاسا نہ تھا کہ اس کے پاس پینے کی وہ چیز تھی جس کو پیکر
پھر انسان کبھی پیاسا نہیں ہوتا۔ وہ تین تین چار چار دن کھانا پینا
چھوڑ دیتا [۲] تھا، اس کے جان نثار بھی اس کی محبت میں کھانا پینا
چھوڑ دیتے تھے، لیکن وہ ان کو منع کرتا تھا کہ :

ایکم مثلی، ایسے ہی تم میں کون میری طرح ہے، میں

[۱] رمضان کے مہینہ میں حرارت کے ہیں، اس سے اور دیگر اسے مشہور
کے قریب سے مستنبط ہوتا ہے کہ عرب میں قبل اسلام ناقص طور سے شمسی مہینے
جاری تھے اس لیے رمضان گرمی کا مہینہ ہو گا۔

[۲] صوم وصال۔

تھی، اور ایک ہی قالب تھا، جو بیدار تھا اور وہ محمد رسول اللہ (صلعم) کا قلب اقدس تھا۔

یہ کیا عجیب و غریب شب تھی جب قوموں کی قسمت کا فیصلہ ہو رہا تھا، جب جبار عالم کی تنبیہ و تادیب کے لیے ایک نحیف و ضعیف قوم کا انتخاب ہو رہا تھا، جب لیکچروں کا لشکر دوبارہ مقابلہ کے لیے آراستہ کیا جا رہا تھا، اور اس کی سرعسکری کے لیے وہ رجوہ اقدس منتخب ہو رہا تھا جو حراء کے غیر مہنوع حجرہ میں بیدار اور سر بسجود تھا، اور رحمت کے معانظ فرشتے اس کے رد گرد صف بستہ تھے۔

انا انزلنا فی لیلة مبارکة انا کنا منذ رین، شب میں اتارا کہ ہمیں انسانوں فیہا یفرق کل امر کر دانا تھا، وہ مبارک شب جس حکیم، امراً من عندنا میں پر از حکمت امر کا ہمارے حکم انا کنا مرسلین، رہا سے فیصلہ کیا جاتا ہے، انسانوں من ربک انہ ہر کے پاس اپنی رحمت سے ایک السميع العليم (الدخان) رہنا بھیجتا تھا، کیوں کہ ہم پکارنے والوں کی دعائیں سنتے ہیں اور دنیا کے ذرہ ذرہ کا حال جانتے ہیں۔

پس یہ وہ شب ہے جس میں اقوام عالم کی قسمتوں کا فیصلہ ہو، یہ وہ شب ہے جس میں برکت ربانی کی ہم پر سب سے پہلی بارش ہوئی، یہ وہ شب ہے جب اس سینہ میں جو خزینۂ نبوت تھا کلام الہی کے اسرار سب سے پہلے منکشف ہوئے، اور رحمت ہائے آسمانی نے زمین میں نازل کیا، پس ہر مسلم کا فرض ہے کہ وہ اس لیلۃ مبارکہ میں رحمتوں کا طالب ہو، اور اس رحمان رحیم ہستی کے آگے سر نیاز خم کرے، جبیں پر معاصی نور زمین پر عجز و خاکساری سے رکھے، اور بعد خضوع و خشوع دست تضرع دراز کرے، کہ خدایا:

آمن الرسول بما انزل علیہ من ربه و المؤمنون کل آمن بالله و ملائکته و کتبہ و رسله، لا نفرق بین احد من رسله، و قالوا: سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا و الیک المصیر، لا ینکف اللہ نفساً الا و سعها، اہا ما کسبت و علیہا ما اکتسبت، ربنا لا تراخذنا ان نسینا ارا خطانا، ربنا لا تعمل علینا اصرا کما حمائمہ علی الذین من قبلنا ربنا لا تعملنا مالا طاقۃ لنا بہ، و اعف عنا، و اغفر لنا، و ارحمنا، انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین (بقرہ)

معاف کر، ہمارے گناہ بخش، ہم پر اے ہمارے آقا، رحم فرما، اور کفار پر ہمیں غلبہ نصیب کر۔

اعلکات

مسلمان ان ایام میں مساجد کے گوشوں میں عزت نشیں (معلکف) ہوتے ہیں، کہ غار حراء کا گوشہ نشیں بھی ان دنوں

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن، ہدی للناس و بینات من الہدی و الفرقان، فمن شهد منکم الشهر فلیصمه، و من کان مریضاً ارعلی سفر فعدۃ من ایام آخر۔ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر، و الا یزید من العدة، و الا یزید من علی ما ہدکم، و لعلمکم تشکرون (بقرہ)

ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اترا، جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے، جو ہدایت و تمیز حق و باطل کی نشانی ہے، پس جو اس مہینہ میں زندہ موجود ہو وہ روزے رکھے، جو بیمار یا مسافر ہو وہ ان کے بدلے اور دنوں میں روزے رکھے، خدا تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا، تاکہ تم روزوں کی تعداد پر پی کر سکو، اور روزے کیوں فرض ہوئے؟ اس لیے کہ تم خدا کی ہدایت پر اس کی بڑائی کرو، اور شکر ادا کرو۔

ہم کو صاف بتا دیا گیا کہ مفروضیت صیام رمضان صرف اس لیے ہے کہ ہم اس عطائے ناموس فرقان و ہدی (قرآن) پر خدا کا شکر بجا لائیں، اور اس کے نام کی تقدیس کریں، پس کون مسلم ہے جو خدا کے اس احسان اکبر اور نعمت عظیمہ کے شکر کے لیے طیار نہیں؟ اور اس کی تقدیس کے لیے آمادہ نہیں؟ اور اس کی تقدیس و تمجید میں خود کو فراموش کرے، اس کے کلام کی عظمت کو یاد کرے، جس نے تم جیسی زار و نزار کمزور قوم کو اپنی تسلی سے قوی کیا، جو پہر کبھی کمزور نہ ہوگی، جس نے ۱۳۴۴ برس ہوئے کہ توحید کی آگ تمہارے سینوں میں روشن کی جو پہر کبھی نہیں بجھیکی، جس نے تمہارے سر پر تاج خیر الامی رکھا، جو کبھی نہیں اتر سکتا۔

شب قدر

وہ کون سی شب مبارک تھی جس میں خدا کا کلام روح پرور، ایک انسان کے منہ میں ڈالا گیا؟ وہ لیلۃ القدر، یعنی عزت و حرمت کی رات تھی، بے شک وہ عزت و حرمت کی رات تھی، وہ رات تھی جو ہزار مہینہ سے بہتر تھی، کہ اس میں خداوند گویا ہوا، وہ فرشتوں کی آمد کی رات تھی کہ آسمان کی باتیں زمین والوں کو سنالیں، وہ امن و سلامتی کی رات تھی کہ اس میں دنیا کے لیے امن و سلامتی کا پیغام آتا:

انا انزلنا فی لیلة القدر، و ما اندرک ما لیلة القدر؟ لیلة القدر خیبر من الف شہر، تنزل الملائکۃ و الروح فیہا باذن ربہم من کل امر، سلام ہی حتی ما ع (القدر)

ہم نے قرآن کو عزت و حرمت والی رات میں نازل کیا، اور ہاں تمہیں کس نے بتایا کہ عزت و حرمت والی رات کیا ہے؟ وہ رات جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے، جس میں ادراج مقدسہ اور فرشتے حکم خدا سے احکام لیکر نازل ہوتے ہیں اس رات میں طلوع صبح تک سلامتی ہے۔

وہ شب کیا عجیب شب تھی، دنیا عصیان و حق شناسی کی تاریکی میں مبتلا تھی، دیو باطل کا تمام عالم پر استیلا تھا، توحید کا چہرہ نورانی، کفر و شرک کی ظلمت میں محجوب تھا، نیکیاں بدیوں سے شکست کھا چکی تھیں، دنیا کی تمام متمدن اور زبردست قومیں، قوت الہی سے بغاوت کا اعلان کر چکی تھیں، ایک نحیف و ضعیف قوم بحر احمر کے کنارے کے ریگستانوں پر، غفلت و جہالت کے بستر پر پڑی سو رہی تھی، لیکن اس ظلمت کد، عالم میں صرف ایک گوشہ تھا جو روشن تھا، وہ گوشہ غار حراء کا گوشہ تھا، اس بغاوت و طغیان عالم میں ایک شے تھی جو قوت الہی کے آگے اطاعت و تسلیم کے ساتھ سر بسجود تھی، وہ عزت نشیں حراء کی جبیں مبارک

سبعان دی الملک والملوت
سبعان ذی العزۃ والعظۃ
والہیۃ والقدرة والکبریۃ
والجبروت، سبعان الملک
الحی الذی لا ینام ولا یموت
ابدأ ابدأ، سبوح قدوس
ربنا رب الملائکۃ والروح
تقدیس ہر حکومت و شہنشاہی
والے کی، تقدیس ہو عزت، عظمت،
ہیبت، قدرت، کبریائی اور جبروت
والے کی، تقدیس ہو ارس زندہ ہنشاہ
کی جو نہ کبھی سوتا ہے اور نہ کبھی
مرتا، پاک، قدوس، ہمارا آقا
اور تمام فرشتوں اور روحوں کا آقا۔

(۲)

حقیقت صوم

ہم نے مقالہ سابقہ میں بتایا ہے کہ ماہ صیام کی اصل حقیقت
نزول قرآن کی یادگار و تذکار اور حامل قرآن علیہ الصلوۃ
والسلام کے اسوۂ حسنہ اور سنت مستحسنہ کی اتباع و تقلید ہے
کہ ان ایام میں آپ اسی طرح غار حراء میں قیام فرماتے اور اسی
اثناے ایام میں وہ نامۂ خیر و برکت اور دستور ہدایت و قرآن
ہمیں عنایت ہوا، جس سے ہم نے جسم کی زندگی اور روح کی
تسلی پائی۔ پس یہ یوم اکبر یعنی یوم نزول قرآن، جو ایامہ القدر
ہے، اسلام کی عید اکبر ہے، اور حق ہے کہ تمام بندگان اسلام اور
شیفگان اسوۂ محمدیہ ان ایام مقدسہ میں وہ زندگی بسر کریں
جو قرآن کا مطاوب اور حامل قرآن کا نمونہ ہو۔

قرآن مجید نے حکم صیام کے موقع پر جیسا کہ آیات سر عنوان
میں مذکور ہے، ہمارے صوم کے تین نتائج کی اطلاع دی ہے۔

لعلکم تتقون، تاکہ تم متقی ہو،
لتکبروا اللہ علی ما تاکہ تم اس عطائے ہدایت پر خدا
ہدایم، کی تکبیر و تقدیس کرو،
و لعلکم تفکرون، تاکہ تم اس نزول خیر و برکت اور
اس عطائے فرقان پر خدا کا شکر بجا لاؤ،

اس سے ثابت ہوا کہ صوم کی حقیقت تین اجزاء سے مرکب
ہے، 'اتقا'، تکبیر و تقدیس، اور حمد و شکر، پس جس طرح حقیقت
مرکبہ کا وجود عین اجزاء کا وجود ہے کہ بغیر وجود اجزاء
حقیقت معدوم، جی طرح، صوم بغیر وجود اجزاء ثلاثہ مذکورہ
معدوم و مفقود ہے۔

اعمال انسانیہ کا وجود حقیقی ان کے نتائج و آثار کا وجود
ہے، اگر نتائج و آثار وجود پذیر نہ رہتے، تو یہ نہ کہہ کرے ان اعمال کا
وجود تھا، اگر ہم درجے ہیں، کہ مسافت قطع اور منزل قریب
ہو، لیکن ہم بہتک کر دوسرے راستے پر جا پڑتے ہیں، جس سے
ہماری مسافت دور تر اور منزل بعید تر ہوتی جاتی ہے تو ہماری
سعی لا حاصل اور ہماری تگابو عبث ہے، اگر ایک طبیب اپنے
مریض کے لیے ایک دوا تجویز کرتا ہے، لیکن جس فائدہ کے
مترتب ہونے کی امید کرتا ہے وہ مترتب نہیں ہوتا، تو یہ نہ سمجھو
کہ طبیب نے دوا تجویز کی اور نہ کہہ کرے مریض نے دوا کھالی۔

پس صیام جو ہمارا علاج روحانی ہے اگر اس سے شفاء
روحانی نہ حاصل ہو، تو حقیقت میں وہ صیام نہیں فائدہ ہے اور
ایسے صائم اور روزہ دار، جن کے صوم میں اتقا، تقدیس اور شکر
کے عناصر ثلاثہ نہیں، وہ فائدہ کش ہیں، جن کی تشنگی اور
گرسنگی ایک پھل ہے جس میں رنگ و بو نہیں، ایک گڑھر ہے
جس میں آب نہیں، ایک آئینہ ہے جس میں جوہر نہیں، اور ایک
جسم ہے جس میں روح نہیں، اور ان نہیں جانتا کہ ایک گل
بے رنگ بو، ایک گڑھر بے آب، ایک آئینہ بے جوہر، ایک جسم
بے روح، بے حقیقت، مستحیل ہیں جنکی کڑی قدر و قیمت

عزمت نشیں تھا۔ مسلمان ایام اعتکاف میں اس منکلم ازلی
کے سوا جو ان راتوں میں معتکف حراء سے گویا ہوا تھا، کسی سے نہیں
بولتے کہ ایسا ہی اوسنے بھی کیا تھا جسکے منہ میں اس منکلم
ارای نے اپنی بولی قالی جب وہ حراء کے ایک گوشہ میں سر بزاو
معتکف تھا۔

پس ہر مسلم آبادی میں چند نفوس مسلم کے لیے ضروری ہے
کہ اواخر عشرہ رمضان میں مسجد کے ایک گوشہ میں شب و روز
محویت اتباع نبوی، تلاوت کتاب عزیز، تفکر خلق سماوات و
ارض، ذکر نعم الہی، تذکر اسماء حسنی، اور تحیت و تسلیم
و ادائے صلوات میں اس طرح بسر کریں کہ ان اوقات معدودہ کا کڑی
لحدہ تذکر و تفکر سے خالی نہ ہونا کہ ان اشخاص مقدسہ کا جلوہ
اس کی آنکھوں میں پھر جائے۔

الذین یذکرون اللہ قیاماً جو ہمیشہ اٹھتے بیٹھتے لیٹتے خدا کو
و قعوداً و علی جنوبہم، یاد کرتے ہیں،
(آل عمران)

الذین اذا ذکرنا بها وہ جو، قرآن کی آیتیں جب انکو یاد
خروا سجداً و سبحوا دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے
بعمد ربہم و ہم لا ہیں، اور خضوع و خشوع کے ساتھ اپنے
یستکبرون، تتجافی رب کی حمد و ثنا کرتے ہیں، انکے پہاڑ
جنوبہم عن المضاجع، راتوں کو بستر سے الگ رہتے ہیں، اور وہ
یدعون ربہم خوفاً امید ربیم کے ساتھ خدا سے دعائیں
و طمعاً، (سجدہ) کرتے ہیں۔

رجال لا تلہیہم تجارۃ جنکو خرید و فروخت وغیرہ دنیاوی
ولا بیع عن ذکر اللہ اشغال ذکر خدا سے غافل نہیں کرتے۔

اسماعیل و ابراہیم (علیہما السلام) کی سب سے پہلی مسجد جن
اغراض کے لیے تعمیر ہوئی، ان میں ایک غرض یہ بھی تھی کہ
وہ عزلت گزینان عبادت گذار کا مسکن ہو۔

و عهدنا الی ابراہیم ر ہم نے ابراہیم و اسماعیل سے عہد لیا کہ
اسماعیل ان طہرا بیٹی وہ میرے گھر کو طواف، اعتکاف،
للطائفین، و العاکفین رکوع اور سجود کرنے والوں کے لیے
والرکع السجود، (بقرہ) پاک رکھیں

پس اے فرزندان اسماعیل و ابراہیم، اپنے باپ کے عہد کو
یاد کرو اور جس گھر کو رکوع و سجود کے لیے پاک رکھتے ہو،
آئے اعتکاف کے لیے بھی پاک رکھو کہ تمہارے بپ اسماعیل و ابراہیم
کا عہد خدا زندہ کے حضور جھوٹا نہ ہو۔

قیام رمضان

کیا عجیب وہ جوش محویت ہے جب مسلمان دن بھر کی
بہرکہ اور پیاس کے بعد رات کو خدا کی یاد کے لیے کھڑے ہو جاتے
ہیں، اللہ! اللہ! وہ تکلیف جو راحت قلبی کا باعث ہو، معتکف
حراء بھی اسی طرح خدا کی یاد کے لیے رات بھر کھڑا رہتا تھا، یہاں
تک کہ اس کے پاؤں میں دم آ جاتا تھا کہ خدا کی ہدایت کا
شکر بجا لائے۔

پس شب کو جب عالم سنسان ہے، اور دنیا کا ذرہ ذرہ
خاموش اور معر خواب شیریں ہے، آؤ شیفتگان سنت محمدیہ! کہ
ماہ مقدس آیا، ہم اپنے بسترروں کو خالی کریں، خدا کی
تقدیس میں مشغول ہوں، اور اسکی حمد و ثنا کریں جس نے اس
ظلمت کدہ عالم میں صرف ہم کو ایک ایسا چراغ بخشا، جس سے
ہمارے قلوب منور ہو گئے۔

نہیں۔ آنحضرت نے اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے جہاں فرمایا ہے :

وجہ عالم لیس لہ من کتنے روزہ دار ہیں جن کو روزہ سے صیامہ الا الجوع ورب بعز گرسنگی کچھ حاصل نہیں اور کتنے قائم لیس لہ من قیامہ تہجد گذار ہیں جنگی نماز تہجد سے الالمہ (رواہ ابن ماجہ) بیداری کے سوا کچھ فائدہ نہیں۔

یہ کون لوگ ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جنکے جسم نے روزہ رکھا لیکن دل نے روزہ نہیں رکھا، انکی زبان پیاسی تھی لیکن دل پیاسا نہ تھا، پس رحمت کا کوثر انکے لیے نہیں کہ پیاسے نہ تھے۔

ہماری تقسیمات اوقات زندگی کی سب سے بڑی اور طویل تقسیم خود ہماری عمر اور سب سے مختصر لحظہ ہے۔ ہمارے لیے ہر لحظہ ایمان باللہ بما جاء الرسول، ہر روز پانچ بار سجدہ نیاز، ہر ہفتہ نماز جمعہ، ہر سال صیام رمضان و زکوٰۃ اور عمر میں ایک بار زیارت مسجد خلیل و ادائے نماز ابراہیمی فرض ہے۔

ہمارا سالانہ فرض دو ہے، ایک جسمانی اور ایک مالی، قریضۃ مالی (زکوٰۃ) محدود باوقات مخصوصہ نہیں ہے، لیکن ہمارا قریضۃ جسمانی محدود باوقات ہے کہ پہلے سے خدا کی مسکین مخلوق ہر ساعت اور ہر حالت متمتع ہوتی رہے، اور دوسرے سے وہ عام یکرنگی اور اظہار اجتماع و رحمت قلوب و اجسام متصور ہے، جو ہر روز مساجد میں، اور ہر سال ہر شہر کے کوچہ و بازار اور گھروں میں اور عمر میں ایک بار کرب فاران کے دامن میں نظر آتی ہے۔

پس ہمارے سال کا ایک مہینہ ہماری زندگی کا ایک ایسا حصہ ہونا چاہیے، جو تنزہ جسم اور طہارت قلب کا کامل نمونہ ہو، تاکہ ہمارا کامل سال منزہ اور طاہر ہو، اور اس طرح ہماری کامل زندگی منزہ اور طاہر ہو، اسی لیے آنحضرت نے فرمایا ہے :

من صام رمضان ایماناً جس نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساباً غفرلہ ما تقدم احتساب (نیکی) کے ساتھ رکھے، من ذنبہ (رواہ البخاری) اس کے اگلے گناہ معاف ہوئے۔

گناہوں کی معافی اور مغفرت کا حصول، تمام اعمال انسانیہ کا مقصد رحیم اور تمام نیکیوں اور برکتوں کا اساس کار ہے، لیکن کیا جس نے حصول مغفرت اور گناہوں کی معافی کی امید دلائی اس نے یہ نہیں بتایا ہے، کہ وہ مشروط بایمان و احتساب ہے؟ ایمان و احتساب کیا ہے؟ حقیقۃً، صوم کے وہی عناصر ثلاثہ ہیں جن کی طرف کتاب عزیز نے اشارہ کیا ہے۔ یعنی اتقاء، تقدیس و تکبیر اور حمد و شکر۔

اتقاء لغربی معنی ”کسی چیز سے بچنے“ کے ہیں، لیکن اسلام کی اصطلاح میں ”اتقاء“ کے کیا معنی ہیں؟ ”تمام دنیاری الیشر سے، تمام انسانی کمزوریوں سے، تمام جسمانی خواہشوں سے اور تمام نفسانی نجاستوں سے جسم و روح کا محفوظ رکھنا“ یہی حقیقت و ماہیت صوم ہے، جس کے ساتھ ساتھ دل سے تقدیس و تکبیر کی حدائے غہر معسوس اور زبان سے حمد و شکر کی آواز جہر بلند ہونی چاہیے، تاکہ معتف حراء کے اسوۃ حسنہ کا کامل اتباع ہو۔

تم ۱۰۴۰۰۰ روزہ ہو کہ آلودگی گناہ، آلائش ہوس، اور ارتکاب عصیان و نجاست نفسانی، ناقض صوم نہیں، ممکن ہے کہ جسم کا روزہ نہ ٹوٹتا ہو، لیکن دل کا روزہ تو ضرور ٹوٹ جاتا ہے، اور جب دل ٹوٹتا تو جسم میں کیا رکھا ہے؟ :

العالم فی عبادة من حین روزہ دار صبح سے شام تک عبادت یصبح الی لی عصری عالم خدا میں ہے جب تک کسی کی

یفتب، فاذا اغتاب خرق ہوائی نکرے، اور جب وہ ہوائی صومہ (رواہ الدیلمی) کرتا ہے، تو اپنے روزہ کو پہاڑ ڈالتا ہے۔

تم سمجھتے ہو کہ بغاوت نفس، اطاعت ہوس اور عمل شر، منافی صوم نہیں، لیکن میں تمہیں سچا سمجھوں یا اس کو (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو) جو کہتا ہے :

لیس الصیام من الاکل والشرب انما روزہ کھانے پینے سے پرہیز کا الصیام من اللغور السرفٹ (رواہ) نام نہیں ہے بلکہ لغو العاکم فی المستدرک و البیہقی و عمل شرسے پرہیز فی السنن) کا نام ہے۔

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ قول زور، عمل بد، اور طغیان قلب مضر صحت صوم نہیں؟ لیکن میں کیا کروں کہ مخبر صادق کی وہ آواز سنتا ہوں، جس کی میں تکذیب نہیں کر سکتا :

من لم يدع قول الزور والجهل جو حالت صوم میں کذب و زور والعمل به فلا حاجة لله ان يدع اور جہالت کے کام کو نہیں چھوڑے طعامه و شرابه (رواہ البخاری) تو خدا کو کوئی ضرورت نہیں کہ و الترمذی و النسائی و ابن روزہ دار اس کے لیے بیکار اپنا کھانا ماجہ و اللفظ له) پینا چھوڑے

پس اچھی طرح سمجھو، لڑکھ صوم کی حقیقت کیا ہے، وہ ایک حالت ملکوتی کے ظہور کا نام ہے۔ صائم کا جسم انسان ہوتا ہے لیکن اسکی روح فرشتوں کی زندگی بسر کرتی ہے، جو نہ کھائے اور نہ پیئے ہیں وہ تمام مادیات عالم سے پاک اور ضروریات دنیاری سے منزہ ہیں۔ ان کی زندگی کا فقط ایک مقصد ہوتا ہے، اطاعت و امر الہی، اسی سے صائم نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ وہ مادیات سے پاک اور ضروریات دنیاری سے منزہ رہنے کی، جہاننگ اس کی خلقت و فطرت اجازت دیتی ہے، کوشش کرتا ہے۔

صائم مجسم نیکی ہے، وہ کسی کی غیبت نہیں کرتا، وہ کسی کو برا نہیں کہتا، وہ کسی سے جہالت نہیں کرتا، وہ بدی کا بدلہ نیکی سے دیتا ہے، وہ اس کا امتثال امر کرتا ہے جو کہتا ہے، (یعنی آنحضرت صلعم) :

لما کان يوم صوم احدکم فلا تم میں سے جب کسی کے روزے کا دن یرفت ولا یفرح، فلا یسبح ہو تو نہ بدگولی کرے نہ شور و غل کرے احد ارقاقله فلیقل انی اگر کوئی اسے برا کہے یا اس سے آمادہ امر و صالم (رواہ البخاری) شمشیر زنی ہو تو کہدے میں روزے سے ہوں

اللہ اکبر! وہ ہستیاں کہاں ہیں؟ جو تلوار کا وار روزہ کی سپر پروردگاری ہیں، روزہ پڑھے، بے شبہ سپر ہے، وہ آخرت میں حملۃ جہنم سے بچاتا ہے، اور دنیا میں بغاوت نفس سے بچاتا ہے، طغیان ہونے سے بچاتا ہے، اور خبیث عمل سے بچاتا ہے، کیونکہ روزہ کی جزا خود خدا ہے، اور وہ خیر محض اور نیکی خالص ہے۔

قال رسول اللہ صلعم: قال اللہ حدیث قدسی ہے کہ خدا نے تعالیٰ کل عمل ابن آدم فرمایا انسان کا تمام عمل اس کے لہ الا الصیام فانہ لی وانا لیے ہے، لیکن روزہ میرے لیے اجزی بہ و الصیام جتہ۔ ہے میں اسکی جزا ہوں اور (رواہ البخاری) روزہ سپر ہے

پس مبارک ہے وہ جو اس سپر کو لیکر کارزار اعمال میں آتا ہے، کہ وہ حملۃ نفس سے زخمی نہ ہوگا، مبارک ہے وہ جو ان ایام میں بہو کھا رہتا ہے کہ وہ آسودہ ہوگا، مبارک ہے وہ جو ان ایام میں پیاسا رہتا ہے کہ وہ سیراب ہوگا۔ سبح قدس ربنا و رب الملكۃ والروح۔

۱۰۔ انجیم

ہمدردی کی نیش

مظالم بلقان کی یاد فرا موش کرنے والی پالیسی

۲۸ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ء کو مجلس شورای برطانیہ کے دیوان خاص میں ایران اور آذربائیجان پر کاغذات کی تحریک کرتے ہوئے جنوب ایران میں قوضیت (انارکی) کا مقابلہ شمال ایران کے انتظام سے کیا گیا جسکی وجہ ۱۷۵۰۰ - روسی فوج کی موجودگی ہے - لارڈ کرزن نے سوال کیا کہ کیا موخر الذکر کی تعداد قانون اور انتظام کی ضرورت سے زیادہ نہیں کیا؟ اس نے انگریزی روسی عہد نامہ کی روح کو نہیں توڑا؟ کیا یہ ایران کی مسلسل خود مختاری کے دعوے کے خلاف نہیں جسکا ہم اعلان کیا کرتے ہیں؟

انہوں نے اس امر کو مشکوک سمجھا کہ ایران میں فوج کی روانگی تجارتی سڑکوں کی حفاظت کی اس طول پالیسی کا بقایا تھی جس سے گورنمنٹ جھجکتی تھی - انہوں نے آزادی کے ساتھ فوج کی واپسی پر گورنمنٹ کو مبارک باد دی - انہوں نے پوری آزادی کے ساتھ کیپٹن ایکفرڈ کے انتقام کے لیے مہم کی روانگی کی مخالفت کی جو غالباً فوجی قبضہ کی طرف رہنمائی کریگی اور اگر قاتل بغیر سزا یافتہ ہو سکے گا تو برطانیہ اثر (پترسٹج) کو ایک خوفناک ضرب لگیگی -

جنوب ایران میں اگر ہم کو قانون اور انتظام کو خود اپنے ہاتھ میں لینا نہیں ہے تو ایک ایسی پالیسی کا اختیار کرنا ناگزیر ہوگا جو اسباب کو دفع کر کے اس قسم کے افسانہ بے غم کے دوبارہ وقوع کو روکے -

لارڈ کرزن نے سویدن کے افسران جندرمہ کی تعریف کی لیکن کہا کہ اس قسم کے جندرمہ جو کچھ کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ صرف چند تجارتی سڑکوں کو محفوظ رکھیں - جنوب ایران میں جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ مالگذاری کی تحصیل ملک کی نگرانی اور فساد کی قبائل کی سرزاش کے لیے ایرانی گورنر جنرل کے ہاتھ میں ایک فوج ہو -

مالیات کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے لارڈ کرزن نے کہا کہ سر ایڈورڈ کرے نے گورنمنٹ کی پالیسی کو ایک غیر محدود ممبر کی پالیسی کی حیثیت سے بیان کیا ہے -

یہ پالیسی غیر محدود ادا لگیوں کی ایک پالیسی بھی ہے -

ہم ایک چھلنی میں روپیہ ڈال رہے ہیں، یہ ایک ساکن پالیسی ہے، اور ہم کو چاہیے کہ علاج کے بہانے سے پہلے گہرے طور پر اسباب کو دیکھیں -

لارڈ کرزن نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے گورنمنٹ بے طرف حصے کی سیلسی اور تجارتی اہمیت کو بھولگئی، یہ سلسلہ جاری رکھنا نا ممکن ہے کہ جب موافق ہو تو برطانیہ حقوق ثابت کیے جائیں اور جب موافق نہ ہو تو برطانیہ ذمہ داریوں سے انکار کیا جائے - گورنمنٹ کو یہ ماننا چاہیے کہ حالت بدلگئی ہے اور جب تک کہ بے طرف حلقہ ناطرندار ہے اسوقت تک ان کو یہ حق نہیں کہ وہ برطانیہ روپیہ بوساتے رہیں، جیسا کہ وہ کر رہے ہیں - ہم کو چاہیے کہ ایرانی حکومت کے با اختیار اشخاص کی مدد کریں - نہ صرف ایک حصہ میں بلکہ تمام ملک میں اور دوبارہ انتظام قائم کرنے کے لیے فوج جمع کرنے میں مدد دیں -

بے طرف حلقے میں ریلوے کے متعلق ہم کو مضبوطی کے ساتھ ایک پالیسی کی پیروی کرنا چاہیے - لارڈ کرزن نے اعلان کیا کہ ہم کو بے طرف کر لینا چاہیے کہ انگریزی روسی عہد نامہ ایک غلطی تھی، اگرچہ انہوں نے یہ تجویز نہیں کی کہ گورنمنٹ کو روس کے پیچھے پیچھے چلنا چاہیے، بلکہ یہ تجویز کی کہ روس کے ساتھ ملکر کام کرنا چاہیے، اور پالیسی کو واقعات پر ترتیب دینا چاہیے - لارڈ مارلے نے اس امر سے انکار کیا کہ مادی طور پر ایران کی حالت اب اس سے بدتر ہے جیسی کہ انگریزی روسی معاہدے سے پہلے تھی -

گورنمنٹ کی پالیسی کا خاکہ جو کہ اسی طرح مخالف جماعت کی بھی پالیسی ہے جس طرح کہ وہ گورنمنٹ کی ہے اور جس کے متعلق ان کو یقین نہیں کہ کوئی دوسری گورنمنٹ اسکو چھوڑیگی، انہوں نے سات دفعات میں کہینچنا چاہا -

(۱) انگریزی روسی معاہدے کی محافظت، روح اور الفاظ دونوں میں -

(۲) ایران کی خود مختاری کی محافظت اور اسکی تقسیم یا اقتصادی، انتظامی یا سیاسی طور پر تقسیم کے قریب آنے سے بچنا

(۳) ایران کی بہبود کا خیال -

(۴) کسی قسم کی آئینی حکومت کی مدد کرنا -

(۵) مشورہ، ترجمہ، یا ہر ایسی مدد سے جسکو گورنمنٹ دینا مناسب سمجھے ایران کی مضطرب حالت کو ہموار کرنے کے موقع کو ضائع نہ کرنا -

(۶) روپیہ یا دیگر ذرائع سے ایران کو جنوبی سڑکوں پر دوبارہ انتظام قائم کرنے کے قابل بنانا -

(۷) اور جنوبی ایران میں مہم بھیجنے کی پالیسی میں اپنے آپ کو الگ بننے سے بچنا -

لارڈ مارلے نے کہا کہ وہ ایک اٹھویں کے اضافہ کرنے کی طرف متوجہ تھے - یعنی انکو ایسے پوزیشن میں مدفع ہونے سے باز رکھنا چاہیے جو مسلمانان ہندوستان کی رائے اور انکے خیالات کو ناراض کریگا - اسوقت تمام دنیا کے مسلمانوں میں اسلامی آبادی پر نازل ہونے والی بدقسمتی کی وجہ سے ایک ایسا احساس غم ہے جو خطرناک ہو سکتا ہے - اگر مسلمانان ہندوستان کا یہ احساس ایران کی دوبارہ ساخت میں کسی غیر درست فہم یا بظاہر غیر درست فہم کا ررالی کی وجہ سے مستحکم ہو گیا تو گو کہ ملی ہولی بغاوت نہ ہو مگر تاہم یہ امور وفاداری اور نیک نیتی کے سرمایہ کو جو ہندوستان کے مسلمانوں میں موجود ہے آہستہ آہستہ خاموشی کے ساتھ کم کرنے والے ہونگے - تجارت ایک معقول مقدار میں ایران کے ساتھ ہو رہی ہے - مارچ کی رپورٹ دکھاتی ہے کہ شیراز کے شمال کی طرف عموماً سڑکوں کی حالت اطمینان بخش رہی - سہ ماہی کی جنوبی چنگی کی رسیدیں سنہ ۱۹۱۲ء کی اسی سہ ماہی کی رسیدیں کی نسبت ۱۰ - ہزار پانچ زیادہ ہیں -

لارڈ کرزن نے روسی سڑکوں کی تصویر بہت ہی طرفدارانہ کہینچی ہے، کیونکہ تمام شمالی علاقہ میں انتظام کسی طرح بھی محفوظ نہ تھا - روس باطرم اور طہران کے مابین ریل کے مسئلہ پر بالکل دوستانہ طور پر گفت و گو کر رہا تھا - اسوقت طہران سے آگے کسی لائن کی خواہش نہیں -

بے طرف حصے کو توڑ دینے اور اس میں ایران کو خود مختار کر دینے کے مشورہ کی بابت لارڈ مارلے کو جو کچھ کہنا تھا وہ یہ تھا کہ برطانیہ اور روس دونوں کامل اتفاق کے ساتھ کام کر رہے ہیں، اور اس حصے کی حالت میں کسی قسم کے تقرر پر بحث کی جائے والی نہیں ہے -

مقالہ

۵۰ ر اور قبضہ

از ایس۔ ایم۔ اے۔ رفیقی

مگر وہ خطرہ جو مسئلہ مصر کی شکل میں نمودار ہے اگر طے نہ ہوا تو یہ حالت ناقابل اطمینان کہن جاسکتی ہے، جو مقدس ملک کی وراثت ہم سے ضرور لیکر رہیگا، ار خدا کا وہ کلام پورا ہوگا کہ ”ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم“

ملک مصر افریقہ کے شمال و مغرب گوشے میں وادی حلفا (طول البلد ۲۲ - درجہ) تک پھیلا ہوا ہے۔ مشرق میں بحر احمر اس کو عرب سے جدا کرتا ہے، مگر خاکناے سوریس اس کو شام و فلسطین سے ملائے ہوئے ہے۔ مغرب کی جانب لبنان کا مسلسل ریگستان طرابلس الغرب تک پھیلا ہوا ہے۔ اگر نخلستان کفرہ (جو شیخ سنوسی کا دارالقامۃ ہے) شامل کر لیا جائے تو اس کا رقبہ چار لاکھ مربع میل کا ہوتا ہے۔ گریا ہندوستان کے رقبے کی ایک چوتھائی۔ آبادی ۱۲ ملین ہے۔ مگر اس کی عام جغرافیہ لکھنے کی ضرورت نہیں، یہ سب جانتے ہیں کہ وادی نیل جس کا رقبہ ۱۲۰۰۰ مربع میل ہے، دنیا میں یہ گویا سب سے زیادہ زرخیز خطہ ہے۔ علاوہ اس کے یہاں کی آب و ہوا تمام ملکوں سے بہتر و صحت بخش ہے۔ اسی آب و ہوا کے اثر پذیرندہ وہ دست و دماغ تیر جنہوں نے دنیا کی سب سے زیادہ عجیب و غریب و قدیم عمارت (اہرام) مصری بنائی ہے۔ لیکن جو بات ان سب سے اہم تھی وہ مصر کا محل وقوع ہے۔ مصر ہندوستان کی دھلیز کہا جاتا ہے، مگر حق تو یہ ہے کہ اس کو حجاز مقدس کا مضبوط دروازہ کہنا چاہیے، جیسا کہ دوسرا جنوبی دروازہ آبناے باب المندب ہے، جہاں جزیرہ بیرم اسکا سد باب ہے۔ یہ بھی مصلحت ایڑنی تھی کہ اس نے اپنے گہر کی حفاظت کا اس قدر سامان کیا، اور ان دروازوں کا پاسبان مسلمانوں ہی کو بنایا۔ چنانچہ اگر کوئی قوم شمال یا جنوب سے حجاز کے سر کرنے کا سودا لیکر آئے تو وہ صحراء شام یا صحراء (الربع الخالی) یا حبش و سودان کے دشوار گزار منازل میں سر مارا کرے، اور اس کے طے کرنے ہی میں اپنی ہمت ہار دے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اب کلید کعبہ کے ہاتھ میں ہے۔ نہر سوریس کا کھلنا قیامت ہو گیا کہ خود مصر آ پا دھاپے کا دنگل بن گیا، اور انگریزوں کے بحر احمر اور زمین فراعنہ کے اقتدار نے حجاز کی پوزیشن کو ایک خطرناک حالت میں کر دیا۔ اب اسکی حفاظت کا کیا سامان ہے صرف ترکوں کی اپنی ذاتی دلیری۔ لیکن یہ کب تک ۱۹ اسلامی تاریخ میں شاید اس سے برا زمانہ کبھی نہ آیا ہوگا جبکہ اقوام فرنگ کی دیرینہ خواہش فتح مصر میں خود محمد علی پاشا نے مدد کی۔ نیپولین نے ایک رقت میں مصر فتح کیا۔ لیکن خدا نے جلد اس کے نکلنے کا سامان پیدا کر دیا، مگر جب مسلمان خود اپنے پاؤں کو نیشہ و تبر کے حوالے کر دیں تو اس کا کیا علاج؟

مصر کا ترکی سے جدا ہونا گویا اسلامی شجر سے ایک سرسبز شاخ کا کٹ جانا تھا، اور ظاہر ہے کہ کتنی ہولنی شاخ کب تک سرسبز رہ سکتی ہے۔ نصف صدی تک تو کسی نہ کسی طرح کم چلا کیا، مگر اسماعیل پاشا کے رقت میں تو مصر کی پروری مومت ہو گئی۔ وہ یورپ کے مہاجروں کے ہاتھ بیچ ڈالا گیا ہے۔ گر کچھ

اس کے پلے جو خدشہ مجھ کو معاہدہ خلیج فارس سے انگریزوں نے عرب پر اقتدار پانے کا ہوا تھا وہ اگرچہ ایک حد تک بچا ہے۔ مگر شاید قبل از رقت تھا، اب سنا جاتا ہے کہ کوریت پر انگریزوں نے ترکی سیادت کو تسلیم کر لیا ہے، اگرچہ عمال بحریں و جزیرہ نماے القطر کو ترکوں کے اثر سے نکالنے میں کامیاب ہو گئے، مگر میرے خیال میں خواہ انگریزوں کا اثر ایک حد تک بحر عمان پر قائم ہو جائے، لیکن بفضلہ نواح عرب اور اس کے شمال کے صوبے ابھی تک ترکوں کے قبضہ اقتدار میں ہیں، اور انگریزوں سے یہ امید نہیں کہ وہ اٹلی کی طرح بے محابا ان صوبوں کو ترکوں سے چھین لینے کی کوشش کرے ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنے برخلاف کر لیں گے۔ گو اس میں شک نہیں کہ انگریز عموماً عرب پر اور خصوصاً حجاز پر اپنا اقتدار قائم کرنا چاہتے ہیں، اور ایک خاص حکمت عملی سے اس کام کو حد انجام تک پہنچانے کی فکر میں ہیں۔ مسٹر اسکارن بلنٹ کی کتاب فیوچر آف اسلام سے اس بات کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ترکوں سے عام مسلمانوں کا دل پھیر کر انگلستان کی امن پسندی اور انصاف پرستی کا روشن پہلو دکھالیں، اور پھر ناصح مشفق بن کر مسلمانوں کو صلاح دیں کہ ظالم اور لامذہب ترک (جو حاجیوں کے لیے بڑی تکلیفوں کا باعث ہیں) ان کے بجائے شاہ انگلستان کو خاتم العزمین اور خلیفۃ المسلمین سمجھا جائے، جو حجاز کی حکومت نیک نیتی سے شرفاء مکہ کے اقتدار میں قائم رکھیں گے۔ اس سے بھی خطرناک وہ تجویز ہے جس کے رد سے خدیو مصر کو شام و حجاز کا ملک دلانے کی کوشش ہو رہی ہے اور خدیو کی حالت بھی زکمی جالیگی جو اب ہے۔ با ایں ہمہ میں مسلمان ہو کر کبھی اس خیال کو دل میں نہیں لاسکتا کہ خدا کا یہ فرمان ”ہم نے تورات میں لکھنے کے بعد زبور میں بھی لکھ دیا کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہونگے“ غلط ہوگا۔ یا مسلمان کے ہوتے خدا دوسری قوم کو اس معزز لقب سے مشرف کریگا۔ البتہ اگر ترک نیک مسلمان نہ رہیں جس طرح بنی امیہ و بنی عباس کے آخری حکمران نہ تھے تو خدا کی خدائی میں کمی نہیں۔ وہ ان سے کبھی بہتر قوم کو مسلمان کر کے لا لینگا۔ لیکن انگریز یا کسی عیسائی قوم کا ان مقدس مقامات کا وارث ہونا گرتھوڑے وقفے کے لیے ممکن ہے، تاہم اس امکان کو بھی واقع سمجھو کہ خدا سے اسلام کسی دوسرے ملاح الدین کے بھیجنے پر بھی قادر ہے۔

البتہ جب ہم ارض مقدس کے وارث قرار دیے گئے تو ہم پر ضروری ہے کہ اس کی حفاظت میں ہم کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں، اور اس کو اندرونی و بیرونی خدشے سے پاک رکھیں، لیکن کیا حالت موجودہ ہم کو اس کا اطمینان دلا سکتی ہے۔ حالت موجودہ سے میرا مطلب ترکوں کی شکست نہیں، کیونکہ عارضی شکست سے قوم کو ایک اچھا سبق ملتا ہے۔ اور نقصان کی تلفی ممکن ہے،

(۵) کسی غیر ملک کے باشندے کو مصر میں آباد نہ کرنے دینا، بغیر اجازت باب عالی -

(۶) مذہبی انصروں کا تقرر سلطان سے -

(۷) خدیو کی معزولی کا اختیار -

(۸) مصری کنٹینٹ سے ترکی کی مدد کرنا، بر وقت جنگ -

(۹) کسی آہن پوش جہاز کا نہ رکھنا -

لکھنے میں توبہ حقوق بہت بڑے معلوم ہوتے ہیں - لیکن ترکی اثر جو کچھ اب باقی ہے اس سے تو میں یہ دیتا ہوں کہ نوچوہلی ترک اس برائے نام سیادت کو بوسینہ و ہرسک کی طرح انگریزوں کے ہاتھ بیچ نہ ڈالیں -

اسی شمول میں میں سائپرس یا قبرس کا ذکر بھی کرنا چاہتا ہوں - جزیرہ قبرس جنگ روس و رم سے پہلے ترکی کے ماتحت تھا - یہ جزیرہ بحر روم کے جزیروں میں بلعاط رقبہ تیسرے نمبر پر ہے - لیکن زر خیزی میں وہ غالباً سب سے اول ہے - یہ ہر قسم کے کانوں اور نفیس جنگلوں کے لیے مشہور ہے - لیوانٹ میں (درنہ کے مقابل واقع ہے - آبادی تین لاکھ ہے - جس میں پانچواں حصہ مسلمان ہیں - یہ

دہی جزیرہ ہے جو سب سے پہلے عرب کے ہاتھ آیا تھا - اور امیر معاویہ نے جہاں عرب کے چند خاندانوں کو آباد کرنے کے لیے بھیجا تھا - جنگ روس و رم کے خاتمہ پر انگریزوں نے مسلمانوں کو روس کے خلاف مدد دینے کے معاوضے میں اس کو مانگ لیا - لیکن وعدہ کیا تھا کہ روس کے آئندہ حملوں کے خطرے نکل جانے پر واپس کر دیا جائیگا - اس جگہ میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مصر میں فوج بھیجتے وقت مسلمانوں سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ امن ہونے پر فوج بہت جلد مصر سے واپس بلالی

جائیگی - قبرس سے اب بھی برائے نام ایک خراج سلطان کو جاتا ہے - اور وہاں سلطان کا ایک ہائی کمشنر بھی رہتا ہے - قبرس انگریزوں کے نزدیک بہت اہم نہیں، اور جبکہ مالٹا کے ایسا با مرقع جزیرہ بحر روم میں پاس ہے تو یہ اس کو بہت ضروری نہیں سمجھتے - چنانچہ مسٹر گلیڈسٹون نے ایک وقت میں رائے دی تھی کہ یہ جزیرہ یونان کے حوالے کر دیا جائے - خدا معلوم یہ کہاں تک صحیح ہے کہ معاہدہ خلیج فارس میں بحرین کی طرح ترک قبرس سے بھی دست بردار ہو گئے - اگر فی الواقع ایسا ہی ہے تو ترکوں کی نادانی پر جتنا انصاف کیا جائے بجا ہے - قبرس سے بڑھ کر ترکی بیڑے کے لیے اور کوئی اچھا مرقع نہیں، جہاں سے وہ مصر، ساحل شام، ایشیائی کرچک، اور ایک حد تک ایجیئن بلکہ درانیال و عرب کی بھی حفاظت کر سکتا ہے - علاوہ اس کے جو ذرا ایک زر خیز زمین سے

زمانے تک یورپ کی کسی قوم نے مصر پر اقتدار قائم کرنے کا ادعا نہیں کیا - لیکن نہر سويس کے کھلتے ہی انگریزوں نے ہندوستان کی حفاظت کا بہانہ ڈھونڈھا - اور مصر میں قدم جما دیے -

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ احمد عربی کے ماتحت مصر میں ان کی ملک گیری کے خلاف آگ بھڑک رہی تھی - بد قسمت مصر پر یہ دوسرا تازیانہ تھا - عربی نے بات تو معقول کی، لیکن یہ نہ سمجھا کہ مصر کے کھیت کاٹنے والے (فلاح) انگریزی فوج کے کاٹنے کی طاقت نہیں رکھتے - نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں نے فوج بھیجی، ایک ہی مقابلہ میں سب تتر بتر ہو گئے، اور انگریزی قبضہ کی بنیاد پڑ گئی - کچھ زمانے بعد ایک اور آفس آلی - مصر خاص



ملک	رقبہ	آبادی
(۱) مصر	۴۰۰,۰۰۰ مربع میل	۱۲ ملین
(۲) قبرس	۳,۵۸۴۰	۲۳۷,۵۰۰
(۳) حجاز، یمن، عسیر	۱۷۳,۷۰۰	۸ ملین
(۴) شام، عراق	۳۰۹,۲۷۰	۶ ملین
(۵) ارمینیا	۹۲,۱۲۰	۵ ملین
(۶) ایشیائے کوچک	۲۰۹,۳۸۰	۱۱ ملین
(۷) یورپ (جنوب خط ایڈرس و میدیا)	۲,۴۳۲	۳ ملین
پہلا رقبہ -	۱,۱۹۰,۴۸۶	۳ لاکھ ۲۴ ملین
پہلی آبادی	۱,۵۷۴,۴۰۰	۴۰ ملین

”سلطنت عثمانیہ کا شاندار مستقبل ہو سکتا ہے - اور اس کے پرے نقصان کی تلافی ہو سکتی ہے - اگر مصر و قبرس شامل ہو جائے -“

سراج الدولہ کے بعد بنگال کی در عملی کی سی تھی - سردان بجائے برکت کے مصر کے گلے میں لعنت کا طوق ہو گیا، اور یہ بد قسمت مصر پر تیسرا تازیانہ تھا -

لیکن مصر کا ایک تعلق اور ہے، جس کو میں نے ابھی بیان نہیں کیا - مصر بالکل آزاد و خود سر نہیں، بلکہ زیر سیادت بلطانی ہے - سلطان کے حقوق مصر میں یہ ہیں:

(۱) خراج جس کی مقدار سات لاکھ پونڈ سالانہ ہے -

(۲) وصولی ٹیکس بڈام سلطان -

(۳) سکوں اور سرکاری کاغذات پر طغرائی - بلطانی کا ہونا -

و علم وغیرہ پر ترکی نشان -

(۴) فوج کی تعداد بڑھانے اور غیر ملک سے قرض لینے

میں اجازت بلطانی -

قبرس مصر کو تفویض ہو - اور انگریزی فوج مصر سے واپس بلا لی جائے -

(۳) سلطان اپنے عہدہ خلافت کو کم میں لاکر امیر افغانستان کو آمادہ کریں کہ وہ انگریزوں سے اپنے کاموں میں اس حد تک مدد لیا کریں کہ استقلال افغانستان میں خلل نہ پڑے -

(۴) خدیو کے حقوق رہی رہینگے جو اسکے قبل تھے - البتہ اس میں یہ اضافہ ہوگا کہ وہ عثمانی کیبلیٹ کے ایک وزیر بھی سمجھے جائینگے اور سرعسکریا شیخ الاسلام یا کسی دوسرے وزیر کے مانند پارلیمنٹ اور سلطان روم کے روبرو اپنے کاموں کے جواب دہ ہونگے -

(۵) قبرس خدیو مصر کے قبضے میں رہیگا لیکن تمام خارجی معاملات کا تعلق ترکی وزیر خارجہ سے ہوگا -

(۶) پارلیمنٹ ترکی میں مصر سے بھی مبعوث (ممبر) لیے جائینگے -

(۷) مصر کی فوج معدودہ ہوگی اور ترکی فوج سمجھی جائیگی - نیز سطلانی فوج تمام مصر میں متعین رہیگی -

اس عہد نامے کے دو حصے ہیں پہلا ترکی و انگلستان کے متعلق اور دوسرا مصر و ترکی کے متعلق ہے - عہد نامے کی تکمیل سے جو فائدہ انگلستان کا ہے وہ مسلمانان ہند کا دل اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے - مسلمانان ہند ترکی کو اپنی قوم کی سلطنت سے جدا نہیں دیکھتے کہ وہ دین میں ایک ہیں بلکہ زیادہ تر وہ اسی قوم سے تعلق رکھتے ہیں جس سے نسل عثمانی - انگریزوں کو مسلمانوں کی وہ ناراضی یاد ہوگی جبکہ عقبہ کے معاملے میں انگلستان نے غلطی سے ترکوں کو دھمکایا تھا - وہ خود دیکھتے ہیں کہ موجودہ لڑائی میں ترکوں سے مسلمانوں کی کیا ہمدردی ہے اور وہ انکی تکلیف سے کس قدر بے چین ہیں؟ کاش جان بل کو اس کے خود غرض مشیر نہ بھگاتے اور وہ موجودہ لڑائی میں کچھ بھی ترکوں سے ہمدردی کرتا تو مسلمانان ہند اس کو ہندوستان کی موجودہ بے چیلی سے اطمینان کرا دیتے - لیکن ابھی وقت ہے اور اس سے بہتر موقع کوئی نہیں کہ ترکی و انگلستان میں ایک دوستانہ تعلق اس شکل میں قائم ہو جائے جیسا میں بیان کر آیا ہوں - انگریزوں کو یقین کرنا چاہیے کہ وہ صرف مسلمانوں ہی کے ساتھ دیکھے پر ہند میں سلطنت کرنے کے قابل ہیں - جس دن مسلمانوں کو یہ یقین ہو گیا کہ انگریز انکے بھائیوں سے علاوہ ہر خلاف ہو گئے ہیں وہ دن حکومت کے لیے اس قدر تشویش آفریں ہوگا کہ اُس کے نفاذ کے اظہار کی ضرورت نہیں -

اب ایک بات اور رہ گئی یعنی مسئلہ نہر سیرس - نہر سیرس ہی ان تمام دقتوں کی جڑ ہے - اس میں شک نہیں کہ جس قدر فائدے اس سے یورپ نے اٹھائے ہیں اتنا ہی نقصان ایشیائی قوموں کو اس سے ہوا ہے - کاش یہ نہر نہ لہدی ہوئی - اور خدیو مصر حضرت فاروق اعظم کی دوراندیشی کو کم میں لائے ہوئے - اگر سیرس اب بھی بند کر دی جائے تو اس سے موجودہ حالت پر کیا اثر پڑیگا؟ سیرس سے صرف یہ فائدہ ہے کہ یورپ اور ایشیا کے سفر میں آسانی ہو گئی مگر یورپ ایشیا سے جتنا ہی کم ملے اتنا ہی بہتر - علاوہ اس کے خشکی کے راستے جبکہ فارس - مصر و ترکی کی مجوزہ ریلوں تکمیل کو پہنچ جائیگی یورپ کے لیے اس سے آسانی ہو جائیگی - پس مناسب یہ ہے کہ اس فساد کی جڑ کو مستاصل ہی کر دیا جائے - معجزہ معلوم ہے کہ جب فرانسیسوں نے نہر کے کھودنے کی کوشش کی تھی اور مصری اور ترکی حکومت نے اجازت بھی دیدی تھی تو انگریز ہی تھے جنہوں نے اسے اتفاق نہیں کیا تھا - گو اس کے کھودنے میں بے حد زہم صرف ہوا ہے لیکن وہ سب واصل ہو گیا اور کام کے بگاڑنے میں کچھ خرچ و دیر نہیں - وہ جلد پت

حاصل ہوتا ہے وہ علحدہ - بعالت دیگر اس کا دوسری قوم کے قبضے میں رہنے سے وہی اثر شام و مصر پر پڑیگا جو جزائر ایجیئن کے نکل جانے سے سواحل ایشیائے کوچک پر پڑ سکتا ہے -

خدا نخواستہ اگر باب عالی کو تازہ مفتوحات (اندرون وغیرہ) سے محروم رکھا گیا اور یورپ کی تہدید آمیز حکمت عملی اس موقع پر بھی کامیاب نکلی تو اس حالت میں ترکی سلطنت موجودہ مقبوضات ایشیا اور یورپ کے اس ٹکڑے پر جو اینوس اور میدیا کے جنوب میں واقع ہے جزائر ایجیئن پر معدودہ رہ جائیگی - ترکوں کو اس میں اضافہ کرنے کے لیے قبرس و مصر کی ضرورت ہے - اس وقت یہ پوری سلطنت بن کر اپنے پچھلے نقصان کی تلافی کر دیگی - اس کا رقبہ ہندوستان کے برابر اور زرخیزی میں تمام دنیا سے بڑھ کر ہوگا - یہ تمام قدیم قوموں کے مسکن پر شامل ہوگی - بابل مصر کنعان کالدیا وغیرہ کی قدیم ترین تاریخی اقوام کے وطن پر اسی سلطنت کا سکہ رواں ہوگا اور اسی طرح اسلامی تہذیب کے جتنے مرکز و مستقر تھے سب اسی میں شامل رہیں گے - عراق یمن مصر شام روم - خلفاء کے پایہ تخت بھی اسی میں واقع ہونگے - یعنی مدینہ کوفہ دمشق بغداد قاہرہ قاہرہ -

آبادی میں مسلمانوں کا عنصر بھی غالب ہو جائیگا (مصر میں تقریباً ۹۸ فی صدی سے زائد مسلمان آباد ہیں) اور عیسائیوں کی تعداد پھر ایسی اہم نہ رہیگی - مصر شامل ہو کر جیسا میں پہلے لکھ چکا ہوں حجاز کی بڑی تقریب کا باعث ہوگا - موجودہ مصر کی سرحد تو بلدرگہ ینبرج تک پھیلی ہوئی ہے اور "طور سینین" کا مقدس خطہ بھی اس میں شامل ہے - نیز مقبوضات افریقہ میں مصر کے شمول سے مسلمانان افریقہ کو تقویت ملیگی - اور ان کی حالت جاننے کے لیے یہ ایک دیدبان رہیگا - یہیں سے سلطان روم افریقہ کے مسلمانوں پر اپنا اثر پھیلا سکتے ہیں - حجاز و مصر کا اتصال (بذریعہ ریلوے) تمام افریقی حاجیوں کی بڑی مشکلات کو کم کر دیگا لہذا ترکوں کو چاہیے کہ اپنا مستقبل شاندار بنانے کے لیے سب سے پہلے اس مرحلے کو طے کریں اور ان اصلاحات و ترقیات کی تجاویز کو اپنی بڑی سلطنت پر نافذ کرنے کی جانب پوری طاقت سے متوجہ ہو جائیں - اب سوال یہ ہے کہ اس مقصد برآی کی کیا صورت ہو - کیا ترکوں کو انگریزوں سے سمجھوتا کرنا چاہیے؟ واقع میں جان بل کیا ایک حد تک مسلمانوں کا دوست ہے اور اس کے راضی کرنے میں بڑی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑیگا؟ یہ حدس و گمان اگر صحیح ہے اور اس کا جواب اگر اثبات میں مل سکتا ہے - میری رائے ہے کہ معاہدہ خلیج فارس کی طرح اور ایک نیا معاہدہ ترکی اور انگلستان میں مصر کی بابت قرار پائے - جس میں ذیل کے اصول قائم کیے جائیں :

(۱) ترکی اور انگلستان میں یہ ایک دوستانہ معاہدہ ہو کہ دونوں سلطنتیں بہ وقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کریں گی - پہلی طاقت کسی غیر قوم کو مصر یا ترکی سے ہندوستان پر حملہ کرنے کی مزاحم ہوگی - نیز ہندوستان کے مسلمانوں کو انگلستان کا خیر خواہ بنانے میں کوشاں رہیگی - دوسری طاقت حسب حاجت ترکوں کی مدد کریگی - علاوہ اس کے اُس کو ترقی اور اصلاحات کے شروع کرنے میں مددگار رہیگی - اور ان کے لیے کوئی دقت و زحمت پیدا نہ ہونے دیگی - (یہ بالکل معاہدہ جاپان و انگلستان کی طرح ہوگا -)

(۲) انگلستان کو وہ تمام ملک حوالہ کیا جائے جو رومی حلفہ سے جنوب مصر و انگلستان کے مشترک مقبوضات ہیں - اور مصر اپنے حقوق سے رہا دست بردار ہو جائے - اس کے عوض جزائر

اَدَبِيَّات

خدا اَبه الم

محضر حسن ترا مهر بعلوان شده است * ختم خوبی بتوای خاتم خوبان شده است
 مستفیض از لب تو عیسی مریم آمد * مستنیر از رخ تو موسی عمران شده است
 هر که داغی بجبین داشته از بندگیست * مه تابان شده، اویا مه کنعان شده است
 باجهان کرد ورودت اثر باد بهار * هر بیابان ز قدوم تو خیابان شده است
 تاجه جمال نکوهیده ز امت سرزد * که گرفتار به بند غم و حرمان شده است
 روس منده رس نیکننده اگر سایه چوبوم * از چه ویران همه معموره ایران شده است
 دولت مشهد اگر رفت به یغما بدش * خاک آن خطه همه گنج شهیدان شده است
 حمه درگشته باغراب سنان وار ائلی * رویی چهره به شیران نیستان شده است
 بوم گوئی که همه بوم و بر روم گرفت * بام شام از اثر شومی ترکان شده است
 آنکه از هیبت او لرزه فتاده بر کوه * چون پرگاه بخود حیف که لرزان شده است
 شیره شیره از مجمره اسلام گسست * که چو اوراق خزان دیده پریشان شده است
 گشته هر یکدگر افتاده چو مستان بر خاک * صحن میخانه فضا سر میدان شده است
 باغبان خرم و شادند که کوه و صحرا * لاله زار از اثر خون مسلمان شده است
 تیره و تاریک جهان گشته بچشم مردم * که زغم صبح وطن شام غریبان شده است
 مومنان پنبه بگوشند و بجاء تکبیر * جاء حیف است که ناقوس خروشان شده است
 موسی کو که برآرد بعصا بازو مار * پر همه گوه و درازا زدر و ثعبان شده است
 عیسی کو که فردو آید ازین بام رفیع * چار سو فتنه دجال نمایان شده است
 خواب خوش تابکجا صبح قیامت بدمید * شورش حشر بها در همه گیهان شده است
 صبح شد صبح تو هم اذن اذان ده به بلال * گرم تسبیح سحر مرغ سحر خوان شده است
 صبح سر بر زده بردار سر از بالش خواب * فتنه بیدار شد و خلق هراسان شده است
 ناخدا زه اما خدا را بفروست * مبتلا کشتی اسلام بطوفان شده است
 گوش کن ناله و فریاد و بده داد عزیز
 که بداد تو و امداد تو نالان شده است

[خواجه عزیز الدین - عزیز - لکهنوی]

زل

چنان دل شاد می آئی بمقتل برده گویا * ز خون بے گناه دست خود آلوده گویا !
 بانداز تبسم می تپد نبض لب زخم * نمک از ریزش شور تبسم سوده گویا
 بقدر اضطراب ماست شوخیهای ناز تر * بکنج خابوت بیتابیم آسوده گویا
 سرت گردم، بطرز خاص ورزیدی جفا با من * بمشوق شیوه عاشق نوازی برده گویا !
 سخن از لذت وصل و شراب عیش می گوید
 بقتل زحشت شوریده سر فرموده گویا !

[مرادی رضا ملی - دمشق]

من - عَمَّیْلہ

فلاحة و حیات و ممات

اثر: مسٹر مسعود احمد عباسی

(۲)

پچھلی اشاعت میں اجسام ذبیحات کے نظام کی ترتیب و انتشار کا باعث بیان کرتے ہوئے اُن تین امور کی جانب اشارہ ہوا تھا جو تمام نباتات و حیوانات پر صادق نظر آتے ہیں، ان میں پہلی بات (حصول قوت) تھی جس کا تذکرہ ہو چکا ہے، بقیہ دو امور حسب ذیل ہیں:

(۲) تنظیم قوت

”کیا بات ہے کہ آپ اس قدر دہلے ہوئے جاتے ہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے جسم کو کھانا لگتا ہی نہیں۔“ یہ فقرہ ہمارے روزمرہ میں بولا جاتا ہے۔ تنظیم قوت سے مراد یہی کھانے کا لگنا ہے۔ یعنی حاصل شدہ قوت جسم کے ہر حصے پر مناسب مقدار میں اور بہ آراستگی طبعی غذا پہنچ جاتی ہے۔ حیوانات میں یہ گوشت و پوست میں مضمر ہے تو نباتات کے اندر لکڑی اور چھال میں۔ کسی درخت میں ایک کھل مار دیجیے اور کچھ دنوں کے بعد دیکھیے کھل اب درخت میں نہ رہی بلکہ زمین پر پڑی ہوگی۔ چھوٹا زخم ہو یا بڑا گہرا ہر یا ہلکا تمام زخم کس قدر جلد بھر آتے ہیں؟ یہ نظام قوت کا اظہار کرتے ہیں۔

(۳) صرف قوت

نقل و حرکت کو نظر انداز کر کے ہم صرف حوادث کو لیتے ہیں۔ ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہتی جب ہم دیکھتے ہیں کہ کس قدر سخت مقابلہ تمام نباتات و حیوانات کو کرنا پڑتا ہے اور کتنی بڑی مقدار قوت کی ہر وقت مقابلہ میں صرف کر دینا پڑتی ہے؟

[بقیہ مضمر منفعہ ۱۲ کا]

کو برابر ہو سکتی ہے اور اس طرح ہمارا کعبہ بھی غیروں کے دست و برد سے محفوظ رہ سکتا ہے ورنہ قرآن شریف میں ”واذ البعائر فجرت“ جو قیامت کی نشانی بقالی گئی ہے وہ گویا یہی نہر سوریس ہے جس کا کعبہ پر اثر پڑتا ہے اور کعبہ کا مسلمانوں کے ہاتھ سے جانا اور قیامت کا انا لازم ملزوم ہے۔

قوم کے سنجیدہ دل و دماغ اگر مہربانی سے اتفاق کریں تو میں بہ آواز بلند کہوں گا کہ اب وقت آگیا ہے کہ مصر کا سوال پوری طاقت سے اٹھایا جائے اور اس میں تمام اسلامی اقوام فلچسپی لیں۔ بالغ مصر مجلس اتحاد و ترقی اور حزب مصر کے طرف ترجہ کرے۔ ترکی اور انگلستان میں ایک دوستانہ معاہدہ ہونے کی جلد سے جلد کوشش کرنی چاہیے اور دونوں سلطنتوں کے مدبرین کو اس کی طرف ترجہ کرنا چاہیے۔ ہم لوگوں کو انگریزوں کی قومی شرافت کا اعتراف ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اس میں کوئی دقت نہ پیدا کریں گے اور اس کا موقعہ کبھی ندینگے کہ ہمارا ہاتھ ان کے خلاف اور ان کا ہاتھ ہمارے خلاف ہو۔

انسان ہی کر لیجیے۔ ہوا معمولی حالت پر ہر مکر ۱۵ - پوند فی مربع انچ سے مار رہی ہے۔ اب ایک شخص جو ۶ - فٹ لائنا اور ۱ ۱/۲ - فٹ چوڑا ہے (۱۲ × ۲ - انچ × ۱ × ۶ - انچ × ۱۵ - پوند) پوند ۱۹۴۰ - پوند یعنی تقریباً ۲۴۰ - من قوت کا ہر وقت مقابلہ کرتا رہتا ہے۔ اگر وہ کم از کم اسی قدر قوت سے اس کو نہ روکنا تو وہ زمین پر ٹھہر ہی نہیں سکتا تھا۔

نباتات اور حیوانات سب اس حالت میں برابر ہیں۔ یعنی ہوا کی قوت کے مقابلہ میں اُن کو ایسی ہی بڑی مقدار قوت کی صرف کرنا پڑتی ہے۔

لیکن حیوانات بمقابلہ نباتات کے ایک اور بڑا ”صرف“ رکھتے ہیں جس کو ہم نے یہ نظر انداز کر دیا تھا یعنی نقل و حرکت اور یہی وجہ ہے کہ وہ چھوٹے سے لیکر بڑے تک سبھی درختوں کے مقابلہ میں بہت کم عمر حاصل کر سکتے ہیں۔ اور ان میں بھی جو جانور زیادہ کد پھاند کرتے اور بھاگتے دوڑتے ہیں ان کی عمریں بڑھ جاتی صرف قوت کے دوسروں سے مقابلہ کم ہوتی ہیں۔

غرض کہ یہی وہ تین امور ہیں جو حیوانات اور نباتات سب میں جاری ہیں اور جن میں انکی حیات اور ممات کا راز پوشیدہ ہے۔ جب تک آمدنی اور صرف برابر ہیں، شباب کی زندگی آپ کو میسر ہے، جہاں پلہ جھکا، معاً انحطاط شروع ہو گیا۔

بعض اصحاب کہہ اٹھیں گے کہ اس سے تو یہ لازم آگیا کہ اگر آمدنی اور صرف ہمیشہ برابر رہے جائیں تو گویا ہمیشگی کی زندگی حاصل ہو جائے! ہاں، میرا بھی ایسا ہی خیال ہے، مگر یہ ناممکن ہے اور اس کی وجہ میں پیش کرتا ہوں۔

کسی ایسی شے میں جو ایک فٹ لمبی، ایک فٹ چوڑی اور ایک فٹ گہری ہے، ہم اسی قدر اضافہ لمبائی، چوڑائی اور گہرائی میں بھی کر دیں، تو اسکا حجم ۸ - مکسرفیت ہوگا۔ اور ایک ایک فٹ بڑھادیں تو ۲۷ - مکسرفیت ہو جائیگا۔ یہاں تک کہ اگر ہر ضلع کی پیمائش ۱۶ - فیت کریں تو حجم ۴۰۹۶ - مکسرفیت ہو جائیگا۔ مگر رقبہ پہلی حالت میں ۴۰ - فیت مربع، دوسری حالت میں ۹ - فیت مربع، اور تیسری میں ۲۵۶ - فیت مربع ہوگا۔

ظاہر ہے کہ پہلی صورت میں جب رقبہ اور حجم میں ایک اور کی نسبت تھی، تو دوسری صورت میں ایک اور ۳ - کی اور تیسری میں ایک اور ۱۶ - کی ہوئی۔ گویا جس قدر حجم میں زیادتی ہوتی جاتی ہے، رقبہ میں کمی آتی جاتی ہے۔ انسان جو ایک فٹ سے بڑھکر ۶ - فیت تک پہنچتا ہے، وہ رقبہ حاصل کر لیتا ہے جس کی پرورش اس تھوڑے سے رقبہ پر (جو معدہ تک محدود ہے) رفتہ رفتہ ناممکن ہو جاتی ہے اور اس لیے سارے نظام کو بگڑ جانا پڑتا ہے۔ ایک فٹ کے چھوٹے بچے اور ۶ - فیت کے انسان کے معدوں میں یہ لحاظ وسعت زیادہ فرق نہیں ہوتا۔ اس لیے آمدنی کی مقدار بھی زیادہ فرق نہیں رہتی اور جب دوسرے ذرائع بند ہو جاتے ہیں اور سارا بار اپنی آمدنی پر پڑ جاتا ہے

بہت 'یا تہوزے' یا سب 'نمودار ہو جائیں گے۔ ایک فلسفی شاعر نے اسی طرف کیا خوب اشارہ کیا ہے :

سب کہاں؟ کچھ لالہ رگل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی جو پنہاں ہو گئیں

الم ال

انا نحن نعى الموت ونسكب ما قد مرنا وانا هم ركل شى
احصيناہ فی امام مبین۔ یہ جسم کی حیات و ممات ہے۔ لیکن
ایک عالم قلب و روح بھی ہے۔ اس کی موت و حیات پر بھی نظر
دالنی چاہیے !

معجزہ یہ قدر ہے دل زندہ تو نہ مرجائے

کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

پہرہ بھی یاد رہے کہ بعض زندگیاں ایسی بھی ہوتی ہیں
کہ اُن کا مرنا ہی اُن کی حیات کا آغاز ہے۔ ولا تقرلوا لمن یقتل
فی سبیل اللہ امرانا بل احیاء لکن لبشعرون۔

اقتلونی ! اقتلونی ! یا ثقات !

ان فی قتلی حیاة لا ممات

فطربی لمن تشرف بهذه السعادة القصوى ' رهم الذین لا خوف
علیہم ولا هم یحزنون۔



اشہار

ہمارا لیڈر کون ہے

آخری فیصلہ کی گہری

دنیا بھول میں ہے۔ رہیں گی تہیلی میں لیڈر کو تلاش
کرتی ہے۔ ہمارے رہنما حجازی رسول (معلم) ہیں۔ تیوہ سر
برس کی پلادار رہبری کو چھوڑ کر ہم خود غرض 'بے اعتبار' اور
مقلدین فرنگ لیڈر نہیں چاہتے۔ آخری فیصلہ کی ساعت
اب آگلی۔ وہ ہفتہ وار اخبار ترجید ہے۔ ہر ہفتہ بڑی تقطیع کے
آٹھ صفحوں پر میرٹھ سے شائع ہوتا ہے۔ خط اور چھپائی نہایت
صاف۔ لڑائی کی تصویریں۔ مفید ر دلچسپ اسلامی کارٹون۔
تازہ اخبارات و رسائل کا ضروری خلاصہ۔ انقلاب انگیز طرفانہ چال
بیدینی کے لیے بہت نچال۔ امن و امان کے لیے نیک فال۔ ہر
خاص و عام کے سمجھنے کے قابل باتیں۔ وہ طریقے جن سے ملک
میں لیڈر شناسی کا ملکہ پیدا ہو۔ خواجہ حسن نظامی دہلوی
لی ایڈیٹری اور سرپرستی میں میرٹھ سے جاری ہو گیا۔ قیمت
سالانہ صرف ۳ روپیہ۔ نمونہ ایک آنہ کے ٹکٹ آنے پر ملیگا۔
مفت نہیں۔ الہال کا حوالہ ضرور دیجیے۔
منیجر اخبار ترجید۔ لال کرتی۔ میرٹھ

الم ال کی ایجنہ

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار
رسالوں میں الہال پہلا رسالہ ہے، جو بارہ ہفتہ وار ہونے کے
روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے۔ اگر آپ
ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کے لیے
اسکے ایجنٹ بن جائیں۔

تخرچ کی زیادتی بالاخر وہ دن دکھا دیتی ہے جو اس کی زندگی
کا آخری دن خیال کیا جاتا ہے۔

یہی حال نباتات اور تمام دوسرے حیوانات کا بھی ہے۔ اس
موقعہ پر ہم ایسی مثال پیش کرتے ہیں جو ہمارے مطلب کو
اچھی طرح واضح کر دیتی ہے۔

ایک تاجر کچھ سرمایہ لے کر تجارت شروع کرتا ہے، آمدنی
خوب ہو رہی ہے، اور دکان کا خرچ بھی ابھی کم ہے۔ روز بروز
سرمایہ میں زیادتی ہوتی جاتی ہے، اور دکان کی طاقت بھی
بڑھتی جاتی ہے۔ نوکر چاکر بھی زیادہ ہو گئے۔ معروروں کا
ایک دفتر علاحدہ کھول دیا گیا تاکہ حساب و کتاب میں سہولت
ہو۔ اس کے بعد رقت آیا کہ ایک دکان نا کافی معلوم ہونے
لگی۔ اور کئی دکانیں کھول دی گئیں۔ لیکن پھر یکایک بازار مندا
ہو جاتا ہے۔ خرچ توڑھی ہے مگر آمدنی میں کمی شروع
ہو جاتی ہے۔ اس کمی کو سرمایہ محفوظہ سے پورا کرنا پڑتا ہے۔
لیکن بازار کی دھبی حالت رہتی ہے، اور خرچ روز بروز المضاغف
ہوتا رہتا ہے۔ عملہ کی تخفیف بھی اب شروع کر دی جاتی ہے،
لیکن پھر بھی نقصان جاری و مترقی، پورا نہیں پڑتا۔ آخر چند
دکانیں بالکل بند کر دی جاتی ہیں۔ مگر غریب تاجر کے مشکلات
کا خاتمہ پھر بھی نہیں ہوتا۔ ان بند کردہ دکانوں سے جو سرمایہ
نکالا تھا وہ بھی ختم ہو جاتا ہے، اور آخر کار تاجر دیوالیہ بنائے
جانے کی درخواست دے دیتا ہے۔

بعینہ یہی حال حیوانات اور نباتات کا بھی ہے۔ انسان کو
لیجیے۔ وہ ماں کے پیٹ سے سرمایہ لے کر آتا ہے، اور در چار سال
تک آرام سے سرمایہ جمع کرتا رہتا ہے۔ کچھ اور بڑا ہوتا ہے
تو نقل و حرکت بھی نسبتاً کم ہو جاتی ہے اور حوادث کا سلسلہ
بھی کم ہو جاتا ہے۔ اس لیے آمدنی خرچ سے بہت زیادہ ہوتی
ہے، اور یہ سب سرمایہ کو بڑھانے میں کام آتی ہے۔ لیکن جوں
جوں بڑھتا جاتا ہے، اُس کی آمدنی، جو اگرچہ خرچ سے اب بھی
زیادہ ہوتی ہے مگر نسبتاً پہلی آمدنی سے بہرحال زیادتی حوادث
اور نقل و حرکت کے، کم ہونا شروع ہو جاتی ہے، اور جب تک یہ
آمدنی خرچ سے زیادہ رہتی ہے، جسم بھی بڑھتا رہتا ہے۔ یہاں
تک کہ ایک رقت آتا ہے، جب آمدنی مذکورہ بالا وجوہ سے کم
ہوتے ہوئے خرچ کے برابر آ جاتی ہے، اور یہی وہ زمانہ ہے جس
کو شباب سے پکارا جاتا ہے۔ اُمٹکیں جوش پر ہوتی ہیں اور دلوں
کا طوفان زوروں پر۔ لیکن یہ رقت زیادہ دنوں تک نہیں رہتا
اور پھر انعطاط شروع ہو جاتا ہے۔ اُمٹکیں سرد پڑتی جاتی ہیں،
جوشوں میں کمی آتی جاتی ہے، اور اب سمجھ اور تجربہ زیادہ
کام آتا ہے۔ آگے چل کر جب خرچ اور آمدنی میں بہت زیادہ
فرق ہو جاتا ہے تو یہ باتیں بھی جاتی رہتی ہیں، اور خیالات
دیر پا ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ رقت آتا ہے جب نہ اڑتا
جاتا ہے اور نہ بیٹھا جاتا ہے، کوئی بات یاد نہیں رہتی، پہچان
کی قوت بھی کم ہو جاتی ہے، ہاتھ پائوں میں لرزہ پڑ جاتا ہے،
اور تمام قوتیں ایک ایک کر کے رخصت ہونے لگتی ہیں۔ اب
موت سامنے ہے، اور لیجیے، وہ رقت بھی آہی کیا، سارا بنا بنایا
کھیل بگڑ گیا۔

غور کیجیے تو اس قانون حیات و ممات کو حیوانات
اور نباتات کے ہر فرد پر صادق پائیے گا۔ یہ ایک سلسلہ ہے جو ہر
رقت جاری ہے۔ آج جو بھول کھل رہے ہیں، کل وہ ضرور خاک
میں ملیں گے، اور پھر کسی دوسری شکل میں یہی ذرات

شہزادہ نون عثمانیہ

خلیج فارس اور کویت

کہتے ہیں کہ تاریخ اپنے آپکو دہرائی ہے - صحیح حقیقت یہ ہے کہ انسانیت کو حکم ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی زیست کی تجدید اور اقوام کی حیات بعد الممات سے کرتی رہے اپنی موجودہ شکلیں چھوڑ کے پچھلی شکلیں اختیار کرتی رہے اور موجودہ راستوں کو ختم کر کے ان راستوں پر پھر چلے جن پر وہ پہلے چل چکی ہے -

پرانی قومیں جو عالم کے تماشا گاہ سے پردہ انقراض کے پیچھے جا چکی تھیں پھر واپس آ رہی ہیں -

انسانوں کے وہ کردہ جن کے حق میں لوگوں نے مرث کا فتویٰ دیدیا اب ان کے ٹھکانے اور ساکن نعرش میں حرارت و حرکت نظر آ رہی ہے -

وہ شاہنشاہیاں جو عالمگیر دائروں سے سمت کر ناقابل التفات قطروں میں آگئی تھیں اب پھر حوش زن چھٹے کی طرح اس نقطہ سے چاروں طرف پھیل رہی ہیں -

یونان کہ ترکوں کی غلامی میں داخل ہو چکا تھا انگریزوں کی بدولت آزاد ہو کے پھر اپنے قدیم حدود حاصل کر رہا ہے -

روما کی ۱۰۱-۱۱۰ء کہ افریقہ سے نکل چکی تھی پھر وہاں داخل ہو رہی ہے - وہ راستے جن پر انسان گذرے زمانے میں چلا تھا بالور اور کھنڈروں سے کہ انکو بد نما بنا رہے تھے اور انکو بند کر دیا تھا اب نکل آگئے ہیں اور ریل سے ایک نئی زندگی حاصل کر رہے ہیں -

تازہ کے دروازے پھر کل کھلیئے، جرمنی کی دھامو فرزانگی کوشش کر رہی ہے کہ ان راستوں کو پھر نکلے جو پہلے مشرق کو بھر ایض متوسط سے ملایا کرتے تھے کہ خلیج فارس کی یہ حالت در پرانی، سلطنتوں یعنی یونانی اور رومانی اور ان کے بعد عربی سلطنت کے زمانے میں یہی تھی -

بخور، مرجان، ہاتھی دانت، موتی، حیر، سونا، مرچ اور کانر وغیرہ وغیرہ یہاں کی پیداوار میں سے عرب نکال کے خلیج فارس بھیجتے تھے - یہاں سے اناطول کے شہروں میں دجلہ و فرات کی راہ سے جاتے تھے - نہرین کی درمیانی مختصر مسافت میں قافلوں کے ہمراہ ہوتے تھے - شام میں آتے تھے یہاں ان کو جنیوا، رینس، بیژن لاطان، اور فلورنس کے تاجر ملتے تھے -

خلیج فارس کی اہمیت کی طرح اہل یورپ میں سب سے پہلے جن کو ترجمہ ہوئی وہ پرتگیز ہیں - وہ جزیرہ هرمز میں اترے ہوئے تھے - مال تجارت چھوٹے چھوٹے قافلے ہٹا کر لے جاتے تھے جو خلیج عمان سے کویت جایا کرتے تھے -

سنہ ۱۵۹۹ء میں جب ایسٹ انڈیا کمپنی کو ملکہ الزبتھ، کے دربار سے مشرق میں توسیع تجارت کی اجازت ملی تو اس نے اس خلیج سے پرتگیزی ملازمین چنگی کو نکال کے خود قابض ہونے کی بابت غور کیا، لیکن چونکہ کمپنی کی قوت اس مقصد

تک پہنچنے کے لیے ناکافی تھی اس کے ملاحوں نے چلے ایرانیوں اور پھر عربوں سے معاہدہ کیا اور پھر جزیرہ هرمز پر حملہ آور ہوئے - سنہ ۱۶۲۲ء میں اس پر قابض ہو گئے - قبضہ کے بعد عرب لوگ اور تمام جزیرے کو ویراں کر دیا - سنہ ۱۶۳۸ء میں مسقط بھی انکے ہاتھ میں آ گیا -

جب پرتگیزی بحر ایض متوسط کی نگرانی سے علحدہ ہو گئے تو انگریزوں نے اس گراں بہا میراث سے ایک غیر قصیر مدت تک فائدہ اٹھایا، جسکی وراثت انہیں ہولینڈ والوں کو کہ ان سے طاقت میں سخت اور اسلحہ میں تیز تر تھے، مجبوراً دیدینا پڑی - اس امید نے اس وقت ایک نیا راستہ پیدا کر دیا تھا جسکے مصارف کم اور محفوظ زائد تھا - جہازوں نے ساحل عرب سے بھٹا شروع کیا - عراق میں قافلوں کی آمد و رفت کم ہو گئی - اور دارالسلام (بغداد) پر بھی بھی مصیبت نازل ہوئی جو بابل پر اس سے پہلے نازل ہوئی تھی -

خلیج فارس کی طرف لوٹنے کے لیے انگریزوں کے راہ میں راس الکلب کے آفتاب کے غروب ہونے کا انتظار نہیں کیا -

انہوں نے یاد کیا کہ نیپولین جب جنرل تھا تو اس نے یہ سونچا تھا کہ سلطان ٹیپو کی جو انگریزوں کے مقابلہ میں علم بردار استقلال ہے مدد کرے، اور خود آبنائے باب المندب میں اتر آئے اس نے اس جزیرہ میں اپنے جاسوس بھی اس غرض سے پھیلادیے تھے کہ وہ اس کے لیے خشکی کا وہ راستہ دریافت کریں جو کسی زمانے میں ایک ہی وقت میں شمالی خلیج فارس کو جنوبی شام اور یورپ کو ایشیا اور افریقہ سے ملاتا تھا، اور خود اس راستے کا مطالعہ شروع کیا تھا، جو سکندر نے فتح ہندوستان کے لیے جانے وقت اختیار کیا تھا -

اسکے علاوہ انگریز اس فوجی خطہ سے باخبر تھے جو مشرق میں ان کی شاہنشاہی کو دھمکا رہے تھے - ان کو نظر آیا کہ خلیج فارس ہی اس فوجی راستے پر مسلط ہے، جو قبضہ ہندوستان کے لیے مناسب ہے -

اٹھارویں صدی کے اوائل میں عرب ان دور فارسی سلطنتوں پر قابض ہو گئے - اور اپنی انتظامی خود مختاری کا اعلان کر دیا -

اب دونوں سلطنتوں میں ایک سلطنت کویت تھی، اس میں پرجوش اور قوی مردان دریا نورد تھے، دھانہ شط العرب پر عہدہ بندر واقع تھے، دوسری سلطنت عمان کی تھی جن کے سراروں کے ہاتھ میں خلیج فارس کی حفاظت تھی -

سنہ ۱۸۰۰ء میں ایک انگریز ملازم آیا اور سنہ ۱۸۱۳ء - انکر امیر عمان اور امیر کویت سے اس بات کی اجازت مل گئی کہ ان کا ایک ملازم بصرہ (کہ نہر فرات پر واقع ہے) جائے - یہ ملازم رہی رکھل تھا جسکو انگریزوں نے اس لیے بھیجا تھا کہ وہ نیپولین کے جاسوس کی تفتیش کرے -

بریفنگ

مسئلہ شرقی

ترکوں سے نجات حاصل کرو، ہر چیز ٹھیک ہو جائے گی

صحافت یورپ کا ایک ورق

گریفنگ لکھتا ہے:

دنیا میں بعض ایسے مسائل ہیں جن کا غیر منحل ہی رہنا بہتر ہے۔ اور آخر کار مجھے اس یقین کی ترغیب دی گئی ہے کہ ”مسئلہ شرقیہ“ بھی انہی میں سے ایک ہے۔

یہ یقینی امر ہے کہ جسقدر ہم اس مسئلہ کے حل کے لیے جس کے ہم متمنی ہیں اور جس کو ہم سب بہت ہی معقول سمجھتے ہیں، اس کی طرف بڑھیں اسقدر یہ مسئلہ زیادہ پیچیدہ اور زیادہ خطرناک ہو گیا ہے۔

”ترکوں سے نجات حاصل کرو ہر چیز ٹھیک ہو جائیگی“ یہ فقرہ در صدیوں سے زائد عرصہ سے یورپین فن حکمرانی کا اصول مرضعہ رہا ہے۔

اچھا اب ترکوں سے ترنجات ملگئی ہے، یعنی تمام فروری عملی تجاویز کے لیے۔ لیکن اس نجات کا نتیجہ صرف پہلے سے زیادہ خورنیز پریشاں کن بے ترتیبی ہے۔

بلغاریوں، سرریوں، اور یونانیوں کی برادرکش رقبہیں، مسلمانوں، یہودیوں، جیوسٹ فرقہ کی مہلک نفرتیں، اور شترکینہ خونخواروں کا جوش انتقام، اور ان سب پر مستزاد ہیڈسبرگ اور روماتوف کے رقیبانہ حوصلوں کی بندشیں اسقدر ڈھیلی کر دی گئیں کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھیں۔ آیا یہ پھرت مقامی رکھی جالیگی یا اس میں پیوند لگایا جائیگا؟ ”یورپ کی رفتار سیاست سے اس کا جواب پوچھ لے۔“

بقیہ پہلے کالم کا

نہ کرنے دیا، اور دیا کہ اگر انہوں نے کاروائی کی تو انگریزی بیڑے کی فوج فوراً شہر میں اتر آئیگی۔

عملاً تو انگریز ان تمام معدنی مقاصد پر حاکم ہیں جہاں سے بغداد مارا سے فارس اور مارواہ افریقہ کی ٹرینیں گذرتی ہیں، لیکن اب یہ چاہتے ہیں کہ یورپ کو بتائیں کہ یہ حالت قانونی اور قطعی ہے۔ ۳۱- اگست سنہ ۱۹۰۷ء کو روس کے سب سے پہلے نہایت رضاحت کے ساتھ تصدیق کی، کہ خلیج فارس میں انگریزوں کے مصالح مضموم سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ روسیوں کی یہ تصدیق نہایت قیمتی سند ہے، جو انگریزوں کو آزادی ایران کی قربانی کے معارضہ میں ملی ہے۔ ممکن تھا دوسری سلطنتوں کے مصالح کی قربانگاہوں پر جسم اسلام کے اور ٹکڑے چڑھالے جاتے، اور اس طرح ان سے بھی یہ حقوق تسلیم کرائے جاتے، مگر خوش قسمتی سے دولت عثمانیہ موجودہ مصالاب میں مہلا ہو گئی۔ انگلستان اس زریں فرصت سے مصر اور عراق کے متعلق اور صدها فائدوں کے ضمن میں ایک نہایت کھلا ہوا فائدہ یہ اٹھایا کہ دولت عثمانیہ پر ڈپلر میٹنگ دباؤ ڈال کر، اور بعض ارباب نظر کے نزدیک معارفت و مساعدت کی توقع دلا کے کومت پر اپنے حقوق تسلیم کرا لیے، لیکن اسکے بعد جس قدر مدد کی وہ قارئین جرائد سے مخفی نہیں۔ رنی ڈاک عبور لمن کان لہ قلب اراقی السمع و ہوشید۔

سنہ ۱۸۲۰ء میں حکومت ہند کا ایک ملازم اربت میں تھا، اس اثناء میں انگریزوں کے ملاح اور فوج ان بحری ڈاکوں سے سلطان سعید کی حفاظت کیا کرتے تھے، جو ساحل پر حملے کیا کرتے تھے۔

اس قیام کے زمانے میں ان لوگوں کو چھوٹے چھوٹے جزیروں خصوصاً ہرمز میں اترنے کا موقع ملا، مگر مجبوراً واپس آئے، کیونکہ تجارتی غیروہ میں رہے انکے آدمی بہت مرتے تھے۔ اس کے بعد دروہیولین کی یاد کلیۃً یا تقریباً مت گئی، اور لوگ پورٹ سعید اور کویت کے راستے کو بھول گئے۔

ایک اور زمانہ گذر چکا ہے جب کہ انگلستان نے یہ تجویز کی تھی کہ مصر اور ہندوستان میں ریلوے کی تمدید و اجراءے شام اور شمالی بلاد عرب میں اپنا اثر پیدا کرے۔ اب اس تجویز کو اپنی پہلی اہمیت پر حاصل ہو گئی۔

انیسویں صدی میں توسیع استعمار (ملک گیری) کے اعوان و انصار حقیقی آزاد خیالوں کے سامنے پیدا ہوئے۔ ۲۰- مارچ کو سنہ ۱۸۹۲ء میں لارڈ کوفل اور مرسیر ہوفنل نے ایک عہد نامے پر دستخط کیے، جس میں فرانس اور انگلستان نے سا ان مسقط کی خرد مختاری کی حفاظت کا عہد کیا تھا۔ سنہ ۱۸۴۹ء میں فرانس نے سلطان مسقط کے ساتھ تجارتی معاہدہ کیا جس سے اور بھی وابستگی بڑھ گئی۔

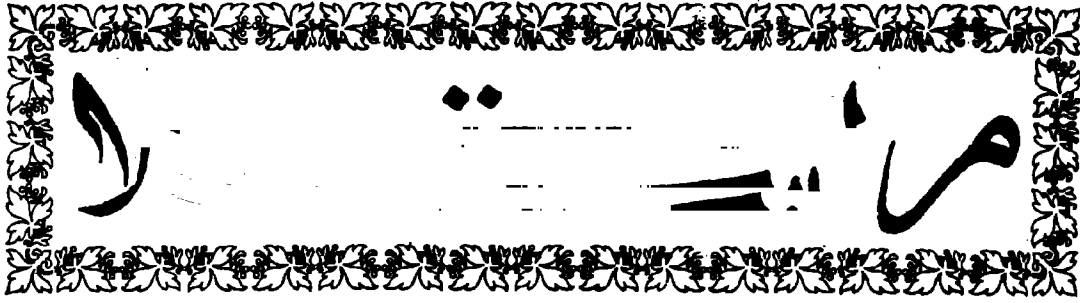
بیسویں صدی کے اوائل میں خلیج فارس نے نئی اہمیت حاصل کر لی، اور مسقط اور کویت دونوں میں سے ہر ایک مشرق میں یورپ کے اور بحر ابیض متوسط میں ایشیا کے تقالچ کے لیے ایک تجارتی دروازہ ہو گیا۔ اس لیے لوگوں کے قافلوں کے اس پرانے راستے کو دوبارہ زندہ کرنے کے متعلق جس پر سے تجارت یورپ اپنا مال و اسباب اونٹوں پر لاد کر لیجاتے تھے، بحث کرنی شروع کی، اور یہ اس طرح نہ یہ لائن وادی دجلہ و فرات کو اسکندرونہ سے ملالے، اور بلاد فارس کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ کر بحر ہند کے ساحل سے مل جائے، ایک دوسری لائن بھائی جائے، یا فارس سے شروع ہو اور پورٹ سعید میں ختم ہوئے ایشیا اور افریقہ کو ملادے۔ یہ تمام لائنیں خلیج فارس کے اس آگے مل جائیں۔ ان وجہ سے خلیج فارس کے جزیرے اور اس کے جنگی قلعے جن کا ہندوستان پر بہت بڑا اثر ہے انگلستان کے لیے ضروری ہو گئے۔

اس لیے انگریزوں نے جن کے تعلقات عمان اور کویت سے سنہ ۱۹۲۲ء اور سنہ ۱۸۰۹ء میں تھے ان اطراف میں اپنے قبضہ کے استحکام کی کوشش کرنے لگے۔ اگرچہ بحرین کے جزائر سنہ ۱۸۷۰ء سے برابر انہی کے ہاتھ میں ہیں۔

مشہور ہے کہ اسمیں انگریزوں کا ہاتھ تھا۔ قیام امن کے لیے انگریزی بحری فوج خشکی میں اتر آئی، اور انگریزی جہازیں نصب کر دیا۔

اس وقت لارڈ کرزن ہندوستان کے گورنر جنرل تھے، انہوں نے مسقط پر اپنے قبضہ کے مستحکم کرنے کے بعد فوراً شیخ مبارک بن صباح امیر کویت سے گفتگو شروع کی، اور یہ طے کیا کہ ایک انگریزی قونصل کویت میں رہے، بلکہ ایک معاہدہ کیا، جسکا مال و مفاد کویت پر انگریزی حمایت پھیلا تھا۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں لارڈ کرزن اور مسٹر بالفور نے تمام یورپ کے سامنے کویت پر انگریزی حمایت کا اعلان کیا۔

دولت عثمانیہ اور امیر کویت میں ہمیشہ نزاع رہتی تھی، یہاں تک کہ دولت عثمانیہ نے ایک تادیبی مہم بھیجی، مگر انگریزوں نے امیر کی تالیف قلب، اپنے نفوذ و اقتدار کی تقریب اور عثمانی حقوق کی تضعیف کے لیے فوج کو امیر سے کسی قسم کا تعرض



ہذا فراق بینہی و بینک

(از مولوی عبد السلام صاحب ندوی)

اگر کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ روح کے بغیر جسم کا وجود قائم رہ سکتا ہے، جوہر کے بغیر بقاے عرض ممکن ہے، تو یہ ایک ایسا دعویٰ ہوگا جس کے اثبات کے لیے تمام قوانین قدرت کو بدل دینا پڑے گا، رکن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا، ندوة العلماء کے ساتھ مولانا شبلی کا تعلق بعینہ روح و جسم اور عرض و جوہر کا تعلق تھا۔

مولانا شبلی نے جب اول اول ندرہ میں قدم رکھا، تو یہ وہ وقت تھا جب لازۃ مکذابل کی گورنمنٹ ندرہ کو پامال کر چکی تھی۔ بانیاں ندرہ نے حیدر آباد و مکہ معظمہ کو اپنا مامن بنا یا تھا۔ ملک یا خود ممبران ندرہ خواب غفلت میں سرشار تھے۔ اس لیے مدت سے جلسہ ہائے سالانہ کبھی گرم بازاری سر ہو چکی تھی۔ مستقل آمدنی معدود تھی، حیدر آباد کا ماہوار سر روپیہ کا وظیفہ، بہارپور کی تین سو سالانہ کی رقم، ندوة العلماء کی وجہ کفاف تھی۔ باقی چندوں کی رقم تھی جو ادھر ادھر سے جہولہ میں پڑ جاتی تھی۔ موجودہ حالت کی نسبت میں نہیں کہہ سکتا، لیکن اس وقت جب اس حالت کو دیکھ کر گورنمنٹ کی چشم عتاب کی سریع السیر گردش پر نظر ڈالی جاتی تھی، تو نظر آتا تھا کہ اسباب و علل کا ایک غیر مربوط سلسلہ ہے، جو علی گڑھ سے شروع ہو کر تمام ہندوستان میں پھیل گیا ہے۔ ندوة العلماء بھی اسی سلسلہ کے پیچ و خم میں ارجھ کر رہ گیا ہے، اس لیے اس صید گرفتار کی رہائی کے لیے مولانا شبلی نے انہی گروہوں کو کھولا۔ منزل پر پہنچنا اسان ہے، دشواری جو کچھ ہے، قطع مسافت [بقیہ پے کالم کا]

خوشتر ہوئی اگر وہ بھی اپنے ہزاروں بھائیوں کی اسی سرزمین میں ہلاک ہو گئے ہوتے، جسکے چہوڑنے پر وہ مجبور کیے گئے ہیں۔ مسٹر روشر کو اسی طرح مظالم کی صحت کا یقین ہے جیسا کہ ٹرانلگر اسکوائر میں ایک لات کے ہونے کا یقین ہے۔ ان مظالم کی ذمہ داری ان کو منجس پر عائد ہوتی ہے، جنکے ساتھ ہمیشہ ایک پادری رہتا تھا، اور ان مظالم کے ارتکاب سے پہلے اور اس کے بعد انکو کیتھرلک مذہب کی رو سے مغفرت عطا کیا کرتا تھا۔

قلت وقت کی وجہ سے مسٹر روشر مذہب کے اس جنگ سے تعلق کے نقطے کو ہاتھ بھی نہ لگا سکے، مگر ان کو امید ہے کہ وہ اپنے نتائج عنقریب مضمون کی صورت میں شائع کریں گے۔

خطبہ کے اختتام پر مسٹر روشر نے تین قرار دادوں کی تحریک کی، جسکی تائید مسٹر شاف صدر جلسہ نے کی تائید کرتے ہوئے مسٹر شاپ نے کہا: معاہدہ لندن پر دستخط کرنے میں عجلت کی اصلی محرک سر ایڈورڈ گریس کی یہ دھمکی تھی کہ اگر انہوں نے دستخط نہ کیے تو وہ مظالم کی وہ رپورٹ شائع کر دینگے جو برطانیہ توصل نے بھیجی ہے۔ خفیف مباحثہ کے بعد قرار دادیں طے ہو گئیں، اور جلسہ برخاست ہوا۔

یہ ابھی مشکوک ہے، لیکن اس نرم کن طریقہ پر جو کچھ کیا گیا وہ دیر پا نہیں ہو سکتا۔

پروفیسر اسپنسر رلیکسنس نے ایک دفعہ کہا تھا کہ "تمام بین المللی سوالات حل ہو سکتے ہیں مگر ٹارپ ڈارگ (چوٹی کا کٹا) کا سوال غیر منحل ہے، مسئلہ مشرقیہ ایک چوٹی کے کٹے کا نہیں بلکہ چوٹی کے کٹوں کا ایک سوال ہے اور یہی وجہ ہے کہ ڈیپلومیسی اس کے آگے مسکین صورت بناتی ہے" جنوبی مشرقی یورپ کا تصفیہ سلافی اور یونانی اخرت کے مسیحی تحمل کی روح میں ایک خواب ہے۔ یہ ایسے جذبات ہیں جو گروہوں کے مصالح سے زیادہ مضبوط ہیں، اور بلقان ہمیشہ ان سے لبریز رہا ہے۔ اپنی تمام تاریخ میں اس آتش فشاں ملک کا امن ٹارپ ڈارگ کا امن رہا ہے۔ یہاں بلغاریہ سربوں، یونانی، اور آخر میں عثمانی شاہنشاہی رہ چکی ہوگی، اور جب تک زوال کا وقت نہیں آیا ہر ایک نے امن کو اچھی طرح بلکہ کار آمد طور پر قائم رکھا، مگر ایک ایسا امن جس کی بنیاد مختلف اور آزاد قومیتوں پر ہو جن میں سے ہر ایک اپنے ہی حدود کے اندر لڑتی بہرتی رہتی ہو، کبھی نہیں قائم رہ سکتا ہے۔

ہر ایک شاہنشاہی کے سقوط کے پیچھے بے ترتیبی آتی ہے، اور دامن صرف نئے ٹارپ ڈارگ کے ظہور پر آیا ہے۔ یہ ہے بلقانی تاریخ کا سبق اور اسی سبق کی روشنی میں موجودہ پیچیدگیوں کا انتظام کرنا چاہیے۔

تم خود مختار قومیتوں کی بنیاد پر ایک باقاعدہ حالت محفوظ نہیں رکھ سکتے۔ اس کے دو سبب ہیں۔ اولاً قومیتیں خود اتفاق نہیں کرینگی۔ ثانیاً ان کو متفق کرنے کے لیے کولی بیرونی کوشش روس اور آسٹریا اور ان کے ذریعے سے شاید تمام یورپ کو میدان میں لا کے کارزار جنگ کے رقبے کو وسیع کر دیگی۔

میرے نزدیک ان پیچیدگیوں کے انتظام کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کو سختی کے ساتھ چہوڑ دیا جائے، اور دوسرے ٹارپ ڈارگ کا انتظار کیا جائے۔ وہ انجام کار آلیکا خواہ ہم کچھ ہی کریں، اور ہم اپنے آپ کو مصیبت کی ایک بڑی مقدار سے محفوظ رکھ سکیں گے اگر ہم اس کو آنے دیں گے۔



مقدونیہ کی سرگذشت

نبر ایست ۱۱ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

۴ - جولائی کو "ترکی اور مقدونیہ کے چند ضروری مسائل" کے زیر عنوان چارلیس روشر نے انسٹیٹوٹ آف جرنلسٹ کے ہال میں لائیڈز کے ذریعے سے ایک لیکچر دیا۔ مسٹر روشر نے حاضرین کی توجہ مقدونیہ کی موجودہ حالت کی طرف متوجہ کی اور ترکی حکومت آٹھنے کی تعبیر "بد سے بدتر حالت میں تغیر" سے کی۔ انہوں نے کہا کہ یورپ کے سامنے نہایت ضروری مسئلہ ان ۲ - لاکھ ترکوں کی فکر کا جو ایشیائے کوچک آگ آئے ہیں۔ انکی حالت

کتابیں قدیم اور نایاب اور ایک معتدبہ ذخیرہ عربی کتابوں کا عنایت فرمایا۔ امیٹھی (لکھنؤ) سے ایک مختصر کتب خانہ ندرہ میں اگر شامل ہوا۔ انجمن دائرۃ المعارف حیدر آباد نے بھی اپنی تمام مطبوعہ کتابیں دیں، اسکے علاوہ اور بھی لوگوں نے چھوٹے چھوٹے کتب خانے وقف کیے۔ قیمت سے الگ کتابیں خریدی گئیں۔ غرض انکے زمانے میں ندرہ کا کتب خانہ ایک وسیع، نادر، بیش قیمت خزانہ کتب بن گیا، اشاعت علم کا ذریعہ طالباء ہیں۔ مولانا مصروف سے پہلے ایک طالب العلم بھی ایسا نہ تھا جو شائق تحقیقات علمیہ کا راغب ہو، علمی ذوق رکھتا ہو، کتب ہیں ہو، ضروریات و مقتضیات زمانہ سے آشنا ہو، مقرر ہو، انشا پرداز ہو، عربی زبان میں کامل مہارت رکھتا ہو۔ مولانا مصروف کے زمانے میں متعدد لوگ ایسے پیدا ہو گئے جو ان خوبیوں کا مجموعہ ہیں، اور انکا مغنی اثر دارالعلوم سے نکل کر ہندوستان میں پھیل رہا ہے۔ مذہبی کاموں کے سلسلہ میں انہوں نے اشاعت اسلام کا صیغہ متعدد بار اپنے ہاتھ میں لینا چاہا، لیکن شاہ سلیمان صاحب نے اپنے آپ کو مجسم اشاعت اسلام ثابت کر کے یہ صیغہ انکے ہاتھ سے لے لیا، تاہم انہوں نے اس سلسلہ میں ایک ایسی خدمت انجام دی، جو ابدالباد تک مسلمانوں کو اپنا زہر بار احسان رکھتی ہے۔ تمام مسلمان معترف ہیں کہ وقف علی الاولاد کا قانون ایک ایسا قانون ہے، جسکے بغیر مسلمانوں کی جائداد کا تحفظ نہیں ہو سکتا، یہ ایک خاص مذہبی مسئلہ تھا، جسکو حکام یورپی کونسل نے باطل کر دیا تھا۔ مولانا مصروف نے ندرہ کے جلسہ سالانہ میں اسکا رزلوشن منظور کرایا، اسکے بعد نہایت سرگرمی سے اسکے متعلق کارروائی کی، جسکا نتیجہ آج قوم کے سامنے ہے۔

یہ مولانا شبلی کے کارناموں کا اثباتی پہلو ہے، رجوع اگرچہ عدم پر تفضیلت رکھتا ہے، لیکن انکے فضائل کا سلبی پہلو اس سے بھی زیادہ روشن و نمایاں ہے۔ نواب محسن الملک نے اصرار کیا کہ آؤ تین سو روپیہ ماہوار لو، مکان و فرنیچر کالج سے دیا جائیگا، مولوی عزیز مرزا نے سات سو روپیہ پرنٹنگ پریس عزم مشرقیہ مقرر کرنا چاہا، بیگم صاحبہ بھرپال نے بھرپال میں قیام کی خواہش کی، لیکن لا اور کلا کے مختصر الفاظ نے ان تمام مطامع کا سدباب کر دیا، کیوں اسلیے کہ انکو دولت کی نہیں، جاہ کی نہیں، شہرت کی نہیں، صرف ندرہ کی ضرورت تھی، لیکن انسوس کہ اب ندرہ کو انکی ضرورت نہیں۔

دعوة الہلال

(از حریرہ الہلال نمبر ۱۱۲۵)

اپکا اخبار الہلال مورخہ ۲۱۔ جمادی الاخریٰ مطالعہ سے گزرا مولوی عبد اللہ صاحب (مجددی) کے اعتراضات مضامین نظر سے گذرے۔ جواب دہی کی زحمت جناب نے مفت گزارا فرمائی۔ میرے خیال میں اس سوال و جواب میں ایک وقت عزیز کے ضائع ہونے کا گمان ہے۔ جو مسیحائی ایک قریب الی المرت قوم کے حق میں آپ کو رہے ہیں صرف اسی میں مصروف رہیے۔ اس قسم کی بحثیں بد قسمت قوم کے لیے مغل و مانع بہود ہیں۔ اندنوں اسلامی حادثات جیسے کچھ گذرے پیش نظر ہیں، غالباً اس سے ایک مسلمان بھی بے خبر نہیں۔ اسکی چارہ جہلی میں جناب نے خواب و خور و آرام و راحت بالائے طاق رکھ دیا ہے، اللہ تعالیٰ اس سعی میں برکت دے، اور نتیجہ خیر ظہور پذیر ہو۔ میں کسی طرح اس لائق نہیں کہ مہیرانہ کسی مضمون کی طرف آپ کو توجہ دلاؤں۔ فقط مقصود اظہار خیال تھا، جسکو پیش خدمت جناب کیا گیا، آپ کے لطف عظیم سے امید ہے کہ درج اخبار فرما کر معذرت فرمائیں گے۔

میں ہے، اسلیے ان کا اصلی کارنامہ یہ ہے، کہ انہوں نے گورنمنٹ کی پیشانی کے بل کن کن تدبیروں سے نکالے، لیکن اسکی تفصیل اس مختصر مضمون میں مشکل اور غیر ضروری ہے۔ نتیجہ کی عظمت خود اپنے مقدمات کی عظمت کا بدیہی ثبوت ہے۔ بالآخر ان کوششوں کا نتیجہ جلسہ سنگ بنیاد میں پبلک کر نظر آیا، اور ۶۔ ہزار سالانہ اید کی صورت میں بالاستقلال نظر آنا ہے۔ اولکے زمانے میں جلسہ ہائے سالانہ کا ہنگامہ دوبارہ گرم ہو گیا۔ بنارس، دہلی، لکھنؤ میں جو جلسے ہوئے، ان میں جو اہم رزلوشن پاس ہوئے، بنارس میں علمی نمائش جس وسیع پیمانے پر ہوئی، ہز ہالٹنس سر آغا خاں جس ترک و احتشام کے ساتھ ندرہ کی عمارت کے ملاحظہ کے لیے تشریف لائے، سید رشید رضا نے جلسہ ندرہ کی جو صدارت قبول کی، وہ تمام تر مولانا مصروف کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ تھا، جو ندرہ کی شہرت کا طغرائے زریں بن گیا۔ مالی حیثیت سے ندرہ نے استقدر ترقی کی کہ دارالعلوم ندرہ جو مولانا مصروف کی زیر معتمدی تھا، عام چندوں کا محتاج نہ رہا۔ گورنمنٹ اید سے الگ، بیگم صاحبہ بھرپال نے دھالی سر روپیہ ماہوار کی رقم مقرر فرمائی۔ نواب صاحب رامپور نے پانچ سو سالانہ منظور فرمائے، راجہ صاحب جہانگیر آباد نے ۶۔ سو سالانہ کی رقم عنایت کی۔ ان کے علاوہ متفرق وظیفے تھے، جو ان کے درست احباب عطا فرماتے تھے۔ ان تمام مستقل آمدنیوں میں، بجز مولانا مصروف کے کسی معتمد یا ممبر ندرہ کی سعی و اثر کو مطلق دخل نہیں۔ وہ حیدر آباد سے بھی مالی مدد حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف تھے، اگر مولوی عزیز مرزا صاحب کا ناگوار معاملہ پیش نہ آگیا ہوتا، تو یہ کوشش بھی اب تک بارور ہو جاتی۔ بہار لہور کی ۵۰۔ ہزار کی رقم اگرچہ مولانا غلام محمد شملوی کی کوششوں کا نتیجہ ہے، لیکن اس کے علاوہ بورڈنگ کے لیے تقریباً ۲۰۔ ہزار کی جو رقم جمع ہوئی، وہ مولانا مصروف کی احاطہ اثر سے علاحدہ نہیں ہو سکتی۔ متفرق چندے اگرچہ وکلاء کے ذریعہ سے جمع ہوتے رہے، لیکن انہوں نے اپنے زمانے میں نہایت موثر رفود مرتب کیے، جو ان کی سرپرستی میں مختلف جگہ بھیجے گئے۔ پشاور، شملہ، کوہاٹ، راولپنڈی، امرت سر وغیرہ کے رفود اس سلسلہ میں خاص اہمیت رکھتے ہیں، ان رفود کو مولانا مصروف نے اپنی بلند ہمتی سے روپیہ جمع کرنے کے بجائے، مقاصد ندرہ کی اشاعت کا بہترین ذریعہ قرار دیا تھا، لیکن معجز یہ نہ بھولنا چاہیے کہ میں ندرہ اور مولانا شبلی کے کارناموں پر بحث کر رہا ہوں۔

بے شبہ ندرہ کو بھی فائدہ کی ضرورت ہے، وہ ایک وسیع عمارت کا بھی محتاج ہے، اسکو ایک خوشنما بورڈنگ بھی درکار ہے، لیکن یہ چیزیں اس کے تاج کا طرہ نہیں ہو سکتیں۔ اس کے مناقب و فضائل، علم و مذہب کی اشاعت تک محدود ہیں، اسلیے ہم کو بتانا چاہیے کہ مولانا شبلی نے اس سلسلہ میں کیا کیا۔

اشاعت علم کا مستقل اور وسیع ذریعہ کتب خانہ ہے، ندرہ کو مال غنیمت کی طور پر ایک معقول کتب خانہ شاہ جہاں پور میں مل گیا تھا۔ ارکان ندرہ اسی فقرے نشے میں سرشار تھے، کسیکو اسکی ترقی اور کتب خانہ کے جمع کرنے کا خیال نہ تھا۔ مولانا مصروف نے اسکی طرف خاص توجہ کی، خود اپنا بیش قیمت کتب خانہ جو کتب ندرہ کا مجموعہ تھا، وقف کر دیا۔ نواب علی حسن خان نے بھی ازہمی کی تحریک سے اپنا کتب خانہ عنایت فرمایا، نیز سکندر نواز جنگ (پٹنہ) اور عماد جنگ (حیدر آباد) نے اپنے اپنے کتب خانے مولانا ہی کے اثر سے ندرہ کو ہبہ کیے۔ انگریزی کی کتابیں نہ تھیں، نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی نے بہت سی انگریزی

۱۱۵ اللہ ایچ اسلمہ دن

ہل بعد هذا الفل تسکتون ؟



جامع سلیم ادرنہ میں بلغاریا اور سرربی نوج کے رجوش و بربرہ ایچ غلیظا اور کل آلود جوترون سمیت داخل ہوئے ہیں ۔
اور مہجرات و معتبر کے قریب کھڑے ہو کر چہمت کے نقش و نگار کو معتبرانہ دیکھ رہے ہیں ۔

تکلی الحیۃ ؑ البیضاء من اسف * کما تکی لفراق الالف ۛۛۛ ان
حلی المعناریب تکی رہی جامدۃ * حتی انما برنورنی رہی عیدان
لمثل هذا یعدوب القلب من کمد
ان کن فی القل ۛۛۛ اسلم و ۛۛۛ ان



۱۰۔ موهنی کسم تیل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اس کے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی و ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کثرت چہانت کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بھرا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے۔ لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمائش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متمدد نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنا پر یہ ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی روایتی تیلوں کو جانچ کر "موہنی کسم تیل" تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد ملی ہے بلکہ مرجمدہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جس کے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا۔ یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیر پا ہونے میں لاجواب ہے۔ اس کے استعمال سے بال خوب گھنے آگئے ہیں۔ جوڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درہر سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اس کی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے۔

تمام درو فروشن اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ معصودہ اک -

۱۸۸۰ء ۱۰۰۰ روپے

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجھا کر ہیں، اس کا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانہ ہیں اور نہ ڈاکٹر اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پٹنہ دوا اڑا، قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آ سکتی ہے۔ ہمدہ خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزار ہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی

ہیں تاکہ اس کے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے۔ معصوم مسرت خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اس کی بدولت بچ رہی ہیں اور دوسرے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پُرانا بخار - مرمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار جسمیں دم جگر اور طحال بھی لاحق ہو، یا وہ بخار جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہے۔ سردی سے ہو یا گرمی سے۔ جنگلی بخار ہے۔ یا بخار میں دم سر بھی ہو۔ کالا بخار۔ یا آسامی ہو۔ زرد بخار ہو۔ بخار کے ساتھ کللیاں بھی ہو گئی ہوں۔ اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو۔ ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے، اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجئے تو بہرک ہو جاتی ہے اور تمام اعضا میں خیر صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آ جاتی ہے، نیز اس کی سابق تندرستی از سر نو آ جاتی ہے۔ اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹرتے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاهلی رہتی ہو۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو۔ تریہ تمام شکایتیں بھی اس کے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں۔ اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں۔

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام درکندازوں کے ہاں سے مل سکتی ہے

۱۹۰۱ء درو فروشن
ایچ۔ ایس۔ عبد الغنی کیمسٹ ۲۲۰ ۷۳
کولر ٹولہ اسٹریٹ۔ کلکتہ

فوری م دوا

اس نام ۲ ایک ہندہ در ۵ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ء سے راولپنڈی سے نکلتا شروع ہوا۔ اسکا ایڈیٹوریل سٹاف پرانی رٹلی تعلیم کے بہترین نمونوں کا مجموعہ ہوا۔ اس اخبار کو کسی خاص شخص یا فرقہ کی ذاتی ہجری یا فضول خوشامد سے کلیہ پرہیز ہوا۔ مگر ساتھ ہی وطن اور اہل وطن کے فائدہ کیلئے جائز نکتہ چینی سے بھی باز نہیں رہیگا۔ اسکا مسلک آزادہ روی کے ساتھ صلح کل ہوگا۔ اسکا دستور العمل :

ایمان کی کینکے ایمان ہے تو سب کچھ
یہ اخبار ۱۸-۲۲ کے چوتھائی حصہ پر کم از کم ۱۶ صفحوں کا ہر ماہ کی ۵-۱۲-۲۹ اور ۲۹ کو شائع ہوا کریگا۔
چونکہ اہل وطن کی قدرانی سے اخبار نسیم ہند کا پہلا پوجہ ۲۰۰۰ شائع ہوا۔ اسلیے تاجر صاحبان کیلئے اچھا موقعہ ہے۔ کہ وہ اشتہار بیچ کر فائدہ اٹھادیں۔ ہمسو صوبہ سرحدی - پنجاب اور ہندوستان کے ہر گاؤں اور شہر کے نامہ نگاروں کی بھی ضرورت ہے لائق نامہ نگاروں کو اخبار مفت دینے کے علاوہ اجرت بھی معقول دیجاوگی (اخبار کی قیمت سالانہ ۲ - روپیہ ۸ - آنہ)
درخواستیں بنام منیجر "اخبار نسیم ہند" راولپنڈی (پنجاب)



درمصلوب صورت مضبوط پتھر وقت ہر ایر چلنے والی گھڑیوں کی ضرورت اگر بے توجہ نگاہیں گارنٹی ۱۹ سال گارنٹی ایک سال
پیشی دی گئی میں مذکور گھڑیوں کے علاوہ ہر قسم کی گھڑیاں فرمائش آنے پر روانہ ہوں گی

۱۸۔ سائز نمبر ۱۵ روپے میں ایک مرتبہ کبھی دیجائے گی چاندنی سنگ کیس وقت ذیل کیس ۱۹ سال گارنٹی ایک سال
۱۵۔ سائز چاندنی ذیل کیس کروا لیزر فرزند شہرت میں ثانی نہیں رکتی سلندریہ ۱۹ سال گارنٹی ایک سال
۱۴۔ سائز ایسٹ اینڈ لاجیو ریلوے میں گاؤں و دیور کے لئے سلو کیس نور پور بارہ آنہ لیزر ۱۹ سال گارنٹی ایک سال
نوٹ کیس میں رکھنا منظور ہوتا تو میں دس یا بارہ سال کی گارنٹی دیکھتا ہوں

ایم۔ اے شکو رائیڈ کو ۱۵ روپے میں اسٹریٹ ڈاکٹرانہ دھڑلا کلکتہ

ايدى بئر الهلال

زندگی کا لطف آنکھوں کے دم تک ہے۔ پھر آپ اس کی حفاظت کیوں نہیں کرتے، غالباً اس لیے کہ قابل اعتماد اصلی و عمدہ پتھر کی عینک کم قیمت پر آسانی سے نہیں ملتی، مگر اب یہ دقت نہیں رہی۔ صرف اپنی عمار اور دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمانے پر جو عینک ہمارے ڈاکٹر دہا کی تجویز میں تھریگی بذریعہ وی۔ پی آر سال خدمت کیجائیگی یا اگر ممکن ہو تو کسی ڈاکٹر سے امتحان کرا کر صرف نمبر دیجائیں۔ اس پر بھی اگر آپ کے موافق نہ اے تو بلا اجرت بدل دیجائیگی۔

نمبر ۱۵/۱ دین استریٹ - ڈالخانہ ویلسلی - کلکتہ

۱۰ معلوم کرنیکا شوق ہر توحیدم جاماسب کی نایاب کتاب جاماسب نامہ کا ترجمہ منکا کر دیکھیے جو ملا محمد الواحدی الہدیٰ نظام المشائخ نے نیاہست فصیح اور سلیس اردو میں کیا ہے ۔ پانچ ہزار برس پہلے اسمیں بعضاں نجوم و جفر آجک کی بابت جسقدر پیشینگوئیاں لکھی گئی تھیں وہ سب ہو بہو پوری اتریں مثلاً بعضاں آنحضرت صلعم ۔ معرکہ کربلا ۔ خاندان تیموریہ کا مروج و زوال وغیرہ وغیرہ ۔ قیمت تین آنے ۔

المشتر من مدير رسالة نظام المشائخ و درویش پریس ایجنسی دهلی

أصل عرق كافور

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی کی وجہ سے پتلے دست پٹ میں درد اور قے اکثر ہوجاتے ہیں۔ اور اگر اسکی حفاظت نہیں کر لی تو تر ہیضہ ہو جاتا ہے۔ بیماری بڑھ جانے سے سنبھالنا مشکل ہوتا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل عرق کانور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھ کر۔ ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں جاری ہے، اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کر لی دوسری دوا نہیں ہے۔ مسافرت اور غیر وطن کا یہ ساتھی ہے۔

قیمت فی شیشی ۴۔ آنہ ڈاک معصوم ایک سے چار شیشی تک ۵۔ آنہ۔

ڈاکٹر ایس کے برمن - نیشنل ٹرانسپارینڈنس اسٹریٹ کلکتہ

اردو میں ہندو حقان اور انگریزی میں یورپ امریکہ و جاپان وغیرہ ممالک میں زندہ مصلوب اسم کی صحیح تصویر پیش کر کے والا - معصوم نبی علیہ السلام کی پاک نگاہوں کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلانی گئی ہیں - اس کا دور کر کے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے والا یہی ایک درجہ ہے جس کو درست فہم دنیا کے سامنے پیش کر کے قابل سمجھا ہے - اس رسالے کے متعلق چند ایک راؤں کا اقتباس حسب ذیل ہے :-

البيان لکھو۔ ریویو اٹ ریویجنز ہی ایک ہرجہ ہے جس کو خالص اخلاقی ہرجہ کہنا صحیح ہے۔ عربی میں السار اور اردو میں ریویو آف ریویجنز سے بہتر ہرجہ کسی زبان میں شائع نہیں ہوئے۔ اس کے زور اور مضامین پر علم و فضل کو لازم ہے۔

کریسٹن اور پول - ریویو آف ویلیجنز کا پروجیکٹ دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا ہے۔ ہمارے لیے کریسٹن نے اللہ علیہ رحم کی تعریف کے متعلق جو جامل مسیاتی الزام لگایا کرتے ہیں - اس کی تردید میں نہایت ہی فائدہ مند مضامین اس میں لکھا گیا ہے۔ ہمیں یہ امید ہے کہ ہمارے قارئین اس سے بہت زیادہ فائدہ اٹھائیں گے۔

تقریباً - صاحب امریکہ - میں یقین کرنا ہیں کہ یہ حال دنیا میں مذہبی خیالوں کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نیا ہیئت، زیر سے طاقت ہوگی۔ اور یہی حال ان لوگوں کے دور کرنے کا فربہ ہوگا۔ جو جہالت کے پھالی کے لیے ہیں۔

ریور آف ریورز - لندن - مٹری معامہ کے باقیہیں کو جو معامہ اعظم کے راجہ ملاح فو کے مضمون سے دلچسپی رکھتے ہیں چاہیں گے ریور آف ریورز

[illegible]

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا إِنَّا بِكُمْ رَاكِبُونَ
لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا إِنَّا بِكُمْ رَاكِبُونَ

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا

ایک ہفتہ وار مضمون رسالہ

میر رسول بخش صاحب

احمدی لکچر ہاؤس لاہور

مقام اشاعت
۱-۲ مکلاؤڈ اسٹریٹ
کراچی

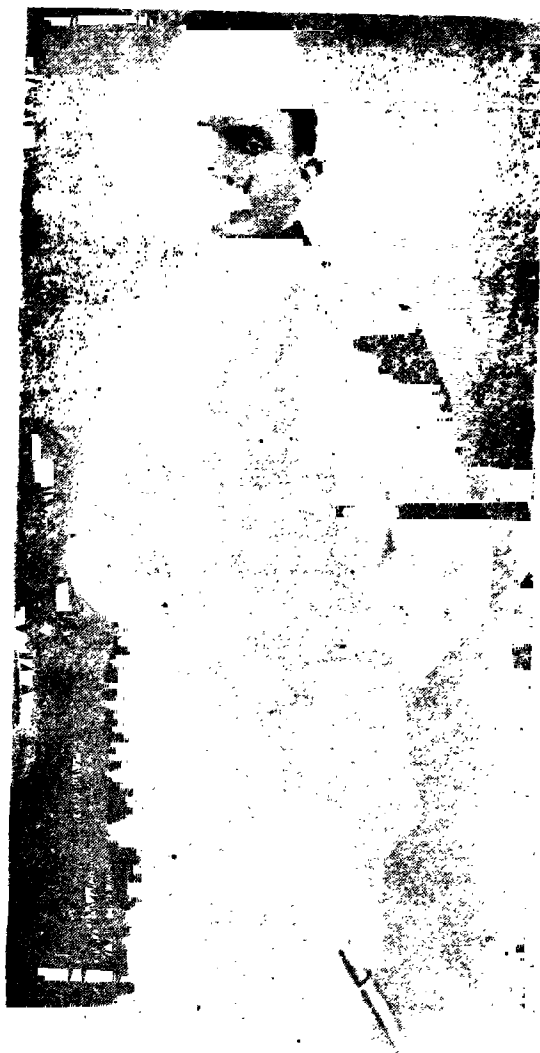
قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲

تاریخ: چار شنبہ ۱۰ رمضان ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, August 13, 1918.

نمبر ۷



سلاخی لین آہ

قیمت ۱۰ روپیہ

بصائر

ایک ماہوار دینی و علمی مجلہ

جس کا

اعلان پہلے ”البصائر“ کے نام سے کیا گیا تھا۔

وسط شوال سے شائع ہونا شروع ہو جائیگا

ضمانت کم از کم ۶۳ صفحہ - قیمت سالانہ چار روپیہ مع معصور -

خریدار الہلال سے : ۳ - روپیہ

اسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن حکیم اور اس کے متعلق تمام علوم و معارف پر تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے۔ اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کرے، جن کی وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز تعلیمات قرانیہ سے نا آشنا ہوتا جاتا ہے۔

اسی کے ذیل میں علوم اسلامیہ کا احیاء، تاریخ نبویہ و صحابہ و تابعین کی تاریخ، آثار سلف کی تدوین، اور اردو زبان میں علوم مفید، حدیث کے تراجم، اور جرائد و مجلات یورپ و مصر پر نقد و اقتباس بھی ہوگا۔ تاہم یہ امر ضمنی ہونگے، اور اصل سعی یہ ہوگی کہ رسالے کے ہر باب میں قرآن حکیم کے علوم و معارف کا ذخیرہ فراہم کرے۔ مثلاً تفسیر کے باب میں تفسیر ہوگی، حدیث کے باب میں احادیث متعلق تفسیر پر بحث کی جائیگی۔ آثار صحابہ کے تحت میں تفسیر صحابہ کی تحقیق، تاریخ کے ذیل میں قرآن کریم کی تفزیل و ترتیب و اشاعت کی تاریخ، علوم کے نیچے علوم قرانیہ کے مباحث اور اسی طرح دیگر ابواب میں بھی وہ موضوع رحید پیش نظر رہیگا۔

اس سے مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے سامنے بدفعہ واحد قرآن کریم کو مختلف اشکال و مباحث میں اس طرح پیش کیا جائے کہ عظمت کلام الہی کا وہ اندازہ کر سکیں۔ و ما توفیقی الا باللہ - علیہ توکلت والیہ انیب۔

القسم العربی

یعنی ”و البصائر“ کا عربی ایڈیشن

وسط شوال سے شائع ہونا شروع ہو جائیگا

اور

جس کا مقصد رحید جامعہ اسلامیہ، احیاء لغۃ اسلامیہ،

اور ممالک اسلامیہ کے ایسے مسلمانان ہند کے جذبات

و خیالات کی ترجمانی ہے۔

الہلال کی تقطیع اور ضمانت

قیمت سالانہ مع معصور ہندوستان کے لیے : ۲ - روپیہ ۸ - آنہ

ممالک غیر : ۵ - شلنگ

درخواستیں اس پتہ سے آئیں :

نمبر (۱۴) - مکتبہ اسلامیہ - کلکتہ

ہمارا دعویٰ ہے کہ جتنے خضاب اسوقت تک ایجاد ہوئے ہیں، ان سب سے خضاب سیدہ تاب بڑھکر نہ نکلے تو جو جرمانہ ہم پر کیا جائیگا ہم قبول کرینگے۔ دوسرے خضابوں سے بال بھرے یا سرخی مائل ہوتے ہیں۔ خضاب سیدہ تاب بالوں کو سیاہ بھرنا کر دیتا ہے۔ دوسرے خضاب مقدار میں کم ہوتے ہیں۔ خضاب سیدہ تاب اسی قیمت میں اسقدر دیا جاتا ہے کہ عرصہ دراز تک چل سکتا ہے۔ دوسرے خضابوں کی ہونا گوار ہوتی ہے۔ خضاب سیدہ تاب میں داپسند خوشبو ہے۔ دوسرے خضابوں کی اکثر در شیشیاں دیکھنے میں آتی ہیں، اور دنوں میں سے دو مرتبہ لگانا پڑتا ہے۔ خضاب سیدہ تاب کی ایک شیشی ہوگی، اور صرف ایک مرتبہ لگایا جائیگا۔ دوسرے خضابوں کا رنگ دو ایک روز میں پھیکا پڑ جاتا ہے، اور قیام کم کرتا ہے۔ خضاب سیدہ تاب کا رنگ روز بڑھتا جاتا ہے، اور در چند قیام کرتا ہے۔ بلکہ پھیکا پڑتا ہی نہیں۔ کہوتیاں بھی زیادہ دنوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ دوسرے خضابوں سے بال کم اور سخت ہوجاتے ہیں۔ خضاب سیدہ تاب سے بال نرم اور گنجان ہوجاتے ہیں۔ بعد استعمال انصاف آپ سے خرد کہلائیگا کہ اسوقت تک ایسا خضاب نہیں ایجاد ہوا۔ یہ خضاب بطور تیل کے برش یا کسی اور چیز سے بالوں پر لگایا جاتا ہے۔ نہ باندھنے کی ضرورت نہ دھوئیکی حاجت۔ لگانے کے بعد بال خشک ہوئے کہ رنگ آیا۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ زیادہ کے خریداروں سے رعایت ہوگی۔ معصور داک بذمہ خریدار۔ ملنے کا پتہ :

کارخانہ خضاب سیدہ تاب کٹر، دل سنگھ - امرتسر



Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly .. 4-12.

الْهَيْلَالُ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

پیرسول برخصوصی
محمد کمالی کلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱ - مکلود اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
شامی ۴ روپیہ ۱۲

جلد ۲

۷۰: ۱۰: ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, August 13, 1918.

مالا بد ۵

ہفتہ

اعانہ مظلمان کانپور

کانپور کے مقدس فرزندان اسلام جو شہید ہوئے ان کی پاک
روحیں خدا کے حضور میں پہنچ چکی ہیں، جہاں نہ مسٹر ڈالمر کو
قتل عام کی دسترس ہے، نہ مسٹر کم کو شعائر اللہ کی بے حرمتی
کا موقع حاصل ہے، نہ پولیس کو بے گناہوں کے گھروں میں گھس کر
انہیں پابہ زنجیر کرنے کا حق ہے :

بشر ہم ربہم برحمۃ منہ
رفوان رحمت لم فیہا
نعیم مقیم خالدين فیہا
ابدأ ان ال ال
عندہ اجر عظیم
شہ اللہ کے ہاں اجر و ثواب کا بڑا ذخیرہ
(۱۹:۹)

موجود ہے -

لیکن شہیدوں کے اہل و عیال جن کے گہرائے تو خدا ہی رحمت
سے مٹھ رہے ہیں مگر اس رقت نظر ابتلا عین ہونے کی
وجہ سے عوام میں مٹھ رہے ہیں۔ ان کی حالت
عام نصرت و تعاون کی حاجت مند ہے۔ جو لوگ اپنے گھروں سے گرفتار
کر کے قید کیے گئے ہیں وہ اور بھی قابل رحم ہیں۔ ۱۰ - اگست
سنہ ۱۹۱۳ء کو میں خود مجسٹریٹ کانپور سے ملنے گیا کہ مجھے زندان
کانپور کے ان گرفتاران بلا سے ملنے کی اجازت دی جائے جو شہادت
مسجد کے سلسلے میں پا بزنہیر ہوئے ہیں۔ مجسٹریٹ نے اس کو
منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ ۱۱ - اگست کو میں نے لفٹڈ کورٹ
صوبہ متحدہ کو تار دیکر خراستگاری کی کہ یا تو میری درخواست
قبول ہو یا وجہ انکار سے اطلاع دی جائے۔ مجسٹریٹ نے کانپور
میں میرا قیام بھی جائز نہ رکھا، اس سے ظاہر ہے وہ مظالموں
کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے

مسلمانوں میں اگر غیرت باقی ہے تو عام چاندے سے اس مسئلے
کو حد تک پہنچالیں۔ میں اس فنڈ میں سو روپے کی ناچد
رقم پیش کرتا ہوں۔

۲	شذرات
۳	لنصر علی ما اذیقونا
۴	مقالۃ افتتاحیہ
۵	ہفتہ جنگ
۶	مشہد اکبر
۷	مقالات
۸	الذکر و العرب
۹	ذائق و حقائق
۱۰	تیسرات مرم
۱۱	شہن عثمانیہ
۱۲	جزائر ایجین
۱۳	واقعات عمان
۱۴	مراسلات
۱۵	دعوت الہلال
۱۶	الہلال کی اشاعت عمومی
۱۷	تاریخ حسیات اسلامہ کا ایک رزق
۱۸	زراعت مہاجرین
۱۹	اسلام
۲۰	فہرست انعامات
۲۱	فہرست زراعت مہاجرین عثمانیہ [۹]
۲۲	تصویر : انور بے
۲۳	صفحہ خاص

کامریٹ و ہمدردی کی ضمانت

حکام اپنے ضعف کی بندش زبان شکایت کی بندش سے کر رہے
ہیں، ظلم ہو، جور ہو، ستم ہو، کچھ بھی ہو مگر ان کی یہی
خواہش رہتی ہے کہ عام نظریں ان واقعات کو دیکھیں، عام سماعتیں ان
حوادث کو سنیں، عام دماغ ان کے نتائج سے اثر پذیر ہوں، لیکن نہ
زبان پر کوئی لفظ آئے، نہ قلم سے کوئی حرف نکلے۔ امتثال میں اگر
تغلف ہوا تو تعزیر و تعذیب کی پہلی قسط ضمانت سے شروع ہوگی
جو اس ہفتے میں کامریٹ و ہمدرد (دہلی) سے دو ہزار روپے کی
مقدار میں لی گئی ہے۔ قاریین الہلال و زمیندار و مسام گزٹ کا
فرض ہونا چاہیے کہ اس مقدار کو اپنے مخصوص چندوں سے فراہم
کریں۔ میں اس فنڈ میں ایک سو روپے نذر کرتا ہوں۔

شہزادہ

لنصبرن علی ما اذیتہمونا (۹:۱۴) و ان عدتم عدنا (۸:۱۷)

و الذین ینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ ر یقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ر یفسدون فی الارض ارلئک لہم اللعنة ر اہم سر الدار (۲۰: ۱۳)

ولا تحسبن اللہ غافلًا عما یعمل الظالمون انما یؤخرہم لیوم تشخص فیہ الابصار مہطعین مقنعی روسہم لا یرتد الیہم طرفہم ر انکد تہم ہوا (۳۱: ۱۴)

و ان کادرا لیستفزرنک من الارض لیخرجک منہا ر اذ لا یلبثون خلافک الا تلیلا (۶۶: ۱۷)

ایک زمانہ رہ تھا جب ہندوستان میں شرع اسلام کی حکومت تھی، احتساب جاری تھا، قانون شریعت کی پابندی فرض تھی، سلطنت کا مذہب اسلام تھا، اور اسلام ہی کے مطابق معاملات و مقدمات کے فیصلے ہوتے تھے، شرع اسلام کا حکم تھا کہ کوئی فیصلہ جو مسلمان قاضی کی عدالت سے صادر نہ ہوا ہو نافذ الاثر نہیں ہو سکتا۔ مسلمان نہ اس پر عمل کرنے کے پابند ہیں اور نہ اس کو فیصلہ قطعی مان سکتے ہیں، مدت ہر لمبی استبداد کا خرد فراموشی تعکم مسلمانوں کے دلوں سے تو اس حکم کو فراموش کرا چکا ہے، لیکن ہنوز ”مسلمانی در کتاب“ باقی ہے، اور عام کتب فقہیہ میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔

شاہ عالم پادشاہ دہلی نے بنگال و بہار و آریسہ کی سلطنت جب انگریزوں کو تفویض کی تھی تو عطاے دیوانی و نظامت کے لیے جو معاہدہ تحریر ہوا تھا اس کی ایک خاص دفعہ یہ بھی تھی کہ انگریزوں میں سے کسی قسم کا تخاف یا تجارز روا نہ رکھینگے۔ میر جعفر جب مشرقی ہندوستان سے دست بردار ہوا، محمد علی خاں نے جب اراکات و کرناٹک کی ریاست نذر کی، آصف الدولہ نے جب صوبہ الہ آباد و رھیل کھنڈ کا پیشکش گزرانا، سعادت علی خاں نے جب نصف سلطنت ہبہ کر دی، مرآت الملک اسحاق خاں شرسٹری نے جب صوبہ آگرہ کے لیے معاہدہ کیا، تو عالم رواج ہے کہ ان تمام معاہدات میں اس شرط کو خاص اہمیت دی گئی، اور انگریزوں کے بطریق دہان و استمرار ان امر شرعیہ کے امتثال و انفاذ کے لیے دستخط کیے۔ لندن کے انڈیا انس میں ہنوز ان کاغذات کی اصایں اور کلکتہ کے گورنمنٹ ہاؤس میں ان کی مصدقہ نقلیں موجود ہونگی۔ سنہ ۱۸۵۷ ع کے بعد انرہل ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت جاتی رہی۔ عذرا سلطنت براہ راست

شاہنشاہ ہند و انگلستان کے ہات آگئی، اس تبدیل و تغیر سے نظام تو ایک حد تک بدل گیا مگر اساس تنظیم یا ما بہ النظام کا بدلنا ممکن نہ تھا۔ شاہنشاہی نے کمپنی کے تمام معاہدات جائز و نافذ قرار دیے اور ان کی مسئولیت اپنے سر لی۔ مسئولیت تو بہر حال باقی رہی، لیکن معاہدے کو نافذ العمل بذائے رکھنے کی جو شرط تھی وہ گویا جزا کے لیے مشروط ہی نہیں ہوئی تھی۔

ابھی چند سالوں کی بات ہے، لارڈ کرزن کی گورنمنٹ نے وزیر دکن (مہاراجہ کشن پرشاد) کی رسالت اور ریزدنت کی مجبور کن حکمت سے فائدہ اٹھا کر نظام حیدرآباد (ہڑھائنس نواب میر محبوب علی خاں مرحوم) کی گورنمنٹ سے ۹۹ سال کے لیے صوبہ براہ اجارہ لیا ہے۔ اجارہ نامہ کی نقل بہ آسانی مل سکتی ہے، اور اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہزار میں (۱) امتثال احکام مذہبیہ، (۲) سکہ دولت آصفیہ (۳) خطبہ نظام کے شرائط ہیں یا نہیں؟ اور اگر ہیں تو کیا اس وقت بھی دفعہ اولی کا نفاذ باقی ہے؟

اسے بھی جانے دیجیے، صوبہ مدراس کی ذیل میں ایک بہت ہی مختصر اور چھوٹی سی عربی ریاست (جیہور) واقع ہے، یہ ریاست خود مختار تھی۔ ایک عرب خاندان اس کا فرمان روا ہے، رئیس کا سرکاری لقب (سلطان) ہے جو حکومت ہند میں بھی مسلم ہے، عربی حکومتیں عموماً شرعی قانون رکھتی ہیں، یہی دستور العمل جیہور کا بھی تھا، کچھ زمانہ گزرا انگریزی سلطنت کی شفقت و مرحمت کو سلطان جیہور کی بدنظمی ناگوار گزری۔ ریاست کی تمام انتظام اپنے ہات میں لے لی، شاید معاہدہ یہ ہوا کہ سلطان جیہور تادیب و تجربہ کے لیے ریاست کے نظم و نسق سے ہوتے ہیں، ان کی نیابت میں یہ فرض گورنمنٹ ہند ادا کریگی، سیکرٹری مگر اس موقت تبدیلی سے اصول حکومت میں فرق نہ آئیگا، اساس انتظام وہی رہے گا جو اب تک رہتا چلا آیا ہے۔ خاندان ریاست کو اقتراع امر کی زحمت بھی نہ آٹھانی پڑے گی، بلکہ ایام تادیب کے گزرنے پر سلطان جیہور کو یہ ریاست واپس مل جائے گی۔ دھالی تین مہینے ہوئے جیہور میں صاحب کمشنر کا دورہ ہوا تھا، رعایا کو امید تھی کہ تادیب کے بہت دن ہو چکے، اس موقع پر وعدہ رفا ہوا، اور ریاست واپس مل جائے گی، مگر ”وہ وعدہ ہی کیا جو رفا ہو گیا؟“ جیہور میں بجائے قانون اسلام کے اس وقت تعزیرات ہند کی حکومت ہے۔ سلطان جیہور ادھر ادھر پھر رہے ہیں، اور عدل و انصاف کی آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ ”مواعید عرقرب“ کا کیونکر اعادہ ہو رہا ہے۔

حکومت نے پہلے پہل آیین نظامت کو توڑا، رعایا خاموش رہی کہ انتظام کمشنری سے شاید اشک شری ہو جائے۔ قضا کے مذاہب توڑے، ملک چپ رہا کہ قاضی کی ایک خاص ضرورت ملاؤں کی جماعت پوری کر دیا کریگی۔ شرعی عدالتیں توڑیں، قوم صبر کر بیٹھی کہ ”شرع محمدی“ سے کام نکل جائیگا۔ مقدمات دینیہ میں غیر مسلم ججوں کے فیصلے ناطق ہونے لگے۔ مسلمان اس پر بھی بے حوصلہ نہ ہوئے کہ قانون تو ہدایہ و عالم گیر ہی سے ماخوذ ہے۔ تعلیم قانون کا نصاب منتخبات فقہیہ پر جاری تھا اور اخیرین ہدایہ کے ابواب میں رکالت کا امتحان لیا جاتا تھا، یہ ضابطہ بھی ٹوٹا۔ ہندوستان اس پر بھی اپنی ناراضی کو دبائے رہا کہ مدنیہ فرنگ کے ادب و آئین میں شاید فحشاء و منکر سے باز رکھنے کے موثر دفعات و قواعد ہونگے۔ مذہب سے گورنمنٹ کی بے تعلقی کا اعلان ہوا، پیروان مذہب نے اپنی تشویش مخفی رکھی کہ ہنوز مذہبی آزادی تو قائم ہے۔ مذہبی آزادی پر جب حرف آنے لگا، لاہر پور (ضلع سیناپور - اردھ) کی خانقاہ اور روضے کے سد باب کے لیے صاحب

لے بیگ زبان کہا کہ ”ادرنہ کے تغلیہ پر ہم مرجانے کو ترجیح دینگے۔“
 عنان حکومت اس جماعت کے ہاتھ میں ہے جس نے باسفورس
 کے قریب روسی بیڑے کی نمائش پر کہا تھا کہ تغلیہ ادرنہ کے
 لیے نمائش سے سنگین تر کارروائی کی ضرورت ہے۔ اتنا
 یورپ کے جہاز میں اختلاف کے جراثیم کافی تعداد میں موجود
 ہیں اور گو تغلیہ ادرنہ سے اصولاً سب متفق تھے مگر الفاظ پر
 اتفاق نہ ہو سکا، مجبوراً علحدہ علحدہ ملاقاتوں نے اتنا یورپ
 کی کمزوری کا نمایاں ثبوت دیا۔ یہ معلوم ہے کہ لندن میں
 مائٹلینڈ سے آئے ہوئے معلومات سے یہ سمجھا گیا ہے کہ قبضہ
 ادرنہ کا مقصد صرف شرف عثمانی کا اعادہ اور بعض مالی مراعات
 کا حاصل کرنا ہے، رزنہ دول کے مقابلہ میں یہ قبضہ جاری
 نہ رکھا جائیگا، مگر جن لوگوں کو پیشقدمی کی داستان، جس نے
 تمام یورپ کو خوف آمیز تعجب میں ڈال دیا تھا یاد ہے وہ اندازہ
 کر سکتے ہیں کہ یہ نتائج جو قسطنطنیہ سے آئے ہوئے معلومات سے
 مستنبط و مستخرج ہیں بازار اعلان میں کیا قیمت رکھتے ہیں۔

جرائد و صحائف یورپ کی عام رائے ہے کہ ”یہ صلح ایک دوسری
 جنگ کی تمہید ہے۔“ ترکوں کے قبضہ ادرنہ نے اس مسئلہ کو
 اور بھی خاردار بنا دیا ہے۔

اگر جنگ ہوئی تو ایک فریق ترک ہونے، مگر دوسرا کون
 ہوگا؟ بلغاریا اس درجہ پامال ہو چکی ہے کہ اسکی زیست کا سہارا
 صرف یہ امید ہے کہ یورپ اسکو پامال نہ ہونے دے گا۔ سرریا کے
 متعلق یاد ہوگا کہ وہ بلغاریا کے خلاف ترکوں سے معاہدہ کر چکی ہے۔
 سرریا کی طرح یونان اور ترکی میں بھی بلغاریا کے خلاف
 معاہدہ ہو چکا ہے، جیسے یہ طے ہوا ہے کہ بحیرہ مارمرہ کی
 بندرگاہوں پر جو اس وقت بلغاریوں کے قبضہ میں ہیں گواہ باری
 کے لیے ترکی یونانی بیڑے کو درہ دانیال سے گزرنے دینگے، اور اسکے
 معارضہ میں یونان عثمانی بیڑے کو طرابلس اور سائرینکا جانے کے
 لیے بحیرہ ایجیئن سے گزرنے دے گا۔

• رومانیان ان سب میں تازہ دم ہے اسکے علاوہ ایک بار بھارست
 میں ظاہر بھی کیا گیا تھا کہ دول ادرنہ سے ترکوں کے اخراج کے لیے
 رومانیان سے درخواست کر سکیں گے، مگر سوال یہ ہے کہ کیا بلغاریا
 کے لیے رومانیان میدان میں اتریں گی؟

دول ستہ (انگلستان، فرانس، روس، اسٹریا، جرمنی، اطالیہ)
 کے سفرانے علحدہ علحدہ یاہ داشتیں مرتب کی تھیں مگر سب کا
 مفاد ایک ہی تھا اور وہ یہی تھا کہ ایڈریا نرل سے ترکوں کو
 دست بردار ہوجانا چاہیے۔ باب عالی میں یہ یادداشت پیش
 ہو چکی ہے، اور کو اس کا لہجہ چنداں درشت نہیں تاہم مفہوم
 یہی ہے کہ ترکی کو اگر اس نصیحت کے ماننے سے انکار ہے تو دول ستہ
 کو مناسب کارروائی پر مجبور ہونا پوگا۔ وہ مناسب کارروائی کیا
 ہوگی؟ یہی کہ تمام سلطنتیں ترکوں کو جنگ کا التیمیٹم دیں اور
 گو خود امداد جنگ نہ بھی ہوں تاہم اس دھمکی سے کم از کم
 ترکوں کو کچھ نقصان تو پہنچا دیں۔ ”دنیا کی سب سے بڑی
 اسلامی سلطنت“ انگلستان بھی اس انداز تہدید میں شریک
 غائب ہے، اور نہ ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی اس لیے کہ وہ خوب
 جانتی ہے اور بات بھی یہی ہے کہ کچھ ہر مگر اسنی مسلمان رعایا کے
 جذبات اخلاص و عقیدت و وفاداری میں کوئی فرق نہ آئیگا، ان
 صبر آزما کوششوں کے مقابلے میں دوسری طرف دیکھو کہ ترک
 ابھی پچھلی ہزیمت سے اچھی طرح سنبھلنے بھی نہیں پاتے
 ہیں، انقلاب وزارت و اغتشاش داخلی نے پریشان کر رکھا ہے،
 خزانہ اسقدر خالی ہے کہ مزید نفراجات کا سلسلہ تو قائم رکھنا غیر ممکن
 ہو رہی کیا ہے، موجودہ مقبوضات کا سنبھالنا بھی دشوار ہے، مگر ایک
 ہمت ہے کہ یہ تمام مشکلیں بہادری سے انگیز کر رہی ہے۔

سجادہ پر تشدد شروع ہوا، احاطہ عدالت ججی غازی پور کی
 مسجد کے درختوں اور آس پاس کی کھیریلوں پر دست درازی
 ہوئی، صاحب جج (پنڈت سری رام) نے خدا کے گھر میں داخل
 ہو کر مسجد کے لوٹے اور بدھنیاں اپنے سامنے تڑالیں،
 مسلمانوں کے ضبط میں اب بھی فرق نہ آیا کہ ابھی مسجد کی حقیقت تو
 تظارل سے محفوظ ہے۔ کانپور میں جب مسجد مچھلی بازار کا
 ایک حصہ شہید کیا گیا، تو اس کے لیے بھی تاریل کر لی گئی کہ
 یہ حصہ مسجد میں داخل ہی نہ تھا، اور اگر رہا بھی تو جب
 تک مذہب کی راہ میں کشت و خون نہ ہو اور اہل مذہب
 کی جانوں پر نہ آبدے، اس وقت تک مذہبی آزادی میں کیا
 کلام ہے۔ ۳۔ اگست سنہ ۱۹۱۳ء کو جب اس آزادی کا خون ہوا،
 اللہ کے گھر پر جانیں فدا کرنے والے شہید کیے گئے، تو عوام اس پر
 بھی خاموش ہیں کہ ہنوز شاہ جہاں کی مسجد اور شاہنشاہ کونین
 کے بہت سے پرستار زندہ تر ہیں۔ دیکھنا ہے کہ اس مجروح
 و مخدوش زندگی پر بھی حملہ ہوا تب کیا ہوگا؟

اولیوں انہم یقینوں فی دیکھتے نہیں کہ ہر سال ایک یا دو
 کل عام مہوار مرتیں؟ تم مبتلا مصیبت ہوتے رہتے ہیں؟
 لا یقربون ولا ہم یذکرون اس پر بھی نہ توبہ ہی کرتے ہیں
 اور نہ نصیحت پکڑتے ہیں! (۹-ع-۱۵)

سہ شنبہ کو ایم۔ میجر اسکیر کی اس دھمکی نے کہ
 ہفتہ جنگ اگر بلغاریا نے تخفیف شدہ حدود منظور نہ کیے تو
 رومانیہ شنبہ کو صرفیا پر قبضہ کر لیگی۔ ۷۔ اگست سنہ ۱۹۱۳ء کو
 صلح کرادی۔ عہد نامہ پر دستخط کے لیے ۱۰۔ اگست کی تاریخ
 تجویز ہوئی تھی وہ بھی ہو گئی۔

رومانیہ کے ساتھ یورپ بھی مصر تھا کہ قوالہ، کرچینا،
 اور رید رشت بلغاریا ہی کے پاس رہیں، لیکن حالات کی پیچیدگی نے
 اور صد ہا مواقع کی طرح اس موقع پر بھی یورپ کے اس خیال
 کو کامیاب ہونے نہ دیا، اور بالاخر قوالہ یونان کو ملا اور کرچینا اور
 رید رشت سرریا کو۔ تاران جنگ کا سوال ہنوز غیر منفصل
 ہے۔ البتہ سرریا اور یونان کو ہیگ کی عدالت تحکیم میں
 اسکے مطالبہ کا حق دیا گیا ہے۔

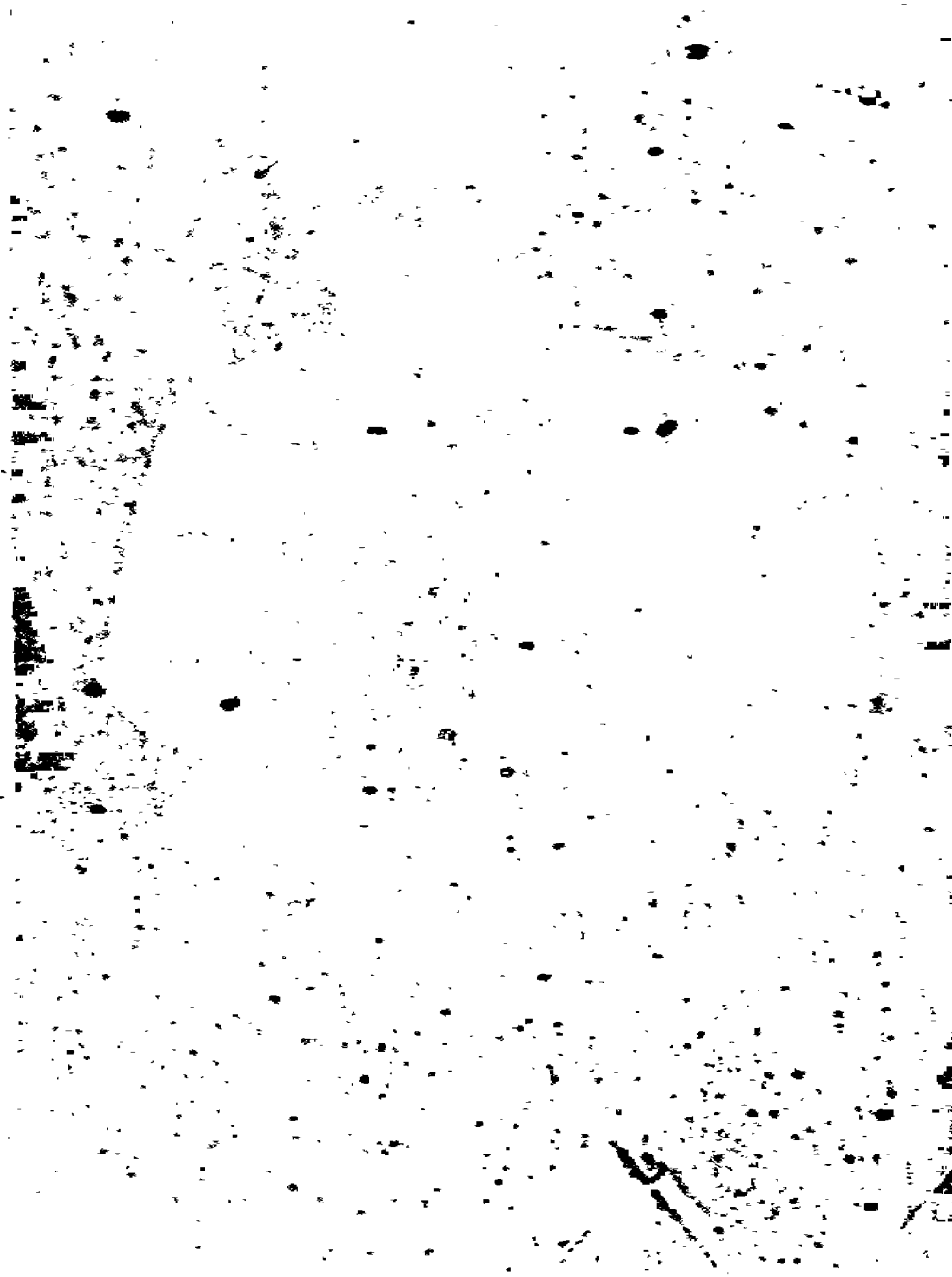
شاہ رومانیان اور قیصر جرمنی میں تبریک و تہنیت اور تشکر و امتنان
 کا مبادلہ ہوا۔ قیصر نے رومانیان کی مدبرانہ و دانشمند پالیسی کی
 شاندار کامیابی پر کرمجوشی کے ساتھ مبارکباد دی۔ شاہ رومانیان نے قیصر
 کی مخلصانہ دوستی کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اس صلح کا انتہائی
 و آخری ہونا اپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ قیصر نے دوبارہ نہایت
 کرمجوشی کے ساتھ مبارکباد دی۔ اس کے جواب میں شاہ رومانیہ
 نے پھر اس موثر حصہ کا شکریہ ادا کیا، جرمنی نے رومانیان کے
 لیے اس قدر اہم و نازک واقعات میں لیا ہے۔ اس تہنیت و تحسین
 کے علاوہ قیصر نے ایم۔ میجر اسکیر رئیس مرمتر صلح بھارست کو
 عقاب سرخ کا تمغا بھی عطا کیا۔

قیصر کی عزت افزائیوں سے صرف رومانیان ہی بہرہ یاب نہیں، بلکہ
 یونان بھی اسکے ساتھ شریک ہے۔ قیصر نے قسطنطنیہ شاہ یونان
 کو جرمن فوج کا فیلڈ مارشل بنایا ہے۔ شاہ مذکور نے حکم
 دیا ہے کہ درہ دانیال سے لیکر سالونیکا اور جنینا سے لیکر ایڈریا تک
 تک تمام قلعوں میں ایک سو ایک توپیں بطور سلامی سرکھ جائیں
 اس عہد نامے کے بعد کیا جنگ کے کتے باندہ دیے جائیں گے؟ کیا

صلح کا فرشتہ انسانیت کو اپنے پروں کے سایہ میں لپیٹا؟
 ادرنہ پر ترک پوری مضبوطی کے ساتھ قابض ہیں، قسطنطنیہ
 سے زلزلین کا ایک جم غفیر آیا ہوا ہے۔ ۳۔ اگست کو جامع سلیم
 میں عظیم الشان جلسہ ہوا، حاضرین کی تعداد ۳۰۰ ہزار تھی سب

نرا چنانکہ تونی ' ہر کسے کہا داند ؟
بقدر طاقت خود ' خود استدراک

— * —



غاری اسی ہے

۳ - اگست کی صبح ' انقلاب حکومت برطانیہ کی تاریخ ہے ' بہادر سپاہی جسوقت ایک ضعیف و ناتوان و غیر مسلم مجمع پر گولی برسارہے تھے ' اونہیں کیا خبر تھی کہ یہ گولیاں ان ناتوان انسانوں کے سینوں کو توڑ توڑ کر برطانیہ ' عدل و انصاف کو زخمی کر رہی ہیں ؟ اونہیں کیا معلوم تھا کہ اس گولی کا نشانہ اس ستوں کو کمزور کر رہا ہے جس پر حکومت برطانیہ کی عمارت قائم ہے ؟ وہ مسرور ہیں کہ ہم وفاداری کی خدمت ادا کرتے ہیں ' نادانوں ! تم تو اس سے عداوت کر رہے ہو جسکی محبت کا اظہار چاہتے ہو -

غیر آئینی خونریزی

وہ کیا عجیب منظر تھا جب کربلا کے پور میں ' کئی ہزار بے دست و پا برطانیہ رعایا برہنہ سر ' برہنہ پا با چشم نم و بادل پر غم ایک سیاہ علم کے نیچے جو اسلام کی مظلومی و بیکسی کا نشان تھا ' کئی سو معصوم بچوں کے ساتھ ' چند اینٹوں اور پتھروں کا ڈھیر لگا رہی تھی ' اور اس کی زبان پر وہ دعا جاری تھی جو رقت تعمیر کعبہ ابراہیم و اسماعیل کی زبان پر جاری تھی -

ربنا تقبل منا انک پروردگار اپنے گھر کے لیے ہماری ان انت السميع العليم چند اینٹوں کو قبول کر ' تو سن رہا ہے (بقرہ) اور جان رہا ہے '

یہ پرائر مقدس نظارہ ختم نہیں ہوا تھا نہ مسٹر ٹائلر (مجسٹریٹ کانپور) کی سپہ سالاری میں ایک مختصر سرکار اور پیدل فوج تمام اسلحہ سے مسلح نمودار ہوتی ہے ' اور دس منٹ تک اپنی بندر قوس سے آڑا آڑا کر گولیوں کی ایک چادر ہوا میں پھیلا دیتی ہے - پردہ جب چاک ہوتا ہے ' میدان میں خاک و خون میں تڑپتی ہوئی لاشیں نظر آتی ہیں ' جن میں بعض معصوم جانیں بھی ہیں ' جو افسوس دم توڑ چکیں -

گورنمنٹ پریس کا فرشتہ غیب ہم کو اطلاع دیتا ہے کہ میدان میں ۱۴ - لاشیں تھیں ' پھر بتاتا ہے ۱۸ - تھیں ' عقیدت مند دل اس کو تسلیم کرتا ہے ' لیکن عقل حجت طلب کر کیونکر سمجھائیں کہ ایک تنگ میدان میں ۱۰ ' ۱۵ ہزار آدمیوں کا مجمع ہے پولیس بے محابا ۱۰ - منٹ تک بے پروائی سے ان پر گولیاں برساتی ہے ' ہر گولی ایک دور کے فاصلہ تک پھیلتی ہے ' اور صرف ۱۸ - لاشیں ان کے صدمہ سے گریزتی ہیں - مسلمان اپنی ردائیں تنی کا دعویٰ کرتے ہیں ' ان کو مسرور ہونا چاہیے کہ گورنمنٹ پریس بھی ان کے اس اعجاز کو تسلیم کرتا ہے -

حکومت قانون کے ماتحت ہے ' لیکن افسوس ہم زبان کے ماتحت ہیں ' ہم پر گورنمنٹ کا قانون حکومت نہیں کرتا ' ہم پر حکام کی زبان حکومت کرتی ہے - ایک ضعیف و کمزور مجمع جس کے ہاتھ میں کوئی آلہ ضرر نہیں ' جو کسی انسان کا محترم خون نہیں گراتا ' جو کسی کی جائداد و عزت پر حملہ نہیں کرتا ' صرف ایک جذبہ لب سے آغشتہ بخاک و خون ہرجاتا ہے -

بے شبہ وہ قانون کی مخالفت کرتا تھا ' لیکن اس کی تادیب کیلئے عدالت کے کمرے ' آرز قید خانوں کی کونہریاں تھیں ' سنگین کی نوکیں ' اور بندر قوس کی گولیاں نہ تھیں - برٹش مورخ ہمکو بڈاسکٹا ہے کہ برسٹل اور منچسٹر کے کتنے ہنگاموں میں ان آتشبار ہتھیاروں سے قتل لیا گیا ہے ؟ ہم جانتے ہیں کہ وہ ہمکو حوالہ دیا کہ برسٹل اور کانپور میں کتنی مسافت ہے ؟ لیکن اے معصوم مورخ ! براے خدا

الحلال

۱۰ رمضان ۱۳۳۱ ہجری

مشہد ۱۸ اکبر

ادرنہ کا دردناک نظارہ کانپور میں

اے محمد کر قیامت سربروں آری زخاک
سربر آردین قیامت درمیان خلق بیسن
خون خلق بے گنا ہے بر حریم مسجدت
ز استان بگذشت و مارا خون دل از آستین
پیران دین حق را خون بہ خاک اغشته شد
از پے خاکے کہ ہر مسلم ہر ساید جبین

ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون ' فرحیں بما آتاہم اللہ من فضلہ رستبشرون بالذین لم یلحقوا بہم من خلفہم ' لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون - (آل عمران)

زمین پیاسی ہے ' اوسکو خون چاہیے ' لیکن کسکا ؟ مسلمانوں کا ' ہر ابلس کی زمین کسکے خون سے سیراب ہے ؟ مسلمانوں کے ' مغرب اقصیٰ کسکے خون سے رنگین ہے ؟ مسلمانوں کے ' خاک ایران پر کسکی لاشیں تڑپتی ہیں ؟ مسلمانوں کی ' سرزمین بلقان میں کسکا خون بہتا ہے ؟ مسلمانوں کا ' ہندوستان کی زمین بھی پیاسی ہے ' خون چاہتی ہے ' کسکا ؟ مسلمانوں کا ' آخر کار سرزمین کانپور پر خون برسا ' اور ہندوستان کی خاک سیراب ہوئی -

ہندوستان کی دیوی جوش و خروش میں ہے ' اپنی قربانگاہ کیلئے نذر مانگتی ہے ' کون ہے ہمت کا جوان جو اوسکی خواہش پر وہی کرے ؟ صوبہ متحدہ کا بادشاہ (سر جیمس مسٹن) - بالآخر بادشاہ آگے بڑھا اور اوسنے اپنی وفادار رعایا (مسلمان) کا خون پیش کیا ' جو اپنی جان کے بعد اوسکو سب سے زیادہ عزیز اور محبوب تھی !

مسلم ہستی تو اب کہاں بستیگی ؟ کہ تیرے لیے ہندوستان بھی امن کا گھر نہیں رہا ' وہ جسکو تو سب سے بڑی اسلامی حکومت کہتی تھی ' وہ بھی تیرا خون مانگتی ہے ' لیکن دشمنی سے نہیں ' محبت سے ' وہ تیری محبت و وفاداری کا امتحان لیتی ہے - سر دستان سلامت کہ تو خنجر آزمائی

ہمالیہ ! تو دنیا کا سب سے بڑا پہاڑ ہے ' تو تند و تیز ہوا کو روکھیتا ہے ' تو پر غیظ و غضب بادل کو ٹھکرا کر پیچھتا دیتا ہے ' کیا تو ہمارے شدائد و مصائب کا طرفان نہیں رک سکتا ' کیا تو ہمارے حزن و غم کے بادل کو ٹھکرا کر پیچھتا نہیں سکتا ؟

برٹش حکومت کہتی ہے کہ رعایا کے مذہب کا احترام ہوگا ' لیکن کیا وہ احترام اس سے بھی کم ہوگا جتنا ایک سڑک کے سیدھے رونے کا ' برٹش حکومت کہتی ہے کہ رعایا کے خون کا احترام ہوگا ' لیکن کیا اس سے بھی کم ' جتنا ایک راستے کی زینت و آرائش کا ؟

ملی ہے، ایک ہزار تین سو برس سے کہ مسجد خلیل کی بقاع حرمت کے لیے سربکف ہیں، لیکن اسکا خوف ہے کہ حکومت متحدہ جن غیر قانونی گولڈن سے اپنی وفادار عبادت کو مجروح کر رہی تھی اس سے وہ خود تو مجروح نہیں ہو گئی؟

روز حزن و ملال ملی

شہدائے کانپور کی یاد ہمارے دل میں ہر وقت تازہ رہیگی، ہم انکی برسی منائینگے، ہم انکا مرثیہ پڑھینگے، ہم انکی مظلومی ریسی کر ہر وقت یاد رکھینگے، ہم انکے جوش حمایت دینی، مدافعت ملی کر رہینگے، ہم آئندہ سے ۳- اگست کی صبح کو ۱۰ محرم کی دیرپہ سچھینگے، کہ یہ ہماری مظلومیت کی پہلی قسط تھی، اللهم من احببته منا فاحبه علی الاسلام ومن توفیته منا فتوفه علی الایمان، اللهم اجعلهم لنا ذخراً واجعلهم لنا شافعین و مشفعین۔

۴۔ اگست کی صبح کو ہزار لفظت کورنر صوبہ متحدہ اسپیشل ٹرین سے کانپور پہنچ کر پہلے قتل گاہ تشریف لائے جہاں انہوں نے دیکھا ہوا کہ صرف ایک انسانی ضد اور غلط کاری نے جو کورنمنٹ کے منشاء قانونی کے بالکل غیر مطابق تھی، اس دیوار کے نیچے جہاں چند روز پہلے تیشوں نے ایک معبد اسلام کی بے حرمتی کی تھی، پرستار دین حنیف دیوار کی ایک ایک اینٹ کو اپنے خوں کا سرخ کفن پہنا رہے تھے کہ اوسکی ہر اینٹ دین توحید کی ایک ایک سرد لاش تھی۔ انہوں نے اپنے گرم خوں کے چھینٹے دیے کہ ان بیجان لاشوں میں حرکت پیدا ہو، حرکت پیدا ہوئی اور اس نے تمام ہندوستان کو لرزایا۔

ہندوستان لرزتا ہے، کون ہے جو اسکو تھامے؟ ہندوستان مضطرب ہے، کون ہے جو اسکو تسکین دے؟ ہندوستان رقت فریاد ہے، کون ہے جو اسکی فریاد رسی کو آمادہ ہو؟

مقتولین کانپور! تم پر نماز نہیں پڑھی گئی کہ تم مغفور تھے ہم گنہگار تمہاری مغفرت کی کیا دعا مانگتے؟ لیکن سنا ہے کہ تمکو کفن نہ ملا، گولڈن اور بندرگوں کے قطع و برید کے بعد تمہارے جسم اسپتال کی قینچیوں اور چھریوں کے کام آئینگے، غزوہ بنی لعیان میں شہدائے اسلام کی لاشیں فرشتوں نے اٹھالی تھیں، ہم آج بھی یقین رکھتے ہیں کہ اخفائے راز کیلئے اتر پولیس نے تمہاری لاشیں دریا میں نہیں پھینکیں، اور زمین میں نہیں دفن کیں تو یقیناً تمہاری لاشوں کو فرشتوں نے اٹھالیا، کہ رضوان الہی انکا منتظر تھا۔

مجروحین کانپور! تم نے گولڈن کھالی ہیں! نیوزوں سے تمہارے سینوں میں سوراخ کیا گیا ہے؟ تمہاری آنکھوں میں سنگین بھونکی گئی ہیں؟ تمہارے ایک ایک عضو کو زخموں سے چور کیا گیا ہے؟ تمہیں یاد ہوگا کہ فرات کے کنارے بھی اسلام کا ایک قافلہ اسی طرح لٹا تھا، جسکے بعد بنو امیہ کی تاریخ کا ورق الت گیا، وان تجد لسنة الله تبديلاً

معصوم بچوں اور ریاض اسلام کے نودمیدہ غنچوں! تمہیں کس نے مرجھا دیا؟ سر جیمس مسٹن کے الفاظ طعن نے تمہارے بے گناہ و نا آشنا جرم داروں کو مضطرب کر دیا، تم بڑھ کے اپنے دھن زخم سے اس الزام کی تکذیب کرو، اے طالران قدس! آؤ جاؤ کہ عرش کی سبز قدیلین تمہاری منتظر ہیں۔

اخبارات کے سیاہ حرفوں میں ہمارے لیے تنبیہ و عبرت نہ تھی، قدرت نے خون کی سرخ تحریروں میں ہمیں نامۂ عبرت

ہمیں بتانا کہ برستل اور کانپور کی ذبی روح حقیقتوں میں اتنا فصل ہے؟

نصرانی کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ عورتوں میں روح نہیں، لیکن اے مقدس نصرانی! پیغمبر نضرہ کے لیے بتانا کیا تیرا یہ اعتقاد ہے کہ مسلمانوں میں روح نہیں۔ ہاں روح ہے لیکن تو نے اونکو بے روح کر دیا ہے، اور میں جان ہے لیکن تو نے اونکو بے جان کر دیا، کیا تجکو شریعت کا یہ حکم یاد نہ رہا کہ ”تو خون مت کر“۔

اسباب شورش

سر جیمس مسٹن کی سرکاری اطلاع کہتی ہے کہ ”معاملۂ انہدام مسجد کیلئے مسلمانان کانپور میں کوئی جوش نہیں صرف بیرونی مسلمانوں کو جوش ہے“ واقعۂ قتل عام سے پہلے بھی یہ غلط تھا، کہ اگر یہ سچ تھا، تو مسلح سپاہی رقت انہدام مسجد کو کیوں گھیرے؟ سنگین اور بندو قوں کی ہیبتناک نظاروں سے کن کو ڈرایا جا رہا تھا؟ اور اب تو حکومت صوبہ متحدہ کو خود نظر آ رہا ہوا کہ لازم تدبیر سیاست سے اسکا خزانہ حکومت کس قدر تھی تھا۔

سر جیمس مسٹن کی سرکاری اطلاع کی شہادت ہے کہ مسلمانان کانپور کا جوش جراثیم اسلام کی برافروختگی اور طعن و تشنیع و ملامت کا نتیجہ ہے، لیکن وہ کون تھا جس نے مسلمانوں پر غیرت کا ذبہ اور جوش مصنوع کا الزام دیا تھا؟ خود سر جیمس مسٹن، وہ کون تھا، جس نے مسلمانوں کو طعنہ دیا تھا کہ مسلمانوں کے جوش و غیرت کی حقیقت صرف چند الفاظ ہیں؟ صوبہ کا نیم سرکاری اخبار پائینیر اور پھر وہ کون تھا جس نے مسلمانوں کو کہا تھا کہ انکی غیرت و حمیت کا جولا نگاہ صرف قام کا میدان ہے؟ شہنشاہی انگلستان کی نیم سرکاری زبان ٹائمز۔

سر جیمس مسٹن نے قصداً مسلمانوں کو چھیڑا، اور ان کے اس جوش دینی اور ولولۂ اسلامی کو جھوٹا کہا جو ۱۳۰۰ برس سے جھوٹا نہوا تھا۔ انہوں نے ان زیر خاک انگاروں کو راکھ کا ڈھیر سمجھا جو تیرہ سو برس سے اسی طرح روشن رہے۔ سر جیمس مسٹن کے یقین کے لیے دلیل چاہیے تھی۔ فرزند ان اسلام بڑھے اور انہوں نے مقتل عام میں جاکر جسمانی پردہ جو فرما نرواے صوبہ کے سامنے ”حالت تھا“ آلت دیا، اور دنیا کو نظر آ گیا کہ درحقیقت اس پردہ کے پیچھے سرخ انگارے تھے جو خود دوسروں کو نہ پھونک سکے پر خود کو پھونک دیا۔

سر جیمس مسٹن اب کیا چاہتے ہیں؟ کیا دعوائے سابق کے یقین کے لیے کسی اور دلیل کے طالب ہیں، اگر حقیقت میں انکی طلب صادق ہے، اور انکی کرشمہ کامل ہے، تو ہم بتاتے ہیں کہ ان اٹھنی زنجیروں میں بھی آگ ہے جو اسیران مدافعت ملی کے ہاتھوں اور گردنوں میں ہیں۔ انہیں خبردار رہنا چاہیے کہ زنجیروں کی اٹھنی جسمانییت دوسری اٹھنی جسمانییت سے ٹکرا کر شعلہ نہ پیدا کرے۔

صوبہ متحدہ کا طرز حکومت اسی وقت ایک خونی منظر کا اشارہ کر رہا تھا جب اسکا فرمانروا ایک طرف استریچی ہال (علی گڑھ) میں اور دوسرے طرف مقامی دربار (گورکھ پور) میں ایک اسپیکر کی حیثیت سے نمودار ہوا تھا۔ اسنے دھمکی دی تھی کہ ”بزرور اس جوش کو فرو کرنا“ آخر ۳- اگست کو اس وقت جب کہ وہ بریلی میں تھا، اور ایک مسلمان ریاست (رامپور) اسکا خیر مقدم کر رہی تھی، اسنے بزرور اس جوش کو فرو کر دیا۔

ہمیں اسکا خوف نہیں کہ مسلمان ایک مسجد کے اعادہ حرمت کی کوشش میں مقتول و مجروح ہوئے، کہ یہ انکی خصومیت

لن واقعات کی ابتدا ہوئی، لیکن دوسرے بیان میں ہم ایک فقرہ پڑھتے ہیں کہ ”مسلم پولیس جو پلے سے طیار تھی“ کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ کارفرما یاں شہر اس جلسہ کی اہمیت سے پلے سے واقف تھے اور نہیں ہم سمجھ سکتے کہ کن مصالح دہریہ و منافز خونین کی توقع میں حسب موقع مداخلت کے وہ منتظر تھے۔

(۵) بیان اول میں غنیم کے ہاتھوں میں صرف در قدیم اور وحشیانہ طرز کے ہتیاروں کا ذکر ہے یعنی اینٹ اور پتھر، بیان مابعدہ میں ہم ایک اور خطرناک سلاح (لاٹھی) کا بھی باغیوں کے ہاتھ میں ہونا پڑھتے ہیں۔

(۶) پہلی رپورٹ میں مسٹر ٹائلر کی نسبت اتنا مذکور ہے کہ ”وہ مسلم پولیس کی سوار و پیادہ فوج کی موجودگی میں موقع پر پہنچے اس فوج کو پیچھے چھوڑ کر پلے رہ گیا تھا مسجد کے قریب آئے“ انپر بھی حملہ ہوا اور وہ گھر گئے“ اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسٹر ٹائلر بھی حملہ سے محفوظ نہ رہے، لیکن بیان ثانی میں اس کے متعلق ایک حرف مذکور نہیں ”مسٹر ٹائلر مجسٹریٹ شہر موقع پر پہنچے، مجمع نے انکی ایک نہ سنی اور پولیس پر حملہ کر دیا“ ایک ضلع کے حاکم و والی پر حملہ ہونا اس تاریخ کا سب سے بڑا واقعہ ہو سکتا ہے، لیکن ہم کو اس ”تربک واقعہ“ کے حقیقی اسباب معلوم نہیں جن کی بنا پر اس واقعہ ہالہ کے ذکر سے اطلاعات سرکاری کی تاریخ کا دوسرا ایڈیشن خالی رہا۔

(۷) پہلی اطلاع میں اور عجیب و غریب و غیر آئینی اسباب کا استعمال و سرعت واقعہ نگاری میں ذکر ضروری نہ تھا جن کی بنا پر پولیس کو حملہ کی ضرورت محسوس ہوئی، لیکن دوسری اطلاع میں نہایت بلیغ طرز ادا میں مذکور ہے کہ ”مسٹر ٹائلر نے نہایت صبر سے کام لیا، اور اس وقت تک فالر کا حکم نہیں دیا“ جب تک پولیس اور پھر داروں کی حفاظت جان کے لیے فالر کو فاضل ضروری نہ ہو گیا“ اور انہیں الفاظ مصدوعہ کی تکرار ہزار ہا گز میں فرماتے ہیں۔

ہزار ہا گز کا قدیم کانپور

امید تھی کہ جب ہزار ہا گز جس مسٹن کانپور کے مناظر خرنیں کا ملاحظہ فرمالینگے تو انکا دل رحم و لطف سے بھر جائیگا، اور حکم کی نا عاقبت اندیشی، استحلال سبک، انتہاک حرمت قانون، اور سعی نقص امن سے انکو کامل واقفیت کا موقع ملے گا۔

انہوں نے مسجد منہدم کو ملاحظہ کیا، درو دیوار شکستہ سے اسلام کی بیکسی رہے نوائی کی مجسم تصویر نظر آئی ہوگی، وہ میدان قتل میں تشریف لائے، مظالم اور نا کردہ گناہ لاشوں کا وہاں ڈھیر ہوگا۔ بڑے اور ضعیف العمر انسانوں کو جو حملہ کے لائق نہ تھے، ایک طرف مسجد کے نیچے پڑے دیکھا ہوا جو خرن میں ترب ترب کر رہ گئے ہونگے، دوسری طرف نئے نئے معصوم سینے سنگینوں اور بڑھئیوں سے سوراخ سوراخ نظر آئے ہونگے، غریب و فاقہ کش نیچے درجہ کے مسلمان جنکو میں اب نیچے درجہ کا نہیں کہ سکتا، اس سینہ پر گولی کہا کر گرے ہونگے، جسپر غربت و افلاس نے پیرھن کا ایک تار باقی نہ رکھا تھا، ہاں اب خون کی سرخ چادر پردہ پرش بیکسی ہوگی، انہوں نے نوجوان و نو عمر مسلمانوں کی ایک جماعت خون میں شرابور دیکھی ہوگی جو اپنے کنبہ کی تنہا امید اور اپنے والدین کی تنہا قوت تھے، کیا ہزار ہا گز کی آنکھوں میں آنسو نہیں ڈبڈبائے؟

یہاں سے ہزار ہا گز نے شفا خانے کا رخ کیا، شفا خانہ کا صحن خون کی چھینٹوں سے رنگین دیکھا ہوا، ایک ایک پلنگ پر در زخمی نظر

در دستور تذبذب بھیجا۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے اسکو پڑھا، اور اس سے تذبذب و عبرت حاصل کی۔

کانپور کا واقعہ کانپور کا واقعہ نہیں رہا بلکہ وہ دنیا کے اسلام کا واقعہ ہے۔ مسلمانان عالم نے ہر گزوشہ سے ہمارے پاس اپنے مصائب و آلام کی آغوشہ خوں اطلاعات کا ہدیہ بھیجا تھا، ہم شرمندہ تھے کہ ہمارے پاس انکے تحفہ کے لیے جو سامان تھا، ارسیمیں خون کے قطرے نہ تھے، اب ہم شرمندہ نہیں، اے مسلمانان عالم! ہمارے ہرے خوں، کٹی ہوئی رگوں اور تڑپتی ہوئی لاشوں کا ہدیہ قبول کر۔

سرکاری بیانات

ایک منظر کی ایک ہی تصویر ہو سکتی ہے، لیکن حادثہ ہالہ کانپور کی سرکاری بیانات نے جو مختلف تصویریں کھینچی ہیں انکا نتیجہ عجیب رہی ہے جو قانون شہادت کے رر سے ایسے مختلف و متضاد بیانات کا ہو سکتا ہے، ہم نہیں سمجھ سکتے کہ مسٹر ڈائلر (مجسٹریٹ کانپور) بحیثیت فریق دوم و مدعی علیہ اسوقت جو شہادت دے رہے ہیں بحیثیت مجسٹریٹ انہوں نے کبھی ایسی شہادت اپنی مجلس حکومت میں قبول کی ہوگی؟ سر جیمس مسٹن کے ورور کانپور کے قبل و بعد جو اطلاعات شائع ہوئی ہیں، اور میں بیک نظر ایک عجیب و غریب اختلاف نظر آتا ہے۔

(۱) ہزار ہا گز کے ورور کانپور سے قبل جو اطلاع شائع ہوئی ہے، ارسیمیں پولیس کی قوت و استیلا، مسٹر ٹائلر کی عجیب و غریب دہمائی، قوت اقدام، مسلح سپاہیوں کی معیر العقول قادر اندازی مجمع کی پریشانی، بے سر سامانی، اضطراب فرار کو بتفصیل دکھایا گیا ہے۔ ہزار ہا گز کے ورور کانپور کے بعد ایک تیز مضق اور چابک دست مصر نے اس منظر کا جو مرقع طیار کیا، ارسیمیں ہم پولیس کو ساکن و غیر متحرک، مسٹر ٹائلر کو ایک سپہ سالار کے بجائے ایک ذامع مشفق کی حیثیت سے مجمع کے سامنے پاتے ہیں۔ مجمع شدت جوش و غضب سے ڈھیلوں اور اینٹوں سے مسلح آگے بڑھا، اور ارسنہ نہایت بیدردی سے پولیس پر حملہ کیا، اور اسقدر قریب پہنچ گیا کہ پولیس بمشکل حملہ آور ہو سکی۔ ۲۰۔ منٹ کے بعد غنیم کی فوج میگزین چھوڑ کر جسمیں ڈھیلوں اور اینٹوں کی مقدار کٹیر پائی گئی، میدان سے بھاگ کھڑی ہوئی، اور اسطرح بمشکل میدان فتح ہو سکا۔

(۲) غنیم نے مقتولین و مجروحین کی جو تعداد میدان جنگ میں چھوڑی، بیان اول میں اسکی مقدار ۱۳۔ مقتول اور ۲۸۔ مجروح بیان کی ہے۔ لیکن بعد کے بیانات سے یہ مقدار بہت بڑھ جاتی ہے، اور خصوصاً جب ہم وہ مقدار بھی شامل کر لیں جنہوں نے اسپتال میں دم توڑا، اور اکثر مجروحین کے متعلق طبی مشیروں کی مایوسی جب سنتے ہیں تو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس مقدار کو کہاں تک بڑھائیں۔

(۳) بیان اول میں سبب انعقاد مجلس کو نامعلوم بتایا گیا ہے، اور بقرائن یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ فتح ادرنہ اور مسجد کانپور کے متعلق کچھ تقریریں ہوئیں، لیکن دوسرے بیان میں نہایت وضاحت و تفصیل سے مقررین و خطباء مجلس کی پر جوش و پر غضب تقریروں کا حوالہ دیا گیا ہے، جن کے سحر سے تمام مجمع مسحور ہو گیا تھا۔

(۴) بیان اول سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکام شہر کو اس اجتماع کٹیر اور ابتدائے شورش کی اطلاع نہ تھی، اور بے خبری میں

کے لیے مجبور نہ ہو گئے۔ ہزاروں کے اس چھوٹے سے فقرہ کی جوامع الکلمی دیکھو کہ اس میں عدالت کانپور اور ہائی کورٹ الہ آباد کی وہ دراز و طویل داستان جو کئی جلدوں میں اور کئی مہینوں میں تمام ہوتی، کلام کے ایک فقرہ میں اور وقت کے ایک لمحہ میں ختم ہو گئی، جس میں انہوں نے بطور ”ایمان غیب“ جو ہر نیک و ایماندار کا درجہ اقصیٰ ہے، جس سے میں ہزاروں مستثنیٰ نہیں کر سکتا، صدق دل سے اسکو تسلیم کر لیا ہے کہ نقص امن کے ذمہ دار مسلمان تھے، اور یہی الزام کے مستوجب ہیں لیکن کیوں حضور! جناب کا یہ فقرہ صحیح ہے یا یہ کہ ”ہم ابھی کسی کو الزام نہیں دے سکتے کیونکہ یہ عدالتوں کے طے کرنے کی چیز ہے؟“ اب کیا کرنا چاہیے؟

ہوا جو ہونا تھا، اب اس سوال کا موقع ہے کہ گورنمنٹ کو کیا کرنا چاہیے، اور ہم کو کیا کرنا چاہیے؟

بیانات سابقہ، واقعات مذکورہ، اور انتقادات متصدرة نے اس حقیقت کو بالکل منکشف کر دیا ہے، کہ اس حادثہ عظیمہ کے ذمہ دار ہزاروں سر جیمس مسٹن، مسٹر ٹالرسٹیٹ، مسٹر سیم چیمبرلین، میونسپلٹی کے نا عاقبت اندیش، نا انجام دیں، غیر آئینی اور خلاف منشاء اعلان حکومت (حریت مذہب)، پالیسی، اور پولیس کی بے ضابطہ مداخلت اور غیر قانونی اشتعال انگیزی ہے۔ پس گورنمنٹ کا فرض ہے کہ حکم سے نہایت سخت قانونی مواخذہ اور پولیس پر اشتعال طبع کا جہم قائم کرے، سزا دلائے، اور پس ماندگان شہدائے کانپور کے لیے کچھ مامور مقرر کر دے۔

یہ ایک ایسی جائز خواہش ہے جس کے انکار کی ہم کوئی وجہ نہیں پاتے، اس سلسلہ میں گورنمنٹ کو ان مغرور و ناعاقبت اندیش مشیروں سے بچنا چاہیے جو ہر موقع پر گورنمنٹ کو سخت و درشت پالیسی کا مشورہ دیتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ توپ کے گولے، پھانسی کی ڈوری، اور قید خانہ کی زنجیر، ان میں سے ہر شے ہر جسم کو مطیع و فرمانبر بنا سکتی ہے، لیکن قلوب کی اطاعت و فرمانبرداری کے لیے صرف ایک نگاہ لطف اور ایک جنبش دست کرم کافی ہے۔ پس سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ ہمارے اجسام پر حکومت کرنا چاہتی ہے جسکے تابع قلوب نہیں ہیں، یا قلوب پر حکومت کرنا چاہتی جسکے ساتھ اجسام کی حکومت بھی ہے۔

ہم کو کیا کرنا چاہیے؟

کانپور کا واقعہ اب فقط کانپور ہی کا واقعہ نہیں رہا، تمام ہندوستان کا واقعہ ہو گیا، پس تمام مسلمانان ہندوستان کو چاہیے کہ:

اپنی اپنی جگہ پر، پر زور جلسے کر کے گورنمنٹ کو مظالم حکومت متعده کی طرف متوجہ کریں، کلکتہ، بمبئی، لکھنؤ، لاہور، پٹنہ، وغیرہ تمام بڑے شہروں سے ایک ایک قانونی مشیر مقدمہ کانپور کے لیے پہنچنا چاہیے۔ چنانچہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ مسلمانان کلکتہ کی طرف سے عنقریب ایک بیرسٹر کانپور بھیجا جائیگا۔ اور کل پرسوں کے تاروں سے جو بمبئی وغیرہ سے آئے ہیں یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ کئی بیرسٹر کانپور روانہ ہونے والے ہیں۔

مجررحین اور پس ماندگان شہدائے کانپور کی اعانت کے لیے معتبر اشخاص کی معرفت کانپور چندہ بھیجنا چاہیے، اس کے لیے ضروری ہے کہ خاص کانپور یا اس کے متصل کسی شہر مثلاً لکھنؤ میں اسکی صدر مجلس قائم کی جائے، جس میں صرف مخلص اور ہمدرد مسلمان شریک ہوں، جو نہایت اخلاص و دیانت کے ساتھ جمع و تقسیم زراعت کی خدمت انجام دیں، الہال نے یہ نقد کھول دیا ہے اور بالفعل ایک سرور پے کا نذرانہ پیش ہے، واللہ المستعان و علیہ التکلیل۔

آئے ہوئے، کسیکی آنکھ میں نیزہ کی انہی چبھ گئی ہے، کسی کا ہڈ زخموں سے چور ہے، کوئی خون تھوک رہا ہے، کسی کا سر پھٹ گیا ہے، کسی کا دھڑ سنگین سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے ایک نسمہ باقی ہے کسی کے ہاتھ میں برچھوں کی نوکیں گھس گھس گئی ہیں، کوئی تڑپتا ہوا، کوئی تڑپ بھی نہ سکتا ہوا، کوئی کراہتا ہوا، کوئی کراہ بھی نہ سکتا ہوا، کیا اس عبرتناک منظر کو دیکھ کر، ہزاروں کے سینہ سے ایک آہ نہیں نکلی؟

قید خانہ آئے، رہاں فرزدان اسلام کا ایک مجمع ہوا جن میں اکثر وہ تھے جو میدان میں موجود نہ تھے اور گھروں سے بلا کر انکو قید کیا گیا، ان ناکردہ گناہوں کے ہاتھوں میں زنجیریں ہو گئی، جو ایک مجرم کی نشانی ہے، اونکی صورت سے بے بسی چہروں سے حزن و ملال اور آنکھوں سے مظلومیت ظاہر ہو گئی، اور اونکے دل جو در برس کے حوادث اسلامیہ سے نازک ہو گئے ہیں دھڑک رہے ہوئے، ان سے مل کر ہزاروں کی زبان سے ایک کلمہ افسوس نہیں نکلا؟ ہزاروں جب کانپور کی گلیوں میں پھر رہے تھے (حسب بیان خود) انہوں نے بیوروں کی درد ناک گریہ و زاری، یتیموں کی پر حزن و ملال فریاد و بکا، اور مجروحین کے کراہنے اور دم توڑنے کی آوازیں سنیں، لیکن کیا ہزاروں کا قلب رقیق اس سے متاثر ہوا؟

تقریر آگرہ

ہزاروں جب آگرہ تشریف لے گئے، اور وہاں تقریر فرمائی تو، نتائج کو عدالت کے سپرد کیا، اور فرمایا کہ ”حکم نے اسوقت تک حملہ کا حکم نہیں دیا، جب تک حفظ امن کے لیے وہ مجبور نہ ہو گئے“ ازراہ الطاف خسروانہ ہزاروں مسٹن ظاہر فرما سکتے ہیں، کہ مسلمان کن ہتیاروں سے مسلح تھے؟ انہوں نے پولیس کو چھیڑا، یا پولیس نے اونکو چھیڑا؟ انہوں نے کس کی جان لینے کا ارادہ کیا تھا؟ انہوں نے کس کا گھر لوٹنا چاہا تھا؟ کس نے اونکو اشتعال دیا؟ تاکہ بیجا شرور غل کی اونکو سزا ملے جنہوں نے اپنی رزولوشنوں، میموریلوں، یادداشتوں اور برقی پیغاموں سے حکم کو سخت تکلیف پہنچائی تھی، اور جنہیں بقول ہزاروں پاؤنڈ جوش صحیح و غیرت صادقہ موجود نہ تھی۔

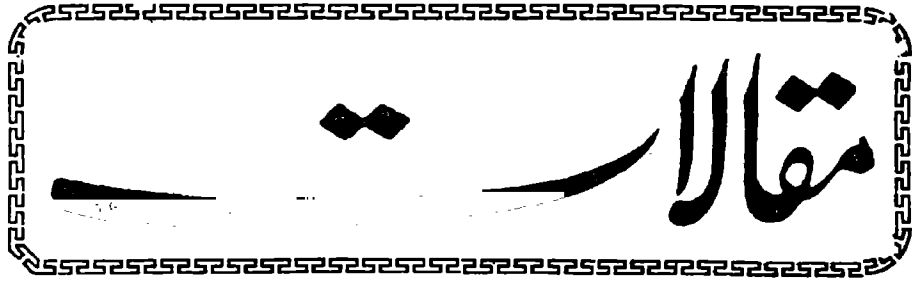
کیا ہزاروں ہم سے جوش صحیح کے اسی مفہم کے طالب تھے، جسکو انہوں نے ۴۔ اگست کو کانپور کی مچھلی بازار میں دیکھا؟ کیا پوٹنیر، غیرت صادقہ کی اسی حقیقت کا متقاضی تھا، جو ۳۔ اگست کو ایک مسجد کے سامنے منکشف ہوئی؟ اگر یہ سچ ہے تو ہمارے جوش صحیح اور غیرت صادقہ کا امتحان ہونا تھا، وہ ہرجکا۔ ہزاروں کو نہ اب ہماری جہالت پر افسوس کرنا چاہیے اور نہ پاؤنڈ کر ہماری سرکشی سے خفا ہونا چاہیے۔

ہزاروں آگرہ کی تقریر میں فرماتے ہیں ”انتشار مجمع اور تکمیل امن کے بعد حکم نے مقتولین و مجروحین کے ساتھ نہایت ہمدردی کی، اور انتقام کا مطلق خیال انکے دل میں نہ تھا“ ہاں ہم نے اس ہمدردی کو دیکھا جو تیشوں سے ہماری مسجد کے ساتھ اور گولیوں سنگینوں اور نیزوں سے ہماری سینوں کے ساتھ کی گئی، سر جیمس مسٹن کس ہمدردی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں؟ کیا اسکی طرف اشارہ کرتے ہیں وہ قیدیوں کو ایک چھٹانک کھانا ملتا ہے؟

ہزاروں فرماتے ہیں ”حکم کے دل میں اب انتقام کا مطلق خیال نہ تھا“ کیا انتقام کے بعد بھی انتقام لیا جاسکتا ہے؟ مجمع کے منتشر مجروحین کے نیم مردہ اور مقتولین کے دم توڑنے کے بعد انتقام کے لائق کون تھا؟

مگر کہ زندہ کنی خلق را ر بازکشی

ہزاروں آگرہ کی تقریر میں ایک جگہ فرماتے ہیں، کہ ”حکم نے اسوقت تک حملہ نہیں کیا جب تک حفظ امن کی بنا پر وہ اس



الترک و العرب

۱۔ ۲۰۰۰۔ ۱

نشرنا فی الہلال الخامس الصادر فی ۲۵ - شعبان سنۃ ۱۳۳۱ ھ
(۳۰ - یولیہ سنۃ ۱۹۱۳ - م) ما یقرہ الا تراک فی مطالبۃ العرب
السوریین باصلاح بلادہم علی رجبہ اللامرکزۃ الاداریۃ ' وہا نحن ننشر
ما یدیدہ العرب انفسہم بشأن ذلک علی ماکتب الینا فضیلة العلامة
السید محمد رشید ضا صاحب مجلۃ المنار المصریۃ الغراء ' ونحن
فرجی ملاحظتک علی هذه المسألة الی ان نستوفی البحت عنہا
فی فرصة اخرى ' ان شاء اللہ تعالیٰ ' قال حفظہ اللہ :
مدینی الصفی الرئی الفضل الغیر ابوالکلام احمد الدہاری
صاحب الہلال المنیر -

السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ ' وبعد فقد تشرفت بکتاب منکم
بعد کتاب - اما ماکتبتہم بشأن
واما ماکتبتہم بشأن الاصلاح فمن حق غیرتکم واخلاصکم ان اذکرکم فیہ
شیئا من رایہی :

(۱) صورتہم رایہی فی مسألة نہوض العرب و مسألة المؤتمر
الاسلامی بغیر صورتہا الحقیقیۃ ولولا ذلک لما کان کم رجبہ للاستشکال
والاستدراک ' و هكذا شان الناس كافة فی تصویر اراء الناس اذا اخذہا
من بعض ما یکتبون فیہا بغیر تدقیق ولا احاطۃ -

بل کان الاستاذ الامام یقول ان جمہور الناس لا یفہمون من قراءۃ
اقرال الکاتب اکثر من عشرين فی المئۃ من مرادہ را ما اذا سمعنا
کلامہ من لسانہ فانہم یفہمون منہ ثمانین فی المئۃ -

ولہذا امکنی ان انہم مولوی محبوب عالم صاحب بیسہ اخبار
ہنا معظم رایہی فی مسألة الدولة بالکلام اللسانی معہ اربع مرات
و ما کان یتیسر لی ذلک بالمکاتبۃ اربعین مرۃ -

فہذہ مقدمۃ للکلام یجب ان تراعی رجبہا قولکم : اننا
لا نعرف حقیقۃ حال الہند ' و قرلنا : انکم لاتعرفون حقیقۃ حال الدولة
و ان لم تعترفوا بهذا -

مسئلۃ " ترک و عرب " کے متعلق خود ترکوں کی جو رائے ہے
اور شامی عربوں کے مطالبۃ لامرکزیت کی نسبت قسطنطنیہ میں
جو خیالات ظاہر کیے جاتے ہیں ' ۳۰ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ ع کے
الہلال میں ان کی ترجمانی ہو چکی ہے - آج کی اشاعت میں
اہل عرب کے مطالبات خود ان کی زبان میں درج ہیں ' جو ہمارے
پاس علامۃ سید رشید رضا اذیتر المنار مصر نے بھیجے ہیں - بالفعل
ہم اس باب میں اپنی رائے محفوظ رکھتے ہیں ' آئندہ اس پر تفصیل
سے بحث کریں گے ' ممدوح لکھتے ہیں :

قاہرہ - ۱۱ - شعبان سنہ ۱۳۳۱ ھ

میرے برگزیدہ و مخلص درست اور پرجوش فاضل مولانا " ابر الکلالم
احمد الدہاری " پرور پرائٹر " الہلال "
السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ ' متواتر عنایت نامے شرف افزای
وررد ہوئے ' آپ نے کے متعلق جو امور تحریر فرمائے
ہیں اصلاح کی نسبت جو ارشاد ہے اس کے متعلق
آپکے جوش اخلاص کو حق حاصل ہے کہ میں بھی اس باب میں
کچھ اپنی رائے عرض خدمت کروں :

(۱) عربوں کی ترقی ' اور اسلامی کانفرنس کے مسئلے میں
آپ نے میری رائے کی غور واقع تصویر کھینچی ہے ' ورنہ اشکال کا
نہ کر لی سبب تھا اور نہ دریافت کرنے کی حاجت پڑتی - عام
دستور ہے کہ جب لڑک کسی رائے کو ایسے لوگوں کے تھریروں سے
اخذ کرتے ہیں جو بغیر تدقیق و جامعیت کے مضامین لکھتے
ہیں تو اصل رائے کی صورت بدل جاتی ہے -

استاذ امام (شیخ محمد عبدہ) کہا کرتے تھے کہ مضمون نگاروں
کے اقرال پڑھکر عام لوگوں میں بیس فی صدی سے زائد اس کے
مفہوم کو نہیں سمجھتے ' لیکن وہی بات اگر اس کی زبان سے سنیں
تو ۸۰ فی صدی سمجھ لیں -

بھی رجبہ ہے کہ سلطنت عثمانیہ کے متعلق میں نے یہاں اپنی
بیشتر رائیں مولوی محبوب عالم پرور پرائٹر بیسہ اخبار لاہور کو صرف
چار مرتبہ کی ملاقاتوں میں سمجھا دیں ' میرا خیال ہے کہ خط و
کتابت کا اتفاق ہوتا تو چالیس مرتبہ میں بھی یہ کام آسان نہ تھا -
یہ اصول قابل لحاظ ہے ' اور آپ کا یہ ارشاد کہ " ہم لڑک
(اہل مصر) ہندوستان کی اصل حالت سے نابلد ہیں " اور میرا
یہ قول کہ " آپ لڑک (اہل ہند) مانیں یا نہ مانیں مگر دولت
عثمانیہ کے حقیقی حالات سے بے خبر ہیں " اسی اصول پر
متفرع ہے -

(۲) مسئلہ " یندازی عرب " کی اصل ضرورت سے تو آپ اور
اتفاق ہے ' مگر آپ فرماتے ہیں کہ اس باب میں عجلت اچھی
نہیں ' تامل درکار ہے - اس کا سبب آپ نے یہ بیان کیا ہے کہ
یورپ کے بہت سے خوف لازم ہے -

بے شبہ اس باب میں پیش بینی و پس اندیشی فرض ہے ' یہی
نہیں بلکہ جتنے مسائل ہیں ' اور خاص کر ان میں جواہم مسئلے
ہیں ' سب کے ایسے غور و فکر و تامل کی ضرورت ہے - عرب کی

بیداری و حرکت و ترقی کے جو لڑگ خواہشمند ہیں وہ بھی اس قاعدہ کا یہ سے انگ نہیں ہیں :

(الف) انہوں نے مصر میں حزب الا مرکزہ (مجلس استقلال ولایات جس کا مدعا یہ ہے کہ ہر ایک ولایت اپنے انتظام و ادارہ معاملات میں خود مختار ہو) اور کولبی مرکز سلطنت سے وابستہ نہ رہے (قائم کی) اس کو تمام عثمانیوں کی مجلس عمومی (جنرل کمیٹی) قرار دیا ، طمانیہ کی گورنمنٹ (باب عالی) سے درخواست کی کہ مجلس کے قواعد و ضوابط کو مصدق مانے ، مگر نہ اس تصدیق کے لیے مصر ہوئے اور نہ کسی دوسرے مطالبے کے بخوانے پر اصرار کیا ۔

(ب) پیرس (دار الحکومت فرانس) میں ایک کانگریس قائم کی کہ تہذیب و تمدن کی دنیا اُن کے مقاصد سے آگاہ ہو جائے اور زمانہ جان لے کہ مطالبہ اصلاح کی بنیاد ۔
(۱) دولت عثمانیہ کے ساتھ کمال وابستگی ۔
(۲) اور ہر ایک غیر سلطنت کے قبضے یا مداخلت کا مقابلہ کرنا ہے ۔

(ج) گورنمنٹ نے بیررت کا اصلاحی کلب بند کر دیا ، طالبان اصلاح نے اس پر اعتراض کیا ، اور اس اعتراض کو عام رائے کا آئینہ خیال دکھانے کے لیے تین روز تک شہر بھر میں کاروبار بند رکھا ۔
(د) عرب افسران فرج نے قسطنطنیہ رشتہ کے لشکر کاہن میں انکار کر دیا کہ جب تک انجام کار معلوم نہ ہو جائے اور مسئلے میں غور و فکر نہ ہوئے کہ قوم اور گورنمنٹ کے شایان شان کیا ہو رہیں ، اس وقت تک وہ سیاسی جماعتوں میں ، خواہ وہ حکومت کے موافق ہوں یا مخالف ، شریک نہ ہونگے ۔ موجودہ گورنمنٹ نے اُن کی اس روش کی قدر کی ، آپے معلوم تھا کہ ان لوگوں کو اس قدر طاقت و استطاعت حاصل ہے کہ سلطنت میں جیسی مشکلیں چاہیں گے پیدا کر دیں گے ۔ گورنمنٹ نے خود ہی اُن کے ساتھ موافقت کی خواہش کی ، اور اُن کے مطالبات جو لامرکزی استقلال کی بنیاد پر مبنی تھے ، ابتدائی صورتوں میں جہاں تک ہو سکتا ہے پورے کرنے شروع کر دیے ۔ اس خبر کو ہماری مجلس آج کے اخبارات میں شائع کر دیگی ، اور غالباً اُس کی ایک کاپی آپ کے پاس بھی ارسال ہوگی ۔

اس سے بھی مہتمم بالشان امر کی ہم آپ کو اطلاع دیتے ہیں کہ ہمارے دوست سید عبد الحمید زہراہی جنہیں ہم نے پیرس کی عربی کانگریس کا صدر نہیں بنایا تھا ، موجودہ حکومت نے اُن کو منصب شیخ الاسلامی کے لیے انتخاب کیا ہے ۔ یہ خبر بھی آج کی عام تاریخوں میں شائع ہو جائیگی ۔

ہندوستان کے جن لوگوں کو اس معاملہ میں غلو ہے ، جو ہمارے طرز عمل کو برا کہتے ہیں ، جن کے جوش احساس کا اقتضا یہ ہوتا ہے کہ بغیر اس کے کہ واقعات سے آگاہ ہوں ان تمام امور کے انکار پر آمادہ ہو جاتے ہیں جو گورنمنٹ قسطنطنیہ کی رائے و عمل کے مخالف ہوں ، جو مشہور ترین مخلصین کی نسبت بھی ، جن کی دیانت و اخلاص کی تاریخ شہد ہے ، بہت جلد بدگمان ہو جایا کرتے ہیں ، کیا اس واقعی و عملی دلیل سے اُن کی تشفی نہ ہوگی ؟

(۳) رہی یہ بات کہ یورپ کے خوف سے اہل عرب کو اپنے مطالبات میں جلدی نہ کرنی چاہیے ، تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم کہیں کہ یورپ کے خوف سے اہل عرب کو مطالبہ اصلاح میں جلدی کرنی چاہیے ، تو یہ زیادہ موزوں ہوگا ۔

(۲) قلم یجب الثانی و التامل فی مسألة نهضة العرب التي

توافقون على رجزها في نفسها ، وعللتم هذا الوجوب بالخوف من غول اربعة -

نعم يجب الثاني في ذلك كما يجب في سائر الامور والاسيما المهم منها ، رطلاب النهوض من العرب لم يشذوا عن هذه القاعدة :

(الف) فقد افرا بمصر حزب اللامركزية ، وجعلوه حزبا عثمانيا عاما وطلبوا التصديق علي برنامج من حكومة الاستانة ولم يلحوا عليها في ذلك ولا في غيره -

(ب) والفرا المؤتمر في باريس ليعرفوا عالم المدنية بمقاصدهم وان اساسها الاستمسك بالعثمانية ، ومقاومة كل احتلال او تداخل اجنبى -

(ج) واحتجوا على افعال الحكومة لنادى الإصلاح في بيررت باقتال المدينة كلها ثلاثة ايام لتعلم انه الراى العام -

(د) و ابي ضباطهم في الاستانة رشطلجة ان يدخاوا في الاحزاب السياسية مع حزب الحكومة ارفعاه لينظروا عاقبة الامر والاصلاح للامة والدولة - وقد قدرت الحكومة الحاضرة مسالكهم هذه قدرها على علمها بقوتهم واستطاعتهم ان يحدثوا في المملكة ماشاوا من المشاكل فطلبت الاتفاق معهم والبدء باعطائهم كل مايمكن البدء به من مطالبهم المدنية على اساس اللامركزية الادارية ، وسيعلم حزبنا ذلك في جرائد هذا اليوم وربما نرسل اليكم صورة منه -

و نزيدكم امورا منها ان صديقنا السيد عبد الحميد الزهراہی الذي جعلناه رئيسا للمؤتمر العربی في باريس قد اختارته الحكومة الحاضرة لاهيئة الاسلامية وربما يذكر ذلك في البرقيات العمومية اليوم -

فهل يقنع هذا البرهان الفعلي غلاة المنكرين علينا في الهند الذين يدفعهم احساس الغيرة بدران معرفة الحقائق الى انكار كل ما يخالف راى حكومة الاستانة وعمالها ويستعجرون بسوء الظن حتى في اشهر المخلصين الذين لهم تاريخ معروف يشهد لهم بالدين والاخلاص ؟

(۳) بقي لي كلمة في تعليلكم وجوب ثاني العرب بالخوف من اربعة وهي اننا اذا قلنا يجب استعجال العرب خوفا من اربعة يكون اقرب الى الصواب -

من الامور القطعية التي لم تعد تخفي على احد ان الدولة العثمانية غير قادرة على حماية البلاد العربية ولا غيرها من اربعة ، وانه

یہ ایک قطعی بات ہے، اور اب یہ بات کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے، کہ دولت عثمانیہ بلاد عرب کو بلکہ اپنے دوسرے مقبوضات کو بھی یورپ کی دست برد سے محفوظ رکھنے پر قادر نہیں ہے۔ یورپ کو دولت عثمانیہ کے علاقوں پر قبضہ کرنے، اور موجودہ حالت کو منقلب کر دینے سے صرف یہ خوف مانع ہے کہ اس صورت میں بڑی بڑی یورپین سلطنتیں آپس میں دست و گریباں ہو جائیں گی، یہ سلطنتیں محض باہمی منازعت و فتنہ و فساد سے قزئی ہیں۔

انگریزی و فرانسیسی و جرمن مختلف ذرائع سے ہم کو معلوم ہوا ہے کہ یورپ اپنی مصلحت کے لحاظ سے مناسب سمجھتا ہے کہ دولت عثمانیہ کے ایشیائی مقبوضات کی حالت بدستور قائم رہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان مقبوضات کی اصلاح کے لیے دولت عثمانیہ کو پانچ برس یا اس سے زیادہ کی مہلت دی جائیگی۔ المنار میں ہم ان اسباب کو بیان کر چکے ہیں جو یورپ کو دولت عثمانیہ کے علاقے غصب کرنے یا اس کے ایشیائی مقبوضات کو جنگی طاقت و فوجی قبضہ کے ذریعہ سے تقسیم کرنے سے روک رہے ہیں۔

اگر یہ واقعہ قطعاً پیش آنے والا ہے، اور اگر جلدی یا دیر میں ان وجوہ اسباب کا زوال ممکن ہے، تو کیوں نہ ہم رقت ضائع ہونے سے بیلے فرصت کو غنیمت سمجھیں؟ اور قبل اس کے کہ دل یورپ اتفاق کرے ہم پر حملہ کریں ہم اپنی حالت آپ درست کر لیں؟ شاید اس طرح ہم اپنے آپ کو بچا سکیں۔

اصلاح کی تفصیل کیا ہوگی، اور کیا امید ہے، کہ ہم کو بچا سکیں؟ اس کی شرح طویل ہے، اور خواہ اس کا تذکرہ سردمند ہو یا نہر مگر یہ اس کا موقع نہیں ہے۔

اگر یہ ظاہر ہو گیا کہ اس جدید اتفاق کی جو روش ہماری عثمانی حکومت نے قرار دی ہے، وہ مخلصانہ روش ہے اور عربوں کے ساتھ اس کو اخلاص ہے، تو ہم اس کے ساتھ مل کر کام کرینگے اور ہم دونوں کے ہات ایک ہو جائینگے، خدا کرے کمال توفیق و دوام رحمت شامل حال رہے۔

(۴) میں نے آجکل کے زمانے میں عالمگیر اسلامی کانفرنس قائم کرنے کی خواہش کرتے ہوئے، یہ اس سے قبل کا واقعہ ہے، میری خاموشی اس بنا پر نہیں ہے کہ کوئی اسلامی مملکت انعقاد کانفرنس کے لیے موزوں نہیں ہے، یا بقول آپ کے ”اس مدعا کے لیے بہترین ممالک ہندوستان و مصر ہیں“ مگر یہ دونوں انگریزوں کے زیر تسلط ہیں جو اسلام کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ یہ خاموشی اس بنا پر ہے کہ خود مسلمان ایسی کانفرنس کے لیے آمادہ نہیں ہیں، اور نہ ان میں ایسی استعداد ہے کہ نفع کی امید اور نقصان کا خطرہ نہ ہو۔

میری رائے ہے کہ مسلمان اپنے دشمن آپ ہیں، اگر ان کو عقل ہوتی اور سمجھ سے کام لیتے تو ہر جگہ کام کر سکتے تے، اور گروہ ہندوستان و مصر انگریزوں کے ماتحت ہیں مگر ان کی کانفرنس کے لیے سب سے بہتر مقام بھی دونوں ملک ہوتے، اس کی دلیل یہ ہے کہ ہندوستان و مصر میں مسلمان جو بات کہتے ہیں اور جو کام کر سکتے ہیں اس پر کسی دوسرے ملک کے مسلمان قادر نہیں ہیں۔ اسلامی دنیا میں اس وقت روس کے مسلمان سب سے زیادہ بیدار ہیں، با این ہمہ مجلس ہلال احمر عثمانی کے لیے وہ چندہ نہ بھیج سکے۔

چند سال سے اسلامی کانفرنس منعقد کرنے کے لیے یہاں (مصر میں) ایک تہییدی مجلس قائم ہوئی تھی اور اس نے تمام

لا یمنع اربعة من اخذ ما تأخذ من الدولة ولا يحملها على إبقاء ما تبقي لها الا تنازع دولها الكبرى فيما بينهم وخوفهم من الشقاق والفتن على انفسهم۔

وقد علمنا من مصادر مختلفة انكليزية وفرنسية والمائية ان اربعة ترى من مصاحبتها إبقاء أسية العثمانية على حالها الان - قيل انهم يملكون الدولة في اصلاحها خمس سنين وقيل اكثر من ذلك - وقد بينت في المنار الاسباب التي تمنع اربعة من اخذ شيء من بلاد الدولة او اقتسام بلادها الاسيوية بالقوة والاحتلال العسكري فيها -

فإذا كان هذا هو الواقع الذي نجزم به، وكان زوال هذه الاسباب ممكن بعد زمن قريب او بعيد، فلما ذال لا يجب ان نعجل باصلاح انفسنا قبل اتفاق الدول علينا اغتنا ما للفرصة قبل فواتها؟ لعلنا نقدر على وقاية انفسنا -

اما تفصيل هذا الاصلاح وكيف يرجي ان يكون راقبالنا فشرحه طویل ولا محل لذكره هنا ان كان يفيد ذكره والا يضر -

وإذا ظهر لنا اخلاص حكومتنا للعرب في هذا الاتفاق الجديد خائنا نعمل معها ونكون يدا واحدة، ونسال الله تمام التوفيق ودوامه، (۴) انني لما اقترح في هذه الايام انشاء مؤتمر اسلامي علم لا لعدم وجود بلد اسلامي يمكن عقده فيه ركون اولي الاقطار به الهند او مصر وكلاهما تحت سيطرة الانكليز اعدى اعداء الاسلام كما قلتم، بل لان المسلمين انفسهم غير مستعدين له استعدادا يرجي نفعه ويؤمن ضرره -

وانا ارى ان المسلمين هم اعداء انفسهم وانهم لو عقلوا رهدوا الى رشدهم لكان يمكنهم العمل في كل مكان ولكانت الهند ومصر تحت سيطرة الانكليز اولي البلاد الاسلامية الان بموتهم

والدليل على ذلك انهم يقولون في هذين القطرين ويفعلون مالا يستطيع اخوانهم ان يقولوا ويفعلوا في غيرهما من الاقطار فان مسلمي روسيا الذين هم من انبه مسلمي هذا العصر لم يستطيعوا ان يرسلوا اعانة للهلال الاحمر العثماني اذ منعهم حكومتهم من ذلك ملعا -

وقد تالفت هذا لجنة لعقد مؤتمر اسلامي منذ سنين قليلة ونشرت قانونها ودعوتها في اشهر الاقطار الاسلامية جهرا فلم يتعرض لها الانكليز ولا بالسوال ولكن لم يجب دعوتها احد من المسلمين -

مشہور اسلامی ممالک میں اپنے قواعد و ضوابط اور دعوت نامہ علانیہ شائع کیا تھا۔ انگریز کچھ متعرض نہ رہے۔ حتیٰ کہ پوچھا تک نہیں مگر خود کسی مسلمان نے اس کی دعوت قبول نہ کی۔ المنار کا جب پہلا سال تھا تو میں نے تقریباً اسی زمانے میں علم اسلامی کانفرنس منعقد کرنے کے لیے ترجمہ دلائی تھی، مگر آجکل تو میں خاموش ہوں، البتہ ہندوستان جیسے ممالک کے پرجوش مسلمانوں سے میری یہ درخواست ہے کہ خود اسلام کے فوائد و مصالح اور حرمین کی حیانت و حفاظت کے لیے جہاں تک ہوسکے سرمایہ فراہم کریں، اور جن جن ممالک میں ان اغراض کے لیے سرمایہ فراہم ہو رہا ہو وہاں سے ایسے لوگ منتخب کریں جن کی ذمہ داری و مسئولیت و تدبیر پر اہل سرمایہ رثوق و اطمینان ہو۔ یہ لوگ غور کریں کہ کن کاموں میں یہ سرمایہ لگانا چاہیے۔ مثال کے طور پر میں نے اس باب میں شاہزادہ عمرتوسن پاشا اور نواب وقار الملک کا نام لیا ہے، جن کو وسیع شہرت حاصل ہے۔ فرعیات سے مجھے بحث نہیں، میری اصل غرض یہ ہے کہ سرمایہ جمع ہو۔

(۵) آپ نے مجھے سے دریافت کیا ہے کہ مسلمانان ہندوستان اسلام کی کیا خدمت کرسکتے ہیں؟ کس طرح کرسکتے ہیں؟ اور اس کی تفصیل کیا ہے؟ میں عرض کرتا ہوں کہ اجمال کا یہی ہے، ابھی تفصیل کی ضرورت نہیں، مسلمان اس وقت اسلام کی جو خدمت کرسکتے ہیں وہ یہ ہے کہ سرمایہ جمع کریں۔ پلے آپ سرمایہ جمع کیجیے، میں اس بات کی ضمانت اپنے ذمے لیتا ہوں کہ آپ کو اور ہر مخلص مسلمان کو جس کے ہات میں خرچ ہوگا، اطمینان دلا دوں گا کہ سرمایہ لگانے کا بہترین طریقہ کیا ہے اور کون سے کام میں صرف کرنا لازم ہے۔

توکوں کی اعانت میں اس سال ہندوستان و مصر سے جس قدر روپیہ فراہم ہوا ہے، اگر وہ ان کاموں میں صرف ہوا ہوتا جو میری رائے میں اسلام اور دولت عثمانیہ کو خطرے سے بچا سکتے تھے، تو داغ بیل ڈالنے کے لیے، جس پر اصلاح کی بنیاد قائم ہوتی اور اسلام کی زندگی اور سلطنت کے بقا کی اس سے امید تھی، یہ روپیہ کافی تھا۔

(۶) مسلمانان عالم کو عام اسلامی اتحاد کی دعوت دینے کے لیے آپ ایک عربی اخبار شائع کرنا چاہتے ہیں، یہ نہایت شریفانہ مقصد ہے، اگر آپ نے یہ کام کیا اور حتی المقدور مجھے سے اعانت چاہی تو امید ہے کہ میں آپ کی امداد میں کسی قسم کی کوشش سے باز نہ رہوں گا، لیکن میرا گمان ہے کہ اخبار کی اشاعت زیادہ نہ ہوگی، حتیٰ کہ سالانہ قیمت اس کے مصارف کے لیے بھی پوری نہ آتیگی، البتہ اگر ہندوستان میں کوئی خاص اور غیر معمولی اعانت آپ کو حاصل ہو تو یہ دوسری بات ہے۔

میں نے یہ بات معض اس لیے کہی کہ نصیحت و خبر خواہی میری سرشت میں ہے، اور میں فطرتاً ناصح پیدا ہوا ہوں، تجربہ و امتحان سے جو فوائد مجھے حاصل ہوئے ہیں آپ سے بھی میں نے ان کا تذکرہ کر دیا۔

خدا سے میری دعا ہے کہ آپ کے اخبار کے باب میں میرا گمان غلط نکلے، مالی حیثیت سے کامیاب ہو، قیمت خریداری سے خاطر خواہ فائدہ ہو کرے۔ سود مند و نافع و مفید ہونے اور اسلام جسے مسلمانوں نے اس زمانے میں چھوڑ رکھا ہے اور خود فرزندان اسلام اس کے حق میں ناخلف بن گئے ہیں، اس کی بہترین خدمت کرنے کی حیثیت سے مجھے اس اخبار سے جو توقع ہے خدا کرے اس میں کامیابی ہو، واللہ المستعان۔ [محمد رشید رضا]

نعم لم اقترح في هذه الايام عقد مؤتمر اسلامي عام كما اقترحت في سنة المنار الاولى تقريباً، رانما اقترحت على اهل الغيرة من مسلمى الهند و امثالهم ان يجمعوا ما يمكن جمعه من المال و يدخروه لمصلحة الاسلام نفسه و اصلاح الحرمين و رقايتهما، ثم يخطوا رداً من كل قطر يجمع فيه الاموال افراداً من الذين يثق بدمتهم اصحاب الاموال، ليدعوا في طرق انفاقها، و ذكرت الامير عمر باشا طوسون و النواب وقار الملك على سبيل المثال لشهرتهما، رانما غرضي الحال هو جمع المال -

(۵) سالتوني عن الخدمة التي يمكن لمسلمى الهند ان يؤدوها و ان افصلها لكم، فاقول: ان الاجمال يغني هذا عن التفصيل، و هو ان الذي يمكنهم ان يخدموا الاسلام به هو المال، فاجمع المال اولا و انا زعيم باقتناعك و اقتناع كل عاقل مخلص يوكل اليه صرفة بالطريق الذي يجب ان يصرف فيه -

و مصرف المال الذي جمع في هذه السنة من الهند او من مصر على الاعمال التي ارى فيها رقاية الدولة و الاسلام من الخطر لكانت كافية في رضع الاساس الذي يبني عليه اصلاح الذي يرجي به حياة الاسلام و بقاء الدولة -

(۶) ان عزمكم على انشاء صحيفة عربية تدعو الى الاتحاد الاسلامي عزم شريف، و اذا انفذتموه و كلفتموني المساعدة عليه بما هو في استطاعتي فأرجو ان لا ألزجهما في مساعدتكم -

و لكنني اظن ان الجريدة لا تروج كثيراً بل لاياتي من اشتراكها ما يكفي لتفقاتها الا اذا كان لكم في الهند مساعدة خاصة فوق العادة -

وما قلت هذا الا لانني خلقت ناصحاً فأحببت ان اقول كلمة ذكرى من الفوائد التي علمنيها الاختبار -

و اسأل الله تعالى ان يخيب ظني في جريدتكم من حيث نجاحها المالي بالاشتراك، و يحقق رجائي فيها من حيث نفعها و حسن خدمتها للاسلام و امته التي خذلها اهلها و عفا اولادها في هذا الزمان، و الله المستعان -

(محمد رشيد رضا)



وَتَائِقُ وَجْهَاتِ

قیامت یوات صوم

یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر (بقرہ)
آیت عنوان اس موقع کی آیت ہے جہاں خدا پاک نے
صیام کا حکم دیا ہے۔

یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر (بقرہ)
سختی نہیں۔

لوگ پرچہینگے کہ صیام جیسے سخت اور مشکل العمل حکم
میں خدا نے کیا آسانیاں ماحوظ رکھی ہیں؟ جواب سے پہلے یہ
جان لینا چاہیے کہ دوسرے مذاہب میں روزے کے کیا احکام ہیں؟
انسان جسم اور روح سے مرکب ہے، اس بنا پر اسکی عبادت
بھی جسم و روح سے مرکب ہونی چاہیے، لیکن چونکہ اصل مقصد
طہارت روح ہے نہ تکلیف جسم، اسلیے تکلیف جسم کو اسقدر
شدید اور ناقابل عمل نہیں بنا دینا چاہیے کہ اصل مقصد
قرار پا جائے۔

اسلام اور دوسرے مذاہب میں ایک مختلف فیہ مسئلہ یہ بھی ہے
کہ دوسرے مذاہب نے تکلیف و تعذیب جسمانی کو بھی ایک قسم
کی عبادت بتایا ہے، اس تخیل کا اثر یہ ہے کہ ہندو جوگیوں نے
ریاضات شاقہ کی اور عجیب و غریب ورزش جسمانی کی بنیاد
دائی، جس میں سالہا سال تک کھڑے رہنا، شدید دھوپ
میں قیام کرنا، گرمی کے دنوں میں آگ کے شعلوں کے دائرہ میں
بیٹھنا، جازوں میں بڑھنے تن رہنا، دس دس برس تک ایک
ہاتھ کو ہوا میں بلند رکھنا، سالہا سال تک ایک نشست پر
قائم رہنا، ایک ایک چلہ تک ترک اکل و شرب کرنا، تقرب
الی اللہ کے حقیقی راستے تھے۔

یہیں جینیوں کا فرقہ پیدا ہوا ہے، جو ناک، کان، اور منہ کو
بھی بند رکھتا ہے کہ کسی کپڑے کو اذیت نہ پہنیں بڑھنے کا فرقہ
پیدا ہوا، جسے بکھر جنگل اور پہاڑوں میں رہتے تھے، اور گھاس
اور پتوں پر اور بھیک کے ٹکڑوں پر گذر کرتے تھے۔ ہندو جوگی، چلے
کھینچتے تھے جن میں کھانا پینا بالکل چھوڑ دیتے تھے کبھی کبھی ایک
ہر لقمہ کھا لیتے تھے۔

نصرانی راہبوں نے رہبانیت کی بنیاد دالی، جسکے روزے
شرعی بیابانوں پر حرام ہوا، ترک آسائش و لذائذ جسمانی ان کی
مغرب عبادت تھی۔ قربانگاہ، صلیب اور کنواری کے ہتھ کے سامنے
گھٹنوں کے بھل، گھٹنوں تک جھکے رہنا، ہاتھ جوڑے کھڑے رہنا،
ایک پاؤں پر کھڑا ہونا، خاص خاص قسم کی تکلیف دہ ریاضتیں
میں مشغول رہنا، کئی کئی روز کھانا پینا چھوڑ دینا زہد و تقری
کی انتہا تھی۔

یہودیوں کے ہاں قربانی اسقدر طویل و کثیر رسوم پر مشتمل
تھی جسکے صرف شرائط و ضروریات کا بیان تورات کے چار پانچ
صفحوں میں مذکور ہے۔ افطار کے بعد ایک وقت صرف روزے
میں کھاتے تھے، اگلے بعد سے دوسرے روز کے وقت افطار تک کچھ
نہیں کھاتے تھے۔ بغیر کھانے ہوئے اگر بدقسمتی سے لہلہ آگئی،
تو پھر کھانا مطلق حرام تھا، ایام صیام میں بھڑکیوں سے نہیں مل
سکتے تھے۔

لیکن اسلام اس تعذیب جسمانی اور ان ریاضتہاے شاقہ کو
خلاف منشاء دین سمجھتا ہے، اسکے نزدیک یہ چیزیں انسانیت
کی ضعیف گردن کے لیے بارگراں ہیں جنکو وہ نہیں اٹھا سکتیں قرآن
نے ہندوں کو یہ دعا تعلیم کی ہے۔

ربنا لا تعمل علینا اصراً یرور دگرا ہم کو وہ بوجہ نہ دے جو
کما حملتہ علی الذین ہم سے پہلے لوگوں کو دیا، یرور دگرا!
من قبلنا، ربنا لا تعملنا جس کے اٹھانے کی طاقت نہیں،
ملا طاقت لنا بہ (بقرہ) وہ بارگراں ہماری گردن پر نہ رکھے،
چنانچہ خدا نے یہ دعا قبول کی اور ایک پیغمبر بھیجا جس
کی شان یہ تھی کہ:

یا مرہم بالمعروف وینہم رہ نیکوں کا یہود و نصاریٰ کو حکم کرتا
عن المنکر ویرعل ہم عن المنکر ویرعل ہم
الطیبات ویرعہم علیہم پاک چیزیں ان کے لیے حلال کرتا ہے،
الغبائث ویرضع عنہم اشیاء خبیثہ کو ان پر حرام کرتا ہے،
اصرم، والاغلال التي اور ان کی گردن سے اس طوق ر
کانت علیہم (اعراف) زنجیر کو جو شدید احکام کی اونکے گلے
میں پڑی ہوئی تھی علحدہ کرتا ہے۔

لا یكلف اللہ نفساً لا یكلف اللہ نفساً
الا رعباً (بقرہ) کسی امر کا مکلف نہیں کرتا۔
اور پھر فرمایا:

یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر (بقرہ)
سختی نہیں۔



اسلام نے سب سے پہلے اوقات صوم کی تحدید کی، بعض لوگ
شدت اتفاق سے عمر بھر روزے رکھتے تھے، اسلام نے اسکو بالکل روک دیا
آنحضرت نے فرمایا ہے:

لا صام من صام الابد جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اوسنے کبھی روزہ
(ابن ماجہ) نہیں رکھا۔

اسلام کے سوا اور ادیان میں شب و روز کا روزہ ہوتا تھا، اسلام
نے روزے کی مدت صرف صبح سے شام تک قرار دی۔

حتی یقین لکم الخیط الابيض من اس وقت سے جب رات کا
الخیط الاسود من الفجر (بقرہ) تاریک خط، صبح کے سپید
ثم اتسرو الصیام الی اللیل خط سے ممتاز ہر جائے ابتداء
شب تک روزے کو پورا کررہ (بقرہ)

آنحضرت نے صاف فرمایا ہے:

انما یفعل ذلک النصاری یعنی شب و روز کو ملا کر نصاریٰ روزہ
الرحال و لکن صوموا کما امرکم رکھتے ہیں، تم اس طرح روزہ رکھو
اللہ ثم اتسرو الصیام الی اللیل صبح سے شام تک روزہ رکھو
اللیل فان کان اللیل فانظروا روزہ رات کے ہونے تک پورا
(الطبرانی) کسرو، اور جب رات شروع
ہو جائے تو افطار کرلو۔

” ” ” ”

رات کو سوجانے کے بعد پھر کھانا حرام تھا، اسلام نے اسکو منسوخ کیا:
رزی البخاری کان اصحاب رزی البخاری کان اصحاب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے اسلام میں چھپ روزہ رکھتے
اذا کان الرجل منهم صالحا اور افطار کا وقت آجاتا اور وہ افطار
فحضر الافطار فلم یزل ان کرنے سے بچے سوجانے تو پھر رات پھر
یفطر لم یاکل لیلۃ و یومہ اور من پھر ہر روزہ کی شام
حتی یمسی و لن قیس تک کچھ نہ کھاتے اسی آقا میں

لیکن اس ممانعت میں ارسنے اسقدر غلو نہیں کیا کہ اگر با ایں ہمہ حالات ضعف و عذر طالبان رضون الہی روزے کا ثواب حاصل کرنا چاہیں تو نہ کرسکیں، بلکہ اسکو اونکی مرضی پر موقوف رکھا۔ فمن تطوع خیراً فہو خیرہ، جو اپنے دل سے کوئی نیک دان تصور موا خیر لکم، بت کرے تو بہتر ہے اور روزہ ان کنتم تعلمون (بقرہ) رکھنا بہتر ہے اگر تمہیں علم ہو۔

حالات سفر میں آنحضرت نے روزے بھی رکھے ہیں اور انظار بھی کیا ہے، حسب اختلاف حالات، لیکن اگر کوئی شخص باوجود ضعف و عدم تحمل شدائد صوم، سفر میں روزے رکھے، تو اسلام میں یہ ثواب کا کام نہیں شمار ہوگا۔

عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلعم، رسول اللہ صلعم ایک سفر میں تھے تو ایک بھیڑ دیکھی اور دیکھا کہ ایک آدمی کو سایہ کیسے لڑک کھڑے ہیں، پوچھا کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ایک روزہ دار ہے، آپ نے فرمایا سفر میں اس طرح روزہ رکھنا کوئی نیک نہیں ہے۔

عورتوں کے لیے مخصوص فطری عذرات کا لحاظ ضروری تھا اس لیے ایام عادیہ، ایام حمل، اور ایام رضاعت میں ان کے روزے معاف ہیں کہ وہ ضعف و ناتوانی کے ایام ہیں، انکے بجائے انکی قضا وہ اور دنوں میں کرسکتی ہیں۔

قال النبی صلعم ایس اذا حاضت لم تصل ولم تصم (البخاری) ابن عباس سے مروی ہے کہ کیا عورت ان ایام میں نماز اور روزہ نہیں چھوڑ دیتی؟ عن ابن عباس سے مروی ہے کہ حاملہ اور دودہ پلانے والی اگر اپنے غم و غصہ کا اسکو خوف ہو یا بچہ کا خوف ہو تو روزے توڑے اور فدیہ دے حضرت انس سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ حاملہ اور مرضع (دودہ پلانے والی) کے روزے معاف کیسے گئے ہیں۔

بہول چوک اور خطا و نسیان اسلام میں مغفور ہیں، کہ خدا نے ہمیں بتایا ہے کہ کہو:

ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا پروردگار! ہمارے نسیان و خطا پر ہم کو اخطانا (البقرہ)۔ سے مواخذہ نہ کر۔

اس لیے اگر حالت صوم میں کوئی بہول کر کچھ کھالے یا پی لے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

عن ابی ہریرۃ قال جاورجل الی النبی صلعم فقال: یا رسول اللہ انی اکلت و شربت فاسیاً و انا صائم فقال اطعمک اللہ و سقاک (ابو داؤد) ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میں نے بہول کر روزے کی حالت میں کھا لیا۔ آپ نے فرمایا کچھ ہرج نہیں تمہیں خدا نے کھلایا اور پلایا۔

بن صرمۃ الانصاری عن مالک فلما حضر الانطار اتی امرأته فقال لها عندک طعام قالت لا ولكن انطلق فاطلب لك رکان یومہ یعمل فغلبتہ عینہ فجاءتہ امرأتہ فلما راتہ قالت خبیثۃ لک فلما انتصف النهار غشی علیہ فذکر ذلک للنبی صلعم... فنزلت وکلوا واشربوا حتی یببین لکم الخیط الابيض من الخیط الاسود من الفجر (البقرہ)

قیس بن صرمہ انصاری دم لیل صحابی روزوں سے تھے، انطار کا وقت آیا تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے کہا ہے تو نہیں لیکن میں چاکر دھونڈھتی ہوں۔ قیس دن بہر کام کر کے تھکے تھے سو گئے، بیوی آئیں تو افسوس کر کے رہ گئیں، جب دوپہر ہوئی تو قیس کو غش آگیا۔ یہ واقعہ آنحضرت سے بیان کیا گیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی "اس وقت تک کھاؤ پیو جب تک رات کا تاریک خط صبح کے سپید خط سے ممتاز نہ ہو جائے"

ایام جاہلیت میں دستور تھا کہ ایام صیام کی پوری مدت میں مقاربت سے بچنا رہتے تھے، لیکن چونکہ یہ ممانعت خلاف حکم فطری تھی اس لیے اکثر لوگ اس میں خیانت کے مرتکب ہوتے تھے۔ اسلام نے اس حکم کو صرف وقت صوم تک محدود رکھا، جو صبح سے شام تک کا زمانہ ہے۔

احل لکم لیلۃ الصیام الریفۃ الی نسا لکم من لبس لہن، علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم، فتاب علیکم رعداً عنکم، قالن باشرورہن، و ابتغوا ما کتب اللہ لکم (بقرہ)

تمہارے لیے روزہ کی شب میں اپنی بیویوں سے مقاربت حلال کی گئی، تمہارا اونکا ہمیشہ کا ساتھ ہے، خدا جانتا ہے کہ تم امیں خیانت کرتے تھے پس ارسنے تمکو معاف کیا اب ان سے ملو جلو اور خدا نے تمہاری قسمت میں جس جر لکھا ہے اس کو دھونڈو۔

بخاری نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے: عن البراء بن عازب لما نزل صوم رمضان کانوا لا یقریون النساء رمضان کله، رکان رجال یخونون انفسهم فانزل اللہ: علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم ب علم۔

براء بن عازب سے روایت ہے کہ جب صوم رمضان کا حکم نازل ہوا تو لوگ رمضان بھر بیویوں کے پاس نہیں جاتے تھے، بعض لوگ اس میں خیانت کرتے تھے، تو خدا نے فرمایا: خدا جانتا ہے کہ تم خیانت کرتے تھے پس تمکو ارسنے معاف کیا۔

روزہ داروں میں بوزہ، کمزور، معذور، بیمار، ہر قسم کے لوگ ہوتے تھے، اسلام سے پہلے اور مذہب میں ہم اس قسم کے معذور اصحاب کے لیے کوئی استثناء نہیں پائے، اسلام نے ان تمام اشخاص کو مختلف طریق سے مستثنیٰ کر دیا۔

فمن کاحکم مریضاً او علی سفر فعندہ من ایام اخر، و علی السذین ۱۰ مایۃ رنہ فدیۃ طعمہ۔ (البقرہ)

جو بیمار ہو یا مسافر ہو وہ ان کے علاوہ اور دنوں میں قضا روزے رکھے، اور جو بمشکل روزے رکھ سکتے ہیں وہ ہر روزہ کے بدلے ایک دن کا کھانا ایک مسکین کو دیدیں۔

شہ جون عثمانیہ

جزائر بحر ایجین

گذشتہ زمانے میں بحیرہ ایجین کے جزائر یورپ کی تاریخ اور دنیا کے خیالات کے ڈھالنے میں ایک ایسے درکی تمثیل کرچکے ہیں جو اس سے بہت زیادہ تھا جسکی امید انکی وسعت آبادی سے کیجا سکتی ہے۔

یہ جزائر پھر ایک بار آج مغربی ڈپلرمیسی کی ترجمہ کر مشغول اور چند یورپین وزارتوں میں غیر قلیل دلسرزی پیدا کر رہے ہیں۔ مسئلہ شرقیہ کے حل میں جن سب سے زیادہ دلچسپ مسائل کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے انمیں سے ایک وہ مسئلہ ہے جسکا اثر ان جزائر کی آئندہ حالت اور ملکیت پر پڑتا ہے اسلیے غالباً انکی جغرافیہ تاریخی، تجارتی، اور سیاسی حالت پر چند نوٹ قارئین کے لیے معقول دلچسپی کا باعث ہونگے۔

بحیثیت مجامعہ جزائر کی تقسیم اور تقسیم در تقسیم کئی مختلف (گروپ) میں کی جاسکتی ہے۔ موجودہ مقاصد کے لیے ہم اپنی رائے سے ان جزائر کو خارج کیے دیتے ہیں جو یونان سے بہت ہی قریب واقع ہیں اور اپنی تمام ترجمہ ان دوسرے جزائر پر جمع کرتے ہیں جن پر سنہ ۱۹۱۲ع کے آغاز میں یونانی جہتدے کے علاوہ کرلی اور جہتدا لہرا رہا تھا۔

قد کے اعتبار سے سرسری طور پر یہ تین درجوں میں تقسیم کیے جا سکتے ہیں۔ پہلے دو جزیرے یعنی کریت اور قبرص (سائپرس) آتے ہیں انمیں سے مرخرا الذکر اگرچہ تھیک ایجین میں نہیں مگر تاہم مناسب طور پر اس حیثیت سے اس پر بحث کیجا سکتی ہے۔ اسکے بعد متوسط القد اور ساحل ایشیاء کوچک سے دور کے جزائر: رودس، سامرس، سکیور، مڈلین، رتھیس، آتے ہیں۔ آخر میں وہ بہت سے چھوٹے جزیرے رہجائے ہیں جو رودس اور کریت کے تقریباً بیچ میں نقطہ کی طرح واقع ہیں۔ یہ جزیرے یہاں سے شمال کی طرف مرتے ہیں انکے پتھر لے ساحل بڑے جزیروں میں بلند ہیں۔ پھر تھیک مقدونیہ کے جنوبی ساحل کی طرف مرتے ہیں اور ساحل ایشیاء کوچک کے پیچھے پیچھے کم و بیش دور تک چلے جاتے ہیں۔ بے ترتیبی کے ساتھ ان جزیروں میں ایٹمپیلایا، سمی، کرس، پیٹس، نیکیرا، اسکے بعد شمال کی طرف پیسرا، ٹیندرش، ایمبروس، سیہو، ٹھیرس کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔

کارنو کا منظر اپنے جنگلوں سے بہرے اور لب آب تک پھیلے ہوئے سرسبز ڈھالو حصوں سے ایک سیاح کو جسقدر لطف دے سکتا ہے شاید ہی سرسبز (ایرینین) جزائر میں سے کوئی دوسرا جزیرہ اس سے زیادہ لطف دے سکتا ہو۔ یہ جزائر جو گرمیوں میں لبرانت کے صاف و شفاف فضا میں آفتاب کی ضیا و بزی کے وقت دریائے نیلم میں چمکتے ہوئے جواہرات معلوم ہوتے ہیں۔ یہ اپنے بیشتر حصے کے طبیعی کریکٹر میں کرلی کہرا راز نہیں رکھتے، جبکہ تمام جزیرے پتھر لے اور نا ہموار

عن ابی ہریرۃ قال الذبی صلعم: من اکل ارشرب فاسیاً فلا یفطر فاما ہو روزق اللہ (ترمذی) ابرہہ ہیرہ سے مرہی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے: جو بھول کر کھا لے یا پی لے تو اسکا روزہ نہیں ٹوٹیکا، وہ خدا کی روزی ہے۔

اسی طرح وہ افعال جو کو مذہبی صوم ہیں لیکن انسان سے قصداً سرزد نہیں ہوتے بلکہ وہ اسمیں مجبور ہے۔ مثلاً محترم ہو جانا، بلا قصد سے ہو جانی، ان چیزوں سے بھی نقص صوم نہیں ہوتا۔

عن ابی سعید ثلاث لا یفطرن الصائم: الحجامۃ والقہی والاحتلام (ترمذی) حضرت ابو سعید سے مرہی ہے کہ تین چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا پھینا یا سینگی کھلچسوالے سے، قے ہرنے سے اور محتلمیت سے۔

من ذرعه القہی فی شہر رمضان فلا یفطر ومن تقیا عامدا فقد افطر (ابوداؤد) جسکو خورد بخورد روزہ میں قے ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹیکا، البتہ جو قصداً قے کریگا اسکا روزہ ٹوٹ جائیگا۔

عن رجل من اصحاب النبی صلعم قال قال رسول اللہ صلعم لا یفطر من قاء ولا من احتلم ولا من احتجم (ابوداؤد) ایک صحابی سے روایت ہے آنحضرت نے فرمایا، قے، محتلمیت اور پھینے سے روزہ نہیں جاتا۔

من ذرعه القہی وهو صائم خلیس علیہ قضاء ومن احتقاء فلیقض (رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ والعام) جسکو خورد بخورد روزہ میں قے ہو اوسپر اسکی قضا نہیں ہے (یعنی روزہ صحیح ہوگا) اور جو قصداً قے کرے اس پر قضا ہے۔

بعض لوگ اس حدیث کی بنا پر کہ ”ایک بار آپ کو استفراغ ہوا تو آپ نے روزہ توڑ دیا“ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ استفراغ رونے ناقض صوم ہے، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ آپ نے نفل روزہ رکھا تھا، اتفاقی استفراغ سے بنظر ضعف آپ نے روزہ توڑ دیا، امام ترمذی لکھتے ہیں:

وروی عن ابی الدرداء وثوبان وفضالۃ ان النبی صلعم قائ فافطر واما معنی هذا الحدیث ان النبی صلعم کان صالماً متطرعاً نقاء فضعف فانظر لذلك، هكذا روی فی بعض الحدیث مفسراً (جامع ترمذی) ابودرداء، ثوبان اور فضالہ سے روایت ہے کہ ”آپ نے قے کی پھر افطار کیا“ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ نفل روزہ سے تھے اس میں آپ کو قے ہوئی اور آپ کو ضعف محسوس ہوا تو روزہ توڑ دیا، اسی تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ بعض روایتوں میں مذکور ہے۔

قہیک جس طرح کہ خشکی شکاروں سے پٹی پڑی ہے اس طرح کریت کو جس قدر معیط ہے اُس میں عمدہ مچھلیوں کا انبار لگا ہوا ہے۔

جنوبی طویل ساحل اپنے تلم طول میں مشکل سے کوئی محفوظ لنگر گاہ رکھتا ہے۔ شمالی ساحل چند عمدہ بندر گاہیں رکھتے ہیں۔ خصوصاً دارا (Dara)، کنیبا کے قریب کی۔ مشہور خلیج سردا - قبرص اور کریت دونوں میں اتنی آبادی ہے کہ سب کی تعداد ۳ - لاکھ ہوتی ہے۔ کریت کی آبادی کسی قدر زیادہ ہے۔

ایجین کے متوسط القامت جزیروں میں سب کے جنوب میں جو سب سے زیادہ مشہور جزیرہ ہے وہ جزیرہ رودس ہے۔ اس کے حسن مناظر اور آب و ہوا کی قدر لیرانت میں بہت زیادہ کیجاتی ہے۔ رودس مشرقی میڈیٹیرینین کی صحت گاہ کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے۔ اگرچہ سچ یہ ہے کہ اور جزیرے بھی ایسے ہیں جو اس امتیاز کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔

رودس کی وسعت قریباً ۸۰۰ سو میل ہے اور اپنی مثلث شکل کے ساتھ بلند کوہ ارتیمیرا میں مرکزی طرف مالل ہوتا ہے۔ یہاں جنگلوں کے کاٹنے کا سرال پیدا ہوتا ہے۔ گذشتہ زمانے میں ارتیمیرا کے ڈھالرحصے صوبہ کے گھنے جنگلوں میں ملبوس تھے۔

آج یہ جنگل خاص طور پر ندارد ہیں۔ پنڈر نے یہاں کی زرخیزی کے ترانے گائے ہیں مگر ہجرت اور گذشتہ دست درازوں نے یہاں کی زراعت کو اندر نہ کر دیا ہے، اور اب غلہ تک باہر سے لایا جاتا ہے۔ راجل نے اپنے ترانوں میں یہاں کی شراب کو دیرتاؤں کی دعوت کے شایاں کہا ہے، مگر اب ایسا نہیں کیونکہ اب مرگے اور بھدے قسم کی ہوتی ہے۔ ہاروس نے کلیم رودس کے ترانے گائے ہیں۔ یہ تاہم ناقابل تاثیر رہا ہے، یہ اب بھی ہمیشہ کی طرح خوشنما ہے، کیونکہ اب تک کارامینین کے ٹھنڈے ٹھنڈے جھونکے رات کی گرمی کو معتدل بناتے ہیں۔ یہ جزیرہ سمرنا اور قسطنطنیہ کا نباتی باغ (vegetable garden) ہے اور زیتون کے وسیع کنجوں کے علاوہ اسیں ابھر بھی پیدا ہوتی ہے، جزیرہ کے سہمی وکالمنس سمندر کا مرکز ہیں جہاں اسفنج کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ گذشتہ زمانہ میں ساموس جسکو ابنائے کبیل ایشیائے کرچک سے ملحدہ کرتا ہے، غیر معمولی زرخیزی کے لیے مشہور تھا۔ یہ اب تک زرخیز جزیرہ ہے، اور رہتی میں ایک عمدہ بندر گاہ رکھتا ہے۔ کو آبادی ۵۰ ہزار سے زائد ہے مگر اب اپنے لیے آب غلہ پیدا نہیں کرتا، اور کاشت زیادہ تر انگریزوں کو سنبھالے ہوئے ہے۔ جس سے ساموس کی مشہور شراب بنتی ہے، اس کے علاوہ ایک رز افزون مقدار میں تمباکو بھی بڑی جاتی ہے۔ جزیرہ کی ساخت کوہ سنگ مرمر کی ساخت کے مشابہ اور کثیر الماء رادیں سے متقاطع ہے۔

شیاس جزیرہ بیرون خلیج سمرنا ایک دوسرے جزیرہ باغ ہے اس کی سطح ہومر کے ”پتھر یلی پہاڑی“ کے لقب کی تصدیق کرتی ہے، لیکن جزیرہ میں بعض زرخیز اور خوشنما مقامات ہیں۔ بہار میں خربودار نارنگیوں کے کنج ہوا کو معطر کرتے ہیں۔ لیمون کے درخت بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ شیاس جزیرہ کا خاص شہر بھی بندر گاہ ہے۔

ایجین میں آخری بڑا جزیرہ متیلین ہے، جو دنیا کے بہترین بندر گاہوں میں سے دو بندر گاہوں سے دندانہ دار بنا ہوا ہے۔ یہ درنوں بندر گاہ سمندر کے دروازوں میں جن کے دماغے تنگ ہیں، اور آگے بڑھے تھالی

نظر آتے ہیں۔ الہی میں کبھی کبھی سبزہ زار رادیں، کی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے۔

یہ ہے جزائر کا اصلی گریٹر مع چند مستثنیات یعنی مراحل جو نورے میں گہرے ہوئے ہیں اور چٹانیں انکی حد بندی کرتی ہیں مع حصہ داخلی جو اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ مشکل سے کم چیل اور خشک مگر جا بجا بکثرت حیرت انگیز سرسبز اور دلفریب رادیاں جنہیں قیمتی سے قیمتی میوے۔ نارنگی، انار، انگور، اور لیمون، مصرفانہ مہنگات کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں جب کہ ایک طرف بعض جزائر کی یہ حالت ہے دوسری طرف زیتون کے کنج ہمار اور ڈھالو دونوں طرح کی زمین کے بیشتر حصے کو چھپائے ہوئے ہیں۔

قبرص جو کہ ان تمام جزائر میں سب سے بڑا ہے اس تنگ راس (Promontory) کے علاوہ جوشمال و مشرق کی طرف نکلتا ہوا چلا گیا ہے عرض میں ۵۰ میل اور طول میں ۱۰۰ میل ہے۔ گذشتہ زمانہ میں اسمیں گھنے جنگل تھے۔ اس کے صوبہ کی لکڑی لیبین کے مشہور صوبہ کی لکڑی سے بھی بڑی ہوتی تھی۔

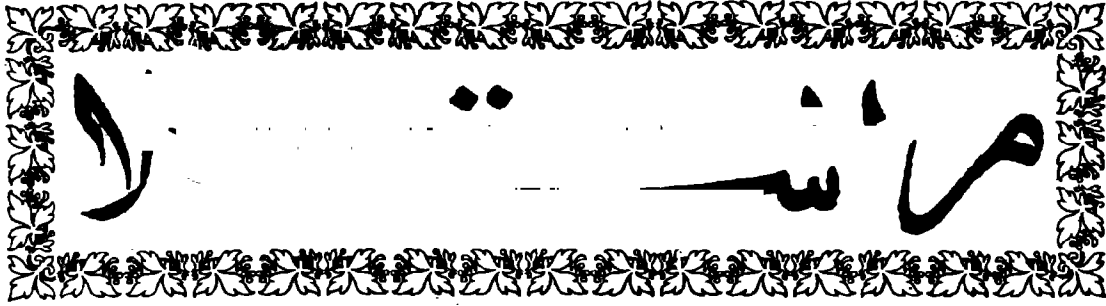
اسکی دولت کے اصلی سرچشمے اس کے کانوں میں ہیں۔ اور ایس سائپریم (Aes Cyprium) کہ عہد قبل تاریخ سے لیکے رومیوں کے زمانہ تک معلوم تھا دنیا کا بہترین تانبا تھا جسکا علم اہلروں کو تھا۔ درحقیقت کپرم مذکورہ بالا لفظ کی معرف شکل ہی سے ہمارا انگریزی لفظ کوپر نکلا ہے۔

اس جزیرے کا موجودہ نام سائپرس (قبرص) اس چھوٹے درخت (Sypros) کے نام سے مستعار جس سے تمام جزیرہ پٹا پڑا تھا۔ یونانیوں نے رکھا۔ یہ پودہ لیرانت کی حنا ہے جسکو مسلمان عورتیں اپنے ناخن اور بالوں کو شوخ نارنجی رنگنے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ قبرص میں پانی کے راستے بہت نا کافی ہیں، اور جب تک جنگل سازی کی اسکیم مستعدی کے ساتھ شروع نہیں کیجائے اسوقت تک اسکی خشک چٹانوں کے وسیع پھیلاؤ ”جنگل زار جزیرہ“ کی شہرت سے کبھی کبھی دوبارہ لذت یابی کے منصوبے کی مخالفت کرتے ہیں۔

زمیر، ضرب المثل کے طور پر زرخیز ہے۔ اور اناج، شراب، شیشم، السی بکثرت پیدا ہوتی ہے۔ یہاں عمدہ موسمی قیامگاہیں بھی ہیں کیونکہ گرمیوں میں جنوبی ساحل کی گرمی عموماً ناقابل برداشت ہوتی ہے سردیوں میں پہاڑوں سے شمال کی ٹھنڈی ہوائیں، اطالیا کی بہترین حالت کے مشابہ ہوتی ہیں۔

جغرافیہ طور پر کریت یورپ کا ایک حصہ ہے۔ کیونکہ اسمیں سے گزرنے والا سلسلہ کوہ پیلو پونیسس (Peloponnesus) کی ایک تطویل ہے۔ اور علم الارض کی ررے بھی یہ یونان کا ایک ٹکڑا ہے۔ کوہ اڈا ایک بلند چوٹی ہے جو ۷ - ہزار قدم تک پہنچتی ہے، اور خوبصورت اسپراد اڈا یا کوہ سفید مغرب کریت کی ایک شکل ہے۔ عہد قدیم میں کریت اپنی سرسبزی اور صحت بخشی کے لیے مشہور تھا، اور گو ابھی یہ یونان کے تاج میں سب سے زیادہ خوشنما جواہر خیال کیا جاتا ہے مگر یہ قیاس غالب ہے کہ کریت میں بھی جنگلوں کے مٹانے سے کچھ نقصان ہوا۔

کریت کے دریا اگرچہ بہت ہیں مگر بیشتر حصہ صرف پہاڑ کی تیز دھاریں ہیں، اور اس لیے گرمیوں میں خشک ہو جاتی ہیں۔ تاہم وہاں زیتون کے نہ ختم ہونے والے کنج ہیں، بحالیہ نارنگی، لیمون، حنا، انار، اور بادام بکثرت پائے جاتے ہیں۔



دعوت الہلال

(از جناب مظہر الحق صاحب نعمانی - ضلع بارہ بنکی)

آپ کے مساعی جمیلہ کا شکر یہ صرف کسی فرد بشر کی زوہلی ادا ہونا غیر ممکن ہے۔ حق یہ ہے کہ اس تیرہ رتار زمانہ میں آپ وہ کام انجام دے رہے ہیں جو کسی زمانہ میں مخلصین امت نے انجام دیے تھے۔ آزاد بیانی اور حق گوئی میں سب سے اول اور اپنی آپ نظیر، اگر کوئی رسالہ ہندوستان میں نظر آیا تو آپ کی ترجمہات کا سرچشمہ اور الہلال کا مبارک رجہ ہے :

الفاظ آرہے۔ ذب و روشن تر از قمر
معنی از چہر زہرہ تابان کہ۔ سحر
ہر لفظ و ہر معانی کاندہ فصول ارست
نیکو تر از جوانی و شیرین تر از شکر
صافی زہل و بدعت و پاکیزہ از ہوا
شایستہ و ہموار دانش و بایستہ چوں مطر
از خواندہ نش نہ گیرد خوانندہ را صلال
گردن بصیر ہر کہ گمان بر و بصر
ہر قصہ را زایت قدران یکے دلیل
ہر فصل را ز قنول پیمبر یکے خبر

[بقیہ ہے کالم کا]

عرب سلیم بن رشید نامی کو کہ شروع میں دینو جماعتوں کے متاری کی طرف سے مسند نشین کیے گئے تھے، امام منتخب کیا۔ مرخ الذکر رسم منزرا میں ادا ہوئی، جو ایک داخلی شہر ہے اور جو مع اسکے قلعوں کے باغیوں نے ایک جنگ کے بعد گرفتار کیا ہے، جس میں سلطان کے ساتھ وفادار رہنے والے باشندے بکثرت قتل کیے گئے۔ جس وقت یہ خط لکھا جا رہا تھا اس وقت نیا امام اور اس کے پیروں جو بکثرت ہیں ساحلی حصہ کے علاوہ تمام ملک کو مطیع کرنے کے لیے تیار ہاں کر رہے تھے۔

میرے اطلاع فرما لکھتے ہیں کہ ان واقعات نے سلطان کو بہت متاثر کیا، اس نے فوراً اپنے لوگ سعید یا سید (انگریزی اسپیل کی وجہ سے مشکوک رہ گیا ہے) نادر کی زیر قیادت اپنے سپاہی یعنی بی بارقی، مارٹینی، رالفوں سے مسلح عربوں کو اس بغارت کے دبانے کے لیے منزرا بھیجا ہے۔ محمد بن سعید کی رائے ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ مٹھی بھر سپاہی کامیابی کے ساتھ انقلابیوں کا مقابلہ کرسکیں جو نئے امام کے دارالامان کے قریب کے تمام گاؤں میں تعداد اور طاقت دینوں میں بڑھ رہے ہیں، اور جنگاں تمام عمان پر نہایت سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔

خط یہ بیان کرتے ہوئے ختم ہوتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ خرد سلطان نے دہد اور بغارت کے دبانے سے عاجز ہے اور بغارت کے دبانے اور اسکے اقتدار کو برقرار رکھنے کے خیال سے مداخلت کے لیے حکومت برطانیہ سے درخواست کی طرف مائل معلوم ہوتا ہے۔

کی شکل میں اس طرح چڑے ہوئے ہیں کہ بڑے سے بڑے بیڑے کر سنبھال سکتے ہیں اگرچہ یہ جزیرہ اپنے بعض حصوں میں چٹیل اور ڈھوار ہے۔ لیکن تاہم ہمدار اور سرسبز زمین کا ایک بڑا حصہ رکھتا ہے۔ زیتون کے کچھ پہاڑ کے ڈھالو حصوں کو بڑی حد تک چھپائے ہوئے ہیں اور اس کا تیل ایک ایسی پیداوار ہے جس کی بہت قدر کیجاتی ہے۔ قدیم منور کے جنگل استقلال کے ساتھ غایب ہو رہے ہیں۔ بقیہ جزائر کی حالت تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کیجا سکتی۔ یہ کہنا کافی ہے کہ اسمیں سے اکثر پہاڑی ہیں، اور سرسبز وادیوں والے اور ایک ایسی آبادی کے متکفل ہیں جس کا طبعی میلان ماہی گیری، تجارت، بحری سفر کی طرف ہے اور قریباً تمام سررتوں میں اپنے چاروں طرف مچھلی کی عمدہ شکار گاہیں رکھتے ہیں۔

واقعات عمان

مقبس از نیر ایست، ۱۱ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ ع

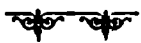
معلوم ہوتا ہے کہ ترکی حکومت سے عدم تعفی جو عرب اور ازہنی، کرد، اور شاہنشاہی عثمانی کے دیگر عناصر نے ظاہر کی ہے ایک مرض متعدی ہے کیونکہ عمان کے عربوں نے بھی اپنے بادشاہ اور امام سید فیصل بن ترکی کے خلاف علم بغارت بلند کیا ہے۔ عمان کے عرب زیادہ تر خارجیت کی آس شاخ کے پڑور ہیں جو "اباضیہ" کے نام سے مشہور مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے، اور جس کی بنیاد دوسری صدی ہجری میں عبد اللہ بن اباضہ نے ڈالی تھی۔ اس فرقہ کا ایک یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو امام عروہیت اسلامیہ کے مطابق حکومت نہیں کرتا وہ کافر ہے۔ یہ فرقہ دو جماعتوں میں منقسم ہے، ایک منوانیہ دوسرا غفریہ اور یہ دو ہمیشہ برسر پیکار رہتے ہیں۔

سنہ ۱۸۸۸ ع سے سید فیصل تخت نشین ہے، عرب اس سے ناراض ہیں۔ تقریباً ۱۶ برس ہوئے شیخ صالح کی زیر سرگرہی ضاع شکرہ کی۔ منوانی جماعت کی طرف سے اس کی جان و تخت دینوں پر حملہ کی کوشش کی گئی تھی، اس وقت سلطان ایک کشتی میں بھاگ کے قلعہ جلیلہ چلا گیا، جہاں وہ کئی سال تک رہا۔ لیکن اسکا دارالسلطنہ اور محل حملہ آوروں نے لٹ لے لیا۔ اس وقت سے حکومت برطانیہ حکومت ہندوستان کی رسالت سے سلطان کے اقتدار کو سنبھالے ہوئے ہے، اور سلطان کو حکومت ہندوستان سے ایک مامور وظیفہ ملتا ہے۔

ایک خط سے جو میرے دوست محمد بن سعید بن سابق وزیر سلطان نے بھیجا ہے اس بغارت کی کس قدر تفصیل معلوم ہوتی ہے۔

یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۶ مئی کو منوانیہ اور غفریہ میں ایک جنگ ہوئی۔ دونوں نے سلطان کے خلاف بغارت کا اعلان کیا کہ لاندہ سے لے کر انکا سلطان اور نہ امام، خروسی قبیلے کے ایک

آپ نے جذب قائمی ہی نقل و حرکت کے دنیاوی قلوب میں ایک
دلچسپ مچھلی ہے۔ اسی طرح یہ نفس نفیس ایک حرکت
جسمانی سے بھی کام لیں اور اراکین انجمن خدام کعبہ کے دلی
مقام اور اپنے انراض کو مزاحمت میں منطبق کر لیں۔ میرے
خیال میں یہ امر نہایت اشد ضروری ہے کیونکہ قوم میں
اس وقت ایک عارضی جوش و مادہ قبولیت پیدا ہو گیا ہے جو
اپنے کچھ رفتاروں کی رہبری سے منتج ہو سکتا ہے۔ عجب نہیں
کہ اس کے معدوم ہونے پر کف افسوس ملنا پڑے۔ رہبران قوم سے
لحد اعجاز التجا ہے کہ خدا پر بھروسہ کر کے کڑے ہوجائیں اور معبود
حقیقی سے دعا ہے کہ توفیق و مدد عطا فرمائے۔ وما ذلک علی
اللہ بوزیر



الہلال کی اشاعت عمومی

(از جناب حکیم غلام غوث صاحب طبیب یونانی خان پور ریاست بہار پور)

کسی صاحب نے (نام یاد نہیں) بھوپال سے الہلال کی نسبت
تجویز پیش کی کہ دو قسم کا رکھا جائے، ایک اعلیٰ جیسا کہ شائع
ہوتا رہتا ہے، دوسرا ادنیٰ معریٰ از تصویر عمدگی کاغذ تاکہ کم
استطاعت لوگ بھی معرور نہ رہیں۔

میں نے اس تجویز کی مخالفت کی اور تفصیل کے ساتھ دلائل
لئے۔ افسوس یہ ہے کہ جناب مراد علی صاحب نے میری
تجویز کو کمال افسوس سے پڑھا اور یہاں تک افسوس بڑھا
کہ لب و لہجہ اور طرز بیان سے بڑے ناراضی آنے لگی، اگر میرا
مضمون ایسا ہی ناخ اور دل آزار تھا تو کاش میرے دست و قلم
سے نہ نکلتا۔

پشیمانم و خاک اندر دھن۔

واقعہ یہ ہے کہ روزانہ الہلال اور ماہوار البیان کو عالم وجود
میں لانے کی کوشش تھی۔ اسی اثنا میں الہلال کی اشاعت
عمومی کا سوال پیدا ہوا۔ جس میں نے لکھا کہ روزانہ الہلال
کے ارادے کو ملتوی کیا جائے کیونکہ کثرت اشغال میں یہاں تک
پہنچ جینے کے البیان اور ہفتہ وار الہلال کے اب و تاب میں
فرق آجلیگا۔ خدا نکرے ان کے پیکے پڑ جانے میں قومی ادبار
کا مددہ پیش نظر ہے۔ الہلال کو موجودہ حالت پر رکھ کر البیان
جلدی نکالا جائے۔

یاران طریقت نے البیان کی تجویز اور بحث تر چور زیدی
الہلال موجودہ کی اشاعت عمومی کا جھگڑا چھیڑ دیا۔

میں بلا خوف تکذیب و تغلیط اپنی ابتدائی رائے پر قائم ہوں
اور یہی چاہتا ہوں کہ دنیوی کاموں میں بحث آراے۔ یا۔ یہ
کے لیے الہلال ہفتہ وار اور دینی کاموں میں علمی۔ تاریخی
ذکر کے واسطے البیان ماہوار رکھا جائے اور سربست الہلال میں
ظاہراً و باطناً کراہی تبدیلی نہ کی جائے۔ دلائل اور وجوہ میں نے
پلے لکھ دیے ہیں۔ مستزاد بولیں یہ ہے کہ مسارات کا لطف
جتنا رہیگا۔

جناب مراد علی صاحب کا خامہ عنبر بیز میری طرف
مضطرب ہو کر یہ بھی رقمطراز ہے کہ یہ تجویز پیش کی ہوتی
کہ ایک نذ کہولا جائے اور کم استطاعت لوگوں کو نصف قیمت
پر الہلال دیا جائے اور خود بھی ایک اچھا خامہ حصہ لیا ہوتا۔
میں خیال کرتا ہوں کہ تجویز نیک نیکی سے ظاہر کی گئی
اور ایک حد تک متعین بھی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس سے

میری عرض یہ نہیں کہ آپ کی الہلال کی تعریف و توصیف
لاہوں۔ اور تو یہ حق ادا نہیں ہو سکتا دوسرے یہ جاننا ہوں کہ آپ
جیسے منکر الزج اس مداحی کو نظر تھیں سے نہیں دیکھتے اور
حقیقت کسی کے منہ پر اس کی تعریف اور ایک حد تک اس کے
خلاف نتیجہ پیدا کرتی ہے۔

کہ مصافی خیر چند ہوں * نباشد بہ میزان بالغ نظر
مدعا صرف اس قدر ہے کہ الہلال اور آپ کی ذات کے ساتھ میرے
تعلقات کا اندازہ اور یہ امر معلوم ہو سکے کہ آپ کی رائے صاحب میرے
اور الہلال کے ساتھ (جو قریب قریب ہر ذی شعور کو اپنا کریدہ
بنا چکا ہے) تعاقب رکھنے والوں کے واسطے کس قدر قابل قبول و لائق
عمل ہے۔ اس میں شک نہ ہونا چاہیے کہ آپ کا جوش سچا جوش اور
آپ کی آواز ایک پروردگار اور شالہ رہی ہے جو خود بخود اپنی
طرف دلوں کو متوجہ کیے ہے۔ جن لوگوں کو آپ کے مضامین سے
ذوق اور ان سے مستفیض ہونیکا موقع نصیب ہو چکا ہے وہ اچھے پہلو
میں ایک امید افزا جوش و رولہ رکھتے ہیں اور منتظر ہیں کہ آپ کی
ذات کسی عظیم الشان قومی مطرح نظر کی مبداء و معاد اور
مملکت قلوب میں مرجع انقلاب عظیم و تغیر (جو تبدیل موسم
کے ساتھ تبدیل کیا جاسکتا ہے) بن کر رہیگی۔ لہذا حیرت و استعجاب
سے دیکھ رہے ہیں کہ الہلال بدل و جان ہمارے احیا کی تدابیر
میں مصروف اور مریض قوم کے واسطے نسخہ فرد و علاج رحید کے
تجویز کرنے میں مشغول ہے لیکن اطباء قوم کی مختلف تدابیر
میں مشغول ہونے پر توئی رائے زنی نہیں کرتا، یعنی خود ایک
جمعیت کے خیال میں معرور ہو کر جمعیت خدام کعبہ پر تنقیدی
نظر نہیں ڈالتا۔ یہ ایک ایسا خدشہ تھا جو نہ صرف میرے دل میں
بلکہ اکثر دلوں میں پیدا ہو چکا تھا۔ الحمد للہ کہ اس ہفتہ کے الہلال
دیکھنے سے یہ خدشہ جاتا رہا اور یہ کہنے کی جرات ہوئی کہ مصافحان
قوم اور بھی خراہان ملت کے لیے یہ امر ضروریات سے تھا کہ
بہرہ قوم کے لیے جس کام کی بنیاد ڈالیں اس کے مشورہ میں
ایسے نفوس کو بھی شریک کرایا کریں جنہوں نے اپنی ذات کو
قوم پر نثار اور حیات کو ملت پر قربان کر رکھا ہے۔ خصوصاً جب
کہ یہ امر متفق ہو چکا کہ ہماری قوم کی فکالت و تنزل کی اصلی
علت ہماری نا اتفاقیوں اور مرض مہلک ہمارا باہمی نفاق اور
جوش مذہبی کا سکون ہے۔ اور یہی ان نفا کوئی علاج اور صرف
اپنے اور اپنے ہم خیالوں کے مجتمع ہوجانے سے کوئی تدبیر کر سکتے
کی امید سخت غلطی اور تھوڑی بھتی نہیں تو اور کیا ہے۔ اس
مرض مہلک کا علاج جس میں کہ آج ہم مبتلا ہیں اگر توئی
دنیا میں ہے تو صرف یہ ہے کہ پھر وہی ملت اور اخوت کی
روح ہمارے قالب ہے جان میں پورے مذہبی حیات اور دینی
جوش پیدا کر دے (جراچ سے کچھ صدیوں پہلے ہو کر زندہ
کیے تھا) قوم کو اگر حرمین شریفین کی عظمت کا برقرار
رکھنا اور اہلی حیات و بقا کا شوق ہے تو حصن توحید کا استحکام اور
مذہب اسلام پر جاں نثاری اتفاق رائے کی تلوار سے اعدا پر
حملہ اس کے موقوف علیہ ہیں۔ آج ہم کو اتنی مہلت و فرصت نہیں
کہ باہمی مناقشات اور موضوعات مختلفہ پر تجربہ کریں۔ ضرورت
یہ ہے کہ وقت اور موقع کو غنیمت سمجھ کر مصلحتان قوم اور
ازراں ملت اہلی جائگہ کوششوں سے مسلمانوں کو ایک سلسلہ
میں ۱۹۱۰ء اور ان میں سے کام کے آدمیوں کو متاخر کر کے
تک لغوی تدبیر میں مصروف ہو جائیں۔ چونکہ آپ اپنی ذات
و بات کو خدمت اسلام پر وقف کر چکے ہیں اس لیے ایک ادنیٰ
مسلمان کو آپ سے یہ التماس کرنیکی جرات ہوئی کہ جیسی

تایخ حیات

کا ایک ورق

ذرا عانۃ مہاجرین



(جناب قاضی ممتاز علی صاحب خریدار الہلال)

میرے ایک کرم فرمانے اٹھ روزے مجھ کو اس شرط پر دیے ہیں کہ اگر جناب والا زر زکوٰۃ کو مناسب سمجھیں تو مہاجرین کو دیدیجئے وہ اس امر کو جناب کی مرضی پر منحصر کرتے ہیں۔ فہرست ذرا عانۃ میں چند الہلال سنہا کر کے بغیر نام کے شائع کر دیں

الہلال

بے خانمان مہاجرین شرعاً رکھنے کے مستحق ہیں، اگر آپ چاہیں تو وزارت کی رقم بھی بھیج سکتے ہیں۔

(از جناب قمر الدین صاحب - گیا)

اعانۃ مظالم کی ضمن میں مبلغ ایک ہزار ۱۰۰۰ روپیہ ترکش فنڈ کیا میں روانہ کر دیا، باقی مبلغ ۵۰ روپیہ اس فنڈ کا امداد مہاجرین کے لیے ارسال خدمت ہے، اور میں کوشش کر کے انشاء اللہ بہت جلد جہانگیر کے ممکن ہو کر روانہ کر دینگا۔ مہربانی فرما کر یہ چند طریقے شائع کر کے احسانمندی مرقع دیں گے۔



(از جناب حبیب اللہ صاحب خریدار الہلال)

میں، مشرق، مسلم گزٹ، الہلال کا خریدار ہوں، مگر سب سے بڑے فہم اقتدار فوٹل کی خبر مسرت اثر الہلال کے ذریعہ سے معلوم ہوئی۔ ۲۳ جولائی کا الہلال جس روز مندرجہ مسرت ایگر پرنچا اسی دن میں نے محفل میلاد شریف منعقد کی۔ بعد ختم ذکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم چندہ کیا گیا، اصحاب ذیل نے شرکت چندہ فرمائی بذریعہ منی اتر ارسال خدمت ہے:

جناب شیخ مولا بخش صاحب ایک روپیہ - جناب دین محمد صاحب ۲ - روپیہ - ظہیر الحق صاحب ایک روپیہ حبیب اللہ صاحب ایک روپیہ

(از جناب شیخ ربی محمد عباسی صاحب مہار - خریدار الہلال) جب سے مہاجرین عثمانیہ کے مصالح و احتیاج کے تار کا مضمون اور آپ کی ایڈل دوبارہ اعانت الہلال میں دیکھی ہے آخرت سے میرے دل کی عجیب کیفیت ہو رہی ہے۔

گو میں دم امقطاعت ہوں تاہم میں نے اسی وقت نصف تقویر بھیجے گا مضمون ارادہ کر لیا تھا۔ مگر ساتھ ہی اسے شب روز یہ فکر بھی دامن گیر تھی کہ اس ثواب عظیم میں اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی شریک کرے، یہی ارشاد ہوا۔ لیکن چونکہ اُس وقت سے اب تک میل زیادہ قیام کسی ایسی جگہ نہیں ہوا جہاں کثیر آبادی مسلمانوں کی ہو، اس سبب سے گر لی بڑی رقم جمع ہونہ سکی۔ صرف اُس وقت سے ایسے دیہات میں دورہ کر رہا ہوں

یہی میں اتفاق نہیں دیکھتا۔ اسی انجمن، ایسے فنڈ، ایسے پتہ۔ میرے نزدیک مدرسہ کائناتی ہیں، تعلیم درپورہ کرمی کے تقاریر اور گر لی کلم نہیں کر سکتے۔ اسی کے بدولت فورم میں کسالت بڑھتی جاتی ہے۔ کہیں مصائب زمانہ آئے کمر ہمت کھول کر بیٹھہ کٹے اور محتاج دست نگر ہو لیتے۔ اگر پانچ منٹ کے لیے دامن ایسا جائے کہ یہ تجویز بر محل ہے تو اس سے بڑھ کر یہ کہ مزدوری پیشہ لوگوں کو مزدوری دیکر نماز پڑھائی جائے۔ بھلا جب تک کوئی خود میدان میں نہ آئے کون زبردستی کھینچ کر لا سکتا ہے یا دیکر اپنے ہاں رکھ سکتا ہے؟ اگر یہی طریق عمل رہا تو بہت مشکل ہے کہ فورم ابھرے اور ترقی کرے۔

بروقت صبح شہد ہنجر روز معلومت

کہ باکہ باختہ عشق در شب دیدور

میں پوچھتا ہوں کہ شادی، ماتم، تولد اور مقدمے وغیرہ امور دنیوی رسمی میں تو حسب مقدور خرچ ہو سکتا ہے مگر دینی اور علمی کاموں میں نہیں ہو سکتا۔ ترغیب و تعریض سے مذاق پیدا کرایا جائے، مذاق کے پیدا ہونے پر خرچ کی سبیل خود نکل آتی ہے۔

کاش جو طاقت انجمنوں کے قائم کرنے پر صرف کیجاتی ہے وہ ادارے احکام اسلام اور قلع و قمع بدعات میں لگائی جاتی۔ ہم لوگوں کو نماز با جماعت اور افطار روزہ بمعہ جسد اور کلب سے زیادہ نافع ہو سکتے ہیں اور ایک زکوٰۃ کا التزام ہزار فنڈ سے بہتر ہے۔ بدعات و اسراف کی جزا کیڑ کر پھینک ڈالنا اور کٹاوا اثر ہوا ولا تسرفوا کر پیش نظر رکھنا اور خرید الہلال ہی طاقت ہم پہنچا لینا تجویز "الہلال کی اشاعت عمومی" سے بدرجہا مفید ہے۔

بہر حال الہلال میں تبدیلی (جس قسم سے ہو) میرے نزدیک ناموزون اور مضر ہے۔ البیان کا جلدی نکالنا مفید و نافع۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

الہلال

البیان کا اعلان بڑے ہوا تھا، اب بھی رسالہ "البصائر" کے نام سے شائع ہوا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام ارور، بنگالہ، کچراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو بارہ ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے۔ اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے مالاشی ہیں تو اپنے شہر کے ایسے اعلیٰ ایجنٹ بن جائیں۔



ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت اعانۃ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی۔ قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارۃ الہلال سے طلب کیجیے۔



اسکے بعد لوگوں کی طرف مترجمہ ہوا - میری زبان میں وہ طاقت کہاں
 تھی کہ ایسے پرجوش مضامین بیان کرتا ، اور اگر کچھ ہی بیان بھی
 ہوتا تو آپکا سا پر درد دل کہاں سے آتا جس کے پر مغز اور جوشیلیے الفاظ
 دل میں گہر کر جاتے ہیں ، لہذا اللہ - مال کا وہ مضمون جان گداز جر
 راء انہ کے معنائی تھا خوب خوب پڑھ کر سنانا پورا ، لیکن کامیابی کی
 نمایاں صورت نہ بندھی - مجبور ہو کر محض ایک قلیل رقم جو صرف
 چند اشخاص کے ہمت کا نتیجہ ہے
 آپکی خدمت بابرکت میں ارسال ہے ، اسکو قبول فرما کر
 نقد اعانہ مہاجرین میں داخل فرمائیے -

(از جناب سید میر حسن صاحب - ملتان چھاؤنی)
مبلغ آٹھ روپیہ زراعتیہ مہاجرین ٹرپہ بذریعہ منی آڈر ارسال
خدمت میں۔ اسکے عوض میں اخبار الہلال جاری نہ فرمائیں۔

(از جناب کاظم حسین صاحب - خریدار الہلال):

حسب وعدہ دوسری قسط اعانہ مہاجرین آج بذریعہ منی آدر ارسال خدمت کی گئی ہے۔ یہ ایک صاحب کی طرف سے ہے جو اپنا نام کسی خوف کے سبب ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ انیسویں کے یہاں پڑا اور بھی در چار شخص ایسے تھے جو کچھہ دے سکتے تھے، مگر خوف کے سبب مجبور ہوئے، حالانکہ خوف کی کوئی وجہ مقرر نہیں تھی۔ اور اگر خدا نخواستہ ہوتی بھی تو اب کب تک ہم نہ کفیم ہوا کر بیگی اب پالی سرے اور گیا استخارہ باقی نہ رہی۔ اس رقم کے ساتھ ستر روپیہ کی قسط ازل سرمایہ جماعت حزب اللہ کے واسطے بھی بھیج دی ہے۔ اسمیں بھی زادہ انتظار کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی، بلکہ یہ تو بہت چلے ہو جانا چاہیے تھا۔ اللہ رحم کرے

(از جناب عبد الصکیم صاحب رکیل)

ایک اشتہار متعلق اعانت مہاجرین بیت اللہ کے - مبلغ - ۵ روپیہ بقریہ منی اردن کے اعانت مہاجرین جنگ بلقان کے لیے ارسال خدمت ہے - چونکہ میرے کلب میں الہلال آتا ہے اور میں برابر بڑھتا ہوں اور میں ایکو کسی قسم کا جبر بھی دینا نہیں چاہتا ہوں اس لیے الہلال بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے - علاوہ اس کے میرے یہاں ایک مدد رقب موضع ککثر بکا ہے اس سے یہ روپیہ بھیج رہا ہوں - صرف آپ سے استدعا ہے کہ اس چٹھی کو بجنہ الہلال میں ہرچ فرمائیں - یہ انصراف باضابطہ رسید کا کلمہ کر بکا -

مبلغ ۱۴ - روپیہ ۱۲ - آٹہ کا منی اڈر ارسال ۷ مبلغ ۴ -
روپیہ ۱۲ - آٹہ قیمت الہلال شمعہائی میں جمع کرایہ چکا
اور مبلغ ۱۰ - دس روپیہ اعانہ مہاجرین میں درج : نورمالیکا مگر
مہجرت اعانہ مہاجرین میں میرا نام ہرگز نہ چھاپاؤں گا -

۱- الان

نمایش دستکاری خواندین هند

حسب ہدایت ہر مائیس نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ
- ی - آلی - جی - سی - اس - آئی - جی - سی - آلی - اے -
افغان کیا جاتا ہے کہ نمائش دستکاری خواتین ہند بسر پرستی علیا
حضرت ممدوحہ شروع ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۲ء بمقام بھوپال منعقد
دیجائے گی ، لہذا امید ہے کہ تمام خواتین ہند اس نمائش میں
گہری دلچسپی ظاہر کر کے ضرور اپنے اپنے ہاتھ کی بذالی ہونی
نمائشی اشیاء وسط دسمبر سنہ ۱۹۱۳ء تک آئیں بیگم صاحبہ

جہاں پر خال خال عویب مسلمان آباد ہیں ، اور جو ارکان اسلام و روایات سے بالکل ناواقف ، اور صرف نام کے مسلمان ہیں ، جنکو یہ بھی معلوم نہیں کہ آج کل دینی اسلام پر کیا گزر رہا ہے ۔ نام خاموش نہ رہا گیا ، جس جگہ پر نہ چا رہا ہے برادران اسلام کو جمع کیا ، اور انکو حالات سے آگاہ کر کے چندے کی درخواست کی گئی ، تو خداوند کریم کا شکر ہے کہ انہوں نے الہلال کے مضامین سے متاثر ہو کر حسب حیثیت فراخ دلی سے چندہ دیکر اپنے درر افتادہ بہالیوں کی مدد میں خوشی سے شریک ہوئے ، اور کہیں نہ ہوتے آخر یہ بھی تو اسی سرور کونین کے نام لینے والے ہیں جن کے دین کی حفاظت کے لیے ترک جان دیتے ہیں ، چنانچہ اس وقت تک موضع بسی اور پار - ولی کے بہالیوں سے ۱۶۶ - روپیہ علاوہ خاکسار کے پندرہ روپیہ کی رقم کے وصول ہو چکے ہیں ، جو بذریعہ منی آدر مع مفصل فہرست ارسال خدمت ہے ۔

(از جناب محمد راشد علی صاحب مکانی حلال مقیم ٹرنک راجپوتانہ)

آپ نے جس جدوجہد اسلامی کو اپنے ارادہ فرض کر رکھا ہے۔ میرے خیال میں اہل اسلام کیا خود اسلام آپ کا مندر ہوا کہ خدا جوں کہ مصنف ہے اس لیے اسکے انصاف پر بھروسہ اور پورا یقین ہے کہ خدا ایک دین اور دنیا میں بہلا دے گا۔ جب سے الہلال جاری ہوا، مجھے میں تو اتنی استطاعت نہیں کہ اسکو منگا سکوں، مگر جس طرح ممکن ہوتا ہے، جہاں جس کے پاس آتا ہے، سادگی کو دیکھ لیتا ہوں۔ الہلال کے مضامین ہی نے مجھے مشتاق بنادیا تھا کہ آپ کی زیارت کروں، مگر جب سے کہ اعانت مہاجرین میں تیس ہزار روپیہ کا اپنے جیب خاص سے مدد دینے کا اعلان اپنے فرمایا ہے اضطراب زیارت بڑھتا جاتا ہے۔ میں عرصہ سے فکر میں تھا کہ میں بھی اسے کچھ حصہ اؤں، مگر بے مایگی محسوس کیے ہوئے ہے۔ اب میں اپنے اور اپنے اہل رعایا پر تکلیف گزروا کر بچاؤ آئے۔ روپیہ کے پانچ روپیہ بھیجتا ہوں۔ آپ اسکو اعانت منظور فرمائیے۔ مہاجرین، ترکی کے لیے قبول فرمائیے۔ انشاء اللہ میں کوشش میں ہوں کہ بقیہ ۳ - روپیہ بھی کسی طرح بھیجوں۔ مجھے الہلال کے منگا نے اور آپ جیسے بزرگ باہمت کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں، میں اسی طرح الہلال کو دیکھتا رہوں گا جس طرح اب تک دیکھتا رہا۔

(از جناب قاضی محمد عارف صاحب ہوشیار پور)

امداد مظلومین ابرار کے لیے جناب کی خدمت میں
جہاں ایس روپیہ ارسال کرچکا ہوں۔ انکی تفصیل یہ ہے :

دندہ روپیہ میرے ایک عزیز نے ترک بھائیوں کی امداد کے لیے
بھیجے تھے۔ تیس روپیہ بارہ آنے ایک انگریزی طالبی چڑی کی
قیمت ہے جو حاجی طالع محمد صاحب رئیس کمالیہ ضلع
ہوشیار پور نے اسکول میں چھٹے کے موقع پر دی تھی۔ باقی سترہ
روپیہ چار آنہ عملہ اسلامیہ ہائی اسکول ہوشیار پور سے مختلف
موقعوں میں خصوصاً صرولی تنخواہ پر جمع کیا گیا تھا۔

ازراہ نوازش تفصیل بالا کے ساتھ اس رقم کی رسید سے بذریعہ
الہلال اطلاع دیں۔ یا اس خط ہی کو شایع فرما کر شکریہ کا مرقعہ دیں۔

ابھی امرتنگ نے دیکھا کہ رزا علیہ الصلوٰۃ والسلام پہنچ کر دل بہنچہ ہو گیا ، مگر السوس نے تو اس بات کا کہ مددگار متاثر ہونا تھا وہ متاثر نہیں ہوئے ۔ مفلس نے تاثر کا دھا انہر دے دیا ہے ، لیکن بدیں خیال کہ قطار قطار سیلے گردہ میں لے کر وہیں باندھی ، اور پلے اپنے گھر ہی سے ابتدا کی

فہرست زر اعانۃ مہاجرین عثمانیہ (۹)

۷	۰	۰	جناب شیخ فہم دین صاحب رٹرنیری انسپکٹر محکمہ آرمی ریمونٹ - لائل پور
۲۵	۰	۰	اہلیہ جناب محمد عبد الغنی صاحب پارچہ فروش ٹانڈرنہی - برہما
۱۱۰	۰	۰	جناب محمد فضل الرحمن صاحب - فارست ایاجینیر - اٹک
۱۰	۵	۶	چندہ مسجد اہل حدیث - بنیا پراہر رڈ - کلکتہ
۱۵	۰	۰	جناب محمد عید خان صاحب جناب شیخ مولا بخش صاحب - بیرنگین
۱	۰	۰	مظفرنگر
۲	۰	۰	جناب دین محمد صاحب
۱	۰	۰	جناب ظہیر الحق صاحب
۱	۰	۰	جناب محمد عیسیٰ صاحب
۱	۰	۰	جناب حبیب اللہ صاحب
۶۰	۰	۰	ایک بزرگ از قصور
			جناب ایس - عزیز - ایس - زاہد - ایس - سلیم صاحبان سردگران آرہ
۲۰	۰	۰	جناب محمد اعظم صاحب جہت پٹ
۲	۷	۰	جناب مقصود صاحب
۵۴	۰	۰	جناب نصیر حیدر صاحب سکریٹری دی اسکالرس کلب علیگڑہ
۶	۰	۰	جناب مولوی ظہور الحق صاحب - اٹارہ
۷	۱۱	۰	جناب احمد اللہ خان صاحب - سب انسپکٹر پولیس - کاکری - لکھنؤ
۱	۰	۰	جناب غلام علی الدین محمد صاحب بارہ - پٹنہ
۸	۰	۰	جناب مولوی انضال الحق صاحب رامپور
۲	۸	۰	جناب محمد عبد العظیم صاحب - دسہ - پٹنہ
۲	۱۰	۰	جناب مولوی شیر احمد خان صاحب برنگر
۸	۰	۰	رحمت بی بی صاحبہ جہان آباد
۲	۰	۰	جناب حکیم خروادہ عبد الشکور صاحب کانپور
۳	۰	۰	جناب محمد قمر الدین صاحب مرچنٹ نوادہ - گیا
۵	۰	۰	جناب نواب زادہ قمر الدین حیدر صاحب فیصل آباد - کلکتہ
۲	۸	۰	جناب چودھری حکیم قیام الدین صاحب تحصیلدار محمد آباد
۵۷	۰	۰	جناب شیخ رلی اشرف صاحب علوی راے بریلی
۸	۰	۰	جناب عبد الرحمن صاحب
۸	۰	۰	جناب مدار صاحب خباط موضع مجادی دیوارہ مدید ڈاکخانہ مہرا گنج - اعظم گڑہ
۵	۰	۰	جناب مراد مشق حسین صاحب پیشکار رامپور ریاست
۸	۰	۰	جناب غلام محمدانی خانہ صاحب کورٹ انسپکٹر ریاست رامپور
۸	۰	۰	میزان
۵-۲	۱	۶	سابق
۸۰۵۵	۷	۶	کل
۸۵۵۷	۹	۰	

سکریٹری لیدیز کلب ہسپتال ساڈل انڈیا ہیچر مشکور فرمالینگی -
سکریٹری صاحبہ موصوفہ ہر خانوں کی درخواست پر قراءت نمائش
وغیرہ ہیچر یکنی -

اس نمائش کے ساتھ ساتھ پول اور ترکیبی وغیرہ کی بھی
نمائش ہوگی فقط

دستخط - ارشد نرائین بسویا
چیف سکریٹری دربار - ہسپتال

فہرست انعامات

متعلق

نمائش دستکاری خواندین

بمقام ہسپتال

شرح خاص انعامات

تمغہ طلائی - کسی طبقہ کے سب سے اچھے کام کے لیے جو
کسی زنانہ اسکول کی طالبات کا بنایا ہوا ہو -

تمغہ نقرہ - اسکے بعد کسی طبقہ کے سب سے اچھے کام کے لیے
وسط ہند کے کسی زنانہ اسکول کی طالبات کا بنایا ہوا ہو -

تمغہ طلائی - کسی طبقہ کے سب سے اچھے کام کے لیے جو
ہسپتال میں رہنے والی کسی ہندوستانی بی بی کا بنایا ہوا ہو -

تمغہ نقرہ - اسکے بعد کسی طبقہ کے سب سے اچھے کام کے لیے
جو وسط ہند میں رہنے والی کسی ہندوستانی بی بی نے بنایا ہو -

شرح کام و انعامات

۱ - ایس کا کام ایک تمغہ طلائی - در تمغہ نقرہ -
تین تمغہ برنز یعنی کانہ -

۲ - قرآن پڑھنے کے لیے کپڑے کے
دھانے لکٹر - کام بنانا
در تمغہ نقرہ - تین تمغہ برنز -

۳ - کلابوں کا کام سنہری و زریلی
۴ - سوزن کاری (کین رس -
سائین - ریسم - مضمحل -
جالی - یا لینس پر)
ایضاً

۵ - کردنی کا کام (سوتی)
ایک تمغہ نقرہ - در تمغہ ہرونز -

۶ - ایضاً (اونی)
۳ - تمغہ ہرونز -

۷ - بنالی (ٹنگ) کا کام
(سوتی یا اونی)
ایضاً

۸ - رہیں یعنی نیکہ کا کام
ایک تمغہ نقرہ - در تمغہ ہرونز -

۹ - نقاشی (کسی چیز پر ہو)
۱۰ - ارہ - کپڑے - روئی یا مٹی
کے نمونہ پھول - پھل اور
پودوں کے
در تمغہ ہرونز -

۱۱ - کشیدہ کا کام
ایک تمغہ طلائی - ایک تمغہ
نقرہ - در تمغہ ہرونز -

۱۲ - پرت کا کام (بیدرک) ...
ایضاً

۱۳ - تصویریں کو کپڑے پہنانا ...
ایک تمغہ نقرہ - در تمغہ ہرونز -

۱۴ - راکٹر کلر اور آئل پینٹنگ
(تصاویر آبی و زغنی) ...
در تمغہ طلائی - ایک تمغہ نقرہ -

۱۵ - کریول درک
ایک تمغہ طلائی - ایک تمغہ
نقرہ - در تمغہ ہرونز -

۱۶ - ریکر درک
ایضاً

۱۷ - پھول
در تمغہ نقرہ

۱۸ - ترکیبی
در تمغہ نقرہ
(دستخط) آبرو بھگم
سکریٹری پرنس اب ریاز لیدز کلب - ہسپتال

ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے۔ مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچیں ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پُرانا بخار - مرمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار جسمیں زرم جگر اور طحال وہی لاحق ہو، یا وہ بخار جسمیں متلی اور تہ بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر ہو - ہر - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ کلثیاں بھی ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا در کرتا ہے، اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجئے تو بزرگ ہو جاتی ہے، اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا کرنے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آ جاتی ہے، نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آ جاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاهلی رہتی ہو - کم کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تریہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت: بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام درکارندوں کے ہاں سے مل سکتی ہے

۱۰۱۱ روبرو پراکٹر

ایچ - ایس - عبد الغنی کیمسٹ ۲۲ و ۷۳
کولونلہ اسٹریٹ - کلکتہ

قسم م ا

اس نام کا ایک ہفتہ وار اخبار ۵ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ء سے راولپنڈی سے نکلنا شروع ہوا - اسکا ایڈیٹر ریل سٹاف پڑائی رنلی تعلیم کے بہترین نمونہ کا مجموعہ ہوا - اس اخبار کو کسی خاص شخص یا فرقہ کی ذاتی ہجو یا فضول خورشاد سے کلیتہ پرہیز ہوا - مگر ساتھ ہی وطن اور اہل وطن کے فائدہ کیلئے جائز نکتہ چینی سے بھی باز نہیں رہیگا - اسکا مساک آزادہ روی کے ساتھ صلح کل ہوا - اسکا دستور العمل:

ایمان کی کہانگے ایمان ہے تو سب کچھ

یہ اخبار ۱۸-۲۲ کے چوتھائی حصہ پر کم از کم ۱۶ صفحوں کا ہر ماہ کی ۵-۱۲-۱۹ اور ۲۶ کو شائع ہوا کریگا -

چونکہ اہل وطن کی قدردانی سے اخبار نسیم ہند کا پہلا پرچہ ۲۰۰۰ شائع ہوا - اسلئے تاجر صاحبان کیلئے اچھا مرقعہ ہے - کہ وہ اشتہار بھیج کر فائدہ اٹھائیں - ہنر مند سرحدی - پنجاب اور ہندوستان کے ہر گاؤں اور شہر کے نامہ نگاروں کی بھی ضرورت ہے لائق نامہ نگاروں کو اخبار مفت دینے کے علاوہ اجرت بھی معقول دی جاوے گی (اخبار کی قیمت سالانہ ۲ - روپیہ ۸ - آنہ)

درخواستیں بنام منیجر " اخبار نسیم ہند " راولپنڈی (پنجاب)

[۲۰] ریویو آف ریلیجنز - یا - اہلب عالم پر نذر

اردو میں ہندو مقام اور انگریزی میں یورپ امریکہ و جاپان وغیرہ ممالک میں زندہ مذہب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرتے والا - معصوم نبی علیہ السلام کی پاک تمام کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں - اس کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے والا یہی ایک پرچہ ہے جس کو دوسرے دھرم البہان لکھنؤ ریویو آف ریلیجنز ہی ایک پرچہ ہے جس کو خالص اخلاقی پرچہ کہنا معوج ہے - مری میں النار اور لومہ میں ریویو آف ریلیجنز بہتر پرچہ کسی زبان میں شائع نہیں ہوئے - اس کے زور اور مضامین ہر علم و فضل کو ناز ہے -

کریسٹنٹ اور پول - ریویو آف ریلیجنز کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا ہے - ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاہل مسلمان الزام لگاتے کرتے ہیں - ان کی تردید میں نہایت ہی فاضلانہ مضامین اس میں لکھا گیا ہے - جس سے مدد مفسرین آج تک ہماری نظر سے نہیں گذرا -

مستورب صاحب امریکہ - میں یقین کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذہبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لئے ایک نہایت زبردست طاقت ہوگی - اور یہی رسالہ ان روزوں کے دور کرنے کا ذریعہ ہوگا - جو جہالت سے سہائی کی راہ میں ڈالتی گئی ہیں -

ریویو آف ریلیجنز - لندن - مغربی ممالک کے باہدوں کو جو مذہب اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے مفسرین سے دلچسپی رکھتے ہیں چاہیے کہ ریویو آف ریلیجنز خریدیں -

وطن لاہور - یہ رسالہ بڑے ہایہ کا ہے - اس کی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور سبق ہوتی ہیں - جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ہے سالانہ قیمت انگریزی پرچہ ۳ روپیہ - اردو پرچہ ۲ روپیہ - نمونہ کی قیمت انگریزی ۴ آنہ - اردو ۲ آنہ - تمام درخواستیں بنام منیجر میگزین قادیان - ضلع گورداس پور آتی چاہئیں •



• • • کا موہنی قسم قی ل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گہی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی کے جب سب چیزوں کی کٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بھرا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں بعض نمونہ اور نمایش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متمدن نمونہ کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنا بریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی روایتی تیلوں کو جانچ کر " موہنی قسم تیل " تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد ملی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیر پا ہونے میں لاجواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے آگتے ہیں - جویں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جھٹکا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے -

تمام درکارندوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ معمر لڈاک -

• • • • •

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجا یا کرتے ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو درخانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ گولی حکیمی اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بیکھے بلا طبی مشورہ کے میسر آ سکتی ہے - ہمارے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرتے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزار ہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُكَ أَلْفُ سَنَةٍ كَمَا تَأْخُذُكَ أَلْفُ نَفْسٍ مِنْ نَفْسٍ وَتَسْمِعُ الْغَيْثَ وَتَرَى الْغُيُوثَ

الْمَسَالِكُ

ایک منقہ وار مصور سالہ

میرسنول نرخصوی

احمدی پبلک لکچر دہلی

مقام اشاعت
۴ - ۱ مکلود اشترین
کے اے

قیمت ۴
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۶۲ آنہ

نمبر ۸

کد: ۳۴۴ چہار شنبہ ۱۷ رمضان ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, August 20, 1918.

جلد ۳



ذیابیطس

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض : جن لوگوں کو پیشاب بار بار آنا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو۔ منہ کا ذائقہ خراب رہتا ہو۔ رات کو کم خوابی سہاتی ہو۔ اعضاء شکنی۔ لاعربی جسم۔ ضعف مثانہ ہونے سے روز بروز قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سرچکراتا ہو۔ سر میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو۔ تمام بدن میں پیرسٹ کا غلبہ رہتا ہو۔ ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہو جائے اور ٹھنڈے پانی کو جی ترے۔ یہ سب علامات میں جلن معلوم ہو۔ بیوقوف بڑھانے کے آثار پیدا ہو جائیں اعضاء رئیسہ کمزور ہو جائیں۔ وقت۔ سرعت اور کمی باہ کی شکایت دن بدن زیادہ ہوتی جائے تو سمجھو کہ مرض ذیابیطس ہے۔ جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو مندرجہ بالا آثار سے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے۔ دندیل پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی کو کاربنکل ہونو ایک پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کر لینا چاہیے۔ اس راج پہرے سے سینکڑوں ہزار بار قابل لوگ مر چکے ہیں۔

مرض کی تشریح اور ماہیت : ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی تفکرات شبانہ روز کی انحطاط ہے بعض دفعہ کثرت جناب۔ بلکہ سوزاک اور کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتا بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ یہی ابتداء عمر میں شروع ہوتا ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پہرے کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ۔ شربتی۔ چاول ترکی کردو۔ ورنہ اگر سستی کرگئے تو پہرے یہ درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جائے ہیں۔ جولوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مریض بن جاتے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہو سکتا۔ یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قواء اور جملہ امراض رذیہ سے محفوظ رکھتی ہیں۔

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلک مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہو جاتا ہے۔ جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے۔ یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلیے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعہ کے لئے تیار کیا تجزیہ ہو چکی ہیں اور مدعا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرتے تھے آہستہ آہستہ دنوں کے استعمال سے آہستہ ہو گئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کر لیں بلکہ انکے کھانے سے گئی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے۔ انکھوں کو طاقت دیتی اور منہ کا ذائقہ درست رکھتی ہیں۔ جسم کو سوکھنے سے بچاتی ہیں۔ سلسلہ بول۔ ضعف مثانہ۔ نظام عصبی کا بگاڑ۔ اسہاں دبیرہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجاتے ہوں یا درد شروع ہو جاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہو جاتے ہیں۔

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خاں۔ ٹائیٹر والٹی ریاست خیرپور سندھ۔ پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کر دیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم غلام نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی بحال نہ تھی۔

محمد رضا خاں۔ زمیندار موضع چٹہ ضلع تارو۔ آپ کی حب ذیابیطس سے مرض کو فائدہ معلوم ہوا۔ دن میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجائے اب صرف ۵-۶ دفعہ آتا ہے۔

عبدالقادر خاں۔ محلہ غرقاب شاہ جہاں پور۔ جو گولیاں ذیابیطس آپ نے ریڈس عبدالشکور خاں صاحب اور محمد تقی خاں صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دفعہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیج دیں۔

پتہ۔

حکیم غلام نبی زبدۃ العکماء۔ لاہور

عبد الوہاب ڈبٹی کلکٹر۔ غازیپور۔ آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کر رہا ہوں۔ بجائے ۴-۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے۔

سید زاہد حسن ڈبٹی کلکٹر الہ آباد۔ مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کر رہا تھا۔ بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہو گیا قوت مردمی جاتی رہی۔ آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہو گئے۔

رام ملان پوسٹما سٹرجنل۔ پیشاب کی کثرت۔ جاتی رہی۔ مجھے کئی رات دن میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا۔ آپ کی گولیوں سے صحت ہو گئی۔ انکے علاوہ صدھا سندھات موجود ہیں۔

مغرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی

قیمت نقد تا حصول صحت

دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

داڑھی مونچھ کے بال ایک لگائے۔ گھنے اور لٹکے پیدا ہوتے ہیں۔ ۲ تولہ۔ دو روپے۔

سر کا خوشبودار قیل

دلربا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا تولہ و زکم سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپیہ آٹھ آنہ کلاں تین روپے۔

حب قبض کشا

نفاذاتہ کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت یا فراغت اگر قبض ہو درجہ ۲ ڈرجن۔ ایک روپیہ۔

حب قائم مقام افیون

انکے کھانے سے افیم چاندرو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فی تولہ پانچ روپے۔

حب دافعہ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام۔ دو روپے۔

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہواکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے بدبو زائل۔ ناسور بھگندر۔ غنازیری گھاٹ۔ کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے۔ ۶ تولہ دو روپے۔

حب دافع طحال

زرعی چہرہ۔ لاعربی کمزوری دور مرض تلی سے نجات۔ قیمت دو ہفتہ دو روپے۔

بر الساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور۔ شیشی چار سو مریض لے لئے ایک روپے۔

دافع درد کان

شیشی مدھا بیداروں کے لئے۔ ایک روپے۔

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بانی ربعی ہو یا سادی۔ خون جانا بند اور مے خورد بخورد خشک۔ قیمت ۲ ہفتہ دو روپے۔

سرمہ مہرۃ کراماتی

مقرب بصر۔ محافظ بیڈائی۔ دافعہ جلا۔ دھند۔ غبار۔ نزول الماء۔ شخی۔ ضعف بصر وغیرہ * فیتولہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Macleod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly 4-12.

میر رسول بخش خصوصی
مکتبہ اسلامیہ کلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱ - مکلاؤڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے ۱۲

الہلال

ایک ہفتہ وار مضمون رسالہ

جلد ۲

۱۲: چہار شنبہ ۱۷ رمضان ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta Wednesday, August 20, 1918.

نمبر ۸

مالا بدینہ

فہرست

(۱) سرمایہ مسجد کان پور کے متعلق مسلمانان لکھنؤ کا ایک عظیم الشان جلسہ ۱۵ - اگست سنہ ۱۹۱۳ء کو درپہر کے بعد رفاہ عام کی عمارت میں منعقد ہونے والا تھا۔ جلسہ کی اطلاع ایک ہفتہ قبل کثیر التعداد اشتہارات کے ذریعہ سے دی جا چکی تھی، حکام ضلع نے وسیع پیمانے پر تمسخر انگیز احتیاطیں کی تھیں، مسلح پولیس پا برکاب رکھی گئی تھی، کارٹوسوں کی کافی سے زائد مقدار تقسیم کر دی گئی تھی، رفاہ عام کی تمام سڑکوں پر فوج کی حیرت انگیز جمعیت نگرانی کر رہی تھی، قصبات و دیہات سے صدہا مسلمان جوق در جوق آ رہے تھے، درجہ چکے تھے، جلسہ ہر سر آغاز تھا کہ سنی مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس، سپاہیوں کی ایک فوج لیے ہوئے، جس میں مسلح سپاہی بھی شامل تھے، موقع پر نمودار ہوئے، اور لفٹنٹ گورنر کے خاص اختیار کی بناء پر جلسہ کو روک دیا۔ ہزار ہا مسلمان سخت مایوسی کے عالم میں اپنے اپنے گھر واپس گئے۔ اس تشدد سے شہر میں سخت اضطراب پھیلا ہوا ہے۔ یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ میں دہلی سے لکھاؤ آیا کہ جلسے میں تقریر کریں اور ایک فریضہ ملی ادا کریں، مگر شہر میں یہ علم خیال ہے کہ میرا آنا حکم کو خالص طور سے ناگوار ہوا۔

(۲) اعانہ مظلومان کا پور کی رفتار بالکل ہی رکی ہوئی ہے، ضرورت تو یہ تھی کہ غیر تمند مسلمان فرق العادہ جوش و خروش سے اس مقدس سرمایہ میں حصہ لیتے اور اس کی فراہمی میں قرون اولیٰ کی اس نظیر کو تازہ کرتے جب استمداد کی ایک آواز بلند ہونے پر ہر ایک مخلص مسلمان اپنے تمام سرمایہ کو اسلام پر سے نثار کر دیتا تھا، لیکن افسوس ہے کہ بے بسی کچھ ایسی چھا گئی ہے کہ ادھر ترجمہ تک نہیں کیا میں بارر کرلوں کہ اسلام اپنے فرزندوں کی حمایت کے لئے استغاثہ کر رہا ہو اور مسلمان اس کی آواز سننے، اس کی حالت دیکھنے، اور اس کے نڈایچ سے متاثر ہونے پر بھی اہم قلوب لایفقہوں بہا، اہم اعین لایبصرون بہا، وہم ذان لایسمعون بہا، ارنلک کالانعام بل ہم اضل، کی تصویر بنے رہیں گے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مالا بدینہ

شذرات

یورپ کیوں خاموش ہے

سجیہ ولا کسجیہ

نساء توامات علی الرجال

ہفتہ جنگ

مقالہ افتتاحیہ

وقت اس کے وقت ہر سر آہ

مقالات

میں کون ہوں

مذاکرہ علمیہ

علم ہدیت کا ایک صفحہ

باب المراسلۃ المناظرہ

حظ و کرب یا لذت و لم

شکون داخلیہ

مشہد کانپور (روایت درویش)

تاریخ حسیات اسلامہ

زر اعانہ مہاجرین عثمانیہ

فہرست زر اعانہ مہاجرین عثمانیہ [۱۰]

تصاویر

۳
صفحہ خاص

خواتین قسطنطنیہ
آئرلینڈ مسٹر مظہر الحق

شذرت

یورپ کیوں خاموش ہے ؟

ادرنہ فتح ہو گیا ، وزراء انگلستان کی آزر لیں خون ہو گئیں ، ملک و قوم کو سخت سے سخت داغ اٹھانے پڑے ، یہ سب کچھ ہوا مگر یورپ خاموش ہی رہا ، اس کا راز اب تک ظاہر نہیں ہوا تھا ، لیکن تازہ راولپنڈی ڈاک کے اخباروں نے یہ حقیقت منظرِ عام پر کر دی ۔ لندن ٹائمز ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۱۳ء کی اشاعت میں لکھتا ہے :

ترکی نے وہ حرکت کی جس کے متعلق اس کے تمام بہترین احباب کو ، نہایت سرگرمی کے ساتھ امید تھی کہ وہ نہ کریگی ، یعنی وہ خط لینسوس مہدیہ کو عبور کر گئی ہے ، وزیر مستعمرات (سکرٹری آف اسٹیٹس) کو اس واقعہ کی اطلاع دینے کے لیے بلغاریہ نالپ سفیر (Charge d' Affaires) چہار شاہہ کو دفتر خارجہ میں آیا ۔ اس کے بیان کی تائید صرف یہ بھی ہو گئی ، اب اس بات میں کوئی شک نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں نے لولی برغاص پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے اور قرق کلیسا ر نیز ادرنہ کی طرف بڑھ رہے ہیں ۔ ایم مکرف نے سر ایڈورڈ گرے کے سامنے ان کی کارروائی کے خلاف اس بنا پر اعتراض کیا ہے کہ یہ کارروائی اس عہد نامہ کا نقض ہے جو ترکوں اور حلفاء بلقان میں ہوا ہے اور جس کو یورپ کی منظوری حاصل ہو چکی ہے ۔

بے شبہ اس کارروائی سے اس عہد نامہ کو صدمہ پہنچتا ہے مگر یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ آیا شعلہ آگ جنگ کو خود ہی دوبارہ مشتعل کرنے کے بعد دولِ عظمیٰ کے شرائط کو صحیح و سالم خیال کرنے کا کوئی قانونی یا اخلاقی حق بلغاریہ کو ہے ؟

اس کو محسوس کرنا چاہیے کہ آج کے اپنی ستم آزمائی اور سنگدلی کے ہاتھوں (جسکی وجہ سے یہ بالکل ظاہر ہے کہ اس نے جنگ کی رہنمائی کی) اس ہمدردی اور نصیحتیں و آفریں کو ایک بڑی مقدار میں ضائع کر دیا جو اس کو یورپ میں اپنی آزادی کے زمانہ سے لیکے ترکوں سے جنگ کے وقت تک حاصل تھی ۔ اُس نے دیدہ و دانستہ دول کے مشورے سننے سے انکار کیا ! اس لیے اب وہ یورپ سے امید نہیں رکھ سکتی کہ وہ اسکی غلط کاریوں اور حماقتوں کے خمیازوں سے اس کو بچا لے گا ۔

حلفاء بلقان میں خانہ جنگی راتع ہونے سے ترکوں میں ایک شدید ترغیب پیدا ہو گئی ، اور ایسا ہونا یقینی امر تھا ۔ اس کے روکنے کے لیے عقل اور طاقت کی ضرورت تھی ، مگر قسطنطنیہ کی موجودہ حکومت نہ قوی ہے اور نہ اُس نے دانشمندی کے تمام آثار و علام دکھائے ہیں ۔

ترکوں نے جو کارروائی کی ہے اس پر ہم متعجب نہیں ہو سکتے ۔ کیونکہ ان کو عوام کی مدد حاصل کرنے کی ضرورت تھی ، گذشتہ چند ماہ کی ذلتوں اور نقصانوں کے بعد فوجی فتح و سر بلندی کے برابر کوئی شے ہر دل عزیز نہیں ہو سکتی ، لیکن ان کی یہ حرکت کو غیر مترقب تو نہیں مگر عاجلانہ اور خطرناک ضرور ہے ۔ ادرنہ پر دوبارہ قبضہ کر لینے سے انہوں نے اس قانونی حیثیت کو ذبح کر دیا ہے جو ان کو عہد نامہ کی رو سے حاصل تھی ۔ وہ یورپ میں اپنی بقیہ شان شاہی کو ایسے وقت میں بیشمار خطروں میں ڈال رہے ہیں جب کہ ان کا اقتدار بہت سے اطراف و اکناف میں سخت متزلزل ہو

رہا ہے ۔ ایک فوری امن مشرق قریب کی تمام سلطنتوں کے لیے درکار ہے مگر ترکی سے زیادہ کسی کے لیے ناگزیر نہیں ۔

فتح اس لیے بہت تھوڑے فرائد لا سکتی ہے مگر ” پیچیدگیوں “ جن کے لیے اس نے اپنے واسطے بے پر رالی کا اب دروازہ کھول دیا ہے نہایت آسانی سے اس کے زور پر برباد یوں کا سیلاب لا سکتی ہیں ۔ اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے اس سے سر ایڈورڈ گرے کی دانشمند رش کی تائید ہوتی ہے ، موجودہ حالات میں نقطہ مداخلت دائرہ بحث سے خارج ہے ۔

جغرافیہ اسباب ” اتحاد “ کی مہیب مجموعی مداخلت کو ناممکن قرار دیتے ہیں ، سیاسی خیالات بھی یورپ کے حکم کی مخالفت ہیں ۔ اس سے دول میں سے کسی کی مداخلت کرنا قابل عمل قرار دیتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں ۔

یورپ کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ مل کے کام کرنے کا سلسلہ جاری رہے ۔ یہ جنگ انصوسناک ضرور ہے لیکن گور انصوسناک سہی مگر اتنی خوفناک نہیں جتنی کہ دولِ عظمیٰ کی باہمی جنگ ہوگی ۔ ” اتحاد “ کا پہلا کام اپنی حفاظت ہے ۔ ممکن ہے کہ اس مقدمہ میں کسی کو خود کامی کا شائبہ محسوس ہو مگر اس قسم کے احساس کا توجہ صرف ان لوگوں کے کانوں سے متصادم ہوگا جو ابتدائی واقعہ کے سامنے دیکھنے سے انکار کرتے ہیں ” گویا قائد اس وقت ترکوں کو دانشمند کہتا جب وہ سلطنت سے دست بردار ہو جائے ، اور عین عقابیت تو یہ تھی کہ یورپ کی رعایا ہو کر رہتے ۔

سجیہ و لا کسجیہ

ترک پہلے کسی زمانے میں منصور تھے ، ماموں تھے ، مگر اب تو فقط سفاک رہ گئے ہیں ، اور یہ سفاکی انہیں اسلام سے وراثت میں ملی ہے ، یہ وہ الفاظ تھے جن کا اعادہ معرکہ بلقان کے دنوں میں بار بار ہوتا تھا ، لیکن حقیقت دیر تک پوشیدہ نہیں رہ سکتی ، وہی زبانیں جو بلقانیوں کی ستائش اور عذمانیوں کی نکروہش کے لیے کل تک رقف تھیں آج ان کا لہجہ بالکل ہی بدل گیا ہے ۔ ان لوگوں کو ادرنہ تھروں لکھنا ہے :

حلفاء بلقان آزاد کرنے والوں کے بھیس میں مقدور نیہ میں داخل ہوئے مگر وہ آج تمام ملک کو اس جنگ سے زیادہ سنگ دل جنگ میں ڈالنے کی طرف مائل ہیں جو عثمانی فتح کے وقت سے کبھی کبھی معلوم ہوتی رہی ہے ۔

ایڈیٹریٹر کے الفاظ ہیں :

دولِ عظمیٰ نے البانیا کو علحدہ کر کے نا اتفاقی کا سبب پیدا کیا ہے اور اس بحث کے تصفیے کی ذمہ داری دول پر عائد ہوتی ہے ۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس نتیجہ سے بچنا کیونکر ممکن ہے ؟ البانیا کے حدود کھینچ کر دول اپنا فرض ختم نہیں کر سکتے ۔ ان کو تمام ریاستہائے بلقان کی حد بندی کرنا چاہئے ۔

ایڈیٹریٹر کو بری کی راہ ہے :

وقت کی گردش کے پاس انکشاف کے لیے عجیب و غریب رجعتاں رہتے ہیں ۔

موجودہ زمانے کے لیے یہ بہت دور کی آواز ہوگی جب کہ گلیڈسٹون ترکوں کے کیے ہوئے ” بلغاریہ مظالم “ کے خلاف اپنی فصاحت کی معرکہ آرا لہجوں سے سیاسی سرمایہ کا انبار جمع کر رہا تھا ، آج بھی ” بلغاریہ مظالم “ ہیں مگر انگریزی ارباب صحافت (جرنلسٹس) یونانی فوج کے ساتھ مل کے بلغاریوں کے اعمال سفاکی

قوامات علی الرب

✽ ✽ ✽

دنیا میں کیا کیا کچھ ہو رہا ہے، مرد کس انہماک میں ہیں، عورتیں کیا کر رہی ہیں، قاہرہ کی فقاۃ النیل مردوں میں کیسے جذبات حریت بڑھا رہی ہے، صعیقہ کی سارا بدریہ نے ادبیات عرب میں کیا انقلاب پیدا کر رکھا ہے، 'المناہیہ' کی خاتونیں کس انہماک کے ساتھ مردوں کی حالت درست کرنے میں منہمک ہیں، مگر ایک ہمارا ملک ہے کہ یہاں عورتیں تو عورتیں مرد بھی اپنے فرائض سے بے خبر ہیں، خواتین ترک کی ایک بہت بڑی شاندار مجلس قائم ہوئی ہے جو مرکزی انجمن کی زیر قیادت رکھتی ہے اور اس کی شاخیں ملک کے مختلف مقامات میں قائم ہیں، مجلس اپنے خزانے سے، جس کا مدار صرف عورتوں کے اعلانیہ پر ہے، لڑکیوں کو

تعلیمی وظائف دیتی ہے، ان کو تعلیم دلاتی ہے، تربیت کا انتظام کرتی ہے، خانہ داری (تدبیر منزل) سکھاتی ہے، مذہب اور قومیت کا جوش بڑھاتی ہے، مرزوں کو اصلاح دے گی، صنعتوں کی مشق کراتی ہے، یقیناً بیمار، مریض، بے استطاعت بے کار عورتوں کے معاش رکشاف کا سامان بہم پہنچاتی ہے، اور ان تمام فرائض کو خاص نگرانی کے ساتھ حتیٰ الوسع

آداب اسلام کے مطابق انجام دلاتی ہے، چار ہزار سے زائد مسلمان لڑکیاں اسکول کا نصاب ختم کر کے اس وقت ترکی یونیورسٹی (دار الفنون) کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں اور طرز تعلیم سے اس حقیقت کو ساری دنیا سے منرا نے پر آمادہ ہیں کہ:

ولو کان النساء کمن ذکرا
لفضلت النساء علی الرجال
(ہر جگہ اگر ایسی ہی تو مردوں پر یقیناً عورتوں عورتیں ہوتے گئیں کی فضا مسلم ہوجالگی)

ہندوستان کی پردکیان عصمت کو اگر ان راقعات سے عبرت پذیر ہونے کا عملی موقع خاطر خواہ حاصل نہیں ہے تو کاش مردوں ہی کو غیرت آتی اور ان حوادث سے کچھ سبق لیتے، لیکن ایسی قوم سے کیا امید ہو سکتی ہے جسے تازیانہ حوادث کی زبانیں سورۃ القارعہ سنارہی ہوں مگر وہاں "کچھ ایسے سوئے ہیں سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے" کا عالم پیش نظر ہو، جب یہی بے حسی ہے تو آرزو قری کیوں؟ اور ملال تزل کس لیے؟

اور غارتگری کو بربریت میں ان سفاکیوں اور غارتگریوں کے برابر بیان کر رہے ہیں جو ترکوں سے منسوب کی جاتی ہیں۔

ایک شکست خوردہ پیچھے ہٹنے والی فوج کا مزاج خطرناک ہوتا ہے، وہ قابو سے باہر ہو جاتی ہے، لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ نگرنا جو بلغاریہ مظالم کی حیثیت سے خاص طور پر غلہ کر دیا گیا ہے، زیادہ تر ان عورتوں اور مردوں سے آباد ہے جنہوں نے آخر میں بلغاریہ مقاصد میں حصہ لیا تھا اور جو مذہبی حیثیت سے زیادہ تر عیسائی ہیں۔ اس سے زیادہ اچانک کرلی جنگ نہیں ہوئی اور اگر وہ بیانات صحیح ہیں جو قطروں کی طرح اس سرزمین سے ٹپک رہے ہیں، تو یہ سب سے زیادہ خوفناک راقعات ہونگے جو کبھی نہیں لکھے گئے۔

مینچسٹر گارجین کا بیان ہے:

ترکوں نے چلتا چلتا سے اپنی پیشقدمی کی جو تشریح بھیجی ہے اسکا موازنہ اب ریاست ہائے بلقان کی حرکتوں سے کیا جاتا ہے

اس سے ترکوں کی بہت بڑی عزت ظاہر ہوتی ہے، وہ یہ تجویز نہیں کرتے کہ اس معاہدہ لندن کو چاک کر دیا جائے، جس پر ابھی ابھی انہوں نے دستخط کیے ہیں، بلکہ وہ خط ایڈوس و میدیا پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں جو معاہدہ ان کو دلاتا ہے۔

یہ تشریح غالباً اسقدر معصوم نہیں جسقدر کہ معلوم ہوتی ہے، کیونکہ خط ایڈوس و میدیا کی حد بندی ابھی نہیں ہوئی ہے ... تاہم وہ اپنے طرز

عمل کے جوہر سے غلہ نہیں ہوتے، کیا اچھا ہوتا اگر عیسائی سلطنتیں بھی ایسا ہی برتاؤ کیے ہوتیں

سوال یہ ہے کہ اگر اب بھی یورپ کے تمدن کو ترکوں کے توحش کی شکایت ہے تو کیا اس عالم آشوب مددیت کو (لسان الغیب) کے اس بیان حال سے مناسبت ہو سکتی ہے جسکا ماحصل یہ تھا کہ:

من ارجہ عاشقم و رندو مست و نامہ سیدہ
ہزار شکر کہ یاران شہر بے گنہند

نصیحہ

۱۰۔ رمضان (۱۳۔ اگست) سذہ ۱۳۳۱ھ کی اشاعت میں مقالہ انتتاجیہ (لیڈنگ آرٹیکل - صفحہ ۴ - کالم ۲ - سطر ۳۰) میں دس پندرہ ہزار کے الفاظ غلط چھپ گئے ہیں، دس پندرہ سو پڑھنا چاہیے

✽ ✽ ✽

غیر بلغاریہ اپنے ہاتھ سے اپنے مہکات تو ایک طرف رہے، اپنے معادن و مساجد تک میں آگ لگا لگا کے بھاگ رہے ہیں، بے کس مسلمانوں کا تو ذکر ہی کیا؟ البتہ یونانیوں کی مدد کے لیے انکی حکومت کمر بستہ ہے۔ مگر مہاجرین کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ مخصوص انتظام کے باوجود بھی حکومت کافی مدد پہنچانے سے عاجز ہے۔

اس سلسلہ میں یہ خبر بھی قابل ذکر ہے کہ ادرنہ کے مسلمانوں یہودیوں، ارمنیوں اور یونانیوں نے مل کر ایک وفد انگلستان اس غرض سے بھیجا ہے کہ ان کو ہلال کے سائے سے نکال کے ان بلغاریہ بھرے ہیمپٹون کے رحم پر نہ چھوڑ دیا جائے بلکہ ہلال ہی کے زیر سایہ رہنے دیا جائے۔ وفد کا بیان ہے کہ وہ وزارت خارجہ کے سامنے کاغذات اور عکسی تصاویر کے ذریعہ سے ان انسانیت سوز مظالم کا نقشہ کھینچینگا جو بلغاریوں نے کیے ہیں۔

مگر سوال یہ ہے کہ کیا انگلستان کو انکا علم نہیں؟ کیا اس نے یورپین نامہ نگاروں کی جتھیاں نہیں بھیجیں؟ کیا اس نے وہ پمفلٹ نہیں پڑھے جو عثمانی کھیتی نے شائع کیے ہیں؟ پھر کیا وہ رپورٹ بھی نہیں پڑھی جو برطانی قونصل نے بھیجی تھی اور جسکی اشاعت کی دھمکی دے کر بلغاریوں سے صلحنامہ پر دستخط کرائے گئے تھے؟ پس اگر ان جگر سوز اور دلگداز تحریروں سے اسکا دل نہ پسچا تو کیا اب چند عکسی تصاویر اور کاغذات سے یہ پتہ مرہم ہرجائیگا؟ کیا گلیڈسٹون کے ”امرل زریں“ کا نقص انگلستان کو گوارا ہوگا؟ کیا انگلستان یہ دیکھلیگا کہ ادرنہ پر علم صلیب کے بلند ہونے کے بعد ہلال کا پرچم لہرائے؟ امید خواہ کتنے ہی خرس گزار خوب دیکھے مگر گذشتہ تجربہ کی رائے نہایت تلخ ہے۔



البانیہ اور جزائر ایجیئن کی قسمت کا کیا فیصلہ۔ مسأله البانیہ ہوا؟ اس پر سر ایدورڈ کرے نے دیوان عام میں ایک پحد تک روشنی ڈالی، انہوں نے بتا دیا کہ ”سفراء کی مرتبہ البانیہ اور جزائر ایجیئن کے متعلق جو اس کے اجتماع کا مقصد اصلی تھی ایک اتفاق تک پہنچ گئی ہے، ایک بین الاقوامی مجلس ترتیب دی جائیگی، جو البانیہ کے لیے ایک ایسی خود مختاری قائم کریگی جو دل کے انتخاب کردہ شہزادے کے ماتحت ہوگی۔“ انہوں نے بتایا کہ ”بحری نقطہ نظر سے برطانیہ کو جزائر ایجیئن سے خاص طور پر دلچسپی تھی۔ ہماری پوزیشن یہ ہے کہ انہیں سے کوئی جزیرہ بھی کسی برقی سلطنت کے پاس نہ جائے، اسمیں ذرا شک نہیں کہ ترکی جب عہد نامہ کا اپنا حصہ پورا کر دیگی تو اطالیا فوراً جزائر مقبوضہ خالی کر دیگی۔“

اس سلسلہ میں انہوں نے اپنا رے سخن تھریس کے دوبارہ قبضہ ترکی کی طرف بھی پھیرا، انہوں نے تسلیم کیا کہ ”بلقان کی تمام ریاستوں نے صلحناموں اور عہد ناموں کے ساتھ بے پروائی کی اور اس لیے اگر مجرم ہیں تو ترکی اور ریاستہائے بلقان دونوں، بلکہ موخر الذکر زیادہ، کہ ابتداء انہیں نے کی، والبادی اظام، مگر تاہم انذار و تہدید کے لیے آپ کے صرف ترکی کو انتخاب کیا اور فرمایا کہ ”اگر ترکی نے دل کے نصاب کو منظور نہ کیا تو مثالی مشکلات یا دل میں سے کسی کی طرف سے مسلح مداخلت، غرض کسی نہ کسی طرح مصائب و آفات کا سامنا کرنا پڑیگا۔“



دع المسکرم لاترحمل ابغیۃ ۱ واقعہ فانک انت الطاعم الکسی (بزرگی و شرف حاصل کرنے کا جاؤ بیٹھر، تم صرف کھانے پینے خیال چھوڑ دو، تم اس کے قابل کے مرد میدان ہو) نہیں ہو



سنجی، بلغراد اور بغارست کی طرح صوفیا میں ہفتہ جنگ بھی صلح پر اظہار مسرت کیا گیا اور کیوں نہ ہوتا کہ ملک مفتوح ہوتے ہوئے بچا، فردینند شاہ بلغاریا صلوة الشکر پڑھنے کیسا گیا، مشہور ترانہ سپاس ٹی ڈی ام (Te Deum) نہایت خضر و خضر امتنان کے ساتھ گایا گیا کہ خداوند کے اپنے فرزند کی ہیمنوں کو فنا کے ہیمنے سے بچا لیا۔ مگر جس بات پر اتنی خوشی منگالی گئی ہے اسکا انجام کیا بغیر ہوگا؟ اسکا فیصلہ مستقبل کے ہاتھ ہے۔ لیکن بلغاریہ رکیل ایم۔ ٹرن چیل کر تو رہا نیا اور بلغاریا میں ایک نئی جنگ کے سامان نظر آ رہے ہیں۔

شاید شجاعت ادبی کے یہ معنی ہیں کہ کوراعات بہ بانگ دہل شکست کا اعلان کریں، مگر اپنی زبان، اعتراف سے الودہ ہونے کے بدلے ہمیشہ عذر آمیز اور فریب کار تعبیریں تراشتی رہے۔ بلغاریا کے انیسویں نے دشمن کے آگے ہاتھ پاؤں ڈال دیے، سپاہیوں نے لڑنے سے انکار کیا، شاہ نے صلح کی التجا کی، ملکہ نے ”کار میں سلوا“ سے زہم کی درخواست کی، بائیں شاہ فردینند کے نزدیک یہ شکست نہیں بلکہ انتہائی ماندگی ہے، قومی صلح نامے میں ارشاد ہوتا ہے۔

”ہم تھک کے چور ہو گئے ہیں، مفترج نہیں ہوئے“ معلوم نہیں شکست کسے کہتے ہیں؟

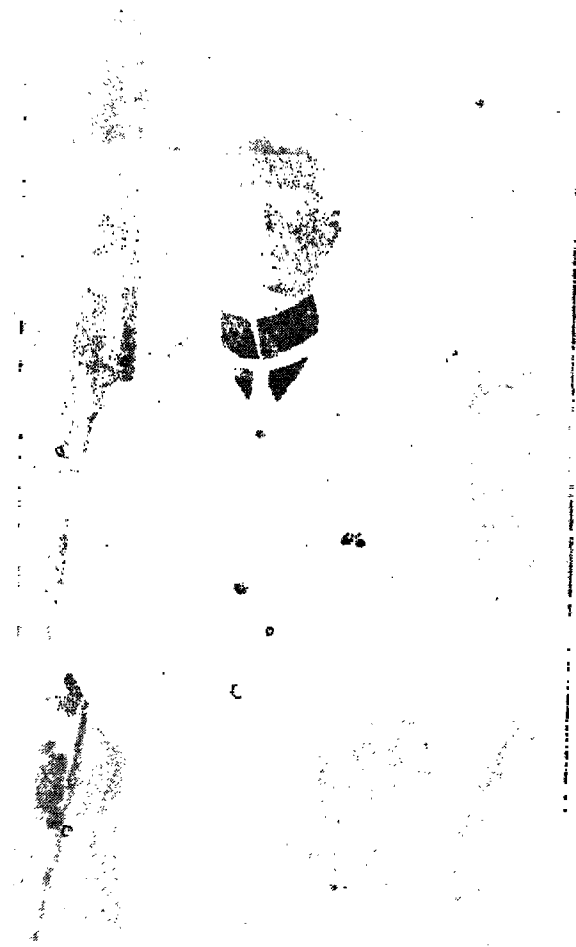
اسی حکماء سے میں بلقان کی دوسری ریاستوں پر تو علانیہ ”غلامی“ کا الزام لگایا جا رہا ہے لیکن رومانیہ کے متعلق زبان حکم خاموش ہے۔ شاہ رومانیہ نے بلغاریا کی صلح جویانہ روش پر شاہ فردینند کو تحسین و آفریں کا جو تار بھجوا تھا، اس کے جواب میں تو فردینند نے یہ اقرار کیا ہے کہ اس خونریز جنگ یا بلغاریا کی کھمکش حیات و ممات کا خاتمہ رومانیہ ہی کی قابل بقدر مساعی کا نتیجہ ہے۔ مگر فوج جسکو بلا واسطہ ان تمام مصائب سے دوچار ہونا پڑا ہے رومانیہ سے سخت خار کھا رہی ہے، وہ کہتی ہے کہ ”اس عاجز در ماندگی تک آئے رومانیہ نے پہنچایا۔“

فرجیں اپنے اپنے مقامات پر راس جا رہی ہیں، صوفیا کی فوج ۱۶ کروٹیاں پہنچ گئی، شاہ فردینند بنفس نفیس سب کے آگے آگے چلے مگر اس شان سے کہ جواہر نگار تاج کے بدلے پتوں کا ہار زیب سرتھا۔ کہ رحشت و ہمچیت اور درندگی کی طرح یہ بھی ایک دیرینہ آبائی رسم ہے، پس جب وہ رسمیں نہیں ترک کی گئیں تو یہ کیوں ترک کی جائے؟

بیان کیا جاتا ہے کہ زندہ قوتوں کی طرح مصائب نے بلغاریوں کے جذبات کو پامال نہیں کیا، وہ نہایت سختی کے ساتھ ان مصائب کے خلاف ہر انگیکشتہ ہر رہے ہیں۔ آنے کو تو فوج شرمناک شکست و ہزیمت کی وجہ سے خاک بر سر آئی ہے مگر بائیں ہمہ اہل وطن نے یورپی وطن پرستانہ گرمجوشی کے ساتھ پہلوں کی بارش اور تالیوں کے خروش سے اس کا استقبال کیا۔

بلغاریوں کی سببیت و درندگی نے غیر بلغاریوں بلقانیوں کے دلوں میں اسدرجہ نفرت و عداوت اور ہیبت و دہشت پیدا کر دی ہے کہ اب ان کے نزدیک بلغاریوں کی محکومی سے سخت تر کوئی عذاب ہی نہیں، صلح نامہ بغارست کی رو سے جو جو مقامات بلغاری حکومت کے تحت تصرف آنے والے ہیں وہاں کے تمام

تمثال دفاع ملی و محاماة شرف



حریت و راست بازی کا ایک سچا فرزند :

مسٹر مظہر الحق بیوسٹر ایت - لا
(بانکي پور)

جو مشہد کانپور کے مقدمات میں اسلام کی طرف سے مسلمان
گرفتارانِ بلا کی وکالت کر رہے ہیں

الہی مین موجود ہے سرور قائم میں ہے :

نستبصر و یبصرون ، بایکم
المفتون ؟ ان ربک
اعلم بمن ضل عن سبیلہ
و ہر اعلم بالامتدین -
عن قریب تم بھی دیکھ لوگے اور یہ
کفار بھی دیکھ لینگے کہ تم دونوں
فریقوں میں کون سا فریق مضبوط ہے ؟
بے شک تمہارا پروردگار ہی ان لوگوں
کو خوب جانتا ہے جو اس کے رستے سے ہٹکے ہوئے ہیں اور وہی
ان لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے جو راہ راست پر ہیں -

فلا تطع المکذبین ، و ہذا
لرتدھن فیدھنوں
ولا تطع کل حلاف مہین
ہماز مشاء بزمیم ، مذاغ
للخیر معتد ائیم ، عقل
بعد ذلک زنییم
ان کان ذامال و بنین
اذا تلتی علیہ ایتنا
قال : اساطیر الاولین
سنسمہ علی الخرطوم
بداکار ہے ، اکہتر ہے ، اور ان عیوب کے علاوہ بد اصل بھی ہے
اس بنا پر کہ وہ مال و اولاد والا ہے ، جب عمارتی آیتیں اس کو پڑھ کر
سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ ”یہ تو اگلے لوگوں کے دھکوسلے ہیں“
اچھا ! دیکھو تو ! ہم عن قریب اس کے ناکرے پر داغ لگائینگے -

انا بلرناہم کما بلونا
اصحاب الجنة اذ اقمرا:
لیصر منها مصبعین ، ولا
یستلذون ، فطاف علیہا
طائف من ربک وہم
نائمون ، ناصبت
کالصریم
جس طرح ہم نے ایک باغ والوں کو
آزمایا تھا اسی طرح ہم نے ان کافروں
کی بھی آزمائش کی ہے ، ان باغ
والوں نے قحط میں کھالی آہیں کہ ”صبح
ہوئے ہی ہم اس کے میوے ضرور
تورینگے“ اور اس میں کوئی استثنا
بھی نہ ہونے پائیگا ”وہ سوتے کے
سوتے ہی رہے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے باغ پر ایک ایسی
بلا چھا گئی کہ صبح ہوتے ہوتے وہ بالکل ہی خالی رہ گیا ، جیسے
کوئی سارے میوے توڑ لے گیا ہو“

فتنادرا مصبعین ، ان
اغدرا علی حرتکم ان کفتم
صارمین ، فانطقوا وہم
یتخافتون ، ان : لایدخلوا
الیرم علیکم مسکین
کہتے جاتے تھے کہ ”دیکھنا ! آج کوئی غریب آدمی باغ کے اندر
تمہارے پاس نہ آنے پائے“

وغدرا علی حرد قادریں
فلما راوا قالوا : انا
لضالون ، بل نحن
مکرومون ، قال
ارسطہم : ام اقل
لکم لولا : ہر
قالوا سبحان ربنا انا کنا
ظالمین -
غرض یہ سمجھ کر کہ بس اب جاے
ہی سارے میوے توڑ لینگے ساز و سامان
سے چلے اور ویرے پہنچ گئے ، باغ کو
جب دیکھا کہ آجڑا پڑا ہے تو کہنے لگے
کہ ”معلوم ہوتا ہے ہم راستہ بھول گئے“
نہیں راستہ تو یہی ہے ، ہماری قسمت
ہی پھوٹ گئی“ آخر ان میں جو
شخص سب سے اچھا تھا اس نے

کہا کہ ”میں تم سے کہتا نہ تھا کہ خدا کی تسبیح و تقدیس کیوں
نہیں کرتے ؟“ ناچار سب کو اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا کہ ”ہمارا
پروردگار پاک ہے ، ہمیں ظالم تھے“

فانقل بعضہم علی

الحلال

۱۷ رمضان ۱۴۲۱ھ

وقت است کہ وقت بوسر اید

(۱)

کشف ساق سے قرآن کا مدعا کیا ہے ؟

جس وقت کا کہتا تھا وہ وقت آگیا آخر ، قدرت کاملہ نے اسلام
پر کفر کے غالب ہونے کے جو علامات بنائے تھے ، ایک ایک کر کے
سب پورے ہو رہے ہیں ، ارباب اقتدار ہم سے مدافعت کے خواہشمند
ہیں اور ہم ان کی غرض پوری کرتے ہیں ، وہ قسمیں کھاتے ہیں ،
حلف آتھاتے ہیں ، قانون بناتے ہیں ، مذہبی احترام کا پیغام
سناتے ہیں کہ عبادت گاہیں قائم رہیں گی ، عبادتیں قائم رہیں گی ،
شعائر اللہ قائم رہیں گے ، مگر کوئی ایک چیز بھی قائم نہیں رہنے
پاتی ، قول و قرار کرتے ہیں ، ہر بار اس کا اعادہ کرتے ہیں ، اور ہر
موقع پر اس کو یاد دلاتے ہیں ، ہم جانتے ہیں کہ یہ وعدے وفا
ہونے والے نہیں ، یہ عہد توڑنے کے لیے باندھے گئے ہیں ، یہ قانون
فسخ و ترمیم کے لیے بنا ہے ، یہ اعلان اخفاء حقیقت کے لیے
ہوا ہے ، اس اقرار سے ضرورت کے وقت انکار کی ادائیں بھی نکل سکتی
ہیں ، سب کچھ ہے ، مگر اس پر بھی ہم ان پر اعتماد کرتے ہیں ،
ان کی بات مانتے ہیں ، ان کا حکم مانتے ہیں ، ان کی اطاعت
کرتے ہیں ، اور ان کی خاطر سے اس حقیقت کو بھی نظر انداز
کر دیتے ہیں کہ واقعات و حوادث کی حور لگ صریح تکذیب کرتے
ہوں ، منع خیر پر آمادہ ہوں ، تعدی و تجاوز میں حد سے بڑھ
گئے ہوں ، احکام اسلام کو پرانے دھکوسلے سمجھ رہے ہوں ،
چاہتے ہوں کہ تمام دنیا پر انہیں کا تسلط بیٹھ جائے ، سارا زمانہ انہیں
کا حلقہ بگوش رہے ، اور تسلط و اقتدار کے دائرے سے کوئی غریب
مسکین آدمی بھی مستثنیٰ نہ رہنے پائے ، ایسے لوگوں کی اطاعت
منوع ہے ، اور اگر ہم خود اس حکم کی اطاعت کریں گے تو ہمارا
بھی وہی حشر ہونے والا ہے جو ان سرکشوں کا ہوا -

خطرات فراہم ہو رہے ہیں ، دل بندھ رہا ہے ، کہتائیں چہاڑھی
ہیں ، مطلع مکتور ہے ، ترک اور کوندے کی پیشگوئی سننے والے کان
بھرے ہو گئے ہیں ، طرفان احساس کو روکنے کے لیے آگ اور تارار
سے بند باندھے جارہے ہیں ، جذبات کا اظہار معصیت ہے ، جرم ہے ،
گناہ ہے ، اکبر الکبائر ہے ، وہ پاک ہستیاں محل نقد میں کیوں کر
آجکتی ہیں جن کے رنگ و روغن خوں میں نہا نہا کے نکھرے
میں ، وہ جو کہیں حق ہے ، جو کریں عدل ہے ، من حیث
خرجت نول رجھک شطرم ولا تکن اول کافریم -

آنے والی خطرناک گھڑی کی ساقین کھل چکی ہیں ، بصارتیں
جھک گئی ہیں ، اب چہروں پر ذلت کا چھا رہنا باقی ہے ، سن
لیجیو کہ وہ بھی مساوات ہو گئی ، یہ کوئی فرض و حدس یا ظن
و تخمین کی باتیں نہیں ہیں ، ان کی پیش خبری خود کلام

واللہ لا یتحدی من خدا کو اظہار حق میں کر لی شرم
العق نہیں -

شرم (حیا) کی حقیقت یہ ہے کہ طبیعت میں ایک ایسا
انکسار و انفعال پیدا ہو کہ ارتکاب قبایح سے نفس کو روک دے،
ظاہر ہے کہ شان الرعیت اس حقیقت سے نہایت ارفع ہے، لیکن
تجوز کے لیے یہاں ایک مجازی مناسبت موجود تھی، یعنی
شرعی طبعیتیں جس چیز سے حیا کرتی ہیں اس کو ترک کر دیا
کرتی ہیں، اس طریق تعبیر کو لے کر قرآن نے بتایا کہ شرم کرنے
والے تو شرم کی بات کو ترک کر دیتے ہیں، مگر خدا کی بارگاہ اس
سے بہت پرے ہے، وہاں حقیقت حیا کی سمائی نہیں کہ حیا
کرنے والوں کی طرح وہ بھی اظہار حق کو چھوڑ بیٹھے -
ایک مشہور آیت ہے:

الرحمن علی العرش استوی خدا تخت پر کھڑا ہوا -

کھڑے ہونے (استواء) کی حقیقت میں استیلاء کا مجاز
مضمومتھا، اب بھی معارے میں کہتے ہیں: بلغاربا کا تخت
متزلزل ہو گیا، یعنی اُس کے استیلاء میں ضعف آگیا، پہلی سدی
کا ایک عرب شاعر کہتا ہے:

قد استوی بشر علی العراق من غیر سیف و دم مہراق
عہد اموی کا رکن سلطنت بغیر اس کے کہ تلوار چلائے یا
(امیر بشر) عراق کے تخت پر خوں بہائے
کھڑا ہو گیا

قرآن کو بھی یہ حقیقت اسی مجاز کے اسلوب میں نمایاں
کرنی تھی -

سورہ رحمان کی ہیبت ناک رعید ہے:

سفرغ لکم ایہا الثقلان اے دونوں جماعتیں ہم عن قرب
تمہارے لیے خالی ہو کر فراغت کیا
چاہتے ہیں -

فارغ ہونے اور خالی ہو بیٹھنے کی حقیقت اس مجاز نے
منقح کر دی کہ جن لوگوں کے مشاغل کٹھڑے ہوئے ہیں وہ کر لی خاص
مہتمم بالشان کم کرنا چاہیں تو اس مشغولیت کے عالم میں خاطر خواہ نہ
کر سکیں گے، اس کے لیے انہیں ایک مخصوص وقت نکالنا ہوگا، مفہوم کو
دل نشین بنانے کے لیے قرآن کریم نے بھی اس تجوز کو لے لیا کہ
لوگو! خبردار رہو، تمہارا حساب کرنے کے لیے ہم عن قرب ایک
خالی وقت نکالنے کو ہیں کہ اچھی طرح معاہدہ ہو اور کافی امتحان
و اختبار ہو جائے -

(۳)

کشف ساق سے مراد کیا ہے؟ علامہ ابن جریر اس کا جواب
دیتے ہیں:

قال جماعة من الصحابة مفسرین صحابہ و تابعین کی ایک
و التابعین من اہل جماعت کا قول ہے کہ آیت ”وہ
التاریل: یبدر من امر دن جب ساق کھلیگی“ کے معنے
شدید رکان ابن یہ ہیں کہ امر شدید ظاہر ہوگا
عباس یقول: کان اہل عبد اللہ بن عباس اس کی مثال
الجاهلیۃ یقولون شمرت میں کہا کرتے تھے ”عہد جاہلیت کا
العرب عن ساق (۱)..... معیار وہ تھا کہ جنگ نے اپنی
و عن عکرمۃ فی قوله ساق سے ازار کو اٹھالیا، یعنی یورپی
یکشف عن ساق“ قال: طرح لڑائی چھڑ گئی (۱)..... عکرمہ
ہویم کرب“ و ذکر عن سے بھی اس آیت کی تفسیر میں

(۱) تفسیر ابن جریر ج ۲۹ ص ۲۱

پل پر سے گزرنا پڑیگا، جو ایماندار ہونگے وہ تو انوار الہیہ کی روشنی
میں اس مسافت کو طے کریں گے، مگر اہل کفر کے لیے روشنی کہاں؟
من لم یجعل اللہ لہ نوراً فمالہ من نور، بے چارے پل پر سے کت
کت کے گریں گے اور دوزخ میں پڑیں گے -

اسلام کے علمی زمانے میں ان روایتوں کے اخذ و رد میں کافی
بحث ہو چکی ہے، لیکن جب روایتیں ہی سرے سے مقطوع
الا سائید ہوں، متعتم الوضع ہوں، بدیہی البطلان ہوں، صدق رتقہ
رواۃ نہ رکھتی ہوں، تو ان کو روایت سمجھنا اور ان سے استدلال کرنا
ہی غلط ہے، خوش فہم کو اسلام پر اعتراض کرنے کے لیے اگر انہیں
روایتوں کا سہارا ہے، تو اہل نظر کو جواب دینا کیا ضرور ہے؟
گو تو خوش باش کہ ماگوش بہ احمق نہ کنیم

(۲)

کشف ساق کے الفاظ ادبیات عرب میں کس معنی کے لیے
استعمال ہوتے ہیں؟ اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے پہلے در
خاص مقدمے ذہن نشین کر لینے چاہئیں:

(۱) ہر زمانے، ہر ملک، ہر قوم، اور ہر زبان کے خاص
خاص معارے ہوتے ہیں، روحانیت کے ساتھ کمال اتصال کو
تورات کے معارے میں خدا سے لڑنے اور کشتی کرنے سے تعبیر
کرتے ہیں، قرآن ترجمہ اشفاق کو آسمان کا رونا کہتا ہے، اردو میں انکار
کے لیے کانوں پر ہات رکھنا مستعمل ہے، عربوں کو پامال کرنے کے
لیے ایران کے قدیم معارے میں ”دشمن گزائی“ کا استعمال تھا،
اعتلاء و اقدام کے لیے ”بازو برافراختن“ کہتے تھے، و نحو ذلك،
ان سب میں معارے کے اطلاق کو دیکھتے تھے، الفاظ کے اصلی
معنی سے بحث نہ تھی -

(۲) اسلوب تعبیر کی در حیثیتیں ہیں (الف) حقیقت
(ب) مجاز، محل حقیقت و مجاز میں مختلف مناسبتیں ہوا
کرتی ہیں، جن سے ایک ہی لفظ جو پہلے کسی اور معنی کے لیے
مستعمل تھا اب ایک جداگانہ معنی میں استعمال ہو سکتا ہے،
قرآن کریم ایک خاص مقام پر کہہ رہا ہے:

ما یکون من نجوی جہاں کہیں تین شخص گرم راز و نیاز
ثلاثة الاورابہم ہوں وہاں ان کا چوتھا خدا ہے، پانچ
والخمسة الاورابہم ہوں تو ان کا چھٹا شریک خدا ہے،
ولا ادنی من ذلك اس سے کم یا زیادہ جس تعداد میں
ولا اکثر الاورابہم بھی ہوں خدا ان کے ساتھ ہے -

یہ حقیقت اس مجاز سے وابستہ تھی کہ تین ہم صحبتوں کا چوتھا
شریک اور پانچ شریک مجلس کا چھٹا جلیس ان کے مکالمے سے آگاہ
ہوتا ہے، ان کی رازداریاں اُس پر منکشف ہو سکتی ہیں، اور وہ
ان کے خفا یا ہی امور کو سن اور سمجھ سکتا ہے، آیت کا بھی یہی
مدعا تھا، اور اس کے لیے اس سے بہتر اسلوب ممکن نہ تھا -

ایک دوسری آیت میں ہے:

واعلموا ان اللہ یحورل خوب جان رکھو کہ انسان اور اُس کے
بدن المرء و قلبہ دل کے مابین خدا حائل ہو جایا کرتا ہے -

دل اور جسم کے مابین حائل ہونے والے سے بڑھ کر اور کون ہے
جسے مخفی نیتوں کا حال معلوم ہو سکے؟ یہاں بھی جناب الہی
کی بھی غرض تھی، لہذا حقیقت اس مجاز کے لباس میں
نمودار ہوئی -

ایک اور مرقع پر ہے:

(جنگ نے اُن لوگوں کے روبرو اپنی ساق کھول دی اور صاف و صریح خطرہ نمایاں ہو گیا)۔
(ب) خطرے کے دانت بھی نہیں ہوتے، مگر ادبیات عرب کا مشہور و معروف شعر ہے:

قصر اذا الشر ابدي نا جذبه لهم
طازرا اليه زرافات ورحدا اذا

(یہ وہ لوگ ہیں کہ جہاں خطرے نے انہیں اپنے دانت دکھائے کہ اُس کی جانب درو ایک ایک کر کے اڑ چلے)

(ج) موت کے ناخن بھی تو نہیں ہوتے، مگر ابو ذؤبہ ہذلی کہتا ہے:

راذا المنية انشبت اظفارها الفيت كل تميمه لا تنفع
موت نے جہاں اپنے ناخن مارے کہ پھر تم کسی تونے ٹرنے کو
سود مند نہ پاؤ گے۔

(د) نرمی و نرم دلی (ذلت) کے بھی تو پر نہیں ہوتے۔ جسے نیچے لاسکیں یا اوپر اُٹھا سکیں، مگر اس آیت میں ہے:
واخفض لهما جناح الذل باپ ماں کے لیے مہربانی کے ساتھ
من الرحمة نرمی و ملایمت کے پر نیچے کرو یعنی
بچھاؤ۔

(ه) قرآن کے ہات بھی تو نہیں ہیں، مگر قرآن خود کہہ رہا ہے:

مصدقاً لما بين يديه قرآن کے دونوں ہاتھوں کے بیچ میں جو
چیز ہے، یعنی تورات و انجیل جو اُس کے روبرو ہے، وہ اُس کی
تصدیق کر رہا ہے۔

(و) کفر بھی تو ہات نہیں رکھتا، مگر اُس کے تذکرے میں ہے
ذلك بما قدم يدك یہ کیفیت تیرے دونوں ہاتھوں کی
لائی ہوئی ہے۔

(ز) عذاب بھی تو کوئی مجسم ہیکل نہیں ہے کہ اُس کے
ہات پائوں ہوں، مگر قرآن کا بیان ہے:

انى نذيركم بين يدي سخت عذاب کے دونوں ہاتھوں کے
عذاب شدید بیچ میں پڑنے سے میں تم کو ڈراتا ہوں

(ح) ملکیت رکھنے والوں میں ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں
جن کے داہنے ہات کٹے ہوں یا سرے سے بنے ہی نہ ہوں، خدا
یہ سب کچھ جانتا ہے اور پھر بھی کہتا ہے:

ارما ملكت ايمانكم یا وہ جن کے مالک تمہارے داہنے ہات
ہوئے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ آرد زبان کے ایک شاعر کے لیے جب یہ ادبی
معذرت قابلِ پزیرائی ہے کہ:

هرچند هو مشاهد حق کی گفت و گو
بنی نہیں ہے باد و ساغر کہے بغیر
مقصد ہے ناز و غمزہ و لے گفت و گو میں کلم
چلتا نہیں ہے دشمن و خنجر کہے بغیر

تواہل نظر کی اس تحقیق پر کیوں نہ لحاظ کیا جائے کہ:
الغرض من هذا انه غرض یہ ہے کہ تعبیر کلام میں اعضا جوارح
قد يعبر بالجزاوح کا تذکرہ کرتے ہیں اور اُس سے وہ معانی
عن معان لا يصح مراد لیتے ہیں جن کا اصل مفہوم سے
ان یكون خارجة (۱) الگ ہونا درست نہیں (۱)
(۱) اما بقية (صالحه)

ابن عباس انہ کان یقرء
ذلك: يوم نکشف عن
ساق بمعني يوم نکشف
القيامة عن شدة بشدية
والعرب تقول: شدة
هذا الامر عن ساق اذا
صار الى شدة (۱)
یہی روایت ہے کہ وہ دن کرب و
سختی کا دن ہوگا، ابن عباس اس
آیت کو یوں بھی پڑھتے تھے کہ
”وہ دن جب ہم ساق کھول دینگے“
یعنی بڑی سختی برپا کرینگے،
جب کوئی بات نہایت سخت
ہوجاتی ہے تواہل عرب کہتے ہیں
”اس بات کی ساق کھل گئی“ (۱)

عز بن عبد السلام لکھتے ہیں:

هو معاز عن مبالغه في
حساب اعدائه و اهانته
و خزيهم و عقوبتهم
فان العرب يقولون لكل
من جد في امر و بالغ
فيه: كذا فاعن
ساقه و اصله ان من
جدفي عمل من الاعمال
حرب او غيرها، فانه يشمر
ازاره عن ساقه كيلا يعوده
عن جده و سرعة حركته
فيما جد فيه (۲)
آیت کے معنی مجازی ہیں، مراد
یہ ہے کہ دشمنانِ خدا کے معاصیہ
و تذلیل و رسوائی و تعذیب میں
مبالغہ ہوگا، جب کوئی شخص
کسی کام میں نہایت مبالغہ کے ساتھ
کوشش کرتا ہے تواہل عرب کہتے
ہیں ”اُس نے اپنی ساق کھول دی“
اس کی اصلیت یوں ہے کہ جب
کوئی شخص کسی بڑے کام میں
سرگرم ہوتا ہے، خواہ جنگ ہو یا
کوئی اور کام ہو، توازار کو اوپر چڑھا
لیتا ہے کہ تیزی و سرگرمی کے ساتھ
جو کام کرنا چاہتا ہے اس میں حرج واقع نہ ہو (۳)

اس تشریح نے یہ حقیقت بھی واضح کر دی کہ حدیث میں
دامن جہازے ہونے چاہئے کی نسبت جو وعید وارد ہے کہ: من
يجرازه بالخيل لم ينظر (لله اليه يوم القيامة) جو شخص غرور
و تکبر سے تہ بند کے دامن جہازے ہوے چلیگا قیامت میں خدا
اُس کے جانبِ ملتفت نہ ہوگا) کا مفہوم اس ممانعت ہی پر
حازی نہیں ہے کہ تہ بند یا عبائیں یا پاجامے اس قدر نیچے نہ
پہننے چاہئیں کہ مورچے قلم تک کو چھپا لیں اور زمین پر لوٹتی
چلیں، بلکہ اس کے ساتھ یہ مدعا بھی مضمحل ہے کہ مسلمان کو مغرور
نہ ہونا چاہیے اور نہ فرط غرور سے اُس کے لیے غافل رہنا زیبا ہے،
خدا کتنی ہی دولت دے، کیسی ہی ثروت ملے، کتنی کچھ منزلت
بلند ہو، مگر اُس کو ہر حال میں ہوشیار رہنا لازم ہے کہ جب کبھی
اور جہاں کہیں مشکلیں پیش آئے والی ہوں وہ اُن کے حل کرنے
کے لیے پیلے سے آمادہ و مستعد رہے۔ عمد جاہلیت کے مشہور
سخن سنج (برید بن الصمہ) کے کلام میں یہی مفہوم مخفی ہے:
کميش الازار خارج نصف ساقه۔

ورنہ کون کہسکتا ہے کہ وہ اہل عرب جن کو ارتداد گوارا تھا،
ترک ملک و مال گوارا تھا، وہ عمریہ کا مقابلہ گوارا تھا، مگر تہ بند
کا تخنے کے اوپر رکھنا گوارا نہ تھا، وہ نصف ساق کے تہ بند پہنتے
رہے ہونگے؟

(۴)

مزید تشریح کے لیے مسئلے کو یوں سمجھنا چاہیے:

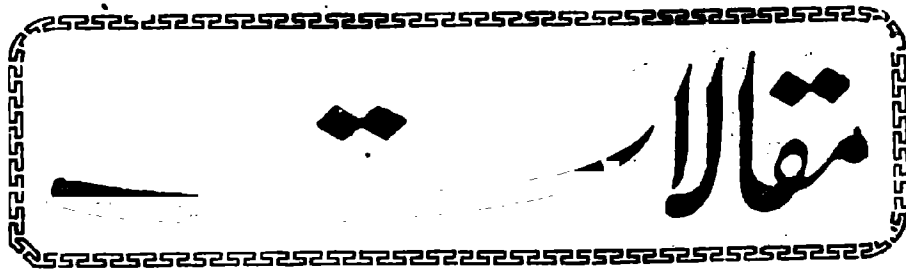
(الف) بے شبہ خدا کے ساق نہیں ہے، لیکن جنگ کے بھی تو
ساق نہیں ہے، با این ہمہ اہل عرب کہتے ہیں:
كففت لهم عن ساقها و بدا من الشر الصراح

(۱) ابن جریر - ص ۲۴

(۲) المعازة الي الإجاز في بعض انواع المجاز - طبع قسطنطنیہ سنہ

۱۲۱۳ھ - ص ۱۱۰

[۱] کتاب المعاز - ص ۲۲



ن کون ہوں ؟ ؟

فنعسبتم انما خلقناکم عبداً و انکم الینا لا ترجعون ؟ فتعالی اللہ

الملك الحق - لا اله الا هو، رب العرش العظيم

(از جناب مبد الفگار صاحب اختر - بی - اے - ملک)

میں کون ہوں ؟ اور کیوں اس دنیا میں آیا ہوں ؟ کس قدر مشکل سوالات ہیں - مگر جب کبھی مجھے اس جسم خاکی کی غور پر دلخت اور اس دوروزہ زندگی کے لیے سامان معیشت کے ہم پہنچانے کی مصروفیتوں سے چند لمحے بھی مہلت کے مل جاتے ہیں تو انہیں سوالات کے حل کرنے کی آدھیز بن میں مصروف ہو جاتا ہوں - اگرچہ ابتداء آفرینش سے لے کر آج تک ان سوالات کا حل مجھے ممکن نہیں ہوا، جب تک میں نے اس رحمان و رحیم اور حکیم و علیم ہستی کے پیغاموں پر، جس نے مجھے، اور جو کچھ میرے گرد و پیش ہے، سب کو پیدا کیا ہے، اور اس کی حکمت اور اسرار سے خود ہی واقف ہے، کان نہیں دھرا، اس وقت تک میری ذاتی تحقیقات کا نتیجہ ہمیشہ حیرت اور سرگردانی ہی رہا -

لیکن ان پیغاموں کے منزل الی الناس ہونے کا حق ہی مجھ کو محض اس وجہ سے حاصل ہوا ہے کہ اس حقیقت کے دریافت کرنے کی فطرتی خواہش مجھے میں موجود ہے، اور میں تا بمقدور ان سوالات کے حل کرنے کی کوشش بھی کرتا دھتا ہوں - میری نظر معدودہ ہے، ہر - میں تمام موجودات عالم کے مشاہدہ پر محیط نہیں ہو سکتا، نہ سہی - یہ شرف میرے لیے کیا کم ہے کہ تمام جمادات و نباتات اور کم درجہ کے حیوانات کے مقابل میں صرف میں ہی ایسی قوت کا مالک ہوں کہ اپنے نفس اور اپنے گرد و پیش کی اشیاء کے تعلقات پر غور کر سکوں اور سلسلہ علل کی موجودگی کے احساس سے ایک علۃ العلل تک سراغ لے جاؤں - یہ ایسی قوت کا کرشمہ ہے کہ میں اس لائق سمجھا گیا ہوں کہ میری ہستی کے بعض رموز کا مجھ پر انکشاف کیا جائے -

مشہور ہے کہ کسی بستی کے بسنے والوں نے ان سوالات کو بلا امداد انکشافات الہامی کے، حل کرنے کی مستقل کوشش کی تھی، اور معلوم ہوا ہے کہ وہ کسی حد تک کامیابی کی طرف بڑھے بھی تھے، مگر انراہاً یہ سنا گیا ہے کہ وہ خطہ ہی غرقاب کر دیا گیا - یہ قصہ خواہ غلط ہو یا صحیح، مجھے اس سے چنداں بحث نہیں، کیونکہ بعض روایات کی ترویج کا منشا ہی یہ ہوتا ہے کہ ان کے ذریعہ سے تمثیلی طور پر حقیقی امور پیش کیے جالیں - عام اس سے کہ وہ روایات واقعے کے صحیح بیانات پر مشتمل ہوں یا نہ ہوں، کرکے خاص خطہ غرقاب ہوا ہو یا نہ ہوا، اس روایت سے اتنا نتیجہ تو ضرور نکلتا ہے کہ یہ معیار ہاں والوں سے ابھی حل نہیں ہو سکا تھا کہ وہ لوگ فنا ہو گئے، جنہوں نے اس کی تحقیقات کی طرف اقدام کیا تھا - یہ سعادت ایک ریگستانی جزیرہ نما کے

باشندوں کی قسمت میں لکھی تھی کہ جن رموز کو انسانی تحقیقات حل کرنے سے عاجز رہی اُن کا انکشاف الہامی طور پر وہاں کے باشندوں پر اور انہیں کی زمین میں کیا جائے، اور وہاں سے دنیا بھر میں پھیل جائے -

جو قومیں اپنی ذہنی قوتوں پر حد سے زیادہ بھروسہ کرتی ہیں، جو تخلیق کی حقیقت اور علت غائی کے دریافت کرنے کے لیے صرف اپنے ہی ذہنی مکاشفات پر بھروسہ کر لیتی ہیں اور اضطراری طور پر خالق کائنات کے فیضان رحمانیت کی محتاج نہیں ہوتیں، وہ الہامی انکشافات کے مورد اور منزل علیہ ہونے کی حقدار نہیں ہیں -

نیچر جب خالق نیچر سے جدا کر لی جاتی ہے تو وہ تنگ نظر اور حاسد ہو جاتی ہے، اپنے رموز کے کنز مٹھی کو کھلی دنیا میں نکالنے والوں سے دست و گریب ہو جاتی ہے، اور ہر قدم پر یہ کہتی ہے کہ: ان رموز کا جو حصہ تمہارے فہم و ادراک کے اندر آ بھی سکتا ہے اسے بھی اہامات ربانی کی مدد سے دریافت کرو، اپنی قوت پر صرف رہیں تک بھروسہ کر کر جہاں تک کہ تمہارا حق ہے، کیونکہ تمہارا کتم عدم سے عرصہ وجود میں آنا اور پھر فنا ہو جانا یہ اسے رازوں پر مشتمل نہیں ہے جنہیں تمہارا معدودہ ذہن دریافت کر سکے -

دنیا میں کس قدر بیشمار قومیں گزریں جن کی ترقی کے اسباب بھی تھے جن سے بعد کو ان کے تنزل کے سامان پیدا ہو گئے، انکا یہ دعوے دہرا ہی رہ گیا کہ ہم اور رموز سے واقف ہو گئے ہیں جو اس عالم کو فساد میں ترقی اور تنزل کے اسباب و عذ بہ قرار دیے جاسکتے ہیں - جب میں ان نمایشوں کو چشم عبرت سے دیکھتا ہوں تو مجھے بے اختیار خاقانی ہند کے یہ پر معنی الفاظ یاد آتے ہیں :

موت نے کر دیا ناچار و گرنہ انساں

ہے وہ خود ہیں کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

اللہ اکبر! انسان کے غرور نفس کو شکست دینے کے لیے کیا کیا سامان مہیا کیے گئے ہیں ؟ اور انسانی کمزریوں کی کس قدر نمایاں نشانیں موجود ہیں ؟ چشم عبرت واکر نے کی دیر ہے - بازیگر قدرت انسان کو فاعل مختار کا نام نہاد تمغادے کر، اسے جد و جہد پر مکلف کرے، اس کی معدودہ قوتوں کا تہ اشا دنیا کو دکھاتا ہے، لیکن آخر میں اپنے ہی زبردست اور معجز نما ہاتھوں سے ہر کام کو انجام دے کر تعز من تشاء و تذلل من تشاء، بیدک الخیر، انک علی کل شیء قدیر کی حقیقت کا اعتراف کرنے پر انسان کو مجبور کر دیتا ہے - انسان خود بینی سے اپنی ذات پر حد سے زیادہ بھروسہ کرنے پر آمادہ ہوتا ہے، اور بزعم خود یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اسے نیچر کے رموز سے پردہ اڑانے کی قوت عطا کی گئی ہے - لیکن جس قدر وہ اس کوشش میں سرگرم ہوتا ہے اسی قدر زیادہ حیرت، استعجاب، کم شدگی، اور رافتگی کے دریاے ناپیدا انکار میں غوطے لگاتا ہے -

چہ شبہا نشستم درین سیر کم
کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم

تحقیق اور تدقیق میں عمریں گزر جاتی ہیں اور اس حقیقت کا ایک شمع بھی دریافت نہیں ہوتا جس کا شوق اور انہماک فطرت انسانی میں ودیعت کیا گیا ہے۔ لیکن اس عاجز اور درماندگی سے یہ لازم نہیں آتا کہ میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہوں اور اپنی تخلیق کی علت غائی کو قوت ہرجائے دوں۔ مجھے اس عاجز اور درماندگی میں بھی ایک نتیجہ خیز رمز کا پتہ چلتا ہے۔ میں اپنے خیال کو بار بار اس قدر آزادی اور وسعت کے کائنات پر محیط ہونے سے عاجز پاتا ہوں۔ کیا یہ کائنات کی زبردست وسعت کا ثبوت نہیں ہے؟ کیا یہ زبردست وسعت اس امر کی شہادت نہیں دیتی کہ میری تخلیق کی علت غائی مسلسل ترقی پر ہے؟ کیا اس سے اس امر کا ثبوت نہیں ملتا کہ اس وسیع اور پر از اسرار کائنات کا با کمالی مانع کس قدر لامتناہی قوت و حکمت کا مالک ہے؟

خود اس امر کا احساس میرے خیال کو جو تحقیق اور تدقیق، استدلال اور استقراء کی پر پیچ وادیوں میں پڑا ہٹک رہا تھا، صراط مستقیم کی طرف کھینچتا ہے۔ اور میرے دیدہ دل کے سامنے سے شبہات اور اڑھام کی غلیظ و زکیف ظلمت کو دور کر کے اس پر ایمان اور اعتقاد کے نور کو طالع کرتا ہے جس پر نگاہ ڈالتے ہی میرے دل کو سرور اور اطمینان حاصل ہوجاتا ہے، کیونکہ ایک لامتناہی قوت اور کیسی لامتناہی قوت، جو صرف لا انتہا قوت ہی نہیں بلکہ لا انتہا حکمت و علم، عدل و محبت کا منبع اور مخزن ہے، میرا مبداء اور مرجع معلوم ہوتی ہے۔ ایسے زبردست تعلق کا انداز میرے لیے اپنی ذاتی کمزوری اور بے بسی کے احساس سے مل کر بے حد طمانینت بخش اور تسلی دہ معلوم ہوتا ہے، اس خیال کے پیدا ہونے میں اپنے آپ کو کہیں سے کہیں پہنچتا ہوا دیکھتا ہوں اور خود بخود تسلی پا جاتا ہوں۔

میں کون ہوں؟ میں وہ ہوں جس کے لیے کائنات کا ہر ذرہ اپنا اپنا مقرر کردہ کلم انجام دے رہا ہے، اور اس طور پر وہ خدمتیں بجالاتا ہے جن کے لیے وہ مامور ہے۔

میں وہ ہوں جس کے لیے آفتاب ہر صبح کو اپنا جہاں آرا جلوہ دکھا کر، نور کے بقعے چھوڑتا ہوا، دنیا کو گرم کرتا، غلے اور پھلوں اور میوروں کے درختوں کو اڑاتا، ان کے اثمار کو پکاتا، میری آنکھوں کو کھولتا، میرے ہاتھ پائوں میں چستی اور چالاکی پیدا کرتا ہے، اور مجھے رقت کی شناخت سے بہرہ مند کر کے اس کی قدر کرنا سکھاتا اور کلم میں لگاتا ہے۔

میں وہ ہوں جس کے لیے باد صبا کے خوش گوار چھوڑنے انگھیلیوں سے چلتے، ہرے پھرے چمن کو شاداب کر کے میرے قاب کو مسرت اور میرے دماغ کو فرحت بخشتے ہیں۔

میں وہ ہوں جس کے لیے شام کا سبز آہی اور رات کا مائل سیاہی آسمان کبھی ستاروں کی جھلکات اور کبھی شفاف اور تہمتی چاندنی کے ذریعہ سے خاموش لوریاں سنا کر اور نامعلوم تہنیکیں دیکر آرام دینے والی نیند کو بلاتا اور میرے قری کو جوس بہر کی معنت سے مضطرب ہو گئے ہیں از سر نو تازگی بخشتا ہے۔

میں وہ ہوں جس کے لیے مادہ حیات سے لدا ہوا ابر آسمان پر لڑھکتا ہے، اور جاں بخش قطرات کی صورت میں زمین پر نازل ہو کر چپے چپے کر سیلاب اور شاداب کرتا ہے۔

میں وہ ہوں جس کے لیے خیال کی وسیع تفرج گاہیں کھلی ہوئی ہیں۔ میں وہ ہوں جس کا دل و دماغ انعکاس انوار علوم و جذبات کا آئینہ ہے۔ میں وہ ہوں جس نے آغوش مادر میں تربیت پائی ہے۔ میں وہ ہوں جس کے ذرا سے اضطراب پر بہت سے دل بے چین ہوجاتے ہیں۔ میں وہ ہوں جس کے رنج و راحت میں شریک ہونے کے لیے میرا ایک دلغریب ہم جنس اپنی پیش ہا زندگی وقف کر دیتا ہے، اور اپنے شیریں کلم اور متہم چہرے سے میری تمام کلفتیں دور کر دیتا، اور میری تمام مصیبتوں کو راحت سے بدل دیتا ہے۔

لیکن آہ وہ بھی تو میں ہی ہوں جس کی حالت کو ایک لحظہ قیام نہیں، اور جس کی صورت نوعیدہ جلد فنا ہوجانے والی ہے۔ جو کھلی اور تن آسانی کے گڑھے میں گر کر تمام روشنیوں سے محروم ہوجاتا ہے، جو غفلت کے خراب گراں میں پڑ کر موت کو زندگی پر ترجیح دیتا ہے، جس کے غنچہ مراد کو جب پلاس کی باد سمر پڑمردہ کر دیتی ہے تو پھر تمام عالم کی بہاریں اور کائنات کی فضائیں اسے شگفتہ نہیں کر سکتیں، جس کے درد اور مصیبت کی راتیں / کاتے نہیں کڈتیں، کررتیں لیتے لیتے دنوں پہلو دکھنے لگتے ہیں، جو قحط اور خشک سالی کی مصیبتیں جھیلتا اور اک ایک دانے کو ترس ترس کر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دیتا ہے، جس کو حسد، بغض، تمصب کا تنگ و تاریک قید خانہ، اپنی معدودہ چار دیواری سے باہر نہیں نکلنے دیتا، جو جہل کی تاریکی میں گھٹ رہا ہے، جس کے لیے لحد کا تنگ غار انتظار کر رہا ہے، جس کی ادیتوں سے لوگ مسرت پاتے ہیں، جس کے مٹانے کو لوگ تلے ہوئے ہیں، جس کی حسرتوں کا قریب اور دغا کے خنجر سے خون کیا جاتا ہے۔

آہ! باری تعالیٰ کی بیشمار مخلوق گرد و پیش ہے، مگر میں اپنی قسمت کو سب سے زیادہ سخت دیکھتا ہوں۔ میرا ہی امتحان کیوں اس قدر سخت مشکل ہے؟ مجھے ہی پر کیوں یہ ساری بلائیں نازل ہیں؟ میں ہی کیوں تیر حوادث کا نشانہ ہوں؟ میرے گرد و پیش بہاری بہر کم جمادات بھی ہیں، اور سیماب صفت متحرک ہوا بھی، دل لہانے والی پھول پتیاں بھی ہیں، لچکڑے والی ڈالیاں بھی، اور ڈالیاں پر نغمہ سرائی کرنے والے پرند بھی ہیں، سبزے سے لہا لہاتے ہوئے میدان بھی ہیں، ہرے پھرے جنگل بھی اور آبن میں انگھیلیاں کرنے والے چرند بھی ہیں، آبن بان سے بہنے والے دریا بھی ہیں اور لڑکھرائے ہوئے نالے بھی۔ غرض کہ صنف صنف کی مخلوقات موجود ہیں، لیکن میری برابر کوئی مورد آلم نہیں۔

میں سمجھ گیا۔ وہی قوت جو مجھے اپنی حقیقت دریافت کرنے کی طرف مائل کرتی ہے، میری ان تمام مصیبتوں کی جز ہے۔ یہ سارے کرشمے اسی کے ہیں، اور یہ سب زحمتیں اسی کے بدلت ہیں۔ آہ! اے عقل! اے کعبخت عقل انسانی! تجھ کو موت نہیں۔ انسان نے تیرا کیا بگاڑا، تھا جو تو اس کے پیچھے پڑ گئی ہے؟ اور اس کو ظلم و معدلت اور رنج و راحت کا امتیاز سکھا کر مورد آلم مصائب بنا رہی ہے؟

”خاموش! اے گستاخ بندے، تیری اس یاد کوئی سے ملا اعلیٰ کے تیروروں پر بل پڑنے لگا۔ تجھ پر فرشتے لعنت کر رہے ہیں، سن رہے کیا کہتے ہیں۔ کان لگا کر سن۔ وہ کہتے ہیں کہ ”اس ناشکر کو رب الارباب کی درگاہ سے وہ نعمت عطا ہوئی جس سے یہ اشرف المخلوقات اور خلیفۃ اللہ فی الارض کہلانے کا مستحق ہوا، اور ہم پر اسے ترجیح دی گئی، ہم کو انی اعلم ما لا تعلمون

کہ اس منتظم اور مربوط کائنات میں جہاں ہر شے کی ایک علت غائی پائی جاتی ہے - جب ساری کائنات تیرے لیے وجود پذیر ہوئی ہے، اور تجھ میں یہ شعور موجود ہے کہ اپنی حقیقت پر غور کرے، تو اس ادراک کا کوئی سبب تو ضرور ہوگا۔ اور تیری ہستی مع اس ادراک کے آخر کسی کے لیے ہوگی۔ جبکہ تو دیکھتا ہے کہ اسی ادراک کے باعث دنیا رہا دنیا تیری کامل تسلی اور راحت کے لیے کافی نہیں ہیں تو اس سے مارا لڑی شے ضرور تیرے لیے محل تسکین ہوگی۔

یاد رکھ! کہ تو خاص خدا کے لیے ہے - تیرا مرنا، تیرا جینا، تیرا سونا، تیرا جاگنا، تیرا چلنا، تیرا پھرنا، تیرا اٹھنا، تیرا بیٹھنا، غرض کہ تیرے سارے کام اسی قادر ذوالجلال کے لیے ہوئے چاہیوں جو تیری تمام طاقتوں کا سہارا، تیرے سارے علوم و جذبات کا عہدہ، منبع اور مرجع الیہ ہے - جسپر تو کامل بھروسہ کر سکتا ہے اور جس کے اندر تیری روح تسلی پاسکتی ہے۔

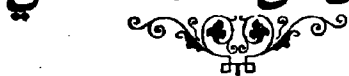
یہ پر معنی آواز سننے ہی مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی بھولی ہوئی باتیں یاد دلاتا ہے اور میرے دل سے ہیبت اور خوف کا اثر زائل ہو جاتا ہے - میں سوچتا ہوں کہ کیا یہی وہ خداوندی پیغام ہے جو خدا کے برگزیدہ بندوں کے ذریعہ سے پہنچایا جاتا ہے؟ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ بیشک یہ وہی پیغام ہے۔

اس یقین کے پیدا ہونے ہی لازماً امید اور ابدی راحت مسکراتی ہوئی سامنے آجاتی ہیں، اور غیر فانی کامیابی ایک پری تمثال نازنین کی صورت میں نمودار ہو کر گوشہ چشم سے مجھے اپنی طرف بلاتی ہے - محبت بھری نظروں سے میری طرف دیکھتی اور تبسم کرتی ہے، اور جس قدر میں آگے بڑھتا ہوں اسی قدر وہ بھی میری طرف کھینچتی ہے۔ یہاں تک کہ اپنا اعجاز بھرا ہاتھ میرے سینے پر رکھتی ہے، اور طلسمی آواز سے کہتی ہے کہ ”تیرے ایمان اور استقلال نے مجھے تیری کنیزی کی عزت بخش دی ہے۔“

اے! اس دلغریب آواز کا کان میں پڑنا اور ان نازک ہاتھوں کا دھرتے ہوئے دل پر رکھا جانا غضب ہے - مجھپر فرط حیرت سے عالم بیخودی طاری ہو جاتا ہے، اور میں مبہوت ہو کر آنکھیں بند کر لیتا ہوں - چشم زدن میں دو محبت بھرے ہاتھ میرے دہنوں شانوں کو ہلاتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں - میری آنکھیں کھل جاتی ہیں - کیا دیکھتا ہوں کہ وہی نیچر کی طاقتیں جو ابھی غضب آلود نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھیں میرے سامنے سر بسجود ہیں - امید و راحت میرے بازوؤں کو سہارا دے کھڑی ہیں - غیر فانی کامیابی کا ہاتھ میرے سینے پر ہے، اور وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈالے میرے سامنے کھڑی ہے :

کیمیائست عجب معرفت درگہ یار
خاک او گشتم و چندین درجام دادند

اے لال کی ایجنٹ



ہندوستان کے تلم اود، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہال پہلا رسالہ ہے، جو بارہ ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عہدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کے لیے اسے ایجنٹ بن جائیں۔

کی تربیح سہنی پڑی، اور یہ کم بخت اسی نعمت کو مصیبت اور اسی رحمت کو زحمت سے تعبیر کرتا ہے۔

ہاں! اگر تو اپنے مالک کی عطا کی ہوئی نعمت کو عدم استعمال اور کاهلی سے کھو بیٹھے گا، اگر تو اپنی قوتوں کو صحیح اعتدال اور امتزاج کے ساتھ کام میں نہ لالیکا، اگر تیری ہمت بلند نہ ہوگی، اگر تو بزدلی کے ساتھ دنیا میں اپنے فرائض کے انجام دینے سے جی چرائیکا، اگر تو تمام مصیبتوں اور تکلیفوں کو محض اپنے پروردگار کے لیے جس نے تجھے دنیا میں چند روز رکھ کر کام کرنے اور اپنے ہی طرف انجام کار واپس بلا لینے کے لیے بھیجا ہے، جھیلنے سے دم چرائے گا - اگر تو فانی آلم اور چند روزہ مصائب کے مقابلہ کے لیے اپنے قلب کو آہنیں بنا کر نہ تھکنے والے عزم اور استقلال کے ساتھ ترقی اور نجات کے لیے جو تیری آفرینش کا مدعا اور مقصود ہے، محنت اور سعی کرنا اور نتیجہ کرب العلمین کی ضمانت میں دیدینا اپنا شعار نہ بنا لیکا - ہاں! اگر تو خلافت الہی کی پوری شان اپنی ہستی میں نہ پیدا کرے، تو کوئی وجہ نہیں کہ تجھے ہم پر جو اس احکم الحاکمین کی بے چوں و چرا فرماں برداری کرنے والی ہستیاں ہیں، فوقیت اور برتری کا حق دیا جائے۔

کوئی دم گزرتا ہے کہ نیچر کی اونہیں مہیب طاقتوں کے ذریعہ سے جن پر تو حاکم بنا کر بھیجا گیا ہے، امر الہی تجھ کو ہلاک اور فنا کر دے - اس بات پر غور نہ کر کہ تجھے دنیا میں مہلت دی گئی ہے، اس لیے کہ یہاں تو کامل انصاف ہوتا ہے، اگر تو دنیاوی طاقتوں پر حکمرانی کرنے کی قابلیت رکھتا ہے تو وہ ضرور تیرے لیے مطیع و منقاد بنادی جائیگی - لیکن تیری ہستی ابدی سعادت کے لیے موزوں اور مناسب بنالی گئی ہے، اور تو دنیا و آخرت دونوں میں فائز المرام ہونے کے لیے پیدا کیا گیا ہے - پس اگر تو اپنی سعادت کو نہیں حاصل کر سکتا تو تیری ہستی کی بقا ناممکن ہے۔“

اس آواز کے کانوں میں پڑتے ہی میری نگاہیں بے اختیار اٹھ کر نیچر کی مہیب اور خوفناک قوتوں پر پڑتی ہیں - ارن کی غضب آلود نگاہوں سے صاف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک اشارے کی منتظر ہیں کہ مجھپر توت پڑیں اور میرے ٹکڑے اڑا دیں - میرا کلیجہ خوف سے کانپنے لگتا ہے اور میں خداوند قدیر سے پناہ کا خواستگار ہوتا ہوں۔

سروش غیبی میرے کانوں میں پھر یہی سوالات ڈالتا ہے کہ میں کون ہوں اور کیوں اس دنیا میں بھیجا گیا ہوں؟ میں غور کرتا ہوں مگر اس کے حل سے اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں - میں پھر غور کرتا ہوں اور میرا مضطر اور بیقرار دل خداوند قدیر کی طرف بے اختیار مجھے رجوع کر دیتا ہے - اب میرے کان میں نہایت شاندار اور فصیح لہجے میں یہ آوازیں گونجتی ہیں :

”اے نا چیز اور بے حقیقت بندے! تیری نجات اپنے ہی نفس کی معرفت پر منحصر ہے، کیونکہ اسی سے تو اپنے پروردگار کو پہچان سکتا ہے - تو محض ایک بے حقیقت شے سے بتدریج ترقی کر کے دل و دماغ، خیال و زبان، ہاتھ پائوں، آنکھ، ناک، کان والا ہوا اور اس درجہ تک پہنچا کہ اب کائنات پر حکومت کرتا ہے، لیکن یہ حکومت تیری اسی وقت تک ہے جب تک تو اپنی نوعی حالت کی تکمیل میں کوشاں رہے، ارن ما بہ الامتیاز قوتوں کو جو تیرے اقتدار کا باعث ہیں تلف نہ ہونے دے، سب سے زیادہ یہ کہ تو اپنی تخلیق کے منشاء کو سمجھے، اور یہ خیال کرے

منار علم

علم ہیڈ : کا ایک صفحہ

کائنات الہی

(الر: مرزا محمد مسکری - بی - ۱۰ - لکھنؤ)

جو ارض اور جو شمسی کا مقابلہ اور ان کے متعلق جدید تحقیقات

یہ سن کے اکثر لوگوں کو تعجب ہوا، مگر محققین کا قول ہے کہ ہم کو بہ نسبت خود اپنے جوئے آفتاب کے جو حال زیادہ معلوم ہے، اگر اس کا تصفیہ آسانی سے ہو سکے کہ قوس آفتاب کی قلمرو کہاں تک ہے، اور اس کا حلقہ کہاں سے شروع ہوتا ہے؟ جو شمسی میں متعدد غازوں کا جو ایک عظیم الشان تلاطم اور تہرج برپا رہتا ہے، اس کا صرف مشاہدہ ہی ممکن نہیں، بلکہ اس کا رقبہ اور اس کی سرحد بتانا بھی ہم آسانی سے بتا سکتے ہیں، اور کچھ عرصہ سے اس غازوں کے افعال و خواص، اور ان کا اس میں تناسب بھی ہم پر ہو گیا ہے۔

تعلیل شمسی اور آلہ "اسپیکٹر اسکوپ"

شعاع شمسی کی تعلیل "اسپیکٹر اسکوپ" کے ذریعہ سے ہوتی ہے، جو علم طبیعیات (فزکس) کا ایک بہت مشہور اور متداول آلہ ہے۔ اس کے تجارب سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اگر آفتاب بعض ایک قوس نوری ہوتا اور اس کے چاروں طرف غازوں کا کوئی حلقہ نہ ہوتا، جیسا کہ ہماری زمین کے چاروں طرف ہے، تو ہمواس کی شعاع آلہ مذکور کے اندر سے اس طرح نظر آتی، جیسے قوس قزح کے - ۱۲۰ - رنگوں کی ایک ناہموار پٹی ہوتی ہے،

مگر دراصل ایسا نہیں ہے۔ - ۱۲۱ - الزان قوسی کے علاوہ کچھ سیاہ اور دھاری دار خطوط بھی جا بجا اس روشنی میں ملے جاتے نظر آتے ہیں، اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ کچھ خارجی اشیا بطور ایک حجاب کے ہمارے اور آفتاب کے درمیان حائل ہیں۔

اب اگر ہم بعض دیگر اشیا کی روشنی بھی اسی طرح اس آلہ کے ذریعہ سے دیکھیں، تو اس میں بھی بعینہ ریسے ہی خطوط ہم کو نظر آئیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ غاز جو آفتاب کو گھیرے ہوئے ہیں، اور یہ چیزیں، دونوں ایک ہی تھیں۔

اس آلہ کے ذریعہ سے ہم ان غازوں کا درجہ حرارت اور وزن بھی بخوبی دریافت کر سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا تجربہ کے علاوہ جدید طرق عکاسی کے ذریعہ آفتاب کی مختلف تصویریں بھی مختلف قسم کی مخصوص روشنیوں میں لی گئی ہیں، جن سے عجیب عجیب انکشاف ہوئے ہیں۔ آفتاب کی شعاعوں میں ایک خاص قسم کی روشنی شامل ہے جسکو سائنس کی اصطلاح میں "کاشیم" کی روشنی کہتے ہیں۔ فرض کر رکھو کہ ایک عکسی پلیٹ پر سورج "کاشیم" کے اور کسی قسم کی روشنی نہ ڈالی جائے اور اسی شیشہ سے آفتاب کا عکس لیا جائے تو یہ عکس خاص "کاشیم" کی شعاعوں کا کہا جائیگا۔

اس اصول پر پرنسپل (ہیلی) نے (جو رصدگاہ شمسی واقع مارنٹ رس [امریکا] کے ایک مشہور استاد علم ہیئت ہیں) ایک آلہ ایجاد کیا ہے جسکا نام "اسپیکٹر و ہایو گراف" رکھا ہے۔ اس کے ذریعہ آفتاب کی مختلف تصویریں، جدید طریق عکاسی کے بموجب صرف ایک ہی روشنی میں مثلاً "کاشیم" "ہایدروجن" یا "کاربن" وغیرہ کی روشنی میں لی گئی ہیں، جن میں قوس کے چاروں طرف خاص رنگوں کے حلقے نظر آتے ہیں۔

جسو ارضی

یہ عجیب بات ہے کہ خود اپنے گھر کا حال بہ نسبت پرانے گھر کے ہم بہت کم جانتے ہیں، یعنی زمین کے جوئے متعلق ہمارا علم ارتقا و سطح اور زیر مشاہدہ و استقرا نہیں، جتنا کہ جو شمسی کے متعلق ہے۔ گوہر کے دو مشہور جزر "اکسیجن" اور "نائیٹروجن" ایک عرصہ دراز سے ہم کو معلوم ہیں، لیکن تیسرا جزر "آرگن" جس کے کاشف سائنس کے فاضل اجل لارڈ (ریلی) اور سر (ولیم ریمے) ہیں، اور جسکی مقدار ہوا میں ابخیر مائیک سے کسی طرح کم نہیں، ابھی پورے بیس برس بھی نہیں ہوئے کہ دریافت ہوا ہے۔

یہی حال غاز "ہیلیم" کا بھی ہے جو "آرگن" کے بہت بعد دریافت ہوا۔ مگر اس کا وجود آفتاب میں بہت پیشتر سے معلوم تھا۔ "ہیلیم" کے بعد البتہ بہت سے نئے غازوں کا پتہ لگا، مثلاً

(۱) "نیرن" منکشفہ پر پرنسپل ریمے جسکا ثقل مابین "ہیلیم" اور "آرگن" کے ہے۔ یعنی "ہیلیم" سے زیادہ بھاری اور "آرگن" سے زیادہ ہلکی۔ (۲) "کریٹن" (۳) "زینن"

اگر "آرگن" بوجہ قات مقدار (سورجوں میں ایک حصہ) ایک ناپید رہی، تو نمبر (۲) و (۳) بہ سبب اپنی انتہائی لطافت و رقت کے پردہ راز میں مخفی نہیں۔ نمبر (۲) ہوا کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ، اور نمبر (۳) اس سے بھی بیس گنی زیادہ لطیف و رقیق ہے۔ یعنی ۲ - کتر حصوں میں صرف ایک حصہ ہے!!

ہوا کی بلندی سمندر کی سطح سے ایک سو اسی مہل تسلیم کی گئی ہے۔ یعنی اتنے فاصلے تک ایسے طبیعی منظر نظر آتے ہیں جن کے واسطے ہوا کی موجودگی کی ضرورت ہے۔

مثلاً قطب شمالی کا وہ عجیب منظر جو "آرورایوریلنس" (شفق شمالی) کے نام سے مشہور ہے، اور ممالک قطبیہ شمالی میں اکثر رات کے وقت نظر آتا ہے۔ حکماً اس کا سبب توجہات برقیہ ہوتے ہیں۔ اس منظر کی کیفیت یہ ہے کہ ممالک مذکورہ میں بعض اوقات افق شمال سے روشنی کی دھاریاں آسمان میں سمت الراس تک پہنچتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ لاکھوں شہاب ثاقب قوت رہے ہیں۔ کبھی یہ دلکش طلسمی نظارہ بصورت قوسی مشرق سے مغرب تک، اور کبھی متموج شعاعوں میں بھی جلوہ گر ہوتا ہے۔ اس کا رنگ ہلکے نارنجی سے لیکر گہرے سرخ تک ہوتا ہے۔ جب یہی مناظر قطب جنوبی میں نظر آتے ہیں تو شفق ان کو جنوبی (آرورا آئریلیس) کہتے ہیں۔

مسئلہ وظیفہ

”حظ و کرب“ یا ”لذت و الم“ ؟

(۱)

(مسٹر عبد الماجد بی۔ اے۔ از لکھنؤ)

۶۔ اگست کے پرچہ میں جناب نے یہر حظ و کرب کے مسئلہ کو چھیڑا ہے اور اس سلسلہ میں وضع اصطلاحات علمیہ کے متعلق کچھ غم مراعات بھی ارشاد فرمائے ہیں جو باعث صد مشکوری ہیں۔ یہ شاید عام دستور ہے کہ مدعی کو آخری جواب کا حق حاصل ہوتا ہے پس اگر میں اس علم قاعدہ سے فائدہ اٹھا کر جناب کے ارشادات کے متعلق دوبارہ کچھ گذارش کروں تو غالباً اپنے حدود سے تجاوز کرنے کا مجرم نہ قرار پاؤں گا۔

میں جواب و جواب الجواب کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ قائم کر کے اس مسئلہ کی مناظرانہ حیثیت نہیں پیدا کر لی چاہتا۔ تاہم چونکہ میرے نزدیک ایک علمی سوال کے حل کرنے میں جناب کو بعض غلط فہمیاں ہو رہی ہیں میں ان کا اظہار اپنے اوپر فرض جانتا ہوں، علی الخصوص اس حالت میں کہ اس کا تعلق براہ راست مجھ سے بھی ہے۔

جناب کا یہ ارشاد نہایت ہی صحیح اور ایک ناقابل انکار حقیقہ پر مبنی ہے کہ میں ملوثی زمر عشق یا فریاد دہی نہیں لکھ رہا ہوں۔ لیکن غالباً بیچنا نہ ہو۔ اگر میں بھی ایک مسرتی درجہ کا مہلبی علی الوقیۃ دعویٰ جناب کے گوش گذار گردوں اور وہ یہ ہے کہ میں عربی میں نہیں بلکہ اردو میں کتاب لکھ رہا ہوں اور اسلیئے مجھے یہ بار بار یاد دلانا کہ ”عربی زبانی و علم میں لذت و الم بعینہ اسی پہلو کر ادا کرتا ہوا مستعمل ہے“ جسکا میں متلاشی ہوں مجھے ایک قطعی غیر متعلق بعضہ چھیڑ دینے کی ترغیب دینا ہے۔

سوال یہ اور صرف یہ ہے کہ (Pleasure) اور (Pain) کا صحیح تر مفہوم اردو میں کن سے الفاظ ادا کرتے ہیں؟ جناب کا ارشاد ہے کہ لذت و الم۔ اور میرا خیال ہے کہ حظ و کرب آپ اپنے دعویٰ پر عربی لغت سے حجت لاتے ہیں اور میں اپنی تائید میں اردو معارف و لغت کو پیش کرتا ہوں۔ آپ اردو لغات سے مستشاد کرنے پر اظہار افسوس کرتے ہیں، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ افسوس ناک یہ امر ہے کہ خود اردو بولنے والوں کو اردو الفاظ کی تحقیق کے لیے عربی لغات کی جانب رجوع کرنا پڑے۔ آپ حیرت سے فرمائیے کہ حظ و کرب تو خاص عربی الفاظ ہیں انہیں اردو کہنا کیونکر جائز ہے؟ لیکن عرض یہ ہے کہ جس وقت وہ اردو عبارت میں استعمال کیے جارہے ہیں وہ یقیناً اردو ہیں۔ ورنہ اگر آپ کے اس امر کو وسعت دی جائے کہ ہر اردو لفظ کی تحقیق اس زبان کے لغت سے کرنی چاہیے جس سے وہ آیا ہے تو اردو کے پس باقی ہی کیا رہ جاتا ہے؟

اصل مسئلہ ختم ہو گیا، رہا یہ سوال کہ اہل فارس لذت و حظ کو مرادف سمجھتے ہیں یا نہیں؟ تو مجھے اس بحث سے اس موقع پر کوئی واسطہ نہیں، اسلیئے کہ میں یہ یاد دلاتا ہوں کہ میری کتاب جس طرح عربی معنی نہیں، اسی طرح فارسی

شہاب ثاقب جنکا سبب اصلی بعض اجزائے مادی کا ہوا کے ساتھ تصادم ہے ۱۲۵۔ میل سے زیادہ ارتفاع پر نظر نہیں آتے، مگر یہ ارتفاع خواہ ۱۸۰۔ میل ہو یا ۱۲۵۔ میل، یہ امر کسی طرح متحقق نہیں ہو سکتا کہ اوپر کے طبقوں میں ہوا کی ترکیب و امتزاج کس قسم کا ہے؟ اگر کی انتہائی بلندی صرف ۱۰۔ میل ہے اور کو غبار سے اس سے کہیں زیادہ بلند یعنی ۱۹۔ میل تک جاسکتے ہیں، مگر انکی اوسط پر راز ۷۔ میل سے زیادہ نہیں کہی جاسکتی۔ پس اس سے زیادہ بلندی پر مشاہدہ اور تجربہ کا کچھ دسترس نہیں چل سکتا اور ہماری معلومات ان طبقات بالائی کی نسبت اگر کچھ نہیں تو زیادہ سے زیادہ وقیع قیاسات کہی جاسکتی ہیں۔

البتہ۔ میل کے ارتفاع پر جو در امر تجربہ میں آگئے ہیں وہ یہ ہیں کہ بخارات مائیدہ وہاں کا لعدم ہیں اور درجہ حرارت جو زمین سے تدریجاً کم ہوتا جاتا ہے وہاں پہنچ کر قائم ہو جاتا ہے۔ یا ایک معتد بہ فاصلہ تک برابر قائم رہتا ہے۔ درجہ حرارت مقامات مذکورہ میں ۵۵۔ (مقیاس سنکرید) نقطۃ انجماد کے نیچے ہے۔ مقامات مذکورہ تک ہوا میں بسبب حرارت آفتاب اور نیز بسبب زمین کی حرکت دوری کے برابر تہرج اور تلاطم ملتا ہے جس کی وجہ سے مختلف غازوں کی ترکیب و امتزاج میں کوئی فرق نہیں پڑنے پڑتا۔ وہ آپس میں خوب ملی جلی رہتی ہیں، مگر اس سے بلندی پر کمی حرارت یا شدت برودت کی وجہ سے ان بالائی اور زیریں تہرجات کا پتہ کہیں نہیں چلتا، جو نیچے کی ہوا میں امتزاج کے باعث ہوتے ہیں۔ لہذا حکما کا قیاس ہے کہ زیادہ بلندی پر یہ امتزاج ایسا نہیں ہے جیسا کہ سطح زمین کے قریب ہے، بلکہ وہاں محض ہوا، غاز محض اپنے ثقل متناصبہ کے اعتبار سے تہ بر تہ قائم ہیں۔ جیسا کہ ہم ایک ظرف میں تیل، پانی اور پارہ ملا کر اور خوب ہلا کر چھوڑ دیں، تو تھوڑی ہی دیر میں یہ تینوں چیزیں اپنی اپنی جگہ پر تلے اور ہر قائم ہو جائیں گی۔

پس اسی طرح قیاس کیا جاتا ہے کہ اعلیٰ طبقوں میں ایک خالص تہ ”ہاید رجن“ کی مضبوطی ہے جسے اردو ”ہلیوم“ ہے۔ گذشتہ سال ہرنیسر (ریچنر) نے طبقہ ”ہاید رجن“ کی موجودگی کی نسبت بحث کرتے ہوئے بہت معقول ثبوت پیش کیے تھے اور فاصلہ تقریباً ۷۰۔ میل بتایا تھا۔ یہ بھی کہا تھا کہ زبردست قرائن سے کہا جاسکتا ہے کہ اس سے زائد بلندی پر ایک اور غاز کا پتہ چلتا ہے جسکا نام ”جیوکارونیم“ ہے اور جو ”ہاید رجن“ سے کہیں زیادہ ہلکی ہے۔

یہ غاز آفتاب میں ایک عرصے سے دریافت ہو چکی ہے، مگر زمین پر ابھی اسکا کہیں پتہ نہیں۔ ہرنیسر ناسینی البتہ، خرش ہیں کہ ایک مرتبہ انہوں نے اس کی جھلک اٹلی کے کسی آتش فشاں پہاڑ میں دیکھ لی تھی، مگر عام نظروں سے یہ نازک اندام پری اب تک غالب اور عام سطح سے اب تک دور ہی دور رہتی ہے۔

مگر ایک بڑا نقص ہمارے معلومات متعلقہ جو شمسی میں یہ ہے کہ ہم کو اس کی وسعت کا حال مطلق معلوم نہیں، اور نہ کسی موجودہ آلہ کی مدد سے معلوم ہونے کی کوئی امید ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ قرص کھانٹک ہے، اور جو کس قدر ہے؟ بلکہ اگر حکیم (آگست اشط) کا قول تسلیم کیا جائے تو ماننا پڑتا ہے کہ قرص کوئی شے ہی نہیں، محض ایک مرئی دھڑکا ہے۔ اگر یہ تھیوری صحیح ہے تو اسکی دریافت کا سہرا مرحوم (غالب) کے سر سے جو پلے ہی کہہ گیا ہے:

ہیں ستارے کچھ، نظر آتے ہیں کچھ،
دہلے ہیں دھڑکا یہ باز مگر کھلا

”یعنی حظ“ کے معنی ہیں جاہداد و دولت سے خوش بخت ہونا۔ مسرت، لذت، انبساط، ذائقہ، مزہ، حصہ، تکتا، وغیرہ حظ فانی، یعنی فنا ہونے والے لذات۔ حظ کردن، یعنی لطف آٹھانا۔ حظ نفسانی، یعنی لذات حسی۔

غور فرمائیے کہ یہ اہل لغت، نہ صرف ”حظ“ کو لذت کے معنی میں استعمال کرتے ہیں، بلکہ اس سے جتنے ترکیب پیدا کرتے ہیں، (حظ فانی، حظ نفسانی، حظ کردن، وغیرہ) ان سب میں میں بھی حظ کے معنی لذت اور صرف لذت کے لیتے ہیں۔

آخر میں یہ کہنا باقی رہ گیا ہے، کہ میں ایک مدت کی سعی و تلاش کے بعد، جو اگرچہ یقیناً محدود تھی، مگر شاید ناقابل لحاظ نہ تھی، اس نتیجہ پر پہنچا تھا، کہ مسلمانوں کے اصناف فلسفہ میں سے صرف دو چیزوں کو ہاتھ لگایا تھا، الہیات اور منطق قیاس، اور اس لیے فلسفہ کی جدید شاخوں مثلاً منطق استقرائے نفسیات (Psychology)، علمیات (Epistemology)، جمالیات (Esthetics) اور اخلاقیات اپنے جدید معنی میں (Ethics) وغیرہ کے متعلق عربی زبان میں مواد موجود نہیں، لیکن آج مجھے، سے یہ باور کرنے کے لیے، کہتا ہوں کہ:

”فلسفہ میں بہتر سے بہتر صحیح عربی الفاظ مل سکتے ہیں، بہ شرطیکہ تلاش کیے جائیں۔“

یہ دعویٰ میرے لیے جس قدر حیرت انگیز ہے اس سے زیادہ مسرت انگیز ہے، بہ شرطیکہ، اس کی تائید راقعات کی زبان سے ہو، اور اگر الہال کی کوششوں سے اس سخت غلط فہمی کا پردہ میرے اور مجھ جیسے صدھان راقفوں کے سامنے سے اٹھ جائے تو بلاشبہ یہ اسکی ایک قابل لحاظ علمی خدمت ہوگی۔

(۲)

—:****:—

جناب خان بہادر سید امیر حسین صاحب

جناب والا! حظ و کرب اور لذت و الم کے مقدمہ میں اگر ماری گواہی کچھ وقعت رکھتی ہو تو آپ اپنا گواہ معقول قرار دے سکتے ہیں، اگرچہ معکوس شبہ ہے، راحت و الم کہیں یا لذت و الم؟ مسٹر عبد الماجد صاحب سے چند روز ہرے الہ باد میں مجھے میٹھ کا شرف حاصل ہوا تھا، اور میں نے ان سے درخواس کی تھی کہ تحریر مضامین فلسفہ کے لیے ایک فہرست کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کچھ مشکلات بیان کی تھیں، اور انکا فرمانا بجا تھا۔ درحقیقت بڑا کام ہوا اگر مسٹر صاحب ایک مجموعہ الفاظ یکجا لکھیں، اور مغربی خیالات کو اردو میں لکھنے میں مدد ملے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ الفاظ حظ و کرب یا لذت و الم کن انگریزی لفظوں کے مقابلے میں تحریر کیے جاتے ہیں۔ غالباً بین اینڈ پائزر۔ مسٹر ماجد عا صاحب کا ایڈرس ارشاد ہو تو ارادہ ہے کہ ان سے مرسلت کروں۔

نہما و الناظر

سوانح عمری شیخ عبد القادر جیلانی (رض) عربی زبان میں تالیف ابن حجر عسقلانی۔ خدا بخش خاں کے کتبخانیکے ایک نایاب قلمی نسخہ سے چھاپی گئی۔ کاغذ ولایتی صفحہ ۵۹ قیمت صرف ۸۔ آنہ علامہ محصل ڈاک۔ صرف ۵۰ کاپیل رکھتی ہیں۔ ملنے کا پتہ۔ سپرنٹنڈنٹ۔ بیکر ہوسٹل ہاکھنہ دھرمتلا۔ کلکتہ۔

میں بھی نہیں۔ لیکن چونکہ جناب اسی پہاڑ پر خصوصیت کے ساتھ زور دے رہے ہیں، یہاں تک کہ جناب کو محض اسی کے واسطے لپٹ چلے دعویٰ میں، جو (بہ قول جناب ہی کے) احتیاطاً اور حفظ ادب تحریر پر مبنی تھا، ترمیم کرنا پڑی ہے، اس لیے مجھے بھی مجبوراً کچھ عرض کرنا پڑتا ہے۔ جناب ایک ایسے لہجہ میں جو بہ ظہر تنقید و تنقیح سے ارفع معلوم ہوتا ہے، ارشاد فرماتے ہیں:

”اب میں مسٹر مورف کو یقین دلاتا ہوں، کہ فارسی

میں کبھی کوئی پڑھا لکھا آدمی حظ کو لذت کے معنی میں بولنے کی افسوس ناک غلطی نہیں کر سکتا۔ حظ

فارسی میں بھی ہمیشہ حصہ اور نصیب کے معنی میں بولا جاتا ہے۔“

اور اس کے ثبوت میں غالب کا ایک شعر پیش کرنا کافی ہے۔ ہاتھ میں جس میں حظ کو حصہ کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے قطع نظر کر کے، کہ منطقی حیثیت سے یہ دلیل آپکے دعوے کے لیے کہاں تک مفید ہے، مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ واقعات اس قطعی اور غیر مفید فیصلہ کی تائید نہیں کرتے۔ افسوس ہے کہ بہار عجم وغیرہ اس وقت سامنے موجود نہیں، ورنہ غالباً یہ قہد صفحہ وسط میں یہ بتا سکتا، کہ فارسی کے متعدد لغت نویسوں نے حظ کو لذت و مسرت کے معنی میں استعمال کرنے کی ”افسوسناک غلطی“ کی ہے۔ خوش قسمتی سے غیاث البتہ میز پر موجود ہے۔ اس کی عبارت یہ ہے: ”حظ بہرہ و نصیب و در بہار عجم نوشتہ کہ فارسیاں بہ معنی خوشی و خرمی استعمال کنند“ (صفحہ ۱۷۴ مطبوعہ کانپور)

اس سے بڑھ کر یہ کہ مستشرقین یورپ کے فارسی لغات جس قدر میری نظر سے گزرے ہیں، ان سب میں، حظ کے معنی یا تر صرف ”مسرت“ کے دیے ہیں، اور یا اس کے یہ معنی، منجمد دیگر معانی کے تحریر کیے ہیں، لیکن ایسا کوئی لغت نہیں گزرا، جس میں حظ اور لذت کو مرادف قرار دینے کی افسوسناک غلطی نہ کی گئی ہو۔ آپ کی تشفی کی غرض سے میں چند لغات کی اصل عبارتیں درج ذیل کرتا ہوں، اور اگر ضرورت ہوگی، تو اس سے زائد شواہد حاضر کرنے کو تیار ہوں۔ پروفیسر پامر، جو کیمبرج یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر ہیں، اپنے مختصر فارسی، انگریزی لغت میں لکھتے ہیں:

”To Enjoy“ حظ کردن. Pleasure; Delight. (hazz) حظ

(Concise Persian Dictionary) P. 199 - 200

یعنی ”حظ“ بہ معنی، لذت و مسرت اور ”حظ کردن“ بہ معنی لطف آٹھانا۔

ڈاکٹر ویکنس، جنکا فارسی، عربی لغت، رچرٹسن کے مشہور و مستند لغت سے ماخوذ ہے، لکھتے ہیں:

”Happiness“ (Wilkin's Persian Arabic and English locubary) p. 226. (hazz) حظ

اس میں میں نے اقتباس نہیں کیا، بلکہ اس نے حظ کے معنی، صرف ”مسرت“ کے دیے ہیں۔

مشہور محقق، ڈاکٹر اسٹین گاس، اپنے مبسوط لغت میں فرماتے ہیں:

”Being blessed with prosperity, ... good fortunes; happiness; pleasure; delight; flavour; taste; حظ کردن, The fading pleasure“ حظ فانی To enjoy; (Stringham's Persian and English Dictionary). p. 423.

(۲)

(خدا بندہ - از جونپور)

الہلال مورخہ ۶ - اگست ۱۹۱۳ء اور شاید اس سے قبل کے دو مختلف و متفاوت الرقات نمبروں میں "حظ و کرب" کی ایک دل آویز ادبی بحث شائع ہو چکی ہے، اس دائرے میں میرا نقطہ نظریہ ہے :

(۱) عربی و فارسی میں فی الواقع "حظ" کا صحیح استعمال "لذت" و "راحت" کے لیے نہیں ہوا، اور نہ ہو سکتا ہے، اردو میں بے شبہ یہ استعمال آجکل مروج ہے، لیکن اساتذہ لغت کا هنوز اس پر اجماع نہیں، پھر کیا ضرور ہے کہ علمی اصطلاح کی ترجمانی کے لیے زبان میں جب ایک صحیح لفظ موجود ہے تو اس پر غیر صحیح کو ترجیح نہی جالے ؟

(۲) افسوس ہے کہ فارسی زبان کا کوئی معتمد و قابل استناد لغت نہ مرتب ہوا اور نہ موجود ہے، ایک "شرفنامہ" تھا، مگر اب تک شائع ہی نہیں ہوا، رشیدی، جہانگیری، برہان، مرید الفضلا، اس فن کی متداول کتابیں ہیں، ان کی یہ حالت ہے کہ مشاہیر شعرا کے کلام سے لغت کا استقرا کرنے میں کذابات و استعارات و تشبیہات کو بھی لغت سمجھ لیتے ہیں، بلکہ بعض اوقات نسق کلام کے خصوصیات کا ایک جداگانہ لغت فرض کر لیتے ہیں، اہل زبان آجکل کے "ترلیے" کے مفہوم کو "آبچیں" سے ادا کرتے تھے، اس معنی میں عمومیت تھی، اس میں کوئی تخصیص نہ تھی، لغت آفرینوں کو شاہ نامہ فردوسی میں یہ مصرع مل گیا کہ :

ندارم بہ مرگ آبچیں و کفن

موقع و محل کے سیاق نے ان کو مجبور کیا کہ اظہار تنوع کے لیے ایک مستقل لغت قائم کر دیں، آبچیں کے معنی اب اس خاص ترلیے کے لیے گئے جس سے میت کو غسل دینے کے بعد لاش کو پرچھتے ہیں، غرض کہ ایسے ایسے بکثرت شتر گرہ، موجود ہیں جن پر نظر پڑنے کے بعد اس قسم کی کتابوں سے اعتماد آتھ جاتا ہے -

(۳) اس گروہ کے بعد ایک اصطلاح آفریں گروہ پیدا ہوا جس کے سرخیل ایک ہندو کایستہ (لالہ ٹیک چند مولف بہار عجم) اور ایک مسلمان افغان (خان آرزو مولف سرچ اللغہ) تھے، ان بزرگوں کی وسعت نظر اور تتبع غرب کی یہ کیفیت ہے کہ "بنگلا" کا ایک لغت قائم کرتے ہیں اور پھر "بنگالہ" سے تطبیق دینے کے لیے اخذ ورد کرتے ہیں، ایک ایرانی شاعر نے ایک سقم ظریفی کے موقع پر کہا تھا : یہ از رانیاں ہندوستان، اس کا دوسرا مصرع نہایت سخیف تھا، اس میں ہندی زبان کے ایک نعش لفظ کو کسی قدر غلطی کے ساتھ نظم کیا تھا، لغویین نے یہ تو اعتراض کر دیا کہ ایرانی ہو کر ہندوستان کی صحیح زبان سے واقف نہیں، مگر یہ کسی نے نہ کہا کہ مسلمان ہو کر شاعری کی لطافت و طہارت کو فحشاء و منکر سے آلودہ و ملوث کر رہا ہے، مائب کا شعر ہے :

نشاط عمر ملاقات دوستداران است

چہ حظ برد خضر از عمر جاوداں تھا ؟

میرے پاس دیوان مائب خود مصنف کے عہد کا موجود ہے اور اس میں یہ شعر یں ہی مذکور ہے، از روی فن بھی اس کی تائید ہوتی ہے، لیکن اتفاق سے ان بزرگوں کو جو نسخہ ملا اس میں شعر یں تھیں :

نشاط عمر ملاقات دوستداران است

چہ حظ کند خضر از عمر جا وداں تھا ؟

معہم تبدیل ہونے کے لیے اتنی تبدیلی کافی تھی، حظ کے معنی لذت و راحت کے بن گئے -

(۴) سب سے آخری جماعت فرهنگ اندراج کے ہم صفیروں کی ہے جن کی تخلیق کا مادہ زیادہ تر نوکشور پریس نے ہم پہنچایا تھا، اس جماعت کے اہم ملا غیاث الدین رامپوری (مولف غیاث اللغات) تھے، جن کے تبصر کا یہ عالم ہے کہ "سفسطہ" کو "سفسطاء" فصل القاف میں لکھتے ہیں "فرارہ" کو "پہوارا" کا معرب بتاتے ہیں "نگ" کو فارسی سمجھ کر "نگین" کا مخفف کہتے ہیں، رنعر ذلک، عہد جدید کی ایرانی تالیف "فرہنگ انجمن ارای ناصر" کو تحقیق سے لکھی گئی، مگر اس کا ماخذ بھی زیادہ تر رشیدی وغیرہ ہیں، ظاہر ہے کہ فن لغت میں ایسی کتابوں کی کیا وقعت ہو سکتی ہے ؟

(۵) ایک نیا لغت نویس فرقہ مستشرقین فرنگ کا پیدا ہو گیا ہے جن میں در عجیب اعداد مجتمع ہیں :

(الف) یہ فرقہ اتباع و تقلید سے ایک قدم آگے نہیں بڑھتا، حتیٰ کہ اغلاط میں بھی اس کا طرز عمل تقلید کو فرض سمجھتا ہے -
(ب) یہ فرقہ اتباع و تقلید کو نہایت مذموم سمجھتا ہے، خود اجتہاد کرتا ہے، مگر اس اجتہاد سے جو بات پیدا ہوتی ہے وہ بسا اوقات مغربی ہو تو ہو مگر مشرقی تو کسی طرح نہیں ہو سکتی اس فرقے کے شغف علمی و سعی تحقیق و نشر علوم و آثار کا میں جس قدر احسانمند ہوں اسی قدر اس کی بے معنی بلند پروازیوں و ادیت دیتی ہیں، جن کی مفصل تشریح بشرط فرصت ایک جداگانہ مضمون میں کرونگا -

(۶) آپ کا یہ بیان شاید زیادہ مبالغہ آمیز نہ ہو کہ تلاش کرنے سے جدید ترمیم علوم و فنون کی ان اصطلاحوں کے لیے بھی جن کا مفہوم بالکل ہی نیا ہے، عربی زبان میں بہت سے الفاظ مل سکتے ہیں، میں اس ذیل میں فرانسیسی زبان کے بعض علمی مصطلحات کو بطور نمونہ پیش کرنا چاہتا ہوں جو اپنی تکرین کے ساتھ ہی عربی لباس میں آئے ہیں، مثلاً :

(۱) ثروت Patrimoine: ...

Choses fonegibles & Ch. Non fonig-

(۲) اشیای مثالی و قیمتی Men: ...

Servitude d'aqueduc & Serv.

(۳) حق مہیمل d'ecoulement des eaux: ...

(۴) ید Possession } Occupation }

(۵) استیلاء Occupation } Appropriation }

(۶) التصاق Accession: ...

(۷) مرجعہ و سائبه { Presc. extinctive, Prescription } Acquisitive: ...

(۸) حکمی Interruption Civile—Civile: ...

(۹) استرجاع Action Paulienne: ...

(۱۰) استصناع Louage d'industrie: ...

(۱۱) ردیع Depositaire: ...

(۱۲) ردیعیہ ناقصہ Depot irregulier: ...

(۱۳) ردیعیہ جاریہ Depot d'hotellerie: ...

(۱۴) حیازت Gage: ...



شہر کا خلیفہ

۱۸ کانپور

روایت و روایت

کیا کلکٹر نے گرفتاروں بلا کوسٹ اذیت نہیں دی؟ - یعنی بندوں کے کندوں سے اکثر کو نہیں پٹوایا اور سخت رست نہیں کہا؟ ممکن ہے یہ واقعات غلط ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ صحیح نکلیں، لیکن گورنمنٹ کو غور کرنا چاہیے کہ ایسی حالت میں کہ عامۃ الناس حکام کانپور کو ایک فریق سمجھ رہے ہیں، کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ ایک خاص غیر سرکاری کمیشن کے ذریعہ سے جسکو عام اعتماد حاصل ہو، ان معاملات کی تحقیق و تمحیص کرائی جائے؟

اگر مسلمانوں کا بچے سے ارادہ ہوتا تو تیس ۳۰ - پینتیس ۳۵ - ہزار آدمی شہر میں موجود تھا انکو لانے میں کونسا امر مانع تھا؟ اور کچھ نہیں تو ایک ایک قنڈا ہی لیتے آتے، یا جرجس کے پاس ہوتا۔ مولوی صاحب نے کون سی بات خلاف قانون کہی تھی؟ انہوں نے کیا یہی نہیں کہا تھا کہ "یہ ایک چانس ہم اور سرکار کو دیتے ہیں، اگر اپنی بھی ہماری آرزوئیں برت کی، تو کورس سے باہمال کر دی گئیں تو ہم خود مسجد بنانے کی کوشش کہنے لگے۔"

(۲)

کانپور کے شفاخانے میں ایک زخمی بچہ ترب رہا ہے - ۳ - اگست کے مقتل میں یہ معروح ہوا ہے، اور اب اس وقت بڑی بے تابی سے اپنی ماں کو یاد کر کے کہہ رہا ہے:

اے میری پیاری ماں! تو اسوقت کہاں تھی جسوقت زہر کی بھی ہوئی چھری میرے اس منہ سے جسم میں تیر لی گئی تھی اور میں اپنے خون میں لرت رہا تھا - ہاں تو اسوقت ہوتی تو کیا کرتی؟ مجھے گود میں لے لیتی، اور میرا خون ناحق جرتے ۱۱ - برس سے اپنا خون بلا پلا کے پالا تھا اپنے دہشت سے پرچھتی جاتی، مگر اچھا ہوا کہ تو نہ ہوئی - اب میرے زخموں کا درد جو میرے زخموں کے ٹانگے ٹوٹ جانے سے اور بھی بڑھ گیا ہے مجھے ایک لمحہ بھی چین نہیں لینے دیتا - ایک سنگین کا زخم کاری جو میرے پہلو میں ہے، یہی کمبخت مجھے کچھ ساعت کا مہمان بنائے ہوئے ہے - اے میری ماں! آ اور میرا آخری دیدار کر لے، مگر ہاں! تو یہاں کیسے آسکتی ہے؟ سنگینوں کے پھرے میں میں دم توڑ رہا ہوں - میں جانتا ہوں کہ تیرے کلیجے میں آگ لگی ہوگی، مگر کہہ رہا نہیں، میرا خون ناحق رہ خون نہیں ہے جو مسٹر ڈاکٹر کے دامن سے بغیر میرا خون بہا لے کرے دھل سکے -

اے ہندوستان کے مسلمانو! تم اگر دیکھ سکتے ہو تو میرے پاس آؤ، تمہاری قوم کا ایک ۱۱ - برس کا بچہ دم توڑ رہا ہے - میں اسوقت اپنے رسول کی گود میں ہوں، تمہاری قومی ہمدردی کا آنحضرت سے تذکرہ کرتا - میں فامران اسوقت دنیا سے جا رہا ہوں - میرے نئے نئے ہاتھوں سے میرا سلام اور میری بس یہی خواہش ہے کہ تم اپنی اس مچھلی بازار کانپور کی مسجد کو جس پر میرے خون کی چھتیں اب تک نمایاں ہیں، ہات سے نہ جانے در - تم قدر نہیں، میرا پیغام لیدی ہارڈنگ کو پہنچا دو جنہوں نے ۴ - جن کو اعلان کیا تھا کہ جسقدر نئے نئے یقین بچے اور بیکس لڑے ہیں میں انکی ماں ہوں - کیا میری ماں یہ سنکے چپ ہو جائیگی کہ اسکا ایک بچہ مسٹر ڈاکٹر کے ظالمانہ حکم کی بدولت چور چور کر دیا جائے، اور وہ کچھ نہ کرے جبکہ سب کچھ کر سکتی ہے - اے قوم اگر تونے جائز طریق پر کچھ نہ کیا اور چپ ہو رہی تو میرے خون کی جواہر روز قیامت ہوگی - انا للہ وانا الیہ راجعون -

(نیاز - فتوح پوری)

کلکٹر کانپور نے بارے کے شہیدوں کی تعداد صرف بالیس دکھائی ہے - یہاں کے عام مسلمانوں کے خیال میں اصل تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے اس خبر کو عام شہرت حاصل ہے کہ اکثر زخمی بھی شہید کر دیے گئے، اور انکو تھیلوں پر لٹکر لیجائے دریا میں بہا دیا - یہاں پر اکثر مقاموں سے جو ریسترو آئے ہیں، وہ ان خاص خاص لوگوں سے کچھ معمولی طور پر حالت دریافت کرتے ہیں، جو نہ مرقعہ واردات پر موجود تھے اور نہ بعد میں پہنچے - انکو معلوم ہے کہ جو دلی خبر خور لیٹر فورم کے تھے سب حوالت میں بہر دیے گئے، اور جو باقی ہیں وہ بیچارے قانونی شکنجے میں ایسے کہیلے ہوئے ہیں کہ ذرا ہاتھ پائوں ملائیں اور حوالت کے سپرد کر دیے جائیں کہ وہ اشتعال میں شریک تھے، گورہ یہ کرسکتے ہیں کہ جو ریسترو حملہائی تعریف آتے ہیں انکی توجہ اسطرف مبذول کرا دیں - اکثر شہید مسجد متنازع کے قریب جوار کے ہیں، اگر دس آدمی چاہیں تو تین کہتے ہیں اسکا پتہ لکاسکتے ہیں، اور اس بنا پر کہ انکو تعریف ہو جائیگی - سر ریستروں کے یہاں آئے کی خبر ہے - پانچ چھ پھر توڑ پھڑ کے دوسرے دن سے یہاں پر موجود ہیں، مگر اسکی کسی کو فکر نہیں - ایک آیا دوسرا گیا - پھر وہ کیفیت ہے تار نہیں ٹوٹتا -

سرکاری بیان پر ہم جرح نہیں کرنا چاہتے، لیکن دوسرے جانب کیا خود مظالموں کا یہ بیان نہیں ہے کہ اصل میں یہ بلوا پولیس کے تشدد سے ہوا - مسلمان صرف جھنڈے کو مسجد کے منہم حصہ پر نصب کرنے گئے تھے - پولیس کو خیال پیدا ہوا کہ یہ مجمع شروع ہو گیا مسجد بنانے کی غرض سے آیا ہے، اسنے تشدد شروع کیا، یہاں بھی جرش میں کب خیال تھا - ترکی بہ ترکی جواب - اہل پولیس بھاگ کھڑے ہوئے - کنٹرول شہر آئے اور طرفین سے اینٹی کا مینہ برسایا گیا - کنٹرول بھی رھاں سے غالب ہوئے - پھر کلکٹر صاحب مع سراروں اور پیادوں کے آئے، اور انہوں نے درر ہی سے فیر کا حکم دیا - دریا تین فیر اوپر کیطرف کر کے پھر بلوا کرنے والوں کیطرف فیر کیے جانے لگے، اینٹیوں سے ترکی بہ ترکی جواب دیا گیا - پھر کہاں بندر و اور برچھے اور کہاں اینٹی کی برچھار - پندرہ منٹ کے اندر لاش پر لاش گر گئی - مگر قسم پچھے نہیں ہٹایا - سب اسی جگہ شہید اور زخمی ہو کر گر پڑے، تماشائی کئی ہزار کی تعداد میں جمع تھے، یہ کیفیت دیکھ کر بھلا

کیا یہ واقعہ نہیں کہ سچڑ آئے پھر جو لوگ مسجد بنا رہے تھے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا، اور گلیوں اور گھروں میں گھس کر جو تماشائی بھاگے جاتے تھے انپر بھی حملہ کیا - اکثر بھاگ گئے، اکثر زخمی ہوئے اور مرے - جن میں کئی ہندو تھے -

کیا یہ اتنا کہ کلکٹر نے کڑی زیادتی نہیں کی، اور مسلمانوں کا بچے سے بارے کا ارادہ تھا، اور ایک مولوی نے مسلمانوں کا جوش پست کر دیا، بالکل جھوٹ نہیں ہے؟

صورت رقعہ ہو جو کانپور میں پیش آئی یا اس سے بھی زیادہ سخت ہو، اس طرح گولیاں نہیں چلائی گئی ہونگی۔

سنہ ۱۹۰۷ء میں جو بلوچی کلکتہ میں ہوا تھا وہ ہم میں سے اکثروں کو اچھی طرح یاد ہوگا، بقرعید کے موقع پر کلکتہ و تدارلی کے بارے تو اسی زمانہ میں ہوئے ہونگے جب سر جیمس مسٹن گورنمنٹ کے سکریٹری مائیت تھے، لیکن کیا اس طرح کلکتہ کے پریسیڈنسی مجسٹریٹ اور تدارلی کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے بلوائیوں کے قتل عام کا حکم دیا تھا جس طرح ہز مجسٹری کی رعایا مجسٹریٹ کانپور کے حکم سے ذبح کی گئی؟

اس بے رحمی سے تو میرے خیال میں کبھی بندر بھی نہ مارے گئے ہونگے۔

میں اپنے مریض سے دور ہو گیا، میں نے زخمیوں کے زخم دیکھے، ان میں سے جو کوئی گفتگو کر سکتا تھا اس سے میں نے دریافت کیا کہ اُس نے کیوں کر اور کس صورت میں زخم کھایا ہے؟ مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے کہ عدالت کے فرائض اپنے ذمہ لے کر یہ بیان کروں کہ یہ لوگ کس طرح اور کب اس وقت مسجد کے نزدیک موجود تھے؟ لیکن کیا یہ امر قابل غور نہیں ہے کہ بہت سے لوگ جنکے چہرے لگے تھے چہریاں کھا کر بھاگے، پولیس گئے ان پر سختی سے حملہ کیا اور کچوں، بھالوں، اور سنا توڑے کہ تلواروں تک کا استعمال نہایت آزادی کے ساتھ کیا گیا، اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ محض بندر ہی سے کام لیا گیا، مگر کوئی امر اس سے زیادہ حقیقت واقعہ سے بعید نہیں ہو سکتا۔

اصل واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گولیاں چلانے کے بعد بھی پولس نے بھالوں اور کچوں وغیرہ سے مجمع پر نہایت رحمشیانہ حملہ کیا، اگر زخمیوں کے بیان کو صحیح مانا جائے تو پولس کا یہ حملہ نہایت سخت اور رحمشیانہ تھا۔

اگر مجروحین کے بیاں سے قطع نظر بھی کر لی جائے تب بھی زخمیوں کی جو کیفیت تھی اس کے دیکھنے سے خود ظاہر ہوتا ہے کہ یہ زخم ایسے لوگوں کے لگائے ہوئے ہیں جو جرش انتقام کی آگ سے شر بار ہو رہے تھے، بھالوں اور بندروں کے کندروں کے زخم اکثر پشت اور سر کے پچھلے حصوں پر تھے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں پر اس وقت وار کیا گیا جبکہ وہ بھاگ رہے تھے۔

باجوہ اس کے ہزار ہمارے افسروں کی انسانیت سے بہت متاثر نظر آتے ہیں، اسی طرح پولیس کے اس طرز عمل سے کہ ”بلوے“ فرورہتے ہی انہوں نے نہایت فراخ دلی سے مجروحین کی مدد کی اور اس حالت میں جو کچھ آرام اونکر پہنچانا ممکن تھا وہ پہنچایا اور پھر اس طرز عمل سے کہ ”مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کی سرکردگی میں پولیس نے تمام اس قسم کے فضول افعال سے اجتناب کیا جن سے انتقام کی بر آتی ہے“ ہزار متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے۔

کیا کچوں، بھالوں، لکڑیوں، دندوں کا استعمال بھاگے ہوئے لوگوں اور ان زخمیوں پر جو زخم کھا کر گرچکے تھے ایک ایسا فعل نہیں ہے جس سے انتقام کی بر آتی ہے؟ چوتھی اور پانچویں اگست کو اپنے دوران قیام کانپور میں سنا ہے کہ ہزار تین مرتبہ ہسپتال تشریف لیگئے، ہزار نے ذیل کے اشخاص کے زخموں کو بچشم خود دیکھا ہے:

عبدالواحد - عبد الشکور - اعظم خان - معتمد خان - عطا حسین - عبد اللہ - امیر الدین - علاؤ الدین - بخت علی - اور سلیمان - کیا زخمیوں کی حالت اور زخموں کا محل و موقع ہزار کے افسروں کی انسانیت کو ثابت ہوتا ہے؟ اور کیا زخموں کے دیکھنے کے بعد یہ

(۳)

کانپور سے میں ابھی واپس آیا ہوں، مجھے افسوس ہے کہ بلوے کانپور کے متعلق اکثر نہایت ضروری واقعات اخبارات میں نہیں آئے ہیں، درحقیقت اب تک جو کچھ شائع ہوا ہے اس کے پڑھنے سے اُن ہیبت ناک واقعات کا صحیح اندازہ ہونا ممکن ہی نہیں جو ۳- اگست کو کانپور میں پیش آئے ہیں۔

مسجد میں داخل ہوتے ہی جو چیز پہلے نظر آتی ہے وہ محراب والی یعنی مسجد کی پشت والی دیوار پر گولیوں کے نشانات ہیں، یہ نشانات اکثر چھت کی سطح زیریں پر بھی نظر آتے ہیں، لیکن جو بات سب سے زیادہ ترجمہ کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ مسجد کے اندر بھی محراب مسجد سے ۶- فٹ کے فاصلے پر دونوں جانب گولیوں کے بے شمار نشان ہیں بظاہر یہ کسی طرح ممکن نہیں معلوم ہوتا کہ یہ نشانات بیرون مسجد سے چلائی ہوئی گولیوں کے ہوں، یہ نشانات اسی صورت میں پڑ سکتے ہیں کہ پولیس نے اندر آکر فیر کیے ہوں۔

خون کے نشانات اور بڑے بڑے چمکتے بہت سے دیکھے گئے، مسجد میں داخل ہوتے ہوئے ممکن نہیں کہ اس خون آلودہ نشان پر نظر نہ پڑے جو چوکھٹ کے اوپر کے حصہ پر پڑا ہوا ہے، یہ خون آلودہ نشان اس امر کی مزید شہادت ہے کہ خدا کے گھر میں تعدی و خون ریزی کی گئی۔ موقع پر مسلح پولیس کی خونریزی اس منظر کی ہدیت میں اور بھی اضافہ کرتی ہے، مگر ساتھ ہی دیکھنے والے کو اس مشہور مثال کی صداقت بھی جتانی ہے کہ ”گھوڑی کی چوڑی ہو جانے کے بعد اصطبل کے دروازہ میں قفل ڈالنا بے سود ہے“۔

اگر مسٹر ٹائلر پہلے ہی احتیاط سے کام لیتے ہوتے اور مسجد کی طرف مسلح پولیس متعین کر دیے ہوتے تو غالباً بلوے ہی نہ ہوتا، آخری چیز جو مسجد میں مجھے دکھائی گئی وہ چند دریاں تھیں جو ان مقتولین و مجروحین کے خون میں تڑپتی ہوئی ہیں جن پر مجسٹریٹ کے حکم سے فیر کیے گئے۔

مسٹر ٹائلر کی عنایت سے میں جیل اور ہسپتال میں بھی جاسکا، میں نے مولانا آزاد سبھانی اور ان کے دوستوں کو جیل کی تکلیف دہ زندگی میں روزہ دار اور مطمئن و بشاش پایا، بہت دیر تک ان صاحبوں سے باتیں ہوتی رہیں، میری روانگی سے کچھ پہلے مولانا آزاد نے اپنے ہندوستانی ہم مذہبوں تک پہنچانیکے لیے مجھے ایک پیغام دیا، انہوں نے فرمایا کہ ”مہربانی کر کے مسلمان بھائیوں سے کہہ دیجیے کہ وہ ہماری رہائی کی فکر میں اپنے اپکر پریشان نہ کریں بلکہ مسجد کی حفاظت کے لیے کوشش کریں“۔ کل ایک سو پانچ مسلمان اس جیل میں زیر حراست ہیں جن پر مقدمہ چلایا جائے والا ہے۔

جیل سے میں ہسپتال گیا جہاں عمارت کے ایک گوشہ میں ۳- اگست کے زخمی پڑے ہوئے ہیں، ۱۰- تاریخ کو جب میں ان لوگوں کو دیکھنے گیا ہوں انکی تعداد ۲۵- تھی، انمیں سے دو (اشفاق الہی - نور الہی) محض بچے ہیں، ایک ۱۱ سال کا ہے اور دوسرا ۱۳- برس کا ہے، اشفاق الہی کے دماغ میں گولی لگی ہے، جسکے صدمہ سے وہ لب گور تھا، ڈاکٹر نے مجھ سے کہا کہ نور الہی بھی چند کہنتوں کا مہمان ہے۔ وہ بڑا دردناک منظر تھا جب میں نے ان دونوں بچوں کو برابر برابر دو چار پالیوں پر پڑے ہوئے دیکھا، اشفاق الہی بالکل بے ہوش تھا، لیکن نور الہی کی بھکی ہوئی باتیں سننے والے کو یہ بات یاد دلاتی تھیں کہ حکومت برطانیہ کی تاریخ میں کبھی کسی مجمع پر خوار یہ ہی

تک گولیوں کی بارش کو جاری رکھا، جس میں خود مسٹر ٹالپر کو اعتراف ہے کہ ۵۰۰ کارٹرس استعمال ہوئے، انصاف اور اصول حکومت اسی کا متقاضی ہے کہ مسٹر ٹالپر ایک منٹ بھی کانپور نہ رہنے دیے جائیں، اس مبادلہ سے گورنمنٹ کی عظمت کو نقصان پہنچنے کا کوئی سوال پیش نہیں آسکتا۔ کسی کی خواہش نہیں ہے کہ خواہ مخواہ اونکا درجہ توڑا جائے یا ان پر تہدید کی جائے، جب تک کہ اچھی طرح تفتیش کر نیکیے بعد اونکا قصور ثابت نہ ہو جائے اونکا درجہ اسی طرح قائم رہے۔

میں ہزاروں کی انصاف پسندی سے اپیل کرتا ہوں، وہ غور فرمائیں کہ آیا ایسی حالت میں کہ مسٹر ٹالپر ضلع کے حاکم اعلیٰ رہیں کیونکر آں ۱۳۰ آدمیوں کے حق میں، جو اس وقت زیر حراست ہیں، منصفانہ عدالتی کارروائی کی امید نیچا سکتی ہے؟ اور باتوں سے قطع نظر کر کے بھی یہ سوال باقی رہتا ہے کہ کیا اونکی موجودگی مقامی پولیس کو جائز اور ناجائز طریقوں سے مازموں کے خلاف ثبوت بہم پہنچانے کی معرکہ نہ ہوگی؟ اب بھی شکایتیں کی جارہی ہیں کہ ایک ضرورت سے زیادہ کارگزار افسر پولیس نے گواہوں سے اپنی مرضی کے مطابق شہادت دلانے کے لیے جبر و تشدد سے کام لیا ہے۔

اب ہمیں دیکھنا ہے کہ ایندھ ہمکر کیا کرنا ہے۔ کیا ہم ہاتھ پر ہاتھ پر رکے رہیں گے؟ اور ان لوگوں کی لیے کوشش کریں گے؟ ہماری خود داری سے یہ امر بعید ہے کہ مقتولین کے پسماندہ ناچار رہے یا رمدادگار رہیں، سب سے زیادہ اہم تویہ سوال ہے کہ کیا ہم مسجد کے مذہم شدہ حصہ کی واپسی کیلئے تمام قانونی اور باقاعدہ کوششوں سے قطع نظر کر لیں؟

ہم نے اس فیصلہ کے خلاف ہزاروں سے اپیل کی تھی، لکھنؤ میں ۱۵ اگست کو ہزاروں نے اس اپیل کی سماعت بھی فرمائی، جس کا نتیجہ ظاہر ہے، بدقسمتی سے اپیل کی سماعت سے پہلے تکمری جاری ہو چکی تھی، فرض کر لیجیے کہ سر جیمس مسٹر ٹالپر نے ہم آواز ہیں، تو کیا حضور وایسراے کو یہ اختیار ہے نہیں ہے کہ کانپور میں ہمارے ساتھ جو نا انصافی ہوئی ہے اسکا مدافعا کریں؟ کیا ہم وزیر ہند کی خدمت میں ایک وفد (ڈیپوٹیشن) نہیں بھیج سکتے جو ہمارے معاملہ کو انڈیا ہاؤس (دہتر وزارت ہند) کے سامنے پیش کرے؟ کیا اس دارالعدل میں بھی جسکا نام پارلیمنٹ برطانیہ ہے اور جس نے ہمیشہ سے ہندوستان اور ہندوستانیوں کے ساتھ انصاف کیا ہے، ہمارے ساتھ انصاف نہ کیا جائیگا؟

ہم کو عظیم الشان برطانی قزم کی عدل پروری اور انصاف پسندی پر بھروسہ ہونا چاہیے، ہمیں شورش جاری رکھنی چاہیے اور تمام قانونی اور باقاعدہ طریقوں سے اپنے مقصد کے حامل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر ہماری شکایات محض خیالی نہیں ہیں؟ اگر مذہم شدہ حصہ اصل مسجد کا حصہ ہے؟ اگر قانون اسلام کی رز سے کوئی وقف کسی دوسرے کلم کے لیے منتقل نہیں کیا جاسکتا؟ غرضکہ اگر ہمارے مولوی اور ماہرین قانون اسلام کو مسٹر ڈالپر اور مسٹر سم سے بہتر جانتے ہیں؟ تو ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ ہم ضرور کامیاب ہونگے۔ ہماری قزم نے اپنے ان ہم مذہبوں کی تکالیف رفع کرنیکے لیے جوڑ رکھی ہیں، نہایت فراخ دلی سے چندے دیے ہیں، کیا وہ اپنے کانپوری عزیز راقربا کو افلاس میں مبتلا دیکھ سکتے ہیں؟ کیا وہ ان زخمیوں کو بے کسی کی حالت میں مرجانے دینگے؟ کیا وہ اس سخت بے حرمتی کے دھبے کو مٹانے کی تمام قانونی کوششیں نہ کریں گے جس نے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سخت احساس پیدا کر دیا ہے؟

نہیں کہا جاسکتا کہ پولیس نے اپنے جذبات انتقام کی عذاں دھیلی نہیں ہونے دی؟ اگر ہم ایک شخص کو دیکھیں جسکے کچیں ہو کی گئی ہوں، ہاتھوں کے کندروں اور لائیوں سے اسکو زخمی کیا گیا ہو، درآن حالے کہ وہ پلے ہی بندھن کے چہروں سے گرچکا ہو، تو اس سے پولیس کی انصافیت کا ثبوت تو کہیں نہیں ملتا۔

بارجود اس کے کہ ہزاروں کا قتل بھی ہے اور خیال بھی کہ امن عام میں سخت اور غیر معمولی خلل واقع ہوا اور حکام اس امر پر مجبور ہوئے کہ اسکو روکنے کے لیے جسقدر پولیس اونکے پاس تھی اسکو کام میں لائیں، ابھی تو یہی ثابت کرنا ہے کہ آیا امن عام میں خلل واقع ہوا بھی تھا یا نہیں؟ جو زخمی مجھے گفتگو کرنے کے قابل تھے اونکو تویہ عام شکایت تھی کہ انپر محض اسایہ فدرکیے گئے اور محض اسلیے انکو زخمی کیا گیا کہ اس دن وہ اتفاقاً مسجد کے قریب موجود تھے، خیر یہ معاملہ تو عدالت میں طے ہوگا۔

یہ سب گو کہ اس برتاؤ سے خوش تھے جو ہسپتال میں اونکے ساتھ کیا جا رہا ہے لیکن پولیس کی ”انصافیت“ کی لمبی چوڑی داستانیں سناتے تھے، ہم نہایت زور و شور سے سن رہے ہیں کہ گرفتاریوں میں نہایت احتیاط برتی گئی ہے، لیکن جرکچہ میں سے کانپور میں سنا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے کئی دن بعد تک نہایت ہیبت ناک حالت رہی، اس امر کا ثبوت خود مسٹر ٹالپر کا وہ اعلان امن ہے جو پانچویں چھٹی اگست کو انہوں نے شائع کیا ہے، اگر اہل شہر انتہائی خوف اور بد حراسی کی حالت میں نہ تھے تو اس قسم کے اعلان شائع کرنے کی کیا ضرورت پیش آتی؟ بعض اخباروں کے کارپانڈنٹس نے بارے کے متعلق متعدد مسلمانوں سے ملاقات کی تاکہ حکام کے طرز عمل کی نسبت لوگوں کے خیالات معلوم کریں، لیکن آپ امید کر سکتے ہیں کہ اس حالت میں جبکہ انتہائی ہیبت چھائی ہوئی ہو لوگوں سے صحیح خیالات انکو معلوم ہوسکیں گے؟ درآن حالیکہ اس قسم کے خیالات میں مسٹر ٹالپر کی جلد بازی اور بے پروائی پر حرف زنی ہوتی ہو؟

یہ واقعہ بھی قابل غور ہے کہ بارجود اس کے کہ بہت سے کابلی عید گاہ کے جلسہ میں اور مسجد کے نزدیک موجود تھے، اور بارجود اس کے کہ وہ اشتعل انگیز گفتگو کر رہے تھے، اور میں سے کسی ایک شخص کے بھی ذرا سی چوٹ نہیں آئی اور نہ ان میں سے کوئی پکڑا گیا کانپور میں خیال یہ ہے کہ کابلی خالص طور پر اس کام کے لیے متعین کیے گئے تھے کہ لوگوں کو بہتر لائیں اور بارے لائیں، بہر صورت یہ ایک واقعہ ہے، جو ان لوگوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے، جو بلوے کانپور کے اسباب کی تحقیقات کریں۔

اس سلسلے میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ مسٹر ڈالپر کے ذریعہ سے جو خود یقیناً ایک فرقہ ہیں، اس واقعہ کی تحقیقات پبلک کو ہرگز مطمئن نہیں کر سکتی۔

جو لوگ بلوائی کیے جاتے ہیں صرف انہوں کا طرز عمل اس قابل نہیں ہے کہ اس کی تحقیقات کی جائے؟ بلکہ مسٹر ڈالپر نے خود بھی کچھ کم حصہ نہیں لیا ہے، اگر یہ خواہش ہے کہ تفتیش کرنے والوں پر پبلک بھروسہ کرے اور وہ الزامات کو غیر طرفداری کے ساتھ تقسیم کر دیں، تو یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا، تاروتے کہ گورنمنٹ سرکاری اور غیر سرکاری لوگوں کا ایک ایسا کمیشن قائم نہ کرے جس میں یورپین اور مسلمان دونوں ہوں، کمیشن کو پورے پورے اختیارات حاصل ہوں کہ وہ اس بلویکے اسباب کی اچھی طرح تفتیش کرے، اور دیکھے کہ مسٹر ڈالپر کا یہ عمل کہاں تک حق ہے، چاہے تھا کہ انہوں نے فیر کرنے کا حکم دیا، اور پندرہ منٹ

کرتے، زخمیوں اور قیدیوں کو مالی مدد دے اور مقدمات کے لیے کافی سرمایہ بہم پہنچائے۔ کمیٹی نے ۱۸۰۷ء میں ضبط ہو گئی تھی؟ یا ہزاروں محض خان بہادروں سے استفسار کیا کرتے ہیں؟ استفسار بھی قانون اسلام کے متعلق اور وہ بھی ایسے حضرات سے جن کے معلومات ہزاروں سے بھی کم ہیں، سب باتوں سے قطع نظر بھی کر لیجیے تب بھی جو شخص موقع کو جا کر دیکھتا رہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ منہدم شدہ عمارت مسجد کا ایسا ہی ایک حصہ تھی جیسے کہ اور ہیں، ہمیں مندرجہ بالا کاموں کیلئے دیکھ لاکھ روپے کی ضرورت ہے، کیا اس قوم کے لیے یہ رقم کچھ بہت ہے جس نے در افتادہ ترکوں کیلئے (۷۰) ستر لاکھ کے قریب بھیجے ہیں اور تیس لاکھ علیحدہ مسلم یونیورسٹی کیلئے جمع کر دیے؟ - ہرگز نہیں۔

(۶)

حکام کانپور کی بے عزتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے قدرۃً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسٹر ڈائلر، مسٹر سیم، صاحب سرینٹنڈنڈ پولیس، اور پولیس وغیرہ کے دوسرے افراد اشخاص پر جو مسلمانوں کے قتل و نہب و غارت میں، بشرطہ کہ تحقیق کے بعد اشاعت عامہ صحیح نکلیں تو نہایت ہرملاک حصہ لے چکے ہیں، کیوں نہ باقاعدہ مقدمات دائر کیے جائیں؟ میٹری رائے میں ایسا ضرور ہونا چاہئے (حکیم ایم - رکن الدین، دانا)

(۷)

شہداء کانپور آتم حق و صدق کے لیے شہید ہوئے یا نفسانیت کے لیے؟ نفسانیت پیش نظر تھی تو ریل کم ٹم ویل کم، اور اگر اسلام کی راہ میں شہادت ہوئی تو کیا تمہاری خدمت اب ہم پر صرف اتنی ہی فرض ہے کہ زمین کے ایک گوشہ میں تمہیں ہم سونپ دیں؟ اور کیا تمہارا حق زمین پر اب صرف اس قدر رہ گیا ہے کہ زمین کا کچھ حصہ لیکر تم ہمیشہ کیلئے اس میں راحت کی نیند سو رہو؟ نہیں تم تو ساری نعمتوں کے حقدار ہو۔ اور تمہارے خدا نے تمہیں اسی لیے بلایا ہے کہ وہ سب کچھ تمہیں دیدے جس کے تم مستحق ہو۔

اے وہ لوگو کہ ایک مرتبہ موت و حیات کی کشمکش سے چھوٹ کر ہمیشہ کے لیے فنا و زوال سے محفوظ رہو گے۔ کیا تم ان زخمیوں کو اپنے ہمراہ لینا پسند نہ کرو گے جو قید میں جاں بلب ہیں؟ کیا تم ایک مرتبہ مرکز زوال حیات کو حاصل کر لو گے، اور یہ بد نصیب اسی طرح اپنی موت کی ایڑیاں رکتے رہیں گے۔

اے زمین! تو جس قدر عزت کر سکے کر لے۔ کیونکہ یہ بہت جلد تجھے جدا ہو کر اپنے خدا کے پاس ہمیشہ کیلئے جانیا لے ہیں۔ تجھے بہت سی لاشیں میسر ہوئیں بہت سے مخلصین، بہت سے ہمدرد، بہت سے جوانمرد و بہادر، بہت سے معبدان و وطن، اور جاں نثاران ملت کی لاشیں تجھ پر تڑپیں گی۔ لیکن یہ پرستاران دین حق، یہ شہداء اللہ اکبر کی لاشیں ہیں، یہ تجھے بھر کبھی نہ ہاتھ آئیں گی۔ جتنا پیار اور محبت کرنا ہو کر لے۔ کہ وقت تم ہے۔ اور یہ بہت جلد تجھے رخصت ہرنیوالی ہیں۔

اور اے آسمان! تو بھی ان مظلوم لاشوں پر جتنا تاسف کر سکتا ہے کر لے۔ انکر، کہ ان کی نگاہیں اب خود دنیا اور اس کے تمام سامان و اسباب سے پھر گئیں۔ خوب اچھی طرح دیکھ لے۔ کہ اس وقت کے بعد پھر ہمیشہ ان کے دیدے کے لیے تیری آنکھیں ترسینگی۔ مگر تجھے دیکھنا نصیب نہ ہو گا اور اس دن کے لیے گواہ رہ جس دن کہ خداوند قہار و جبار کا تخت انصاف بچھایا جائے گا، ظالم و مظلوم، قاتل و مقتول، درنہ حاضر کیے جائیں گے۔ یہ مقتول لاشیں اگر واقع میں مظلوم رہے تو ضرور تھیں تو اپنے قاتلوں کا دامن تھام کر "بای ذنب قتلت" کے معنی پوچھیں گی اور اپنا سرخ خونی کپڑا ہاتھ میں لیے ہوئے باری تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو کر انصاف کی طالب ہوں گی۔

چوں بگذرد نظیری خرفیں کفن بکشر

خلقے فغان کنند کہ این داد خواہ کیست

(ابوالحسنات)

اس سے کیا ہوتا ہے کہ ہزاروں ایک مرلوی صاحب سے مشورہ کرتے ہیں جن کی ایک درخواست اس جاہل کی را گذاشت کے لیے لوکل گورنمنٹ کے سامنے پیش ہے جو سنہ ۱۸۰۷ء میں ضبط ہو گئی تھی؟ یا ہزاروں محض خان بہادروں سے استفسار کیا کرتے ہیں؟ استفسار بھی قانون اسلام کے متعلق اور وہ بھی ایسے حضرات سے جن کے معلومات ہزاروں سے بھی کم ہیں، سب باتوں سے قطع نظر بھی کر لیجیے تب بھی جو شخص موقع کو جا کر دیکھتا رہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ منہدم شدہ عمارت مسجد کا ایسا ہی ایک حصہ تھی جیسے کہ اور ہیں، ہمیں مندرجہ بالا کاموں کیلئے دیکھ لاکھ روپے کی ضرورت ہے، کیا اس قوم کے لیے یہ رقم کچھ بہت ہے جس نے در افتادہ ترکوں کیلئے (۷۰) ستر لاکھ کے قریب بھیجے ہیں اور تیس لاکھ علیحدہ مسلم یونیورسٹی کیلئے جمع کر دیے؟ - ہرگز نہیں۔

اس وقت نہ ترکوں کو یاد کرو اور نہ یونیورسٹی کے خراب دیکھو، جب تک کہ یہ بے حرمتی کا دھبہ اور یہ نا انصافی، جو ابھی ابھی اس سلسلے میں ہماری قوم کے ساتھ کی گئی ہے، قائم رہے؟ رعایاے برطانیہ ہونے کی حیثیت سے اپنے فرائض سے نہ بھاگ کر اپنے حقوق کے استعمال کرنے سے دریغ نہ کرو۔

ہانا کہ مسٹر ڈائلر شاید بہت ہی طاقتور شخص ہوں، مگر کیا برطانیہ قوم اور سے زیادہ طاقتور نہیں ہے؟ اور کیا سریمفا للڈن طاقتور نہ تھے؟ روہیلکھنڈ کے مسلمانوں کے ایک ادنیٰ نیازمند کی حیثیت سے، میں اس تحریک کے لیے، جو میں نے بیان کی ہے، دھائی سو روپے بھیج رہا ہوں، مجھے امید ہے کہ روہیلکھنڈ کے مشہور قوم پرست، اپنے کانپوری ہم مذہبوں کی مالی امداد کرنے میں دریغ نہ کریں گے۔ اسلام اس ملک میں ہر مسلمان سے مسلمانان کانپور کی خاطر اپنے تمام فرائض کو سرانجام دینے کا متوقع ہے، اور خدای اسلام خود اس غرض کے لیے اپنے بندوں سے قرض مانگ رہا ہے۔ فمن ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً یضاعفه لہ؟

آنریبل، سید رضا علی بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

ریکل ہائی کورٹ الہ آباد



(۸)

مچھلی بازار کانپور کے حادثے میں بہت سے بیگناہ مسلمان شہید ہوئے ہیں اور ایک تعداد کثیر مسلمانوں کی زیر حراست ہے اس کی امداد کے لیے لکھنؤ میں ایک کمیٹی قائم ہوئی ہے، جس کا منشاء شہداء کے پس ماندوں کی مالی امداد اور ملزموں کے مقدمات کی پیروی کرنا ہے۔ اعزازی خازن سید ظہور احمد صاحب ریگل ہائیکورٹ لکھنؤ مقرر ہوئے ہیں، زرچندہ خازن صاحب مرمروف کو بھیجنا چاہئے یا الہ آباد بینک میں جس سے کہ اس کمیٹی نے حساب کھولا ہے، داخل کر دیا جائے اور اس کی اطلاع خزان صاحب مرمروف کو دی جائے۔

(محمد رسیم - بیرسٹریٹ لا - لکھنؤ - آنریبل سکریٹری)

(۹)

۱۴ اگست سنہ ۱۹۱۳ء کو انجمن معین الاسلام (کلکتہ) کے مانعت ایک کمیٹی قائم ہوئی جس کے اغراض و مقاصد صرف اسی حد تک محدود ہیں کہ اہل و عیال شہداء کانپور کی امداد

مذا بصائر الناس، و ہدی و رحمة لقوم یوقوت

(۱۹:۳۵)

بصائر

ایک ماہوار دینی و علمی مجلہ

جس کا

اعلان پہلے ”البیان“ کے نام سے کیا گیا تھا۔

وسط شوال سے شائع ہونا شروع ہو جائیگا

ضخامت کم از کم ۶۴ صفحہ - قیمت سالانہ چار روپیہ مع محصول -

خریداران الہلال سے :- ۵ روپیہ

اسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن حکیم اور اس کے متعلق تمام علوم و معارف پر تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے۔ اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کرے، جن کی وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز تعلیمات قرانیہ سے نا آشنا ہوتا جاتا ہے۔

اسی کے ذیل میں علوم اسلامیہ کا احیاء، تاریخ نبویہ و صحابہ و تابعین کی ترویج، آثار سلف کی تدوین، اور اردو زبان میں علوم مفیدہ حدیثہ کے تراجم، اور جرائد و مجلات برپا و مصر پر نقد و اقتباس بھی ہوگا۔ تاہم یہ امر ضروری ہوئے، اور اصل سعی یہ ہوگی کہ رسالے کے ہر باب میں قرآن حکیم کے علوم و معارف کا ذخیرہ فراہم کرے۔ مثلاً تفسیر کے باب میں تفسیر ہرگی، حدیث کے باب میں احادیث متعلق تفسیر پر بحث کی جائیگی۔ آثار صحابہ کے تحت میں تفسیر صحابہ کی تحقیق، تاریخ کے ذیل میں قرآن کریم کی تنزیل و ترتیب و اشاعت کی تاریخ، علوم کے نیچے علوم قرانیہ کے مباحث اور اسی طرح دیگر ابواب میں بھی وہ موضوع رحید پیش نظر رہیگا۔

اس سے مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے سامنے بدفعہ واحد قرآن کریم کو مختلف اشکال و مباحث میں اس طرح پیش کیا جائے کہ عظمت کلام الہی کا وہ اندازہ کر سکیں۔ و ما توفیقی الا باللہ - عیہ ترکلت والیہ انیب۔

المقدم العربی

یعنی ”والبصائر“ کا عربی ابتدائے

جس

وسط شوال سے شائع ہونا شروع ہو جائیگا

اور

جس کا مقصد رحید جامعہ اسلامیہ، احیاء لغۃ اسلامیہ،

اور ممالک اسلامیہ کے لیے مسلمانان ہند کے جذبات

و خیالات کی ترجمانی ہے۔

الہلال کی تقطیع اور ضخامت

قیمت سالانہ مع محصول ہندوستان کے لیے :- ۲ - روپیہ ۸ - آنہ

ممالک غیر :- ۵ - شلنگ

درخواستیں اس پتہ سے آئیں :

نمبر (۱۴) - مکلوت استریت - کلکتہ

تایخ حسیہ استلا

کا ایک ورق

ذر اعانۃ مہاجرین عثمانیہ

✽ ✽ ✽

از جناب محمد صفدر خاں صاحب خریدار الہلال

میرے گھر میں فرزند تولد ہونے کی خوشی میں میرے مکرم و مہربان میاں عنابت اللہ خاں صاحب انسپکٹر کو آپریٹر کوئٹہ سوسائٹیز گوجرانوالہ نے مبالغہ ۲۵ - روپیہ نقد واسطے خیرات کرنی کے بطور سرمدتہ نور تولد کے مجھے بھیجے جو میں اسی وقت بذریعہ منی آدر ایکی خدمت میں بھیجتا ہوں کہ مہربانی فرما کر اس رقم کو چندہ مہاجرین و مساکین ترک کے فنڈ میں قبول فرمائیں۔

دیونکہ ان سے زیادہ مستحق اس وقت کوئی اور نظر نہیں آتا ہے

از جناب محمد بابو خاں صاحب از قائد رنجی

مدیری اہلیہ نے حال میں انتقال کیا ہے۔ انکے ثواب رسائی کے لیے یہاں قرآن شریف پڑھا دیا ہے۔ اسے موقع پر یہاں کھانا وغیرہ بھی کھلایا جاتا ہے۔ اس کار فضل کے عرض میں مبلغ دس روپیہ بذریعہ منی آدر روانہ کرتا ہوں، آپ اس کو اعانۃ مہاجرین میں داخل کر دیں۔ اگر مناسب سمجھیں تو اس خط کو بھی شائع فرمائیں۔

فہرست زر اعانۃ مہاجرین عثمانیہ

(۱۰)

پالی	آنہ	روپیہ
جناب عبد الرحیم صاحب	۱۲	۷
جناب امتیاز علی صاحب - ہید ماسٹر -		
فالل اسکول - ملیم آباد - لکھنؤ	۰	۲
جناب سجادی بیگم صاحبہ - اترولی -		
علیگڑہ -	۸	۱
جناب مولوی عبد الرزاق صاحب		
نوادہ - گیارہ	۱۲	۳
جناب محمد بابو خان صاحب قائد رنجی	۰	۱۰
جناب نصیر الرحمن خان صاحب - بونگ گڑہ		
عیسی گڑہ	۰	۵
جناب والدہ احمد علی صاحبہ بذت -		
مظفر نگر	۰	۱۰
جناب محمد صدیقی صاحب اگرہ	۰	۵
جناب سید محمد اکبر صاحب - نائب		
تعمیلدار - گورنر تھا - جہانسی	۰	۲۵
جناب محمد افضل خان صاحب وردی میچر		
زیارت - بلوچستان	۰	۵
جناب قادر بخش صاحب - شاہجہادپور	۱۴	۹
میزان	۱۴	۸۴
سابق	۹	۸۵۵۷
کل	۷	۸۶۴۲



سیحاکا موہنی کسم تیل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چمکانا ہی کرنا ہے تو اس کے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کثرت چھانت کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بھرا کر معطر خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدلہ رہے۔ لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمائش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متقدم نمود کے ساتھ فائدہ کا بھی جواں ہے بذریعہ ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی روایتی تیلوں کو جانچ کر ”موہنی کسم تیل“ تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد ملی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا۔ یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیر پا ہونے میں لاجواب ہے۔ اس کے استعمال سے بال خراب گھنے آگتے ہیں۔ جڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے در سہ ”نزلہ“ چکر اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اس کی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے۔

تمام دراز فرشوں اور عطر فرشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ معمرالذاک۔

سیحاکا کمر چور

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجھا کرے ہیں اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پلٹ دوا اڑاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے۔ ہمارے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی رخش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے اور فروخت کرنے کے بل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اس کے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے۔ مقام مسرت ہے کہ ندا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اس کی بدولت بچ رہی ہیں اور ہم عرصے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے

ہر قسم کا بخار یعنی پیران بخار - سر - پی بخار - باری کا بخار - بھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار جسمیں درم جگر اور طحال بھی لاحق ہو یا وہ بخار جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ کلثیاں بھی ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجئے تو بھوک بڑھ جاتی ہے اور تمام اعضا میں خرم صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چٹکی و چالکی آجاتی ہے نیز اس کی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹے ہوں بدن میں سستی اور طبیعت میں کاهلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تریہ تمام شکایتیں بھی اس کے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہوجاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام درازداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

۱۰-۱۱ در در پورا لٹر

ایچ - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳
کولہ لولہ سٹریٹ - کلکتہ

[۳۶]

خضاب سیحاکا

ہمارا دعوہ ہے کہ جتنے خضاب اس وقت تک ایجاد ہوئے ہیں ان سب سے خضاب سیحاکا بڑھکر نہ نکلے تو جو جرمناہ ہم پر کیا جارہا ہم قبول کریں گے۔ دوسرے خضابوں سے بال بھروسے یا سرخی مائل ہوتے ہیں - خضاب سیحاکا بالوں کو سیاہ بھونرا کر دیتا ہے - دوسرے خضاب مقدار میں کم ہوتے ہیں - خضاب سیحاکا کسی قیمت میں اس قدر دیا جاتا ہے کہ عرصہ دراز تک چل سکتا ہے - دوسرے خضابوں کی بونا گوار ہوتی ہے - خضاب سیحاکا میں دلچسپ خوشبو ہے - دوسرے خضابوں کی اکثر بد شیشیاں دیکھنے میں آتی ہیں اور دنوں میں سے در مرتبہ لگانا پڑتا ہے - خضاب سیحاکا کی ایک شیشی ہوگی اور صرف ایک مرتبہ لگایا جائیگا - دوسرے خضابوں کا رنگ در ایک روز میں پھیکا پوجاتا ہے اور قیام کم کرتا ہے - خضاب سیحاکا کا رنگ روز بڑھتا جاتا ہے اور در چند قیام کرتا ہے - بلکہ پھیکا پڑتا ہی نہیں - کھوٹتیاں بھی زیادہ دنوں میں ظاہر ہوتی ہیں - دوسرے خضابوں سے بال کم اور سخت ہوجاتے ہیں - خضاب سیحاکا سے بال نرم اور گنجان ہوجاتے ہیں - بعد استعمال انصاف آپ سے خرد کہلائیگا کہ اس وقت تک ایسا خضاب نہیں ایجاد ہوا - یہ خضاب بطور تیل کے برش یا کسی اور چیز سے بالوں پر لگایا جاتا ہے - نہ باندھنے کی ضرورت نہ دھونے کی حاجت - لگائے کے بعد بال خشک ہوئے کہ رنگ آیا - قیمت فی شیشی ایک روپیہ زیادہ کے خریداروں سے رعایت ہوگی - محصول ذات بدلتہ خریدار - ملنے کا پتہ :

کارخانہ خضاب سیحاکا کٹر دل سنگھ - امرتسر

[۲۰] ریویو آف ریلیجنس - یا - اہلب عالم پر نما

اردو میں ہندو مقام اور انگریزی میں یورپ امریکہ و جاہان وغیرہ ممالک میں زندہ مذہب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرتے والا - معصوم نبی علیہ السلام کی ہاں تعلیم کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں - اس کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے والا بھی ایک پرچہ ہے جس کو مسند مفتی الدین لکھنؤ ریویو آف ریلیجنس ہی ایک پرچہ ہے جس کو خالص اخلاقی پرچہ کہنا صحیح ہے - مری میں النار اور اردو میں ریویو آف ریلیجنس بہتر پرچہ کسی زبان میں شائع نہیں ہوئے - اس کے زور اور مضامین ہر علم و فضل کو ناز ہے -

کریسٹن لور پول - ریویو آف ریلیجنس کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا ہے - ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاہل ہنسائی الزام لگایا کرتے ہیں - اس کی تردید میں نہایت ہی فاضلانہ مضامین اس میں لکھا گیا ہے - جس سے منہ مضروب آج تک شائع نظر نہیں گذرا

مستورب صاحب امریکہ - میں یقین کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذہبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نہایت زبردست طاقت ہوگی - اور یہی رسالہ ان رگوں کے دور کرنے کا ذریعہ ہوگا - جو جہالت سے معافی کی راہ میں قالی لگی ہیں -

ریویو آف ریلیجنس - لندن - مدربی ممالک کے باہندوں کو جو مذہب اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے مضرب دلچسپی رکھتے ہیں چاہیے کہ ریویو آف ریلیجنس خریدیں -

وطن لاہور - یہ رسالہ بڑے پایہ کا ہے - اس کی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور سنجیدہ ہوتی ہیں - جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ہے حالانکہ قیمت انگریزی پرچہ ۳ روپیہ - اردو پرچہ ۲ روپیہ - نمونہ کی قیمت انگریزی ۳ آنہ - اردو ۲ آنہ - تمام درخواستیں بنام منیجر میگزین قادیان - ضلع گوجرانوڈ - سورت آتی چاہئیں •

[۳] گھر بیٹھے مین کے لیے ایجنسی -

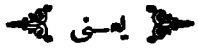


زندگی کا لطف آنکھوں کے دم تک ہے۔ پھر آپ اسکی حفاظت کیوں نہیں کرتے، غالباً اسلیئے کہ قابل اعتماد اصلی و عمدہ پتھر کی عینک کم قیمت پر آسانی سے نہیں ملتی، مگر اب یہ قسمت نہیں رہی۔ صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمائیے۔ ہر جو عینک ہمارے ڈاکٹروں کی تجویز میں تھریکی بفریہ رہی۔ یہی ارسال خدمت کیجائیگی یا اگر ممکن ہو تو کسی ڈاکٹر سے امتحان کرا کر صرف نمبر بھیجیے۔ اسپر بھی اگر آپکے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدل دیجائیگی۔

لن - لن - احمد - اینڈ سون

نمبر ۱۵/۱ رتن اسٹریٹ - ڈاکخانہ ریلوئی - کلکتہ

[۴] ایجنسی قسم کا کاروبار



ہر قسم اور ہر میل کامال، یک - مشت اور متفرق دونوں طرح، کلکتہ کے بازار بھاڑیر، مال عمدہ اور فرمائش کے مطابق، وزنہ واپس، محصول آمد و رفت ہمارے ذمہ، ان ذمہ داریوں اور محنتوں کا معاوضہ نہایت ہی کم ۵ روپیہ تک کی فرمائش کے لیے ایک آنہ فی ۱۵ روپیہ تک کی فرمائش کے لیے، یوں آنہ فی ۵۰ روپیہ تک کی فرمائش کے لیے آدھہ آنہ فی ۱۰۰ روپیہ، اس سے زائد کے لیے دو ٹائف فرمائیے، تاجروں کے لیے قیمت اور حق محنت دونوں تاجرانہ تفصیل کے لیے مراسلت فرمائیے

منیجر دی ہلال ایجنسی
نمبر ۵۷ مولوی اسماعیل اسٹریٹ
ڈاکخانہ انٹالی - کلکتہ

[۳۲]

سرمحصلہ خوبصورت مضبوط پتھر کا وقت برابر چلنے والی گھڑیوں کی ضرورت اگر بے توجہ نگاہیں گارنٹی ایک سال

پچھلے پچھلے دی گئی ہیں مذکور گھڑیوں کے علاوہ ہر قسم کی گھڑیاں فرمائش آنے پر روانہ ہونگی

۱۔ سائز ۱۵ سے ۲۰ روٹین ایک مرتبہ کبھی دی جائے گی چاندی کی گھڑیوں کی قیمت ۵ روٹین سے ۱۵ روٹین تک گارنٹی ایک سال

۲۔ سائز چاندی کی گھڑیوں کی قیمت ۱۵ روٹین سے ۲۵ روٹین تک گارنٹی ایک سال

۳۔ سائز ۱۵ سے ۲۰ روٹین ایک مرتبہ کبھی دی جائے گی چاندی کی گھڑیوں کی قیمت ۵ روٹین سے ۱۵ روٹین تک گارنٹی ایک سال

نوٹ: کس میں رکھنا منظور ہوتا تو تین ہی دس یا بارہ سال کی گارنٹی دیکھنا تھا

ایم۔ اے۔ شاکور اینڈ کو۔ ویلی اسٹریٹ ڈاکخانہ دھرم تالہ کلکتہ

۱۵ سائز
گارنٹی ایک سال

M. A. Shakoore & Co. 5/1, Wellesley Street P. O. Dharamtallah, Calcutta.

[۵] اصل عرق کافور

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی کیوجہ سے پانچ - ستھ پیٹ میں درد اور قے اکثر ہوجاتے ہیں۔ اور اگر اسکی توجہ نہیں دی جاتی تو ہیضہ ہوجاتا ہے۔ بیماری بڑھ جانے سے شہبانا مشکل ہوتا ہے۔ اس سے بھڑکے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل عرق کافور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو۔ ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں جاری ہے اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کرلی دوسری ہوا نہیں ہے۔ مسافرت اور غیر وطن کا یہ ساتھی ہے۔ قیمت فی شیپی ۲۔ آنہ ڈاک محصول ایک سے چار شیپی تک ۵۔ ۱۰۔

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۱۵ تاراچند روت اسٹریٹ کلکتہ

عرق پودینہ

دوسرے دن میں ایک ٹکی چمک سے بڑے تک کو لکسل فائدہ کرتا ہے ہر ایک اصل و خیال والے کو گھر میں رکھنا چاہیے۔ تازہ دلا ہوا پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے۔ رنگ بھی پتیوں کے ایسا سبز ہے۔ اور خوشبو بھی تازہ پتیوں کی سی ہے۔ مندرجہ ذیل امراض کے لیے نہایت مفید اور آکسیر ہے: نفع ہوجاتا، کھٹا ڈاکر آنا، درد شکم، بد ہضمی اور ملتی۔ اسکا کم ہونا دماغ کی عافیت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے۔ قیمت فی شیپی ۸۔ آنہ محصول ڈاک ۵۔ ۱۰۔ ہر دو حالت فہرست بلا قیمت منگوا کر ملاحظہ کیجئے۔ فوٹ - ہر جگہ میں ایجنسی یا ممبر ہر افروشی کے یہاں ملتا ہے۔

۱۔ سائز ۱۵ سے ۲۰ روٹین ایک مرتبہ کبھی دی جائے گی چاندی کی گھڑیوں کی قیمت ۵ روٹین سے ۱۵ روٹین تک گارنٹی ایک سال

۲۔ سائز چاندی کی گھڑیوں کی قیمت ۱۵ روٹین سے ۲۵ روٹین تک گارنٹی ایک سال

۳۔ سائز ۱۵ سے ۲۰ روٹین ایک مرتبہ کبھی دی جائے گی چاندی کی گھڑیوں کی قیمت ۵ روٹین سے ۱۵ روٹین تک گارنٹی ایک سال

نوٹ: کس میں رکھنا منظور ہوتا تو تین ہی دس یا بارہ سال کی گارنٹی دیکھنا تھا

ایم۔ اے۔ شاکور اینڈ کو۔ ویلی اسٹریٹ ڈاکخانہ دھرم تالہ کلکتہ

۱۵ سائز
گارنٹی ایک سال

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَبِالْحَمْدِ لِلَّهِ الْمَوْلَى

الرسالة

ایک ہفتہ وار مضمون رسالہ

میرسنول پرنٹری

احمد علی لکھنؤ لکھنؤ

مقام اشاعت
۱-۲ مکتبہ اشرف
کراچی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۳

تاریخ: چار شنبہ ۲۴ رمضان ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, August 27, 1918,

نمبر ۹

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض : جن لوگوں کو پیشاب بڑا ہوا یا پیاس زیادہ لگتی ہو۔ منہ کا ذائقہ خراب رہتا ہو۔ رات کو کم خوابی سناپی ہو۔ اعضاء شکنی۔ لاغری جسم۔ ضعف مثانہ ہونے سے روز بروز قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سرچکراتا ہو سر میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو۔ تمام بدن میں بدست کا غلبہ ہوتا ہو۔ ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلی رے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہو جائے اور ٹھنڈے پانی کو چھو کر۔ معدہ میں جلن معلوم ہو۔ بیوقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہو جائیں اعضاء رئیسہ کمزور ہو جائیں۔

..... تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے۔

جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو ملندرجہ بالا آثار سے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے۔ دنیل پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی کو کاربنکل ہو تو اسے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کر لینا چاہیے۔ اس راج پھرتے سے سینکڑوں ہونہار قابل لوگ مرجھے ہیں۔

مرض کی تشریح اور اسباب : ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی تفکرات شبانہ روز کی محنت ہے بعض دفعہ بہت کثرت ادارہ کا باعث ہوتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ کبھی ابتداء عمر میں شروع ہوتا ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پھرتا کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ۔ شیرینی۔ چاول ترک کر دو۔ وزنہ اگر سستی کر کے تو پھر یہ دسی درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں۔ جولوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مریضوں میں پھنستے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہو سکتا۔ یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قواء اور جملہ امراض ردیہ سے محفوظ رکھتی ہیں۔

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اخراج رطوبات جنم خشک ہو جاتا ہے۔ جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے۔ یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کم دیتا ہے۔

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعہ کے لئے بارہا تجربہ ہو چکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرتے تھے پھر سے دنوں کے استعمال سے اچھے ہو گئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ انکے کھانے سے کئی موٹی قوت باہ حاصل ہوتی ہے۔ انہوں کو طاقت دیتی اور منہ کا ذائقہ درست رکھتی ہیں۔ جسم کو سڑھنے سے بچاتی ہیں۔ سلسلہ بول۔ ضعف مثانہ۔ نظم عصبی کا بگاڑ۔ اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجاتے ہوں یا درد شروع ہو جاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو۔ سب شکایت دور ہو جاتی ہیں۔

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خاں۔ ٹالپٹر والٹی ریاست خیرپور سندھ۔ پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کر دیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم غلام نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی۔

محمد رضا خاں۔ زمیندار موضع چٹہ ضلع اٹارہ۔ آپ کی حب ذیابیطس سے مریض کو فائدہ معلوم ہوا۔ ۱۶ میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجائے اب صرف ۵-۶ دفعہ آتا ہے۔

عبدالقادر خاں۔ محلہ غرقاب شاہ جہاں پور۔ جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبدالشکور خاں صاحب اور محمد تقی خاں صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دنیہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیج دیں۔

پتہ۔

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء۔ لاہور

مبد العراب قہتی کلکٹر۔ غازیپور۔ آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کر رہا ہوں۔ بجائے ۴-۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے۔

سید زاہد حسن قہتی کلکٹر الہ آباد۔ مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کر رکھا تھا۔ بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہو گیا قوت مردمی جاتی رہی۔ آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہو گئے۔

رام ملانم ہوسٹا سرجنرل۔ پیشاب کی کثرت۔ جانی رہی۔ مجھے کوراز دن میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا۔ آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی۔

انکے علاوہ صدہا سفادات موجود ہیں۔

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی

قیمت نقد تا حصول صحت

دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

دراہی مونچھ کے بال اس کے اگلے سے گھنے اور لمبے پیدا کرتے ہیں۔ ۲ تولہ۔ دو روپے۔

سر کا خوشبودار تیل

دلربا خوشبو کے علاوہ دینہ بالوں کو سفید نہیں کرتے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپیہ آٹھ آنہ کلاں تین روپے۔

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو دور۔ ۱ درجن۔ ایک روپیہ۔

حب قذو مقام افیون

انکے کھانے سے افیم چاندرو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فی تولہ پانچ روپے۔

حب دافعہ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام۔ دو روپے۔

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہوا کے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے بدیر زائل۔ ناسور بھگندر۔ خنزیری گھاٹ۔ کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے۔ ۶ تولہ دو روپے۔

حب دافع طحال

زرہی چہرہ۔ لاغری کمزوری دور مریض ملی سے نجات۔ قیمت دو ہفتہ دو روپے۔

برالساعة

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور۔ شیشی چار سو مریض کے لئے ایک روپے۔

دافع درد کان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے۔ ایک روپے۔

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا باہی رہی ہو یا سادی۔ خون جانا بند اور سے خرد بخود خشک۔ قیمت ۲ ہفتہ دو روپے۔

سرمہ مہیرہ کراٹاتی

مقوی بصر۔ محافظ بینائی۔ دافعہ جالا۔ دھند۔ غبار۔ نزول الماء سرخی۔ ضعف بصر وغیرہ * فیتوہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ
بِكِتَابِهِ الْمُنِيرِ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Macleod Street.

CALCUTTA.

میر رسول بخش خصوصی
احمد علی لکھنوی

مقام اشاعت
۶-۹، مکلاوڈ اسٹریٹ
کولکتہ

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ 4-12.

ایک ہفتہ وار مصور سالہ

جلد ۳

۱۳۳۱ھ ۲۴ شعبان ۱۳۳۱ھ

Calcutta : Wednesday, August 27, 1913,

نمبر ۹

السلام

ایڈیٹر الہلال

ایڈیٹر الہلال مسروری سے کلکتہ آگئے ہیں - اب انکی تمام خط
رکابیت بدستور دفتر کے پتے سے ہو -
(منیجر)

مالک "مسلم گزٹ" جواب دیں

بعض صحیح ذرائع سے مجھے کلکتہ آئے ہوئے راہ میں معلوم ہوا
کہ ڈپٹی کمشنر لکھنؤ نے کسی پرائیوٹ حکم کی بنا پر مالک مسلم
گزٹ نے مولوی سید وحید الدین صاحب سلیم کو ایڈیٹر ت
الگ کر دیا، اور وہ حکماً مجبور کیے گئے کہ شام سے پہلے لکھنؤ
چھوڑ دیں !!

واقعہ کی صورت یہ ہے کہ ڈپٹی کمشنر نے میر جان صاحب
مالک مسلم گزٹ کو بلایا اور کہا کہ وہ فوراً مولوی سلیم صاحب
کو الگ کر دیں ورنہ وہ آپر مقدمہ قائم کریں گے -

اسی کی تعمیل تھی جو انہوں نے سمعاً کر دی

میں بذریعہ اخبار نے علناً حالات دریافت کرنے پر مجبور ہوں -
میر جان صاحب براہ کرم فوراً اسی حالات شائع کر دیں - اگر آئندہ
ہفتے تک انہوں نے حالات شائع نہ کیے تو پھر مجھے جو کچھ لکھنا
ہے لکھونگا -
(ایڈیٹر)

فہرست

شذرات

ہدی فعالہم، فاین المنصف

ترب و ترب

ہفتہ جنگی

مقالہ افتتاحیہ

شہادت زار کانپور

مقالات

رئالاق و حقائق

وقت احد کہ وقت بر سر آید (۲)

مذاکرہ علمیہ

عربی زبان اور علمی اصطلاحات

برید فرنگ

مظالم بلقان

مراسلات

فتنہ شام

مطلبہ حق پر اصرار

نقذات مصدر

تاریخ حسیات اسلامہ

فہرست زرعائے مہاجرین عثمانیہ [۱۱]

البصائر

المنہارات

تصاویر

مردم معبود شرکت پاشا کا جنازہ
حادۃ فاجعہ ملیہ

لوح
۵

بھیجا گیا تھا، اُس نے ایک خط لکھا ہے، جو حسن و صغی آنندی کے ذریعہ سے اخبارات میں آیا ہے۔ خط کا نمایاں پہلو یہ ہے جس کی اطلاع کاتب نے مقرب الیہ کر دی ہے، وہ لکھتا ہے:

”ہم سب کے سب نصرانی ہو گئے۔ تمہاری ماں کا نام راشلینا، تمہارے بھائی کا نام شوا، تمہاری بہن کا نام ماریہ، تمہاری لڑکی کیتھرائن اور دوسری چھوٹی لڑکی کا نام ہلین رکھا گیا ہے۔ اگر یہاں آنے کا ارادہ ہو تو دیکھو خبردار، نصرانی ہوے بغیر نہ آنا، ورنہ خیر نہیں۔ میرا نام پوچھو تو ہاران ہے، اگر اپنی بیوی کی خبر پوچھا چاہتے ہو تو وہ اپنے دیور کے یہاں دو مہینے سے ہے۔ تمہارے خسر محمد آنندی قلبہ میں قید تھے، شریف بھی قلبہ میں قید تھے، مگر نصرانی ہو گئے تو ”رتولی“ نام رکھا گیا۔ یہاں آئے تھے مگر میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں اور وہ اسکشہ چلے گئے۔ سلیمان تو بلغاریہ فرج کے ادرنہ میں آئے تھے ریل پر سوار ہوئے کو ملبہ چلے گئے۔ جو خط میں نے اسکشہ بھیجا تھا وہ پہنچ گیا۔ کرکور بوجی ارغلی (جسکا پیل ابراہیم شایش نام تھا) کے ذریعہ تم کو ایک خاص بات کی اطلاع دی تھی مگر کہتا ہے کہ جب تک تم نہ آؤ گے وہ خبر نہ دیکھا۔

اگر تمہارے دماغ میں ذرہ بہ عقل ہو تو تمہارے دستخطوں کو غور سے دیکھو، اپنے ضمیر کی طرف رجوع کرو اور تمہارے حالات سے نصیحت حاصل کرو۔ اگر اپنے دل میں استیئاس پاؤ تو فوراً چلے آؤ، لیکن شرط یہ ہے کہ پیل (یور کی) ہو لو پھر آؤ۔ شرف برق دلی، ایوان اور تمہارے دوست یانی، یور کی ہو گئے ہیں، یونی یور کی تمہیں سلام کہتے ہیں۔

جتنے قیدی کہ بلغاریہ میں تھے واپس آئے اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو گئے ہیں، اسکشہ میں رہتے ہیں اور اب تھرنا بے معنی ہے، نصرانی ہو جاؤ، اور فوراً چلے آؤ، اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں جو تمہیں لکھوں، تمہارے شہر والے بالآخر نصرانیت میں داخل ہونے پر راضی ہوئے، مگر بہ ہزار دقت و دشواری“

ان واقعات کو پڑھو اور جمہوریہ پیرس کے نیم سرکاری اخبار طان کی اس خبر کے فلسفے پر غور کرو کہ ”سر ابدورہ کرے نے قبضہ تراقیا و ادرنہ اور خمیازوں کے متعلق ایک طویل نوٹ بھیجا ہے، اس نوٹ میں اہم اور قابل ذکر وہ حصہ ہے جس میں سرگرس کہتے ہیں کہ ”ادرنہ میں عثمانی فوج کا احتلال برطانیہ عظمیٰ کو مجبور کرے گا کہ وہ ایشیا میں اصلاحات کے لیے اخلاقی اور مادی مدد دینے سے باز رہے، اور باب عالی کو ان تلخ نتائج و آفات سے دوچار ہونے سے جو اس کے اس تہور و جرات کی گستاخ پالیسی کا نتیجہ ہونگے جس پر وہ اس وقت چل رہا ہے“

اس قدر دشمن ارباب وفا ہو جانا!

مسماہ انسان روس

روس کی دارالسلطنت سزیت پیٹربورگ میں اس وقت ۱۰ ہزار مسلمان موجود ہیں، انہوں نے ایک انجمن قائم کر رکھی ہے، مفلوک الحال اور یتیم بچوں کے لیے اس انجمن کے متعلق ایک مدرسہ ہے جس میں روسی اور ترکی زبان پڑھائی جاتی ہے۔ گذشتہ سال اس مدرسے کے فارغ التحصیل لڑکوں کی تعداد ۲۳ اور لڑکیوں کی تعداد ۷ تھی۔ اس چھوٹے سے مدرسے کی اس کامیابی نے مشرین (مشنریز) کے خیالات میں ایک اضطراب و خوف پیدا کر دیا۔

شذت

☆ " " ☆

ہندی فعالہم، فاین المندہ ؟

”ہم مومنک سر العذاب“ کفار تم کو بڑی بڑی تکلیفیں پہنچا رہے ہیں، تمہاری اولاد کو ذبح کرتے ہیں، ”ہم مومنک سر العذاب“ تمہاری عورتوں کو ذلت کے لیے جینے دیتے ہیں، اس بات میں خدا کی ربکم عظیم (۲-۶) جہاں سے تمہارا بڑا امتحان ہو رہا ہے۔

”مقدونیہ میں آؤ اور ہماری مدد کرو“ کے عنوان سے مظالم بلقان کے خلاف ترکوں نے انگریزی عدل و انصاف سے جو اپیل کی تھی، اُس کا کم از کم اتنا اثر تو ضرور ہوا کہ ہندوستان میں گورنمنٹ ہند نے اُس کی اشاعت جرم عظیم قرار دی۔ ۲۱ اگست سنہ ۱۹۱۲ء کو ہڈی کورٹ کلکتہ میں سرکاری ایڈوکیٹ (قانونی مستشار) نے اس کی وجہ یہی بیان کی کہ پمفلٹ میں جنگ بلقان کو حرب صلیبیہ سے تعبیر دیکھی ہے، اسے مذہبی جنگ قرار دیا ہے، اور اس کے واقعات بھی مبالغہ آمیز ہیں۔ ممکن ہے، منع نشر و اشاعت کے لیے یہ چیزیں بھی ضروری ہوں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ اشاعت روک دینے سے واقعات مظالم زیادہ نمایاں طور پر ملک میں بر ملا نہ ہونے پالیں، لیکن اس حقیقت کا اخفا کیونکر ممکن ہے کہ یورپ کے عام اخباروں میں بھی وہی داستانیں اب تک شائع ہو رہی ہیں جن کی اشاعت نے اس پمفلٹ کا داخلہ ممنوع قرار دیا ہے۔

دوہ آغا کے فرانسیسی قنصل نے فرانسیسی سفارت کو ایک تار بھیجا ہے جس میں ان فظائع و مظالم کو بیان کیا ہے جو بلغاریوں نے مسلمانوں اور یونانیوں پر کیے ہیں، یہ بھی لکھا ہے کہ جنگی جہاز بھیجے جائیں تاکہ بلغاریوں کے مظالم سے بھاگنے والے اسمیں پناہ لے سکیں۔

اخبار ”ارینن“ کو خبر ملی ہے کہ رورہ-ٹو کو چھوڑنے سے پہلے اسمیں آگ لگادی گئی، اور ان تمام شہروں کے مسلمانوں اور یونانیوں پر جو ساحل بچیرہ مار مارہ پر آباد تھے سخت شرمناک مقام کیے گئے۔

الہینس کی کہہ سنی کو یہ معلوم ہوا ہے کہ مفتی دربارن نے ان ۵۰ ہزار یتیم بچوں کی حمایت کے لیے اپیل کی ہے، جنکے ملی باپ کو بلغاریوں نے نہایت بیرحمی کے ساتھ ذبح کیا ہے۔

مربہ ادرنہ میں ایک مقام ”وریدہ“ واقع ہے، جس کے محاذ ”عندقرہ“ میں عثمانی آنندی نامی ایک مسلمان کا گھر تھا۔ ادرنہ (ایڈریا نرپل) جب بلغاریوں کے قبضے میں آیا تو تمام مسلمانان شہر کے ساتھ یہ غریب بھی گرفتار ہوا اور سب کی طرح اسے بھی عیسائی بنایا گیا۔ دارالحکومت بلغاریا (صوفیا) میں ہنوز یہ بیچارہ قید ہے، اور عیسائی ہوجانے پر بھی اس کو رستگاری نہیں ملی ہے۔ اُس کا اور اُس کے خاندان کے ہر فرد کا نام بدل گیا ہے۔ وہ پہلے عثمان تھا، اب ہاران ہو گیا ہے، اور یہی حالت اُس کے تمام ساتھیوں کی ہے۔ قید خانے سے اپنے بیٹے (جودت) کو جو تسخیر ادرنہ کے دنوں میں ایک جنگی ضرورت سے تسطنظیہ

(۵) فرج صرف قریب کے شہروں کی خدمات انجام دیکھی۔ یمن، حجاز، عسیر، وغیرہ، وغیرہ، میں جب فرج بھیجا ہوگا، تو عربوں اور دولت عثمانیہ کے تمام باشندوں میں سے ایک ہی نسبت سے سپاہی لیے جائیں گے۔

(۶) مجالس عمریہ کی قراردادیں بہر حال نافذ ہونگی۔
(۷) اصولی طور پر یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ مجالس وزارت اور تمام کینڈت کے مددکاروں اور مشیروں کے معکمیں میں، نیز دولت علیہ کے تمام مجالس شوری میں کم از کم تین عرب ہونگے۔
شیخ الاسلام کے دائرہ (دفترہ شہدۃ الاسلامیہ) اور تمام دوسرے صیغوں میں بھی دو یا تین تین عرب ہونگے۔ ہر وزارت کے ۱۰۰۰ مرکزوں میں بھی کم از کم ۵۰ یا ۴۰ عرب لیے جائیں گے۔
(۸) عربوں میں سے کم از کم ۱۰۰ - کمشنر اور ۵ - گورنر مقرر کیے جائیں گے۔

(۹) مجالس اعیان میں عربوں کی ایک تعداد مقرر کی جائیگی جسکی نسبت ۲ - فیصدی ہوگی۔
(۱۰) ہر ولایت میں جن صیغوں کے لیے ضرورت ہوگی وہاں اجنبی مفتش خصوصی (ایڈمنسٹریٹو کمشنر) مقرر کیے جائیں گے۔

(۱۱) جن صیغوں کا انتظام مقامی گورنمنٹ کے ہاتھ میں دیا جا رہا ہے، ان کو روپیہ کی ایک مقدار دی جائیگی جو اس صوبہ کے بجٹ میں اضافہ کر دی جائیگی۔ اور جایداد کے ٹیکس کا حصہ تعلیم پر صرف کیا جائیگا۔

(۱۲) اصولی طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ سرکاری معاملات عربی زبان میں ہونگے، مگر اسکا نفاذ بتدریج ہوگا۔

(۱۳) مجالس عمریہ (جنرل اسمبلیز) کے اختیارات وسیع کر دیے جائیں گے۔ ان مجالس میں نصف مسلمان ہونگے اور نصف غیر مسلمان۔

امید ہے کہ یہ اتفاق مبارک ثابت ہوگا، اور اگر عربوں کے مطالبات واقع میں اخلاص پر مبنی ہیں تو آئندہ بجائے مشکلات پیدا کرنے کے وہ دولت عثمانیہ کے دست و بازو بن کر کام کریں گے۔ گواس تحریک میں یورپ کا ہات تھا اور اسی کے اشارے سے ترکوں کے خلاف عربوں میں شورش پیدا ہوئی تھی، لیکن موجودہ ترکی وزارت کی دانشمند پالیسی مبارکباد کی مستحق ہے کہ بغیر کسی سخت گیری کے اُس نے بڑی آسانی سے اس مسئلے کو حل کر دیا، اور یورپ کی انقلابی کوششیں بیکار گئیں۔ رعایا کے مطالبات اگر اصولاً صحیح و جائز قابل نفاذ ہوں، تو عموماً اس باب میں وہی حکومتیں کامیاب ہونگی جو نرمی و نرم دلی کی روش سے یہ راہ طے کریں گی، وحشی ترکوں کی حکمت نے تو اس مرحلے کو طے کر لیا، لیکن مہذب انگریز بھی کیا اسی راہ پر چلیں گے؟



مقدمۂ رسالہ مظالم بلقان



۲۶ - اگست کو ہائی کورٹ کلبکہ کے ایک مختصر اجلاس کے سامنے رسالہ مظالم بلقان کا مقدمہ پیش ہوا۔ استفادہ کنی طرف سے مسٹر نارٹن نے ایک نہایت مبسوط اور مدلل تقریر کی، اور ثابت کیا کہ اس رسالے کی اشاعت کی ممانعت حکومت ہند کے قوانین نافذہ کے کسی دفعہ سے تعلق نہیں رکھتی۔ انہوں

انہوں نے فوراً ایک جلسہ کیا جس میں روس کے ایشیائی ممالک کے باشندوں میں اسلام کی اشاعت رکھنے کے ذریعے پر غور و خوض کیا گیا اور یہ طے ہوا کہ اس اسلامی سیلاب کی بندش کے لیے ایک کمیٹی قائم کی جائے جو روس کی مجلس ملی (انس سینڈ) کے پاس ایک یادداشت بھیجے اور یہ تجویز پیش کرے کہ ان مقامات پر مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لیے مبشرین نصرانیت (مشنریز) بھیجے جائیں۔ بالیں ہمہ عصیت کہا جاتا ہے کہ یورپ کا تمدن کسی مذہب کی آزادی میں در انداز نہیں ہوتا۔



تورک و عرب



المؤتمر العربی السوری اور انجمن اتحاد و ترقی میں اتفاق ہو گیا۔ عربوں نے اپنے طرف سے دو مندوب (ڈیپلیگٹ) مقرر کیے تھے۔ انجمن اتحاد و ترقی کے مندوب ایوب صبری تھے۔ مندوبین میں تمام گفتگو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ ہوئی۔ اس اتفاق کے اصول اساسی یہ ہیں :

(۱) عرب آل عثمان کی خلافت کو ماننے میں ہونگے۔
(۲) دولت عثمانیہ میں عربوں اور ترکوں کے حقوق برابر ہونگے۔

(۳) عرب وعدہ کرتے ہیں کہ دولت عثمانیہ جو انتظامی معکمیں اور عدالتوں میں انہیں عربی زبان کے استعمال کی اجازت دیتی ہے، اسکی وہ مساعدت و معاضرت کریں گے۔

(۴) حکومت کی طرف سے عملی طور پر اصلاحات کے آغاز کے عرب منظور ہیں، اور وعدہ کرتے ہیں کہ وہ حتی الامکان اس باب میں دولت علیہ کے لیے آسانیاں پیدا کریں گے۔

(۵) عربوں کی یہ رائے ہے کہ ولایات عثمانیہ اصلاحات کے سخت محتاج ہیں، وہ موجودہ حالت کو دیکھ رہے ہیں اور دولت علیہ کے ساتھ اسکی مطمح نظر میں شریک ہیں۔

(۶) انجمن جوانان عرب اعلان کرتی ہے کہ ارباب غرض نے جو یہ مشہور کیا تھا کہ وہ اجانب و اغیار کی مداخلت چاہتے ہیں، یہ کذب محض ہے۔

وہ اتفاق نامہ (اگریمنٹ) جس پر فریقین نے دستخط کیے ہیں، لجنۃ المؤتمر العربی کے رئیس الرؤسا رفیق بک مولف اشہر معاہیر الاسلام نے اُسے قانع کر دیا ہے، اُسکے خاص خاص دفعات یہ ہیں :

(۱) تمام عربی شہروں میں ابتدائی اور ثانوی تعلیم عربی میں، اور اعلیٰ تعلیم اکثریت (مجاہدین) رکھنے والی جماعت کی زبان میں ہوگی۔

(۲) گورنروں کے علاوہ تمام اعلیٰ عہدہ داروں کے لیے عربی دانی شرط ہوگی۔ ان عہدہ داروں کے علاوہ تمام ملازم اسی صوبہ میں رہے جائیں گے۔ دار السلطنت سے صرف قضا اور رساء عدلیہ (چیف جسٹس) کی تقرری ہوگی جو ارادہ سنہ کے ذریعہ سے ہوا کرتی ہے۔

(۳) اوقاف کا انتظام انتظامی مجلسوں کے ہاتھ میں دیدیا جائیگا جو مقامی اشخاص سے مرکب ہونگی۔

(۴) رفاہ علم کے کلم ادارہ محلہ (مقامی دفاتر) کے ہاتھ میں دیدیا جائیگا۔

مطامع کر دیتے ہیں تاکہ وہ آسانی سے قبضہ کرسکیں۔ بلغاریوں کے خلاف یونان ہمیشہ ترکوں کے ساتھ ملکر کام کرتے رہے ہیں۔

کارینجی انٹرنیشنل پیس فونڈیشن نے ایک مشن مقرر کیا تاکہ وہ بلقان کے قتلہائے عام اور جنگ کے اقتصادی نتائج کی بے طرفی کے ساتھ تحقیقات کرے۔

لیکن بائیں حصہ شاید ”مرمر مملکت“ اسی کے مقتضی ہیں کہ تصفیہ تلوار کے بدلے قلم کی زبان سے ہو، رپورٹر کا بیان ہے کہ باب عالی نے بلغاریائی رکیل قسطنطنیہ سے براہ راست گفتگو شروع کی ہے، رپورٹر اس کی وجہ یہ بتاتا ہے کہ ”ادرنہ کے متعلق میلان دول کے استحکام کی وجہ سے باب عالی نے یہ محسوس کر لیا ہے کہ موجودہ مشکلات سے نکلنے کا بہترین ذریعہ بلغاریا سے براہ راست مفاہمت ہے“

ادرنہ کے متعلق باب عالی بدستور اپنی ارادے پر سختی سے قائم ہے، وہ اس کے لئے تیار ہے کہ ادرنہ کا معارضہ کسی دوسری صورت میں دینے، مگر اس کے چہرے پر راضی نہیں، اور سچ یہ ہے کہ راضی ہو بھی نہیں سکتی، کیونکہ فوج کی بھی ایک عظیم الشان تعداد بطل طرابلس غازی انور پے کے زیر کمان بہر حال ترک ادرنہ کے خلاف ہے۔ اور جیسا کہ انہوں نے ماتان (پیرس) کے نامہ نگار سے ترجمانی جذبات کرتے ہوئے بیان کیا، وہ کہتی ہے کہ ”ہم یہاں ہیں اور یہیں رہیں گے، یا شہر کو اپنے ہاتھ میں رکھیں گے، یا اس کی مدافعت کی راہ میں سب کے سب فنا ہو جائیں گے“

ترکوں کی پیش قدمیوں نے دیرینہ خوشگوار آرزوئیں پامال کیں تو یورپ بپہرا، انذار تہدید کے ہمہ بلند ہوئے، بیڑے کی نمایش ہوئی، ملاقاتیں ہوئیں، مگر یہ تمام ذرائع تخویف و ترہیب بے سود رہے اترنے لگے۔ وزارت اپنے ارادے پر بدستور قائم رہی، اب عملی کارروائی کا وقت آیا، مگر یہی وہ منزل ہے جہاں پہنچنے سے یورپ کی ترک تازیایں ختم ہو جاتی ہیں۔ فوائد و مصالح کا تعارض سنگ راہ ہوا، مداخلت، ناممکن نظر آئی۔ تجویز ہوئی کہ ترکی سے مقاطعہ مالیا کیا جائے یعنی اسکو یورپ کا کوئی سرمایہ دار ایک حصہ نہ دے اس شکمب ازما تازیانے کا استعمال ابھی زیر تجویز ہی تھا کہ اسکی ناکامی کے علائم و آثار ظاہر ہونے لگے ”فرانسیسی سرمایہ دار جنکو زیادہ تر نقصان برداشت کرنا پڑیگا، اور جو اسوقت تک روس کی پالیسی کے لیے گراں قدر قربانیاں کر چکے ہیں مزید ایثار پر راضی نہیں!“ غائباً یورپ کے اس شقاق باہمی اور عملی کارروائی سے عاجز و درماندگی ہی کی بناء پر رائے کے نیم سرکاری اخبار کا یہ خیال ہے کہ ”مسئلہ ادرنہ اپنی بین القومی حیثیت کے چمکا ہے اور آئندہ ترکوں اور بلغاریوں کا باہمی معاملہ رجحائیگا“

یورپ کو گمان تھا کہ ضعیف و بیدار ترک کے لیے یہی بہت ہے کہ ایڈریا نرپل کو غنیمت سمجھے، ترک اس کو غنیمت تو سمجھے مگر اس پر خاموش نہ رہے، انہوں نے ضلع گمرجنیا میں کچک کیکرک پر بھی بلغاریوں کو سخت نقصان پہنچانے کا قبضہ کر لیا ہے۔

صوفیا کے ایک تار میں بیان کیا گیا ہے کہ بلغاریا نے ترکوں کے قبضہ کو ملجینا کے خلاف دول یورپ کے سامنے اعتراض کیا ہے۔ ملجینا جیل سے پچاس میل اور میڈیٹرا سے سترہ میل جانب مغرب واقع ہے۔ یہ خبر اگر صحیح ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں نے پورا قصد کر لیا ہے کہ بلغاریا کو تباہ کر کے چھوڑینگے۔



نے عدالت پر ظاہر کیا کہ یہ رسالہ عیسائیوں کے برخلاف کسی مذہبی جوش کو پیدا نہیں کرتا بلکہ چونکہ مظالم و رنجش کاری کے خلاف اس میں مسیحیت کے نام پر اپیل کی گئی ہے اس لیے فی الحقیقہ یہ عیسائیت کے عزت و شرف کا ایک اعلان ہے۔

ایڈوکیٹ جنرل نے وجہ ممانعت میں خاص طور پر اس پہلو کو نمایاں کیا کہ ان مظالم کو صلیبی جنگ سے تعبیر کیا گیا ہے، اور یہ ایک عالم مذہبی منافرت کی دعوت ہے۔ دوران بحث میں کامریڈ کی حیثیت کو اصرار کے ساتھ صاف کیا گیا اور اسکی بریت کا کہلے لفظی میں اعتراف ہوا۔ یہ ایک ایسی بات ہے جسکی گروہیں زیادہ خواہش نہ تھی تاہم خوشی کا موجب ضرور ہے۔

فیصلہ ابھی محفوظ ہے۔ اور ہم آئندہ نہایت تفصیل سے حالات مقدمہ پر نظر ڈالیں گے۔ علی الخصوص ان وجوہ ممانعت پر جو حکومت کے طرف سے پیش کیے گئے ہیں

مسٹر محمد علی نے اس مقدمے کے ذریعہ ایک نہایت عمدہ راہ قانونی احتجاج و دفاع جرائد کی کھول دی ہے۔



ہفتے کا جائزہ

بالآخر ترکوں اور بلغاریوں میں وہ تصادم ہو گیا جس کی پیشین گوئی ۱۹- کو رپورٹر ایجنسی نے کی تھی

ادرنہ سے ۲۵- میل پر اور تیکرلی نامی ایک مقام ہے۔ یہاں ترکوں پر بلغاریوں نے حملہ کیا۔ سخت جنگ ہوئی، حملہ آور ہسپا ہوئے، اور ایک کرنل اور ۱۲۳- سپاہی گرفتار۔ ممکن ہے کہ یہ دوبارہ جنگ کی تمہید ہو لیکن اگر سابق کی طرح ابھی سے بلغاریوں کے لباس میں روسی سپاہی نہیں ہیں تو اس طرح کے حملوں کو ترکش کے آخری تیریا جاں بلب قوت کی حرکت مذبحی سمجھنا چاہیے۔ بالفرض یہ حملے اگر جنگ کی صورت بھی اختیار کر لیں تو وہ جنگ ترکوں کے نقطہ نظر سے زیادہ خطرناک نہ ہو گی، اس لیے کہ ترکی فوج میں نہ تربیت یافتہ سپاہیوں کی کمی ہے، اور نہ تجربہ کار کپتان مشق فسرور کی، اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ برسر انتظام وہ جماعت نہیں، جو ان جاں نثاران وطن کو خالی کارتوس دیتی تھی۔

ترکی کے خلاف روس کی کارروائی کے متعلق اخبارات اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں روسی جنگی جہاز کی باسفورس سے سیوا سٹریل میں واپسی کو تالافز ایک معنی خیز اشارے کی حیثیت سے نقل کرتا ہے، اور کہتا ہے:

بارجہ اس حالت کے کہ تمام فوج تھریس میں ہے، اور قسطنطنیہ اور ایشیائے کوچک غیر محفوظ حالت میں ہیں، روسی بیڑا بالکل پر امن طریقہ پر واپس آسکتا ہے۔

تھریس میں ترکی پیش قدمی کی بابت مزید ملاقاتیں کے لیے دول باہم مصروف مشورہ ہیں، لیکن صوفیا میں ظہن کیا جاتا ہے کہ دول ترکی پر دبڑ ڈالنے کی تدابیر پر غور کر رہی ہیں۔ لندن میں کسی ایسی بات کا علم اب تک نہیں ہے جس سے اسکی تصدیق ہوتی ہو۔

یونانہیں اور بلغاریوں کے تعلقات کی عجیب حالت ہو گئی ہے۔ موخر الذکر کو شکایت ہے کہ یونانی تغلبہ کی تاریخ سے ترکوں کو

حادثہ فاجعہ ملیہ

✱ ✱ ✱

مرحوم ش وکت پاشا



قائدین، سازش کنندگان انقلاب!

[۱] طہال توفیق [۲] نظامی [۳] کریمیا [۴] حسن ہرقی [۵] کاظم [۶] حقی [۷] محمد علی [۸] جواد [۹] داماد صالح

واہا، جواس سرد کھہ ز-اوش کا قریب دینے والا اور بالیاں مفصوس میں سے ہے۔

[۵]

الہلال

۱۴ رمضان ۱۴۲۱ ہجری

شہادت زار کانپور

یا

امتحان گاہ کفر و ایمان

جزاک اللہ عن الاسلام والمسلمین

یا مظلوم الحق !!

انسانی خصائل و فضائل کے ظہور و آزمائش کیلئے ابتلا و صائب ضروری ہیں:

ولنبیونکم حتی نعلم اور ہم تم کو آزمائش میں ڈالیں گے تاکہ معلوم کریں کہ کون کون تم میں المجاہدین منکم مجاہد و صابر ہیں؟ اور نیز تمہاری و الصابریں زناد و صابر ہیں؟ اور نیز تمہاری اخبار کم۔ اصلی حالت کو جانچ لیں۔

شاید اب موسم بدلنے والا ہے کہ تبدیلی کے آثار و علائم پیہم اور غیر منقطع ہیں۔ جو کچھ ہندوستان سے باہر ہوا، وہ مسلمانوں ہند کی غفلت شکنی اور قنبہ کیلئے کافی نہ تھا، اسلئے حکمت الہیہ نے سلائیٹ اور البانیا کی جگہ، شہادت آباد کانپور کے حرادث معززہ و سوانح الیمہ کو ہمارے سامنے کر دیا ہے: اور یرون انہم یفتنون

فی کل عام مرة او مرتین، تم لا یترکون ولا ہم یذکرون!

پس ہزار رحمت ہو تجھ پر اے سرزمین مقدس کانپور! اور تیری یاد گرامی ہمارے دلوں سے کبھی مٹے نہ ہو، کہ تیرے انہار خونیں نے ہمارے لیے حیات ملی کا چشمہ حیات بہا دیا ہے!! اگر لکھنے کی مہلت ملے تو ان نتائج عظیمہ کی تفصیل کیلئے دفتر کے دفتر چاہئیں، جو اس حادثہ خونیں سے ہم حاصل کر سکتے ہیں، اور جس کے بہے ہوئے خون کے ایک ایک قطرہ سے حیات ملی کی ہر شلخ کو زندگی اور نشور نما کا پانی مل سکتا ہے، مگر میں اس وقت صرف ایک خاص نتیجہ حسنہ کی طرف اشارہ کر دیتا ہوں اور وہ ایک الہی آزمائش ہے جو آج ہر مسلمان قلم کا امتحان لکھتی، اور منٹوں اور لمحوں کے اندر فیصلہ کر دیتی کہ کون ہیں جنکے دلوں کی باگ اندک خدائے ہی و قدوم کے ہاتھ میں ہے، اور کون ہیں جنکے سر اصنام حکومت اور طواغیت ہواہ نفس کے آگے سر بسجود ہیں؟

منہم من یؤمن بہ ومنہم من لا یؤمن بہ، و ربک اعلم بالمفسدین

اصحاب الیمینہ، ما اصحاب الیمینہ؟

در صفیں تمہارے سامنے ہیں:

دہائی طرف اللہ کی عبادت گاہ اور اسکا حرم محترم ہے۔ ان زخمیوں کی صفیں ہیں، جنکے زخموں سے بے گناہی کا خون بہہ رہا ہے، اور جنہوں نے مسجد الہی کی تحریم و تقدیس میں اینٹوں کے ٹکڑے رکھ کر، اسکے بھلے دشمنان حق والہ کی کڑیاں کھائی ہیں۔ پھر کچھ معصوم بچے ہیں، جنہوں نے نیا نیا اپنے خدا کو یاد کرنا سیکھا تھا، مگر آنسے، جنکی عمریں اسکی محبت کے دعرے میں بسر ہو چکی ہیں، بازمی لے گئے، اور جنہیں سے

بعض اپنے خدا کے پاس پہنچ چکے ہیں، اور بعض کیلئے رحمت الہی کا آغوش منتظر ہے۔

پھر اس منظر اقدس و اعلیٰ سے بالاتر، وہ خدائے قدوس ابراہیم و محمد (علیہما السلام) اور اسکے دینِ قویم اور ملتِ مرحومہ کی عزت و عظمت ہے، جس کو ہمیشہ ظالموں نے بھلایا ہے، پر مظلوموں نے اسی کے دامن میں تسکین پائی ہے۔ اور جس کو گر آن لوگوں نے فراموش کر دیا ہو، جنکو اپنے خون ریز اسلحہ و آلات کا غرور، اور تاج و تخت حکومت کے نشہ باطل سے سرگرائی ہو، لیکن وہ لوگ تو نہیں بھلا سکتے، جنہوں نے تیرہ سو برس سے اسکی الہی نصرتوں کے معجزے دیکھے ہیں، اور اب بھی وہ اس وقت کے منتظر ہیں، جبکہ ظلم باوجود قوت کے ہلاک ہوگا، اور مظالمی باوجود بے سروسامانی کے فتح یاب ہوگی: وان الظالمین بعضهم اولیاء بعض، واللہ ولی المتقین۔

غرضکہ ایک جانب تو اللہ، اسکے رسول، اور اسکے مومنوں کی عزت و عظمت دنیوی عجز و نڈال اور بے سروسامانی و بیکسی کے اندر محدود ہے: وان الغرۃ للہ، و لرسولہ، و للمؤمنین۔

اور دوسری جانب دنیوی حکومت کا قہر و جبر، دنیوی طاقتوں کا مجمع، قانون و قوت کا غلط مگر قاهرانہ استعمال، حاکم و قاتل کی نگاہ گرم، اس کی ذریات کے مہیب و مخوف مناظر، کفر کی ظاہر فریبی، اور نفاق کی رولہ اندازی ہے۔ دنیوی نام و نمود کی خواہش جو انسان کے پائوں میں ڈالنے کے لیے شیطان کے پاس سب سے زیادہ بوجہل و زنجیر ہے، طیار ہو رہی ہے، اور حرص و طمع کے ابلیس اپنے ساز سامان جہنمی کے ساتھ مصروف کار ہیں! یہ دو راہیں ہیں، جو آج ہر مسلمان کے سامنے کھول دی گئی ہیں، اور ہدایت و ضلالت، نور و ظلمت، اور کفر و اسلام کی مقبل راہیں اسی طرح ہمیشہ سے باز رہی ہیں۔

پس سب سے بڑی آزمائش ہے، جو آج درپیش ہے، اور سب سے بڑا فیصلہ کن امتحان ہے، جو کفر پرست و اسلام دوست صفوں کو الگ الگ کر دینے کے لیے آج مستعد ہے:

یوم تبيض وجوه و تسود وجوه، فاما الذین اسودت وجوہہم افرتم بعد ایمانکم، فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون۔

یوم تبيض وجوه و تسود وجوه، نور ایمان و فلاح سے چمک اٹھیں گے، اور بعض کے سیاہ پتے جائیں گے۔ رزسیا ہوں سے، کہا جائیگا کہ تم نے اللہ پر ایمان لا کر پھر کفر کا ساتھ دیا تھا۔ اب اسکی سزا میں اس عذاب کا مزہ چکھو! مگر جو لوگ سفید رہو گے، رحمۃ اللہ، ہم فیہا خالدرہ۔ (۲۱۲: ۳)

بہت سے لوگ ہونگے جو آج اسلام اور اسکے پرستاروں کا باوجود ظہری بے چارگی و بیکسی کے ساتھ دینگے، اور اپنے دہنی جانب کی صفوں ایمان و مومنین کی راہ اختیار کریں گے۔ پر بہت سے ایسے بھی ہونگے، جنکے دلوں کی باگ خدائے قدوس کی جگہ شیطان لعین کے ہاتھوں میں ہو گئی۔ وہ انکو کہیںچے گا، یہاں تک کہ وہ منہ کے بل اوندھے گریں گے، اور دوسری جماعت کے آگے سر بسجود ہونگے: فاصحاب الیمینہ، ما اصحاب الیمینہ، و اصحاب المشئمہ، و السابقون، و السابقون، و المقربون، فی جنات اللہ: م، قلة من

مقالہ

وَقَدْ يَنْقُضُ وَيُجْزِئُ

وقت است کہ وقت بر سر آید

(۲)

کشف ساق کا مفہوم اور اس کے نتائج

پچھلی اشاعت میں قارئین کرام نے ملاحظہ فرمایا ہر گز کہ سرہ نون والقلم کی مشہور آیت یوم یکشف عن ساق ریدعون الی السجود فلا يستطيعون (وہ دن آنے والا ہے جب کہ ساق کھلیگی اور لوگوں کو سر انگذگی کی دعوت دی جائے گی) مگر اس وقت اُن میں اتنی قدرت و استطاعت کہاں؟ کی تفسیر میں رازیان اخبار ر آثار نے کیا کچھ اختلافات کیے ہیں۔ چار مختلف فصول میں ان مباحث کا استقصا ہو چکا ہے کہ:

(۱) کشف ساق کے یہ معنی کہ قیامت میں فی الواقع خدا کی ساتیں کھل جائیں گی، صعیح نہیں، جن روایتوں سے اس مفہوم کو تقریت دی جاتی ہے علم اصول اُن کو خرد قابل استناد نہیں سمجھتا۔

(۲) ادبیات عرب میں علم قاعدہ ہے کہ الفاظ کچھ اور ہوتے ہیں مگر معارف میں اُن کے کچھ اور ہی معنی لیے جاتے ہیں، طریق تعبیر کی بیشتر حقیقتیں مجاز سے وابستہ ہیں جن کو لفظوں کے ساتھ کچھ ایسا زیادہ تعلق نہیں ہوتا۔

(۳) ادبیات عرب میں کشف ساق کے معنی نہایت سخت خطرہ (امر شدید) نمودار ہونے کے ہیں۔

(۴) کشف ساق سے اگر خدا ہی کی ساق کا نمودار ہونا مراد ہو جب بھی اس کے معنی تجسم نہ ہونگے، کیوں کہ قرآن کریم نیز کلام جامعیت جس میں قرآن آتا ہے اور جو اس کے انداز بیان کی نظیر ہے، اس مدعا کی تائید سے خاموش ہیں، یا یوں کہے کہ اسلوب عربیت اس قسم کے الفاظ کو اپنے اصلی معانی پر معمول نہیں کرتا۔ یہ چاروں موضوع استیعاب ذکر و استیفاء نظر کی حد میں آچکے ہیں، لیکن مسئلے کی اہمیت کا ہنوز یہی اقتضا ہے کہ ”کچھ اور چاہیے وسعت میرے بیان کے لیے“ تکمیل بیان کے لیے بقیہ مباحث قابل ملاحظہ ہیں:

(۵)

قرآن کریم میں لفظ ساق تین مقام پر وارد ہے:

(الف) سورہ نون والقلم میں جس پر بھٹ ہو چکی ار ہنوز ہوگی

الاولین وقلیل من ہیں، کیونکہ یہ بارگاہ الہی کے مقرب الاخرین (۱۳: ۵۶) ہیں، اور انکی جگہ جنت کی خوشیاں اور رہاں کی نعمتیں ہیں۔ پھر ان میں بھی بہت سے تر اگلے میں ہونگے، اور کچھ پچھلوں میں سے۔

السابقون السابقون !!

آیہ کریمہ مذکورہ صدر میں اللہ تعالیٰ نے مختلف جماعتوں کو مختلف اسماء و صفات سے مرسوم کیا ہے۔ پہلے ”اصحاب الیمینہ“ اور ”اصحاب المشئمہ“ کا ذکر کیا ہے، پھر ”سابقون السابقون“ کی تعریف کی ہے، اور اس کے بعد ”ثلة من الاولین“ اور ”قلیل من الاخرین“ ہیں۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ حادثہ خروین کانپور نے ان تمام جماعتوں کو دنیا کے سامنے کر دیا ہے۔ میں ”اصحاب الیمینہ“ کو بھی دیکھ رہا ہوں، جنہوں نے اللہ کی حزب و جماعت کا ساتھ دیا ہے: الا، ان حزب اللہ ہم الغالبون اور میرے سامنے ”اصحاب المشئمہ“ کی صفوف لڈام بھی موجود ہیں، جنہوں نے اپنے قلوب و ایمان کو حزب الشیطان کے حوالہ کر دیا ہے: اولئک حزب الشیطان، الا، ان حزب الشیطان ہم الخاسرون (۲۱: ۵۹) پھر اس جماعۃ مقدسہ مومنین، و عباد اللہ المخلصین، و حزب اللہ الجلیل المتین، یعنی ”اصحاب الیمینہ“ میں سے بھی اعلیٰ و اقدس، ”السابقون السابقون“ کی جماعت ہے جنہوں نے ایثار فی سبیل اللہ میں اور رنے مسابقت کی اور جبکہ کچھ لوگ اللہ کی طرف تھے، تو ان کے قدم سب سے آگے تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے مظلومین کانپور کی اعانت و امداد کیلیے اپنے رقت و مال کا اتفاق کیا۔ اسلیے ضرور ہے کہ سب سے پہلے بھی بخشش گاہ الہی سے اپنا اجر بھی حاصل کریں۔

کچھ عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل نصرت فرما سے گرہ گرہ جماعت ہائے انصار و معارین کو کانپور بھیج دے، اور اپنے بندوں کے دلوں کو اپنی عبادت گاہ کی راہ میں مجروح و شہید ہونے والوں کی مدد کیلیے کھول دے، لیکن تاہم جو فضیلت و سعادت ”السابقون السابقون“ کو ملنے والی تھی، وہ مل چکی، اور جو بخشش دروازے پر پہلے پہنچنے والوں کیلیے ہوتی ہے، وہ لینے والوں نے لیلی۔ اب اسمیں آر کسی کا حصہ نہیں ہو سکتا کہ:

اولئک المقربون - فی جذات النعیم - ثلة من الاولین وقلیل من الاخرین!

جزاک اللہ عن الاسلام و المسلمین

یا مظهر الحق!

یقیناً مظهر الحق بیرسٹرات لا (بانکی پور) کی خدمات جلیلہ و عظیمہ ”السابقون السابقون“ میں داخل ہیں، جنکے لیے اللہ تعالیٰ نے اس عظیم و جلیل سبقت اور اتفاق و ایثار فی سبیل اللہ کا شرف روز اول سے مختصر کر دیا تھا، جو راتۃ شہادت کانپور کے بعد بلا تامل کانپور پہنچ گئے، اور جذبہ خالصہ لہجہ اللہ کے ساتھ مظلومان ملت اور بیگسان امت کا مقدمہ اپنے ہاتھ میں لیا۔ فی الحقیقت یہ تاریخ اسلام کے اُن راقعات ایثار و فدیت کا احیاء ہے، جنکے نظائر کی گواہی زمانے میں ہمارے ہاں قلت نہ تھی، لیکن انیسویں صدی کے آج انکا ہر طرف قحط ہے!

التصفت احدی فخذ بها جس طرح کسی عورت کی ایک ران
بالآخری لفافہ (۱) دوسری ران سے پیدرستہ ہوگئی ہوتی
اے لفافہ (باہم پیدرستہ ہو جانے والی) کہتے ہیں (۱)

(ج) سورہ نمل میں جہاں ملکہ سبا کو خطاب کیا گیا ہے :
قبل لها : ادخلی الصرح ' ملکہ سبا سے کہا گیا کہ محل کے اندر
فلما رائتہ حسبہ لجة ' اؤ ' اس نے محل کو دیکھا تو پانی
رکشت عن ساقیہا ' سمجھی ' اسی خیال سے اپنی دونوں
قال انه صرح ' پندلیاں اس نے کھول دیں ' سلیمان
ممن من قراریر ' نے یہ دیکھ کر کہا کہ یہ تو شیش
محل ہے - (۲۷ : ۳۶)

اس آیت میں کشف ساق کے معنی عام مفسرین نے پندلی
کہولنے کے لیے ہیں ' مگر امام رازی نے تبعاً دو تین باتیں اور بھی
بیان کی ہیں ' فرماتے ہیں :

(۱) انما فعل ذلك (۱) حضرت سلیمان نے شیش محل
لیزدھا استعظا اما ' اس لیے بڑایا تھا کہ ملکہ سبا کی
لامرہ ... نظر میں ان کی عظمت بڑھ جائے ..

(۲) کان المقصد من (۲) تعمیر محل سے مجلس کو
الصرح تہریل المجلس خرفناک و با عظمت دکھانا مقصد
و تعظیمہ تھا

(۳) حسب ان سليمان (۳) ملکہ سبا سمجھی کہ حضرت
عليه السلام يغرقها سليمان اس کو پانی میں غرق کیا
فسي الا اية (۲) چاہتے ہیں (۲)

یہ تاریخیں اگر صحیح ہیں تو ان کا ایک لازمی نتیجہ یہ ہوا
کہ حضرت سلیمان (علی نبینا و عاہدہ الصلاۃ والسلام) نے ملکہ سبا
کو مرعوب کرنے اور اس کے دل پر اپنی ہیبت و عظمت کا سکھ
بٹھانے کے لیے شیش محل تعمیر کرایا ہوا ' ملکہ سبا آئے دیکھ کر
پانی سمجھی اور خیال کیا کہ سلیمان نے بد عہدی کی ' یہاں
بلا کر ترمیغ غرق کیا چاہتے ہیں ' اس خیال کے آتے ہی ساق
کھول دی ' یعنی غیظ میں آگئی ' گھبرا آئی ' ناراضی و ناخوشی
بڑھ گئی ' سخت ہوگئی ' خطرہ پیدا ہوگیا ' حضرت سلیمان نے یہ
کیفیت دیکھی تو فرمایا : یہ پانی کا تہوج نہیں ہے ' شیش محل
کا سراب ہے ' ملکہ یہ سن کر پوچھٹائی ' اپنی بدگمانی سے پشیمان
ہوئی اور کہا :

رب اني ظلمت نفسي ' میرے پروردگار ! میں نے (یہ بدگمانی
راسلمت مع سليمان کرے) اپنی جان پر ظلم کیا ' اب میں
لله رب العالمين سلیمان کے ساتھ ہو کر رب العالمین
کے لیے مسلمان ہونی - (۲۷ : ۳۷)

یہ مطلب اگر صحیح ہے تو حضرت سلیمان پر یہ اعتراض بھی
وارد نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے کیں ایسی ترکیب کی کہ ایک
پرائی عورت اپنی پندلیاں کھول دے اور وہ آئے دیکھیں ؟ جب
ایراد ہی رفع ہوگیا تو جواب دینے کے لیے کسی تائید کی کیا حاجت ؟
(۹)

گذشتہ مباحث سے معلوم ہوتا ہے کہ :

(الف) قرآن کریم نے پندلی کے معنی میں ساق کا لفظ کہیں
بھی استعمال نہیں کیا ہے -

(ب) قرآن کریم میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے قطعی ثبوت
مل سکے کہ یوم یکشف عن ساق (وہ دن جب ساق کھلیگی) سے

(۱) ابن جریر - ج ۲۹ ص ۱۰۷

(۲) تفسیر کبیر - ج ۵ ص ۸۱

وجہ یومئذ ناضرة ' اسی دن بہتوں کے مرنے پر تازہ ہونے
الی رہا ناضرة ' رجرجہ ' اور پچے پروردگار کو دیکھ رہے ہونے
یومئذ باسرة تظن ان اور بہتیرے مرنے اس روز برے بن رہے
يفعل بها فاقرة ' کلا ' ہونے ' ان کو گمان ہوگا کہ ایسی سختی
اذا بلغت التراقي ' ان کے ساتھ ہونے والی ہے کہ ان کی
وتیل من راق ؟ راق ' کمر توڑ دیگی ' خوب سمجھ لو کہ جب
انه الفراق ' ہنسلی تک جان آپہنچے گی ' اور لوگ
الساق بالساق ' چلا آئیے کہ کوئی جہازے والا ہے ؟
ربك یومئذ المساق ' یقین ہو جائیگا کہ یہ مفارقت کا وقت
(۷۵ : ۱۱ ر ۱۲) ہے ' اس وقت پندلی سے پندلی
لپٹ جائیگی ' تو یاد رکھو کہ اسی دن تجھے اپنے پروردگار کی طرف
چلنا ہوگا -

اس آیت میں التفت الساق بالساق (پندلی سے پندلی مل
جائیگی) کی تفسیر کئی طریقوں پر کی گئی ہے ' بیس حدیثیں
اس مفہم کی مروری ہیں کہ التفت ساق سے شدت امر مراد ہے -
ان میں دو خاص حدیثیں یہ ہیں :

قوله : والتفت الساق بالساق ' پندلی سے پندلی مل
بالساق ' یقول : آخر مل جائیگی ' اس میں خدا نے ارشاد
یوم من الدنيا راول فرمایا ہے کہ : وہ دن دنیا کا سب سے
یوم من الاخرة ' فللتقی پچھلا اور آخرت کا پہلا روز ہوگا ' اس
الشدة ' بالشدة ' روز سختی سے سختی بہر جائیگی ' ہاں جس
من رحم الله (۱) پر خدا رحم کرے وہ البتہ اس
سے محفوظ ہوگا (۱)

یقول : التفت الدنيا بالساق ' اس روز دنیا و آخرت میں تصادم
بالاخرة ' وذلك شأن ہوگا ' اور دنیا و آخرت کا یہی حال
الدنيا والاخرة ' الم تسمع بھی ہے ' اس مطلب کی تائید میں
انه یقول : الى ربك کیا تم نے آیت کا یہ جز نہیں سنا کہ
یومئذ المساق ؟ (۲) " وہی روز ہوگا کہ تمہیں اپنے پروردگار
کے حضور میں چلنا ہوگا " (۲)

التفت ساق کی دوسری تائیدیں بھی کی گئی ہیں ' مگر ابن
جریر کی نقاد نظر میں یہ سب مجروح ہیں ' لکھتے ہیں :

اولی الاقوال في ذلك میرے نزدیک اس باب میں بہتر
بالصحة عندي قول وصحیح قول ان مفسرین کا ہے جو
من قال : معني ذلك آیت کے معنی یہ بتاتے ہیں کہ دنیا کی
والتفت ساق الدنيا بساق ساق آخرت کی ساق سے مل جائیگی ' مطلب یہ ہے کہ موت کی شدت و کرب
الاخرة ' وذلك شدة كرب ہول مطلع کی شدت سے ہر چار ہوگی -
الموت بفسدة هول اس مفہم کی دلیل خود اسی آیت کا
المطلع ' والذي يدل پچھلا جز ہے کہ " اس دن تجھے اپنے
على ان ذلك تاريخہ پروردگار کی طرف چلنا ہوگا " خطرہ
قوله : الى ربك یومئذ جب بڑھ جاتا ہے ' اور بات سخت ہوجاتی
المساق ' والعرب تقول ہے ' تو اہل عرب کہتے ہیں " فلی امر
لکل امرئ شد : قد شمر کی ساق سے دامن اٹھ گیا " یا " اس
عن ساقه ' رکشف عن کی ساق کھل گئی " ... آیت میں ایک
ساقہ ... عنی بقوله التفت ساق کے دوسری ساق سے مل جانے کے
الساق بالساق : التصفت معنی یہ ہونے کے ایک سختی دوسری
احدی الشدتين بالآخری طرح کی شدت سے پیدرست ہوگئی ' کما یقال للمرأة اذا

[۱] علی قال ثنا ابو صالح قال ثنی معاوية عن علي من ابن عباس قوله الخ

[۲] محمد بن سعد قال ثنی ابی قال ثنی ابی عن ابيه عن ابن عباس الخ

خدا کی ساق کا ٹھلنا مراد ہے۔

رہی بخاری کی مشہور حدیث :

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول : یکشف ربنا عن ساقہ فیسجد لہ کل مومن ومومنة وبقی من کان یسجد فی الدنیا رباً ومعة فیذہب ایسجد فیعدود ظہرہ طبقاً واحداً (۱)

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ : ہمارا پروردگار اپنی ساق کھل دیگا ، جتنے مسلمان مرد عورتیں ہونگی سب کی سب سجدے میں گر پڑیں گی ، صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جو دنیا میں دکھائے اور سنانے کے لیے سجدے کیا کرتے تھے ، وہ اُس وقت سجدہ کرنے چلیں گے تو اُن کی پیٹھ ایک تختہ ہو جائیگی (۱)

تر قطع نظر دیگر مباحث کے جو ترجیحہ و تفسیر قرآن کریم کی آیات کی کی جاتی ہے ضرور ہے کہ وہی اس حدیث کی بھی لی جائے۔ نظام نیشاپوری کی اُس لطیف ترجیحہ کو بھی پیش نظر رکھیے جس میں وہ لکھتے ہیں :

معذہ يوم يشتد الامر ويتفاقم ولا كشف ثمة ولاساق كما تقول للاقطع الشجيم : يده مغولة ولابد ثمة ولاغل وانما هو مثل فی البخل.....

ابو سعید الضریر: ساق الشی اصلہ الذی بہ قسامة کساق الشجر رساق الانسان فمعنی الایة: يوم تظهر حقائق الاشياء واصولها (۲)

ہیں: ساق سے رہے جس سے کسی چیز کا قوام وابستہ ہو، جیسے ساق درخت، ساق انسان، اس بنا پر آیت کے معنی یہ ہونگے کہ اُس دن اشیا کی حقیقتیں اور اصلیتیں ظاہر ہونگی (۲)

(۷)

یہ جو کچھ پیش آنا ہے دنیا ہی میں پیش آئیگا، قیامت سے ان واقعات کو تعلق نہیں ہے، قیامت تو رہے دن ہے کہ کسی کو کسی بات کی تکلیف نہ پڑ جائیگی۔

نہ رکوع ہے، نہ سجدہ ہے، نہ قعود ہے، نہ قیام ہے، لیکن یہاں ارشاد ہوتا ہے :

يوم یکشف عن ساق وہ دن جب خطرہ بڑھ جائیگا، لوگ ویدعون الی السجود سجدہ و اطاعت و سرانگندگی کے لیے فلا یستطیعون بلائے جائیں گے مگر نہ کرسکیں گے۔

پھر کیوں کر ممکن ہے کہ قیامت کے دن، جو احتساب اعمال کا روز ہے، عبادت کا حکم دیا جائے، ابو مسلم اسپہانی لکھتے ہیں :

لا ریب ان يوم القيامة بے شبہہ قیامت کا دن عبادت کرنے لیس فیہ تعبد و تکلیف کا دن نہ ہوگا، اُس دن کسی بات کے

(۱) اخرجه البخاري من ابی سعید قال سمعت الخ وهذا الحديث عند هم من طرق في الصحيحين وله الفاظ في بعضها طول وهو حديث مشهور معروف، ويلي كل ذلك فهو بجزء بقسم ذاته تعالى هاله ما يقولون، والله في خلقه شرور، والله يعلم وانهم لا تعلمون۔

[۲] نیسا بی: ج ۲۱ ص ۲۲

فہر زمان العجز از آخر ایام دنیہ فانہ فی رقت النزع تری الناس یدعون الی الصلاة بالجماعة وهو لا یستطیعون الصلاة لانه الرقت الذی لا ینفع نفساً ایمانہا نہیں ادا کر سکتے، وہ ایسا رقت ہوتا ہے کہ ایسے وقت میں کسی شخص کے لیے خدا پر ایمان لانا بھی نفع نہیں دے سکتا۔

(۸)

بہ پایاں آمد ابن دفتر حکایت ہمچنان باقی، کہنا یہ تھا کہ کشف ساق کی ذیل میں قرآن کریم نے کن امور کی تعلیم دی ہے ؟ اور اُن کے خاص خاص نتائج کیا ہیں ؟ اصل میں تو یہ ”سودا“ خراجہ شیراز کے مخاطب کے اُس ”خط مبز“ سے بھی زیادہ طرارت افزائی نگاہ جس کی نسبت نقطہ نظر نے ”پائے ازیں دائرہ بیرون نہ نہد تا باشد“ کا فتویٰ دیا تھا، تاہم سلسلہ حقایق دراز رہی، اس حلقے کی کڑیاں کیں کر ڈھیلی ہو سکتی ہیں کہ تقیدات الہیہ کی بندش میں ڈھیل دی جاسکے، حقیقت کو ”لقد رجعت مجال القول ذاسعة“ کا جب خرد اعتراف ہے تو ”فان رجعت لساناً قائلاً فقل“ کی معذرت کوش تعاقب کیا معنی ؟ زبان گویا کا کلم شرح صدر سے لے سکتے ہیں، الہامی تعلیمات کے بعض بعض خصائص ہی کے تذکرے سے رفع ذکر ممکن ہے، ملاحظہ ہوں :

کشف ساق کے مافرق و مابعد آیتوں میں جن مہمات امور کی تعلیم دی گئی ہے، اُن کے خاص خاص پہلو یہ ہیں :

(۱) مسلمانوں کے مذہبی جرش کو کفار کبھی اچھی نظر سے نہیں دیکھ سکتے، وہ اُن کو خطی کہیں گے، مفتون کہیں گے، گمراہ کہیں گے، شوریدہ سر کہیں گے، مگر کہنے دو، اس پاک ترین جذبہ غیرت سے ہٹنا نہ چاہیے، اس حالت پر قائم رہنا چاہیے، تم بھی دیکھ لو گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ خط کس کو ہے ؟ وہ زمانہ عن قریب آنے والا ہے جب کہ اپنے ضبط و شوریدگی کا انہیں خود اعتراف کرنا پڑیگا، مسلمان اُن کے الزامات کے خوف سے مرعوب کیوں ہوں ؟ اس کا علم تو خدا ہی کرے کہ راہ راست پر کون ہے، اور گمراہی نے کسے گھیر رکھا ہے ؟

(۲) کفار جو واقعات کو جھٹلاتے ہیں، حقیقت حال کو جھٹلاتے ہیں، اصلیت کو چھپاتے ہیں، ماجرای وقوع کو غلط بتاتے ہیں، نقض امن کرتے ہیں اور پھر اُس کو حفظ امن کا لباس پہناتے ہیں، قتل کرتے ہیں اور اُسے جان بخشی دکھاتے ہیں، بات کچھ ہوتی ہے مگر اپنی بات کی پیچ میں جمہور (پبلک) کو کچھ اور جتاتے ہیں، ایسے لوگوں کی اطاعت منع ہے، اُن کی فرماں برداری جرم ہے، گناہ ہے، مرجب عذاب ہے، اس قلاوے کو توڑ دینا چاہئے، اس اطاعت سے توبی فرض ہے، اس فرماں برداری پر نافرمانی، کو ترجیح ہے، اُن کی تر خراش ہے کہ مسلمان مدافعت کریں، خرس آمد کریں، ریاکاری کریں، منافقت کریں، تو اُنہیں بھی اظہار نفق کا موقع ملے، مگر ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے لیے یہ صورت کس قدر خطرناک ہے ؟

(۳) کفار کے عہد و پیمان کا تمہیں بارہا تجربہ ہو چکا ہے، وہ اُپر باختم ہیں، عزت نفس و شرف ذات کا انہیں لحاظ نگ نہیں

[۹]

اس سے بہتر کوئی دوسرا ملک قبضے میں آجائے، لیکن یہ وہ عذاب نہیں کہ اس سے نجات ممکن ہو، اور کچھ ایسی ہر موقوف نہیں، اس کے بعد جو آخری عذاب آئیگا وہ اس سے بھی خوفناک ہوگا۔

(۵) مسلمان کفار کے مقابلے میں ضرور کامیاب ہونگے، مگر کامیابی کے لیے شرط یہ ہے کہ تقویٰ (شریفانہ کبرکثر) سے موصوف ہوں، چاہنے کو تو کفار اب بھی چاہتے ہیں کہ مسلمان مجرم ثابت ہوں اور ان کے ساتھ مجرمانہ برتاؤ کیا جائے، اس غرض کی تکمیل کے لیے انتہائی کوشش کریں گے اور سب کچھ کر دیں گے، مگر خدا ایسی ناپاک و نجس تدبیروں کو کامیاب نہ ہونے دیگا!

(۶) خطرہ ہر سمت سے بڑھ چلا ہے اور اب اس کے منتہاے اشتداد کا وقت آیا ہی چاہتا ہے، ظالموں کو اسلام کے روبرو اظہار تذلل و اطاعت کی دعوت دی جائیگی، مگر وہ کچھ ایسے بد حواس ہونگے کہ یہ بھی نہ کر سکیں گے، جی بھر کے آج اسلام کی توہین کر لیں مگر کل ہی سے ان کا تدریجی زوال اس طرح شروع ہوگا کہ بالفعل تران کر ڈھیل دی جا رہی ہے، لیکن آخر انہیں خبر بھی نہ ہوگی ازان کی ہستی فنا ہو جائے گی، خدا کی تدبیر بڑی پختہ و محکم ہے، وہ یہ داؤ کھیل کر کے رہیگا۔

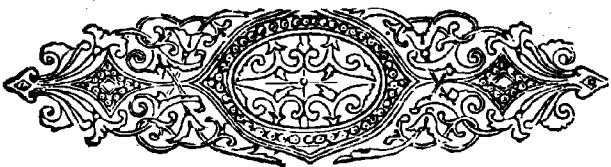
(۷) کفار سے مسلمانوں کو کسی انعام کا طلبگار نہ ہونا چاہیے، کسی احسان کا آرزو مند نہ رہنا چاہیے، مسلمانوں کی کوئی چیز ان کے قبضہ میں جاتی رہے تو اس کا معارضہ ملنے کی امید نہ رکھنی چاہیے، جہاں کوئی امید نہیں، توقع نہیں، مطالبہ نہیں، وہاں تو کفار سرگرداں ہی رہتے ہیں، جہاں ان چیزوں کا قدم آئیگا وہاں کیا ہوتا ہے؟ مسلمان اگر کامیابی کے آرزو مند ہیں تو حصول کامیابی کے وقت تک نہایت مستقل مزاج رہ ثابت قدم رہنا چاہیے، حضرت یونس پیغمبر تھے، بالیس ہمہ استقلال میں کچھ فرق آنا تھا کہ صیبت میں پھنس گئے، خدا کی رحمت شامل حال نہوتی تو نجات ہی ممکن نہ تھی، اسی طرح مسلمان اگر مستقل مزاج نہ رہے تو ابتلا سے بھر نہیں، اور اگر صبر و ثبات و استقلال پر متمسک رہے، تو یہ رکھو، ثبات قدم ہر ایک بلا سے محفوظ رہیگا، اور انجام کار ناجتباہ و ہر من الصالحین کا بھی مصداق ٹھہریگا، واللہ ولی الغوفیق۔



الہلال کی ایجنسی



ہندوستان کے تمام ادب، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو بارہ ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے۔ اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے ملاشی ہیں تو اپنے شہر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں۔



قسمیں کھاتے ہیں، حلف آتھاتے ہیں، کہ یہ وعدہ استوار ہے، اس میں درام و استمرار ہے، یہ عہد محکم ہے، یہ قول رقرار قانونی حیثیت رکھتا ہے، زان سے سب کچھ کہتے ہیں، اور ہاتھ سے کام لینے کے وقت، کچھ بھی یاد نہیں رکھتے، ایسے لوگوں کے مطیع رہنا ذلت کی بات ہے، اسلام اپنے فرزندان کو ان کی اطاعت سے باز رکھنے کی ہدایت کر رہا ہے، رکنا ہے، منع کرنا ہے کہ خبردار! یہ قسمیں کھانے والے ذلیل النفس ہیں، ان کے حلف پر نہ جانا، یہ ادھر کی بات ادھر لگاتے ہیں، قوم میں تفرق پیدا کرتے ہیں، منع خیر کے لیے نہایت مبالغے کے ساتھ آمادہ رہتے ہیں، حد سے بڑھ جاتے ہیں، تہدی ان کا شیورہ ہے، تظارل ان کی عادت ہے، سرکشی ان کی خو ہے، پاس عزت نہ رکھنے، ناموس کی نگاہداشت ضروری نہ سمجھنے، اور خاص خاص حالتوں میں رضامندی کے ساتھ حرام کاری تک کو قانوناً جائز قرار دینے کی وجہ سے ان کی تو اصل تک محفوظ نہیں، یہ تو صریح بد اصل ہیں، پھر ایسے لوگوں کی اطاعت کیوں کر پسندیدہ ہو سکتی ہے؟ ان کو تو اپنے مال و اولاد کی فراوانی و کثرت، یعنی فرط دولت و تکثیر آبادی کی وجہ سے اتنا گہمزد ہو گیا ہے کہ آیات قرآنی کو پڑانے، دھوکے کھانے لگے ہیں، مصر کی ایک برگشتہ خرم و برافروختہ مزاج مسلمان لیدی (پرنسس صالحہ) یورپ میں جا کر ایک روسی افسر سے شادی کر لیتی ہے، اور آتے مختار عام قرار دے کر اپنی مایدان کے لیے دعویٰ دائر کراتی ہے، مصر کی شرعی عدالت پچھلے مہینے میں اس دعویٰ کو خارج کر دی ہے کہ مسلمان عورت کے احکام اسلام کی قید سے آزاد ہو کر جب ایک نا مسلمان سے شادی کر لی تو پھر مسلمان کہاں رہی، اور اب اس کو جائیداد کے مطالبے کا لیا حق رہ گیا ہے؟ صحافت فرنگ اس فیصلے پر سختی سے نہ کہنے چینی کرتی ہے اور عالم جرائد و مجلات یورپ کی گزشتہ اشاعتوں میں فریاد ہوئی ہے کہ ”اس آئین و اصول کے عہد میں اسلام کے احکام پر کیوں عمل ہونا ہے؟ یہ احکام تو صریحاً پرانے دھوکے (اساطیر الہلین) ہیں“ جب اس بے باک جماعت کو جذب الہی میں ہی گستاخی سے باک نہیں، توحیف ہے کہ بددکان الہی ایسے سرکشوں کے مطیع رہیں، ان کی اطاعت سے فوراً کنارہ کش ہو جانا چاہیے، یہ خرف بالکل بے محل ہے کہ مبادانا فرمائی کی ضرورت میں ایسی پڑے؟ کیوں کہ خدا ان سرکشوں پر عن قریب عذاب نازل کرے والا ہے سزسمہ علی الغرطوم کی رعید آچکی ہے، اور اب اس کے پورے ہونے میں بہت کم دیر رہ گئی ہے۔

(۴) ارادہ تو کفار کا یہی ہے کہ باغ عالم (ممالک و زمین) انہیں کے لیے مخصوص ہو جائے اور اس کے ثمرات سے ان کے علاوہ کوئی دوسری غریب قوم مستفید نہ ہونے پائے، مگر ہندو وہ خراب عقلیت ہی میں رہیں گے کہ ذرائع شان و شرکت میں تباہی آجائیگی، عظمت و رفعت کا سارا ساز و سامان خاک میں مل جائیگا، چلے آ رہیں کہ دنیا کو فتح کر لیں اور اقوام دنیا کو غلام بنالیں، مگر بجز معررمی قسمت کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا، اس وقت تو خدا کر بھولے ہوئے ہیں، لیکن انجام کار جب تباہی نازل ہوگی تو رہی خدا یا الیگا جس کی اور جس کے گہری تذلیل و تعزیم میں وہ اس وقت سرگرم ہیں، وہ ایسا نازک وقت ہوگا کہ ان ظالموں کو بھی اپنے جور و ستم کا اعتراف کرنا پڑیگا، اپنی سرکشی پر پچھنائیں گے، ایک دوسرے کو الزام دینگے کہ ظلم نہ کیے ہوئے تو تمک و دولت سے کیوں محروم ہوئے، اس معررمی کے عالم میں یہ امید دھارس بندھائے گی کہ ایک ملک گیا تو کیا، شاید

مذہب علمی

عربی زبان اور علمی اصطلاحات

(مولانا السید سلیمان الزیدی)

موجود ہیں، ہر علم و فن اپنے ساتھ سینکڑوں ہزاروں اصطلاحات رکھتا ہے اور یہ تمام اصطلاحات اس زبان کے خزانہ کی مملکت ہیں جو آج غریب کہی جاتی ہے ۱۱

ایک اور بات بھی پیش نظر رکھنی چاہیے - عربی زبان میں علوم عقلیہ کا کثیر حصہ غیر زبانوں سے منقول ہو کر آیا، جنہیں زیادہ تر یونانی، سریانی، قبطی، فارسی، سنسکرت، زبانیں ہیں، چاہیے تھا کہ ان زبانوں کے الفاظ مصطلحہ عربی زبان میں بہر جائیں۔ لیکن طب کے سوا ہم کہیں الکات نام و نشان بھی نہیں پاتے، علم ہیئت عربی زبان میں سنسکرت سے آیا، لیکن ہزاروں اصطلاحات فلکیہ میں سے سنسکرت کی صرف دو اصطلاحیں عربی زبان میں آئی ہیں: ”ج“ اور ”حجب“۔ پلے کی اصل ”آرچ“ اور دوسرے کی ”جیل“۔ فلسفہ بفرورہا یونانی سے آیا، لیکن علوم و فنون فلسفہ کی تقریباً ۵۰ پانچ چھ ہزار اصطلاحات علمیہ میں غیر عربی اصطلاحات جو یونانی ہیں حسب ذیل ہیں:

اصطلاح	اصل یونانی	تشریح
(۱) ائیر	ایئر	ایئر
(۲) اسطرلاب	اسٹرولیبان	اسطرلاب
(۳) اسطقس	استاٹھی کی اس	عنصر
(۴) اقلیدس	ارکلیڈس	اقلیدس
(۵) اقلیم	کلیما	اقلیم (جغرافیہ)
(۶) اکسیر	کسیرون	اکسیر (کیمیا)
(۷) انبیق	انبیقکس	قرع رانبیق (الکیمیہ)
(۸) جغرافیا	جیوگریفیا	علم جغرافیہ
(۹) شعری	سورٹس	ستارہ شعری (فلک)
(۱۰) سفسطہ	سافسٹیز	فلسفہ مغالطہ
(۱۱) سفین	سفن	فانہ (جو ثقیل)
(۱۲) فلسفہ	فیلوسفیا	فلسفہ
(۱۳) فیلسوف	فیلوسفس	فلاسفہ
(۱۴) فنطاسیا	فنتازیا	حسن مشترک
(۱۵) جنس	جینس	جنس
(۱۶) کیمیا	کیما	کیمسٹری
(۱۷) کورہ	کورہ	پرنٹ (جغرافیہ)
(۱۸) مجسطی	میگسٹو	نام کتاب (ہیئت)
(۱۹) مغل	مورلوس	آلہ جو ثقیل
(۲۰) منجذیق	میگڈیکن	علم آلات
(۲۱) ہیولہ	ہولا	مادہ

طب، جسموں اصطلاحات سے زیادہ اس کے امراض و ادویہ کی حاجت تھی، تمام علوم عربیہ میں سب سے زیادہ غیر عربی الفاظ کی محتاج تھی، اسی لیے ہم طب کے اندر گرا اصطلاحات میں کم لیکن امراض و ادویہ کے ناموں میں کسی قدر زیادہ غیر عربی الفاظ پاتے ہیں، لیکن پھر بھی لازماً قیاس اسی زبان میں جسموں طب کا وجود تک نہ تھا، اتنے الفاظ آئے بھی تو بہت کم آئے، ان الفاظ

تیس چالیس برس سے ہندوستان میں جدید اصطلاحات علمیہ کے وضع و تالیف کا مسئلہ درپیش ہے۔ انگریزی اصطلاحات جو زیادہ تر لاطینی، یونانی، اور جرمن سے ماخوذ ہیں، ان کی شکل و صورت اور وضع و ہیئت ہندوستانی زبانوں سے اسی قدر متباین ہے، جس قدر ایک انگریز ایک ہندوستانی سے۔

ہندوستان میں ہندو، اور مسلمان دو قومیں ہیں، دونوں کے پاس علوم و فنون و اصطلاحات کا قدیم ذخیرہ موجود ہے۔ لیکن بیسویں صدی کے بازار کیلئے جن سکون کی ضرورت ہے، وہ ان کے کیسے میں نہیں، احباب کہتے ہیں - چونکہ ان کے کیسوں میں یہ سکے نہیں اس لیے ان کے قدیم طرز کے دار الضرب میں یہ سکے نہیں ڈھل سکتے، ہندو دوستوں نے تو اس کی تکذیب اس طرح کر دی کہ جدید اصطلاحات کی ایک دکنشہری ترتیب دیکر یہ بتادیا کہ سنسکرت کے قدیم آلات ضرب بیکار نہیں، لیکن کیا مسلمان بھی اس کی تکذیب کر سکتے ہیں؟ ایک جماعت کہتی ہے کہ نہیں۔

کیا عجیب واقعہ ہے کہ عربی زبان جو اسلام سے ۷۰ - ۸۰ برس بعد تک ایک بالکل جاہل اور مفلس زبان تھی، جسمیں سامان تمدن کیلئے الفاظ نہ تھے، جس کے پاس کوئی علم و فن نہ تھا، جس کے پاس اصطلاحات کا وجود تک نہ تھا، جسمیں فلسفہ و ریاضی کے دقیق مسائل کی برداشت کی قوت نہ تھی، چند مترجمین عرب و غیر عرب کی کوششوں نے وہ وسعت پیدا کر دی کہ سینکڑوں علوم و فنون اس کے ایک گوشہ میں سما گئے، منطق، فلسفہ، ریاضی اور طب کی ہزاروں اصطلاحات جن کا عربی میں تخیل بھی نہ تھا، دفعۃً اسی عربی زبان میں اس طرح پیدا ہو گئے کہ حقیقت گویا وہ اس کے لئے بنے تھے۔ اس بنا پر سوال یہ ہے کہ وہ زبان جس کے پاس کچھ نہ تھا، اور سب کچھ ہو گیا، اب جب اس کے پاس بہت کچھ ہے کچھ اور کیوں نہیں ہو سکتا؟ اس وقت عربی زبان کے ذخیرہ اصطلاحات کی فراوانی کا اندازہ اس سے ہو گا، کہ دو ضخیم جلدوں میں، جگہ جگہ صفحہ کی مدد تقریباً چار پانچ ہزار ہوگی، احمد تھانوی نے کشاف اصطلاحات الفنون کے نام سے عربی زبان کی اصطلاحات علمیہ کو جمع کیا ہے، اس کے علاوہ خوارزمی اور جرجانی وغیرہ کے مختصر رسائل ی مروضہ پر ہیں۔

ایک دوسری حدیث سے عربی زبان کی وسعت اصطلاحات پر نظر و - قراءت، تفسیر، حدیث، اصول فقہ، فقہ، تصرف، لہجہ، صرف، معنی، زبان، بدیع، عروض و قافیہ، منطق، طبیعیات، الہیات، اقلیدس، فنون ریاضیات مختصرہ، مذہب علم الاثر، علم المربا، مثلثات، اسطرلاب وغیرہ، حساب، ہندسہ، کیمیا، جغرافیہ، طب، فروع کثیرہ، ان کے علاوہ اور بہت سے علوم و فنون عربی زبان میں

اسلام کی گذشتہ تاریخ ہمیشہ مستقبل کیلئے چراغ راہ رہی ہے۔
ہم کو اس پر غور کرنا چاہیے کہ گذشتہ دور وضع اصطلاحات میں
کیونکر یہ مشکل طے ہو سکی؟ اور کیونکر عربی زبان اس قدر خوبصورت
مختصر اور مناسب اصطلاحات پیدا کر سکی؟

(۱) مترجمین 'خواہ رہ عرب ہوں یا غیر عرب' ایسے
متعین کیے جاتے تھے جو زبان مترجم عنہ کے علاوہ خود عربی زبان
سے کامل واقفیت رکھتے تھے۔ یعقوب کندی خود عرب تھا
ابن مقفع کو فارسی تھا مگر اتنا بڑا بلند پایہ ادیب تھا کہ اس کی عربی
تصنیفات آج تک عربی عام ادب کا گراں بہا سرمایہ شمار کی
جاتی ہیں۔ سالم جو بنو آمیہ کے دربار کا ایک مترجم تھا نہایت
بلیغ و فصیح اللسان تھا۔ بلاذری جو تیسری صدی کے اواخر میں
فارسی کا مترجم تھا اس کی عربی تصنیفات ادب کا بہترین نمونہ ہیں
حنین جو مترجمین بغداد کا سرخیل تھا ایک طرف تو اسکندر یہ میں
ہرمز کے کلام پر سر دھناتا تھا اور دوسری طرف بصرہ آکر خلیل
بصری سے سیدوہ کے پہلو بہ پہلو عربیت کے نکتے حل کرتا تھا
قسطابن لوقا ایک دوسرا مترجم ایک طرف تو یونانی النسل تھا دوسری
طرف بچپن سے شام کا پرورش یافتہ تھا جس کی وجہ سے عربی زبان
اس کی زبان ثانی ہو گئی تھی

(۲) یوحنا بن بطریق ابن ناعمہ حمصی اور اسحاق رغھیرہ
جو عربی زبان سے کامل واقفیت نہیں رکھتے تھے ان کے اکثر تراجم کی
کندی ثابت بن قرق حنین اور فارابی وغیرہ تصحیح کرتے تھے اور
اس طرح کت چھت کر حک و اصلاح کے بعد ایک مناسب ترجمہ رواج
پاتا تھا۔ چنانچہ معسطی کا جو عام ہیأت کی مشہور کتاب ہے عربی
زبان میں تین چار بار ترجمہ ہوا اور ترجمہ کی اصلاح ہوئی۔

(۳) بعض مترجم ایسے ہوتے تھے جو صرف لفظی ترجمہ کر دیتے
تھے اور دوسرے اہل زبان اس کی عبارات و مصطلحات کی تہذیب
و انتخاب کرتے تھے۔

(۴) غیر زبان کی اصطلاحات کے مقابلہ میں اگر عربی میں
عمدہ لفظ ہاتھ نہ آیا تو خواہ مخواہ اس کی تلاش رجسٹر میں
وقت ضائع نہیں کیا گیا بلکہ اس وقت بعینہ رہی لفظ عربی میں
رکھ دیا گیا بعد کو اگر وہی لفظ صیقل پا کر خوبصورت و متناسب
ہو گیا تو باقی رہ گیا رزنہ مقرر ہو گیا اور دوسرا لفظ اس کی جگہ پر
پیدا ہو گیا۔ "جنس" کے لیے عربی میں کوئی لفظ نہ تھا۔ یہی لفظ
عربی میں رکھ دیا گیا اور پھر یہ اس طرح عربی میں کہپ گیا کہ
چرتھی صدی میں یہ یونانی لفظ ایک خاص عربی لفظ بن گیا تھا۔
تجانبس و معانہہ ان کے مشتقات جاری ہو گئے اور خود متنبی کو
کہنا پڑا:

من این جانس هذا الشان العربا؟

آج کتنے اشخاص ہیں جو یہ بھی نہ جانتے ہونگے کہ "جنس"
عربی کا لفظ نہیں۔ "میٹر" کیلئے جس کو فارسی میں "ماہ" کہتے
ہیں عربی میں کوئی لفظ نہ تھا اس کے لیے یونانی لفظ ہیولی رکھ دیا
گیا جو آج تک مستعمل ہے "ایساغوجی" "قاپیغوریاس" اور
"انالوطیقا" وغیرہ بعض الفاظ اسی طرح رکھ دیے گئے تھے لیکن
ان کی جگہ "کلیات خمس" "مقرات عشر" اور "برہان" نے
لیکر ان کو بالکل بہلا دیا۔

بعض علوم و فنون کے نام جن کے مقابل عربی نام اس وقت نہ
مل سکے بعینہ عربی میں منتقل کر لیے گئے لیکن تھوڑے ہی
دنوں میں ان کے لیے پھر عربی نام پیدا ہو گئے اور اب پہلے یونانی
ناموں کو کر لیا جاتا بھی نہیں مثلاً:

کی تفصیل چونکہ یہاں موجب تطویل ہے اس لیے ہم صرف بیان
اعداد پر اکتفا کرتے ہیں:

نام زبان	اسماء امراض	اسماء ادویہ	اصطلاحات طبیہ
سنسکرت	۰	۱۲	۰
سریانی	۵	۳	۴
یونانی	۱۰	۶۶	۸
فارسی	۲	۴۳	۰

کیا یہ قابل حیرت امر نہیں؟ کہ سینکڑوں بیماریوں کے ناموں
میں عربی زبان کو صرف سترہ اٹھارہ اور ہزاروں دواؤں کے ناموں
میں صرف ۱۲۴ غیر عربی الفاظ کی احتیاج ہوئی؟ کیا اس سے
عربی زبان کی وضع اصطلاحات علمیہ میں غیر معمولی وسعت
نہ ہو رہی؟

خود عربی زبان سے جب یورپ کی زبانوں میں علوم و فنون
کے ترجمے ہوئے تو سینکڑوں عربی اصطلاحات اور نام یورپ
کی زبانوں میں پھیل گئے عہدے تجارت اور جہاز رانی کے
متعلق جو الفاظ ہیں ان سے قطع نظر کر کے حسب ذیل الفاظ علمیہ
جو اس وقت مستعمل ہیں پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ ہیأت

آخر الفجر	Accarnar	برج حمل کا ایک ستارہ
امطرلاب	Astrolabe	ایک آلہ ہیأت
الدبران	Aldebraun	برج ثور کا ایک ستارہ
راس الغول	Alghol	ایک ستارہ
الرجل	Rogel	ایک ستارہ
السمت	Azimuth	ایک نقطہ فلکی
العضادہ	Alidade	ایک جزء آلہ اسطرلاب
العنکبوت	Alankabuth	" " "
المناخ	Almanac	تقویم جنتری
النسر الطائر	Althair	ایک ستارہ
النسر الواقع	Wega	ایک ستارہ

۲۔ کیمیا

الا کسیر	Elixir	اکسیر
الا نیبق	Alambec	ایک آلہ معرّف بہ
بورق	Borax	قرع انبیق
القلی	Alcali	ایک نمک کیمیائی
الکحول	Alcohol	"
الکیمیا	Alchemy	الکھل
		کیمیائی

۳۔ حساب

الجبر والمقابلہ	Algebre	جبر و مقابلہ
الخوارزمی	Algorism	حساب کی ایک قسم
الصفر	Chiffre	منسوب بہ خوارزمی
		صفر
		۴۔ طب
جلاب	Juleps	جلاب
شراب	Serup	شراب
شرہ	Serbet	شراب
عرق	Arrack	عرق

ان مقالوں سے یہ ظاہر ہوا کہ عربی زبان جس طرح اور زبانوں
سے اصطلاحات قرض لے سکتی ہے اسی طرح اور زبانوں کو قرض دے
سکتی ہے۔

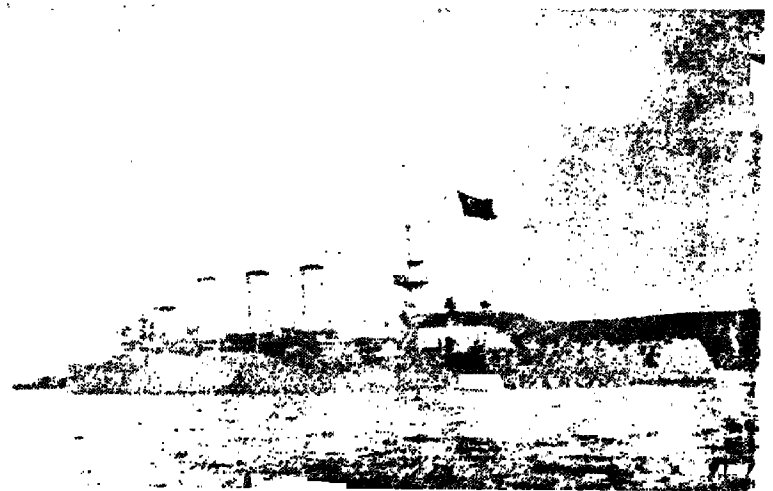
قہرمان مدافعتِ بکریہ



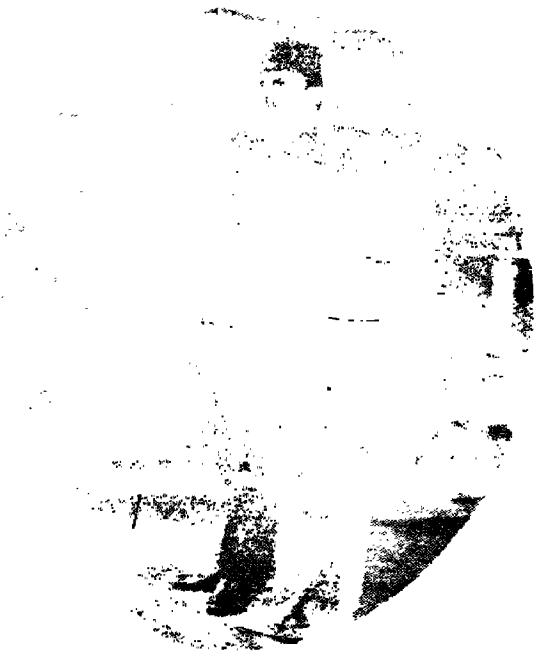
کپتان رؤف بک



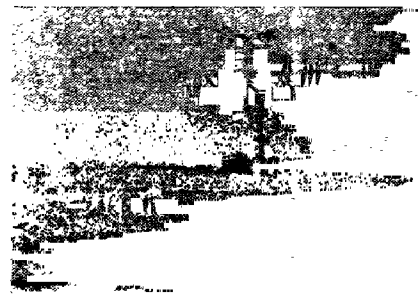
حمیدیہ جہاز شکستگی کے بعد
جسمیں گیارہ گز مربع سوراخ ہو گیا ہے



حمیدیہ مرمت کے بعد



رؤف بک حمیدیہ میں



حمیدیہ بحالت شکستگی قسطنطنیہ
جارہے ! حصہ پیشیں زیر آب ہے

بقیہ نوات عثمانیہ ایشیائے اوسط

مسئلہ عراق

بغداد، دجلہ، بازار، بیرون شہر، ایک پل، اور عرب مسافر عراق



اثر لوجیا	Theology	الہیات
ارتما طیقہ	Arithmetic	حساب
ریطوریقا	Rhetoric	خطابت
برطیقا	Poetic	شعر
اسطرانومیا	Astronomy	ہیات

لیکن حسب ذیل نام :

سرفسطیقا	Sophism	مغالطہ
مرسقا	Music	علم الاصوات والنغم
کیمیا	Chemistry	علم التحلیل والتعقید
جغرافیا	Geography	علم تقویم البلدان
بصورت سفسطہ، موسیقی، کیمیا، اور جغرافیہ، جو عربی ناموں سے مختصر اور چھوٹے ہیں، اب تک مستعمل ہیں۔		

امرر سابقہ الذکر سے حسب ذیل نتائج مستنبط ہوئے ہیں :

(۱) مترجم ایسے ہونے چاہئیں جو علوم قدیمہ و حدیثہ دونوں سے باخبر ہوں، اور انگریزی دانی کے ساتھ عربی زبان سے بھی واقف ہوں۔

(۲) اگر ایسے مترجم سر دست قوم میں موجود نہوں تو در ایسے اشخاص کو مل کر کام کرنا چاہیے جن میں سے ایک علوم جدیدہ اور دوسرا السنہ و علوم قدیمہ کا ماهر ہو۔

(۳) اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ترجمہ کے بعد اصطلاحات کی موروثی، طریقہ ادا کی تسہیل، اور دوسری ضرورتوں کے لیے، ایک مجلس یا چند اشخاص معتبر کی نظر سے ترجمہ کو گزرا چاہیے۔

انسوس ہر ارجب میں نے دیکھا کہ میر کالج اجمیر کے ایک مسلمان پروفیسر نے پولیٹیکل انٹرمیڈیٹ پر ایک رسالہ لکھا، زبان اس قدر ناقص، اصطلاحات اس قدر ناموزوں، اور طریقہ ادا اس قدر زولیدہ تھا، کہ رسالہ عالم علمی میں بالکل روشناس نہوسکا۔ قابل غور ہے کہ اس وقت جب ہندوستان میں انگریزی زبان علم نہ تھی، اور علوم جدیدہ سے لوگوں کو توحش تھا، یعنی ابتداء عہد انگریزی میں علامہ تفضل حسین خاں لکھنوی مصنف رسالہ ریاضیات جدیدہ، غلام حسین خاں جوئیوری صاحب جامع بہادر خانی، مولوی کرامت علی جوئیوری (لکھنؤ) مولوی محمد حسین لکھنوی لکھنؤ، شمس الامراء بہادر حیدر آباد صاحب سائنس شمس یہ وغیرہ نے علوم جدیدہ پر جو کتابیں لکھی تھیں اور جو اصطلاحات قرار دیے، گو علوم و مسائل اب بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں، پھر بھی وہ اب تک ہمارے جدید مترجمین کے لیے نمونہ ہیں۔

(۴) اگر بعض عربی و فارسی اصطلاحیں ہم نہ پہنچ سکیں تو خرد اصل اصطلاحوں کو اردو میں لکھ دینا چاہیے۔ آئندہ عربی کی طرح یا تو ان اصطلاحات کا قائم مقام پیدا ہو جائیگا، یا ترش کر رہی لفظ ایک خورشما اور مناسب شکل اختیار کر لیگا، آخر اردو میں اکیجن، نیٹرورجن، ہائیڈروجن، کیمسٹری، ایورلوشن، اکنمی، وغیرہ بہت سی علمی اصطلاحیں رائج ہو گئی ہیں اور لوگ ان کو اب بے تکلف سمجھتے ہیں، نظروں (یعنی نیٹرورجن) کا لفظ ہم نے آٹھویں صدی ہجری کے تقریباً (آثار البلاد و زوینی میں) دیکھا ہے، کوئی ضرورت نہیں کہ کرشش کی جائے کہ نیٹرورجن کی بجائے جواب پھیل چکا ہے، نظروں استعمال کیا جائے، جو عربی میں مستعمل ہے۔

مسئلہ وضع اصطلاحات میں سب سے پہلے علوم کا نمبر آتا ہے، ہمارے دوست مسٹر عبد الماجد چاہتے ہیں جیسا کہ عند المکالمہ ظاہر

ہوا، کہ علوم کیلئے ایسے نام وضع کیے جائیں جن سے صفات اور فاعل باسانی و باختصار بن سکیں، جس طرح یورپین زبانوں میں ہنر ہیں، لیز شکل فاعلی و وصفی میں امتیاز ممکن ہو، مثلاً کیمسٹری ایک علم کا نام ہے، ماهر فن کیمسٹری کو کیمسٹ (Chemist) کہیں گے، اور کیمسٹری کی کسی چیز کو کیمیکل (Chemical)، یہ نہایت آسان طریقہ ادا ہے، اردو میں بصورت صیغہ واحد کیمیائی کہہ سکتے ہیں، لیکن صورت فاعلی و وصفی میں کوئی امتیاز نہیں، اکثر علوم کے نام میں اس سے زیادہ یہ مشکل پیش آتی ہے، مثلاً علم الجمال، علم النفس، علم الاخلاق، کہ یہاں کیمیائی کی ترکیب بھی جائز نہیں۔ لیکن اولاً ہم کہتے ہیں کہ یہ خصوصیات زبان ہیں، جنکی اصلاح نہیں ہو سکتی، ثانیاً اگر ہم اختصار خواہ اور سہولیت طلب ہیں تو ہم کو جمالی و نفسی اور اخلاقی کہنا چاہیے، وصف اور فاعل کا فرق طریقہ استعمال اور سیاق و سباق عبارت سے ظاہر ہوگا، مثلاً ” ایک اخلاقی کی یہ رائے تھی “ یہاں صیغہ فاعلی سمجھا جاتا ہے۔ ” یہ ایک اخلاقی مسئلہ ہے “ یہاں وصف ہونا ظاہر ہے۔ خورشمنائی اور نا خورشمنائی کا سوال نہ کیا جائے کہ کثرت استعمال و تکرار - معاً، خرد غزہ رورے نازیبا ہے۔

علوم کے نام میں اسماء مرکبہ سے گہرانا نہ چاہیے، خرد یونانی اور جرمن علوم کے نام عموماً مرکب ہیں اور کثرت استعمال سے واحد معلوم ہوتے ہیں، مثلاً فزیا۔ لوجی، جیو۔ گریفی، تہیا۔ لوجی وغیرہ ہم یقین دلانا چاہتے ہیں کہ منطق، طبیعیات، الہیات اور ریاضیات میں، اور خصوصاً ریاضیات میں بہت کم الفاظ کی تلاش کی ضرورت ہوگی، غالباً جن لوگوں نے جامع بہادر خانی تالیف غلام حسین اور علم الفلک عملی تالیف کرنل فاندیک امریکی وغیرہ دیکھی ہے، وہ اسکی تصدیق کریں گے، منطق کے فصل جدیدہ کیلئے بھی الفاظ موجود ہیں، طبیعیات اور الہیات کا بھی یہی حال ہے، اصل وقت ان علوم میں ہے جو بالکل نئے ہیں، پس کیوں نہ ابتدائیں علوم اول الذکر سے کی جائے ؟

بہر حال اب کام شروع ہونا چاہیے۔ آئندہ نمبر میں ہم علوم کے نام سے ابتدا کرتے ہیں، ہم سے زیادہ جو احباب اس منصوبہ کے مستحق ہیں انکو دعوت ہے کہ اس بنیاد پر عمارت بلند کریں۔

فذاکر ! ان نفعست الذکری ؟

حادثہ کانپور کے متعلق قاہرہ (مصر) میں بھی ایک جلسہ ہوا، جس کے متعدد مصادقات میں سے بعض یہ ہیں :

(۱) یورپ کی جانب سے کعبہ شریفہ کی نسبت جو خطرہ ہے شہادت مسجد کانپور نے اس کو تازہ کر دیا ہے۔

(۲) حاجیوں کی روانگی کا اجارہ ایک انگریزی جہازراں کمپنی کو دینا ایک سیاسی حکمت ہے، اور اس سے شہد پیدا ہوتا ہے کہ یہ کارروائی یورپ کی آرزوی دیرینہ، منع حج و انعاد بین المسلمین کا پیش خیمہ تو نہیں ہے ؟

(۳) انگریزوں نے ہندوستان کو مسلمانوں سے لیا ہے، اب اس موقع پر اسلامی معابد کی تخریب و انہدام ہندوستان کی ہزار سالہ اسلامی عزت کا انہدام ہے۔

(۴) ہندوستان کے جو لیدر اس موقع پر خمرش ہیں، اور اب بھی حکومت کی دربارداری و محاملت میں سرگرم رہتے ہیں، انہیں بالیگات کر دینا چاہیے اور کسی مسلمان کو آئندہ ان سے کوئی تعلق نہ رکھنا چاہیے۔

بریت فرنگ

مظالم بلقان

جنگ تقریباً ختم ہو گئی، مگر سلسلہ مظالم کا هنوز خاتمہ نہیں ہوا۔ ایم۔ رائڈہم ڈرہم نے سقراطی سے نیر ایسٹ کو ایک مراسلہ بھیجا ہے، جو یکم اگست سنہ ۱۹۱۳ء کی اشاعت میں چھپا ہے، اس میں لکھتے ہیں:

”مجھے یہ معلوم کر کے سخت تکلیف ہوئی کہ میرے متعلق یہ خبر اڑائی گئی ہے کہ میں یہاں صرف مالیسوری کیتھولک عیسائیوں کو مدد دے رہا ہوں۔ میں یہ کہنے کے لیے خرس ہوں کہ مسٹر کرجین نے اسکی تکذیب کی ہے۔ میں آپ سے اس امر کے بیان کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ سربوں اور جبلیوں (مانٹی نیگریں) دونوں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ”جب زمین ایک بار ہماری ہوجائیگی تو پھر مسلمانوں کا سوال باقی نہیں رہیگا“ (جیسا کہ میں نے جبلیوں کو خاص طور سے بار بار اس فیصلہ کا اعلان کرتے سنا ہے) اس فیصلہ پر عمل درآمد کے لیے نہایت وحشیانہ طور پر ایسی کارروائی شروع کر دی ہے، جس کی وجہ سے مسلمان آبادی کا یہاں رہنا غیر ممکن ہو جائے۔

وہ صرف یہی نہیں کرتے کہ تمام گاؤں کو جلا دیتے ہیں بلکہ گھروں کی دیواروں کو ڈھا کے پتھروں کا ایک ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ وہ لباس میں سے ایک کپڑا بھی نہیں چھوڑتے، لڑتے کے مال کے برجہ سے خمیدہ کمر جبلی عورتیں حق و جرق پارڈگورٹز آ رہی ہیں۔ ایک بوسینی فدا کار (والڈنیر) نے، جس نے ولایت قوسہ کو لٹتے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا، نہایت تلخی سے بیان کیا کہ ”ایک جبلی عورت ایک قمیص چرانے کے لیے سو کلو میٹر زمین طے کرے آئیگی!“

یہ لڑک بالکل بے رحم ہیں۔ جب میں نے ایک عورت سے، جو چند بچوں کے کپڑے لڑتے لائی تھی، کہا: ”بچے سردی کے مارے مر جائیں گے“ تو اس نے جواب دیا: ”خدا نے چاہا تو ایسا ہی ہوگا، یہ مسلمان ہیں۔ ان کا مرنا ہی اچھا“

جبل اسرد نے یورپ سے بازار بلند فریاد کی کہ اسکو پہلانے کے لیے سقراطی کے قرب و جوار میں زرخیز میدان درکار ہیں۔ جب یہ اعتراض کیا گیا کہ ”یہ زمینیں بڑی حد تک مسلمان دھاتیوں کی پراڈورت ملکیت ہیں“ تو ہمیشہ یہ جواب ملا کہ ”ان کو چھوڑنا پڑیگا“ ان کو لاشیا جانے دو“

ان بد قسمتیوں کے کھنڈروں کے محاصرے کے لیے ان کے زیتون اور میوے کے درخت کاٹ ڈالے گئے، گرا دیے گئے۔ بہت سے مواقع پر جڑوں میں آگ لگادی گئی کہ پھر دوبارہ نہ اگنے پالیں۔ غرض گھاس، غلہ، تنباکو، سب لوٹا گیا۔ مویشی لیلیجے گئے، باغ ارجاز دیے گئے اور جو کچھ بچا اسمیں آگ لگادی گئی۔

جب سے کہ میں یہاں یکم اپریل کو آیا ہوں، جس قدر سرمایہ مجھے انجمن اعانہ مقدونیہ نے دیا تھا یا میں خریدا جمع کرسکا تھا، اس کو تقسیم کرنا ہوا، گھوڑے پر ایک دیران کیسے ہوئے، مقام سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے مقام پر جاتا رہا ہوں، اس سرمایہ کے علاوہ وہ کپڑے کی گتھریاں بھی نہیں جو میرے بعض انگریز درسوں نے یا برطانی صلیب احمر کے بعض مارکن نے دی تھیں مگر میں برابر مزید تاراج شدہ آبادیوں کو دیکھتا اور ان کے حالات سنتا رہا۔ میرا

سرمایہ تقریباً ختم ہو گیا ہے۔ اس ضلع میں برطانی صلیب احمر کی طرف سے ایک پینڈی بھی نہیں بھیجی گئی ہے۔ پہاڑی نہایت قابل رحم حالت میں نیم برونہ اور نیم فاقہ زدہ، سرری فوج کے نقش قدم پر روزانہ چلے آ رہے ہیں۔ ان میں نصف بالکل کیتھولک ہیں۔ سب نے یکساں تکلیف اٹھائی ہے۔ وہ اپنے فاقہ کش اور خان و ماں برباد خاندانوں کے لیے مدد مانگتے ہیں، میں مجبوراً ان سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے ہمسایوں سے کہیں کہ اب نہ آئیں، کیونکہ سرمایہ ختم ہو گیا ہے۔

ان کے علاوہ مجمع جبلی (مانٹی نیگریں) سرحد کے اندر ۲-۳ سر گھروں کے لیے، جو بالکل جلا دیے گئے ہیں، ضروری اپیل کرنا ہے۔ یہ تمام مسلمان ہیں۔ سقراطی کے مشرق میں کیتھولک گھروں کی ایک تعداد ہے جس کو جبلیوں نے بالکل تاراج کر ڈالا ہے۔ لیکن جو گھر صرف لوٹے گئے اور جلائے نہیں گئے، ان کو میں مجبوراً مدد دینے سے انکار کر دیتا ہوں، گو ان کی حالت بھی سخت قابل رحم ہوتی ہے۔ جن مظلوموں کی میں نے مدد کی ہے انہیں سے تین ربع مسلمان تھے۔ ان واقعات پر مجمع اس اضافہ کرنے کا اور بھی افسوس ہے کہ جبل اسرد میں پارڈگورٹز کے گورنر نے سرحد کے ان مسلمانوں کو جن کے گھر جبلیوں نے جلائے تھے، غذا وغیرہ پہنچانے سے رزکا..... گومیچی کے تمام مہاجرین بیان کرتے ہیں کہ وہاں مسلمانوں کو بھڑارتھو دکس بنانے کا سلسلہ جاری ہے۔ ترغیب کے ذرائع، تازیانے اور بالآخر موت کی دھمکی ہے۔ مسلمان بچوں کو ان کے والدین کی مرضی یا اجازت کے بغیر گرجوں میں اصطباغ دیا گیا ہے.....“

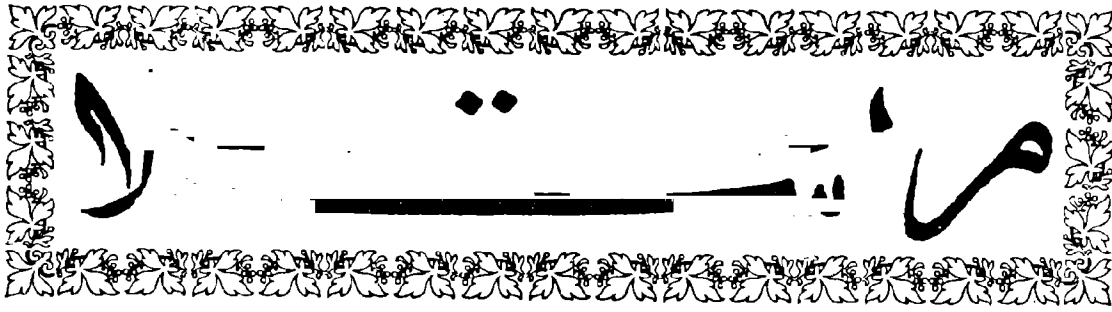
بلغاریا کے خونخوار جرگے

جب تک مسلمانوں پر مظالم ہوتے رہے یورپ کے کسی اخبار نویس کو ان پر رحم نہ آیا، لیکن ستم پیشہ بلقانیوں نے جب خود اپنے ہم مذہب نصرانیوں پر مشق جفا شروع کی تو دنیاوی صحافت (یورورپین پریس) میں وارپلا مچ گیا۔ نیر ایسٹ بلغاریوں کی نسبت لکھتا ہے:

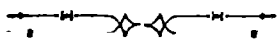
”اس امر کی شہادت نہایت قوی ہے کہ بلغاری بڑی بے رحمی سے عورتوں، مردوں، اور بچوں کو ذبح کر رہے ہیں، اپنی واپسی میں جس شہر یا گاؤں سے گذرتے ہیں اس کو خاک سیاہ کر دیتے ہیں۔ جو کچھ ہم یہاں سنتے ہیں اگر اس کا ایک عشر بھی صحیح ہے تو وہ دوسری قوموں پر حکومت کرنے کے لیے موزوں نہیں، وہ اپنے حذر کے اندر جس قدر جلد ہٹا دیے جائیں اسی قدر بہتر ہے۔ اب تک انہوں نے نہایت ناراضی کے ساتھ ان تمام حرکات سے انکار کیا ہے، اور ان کا الزام سرکاری طور پر ان خانہ بدوش جرگوں پر ڈالا گیا ہے جو (اسی طرح کے یونانی جرگوں کے ساتھ مل کے) مقدونیا کے حق میں زمانہ دراز سے ایک عذاب بن رہے ہیں۔ مگر یہ ایک کہلا ہوا راز ہے کہ حکام نے ان جرگوں کو غیر بلغاریوں کے قلع و قمع کے لیے استعمال کیا، گوسرکاری طور پر اس سے انکار کیا گیا ہے۔

اگر شاہ فرڈیننڈ اپنے مقدونیہ رتھریس کے درے میں، جس کو تین یا چار مہینے ہوئے، ان خونخوار جرگوں سے مختلف مواقع پر، علانیہ معانقہ اور بوسوں کے بدلے، ان میں سے چند مشہور بد معاشرہ کو پھانسی دیدیتے (جیسا کہ حال میں ترکوں نے دوبارہ قبضہ تھریس کے بعد چند ہاشی بزرگوں کے ساتھ کیا) تو یہ انکار ایک حد تک تسلیم کیا جا سکتا تھا۔

ہیڈ کوارٹر سے ایک تار اس مضمون کا شائع ہوا ہے کہ ڈاکسینڈ نامی ایک مقام کی ۳۰ ہزار آبادی میں سے ۲۵ ہزار نہایت وحشیانہ طریقے سے ذبح کر دیے گئے ہیں۔ شاہ قسطنطنیہ نے قزاق کے قونصلوں کو عین موقع پر بلایا ہے تاکہ وہ خود آئے اس کی تصدیق کریں“



فتنہ شام



(جناب محمد فضل امین صاحب)

عہد قدیم کے استبداد نے بے خبری و غفلت کے زیر سایہ دولت عثمانیہ کو ہر حیثیت سے مجموعہ ضعف و کمزوری بنادیا، فرنگی مشنوں کو مدت دراز سے ملک شام و فلسطین میں اپنی ریشہ درا زیوں کا مرقعہ مل گیا ہے۔ جب سرجون ہیوت نے مصلحت ملکی کے لحاظ سے توم ہارن سکول ڈیزکو جو الہ آباد کے میٹریکولیشن کے نصاب تعلیم میں شامل تھی، درس سے خارج کرنا چاہا تو انہوں نے کہا تھا کہ ”جب ایک اسکات ماہر فن تعلیم نے الہ آباد کالج کی لائبریری میں اس کتاب کا نسخہ دیکھا تو اس نے نہایت تعجب سے کہا کہ: ایسی کتاب اور دارالفنون ہندوستان کی لائبریری میں!!“ مگر قسطنطنیہ اور بیروت میں جتنے امریکی و فرنگی مدارس ہیں انکے کتب خانے دنیا بھر کے بغارت افریں لٹریچر کا مخزن بنے ہوئے ہیں۔ ان مشن کالجوں کے تعلیم یافتہ عرب جو مذہباً عیسائی ہیں ہمیشہ سے اسلامی سیادت کی مخالفت کرتے چلے آئے ہیں اور ان میں سے اکثر لوگ امریکہ میں جا آباد ہوئے ہیں۔

سذہ ۱۳۰۰ ہجری میں، جب مسلمانوں کی لڑائی اہل فارس نے ہو رہی تھی، تو عیسائی قبائل عرب بھی مسلمانوں کے ساتھ ہو کر عربی عصیت کیلئے اہل فارس سے لڑے تھے، مگر آج فرانس و امریکہ کے مکاتب و مدارس نے ان عربوں کو بھی بے حیثیت بنا دیا ہے۔

گذشتہ واقعات نے بتادیا ہے کہ اقوام اسلام کی فلاح و بقا، خواہ وہ عرب ہوں یا عجم، دولت عثمانیہ کے ساتھ وابستہ ہے، اسلیئے مسلمان عربوں کا فرض ہے کہ حفظ دین و اعتصام بعہد اللہ المتین کو راجب سمجھ کر فتنہ کو دبا لیں، والفتنة اشد من القتل

فان الفار بالعدوین تذکی

وان العرب اولہا کلام

جب مسلمان یہ دیکھتے ہیں کہ عربوں کا تعلیم یافتہ گروہ دولت عثمانیہ کا بدخواہ ہے، تو ان کو نہایت صدمہ ہوتا ہے، ارورہ اپنے بے گناہ عرب بھائیوں سے مایوسی بلکہ نفرت کا اظہار کرتے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ اس طعن و تشنیع کے مستحق عرب نہیں بنے عیسائی ہیں۔

خدا کے فضل سے اب اہل عرب کی آنکھیں کھلتی جاتی ہیں، انہوں نے اطالیہ اور فرانس کے انسانیت سوز مظالم کا مبستر ساحل افریقہ پر خوب دیکھا ہے۔ وہ انشاء اللہ ان سبز باغوں کو دیکھ کر کبھی نہیں للچا سکتے، جو دشمنان ملت انکو دکھایا کرتے ہیں۔

ترکی میں عربوں کی ترقی کے لئے ہر طرف راہیں کھلا دیں، ہم دولت عثمانیہ کی تعریف نہیں کرتے، بلکہ حکومت اور سیاست کے

ایشیائی ترکی میں کیا حصہ ملیگا؟

لندن ٹائمز کا خاص نامہ نگار یکم اگست سذہ ۱۹۱۳ ع کی

اشاعت میں لکھتا ہے:

”اسٹیمپا آف تورن کہتا ہے کہ اجتماع کیل (Kiel) کے نتیجہ کے متعلق ابھی تک کوئی سرکاری مراسلت نہیں شائع ہوئی ہے، لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ کس موضوع نے دو بادشاہوں اور ان کے وزیروں کو مشغول کر رکھا ہے؟

جو مسئلہ زیر بحث ہو سکتا ہے وہ صرف ایک، اور ہمارے آجکل کے ڈپلومیٹک مسائل میں سب سے اہم ہے، یعنی کیا اطالیہ کو تحالف ثلاثی میں اپنی ایشیائی پالیسی کے لیے کوئی بنیاد ملیگی، یا اس مدعا کے لیے اس کو کہیں اور دیکھنا چاہئے؟

ملوک و وزراء کے علاوہ اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کیا نقشہ عمل طے ہوا ہے اور تمیل کے کیا احتمالات ہیں؟ اس اجتماع کے متعلق ذاعاقبت اندیش اشخاص ہم کو اس امید کی اجازت دیتے ہیں کہ اتحاد جرمنی و اطالیہ بعد اتریاٹک میں ہماری جگہ متعین کرنے کے بعد ہم کو میڈیٹیرینین یا لیوانٹ کی طرف بڑھالیکا اور اگر مجمع الجزائر پر نہیں تو کہیں مضبوط زمین پر تو ضرور ہمارے قدم جما دیگا۔ نیز اطالیہ جرمنی کے ساتھ ملکر ترکی کے تصفیہ کو ایک بعید ترین مستقبل کے لیے ملٹری کر دیگی۔ یہ اخبار مستند ہے اور عموماً اس کے خیالات قابل لحاظ ہوتے ہیں۔

اسلام کی خدمت

ادرنہ پر ترک قابض نہ رہنے پائیں

یکم اگست کی اشاعت میں نیر ایسٹ لکھتا ہے:

قسطنطنیہ میں دل کی طرف سے ملاقاتوں کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ (یہ ملاقاتیں ہو چکیں اور ناکام رہیں) لیکن ان ملاقاتوں کی تعبیر دباؤ ڈالنے سے نہیں کی جاسکتی، بلکہ یہ ایک ایسی مداخلت ہوگی جسکا مقصد عثمانی شاہنشاہی کو انجمن اتحاد و ترقی کی خرد کشی کی سیاست سے بچانا ہوگا۔ حلفاء بلقان آپس میں صلح کرنے سے پہلے اس سرحد کی ضمانت کی ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں جو ان کو معاہدہ لندن کی زر سے ملی ہے۔ اگر موجودہ عثمانی وزارت نہیں سمجھے سکتی کہ اس ضمانت کے کیا معنی ہیں، تو پھر دخل ضروری ہو جائیگا، دل یورپ کو جنہوں نے عثمانی شاہنشاہی کے استحکام کی تائید کا اقرار کیا ہے لازم ہے کہ حکمرانوں کو غلطی سے محفوظ رکھنے کے لیے سنجیدہ عملی تدابیر اختیار کریں۔

اگر ادرنہ پر دوبارہ قبضہ اپنے دشمنوں پر ترکی فوج کی برتری سے انجام پذیر ہوا ہوتا تو تخیل کا سوال نہ تھا، لیکن اس میں اگر کوئی برتری ہے تو وہ انور پاشے کی ارزان فتح سے زیادہ نہیں، اسی (ادرنہ) پر ترکوں کے قابض ہوجانے سے سواد قسطنطنیہ ریاستہائے بلقان کے قبضہ کے خطرہ میں ہوسکتا ہے، لہذا اس وقت برطانیہ اسلام کی زر سے اچھا کر رہی ہے اگر وہ باب عالی سے ایک ایسا سوال کرتی ہے جو مسلمانان ہندوستان نہیں کرسکتے، وہ سوال کیا ہوگا؟ یہی کہ باب عالی ادرنہ کو خالی کر دے، کیونکہ ظاہر ہے کہ یہ ایک عظیم الشان اسلامی خدمت ہے!!

مطالبہ حق پر ازاد

(جناب رحیم قدوائی)

”دنیا کی قومیں اپنے ہی بل پر ترقی کرتی ہیں۔ اگر ان کی آزادی چھین لیجائے تو وہ صرف اپنی ہی کوششوں اور سرگرمیوں سے اس نعمت کو واپس لے سکتی ہیں۔ کوئی قوم دنیا میں محفوظ نہیں رہ سکتی جب تک کہ وہ اپنی ذات سے طاقتور نہ ہو۔ جو قومیں اپنی ترقی کی حفاظت میں غیر رنگی محتاج ہیں، انکی زندگی نہایت خطرناک ہے، اور وہ کبھی ترقی اور کامیابی کی بلندی پر نہیں پہنچ سکتیں۔“

یہ وہ عظیم الشان فقرہ ہے جو (مصر) کے نامور محب وطن اور ریقارمر (مصطفیٰ کامل پاشا مرحوم) کی زبان سے نکلا تھا، اور جس نے مصر کی سرتی ہوئی مخلوق کو چونکا دیا تھا۔ یہ وہ زبردست الفاظ ہیں جن کی تصدیق خود کلام پاک کرتا ہے۔

اس مسئلہ پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ آیا ہم کو بذات خود متحرک ہونا چاہیے یا اپنے تمام اقتصادی، سیاسی، اور مذہبی معاملات کا بوجھ گورنمنٹ کے سر صرف اس امید و توقع پر ڈال دینا چاہیے کہ وہ ہماری وفاداری کے صلے میں ہم سے خود ہی اچھا برقاؤ کرے گی؟

وہ کرناہ بین اور سطحی نظر رکھنے والے حضرات جن کا یہ خیال ہے کہ گورنمنٹ ہماری بیجا خوشامد اور غلط چاپلوسی سے ہم پر اپنے الطاف و عنایات کی بارش کرے گی اور جو صرف اسی پالسی کو اپنا منہاںہ خیال بنائے ہوئے ہیں، شاید انہوں نے ایک بہت بڑے مدبر کے اس قول کو نہیں سنا کہ ”جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انگریز بے ایمانوں، نمک حراموں کو پسند کرتے ہیں، اور ان کو عزت و محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں، وہ سخت دھوکے میں ہیں۔ یہ سچ ہے کہ ان لوگوں سے جو اپنی قوم سے نمک حرامی کرتے اور اپنی ملت کی خدمت سے منہ چراتے ہیں، اپنا کام نکال لیتے ہیں، مگر وہ ان کو نہایت نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔“ ایسے قوم فرروں کے مضبوط پنجے سے اب وہ رقت آگیا ہے کہ قوم کو رہائی مل جائے۔ جو اپنے تمام دین و دنیا کی امیدوں کو ایک فرضی خوشامد کی صورت میں تبدیل کیے ہوئے ہیں۔ ان سے ہم کو صاف الفاظ میں کہہ دینا چاہیے کہ: بس! ہم آپ کے پر فریب تہیکوں سے بہت زمانے تک سوتے رہے، اب آپ خود ہوشیار ہو جائیں کہ ہم جاگے والے ہیں، اب ہم صرف خوشامد ہی پر قناعت نہ کریں گے، بلکہ اپنی عزت قائم رکھنے کیلئے کچھ عملی کارروائی بھی کرنا چاہتے ہیں۔ زمانہ اب صرف باتیں بنانے ہی سے موافق نہیں ہو سکتا بلکہ کام کرنے سے۔ آپکی خوشامد اور چاپلوسی کا نتیجہ آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے، آپ بہ بانگ دہل چلا چلا کر یہ فرماتے ہی رہے کہ ”دیکھیے دیکھیے ہم وفادار ہیں۔ ہمارے فلاں فلاں ہائیوں پر ظلم ہو رہا ہے، اسکو اپنی ڈپلومیسی کی مشینبری سے (رکے) ورنہ ہمارا دل دکھے گا۔“ منہ کبھی اپنی ہمسایہ قوموں سے میل نہیں بڑھا یا، ہر بات میں انکے مخالف رہے، آپ کی ہاں میں ہاں صرف اسلیئے ملائے رہے کہ ہم سے آپ خوش رہیں، اب ہم پر فلاں ظلم ہو رہا ہے اس کا جلد انتظام کیجئے، مگر انسوس کہ

دروازے آسنے سب کے لیے کھول رکھے ہیں، کہوں کہ اگر وہ ایسا نہ کرتی تو وہ اسلام کی خلاف ورزی کی مرتکب ہوتی، ہمارے مذہب نے ترک، عرب اور عجم، سب کے جنسی و قومی و نسلی تفرقے مٹا دیے ہیں۔

ہم نہایت حیرت سے سنتے ہیں کہ عیسائی عرب سے جو ہمیشہ سے شوزہ پشت چلے آئے ہیں، آج ہمارے عثمانی بھائیوں سے ۱۹۰۶ء کے خرچ تا قار اور تباہی بغداد کا بدلہ لینے آئے ہیں لیکن دراصل:

تم سے بیجا ہے مجھے اپنے تباہی کا گلہ
اسمیں کچھ شائبہ خربی تقدیر بھی تھا۔

ترک اپنی رعایاے شام سے بوجھ سکتے ہیں کہ آج تک اسلام کی پشت پناہ کونسی قوم بنی؟ صلیبی خطرات سے احلام کیلئے کور، سات سو برس سے اپنے فرزندوں کی قربانی کرنا رہا؟ صلیبی جنگوں کا سماں ابھی ہمیں بھرا نہیں، اور اب بھی دیکھ لے، طرابلس میں اگر جانباز اور بے عزیز بے اور نشأت بے نہوے، تو درندہ خور نصرانیوں کے ہاتھوں اسلام کا افریقہ میں خاتمہ تھا؟ بلقان کے ستم پیشہ عیسائیوں نے صلیبی دشمنی و عداوت کا علم بلند کیا تو انہوں نے کیا کچھ بے حرمتی ہمارے متبرک مقامات کی نہ کی؟ اور روسیوں نے کس کس طرح ہمارے بے گناہ علما اور اشراف و سادات کو تہ تیغ نہ کیا؟ معہد مقدس کی دیواریں اب تک انکی سام گری پر نالیں ہیں

اسی بلقانی سیلاب کو اگر عثمانی نہ روکتے، تو کہا ضمانت تھی کہ وہ دل دھلا دینے والے ارادوں کا پیدش خیمہ نہ پڑتا۔

ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ خلافت موروثی شے ہے، پھر بھی اگر آج تم چاہو کہ جو محبت دنیائے اسلام کو ہفت صد سالہ روایات، عثمانی قربانیوں، اور مجاہدات فی سبیل اللہ کی بنا پر عثمانیوں سے ہے، وہ معر ہو جائے، تو یہ خیال محال ہے۔ ہاں ہم یہ ماننے میں کہ کمزوریوں سے عثمانی بڑی نہیں، مگر اصلاح کا فرض ہم پر بھی اسی قدر واجب ہے جسقدر کہ ایمان و اکابر ترک پر ہے۔ کہتے ہیں ترقی کی نشوونما اسلام کے اصولوں پر نہیں بلکہ وائیٹر (Voltaire) کانٹ (Cont) اور ڈاکٹ (Dersats) کی انقلاب افریں تحریروں پر ہوئی ہے، مگر کاش اے ملت فرروں! تمہیں بسمارک (Bismarck) کی وہ نصیحت یاد ہوتی جو اسنے جرمن ریچسٹاگ (ایوان شوری) میں کی تھی کہ:

”تم انگریزوں کی کرناہ تقلید کو کہیں مفید نہ پاؤ گے، پرشیا کے نظم و نسق سیاست کی بنیاد انگریزوں سے بالکل مختلف ہے“ قومی و مذہبی روایات سے اگر تم بیگانہ تھے، اور یورپ کی تقلید ہی میں تمہیں معراج نصیب ہوتی تھی، تو کاش اس یورپین مدبرا عظم کی نصیحت ہی سے تمہیں غیرت آنی اور تم بھی یہ کہہ سکتے کہ:

”مسلمانو! انگریزوں کی کرناہ تقلید کو تم کہیں بھی مفید نہ پاؤ گے، اسلام کی بنائے سیاست انگلستان کے ایوان پالیٹیکس سے مختلف اور بالکل مختلف ہے“



ترجمہ اردو تفسیر و کبیر

جسکی نصف قیمت اعانہ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی۔ قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارہ الہلال سے طلب کیجیے۔

نفثات مصدور

(جناب غلام حیدر خان صاحب)

(۱) مسلمانوں کے آداب فریضہ حج کی راہ میں مسیحی دنیا کی ندرنی تدبیروں سے جو نئے نئے قاعدے، چپھک کا ٹیکہ، قرنطینے، ایسی کا ٹکٹ، اور اسی قسم کی اور بہت سی کارٹیں مدد راہ ہوتی جانی ہیں کہ مسلمان اس عظیم الشان رکن کے ادا کرنے سے ہمت ہار دیں۔ کیا یہ سب کچھ عثمانی سلطنت کے منشا سے ہو رہا ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو ان مشکلات کو عثمانی سلطنت سے دور کرانا آپ کا فرض ہے۔ اور اگر ایسا نہیں تو دل کا کیا حق ہے کہ حیلہ رومر سے ہم کو ایک اہم مذہبی فرض کے لیے ایک اسلامی ملک میں جانے سے روک دے؟

ہمارا تو ایمان ہے کہ حج کے ارادہ سے راہ میں جان سے دینے سے بھی ہمارا فرض ادا ہو جاتا ہے، پھر اس حالت میں جو کچھ ہو رہا ہے کمبخت، غنائی رھنماؤں کے ذاتی اغراض و ربح کی خاطر ہو رہا ہے جو قوم کو قعر مذلت میں گرانا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کی دینی حالت نہ معلوم کیسی پست ہو گئی ہے کہ اغیار کے عیب بھی صواب نظر آتے ہیں۔

چند روز سے ایک مسلمان حضرت نے فرمایا کہ ”مجھے ایام حج میں خرب تجربہ ہو چکا ہے کہ عرب کے بدیہی حاجیوں کو بہت سی تکلیفیں پہنچاتے ہیں مگر جہاں فرنگیوں کا انتظام ہے وہاں ہر طرح کی آسائش ہے (حاجی صاحب کو کیا معلوم کہ قرنطینوں میں ایک ایک پیسے کے عوض نئی کٹی روپے خرچ ہوتے ہیں) عرب جیسے تمام اسلامی ممالک پر اگر فرنگیوں ہی کا عمل دخل ہو جائے تو تمام تکلیفات رفع ہو جائیں، اور بدوؤں سے بھی نجات مل جائے۔“

مجم حاجی صاحب کے اس خیال سے سخت ملال ہوا کہ یہ الہی ہم مسلمانوں کی کیا حالت ہے۔ رات کو اس رنج کی حالت میں القا ہوا کہ گویا مرہبت الہی مجھے خطاب کرے کہ رہی ہے کہ: کیسے مسلمان ہیں؟ ڈھائی سو روپیہ حج کے لیے ہلے باندھے اور چلے خدا پر احسان کرنے! خدا تمہارے رویوں کا ہوا نہیں، اگر وہ چاہتا تو اپنے گھر کو دنیا میں ایسے اعلیٰ مقام میں جگہ دیتا جہاں بجز باغوں اور بہشتوں کے کچھ نہ ہوتا، وہاں بجائے بدوؤں کے ملائکہ ہی نظر آتے۔

مگر وہ تو صرف تمہارے دلوں اور تمہاری محبتوں کا اندازہ کرتا ہے کہ اوس کی راہ میں تم کہانتک اپنی عزیز جانیں خطرے میں ڈال کر اوسکے گھر کی زیارت کے عزم میں ثابت قدم رہتے ہو۔ جو اوسکے بندے ہیں اُنکو تو تلوں کے دھانوں میں بھی بہشت ہی نظر آتی ہے، وہ اگر چاہے تو اپنے بندوں کو ایک طرفۃ العین میں اپنے حرم کی سیر کرادے، میں بیدار ہوا تو میرے بدن پر ایک لوزے کی سی حالت طاری تھی۔

(۲) میں نے یہ خبر پڑھی تھی کہ سرحدی اقوام ہوتی مردان و کروات کے علاقہ کے پانچ پانچ سو آدمیوں کے جگر کے اپنے اپنے ضلع کے قبائلی کمشنروں کی خدمت میں اس مضمون کی درخواست کی تھی کہ ”ہم میں اور گورنمنٹ انگریزی میں عہد و پیمان ہے کہ جو ہمارے دوست وہ اُس کے دوست اور جو اوس کے دشمن وہ ہمارے دشمن، اب چونکہ ظالم بلقانیوں نے ہمارے مسلمان بھائیوں پر طرح طرح کے مظالم کیے ہیں، زن و بچہ، بیمار و ضعیف، ناتوان و ناچار سب کو قہ تیغ کر رہے ہیں اور

آپنی مثال بجنسہ اُس مسافر کی طرح ہے جو ریل کے سامنے سے نکل جانے پر ایک عجیب بے بسی کے انداز سے منہ بذاکر رہ جاتا ہے، اور جو صرف اپنی ذرا سی غفلت کی وجہ سے اس حالت کو پہنچا۔

خدا کرے کانپور کا قابل نفرت حادثہ اب بھی مسلمانوں کے لیے تازیانہ عبرت ہو۔ وہ اب بھی خبردار ہو جائیں، اور اپنے حقوق کی حفاظت بجائے غیروں کے سپرد کر دینے خود اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب تک ہندوستان کے تمام مسلمان ہم آواز ہو کر گورنمنٹ سے زور اور اصرار کے ساتھ کوئی بات نہ کہیں گے اُنکی عرضداشت اور درخواست پر کان نہ دھرا جائیگا۔ بابو سرندر ناتھ بنرجی نے ایک مرتبہ کہا تھا۔

”ہم کو ہم آہنگ ہو کر صاف صاف بلا غلط فہمی پیدا کیے ہوئے بولنا چاہیے۔ اُس وقت ہماری آواز سے کوئی چشم پوشی نہیں کر سکتا۔ رہی رقت ہو کہ ہم انگریزوں سے اصرار کر سکیں، اور انگریزوں کے سامنے اپنے حقوق پیش کر سکیں، بلکہ اگر ضرورت ہو تو خود ملک معظم کی خدمت میں عرض کر سکیں گے۔“

مصطفیٰ کامل پاشا مرحوم کا مقولہ تھا: ”حاکم کا برتاؤ معکوم کے ساتھ ریسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ معکوم کا حال ہو۔ جب حکم ران لوگ اپنے معکوم جماعت کو دیکھتے ہیں کہ وہ برائے نام زندہ ہے، مگر حقیقت میں مردہ ہے، اور زبانوں سے جو کچھ کہتے ہیں اُس کا یقین اُن کے دل میں نہیں ہوتا، اپنے حقوق کا مطالبہ وہ حق داروں کی طرح نہیں بلکہ دریوزہ گروں اور گداؤں کی طرح کرتے ہیں تو حکمران مغرور ہو جاتے ہیں اور اپنے معکوم لوگوں کو جانور سمجھ کر اُن سے جانوروں ہی کی طرح برتاؤ کرتے ہیں۔“

پس اگر ہم آپ زندہ رہنا چاہتے ہیں تو صرف اسی طرح سے ہماری زندگی ممکن ہے کہ ہم اپنے حقوق کی حفاظت خود اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ خائوں اور قوم فرزوں کی بات نہ سنیں، اپنے حقوق کا مطالبہ بہت استقلال اور مردانگی سے کریں۔ اور کبھی حق گوئی سے منہ نہ موڑیں۔ یہ خرب اچھی طرح سے سمجھ لیں کہ اگر آپ استقلال اور اصرار کے ساتھ اپنے حق کو مانگئے، اور اُس پر قائم رہے، تو گورنمنٹ کبھی آپکی اس زبردست قومی آواز سے چشم پوشی نہیں کر سکتی۔ لیکن اگر آپ شروع ہی میں فرضی خطرات کے خیال سے گھبرا آئے تو بے بسی کی موت یا بے غیرتی کی ذلیل زندگی کو آنکھوں کے سامنے ہر وقت رکھیں۔ قوم یا ملک کی خدمت میں سب سے پہلے ایثار نفس کی ضرورت ہے۔

دور منزل لیلی کہ خطراست بجاں
شرط اول قدم آنست کہ معنوں باشی

غبطہ الناظر

سوانح عمری شیخ عبد القادر جیلانی (رض) عربی زبان میں تالیف ابن حجر عسقلانی۔ خدا بخش خاں کے کتب خانے کے ایک نایاب قلمی نسخہ سے چھاپی گئی۔ کاغذ ولایتی صفحہ ۵۶ قیمت صرف ۸۔ اُنہ علاوہ معصوم داک۔ صرف ۵۰ کاپیاں رہ گئی ہیں۔ ملنے کا پتہ۔ سپرنٹنڈنٹ۔ بیکر ہوسٹل داکخانہ دھرم تلہ۔ کلکتہ۔



تایخِ حیاتِ اسلامی

کا ایک ورق



ذراعائے مہاجرین عثمانیہ

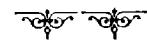
(از جناب ملک حسین بخش صاحب مریض اردپ تحصیل ضلع گوجرانوالہ)

جناب مکرم - میرا بیٹا صلاح الدین بعمر ۳ - سال ' دو ماہ سے سخت بیمار ہے ' ۳ - روپیہ صدقہ ارحال کیا جاتا ہے ' اسکو چندہ ترکش ریلیف فنڈ میں شامل فرمائیں -



(از جناب اہلیہ شیخ فیض بخش صاحب قصہ اترولی - ضلع علیگڑہ)

مکرمی - تسلیم - میرے طرف سے مبلغ ایک روپیہ مہاجرین ترکی کے خدمت میں بھیج کر مشکور فرمائیں ' اور عزیزی برخورداری سجادی بیگم کے طرف سے ۸ - آنے جو ارسلے جمع کیے تھے اور بھیجتی ہے روانہ فرمادیجئے - جو پاکت خرچ برخورداری کو ملتا ہے ' اس میں سے ارسلے واقعی اصلی نیت سے جمع کیے ہیں - والسلام -



[بقیہ مضمون صفحہ ۱۷ کا]

خلافت اسلامیہ کے محافظ حرمین شریفین ہے ' سخت خطرے میں ہے ' اس لیے سرکار کو لازم ہے کہ ہمارے خلیفہ کی امداد کرے اور اگر سرکار کسی وجہ سے معذور ہے تو ہم کو راستہ کی اجازت دے گا کیونکہ ایسی حالت میں ہم لوگوں پر گھر میں بیٹھے ہی بیٹھے جہاد فرض ہو گیا ہے ' جواب میں انکو اطلاع دی گئی کہ "اب صلح کی کوششیں ہو رہی ہیں اور بصورت عدم صلح مناسب صلاح دیجائے گی"

لیکن چونکہ ہنوز جنگ کا قطعی خاتمہ نہیں ہوا ہے اور بقرول لندن ڈائمنڈ اندیشہ ہے کہ شاید پہلی جنگ سے بھی زیادہ ہولناک معرکہ چھڑ جائے - لہذا جو اصحاب اس دینی فرض کے لیے اپنی عزیز جانوں کو راہ خدا میں قربان کرنے کو طیار ہوں ' میں اگرچہ غریب آدمی ہوں لیکن مبلغ ایک سو روپیہ ایسے ایسے پانچ فدائیان اسلام کے لیے بطور زادراہ جناب کے پاس جمع کرانے کا جو اپنی درخواستیں معتبر خزانہ کی تصدیق سے جناب کی خدمت میں ارسال کرائیں گی - اگر ایسی تحریک جاری ہو جائے اور ہر ایک ندائی کے لیے قسطنطنیہ تک پہنچنے کا کافی زادراہ ہم پہنچ جائے تو یہ ایک بہت بڑا کام ہوگا -

(۳) حکام کا اپنے حکم پر اصرار اور ہمارے لیڈروں کی ایمانی کمزوریوں سے جو کچھ مسجد کانپور کا حشر ہوا رہا ظاہر ہے ' اور جو آئندہ معابد کا حال ہونے والا ہے وہ بھی ظاہر ہے - آخر رالی دولت خدا داد افغانستان بھی تو مسلمانوں کے دوسرے درجہ کے خلیفۃ المسلمین ہیں اور ہماری گورنمنٹ کے ہم سایہ اور دوست بھی ہیں ' کیا مناسب نہیں کہ اس مسئلہ میں ان سے رجوع کیا جائے ؟

[۱۸]

فہرست ذراعائے مہاجرین عثمانیہ

(۱۱)

از جانب انجمن اسلام (راؤ ترا پور ضلع کٹک)
(بہ تفصیل ذیل)

پالی آنہ روپیہ

جناب شیخ منصور صاحب سکریٹری	۰	۲	۱
انجمن مذکور	۰	۰	۱
جناب شیخ غلام غوث صاحب (راؤ ترا پور)	۰	۰	۱
جناب مرزا محمد یوسف	۰	۰	۱
جناب مرزا معصوم بیگ	۰	۰	۱
جناب شیخ گمانی محمد صاحب	۰	۰	۱
جناب منشی تراب خاں صاحب	۰	۰	۱
جناب منشی یقین محمد صاحب	۰	۰	۱
دیگر باشندگان (راؤ ترا پور)	۰	۳	۴
جناب منشی عذایت علیخان صاحب	۰	۰	۱
(دیٹر پوری)	۰	۰	۱
دیگر باشندگان (دیٹر پور)	۰	۷	۴
جناب شیخ بیدکن صاحب باشندہ کورانگ	۰	۰	۱
جناب ناظر محمد صاحب	۰	۰	۱
جناب نجیب خاں صاحب	۰	۱۲	۰
جناب فقیر محمد بلنتا	۰	۸	۱
جناب شیخ رحیم ناگبالی صاحب	۰	۰	۱
جناب سید امیر صاحب فقیر پازا	۰	۰	۱

(میزان ۲۳ روپیہ)

جناب شہاب الدین احمد صاحب - کوسی گیا	۰	۰	۱
جناب منیجر صاحب میگزس - قادیان	۰	۱۵	۱
جناب سید وردہ صاحب - بریں	۰	۰	۲
جناب سید فخر اللہ صاحب ہنگی	۰	۰	۱۰
جناب محمد ہاشم صاحب	۰	۰	۵
جناب محمد عبد الغفار خاں صاحب	۰	۰	۲۵
چھپڑا - راجپوتانہ	۰	۰	۲۵
بزرگان بانکا ضلع بہاگل پور بدیعہ	۰	۰	۲۷
جناب عبد الحمید خاں صاحب	۰	۰	۲۷
جناب ملک حسین بخش خاں صاحب	۰	۰	۳
مرضع اروپ - گوجرانوالہ	۰	۰	۱۰
جناب سید یوسف صاحب - بہر پال	۰	۰	۲
جناب نبی بخش صاحب - ہرشیار پور	۰	۸	۲

معرفت جناب غلام محمد صاحب

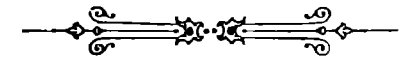
(بہ تفصیل ذیل)

جناب محمد بخش صاحب	۰	۸	۰
جناب حبیب اللہ صاحب	۰	۴	۰
جناب کھیڑا ز مہدار صاحب	۰	۱۲	۰
جناب مہربی اللہ صاحب	۰	۸	۰
جناب کریم صاحب	۰	۴	۰
جناب سید تاجمل حسین صاحب	۰	۴	۰
جناب حاجی صاحب ہسکی	۰	۸	۰

ہذا جاتر الناس ، و ہدی و رحۃ لقوم یوقنوت ۱

(۱۹ : ۳۵)

بصائر



ایک ماہوار دینی و علمی مجلہ

جس کا

اعلان پہلے ”البیان“ کے نام سے کیا گیا تھا ۔

وسط شوال سے شائع ہونا شروع ہو جائیگا

ضخامت کم از کم ۶۴ صفحہ - قیمت سالانہ چار روپیہ مع معصور ۔

خریداران الہلال سے : - - - روپیہ

اسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن حکیم اور اس کے متعلقہ تلم علم و معارف پر تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے - اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کرے ، جن کی وجہ سے مرجوحہ طبقہ روز بروز تعلیمات قرآنیہ سے نا آشنا ہوتا جاتا ہے ۔

اسی کے ذیل میں علوم اسلامیہ کا احیاء ، تاریخ نبویہ و صحابہ و تابعین کی ترویج ، آثار سلف کی تدوین ، اور اردو زبان میں علوم مفیدہ حدیث کے تراجم ، اور جرالد و مجلات یورپ و مصر پر نقد و اقتباس بھی ہوگا - تاہم یہ امر ضروری ہوئے ، اور اصل سعی یہ ہوگی کہ رسالے کے ہر باب میں قرآن حکیم کے علوم و معارف کا ذخیرہ فراہم کرے - مثلاً تفسیر کے باب میں تفسیر ہرگی ، حدیث کے باب میں احادیث متعلق تفسیر پر بحث کی جالیگی - آثار صحابہ کے تحت میں تفسیر صحابہ کی تحقیق ، تاریخ کے ذیل میں قرآن کریم کی تنزیل و ترتیب و اشاعت کی تاریخ ، علوم کے نیچے علوم قرآنیہ کے مباحث اور اسی طرح دیگر ابواب میں بھی وہی موضوع رحید پیش نظر رہیگا ۔

اس سے مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کے سامنے بدفعہ واحد قرآن کریم کو مختلف اشکال و مباحث میں اس طرح پیش کیا جائے کہ عظمت کلام الہی کا وہ اندازہ کر سکیں - و ما ترفیقہ الا باللہ - علیہ توکلت والیہ انیب ۔

القسم الی دبی

یعنی دو البصائر ، کا عربی ایڈیشن

چر

وسط شوال سے شائع ہونا شروع ہو جائیگا

جس کا مقصد رحید جامعہ اسلامیہ ، احیاء لغۃ اسلامیہ ،

اور ممالک اسلامیہ کے لیے مسلمانان ہند کے جذبات

و خیالات کی ترجمانی ہے ۔

الہلال کی تقطیع اور ضخامت

قیمت سالانہ مع معصور ہندوستان کے لیے : ۲ - روپیہ ۸ - آنہ

ممالک غیر : ۵ - شلنگ ۔

درخواستیں اس پتہ سے آئیں :

نمبر (۱۴) - مندوب پریس - کلکتہ

پائی آنہ روپیہ

۸	-	جناب خدا بخش ولد رکن الدین صاحب
۱	-	جناب غلام محمد صاحب
۱	-	جناب نواب سبزی فروش صاحب
۴	-	متفرق بروز جمعہ
۲۲	۱۲	قیمت زیور بند اہلیہ فرزندہ محمد اسماعیل
۴	-	قیمت چرم قربانی از جک بیگ
۸	-	متفرق بروز جمعہ
۸	-	از با با بلرج
۱	-	جناب حافظ اللہ بخش صاحب
۱	-	جناب مرزا غلام نبی صاحب
۱	-	جناب لوزیں کشمیری
۲	-	جناب نظام الدین زمیدار صاحب
۱	-	جناب منشی نواب الدین صاحب
۹	-	متفرق جمعہ
۱	-	جناب میاں کریم بخش کشمیری صاحب
۲	۲	متفرق

(از تصدہ جانی ضلع سیالکوٹ)

معرفت جناب لال دین از داماد

۴	-	سبزی فروش
۲	-	جناب محمد نصیر پسر منشی نواب دین
۱	-	کتب فروش
۱	-	مسماں رحیم بی بی معلمہ زنانہ
۱	-	جناب محمد اقبال ولد منشی نواب صاحب
۱	-	کتب فروش
۱	-	جناب غلام رسول صاحب طالب علم
۱	-	جناب جیون کشمیری صاحب ولد پیر بخش
۲	-	جناب میاں حسن محمد سکہ دار صاحب
۴	-	جناب شیخ نظام دین صاحب
۲	-	جناب اللہ بخش صاحب
۵	-	جناب مفتی محمد سعید صاحب
۵	-	بتقریب ختنہ فرزند خرد
۳	-	جناب حافظ اللہ بخش صاحب مدرس
۲۵	-	معرفت جناب محمد اسماعیل صاحب
۲۵	-	مدرس گورنمنٹ اسکول گجرات

میزان ۶ - ۲۱۰

سابق ۷ - ۸۹۴۲

کل ۱۳ - ۸۸۵۲

(از جناب میر حبیب اللہ صاحب اور سیر سالہ کذ)

۹ جولائی سنہ ۱۹۱۳ ع کے الہلال میں فہرست اعانہ مہاجرین

کی مہزل غلط ہے ۔

۶ - ۷ - ۸۱۷

۶ - ۱۳ - ۵۱۰۲

۵ - ۵ - ۵۹۲۰

چندہ وصول شدہ

میزان سابقہ

میزان

کل میزان مبلغ - ۵۹۲۰ روپیہ - ۵ آنہ ہوتی ہے مگر اخبار میں

۲۰۸۵ روپیہ - ۵ آنہ درج ہے مبلغ - ۱۸۰ روپیہ کی غلطی ہے ۔



[۲۵]

۱۔ لائن

نمایش دستکاری خواتین ہند

حسب ہدایت ہر ہالینس نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ سی - آئی - جی - سی - اس - آئی - جی - سی - آئی - اے - اعلان کیا جاتا ہے کہ نمایش دستکاری خواتین ہند بسرپرستی علیا حضرت ممدوحہ شروع ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۴ ع بمقام بھرپال منعقد کیجئے گی، لہذا امید ہے کہ تمام خواتین ہند اس نمایش میں گہری دلچسپی ظاہر کر کے ضرور اپنے اپنے ہانہ کی بنائی ہوئی نمایشی اشیاء وسط دسمبر سنہ ۱۹۱۳ ع تک آبرر بیگم صاحبہ سکریٹری لیدیز کلب بھرپال سنٹرل انڈیا بھیج کر مشکور فرمالینگی - سکریٹری صاحبہ موصوفہ ہر خاتون کی درخواست پر قواعد نمایش وغیرہ بھیج دینگے -

اس نمایش کے ساتھ ساتھ پھول اور ترکاری وغیرہ کی بھی نمایش ہوگی فقط -

دستخط - اودہ نرائین بسریا

چیف سکریٹری دربار - بھرپال

فہرست اذہ - امات

متعلق

نمایش دستکاری خواتین

بہار - بھرپال

شرح خاص انعامات

تمغہ طلائی - کسی طبقہ کے سب سے اچھے کام کے لیے جو کسی زنانہ اسکول کی طالبات کا بنایا ہوا ہو -

تمغہ نقرہ - اسکے بعد کسی طبقہ کے سب سے اچھے کام کے لیے جو وسط ہند کے کسی زنانہ اسکول کی طالبات کا بنایا ہوا ہو -

تمغہ طلائی - کسی طبقہ کے سب سے اچھے کام کے لیے جو بھرپال میں رہنے والی کسی ہندوستانی بی بی کا بنایا ہوا ہو -

تمغہ نقرہ - اسکے بعد کسی طبقہ کے سب سے اچھے کام کے لیے جو وسط ہند میں رہنے والی کسی ہندوستانی بی بی نے بنایا ہو -

شرح کام و انعامات

۱ - لیس کا کام ایک تمغہ طلائی - دو تمغہ نقرہ - تین تمغہ برنز یعنی کانہ -

۲ - قدرتی تھریڈ یعنی کپڑے کے

دھانکے نکالنے کا کام بنانا دو تمغہ نقرہ - تین تمغہ برنز -

۳ - کلاہن کا کام سنہری و زرہیلی ایک تمغہ طلائی - تین تمغہ برنز -

۴ - سوزن کاری (کین رس -

سائین - ریشم - مضمحل -

جالی - یالین پر) ایضاً

۵ - کرکھی کا کام (سرتی) ایک تمغہ نقرہ - دو تمغہ برنز -

۶ - ایضاً (اونی) ۳ - تمغہ برنز -

۷ - بنائی (تنگ) کا کام

(- رتی یا اونی) ایضاً

۸ - رین یعنی نیتہ کا کام ایک تمغہ نقرہ - دو تمغہ برنز -

۹ - نقاشی (کسی چیز پر ہو)

۱۰ - ارن - کپڑے - روٹی یا مٹی

کے نمونہ پھول - پھل اور

پرسوں کے دو تمغہ برنز -

۱۱ - کشیدہ کا کام ایک تمغہ طلائی - ایک تمغہ

نقرہ - دو تمغہ برنز -

۱۲ - پرت کا کام (بیدرک) ... ایضاً

۱۳ - تصویریں کو کپڑے پہنانا ... ایک تمغہ نقرہ - دو تمغہ برنز -

۱۴ - واٹرکلر اور آئل پینٹنگ

(تصاویر) آبی و روغنی) ... دو تمغہ طلائی - ایک تمغہ نقرہ -

۱۵ - کریول درک ایک تمغہ طلائی - ایک تمغہ

نقرہ - دو تمغہ برنز -

۱۶ - دیگر درک ایضاً

۱۷ - پھول دو تمغہ نقرہ

۱۸ - ترکاری دو تمغہ نقرہ

(دستخط) آبرر بیگم

سکریٹری پرنس آف ویلز لیدیز کلب - بھرپال

جارج پنجم بفضلہ فرمان رواے

سلطنت متحدہ برطانیہ عظمی و ائر لینڈ و برٹش

مملکت ہائے ماوراء البحر ملک حامی

ملت و قیصر ہند

ہائی کورٹ آف جوتیکچر ممالک مغربی

و شمالی بمقام الہ آباد

(آرڈر ۴۱ قاعدہ ۱۴ ایکٹ نمبر ۵ بابت سنہ ۱۹۰۸ ع

و قاعدہ ۲۴۰ و ۲۴۱)

سیغہ اپیل دیوانی

اپیل درہم نمبر ۸۷۳ بابت سنہ ۱۹۱۲ ع - مرجوعہ

یکم ماہ جولائی سنہ ۱۹۱۲ ع

حکیم سید عنایت حسین مدعا علیہ ایڈوانٹ مسٹر بذرہ بہاری رکیل بنام

مسماة بلقیس فاطمہ وغیرہ مدعیات - رسپانڈنٹ

اپیل بنارسی دکریمی عدالت اڈیشنل جج ماتحت اول مقام اگرہ

مورخہ ۳۰ ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۲ ع

بمقدمہ اپیل نمبر ۴۹۹ سنہ ۱۹۱۱ ع

بنام

عبد اللطیف ٹھیکہ دار سرپرست مسجد باری (بڑی) لین

کلکتہ - مدعی

رسپانڈنٹ

مطلع ہو کہ اپیل بنارسی دکریمی اڈیشنل جج ماتحت اول

اگرہ اس مقدمہ میں حکم سید عنایت حسین مدعا علیہ ایڈوانٹ

نے پیش کیا اور اس عدالت میں درج رجسٹر ہوا اور اس عدالت

نے تاریخ ۲۱ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ ع واسطے سماعت اس اپیل کے

مقرر کی ہے اور مقدمہ تاریخ مذکور کو یا بعد اس تاریخ کے

جس قدر جلد مقدمہ کی سماعت ہو سکے عدالت کے روبرو پیش

کیا جائیگا اگر خود تم یا تمہارا رکیل یا کوئی اور شخص جو قانوناً

تمہاری طرف سے اپیل ہذا میں جواب و سوال کرنے کا مجاز ہو حاضر

نہ آئیگا تو اس کی سماعت اور تجویز تمہاری غیرحاضری میں

یکطرفہ کی جائیگی *

آج بتاریخ ۲ ماہ اگست سنہ ۱۹۱۳ ع بہ ثبوت مہر عدالت

حوالہ کیا گیا *

نوٹ - طلبانہ قابل اخذ یعنی ۳ - روپیہ حسب باب ۱۷

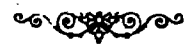
مداخل قواعد ہائی کورٹ مورخہ ۱۸ جنوری سنہ ۱۸۹۸ ع وصول

ہو گیا ہے *

دہلی رجسٹرار

سرپرست عدالت

[۳۳] گھر بیٹھے عین ۱۰ کے لیے لیجیسی



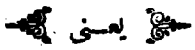
زندگی کا لطف آنکھوں کے ہم تک ہے۔ پھر آپ اس کی حفاظت کیوں نہ کریں؟
مگر غالباً اس لیے کہ قابل اعتماد اصلی وعدہ پتھر کی عینک کم قیمت پر آسانی سے نہیں ملتی، مگر اب یہ وقت نہیں رہی۔ صرف اپنی ضرورت اور ورتیک کی بیداری کی کیفیت تعریف فرمانے پر جو عینک ہمارے ڈاکٹروں کی تجویز میں تھریگی بذریعہ وی۔ پی ارسال خدمت کیجائیگی یا اگر ممکن ہو تو کسی ڈاکٹر سے امتحان کرا کر صرف نمبر بیچیدیں۔
پھر بھی اگر آپ کے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدل دیجائیگی۔



ایم۔ ان۔ احمد۔ ایف۔ سن

نمبر ۱۵/۱ رتن اسٹریٹ - ڈاکخانہ ریلوئی - کلکتہ

[۳۲] ای ۱۰ فنی قسم کا کار و بار



ہر قسم اور ہر میل کا آلہ؛ یک - شست اور مختلف دونوں طرح، کلکتہ کے بازار بھاؤ پر، مال عمدہ اور فرمائش کے مطابق، ورنہ واپس، معصوم آہ و رفت ہمارے ذمہ، ان ذمہ داروں اور محنتوں کا علاوہ نہایت ہی کم روپیہ تک کی فرمائش کے لیے ایک آنہ می روپیہ ۱۵ - روپیہ تک کی فرمائش کے لیے، یوں آنہ فی روپیہ ۵۰ روپیہ تک کی فرمائش کے لیے، آدھ - ۱۰ روپیہ، اس سے زائد کے لیے اور یا فست فرمائیے، تاجروں کے لیے قیمت اور حق محنت دو توں تاجرانہ تفصیل کے لیے، اصلیت فرمائیے

منیجر دی ہلال ایجنسی

نمبر ۵۷ مولوی اسماعیل اسٹریٹ

ڈاکخانہ انتالی - کلکتہ

[۳۲]



۱۵ سال
گارنٹی یک سال

میں محصول خوبصورت مضبوط پچا وقت برابر چلنے والی گھڑیوں کی ضرورت اگر بے توجہ نگاہیں گارنٹی و اسٹار گارنٹی ایک سال
پچھریہ سچی دی گئی مین مذکور گھڑیوں کے علاوہ برقم کی گھڑیاں فرمائش آنے پر روانہ ہونگی

۱- سائیز نمبر ۱۵ میں ایک مرتبہ کبھی دیکھا گئی چاندی کی گھڑی ۱۵ سال گارنٹی ایک سال
۵- سائیز چاندی ڈیل کیں کردوا یلرز فرس شہرت میں مالی نہیں رکھتی سلنڈر سے پورے گارنٹی سال
۱۰- سائیز ایسٹ مینڈ وایچ یورریلوے میں گاؤڈریور کے لئے سلور کیں نو روپیہ بارہ آنہ گارنٹی سال
نوٹ کس میں رکھنا منظور ہوتا تو میں بھی دس یا بارہ سال کی گارنٹی دیکھتا تھا

ایم۔ اے۔ شکوہ رائیڈ کو ۵/۱ ریلوئی اسٹریٹ ڈاکخانہ وکھلا کلکتہ

M. A. Shakoor & Co. 5/1, Wellesley Street P. O. Dharamtallah, Calcutta.

عرق ہودینہ

[۱]

اصل عرق کافور

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی کی وجہ سے
بلے صحت میں درد اور قے اکثر ہوجاتے ہیں۔ اور اگر اسکی
۳- نہیں ہوتی تو ہیضہ ہوجاتا ہے۔ بیماری بڑھ جانے سے
سنہالنا مشکل ہوتا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل
عرق کافور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو۔ ۳۰ برس سے تمام ہندوستان
میں جاری ہے، اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری
دوا نہیں ہے۔ مسافرت اور غیر وطن کا یہ ساتھی ہے۔
قیمت فی شیشی ۴ - آنہ ڈاک معصوم ایک سے
چار شیشی تک ۵ - آنہ۔

ہندوستان میں ایک نئی چیز ہے سے بڑھے تک کو ایکساں
فائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل و عیال والے کو گھر میں رکھنا چاہیے۔
کڑی دلاوتی ہودینہ کی ہری پتلیں سے یہ عرق بنا ہے۔ رنگ
بھی پتوں کے ایسا سبز ہے۔ اور خوشبوداری تازی پتلیوں کی سی
ہے۔ مندرجہ ذیل امراض کی واسطے نہایت مفید اور آکسیر ہے:
نفخ ہوجانا، کھٹا ڈکار آنا - درد شکم - بد ہضمی اور متلی -
اشتہاکم ہونا دماغ کی علامت وغیرہ کی جرأ دور کرتا ہے۔
قیمت فی شیشی ۸ - آنہ معصوم ڈاک ۵ - آنہ
پوری حالت فہرست بلا قیمت منکرانہ ملاحظہ کیجئے۔
نوٹ - ہر جگہ میں ایجنٹ یا معصوم دوا فروش کے یہاں
ملتا ہے۔

ڈاکٹر۔ ایس کے برمن - نمبر ۵۷ رتن اسٹریٹ کلکتہ

ایجن مارکر

شیخ عیوب علی حاجی وارث شاہ نمبر ۵۷ رتن اسٹریٹ کلکتہ

نوٹ

اگر حکم ہو تو دی بی رواد
کرم باسٹیل فرج ذمہ
خسہ ہزارہ وقت فراموش
اعضا زہد اکا حوالہ
کلمیں

لیڈی باسٹیل

تیل خاص ہو تو گئے
مخبرات اور شہودا ریلو
سے تیل کے تیل میں تیار کیا
کی باسٹیل ہوا ہے کالے لائی
اور کلام تیل - لکڑی تارہ کرکے
تیل شیشی بارہ آنہ

عرق ہودینہ

عرق ہودینہ کی ہری پتلیں سے یہ عرق بنا ہے۔ رنگ بھی پتوں کے ایسا سبز ہے۔ اور خوشبوداری تازی پتلیوں کی سی ہے۔ مندرجہ ذیل امراض کی واسطے نہایت مفید اور آکسیر ہے: نفخ ہوجانا، کھٹا ڈکار آنا - درد شکم - بد ہضمی اور متلی - اشتہاکم ہونا دماغ کی علامت وغیرہ کی جرأ دور کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ - آنہ معصوم ڈاک ۵ - آنہ پوری حالت فہرست بلا قیمت منکرانہ ملاحظہ کیجئے۔ نوٹ - ہر جگہ میں ایجنٹ یا معصوم دوا فروش کے یہاں ملتا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَبِالْحَمْدِ لِلَّهِ الْمَوْلَى الْمُؤْتَمَرِ

المصطفى

ایک ہفتہ وار مصور سالہ

میرسنول و مخصوصی

احمد علی خان لکھنؤ

مقام اشاعت
۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کولکٹہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
اشٹماہی ۴ روپیہ ۲ آنہ

جلد ۲

نمبر ۱۰ Nos. 10 & 11 سہوار شنبہ ۱ شوال ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, September 3rd and 10th 1913



خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض : جن لوگوں کو پیشاب بار بار آنا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو۔ منہ کا ذائقہ خراب رہتا ہو۔ رات کو کم خرابی ستاتی ہو۔ اعضاء شکنجی۔ لاغری جسم۔ ضعف مثانہ ہونے سے روز بروز قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سرچکراتا ہو۔ سر میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو۔ تمام بدن میں پیرست کا غلبہ رہتا ہو۔ ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہو جائے اور ٹھنڈے پانی کو جی تر سے۔ معدہ میں جلن معلوم ہو۔ بیوقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہو جائیں اعضاء رئیسہ کمزور ہو جائیں۔

..... تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے۔

جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو مندرجہ بالا آثار سے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے۔ ذہل پشت پر کبھی گردن میں پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی کو کاربنکل ہونے کے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا ذیل کر لینا چاہیے۔ اس راج پھوڑے سے سینکڑوں ہونہار قابل لوگ مرچکے ہیں۔

مرض کی تشریح اور ماہیت : ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی تفکرات شبانہ روز کی محذات ہے بعض دفعہ کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ کبھی ابتداء عمر میں شروع ہوتا ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پھوڑا کاربنکل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ۔ شیرینی۔ چاول ترک کر دو۔ ورنہ اگر سستی کرو گے تو پھر یہ رنجہ ذیابیطس میں آس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں۔ جوارگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے علاج مرضوں میں پھنستے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہو سکتا۔ یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کی قواء اور جملہ امراض ردیہ سے محفوظ رکھتی ہیں۔

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہو جاتا ہے جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے۔ یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کلم دیتا ہے۔

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دافع کے لئے بارہا تجربہ ہو چکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک کھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرتے تھے پھر اسے دنوں کے استعمال سے اچھے ہو گئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ انکے کھانے سے لگتی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے۔ انکوں کو طاقت دیتی اور منہ کا ذائقہ درست رکھتی ہیں۔ جسم کو سرکھنے سے بچاتی ہیں۔ سلسلہ بول۔ ضعف مثانہ۔ نظام عصبی کا بگاڑ۔ اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجاتے ہوں یا درد شروع ہو جاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو۔ سب شکایت دور ہو جاتی ہیں۔

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خاں۔ ٹالینٹر والٹی ریاست خیرپور سندھ۔ پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کر دیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم غلام نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی۔

محمد رضا خان۔ زمیندار موضع چٹہ ضلع اتارہ۔ آپ کی حب ذیابیطس سے مرض کو فائدہ معلوم ہوا۔ ۱۶ میں بار پیشاب کرنے کی بجائے اب صرف ۵-۶ دفعہ آتا ہے۔

عبدالقادر خاں۔ محلہ غرقاب شاہ جہاں پور۔ جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبدالشکور خاں صاحب اور محمد تقی خاں صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دافعہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیچ دیں۔

پتہ۔

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء - لاہور

عبد الوہاب ڈپٹی کلکٹر۔ غازیپور۔ آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کر رہا ہوں۔ بجائے ۴-۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے۔

سید زاہد حسن ڈپٹی کلکٹر الہ آباد۔ مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کر رہا تھا۔ بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہو گیا قوت مردمی جاتی رہی۔ آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہو گئے۔

رام ملانم پوسٹما سٹرجنل۔ پیشاب کی کثرت۔ جاتی رہی۔ مجھے کورات دن میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا۔ آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی انکے علاوہ صدہا سندبات موجود ہیں۔

مغرب و آزموئے شرطیہ دوائیں جو بادائی

قیمت نقد تا حصول صحت

دیجاتی ہیں

— * —

زرد کن

دازھی منچہ کے بال اس کے لگائے سے کھنے اور لنبے پیدا ہوتے ہیں۔ ۲ تولہ۔ دو روپے۔

سر کا خوشبودار تیل

دلربا خوشبو کے علاوہ سیاہ پائوں کو سفید نہیں ہرے دیتا اولہ و زکام سے بچاتا ہے شبشی خورد ایک روپیہ آٹھ آنہ کلاں نیل روپے۔

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو دور۔ ۲ درجن۔ ایک روپیہ۔

حب قائم مقام افیون

انکے کھانے سے افیم چاندرو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فی تولہ پانچ روپے۔

حب دافعہ سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام۔ دو روپے۔

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اس کے لگائے سے جلد بھر جاتا ہے بدبو زائل۔ ناسور بھگندر۔ خنزیری گھاٹ۔ کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے۔ ۶ تولہ دو روپے۔

حب دافع طحال

زرینی چہرہ۔ لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات۔ قیمت دو ہفتہ دو روپے۔

برالساعة

ایک دو قطرے لگائے سے درد دانت فوراً دور۔ شیعہ چار سہ مریض کے لئے ایک روپے۔

دافع درد کان

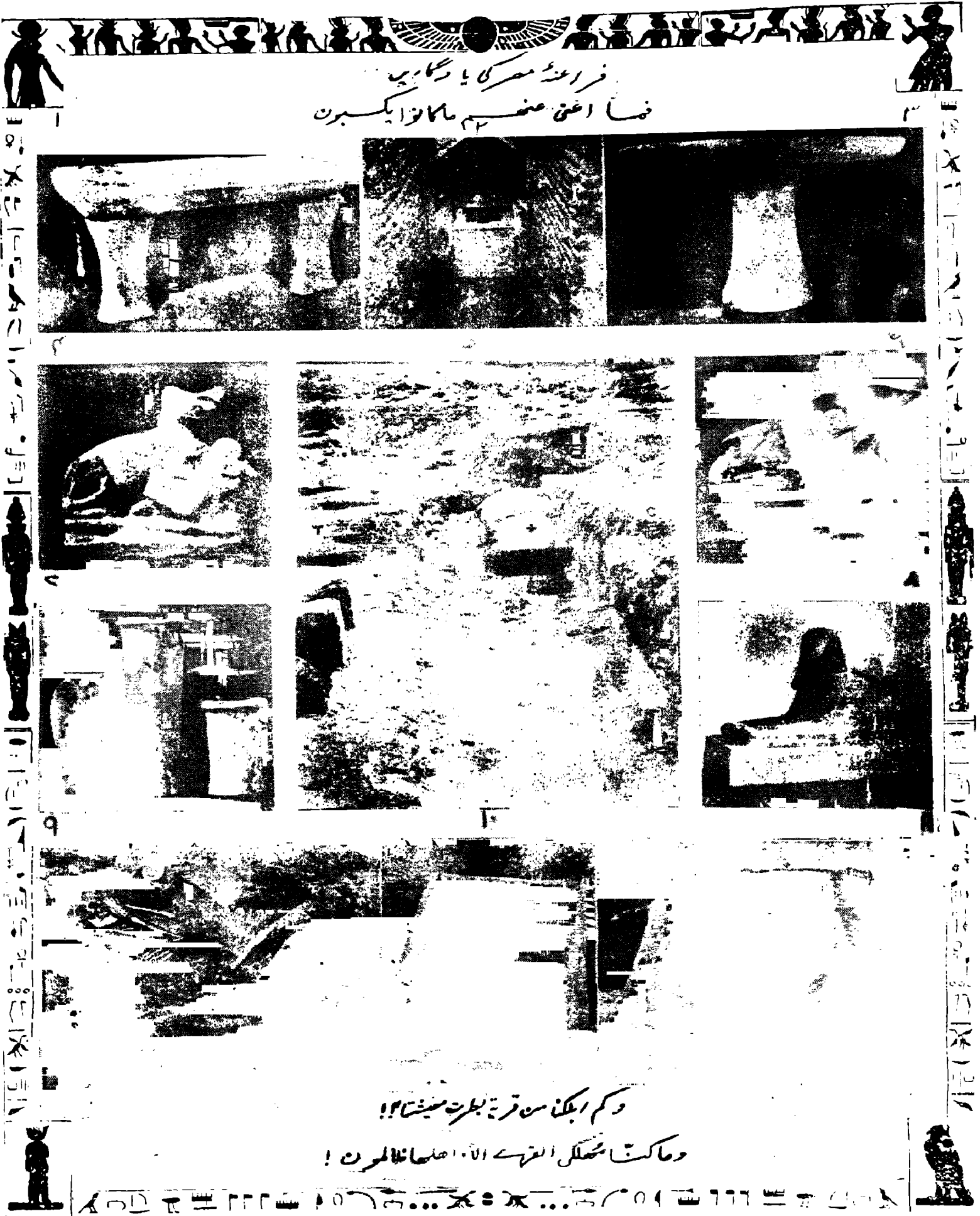
شیعی صدہا بیماروں کے لئے۔ ایک روپے۔

حب دافع بواسیر

براسیر خونی ہو یا باہمی ریحی ہو یا سادی۔ خون جاتا بند اور مے خرد بخود خشک۔ قیمت ۲ ہفتہ دو روپے۔

سرمہ مہیرہ کرامیاتی

مقوی بصر۔ محافظ بینائی۔ دافعہ جالا۔ دھند۔ غبار۔ نزول الماء سرخی۔ ضعف بصر وغیرہ * فیکوہ معہ سلائی سنگ بشب دو روپے۔



فراعہ مصر کا یادگار ہیں
نما اعلیٰ عظیم ماکہ ایکاہ

و کم ابلکن من قرۃ بکرت مینشا !!

وما کنت اتمکک القرۃ الا اهلنا المرن !

- | | |
|---|---|
| (۱) ترخان میں اول خانوادہ سلطنت جرہ کی مرمویں میز | (۲) ایک عظیم الشان مقبرہ مع تابوت سنگین |
| (۳) بارہویں خاندان سلطنت کی ایک سنگین میز | (۴) ممفس کی حیوانی شکلیں |
| (۵) ایک خچر کے بقایاے آثار | (۶) ترخان کے ظروف مرمو |
| (۷) ترخان کے تین خچروں کے مقبرے | (۸) عہد رعمسیس ثانی کا ایک سفنیکس (جس کی شکل عورت کی اور جسم شیر کا ہے) |
| (۹) ترخان کے تین مقبرے | (۱۱) ایک پیارا ہنس |
| (۱۰) ایک مختصر مدفن | (۱۲) خانوادہ سلطنت اولیٰ کا ایک کھلا ہوا مقبرہ |

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَبِالْإِسْلَامِ آمَنَّا

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod Street,

CALCUTTA.

میر رسول محمد خصوصی
مکتبہ دارالکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly 4-12.

الہلال

ایک ہفتہ وار مضمون رسالہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲

جلد ۳

کلکتہ: چہار شنبہ ۱ - ۸ - شوال ۱۳۳۱ ہجری

نمبر ۱۰ و ۱۱

Calcutta : Wednesday, September 3, 1913rd, and 10th Sept. 1913.

فہرست

فہرست

نمبر ۱۱ - ۱۰ - ستمبر سنہ ۱۹۱۳ ع

نمبر ۱۰ - ۳ - ستمبر سنہ ۱۹۱۳ ع

- مقالہ افتتاحیہ
- ۲۱ تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف مفسر
- ۲۳ چگونه رسم لشکر را گریز؟
- مقالات
- و ثانی و حقایق
- ۲۵ خیز و در کاس زر آب طربناک انداز!
- ۲۶ هندوستان کا انتظار غیر محتم
- مراسلات
- ۲۷ شہداء کانپور اور لکھنؤ کا مجوزہ جلسہ
- اسئلہ و اجوبہ
- ۲۹ قرآن کریم اور اصطلاح لفظ تقار
- فکارات
- ۱ - آپ ظالم نہیں ہو ہم ہیں مظلوم
- ۲ - روضہ خانہ
- ۳ - بی بی کی رفا دار انجمن
- تاریخ حسیات اسلامیہ
- شہداء کانپور اعلیٰ اللہ مقامہم
- ۲۲ فہرست زر اعانہ دفاع مسجد مقدس کانپور
- ۳۲ بقیہ فہرست زر اعانہ مہاجرین عثمانیہ



تصاویر

صفحہ خاص

آثار مصر

مرحوم شوکت پاشا کے جنازے کا ایک

آخری نظارہ

(لوح)

- شذرات
- ہفتہ جنگ
- مقالہ افتتاحیہ
- مشہد کانپور [۲]
- مذاکرہ علمیہ
- عربی زبان اور علمی اصطلاحات
- مقالات
- انڈسٹری اور اسلام
- ۱۰ مسجد کانپور (مسلمانان لندن کا جلسہ)
- آثار عتیقہ
- ۱۱ رعمس ثانی فرعون مصر
- شہر عثمانیہ
- برید فرنگ
- ۱۲ جدی بلقان کے اسرار
- ۱۲ ترک و اندرون
- ۱۳ خوان یغما
- ۱۳ مدنیہ یورپ کا ایک منظر
- مراسلات
- ۱۴ مشہد کانپور (لکھنؤ کا مجوزہ جلسہ)
- ۱۶ لا تقاربہ فتناء و تذهب ربحکم
- ۱۶ انقوا اللہ ایہا المسلمین
- تاریخ حسیات اسلامیہ
- ۱۶ شہداء کانپور اعلیٰ اللہ مقامہم
- ۲۰ فہرست زر اعانہ دفاع مسجد مقدس کانپور
- ۲۰ البصائر

شذرت

اما لاج

(۱) جب سے الہلال نکلا ہے آج تک عید وغیرہ کے موقع پر کبھی تعطیل نہیں کی گئی۔ صرف آخر سال کی ایک تعطیل رکھی گئی ہے۔ اس مرتبہ عید عین بدھہ کے دن واقع ہوئی۔ منگل تک تین فارم طیار ہو کر چھپ گئے اور باقی جمعرات پر اٹھا رکھ کہ ایک دن بعد اخبار ڈاک میں پڑ جائے گا۔ لیکن باوجود وعدے کے عین وقت پر عملہ نے کام سے انکار کیا، اور عید کے دوسرے دن چند آدمیوں کے سوا اور لوگ نہیں آئے۔ جس قوم کو اپنے اعلیٰ طبقوں کی اخلاقی حالت پر ماتم سے فرصت نہ ہو، اُسے دفتر کے ملازموں اور کمپوزیٹروں کی وعدہ خلافیوں پر شاید افسوس کا زیادہ حق نہیں۔ مجبوراً اس ہفتے دو نمبر ایک ساتھ شائع کیے جاتے ہیں۔

(۲) چونکہ ضخامت بہت بڑھ گئی تھی اس لیے جلد دوم کی فہرست اس کے ساتھ شائع نہ ہو سکی۔ طیار ہے اور ایڈہ نمبر کے ساتھ حاضر ہوگی۔

(۳) آجکل بحث و مذاکرہ کیلئے معاملات کی کثرت کا یہ حال ہے کہ قلم انتخاب پریشان ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس ہفتہ شذرات میں ”ہفتہ جنگ“ کے سوا (کہ نہایت ضروری و اقدم ہے) اور کراچی نرت نہ دیا جاسکا۔ ایڈہ نمبر سے شذرات کے حصے کے صفحات بڑھا دیے جائیں گے اور ”افکار و حوادث“ اور ”شؤون داخلیہ“ کے عنوانات کا اضافہ ہوگا۔

(۴) ”اعانۃ مہاجرین عثمانیہ“ کی بقیہ فہرست آجکی اشاعت میں درج کر دی گئی ہے۔ ایڈہ ہفتے امکی تفصیل شائع کر دی جائیگی۔

ہفتہ جنگ

رفتار سیاست

اس میں شک نہیں کہ شئون و حالات سیاسیہ کی ناہمواری سلطنت بلغاریا اور وزارت عثمانیہ، دواؤں کیلئے تشویش بڑھا رہی ہے اور غالباً دونوں دل سے متمدنی ہوں گے کہ اگر اس خوں زار خاک بلقان پر انسانی سفاکی کا افسانہ پھر تمثیل نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔ لیکن اگر پرچہا جائے کہ یہ ناہمواری کس کے لیے زیادہ موجب قلق و اضطراب ہے؟ تو فرائض و اثار کی زبان سے نکلیگا کہ ”بلغاریا“۔ کہا جاتا ہے کہ بلغاریا اور دولت عثمانیہ میں مفاہمت کی سلسلہ جذباتی باب عالی کی طرف سے ہوئی۔ ممکن ہے کہ یہ صحیح ہو۔ موجودہ وزارت نے اپنی طبعیہ فرصت شناسی کی، رہنمائی سے موسم کو بدلتے دیکھتے براہ راست گفتگو کی ”کوشش کی“ تاکہ یورپ کی رسالت کی ضرورت نہ پڑے اور اس طرح اس گراں قیمت فیس سے نجات ملجائے جو یورپ کے ”دلال صلح“ کو قطعات ارضیہ، حقوق تجارتیہ، مصالح اقتصادی، افراد و اقتدار سیاسی، غرض کہ کسی نہ کسی صورت میں کچھ نہ کچھ دینا پڑتا ہے۔

مگر اس پیشقدمی سے یہ نتیجہ نکالنا کہ دولت عثمانیہ کی موجودہ حیثیت بلغاریا کی برباد شدہ حالت سے زیادہ نازک ہے، قطعاً غلط ہوگا۔

بلغاریا کی جدی قوت ختم ہو چکی ہے اور اصل یہ ہے کہ وہ ابی دن ختم ہو چکی تھی جس دن استراحت کے لیے تین دن کی مہلت مانگی گئی تھی۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ سروریا کی

مساعدت عسکری اور کامل پاشا کی خیانت ملی کا ملا جلا نتیجہ تھا۔ اگر حامیہ ادرنہ کی آتشباری میں ”خس و خاشاک کی طرح“ جلنے کے لیے سروریا اپنے سپاہی نہ دیدیتی، اور اگر کامل پاشا نے معاہدہ التواء جنگ کے وقت رسد رسائی کی شرط لگا دی ہوتی تو اس نعی الیم یا خبر سقوط ادرنہ کی نوبت ہی نہ آتی، جس نے تمام عالم اسلامی کو ماتمگسار بنا دیا تھا۔

اس بریادہی کے باوجود قبضہ ادرنہ پر بلغاریا کا اس درجہ الحاح و اصرار غالباً اس امید پر تھا کہ اگر عثمانی تیغ بہر زیاں سے نکلی، جسکی انہیں ذرا بھی امید نہ تھی، تو درل کا یہ دست تحسین و آفرین جو ابتدا سے اس کی پشت پر ہے، بڑھکے سینہ سپر ہو جائیگا اور درار کو روکیگا۔ مگر یہ امید امید کاذب تھی جو بالآخر اصلی حالت میں سامنے آگئی اور جب عثمانی شمشیر دوبارہ علم ہری تو پھر کوئی ہاتھ نہ تھا جو اسے روکنا: لیجعل اللہ ذالک حسرة فی قلوبہم۔ واللہ یحیی ریمیت، واللہ بما تعملون بصیر (۱۵۱: ۳) ہاں، چند زبانوں نے یوشک حرکت کی جنہیں ارادت کا محرک برطانی زبان کو حاصل ہے، مگر موجودہ سیاسی حالت کی اندرونی ورش اس سے زیادہ مہلت دینے کیلئے طیار نہ تھی۔ تلوار کی گردش کے آگے زبان کی مفسدانہ جذبش ہوا میں ایک تہوج پیدا کر کے رکھ گئی، اور کاغذ کے صفحوں پر گواہی تصویروں پر ناصرا دی ہے مگر معرکہ جنگ کی زمین پر کوئی نقش نہ بیٹھ سکا! (ہمراہ عالم یذالوا)

برطانیہ کے بعد اطالیہ دوسری سلطنت تھی، جس نے دوبارہ عثمانی پیشقدمی اور استعداد ادرنہ کے اڈہ میں اعلان کیا تھا کہ ”تکڑوں کو ادرنہ ضرور خالی کرنا پڑیگا“ مگر اب اسکی وزارت خارجہ بھی ادرنہ کے وفد کے جواب میں اعلان کرے، پر مجبور ہو گئی ہے۔ غالباً ”اب ادرنہ ترکوں ہی کے پاس رہیگا“ فسبحن اللہ بیدہ الملک و رہر علی کل شیء قدیر!

ایک طرف تو یہ حالت ہے۔ دوسری طرف بلغاریوں کو اسقدر معقوت و مبغرض عالم بنا دیا کہ ان کی دوسری قومیں انہیں انسان صورت نہ دے سمجھتی، اور انہی معنوی و بیغلام مرگ جانتی ہیں۔

جن مقامات کے باشندوں کے پاس اسلحہ ہیں، وہ اُنسے معرکہ آرا ہو رہے ہیں۔ جیسے کردجیلی از اگر دربی، اور جن مقامات میں لوگوں کے پاس ہتھیار نہیں ہیں، وہ اپنی عمارات و مکانات اور مساجد و معابد میں آگ لگاتے بھاگ رہے ہیں! کیا ان حالات کے بعد بھی اس میں شک کیا جاسکتا ہے کہ موجودہ حالت، عثمانیوں سے زیادہ بلغاریوں کے لیے اضطراب انگیز و بربادی بخش ہے؟

بہر نوع بلغاریا اور دولت عثمانیہ میں مفاہمت کی جو تحریک شروع ہوئی تھی وہ اس ہفتے کامیابی کی پہلی منزل تک پہنچ گئی۔ یعنی بلغاریائی مندوبین (ڈیلیگیشن) جنہیں جنرل ساو فیکس قائد خصصری (کمانڈر انچیف) اور مونسیر توجیف (سابق وزیر بلغارہ) بھی شامل ہیں، در فوجی مشیروں کی ہمراہی میں تسلطانیہ روانہ ہو گئے۔ گفتگو کا دائرہ ادرنہ تک محدود نہ ہوگا، بلکہ ان تمام مسائل پر مشتمل ہوگا جو بلغاریا اور دولت عثمانیہ میں نزاع انگیز ہیں۔ عثمانی ورش سیاست کے متعلق جس قدر اعلان کیا گیا ہے، اسکا مفاد یہ ہے کہ ”ادرنہ اور قرق کلیسا کے بقاء قبضہ پر پورے زور کے ساتھ اصرار کیا جائیگا۔ البتہ ان دونوں مقامات کے معاوضے میں ایسی مراعات کا منظور کرنا ممکن ہے جو بلغاریا کے لیے لائق قبول ہو سکی۔“

بلغاری پالیسی کے متعلق ابھی تک کوئی اعلان نہیں ہوا ہے۔

السلام

۱ شوال ۱۲۳۱ ھجری

✽ ✽ ✽ ✽ ✽ ✽ ✽ ✽ ✽ ✽

(۲)

وفي ذاك م بلاء من ربك عظيم

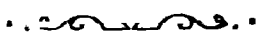
✽ ✽ ✽ ✽ ✽ ✽ ✽ ✽ ✽ ✽

الخوف، والجوع، ونقص من الأموال، والافس، والتمرات



مسلمائو! مصائب وابتلا کے درود پر صبر و صلوة سے مدد لو اور یقین رکھو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔
جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے، انکو مردہ نہ سمجھو۔ وہ تو زندہ ہیں البتہ تم انکی حیات کی حقیقت سے بے خبر ہو۔
اللہ تعالیٰ تم کو آزمائشوں میں ڈالے گا کہ یہ اسکا ایک قانون ہے۔ وہ خوف، بھرم، نقصان مال و جان، اور ہلاکت اولاد و اقارب کے مصائب میں تمہیں مبتلا کرے، تمہارے صبر و استقامت کی آزمائش کرے گا۔ اور پھر اللہ کے طرف سے نفع داریں کی بشارت ہے، ان صبر و استقامت سے کم لینے والوں کیلئے، جنکے ایمان و یقین کے ثبات کا یہ حال ہے کہ جب کسی کو آزمائش سے دو چار ہوتے ہیں، تو مایوسی و ناامیدی کی جگہ "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہہ کر صبر و استقامت پر استوار ہو جاتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں کہ اللہ کی رحمت ان کے لئے ہے، اور یہی ہیں جو دنیا میں ہر طرح کی کامیابیاں حاصل کرتے ہیں!

یا ایہا الذین آمنوا استعینوا بالصبر و الصلوة، ان اللہ مع الصابرین۔
و لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات، بل احياء، و لکن لا یشرعون بشی من الضرف و الجوع و نقص من الاموال و الفس و التمرات، و بشر الصابرین الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔
اولئک علیہم مـلـکـة من ربهم ورحمہ واولئک ہم المہتدون۔ (۲ : ۱۵۲)



چیز باقی رہ گئی ہے، تو خاص وقتوں کی کیا قید ہے؟ جب مہلت ملے، بہتر ہے کہ اس میں مشغول ہو جائیں۔ بلکہ جلائے والوں کی غفلت سے اگر آگ بجھنے لگے، تو خود دامن سے دھوا دے دیکر آدر روشن کر دیں:

دلا یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے، کہ آخر نہ نالہ سعری ہے نہ آہ نیم شبی ہے!

و ذکر فان الذکر تنفع (پس) ذکر کر کہ ذکر نصیحت صاحبان المرمزین (۵۱ : ۵۵) ایمان کیلئے ضرور نفع بخش ہے۔

سفک دماء و قتل نفوس!

۳۔ اگست کی صبح کو جب آفتاب افق کانپور پر طلوع ہوا تو اس کے لیے کوئی نیا نظارہ نہ تھا۔ آسنے اس خوں گرد دیکھا جو ہمیشہ بہا ہے، اس نے لاشوں کی تڑپ پر نظر ڈالی جو ہمیشہ تڑپی ہیں، اس نے فحشہ و حشمت کا شرار آہ مظلومی کی سسک سنی جو اس عصیان آباد ارضی پر ہمیشہ سنی گئی ہے۔ اس نے موت و حیات کو باہم کشمکش میں دیکھا، اس نے روح و جسم کی

کانپور کے آخری حوادث جب شروع ہوئے تو میں سفر میں تھا۔ اور سفر بھی میرے لیے مانع کار نہیں ہو سکتا لیکن مشکل یہ تھی کہ ایک مقام پر قیام نہ کرنے کی وجہ سے سکون و جمعیت خاطر کہ جمع خیالات کے لیے ضروری ہیں، بالکلیدہ میسر نہ تھے۔ جس زمانے میں کہ بندگان الہی کو جان اور زندگی بھی (جو ہر ذی روح کا قدرتی حق ہے) حاصل نہ ہو، تو مجھے سکون و جمعیت کے حاصل نہ ہونے کی شکایت کا کیا حق ہے؟ اس لیے شاکہ تو نہیں ہوں، البتہ معذرت خواہ ضرور ہوں کہ اس واقعہ پر پوری تفصیل سے بحث نہ ہو سکی، اور ایک مقالہ افتتاحیہ کے سوا، جو صرف اصل حادثہ کے متعلق تھا، اور کوئی تحریر اس اثنا میں نہ نکل سکی۔ حالانکہ بہت سی عبرت بخش بصیرتیں ان واقعات میں پوشیدہ ہیں اور ہلاکتوں اور خوں ریزیوں کے یہی حوادث ہیں جن سے قومیں اور جماعتیں اپنے لیے زندگی حاصل کر سکتی ہیں۔ گورقت گذر چکا ہے، مگر اصل یہ ہے کہ عیش و نشاط کی صعوبتوں کیلئے رقت کی قید ہوتی ہے، ماتم رنغاں کا کوئی رقت خاص معین نہیں۔ جب قدرت کی بخشش حیات میں سے اپنے لیے بھی ایک

[۳]

پروردگار کے طرف سے تمہارے لیے اسمیں صبر و استقامت کی بہت بڑی آزمائش تھی۔

لیکن کتنے فزوں ہیں جو اس دنیا کے ہر روز و رماں میں انسانی خون کے سیلاب پر اپنا تخت حکمرانی بچھا چکے ہیں؟ اور بنی اسرائیل کی غلامی و مظلومی سے بڑھ کر کتنی ہی مظلوم و معکوم قومیں گذر چکی ہیں اور موجود ہیں، جنگی لاشوں کے ڈھیر پر حاکمانہ ”رعب و عظمت“ کے محل تعمیر کیے گئے ہیں؟

باغ عدن کا سانپ
دنیا میں انسانی حکمرانی کا گہمڈ ہمیشہ انسانی معصیت کا سب سے بڑا مبداء اور ماری رہا ہے، اور اگر دنیا کی کوئی صورت ہے تو اس کے چہرے سے اس داغ کی سیاہی کبھی نہیں دھل سکتی۔ دنیا کی تمام درد انگیز مصیبتیں اسی کے سائے تلے سے نکلی ہیں، اور انسان کی بربادی کا وہ خونخوار سانپ، جسکو آدم کے ساتھ باغ عدن سے نکالا گیا تھا، جب وہاں سے نکلا، تو اس نے اسی کے نیچے اپنا گھر بنا لیا۔

نیا قطرہ خونین

یہ ہمیشہ ہوا ہے اور شاید ہمیشہ ہوگا۔ دنیا کی بہت سی خورشیدیں نکلنے لگی ہیں، مگر اسکا ماتم ایک بھی نیا نہیں۔ اُس تمام خون کو جو اسکی انگلیوں کے سامنے بہ چکا ہے، اگر جمع کیا جائے، تو ایک طرفاں خیز سمندر ہوگا، جسمیں لکڑی کی کھٹیوں کی جگہ انسانی لاشوں کے ڈھیر ہر طرف تیرتے نظر آئیں گے۔ پھر آج جن واقعات پر ہم ماتم کر رہے ہیں، انکی سیڑھی اس سمندر خونین کے سامنے اس سے زیادہ آڑ کیا ہو سکتی ہے کہ چند نئے سرخ قطرے تیرے جو اسکی مرجوں میں ڈال دیے گئے؟

۳ - اگست کو کانپور میں جو کچھ ہوا، وہ بھی ایک قطرہ خونین تھا، جو اس سمندر میں ڈال دیا گیا ہے۔

اسلامی خون کی قیمت

یہ مسلمانوں کا خون تھا۔ لیکن اس خون کی بھی اب زمین کی سطح پر کیا کمی رہی ہے کہ اسکو نادر و عجیب سمجھا جائے؟ ممکن ہے کہ چھٹی صدی عیسوی میں اس خون کی دنیا میں کمی رہی ہو، جب (بدر) کے کنارے تین سو تیرہ بے سروسامان مسلمان، پچاس کم ایک ہزار مغرور و قوی دشمنوں کے مقابلے میں بھی اپنا خون محفوظ رکھتے تھے، اور چودہ مسلمانوں کا اگر خون بہتا بھی تھا تو اس حالت میں، کہ ۷۰ - دشمنوں کی لاشیں میدان جنگ میں تڑپ چکی تھیں اور اتنی ہی تعداد مشکیں کسی ہوی سامنے تھی!!

ممکن ہے کہ مسلمانوں کا خون اُس وقت کم یاب ہو، جب کہ (أحد) کے دامن میں تین ہزار دشمنوں کے نرغے میں، جنمیں ۲ - سو شتر سوار اور ۷ - سو آہن پوش خون آشام تھے، صرف ۷ - سو مسلمان پھنس گئے تھے، اور جبکہ حضرت (انس) نے ستر زخم کھا کر اپنی گردن کا خون زمین کے حوالے کیا تھا!

جنگ (قادسیہ) کا وہ معرکہ اغوا (۱)، جسمیں دشمن کے

(۱) مشہور جنگ قادسیہ (جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتح ایران کیلئے ایک فیصلہ کن جنگ ثابت ہوئی) ہجرت نبوی کے چودھویں سال معرم الحرام میں پیش آئی تھی اور من جملہ دنیا کے اُن عظیم الشان معرکوں کے تھی، جنہوں نے چند دنوں کے اندر نقشہ عالم کو یکسر پلٹ دیا!

اسکا درس معرکہ عظیم ”یوم اغوا“ کے نام سے مشہور ہے، جسمیں در ہزار مسلمان شہید، اور دس ہزار ایرانی مقتول ہوئے

مفارقت کے آخری اضطراب کا نظارہ کیا، اُسے خون کے فواروں کا جوش و خروش، زخموں کی تلملہت، ایڑیوں کی پٹک، زندگی کے لمحات آخری کا اضطراب، غرقہ انسانی مذبحیت کے تمام خونریز تماشے دیکھے۔

لیکن ان میں سے کونسی چیز ایسی تھی، جسکا نظارہ اسے لیے نیا ہو سکتا تھا؟ وہ ایک نامعلوم ابتدا سے اس عجائب آباد ہستی کا تماشائی ہے، اس نے زندگی اور موت کے نہیں معلوم کتنے لاتعداد و لاتعمی تماشے دیکھے ہیں؟ یہ تماشہ خود انسانی تاریخ کی نظروں کیلئے عجیب و نادر نہ تھا، پھر اس نظارہ فرماے آسمانی کیلئے اسمیں کونسی ندرت ہو سکتی تھی؟

انسان نے اپنے حاکمانہ قوت کے گہمڈ میں ہمیشہ خدا کے قنون امن و محبت کو ترزا ہے، اور زرر آروں نے زیر دستوں کے ساتھ ہمیشہ وہی کیا ہے جو آج کیا جا رہا ہے۔ تاریخ عالم میں انسانی رحم و محبت کے واقعات کم ہیں، مگر خون ریزی و ہجرت کی سرگذشتوں سے اس کے تمام صفات رنگیں ہیں۔ دنیا کے اس عجیب و غریب درندے نے جس کا نام انسان رکھا گیا ہے، جب کبھی موقعہ پایا ہے، اپنے ہمجنسوں کو چیرا اور پھاڑا ہے اور شہر کی آبادیوں اور انسانی بود و بش کی عمارتوں کے اندر وہ سب کچھ ہوا ہے جو جنگوں کے بہت اور پہاڑوں کی غاروں میں ہوا کرتا ہے۔ اسکی رحمت بہیمیت نے دنیا میں ہمیشہ حکمرانی کی ہے، اور شاید وہ وقت اخلاق کی آمیدوں اور خانقاہوں کے حجرے سے باہر کبھی بھی آنے والا نہیں جبکہ فضیلت انسانی ردائل حیوانیت سے اپنی شکست کا بدلہ لیکے۔

کانپور کے مذاہم تو ایک خاص حیثیت رکھتے ہیں۔ ادعائی قانون و حکومت کی تاریخات و ترجیحات کے ذریعہ اسکی خونین صورت پر چند پردے ڈال دیے گئے ہیں۔ اس سے قطع نظر کرے دنیا کے آرز تمام خونچکاں قطعات ارضیہ پر نظر ڈالیے، اور انسانی خون کے اُس سمندر کا کوبی کنارہ دھونڈھیے، جو مثل ہمیشہ کے آج بھی در سال سے بہہ رہا ہے۔ پھر کیا انسان کی مذبحیت نئی، اور دنیا کا اخلاقی دکھ پہلی مرتبہ ظاہر ہوا ہے؟ کیا خون کے جو سیلاب آج اسکی سطح پر بہہ رہے ہیں، ویسے ہی صدھا سیلاب اس کے نیچے خشک نہیں ہرچکے ہیں؟ اگر کسی طرح زمین کی تمام مٹی ایک جگہ جمع کی جاسکتی اور خدا کوئی فرشتہ بھیج دیتا جو اس کے ذروں کو دبا کر نچوڑ سکتا، تو نہیں معلوم، ایک ایک ذرہ سے خون کے کتنے قطرے ٹپکتے، اور پھر پانی کے تمام سمندروں کو خون کا ایک نیا سمندر اپنے ساتھ ملا کر کس طرح سرخ کر دیتا؟

پس جو کچھ کہ آج دنیا میں ہو رہا ہے، وہ ایک بہت ہی اد نے نذر نہ ہے دنیا کی اُس سیرۃ الیمہ کا، جس کے ظہور پر تاریخ انسانیہ ابتدا سے ماتم کرتی آئی ہے اور کرتی رہیگی۔ فراعنہ مصر کے شخصی استبداد اور ظلم ستانیوں کی حکایتیں عہد عتیق میں بیان کی گئی ہیں، اور قرآن کریم نے بنی اسرائیل پر اپنی نعمتوں کا انکار کرتے ہوئے انکا تذکرہ کیا ہے، کیوں کہ اسکا سب سے بڑا فضل اپنے بندوں پر یہ ہے کہ انہیں ظالم حاکموں کے پنجہ قہر سے رھائی دلائے:

”اور اس وقت کو یاد کر جب ہم نے فرعون یسمر نکم سے العذاب، یذبحون ابنائکم رستمحیرن نساءکم رفسی ذالکم بلاء من ربکم عطا“ (۲۷: ۲)

مرکز یعنی حمص کی طرف تھا و جریدہ ایک مسلمان تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھ کر ہڑا تھا (۸) اور دروازہ شہر کی ایک پوزی فوجی حمصہ سے پرے باگاہ حملہ آور ہوا تھا تو اسلامی خون کی حرمت و عظمت پر یقیناً زمین کی مٹی کا ایک ایک ذرہ شہادت دے سکتا تھا۔ وہ پہنچا اور تنہا اس کے جگر سے دشمنوں پر ٹوٹا کہ شہر سے بھاگ کر تمام عیسائیوں کے (دیر مسجد) میں پناہ لی حالانکہ اس کی فاتح تلوار کسی دوسری تلوار کی شرمندہ اعانت و شرکت نہ ہوئی تھی ۱۱

جبکہ ایک پورا شہر ایک پوزی فوج ایک بہت بڑی فوج کی جہازنی اپنا پورا خون دیکر بھی ایک مسلم و مومن کے خون کو بمشکل خرید سکتی تھی تو ضرور اس وقت یہ خون قیمتی اور اسکی روانی بہت نادر تھی۔

(یروشلم) کے میدان میں مسلمانوں کا خون ضرور قیمتی تھا جبکہ جانفروشان توحید کے سامنے خطباء جنگ کی یہ صدائیں بلند ہو رہی تھیں کہ :

اللہ اللہ ! انکم زائدۃ
العرب و انصار الاسلام
و انهم زائدۃ الروم و انصار
الشکک ! اللهم ان هذا
یوم من ايامک
اللهم انزل نصرك
علی عبادک المومنین
” اللہ اللہ ! تم لوگ فرزند عرب ہو اور
اسلام کے انصار و حامی اور تمہارے دشمن
رومی ہیں اور شرک کے مددگار پھر یہ
کیوں ہو کہ تم ان سے خائف ہو؟ بخدا
آج کا دن تیری عزت و عظمت کے دنوں
میں سے ہے۔ اپنی نصرت کی غیبی مدد
اپنے مومن بندوں کیلئے بھیج دے !“

اس وقت مسلمانوں کا خون کیوں نہ قیمتی ہوتا؟ جب اسی یروشلم کے میدان میں عکرمہ بن ابوجہل اپنے ساتھ صرف چار سو مجاہدین جاں فروش کو لیکر چار ہزار رومیوں کی لاشوں کا ڈھیر

(۲) حمص کی فتح نہ صرف اسلامی فتوحات کی تاریخ میں بلکہ تمام تاریخ جنگ و فتوحات میں انسانی عزم و شجاعت کا ایک عجیب و غریب واقعہ ہے۔ یہ اس زمانے میں رومی سلطنت کا بہت بڑا مشرقی مرکز تھا۔ حضرت خالد نے بعلبک کی فتح کے بعد ابن مسروق کو فوج دیکر روانہ کیا۔ شرجیل حمیری بھی فوج کے ساتھ تھے۔ شہر سے کچھ فاصلے پر رومیوں سے مت بہر ہو گئی۔ شرجیل نے تنہا سات افسروں کو قتل کیا اور یکے و جریدہ بے باکانہ شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ دشمنوں نے دیکھا کہ تنہا ایک شخص بے فکر و خوف بڑھا چلا آتا ہے اس منظر نے سب کو خوف زدہ اور مرعوب کر دیا۔ شہر کے قریب رومیوں نے نکل کر حملہ کیا مگر انکی تزار بے پناہ اور انکا عزم بے رک تھا۔ تنہا پورے دستے کے مقابلے میں پہاڑ کی چٹان بن کر جم گئے اور پیلے ہی مقابلے میں دس بارہ سواروں کی لاشوں کا ڈھیر کر دیا۔ بالآخر تمام فوج ہیبت و رعب سے سراسیمہ ہو کر بھاگ گئی اور ایک قلعہ نما کرجے میں جا کر پناہ لی۔ یہ شجاعت و جانفروشی کے جوش میں بیخود تھے۔ تعاقب میں بڑھتے گئے اور خرد بھی کرجے کے اندر چلے گئے۔ وہاں بہت بڑی تعداد رومیوں کی موجود تھی۔ چاروں طرف سے گھیر لیا۔ پھر بھی قریب آنے کی جرأت نہ ہوئی تھی۔ درر سے پتھر پھینکتے تھے۔ بالآخر پتھروں سے زخمی ہو کر گرے اور شہید ہو گئے۔

یہ شرجیل حمیری کی ہیبت نہ تھی۔ اسکا جسم لوہے کا نہیں بلکہ تمام انسانوں کی طرح گوشت اور خون کا تھا۔ یہ اس خدائے شرجیل کی ہیبت تھی جو ہمیشہ اپنے جاں نثاروں کے اندر سے اپنے جلال و قدرت کا نظارہ دکھلاتا ہے !

ہیبت حق ست، این از خلق نیست !

ہیبت این مبرود صاحب دلق نیست !

پورے ایک دستہ کے مقابلے میں تنہا ایک مسلمان کی تلوار کافی ہوتی تھی اور ہر مدائے تکبیر بلند کرنے والی زبان اس وقت تک خاموش نہ ہوتی تھی جب تک کم از کم اپنے خون کے چند قطرے کے معارضے میں دشمنان حق والہ کے خون کا ایک سیلاب عظیم اپنے سامنے نہ دیکھ لیتی تھی تو یقیناً وہ ایک وقت تھا جو مسلمانوں کے خون کی قیمت بتا سکتا تھا۔

وہ (لیلۃ الہریر) (۱) کا معرکہ عظیم جسمیں مسلمانوں کا صرف آلات اہلیں ہی سے مقابلہ نہ تھا بلکہ حریفان کردان کا ہر سپاہی بھی غرق فولاد و پیکر آہن تھا تاریخ کے صفحوں پر آج بھی فرزندان اسلام کے خون کی قیمت بتا سکتا ہے۔ جبکہ ایک تنہا (قعقاع) نے مست و خونخوار ہاتھیوں کے غول کے ساتھ پیل تن دشمنوں کے غول کو بھی خاک و خون میں ترپا دیا تھا اور پھر بھی اس کے خون کی پوزی قیمت نہیں ملی تھی۔

جبکہ سنہ ۶۳۵ء عیسوی میں رومیوں کے عظیم الشان مہر قی

[نکتہ مضمون ۲۴]

تھے۔ ابو معین تقفی کا مشہور واقعہ اسی معرکہ میں پیش آیا تھا۔ یہ شراب نوشی کے جرم میں قید کر دیے گئے تھے مگر جب معرکہ کارزار گرم ہوا تو جوش جہاد اور ولولہ شجاعت سے مضطرب ہو گئے۔ سپہ سالار جنگ کی پوزی سے پوشیدہ اجازت لی اور میدان جنگ میں پہنچ کر اور کشتوں کے پشتے لگا کر خود اپنے ہاتھوں سے بیڑیاں پہن لیں اور قید خانے میں بیٹھ گئے۔ عرب کے تمام مشہور قبائل اور اکثر اجلہ صحابہ اس معرکہ میں شریک تھے اور اپنے عربی لیڈروں سے ہزارہا سالہ تخت کیانی کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہے تھے۔

”خندہ“ عرب کی مشہور شاعرہ اپنے چاروں بیٹوں کے ساتھ شریک جنگ تھی اور اپنے خطبات حریہ و رجزیہ سے دلوں کی آتش شجاعت کو ہوا دے رہی تھی۔ اس معرکہ میں ایک ایک مسلمان نے پچاس پچاس کفار کو خاک و خون میں ملا کر دم لیا تھا :
اگ تے ابتداء عشق میں ہم
ہو گئے خاک، انتہا ہے یہ !

(۱) جنگ قادسیہ کا تیسرا معرکہ ”یوم العباس“ تھا اور چوتھا ”لیلۃ الہریر“۔

”ہریر“ کتے کی آواز کو کہتے ہیں اور آواز شدید کے معنوں میں بھی بولا جاتا ہے۔ چونکہ یہ معرکہ رات تک جاری رہا اور اس ہنگامہ و رستخیز کے ساتھ کہ اسلحہ کی جھنکار ہاتھیوں کی چیخ اور نعروں کی کرج سے زمین دھل دھل ہوتی تھی اسلیے ”لیلۃ الہریر“ کے نام سے مشہور ہو گیا۔

ایرانی اپنے ساتھ مست ہاتھیوں کا ایک بہت بڑا غول لائے تھے اور اہل عرب نے اس مہیب جانور کو بہت کم دیکھا تھا اسلیے ابتدا میں اسکی وجہ سے لشکر اسلام کو بہت دقتوں کا سامنا ہوا۔ مہدور ہو کر حضرت سعد نے نو مسام ایرانیوں سے مشورہ کیا ان سے معلوم ہوا کہ انکا اصالی اسلحہ سوندھے اور اندھے ہو کر یہ کچھ نہیں کر سکتے۔ انہوں نے قعقاع، عام، جمال، ربیل، چار شخصوں کو اس کام پر متعین کیا۔ قعقاع بچھا ہاتھ میں لیکر بڑھے اور سب سے بڑے سفید ہاتھی کی آنکھوں پر اس زور سے مارا کہ پیلے ہی وار میں نشانہ کام کر گیا۔ دوسرے ہاتھ میں سوندھ مستک سے الگ ہو کر گریزی اور بے تعاشا اپنی ہی فوج کی طرف بھاگا۔ یہ حالت دیکھ کر اور ہاتھی بھی اسے پیچھے چلے اور چند لمحوں کے اندر ان خونخواروں سے تمام میدان خالی تھا !

کیجیے تو اصلی قیمت اس خون کے بیچنے والوں کو ملے گی یہی تھی :

”جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے“
انکو مردوں میں شمار نہ کرو - وہ زندہ
ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس شربت
رمال سے سیراب اور غذائے قرب
و اتصال سے رزق اندوز ہیں - اللہ نے
اپنے فضل سے انکو جو مقامات و مدارج
عالیہ عطا کیے، ان سے شاد ظم رہتے ہیں
اور اپنی اس حالت سے ان لوگوں کو
جو ان سے پیچھے رہ گئے ہیں اور ان سے
ملے نہیں، بشارت دے رہے ہیں کہ اللہ کی راہ میں بڑھنے کیلئے
جلدی کرو - انکے لیے کوئی خوف نہیں اور نہ کسی طرح کا حزن
و ملال ہے !!

حضرت امام (جعفر صادق) علیہ رعلی اجدادہ و آبائہ الصلوٰۃ
و السلام نے اسی مقام کی طرف اشارہ کیا تھا، جبکہ فرمایا :
یا ابن ام! اعرف قدر لک! اپنے نفس کی قدر و قیمت
نفسک! فان اللہ تعالیٰ پہچانے گا کہ تو وہ متاع گرانمایہ ہے کہ
عرفک قدرک ولم یرض اللہ نے اس کی قدر شناسی کی اور اس کے
ان یکرن لک ثمن معارضے میں جنت سے کم قیمت کے
غیر الجنہ! - ملنے پر راضی نہ ہوا!

و فی المثنوی المعنوی:

کلمہ کہ هیچ خلقش ننگرد
از خلافت آن کریم ان را خرد
هیچ قابے پیش او مردود نیست
زانکہ قصدش از خریدن سود نیست
خویشتر را آدمی ارزاں فروخت
بود اطلس خویش را بردلق درخت!

فاسبتشرا یسعکم پس مسلمانو! اپنے جان و مال کے
الذی با یعتم بہ! اس سزدے پر جو تم نے خدا سے کیا ہے،
و ذالک ہر خوش ہو، کہ فی الحقیقہ... یہ بڑی ہی
الفوز العظیم! کامیابی تھی جو تمہیں پیشگاہ الہی سے
حاصل ہوئی! (۱۶۵: ۹)

و لکن شتان مابین الیوم و الامس!

غرضکہ ایک زمانہ تھا، جب دنیا میں انکے خون سے بڑھکر اور
کڑی شے کمیاب و گراں نہ تھی، مگر اب تو دنیا کا پانی قیمتی ہے،
مگر مسلمانوں کے زخموں کا خون بہت ارزاں ہو گیا ہے - خاک
کے سنگ ریزے ٹھکرا نے کیلئے نہیں ملیں گے مگر پرستارانِ توحید
کی لاشیں ٹھوکریں کھانے کیلئے ہر جگہ موجود ہیں - جنگل میں
درختوں کے پائے جھومتے ہوئے نظر آتے ہیں مگر اس سے زیادہ
مسلمانوں کی لاشیں آڑتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں -

دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا، جہاں ہمارا خون اپنی قیمت
طلب نہ کرتا ہو، مگر آج بازار جہاں میں اس جنس کس مخرکی
کثرت کا یہ عالم ہے کہ چشم انسانیت کو دو آنٹوں کی قیمت دنیا
بھی گوارا نہیں! اللہ اللہ! یہ وہی خون ہے جسکے معارضے میں کبھی
رمز و ایران کے تخت خریدے جاتے تھے، مگر:

ذلک بما قدمت یہ تغیر حالت انہوں نے خود اپنے ہاتھوں
ایدیہم! و ان اللہ لیس منزل لیا، ورنہ اللہ تو اپنے بندوں کیلئے
بظلم للعبد! (۵۷: ۸) کبھی ظالم نہیں ہو سکتا -

خدا کے ہاں قیمتیں بڑھائی جاتی ہیں - بڑھا کر گھٹانا اس کی
شان کریمی سے بعید ہے - وہ خون جس کے معارضے میں اپنے

لگا دیتا اور پھر جان دیتا کہ اسلام کا خون رائیگاں نہ گیا؟ اس معرے
میں ایک تنہا (شرعیل) کا یہ حال تھا کہ چاروں طرف سے ہزاروں
دشمنوں کی تلواریں پڑ رہی تھیں، مگر پھر بھی زمین کو اس کے خون
کا ایک قطرہ نصیب نہیں ہوتا تھا، کیونکہ اس کے خون کے لیے اس سے
بھی زیادہ قیمت کی ضرورت تھی!

ہاں، جبکہ زرمی و اسلامی سرحد کے انتہائی حصے میں ایک
بڑھیا مسلمان کی مدنا بغداد کے تخت پر (معتصم) کو مضطرب
کر دیتی تھی، اور اس کی فریاد کا جواب دینے کیلئے ساٹھ ہزار تشنگان
خون کو ساتھ لیکر، جوش و اضطراب کے پوروں سے اڑتا ہوا رزمیوں
کے سر پر کرتا تھا، تو اس وقت اس خون کی قیمت یقیناً بہت
گراں تھی، اور ایک مسلمان بڑھیا کی فریاد کے معارضے میں رم
کی ہزار ہا سالہ عظمت و اہمیت طلب کی جاتی تھی!!

دنیا طغیان و فساد میں مبتلا تھی، نوع انسانی باغی کشت
و خون ریزی میں ہلاک ہو رہی تھی، پس مسلمان بھیجے گئے تھے
تاکہ انکا، جو انسان کے خون کی عزت سے انکار کرتے ہیں، خون
بہالیں، اور بندگان الہی کا خون محفوظ ہو - پس وہ اسلئے آئے
تھے کہ خون بہالیں - اسلئے نہ تھے کہ انکا خون بہا جائے - اسلام نے
انکو زندگی اور قوت دی تھی - موت اور زخم آوروں کے
حصے میں آئے تھا - انکے خون کا ایک ایک قطرہ ملکوں اور
قوموں کا خون طلب کرتا تھا - اگر انکے جسم پر ایک زخم لگتا تھا
تو انسانی جبروت و جلال کے بڑے بڑے تخت ازلت دیے جاتے تھے -
ان کے ہاتھ میں تلوار تھی، جسکی خون آشامی سے
انسانی وحشت و خونریزی کی خون آشامی پناہ مانگتی
تھی، لیکن ان کو کسی تلوار کی چمک سے ڈر نہ تھا - وہ خدا سے
ڈرنے والے تھے، اس لیے خدا کی زمین بھی ان سے لرزتی تھی -

”لا تغفہم“ و خافون ان کنتم مومنین - (۱۷۰: ۳) کے وہ
مخاطب تھے، اور ”لا تہذوا ولا تعزوا“ کی الہی تسکین نے
ان کے دلوں سے خوف و خطر ہمیشہ کیلئے دور کر دیا تھا - ان کا
خون صرف اللہ کی راہ میں بہتا تھا، اور خدا کبھی پسند نہیں
کر سکتا کہ جو خون اس کے نام کی عزت سے مقدس کیا جائے، وہ
اس کی زمین پر ارزاں قیمتوں پر فروخت ہو جائے!

وہ کیونکر اسکو پسند کرتا؟ کیونکہ یہ تو وہ متاع عزیز تھی، جس
کو خرد اس نے بھی خریدنا چاہا، تو نعمت جنت کی سرمدی
خوشیوں اور راحتوں سے کم میں اس کی قیمت نہ چکی!

ان اللہ اشتد من اللہ نے مسلمانوں سے انکی جانوں اور
المومنین انفسہم مالوں کو خرید لیا تاکہ اس کے معارضے
و اموالہم بان لہم الجنہ میں انہیں حیات بہشتی کی دائمی
یقائنوں فی سبیل زندگی عطا فرمائے - کیونکہ وہ اللہ کی راہ
للہ، فی حقہ! میں قتال کرتے ہیں اور پھر کبھی اس کے
و یقتلون! دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اور کبھی
خود اس کی راہ میں مقتول ہو جاتے ہیں -

ان بیع را کہ روز ازل با تو کردہ ایم

اصلا دران حدیث اقالہ نمی رود!

یہاں جنت کا ذکر کیا گیا مگر فی الحقیقہ... پوچھیے تو اس خون
کی قدر و قیمت تو اس سے بھی ارفع و اعلیٰ تھی - جن مجاہدین
حق و جان نثاران راہ الہی کے دلوں میں اللہ کے عشق و محبت کا
گہر ہو، انکی قیمت جنت نہیں ہو سکتی - کیونکہ وہ توجہت
کے نہیں بلکہ رب الجنۃ کے طلبگار ہیں - یہی وجہ ہے کہ اس آیت
میں ”انفسہم“ فرمایا - ”قلوبہم“ نہ کہا کہ یہ معارضہ نفس و جان
کا ہے - دل کا نہیں ہے - دل کا معارضہ اگر ہو سکتا ہے تو جنت کا
تظارا نہیں بلکہ خود پروردگار جنت کا قرب و رصال ہے - اور تلاش

من کے علم عامیہ

عربی زبان اور علمی اصطلاحات

اسماء علوم

ایک مدت سے ہم ارادہ کر رہے تھے کہ اصطلاحات علمیہ کے مباحث کا ایک مستقل سلسلہ شروع کیا جائے اور بعض سخت غلط فہمیاں جو اسکی نسبت آجکل عموماً تعلیم یافتہ اصحاب میں پھیلنی ہوئی ہیں، انکو بحث و مذکرہ سے صاف کیا جائے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلے ”اسماء علوم“ کا سوال سامنے آتا ہے۔ آج ہم تمام علوم و فنون حدیثہ کی ایک فہرست مع عربی اصطلاحات کے شائع کرتے ہیں، اور اس کے بعد دیگر مباحث مہمہ کی طرف متوجہ ہونگے۔ ہم کو اعتراف ہے کہ یہ فہرست جامع اور مکمل نہیں اور تلاش و تفحص اور مشورہ کی ابھی اس میں بہت گنجائش ہے۔ بعض سرسری طور پر ہم نے انگریزی میں ایک فہرست مرتب کی اور اس کے سامنے عربی اسماء علوم کو لکھتے گئے۔ ضرورت اس کی ہے کہ احباب اس سلسلہ مضمون کے ہر حصے کو غور و فکر کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں اور جو باتیں ذہن میں آئیں ان سے مطلع فرمائے رہیں۔

ایندہ نمبر میں اس فہرست کے متعلق بعض ضروری ملاحظات ہیں جنہیں پیش کرینگے۔

(A)

Astrology	علم التنجیم، علم النجوم
Anthography	علم الواحین
Anthology	مختارات
Algebra	الجبر و المقابله
Anthropography	علم نوع الانسان
Anthropogeny	علم تكون الانسان
Anthropology	علم الانسان
Anatomy	علم التشريح
Anthropotomy	علم تشريح الانسان
Archaeology	علم الآثار
Antiquities	علم الدهور السابقه
Architecture	علم الهندسه، فن تعمير
Arthmetics	علم الحساب
Art	صنعت، فن
Antronomy	علم الهيئة، علم الفلك
Aesthetics	علم الجمال

(B)

Bibliography	علم الوراقه
Biology	علم الحياه
Book - keeping	علم تدوين الحساب، علم مسك الدفاتر

قرب وصال کی قیمت دیگر، اسے متاع کونین سے افضل و اعلیٰ کرچکا تھا، ممکن نہ تھا کہ اسی کی دنیا میں اسقدر بے قدر ہرجائے کہ مٹی کی قوکریاں قیمت دیگر ملیں مگر مسلمانوں کے خون کی کوئی قیمت ہی نہ ہو؟ لیکن اسکو کیا کیجیے کہ خود ہم ہی نے اپنے انکس قدر و قیمت کا مستحق ثابت کیا تھا، اور ہم ہی ہیں کہ آج اسکی قدر و قیمت کو اپنے ہاتھوں کو بھینچے ہیں:

ذالک بان اللہ لم یک اسلیہ کہ جو نعمت خدا نے کسی قوم کو بغیرا نعمۃ انعمہا دی ہو پھر وہ کبھی واپس نہیں لی جاتی، اعلیٰ قوم حتیٰ یغیرہا تا آنکہ خود وہ قوم اپنی صلاحیت اور قابلیت ما بانفسہم را ان اللہ کو بدل نہ دالے اور بیشک اللہ تم سب کی سمیع علیم (۵۵: ۸) باتوں کو سنتا اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔

پس جس خون کے آج دنیا کے تمام حصوں میں دریا رواں ہیں، اگر ۳ - اگست کو کانپور میں اس کے چند فوارے کچھ دیر کے لیے بلند ہو گئے تو کونسی اچھنبے کی بات ہے؟ دریا کی موجوں میں قطروں کو کون پوچھتا ہے؟ اور ہم جو مسلمانان عالم سے خون کی قربانیوں کا نظارہ حاصل کر رہے تھے، خود بھی اس نظارے کے پیش کرنے سے کیوں عاجز رہتے؟ یہ سچ ہے کہ طرابلس کی خونیں موجوں کے مقابلے میں ہمارے پاس چند قطروں سے زیادہ نہیں، یہ بھی ضرور ہے کہ ایران کی سولہویں کا جواب اگر ہم سے مانگا جائے تو ہم ابھی کچھ نہیں بتلا سکتے۔ اسمیں بھی شک نہیں کہ مقدونیا کی آتش زدہ آبادیوں، خون کے سیلابوں، اور انسانی لاشوں کے بسے ہوئے شہروں کے مقابلے میں ہمارا جیب ماتم ابھی بالکل خالی ہے۔ تاہم ہماری شرمندگی مت گلی کہ ہمارے پاس خون کے بہرے ہرے حوض نہیں تو چند چلو ضرور ہیں، جذبے اپنے چہروں کی بے دردی اور بے حسی کی سفیدی چھپا سکتے ہیں، اور خون سے منہ دھو کر اس قابل ہو سکتے ہیں کہ عالم اسلامی کی مجلس خونی میں شریک ہو سکیں!

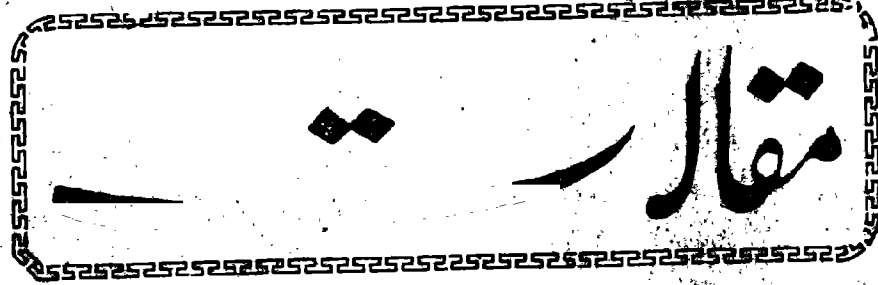
آج تین سال سے تمام عالم اسلامی سرگ میں ہے۔ مسلمانان ہند کے پاس دل رگڑ کے ٹکڑے تھے مگر زخموں سے بہا ہوا خون نہ تھا۔ اس ماتم کدہ مقدس میں، جہاں شہداء کی پاک روحیں خدا کی اغوش سے نکل کر اپنے ماتم گذاروں کا آہ و نغاس سننے کیلئے آئی ہوئی تھیں، بغیر خون سے روض کیے ہوئے کیونکر شریک ہو سکتے تھے؟ (رابعہ بصریہ) نے ایک موقع پر کہا تھا:

رکعتان فی العشق، نماز عشق کی دو رکعتیں، جو ادا نہیں لایصح روضہ ہما، ہو سکتیں جب تک کہ خون سے روضہ الا بالدم!

پس اگست کی تیسری تاریخ پیغمبر شہادت لیکر آئی تا مسلمانان ہند کی اس شرمندگی کو مٹادے، اور ہم ممنون ہیں سرجمیس مسٹر بالقابہ کے، جنکی بدلت دوجار کوزے خون کے ہم نے بھی بھر لیے!

دعا کنید بوقت شہادتہم اورا کہ ایں دمیت کہ در ہائے آسمان باز ست

Metallogy	علم المعدنيات	Botony	علم النبات
Minerologe	علم المعادن ، علم التعدين	Bithology	علم الامره
Metefor	فن مجاز و استعاره	Bichtrology	علم الجرائم
Metoposcopy	علم العرافه	(C)	علم النقد ، علم الانتقاد
Metonymy	فن مجاز	Criticism	علم النظم
Music	فن موسيقي	Chemistry	علم الخلق
(N)		Cosmology	علم تكرر العالم ، علم بدء الخلق
Natural History	تاريخ طبيعي	Cosmogony	علم هيكله العالم ، جغرافيه رياضيه
Natural Philorphy	فلسفه طبيعيه	Cosmography	(D)
Nursing	فن تدریس ، فن تیمار داري	Drama	تمثيل
(o)		Dynamics	علم الحركة
Optics	علم المناظر و المرايا	Epistemology	(E)
Ontology	فلسفه امور عامه	Ethnography	علم العلم
Onsmalology	علم رجوع تسميه	Etiology	علم الاقترام
Oology	علم بيض الطيور	Ethnology	علم الاسباب و العلل
(P)		Ethics	علم قومي الانسان
Pneumatics	علم الهواء	Ethology	علم الاخلاق
Prosady	فن عروض	Entomology	فلسفه الاخلاق و العادات
Pothology	فن تشخيص (الامراض)	Economy	علم حشرات الارض
Philology	علم اللغه	Euclids	علم الاقتصاد
Philosphy	فلسفه حكمت	Fraction	اقلیدس
Phonology	علم الاصوات	(F)	كسور (حساب)
Photology	علم النور	Gordaning	(G)
Phrenology	علم فراسة الراس	Georgraphy	فلحه الصداق ، باغباني
Phytology	علم النباتات	Geology	تقويم البلدان ، جغرافيه
Psycholgy	علم النفس	Geometry	طبقات الارض
Physics	طبيعيات	Geonomy	تعريف اقلیدس ، علم المساحه
Physiognomy	علم الفراسه	Geogony	جغرافيه طبيعيه
Physiography	جغرافيه طبيعيه	Geodesy } Geodetics }	علم تكرر الارض
Physislogy	علم وظائف الاعضاء	(H)	علم اقطاع الارض
Political-Economy	علم الاقتصاد السياسي	Hydrography	علم المياه
Pedagoge	علم التعليم و التريه	Hydrology	علم نراسيس المياه
(S)		Hynrometeorology	علم مياه الجو
Spriteism	علم الاستحضار	Hydrostatics	علم المالحات
Sociology	علم الاجتماع	Hytology	حفظ الصحة
Social-Economy	علم الاقتصاد المنزلي	Hygaion	تاريخ
Surgery	علم الجراحه (جراحي)	Hystory	(I)
(T)		Law	علم العقوق
Teleogy	علم الغايات	Logic	منطق
Technology	علم الصنائع اليد (دستكاري)	(M)	
Tactics	علم تبعية الجيوش ، علم الحرب (فن جنگ)	Meteorology	علم الجو
Thiology	الهيئات	Metaphysics	علم بعد الطبيعه
Topograpy	علم تخطيط البلدان يا عام تحديد البلدان	Magnatism	علم الجاذبيه ، علم المغناطيسيه
Theriotomy	علم تشريح الحيوانات	Mathe matics	رياضيات
Trigonometry	علم المثلثات	Mechonics	علم جر ثقيل ، علم آلات
(Z)		Medicine	علم طب
Zoology	علم الحيوانات	Mensurotion	علم المساحه
Zoonatomy } Zootomy }	علم تشريح الحيوانات		



از گلستان اور اس

اعلانہ دشمنی و کم بینی !

اثر: مسٹر فارمیوس -

(ملخص بادنی تغیر)

موجودہ تاریخ کے طالب علم کے لیے اس عجیب انقلاب پر جو شئون و حالات سیاسیہ میں جنگ کریمیا سے جنگ بلقان تک ظہور میں آیا ہے، عمیق افسوس کیے بغیر، یادگار کریمیا Crimean Memorial سے گزرنا ناممکن ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں انگلستان کی عزت (جو مشرق کی آزادی و مخلصی کا حامی و حامی سمجھا جاتا تھا) اس قدر زیادہ ہوئی اور اس کی سیاست مسلمانوں کے ساتھ اس قدر ہمدردانہ تھی کہ قسطنطنیہ میں اس کا رکیل سرہنری لیرڈ ایک عرصہ تک (Maire du Palais) کا دور تمثیل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ گلیڈسٹون نے اس کا رہ پرائیوٹ خط شائع کر دیا جس میں اس نے سلطان عبد الحمید کو جس کے کامل اعتماد کی وجہ سے اس پر اس درجہ مہربانیاں تھیں، ذلیل ترین ممکن واقعات اور شرمناک مظالم کا ملزم قرار دیا تھا۔

اس زمانے میں ملکہ وکٹوریا سے لیکے نیچے تک ہر انگریز یہ خیال کرتا تھا کہ ترک و مشرقی لباس میں انگریز ہیں۔ انہیں تمام نیکیاں وراثتاً ہیں اور وہ روس کی بربریت و فرضویت (انارکی) کے برعکس، انسانیت و تمدن کے رکیل ہیں۔ اس زمانے میں ترکی اور برطانیہ سپاہی گرمجوشی کے ساتھ معانقہ کرتے اور ”ہاتھ میں ہاتھ خشکی اور تری دونوں میں“ کے نعرے لگاتے ہوئے نظر آتے تھے۔

مگر آجکل ترکی (کم از کم برطانیہ ارباب سیاست کے اکثر حصے کی نظروں میں) زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں رکھتی اور اس کے بدلے بلقانی حلیف تمدن و ترقی کے حقیقی علم بردار ہیں ۱۱ بلقان کے صلیبی (کروسیڈر) عیسائیوں کی طرف سے (جوزبان سے مسیح (۴) کا دم بھرتے ہیں اور اعمال میں اس کی مخالفت کرتے ہیں) جنگ کا اعلان برطانیہ پریس کا ناگزیر جواب تھا، جس نے غیر مشکوک طور پر ان کی تائید کی اور انکو برطانیہ پبلک کے سامنے مخلص انسانیت اور مسیحی نجات کے مدافع کی حیثیت سے پیش کیا۔

درحقیقت اس زمانے میں انگلستان کا میلان طبع عام اسلامی کے لیے سخت یاس انگیز ہے جو دیکھتے ہیں کہ حزب الاحرار (لبرل پارٹی) اپنے انصاف و حریت کی طرف ان الذیل تاریخی روایات کے باوجود، روسی سیاست کی ہدایت پر چل رہی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ عالم اسلامی کے ہال و پر شکستہ ہونے کی وجہ سے کسی اسلامی شہر میں ابھی سنگین معیبت کے پیدا ہونے کا خطرہ نہیں ہے، اور یہی خیال ہے جس نے انگلستان کو اسلامی

معاملات میں اس قدر جرمی کر دیا ہے، مگر تاہم یاد رکھنا چاہیے کہ ۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰

اس لیے جب تک سیاسی حیثیت سے ترکی اور انگلستان ایک دوسرے کے دشمن ہیں، برطانیہ شاہنشاہی محفوظ ہے اور اس کی مسلمان رعایا قابل اطمینان حد تک کمزور ہے، اس وقت تک مظالم بلقان کے خانہ کے لیے انگلستان کوئی غیر نمائشی اور عملی کوشش نہیں کریگا۔

اس نقطہ پر پہنچ کر ایک شخص پوچھ سکتا ہے کہ ان دو سب سے بڑی اسلامی سلطنتوں میں (کیونکہ انگریز فخر و مباہات کے لیے مرقع پر اپنے آپ کو دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کہتے ہیں) اس پھرت کا ذمہ دار کون ہے؟

جیسا کہ ہم سابق میں بیان کر چکے ہیں، سن ۱۸۷۸ء کی مہلک موتمر برلن تک سرہنری لیرڈ قسطنطنیہ میں مختار کل سفیر تھے۔ اس موتمر کے انعقاد سے کسی قدر پہلے عہد نامہ قبرص منقطع ہو چکا تھا اور پرشیدہ طور پر اس پر دستخط بھی کر چکے تھے۔ اس عہد نامہ کی در سے یہ جزیرہ ترکی کی طرف سے انگلستان کو ان خدمات کے معارضہ میں بطور ”بخشش“ کے دیا گیا تھا، جو اس نے معض روس کی مخالفت کی بدولت پر جنگ ترکی و روس میں انجام دیے تھے۔

دوسرے وکلاء صلح کی طرح مسٹر ڈسریلی اور لارڈ سالسبری نے بھی یہ باہمی معاہدہ کیا تھا کہ وہ کسی پرشیدہ منصوبے یا ترکی کے ساتھ خفیہ انتظام کے بغیر اس معاملے میں داخل ہوئے ہیں۔ مگر اخبار ”گلوب“ نے عہد نامہ قبرص کا خلاصہ یکایک شائع کر دیا، جس سے برطانیہ وکلاء کی سخت بے عزتی ہوئی اور فرانسیسی از روسی وکیلوں نے یہ دھمکی دی کہ وہ فوراً برلن چھوڑ دیں گے اور اس طرح اس موتمر کے حقیقی طور پر نشست کرنے سے پہلے اس کو ختم کر دیا جائگا۔ جب معاملہ اس حد تک پہنچا تو داہیہ فرنگ یعنی پرنس بسمارک ایک ”ایمان دار دلال“ کی حیثیت سے بیچ میں آیا، اور ایک راضی نامہ ہو گیا جس میں برطانیہ وکلاء امور ذیل پر متفق ہو گئے:

(۱) انگلستان کے اخذ قبرص کے معارضے کی حیثیت سے فرانس کو اجازت دیجائیگی کہ سب سے پہلے مذاہب مرقع پر (انگلستان کی طرف سے کسی مخالفت کے بغیر) وہ تیونس پر بلا تامل قبضہ کر لے۔

کے تسویہ سے کرچکے ہیں، جس میں انہوں نے اپنے مستقبل کی ایک حد تک قربانی کی ہے اور آئندہ بھی انگلستان کی تائید کے معارضے میں مزید معقول قربانیوں کے لیے تیار ہیں، لیکن افسوس ہے کہ کڑی انگریزی سیاسی جماعت اس اہم نتیجہ کے لیے ابتدائی کارروائی شروع نہیں کرتی۔ اور اس سے بھی زیادہ افسوسناک طریقہ ہے کہ اس وقت انگلستان میں ترک اور غیر ترک ارباب، "ای" "و" موجود ہیں مگر معقول اخباروں کے قلم تحریر میں انہیں داخل ہونے کی اجازت دینے سے انکار کیا جاتا ہے اور انکی دفاعی تحریروں کے لیے رسمی کی ترکیبی کے علاوہ کڑی دوسری جگہ نہیں نکالی جاتی۔ اگر برطانی شاہنشاہی کے دارالسلطنت میں ترکوں کے ساتھ یہ سلوک کیا جا رہا ہے، اور انگریزی پریس (جو ترکوں کے لیے مفید تحریروں کے حق میں گورہ کھڑی ہے) سنجیدہ اور مدلل کیوں نہ ہوں، سخت سنگدل ہے (انکے لیے ہر مضر چیز کی اشاعت میں اس درجہ تیز دست ہے، تو کیا تعجب ہے اگر ترکوں اور انکے ساتھ تمام عالم اسلامی کی امیدوں کی نظریں انگلستان کی طرف سے مایوسی کے ساتھ پھر گئیں اور اب انہیں انگلستان سے اسلام کے ساتھ ہندوستانی کی امید اس سے زیادہ نہیں، جتنی کہ روس سے ہے۔

برطانی شاہنشاہی کی بہبودی کے لیے کیا بہتر ہے؟ اسکا غصہ کرنے والے انگریزی ارباب سیاست ہیں، لیکن کیا وہ اہل پر روس کے حملے اور میڈیٹرین کی طرف اسکی پیشقدمی کو جسکا نتیجہ عموماً تمام مسلمانوں اور خصوصاً ہندوستان کے مسلمانوں کی ناراضی و ناگوار ہے، ترکی کے حلقہ پر ترجیح دیدیگا؟ وہ ترک جنہوں نے سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں اپنے خلیفہ کا اتر انگریزوں کو مستعار دیا تھا اور سلطان عبد المجید خان نے ایک ارادہ شعلانی شائع کیا تھا جس میں غدر کرنے والوں کو سخت برا کہا تھا اور مسلمانان ہندوستان کو انگریزی سلطنت پر حملہ آوروں کے ساتھ عدم حرکت کی دعوت دی تھی؟

جیسا کہ اس راقم نے ایک سربراہ اتر انگریز صدر سے کہا تھا، قسطنطنیہ کا خلیفہ خواہ قہی ہر یا ضعیف، مگر امیر المومنین کی حیثیت سے وہ ۶۰ - ملین مسلمانوں کا رزق اپنے ساتھ رکھتا ہے۔

۱۰ کانپور

مسلمانان لندن کا جلسہ

۵ - اگست سنہ ۱۳۱۹ ع یوم چہار شنبہ ۲۷ کوریسٹور نت اسکوائر لندن میں ہندوستانی مسلمانوں کا ایک غیر معمولی جلسہ منعقد ہوا، جس میں حسب ذیل رزلوشن پاس ہوئے:

(۱) ہم ہندوستانی مسلمان مقیم لندن انہدام مسجد کانپور میں حکام کی ناجائز کارروائی کے خلاف سختی کے ساتھ اعتراض کرتے ہیں اور جلد دوبارہ اسکی تعمیر کا مطالبہ کرتے ہیں۔

حکام کی اس سخت کارروائی کے خلاف، جس کا نتیجہ ۲۰ - مسلمانوں کی موت کی صورت میں نکلا، ہم اپنے غیظ و غضب کے اظہار میں بالکل مجبور ہیں اور ان خاندانوں کی، جن سے انکے اعزا چھین لیے گئے دلی تعزیت کرتے۔

جلسہ کی کارروائی ہندوستان بذریعہ تار جاعے اور یہاں سے پریس میں اہم کی نقل۔

(۲) مصر، مالی انتظام میں فرانس کے ساتھ قسم بقسم چاہیگا۔

(۳) شام کے لاطینی عیسائیوں کی حفاظت کی بابت فرانس کے قدیمی دعوے کو انگلستان منظور کرے۔

جیسا کہ مسٹر بلنٹ (جو لارڈ لٹن اور کونٹ کورٹی اطالی وکیل مقرر برلن کی سند پر ان انتظامات کو روشنی میں لاکے ہیں) کہتے ہیں، مشرق اور شمال افریقہ کی آزادی کے خلاف یورپین حرائم کا نصف حصہ، خاص "سازش قبرس" کا براہ راست یا بلا واسطہ نتیجہ ہے۔ یہ مشورہ دیتی ہے کہ بوسینا فوراً آسٹریا کو دیدیا جائے۔ اس نے مقدونیہ میں معاملات کے ایک مستحکم تصفیہ کو دھرم بڑھم کرنے میں مدد دی۔ اسی نے تیونس کو فرانس کی آڑوں کے نیچے ڈال دیا، اور بول یورپ میں افریقہ کی عظیم الشان تقسیم کا آغاز کیا..... ان تمام امور کے علاوہ اسی نے ایک نہایت نازک وقت میں انگلستان کے اس تمام اثر و نفوذ کو جو اسے مائٹائیہ میں حاصل تھا، برباد کر دیا اور انگلستان کی طرف سے تمام مسلمانان عام کے دل یک قام تلخ اور متنفر ہو گئے۔

اسکے بعد ہی فوراً مسٹر کلیڈ سٹون نے "باغاری مظالم" (یعنی وہ مظالم جو بلغاریوں پر کیے گئے تھے) اور مرد گناہ یعنی عبد الحمید کے خلاف اپنی محرکہ آرائی شروع کی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انگلستان پر سلطان عبد الحمید کا اعتماد اور اسکے ساتھ لطف و عنایت سمیٹنے کے لیے رخصت ہو گئی اور اسکی جگہ گذشتہ تین سال سے بسفورس پر جرمنی کا اثر غالب ہوتا رہا۔

جب فوجوان ترک برسر اقتدار ہوئے اور سنہ ۱۹۰۸ء میں "مستور" کا اعلان ہوا تو انہوں نے ایک مدافع حربہ ملک سمجھکر انگلستان سے اعتقاد کامل رکھنے میں بالکل قائل نہیں کیا۔

۱۹۱۱ء میں جب کبھی سر جی۔ لوتھر سفیر برطانیہ کو سندھ جیل توڑی پبلک دیکھتی تھی، تو ہر جوش چیز دیتی تھی۔ وہاں تک بڑھ کہ ترکی برطانی اتحاد کی پیدائش کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں۔ شخصی حسد یا سیاسی رقابت، کبھی وجہ سے ہو، لیکن آسٹریا کو استحقاق ہرزی گرنیا و بوسینا اور بلغاریا کو عثمانی سیادت سے دعویٰ آزادی کی تلقین کرے، متوفی پیر مارشل وان بی برشٹین (سفیر جرمنی) نے ترکوں کے آگے انگریزوں سے میل جول کی قیمت پیش کر دی، اور بالآخر انگلستان کے حق میں فوجوان ترکوں کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا، جب انہوں نے دیکھا کہ وہ روس کے خلاف جر بلغاریا کے دعویٰ آزادی کی ریوہ کی ہتھی تھا، ترکوں کی مدد کرنا نہیں چاہتا۔

بد قسمتی سے فوجوان ترکوں کے لیڈروں اور کامل پاشا میں (جو اس وقت وزیر اعظم تھا اور عالمگیر طور پر طرفدار انگلستان مانا جاتا تھا) سخت تلخی پیدا ہو گئی۔ جب کامل کو مجبوراً الگ ہرجانا پڑا تو انگریزی پریس نے ترکوں کے خلاف معرہ آرائی شروع کر دی، اور یہ اس لیے کہ فوجوان ترکوں کے لیڈروں کو ضروری معلوم ہوا تھا کہ خانگی اختلافات کی وجہ سے کامل پاشا کو علحدہ کر دیں اور جرمن اتفاق (German Coalition) کے ساتھ اس مضر نا اتفاقی سے حتی الامکان بچیں، جس کی دعوت دینے میں کامل پاشا نے کبھی پس و پیش نہیں کیا۔

میں ان مختلف قابل اعتماد ترکوں کی گفتگو سے، جنکے ساتھ میں نے انگلستان اور ترکی کے تعلقات پر بحث کی، یہ نتیجہ نکلتا ہوں کہ وہ انگلستان کے ساتھ ایک مکمل اور دائمی مفاہمت چاہتے ہیں۔ اسکا اظہار وہ ابھی ابھی مسدہ خلیج نارس

اثر عتیقہ

دوسرا نیاں فرعون

علماء آثار نے آجکل (رعمسيس) ثانی کی متعدد یادگاروں دریافت کی ہیں، جو فرعون مصر کے انیسویں خاندان کا تیسرا بادشاہ تھا۔ تورات کے سنیں و اعمار کا حساب اگر کسی طرح غیر مشکوک ثابت ہو جائے تو رعمسيس کا زمانہ میلاد مسیح سے تقریباً ۱۷۰۰- برس پہلے اور واقعہ ہجرت سے ۲۲۰۰- برس پہلے ہوگا، یعنی یہ دریافت شدہ یادگاروں آج سے تین ہزار ۵۴۱- برس پہلے کی ہیں۔ مگر علماء فرنگ کی تحقیق ان کو بہت قدیم ثابت کرتی ہیں، کیوں کہ رعمسيس کا زمانہ ان کی رائے میں تورات کے ظن و تخمین سے متزاید ہے۔ اسی خاندان میں اسی پادشاہ (رعمسيس ثانی) کے بعد وہ (فرعون) تخت نشین ہوا تھا، جس کا واقعہ حضرت (موسیٰ) کے ساتھ تورات اور قرآن مجید میں بتصریح مذکور ہے۔

رعمسيس ثانی جسے عہد لئی یادگاروں کا مرقع آج شائع کیا جاتا ہے، اس خاندان کی کا سب سے بڑا بادشاہ تھا۔ اس نے اپنے طویل عہد حکومت کے اندر مصر میں نہایت کثرت سے عمارتیں تعمیر کرائیں، ملک فتح کیے، شہر آباد کیے، دشمنوں کی مدافعت کی، اور مصر کی ترقی تمدن میں عمر بھر لگا رہا۔ اس کی تمام عمارات و آثار پر، جو ارمی نیل میں نہایت کثرت سے اب تک محفوظ ہیں، اس کا نام منقوش نکلتا ہے۔

رعمسيس اپنے باپ کے زمانے میں جب ولی عہد تھا، تو ہمیشہ جنگ اور فترحات میں مشغول رہتا تھا۔ تخت نشینی سے پہلے ہی اس کے کارنامے نہایت شہرت حاصل کر چکے تھے۔ تخت نشینی کے بعد اس نے اور بہت سے عجائب و غرائب امور انجام دیے، جسے تاریخ مصر میں اس کی جگہ نہایت ممتاز کردی ہے۔

ہیکل شمس کے کاہن نے رعمسيس کی ولادت سے پہلے بادشاہ سے پیشگوئی کی تھی، کہ یہ بچہ بہت بڑا بادشاہ ہوگا اور تمام دنیا پر حکومت کریگا۔ تخت نشینی کے بعد اس پیشگوئی کی خوشی میں رعمسيس نے اس ہیکل کی عمارت وسیع کردی اور اس کی تعمیر میں بہت سے خوبصورت اضافے کرائے۔

رعمسيس نے اس پائے کی تمام قوموں کو زیر کر لیا تھا۔ بیس مختلف قومیں اس کو خراج دیتی تھیں، سب سے پہلی بار عہد شہزادگی میں اس نے عربوں پر حملہ کیا، اور کہا جاتا ہے کہ اونکو اپنا مطیع بھی بنالیا۔ اس سے پہلے عرب کسی کے مطیع نہ تھے۔ گو یہ اطاعت بھی اس کی واپسی کے بعد قائم نہ رہی۔ عرب کے سوا دوسری طرف اس نے افریقہ میں برتہ وغیرہ کو فتح کر کے حکومت مصر میں داخل کیا۔ سردان بھی اس کے زمانہ میں مصر سے متعلق تھا، اور ہر سال بطور خراج ہاتھی دانت، آبنوس کی لکڑی، اور سونے کی ایک مقدار کثیر مصر کو ادا کرتا تھا۔

بہر معرکہ آرائیوں کے علاوہ بحری معرکوں سے بھی اس کے کارنامے خالی نہیں۔ اسے بحر احمر میں ایک بیڑا طیار کیا، جس میں ۳۰۰۰ سے زائد جنگی جہاز تھے۔ ان کی مدد سے اس نے بحر احمر کے تمام سواحل پر جزائر بحر ہند تک قبضہ کر لیا۔ اور عین اس وقت، جب کہ اس کے افسر ان سواحل و جزائر پر قبضہ کر رہے تھے،

خود رعمسيس ایک خونخوار فرج لیے ہوئے ایشیا کی سلطنتوں کو تہ ربالا کر رہا تھا۔ ایک ایک ملک کو فتح کرتا ہوا بالآخر ہندوستان تک پہنچا، اور گنگا کو عبور کر کے بحر ہند سے نکل آیا !!

دوسری طرف ترکستان سے گذر کر وہ نہر طرنہ (دریائے قینرب) کو عبور کر گیا۔ واپسی میں یورپ کے بعض شہروں سے گذرتا ہوا روم ایللی میں داخل ہوا، اور جزائر بحر روم کو اپنی حکومت میں داخل کر لیا۔ یہ سفر رعمسيس کا آخری جنگی سفر تھا۔

عظماے فاتحین میں رعمسيس ہی وہ شخص ہے جس نے شکست خوردہ اور منہزم قوموں سے نہایت لطف و مہربانی کا برتاؤ کیا، سیاسی مجرموں کی خطائیں بخشیں، مفتوح و مغلوب قوموں کے ساتھ عدل و انصاف سے کام لیا، اور ان سے بہت تھوڑا سا خراج وصول کیا۔ وہ رعایا کے اعتقادات و مذاہب کا بڑی فراخ دلی سے لحاظ کرتا تھا۔

تعمیر کا کام قیدیوں سے لیتا تھا، لڑائیوں میں جو قیدی ہاتھ آتے تھے، وہ مصر لا کر تعمیر کے کام میں لگائے جاتے تھے۔ اس کو فن تعمیر سے بہت شوق تھا۔ دوسروں کی تزئین و آرائش میں خصوصیت کے ساتھ دل چسپی تھی۔ ایک تر منف سے، جو اس زمانہ میں مصر کا پایہ تخت، اور دوسرے طیرہ سے، جو مصر کا مذہبی مقدس شہر تھا۔ انہوں قیدیوں کے ذریعہ اس نے مصر میں بہت سے ہل بھی تعمیر کرائے، نیز تجارت و زراعت کی ترقی کے لیے بھی اس نے بہت سی نہریں کھودوائیں کہ دریائے شور (سنندر) تک راستہ ایک ہو جائے۔

خاندانی حسد و نفاق قدیم حکومتوں کی خاص ترین امتیازی خصوصیت رہی ہے۔ رعمسيس جب اپنے عظیم الشان فتوحات کے بعد مصر واپس آ رہا تھا، اس کا بھائی اس کے استقبال کو مصر کے شہر تھیس تک آیا اور نہایت تپاک سے اس سے ملا۔ رات کو جب رعمسيس مع اپنے اہل و عیال کے سو رہا تھا، اس کے بھائی نے مکان میں آگ لگادی، رعمسيس مع اہل و عیال بڑی مشکل سے اس مصیبت سے نجات پاسکا۔ اس کے بھائی کو جب اپنی ناکامیابی کا حال معلوم ہوا تو بھاگ کر یونان چلا گیا، اور وہاں مصری قوم کی ایک نو آبادی قائم کردی۔ آثار یونان میں اس کا نام دانوس مصری بیان کیا جاتا ہے۔

رعمسيس کو ان عظیم الشان کامیابیوں نے نہایت مغرور و متکبر بنا دیا تھا۔ جو سلاطین اسیر ہو کر اس کے ساتھ آئے تھے ان سے نہایت سخت تحقیر سے پیش آئے لگا، اور روز ر شب سولے غرور غرور و تعدي طغیان و تذکیر، فترحات، اس کا کرلی کلم نہ رہا۔ آخر بشریت سے منتر ہو کر وہ ایک اور عالم کا مخلوق اپنے کرسمچنے لگا، پس خدا کا قانون، جس میں کبھی تغیر نہیں ہوتا، جاری ہوا اور نہایت امانت و تحقیر کے ساتھ خود اپنے ہاتھ سے خود کشی کر کے دنیا سے رخصت ہو گیا۔

ایلم یسیر وافی الارض فیظنورا
کیف کان عاقبة الذین کا
کانوا من قبلہم؟ کانوا ہم اشد
قوة و آثارا فی الارض، فاخذ
ہم اللہ بذنوبہم و ما کان لہم
من اللہ واق (مومن)

کیا زمین میں پھر کر انہوں نے
نہیں دیکھا کہ ان سے پہلوں کا انجام
کیا ہوا؟ وہ جو ان سے قوت میں
بھی، اور یادگاروں میں بھی کہیں
زیادہ تھے۔ خدا نے ان کے گناہوں
کے بدلے اونکو پکڑ لیا، اور خدا سے
کرلی بچائی نہ تھیں۔

شہزادہ خوں عثمانیہ

بریت فرنگ

جنگ، بات، ان کے اور وار

سے کہ یورپ میں وراثت بلغاریہ کے مسئلہ کا دروازہ کھل دیا گیا ہے (پیش آنے والے واقعات کا معائنہ غور و فکر سے کیا ہے - اس وقت سے لیکر اس جزیرہ نما کی محکوم قوموں میں ایک ایسی نہ ختم ہونے والی جنگ قائم رہی ہے جو گذشتہ تین ہفتہ کی علانیہ جنگ ہے۔ اپنی نوعیت کی جگہ زیادہ تر اپنی صفت (یعنی شدت و خفت) میں مختلف تھی - یہ امر تعجب انگیز نہیں ہے کہ اس دیرینہ کاشت نفرت نے وہ خونی پھل پیدا کیے جو ہم دیکھ رہے ہیں، بلکہ درحقیقت تعجب انگیز حالت یہ ہے کہ یہ جذبات ایک مدت کے لیے (اگرچہ وہ مختصر ہی تھی) اس درجہ رکے، کہ ترکی کے خلاف ایک عام کارروائی کرنے لگی - اس جزیرہ نما کی ابتدائی آبادی کا فیصلہ اس معیار سے کرنا مناسب نہ رہا، جو ہم نے اپنے لیے مقرر کر رکھا ہے اور جس کی تصدیق کی امید ابھی انہیں سے نہایت ہی قلیل جماعت سے بمشکل کیجا سکتی ہے۔“

تورک و آذرانہ

۸ - اگست - سنہ ۱۹۱۳ء کی اشاعت میں لندن ٹائمز نے رائے دی ہے: ”آذرانہ سے ترکوں کا اخراج یورپ کے لیے سب سے زیادہ عجلت طلب مسئلہ ہے“ مگر یہ اس سلسلہ کا پہلا حلقہ ہوگا جو اپنے پر معرب اور طویل ہونے کا خود اقرار کرتا ہے - مسئلہ شرق قریب کے عام حل سے ہم ابھی بہت دور ہیں - رومانیہ نے جس استواری کے ساتھ اس مسئلہ کے ایک حصہ کا ہنگامی حل اور نیز جس اعتدال کے ساتھ اپنے مطالبات کا فیصلہ کیا ہے، اس کے لیے وہ یورپ کے شکر کی مستحق ہے - مگر یہ حل محض ہنگامی ہی ہنگامی ہے، اور یہ یقینی ہے کہ مجبور و معی حیثیت سے اس میں ایسے مراد موجود ہیں جو اس وقت اچھا خاصا مباحثہ برپا کر دینگے جب دول یورپ اس پر نظر ثانی شروع کریں گی۔“

پیدہیدگیوں کے آغاز کے بعد سے جس اعتدال اور ضبط نفس نے افق اعمال پر نشان امتیاز لگایا، اس سے ہمیں اس امید کے لیے کہ وہ ان مسائل کو اسی روح اور رسمی کامیابی کے ساتھ حل کریں گی، ایک مستحکم بنیاد ملتی ہے۔

بلقانیوں میں یورپ کے سامنے اپنی ذمہ داری کے احساس کے پھیلنے سے زیادہ مسرت انگیز اور موثر واقعہ شاید ہی کوئی موجودہ تاریخ میں ہو - یہی احساس ہے جس پر ہم کو نہ صرف ان اختلافات کے تصفیہ کے لیے اعتماد کرنا چاہیے، جو موجودہ حالات نے برپا کر دیے ہیں، بلکہ ان سازشوں سے اجتناب کے لیے بھی جن کی کاشت کے لیے دوبارہ ساختہ بلقان ایک پر ثمر میدان دینے کا وعدہ کرتا ہے۔

بلقان کا ایک - ۱ - اتحاد بیررنی سلطنتوں کو مداخلت کے لیے مشکل سے کوئی ترغیب دینگا۔

ایسی نصف درجن بلقانی سلطنتوں کا سلسلہ جو ایک دوسرے کے خلاف مسلسل نقل و حرکت کرتی رہتی ہیں، اور ایک طرف تو تنہا اور دوسری طرف گونہ گونہ بندشوں میں ہیں، یقیناً ان سلطنتوں کی طاقت کو اسی طرح کسی نہ کسی شدید ابتلاء میں ڈال دینگا، جیسا کہ اطالیا کا حال پندرہویں صدی میں ہوا تھا۔

لندن ٹائمز ۱۸ - جولائی سنہ ۱۹۱۳ء کی اشاعت میں لکھتا ہے: ”سالہا سال سے آسٹریا پالیسی کے مستحکم مقاصد میں ایک مقصد یہ بھی رہا ہے کہ آسٹریا تک کی طرف سروریا کے پھیلنے کو روکا جائے - اطالیا نے بھی ساحل آسٹریا تک کی طرف ہونانی مقبوضات کی ہر معقول توسیع پر اسی قسم کے اعتراضات کیے ہیں - جب یہ واضح ہو گیا کہ ان دونوں طاقتوں نے یونان اور سروریا کے ان اطراف میں اپنی فتوحات کو اپنے ہاتھ میں رکھنے کے نا منظور کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور یہ آزاد کر لیا ہے کہ اگر ضرورت پڑی تو وہ خود مختارانہ کارروائی سے اپنی مرضی کو بزور نافذ کریں گی تو اب ”اتحاد“ نے اپنے آپ کو اس خطرے کے رو سرور پایا جس کی طرف ۱ - جولائی کی سنہ ۱۹۱۳ء کی شب کو سر ایڈورڈ گرے نے اشارہ کیا تھا۔“

میںس ہارس میں مسٹر اسکویتھ کی تقریر کے بعد، جسمیں وزیر اعظم برطانیہ نے یہ امید ظاہر کی تھی کہ ریاستہائے بلقان اپنے ”ثمرات فتح“ سے محروم نہ کیے جائیں، یہ امر مشکل سے فرض کیا جا سکتا ہے کہ چند شکوک پیدا کیے بغیر سرگرے نے اصول عدم مداخلت سے اس سنگین علیحدگی کے ساتھ اتفاق کیا ہو - لیکن یہ واقعہ ہے کہ انہوں نے ایسا کیا - اور بعض لبرل اس ملک میں ہیں جو اسکو بجا خیال کرتے ہیں - مگر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دول عظمیٰ کی اس کارروائی نے اس حالت کو بھی ضرور برہم کر دیا جو قبل از جنگ باہمی گفتگو میں ان ریاستوں کے پیش نظر تھی۔

برہمن اسباب کے ساتھ فتوحات کی وہ کثرت بھی مستزاد ہونا چاہیے جو حلفاء کو اس جنگ میں حاصل ہوئی اور جس نے بلغاریہ سے ”حصہ شیر“ کا وعدہ کیا - ان حالات میں یہ امر یقیناً فکری تھا کہ ”اتحاد“ کی کارروائی سے اپنی حصہ کی کمی پر یونان اور سروریا کا غصہ اپنے اس ہمساز کے ساتھ تیز رفتاری سے شکل اختیار کرے، جو غرض قسمتی سے کچھ ایسے مقام پر واقع تھا کہ اس سے امن یورپ کے لیے اپنے حوصلوں میں سے کسی حوصلے سے دست بردار ہونے کی فرمائش نہیں کی گئی!

بلغاریہ نے ایک سخت غلطی کی اور اب اس کے لیے سوا اس کے اور کچھ نہیں رہا ہے کہ اپنی غلطی کے نتائج قبول کرے جس کے لیے وہ درحقیقت راضی معلوم ہوتی ہے۔

بے شبہ بہت سے لوگوں کے لیے یہ امر پروردہ اور تعجب انگیز ہے کہ ان تمام متعدد حلیفوں میں اختلاف، جنگ تک رہنا ہوا، اور جنگ نہایت سنگینی کے ساتھ کی گئی - مگر اس تعجب میں ان لوگوں کی طرف سے بمشکل حصہ لیا جاسکتا، جنہوں نے جزیرہ فناء بلقان میں گذشتہ بیس پچیس برس کے اندر (یعنی جب

خوان یغوسا

مغصوبات کی تقسیم

جنگ بلقان کے معامل

سالزے ۸ - اگست سنہ ۱۹۱۳ ع کو اس کی تشریح کی ہے :
 " چار شنبہ کو نجارست میں سرری ' یونان ' اور رومانی وکلا نے
 صلحنامہ ترتیب دیا تھا - بلغاریہ کیوں نے ان شرائط میں تخفیف
 کے لیے سخت کوشش کی جو ان کے حلیف اور ہمسایہ بھائیوں نے
 لگائے تھے - لیکن رومانیہ کی طرف سے التوا جنگ کے طرے انکار
 تھا - اپنی بے بسی دیکھتے انہوں نے وہ تمام شرائط منظور کرلیے
 جو ان کے ناموں نے لکھوانے کے لیے انتخاب کیے تھے -

عہد نامہ لندن کی رو سے (دس پر ۳۰ ملے کو دستخط ہوئے تھے)
 ترکوں نے تھریس اور مقدونیہ بلقانی حلیفوں کے حوالہ کر دیا -
 تقسیم غنیمت پر فاتحین کی باہمی نزاع جو پہلے ہی سے سخت
 تھی ، ایک ماہ کے اندر علانیہ جنگ کی طرف رہنما ہو گئی -
 آغاز جولائی میں رومانیہ نے مداخلت کی تاکہ وہ ان لوگوں والوں
 میں صلح کر دے ، اور ان سرحدی رعایتوں میں جو وینٹ پیٹر سبرگ
 میں پہلے ہی سے منظور کی جا چکی تھیں ، بلغاریہ سے توسیع کرائے -
 یہ صلحنامہ نئی سرری ' بلغاریہ ' اور یونانی سرحدوں کا نقطہ
 اجتماع سلسلہ کوہ بلیشا تزا کی شاخ پر مقرر کرنا ہے - بلغاریہ -
 سرری سرحد دریائے دارڈ اور اسٹروما کے درمیانی حصے کے پیچھے
 پیچھے جانے والے اس طرح مغرب کی طرف کس قدر بلند ہوتی ہے کہ
 اسٹرسٹزا بلغاریوں کے لیے چھوٹ جاتا ہے - کوچنہ اور در دوش سرحدوں
 کو ملینگے -

یونانی - سرری سرحد ، دریائی رین جھیل سے جنوب مغرب
 کی طرف جیوجیلی سے (یہ مقام سرری ہے) گذرتی ہوئی ایک
 ایسے نقطے تک جا لگی ، جو رڈنیا سے تھیک شمال کی طرف ہے
 اور یہاں سے مغرب کی طرف مڑے پریسپا جھیل کے جنوبی کنارے
 پہنچے گی - رڈنیا اور فلورنیا مع اپنے ہیڈ کوارٹر سے ۲۵ - کیلومیٹر تک
 سالونیکا مذاکرے ریلوے کے ، یونانی ہونگے -

بلغاریہ - یونانی سرحد دریائی رین جھیل سے شروع ہوگی اور
 مشرق کی طرف سلسلہ کوہ بلیشا کے ساتھ ساتھ اس نقطہ تک
 جالیگی جہاں ریلوے دریائے میسٹا تک پہنچتی ہے - اس طرح کہ
 اس نقطہ تک سالونیکا ریلوے ، اور اس کے بعد ڈراما ، قوالڈ ، سر
 حصار ، اور سیرس کو یونان کا ایک جزو بنا دیگی -

ایچین پر بلغاریہ اور یونان کے ساحلی مقبوضات کو ایک کو
 دوسرے سے دریائے میسٹا علیحدہ کرتا ہے -

جبل اسرد نے بلغاریہ کے خلاف سرریا کو درمدہ دی ہے
 اس کے معارضہ میں سرریا اسکو مشرق و جنوب کی طرف توسیع
 ملک کی اجازت دیگی -

یہ تخمینہ کیا گیا ہے کہ جنوبی - مشرقی نو توسیع ساطنوں
 کی آبادی یہ ہوگی -

رومانیا	۷۶۰۰,۰۰۰	بلغاریہ	۵۰۰۰,۰۰۰
یونان	۴۵۰۰,۰۰۰	سرریا	۴۰۰۰,۰۰۰
البانیا	۲۰۰۰,۰۰۰	جبل اسرد	۵۰۰,۰۰۰

یہ تقسیم ہنگامی تصفیہ سے زیادہ خیال نہیں کی جا سکتی -
 امید کی جاتی ہے کہ روس اور آسٹریا ، دونوں بلغاریہ کو ایچین پر
 اس سے زیادہ وسیع گذرگاہ دیے جانے کی خواہش کرینگے ، جتنی کہ
 اس کے حلیف دینے کے لیے راضی ہوئے ہیں -

مدنیت یورپ کا ایک منظر

نہ بر نظام ، بر عدل باید گریست

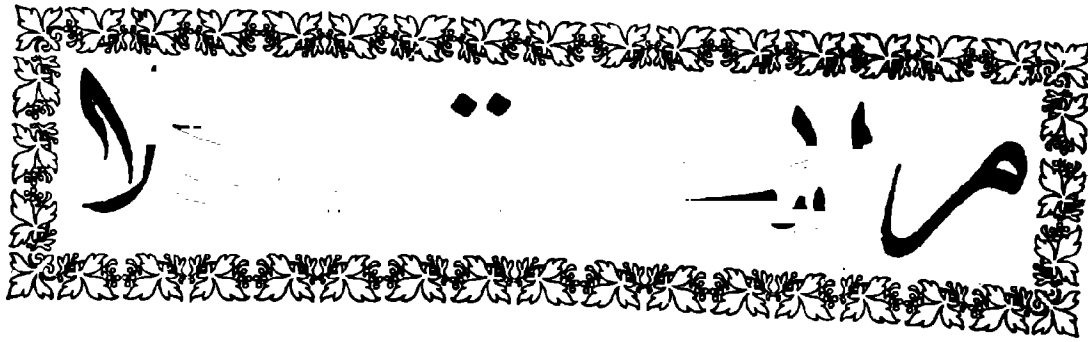
نائب قنصل برطانیہ کی رپورٹ

احرار بلقان و آزادگان بلغار مظلوم و بلا کش مقدونیہ کو ظالم ترکوں
 کی غلامی سے آزاد کرنے کے لیے ، یہی سبب تھا ، اور اسی بنا پر
 بلقانیوں کو تمام یورپ کی اندرونی و بیرونی ہمدردی حاصل تھی -
 یہ آزادی کس طرح حاصل کی گئی ؟ اس کی بارہا تشریح ہو چکی
 ہے ، لیکن حال میں نائب قنصل برطانیہ کی رپورٹ مینچسٹر
 کارڈین نے ۷ - اگست سنہ ۱۹۱۳ ع کے نمبر میں شائع کی ہے -
 وہ اس بحث کا قطعی فیصلہ ہے -

۱۹ - نومبر سنہ ۱۹۱۳ ع کو دودہ آغاچ میں تقریباً ایک سو بیس
 بے قاعدہ بلغاریہ سپاہی پہنچے ، یونانی تو نہیں دق کیے گئے مگر
 مسلمانوں پر تمام بغاوت کا کیا ، ترکی محلیے تاراج کر کے ہلا ڈالے
 گئے - عورتوں اور بچوں پر وحشیانہ دست درازیاں کی گئیں - اور
 بہت سے ترک ذبح کیے گئے - تعداد کا تخمینہ مختلف طور پر
 کیا گیا ہے - برطانیہ ڈنٹ قنصل کہتا ہے کہ ۳ - سو مشکل سے صحیح
 مجموعی تعداد کو پیش کر سکیں گے - رہاں کا بشپ اس سے بہت
 زیادہ یعنی ۸ سو اندازہ کرتا ہے - لاشیں زاغ رزغن کے لیے خورن
 میں آلودہ ، غیر مدفون پڑی ہوئی ہیں - ۲۴ - کو جنرل کوچیفسہ
 (Kovatcheff) یہاں آیا اور تین دن شہر پر باقاعدہ قبضہ کیا تو ترکی
 فوج حفاظت کے لیے چھوڑی - گورنر مقرر کیا اور اسے بعد بلیو
 روانہ ہو گیا - ۲۳ جولائی تک قبضہ جاری رہا - اسی تاریخ کو ڈنٹ
 قنصل نے سڑے تین بجے شب کو ایک غیر معمولی تک رو رو
 در حرکت سنی - ۷۰ - بجے صبح کو اپنے گھر سے دفتر گیا
 یہاں اسے سپہ سالار فوج کا ایک خط ملا جس میں اس نے اپنی
 روانگی کی اطلاع دی تھی - ایک بلغاریہ بھی نظر نہیں
 آتا تھا - ۹ - بجے صبح کو سپاہی جماعتوں کی صورت میں راپس
 آئے - سپہ سالار نے ایم بیڈیٹی (M. Badetti) کو سڑے چار بجے
 ملاقات کے لیے ایک خط لکھا -

اس ملاقات میں سپہ سالار نے بہانہ کیا کہ اسکو تختیہ کا حکم ملا
 ہے - اس رات کو تمام شہر میں روشنی نہیں ہوئی - یہ ایک ایسی
 حالت تھی جو آج سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی - تین بجے شب کو
 ایم بیڈیٹی نے آسمان میں ایک سرخ و آتشیں عکس محسوس کیا ، وہ
 دھڑکنے کو دیکھا کہ سائبائوں اور گوداموں کی ایک طویل صف
 جسدیں عثمانی قرض عام کا نمک کا گودام بھی شامل تھا ، جل ہی ہے
 اور بلغاریہ غالب ہیں - چاروں کے گوداموں اور تجارتی مال
 کی ایک مقدار کٹھن کو جو تاجر لکا تھا اور روانگی کا منظر تھا ، آگ نے
 جل کے خاکستر کر دیا - فورا شہر والوں کا ایک بریلیکڈ ایم ایم
 (M. Wykomm) کی ماتحتی میں ترتیب دیا گیا کہ معاً اس
 کدما کی حفاظت کی طرف متوجہ ہوئے جس میں یورو لیم کے کئی
 ہزار پیسے تھے -

اگر کہیں اس میں آگ لگ گئی ہوتی تو سارا شہر جل گیا تھا
 میں نے شہر کو دیکھنے سے بہت پہلے پنیاہر Panther سے دھڑپے
 بلند ہوتے ہوئے بچے - دیکھے یہ شہر اس وقت تک جل رہا ہے -



کی اعانت کے لیے چندے کی فراہمی مقدم ترین کام ہے اور اس لیے آئندہ سنیچر یعنی ۱۶ - اگست کو رفاہ عام کے احاطے میں ایک جلسہ عام منعقد کیا جائے۔

چنانچہ اس کا اعلان شایع ہو گیا، جو بہت صاف اور بالکل غیر مشتبہ طریقہ سے مقصد انعقاد کو ظاہر کرتا تھا، اور جس کے نیچے چار ذمہ دار معززین شہر کے دستخط تھے۔

اعلان اگرچہ صرف دو چار دن ہی پہلے شایع ہوا تھا، رمضان کا مہینہ اور گرمی کی شدت تھی، اور لکھنؤ کی مقامی حالت اور عوام کے بعض ناگوار اختلافات زبر نظر تھے، تاہم نہیں معلوم قتلان ظالم اور شہیدان ملت کی یاد میں کونسی ایسی مقناطیسی کشش ہوتی ہے، جس کے اثر کی قافر و حاکم سلطنت کے آگے حکمرانوں کی قوتیں اور تاج و تخت کی طاقتیں بھی ہٹ کر ہوجاتی ہیں؟ ایک دن کے اندر ہی جلسے کے انعقاد کی خبر شہر کے گلی کوچوں سے نکل کر تمام اطراف و نواح میں پھیل گئی۔ اور تمام لوگ مستعد ہو گئے کہ اپنے اپنے گھروں اور حلقوں کا چندہ لیکر کر ۱۶ - اگست کو لکھنؤ جائیں، اور شہیدان راہ اسلام پرستی کی یاد میں نذر چڑھادیں:

برسر تربیت من چوں گدازی، ہمت خوار
کہ زیارت کہ مردان جہاں خوار ہوں

ایڈیٹر ”الہلال“ کا قیام لکھنؤ

بطور جملہ معترضہ کے یہاں یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ ۷ - اگست سے ایڈیٹر ”الہلال“ لکھنؤ آ کر مقیم ہو گئے تھے، اور اس درمیان میں ایک در مرتبہ کانپور وغیرہ گئے بھی تو پھر واپس آکر لکھنؤ ہی میں ٹہرے رہے۔ یہ عام طور پر ہر شخص کو معلوم ہے کہ اس موقع پر ان کا قیام لکھنؤ حکم کو سخت ناگوار تھا اور یہ ناگوارگی اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ خفیہ نگرانی اور دلی مبعوضیت سے نکل کر، علاوہ زبان تک بھی پہنچ گئی تھی۔ اور شاید اگر مصالح وقت، عدم انزام قانونی، ارزاں کا عام شخصی اثر مانع نہ ہوتا، تو کانپور کی طرح لکھنؤ میں بھی ان کے قیام کو روکا جاتا۔ مجھے صحیح طور پر معلوم ہوا کہ جب ایڈیٹر ”الہلال“ کانپور میں مسٹر ٹالپر سے ملے، تو انہوں نے ”الہلال“ کے ان در مضمونوں کا ذکر کیا جو مسجد کانپور کے متعلق شائع ہوئے تھے، اور دریافت کیا کہ ”کیا وہ مضامین آپ ہی نے لکھے تھے؟“ میرے پاس وہ پرچہ موجود ہیں اور میں ابھی ان کو نکالوں گا۔

اور اس کے بعد انہوں نے اپنے دھنی جانب کی اس الماری پر نظر ڈالی، جس میں ”الہلال“ کے پرچے ایک عقیدت مندانہ شان تحفظ کے ساتھ محفوظ تھے، اور انکے سرخ ٹائیٹل پیچھے کھارے غیظ و غضب کے آس خردیں رنگ کر نمایاں کر رہے تھے۔ جو اس وقت کانپور کے اس ”سپہ سالار جنگ“ کے اندر جوش مار رہا تھا، اور جس کو ظاہری اخلاق و لطافت، اور نرمی زبان

شہداء کانپور

لکھنؤ کا وجہ جلسہ

☆ " " ☆

ہندوستان کے انگریزی عہد کی آزادی کا خاتمہ

اگر ہم کو یاد رکھنا ہو تو اب ہندوستان میں ایسے دنوں کی کمی نہیں رہی جنہیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ یکم جولائی کی تاریخ مسلمان کبھی نہیں بھول سکتے، جب کہ ہندوؤں اور سیکھوں کے حصار میں کانپور کی مسجد کا ایک مقدس حصہ گرایا گیا، اور اس طرح پورے فوجی ساز و سامان کے ساتھ اس اعلان کردہ مذہبی آزادی کا جنازہ اٹھا جس کے پتلے کو ایک صدی سے زیادہ عرصے تک ہندوستان میں زندہ و متحرک دھلایا گیا تھا۔

اسی طرح ۳ - اگست کی تاریخ خونیں کی یاد بھی ہمارے صفعہ دل سے معر نہیں ہوسکتی، جس کا آفتاب خوں کے فواروں لاشوں کے اضطراب، معصوم بچوں کے زخم ہائے خونچکاں، اور انسانی مظالم و بیکی کے اشک ہائے حسرت کے ساتھ افق کانپور پر طلوع ہوا، اور چہہ سرکاروں کے وحشیانہ اسراف قوت کے بعد، برطانوی انصاف و عدالت کے ادعا کی لاش مسٹر ٹالپر کے درش مبارک پر جگہ پا کر، بالآخر گنگا کے کنارے دفن کر دی گئی۔

لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ۱۶ - اگست کی یادگاری عظمت سے بھی اغماض نہیں کیا جاسکتا، جو ان گذشتہ پیام عظیمہ کی زنجیر کار فرمائی کی تیسری کڑی ہے، جس کا پہلا سرا تو ہزاروں سالوں سے مسکن باقائہ کے دست مبارک میں نہایت مضبوطی سے اٹکا ہوا ہے، مگر معلوم نہیں، اس کے آخری سرے کے پکڑنے کی عزت کس عظیم الشان فرزند برطانیہ کو حاصل ہو گئی؟

لکھنؤ کانپور سے میل ترین میں ایک گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے، مسلمانوں کی تمام صوبے میں سب سے بڑی آبادی ہے، اور تعلیم یافتہ علی الخصوص قانون پیشہ مسلمانوں کی اتنی تعداد صوبے کے صدر مقام تک میں نہیں۔ اس لیے قدرتی طور پر یہاں واقعات کانپور کا اثر سب سے پہلے نیز سب سے زیادہ نظر آتا تھا۔ ۳ - اگست کے حادثہ کے بعد ہی یہاں چند رکلا و معززین کی ایک کمیٹی قائم ہو گئی تھی، جس کا مقصد مقدمات کانپور کی قانونی و مالی اعانت، اور رمایل فوجی زراعت پر غور کرنا تھا۔

چند دنوں تک اس کمیٹی کی غیر باقاعدہ جمعیتیں ہوتی رہیں، مگر وقت ضائع کیا اور کوئی راہ فوری کارروائی کی نہیں گئی۔ بالآخر رفاہ عام میں ایک ابتدائی مجمع غور و مشورہ کے لیے طلب کیا گیا اور اس میں قرار پایا کہ، صیت زندگان کانپور

لہجہ کی چادر ڈال کر پوری کوشش سے چھپایا جا رہا تھا۔
پھر حال اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہی کانپور میں قیام کرنے سے
رہا گیا۔

لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے، لکھنؤ کے فرمانروائے درم یعنی
دبئی کمشنر مسٹر فورڈ کی میز پر وہ ضخیم ”مسئل“ تو ضرور ہو
گی، جو ایڈیٹر ”الہلال“ کے قیام لکھنؤ کی روزانہ تاریخ پر مشتمل
تھی، اور جسے سی۔ آئی۔ ڈی۔ کے پریشان حال مگر داستان کو
محکمہ نے سول اینڈ ملٹری ہوٹل کے روزانہ طواف کے بعد مرتب
کیا ہوا، قاضی کانپور کے محسراتے شاہی کی طرح ”الہلال“ کی
فائل نہ ہوگی۔ اس لئے ایڈیٹر ”الہلال“ کے متعلق کسی حکم کے
ذائد کرنے میں یہ چھوڑنا بادشاہ یقیناً اپنے شہنشاہ اعظم، یعنی سر
جیمس مسٹن کے فرمان کا محتاج تھا۔

ایک عجیب مصیبت

یہ چند دن فرمانروایان لکھنؤ کے لیے کچھ عجیب کشمکش اور
مصیبت کے ایام بلا تھے۔ جلسہ کا انعقاد بجائے خود ایک مصیبت
تھی، پھر اس پر ایڈیٹر ”الہلال“ کی موجودگی اور اس کا یقین،
کہ وہ قطعی شریک ہونگے، تقریر کریں گے، اور پھر نہیں معلوم
ہندوستان میں یک بیک غدر دبا ہوا ہے، یا اس سے بھی زیادہ
کڑی آسمانی مصیبت نازل ہو جائے گی، پہلی مصیبت پر گویا
صدھا مصائب رالام کا سنگین اضافہ تھا!

چند ہزار آدمیوں کے ذمہ دار، بے ضرر، اور قانونی مجمع میں
ایک مسافر کی شرکت اور تقریر سے اس قوم کے فرمان روا پریشان
ہو رہے تھے، جو کئی ہزار میل کا سمندر طے کر کے تیس کروڑ آدمیوں
پر حکومت کر رہی ہے، اور جس کا ہر فرد اپنی نسبت یہ قہرانہ
حسن ظن رکھتا ہے کہ وہ طاقتور اور قوتوں کا ایک دیوتا ہے!!

اس اثنا میں ہر روز بلا ناغہ کسی نہ کسی موقعہ پر ان سے
دریافت کیا جاتا رہا کہ وہ ۱۶۔ اگست تک ٹہریں گے یا نہیں، اور
جلسے میں (جو ضرور منعقد ہوگا اور جس میں اب ان کی شرکت
کی کوئی ضرورت نہیں!!) وہ شریک ہونگے یا نہیں؟ پوچھنے والوں
کی حالت قابل رحم تھی، اور اس پریشان حالی میں ضرور کچھ
نہ کچھ تسکین ہو جاتی، اگر کہہ دیا جاتا کہ ”قیام و شرکت کا ارادہ
نہیں“ لیکن حکم کی بے معنی پریشانی اور ان کی ذہنیات کی
تمسخر انگیز بدحواسی خواہ مخواہ ظرافت و مزاح کی دعوت دیتی
تھی۔ اس لیے اور زیادہ اصرار و تاکید کے ساتھ ہر مرتبہ وہ جواب
دیتے تھے کہ۔

”خیر کچھ ہو، مگر میں تو اب بغیر جلسے میں تقریر کیے
لکھنؤ سے تلتا نہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو ہزار اچھے حکم خاص سے
ٹہرنے کی ممانعت کر دیں۔“

ہزاروں کی تشریف آوری

سنیچر کو جلسہ تھا، اور اسی دن جناب راجہ صاحب
محمود آباد کی زیر صدارت ڈیپوٹیشن جانے والا تھا۔ جمعرات کی
سہ پہر کو ہزاروں لکھنؤ تشریف لانے والے تھے۔ اسی دن مولانا ابوالکلام
نے دہلی جانا چاہا، کیونکہ جمعہ کے دن وہاں ایک جلسے کا
انعقاد ضروری تھا، اور مسٹر محمد علی کی عدم موجودگی کی
وجہ سے چاندے کی کارروائی اس وقت تک پوری طرح شروع
نہیں ہوئی تھی، اگرچہ تمام شہر اس کے لیے مستعد تھا۔

سارے چار بجے وہ کلکتہ میل سے روانہ ہونے کے لیے اسٹیشن
پہنچے تو ہزاروں آمد آمد کا غل تھا، اور انصران پولیس و حکم

کی پوری پارٹی استقبال کے لیے موجود تھی۔ میں نے اس
موقعہ کے جو حالات سنے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہر شخص
کے لیے ویسے ہی دلچسپ اور مضحک ہوں گے، جیسے کہ خود
میرے لیے ہوئے۔ مولانا کے نمودار ہونے ہی جس طرح پریشانی
چھا گئی، جس طرح باہم کہلے کہلے اشارے ہونے لگے، جس
طرح خفیہ احکام جاری کیے گئے، اور پھر جس طرح ایک صاحب
متعین کر دیے گئے تاکہ وہ ان کے ہمراہ پلٹتے فارم پر ٹہلتے رہیں،
اور پھر جس طرح انہوں نے اپنا طول طویل سفر نامہ کشمیر شروع
کر دیا، وہ ایک نہایت ہی پُر لطف لطیفہ ہے، اور اس سے یہ مسئلہ
بالکل حل ہو جاتا ہے کہ جو لوگ ایک تعلیم یافتہ، ایک معزز،
اور جماعت کے ایک ذمہ دار رکن کی اسٹیشن پر بعض موجودگی
کوالیسی انفرسناک بدگمانی کی نظر سے دیکھیں اور اس میں
اس درجہ خود رفتہ ہرجائیں کہ اپنے جذبات کو ضبط نہ کر سکیں،
ان سے کیا بعید ہے کہ ۳۔ اگست کو مہملی بازار کانپور میں
پانچ چھ سو یا بقول خود ایک ہزار آدمیوں کے مجمع کو دیکھ کر
(کو وہ نہتا اور معص بے ضرر مجمع تھا) اپنے آپ سے باہر ہو گئے
ہوں اور بے تامل قتل عام کا حکم دے دیا ہو؟ کہ

مشق ناز کر، خون شہیداں میری گردن پڑا

مولانا کا بیان ہے کہ اسٹیشن پر پہنچے ہی دبئی کمشنر کی
موجودگی میں ان کے ایک خفیہ پولیس کے ”دوست“ اور
نصر اللہ خان صاحب کو توال حضرت کنج نے پرچھا: ”کیا اب آپ
تشریف لے جا رہے ہیں؟“ میں نے کہا: ”آپ مطمئن نہ ہوں
صرف ایک دن کے لیے جا رہا ہوں۔ ذرا دہلی میں بھی
آتش افروزی کا سامان ہو جائے جس کا مواد ہر جگہ ہمیشہ سے
موجود ہے۔ پھر رات کو روانہ ہو کر سنیچر کی صبح کو لکھنؤ پہنچ
جائیں گے۔“ میں نے تو اب میری شرکت ڈل نہیں سکتی۔ یہ
دوسری بات ہے کہ میں ٹلنے پر مجبور کیا جاؤں یا خود جلسہ
ہی تل جائے۔

غرض کہ اس طرح قبل اس کے کہ سنیچر کے دن ان کی
موجودگی کا علم ہو، خود انہوں نے ہی یہ کہہ کر اس خوشی کے
ساتھ پوری بے رحمی کی، جو ان کے دہلی جانے کی خبر سے ان
بیچاروں کو گہری بھر کے لیے نصیب ہو گئی تھی۔

چنانچہ وہ ۱۶۔ اگست کو سارے نو بجے پھر لکھنؤ پہنچ گئے۔

اسی دن در بجے رات عام میں جلسہ ہونے والا تھا۔

بعض اشخاص کی طلبی

جہاں تک میں نے تحقیق کیا ہے، جلسے کے اعلان کے بعد ان
چار حضرات سے کوئی پرسش و گفتگو نہیں ہوئی تھی، جن کے
دستخط سے اعلان شائع ہوا تھا۔ البتہ ضمنی طور پر طرح طرح کے
اظہار خیالات و آراء کی شہر میں افواہ ہے۔ عین ۱۶۔ اگست کو
کیا رہے، جبکہ انعقاد مجلس میں صرف دو تین گھنٹے باقی
رہ گئے تھے، صاحب دبئی کمشنر نے (غالباً) سید وزیر حسن صاحب
سیکرٹری مسلم لیگ، مسٹر نبی اللہ بیسٹرائٹ لا، اور منشی
احتمش علی صاحب کو طلب کیا۔ آخر الذکر در صاحبوں کی نسبت
سنا گیا ہے کہ کسی وجہ سے نہ جاسکے، اور صرف سید وزیر حسن
صاحب گئے۔ جو کچھ گفتگو ہوئی، اس کو خود سید وزیر
حسن صاحب بتلا سکتے ہیں، مگر مشہور ہے کہ دبئی کمشنر
صاحب نے جلسے کے متعلق نہایت زور سے بے اطمینانی ظہر
کی اور کہا کہ کانپور کا سا بلوہا اگر یہاں بھی ہو گیا تو اس
کا ذمہ دار کون ہے؟

لاتناز عوا فتفشلوا و تذهب ربحکم

اہل تسنن و تشیع میں اتفاق کی ضرورت

اتفاق کیونکر ہو؟

(از جناب مولانا حبیب ندائ حسین صاحب معلم دینیات شیعہ ، مدرسۃ العلوم علی کذا)

شیعہ سنی کے اتحاد و اتفاق کی ضرورت، صرف یہی نہیں کہ اسی زمانہ میں محسوس کی جاتی ہے، بلکہ عصر متقدمہ اسلامیہ میں بھی اس کی سخت ضرورت تھی، مگر یہ ضرورت ہمارے اسلاف کی سادہ منشی کیوجہ سے مطاق محسوس نہ ہوئی۔ مرض موجود تھا، دوا بھی ممکن تھی، مگر اس سے کام نہ لیا گیا۔ نتیجہ جو کچھ ہوا وہ اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے۔ بعض اوقات شدت غفلت کی وجہ سے اجلاے بدیہیات و راضع و اضعات کے طرف بھی تنبیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ نظر بران اس مقام پر صرف اس قدر لکھنے کی ضرورت ہے کہ شیعہ سنیوں کا اختلاف رائے اگر بعض اختلاف رائے تک ہی محدود رہتا تو چندان حرج نہ تھا۔ نظیر میں صرف مسئلہ خلافت کو پیش کرنا ہرے۔

بنیاد اس اختلاف کی صرف اس قدر ہے کہ شیعوں کے نزدیک بعد وفات رسول معلم چونکہ وہ خاتم الانبیاء تھے، اور ان کے بعد سلسلہ رچی نہوت ختم ہوچکا تھا لہذا انکی شریعت موبدہ ہے۔ اس کے نفاذ اور حقیقی طور پر عملدر آمد کے واسطے ضرور تھا کہ اس میں ذرہ برابر کی خطا اور ضلالت منشاء ربانی کی درپیش نہ آئے اور کلام خدا کا صحیح محل رمقاد رعیت خداوندی کے کانوں تک پہنچ جائے۔ اس ضرورت سے ایک امام معصوم کا من جانب اللہ رعیت سے منتخب ہونا ضروری تھا کہ جسے خود پروردگار عالم انتخاب فرمائے کیونکہ معصوم کا منتخب کرنا طرق بشری سے باہر ہے، اسلیے یہ بمصدق ایہ کریمہ ”ماکان الیہ اطیرۃ“ خدا ہی کو ایسا انتخاب فرمانا چاہیے تھا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو معاذ اللہ اعتواض اس کی ذات پر لازم آتا کہ اس نے ترک اصلاح کیا جو ذات خداوندی سے معال ہے۔ ان خیالات کی وجہ سے شیعہ انتخاب خداوند کی ضرورت کو بضرورت عقل پسند کرنے پر مجبور ہوئے۔ ادھر اہل سنت نے ضرورت ایک خلیفہ اور قائم مقام رسول کی تو ضرور محسوس کی، مگر ان کے نزدیک صرف رعیت کی انتخاب کے وجہ سے کافی سمجھا گیا، جو کہ کم از کم مجمع عقلی طور پر معلوم نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عمراً اہل سنت مسئلہ امامت و خلافت کو ضروریات دینیہ سے اور اصول دین سے نہیں مانتے بلکہ ایک امامت دنیویہ سے زائد اس کی وقعت نہیں کرتے۔

صرف اس قدر مبناے اختلاف مابین شیعہ اور سنیوں کے ہے، لیکن اس اختلاف کی کسی حال میں یہ حد نہرنا چاہیے تھی کہ جس حد پر شبانہ روز مشاہدہ میں آتی ہے۔ یہ ناگوار صورت جو اس اختلاف نے پیدا کی ہے اس کے اسباب کیا تھے؟ اور ان کے دفع کی اب بھی کڑی تدبیر ممکن ہے یا نہیں؟

اس میں شک نہیں کہ جو واقعات ہرچکے، ہرچکے۔ اس زمانہ میں کڑی انہیں پسند کرے یا نہ کرے اب وہ واقعات بدل نہیں سکتے۔ مثلاً حضرت ابو بکر یا حضرت عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ کا انتخاب ہو گیا اور ہرچکا اور مقابل ان حضرات کے جناب امیر علیہ السلام کو جو نا کامی

کہا جاتا ہے کہ ان کو جواب دیا گیا کہ ایسا ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ یہ ایک ایسی افسوس ناک بدگمانی اور بیجا خوف ہے جس کو پبلک کسی طرح گوارا نہیں کرسکتی۔ ہر شخص اس کی ذمہ داری لینے کے لیے طیار ہے۔ جلسے کا مقصد سرا چندہ جمع کرنے کے اور کچھ نہیں، اور اگر رد کا کیا تو یہ ایک نہایت افسوس ناک اور اشتعال انگیز کارروائی ہوگی۔

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اتنا بیان ان کے اطمینان کے لیے کافی نہ تھا۔ نہیں معلوم ان کے ذہن میں ایڈیٹر (الہلال) کا تصور کس درجہ خوفناک اور مہیب تھا کہ وہ ان کی موجودگی اور تقریر کے متعلق کسی طرح بھی مطمئن ہونا پسند نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے ان کی موجودگی کو سخت خطرناک بتلایا اور اس درجہ مضطرب ہوئے کہ کسی انسان کی تسلی دہی اور تشفی بخشی اس کے لیے موثر نہیں ہوسکتی تھی!

احکام جنگ!!

ادھر تو یہ باتیں ہو رہی تھیں، ادھر پولیس کے انتظامات کا عجیب حال تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ آج یا تو کسی خوفناک حریف پر حملہ ہونے والا ہے، یا کسی مہیب غنیمت کے لکھنؤ پر حملہ آور ہونے کی خبر ہے۔ والیٹئرس کو حکام مل گیا تھا کہ وہ طیار ہو جائیں اور یہ میں نے ایسے لوگوں سے سنا ہے جنہوں نے خود ان کو مسلح دیکھا تھا۔ کارٹوس تقسیم ہو گئے تھے، اور پولیس کی تمام چوکیاں کمر بستہ حکم کی منتظر تھیں۔ وہ تمام راستے جو رفاہ عام کو گئے تھے، پولیس کی صغرف اور قطاروں کا جو لانگاہ بن گئے تھے اور خود رفاہ عام کے احاطے کا تو یہ حال تھا کہ معلوم ہوتا تھا، کوئی معصور گڑھی ہے اور ایک عظیم الشان غنیمت اس کو گھیرے ہوئے برسر حملہ آخری ہے!

ان ہزارہا لوگوں سے جو بعد کو ملے معلوم ہوا کہ تمام اے والے رفاہ عام لے جانے سے انکار کرتے تھے اور خواہ کتنا ہی زیادہ کرایہ دیا دیا جائے لیکن کسی طرح منظور نہیں کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً ان کو بھی پولیس کی طرف سے روک دیا گیا ہوگا۔ جلسے کے انعقاد کی خبر کچھ ایسی غیر معمولی سرعت سے پھیل گئی تھی کہ لوگوں کو تعجب ہے، اور اس کو مظلومان کن پور کا تصرف باطنی سمجھنا چاہیے۔ بارہ بجنے کے بعد ہی سے اطراف لکھنؤ کے ارگ شہر میں پہنچ گئے اور مدھا اشخاص تو کاکورمی، بارہ بنسکی، سندیلہ، ملیح آباد، اور ہردوئی سے صبح ہی آگئے تھے۔ اب وہ جلسے کی شرکت کے ارادے سے سوکوں پر سے گذرنے لگے۔

ان کا بیان ہے کہ ہر قدم پر پولیس کے مسلح سپاہی ملتے تھے اور رفاہ عام جانے سے روکتے تھے۔ کبھی کہتے تھے وہاں بلوہ ہوگا پکڑے جاوے، مت جاؤ۔ کبھی کہتے تھے جلسہ روک دیا گیا۔ جو شخص جاگتا گرفتار ہو جائے گا۔ اس پر بھی مدھا اشخاص در بھتے بھتے رفاہ عام پہنچ گئے کہ تحقیق کریں، اصلیت کیا ہے؟

باقی آئندہ منقول از ”زمیندار“



توبہ و اردو تفسیر کی کمی

جسکی نصف قیمت اعانہ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جالیگی۔ قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارہ الہلال سے طلب کیجیے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی میں اپنے سنی بھائیوں سے بھی عرض کروں گا کہ اگر آپ اپنے ساتھ شیعوں کے اتحاد و مساعدت ظاہری کے نہیں بلکہ قلبی محبت و اتفاق کی ضرورت محسوس کرتے ہیں ' تو گستاخی معاف ' بقول حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

بہ حسن خلق تو راں کرد صید اہل نظر

بہ دلم و دانہ نہ گیرند مرغ دانسارا

آپ جانتے ہیں کہ شیعہ اگرچہ تعداد میں نسبت آپ سے ذلیل ہیں مگر بعون اللہ سبحانہ ' علماء و مآثر و فضلاً و کملاً و عزۃ و جاهۃ ' نیز بحیثیت دارائے ریاست و حکومت و اہمیت و سیاست ملکی و قومی ہونے کے ' کسی طرح اب بھی آپ حضرات کی مجبوری حالت سے بالاتر نہ رہیں مگر کمتر بھی نہیں ہیں - ظاہر ہے کہ اگر وہ آپ سے 'وجہ اپنی دیرینہ کدورتوں کے نہیں ملے جو ازمنہ سابقہ میں آپ کے اسلاف سے جب کہ آپ کو سلطنت و اقتدار حاصل تھا ' انہیں ' یا ان کے اسلاف کے دل میں رہ گئی ہیں ' اور جو بالتفصیل درج تاریخ میں ' تو ان کی معذوری بھی واضح ہے - اور قطع نظر اس کے جو طرز عمل آپ حضرات کا ہر جگہ اس زمانہ میں بھی ہے ' اس کی تفصیل کو میں اس مقام پر محض اس وجہ سے نہیں بیان کرتا چاہتا کہ :

من براے وصل کردن آمدم نے براے فصل کردن آمدم

پس ایسے طرز عمل کو اب بالکل خیر بد کہتے اور بعض اس کے وہ طرز عمل ان کے ساتھ اختیار کیجیے کہ وہ اپنی دیرینہ کدورتوں کو اور شکایتوں کو بالکل بھول جائیں ' اور کسی قسم کی کارش ان کے دل میں آپ سے نہ رہے - ابھی وہ آپ سے اس لیے اتفاق کرنے پر گہرا تے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ کے سایہ عاطفت میں اتنے عرصہ دراز کے بعد ایک حد تک آزادی ملی ہے ' ایسا نہ کہ پھر ادوار سابقہ کے عود کرتے ہی ان سے چھین لی جائے ' اور وہ مثل زمان سابق پھر اسیر پنڈۂ ظلم و ستم ہو جائیں ' حالانکہ اس زمانہ میں بھی ان کے ساتھ جہاں کہیں بھی ہیں طرز عمل نہایت خراب ہے - گورنمنٹ برطانیہ اس کو خوب سمجھ چکی ہے کہ انہیں اور آپ میں اب اتفاق ناممکن ہے - یہ کیوں ؟ صرف آپ کے طرز عمل سے - اب سوال یہ ہے کہ آیا کوئی صورت اتفاق کی ممکن الوقوع ہے یا بالکل ممتنع الوقوع ؟ اس کا جواب میں ہرگز ہرگز نفی میں نہیں دے سکتا ' میرا خیال یہ ہے کہ ممتنع الوقوع نہیں ہے مگر عسیراً حصول ضرور ہے - تاہم حد امتناع تک نہیں پہنچتا -

ظاہر ہے کہ کوئی شیعہ اب بھی کسی سنی کے منہ پر تبرا نہیں کہتا - یہ کیوں ؟ محض یہ خرافات قانون ' اور بخیال تہذیب ' لیکن کیا ان دونوں وجہ کے خیال سے باہم شیعہ سنیوں میں اتفاق ممکن ہے ؟ حاشا و کلا ' ہرگز نہیں ' ضرور ہے کہ کچھ تو شیعہ سنیوں کی طرفداری میں عدلاً اپنے مقام سے ہٹیں ' اور کچھ سنی شیعوں کی طرفداری میں اپنے مقام سے - جب تک یہ نہ ہوگا ' دلی اتفاق و اتحاد ناممکن ہے -

آپ سوال کر سکتے ہیں کہ اپنے احکام سے ہٹنے کی کیا صورت ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ شیعہ اپنے اصول مذہبی سے دست بردار ہو جائیں - ظاہر ہے کہ وہ خلافت کو جزو دین و مذہب ایمان سمجھتے ہیں ' مگر اہل سنت مسئلہ خلافت کے ایک امر دنیوی سے زیادہ وقعت نہیں دیتے ' لہذا امام معصوم کی ضرورت سے تو وہ دست بردار نہیں ہو سکتے ' ہاں تدریج سے دست برداری ممکن ہے - اس لئے کہ میری رائے میں اس عالم وجود میں ہرگز ہرگز تدریج کا وجود نہ ہوتا ' اگر بنی امیہ اپنے درمیان

ہزنی تھی وہ ہرچکی - اس وقت اگر شیعہ لاکھ لاکھ کوشش کریں کہ یہ راتعات ان کے مذہبی مباحث کی وجہ سے بدل جائیں تو یہ ناممکن ہے - دیکھنا یہ ہے کہ ان حضرات نے اپنے زمانہ خلافت یا سلطنت میں اپنا طرز عمل کیا رکھا ؟ اگر شیعہ انصاف کریں تو انہیں ماننا پڑے گا کہ ان حضرات کا اپنے اپنے دور حکومت میں وہ طرز عمل ضرور تھا ' جسے سنیوں کا تو کیا ذکر اگر خرد شیعہ بھی اپنا شعار قرار دیر تو اخلاقی حد کمال تک بخوبی پہنچ سکتے ہیں ' اور جسے وہ محض شیعہ رہنے کی حالت میں حاصل نہیں کر سکتے - دنیوی زندگی کی جو اخلاقی معراج ہے ' وہ انہیں حضرات ' اقتصاد آثار میں ان کے لیے ممکن ہے - اب رہا یہ امر کہ ان حضرات کے تعلقات حضرات اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ کیسے تھے ؟ تو میں گو شیعہ ہوں ' مگر حضرات اہل سنت کو ایک حد تک ضرور معذور سمجھتا ہوں - ان کے سیر و تواریخ نے انہیں اس بات کے ماننے پر مجبور کر دیا ہے کہ ان کے تعلقات اہل بیت رسالت کے ساتھ ویسے ہی تھے جیسا کہ ہونا چاہئیں ' اور جیسا کہ اس وقت حضرات اہل سنت کا معتقد ہے - بہت ممکن ہے کہ شیعہ ایسے موقع پر یہ کہہ آئیں کہ حضرات اہل سنت نے اس مقام پر کافی تحقیق و تدقیق سے خود اپنے یہاں کی سیر و تواریخ میں بھی کم نہیں لیا ' ورنہ وہ یہ رائے قائم نہ کرتے - میں کہتا ہوں کہ بغرض اگر انہوں نے ایسا ہی کیا تو یہ ان کی ایک قسم کی تقصیر و کمی قرار پا سکتی ہے - تاہم یہ چندان قابل ملاحظہ بات نہیں - جو لوگ انہیں ایسے ہرے یا ہرنے جو حقیقہ رس و غائر النظر ہوں گے کم از کم ان کی رائے عام و جمہور سے ضرور خرد بخود مختلف ہرچال گئی - لیکن شیعوں کو کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ ان کے اتالیق بنیں ' اور ان کی اغلاط پر انکر متبنہ کرنا اپنا حاصل عمر یا حاصل زندگی سمجھ لیں ' اور خرد اپنے اہل و عیال کے لیے مصیبتیں ہیں اس دار دنیا میں ' ان کا کچھ لحاظ و پروا نہ کریں ؟ اس وقت اہل سنت با رصف اس کے کہ ان کی تعداد کثیر ' اور ان کی سلطنت کی وسعت و وسعت نہایت زیادہ ' ان کی مالی قوت بہت عظیم ہے ' اس پر بھی یہ حل ان کا ہو گیا کہ ترکی کی سلطنت پر اچھے پر اچھے ہو گئی ' ایشیائے کوچک میں کچھ امید اس سلطنت کے بقاء و سرسبزی کی تھی کہ یورپ سے نکل کر یہ سلطنت ایشیائے کوچک میں اپنا اقتدار جامعہ اسلامیت کے سایہ میں پیدا کرے کی مگر

خرد غلط بود انچہ ما پنداشتیم

رہاں تو بغیر جنگ و جاکہ تمام ایشیائی حصہ آخری سلاطین مغلیہ دہلی کی طرح مثل صربجات ہند خرد سر ہو کر پاش پاش ہونا چاہتا ہے - جب اس کا یہ حال ہوا تو بیچارہ ایران کو اس وقت تک برائے نام اپنی اصلی حالت پر برقرار ہے مگر اس کا بھی کیا اعتبار ہے :

اگر بمرد عذر ' جائے شادمانی نیست

کہ زندگانی ما نیز جاردانی نیست

اگر شیعہ ان مذہبی مناظرات و باہمی جنگ و جدل کو چھوڑ کر اپنی ملکی و سیاسی و علمی ترقی میں مصروف ہوں - اور ایسے مصروف ہوں کہ اپنے سنی برادران اسلام کے ایسے ایک عمدہ نظیر ریش زندگانی دنیا کی ثابت ہوں ' تو سمجھنا چاہیے کہ خیر دنیا و آخرت دونوں سے وہ بہرہ ور ہیں ' ورنہ جب ان مذہبی اختلافات ' و مناظرات ' و مشاجرات ' و مکابرات ' کی وجہ سے وہ اپنی قومی ' ملی ' و سیاسی اہمیت کو ہر بیٹھے ' تو یہودیوں کی طرح اگر انہوں نے لت و خراپی کے ساتھ زندگی بسر کی ہو تو کیا لطف رہا - رف ایسے زندگی پر ' اور تف ایسے مذہبی جنگ و جدل پر -

سلطنت ہندوستان میں قائم تھی، تو اس زمانے میں مسلمان خود تعزیه دار نہ تھے یعنی اہل سنت - اور شیعہ گروہ ایک نہایت کمزاری کی حالت میں تھا، بعدیکہ شیعہ محمد شاہ دہلی کے زمانے میں خفیہ طور سے تعزیه داری کرتے تھے - (دیکھو وہ مجلس فضلی کی نسبت تذکرہ شعرا قالیف دبی قاسمی) پھر کون کہہ سکتا ہے کہ ہندوؤں کو شیعوں کی خوشامد میں تعزیه داری کا شوق ہوا؟ علاوہ بریں اگر یوں ہی خوشامد پر بنا کی جائے تو میں سوال کروں گا کہ ہندوؤں نے اہل سنت کے رسوم مذہبی میں کوئی رسم کیوں نہ اختیار کی؟ یا اب انگریزوں کی کوئی مذہبی رسم کیوں نہیں ادا کرتے؟ ہندوؤں کا تو یہ حال - ادھر مسلمانوں کی یہ کیفیت کہ ہر سال ماہ محرم کے قریب اور تعلم محرم میں اخباروں کی کالم تعزیه داری کی تقبیح اور اس سے نفرت دلانے میں سیاہ کیے جاتے ہیں - ہر لوہا اشتہارات مخالفت کے آویزاں ہوتے ہیں - رسالے اور کتابیں اس کے رد و ابطال میں شائع کی جاتی ہیں - بت پرستی اس کا نام رکھا گیا ہے - جو شخص کہ تعزیه کرے، اس کی عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے - نکل سے نکل جاتی ہے - اولاد ولد الزنا ہوتی ہے - انصاف کیجیے - کیا یہی باقی اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کی ہیں؟ لہذا سنیوں کو لازم ہے کہ قطعاً ان حرکات سے پرہیز کریں اور شیعوں کے ساتھ عزاداری میں ہمدردی کیا کریں - نہ صرف یہی بلکہ اس میں حصہ بھی لیا کریں، اور جو سنی ایسا کرتے ہیں ان میں اور سنیوں میں اب بھی اتفاق و اتحاد حقیقی کی جہلک نظر آتی ہے -

سنیوں کو لازم ہے کہ ہر روز عاشور عمدہ کپڑے پہن کر نہ نکلیں - پان نہ کھانا کریں - سرمہ نہ لگھیں سے پرہیز کریں کہ ان سب باتوں سے شیعوں کی سخت دل آزاری ہوتی ہے اور ان کے دلوں میں ان کے طرف سے نفرت اور عداوت پیدا ہو جاتی ہے -

یہ ایک دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب کسی کو کسی کے طرف سے کچھ ملال ہوتا ہے تو وہ طرف ثانی کے ہر نعل و ہر حرکت کو بد نیتی پر معمول کرتا ہے - لہذا اس کا نتیجہ شیعہ ضرور یہ نکال لیتے ہیں کہ سنی معاذ اللہ دشمن اہل بیت ہیں!! میں لفظ معاذ اللہ کچھ سنیوں کے خوش کرنے کے واسطے نہیں کہتا ہوں بلکہ میرا دلی خیال یہی ہے کہ میری ایک آنکھ شیعہ ہے تو دوسری آنکھ سنی ہیں - میں سنیوں کو اپنے سر آنکھوں پر بٹھاتا ہوں مگر سنیوں کو کہ ناصبوں کو، اور بڑی مصیبت عظمیٰ یہ ہے کہ ہمیشہ سے ہریانہ مگر اس زمانہ میں تو ضرور نامیہ سنیوں کے پردہ میں ہیں - مثل مشہور ہے کہ گیاروں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے - نافرمانیوں کے وجہ سے بیچارے اصلی و حقیقی سنی بھی شیعوں کی نظر عنایت سے محروم ہیں - افسوس!!

سنیوں کا ناصیبوں سے علحدہ ممتاز ہر جگہ نہایت آسان ہے بیچارے سنیوں نے اپنی سادگی سے بہت سے لوگوں کو جو درحقیقت نامیہ ہیں سنی سمجھا - ان لوگوں کو سنی بھی اپنے میں سے نکال دین اور مثل شیعوں کے انکی برائی کا اعلان کر دین اور ان سے بے زاری ظاہر کریں - پھر دیکھیں کہ شیعہ ان کے ساتھ کیسی معیت و الفت کا برتاؤ کرتے ہیں، اور شیعوں کے ذریعہ سے انہیں کس قدر اپنے مقاصد میں کامیابی ہوتی ہے -



جذب امیر علیہ السلام پر اس رسم منحوس کی بنیاد نہ ڈالتے، لیکن جب کہ انہوں نے اتنے عرصہ دراز تک شیعوں کا اس بری طرح سے دل دکھایا، تو شیعوں نے بھی جبراً یہ خیال کیا کہ اس سلطنت کی اصل بنیاد خلفاء راشدین نے ڈالی ہے، اگر وہ دن وہ ہوتا تو یہ سلطنت بھی نہ ہوتی، اور نہ یہ روز بد شیعوں کو دیکھنا پڑتا - اسوجہ سے وہ بری طرح خود حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے مخالف ہو گئے اور "قتل الحسین یوم السقیفہ" کا مضمون پیش آگیا، انہوں نے اس درجہ افراط سے کم لیا کہ بنی امیہ کو گویا چھوٹ گئے اور خلفاء راشدین سب سے پیش ہو گئے - حالانکہ وہ میرے خیال میں اس قدر ملامت کے مستحق نہ تھے -

اس پر انت یہ ہوئی کہ امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے - اس شہادت نے بنی امیہ کی ملامت کی جز کو تو ضرور ہلا دیا، بلکہ برباد و تباہ کر دیا، مگر حضرات اہل سنت نے خود غلطی سے یا شاید عمداً ایسا ضرور کیا کہ شیعوں کے ساتھ انہوں نے بدعات بنی امیہ کے رد و ابطال و ان کے اعمال و کردار پر اظہار غیظ و غضب و تنفر و بیزاری میں ہمدردی نہیں کی، جس سے فطری طور پر شیعوں کو یہ خیال ہوا کہ یہ لوگ اب بھی انکے ہم خیال اور انکی افعال و اعمال پر راضی و خوشنود ہیں اور انکا استغراب و استحسان کرتے ہیں - اب شیعوں کو قہراً یہ خیال ہوا کہ جب یہ لوگ ان کے افعال پر راضی ہیں اور ان کا استحسان کرتے ہیں تو اگر یہ اس زمانہ میں ہوتے تو ضرور بنی امیہ کا ساتھ دیتے -

غرضکہ میں پہلے کہہ چکا کہ جب تک سنی شیعوں کے ساتھ انکی دلی رنجش و ملال میں ہمدردی نہ کریں گے اس وقت تک شیعوں کو بھی کوئی وجہ تبرا سے دست برداری کی نہیں ہوگی - لہذا میری رائے یہ ہے کہ سنیوں کو یہ استثنائی خلفاء راشدین، شیعوں کے ساتھ ہر اس شخص کے برا کہنے میں ہمدردی کرنا چاہیے، جس سے شیعہ ناراض ہوں اور اپنی ناراضی اپنے طرز عمل سے شیعوں پر ظاہر کریں - میں مصلحتاً ایک سنی بزرگوار اور نور جوان عالم و فاضل و مورخ صاحب کا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتا ہوں جس سے غالباً نہ بہت کچھ ذاتیات کی وجہ سے ملال تھا، لیکن اب جو میں نے انکے خیالات اس مسئلہ خاص میں معلوم کیے تو اللہ باللہ تم باللہ، میں انکا غالباً عاشق زار ہو گیا ہوں، اور انکی صورت دیکھنے کے لیے بیقرار رہتا ہوں، اور انشاء اللہ تعالیٰ اپنے تئیں اور انکو اس ایڈ کریمہ کا مصداق سمجھتا ہوں: و نزعنا ما فی صدورہم من غل اخواننا علی سرر متقابلین - اب جو نتیجہ ان سنی بزرگوار کا اور میرا ہوا، یہی نتیجہ کل سنیوں اور شیعوں کا ہوا - باہم شیر و شکر ہر جاویں اور متفقہ کوشش سے اپنے مقاصد اسلامی میں اعلیٰ درجہ کی کامیابی حاصل کریں -

منجملہ شیعوں کی شکایات کے ایک شکایت مسئلہ عزاداری اہل ظالم کی ہے - یہ مسئلہ عجیب و غریب نوعیت کے ساتھ ہندوستان میں روز افزوں ترقی کر رہا ہے - ادھر تو شیعوں کے ساتھ ہندوؤں نے اس درجہ اس میں دلچسپی لے رکھی ہے، کہ اگر شیعوں کا دل چیرا جائے تو اس میں ہندوؤں کی اس ہمدردی سے انکی طرف میلان اور انکی محبت ضرور جاگزیں نظر آئیگی، و ایساں ملک مہاراجاؤں سے لیکر چمار، لودھے، کرمی، اور نیچ ذاتوں تک، سب کو آپ برابر امام حسین علیہ السلام کا عزادار پاتے ہیں - یہ کیوں؟ اس کا کیا سبب؟ کہ آپ خرما سکتے ہیں کہ انہیں شیعوں کی خوشامد ہے؟ لا حول ولا قوۃ استغفر اللہ - اس سے بڑھ کر غلط خیال نہیں ہو سکتا - جب کہ اسلامی

تایخ حیات اسلام

انان ہند کا ایک ورق

شہداء کانپور اعلیٰ اللہ مقام م!

مکتوب مدراس

جناب جس سرگرمی اور دلورۃ مہارت سے قومی و ملی خدمات انجام دے رہے ہیں، ناممکن ہے کہ قوم اس احسان عظیم کے صلہ سے عہد برآ ہو سکے۔ میں بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ مسلمانان ہند میں جو نئی اسپرٹ پیدا ہو گئی ہے، وہ الہال ہی کی بدولت ہے جو خدا کرے کرے کہ دیرپا اور زندہ رہے۔ خدا سے دعا ہے کہ آپ جیسے متجدد وقت کو، جس نے اپنی زندگی قومی، مذہبی، اور ملکی خدمات کے لیے وقف کر دی ہے، دیرگاہ زندہ رکھے اور جن عظیم الشان فرائض کا برجہ اٹھایا گیا ہے، ان میں کامیابی عطا ہو۔

انان کانپور کے بے رحمانہ و ظالمانہ کشت و خون کا واقعہ ہر ایک مدراسی مسلمان کی زبان پر ہے، جس سے یہاں سخت جوش پھٹا ہوا ہے۔ چنانچہ گذشتہ جمعہ میں شہداء ملت کے لیے غائبانہ نماز پڑھی گئی۔ اور صدائے احتجاج بلند کرنے کیلئے جلسے منعقد ہو رہے ہیں۔ مدراس کے مسلمانوں کی طرف سے کسی بدتر کر کانپور بھجوانے کی کا روائی بھی زیر انتظام ہے۔ شہداء و پس ماندگان کی اعانت و غیور کے اٹے اعانتی فلاح کھول دیا گیا ہے۔ جناب مطمئن رہیں۔

عزیز الدین محمد - از مدراس

ایک مسلمان خاتون کے قلم سے :

واقعہ مسجد کانپور و تحریک اعانت مجروحین کانپور شائع شدہ الہلال نظر سے گذری۔ کیا عرض کروں کہ دل ناتوان پر اسکا کیسا اثر پڑا؟ اور دل مضطرب بار بار کیا کہتا ہے؟ افسوس صد افسوس کہ میں زور مال سے بالکل معرور ہوں، کیونکہ ابھی ایک کمسن طالب العلم کی حیثیت رکھتی ہوں۔

لیکن اس دل بیقرار کو کیونکر سمجھاؤں؟ جسکا اشارہ یہ ہے کہ اگر کچھ نہیں ہو سکتا تو اپنے اوپر تکلیف گوارا کر۔ ایک لقمہ کم کہا مگر اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کر۔ قسم ہے مجھے پاک پروردگار کی کہ میرے پاس اس وقت سوائے اس رقم حقیر کے، جسے میں آپکی خدمت میں ارسال کرتی ہوں، اور کچھ بھی نہیں۔ ازراہ نوازش اسے قبول فرما کر مجروحین کانپور کے فلاح میں داخل فرما دیجیے۔ واقعہ عاجزہ ”زاہدہ“ از بھاگلپور

کرن مسلمان ہے جسکا دل کانپور کے دل ہلا دینے والے حادثہ ملی سے نہ دکھا ہو، اور پھر کرن آنکھیں ہیں جنہوں نے ان شہیدان ملت پر در آنسو نہ بہائے ہوں؟

اے شہداء کانپور! تم چل بسے، تم اپنے عزیز و اقارب سے جدا ہو گئے۔ تم دنیا سے فانی سے بے تعلق ہو گئے۔

لیکن کیا تمہاری یاد بھی ہم لوگوں کے دلوں سے معرور جائیگی؟ نہیں ہو کر نہیں۔ تم، جنہوں نے اپنی عزیز جانیں اپنے عزیز مذہب پر قربان کر دیں، کبھی نہ بھلائے جاؤ گے۔ تمہارا نام ہر لوگ عزت کے

اتقوا اللہ، ایہا المسلمون! دن!

دوازدہم رمضان، و پارٹی لیدی ہارڈینگ

بخواتین اہل اسلام در شملہ!

از جناب حاجی میرزا ابو القاسم معلم فارسی مدرسہ کالج ملی کڈہ - مقیم حال شملہ

حضرت مدیر محترم مجلہ مبارک الہلال دام مجدہم۔ روز جمعہ دوازدہم (۱۲) رمضان المبارک ساعت چہار لیدی ہارڈینگ بزنان مسلمانان و ہندو یک پارٹی دادہ ہون، زلی اغلب مسلمان ہونند و قریب پنجاہ نفر زنان محترم لیدران قوم با کمال انتظار این دعوت را قبول کردہ و رفتہ ہونند، بدین اینکہ حفظ ظاہر کردہ عذر بیا ورنہ کہ ماہ رمضان و روزہ ہستیم!

کاغذیکہ همان روز از آغا سید مرتضیٰ کہ در گراند ہوتل شملہ شیریں سازست، رسید، لقا فرستادہ میشود - بندہ اطلاع دادم حالا بحث در این مسئلہ فرض و حق شما ست -

نقل مکتوب آقا سید مرتضیٰ

موسوم بہ حاجی میرزا ابو القاسم

قرابت کردم - بسیار افسوس دارم کہ نمی توانم بیایم، زیرا کہ از کثرت خستہ گی و غم رانندہ و پریشانی، تا الان کہ ساعت نہ ست، افطار نکردہ ام - صبح بہ جناب عالی عرض کردم کہ خورام آمد - انوقت هنوز آدرہای فوق العادہ زیامدہ ہون - ساعت نہ آدر ہوائی دکان ختم شد - آدر دیگر آمد کہ امشب شب ناچ است - آسکریم و ہر دینک لازم است - بفاصلہ در ساعت بعد آدر دیگر آمد ای کاش بجایش قضائی برای بندہ آمدہ و مردہ ہوسم تا اسم خورندگان این آدر نشنیدہ ہوسم - آدر این ہون کہ برای نود نفر زنان مسلمان و ہندو کہ ساعت چارہ در تاول حال مرعور ہستند، چای و رشیدی و چکین پاتے و اطالین کیک (کہ عجین با شراب ست) تیار و آمادہ نمایند - مختصراً انچہ برای ناچ شب ہون - زمیں گذاردیم و مشغول بہ آدر ہون و نفر زنان شدیم -

غرض رقتیکہ حقیر این مطلب را از گویندہ شنیدم، بدین بلرزہ در آمد - گفتم برادر! شاید بد فہیدہ! یا آنکہ جمعہ دوازدہم نباشد - یا زنان مسلمان دعوت ندارند - گفت بغداد قسم ست - دعوت دارند، و تماماً خواهند آمد!

حقیر بمحض آنکہ این مطلب را شنیدم، مثل آنکہ تمام دنیا بمرم خورد - گفتم خدایا! مگر چہ واقع شدہ، و این چہ دعوتے است کہ میخوانند ما مسلمانان را مفتضح و رسوا نمایند؟ پس خدایا این راز را ان ماند - باز بخود گفتم - اے احمق جاے کہ تو در این جا ہستی، مثل دخمہ شاپور است - فہمیدی - در کچہ و بازار کہ معلوم! اقا جان! نمیدانم - چہ شدہ، و چہ پیش آمدہ کہ مسلمانان باین فضاحت اسلام سوز امیدوار فلاح و صلاح ہستند! و لر اینکہ ہیچ کدام از انہا روزہ نباشد، محض بہ حفظ ظاہر نورند، یا اگر ہر روز در خوردن اقدام نکنند و معذرت بخواہند، البتہ پزیرفتہ میشد و بہ احترام سال صد چندان ہوا فرودہ می شد - خداوند تعالیٰ انشا اللہ این مسلمانان متمدن، روشن خیال، و تہذیب فرمایان را نیست و نابود فرماید!

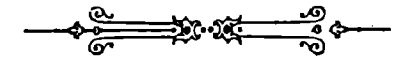
نہدہ : الناظر

- رانہ عمری شیخ عبد القادر جیلانی (رض) عربی زبان میں تالیف آہن حجر عسقلانی - خدا بخش خاں کے کتب خانے کے ایک نایاب قلمی نسخہ سے چھاپی گئی - کاغذ ولایتی صفحہ ۵۶ قیمت صرف ۸ - آنہ علامہ محمول ڈاک - صرف ۵۰ کاپیلا رہگئی ہیں - ملنے کا پتہ - سپرنٹنڈنٹ - بیکر ہوسٹل ڈاکخانہ دھرمتلا - کلکتہ -

هنا بساتر للتاس ، و هدى و رحمة لقوم يوقنوث !

(۱۹ : ۴۵)

بصائر



ایک ماہوار دینی و علمی مجلہ

جس کا

اعلان پہلے ” البیان “ کے نام سے کیا گیا تھا ۔

ماہ شوال سے شائع ہونا شروع ہو جائیگا

مقامات کم از کم ۶۴ صفحہ - قیمت سالانہ چار روپیہ مع معصوم -

خریداران الهلال : ۳ - روپیہ

اسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن حکیم اور اس کے متعلق تمام علوم و معارف پر تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے - اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کرے ، جن کی وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز تعلیمات قرآنیہ سے نا آشنا ہوتا جاتا ہے -

اسی کے ذیل میں علوم اسلامیہ کا احیاء ، تاریخ نبویہ و صحابہ و تابعین کی ترویج ، آثار سلف کی تدوین ، اور اردو زبان میں علوم مفیدہ حدیثہ کے تراجم ، اور جرالد و مجلات یورپ و مصر پر نقد و اقتباس بھی ہوگا - تاہم یہ امر ضمنی ہونے ، اور اصل سعی یہ ہوگی کہ رسالے کے ہر باب میں قرآن حکیم کے علوم و معارف کا ذخیرہ فراہم کرے - مثلاً تفسیر کے باب میں تفسیر ہوگی ، حدیث کے باب میں احادیث متعلق تفسیر پر بحث کی جائیگی - آثار صحابہ کے تحت میں تفسیر صحابہ کی تحقیق ، تاریخ کے ذیل میں قرآن کریم کی تنزیل و ترتیب و اشاعت کی تاریخ ، علوم کے نیچے علوم قرآنیہ کے مباحث اور اسی طرح دیگر ابواب میں بھی رہی موضوع رحید پیش نظر رہیگا -

اس سے مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کے سامنے بدفعہ واحد قرآن کریم کو مختلف اشکال و مباحث میں اس طرح پیش کیا جائے کہ عظمت کلام الہی کا وہ اندازہ کر سکیں - و ما توفیقی الا باللہ - علیہ توکلت والیہ انیب -

الاتحاد الاسلامی

یعنی مسلمانان ہند کا ایک
بین المللی عربی مجلہ

ماہ شوال سے شائع ہونا شروع ہو جائیگا

جس کا مقصد رحید جامعہ اسلامیہ ، احیاء لغۃ اسلامیہ ،

اور ممالک اسلامیہ کے لیے مسلمانان ہند کے جذبات

و خیالات کی ترجمانی ہے -

الحلال کی تقطیع اور ضخامت

قیمت سالانہ مع معصوم ہندوستان کے لیے : ۲ - روپیہ ۸ - آنہ

ممالک غیر : ۵ - شلنگ

درخواستیں اس پتہ سے آئیں :

نمبر (۱۴) - مکتوب استریت - کلکتہ

ساتھ لینے ، اور تمہارا کام ہماروں کے لیے مایہ فخر و اعزاز رہیگا - تمہاری پاک روحیں ہمارے مردہ دلوں میں زندگی پیدا کرتی ہیں - یہ نہ سمجھو کہ تمہارے بچوں کو بھرک کی تکلیف ہوگی اور تمہاری قابل احترام بیبیاں رنج و مصیبت میں دن کاٹیں گی - تمہارے بچرنکی پرورش ہمارے سر آنکھوں پر اور انکی نگہداشت ہمارے فرائض دینی میں داخل - ہم بیہک مانگ کر تمہارے بچوں کو روٹی کھلائیں گے - اور بھوکے رہ کر انہیں آرام پہنچائیں گے -

اسی غرض سے تمہارے ناچیز خادموں (مدیران دی مسلم فرنڈس) نے گھر گھر گدا لی شرع کر دی ہے اور تمہارے بھائیوں سے پیسہ پیسہ دھیل دھیل جمع کر رہے ہیں - پہلی قسط مبلغ ۴۲ - روپیہ کی بھیجاؤ ! ہوں - لے لے اس ناچیز ہدیہ کو قبول کر کے سرفرازی بخشو - اور یہ نہ سمجھو کہ ہم لوگ اور کچھ نکرین گے - جتنک دم میں دم ہے - اس نیک کام سے غافل نہ رہیں گے -

مہدی حسن - سکریٹری ” مسلم فرنڈس “ ہزاری باغ

۰ - ۰ - ۰

فہرست ذرا عائدہ دفاع ، مقدس کانپور

(۱)

پڑائی	آنہ	روپیہ
ادیتر الهلال	۰	۱۰۰
مسلمانان غہور و اسلام پرست کرہ مسوری	۰	۵۰۰
جناب نبی بخش صاحب ہیڈ کلرک پولیس	۰	۰
ہوشیار پور	۸	۲
جناب سید محمد یوسف صاحب - بہرپال	۰	۰
جناب مولوی محمد یاسین صاحب مہتمم	۰	۰
مدرسہ بہار - پٹنہ	۰	۱۰
ایک حضرت	۰	۵
جناب حافظ خورشید محمد خان صاحب	۰	۰
بہرپال	۰	۱۰
جناب مولانا عبد اللہ صاحب - بریگھا مورنگیر	۰	۰
دوسرے بزرگ از بریگھا مورنگیر معرفت	۰	۰
جناب عبد المظان صاحب گیلانوی	۰	۶
جناب علی حسن صاحب - بین - پٹنہ	۰	۵
بی بی زاہدہ بیگم صاحبہ سکندر پور - بھاگپور	۰	۲
جناب احمد مہدی الدین حسین صاحب	۰	۰
نظام آباد دکن	۰	۶
مدیران مسلم فرنڈس ہزاری باغ	۰	۴۲
میزان	۸	۶۹۳

۰ - ۰ - ۰

انجمن نعمانیہ لاہور کا چہ بیسہ و ان سالانہ جلسہ

انجمن نعمانیہ لاہور کا چہ بیسہ سالانہ جلسہ اسکے اپنے مکان واقع سالیدروازہ مقابل تحصیل لاہور میں بتاریخ ۷ - ۸ - ۹ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ ع مطابق ۶ - ۷ - ۸ ذیقعد ۱۳۳۱ ھ بایام - منگل - بدھ - جمعرات ہونیوالا ہے جس میں بفضلہ تعالیٰ مشاہیر - علما - مقررین - شعرا شریک ہوکر حاضرین کو اپنے رخص فیض سے مستفید فرمائیں گے - برادران اسلام اس محض جلسہ میں جس میں جسمیں کوئی دنیاوی شائبہ نہیں ہے شریک ہوکر دارین حاصل کریں - جو صاحب اپنا تحریری مضمون یا نظم جفا چاہیں وہ قبل از اخیر ستمبر سنہ ۱۹۱۳ ع ارسال فرمائیں - جو صاحب شریک جاسہ ہوکر انجمن کی عزت افزائی فرمانا ۳۰ - ستمبر سنہ ۱۹۱۳ ع تک مطلع فرمائیں *

ترکستان، ایران و مصر، افریقہ و بربر، جہاں کل تک صرف فاتح ہی پیدا ہوتے تھے، اب مفتوحی و محکومی کے اسن سے بھی محروم ہیں۔ ایک ترک بقی ہیں، سورہ بھی کشا کش حیات و موت میں گرفتار! یہ تغیرات ہم سے پہلے سب پر گذرے، اور اب ہم پر بھی گذر رہے ہیں، پس آج کی مغرور قوموں کو کل کے نتیجہ سے بے خبر نہ رہنا چاہیے: رتلک الایام فدارلہا بین الناس۔

عرب و حبش

بر افریقہ کے جنوب میں، بحر احمر کے ساحل پر، بلاد یمن کے مقابل، ملک حبش (ابی سینڈیا) واقع ہے۔ عرب سے اس ملک کے قرابی تعلقات ہیں۔ دونوں ملک آس پاس واقع ہیں۔ حبش تحقیقات جدیدہ، ملک یمن اور حبش میں اتحاد نسل بھی ہے۔ حبشی زبان یمن کی قدیم حمیری زبان سے بالکل مشابہ ہے۔ دربار اعلیٰ حبش نے یمن کو فتح کیا۔ ایک بار حجاز پر بھی حملہ کیا تھا لیکن ناکام واپس آئے۔

صبح نبوة محمدیہ

نبوة محمدیہ کی صبح اتھی، مکہ بھی ظلمت کفر میں مبتلا تھا۔ داعی توحید مشرکین مکہ کے ظلم و ستم اور جو رر شقاوت کا نشانہ تھا، از موحدین اولین کی ضعیف و نحیف جماعت کیلئے "بلد امین" ستم پیشگان قریش کے ہاتھوں ایک ستم آباء اور ظلم کدہ بن گیا تھا۔

مسلمانوں کیلئے یہ وقت کیسا صعب اور یہ حالت کیسی شدید تھی؟ عرب کا ایک ایک گرشہ جو اذان توحید سے نا آشنا تھا، ارنکا دشمن ہو رہا تھا۔ مکہ ارنکا وطن تھا سر وہ بھی ازسرت مرکز جو رر ستم از رعاصہ کفر و شرک بن گیا تھا۔ ان اور چمن سے زندہ رہنے کی کوئی سبیل نہ تھی اور دشمنوں کے طرح طرح کے مظالم سے بالکل مجبور اور لاچار ہو گئے تھے۔

اولین تعلقات حبش و اسلام

عرب سے متصل مصر، شام، اور عراق موجود تھا، لیکن قدرت الہی نے اس مظہر و ضعیف گرہ کی حمایت و امان بخشی کا شرف ایک دورے ہی ملک کیلئے مخصص کر دیا تھا۔ یعنی ارض اسود حبش، جس کے بادشاہ کا لقب نجاشی (Nagusi) تھا۔

مسلمانوں کے در مختصر قافلے چپ چاپ مکہ سے نکلتے تھے اور ان کے ذریعہ ملک حبش پہنچ گئے۔ ان ستم رسیدہ مہمانوں کا نجاشی نے نہایت تپاک سے استقبال کیا، اور اس تحفہ ترحید کو، جو مکہ سے بادشاہ کیلئے لائے تھے، جوش و عقیدت کے ساتھ دل میں جگہ دی۔

مشرکین مکہ کو جب یہ حالات معلوم ہوئے تو جوش عداوت سے بے قرار ہو گئے۔ معززین قریش کا ایک وفد گراں بہا تعائف کے ساتھ بادشاہ حبش کے دربار میں حاضر ہوا کہ ان پناہ گزین مسلمانوں کو قریش کے سپرد کر دیا جائے، لیکن بادشاہ اس سے پہلے خود اپنے آپ کو اسلام کے سپرد کر چکا تھا۔ ناچار وفد خاسر و خجل اور محروم و نامراد واپس آیا۔

اولین قیام حبش اور واپسی

مسلمان ایک مدت تک نہایت آزادی و اطمینان کے ساتھ حبش میں آباد رہے۔ آنحضرت نے جب مدینہ میں ہجرت فرمائی اور وہاں بڑے اسلام میں شہنشاہانہ قوت پیدا ہوئی، تو پناہ گزینان حبش کا آخری فائدہ سنہ ۷ھ - ۵ھ میں فتح خیبر کے موقع پر مدینہ واپس آ گیا۔

الحلال

۸ شوال ۱۳۲۱ ہجری

تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ

ملک حبش میں ایک اسلامی حکومت

ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کے چند مجاہدین

گاہ گاہ باز خواں اس دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہاے سینہ را

(۱)

اللہ اللہ!! مسلمانوں کے خالص قومی میں کیسے کیسے تغیرات

ہو گئے؟

ایک زمانہ تھا جب مسلمان دنیا میں حکومت کیلئے پیدا ہوتا تھا۔ محکومی کیلئے نہیں۔ ہر مسلمان سپاہی اور ہر سپاہی پادشاہ تھا۔ وہ جدہ رخ دتا تھا، حکومت ہمیشہ اس کے ہمرکاب ہوتی تھی۔ دنیا کے کسی گوشے سے ایک مسلمان اٹھتا اور جابرانہ سلطنتوں کو زیر و زبر کر کے عدل و ایمان کی ایک نئی حکومت قائم کر دیتا۔ سنسان جنگلوں، دیران جزیروں، غیر آباد صحراؤں، اور وحشی ملکوں میں سے اسکا گذر ہوتا تھا، لیکن تائید الہی کی فوج اس کے ساتھ ہوتی تھی، اور ہر خرابی و دیران اس کی برکت سے مسکون و پر رونق، آباد و متمدد ہو جاتا تھا!

خراسان میں تنہا ابو مسلم اٹھتا ہے اور بذر امیدہ کی حکومت کا خاتمہ کر کے عبسی خاندان کو پیدا کر دیتا ہے! اکیلا عبدالرحمن عراق سے اندلس گیا اور صرف اپنی قوت شمشیر سے اس عظیم الشان حکومت کی بنیاد ڈال دی، جو تین سو برس تک عظمت و جبروت کے ساتھ قائم رہی!

تنہا عبداللہ نے مغرب میں، اور اس کے جانشین نے مصر میں دولت فاطمیہ کی تاسیس کی۔ ایکہ و انہما محمد بن تومرت نے اندلس میں موحدین کی سلطنت قائم کر دی۔ ہندوستان و ایران میں تیمور، بابر، نادر، اور احمد کو دیکھو، صرف اپنی تلوار کے زور سے حکومتوں کا فیصلہ کرتے تھے۔ تم مسلمانوں کی کسی ایک ملک کی تاریخ اٹھالو، تم کو نظر آگیا کہ ایک زمانہ تھا جبکہ دنیا ہر قبیغ آزمائے اسلام کا جوش و مسرت کے ساتھ استقبال کرتی تھی، اور اس کا ہر گوشہ گویا اسی لیے آباد و معمور تھا کہ کسی فرزند اسلام کا اس طرف گذر ہو اور اس کے گوش انتظار کو اپنی صدائے تکبیر سے مژدہ درود اسلام سنا دے!!

لیکن آہ، یہ ایک قصہ پارینہ ہے۔ وہ خاک ہو کر بڑے شاہوں کو پیدا کرتی تھی، آج سپاہیوں کو بھی پیدا نہیں کر سکتی۔ ہند

تاریخ و اخلاق کا یہ عجیب و غریب واقعہ دنیا کو کبھی فراموش نہ ہوگا !

اس ایک واقعہ ہی سے اقوام عالم کو معلوم ہو جانا چاہیے کہ مسلمانوں کی قوم نیکی کو نہیں بھولتی۔ وہ سات برس کی نیکی کا سات سو برس کی نیکی سے معارضہ ادا کرتی ہے۔ آج بھی ہمارے حاکموں نے دنیا کے ہر حصے میں ہمارے ان قومی خصائص (نیشنل کیرکٹر) کا تجربہ کر لیا ہے۔ پھر آئندہ کیلیے بھی کوئی ہے جو مسلمانوں کی اس خصوصیت ملی کا ایک بار اور تجربہ کرے؟

ملک حبش

آٹھویں صدی ہجری میں حبش کا ملک ۱۲ - صدیوں پر مذکور تھا۔ سحرت، تکرور، منخرا، اشارہ، دامت، لامغان، سہنو، زنج، عدل الامراء، حماسا، باریا، زیلع۔

پہلا صوبہ زمانہ قدیم میں مقام حکومت تھا جس کا نام پہلے اخشرم اور پھر فرتا بھی تھا۔ لیکن آٹھویں صدی میں دارالحکومت امخرا قرار پایا جو مرعیدی کے نام سے بھی موسوم ہے۔ آخری صوبہ جو زیلع ہے، ساحل بحر احمر کے پاس یمن کے مقابل واقع ہے اور اسیے رھاں عربوں کی کثیر آبادی موجود ہے۔ عربی نام اس صوبہ کا "طراز اسلامی" ہے۔

ان ۱۲ - صدیوں میں سے ہر صوبے میں بادشاہ کی طرف سے ایک نائب تھا جو اپنے صوبے کا بادشاہ ہوتا تھا، اور خود شاہ اعظم کا لقب "حطی" تھا، جس کے معنی سلطان کے ہیں۔

مذہب

ایک قدیم زمانے سے جسکی مدت چوتھی صدی بتائی جاتی ہے، رومیوں کے عہد حکومت میں مصر کے ذریعہ اس ملک میں نصرانیت داخل ہوئی۔ یعقوبی فرقہ (Jacobite) جو اسکندریہ میں پیدا ہوا تھا اور جس کا مرکز عہد اسلام میں بھی اسکندریہ تھا، تمام حبش میں آباد تھا۔ عہد اسلام میں بھی حبش کا بشپ اسکندریہ ہی کے بطریق کے انتخاب سے مقرر ہوتا تھا۔

جب کسی نئے بشپ کے تقرر کی ضرورت ہوتی تھی تو "حطی" والی مصر کے پاس تعائف و ہدایا کے ساتھ اسکی ایک درخواست بھیجتا تھا۔ والی، اسکندریہ کے بطریق کو اسکی اجازت دیتا تھا۔ وہ ایک بشپ کا انتخاب کر کے اسے حبش روانہ کر دیتا۔ ہمارے مضمون کو ساتویں اور آٹھویں صدی سے تعلق ہے۔

اس زمانہ میں بھی حبش ایک نہایت ہی جاہل اور وحشی ملک تھا۔ مسلمان سیاحوں کا بیان ہے کہ انہوں نے خواص تک کو کچا گوشت نرچ نرچ کر کھاتے دیکھا ہے! کپڑا سیکر پہننا نہیں جانتے تھے، صرف ایک تہبند باندھ لیتے اور ایک چادر اوپر سے اڑھ لیتے!

حکومت

وحشیانہ اور غیر منظم حکومت رھاں قدیم سے قائم تھی۔ نہ کاغذات کے دفتر تھے نہ فوج و عدالت اور مال کے سیغے۔ تحصیل خراج کا کوئی طریقہ انہیں معلوم ہی نہ تھا۔ لڑائی کے وقت ادھر ادھر سے لوگ جمع ہو جاتے تھے، جنکے ہاتھوں میں پرانے طرز کے ہتھیار ہوتے تھے۔ فوج کے مقتولین کی تعداد معلوم کرنے کا ایک عجیب مضحک طریقہ تھا۔ کوچ سے پہلے ہر سپاہی ایک پتھر اٹھا کر ایک جگہ رکھ دیتا تھا۔ جنگ سے واپسی کے بعد ہر سپاہی اپنے اپنے پتھر اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دیتے۔ آخر میں جتنے پتھر پڑے رھتے اور انکا کوئی اٹھا لے والا نہ ہوتا، اسی قدر مقتولین کی تعداد فرض کر لی جاتی تھی!!

نجاشی جب تک زندہ رھا اور سکے تعلقات آنحضرت سے نہایت عقیدت مندانہ رہے۔ وہ مسلمانوں کی ہمیشہ امداد کرتا رھا۔ ام المومنین ام حبیبہ حبش میں بیدہ ہو گئی تھیں، اور وہیں با وکالت آنحضرت کے نکاح میں آئی تھیں۔ آنحضرت کی طرف سے ۳۰۰ - دینار انکے مہر کی رقم خود نجاشی نے ادا کی!

جزاء احسان

مسلمان ان احسانات کا معارضہ و نداداری اور حسن اطاعت کے ساتھ کرتے رہے۔ اثنائے قیام حبش میں جب ایک باغی نجاشی کے مقابلہ میں ہنگامہ اڑا ہوا، تو مسلمانوں نے بادشاہ کیلئے فتح کی دعائیں مانگیں۔ آنحضرت کے عم زان بھائی حضرت (زبیر) جو عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں، اسی غرض سے گھر سے ہر دو یا کو عبور کر کے میدان میں گئے، تاکہ معلوم ہو کہ بادشاہ کو ہماری امداد کی احتیاج تو نہیں ہے؟ نجاشی نے جب وفات پائی تو آنحضرت (صلعم) نے اسکے جنازہ کی غالبانہ نماز پڑھی۔

اس نجاشی کا جانشین مسلمانوں کیلئے بہتر نہ تھا۔ اسکے عہد میں مسلمان حبش سے نکل آئے۔ سنہ ۵۹ - میں جدہ کے سامنے حبشہ کی فوج ظاہر ہوئی تو آنحضرت (صلعم) نے ارادہ جنگ کی جگہ ۳۰۰ - مسلمانوں کی ایک جمعیت تحقیق حال کیلئے بھیجی، جو صلعم و امن کے ساتھ واپس آئی

ایک تیغ زن اور زور آور قوم کیلئے کسی ملک پر حملہ کرنے کیلئے یہ کافی وجہ ہیں کہ اسنے اس کے افراد کو تکلیف دی اور اسکے ملک کی طرف فوجی پیش قدمی کی۔ لیکن اس رحم مہم کے، جسنے فاح مکہ کے دن یہ کہہ کر اپنے شقی القلب دشمنوں کو چھوڑ دیا تھا کہ:

اقول لام کما قال یوسف یوسف نے جس طرح اپنے دشمن بھائیوں "لا تثریب علیکم الیوم" سے کہا تھا میں بھی کہتا ہوں کہ "آج کے دن میں ہی جانب سے تم پر کوئی ملامت نہیں"

نجاشی اول کے احسانات کو یاد کیا، اور اپنے پیروں کو حکم دیا:

سالموا العبدۃ ما سالمتمکم "اہل حبش جب تک تم سے مصالحت رکھیں، تم بھی ان سے مصالحت رکھو"

مسلمانوں نے ایک عالم کو تہہ ربلا کیا۔ افریقہ کو مصر سے مراکش تک پھمال کر دیا اور صحرائے افریقہ کے ایک ایک گوشہ میں نئی نئی حکومتیں قائم کر دیں، لیکن اپنے وطن کے پاس کا ایک ملک، جو قوت و استیلاء میں بہت ہی کم درجہ تھا، جو مذہباً عیسائی تھا، جو تمدن و تہذیب سے محروم تھا، جو متعدد بار قبل اسلام اور ایک بار بعد اسلام اوتے وطن پر حملہ آور ہو چکا تھا، انکے عالمگیر میل فتوحات کی مرحلوں سے کیونکر معذور رھا؟ ہاں، اسیے کہ درمیان میں ایک دیوار ریلیں حائل تھیں۔ اور وہ انکے خدائے قدس کا حکم تھا کہ:

ہبل جزاء الاحسان نیکی کا معارضہ نیکی کے سوا الاحسان (الرحمن) اور کیا ہے؟

حبش کے ایک پادشاہ نے مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کو سات آٹھ برس تک پڑھ دی، مسلمانوں نے اس نیکی کا یہ معارضہ ادا کیا کہ آٹھ سو برس تک اسکی ایک انگلی کو بھی اپنی ایک گدی کے سگ گراں سے نہیں لگائے دی، جس سے تمام عالم ٹھوکر کھا کھا کر گر رھا تھا!

اصلاح

امارت سے معزول کر کے اس کے بیٹے احمد معروف بہ ارعد کو اسکا جانشین مقرر کیا اور عابی کو قید کر کے اپنے ساتھ لے گیا۔

علی آٹھ برس قید میں پڑا رہا، لیکن اس کے بعد قصور معاف کیا گیا، اوفات کی ریاست پر دوبارہ حاکم مقرر ہوا۔ اور احمد احرب ارعد کو دارالعوکومت میں بلا لیا۔

احمد حرب ارعد یہاں مدت تک مقیم رہا۔ یہاں اس کے تین لڑکے پیدا ہوئے جن میں سے ایک کا نام "سعد الدین محمد" تھا۔ کچھ دنوں کے بعد "حطی" نے احمد حرب ارعد کو "علی" کے پاس بھیج دیا۔ یہاں باپ کی ریاست میں کسی پرگنہ کا افسر مقرر کر دیا گیا اور آخر اسی خدمت پر ایک لڑائی میں مارا گیا۔

احمد حرب ارعد کے بعد اس پرگنہ کی افسری پر اس کے بھائی ابو بکر بن علی کا تقرر ہوا۔ احمد حرب ارعد کا ایک بیٹا جسکا نام "حق الدین" تھا، اپنے دادا علی کے پاس تھا۔ امور سیاست سے کنارہ کش ہو کر وہ کسب علم میں مصروف ہو گیا۔ علی اسکو نہایت حقارت سے دیکھتا تھا اور ہمیشہ اسکو ذلیل حالت میں رکھتا تھا۔ اس کے چچا "ملا اصمغ بن علی" کو بھی حق الدین سے سخت عداوت تھی۔ اس لیے علی نے حق الدین کی تحقیر و تذلیل کا ایک نیا سامان فراہم کیا، یعنی اسکو ایک پرگنہ کے حاکم کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ گاؤں کے ذلیل اور چھوٹے چھوٹے کاموں پر اسکو لگا دیا جائے۔

حسن تقدیر سے بھی سامان تحقیر عزت و شان کا نشان ہو کر چمکا۔ حق الدین نے اس حقیر فرض کو اس خوبی سے ادا کیا کہ رعایا میں اسے ایک عجیب و غریب ہر دلعزیزی حاصل ہو گئی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رعایا نے پرگنہ کے حاکم کو معزول کر کے حق الدین کو اپنا امیر تسلیم کر لیا اور حق الدین نے اس دانشمندی اور عدل و انصاف کے ساتھ اپنی چھوٹی سی حکومت کا انتظام کیا کہ ایک قلیل مدت میں ایک بڑی فوج کی سپہ سالاری کے لائق ہو گیا !!

ملا اصمغ کو حق الدین کی یہ گستاخی برداشت نہ ہو سکی۔ اس نے "حطی" کو حق الدین کی قوت کی اطلاع دی۔ "حطی" نے تیس ہزار فوج حق الدین کی تادیب کیلئے ملا اصمغ کے پاس بھیج دی۔ حق الدین نے اپنی مختصر جمعیت کے ساتھ، جسمیں سے ہر شخص حق الدین کا عاشق تھا، شاہی فوج کا مقابلہ کیا، اور شکست دی۔ شکست خوردہ فوج نے دارالعوکومت کا رخ کیا۔ حق الدین نے دارالعوکومت تک تعاقب کیا اور بالآخر ملا اصمغ مارا گیا۔

اس مہم کی کامیابی کے بعد اس نے اوفات کی طرف مراجعت کی جو زلیع پایہ تخت اور اس کے خاندان کا مستقر تھا۔ اسکا دادا علی زندہ تھا۔ اپنے بیٹے ملا اصمغ کے مرنے کا اسکو نہایت سخت صدمہ تھا۔ حق الدین سے اسکی نفرت اور زیادہ بڑھ گئی، لیکن وہ اپنے دادا کے ساتھ بکمال عزت و احترام پیش آیا اور اوفات کی حکومت پر جسکا وہ گویا مستحق تھا، بدستور باقی رکھا۔ حق الدین اب پورے صوبہ کا مالک تھا۔ اس نے اوفات کی جگہ (جو اس کے لیے ایک مرکز اوفات تھا) وصل کے نام سے ایک دوسرے شہر کی بنیاد ڈالی اور اسکو اپنا مستقر حکومت قرار دیا۔ وصل کے آگے اوفات سرسبز نہو سکا اور آخر اوفات کے تمام باشندے یہیں آ کر آباد ہو گئے۔

اعلان جنگ

"حطی" جو اپنی شکست سے ناام تھا، اس نے متعدد بار حق الدین سے اخذ انتظام کی کوشش کی، لیکن بیکار گئی کیونکہ

اٹھریں صدی کے اواخر میں یکے بعد دیگرے چند افسر جو فنون جنگ کے ماہر تھے، مصر سے بھاگ کر حبشہ کی طرف نکل آئے۔ یہاں پہنچ کر وہ "حطی" کے دربار میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے ایک فوج مرتب کی، اور اسکو تیراندازی، نیزہ بازی، تیغ زنی اور شہسارہ کے فنوں سکھائے۔ اس کے بعد مصر کا ایک اور افسر فخر الدلہ نامی حبش آیا۔ اس نے حکومت کے دفاتر اور صیغے ترتیب دیے۔

اس تنظیم و ترتیب سے ملک میں ترقی و سرسبزی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ پادشاہ جو پہلے معمولی کپڑوں میں دربار کیا کرتا تھا، اب ساز و سامان اور تزک و احتشام کے ساتھ مرکب و جلوس میں نکلتے لگا۔

مسلمانوں پر مظالم

حبش پر مسلمانوں کے ان متواتر احسانات کا نتیجہ معکوس یہ نکلا کہ اسحاق بن داؤد جو اس زمانے میں حبش کا بادشاہ تھا مسلمانوں کا سخت دشمن ہو گیا۔ اس کے ملک میں جس قدر مسلمان آباد تھے، انکو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں۔ بے شمار مسلمان مقتول ہوئے، ہزاروں غلام بنا کر فروخت کر دیے گئے۔ اس سے بھی اسکا دل ٹھنڈا نہوا تر شاہان یورپ کو اس نے جنگ صلیبی کی دعوت دی، اور اس مقصد مشغوم کے انجام و اہتمام کیلئے، حدرد بلاد اسلامیہ کی طرف فوجی اقدام شروع کر دیا، لیکن اللہ نے اسے مہلت نہ دی اور عین اس وقت کہ حدود اسلامی کی طرف بڑھ رہا تھا، فرشتہ موت کا ہاتھ اسکی طرف بڑھ گیا اور قوی اللہ المسلمین شریک۔

زلیع کی ریاست اسلامیہ

قریش کا ایک خاندان حجاز سے آکر ایک مدت سے "زلیع" کے شہر "اوفات" میں متوطن ہو گیا تھا۔ اپنے صلاح و تقویٰ کی وجہ سے اس نے مسلمانوں میں شہرت و نیک نامی بہت جلد حاصل کر لی جس کے بعد حسب آئین اسلام اسکو حق ریاست دینی حاصل ہو گیا تھا۔ جس بزرگ خاندان کے عہد میں یہ ریاست دینی، ریاست سیاسی سے متبدل ہوئی، اسکا نام "عمر معروف بہ شمع" تھا۔

چونکہ اس صوبہ کا کثیر حصہ مسلمان تھا اس لیے ضرورت تھی کہ مسلمانوں کے مذاق و احتیاج کے مطابق اس صوبے کی حکومت ہو۔ اس بنا پر شاہ حبش سابق نے عمر شمع کو "اوفات" و اطراف اوفات کا گورنر مقرر کیا۔

عمر شمع نے ایک زمانہ تک نہایت نیکنامی و ہر دلعزیزی کے ساتھ گورنر رہ کر اپنا زمانہ امامت ختم کیا۔

عمر شمع کی وفات کے بعد ان کے چار پانچ لڑکوں نے روائتاً اس ملک پر قبضہ کیا اور "حطی" کی حکومت نے بھی اسکی تصدیق کر دی۔ ان میں سے ایک کا نام حق الدین اور ایک کا نام صبر الدین محمد تھا، جو ساتویں صدی کے اواخر میں اوفات پر قبضہ ہوا۔

صبر الدین کے بعد اسکا بیٹا علی بن صبر الدین امیر شہر منتخب ہوا۔ علی نہایت بلند حوصلہ اور دانشمند تھا۔ اس نے بہت جلد "حطی" کی حکومت بالا سے آزادی اور اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ گاؤں اور صحرا کی وحشی آبادی نے جو ایک مدت سے "حطی" کی زیر حکومت تھی، "علی" کا ساتھ دیا اور بالآخر "حطی" نے علی کو حرم اعلان خود مختاری میں

چگونہ رسد اشکورے را گریز؟ دھارے سیاست

رومانیا کا ابتدائی سکوت اور انتہائی حملہ

۱۵ - اگست - ۱۹۱۴ء کی اشاعت میں مینچسٹر گارڈین لکھتا ہے:

فرنیٹک فورٹ زٹینگ (Frankfurter Zeitung) میں اس عذران پر بحث کی گئی ہے کہ رومانیہ نے جنگ بلقان میں ابتدا کیوں حصہ نہیں لیا؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ رومانیہ کو بلغاربا کے طرف سے یقین دلایا گیا کہ اس جنگ سے ملک گہری مقصود نہیں ہے۔ حقیقت میں یہ ایک دلچسپ مضمون کا موضوع ہے۔ اس مضمون کا گمنام کاتب ایڈیٹوریل فٹ نرت میں ایک ایسے شخص کی حیثیت سے روشناس کیا گیا ہے، جس کے معاملات بلقان کے متعلق دقیق و عمیق معلومات، نہایت اعزاز کے ساتھ سننے جانے کا مستحق قرار دیتے ہیں۔ بقول اس مضمون نگار کے، رومانیہ نے گزشتہ موسم خزاں میں اسلیے کوئی کارروائی نہیں کی کہ وہ تیار نہ تھی۔ یکم اکتوبر کو اس کے پاس ڈھائی لاکھ پیادوں کی رالفلیں تھیں۔ یہ ایک ایسی تعداد ہے جو پانچ آرمی کور کو جنگی حالت پر لانے کے لیے نا کافی تھی۔ تاہم اگر وہ مداخلت کرنے والی تھی تو اسے ۶- لاکھ آدمی فراہم کرنے تھے۔ اسی لیے آسٹریا کے کارخانہ اسلحہ سازی کو ایک لاکھ مینڈیچر ۴۰- ہزار قرابین اور اسی قدر ریوالورون کی فرمائش فوراً بھیج دی گئی۔ یہ اسلحہ ماہوار دہزار سے تین ہزار تک، اور کل اگست ۱۳ء تک دیے جانے والے تھے۔ اس سال کے آغاز میں سلسٹیریا کی بابت بلغاریا اور رومانیہ کے تعلقات اس قدر کشیدہ ہو گئے کہ یہ مقدار بھی نا کافی معلوم ہوئی اسلیے آسٹریا کے محکمہ جنگ کو ترغیب دی گئی کہ ۷۰ ہزار پیادوں کی رالفلیں جو بالکل مقررہ طرز کی ہیں مع ضروری سامان جنگ کے رومانیہ کے ہاتھ فروخت کر دالے اور ان تمام چیزوں کو ۱۰- دن کے اندر دیدے۔ آسٹریا کی یہ کارروائی مشکل سے اسکی ناطرنداری اور بلغاریا کی خیراندیشی کے (جس کا دعویٰ کیا گیا تھا) موافق تھی۔ یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہی ۷۰ ہزار رالفلیں تھیں جس نے بلغاریا کو پیٹر سبرگ کے اتفاق (ایگریمنٹ) سے متفق ہونے کی ترغیب دی تھی۔ ہمارا مضمون نگار کہتا ہے کہ اسی زمانے میں رومانیہ حکومت کے ۱۱۹- نورڈین فلیڈ مشین قسم بی توپوں کی ۱۹۰۰- صغرائی توپوں کی، بیس باٹروں کے ہلکی مارٹز کی توپوں کی، اور دس باٹریوں اور پہاڑی توپوں کی، جرمنی کے مختلف کارخانوں کو اور علی الخصوص توپوں کے سامان کی کثیر مقدار کے لیے کرپ کے کارخانے کو آرڈر دیدیا تھا۔

ان تمام آرڈروں کی قیمت ۸۰- لاکھ ہوتی ہے جو ایران (چیمبر) نے منظور کر لی۔ اس کے علاوہ اس نے مارٹینی کمپنی سے برلن میں کربائی منارہ ررشنی (سرچ لائٹ) اور ۱۶- لاسلی ایٹشن حاصل کیے۔ وہ ان چار تباہ کن جہازوں کی خریداری کے لیے بیچین تھی، جو انگلستان میں طیارہ ورہ تھے مگر حکومت برطانیہ نے اس پر اعتراض کیا اس لیے اس نے نیپلس (Naples) کے پھرسن کے کارخانے میں ۱۱- لاکھ ۲۰- ہزار کے چار تباہ کن جہازوں کا آرڈر دیا۔ یہ مضمون نگار آخر میں اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرتا ہے کہ رومانیہ فوج فنی اور اخلاقی دونوں نقطہ ہائے نظر سے اس حالت سے بہت دور ہے جو اس کے لیے فرض کی جارہی ہے۔ یقیناً جنگ کے لیے کوئی جوش نہیں۔ تشکیل اور ساز و سامان دونوں میں بہت سی ایسی چیزیں چھوٹی ہوئی ہیں جن کے وجود کی خواہش کی جاسکتی ہے۔

حق الدین سے اب جنگ، قسمت سے جنگ تھی۔ آخر کار حق الدین نے اپنی آزادی و خود مختاری کا اعلان کر دیا، جس کو حطی سیف ارعد اپنی موت تک نہایت تلخی سے سنتا رہا۔

- سیف ارعد کے بعد اوسکا بیٹا دارد بن سیف تخت نشین ہوا۔ اس عہد میں حق الدین اطمینان سے حکومت نہ کر سکا۔ ۹- برس کی حکومت میں شاہ امیرہ یعنی "حطی" کے مقابلہ میں اوسکو بیس سے زیادہ معرکے پیش آئے، اور بالآخر آخری معرکہ (سنہ ۷۷۹) میں جاں بحق تسلیم ہوا۔

حق الدین کے بعد اوسکا بیٹا سعد الدین ابراہیمات محمد جانشین ہوا۔ سعد الدین، حق الدین کی طرح شجاع و بہادر تھا، لیکن حق الدین کی طرح سریع الغضب اور مستعجل العمل نہ تھا۔ نہایت آسانی و تدبیر کے ساتھ امور سیاسیہ کو انجام دیتا تھا۔ اس طرز پر اس نے حق الدین سے زیادہ اوسکو کامیاب بنا دیا۔ رعایا نے فوج میں داخل ہو کر فوج کی تعداد بہت بڑھا دی۔ لڑائیاں اکثر پیش آئیں، مگر سپاہیوں نے ہمیشہ ہمرکابی کی، اور حکومت کا رقبہ روز بروز زیادہ وسیع ہوتا گیا۔

کثرت اعداد سپاہ کے بعد بھی سعد الدین امتحان شجاعت سے باز نہ آیا۔ ایک بار ۷۲- سواروں کو لیکر حطی کی فوج پر ٹوٹ پڑا۔ ہزاروں کے حملہ میں ۷۲- سپاہی کب تک کام دے سکتے تھے؟ گرفتار ہو گیا، لیکن فوراً ہی ایک مسلمان سپاہی نے بڑھکر اسے حبشی فوج کے ہاتھ سے نجات دلائی۔

اس کے بعد سعد الدین نے اپنی منتشر سپاہ کو مجتمع کیا، اور اس زور سے حملہ آور ہوا کہ حطی کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ مال غنیمت کا رافر حصہ ہاتھ آیا۔ چالیس ہزار کانیں صرف حصہ سلطانی میں آگئی تھیں!!

سلطان سعد الدین، جس نے میدان میں بارہا اپنی شجاعت و بہادری کا ثبوت دیا تھا، آؤ دیکھیں کہ اپنی پرالیرت زندگی میں کتنا بہادر ہے؟

فتح کے بعد سلطان نے اپنا تمام حصہ فقرا و مساکین اور اعلیٰ حاجت میں تقسیم کر دیا اور اتنا بھی اوس کے پاس نہ رہا جس سے اوس کے کھانے کا سامان ہوسکے۔ آخر سلطان کی ایک بیوی نے اپنے مطبخ سے کھانا بھیجا!!

سیل بن عنان سلطان کا داماد تھا۔ جسکی ملکیت میں بارہ ہزار کانیں تھیں۔ سلطان نے زکوٰۃ کا حکم دیا لیکن اوس نے تعمیل نہ کی۔ سلطان اس سے علانیہ ناراض ہو گیا۔ یہاں تک کہ سلطان کی طرف سے خرد قدرت الہی نے اس سے انتقام لیا اور وہ مع اپنے تمام سامان و دولت کے دشمنوں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا: فسبحان من ہو شدید العقاب!

الباقی یاتنی



الہلال کی ایجنسی



ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو بارہود ہفتہ وار ہونے کے، روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے۔ اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے مناسبتی ہیں تو اپنے شہر کے لیے اسے ایجنٹ بن جائیں۔

مقالہ

وَتَقِيْقٌ وَنَجَاتٍ

خیز و در کاسۂ زراب طربناک انداز !

احیاء امة المانیہ^(۱) کی صد سالہ یادگار

جرمنی کا جشن ترقی اور عالم اسلامی کا ماتم تنزل !

تلک القرى ، نقص علیک من انبائها (۷ : ۵۹)

یہ بستیاں ہیں ، جنکے حالات عبرت و مرعظت کیلئے ہم تم کو سناتے ہیں !

سنہ ۱۹۱۳ء کے مصائب نے دنیاے اسلام پر قیامت ڈھا رکھی ہے۔ لیکن آفتاب کی حدت جب انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو زوال شروع ہوجاتا ہے ، حرارت ٹھنڈی پڑنے لگتی ہے ، دھوپ کے استبداد پر سایۂ رحمت غالب آجاتا ہے ، گرمی کو مجبور ہوکر اپنے سرگرم تشددات شخصیت کی اصلاح کرنی پڑتی ہے ، مظالم برودت جس سے در پھر تک سرد مہری کا برتاؤ تھا ، دن کی حکومت میں اب وہ بھی شریک کر لی جاتی ہے ، اور بالآخر اس کی مستقل مزاجی شام ہوتے ہوئے سورج کی ٹھنڈی گرمیوں کا خاتمہ کر دیتی ہے !

اگر یہ سچ ہے تو یہ بھی تسلیم کرنا چاہیے کہ کمال ضعف و تنزل کی تہ میں زوال قوت و ظلم کی حقیقت مضمر ہے ، اور اگر زندگی کے دن باقی ہوں ، اور اگر ہم اپنی حالت کو بدلنا چاہیں تو اسی عہد ظلم و ستم کو دور امن و راحت کا فاتحہ الباب بھی بنا سکتے ہیں۔ انہیں بریادیوں کی چوٹیوں پر ایلوان ترقی و آزادی بھی تعمیر ہو سکتا ہے۔

آج سنہ ۱۹۱۴ء میں جو حالات ممالک اسلامیہ کی ہے ، سنہ ۱۸۱۳ء میں یہی حالت جرمنی کی تھی۔ سنہ ۱۸۰۷ء کے معاہدہ نے اس ملک کی عزت و عظمت خاک میں ملا دی تھی ، فرانس نے اس کو تباہ کر رکھا تھا ، اسباب ترقی بیکار پڑے تھے ، قوم پر غفلت و جہود طاری تھا ، شریفانہ زندگی بسر کرنے کی حس باطل ہو چلی تھی ، اور پورا ملک ایک بستر خراب غفلت تھا۔

یہ تباہیاں ہنوز منتہا کو پہنچنے والی ہی تھیں کہ یکا یک قرم بیدار ہو گئی ، اشتداد مرض نے بیمہ ار کو علاج پر آمادہ کر دیا ، مجلس ”حمیت المانیہ“ قائم کی گئی ، اور اس نے فقیہ (عمارہ) یمنی کی زبان میں فیصلہ کیا کہ :

العلم اول محتاج الی العلم

علم سب سے زیادہ علم جنگ کا حاجت مند ہے

رشفرة السیف تستغنی عن القلم

اور تلوار کی دھار انسان کو قلم سے بے نیاز کر دیتی ہے

پورے پچاس برس بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ جتنے لوازم تھے

(۱) جرمنی کو عربی میں ”المان“ کہتے ہیں۔ ”امۃ المانیہ“ یعنی جرمن قوم۔

سب مکمل ہو گئے۔ جرمنی کی نسلی ابھری ہوئی قوتیں جوش طاقت سے مضطرب ہو ہو کر جنگ کے لیے اُٹھائے لگیں۔ بالآخر انتقام نے حب قومیت کے ساتھ مل کر فرانس کو شکست دی۔ انہیں فرانسیسیوں کے دارالعمرمۃ (پیرس) کو گھیر لیا ، جنہوں نے کبھی برلن کو گھیر رکھا تھا ، اور جن کی فتوحات نے پریشیوں کی قومی عظمت تک کو فزنیہ گورنمنٹ کا حلقہ بگوش بنا دیا تھا !!

نصف صدی تو یوں بسر ہوئی ، دوسری نصف کا سر آغاز یہ تھا :

(۱) نصف اول میں قوم نے جو مادی طاقت محکم کی تھی اس کو محفوظ رکھنے کے ذرائع بہم پہنچائے گئے۔

(۲) علوم و فنون میں حیرت انگیز ترقی کر کے ، اس علمی پیشرفت سے قومیت کی بنیاد استوار کی۔

(۳) نئے نئے اکتشاف و اختراع سے اپنی قوت بڑھائی۔

(۴) تجارت و صناعت کو اس درجہ ترقی دی کہ سارا ملک دولت مند ہو گیا۔

(۵) تاثیر آبادی ، توسیع مقبوضات ، اشاعت علم ، نشر تعلیم ، تجارت گاہوں کی تاحیس ، اور مختلف ممالک میں جرمن بستیوں کے بسانے کے کام میں قوم اپنی حکومت کا ہات بٹاتی رہی۔ وقت کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہونے دیا۔ ہر فرد ملت کو قومی ترقی کی تدبیر پر عمل کرنے میں نہایت سرگرمی کے ساتھ اٹھماک رہا۔ تمام یورپ سے جرمنی کا حریفانہ مقابلہ تھا۔ ہر لخط بھی استغراق تھا کہ مود ثروت کیوں کر بڑھیں؟ اور ان موارد کی حفاظت کے لیے قوم کی جنگی طاقت کس طرح اس حد تک پہنچا دی جائے کہ جرمنی کی فاتحانہ عظمت کو ٹھیس نہ لگنے پڑے؟ ملک بھر میں کرکٹ شخص ایسا نہ تھا جو ان اغراض کی تکمیل کے لیے مزہرورں کی طرح دن رات کام عین لگا نہ رہتا ہو۔

کو ششیں کبھی رائگل نہیں جاتیں۔ ضرورت صرف اخلاص و استقامت کی ہے۔ سعی و تدبیر کا جو سلسلہ شروع ہو رہا مسلسل رہے ، اس کی بنیاد صداقت پر ہو ، اور اس میں زحماتیں پیش آنے سے انسان گہرا نہ اُٹے۔ مقدمات مرتب ہونگے تو نتائج لامحالہ ظہور پذیر ہونگے۔

جرمن قوم کے سلسلہ مساعی کا نتیجہ آج تم خود دیکھ رہے ہو۔ سر برس قبل یہی کمزور جرمنی اس وقت دنیا بھر میں اول درجہ کی طاقت مانی جاتی ہے۔ تدبیر منزل ، سیاست مدن ، آداب و اخلاق ، نظام معاشرت ، فوج و لشکر ، بحریہ و حربیہ ، علم و ادب ، فنون جمیلہ ، صناعت و تجارت ، فرض کہ ملکی و قومی ترقی کی ہر شاخ اپنے قبضہ میں کر لی ہے۔ رزے زمین کے سلاطین اس کی مداخلت سے خائف ہیں ، سمندر میں اس کا تفرق خطرناک ہوتا جاتا ہے ، طیارات (ہوائی جہازوں) نے کرہ ہوائی اس کے قبضہ میں کر دیا ہے ، اور جو بیدار کل بستر مرگ پر لیٹا رہا

ہندوستان کا انتظار غیر مختتم

محافظین برطانیہ کی حکومت (کنسرٹو گورنمنٹ) کو آئرلینڈ کے لیے اندرونی آزادی (ہوم رول) کا حق تسلیم کرنے سے انکار تھا۔ بنائے انکار یہ بات بتائی جاتی تھی کہ آئرش قوم اپنے ملک پر آپ حکومت کرنے کا تجربہ کھو چکی ہے۔ جب تک یہ صلاحیت پختہ نہ ہوئے، عطاے استقلال کے یہ معنی ہونگے کہ ملک میں فرضیت (طوائف الملوک) پھیل جائے اور کڑی نظم قائم نہ رہے۔

یعینہ یہی صورت حال عرصے سے ہندوستان کیلئے بھی درپیش ہے۔

ان دنوں مسٹر گلیڈ اسٹون انگلستان کی وزارت سے مستعفی ہو چکے تھے۔ انہوں نے ایک مشہور تقریر میں اس ابرار کو رد کیا تھا جس کا ایک فقرہ اب تک ضرب المثل ہے۔ انہوں نے کہا :

”مجھلی کے بچے پانی میں نہ رہینگے تو انہیں تیرنا کیوں کر آئے گا؟ تم اس خوف سے کہ ابھی یہ بچے ہیں کہیں دریا میں ڈوب نہ جائیں، ان کو خشکی پر رکھو گے اور سمجھو گے کہ برے ہونے پر شناری کی طاقت آجنگی تو پھر دریا میں ڈال دینگے، لیکن اگر ایسا کیا گیا تو یاد رکھو کہ غریب بچے مرجالیگے مگر ان میں تیرنے کی طاقت کبھی نہ آئیگی۔ انہیں ابتدا ہی سے پانی میں چھوڑ دو۔ وہ خود تیرنا سیکھ لینگے“

واشنگٹن نے جب امریکہ کو آزاد کرانے کی ٹھانی تھی تو اس پر بھی یہی اعتراض کیا گیا تھا کہ امریکن قوم آزاد بھی ہوئی تو کیا ہوا؟ جب ملک میں تعلیم و تہذیب ہی نہیں ہے تو یہ آزادی سنبھالی کیونکر جائیگی؟

واشنگٹن نے جن الفاظ میں اس کا جواب دیا تھا، موجودہ رئیس الجہور (پریسڈنٹ) امریکہ راسن نے بھی اپنی تقریر میں انہیں فقرات کا اعادہ کیا ہے :

”ہر ایک قوم میں اپنے ملک پر حکومت کرنے کے فطری مواہب موجود ہوتے ہیں۔ ضرورت صرف ان سے کام لینے اور ان کو نمایاں کرنے کی ہے۔ ذہنی ترقی بے شبہ مقدم ہے، لیکن کیا آج تک کسی قوم کے ذہن مغروریت کے عالم میں بھی تعلیم و تہذیب سے آراستہ ہوئے ہیں؟ تم تعلیم پر زور دیتے ہو مگر نادانوں حقیقی اور صحیح تعلیم کیلئے بھی اپنی حکومت کی ضرورت ہے“

سوال یہ ہے کہ ان حالات میں ہندوستان کو کیا کرنا چاہیے؟ رفاہ عامہ کے لیے نظام حکومت میں تبدیلی اور اندرونی آزادی کی کوشش مقدم ہے یا تعلیم و تربیت کی؟

لرگ کہتے ہیں کہ ابھی صرف انتظار ہی کرنا چاہیے۔ جب تمام ہندوستان صحیح معنوں میں تعلیم یافتہ ہو جائیگا تو اپنی حکومت کی کوشش بھی کر دیکھینگے؟ اتنے دنوں تک عدالتیں اگر منشاء قانون پر عمل نہیں کرتیں، حکام کو مسارات کا حق تسلیم کرنے سے انکار ہے، قانون ساز مجلسوں میں رعایا کی رائے مغرب ہے، سرکاری رائے کی اعلیٰیت جب چاہتی ہے ملک کے لیے اذیت رساں قانون وضع کر دیتی ہے، حکام جس طرح چاہتے ہیں ہندوستانیوں کے مقابلہ میں دسوں کا مفہوم بدل دیتے ہیں، مساجد گراہی جاسکتی ہیں اور انسانوں کو بے دریغ قتل کیا جاسکتا ہے، تو با این ہمہ کڑی مضائقہ نہیں۔ ہم کو صرف تعلیم ہی میں مصروف، اور صرف رشتہ آئیہ مجہول ہی کا انتظار کرنا چاہیے!

لیکن یاد رہے کہ لا یظنرون الا صیحة واحدة فاذا هم خامدون!

تھا، آج قوتوں کا ایک عفریت مہیب ہے اور تعزمن تشاء و تذلل من تشاء، بیدک الخیر، انک علی کل شی قدیر! (۲۶ : ۳)

سنہ ۱۸۱۳ ع کا زمانہ جرمن قوم کی حس بیداری کا ازلین زمانہ تھا۔ یہی سال تھا، جب اول اول ملک میں تعزیک زندگی پیدا ہوئی تھی۔ اس بات کو اس وقت سربس ہو چکے۔ اعلیٰ جرمنی آجکل اس فکر میں ہیں کہ اس سال (۱۹۱۳) میں (اپنے مبدعہ حیاۃ (۱۸۱۳ ع) کی یادگار منانی چاہیے، چنانچہ اس جھن ملی کی طیاریاں بھی نہایت زور شور سے شروع کر رہی گئی ہیں۔

آہ، جبکہ دنیا کی قومیں اپنی زندگی کی شادمانیوں میں مصروف ہیں، تو ہمیں اپنی عظمت مرحوم کے ماتم سے فرصت نہیں۔ جبکہ ملکوں اور قوموں کی ترقیات و عروج کی یاد گاراں منانی جا رہی ہیں، تو ہمارے سامنے اپنی بڑائیوں کی نہرست دھری ہے، اور حیاۃ میں کہ ماتم و فغان کیا ہے اپنے کس زخم کو تارہ کریں؟

اوررن کو گر کر ابھرنے کی خروشی ہے، مگر ہمارے ایسے بام عروج سے خاک مذلت پر گرنے کی دائمی حسرت ہے۔ آروں کے حصے میں اگر بہار کی نغمہ سانچیان آئی دیں تو کیا مضائقہ؟ خزاں کے ماتم سے ہمیں بھی فرصت نہیں :

تسمت کیا ہر ایک کو قسم ازل نے

جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

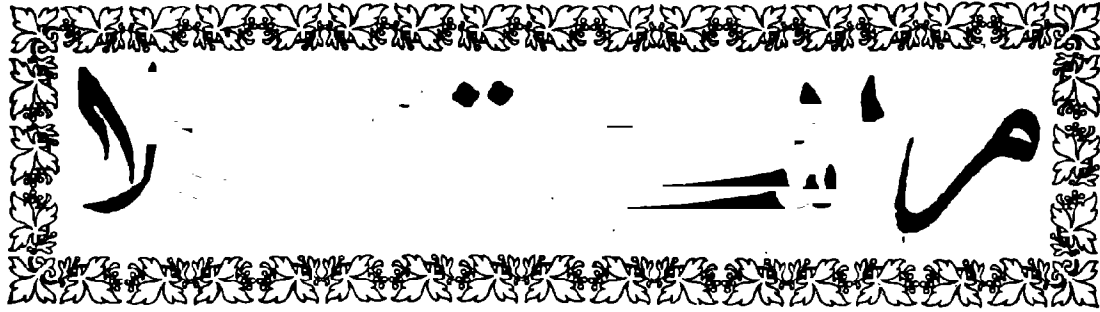
وما ظاہم اللہ، ولکن کانرا انفسہم یظلمون!

اگر اس جھن عیش و نشاط میں نامرادوں کی شرکت منحوس نہ سمجھی جائے تو بد بخت ہندوستان کی طرف سے جرمنی کو پیام تہذیب قبول ہو۔ یہ مبارک باد ایک ایسے ملک کی طرف سے ہے، جس نے عین اسی زمانے میں اپنا مال و متاع تاراج غفلت کیا ہے، جبکہ جرمنی نے اپنے برباد شدہ کاروان اقبال کی رواق دوبارہ حاصل کی تھی!

و بلرنا ہم بنحسبات اور ہم نے انکو اچھی اور بری، دوزوں والیئات لعلم یرجعون حالتوں میں ڈاکر آزمایا کہ شاید (دان فی ذلک اب بھی اپنی غفلتوں سے باز آجائیں۔ لایات لقوم یعقلسن) اور بیشک اس انقلاب حالت میں عبثت کی بہت سی نشانیاں ہیں صاحبان عقل و فکر کیلئے“

سنہ ۱۸۱۴ ع کی جرمنی سے سنہ ۱۹۱۳ ع کے ہندوستان کی حالت ملا کر جلتی ہے۔ سراسر اسے کہ وہ با این ہمہ مصائب و تنزل، حاکم تھی، اور ہندوستان با این ہمہ ادعاء اصلاح و نظام، محکوم ہے۔ جرمنی میں سنہ ۱۹۱۳ ع مبدعہ بیداری ہوا تھا اور اسی تاریخ سے جرمن قوم میں زندگی کے لیے احساس عمل پیدا ہوا تھا۔ کیا مناسب نہیں کہ ہندوستان کے لیے بھی سنہ ۱۹۱۳ ع مبدعہ بیداری بنے؟ تمام فرزندان ملک اس سال سے غفلت اور بے حسی کی زندگی ترک کر کے ملک کی فلاح و نجات کیلئے صرف قوی کا عہد معکم کریں؟ اور قبل اس کے کہ رفتار سیاست ان کو قنٹا کر ڈالے، لسان الغیب کی اس حکیمانہ نصیحت پر عمل کرنے کے لیے ملک بھر میں اعلان کر دیں کہ :

خیز و در کاسے زر اب طربناک انداز
پیش ازانے کہ شود کاسے سو خاک انداز
عاقبت منزل ماوادی خاموشان است
حالیہ غلغلہ در گنبد افلاک انداز



ہر گھبراہٹ کا غریب پولیس کے سپاہی شام تک وہاں اڑتے رہے، اگرچہ ان کے افسر پتوں کی کھڑکھڑاہٹ اور ہوا کی سنسنیہات سے بھی چونک چونک اڑتے ہوئے !!

صوبہ متحدہ کا شہنشاہ

ایک زمانہ تھا، جب قانون معضرا ایک شخص کی جنبش ابرو اور حرکت زبان کا نام تھا۔ اور ملک اور قوموں کی قسمیں ان ہاتھوں میں تھیں، جن کو راج شخصی حکمرانی کا پیکر جبر و ظلم کہہ کر کھینچا جاتا ہے۔ اور ان کے وجود کو دنیا اور انسانیت کے لیے ایک لعنت الہی سمجھا جاتا ہے۔

ان لوگوں کی مطلق العنانی کے قصے عجیب و غریب ہیں۔ ان کے حکم انا فانا ہوئے تھے۔ اور ان کے ارادے کی روک کے لئے دنیا میں کوئی قوت کارگر نہیں ہو سکتی تھی۔ کہتے ہیں کہ یہ زمانہ کیا۔ دنیا شاہ و خرم ہے کہ اب قانون کی حکومت ہے۔ آئین دستور کا دور دورہ ہے۔ رعایا حکومت کی غلام نہیں، بلکہ ذی روح مخلوق ہے، جس کا ارادہ قابل تسلیم، جس کی خواہش مستحق سماعت، جس کے حقوق مسلم، اور جس کی آزادی بے روک ہے۔

ممکن ہے کہ یہ سچ ہو مگر موجودہ حالات کی واقعیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی صداقت کا اعتراف مشکل ہے۔ دور کے واقعات سے قطع نظر کیجیے، اور تاریخ و جوائد کی رزق گردانی کی جگہ مشاہدے سے کام لے لیجیے۔ اگر کانپور میں ایک محترم اور مقدس مذہبی عمارت بجز گرائی جاسکتی ہے، باوجودیکہ تمام ملک متفقہ و متحدہ اس کی تقدیس پر مذہباً مضر ہے، اگر ایک نئے مجمع کا قتل عام کیا جا سکتا ہے، باوجودیکہ اس میں آٹھ آٹھ برس کے بچے بھی شامل ہیں، اور اگر لکھنؤ کے ایک ذمہ دار جلسے کو جو قانون کے مطابق پوری ذمہ داری اور بغیر کسی راز کے علانیہ منعقد ہوتا تھا، اور ہر طرح ایک باقاعدہ اور ناقابل اعتراض مجمع تھا، بغیر کسی قانونی سبب کے چند لفظوں کے شہنشاہانہ حکم سے بند کر دیا جا سکتا ہے۔ تو نہیں معلوم۔ وہ کرنسی عہد برطانیہ کی آزادی ہے، جس کی دیہی کے آگے ہمارے سروس کو شکر و امتنان کے بار عظیم سے ہر وقت سر بسجود دیکھنے کی خواہش کی جاتی ہے؟ اور وہ کونسی قانونی اور آئینی حکومت ہے جس کی احسانمندی کے طور پر ہمارے گلوں کو ایک لمحہ کے لیے بھی رہائی نصیب نہیں ہوتی؟

کیا یہ بھی "آزادی" ہے جس کا جنازہ ۳ - اگست کو کانپور میں اٹھا؟ کیا یہ بھی آئینی اور قانونی حکومت ہے؟ تخت شاہنشاہی پر شہنشاہ مطلق سرچشمہ میسٹرن بہادر برقع افروز ہیں؟

بعض لوگوں کی نسبت تاریخ میں افسوس کیا گیا ہے کہ انہیں جو زمانہ ملا، وہ ان کے لیے موزوں نہ تھا۔ اگر قدرت کے کاموں میں بھی ایسا ہوا کرتا ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ

شم، اے کانپور

لکھنؤ کا مجبوزہ جلا

ہندوستان کے انگریزی عہد کی آزادی کا خاتمہ

فرمان نادری کا دور

یہ سب کچھ راستوں میں ہورہا تھا۔ جلسے کے شامیانے کے ارد گرد بھی پولیس کا مجمع مرجوہ تھا، تاہم جلسے کے روکنے اور نہ ہونے کی نسبت وہاں کوئی اطلاع نہ تھی۔ لوگ برابر جمع ہو رہے تھے اور خراس کی آمد کے منتظر تھے۔ لیکن ٹھیک دو بجے جو اعلان میں انعقاد جلسہ کا وقت بتلایا گیا تھا، سٹیٹس شہر مع سپرنٹنڈنٹ پولیس اور چند دیگر افسروں کے رفقاء عام پہنچے اور یہ حکم سنایا:

"ہز آنر لفٹنگ گورنر کے حکم سے یہ جلسہ قطعی طور پر بند کیا جاتا ہے۔ کسی طرح کی کوئی کارروائی نہ ہو اور نہ لوگ جمع ہوں"

سید وزیر حسن صاحب نے یہ حکم حاضرین کو سنایا اور لوگ متعجب و متعجب، متاسف و متنفّر، اس عجیب و غریب حکم و طرز حکم کے اوصاف چا۔ گیزی و انداز ہلا کو خانی پر غور و فکر کرتے ہوئے واپس گئے۔ ایسا عجیب حکم، جس سے بھوکہ قانون کی عزت کو خاک میں ملائے، ایک آزادی کی صریح توہین کرنے والا حکم انہوں نے اپنی بھر میں باستثناء ظلم آباد کانپور، کبھی نہیں سنا تھا!

مرانا ابر الکلام کا بیان ہے کہ وہ ہورل میں وقت مجالس کا انتظار کر رہے تھے اور چلنے کے لیے طیار تھے کہ خفیہ پولیس نے ایک "درست" پہنچے اور کہا کہ جلسہ ہز آنر کے حکم سے بند کر دیا گیا ہے۔ اب آپ شرکت کی تکلیف گورا نہ فرمائیں اور اس طرح ان کو اس واقعہ کا علم ہوا۔ پھر انہوں نے ٹیلیفون کے ذریعہ بعض دوستوں سے دریافت کیا اور اس خبر کی مزید تصدیق ہوئی، تاہم وہ تین بجے رفاہ عمام آئے۔ جنگی تیاریوں کی اس عظیم الشان نمائش کا تماشا دیکھا۔ پندال بالکل خالی تھا اور پولیس کے افسر اس حاکمانہ اقتدار کے ساتھ جا بجا بکمال فخر و غرور مہمکن تھے، گویا یہ شامیانے کی چہت، کرسیوں کی صدا قطاریں، اسٹیج کا تختہ، اور اس کے ارد گرد کا تمام ساز و سامان، صرف انہی کے قدم میمنت لزوم کے لیے فراہم کیا گیا ہے!!

چار بجتے بجتے یہ خبر تمام شہر میں پھیل گئی تھی، اور رفاہ عام میں بالکل سفاکتا تھا۔ تاہم کسی غیر مرئی غنیم اور غیر محسوس دشمن کا خوف و ہراس اس درجہ حکم۔ راناں رفاہ عام پر طاری

مجمع میں انہوں نے تقریر کی ہے اور اسی واقعہ کے متعلق ایک دن پہلے دہلی میں تقریر کرچکے تھے۔ پھر آج تک کوئی بارہ کوئی ہنگامہ، کوئی بغاوت، کوئی بد امنی وقوع میں آئی کہ لکھنؤ کے ایک ذمہ دار مجمع میں پیدا ہو جاتی؟ کیا یہ پبلک کی ایک قابل برداشت توجہیں ہیں؟ اور کیا اس سے بڑھ کر بھی کسی قوم اور جماعت کے معزز ارکان کی نیقوں اور مقاصد پر حملہ ہو سکتا ہے؟ اگر واقعی لکھنؤ کے مجمع سے فساد کا اندیشہ تھا، تو وہ ”عظیم الشان حکمران قوم“ کس لیے ہے جو ایک صدی سے یہاں حکومت کر رہی ہے؟ پولیس کا فرض تھا کہ وہ دفع فساد کا پورا انتظام کر دیتی اور جتنی زیادہ سے زیادہ اپنی تعداد مجمع کے اندر چھپا سکتی، چھپا دیتی۔ لیکن ایک باقاعدہ جلسے کو عین اجلاس کے وقت روک دینا قانون اور حریت عامہ کی صریح توہین ہے۔

نتائج

تاہم وقت اور حالات کے معنوں میں کہ جو کچھ ہوتا ہے، اس میں ہمارے ایسے فوائد اور نفع کا کافی ذخیرہ ہوتا ہے۔ اگر لکھنؤ میں جلسہ منعقد ہوتا تو بھی مفید تھا، اور اب جو روک دیا گیا تو اس سے زیادہ مفید ہے۔ برسوں کی سعی و کوشش اور بڑے بڑے مجبوروں کی پُرکوش تقریروں سے زیادہ ایک لمحے کی سختی دلوں کے لیے مؤثر ہوتی ہے۔ جلسے میں لوگ مصیبت زدگان کان پور کے لیے چندہ دیتے، مگر جب انہوں نے سنا کہ جلسہ جبراً روک دیا گیا تو انہوں نے چندہ سے بھی زیادہ ایک قیمتی شے انہیں دے دی۔

حق کو جتنا دباؤ کے اتنا ہی زیادہ ابھرے گا، اور یہ گیند جتنی سختی کے ساتھ پھینکا جا لگا اتنی ہی تیزی کے ساتھ اچھلے گا۔ آگ اگر بھڑکی ہے تو اس کے لیے پانی کی ضرورت ہے، مگر افسوس کہ سرجمیس مسٹن تیل چھڑک رہے ہیں۔ لکھنؤ کے جلسے پر حکومت چل سکتی تھی اس لیے بند کر دیا گیا، لیکن شاید ان کر رہا دلوں پر حکومت کام نہیں کر سکتی جو اس کا اثر ہمیشہ کے لیے اپنے ساتھ لے گئے۔ زبان نہ رک سکتی ہے اور نہ قلم چپ ہو سکتا ہے۔ سرجمیس مسٹن کس کس جلسے کو بند کریں گے، اور کس کس کے قلم سے ہراساں ہوں گے؟ یہ ایک نہایت افسوس ناک تجربہ ہے جو پچھلے کرچکے ہیں، اور مبارک ہو سرجمیس مسٹن کو، جو آگ سے کھیلنے کے لیے تیار ہوئے ہیں!!

عام خیال

عام لوگوں نے اس واقعہ کو کس نظر سے دیکھا؟ سب سے پہلے تو انہیں اس کا افسوس ہے کہ سید وزیر حسن صاحب کے اس حکم کی ترجمانی کی عزت اپنے سرکڑوں کی؟ اگر یہ حکم دینا ہی تھا تو مجسٹریٹ صاحب بہادر خود لوگوں کو دے دیتے۔ حکم سنائے کے لیے حلق اور زبان کی ضرورت تھی اور یہ سید وزیر حسن صاحب کی طرح سنی مجسٹریٹ کے پاس بھی موجود تھی۔

پھر ان کا عام خیال یہ ہے کہ سرجمیس مسٹن اس طرح کی کارروائیوں کے ذریعہ مقدمات کی اعانت سے مسلمانوں کو باز رہنا چاہتے ہیں، اور مقصود یہ ہے کہ کامی طور پر چندہ جمع نہ ہو سکے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ رزیدہ کی فراہمی ہی سے مقدمات کی پیروی ہو سکتی ہے اور مقدمات کے چلنے ہی سے واقعہ مسجد کے سربراہ رخصت ہو سکتے ہیں۔

(مراسلہ نگار ”زمیندار“ لاہور)

سرجمیس مسٹن کی حالت ضرور قابل ہمدردی ہے۔ ان کے شاہنشاہانہ امنگوں اور مطلق العنانہ رولوں کو دیکھ کر ہر شخص افسوس کرتے گا کہ ان کے ظہور میں کارکنان قضاوت قدرے یقیناً بہت دیر کی۔ بہتر تھا اگر ان کو قرون مظلمہ کی حکمرانی کا دور نصیب ہوتا۔ تاکہ ایک طرف تو اس ”مذہبی جنوں“ کے کوششیں بھی پوری طرح نظر آجائے، جس کی نسبت ان کا دعویٰ ہے کہ ۳۰ اگست کو انہوں نے کانپور میں دیکھا۔ اور ساتھ ہی عالم انسانیت پر حکمرانی و مطلق العنانی کا بھی اصلی اور کامل موقع مل جاتا۔ پھر سب سے زیادہ یہ کہ ”الہلال“ کی جلسہ بھی مغل فرمانروائی فہرتی۔ اگر یہ نہ ہوتا تو کم از کم انہیں تاتارا دارالخلافہ تر نصب ہوتا۔ افسوس کہ قدرت نے ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا!

الہلال

سچ یہ ہے کہ ہر حکومت پر مصائب و مشکلات کے دور آیا کرتے ہیں، اور ہر خیر خواہ حکومت برطانیہ کو روکنا چاہیے کہ سرجمیس مسٹن کے ہاتھوں وہ دوران کی حکومت پر طاری ہو گیا۔ کوئی غلطی اس غلطی سے زیادہ سخت اور خطرناک نہیں ہو سکتی، جس ایک غلطی کی وجہ سے ہزاروں غلطیوں کا دروازہ کھل جائے، اور ایک ٹھہر کر ایسی لگے کہ اس کے بعد چلنے والے کو آٹھنا عیب ہی نہ ہو۔

ایسی ہی غلطی تھی، جو مسٹر ٹالٹر نے کی اور اس کی حمایت پر سرجمیس مسٹن آٹھ کھڑے ہوئے۔ اب یہ غلطی بغیر مدد غلطیوں کو اپنے دامن میں لیے سرجمیس مسٹن کو نہ چھوڑے گی۔ انہوں نے بھی غلطیوں کے دیوتا کے آگے سرطاعت خم کر دیا ہے، اور جدھر وہ لے جانا چاہتا ہے، خاموشی کے ساتھ جارہے ہیں۔ ایک پوری قوم، ایک پوری جماعت، چیخ رہی ہے کہ مسجد کا متنازعہ فیہ حصہ مسجد میں داخل ہے اور یہ ایک ہمارا مذہبی مسئلہ ہے جس کو ہم نے سمجھ لیا ہے، مگر بائیں ہمہ وہ کہے جا رہے ہیں کہ نہیں، تمہارے مذہب کا فیصلہ کرنیوالا میں خود ہوں۔

خدا کہ تم بدبخت!

ایک معزز ترین اخبار کا ایڈیٹر کان پور جاتا ہے۔ اور یہ حیثیت اخبار کے ایڈیٹر ہونے کے زخمیوں اور قیدیوں کو دیکھنا چاہتا ہے۔ لیکن اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کا کانپور میں قیام بھی گوارا نہیں اور سب سب پرچھا جاتا ہے تو کوئی وجہ نہیں بتلائی جانی۔ ”الہلال“ میں مسئلہ مسجد کے متعلق صرف دو مضمون نکلے ہیں۔ ایک انہدام سے پہلے اور ایک بعد۔ یقیناً دزوں میں مسجد کے احترام دینی کو ہر مسلمان کا فرض اور اس کے لیے انتہائی سعی و مجاہدہ کو ضروری بتلایا گیا ہے، لیکن اگر ایسا بتلانا ہی بغاوت انگیزی میں داخل ہے، تو سرجمیس مسٹن کو اعلان کر دینا چاہیے کہ خود اسلام ہی ایک بغاوت انگیز مذہب ہے اور دینا میں صرف ایڈیٹر ”الہلال“ ہی نہیں، بلکہ چالیس کروڑ مسیحیین بغاوت موجود ہیں۔ وہ کس کس پر برہم ہوں گے؟

پھر وہ کونسا بغاوت و فساد کا منقر تھا جو ایڈیٹر ”الہلال“ جیل خانے کے اندر پھونک دیتے، اور چند قیدی بیکایک ایک عظیم الشان فوج بن جاتے اور پھر مسٹر ٹالٹر کے ہنگلہ کا محاصرہ کر لیتے؟ میں ایڈیٹر ”الہلال“ کا قیام کوئی راز نہ تھا، کانپور کے مقدمات کی اعانت اور حالات کی تحقیق ان کا ایک کھلا مقصد تھا۔ جلسہ ذمہ دار اشخاص کے دستخط سے ہوا تھا، اور اس کا مقصد سرا چندہ جمع کرنے کے کچھ نہ تھا۔ آج برسوں سے ایڈیٹر ”الہلال“ مدیا تقریریں کرچکے ہیں۔ کلکتہ میں ایک ایک لاکھ آدمیوں کے

الہلال

جناب کے اصرار سے، مجبور ہو کر والا نامہ بچسہ درج کر دیا گیا۔
ورنہ جناب کو معلوم ہے کہ فقیر اس قسم کی تحریرات کے اندراج سے عموماً معذرت خواہ ہوتا ہے۔ آپ حضرات اپنی بزرگی اور حسن ظن کریمانہ سے اظہار لطف و نوازش فرماتے ہیں، مگر یقیناً فرمائیے کہ اس سے ایک طرف تو میری شرمندگی بڑھتی ہے، کہ اپنی قدر و قیمت سے واقف، اور اپنی نارسائیوں اور کوتاہیوں کو دیکھ رہا ہوں۔ دوسری طرف قدرے لگتا ہوں کہ کہیں ایسی صداؤں کی اشاعت میرے نفس شریک کو مدح و ستائش کا خوگر اور طالب نہ بنا دے کہ نفس انسانی کیلئے اس غذائے مہلک سے بڑھ کر اور کڑی شے اذیت نہیں۔ اسکے دسائس مٹھی، اور اسکا فتنہ سخت رشید ہے، اور فتنہ کو خرابیدہ ہو مگر یہی صدائیں تو ہیں جو اسے بیدار کرنے والی ہیں! سلف صالح نے اپنی خدمات کا نمونہ ہمارے سامنے رکھ دیا ہے۔ اپنی ہستی ہی کیا ہے کہ خدمت کا نام لیں اور اُمۃ مرحومہ کی شکرگذاری کر اپنی طرف منسوب کریں؟ خدمت مام کی شرطیں بڑی کٹھن ہیں، اور اصلی مذلّٰل تو دوسری ہی ہیں۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کیلئے دعا مانگیں کہ اس شرف عظیم و عزت جلیل کا ایک نئے درجہ ہی ہمیں نصیب ہو جائے!

معافی خواہ ہوں کہ جناب کے ارشاد کی پوری تعمیل سے مقصر رہا اور تمہید کا کچھ حصہ اشاعت سے رہ گیا۔ الہلال کے صفحات قلم کیلئے ہیں۔ مدحت اشخاص کیلئے نہیں ہوتے۔

”کفار“

قرآن کریم کے متعلق مدھا مباحث ایسے ہیں، جن پر ارباب علم کیلئے بہت کچھ غور و تدبیر ابھی باقی ہے۔ ازانجامہ ایک مباحثہ اہم ”کشف ساق“ کے مفہوم و مقصد کا یہی ہے، جسکے ذکر متعدد آیات میں کیا گیا ہے۔ اس مضمون میں بعض مستفسرین کی تحریک سے کوشش کی گئی تھی کہ ان آیات کی تفسیر اسلوب و تحقیق جدید کے ساتھ کی جائے۔ مگر دراصل وہ مضمون ابھی ناتمام ہے اور متعدد مباحث بیان میں آنے سے روکے ہیں۔

مثلاً ان آیات کا، حمل اصنی، کہ اے متعلق نہایت اہم مباحثہ ہیں۔ ان تمام آیات میں خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کے ارادوں اور کاموں کی نامہ رادیوں کی خبر دی ہے، جو دین الہی کی بغض و عنادوں میں مسلمانوں کو مثالے کی کوشش کرتے تھے یا کوشش کر رہے تھے۔ اور پھر ان لوگوں کے وہ تمام خصال و ذلّٰل ایک ایک کر کے بیان کیے ہیں، جنکی مضمون مذکور کے دوسرے نمبر میں دفعہ وار تشریح کی گئی ہے، اور جنمیں تغافل عہد و میثاق کی خصلت پر علی الخصوص زور دیا گیا ہے۔

آیات کریمہ کا مورد

آغاز عہد نبوت میں معاندین اسلام نے مسلمانوں پر حووظ ظلم و ستم کیے، انکی تباہی و بربادی کی جیسی کچھ تدبیریں کیں، دین الہی کی تحقیر و اہانت میں جس شرخی و بے باکی سے کوشاں رہے، اور پھر جس طرح اپنے تمام عہدوں کو توڑا، ہر وعدے کی خلاف ورزی کی، اپنے زیر دست مسلمانوں کو سخت سے سخت اینزالیں دیں، اور بارہود اللہ کے بار بار مہلت دینے اور طرح طرح کی آیات بینہ و قہر کے دکھانے کے، وہ اپنی شیطنت و طغیان سے باز نہ آئے، ان تمام امور کی طرف ان آیات میں مفصل اشارات کیے گئے ہیں۔

یہ زمانہ مسلمانوں کی غربت و بیکسی اور محکوم (زیر ہستی) کا تھا۔ خدا نے انکو رکھ رکھاؤ اپنی غربت کی وجہ سے دل شکستہ

۱۔ ائمۃ واجوبتھا

قرآن کریم اور اصطلاح لفظ کفار

کفار سے مقصود کون لوگ ہیں؟

(جناب مولوی احمد حسین صاحب از کجرات)

حضرت مولانا الاسلام علیکم۔ جناب اپنی تہرار و تقریر کے ذریعہ، ائمۃ اسلامی کی جو خدمت عظیم انجام دے رہے ہیں اسکا شکریہ ادا کرنا ہم لوگوں کی طاقت سے باہر ہے۔ الہلال نے تنہا اس قبضہ سال کے اندر جو لٹریچر فراہم کر دیا ہے، وہ گذشتہ پوری نصف صدی میں پوری قوم بھی نہ کر سکی۔ جناب نے ایک ہی وقت میں اور ایک ہی رسالہ کے اندر پالٹیکس، مذہب، علم، لٹریچر، اصلاح، تجدید و احیاء ملت، غرضکہ ہر صیغہ میں اعلیٰ سے اعلیٰ اور بہتر سے بہتر مواد فراہم کر دیا ہے۔ آپکی تحریروں مبارک کی ایک سطر بھی ایسی نہیں ہوتی جو حرز جاں بنا کر محفوظ رکھنے کے قابل نہ ہو۔ مجھے تو ابتداء سے اسی پر حیرانی ہے کہ ایک ہفتہ کے اندر مدھا کاموں کے ساتھ اسقدر مہلت آپ کو بیرون مل جاتی ہے کہ بیس صفحات کا ایسا رسالہ مرتب ہو جاتا ہے؟ اور اسپر طرہ یہ کہ البصائر کا بھی آپ نے اعلان کر دیا ہے!

علی الخصوص قرآن کریم کے متعلق جو کچھ جناب کے قلم سے نکلتا ہے، اور پھر جس طرح ہر پہلو اور ہر موضوع بحث میں آپ اس سے مدد لیتے ہیں، اور جیسی نظر اسکی ہر آیت اور ہر لفظ پر جناب نے کی ہے، اسکو تو سوائے فیض ربانی اور مہبت الہی کے نہیں سمجھا جاتا کہ کیا قرار دوں؟ امر بالمعروف، عہد اضعی، فاتحہ سال گذشتہ، مسئلہ سرود، اور اور بہت سے مضامین جو شائع ہوئے ہیں، خدا را ان سب کو جمع کر کے ایک رسالہ کی صورت میں بھی شائع کر دیجیے۔ آجکے قرآن مجید کے یہ معارف و مطالب کسی کے قام سے نہ نکلے۔ قرآن ہم روز پڑھتے ہیں اور تفسیروں کا بھی مطالعہ کرتے ہیں مگر حق یہ ہے کہ یہ انداز بحث اور یہ طریق تفسیر باندہ یا ہے اور ہر مسلمان کو چاہیے کہ اسکو پورے غور و فکر سے پڑھے اور اپنے پاس رکھے۔

پہلے ہفتے ”کشف ساق“ کے متعلق جو مضمون شائع ہوا ہے اور جسکی سرخی ”وقت سے کہ وقت برسر آید“ ہے، اسکو خاکسار نے نہایت دلچسپی اور شغف تمام سے پڑھا۔ البتہ ایک امر کے متعلق متوجہ خدشہ ہے۔ نہایت مضمون ہونگا اگر چند سطور لکھ کر تشریح فرما دیں۔

مضمون کے دوسرے نمبر میں جہاں آیات کے نتائج پر نظر ڈالی ہے، وہاں جا بجا ”کفار“ کا لفظ آیا ہے اور جس حالت میں کہ وہ تغلف عہد، کریں، انکی عدم اطاعت پر زور دیا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ”کفار“ سے مراد کون لوگ ہیں؟ نیز ان آیات میں جن لوگوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور جس وقت کی خبر دی گئی ہے وہ بھی ابھی صاف نہیں ہوا اور تشریح مزید کی ضرورت باقی ہے۔

میں نہایت ممنون ہوں اگر اس عریضہ کو بچسہ الہلال کے کسی گوشے میں جگہ دیکر مجھے سرفراز فرمائیں۔ اور ساتھ ہی جواب بھی مرحمت فرمادیں۔ گو میری تحریر اس قابل نہ ہو، تاہم جناب کو میرے دل پر نظر رکھنی چاہیے، جو سچی محبت و عقیدت کی وجہ سے ضرور مستحق ترجمہ ہے۔

فاتح ' زیر دست بالا دست ' مطیع مطاع ' ضعیف زور آور ' اور
پرستاران اسنام و طواغیت کی جگہ عباد اللہ المخلصین کا درخلافہ
و فتح مندی شروع ہوا : فسبحان الذی اذا اراد شیاً ان یقول
لہ کن ۱۱ فیکون ۱۱

پس فی الحقیقت ان آیات میں جو خالص خبیثہ و رذیلہ
و خصال رذیلہ و رذیلہ بیان کیے گئے ہیں ' وہ اپنے مورد اول کے
اعتبار سے مشرکین مکہ کے متعلق ہیں ' اور ان میں انقلاب حالت
کی جو خبر دی گئی ہے ' وہ ایک پیشین گوئی تھی ' جس کا ظہور
جنگ بدر ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ پھر فتح مکہ کے بعد اعلان ہوا ' اور اس کے بعد اسلام کے ظہور عام ' خلافت اسلامیہ کے قیام ' فتح
ممالک و بلدان ' و خلائ اہل کفر و طغیان سے روز بروز زیادہ
محقق و متیقن ہوتا گیا ' اور انشاء اللہ قایم قیامت اس کے اعجاز
و خوارق ظاہر ہی ہوتے رہیں گے۔

خصائص مضمومہ کلام اللہ میں سے ایک ممتاز خصوصیت یہ
ہے کہ اس کے اکثر بیانات و تنزیلات کو خاص مواقع و حالات سے متعلق
ہیں ' لیکن انکا انطباق اصولاً ہر زمانے میں ہوتا رہا ہے۔ پس ان
آیات میں بھی جو امر بیان کیے گئے ہیں ' کو وہ کفار مکہ اور فتح
بلد امین کے متعلق تھے ' مگر انکی صداقت آج بھی ویسی ہی ہے ' جیسی
اسے تیرہ سو برس پہلے تھی۔

تحقیق اطلاق لفظ کفار

رہا آپ کا یہ سوال کہ " کفار سے مراد وہاں کون لوگ تھے ؟ " تو یہ تمام تفصیل بھی اسی لیے تھی تاکہ مطالب بالکل راضع و بین
ہو جائیں۔ کفار سے مراد خاص کر مشرکین مکہ ہیں۔ انہی سے
اسلام کا مقابلہ تھا۔ انہی کے مظالم کا یوم العذاب آئے والا تھا ' اور
انہی کے مراعیہ و موافق مکذوبہ تھے ' جنکا بار بار ظہور ہوا تھا ' اور ضرور تھا کہ انکے نقال سے وہ نچار ہوں۔ اور پھر انکے علاوہ
اسلام و مسلمین کے ساتھ یہ سلوک اور جس گروہ کا ہوا ' انشاء اللہ
وہ اس وعید الہی کا مستحق ہوگا۔

اہل کتاب اور کفار

قرآن کریم کا مطالعہ کیجیے تو بارل نظر راضع ہو جائیگا کہ اس
نے اس بارے میں خاص اصطلاحات مقرر کر دی ہیں اور ہر جگہ
انہیں کو استعمال کیا ہے۔ قرآن کریم کی اصطلاح میں " کفار " کے
لفظ سے عموماً مشرکین مکہ مراد ہوتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کلمیہ
اُس نے " اہل کتاب " کی اصطلاح قرار دی ہے ' اور یہ اسکی ایک
رعایت خاص ہے جس کے ذریعہ اُس نے عیسائیوں اور یہودیوں کو
عام مشرکین کے مقابلے میں امتیاز بخشا۔

تمام قرآن کریم کا مطالعہ فرمائیے ہر جگہ یہود و نصاریٰ کو
" اہل کذب " اور عام طور پر مشرکین و عبدة الاضنام کو " کفار " کے
لفظ سے مخاطب پایگا۔ یہ ضرور ہے کہ قرآن کریم نے الوہیت
مسیح کے اعتقاد ' حضرت مریم کی پرستش ' اور قتل انبیاء و مرسلین
کو صریح طور پر کفر کہا ہے ' لیکن ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا کفر
ہو سکتا ہے اور شرک کے معنی صرف بتوں کے پوجنے ہی کے نہیں
ہیں بلکہ انسانوں کی پرستش بھی اسمیں داخل ہے۔

لقد کفرا الذین قالوا بیشک جن لوگوں نے کہا کہ خدا نے مسیح
ان اللہ ہو المسیح ابن مریم کی صورت میں ظہور کیا ' انہوں
ابن مریم (۷۶ : ۵) نے صریح کفر کیا۔

پھر اس کے بعد کہا : لقد کفرا الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثہ۔
اور اس طرح اقلیم ثلاثہ کے اعتقاد کو کفر قرار دیا۔

ان تمام مواقع میں ان کے اعتقادات کو کفر قرار دیا ہے ' تاہم خود
انکو " کفار " کے لقب سے ملقب نہیں کیا گیا۔

ہر کر مایوس نہ ہو بیٹھیں ' اور مغاندین حق و صداقت سے ذرا بھی
نہ ڈریں۔ بعض ضعیفہ دست تھے جنکے اعزاز و اقارب مکہ معظمہ میں
تھے۔ وہ دہرتے تھے کہ قریش انکی دشمنی کا آئے بدلہ نہ لیں۔ بعض
لوگوں کے عزیز و قریب حالت کفر میں تھے ' اور یہ آئے عزیزانہ نامہ
و پیغام رکھتے تھے ' اور اس طرح دشمنوں کو انکے ذریعہ حریف کے
آزادوں اور حالتوں کی خبر مل جاتی تھی۔ (سورہ ممتحنہ) اور
(عمران) میں ایسے لوگوں کو اس سے سختی کے ساتھ روکا ہے اور
ان آیات میں بھی اس طرح کی کارروائیوں سے باز رہنے پر زور دیا
ہے۔ کیونکہ جن لوگوں کو اللہ ' اس کے رسول ' اس کے مومنین ' اور حق
و صداقت کی معیت و متابعت کا دعوا ہے ' انہیں سزاوار نہیں کہ
اسلام کے ان دشمنوں سے تعلقات رکھیں اور انکی اطاعت و پیروی
کریں ' جنہوں نے پیروان اسلام کو گھر سے نکالا ہو ' انکے چین اور آرام میں
خلل ڈالا ہو ' وعدے توڑے ہوں ' عہد و پیمان کا پاس نہ کیا ہو ' اور دین الہی کے ساتھ علانیہ تمسخر و استہزا کرتے ہوں۔ پس کہا کہ
جو ظالموں کا ساتھ دینا ' اسکا شمار بھی ظالموں کے ساتھ ہوگا۔

کشف ساق

اس کے بعد پھر مومنین مخلصین کی تسکین و طمانینہ کیلئے حق
کی نعم اور باطل کے خسران کی جا بجا خبر دی ' اور ایک خاص
خیصلہ کن رقت کی طرف اشارہ کیا جو بہت جلد آنے والا ہے ' اور
جو زیر دستوں کو بالا دست ' محکوموں کو حاکم ' مفترحوں کو فاتح ' اور
حاتم گزاروں کو عیش فرما ' اور خاک مذلت پر لڑنے والوں کو عرش
جلال و عظمت پر متمکن کر دینا ۱۱

یہی دن ہوگا ' جبکہ شدت و کرب کی پندلی برہنہ ہو جائیگی۔
سختی و عذاب کا چہرہ بے نقاب ہو جائیگا ' ظالموں کو سزا دینا کی
کی دعوت دی جائیگی لیکن یہ انکی طاقت سے باہر ہوگا :
یوم یکشف عن ساق و یدعون الی السجود فلا یستطیعون۔ خاشعۃ
ابصارہم ترہقہم ذلہ ' و قد کانوا یدعون الی السجود و ہم سالمون ا
اُس رقت انکی آنکھیں ذلت و شرمندگی سے جھکی ہوئیگی۔ چہرے
ذلت و نکبت سے مسخ ہونگے۔ یہ وہی ' غرور کفر و عدوان تھے کہ
انہیں اللہ اور اس کے احکام کے آگے جھکنے کی دعوت دی جاتی تھی
اور یہ اچھے خاصے صحیح و سالم تھے۔ مگر شیطان کی دالی ہر باگ
اتنی سخت تھی ' کہ انکے سرور کو جھکنے کی اجازت نہیں
دیتی تھی ا

معجزہ قرآنی

یہ پیش گوئیوں ایک ایسے عہد غارت میں کی گئی تھیں ' جبکہ
مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ تھا ' اور فاتح و کامرانی ایک
طرف ' انکو کسی گوشے میں چین سے بیٹھنے کی بھی مہلت
نہ تھی۔

مگر نصرت الہی کے معجزات ایسے ہی حالات میں عقول و اذهان
انسانہ کو دعوت و عجز و اعتراف دیتے ہیں۔ تا قدرتوں کی فرمان
روائی کا اعلان ' اور قرۃ العینہ کے جلال و جبروت کا اظہار ہو۔ یہ ایک
وعدہ الہی تھا جو کمال بے سروسامانی کے عالم میں کیا گیا تھا ' لیکن :
و کان وعداً مفعولاً۔ توڑے ہی دنوں تک دنیا کو منظر رہنا
ہوا۔ یکایک رافعات و حوادث کا صفحہ الثا ' اسلام کی غربت اڑی کا
درختم ہوا ' ملائکہ فتح و نصرت کے انزل سے خدا کی زمین پر
گئی ' اور ہجرت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ... سال (فتح
مکہ) کا معرکہ پیش آیا۔ یہی وہ فیصلہ کن دن تھا ' جسکی ان
آیات میں خبر دی گئی تھی ' اور یہی رقت و عرصہ تھا ' جبکہ
" کشف ساق " کی حقیقت بے نقاب ہونے والی تھی۔ خدا کا
تخت بچھا ' کفر کی فوج کو ہزیمت ہوئی۔ محکوم حاکم ' مفترج

فکر کن



(۱)

آپ ظالم نہیں ذہار، پہ ہم ہیں مظلوم!!

ہم غریبوں کو نہ پلے تھا، نہ اب ہے انکار * کہ ہر اک شہر میں ہے آپ کے انصاف کی دھوم
یہ بھی تسلیم ہے ہم کو، کہ یہ جو کچھ کہ ہوا * اس میں ملے - رط رہے - دل کے آداب و رسوم
آپ قانون کی حد سے نہ بڑھے اک سرور * فیر کا حکم دیا آپ نے جب بہرہجوم

* * *

یہ حقیقت بھی مگر قابل انکار نہیں * کہ بہ یک چشم زدن موت کو تھا ابن آدم
گولیل کہنے کے جو - وگرتے تھے جوانان حسین * سب یہ کہتے تھے: قیامت ہے کہ جھڑتے ہیں نجوم
گولیوں کے تھے نشان مہر و مہر - راب پہ بھی * بسکہ درکار ہیں مسجد کے لیے نقش و رسوم
جا بھاخوں سے مسجد ہے نگارین اب تک * یہ وہ صنعت ہے کہ تاحشر نہ ہوگی معدوم!
پا بہ زنجیر تھے مجرم بھی، تماشائی بھی، * اور پولیس کو یہ تھا عذر، کہ ہم ہیں محکوم!
واقعہ یہ ہے غرض، کوئی نہ مانے، نہ سہی،
”آپ ظالم نہیں ذہار، پہ ہم ہیں مظلوم“



(۲)

”وضو نہ انا“

گفتی کہ ”وضو خانہ“ بہ تعظیم نذر زرد
زان روئے کہ آن خانہ نہ مسجد، نہ کنشت ست
ما بندہ فرمان تو ہستیم ولیکن:
”معشوق من آنست، کہ نزدیک تو زشت ست“!!

(۳)

بہشتی کی وفادار انجامین

ایک دن تھا کہ وفا داری مسلم کی متاع * ہر جگہ عام تھی لہ فرخ میں ارزانی بھی
دفعۃً ہو گئی ہنگامۂ بلقان میں گم * قدم کو سخت مصیبت تھی پریشانی بھی
ہات آئے کا تو کیا ذکر پتہ تک بھی نہ تھا * تھوٹنے والوں نے گو خاک بہت چھانی بھی

ہو مبارک جمع اے بہیلی اے ناز دکن! * کہ تیرے تساع میں ہے طرہ سلطانی بھی
تیرے بازار میں وہ یوسف گم گشتہ ملا * جسکا مشتاق تھا خود یوسف کنعانی بھی
یہ الگ بات ہے اندھوں کو نہ آئے وہ نظر * کو اسی زمرد میں ہے (یوسف ثوبانی) بھی

(وصف)

تاریخ حیات

افان ہندی کا ایک ورق

کانبور اعلیٰ للہ مقام م!

جناب میا الدین احمد صاحب طالب علم مسجد بند ضلع مظفرنگر۔

اسجگہ عید گاہ میں چندہ کانپور کی تحریک کیگئی - غریب مسلمانوں نے حرارت دینی سے کام لیکر اپنی بساط سے بڑھکر کام کیا اور چند منٹوں میں ۴۱ - ۹ جمع ہو گیا - ازراہ کرم ان سطور کو اپنے اخبار میں جگہ دیجئے - رقم عنقریب روانہ کردیجائگی -

(جناب مین الدین احمد صاحب قدرانی تھی -)

چونکہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا اس لئے پلے جو کچھ مجھے حقیر سے اسلام کی خدمت ہوسکی حتیٰ الوسع ناچیز اور ذلیل رتوں سے کی اور لوگوں سے کہہ سکر جو کچھ بھی ممکن ہو سکا آپ کے خدمت میں ارسال کیا -

اب پھر اپنی بے خاندان ماؤں اور بہنوں کیلئے اپنی جیب خاص سے بچا بچا کر اس حقیر رقم (تین روپیہ) کا منی آرڈر اس خط کے ساتھ ارسال خدمت عالی کرتا ہوں اور انشا اللہ آئندہ بھی جو کچھ ممکن ہوا بھیجوں گا -

۲۰ اگست کانپور ہم چند آدمی سن رہے تھے - اس میں مظلومان کانپور کے لیے چندہ کی تحریک بڑھکر لوگوں میں فی الحاصلہ غیرت آئی اور حسب ذیل چندہ جمع ہوا جو آج بذریعہ منی آرڈر ارسال ارسال خدمت ہے -

۱۰	•	•	جناب محمد ابرہیم صاحب
۱	•	•	جناب شرف الدین صاحب
۲	•	•	جناب فقیر محمد صاحب بریلوے
۱	•	•	جناب شعیب صاحب ہانڈی
•	۸	•	جناب احمد صاحب بریلوے
•	۸	•	جناب ابراہیم صاحب دھور
•	۸	•	جناب امین صاحب فزیہ
•	۴	•	جناب نظام الدین صاحب بریلوے

بعد وضع کمیشن ر منی آرڈر باقی ارسال خدمت ہیں -

فہرست زرعائے دفاع ۱۸۷۸۸۸ مقدس کانپور

(۲)

روپیہ	آٹہ	پائی	
۱۰	-	-	جناب غلام معین الدین محمد صاحب
۴۳	-	-	جناب مہدی حسن صاحب
۱۰	-	-	جناب معی الدین برکت علی صاحب قصوری
۵	-	-	جناب ڈاکٹر عبد اللہ خان صاحب - بگانی
			جناب غوث معی الدین صاحب مہتمم
۲۵	-	-	خزانہ حیدر آباد دکن
			خوانین مکہانہ بازار مونگیر بذریعہ جناب والدہ
۱۵	-	-	محبیب الحق صاحب
			جناب حکیم عبد الرزاق صدیقی صاحب
۱۰	-	-	سالار گڑھ - پٹنہ
۴	-	-	جناب ابرو طاہر محمد طاہر حق صاحب - بہار پٹنہ
۱	-	-	جناب نظیر الدین صاحب درزی بہار پٹنہ
۱۰	-	-	جناب امداد حسین خان صاحب فضل اللہ
			بذریعہ جناب محمد شرف الدین صاحب -
۱۵	-	-	بہار پٹنہ

•	•	•	جناب محمد افضل خان صاحب وردی میجر
۲	•	•	کچھہ - بلوچستان
•	•	•	جناب محمد عبد العی - دہلی
•	•	•	جناب محمد ہاشم خان صاحب - رکیل
۱	•	•	ٹونک ریاست
۱	۴	•	جناب سید قمر الدین صاحب قمر - بہار
•	۲	•	جناب صغیر احمد صاحب بمبئی
•	•	•	جناب لشکر علی صاحب دروغہ
۶	•	•	چک پکھی فیروز پور
•	•	•	جناب غلام حسین رفیع کریم صاحب
۷	•	•	سرداگر - ٹوہانہ
۱	•	•	جناب جان محمد صاحب - برہما
•	•	•	جناب محمد اشرف صاحب
۱	•	•	جناب میاں اللہ دتا صاحب

۱۸۳	۶	•	میزان
۶۹۳	۸	•	سابق
۸۷۶	۱۴	•	میزان کل

بۃ ی

فہرست زرعائے مہاجرین عثمانیہ

پائی	آٹہ	روپیہ
		جناب سید علی محمد صاحب ڈاکٹر
۴	-	مدنی مدرس گورنمنٹ مدرسو مدراس
		زرچہ محترمہ جناب مراد حسین خان صاحب
۱۰	-	ملتان
		بذریعہ جناب احمد علی صاحب (علیگ) از مظفر
۵	-	نگر جو حسب احباب نے عنایت فرمائے ہیں -
		(۱) جناب سید ناظر علی صاحب متولی
		(۲) مصباح الحق صاحب -
		(۳) جناب افتاب خان صاحب -
		والدہ محترمہ جناب سید الطاف علی صاحب
		ہمشیرہ صاحبہ جناب سید حمید علی صاحب
		بذریعہ جناب محمد صادق صاحب درگلی پشاور -
۲۵	-	جناب شیخ محمد عبد الرحیم صاحب
۵	-	جناب مدنی محمد اسماعیل صاحب سب اور سیر -
۱۰	-	جناب محمد صادق صاحب
۵	-	جناب عبد الواحد صاحب - سکندر آباد دکن
۸	-	جناب غلام حیدر صاحب - گورنر آؤلہ
		بذریعہ جناب رسول احمد صاحب -
۳۴	۱	بزیل ضلع بارہ بنگلی
		(بتفصیل ذیل)
۳۰	-	والدہ جناب سید محمد عبد اللہ صاحب
۱	-	اہلیہ جناب سید نبی اللہ صاحب
۴	-	والدہ ابراہیم صاحب
۳۵	-	
۶	-	
۳۴	۱۰	

فیس منی آرڈر

•	•	•	جناب ایس انور شاہ صاحب - ہانگ کانگ چین
۲۲	•	•	جناب امداد حسین خان صاحب فضلہ
۱۵	•	•	جناب محمد افضل خان صاحب وردی میجر -
•	•	•	کچھہ بلوچستان
•	•	•	جناب عبد الطیف صاحب پٹانی داؤد
•	•	•	نوسانی صاحب - تارہ
•	•	•	جناب مرانا غلام محمد صاحب فاضل
•	•	•	ہوشیار پوری
•	•	•	جناب جان محمد صاحب ٹونجی - برہما

۲۵۹	۹	•	میزان
۸۸۵۲	۱۳	•	سابق
۹۱۱۲	۶	•	کل



مسیح کا موزہ: ی کسم تیل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چمکا ہی کرنا ہے تو اس کے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کات چھانٹ کی تو تیلوں کو پھرتوں یا مصالحوں سے بے سار معطر خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے۔ لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں بعض نمرد اور نمایش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متقدم نمرد کے ساتھ فائدے کا بھی جوہاں ہے بنا بریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی روایتی تیلوں کو جانچ کر ”مرہنی کسم تیل“ تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جملے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کلم چل نہیں سکتا۔ یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیر پا ہونے میں لاجواب ہے۔ اس کے استعمال سے بال خوب گھنے اکتے ہیں۔ جوڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور قبل از وقت بال سمید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں سے اربس مفید ہے اس کی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے۔

تمام درافروشن اور عطر فروشن کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصور لداک۔

مسیح کا موزہ: ی کسم تیل

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجایا کرتے ہیں، اس کا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو درخانے ہیں اور نہ ڈاکٹر اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پٹنت درازاں قیمت پر گھر بٹھتے بلاتل طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے۔ ہمارے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اس کے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے۔ مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اس کی بدولت بچیں ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے

[۲۰]

ریویو آف ویلیجنز: ز - یا - اہلب عالم پر نہا

اردو میں ہندو مذاہب اور انگریزی میں یورپ امریکہ و جاپان وغیرہ مذاہب میں زندہ مذہب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے والا - معصوم نبی علیہ السلام کی پاک تعلیم کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں - اس کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے والا بھی ایک پرچہ ہے جس کو مسلمانوں کے لیے لکھنؤ - ریویو آف ویلیجنز ہی ایک پرچہ ہے جس کو خالص اخلاقی پرچہ کہنا صحیح ہے۔ عربی میں الفار اور اردو میں ریویو آف ویلیجنز سے بہتر پرچہ کسی زبان میں شایع نہیں ہوئے۔ اس کے زور آور مضامین ہر علم و فضل کو نوازے۔

کریسٹن لوڑ پول - ریویو آف ویلیجنز کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاہل مسلمان الزام لگاتے ہیں - اس کی تردید میں نہایت ہی فاضلانہ مضامین اس میں لکھا گیا ہے۔ جس سے مدد مضبوط آج تک ہمارے فکروں پر نہیں گذرا۔

مستورب صاحب امریکہ - میں یقین کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذہبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نہایت زبردست طاقت ہوگی۔ اور یہی رسالہ اب روکوں کے دور کرنے کا ذریعہ ہوگا۔ جو جہالت سے بھاگنے کی راہ میں ڈالی گئی ہیں۔

ریویو آف ریویو - لندن - مغربی مذاہب کے باغیوں کو جو مذہب اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے مضبوط سے دلچسپی رکھتے ہیں چاہیے کہ ریویو آف ویلیجنز کو

وطن لاہور - یہ رسالہ بڑے بابہ کا ہے۔ اس کی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور دقیق ہوتی ہیں۔ جیسی کہ اس زمانہ میں ہمارے ممالک میں انگریزوں پرچہ ۴ (ریویو) - اردو پرچہ ۲ (ریویو) - نرسہ کی قیمت انگریزی ۴ آنہ - اردو ۲ آنہ - تمام ہر خواستیں بھان منیہر میگزین قادیان - ضلع گورداس پور آئی چاہیں •

پھر کرانے والا بخار - اور وہ بخار جسمیں درم جگر اور طحال بھی لاحق ہو، یا وہ بخار جسمیں متلی اور فہ بھی آتی ہو۔ سردی سے ہو یا گرمی سے۔ جنگلی بخار ہو۔ یا بخار میں درد سر بھی ہو۔ کالا بخار - یا آسامی ہو۔ زرد بخار ہو۔ بخار کے ساتھ کلنیاں بھی ہو گئی ہوں۔ اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو۔ ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے، اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجئے تو بھوک بڑھ جاتی ہے، اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے، نیز اس کی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے۔ اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کھلی رہتی ہو۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو۔ تریہ تمام شکایتیں بھی اس کے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں۔ اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں۔

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے تمام درکندازوں کے ہاں سے مل سکتی ہے

۱۹۰۱ء اور دہرہ رائٹر

ایچ - ایس - عبد الغنی کیمسٹ ۷۴ و ۲۲ کولر ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

[۳۶]

خبر اب سیدہ تاب

ہمارا دعویٰ ہے کہ جتنے خضاب اس وقت تک ایجاد ہوئے ہیں، ان سب سے خضاب سیدہ تاب بڑھ کر نہ نکلے تو جو جرمانہ ہم پر کیا جارہا ہم قبول کرینگے۔ دوسرے خضابوں سے بال بھورے یا سرخی مائل ہوتے ہیں۔ خضاب سیدہ تاب بالوں کو سیاہ بھونرا کردیتا ہے۔ دوسرے خضاب مقدار میں کم ہوتے ہیں۔ خضاب سیدہ تاب اسی قیمت میں اس قدر دیا جاتا ہے کہ عرصہ دراز تک چل سکتا ہے۔ دوسرے خضابوں کی بونا گوار ہوتی ہے۔ خضاب سیدہ تاب میں دلپسند خوشبو ہے۔ دوسرے خضابوں کی اکثر در شیشیاں دیکھنے میں آتی ہیں، اور دنوں میں سے در مرتبہ لگانا پڑتا ہے۔ خضاب سیدہ تاب کی ایک شیشی ہوگی، اور صرف ایک مرتبہ لگایا جائیگا۔ دوسرے خضابوں کا رنگ در ایک روز میں پھیکا پوجاتا ہے، اور قیام کم کرتا ہے۔ خضاب سیدہ تاب کا رنگ سرورز بڑھتا جاتا ہے، اور در چند قیام کرتا ہے۔ بلکہ پھیکا پڑتا ہی نہیں۔ کھونٹیاں بھی زیادہ دنوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ دوسرے خضابوں سے بال کم اور سخت ہوجاتے ہیں۔ خضاب سیدہ تاب سے بال نرم اور گنجان ہوجاتے ہیں۔ بعد استعمال انصاف آپ سے خود کہلائیگا کہ اس وقت تک ایسا خضاب نہیں ایجاد ہوا۔ یہ خضاب بطور تیل کے برش یا نسی اور چیز سے بالوں پر لگایا جاتا ہے۔ نہ باندھنے کی ضرورت نہ دھونکی حاجت۔ لگانے کے بعد بال خشک ہونے کے رنگ آیا۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ زیادہ کے خریداروں سے رعایت ہوگی۔ محصور ذات ید منہ خریدار - ملنے کا پتہ:

کارخانہ خضاب سیدہ تاب کٹر، دل سنگھ - امرتسر

[۳] ایک نئی قسم کا کاروبار

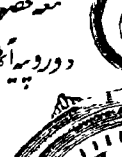
نمبر ۱۵/۱ پی اسٹریٹ - ڈاکخانہ رینسلی - کراچی

منیجر دی ہلال ایجنسی
نمبر ۵۷ مولوی اسماعیل اسٹریٹ
دروخانہ انتالی - کلکتہ

[۳۲]

اساتذہ نگارنی
یک سال

دور و سیاحتانہ
معمول



۱۵ سالہ
تجربہ ایک سال
پاؤنڈ پر
مرد محمول

ایم۔ ا۔ مشک و رائیڈ کو ۱/۵ ویسلی اسٹریٹ ڈاکخانہ و سٹرکاکھتہ

M. A. Shakoor & Co. 5/1, Wellesley Street P. O. Dharamtallah, Calcutta.

عرق پودينه

ہندوستان میں لہک فٹی چیز بچے سے بڑے تک کو ایکساں
فائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل رعیاں والے کو گھر میں رکھنا چاہیے ۔
تازہ دلائی پروینہ کی ہری پتوں سے یہ عرق بنا ہے ۔ رنگ
یہی پتوں کے ایسا سبز ہے ۔ اور خربہر بھی تازہ پتوں کی سی
ہے ۔ مندرجہ ذیل امراض کی واسطے نہایت مفید اور اکسیر ہے :
نفخ ہوجانا ، کھٹا ڈار آنا ۔ درد شکم ۔ بدھضمی اور سہلی ۔
اشہاکم ہونا رواج کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے ۔
قیمت فی شیخی ۸ ۔ آنہ معصوم ڈاک ۵ ۔ آنہ
ہوری حالت فہرست بلا قیمت متکرار ملاحظہ کیجئے ۔
نوٹ — ہر جگہ میں ایجنٹ یا مشہور دارالفرش کے یہاں ملتا ہے ۔



لَا تَقْنُفُوا وَلَا تَحْجَبُوا فُتُوحَنَا بِكَلِمَاتٍ كَثِيرَةٍ مِنْ مَعْنِيَةٍ
الْقَارِئُ الْحَكِيمُ

الاسلام

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میرسنول مخصوص

احمد علی خان لکھنؤی

مقام اشاعت
۱-۲ مکلود اسٹریٹ
کولکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ ماہ

جلد ۳

کلکتہ: چہار شنبہ ۱۵ - شوال ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, September 17, 1913.

نمبر ۱۲



سازشیں ہیں آ

قیمت فی پرچہ

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض : جن لوگوں کو پیشاب بار بار آنا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو۔ منہ کا ذائقہ خراب رہتا ہو۔ رات کو کم خوابی سکتی ہو۔ اعضاء شکنجی۔ قہری جسم۔ ضعف مثانہ ہونے سے روز بروز قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سرچکراتا ہو۔ سر میں درد اور طبیعت میں فضا آجاتا ہو۔ تمام بدن میں پیسٹ کا غلبہ رہتا ہو۔ ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہو جائے اور ٹھنڈے پانی کو جی ترے۔ معدہ میں جلن معلوم ہو۔ بیوقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہو جائیں اعضاء رئیسہ کمزور ہو جائیں۔

..... تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے۔

جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو ملدردجہ بالا آثار دیکھے۔ ظاہر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا خاتمہ علی الامم کاربندل سے ہوتا ہے۔ دنبال پشت پر کبھی گرنے میں پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی کو کاربندل ہونے کے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کر لینا چاہیے۔ اس راج پھرتے سے سینکڑوں ہونہار قابل لوگ مرچکے ہیں۔

مرض کی تشریح اور ماحولیات : ذیابیطس میں چکر اور لبلبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی تفکرات شبانہ روز کی محنت ہے بعض دفعہ کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ کبھی ابتداء میں شروع ہوتا ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پھرتا کاربندل نہ نکلے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ۔ شیرینی۔ چاول ترک کر دو۔ ورنہ اگر سستی کر گئے تو پھر یہ دسی درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں۔ جولوگ پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے علاج موزوں میں پھنسے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہو سکتا۔ یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کمی قواء اور جملہ امراض ردیہ سے محفوظ رکھتی ہیں۔

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہو جاتا ہے۔ جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے۔ یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کم دیتا ہے۔

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعہ کے لئے بارہا تجربہ ہو چکی ہیں اور صدہا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرتے تھے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اچھے ہو گئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ انکے کھانے سے کئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے۔ انکھوں کو طاقت دیتی اور منہ کا ذائقہ درست رکھتی ہیں۔ جسم کو سرکھنے سے بچاتی ہیں۔ سلسلہ بول۔ ضعف مثانہ۔ نظام عصبی کا بگاڑ۔ اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجاتے ہوں یا درد شروع ہو جاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت دور ہو جاتے ہیں۔

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خان۔ ٹالپڑ والٹی ریاست خیرپور سندھ۔ پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کر دیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم غلام نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی۔

محمد رضا خاں۔ زمیندار موضع چٹہ ضلع اٹارہ۔ آپ کی حب ذیابیطس سے مرض کو فائدہ معلوم ہوا۔ ۱۶ میں بار پیشاب کرنے کی بجائے اب صرف ۵ دفعہ آتا ہے۔

عبدالقادر خاں۔ محلہ غرقاب شاہ جہاں پور۔ جو گولیاں ذیابیطس آپ نے بیس عبدالشکور خاں صاحب اور محمد تقی خاں صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دفعہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیج دیں۔

بتہ۔

فید الوہاب ٹپٹی کلنٹر۔ غازیپور۔ آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کر رہا ہوں۔ بجائے ۴۔۵ مرتبہ کے اب در تین مرتبہ پیشاب آتا ہے۔

سید زاہد حسن ٹپٹی کلنٹر الہ آباد۔ مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کر رکھا تھا۔ بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہو گیا قوت مردمی جاتی رہی۔ آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہو گئے۔

رام ملان پرستیا ستر جنرل۔ پیشاب کی کثرت۔ جاتی رہی۔ مجھے کوررات دن میں۔ ہفتہ دفعہ پیشاب آتا تھا۔ آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی۔ انکے علاوہ صدہا سندرات موجود ہیں۔

مغرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادالئی قیمت نقد تا حصول صحت دیجاتی ہیں

زود کن

دازمی مولچہ کے بال اسکے کھانے اور لبلبہ پیدا ہوتے ہیں۔ ۲ تولہ۔ دو روپے۔

سر کا غرہ برادر لیل

دلربا خوشبر کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپیہ آٹھ آنہ کلاں تین روپے۔

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو در۔ ۲ درجن۔ ایک روپیہ۔

حب قائم مقام افیون

انکے کھانے سے افیم چاندو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فی، تولہ پانچ روپے۔

حب دافعه سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال ہوتا ہے اس دوا سے آرام۔ دو روپے۔

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہوا اسکے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے بدبو زائل۔ ناسور بھگندر۔ خنازیری گھات۔ کاربندل زخم کا بہترین علاج ہے۔ ۶ تولہ دو روپے۔

حب دافع طحال

زردی چہرہ۔ لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات۔ قیمت دو ہفتہ دو روپے۔

پیرالساعة

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور۔ شیشی چار سہ مریض کے لئے ایک روپے۔

دافع درد کان

شیشی صدہا بیماروں کے لئے۔ ایک روپے۔

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بانسی رنجی ہو یا سادی۔ خون جانا بند اور سے خرد بخود خشک۔ قیمت ۲ ہفتہ دو روپے۔

سرمد مہر کرماتی

مقوی بصر۔ محافظ بینائی۔ دافعا جالا۔ غبار۔ نزل الباء سرخی۔ ضعف بصر وغیرہ * فی تولہ صدہا سلائی فلنگ پیشاب دو روپے۔

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء۔ لاہور

فتہ مع قورہ طانظہ : ۵
 سلطان محمد فاطم کا قہ طانظہ میں داخلہ
 اور آخری بازی طانظہ مدافعت



لَا تُهِنُّ وَفْدًا وَلَا تُخَيِّبُ وَلَةً وَلَا تَعْلَفُونَ بِمَا فِي أَصْدَادِكُمْ وَيُخَذِّلُكُمُ اللَّهُ أَتَلَهْتُمْ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Macleod Street,

CALCUTTA.

میر رسول نور محمدی
مکمل کتابی کلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷-۱، مکلاود اسٹریٹ
کولکٹہ

الہلال

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly 4-12.

قیمت
سالانہ ۸ روپے
(چھ ماہی ۴ روپے ۱۲)

ایک ہفتہ وار مصور سالہ

جلد ۳

کلکتہ: چہار شنبہ ۱۵ - شوال ۱۳۳۱ ہجری

نمبر ۱۲

Calcutta : Wednesday, September 17, 1913.

مجلس دفاع مسجد کانپور

ہفتہ

Cawnpore Mosque Defence Association.

و لولا دفع اللہ الناس بعضهم ببعض، لهدمت صوامع
و بيع و مزارات و مساجد یذكر فیہا اسم اللہ کثیرا -
و لینصرون اللہ من ینصرہ، ان اللہ لقوی عزیز [۲۲ : ۴۰]

صدر مجلس : مولانا ابو الکلام ایڈیٹر الہلال کلکتہ
خزانچی : مسٹر اے - رسول - ایم - اے - بیرسٹریٹ لا
کلکتہ
سکریٹری : انریبل مولوی فضل الحق ایم - اے -
ایل - ایل - بی - وکیل ہائی کورٹ کلکتہ

(۱) مسئلہ مسجد کانپور نے دراصل حفظ عمارات دینیہ و
ارواق خیریہ کا مسئلہ تمام مسلمانوں کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اور
یہ نظیر اپنے اندر ایسے عواقب شدید رکھتی ہے، جنکا اگر اسی وقت
علاج نہ کیا گیا تو عجب نہیں کہ مساجد و ارقاق کے قبض و تسلط
کا سرشتہ مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل کر حکام کے اختیار میں
چلا جائے۔ پس تمام پیروان اسلام کا فرض دینی ہے کہ وہ جب تک
اس معاملے کو ایک انقطاعی فیصلے تک نہ پہنچائیں، ہر طرف
سے آنکھیں بند کر کے صرف اسی مسئلہ کے پیچھے اپنی تمام
جد و جہد و قواء و کثرت و مال کو وقف کر دیں۔

(۲) اسکے لیے باقاعدہ، منظم، مستقل اور متحدہ اجتماعی
جد و جہد کی ضرورت ہے۔ پس تمام اُن کرشنوں کو جو مسئلہ
مسجد کانپور کے متعلق مذکور میں ہو رہی ہیں، ایک رشتہ نظام
میں منسلک کرنے، اور اصل مسئلہ مسجد، نیز مقدمات زیر
عدالت کیلئے تمام رسائل و ذرائع عمل کے اختیار کرنے کیلئے یہ
مجلس قائم کی گئی ہے۔

تمام خط و کتابت سکریٹری کے نام ادارہ الہلال کے پتے سے
ہونی چاہیے۔

۲	شؤون داخلیہ
	افکار و حوادث
۳	ارشاد الملک
	مقالہ افتتاحیہ
۵	فتح قسطنطنیہ
۸	انگلستان بلغاریا کو اشتعال دلا رہا ہے !
۸	حادثہ مسجد کانپور
۸	معاهدہ رومانیہ و بلغاریا
	مقالات
۹	تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ (۲)
۱۰	اختلال توازن
	باب المراسلۃ و المفاظہ
۱۳	الفتنۃ اللغویہ (”حظ و کرب“ یا ”لذت و الم“) (۱)
	وثائق و حقائق
۱۵	انسانیہ کا ماتم
	بریل فرنگ
۱۷	ہموہا بمالم ینالو
۱۸	مسئلہ عرب
	مراسلات
۱۸	دموت و تبلیغ اسلام
	تاریخ حسیات اسلامہ
۱۹	شہداء کانپور اعلیٰ اللہ مقامہم
۱۹	مصیبت زدگان کانپور کی دائی امانت
۲۰	شہداء کانپور کا ماتم
	فہرست زرعائے مہاجرین عثمانیہ (۱۲)
۲۰	فہرست زرعائے دفاع مسجد مقدس کانپور
۲۰	فہرست زرعائے ہمدرد و کامرید پریس

ویز

مرقع ایاب و ذہاب یا فتح قسطنطنیہ (مفعہ مصورا خاص)

شہنشاہ خلیفہ

کانپور کے مقدمات کی ابتدائی منزل طے ہو گئی - اراذل اکتوبر سے سشن کا اجلاس شروع ہوگا:

رہ نہ دل میں ہرس، اڑ یہ بھی کر دیکھو

اس حاتمے کی عجیب و غریب نوعیت جو ابتدا سے رہی ہے اسکا ظہور عدالت کی کارروائیوں میں بھی موجود تھا - نظریں روزانہ اخبارات میں حالات پڑھتے رہے ہونگے - صفائی کے رکلا کے ساتھ جو سالک کیا گیا، جس طرح مسٹر مظہر الحق کو غیر معمولی ضبط و تحمل سے کام لینا پڑا، جس طرح صفائی سے استغاثہ کو مدد دینے کی عجیب خراش کی گئی، اور اقرار کرنا چاہا کہ وہ تاج کے طرف سے ایک مفید و پر مصلحت درگزر کرنے کی صورت میں ٹیل نہ کوٹے؛ یہ تمام باتیں ہندوستان کے عدالتی لٹریچر میں ہمیشہ یاد گار رہینگے -

ایک بزرگ دوست لکھتے ہیں -

”ان مقدمات کا بالآخر جو نتیجہ نکلنے والا ہے وہ اسی رقت معلوم ہے - کون نہیں جانتا کہ موجودہ حالات میں انصاف کی حقیقت معلوم - پھر اس سے کیا فائدہ کہ ہم لا حامل اپنا وقت مقدمات میں صرف کریں؟ انہیں چھوڑ دیجیے کہ ان رسمی عدالتی کارروائیوں کے بعد بالآخر جو ہونے والا ہے وہ آج بھی کر دیں“

میں نے انکو لکھا ہے کہ یہ سچ ہے - اس انصاف کدے کا تو یہی حال ہے:

خود کرۂ و خود کرۂ گسر خود گل کروزہ

قاہم مقدمات کو غیر ضروری نہ سمجھنا چاہیے - اس کے لیے بے شمار وجوہ ہیں - قانون نے کام کرنے کے لیے ایک خاص ترتیب عمل مقرر کر دی ہے، اور ہمیں چاہیے کہ اسی کے مطابق قدم بڑھائے جائیں - خواہ مایوسی کیلئے کیسے ہی سخت اسباب موجود ہوں، تاہم اس کی تمام منزلیں طے کرنا ضروری ہے - ہم کو پوری قوت و سامان کے ساتھ مقدمہ لڑنا چاہیے - ہمارے ساتھ قانون ہے، اور ہم دراصل ۳ - اگست کے مظلوموں کیلئے نہیں لڑ رہے، بلکہ ”تعزیرات ہند“ اور حکومت ہند کے قانون ”اساس فرماں ردائی“ کو اس کی چھٹی ہوئی عزت دوبارہ دلانا چاہتے ہیں - ہم کو یقین ہے کہ مسٹر ٹائلر نے معصوم بچوں کے سینوں ہی کو نہیں، بلکہ عظیم الشان ”قانون“ کے سر کو بھی زخمی کیا ہے -

اصلی عدالت سلطان عدل کی ہے، اور وہ کانپور اور الہ آباد کی عمارتوں سے بے پروا ہے - اگر ہم ایک سو ایک ہفتکریں کو ذہ کھلو اس کے، تو مشیت الہی سے چارہ نہیں - ۳ - اگست کو لوگ خاک و خون میں تر پے تر ہم نے کیا کیا؟ لیکن ساتھ ہی ہم واقعات کے چہرے کا بند نقاب توڑنا چاہتے ہیں، اور اگر ایسا کر کے تو ہماری تمام جدوجہد کی یہ اعلیٰ ترین قیمت ہوگی - دنیا دیکھ چکی ہے کہ یہی پراسرار نقاب ہے، جس کے تحفظ کیلئے مقدمات کو آگے نہ بڑھانے کی ایک عجیب و غریب کوشش باسم غفور رحم کی گئی تھی، اگرچہ وہ بجنسہ واپس کر دی گئی -

پس کتنی ہی ناامیدی ہو، کتنی ہی رگڑیں ڈالی جائیں، کتنی ہی ہمارے رکلا کے صبر و تحمل کیلئے سخت آزمائشیں پیدا ہو جائیں، مگر مقدمات کو انتہائی جدوجہد کے ساتھ چلانا چاہیے - تاکہ اس عدالت کے کاموں سے اس بڑی عدالت کیلئے سامان فراہم ہو جائے، جو تمام دنیا کی چشم عقل و انصاف سے عبارت ہے - اور پھر وہ دیکھ سکے کہ اصلیت و حقیقت کیا ہے، اور عدالت و قانون کے ناموں سے اس کے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے؟

پھر اگر نتیجہ ناگامی ہی ہے تو آج بھی کون ہے جو کامیابیوں کے عیش کدے کے مزے لوت رہا ہو؟ جہاں ۱ - جولائی کی تاریخ ہمیں یاد رکھنی ہے، جہاں ۳ - اگست ہم بولے نہیں ہیں، جہاں ایک تاریخ اور بھی سہی - جس دن ہندوستان کی سب سے بڑی عدالت کی عمارت میں ہمیں فیصلہ سنا دیا گیا، اُسے بھی یاد رکھیں گے!

ہم جل رہے ہیں - ہم کو پانی کی ضرورت ہے نہ کہ تیل کی - لیکن اگر تیل چھڑکا جا رہا ہے تو اس کے شعلوں کی ذمہ داری ہمارے سر نہیں ہے -

پھر ان مقدمات کے ذریعہ صدمہ ضمنی فواید ہیں، جن سے نہایت قیمتی نتائج ہم حاصل کریں گے - مسلمانوں کے سچے دینی جذبات اور غیرت ملی کی یہ ایک اصلی نمائش ہوگی - ان کے ایثار و مال، و تقانی جذبات و اغراض کو تمام عالم دیکھ لے گا - ان کے دل، جنگی انسرنگی کا مدت سے ماتم چلا آتا ہے، دکھلا سکیں گے کہ اب بھی چہرے ہرے شعلے اپنے اندر رکھتے ہیں - حکومت کیلئے بھی یہ ایک کشف حقیقت کا اصلی موقعہ ہوگا - وہ سمجھ سکے گی کہ حکام کی روایات سریہ سے ملک کی اصلی حالت بالکل مختلف ہے، اور کانپور کا مسئلہ کانپور ہی کا مسئلہ نہ تھا، بلکہ تمام پیروان اسلام کا -

اب رہی ہماری امید و بیم، تو اس کی کہانی بھی سن لیجیے - یہ سچ ہے کہ ہم مایوس ہیں مگر ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ ان معاملات میں تاج برطانیہ سے مایوس ہو جائیں - ہم کو یقین ہے کہ یہ جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے، چند حکام کی نا عاقبت اندیشانہ ضد اور ہمت کا نتیجہ ہے، اور یہاں کی موجودہ حکومت اعلیٰ بھی اب اسکا ساتھ دے رہی ہے - حکومت کو یقین دلایا گیا ہے کہ یہ کوئی مذہبی معاملہ نہیں ہے، اور نہ اس سے مسلمانوں کو کوئی حقیقی صدمہ پہنچا ہے - محض چند آدمیوں کی پیدا کی ہوئی شرش ہے، اور اس کے آگے جھکنا ہمیشہ کیلئے اپنے تئیں ضعیف کر دینا ہوگا -

پس اگر ہم نے اپنے محکم و غیر متزلزل استقلال اور سعی و جہد قانونی سے اصل حقیقت ظاہر کر دی، تو ضرور ہے کہ کہیں نہ کہیں ہم کو ہندوستان کے گم شدہ انصاف کا سراغ مل جائے گا -

ہم زخمی ہیں مگر اب تک مرہم سے مایوس نہیں ہوئے - ہم کو صبر کی تعلیم دی گئی ہے اور ہم ابھی انتظار کر سکتے ہیں - تاہم اگر آخر میں بھی مایوس کر دیے گئے تو پھر یاد رہے کہ ہماری ”مایوسی“ ہماری ”امید“ سے بھی زیادہ پر خورش ہوگی - اُس دن کیلئے مایوس کرنے والوں پر انوس ہے: و ذلک يوم الخروج (۵۰: ۴۱)

دوسری صورت میں بھی ایک مصلوب جسم کے پرستار کیلئے بہت مشکل ہے کہ وہ ان لوگوں کو خوف الہی کا رعب سفا کے جو ایک زندہ خدا کی پرستش کرتے ہیں۔

ہم ہزاروں کی مطلق العنان حکومت و فرماں رواںی پر اس دور قانون و دستور میں صبر کر سکتے ہیں۔ انکو اپنے ایک راعظ اور ملا کی حیثیت بھی دے سکتے ہیں، اگر علی گڑھ کالج میں اسکی ضرورت پیش آجائے۔ انکو اپنا شیخ الاسلام اور مفتی و فقہیہ بھی مان لیں گے، جیسا کہ وہ کانپور کے متعلق فتوا دے رہے ہیں۔ یہ سب کچھ مان لینے کیلئے طیار ہیں، مگر خدا را ”خوف الہی“ کے رعب سے تو ہمیں معاف ہی رکھیں۔ انکی زبان سے سب کچھ سننا پوتا ہے اور سنتے ہیں، مگر ”خدا“ کا نام سنکر بے اختیار ہرجاتے ہیں۔ آہ ابھی تو وہ نام معبود و مقدس ہے جسکی شہادت توحید کی صدا سے کانپور کی مسجد کی ہر دیوار اور ہر اینٹ مقدس کی گئی تھی، اور اسی نام کی عزت تھی جسکے لیے بالآخر فرزندان الہی کو اپنا خون دینا پڑا !

از ما بحالے، ایک مبادا اس ہمہ بیدار
در مصلحتہ حلم خداوند نہ گنجد

ہزاروں سے کیا کہیں کہ وہ اس لذت سے آشنا ہی نہیں۔ ایک مسیحی قلب اس ”مذہبی جنون“ کی حقیقت کیا سمجھے گا، جو ہمارے جسم کے ایک ایک قطرہ خون کے اندر بھرا ہوا ہے۔ انہوں نے خدا کا نام تو سیکھ رکھا ہے، لیکن ابھی اسکے کاموں سے بے خبر ہیں۔ اگر ”خدا“ کا تصور کوئی کرنے کی چیز ہوتی تو ۳- اگست کا طرہ خونیں حکمرانان عہد کے تاج غرور میں نہ ہوتا۔

اسکے بعد ہم کو اس ”جماعت“ کے متعلق بھی غور کرنا ہے، جس کی ”سنجیدہ ذمہ داری“ نے ہزاروں کو اس درجہ متاثر کیا، اور جو انکی روایت کے مطابق اس حادثہ فاجعہ کی اصلی محرک ہے۔

یہ لوگ عجیب و غریب ہیں۔ انکی طاقتیں حیرت انگیز اور انکے کام پر اسرار ہیں۔ وہ اگرچہ کانپور سے باہر ہیں، لیکن ایسی مخفی طاقتیں رکھتے ہیں کہ ایک اشارے کے ساتھ ہی سارے شہر کو جان دیدینے پر آمادہ کر دیتے ہیں۔ انکی حکومت کوڑوں انسانوں کے دلوں پر قائم ہے۔ مسجد کے ”ضر خانے“ کی نسبت کانپور کے مسلمانوں کو کوئی اعتراض نہ تھا، لیکن اس پر اسرار جماعت نے دو ہفتے کے اندر ہندوستان کی تمام اسلامی آبادی کو معترض بنا دیا اور جس چیز کو کل تک لوگ سرجمیس مسٹن کی نظر سے دیکھتے تھے، اب اسلام کے خدا کی نظر سے دیکھنے لگے !

ہم نہایت مطمئن ہیں ہزاروں کے، کہ انہوں نے سب سے پہلے ہمارے سامنے کسی ایسی سحر کار اور حکمران قلوب و ارجح جماعت کی مخبری کی، جو کوڑوں مسلمانوں کے دلوں پر حکومت رکھتی ہے، اور اسلامی آبادیاں اسکے اشارے پر جان دینے تک پر آمادہ ہو جاتی ہیں۔ ٹی۔ الحقیقت اگر کوئی ایسی جماعت موجود ہے، تو جہاں تک جلد ممکن ہو، ہمیں اسکی جستجو میں نکلنا چاہیے۔ جن لوگوں کو خدا نے ایسی عجیب طاقتیں دی ہیں، انکے دیکھنے کا کون مشتاق نہ ہوگا؟ سرجمیس مسٹن نے جہاں ضمناً مخبری کا فرض انجام دیا ہے، وہاں اگر ازراہ رعایا پروری ہمیں ان تک پہنچا بھی دیں، تو یہ احسان عظیم ہوگا:

دھندلے لائے تمہیں اُس بت کو خدا را اے شیخ
تس خدا ترس تے، اک کام ہمارا کرتے !

افکار و حوادث

ارشاد الملوك

ہزاروں سرجمیس مسٹن بالقابہ نے حادثہ خونیں کانپور کے بعد ۶- اگست کو اگر وہ میں جو خطبہ ہمایونی دیا تھا، وہ اچھی طرح شائع ہو چکا ہے اور موافق و مخالف بحثیں بھی ہو چکی ہیں، تاہم ہمیں جو کچھ عرض کرنا تھا، وہ اب تک باقی ہے۔ انہوں نے فرمایا:

”مگر سب سے زیادہ میں ان لوگوں کی سنجیدہ ذمہ داری سے متاثر ہوا، جو خود تو دور اور محفوظ ہیں، مگر جنہوں نے اپنی تقریروں اور تعزیروں سے ایک جاہل جماعت کے جذبات کو مشتعل کر دیا اور جن پر خدا اور انسان کی نظروں میں یکساں بہت سا بے ضرورت خون بہانے اور مصیبت لائیکا گناہ عائد ہوتا ہے۔ میری یہ دعا ہے کہ اگر کو ایسی المناک مصیبت کا کبھی سامنا نہ کرنا پڑے۔“

سب سے پہلے تو ہم اپنے تئیں مبارک باد دیتے ہیں کہ ہزاروں کی زبان مبارک بھی ”خدا“ کے لفظ سے نا آشنا نہیں۔ ستم زدگان کانپور کا ذکر کرتے ہوئے خدا انہیں یاد آ ہی گیا۔ کاش ہزاروں فارسی کے ذوق آشنا ہوتے تو ہم مرحوم (غالب) کا یہ شعر سناتے:

رواں فدائے تو، نام کے بردہ ناصح !
زہ لطافت ذوقیکہ در بیان تو نیست !

ہزاروں نے لینے کو تو خدا کا نام لے دیا، لیکن کاش انہیں معلوم ہوتا کہ انکے مخاطب مسیحی نہیں بلکہ مسلمان ہیں، اور انکے لیے یہ ”لفظ“ اتنا سہل و آسان نہیں، جتنا خرد انکے لیے ہے۔ وہ ایک مصلوب جسد کے پوجنے والے نہیں ہیں جو اپنے بے رحم خدا کو پکارتے پکارتے بالآخر دنیا سے چل دیا، اور اب اسکے خون کے سرا، جسکے کفارے میں اسکے تمام پرجاریوں کے گناہ معاف ہو گئے ہیں، اور اسکے اندر کچھ باقی نہیں رہا ہے، بلکہ وہ ایک حی و قیوم اور قاہر و منتقم خدا کے پرستار ہیں، جو انکی دعاؤں کو سنتا، انکی اعانت و نصرت فرماتا، حق و عدل کو کامیاب، اور ظلم و جبر کی پاداش کیلئے ایک عدالت رکھتا ہے۔ انکو خدا تک پہنچانے کیلئے، انکے خدا نے یہودیوں کے ہاتھوں اپنا خون نہیں بہایا ہے، بلکہ جب یہودیوں کی طرح خرد انکا کسی دست نظام سے خون بہایا جاتا ہے، تو پھر وہ اپنے خدا تک پہنچ جاتے ہیں۔ وہ ہزاروں کی طرح صرف مسیح ہی کو زندہ نہیں مانتے، بلکہ ہر اُس مظلوم و مقتول جو رستم کر بھی، جسکا خون جرم بے جرمی میں بہایا گیا ہو۔

بہتر تھا کہ ہزاروں صرف انسانوں ہی کا ذکر کرتے، جنکی قسمت کی باگ انکے ہاتھ میں دیدی گئی ہے، اور خدا کا نام نہ لیتے جو انکی قسمت کا بھی مالک ہے۔ معلوم نہیں، ہزاروں یہ حیثیت بیسیویں صدی کے ایک متمدن فرزند یورپ ہونے کے، مذہب و خدا پرستی کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں؟ یورپ آج ایک طرف تو مادہ کے آگے سر جھکاتا ہے۔ دوسری طرف مسیح کی پرستش سے بھی انکاری نہیں۔ پہلی صورت میں تو یہ تذکرہ انکے لیے بالکل ہی غیر ضروری تھا۔ یورپ اب بہت آگے بڑھ گیا ہے اور خدا کا خوف زمانہ وحشت کے ترہمات تھے، جن سے بیسیویں صدی کے عصر تمدن کے ایک تعلیم یافتہ دماغ کو کرمی ہراس نہرنا چاہیے۔

ہزاروں کو اس خون کی بڑی فکری کہ کس کا دامن اس سے ترک کیا جائے؟ کبھی انکو مسلمانوں کا مذہبی جنوں یاد آتا ہے۔ کبھی کانپور سے باہر کچھ پراسرار لوگ نظر آجائے ہیں، جنکو ایسی عظیم الشان قوتیں حاصل ہیں کہ باوجود کانپور کی بے حس اور رضا و سکوت کے اپنے ایک اشارے پر لوگوں کو میدان جنگ میں لا کھڑا کرتے ہیں!

لیکن اگر انہیں صرف اس خون کے برجہ ہی کیلئے کسی دوسرے کاندھ کی تلاش ہے تو اس کے ایسے اس زحمت فرمائی کی ضرورت نہیں۔ نہ تو وہ مسلمانوں کے مذہبی جنوں کی جستجو میں نکلیں اور نہ کسی "باہر کی" ایسی عجیب انقلابی طاقت والی جماعت سے خوف زدہ ہوں۔ مسلمانوں کا خون اتنا قیمتی نہیں ہے کہ اس کے لئے اتنی پریشانی اٹھائی جائے۔ وہ صاف صاف کیوں نہ کہیں کہ اس کی ساری ذمہ داری خود مسلمانوں کے موجودہ عہد خونی پر ہے؟ طرابلس میں ہزاروں مسلمانوں کا خون بہا، کیا ہوا؟ مقدونیا میں ہزاروں لاشیں تڑپیں، پھر کونسی قیامت آگئی؟ جب خود زمانہ انکا خون بہانے پر تلا ہوا ہے، تو ہندوستان کے کیا قصور کیا تھا نہ اس کی زمین چند قطروں سے بھی معذور رہتی؟ اسمیں نہ سرجمیس مسٹن کا قصور ہے، اور نہ اس کے الزام سے انہیں گہوارے کی ضرورت:

چہ لازم ست کہ بدنام قتل ما دشی؟
ستارہ و فلک و بخت و روزگارے هست!

ہزاروں فرما رہے ہیں:

"سب سے زیادہ میں اُن لوگوں کی سنجیدہ ذمہ داری سے متاثر ہوا جو خود تو دور اور محفوظ ہیں مگر جنہوں نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے ایک جاہل جماعت کے جذبات کو مشتعل کر دیا اور جن پر خدا اور انسان کی نظروں میں یکساں بہت سارے ضرورت خوں بہانے اور مصیبت لائیگا گداز عائد ہوتا ہے۔ میری دعا ہے کہ اگر کو ایسی المذاک مصیبت کا کبھی سامنا کرنا نہ پڑے"

لیکن یہی مضمون ایک دوسرے سیاح کانپور کی زبانی ان لفظوں میں بھی بیان کیا جا سکتا ہے، اور ایک ہزاروں کے مقابلے میں سات کڑور انکھوں کا مشاہدہ یہی ہوگا:

"ان ساری جانفروا مصیبتوں، ان انسانیت سوز بے رحمیوں، اس سفک دمہ اور قتل اطفال، اس نہب و سلب اور قہر و جبر، بندر قوں کے طوفان اور سنگینوں کی سفاکی، صدھا اشک ہاے حسرت اور نالہ ہاے جانکاہ، غرض کہ ۳ - اگست کے تمام انسانی مصائب و ہلاکت کی ذمہ داری، عند اللہ اور عند الناس، صرف لوگوں پر عائد ہوتی ہے، جنہوں نے حکومت کے باند اور محفوظ تحت پر بیٹھ کر مظاہروں کی داد فریاد سے بے رحمانہ انعام کیا۔ ان کے جوش کو بے اصل، ان کے احتجاج کو مصنوعی، اور ان کے قانونی مطالبہ کو بے معنی بتلایا۔ تاج برطانیہ کی عزت، اور حکومت کی مذہبی آزادی کی روایات بھول گئے، اور انہوں نے باوجود فرض انصاف، فرصت، اور حق کے، رہ نہیں کیا، جس کو کر کے ان تمام خونی مصائب کو یک دم رکھ دے سکتے تھے۔ اور بالآخر انکا حاکمانہ گہمند اور بے نیازانہ انعام، جو پہلے اخباروں کے صفحوں پر حرفوں کی سیاہ پوشی، اور صفحہ ہاے مجالس میں آہ و فغاں کے دھوین کی صورت میں موجود تھا، ظالموں کے خون کا سیلاب بن کر مسجد کانپور کی منہدم دیوار پر سے گذر گیا!"

گیرم کہ رقت ذبح طیبین گدہا من

دیدن ہلاک و رحم نہ کردن گدہا کیست؟

ہم سب کی دلی دعا یہ ہے کہ خدا ہندوستان کے آر و مر میں کر ایسے حکام کی مصیبت سے محفوظ رکھے

مسلمان ہمیشہ سے روزے دیں کہ اُن میں باہم اتفاق نہیں، کولی متفق علیہ لیڈر نہیں۔ کسی قسم کا ارگنائزیشن نہیں۔ انکی حالت ایک بے سرب فرج کی سی ہو رہی ہے، جس کا مسٹر ٹالمر جیسا کولی سپہ سالار نہر۔

لیکن سرجمیس مسٹن بہادر کی روایت اگر بغیر جرح کے تسلیم کر لی جائے (اور ظاہر ہے کہ تسلیم کر لی ہی پڑیگی۔ یہ کچھ "مذہبی جنوں" کے دیوانے یعنی مسلمانوں کی گردن تو ہے نہیں، جو مجروح ہونے کیلئے ہو) تو اس صورت میں ہمیں اپنی سالہا سال کی مایوسیوں میں یک دم تبدیلی کر دینی پڑیگی۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک جماعت کسی "محفوظ" مقام پر (جو ہزاروں کے دماغ مبارک کے محفوظ حصہ تخیل کے علاوہ یقیناً کولی دوسری جگہ ہے) موجود ہے۔ جس کو یہ قوت حاصل ہے کہ کانپور میں جوش نہ تھا، اُس نے جوش پیدا کر دیا۔ یہاں کے لوگ ساکت و صامت تھے، انہوں نے انکو زبان دراز و فغان سنج بنا دیا۔ وہ اپنی مسجد کے مطلوبہ حصے کو مسجد نہیں سمجھتے تھے، مگر ان کے حکم سے مسجد یقین کر کے جان دینے پر آمادہ ہو گئے۔ پھر اتنا ہی نہیں، بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کے دل اس طرح انکی مٹھی میں ہیں کہ یہ ایک اشارہ ساحرانہ و طلسمانہ، سب کے سب انہی کی سی کہنے لگے اور مسجد! مسجد! کا ہر طرف شور مچ گیا!

سبحان اللہ! اگر تمام مسلمانوں پر ایسی طاقت رکھنے والے موجود ہیں تو ہمیں اپنی پراگندگی اور نا اتفاقی پر افسوس کرنے کی جگہ، یقیناً ہزاروں کی رہنمائی میں انکی تلاش کرنی چاہیے۔ ہزاروں برجہ اپنی رعایا نواز و رحیم و شفیق طبیعت کے اس جماعت سے خرس نہیں، کہ اس کے احکام کی بدولت سپہ سالار پولیس کو بحکم فرماں روا کے کانپور، چھ سو پچیس کارٹرس صرف کرنے پڑے۔ اور اس طرح علاوہ چند جانوں کے نقصان کے، گورنمنٹ ہند کے فوجی ذخیرہ کا بھی نقصان ہوا، لیکن تاہم اگر اس جماعت کا ہمیں پتہ لگ جائے، تو ہم کسی نہ کسی طرح ہزاروں سے اس کی صفائی کر دیں گے۔ ہم اسے عرض کریں گے کہ نفع کثیر کے مقابلے میں نقصان قلیل کو نظر انداز کر جائیے۔ ایک ایسی طاقتور اور حاکم کل جماعت کے پیدا ہونے سے آپکی سات کڑور رعایا اپنی تلش قدیم میں کامیاب ہوتی ہے۔ اسکا بکھرا ہوا شیرازہ جمع ہو جاتا ہے، اس کے تمام قومی اور دینی امراض کا علاج اصلی ہاتھ آجاتا ہے۔ صاحب نفوذ و اثر پیشواؤں کے بغیر کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی۔ پس اس طرح کڑوروں انسانوں کو موت کے بعد زندگی نصیب ہوتی ہے۔ "رناہ عام کے کاموں" کیلئے جب مسجد کا ایک حصہ لیا جاسکتا ہے، کیونکہ عامہ خلائی کے نفع کثیر کے مقابلے میں ایک مخصوص جماعت کے نقصان قلیل کی پورا نہیں کی جاسکتی، تو پھر ہمیشہ کیلئے ایک قوم کی زندگی کے مقابلے میں مسجد کانپور کے صرف ایک ہی واقعہ کی پورا نہیں کرنی چاہیے۔

بہر حال کسی کسی طرح سرجمیس مسٹن میں اور انہیں صفائی ہو ہی جائے گی، لیکن ہم ان کے اشتیاق میں بے چین، اور اُن کے دیدار کیلئے مضطرب ہیں۔ دس کسی طرح انکا کچھ نشان و سراغ مل جائے۔ مشکل یہ ہے کہ اس آسمان کے نیچے سرجمیس مسٹن کے سوا اور کسی ذی روح کو انکی نسبت معلومات نہیں، اور جب تک وہ رہنمائی کیلئے آمادہ نہ ہوں، کچھ نہیں ہو سکتا۔ لہذا میں مسجد کانپور کیلئے لا حاصل ڈیپوٹیشن نے اپنا رت ضائع کیا۔ ابھی جگہ اگر اس جماعت کی سرائی کیلئے الٹا پس پیش کی جاتی، تو عجب نہیں کہ ہم اپنی ایک قدیمی جستجو کی کامیابی کو اپنے سے قریب پاتے۔

ہفتہ جنگ

فکارسیاست

بلغاریا اور دولتہ علیہ کے بلا واسطہ مذاکرات جاری ہیں۔ اس ہفتے بھی کسی معاملے کے فیصلے کی نسبت کوئی خبر نہیں آئی۔ سوا اسکے کہ باہمی گفتگو کا انداز مصلحانہ اور امید افزا ہے، اور اظہارِ مروت و صلح خواہی میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ ترکی نے ایک بلغاریائی بٹالین کو جو قید کر دی گئی تھی، اظہارِ صلح پسندی میں رہا بھی کر دیا ہے۔

یورپ کے بے امن ”دلال صلح“ کو خریداروں کی یہ بلا واسطہ صحبت بے طرح کھٹک رہی ہے، اور انگریزی پریس بلغاریا کو مخاطب کر کے اپنے مواعظ و نصائح کی بخشش میں نہایت فیاضی کر رہا ہے!

ریوٹر ایجنسی کا لریچر یورپ کی سیاست کا رخ معلوم کرنے کاوش ہے۔ سب سے زیادہ صاف اور آسان و سہل آلہ ہے۔ موسمی تغیرات کے معلوم کرنے کے آلات جس طرح کسی ادنیٰ تغیر کے پیش آنے کے ساتھ ہی بولنے لگتے ہیں، بعینہ اسی طرح ریوٹر کی خبررسانی کا آلہ سیاسی مطامع و آراء کے موسمی تغیرات معلوم کرنے کا نہایت سچا، سریع الاثر، صادق الرایۃ، اور بے خطا ذریعہ ہے۔ اگر ایک شخص روزانہ اخبارات کی جگہ ایجنسی سے صوف خبریں ہی منگواتا رہے، تو وہ بھی یورپ کی سیاست کے متعلق رسی ہی اطلاعات رکھ سکتا ہے، جیسی کہ ٹائمز، ٹان، اور نورڈیمیا کا مطالعہ کرنے والا!

۱۱۔ ستمبر کی صبح کی تقسیم میں لندن سے ریوٹر نے خبر دی: ”بموجب اطلاعات سوڈیا، گفتگوئے مصلحت کے متعلق امیدیں ضعیف ہو رہی ہیں۔ سیاسی حلقوں میں ظاہر کیا گیا ہے کہ اگر ترکی اپنے مفراط مطالبات پر مصر رہی، تو بلغاریا گفتگوئے صلح کو بند کر دیگی۔ عام یقین یہ ہے کہ دول یورپ ایسی صورت میں اپنا رسوخ و اثر ضرور استعمال میں لائیں گی، تاہم باب عالی کو توغیب دیں کہ قابلِ قبول مطالبات پیش کرے“

اسکا منشا یہی تھا کہ یورپ کو بالآخر مداخلت کرنے پڑیگی۔ لیکن ابھی اس تار کے مطالعہ سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ دوپہر کو قسطنطنیہ کا دوسرا تار پہنچا:

”ٹری اور بلغاریا میں گفتگوئے مصلحت نہایت دوستانہ انداز میں ہو رہی ہے۔ گمان غالب یہ ہے کہ آج کے اجلاس میں آخری فیصلہ ہو جائیگا۔ مختلف قوموں کا سوال تو ۹۔ ستمبر ہی کو اصولاً طے پا گیا“ ۱۱

معلوم ہوتا ہے کہ مسائل کی اہمیت سے گفتگو بڑھتی جاتی ہے۔ ایڈریانوئل کے متعلق تو بلغاریا نے ترکی کے مطالبے کو صاف صاف مان ہی لیا ہے۔ البتہ کہتی ہے کہ اسکے ارد گرد صرف ۲۰ کلومیٹر زمین لے لی جائے۔ (قرق کاٹسا) کی نسبت گفتگو ہو رہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ (مصطفیٰ پاشا) کی نسبت بلغاریا کو اصرار ہے۔

بہر حال خواہ کچھ ہو، مگر حالات بدل گئے، اور (مسٹر اسکوتھ) کے دامن میں ”ثمرات فتح“ کے جو بے شمار خوشے تھے، اب ”فتح مندوں“ کو ملنا مشکل ہے!

لندن کی صلح کانفرنس نے جو نقشہ حدود و خطوط سرحد کھینچا تھا، اور جو شرائط صلح تصنیف کی تھیں، اب وہ خواب و خیال سے زیادہ نہیں۔ والامر للہ العلی العظیم!

شہزاد

فہرست زر اعانۃ مہاجرین عثمانیہ

۱۷۔ مئی کو ادارۃ الہلال نے اسکی نسبت اعلان کیا تھا اور ۳۱۔ جون تک مئی قید لگائی تھی۔ پھر بعض حضرات کی تحریک پر ۳۱۔ جولائی تک میعاد بڑھا دی گئی۔ ہم نے چارہزار خریداروں کی قیمت پیش کرنے کا ارادہ کیا تھا، اور ہم خوش ہیں کہ وہ علیم و خبیر جو نیتوں کو دیکھتا ہے، ہمیں اسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔ تاہم نہایت درد و افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ قمر کی طرف سے اس ارادے کی تکمیل میں ہمیں جو ممدون لای جاسکتی تھی، نہیں دی گئی۔ اس مد میں ۳۱۔ اگست تک کل ۴۷۳ خریدار ہوئے اور اسکے بعد بھی چند درخواستیں اسکے متعلق آگئیں جو شامل کر دی گئیں۔ اس طرح پورے ۵۰۰ خریداروں کی تعداد بشکل پوری ہوئی۔

۵۰۰۔ خریداروں کی رقم چار ہزار ہوئی، حالانکہ خدائے علیم واقف ہے کہ وقت کے جوش اور چند متبرک گھڑیوں کے اثر نے ہمارے دل میں قیس ہزار کی رقم پیش کرنے کا ولولہ پیدا کر دیا تھا، اور اگر لڑک ہمارا ساتھ دیتے تو اسکی مدد و نصرت سے ہمارے قدم بھی پیچھے نہ ہتے، اور چار ہزار پرچے مفت تقسیم کر کے ایک بہت بڑی سعادت دینی حاصل کرنے کا ہمیں اور معاونین الہلال کو موقع ملتا۔

ابنۃ قارین الہلال کے نہایت شکر گزار ہیں کہ علاوہ اس سلسلے کے انہوں نے اپنے عطیات سے بھی اس فہرست کی مدد کی، اور اس طرح ایک اچھی رقم اور بھی فراہم ہو گئی۔ ہم کو اس بڑے میں بہت کچھ عرض کرنا ہے اور بوقتِ فرست عرض کرینگے۔

سردست صرف اس رقم کا حساب درج کر دیتے ہیں۔

۵۰۰۔ خریداران جدید ”الہلال“

۱۲، ۱۱، ۹

عطیات ارباب کرم و معاونین الہلال

بعض رقم فہرست سابقہ کہ اسی

مد کے متعلق بھیجی گئی تھیں۔

۱۵۳

۱۳، ۲، ۹۵

ہم نے حسب اعلان ۸۔ اے کی رقم بھی وضع نہ کی۔ اس رقم میں سے ۱۵۔ جولائی کو ۳۰ سو پانچ روانہ کیے گئے۔ اور باقی رقم ایک خاص خیال سے نہ بھیجی۔ لیکن چونکہ ہمارا کامی انتظام نہ ہو سکا۔ اسلیے رجود وزارت کی طالب اعانت کی اپیل اور قبضۃ دولت کے بعد متعدد تاروں کے آنے پر ۱۸۔ اگست کو ۵ سو پانچ اور روانہ کر دیے گئے۔

روپیہ کی ترسیل میں ہم نے کسی قدر دیر کی۔ لیکن اسکے رجوع و اسباب تھے، اور اب کہ رقم گذر چکا ہے، انکی تشریح بے سود ہے۔

۵۰۰، ۴

۵۰۰، ۶

۱۲۰۰۰

۱۳، ۲، ۹۵

۱، ۲، ۹۵

بقی

جو کچھ ہوا، اسکے لیے بھی احباب و معاونین کرام کے کمال متشکر و ممنون ہیں۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ترفیق عطا فرمائی کہ الہلال نے پانچ سو پرچے اخوانِ ملت کے مطالعہ سے سال بہر تک گذرینگے، اور ۱۳۔ ہزار سے زائد روپیہ مصیبت زدگان کے لیے فراہم بھی ہو گیا۔

رینا تقبل منّا، انک انت السميع العليم، و الحمد لعرا نا ان الحمد لله رب العالمین۔

دہلی کی نئی شہر

سے پہلے تیسری قاجار اور اس کے خاندان کی کیا شان تھی۔ اور غدر کے بعد کیا ہو گئی تھی۔ پھر لڑائی کی سیج پر پڑنے والی شہزادیوں ظلم و ستم کے کانٹوں پر کیونکر سولیں۔ ان کے معصوم بچوں نے کس کس کے طمانچے کھائے بہادر شاہ غازی اور ان کے بال بچوں پر کیسی کیسی پیکٹلین پڑیں۔ شہنشاہ ہند کے بیٹوں اور فراسوں نے دہلی کے بازاروں میں کس طرح بھیک مانگی۔ اس کے سچے اور چشم دید سے مضامین خراجہ حسن نظامی میں بکثرت جمع کیے گئے ہیں۔ یہ مجموعہ دہالی سر صفحہ کا ہے۔ جسمیں مضامین غدر کے علاوہ اور بھی بہت سے دلچسپ مضمون خراجہ حسن نظامی کے ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

اگر ہندوستان میں انگریزی چراغ گل ہو جائے

خدا نخواستہ حکومت کا نہیں بلکہ انگریزوں کی یہ دہلائی دہلی نئی روش کا چراغ اگر گل ہو جائے اور اہل ہند اپنے قدیمی تمدن اور پرانی روشنی کے اصول کو اختیار کر لیں تو اس وقت نئی روشنی کی بولتی ہوئی تاریخ لبان العصور اکبر الہ آبادی کے کلام میں ہوں گی توں مل جائیگی۔ کلیات اکبر کا یہ لا جواب مجموعہ در حصوں میں ہمارے ہاں موجود ہے۔ قیمت تین روپیہ آٹھ آنے۔

محدث گزشتہ گوی کی گرفتاری

عارف و فاضل حضرت مولانا رشید احمد محدث گزشتہ گوی رحمة اللہ علیہ غدر کے زمانہ میں کیونکر گرفتار ہوئے اور انہیں کیا کیا گزری سکا ذکر انکی نئی سرائح عمری میں ہے۔ یہ کتاب نہیں ہے حقائق و معارف کا عظیم الشان خزانہ ہے۔ با تصویر و ترنوں حصے معہ معصوم ۲ روپیہ آٹھ آنے۔ اصرار مخفی بید۔ ۴ آنہ ترکی فتح کی پیشین گوئی قیمت در پیسہ۔ دل کی مراد قیمت ۱۰ آنہ۔ سول کی عیدی قیمت ۲ آنہ۔

یہ سب کتابیں ہر کن حلقہ نظام المشایخ دہلی سے نکالیں۔

صرف ۳ روپیہ بارہ آنے میں دو عمدہ گھڑیاں

بیش بہا موقعا

غضب کی رعایت

نیو فیشن بی ٹائم پیس

اصلی کیلس لیور راج

دوسری چھوٹی بی ٹائم پیس ہے جو کہ ہندوستانی لحاظ سے تمام دنیا میں مشہور ہے۔ آپ یقین کریں کہ یہ سونا چہارم قیمت میں آپ کو ملتا ہے۔ ہمارے احداک میں گھڑیاں بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں اور ہر کو تین ماہ کے اندر گروہم خالی کرنا ہے۔ جلد خریدیے اور اپنے دوستوں کو اس خبر سے مستفید کیجیے۔



گھڑی کے شائقین! یہ رزان مرقع ہاتھ سے لہانے میں کیونکہ تمام گھڑیوں کی قیمت میں ایسی عظیم الشان رعایت آئندہ نہ کر سکیں گے اس وقت تین روپیہ بارہ آنے میں دو بہت اعلیٰ درجے کی قیمتی گھڑیاں آپ کے نذر کیجیاتی ہیں۔ یہ معمولی بازار کی گھڑیاں نہیں ہیں۔ اپنی خرید فرماریں۔ انہیں ایک نو اصلی کیلس لیور

ایک گھڑی آپ کی جیب کی زینت بڑھائی دوسری میڈیا طاق میں رکھیں۔ قیمت کل تین روپیہ بارہ آنے معصودا اک چار آنہ۔

میڈی گھڑی ہے جسکی گارنٹی پانچ سال اور ۲۶ گھنٹہ کی کرک ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک فیشن ایبل چین بھی دی جاتی ہے۔

میلنے کا پتہ - برج ہاسی لال ویش ناولٹی ایجنسی نمبر ۲۲۷ بلدیو بلڈنگس جھانسی

Brij Basilal Vaish Novelty Agency 227 Baldeo Building Jhansi U. P.

اجلہا رہا مستاحسون تھی - کوی قوم نہ اپنے زوال و فنا کے
(۵ : ۱۵) مقررہ وقت سے آگے بڑھ سکتی ہے اور
نہ پیچھے رہ سکتی ہے - جو وقت اس کے لیے مقرر ہے ضرور ہے کہ
اسی وقت وہ دوسروں کیلئے جگہ خالی کر دے !

قانون انقلاب

لیکن وہ قانون انقلاب اسم ' اور اجل مقدر الہی کیا ہے ؟ اس کا
جواب خود قرآن کریم نے بار بار اور بہ اعادہ و تکرار دینا ہے :
ذالک بان اللہ لم ینک " یہ انقلاب حالت اصل سے ہوا کہ یہ اللہ کا
مغیراً نعمۃ انعمہا علی قانون ہے - وہ کسی قوم کو نعمت تاج
قوم حتیٰ یغیرہا ما و تخت اور عظمت و جبروت دیکر پھر
بأنفسہم " و ان اللہ سمیع اس کو نہیں بدلتا " جب تک کہ وہ قوم
علیم (۵۵ : ۸) خود اپنی ملاحیت کو بدل نہ دالے
اور بیشک وہ سمیع و علیم ہے " دوسری جگہ فرمایا :

فسیروا فی الارض فنظروا " تم سے پہلے بھی اس دنیا میں بہت
کیف کان عاقبتہ المکذبین ؟ سے انقلابات و حوادث گذر چکے ہیں -
(۱۳۱ : ۳) پس زمین کی سیاحت کرو اور دیکھو
کہ جن قوموں نے اپنے اعمال سے احکام الہی کو جھٹلایا ان کا کیا نتیجہ
نکلا ؟ "

ایک اور مرقعہ پر فرمایا :

وما کننا ملک القری " اور ہم انسانی بستیوں کو کبھی
الا و اہلہا ظالمون - تباہ و ہلاک نہیں کرتے " مگر صرف
(۲۸ : ۶۰) اس حالت میں کہ وہ لوگ قوانین
و احکام الہی سے سرتا بی کرتے ہیں "

سورہ (ہود) میں کہا :

وما کان ربک لیلک " اور تمہارا پروردگار ایسا بے انصاف
القری بظالم و اہلہا نہیں ہے کہ کسی آبادی کو ناحق
مصلعون (۱۱ : ۱۱۹) برباد کر دے اور وہاں کے لوگ خوش
اعمال اور نیکو کار ہوں "

اس کے علاوہ اور بہت سے مقامات میں اس طرف اشارہ کیا ہے - پس
یہی وہ قانون الہی ہے جس کے بموجب قوموں اور ملکوں کے انقلابات
ہوتے رہتے ہیں - دنیا خدا کا ایک گلہ ہے - اور وہ نوبت بہ نوبت
مختلف قوموں کو اپنی نیابت دیکر بھیجتا ہے تاکہ اس گلے کی
حفاظت کریں -

کلاسم راع وکل راع " تم سب کی حیثیت کسی گلے کے چررا ہے
مسئول عن رعیتہ کی سی ہے " اور ہر چرراہا اپنے گلے کی
حالت کا ذمہ دار و مسئول ہوتا ہے - (الحدیث)

جو قوم اس فرض الہی کو ادا کرتی ہے " تاج اقبال اور سریر
عظمت پر اس کا قبضہ رہتا ہے - لیکن جب احکام الہیہ کی سرکشی
ازنا فرمانی میں مبتلا ہر جاتی ہے " تو خدا اپنی دنیا کو
حکم دیدیتا ہے کہ اس کی فرمان برداری سے سرکش و متمرد ہو جائے -
جو شخص اپنے حاکم کا مطیع نہیں " اسے کیا حق ہے کہ اسے ماتحت
اس کی اطاعت کرس ؟ وکل درجات ماسعوا " رہا ربک بغافل
عما یعملون (۲ :)

پھر اس قوم کا در اقبال ختم " اور افتاب حیات غروب ہو جاتا
ہے " اور حکمت الہیہ کسی دوسری قوم کو بھیج دیتی ہے " تا اسے
گلے کی حفاظت کرے " اور اسے آگے جھک کر تمام انسانوں کو اپنے
آگے جھکے :

ربک الغنی ذوالرحمہ " تمہارا پروردگار بے نیاز و رحمت فرما

الحلال

۱۰ شوال ۱۴۱۱

فتح قد انطیہ

عزل و نصب

غلبت الروم فی ادنی الارض (۱)

دو تصویریں

آج کی اشاعت کے ساتھ دو تاریخی مرقعہ صفحہ تصاویر
خاص پر شائع کیے جاتے ہیں - بظاہر دیکھتے تو زمانہ قدیم کے
ایک معرکہ انقلاب کی تصویریں ہیں " مگر غور کیجیے تو عبرت
و بصیرت کا ایک پیام منقوش اور خطبہ مصرورہ ہے " جو انقلاب اسم
کے افسانہ غیر مختم کا دفتر آپ کے سامنے کھل دیتا ہے !
مسلمانوں کی خلافت و نیابت الہی " اور وعدہ ربانی کے
ظہور و تکمیل کے صدہا مرقعات میں سے یہ بھی ایک مرقعہ
عبرت ہے -

* * *

دنیا کو شعرا و صوفیا نے عموماً کسی کاروانسرا یا مسافر خانے سے
تشبیہ دی ہے - بعضوں نے اسے ایک پل قرار دیا ہے جو رہنے
کیلئے نہیں بلکہ صرف ایک بار گذر جانے کیلئے ہے - حکومتوں اور
قوموں کے عروج و زوال " اور ایاب و ذہاب پر نظر ڈالیے " تو یہ
تشبیہ بالکل صحیح ہے - اس کاروانسرائے ارضی میں حکمرانی
و قاجاری کے مسافریکے بعد دیگرے آتے ہیں اور جاتے ہیں -
اپنی اپنی باری سے ہر قوم تاج حکومت پہنتی اور تخت اقبال
پر متمکن ہوتی ہے - پھر قانون انقلاب فیصلہ صادر کرتا ہے اور
کسی دوسرے کیلئے جگہ خالی کر کے راہی فنا و تنزل ہوجاتی ہیں :

یکے ہمی رود و دیگرے ہمی آید

انقلاب اسم

قرآن کریم نے اسی حقیقت کی طرف یہ کہہ اشارہ کیا ہے کہ :

ر تلک الا یام نداولہا بین الناس !

دوسری جگہ زیادہ تصریح کی کہ :

وما اہلکنا من قریۃ الا " اور ہم نے کبھی کوئی انسانی آبادی
و لہا کتاب معلوم - غارت نہیں کی مگر اس کی تباہی کیلئے
ما تسبق من امۃ ایک میعاد مقررہ پہلے سے لکھی ہوئی

(۱) یہ آیت کریمہ فتح : قسطنطنیہ کا مادہ تاریخ ہے " فی ادنی الارض " سے
۸۰۰ - کا ترجمہ کیا گیا ہے - کیونکہ " ارض " کا " ادنی (ض) " ہے اور اس کے بعد
۸۰۰ ہیں -

سواری روک لی تھی - کیونکہ اسکے اندر شہر کی بقیہ آبادی جمع ہو کر (مریم) کے خاموش بت کے آگے چیخ رہی تھی، تاکہ وہ انکی سن لے اور اپنے آسمانی فرشتے کو انکی مدد کیلئے بھیج دے -

لیکن (مریم) کا مسکین بت بدستور چپ رہا، کیونکہ وہ پرستارن ہی و قیرم کے فیروز سے خود بھی محفوظ نہ تھا -

جسطرح کہ اسکا بیٹا پیلا طرس کی عدالت سے بچنے کیلئے اپنے باپ کے سامنے بہت گڑگڑایا تھا کہ ”ایلی ایلی لما سبقننی“ خدایا! میرے منہ سے موت کے پیالے کو ہٹالے! (مرقس ۱۴: ۳۶) لیکن بالآخر وہ ہٹا اور رومی سپاہیوں نے اسکی ہتھیلیوں میں میخیں ٹھونک کر صلیب پر چڑھا دیا!

اسی طرح آج اسکی ماں بھی بے بس تھی - وہ جو اپنے بیٹے کو نہ بچا سکا، اپنے بیٹے کے پرستاروں کی مدد سے بھی غافل ہو گیا - عین اُس وقت، جبکہ وہ آسمانی فرشتے کیلئے چشم براہ تھے، دروازہ ٹوٹا اور فاتحوں کی مہیب صورتیں انکی طرف بڑھتی ہوئی نظر آئیں! جن میں سب سے آگے فوجوان (سلطان محمد) تھا -

وہ آسمان کا فرشتہ نہ تھا، مگر زمین کا ایک رحم دل فرزند ضرور تھا - اور آسمان کے فرشتوں نے نہیں بلکہ ہمیشہ زمین کے فرشتہ خصلت انسانوں ہی نے زمین پر کام کیا ہے!

اس نے آئے ہی تمام باشندگان شہر کو امان دیدی - اسکے رحم و انصاف کا سخت سے سخت متعصب مسیحی سرخروں کو بھی اعتراف کرنا پڑا ہے -

توصیۃ عدوت

غرضکہ یہ تصویریں قومی عروج و زوال، ایاب و زہاب، اور عزل و نصب الہی کا ایک عبرت انگیز مرقع ہیں، جنمیں ایک قوم عظمت و کمال کی متاع تاراج کر کے اپنے سر پر فرماں روائی سے رخصت ہو رہی ہے، اور شہر کے دروازے پر جو کچھ ہو رہا ہے، یہ گویا جانے والے قافلے کا اوداعی نظارہ ہے، جہاں حسرت و نامردی اسکی مشائعت کیلئے موجود ہیں!

دوسرا مرقع فاتح یابی و فیروز مندی کا نیا قافلہ ہے جو انہی راہوں سے گذر کر شہر میں داخل ہو رہا ہے، جہاں سے کچھ دیر پہلے اسکے پیشرو نکل چکے ہیں، اور پچھلے قافلے کی خونیں نشانیاں جا بجا ابھی باقی ہیں!

للفتحن القسطنطنیہ

سارے چار سو برس گذر گئے، مگر اب تک یہ قافلہ یہیں مقیم ہے - انقلاب و تغیرات کے کتنے ہی اوراق تھے جنکو دست حوادث نے آلتا، مگر یہ مرقع ایاب و زہاب امم، اب تک بدستور انظار عالم کے سامنے توصیۃ عبرت و بصیرت کیلئے موجود ہے!!

امام (احمد) نے مسند میں ایک حدیث روایت کی ہے - لفتحن القسطنطنیہ، قسطنطنیہ فتح کیا جائیگا - کیا اچھا وہ امیر و نعم الامیر امیر ہوا، ہے جو اس فوج کا امیر ہو، اور کیا اچھی و نعم العیش ہے وہ فوج، جو اس فتح عظیم جیشہا! (الحدیث) کو حاصل کرے!

پہلی صدی ہی سے قسطنطنیہ پر اسلامی فوجکشی شروع ہو گئی تھی - امیر معاویہ کے عہد میں اسی کی دیواروں کے نیچے حضرت ابوالرب انصاری نے راہ جہاد میں جام شہادت پیا، اور اپنے بعد آنے والے مجاہدین اسلام کے استقبال کیلئے رہیں رہ گئے - بالآخر آٹھویں صدی میں (سلطان محمد فاتح) کے ہاتھوں یہ پیشیں گڑی پوری ہوئی، اور اب تک اسکی صداقت غیر متغیر ہے!

ان یسایٰ یذہبکم و - اگر چاہے تو تم کو چھوڑ دے اور یستخلف من بعدکم تمہارے بعد جس قوم کو چاہے تمہارا ما یشاء، کما انشاءکم من جانشین بنا دے، جیسا کہ دوسری ذریعہ قوم آخرین! قوموں کی نسل سے تم کو پیدا کر چکا ہے -

ایک اور مقام پر صاف تصریح کر دی کہ اسکی نظر اعمال صالحہ پر ہے - اگر تم سرکشی کرو گے تو وہ تم سے اپنا رشتہ کاٹ لیگا اور تمہاری جگہ کسی دوسری قوم کو عزت و حکمرانی کا وارث بنا دیگا:

یا ایہا الناس! انتم اے لوگو! تم اللہ کے فضل کے معنایا الفقراء الی اللہ واللہ ہو - اللہ تو غنی و حمید ہے - وہ ہر الغنی الحمید - اگر چاہے تو تم کو ہٹا دے اور ان یسایٰ یذہبکم و یات تمہاری جگہ کسی نئی مخلوقات کو بخلق جدید و ماذلک لا کہڑا کرے، اور ایسا کرنا اللہ کیلئے علی اللہ بعزز (۱۶: ۳۵) کچھ مشکل نہیں!

اس قانون کی بنا پر آغاز عالم سے کتنی قومیں خدا کی زمین کی وارث ہوئیں اور پھر دوسروں کیلئے جگہ چھوڑ کر خود ظلمت گمنامی میں چھپ گئیں؟ یہی قانون الہی تھا، جس نے بنی اسرائیل کی عظمت و جبروت کا مسلمانوں کو جانشین اور وارث بنایا، اور داؤد (ع) کے ہیکل میں جو کچھ تھا، وہ ابراہیم (ع) کی قربانگاہ کو نصیب ہوا، تاکہ آزمایا جائے کہ مسلمان اس امانت کی کیونکر حفاظت کرتے ہیں؟

ثم جعناکم خلائف فی یہر بنی اسرائیل کے بعد ہم نے تم کو الارض للنظر من بعد ہم زمین کی خلافت عطا کی، تاکہ دیکھیں کیف تعملون؟ (۱۵: ۱۰) کہ تمہارے اعمال کیسے ہوتے ہیں؟

ظہور و تکمیل وعدۃ الہی

اس وعدۃ الہی کا ظہور دنیا کے گوشے گوشے میں ہوا - تیرہ سو برس کے اندر مدھا تخت بچھے اور آئے - کتنی سلطنتیں قائم ہوئیں اور مٹیں - لیکن اس کارواں سرے اقبال کا آخری قافلہ وہ تھا، جو سنہ ۶۸۷ء - میں وسط ایشیا سے چلا اور بالآخر سنہ ۱۴۵۳ء - میں یونانی اور رومانی عظمت کے مدفن، یعنی قسطنطنیہ میں پہنچ کر مقیم ہو گیا - یہ بھی انقلاب آباد عالم کا ایک عجیب و غریب تماشا، اور اس قانون الہی کی ایک عبرت انگیز تعدیل تھی، جب بیزنطینی حکومت کا مغرور تاج عین اپنی عظمت کاہ کے دروازے پر قسطنطین دریا سیس (آخری فرماں روا قسطنطنیہ) کے سر سے اتارا گیا تھا، اور (محمد فاتح) کے سر پر رکھا گیا تھا - پہلا سر خدا کے آگے مغرور تھا، اسلئے اسکی زمین پر بھی ذات کے ساتھ ٹھکرایا گیا - دوسرا اس کے سامنے سر بسجود تھا، اسلئے اسکی زمین پر بھی سر بلند و مغرور ہوا - وہ جب ۱۴ - مئی سنہ ۱۴۵۳ء - کو (سینٹ رومانس) کے عظیم الشان بھٹک سے شہر میں داخل ہوا تو اپنے گہرے کی پشت پر سجدہ عبودیت میں جھکا ہوا تھا!

فتح قسطنطنیہ

اس مرقع میں دو تصویریں ہیں - پہلی تصویر فتح قسطنطنیہ کا آخری معرکہ ہے، جب دروازہ شہر کی دیوار پر یونانی و رومانی عظمت کی الرجاع تھی، اور چند گھنٹوں کے بعد اُس انقلاب کی گھڑیاں پوری ہو جانے والی تھیں، جو (سینٹ سونیا) کے مسیحی معبد کو خدا کے واحد کی پرستش گاہ کی صورت میں بدل دینے والا تھا -

دوسری تصویر (سلطان محمد فاتح) کے اڑھیں داخلہ شہر کی ہے، جس نے (سینٹ سونیا) کے دروازے کے سامنے پہنچ کر اپنی

یونانی نبوت

ہموا ہمال ینالو!

خدا تعالیٰ نے دنیا میں اپنے کاموں کو اپنا نشان قرار دیا ہے۔
سورہ (توبہ) میں جہاں کفار و منافقین کا ذکر کیا، وہاں انکی ایک
مخصوص حالت یہ فرمائی کہ:

وہموا ہمال ینالو اور ان لوگوں نے اسلام کی مخالفت میں
(۷۵: ۹) رہ کرنا چاہا، جس کو وہ نہ کر سکے!

اس صداقت کی حقیقتیں ظہور اسلام سے لیکر اس وقت تک
ہمیشہ ظاہر ہوئیں۔ ممکن ہے کہ اپنی بد اعمالیوں سے مسلمان
اسکے مصداق ثابت نہوں، لیکن اسلام تو ہمیشہ اپنے اس معجزہ کے
عجائب دکھلاتا رہیگا۔

پس خدا نے دشمنان اسلام کے ارادوں کی ناکامی و نامرادی
کا خاص طور پر ذکر کیا ہے، اور موجودہ جنگ اس نامرادی کی
ایک نئی شہادۂ عظیمہ ہے۔ جبکہ ترکوں کی ناکامی حد انتہا تک
پہنچ چکی تھی، جبکہ مسٹر ایسکویتھ فتح قسطنطنیہ کی خبر چند
گھنٹوں کے اندر سننا چاہتے تھے، جبکہ بلغاریا جرمنی کی طرح
قسطنطنیہ میں داخل ہونا چاہتی تھی، تاکہ عالم اسلامی سے
اپنی عظمت کا اقرار کرے، جبکہ انگلستان مضطرب تھا کہ ”باب
مسیحیت“ کو کھولنے والے ”ثمرات فتح“ سے محروم نہ رہیں۔
جبکہ انکے تمام شیطانی مظالم سے انکار، اور جبکہ انکی تقدیس
و تعظیم سے تمام انگلستان گرنے لگا تھا، اور پھر جبکہ اسلام کیلئے
خود مسلمانوں کی تمام انسانی کوششیں ختم، اور ہر طرف سے کامل
مایوسی اور انتہائی ناکامی کا ظہور ہرچکا تھا، تو یکایک اُس بادل
کی طرح، جو انتہائی طیش و حرارت کے وقت یکایک پھیلنا اور
نا امیدوں کو پیغام رحمت الہی سے بدل دیتا ہے، راقعات کا صفحہ الٹا،
اور عقلموں کو متعجب اور ادراک انسانی کو عاجز کرتی ہوئی آیت نصرۃ
الہیہ کا ظہور ہوا۔ چند گھنٹوں کے اندر ہی دنیا پلٹ گئی۔ انسان
جب اپنی کوشش سے ناکام رہ کر تھک گیا تھا، تو خدا کا ہاتھ
اپنی عزت کی حفاظت کیلئے بڑھ گیا۔ جہاں کل تک امید کی
شان مانیاتھیں، وہاں آج نامرادی کا ماتم ہے، اور جہاں ناکامی
کی مایوسی تھی، وہاں کامیابی کی برکتیں ہیں:

مستہم الباساء یہ وہ لوگ تھے کہ نہایت شدید سختیوں
والضراء زلزلوا اور مشکلوں میں پھنس گئے اور انکے
حتیٰ یقول الرسول پائے ثبات ہل گئے، یہاں تک کہ اللہ کا
والذین آمنوا: رسول اور مسلمان چیلے آئے کہ آخر اللہ
متیٰ نصر اللہ؟ کی مدد کب آئیگی اگر ایسی سخت
الا ان نصر اللہ مایوسی کے وقت بھی نہ آئی؟ جواب
قرب! ملا کہ کیوں مایوس ہو گئے ہو؟ سن
(۲۱۰: ۲) رکھو کہ اللہ کی مدد کا وقت قریب آگیا!

جنگ (بدر) میں مسلمانوں نے مایوس ہو کر نصرۃ الہی سے پھر
کامیابی حاصل کی تھی، اور یہی امید بعد از یاس، انکی اُندہ
استقامتوں کا وسیلہ بنی: ولقد نصرکم اللہ بیدرو اذتم اذلة (۱۱۹: ۳)۔

موجودہ جنگ کے ان حوادث کے اندر بھی ہمارے مستقبل کے
لیے ایک درس بصیرۃ موجود ہے۔ اپنی آخری فرصت سے فائدہ
اٹھانا ہے تو اٹھا لیں۔ ایڈریا نوبل ہاتھ سے جا چکا تھا اور کامل پاشا
کی وزارت نے انگلستان کے آگے سر تسلیم خم کر دیا تھا۔ اُس وقت
کہا جاتا تھا کہ ان ناکامیوں اور مایوسیوں کے بعد اسکے سوا چارہ کار
ہی کیا ہے؟

فتح قسطنطنیہ کے زمانے میں ایک عجیب یونانی پیشیں گروٹی
شہر میں پھیل گئی تھی۔ مشہور (کبن) نے اسکو نقل کیا ہے۔
نادان مفتر حوں کو یقین تھا کہ ترک شہر پر قابض ہو جائیں گے۔
لیکن جب وہ (سینٹ ایا سرفیا) کے میدان میں پہنچیں گے تو ایک
تلوار بکف فرشتہ غیبی اتریا، اور انکو قتل کرتا ہوا سرحد ایران تک
بھگا دیا!

رومیوں کو اسکا یہاں تک یقین تھا کہ فتح قسطنطنیہ کے بعد
(سینٹ سرفیا) میں جمع ہو گئے اور غافل فرشتے کو چیخ چیخ کر بلانے لگے۔
فرشتہ تو ضرور آیا۔ اُس نے اپنے ملکوتی رحم و انصاف سے انکو پناہ
بھی دی، لیکن فاتح قسطنطنیہ، سرحد ایران تک نہ بھگے گئے!
یہ فرشتہ فتح و نصرت، یعنی (سلطان فاتح) جب داخل ہوا،
تو کہتے ہیں کہ (سینٹ سرفیا) کا پادری نماز میں مصروف تھا۔
نصف پڑھ چکا تھا اور نصف باقی تھی۔ لیکن ترکوں کے داخل ہوتے
ہی دیوار شق ہوئی اور پادری اُسکے اندر غالب ہو گیا۔ مشرقی
عیسائیوں کو یقین ہے کہ کسی نہ کسی دن مقدس پادری اپنی
بقیہ نصف نماز پوری کرنے کیلئے دیوار سے نکلے گا اور وہی دن ہوگا،
وہ پھر شاخ زرین ہلال سے نکل کر صلیب کے قبضے میں آگئی اور
ندیمی مسیحی دار الحکومت مسیحیوں ہی کیلئے ہرجائے گا۔

انتظار غیر مختتم

صدیوں پر صدیاں گذر گئیں مگر انتظار اب تک باقی ہے۔ دیوار
شق نہیں ہوتی، اور مقدس ولی اپنی بقیہ نماز پورا کرنے کا
چنداں خواہشمند معلوم نہیں ہوتا۔ نامرادیوں اور مایوسیوں کے بعد
(جنگ بلقان) نے مسیحی امید کی ایک نئی شعاع روشن کی
تھی، اور ۹ - نومبر سنہ ۱۹۱۲ - کو (گلڈ ہال) لندن میں
(مسٹر ایسکویتھ) نے فتح قسطنطنیہ کا ٹرائل صلیبی لایا تھا۔

مسٹر ایسکویتھ کا صلیبی خواب

وہ دیکھ رہے تھے کہ ”باب مسیحیت“ کھل چکا ہے، سینٹ
سرفیا کی دیواریں شق ہو گئی ہیں، صلیبی جنگ کی
فراموش شدہ مقدس گیتوں کی متبرک صدائیں گھنٹے کے شور میں
میلی ہوئی بلند ہو رہی ہیں، ”پر اسرار پادری“ اپنی انگلیوں سے
صلیب کا لاهوتی نشان بنانا ہوا نکلا ہے، اور روح القدس کا
”کبوتر“ بذکر سرفیا کے منارے پر بیٹھا رقص نشاط کر رہا ہے!

لیکن افسوس کہ اس صلیبی خراب کی تعبیر بھی الٹی نکلی۔
بلقانی کر سید کی تقدیس قبل از وقت ثابت ہوئی، ”ثمرات
فتح“ سے اپنے دامن بھر کر مسٹر ایسکویتھ نے ”فتح مند“ بلغاریا
کی طرف پھینکے، مگر اُس بد نصیب کے ہاتھ ایک دانہ بھی نہ
آیا۔ ایڈریا نوبل ہاتھ آکر پھر نکل گیا ہے۔ ”سینٹ سرفیا“ اب
تک ”جامع ایا سرفیا“ ہے۔ ناقوس کی صدا اب تک اُسے
نصیب نہ ہوئی، اور ”فتح مند“ بلغاریا کی نامرادانہ شکست
پر انگلستان خون کے آنسو رو رہا ہے!

وانہ لعسرة علی الکافریں اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ یہ جو
رانہ هو الحق الیقین، کچھ کہ ہوا، کافروں کیلئے مرجب
نسبم باسم ربک العظیم ماتم و حسرت ہے، اور اسمیں بھی
شک نہیں کہ یہ ایک یقینی صداقت
(۲۵: ۶۹)

الہی کا ظہور ہے۔ پس اپنے پروردگار کی حمد و ثناء کر، جس نے
دشمنان اسلام کو شادمانی کی جگہ حسرت نامرادی میں مبتلا کر دیا۔

حداں ٹڈ کانپور

زمیندار لاہور میں حسب ذیل مراسلہ شائع ہوا ہے :

جذاب ایڈیٹر صاحب - تسلیم - میرا ایک مقدمہ ایپل رام ناتھ ایپلانٹ بٹلم درگا پرشاد وغیرہ رسپانڈنٹ عدالت ججی کانپور میں تھا - ۱۸ - اگست تک کانپور میں رہا - ۳ - اگست کا واقعہ مسلمانوں کا نسبت مسجد مچھلی بازار میرے سامنے ہوا - ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جاے وقوعہ کے علاقہ شہر میں جہاں مسلمان نظر پڑے بندر قوں کی فیر سے ہلاک کر ڈالے گئے ، اور جاے وقوعہ یعنی مسجد میں تو بے انتہا مسلمانوں کو گولیوں نے فنا کر ڈالا اور کوئی قیدیہ سولاشیں بوروں میں بند کر کے جبکہ ہم اشنان کرتے تھے دریا میں عجلت کے ساتھ پھینک دی گئیں - یہ بات قابل مشہر کرنے کے ہے - اگر آپ لوگ یا رکھل ملزمان کانپور اس امر کا کافی اطمینان ہم کو دلائیں کہ ججی بت کہنے میں گورنمنٹ ہم سے ناخوش نہ ہوگی تو ہم شہادت دیکے اور یہ سب حال مفصل جو ہم نے دیکھا تھا بیان کرنے کے لیے تیار ہیں - صرف ہم یہ یہ کہتے ہیں اور دیتے ہیں کہ گورنمنٹ و حکام ہم سے بہت ناراض ہونگے -

بندت رام ناتھ اوسٹھی زمیندار مرضع مینڈھا پرکھ کرال - ضلع بانڈہ

انگلستان بلغاریا کو اشتعال دلا رہا ہے

مسئلہ سرحد میں ترکی کی طرف دول یورپ کے میلان کا محور بعض ممالک پر اس کے قبضہ کے جواز و عدم جواز کے اندر نہیں ہے ، بلکہ صرف وہ امید ہے ، جو ترکی کی حکومت ان ممالک کے بقاء و قیام کے لیے رکھتی ہے -

۸ - اگست سنہ ۱۹۱۳ء کے (نیر ایسٹ) کی راے میں یہ دعویٰ بیکار ہے کہ انجمن اتحاد و ترقی ان ممالک کے کسی حصہ کی حکومت کے بارے میں بھی اعتبار پیدا کر سکتی ہے جو معاہدہ لندن کی ور سے ترکوں کے لیے چھوڑ دیے گئے ہیں - وہ بلغاریا کو اشتعال دلاتا ہے کہ بلغاریا اپنے حکام کی مجذورانہ و بے اصول ڈپلو میسی کے خمیازے میں ان مصائب سے دو چار ہوئی ہے ”با ایں ہمہ اس قوم کی روح اور قابلیت ابھی باقی ہے - اگر ضرورت ہوئی تو وہ صحیح ترین نگرانی کی ماتحتی میں کسی دن اس فیصلہ کی تفسیح کی کرشش کے لیے اپنے آپ کو مدعو محسوس کرے گی ، جس میں ناانصافی یا انتہائی تذلیل کی بر آتی ہے“

یہ ہے اسلام و اہل اسلام کی خدمت ، جو نیر ایسٹ کر رہا ہے ، اور جس کے عوض میں گورنمنٹ اس کو ہندوستان کے خزانے سے امداد دے رہی ہے ! ان الظالمین بعضہم اولیاء بعض ، واللہ ولی المتقین (۸۱ : ۵۴)

مسجد کانپور مچھلی بازار

کے روزانہ مفصل پر مستند حالات اور عدالت کی کل کارروائی شائع کر دینا اخبار آزاد کانپور نے انتظام کیا ہے - اجلاس عدالت کی پوری کارروائی دوسرے روز صبح کو شائع کر دی جاتی ہے - ان پرچوں کی ایک وریدہ ماہوار قیمت مقرر کی گئی ہے - اشاعت پر پرچہ برابر تک سے ارسال ہوتے رہیں گے - مئی آرڈر بٹلم منیجر آزاد کانپور آگے - واقعہ ۳ - اگست سے آخر ماہ تک کے کل حالات بھی موجود ہیں - قیمت ایک روپیہ منیجر آزاد - کانپور -

لیکن خدا کی نصرت نے (انور ہے) کی صورت میں ظہور کیا ، اور ۲۳ - جنوری کو انجمن اتحاد و ترقی نے تمام حکومت پہراپے ہاتھوں میں لی - اتحادی وزارت مایوسیوں سے بے خبر نہ تھی ، مگر اس نے دیکھا کہ اگر آخری نا کامی مقدر ہو ہی چکی ہے ، تو خود اس کو اپنے کیلئے کیوں درڑیں ؟ جتنی مہلت اور ملے سعی و جہد سے باز نہ آئیں - کسے معلوم کہ کل کیا ہونے والا ہے ؟ ممکن ہے کہ کوئی سبیل نجات پیدا ہو جائے :

چوں دمدم عذابت ترفیق ممکن ست

در تنگ ناے نزع نہ کوشد کسے چرا ؟

پھر جو کچھ ہوا وہ ظاہر ہے - مایوسی کامل پائا کیلئے بھی تھی اور مرحوم شوکت کیلئے بھی - پیل نے سرشتہ صبر و استقلال ہاتھ سے دیدیا - اس کا نتیجہ جو کچھ تھا ، معلوم ہے - دوسرے نے صبر و استقامت کی راہ اختیار کی - اس کا نتیجہ آج تمام عالم کو حیرت و تعجب کا پیغام دے رہا ہے !! فلی فریق الحق بالامن ان کلمت تعلمون ؟

شہد اکبر

آج (شہادت ابد کانپور) کے حوادث خرائیں ہمارے سامنے ہیں - اگر مسلمانوں نے ”استعینوا بالصبر والصلوات“ پر عمل کیا اور سرشتہ صبر و استقامت اور جہاد کو ہاتھ سے ندیا ، تو ان کی کامیابی یقینی و قطعی ہے ، اور مایوسیوں ہی کے اندر سے بشارت امید ملنے والی ہے -

پراگر ہمت ہار بیٹے ، اور خدائے عزیز و حکیم کا ، جو ان کا ہر حال میں ساتھ دیتا ہے ، ساتھ نہ دیا ، تو پھر ان نتالچ معززہ اور عراقب الیمہ کیلئے ہندوستان کے ہر مسلم باشندہ کو طیار رہنا چاہیے ؟ جن کو اس وقت صرف عاقبت بینی ہی کی دربین سے دیکھا جاسکتا ہے : فبالی حدیث بعد اللہ رایانہ یومنون ؟

آج کی اشاعت کے ”برید فرنگ“ میں ایک نوت ”ہمرا بمالم ینالو“ کے عنوان سے درج کیا گیا ہے - اس میں ”ریورنٹ ریوریز“ لندن کے ایک مضمون کا اقتباس ہے - نہ صرف انگلستان ، بلکہ تمام یورپ کا یہ مشہور رسالہ بلغاریا کی نا کامیوں پر ماتم کرتا ہے ، اور متعسّر و متالم ہے کہ بلغاریا کو فتح مندی کے بعد پھر ذلت و نا مرادی نصیب ہوئی - اس مضمون کی تحریک الہیں سطور کو پڑھ کر ہوئی تھی اور اسی لیے اس کا عنوان بھی ”ہمرا بمالم ینالو“ قرار دیا گیا -

معاہدہ رومانیہ و بلغاریا

چونکہ حکومت بلغاریا نے رومانیہ کے مطالبات سے سر ا اتفاق کر لیا تھا ، اس لیے نجارست میں اس خط (لائن) کے متعلق صاف صاف گفتگو کرنے میں تاخیر نہیں کی گئی ، جو آئندہ سرحد دربر دجا (Dobrudja) کو نشانزد کرنے والی ہے -

ایک ہی جلسہ نے دونوں ملکوں میں اختلافات باہمی کے تصفیہ کی طرف رہنمائی کی - تر توکائی (Turtukai) دربرچ (Baltchik) اور بالچک (Baltchik) ان تینوں شہروں سے مغرب و جنوب میں ، دس اور پندرہ میل کے مابین ، نئی سرحد شروع ہوتی ہے -

اس طرح رومانیہ کو ایک دفاعی سرحد مل گئی ہے ، اور وہ اب قلعہ ہائے شمال (Shumla) اور رستچک (Rustchuk) کے انہدام کی دابت اپنا دعویٰ واپس لیتی ہے -

اس اتفاق (اگرمنٹ) کے شرایط اس عہد نامہ عام میں شامل کر دیے جائیں گے ، جو پانچوں سلطنتوں کی تصدیق کے بعد بخارست میں پیش کیا گیا تھا -

مقالہ

تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ

ملک حبش میں ایک اسلامی حکومت

(۲)

دربار حبش میں دعوت اسلام

حبش میں ایک اسلامی حکومت کے ظہور و قیام کے حالات لکھنا مقصود ہیں، ورنہ ہجرت حبشہ کے واقعات میں بہت سے امور تفصیل طلب تھے۔

علی الغصص قریش مکہ کے معاندانہ مساعی و تدابیر اور باوجود مسلمانوں کی منتہا درجہ بے سروسامانی و بیکسی کے کامیابی و فتح یابی۔

پر رزف دیکھتے ہوئے گذشتہ نمبر میں خیال ہوا تھا کہ واقعہ ہجرت حبشہ کی کسی قدر مزید تفصیل کر دیں اور اس کے بعد آگے بڑھیں۔ لیکن وقت بہت کم تھا، اس لیے مرتب صفحات میں ترمیم نہ ہو سکی۔ آج چاہتے ہیں کہ گذشتہ نمبر کے بقیہ حصے کو شروع کرنے سے پہلے بطور تكملة و تعلیق، ہجرت حبشہ کی تشریح مزید کر دی جائے۔ گذشتہ نمبر کے دوسرے کالم میں جہاں ہجرت کا ذکر ہے، مندرجہ ذیل طور پر اس کا بقیہ تصور کیا جائے۔

(ابن ہشام) نے اپنی سیرۃ میں حضرة ام سلمہ سے اس بارے میں روایات نقل کی ہیں، جو منجملہ مہاجرین حبش کے تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ نجاشی نے ہمارے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کیا۔ ہم بازاری اپنے اعمال مذہبی ادا کرتے تھے اور چین اور آرام سے رہتے تھے۔ ہمارے خلاف وہ کوئی بات نہ سنا، اور نہ ہمیں کوئی مخالف اذیت پہنچا سکتا تھا۔

لیکن جب قریش نے ہمیں ایک گروہ عافیت میں محفوظ دیکھا، تو یہاں بھی ظلم و ستم سے باز نہ رہے۔ انہوں نے حجاز کی بہتر سے بہتر اور قیمتی سے قیمتی اشیاء تحائف کیلئے جمع کیں اور نہ صرف نجاشی کیلئے، بلکہ حبش کے تمام بطریقوں اور پادریوں کیلئے بھی طرح طرح کے ہدایا فراہم کیے۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ تمام ملک کو وہ ہمارے برخلاف سازش کرنے کیلئے آمادہ کر سکیں۔

جب سامان فراہم ہو گیا تو عبد اللہ بن ربیعہ اور عمر ابن العاص کو اس مہم کیلئے منتخب کیا اور وہ تمام تحائف و ہدایا لیکر حبش پہنچے۔

قریش مکہ نے ان لوگوں کو ہدایت کر دی تھی کہ حبش پہنچ کر پہلے نجاشی سے ملاقات نہ کریں، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اعیان دربار و رؤساء دینیہ سے مشورہ کرے اور مشورہ کا نتیجہ ہمارے خلاف نکالے۔ پہلے کچھ دنوں قیام کر کے ملک کے تمام بطریق و رؤساء کلیسا سے ملاقات کر لینا۔ ان میں سے ہر ایک شخص کو تحفہ تحائف دیکر

موافق بنا لینا، اور جب یہ سازش مکمل ہو جائے تو پھر دربار کا رخ کرنا!

چنانچہ اس وفد نے بھی طریقہ اختیار کیا اور تمام بطریقوں سے ملکر کہا:

”ہمارے ملک کے چند سفید اور مفسد لوگ ہیں جنہوں نے ہمارا دین چھوڑ دیا اور آپ لوگوں کا دین بھی اختیار نہیں کیا۔ ایک نیا مذہب انہوں نے نکالا ہے جس سے آپ اور ہم، دونوں بالکل ناواقف ہیں، اور کبھی اس کے احکام سننے میں نہیں آئے۔ وہ بھاگ کر آپسے ملک میں آگئے ہیں۔ ان کے بارے میں پادشاہ سے التجا کریں گے۔ آپ اسے مشورہ دیں کہ ان لوگوں کو ہمارے حوالے کر دے۔“

اس کے بعد وہ دربار نجاشی میں پیش ہوئے اور تعارف کے گذرانے کے بعد انہی الفاظ میں اپنی خواہش ظاہر کی۔ نیز کہا کہ ”ہمیں ان لوگوں کی قوم کے اشراف و اعیان اور اباؤ اعمام نے بھیجا ہے تاکہ آپ انہیں ہمارے حوالے کر دیں“

تمام بطریقوں نے بھی اکی نالید کی اور کہا کہ ان کی درخواست لائق پذیرائی اور ان کی خواہش بالکل حق بھانپ ہے۔

لیکن نجاشی یہ سنتے ہی غضب ناک ہو گیا۔ اس نے اپنے درباریوں پر نظر ڈالی اور کہا کہ یہ کیسی بات ہے جو تم مجھے چاہتے ہو؟ میں ایسے لوگوں کو بغیر تحقیق و تفتیش کیونکر ان کے حوالے کر دوں جو میرے ملک میں پناہ لینے کیلئے آئے ہیں؟ میں انکو بلاتا ہوں اور ان کے مقابلے میں اصل حقیقت پرچھتا ہوں۔ اگر ان لوگوں کا بیان صحیح ثابت ہو گیا تو پھر البتہ ان کی درخواست لائق قبول ہوگی۔

چنانچہ نجاشی نے مسلمانوں کو طلب کیا اور پوچھا:

”وہ کونسا دین ہے جو تم نے اختیار کیا، جس کی وجہ سے تم نے اپنی قوم کے دین کو بھی ترک کر دیا اور ہمارے دین مسیحی کو بھی اختیار نہیں کیا؟“

مہاجرین مسلمین کی جماعت میں سے جعفر بن ابی طالب (حضرت امیر علیہ السلام کے بھائی) کہتے ہوئے اور انہوں نے جواب میں تقریر کی:

ساتویں صدی کے ایک داعی اسلام کی تقریر

”اے پادشاہ! ہم ایک وحشی قوم تھے۔ بتوں کو بوجھتے تھے، مردار کھاتے تھے، فواحش میں مبتلا تھے، قطع رحم اور قمار بازی ہمارا شہرہ تھا، اور ہم میں سے ہر قریبی ضعیف کو تباہ کر دیتا تھا۔

یہ حالت تھی کہ رحمت الہی جوش میں آئی اور خدا نے ایک مقدس رسول ہماری طرف بھیجا، جو ہم ہی میں کا ایک فرد تھا۔ جسے نسب کی بزرگی، خصال کی پاکیزگی، اخلاق حسنہ کی عظمت کا ہم میں سے ہر شخص کو عام اور اعتراف ہے۔ پس وہ آیا اور اس نے اللہ کی طرف ہم سب کو دعوت دی کہ اس کی یگانگت کا اقرار کریں، اس کے آگے جہیں نیاز جھکائیں اس کے سوا ان سب معبودان باطل کو چھوڑ دیں، جن کی جہل و نادانی سے ہم اور ہمارے باؤ اجداد پوجا کرتے آئے ہیں۔ اس نے

اختہ لال توازن دول

اثر: کاتب سیاسی شہیر: مسٹر ہوائس دارکر

ایک بڑی ضروری چیز یہ بھی ہے کہ موجودہ زمانے کے اہم سیاسی مسائل کی، جنکا ذکر کثرت کے ساتھ علم مباحثہ، واقعات، تاریخوں، اور اخباروں میں ہوتا ہے، ایک مرتبہ اس طرح تشریح کر دی جائے کہ اخباریں طبقہ کی معلومات اندر جاری ہوجائے اور پھر وہ معاملہ پر فہم و واقفیت کے ساتھ غور کر سکیں۔

”توازن دول“ کا ذکر آجکل اکثر ہوتا ہے مگر بہت سے لوگ اس کی پوری حقیقت سے واقف نہ ہونگے۔ آج ہم ایک مشرح مضمون اس کے متعلق شائع کرتے ہیں۔

وہ سیاست، جسکا مرکز نظر توازن قوتی ہے، نہایت قدیم و دیرینہ سال ہے، بلکہ اسکی ابتدا عمران و آبادی عالم کے آغاز سے ہے۔ اسکا مقصد سادہ و صاف الفاظ میں یہ ہے کہ ”کسی ایک سلطنت کی قوت اتنی نہ ہو کہ وہ تمام عالم کو اپنے زیر نگیں کر لے“

اس سلسلہ میں ولیم فریڈرک اعظم شاہ پروشیا کے چند فقرے قابل اقتباس ہیں جو کہ تعداد میں کم اور مختصر ہیں، مگر اس سیاست کے اکثر پہلوؤں پر مشتمل ہیں۔ اس نے ایک موقع پر کہا تھا: ”امن یورپ کے حفظ و بقا کا سب سے بڑا سبب قوا دول کا توازن یعنی ہم وزن رہنا ہے۔ اسکی وجہ سے قوتی ضعیف کر پامال نہیں کرنے پاتا کیونکہ وہ قوتی کے خلاف متحد و متفق ہو کر اسکی قوت کی شرائط پر سے محفوظ و مامون ہو جاتی ہیں۔“

مگر جب یہ توازن فنا ہونے لگتا ہے تو دنیا میں عالمگیر غدر کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں ممکن ہے کہ موجودہ سلطنتیں جو اپنے اندر تنہا مقاومت و مدافعت کی قوت نہیں رکھتیں، متحالیوں، اور انکے انقاص و آثار پر ایک نئی قوتی وسیع سلطنت قائم ہو۔

رومیوں کے عہد عروج میں اگر مصر و شام و مقدونیہ کی سلطنتیں متحد ہو گئی ہوتیں تو کبھی مغرب نہ ہوتیں اور اسکے پیروں میں غلامی کی وہ زنجیریں نہ پڑتیں جو بعد کر رومیوں نے ڈالیں۔“

اصل سیاست توازن تو قدیم ہے، مگر موجودہ توازن دول اپنے مخصوص حالات و اثرات کے لحاظ سے بالکل نیا ہے۔ اس کا آغاز اسوقت سے ہوتا ہے جب کہ جرمنی، آسٹریا، اور اطالیا نے ایک طرف، اور فرانس و روس نے دوسری طرف باہم مخالفت کی۔ اسوقت تک ان پانچوں سلطنتوں کے قوتی کا یہ تناسب تھا کہ مخالفت روس و فرانس، مخالفت ثلاثہ کے ہم سنگ سمجھی جاتی تھی۔ انگلستان اسوقت تک نا طرفدار تھا، کیونکہ براعظم یورپ میں اسکے اسدرجہ عظیم الشان مصالح نہ تھے، جنکے لیے انگلستان اختلال توازن سے ڈرتا۔

مگر جرمنی نے انگلستان کے ساتھ چھوڑ چھاڑ شروع کر دی۔ اس کا دیکھا وہ تاریخ، جو جرمنی نے سنہ ۱۸۹۶ ع یعنی آغاز جنگ ترنسوال میں کر رہا تھا۔

اسکے بعد اس نے اپنی بحری قوت کی ترقی کی طرف ترجہ کی۔ اس ترقی کا مقصد اعلیٰ یہ تھا کہ بحری طاقت میں وہ انگلستان کے ہم پایہ ہو جائے۔ ذیل کے نقشے سے معلوم ہوگا کہ سنہ ۱۹۰۰ - سے ۱۹۱۲ - ع تک انگلستان اور جرمنی نے اپنے اپنے

ہم کو حکمت و دانائی کی تعلیم دی۔ اچھے کاموں کا حکم دیا۔ اس نے بتلایا کہ سچائی کو اختیار کرو۔ کسی کی امانت لو تو ادا کرو۔ اپنے اعزاء و اقارب کے حقوق کو نہ بھولو۔ ہمسایہ کے ساتھ بھلائی کرو۔ فواحش کے نزدیک نہ جاؤ۔ انسان کا خون نہ بہاؤ۔ فتنہ و فساد سے بچو۔ یتیموں کا مال نہ کھاؤ۔ کسی پر تہمت نہ لگاؤ۔ صرف اللہ ہی کی پرستش کرو۔ پانچ وقت نہ ادا کرو۔ اپنے مال میں فقرا کا بھی ایک حصہ سمجھو۔ اور اسی طرح اور تمام برائیوں سے بچو۔ اور بھلائیوں کے اختیار کرنے کی طرف اس نے ہم سب کو بلایا۔

یہی دین جدید ہے جسکو وہ لیکر آیا، اور یہی تعلیم ہے جسکے لیے ہم نے اپنی قدیمی بت پرستی اور جہالت و نادانی کو خیر باد کہا۔ اسپر ہماری قوم ہماری دشمن ہو گئی اور ہم پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرنے لگی۔ یہاں تک کہ ہم پر عرصہ حیات تک ہو گیا اور بے بس ہو کر ترک وطن پر مجبور ہو گئے۔ پھر یہی ہم کو چین سے اللہ کی بندگی کرنے کی مہلت نہیں ملتی، اور اسے پادشاہ حبش! یہ لوگ یہاں بھی پہنچ گئے ہیں تاکہ ہم کو پھر وہاں لیجائیں اور پتھر کی پوجا چھوڑ کر آسمان زمین کے مالک کی پرستش کرنے کا ہم سے انتقام لیں۔“

نجاشی پر نزول روح القدس

حضرت جعفر تقریر کر رہے تھے اور صداقت انہی اندر ہی اندر چپے سے چپکے اپنا کام کر رہی تھی۔ جب وہ خاموش ہوئے تو نجاشی پر ایک عالم مدہوشی طاری ہوا۔ اس نے پوچھا کہ تمہارے نبی پر کونسی کتاب بھی آتی ہے؟ اور اگر آتی ہے تو تم اسمیں سے کچھ سنا سکتے ہو؟

حضرت جعفر نے سورہ مریم کی تلاوت شروع کی اور نجاشی پر جوش تائر سے عالم رقت طاری ہو گیا۔ وہ بے اختیار چیخ اٹھا:

”بیشک بیشک! یہ وہی صداقت کی روشنی ہے جو مسیح ابن مریم کی صورت میں چمکی تھی، اور یہ دنوں نور ایک ہی مشکوٰۃ قدس سے نکلے ہیں۔ قسم خدا کی۔ میں ان پرستاران خدا کو کبھی تم ظالموں کے حوالے نہیں کر سکتا۔ جاؤ اور اپنی درخواست واپس لیجاؤ!“

(سیرۃ ابن ہشام بر حاشیۃ زاد المعاد - جزء اول صفحہ ۱۸۰)

اعلان

میدار اجلاس ہفتم آل انڈیا شیعہ کانفرنس

شیعہ کانفرنس نے عالی جناب آغا حسن صاحب قبلہ مد ظلہ العالی کو اجلاس ہفتم شیعہ کانفرنس کیلئے صدر تہوار کیا تھا۔ جناب مرزا نے اپنا فال مقام عالی جناب معالی القاب انریڈل نواب سید محمد صاحب بالقابہ مدراس کو قرار دیکر صدر نشین اجلاس مذکورہ کا تہوار فرمایا ہے اور جناب نواب صاحب مدوح نے مدظریٰ بھی بھیج دی ہے۔

(سید علی غضنفر عفی عنہ)

پیشہ

پیشہ

پیشہ

یہ تہوار بہ اردو تفسیر کبیر

پیشہ تہوار بہ اردو تفسیر کبیر، عائدہ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جاتی ہے۔ یہ تہوار ۲۰ روپیہ - ادارہ الہلال سے طلب کیجیے۔

بیٹروں پر کتنا روپیہ صرف کیا، اور اس بارہ سال کے اندر دواؤں کی بحری طاقت میں ترقی کی نسبت کیا رہی؟

قواء بحریہ انگلستان و جرمنی

۱۹۰۰ء - ۱۹۱۲ء تک

سنة	انگلستان	جرمنی
۱۹۰۰	۹۷۸۸۱۴۶ پونڈ	۳۴۰۱۹۰۷ پونڈ
۱	۱۰۴۲۰۲۵۶	۴۹۲۱۰۳۶
۲	۱۰۴۳۶۵۲۰	۵۰۳۹۷۲۵
۳	۱۱۴۷۳۰۳۰	۴۳۸۸۷۴۸
۴	۱۳۵۰۹۱۷۶	۴۲۷۵۴۸۹
۵	۱۱۲۹۱۰۰۲	۴۷۲۰۲۰۶
۶	۱۰۸۵۹۵۰۰	۵۱۹۷۳۱۹
۷	۹۲۲۷۰۰۰	۵۹۱۰۹۵۹
۸	۸۶۶۰۲۰۲	۷۷۹۵۴۹۹
۹	۱۱۲۲۷۱۹۴	۱۰۱۷۷۰۶۲
۱۰	۱۳۲۷۹۸۳۰	۱۱۳۹۲۸۵۶
۱۱	۱۵۰۶۳۸۷۷	۱۲۲۵۰۲۶۹
۱۲	۱۳۹۷۲۵۲۷	۱۱۷۸۷۵۶۵

اس نقشہ کو بنظر امعان دیکھیے۔ صاف نظر آئیگا کہ جرمنی نے سنہ ۱۹۰۰ء میں جسقدر روپیہ (یعنی ساڑھے تین ملین پونڈ) صرف کیا تھا، سنہ ۱۹۱۲ء میں اس سے سہ چند بلکہ اس سے بھی زائد (یعنی قریباً ۱۲ - ملین پونڈ) صرف کیا۔ اس کے مقابلے میں انگلستان نے سنہ ۱۹۰۰ء سے سنہ ۱۹۱۲ء تک صرف چار ملین پونڈ صرف کیے!

اس کا قدرتی نتیجہ یہی تھا کہ جرمنی کے بحری قوی میں ۲۴۷ - فی صدی، مگر انگلستان کے بحری قوی میں صرف ۳۳ - فی صدی کا اضافہ ہوا۔

ضرورت تھا کہ جرمنی کے یہ سرگرم مساعی انگلستان ایسے بیدار اور عاقبت اندیش ملک کی نظروں میں کھٹکتے اور وہ کم از کم علی وجہ الظن والتخمین، اس غایت اصلی کو ضرور معلوم کر لیتا جو اسمیں پوشیدہ تھی۔

اسپر طرہ یہ ہوا کہ جرمنی نے اپنے مقصد کا بالکل اعلان شروع کر دیا۔ ترقی کے پہلے ہی سال یعنی سنہ ۱۱ - ع میں جب بحری لائحہ (پرگرام) جرمن مجلس النواب (ریشتاگ) میں پیش کیا گیا تو اسمیں جذبگی جہازوں کے لیے مبلغ خطیر کا مطالبہ کرتے ہوئے وزیر جنگ نے کہا:

”جرمنی کو اتنے بڑے بیڑے کی ضرورت ہے کہ اگر کبھی دنیا کی سب سے بڑی بحری طاقت سے بھی جنگ ہو جائے تو اس کے تفرق و برتری کو معرض خطر میں ڈال دے“

جرمنی کے اس اہتمام و اعتناء اور مجاہد عزم مساوات و ہم سربہ نے انگلستان کو مجبور کیا کہ وہ اپنی نافرمانی کو خیرباد کہے۔

مخالفت روس و فرانس میں شامل ہو جائے۔ انگلستان کو یہ ترغیب اس لیے اور بھی ہوئی کہ جنگ روس و جاپان نے انھیں فرانس و انگلستان کو کمزور کر دیا تھا۔ پس اگر انگلستان روس کے ساتھ شامل نہ ہوتا، تو اس صورت میں جرمنی کی طاقت اپنے حلیفین کی بنا پر انگلستان اور مخالفت روس و فرانس، دونوں کی علحدہ علحدہ طاقتوں سے زیادہ ہوجاتی اور ظاہر ہے کہ یہ صورت یورپ کے لیے عموماً اور انگلستان کے لیے خاص کر کسدرجہ خطرناک تھی؟ -

سنہ ۱۹۰۷ء میں انگلستان باقاعدہ مخالفت روس و فرانس میں داخل ہو گیا، اور یہ مخالفت ثلاثیہ، ”مفاہمت ثلاثیہ“ کے نام سے موسوم ہوئی۔

مخالفت ثلاثیہ صرف ان تین حکومتوں ہی کی نہ تھی، بلکہ دراصل رباعیہ بلکہ خماسیہ تھی۔ اس لیے کہ جرمنی کو دولت عثمانیہ اور رومانیہ کی درستی پر بھی اعتماد تھا۔ اسکو یقین تھا کہ اگر یورپ میں جنگ چھڑ گئی تو یہ دونوں مخالفت ثلاثیہ کی مدد کریں گے۔ جرمنی، آسٹریا، اور اطالیا نے اپنے اپنے سفیر بخارست بھیجے کہ مخالفت ثلاثیہ کے ساتھ رومانیہ کے رشتہ الفت و مودت کو قائم رکھیں۔ جرمنی نے اپنے اشخاص، اسلحہ، اور مال سے ترکوں کی مساعدت کی، اور جب قیصر جرمنی سنہ ۱۸۹۹ء میں دمشق گیا تو ایک دعوت میں جو خاص اس کے لیے کی گئی تھی، یہاں تک کہ دیا کہ وہ آل عثمان اور ان تمام لوگوں کا دوست ہے جو انکی خلافت کا اعتراف کرتے ہیں!!

جرمنی برابر دولت عثمانیہ کی تقویت کی کوشش کرتی رہی کیونکہ اسکو یقین تھا کہ جس طرح روس کی نقصان رسانی کا ذریعہ وحید رومانیہ ہے، اسی طرح اسکا عقیدہ تھا کہ شاہنشاہی انگلستان کی تہدید و تضعیف پر قادر وحید صرف دولت عثمانیہ ہے۔

جرمن قندوں میں جنرل ران برتھارتی کا پایہ سب سے زیادہ بلند ہے۔ اسے امر جنگ کے متعلق مہارت تامہ، اور اس موضوع پر تصنیف و تالیف اور انشاء فضول و مقالات میں قدرت کاملہ حاصل ہے۔ وہ اپنی ایک نوتالیف کتاب میں لکھتا ہے:

”ترکی ہی ایک ایسی سلطنت ہے جو انگلستان کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ کیونکہ نہر سوئس شاہنشاہی برطانیہ کے جسم کی شہ رگ ہے“ ایک دوسری کتاب میں لکھتا ہے:

”جرمنی کے لیے ترکی کا رشتہ لازمی ہے۔ اسکو چاہیے کہ ترکی کو مخالفت ثلاثیہ میں داخل کر لے اور اطالیا کو جنگ سے باز رکھے۔ کیونکہ یہی ایک سلطنت ہے جو مصر میں انگلستان کے موقف (پوزیشن) اور ہندوستان کے مختصر سے راستے کو خطرے میں ڈال سکتی ہے۔ روس اور انگلستان کے ساتھ ہمیں جنگ کی تیاری کرنی ہے تو ترکی کو اپنی جماعت میں ملا لینا بھی ضروری ہے“ ڈاکٹر باگ ایک بہت بڑا سیاح ہے۔ وہ اپنی کتاب میں جو سنہ ۱۹۱۱ء میں شائع ہوئی ہے، لکھتا ہے:

”انگلستان پر جرمنی کی کامیابی کی یہ صورت نہیں ہے کہ جرمنی اس پر بحر شمال کی طرف سے فوج کشی کرے۔ بلکہ اسکی تدبیر یہ ہے کہ اس کے ہاتھ سے مصر نکال لے۔ کیونکہ جب مصر اس کے ہاتھ سے نکل جائیگا تو نہر سوئس پر اسکا اقتدار بھی فنا ہو جائیگا۔ اور نہر سوئس اس کے اقتدار و تسلط سے نکل آئیگی تو ہندوستان اور مشرق قریب کا مختصر ترین راستہ بھی اس کے لیے بند ہو جائیگا۔ ان مقامات میں اسکا موقف شاہنشاہی کا مخدوش اور خطرات میں محصور ہو جانا بالکل آسان ہے۔ اغلب یہ ہے کہ اس کا اثر افریقہ کی برطانیہ مستعمرات (نوابادی) پر بھی پڑے۔ پھر اگر دولت عثمانیہ مصر پر دوبارہ قابض ہو گئی، تو یقیناً ہندوستان کے ۶۰ - ملین مسلمانوں پر اس کے غلبہ و تسلط کو ایک سخت دھکا لگے گا، اور ایران و افغانستان میں بھی اسکا موقف تنگ ہو جائیگا۔ پس عثمانی فوج کی تقویت و تندر اور دولت عثمانیہ کی مالی مساعدت ہمارا ایک اہم فرض ہے۔ عثمانی قوت جتنی زیادہ ہوگی، انگلستان اتنا ہی زیادہ ضعیف ہوگا“

ان آسٹری سروروں کی آبادیاں انکے ہم نسل سروریا کے جوار میں واقع ہیں اور جیسا کہ معلوم ہے، روس اور آسٹریا کے تعلقات نہایت تلخ ہیں۔ پس اگر کسی وقت ان دونوں سلطنتوں میں جنگ چھڑ گئی تو سروریا نصف ملین فوج میدان جنگ میں بھیج سکے گی اور یقیناً اس صورت میں آسٹریا کے سروریا بھی روس ہی کے ساتھ ہونگے۔

مختصراً یہ کہ مخالفت ثلاثیہ نے اس وقت ایک طرف تو ترکی کی دوستی کھو لی۔ دوسری طرف ریاستہائے بلقان کی عداوت مول لے لی۔ خصوصاً ان کارروائیوں کی وجہ سے جو آسٹریا کے سروریا اور جیل اسود کے ساتھ کیں ہیں۔

جو کچھ میں کہہ رہا ہوں، اسمیں منفرد نہیں ہوں۔ ایک ذی اثر جرمن پارٹی کے لسان الحال یعنی اخبار ”جرمانیا“ کا بھی یہی خیال ہے۔ وہ اپنی ایک تازہ اشاعت میں لکھتا ہے:

”ہم بار بار کہہ چکے ہیں کہ ریاستہائے بلقان کی کامیابی دراصل روس کی کامیابی ہے، پس اگر عام جنگ یورپ چھڑ گئی اور مفاہمت ثلاثیہ، مخالفت ثلاثیہ کے مقابلے میں کھڑی ہو گئی تو ریاستہائے بلقان مفاہمت ثلاثیہ سے قطعاً مل جائیں گی۔ آج تک ہمارا خیال تھا کہ ہمیں انگلستان کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہونا چاہیے، لیکن ان آخری مہینوں میں حالات بالکل بدل گئے ہیں، اور اب ہمارا فرض یہ ہے کہ انگلستان کی جگہ روس سے جنگ کے لیے تیار ہوں۔ کیونکہ اب ”مذاہمہ شرقیہ“ نے ”مناظرہ جنس جرمنی و سلاوی“ کی شکل اختیار کر لی ہے“

حال میں جرمنی نے ہسپانیہ کو ملانے کی کوشش بھی کی ہے مگر اثار و علائم سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں کامیاب نہ ہوگی اور ہسپانیہ مفاہمت ثلاثیہ میں شامل ہو جائیگی۔

الاتحاد الاسلامی

یعنی مسلمانان ہند کا ایک

بین المللی عربی مجلہ

ماہ شوال سے شائع ہونا شروع ہو جائیگا

اور
جس کا مقصد وحید جامعۃ اسلامیہ، احیاء لغۃ اسلامیہ، اور ممالک اسلامیہ کے لیے مسلمانان ہند کے جذبات و خیالات کی ترجمانی ہے۔

الہلال کی تقطیع اور ضخامت

قیمت سالانہ مع محصل ہندوستان کے لیے: ۲ - روپیہ ۸ - آنہ۔
ممالک غیر: ۵ - شلنگ۔

درخواستیں اس پتہ سے آئیں:

نمبر (۱۴) - مکلود اسٹریٹ - کلکتہ

نہ الناظر

سوانح عمری شیخ عبد القادر جیلانی (رض) عربی زبان میں تالیف ابن حجر عسقلانی - خدا بخش خاں کے کتب خانے کے ایک نایاب قلمی نسخہ سے چھاپی گئی - کاغذ ولایتی صفحہ ۵۶ - قیمت صرف ۸ - آنہ علاوہ محصل ڈاک - صرف ۵۰ کاپیاں رہ گئی ہیں۔
ملنے کا پتہ - سپرنٹنڈنٹ پبلیکیشنز - ڈاکخانہ دھرم تلہ - کلکتہ -

جرمن ارباب قلم کے ان خیالات نے ترکوں کو انگلستان کی نظروں میں سخت خطرناک بنادیا اور انکی تضعیف کی فکر دامگیر ہو گئی۔ سب سے پہلے اس نے آل عثمان کے عہد لدردہ یعنی روس سے تعلقات بڑھائے اور اسکی رضا و خوشنودی کیلئے حریت و انسانیت کے تمام مایۃ انتخار و مباحات مفاخر کو بھی قربان کر دیا، تاکہ ترکی کے جواب کے لیے روس اس کے ہاتھ آجائے!

اس نے عالم اسلامی میں جہاں جہاں استقلال و خود مختاری تھوڑی بہت باقی تھی، اسکی پامربی میں شرکت کی، تاکہ اگر آئندہ ترکوں سے جنگ چھڑ جائے اور اسلام کی آخرت ملی کی بناء پر یہ جنگ ترکوں کے بدلے اسلام سے جنگ سمجھی جائے، تو اس صورت میں ترکوں کو عالم اسلامی سے کوئی حقیقی اور مرثر مدد نہ پہنچ سکے۔ ایران کی بابت ہماری موجودہ سیاست خارجیہ (فارن پالیسی) کے اصول اساسی یہی دو امر ہیں۔

جرمنی کے مشہور اہل قلم ترکوں کی دوستی اس کے لیے اسدرجہ ناگزیر بتاتے چلے آئے تھے، مگر جب اطالیا نے طرابلس پر حملہ کرنا چاہا تو جرمنی نے بالکل نہ رکا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ترکوں کے انکار و خوار میں ایک ہیجان عظیم، اور انکی سیاست میں ایک اضطراب شدید پیدا ہو گیا۔

اطالیا کے بعد ریاستہائے بلقان نے علم جنگ بلند کیا۔ یہ جرمنی کی دوستی کی دوسری آزمائش تھی، مگر اس موقع پر بھی خلاف امید وہ ناظرہ دار بنے صرف تماشہ ہی دیکھتی رہی!!

اس موقع پر جرمنی اور آسٹریا نے یہ پالیسی اسلیے اختیار کی کہ انہیں یقین کامل تھا کہ میدان ترکوں کے ہاتھ رہیگا، اور اصل یہ ہے کہ یہ یقین تو مفاہمت ثلاثیہ کو بھی، جو پردہ کے پیچھے سے انہیں لڑا رہی تھی، اچھی طرح تھا۔ کیونکہ اگر اسے یقین نہ ہوتا تو ”جغرافیۃ یورپ کے بدستور بقا“ کی سیاست کا اعلان نہ کیا جاتا۔

لیکن واقعات کی باگ انسانی دماغ کے ہاتھ نہیں ہیں۔ اعلان جنگ کے بعد جب واقعات تماشہ گاہ و جود پر یکے بعد دیگرے آئے، تو تمام دنیا کے یقین سے بالکل مختلف ہے!

ترکوں کو پیہم شکستیں ہوئیں۔ یورپین ترکی کا بیشتر حصہ انکے ہاتھ سے نکل گیا۔ چند چھوٹی چھوٹی ریاستیں جو ہمیشہ روس کا کلمہ پڑھا کرتی تھیں اور رومانیہ و آسٹریا کے ساتھ بغض و عداوت کے اظہار میں مشہور تھیں، یکایک معزز و سر بلند ہو گئیں!

مخالفت ثلاثیہ ابھی تک معجز تفرج و تماشہ فرمائی تھی مگر اب اسکی آنکھیں کھلیں۔ اس نے محسوس کیا کہ سرزمین بلقان میں جو خونیں انسانہ (ٹریجیڈی) تمثیل کیا جا رہا تھا، وہ انسانہ نہ تھا بلکہ ایک اصلی ہنگامہ کارزار تھا، جسمیں وہ اور مفاہمت ثلاثیہ معرکہ آرا تھیں، اور بالآخر اسکی غفلت سے اسکو شکست ہوئی۔

ترکی کی شکست سے مخالفت ثلاثیہ کے در اعضا کو خاص طور پر صدمہ پہنچا۔ یہ دنوں اعضا جرمنی اور آسٹریا ہیں۔ جرمنی نے انگلستان کی تحریف و تہدید کے لیے ترکی کو تجویز کیا تھا مگر یہ اب کہاں ممکن تھا؟ جرمنی کے اجنبی زار تماشہ دیکھنے نے ترکی کا دل تڑپا دیا۔ آئندہ کیلئے وہ اکی موت و صداقت کا کیونکر اعتبار کر سکتی تھی؟ پھر وہ خود بھی کمزور ہو گئی، اس کے حریف دیرینہ روس کی قوت بڑھ گئی، اور وہ اور انگلستان اس وقت بدست ہیں۔

آسٹریا میں اس وقت ۲۵ - ملین سلاوی رہتے ہیں جنہیں صرف سروریا ساڑھے پانچ ملین ہیں۔

مسئلہ

الفتنۃ الاولیاء وہ

”حظ و کرب“ یا ”اذت و الم“

از: الہلال

(۱)

رما لهم به من علم، اس بارے میں انکے پاس کوئی علم
ان یقنعون الا الظن، اور ذریعہ تحقیق و یقین نہیں - محض
وان الظن لا یغنی من اپنے گمان پر چل رہے ہیں، اور راہ ظن
الحق شئاً - و تخمین کا یہ حال ہے کہ وہ حقیقت
(۵۳ : ۳۰) و علم کے سامنے کچھ بکار آمد نہیں !

جمع اعداد کی لوگوں نے عجیب عجیب مثالیں دی ہیں -
ایک زمانے میں مسیح رکنا کاشی کے اس مصرعہ پر تمام اساتذہ
عجم کے طبع آزمائیاں کی تھیں :

رے دریا سلسبیل و قعر دریا آتش ست !

یہ ترخیالستان شعر کے افسانے تھے، مگر میں واقعی مثالیں دے سکتا
ہوں - میرے سامنے مسلمانوں کا نیا تعلیم یافتہ فرقہ ہے -

یورپ کی ترقیات نے عجائب و غرائب کو راقعات بنا دیا ہے -
ضرر تھا کہ اس خصوصیت عجیبہ کا اثر امکے پیروں میں بھی
کرشمہ ساز عجائب ہوتا کہ یہ بھی اسی آفتاب تابندہ فضل
و علو کے ذریعے، اور اسی شجر کمال و رفعت کے برگ و بار ہیں :

گرچہ خوردیم، نسبتی ست بزرگ

ذو آفتاب تابا نیم !

ایک مرتبہ میں نے انہیں صفحات پر اس فرقے کے ”جہل
و علم“ کے اجتماع نقیضین پر مرثیہ خوانی کی تھی - احباب کرام
کریاد ہوگا - آج ”تقلید و اجتہاد“ کے اجتماع ضدین پر متحیر ہوں
کہ ان ہذا لشی عجاب !

ہمارے تعلیم یافتہ دستوں کا کچھ عجیب حال ہے انکے پانوں کو
دیکھیے تو یورپ کی نا فہمانہ و کورانہ تقلید و عبودیت فکری
زنجیریں لپٹی نظر آتی ہیں، مگر چہرے کی طرف نظر اٹھائیے تو
زبان کو ادعاء اجتہاد سے فرصت نہیں ! اس سے بڑھ کر دنیا میں جمع
اضداد کا آرر کونسا تماشا ہو سکتا ہے کہ ایک شخص آپسے سامنے
آئے، اور عین اُس وقت جبکہ انکے پانوں میں تقلید و استعباد کی
زنجیریں پازیب کی طرح صدا دے رہی ہوں، اجتہاد تکرار
حریت راے پر بے تکان لیکچر دینا شروع کر دے !!

ہمارے دستوں کا بھی یہی حال ہے - انکا سرمایہ علم و دانش
یورپ کی اسمی سطحی تقلید سے زیادہ آرر کچھ نہیں، نا ہم
جن چیزوں میں وہ اپنے ائمہ ہدی کی تقلید کرنا چاہتے ہیں، انہی
میں اراہین شے اجتہاد تھی اور ضرورتاً کہ اس تقلید و اجتہاد
کا سفر اسی منزل سے شروع ہوتا - قینچی ہاتھ میں ہو تو خواہ
مغواہ جی چاہئے لگتا ہے کہ کسی چیز کو تراشیے - اس اجتہاد کی

قینچی ہمارے چابک دست دستوں کے ہاتھ اگلی تو بیکار بیٹھا
نہ گیا - یورپ کے علم و عمل کے سرشتوں پر تو کیا چلتی کہ وہیں
کے کارخانے کی بنی ہوئی تھی - پس اپنے یہاں کی جو چیز سامنے
اگلی، وہی بلا تامل آئمہ مشق بنی - پھر اسکی رزائی بے پندہ، اور
اسکی کات بے ررک تھی !

سب سے پہلے مشرقی عالم و فنون، تہذیب و تمدن، اور
اخلاق و ادب قومی سے اسکی آزمائش شروع ہوئی، اور تھوڑے ہی
دیر میں سیکڑوں برسوں کے صفحات و اوراق قدیمہ پرزے پرزے تھے !
پھر غریب مذہب کی باری آئی - یہ کپڑا دبیز تھا، اسلیے
مقراض اجتہاد کی رزائی بھی زیادہ تیز و شدید تھی - پھر اسکا
بھی دھڑی حشر ہوا، جو پہلی آزمائش کا ہر چکا تھا - اور جو کچھ
باقی رہ گیا ہے، نہیں معلوم آرر کتنی گھڑیوں کا مہمان ہے ؟

کچھ دنوں سے یہ قینچی زنگ آلود سی ہوئی تھی، مگر میں
درتا ہوں کہ اب ایک نئی آزمائش شاید شروع ہونے والی ہے، اور
مذہب و علم کے بعد ”زبان“ کا میدان جولانگاہ اجتہاد بننے
والا ہے -

ایک نیا فتنہ لغویہ !

تمہید کی ان چند سطروں میں جو اشارات کیے گئے، یہ حالت
علم تعلیم یافتہ فرقے اور انکے بعض صنادید و ائمہ طریقت کی ہے، لیکن
آجکل کے نوجوان تعلیم یافتہ اصحاب میں بعض اشخاص یقیناً ایسے
بھی ہیں، جنکو اس علم حالت میں حق امتیاز و استثنائ حاصل ہے،
اور ہماری علم مایوسیوں میں وہ اپنے اندر ایک نمایاں نشان امید رکھتے
ہیں -

میں انکی وقعت کرتا ہوں اور میری بہترین خواہش یہ
ہے کہ انکے ذریعہ قوم کی وہ نا مراد امیدیں زندہ ہو سکیں، جو ۴۰
سال سے نئی تعلیم کے ساتھ وابستہ رہی ہیں اور مایوسی کے سرا
انہیں کچھ نصیب نہیں ہوا ہے - اس طبقہ کی اُس تعجب انگیز
خصوصیت سے بھی، جو میرے لیے ”جہل و علم“ کے اجتماع نقیضین
کی صورت میں ہمیشہ درد انگیز رہی ہے، العمد اللہ کہ یہ نفوس
معدودہ و قایلہ مستثنیٰ ہیں اور مطالعہ علم و ذوق تصنیف
و تالیف سے نا آشنا نہیں -

انہیں چند لوگوں میں میرے عزیز دست مسٹر ”عبد الماجد“
بی - اے - بھی ہیں - مجھ کو یقین ہے کہ انکا ذوق علمی آرر زبان
کو انشاء اللہ بہت فائدہ پہنچائے گا، اور علوم حدیثہ کے تراجم میں
اُن سے بہت مفید مدد ملیگی جواب تک آرر زبان میں گویا
مفقود محض ہیں -

لیکن مجھ کو نہایت افسوس اور رنج ہے کہ ”حظ و کرب“ کے
معاملے میں وہ ایک نہایت سخت غلطی میں مبتلا ہو گئے ہیں
اور بجائے اسکے کہ جو مشورہ انکو دیا گیا تھا، اسکو تسلیم کر لیتے،
محض لا حاصل بحث و مناظرے میں پڑ گئے ہیں - حالانکہ یہ
معاملہ انکے بس کا نہ تھا، نہ تو انکو اس بارے میں معلومات حاصل
ہیں اور نہ انکے مذاق و مطالعہ کی یہ چیز ہے - انکو
انگریزی سے ترجمہ کرنا چاہیے اور بس - اصطلاحات کے باب میں راقف
کاروں کے مشورے کو قبول کر لینا ہی بہتر ہے - انہوں نے زبان کے متعلق
ایک عجیب و غریب اجتہاد کیا ہے - یہ اجتہاد جس قدر غلط ہے،
اتنا ہی متعدی ہونے کی صورت میں زبان آرر ادبیات علمیہ کیلئے
مضر بھی ہے - انکی دوسری تحریر میں نے کلکتہ آکر پڑھی اور
میں انکو یقین دلانا ہوں کہ یہ ایک فتنہ لغویہ ہے، جسکی ابتدا کا
بار وہ اپنے سر اے رہے ہیں، اور خدا نہ کرے کہ وہ زیادہ متعدی ہو -

[۱۳]

ارشاد ہے کہ لذت و الم ' اور میرا خیال ہے کہ حظ و کرب - آپ اپنے پر دعوے عربی لغت سے حجت لائے ہیں ' میں اپنی تائید میں معاذرہ و لغت کو پیش کرتا ہوں "

لیکن گزارش یہ ہے " اور صرف یہی نہیں بلکہ اور بھی اسکے بعد گزارشیں ہونگی " کہ اپنے دعوے ' حجت ' لغت ' اور استشہاد کے الفاظ کا خواہ مخواہ اسراف بیجا کیا - یہاں نہ توجہ و براہین پیش کیے گئے ہیں ' اور نہ کسی استشہاد و استدلال کی ضرورت -

ان چیزوں کی وہاں ضرورت ہوتی ہے جہاں کسی بحث میں کسی اختلاف کی گنجائش ہو - حظ کے لفظ کیلئے نہ تو میں نے عربی لغت کا حوالہ دیا اور نہ کوئی شہادت پیش کی - حظ کے معنی اس آسمان کے نیچے صرف ایک ہی ہیں - یعنی قسمت و نصیب اور بس - قلیوبی اور دراستہ الادب کا طالب العلم بھی اسکو جانتا ہے - ایک ایسی کہلی اور عام بات کیلئے مجھے کیا پڑی تھی کہ جرہری اور فیروز آبادی کی شہادتیں پیش کرتا؟ پس نہ میں " حجت لایا ہوں " اور نہ دعوے کی کوئی اصطلاحی شکل درپیش ہے -

میں قطعی فیصلہ نہیں کر سکتا کہ آپکو جو غلطی اصل مسئلہ میں ہوئی ہے ' وہ زیادہ سخت ہے ' یا جو متواتر و مسلسل غلط فہمیاں میری تحریر کے سمجھنے میں ہوئی ہیں ' وہ زیادہ سنگین ہیں ؟ تاہم میرے ہی لیے تو دوسری صورت اب پہلی صورت سے زیادہ درد انگیز ہو گئی ہے -

میں نے لکھا تھا کہ " فرهنگ آصفیہ کے حوالے پر افسوس ہے اور کیا کہوں ؟ " اور اس طرح بلا ضرورت کسی مدب کے متعلق جرح و تہقیز کر بہتر نہ سمجھ کر تالیا تھا - مگر آپ نے اسکا یہ مطالب قرار دیا کہ مجھ کو اردو لغت کے حوالے پر تعجب و افسوس ہے !

سخن شناسی نہ دلبر ا خطا اینجاست !

اب مجھ کو کھل کر کہنا پڑا - اصل یہ ہے کہ میں " فرهنگ آصفیہ " کو اردو لغت کے اعتبار سے بھی قابل سند کتاب نہیں سمجھتا ' اور بالکل پسند نہیں کرتا کہ آپ کسی حوالہ و سند کیلئے اسکی ورق گردانی کریں - افسوس اسپر نہ تھا کہ اردو لغت سے کدوں استشہاد کیا گیا - افسوس آپکی ذرا واقفیت پر تھا کہ فرهنگ آصفیہ کو اردو زبان کا معتبر لغت سمجھتے ہیں ' اور اس طرح بیفکر ہو کر اسکا حوالہ دیتے ہیں گویا وہ ایک مسلم و معروف کتاب ہے !

آگے چل کر اپنے " حظ " بمعنی مفروضہ " لذت " کو اردو قرار دیا ہے ' اور غیر زبان کے مہند و متغیر المخارج والمعانی الفاظ کے اردو ہونے کو ایک ایسا نکتہ نادر و بدیع ' و تحقیق غریب و عجیب سمجھا ہے کہ میں اسے سن کر بے اختیار چونک اٹھوں گا اور حیران و پریشان ہو کر شور مچانے لگوں گا - چنانچہ آپ لکھتے ہیں :

" آپ حیرت سے فرمائی گئے کہ حظ تو عربی لفظ ہے اسے اردو کہنا کیونکر جائز ہے ؟ "

بالعجب ! آپ کبھی تو مجھے غلط فہمیوں میں مبتلا دیکھ کر دست تحقیق و رہنمائی بڑھاتے ہیں ' کبھی خود ہی اپنی طرف سے مجھے " حیران " فرض کر لیتے ہیں - الحمد للہ - نہ تو میں غلط فہمیوں میں مبتلا ہوں اور نہ ان حقائق غریبہ اور نکات عجیبہ لغویہ پر متحیر ہوں - بغیر کسی " حیرانی " کے ہر شخص جانتا ہے کہ ہر زبان میں باہر کے الفاظ آکر بہ تغیر مخارج و معانی اس زبان میں شامل ہو جاتے ہیں - دراصل یہی تغیر نئی زبانوں کو پیدا کرتا ہے ' اور اردو تو مختلف زبانوں کے الفاظ کے مجموعہ ہی کا نام ہے - جو الفاظ عربی و فارسی یا انگریزی کے ہونے سے تغیر رائج ہو گئے ہیں

علم و اخلاق میں اجتہادات ہو چکے ہیں - مذہب اسی خنجر اجتہاد کا قاتل ہے - میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں کے مشق اجتہاد کیلئے یہ میدان کافی تھے - غریب زبان کو تو اب چھوڑ ہی دیجیے - پچھلے اشغال اجتہادیہ میں اب بھی مصروفیت کی اور گنجائش نکل سکتی ہے - اگر اس نئے مشغلہ کو ازراہ ترحم حلثری کر دیا گیا تو کچھ آپ لوگ بالکل بیکار نہ رہ جائیں گے -

مسئلہ وضع اصطلاحات

اور حظ و کرب

ایک وقت میں انسان کس کس چیز کو لکھے ؟ مجھے اس بارے میں دفتر کے دفتر لکھنے ہیں مگر مجبور ہوں - میں آج پھر اپنے گذشتہ جملے کو دہراتا ہوں ' اور کہتا ہوں کہ اس مسئلے کو لوگوں نے اپنی ناواقفیت و عدم جامعیت لسانی کی وجہ سے جیسا کچھ مشکل سمجھ رکھا ہے ' ویسا نہیں ہے - گو مشکل ضرور ہے مگر ہشکال سے تو کوئی کلم بھی خالی نہیں ہوتا -

سردست " حظ و کرب " اور (Pleasure) اور (Pain) ہی کو ایک مثال قرار دیجیے اور کچھ وقت عنایت فرمائیے -

میں نے اپنے دوسرے نرت میں حسب ذیل امور پر ترجمہ دلائی تھی :

(۱) عربی میں لذت و الم بعینہ انہی معنوں میں بولا جاتا ہے جنکی انہیں تلاش ہے -

(۲) حظ کا لفظ لذت کے معنے میں بالکل غلط ہے - لغت میں جہی اور اصطلاح میں بھی ' نیز اسے معنی ' کو مفہوم مانجن فیہ سے کوئی قرب و تعلق بھی نہیں - پھر کرنسی مجبوری ہے کہ " لذت و الم " کو چھوڑ کر " حظ و کرب " اختیار کیا جائے ؟

(۳) عربی کے بہت سے الفاظ ہیں ' جو فارسی میں آکر اپنے اصلی معانی لغویہ سے الگ ہو گئے - لیکن حظ فارسی میں بھی بمعنی لذت نہیں بولا جاتا - چنانچہ اشعار اساتذہ سے متحقق کہ حظ نصیب ہی کے معنی میں مستعمل ہے -

(۴) اردو ' فارسی کی طرح اپنے علمی ادبیات میں اب تک عربی کے ماتحت ہے - اسکا کوئی خاص علی لٹریچر نہیں - اپنی اصطلاحات نہیں - جتنی علمی اصطلاحات ہماری زبانوں پر ہیں ' سب کی سب عربی ہیں - پس اردو کے تراجم عارم میں الفاظ عربیہ کا استعمال ناگزیر ' اور اسلیئے سند کیلئے اردو بول چال نہیں بلکہ عربی لغت و اصطلاح عارم کا حوالہ مطاب - اگر لوگ حظ بمعنی لذت بولتے ہیں تو بڑیں - شعر میں ہم بھی کہہ دیں گے - لیکن علم النفس کے مترجم کو اس سے کیا تعلق ؟

(۵) فرهنگ آصفیہ کے حوالے پر افسوس ہے -

(۶) لوگوں نے اپنی ناواقفیت سے مسئلہ اصطلاحات کو کچھ سے سمجھ بٹا دیا - فلسفہ میں ہر طرح کی عربی اصطلاحات مل سکتی ہیں -

مجھے افسوس ہے کہ آپ نے ان تمام امور میں سے کسی ایک پر بھی توجہ نہیں کی ' اور جبکہ آپ غلط فہمیوں کو دور کرنے کی فکر میں سرگرم جواب ہوتے تو ان دفعات میں سے ہر دفعہ کے متعلق غلط فہمیوں ہی سے اپنے استقبال کا کلم بھی لیا !

آپ نے اپنے جواب میں میری معروضات کی جس قدر تشریح کی ہے - وہی غلط ہے تا باصل بحث چہ رسد ؟

امر اول کی نسبت آپ لکھتے ہیں :

" سوال یہ ہے اور " صرف یہ ہے " (۶) کہ Pleasure اور Pain

کا معنی ترغیوم اردو میں کونسے الفاظ ادا کرتے ہیں ؟ جناب کا

وَدِّيقٌ وَفَحْشَاوُنٌ

انسانیۃ کا ماتم !!

کیا دنیا کے استعباد کا ناسور بھر گیا ؟

ایک زمانا تھا جب شہنشاہوں کے تخت مطلق العنانی پر تھے اور خدا کے بندوں کو خدا کی جگہ اسکے بندوں کی پرستش کرنی پڑتی تھی۔ اُس زمانے میں بادشاہ ہوتے تھے جو انسانوں کو غلام بنا کر انکی گردنوں میں اپنی خرد مختارانہ و معبودانہ فرماں روائی کی رسی باندھ دیتے تھے۔ اس رسی کا سرا انکی اُن طلائی کرسیوں کے پائے میں بندھا ہوتا تھا، جو بسا اوقات انسانی خون پر کشتی کی طرح تیرتی، اور انسانوں کی لاشوں پر مزارے کی طرح نصب کی جاتی تھی !

ہندوؤں نے انکو خدا کا اوتار سمجھا تھا۔ مسلمانوں نے اپنے دورِ جہل و اسلام فراموشی میں انہیں ”ظل اللہ“ کا خطاب دیا تھا۔ انکی خلقت عام انسانی خلقت سے ارفع و اعلیٰ اور ملکوتیت و قدسیت سے ممزوج یقین کی جاتی تھی۔ خدا کا عام قانون رحم و معیت اور فطرۃ کی بخشی ہوئی حریت و زندگی انکے لیے بالکل بے اثر تھی۔ انکو مخاطب کرتے ہوئے ”مالک و قاب الامم“ کہا جاتا تھا۔ یعنی بندگان الہی کی گردنوں کے وہ مالک ہیں، اور جو خدا کا عام قانون یہ ہے کہ انسان کو زندہ رہنے اور قتل نہ کرو، مگر اس سے بھی بالا تر انکی حکمرانی ہے، جو اپنے ایک اشارے پر ہر صدھا انسانوں کے سرگردنوں سے جدا کر سکتے ہیں !

خدا زندگی کا خالق تھا پر اسکی زمین پر پادشاہان عالم مورت اور خون کے دیوتا تھے، جو اسکی طرح روحوں کو پیدا تو نہیں کرتے تھے، مگر اس سے بالا تر ہو کر اسکے پیدا کردہ انسانوں کو مار ڈالتے تھے !!

انسانی دماغ کے خصائص ردیہ سے انکا دامن قدسیت پاک تھا۔ انکا ہر حکم قانون، اور انکا ہر فعل شریعت، بلکہ شریعتوں کا بھی ناسخ تھا۔ خدا کے تصور کا ترقی یافتہ اور انتہائی درجہ یہ ہے کہ اسکو تمام صفات حدیث سے منزہ، اور تمام اوصاف مخلوقیت سے پاک سمجھا جائے۔ اسی طرح صرف فضائل و

[بقیہ بے کالم کا]

دوسرا علمی اصطلاحات کا۔ خدا را میرے مطلب کے سمجھنے سے اب زیادہ اعراض نہ فرمائیے گا۔ میں نے یہ کہا تھا کہ دوسری صورت میں اردو اب تک تابع عربی ہے۔ اور عربی الفاظ کو عربی ہی کے متعارف معانی میں استعمال کرنا پڑیگا۔ اسکے لیے ”عام بول چال“ کی سند بالکل بے معنی، بے اثر ہے۔

جس اصول پر آپ نے ازراہ نوازش میری مفرضہ ”حیرانی“ در کرنی چاہی ہے۔ وہ پہلی صورت کے تعلق ہے، اور ہماری مرجعہ صعبت صورت ثانی سے تعلق رکھتی ہے۔

اگر آپ بحث صاف کرنا چاہتے ہیں تو اسپر غور فرمائیے۔ یہ بہت صاف بات ہے اور اصل راہ فیصلہ و تحقیق۔ فرہنگ آصفیہ اور غیاث اللغات کی ورق گردانی میں بیکار وقت ضائع نہ کیجیے

[۱۵]

وہ یقیناً اردو ہیں۔ یہ کوئی ”حیرانی“ و سرگردانی کی بات نہیں۔ میں مدت سے اس ”ذکنۃ نادر“ کو جاننا ہوں اور باوجود جاننے کے اب تک میں نے کوئی ”حیرانی“ اپنے اندر نہیں پائی ہے۔ البتہ میری نئی ”حیرانی“ یہ ہے کہ آپ حرف مقصد سے خواہ مخواہ اعراض کرتے ہیں اور وقت نظر سے کام نہیں لیتے۔ اس اصل سے ما نحن ذیہ کو کوئی تعلق نہیں، اور تحقیق و معارف کے سفر میں بڑی چیز یہی ہے کہ مختلف راہوں کے حدود کو ہمیشہ ملحوظ رکھا جائے اور ہر اصل کو اسکی اصلی جگہ ملے۔

یہی سبب ہے کہ میں نے ”عام النفس اور زہر عشق“ کا سرال پیش کیا تھا مگر اپنی نارسائی عرض مدعا پر متاسف ہوں کہ شرف استماع و فہم سے محروم رہا۔

آپ صرف اس پر زور دیتے ہیں کہ میں علم النفس کو عربی میں نہیں بلکہ اردو میں لکھ رہا ہوں، اور اردو میں حظ لذت کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ پس میں ”لذت“ کو کہ عربی ہے، اپنی اقلیم قبولیت سے خارج البلد کرتا ہوں۔ اور اسکی جگہ ”حظ“ کر کہ اردو ہے، خلعت قبولیت سے سرفرازی بخشتا ہوں۔ اگر اس رد و قبول مختارانہ اور عزل و نصب مجتہدانہ پر کسی کو اعتراض ہے تو ”دعویٰ اجتہاد“ عام بول چال، اور فرہنگ آصفیہ کی عدالت کھائی ہوئی ہے !

داہر کا ہے بننا فرمود، و در رے ہر سہ را

منصف و صدر امین و صدر اعلیٰ کردہ است !

اس مقدمے کی عاجلانہ ترتیب اور فیصلے کی جلدی تو قابل داد ہے مگر شاید عدالت کے کاروبار میں ایک شے انصاف نامی کو بھی ضروری سمجھا گیا ہے۔

اپ نے غلطیوں کا ایک اولچھا ہوا مجموعہ سامنے رکھ دیا ہے۔ یہ اصول بالکل صحیح ہے کہ اردو میں جو الفاظ دخلیہ موجود ہیں، وہ تغیر معانی یا تغیر حروف و حرکات و صورت کے بعد اردو ہو گئے۔ یہ بھی مسلم سہی کہ بول چال میں حظ لذت کے معنوں میں بولا جاتا ہے، تاہم اپکی قائم کردہ عدالت میں جانے کی کوئی ضرورت پھر بھی پیش نہیں آتی۔ کیونکہ میرا سوال یہ نہیں تھا کہ الفاظ عربیہ متغیرہ اردو کو انکے اصلی معانی لغویہ ہی میں استعمال کرنا چاہیے اور ہماری بول چال کوئی چیز نہیں۔ بلکہ یہ تھا ”اور صرف یہ تھا“ کہ اردو میں جب کسی علم و فن کو لکھیں گے تو چونکہ اردو اپنی علمی ادبیات میں عربی کے زیر اثر اور بکلی ماتحت ہے۔ اسلیئے لامحالہ ہمیں عربی اصطلاحات کو مقدم رکھنا پڑیگا اور جب اصطلاحات عربیہ سے کام لیں گے تو اسکے بھی معانی معتبر ہونگے جو عربی میں لیے جاتے ہیں۔ اصطلاحات دوسری چیز ہیں اور شعر و ادب دوسری شے۔ اگر عربی میں ہم کو اصطلاحات نہ ملیں (لیکن نہ ملنے کا حق ادعا علم و تلاش کے بعد ہے نہ کہ پہلے) مثلاً بعض علوم حدیثہ و طبعیات جدیدہ کی شاخوں میں، تو اُس صورت میں ہم کو نئے الفاظ وضع کرنا چاہئیں۔ لیکن انکی بھی دو صورتیں ہیں۔ یا تو اصل انگریزی اصطلاحات لے لیں۔ یا انکی جگہ خود نئے الفاظ بنائیں۔ آخری صورت میں اگر عربی الفاظ سے مدد لی گئی، تو اسمیں بھی عربی زبان و لغت کا لحاظ رکھنا ضرور ہوگا۔ کیونکہ ہم اردو میں علوم و فنون مرتب کر رہے ہیں۔ ”مثنوی زہر عشق نہیں لکھ رہے“

ذرا تامل کو کام میں لائیے۔ دو چیزیں ہیں اور دونوں بالکل مختلف حکم و حالت رکھتی ہیں۔ ایک مسئلہ تو عام طور پر اردو زبان میں الفاظ کے استعمال اور انکے معانی کے قرار دینے کا ہے۔

اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اُس نے صاف صاف ہر طرح کے انسانی اختیارات ملک و حکم کے ادعا کو شرک قرار دیا :

ماکان لبشر ان یوتیہ اللہ کسی انسان کو یہ حق نہیں کہ اللہ
الکتاب والحکم والنبرۃ اس کو کتاب یا حکم یا نبوت عطا کرے۔
ثم یقول للفلاس کونوا اور وہ انسانوں کو اپنے سامنے جھکا کر
عباد الی من دون اللہ گویا ان سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میڈی
پوجا کرو ! (۷۴: ۳)

تاریخ نے اس دور حکمرانی و حکومت کے حالات محفوظ رکھے ہیں مگر وہ اس پر ماتم کرتی ہے کہ یہ دنیا کا بدترین عہد رحشت و ظلمت تھا - اور پھر مزید سناتی ہے کہ ”انقلاب فرانس“ کی چمکائی ہوئی شمشیر حریت و مساوات نے انسان کے پائوں کی رہ تمام زنجیروں کاٹ دیں، جو شخصی حکمرانی کی جباری اور پادشاہوں کے خود مختارانه اختیارات نے ڈھالی تھیں - اب قانون و دستور اور مساوات و جمہور کا دور دورہ ہے - تخت فرماں روائی اُلٹ گئے ہیں، اور پارلیمنٹیں کھل گئی ہیں - اشخاص کی جگہ قانون کی اور زور و قوت کی جگہ حق و برہان کی حکمرانی ہے !

پھر کیا یہ سچ ہے ؟

کیا واقعی دنیا کی مصیبتیں ختم ہو گئیں ؟ کیا اسکی غلامی و مظلومی کا پرانا ناسور بھر گیا ؟ کیا حق اور قانون نے انسان کو اسکی چھٹی ہوئی عزت واپس دلادی ؟ اور کیا اب وہ سیلاب خرنیں بند ہو جائیں گے - جو انسان کی گردنوں سے بہہ کر کرۂ ارضی کے ذرے ذرے میں جذب ہو چکے ہیں ؟

حقیقت یہ ہے کہ تاریخ نے دنیا کو مزید امن سنائے میں جلدی کی - دنیا کی مصیبتیں ابھی کہاں ختم ہوئیں ؟ اسکی پیشانی نے ناسور کو کس نے مندمل دیکھا ؟ شاید آئنے اپنے سرگ کے کپڑے اتار دیے ہوں، مگر اُسکی صورت تو اب تک مانمی ہے !
قانون اور اخلاق کی گردن پر انسانی ظام و تعدی کی چھری جس قبزی سے چل رہی تھی اب بھی چل رہی ہے - البتہ پہلے ظام و جبر کا دیوانہ اپنی اصلی صورت میں آکر آئے ذبح کرتا تھا، اب عدل و انصاف کے فرشتہ کا بھیس بد کر چھری تیز کرتا ہے !

ہر شے کی صورت بدل گئی ہے، ہر جسم کے نئے کپڑے پہن لیے ہیں - ہر چیز کا نام بدل دیا گیا ہے - ہر سطح متغیر، اور ہر ظاہر متبدل ہے - لیکن حقیقت کو دیکھیے - تو اب بھی رہی ہے جو پہلے تھی !!

دنیا جب تاریکی میں مبتلا تھی تو قتل و غارت کرتی تھی - لیکن اب کہ روشن ہو چکی ہے، کن مشغلوں میں رہتی ہے ؟
پہلے انسان انسانوں سے لڑتے تھے، لیکن اب کیا جنگل کے درندے انسان کا خون بہاتے ہیں ؟ کیا اس خونریزی میں جو صلیب کے نام سے کی جائے، اور اس خونریزی میں جو تمدن کے دیوتا کی قربانیوں کیلئے ہو، کچھ بہت زیادہ فرق ہے ؟

پھر وہ آزادی و مساوات اور حریت و انصاف کہاں ہے، جس نے فرشتہ، امن کی منادیاں کر رہا ہے ؟ کبھی اسکا مراکش کے خرابے پر بھی گذر ہوا ؟ کبھی ایران کی دیہاتوں پر بھی اس نے نظر ڈالی ؟ وہ خون جو طرابلس میں بہا، وہ نشیں جو بلقان اور رومیلیا کے دیہاتوں اور قصبوں میں ترپیں، کیا اُس نوع انسانی کی فہ تھیں، جس کو عدل و امن کا پیغام دینے کیلئے وہ زمین پر اتارے ؟
ہم کو اسکا جواب عدالتوں کی محرابوں، پارلیمنٹوں کے دروازوں، قانون کی مجلدات، اور قلم و سیاہی کے نقوش سے نہ دو، بلکہ

و مناقب ہی انکی طرف منسوب ہو سکتے تھے اور صرف اچھا بیروں اور نیکیوں ہی کے وہ مضاف الیہ تھے - برائیاں اُسی رقت تک برائیاں تھیں، جب تک کہ وہ انسانوں سے سرزد ہوتی تھیں - پراگر پادشاہوں کی قدوسی کا دست ارادہ انکی طرف بڑھا، تو پھر وہ یکسر حسن و صواب ہو جاتیں !

ظلم و جبر، غصب و حرق و مال، تعذیب و رشیدانہ اور خونریزی سفاکانہ : یہ تمام سخت سے سخت انسانی جرائم و معاصی ہیں جن پر قانون کی طرح پادشاہوں کے درباروں سے بھی سزائیں دی جاتی تھیں - تاہم پادشاہ کیلئے سب جائز تھا - اگر ایک ڈاکو کسی ایک انسان کو زخمی کر دے تو اسکو پادشاہ سولی پر چڑھاتا تھا، لیکن اگر وہ خود ہزاروں انسانوں کا خون سیلاب کی طرح بہا دے، تو کوئی فہ تھا جس کو اس پر حق حرف گیری ہو - کیونکہ ظلم اُسی رقت تک ظلم تھا، جب تک کہ پادشاہ کی جگہ کسی دوسرے سے سرزد ہو - پادشاہ اگر ظلم کرتا ہے تو وہی عدل و انصاف ہے -

تاریخ میں فراعنہ مصر کے حالات لکھے ہیں، اور جبار بڑا بابل و کلدان کی مطلق العنانیوں اور معبودانہ اختیارات کے نقوش و آثار اب تک دریائے فرات کے کنارے کے کھنڈروں اور ٹیلوں کے اندر سے برآمد ہو رہے ہیں - علم آثار عتیقہ مصر (ایپتیا لوجی) میں ایسے نقوش و رسوم ہم نے دیکھے ہیں، جنہیں فراعنہ کے طریق تعذیب و قتل کے عجیب عجیب آلات کے نظارے دکھلائے گئے ہیں -
انہی نے اپنے قصور پر قاتلوں نے بڑی بڑی آبادیوں کے قتل عام کا حکم دیدیا تھا !

ہمارے کتب کلام و عقائد میں عدل باری تعالیٰ کے مباحث طباء علوم اسلامیہ نے پڑھ ہوئے - معاذلہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر عدل واجب ہے - شیعہ عام کلام میں بھی توحید و نبوت و امامت کے ساتھ عدل کو تسلیم کیا گیا ہے، مگر اشاعرہ کہتے ہیں کہ خدا پر کوئی شے واجب نہیں ہو سکتی - وہ ظلم بھی کرے تو ظلم نہیں - ظلم اُسی رقت تک ظلم ہے، جبکہ دوسرے کی ملکیت میں تصرف ہو - دنیا میں جو کچھ ہے وہ اُسی کا ملک ہے - اپنی ملکیت میں وہ جو چاہے کر سکتا ہے - لایسئل عما یفعل -

پادشاہت کے اختیارات بھی ایسے ہی تھے - جبکہ پادشاہ ”مالک رقاب الامم“ یعنی انسانوں کی گردنوں کا مالک تھا - اس کے ملک میں جو کچھ تھا، وہ اُسی کا اور اُسی کیلئے تھا، تو پھر بقول اشاعرہ، اپنی ملکیت میں تصرف خراہ کسی عنوان سے ہو، ظلم سے موسوم کیونکر ہو تا یفعل ! مایشاء و یختار

دنیا کی یہ غلامی عام اور انسانی حکمرانی کا تسلط بے روک تھا، مگر چھٹی صدی عیسوی میں جبکہ روم و ایران اور مصر و اسکندریہ جیسے مراکز علم و تمدن گرفتار تعبد انسانی تھے، عرب کے گمنام و مجہول خط سے یکایک انسانی حکومت کی جگہ خدا کی حکومت کا اعلان ہوا -

یہ اسلام کی آواز تھی، جس نے ایک طرف تو ان بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، جو حجاز کے معبد ابراہیمی کے اندر رکھے گئے تھے - دوسری طرف ان انسانی بتوں کو بھی سرنگوں کر دیا جو طوائف کرسیوں پر بیٹھ کر بندگان الہی کو اپنے آگے پیشکش دیکھنا چاہتے تھے - اسکا اعلان عام یہ تھا کہ : ”ان العکم الا اللہ“ حکومت کسی کیلئے نہیں - صرف اللہ ہی کیلئے ہے !!

بریفنگ

ہموا ہمام یناوا!

انگلستان کا مشہور رسالہ (ریڈواف ریڈوز) اپنی تازہ اشاعت میں لکھتا ہے:

”تاریخ عالم میں مشکل سے ایسی کوئی خطرناک اور جانفرما نظیر مل سکتی ہے، جیسی کہ پچھلے مہینے بلقان میں انقلاب کی حالت میں ظاہر ہوئی۔ اگرچہ موسم گرما ہی میں اس خطرہ کے آثار پائے جاتے تھے، تاہم امید باقی تھی کہ حلفائے بلقان اس سے اپنے مال غنیمت کو تقسیم کرینگے۔ روس نے پیشقدمی کر کے والے کودھمکی دی تھی اور اسی وجہ سے سینٹ پیٹرز برگ میں جو کانفرنس منعقد ہونیوالی تھی، اس میں انفعال معاملات کی توقعات عام طور پر امید افزا تھیں۔ بہادرانہ نمایاں فتوحات کی شرجینی کا رقت، اور ترکوں کو ہمیشہ کے لیے یورپ سے نکال دینے کی آرزو پوری ہونیکا زمانہ آگیا تھا۔

جو جوش مردانگی انہوں نے میدان جنگ میں دکھائے تھے، انکو اپنی اندرونی ترقی اور دیگر معاملات میں بھی صرف کرنے تھے۔ مگر بلغاریہ کے دل میں ہوس کا شیطان حشر کر گیا اور تمام جزیرہ نما پر قبضہ کرنے کے خیال میں پڑ گئی۔ اس بیہودہ کوشش میں اس نے افسوس کہ سب کچھ کھو دیا۔ سرریا سے اترتی اور رومانیہ جو موقع کی منتظر تھی، بیچ میں کود پڑی اور بلغاریہ اپنے ساتھیوں سے نہایت درجہ احمقانہ اور ذلیل طریقہ سے دست و گریباں ہو گئی۔

مگر اس سے بھی زیادہ سخت خطرناک اور افسوسناک واقعہ یہ تھا، جو ترکوں کے دوبارہ قبضہ ادرنہ سے ہمارے سامنے آیا۔ ترکوں نے لندن کی صاف کانفرنس کا کچھ خیال نہیں کیا۔ اپنی کھوئی ہوئی زمین بہت تھوڑی کوشش سے واپس لے لی۔ انہوں نے حقیقتاً بلغاریہ پر حملہ ہی کر دیا۔ کوئی مورخ اور نکتہ چیں بلغاریہ کے اس جرم کی معذرت نہیں کر سکتا کہ اس نے فتح کے بعد ذلت و نامرادی کی شکست کھائی۔ اسکی تقدیر کا فیصلہ واقعات کے نہایت سخت الفاظ میں ہو چکا ہے۔ افسوس صد افسوس غریب بلغاریہ! تجھے ہر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے! تین سو برس تک ترک تجھے ظلم کرتے رہے۔ آخر کار تجھے گلیڈستان کی اعلیٰ فصاحتوں نے اور وکٹر ہیگو (Victor Hugo) کی موثر تقریروں

[بقیہ پیہ کالم کا]

مرضی سب سے بالا ہے اور وہ اسے تسلیم کرنا نہیں چاہتا۔ لڑکے سامنے جاتے ہیں اور عاجزی سے التماس رحم کرتے ہیں، مگر ذات اقدس شاہانہ کے طرف سے جواب ملتا ہے کہ رحم سے بھی مقدم چیز شہنشاہی رعب و عظمت کی شان جلال و جبروتی کا تحفظ ہے، پس اب انسانوں کو صبر، اور زمین کے بسنے والوں کو سراطاعت ختم کر دینا ہی چاہیے۔

وہی شیخ الاسلام ہے جو مسلمانوں کے مذہبی مسائل کی نسبت فتوا دیتا، اور اس مجتہد اعظم اور صاحب امر آگے تمام علما کے فترے بیکار ہیں۔ کیونکہ وہ پادشاہ ہے اور پادشاہ جو چاہے کر سکتا ہے!

سطح زمین پر گزرنے والے واقعات کے اندر دکھلاؤ۔ جبکہ ۳۔ اگست کو کانپور کے اندر چند اینٹوں کے جمع کرنے کے جرم میں معصوم بچوں اور نہتی رعایا کا بے دریغ قتل عام کیا جا سکتا ہے، تو ہندوستان کی آئینی حکومت، حکام کی مسئولیت، قانون کا حکم عام، اور کونسل کے پر شوکت ہال کا حوالہ دینا بیکار ہے!

دنیا کے تغیرات پر ساری دنیا کا ایمان ہے، مگر سچ یہ ہے کہ اس پتھر سے بڑھکر اور کسی شے میں انجماد نہیں۔ یہ کبھی نہیں بدلتی۔ تغیرات اس کے لیے بے اثر ہیں۔ وہ اپنی چادر بدل دالتی ہے مگر اپنی صورت نہیں بدلتی۔ یہ ضرور ہے کہ جمہوریت و قانون نے شخصی پادشاہتوں کے تخت الت دیے ہیں جو زمین پر بچھائے جاتے تھے۔ لیکن وہ دل تو اب تک نہیں نہیں بدلے، جو انسانی خود پرستی و استبداد کے سینوں میں محفوظ ہیں!

اب وہ تخت زرنگار کم ہو گئے ہیں، جن پر مطلق العنانی کے دیوتا بیٹھکر اپنی پرستش کرتے تھے۔ لیکن ان مغروروں کی تعداد میں کچھ بھی کمی نہیں ہوئی جو بغیر تاج و تخت کے اپنی خود پرستی اور حاکمانہ گھمڈ کی پوجا کرنا چاہتے ہیں۔ لوگوں کے سر پر تاج نہیں، لیکن دماغوں میں حاکمانہ نخوت بدستور باقی ہے۔ پادشاہ کی زبان کی طرف اب ظلم منسوب نہیں ہوتا مگر قانون کے نام سے ظلم کیا جاسکتا ہے۔ پچے تخت مطلق العنانی پر بیٹھکر پادشاہت ہوتی تھی۔ اب قانون کے کتب خانوں میں بیٹھکر شہنشاہی کی جاتی ہے!

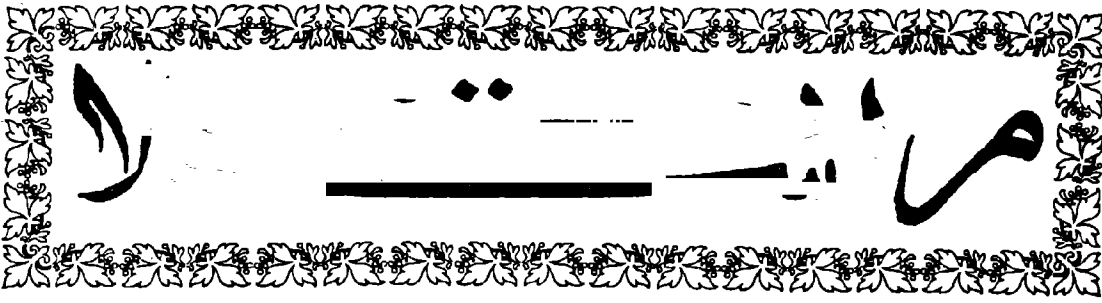
کیا ہوا اگر تاریخ قدیم کے مشہور شہنشاہ دنیا میں نہ رہے۔ (سرجمیس مسٹن) بالقابہ تو موجود ہیں۔ شہنشاہی کچھ سر پر تاج رکھنے ہی سے نہیں ہوتی۔ شہنشاہوں کا سا ادعا اور فرماں رواؤں کی سی ضد اس سر میں ہونی چاہیے، جو تاج سے چھپائے جاتے تھے۔ تاریخ قدیم کو اگر اپنے دور شخصیت کے اسے شہنشاہوں پر ناز ہو جنہوں نے اپنی خواہش کے آگے تمام درباریوں کی آہ و زاری اور سعی و سفارش کی پروا نہ کی، تو آپ بھی (سرجمیس مسٹن) کو بلا تامل پیش کر دے سکتے ہیں، جو اس دور قانون و آئین میں کڑوروں انسانوں کی منت و التجا کو بے نیازانہ ٹھکرا دیے کا فخر کر سکتے ہیں۔

ایک مطلق العنان شہنشاہی کے ضروری اجزا کیا ہیں؟ اچھی طرح تلاش کر کے چند لازمی اوصاف چھانٹیں اور پھر ایک ایک کر کے سامنے لائیں۔ ایک شہنشاہ کیلئے پہلی بات یہ ہے کہ اس پر قانون کی حکومت نہ ہو بلکہ قانون اسکی زبان کے ماتحت ہو۔ وہ اپنے ارادے میں مطلق العنان، اور اپنی رائیوں میں انسانی مشورے سے بے پروا ہو۔ وہ جو چاہے کر گزرے مگر رعایا کو کوئی حق نہ ہو کہ اپنی خواہش کی تعمیل کا مطالبہ کرے۔ اسکی ہر راے صواب، اور اسکا ہر فعل عدل ہو۔

قانون کہتا ہے کہ مساجد محفوظ ہیں مگر سرجمیس مسٹن کے لیے یہ بالکل بے اثر ہے، کیونکہ مسجد کے ہونے نہ ہونے کا فیصلہ انکے ہاتھ میں ہے نہ کہ کسی اور کے۔ وہ چونکہ کہتے ہیں کہ کانپور کی مسجد کا متنازعہ فیہ حصہ مسجد نہیں ہے، اسلیے انکے اوپر کوئی نہیں جو کہے کہ ایسا نہیں ہے۔

مطلق العنانی کے یہی معنی ہیں کہ جو چاہیں کر گزریں اور اس شہنشاہ اعظم نے بھی جو چاہا کیا۔

ایک پوری قوم کہتی ہے کہ یہ مسجد ہے اور مقدس۔ مگر وہ بالکل مجبور نہیں کہ کسی انسانی راے کو تسلیم کرنے کیلئے مجبور کیے جائیں۔ علمائے دینی کا فتوا بھی بیکار ہے۔ کیونکہ پادشاہ کی



دعوت و تبلیغ اسلام

ایڈیٹر الحلال اور اشغال سیاسیہ

(از جناب نواب حاجی محمد اسماعیل خاں صاحب رئیس دتاولی)

میں نے الحلال کے اکثر مضامین کو بغور پڑھا ہے اور مجھ کو اس کے عرض کرنے میں بالکل ناممل نہیں ہے کہ آپکا طرز تحریر اور طرز ادائے خیالات نہایت اعلیٰ اور مرتب ہے۔ آپکی معلومات دینی نہایت وسیع ہیں۔ اور مسلمانوں میں ایسا وسیع المعلومات اور فہم البیان بزرگ انکے واسطے باعث فخر ہے۔ مگر میں اس عرض کرنے کی معافی چاہتا ہوں کہ آپکے سیلاب بیان کا بہار فائدہ رسالہ شکل اور صورت میں نہیں ہے، اور اس لحاظ سے میں قابلِ غور ہوں اگر اپنی رائے کا خلاصہ عرض کروں۔

چونکہ جناب کے خیالات کا رجحان مذہب کی طرف خاص ہے اس واسطے اگر جناب اسی حصہ کار کو جو مذہب اسلام کی اشاعت سے تعلق رکھتا ہے، اختیار فرمائیں، تو بالیقین آپکی ذات ستودہ صفات مسلمانوں کے واسطے بے حد مفید ہوگی۔ مجھ کو نہایت افسوس ہے کہ عمرے علمی یا مذہبی ذرات اپنا حصہ زندگی پالی ٹیکس میں جاد صرف کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ مثلاً خود جناب، یا جناب مولانا شبلی اسکی مثال ہو سکتے ہیں۔ کاش اگر آپ حضرات اپنی قابلیت صرف اعلائے کلمۃ اللہ کے واسطے وقف کر دیں تو پالیٹیکس کی نسبت بہت زیادہ مفید ثابت ہو۔ علی الخصوص اسرجہ سے کہ شاہ راہ ترقی اسلام بالکل دیران ہے۔

ذکرہ العالما کی وجہ سے مجھ کو بہت امید بندھی تھی کہ ہم میں روشن خیال عالم پیدا ہو جائینگے۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کی بد نصیبی کا بادل اوسپر بھی برسے بغیر نہ رہ سکا۔ بظاہر چند سالوں میں یہ انسٹی ٹیوشن بند ہو جائیگا یا مسلمانوں کے کاموں کے قابل مضحکہ ہونے کی ایک جدید مثال بن جائیگا۔ یہ تو ایک جملہ درمیانی تھا۔ میں نے چونکہ جذب کی خدمت والا میں عرض کرنے کو کام اڑھایا ہے، لہذا اسکی بابت میں ختم کلام کرنا۔ یعنی اس زمانہ میں اشاعت مذہب اسلام کی ہندوستان کے اندر اور دوسرے ملکوں میں سخت ترین ضرورت ہے اور مذہب اسلام کی زندگی کے اعتبار سے مجھ کو یقین کامل ہے کہ یہ تعلیم ممالک متمدنہ میں ضرور قابل ترجمہ اور لائق قبول ہوگی۔ بشرطیکہ موزوں اور مناسب طریقوں سے واقف اور ماهر علوم و روشن خیال بزرگوں کے ذریعہ اراکے روبرو پیش ہو۔

پس میری رائے میں آپ اپنی قابلیت، اولوالعزمی، اور قوت تحریر و تقریر کے لحاظ سے اگر اس کام کو شروع کریں تو اسکی واسطے سرمایہ بہم پہنچ سکا آسان ہے۔ اور نیز یہ کام بھی چل نکلے گا۔ اور نہایت خوشی ہوگی کہ آپکی قوت بجائے بیجا خرچ ہونے کے بر محل اور کار آمد ہو جائے گی۔

میں اپکو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے نیک نیتی سے یہ عریضہ لکھا ہے، اور میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور آپکی دل سے تعظیم کرتا ہوں۔

نے چونکا کر آزاد کرایا۔ یورپ کے اخبار نویسوں کی جماعت نے تیرا ساتھ دیا، اور اس سے بھی زیادہ یہ کہ روس نے تجھ کو اپنے خزانے، اپنے سامان، اور اپنے آدمیوں سے مدد دی۔ لیکن افسوس کہ تو نے وقت کی قدر نہ کی، اور آزاد ہو کر پھر غلام بن گئی!!

مسئلہ عرب

الفتنة نائمة، لعن الله من يقظها

عمان کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک امام عمان برابر فتوحات حاصل کر رہا ہے۔ نزرا کے قریب کے چند مقامات، جیسے اسٹک، ذکی، اولی، وغیرہ پر قبضہ کر چکا ہے۔ ذر مخر الذکر شہروں کے قلعے سختی کے ساتھ حملہ آوروں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ سمیل پر بھی حملہ کی تیاری میں ہے۔ سمیل ایک اہم مقام ہے اور مسقط کے درہ خاص پر حکمران ہے۔

اپنی جگہ پر سعید فیصل بھی دوسرے ساحلی مقامات سے فوج فراہم کر کے اپنی اگن بوت "نور البحر" پر سمیل کے قریب بھیج رہا ہے تا کہ اسکی فوج بندی کر کے اپنے دارا سلطنت اور انقلابیوں کے درمیان ایک سد حائل کر دے۔ سید محمد سعید (نامہ نگار نیر ایست کا عمانی دوست) اپنے ایک خط میں لکھتا ہے:

"حالات بد سے بد تر ہو رہے ہیں۔ نئے امام نے سمیل پر قبضہ کر لیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب سید فیصل نے تھوڑی سی فوج کے ہمراہ اپنے لڑکے سید نادر کو نذر کی تسخیر کے لیے روانہ کیا تھا، تو اسی وقت اس کوشش کی قسمت، میں نا کامی لکھ دی گئی تھی۔ سید نذریہ دیکھتے کہ تعلیمات کی بجا آوری نا ممکن ہے، سمیل چلا گیا۔ جہاں اس نے اس فتنہ کے دبانے کی کوشش سے پہلے مزید کمک کا انتظار کیا۔ لیکن اس عرصہ میں امام نے کئی شہروں پر قبضہ کر کے حیرت انگیز کامیابی حاصل کر لی تھی۔ ۶ جولائی کو امام اور اسکی فوج نے بشتون کی معیت کی بدولت شہر پر قبضہ کر لیا۔ سید نادر اور اسکی فوج نے قلعہ میں پناہ لی۔ وہ اس مراسلت کی تحریر کے وقت ساعت بسماعت اپنی گرفتاری کی توقع کر رہا ہے"

اپنے آپ کو بے بس دیکھ کر سید فیصل نے حکومت ہند سے درخواست کی ہے کہ اسکو مدد دیجائے، تاکہ وہ اپنے لڑکے کی مدد اور مسقط کی مدافعت کر سکے۔ اس موقع پر عمانیوں نے یہ ظاہر کیا کہ انہیں اپنے سلطان کے ساتھ وفاداری بالکل نہیں رہی۔ انہیں سے ایک بھی اسکی مدد کرنا نہیں چاہنا۔ سلطان کی درخواست پر بوشہر سے چار سو سپاہی آگئے ہیں۔ انکے علاوہ بمبئی سے بھی ایک ہزار سپاہیوں کے آنے کی امید ہے۔

یہ فتنہ خرابیدہ کی ایک نئی مگر بے وقت کی بیدازی ہے، جسکا سامان مدتوں سے موجود تھا، اور اب انگلستان کیلئے مسئلہ عرب کے متعلق بہت سے عمدہ کام شروع ہو جائیں گے۔

فالہ وانا الیہ راجعون

تایخ حیات اسلام

مذہب اذان ہند کا ایک ورق

شہداء کانپور اعلیٰ اللہ مقامہ

تقاضا کر رہی ہے مجھ سے یہ میڈی پریشانی
مسلمانوں کی حالت پر کروں کچھ، مرثیہ خوانی
تماشا دیکھیں اندرہ و حرمات بوقتے جاتے ہیں
سرشک خون سے کس کس کی جالے گی مہمانی؟
شہیدان ستم کا خون بول آئے گا لاکھوں میں
چھپائے سے نہیں چاہئے کی ظالم کی ستم رانی
بہارے خون پانی ہوئے کسکا آج مسجد میں؟
ہوئی ہے مذبح ہندوستان میں کسکی قربانی؟
مسلمانو یہ گھر میں بیٹھ کر روئیے کیا حاصل
یہی اسلام کا شیرہ، یہی ہے کیا مسلمانہ؟
کمرہمت کی باندھو، آٹھ کھڑے ہو نام حق لیکر
تمہارا فرض ہے اپنی مساجد کی نگہبانی
خدا کی راہ میں جو جان تک قربان کر بیٹھے
تمہارا فرض ہے انکے لیے اب زر کی قربانی
ہوئے صید مصائب اسقدر اب آرہی ہوئے
نہ چھوڑی ایسی حالت میں بھی گرم نے تن آسانی

(سید محمد قمر الدین قمر حیدر آبادی - منیجر انصاریہ مدیکل)
(ہال بمبئی)



مصیبت زدگان کانپور کی دائمی اعانت

دائمی اعانت کی پہلی مثال جلیل



از جناب مولانا محمد علی صاحب طبیب سیشن جم مرہ روزنگل علاقہ نظام
شہدائے موصوف کے بیوگان اور اشخاص زیر کفالت کے لیے اور
انکے یتیم اطفال کے لیے تا ختم تعلیم و عمر رشد، کفالت کرنی
چاہیے - اسوقت جوش میں امدادی رقوم کا جمع ہو جانا ممکن
ہے - اس سے کوئی مکان یا دکانات یا باغات الغرض کوئی جائداد
غیر منقولہ لیلی جائے - یا کسی تجارت میں شرکت کی جائے اور
اسکی آمدنی سے ہمیشہ انکی اعانت ہوتی رہے -

میں اپنی ذات سے اتنا کر سکتا ہوں کہ حق الامکان اپنی
حیات تک پانچ روپیہ ماہانہ دیتا رہوں گا، لیکن ایسے انتظام کی
توقع ہمارے دوسرے مسلمان بھائیوں کے مذاق کے لحاظ سے کیسے
دشوار ہے - اور اگر خدمت گزاران رتاء شہدا کو ایسی تفیق خدا
کرامت فرمائے، تو زہر قسمت - اسکا جواب جلد عناء!

میں ایک ضعیف القلب اور کثیر الهموم اور رشتہ داروں کے
شخص ہوں - اسوجہ سے میرے مزاج میں سراسیمگی کی حالت
رہا کرتی ہے اور کسی ادنیٰ سے واقعہ کی خبر سے بھی غیر معمولی
طریقہ متاثر ہو جاتا ہوں - آپکی آزادانہ اور بے باکانہ
حق گوئی دیکھ کر میرے قلب کی حالت دگرگوں ہو جاتی ہے -

مجھکو یاد نہیں کہ جناب سے نیاز حاصل ہے یا نہیں؟ لیکن اب
میں "الہلال" کے سبب سے جناب کو ضرور اچھی طرح جانتے
کا فخر کر سکتا ہوں، اور ہم دونوں کے الحمد للہ مسلمان ہونے اور اس
رجہ سے کہ مسلمانوں پر یہ سخت وقت ایسا ہے کہ اگر اب بھی
غفلت اور غرور کیا گیا تو شاید ایذہ تباهی ہی تباهی نظر آتی ہے
میں نے ان سطوروں کے لکھنے کی دیرے دیرے جرات کی ہے -
کش جناب مجھ سے اتفاق کر لیں، اور اپکا دریائے خیال اس طرف
بہنے لگے، جس طرف پانی کی ضرورت ہے تو مسلمانوں کا بے حد
فائدہ ہو -

میری صغر سنی میں ایک زمانہ تھا جب پبلک معاملات کو
گورنمنٹ کے حضور میں پیش کرنے والے ناپید تھے، اگر اس زمانہ
میں جناب الہلال کو پالی ٹکس کے واسطے نکالنے تو شاید موزوں
ہوتا مگر اب تو ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے بلکہ شاید ضرورت سے
زائد وہ اشخاص پیدا ہو گئے ہیں جو اس کام میں لگ رہے ہیں -
بدینہجہ اگر جناب اسی میں انحصار وقت کر دینگے تو کوئی
مفید اضافہ نہ ہوگا - بلکہ اگر آپ حلم و بردباری سے سننا چاہیں
تو بادب گذارش کرونگا کہ کبھی کبھی جناب کا جوش و خروش
اپنے بیگانوں کی راحت میں خلل انداز بھی ہو جاتا ہے - الغرض
جناب کی توجہ اشاعت اسلام کے واسطے محدود ہو جائے تو بے حد
فائدہ رساں مسلمانوں کے واسطے ہو - میری رائے میں یہ ایک
فرض کفایہ ہے جس سے سبکدوشی اس وقت تک نہ ہوگی جب
تک کہ کچھ مسلمان اس کام کے واسطے اپنے تئیں وقف نہ کر دینگے -
اور جناب کا رجوع باجود اس بار کے اوتھانے کے ہر طرح قابل اور
اسکا ہر طرح اہل ہے - آپکا ادنیٰ خادم اور دینی نیازمید
اسماعیل

الہلال

نہایت معذور ہوں کہ جناب نے ایک نہایت مفید اور ضروری
بعثت چھیڑ دیا - انشاء اللہ عنقریب تفصیلی طور پر اپنی
معروضات خدمت والا میں پیش کرونگا -

(اعلان)

مولانا ابوالکلام ایڈیٹر الہلال

کی لکھی ہوئی حضرت سرمد کی اردو زبان میں پہلی سوانح
عمری جسپر خراجہ حسن نظامی حسب ذیل رائے دیتے
ہیں کہ باعتبار ظاہر اس سے اعلیٰ اور شاندار الفاظ آجکل کوئی
نہیں جمع کر سکتا - اور باعتبار معانی یہ سرمد کی زندگی و مروت
کی بحث ہی نہیں معلوم ہوتی - بلکہ مقامات درویشی پر ایک
مستانہ اور البیلا خطبہ نظر آتا ہے - "قیمت رہی
دہائی آنے (۰۲) -

آنے والے انقلابات

کے دریافت کا شوق ہو تو حکیم جاماسپ کی نایاب کتاب
جاماسپ نامہ کا ترجمہ طلب فرما کر دیکھئے - جو ملا محمد الہادی
ایڈیٹر نظام المشائخ نے نہایت فصیح اور سلیس اردو میں کیا ہے -
پانچ ہزار برس پہلے اس میں بحساب جفر و نجوم آج تک کی
بابت جسقدر پیشین گوئیاں درج کی گئی تھیں وہ سب ہو بہو
یورپی آئری - مثلاً بعثت آنحضرت صلعم - معرکہ کربلا - خاندان
تیموریہ کا عروج و زوال وغیرہ وغیرہ - قیمت رہی دہائی آنے (۰۲)

المشہد

منیجر رسالہ نظام المشائخ و درویش پریس دہلی

حاضر ہو گئی۔ یاد رہے کہ تمہارے بھائیوں کے دلوں پر تمہارے یوں چلے جانے سے جو کاری زخم لگا ہے، وہ ہمیشہ ناسور بنا رہیگا۔ مسٹر ٹالپر کی گولیوں کی دھواں دار بو چھڑے اور اس کے سنگینوں کی چمک بجلی کی طرح مدتوں تک ان کے کانوں میں گونجتی اور آنکھوں میں چمکتی رہیگی۔ ان کے دل ہمیشہ تمہاری یاد میں بیٹاب و بے قرار رہیں گے۔ تمہاری بیگم اور بے بسی کی حالت ان کی آنکھوں کو مدتوں خون کے آنسو رو لائیگی!!
(خان محمد قریشی "از کا مارہ شریف")

فہرست زر اعانہ ہاجرین عثمانیہ

(۱۲)

پلی آنہ رربہ		
۲	۰	جناب محمد جان ازدھلی
۴	۰	جناب خیر الدین صاحب - قصور - لاہور
	۰	جناب عبدالکریم خان صاحب - ریمارا چندراپٹ - کورگ
۲	۰	جناب محمد ابراہیم صاحب - بلدانہ
	۰	جناب معین الدین احمد صاحب قدرائی - ندرہ لکھنؤ
۳	۰	ایک بزرگ از بھنگ نڈہ
۶	۴	ازرقف شیخ ولایت علی صاحب
۱۰۰	۰	مرحوم شہر لکھنؤ
۱۲۲	۴	میزان
۹۱۱۲	۶	سابق
۹۲۳۴	۱۰	میزان کل

فہرست زر اعانہ دفاع مسجد مقدس کانپور

(۳)

جناب بزرگان - بیٹہ (پتہ) بذریعہ		
۲۳	۴	انجمن اتحاد
۵	۰	جناب محمد جان صاحب ازدھلی
	۰	جناب مستری غلام محمد صاحب کھڑی ساز
۱	۰	بھارل پور
۸	۰	جناب غلام نبی صاحب خٹاٹ بھارل پور
۹	۰	جناب جلال الدین صاحب
۳۰	۵	میزان
۸۷۶	۱۴	سابق
۹۰۷	۳	میزان کل

فہرست زر اعانہ ہمدرد و کامرید دھلی

ایڈیٹر الہلال		
۱۰۰	۰	جناب محمد افضل خان صاحب ررہی
	۰	منیجر کچھہ بلوچستان
	۰	جناب سید قمر الدین صاحب
۲	۰	قمر بھٹی
۲	۰	جناب صغیر احمد صاحب بمبئی
۱	۰	جناب سید باقر حسین صاحب بمبئی
	۰	جناب سید محی الدین صاحب بمبئی
۱	۰	جناب جان محمد صاحب - ٹرنجی - برہما
۱۰۲	۵	میزان

میں اس بات کے مکرر عرض کرنے کی معافی چاہتا ہوں کہ جناب اپنے اظہار آرا میں کسی قدر لیسٹ استعمال ضرور فرمایا کریں کہ زمانہ حق کوئی کا نہ رہا۔ تاکہ آپکا ہلال زیادہ عموماً قلم کے کان کھلتا رہے۔ ہمارے ہنوز خواب غفلت سے کدیں چڑکے ہیں۔ ہم کو بیدار کرنے اور اٹھا کر کھڑا کر دینے کی سخت ضرورت ہے۔ ہماری رفتار میں ابھی ہزاروں رکاوٹیں ہیں۔ الغرض حالات زمانہ کی رعایت سے ہمارے غافل نہ ہونا چاہیے۔ والسلام۔ ناچیز سید محمد علی طبیب سیشن جج صوبہ ررنگل

انجمن رفاہ المسلمین نندورہ لعل گنج ضلع پرتاب گڈہ کا ایک جلسہ ۵ - ستمبر بروز جمعہ سنہ ۱۳۹۱ھ کو منعقد ہوا۔ مولوی سید محمد اختر صاحب مدرس مدرسہ تبلیغ الاسلام اور مولوی حبیب اللہ صاحب صدر انجمن نے وعظ بیان فرمایا اور واقعہ کانپور کا نہایت رضاحت کے ساتھ تذکرہ کر کے زر اعانت امداد مظلومان کانپور کی تحریک کی۔ مبلغ ۱۲۵ روپیہ ۶ - آنہ علاوہ زیورات اور کپڑے کے اوسی وقت وصول ہو گیا۔ مولوی محمد یوسف شاہ صاحب معلم عربی کانوں میں گشت لگا کر نہایت درد ناک آواز میں شعر ذیل پڑھتے ہوئے دروازہ دروازہ گئے اور لوگوں سے وصول کیا:

اے خاصہ حاصل رسل وقت دعاے

آسمان پہ تیری آئے عجب وقت پڑاے

یہ عجیب موثر رسالہ تھا۔ اس مناجات سے سارا گاؤں گونج رہا تھا۔ انجمن کے طرف سے چندہ کی برابر کوشش جاری ہے۔ جناب شمشیر خان صاحب رئیس کیمپ کی محنت رجاں نشانی کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا۔

خادم قلم - محمد یوسف - سکریٹری انجمن رفاہ المسلمین نندورہ لعل گنج ضلع پرتاب گڈہ

زمین و آسمان کا ماتم

زمین و آسمان نے تیری بربادی کی تھانی ہے
سنبلہ مسلم! یہ قرب روز معشر کی نشانی ہے
جو جینا ہے تو مرنا ہے جو مرنا ہے تو کیا ڈرنا؟
سوائے دھرمانی میں ہر اک شے آنی جانی ہے
دنیا دیکھ رہی ہے کہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں پر مظالم و مصائب کی آگ برس رہی ہے۔
مرا کرے مسلمان، فرانس کے آنشکدہ کا ایندھن بن رہے ہیں۔
عربوں کی ہڈیاں صحراء طرابلس میں ٹھوس کر کے کھا کر کم ہو گئیں۔ پھر مسیح کے مسکین و غریب بلقانی بھڑوں کے رحم و انصاف کا سیکل اٹھا، جس نے ہزاروں خان و مان والوں کو بے ہوسہ کر دیا، اور بیگناہوں کے خون کی ندیاں بہا دیں!
ابھی ابھی کانپور میں جو شعبان ہی میں معلوم آگیا، اسے دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس خونین منظر کا درد ناک نظارہ، قرعہ ناری کی شکل اختیار کرے، مدتوں اسلامی دنیا کے داروں میں آتش ماتم کو مشتعل رکھے گا!!

تمام دنیا اپنی حکومتوں کو اپنے مال سے خراج اور ٹیکس دیتی ہے۔ مگر مسلمان خون سے بھی خراج ادا کیا کرتے ہیں۔
انہیں اسے کانپور کے شہید! تم اپنی مظلومیت لیکر عالم بالا کو چلے۔ زمین پر تمہارا خون کیڑوں مکوڑوں کے حوالے ہوا اور تمہاری نعش کو پھولوں کی چادر نصیب نہ ہوئی۔ تمہاری روح پاک ضرور رب العالمین کی بارگاہ میں داد خواہی کے لیے



حاکا موہی کسم

س کا مصرف: کرم صرف بالوں کو چکنا ہی کرتا ہے تو اس کے بے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھلروں یا مصالحوں سے بھا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدانہ رہے۔ لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں بعض نمود اور نمائش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متقدم نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جواب دے بنا بریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی روایتی تیلوں کو جانچ کر "مرہنی کسم تیل" تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد ملی ہے بلکہ مرچہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جس کے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کم چل نہیں سکتا۔ یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیر پا ہونے میں لاجواب ہے۔ اس کے استعمال سے بال خراب گھنے آگتے ہیں۔ جڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے در نہ سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اس کی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سرتا ہے۔

تمام درافروشن اور عطر فروشن کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ معصول ڈاک -

۱۰۰۰ یو اے ڈالر

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجا یا کرتے ہیں، اس کا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو درخانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ گولی حکیمی اور مفید پینٹ درازوں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آ سکتی ہے۔ ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزار ہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اس کے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے۔ مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اس کی بدولت بچتی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے

ہر قسم کا بخار یعنی پڑانا، بخار - مرمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار، جسمیں درم جگر اور طحال بھی لاحق ہو، یا وہ بخار، جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سوسمی سے ہو یا گرمی سے - چٹکی بخار ہو - یا بخار میں درہ سر بھی ہو - کلا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ کلثیاں بھی ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بعینہ خدا در کرتا ہے، اگر قفا پالنے کے بعد بھی استعمال کیجئے تو بھوک بڑھ جاتی ہے، اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چٹکی و چالاکی آجاتی ہے، نیلز، آسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاهلی رہتی ہو - کم کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تریہ تمام شکایات بھی اس کے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت: بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بلوہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام درکاروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

۲۰۰۱ ہر دروہرا انٹر

ایچ - ایس - عند الغنی کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳
کولو گولہ اسٹریٹ - کلکتہ

[۳۶]

خبر اب سیدہ تاب

ہمارا دعویٰ ہے کہ جتنے خضاب اس وقت تک ایجاد ہوئے ہیں، ان سب سے خضاب سیدہ تاب بڑھ کر نہ نکلے تو جو جرمانہ ہم پر کیا جارہا ہم قبول کریں گے - دوسرے خضابوں سے بال بھورے یا سرخی مائل ہوتے ہیں - خضاب سیدہ تاب بالوں کو سیاہ بھونرا کر دیتا ہے - دوسرے خضاب مقدار میں کم ہوتے ہیں - خضاب سیدہ تاب اسی قیمت میں اس قدر دیا جاتا ہے کہ عرصہ دراز تک چل سکتا ہے - دوسرے خضابوں کی بونا گوار ہوتی ہے - خضاب سیدہ تاب میں دلچسپد خوشبو ہے - دوسرے خضابوں کی اکثر بد شیشیاں دیکھنے میں آتی ہیں، اور دونوں میں سے در مرتبہ لگانا پڑتا ہے - خضاب سیدہ تاب کی ایک شیشی ہر کی، اور صرف ایک مرتبہ لگایا جائیگا - دوسرے خضابوں کا رنگ در ایک روز میں پھیکا پڑ جاتا ہے، اور قیام کم کرتا ہے - خضاب سیدہ تاب کا رنگ روز بڑھتا جاتا ہے، اور در چند قیام کرتا ہے - بلکہ پھیکا پڑتا ہی نہیں - کہوتیاں بھی زیادہ دنوں میں ظاہر ہوتی ہیں - دوسرے خضابوں سے بال کم اور سخت ہوجاتے ہیں - خضاب سیدہ تاب سے بال نرم اور گنجان ہوجاتے ہیں - بعد استعمال انصاف آپ سے خود کہلائیگا کہ اس وقت تک ایسا خضاب نہیں ایجاد ہوا - یہ خضاب بطور تیل کے برش یا کسی اور چیز سے بالوں پر لگایا جاتا ہے - نہ باندھنے کی ضرورت نہ دھونڈی حاجت - لگانے کے بعد بال خشک ہوئے کہ رنگ آیا - قیمت فی شیشی ایک روپیہ زیادہ کے خریداروں سے رعایت ہر کی - معصول ڈاک بذمہ خریدار - ملنے کا پتہ :

کارخانہ خضاب سیدہ تاب کٹر، دل سنکھ - امرتسر

ریویو آف ویلیجنز - یا - اہلب عالم پر دنیا

اردو میں ہندو مذاہب اور انگریزی میں یوروپ امریکہ و جاپان وغیرہ ممالک میں زندہ مذہب اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنے والا - معصوم نبی علیہ السلام کی پاک تعلیم کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں - اس کا دور کرنے والا اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے والا بھی ایک پرچہ ہے جس کو مرسد دینی دنیا کے سامنے پیش کرنے کے قابل سمجھا ہے - اس رسالے کے متعلق چند ایک راوی کا اقتباس حسب ذیل ہے :-

البیان لکھنؤ - ریویو آف ویلیجنز ہی ایک پرچہ ہے جس کو خالص اخلاقی پرچہ کہنا صحیح ہے - مری میں المنار اور اردو میں ریویو آف ویلیجنز نے بہتر پرچہ کسی زبان میں شایع نہیں ہوئے - اس کے زور اور مضامین پر علم و فضل کو نواز ہے -

کریسٹن لور پول - ریویو آف ویلیجنز کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ہوا ہے - ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاہل موسیٰ الزام لگایا کرتے ہیں - اس کی تردید میں نہایت ہی فاضلانہ مضامین اس میں لکھا گیا ہے - جس سے عہدہ مضروب آج تک ہمارے نظر سے نہیں گذرا -

مستغروب صاحب امریکہ - میں یقین کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دنیا میں مذہبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لیے ایک نہایت زبردست طاقت ہوگی - اور یہی رسالہ ان رزکوں کے دور کرنے کا ذریعہ ہوگا - جو جہالت سے سہائی کی راہ میں ڈالے گئے ہیں -

ریویو آف ریویو - لندن - صربی ممالک کے باہنوں کو جو مذہب اسلام کے زلہ مذہب ہونے کے مضروب سے دلچسپی رکھتے ہیں چاہیے کہ ریویو آف ویلیجنز خریدیں -

وطن لاہور - یہ رسالہ بڑے پایہ کا ہے - اس کی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور عمیق ہوتی ہیں - جیسی کہ اس رسالہ میں درکار ہے حالانکہ قلم انگریزی پرچہ ۲ روپیہ - اردو پرچہ ۲ روپیہ - نمونہ کی قیمت انگریزی ۳ آنہ - اردو ۲ آنہ - تمام درخواستیں بنام منیجر میگزین ناہیاں - ضلع گورداسپور آتی چاہئیں -

[rr] ایک نئی قسم کا کاروبار

نمبر ۱۵/۱ رهن استریٹ - ڈالخانہ ریلوے - کلکتہ

منیجرو دی هلال ایجنسی
نمبر ۵۷ مولوی اسمعیل اسٹریٹ
دکانخانہ، انتالی - کلکتہ

[۳۲]



۱۸۔ سائز اٹھ رو زمین ایک مرتبہ کہی دیجائے گی چاندی کی ٹنگل کیس دعتہ ذیل کیس علی گاہنی ایک سال
۱۵۔ سائز چاندی ذیل کیس کروڑا یوز فرس شہرت میں ثانی نہیں رکھتی سلندری علی یومہ گاہنی سال
۱۶۔ سائز ایسٹ اینڈ وایچ کیورر پلو سے من کاؤڈیور کے لئے سلور کیس نوروپہ بارہ آٹہ گاہنی سال
نوٹ۔ کہیں من رکھنا منظور ہوتا تو تین مہی دس ماہ سال کی گاہنی دیکھتا تھا

لیم۔ اے شکور اینڈ کو، ۱۵ ویسی اسٹریٹ ڈاکخانہ، دھرتی کلکتہ

M. A. Shakoor & Co. 5/1, Wellesley Street P. O. Dharamtallah, Calcutta.

{ , }

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی کی وجہ سے پتلے دست پیت میں درد اور قے اکثر ہوجاتے ہیں۔ اور اگر اسکی حفاظت نہیں ہر لی تو ہیضہ ہوجاتا ہے۔ بیماری بڑھ جانے سے سندھالنا مشکل ہوتا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل عرق کانور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو۔ ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں جاری ہے، اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری دوا نہیں ہے۔ مسافرت اور غیر وطن کا یہ سانبہ ہے۔ قیمت فی شیشی ۴۔ آنہ ڈاک محمول ایک سے چار شیشی تک ۵۔ آنہ۔

{ , }

ہندوستان میں ایک نئی چیز بچے سے بڑے تک کو ایکساں
فائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل رعایا والے کو گھر میں رکھنا چاہیے ۔
تازمی دلا بلی ہودینہ کی ہری پتلیں سے یہ عرق بنا ہے ۔ رنگ
بہی پتوں کے ایسا سبز ہے ۔ اور خوشبو بہی تازمی پتلیں کی سی
ہے ۔ مندرجہ ذیل امراض کی واسطے نہایت مفید اور آکسیر ہے :
نفخ ہر جانا ، کھٹا ذکار آنا ۔ درد شکم ۔ بد ہضمی اور متلی ۔
الطہاک ہونا ریاہ کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے ۔
قیمت فی شبھی ۲۰ آنہ معمول ذاک ۵۰ آنہ
پوری حالت نہایت قیمت متواکر ملاحظہ کرائیے ۔
نوٹ — ہر جگہ میں اچھا نام مشہور دوا فروش کے یہاں ملتا ہے ۔

ڈاکٹر ایس کے برمن - مشین ساز چندوٹ اسٹریٹ کلکتہ۔



[iv]

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا إِنَّا عَاظُمُوكُم بِكَيْدٍ مُّؤْتَمِنٍ
الْقُرْآنُ الْمَكِيدُ

الْمَسْأَلَةُ

ایک ہفتہ وار مصور سالہ

میرسول مخصوصی

احمد علی خان لکھنؤی

مقام اشاعت
۱-۲ مکلادہ اشتریک
کے آگے

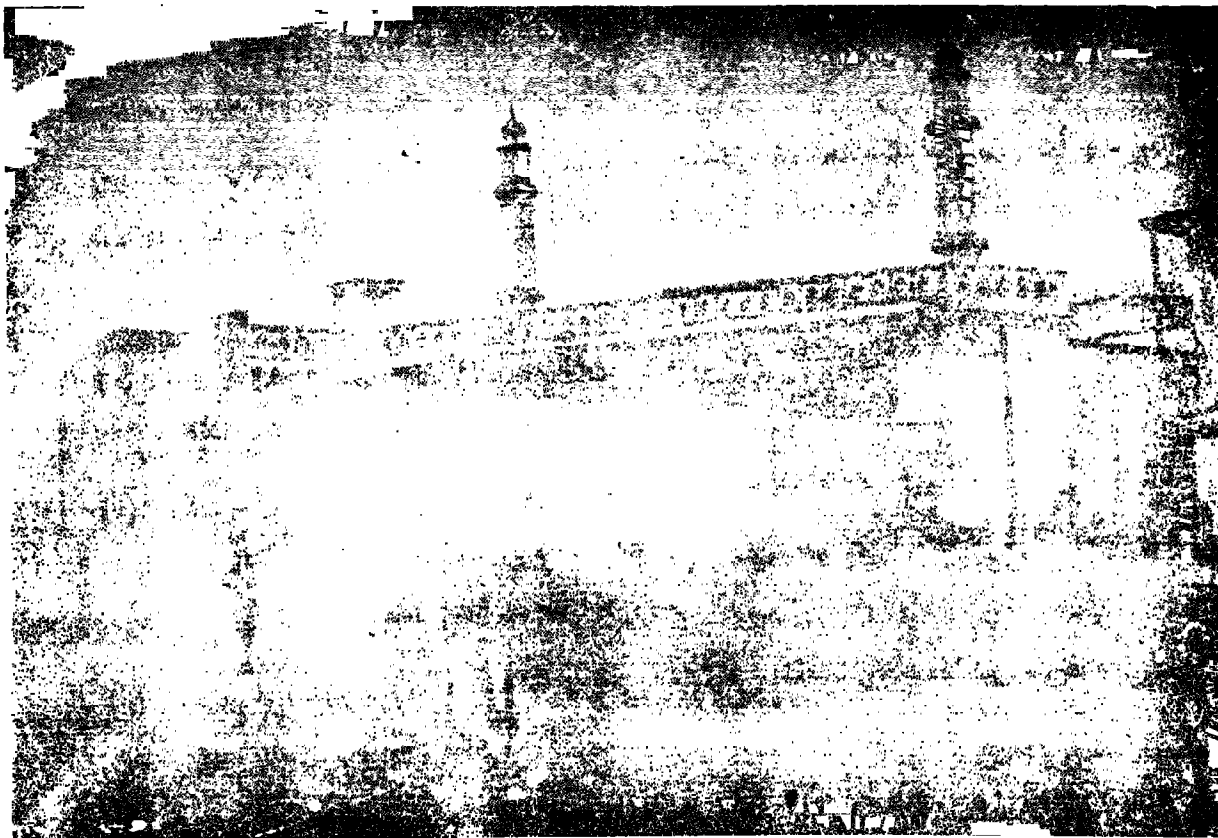
قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
شہامی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۳

کلکتہ: چہار شنبہ ۲۲ - شوال ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, September 24, 1913.

نمبر ۱۳



- (۱) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی۔
- (۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کر لیں اور اگر تین یا چار ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں۔
- (۳) لمبر کے لئے چار آنے کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے ری - پی کی اجازت۔
- (۴) نام ریپیٹر خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے۔
- (۵) خط و کتابت میں خریداری کے نمبر اور بذخ خط کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
- (۶) مافی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پوز نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں۔
- نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیلی کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہو جائیں تو دفتر اس کے ذمہ دار نہ ہوگا۔

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد	فی	فی	نصف	چوتھائی	چوتھائی کالم سے کم
	صفحہ	کالم	کالم	کالم	فی مربع انچ
مرتبہ	رہیبہ	رہیبہ	رہیبہ	رہیبہ	رہیبہ آنہ
ایک	۱۵	۱۰	۷	۵	۸ - ۰
۲	۵۰	۳۰	۲۰	۱۵	۸ - ۱
۱۳	۱۲۵	۷۵	۴۵	۳۰	۸ - ۴
۲۶	۲۰۰	۱۲۵	۷۵	۵۰	۸ - ۶
۵۲	۳۰۰	۲۰۰	۱۲۵	۸۰	۸ - ۹

(۱) ٹائٹل پیج کے لیے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا۔ اس کے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات تو جگہ دجالیگی

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن الکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی۔

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں، جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے۔ چھاپے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کر دیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا۔

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمائش کے مطابق آپکو جگہ دیں، البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی۔

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیچگی ہمیشہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہ ہوگی۔

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا ریپیٹ واپس کر دیا جائے گا۔

(۴) ہر اس چیز کا جو جرے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منقشی مشروبات کا، نعش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنیٰ شبہ بھی دفتر کو پیدا ہو کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا۔

نوٹ — کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گزارا نہ فرمائیں۔ شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل نہ ممکن نہیں۔

لَا تَقْرَأُوا الْقُرْآنَ وَلَا يَتْلُوهُ مِنْكُمْ وَلَا تَحْفَظُوهُ مِنْكُمْ وَلَا تَعْلَمُوهُ مِنْكُمْ وَلَا تَعْلَمُوهُ مِنْكُمْ وَلَا تَعْلَمُوهُ مِنْكُمْ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly .. 4-12.

الْحِلال

میر رسولؐ کی خصوصی
محکمہ تبلیغ اسلام دہلی

مقام اشاعت
۷-۱، مکلاوڈ اسٹریٹ
کولکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲

ایک ہفتہ وار مصور سالہ

جلد ۳

کنکٹہ : چہار شنبہ ۲۲ - شوال ۱۳۳۱ ہجری

نمبر ۱۳

Calcutta : Wednesday, September 24, 1913.

مجلس دفاع مسجد کانپور

ہفتہ

Cawnpore Mosque Defence Association.

و لولا دفع اللہ الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع
و دبع و ملارات و مساجد یذكر فیہا اسم اللہ کثیرا -
ولینصرون اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز [۳۰ : ۲۲]

صدر مجلس : مولانا ابوالکلام ایڈیٹر الہلال کلکتہ
خزانچی : مسٹر اے - رسول - ایم - اے - بیرسٹریٹ لا
کلکتہ
سکریٹری : انریبل مولوی فضل الحق ایم - اے -
ایل - ایل - بی - رکیل ہائی کورٹ کلکتہ

(۱) مجلس کے سامنے اس وقت دو کام ہیں :
(الف) اصل مسجد کا دفاع
(ب) مآخذ میں مقدمہ کی اعانت
(۲) امر اول کی نسبت مجلس نے اپنے ایک عام جلسے میں
طریق عمل یہ قرار دیا ہے کہ ہر ایک مسلم ہند کی خدمت
میں تمام مسلمانان ہند کا ایک متحدہ وفد اس معاملے کو لیکر
جائے - اسکے بعد دوسری منزل انگلستان کی ہے -
(۳) اسکے لیے تمام اطراف ماسک میں باقاعدہ کام شروع
ہو جانا چاہیئے اور یہ بغیر اسکے ممکن نہیں کہ ہر شہر میں "دفاع
مسجد کانپور" کے نام سے مجالس قائم کی جائیں - اسکے متعلق
مجلس نے ضروری کارروائی اس ہفتے سے شروع کر دی ہے -
(۴) دوسرے امر کے متعلق کلکتہ میں چندے کی عام مجلسیں
متواتر منعقد ہو رہی ہیں اور انکا سلسلہ جاری رہیگا جب تک
شہر کے ہر حصے اور محلے میں جلسے نہ ہوں گے -
(۵) بنگال کے دیگر حصے کیلئے ایک وفد مرتب ہو کر روانہ
ہونے والا ہے - اور ایک وفد تمام ہندوستان کا دورہ کرنے کیلئے
بھی مرتب ہو رہا ہے - واللہ المستعان و علیہ التکلیف

- ۱ مجلس دفاع مسجد مقدس کانپور
- ۲ شہر داخلیہ
- ۳ ہفتہ جنگ
- ۴ مقالہ افتتاحیہ
- ۵ الداء والدواء
- ۶ احرار اسلام
- ۷ العربیۃ فی الاسلام
- ۸ مقالات
- ۹ تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف مفعہ
- ۱۰ رقائق و حقائق
- ۱۱ قصص القرآن (۱)
- ۱۲ ادبیات
- ۱۳ کفران نعمہ
- ۱۴ نکاحات
- ۱۵ مسجد کانپور کا وفد اور سر جیمس مسٹن کا جواب
- ۱۶ شیر برطانیہ اور گویہ حرید
- ۱۷ مراسلات
- ۱۸ حزب اللہ
- ۱۹ تاریخ حسیات اسلامیہ
- ۲۰ لسان العصر
- ۲۱ ایک انجیلستانہ مکرو تلبیس (ایک مکار چراغ تلبیس)
- ۲۲ ایڈیٹر الہلال ظاہر کرتا ہے
- ۲۳ کیا اور مسجد کانپور
- ۲۴ مسجد فتح پور سیکری
- ۲۵ فہرست زراعت دفاع مسجد مقدس کانپور
- ۲۶ فہرست زراعت مہاجرین عثمانیہ



تہ اویس

مسجد کانپور کا ایک بیرونی منظر
اُن گیارہ لڑکوں کی تصویریں جو ۱۳ - ستمبر - ۱۹۱۳
ع کو کانپور میں رہا کیے گئے -

چونکہ قسبہ میں جس بہ دلہا !

جب حالت یہ ہوئی پھر دیوہ برس سے زیادہ زمانے کا بغیر
اسی راتوں کے گذر جانا یوں نہ ایک محیر العقول واقعہ
سمجھا جائے ؟

فی الحقیقت یہ ایک ایسا تعجب انگیز واقعہ تھا جسے
سونچتے سونچتے بہت سے لوگ گھبرا اٹتے تھے - البتہ خرد مجھے ذرا بھی
تعجب نہ تھا - کیونکہ ”لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون“ کی تفسیر
میرے سامنے تھی اور دنیا کے قوانین سے بھی بالا تر ایک قانون تھا
جس نے میرے دل پر نقش کر دیا تھا کہ : واللہ ربی المتقین -

بہر حال ۱۸ - ستمبر کو درہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی گئی
جس میں ۲۷ - تک داخل کرنے کی قید تھی مگر آج ہی
(کہ ۲۳ - ریس تاریخ ہے) درہزار روپیہ کے گورنمنٹ ضمانتی
کاغذ عدالت میں بھیج دیے گئے ہیں - ضمانت کا روپیہ تو اسی تاریخ
سے بطور ایک سرکاری امانت کے علیحدہ رکھ دیا گیا تھا جس دن
الہلال پریس کا ابتدائی سامان خریدنے کیلئے ہم نے روپیہ نکالا
تھا - سچ یہ ہے کہ اس امانت کی حفاظت کرتے کرتے ہم اکتا گئے تھے
اور ابتورہ وقت آگیا تھا کہ اگر کوئی مانگنے کیلئے نہ آتا تو ہم خرد
ہی پیش کش کرنے کیلئے آگے بڑھتے - بارہا ہمیں خیال ہوا کہ
کیا یہ ذوق و عتاب صرف اوروں ہی کے حصے میں آیا ہے اور ہم اصلی
مستحقین نظر کیلئے کچھ بھی نہیں ؟

نہ کئی چارہ لب خشک مسلمانے را

اے بہ ترسا بچگل کردہ مئے باب سبیل ؟

ہمارے ایک دوست تو اس تعافل پیشگی سے عاجز اگر پریس
ایکت کی طاقتوں ہی کے منکر ہو گئے تھے :

لے بھی جالیں دل کہیں ہم سے کہ قصہ پاک ہو

یہ حسینان جہاں بھی دلربا کہنے کو ہیں !

بڑی فکریہ تھی کہ جب معرومی قسمت سے ضمانت کی
پہلی منزل ہی طے نہیں ہوئی ہے تو آئندہ کی فکر کیلئے ہمیں
وقت کہے ملیگا ؟ بالاخر غنیمت ہے کہ خدا خدا کر کے خاموشی ٹوٹی
اور پہلی منزل سے بہر حال گذر ہی گئے :

رہا کہنکا نہ چوری کا دعا دینا ہوں رھن کر !

آخر میں ہم یہ لکھ دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس بارے
میں ہمیں گورنمنٹ آف بنگال سے کوئی شکایت نہیں - ہم کو
معارف ہے کہ اصل حقیقت کیا ہے ؟ اور کل تک کیا تھا ؟ اور آج
کیا ہو رہا ہے ؟

براین فتنہ زجالیست کہ من می دائم !

دیوہ سال سے زیادہ عرصے تک جو کچھ ہوا وہ گورنمنٹ بنگال ہی
مصلحت شناسی، عواقب اندیشی، اور ہمارے خاص حالات و نتائج پر
نظر رکھنے کا نتیجہ تھا، اور اب جو کچھ ہوا ہے، یہ دوسروں کی
ندانی کا نتیجہ ہے -

ہم نے اتنی سطریں بھی بمجذوری لکھیں کہ بے شمار خطوط
اور تاروں کا فرداً فرداً جواب دینا ممکن نہ تھا - ورنہ ہم اس طرح
کے واقعات کو اس درجہ اہم نہیں سمجھتے کہ انکے پیچھے زیادہ وقت
صرف کیا جائے - یہ اس طرح کی معمولی باتیں ہیں جو آجکل کے
پریسوں کے دفتر میں ہمیشہ پیش آتی رہتی ہیں - اگر بعض
حکام اعلیٰ کو کسی اخبار کے دفتر سے کچھ روپیہ لیکر رکھنے میں
مصاحبت نظر آتی ہے تو یہ ایک ایسی فائدہ رسانی ہے جو دوسرے

شوزد حلیہ

ابتداءے عشق !!

الہلال پریس کی ضمانت

تعزیر جرم عشق ہے بے صرفہ محتسب
بڑھتا ہے اور ذوق گنہ یار سزا کے بعد

اطراف ملک سے بکثرت خطوط اور تار آرہے ہیں جن میں
دریافت کیا جا رہا ہے کہ کیا ضمانت کی خبر صحیح ہے ؟
واقعہ یہ ہے کہ بعض امور کی اطلاع مجھے تقریباً دس ماہ سے
تھی، مگر اجتک الہلال میں انکی نسبت ایک حرف نہیں لکھا -
اسلیئے کہ اپنا اصول کار ابتدا سے یہ رہا ہے کہ انسان صرف کام کیلئے
بنایا گیا ہے، پس اسکو چاہیے کہ صرف اپنے کام ہی میں مصروف
رہے - یہ بہت ہی ادنیٰ درجہ کی ارچہوٹی باتیں ہیں کہ لوگوں
کا اس کے کام کے متعلق کیا خیال ہے، اور حکام وقت اسے کیسا
سمجھتے ہیں ؟

میری حالت الحمد للہ کہ عام حالت سے مختلف ہے - میں
اپنے تمام کاموں کو ایک خالص دینی دعوے کی حیثیت سے انجام
دیتا ہوں، اور میرے پاس احکام دینی کے قوانین کی ایک کتاب
موجود ہے - پس میری نظر ہمیشہ اس پر رہتی ہے کہ خدا کے ساتھ
میرا رشتہ کیسا ہے ؟ اسکی فکر نہیں ہوتی کہ اس کے بندوں کی نظریں
کیا کہتی ہیں ؟ اگر اللہ کی صداقت میرے ساتھ ہے، تو میری
طاقت لازماً اور میری حفاظت قدرتی ہے - لوگ دیکھتے ہیں کہ
آگ جلاتی اور پانی تو باتا ہے، اور اس کے قوانین قدرت کے نام سے یاد
کرتے ہیں - لیکن اس سے زیادہ محکم اعتقاد، اور اس سے بڑھ کر
غیر متزلزل یقین کے ساتھ میں بھی دیکھتا ہوں کہ حق و صداقت
اور اللہ کا پیغام دعوت ہر حال میں فتح یاب و منصور ہوتا ہے، اور
باطل و ضلالت کے ساتھ دنیوی طاقتوں کا خواہ کتنا ہی ساز و سامان
ہو، اور عارضی و رفتی کامیابیوں خواہ کتنا ہی اُسے مغرور کر دیں
لیکن بالآخر وہ خاسر و نامراد ہی ہوتی ہے : و تلک الدار الاخرۃ
نجعلها للذین لا یریدون فی الارض علواً ولا فساداً والعاقبة للمتقین
پس ہماری حفاظت اور کامیابی خود ہمارے اور ہمارے کاموں
کے اندر ہے - اپنے سے باہر دھونڈنا لا حاصل ہے : و فی انفسکم افلا
تبصرون ؟

الہلال کی اشاعت کو تقریباً دیوہ برس کا زمانہ ہو گیا - مگر وہ
پوری آزادی کے ساتھ اپنے دینی فرائض کی انجام دہی میں
مصرف تھا - اگر پریس ایکٹ کا عمل اس کے ادعائی مقصد سے
مختلف نہ ہوتا، تو موجودہ عہد مطبوعات کی اس سبب سے بڑی
فرصت کا ماننا کچھ بھی تعجب انگیز نہ تھا، بلکہ یقین کرنا چاہیے
کہ قدرتی اور لازمی تھا -

لیکن بد قسمتی سے جو حالت آج برسوں سے ہو رہی ہے،
اس کا نتیجہ مشہور تر یہ ہے کہ نہ صرف ہر حق گو کو، بلکہ ہر
حق گوئی کے ارادہ کرنے والے کو اپنے تئیں سب سے بڑا مجرم سمجھنا
چاہیے - بلکہ

کے سنیے کیلئے طیارہ تھے، لیکن لندن سے ۲۲ - ستمبر کو ایک توپ پونچا کہ امرورٹا نوبہ میں اختلاف و تنازع نے اب تک ہلکے نامہ پر دستخط ہونے نہیں دیا، لیکن جب بلغاریا ۳۰ اصل مباحثہ مہمہ کے سامنے سر تسلیم خم کرچکا ہے تو امرورٹا نوبہ میں وہ کب تک سرکشی پر اڑا رہیگا؟ امید ہے کہ آئندہ خبریں اختتام معاملات کی اطلاع پونچائیں گی۔

البانیا

ترکی سے علحدہ کر کے البانیا کو تفریق مقناطیسی (ہیناٹزم) کے ذریعہ یورپ جو خراب دکھا رہا تھا - افسوس کہ اسکی تعمیر صحیح نہ نکلی - و ما هذا اول قارورة کسرت فی اوربا! البانیا کی اغلب آبادی مسلمان ہے لیکن عجیب بات ہے کہ یورپ اس کے لیے بھی ایک مسیحی شاہزادہ کی تلاش میں ہے - ۲۰ - ستمبر کا تاریخ کہ اسعد پاشا مدافع سقراطی نے جو البانیا کا وزیر داخلہ عارضی بھی تھا، اپنی جمعیت کے ساتھ بغاوت کردی، دروزا میں جہاں وہ اپنی علحدہ حکومت قائم کرنا چاہتا ہے، سرکاری خزانہ پر بھی قبضہ کر لیا ہے، یونان و سروریا نے اپنے اپنے حدود متصلہ میں بے اطمینانی پیدا ہونے پر کارروائی کی دھمکی دی ہے - اسٹریا و آٹلی اور دیگر حکومتوں سے مخلوط کمیشن تجدید حدود کیلئے روانہ ہو رہا ہے -

۲۲ - کا پیغام برقی حکمران ایک اور عجیب و غریب روایت سناتا ہے کہ (مفید ہے) جو وزیر خارجہ معین ہوا تھا، سفر یورپ سے واپس آ گیا ہے اور اسعد پاشا کے مقابلہ میں اپنی جہاد کو مسلح ہونے کا حکم دے رہا ہے، جس نے علم اسٹریا بلند کر دیا ہے ۱۱

غزوہ طرابلس

اس ہفتہ طرابلس کے متعلق ایک اہم خبر پورٹ نے پہنچائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ راہ مدافعت میں سر فرورس عربوں نے (بروایت رومہ) بلغاری اور درنہ کے متصل ایک نخلستان میں اطالیوں کا مقابلہ کیا، سخت لڑائی کے بعد اطالیوں کو عین وقت پر کمک پہنچ جانے سے ”حسب دستور“ دشمنوں کو شکست ہوئی، اور انکو ایک نقصان کثیر کے بعد پسپا بھی ہونا پڑا۔ لیکن اس شکست کا عجیب تر نتیجہ یہ ہے کہ خود اطالی جنرل ”ٹریلی“ عربوں کے ہاتھ سے مارا گیا - اسکے علاوہ اور دو اطالی افسر اور ۱۸ - سپاہی ہلاک، اور تین افسر اور ۷۰ سپاہی مجروح ہوئے۔

اس روایت سے علی رغم رومہ در نتیجہ مستنبط ہوتے ہیں : اول یہ کہ آٹلی باایں ہمہ تلف جان و مال، حدود بلغاری و درنہ سے آگے نہیں بڑھی، جہاں اس کے قیام پر تقریباً در سال کی مدت گذر چکی ہے - دوم یہ کہ اس معرکہ عظیمہ کا نتیجہ یقیناً آٹلی کے خلاف نکلا ہوگا، جسکی سب سے قریبی دلیل ایتالین جنرل کی مقتولی ہے، گورومہ کا تاریخ اس نتیجہ سے منکر ہو -

مغرب اقصی

مراکش کو ایک مدت ہوئی کہ ہم روایت چکے تھے، لیکن ۱۷ - ستمبر کے ایک پیغام برقی نے بشارت دی ہے کہ مولائی رسولی جو مراکش کے دوسرے حصہ میں فرانس سے برسر پیکار تھا، اب اس نے اہل اسپین کی طرف بھی توجہ کی ہے، کیونکہ اسکی فوج کو رو دبا رہا ہے، ناچار اسپینیوں کو امداد کیلئے مزید فوجیں طلب کرنی پڑی ہیں، رعایتہ الامر بید اللہ -

کیلئے مفید مگر اپنے لیے مضر نہیں - پھر اسمیں کیوں عذر ہو، اور کیوں خرب شکایت زبان پر آئے؟ ہمارے سامنے تاریخ نے جو مزاج رکھ دیا ہے، وہ ہمارے لیے کافی ہے - ایسی باتیں ہمیشہ ہوتی ہیں اور ہوتی رہیں گی - اور نتیجہ بھی ہمیشہ یکساں نکلا ہے اور نکلے گا - جو لوگ اس راہ میں قدم رکھتے ہیں، جب ان کے سامنے آخری منزلیں موجود ہیں، تو ان ابتدائی منزلوں کے پیش آنے پر کیوں شاکی ہوں؟

ترک جان و ترک مال و ترک سر

در طریق عشق اول منزل ست

و افرض امری الی اللہ - ان اللہ بصیر بالعباد!

ترکیہ

آخر کار ۱۷ اور ۱۸ ستمبر کو ترکی و بلغاریا کی مجلس صلح قسطنطنیہ میں امور اراہ طے ہو گئے، مسئلہ حدود کا فیصلہ زیادہ تر ترکوں کے موافق ہوا، ”دیموطیکا“ کی نسبت بلغاریوں کو ابتدائی کسی قدر انکار تھا اور اس کے معارضہ میں اپنے صرف سے اندازہ سے بابا عسکی تک ریل بنا دینے پر راضی تھے، لیکن ترکوں نے روپیہ پر زمین کو ترجیح دی اور بالآخر ”دیموطیکا“ اندازے حدود میں داخل کیا گیا - دیموطیکا کی اہمیت کے خاص اسباب یہ ہیں کہ قبضہ دیموطیکا ایک ریلوے لائن پر موثر ہے، جس کا اثر براہ راست بحیرہ ایجین تک پہنچتا ہے - ترکی قبضہ دیموطیکا سے بلغاریوں کا راستہ جانب بحیرہ ایجین بیکار سا ہرجاتا ہے - دیموطیکا کی جانب مغرب جو کورہستانی علاقہ ہے، بلغاری اوسمیں ریلوے کی تعمیر سے اس نقصان کی تلافی کر سکتے ہیں، لیکن یہ تجویز مضارف کثیرہ کی طالب ہے جس کے تحمل کی ابھی بلغاریا میں قوت نہیں -

۱۷ - ستمبر کے پیش کردہ اور ۱۸ - ستمبر کے منظور شدہ خط حدود کی تفصیل یہ ہے :

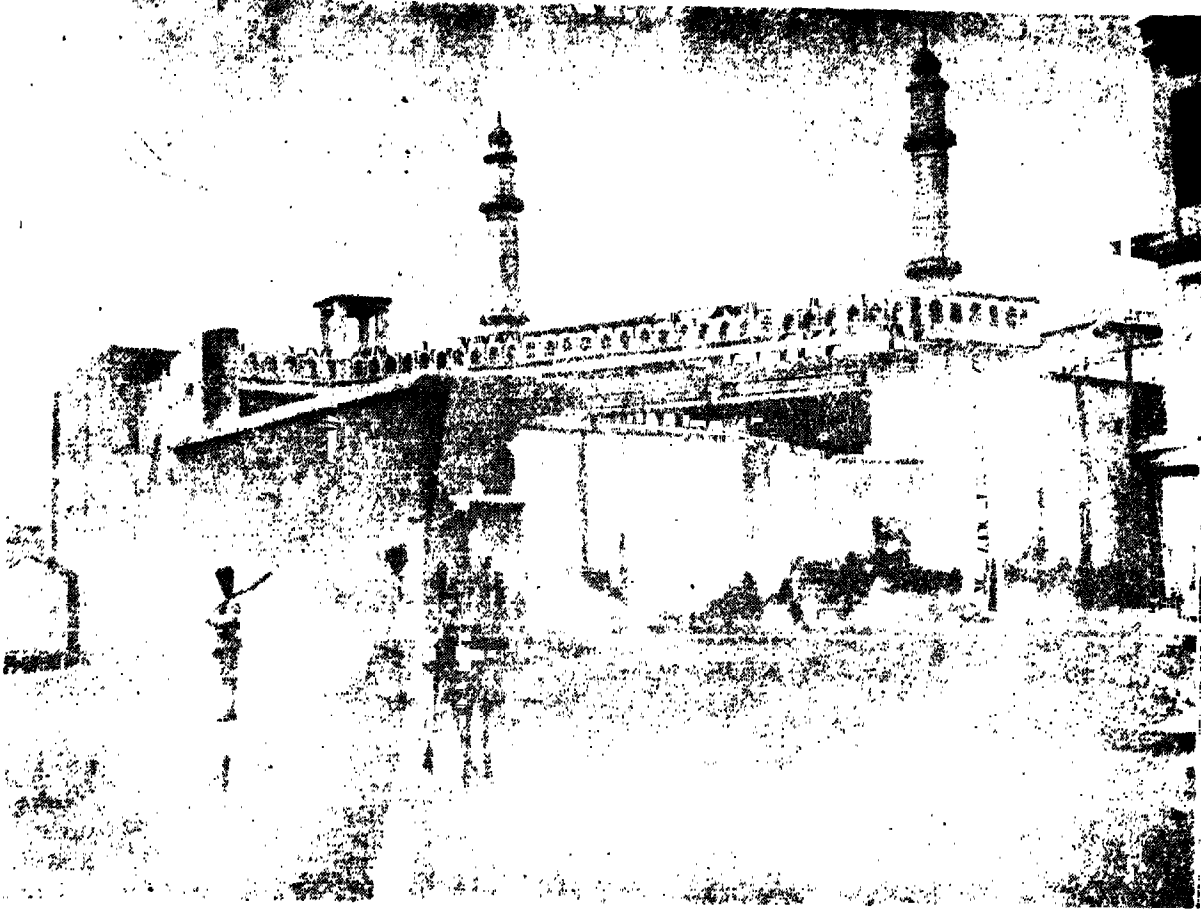
اینوس لائن سے یہ خط شروع ہو کر دریائے مرٹزا کے برابر برابر چلا جاتا ہے - پھر ”دیموطیکا“ کے شمال کیلئے جانب مغرب کورہ کورہ براہ ”سمانہ“ اور ”ہادم کولی“ شمال کی جانب پھرتا ہے، اور پھر جنوب کی طرف ”مصطفی پاشا“ کی مشرقی جانب سے مرکز ”قرق کلیسا“ کی شمالی جانب طے کرتے ہوئے ”سان اسٹیفانو“ پر ختم ہوجاتا ہے، اور اس سے بحیرہ اسود کا تعلق لازمی ہے -

جرب قسمت مسلمان اس تقسیم حدود کے رو سے حکومت بلغاریا میں داخل کیے گئے ہیں، بیان کیا جاتا ہے کہ وہ چار برس تک ترکی جنسیت میں شامل رہیں گے، تاکہ اس نئی مدت کے اندر اپنے گذشتہ عہد مجد کے ردام و مشایعت، اور نئے دور مستقبل کی محکومی و مذلت کے استقبال کیلئے طیار ہو سکیں! یہ بھی عہد کر لیا گیا ہے کہ بلغاری رعایا ہونے کے بعد مسلمانوں کو مراعات حقوق، اور از روئے مراسم دینیہ پوری آزادی دی جائیگی - ان کے قدیم حقوق علی حالہا باقی، اور خدمت عسکرہ سے مستثنیٰ رہیں گے -

تاران جنگ یا مضارف اسیران جنگ کا سوال باقی تھا، لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں نے اس سے قطعی انکار کر دیا ہے اور بلغاریا کو اس کے تسلیم بغیر چارہ نہیں -

ہم اس درستانہ صلح کے بعد کسی واقعہ مذازعت و کشمکش

انڈیہ فاجعہ کانپور



۱۔ مقدس کانپور کا ایک بیرونی منظر



یہ اُن گیارہ لڑکوں کی تصویریں ہیں، جو ۱۳ - ستمبر کو کانپور میں رہا کیے گئے۔ یہ معصوم بچے ہیں جنکو مسٹر ٹائلر مجسٹریٹ کانپور کے دربار نے بیچم بغارت گرفتار کیا تھا !!

الہلال

۲۴ شوال ۱۴۱۱ھ

۱۱ اداء والاداء

✽ ✽ ✽

یعنی

جماعت ”حزب اللہ“ کے اغراض و مقاصد

✽ ✽ ✽

✽

الا، ان حزب اللہ ھ م الغالبون

(۱) ۱۳۳۹ ہجری



(۵)

انما ولیکم اللہ ورسولہ
والذین امنوا الذین یقیمون
الصلاة ویؤتون الزکوة وھم
راۓ من رول
اللہ ورسولہ الذین امنوا
” فان حزب اللہ ھم الغالبون “
(۶۲: ۵)

اے مسلمانو! تمہارا درست اللہ ہے، اسکا رسول، اور وہ لوگ جو اللہ
اور رسول پر ایمان لا چکے ہیں، جو صلوٰۃ الہی کو دنیا میں قائم کرتے،
اسکی راہ میں اپنے مال کو صرف کرتے، اور سب سے زیادہ یہ کہ ہر وقت
اللہ اور اس کے حکموں کے آگے جھکے رہتے ہیں۔ پس جو شخص اللہ، اللہ کے
رسول، اور ارباب ایمان کا ساتھی ہو کر رہے گا، تو یقین کر کہ وہ ”حزب اللہ“
میں سے ہے، اور ”حزب الشیاطین“ کے مقابلے میں حزب اللہ ہی کا بول
بالا ہونے والا ہے!!

’مٹھہ‘

بیہا ساقی! زخود آگاہیم دہ! * شراب بزم ”حزب الہیم“ دہ!
شراب گرم و رخشان ہمچو خورشید * بیہا تخت ظل الہیم دہ!
نویسد بخت کز شوقش برقصیم * زعشر تگاہ شاہنشاہیم دہ!
دلہم تاریک و من سرگشتہ درخود * چراغ می درین گمراہیم دہ!
خرد جان مرا می کاهد از غم * نہایت دل ازین جانکاہیم دہ!
فسون غقل (فیضی) بس درازست
ازین داستان زبان کوتاہیم دہ!

— — — — —

یہ ہے جماعت ”حزب اللہ“ کا مقصد رحید، جسے غالباً ہر
شخص دن میں ایک دو مرتبہ نماز کے اندر ضرور پڑھتا ہے، اور یہ
ہے خلاصہ اسکے پیش نظر اغراض کا، جو سورہ ”العصر“ کی صرورت
میں ہر مسلمان کے آگے موجود ہے۔ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلاً
گذشتہ چار صحبتوں میں جو کچھ عرض کر چکا ہوں، اس سے
بہت زیادہ عرض کرنا تھا، مگر مناسب یہ نظر آیا کہ پہلے مختصراً
اصل اغراض و مقاصد بیان کر دیے جائیں، اور اسکے بعد انکی ہر دفعہ
پر ایک مستقل مضمون شائع کیا جائے:

مخاطب اندکے نازک مزاج ست
سخن کم گو، کہ کم گفتن رواج ست
تلاش مقصود

لیکن کم از کم آج پہلے مقصد کے متعلق آوچند کلمات ضرور
ضرور عرض کرونگا اور معافی خواہ ہوں اگر ان احباب کرام کو شاق
(۱) یہ ایک عجیب حسن اتفاق ہے کہ جس آیت کریمہ کی بنا پر اس جماعت کا نام ”حزب اللہ“ رکھا گیا ہے، اس آیت کریمہ کے عدد بقاعدہ جمل ۱۳۳۱ ہیں
اور یہی ہجری سن اس جماعت کی تاسیس کا ہے!

مدتے این مثنوی تاخیر شد
مہلتے بایست تاخون شیر شد



و العصر، ان الانسان لفي خسر، الا الذين امنوا و عملوا الصالحات،
و تراصوا بالحق و تراصوا بالصبر۔ قسم ہے اس عصر انقلاب اور دور
تغیرات کی، جو پہلے دور کو ختم کرتا، اور نئے دور کی بنیاد رکھتا ہے،
کہ نوع انسانی کیلئے دنیا میں نقصان و ہلاکت کے سوا کچھ
نہیں۔ مگر ہمارے نفس قدسیہ، جو قوانین الہیہ پر ایمان لائے،
اعمال صالحہ اختیار کیے، ایک دوسرے کو امر بالمعروف و نہی
عن المنکر کے ذریعہ دین حق کی وصیت کرتے رہے، اور نیز صبر
و استقامت کی بھی انہوں نے تعلیم دی (۱۰۳: ۴): اولئك علی
مدی من ربهم، و اولئك هم المفلحون (۲: ۴)

گذرے، جواب صرف اصل دفعات طریق عمل ہی کے مشتاق ہیں گذشتہ مطالب و بیانات سے آپ نے اندازہ کر لیا ہوگا کہ اس عاجز کا مقصد کیا ہے؟ اخیری نمبر کے خانہ سے کی سطور میں عرض کر چکا ہوں کہ ہم کو آج سب سے پہلے کس چیز کا متلاشی ہونا چاہیے؟ دنیا کی بیداریاں ہمیشہ یکساں رہی ہیں اس لیے انکا علاج بھی اصولاً ایک ہی ہونا چاہیے۔ وہ جب کبھی متلاشی ہوئی ہے، تو اسکی تلاش اُس جستجو سے کبھی بھی مختلف نہ تھی، جو جستجو کہ آج ہمیں درپیش ہے۔

* * *

ایک ہی چیز تھی، جسکی ہمیشہ تلاش رہی۔ ہم بھی آج اسی کو ڈھونڈیں گے۔

جبکہ اسی زمین پر ایسے ہزاروں برس پہلے خدا کے ایک مخلص بندے نے اسکو درہ اور تڑپ کی آواز میں پکارا تھا اور کہا تھا کہ :

رب انی دعوت قومی
لیلاً ونهاراً فلم یزدہم
دعای الا فراراً وانی
کلما دعوتہم لتغفر لہم
جعلوا اصابعہم فی اذانہم
واستغشوا ثیابہم واصررا
واستکبروا استکباراً۔ ثم
انی دعوتہم جہاراً، ثم
انی اعلنت لہم
واسررت لہم اسراراً۔
(۹: ۷۱) قال نوح:
رب انہم عصونی واتبعوا
من لم یزدہ مالہ ووادہ
الا خساراً (۲۱: ۷۱)
سمجھایا، لیکن خدایا! با ایں ہمہ سعی دعوت و اصلاح، ان سرکشوں نے میرا کہا نہ مانا اور انہی معبودان باطل کی غلامی کرتے رہے جنکو انکے مال اور انکی اولاد نے فائدہ کی جگہ اللہ نقصان ہی پہنچا یا

تو وہ بھی اپنی قوم کو اسی کی تلاش کا پتہ دے رہا تھا۔

* * *

جبکہ کالدیا کے بت خانے میں ایک برگزیدہ نوجوان نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فرض ادا کیا، جبکہ اس نے اپنے ہاتھ میں چھری لی، اور اپنے فرزند عزیز کو محبت الہی کی بیخودی میں دشمنوں کی طرح زمین پر دے پٹکا، جبکہ اُس نے دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے اپنے خاندان کو دین الہی کی پیروی کی وصیت کی اور کہا:

یا بنی انا اللہ
اصطفیٰ لکم الدین
فلا تموتن الا انتم
مسلمون! (۲: ۱۷)
دیکھو! اللہ نے تمہارے اس دین اسلام کو تمہارے لیے پسند فرمایا ہے، پس ہمیشہ اسی پر قائم رہنا، اور دنیا سے نہ جانا مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو! تو اُس نے بھی اسی کو دھندھا اور پایا تھا۔

* * *

جبکہ تخت گاہ فرامنہ کے ایک قید خانے میں کذمان کے قیدی نے دین الہی کا وعظ کیا، اور جبکہ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ:

یا صاحبی السجین! ارباب
متفرقون خیر ام اللہ الوا
حد القہار؟ ما تعبدون من
درنہ الا اسماء سمیتہا
انتم و اباؤکم ما انزل اللہ
بہا من سلطان، ان الحکم
الالہ، امرا الا تعبدوا الا
ایاہ۔ ذالک الدین القیم
ولکن اکثر الناس لا
یعلمون (۱۲: ۴۱)

”اے یاران محبس! بہت سے مالک
پور آقا بنا لینا اچھا ہے یا ایک ہی
خدائے قہار کے آگے جھکنا؟ تم جو اللہ
کو چہرے کر دوسرے معبودوں کی پرستش
کر رہے ہو، تو یہ اس کے سوا کیا ہے کہ چاند
نام ہیں جو تم نے اور تمہارے پیش
روں نے گھڑ لیے ہیں؟ حالانکہ خدا
نے تو اس کے لیے کوئی سند بھیجی
نہیں۔ اے گمراہو! یقین کرو کہ تمام
جہاں میں حکومت صرف اُس ایک
خدا ہی کیلئے ہے! اس نے حکم دیا ہے کہ صرف اُسی کے آگے
جھکنا یہی دین اسلام کا سیدھا راستہ ہے۔ لیکن انسوس کہ اکثر لوگ
ہیں جو نہیں سمجھتے!“

تو اسکی نظر بھی اسی کے طرف تھی، اور اسی کی تلاش
تھی، جسکا وہ سراغ دے رہا تھا!

* * *

وہ ”شاطی رادی ایمن“ اور ”بقعۃ مبارکہ“ کا مقدس
چراہا، جبکہ کورہ سیدنا کے کفارے ”انی اناللہ رب العالمین“ کی ندائ
محبت سے مخاطب ہوا تھا، اور جبکہ ایک ظالم و جابر حکومت کی
غلامی سے نجات دلانے کیلئے اُس نے یکے و تنہا، فرماں رواے عہد
کے سامنے حریفانہ کھڑے ہو کر پیشیں گئی تھی کہ:

ربی اعلم بمن جاء
بالبہدی من عنده، ومن
تکون له عاقبة الدار، انه
لا یفلح الظالمون۔
(۲۸: ۳۸)
اے لوگو! مجھکو جھٹلانے میں جلدی
نہ کرو! خدا خوب جانتا ہے کہ کون
شخص اُسکی طرف سے سچائی لیکر
آیا ہے، اور آخر کار کس کے ہاتھ
نتیجہ کی کامیابی آنے والی ہے؟
یقین کرو کہ خدا کبھی اُن لوگوں کو فلاح نہیں دیتا، جو برسر
ناحق ہیں!“

تو وہ بھی اسی تلاش کا اعلان کر رہا تھا، اور یہی تلاش تھی،
جس نے اُسے منزل مقصود تک پہنچایا تھا۔

* * *

وہ ”ناصرہ“ کا نوجوان اسرائیلی، جو پچھلی کتابوں کی
پیشیں گئی کے مطابق آیا تھا، تاکہ عہد اسرائیلی کے خاتمے اور
دور اسماعیلی کے آغاز کا اعلان کرے، اور جبکہ اس نے چلنے سے
پیشتر ایک باغ کے گوشے میں اپنے نادان اور ناسمجھ ساتھیوں سے
کہا تھا کہ:

انی رسالہ الیکم مصداق
لسا بین یدی من التوراة
و مبشراً برسول یاتنی من
بعدی، اسمہ ”احمد“۔
(۷: ۶۱)
میں اللہ کے طرف سے تمہاری طرف
بھیجا ہوا آیا ہوں۔ میں کوئی نئی
شریعت نہیں لایا، بلکہ میرا کام صرف
یہ ہے کہ کتاب تورات کی، جو مجھ سے
پہلے آ چکی ہے، تصدیق کرتا ہوں، اور
ایک آنے والے رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا
اور جسکا نام ”احمد“ ہوگا!“

تو وہ بھی اسی رادی جستجو کا ایک کامیاب قدم شوق تھا،
اور یہی گورہ مقصود تھا، جس کے لیے اُس نے اپنے بے عقل ساتھیوں
کے جیب و دامن کو بیقرار دیکھنا چاہا تھا۔

* * *

اور پھر وہ ظہور انسانیہ کبریٰ، وہ مجسمۃ نعمۃ الہیۃ عظمیٰ،
وہ معلّم کتاب و حکمت، وہ مزکی نفوس و قلوب انسانیت، وہ

تھے اور خدا کی رحمت و رافت زمین کے بسنے والوں سے روٹھے گئی تھی۔ اُسکا وہ جمال ازلی وابدی جس سے پردے اٹھادیے گئے تھے تا اس کے دھندھنے والوں کو معرومی نہر، اب پھر مستور و معجب ہو گیا تھا۔ اور اُس میں اور اس کے بندوں میں کوئی رشتہ باقی نہ تھا۔

ہاں، کوئی نہ تھا، جو اس کو دھندھے۔ کوئی قدم نہ تھا، جو اس کی طرف دوڑے۔ کوئی آنکھ نہ تھی، جو اس کے لیے اشکبار ہو۔ کوئی دل نہ تھا، جو اس کی یاد میں مضطرب ہو۔ کوئی روح نہ تھی، جو اسے پیار کرے۔ اس کی دنیا اُس سے بے خبر تھی۔ اس کے بندے، اُس سے غافل تھے۔ انسان کا ضمیر مرجکا تھا، فطرۃ کا حسن حقیقی، سیماں عالم کی تاریکی میں چھپ گیا تھا۔ طغیان و سرکشی کے سیلاب تھے، جو خشکی و تری، دونوں میں اُمتد آئے تھے، اور جن کے اندر خدا کے رسولوں کی بنائی ہوئی عمارتیں بہہ رہی تھیں۔

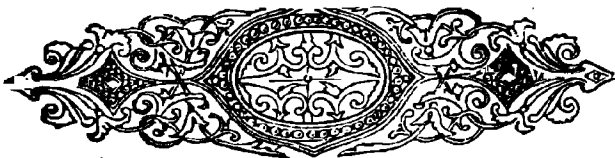
ظہر الفساد فی البرر خشکی اور تری، دونوں میں انسان والبعربا کسبت ابدی کے عصیان و سرکشی سے فتنہ و فساد الناس (۳۰: ۴۰) پھیل گیا!

جبکہ یہ حالت تھی تو دنیا بگڑ کر پھر سنویری، انسانیت مرکور پھر زندہ ہوئی، اور خدا نے اپنے چہرے کو پھر بے نقاب کر دیا۔ وہ جو شام کے مرغزاروں اور یروشلم کے ہیکل کے ستونوں سے روٹھے گیا تھا، اب پھر آگیا، تاکہ دشت حجاز کے ریگستان کو پیار کرے، اور اپنے راز و نیاز محبت کیلئے ایک نئی قوم کو چن لے۔ دنیا جو صدیوں سے اس کو بھلا چکی تھی، پھر اُس کی تلاش میں نکلی، اور انسان نے اپنے مقصود و مطلوب کو کھر کھر پھر دوبارہ پالیا:

قد جاء کم من اللہ بیدشک تمہارے پاس اللہ کے طرف سے نور و کتاب مبین، ایک نور ہدایت، اور ایک کتاب مبین یہودی بہ اللہ من اتبع آئی، اللہ اُس کے ذریعہ سلامتی کے راہنما، رضوانہ سبل السلام، پر ہدایت کرتا ہے اُس کی، و ریخرجہم من الظلمات اُس کی رضا چاہتا ہے اور اُس کو ہر طرف النور کی گمراہی کی تاریکی سے نکال دے، و یہدیم الی صراط کر ہدایت کی روشنی میں لاتا، اور مستقیم (۱۸: ۴) صراط مستقیم پر چلاتا ہے!

غرضکہ دنیا کی حیات ہدایت و سعادت کی تاریخ یکسر تلاش و جستجو ہے۔ اس نے اپنے ہر دور میں کہوٹا، اور پھر ہر دور میں اس کی تلاش کیلئے نکلی۔ وہ جب کبھی گری تو اُسی کو کہوٹ کر گری، اور جب کبھی اُٹھی، تو اُسی کی تلاش کا دلولہ لیتے اُٹھی۔ اس کے ہادیوں نے جب کبھی اس کو جگایا تو اُسی کیلئے جگایا، اور جب کبھی اُس کا ہاتھ پکڑا، تو اُسی جستجو میں نکلنے کیلئے پکڑا۔ اُس کی یہ تلاش ہمیشہ کامیاب ہوئی اور اس نے جب کبھی پکارا، اُسے جواب ملا۔ پانی کے ملنے میں کبھی بھی دیر نہ ہوئی، البتہ تشنگی کا ثبوت ہمیشہ مانگا گیا:

جمال حال شرد ترجمان استحقاق
دلیل آب جگر تفنگی و تشنه لبی ست!



ہادی ”الی صراط مستقیم“ وہ مخاطب ”انک لعلی خلق عظیم“ وہ تاجدار کشورستان یزدان پرستی، وہ فتح باب اقلیم قلوب انسانی، وہ علم آموز درسگاہ ”ادبئی ربی فاحسن تادیبی“ وہ خلوت نشین شبستان ”ابیت عند ربی ہویطعمنی و یسقینی“ یعنی وہ وجود اعظم و اقدس، جس کے لیے دشت حجاز میں ابراہیم خلیل (ع) نے اپنے خدا کو پکارا: (ربنا رابعث فیہم رسولا منہم، یقتل علیہم ایاتک و یعلمہم الکتاب والحکمہ، ریزکیہم - ۱۲۱: ۲) جس کے نور مبین کی تجلی فاران کی چوٹیوں پر مرسى (ع) نے دیکھی، جس کے عشق میں داؤد (ع) نے نغمہ سراپی کی، جس کے جمال الہی کی تقدیس میں سلیمان (ع) نے اپنے تخت جلال پر جھک گیا، جس کے طرف یوحنا (ع) سے پوچھنے والوں نے بیقرارانہ اشارہ کیا (۱)، اور جس کے لیے ناصرہ کے اسرائیلی نبی نے اپنا جانا ہی بہتر سمجھا، تا وہ اپنے باپ سے جو آسمان پر ہے سفارش کرے، اور اُس کو ”جو آنے والا ہے“ جلد بھیج دے (یوحنا: ۱۶: ۸)۔

غرضکہ جب ”وہ آنے والا“ آیا، اور خدا کی زمین آخری مرتبہ سذاری گئی، تا اس کی ابدی حکومت و جلال کا تخت بچھے، اور پھر اس کے فرمان آخری کا اعلان ہوا کہ:

و من یدفع غیبر الاسلام ”اب سے جو انسان احکام اسلامی کی دینا، فلن یقبل منہ جگہ کسی دوسری تعلیم کو تلاش دے۔ و ہو فی الاخرة من کریگا، تریقین کرے کہ اس کی تلاش کبھی الخاسرین - (۷۹: ۳) مقبول نہوگی، اور اُس کے تمام کاموں کا آخری نتیجہ ناکامی و نا مرادی ہی ہوگا!!“

تو وہ بھی اُسی کی جستجو میں نکلا تھا، جس کی جستجو میر سب نکلے، اور قبل اس کے کہ وہ اُس کے لیے بیقرار ہو، خود اُس نے بیقرار ہو کر اُس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا:

و رجولک ضالاً اور اے پیغمبرا ہم نے تم کو دیکھا کہ ہماری فہم—دی تلاش میں سرگرداں ہو، پس ہم نے (خود ہی) (۷: ۹۳) تم کو اپنی راہ دکھلا دی!

دنیا کی خوشی مرجھا گئی تھی۔ اس کا جمال صداقت پڑمردہ، اور اس کا چہرہ ہدایت زخمی ہو گیا تھا۔ وہ پیمان و موافق، جو اولاد آدم نے مقدس رسولوں کے سامنے، ان کے پاک پیغاموں کو سن کر خدا سے باندھے تھے، ایک ایک کر کے عصیان و تمرد سے توڑ دیے گئے

(۱) حضرت مرسى، حضرت داؤد، اور حضرت سلیمان کی پیشین گوئیوں کے متعلق جو تلمیحات ان سطور میں کی گئی ہیں، وہ مشہور ہیں اور بار بار بیان میں آچکی ہیں، لیکن یوحنا اور اس سے پوچھنے والوں کے اشارے کی توضیح کر دینی چاہیے۔ یہ انجیل یوحنا کے اُس موقع کی طرف اشارہ ہے، جب ولادت مسیح کے بعد یروشلم سے یہودیوں نے کاهنوں کو حضرت یحییٰ (یوحنا) کے پاس بھیجا ہے تاکہ اُن سے پوچھیں کہ وہ کون ہیں؟ انہوں نے پوچھا کہ ”تو کیوں اصطباغ دیتا ہے“ جبکہ تو نہ تو مسیح ہے اور نہ الیاس نبی، اور نہ ہی ”وہ“ (یوحنا: ۲۵) یہاں پوچھنے والوں کے اس اشارہ ضمیر غالب سے ضرور انحضرت (صلعم) مراد تھے کیونکہ مسیح کے بعد آنے والے نبی کا ذکر شائع ہو چکا تھا اور انتظار کرنے والوں کو اُسی کا انتظار تھا۔ اگر یہ تسلیم نہ کیا جائے تو پھر اس اشارہ کا کوئی مطلب نہوگا۔ کیونکہ مسیح کے بعد اور کوئی نبی نہیں آیا جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہو۔ [منہ]

اسلام

چند اصول بتلائے گئے، جنکی تاسیس کا فخر و ادعا موجودہ ”عصر منور“ کا بنیاد شرف اور اساس امتیاز ہے۔ لیکن ہم نے مکرر دیکھا تو تیرہ سو برس پیشتر کے گذرے ہوئے ”دور ظلمت“ میں ایک ہاتھ نظر آیا، جو اسی مصباح فروزندہ حریت و جمہوریت کی ضیا و نورانیت سے تمام ظلمت کدہ عالم کی تاریکی کا تڑپا مقابلہ کر رہا تھا!

بالفرض فتح یاب ہوا، ظلمت انسانی پر نور الہی نے نصرت پائی، اور وہی آفتاب ارشاد و ہدایت ہے، جس سے کسب انوار و تجلیات کر کے آج دنیا کے تمام گوشوں نے اپنے اپنے چراغ کر لیے ہیں: اگر

یک چراغیست دریں خانہ، کہ از پر توں
ہر کجا می نگری، انجمنے ساختہ اند ۱۱

یا ایہا النبی! انا ارسلناک
شاهداً، و مبشراً، و نذیراً، گواہی دینے والا، سلطنت الہی کے
و داعیاً الی اللہ باذنہ، قیام کا بشارت دہندہ، ظلم و عصیان کے
و سرعاً منیراً! نتائج سے ڈرانے والا، انسانوں کی غلامی
(۳۳: ۴۵) سے بغاوت، اور اللہ کی وفاداری کی
دعوت دینے والا، اور مختصر یہ کہ ہر طرح کی تاریکیوں کو مٹانے
کیلئے ایک روشن و منور چراغ بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا! ۱۱

وہ چراغ جو انسانی ہاتھوں سے بلند کیے گئے ہیں، بجھ سکتے
ہیں، کیونکہ خود انسان کے چراغ حیات کو قرار نہیں۔ پر جو
”سراج منیر“ اللہ کے مقتدر و غیر فانی ہاتھوں سے روشن ہوا
ہے، اسکی نورانیت کیلئے کبھی اطفاء زوال نہیں ہو سکتا:

اللہ نور السموات و الارض، ”اللہ ہی کی لازوال روشنی سے آسمان
مثل نورہ کمشکرات فیہا، زمین کی روشنی ہے۔ اسکے نور
مصباح! (۲۴: ۳۵) (ہدایت نیرت) کی مثال ایسی
سمجھو، جیسے ایک (بلند و رفیع) طاق ہے، اور اُس پر ایک منور
و فرزندہ چراغ روشن ہے!!“

اللہم صل وسلم علیہ، و علی آلہ و اوصالیہ الیہ ۱

[نوٹ پیلے کالم کا]

(۱) یہ آیت کریمہ سورہ عمران کے اُس رکوع کی ہے، جس میں
خدا تعالیٰ نے ظہور دعوت اسلامی و رجوع حضرة رحمة للعالمین کو
اپنا سب سے بڑا احسان و لطف قرار دیا ہے، اور اس نعمت کی
قدر و منزلت کی طرف دنیا کو توجہ دلائی ہے۔ اسی سلسلے میں
فرمایا کہ ظہور دعوت اسلامی سے پہلے تم لوگوں کی حالت شدت کفر
و ضلالت اور آسرو غلامی سے ایسی تھی، گویا ایک آگ کے گڑھے
پر کھڑے تھے، مگر اللہ نے حضرة رحمة للعالمین کو بھیج کر تمہیں
اس ہلاکت سے بچا لیا۔ اور اسی طرح وہ تمہارے سامنے اپنی
قدرت و حکمت کی نشانیاں کھولتا ہے، تاکہ تم ہدایت پاؤ
(منہ)

الحریة فی الاسلام

نظام حکومت اسلامیہ

وامرہم شوریٰ بینہم (۴۲: ۳۶)

(۲)

توطیۃ مباحث آئید

اور مباحث گذشتہ پر ایک اجمالی نظر

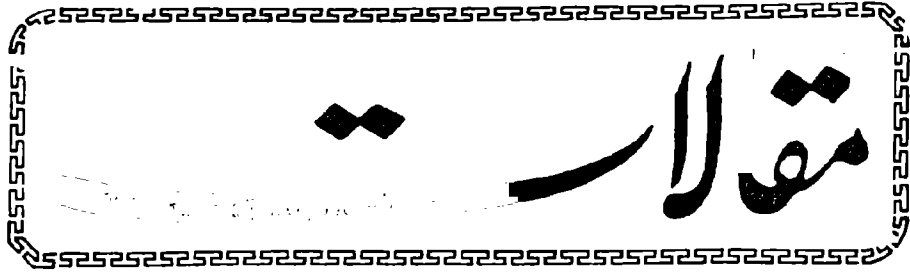
(الحریة فی الاسلام) کے سلسلے میں تین نمبر شائع ہو چکے
ہیں۔ اب ہمیں بقیہ مباحث کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔
لیکن بہتر ہوگا کہ اس سفر کی جتنی منزلیں طے کر چکے ہیں،
اگے بڑھنے سے پہلے ایک نظر اُن پر بھی ڈال لیں۔
ربط و ترتیب بیان کیلئے ضرور ہے کہ گذشتہ مباحث قاریین
کرام کے پیش نظر ہوں۔ یہ مقالات مسلسل نمبر (۱) جلد (۳) سے
نمبر (۳) تک شائع ہوئے ہیں

(۱)

ہم نے آغاز تحریر میں اُس سیاسی انقلاب پر ایک اجمالی
نظر ڈالی تھی، جو ظہور اسلام سے عالم انسانیت میں طاری ہوا۔
ہم نے آسرو غلامی اور استبداد و حکم ذاتی کی وہ بیڑیاں دیکھی
تھیں، جنکے ذریعہ انسانیت کے پانوں جکڑ دیے گئے تھے۔ پھر
چھٹی صدی عیسوی کے آغاز میں ہم نے اُس حربہ حریت الہیہ
کو بلند ہوتے دیکھا، جو جبل (برقیس) کی غاروں میں ڈھالا گیا
تھا، مگر اسکی چوٹیں پر سے چمکا تھا۔ بالآخر وہ چمکا اور بلند ہوا۔
اور پھر اس زور و قوت سے اُن بیڑیوں پر گرا، کہ ”الحکم للہ
الیعظم الکبیر!“ کے ایک ہی ضربہ بے امان و آہن پاش میں،
اُن کے تمام آہنیں حلقے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر گئے، اور خدا کے
بندوں کے پانوں اسکی طرف درزے کیلئے آزاد ہو گئے!!
و قاتلہم حتی ”اور ظالموں سے مقاتلہ کر، یہاں تک کہ
لا نکون فتنۃ“ اللہ کی سرزمین ظلم و معصیت، اور
زکون الدین کلہ للہ! ماسوائی اللہ پرستی کے فتنہ سے پاک
ہو جائے، اور شریعت و حکم کا تمام تسلط
صرف اللہ ہی کے لیے ہو جائے، کیونکہ اسکے سوا دنیا میں حکم
و تسلط کسی کو سزاوار نہیں ”و کنتم علی شفا حرف من النار“
فانقذکم منها، کذا لک یبین اللہ لکم آیاتہ لعلکم تہتدون (۱۰۰: ۳) (۱)

(۲)

اسکے بعد ہم نے موجودہ عہد جمہوریہ رائڈنی پر نظر ڈالی
اور اسکے نظام و اساس کی جستجو و سراغ میں نکلے۔ ہم کو



تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ

حبش میں ایک اسلامی حکومت !

آٹھویں صدی ہجری کے چند مجاہدین

(۳)

مؤرخ اسلام کی خونیں آبپاشی !

دنیا میں سب سے زیادہ گراں قدر شے کیا ہے ؟ خون ! لیکن اسلام میں یہی جنس سب سے زیادہ ارزاں ہے ۔ ممکن ہے کہ اور قومیں تجارت ، تعلیم اور صنعت و حرمت سے بنی ہوں ، لیکن اسلام کا باغ تو صرف خون ہی سے سیراب ہو کر طیار ہوا ہے ! حمزہ شجیع کا خون ، فاروق اعظم کا خون ، علی مرتضیٰ کا خون ، سید الشہداء کا خون ، اور اسی طرح آرزو مدھا خون اُسکی زمین پر برے اور دنیا نے انقلابات دیکھے ۔ پس یا ازلی الابصار ! خون کی آن سطروں میں بھی جو آج دنیا کے ہر حصے میں بہہ رہا ہے ، غور سے دیکھو ، کیا لکھا نظر آتا ہے ؟

بلوچ تربت پر رائے ایس رقم دیدم :

کہ آتش کہ مرا سوخت ، خویش را ہم سوخت !

بساط ارض کا کون سا گوشہ ہے جو مسلمانوں کے رنگ خونین سے گلکار نہیں ؟ ایشیا مسلمانوں کا قربانگہ ، اور یورپ اونکا مذبح ہے ۔ لیکن ایک اور قطعہ ملک افریقہ بھی ہے ، جو اپنی خشکی و بے آبی کیلئے مشہور ہے ، از جہنگی خاک کے ایک ایک ذرے کے اندر انقلاب و حوادث کے قرون و اعصار پوشیدہ ہیں !

آٹھویں صدی ہجری کی ابتدا سے لیکر اب تک وہ متواتر و مسلسل مسلمانوں کے خون کی بارش سے سیراب ہو رہا ہے ، لیکن اوسکی تشنہ لبی میں اب تک کمی نہیں آئی !

مصر ، سردان ، زنجبار ، صحرای ، تیونس ، الجیریا (الجزائر) ، طرابلس ، مراکش ، وہ سرزمینیں ہیں ، جو بارہویں اور تیرہویں صدی کی اسلامی شہادت گاہیں ہیں ، لیکن مملکت (حبش) کی تاریخ ، افریقہ میں اس سے بھی ایک قدیم تر شہادت گاہ کا نشان دہتی ہے ، جسکا زمانہ تعمیر آٹھویں اور نویں صدی ہجری ہے ، اور دراصل ہمارا مضمون اسی غیر معروف نظارہ خونین کی تلاش ہے ۔

سلطان سعد الدین شہد

حبش کی حکومت اسلامیہ پر ، جو تعصب نصرانی کا نتیجہ عمل تھی ، ساتویں صدی کے اواخر میں (جیسا کہ گذشتہ نمبر میں بیان ہو چکا ہے) سلطان سعد الدین تحت نشین تھا ۔ حسب راقعات متصدرة الذکر ” حطی “ یمنی شاہ حبش اس نے ہزیمت عظیمہ کے بعد بھی دل سرد نہوا ۔ سلطان نے ” زعمدہ “ پر جہاں دشمن کی ایک بہت بڑی جمعیت موجود تھی ، چالیس سواروں کے ساتھ حملہ کیا اور کامیاب ہوا ۔

(۲)

مشہور (انقلاب فرانس) کے مصائب و شدائد کے بعد (جریرپ میں حریت رجمہریت کے مذبح کی سب سے بڑی اور آخری قربانی تھی) موجودہ جمہوریت کا اصلی درر شروع ہوتا ہے ، ہم نے بتلایا تھا کہ اس دور کے اساس اولین پانچ دفعات ہیں جیسا کہ مشہور فرانسیسی مؤرخ حال : CH. SEIGNOBOS نے اپنی تاریخ انقلاب تمدن میں تصریح کی ہے :

(۱) استیصال محکم مطلق و ذاتی ۔ یعنی حق حکم و ارادہ اشخاص کی جگہ افراد کے ہاتھ میں جائے ۔ شخص ، ذات ، اور خاندان کو تسلط و حکم میں کوئی دخل نہ ہو ۔ اسی کے ذیل میں پریسیڈنٹ کا انتخاب بھی آگیا ، جس کو اسلام کی اصطلاح میں خلیفہ کہتے ہیں ۔ اس کے انتخاب میں کسی حق خاندانی کو دخل نہیں ۔ ملک انتخاب کرے اور اسی کو حق غزل و نصب ہو ۔

(۲) مساوات عامہ ، جسکی بہت سی قسمیں ہیں : مساوات جنسی ، مساوات خاندانی ، مساوات مالی ، مساوات قانونی ، مساوات ملکی و شہری و غیرہ وغیرہ ۔ اسی بنا پر پریسیڈنٹ کو بھی عام باشندگان ملک پر کوئی تفرق و ترجیح نہ ہو ۔

(۳) خزانہ ملکی (باصلاح اسلام بیت المال) ملک کی ملکیت ہو ۔ پریسیڈنٹ کو اس پر کوئی ذاتی حق تصرف نہ ہو ۔

(۴) اصول حکومت ” مشورہ “ ہو ، اور قوت حکم و ارادہ افراد

کی اکثریت کو ہو ، نہ کہ ذات و شخص ۔

(۵) حریت رائے و خیال اور مطبوعات (پریس) کی آزادی

اسی کے تحت میں ہے ۔

یہی اصول اساسی ہیں جنکو پروفیسر (وائسن ریٹ) نے انگلستان کے نظام حکومت کی مشہور و زبردست کیمریج تاریخ میں بیان کیا ہے ۔

لیکن جمہوری نظام حکومت کے یہ اصلی عناصر نہیں ہیں ۔ اگر انکی تحلیل و تفہیم کی جائے ، تو بہت سے مرکبات الگ ہو جائیں گے ، اور آخر میں صرف ایک ہی عنصر بسیط باقی رہیگا جو دفعہ (۱) میں بیان کیا گیا ہے یعنی :

” قوت حکم و ارادہ اشخاص و ذوات کے ہاتھ میں نہ ہو ۔ بلکہ جماعت و افراد کے قبض و تسلط میں “

مختصر لفظوں میں اسکی تعبیر اس ایک جملہ میں ہوسکتی ہے کہ ” نفی حکم ذاتی و مطلق “

باقی چار دفعات میں جو امور بیان کیے گئے ہیں ، وہ سب کے سب اسی کے ذیل میں آجائے ہیں ۔ مساوات حقوق مالی و قانونی ، اساس مشورہ و انتخاب ، عدم اختیار تصرف خزانہ ملکی ، حریت آراؤ مطبوعات وغیرہ وغیرہ ، سب ” نفی حکم ذاتی و مطلق “ ہی کی تفسیر ہیں ۔ (لہا بقیۃ صالحہ)



سلطان کا زمانہ حکومت ۳۰ - سال تھا، اور یہ رعایا کیلئے ہر طرح کی خیر و برکت کا عہد تھا۔

سلطان کی ہزیمت و شہادت کے بعد قوائے اسلامیہ پارہ پارہ کر دیے گئے، مسلمانوں کا قتل عام ہوا، بلاد اسلامیہ ویران کیے گئے، مسجدیں منہدم کی گئیں، مسلمان بچے غلام بنا کر فروخت کیے گئے، سلطان کا خاندان پھر حبش سے بھاگ کر عرب میں پڑھ گزین ہوا اور وہ سب کچھ ہوا جو کسی اسلامی آبادی کے ساتھ مسیحی استیلا و تسلط کے بعد ہونا چاہیے۔

سلطان صبر الدین ثانی

ان مظالم و بربریت نصرانیہ کا سلسلہ بیس برس تک ممتد رہا۔ اکیسویں برس امیر یمن (ملک الناصر احمد بن اشرف اسماعیل) نے تھوڑی سی فوج دیکر سلطان زادوں کو حبش روانہ کیا۔ اس مرتبہ پہلے ہی معرکہ میں جو مقام سبارہ میں پیش آیا، مسلمان عظیم و منصور ہوئے۔ سلطان کا بڑا بیٹا صبر الدین علی باپ کا جانشین ہوا۔ شوق جہاد فی سبیل اللہ نے ۲۰ - برس کے مصائب و آلام کے بعد بھی سکون و راحت کی فرصت ندی، فوراً آگے بڑھا کہ مسیح کے گلوں سے اونکی دزدگی و سبعت کا انتقام لے۔

(ذکر امعزہ) اور (سرجان) وغیرہ متعدد مقامات فتح کر کے آئے اور آگے کا رخ کیا۔ شاہ حبش نے اپنی تمام فوجی قوت یکجا کی، دس سرداروں کے ماتحت بیس بیس ہزار فوج دیکر اونکو روانہ کیا، اور اس جمع عظیم کا قائد عمومی (جنرل کمانڈر) ایک حبشی سردار کو قرار دیا جسکا نام ”بخت بقل“ تھا۔

یہ سپاہ دل با دل مسلمانوں کے ایک ایک شہر پر چھا گیا۔ سلطان صبر الدین نے دیکھا کہ اتنی بڑی جمعیت کے مقابلے میں باقاعدہ جنگ مفید نہ ہوگی، اسلئے بے قاعدہ و غیر منظم جنگ کا سامان کیا، اور اس طرح ایک سال کا مل انتشار و پریشانی بے اطمینانی کے عالم میں بسر ہوا۔

تاریخ اسلام عجائب گونا گوں کا ہمیشہ مجموعہ رہی ہے۔ جب کبھی غرور کثرت میں وہ اپنے خدا کو بھولے ہیں انہوں نے شکست کھائی ہے، اور پریشانی بے سامانی اور قلت و ضعف کے عالم میں جب کبھی اسکی یاد کیا ہے تو نصرت الہی نے بھی انکا ساتھ دیا ہے!

سلطان صبر الدین نے ایک سال کی آوارہ گردی و پریشانی کے بعد اوسکو یاد کیا جسکو بھولا ہوا تھا۔ سلطان کا بھائی محمد علم بردار جہاں بنکر باہر نکلا (حرب جوش) جو ایک نور مسلم حبشی سردار تھا، امیر محمد کے ساتھ تھا، پہلا معرکہ شہر (تری) پر پیش آیا۔ بالآخر حطی کے بہت سے سردار کام آئے، اور اوسکی فوج کا بڑا حصہ مقتول، اور باقی بچ کر ہوا۔

سلطان صبر الدین، ایک قلیل توقف و آرام کے بعد خود پایہ تخت پر حملہ آور ہو کر بڑھا۔ حطی کا ایک بہت بڑا افسر مقابل ہوا اور کام آیا۔ شہر کے وہ دروازے جن سے ہمیشہ اسکے سفاک حربوں کی فوجیں نکلا کرتی تھیں، اب خود اسکی امد کے منتظر تھے۔ فوج نے جب دیکھا کہ قصر شاہی کی حفاظت ممکن نہیں تو اسمیں آگ لگادی۔ سلطان کا ایک بھائی (قلعہ برت) کے پھاٹک پر نمودار ہوا اور بصرہ اوسکو زیر اطاعت کر لیا، ایک اور مسلمان امیر ”عمر“ صوبہ لعجب کی تسخیر کا عزم ہوا۔ حطی وہاں اپنی نڈی دل فوج لیتے پڑا تھا، ایک شدید معرکہ پیش آیا، جسمیں خون کے سیلاب بہہ گئے اور ایک ایک مسلمان سپاہی نے مرد جان دی!

حطی ہر افرختہ ہو کر ایک اقطاعی جنگ کیلئے آمادہ ہوا اوسکی فوج دس سرداروں پر منقسم تھی اور ہر سردار کے تحت امر دس ہزار سپاہی، ناچار سلطان بھی مقابلہ کیلئے نکلا، خاص سلطان کے ساتھ پچاس سوار اور چند سردار تھے، اور ہر سردار کے ساتھ ایک چھوٹی سی جمعیت تھی۔ سلطان نے اپنے ضعف اور دشمنوں کی قوت کو محسوس کیا، اپنے ہمراہیوں کے ساتھ گھوڑے سے اُترا، اور ناعیہ عبدیت کو زمین پر رکھا۔ سر اٹھایا تو قوتوں کے بادشاہ کو اپنے پاس پایا، بفحوائے ”(۱) اطلب اللہ تعجدہ تجاہک“ سلطان نے فتح بین پائی، اہل حبش اکثر قتل ہوئے۔ اور جو بچے انہوں نے شکست کھائی!

سلطان اسوقت دار الحکومت سے ۱۲ منزل پر تھا کہ ایک مسلمان سردار ”اسد“ نامی ”اولن حش“ ایک حبشی سردار کے مقابل آیا اور کامیاب ہوا۔ حطی نے اب مسلمانوں کی برداری اور حبشہ سے اونکے اخراج عام کا فیصلہ کر لیا اور ایک فوج گراں لیکر حدود اسلامیہ میں داخل ہوا۔ محمد نامی ایک مسلمان سردار اپنی ایک ہزار بیدل فوج کے ساتھ روکنے کو بڑھا، اس جمع عظیم کو روکنا مٹھی بھر آدمیوں کا کام نہ تھا، لیکن مسلمان اگر عزت سے جی نہیں سکتے تھے تو عزت سے مروت سکتے تھے۔ محمد اور اوسکی تمام فوج حفظ حدود اسلامیہ کی خاطر ایک ایک کر کے کٹ کر مر گئی، صرف ایک مسلمان زندہ بچا کہ اس داستان شہادت کو مجمع اسلامی میں دھرا سکے۔

حطی نے اس فتح غیر متوقع کے بعد ”باروا“ نام ایک امیر کو بقیہ نسمات اسلامیہ کے قتل و جمع کیلئے آگے بھیجا۔ سلطان جلدی میں اپنی فوج کو جمع نہ کرسکا۔ ناچار عام باشندگان شہر کو جن میں علمائے مدارس، مشائخ تصوف، کاشکار و عوام، غرضکہ ہر طبقہ اور ہر درجہ کے مسلمان شامل تھے، ساتھ لیکر مقابل ہوا۔ نتیجہ یہی ہوا جو ہونا چاہیے تھا۔ مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی اور ہزاروں عوام و مشائخ و عوام شہید ہوئے۔

حسین شہید دنیا میں ایک بار پیدا ہوا، لیکن واقعہ شہادت حسین، اسلام کے ہر دور انقلاب میں پیدا ہوتا رہا ہے، اور ہوگا۔ سلطان سعد الدین، موقوف جنگ سے نکل کر جزیرہ زیلع میں پڑھ گزین ہوا لیکن دشمنوں نے محاصرہ کر لیا اور شہر میں پانی بند کر دیا۔

قوموں کے زوال و فنا کا ہمیشہ صرف ایک ہی سبب رہا ہے یعنی ”خیانت قومی“۔ بغداد کی تباہی، ہندوستان کا زوال، مغرب اقصیٰ کی برداری، اور قسطنطنیہ و طہران کا ضعف، ان میں سے کون سا واقعہ ایسا ہے جس میں اس سبب مشہور کا وجود نہ تھا؟ تم کامل پاشا کو قسطنطنیہ میں روئے ہو، لیکن بغور دیکھو تو کس پر باد شدہ مملکت اسلامی میں کامل نہ تھا؟

سلطان سعد الدین محاصرہ میں دریائے زیلع کے کنارے تھا، لیکن درحقیقت وہ رود فرات کے ساحل پر تھا اور حبش آگے لیے کوفہ کی سر زمین بن گئی تھی۔ تین روز گذر گئے مگر اوسکے عنہ میں پانی کی ایک بوند نہ گئی، ایک کامل صفت خیانت کرنے معاصرین کی رہنمائی کی، دشمن اندر گھس آئے۔ سلطان تین دن کی پیاس کے بعد بھی اُٹھا کہ ایک مسلمان کی طرح مردانہ وارجان دے۔ لیکن آٹھتے ہی پریشانی پر ایک زخم کھا کر گر گیا۔ قاتل کا فیروزہ اسکے بدن سے پار ہو گیا تھا، لیکن بااين ہمہ تشنگی و زخم ہائے کاری، اوسکے خشک و تشنہ ہونٹھے حصول دوا و شہادت پر مقبسم اور کلمہ خوان تھے!

[۱] حدیث نبوی ہے کہ خدا کر دہ و مذہر تو اوسکو اپنے سامنے ہائے!! (مفہ)

وَدِّيقٌ وَحَقَّاقٌ

قسم ص الہ دان

(۱)

قسم ص بنی اہل دائی ل

بصائر و مواعظ، نتائج و عبر

بنی اسرائیل، ملک مصر، فرعون، سامری، صنم، طلائی، ارض مقدس، قوم جبار، دھوکہ جہاد، مرعوبین و عصیان بنی اسرائیل، ظہور غضب الہی، جہل سالہ گمراہی، نہایت و استغفار۔

توطیۃ سخن

سلسلہ ابراہیمی (ع) میں دراصل صرف دو ہی صاحب شریعت رسول آئے۔ پہلا بنی اسحاق میں خاندان بنی اسرائیل کا اولو العزم پیغمبر جس نے فراعنہ مصر کی شخصی حکمرانی اور محکومی و غلامی سے اپنی قوم کو نجات دلائی۔ دوسرا اس کے مورث اعلیٰ خلیل اللہ (ع) کی مقدس دعا کا مقصد و مطلوب، اور بنی اسماعیل کا نبی امی جس نے نہ صرف اپنے خاندان، اپنی قوم اور اپنے وطن کو، بلکہ تمام عام انسانیت کو انسانی حکمرانی کی لعنت سے نجات دلائی: و ما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا (۲۳:۳۴)

(مسیح ناصری) کا تذکرہ بیکار ہے۔ وہ شریعت موسیٰ کا ایک مصلح تھا پر خود کو ہی صاحب شریعت نہ تھا۔ اس کی مثال اُن مجددین ملت قریۃ اسلامیہ کی سی تھی، جن کا حسب ارشاد صادق مصدوق، تاریخ اسلام میں ہمیشہ ظہور ہوتا رہا۔ وہ کوئی شریعت نہیں لایا۔ اس کے پاس کوئی قانون نہ تھا۔ وہ خود بھی قانون عشبہ موسونہ کا تابع تھا۔ اس نے خود تصریح کر دی کہ ”میں تورات کو مٹانے نہیں بلکہ پورا کرنے کیلئے آیا ہوں (یوحنا-۱۳: ۲۵)۔“ اُس نے کہا کہ ”میرا مقصد صرف اسرائیل کے گھرانے کی کم شدہ نیہیروں کی تلاش ہے“ (۱۹: ۱۵) اسی لیے اس نے اپنی اصلاح کو صرف یہودیوں تک محدود رکھا، اور غیر قوموں میں وعظ کرنے کی ممانعت کر دی۔

[بقیہ پیے کلام کا]

یہود اور ان یخددعوک فان شرارتوں کو خوب جانتا ہے اگر وہ نہ ہو، حسب اللہ، والذی دیدئے، تو خدا تمہارے لیے بس کرتا ہے، یودک بندصرہ جسے اس سے پہلے اپنی نصرت سے اور وہ نہیں وباللہ المؤمنین (۸-۶۳، ۶۴) کی جمعیت سے تمہاری مدد کی ہے ا کی صدائے قدسیت کانوں میں آرہی تھی۔ مسلمانوں کے عین اس جنون طیش و غضب کے عالم میں، فرمان اسلام کے آگے سر جھکا دیا اور اپنے پیغمبر کے اس اسرہ کو یاد کیا، جب اس نے کعبہ کی دیوار کے نیچے اپنے مستمکر اور جانستان دشمنوں کو معاف کر دیا تھا۔ سلطان نے عام اعلان کیا کہ جس کا جی چاہے مسلمانوں میں شامل ہو، اور جو چاہے اپنے قبیلہ و وطن کو واپس جائے، کسی سے کچھ تعرض نہ ہوگا۔ اپنے شدید دشمنوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کے اس رحمت و امن عام، اور اس اسرہ رحم و اخلاق کریمہ کو دیکھ کر دس ہزار نصاریٰ نے اسلام کی حلقہ بگوشی اور معتمد الرسول اللہ کی غلامی کا اعلان کیا۔ صلی اللہ علیک یا صاحب الخلق العظیم ا



میدان طرابلس و بلقان اور ایران میں جو کچھ نظر آیا، وہ اور لوگوں کیلئے بیشک عجیب ہے جو م۔ م۔ م۔ کے پانزدہ صد سالہ کار نامہ ہائے مظالم و سفاکی کی تاریخ سے نا آشنا ہیں۔ ممکن تھا کہ دنیا اس تاریخ کو بھلا دیتی، مگر وہ خود بار بار دنیا میں اپنے ان کارناموں کا اعادہ کرتی ہے تاکہ دنیا ارسکی خونخواری و سببیت صفائی کو فراموش نہ کرے۔ پس دنیا بھلائی تو نہیں مگر عسیح کے اس قول کو یاد کرے کہ ”تو اپنے بھائی کو سات بار نہیں بلکہ ستر کے سات بار تک معاف کر“ ہمیشہ معاف کر دیتی ہے!

مسلمان سپاہی ایک ایک کر کے بے رحمی سے مار ڈالے گئے تھے۔ اب قسارت و شقاوت کی کون سی منزل باقی تھی جو طے کرنی تھی؟ جان نہ تھی لیکن لاشوں کے ڈھیر تھے۔ حبشی نصرانیوں نے وحشی دزدوں کی طرح اپنی تلواروں سے انکو گتے گتے کر دیا۔ سلطان صبر الدین کو اسکے بعد ایک دوسرے معرکہ میں بھی شکست ہوئی، غنیم قریب آگیا مگر سلطان پیچھے نہ ہٹا۔ قریب تھا کہ دشمن گھیر کر اسکو ہاتھوں سے پکڑ لیں لیکن وفادار گھوڑے نے ہمت کی، دس ہاتھ کی چوڑی ایک کھائی سامنے تھی۔ جست لگا کے اس پر پہنچ گیا۔

اس سلطان کا طرز حکومت ہر دلعزیز تھا۔ اس نے آٹھ برس کی حکومت کے بعد سنہ ۸۲۵ کے حدود میں وفات پائی۔

سلطان منصور سلطان صبر الدین کا بھائی اور سلطان سعد الدین کا بیٹا تھا، سلطان منصور اسے وقت میں تخت نشین ہوا جب دشمنوں سے جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ سلطان نے (جدایہ) پر حملہ کیا، جو خطی کا ایک دوسرا مقام حکومت تھا۔ خطی کا ایک رکن خاندان اس وقت یہیں مقیم تھا، جنگ میں اہل حبشہ کو شکست ہوئی اور پادشاہ کا ایک رشتہ دار مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہو کر بہت سے ہمراہیوں کے ساتھ مقتول ہوا۔

۳۰۔ ہزار اہل حبش بھاگ کر ایک کوہی قلعہ میں پناہ گزین ہوئے۔ مسلمان دو مہینے سے زیادہ محاصرہ کیے پڑے رہے۔ اس اثنا میں جنگ کا سلسلہ روزانہ جاری رہا، آخر قلعہ کی رسد ختم ہو گئی اور اب وہ آخری دن آگیا جب عموماً فرج محاصرہ عمل محاصرہ اور انتظار فتح کے شداوند سے بے قابو ہو کر معجزوں ہو جاتی ہے۔

مسلمانوں کو بوجہ جوش و غضب میں معجزوں ہو جانا چاہیے تھا اور انکو حق تھا کہ وہ اور سفاک دشمنوں سے، جنہوں نے اور کے شہر ویران کیے، انکا ملک تباہ کیا، انکی عورتوں کو ذلیل، اور انکے بچوں کو غلام بنایا، انکی عبادتگاہیں منہدم کیں، انکے شہداء کی لاشوں کی بیحرمتی کی، اور متعدد بار انکے آخری سپاہی تک کو قتل کرنے میں دریغ نہ کیا، وقت پا کر انتقام لیں، اور خصوصاً اس وقت، جب ذلت سے خود انہوں نے ہی اپنے سر مسلمانوں کے پاؤں کے نیچے ڈال دیے ہوں۔

لیکن اسلام کی تلوار ہمیشہ احکام الہیہ کے ماتحت رہی ہے، وہ وہیں آٹھتی ہے جہاں خداے اسلام اسکو آٹھاتا ہے، اور وہیں رکھ دی جاتی ہے جہاں اسلام کا خدا اسے رکھ دینے کا حکم دیتا ہے۔ مسلمانان حبشہ کو ایک طرف تو اپنے دشمنوں کے مظالم اور سفاکیوں کی تازہ داستانیں مجسم ہو کر نظر آرہی تھیں، دوسری طرف آیت کریمہ:

ان جنحوا للسلام فاجنح لہا و ترکل علی اللہ انہ تروم بھی مائل ہرجاؤ۔ انکی شرارتوں سے ہوا السميع العليم، دان نہ درر، خدا پر ہر سہ رکھو۔ وہ انکی

یہ نہایت اہم سوالات ہیں اور تفسیر کلام اللہ کے ضروری اجزاء جنکا جواب انشاء اللہ اسی مضمون سے ملے گا۔

لیکن اس سلسلے کے اطراف بحث میں سے ایک بحث خاص قوم بنی اسرائیل اور امت مرحومہ معمدیہ کی باہمی مماثلت و مشابہت بھی ہے، اور یہ بھی دراصل اسی مماثلت اداوی پر متفرع ہے۔ وقت اور حالات کا اقتضا ہے کہ کم از کم آج ایک سر سری اور غیر مرتب نظر صرف اس تکرر پر ڈال لیں کہ مستقبل کی فرصتوں پر (جس کی امید ہے مگر جس پر اختیار نہیں) کس کس ارادے کو ملتی رکھیں گے؟

سب سے پہلے ان آیات کریمہ پر ایک نظر ڈال لیجیے، جنکی طرف آگے چلکر ہم کو اشارہ کرنا ہے:

حملنا اوزارا من زینۃ القرم فقد فناھا فکذلک القی السامری، فاخرج لم عجلا جسدا له خوار، فقالوا هذا الھکم والھ موسیٰ (۲۰: ۹۰)

اے موسیٰ! مصر سے ہم لوگوں نے سونے چاندی کے زیور لے آئے تو یہاں ہم نے اونکو رکھا، اور اسی طرح سامری نے بھی رکھا، سامری نے ان زیوروں کو گلا کر ایک گاؤں کی شکل کا بت بنایا، جسمیں آواز بھی تھی، لوگ پکارے کہ یہی تم لوگوں کا اور موسیٰ کا خدا ہے، پھر۔

ہارون نے کہا: لوگو! تم ایک فتنہ میں مبتلا ہو گئے ہو، تمہارا خدا تو بس وہی ہے نہایت رحمت والا، کہاں جاتے ہو؟ میرے پیچھے چلو، میری بات مانو، ان گمراہوں نے کہا، ہم اپنے اس طلائی خدا کو چھوڑ نہیں سکتے اور ہم تو آخر تک اسی کے سامنے معتکف رہینگے۔

موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! خدا کی نعمتوں کو ایک ایک کر کے یاد کر، اوسنے تجکو حکومتیں دیں اور بادشاہیاں بخشیں، اور جو تجکو دیا وہ دنیا میں کسیکو نہیں دیا، اے میری قوم! میری بات سن اور ارض مقدس میں جسکو خدا تیرے حصہ میں لکھ چکا ہے، چل اور داخل ہو، اور پشت نہ پھیر، کہ خسران و نقصان میں گرفتار ہو جاؤ گی۔

لیکن گنہگار قوم نے سرتابی کی اور کہا کہ اے موسیٰ! اوسپر تو ایک جبار و قوی قوم قابض ہے۔ ہم تو وہاں اوس وقت تک نہیں جائینگے جب تک کہ خود وہ نہ نکل جائیں، اگر وہ اس سرزمین کو چھوڑ کر نکل گئے تو پھر ہمکو وہاں جانے میں کوئی عذر نہ رہا۔

اس پر خدا کی نعمتوں سے بہرہ مند انسانوں نے کہا کہ تو نہیں اور نہ خدا کے وعدہ کو جھٹلاؤ۔ شہر کے دروازے میں چل کر داخل ہو جاؤ، فتح تمہاری ہو گی، خدا پر ہر رسو رکھو، اگر تم میں کچھ بھی ایمان ہے۔

واذ قال موسیٰ لقومه یقوم اذکرو انعمۃ اللہ علیکم، اذ جعل فیکم ملوکا و آتکم مالاً و یوت احداً من العلمین، یقوم ادخلوا الارض المقدسة التي کتب اللہ لکم و لا ترسدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خاسرین، قالوا یوموسیٰ ان فیھا قوما جبارین، و انال ندخلھا حتی یخرجوا منها فان یخرجوا منها فانا داخلون، قال رجلان من الذین انعم اللہ علیھما ادخرا علیھم الباب فاذا دخلتموہ فانسکم غالبون و علی اللہ فتوکسوا ان کنتم مرمین، قالوا یوموسیٰ انال ندخلھا ابداً ماداموا فیھا فاذهب انت و ربک فقاتلا،

فانکم غالبون و علی اللہ فتوکسوا ان کنتم مرمین، قالوا یوموسیٰ انال ندخلھا ابداً ماداموا فیھا فاذهب انت و ربک فقاتلا،

پس دو ہی شریعتیں ہیں، جو سلسلہ ابراہیمی میں آئیں، اور دو ہی تے، جنکو خدا نے اپنے قانون کا ایلچی بنایا۔

یہی سبب ہے کہ جب خدا نے موسیٰ (ع) سے کلام کیا، اور اسکو شریعۃ الہیہ کے ظہور آخری کی خبر دی تو کہا:

”تذرا خدا تیرے لیے، تیرے بھائیوں میں سے تیرے مانند ایک نبی بھیجے گا۔ تو اسکو مانیرا میں اپنا کلام اسکے منہ میں ڈالونگا۔ جو کچھ میں اُس سے کہونگا۔ وہ اُن سے کہدیگا۔“ (تورات۔ کتاب: ۵ - باب: ۱۸)

اس ارشاد الہی میں ظہور رسالۃ معمدیہ (علی صاحبہ الصلوۃ والتعویہ) کی خبر دیتے ہوئے رجوع منتظر اقدس کی در خصوصیتیں بیان کی گئیں:

(۱) وہ حضرة موسیٰ کے مانند ہوگا۔

(۲) خدا کا کلام اسکے منہ میں سے ظاہر ہوگا، اور جو کچھ خدا اُس سے کہے گا، وہی وہ انسانیں کو سنائے گا۔

قرآن کریم نے بھی ان دونوں خصائص نبویہ معمدیہ کی طرف اشارہ کیا۔

درسری خصوصیت کہیے سورہ (النجم) کے آغاز پر نظر ڈالیے، جہاں فرمایا:

ما یمنطق عن الھوی، وہ اپنی حودی اور راء سے کچھ نہیں انھو الاوحی، کہتا۔ اسکے منہ سے جو کچھ نکلتا ہے، وہ یوحی (۵۳: ۲) وہی ہے جو اسپر وحی کیا جاتا ہے۔

پہلی خصوصیت کی سورہ (مزل) میں تصریح کی:

انارسلنا الیکم رسولا ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا شاہداً علیکم، کما جو ہدایت و ضلالت کا تم پر گواہ ہے۔ ارسلنا الیٰ فرعون رسولا بالکل اسی طرح، جیسا کہ فرعون کی طرف حضرة موسیٰ کو بھیجا تھا۔ (۷۳: ۱۶)

غرض کہ حضرة موسیٰ سے حضرة داعی اسلام علیہما الصلوۃ والسلام کی مماثلت و مشابہت کو تورات اور قرآن، دونوں نے بیان کیا ہے۔

جن لوگوں نے تورات کی اس بشارت بینہ پر بحث کی ہے، انکے لیے ہمیشہ یہ ایک نہایت دلچسپ اور اہم سوال رہا ہے کہ اس مماثلت کے اسباب و رجوع کیا ہیں؟ اور دونوں برگزیدہ رسولوں کے اعمال اور نتائج اعمال میں وہ کون کونسی مشابہتیں اور یکساں حالتیں ہیں، جنکی بنا پر لسان اللہ نے دونوں کو ایک دوسرے کا مثیل و مانند قرار دیا؟

قرآن کریم کے قصص و مواظ اور حکم و معارف کے متعلق * الہلال * کا جو انداز بحث و نظر ہے، اسکے لحاظ سے اس موضوع بحث میں بھی بہت سے ملاحظات خاص ہیں، جنکو فرداً فرداً رافع کرنا ہے۔ انشاء اللہ عنقریب ”اسرہ موسیٰ“ کے عنوان سے ایک سلسلہ مقالات شروع کیا جائے گا، اور اسی کے ضمن میں یہ بحث عظیم و مفید بھی پیشکش ارباب ذوق و نظر ہوگی: وما قوفیقی الا باللہ۔

قرآن کریم نے اپنے قصص و مواظ میں سب سے زیادہ حضرة موسیٰ اور بنی اسرائیل کا کیوں ذکر کیا؟ اپنے نعمانم کے اعلان اور ابتلاؤ تعذیب کے اظہار، دونوں کیلئے زیادہ تر بنی اسرائیل می کے تذکرہ کو کیوں منتخب فرمایا؟ انقلاب و حوادث کی تعبیر و تمثیل کیلئے دنیا کی آرزو بہت سی قومیں موجود تھیں، اُن سب میں سے صرف ایک یہی قوم کیوں ہر موقع پر پیش کی گئی؟

انسان ندخا ابداء ہم مرکز مرکز اس وقت تک اس پر قرضہ
مادامہ برا فیہا نہ رہے نجاتیں گے جب تک کہ یہ قوت
مذہب الہی و ملت الہی ہم رہاں موجود ہے تم جو کہ رہے
مقاتلا انسا ہذا ہر اور تمہارا خدا جو حکم دے رہا ہے تو
تعدون (۲۷ - ۵) بس یہی دروں لڑنے کیلئے جائیں ہم
و بس یہی بیٹھے ہیں -

لیکن اے یہودی کی زندگی جینے والا جب اُس "ارض مقدس"
اور چہل درہ اور شہد بقا ہے اور جسے ابراہیم و اسماعیل اور
اسحاق نے خدائے تمہارے باب دادیں کر دیا تھا اس "قہار
جبار قوم" نے پامال کر دیا ہے اور تمہاری وراثت تم سے چھین لی
ہے تو اب کس پامالی سے ڈرتے ہو؟ اور اب کون سی وراثت
باقی رہ گئی ہے جس کے مالک بننے کی امید کرتے ہو؟

اس عہد کے موصی نے یہ کہا "پر اُنکا دل نرم نہوا اور نہ "ارض
مقدس" پر اپنی جانوں کی قربانیاں چڑھانی گوارا کی کہ اُنکے گناہوں
کا کفارہ ہوتا" بلکہ اُنہوں نے اسکو جہنم کا کہ "خدا جباروں سے لڑنے کا
حکم دیتا ہے" یہ دیکھ کر صالحین و مومنین نے دعا کے لیے ہاتھ
اُٹھائے:

رب انی لا املک الا خدایا میں اپنے اور اپنے بھائی کے سوا
نفسی راخی فانق بیذا کسی اور پر زور نہیں رکھتا ان گنہگاروں
و بین الاقوامیین میں اور ہم میں تفریق کرنے -
(۲۸ - ۵)

خدائے سنا اور مومنین و ناسقین میں امتیاز کیا اور وہ نور
امتیاز اپنے مخلصین کو بھی بخشا جس سے اُنہوں نے اور ناسقین
کو پہچانا جنہوں نے اپنے پکارنے والوں کی آواز نہیں سنی تھی - خدا
کا کلام اور نیک پہنچا لیکن اُنہوں نے صاف کہا: "سمعنا و عصینا"
(۸۷ - ۲) ہم سنتے ہیں اور نہیں ماننے! "راشروا فی قلوبہم
الاجل بکفرہم" (۸۷ - ۲) اس صدمہ نقلی و طلایی کی محبت
اُنکے کفر کے سبب اُنکی رگ رگ میں سما گئی -

تب خدا کا غضب اس قوم پر بھڑکا اور اُسنے کہا:
فانہا معصومة علیہم ارس "ارض مقدس" میں داخل
اربعین سنة یتذہبون ہونا اب چالیس برس تک تمہارے
بی الارض فلا تاس علی لیے حرام کر دیا گیا - سرگرداں و پریشان
القسوم الغناء ین ملک میں پھرتے رہو! اے
موسیٰ! ان گنہگاروں کا تم کچھ
(۲۹ - ۵) غم نہ کھانا -

لیکن اے خدا! جن پر چالیس برس تک تیرا غضب بھڑکا
وہ اپنی سزا کو پہنچ چکے اور اب وہ اپنی "چہل سالہ گمراہی"
کے بعد تیری طرف جھکے ہیں اور جیسا تو نے حکم دیا تھا کہ:
ادخلوا الباب سجدا ارس مقدس کے دروازے میں خدا
کے سامنے جھکتے ہوئے داخل ہو جاؤ -
(۵۵ - ۲) اب وہ مدقت و حریت کے اس دروازے میں داخل ہونا
چاہتے ہیں تاکہ "ارض مقدس" کو "جباروں" کی نجات
سے پاک کریں اور جیسا کہ آئے کہلے کیلئے کہا تھا:
حطۃ (۵۵ - ۲) خدا یا ا ہمارے گناہ جہاز دے -

اب وہ کہتے ہیں کہ "ربنا لا تراخذنا ان نسنینا او اخطانا"
بس اپنا وہ وعدہ پورا کر جو تو نے کیا تھا کہ:
تغفر لکم خطایکم و سنزید ہم تمہارے گناہ بخشدیدے اور نیکوں
المحسنین (۵۵ - ۲) کے مراتب و مدارج بڑھا دیں گے -

کیمیائی کرے ایک صدمہ خاکی بنایا جس سے صدامہ بطل
پرستی اٹھتی تھی اور پھر کہا:
ہذا الہکم و الہ موسیٰ دیکھو تمہارا اور موسیٰ کا خدا
یہ ہے!

اس دور فرعونیت و سامریت ہند کے ہاروں کے گوسمجھا یا -
یا قوم! انما نلقم بہ دان لوگو! تم فتنہ میں مبتلا ہو گئے ہو تمہارا
وہم الرحمان فابعونی خدا تو رہی رحمت والا خدا ہے میرے
و اطیعوا امری پیچھے چار اور میری بات مانو!
(۹۲ - ۲۰)

لیکن "فرعون" سے ڈرنے والوں "سامری" کے بڑے کاروں
اور "صم خاکی" کے پرہیزگاروں نے جواب دیا:
لن نبرح علیہ عاکفین ہم تو کبھی اس خدا سے مجسم کو نہیں
چھوڑینگے!! (۹۳ - ۲۰)

جب بنی اسرائیل آگے بڑھے اور خدائے اُنکو "اور علم و ہدایت"
سے سرفراز کیا اور خود انہوں نے "گذشتہ" پر ندامت ظاہر کی
تو اس عہد کے موصی صفت انسانوں نے کہا:

یا قوم اذکروا نعمة اللہ لوگو! خدا کی نعمتوں کو یاد کرو!
علیکم اذ جعل فیکم صاوکا اُسنے تمکو حکومتیں دیں اور شہنشاہیاں
و اناکم ما ام یرت احدہا بغھی اور پھر تمکو ایمان کی رہ
من العلمین - یقوم قوت نبی ہے جو دنیا میں کسی کو
اصفوا الارض المقدسہ نہیں دی "لوگو! آؤ اوس ارس
الہی کتب اللہ لام لاترتدرا مقدس میں داخل ہوں جو خدا کے
علی ادبارکم فلتقلبوا تمہارے حصہ میں لکھا پشت نہ پھیز
خاسرین (۲۴ : ۵) ورنہ خسار و نقصان اٹھاؤ گے -

جو لوگ کہ "فرعون" کی جاہ و حشمت سے مرعوب اور "عالمقہ"
کی قوت و اسطیلا سے دھشت زدہ تھے وہ بولے:

یا موسیٰ ان فیہما قوما اے موسیٰ ارس سرزمین پر آج ایک
جبارین و انالی ندخلها جبار قہار قوم قابض ہے جب تک
حتی یخرجوا منها فان وہ خود اسکو چھوڑ کر نہ نکل جائے ہم
یخرجوا منها فاننا داخرون تو اوس سرزمین میں قدم نہ رکھینگے
(۲۵ - ۵)

ان "اسرائیلیان زمانہ" کی نادانی کتنی عجیب اور اُنکی
نا حقیقت شناسی کتنی درد انگیز ہے جو ایک "جبار قہار قوم"
کی سطوت و قہر سے خوفزدہ ہوئے؟ اور پھر عجیب تر اور درد انگیز تر
یہ کہ اُسنے کہا: "ہم ارس مقدس میں اس وقت داخل ہوئے" جب
دشمن خود اسکو ہمارے لیے خالی کر دینگے!

نادانرا غور کرو! یہ "قہار جبار قوم" خود "ارض مقدس"
میں کس طرح داخل ہوئی؟ کیا اُسکے دشمنوں نے شہر اُسکے لیے خود
خالی کر دیا جیسا کہ تم اُسے امید رکھتے ہو؟ یا خود اُسنے اُن سے
خالی کر لیا جیسا کہ در حقیقت ہوا؟

ادخلوا علیہم الباب چلو شہر کے دروازے میں داخل ہو جاؤ!
فاذا دخلتموہ فاکم اور جب وہاں داخل ہو جاؤ گے تو تم ہی
تکلمون و علی اللہ فتعند و غالب ہو گے - اُنکی قوت و ساز
و قوتکوا ان کنتم و سامان کی پورا نکر - خدا پر بھروسہ رکھو!
مومنین (۲۶ : ۵) اگر تم میں ذرا بھی ایمان ہے -

"اسرائیلی" جو اپنے سینوں میں خوف زدہ قلوب رکھتے تھے اور
قلوب میں قنوط و یاس کے سبب سے شرک و کفر کی سیاہی و ظلمت
نہی کرتے کہ "قوم جبار" جو اُن سے ظاہری ساز و سامان میں
زیادہ ہے انکو پامال نہ کر دے - اُنہوں نے صاف دیا:

ادبیات

کہ دان نعمت

و جد و منع بادہ! عوفی! این چہ کافر نعمتی ست؟

نک رمے بودن و هم رنگ و ست ان زیستن؟

معترض ہیں مجھ پر مہربانان قدیم * جرم یہ ہے: میں نے کیوں چھوڑا وہ آئین کہ جس
میں نے کیوں لکے مضامین سیاست پر بہ پے * توں نہ کی تقلید طرز رہنمایان زمیں؟
کانگریس سے مجھ کو اظہار براءت دیں بہدس؟ * میں حقوق ملک میں ہوں ہندوؤں کا ہم سخیں؟

خیر میں تو شامت اعمال سے جوہوں سوہوں * آپ تو فرمایید: کہوں آپ نے بدلا چلن؟
آپ نے شملہ میں جا کر کی تھی جو کچھ گفتگو * ما حاصل اسکا فقط یہ تھا پس از تمہد فن:
”سعی بازو سے ملیں جب ہندوؤں کو کچھ حقوق * اس میں کچھ حصہ ملے ہم کو بھی بہر پنجن
یعنی جا کر شیر جب جنگل سے کر لائے شکار * اور تپ پہنچے کہ کچھ مجھ کو بھی اے سرکار من!“

لیکن اب تو آپ کی بھی کھلتی جاتی ہے زباں * آپ بھی اب تو آڑے ہیں وہی طرز سخیں
اب تو مسلم لیگ کو بھی خواب آتے ہیں نظر * اب تو ہے کچھ اور طرز نعمت مرغ چمن
ملک سر اپنی حکومت چاہتے ہیں آپ بھی * تھا یہی تو منتهای فکر یاران وطن؟
آپ نے بھی اب تو نصب العین رکھا ہے وہی * کانگریس کا ابتدا سے ہے جو موضوع سخیں
اب بھی تو جادہ (سید) سے اب ہیں منحرف * اب تو اوراق دفا پر آپ نے بھی ہے شکن!

جب یہ حالت ہے تو پھر ہم پر ہے کیوں خشم و عتاب؟ * ”منکر سے بودن و هم رنگ مسدان زیستن“؟

فکرت

مسجد کانپور کا وفد اور سر جیمس مسٹن کا جواب

کردم و شد!

حضرت لالت (۱) بفرمود کہ ”فرمان فرماتے * نیست ممکن کہ دگر بگذرد از گفتہ خود“
صدر اعظم، بہ سورے قسمت بنگالہ شرق * نہ کہے کرد و بفرمود کہ ”من کردم و شد“

شیخ و برطانیہ اور گورنر دیت

جناب لالت (۱) از فرمودہ خود بر نمیکرد * کہ تمکین حکومت را سیاست بیشہ ر بہ
ولے در قسمت بنگالہ این اندیشہ می بایست * کہ ”گرنہ کشتن اول روز می باید اگر با

(شبلی نعمانی)

(۱) یعنی ہزار سر جیمس مسٹن

مراد

حزب اللہ

قابل توجہ جمیع اخوان ملت

وہمندا راہ دین قوم

[از جناب خواجہ حسن موہانی]

الہلال کی گذشتہ اشاعتوں میں مسئلہ تلاش مقصود پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے جو لاریب اسوقت مسلمانوں کا اہم ترین فرض ہے۔ یہ جوش جو قدرۂ پیدا ہو گیا ہے، بیجانہ صرف ہو جائے۔ مولانا (یعنی اڈیٹر الہلال) تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے مختلف اسکیمیں لکھنے اور چاک کرنے کے بعد راہ مقصود کا راستہ پایا ہے۔ جس پر چلنے سے مسلمان یقینی شہاد مقصود سے ہمکنار ہو سکیں گے۔ الہلال میں اب تک جو کچھ لکھا گیا، وہ اس اہم ترین ارادہ کے کتاب کی تمہید تھی۔ اس بارہ میں مولانا نے پیش خود جو تفکر کیا ہے، اس کے اظہار کا شاید یہ طریقہ رہا ہے کہ بچے مسلمانوں کا شوق اور ان کی صلاحیت دریافت کریں۔ پھر اسی مناسبت سے بتدریج اس ترقی و تنزل کے راز کو آشکارا کرتے رہیں۔ اس سے ضمناً ایک مقصود یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مولانا کو اپنا اعتبار معلوم کرنا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں ان کی جانتا ہیونکا کہاں تک اتر رہا ہے؟ اس سے یہ بھی ظاہر ہو جائیگا کہ فی الحال مسلمانوں میں کام کرنے کی کہاں تک قابلیت ہے اور جو تحریک شروع کی جانے والی ہے وہ قبل از وقت تو نہیں؟

جنگ ظاہر ایک مبارک جنگ تھی، جس نے مسلمانوں کے مردہ مجسمہ میں از سر نو روح حیات پھونک دی، اور واقعی ایک حیرت انگیز رولہ اس قسم کا پیدا کر دیا ہے کہ مسلمان اپنے زندگی کا ثبوت دینے کیلئے (مدتوں کے بعد) مستعد و آمادہ نظر آ رہے ہیں۔ اللہم زد فزاد۔ اس احساس کو قائم رکھنے میں دیگر مصائب و آلام نے بھی بہت مدد دی۔ مثلاً مظالم بلقان، صلح کانفرنس لندن، واقعہ مسجد کانپور وغیرہم۔ جہاں یہ سب کچھ ہے، شہر خموشان اسلام میں زندگی کی چہل پہل شروع ہو گئی ہے اور ماتم خانوں میں ماتم رفتگان کے ساتھ ساتھ بیماروں کے علاج معالجہ کی بھی فکر و دوش بدرش ہے، وہاں مصیبت یہ ہے کہ مسلمانوں کو کسی پر بھروسہ نہیں رہا، اور ایک عالم گیر بد اعتقادی پھیل گئی ہے۔ آخر اعتبار کب تک اور کہاں تک؟ کوئی حد بھی ہے؟ اس زمانہ میں جبکہ تہذیب و آزادی کی موسلا دھار بارش ہو رہی تھی، اور اکناف عالم میں ہر طرف حریت و ترقی کی طوفان آفریں آندھیاں بڑے زور شور سے چل رہی تھیں، اور جبکہ ہر براہوس کا شعار حسن پرستی تھا، دنیا کی رخصتی سے رخصتی اور ذلیل سے ذلیل قوموں نے میدان ترقی و تہذیب میں گولے صیقل لیجانا چاہا اور بلا آخر لیگٹیں۔

مسلمانوں نے بھی اپنے تئیں پیش کیا، مگر اپنی قوت بازو پر نہیں۔ اچھے جاہ پسند، نمائشی، مفسد لیڈروں کی قوت پر۔ سراسر سامنے

طیار تھی۔ مسلمانوں نے لیڈروں کے سہارے اس پر چڑھنا چاہا، حالانکہ اگر چاہتے تو خود سرار ہو سکتے تھے۔ پھر لیڈروں نے کیا کیا؟ بجائے اس کے کہ ان کا ہاتھ پکڑ کے سرار کر دیتے، ان کو ظالمانہ ر بے رحمانہ ایک دھکا دیدیا، جس سے وہ گرے اور گرنے کے ساتھ ہی قعر مذلت کی اس فضاے تیر و تار میں پہنچ گئے، جہاں اب چالیس برس کے بعد نکلنا بھی چاہتے ہیں تو نہیں نکل سکتے خوف ہے کہ کہیں پھر اس سے زیادہ زور کے ساتھ نہ دھکیل دیے جائیں۔ کچھ مظلوموں کی اعانت کرنے والے ہاتھ ہیں، اور کچھ خوش قسمت ایسے بھی ہیں جن کے دل نہیں درد مالت ہے، مگر ہجیم یاس اور شدت بے اعتباری کا برا ہو، جس نے قوت تمیز و نیلہ کے استیصال میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، اور اس لئے اس جذبہ میں ایک ناگوار سا سکرن پیدا ہو گیا ہے۔ اس خلاف امید اور ناگہانی چوٹ سے مسلمانوں کے ہاتھ پاؤں میں اتنی سختی ہو باقی نہ رہی کہ وہ اکبر کی اپنے بل پر کہہ سکیں۔ لامحالہ کسیکا ہاتھ پکڑ کر چلینگے۔ گذشتہ لیدروں نے۔ مسلمانوں کے یقین و اعتماد کو اگر متزلزل کر دیا تھا تو موجودہ مصالحت قوم کی سیلاب رشی نے بھی سہی اس بھی توڑ دی۔ ندرہ کا واقعہ اس پر شاہد ہے۔ کون کہہ سکتا تھا کہ علامہ شبلی جیسے صفت کرکٹر نے آدمی مضمون جہاد کے بارے میں ایسی غلطی کرینگے؟

ہم نہایت آرزو مند ہیں کہ علامہ صرف ان تمام اعتراضات کو جو اخبارات میں شائع ہوئے ہیں، دیکھتے، اور تمام الزامات سے اپنی یورپی بریت کر دیتے۔ ہم دن کو رات مان لینے کے لیے طیار ہیں مگر اس قطع الرجال میں ایک ایسے فرد فرید بزرگ قوم، ہاتھ سے کھرتے ہوئے ہمارا دل دھنسا رہا۔ یہ ایک علاحدہ مستقل مبحث ہے جس پر آئندہ کبھی خیالات کا اظہار کیا جائیگا۔ یہاں زیادہ مرقع نہیں۔

مولانا (یعنی اڈیٹر الہلال) نہایت متفکر ہیں کہ ان کو کام کرنے والے نہیں ملتے (مگر خدا کا شکر ہے کہ اس سے ان کے ہالے ثابت کر دیا بھی اغزش نہ ہوئی اور ان کا دست حق نما برابر روز افزوں تیزی کے ساتھ معرور کار ہے) میں سر بگریباں ہوں کہ کام لینے والے کہاں ہیں؟ حال یہ ہے کہ کسی ایک تحریک پر بھی دروائیں متفق نہیں ہوتیں۔ ضرورت اس کی ہے کہ تمام چھوٹے بڑے مرنے ایک ہی رشتہ میں پرے جائیں۔ اسوقت اس ہار کی قیمت نظروں میں چھپ چکی۔

پس جن کے دلوں میں اسلام کا درد ہے اور جن کے دماغ کو لبی مفید بات سونچ سکتے ہیں، ان کو چاہئے کہ وہ سب ایک جگہ باقاعدہ جمع ہو کر مبادلہ خیالات کے بعد اس کام کو سب سے پہلے شروع کریں، جس کی ضرورت سب سے زیادہ ہو۔ ورنہ اس سماجی اور معشر ستان تجارت میں کسی ایک تحریک کا کامیاب ہونا معلوم۔

اس ملفقہ پالیسی کا ایک آرگن بھی ہو جس میں ہر شرم فروہ والی تحریک مع اپنے فوائد و مضار کے درج ہو اور اسے جھپٹا کر اسلامی اخبارات ناقدانہ نظر ڈالیں اور پھر بعد اظہار رائے دہنت

تاریخ حیات

مسلمانان ہند کا ایک ورق

شہداء کانپور اعلیٰ اللہ مقامہم !

اے الان

لسان العصر

ایک مشہور اردو ادبی رسالہ ہے 'جسمیں علمی' اخلاقی تاریخی 'تمدنی' مجلسی 'صنعتی' تجارتی 'اقتصادی' اور سائنسیک مضامین ملک کے برگزیدہ اور مستند اہل قلم حضرات کے شائع ہوا کرتے ہیں۔ سالانہ قیمت ۳ - روپیہ ہے۔ اچھی تاریخ سے جو حضرات اسکو خرید فرمائیں گے انکی قیمت میں سے رازی ۸ - آنہ فی خریدار سرمایہ مصیبت زدگان کانپور میں داخل کر دیا جائیگا۔

المشہور

سید رمی بلگرامی ایڈیٹر 'لسان العصر' کوآئہ ضلع آرا براہ درمراؤں

ایک اہلیہ انہ مکرو تمبیہ س!

ایک مکار، جو اپنے تئیں ایڈیٹر الہلال ظاہر کرتا ہے

[از جناب مولوی معبد حسین صاحب مدرس مدرسہ اورنگ آباد ضلع گیا]

ایک امر قابل دریافت یہ ہے کہ ۹ - ستمبر کو بعد ظہر ایک شخص مولانا لباس میں جنکے ترکی ٹوپی میں اور شیرازی میں سینے کے اوپر کاغذ کا ہلالی نشان بنا ہوا تھا، ۲۳ - یا ۲۴ - برس کی عمر کے کوٹہ قد، خفیف اللحم، ساٹلا رنگ، یہاں (ازرگ آباد) کے جامع مسجد میں پہنچے اور اپنا نام کشف الدجی اور سکونت کانپور بقالی اور آنیکا منشا محض کانپوری شہداء کے یقیم بچوں اور بڑاؤں کی آمد اور اخراجات پوری مقدمہ کے لیے چندنے کی تحریک بیان کی۔ چنانچہ تقریر میں مچھلی بازار کی مسجد کے مختصر واقعات اور اپنے در خالہ زاد بھائیوں کے شہید ہو جانے کی کیفیت بیان کی اور اپنے کو انجمن خدام کعبہ کا ممبر اور کانپور فتنہ کا آزادی سکریتی بیان کیا۔ یہاں جو کچھ چندہ ہوا اس کے حوالے کیا گیا۔ جمعہ کو (۱۲ ستمبر) رات یہاں سے بارہ میل کے فاصلے پر ایک گاؤں میں، جس کا نام کھریالواں ہے، جا کے ٹہرے اور اپنا نام ابوالکلام آزاد ایڈیٹر الہلال بنایا۔ چونکہ اُس کے قول کا اعتبار نہ کیا گیا، اس لیے کھریالواں میں جو ۶۹ - روپیہ چھ اے چندہ کے جمع ہونے پر، رہ بذریعہ ذک آپ کے دفتر الہلال میں ارسال کیے جاتے ہیں۔ مسلمانان اورگ آباد نے جب اُن سے اپنے نام کے تغیر کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ میرا نام کشف الدجی اور کیفیت ابوالکلام اور انحصار آزاد ہے۔ میں نے مہلک اپنا نام مخفی کر رہا تھا۔ لہذا اللہ اس سے کہ مہربانی فرما کر یہ تعذر فرمائیں کہ آپ ۸ - ستمبر سے ۱۵ - ستمبر تک دفتر

مباحثہ اسکا نفاذ ہو۔ اگر ممکن ہو تو یہ اخبار مفت تقسیم کیا جائے رزائے قیمت انہی کم رکھی جائے کہ غریب سے غریب شخص کو بھی اس کی خریداری کران نہ گذرے اور کوئی تکلیف نہ ہو۔ ایڈیٹر ایسا شخص منتخب ہو جو سہل ترین عبارت میں بڑے بڑے نکتے لکھ سکے اور سمجھا سکے۔ نہایت ضروری ہے کہ ہر مسلمان اس ہنگامہ رستخیز میں ایک باقاعدہ سیاہی بنجائے۔ اردو کے معنی عایدہ کی ضمانت کا آج کل چندہ ہو رہا ہے۔ مناسب ہے کہ رہی اس صورت میں تبدیل کر دیا جائے اور اردو کے معنی ایسے جاری ہو تو جمہور مسلمانان ہند کا آرگن ہو۔ مشہور پولیٹیکل مجاہد سید فضل الرحمن حسرت موہانی اردو علم ادب میں جودست گاہ رکھتے ہیں، پڑھ لکھے حضرات اُس سے نا آشنا نہیں۔ الہلال کے اکثر مضامین بہ سبب اسکی بلاغت اور عالمانہ انداز کے اکثر ایسے آدمیوں کے سمجھائے سے رہ جاتے ہیں جنہیں بے شبہ کام کرنے کی قابلیت ہم سے زیادہ ہے اور جو توپ کے سامنے اس سے زیادہ اچھی طرح جانے کے لیے طیار ہیں، جیسے کہ ہم کسی بغایت نظر فریب ردل آریز تماشہ کی طرف!

الہلال کے مضامین شروع سے آخر تک دیکھنے کے بعد یہ یقین ہو گیا ہے کہ مولانا جو کچھ کر رہے ہیں اُس سے صرف مسلمانوں کی فلاح و بہبودی اور تجدید حیات ملی ہی مقصود ہے۔ نظر بریں کون شخص اسکی مخالفت کر سکتا ہے؟ مولانا کو جس تجاوز کیلئے اسقدر اہتمام مد نظر ہے، وہ مسلمانوں کے لیے انتہا سے زیادہ مفید ہوگی؟ ہاں مولانا تو سب کچھ کرتے ہیں مگر سوال یہ ہے اس ملت پرستانہ سرفروشی میں ہماری طرف سے بھی جاں بازی کا کوئی ثبوت ہم پہنچ سکتا ہے یا نہیں؟ ہم بھی کچھ کر سکتے ہیں یا نہیں! محض الہلال کی صداقت شعاری، راست بیانی، انشا پر دازی، جرات و آزادی، علم و کمال، اور لکھائی چھپائی کی تعریف کرنے سے نہ تو اب تک کچھ ہوا ہے اور نہ آئندہ ہونے کی اُمید ہے۔ اب اسلامی حمیت میں داغ لگانے کا مرقع نہیں۔ جلد سے جلد مولانا کی اس اسکیم "حزب اللہ" کے خیر مقدم کیلئے مستعد ہو جانا چاہیے جس کا متوقع بار بار مولانا اس شرط پر بنا چکے ہیں کہ لوگ بتوجہ سخنے کا اقرار کریں اور قبل اس کے کہ مولانا وہ حدیث جان پور سنالیں، مسلمان اپنے اشتیاق کی فریاد مولانا کو سنا دیں۔

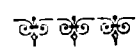
واعتمرو باللہ، ہر مولانا، فہم المولے و نعم النصیر۔



الہلال کی ایجنسی



ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو بارہ ہفتہ وار ہونے کے، رزائے اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے۔ اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے ملاشی ہیں تو اپنے شہر کے لیے اسے ایجنٹ بن جائیں۔



ترجمہ اردو تقریر و کبیہ

جسکی نصف قیمت اعانہ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جالیگی۔ قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ۔ ادارہ الہلال سے طلب کیجیے۔

مسجد فتح پور سیکری

قابل توجہ جمیع جرائد اسلامیہ

ایک زمانہ تھا کہ جلال الدین محمد اکبر شاہ کے وقت میں مسجد و مزار فتحپور سیکری کی رہ قدر منزلت تھی کہ بلا روضہ کوئی اندر جا نہیں سکتا تھا۔ اس گئے گذرے زمانہ میں بھی مسجد و مزار حضرت شیخ سلیم چشتی کی زیارت کی غرض سے جو صاحب تہریف لاتے تھے، بیرون دروازہ جوتا اوتار کر اندر زیارت کرتے جاتے تھے۔ یہ مزار مسجد ارقاف میں داخل ہے۔ اسکے اہتمام کے لیے سجادہ نشین متولی ہیں، اور انتظام کی نگرانی وغیرہ کے لیے سلمان پیلک کے انتخاب سے تین ممبر مقرر ہوئے ہیں۔ لیکن ۳۳ عرصے سے ایک عجیب کارروائی یہاں کے حکام نے یہ کی ہے کہ مزار اور مسجد کے دروازے پر حسب ذیل نوٹس لگا دیا ہے :

”جو اشخاص حضرت شیخ سلیم چشتی کے مزار اور فتحپور سیکری کی مسجد میں جاویں، چاہیے کہ رسی ہی تعظیم کریں، جیسی کہ اپنی متبرک عمارت میں جاتے وقت کرتے ہیں، یعنی انگریز صاحبان اپنی ٹوبی، اور ہندوستانی صاحبان اپنے جوتے اوتار لیا کریں۔ مگر مسجد کے احاطہ میں اور زمین مسجد اور مقبرہ کے باہر اس پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“

دستخط - جی۔ آر۔ ڈیہر۔ ای۔ سی۔ اس
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ

اس اعلان کا نتیجہ یہ ہے کہ مزار کے اندر تمام انگریز جوتا پہنے جاتے ہیں، اور مسجد میں تو جوتا اور ٹوبی، دونوں پہنے ہوئے! خدا را اسطرح اسلامی اخبارات اور پیشروان ملت توجہ کریں کہ نہایت سخت دینی بے حرمتی ہے۔

(از جذاب سید محمد صدر صاحب عالم گیلانی)

حادثہ کانپور کے بے چین کردینے والے واقعات اخبارات میں پڑ کر دل پاش پاش ہو گیا۔ اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے اس رات دن کی ذات اور مصیبت کی زندگانی سے ہم جملہ مسلمانوں کو نجات دے۔ آمین۔ کل بون نماز جمعہ مصیبت زندگان کے امدادی فنڈ کے لیے کوشش کی گئی۔ باوجودیکہ یہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے مگر پھر بھی جملہ حاضرین مجلس نے اخوت اسلامی کا ثبوت دیا۔ چنانچہ مبلغ ۳۲ - روپیہ ۱ - آء واصل ہوئے۔ جو بذریعہ منی آرڈر معرفت حافظ چراغ الدین امام مسجد صاحب روانہ کیے گئے۔

(جذاب ارمان صاحب بریلوی از شاہجہانپور)

یہ فہرست اس چندے کی ہے، جو عید الفطر کے دوسرے روز بریلی میں شاہ آباد محلہ سے اعانت و ثناء شہداء و مجروحین کانپور کے لیے وصول ہوا۔ موعودہ رقم کی مقدار تو زیادہ ہے مگر جو کچھ وصول ہو گیا تھا، وہ ۸۲ - روپیہ ڈھائی آنہ کی رقم ہے۔ بعد وضع موازی ۱۲ - آنہ فیس منی آرڈر، ۲ - پیسہ لفافہ کے، بقیہ ۷۱ - روپیہ ۶ - آء بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت ہیں۔

(فہرست بعد میں شائع کی جائیگی کہ بہت طویل ہے۔ آپ مطالعہ فرمیں۔ الہلال)

الہلال چہور کر کہیں تشریف لیگئے تھے یا نہیں؟ بہتر ہو کہ آپ اپنا فرٹر شائع فرما کر کثیر التعداد مسلمانوں کو جلسازوں کی عیاری سے بچنے کا موقع عنایت فرمائیں۔

(الہلال)

آپ کو چاہیے تھا کہ آپ فوراً آئے پولیس کے حوالے کرتے رہ کر لی سخت مکار و ابلیس معلوم ہوتا ہے۔

گیا اور ”مسجد کانپور“

ایک ناچہز رقم ۹۰ روپیہ کی یہانکے مسلمانوں سے وصول کر کے مرسل خدمت ہے۔ یہ جگہ ایک مختصر سا دھات ہے۔ مگر خاص شہر گہا کی حالت سنئے۔ وہاں دینے والے بہت ہیں مگر ان کہ مانگنے والوں اور لیکر بھیجنے والوں کی تعداد شان ہے۔ یونیورسٹی کیلئے اسی گیا سے سولہ سترہ ہزار روپیہ گیا اور بمقابلہ اسکے جا مسجد میں باوجود تحریک کرنے کے، صرف پچاس روپیہ کے قریب عید کے دن وصول ہوئے! اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ چند خالنان ملت (جو خواہ مضراہ کے اپنے منہ آپ ہی لیڈر بنے پھرتے ہیں) لوگوں کو کسی قسم کی تقریر یا جلسہ کرنی سے روکتے ہیں اور طرح طرح کے بہرہ دہ اعتراضات اور مہمل باتوں سے ڈراتے ہیں۔ ۳۰ سوال کو جامع مسجد میں ایڈریا فریل کے دربارہ فتح کی خوشی میں میلاد شریف اور چراغی ہوا۔ سنا جاتا ہے کہ ڈیڑھ سو روپیہ کا بیجا صرف اس ماتم کے زمانہ میں خوشی منانے میں کیا گیا۔ اوگوند کا خیال تھا کہ مظالم کانپور کیلئے چندہ کی تحریک ہوگی۔ چنانچہ بہتیرے لوگ روپیہ لیکر اور مستعد ہو کر گئے تھے کہ دینگے۔ مگر افسوس کہ نہایت مہمل طریقہ سے ایک انریبل صاحب نے تقریر کی اور انکے بعد پیش امام رفاہی! رفاہی! کا راگ گاتے رہے۔ ڈرتے ڈرتے کچھ واقعات بیان کیے (یعنی متولی مسجد کانپور میں جوتا پہنے چلتے گئے وغیرہ وغیرہ) جسے لوگ سن کر اور ہرافرورختہ ہو کر چلے آئے۔

بعض ایسے ہانہوں سے چندہ کیا جا رہا تھا جن پر قوم کو مطلق اعتناء نہیں۔ اسقدر مجمع میں صرف تیس روپیہ کی رقم وصول ہوئی! انہی آنریبل صاحب نے آج تک قوم کو نو ہزار روپیہ چندہ جنگ بلقان کا حساب بھی نہیں دیا ہے۔ آپ اس بارہ میں اپنے اخبار میں باز پرس کیجئے۔ یہ آپکا قومی فرض ہے (ایک خیر خواہ قوم)

(اعلیٰ شیخ فرید حسین صاحب قریشی از ملتان بقم خرد)

آپکا الہلال جسکی رویت بدر کامل کی صورت میں مہینہ میں چار بار نشوونما پا کر اپنی فوق العادت قوت کا ثبوت دیتی ہے۔ اور جس کے انوار معنی سے ہر مسلم کا تاریک قلب کسب ضیہ کر کے نور ایمان حاصل کرتا ہے، خوش قسمتی سے میرے شوہر کے نام جاری ہے۔ اور ہر وقت میرے زیر مطالعہ رہتا ہے۔ ۲۱۰ - ۱۷ - مئی کی اشاعت میں دوبارہ اعانت مہاجرین آپکا فقید الامثال ایثار دیکھ کر نہایت متاثر ہوئی۔ ایک حقیر رقم مبلغ ۱۰ - روپیہ کی بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت ہے۔

(جذاب غوث معی الدین حسین صاحب از حیدر آباد دکن)

مبلغ ۹۶ - روپیہ ”بقیہ اعانت پسماندگان شہداء و مجروحین ریپوری مقدمہ کانپور“ مرسل خدمت شریف ہیں۔ اس سے قبل ۲۵ - روپیہ روانہ کیا تھا۔ متعاقب انشاء اللہ اور رقم بھی پہنچتی جائے گی۔

فہرست ذرا عائدہ دفاع مسجد مقدس کانپور

(۳)

پالی آنہ رزیہ

۱ - - -

از بعض ملازمان دفتر الہلال

بذریعہ محمد افضل صاحب - رزیدی میجر

۵۱ ۱۲ -

مرضع احمدون - کچھ

(بہ تفصیل ذیل)

محمد افضل صاحب ۵ رزیہ - محمد فیروز خان ۱ رزیہ - محمد اکرم خان

۱ رزیہ - میر جان ۱ رزیہ - ملا عبد الذعیم ۱ رزیہ - سید ۱ رزیہ

صیف الدین ۱ رزیہ - بوستان ۱۲ - آنہ - ملا عباس ۱ رزیہ -

تاج میر ۸ آنہ - خان محمد ۱ رزیہ - نور گل ۴ آنہ - خشنگ ۶ آنہ

عبد الخالق ۴ آنہ - زینہ خان ۷ آنہ - ملا سید احمد ۵ آنہ متفرق ۴ آنہ

گل محمد ۸ آنہ - الہداد ۸ آنہ خانطمع ۸ آنہ - وزیر ۸ آنہ امید ۸ آنہ

ملک شاہ محمد ۱ رزیہ - باقی دار ۸ آنہ غازی ۸ آنہ - گلاب ۴ آنہ

اللہ رکھا ۴ آنہ - صدیق ۴ آنہ - فضل الہی ۴ آنہ - محمد نور

رزیہ - کالرجان ۱ رزیہ عبد الصمد صاحب ۸ آنہ - میر فضل ۴ آنہ

بختیار صاحب ۸ آنہ الف صاحب ۸ آنہ شیخ رفیع شاہ ۱ رزیہ عبد العزیز

۴ آنہ - محمد یوسف ۴ آنہ عبد الکسبر ۴ آنہ عبد الحشمال ۴ آنہ

میر حسن ۴ آنہ - البرجان ۴ - آنہ - نواب کالا ۴ آنہ تاج محمد ۸ آنہ

بہاء الدین ۸ آنہ - عبد السلام ۴ آنہ خیر صاحب ۴ آنہ - ملا یوسف

صاحب ملا عبد الخالق صاحب ۱ رزیہ - ابوبکر ۴ آنہ - کنگ ۴ - مقام

۴ آنہ بنگل ۴ آنہ قلندر ۴ دلاسا ۴ آنہ - اکرم ۴ آنہ محمد امین ۴

آنہ خداداد ۸ آنہ فتم صاحب زعفران ۴ آنہ - نعمت ۴ آنہ

عبد الشکور ۸ آنہ حاجی رحمت ۴ آنہ بلند ۴ آنہ صالح محمد ۴ آنہ

محمد گل ۴ - آنہ عثمان غنی ۸ آنہ - عبد القدوس ۳ آنہ محمد شریف ۴

آنہ محمد صاحب ۱ رزیہ بابو صاحب ۱ رزیہ ملک اکرم صاحب

۱ - رزیہ شیر محمد ۱ آنہ - بدایت ۴ آنہ ملتان ۴ آنہ محمد شریف

۴ آنہ - پیر محمد ۴ آنہ - عبد العزیز ۴ آنہ عبد اللہ ۸ آنہ ملا عبد

القدوس صاحب ۱ رزیہ ملا امیر صاحب ۱ رزیہ علی جمعہ ۳ رزیہ

سلطان محمد صاحب ۲ رزیہ زرغون شاہ ۱ رزیہ علیم صاحب

۱ رزیہ -

بذریعہ حافظ چراغ الدین صاحب قریبی -

۲۱ ۱۱

امام مسجد ٹرپ اٹک

بذریعہ جناب غوث محی الدین حسن صاحب -

۵۶

حیدر آباد دکن

(بہ تفصیل ذیل)

مولوی سید معظم علی صاحب رکیل ۳۰ رزیہ - مولوی ابراہیم

علی صاحب صدر نشین ۲۶ رزیہ - مولوی عبد الکریم خاندان

معظم مال - مرزا احمد حسین بیگ صاحب ۱ رزیہ -

سید قاسم صاحب ہیڈہ دار ۱ رزیہ - مولوی محمد طاہر صاحب ۱

رزیہ - میر تصدق حسین صاحب امیر علیگ صاحب

مال - غلام محمد صاحب عرف پیارو میاں ۴ رزیہ - عبد الحق

صاحب ۱ رزیہ - سلیمان دارو خاندان ۱ رزیہ - سید تبار

علی صاحب ۱ رزیہ - مولوی محی الدین علی صاحب ۱ رزیہ -

میر ارماف علی صاحب ۵ رزیہ - شیخ دیدار صاحب ۱ رزیہ -

علا الدین صاحب ۱ رزیہ - عبد العی صاحب ۱ رزیہ نعمت خان

صاحب ۱ رزیہ - شیخ باقر صاحب جمعدار مال - مولوی برفان

الدین صاحب

صاحب ۵ رزیہ -

السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ - لیج مبلغ آنہ روپے ارسال خدمت شریف ہیں - ان کو بہ سلسلہ اعانہ امداد شہداء کانپور جمع فرما لیجیے - یہ روپے اپنے احباب کے حلقہ سے جمع کر کے ارسال کیے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل بغرض اشاعت ارسال ہے - کیا عرض کیا جائے؟ زمانہ نازک، ایام استبداد، اور مصائب مسلمین کا نصف النہار! مسلمانوں کے اعمال و افعال ناکفہ بہ - قلب مضطر ہے لیکن بے اختیاری ہے - واقعہ کانپور ایسا واقعہ ہے کہ اس کے لئے اگر جان سے بھی دریغ نہ ہو تو بچا ہے مگر صد حسرت ہے ہم پر کہ پیسہ سے بھی دریغ ہے!! اس کے بھی رجوع قوی ہیں - محسوس کرنے والے مسلمان نہایت نازک حالت میں ہیں -

مرا در دست اندر دل اگر گویم زبان سوز

آپ کے طرف سے ہر وقت طبیعت پریشان رہتی ہے کہ حق گزری وقت نہیں - اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے آپ کو آپ کے برگزیدہ اخبار کو، اور آپ کے ایسے صاحب قلب و دماغ اور صادق الایمان مسلمانوں کو جملہ افات و مصائب اور دستبرد استبداد سے محفوظ رکھے - آمین تم آمین -

الہلال

افرض امری الی اللہ، ان اللہ بصیر بالعباد!

جناب سید مہدی حسن صاحب معتمد انجمن دی مسلم

فرنڈس ہزاری باغ

بطل العظیم - مصلح قوم، حضرت مولانا، عالباً آپ کو یاد ہوگا کہ انجمن دی مسلم فرنڈس ہزاری باغ نے پہلی قسط مبلغ ۴۳ - رزیہ کی برائے شہداء و مجروحین واقعہ کانپور بھیجی تھی جسکی رسید آگئی ہے اور اس کے ساتھ ایک مضمون بھی بھجیئت معتمد بھیجا تھا جو امید ہے کہ آپ کی مہربانی سے الہلال میں چھپ جاوگا -

بہر کیف دوسری قسط مبلغ ۵۰ - کی ارسال خدمت ہے -

اس میں دو چندے خاص طور پر قابل تذکرہ ہیں -

اعانہ عامہ ۲۰ رزیہ

مدر سردار (ایک مغیر مسلمان) ۲۵ رزیہ

(ایک طالب علم) ۵ رزیہ

کام برابر جاری ہے - آپ کے خط نے ایک نئی روح انجمن کے ممبروں میں پھولک دی ہے!

(از جناب محمد قطب الدین صاحب - حیدر آباد دکن)

اخبارات کے معاملہ سے کانپور کے دلغراش حالات معلوم ہوئے - ہمدردان قوم جیسے عالیجناب مسٹر مظہر الحق وغیرہ جو اس وقت مجروحین کانپور کی اعانت میں ہمہ تن مصروف ہیں اور جن اپنی بیش بہا خدمات سے قوم کو منور کر رہے ہیں، عالم اسلامی کیلئے قابل ہزار شکر ہیں، اور اسے ہی ہمدردان اسلام سے پھر بھی اسلام کا کچھ نام و نشان باقی ہے - رزنہ آجکل کا زمانہ تو مسلمانی در کتاب اور مسلمانان در گور کا مصداق ہے - میں ایک بے بضاعت شخص ہوں اور تحصیل سدھی پتہ کا ۱۲ - رزیہ ۱۴ - آنہ پر امور مجھے سے جو کچھ ہوا، وہ رزیہ آپ کی خدمت میں نہایت شرمندگی سے اعانت مقدمہ کانپور کیلئے روانہ کیا گیا ہے - دکن کے ذی اثر اصحاب اسجانت ذرا سی ترجمہ بھی کرتے تو بہت کچھ چندہ فراہم ہو سکتا، لیکن افسوس ہے کہ اس ملک میں مذہبی احساس بے کم ہے -

مجھے اب کی فرازش سے کامل بہرہ ہے کہ میرے اس معروضہ کو آپ اپنے اخبار کے کسی گوشہ میں جگہ دیکر سر فراز فرمائیں گے -

(بہ تفصیل ذیل)

جماعت میوہ فروشان		
جذاب محمد سلیمان صاحب	۳	۰
جذاب میر فیض علی صاحب	۲۵	۰
جذاب حیر سر فراز علی صاحب	۱	۰
جذاب مولوی محمد ابراہیم صاحب	۵	۰
معروف جذاب مولوی علی محمد صاحب	۴۰	۰
میزان	۹۴	۰
فیس منی آدر	۱	۰
میزان	۳۸۹	۸
سابق	۹۲۳۴	۱۰
میزان کل	۹۶۲۴	۲

منا بساتر لٹاس ، و مدی و رحۃ لغوم یوقوت !

(۱۹ : ۴۵)

البصائر

ایک ماہوار دینی و علمی مجلہ
جس کا

اعلان پہلے ” البیان “ کے نام سے کیا گیا تھا ۔

ماہ شوال سے شائع ہونا شروع ہو جائیگا

ضمانت کم از کم ۶۳ صفحہ - قیمت سالانہ چار روپیہ مع معقول ۔

خریدارانہ الہال سے : - ۳ - روپیہ

اسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن حکیم اور اس کے متعلق تمام علوم و معارف پر تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے ۔ اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کرے ، جن کی وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز تعلیمات قرآنیہ سے نا آشنا ہوتا جاتا ہے ۔

اسی کے ذیل میں علوم اسلامیہ کا احیاء ، تاریخ فہرہ و صحابہ و تابعین کی ترویج ، آثار سلف کی تدوین ، اور ادب زبان میں علوم مفیدہ حدیثہ کے تراجم ، اور جرائد و مجلات یورپ و مصر پر نقد و اقتباس بھی ہوگا ۔ تاہم یہ امر ضمنی ہوئے ، اور اصل سعی یہ ہوگی کہ رسالے کے ہر باب میں قرآن حکیم کے علوم و معارف ، ذخیرہ فراہم کرے ۔ مثلاً تفسیر کے باب میں تفسیر ہرکی ، حدیث کے باب میں احادیث متعلق تفسیر پر بحث کی جائیگی ۔ آثار صحابہ کے تحت میں تفسیر صحابہ کی تحقیق ، تاریخ کے ذیل میں قرآن کریم کی تفسیر و ترتیب و اشاعت کی تاریخ ، علوم کے نیچے علوم قرآنیہ کے مباحث اور اسی طرح دیگر اہر اب میں بھی رہی موضوع رحید پیش نظر رہیگا ۔

اس سے مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے سامنے بدنہ واحد قرآن کریم کو مختلف اشکال و مباحث میں اس طرح پیش کیا جائے کہ عظمت کلام الہی کا وہ اندازہ کر سکیں ۔ و ما توفیقی الا باللہ ۔ علیہ توکلت و الیہ الیاب ۔ پتہ : نمبر (۱۴) مکلاؤنہ استریٹ کلکتہ

پالی	آنہ	روپیہ
جذاب سید عبد اللہ شاہ صاحب ۔ ہائی اسکول پشاور	۲	۰
جذاب ایس ۔ اے ۔ جبار صاحب ٹانکڈرنگی	۱۷	۰
بذریعہ جذاب سید مہدی حسن صاحب معتمد	۵۰	۰
انجمن مسلم فرندس ۔ ہزاری باغ	۱۰	۰
جذاب محمد رفیق صاحب میڈر کتھا	۸۳	۱۴
بذریعہ ایک بزرگ جنکا نام پڑھا نہیں گیا	۴	۰
جذاب محمد ابراہیم صاحب دارجلدگ	۱۳	۰
جذاب ابو تراب مولوی عبد الرحمن صاحب کیلاڑی	۶	۰
بذریعہ جذاب محمد قطب الدین صاحب سدھی پوٹ	۷	۲
جذاب غلام غوث صاحب ٹانڈیٹر	۸	۶
جذاب محمد سید بن علی صاحب حیدر آباد دکن	۹	۰
جذاب ایس ۔ ایم ۔ پیارے صاحب مخدوم پور گیا	۱۵	۰
جذاب عبد الرزاق صاحب از نرادرہ ۔ گیا	۷	۰
جذاب مصطفیٰ عبد المجید صاحب نازکل ڈانگہ	۲	۸
جذاب کلیم عبد العی صاحب بانکی پور	۸	۰
بذریعہ جذاب سید محمد یعقوب صاحب ریاست بہارپور	۸	۰

(بہ تفصیل ذیل)

جذاب بلیو انڈیر احمد صاحب ۱ روپیہ ۔ جذاب بابر ارشاد علی صاحب ۱ روپیہ ۔ جذاب مرزا مظفر علی بیگ صاحب ۲ روپیہ ۳ آنہ ۔ جذاب مبارک علی صاحب ۱ روپیہ ۔ جذاب عثمان علی صاحب ۱ روپیہ ۔ جذاب مظہر علی صاحب ۲ آنہ ۔ جذاب بابر بشیر احمد صاحب ۸ آنہ ۔ جذاب گلشن صاحب ۱ آنہ ۔ جذاب محمد حسین صاحب ۱ روپیہ ۱ آنہ ۔

بذریعہ جذاب عبد اللہ صاحب	۷۱	۶	۰
میزان	۴۸۳	۱۰	۰
سابق	۹۰۷	۳	۶
میزان کل	۱۳۹۰	۱۳	۶

فہرست زر اعانۃ مہاجرین عثمانیہ

: " ❖ ❖ ❖ " :

(۱۳)

جذاب عزیز محمد خان صاحب ۔ پربھنی دکن	۴	۰	۰
جذاب ابراہیم سلیمان حسین صاحب	۵۰	۰	۰
ٹانکڈرنگی برہما	۱۰	۰	۰
ایک بزرگ جنکا نام صاف پڑھا نہیں گیا ۔	۲	۸	۰
جذاب حکیم عبدالعی صاحب ۔ بانکی پور	۷۶	۷	۰
جذاب مولوی محمد عبد الرزاق صاحب ۔ پربھنی	۲	۸	۰
جذاب فضل احمد صاحب ۔ فتح پور ۔ بارہ بانکی	۶۵	۰	۰
بذریعہ لا پور بذریعہ اس ۔ ایم قاسم صاحب	۵۴	۰	۰
جذاب شیخ امین الدین صاحب ۔ میونسپل کمشنر قصور	۳۲	۱	۰
بذریعہ جذاب نصر الرحمن خان صاحب معمر	۹۳	۰	۰
جذاب ہرمی پیمبر پور			
بذریعہ جذاب قاضی فیض محمد صاحب ۔			
کرتا راجپوتانہ			

جسکا درد وہی جانتا ہے - دوسرا کیونکر جانتا ہے -



یہ سخت سردی کے موسم میں قندہارستان انسان جان بلب ہو رہا ہے۔ سردی مٹانے کیلئے سرسبز بادشاہت کرتے ہیں۔ لیکن بد قسمتی سے دمہ کے مرض کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ تکلیف دمہ سے پریشان ہوتے ہیں۔ اور رات دن سانس بھرنے کی وجہ سے دم نکلتا ہے۔ اور فینڈ تک حرام ہو جاتی ہے۔ دیکھئے! آج اسکو کس قدر تکلیف ہے۔ ایک افسوس ہے کہ اس لا علاج مرض کا بازاری ادویہ زیادہ تر نشیلی اجزاء دھتورہ جھنگ - بلا دونا - پوٹاسری - اوائڈ دیکر بنڈی ہے۔ اسلئے فائدہ دینا تو نذر مریض بے سرت مارا جاتا ہے۔ ڈاکٹر برمن کی کیمیائی اصول سے بنی ہوئی - دمہ کی دوا انمول جوہر ہے۔ یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے۔ بلکہ ہزاروں مرض اس مرض سے شفاء پائے ہوئے مداح ہیں۔ آپت بہت کچھ خرچ کیا ہوگا۔ ایک مرنہ اسکو بھی آزما لیں۔ اسمیں نقصان ہی کیا ہے، پوری حالت کی فہرست بلا قیمت بھیجی جاتی ہے۔ قیمت ۲ روپہ ۲ آنہ معصوم ہ پانہ آنہ۔

ڈاکٹر ایس کے برمن - غنیمت تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

دمہ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے مرسم کا بخار یعنی لڑانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - بھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار جسمیں نرم جگر اور طحال بھی لاحق ہو، یا وہ بخار جسمیں ملتی اور قے بھی آتی ہو۔ سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں پورہ سردی ہو - کلا بخار - یا آسامی ہو - زرہ بخار ہو - بخار کے ساتھ گلٹھار بھی ہو گئی ہو - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے، اگر شفا پانے کے بعد دمہ استعمال کیجئے تو بہت بڑا جادو ہے، اور تمام اعضا میں خرم سالم پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چلتی دھلائی آ جاتی ہے، نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آ جاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹرٹے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کھلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - لہانا ہیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت بڑی بوتل - ایک روپہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ
پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے
۱۸۰۱
ایچ - ایس - مہد الفنی کیمسٹ - ۷۳ و ۷۴
کولہ لولہ اسٹریٹ - کلکتہ

یونانی فارمیسی کی نایاب دوائیں

حب حیات یہ دوا السیر ہے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے ایام شباب میں بد پرہیزی کے وجہ سے کسی مرض میں مبتلا ہو گئے - چاہے وہ مرض پرانا ہو یا نیا - ہر قسم کے مزاج والہ کو نہایت مفید ہے نہ عمر اور موسم کی قید سے عورتوں کے لیے بھی از حد مفید ہے ۲۱ روز میں صحت کامل ہو جاتی ہے اور ذکیہ داللی ہوتا ہے - قیمت فی شیشی چار روپہ علاوہ معصوم ڈاک -

حب براہیر - اس زمانہ میں نوے فی صدی اس مرض مرنہ میں مبتلا ہیں - اس خاص مرض میں یہ گولیاں عجیب اثر ہیں - خونی ہو یا بانی ہو، نئی ہو یا پرانی سب کو جز سے کھو دیتی ہے، اور خالص نباتی اجزا سے تیار کی گئی ہے - پندرہ دن کے استعمال میں بالکل زائل ہو جاتی ہے -

قیمت فی ڈبہ ۳ روپہ ۲ آنہ علاوہ معصوم ڈاک

سفر مفرح - دل، دماغ، معدہ، جگر، اور تمام اندرونی اور عام نقاقت جسمانی کیلئے از حد مفید ہے - خون کے پیدا کرنے میں نہایت موثر - اور تیز معدہ کے لیے از حد مفید - تمام اطباء اسکی تصدیق کر چکے ہیں زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں ہے - قیمت فی ڈبہ ۵ روپہ علاوہ معصوم ڈاک

نسوت - تمام مذکورہ بالا ادویہ زہریلے اور رسائن اجزا سے پاک ہیں پرچہ ترکیب ہمراہ ادویہ - قیمت پیشگی - یا ری - پی بشرطیکہ چوتھائی قیمت پیشگی آئے - اجبیار کا حوالہ ضرور دیں - فرمائش اس پتہ سے ہوں :

لیجر یونانی فارمیسی گول بنگلہ افضل گنج - حیدر آباد دکن

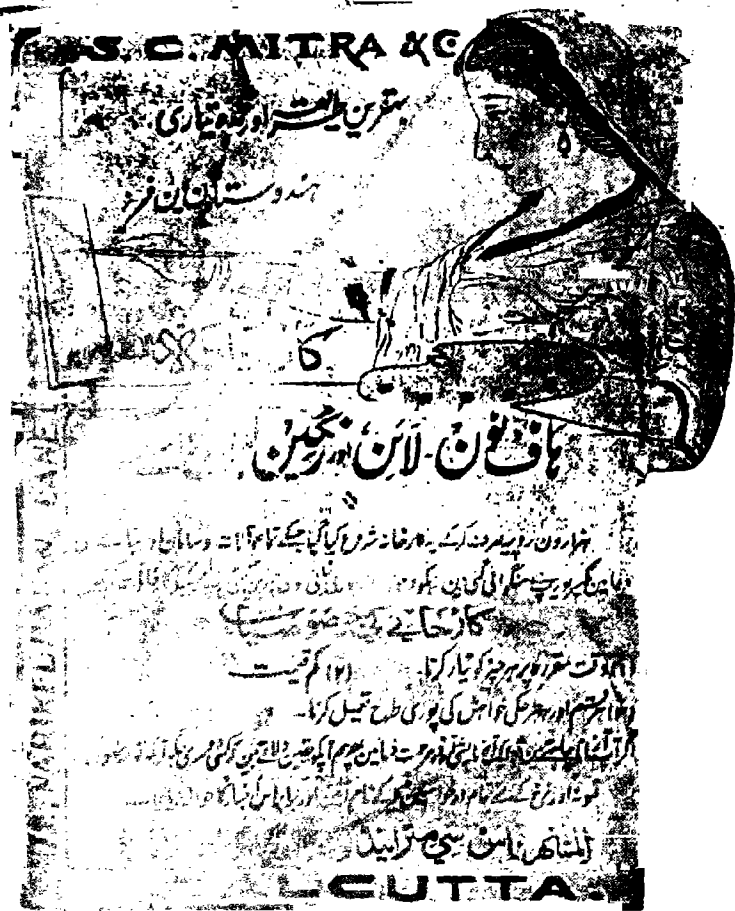


تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چمکا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تھذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں نہیں تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تھذیب کی ترقی کے جب سب چیزوں کی کٹ چھانک کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بھا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمرد اور نمائش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم مقدم نمرد کے ساتھ فائدے کا بھی جوہر ہے بنابرین ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ریلنی تیلوں جالچک - موہنی کسم تیل - تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو سازی میں سے مدد ملی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاس اور خوشبو کے دیر پا ہونے میں لا جواب ہے - اسکے استعمال سے بال غریب کہنے آگئے ہیں - جو میں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، جگر، اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جیتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتی ہے
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ معصوم ڈاک -

میسر انٹی ملریا میکا پچر اکیسیرافع بخار فہرم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مر جا رہے ہیں اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید ہنسک دوا اڑاں مسٹ پر کمر بٹھنے بلا طبی معورہ کے میسر آ سکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضرورت کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی برکت اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشہارات عام طور پر ہزار ہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے - مقام مسٹ ہے کہ غبار کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بھی ہیں اور -



جو اوجھ پھل کے معہور اور مقبول نامہ نگار علیحدہ فرما رہے ہیں۔
سید محمد خان بہادر - آئی - ایس - آر - (جنکا فرضی نام ۳۵ برس
کے اور اخبارات میں جوقلا آزاد رہا ہے) کے پرزور مددگار اور رقم
لکچہ اور اپنی عم بہت اور خاص دل چسپی سے اردو کے عالم
انچا میں اپنا آپ ہی نظیر ہے۔ بار دیگر نہایت اہم و ترقی کے چہرے
سرمہ کش دینے والا ہمارے۔ ذیل کے ہتے سے ہلو ہے لہل
پارسل طلب فرمائیے اور مصنف کی سحر بیانی اور معجز کلامی
کے قلم اور ہائیکے خیالات آزاد ۱ روپیہ ۴ آنہ - سوانح عمری آزاد ۱۲ - آنہ
علاقہ معصوم۔

سید اختر حسن نمبر ۶۲ قاتلا لیں - کلکتہ

[8] ہندوستانی دواخانہ دہلی

جناب حائق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی
میں یونانی اور دینک ادویہ جو مہتم بالشان دواخانہ کے دواخانہ کے
ادویہ اور خوبی کار بار کے امتیازات کے ساتھ بہت مشہور ہو چکا ہے۔
صدھادرائیں (جو مثل خانہ ساز ادویہ کے صحیح اجزاء سے بنی ہوئی
ہیں) حائق الملک کے خاندانی معجزات (جو صرف اس
کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کار بار، مغالی، ستھرا پن
ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ:
ہندوستانی دواخانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے۔
فہرست ادویہ مفت (خط کا پتہ)

ملیجر ہندوستانی دواخانہ - دہلی

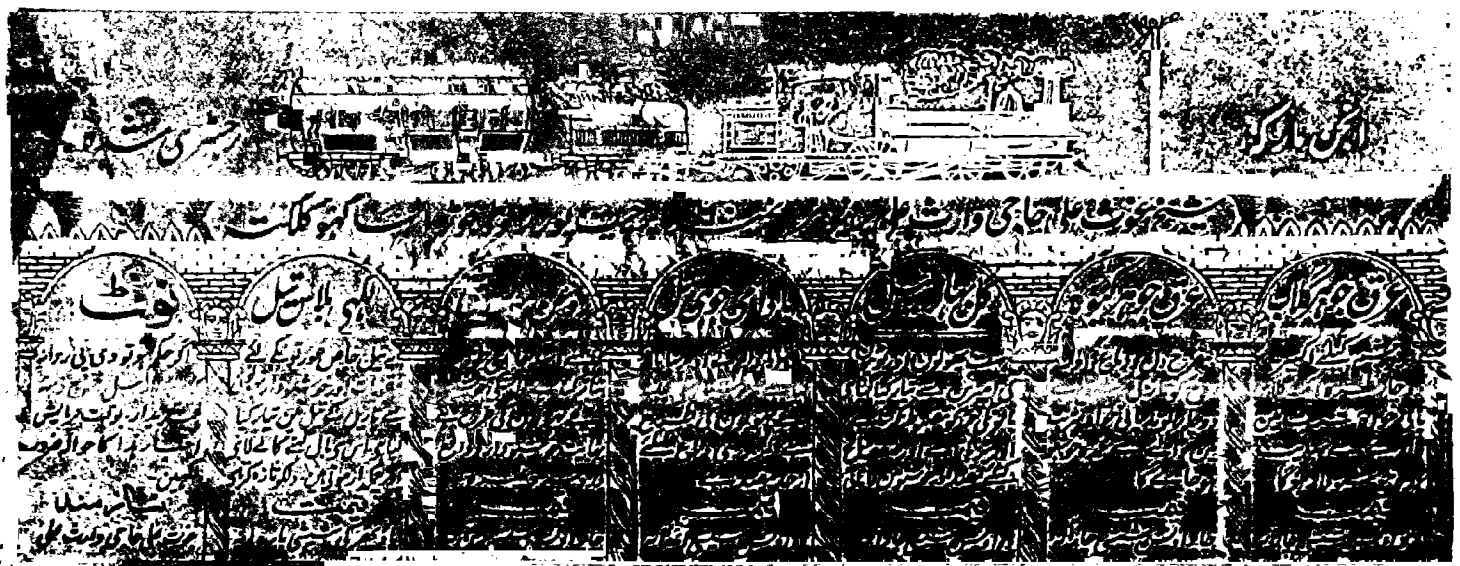
الہلال کی شش ماہی مجلدات بجائے آٹھ روپیہ کے ۵ روپیہ
الہلال کی دوسری اور تیسری جلدیں مکمل سمجھو ہیں۔
جلد نہایت خوبصورت ولایتی کلرے کی۔ پشتہ پر سکری حروف
میں الہلال منقش۔ پانچ سرصفحوں سے زیادہ کی ایک حکیم
کتاب جسمیں سو سے زیادہ ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں۔ کاغذ
اور چھپائی کی خوبی معراج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق
ملک کا عام فیصلہ بس کرتا ہے۔ ان سب خوبیوں پر پانچ روپیہ
کچھ ایسی زیادہ قیمت نہیں ہے۔ بہت کم جلدیں باقی
رہ گئی ہیں۔ (ملیجر)



[5]

- 1 — سٹم راسکوپ لیور راج خوبصورت مضبوط برابر چلنے والی گارنٹی ایک سال قیمت معہ معصوم دور روپیہ آٹھ آنہ
 - 2 — امیر راج سلندر خوبصورت قبل مثل کیس ٹھیک قائم دینے والی گارنٹی ایک سال قیمت معہ معصوم پانچ روپیہ
 - 3 — چاندی قبل کیس لیور راج نہایت مضبوط ہر جوڑو پیر یا قوت جوا ہوا گارنٹی ایک سال قیمت معہ معصوم بارہ روپیہ
 - 4 — چاندی کی لیور راج یا ہاتھ کر زیب دینے والی اور خوبصورتی میں یکساں معہ گارنٹی ایک سال قیمت معہ معصوم چھ روپیہ
 - 5 — چاندی قبل کیس منقش علامہ خوبصورتی کے قائم میں آزمودہ گارنٹی ایک سال قیمت معہ معصوم سات روپیہ
 - 6 — پڈمٹ راسکوپ سٹم لیور راج بہت چھوٹی اور خوبصورت گارنٹی ایک سال قیمت معہ معصوم تین روپیہ آٹھ آنہ
 - 7 — کرور والزر سلندر راج چاندی قبل کیس اسکی مضبوطی کی شہرت عام ہے گارنٹی ۳ سال قیمت معہ معصوم پندرہ روپیہ
- نوٹ خدا کا شکر ہے کہ جسقدر ہمارے معزز خریدار اس اشتہار سے گھڑیاں منگاتے ہیں (جنک کسی نے شکایت نہیں کی)
المشہور: ایم - اے - شکر اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلیسٹریٹ پوسٹ آفس دھرمتلا کلکتہ

M. A. Shukor & Co, No. 5/1 Wellesley Street, P. O. Dharamtollah, Calcutta.



لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ الْكَافِرَاتُ كَيْتُهُ مُنِيْنٌ

اِسْتِثْلَالُ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میرسنول پرنٹری

احمد علی شاہ لاہوری

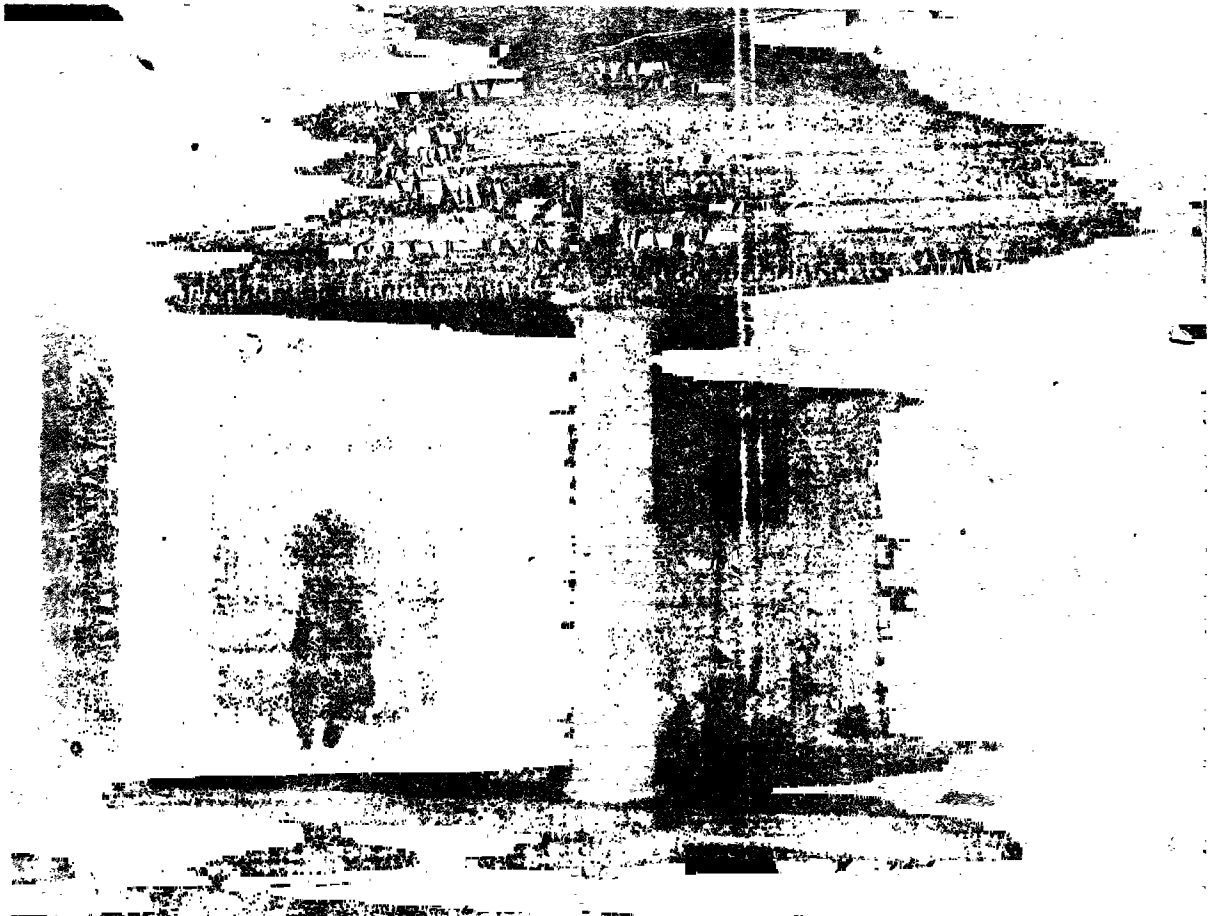
مقام اشاعت
۱۰ مکلاود اسٹریٹ
لاہور

قیمت
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے ۱۲ آنے

جلد ۲

نمبر ۱۸ : چہار شنبہ ۲۹ - شوال ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta: Wednesday, October 1, 1913.



اطلاع

- (۱) اگر کسی صاحب کے پاس برقی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت کے ہر ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کر فی پرچہ چار اے کے حساب سے قیمت لی جالیگی۔
 - (۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے ہفتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کرلیں، اور اگر نہیں یا توں ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں۔
 - (۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار اے کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ اے کے ری - بی کی اجازت۔
 - (۴) قلم و پلہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے۔
 - (۵) خط و کتابت میں خریداری کے نمبر اور نذر خط کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
 - (۶) مئی آدر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں۔
- نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیلی کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچہ مائع مرجائیں تو دفتر اسے لاء دہہ دار نہ مرگا

(منظر)

دہلی میں غدر

[۳۹]

سے پہلے تیسری تاجدار اور اسکے خاندان کی کیا شان تھی۔ اور غدر کے بعد کیا ہو گئی۔ پھر اس کی سیج پر سونے والی شہزادیاں ظلم و ستم کے کانٹوں پر کیونکر سولیں۔ آٹکے معصوم بچوں نے کس کس کے طمانچے کھائے، بہادر شاہ غازی اور انکے بال بچوں پر کیسی کیسی بیتائیاں پڑیں۔ شہنشاہ ہند کے بیٹوں اور فواروں نے دہلی کے بازاروں میں کس طرح بھیک مانگی۔ اسکے سچے اور چشم دید نئے مضامین خواجه حسن نظامی میں بکثرت جمع کیے گئے ہیں۔ یہ مجموعہ ڈھالی سر صفحہ کا ہے۔ جس میں مضامین غدر کے علاوہ اور بھی بہت سے دلچسپ، مضمون خواجه حسن نظامی کے ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

اگر ہندوستان میں انگریزی چراغ گل ہو جائے

خدا نخواستہ حکومت کا نہیں بلکہ انگریزوں کی پہلائی ہوئی نئی روشن کا چراغ اگر گل ہو جائے اور اہل ہند اپنے قدیمی تمدن اور پرانی روشنی کے اصول کو اختیار کر لیں تو اس وقت نئی روشنی کی برقی ہوئی تاریخ لسان العود اکبر الہ آبادی کے کلام میں جوں کی توں مل جالیگی۔ کلیات اکبر کا یہ لا جواب مجموعہ در حصوں میں ہمارے ہاں موجود ہے۔ قیمت تین روپیہ آٹھ اے۔

محدث گنگوہی کی گرفتاری

عارف و فاضل حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ غدر کے زمانہ میں کیونکر گرفتار ہوئے اور آپ کیا کیا گزری سکا ذکر انکی نئی سوانح عمری میں ہے۔ یہ کتاب نہیں ہے حقائق و معارف کا عظیم الشان خزانہ ہے۔ با تصور دونوں حصے معہ معصود ۲ روپیہ آٹھ اے۔ اوار - مخفی بیحد - ۴ آنہ ترکی فتح کی پیشین گوئی قیمت دو پیسہ - دل کی مراد قیمت ۱۰ آنہ - سرل کی عیدی قیمت ۲ آنہ یہ سب کتابیں ہر کن حلقہ نظام الحشایہ دہلی سے نکالیے۔

[۳۶]

خضاب سیہ تاب

ہمارا دعویٰ ہے کہ جتنے خضاب اس وقت تک ایجاد ہوئے ہیں، ان سب سے خضاب سیہ تاب ہر فکر نہ نکلے تو جر جرمانہ ہم پر کیا جارہا ہم قبزل کریں گے۔ دوسرے خضابوں سے بال بھرے یا سرخی مائل ہوتے ہیں۔ خضاب سیہ تاب بالوں کو سیاہ ہو کر کر دیتا ہے۔ دوسرے خضاب مقدار میں کم ہوتے ہیں۔ خضاب سیہ تاب اسی قیمت میں اس قدر دیا جاتا ہے کہ عرصہ دراز تک چل سکتا ہے۔ دوسرے خضابوں کی بونا کرار ہوتی ہے۔ خضاب سیہ تاب میں داپسند خوشبو ہے۔ دوسرے خضابوں کی اکثر در شیشیل دیکھنے میں آتی ہیں، اور دونوں میں سے در مرتبہ لگانا پڑتا ہے۔ خضاب سیہ تاب کی ایک شیشی ہر کی، اور صرف ایک مرتبہ لگایا جائیگا۔ دوسرے خضابوں کا رنگ دو ایک روز میں پھیکا پڑ جاتا ہے، اور قیام کم کرتا ہے۔ خضاب سیہ تاب کا رنگ روز بروز جاتا ہے، اور در چند قیام کرتا ہے۔ بلکہ پھیکا پڑتا ہی نہیں۔ کہوٹیاں بھی زیادہ دنوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ دوسرے خضابوں سے بال کم اور سخت ہو جاتے ہیں۔ خضاب سیہ تاب سے بال نرم اور گنجان ہو جاتے ہیں۔ بعد استعمال انصاف آپ سے خود کہلائیگا کہ اس وقت تک ایسا خضاب نہیں ایجاد ہوا۔ یہ خضاب بطور نیل کے برش یا کسی اور چیز سے بالوں پر لگایا جاتا ہے۔ نہ باندھنے کی ضرورت نہ دھونیک کی حاجت۔ لگانے کے بعد پتال خشک ہوئے کہ رنگ آیا، قیمت فی شیشی ایک روپیہ زیادہ کے خریداروں سے رعایت ہوگی۔ معصود ذات بذمہ خریدار۔ ملنے کا پتہ:

کارخانہ خضاب - یہ تاب کثرت دل سنگھ - امرتسر

مولانا ابوالام ایڈیٹر الملال

کی لکھی ہوئی اور زبان میں سرمد شہید کی پہلی سوانح عمری جس کی نسبت خواجه حسن نظامی صاحب کی رائے ہے کہ با اعتبار ظہر اس سے اعلیٰ اور شاندار الفاظ آجکل کوئی جمع نہیں کر سکتا اور باعتبار معنی بہ سرمد کی زندگی و موت کی بحث ہی نہیں معلوم ہوتی بلکہ مقامات درویشی و ایک مسئلہ اور البیلا خطہ نظر آتا ہے۔ قیمت صرف دو ماہی اے۔

انیسوا لے انقلابات

کے معلوم کرنیکا شرق و توحکیم جاماسب کی نایاب کلاب جاماسب نامہ کا ترجمہ منکا کر دیکھیے جو مہ محمد الواحدی ایڈیٹر نظام المصالح نے نہایت فصیح اور سلیس اور میں کیا ہے۔ پانچ ہزار برس پہلے اسمیں بھساب نجوم و جفر آجکل کی بابست جسطور پیشینگوئیاں لکھی گئی تھیں وہ سب ہو بہر یوڑی اتروں مثلاً بعثت انحضرت معلوم - معرکہ کربلا - خاندان تیموریہ کا: مردخ و زوال وغیرہ وغیرہ قیمت دو ماہی اے۔

رسالہ نظام المعائن و تدویش پریش دہلی

لَا تُهِنُوا كَلِمَةَ اللَّهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Macleod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly 4-12.

میرسنو ان پرنسوی
مکتبہ تبلیغ کلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۰-۱۱، کلاؤڈ اسٹریٹ
کولکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپہ
ششماہی ۴ روپہ ۱۲

الہلال

ایک ہفتہ وار مصورسالہ

۳۰

نمبر ۱۱ : جہار شنبہ ۲۹ - شوال ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, October 1, 1913.

نمبر ۱۱

شذات

مسلم گزٹ لکھنؤ

(انکشاف حقیقت)

(۱)

”مسلم گزٹ“ کے معاملات کی نسبت سب سے پہلے میں نے ۲۴ - دس رمضان المبارک کی اشاعت میں ایک مختصر نوٹ لکھا تھا اور مالک مسلم گزٹ سے دریافت کیا تھا کہ مولوی سید رحید الدین صاحب حلیم کی عہدگی کے متعلق جو واقعہ سننے میں آیا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟

اس کے بعد مسلم گزٹ کا ایک پرچہ آیا جسے پہلے صفحہ پر مولوی صاحب کی عہدگی کی خبر اور انکی پرجوش خدمات کا اعتراف تھا اور سب سے آخری صفحہ پر اشتہارات کے اندر چھپا ہوا اعتذار و عذر طبعی کے متعلق بھی ایک نوٹ تھا جس میں لکھا تھا کہ مسلم گزٹ میں بعض مضامین قابل اعتراض نکل گئے انکے متعلق افسوس اور آئندہ کھائیں احتیاط۔

میں منتظر رہا کہ میر جان صاحب یا تو خود مسلم گزٹ میں میرے سوال کا جواب دیں گے یا پھر کسی خاص خط کے ذریعہ حالات سے مطلع کریں گے لیکن اس وقت تک کہ درمیان میں چار نمبر الہلال کے نکل چکے ہیں انہوں نے نہ تو اخبار میں کچھ لکھا اور نہ بذریعہ خط کے جواب دیا۔

تاہم اب اسکی ضرورت بھی نہ رہی۔ صریحات متعدد کی کونسل کے گذشتہ اجلاس میں انریڈیل سید رضا علی نے جو سوالات کیے تھے انہیں ایک سوال مقام گزٹ کے متعلق بھی تھا۔ سرکاری جواب نے میر جان صاحب کو جواب کی زحمت سے بچا لیا ہے

فہرس

۱	شذرات
۲	حادثہ کانپور
۳	رفتار سیاست
۴	مقالہ افتتاحیہ
۵	الہلال پریس کی خدمات
۶	احرار اسلام
۷	العربیۃ فی اسلام
۸	مکتوب استاذہ علیہ
۹	الہلال ایڈریا نرہل دیں
۱۰	ادبیات
۱۱	نظام حکومت اسلامیہ
۱۲	تفصیلی حریۃ و استبداد
۱۳	مقالات
۱۴	تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ
۱۵	تاریخ حسیات اسلامیہ
۱۶	الہلال اور پریس ایکٹ
۱۷	شہداء کانپور اعلیٰ اللہ مقامہم
۱۸	المراسلۃ و المفاظہ
	الفتنۃ اللغویہ

فہرست زر اعانۃ دفاع مسجد مقدس کانپور

تصاویر

(صفحہ خاص)

مربع حادثہ ناجعہ کانپور

کے سامنے 'اچھے کام دان سے کام لیتے ہوئے' ہم بالکل آزاد ہیں۔ لیکن مسلم گزٹ کا ضعیف القلب مالک امیر واقع نہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ ہمارے اندرونی نظم و نسق کی آزادی بھی ہم سے چھین لی جائے اور جبکہ ہمارے دفاتر کے دروازے سب - الی - دی کے بغیر موثر احتساب کا جولا نگاہ بند ہے۔ ہرے ہیں 'نرہارے' ہر بار کی میز کے سامنے بھی ایک سخت ضرور مداخلت کا پہرہ بٹھادے ۱۱

اُس نے حکم کی اندرونی اور بدر باقاعدہ مداخلت کی سعی کر اپنے ضعف قلبی کے ہاتھوں کامیاب کر دیا اور اس طرح ہمیشہ کیلئے ایک نیا حربہ خرد ڈھالکر پریس کے حریفوں کو دیدیا۔ یہ حربہ سب سے زیادہ مہلک ہے۔ یہ مسام گزٹ کی اسی میسر میں ڈھالا گیا ہے 'جہاں کبھی آزادی راے اور حریت دکر کی خون آشام تلواریں تھالی جاتی تھیں۔ ایک عجیب دمخبر انگیز ادعا کے ساتھ اب تک مسلم گزٹ کی دیوار پر اس "تبغ حریت" کا اشتہار بدستور رہنے دیا گیا ہے اور اس طرح ہمیں یقین دلانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ایک ہی سانچے میں سے غلامی و تعبد اور حریت و صداقت 'دونوں کیلئے آلات ڈھل کر نکل سکتے ہیں! اراٹک الدین اشتر الضلالت بالہدی' فسادِ رحمت تعارف و مافوق مہندس ا اصل واقعہ کے انکشاف سے یہ تمام امور پوری طرح واضح ہو گئے ہیں۔

مجھے جس واقعہ کی اطلاع ملی تھی 'پلے آئے دھرا لیجیے : "ذہنی کمشنر صاحب کے مالک مسلم گزٹ کو بلا کر کہا کہ وہ مراد علی صاحب کو ایڈیٹری سے علیحدہ کر دیں' نیز وہ لکھنؤ سے چلے جالیں' رواہ وہ 'مجبور ہوئے کہ مسلم گزٹ پر مقدمہ دائر کریں اور اس طرح مالک مسلم گزٹ بھی معیشت میں مبتلا ہو۔ اسی وقت میر جان صاحب مراد علی صاحب کے پاس آئے اور انہیں کہا کہ آپ فوراً لکھنؤ سے چلے جالیں۔ مراد علی صاحب اسی وقت پہلی گاڑی میں لکھنؤ سے روانہ ہو گئے۔ اس صحبت میں ایک اور صاحب بھی موجود تھے۔ اس واقعہ کے وہی راوی ہیں" یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مسام گزٹ کے متعلق ابداء اشاعت سے حکم شہر کن خیالات میں سرگرم رہتے تھے؟ پہلی دہہ جب میں لکھنؤ میں تھا تو میر جان صاحب اکثر ذہنی کمشنر صاحب کے پاس آتے جاتے تھے کیونکہ جس پریس میں مسلم گزٹ چھپتا تھا' اس نے اپنے چھاپنے سے انکار کر دیا تھا اور قاری عبد الہی مالک اسی پریس سے نیا ڈکلیوریشن دلایا گیا تھا۔

میر جان صاحب نے مجھ سے بارہا کہا کہ مسٹر فرید نہایت برہم ہیں اور مسلم گزٹ میں جو کچھ حادثہ کانپور کے متعلق لکھا جا رہا ہے' اس سے انکی آشفہ راہی انتہائی درجہ تک پہنچ گئی ہے۔

میں پسند نہیں کرتا کہ پرائیویٹ ملاقاتوں کی گفتگو سے اخبار کی کسی بحث میں کم اور 'اہلیتے' اس حصے کو زیادہ تفصیل سے نہیں لکھوں گا۔

میر جان کے بعد میں مسوری چلا گیا اور واپس ہوتے ہوئے راہ میں یہ واقعہ معلوم ہوا کہ مراد علی صاحب الگ کر دیے گئے ہیں۔

مالک مسام گزٹ کے آخری موشی اختیار کر لی لیکن پچھلے کورسل میں سب سوال کیا گیا کہ "کچھ یہ سچ ہے نہ ایڈیٹر مسام گزٹ کے۔ حذوہ کر دیئے کیلئے مالک پروردہ لکھا اور کہا "ہم ہم عمل معمول مقدمہ چلا رہا تھا"؟

اور ہر شخص کا جو اصول اور صداقت کو انسانوں سے زیادہ درجہ رکھتا ہو' فرض ہے کہ اسکی حقیقت کے انکشاف سے اے راض نہ کرے۔ یہ سوال کسی شخص کو ایڈیٹری سے ہر طرف کر دینے کا نہیں ہے۔ ہر شخص جو کسی شخص کو اپنی اعانت کیلئے رکھتا ہے' حق رکھتا ہے کہ جب چاہے علیحدہ بھی کر دے۔ یہ سوال مراد علی صاحب کی ذات خاص کا بھی نہیں ہے۔ اگر کسی وجہ سے وہ علیحدہ کر دیئے گئے یا ہو گئے' تو اسکا اثر مسلم گزٹ پر کیا پڑ سکتا ہے؟ یا ان باتوں پر کیا پڑ سکتا ہے جنکی وجہ سے لوگ مسلم گزٹ کو پسند کرتے یا برا سمجھتے تھے؟ اس طرح کے تغیرات ہمیشہ گھر میں ہوا کرتے ہیں' اور اگر کوئی کلم نیک اور اچھا ہے' تو اسکی زندگی کسی شخص کی موجودگی یا عدم موجودگی پر منحصر نہیں۔ مراد علی صاحب جب مسلم گزٹ کے دفتر میں آئے ہیں تو ان خیالات کو ایڈیٹر نہیں آتے تھے جنکی وجہ سے مسام گزٹ کو شہرت ہو گئی۔ انکو مسلم لیگ کی مخالفت کا بالکل خیال نہ تھا۔ نہ تو وہ سیاسی مباحث سے دلچسپی رکھتے تھے اور نہ مسلمانوں کی پولیٹیکل ورش کے متعلق کوئی انقلابی خیال انکے پیش نظر تھا۔

تاہم مسلم گزٹ کلا تر حالات جمع ہوئے اور اس کے صفحات پر سے اصلاح و تفسیر کی صدا بلند ہوئی۔ مسلم لیگ 'علی گڑھ پارٹی' اور سہ رائنس سر آغا خاں کے متعلق اس نے مخالفت و نکتہ چینی شروع کر دی' اور مسلم لیگ کے اس تغیر میں پورا حصہ لیا' جسکی وجہ سے اسکا اپنا نظام بدلنا پڑا۔

پس اسی طرح اب اگر وہ مسلم گزٹ سے علیحدہ کر دیئے گئے تو اور لوگ مسلم گزٹ کے کلم کو قالم رکھ سکتے ہیں اور آزادی کی تحریک میں زندگی ہے تو وہ خرد اپنا سامان کراے گی۔ کوئی اصل کلم یا کوئی ایڈیٹر کب تک اسے جسم کے ڈھانچے کو اٹھائے رہیگا؟ یہ سب سچ ہے اور ایک ایسی کہانی ہوئی بات ہے جس کو ہر شخص تسلیم کر لے گا' مگر اصلی سوالات یہ نہیں ہیں۔ یہ تغیر اگر ان اذیاب و مصالح کے ماتحت ہوا ہوتا جو ہمیشہ کاروباری دفاتر میں ہوا کرتے ہیں' تو کوئی ناراضیت سے بعض اسادان خریداران مسام گزٹ امیر معترض ہوتے' مگر عقل و فہم رکھنے والے لوگوں کو کوئی وجہ اعتراض کی نہ تھی۔ مگر مشکل یہ ہے کہ :

دوست نے خاطر دشمن سے کیا مچھوکر ہلاک

راج یہ ہے کہ وہ کم خور ملہ نازل ہوا

یہ واقعہ کچھ ایسے حالات کے ساتھ واقع میں آیا ہے جس نے مسلمانوں کے موجودہ اعداد اصول پر مبنی و حریت پسندی کے عین سرور عروج میں "اصول" کی سب سے بڑی قوتیں کی ہیں' اور اپنے کیلئے اساداد حکم' و صاف راے' و آواز اقام' و عدم ثبات امور اصول و فکر کی ایک ایسی مثال مشغوم و نظیر منحوس قالم کر دی ہے' جس نے ہمیشہ کہانیے پریس کی اندرونی آزادی عمل کو خاک میں ملا دیا' اور ان مہلک نقصانات سے کہیں زیادہ نقصان دہ اثر لگائی پریس کو پہنچایا' جو پریس ایکٹ کا حربہ ہے امن پہنچا رہا ہے۔

پریس ایکٹ کے بموجب پریس سے ضمانت لی جا سکتی ہے' پچھلی ضمانت ضبط کی جا سکتی ہے۔ پڑے ضبط کرایے جاسکتے ہیں' انتہائی صورت ہو تو پریس کا تمام سامان بھی ضبط ہو جاسکتا ہے۔ تاہم یہ تمام زنجیروں ہمارے خارجی اعمال و قریں کے گرد لپٹی ہیں اور خرد انکی آہیں بندش ہم کو گھر سے باہر کٹھالی مقید کر دے' لیکن اچھے گھر کے اندر' اچھے دفاتر' میز

تو جواب ملا :

” سوال میں ایسی واقعات نہیں بیان دیے گئے - مسلم گزٹ کے مالک ریپبلشر نے جس تحریری بیان کے ذریعہ دستخط کیے تھے وہ بتایا کہ اس کے کن رجوعی بنڈا پر ایڈیٹر علامہ نے کیا کیا ؟ انگریزی ترجمہ کی ایک نقل میز پر موجود ہے ”

(مالک مسلم گزٹ کا تحریری بیان)

برجہ وفات اپنے خسر کے میں گذشتہ دہماہ یعنی جون و جولائی میں فرخ آباد میں تھا - ان دہماہ ہی اندر عموماً اور خصوصاً ۱۹ - جولائی کے مسلم گزٹ کی اشاعت کا لہجہ معاملات مسجد کانپور کے متعلق برجہ مولوی وحید الدین سلیم ایڈیٹر مسلم گزٹ کی خود رائی اور ضد کے قابل اعتراض تھا - اس کے لیے مجھے انتہا درجہ کا افسوس ہے - برجہ ایڈیٹر نے اپنی خود رائی پر قائم رہنے کے مجھے اندیشہ ہے کہ با رجوع میز پر موجودگی اور میرے سطح اقتدار کے انکو خود رائی سے روک نہیں سکتا ، اور ایسی حالت میں ان کے تمام غیر معتدل رجحان کی ذمہ داری میرے سر عاید ہو جائیگی - اس وجہ سے ، اور نیز انہوں نے جو قابل اعتراض رویہ اختیار کیا ہے بطور اس کی سزا کے ، اپنی تجویز کے مطابق مولوی وحید الدین سلیم کو ایڈیٹر سے برخاست کرتا ہوں - میں مسلم گزٹ کی آئندہ اشاعت میں ان قابل اعتراض مضامین کی اشاعت پر افسوس ظاہر کر رہا -

دستخط : میر جان مالک ریپبلشر مسلم گزٹ

حادثہ کانپور

تصحيح و تصديق

حادثہ کانپور میں شہداء کی تعداد کے متعلق ابتدائی واقعہ ہی سے پبلک میں تشویش و اضطراب پیدا ہوا اور وہ بدستور قائم ہے - لوگ عقلاً بھی اس امر کے سمجھنے سے اپنے دماغ کو عاجز پاتے ہیں کہ پانچ سو سے زائد کارٹوسوں کا جنگی اسراف صرف تیرہ چودہ انسانوں کی لاشوں ہی کو توڑا سکا ؟

اسی سلسلے میں ایک مراسلہ روزانہ معاصر زمیندار لاہور میں شائع ہوئی تھی جس کے نیچے ایک ہندو زمیندار (رام ناتھ رستھی) کے دستخط تھے - یہ مراسلہ الہلال نمبر (۱۲) میں بھی نقل کی گئی ہے

اس چٹھی میں نامہ نگار نے دو واقعہ بیان کیے ہیں :

(۱) ” ہم نے آٹھ آنکھوں سے دیکھا کہ جاے وقوعہ کے علاوہ شہر میں جہاں کہیں مسلمان نظر پڑے - ہندوؤں کے فیر سے ہلاک کر دیے گئے ”

(۲) ” کٹرلی ڈیڑھ سڑ لاشیں بوروں میں بند کر کے دریا میں ڈال دی گئیں ”

ہم ان دونوں حصوں کی مزید تحقیق میں برابر مصروف رہے اور اب اپنی رائے اس چٹھی کی نسبت شائع کرتے ہیں -

یہاں واقعہ جن لفظوں میں بیان کیا گیا ہے ، ضرور ہے کہ انکی تصحیح کر دی جائے - جن معاصرین نے اس چٹھی کو شائع کیا ہے انکا بھی فرض ہے کہ اسکی طرف متوجہ ہوں - بظاہر الفاظ مندرجہ صدر سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ ۳ - اگست کو مچھلی بازار کے علاوہ تمام شہر کانپور میں بھی جہاں جہاں مسلمان پائے گئے پولیس کے انہیں قتل کر ڈالا ، حالانکہ یہ امر عقلاً بعید اور خلاف واقعہ ہے - اگر ایسا ہوا ہوتا تو آج کانپور میں سیکڑوں گھروں سے اپنے اعزاء و اقارب کی مفقودہ خبریں کی صدائیں بلند ہوتیں اور اس حادثے کے بعد یگانگ کانپور کی آبائی گہمت جاتی - حالانکہ اس کے بعد ہزاروں

مسلمان بدستور کانپور میں نظر آئے اور بہت سے محلے ہونگے جہاں سرے سے کوئی حادثہ ہوا ہی نہ ہوا -

پس اصل یہ ہے کہ صاحب مراسلہ نے اپنے مطالب کیلئے صحیح الفاظ نہیں پائے - ” چار کہیں ” اسکا مقصد یہ نہ تھا کہ تمام شہر میں ” چار کہیں ” پائے گئے ہلاک کر دیے گئے ، بلکہ مطلب صرف یہ ہے کہ حادثہ ” مچھلی بازار ” کی مسجد ہی تک محدود نہ رہا ، اس کے علاوہ بھی دیگر مقامات میں مسلمانوں پر حملہ کیا گیا - چنانچہ اسکی تصدیق دیگر وقائع نگاروں کے بیانات اور اطراف مچھلی بازار کے آثار و علامات سے بخوبی ہو چکی ہے ، اور ہم نے ذاتی طور پر بھی جس قدر تحقیق کیا ، اس خیال کیلئے قریب رسالہ و ذرائع موجود پائے -

دوسرے واقعہ میں ڈیڑھ سڑ لاشوں کا دریا میں پھینکا جانا بیان کیا گیا ہے - اس بیان میں مراسلہ نگار منفرد نہیں بلکہ شہر کی عام افراد بھی ابتداء حادثہ سے یہی ہے ، اور ہر شخص جو اس واقعہ میں مدعا علیہ کی حیثیت نہ رکھتا ہو ، اس امر کے ماننے پر مجبور ہوا کہ جو تعداد شہداء حادثہ کی بیان کی گئی ہے ، وہ اپنے دیگر متعلقہ واقعات ، ساتھ کسی طرح بھی سمجھ میں نہیں آتی -

اب رہا بوروں میں بند کر کے دریا میں ڈالا جانا ، تو قطع نظر اس کے دیگر وسائل علم کے ، یہ فرض دراصل پولیس کا ہے کہ وہ بتلاے کہ اگر بوروں میں ہلاک کر کے دریا میں نہیں ڈالا گیا ہے ، تو پھر پانچ سو سے زائد کارٹوسوں کے نجانے کہاں غالب ہو گئے ؟

چٹھی کے اس حصے کی نسبت بھی ہم نے تحقیق کیا اور سہایت قابل غور مواد اس کے متعلق ہمارے سامنے موجود ہے - لیکن چونکہ اب حادثہ کانپور کے متعلق ہر بات مقدمہ زیر عدالت کا راز بن گئی ہے ، اعلیٰ سے اس وقت انہیں ظاہر نہیں کر دینگے - ممکن ہے کہ اس سے ہمارے مقدمات کو نقصان پہنچے -

برصغیر

دولت علیہ و بلغاریا

حوادث انقلابات کی نسبت پیشینگوئی کرنا حقیقت یہ ہے کہ سطح ادراک بشری سے مافوق امر ہے : لا تدیری نفس ما ذا تکسب غدا (۳۷:۳۱) کل تک بلگیریا جو سرخیل فتنہ گران بلقان اور اشد اعدائے اسلام تھا ، نرن لہہ سکتا تھا کہ اس درجہ مجبور ہو جائے کہ اسنانہ باب عالی پر عائد زانہ سر جھکا دیک ، جسپر وہ ذلی باز جھک چکا تھا مگر اب اسے عار تھا ؟

۲۳ - ستمبر تک رپورٹ کا بیان تھا کہ امور تانیہ پر ترکی اور بلگیریا میں اختلاف باقی ہے اور دستخط نہیں ہو سکے ، بلکہ ۲۶ - کا وار تھا کہ بیقاعدہ ترکی فوج اس میں دیہاتوں کو جلا رہی ہے ، اور دو ہزار پناہ گیر دیدی غاج آپکے ہیں - آخر کامل ایک ہفتہ کی خاموشی کے بعد ۲۹ - ستمبر کو اوسنے سنایا کہ صلح نامے پر فریقین کے دستخط ہو گئے ، اور پھر ۳۰ - کو اسنے وہ خبر سنائی ، جو یقیناً اسکو سنائی پسند نہ تھی ، یعنی ” بلگیریا نے ترکوں کے اکثر مطالبات قبول کر لیے ” تمام قدیم و جدید مقبوضات بلگیریا میں مسلمانوں کے رہی حقوق تسلیم کیے گئے جو طوائف نصرانیہ کو ترکوں نے اپنی بے تعصبی سے اپنی حکومت میں دے رکھے ہیں ” اس خبر کے جز ثانی متعلق حقوق اسلامیہ کو رپورٹ نے ایک

نہیں - ۲۹ - کہ شاہ یونان لندن سے یونان جانے کیلئے روانہ ہو گیا۔
البانیوں کے مظالم کا بیان حسب معمول مبالغہ آمیز ہے۔
دسمبر ۲۴ - کا پیغام ہے کہ ملاتی ٹیور کے ساتھ ساتھ سرور
کی حالت بھی قابل اطمینان نہیں۔

خود بلغیریا سرکاری اعتراف ہے کہ ۲۲ - ستمبر کو ۶ - ہزار
مسلم البانیوں اور سرور کے دو سو دستوں کے مابین دو گھنٹے تک
جنگ جاری رہی، بالآخر سرور کی فوج شکست کھا کر رتچار
Bitcheva کی طرف ہٹ گئی۔

پھر ۲ - ستمبر کا تلغراف جو بلغیرت سے بھیجا گیا ہے ظاہر کرتا ہے
کہ ۵۰ ہزار البانی جدید طرز کی ہندوئوں اور میکسم توپوں سے
آراستہ نہایت کامیابی کے ساتھ پریزینڈ Prezrend کی طرف کوچ
کر رہے ہیں، جو سرور کی نئی سرحد ہے۔ سرور کی کمک سرحد
کی طرف بھیج رہا ہے، لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ سرور کی فوج کو
انقطاعی حملہ کے لیے طیار ہونے میں ابھی کئی دن درکار ہونگے۔

معاملات یہان تک پہنچ چکے ہیں، لیکن کیا البانیا اس آسانی
سے سرور کو مٹا دیگا؟ نہیں بلکہ ایک ہاتھ نورا غیب سے ظاہر
ہوگا اور حسب دستور واقعات کے صفحہ کو الٹ دیگا۔ چنانچہ وہ ہاتھ
بلند ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے جو ہمیشہ مسیحی عدل و انصاف کی اعانت
کیلئے بلند ہوتا رہا ہے، یعنی برطانیہ کا دست مشورہ و تحریک
لندن سے ۲۷ - کا تار پہنچا ہے کہ برطانیہ ایک مدت سے
تحریک کر رہی ہے کہ ایک بین الملی کمیشن تعیند حدرد
البانیا کیلئے متعین کیا جائے۔ اسٹریا کے سرا اور حکومتوں نے اسکو
منظور کر لیا ہے اور اپنے اپنے طرف سے کمیشن کے ارکان بھی مقرر
کر دیے۔ آسٹریا کو صدر تھسا کے اسکو اپنی طرف سے بھیجنے
کے لیے کوئی لائق شخص نہیں ملا، اب اسکا بیان ہے کہ ایک
انسر سے پوچھا گیا ہے۔ اگر اسے منظور کر لیا تو امید ہے کہ وہ شریک
ہونگے گی۔

غزوہ طرابلس

عربی اخبارات تو غزوات و فتوحات طرابلس سے ہمیشہ لبریز
رہتے ہیں لیکن دشمنوں کو یقین نہیں آتا۔ بہر حال انگریزی
اخبارات میں طرابلس کا نام ہی آجنا اس بات کی دلیل ہے کہ
ابھی تک بہادر و غیر عرب سرفروش راہ اسلام اور مصروف دفاع
وطن مقدس ہیں۔

گذشتہ ہفتہ میں اطالی جنرل کے قتل کی خبر آئی تھی،
اس ہفتہ رومہ سے ۳۰ - ستمبر کی اطلاع ہے کہ:
”اطالی فوج کے ڈویژن نمبر ۴ - نے باغیوں (۹) کی
ایک بہت بڑی جماعت کو جو ”تل الکازا“ Telcaza اور سیدی
Sidiara میں خیمہ زن تھی، ۲۶ - اور ۲۷ - ستمبر کو دو دن کی
مقرر ہزیمت آٹھائی بعد سارا نیکا سے نکال دیا، اطالی فوجوں کا
لیکن کیا عجیب امر! دو لاکھ تین اطالین کے ۴ - سپاہی
پیچھے ہٹے جاتے ہیں مگر اطالیا - نے ”حسب دستور“
کسی جدید زمین کا اضافہ نہیں ہوتا؟“

مغرب اقصی

ہفتہ ماضی میں خبر تھی کہ مولائی رسولی اسپینی فوجوں
کو دیا رہا ہے، اس ہفتہ لندن کا ایک تار ۳۰ - ستمبر کو پہنچا ہے کہ
میدرڈ (پابہ تخت اسپین) سے خبر آئی ہے کہ جنرل سلوسٹر نے
ایک سخت معرکہ کے بعد رسولی کو ایک نہایت اہم جنگی مہم
سے جبراً رہ قابض تھا، مٹا دیا ہے، اس سخت و عظیم معرکہ میں
صرف چار اسپینی کم آئے!!

{ ۳۳ }

عجیب متعسرانہ اور قابل رحم لہجہ میں ادا کیا ہے، یعنی انسوس
کہ ”صلح نامہ نے قدیم و جدید صوبہ بلغیریا میں مسلمانوں کو
نہایت آزادانہ اور وسیع مراعات عطا کیے، ان مراعات و استحقاقات کا
جو مسلمانوں کو ملے ہیں، مقابلہ دہی درجہ ہوگا جو فرق نصرانیہ کو
ترکی میں حاصل ہیں“

اختتام صلح پر فریقین کے طرف سے صدر اعظم اور جنرل ساووف
Savoff نے نہایت دوستانہ اور راتقانہ تقریریں کیں، باب عالی کا
بیان ہے کہ شرائط صلح یونان کیلئے، شرائط صلح بلغیریا، بعینہ اسس
و بنیاد ہونگے۔

ان تمام مناظر صلح میں کوئی منظر ایسا نہیں ہے جس سے
یہ ظاہر ہو کہ ترکی کی روش یونان کے ساتھ کیا ہوگی؟ لیکن
ریور کا بیان ہے کہ ترکی و بلغیریا کا یہ مصالحانہ اتحاد بلقان کے
دور جدید کی تمہید ہے، جس میں یونان کیلئے سخت خطرات
درپیش ہیں۔

دولت علیہ و یونان

ان خطرات کی حقیقت چند ترکی جرائد کے بیانات ہیں
جنکو ریور اپنے قیاس کی تائید میں پیش کرتا ہے۔ چنانچہ
ایک ترکی اخبار یونان کو دھمکی دیتا ہے کہ:
”وہ فوراً متنبہ ہو کہ ”سالونیکا“ اور ”ایروس“ سے
اسکو بالآخر نکلنا پڑیگا“

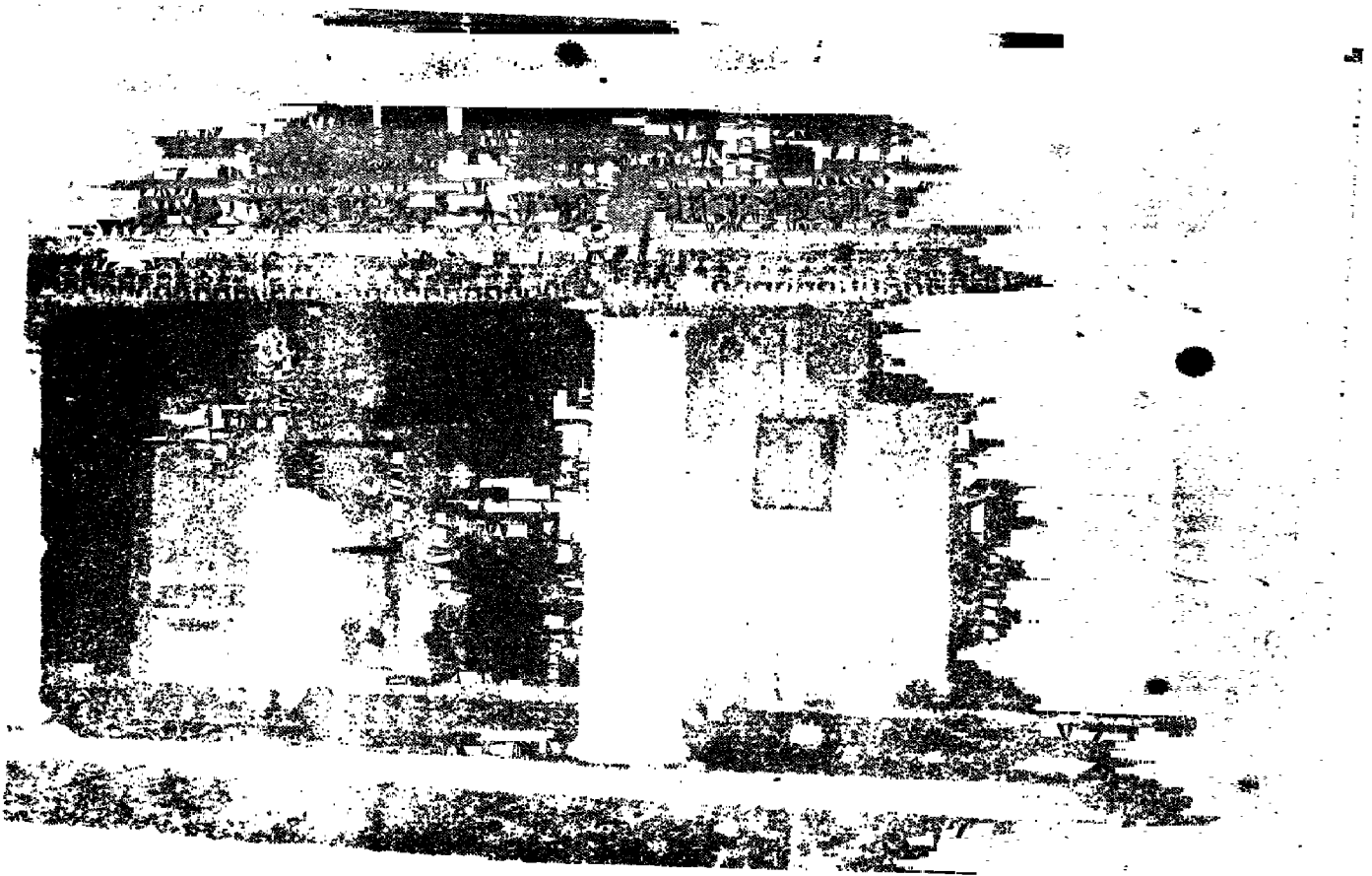
ایک دوسرا ترکی اخبار کہتا ہے:

”یونان اور سرور، ترکی بلغیریا کے متحدہ قوت حریفہ کے
سامنے بالکل بے حقیقت ہیں، ترکی اور بلغیریا کا اتحاد یقیناً
اسکے احوال مستقبل کیلئے ضامن ہے“

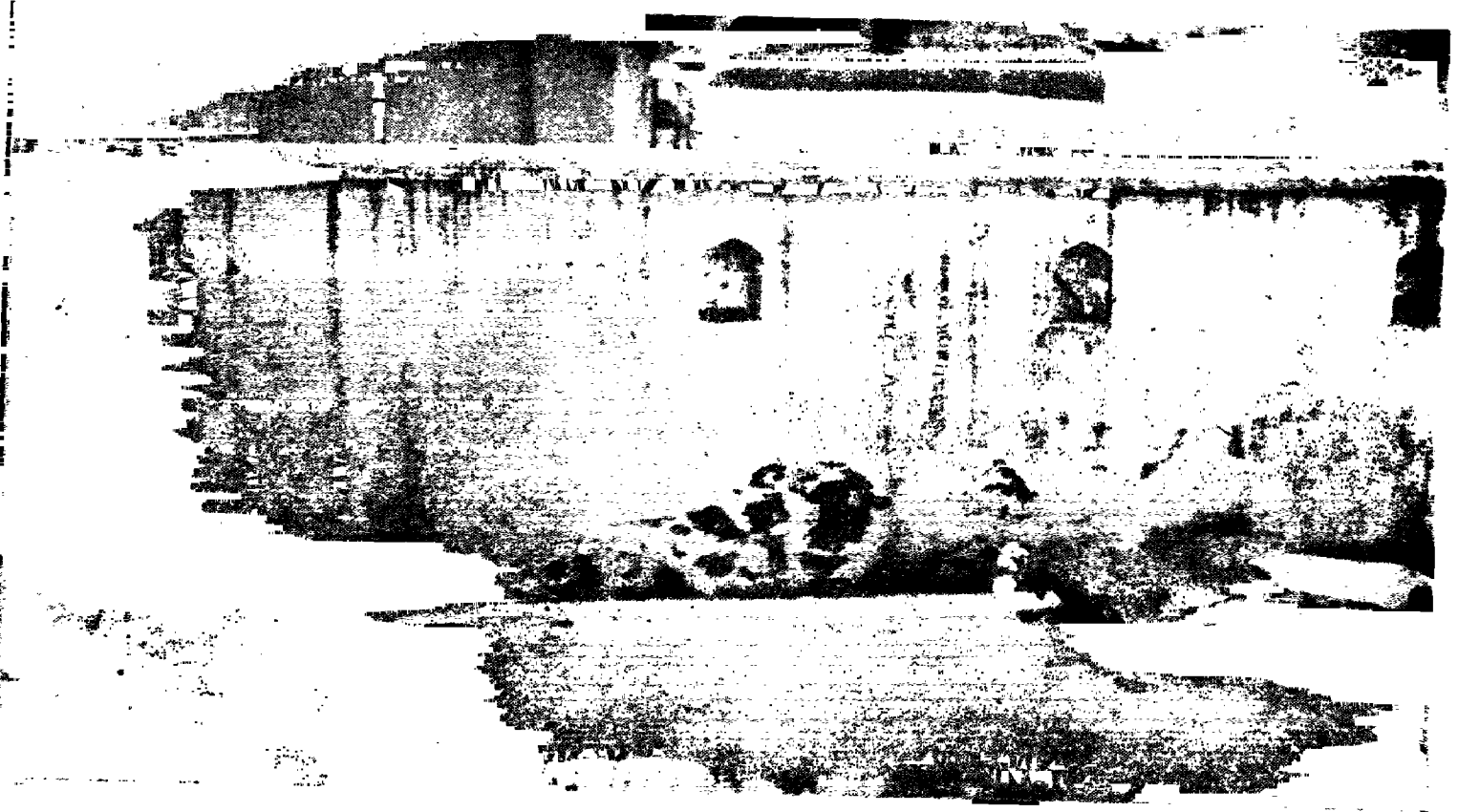
ان خیالات کی فی الحقیقت کوئی حقیقت ہو یا نہ ہو، لیکن
جیسا کہ باب عالی کے طرز بیان سے مر ہے، کم و بیش انہیں
شرط مناسبہ پر وہ یونان سے بھی صلح کرے گا جن پر بلغاریا سے
کرچکا ہے، اور یہ بھی ایک واقعہ ہے (جیسا کہ ریور کا بیان
ہے) کہ ایشیاء کوچک کی ترکی فوج میں نقل و حرکت پیدا
ہو رہی ہے۔

یونان خود ان واقعات و حوادث سے مضطرب ہے۔ شاہ یونان جو
تحتیں، منہ و فرانس سے اپنے اعمال نصرانیہ کے صلہ میں تمغہ
۲۹ - کا پیغام ہے، مانتا، مضطربانہ مراجعت کر رہا ہے
تعدیسی تاریخ پرچہ رہا ہے، پیمانہ پر ”مقتاد مجلس صلح کی
میں ترکی فوج بڑے پیمانہ پر کیلئے روانہ ہو ایشیاء کوچک
شامی جہاز شاہ کی سروری کیلئے روانہ ہو ایشیاء کوچک
اپنی اپنی رخصتوں پر سے طلب ہو رہے ہیں، اور پھر اسکا
بھی تسلی نہیں ہوتی تو اسی تاریخ کو دول کے نام مراعات
(ایمل) کرتا ہے کہ ”لہ دیسی غاج کے مسئلہ میں توقف
نہ کیجیے کہ ترکی کی بے قاعدہ فوج کے وجود سے مشکلات و خطرات
میں انزالش ہو رہی ہے“ لیکن اب تک دول کی طرف سے
کوئی جواب شائع نہیں ہوا۔ ۲۷ - کو خود شاہ یونان لندن پہنچ گیا
اور یونانی وزیر نے سرائے رد گریہ سے وزارت خارجہ میں ملاقات
کی۔

ترکوں نے تاریخ صلح کے متعلق ۲۸ - کو جواب دیا کہ بلغیریا
کے بعد ہی یونان سے معاملہ صلح شروع ہو جائے گا۔ لیکن بلغیریا و ترکی
کے اتحاد نے مشکلات کو خطرناک حد تک پہنچا دیا ہے اور ترکی
اخبارات باقاعدہ دیسی غاج ہی کا نہیں بلکہ سالونیکا اور ایروس کا
بھی مطالبہ کر رہے ہیں۔ ۲۸ - کا بیان ہے کہ مغربی پریس میں دوسرے
یونانی قتل کر دیے گئے، لیکن عجیب تر یہ کہ قاتلین کا نام مذکور



مسجد کانپور کا اندرونی منظر



مسجد کانپور کا صحن اور نقوش خونیں !
 سامنے صحن کی دیوار ہے - اسپر جو دہے نظر آ رہے ہیں وہ اُن شہداء کے خون کی یادگار ہے
 جنکے خوں چکاں اجساد صحن مسجد میں ترپے - خون کے فوارے نے دور تک
 اپنی چھینٹوں کے نشان قائم کر دیے ہیں !



یہ اُن گیارہ لڑکوں کی تصویریں ہیں، جو ۱۳ - ستمبر کو کانپور میں رہا گئے تھے۔ یہ عصوم بیچے ہیں جنکو مسٹر ٹالپر مہجسٹریٹ کانپور نے دربار کے عصوم بغاوت، منتشر کیا تھا !!



آخری دن حوحدان لڑتے بغاوتیے تھے

۲۲۲

ہرے ہاتھ کو روکنے کیلئے کوئی پناہ نہیں : مثلاً کھانا کھانا
ان تحمل علیہ یلہث ' اوتسترکہ ' یلہث - (۷ : ۱۷۵)

(الہلال اور دعوت اہل اسلام)

البتہ یہ ضرور تھا کہ الہلال کی حالت عام حالت سے مختلف
ہے - وہ کوئی سیاسی اخبار نہیں ہے بلکہ ایک دینی دعوت اصلاح
کی تحریک ہے جو مسلمانوں کے اعمال میں مذہبی تبدیلی پیدا
کرنا چاہتی ہے - اسکا ایڈیٹر بھی صرف یہی ایک دینی حیثیت
رکھتا ہے اور مقامی گورنمنٹ اسکی اس حیثیت سے بے خبر
نہیں - بلاشبہ ملک کے بعض واقعات و حوادث کے متعلق اسکی
اظہار رائے کیا جاتا ہے لیکن وہ بھی محض دینی اور اسلامی نظر
سے اور انہی اصولوں کے ماتحت جو ایک متبع قرآن کیلئے
اسکے فرائض دینیہ میں داخل ہیں -

پس الہلال اور پریس ایکٹ کا سوال بالکل اسلام اور پریس
ایکٹ کا سوال ہے اور اگر گورنمنٹ الہلال کے کاموں پر مطمئن
نہیں تو اسے صاف معنی یہ ہیں کہ وہ اس دنیا کے عظیم الشان
مذہب کی تعلیمات کی طرف سے غیر مطمئن اور مشتبہ ہے جسکے
چالیس کڑور پیرو اکناف عالم میں موجود ہیں اور ۸۰ - ملین
خود برٹش گورنمنٹ کے ماتحت ہندوستان کے اندر پھیلے
ہوئے ہیں -

الہلال اپنے ہر خیال کو خواہ وہ کسی موضوع سے تعلق رکھتا ہو
محض اسلامی اصولوں کے ماتحت ظاہر کرتا ہے اور کوئی آزاد ایسی
بلند نہیں کرتا جو اسلام کے قانون و دستور العمل یعنی قرآن کریم
سے ماخوذ نہ ہو - اسکے عقیدے میں ہر وہ پالیٹکس جو اسلامی
تعلیم سے ماخوذ نہیں کفر ہے اور اس نے اپنی وفاداری و بغاوت کا
سرشتہ بھی مثل اپنے تمام سرشتہ ہائے عمل کے اسلام کے مقدس
اور الہی احکام کے سپرد کر دیا ہے - پس اگر وہ وفادار اور امن
پسند ہے تو وہ نہیں ہے بلکہ اسلام ہے اور اگر وہ جادہ وفاداری
سے منحرف ہے تو اسکے صاف معنی یہ ہیں کہ خود مذہب
اسلام سرچشمہ بغاوت و بد امنی ہے - پھر اگر الہلال پریس ایکٹ
کی دفعات کے تحت میں آسکتا ہے تو ہم کو اس دن کا منظر
رہنا چاہیے جب پریس ایکٹ کی دفعہ ۱۲ - کے بموجب
" قرآن کریم " نامی ایک کتاب کا بھی سوال پیدا ہو جائیگا اور
برطانیہ قوانین کا یہ عجیب الخلق فرزند اپنے سامنے صرف
الہلال کے دار الاشاعت ہی کو نہیں بلکہ چالیس کڑور پیروان
قرآن کو پائیگا جو اسکی ہر دفعہ کے بموجب محرم ہونگے اور ہر
شخص کے ہاتھ میں ایک حکم نامہ ہوگا جس میں لکھا ہوگا کہ
" سات دن کے اندر دو ہزار روپیہ عدالت میں داخل کر دو "

(فتح و شکست)

الہلال پریس کی مقامی گورنمنٹ اس مسئلہ سے ناواقف
نہ تھی - یہ ایک نیا مسئلہ تھا جو صرف الہلال ہی سے تعلق
رکھتا تھا - اسلئے پریس ایکٹ کی مطلق العنانیوں سے تو نہیں لیکن
الہلال کی اس حیثیت خاص کی بنا پر اسکا سوال عام حالات سے
بالکل مختلف تھا اور اسی لیے قابل غور ہو گیا تھا - اسکا مسئلہ
کسی پریس کا مسئلہ نہ تھا جہاں اخبار چھپتا ہو بلکہ اسلامی
تعلیم کی ایک تحریک دعوت کا سوال تھا اور پبلک دیکھنا چاہیے
تھی کہ گورنمنٹ ہندوستان کے موجودہ عہد کے ایک ہی مذہبی
اور اسلامی رسالے کی نسبت کیا کرنا چاہتی ہے ؟

[۵]

الہلال

۲۱ شوال ۱۳۳۱ ہجری

الہلال پریس کی ضمانت

ایک نہایت اہم خزینہ مدافعت کی تاسیس

مجاہد دفاع مطابع و رائد ہند

یعنی

انڈین پریس ایسوسی ایشن

INDIAN PRESS ASSOCIATION.

ذوق میں ان کی افزائش

تعزیر کے بعد

و اعدوہم ما استطعنا من قسوة و من رباط الغیل، ترہبون بہ
عدو اللہ و عدوکم و اخرون من درہم لا نعلمونہم، اللہ یعلمہم -
(۸ : ۶۲)

(الہلال اور پریس ایکٹ)

الہلال پریس کی ضمانت کے واقعہ کو میں بوجہ زیادہ اہمیت
دینا نہیں چاہتا تھا - اور نہ کوئی ایسی غیر معمولی بات سمجھتا
تھا جس کو بار بار لکھا جائے - میں نے ہمیشہ اپنے ان معاصرین
کو نہایت سخت ملامت کی نظروں سے دیکھا ہے جو ایسے مرقعہ
پر شکوہ و شکایت کا دفتر کھول دیتے ہیں اپنی خدمات اور حسن
نیت کا یقین دلاتے ہیں اور بار بار کرانا چاہتے ہیں کہ با ایں ہمہ
ہم وفادار ہیں !

لیکن مجھے انکی سعی لا حاصل پر ہمیشہ افسوس ہوتا ہے
شکایت رہاں ہوئی چاہیے جہاں ترقع ہو - لیکن جبکہ اصلیت
معلوم اور مشکل لاعلاج تو پھر کم از کم اپنی استقامت کا رقا
تو نہ کھریلیے !

وہ اپنی خور نہ بدلیں گے، ہم اپنی رضع کیوں چھوڑیں؟
سبک سر ہوئے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو؟

بریت کی سعی عدالت کے اندر کی جاتی ہے اور اپنی
وفاداری کا یقین رہاں دلائلے جہاں صرف غیر وفاداری ہی جرم
ہو - لیکن پریس ایکٹ کا دیوتا صرف غذا چاہتا ہے - اسکو غذا کی قسم
سے بحث نہیں - پھر اختیار غیر محدود، مرافعہ کا دروازہ مقفل،
اور وفاداری ر بے وفائی، امن پسندی و بغاوت، خیر خواہی
و بد خواہی، حق گوئی و کذب پسندی، کوئی حالت ہو اسکے

نیہا ما تدعون ۱۱
 ۵۔ پس اسمیں رہو ر - وکر رہ
 نزل من غفور رحیم - ہو کر خوشی مناؤ - دیکھ کی رہا
 ر من احسن قولا ممن میں بھی ہم تمہارے حامی ہیں اور
 دعا الی اللہ و عمل آخرت میں بھی ناصر و مددگار رہیں
 صالحا و قال انہی من گے - وہاں بھی تمہارے ایسے عدس
 المسلمین - (۳۳: ۴۲) ر نعالم کی بہشت ہوگی - تم جس
 راحت کو طلب کر گے، موجود پاو گے - یہ تمام کامیابیاں اور نصرت
 ر فلاح خدائے غفور رحیم کی طرف سے تمہارے لیے ہے - پس اُس
 سے بہتر اور دنیا میں کس کی صدا ہو سکتی ہے، جو اللہ کے بندوں
 کو اللہ کی طرف بلاے، اعمال صالحہ اختیار کرے، اور کہے کہ
 ”میں اللہ کے آگے سر جھکا دینے والوں میں سے، یعنی مسلم ہوں“

مبیدین حقیر کدایان عشق را، کین موم

شہان بے کمر و خسروان بے کلمہ اندا

خدا کے کاروبار انسان کی ضد اور ہمت سے بے پڑا ہیں، اور
 اگر انسان کی سمجھہ اُسکی ناسمجھی سے شکست کھاتا ہے، تو
 اس کے بندے اپنے صبر و استقامت کو شکست خوردہ کہوں پائیں؟
 ر ان الظالمین بعضہم اولیاء بعض، واللہ ولی المتقین (۱۸: ۴۵)

پس گورنمنٹ کا رویہ کتنا ہی افسوسناک ہو، لیکن مدبر
 نظر میں تعجب انگیز کبھی بھی نہیں رہا - اللہ جو روگ اپنے
 مرقعوں پر اپنی بریت کی کوشش کرتے ہیں، اور بے جرم نبی
 تلاش میں بے فائدہ نکلتے ہیں، انکی حالت یقیناً تعجب انگیز ہے -
 کیا جرم حق گوئی سے بھی بڑھ کر اور کوئی جرم ہو سکتا ہے، جس
 کی پاداش رسوا کے اسد فیل میں آئیں شامل ہے؟

جرم منست پیش تو گرتدر من ہم است

خود کردہ ام پسند خریدار خویش ر

(اظہار حسیات ملیہ و اعانت ادارۃ الہلال)

بہر حال خواہ کیسے ہی حالات ہوں، لیکن تاہم میں اس واقعہ
 کو کسی طرح کی بھی اہمیت دینا پسند نہیں کرتا تھا - اس لیے کہ
 خلاف توقع نہیں، اس لیے کہ تعجب انگیز نہیں، اس لیے کہ ایک
 عامۃ البرود، اور سب سے آخریہ کہ بالکل منتظر و موعود تھا -

مقامی گورنمنٹ اور زمانہ اس امر سے بے خبر نہیں تھے
 اگر ادارۃ الہلال چاہتا تو اپنی ایک صدہ مختصر کے ساتھ ہی تمام
 ملک کو اس واقعہ کی طرف متوجہ کر لیتا - ہم از کم کلکتہ میں
 تواسے لیے صرف ۲۴ - گھنٹے کافی تھے، لیکن میں نے پسند نہیں
 کیا کہ ایک معمولی سی بات کو وقت سے بے اہمیت دی جائے -

(والقیات علیک معبدہ مذی - ۳۹: ۲۰)

اس مادہ پرستی کے قرن میں خدا کا نام لیتے ہوئے بہت
 سی روحمیں ہیں جو شرماتی ہیں، مگر میں کیا کروں کہ میری
 روح کی تو تسکین صرف اسی نام میں ہے - میں دیکھتا ہوں کہ اس کے
 عجائب کاروبار قدرت میں سے ایک کرمشہ معبر العقول یہ بھی ہے
 کہ وہ جب کسی تخم کی پرورش کرنا، اور کسی شاخ کو درخت
 بلند قامت بنانا چاہتا ہے تو اپنے بندوں کے ہاتھوں میں سے اپنے
 دست قدرت کو بڑھاتا، اور ان کے دامن میں سے اپنی رزح معبت کو
 ظاہر کرنا ہے - پھر اقلیم قلوب میں اضطراب، اور صفوف اراج
 میں حرکت و اضطراب پیدا ہو جاتا ہے - کوئی دل نہیں ہوتا جو
 اس تخم کی معبت سے خالی ہو، اور کوئی روح نہیں ہوتی جو
 اُس آسمانی درخت کی الفت کو اپنے اندر سے در نہ کر سکے -

لیکن حالات میں تغیر ہوا، زمین کی با اختیار عمارتوں میں
 جبکہ سناتا تھا، تو پہاڑ کی چوٹیوں پر سے مخفی صدائیں آتھیں -
 عاقبت اندیشی اور دانشمندی نے کہ خاموش تھی، شکست
 کھائی، اور شخصی نادانی اور بے مدبری کو کہ منتظر مہلت تھی،
 فتح ہوئی - اسی اثنا میں مشہور ہوا کہ ہذا یکسلنسی گورنر بنگال
 شملہ تشریف لیگئے ہیں - پھر اس کے بعد ہی الہلال کی ضمانت کا
 واقعہ سامنے کے سامنے پیش آگیا -

یہ ہم شکست جو تحمل ر بے مدبری کے مقابلے میں ہوئی،
 بہ عزل و نصب جو دانشمندی و نادانی میں ہوا، یہ ایاب
 و زہاب، جو علمندی کی خاموشی اور نادانی کی جلدی میں
 نظر آیا، اگرچہ اپنے عواقب و نتائج کے لحاظ سے انورس ناک ہو،
 تاہم اُن لوگوں کیلئے کچھ موثر نہیں ہو سکتا، جنکی استقامت اور
 تزلزل کی رزمگاہ الحمد للہ کہ شہاہ اور دارجلگ کی چوٹیوں سے بھی
 بلند تر ہے، اور جو اپنے عزائم امور کا سرشتہ خود اپنے ہاتھوں میں
 نہیں رکھتے، بلکہ نظم عالم کی اس انتہائی طاقت کے سپرد کرچکے
 ہیں، جس کے وجود کی دنیا میں سب سے بڑی نشانی سچائی
 اور ہدایت کی فتح، اور باطل و عدول کا خیران ہے:

برز این دام بر سرخ نگر نہ

کہ عتقا را بلند سے آشیانہ!

انکی کامیابی و ناکامی کا میدان اُس زمین پر نہیں ہے، جہاں
 جاندی رے کے سکوں اور دنوں کی بخشی ہوئی اڑاسی سے
 زندگی منی، زر و سرب و فقر سے ہلاکت پیدا ہوتی ہے، جہاں ساز
 و سمن سے قوت، اور بے مروتانی سے بیچارگی ہے، جہاں
 دنیوی حاکمات کی نظر مہر مدارج و مراتب کو بڑھاتی، اور نگہ
 قہر عزت و قوت کو گھٹاتی ہے، جہاں انسانی ارادہ حکموں، اور ارادہ
 تم کا نفس ملکہ جز و سلاطین، بلکہ رسل و انبیاء کے
 خوارق نصرت الہی کی اُس ارض مقدس پر اپنی نام و شکست کے
 معرکے کو داتے ہیں، جہاں گدیم فقر سے عظمت شاہی کا ہاتھ نکلتا
 چمکتا، اور زندان مصائب کے اندر سلطان حریت کا تخت جلال
 و عظمت بچھتا ہے، جہاں ظاہر کی بے سروسامانی کے اندر باطنی
 ساز و سامان پرورش پاتے، اور صورت کے ضعف و مسکنت کے
 اندر سے قوت و سطوت کا جمال معنی پر تو افکن ہوتا ہے - جہاں
 حیات کا سر حشمہ موت ہے، اور جہاں کی زندگی یہاں کی موت سے
 سرخ ہوئی ہے، جہاں کی فتح یہاں کی شکست میں مضمر ہے،
 اور ہر اس سماء ارضی کے نیچے کرن ہے، جو وہاں کی فتح کو
 شکست سے بدل کے؟ ولنعم ما قیل:

جمال صورت اگر راز کرم کم، بینند

کہ خرقۃ پشمینی طلاء مریات سفا

ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات اللہ، واللہ روف

بالعباد (۱۱: ۳۲)

ان الذین قالوا ربنا اللہ ہم استقاموا، تنزل
 علیہم الملائکہ الاتخافوا
 ولا تعزوا، وابشروا
 بالجنة التي کنتم
 وعدن - نحن اولیائکم
 فی العبرة الدنیا و فی
 الآخرة، ولہم فیہا ما
 تشاہی انفسکم ولہم
 ”جن لوگوں نے اللہ کی ربوبیت کا سچا
 اقرار کیا اور پھر خدا پرستی کی راہ
 میں استقلال کے ساتھ جمے بھی رہے،
 تو اُن پر ضرور اُسکی ملائکہ رحمت کا نازل
 ہوا، جو انکو بشارت دینگے کہ نہ تر وہ
 تریں اور نہ کسی طرح غمگیں ہوں -
 نصرت و کامیابی کی راہ بہشت مراد،
 جسکا تم ایسے خدا پرستان مستقیم سے
 وعدہ کیا گیا تھا، اب تمہارے ہی لیے

اسکے بعد عالم قاریین الہلال و عموم ارباب ملت و اصحاب غیرت کی جماعت معترم ہے، جن کے بے شمار تلغرافات و مکاتیب ہر ذاک کی تقسیم میں پہنچنا شروع ہو گئے، اور ان میں سے بعض نے باصرار خواہش کی کہ فہرست اعلانت میں انکو شرکت کا موقع دیا جائے، لیکن جواب میں شکر ہے کے ساتھ اس سے رد کیا گیا، تاہم انہوں نے اپنی رقوم روانہ کر دیں۔ بعض نے اسکا بھی انتظار نہیں کیا اور ضمانت کی خبر سنتے ہی حسب استطاعت روپیہ بھیج دیا۔ از انجملہ فقیر کے مخلص و معجب قدیم جذاب (حاجی مصلح الدین) صاحب ہیں، جنہوں نے بغیر ہیچ کوئی پرسش و دریافت، سرور پیسے دفتر میں بھیج دیے۔ اور اسکا سلسلہ برابر جاری ہے

پلے دن جس قدر منی اقدار و رقوم کے آئے انکو بشکریت تمام واپس کر دیا گیا، لیکن دوسرے دن جب پھر روپیہ پہنچا تو میں نے ایک دوسری حالت، اور ایک بالکل مختلف اثر کو سامنے پا کر مکرر غور کیا کہ اب کیا کیا جائے؟

ضمانت دی جا چکی ہے۔ ادارہ الہلال سر دست کسی طرح کا بار اپنے لیے قوم پر ڈالنا نہیں چاہتا۔ تاہم خلوص نیت اور چوش اسلامی نے جس اتفاق فی سبیل اللہ کی راہ کھول دی ہے، اور باوجود اسقدر شدید مخالفت و اعراض کے احباب کرام ہیں جو اپنے لطف و کرم سے باز نہیں آتے، تو پھر مجمع کیا حق ہے کہ اس شے کو واپس کر دوں، جو حق پرستی اور نصرت صداقت کے نام پر سچے دلوں اور پر خلوص ہاتھوں نے پیش کی ہے؟

یہ خیال تھا جو اللہ نے میرے دل میں ڈالا۔

پس میں نے روپیہ وصول کر لیا اور لوگوں سے کہہ دیا کہ باسم ”ضمانت الہلال“ روپیہ لینے کیلئے میں اب آمادہ ہو گیا ہوں۔ البتہ اس حکم ضمانت کے نقصان مالی کی تلافی کیلئے نہیں، آئندہ کے تحفظ کیلئے نہیں، اپنی کسی ذاتی غرض اور شخصی جلب نفع کے خیال سے نہیں، بلکہ ایک نہایت اہم اور اقدم ترین ملکی ضرورت کیلئے، جسکا زخم مدت سے محتاج مرہم، اور جس کا دکھ عرصے سے فغاں سنج مدارا ہے۔ وہ ایک نہایت مقدس اور قابل احترام تحریک ہے، جو افکار انسانی کی حریت کی حفاظت چاہتی ہے، ملک کو استبداد فکر و تقید اسان و خیال کی تعقیر سے بچانے کی آرزو مند ہے، سرزمین ہند کی ہر بہتری اور اسے باشندوں کی ہر فلاح کی اصل بنیاد، اور ملکی ارزوں کو پامالی سے محفوظ رکھنے کیلئے ایک اشرف و اعلیٰ جہاں فی سبیل اللہ ہے۔ وہ جس طرح ملک اور رعایا کیلئے خیر خواہانہ جذبات پر مبنی ہے، اُس سے کہیں زیادہ حکومت و ارباب حکومت کیلئے سب سے بڑی نیکی اور سب سے زیادہ مفید خیر سگالی ہے۔

انجمن پریس ایسو سی ایشن

(مجلس دفاع مطابع و جرائد ہند)

یعنی ایک متعددہ اور طاقتور انجمن کا قیام، جس کا مقصد ہندوستانی پریس کے حقوق کی حفاظت ہو۔

الہلال کی ضمانت کیلئے جسقدر روپیہ ہمدردان ملت عطا فرمائیں گے، وہ اس انجمن کیلئے ابتدائی اور تاسیسی فنڈ کا کام دیگا اور اسکے ذریعہ سے ایک خزینہ دفاع حقوق مطابع (پریس ڈیفنس فنڈ) کی بنیاد پڑ جائیگی۔

ارباب درد و کرم کیلئے اب پورا موقع ہے کہ الہلال کی ضمانت میں حصہ لیں۔

الہلال پریس کے قیام کے ساتھ ہی اس عاجز نے اس قدرت الہیہ کے حقائق کا نظارہ کیا، اور گذشتہ ایک سال تین ماہ کے اندر شاید ہی کوئی سات دن ایسے گزرے ہوں، جو اس غیبی نصرت کے نشانات و آیات سے خالی رہے ہوں۔ میں ایک بے سروسامان ارادہ، ایک تلخ و ناگوار متاع، ایک بے پروا و مستغنی صدا لیکر آیا تھا۔ عجز و تذلل اور مداہنت و اعتراف جو جلب ہمدردی و ترجہ انظار کا سب سے زیادہ موثر نسخہ ہے، میرے پاس نہ تھا، بلکہ اسکی جگہ حق پسندی کی تند مزاجی، اور نہی عن المنکر کی سخت گیری نے میری متاع سخن کے ہر حسن کو عیب بنا دیا تھا۔ پھر یہ کیا تھا کہ ایک شش ماہی کے اندر ہی حالات منقلب اور نتائج معجز عقول تھے؟ وہ کون تھا جس نے اپنے بندوں کے دلوں کو اپنی انگلیوں سے پکڑ کے پھیر دیا، اور دوستوں کو گرویدہ، خصومت پسندوں کو درست، اور الد الخصلام کو کفر کی جگہ نفاق پر مجبور کر دیا؟ یہ کس عجائب کار کی کرشمہ سازی تھی کہ لوگ پھولوں کے دھیر پرے گذر کر اسکی طرف بڑھے، جسکے ہاتھ میں پھولوں کے گلدستے کی دلفریبی نہیں بلکہ نوک نشتر کی چمک تھی؟ اگر یہ اُس کی کار سازی نہ تھی تو پھر کون تھا، جس نے ایک مطعون امرا، مبعوض حکام، اور مردود ارباب اقتدار و عز و جاہ کی محبت کو ہزاروں کے دلوں میں جگہ دیدی، اور جنہوں نے اس سے انکار کیا، وہ یا تو خاسر نا مراد ہوئے، یا پھر اسی کی سی صدائیں بولکر اپنے لیے بھی جگہ ڈھونڈھنے لگے؟ اسخبر ہذا، ام انتم لا تبصرون؟

(۱۵: ۵۲) افسن هذا لحدث تعجبون و یضحکون و لا تبکون، و انتم

سامعون؟ (۵۹: ۵۴) و ان فی ذلک لآیات، و ما یعقلہا الا

العالمون (۲۹: ۴۲)

(اصرار و انکار)

اس عاجز نے گو ارادہ کر لیا تھا کہ واقعہ ضمانت کے متعلق اس کے سوا اور کوئی کارروائی بالفعل نہیں کی جائیگی کہ مطلوبہ رقم عدالت کے سپرد کر دی جائے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس لطف و کرم اور اسکے عباد مخلصین و مومنین صادقین کی محبت و فرمائیں نے چار پانچ دن کے اندر ہی اپنے اظہار حسیات مخلصانہ و ابرازات عواطف غیررانہ سے بالکل مجبور کر دیا۔

باہر کے احباب و مخلصین کا ابھی ذکر نہیں کرتا۔ سب سے پہلے اپنے اُن اخوان طریقت کے جوش اخلاص کا شکر گزار ہونا چاہیے جنکی تعداد الحمد للہ کہ شہر کلکتہ اور اطراف و نواح میں اسقدر موجود ہے، کہ اگر درود پیسہ فی شخص بھی قبول کر لیا جاتا تو اسکی مجموعی تعداد صرف شہر کے اندر در ہزار روپیہ سے یقیناً متجاوز ہوتی!

ان مخلصین صادقین نے متعدد تجویزیں اسکی نسبت پیش کیں، لیکن اس فقیر نے ہر تجویز کو بشکریت تمام نا منظور کر دیا کہ اسکی نسبت اپنے قلب کا فترتی نہ تھا، اور ”استفت قلبک“ (اپنے دل سے ہر موقع پر فترتی طلب کر) کے روحانی اصول کو مسلمانوں کے تمام اعمال و افعال کا دستور العمل ہونا چاہیے۔

آخری تجویز یہ تھی کہ باہر کے احباب سے انکار کر دیا جائے، لیکن کم از کم ہر برادر طریقت کو ایک ایک آنے کے دینے کا موقع دیا جائے تاکہ اس ذریعہ سے اندازہ ہو سکے کہ الہلال کی ضمانت کی چرت کتنے دلوں پر جا کر لگی ہے؟ لیکن اس عاجز نے عرض کیا کہ ابھی ان باتوں کا وقت نہیں آیا۔ فجزا ہم اللہ تعالیٰ عنی وعن الاسلام و المسلمین خیر الجزا، و رو نقنا لله سبحانه و ایا ہم لما یحبہ و یرضاه فی العمل و الاعتقاد!

کہ اگر انجمن قائم ہوگئی تو مسلمانوں کے طرف سے کس قدر مالی مدد ملے گی؟ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ یہ انکے جوش حیات کا اور ہماری افسردگی کا زمانہ ہے۔ میں نے کہا کہ جو رقم ایک ماہ کے اندر حادثہ کا پیور کیلیے ایک لاکھ روپیہ جمع کرسکتی ہے، بارجون آن موائع کے جو اس راہ میں حائل تھے، وہ اب ایک ایسے کام کیلیے جسکے بغیر نہ مسجد کا پیور کیلیے مدد بلند ہوسکتی ہے اور نہ شہداء اسلام کی داد خواہی کیلیے، کیوں قیمتی سے قیمتی مالی ایثار کا ثبوت نہ دیگی؟

واللہ المستعان وعلیہ التکلیل۔

امید دوا و دایہ وا!

(ایک مراسلہ)

ضرورت ہے کہ ہر فرد مسلم سلسلہ اخوت میں باقاعدگی کے ساتھ مربوط ہو۔ اسکے لیے ذیل کی تدبیر خیال ناقص میں ہے جو قوم کے فوائد کے خیال سے بغرض اشاعت و اعلان اور حصول آرا ارسال خدمت اقدس ہے۔

(۱) ایک باقاعدہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی قائم مقام جماعت کسی مناسب حصہ ملک میں بحصول کثرت آراء عام مسلمین قائم کیجائے۔

(۲) ہر شہر بلکہ ہر قصبہ میں جماعت مذکورہ کے ماتحت مقامی جماعتیں بحصول اکثریت مسلمانان مقامی قائم کیجائیں۔ ان جماعتوں کا مقصد اصلی مسلمانوں کے جذبات و حقوق کی فکرائی اور حصول نتائج و انجام دہی امور کی کما حقہ کوشش کرنا ہو۔ طریق اجراء کا یہ ہے کہ مسلمان اخبارات تجویز ہذا شایع کر کے پھراش کریں کہ فلاں تاریخ تک عام طور پر مسلمانان ہندوستان، ہندوستان کے تین یا پانچ اشخاص (جتنے مناسب ہوں۔ میری ناقص مہم تعداد جسقدر کم ہو بہتر ہے) منتخب کر کے تحریرات جداگانہ یا متفقہ کے ذریعہ انکے نام کسی ایک معتبر مسلمان اخبار (الہلال بہتر ہے) کو بھیجیں۔ مدیر اخبار چند مقامی معتبر اشخاص کے نزدیک آن آرا کو محفوظ رکھیں۔ اور تاریخ مقررہ پر اشخاص مذکورین کے موجودگی میں بلحاظ اکثریت، صاحبان معجزہ میں سے ارکان جماعت قائم مقام مسلمانان ہندوستان کو منتخب کر کے اعلان کر دیں۔

اب جماعت مذکورہ مقررہ کی جانب سے اعلان ہو کہ ہر شہر و قصبہ کے مسلمان اپنے اپنے شہر و قصبہ کے تین تین معتبر و معتد اشخاص کے نام دفتر جماعت میں بھیجیں۔ جب یہ نام موصول ہوں تو تاریخ مقررہ پر بلحاظ اکثریت انتخاب کر کے صاحبان مذکورہ و عامہ مسلمین کو بذریعہ اعلان و تحریر اطلاع دیدیجائے کہ فلاں شہر میں فلاں فلاں اشخاص کی ”جماعت ماتحت انجمن قائم مقام مسلمان ہند“ قائم کردیگئی ہے اور اس جماعت ماتحت کے لیے چند مختصر آسان قواعد منضبط کر دیے جائیں۔ اس جگہ کے مسلمانوں کو اپنے عام جذبات اور شکایات کی اطلاع اور علاج کار کیلیے سعی جماعت مقامی مذکورہ سے کرنا چاہیے۔ جماعت مقامی کو حسب ہدایات جماعت اعظم درہ کرنا چاہیے۔ ایک نہایت ہلکا چندہ عامہ مسلمین پر قائم کردیجائے جو جماعت مذکورہ کی ضروریات میں کام آئے۔ مثلاً ایک آنہ فی کس فی ماہ، جو زیادہ دے فجزاہ اللہ خیرا۔ اس طرح فصل خدا سے امید ہے کہ مسلمانوں کی در ماندگی کا پروردگار عالم علاج فرما دے۔ (از خریدار الہلال نمبر: ۲۶۶۸)

زمیندار اور الہلال کا اب تذکرہ لا حاصل ہے۔ مرض عالمگیر اور سیلاب ہر طرف رواں ہے۔ مجمع اپنے معاملات کی کچھ بھی فکر نہیں۔ میں نے رز اول ہی سے اعلان کر دیا تھا کہ اگر میرے کاموں میں مداقت ہوگی تو اسکی قوت ہرحال میں ناقابل تسخیر ہے، اور اگر نیتوں میں گھرت ہوگا تو باطل اپنی تباہی کا بیج خود اپنے اندر رکھتا ہے، اس کے لیے پریس ایکٹ کی ضرورت نہیں۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ اس مطلق العنانہ استبداد کی تیغ سے اب کسی ہستی کو امان نہیں۔ جو حالات نظر آ رہے ہیں، انکی پیشیں گرلی مستقبل کے متعلق موجودہ حالت سے بھی زیادہ مخدوش ہے۔ جب روزانہ (جبل المتین) کلکتہ کو بھی پریس ایکٹ سے پناہ نہ ملی، جس نے موجودہ اسلامی جوش و حرکت میں حصہ لینے کا کوئی جرم نہیں کیا۔ محض واقعات و اخبار کی اس کے ذریعہ شہر میں اشاعت ہو جاتی تھی، تو پھر ظاہر ہے کہ آروں کر شکوہ و شکایت کا کیا موقع؟

پریس ایکٹ کا جس وقت نفاذ ہوا تھا، کہا گیا تھا کہ صرف تین سال کیلیے ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ ملک کا تمام تعلیم یافتہ اور حق پسند طبقہ اپنی متحدہ قوت سے اسے قانوناً مقابلہ کرے اور استبداد و مطلق العنانی کے اس دہبہ سے اپنی گورنمنٹ کا دامن پاک کر دے، جس کے ساتھ ایک لمحہ کیلیے بھی کوئی ایٹنی نظم حکومت جمع نہیں ہوسکتا۔ (کامزید) پریس کے پچھلے مقدمے میں ہندوستان کی سب سے بڑی عدالت کے سب سے بڑے جج نے جو رائیں دی ہیں، انکے بعد بھی ملک کا اس طرف مترجہ نہرنا غفلت و نادانی کی ایک بدترین مثال ہوگی۔ اگر ایک ایسی انجمن قائم ہوگئی، تو اسکے ذریعہ ہندوستانی پریس کی ہر شاخ کو تقویت پہنچ سکے گی، اور پریس ایکٹ کے سوال کو اس زور و قوت کے ساتھ آٹھایا جاسکے گا جو یقیناً کسی آخری فیصلے تک ملک کی رہنمائی کریگا۔

(اعیان مطابع بنگال کی ہمدردی)

مجھکو نہایت خوشی ہوئی، جب میں نے اپنا یہ خیال مقامی معاصرین عظام کے آگے پیش کیا، جنکا حلقہ فی الحقیقہ، ہندوستانی پریس کا سب سے زیادہ رقیع حصہ ہے۔ انہوں نے ہر طرح شرکت و اعانت کیلیے فوری آمادگی ظاہر کی۔ علی الخضر مشہور آنرل (بابر سریندر ناتھ بنگالی) چیف ایڈیٹر (بنگالی) بچرڈ استماع مقصد، سرگرم کار و سعی فرمائی ہوگئے۔ اسی طرح بمبئی کے انگریزی رگجراتی اخبارات میں سے بعض اخبارات نے تارکے جواب میں بذریعہ نار ہر طرح کی آمادگی ظاہر کی ہے۔

اب ضرورت صرف اسکی ہے کہ اردو پریس کے تمام ارکان اس تحریک اہم کے خیر مقدم کیلیے مستعد ہوجائیں اور اپنے اپنے صفحات کا ایک بڑا حصہ اسپر غور و بحث و تشریق و ترغیب فراہمی اعانت کیلیے وقف فرما دیں۔

اٹنڈہ نمبر میں اس مجلس کے متعلق مزید تفصیل الہلال میں شائع کی جائیگی۔

(طلب اعانت)

آخر میں مکرر اعلان کرتا ہوں کہ جو حضرات الہلال کی ضمانت کے واقعہ سے متاثر ہوکر امداد اعانت ہرے ہیں۔ اب ادارہ الہلال بکمال تشکر و امتنان انکی اعانت قبول کرنے کیلیے مستعد ہوگیا ہے، کیونکہ وہ فی الحقیقت ”انجمن دفاع مطابع ہند“ کے فنڈ کی بنیاد ہوگی۔ میرے بنگالی دوستوں نے دریافت کیا

اسلام

میں اعلان عام تھا کہ پچھلے عہد کے تمام اعمال و آثار ایندھ کے لیے کالعدم قرار دیے جائے ہیں۔

اس منشور میں لکھا تھا کہ قدیم نظام حکومت کا سب سے بڑا عذاب انسانیت پر یہ تھا کہ پادشاہ کا تسلط جزو کل پر جاری تھا۔ اور اسکو ”رئیس مطلق“ کئی حیثیت بغیر کسی مراقبہ و مسئولیت کے حاصل تھی۔

پھر اُسکے بعد ایندھ حالت کی الفاظ ذیل میں تصریح کی تھی: ”جمعیت وطنیہ نے جو کچھ کیا ہے، اسکا خلاصہ یہ ہے کہ اُس نے حکومت مطلقہ سے پادشاہ کو محروم کر دیا، وہ ملک و امت کو اسکا مستحق قرار دیتی ہے۔“

آج کے دن سے حکومت مطلقہ منہدم ہو گئی، اور اہل وطن میں باہم امتیاز و فضیلت کا دور ختم ہو گیا۔ اب ملک پادشاہ سے، اور وطنیہ عدم مسارات سے آزاد ہے!

جمعیت وطنیہ گزشتہ زمانے کے ان تمام آثار و اعمال کو کالعدم قرار دیتی ہے جنکی وجہ سے حریت و مسارات اور حقوق عامہ کو ایک اد نے سے ضرر کا بھی احتمال ہے۔

اب نہ ارباب عز و دولت کیلئے کوئی امتیاز باقی رہا، نہ زمینداروں کیلئے حق فضیلت و استیلا۔ وراثت سے کوئی حق پیدا نہیں ہوتا، اور نہ طبقات و مدارج کا اختلاف کوئی شے ہے۔ تمام القاب و خطابات جو کل تک لوگوں کو حاصل تھے، آج کے دن سے یقین کر لیا جائے کہ بالکل بیکار و کالعدم ہو گئے ہیں۔

محض وراثت کی بنا پر کسی کو حکومت سے وظیفہ نہیں مل سکتا۔ کسی جماعت کو یا کسی فرد واحد کو ایک ادے سا بھی امتیاز ان قوانین عامہ سے بری ہونے کا نہیں جو ہر فرانسیسی پر نافذ ہو گئے۔“

(۵)

مبادی حریت

لیکن اب تک نظام حکومت کا کوئی قانون مرتب نہیں ہوا تھا۔ ایک مجلس تشریع (راضع قوانین) قائم کی گئی تھی، تاکہ فرانس کا دستور مرتب کرے۔ اس مجلس نے وضع قوانین سے پہلے بطور مبادی دستور حریت کے چند دفعات مرتب کیں، اور انہی کو تمام نظامات و قوانین کا اساس و اصل الاصل قرار دیا۔ یہ مبادی حریت ایک اعلان کی صورت میں قلمبند کیے گئے تھے اور سنہ ۱۷۷۹ء - میں چھپکر جمعیت کی طرف سے شائع ہوئے تھے۔

حقوق انسانی کا یورپ میں اعلان

ان مبادیات کا خلاصہ یہ تھا:

”انسان آزاد پیدا ہوتا ہے اور آزادی ہی کیلئے زندہ رہتا ہے۔ تمام انسان بلحاظ حقوق مساوی ہیں۔ حقوق طبیعی پانچ ہیں: حریت، تملک، امن، مقاومت۔“

الحرية في الاسلام



نظام حکومت اسلامیہ

وامرہم شوری بینہم (۴۲: ۳۶)

(۵)

ترطیہ مباحث آتیہ

اور مباحث گذشتہ پر ایک اجمالی نظر

گزشتہ نمبر میں قلت گنجائش، اور صفحات سابق و لاحق کے پیلے چھپ جانے کی وجہ سے مضمون بالکل ناتمام چھوڑ دینا پڑا، اسی لیے آج پیلے اُسکا بقیہ حصہ درج کرتے ہیں اور اسے بعد اصل موضوع کے مطالب آتیہ کی طرف مترجمہ ہونگے۔

بقیہ مقالہ سابقہ

(۲)

موجودہ جمہوریت و حریت کا پہلا سال سنہ ۷۹ - سمجھا جاتا ہے جبکہ ۱۴ - جولائی سے (انقلاب فرانس) کی تحریک کا آغاز ہوا اور جال انقلاب نے مشہور قلعہ (بائیل) پر قبضہ کر لیا۔

یہ زمانہ اگرچہ انسانی جذبات کی شرش و طوائف الملوکی کا ایک ہیجانی دور تھا اور ایک عہد کے اختتام کے بعد اور دوسرے کے آغاز سے پہلے ایسا ہونا ضروری ہے، تاہم ایک جمعیت وطنیہ موجود تھی جو اس وقت تمام اعمال و امور انقلاب کی حکمرانی اپنے ہاتھوں میں رکھتی تھی، اور یہ برابر قائم رہی، تاکہ سنہ ۱۷۹۱ - میں اُس نے فرانس کے پہلے دستور کا اعلان عام کیا۔

یہ جمعیت انقلاب سے پہلے ۱۷ - جون سنہ ۱۷۸۹ - کو قائم ہوئی تھی اور تمام دور انقلاب اسی کے زیر حکومت رہا۔

(واقعہ بائیل) کے بعد ۴ - اگست کی شب کو جمعیت نے اپنا مشہور ”منشور انقلاب“ شائع کیا تھا جس نے تاریخ میں اولین ”فرمان حریت“ کے لقب سے جگہ پائی ہے۔ اس میں انقلاب کی تکمیل کا اعلان تھا اور دنیا کو بشارت دی گئی تھی کہ وہ شاہد حریت، جو اپنی رومنائی میں انسانی خون اور لاش کی پہلی قربانی قبول کر چکی ہے، اب رقت آگیا ہے کہ ہرقعہ آلت دے اور دنیا کے سامنے اپنا نظارہ امن عام کر دے!

اس منشور میں سب سے پہلے نظام حکومت قدیمہ کی بعض خصوصیات بتلائی تھیں، پھر مقصد انقلاب کی تصریح کی تھی، آخر

جنکو انسانی آزادی کے سب سے آخری سوال کے جواب میں آج یورپ اتلا سکتا ہے۔

اس اعلان مبادی حریت میں بھی دراصل وہی ایک اصل اصول حریت آسکی ہر دفعہ کے اندر موجود ہے جسکی طرف گذشتہ نمبر میں ہم اشارہ کرچکے ہیں۔ تمام دفعات کا اگر خلاصہ ایک جملہ میں کرنا چاہیں تو صرف یہی ہوگا کہ ”السلطۃ للامہ“ یعنی حق حکم و تسلط صرف امت ہی کیلئے ہے۔

چنانچہ اسکے بعد یہی اصل اصول فرانس کی تمام دستوری اور جمہوری جماعت کے پیش نظر رہا۔ انقلاب سے پہلے فرانس میں پارلیمنٹری حکومت موجود تھی لیکن شاہی حقوق و تسلط اور دلیسا کا عالمگیر استبداد اسدرجہ قوی تھا کہ دراصل ایک شخصی تخت شاہنشاهی حکومت مقیدہ کے نام سے حکمرانی کر رہا تھا۔ انقلاب کے بعد رجال انقلاب میں تفریق ہوگئی۔ ایک گروہ ملوکی مگر دستوری و مقید حکومت قائم کرنا چاہتا تھا۔ گروہ غالب یہی تھا اور اسکے سامنے انگلستان کے دستور کا نمونہ تھا۔ دوسرا گروہ خالص جمہوری حکومت کے نظام بنانا تھا۔ یہ جماعت اگرچہ قلیل تھی مگر عوام اور کاشتکاروں پر اسکا اثر جاری تھا۔ ۱۰۔ اگست سنہ ۱۷۹۲ء کو اس جماعت نے پیرس کے دیہانیوں سے شورش کرا کے مجلس کو مجبور کیا کہ وہ ایک ایسے نئے دستور کا اعلان کر دے، چرپادشاہ کے رجوع سے بالکل مستغنی ہو۔

اس غرض سے ایک نئی مجلس کا انتخاب ہوا۔ منتخبہ مجلس نے ایک سب کمیٹی قائم کی جسکے اکثر اعضاء مشہور انقلابی مصنف، جان روسو (۱) Rousseau کے شاگرد تھے۔ انہوں نے اسی اصل اصول کو تمام نظام و قوانین کا محور قرار دیا کہ ”السلطۃ للشعب وحدہ“ حکم و تسلط صرف قوم ہی کیلئے ہے۔ اور ایک نیا نظام مرتب کیا جو ملکیت (شاہی شہکت) سے بالکل خالی تھا۔ یہ نظام تاریخ انقلاب میں ”دستور سنہ ۱۷۹۳ء“ کے لقب سے مشہور ہے۔

لیکن دوسرے سال یہ دستور بھی قائم نہ رہا۔ یہ دور انقلاب در حقیقت انسانی جذبات کی شورش، اذہان کی طوائف الملوکی، اور طبیعت انسانی کے مطالبات مفرطہ کا ایک ہیجانی دور تھا۔ فرانسیسی قوم جو مدت سے معطل تھی، سوچ سکتی تھی مگر کچھ کر نہیں سکتی تھی۔ لوگوں کی مثال (بقول ویکٹر ہیوگو Victor Hugo) ”بالکل اُن قیدیوں کی سی ہوگئی تھی“ جو مدہ العم قید خانے میں رہ کر آزاد ہرے ہوں اور جیل کے احاطے سے نکل کر جب آسمان کی کہلی فضا کے نیچے پہنچیں تو حیران ہو کر رہ جائیں کہ اب انہیں کیا کرنا چاہیے؟

یہ حالت قدرتی ہے اور ہمیشہ ایک دور کے اختتام اور دوسرے کے آغاز کا درمیانی حصہ دنیا نے ایسی ہی حالتوں میں کاتا ہے۔

(۱) جان جاک روسو مشہور فرانسیسی مصنف اور انقلاب فرانس کے محرکین اولین میں سے ہے۔ سنہ ۱۷۵۹ء میں اس نے اپنے افکار سیاسیہ ایک کتاب کی صورت میں شائع کیے۔ اسمیں ہر طرح کے استبداد دینی و ملوکی کو ظلم و معصیت بتلایا تھا اور جمہوری حکومت کی اہل فرانس کو ترغیب دینی تھی۔ جمہوری حکومت کے آس نے متعدد نظام مرتب کیے تھے اور سب کا اولین اصول قوم کے تمام طبقات و جماعت میں مساوات قرار دیا تھا۔ سنہ ۱۷۱۲ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۷۹۶ء میں بعالم دیرانگی و زلات پائی۔ نغمات موسیقیہ کو بصورت ارقام و خطوط مدون کرنے کا وہی موجد ہے۔

(حریت) کے معنی یہ ہیں کہ انسان کو قدرت حاصل ہو کہ ہر اس کام کو کر سکے جسے بغیر کسی دوسرے کو نقصان پہنچائے نہ کر سکتا ہے۔

(تمک) سے مقصود اپنی ملکیت صحیح و قانونی کے قبضہ و تصرف کے کامل حق کا ملنا ہے۔ یعنی ہر شخص اپنی املاک کا مالک ہو اور کوئی اس سے چھین نہ سکے۔

(امن) سے مقصود یہ ہے کہ ہر شخص اپنی جگہ پر محفوظ رہے خطر ہو اور صرف قانون کی خلاف ورزی ہی کی ایک صورت ایسی ہو جو اسکے امن میں خلل ڈال سکے۔

(مقاومت) سے مقصود جو رد و ظلم اور حملہ و اقدام مجرمانہ کی مقاومت ہے۔ یعنی ہر شخص اپنی حفاظت کے وسائل اختیار کرنے کی قدرت رکھتا ہو، ظلم و جور کے خلاف احتجاج (پروٹسٹ) کر سکے۔

تائون ارادہ عامہ کا مظہر ہے۔ پس ہر وطنی کو حق ہو کہ وہ ذاتی طور پر یا بتوسط وکلا مجلس اعلیٰ (سینٹ) میں شرکت کر سکے۔

ہر وطنی بلحاظ وطنی ہونے کے یکساں حکم سے موثر ہو۔ اس بنا پر ہر شخص کیلئے ممکن ہو کہ وہ بڑے سے بڑے عہدے کو اور اعلیٰ سے اعلیٰ وظیفہ کو حسب اقتدار و اہلیت حاصل کر سکے۔

کسی انسان کیلئے کسی حالت میں جائز نہ ہو کہ وہ کسی انسان کو قید کر سکے یا اور کوئی ایسا ہی سلوک کر سکے۔ الا انہی صورتوں میں جو قانون نے مقرر کر دی ہیں اور اسی طریقہ پر جو اُس نے قرار دیدیا ہو۔ کسی شخص کیلئے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو اپنی رائے کے اظہار سے روکے، اگرچہ وہ دینی ہو اور علم اعتقادات دینیہ کے مخالف۔ البتہ اُس صورت میں اسکا اظہار روکا جاسکتا ہے جبکہ وہ قانون کے لحاظ سے امن عامہ کیلئے مصر ہو۔

ہر وطنی کو پورا حق حاصل ہے کہ اپنی رائے و فکر کے مطابق گفتگو کرے اور لکھے پڑھے، یا چھاپ کر شائع کرے۔

اسی طرح ہر وطنی کو حق توزیع و اشاعت حاصل ہے۔

”حق تمک“ ایک مقدس حق ہے۔ کسی شخص کی طاقت نہیں کہ کسی کی ملکیت اس سے چھین سکے۔ البتہ مصالح عامہ سب پر مقدم ہیں۔ لیکن اسکے لیے بھی جب تک قانونی صورت نہ ہو، کوئی شخص اپنی ملکیت سے دست بردار ہونے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

موجودہ تحریک انقلاب کے مبادی مقاصد میں سے ہے کہ ”حق حکم و تسلط“ اشخاص کو نہیں بلکہ امت اور ملک کو حاصل ہو۔ جمیع انباء وطن اپنے تمام حقوق میں مناسبتی ہو جائیں، حریت سے متمتع ہوں اور ہر طرح مامور و مصئون رہیں۔ پس امت فرانسوی کا شعار وطنی حریت، مساوات، اور اخوت قرار پایا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ یورپ کی موجودہ جمہوریت کا مبداء سعادت مجلس تشریع فرانس کا یہی اعلان تھا۔ تاریخ نے اسے ”اعلان حقوق الانسان“ کے لقب محترم سے محفوظ رکھا ہے اور ہمیشہ محفوظ رکھیگی۔

(۶)

ہم نے اس حصہ بیان کو اسلیئے کسی قدر طول دیا، تاکہ انقلاب فرانس کی انتہائی حد حریت و جمہوریت سامنے آجائے۔ نیز اندازہ کیا جا سکے کہ یورپ کی موجودہ جمہوریت کے خلاصہ امور و مبادی نظام و اساس کیا ہیں؟

یہ انقلاب فرانس کے تلاش حریت و مساوات اور جستجوے حقوق انسانی کی انتہائی سرحد تھی۔ یہی مبادی حریت ہیں

کی جائے۔ ”ملوکیتہ مقیدہ“ سے بھی مقصود ہے۔ ”دستوری“ سے مقصود پارلیمنٹری حکومت ہے۔ جسمیں پادشاہ قانون و جماعت کے ماتحت ہو، اریہ ”نظام انگریزی“ کے لقب سے مشہور ہے۔ صرف ”ملکیہ“ سے مراد حکم مطلق یا شخصی حکومت ہے۔ ”جمہوری“ نظام حکومت پادشاہ کے رجوع سے بالکل خالی ہوتا ہے۔ حکومت صرف ملک کی اکثریت کرتی ہے اور نظم اداریہ کیلئے ایک شخص باسم صدر منتخب کر لیا جاتا ہے۔ یہی طرز حکومت آجکل امریکہ اور فرانس اور بعض چھوٹی چھوٹی جمہوریتوں کا ہے۔

آجکل کی اصطلاح کے مطابق اسلام ملکیہ مقیدہ یا نظام دستوری انگلستان کے مطابق حکومت قرار نہیں دیتا جیسا کہ غلطی سے بعض لوگ سمجھتے ہیں، بلکہ اسکا نظام خالص جمہوری اور شائبہ تشخیص و ملکیہ سے کلیہ پاک ہے۔ کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱۔ وب استوانہ علیہ

الہلال ایڈیڈیا نوپل میں،

مولانا دام محمدکم! آپ ہندوستان میں بیٹھے اپنے قلم رزبان اور علم و فضل کو وقف راہ ملت کر رہے ہیں لیکن آپکو معلوم نہیں کہ جو حرف آپکے قلم سے نکلتے ہیں، انکے نقوش کہاں کہاں اور کن کن کے دلوں میں ایذا گہر بناتے ہیں؟

۹۔ مئی سنہ رواں کے الہلال میں بعنوان ”صفحة من تاريخ العرب“ ایک عجیب و غریب سلسلہ مضامین چھپا ہے۔ جسمیں دنیا کی بعض مشہور مدافع قوموں کے جانفروشانہ عزائم و اعمال کا حال لکھا ہے۔ یہاں (قائدانیہ میں) اب سے ۲۰۰ روز قبل وہ ایک جماعت کے مطالعہ میں آیا اور اس نے پورے مضمون کا ترکی میں ترجمہ کر کے متعدد اخبارات میں شائع کر دیا۔ جو آپکی نظر سے گذر چکے ہونگے۔ نیز انہیں بجنسہ اڈریا نوپل ایک ایسے بزرگ شخص کے پاس بھیجا، جس نے اپنی ہستی خدمت ملت و اسلام کیلئے فذر کر دی ہے۔ اور جس سے آپ بخوبی واقف ہیں.....

کسقدر خوشی اور ناز کی بات ہے کہ اڈریا نوپل میں یہ مضمون صرف پڑھا ہی نہیں گیا اور اسے سحرکار اور شعلہ افروز انکار نے دلوں کو مسخر ہی نہیں کیا، بلکہ اسپر پورا پورا عمل بھی کیا گیا۔ اور آج پندرہ دن سے اڈریا نوپل اور قرق کلیسا کی تمام مسلم آبادی کیا مرد کیا عورت، بلا لحاظ سن و سال قلعے اور مورچے طیارہ کر رہی ہے، اور جو تصویر آپ اہل قرطاجنہ کے دماغ کی کھینچی تھی، وہ اسکی درد دیوار کے نیچے بجنسہ نظر آ رہی ہے!

رتوق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ کہ ۲۲۔ ہزار آدمیوں کی رات دن کی محنت کی بدولت اسوقت اڈریا نوپل سابق سے چار چند مستحکم اور مڈافعت کے قابل ہو گیا ہے!

خدا آپ کو اس عظیم الاثر اسلامی خدمت کا اجر عطا فرمے۔ یہاں کے تمام سربراہان و رہنما حلقے الہلال کے تذکرے سے معمور ہیں۔

۲۸۔ رمضان المبارک

Imperial Fabrique de Herizi (Turkey)

ہرکہ - نابریقہ ہمایونی



فرانس بھی اسی میں مبتلا تھا۔ دستور مرتب ہونے سے اور پھر نئے دستور کا مطالبہ کیا جاتا تھا۔ حکومتیں تعمیر کی جاتی تھیں اور پھر ڈھائی جاتی تھیں۔ سنہ ۱۷۹۵ء میں نئے دستور کا اعلان ہوا اور سنہ ۱۷۹۹ء تک قائم رہا۔ اسی اثنا میں فرانس اور یورپ میں جنگ شروع ہو گئی جسکی بناء محرکہ در اصل فرانس کا انقلاب حکومت ہی تھا۔ اس بیرونی مصروفیت سے اندرونی نزاعات کی قوت معاً گھٹ گئی۔ یہاں تک کہ حالات نے ایک دوسرے انقلاب کا صفحہ الٹا اور ملوکیت جو فرانس سے چلی گئی تھی، پھر دوبارہ بلالی گئی۔

اب تک سررشتہ حکومت دائر اُترن کی ایک جماعت کے ہاتھ میں تھا اور مختلف اداریہ و تشریعی، اور نیابی و انتخابی مجالس قائم تھیں۔ اب انہوں نے دیکھا کہ زیادہ عرصے تک حکومت اپنے قبضے میں نہ رکھ سکے۔ وضع ملکی کو کسی نہ کسی طرح جنگی مہلت سے فائدہ اٹھا کر بدل دینا چاہیے۔ اسی سیاست کا نتیجہ وہ انقلاب ثانی تھا، جو ۱۸۔ نومبر سنہ ۱۷۹۹ء کو وقوع میں آیا، اور مشہور فاتح یورپ: (نپولین بونا پارٹ) کی اعانت سے پانچ سو نائین ملک کی مجلس فوجی قوت سے نور دی گئی، اور اس طرح عہد (کرامیل) کی تاریخ انگلستان کا پھر اعدادہ ہوا، جس نے شخصیت کو شکست دیکر، پھر خود اپنی شخصیت سے ملک کی جمہوریت کو شکست دی تھی!

اب ایک نئی مجلس اس غرض سے منتخب کی گئی کہ نئے نظام و دستور کو مرتب کرے۔ چنانچہ آٹھویں سال انقلاب کا دستور شائع کیا گیا۔ یہ دستور فی الحقیقت (بونا پارٹ) کا گہڑا ہوا ایک کھلونا تھا، جو فرانس کو بہالے رکھنے کیلئے بنایا گیا تھا۔ بظاہر ایک جمہوریت قائم کی گئی جس میں دستور جمہوری کے تمام اعضاء و جراح موجود تھے، مگر دماغ کی جگہ ایک قنصل کا عہدہ قائم کیا گیا جو بیس برس کیلئے نامزد کیا جائیگا اور جو جمہوریت کے طرف سے فرانس پر حکومت کریگا۔ تمام عمال کا تعین، تمام فوج کی قیادت، صلح و جنگ کا اختیار، تمام اداریہ و تنفیذی قوتوں کا سررشتہ آخری، اسے سپرد کر دیا گیا۔ اسکی معارفت کیلئے وزیر نائب بھی رکھے گئے مگر فی الحقیقت وہ اپنے تمام کاموں میں ایک خود مختار حکمران اور شہنشاہ مطلق تھا۔

اس جمہوری شہنشاہی کے تخت پر (نپولین بونا پارٹ) متمکن ہوا۔

(۷)

یہ سب کچھ ہوا لیکن انقلاب فرانس اپنا کام پورا کر چکا تھا۔ فرانس پر یہ درد بھی گذر گیا۔ اس کے بعد ملوکیتہ و مطلق العنانی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ تمام یورپ میں ”نظام مقیدہ کی حکومت داخل ہوئی۔ فرانس میں بھی انگریزی نظام دستوری قائم کیا گیا۔ با ایں ہمہ آخر میں فتح جمہوریت ہی کو ہوئی اور وہی انقلاب فرانس کا قائم کردہ اصل اصول بغیر کسی تغیر کے تمام قوانین کا بنیاد قرار پایا کہ ”السلطة للشعب وحده!“

یورپ کے دیگر حصص میں اگرچہ اس انقلاب کا اثر ملوکیتہ مقیدہ سے آگے نہ بڑھا، مگر فی الحقیقت وہ دستور و نظام حکومت میں بصور مختلفہ بھی اصل اصول کام کر رہا ہے۔

(تنبیہ)

اس مضمون میں جا بجا حکومت مقیدہ، ملوکیتہ، دستوری، وغیرہ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ حکومت ”مقیدہ“ سے مقصود وہ نظام حکومت ہے جس میں گورپادشاہ کے حقوق و تسلط حکم کو برقرار رکھا گیا ہو، لیکن قانون و آئین کی پابندی کے ساتھ حکومت

ادبیات

نظام حاکمۃ الامیہ

مساوات اسلامی

(بدر) میں معرکہ آرا جو ہوا لشکر کفر * (عتبہ ابن ربیعہ) تھا امیر العسکر
سب سے پہلے دھبی میدان میں بڑھا تیغ بکف * ساتھ اک بھائی تھا، اور بھائی کے پہلو میں پسر
اس طرح اُس نے مبارز طلبی کی پہلے: * ”مرد میدان کوئی تم میں ہو تو نکلے باہر“
سنکے یہ لشکر اسلام سے نکلے پیہم * تین جانباز کہ اک ایک تھا اوسکا ہمسر
سامنے آئے جو یہ لوگ تو (عتبہ) نے کہا: * ”کس قبیلہ سے ہو؟ کیا ہے نسب جد و پدر؟“
بولے: ”ہم وہ ہیں کہ نام ہمارا انصار * ہم میں شیدائی اسلام ہے ہر فرد بشر
جس نشان رسول عربی ہیں ہم لوگ * اک اشارہ ہو تو ہم مات کے رکھ دیتے ہیں سر
بولا (عتبہ) کہ ”بجا کہتے ہو جو کہتے ہو * مگر افسوس کہ مغرور ہے اولاد مفر
تم سے لڑنا تو ہمارے لیے ہے مایہ عار * کہ نہیں تیغ قریشی کے سزاوار، یہ سر“
کہے کے یہ اوسنے کیا سرور عالم سے خطاب: * ”اے محمد! یہ نہیں شیدو، ارباب ہنر
جنگ نا جنس سے معذور ہیں ہم آل قریش * بھیج اونکو، جو ہوں رتبہ میں ہمارے ہمسر
آپ کے حکم سے انصار پھر آئے صف میں * حمزہ و حیدر کرار نے لی تیغ و سپر
ان سے (عتبہ) نے جو پرچھا نسب و نام و نشان * بولے یہ لوگ کہ ”ہاشم کے ہیں ہم لغت جگر“
بولا (عتبہ) کہ ”نہیں جنگ سے اب ہمو گریز * آؤ، اب تیغ قریشی کے دکھائیں جوہر“

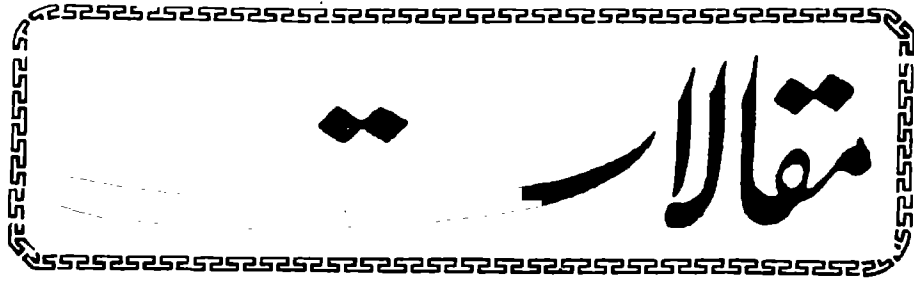
یا یہ حالت تھی کہ تاوار بھی تھی طالب کفر * یا مساوات کا اسلام کے پھیلا یہ اثر:
بارگاہ نبوی کے جو مژدن تھے (بلال) * کرچکے تھے جو غلامی میں کئی سال بسر
جب یہ چاہا کہ کریں عقد مدینہ میں کہیں * جائے انصار و مہاجر سے کہا یہ کھل کر:
”میں غلام حبشی، اور حبشی زادہ بھی ہوں“ * یہ بھی سن لو کہ مرے پاس نہیں دولت و زر
ان فضائل پہ مجھے، خواہش ترویج بھی ہے * ”کوئی، جس کو نہ ہو میری قرابت سے حذر؟“
گردنیں جھک کے یہ کہتی تھیں کہ ”دل سے منظور“ * جس طرف اُس حبشی زادہ کی اٹھتی تھی نظر!!

عہد فاروق میں جس دن کہ ہوئی اونکی وفات * یہ کہا حضرت (فاروق) نے بادیدہ تر:
”اے، کیا آج زمانے سے ہمارا آقا! * اُٹھ گیا آج نقیب حشم پیغمبر!“

اس مساوات پہ ہے معشر اسلام کو ناز * نہ کہ یورپ کی مساوات کہ ظلم اکبر!
(شبلی نعمانی)

کشاکش حریہ و استباہ!

(رعب) وقف کشاکش ہوں، کیا کہوں کیا چپ رہن؟ * دلربا کہتا ہوں میں جسکو وہی جلاد ہے
ایک جانب مقتضائے جوش غم، شور آفرین * اک طرف خوف ستگر مانع فریاد ہے
ایک حکم اُسکا، کہ عذر ناتوانی کا حریف * ایک آزادی مری، جو نذر استبداد ہے!
(رعب لکھنوی)



تاریخ اسلام کا ایک غیر معروف صفحہ

۱۔ ۱۱۳۔ ۱

۱۔ ش۔ میں ایک اسلامی حکومت !

آٹھویں صدی ہجری کے چند مجاہدین

دعوت اسلام

ہمارے اور دشمنوں نے جنگی بساط ہستی کا ایک گوشہ بھی داغ خورنویزی سے خالی نہیں، ہمکو ہمیشہ طعنہ دیا ہے کہ نخل اسلام صرف تلوار ہی کی دھوپ، اور صرف قہر و اکراہ ہی کی فضا میں پرورش پاتا ہے، لیکن تاریخ نے ہر موقع پر گواہی دی ہے کہ نشر دعوت اسلامی کا سبب قہر و اکراہ نہیں بلکہ صرف رضا و صلح، حسن اخلاق، اور اسوہ حسنہ مسلمین مخلصین رہا ہے۔

نصارائے حبش اور مسلمانوں کے درمیان سنیکتوں معرکے پیش آئے، اور اکثروں میں مسلمانوں نے دشمنوں کے اجسام کو اطاعت سیاست اسلامیہ پر مجبور کیا، لیکن دلوں کو قبول دین اسلام پر کب اور کہاں مجبور کیا؟ ہاں ہر موقع پر اسلام کے معجزہ اخلاق و خدا پرستی کی ایک تلوار چمکتی تھی، جو رسوم و عقائد فاسدہ کے حصار سے گذر کر قلوب و ارواح کو مستخر کر لیتی تھی!

چنانچہ گذشتہ نمبر کے خاتمے میں تم پڑ چکے ہو کہ دس ہزار حبشی نصرائیوں نے کس تلوار کی زور سے اسلام کے آگے سر اطاعت خم کیا؟ یقیناً وہ فولاد کی تلوار نہ تھی بلکہ اخلاق اسلامی کا وہ حربہ امن و زندگی تھا، جس نے ہر زمانے اور ہر دور میں اپنے جوہر دکھائے، اور آج بھی الحمد للہ کہ زنگ آلود نہیں ہے!

افریقہ اور شمالی نائجریا میں آج جس سرعت سے اسلام خود بخود پھیل رہا ہے، اس کی رولدادوں نے مسیحی مشنوں کی عمارتوں کو ماتم کدہ بنا دیا ہے، لیکن دنیا دیکھ رہی ہے کہ یہ تلوار کی کات نہیں ہے۔ کیونکہ تلوار کا قبضہ تو اب ہمارے ہاتھ سے نکل کر غیروں کے ہاتھ چلا گیا ہے، اور ہماری گردنیں ان کے آگے رکھ دی گئی ہیں۔

سلطان منصور کی گرفتاری

سلطان منصور ہزاروں مفتوح قلوب و اجسام کی جمعیت کے ساتھ دس دن تک دشمنوں کے انتظار میں سر میسداں پڑا رہا۔ ”حطی“ کو اس ہزیمت کی جب خبر ہوئی تو بے شمار فوج و سامان کے ساتھ سلطان کے مقابلہ کو نکلا۔ ظاہر ہے کہ مسلمانوں میں اس جمعیت عظیمہ کی مقاومت کی تاب نہ تھی، تاہم آخر تک استقلال سے کھڑے رہے کہ فرار عن الزحف شریعت اسلامیہ میں کفر ہے۔ دس مسلمان سرداروں نے جان نثاری اسلام کا حق ادا کیا، بالآخر سلطان منصور اور امیر محمد دشمنوں کے ہاتھ گرفتار ہو گئے اور ارسوقت تک آزاد نہ ہوئے جب تک کہ انہی روح زندان جسم سے آزاد نہ ہوئی۔

یہ واقعہ سنہ ۸۲۸ - ہجری کا ہے، سلطان منصور کو صرف ۲۰ برس حکومت کا موقع ملا۔

سلطان جمال الدین

کسی قوم کے خدا کی نظروں میں معزوب ہونے کی سب سے بڑی علامت یہ ہوتی ہے کہ اس کی خاک افراد عالیہ اور اعظم رجال کی پیدائش سے ہمیشہ اپنی نسل عظمت کو باقی رکھتی ہے۔ آج ہماری مصیبت عظمیٰ یہی ہے کہ اشخاص و رجال کی پیدائش ہم میں کم ہو گئی۔ ہماری بزم سے جو فرد اٹھتا ہے، اپنی جگہ خالی چھوڑ جاتا ہے۔ پس اس دن پر انفسوس، اگر وہ دن ہماری بد قسمتی سے آئے والا ہی ہو، جب ہماری مجالس کا ہر گوشہ بیٹھنے والوں سے خالی ہوگا!!

اب ان ایام نحس و شوم میں، ان روز ہائے میمون و مسعود کی یاد کیا کیجیے، جب کہ اسلام کا گوشہ گوشہ اس شعری صداقت سے معمور تھا:

اذا مات منا سید، قام سید، قُورِل لما قال الکرام نعول !
(ہم وہ ہیں کہ جب ہمارا ایک سردار ہم میں سے اُٹھ جاتا ہے تو دوسرا کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہی کہتا ہے جو بزرگوں نے کہا تھا، اور وہی کرتا ہے جو بزرگوں نے کیا تھا)

نویں صدی ہمارے تخم اقبال کیلئے کوئی اچھا موسم ... تھا، تاہم زمین میں پیدائش کی قوت ابھی باقی تھی۔ سلطان منصور کے بعد اسکا درسرا بھائی سلطان جمال الدین حکومت اسلامیہ حبش کا فرمانروا ہوا۔ وہ اپنے اعمال جلیلہ کے لحاظ سے ان سلاطین اسلام میں جگہ پانیکے لائق ہے، جن پر تاریخ عالم ناز کرتی ہے۔

ہر عہد انقلاب ملکی کشمکشوں کا موسم ہوتا ہے۔ بربر کی قوم جراب تک حکومت اسلامیہ کے ماتحت تھی، اب آمادہ بغاوت ہو گئی۔ (حرب جوش) ایک نو مسلم حبشی سردار اس کی تادیب کی غرض سے روانہ ہوا۔

صلح، جنگ، اور عفو!

حسب آئین اسلام:

ان طائفان من المومنین اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آمادہ
اقتتلوا، فاعلحوا بینہما جنگ ہوں تو ان دونوں میں
صلح کراؤ۔ (۹: ۴۹)

(حرب جوش) نے پہلے شرائط صلح پیش کیے، لیکن بربری اپنی خدائت و بغاوت پر قائم رہے۔ (حرب جوش) نے اس کے بعد کی دربرہی آیت کی تعمیل کی۔ یعنی:

فان بغت احدا ہما علی الاخری، فقاتلوا التی سرکشی پر آڑی رہی تو اس سے اس تبغی حتی یفیی الی رقت تک جنگ کرر جب تک کہ امر اللہ (۹: ۴۹) وہ فرمان الہی کے طرف رجوع نہ کرے۔

اب بربریوں کو ہوش آیا اور آواز صلح بلند کی۔ پس (حرب جوش) نے تیسری آیت کریمہ پر عمل کیا:

ہے، ہم جب کہتے ہیں کہ عدل عمومی اساس بنائے خلافت بدری ہے، تو اس پر مخالف کہتے ہیں کہ یہ منافع عزیز نہ ہمارے دکان میں کہاں؟ یہ مصنوعات و مخترعات تو یورپ کی نقل و محاکات ہیں۔ لیکن اسے غریب مدنیۃ اسلامی! اور اسے نا آشنا حقیقت ملت حنیفہ! تجھے کیا بتائیں کہ ہمارے امانت خاںوں میں اس جنس کی کتنی فراوانی ہے؟ مدینہ، دمشق، بغداد، اور قرطبہ کے انسانے تجھے کب تک سنائیں؟ اور دور خلافت اسلامیہ کا مرقع مقدس تیرے لیے کیونکر نظر افروز ہو؟ دیکھ! رحمت زار افریقہ میں، جسکا ہر باشندہ بیسویں صدی کے یورپ کے نزدیک احقر خالق اللہ اور مستحق ہر ذلت و لعنت ہے، ہم نے عدل و مساوات کی کیسی مثالیں پیش کی تھیں؟

سنا ہوا کہ امریکہ کے حبشیوں کو فرزندان تہذیب سید نے تیل چھڑک چھڑک اس لیے زندہ جلا دیا تھا کہ اس کے ایک بھائی نے ایک یورپین کو دنگل میں زیر کر دیا تھا، خود افریقہ میں تم نے سنا ہوا کہ یورپ کی ایک عظیم الشان اور مدعی تہذیب و مدنیت حکومت کے ایک بہت بڑے جنرل نے، ایک بوسیدہ لاش کی ہڈیوں کے مدفن کو اس جرم میں بھون ڈالا تھا کہ اس نے اپنے وطن مقدس کی محافظت کی تھی!

لیکن اسی افریقہ کے ایک گوشے میں چار سو برس پیچھے چلو، ہم تمہیں ایک دوسرا منظر دکھاتے ہیں۔

سلطان جمال الدین کے ایک چھوٹے سے بچے نے کھیل میں اپنے ایک ہم عمر لڑکے کا ہاتھ توڑ دیا۔ شہزادے کی شکایت ایک غریب لڑکے کے والدین کیا کرتے؟ خاموش ہو رہے۔ اتفاقاً کچھ دنوں کے بعد خود سلطان کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ برسر دربار شہزادے کو قصاص کیلئے طلب کیا۔ یہ کیا عجیب اور ما فوق العادہ منظر تھا! سلطان باپ تخت پر متمکن تھا۔ مجرم فرزند سامنے کھڑا تھا، غریب لڑکا اور اس کے والدین دوسری جانب تھے۔ سلطان نے قصاص کا حکم خود اپنی زبان سے دیا۔ امرا شفاعت و سفارش کیلئے اپنی اپنی جگہ سے اٹھے، مگر اس پیکر عدل نے صاف انکار کر دیا۔ خود اولیاء مدعی نے شہزادے کی معافی کا بازار بلند اعلان کیا۔ اسپر بھی سلطان راضی نہوا۔ بالاخر دربار کو اس منظر کی تاب نہ رہی۔ ہر طرف سے آواز گونہ رہا بلند ہو گئی، سلطان سفارشوں کی صداؤں، غفور درگزر کی آوازیں، اور گریہ و بکا کے شور میں زنجیر و محبت بدری کو توڑ دو آگے بڑھا، اور خود اپنے ہاتھ سے قصاص لیا!!

کس کیلئے؟ ایک غریب لڑکے کیلئے! کس سے لیا؟ اپنے جگر گوشے اور اپنے جان و دل سے عزیز تر محبوب فرزند سے لیا!! آہ! کوئی چیز اسکو ادائے فریضۃ مسارات اسلامی سے نہ روک سکی!!

یورپ! تو مسارات کا کس مذہب سے مدعی ہے، جب ایک سبک کی راستی رکھی تھوڑے عرصے کے خون سے زیادہ عزیز، اور ایک پرے ملک کی قیمت تیرے بازار مسارات میں ایک گورے انسان کے خون سے زیادہ گراں ہے؟

شاہان حبش کی موت و انقلاب

(حطی) اسحاق بن دارد بن سیف ارعد، سلطان جمال الدین کے عہد میں مرگیا۔ یہ واقعہ سنہ ۸۳۳ء کا ہے۔ اس کے بعد (اندر اس بن اسحاق) بادشاہ ہوا۔ چار مہینے کے بعد یہ بھی مرگیا۔ اس کی جگہ پر اسکا چچا (ہربنای بن اسحاق) تخت نشین ہوا۔ یہ بھی چند مہینوں سے زیادہ زندہ نہ رہا۔ ان سب کے بعد اسحاق کا بیٹا (سلہون) بادشاہ ہوا اور آخر عہد تک قائم رہا۔

فان فانت فاصلا و بینہما جب رہ باغی جماعت فرمان الہی بالعدل واقسطوا، کے طرف رجوع کرے تو پھر باہم عدل ان اللہ یحب المقسطین و انصاف سے صلح کر لو! اللہ صلح کرنے والوں کو درست رکھتا ہے۔ (۱۰: ۴۹)

(حرب جوش) نے اس مہم سے فارغ ہو کر (حطی) کی طرف رخ کیا اور اسکو شکست دی۔ (حطی) نے پھر ایک بڑی فوج جمع کی اور (جدایہ) میں آکر خیمہ زن ہوا۔ سلطان خود اس کے مقابلہ کو نکلا۔ اور مظفر و منصور واپس آیا، اسپر (حطی) نے مسلمانوں سے آخری انتقام لینے کی کوشش کی اور ہم کو لیا کہ اس فتح کے بعد ملک حبش کے کسی گوشہ میں بھی کوئی کلمہ گورے اسلام زندہ نہ رہنے پائے۔

سلطان نے بھی فوج کے اجتماع و اہتمام میں پوری قوت صرف کی اور آخر وہ ساعت آپہنچی جب کفر اسلام کی دو قوتیں باہم ٹکرا گئیں۔ کامل تین مہینے تک اسلام کی تلوار برق بن بذر ظلمت کفر کے بادل میں چمکتی رہی۔ تیسرے مہینے پر وہ ابر چاک ہوا تو نظر آیا کہ حبشان کی اقلیم اسود، مقتدرین کے خون سے یکسر سرخ ہے، (حطی) جان لیکر بھاگ گیا ہے، اور مسلمان مال غنیمت کے خزانوں کو باہم تقسیم کر رہے ہیں!!

اس کے بعد سلطان نے ایک دوسرے انقطاعی معرکہ کی طیاریاں شروع کیں اور عسا کر اسلام کی ایک ایسی جماعت کے ساتھ، جس سے بڑی کوئی جمیعت حبش میں عام اسلامی نے کبھی جمع نہ کی تھی، روانہ ہو گیا۔

(حطی) مقابلہ سے عاجز تھا۔ پانچ مہینے تک شہر بہ شہر آزارہ پھرتا رہا۔ سلطان اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ بالاخر سلطان مظفر و منصور غلام کثیر کے ساتھ دارالخلافت کی طرف مراجعت فرما ہوا۔

اس کے بعد بھی ایک اور معرکہ شدید و صعب پیش آیا۔ مسلمانوں نے ۲۰۰ دن کی مسافت طے کر کے دھارا کیا۔ غنیمت کی فوج تازہ دم تھی، اور دونوں طرف جمیعت عظیمہ صف آرا، تاہم مسلمانوں نے ہزیمت نہ اٹھائی، اور ہر فریق دوسرے فریق کا بازو دبا کر ہٹ گیا۔

سلطان کی شہادت

خاندانی مناقشات قدیم حکومتوں کا جزو لا ینفک ہیں۔ سلطان جمال الدین گھر سے باہر دشمنوں سے ہنگامہ آرا تھا اور گھر میں اس کے ہم زاد بھائی اس کے لیے سازشوں کا دام بچھا رہے تھے! چنانچہ افسوس کہ سنہ ۸۳۵ء میں سات برس کی حکومت کے بعد بھائیوں کے ہاتھ سے شہید ہوا، حالانکہ دشمنوں کی تلوار سے اسے کوئی خوف نہ تھا!!

سلطان جمال الدین اپنے عہد میں جمال چہرہ اسلام اور رزاقی مجلس ملت تھا۔ فتوحات کی کثرت اور رقبہ حکومت کی وسعت میں اپنے پیشروں سے ہمیشہ اقدم اور علم و فضل کا ہمیشہ قدردان رہا۔ اس کے دربار میں فقہاء و علما کا مجمع رہتا تھا۔ عدل و انصاف میں وہ تعلیم اسلامی کا ایک صحیح اور کامل ترین نمونہ تھا۔

مساوات اسلامی

ازک وہیم النظیر مثال

ارمکی زندگی کا ایک واقعہ بھولنے کے لائق نہیں۔ وہ عدل و مساوات اسلامی کی ایک مثال جلیل و عظیم ہے۔

ہم جب کہتے ہیں کہ اسلام کا نظام حکومت جمہوری ہے، ہم جب کہتے ہیں کہ مساوات بین الناس اصل نظام حکومت اسلامیہ

تاریخ شہادت

الہلال اور پریس ایکٹ

ہمت بلند دار کہ مردان روزگار
از ہمت بلند بجائے رسیدہ اند

استعیدوا بالصبر والصلوة !

فخر قزم، ہادی ملت، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آج ابھی ابھی ہمدرد بلا، اور سب سے پہلے اس کے ضمیمہ پر نظر پڑی جسمیں اول سرخی ”الہلال سے ضمانت“ نظر سے گزری، دیکھنے کے ساتھ ہی سناتا سا بچھا گیا، افسوس کہ الہلال بھی اس شمشیر برائے نہ بچا، مگر خیر، کچھ خوف نہیں، ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس آئے دنیا کی ضمانتوں اور ضبطیوں سے گورنمنٹ کا منشا کیا ہے؟ کیا وہ ہمارے جذبات کو پامال کرنا چاہتی ہے؟ کیا ہماری صداقت انما زبان کو بند کرنا چاہتی ہے؟ اگر یہی منشا ہے تو ہم بجائے دہ ہزار کے دس ہزار کا ڈھیر گورنمنٹ کے اڈوان حکومت کے آئے لگادیں گے لیکن اپنے سچے جذبات کے اظہار سے باز نہ آئیں گے۔

یہ ضمانت الہلال سے نہیں لی جا رہی بلکہ قزم سے لی جا رہی ہے، جو ان دہ ہزار کے عوض انشاء اللہ دس ہزار پورے کر دیگی، الہلال ایسی چیز ہے جس پر بجائے روپیہ کے قوم اپنی جان تک نہ کر کے کیلیے طیار ہے، پھر یہ دہ ہزار کیا بلا ہے؟ آپ ضمانت دیدیجیے اور قزم آپ کے فخر کر دیگی، اور اپنے حق گوزبان و قلم اور رکھنے نہ دیگی خدا ہمارے ساتھ ہے، یہ دھمکیاں ہمارے سر پر نہیں ہوسکتیں، میں پانچ روپیہ کی حقیر رقم اپنے الہلال محبوب پر سے نثار کرتا ہوں۔ امید کہ جناب شرف قبولیت عطا فرما کر معیہ سمون کرم فرمائیں گے۔

جناب کا ادنیٰ نیاز مند

حسن منٹو رضوی

آج زمیندار اخبار نظر سے گذرا۔ طلبی ضمانت کا حکم بھی سدا۔ جب اس بلا سے اُن عام آدیورنکو نجات نہیں ملی جو قدیم درش سے ہٹ کر نسبتاً راہ صداقت و حریت پر لگ گئے ہیں، تو بلا الہلال کیونکر بچ سکتا تھا جو آج سات کزور مسلمانوں کے دل اپنی مٹھی میں رکھتا ہے؟ مگر خیر کسی وجہ سے جلدی کرنا ممکن نہ رہا، اس لیے اب تک خاموشی رہی۔ آخر کار نادر شاہی حکم نے اپنی قوت کی نمایش کر دی۔ میں ایک غریب طالب العلم ہوں۔ در وقت کے کھانے کے سوا اور کوئی متاع میرے پاس نہیں۔ دن البتہ ہے سورہ آپ پر پہلے ہی دن نثار کر چکا ہوں۔ اس لیے ایک نہایت قلیل رقم ۸۔ آنے کی پیش کش ہے۔ یہ میں نے اپنی ٹوپی خریدنے کیلئے بچا رکھی تھی۔ البتہ اُن ہزارہا اُخران ملت سے جو الحمد للہ کہ حلقہ الہلال میں شامل ہیں، مستدعی ہوں نہ اپنے زبانی دعوتوں کا آج کچھ ثبوت بھی دیں۔

(احمد حسین طالب علم مشن اسکول بمبئی)

سلطان شہاب الدین

سلطان جمال الدین کا جانشین سلطان کا بھائی (احمد بدلائی) الملقب بشہاب الدین ہوا۔ اس نے اپنے بھائی کے قاتل سے قصاص لیا۔ ہمیشہ سلطان شہید کے قدم بقدم چلا۔ عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کی۔ اس کے عہد میں راستے مامون اور غلہ ارزاں رہا۔ یہ سلطان، مورخ (مقریزی) کے عہد میں (جونویں صدی ہجری کا مصنف ہے) موجود تھا۔ وہ خود مریض (دکر) میں تھا اور اس کا بھائی خیر الدین صوبہ (رکھ) میں رہتا تھا۔ شاہان حبش سے لڑائیاں بھی جاری تھیں۔

خانمہ

خانمہ ہر شے کا درد ناک ہوتا ہے اور خصوصاً فرزند ان اسلام کا خاتمہ! ہزار سالہ حکومت کے بعد قواء اسلامیہ ہر جگہ ضعیف تھیں۔ (حطی) نے مسلمانوں کی حکومت کو سواحل تک محدود کر دیا۔ مدت تک وہ اسپر قانع رہے، بالآخر ایک فرنگی درندہ جو دس سال سے صید طرابلس کی فکر میں ہے، ناگہاں وہاں نمودار ہو گیا، اور (زیلع) کے اکثر حصص کو اپنے پنجے میں لے لیا: اللہ مالک الملک، توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء، بئک علی کل شی قدیر!

مضمون کا ماخذ

اس مضمون میں ہم نے اپنی عادت کے خلاف کتابوں کا حوالہ نہیں دیا۔ اس لیے کہ مضمون کا بڑا حصہ دراصل ایک ہی کتاب سے ماخوذ ہے، اور اس کے علاوہ مسلمانان حبشہ کے حالات کیلئے اور لٹری، معتبر ذریعہ بھی نہیں۔ مشہور مورخ مصر (علامہ مقریزی) کے ایک رسالہ صرف مسلمان شاہان حبش کے حالات میں لکھا ہے۔ اس کا نام: ”الامام، بمن فی بلاد الحبشة من ملوک الاسلام“ ہے۔ اس مضمون کا ماخذ اصلی یہی تصنیف ہے۔

اس کے علاوہ جا بجا بعض مطالب دیگر مصنفات سے بھی ماخوذ ہیں، لیکن ان کے لیے حوالے کی چنداں ضرورت نظر نہ آئی۔ اردو میں پہلی دفعہ یہ حالات بیان کیے گئے ہیں۔ امید کہ وسیلۂ مرعطت و ذریعہ عبرت و بصیرت ہوں: رجاءک فی هذه الحق و مرعطت و ذکرى للومعین (۱۱: ۱۲۲)

ارادہ ہے کہ اس سلسلے میں دیگر غیر معروف مقامات کے مسلمان حکمرانوں کے حالات کا بھی تفحص کریں اور ان کے حالات مرتب ہو کر شائع ہوں۔ ارادوں کی وسعت کو کیا کیجیے کہ اس کی کڑی انتہا ہی نہیں۔ اصل شے ترفیق کار ہے اور وہ اللہ کے ہاتھ ہے۔

لغات جدیدہ

مواضع

مولانا السید سلیمان الزیدی

یعنی: عربی زبان کے چار ہزار جدید، علمی، سیاسی، تجارتی، اخباری اور ادبی الفاظ اصطلاحات کی محقق و مشرح دکتھری، جسکی اعانت سے مصر و شام کی جدید علمی تصنیفات و رسائل نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکتے ہیں، اور نیز الہلال جن جدید عربی اصطلاحات و الفاظ کا استعمال کبھی کبھی کرتا ہے، وہ بھی اس لغت میں مع تشریح واصل ماخذ موجود ہیں۔ قیمت طبع اعلیٰ ۱۔ روپیہ ۴ آنہ۔ طبع عام ۱۔ روپیہ۔ درخواست خریداری اس پتہ سے کی جائے:

منیجر المعین ندرہ، لکھنؤ۔

من از آن حسن روز افزون که یوسف داشت، دانستم
که عشق از پرده عصمت برون آرد زلیخارا
مرلانا المعظم

مبارک ہو کہ الہلال کے حسن و جمال و صدق مقال نے
بارجود اپنے مخلص اثر اور قوت و عظمت کے، اس درجہ سحر کاری
کی کہ بالآخر گورنمنٹ عالیہ تاب صبر نہ لاسکی۔ البتہ یہ عجیب بات
ہے کہ صرف در ہزار روپیہ ہی میں اس سے سروسٹ راضی ہو رہی
ہے! حضرت آپ تو آزاد ہیں۔ پھر بقول سعدی:

قرار در کف آزاد گان نہ گیرد مال
نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

ابنی جیب تو خالی ہو گی مگر ناظرین الہلال یقیناً علی قدر
مراتب اس رقم کے ادا کرنے میں ذرا بھی تامل نہ فرمائیے۔ آج
ہندوستان میں اس سرے سے اس سرے تک لاکھوں عشاق الہلال
پھیلے ہوئے ہیں۔ قصوں اور دیہاتوں تک میں اسکے سیکڑوں
جان نثار موجود ہیں، روپیہ تو کیا شے ہے، جان تک پیش کرنے
کیلئے حاضر ہیں۔ ابھی یہ خبر اچھی طرح مشتر نہیں ہوئی ہے۔
خدا را جاد اپنے ارادہ سے مطلع فرمائیے اور عجلت کیساتھ
گورنمنٹ اور الہلال میں رشتہ محبت مستحکم کرا دیجئے۔

خرشا رقتے رخرم روزگارے کہ یارے برخورد از وصل یارے

والسلام

مظہر الحق نعمانی - راولپری

افتخار المسلمین، رأس المرحدین حامی اسلام، مرجع
خواص و عوام، ادام اللہ مجدکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہمدرد سے معلوم ہوا کہ
الہلال سے بھی در ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی گئی ہے۔ یہ
سنکر جو صدمہ میرے قلب معزوں پر ہوا۔ اس کے تشریح خارج
از تحریر ہے۔ اللہ تعالیٰ جناب کو حوادث ارضیہ و سماویہ سے ہمیشہ
محفوظ رکھے! آمین۔ جو اصلاح جناب نے کمر اٹھا کر بادیہ ضلالت کی
بذریعہ الہلال فرمائی ہے، اور جس خوش اسلوب پیروی میں
قرآن کریم کے حقائق و معارف سیاسیہ سب سے پہلی مرتبہ قوم کے
سامنے پیش کیے ہیں، اس نے غافلانو بیدار، جاہلونکو ہوشیار، اور
بے دینونکو دیندار بنا دیا ہے، اور اس کی خدائی رو کو اب کوئی رک
نہیں سکتا۔ ان کے دلنمیں ایک پائدار حرکت آزادی کی پیدا ہو گئی ہے۔
مرلانا۔ آپ اپنے اس طرز عمل سے قلوب مسلمین میں وہ رقت
اور عظمت پیدا کر رہے ہیں جس میں دوسروں کو حصہ ملا ہے۔ وذلک
فضل اللہ یرتبہ من یشاء

محمد اسحاق مدرس مدرسہ اسلامیہ

از قصبہ لاہر پور - ضلع سیٹا پور

اخبار زمیندار میں یہ دیکھ کر کہ آپ سے بھی ضمانت طلب
کی گئی ہے، طبیعت کو جس درجہ صدمہ پہنچا، عرض نہیں
کر سکتا۔ صاف مات کیا کہیں؟ بس دعا ہے کہ خداوند کریم گورنمنٹ
پر اور ہم سب پر رحم فرمائے۔ اب وہ ایسے لوگوں پر متوجہ ہونے کی
آخری غلطی کر رہی ہے، جن کے ایک اشارہ چشم کے کڑوروں انسان
منتظر ہیں!

میری یہ لفظی ہمدردی ہی نہیں ہے۔ اپنی حیثیت کے
مطابق عملی خدمت گزاری کرنے کیلئے بھی جان و دل سے
حاضر ہوں۔

مجھے معلوم نہیں کہ الہلال کے ناظرین کا دائرہ کس قدر وسیع
ہے؟ تاہم سیلن، برما، افریقہ، عدن، اور ہنگ کانگ تک اسکے
وراق لوگوں کے ہاتھوں میں دیکھے گئے ہیں۔ میرے طرف سے یہ تحریک
درج اخبار فرما دیجئے کہ ہم ناظرین اس کو اپنا اپنی فرض و ضرورت
ہیں کہ رقم ضمانت اپنی جیبوں سے ادا کر دیں، اور آئندہ بھی جب
کبھی ضرورت ہو تو چند لمحوں کے اندر روپیوں و دھیر لگا دیں۔
ناظرین الہلال سے درخواست ہے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق
رقم اعانت دفتر الہلال میں بمد ضمانت بھیج دیں گے۔

ہمدرد و کامرید کے ضمانت فند میں بھی دفتر زمیندار کو پیشتر
بھیج چکا ہوں۔

نیاز مند معید حسن بی - اے - ایل - ایل - بی

طلبی ضمانت کا حال معلوم ہوا۔ میرے خیال میں جس دن
آپ نے اپنا مقدس رسالہ نکالا تھا، اسی دن سے اس حکم کے متروک
ہونے۔ مگر امید ہے کہ یہ حکم بلکہ اسی قسم کے صدمہ احکام ایک
آن ارادوں کیلئے جو ارادہ الہی کے ماتحت ہیں، پرکاش کے برابر بھی
رزنی ثابت نہوئے۔ ۸ - روپیہ ضمانت فند میں پیش کرتا ہوں امید
کہ قبول فرمائیں گے۔

پانچ روپیہ ٹرنک سے بھی ایک خدمت میں روانہ کیے
جا چکے ہیں۔

حسن مرتضیٰ رضوی (امرہ)

تیغوں کے سایہ میں ہم پلک جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشان ہمارا
باطل سے دہنے والے اے آسمان نہیں ہم
سرباز کر چکا ہے تو امتحان ہمارا
یا مولانا

السلام علیکم، مبارک ہیں آپ لوگ۔ وہ معشوق بی نظیر
عفایت سے بھی محروم نہیں، اور پھر قوم میں وہ رتبہ نہ بڑے بڑوں کو
نصیب نہیں، میں کہہ نہیں سکتا کہ مجھے کس قدر خوشی ہوئی
جس وقت کہ میں نے زمیندار میں یہ دیکھا کہ سرجمیس مسٹر
صاحب کا کاری مگر تفریح بغش وار آپ کے دل کو بھی مجروح کر دیا
انشاء اللہ ائندہ فتح و نصرت کی اس کراہندہ سمجھیے (۱-۱۰-۱۰)
علوی قیس) - از کا کوری - لکھنؤ۔

خدا جناب کو اپنے مقدس ارادوں میں کامرانی نصیب کرے
اور مصائب روزگار کے مقابلہ میں فتح و نصرت عطا فرمائے! آپ -
لیے میری طرف سے تلقین صبر و استقلال کی تو ہو رہی اسی ہی
مثال ہے، جیسی آفتاب کو شمع دکھانا، یا دریا کے آگے روانی کے
معنے بیان کرنا، لیکن پھر بھی دو چار الفاظ طبیعت کے اصرار سے
حوالہ قلم کیے دیتا ہوں۔

مگر حیران ہوں کہ کیا لکھوں اور کس پیروی میں اپنے مافی الضمیر
کا اصلی نقشہ کاغذ پر کھینچوں؟ تلاطم جذبات سلسلہ خیالات تو
قائم رہائے نہیں دیتا، اور پرواز تخیل اظہار مطلب سے مانع ہے
جب سے میں نے طلبی ضمانت کا حال سنا ہے، سوچ رہا ہوں کہ
آپ کو مبارکبادوں یا قلم سے اظہار ہمدردی کروں؟ اسے زندہ افراد
قوم کی موجودگی پر فخر کروں یا اپنی شرمی قسمت پر ماتم؟
لیکن جانتا ہوں کہ یہ جو کچھ ہوا ہے، کوئی نئی بات نہیں۔
مشاہدات روزانہ اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ دنیا کی تمام
ہستیاں اپنی اپنی ضد کی بدولت قائم ہیں، حیات و ممات

شم ۱۰ء کانپور اعلیٰ اللہ مقامہم !

اللہ اللہ ! ایہا المسلمون !

سنگ را دل خوں شود از نالہاے زارمن

این دل فرلان تو یک ذرہ سرہاں کیدر نیست ؟

یہ ان یتیم اور بیواؤں کی درد بھری آواز کی فعل - منجی ہے جنکو کانپوری شہدا اپنی ابد الابد مفارقت کا صدمہ دے کر جام شہادت نرش فرما گئے اور ان کیلئے یک شبینہ نان جویں اور ہفت روزہ ستر پوشی کا سامان بھی نہ چھوڑ گئے ۔ بلکہ ان کے رہے سہے مدد معارف جو دن بھر مزدوری کر کے شام کو پیٹ پال لینے کا کوئی ذریعہ، ہم پہنچا سکتے تھے، وہ بھی اسی رنج و غم میں بھرم دوڑانگی طارق و سلاسل پہن کر معبودس پڑے ہیں !

زین مصیبت قوم را بادیدہ پر خوں نگر

گر ندیدستی سحاب خوں چکان را بر زمیں

اب انکے بچوں کی آہ رزاری اور بیکس بیوہ اور بے بس ماؤں کی بیکراری کا سننے والا بجز اس ذات برحق کے کون ہے ؟ مسلمانو! خدا را ہر ش میں آؤ، اپنے جذبات اسلامی کا اتر دکھاؤ! قوت ایمانی کا ثبوت دوا تم مسلمان ہو، تمہارے دلوں سے نعرۃ اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی رہی ہیں، تمہارے ہاتھوں نے دنیا کو مسخر کر لیا تھا، تمہاری ہمدردیوں نے اعدا کے دلوں میں جگہ کر لی تھی، اور تمہاری فیاضیاں ضرب المثل ہو چکی ہیں۔ ابھی ابھی اس گئے گذرے زمانہ میں بھی یونیورسٹی اور جنگ طرابلس و بلقان میں اپنی پھٹی جیبوں سے کرم و بخشش کا شاہانہ ثبوت دے چکے ہو:

اے کہ بودی افتخار دین و دنیا پیش ازین

داستانات یاد دارد ہم زمان و ہم زمین

پھر کس خوف، کس بے حمیتی، اور کس بے حسی نے تمکو کانپوری مظلوموں کی اعانت سے رک دیا؟ گورنمنٹ تو تمکو ان ہمدردیوں سے نہیں رکھتی۔ قانون جہاز حقوق کے طلب کرنے سے مانع نہیں ہوتا۔ طلب و استدعا کے ہاتھ قطع نہیں کیے جاتے۔ منصف حکام ان ہمدردیوں سے بھرم نہیں ہوتے۔ پھر کیا تم اپنی مساجد و معابد کی حرمت برقرار رکھنا نہیں چاہتے؟ کیا اپنے حقوق کی پامالی پر تمکو تاسف نہیں ہوتا؟ کیا مظلوم اور بے قصوروں کی اعانت تمہارے ملک میں جایز نہیں؟ فداۃ حدیث بعد اللہ و ایاتہ یومنون ؟

نظر قوم مستتر مظہر العق جیسے فداۃ قوم سے ہمدردی، سبق لو اور اپنی زندگی کا ثبوت دے:

شیر شو، شیرانہ در صحرای شیران پائے نہ

مرد شہر، مردانہ پند ناصحان را گوش دار!

ہندوستان میں سات کڑور مسلمانوں کی آبادی ہے، اگر ایک پیسہ فی نفر کا اوسط رکھ کر بھی کانپوری مظلوموں کی عزت داری کیجانی تو (۱۰,۹۳,۷,۵۰) دس لاکھ تیراویس ہزار سات سو پچاس روپیہ جمع ہو سکتا تھا! حالانکہ تخدمت اخراجات صرف دو ڈھائی لاکھ بتایا جاتا ہے جو ایک چوتھائی آبادی مسلمانوں کی ہمدردی پورا کر سکتی ہے۔ کیا ہم ایسے گئے گذرے دن دین اسٹی کے ایسے مہم بالشان کاموں میں ایک ایک پائی چندہ کا بھی اوسط پورا ہونا ہم سے مشکل پڑ گیا؟ یاد رکھو کہ یہ اوس آبادی ہی پھر منزل ہے جس میں چل کر بیباکانہ اپنے حقوق کو نہ گورنمنٹ سے طالب

عس و سر، ارج و حاضی، اور صدق و کذب، سب لازم و ملزوم ہیں اور قوانین قدرت مقتضی ہیں کہ انسان دونوں کو آزمائے۔ ہاں تاریخ عالم یہ بتاتی ہے کہ زمانہ کی گردش نے حامیان صداقت کو ہمیشہ چکر میں رکھا ہے۔

صدق و کذب کے مقابلہ میں اگرچہ کوتاہ بین نظریں اس سطحی فتح کو جو انسانوں کی بد باطنی کے سبب سے کذب کو صداقت پر حاصل ہوتی ہے، دائمی جاننے لگتی ہیں، مگر ماضی کے واقعات اس کی تردید کرتے ہیں اور بالآخر سچی فتح صداقت ہی کو نصیب ہوئی ہے۔

مصیبت و آزمائش دنیا میں صرف انسانی طبائع کی مستقل مزاجی، حقیقی شکر گزاری، اور سچی ہدایت کی آزمائش کے لیے ہوتی ہے۔

مبارک ہے وہ شخص جو ایسی آزمائش میں پڑے، اور پھر قابل رشک ہے وہ ذات جو ایسی آزمائش میں سے کامیاب ہو کر نکلے۔ میں بذات خود ایسی گردش اور ایسی مصیبت کو نعمت عظمیٰ سے تعبیر کرتا ہوں۔ اپنے لیے ہمیشہ اسی امر کا خواہشمند ہوں اور اسی لیے آپ کو بھی بحیثیت ایک مخلص کے ہمیشہ اس قسم کی مصیبتوں اور اس قسم کی آزمائشوں میں پہنسا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں۔ قومی جذبات کا پاکیزہ درد وہ درد ہے جس کی لذت سے شاید ہی کوئی انسان راقف ہو کر گریز کرے۔ میں تو ایسے درد کو خدا سے چاہتا ہوں۔

دنیا اعتباری ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شے ہی مختلف مرقعوں کے لیے حسن و قبح ثابت ہوئی ہے۔ پابہ زنجیر ہونا اور قید بگمتنا صرف جرم و گناہ کی پاداش کے لیے ہوتا ہے اور اسی لیے اس کو عوام نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، مگر وہی زنجیریں ایک حیثیت سے قابل زینت زیور تصور ہوتی ہیں، جبکہ انسان اپنے فرائض دین اور واجبات قومی کے لیے پابہ زنجیر، طوق بہ گل، اور بالآخر مگر سب سے مبارک، سربردار ہو۔ ہلال نکلا۔ بدر بنا، گہن لگا، تھوڑی دیر رہیگا، مگر ہلال پھر ہلال ہو کر عروج اختیار کریگا۔ انشاء اللہ۔ معجزہ دلی ہمدردی ہے۔ میں اپنی طرف سے چھ روپیہ چھ آنہ کی ناچیز رقم خدمت والا میں پیش کرتا ہوں!

گر قبول افتد زہم عز و شرف

میں بھی فوراً تار دیتا مگر وہ چھ آنہ کے پیسہ بھی ضائع ہوتے دیکھ کر اسی رقم میں شامل کر دیے گئے۔

آپ کا مخلص خادم

احقر۔ ایڈیٹر افغان۔ نشار

السلام علیکم - اخبار زمیندار سے معلوم ہوا کہ الہلال سے بھی ۲ - ہزار کی ضمانت طلب کی گئی ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ تمام پیروان کلمۃ توحید سے ضمانت مانگی گئی ہے۔ مبلغ ایک روپیہ کی حقیر رقم آج ارسال خدمت ہوگی۔ یقین رکھیے کہ آپکی کوششیں بیکار نہیں کٹیں۔ وہ اپنا کام پورا کر چکی ہیں اور اب ان باتوں سے کچھ نہیں ہوتا۔

(احمد علی بی - اے)

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت اعانہ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جاتیگی۔ قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارۃ الہلال سے طلب کیجیے۔



آپ نے جس نکتہ علم اللسان کی طرف اشارہ کیا ہے اور پھر خود بخود میری "حیرانی" کی علاج فرمائی پر مترجہ ہوئے ہیں، میں اسکو در مرتبہ خود وکیل میں لکھ چکا ہوں، جبکہ چند الفاظ عربی و انگریزی کی بحث چھڑ گئی تھی

ان دلائل و براہین واضحہ و بیضاء کے بعد آپ نے اس بحث کا خاتمہ کر دیا ہے اور عدالت بر خاست ہو گئی - چنانچہ آپ لکھتے ہیں :

"اصل مسئلہ ختم ہو گیا"

گریز ہی تو قاعدہ اچھا تھر گیا

اگر کسی "مسئلے کے ختم کرنے" کا یہی طریقہ ہے کہ اصلی فیصلہ طلب امور کو نذر تجاہل و تغافل کر کے اختتام بحث کا اعلان کر دیا جائے، تو پھر بحث میں صرف وقت کرنے سے کہیں بہتر خاموشی و اعراض ہے - ہم کو کوئی شخص مجبور نہیں کرتا کہ ہم بولیں - لیکن اگر بولیں گے تو پھر بات کرنے والوں ہی کی طرح بات کرنی پڑیگی -

میں نے اس بارے میں جو کچھ لکھا تھا اسکو گزشتہ نمبر میں چھ دفعات کے اندر عرض کر چکا ہوں - مسئلے کے "خاتمے" کا یہ حال ہے کہ ان میں سے کسی ایک امر کے متعلق بھی آپ غور نہیں کیا اور جتنا کچھ لکھا، اسکا بھی یہ حال ہے کہ وہ گویائی پر خاموشی کی ترجیح و تقدم کی ایک مثال تازہ سے زیادہ نہیں !

اس بحث سے فارغ البال ہو کر آپ "حظ" کو بمعنی مفروضہ لذت فارسی سے ثابت کرنا چاہا ہے - حالانکہ پہلی بحث کی طرح یہ موضوع بھی آپکے بس کا نہ تھا اور آپکے لیے اور نیز ہر اس شخص کیلئے جو آپکے سی حالت رکھتا ہو، یہی بہتر ہے کہ وہ ان امور میں دخل نہ دے جسے نا واقف ہے -

میں ہمیشہ اپنی معروضات میں بحث کے ان پہلوؤں سے نہایت احتراز کرتا ہوں، جن سے مخاطب کی واقفیت یا علم کے متعلق کوئی مخالف خیال پیدا ہوتا ہو کہ یہ طبائع کورنجیدہ اور بحث کو مقصد سے دور کر دینے والی باتیں ہیں - اور اسی بنا پر "حظ و کرب" کے بارے میں بھی میں نے باوجود ضرورت کے اس سے احتراز کیا، لیکن آپ کا لا حاصل اصرار بڑھتا جاتا ہے اور اس سے ضمناً زبان اور فارسی لغات کے متعلق نہایت سخت غلط فہمیاں اور رنگے لیے پیدا ہوجانے کا خوف ہے - اسلیئے اب مجبوراً عرض کرتا ہوں کہ آپ ان کاموں میں کیوں پڑتے ہیں جنکی نسبت نہ تو آپ کو علم ہے اور نہ واقفیت؟ میں نے (حظ) کے متعلق غالب کا ایک شعر لکھ دیا تھا، اور صرف اسلیئے کہ اتفاقاً اس وقت یاد آگیا - کوئی لفظ سند یا استدلال کا وہاں نہ تھا - اسپر آپ متعجب ہو کر لکھتے ہیں :

"اور اشک ثبوت میں غالب کا "ایک" شعر پیش کرنا آپ کافی سمجھتے ہیں، جس میں حظ کو حصے کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے"

میں نے بطور سند کے تو لکھا نہیں تھا - کیونکہ ایک ایسی بات لکھ رہا تھا، جس سے آپکو مستثنیٰ کر دینے کے بعد ہر فارسی داں واقف ہے - لیکن اگر اسکو تسلیم بھی کر لیا جائے تو آپکے اس "ایک" پر زور دینے کا مطالب بالکل سمجھ میں نہیں آتا - کیا آپکا مطالب یہ ہے کہ اس موقع پر درچار سو شعروں کی ضرورت تھی؟ اگر غالب کا شعر پیش نہ کروں تو کیا ٹیک چند بہار

[۱۸]

۳۴۸

مسئلہ وظیفہ



الفتنۃ اللغویۃ !

حفظ و کرب یا لذت و الم ؟ (۱)

ما لہم بذلك من علم ان یتبعون الا لظن (۵۳ : ۳۰)

(۲)

اسکے بعد آپ لکھتے ہیں :

"اگر آپ کے اصول کو وسعت دی جائے کہ ہر اردو لفظ کی "تحقیق" اس زبان کے لغت سے کرنی چاہیے جس سے وہ آیا ہے تو اردو کے پاس باقی کیا رہ جاتا ہے ؟"

آپ "تحقیق" کا لفظ لکھا ہے - اور گو میں نے اس اصول کی طرف کہیں اشارہ نہیں کیا مگر واقعی ہر لفظ کی "تحقیق" تو اسی زبان کی لغت ہی سے کرنی پڑیگی، جس سے وہ آیا ہے - یہ تو ایک قدرتی اور ناگزیر امر ہے - لیکن میں سمجھتا ہوں کہ غالباً یہاں آپکا مقصد "تحقیق" نہیں، بلکہ "صحت استعمال" اور "جواز استعمال" ہے - جلدی میں آپ تحقیق کا لفظ لکھ گئے ہیں -

پھر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ آپ عام الفاظ اور مخصوص اصطلاحات علمیہ میں فرق کرنے سے اپنے تئیں مقصر ظاہر کر رہے ہیں، حالانکہ اگر آپ چاہیں تو اس فرق کو محسوس کرنا کچھ مشکل نہیں - میں ابتدا سے کہہ رہا ہوں کہ اردو کے عام الفاظ کا سوال نہیں بلکہ اصطلاحات علمیہ کا ہے - میں نے کہیں یہ اصول پیش نہیں کیا کہ ہر مہند لفظ کا استعمال اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جبکہ وہ اپنے اصلی زبان کی لغت سے بھی ان معانی میں صحیح ثابت ہو جائے - میری گزارش تو صرف "اصطلاحات علمیہ" تک محدود ہے اور اسی لیے "مذہبی زہر عشق اور علم النفس" کا سوال آپکے سامنے پیش کر چکا ہوں - آپ سنتے ہیں، میرے سوال کو دھرتے ہیں، اسکو "ایک نا قابل انکار حقیقت" قرار دیتے ہیں مگر پھر جواب نہیں دیتے ! فیصلہ ہو تو کیونکر؟

گمش اگر گمش توور، نالہ اگر نالہ من

انچہ البتہ بہ جلسہ نہ رسد، فریاد ستا !

[بقیہ مضمون صفحہ ۱۷ کا]

کر سکو گے اور اپنی حریت و آزادی کا سچا ثبوت ہم پہنچا سکو گے - اگر اس وقت تم نے اپنی حیثیت طیبہ کی کوشش نہ کی تو پھر آپ کو ہمیشہ کیلئے زندہ در گور سمجھو - ایسی آزادی و حریت ہندوئی کے زمانہ میں بھی خاموش رہے تو پھر خاتمہ ہے -

گرنہ گردن قوم ما بیدار ازین خواب گران

روئے اسایش نہ بیند تابہ روز راپسین

مظہر الحق نعمانی رداوی

ضائع بارہ بندی

اسکے بعد آپ نے چند انگریزی لغات کا حوالہ دیا ہے - یہ حوالے تعلم پہلے حوالوں سے بھی بڑھکر افسوس ناک ہیں - آپ کو اردو سے تراتنی ہمدردی ہے کہ عربی لغات کے ذکر پر متاسف ہوتے ہیں اور لکھتے ہیں :

”اس سے زیادہ افسوس ناک امر یہ ہے کہ خود اردو بولنے والوں کو اردو لغات کی تحقیق کے لیے عربی لغات کی جانب رجوع کرنا پڑے“

رجوع تو کسی نے نہیں کیا تھا - لیکن بہر حال آپ کو افسوس ضرور ہے - پھر خدا را مسکین فارسی پر بھی رحم کیجیے، جسکی لغات کیلئے بارہ ہزاروں درازیں و کلام شعراء فرس کے، آپ ہمیں (پامر) کی چوکھٹ پر ناصیہ فرسائی کی دعوت دے رہے ہیں - معض اس حق کی بنا پر کہ ”وہ کیمبریج میں عربی کے پروفیسر ہیں“ !! ان مباحث میں آپکی معذوری واضح ہے، تاہم ایک غلطی تو آپکا ادعائی اصرار ہے، اور پھر دوسری غلطی ثبوت کیلئے لا حاصل کوشش کرنا - اسی کا نتیجہ ہے کہ آپ نے اپنے طریق اثبات و استدلال میں اس سے زیادہ افسوس ناک غلطی کی ہے، جو موضوع بحث میں آپ کرچکے ہیں -

اغلاط استدلال

ایک شے ہے دعوا اور ایک چیز ہے استدلال - آپ نے دونوں میں غلطیاں کیں - آپ فرماتے ہیں کہ حظ بمعنی لذت اصطلاحات علمیہ میں صحیح ہے، اور پھر دلائل پیش کرتے ہیں - آپکے دعوے کی نسبت عرض کرچکا ہوں - لیکن اس سے زیادہ غلطیاں آپکے طریق استدلال نے پیدا کر دیں :

(۱) آپ نے یہ غلط اصول قائم کر دیا کہ اردو کی عام بول چال اصطلاحات علمیہ میں مستند ہے -

(۲) آپ نے ضمناً فرہنگ آصفیہ کو اردو لغات کی بحث میں قابل استناد قرار دیا، حالانکہ (مصنف فرہنگ معاف رکھیں) اسے یہ حیثیت حاصل نہیں -

(۳) پھر اس غلط فہمی کا دروازہ کھول دیا کہ لغات فارسی کی بحث میں غیاث اللغات کی سند معتبر ہے - اسکا نتیجہ یہ نکلا گا کہ لوگ بلا تکلف غیاث کا حوالہ دینا شروع کر دیں گے اور پھر دوبارہ اس لغوی ایجنسی ٹیشن کا ارباب فن کو مقابلہ کرنا پڑیگا جو مرحوم غالب نے (قاطع برہان) لکھ کر اپنے سامنے آمادہ پیکار پایا تھا -

(۴) اس سے بھی بڑھکر ظلم اکبر یہ کیا کہ فارسی لغات کی بحث میں انگریزی کی فارسی لغات کو مستند قرار دینے کی بدعت سیئہ کبیرہ کی بنیاد رکھی، جو فی الحقیقت ایک اشد شدیدہ ”فتنہ لغویہ“ ہے اور جو اگر چل نکلا تو اردو اور فارسی زبان کا بھی مذہب و اخلاق کی طرح خدا حافظ !

پس مجھ کو جو اس تفصیلی تحریر کی ضرورت تھی تو صرف اصل بحث ہی کے متعلق ازالہ اغلاط کا خیال متحرک نہ تھا، بلکہ زیادہ تر یہ خیال کہ آپکے طریق استدلال کے اغلاط نے اصل غلطی سے بڑھکر چند غلطیاں آور پیدا کر دی ہیں، اور وہ ایسی ہیں کہ اگر انکو ظاہر نہ کیا جائے تو لغات و زبان کے متعلق ایک اصولی غلط فہمی میں لوگ گرفتار ہوجائیں گے - اگرچہ واقف کاروں کیلئے انکی غلطیاں بالکل راضع و غیر محتاج انکشاف ہیں -

پس ضرور ہے کہ اس حصہ بحث کے متعلق میں یہ ظاہر کر دوں کہ :

(۱) غیاث اللغات کوئی مستند لغت نہیں - اسکا حوالہ فارسی لغات کے مباحث میں بیکار ہے -

محمد حسین دکنی، اور مولوی غیاث الدین رامپوری کی سندوں؟ اسکے بعد آپ ”واقعات“ کو ”دلائل“ کے معنی میں استعمال کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

”افسوس ہے کہ بہار عجم وغیرہ اس وقت سامنے موجود نہیں رہنے غالباً ”بقید صفحہ و سطر“ میں بقا سکتا کہ فارسی کے متعدد لغت نویسوں نے حظ کو لذت و مسرت کے معنی میں استعمال کرنے کی ”افسوس ناک غلطی“ کی ہے“

”عظیم الشان بہار عجم“ کے نہ ملنے پر آپ کو جو افسوس ہے، میں مجھے آپ سے ہمدردی ہے، مگر ساتھ ہی خود غرضانہ اسکی خوشی بھی ہے کہ اگر خدا نخواستہ دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ ہی یہ تیغ بے امان آپکے ہاتھ آجاتی تو نہیں معلوم میسر می معروضات کی مسکین ہستی کا کیا حال ہوتا؟

پھر لطف یہ ہے کہ آپ ”بقید صفحہ و سطر“ بتلا دیتے، اور اسکے بعد غالباً قرنوں اور صدیوں تک کیلئے ”حظ بمعنی لذت“ کا اسم ثبوت سرزمین لغات، فارسیہ اصطلاحات علمیہ میں نصب ہوجاتا !! و ذلک مبلغہم من العلم !

اسکے بعد دلائل و اسناد کی ایک عظیم الشان صف رونما ہوتی ہے جسکے سرخیل حلقہ حضرت ”غیاث اللغات“ ہیں اور انکے پیچھے پیچھے علامہ پامر، مولانا رینکس، محقق استین کاس، فارسی لغات کی مرث و حیات کا سر شدہ سنبھالتے ہوئے تشریف لا رہے ہیں، اور سب کے آخر میں خود جناب ہیں، جو فن لغت کی اس مہیب نمائش کے بعد مجھے دعوت غور و فکر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں :

”غور فرمائیے کہ یہ ”اہل لغت“ نہ صرف حظ کو لذت کے معنے میں استعمال کرتے ہیں بلکہ اس سے جتنی تراکیب پیدا کرتے ہیں، ان سب میں بھی حظ کے معنے لذت اور ”صرف لذت“ کے لیتے ہیں“ !

جب آپکی واقفیت کا یہ حال ہے تو ارباب علم انصاف کریں نہ اب میں کیا کہوں؟ آپ کو کون سمجھائے کہ کسی فارسی لغت کا نو لکھواری پریس میں چھپنا ہی دلیل وقار نہیں ہے، اور نہ آسمیں آپکے حسب مطلب حظ کے لفظ کا ملجانا مستند ہونے کا کوئی ثبوت - اب غالب کے ”ایک“ شعر پر معترض ہیں، جس نے (قاطع برہان) لکھ کر ہمیشہ کیلئے ہندوستانی لغت نویسوں کی آبرور مٹا دی، مگر مسکین ٹیک چند کے نہ ملنے پر آپکو افسوس ہے، اور پورا یقین ہے کہ اگر (بہار عجم) کسی طرح میسر آجاتی تو ”بقید صفحہ و سطر“ بتلا کر آپ اس بحث کا خاتمہ کر دیتے - حالانکہ جہاں (محمد حسین دکنی) کو کوئی نہیں پرچھتا، وہاں (ٹیک چند) کا نام لینا ایک ایسی بات ہے، جو صرف آپ ہی سے ممکن تھی -

”بہار عجم“ کے نہ ملنے کے ”افسوس“ کے بعد ”خوش قسمتی“ سے غیاث اللغات آپکی ”میز“ پر نکل آتی ہے - چنانچہ آپ لکھتے ہیں :

”خوش قسمتی سے غیاث البقہ میز پر موجود ہے اور اسکی عبارت یہ ہے

افسوس ہے کہ آپکی اس ”خوش قسمتی“ میں بھی مجھ کو ”بدقسمتی“ سے خلل انداز ہونا پڑیگا - میں پوری ذمہ داری کے ساتھ آپکو بتلانا چاہتا ہوں کہ غیاث اللغات کا نام فارسی لغات کی بحث میں لینا نہایت تمسخر انگیز ہے - استدلال تو بجائے خرد رہا، کوئی فارسی دان شخص اپنی میز پر اسکر جگہ دیکر آپکی طرح خوش قسمت ہونا بھی پسند نہیں کریگا -

پالی آنہ روپیہ

۱	۰	۰	جناب ولی اللہ خانصاحب
۱	۰	۰	جناب شققت حسن صاحب معنوی
۱	۰	۰	جناب شیخ امام بخش صاحب
۰	۱۰	۰	جناب بہاری صاحب
۰	۸	۰	جناب حافظ علی حسن صاحب
۰	۸	۰	جناب حبیب اللہ خانصاحب
۰	۸	۰	جناب برکت علی صاحب
۰	۸	۰	اہلہ منشی برکات احمد صاحب
۰	۸	۰	جناب والدہ صاحبہ عبد الدہد صاحب
۰	۸	۰	جناب اکرام اللہ صاحب
۰	۸	۶	معرفت جناب سعادت علی صاحب
۰	۸	۰	جناب وزیر خانصاحب
۰	۸	۰	جناب بابو معین احمد خانصاحب
۰	۸	۰	جناب منشی حکمت یاز خانصاحب
۰	۴	۰	جناب سید آنور احمد صاحب
۰	۴	۰	جناب نیاز احمد صاحب
۰	۴	۰	جناب نئے بیگ صاحب
۰	۴	۰	جناب احمد بخش صاحب
۰	۴	۰	جناب عزیز صاحب
۰	۴	۰	امۃ العیوب صاحب
۰	۴	۰	جناب والدہ عزیز صاحب
۰	۴	۰	جناب علی احمد خانصاحب
۰	۴	۰	جناب مسیح اللہ خانصاحب
۰	۴	۰	جناب محبوب خانصاحب
۰	۴	۰	جناب چاند خانصاحب
۰	۴	۰	جناب ڈاکٹر یعقوب خانصاحب
۰	۴	۹	مدرسہ نساں - شاہ آباد
۰	۴	۰	جناب امجد علی صاحب
۰	۴	۰	جناب مرزا بخش صاحب
۰	۴	۰	جناب میاں جان خانصاحب
۰	۳	۶	جناب ظہور احمد صاحب
۰	۳	۰	جناب سید کرامت علی صاحب
۰	۲	۰	جناب سید فضل امام صاحب
۰	۲	۰	جناب سید بشارت علی صاحب
۰	۲	۰	جناب سید شرافت علی صاحب
۰	۲	۰	جناب الانبی ملا زمہ عبد الاحد
۰	۲	۰	جناب منشی احمد حسن صاحب
۰	۲	۰	از فرزندان حافظ علی حسین صاحب
۰	۲	۰	جناب ہدایت شاہ صاحب
۰	۲	۰	جناب ممتاز خانصاحب
۰	۲	۰	جناب ہدایت اللہ صاحب
۰	۲	۰	جناب کریم اللہ صاحب
۰	۲	۰	جناب سدن صاحب
۰	۲	۰	جناب مظفر حسین صاحب
۰	۲	۰	جناب مولوی تراب علی صاحب
۰	۲	۰	جناب اکرام اللہ صاحب
۰	۲	۰	جناب انعام اللہ صاحب
۰	۲	۰	جناب اسد علی صاحب
۰	۲	۰	جناب حمید اللہ خانصاحب
۰	۲	۰	جناب بشیر الدین صاحب
۰	۲	۰	جناب نبی بخش صاحب
۰	۲	۰	جناب منیر خانصاحب
۰	۲	۰	جناب زمان خانصاحب
۰	۲	۰	جناب سعادت علی صاحب
۰	۲	۰	جناب نظیر خانصاحب
۰	۲	۰	جناب مٹھر
۰	۲	۰	جناب حمید اللہ صاحب
۰	۲	۰	جناب اسماعیل بیگ صاحب

باقی آئندہ

(۲) اتنا ہی نہیں بلکہ بہار عجم وغیرہ لغات جو آجکل چھپ کر

شائع ہو گئے ہیں، قطعاً غیر معتبر، تہمید انگیز، اغلاط سے مملو، اور ناقابل استناد ہیں۔ جن حضرات کی ان کتابوں پر نظر ہے، اور جنہوں نے وہ مباحث دیکھے ہیں جو ”برہان قاطع“ کی اشاعت کے بعد تحریر میں آئے، نیز ان رسائل پر بھی نظر ڈالی ہے، جو ان لغات کی حمایت میں مثل مرید البرہان، ساطع برہان، تیغ تیزتر، قاطع قاطع، وغیرہ لکھے گئے، اور پھر قاطع برہان کے اُس دوسرے ایڈیشن کو بھی دیکھا ہے جو (درفش کاریانی) کے نام سے شائع ہوا تھا، ان سے یہ امر پوشیدہ نہیں۔

(۳) یورپ کے بعض مستشرقین نے جو لغات لکھی ہیں انکا

حوالہ بہ حیثیت سند لغت کے بالکل غیر معتبر ہے۔ عام طور پر مستشرقین فرنگ کا یہ حال ہے کہ وہ مشرقی علوم و السنہ کے متعلق بعض اپنے مخصوص مباحث عامیہ میں نہایت مفید و نادر مطالب پیدا کر لیتے ہیں جن پر خود اس زبان کے بولنے والوں کو دسترس نہیں، لیکن اسکے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ لغات و ادب کی بحث میں انکی سند معتبر ہو۔

اب صرف در مطلب باقی رہ گئے۔ اصل مبحث، اور مطالعات علمیہ کے متعلق جو چند سطور اپنے مضمون کے آخر میں لکھے ہیں۔ سر انکی نسبت آئندہ نمبر میں عرض کرونگا کہ یہ ایک مفید اور نتیجہ خیز مبحث ہے اور اسکو آخر تک پہنچانا ضروری۔

فہرست ذر اعانۃ دفاع مسجد مقدس کانپور

تفصیل اس رقم کی جو جناب ارمان صاحب بریلوی نے شاہجہانپور سے بھیجی تھی، اور جو گذشتہ نمبر میں درج ہو چکی ہے۔

پالی آنہ روپیہ

۵	۰	۰	جناب عبد الغالی صاحب
۵	۰	۰	جناب عبد الاحد ارمان صاحب
۲	۰	۰	جناب ایضاً از متعلقین خود
۳	۰	۰	ایضاً زکات صدقۃ الفطر
۴	۰	۰	جناب سراج الدین صاحب
۲	۸	۰	جناب مولوی معتمد حسن صاحب
۲	۵	۰	مختار صاحبہ ایضاً
۰	۸	۰	صدقۃ الفطر جناب مولوی صاحب موصوف
۳	۰	۰	جناب احمد یار خانصاحب
۲	۴	۰	جناب منشی سید احمد صاحب
۲	۰	۰	جناب منشی عبد الستار صاحب
۲	۰	۰	جناب مولوی عبدالباری صاحب
۲	۰	۰	جناب سید عابد حسین صاحب
۲	۰	۰	جناب مولوی رفیع الدین صاحب
۲	۰	۰	جناب ڈاکٹر نعیم اللہ خانصاحب
۱	۰	۰	جناب حافظ فدا حسین خانصاحب
۱	۰	۰	جناب سید حسین شاہ صاحب
۱	۰	۰	جناب حکیم ولایت حسین صاحب
۱	۰	۰	جناب منشی منظور احمد صاحب
۱	۰	۰	جناب منشی عبد الغالی صاحب (زکات)
۱	۰	۰	جناب منشی عبد الماجد صاحب
۱	۰	۰	جناب منشی عبد الحمید خانصاحب
۱	۰	۰	جناب سید رضا علی صاحب
۱	۰	۰	جناب نبی احمد خانصاحب
۱	۰	۰	جناب سید عاشق علی صاحب
۱	۰	۰	جناب ڈاکٹر معتمد حسن صاحب
۱	۰	۰	جناب عنایت حسن صاحب

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض : جن لوگوں کو پیشاب بار بار آنا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو۔ منہ کا ذائقہ خراب رہتا ہو۔ رات کو کم خرابی سکتی ہو۔ اعضاء شکنجی۔ لاعربی جسم۔ ضعف مثانہ ہونے سے روز بروز قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سرچکراتا ہو۔ سر میں درد اور طبیعت میں تبدیلی آجاتا ہو۔ تمام بدن میں یدوست کا غلبہ رہتا ہو۔ ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلن رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہو جائے اور ٹھنڈے پانی کو پی لیتے۔ معدہ میں جلن معلوم ہو۔ بیوقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہو جائیں اعضاء رئیسہ کمزور ہو جائیں۔ تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے۔ جس لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو مذرورہ بالا آثار پائے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا حاتمہ علی العموم کاربنٹل سے ہوتا ہے۔ ذہل بہت پرکھی گون میں پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی کو کاربنٹل ہونو اُسے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کر لینا چاہیے۔ اس راج پھرتے سے سینکڑوں ہونہار قابل لوگ مرجھتے ہیں۔

مرض کی تشریح اور ماہیت : ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اثر دماعی بخارات شبانہ روز کی معدت سے بعض دفعہ نثر ت ادراک کا باعث ہوتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ کبھی ابتدائے عمر میں شروع ہوتا ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پھرتا کاربنٹل نہ ذلے تو علاج حفظ مانقدم یہ ہے کہ ہماری ان کوئیوں کو کھاؤ۔ شیرینی۔ چاول۔ تیر کرور۔ درجہ اثر۔ سستی کرکے نو پھر یہ ردی درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بکڑ جاتے ہیں۔ جولوگ پیشاب زیادہ آنے کی برور نہیں کرتے وہ آخر ایسے الاملاج مریضوں میں پھنکتے ہیں کہ علاج پھر نہیں ہوسکتا۔ یہ گولیاں پیساب کی نثر کو روکتی ہیں اور تمام عوارض ذمی قواء اور جملہ امراض ردیہ سے محفوظ رہتی ہیں۔

ذیابیطس میں عرق ماء اللہم املے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ افراج رطوبات جسم خشک ہو جاتا ہے۔ جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے۔ یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہا

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعہ کے لئے بارہا تجربہ ہوچکی ہیں اور عدداً مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرتے تھے تھوڑے دنوں کے اندمال سے اچھے ہوگئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ انکے کھانے سے کئی موٹی قوت باہ حاصل ہوتی ہے۔ انکھوں کو طاقت دیتی ہے منہ کا ذائقہ درست رکھتی ہیں۔ جسم کو سونکھنے سے بچاتی ہیں۔ مسئلہ بول۔ ضعف مثانہ۔ نظام عصبی کا بگاڑ۔ اسہاں دیرینہ یا پیدچش یا بعد ہائے کے فرار دست آجاتے ہوں یا درد شروع ہو جانا ہو یا رات کو نیند نہ آتی ہو سب شکایت درز ہو جاتے ہیں۔

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خاں۔ ٹائیٹر والٹی رالست خیبر پور سندھ۔ پیشاب کی نثر نے مجھے ایسا حیران کر دیا تھا اور جسم کو بے جان کر میں حکیم غلام نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ بھاتا تو میری زندگی محال تھی۔ محمد رضا خاں۔ زمیندار موضع چٹہ ضلع اٹارہ۔ آپ کی حب ذیابیطس سے مریض کو نائدہ معلوم ہوا۔ ۱۶ میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجائے اب صرف ۵۔۶ دفعہ آتا ہے۔

عبدالقادر خاں۔ محلہ غرقاب شاہ جہاں پور۔ جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبدالشکر خاں صاحب اور محمد تقی خاں صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دفعہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیج دیں۔

پتہ۔

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء۔ لاہور

عبدالوہاب قہنی کلکٹر۔ غازیپور۔ آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کر رہا ہوں۔ بجائے ۴۔۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے۔

مید زاهد حسن قہنی کلکٹر الہ آباد۔ مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کر رکھا تھا۔ بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہو گیا قوت مردمی جاتی رہی۔ آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہو گئے۔ رام مللنم پوسٹما ستر جنرل۔ پیشاب کی نثر۔ جاتی رہی۔ مجھے کورات دن میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا۔ آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی۔ انکے علاوہ صدھا سندرات موجود ہیں۔

مغرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی

قیمت نقد تا حصول صحت

دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

دازھی مونچھ کے بال اس کے لگاتے سے گھنے اور لپے پیدا ہوتے ہیں۔ ۲ تولہ۔ دو روپے۔

سر کا خوشبودار تیل

داربا خوشبر کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں کرتے دیتا نزلہ و زکام سے بچاتا ہے شیشی خورد ایک روپیہ اٹھ آنہ کلاں نین روپے۔

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت یا فراغت اگر قبض ہو در۔ ۲ درجن۔ ایک روپیہ۔

حب قائم مقام انیوں

انکے کھانے سے انہم چاندرو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فی تولہ پانچ روپے۔

حب دافعه سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام۔ دو روپے۔

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہوا کے لگاتے سے جلد بھر جاتا ہے بدبو زائل۔ ناسور بھگندور۔ خنازیری گھاٹ۔ کاربنٹل زخم کا بہترین علاج ہے۔ ۶ تولہ دو روپے۔

حب دافع طحال

زردی چہرہ۔ لاعربی کمزوری دور مریض نلی سے نجات۔ قیمت دو ہفتہ دو روپے۔

برالساعة

ایک دو قطرے لگاتے سے درد دانت فراراً دور۔ شیشی چار روپے مریض ۷ نم ہا کر روپے۔

دافع درد کان

شیشی مدھا بیماروں کے لئے۔ ایک روپے۔

حب دافع بواسیر

برواسیر خونی ہو یا بادی ریخی ہو یا سادی۔ خون جانا بند ہو در سے خورد بخورد خشک۔ قیمت ۲ ہفتہ دو روپے۔

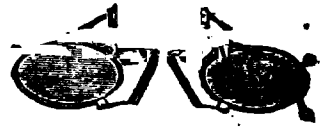
سرمہ مہیرہ کراماتی

مقوی بصر۔ محافظ بینائی۔ دافعہ جالا۔ دھند۔ غبار۔ نزول الماء سرخی۔ ضعف بصر وغیرہ * فیتولہ معہ سلائی سنگ یشب دو روپے۔

تہ

[۱۲] گھر بیٹھ کر لے لیتے

زندگی کا لطف آنکھوں کے دم تک ہے۔ پھر آپ اسکی حفاظت کیوں نہیں کرتے، غالباً اسلیے کہ قابل اعتماد اصلی وعدہ پلہر کی عینک کم قیمت پر آسانی سے نہیں ملتی، مگر اب یہ وقت نہیں رہی۔ صرف اپنی عمر اور دود و نزدیک کی بیلانی کی کیفیت تحریر فرماتے ہر جو عینک ہمارے ڈاکٹروں کی تجویز میں ٹھیک بنی ہوئی ہے۔ یہ ارسال خدمت کیجائیگی یا اگر ممکن ہو تو کسی ڈاکٹر سے امتحان کرا کر صرف نمبر بھیجیں۔ اس پر بھی اگر آپ کے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدل دیجائیگی۔



ایم۔ اے۔ احمد۔ اینڈ سن

نمبر ۱۵/۱ رہن اسٹریٹ۔ ڈاکخانہ ریلوے۔ کلکتہ

نہما تہ النظار

سوانح عمری شیخ عبد القادر جیلانی (رض) عربی زبان میں
تالیف ابن حجر۔ نایاب قلمی نسخہ سے چھپی ہے۔ مکلفد ولایتی
صفحہ ۵۶۔ قیمت ۸ آنہ علاوہ محصل ڈاک۔ ملنے کا پتہ۔
سپرٹنڈنٹ بیکر ہوسٹل۔ دھرم پتہ۔ کلکتہ۔

کانپور میچلی بازار

کے روزانہ مفصل و مستند حالات اور عدالت کی کل کارروائی
شائع کرنیکا اخبار آزاد کانپور کے انتظام کیا ہے۔ اجلاس عدالت کی
پوری کارروائی دوسرے روز صبح کو شائع کر دیجائیگی ہے۔ ان پرچوں
کی ایک روزیہ ماہوار قیمت مقرر کیجائیگی ہے۔ اشاعت پر پرچہ
پراثر ڈاک سے ارسال ہوتے رہیں گے۔ مئی آرڈر بنام منیجر آزاد
کانپور آئے۔ واقعہ ۳۔ اگست سے آخر ماہ تک کے کل حالات پٹنی
موجود ہیں۔ قیمت ایک روزیہ۔ منیجر آزاد۔ کانپور۔

اصل عرق کافور

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی کی وجہ سے
پتلے دست پیت میں درد اور قے اکثر ہوجاتے ہیں۔ اور اگر اسکی
حفاظت نہیں ہوتی تو ہیضہ ہوجاتا ہے۔ بیماری بڑھ جانے سے
سنبھالنا مشکل ہوتا ہے۔ اس سے بچنے کے ڈاکٹر برمن کا اصل
عرق کافور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو۔ ۳۰ برس سے تمام ہندوستان
میں جاری ہے اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری
دوا نہیں ہے۔ مسافرت اور غیر وطن کا یہ ساتھی ہے۔ قیمت
نی شبھی ۳۔ آنہ ڈاک محصل ایک سے چار شبھی تک ۵۔ آنہ۔

نیشنل ڈسٹری بیوٹرز ایجنسی، لاہور

عرق پودینہ

ہندوستان میں ایک نئی چیز بچے سے بڑے تک کو ایکساں
فائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل رعایا والے کو کھڑے رکھنا چاہیے۔
تازہ دلی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے۔ رنگ
بھی پتوں کے ایسا سبز ہے۔ اور خوشبو بھی تازہ پتیوں کی سی
ہے۔ مندرجہ ذیل امراض کے واسطے نہایت مفید اور آکسیر ہے:
نفخ ہوجانا، کھٹا ڈکار آنا، درد شکم، بد ہضمی اور مٹلی۔
اچھا کم ہونا زجاج کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے۔
قیمت فی شبھی ۸۔ آنہ محصل ڈاک ۵۔ آنہ۔
پوری حالت فہرست بلا قیمت منگوا کر ملاحظہ کیجئے۔
نوٹ۔ ہر جگہ میں ایجنٹ یا مشہور دوا فروش کے یہاں ملتا ہے۔

مہینہ

کشمیر کے شال۔ رفلے آرٹھی پارچات۔ چادریں۔ کامدار میز پرش۔ پلنگ پرش۔ پردے۔ نمڈے۔ کپڑے۔ نقاشی میدا کاری کا اعلیٰ
سامان۔ زعفران۔ مشک نانہ۔ جدرار۔ مہیرہ۔ سلاجیت۔ زیرو۔ گل بنفشہ وغیرہ وغیرہ روانہ کرنے والے۔ مکمل فہرست مفت ہم سے طلب کر۔
منیجر دی کشمیر کو اوپر پٹیو سوسائٹی۔ سری نگر۔ کشمیر۔

صرف ۳ روپیہ بارہ آنہ میں دو عمدہ گھڑیاں

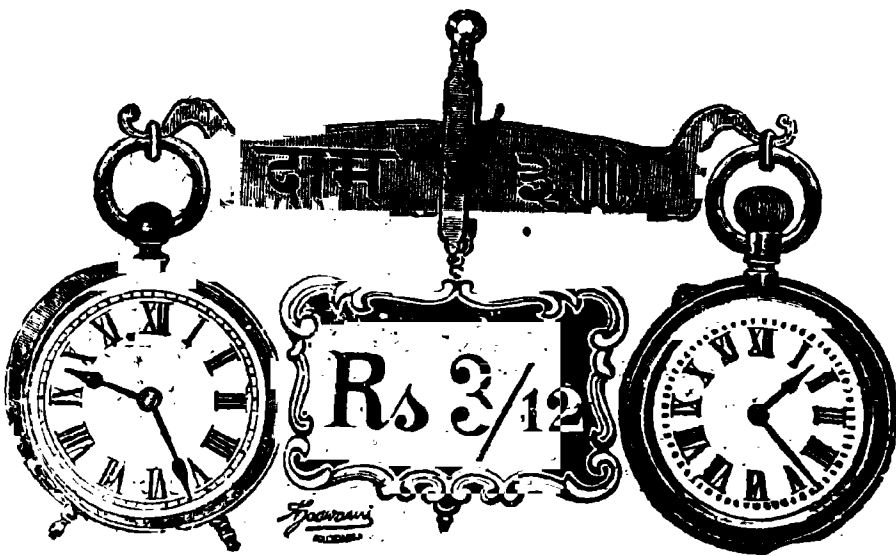
دیش با موقعہ

نیو فیشن بی ٹائم پیس

اصلی کیلس لیور راج

غضب کی رعایت

دوسری پہرے بی ٹائم پیس
ہے جو کہ بلڈاری لحاظ سے تمام
دنیا میں مشہور ہے۔ آپ
یقیناً کہ یہ سوڈا ایچارم
قیمت میں آپ کو ملتا ہے۔
ہمارے اسٹاک میں گھڑیاں
بہت بڑی تعداد میں موجود
ہیں اور ہر مکر نین ماہ کے
ادار گروہم خالی کرتا ہے۔
حالہ خریدنے اور بچے دوستوں
کو اس خبر سے مستفید
کیجئے۔



گھڑی کے شائقین! یہ زربان
موقع ہاتھ سے نچانے دیں
کیونکہ تمام گھڑیوں کی قیمت
میں ایسی عظیم الشان رعایت
آپ کو نہ کر سکیں گے اس وقت
تین روزیہ بارہ آنہ میں دو
نہایت اعلیٰ درجے کی
قیمتی گھڑیاں آپ کے نذر
کیجائیگی ہیں۔ یہ معمولی
بازاری گھڑیاں نہیں ہیں۔
آپ خود فرمائیں۔ انہیں
ایک تو اصلی کیلس لیور

ایک گھڑی آپ کی جیب کی زینت بڑھائیگی دوسری میز یا
طاق میں رکھیے۔ قیمت کل تین روپیہ بارہ آنہ محصل ڈاک چار آنہ۔

جیبی گھڑی ہے جسکی گارنٹی پانچ سال اور ۳۹ گھنٹہ کی کوک
ہے۔ اور اسے ساتھ ایک فیشن ایبل چین بھی دی جاتی ہے۔

ملنے کا پتہ۔ برج باسی لال ویش ناولٹی ایجنسی نمبر ۲۲۷ بلدیو بلڈنگس جھانسی

Brij Basilal Vaish Novelty Agency 227 Baldeo Building Jhansi U. P.

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

المسائل

ایک ہفتہ وار مصورسالہ

میر رسول مرصوصی

احمد علی خان کلام الدہلوی

ہم اشاعت
۱ مکلادہ اشرف
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۳

کلکتہ : چہار شنبہ ۷ - دسمبر ۱۳۳۱ مجری

Calcutta - Wednesday, October 8, 1913



سازمی نین آنجا

اطلاع

- (۱) اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار اے کے حساب سے قیمت لی جائیگی۔
 - (۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کر لیں، اور اگر نہیں ہو تو ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرنا ہر دو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں۔
 - (۳) نمبر کے پرچہ کے لئے چار اے کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ اے کے ری - پی کی اجازت۔
 - (۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے۔
 - (۵) خط و کتابت میں خریداری کے نمبر اور نذر خط کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
 - (۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کریں پو نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں۔
- نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیلی کی حالت میں دفتر جواب سے معذرت ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے مائع مرجائیں تو دفتر اسے ذمہ دار نہ ہرگا
- (مندرجہ)

دہلی میں غدر

[۲۹]

سے پہلے نیمرونی تاجدار اور اسکے خاندان کی کیا شان تھی۔ اور غدر کے بعد کیا ہو گئی۔ پھولوں کی سیج پر سرے والی شہزادیاں ظلم و ستم کے کانٹوں پر کھڑکیں سوئیں۔ انکے معصوم بچوں نے کس کس کے طمانچے کھائے بہادر شاہ غازی اور انکے بال بچوں پر کیسی کیسی بیتالیں پڑیں۔ شہنشاہ ہند کے بیٹوں اور نواسوں نے دہلی کے بازاروں میں کس طرح بھیک مانگی۔ اس کے سچے اور چشم دید قسے مضامین خراجہ حسن نظامی میں بکثرت جمع کیے گئے ہیں۔ یہ مجموعہ دہلی سو صفحہ کا ہے۔ جس میں مضامین غدر کے علاوہ اور بھی بہت سے دلچسپ، مضمون خراجہ حسن نظامی کے ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

اگر ہندوستان میں انگریزی چوانغ گل ہو جائے

خدا نخواستہ حکومت کا نہیں بلکہ انگریزوں کی پھیلائی ہوئی نئی روش کا چوانغ اگر گل ہو جائے اور اہل ہند اپنے قدیمی تمدن اور پرانی روشنی کے اصول کو اختیار کر لیں تو اس وقت نئی روشنی کی بولتی ہوئی تاریخ لسان العصر اکبر الہ آبادی کے کلام میں جن کی تین مل جالیگی۔ کلیات اکبر کا یہ لا جواب مجموعہ دو حصوں میں ہمارے ہاں موجود ہے۔ قیمت تین روپیہ آٹھ اے۔

محدث گنگوہی کی گرفتاری

عارف و فاضل حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ قدر کے زمانہ میں کیونکر گرفتار ہوئے اور انہیں کیا کیا گزری سکا ذکر انکی نئی سوانح عمری میں ہے۔ یہ کتاب نہیں ہے حقائق و معارف کا عظیم الشان خزانہ ہے۔ با تصدیق دونوں حصے جمع معہ محصول ۲ روپیہ آٹھ اے۔ اسرار مخفی بھید - ۴ آنہ ترکی فتح کی پیشین گوئی قیمت دو روپیہ - دل کی مراد قیمت ۱ - آنہ - سول کی عیدی قیمت ۲ آنہ

یہ سب کتابیں ہر کن حلقہ نظام الحشایہ دہلی سے نکالیں۔

[۲۹]

خضاب سیہ تاب

شمارا دعویٰ ہے کہ جتنے خضاب اس وقت تک ایجاد ہوئے ہیں، ان سب سے خضاب سیہ تاب بڑھکر نہ نکلے تو جو جرمانہ ہم پر کیا جارہا ہم قبول کر دیں گے۔ دوسرے خضابوں سے بال بھررے یا سرخی مائل ہوتے ہیں۔ خضاب سیہ تاب بالوں کو سیاہ کر دیتا ہے۔ دوسرے خضاب مقدار میں کم ہوتے ہیں۔ خضاب سیہ تاب کسی قیمت میں اس قدر دبا جاتا ہے کہ عرصہ دراز سے چل سکتا ہے۔ دوسرے خضابوں کی ہونا گوار ہوتی ہے۔ خضاب سیہ تاب میں دایسند خوشبو ہے۔ دوسرے خضابوں کی اکثر درد شیشیل دیکھنے میں آتی ہیں، اور دونوں میں سے در مرتبہ لگانا پڑتا ہے۔ خضاب سیہ تاب کی ایک شیشی ہر گز اور صرف ایک مرتبہ لگایا جائیگا۔ دوسرے خضابوں کا رنگ دو ایک روز میں پھیکا پڑ جاتا ہے، اور قیام کم کرتا ہے۔ خضاب سیہ تاب کا رنگ روز بڑھتا جاتا ہے، اور در چند قیام کرتا ہے۔ بلکہ پھیکا پڑتا ہی نہیں۔ کھونٹیاں بھی زندہ، دنوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ دوسرے خضابوں سے بال کم اور سخت ہو جاتے ہیں۔ خضاب سیہ تاب سے بال نرم اور گنجان ہو جاتے ہیں۔ بعد استعمال انصاف آپ سے خرد کہلائیگا کہ اس وقت تک ایسا خضاب نہیں ایجاد ہوا۔ یہ خضاب بطور نیل کے برش یا کسی اور چیز سے بالوں پر لگایا جاتا ہے۔ نہ باندھنے کی ضرورت نہ دھوئی کی حاجت۔ لگانے کے بعد پتال خشک ہرے کہ رنگ آیا۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ زیادہ کے خریداروں سے رعایت ہوگی۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ ملنے کا پتہ:

کارخانہ خضاب - یہ تاب کثرت دل سنگہ - امرتسر

مولانا ابوالام ایتھٹر الہلال

کی لکھی ہوئی اور زین میں سرمد شہید کی پہلی سوانح عمری جس کی نسبت خراجہ حسن نظامی صاحب کی رائے ہے کہ با اعتبار ظاہر اس سے اعلیٰ اور خاندان الفاظ آجکل کوئی جمع نہیں کر سکتا اور باعتبار معنی یہ سرمد کی زندگی و موت کی بحث ہی نہیں معلوم ہوتی بلکہ مقامات درویشی و ایک مسئلہ اور البیلا خطہ نظر آتا ہے۔ قیمت صرف ڈھائی اے۔

انیسوا لے انقلابات

کے معلم کرنیکا شوق ہو تو حکیم جاماسپ کی نایاب کتاب جاماسپ نامہ کا ترجمہ منکا کر دیکھیے جو ملا محمد الہادی ایتھٹر نظام المشائخ نے نہایت فصیح اور سلیس اور میں کیا ہے۔ پانچ ہزار برس پہلے اسمیں بحساب نجوم و جفر آجکل کی باہت جسد قدر پیشینگوئی لکھی گئی تھیں وہ سب ہو بہو پوری آ رہی مثلاً حضرت انحضرت مہم - معرکہ کربلا - خاندان تیموریہ کا: مرد و زوال وغیرہ وغیرہ قیمت ڈھائی اے۔

رسالہ نظام المشائخ و درویش پریش دہلی

لَا تُفَرِّقُوا بَيْنَ الْبَيْنَةِ وَالْجَنَّةِ وَلَا تَتَّبِعُوا الْأَمْرَ الدُّنْيَا فَإِنَّ قُلُوبَكُمْ فَاسِدَةٌ وَالْأَعْيُنُ عَلَى أَعْقَابِهِمْ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

71, MacLeod Street,

CALCUTTA.

الهلال

میر رسول بخش خصوصی
المکتبہ الاسلامیہ دہلی

مقام اشاعت
۱۰، مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly 4-12.

ایک ہفتہ وار مضمون رسالہ

قیمت
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے ۱۲

جلد ۳

شمارہ : چہار شنبہ ۷ - ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری

نمبر ۱۵

Calcutta: Wednesday, October 8, 1913.

شذرات

فہرست

کچھ دنوں سے مشہور تھا کہ پوشیدہ طور
ہوا بمالم بفالوا! پر ایک جلسے کی تیاریاں ہو رہی
ہیں جو دہلی میں منعقد ہوگا۔ اسکے صدر ہزہائینس نواب صاحب
رامپور ہونگے، اسمیں مسلمانوں کو تعلیم دی جائے گی کہ بغاوت
(جوڑ کر رہے ہیں) اچھی بات نہیں گورنمنٹ کے وفادار رہیں تو
بہتر ہے۔

معتمد اشخاص کی رزائیت سے معلوم ہوا تھا اصل مقصد جلسہ
دو باتیں ہیں:

(۱) بعض اسلامی جرائد کی مخالفت -

(۲) مسٹر محمد علی اور سید وزیر حسن صاحب کے سفر
کی عدم اہمیت کا اعلان -

خاص رقعے چھاپے گئے تھے - حاذق الملک حکیم اجمل خان،
نواب حاجی محمد اسحاق خان، انریبل مسٹر شاہد حسین بیدستر
ایت لا، اسکے خاص ارکان و اساطین انجام بتلائے گئے ہیں اور قلب
کے اندر زنی جوش، اور بیرونی القاء، دونوں اجزاء معرکہ سے اس
معجز و فاداری کی ترکیب کی اطلاع ملی ہے - رنجن نھکم بالظراہر -
بعض اشخاص کو میں نے جلسے کے حالات کے متعلق تار دیے
مگر انہوں نے وقت کے بعد اطلاع دی

بہر حال ۲ - اکتوبر کو بارہ بجے دہلی میں جلسہ منعقد ہوا -
نواب صاحب رامپور اسی وقت آئے اور شریک مجلس ہوئے -
لیکن جلسے سے زیادہ جلسے کی روداد پر اسرار ہے -

کلکتہ میں ۳ - کی صبح کو میں نے (انگلش میں) دیکھا تو
اسمیں ایک تار جلسے کے متعلق شائع ہوا تھا، اور اسکے شاندار

۲	شذرات
۳	انکار و حرارت
۴	رفتار سیاست
۵	مجلس دفاع جرائد و مطابع
۶	مسلم گزٹ (۲)
۷	مقالہ افتتاحیہ
۸	مساجد اسلامیہ (۱)
۹	مقالات
۱۰	دعوت و تبلیغ اسلام
۱۱	اخبار اسلام
۱۲	العربیۃ فی الاسلام (۶)
۱۳	مراسلات
۱۴	تاریخ حسنیات اسلامیہ
۱۵	ادبیات
۱۶	اخبار قدیم
۱۷	فہرست زرعانہ مجلس دفاع جرائد
۱۸	و مہاجرین عثمانیہ
۱۹	تصاویر
۲۰	موقع حادثہ فاجعہ پٹنور

(صفحات خاص)

اور پاس ہوا، اور گویا اس رزلوشن کا پیش کرنا ہی جلسہ کا مقصد اصلی تھا، جسے حاصل کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔

چنانچہ رزلوشن پر تقریر کرنے والوں کی جو فہرست دی گئی ہے، اس میں مسلسل نواب مزمل اللہ خاں، مسٹر حامد علی، آر آر انریبل سید رضا علی کے نام دے گئے ہیں۔

مگر اصل حقیقت اس کے بالکل متضاد ہے، جیسا کہ اب سب کو معلوم ہو گیا ہے۔ یہ جلسہ اس لیے منعقد نہیں ہوا تھا کہ نواب صاحب کے نصائح و وصایا لوگوں کو سنا دئے جائیں اور پھر ایک آئندہ جلسے تجویز کر کے جلسہ ختم ہو جائے، بلکہ اس لیے کہ اسی جلسے کو تمام مسلمانان ہند کا قائم مقام جلسہ قرار دیکر ان کے لیے ایک پریلیمنل نظام عمل تجویز کیا جائے۔ بعض اخبارات کے خلاف رزلوشن پاس ہوئی۔ مسٹر محمد علی کی کیا جائے اور آر آر پکاریں کہ اب نواب صاحب رامپور کو انگلستان تشریف لیجانا چاہیے۔

مگر ان تمام باتوں میں سے ایک بات بھی نہر سکی۔ انریبل سید رضا علی اور ایک خاص جماعت بغیر بلائے جلسے میں پہنچ گئی تھی۔ انہوں نے نہایت زور سے اس جلسے کی مخالفت کی اور ثابت کیا کہ محض چند رؤسا کا جلسہ تمام قوم کا قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک ہی کسی مقام پر خوش پوشا کوں کی جمع ہو جائے تو وہ قوم کی نائب نہیں ہو سکتی۔ جلسے کے انعقاد سے پہلے ہی اسلامی اخبارات میں مخالفت کی صدائیں اٹھ چکی تھیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مخالفت کا مقابلہ نہیں کیا جاسکا اور ایک دوسرے جلسے کی تجویز کا اعتراف کیا۔

اسلامی اخبارات کی مخالفت میں کوئی کارروائی نہر سکی مسٹر محمد علی اور سید وزیر حسن کے متعلق پوری کارروائی میں ایک لفظ بھی نظر نہیں آتا۔ نواب صاحب رامپور کی اسلامی نیابت اور سفر انگلستان کو تو گویا ارباب جلسہ نے بالکل بھلا ہی دیا تھا۔

ان حالات سے بغیر کسی بحث کے ثابت ہوتا ہے کہ جو جلسہ تجویز کیا گیا تھا، وہ منعقد نہ ہو سکا، اور قبل اسکے کہ اپنے مقصد اصلی تک پہنچے درہم برہم ہو گیا۔

اب رہی یہ بات کہ جلسے کی ناکامی کے بعد جو کارروائی کی گئی، اس کا کیا حال ہے؟ مجوزہ جلسے کا خیال کیسا ہے؟ نواب صاحب کے نصائح و وصایا کس عالم میں نظر آئے ہیں؟ تو ان کی نسبت آئندہ لکھیں گے۔



الہامی ائیر

افسوس کہ البصائر شوال سے جاری نہ ہو سکا۔ نئی سچینیں جو مذہب والی گئی تھیں، ان کے لیے مکان زیر تعمیر تھا۔ اول تو اسمیں دیر لگی۔ پھر مشین روم بن گیا۔ تو مرز و غیور کے لگنے میں دیر ہو رہی ہے۔ پرجا کی تعطیل کی وجہ سے دفاتر بند ہیں۔ امید ہے کہ ذیقعدہ میں پہلا نمبر ضرور نکل جائیگا۔

(منیجر البصائر)

معاونت کی ترتیب میں دفتر انگلستانی کے غیر معمولی زحمت آٹھائی تھی۔ بعد یہی تاریخ اخبارات میں بھی بھیجا گیا اور دراصل یہ وہ ”سرکاری“ اطلاع تھی جو جلسے کے طرف سے دی گئی تھی۔

لیکن اسکے بعد ہی چار بجے (امپائر) نکلا اسکے نامہ نگار نے اپنے مشاہدات کے مطابق جو تاریخ بھیجا تھا، اس میں شائع ہوا تو یہ صبح کے تاریخ بالکل مختلف تھا اور سرے سے جلسے کی تکمیل نہ ہو رہی تھی کے متعلق دونوں میں اختلاف تھا۔

اسکے بعد ادارہ الہلال میں مخصوص اطلاعات پہنچیں۔ انریبل سید رضا علی کا تاریخ شائع ہوا۔ دہلی اور لاہور کے معاصرین کے نامہ نگاروں نے حالات شائع کیے۔ یہ سب اس ”سرکاری“ اطلاع سے بالکل مختلف بل متضاد تھے، جو ۳۔ کی صبح کو اخبارات میں پہنچی تھی۔

جلسے کی کارروائی ”سرکاری“ اطلاع میں یہ بیان کی گئی ہے کہ بالاتفاق ہزہائینس نواب صاحب رامپور صدر منتخب ہوئے اور انہوں نے ایک تحریر پڑھی۔ اس تحریر کا خلاصہ امر یہ تھا:

(۱) بعض اسلامی اخبارات کو اس طرف متوجہ کرنا چاہئے کہ وہ ”معتدل اور مائل بہ صلح لہجہ“ اختیار کریں۔

(۲) حادثہ کانپور کے متعلق موجودہ حالت کا خاتمہ کر دیا جائے۔ میں پسماندگان شہدا کیلئے لوکل گورنمنٹ سے رظایف مقرر کرواؤں گا۔ (۳) اس بارے میں اگر گورنمنٹ کے ساتھ صلح امیز رویہ اختیار کیا جائے تو یقیناً مسلمانوں کی جائز خواہشوں پر حکم پوری توجہ کریں گے۔

اسکے بعد انریبل میاں محمد شفیع، انریبل سید رضا علی، مسٹر حامد علی خاں، نواب مزمل اللہ خان وغیرہ نے تقریریں کیں اور مندرجہ ذیل رزلوشن پاس ہوا:

”یہ جلسہ صدر کی پیش بہا نامیہ کو پسند کرتا اور ان ضروریات کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے اور مناسب سمجھتا ہے کہ ہندوستان کے تمام حصوں سے مسلمانوں کے قائم مقاموں کا ایک باضابطہ جلسہ منعقد کیا جائے جو ان امور کی تکمیل کیلئے تدابیر اختیار کرے۔“

مزید برآں قرار پایا کہ ہزہائینس نواب صاحب کسی قریبی تاریخ میں مجوزہ جلسے کا انتظام کریں چنانچہ انہوں نے سر راجہ صاحب محمود آباد کو تار دیا ہے کہ وہ اس جلسے کا سرپرستی ہونا منظور کریں۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ رولدادہ صحیح نہیں، اور جن حضرات نے اس کی تصنیف و تدوین کی زحمت گوارا فرمائی ہے، کاش وہ صحیح ہوتے کہ غلط بیانی اور اخفائے حقیقت کی معصیت سے نہ تو دنیا میں کامیابی خریدی جاسکتی ہے اور نہ اس چاند میں ناکامی چھپائی جاسکتی ہے۔

(امپائر) اور اسکے بعد کی متواتر اطلاعات نے اس شان تبرع و حجاب آرائی کو چند گھنٹوں سے زیادہ مہلت نہ دی، اور بالآخر قلم واقعات لوگوں کے سامنے آگئے۔

سب سے پہلی بات فیصلہ طلب یہ ہے کہ یہ جلسہ جن اغراض سے کیا گیا تھا، وہ عمل میں لائے جاسکے یا نہیں؟ اور جلسہ تکمیل تک پہنچا یا درہم ہو گیا؟

اس رولدادہ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جلسہ پوری طرح کامیاب ہوا، جس اتفاق رائے سے صدارت کی کرسی پر نواب صاحب بیٹے تھے، بالکل ویسے ہی اتفاق رائے سے یہ رزلوشن بھی پیش ہوا

پرجا س دفاع مطابع و جرائد ہند

INDIAN PRESS ASSOCIATION.

گذشتہ اشاعت میں میں نے ایک افتتاحیہ کے ذریعہ اس تجویز کو پیش کیا تھا۔ اس ہفتے نہایت کثرت سے اسکی نسبت مراسلات و مکاتیب ادارۃ الہلال میں پہنچی ہیں اور جن میں سے بعض مشاہیر ملک و اکابرین ملت ہی ہیں۔ میں ائندہ انکا اقتباس شائع کرونگا۔ کیونکہ اسے اندازہ کیا جاسکے گا کہ پریس ایکٹ کے بیجا تشددات نے ملک میں کس درجہ بے چینی اور تشریش پیدا کر دی ہے اور مطابع و جرائد کے دفاع کا خیال کس قدر بر وقت اور عام خواہش کے مطابق تھا کہ بمجرد اعلان ہر طرف سے صداؤں نے اٹھ کر اسکا ساتھ دیا!

(اعزاز عمل)

میں نے سب سے پہلے یہ تجویز انریبل (بابر سریندر ناتھ بینرجی) اور (بابر موتی لال گھوش) ایڈیٹر (امرتا بازار پتر کا) کے سامنے پیش کی۔ میں نہایت متشکر و ممنون ہوں ان دونوں بزرگان ملک اور مشہور اعیان مطابع کا جنہوں نے ہر طرح اعانت و شرکت کا وعدہ فرمایا اور باوجود پرجا کی عام تقرب کے اپنا قیمتی وقت بٹنے کیلئے آمادہ ہو گئے۔

ہم کو ایک ایسی مجلس قائم کرنی ہے جو عام اور وسیع ہو۔ ہمیں وہ بد بختانہ و نا مبارک تفریق نہر جو ہندو مسلمانوں کے موال کی صورت میں ہر جگہ پیدا کی جاتی ہے۔ جس میں ملک کے ہر حصے سے ارباب مطابع و جرائد شریک ہوں اور کوئی حصہ ایسا باقی نہ رہے جہاں کے پریس کے قائم مقام اسمیں نہوں۔ پھر اسکا ایک مرکزی مقام ہو اور اسکی شاخیں تمام صوبوں میں قائم ہو جائیں۔ یہ بصورت ال انڈیا ایسوسی ایشن کے بھی ہو اور بصورت پراونشیل سماعت کے بھی۔

اسکے لیے باہمی مشورہ و مبادلہ آرا کی ضرورت ہے اور نہایت وسیع پیمانے پر تعارف و اشتراک عمل کی۔ پس ہم مجوزین نے اپنا رضیہ سمجھا ہے کہ اپنی تجویز کو کاغذ کے صفحات سے ایک وسیع اجتماع تک پہنچا دیں، پھر تمام امور کا فیصلہ وہی اجتماع کر لے گا۔ چنانچہ اسی غرض سے ۲۔ اکتوبر کو درجے ایک جلسہ انڈین ایسوسی ایشن کے ہال میں قرار پایا۔ اسکا اعلان گو ادارۃ الہلال سے یا گیا مگر ایڈیٹر الہلال کے علاوہ چار دیگر وقیع ترین اخباروں کے ڈیٹروں کے بھی اسکے نیچے دستخط تھے۔ باتفاق عام (انریبل بابو ریندر ناتھ بینرجی) صدر جلسہ منتخب ہوئے اور کافی غور و بحث کے بعد طے پایا کہ پرجا کی تعطیل کے بعد ائندہ نومبر میں ایک عظیم الشان جلسہ کلکتہ میں منعقد کیا جائے اور وہ نام امور مہمہ کے متعلق وسائل و ذرائع عمل اختیار کرے۔

اسکے بعد اس جلسے کے اہتمام و انتظام کیلئے حسب ذیل شخص کی ایک کمیٹی مقرر کی گئی:

- (۱) انریبل بابو سریندر ناتھ بینرجی - ایڈیٹر (بنگالی)
- (۲) بابو کرشنشور کمار مٹر ایڈیٹر (سنجیونی)
- (۳) بابو موتی لال گھوش ایڈیٹر (امرتا بازار پتر کا)
- (۴) مولوی مجیب الرحمن صاحب ایڈیٹر (مسلمان)
- (۵) مولوی محمد اکرم صاحب ایڈیٹر (محمدی)
- (۶) ایڈیٹر (بھارت مٹر)
- (۷) ابوالکلام ... ایڈیٹر (الہلال)

(تعویق کار)

استثنا یہ سب کی خواہش تھی کہ جہاں تک ممکن ہو جلد کم شروع کر دینا چاہیے۔ لیکن ایک بڑی دقت پرجا کی بڑی

تعطیل کی وجہ سے پیش آگئی ہے۔ جن حضرات نے اس موسم میں کلکتہ کو دیکھا ہے، انکو معلوم ہے کہ یہ وقت تمام بنگالیوں کیلئے سال بھر میں ایک خاص وقت تفریح و محافل اور سیور یا۔۔۔ کا ہوتا ہے۔ تمام دفاتر سرکاری بند ہو جاتے ہیں۔ ریلوے کمپنیاں بھی نصف کرایے کی رعایت کردیتی ہیں۔ اکثر لوگ شہر سے باہر چلے جاتے ہیں اور جو لوگ رہتے ہیں انہیں اپنے مراسم تقریب اور محافل تفریح و نشاط سے مہلت نہیں ملتی۔

پس اسلئے تقریباً ناممکن ہے کہ اس زمانے میں کوئی کارروائی یہاں کی جاسکی۔ پھر یہ بھی ہے کہ خطر کلبت اور اعلان و اشاعت کیلئے بھی جلسے سے پہلے کافی وقت ملنا چاہیے۔ اسلئے نومبر سے پہلے جلسے کا انعقاد یوں بھی موزوں نہ تھا۔ بہر حال امید ہے کہ یہ جلسہ اپنے مقصد مہم کیلئے ایک کامیاب آغاز عمل ثابت ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہر حالت میں مطلوب۔ مندرجہ صدر کمیٹی کا انتخاب عارضی ہے۔ وہ صرف انعقاد جلسہ تک ہے۔ اسکے بعد مجوزہ کانفرنس کا اجلاس تمام امور مہمہ کا فیصلہ خود کر لے گا۔

(ایسوسی ایشن کی ضرورت)

آج ملک کا یہ حال ہے کہ اگر آئے ایک جسم فرض کیلئے تو اس جسم کا کوئی حصہ زخم سے خالی نہیں۔ یکسر زخموں کا ایک پیکر خوں چکاں ہے، جسمیں سر سے لیکر پاؤں تک ٹیس اور ٹیک کے سوا کچھ نہیں ہے!

درد ہے جاں کی عرض ہر گرجے میں ساری چارہ گرم نہیں ہونے کے جو درماں ہوگا!

قومی و ملکی زندگی کی کوئی شاخ ایسی نہیں جو تعلیم تر محتاج عمل و فغاں سنج اعانت نہر۔ علی الغصص مصائب کیلئے تریہ ایک اشد شدید دور مصائب و ابتلا ہے۔ انکی ہمت و عزم اور استقلال و غیرت کیلئے اس سے بڑھ کر آزمائش کا موقعہ کبھی نہیں آیا۔ جو مرثیہ خزان ملت ہمیشہ ”آخری وقت“ کہہ کر غافلوں کو قزایا کرتے تھے، غالباً انکا مقصد یہی وقت تھا۔ وہ ہندوستان سے باہر دیکھتے ہیں تو اسلامی ممالک کا ہر گوشہ ماتم کدہ نظر آتا ہے اور حیران رہ جاتے ہیں کہ کس کس فریاد پر کان دھریں، اور کس کس کی مصیبت پر آنسو بہائیں؟ خود ہندوستان کے اندر دیکھتے تو قدم قدم پر ضرورتیں متقاضی، مصلب فریادی، شدائد فغاں سنج، اور عزائم کیلئے آزمائش درپیش۔ اہلی تعلیم سے ابھی وہ فارغ نہیں ہوئے، کوئی باقاعدہ سیاسی تحریک گروہ شروع ہی نہیں ہوئی، مسلم یونیورسٹی کی طرف سے دل ٹوٹ چکے ہیں، ندرہ کا خاتمہ سامنے ہے۔ باہر کے چندوں کی فہرستیں اب تک کھلی ہوئی ہیں۔ لاکھوں مہاجرین کی خانماں بریادی کے مناظر سامنے ہیں اور دار الخلافۃ اسلامی پر اب تک امن و صلح کا دور شروع نہیں ہوا۔

ان سب پر مستزاد حادثہ فاجعہ کانپور، جسکے زخم نے تمام پچھلے زخموں کی ٹیس بہا دی۔ اب تک اسکی مسجد مقدس کے معراب و منبر اپنی حالت زار پر مرثیہ خزان ہیں، اور زندان مصائب کے اندر ایک سر چہہ فرزندان اسلام ہیں، جسکے ہاتھوں میں اس جرم پر ہتھکڑیاں پہنا دی گئی ہیں کہ انہوں نے تعمیر مسجد مقدس الہی کیلئے ۳۔ اگست کو اینٹیں چنی تھیں!

خدا گواہ کہ گرجم ما ہمیں عشق ست

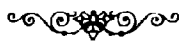
گناہ کبر و مسلمان بجرم ما بخشنده!

ہماری مصیبتیں کی یہ ایک فہرست خزانیں ہے جو نظروں کے سامنے ہے، اور آلم و غموم کا ایک حصار تاب کسل ہے جس نے چاروں

انکار و حوادث

ہ۔ وا بمالم ینالوا

(۷۵: ۹)



ہمیں دو ہفتے پیشتر بعض امور کی اطلاع تھی، اور متعدد موتی ذرائع سے شملہ و رامپور سے انکی نسبت مفصل تحریریں دفتر میں پہنچ چکی تھیں۔ مگر ہم ہمیشہ واقعات کے ظہور کا انتظار کرتے ہیں اور ارادوں اور نیتوں کے معاملات کو غور و درگزر کا مستحق سمجھتے ہیں۔

مومن کو چاہیے کہ اپنے اندر اخلاق الہی پیدا کرے: ”تخلقوا با خلق اللہ!“

اللہ کے اخلاق کا یہ حال ہے کہ اس نے ہمارے ارادوں اور نیتوں کی لغزشوں کو معاف کر دیا ہے اور جزا و سزا کا احتساب صرف اعمال جوارح و جسم پر مرتب ہوتا ہے۔

سورہ بقرہ میں یہ آیت جب نازل ہوئی:

وان تبدوا ما فی تمہارے دلوں کے اندر جو باتیں ہیں
انفسکم او تخفوه خواہ تم انکو ظاہر کرو یا چھپاؤ، لیکن
یخاسبکم بہ اللہ اللہ کے علم سے تو عجبی نہیں، وہ ان
سب کا تم سے حساب لیگا۔ (۲۸۴: ۲)

تر صحابہ کرام بہت غمگین ہوئے کہ خطرات قلب اور حدیث نفس کا احتساب مشکل ہے۔ ہمیں معلوم کس وقت کیسا خیال گذرے اور قیامت کے دن اسکا جواب دینا پڑے؟ اسپر اسی زور کی یہ مشہور آیت کریمہ نازل ہوئی:

لا یكلف اللہ نفساً اللہ تعالیٰ کسی انسان پر تکلیف
الا ر... شریعی قائم نہیں کرتا مگر وہاں تک
کہ اس کے بس اور قدرت میں ہے۔ (۲۸۶: ۲)

اعمال کی طرح خیالات ہی نیکی بغیر توفیق الہی کے ممکن نہیں اور اسمیں انسان مجبور ہے۔

البتہ مذاقین اس سے مستثنیٰ ہیں کہ انکا کفرانکے دل ہی میں ہوتا ہے، گو ظاہر میں ایمان کے مدعی ہوتے ہیں۔

پس ہم بھی ہمیشہ اعمال و واقعات پر نظر رکھنا چاہتے ہیں اور اُس وقت تک کچھ پورا نہیں کرتے، جب تک کہ ارادے عملی ظہور تک نہیں پہنچ لیتے۔

اگر ایسا نہ ہو تو پھر نقد و اختیار کا پیمانہ نہایت تنگ ہو جائے۔ ہم کو تو ایسے لوگوں کی خبر ہے جو شب کو بستر پر لیٹتے ہیں تو اُن ارادوں اور خیالوں میں ہوتے ہیں، جن میں سے اگر ایک ارادے کو بھی تکمیل و ظہور کی خدا مہلت دیدے، تو تمام مسلمانوں کے گھر شیطانوں کی بستیاں بن جائیں اور ایک مسلم بھی دنیا میں نہ ملے جو کفر کی لعنت سے آزاد ہو۔

لیکن یہ اللہ کا لطف و فضل ہے کہ وہ ان منافقین و دجالین اور مفسدین خاسرین کے ارادوں کو ہمیشہ ناکام رکھتا ہے اور انہیں کبھی مہلت نہیں ملتی کہ اپنی نیاں فاسدہ و اقدامات مفسدہ کو عمل و ظہور تک پہنچا سکیں!

و لا فضل اللہ علیک ”اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسکی
و رحمة لہمت طائفۃ رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی
منہم ان یضلک“ تو ان لوگوں میں ایک گروہ تو تم کو

طرف سے گھیر لیا ہے۔ پھر کس کس زخم پر پٹی باندھیں، اور کس کس مرض کیلئے نسخہ شفا لکھوائیں؟
تن ہمہ داغدار شد پندہ کجا کجا نہی؟

تاہم اگر غور کیجیے تو ان تمام زخموں کے لیے کوئی ایک مرہم ہو سکتا ہے تو وہ یہی انجمن ”دفاع مطابع و جرائد ہند“ کی تاسیس ہے۔ مسلمانوں میں جو نئی زندگی، اور بیداری گذشتہ تین سال کے اندر پیدا ہو گئی ہے اور پھر توفیق الہی نے تذبذب و اعتبار کے مسلسل و پیہم اسباب فراہم کر کے اسکو اس درجہ تک پہنچا دیا ہے کہ کسی کے دھم و گمان میں بھی نہ تھا، وہی صرف ایک رشتہ الغیبی ہے جو ان تمام مایوسیوں میں امید کا چراغ روشن کرتی اور یقین دلاتی ہے کہ یہ سفر بغیر کسی منزل مقصود تک پہنچاے نہیں رہیگا، اور ہجرتِ عالم و مصائب کے اس شب تاریک، بیم موج، اور گردابِ حائل میں کبھی نہ کبھی ساحلِ مراد نظر ہی آجیگا و ما ذلک علی اللہ بعزیز!

لیکن یہ آثار حیات، یہ علائم تیقظ و بیداری، یہ حرکت و ترقی، یہ مقصود، یہ جدوجہاد حق و صداقت، اُسی وقت تک ہے، جب تک کہ انکار و اُرا کو فرصت نشر و اعلان، اور مطبوعات و جرائد کو حریت اشاعت و اظہارات حاصل ہے۔ جب تک سرتوں کو جگایا، اور بے خبروں کو ہشیار کیا جاسکتا ہے، جس وقت تک صدائیں کھل کر بلند ہو سکتیں، اور قلم بغیر کسی مراقبہ مستبدہ حق و صداقت کا ساتھ دے سکتا ہے۔

لیکن اگر پریس کی آزادی کا خاتمہ ہو گیا جیسا کہ ہو رہا ہے تو پھر نہ تو اصلاح و طلب حقوق کو قیام ہے، نہ اظہار صداقت اور صورت حق و حریت کی راہ باز۔ نہ مصائب اسلامی پر رنج و غم کے آئینہ سکتے ہیں اور نہ فرزندانِ اسلام کی خانماں بربادیوں پر ہلے کو آہ و فغاں کی اجازت ہے۔ ملک کی تمام مصیبتیں لا علاج اور ملکی فلاح و ترقی کیلئے حصول امن و آزادی خراب و خیال۔ آج اسلام کے ماتم کدوں میں سب سے زیادہ ماتم و فغاں سنجی مسجد کانپور اور اسکے شہداء مقدسین و معتزمین کی قربانیوں پر ہے، لیکن اگر پریس کے حقوق کا قانونی دفاع نہ کیا گیا تو پھر کون مساجد کی فریادوں کی ترجمانی کریگا؟ کون قہر و جبر کی دست درازیوں پر شکوہ سنچ فریادی ہوگا؟ اور کیونکر ملک و قوم کو اپنے اُلم و مصائب کے اظہار کا موقع ملے گا؟

پس فی الحقیقت مطبوعات و جرائد کے حقوق کا حفظ و دفاع اولین فرض ملک و ملت ہے اور اسکی اپیل سب سے زیادہ ہماری قوتیں کے اتفاق کی مستحق اور صرف وقت و مال کی احق ہے۔ ہندوستانی پریس کا نظم و استحکام اور اتحاد و تعارف بھی اسی کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ یہ کیسے افسوس کی بات ہے کہ جس ملک میں جہانات تک کے حقوق کی محافظت کیلئے انجمنیں قائم ہیں، وہاں مطابع و جرائد کی حفاظت کیلئے چند نفوس و افراد کی لیک جمعیت بھی نہ ہو؟

الہلال اگر اپنی ضمانت کا بار قوم کے سر ڈالنا، تو احباب و معارفین کے لطف و کرم سے مطلوبہ رقم ہی نہیں بلکہ اس سے چار چند رقم چند دنوں کے اندر جمع ہو جاسکتی تھی، مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ ابتدا سے اسکا اصول کار یہ رہا ہے کہ اپنی سالانہ قیمت کے سوا (کہ وہ بھی بلحاظ اسکے مصارف کے نصف قیمت سے زیادہ نہیں) اور کسی شے کا وہ رقم سے طالب نہیں ہوا۔

لیکن اب کہ یہ تمام سرمایہ ایک اہم ترین ملکی غرض کیلئے وقف کر دیا گیا ہے، وہ کچھ ہرج نہیں دیکھتا کہ صدائے اعانت بلند کرے۔ اللہ کے فضل سے امید ہے کہ انعقاد جلسہ مجوزہ سے بہت بڑے و ضمانت الہلال کے نام سے ایک گرانقدر رقم مہیا کر سکے گا۔
خا انصعی منی والا تمام من اللہ تعالیٰ۔

مسلم گزٹ لکھنؤ

(۲)

اس واقعہ کے دو پہلو تھے :

- (۱) گورنمنٹ کے ایک حاکم نے مالک مسلم گزٹ کو اسکے لیے مجبور کیا یا نہیں کہ وہ ایڈیٹر کو علحدہ کر دے ؟
- (۲) مالک مسلم گزٹ کا مولوی صاحب سے رویہ اور ادعاء حریت و حق پرستی کا حشر۔

سب سے پہلے امر اول کی نسبت غور کیجئے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ آنریبل مسٹر برن کو کیوں کر سمجھایا جائے کہ لفظ ”جواب“ کا جو مطلب انہوں نے اپنے ان عجیب و غریب جوابات سے ظاہر کیا ہے، وہ اس مطلب سے بالکل مختلف ہے جو ہرزبان کی لغت میں مسطور ہے، اور ہرزبان کا بولنے والا یقین کرتا ہے۔ سوال کا منشا یہ تھا کہ مجسٹریٹ نے مالک مسلم گزٹ پر ایڈیٹر کی علحدگی کیلئے زور ڈالا یا نہیں، اور ڈالا تو کس قانون کی بنا پر؟

اسکا جواب صرف یہی ہو سکتا تھا کہ یا تو وہ واقعہ سے انکار کریں یا اسکی وجہ بتلائیں، مگر وہ کہتے ہیں کہ ”سوال میں پورے واقعات نہ بیان کیے گئے“ پھر بتلاتے ہیں کہ وہ ”پورے واقعات“ یہ ہیں کہ مالک مسلم گزٹ کی ایک تحریر کا ترجمہ موجود ہے۔ لیکن اس تحریر کا وجود خود اس امر کی علانیہ شہادت دیتا ہے کہ مالک مسلم گزٹ اور مسٹر فورڈ میں ایڈیٹر کی علحدگی کا تذکرہ آیا ہے اور وہ کوئی تحریر اس سے لکھو اگر اپنے قبضہ میں لے رہے ہیں۔ یہ اس بات کے ثبوت کیلئے کافی ہے کہ مسٹر فورڈ نے مالک مسلم گزٹ پر زور ڈالا، کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ تحریر وجود ہی میں کیونکر آتی، اور ڈاکٹر مجسٹریٹ کی میز سے معرود کر کے کونسل ہال کی میز تک کیونکر مرتفع ہوتی؟

۱۔ علاوہ خود اس تحریر ہی میں یہ جملہ بصراحت موجود ہے کہ ”ایک تحریر کے مطابق“ میں ایڈیٹر کو علحدہ کیے دیتا ہوں۔ پھر اسکے بعد اس امر کے ثبوت کیلئے آر کیا باقی رہ جاتا ہے کہ مسٹر فورڈ نے مالک مسلم گزٹ پر اس بارے میں زور ڈالا تھا؟ البتہ بعض الفاظ ہیں جن سے ہمیشہ ایسے موقعوں پر ایک خاص اصطلاح کے ماتحت آجاتے ہیں۔ اگر کوئی حاکم کسی بارے میں نہایت ہی سخت زور ڈالے اور اپنے اقتدار سے کام لے، تو اسکا نام یہاں کی اصطلاح میں ”راے“ اور ”خواہش“ سے زیادہ نہ ہوگا۔ کوئی حاکم اپنے حاکمانہ اقتدار سے کام لیکر کیسی ہی سخت مداخلت کرے، لیکن مداخلت کا نام ہمیشہ یہاں ”مشورہ دینے“ کے ہیں۔ پھر سوال یہ ہے کہ اس تحریر کے پیش کرنے کے بعد وہ کون سا جواب تھا جو آنریبل سید رضا علی کو مل گیا؟ اسکے بعد بھی تو یہ سوال بدستور باقی ہے کہ ڈاکٹر مجسٹریٹ نے کس قانون کی بنا پر ایسا کیا؟

اس تحریر نے بالکل پردہ اٹھا دیا۔ لطف یہ ہے کہ خود انہوں نے ہی پردہ اٹھایا جسے بعید بالکل برعکس تھی۔ واقعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس ملاقات میں مالک مسلم گزٹ سے علحدگی کیلئے کہا گیا ہے اور جس کی صحیح و اصح خبر مجمع ملی تھی، اسی ملاقات میں یہ تحریر بھی لکھوائی گئی، تا کہ نادان و کمزور مالک مسلم گزٹ اچھی طرح پھنس جائے۔

ہر حاکم کو جسے قانون نے عدالتی اختیار دیے ہوں، پر حق حاصل ہے کہ جس کسی پر چاہے، مقدمہ قائم کرے، اور پھر جوڈیشل اور ایگزیکٹو اختیارات کی یک جائی کی وجہ سے جس طرح چاہے اسکا فیصلہ بھی کر دے۔ لیکن یہ اختیار تو اب تک قانون کی مبدلات میں درج نہیں کیا گیا ہے کہ وہ کسی شخص کو بلا کر غیر باقاعدہ اور غیر قانونی طور پر دھمکائے اور اس سے وہ کرانا چاہے جو قانون وقت بھی نہیں کرسکتا؟

ایڈیٹر کو بھی بعض حالتوں میں مثل پرنٹر و پبلیشر کے سزا دی جا سکتی ہے، لیکن مجبور کر کے دفتر سے نکالا نہیں جاسکتا۔ اسکی مثال بد بختی سے مسلم گزٹ ہی نے قائم کی۔

معاملے کا دوسرا پہلو مالک مسلم گزٹ کے متعلق ہے، اور افسوس ہے کہ انکے ساتھ ہمدردی کرنے کا پبلک کو کسی طرح مشورہ نہیں دیا جاسکتا۔ وہ ایک طرف حریت و صداقت اور جان نثاری و فدویت کے اظہارات سے لوگوں کو طرح طرح کی توقعات میں مبتلا کرنا چاہتے تھے، دوسری طرف اس تحریر میں نہایت ذلت اور عاجزی کے ساتھ اپنے قصوروں کیلئے ہانہ جوڑ رہے ہیں، اپنے تئیں ایڈیٹر کے آگے عاجز بتلاتے ہیں، اور لکھتے ہیں کہ میں تعمیل حکم اور معذرت خواہی کیلئے طیار ہوں!

کچھ مضائقہ نہ تھا اگر انکا اصلی خیال یہی ہوتا۔ کوئی حرج نہ تھا اگر وہ اذعانہ نکتہ چینی کے مخالف ہوتے۔ اعتدال اور احتیاط کا ملحوظ رکھنا کوئی قابل اعتراض و تذلیل بات نہیں ہے۔ لیکن ایسی حالت میں ضرور تھا کہ وہ اپنے تئیں حکم کے اثر سے آزاد رکھتے اور اپنے طرز پر جو چاہتے کرتے۔ انکو فوراً ہر ایسی خواہش کے جواب میں صاف صاف کہدینا تھا، کہ اگر آپ مقدمہ قائم کرنا چاہتے ہیں تو شوق سے کیجیے۔ جب اس کام کو اختیار کیا ہے تو کب تک عدالت کے نام سے کانپیں گے؟ لیکن آپ اسکا لیا حق ہے کہ مجھے تحریر لکھوائیں، میرے انتظامی امور میں دخل دیں، اور کسی شخص کو مجبور کریں کہ وہ لکھنؤ چھوڑ کر چلا جائے؟

مسلم گزٹ غالباً آجکل میں بالکل بند ہو چکا مگر ان حالات کے بعد اسکا بند ہو جانا ہی بہتر ہے۔ قوم کی آزادی و حق پرستی کی تحریک میں اگر جان ہے تو اسے اس طرح کے سینکڑوں اخبار کے بند ہونے کی ذرہ برابر پروا نہیں۔ یہ واقعہ اس کے کہ اس کی یادگاروں میں تعداد کا اضافہ کرتے رہیں، اس سے نہیں ڈال سکتے۔

یہاں تک لکھ چکا تھا کہ معلوم ہوا، مسلم گزٹ بند ہو گیا۔ اور ایک ماتمی اور الوداعی تحریر شائع کی گئی ہے جس میں لکھا ہے کہ ہم مجبور ہیں۔ ہم نے جو کچھ اپنی اس تحریر میں لکھا تھا، جو کونسل کے جواب میں دکھلائی گئی، اور پھر جو کچھ اخبار میں لکھا، اس میں کوئی تناقض نہیں۔ حکم کا دباؤ اظہار حق سے باز رکھتا ہے اور خوشامد ہم سے بن نہیں آتی وغیرہ وغیرہ۔ پس آگے سوا چارہ نہیں کہ اخبار بند کر دیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مسلم گزٹ اگر بند کر دیا گیا تو بہت سے اخبار نکلتے ہیں اور بند ہوتے ہیں، اور ہر زندگی کیلئے موت کسی نہ کسی وقت آتی ہی ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ مسلم گزٹ تو بند ہو گیا لیکن اپنی جگہ اپنی ایک ایسی مہلک نظیر چھوڑ گیا جس کے نقصان کا کوئی اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔

بہتر تھا کہ مسلم گزٹ نہ نکلتا، کیونکہ اسکی اشاعت سے جس قدر فائدہ ہوا تھا، اس سے زیادہ اسکے مرض الموت سے نقصان پہنچا،

جب میر صاحب دہلی میں مقیم ہوئے تو ان کے لئے ایک مکان بنایا گیا تھا کہ وہ معافی انگیز اور ایڈیٹر کے علاوہ کر دیں ورنہ آپریشن قدمہ چلایا جائیگا، تو فی الحقیقت اس "جذارہ" کے اٹھانے کا اصلی وقت وہی تھا، نہ کہ اس کے ہونے۔

ان کے سونچنا چاہیے تھا کہ میری حالت اس طرح کی زندگی کیلئے عرصہ نہیں ہے جو احباب کیلئے مقدمات و عتاب حکام، فشار عدالت میں صرف ہو۔ پس معافی نامہ لکھنے، ایڈیٹر فوراً علاوہ کرنے، حکام کی غیر باقاعدہ و قانون مداخلت کی ایک مثال قائم کرنے کی جگہ، بہتر ہے کہ مسلم گزٹ ہی بس کر دیا جائے۔

اگر وہ ایسا کرتے تو ضرور ہم سب کی ہمدردی سے مستحق ہوتے۔ بعض لوگ کہتے کہ درگئے اور پرچہ بند کر دیا، مگر صاحب عقل سمجھاتے کہ بحالت موجودہ نکلنے سے اس کا نہ نکلنا ہی بہتر تھا اور کیا ضرور ہے کہ ہر شخص اپنے تئیں محض میں ڈونڈ کرے؟

اصل یہ ہے کہ وہ کہہ کر گئے۔ اب اس کے سراچار نہیں کہ ہم سب انہیں معاف کر دیں۔ لیکن افسوس کہ ان کی قائم کردہ مثال کے نتائج کبھی قوم کو معاف نہ کرینگے!

اعلانات

انجمن ہدایت الاسلام دہلی کا چوتھا سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ ذی قعدہ سنہ ۱۳۳۱ ہجری مطابق ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ ع یوم شنبہ - یکشنبہ - در شنبہ بمقام دہلی بازو ہندو راؤ مذمقہ ہوگا۔ معزز علماء کرام اور واعظین در در سے مدعو کیے گئے ہیں۔ (از جانب):

ابو محمد عبدالحق حقانی سرپرست - حاجی محمد اسحق سردگرنظام و حاجی عبدالصمد نائب ناظم - پیرزادہ محمد حسین جج پشور نائب سرپرست - محمد حسن خان عرف نواب خضر پشور تحصیلدار نائب ناظم - نظام الدین احمد سفید و مہتمم انجمن۔

(جنہم سے تیسرا خط) اس سلسلے کے متعلق الہلال میں دوہر کیا جا چکا ہے۔ اب اس کا تیسرا تذکرہ بھی شائع ہو گیا ہے۔ مزوی شرف الدین احمد صاحب ریاست رامپور کے پتے سے ملسکتا ہے۔

آریہ سماج کے بانی مہارشی - رامی دیا نند سرسوتی جی کی یاد گار میں حسب معمول اخبار پرکاش لاہور کارشی نمبر دیوالی کے موقعہ پر ۲۴ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ ع کو بڑی آب و تاب سے شائع ہوگا۔ جس میں بلا لحاظ مذہب و ملت ہندوستان کے برگزیدہ اصحاب اور مشہور معروف اہل قلم کے زبردست مضامین (نظام رنٹر) رشی جیوں اور ان کے متعلق درج ہونے والے پرچہ کو ہر پہلو سے مفید اور دلچسپ بنانے کی غرض سے اس سال پانچ انعام مشہور کئے گئے ہیں۔ پندرہ روپیہ اس شخص کو دیا جائیگا - جو رشی دیا نند کے متعلق صحیح واقفیت ہم پہنچائیگا۔ پندرہ اور دس روپیہ کے دو انعام در عمدہ نظموں کے لیے دیے جائیں گے۔ چوتھا انعام پندرہ روپیہ کا اس شخص کی نذر ہوگا - جو رشی جیوں کے متعلق بہت اعلیٰ درجہ پر یا کہانی لکھ کر پہنچائیگا۔ پانچواں انعام پندرہ روپیہ کا نقد یا تمغہ کی صورت میں اس شخص کو دیا جائیگا - جو رشی نمبر کے ایک صفحہ بعد تک سب سے زیادہ پرکاش کے خریدار بنائیگا۔ (خریداروں کی تعداد بیس سے کم نہیں ہونی چاہیے)

قیمت ڈیڑھ آنہ (۰۱) ہوگی۔ فی سینکڑہ ۶ روپیہ ۸ آنہ

آپ کا داس

کرشن بی - اے - ایڈیٹر پرکاش - لاہور

اگر چہ موت سے نہیں کیونکہ اس مذہبی و مسموم مرض کے بعد اس کا مرجا نا ہی بہتر تھا۔

مالک مسلم گزٹ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مسلم گزٹ کی موت کی پوری ذمہ داری خود انہیں پر ہے۔ حکام کا جبر و تشدد کہاں نہیں ہے اور کیوں نہ ہو؟ کیا انہوں نے مسلم گزٹ کو اس امید پر نکالا تھا کہ حکام اس کو اپنے بچوں کی طرح اپنی گود میں کھلائیں گے؟ کیا ان کو یہ امید تھی کہ ہمیشہ حکام کی طرف سے ان کی راہ میں سہولتیں ہم پہنچائی جائیں گی؟ کیا وہ اس دم رخیب تھے کہ مسلم گزٹ کیلئے ڈپٹی کمشنر صاحب لکھنؤ انریمری منیجر کی خدمت التجام دینگے؟ یہ تو ازل و روز سے کھلی ہوئی بات تھی کہ مسلم گزٹ جس روش پر چلنا چاہتا ہے وہ حکام کو پسند نہیں، ہر آن وہ ہر لمحہ اس کے تمام ارکان کو سخت سے سخت آزمائشوں کیلئے لگا رہا تھا۔ اور ہر وقت ان باتوں کی بلکہ ان سے بھی بڑھ کر شدائد کی توقع رکھنی تھی، جو کہ پیش آئیں۔ پھر اگر ان وقتوں اور مشکلات کے مقابلے کی طاقت نہ تھی تو کس نے مذمت کی تھی کہ ازادی کا دعوہ کیجیے اور مسلم گزٹ نکالیے؟

سمندر طغیانی پر ہے۔ موجیں پہاڑ کی چوٹیوں تک اچھل رہی ہیں۔ آسمان پر سے ایک دوسرا سمندر ہے جو بہہ رہا ہے۔ پھر اگر کشتی چلانے والے ہونگے تو اسی حالت میں چلا کر کنارے تک پہنچا دیں گے۔ ان کے لیے ایک پرسکون و پر امن سمندر بنایا نہیں پیدا کیا جائیگا۔

اصل یہ ہے کہ مسلم گزٹ کے نکلنے اور پھر اس میدان میں آنے کی بھی ایک تاریخ ہے اور لوگوں کو معلوم نہیں۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ مسلم گزٹ نکلا اور اس سے قدرت نے وہ کلم لیا جس کا کسی کو سان رکمان بھی نہ تھا۔ ضرورت ہے کہ اب اس کو لکھا جائے اور بوقت فرصت لکھونگا۔

سب سے زیادہ افسوس اس پر ہے کہ بغیر کسی علانیہ کارروائی اور باقاعدہ قانونی حملے کے، پریس کے حریف ایک وسیع الاشاعت اخبار کو بند کر دینے میں کامیاب ہو گئے، اور اس طرح بدترین مثال جو قائم ہو سکتی تھی، ہو گئی۔

اگر میر جان صاحب سے کہا گیا تھا کہ ہم مقدمہ چلائیں گے تو کونسی قیامت آگئی تھی؟ اسمیں عاجزی کرنے اور گڑگڑانے کی کونسی بات تھی؟ صاف کہہ دیتے کہ مقدمہ قائم کیجیے اور قانون کے مطابق کارروائی کیجیے۔ پھر یا تو باقاعدہ کارروائی ہوتی اور وہ مرحال میں موجودہ حالت سے ہزار درجہ بہتر تھی، اور یا پھر سر دست ملتوی رکھی جاتی اور بحالت موجودہ بھی اغلب بھی تھا جیسا کہ خرد میر صاحب کو معلوم ہے۔

لیکن وہ دھمکی سے درگئے اور بغیر کسی زحمت و مشقت کے وہ سب کچھ کر دیا، جس کا کرنا پریس کے حریفوں کے لیے آسان

تھار بند کرنے کی بڑی وجہ یہ بتلائی گئی ہے کہ اگر اخبار جاری رکھا جائے تو حکام کی سختی سے اب اسمیں اصلی روح حریت باقی نہیں رہیگی۔ اور اسی حالت میں بہتر ہے کہ بند ہی کر دیا جائے۔

اسمیں کچھ شبہ نہیں کہ اگر ایک شخص اپنے ضمیر ایمان کے ساتھ کلم کرنے کا موقع نہیں پاتا تو اس کے لیے یہی بہتر ہے کہ دم ترک کر دے۔ اپنے تئیں استبداد حکام سے معصوم پاکر اگر میر صاحب نے مسلم گزٹ کو بند کر دیا تو یہ بہت اچھا کیا۔ لیکن افسوس ہے کہ اگر یہی کارروائی چند ہفتے پیشتر کی جاتی تو یہ تمام واقعات پیش ہی کیوں آتے، جن کی بدولت ایک بدترین مثال حکام کے سامنے آگئی ہے؟

پھر میری قدرت سے باہر ہوتا ہے کہ اپنے غصہ کو ضبط کروں - میری زبان میرے قابو میں نہیں رہتی - وہ اسکو دیکھتی ہے جو گورحمٰن رحیم ہے لیکن قہار جبار بھی ہے !

میری پہلی حالت اگر ”قولا لا قولا لینہ“ (اے موسیٰ رہاؤں ! فرعون کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرنا) کے تابع تھی تو یہ دوسری حالت ”واغلظ علیہم“ (اے پیغمبر! دشمنان حق کے ساتھ راہ حق میں نہایت سختی کر) کے ماتحت ہوتی ہے -

(جہل و ادعا)

ان مواقع مہیجہ اور مناظر مہربا میں سے ایک سب سے بڑا تاب کسل موقعہ وہ ہوتا ہے، جب دیکھتا ہوں کہ جہل مذہب کے ساتھ علم مذہب کا دعوا کیا جاتا ہے، اور وہ لوگ، جو اسلام سے بھی نسبت رکھتے ہیں جو ایک جاہل مریض کو علم طب سے ہوتی ہے، مدعیانہ باہر نکلتے ہیں اور اسلام کی طرف اُس چیز کو نسبت دیتے ہیں، جس سے حاشا کہ وہ پاک و بری ہے -

میں انسانی جہل و عصبان کے سخت سے سخت مناظر پر خاموش رہہ سنتا ہوں، لیکن ایک لمحہ کیلئے بھی مجھے سے یہ نہیں ہو سکتا کہ اسلام کے متعلق جہل و بے خبری کے ساتھ دعوا کیا جائے اور میرے قلم و زبان سے کسی طرح کی بھی نرمی و درگذر ایسے لوگوں کے حصے میں آئے - اگر ایک شخص جاہل ہے تو اس پر سب کو افسوس ہوگا لیکن غصہ کسی کو بھی نہیں آلیگا، لیکن جو شخص باوجود جہل مطلق ہے، کسی شے کے متعلق عالمانہ و مدعیانہ اپنی نمائش کرتا ہے، تو اسکا گناہ جہل نہیں ہے بلکہ ابلہ سیانہ، تمرد و سرکشی ہے، اور پھر اسکو ذات و حقارت کے سرا اور کچھ نہیں مل سکتا -

(المرشدون الجاهلون)

ہماری بد بخٹی نے خود ہماری بربادیوں کے سامان کر دیے ہیں - قوم کے قدرتی پیشوا علماء مذہب تھے - اگر قرآن مسلمانوں کی دینی و دنیوی فلاح کا جامع ہے تو جس جماعت کے پاس قرآن کا علم ہوگا، وہی ملت مرحومہ کی دینی و دنیوی پیشوائی کی اہل ہوگی - لیکن ہمارا مرض پانوں میں نہیں بلکہ دماغ میں ہے - ہمارے پانوں میں لنگ نہیں ہے مگر دماغ میں قوۃ ارادہ باقی نہ رہی - علما نے اپنے فرائض کو سب سے پہلے خیر باد کہا، اور پھر انہی کی ضلالت سے قوم کی تمام گمراہیوں کی تولید ہوئی -

اب حالت یہ ہے کہ ایک گلہ ہے جس کا کوئی چرانا نہیں - نئے لوگ مسند پیشوائی پر بیٹھے ہیں - انکا جہل مرکب اور نفس خادع جو کچھ انکے قلب پر القا کرتا ہے، اسی کو اسلام کی طرف منسوب کر دیتے ہیں - ہر شخص جو قلم پکڑ سکتا ہے شیخ الاسلام ہے، ہر اخبار کا ایڈیٹر جو چند آدمیوں کا وقت خرید سکتا ہے مفسر قرآن ہے - ہر انگریزی دان، ہر خطاب یافتہ، ہر سیکریٹری، ہر متولی، حق رکھتا ہے کہ اپنے ہر القاء شیطانی کو تعلیم اسلامی قرار دے، اور اپنے ہر ہیجان نفسانی کو اجتہاد دینی سے تعبیر کرے: الا انہم هم المفسدون ولكن لا يشعرون (۱۲: ۲)

پھر یہ کون ہیں جو ہمارے سامنے آتے ہیں اور اپنے احکام و اوامر ہم پر نافذ کرتے ہیں؟ ان میں سے کتنے ہیں جنہوں نے علم دینیہ کی تحصیل کی ہے، اور کتنے ہیں جنکو قرآن و سنت کی خبر ہے؟ جہل مطلق کے سوا کیا ہے جسے وہ پیش کر سکتے ہیں، اور تعبد حکام کی بخشی ہوئی ذات عزت نما کے سوا کونسی شے

الہلال

۷ ذی قعدہ ۱۴۲۱ ہجری

مساجد اسلامیہ اور خطبات سیاسیہ

اسلام میں مساجد کی حیثیت دینی

انجمن اسلامیہ لاہور کا رزلوشن

(۱)

اجعلتم سقایۃ الحاج
و عمارة المسجد الحرام
کن امن باللہ والیوم
الآخر و جاہد فی سبیل
اللہ ؟ لا یسترون عند
اللہ - واللہ لایہدی
القوم الظالمین -
(۹: ۱۹)

کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد کے آباد رکھنے کے کلم کر اُس شخص کے کاموں جیسا سمجھ لیا ہے، جو اللہ اور روز آخرت پر سچا ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے؟ اللہ کے نزدیک تو یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے - اور پھر وہ ظلم کرنے والوں کو کبھی راہ راست نہیں دکھلاتا -

(واغلظ علیہم !)

مجھ کو تمام دنیا کی طرح معلوم ہے کہ صبر و تحمل اور ضبط و حزم بہر حال غیظ و غضب اور عجلت و بے صبری سے بہتر ہے، میں جانتا ہوں کہ تسامح و روا داری اور نرمی و لینۃ کی انسانی طلب پر حکومت ہے، اور سختی و خشونت انسان کے ملکوتی مضائل کی فہرست میں داخل نہیں - میں نے قرآن کریم میں پڑھا ہے کہ جب ایک داعی حریت اور مجاہد فی سبیل الحق نو خدا نے مصر کے شخصی فرماں روا کے پاس بھیجا تھا تو کہا تھا کہ ”قولا لا قولا لینہ“ - میں دنیا کے اُس سب سے بڑے شخص کی نسبت بھی سن چکا ہوں جسکو کہا گیا تھا کہ ”فبما رحمة من اللہ لنت لهم“، ولو کنت نظماً غلیظ القلب، لانفضوا من حولک (۱) اور پھر الحمد للہ کہ اپنے رب کریم کی بخشش سے صبر کی طاقت و تحمل کی عادت بھی رکھتا ہوں -

تاہم بعض موقعے ایسے ہیں، جہاں پہنچ کر میری طاقت صبر جواب دیدیتی ہے - سرشتہ تحمل بے اختیار ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے - میں اللہ کی رحمت و عفو کو بھول جاتا ہوں - از فرق تابلم اسکے قہر و غضب اور غیظ و جلال کی چادر اڑھ لیتا ہوں -

(۱) انصۃ کر مخاطب کرے اللہ نے فرمایا کہ یہ اللہ کا بڑا فضل ہے کہ اُس نے نیکو دشمنوں کے ساتھ نرم دل بنایا، ورنہ اگر آپ سعد دل اور قصہ درہونے تو کبھی لوگوں کو آپ کی طرف کشش نہ ہوتی اور ساتھ چھوڑ کر الگ ہو جاتے -

(خطہ الہلال)

میں نے اپنے کاموں کیلئے ایک راہ اپنے سامنے دیکھ لی ہے اور صرف اسی پر چلنا چاہتا ہوں۔ میں خاص خاص اشخاص و جماعات کی باہمی نزاعات و معاملات میں رقت صرف کرنا پسند نہیں کرتا۔ (الہلال) کو نکلے ایک سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا، لیکن نہ تو کبھی میں نے لاہور کی مختلف جماعتوں کے منافسات شخصیت کی نسبت کچھ لکھا اور نہ (زمیندار) اور اسکے مخالف گروہوں کے جھگڑوں کی نسبت کوئی رائے دی۔ اصول کے ماتحت کلم کرنے والوں کو اپنی نظر بلند رکھنی چاہیے اور انکا رقت بہت قیمتی ہے۔

قاہم میں دیکھتا ہوں کہ (انجمن اسلامیہ) کے اس اعلان نے ایک سخت انساد دینی اور فتنہ ملی کا دروازہ کھول دیا ہے اور وہ اسلام کے احکام کے متعلق سخت غلط فہمی پیدا کرتا ہے۔ مسلمانوں کے لیے سب سے بڑا وسیلہ فوز و فلاح مساجد کے مجامع ہیں، اور انکا رشتہ جس قدر مساجد سے بڑھیکا، اتنا ہی وہ اپنے تمام دینی و دنیوی معاشن سے بہرہ اندرز ہونگے۔ انکے تمام درد دکھ کا علاج ہمیشہ ہمیں سے ملا ہے اور اب بھی ہمیں سے ملے گا۔ لیکن یہ اعلان چاہتا ہے کہ اس دور تنزل و اسلام فراموشی میں، جبکہ اسلام کی قدیمی سنتوں کے احیاء کی ضرورت ہے، اس سنۂ حقیقۃ اسلامیہ کی بچی بھائی ہستی بھی ضائع کر دے۔

پس میں مجبور ہوں کہ تمام اعراض و اطراف شخصیت سے بکلی غص بصر کرے، اور پنجاب کے مقامی مناقشات احزابیہ (پارٹی فیلنگ) سے بے خبر ہو کر، محض ایک اسلامی مسئلہ کی حیثیت سے اس پر نظر ڈالوں۔

(موضوع بحث)

ہمارے سامنے یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ مساجد اسلامیہ صرف پانچ رقت کی نماز اور جمعہ ہی کیلئے ہیں یا کسی اور کام کے لیے بھی؟ اگر ارادہ کاموں کیلئے بھی ہیں تو بامطالع حال پولیٹکل مجالس ان میں منعقد ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ میں مساجد اسلامیہ کے متعلق بعض دیگر اہم مطالب کر بھی ضمناً عرض کر دینا کہ کسی نہ کسی پیرایۂ رقیب پر ضروری خیالات لوگوں کے سامنے آجائیں۔

(القرآن الحکیم)

(مفردات) میں ہے :

”المسجد بکسر الجیم : موضع السجود“

اگرچہ ”مسجد“ کے مفہوم کے متعلق مفسرین نے طرح طرح کے اقوال نقل کیے ہیں مگر صاف بات یہی ہے جو امام (راغب) نے لکھی ہے۔ یعنی مسجد بکسر جیم ہے اور اس سے وہ مقام مراد ہے جہاں فاطر السموات والارض کے آگے جبین نیاز زمین پر رکھی جائے۔ اسی کی جمع ہے ”مساجد“۔

پس ”مسجد“ کا مقصد اسکے نام سے ظاہر ہے۔ سورہ (جن) میں اللہ تعالیٰ نے اسکے مقصد کی تحدید کی :

وان المساجد لله ! مسجدين صرف الله هي كيلیے ہیں۔ (۱۸: ۷۲)

اس سے ظاہر ہوا کہ مساجد کے متعلق پہلا حکم الہی : ہے کہ وہ صرف اللہ ہی کیلئے ہیں۔ یعنی انکے اندر صرف وہی اعمال انجام دیے جاسکتے ہیں جو مخصوص اللہ کیلئے ہیں۔ اسکے بعد فرمایا :

ہے۔ چہر انہیں ناز ہے؟ بیشک، اچھا کپڑا اور شاندار مکان ایک انسان کو سوسائٹی میں ممتاز کر سکتا ہے۔ اگر ایک شخص نے پلس کوئی گراں معارضہ نوکری ہے، کوئی قیمتی جائداد ہے، یا کوئی سرکاری خطاب ہے، تو کچھ ہرج نہیں اگر وہ ان چیزوں سے اپنے دل و دماغ کو خوش کرے، لیکن اسکے یہ معنی تو نہیں ہو سکتے کہ اسے ملتا ہے نا جائز مطالبات کرنے کا حق بھی حاصل ہو گیا ہے، اور جہل و علم کے جو قدرتی حدود ہمیشہ سے یکساں طور پر موجود ہیں وہ اسکی خاطر توڑ دیے جائیں؟

(حکم افعال مساجد و منع خطبات سیاسیہ)

ملت مرحومہ کی مصیبتوں کی مثالیں ہمیشہ پیش آتی رہتی ہیں۔ آجکل پنجاب میں یہ مسئلہ چھوڑ گیا ہے کہ مساجد میں پولیٹکل امور پر تقریر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اسکی ابتدا (انجمن اسلامیہ لاہور) کے ایک اعلان سے ہوئی، جس میں اپنے زیر انتظام (شاہی مسجد لاہور) کی نسبت حکم دیا گیا ہے کہ اس میں پولیٹکل تقریریں نہ کی جائیں۔ ثبوت میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ مسجد ذکر الہی اور عبادت و طاعت کیلئے ہے، نہ کہ ہوائیالہ، ہنگاموں کیلئے۔

میں نے انجمن اسلامیہ لاہور کا وہ رزلوشن نہیں دیکھا۔ معلوم نہیں اسکے اصلی الفاظ کیا ہیں؟ لیکن اخبارات میں مندرجہ صدر الفاظ کو بار بار دہرایا گیا ہے۔ اسکی مخالفت میں مجلسیں منعقد ہو رہی ہیں اور تجاریز پلس کی جارہی ہیں۔ لیکن افسوس کہ اسلام کے احکم مذہبی اور مومنین اولین کے اسوۂ حسنہ کی بنا پر ہلنگ کسی نے اس پر نظر نہیں ڈالی۔

(انجمن اسلامیہ لاہور) کے سکریٹری خان صاحب مستر بقیر علی خلف الصدق خان بہادر مولوی برکت علی مرحوم ہیں۔ مجھے جہاں تک معلوم ہے، نہ تو انہوں نے دینی تعلیم پالی ہے اور نہ ان امور و مباحث کی نسبت کوئی واقفیت رکھتے ہیں۔ رزلوشن انہوں نے تھپا پلس نہ کیا ہوگا بلکہ ارکان انجمن کے مشورے سے ہوا ہوگا، لیکن ارکان انجمن کی نسبت بھی جہاں تک مجھے معلوم ہے، ان میں کوئی شخص ایسا نہیں جو ان چیزوں کا اہل ہو۔

پھر وہ کونسا حق امر دینی انہیں حاصل تھا، جسکی بنا پر یہ جہانی انکے قلم سے نکلا؟

اس سے بھی قطع نظر کیجیے۔ اسکے بعد کا سوال اس سے بھی زیادہ اہم ہے۔ یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ انجمن اسلامیہ علماء دینیہ، رؤساء روحانیہ، اور مجتہدین ملت کی ایک انجمن ہے، لیکن پھر بھی اسکی حیثیت اس سے زیادہ نہیں ہوتی کہ بعض لاہور لمی ایک شہر کی انجمن، جسکے سپرد شاہی مسجد کا انتظام کر دیا گیا ہے تاکہ وہ اسکی خدمت انجام دے اور بس۔ پھر کیا مسجد اسلامیہ کے متعلق اوامر و نواہی کے اعلان کا حق صرف مسلمانوں کی ایک انجمن کو شرعاً حاصل ہو سکتا ہے؟ اور کیا وہ مجاز قرار دی جاسکتی ہے کہ جس کام کو چاہے مسجد میں ہونے دے اور جس کو چاہے روک دے؟

اسلام میں حق امر و حکم کسی کو نہیں۔ وہ دنیوی انتظام و حکومت میں جب کسی ایک فرد کے استبداد کو تسلیم نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ ”ان الحکم الا للہ“ تو اسکے احکم دینیہ کیونکر تابع ارادہ اشخاص و جماعات مغمومہ ہو سکتے ہیں؟ اس نے یہ حق صرف قرآن کر دیا ہے، یا پھر دنیوی امور میں اس اجماع کو جو تمام مسلمانوں کی اکثریت رائے سے عبارت ہے۔

لما رآه يصلي واصحابه " جب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
یرکعون برکوعہ اور آپکے اصحاب کو نماز میں اس طرح
رکعتوں بسجودہ؛ دیکھتے کہ سب کے سب انکے جھک
قال: عجبراً من جانے کے ساتھ ہی جھک جاتے ہیں
طراعیۃ اصحابہ لہ - اور انکے سجدہ کرنے کے ساتھ ہی سجدہ
میں گرجاتے ہیں تو انکی اس عجیب اطاعت و فرماں برداری پر
انہیں تعجب ہوتا اور متحیر ہو ہو کر دیکھنے لگتے "۔
حافظ عماد الدین (ابن کثیر) نے اپنی تفسیر میں بروایت
حسن نقل کیا ہے :

قال الحسن: لما قام رسول الله جب انحضرت (صلعم) کہتے
صلعم يقول لا اله الا الله ويدعو ہوتے، لا اله الا الله کہتے اور لوگوں
الذاس الى ربهم، كادت العرب کر اللہ کے طرف دعوۃ دیتے، تو
تلبذ عليه جميعاً (حاشیہ فتح اہل عرب ہجوم کر کے پہنچتے اور
البیان جلد: ۱۰ - صفحہ: ۹۵) ایک دوسرے پر چڑھ آتے۔

اصل یہ ہے کہ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے اس حالت کی
طرف اشارہ کیا ہے جو آغاز اسلام میں انحضرت اور آپکے ساتھیوں کی
تھی۔ جب آپ نماز پڑھنے کیلئے قیام فرما ہوتے، ایک جماعت
آپکے جاں نثاروں کی آپکے پیچھے صف بستہ کھڑی ہرجاتی، اور
خضوع و خضوع اور انقطاع و قنوت کے ساتھ یہ مقدس گروہ ایک ان
دیکھی ہستی کے تصور میں بیخودانہ مصروف رکوع و سجدہ و مشغول
تسبیح و تکبیر ہوتا، تو یہ منظر کفار عرب کیلئے نہایت تعجب انگیز
ہوتا اور وہ اس عجیب طریق قیام و رکوع اور صفوں و متابعت
امام کی عظمت و رعب سے مبہوت ہو جاتے۔ پھر انہوں نے اپنی
شرخی و سرکشی سے اس منظر عبادت کو ایک تماشہ سا بنالیا
اور نماز کے وقت جمع ہو ہو کر ہجوم کرنے لگے اور دیکھنے کے شوق
میں ایک دوسرے پر ٹوٹنے لگے۔ وہ اکثر تماشہ دیکھنے والوں کی
طرح بڑھتے بڑھتے اس قدر قریب آجائے، گویا لوٹ پڑنے کے
ارادے سے بڑھ رہے ہیں۔ پس یہی اصل حقیقت ہے، جسکی طرف
امام ابن (جریر) نے ایک روایت نقل کر کے اشارہ کیا ہے اور اسکا
اقتباس اوپر گزر چکا ہے۔

اب غور کیجیے کہ اس آیت کریمہ سے مساجد کے متعلق کیا بات
نکلتی ہے؟ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اپنے ضعف و مرعوبیت اور
اطاعت احکام غیر اللہ کی عبودیت سے اجکل مسجدوں کے مقبولین
اور انجمنوں کے سرکردہوں نے جو رش اختیار کر رکھی ہے، اس
نے مساجد اسلامیہ کی عظمت کو اسی طرح تاراج ضلالت کر دیا ہے
جیسا کہ ظہور (مسیح) کے وقت یروشلیم کے ہیکل کا حال ہو گیا
تھا۔

اس آیت میں آغاز اسلام کی جس حالت کی طرف اشارہ
کیا گیا ہے، بد بختی سے آج ہم اپنی تمام عظیم الشان مساجد میں
وہی حال دیکھ رہے ہیں۔ دہلی و آگرہ کی جامع مسجد اور لاہور
کی تاریخی مساجد ہمیشہ یورپین حکام اور یورپ کے سیاحوں کا
تماشہ گاہ رہتی ہیں۔ وہ اکثر عین نماز کے اوقات میں آتے ہیں اور
بالکل اسی طرح، جس طرح اہل عرب تعجب سے بطور تماشے کے
مسلمانوں کو مصروف نماز دیکھتے تھے، قریب آ کر ہماری صفوں کا
تماشہ کرتے ہیں اور کوی نہیں ہوتا جو اس تضحیک شعائر اللہ سے
انہیں باز رکھے اور روئے ۱۱

اسلام اپنے اعمال و احکام دینیہ کے اندر اقوام و ملتوں کے مندرجہ
اور رومن کی ہولناکیوں کے خالق ہوں کی طرح کوی راز نہیں
رکھتا۔ اس نے یکمال کشادہ دلی اجازت دی ہے کہ غیر قوم و

فلا تدعوا مع الله احدا۔ پس مسجدوں میں اللہ کے سوا اور
کسی کی بندگی نہ کرو (۱۸: ۷۲)

اس جملے نے ان تمام اعمال کی نہی عام کر دی، جو خدا کے سوا
کسی اور کیلئے انجام دیے جائیں، خواہ وہ لسانی ہوں یا بدنی۔
امام (طبری) نے حضرت ابن عباس سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ:
ابی افرودا المساجد بذكر یعنی مسجدوں کو صرف اللہ کے ذکر
اللہ تعالیٰ ولا تجعلوا کیلئے مخصوص کر دیا اللہ کے سوا
لغیر اللہ فیہا نصیباً۔ غیروں کیلئے وہاں کے ذکر و عبادت
(تفسیر: ۱۹: ۷۱) میں کوئی حصہ نہر۔

امام طبری، امام رازی، حافظ ابن کثیر وغیرہم اپنی تفسیر میں
لکھتے ہیں:

قال قتاده: كانت اليهود " قتادہ نے اس آیت کے شان نزول
و النصارى، اذا دخلوا میں کہا: یہودیوں اور عیسائیوں کا
کذا تسبهم اشركوا بالله، قاعدہ تھا کہ جب اپنے گرجوں میں
قامر الله فیہ ان جاتے تھے تو اللہ کے ساتھ اس کے ذکر میں
بندوں کو بھی شریک کرتے تھے۔ پس اللہ

نے اپنے نبی کریم کو حکم دیا کہ مسجد کو صرف اللہ ہی کیلئے
مخصوص، اور صرف اسی کے ذکر کیلئے محدود کر دیں۔

ان اقتباسات سے مندرجہ ذیل نتائج مقصد مساجد کے متعلق
حاصل ہوتے ہیں:

(۱) مساجد کی تعمیر اور انکا قیام صرف اسلئے ہے تاکہ وہ
عمارین اللہ کے نام سے مخصوص کر دی جائیں۔ انکا مقصد صرف
یہ ہونا چاہیے کہ اللہ کے لیے ہوں اور اسی کے ذکر و عبادت کیلئے
وہاں لوگ جمع ہوں۔

(۲) یہود و نصاریٰ کا قاعدہ ہے کہ وہ اپنے گرجوں میں خدا
کے ساتھ انسانوں کا بھی ذکر کرتے ہیں اور اس عقیدت و طاعت
اور ذوق عبادت کے ساتھ، جو صرف اللہ ہی کیلئے مخصوص ہے۔
اس آیت میں اس سے روکا گیا اور فرمایا کہ مسجدیں اللہ کیلئے ہیں،
نہ کہ انسانوں کے ذکر کیلئے۔

(۳) پس آجکل جو لوگ پادشاہوں کیلئے بعض مسجدوں میں
دعائیں مانگتے ہیں اور شاہی تاج پوشیوں کی تہنیت میں شور
و غل مچاتے ہیں، اس آیت اور اس کے شان نزول سے بالکل ممنوع
ثابت ہو گیا اور ایسا کرنا "لا تجعلوا لغیر اللہ تعالیٰ فیہا نصیباً" میں
داخل۔

[۲]

سورہ (جن) کی اسی آیت کے ساتھ کا ٹکرا ہے:

وانما لما قام عبد الله " اور جب خدا کا بندہ مخلص (یعنی
ید عہد، کادوا یسرون حضرت داعی اسلام) اللہ کی عبادت
علیہ لبدا - (۱۸: ۷۲) کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو لوگ اس کے گرد گرد
جمع ہو جاتے ہیں اور اس طرح نزدیک آ کر دیکھتے ہیں گویا قریب
ہے کہ لپٹ پڑیں گے۔

اس آیت کے شان نزول میں متعدد اقوال ہیں۔ حضرت (ابن عباس)
سے مروی ہے کہ جب انحضرت نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوتے یا
قرآن پڑھتے، تو حرم اجتماع میں لوگ ہجوم کر کے ایک دوسرے
پر کمرے لگتے اور نہایت قریب آ جاتے۔ اللہ نے اسکی ممانعت
کی۔ امام (ابن جریر) نے تفسیر میں بروایت (سعید بن جبیر)
ہر سارا قول نقل کیا ہے:

احق ان تقوم فیہ، تم کبھی بھی اس مسجد میں جا کر
فیہ رجال یحبون کہڑے نہوٹا ۱ ہاں وہ مسجد مقدس
ان یطہروا واللہ جس کی بنیاد روز اول ہی سے اتنا
یحب المتطہرین۔ پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے، یقیناً
(۱۰۸:۹) اسکی مستحق ہے کہ تم اسمیں نماز
کیلئے کہڑے ہو۔ کیونکہ اسمیں ایسے لوگ ہیں جو صاف اور ستھرا
رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ بھی صاف رہنے والوں درست
رکھتا ہے۔

اس آیت سے چند امور واضح ہوئے :

(۱) مساجد کی تعمیر سے ایک بڑا مقصد اتحاد و اتفاق
بین المسلمین اور جمع کلمۃ ملت و دفع تشقت و تفریق ہے۔ یہی
مصلحت و جرب جماعت اور قیام جمعہ و عیدین میں بھی مضمر ہے۔
پس اللہ باہمی پھرت اور تفرقہ کو پسند نہیں کرتا۔ مسجد کی تعمیر
و قیام نیز اسکی جماعت و اجتماع اور ذکر و عبادت بلکہ جمیع اعمال
متعلقہ مساجد میں کوئی بات ایسی نہ ہونی چاہیے جس
سے مسلمانوں میں باہمی نا اتفاقی پیدا ہو اور الگ الگ دھڑے
بننے کی جائے۔ اگر بد بختی سے مختلف جماعتیں ہو گئی ہیں
اور دل صاف نہیں، تو کم از کم اسکے اثرات کو مسجد تک متعدی
نہ ہونا چاہیے اور وہاں کے اعمال کو بالکل نا اتفاقی سے پاک رکھنا
چاہیے۔

(۲) اہل مساجدوں کی تربیت، نئی مساجد کی تعمیر،
اور قدیم مساجد کے انتظام و اہتمام کی جماعتوں کے حالات پر نظر
ڈالیں تو سبھا مثالیں ایسی ملیں گی جن کے اندر صرف جذبۂ
خبیثۂ افتراق اور نیت فاسدۂ نفاق کلم کر رہی ہے، اور اس طرح جس
ہوئے نفاہی سے ہم نے خود اپنے گھروں کو انجس کیا ہے، اسی
سے خدا کے گھر کو بھی آلودہ کرنا چاہتے ہیں۔ پھر کتنی مسجدیں
ہیں جو اتحاد و جمع کلمۃ المسلمین کی جگہ اور افتراق و تشقت
کلمۃ اسلام کا موجب ہوتی ہیں؟ اور کتنی اسلام کی عبادت گاہیں
ہیں جنکے ایوان و صحن اتحاد و اتفاق کی جگہ فتنہ و فساد بل
قتل و جدال بین المسلمین کا گھر بنادیے گئے ہیں؟ ولا تکنوا کالذین
تفرقوا من بعد ما جاء ہم البیانات، اولئک لہم عذاب عظیم (۱۰۲:۳)
(۳) اسی طرح ہر ایسی تحریک جو مساجد کے متعلق تفریق
و نا اتفاقی کا موجب ہو، جائز نہیں کہ خدا نے اس آیت میں ایسی
صدائوں کو علامت نفاق و خصوصیت منافقین خاصین قرار دیا ہے۔

(حکم طہارت ظاہری)

(۴) اگرچہ موضوع بحث کے خلاف ہے لیکن بطور جملہ
معارضہ اس آیت کریمہ کے متعلق ایک فائدہ جلیلہ کی طرف
اشارہ کرنا ضروری ہے۔

مسجد ضرار کے مقابلے میں جس مسجد کی اللہ تعالیٰ نے
تعریف و توصیف کی ہے، خواہ وہ مسجد قبا ہو یا مسجد نبوی،
لیکن ایک بہت بڑا وصف یہ فرمایا کہ :
فیہ رجال یحبون ان یطہروا، واللہ یحب المتطہرین۔
”اس مسجد میں ایسے لوگ ہیں جو صفائی اور ستھرائی کو پسند کرتے
ہیں اور اللہ بھی صفائی پسند کرنے
والوں کو درست رکھتا ہے۔“

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کی نظر میں صفائی اور پاکیزگی
کا درجہ کیسا بلند ہے، اور اس نے صاف و پاک رہنے پر کس درجہ
زور دیا ہے؟ اولین وصف اس مسجد کا یہ بیان کیا کہ وہ موسس

مذہب کے لوگ اسکی مسجدوں میں آتے ہیں اور مسلمانوں کی
تمام طاعات و عبادات کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ لیکن تاہم وہ اپنے تسامح
دینی میں موجودہ مسیحیت کی فرضی بے تعصبی کی طرح اسدرجہ
فیاض نہیں ہے کہ اپنی عبادت گاہوں کو تماشہ گاہ بنا دے، اور لوگ
بطور تماشہ دیکھنے کے وہاں جمع ہو ہوکر نظارہ کریں !

(جامع مسجد) دہلی نے بد بختی سے اس بارے میں
اپنی جو روایات قائم کر دی ہیں، وہ اس آیت کی پوری تفسیر اور
ہتک ابنیۃ مقدسہ اسلامیہ کی امثال مغتومہ میں خاص طور پر
بد گار ہیں۔

اس بارے میں دوسری مفید مانع فیہ آیت سورہ (توبہ) کی
متعلق (مسجد ضرار) ہے۔ لیکن اس سے پہلے ”مسجد ضرار“ کا
مختصر حال سن لینا چاہیے۔

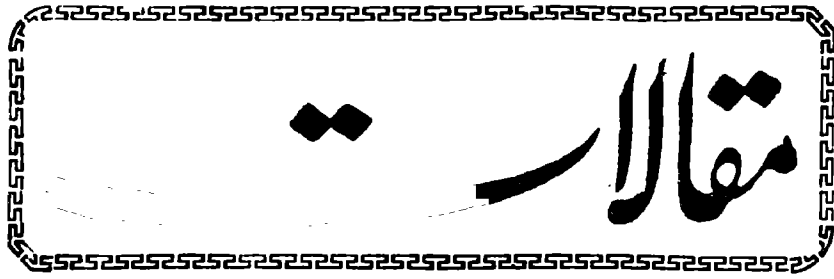
(مسجد ضرار)

حضرت (ابن عباس) اور دیگر صحابہ کرام سے شیخین و ترمذی
و نسائی و احمد و ابویعلی و حاتم و ابن خزیمہ وغیرہم کبار محدثین
رحمہم اللہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت (صلعم) نے مکہ معظمہ
سے ہجرت کی اور مدینے تشریف لائے تو سب سے پہلے بنی عمر
و بن عرف کے محلے میں شہر کی اصلی آبادی سے باہر اترے۔
اسکے بعد شہر میں قیام فرمایا اور مسجد نبوی کی بنا پڑی۔ لیکن
اپنے اولین قیام گاہ میں بھی لوگوں نے ایک مسجد بنا لی اور
آنحضرت بھی اکثر وہاں تشریف لیجا کر نماز پڑھنے لگے۔ یہ مسجد
”مسجد قبا“ کے نام سے اب تک مدینے میں موجود ہے۔ یہ مسجد
بن چکی تو بعض رؤساء منافقین نے مسلمانوں میں تفریق ڈالنے
اور ضعفاء قلوب کو اپنی نیت فاسدہ و مضلہ کا آلہ بنانے کیلئے کہا
کہ تم اپنے لیے ایک دوسری مسجد بناؤ اور اپنی علاحدہ جماعت
قائم کرو۔ حضرت ابن عباس نے ایک دوسری روایت میں (ابو
عامر الراہب) کا نام لیا ہے کہ وہ اس شرارت و دسیسہ نفاق کا محرک
اصلی تھا۔ بہر حال لوگ آنحضرت کے پاس آئے اور اپنی مسجد
میں چلنے اور نماز پڑھنے کی خواہش کی۔ اللہ تعالیٰ کو انکا ارادہ
نفاق و افساد فی الملت معلوم تھا۔ اس نے آپکو جانے سے روکا اور اس
مسجد کو ”مسجد ضرار“ کے لقب سے یاد کیا۔ نیز فرمایا کہ :
”لا تقم فیہ ادا“ اس مسجد میں ہرگز ہرگز جا کر قیام نہ کرنا !

یہ ہم نے ہر روایت مشہور لکھا۔ ورنہ صحاح و مسانید میں وہ
روایتیں بھی موجود ہیں جن میں مسجد ضرار کو مسجد قبا کی
جگہ مسجد نبوی کے مقابلے میں بدنامنا ظاہر کیا ہے۔ امام
ابوالحسن (واحدی) نے اسباب النزول میں یہ تمام روایتیں جمع
کر دی ہیں (کتاب مذکور صفحہ : ۱۹۵)

چنانچہ سورہ (توبہ) میں اسکا ذکر فرمایا ہے :

والذین اتخذوا مسجداً
ضراراً و کفسراً و تفریقاً
بین المؤمنین و امصادا
لہن حارب اللہ و رسولہ
من قبل و لیخلفن ان
اردنا الا احسنہ و اللہ
یشہد انہم لکاذبون۔
لا تقم فیہ ادا۔
امسجد اسس علی
الاقسری من اول یوم
”اور جن منافقوں نے اس غرض سے
ایک مسجد بنا کہڑی کی کہ مسلمانوں
کو نقصان پہنچائیں، خدا و رسول کے
ساتھ کفر کریں، مسلمانوں میں پھرت
ڈالیں، اور ان لوگوں کو پناہ دیں جو
اللہ اور رسول کے ساتھ قتال کرچکے
ہیں، تو اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ بالکل
جھوٹے ہیں اگرچہ قسمیں کھا کر کہتے
ہیں کہ ہمارا ارادہ اس کلم سے سوائے
نیک کی کے اور کچھ نہیں۔ اسے پیغمبر !



دعوت و تبلیغ اسلام

ایڈیٹر الہلال اور اشغال سیاسیه

غفلت عموم مسلمین و علماء دین از اسم ترین فریضہ اسلامی

(۲)

(از جناب نواب حاجی محمد اسماعیل صاحب رئیس دتارلی)

مخدومی حضرت مولانا ابو الکلام صاحب ازاد زاد مجددہم

غالباً اسوجہ سے کہ میں نے جدید درخواست خریداری نہیں بھیجی، کئی مہینے سے میں اخبار (الہلال) کے پڑھنے سے محروم رہا۔ آج اتفاق سے ایک دوست کے ہاتھ میں میں نے ۱۷- ستمبر کا پرچہ دیکھا۔ میں اسکو اولت پلت کر پڑھ رہا تھا کہ اُسکے صفحہ ۲۶ ۸۷- میں میرا ایک پرانا خط دیکھنے میں آیا جو چند مہینے پیشتر میں نے جناب والا کی خدمت مبارک میں بھیجا تھا۔ کئی مہینے کے توقف کے بعد مجکو اس پرچہ کے دیکھنے کے اتفاق ہونے سے جس میں آپ نے مجکو یاد فرمایا، اپنی یا آپ کی کرامت کی طرف خیال کیا۔ مجسکا آخری فیصلہ یہی کیا گیا کہ مجسہ سے گناہگار کرامت کو اپنے ساتھ منسوب کرنے سے بہتر یہی ہے کہ جناب ہی کی کرامت اسکو قرار دیا جائے کہ اسی پرچہ میں یہ خط چھاپا گیا جسکو میں ایک مدت کے بعد پڑھنے والا تھا۔ بہر حال بوجہ اور فقرروں کے جو ”الہلال“ کی طرف سے آخر میں درج ہیں اور نیز بوجہ اس عنوان کے جو اس نیاز نامہ کا جناب کی طرف سے عطا ہوا ہے، میں نے اپنے تئیں خوش نصیب کہا اور میرے دلکو اس سے اطمینان ہوا کہ میں ایک بڑے شخص کو اس ضروری سوال کی طرف مزید متوجہ کر سکا۔

مخدومی حضرت مولانا! یہ کہنا کہ پالیٹکس سرے پاؤں تک مسلمانوں کی قومی حیات کے واسطے ایک جزو لاینفک نہیں ہے، صریح غلطی ہوگی۔ مسلمانوں پر کیا موقوف ہے؟ ہر ایک قوم کے وجود کی برقراری یا اسکی ترقی کے واسطے ملکی معاملات و حالات پر بحث کرنا اور کرتے رہنا لازماً انسانیت خصوصاً اس زمانہ میں ہے، اور نہایت خوشی کی بات ہے کہ اس ضرورت کو ہم مسلمانان ہند بھی ایک مستقل ”بارعب“ اور فیاض گورنمنٹ کی تعلیم دہی اور برکات کے سبب سے سمجھنے لگے ہیں اور اپنے حقوق کی حفاظت پر دلدادہ نظر آتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اسکا انجام (گوکہ اسوقت غلطیوں کے غبار میں اسلامی پالیٹکس آلودہ ہو رہا ہے) اچھا ہی ہوگا۔ مسلمانوں کا شیرازہ قومی جو بکھرا ہوا ہے، یک جا ہو جائیگا۔ اور وہ یہ کہہ سکیں گے کہ وہ بھی ایک زندہ قوم دنیا میں ہیں۔

لیکن جس طرح یہ کہنا کہ زندگی کے واسطے صرف غلہ ہی کی ضرورت ہے، غلط ہے، کیونکہ حیات کے واسطے پانی اور میوہ وغیرہ کا

ی التفویض ہے۔ یہ گویا اس مسجد کا احق ہونا بہ حیثیت اسکی دل کے تھا۔ اسکے بعد وہاں کے لوگوں کی صفائی پسندی کا ذکر ہے، یعنی محل کی طرح بہ حیثیت حال کے بھی وہ اقصیٰ افضل ہے۔ چونکہ مسجد ندوی میں آنے والے زیادہ تر مومنین خاصین تھے، اسلیے وہ صاف رہا کیڑہ رھتے تھے اور صفائی کو کہ نہ اسلام و ایمان ہے پسند کرتے تھے۔ برخلاف مسجد ضرار کے نہیں کے، کہ بوجہ نفاق و کفر پسندی کے علائم اسلام ان میں بقدر تہیں، اسلیے عموماً نجاست اور گندگی کی حالت اور میلے بدلے رھنے میں کوئی ہرج نہیں سمجھتے تھے۔ خدا نے فرمایا کہ فرق اللہ کی نظر میں بہت اہم اور رفیع ہے کیونکہ وہ صاف تھرا رھنے والوں کو درست رکھتا ہے۔

ادرس کہ آج مسلمانوں کی یہی سب سے بڑی خصوصیت جو منافقین و کافروں سے ممتاز کرتی تھی، غیروں کے حصے میں نہی ہے اور انکو صفائی اور پاکیزگی سے محروم سمجھا جاتا ہے۔ رب آج جسمانی صفائی اور پاکیزگی کا خواہ کیسا ہے نمونہ ہو، اس اسکی یہ حالت اسکی تمدن و ترقی معاشرت کا نتیجہ ہے نہ کہ سببیت کا۔ گزشتہ صدیوں میں عیسائیوں کے یہاں ضرب المثل یہ صفائی کافروں (مسلمانوں) کا شعار ہے، اور پکا عیسائی وہ جسکے جسم پر بوسوں کا میلن جما ہوا، حروب صلیبیہ (کرر سید) کی تاریخوں سے اسکا پتہ چل سکتا ہے۔

برخلاف اسکے مسلمان مذہباً معذور ہیں کہ صاف رھیں۔ بے جسم کی روزانہ بلکہ دن میں پانچ بار صفائی کریں۔ صاف رہنے پہنچیں۔ بد بودار چیزیں نہ کھائیں۔ مساجد میں جائیں تو اس سے اچھا کیڑا بھنکر اور لطیف سے لطیف عطر لگا کر۔ یہ مشہور حدیث سب کر معلوم ہے کہ ”خذوا زینتکم عند المساجد“

ممکن ہے کہ اس آیت میں طہارت و تطہیر سے طہارت معنوی یا طہارت من الذنوب و المعاصی مراد لیا جائے اور کہا جائے کہ بڑی طہارت و صفائی مقصود نہیں۔ لیکن اول تو قرآن کریم کے لفظ اس طرح کی توجیہ کیانیے کوئی قرینہ بینہ نہیں رکھتے۔ پھر امت احادیث صحیحہ اسکی مراد ہیں، جنکو تفاسیر میں دیکھا آہیے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ مفسرین صحابہ و تابعین نے اس سے طہارت سے طہارت ظاہری ہی مراد لیا ہے اور امام رازی نے اس تفصیر کے بعد تصریح کر دی ہے کہ ”وہذا قول تفسیر المفسرین“ یہ قول (یعنی طہارت ظاہری) اکثر مفسرین ہے

الہلال کی ایجنسی

بیت المقدس

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار سالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے جو بارہ ہفتہ وار ہونے کے، اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے۔ اگر آپ بے حد اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کے لیے لکے ایجنٹ بن جائیں۔

جواب اس الزام کا ہمارے علما کے پاس ایک ایسے ملک پر رہنا میں نہیں ہے جبکہ ازادی اور علم کی نہیں بہہ رہی ہیں۔ عند جیسی کنسرورٹور قوم تک تو اپنے دین کی اشاعت کرنے لگی مسلمان جیسے لبرل مذہب والے کچھ نہ کریں؟

الغرض میں نہایت ادب اور عاجزی سے معافی مانگ جناب سے عرض کرنے کی جرات کرونگا کہ پالٹیکس کے اس حصہ سے جس میں فضول گزٹی اور دشنام دہی کے سوا کچھ نہ ہو محترز رہکر اپنی تمام قابلیت و لیاقت اور اللہ کی بخشی ہوئی قوت اصلاح و خدمت پالی ٹیکس کے اس حصہ پر صرف کیجیے جس سے مسلمانوں کی تعداد دنیا میں بڑھے۔ مسلمان علما مگر ملکوں جائیں اپنی ٹیکنیوں اور علمی قوت اذیر نمودار کریں اور ہندوستان میں بھی کم عام مسلمانوں کو مرند ہونے سے بچائیں مگر یہ جب ہی ہوگا جب کہ جھوٹی راہ سے آپ حضرات خوش ہونگے اور دنیا کے بہت سے کاموں میں سے یہ ایک ہی کام (یعنی اشاعت اسلام) اپنا مرکز نظر اور منتہا خیال نہ بنا لیں گے۔

جناب کا ادنیٰ ترین خادم :

(اسماعیل)

(الہلال)

اس مکرر ترجمہ فرمائی کا مکرر شکریہ۔ جناب مولانا شبانی نعمان آجکل سیرۃ نبوی کی تدریس میں مصروف ہیں نہ کہ پوائنٹل نظم کا دیوان ترتیب دینے میں۔ رہا مسئلہ تبلیغ و دعوت اسلام ضرورت ہے کہ اس موضوع اہم و اقدم پر پوری تفصیل کے ساتھ اپنی معروضات پیش کروں اور انشاء اللہ پہلی فرصت میں لکھونگا۔

شیعہ کانفرنس بمقام جونپور

قلعہ جونپور کا میدان اجلاس کیلئے تجویز ہوا۔ اس سے زیادہ ہوادار اور پُر نضا کرٹی اور جگہ اس نواح میں نہیں۔ قلعہ سے اسٹیشن ریلوے تقریباً یوں میل کی درمی پر ہے بالکل سیدھی سڑک رہائے یہاں تک اٹی ہے۔ قلعہ کے پہاڑ پر کوٹوالی شہر ہے اور اندر شاہی زمانہ کی عمدہ مسجد مختصر سا خوشنما باغ بھی ہے جو شام کو تفریح کیلئے دلچسپ جگہ ہے۔ ہم نے اپنے سرفراز کاندہ مہمانوں کیلئے اس چھوٹے شہر میں سواری کا بھی اہتمام کیا ہے جو گاڑیوں کے آمد کے اور پر ریارے اسٹیشن پر موجود رہینگے۔ استقبال حضرات تشر اور ان کیلئے والٹیرس موجود اور ہر طرح کی مدد دینے کوشش کریں گے۔ نرخ کرایہ گاڑی اور قلی والٹیرس سے معلوم ہوا معزز مہمانان اضلاع غیر کیلئے قلعہ کی مسطح زمین خیمے والے جا رہے ہیں جنمیں ہمارے کرم فرما قیام فرمائیں گے۔ ایسے غریب جونپور نے اپنے اوقات کے مطابق تین دن کو کچھ نان و نمک کا بھی سامان کیا ہے جسے امید ہے کہ بندہ نواز قبول فرما کر عزت بخشینگے۔ اسکے علاوہ کھانے پینے اور کی مختلف دکانیں بھی خاص نگرانی میں مہیا رہیں گے کہ کسی صاحب کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اقسام شیرینی و سکر و پان و دیگر مفرحات مثل لیمونڈ وغیرہ کی بھی کافی د ہونگی کہ جملہ ضروریات عندالموقع پوری ہوتی رہیں۔ مشہور تیل و عطر و تمباکو نوشیدنی کی دکانیں بھی موجود ہونگی۔ جہاں تک ممکن ہو گا ہے خاص سواریان یکجا رہینگے بشریکہ قبل سے تردد کی اطلاع ملے۔

شیخ محمد قاسم رکیل - سکریٹری انتظامیہ کمیٹی

اجلاس شیعہ کانفرنس بمقام

بھی لازم ہے۔ اسی طرح یہ خیال کر لینا کہ ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی قومی وحدت کا بقا فقط پالٹیکس پر زور دینے ہی میں ہے غلط ہے۔ اس طرز حکومت کی بنا پر جو انگریزوں کی ہندوستان میں ہے میری ایک رائے اس لئے عمر سے رہی ہے اس سے انصراف کرنے کی ضرورت اسوقت تک ثابت نہیں ہوئی۔ اور یہ ہے کہ جس شے کی ہم سب سے کم ضرورت ہے وہ پالٹیکس پر توجہ ہے۔ ان رجحان سے کہ اول تو انگریزی طریق ملک داری ہندوستان کی کسی قوم کو جس میں مسلمان بھی شامل ہیں پامال نہیں ہونے دیگا۔ دوم اس سے بھی زیادہ ضروری اور مفید کام مسلمانوں کی ترجمہ کا محتاج ہے یعنی (اشاعت اسلام)۔ مگر شاید مجھ سے زیادہ کسی دوسرے کو اس کا ملال نہ ہوگا جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ میرے ہم مذہب اراکے چال چل رہے ہیں اور روز بروز انکی ترجمہ پوائنٹل مسائل پر بحث کرنے پر بڑھتی جاتی ہے اور وہ کام جس سے زیادہ دنیا اور دین دونوں کا فائدہ ہے کس میسر میں پڑتا اور دور بڑھتا جاتا ہے۔ ہمارے علما اور پیشوایان دین (جس طرح کہ جناب والا خود ہیں یا شمس العلماء مولانا شبلی ہیں) انفسوس کہ اپنے فرائض کو بھول چکے ہیں اور ایسی تر-تر-میں میں میں جس سے اونہیں الگ رہنا زیادہ مستحسن تھا پڑ گئے ہیں۔ میں پھر عرض کرونگا کہ میں معاملات ملکی میں ترجمہ کرنا غیر ضروری نہیں جانتا لیکن بلاشبہ یہ قطعاً غلطی ہے کہ سب گروہوں کا فقط یہی کام رہجائے کہ وہ حکام پر نکتہ چینی میں منہمک ہو جائیں اور اپنے تمام دوسرے کام بھول جائیں۔ اگر ہندوستان کے امن و عافیت اور حکومت ہند کے برکت کو قدر شناسی سے دیکھا جائے تو سب سے زیادہ اسی میں صلاحیت اسکی ہے کہ ہندوستان کے اندر مسلمانوں کا ایک ذی علم اور معب اسلام گروہ ایسا بننا چاہیے جو اشاعت اور برقراری اسلام کا کام اپنے ذمہ لے۔ میں جناب کی علمی قابلیت اور وسعت معلومات کے ساتھ آپ کے اخلاق کے اوپر بھروسہ کرتے اس عرض کرنے کی جرات کرونگا کہ اگر جناب کو پالٹیکس پر بھی توجہ کرنے کا شوق ہے تو اسکو آپ کیوں بھولے پڑے ہیں کہ اشاعت اسلام بہترین پالٹیکس اور ازدیاد نفوس اعلیٰ ترین قومی قوت اس زمانہ میں ہے۔ شمس العلماء مولانا شبلی معاف فرمائیں گے اگر عرض کیا جائے کہ اونہوں نے نذرہ کو چھوڑ کر پوائنٹل نظموں کو مسلمانوں کے حق میں مفید یا اپنے واسطے موجب نام آوری قرار دیا ہے۔ اگر آپ حضرات ان فضاہیات کو چھوڑ دیں اور ایسے علما کے پیدا کرنے میں جو یورپ کا علمی مقابلہ کرتے ہوئے اونکے واسطے روحی فضیلت کا اور تلقین اسلام کا باعث ہوں اپنے آپ کو مصروف کر دیں تو بلاشبہ عند الناس اور عند اللہ دونوں جگہ زیادہ مقبول ہونگے۔ اشاعت مذہب جیسی ضروری تحریک سے جس طرح مسلمانان عالم (یعنی اندرون ہند اور بیرون ہند) غافل ہیں وہ ہر طرح نہایت انفسوس ملامت اور مواخذہ کے لائق ہے اور یہ سب الزام علما کے سر سب سے اول ہے۔

یورپ کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جہاں کے علما اپنے عقاید اور دین کی تلقین کے واسطے دور دراز ملکوں میں صدیوں سے مارے مارے پھرتے پھرتے اور کٹتے نہ ہوں۔ مگر ہمارے ہم مذہبوں کا کون ایسا ملک یا ممالک ہے جسکے مسلمان گہرے اس کام کے لیے باہر بھی نکلے ہوں؟ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے اسکا اقبال بھی بطور ایک ضروری خیال کے نہیں کیا ہے۔ مگر ہم ہندوستان کے مسلمان دوسرے ملک کے مسلمانوں پر اسوقت تک الزام نہیں لگا سکتے جب تک کہ خود کچھ کر نہ دکھالیں اور کوئی مقول



الحریۃ فی الاسلام

نظام حکومت اسلامیہ

وامرہم شوریٰ بینہم (۴۲ : ۳۶)

(۶)

توطیۃ مباحث آتیہ

اور مباحث گذشتہ پر ایک اجمالی نظر

بقیہ مقالہ سابقہ

(۱)

”انقلاب فرانس“ یورپ کی موجودہ جمہوریت و حریت کا سرچشمہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ ہم نے مختصر طور پر اس کے اعلانات و اساسات کی تشریح کی تاکہ آئندہ مباحث کے سمجھنے میں آسانی ہو۔ گزشتہ نمبر میں فرانس کا جو ”منشور حریت“ نقل کیا گیا ہے اور جس میں مبادی حریت و مساوات بیان کیے گئے ہیں، اس سے اگر تشریح قوانین و تکرار مقاصد و اعادہ مطالب کو الگ کر دیا جائے تو اصل اصول نظام جمہوریت کے رہی چند دفعات و مبالغے ہیں جنکو اس مضمون کی اڑین قسط میں ہم نے بیان کیا تھا اور پھر ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا ہے کہ مکرر دہرا چکے ہیں۔ یعنی بصورت تقسیم مراد، منع حکم ذاتی، مساوات عمومی، انتخاب رئیس، اور اصول شوریٰ؛ یہی چار دفعات اصل اصول قرار دیے جاسکتے ہیں۔ اگر ان عناصر مرکبہ کی بھی تفرید کی جائے تو پھر صرف ایک ہی اصل الاصول آخر میں باقی رہ جائیگا یعنی ”منع حکم مطلق و ذاتی“ یا ”السلطۃ للشعب وحدہ“: حق تسلط صرف قوم ہی کو حاصل ہے۔

(احکام اسلامیہ و نظام خلافت راشدہ)

انہی دفعات اربعہ نظام جمہوریت کو پیش نظر رکھ کر ہم نے احکام اسلامیہ و اعمال مسلمین اولین کا تفحص کیا تھا، اور ایک ایک دفعہ پر ترتیب وار بحث کی تھی۔ گو بحث اجمالی، اور نظر سرسری تھی، تاہم حسب ذیل نتائج تک پہنچنے میں ضرور رہنما ہوئی ہوگی :

(۱) اسلام ہر قسم کے ذاتی و شخصی تسلط کی نفی مطلق کرتا ہے۔ اس نے روز اول ہی سے جو نظام حکومت قائم کیا، وہ خالص جمہوری اور شاکیہ شخصیت سے پاک تھا۔ تصریحات کلام اللہ اور سنت مسامین اولین سے بغیر کسی ترجیح و تاریل کے ثابت ہوتا ہے کہ حکومت جمہوری ملک ہے۔ ذات اور خاندان کو اسمیں دخل نہیں ہے۔ یہی اصول خلاصہ نظام جمہوریت حاضرہ ہے۔

(۲) نفی حکم دانی کا پہلا نتیجہ مساوات عمومی افراد بشر ہے۔ یعنی خاندانی، ملکی، قومی، اور مالی امتیازات کو ہی شے

نہیں۔ اسلام نے پہلے ہی دن اعلان کر دیا : ”لیس لاحد علی احد فضل“ الا بدین و تقویٰ یعنی کسی ایک انسان کو دوسرے انسان پر کوئی فضیلت نہیں ہو سکتی، الا اسکی دینی فضیلت اور حسن عمل۔ (۳) نظام جمہوریت کا تیسرا رکن رئیس جمہوریت، اور اسکا دستور بذریعہ انتخاب ہے۔ رئیس جمہوریت کو اسلام خلیفہ کہتا ہے اور ”اجماع“ سے مقصود قوت اکثریت انتخاب ہے۔

(۴) اسی ضمن میں تکمیل جمہوریت معینہ کیلئے ضرورت تھی کہ خود ”رئیس جمہور“ کو عام نراہ ملک کے مقابلے میں کوئی امتیاز خاص حاصل نہ ہو۔ مساوات حقیقی کے یہ معنی ہیں کہ جس شخص کو رئیس جمہوریت منتخب کیا گیا ہے، وہ اپنے تمام حقوق قانون و مال میں بھی مثل ایک عام باشندہ شہر کے نظر آئے۔ پس اس حیثیت سے بھی تفصیلی نظر دالی گئی تو اسلام کا خلیفہ اس شان میں سامنے آیا کہ بھٹی ہوئی چادر اور در وقت کی غذا کے سوا اس کے پاس اور کچھ نہ تھا !

(۲)

ان مباحث کے ضمن میں ہم پر اس سے بھی زیادہ خصائص الہیہ اسلامیہ کا انکشاف ہوا۔ ہم نے صرف یہی نہیں دیکھا کہ جو کچھ آج جمہوریت و حریت اور مساوات و آئین کے نام سے دکھایا جا رہا ہے، وہ سب کچھ اسلام کے پاس موجود ہے، بلکہ یہ بھی نظر آیا کہ موجودہ عصر تمدن کے یہ تمام مذاظر فحیمہ ابتک اس حقیقت عظمیٰ و اصلیت کبریٰ سے خالی ہیں، جنکو آئندہ سربس پے زہ ظاہر کر چکا ہے۔

(یورپ کی ناکامیاب جستجوئے مقصد)

(اور انقلاب فرانس کی ناکامی)

حریت معینہ اور اسلام کے تعلق پر بحث کرتے ہوئے درپہار پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک پہلو بحث کا یہ ہے کہ آج یورپ کے بازار حریت میں بہتر سے بہتر جو مذاہم دکھائی جاسکتی ہے، وہ ہمارے امانت خانوں میں تیرہ سربس سے موجود ہے۔

دوسرا حصہ یہ ہے جہاں نظر آتا ہے کہ صرف وہ مذاہم ناقص ہی نہیں، بلکہ اس سے بھی اعلیٰ و اشرف اشیا ہمارے پاس موجود ہیں۔

ہم نے گزشتہ مباحث میں اس دوسرے حصہ بحث پر درپہار کہیں نہیں نظر دالی ہے اور اسکا خلاصہ حسب ذیل ہے :

(۱) اسلام نے اپنے نظام حکومت سے بالکل پادشہ کے وجود کو خارج کر دیا اور ایک کامل جمہوریت قائم کی جس میں صرف ایک پریسیدنت باجم خلیفہ رکھا گیا ہے۔ برخلاف اسکے یورپ، جمہوریت کی تحریک اب تک یورپی طرح ناکامیاب نہ ہو سکی۔

اسکا بڑا حصہ اب تک تاج و تخت فرماں رواں کے اعجازی ارے پر مجبور ہے۔ امریکہ اور فرانس، صرف یہی دو یورپی جمہوریتیں انقلاب فرانس کا کامیاب نتیجہ ہیں۔ انکے علاوہ چند چھوٹی چھوٹی جمہوریتیں ہیں مگر انکا شمار بڑے ملکوں میں نہیں

مسارات کا تخیل اس سے زیادہ نہرگا کہ ”فرانس“ کا باشندہ ایک دوسرے کے برابر ہو جائے۔

لیکن خدا کی زمین جو صرف فرانس اور یورپ ہی کی آباد نہیں ہے، اپنے اس زخم کیلئے کہاں مرہم ڈھونڈے؟ جس ایک قوم اور وطن کو دوسری قوم اور وطن پر فضیلت دیدی یورپ سے اسکو تسکین نہیں مل سکتی، لیکن اس ہاتھ اسکو مرہم بخش سکتا ہے۔ اُس نے صرف اپنے وطن سرزمین ہی کو مسارات باہمی کا حقدار نہیں سمجھا، بلکہ اسکا ایک عالمگیر مسارات کا فرمان تھا۔ جبکہ اُس نے کہا یا ایہا الناس! انا خلقناکم ”اے لوگو! ہم نے تم کو مرد و من ذکر و انثیٰ و جعلناکم کے اتحاد سے پیدا کیا“ اور شعوباً و قبائل لتعارفوا“ مختلف قوموں اور خاندانوں ان اکرمکم عند اللہ تقسیم کر دیا۔ لیکن اس اختہ اتفاقاً (۴۹: ۱۳) قوم و نسل سے کوئی امتیاز و شرف نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس سے مقصود صرف یہ ہے کہ تم باہم دوسرے سے شناخت کیے جاؤ۔ ورنہ تم میں سب سے زیادہ اللہ کے افضل وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی اور نیک اعمال ہے! تو اسکا اعلان مسارات صرف مکہ اور حجاز ہی کیلئے نہ تھا تمام عالم کیلئے تھا!!

اسلام صرف وطن ہی کی محبت لیکر نہیں آیا۔ اس پاس تمام عالم کے عشق کا پیغام ہے۔ اس نے جو کچھ تمام عالم کیلئے کیا، اور صرف وہی تھا جو یہ کرسکا: وما ارسل الا کافة للناس بشیراً و نذیراً (۲۳: ۳۴) دنیا کا خدا ”رب العالمین“ تھا، جسکی ربوبیت عامہ میں کوئی خصوصیت وطن و مقام نہ، پس اسکا پیغام امن و نجات بھی ”رحمة للعالمین“ ہو کر آ وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (۲۲: ۱۰۷)۔

(۴) اگر یورپ مسارات انسانی کے اصلی راز کو پالیتا تو (سوشیالیزم) کی بنیاد نہ پڑتی۔ امرا کے اقتدار، دولت کی تقسیم، طبقات عامہ کی تذلیل و تحقیر، ارباب اقتدار کا اسد جماعت و افراد کا قانونی امتیاز، یہ اور اسی طرح کے اسباب عید جنکی وجہ سے اشتراکیہ کی بنیاد پڑی اور روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ یورپ کے ادعاء مسارات کی سماعت کرتے ہوئے کوئی نہیں کہ ہم اشتراکیہ کی شہادت سے کان بند کر لیں۔ ابھی لوگوں کو در سال پیشتر کا وہ موقع بھلایا نہوگا جب مسٹر (لائب) نے امراء انگلستان کے ٹیکس سے بری ہونے کے خلاف سعی کی اور اسکی وجہ سے طبقہ خواص میں ایک سخت جوش کیا تھا۔

(رجوع بہ مباحث بقیہ)

پس ان مباحث کے بعد اب ہم نے ابھی صرف منزلیں اور باقی رہ گئی ہیں:

(۱) حکم ”مشورہ“ اور ”اصول شوریہ اسلامیہ“۔
ضمن میں ان آیات کریمہ پر ایک مفسرانہ نظر دالنی چاہیے۔
میں حکم شوریہ دیا گیا ہے۔

(۲) بعض شکوک و اعتراضات کی تحقیق جو اس بارے پیدا ہوتے ہیں۔ ازجملہ وہ شبہات جو انقلاب عثمانی میں بعض جوائد و مجلات میں شائع ہوئے تھے اور ایک تحریر کے ذریعہ انکا اعادہ بھی کیا گیا ہے۔ یہ تحریر روزانہ (پیمہ اخبار) لاہور میں شائع ہو رہی ہے۔

ایندہ نمبر سے ہم ان دونوں بحثوں کے طرف مہر والہ الہادی، و علیہ اعتمدی۔

(۲) انقلاب کی اصلی روح مسارات ہے۔ اور صرف شاہی اقتدار و تسلط کے روک دینے ہی سے جمہوریت صحیحہ قائم نہیں ہو سکتی۔ تا وقتیکہ نوح بشر میں مسارات حقیقی قائم نہ ہو۔ اس بنا پر کہ فرانس کے انقلاب نے شاہی اقتدار کی مطلق العنانی سے دنیا کو نجات دلائی، تاہم وہ ”مسارات حقیقی“ کے قیام میں کامیاب نہرکا۔ مختلف درجات و طبقات امت کا اختلاف بدستور باقی ہے۔ دولت کے اقتدار کی لعنت سے اب تک دنیا نے نجات نہیں پائی، اور تمیز ادنیٰ و اعلیٰ کے عذاب الیم کی زنجیر اب تک اس کے پاؤں میں پڑی ہے۔

(۳) یہ کیا ہے کہ اب تک پادشاہ ہے اور ملکی خزانے سے کوروزں روپیہ لیتا اور باوجود ایک عام باشندہ شہر ہونے کے علم باشندوں سے ارفع و اعلیٰ رہتا ہے؟

اب تک وہ عظمت و جبروت کے اس عرش مقدس پر متمکن ہے، جہاں تک زمین کے علم باشندوں کی رسائی نہیں؟
شاہ انگلستان ستر لاکھ پچاس ہزار روپیہ ہر سال تنہا اپنے اوپر صرف کرتا ہے اور جرمنی کا حکمران نوے لاکھ۔ پھر کیا با اس ہمہ یورپ کو مسارات انسانی کے ادعاء کا حق حاصل ہے؟

اسکی آبائی اب تک ان امیروں کے اڈاروں سے رکھی ہوئی ہے جو چاندنی سونے کے گہنڈ میں اپنے ہم جنسوں کے ساتھ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ پھر وہ مسارات کہاں ہے جسکے فرشتے نے تمام اکثاف یورپ کو اپنے پروں میں چھپا لیا ہے؟

لیکن اسلام نے روز اول ہی مسارات کی حقیقی تصویر دنیا کو دکھلا دی۔ اسکا اولین قدوس پادشاہ جس طرح زندگی بسر کرتا تھا تم پڑھ چکے ہو۔ اس کے خلفائے صاف کہدیا کہ ”حلقان و قوتی و قوت اہلی“ یعنی مجھ کو صرف دو جوڑے کپڑے کے اور اپنی اور اپنے اہل و عیال کی مایحتاج غذا چاہیے اور بس!

حضرت خدیم المرسلین نے قبیاء مخزوم کی ایک عورت کی نسبت رؤساء قریش سے، حضرت (ابوبکر) نے اپنی خلافت کی اولین مجلس میں، حضرت (معاذ) نے سردار رومی کے آگے، (مغیرہ بن شعبہ) نے ایرانی سپہ سالار کے سامنے، اور واقعہ اجنادین میں رومی سپہ سالار کے آگے اس کے مخبر نے، جو تقریریں کی تھیں، انکو تمام گذشتہ نمبروں میں پڑھو، اور پھر مسارات یورپ کا مسارات اسلامی سے مقابلہ کرنا!

(۳) لیکن مسارات کے بھی مختلف درجے، از اسکی مختلف قسمیں ہیں۔ یہ سچ ہے کہ انقلاب فرانس نے اپنے اعلان حریت میں تمام انباء وطن کو مساوی قرار دیا، لیکن کیا تمام انباء آدم کو بھی درجہ و حقوق میں مساوی قرار دیا؟ وہ عدم مسارات جو ایک محدود رقبہ زمین میں ہو، زیادہ مستحق نفیس ہے، یا وہ جو تمام دنیا اور دنیا کی تمام قوموں میں پھیلا ہوا ہو؟ اگر تم ایک سرزمین کے رہنے والوں کو ایک درجے میں رکھنا چاہتے ہو تو یہ دنیا کے دکھ کا اصلی علاج تو نہرا۔ دنیا اُس مسارات کیلئے تشنه ہے جو انباء وطن کی طرح مختلف وطنوں اور قوموں کا امتیاز بھی مٹا دے اور اسود و ابیض، مغرب و مشرق، متمدن و غیر متمدن، غرضکہ خدا کے تمام بندوں کو ایک درجے میں لا کر کھڑا کر دے۔ ہم ابھی ابھی انقلاب فرانس کی سرگذشت سے فارغ ہوئے۔ تم نے وہ اعلان حریت پڑھا ہے، جس کو تاریخ عظمت کے ساتھ اپنے سینے سے لگائے رکھتی ہے، لیکن کیا اس میں اول سے لیکر آخر تک کسی جگہ بھی اس مسارات کا ذکر ہے جو کسی خاص سرزمین کو نہیں بلکہ تمام عالم کو اپنا پیغام نجات سناتا ہو؟ اسکی ہر دفعہ کو مکر پڑھو اور تم ہر جگہ ”وطن“ ہی کا نام پاؤ گے، اور انقلاب فرانس کا بلند سے بلند

مرآۃ

سلا

تایخ حسیاست

الہلال اور پریس ایڈیٹر

(دعوت دینیہ الہلال)

ایک مشہور بزرگ ملت تحریر فرماتے ہیں :

الہلال آغاز اشاعت سے میری نظر سے گذرتا ہے ۔ اور کم از کم کوئی تحریر جناب کے قلم سے اس میں ایسی نہیں نکلی ہے جس میں نے اول سے آخر تک بغور و فکر نہ پڑھا ہو ۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ آج نہ صرف ہندوستان میں ، بلکہ ممالک اسلامیہ میں بھی کوئی رسالہ ایسا موجود نہیں ہے جو مثل الہلال کے اسلام کی اصلی اور حقیقی دعوت کا احیاء کرتا ہو ۔

آپ کی تحریرات سے واضح ہوتا ہے کہ آپکا نقطہ نظر صرف مذہب اور قرآن ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپکو یہ ایک مخصوص قابلیت عطا فرمائی ہے کہ ہر معاملے اور مسئلہ پر مذہب ہی کے لحاظ سے نظر ڈالتے ہیں ، اور آپ سے بہتر آج تک کسی نے اس دعوت کا ثبوت پیش نہیں کیا ہے کہ قرآن مسلمانوں کی تمام ضروریات ترقی پر جامع ہے ۔ اس بنا پر گو الہلال کا انداز بحث بے باک اور اظہار صداقت و حق گوئی تلخ تھی ، تاہم وہ تبلیغ اسلام کا ایک ارگن تھا ، اور مجھ کو کبھی یہ خطرہ نہیں گذرا تھا کہ گورنمنٹ اس کی نسبت بھی ضمانت کا سوال اٹھائیگی ۔

اس خیال کا ثبوت پچھلے پندرہ مہینوں میں برابر ملتا رہا ۔ الہلال نے ہر موقعہ اور ہر معاملہ پر استدلال لگایا اور بے حد حق گوئی کی کہ آج تک اس کی مثال میری نظر میں تو کوئی نہیں ۔ آجکل کی آزادی کے جوش و خروش میں بھی کسی کو اس کی جرات نہیں ہو سکتی ۔ لیکن وہ حق گوئی بہ حیثیت پولیٹکل تنقید چینی کے نہ تھی بلکہ بہ حیثیت ایک دینی داعی کے تھی اور ہم نے ہمیشہ گورنمنٹ کی خاموشی کو اسی دانشمندی پر معمول کیا کہ وہ حقیقت سے واقف اور اس کی حیثیت سے باخبر ہے اور اسی لیے الہلال کے کاموں میں مداخلت کر کے تمام پیروان اسلام کی اصلاح و دعوت کے سب سے بڑے کام کو نقصان پہنچانا پسند نہیں کرتی ۔

جناب کو معلوم ہے کہ بعض امور و مسائل کے متعلق خاکسار کو الہلال سے اختلاف رہا ہے اور ہر تین مرتبہ اس کی نسبت بالمشافہ اور بذریعہ مراسلات اپنی معروضات پیش بھی کرچکا ہوں ۔ مثلاً جناب نے اشاعت الہلال کے ساتھ ہی اس بحث کو چھیڑا کہ مسلمانوں کیلئے سلف گورنمنٹ کی خواہش ضروری ہے ، حالانکہ میں اپنے عقیدے میں اب تک اسے قبل از وقت سمجھتا ہوں اور سر دست ان معاملات کو ہندو مسلمانوں

کی متحدہ جدوجہد کا مستحق سمجھتا ہوں جنکے نتائج کے حصول پر سلف گورنمنٹ کا ملنا موقوف ہے ۔ باایں ہمہ آپ نے اس مبحث کو مثل تمام لوگوں کے محض اجمال کے لبرل خیالات یا ہندو بھائیوں کی دیکھا دیکھی اور پیرپ کی آزادی کے اتباع کی بنا پر نہیں لکھا ، بلکہ اس کو مذہبی حیثیت سے ثابت کیا اور ظاہر فرمایا کہ ہر مسلمان کا بحیثیت مسلمان ہونے کے فرض ہے کہ وہ ایسا چاہے ۔ جب یہ صورت پیش آئی تو میں نے آپ کو لکھ دیا کہ تو میری رائے میں اب تک کچھ تزلزل نہیں ہوا تاہم آپ جس خوبی اور دلنشین طریقہ سے اس کا مذہبی و اسلامی پہلو بیان کیا ہے اس نے میرے دل کو نہایت متاثر کیا اور میں اب اس کو مذہباً مسلمانوں کا ایک دینی مطالبہ یقین کرتا ہوں مگر اس کی جدوجہد کا وقت یہ نہیں سمجھتا ۔

اپنے گرو اپنی اس تحریک میں کامیابی حاصل کی اور الہندیا مسلم لیگ کو انقلاب پر مجبور کر دیا تاہم واقعات سے آپ پر منکشف ہو گیا ہوگا یا آئندہ ہو جائیگا کہ صرف سلف گورنمنٹ کے تصور سے کچھ نہیں ہو سکتا ۔

بہر حال الہلال ہمارا ایک دینی مصلح ہے ۔ وہ مسلمانوں کو عمل بالقرآن و السنۃ کی کامل و اکمل دعوت دیتا ہے ۔ اللہ نے اس کے ساتھ جو اسباب اثر و حسن قبول کے جمع کر دیے ہیں ، وہ آج تک کسی اہل قلم کو ہندوستان میں نصیب نہیں ہوئے ۔ پس اس کے وجود کے قیام سے بڑھ کر کوئی اہم مسئلہ آج درپیش نہیں ۔ دیر ہ عرصے کے بعد یہی ایک حقیقی اور مفید بیج ہے جو ہم انڈیا زمین میں برسکے ہیں ۔

ہماری تمام مفید تحریکوں اور کاموں کے قیام کا یہی سرمایہ ہے اور خدا نخواستہ اگر اس کی حفاظت نہ کرسکے تو پھر تمام مسلمان اپنی سب سے بڑی دینی و قومی دولت کھو بیٹھیں گے ۔ الہلال جیسے رسائل بمنزلہ جز کے ہوتے ہیں اور ترقی کی تمام توقعات مثل شاخوں کے ۔ سب سے پہلے جز کی حفاظت چاہیے ، پھر شاخوں کی ۔

معلوم ہوتا ہے کہ بد قسمتی سے جو غلط پالیسی اس وقت ہمارے صوبے کے اختیار کر رکھی ہے اور جس کی پیروی پنجاب نے بھی کی ہے ، اس کا اثر آپ کی گورنمنٹ بنگال تک پہنچ رہا ہے ۔ اور وہ دانشمندی اور پرمصلحت پالیسی جو اب تک اُس نے الہلال کے متعلق اختیار کر رکھی تھی ، اب افسوس ناک طریقہ سے بدل دی گئی ہے ۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ الہلال کا ایک پرچہ ضابطہ کر لیا گیا اور پھر ضمانت طلب کی گئی ۔ جس مضمون کی بنا پر یہ ضبطی عمل میں آئی ہے ، اس میں اول سے لیکر آخر تک ایک سطر بھی ایسی نہیں ہے جس سے تاج برطانیہ کی وفاداری پر حرف آتا ہو ۔ البتہ صریحات متحدہ کے حکام پر نکتہ چینی کی ہے اور اگر حکام کی شکایت بھی تاج کی وفاداری کے خلاف ہے تو پھر تو واقعی ہندوستان میں زندگی بسر کرنا ہمارے لیے دشوار ہو گیا ۔ گورنمنٹ اخبارات کے معاملے میں سخت غلطی کر رہی ہے ۔ اس کے

(دعوت الہیہ الہلال)

طباع جز کشش کارے ندانند
حکیمان این کشش را عشق خوانند

جذاب فاضل اجل، مصالح امت، طبیب ملت، حکیم اخلاق،
فخر اسلام، مولانا ابوالکلام - السلام علیک ورحمة اللہ وبرکاتہ -
میں ادھر سفر کی کشاکش میں مبتلا رہا ہوں - اخباروں کے
دیکھنے کا موقع نہیں مل سکا -

آج "الہلال پریس کی ضمانت" کا حال الہلال میں پڑھکر
ایک عجیب حالت کا مورہ ہوا - متضاد کیفیتوں کا اجتماع ایک
وقت میں ممکن الوقوع سمجھا جاتا ہے لیکن طرفہ یہ ہے کہ میرے
دل و دماغ میں دو متضاد کیفیتوں کا اجتماع ہو گیا: حزن و ملال بھی
اور فرح و سرور بھی !!

حزن اس لیے کہ ایک طائر سدہ پر راز کر (جسکی صفیو پر
طائران سفلی بھی پر افشانی کو طائر ہیں) دام میں لانے اور قفس
میں بند رکھنے کی کوشش کی گئی -

فرح و سرور اس لیے کہ جناب ارس منزل تک پہنچ گئے جس
منزل سے انبیا و صدیقین، شہدا کو سابقہ پڑتا رہا ہے - اگر خدا کو
منظور ہے تو آگے کامیابی ہی کامیابی ہے :
در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست

ان دنوں کیفیتوں کی حالت میں متعجب رہا کہ جناب کو لکھوں
تو کیا لکھوں؟ ہمدردی کا عریضہ یا مسرت کی مبارک باد؟

بڑی سونچ اور غور کے بعد مبارکباد عرض کرتا ہوں - اگر تاریکی
ضالیت قوم کو قاطبہ نہ گھیرے، تو طالع آفتاب ہدایت کی امید
اور روشنی پھیلنے کی توقع کیونکر ہو سکتی ہے؟ اگر کلتوں کا لحاظ
رکھا جائے تو پھر ان تک کب ہاتھ پہنچ سکتا ہے؟ جس کام میں
ہاتھ دالا جائے بشرطیکہ طلب صادق ہو، تکالیف کی منازل طے
کرتے ہوئے گوہر مقصد کو حاصل کر لینا لازمی ہے - بہر حال ضمانت
ایک نیک خیال ہے - خدا مبارک کرے -

ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہدایت کے لیے اوتھہ کھڑے
ہوئے تو کیا کیا مصلائب نہ پیش آئے؟ آگ میں ڈالے گئے، وطن سے
نکالے گئے، سب کچھ ہوا، مگر خدا نے ساتھ نہ چھوڑا - خدا کی
یاری اور یاری سے غالب و منصور ہو کر رہے -

اس واقعہ کی مشاکلت و مماثلت حضرت پیغمبر آخر الزمان
روحی فدائے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے کہ جب آپ کے
ہدایت کی آواز بلند کی تو ایذا رسانی کے لیے قوم اوتھہ کھڑی
ہوئی - باقاعدہ اور مکمل کدیتی بذلتی گئی - جسکا میر مجلس اور
لب تہا، اور مکہ کے سردار اسکے ممبر تھے - ریزولیشن یہ پاس ہوا کہ
محمد (ص) کو ہر طرح سے دق کیا جائے - بات بات میں اسکی
ہنسی اور آڑائی جائے - تمسخر اور ایذا سے اسے سخت تکالیف دیجائے -
انہیں سچا سمجھنے والوں کو بھی انتہا درجہ کی تکالیف میں مبتلا
کیا جائے - اس تجویز پر جسقدر عمل ہوا، مہرین فن تاریخ و سیر
سے پوشیدہ نہیں - بسا اوقات نبی کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے
تاکہ رات کی اندھیاری میں آپ کے پاؤں زخمی ہوں - گھر کے
درازے پر کوڑا کرکت پھینکا جاتا تاکہ صحت و جمیعت خاطر میں
خلل پیدا ہو - لیکن تاہم خدا نے تو ساتھ نہ چھوڑا - آپ غالب اور
منصور رہے - بلکہ: تبت یدا ابی لب و تب، ما اذنٰ عندہ مالہ
وما کسب، سیصابی ناراً ذات لب و امراہ، حمالة الحطب فی
جیدھا حبل من مسد -

اگر الہلال کی حالت کو ان واقعات سے تطبیق دیجالے
پوری مطابقت ہوتی ہے - الہلال کی پہلی آواز ہدایت نے کلور
درخانہ زنبور کا کام کیا - سربر آوردگان قوم بگڑے، تخریب کے لیے
اوتھہ کھڑے ہوئے - مگر خدا نے ساتھ نہ چھوڑا - مجھے لکھنؤ کا گمنا
خط (جو الہلال کی پہلی جلد کے کسی پرچہ میں شائع ہوا تھا
نہیں بھولتا جس سے ابولہب کی یاد تازہ ہوجاتی ہے - با این ہمہ
الہلال کی روش میں کوئی فرق نہ آیا اور وہ اپنا کام کیسے
جاتا ہے :

زعشق آفاق را پردہ کردہ

خرد را چشم خواب آلود کردہ

اگر اب ضمانت لی جاتی ہے تو لی جائے، تاہم الہلال
امید ہے کہ وہ ہدایت عامہ سے باز نہیں رہیگا -

امام محمد ابن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو امیر بخارا
نے کہلا بھیجا کہ حدیث اور تاریخ نبوی محل شاہی میں سنا
جایا کریں - آپ نے جواب دیا کہ میں عام کی ذات گوارا کرنا نہیں
چاہتا - مسجد میں آکر سنا کریں - امیر نے کہا کہ جب تک میں
اور میرے شاہزادے مسجد میں رہا کریں مجلس عام نہ ہو - امام نے
فرمایا کہ میں ہدایت نبوی کو مسجد نہ نہیں کرسکتا - اگر مجلس
کی بندش کا حکم دے دیں تو یہ دوسری بات ہے - مجھکو بھی
خدا کے نزدیک عذر کا موقع مل جائیگا - امیر نے امام کو خارج البلد
کر دیا، وہ تکلیف سفر کو مرحبا اور آسائش رطوبت کو خیر باد کہتے ہوئے
چلے گئے مگر کلمہ حق نہ بیچا - لیکن پھر کیا ہوا؟ ہر طرف سے نزل
تجلیات و برکات الہی تھیں !!

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا * جب انکی دوسرا نہیں ہوتا
گورمنت اظہار عقائد مذہبی اور تبلیغ ہدایت دینی میں
دخیل نہیں ہوتی - یہ جو کچھ ہو رہا ہے ہمارے ہی باران
طریقت کی کوشش کا نتیجہ ہے -

البصائر کا سخت انتظار ہے اور اب بے تابی کی حد تک پہنچ
گیا ہے -

تیغ ہندی و خنجر رومی * نکند آنچه انتظار کند
(حکیم غوث طبیب ریاست بہاولپور)

السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ - اخباروں کے دیکھنے سے معلوم
ہوا کہ الہلال کے لیے دو ہزار کی ضمانت طلب کی گئی ہے - اس
خبر کے دیکھنے سے نہایت سخت مدہ کڑا - قبل ازیں اخبار
ہمدرد و کامریت سے بھی طلب کی گئی تھی - افسوس ہے کہ ایسے
نامی گرامی رسائل جو نہ صرف اخباری حیثیت ہی سے اعلیٰ درجہ
کے ہیں، بلکہ ہم مسلمانوں کے لیے باعث ترقی و بہبودی ہیں،
ہر طرف سے بحرالام میں گرے ہوئے نظر آتے ہیں - خدا اس
کشیدگی کو دور کرے اور حاکم و معکوم میں اخلاص و اتحاد پیدا
ہو - الہلال کے متعلق ہم لوگوں کا افسوس اس لیے بھی شدید ہے کہ ہم
آج بعض ایک اخبار کی حیثیت سے نہیں دیکھتے بلکہ فی الحقیقت
وہ ہمارا ایک دینی مصالح اور مذہبی معلم ہے، اور خدا نخواستہ اگر
ہم اس سے معروم ہو گئے تو یہ ہماری انتہائی بد قسمتی ہوگی -
دو ہزار کا فراہم ہوجانا باہمت لوگوں کے لیے کوئی بڑی بات نہیں -
اگر وہ خریدار صرف ایک ہی رویہ اس فنڈ میں دینے
تو بھی مطلوبہ رقم سے زیادہ رقم جمع ہو جاسکتی ہے :

قطرہ قطرہ بہم شود دریا

اگرچہ تقریباً دو سال سے ہم مسلمانوں نے مختلف چندوں
مثلاً طرابلس، ترکی مہاجرین، کانپور فنڈ میں اپنی ہمت سے

جناب مولانا وبالفضل ازلینا دام مجدد کم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - بلاشبہ ضمانت جو آپ سے طالب ہوئی ہے تمام قسم و مراتب کو نہایت ہی شاق ہے اور اس لیے ہر ایک اہل دل کو اس کا رنج ہے۔ لیکن ”عسیٰ ان تکرہو شیا و تروخیرکم“ خدا کا کلام ہے اور امید ہے کہ اسی میں کچھ بہتری ہوگی۔ مجھ کو سخت افسوس ہے کہ کارکنانِ سلطنت کیا ایسی موٹی سی بات کر رہی نہیں سمجھتے کہ اس ضمانت کے لیے جانے سے الہلال کے ارادت مندوں کو جو ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہیں کیا رنج نہوگا؟ اور اگر وہ اس بات کے قائل ہیں تو کیا یہ امر سلطنت کے لئے کسی علاج کا باعث ہو سکتا ہے کہ صرف در ہزار روپیہ کی خاطر اس قدر افراد کے دل میں سلطنت کی طرف سے رنج کا بیج بو دیں جو برگ و بار لاکھوں ایک درخت تنہا رہیں جارہے اور پھر اس سے طرح طرح کے دل خوں نکالنے پیدا ہوں؟ زمیندار کی ضمانت ضبط ہونے سے کس قدر افراد کو رنج پہونچا ہے اور کیا اس قدر فراض شخصوں کی تعداد میں ہر روز اضافہ ہونا سلطنت کے لئے مفید نتائج کا مژدہ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں لیکن اب انکو کون سمجھا رہے؟ خدا ہی انکو عقل سلیم عطا فرمائے۔ کہ ان کارروائیوں سے درگزر کریں اور بدستور مسلمانوں کو وفادار رہنے دیں جو خود ان کے حق میں مفید ہے اور مسلمانوں کے اس اعتقاد کے مستزاد نہ رہنے میں بھی، کہ برٹش گورنمنٹ ان کے حق میں ہے۔

خانصار عطا محمد عفی عنہ (امروٹور)

السلام علیکم۔ قبل ازیں ایک نیاز نامہ جس میں ایک رپہ کے ٹکٹ برائے ضمانت فنڈ ہمدرد و زمیندار تھے ارسال خدمت پہونچا ہوں امید کہ مشرف خدمت اقدس ہوا ہو۔ قدرت حق ہے۔ اگلا زخم بھرا نہ تھا کہ ایک اس سے بھی گہرا زخم امرچوہ ہوا۔ پھر حال جائے شکر ہے کہ یہ آزمائش ہماری استقامت کیلئے سبوتا نہیں ہو سکتی۔ باری تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس آزمائش کو جملہ اہل اسلام کو خیر و برکت، فخر و ظہار، عزت و دلالت عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

ایک روپیہ بذریعہ ٹکٹ ضمانت فنڈ ارسال خدمت ہے۔

محمد افضل - کوٹہ - بلوچستان

انڈین پریس ایسوسی ایشن

بھارت

زر اعانۃ ضمانت الہلال

جو مجلس دفاع مطابع و جرائد ہند کے خزانہ میں منتقل کر دیا جا گا

(۸)

جناب حاجی مصباح الدین صاحب	
ایک محترم بزرگ ملت	
جناب محکم الدین محمد امین صاحب	
ایک بزرگ از علی گڑھ	
ایک خاتون اسلام پورست از حیدرآباد دکن -	
جناب امجد حسین خان صاحب اسٹیشن	
ماسٹر قاضی	
جناب ایچ محمد یوسف صاحب	
ایڈو - مدراس	
جناب عبد الواحد صاحب سرداگر	
سکندر آباد دکن	
جناب احمد حسین صاحب	

زیدہ دیگر قومی ہمدردی کا ثبوت دیا ہے، لیکن امید ہے کہ باہمت حضرات اس موقع پر بھی اپنی غیرت دہلی کا ثبوت دینگے۔ ہمدردی قبل ازیں اپنی بساط کے موافق ہر ایک فنڈ میں جو کچھ ہوسکا حرکت کرچکا ہے۔ آج پانچ روپیہ کا منی اقرار ارسال خدمت گواہی ہے اور امید وار کہ یہ ناچیز رقم الہلال ضمانت فنڈ میں داخل کر کے مفنون و مشکور فرمائیں گے۔

(محمد عبد الواحد - سرداگر سکندر آباد - دکن)

حضرت مولانا رسالہ الہلال نمبر ۱۳ - میں شہر داخلیہ کے زیر عنوان بمعہ قرآن (الہلال پریس کی ضمانت) سخت افسوس ہوا، اور معاملہ میں یہ خدشہ پیدا ہوا کہ اب الہلال جیسے زندہ اور مصلح مسلمین رسالہ کے بھی نشانہ حکومت ہو جانے کے بعد اہلوان دینی پھر اسی فلاحیت و ادب کے قریب کڑے میں جا پڑے، اور پھر انکی غفلت سابق معر لا حق پر چھا جائیگی، کیونکہ اب الہلال کی غفلت شکن تحریریں اور راولہ خیز اور حیات افزا الہامی اثر کے مقالات بعض عمال سلطنت کے جبر سے مسلمانوں کے گوش زد نہ ہو سکیں گے اور چار ناچار الہلال کو طرز بیان اور پراہن زبان بدل دینا پڑے گا۔ اس خدشہ کے پیدا ہوتے ہی میں نے انسرنگی کے ساتھ پڑچ رکھ دیا اور دل بیتہ کیا۔ رکھی باللہ شہید! کہ ہم اور نہ صرف ہم بلکہ حضرت والد صاحب مدظلہ بھی آبدیدہ ہو گئے اور مشار الیہ نے عرصہ تک افسوس فرماتے ہوئے دعا فرمائی کہ خداوند! اپنی نصرت غیبی الہلال کے شامل حال رکھے اور وہ رہے خالص دل سے تیرے دین کا مددگار اور تیری مرضات کا عابد ہے۔

خدا سار کی نظر دیر تک الہلال پر گڑھی رہی۔ لیکن پھر الہلال کی دلا ریزی مجبور کن ہوئی کہ کم از کم ایک نظر تو ڈال لو۔ بادل ناخواستہ اٹھایا اور اسی ضمانت ستانی کے مضمون پر نظر پڑی۔ لیکن چند الفاظ کے پڑتے ہی آپ کے صبر و شکر، ہمت و استقلال، ہزم مصمم، وثبات ارادہ نے میرے پڑ مردہ دل کو شاداب کر دیا اور میں ایک بے اختیارانہ جوش کے ساتھ اٹھ بیٹھا۔ پھر تو دھی مٹھ نہا اور دھی الہلال - دھی نگاہ شوق تھی اور دھی اسکا محب و مطلب - دل بڑھ گیا، ہمت بلند ہو گئی، اول سے آخر تک پڑھ گیا، باغ امید کو سرسبز پایا اور سابق کی طرح آج بھی نخل مراد کو بارور دیکھا، فالحمد للہ علی ذلک۔

ابو تراب عبد الرحمن گیلانی

گیلانی - مرنہ گیر

”الہلال“ سے ضمانت طالب ہوئی۔ مجھ کو اپنی رہ درد انگیز دعا یاد ہے جو الہلال کے صفحوں پر ہمیشہ مانگی گئی ہے کہ ”خدا تعالیٰ آزمائشوں میں مجھے قائل، تاکہ میرے دل کی استقامت کا اندازہ ہو“ یہ اسکی استجابیت کا آغاز ہے اگرچہ فی الحقیقت آزمائشیں تو بہت سی ہو چکی ہیں اور دنیا دیکھ چکی ہے۔ یقین کیجیے کہ آج کروڑوں قلوب اسلام آپ کے ساتھ ہیں، اور آپ جو بیج بوتا تھا، وہ بار آور ہو گا۔

(محمد مکرم از کیرانہ)

(الہلال)

میری دعائیں جن آزمائشوں کیلئے ہیں وہ دوسری ہی ہیں، اور مجھ اب دور نہیں۔ ان چھوٹے چھوٹے واقعات کو اُسے کیا نسبت؟ انتظار کیجیے۔ انی معکم من المنتظرین!

چندہ جمع کیا گیا جو بذریعہ منی آرڈر مبلغ ۵۲ روپیہ ۷ آنہ ارسال خدمت ہے چندہ دھند گن کی تفصیل حسب ذیل ہے -

۵	۰	۰	جناب محمد نظام الدین صاحب
۰	۰	۰	جناب شیخ نبر صاحب
۶	۰	۰	جناب محمد عنی الدین صاحب
۱	۰	۰	جناب محمد وزیر الدین صاحب
۱	۰	۰	جناب سید معرب صاحب
۱	۰	۰	جناب رفادار خان صاحب
۱	۰	۰	جناب عظمت اللہ صاحب
۱	۰	۰	جناب شیخ سبحان صاحب
۱	۰	۰	جناب شیخ بہر لر صاحب
۱	۰	۰	جناب یسین خان صاحب
۱۶	۰	۰	متفرق
۸	۰	۰	پردہ نشین خاتونان اسلام پرست
جسمیں سے ۹ آنہ منی آرڈر کمیشن منہا کیا اور بقیہ بارن روپیہ ۸ ارسال خدمت ہے -			

جناب مرثیہ دوست محمد خان صاحب - پیش امام

۶	۴	۰	سررتی مسجد - منگیل بازار - برہما
۳۶	۲	۶	مسلمانان ٹھکری والہ ضلع لائل پور -
			بذریعہ ایس - اے - رحمان صاحب
۲۵	۰	۰	بہاری - حال مقیم بلرچستان
			مسماۃ یو بو بذریعہ ایچ - ای - ایس -
۶	۰	۰	محمد عبد الصمد صاحب -
۱۶	۰	۰	جناب ڈاکٹر عبد الواحد جتوڑ
			بذریعہ جناب بابو سلامت
۱	۵	۰	رمضان خان صاحب
			جناب غلام مصطفیٰ صاحب - میٹھ دار
۱۵	۰	۰	صرف خاص حضور نظام دکن

بقیہ چندہ شاہجہانپور

۰	۱	۰	جناب نئی خان صاحب
۰	۱	۰	جناب الی خان صاحب
۰	۱	۰	جناب نذیر علی خان صاحب
۰	۱	۰	جناب نیاز احمد صاحب
۰	۱	۰	جناب نقی علی خان صاحب
۰	۱	۰	جناب نذیر علی خان صاحب
۰	۱	۰	جناب عبد الرزاق صاحب
۰	۱	۰	جناب طفیل صاحب
۰	۱	۰	جناب سدن صاحب
۰	۱	۰	جناب شرافت صاحب
۰	۱	۰	جناب نبی جان خان صاحب
۰	۱	۰	جناب فضل صاحب
۱	۰	۰	جناب احمد علی صاحب
۰	۱	۰	جناب عبد الغفار صاحب
۰	۱	۰	جناب عزیز احمد صاحب
۰	۱	۰	جناب نفاست خان صاحب
۰	۱	۰	جناب یحیٰی خان صاحب
۰	۱	۰	جناب - وئی خان صاحب
۰	۱	۰	ایک مسدہ

۲	۰	۰	جناب مجید حسن صاحب بی اے
۱	۰	۰	جناب احمد علی صاحب بی اے
۵	۰	۰	جناب احمد بہائی صالح جی رنگوں
۰	۸	۰	جناب احمد حسین صاحب طالب علم ازبہبی
۳	۰	۰	جناب برکت اللہ صاحب از مدراس
۲	۰	۰	جناب احمد حسین خان صاحب رکیل
۲	۰	۰	جناب ضیاء الدین خان صاحب رکیل
۱	۰	۰	جناب مولانا قطب عالم شاہ صاحب
۱	۰	۰	جناب شاہ نظیر عالم صاحب
			جناب مولانا سعادت علی صاحب مدرسہ عالیہ
۱	۰	۰	راہ پور
۵	۰	۰	جناب سید حسن صاحب محلہ قلعہ - ٹونگ
۸	۰	۰	جناب حسن مرتضیٰ صاحب امر ر ہہ
			جناب شمش الدین احمد صاحب
۱	۰	۰	ڈسٹرکٹ ہسپتال علیگڑہ
۱۰	۰	۰	ایک بزرگ رامپور
۱	۰	۰	جناب رب نواز خاں صاحب دہلی
۶	۶	۰	جناب ایڈیٹر صاحب انغان پشاور

(باقی آئندہ)

زراعت و دفاع ۱۹۶۱ء مقدس کانپور

جناب عبد العی خان صاحب -

۰	۷	۰	حیدر آباد دکن
			جناب غلام مصطفیٰ صاحب میٹھ دار خزانہ
۲۵	۰	۰	صرف خاص حضور نظام حیدر آباد دکن
۵	۰	۰	جناب منشی خان محمد صاحب - درگئی
۳	۰	۰	جناب منشی اسماعیل صاحب درگئی
۲	۰	۰	جناب منشی چراغ دین صاحب درگئی
۰	۱۲	۰	جناب منشی محمد شریف صاحب
۰	۰	۰	جناب محمد عبد السلام صاحب حیدر آباد دکن
			جناب سید شفقت حسین صاحب - افضل
۲	۰	۰	کنج - حیدر آباد دکن
			جناب سید حسن صاحب رتھی - ڈنگ
۵	۰	۰	راجپوتانہ
			غیر مسلمانان مانگرول بذریعہ
۲۵	۰	۰	جناب محمد نظام الحق صاحب عباسی
			جوبلی اسکول بہاگلپور کے لڑکوں کی ہمدردی
۷	۴	۰	کا نتیجہ
			جناب حافظ چراغ الدین صاحب قریشی
۲	۰	۰	- آٹک
			جناب محمد نظام الحق صاحب عباسی
۵	۰	۰	مانگرول
			بذریعہ طفیل احمد خان صاحب -
۴۳	۰	۰	گوجر ٹولہ - رامپور
			جناب مرزا حبیب احمد صاحب -
۳	۱۰	۰	کٹل منڈی - حیدر آباد دکن
۱۰	۲	۰	جناب علاؤ الدین صاحب فرخ - پور پال
۹	۰	۰	جناب احمد حسن صاحب
			جناب محمد عبد العزیز صاحب ہمدردی

بروز عید الفطر بمقام سرائے ضلع امراتی عید گاہ مسجد کانپور کیا۔

یہ نادان لوگوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں، حالانکہ انکے نفس خالص نے خود انکو دھوکے میں ڈال رکھا ہے :

ولا تجادل عن الذین یختصمون انفسہم - ان میں خود اپنے تئیں دھوکا دے رہے ہیں
انکہ لا یحب من انہما خواناً ائیمہا - کیونکہ اللہ تعالیٰ دھوکا دینے والوں اور معصیت شعار انسانوں کو پسند نہیں کرتا۔ (۱۰۷: ۴)

افسوس تم قرآن پڑھتے نہیں۔ جو لوگ رازداروں کے ساتھ پوشیدہ پوشیدہ اپنے کاموں کو انجام دینا چاہتے ہیں اور اپنے ارادوں اور مشوروں کو تاریکی میں رکھتے ہیں، خدا نے انکی نسبت کیسے صاف اور منطقی لفظوں میں رات دی ہے؟ کاش دیکھ سونچیں اور دل عبرت پکڑیں !

یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللہ وهو معہم ان ینتروں ما لا یرضی من القول و کان اللہ بما یعلمون محیطاً ! (۴: ۴) ”یہ لوگ کیسے احمق ہیں ! انسانوں سے تو پردہ کرتے ہیں مگر خدا سے پردہ نہیں کرتے ! حالانکہ جب وہ راتوں کو (مثلاً رات کے گیارہ بجے بریلی کے اسٹیشن پر) اُن باتوں کیلئے مشورہ کرتے ہیں جو اللہ کی خوشنودی کے خلاف ہیں، تو خدا تو اُنکے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ جو کچھ یہ کرتے ہیں، سب اسکے احاطہ علم میں داخل ہے !

الذین یفخذون الکافرین اولیاء من دین المؤمنین، ایبتغون عذہم العزۃ؟ ان العزۃ عذۃ اللہ جمیعاً و نازل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم آیات اللہ یکفر بها و یستہزء بها، فلا تقعدوا معہم حتی یشعروا فی حدیث غیرہ (۴: ۴) ”یہ لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں۔ کیا اسلیئے کہ انکے دربار میں اپنی عزت بڑھانی چاہتے ہیں؟ اگر یہی بات ہے تو جان رکھیں کہ ہر طرح عزتیں تو اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ اسکو چھوڑ کر یہ کیوں غیروں کی چونچوں پر چڑھتے ہیں؟

حالانکہ مسلمانوں پر اللہ قرآن مجید میں یہ حکم نازل کرچکا ہے کہ غیروں سے ویسے ملنے جلنے میں تو ہوشیاری ہرچ نہیں، البتہ جب تم اپنے حق سے سن لو کہ آیات اللہ سے انکار کیا جا رہا ہے، شعائر الہد کی آواہیں ہورہی ہے، احکام دینیہ کی ہنسی اڑائی جا رہی ہے، تو پھر ایسے لوگوں کے ساتھ اُس وقت تک نہ بیٹھو، جب تک کہ وہ کسی دوسرے بات کی طرف متوجہ نہوجائیں۔

ہم نے کسی دوسری جگہ اس جلسے کے مختصر حالات لک دیے ہیں، نیتوں کا خدا علیم ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اگر ان بزرگوں کا مقصد اصلاح حالت اور دفع فساد ہے، تو اللہ انہیں جزا خیر دے اور انکی سعی کو قبول کرے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے، تو پھر ان دلوں پر حسرت، جنکے لیے گزشتہ عبرت بخش نہیں، اور ان دماغوں پر افسوس، جو ایندہ کیلئے متنبہ نہیں۔ کوئی سال ایسا نہیں گزرتا، جس میں نیا فاسدہ ہی نامرادی اور اعمال فاسدہ کی ناکامی اپنے اندر ایک سبق عبرت و موعظہ نہ دیتی ہو۔ راز دارانہ اعمال اور قوم سے علیحدگی و مستبدانہ خود رائی کے ناکام نتائج اس کثرت سے سامنے آچکے ہیں کہ اندھوں کے سامنے رہے جائیں تو دیکھنے لگیں اور گونگوں کو سنایا جائے تو بے اختیار چیخ اُٹھیں۔ پھر یہ کیوں ہے کہ آنکھیں بند ہیں، دل پردہ درچاہے ہیں،

وما یفلحون الا انفسہم راہ حق سے ہٹکا دینے کا ارادہ کرہی رہا یفوزنک من چکا تھا۔ حالانکہ حقیقت حال یہ ہے شی (۴: ۱) کہ یہ لوگ تمہیں تو کیا گمراہ کرینگے؟ خود اپنے ہی گمراہی میں ڈال رہے ہیں۔ یقین رکھو کہ وہ تم کو کچھ نقصان پہنچا نہ سکیں گے۔

پھر اگر ہم لوگوں کے ارادوں اور خیالوں کا بھی مراقبہ کریں تو اعمال تک پہنچنے کی کبھی مہلت ہی نہیں ملے۔

ہم بالفعل چند کلمات اس جلسے کی نسبت کہنا چاہتے ہیں جو ہڑھانڈس نواب صاحب رامپور کی زیر صدارت ۲- اکتوبر کو حسب افراد یک ہفتہ، دہلی میں منعقد ہوا تھا۔ لیکن مندرجہ صدر خیالات کی بنا پر ہم اُن تمام اخبار و معلومات سے بالکل چشم پوشی کرینگے، جنکی اس جلسے کے انعقاد سے پیشتر ہمیں خبر مل چکی ہے۔ نہ تو اس مخفی اور طلسمانہ طریق عمل پر بحث کرینگے، جو اس جلسے کے انعقاد کیلئے اختیار کیا گیا تھا۔ نہ اس پر اسرار طریق دعوت شرکت پر نظر ڈالیں گے، جسکے ذریعہ ایک خاص طبقہ کے لوگوں کو شش کر کے جمع کیا گیا۔ نہ (حاجی نادر علی رکیل) نامی کسی شخص کو تلاش کرینگے جو مفید اغراض شرکاء عمل کی تلاش میں بھیجا گیا تھا، اور نہ جلسے کی اصلی غرض و غایت، اسکی تعریک کے اسباب، قافلہ رفتہ کی رسمیت اور کاروان موجودہ کے پیام اور ان سب کے شان نزول کو روشنی میں لائیں گے جس کے اندر مسلمانوں کے موجودہ عہد بیداری و حرکت کیلئے بہت سی یاد گار بصیرتیں مضمر ہیں، اور جو انسانی عصیان و تمرد کے نتائج کا نہایت ہی دلچسپ افسانہ ہے۔

ان امور پر اگر نظر ڈالیے تو اسکا بہتر وقت دوسرا ہے۔ اور شاید دور نہیں۔ سر دست ہم صرف اُسی چیز کو دیکھیں گے، جو ۲- اکتوبر کو ہمیں دکھلائی گئی، اور بالآخر بائیان مجلس جس صورت میں اپنے تئیں پیش کرنے پر مجبور ہو گئے اور انہوں نے پیش کیا، اُسی کو بہ کمال تجاہل و تعافل عارفانہ، تسلیم کر لینگے :

یہ کہکے رخنے ڈالیے انکی نقاب میں

اچھے برے کا حال کھلے کیا حجاب میں

جن لوگوں کو تاریکی پسند ہے اور اپنے کاموں کو چوری چھپے کرنے پر مجبور ہیں، بہتر ہے کہ انہیں روشنی میں لائے پریشان نہ کیا جائے۔ جس کے چہرے پر داغ ہوتے ہیں، اُسی کو برقعہ ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ چوررات کی پچھلی پہر میں دیواروں کی آڑ سے اپنے تئیں چھپاتے ہوئے نکلتے ہیں، مگر شریف آدمی ہمیشہ در پہر کی روشنی میں سڑکوں پر دیکھے لگے ہیں۔ چھپنے والوں کیلئے یہی عذاب الیم کیا کم ہے کہ وہ خود بھی اپنے کاموں کو علانیہ کرنے کے قابل نہیں پاتے؟ انسانی ضمیر کے اسی عذاب کی طرف جا بجا قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے : تری الظالمین مشفقین ماکسبر، دھوراقع ہم (۴۳: ۲۱)

البتہ انسان کی اس غلطی پر، جو شاید اسکی فطرۃ میں داخل ہے، ہمیشہ ماتم کیا گیا ہے اور کیا جائیگا کہ وہ اپنے رازوں کو اُنسے چھپاتا ہے، جنکے ہاتھ میں اُسکی جزا و سزا نہیں، پر اُس کی بالکل پروا نہیں کرتا جو اسکے جزا و سزا پر تنہا قادر ہے، اور اسکے سام چھپے ہوئے کاموں پر سے عاقبت کار پردہ اُٹھا دینے والا ہے ؟

(۱) اس آیت کریمہ میں دراصل انصاف (روحی فدا) سے خاص مخاطب ہے۔ لیکن حالت تمام مومنین کیلئے عام۔ اسی لیے اس وقت یاد آگئی تو حوالہ ظلم بھی۔ (منہ)

کان پنبہ غفلت سے بہرے ، اور سب نے خدا کے طرف سے گردنیں
مڑ لی ہیں ؟ رجعلنا علی قلوبہم اکنۃ ان یفہموا وفی اذا نہم
وقرا (۱۷ : ۴۸)

شاید ہی کڑی اور آیت اس قدر میری زبان پر ہمیشہ جاری
رہتی ہے ، جیسی یہ آیت کریمہ ، کہ فی الحقیقت ہماری موجودہ
غفلتوں کا ایک موقع عبرت ہے :

اولا یرون انہم یفتنون کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ کوی برس
خی کل عام مرتہ ایسا نہیں گذرتا جس میں ایک یا دو
اور مرتیں ، ثم مرتبہ یہ لوگ آزمائشوں میں نہ ڈالے
لایتربون والا ہم جاتے ہوں مگر باوجود اسکے نہ تورہ اپنی
یذکررون بد اعمالیوں سے توبہ کرتے ہیں اور نہ ان
تنبیوں سے عبرت پکڑتے ہیں ! (۱۲۷ : ۹)

دفعہ اول : است

دولت عثمانیہ اور یونان

اشرار بلقان نے پرکار شمشیر اور رنگ خونین سے صفحہ بلقان
میں اپنی اپنی حدود کا نقشہ کھینچا ، لیکن افسوس کہ تقاطع
خطوط نے صفحہ کو پیلے سے آرزویدہ تاریک اور مبہم الحدود کر دیا !
دیدنی غاج اس نقشہ کے اندر حدود بلغاریہ میں داخل کیا گیا ،
لیکن اس پر یونانی قابض تھے ، صلح بخارست کے بعد قرار پایا کہ
یونان اس کو بلغاریہ کے لیے خالی کر دے گا ، دل کی اس عذابت
میں شک نہیں ، لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ نیم مردہ بلغاریہ اب
اس حرکت کے بھی لائق نہیں ، اور یونان اس خوف سے اب تک
آسے خالی نہیں کرتا کہ ترک اس پر قابض ہو جائیگے !

صلح ترکی و بلغاریہ نے تاریخ بلقان کا نیا دور شروع کیا ۔ بلغاریہ
نے مطیعانہ و درستانہ اپنے قدیم آقا اور جدید درست کے ہاتھ میں
ہاتھ ڈال دیا ۔ یونان کو خطرہ ہے کہ یہ دونوں اس طرح بڑھتے
ہوئے کہیں میری طرف نہ بڑھ آئیں ۔

اس خطرہ کے آثار اولین تو یہ ہیں کہ شاہ یونان خطابت و
اعزازات کے بارگراں کو لندن میں چھوڑتا ہوا ۔ یونان روانہ ہو گیا
محکمہ جنگ اپنے افسروں کو رخصتوں پر سے طلب کر رہا ہے ، جہاز
حرکت میں آ رہا ہے ، ان سب کے بعد پہلا عمل اضطراری
یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ ” بنظر عہد نامہ ترکی و بلغاریہ یونان کے
دیدنی غاج کے تغایہ ، پالیے اپنے افسروں کو حکم دیدیا ہے “

ایک دوسرا خطرناک مسئلہ جزائر ایجیوں کا ہے ، یہ جزائر چونکہ
یورپ اور ایشیا کے اتصالی نقطے ہیں اس لئے ترکوں کی نظر میں ان
کی بڑی اہمیت ہے ، اور اسی لیے وہ ان جزائر کی ایک معقول
تعداد اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتے ہیں ۔ یونان اس کے لیے بمشکل
آمادہ ہوا ، وہ مقامات متنازعہ کی نسبت ترکوں سے مکاتبت و
مصالحت کیلئے طیارے لیکن مدللہ جزائر کو ہاتھ لگانے سے قطعی
انکار کرتا ہے ۔

لیکن اس مشکل نے یونان کو ایک اور خطرہ میں مبتلا کر دیا
یعنی اپنے جہازات کے تحفظ و سلامتی کی فکر میں ، بحر اسود میں سر
یونان کے جو تجارتی جہاز آمدورفت کرتے ہیں ، انکا بیمہ کرنے سے
بیمہ کمپنیوں نے انکار کر دیا ہے کیونکہ جنگ کے خطرات قوی ہیں
ایسی حالت میں یونانی جہازات کی زندگی یقیناً خطرے میں
پڑگئی ہے ، خصوصاً جبکہ ” رشادیہ “ بھی یونانی میں آ کر چکا ہے اور
رؤف بے قائد حمیدیہ (حسب اطلالیہ ریوٹر ۶ اکتوبر) زم اور لندن
جنگی جہازات کی خریداری اور بحری افسروں کے انتخاب کے لیے
بہرہ چکا ہے ۔

یونان کو ترکوں کی تبدیلی کی بھی شکایت ہے کہ صلح
بلغاریہ سے پیشتر کی سی حالت نہیں رہی مگر یہ شکایت بالکل بے
قائدہ ہے ۔ اس عصر جدید میں یونانیوں کا ” پہلا فلسفہ “ بیکار
ہو چکا ہے !

(البانیہ)

اسٹریا کی مداخلت و تشجیع نے مسئلہ البانیہ کو اہم بنا دیا
ہے عجیب تر یہ کہ بلغاریہ ، اس فرصت سے بھی کام لیتا چاہتا ہے
جو سرریا نے رومانی پیش قدمی کے موقع پر لیا تھا ۔

۲ - اکتوبر کا قارہ ، کہ سرریا کی فوج دبوا اور اسپردا میں
داخل ہو گئی ۔

ریوٹر کہتا ہے کہ اگر یہ صحیح ہے تو ایک تیسویں جزیرہ
کے لئے ، بلقان کا میدان پھر صاف ہو رہا ہے ۔

لندن نے ۳ - اکتوبر کو تلغراف آیا کہ اسٹریا نے سرریا کو بڑھایا
ہے کہ البانیہ کے متعلق لندن کانفرنس کے فیصلے پر قائم رہے مگر
سرریا کا جواب ہے کہ وہ صرف مدافعاہ کوششوں میں مصروف ہے ،
حدود البانیہ پر قبضہ کرنے کی نیت نہیں ۔

۶ اکتوبر کو بلگریہ کی اطلاع ہے کہ سرریا نے البانیوں اور ہرزگو
میں شکست دی ، اور ان کا تعاقب سرحد تک کیا ، البانیا
خود سرریا کے اپنے گھر کا تار ہے ، اسلئے محتاج تحقیق ہے ،
سلسلہ واقعات سے ظاہر ہوتا ہے ، کہ شاید اب جنگ ۔

ہوجائے ریوٹر ، ۳ - ستمبر کے تلغراف میں اطلاع دیتا ہے کہ دل کے
ہالینڈ سے استدعا کی تھی کہ وہ تین سپاہیوں کا ایک جندرمہ (فوجی
پولیس) البانیہ کے لئے مرتب کرے ہالینڈ نے یہ درخواست منظور کر لی
ہے ، اور چند تین افسروں کو اس غرض سے البانیہ روانہ کیا ہے ، وہ
تحقیق حال کے بعد اطلاع دیں کہ کتنے افسروں کی ضرورت ہوگی ۔

وزیر سرریا جو ابوقت سے واپس آ گیا ہے اسنے بھی ایک تقریر میں
ظاہر کیا ہے کہ ممالک بلقان لڑتے لڑتے اس قدر تھک گئے ہیں ،
جدید مقابلے کے لئے اب طیار نہیں ، دوسری ریاستوں کے مددگار
موصوف کا بیان صحیح ہوا نہر ذاتی واقفیت کی بنا پر اپنے
متعلق تو ان کی رائے عینی شہادت سے کم نہیں !!

آخر الانباء

لندن ، ۸ اکتوبر - ترکی نے ۶ دویژن کے ان کل افسروں کو جو
اس وقت رخصت پر تھے حکم دیا ہے کہ ۲۴ - گھنٹہ کے اندر وہ
دبیر طیقا پہنچ جائیں ۔

قسطنطنیہ ، ۸ اکتوبر - طلعت بے اس مجلس کی صدر ہونے
جو آج وزارت خارجہ میں منعقد ہوگی ، جو اس امر پر غور کریں
کہ ترکی اور بلغاریہ کے درمیان ۲۰ ماہ رواں کو ایک اضطراری معاہدہ
کے لئے گفتگو شروع کی جائے ۔

لندن ، ۸ اکتوبر - حکومت عثمانیہ نے مذہبیات کو باعزت نہیں
۔ جس اپنا سفیر متعین کرنا چاہے ۔ اس کے متعلق بلغاریہ
دریافت کیا ہے ۔

لندن ، ۸ اکتوبر - ترکوں اور یونانیوں کی گفتگو سے صلح تقریر
دبیر میں ختم ہوگئی ، ترکی اپنے مطالبات کو اپنی قدیم رعایا
مذہبی و عمومی حقوق کی حمایت پر مبنی کرتی ہے جن کو بلو لیا
تسلیم کر لیا ہے ، لیکن یونان اس کے لیے طیار نہیں ، گفتگو ۔

ایجیوں کا ذکر مقررک ہوگا اور اسکا فیصلہ یورپ پر موقوف

لیکن ہر حال میں ترکی نے بعض جزائر کے متعلق

پر عزمیت ظاہر کرنے کا ارادہ کر لیا ہے ۔

صرف ۳ روپیہ بارہ آنہ میں دو عمدہ گھڑیاں

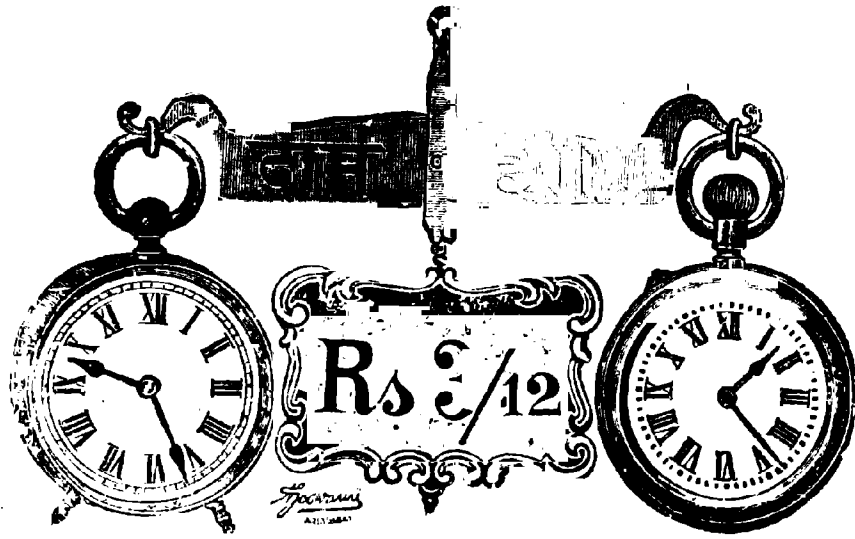
غضب کی رعایت

اصلی کیلس لیور

نیو فیشن بی ٹائم پیس

بیش بہا موقعہ

دوسری چھڑی بی ٹائم پیس
ہے جو کہ بلکاری لحاظ سے تمام
دنیا میں مشہور ہے۔ آپ
یقین کریں کہ یہ سودا چھارم
قیمت میں آپ کو ملتا ہے۔
ہمارے اسٹاک میں گھڑیاں
بہت بڑی تعداد میں موجود
ہیں اور ہفتہ تین ماہ کے
انداز کدنام خالی نہ ہے۔
جاد خریدیے اور اپنے دوستوں
کو اس خبر سے متاثر
کیجیے۔



گھڑی کے شائقین! یہ زرین
موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں
کیونکہ تمام گھڑیوں کی قیمت
میں ایسی عظیم الشان رعایت
پیندہ نہ کر سکیں گے اسوقت
نہیں روپیہ بارہ آنہ میں دو
نہایت اعلیٰ درجے کی
قیمتی گھڑیاں آپ کے گذر
کیجاتی ہیں۔ یہ معمولی
بازاری گھڑیاں نہیں ہیں۔
آپ خود فرماریں۔ انہیں
ایک تو اصلی کیلس لیور

جیسی گھڑی ہے جسکی کارنٹی پانچ سال اور گھنٹہ کی کرک
ہے۔ اور اسے ساتھ ایک فیشن ایبل چین بھی دی جاتی ہے۔

ملنے کا پتہ - برج باسی لال ویش نارلٹی ایجنسی نمبر ۲۲۷ بلدیو بلڈنگس جھانسی

Brij Basilal Vaish Novelty Agency 227 Baldeo Building Jhansi U. P.

م ہ م

کشمیر کے شال - رفلی آر نی پارچات - چادریں - کامدر میز پرش - پلنگ پرش - پردے - نمندے - گہرے - نقاشی میدا کاری ہ اعلیٰ
سامان - زمفران - مشک نافہ - جدوار - سمیرہ - سلاجیت - زیرہ - گل بنفشہ وغیرہ وغیرہ روانہ کرنے والے - مکمل فہرست مفت ہم سے طلب کروں
منیجر دی کشمیر کو اوپر یٹیو سوسائٹی - سری نگر - کشمیر -

یورپ اپنے گھر میں رہے

ایشیاء و افریقہ میں اسکا رہنا عقل اور نظرت کے خلاف ہے۔ یہ مقلد مصر کے زبردست بزرگ اور تمام صوبوں کے شیخ المشائخ
ہے جو انہوں نے اپنی کتاب مستقبل الاسلام میں لکھا ہے۔ اس کتاب میں ایسی دل کو لگنے والی پیشین گوئی ہیں کہ مسئلہ
علی الغصص ایشیائی آنکھ دیکھ کر باغ باغ ہو جاتی ہے۔ اس کے اردو ترجمہ کا نام اسلام کا انجام ہے۔ قیمت چار آنے۔

زار دوس کی ہتھکڑیاں

اس کا بھید شیخ سنوسی کے رسالوں میں ہے جس میں ظہور حضرت امام مہدی اور شہنشاہ انگلستان کے مسلمان ہونے اور آئندہ
زمانہ کے ہولناک انقلابات کی سچی پیشین گوئی ہیں۔
حصہ اول ۳ آنہ - حصہ دوم کتاب الامر ۳ آنہ - حصہ سوم فیضان ۸ آنہ -

ہندوستان ان میں جم ان

سلطان محمود غزنوی نے سرمنا میں کیرنکر جہاں کیا۔ اس کے چشم دید منظر روزنامچہ خراجہ حسن نظامی میں ملینگے
جسمیں سفر بمبئی سرمنا کا لہیاراز گجرات وغیرہ کا دلچسپ تذکرہ ہے۔ قیمت ۸ آنہ
یہ سب کتابیں ہر کن حلقہ نظام المشائخ دہلی سے نکالیے۔

نرمہا تہ الزا د

سوانح عمری شیخ عبد القادر جیلانی (رض) عربی زبان میں
تالیف ابن حجر - نایاب قلمی نسخہ سے چھپی ہے - کاغذ رنگینی
صفحہ ۵۶ - قیمت ۸ آنہ علاوہ معقول ڈاک - ملنے کا پتہ -
سپرٹنڈنٹ بیکر ہوسٹل - دھرمتلہ - کلکتہ -

مسجد کا کانپور مچلی بازار

کے روزانہ مفصل و مستند حالات اور عدالت کی کل کارروائی
شائع کرنیکا اخبار آزاد کانپور نے انتظام کیا ہے - اجلاس عدالت کی
پوری کارروائی دوسرے روز صبح کو شائع کر دی جاتی ہے - ان پرچوں
کی ایک روپیہ ماہوار قیمت مقرر کی گئی ہے - اشاعت پورچہ
برابر ڈاک سے ارسال ہوئے رہیں گے - مئی آرڈر بنام منیجر آزاد
کانپور آئے - واقعہ ۳ - اگست سے آخر ماہ تک کے کل حساب
موجود ہیں - قیمت ایک روپیہ

مولانا ابوالام ابدیتو الم

عہد لہمی مولیٰ اور زبان میں سرمد شہید کی پہلی سوانح عمری جسکی نسبت
خراجہ حسن نظامی صاحب کی رائے ہے کہ با مقبار ظاہر اس سے اعلیٰ اور
خاندان الفاظ آجکل کوئی جمع نہیں کر سکتا اور باعتبار معانی یہ سرمد کی
زندگی و موت کی نصف ہی نہیں معلوم ہوتی بلکہ مقامات درویشی و
لہجہ مسئلہ اور ابیلا خطہ نظر آتا ہے - قیمت صرف ۵ مائی آنے -

ان کے لئے اذیہ البات

کے معلوم کرنیکا شرق و تہذیب جاماسب کی نایاب کتاب جاماسب نامہ کا
ترجمہ منکا کر دیکھیے جو ملا محمد الواحدی ابدی نظام المشائخ نے نہایت
ضمیمہ اور سلیس انداز میں کیا ہے - پانچ سو برس پہلے اسمیں بحساب نجوم
و جفر آجکل کی بابت جسقدر پیشینگوئیاں لکھی گئی تھیں وہ سب ہو بہو
پوری آئیں مثلاً ہفتہ آنحضرت معلم - معرکہ کربلا - خاندان تیموریہ کا
مروج و زوال وغیرہ وغیرہ قیمت ۵ مائی آنے -

المش

منیجر رسالہ نظام المشائخ و درویش پریش

البصائر

ایک ماہوار دینی و علمی مجلہ

جس کا

اعلان پبلش "البیان" کے نام سے کیا گیا تھا۔

ماہ شوال سے شائع ہونا شروع ہو جائیگا

شعبہ کم از کم ۶۴ صفحہ - قیمت سالانہ چار روپیہ مع معقول -

خریداروں الہال سے : ۳ - روپیہ

اسکا اصلی موضوع یہ ہوگا کہ قرآن حکیم اور اس کے متعلق تمام علوم و معارف پر تحقیقات کا ایک نیا ذخیرہ فراہم کرے - اور ان موانع و مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کرے ، جن کی وجہ سے موجودہ طبقہ روز بروز تعلیمات قرآنیہ سے نا آشنا ہوتا جاتا ہے -

اسی کے ذیل میں علوم اسلامیہ کا احیاء ، تاریخ نبویہ و صحابہ و تابعین کی ترویج ، آثار سلف کی تدوین ، اور اردو زبان میں علوم مفیدہ حدیث کے تراجم ، اور جرالد و مجلات یورپ و مصر پر نقد و اقتباس بھی ہوگا - تاہم یہ امور ضمنی ہونگے ، اور اصل سعی یہ ہوگی کہ رسالے کے ہر باب میں قرآن حکیم کے علوم و معارف کا ذخیرہ فراہم کرے - مثلاً تفسیر کے باب میں تفسیر ہوگی ، حدیث کے باب میں احادیث متعلق تفسیر پر بحث کی جائیگی - آثار صحابہ کے تحت میں تفسیر صحابہ کی تحقیق ، تاریخ کے ذیل میں قرآن کریم کی تنزیل و ترتیب و اشاعت کی تاریخ ، علوم کے نیچے علم قرآنیہ کے مباحث اور اسی طرح دیگر ابواب میں بھی وہی موضوع رحید پیش نظر رہیگا -

اس سے مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کے سامنے بدفعہ واحد قرآن کریم کو ، شانہ ، اشکال و مباحث میں اس طرح پیش کیا جائے کہ عظمت کلام الہی کا وہ اندازہ کر سکیں - و ما توفیقی الا باللہ - علیہ توکل و الیہ انیب - پٹہ : نمبر (۱۴) مکلاؤڈ اسٹریٹ کلکتہ

لغات : دیبدا

مواضع

مولانا السید سلیمان الزیدی

یعنی : عربی زبان کے چار ہزار جدید ، علمی ، سیاسی ، تجارتی ، اخباری اور ادبی الفاظ اصطلاحات کی محقق و مشرح و کھنری ، جسکی اعانت سے مصور شام کی جدید علمی تصنیفات و رسائل نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکتے ہیں ، اور نہز الہلال جن جدید عربی اصطلاحات و الفاظ کا استعمال کبھی کبھی کرتا ہے ، وہ بھی اس لغت میں مع تشریح و اصل ماخذ موجود ہیں - قیمت طبع اعلیٰ ۱ - روپیہ ۴ آنہ - طبع عام ۱ - روپیہ - درخواست خریداری اس پتہ سے کی جائے :

منیجر المعین ندوہ ، لکھنؤ -

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجھا چکے ہیں ، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دراختیا ہیں اور نہ ڈاکٹر ، اور نہ کڑی حکیمی اور مفید پختہ دوا اور قیمت پر گھر بیٹھے ، طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے - ہندو خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے ، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے - مقام میسرت ہے ، خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بھی ہیں اور وہ دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پڑانا بخار - مرمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار ، جسمیں ورم جگر اور طحال بھی لائق ہو ، یا وہ بخار ، جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کلا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ گلہاں بھی ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے ، اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجئے تو بھوک بڑھ جاتی ہے ، اور تمام اعضا میں خورہ صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں جسمی و چالاکی آجاتی ہے ، نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیروٹھے ہوں ، بدن میں سستی اور طبیعت میں کھلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استہلال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت ہر بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ

چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے

تمام درکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

۱۹۰۱ء و روبرو پرائمر

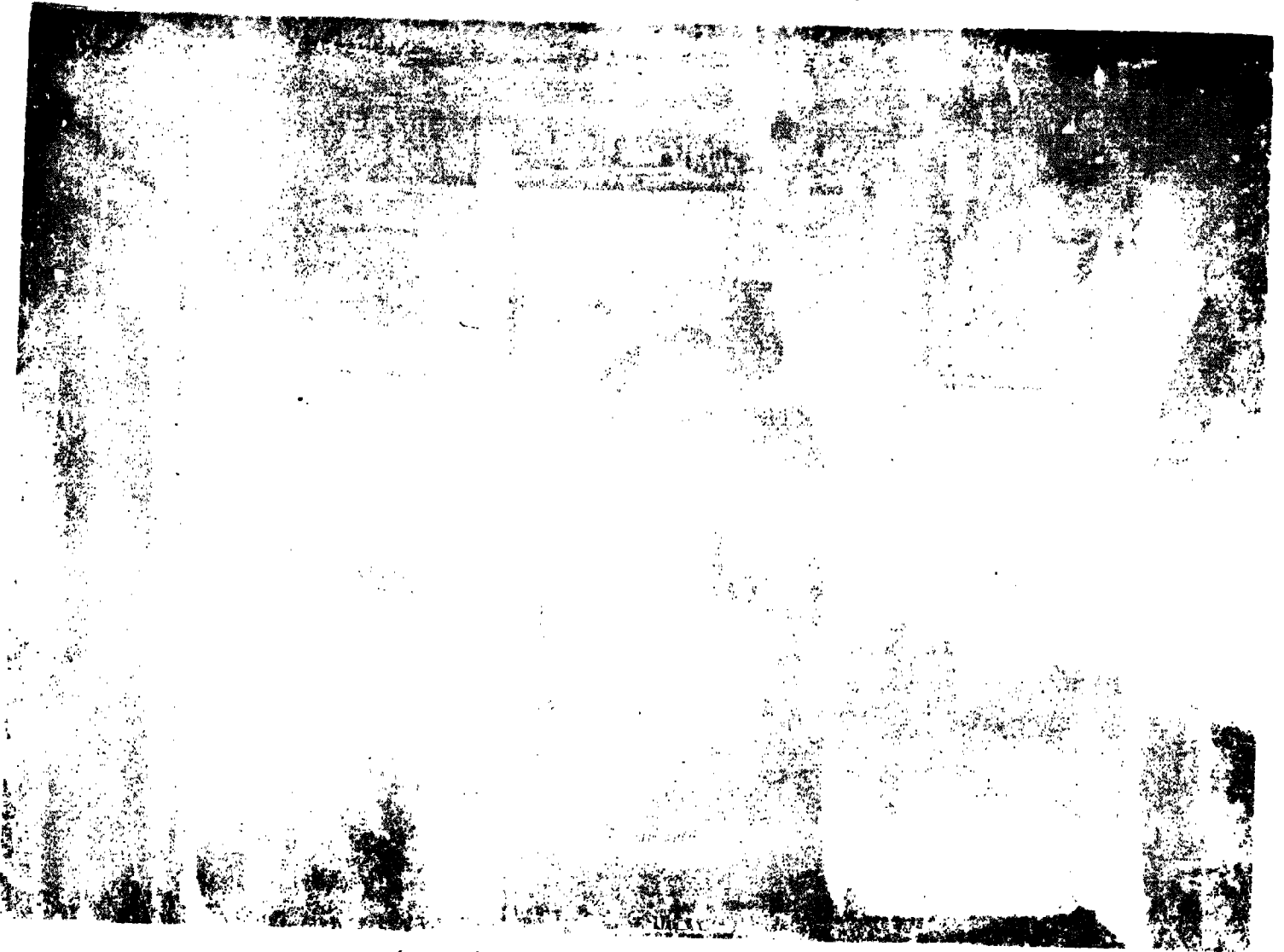
ایچ - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ ۷۳

کولوٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

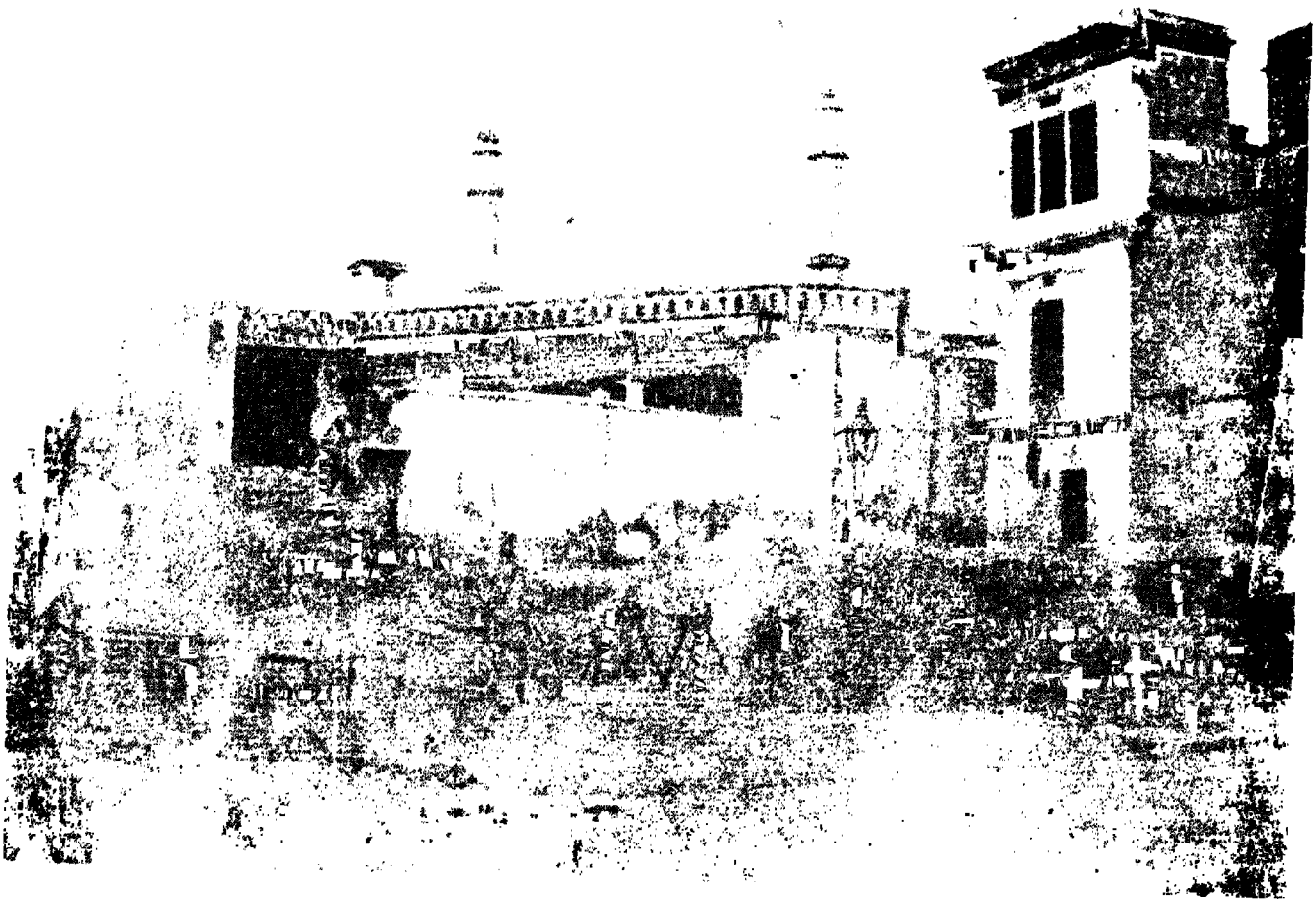
خضاب سیہ تاب

ہمارا دعویٰ ہے کہ جتنے خضاب اسوقت تک ایجاد ہوئے ہیں ، ان سب سے خضاب سیہ تاب بڑھکر نہ نکلے تو جو جو جسم ہم پر کیا جارہا ہم قبول کر دیگے - دوسرے خضابوں سے بال بھروسہ یا سرخی مائل ہوتے ہیں - خضاب سیہ تاب بالوں کو سیاہ کر دیتا ہے - دوسرے خضاب مقدار میں کم عورتیں - خضاب سیہ تاب کسی قیمت میں اسقدر دیا جاتا ہے کہ عرصہ دراز تک چل سکتا ہے - دوسرے خضابوں کی ہونا گوار ہوتی ہے - خضاب سیہ تاب میں دلہند خربشور ہے - دوسرے خضابوں کی اکثر شیشیاں دیکھنے میں آتی ہیں ، اور دونوں میں سے درمیان لگانا پڑتا ہے - خضاب سیہ تاب کی ایک شیشی ہوگی ، اور مرتبہ ایک مرتبہ لگایا جائیگا - دوسرے خضابوں کا رنگ در ایک روز میں پھیکا پوجاتا ہے ، اور قیام کم کرتا ہے - خضاب سیہ تاب رنگ روز بڑھتا جاتا ہے ، اور در چند قیام کرتا ہے - بلکہ پھیکا پڑا ہی نہیں - کھرتیاں بھی زیادہ دنوں میں ظاہر ہوتی ہیں - دوسرے خضابوں سے بال کم اور سخت ہو جاتے ہیں - خضاب سیہ تاب سے بال نرم اور گنجان ہو جاتے ہیں - بعد استعمال انصاف آپ سے خود کہلائیگا کہ اسوقت تک ایسا خضاب نہیں ایجاد ہوا - یہ خضاب بطور نیل کے برش یا کسی اور چیز سے بالوں پر لگایا جاتا ہے - نہ باندھنے کی ضرورت نہ دھونے کی حاجت - لگانے کے بعد بال خشک ہوئے کہ رنگ آیا - قیمت فی شیشی ایک روپیہ زیادہ کے خریداروں سے رعایت ہوگی - محصول ذات بذمہ خریدار - ملنے کا پتہ :

کارخانہ خضاب سیہ تاب کٹرہ دل سنگہ - امرتسر



مسجد کانپور کا ایوان عبادت * حالاتِ خونین ۳- اگست کے بعد -
آپ کے سامنے دہلی کا معجزہ ہے - آپ کے دہلی کے دہلی انکی سٹریٹ سے پہچانے جاسکتے ہیں -

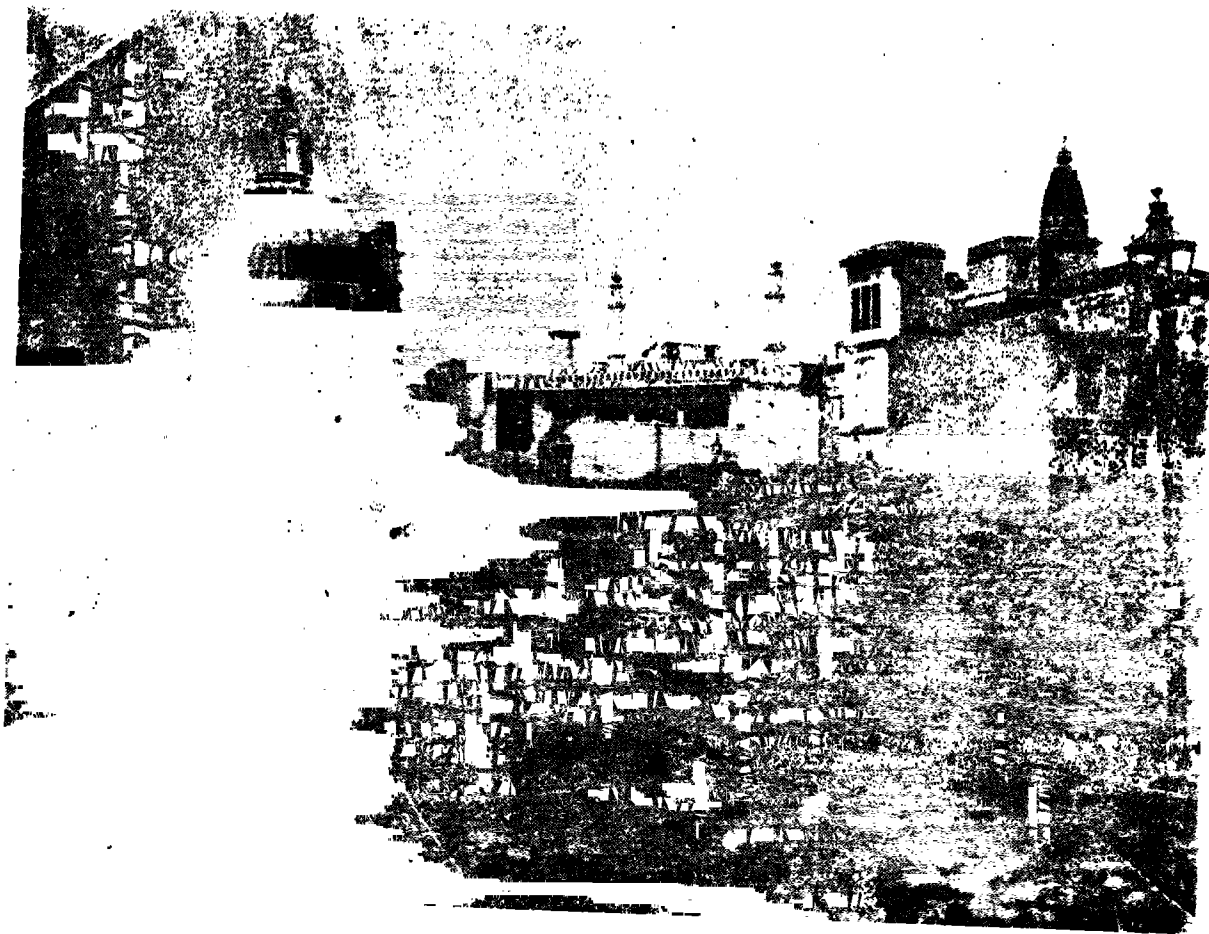


مسجد مقدس کانپور متنازعہ فیہ حصے کے انہدام کے بعد
ہالیں جانب آپ کے سامنے دیوار گری ہوئی اور صحن کھلا نظر آ رہا ہے

بچپن یہ کہہ رہا ہے کہ ”ہم بے فتنہ اور ہمیں“



۳۔ اگست کو جو ۲۰۔ بچے گرنٹاری کے بعد رہا کیت گئے۔



مسجد کابور اور اے بی روڈ
اس تصویر میں مسجد اور مندر دونوں دکھلائے گئے ہیں۔

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض : جن لوگوں کو پیشاب بار بار آتا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو۔ منہ کا ذائقہ خراب رہتا ہو۔ رات کو کم خرابی سکتی ہو۔ اعضاء شکنجی۔ امیری جسم۔ ضعف مثانہ ہونے سے روز بروز قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سرچکراتا ہو۔ سر میں درد اور طبیعت میں تبدیلی آجاتا ہو۔ تمام بدن میں پیوست کا غلبہ رہتا ہو۔ ہاتھ پائوں میں خشکی اور جلن رہے چاند پر خشونت وغیرہ پیدا ہو جائے اور ٹھنڈے پانی کو چھ ترستے۔ معدہ میں جلن معلوم ہو۔ بیوقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہو جائیں اعضاء رئیسہ کمزور ہو جائیں۔

..... تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو مدرجہ بالا آثار آتے ہیں بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس لوگوں کا خاتمہ عالمی المعمر کاربنکل سے ہوتا ہے۔ دہل بہت پرکھی گردن میں پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی کو کاربنکل ہونے کے شائبہ میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کر لیا چاہیے۔ اس راج بھڑے سے سینکڑوں ہزار قابل لوگ مرچکے ہیں۔

مرض کی تشریح اور ماہیت : ذیابیطس میں جگر اور لہا کے ذریعے میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث ہر دماغی عکرات شبانہ روز کی معدست ہے بعض دفعہ رات انداز کا باعث ہوتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ کبھی ابتداء عمر میں شروع ہوتا ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج بھڑا کاربنکل نہ نکالے تو علاج حفظ باققدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ۔ شیرینی۔ چاول۔ ترک کردو۔ روزانہ اندر سستی کر کے تو پھر یہ رجبہ درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں۔ جواک پیشاب زیادہ آنے کی پروا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہو سکتا۔ یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض صحتی قواء اور جملہ امراض رجبہ سے محفوظ رکھتی ہیں۔

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم (ملنے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہو جاتا ہے۔ جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔ یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مواد خون ہے اسلیئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے۔

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعہ کے لئے بارہا تجربہ ہو چکی ہیں اور مدعا مرض جو ایک گھنٹہ میں لگتی دفعہ پیشاب کرتے ہیں تو رجبہ دنوں کے استعمال سے اچھے ہو گئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ انکے کھانے سے لگتی ہوئی قوت باہ حاصل ہوتی ہے۔ انکوں کو طاقت دیتی اور منہ کا ذائقہ درست رکھتی ہیں۔ جسم کو سرکھنے سے بچاتی ہیں۔ مسلسلہ بول۔ ضعف مثانہ۔ نظام عصبی کا بگاڑ۔ اسہال دیرینہ یا پیدچش یا بعد مانے کے فوراً دست آجاتے ہوں یا درد شرع ہو جانا ہر یا رات کو نیند نہ آنی عوسب شکایت دور ہو جاتے ہیں۔

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خاں۔ ٹالپٹر والٹی ریاست خیبر پور سندھ۔ پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کر دیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم غلام نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی۔

محمد رضا خان۔ زمیندار موضع چٹہ ضلع اٹارہ۔ آپ کی حب ذیابیطس سے مرض سرفائدہ معلوم ہوا۔ ۱۶ میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجائے اب ۵ یا ۶ دفعہ آتا ہے۔

عبدالقادر خان۔ منعلہ عرقاب شاہ جہاں پور۔ جو گولیاں ذیابیطس آپ کے رئیس عبدالشکور خان صاحب اور محمد تقی خان صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دفعہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیج دیں۔

پتہ۔

حکیم غلام نبی زبدۃ العدماء۔ لاہور

عبد الوہاب ڈبئی کلکٹر۔ غازیپور۔ آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کر رہا ہوں۔ بجائے ۴۔ ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے۔

مدد زاهد حسن ڈبئی کلکٹر الہ آباد۔ مجھے عرصہ دس سال سے مرض ذیابیطس نے دق کر رکھا تھا۔ بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہو گیا قوت مردمی جاتی رہی۔ آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہو گئے۔

رام ملان پوسٹا سٹرجنرل۔ پیشاب کی کثرت۔ جاتی رہی۔ مجھے کوررات دن میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا۔ آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی۔

انکے علاوہ مددہا سنددات موجود ہیں۔

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی

قیمت نقد نا حصول صحت

دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

دازہی مرنچہ کے بال اسے لگائے سے گھنے اور لنبے پیدا ہوتے ہیں۔ ۲ تولہ۔ در روپے۔

سر کا خوشبودار تیل

داربا خوشبو کے علاوہ سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا تولہ و رطلہ۔ ۲ تولہ۔ در روپے۔

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو دور۔ ۲ درجن۔ ایک روپیہ۔

حب فائسقام افیون

انکے کھانے سے انیم چاندرو بلا تکلیف چہرے جاتے ہیں فی تولہ پانچ روپے

حب دافعه سیلان الرحم

لیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام۔ در روپے۔

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہوا اسے لگائے سے جلد بھر جاتا ہے بدبو زائل۔ ناسر۔ بھگندر۔ خنازیری گھاٹ۔ کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے۔ ۶ تولہ در روپے۔

حب دافع طحال

زرینی چہرہ۔ لاغری۔ کمزوری دور مرض تلی سے نجات۔ قوی۔ در ہفتہ در روپے۔

برالساعة

ایک دو قطرے لگائے سے درد دانت فوراً دور۔ یہی چارہ مرض کے دیگر روپے۔

دافع درد کان

شیشی مددہا بیہاروں کے لئے۔ ایڈروپے۔

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی زنجی ہو یا سادی۔ خون جانا بند اور مس خرد بغیر خشک۔ قیمت ۲ ہفتہ در روپے۔

سرمہ صمیرہ کرامات

مقوی بصر۔ مددہا بصر۔ دافعه جالا۔ دھند۔ غبار۔ نزول الماء۔ ضعف بصر وغیرہ۔ فی تولہ مددہا۔ یہی سفید پیشاب۔ در روپے۔

ایک نئی قسم کا کاروبار

یعنی

ہر قسم اور ہر میل کا مال، یک مشمت اور مشمتی - درجہ اول
بازار بھاؤ پر، مال عمدہ اور فرومیش کے مطابق، وزنہ واپس، معتمد
رفت ہمارے ذمہ، ان ذمہ داریوں اور محنتوں کا ۲۰ روپہ ہمارے
۵ روپہ تک کی فرومیش کے لیے ایک آنہ فی روپہ ۱۵ - روپہ تک کی
کے لیے، یوں آنہ فی روپہ ۵۰ روپہ تک کی فرومیش کے لیے آدھ
روپہ، اس سے زائد کے لیے دو یا نصف فرما لیں، تاجروں کے لیے قیمت اور
محنت دونوں تاجرانہ تفصیل کے لیے مراسلت فرمائیے۔

نمبر ۵۷ مولوی اسماعیل اسٹریٹ ڈاکخانہ ابتدائی - کراچی

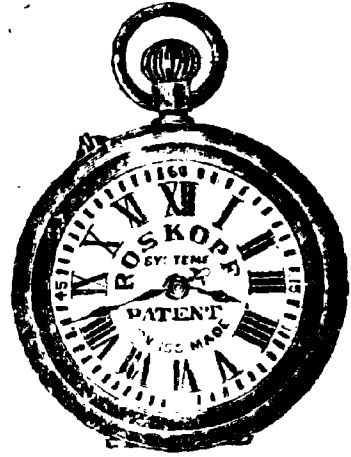
ہکایت ادا کی پتھر کی عینک اے ایجیے

حضرات اگر آپ قابل اعتماد عمدہ و اصلی

پتھر کی عینک کم قیمت پر چاہتے ہیں تو
صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی بیلانی کی
کیفیت تحریر فرمائیں - ہمارے ڈاکٹروں کی
تجویز میں جو عینک نثریکی وہ بدرجہ رہی - یہی ارسال خدمت کیجا لگی یا
اگر ممکن ہو تو کسی ڈاکٹر سے اپنی آنکھیں امتحان کرا کر صرف نمبر بھیج دیں -
اسپر بھی اگر آپ کے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدل دیجا لگی۔

مسوز ایس۔ این۔ احمد آئینڈ سنس

نمبر ۱۵/۱ رہن اسٹریٹ ڈاکخانہ ریلواری ۱۰۱ - ۱۰۲



[۳۲]

معزز شائقین - آجکل جو اشاعت آپ کی نظر سے گذرتے ہیں اس میں زیادہ تعداد ایسے اشتهاروں
ہوتی ہے جو پبلک کو دھوکا دینے کے لیے طرح طرح کی رنگ میزوں سے کام لیتے ہیں۔
نتیجہ ظاہر ہے - مگر افسوس ہے کہ اس کے سواے پبلک کے سامنے کسی اصلی چیز کے پیش کرنا
کوئی ذریعہ بھی نظر نہیں آتا - درود یہ آٹھ آنے کو بی بی رقم نہیں ہے - ایک مرقہ ک ہمارے
اعتماد کر کے ہم سے اصلی 19. Nickel Case, size 19. Patent lever watch, Nickel Case, size 19.
جسکا ڈائل چین کا ہے - چابی ۳۰ گھنٹہ کی - ڈھکنا قبضہ دار - پشت کی طرف بازو کی آٹھ
صرف درود یہ آٹھ آنے بھیج کر طالب کیجیے - اگر پسند نہو یا قیمت زیادہ معلوم ہو تو کوئی
اور محصول ڈاک ہمارے ذمہ - ایک سال کی گارنٹی کا پرچہ ہر ایک کھری کے ساتھ ہوتا ہے

ایم۔ اے۔ - شکر ایڈن کو نمبر ۵ - ۱ ریلواری اسٹریٹ ڈاکخانہ دھرم پور کراچی

اصل عرق کافور

اس گرمی کے موسم میں کہ شہر ریاست کے بے شمار مقامات پر
پتلے دست پیٹ میں درود لڑ رہے ہیں اور کافور کے پتلے اور کافور
حفاظت نہیں ہوئی تو دیکھو - کافور کے پتلے اور کافور کے پتلے
- بالکل مشکل ہوتا ہے - اس سے بچو - کافور کے پتلے اور کافور کے پتلے
عرق کافور عمدہ اپنے ساتھ رکھو - ۳۰ روپہ کے پتلے اور کافور کے پتلے
میں جاری ہے اور دیکھو کہ اس سے زیادہ کافور کے پتلے اور کافور کے پتلے
درا نہیں ہے - مسافرت اور غیر وطنی کاموں میں کافور کے پتلے اور کافور کے پتلے
فی شیہی ۳ - آٹھ ڈاک محصول ایک سے چار شیہی کے پتلے اور کافور کے پتلے

عرق پودینہ

ہندوستان میں ایک ایک پتھر پتھر سے بڑے تک اور ایک
فالتھ لڑتا ہے ہر ایک اصل کافور کے پتلے اور کافور کے پتلے
تازہ دلائی پودینہ کی مری پتھروں سے یہ عرق بنا ہے - رنگ
بہی پتھروں کے ساتھ سبز ہے - اور خوشبو کی تازہ پتھروں کی سی
ہے - مندرجہ ذیل امراض کیلئے بہت مفید اور آکسیر ہے :
نفخ ہوجانا، کھٹا ڈاکر آنا - درد شہم - بد ہضمی اور منگی -
اقلہا کم ہونا رواج کی علامت وغیرہ تو فوراً دور کرتا ہے -
قیمت فی شیہی ۸ - آٹھ محصول ڈاک ۵ - آٹھ
پوری حالت فہرست بلا قیمت منگوانے کا مظہ کیجئے -
نوٹ - ہر جگہ میں ایجنٹ یا مفہور دوا فروش کے یہاں ملتا ہے -

تجارت گاہ کا

سے یوں تو ہر قسم کا مال روانہ کیا جاتا ہے مگر بعض اشیاء ایسے ہیں جن کی ساخت اور تیاری کے لیے کلکتہ ہی کی آب و ہوا و وزوں کے ساتھ
ہو، تمام ہندوستان میں روانہ کی جاتی ہیں - ہمارے کارخانے میں ہر قسم کی واراش مثلاً روغنی بچھلا، ہوت، براون، زرد، کٹنی، دف، پتھر اور پتھر
- رکا چمڑا، ریشم، لیدر وغیرہ وغیرہ تیار ہوتے ہیں - اس کے علاوہ گہوڑے کے ساز بھانوکا گائے اور بھینس کا سفید اور کالے رنگ کا چمڑا بھی تیار ہوتا ہے - یہی سب ہے
ہی نسبت اردن نرخ یہ ہوا کوکتے ہیں - جس قسم کے چمڑے کی ایک ضرورت ہو مٹا کر دیں، اگر مال خرچ ہو تو خرچ آمد و رفت ہمارے ذمہ ہے اور
- ڈیجیٹر اسٹریٹ نمبر ۲۲ - کنگو پریس لین پوسٹ انٹالی کلکتہ

Handwritten text and illustrations of various goods and services, including a large illustration of a building or factory.

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَبِهِ تَتَوَكَّلُ ۚ كَلِمَاتُ خَمْسٍ ۖ كَلِمَاتُ الْإِسْلَامِ ۚ كَلِمَاتُ الْإِيمَانِ ۚ كَلِمَاتُ الْوَحْدَانِيَّةِ ۚ كَلِمَاتُ الْوَحْدَانِيَّةِ ۚ كَلِمَاتُ الْوَحْدَانِيَّةِ ۚ

الْمَسْأَلَةُ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میرسنول مرحوم

احمد علی لکھنوی

مقام اشاعت
۱-۲ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۳

کلکتہ : چار شنبہ ۱۴ - ذی قعدہ ۱۳۳۱ ہجری

نمبر ۱۶

Calcutta, Wednesday, October 15, 1913.



سازمی تین آنہ

۳۸۳

قیمت فی پرچہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

Al-Hilal.

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

میرسنول ہر خصوصی
المکتبہ الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۰ مکلود اسٹریٹ
کلکتہ

۱ قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
شامی ۴ روپیہ ۱۲

ایک ہفتہ وار مہر سالہ

جلد ۲

کلکتہ : چہار شنبہ ۱۴ - ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, October 15, 1913.

بر ۱۶

ایک اجتماع عظیم !!

۱۲ - اکتوبر کا علم جلسہ کلکتہ

۱۲ - اکتوبر کو جو عظیم الشان علم جلسہ کلکتہ میں منعقد ہوا تھا وہ بھی ہمیشہ یادگار رہیگا۔ مثل ان چند جلسوں کے جو پہلے دنوں جنگ طرابلس ر بلقان کے موقعہ پر کلکتہ میں منعقد ہوئے تھے اور جو صرف کلکتہ ہی کی خصوصیات میں تھے ہیں۔ افسوس ہے کہ اسکی تفصیلی روداد مسئلہ کانپور کی وجہ سے ہمیں نکال دینی پڑی اور قلت وقت سے مزید صفحات کی تیاری نہیں ہو سکی۔

جلسہ کا وقت در بجے کا قرار دیا گیا تھا۔ ہالیدی اسٹریٹ کا نہایت وسیع میدان ایسی عظیم الشان مجالس کیلئے شہر بھر میں ایک ہی جگہ ہے۔ بارہ بجے بجتے تمام شہر میں جلسے کا اثر محسوس ہونے لگا اور در در سے جوق جوق شہر جلسہ کے گھر آئے۔ لکے۔ دکانیں بھی بند کر دی گئیں تھیں اور بعض مشہور اسلامی آبادیوں سے باقاعدہ جلوس کی صورت میں لوگ آئے تھے جنکے ہاتھوں میں جھنڈیاں تھیں اور پرجوش قومی نظموں کے ترانے زبانوں پر۔ در بجے تک میدان بھر گیا اور تلاوت کلام مجید کے بعد تحریک صدارت سے کارروائی شروع ہوئی۔

جلسے کے صدر جناب پرنس غلام محمد شریف آف کلکتہ تھے جو میسور کے مشہور خاندان شاہی کی یادگار ہیں۔ مسلمانوں کے علاوہ ہندو معززین نے بھی بارجود ہوجا کی تقریب کے جلسے میں شرکت کی تھی اور بعض نے کارروائی میں حصہ بھی لیا۔

جلسے میں ۸ - تجویزیں پیش ہوکر بالاتفاق منظور ہوئیں۔ جو کسی جگہ درج ہیں۔ آخر میں ایڈیٹر الہلال نے موجودہ حالات پر ایک مبسوط تقریر کی اور دعاء استقامت و توفیق عمل پر جلسہ ختم ہوا۔

فہرست

- ۱ ایک اجتماع عظیم
- ۲ شذرات
- ۳ تم شدہ مانع لی وادی
- ۴ اجتماع عظیم ۱۲ - اکتوبر کی منظوری و تجویزیں
- ۵ افکار و حرارت
- ۶ مقالہ انقلاب
- ۷ مساجد اسلامیہ اور خطبات سیاسیہ (۲۰)
- ۸ مذاکرہ علمیہ
- ۹ عربی زبان اور علمی اصطلاحات
- ۱۰ برید فرنگ
- ۱۱ حادثہ فوجہ کانپور
- ۱۲ مقالات
- ۱۳ اب النقیس
- ۱۴ مراسلات
- ۱۵ دنہ ومان
- ۱۶ تاریخ حسیات اسلامیہ
- ۱۷ الہلال اور پرنس ایڈٹ
- ۱۸ ادبیات
- ۱۹ تراجم مانع
- ۲۰ فکاہات
- ۲۱ گداہ نفع بخش
- ۲۲ شہداء کانپور اعلیٰ اللہ مقامہم
- ۲۳ ذراعاتہ ایدہ مہاجرین عثمانیہ

تصاویر

حادثہ کانپور کے معصوم زخمی - ایک آٹھ برس کی
یہ جسکا شانہ چہروں سے زخمی ہو گیا تھا!

شذات

”گم شدہ ماہ“ کی ”واپسی“

ہزایکسانسی لارڈ ہارتنگ کی دانشمندی اور مزید دانشمندی کی ضرورت

(خلاصہ تاغرافات عمری و خصوصی)

ہز ایکسانسی وائسرائے نے اسکا مفصل ذیل جواب دیا :

”حضرات !
اس وقت جو ادریس آپ نے پڑھا ہے، میرے لیے نہایت تشفی بخش ہے۔ کیونکہ اس میں نہ صرف میری ہمدردی و انصاف پر اعتماد ظاہر کیا گیا ہے بلکہ اس چیز کو ظاہر کیا ہے جس کو میں نہایت قیمتی سمجھتا ہوں یعنی شہنشاہ کی وفا داری اور جسکی نسبت میں یہ خیال کر کے بہت خوش ہوتا ہوں کہ اس ملک کے مسلمانوں کی یہ خاص خصوصیت ہے۔

اگر مجھے کامل طور سے آپکی قوم کی وفاداری کا یقین نہ ہوتا، تو آج میں شملہ سے کانپور نہ آتا۔ مجھے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں اس یقین کا اعادہ کروں جسکا اظہار میں نے ابھی ابھی کونسل میں کیا تھا، کہ گورنمنٹ کی پالیسی میں رعایا کے مذہبی جذبات و امور کی نسبت کوئی تغیر نہیں ہوا، اور آپ جانتے ہیں کہ یہ کہنا بالکل صحیح ہے۔

ترقی و تمدن کی رفتار کے ساتھ ہمیشہ یہ ممکن ہے کہ سڑکوں، ریلوے لائنوں، اور نہروں کے بنائے وقت موجودہ عمارات مقدسہ و غیر مقدسہ سامنے آجائیں، لیکن میں یقین دلانا ہوں کہ گورنمنٹ نہایت غور و فکر کے ساتھ ان لوگوں کے حقوق و فوائد کا لحاظ کریگی جن کو اس سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اور ہمیشہ کوشش کریگی کہ اس قسم کے مسائل کو ایسے طریق سے حل کرے، جس سے سب کو اطمینان ہو۔

یہ جانکر نہ آپ نے لفٹننٹ گورنر کے اخلاق رحیمانہ اور فیاضانہ ہیں، میں محسوس کرتا ہوں کہ اگر آپ اس مسئلہ کے حل کرنے کی اسی قدر فکر کرتے جسقدر کہ میں نے کی ہے، تو آپ مسئلہ مسجد کے حل میں اور نیز سر جیمس مسٹن کی خواہشوں کے پورا کرنے میں کامیاب ہوتے۔ اگر ایسا ہوتا تو ۳ - اگست کا یہ غمناک و حسرت انگیز واقعہ پیش نہ آتا اور یہ عورتوں اور یتیموں کو اپنے شہروں اور سرپرستوں کا غم نہ کرنا پڑتا۔

یہ واقعات اب ایک تاریخ ماضی ہے جس کو میں امید کرتا ہوں کہ بھلا دیا جائے گا۔ میں شملہ سے صرف آپ لوگوں میں امن پہیلانے کے خیال سے آیا ہوں۔ آپ نے اپنے ادریس میں یہ یقین کر کے کہ میں دل سے آپکی قوم کی بہتری کا خواہاں ہوں، کہا ہے کہ واقعات موجودہ کی بنا پر جو مسائل پیدا ہو گئے ہیں انکا فیصلہ آپکے ہاتھ میں چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ بالکل سچ ہے اور میرے دل میں آپکی قوم کی بہتری ملحوظ ہے۔

میں نے اس مسئلہ پر نہایت غور کیا ہے، اور اس مشکل کے حل کرنے کی ایک شکل پیدا کی ہے۔

میں نہایت غور و فکر کے بعد اس فیصلہ پر پہنچا ہوں کہ محلہ مچھلی بازار میں ۸ - فیت بلڈ ایک چھت بنائی جائے جسپر دالان اسی طرح بنا دیا جائے جس طرح پہلے تھا لیکن اس سے کسی قدر بلندی ہو، اور نیچے کی زمین گذرگاہ کے لیے چھوڑ دی جائے بغیر اس کے کہ مسجد کے دالان کی ہلیت میں کوئی دست

کل ۱۴ - اکتوبر کو ۹ بجے ۳۵ - منٹ پر ہزایکسانسی وائسرائے اسٹیشن ٹرین سے کانپور پہنچے۔ اسٹیشن پر آنریبل مسٹر ڈی - سی - بیای قائم مقام لفٹننٹ گورنر سر جیمس مسٹن، آنریبل سید علی امام، اور دیگر سرکاری ارکان نے ہزایکسانسی کا استقبال کیا۔

اسٹیشن سے وائسرائے نے مع سرکاری رفقا کے مسجد مچھلی بازار کا رخ کیا۔ وہاں آنریبل سر راجہ محمود آباد - مسٹر مظہر الحق - مولانا عبد الباقی فرنگی مچھلی - اور دیگر معززین موجود تھے، جنہوں نے استقبال کیا۔ ہز ایکسانسی مسجد کے اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے جوتا نہیں اتارا مگر ایک خاص قالین بچھا دیا گیا تھا جس پر قدم رکھا۔ وہ تقریباً ۲۰ - منٹ تک اندرون مسجد کا معائنہ کرتے ہوئے اس اثنا میں مولانا عبد الباقی صاحب فرنگی مچھلی سے نہایت بے تکلفی سے گفتگو فرمائی اور انکی رسالت سے مسلمانوں کو یہ پیغام دیا کہ ”اب اس واقعہ کو بالکل بھول جائیں“

اسکے بعد وائسرائے مع جماعت سرکٹ ہوس تشریف لائے، جہاں لوکل مسلمان رؤساء اور معززین خارجہ کا ایک وفد منتظر زورن تھا۔ مسٹر سید فضل الرحمان رکیل کانپور نے حسب ذیل ادریس پڑھا، اور نواب سید علی خاں صاحب نے وائسرائے کے سامنے پیش کیا :

”ہم مسلمانان کانپور نہایت فخر و مسرت کے ساتھ یاد کرتے ہیں کہ حضور کی آخری تشریف آوری کانپور میں اُس وقت ہوئی تھی، جبکہ ہمارے ہر دلعزیز محبوب بادشاہ سابق یعنی کینگ ادرہ سابع کی یادگاری بنیاد رکھی گئی ہے، جو نہایت صالح جو اور صلح پسند تھے۔

ہم نہایت متاسف ہیں کہ ہمارے شہر کا امن ۳ - اگست کے واقعہ مچھلی بازار کی وجہ سے متزلزل ہو گیا ہے۔

ہم نہایت زور سے ان لوگوں پر نفیس کرتے ہیں، جنہے یہ غیر قانونی کام ظہور میں آیا کہ انہوں نے خلاف قانون پتھر پھینکے یا کسی دوسرے غیر قانونی طریق سے پیش آئے۔ ہم لوگ حضور کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم مسلمانان کانپور اپنے شہنشاہ کے مطیع قانون اور وفادار رعایا ہیں۔

ہم لوگ اُس مشہور ہمدردی سے اچھی طرح واقف اور اسے لیے ممنون ہیں جو بد قسمت و معصیت زدہ انسانوں کے ساتھ حضور کے دل میں جاگزیں ہے۔ ہم حضور کی اُس فیاضانہ امانت مالی کے لیے نہایت شکر گزار ہیں جو اُن بیواؤں اور یتیموں کیلئے کی گئی ہے جنہوں نے موجودہ مہلک حادثے میں نقصان اٹھایا ہے۔ ہم لوگ حضور کو یقین دلاتے ہیں کہ حضور کے انصاف و ہمدردی پر ہمیں کامل اعتماد ہے۔ اور اسی جوش سے ہم لوگ طیار ہیں کہ واقعات موجودہ کی بنا پر جو جدید سوالات درپیش ہیں ان کا تصفیہ حضور کے ہاتھ میں دیدیں۔ حضور دل سے ہماری قوم کے بہترین فرالذ کر ملحوظ رکھتے ہیں“

عدالت کے ایک غیر معمولی اجلاس میں جس میں ایک کثیر مجمع موجود تھا، سرکاری رکیل نے کہا: "لوکل گورنمنٹ نے مسجد کو ہدایت کی ہے کہ تیز رفتاری سے مقدمات میں جو اشخاص مایوس تھے ان پر سے مقدمات اٹھا لیے جائیں اور ان کو رہا کر دیا جائے۔"

مسٹر مظہر الحق نے جواب میں کہا کہ میں بخوشی اس کو قبول کرتا ہوں۔

ماخوذ ہیں اسی وقت گاڑیوں میں بیٹھ کر جو پلے سے طیارہ تھیں ایک بہت بڑے اجتماع کے ساتھ، جس کو با ترتیب رکھنے میں پولیس کو بڑی زحمت ہوئی اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے۔

(الہلال)

پرچہ بالکل مرتب تھا کہ کانپور کا یہ واقعہ شائع ہوا، اس لیے دیگر مضامین نکال کر اسے درج کر دیا گیا۔ میں اپنی مفصل رائے آئندہ اشاعت میں دونا کہ اب گنجائش بالکل نہیں رہی۔ امید ہے کہ مسلمان ہر موقع پر سمجھ، اور غور و فکر سے کام لیں گے اور جلدی کے نتائج وخیمہ سے بچیں گے، جو کچھ وہ اس وقت کر بیٹھیں گے پھر واپس نہیں ملیگا، اور نہ وقت ہی واپس آئے گا۔

اجتہاد عظیم: ۱۲ - اکتوبر

کی منظور شدہ تجاویز

(۱) مسلمانوں کا یہ عظیم الشان عام جلسہ جس میں ہزاروں مسلمان ہر درجہ اور ہر طبقہ کے موجود ہیں، اس واقعہ پر اپنے منہیں درجہ افسر اور دلی رنج کو ظاہر کرتا ہے کہ اردو ہفتہ وار جرنل "الہلال" سے گورنمنٹ بنگال نے ضمانت طلب کی اور اس کی ایک اشاعت کو قابل ضبطی قرار دیا۔ یہ عظیم الشان مجمع الہلال کو مسلمانوں کا ایک دینی مصلح اور قومی آرگن تسلیم کرتا ہے اور پوری صداقت اور کامل وثوق کے ساتھ ظاہر کرتا ہے کہ الہلال سے ضمانت کا لینا گویا تمام پیرروں کو تحید سے ضمانت طلب کرتی ہے۔

(۲) مسلمانوں کا یہ عظیم الشان مجمع مسجد کانپور کے مسئلہ کو تمام موجودہ اسلامی مسائل میں سب سے زیادہ اہم یقین کرتا ہے، اور مسلمانوں کا فرض دینی سمجھتا ہے کہ آخر تک اپنی ہر طرح کی دینی جد و جہد کو جاری رکھیں۔

(۳) یہ جلسہ پورے استقلال اور استقامت کے ساتھ مسجد کانپور کے متعلق اسلامی مطالبات کی تشریح کرتا ہے جو حسب ذیل ہیں: (الف) مسجد مچھلی بازار کانپور کے مغصہ حصے کی واپسی (ب) تمام مایوس کانپور کی بلا استثنا رعزت و توقیر رہائی۔ (ج) ایک مختلط کمیشن کا تقرر جو حادثہ ۳ - اگست کی تحقیق کرے اور اس کے فیصلے کا سرکاری اعتراف۔

(۴) یہ جلسہ ۱ - اکتوبر کے اس جلسے کی تمام کارروائیاں کی مخالفت کرتا ہے جو دہلی میں قابل اعتراض، مخفی، اور پر اسرار طریقہ سے منعقد ہوا تھا۔ نیز اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ مسلمانوں کے دینی و قومی معاملات میں وہ کسی والی ریاست کو اپنا رہنما تسلیم کرنے سے مجبور ہے، اور مسجد کانپور جیسے دینی معاملات میں صرف اپنے علمائے دینیہ ہی کے احکام کو قابل قبول سمجھتا ہے۔

(۵) بعض غیر قائم مقام حلقوں سے یہ صدائیں بلند کرالی گئی ہیں کہ اسلامی اخبارات کا موجودہ رویہ بے اعتدالانہ اور قابل اصلاح ہے۔ لیکن یہ جلسہ اس طرح کی تمام آراؤں کو صرف ایک محدود طبقہ کے خود غرضانہ اظہارات سے زیادہ وقعت نہیں دیتا۔ اور ان اسلامی اخبارات پر اپنا پورا اعتماد ظاہر کرتا ہے جنہوں نے

اندازی کی جائے۔ یہ خیال کرنا فضول ہے کہ یہ زمین جس کے اوپر دالان تعمیر ہوگا کس کی ملکیت ہوگی؟ لیکن یہ ضرور ہے کہ آرس زمین کو بہ حیثیت گذرگاہ استعمال کرنے کی عام پبلک بھی اسی طرح مستحق ہوگی جس طرح وہ لوگ جو مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے آئیں گے۔ اب متلیوں کو چاہیے کہ اگر کسی چہت اور نیچے کی پختہ سطح میں سہولتوں کے نقشہ کے مطابق بنالیں۔ اب میں ان لوگوں کی نسبت چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں جن پر ۳ - اگست کے بلوے کا الزام قائم کیا گیا ہے:

میں تمہارا باپ ہوں اور تم میرے بچے ہو۔ بچے جب کرلی بیجا حرکت کرتے ہیں تو باپ کا فرض ہے کہ ان پر رحم کرے ان کو سزائش کرے تا کہ وہ عقل سیکھیں اور آئندہ غلطی نہ کریں۔ میں یہ باتیں آپ لوگوں سے بالذات نہیں کہتا بلکہ ان لوگوں سے کہتا ہوں جن پر بلوے کا الزام ہے اور جو ۱۰ - ہفتے سے قید ہیں۔

یہ لوگ اگر جبر ظالم کے مجرم ہیں تو انہوں نے نہ صرف قانون حکومت کے خلاف کیا، بلکہ اس عظیم الشان مذہب اسلام کے نہایت مشہور، عالم گیر، اور مسلمہ اصول کے بھی خلاف کیا جس کے یہ پیرو ہیں۔

گورنمنٹ کا فرض ہے کہ قانونی طاقت کو برقرار رکھے، اور میں بحیثیت اعلیٰ افسر حکومت ہند ہونے کے کہتا ہوں کہ وہ ہر حالت میں قائم رکھی جائیگی۔ عام حالات کی رو سے گورنمنٹ کا یہ فرض تھا کہ وہ ان کو عدالت کے سپرد کرے سزا دلائے، لیکن گذشتہ ایام قید میں وہ کافی تکلیف اٹھا چکے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ اس میں اپنا رحم دہان چاہتا ہوں۔

جو لوگ کہ اس فتنہ کے بانی ہیں، اور جذبی ترغیب سے یہ نقصان پہنچا ہے ان کا بھی کچھ خیال نہ کرنا چاہیے۔ چونکہ مسئلہ مسجد کے حل ہونے کی ایک صورت نکل آئی ہے، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ جن معاملات مسجد سے لوگوں کے جذبات کو اشتعال ہوا ہے، اس کو بالکل بھول جائیں۔

میں یقین کرتا ہوں کہ اگر اس فتنہ کی تعریض و ترغیب لانے والوں کو بھی معاف کیا جائے تو ان لوگوں کی بے اعتدالانہ تقریروں اور ناجائز صرف جوش و فصاحت سے جو حسرتناک واقعات ظہور پذیر ہوئے، وہ آئندہ ان کے لیے باعث تنبیہ ہونگے، تاکہ آئندہ اس قسم کی بے اعتدالانہ تقریروں سے احتراز کریں۔ میری خواہش ہے کہ ملزمین دہلی جن مصائب میں مبتلا ہیں اب ان سے انہیں نجات دی جائے۔ میں نے اسی وجہ سے سر جمیس مسٹن اور مسٹر بیللی کے ساتھ متفق ہو کر لوکل گورنمنٹ کو فہمائش کی ہے کہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹ - کی رو سے جن لوگوں پر مقدمہ سشن میں پیش تھا، واپس لے لیا جائے۔

میں امید کرتا ہوں کہ معاملات مسجد اور مقدمہ دہلی کے متعلق یہ تصفیہ نہ صرف کانپور میں بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں امن و سکون پیدا کر دے گا، اور پھر کسی خاص شہر میں یا اور کہیں ایسا نہ کیا جائے جس سے یہ خاص واقعہ ہمیشہ کے لیے یادگار رہ جائے، نیز مجھے امید ہے کہ تمام مسلمان شہنشاہ کی وفاداری میں متحد ہوں گے، اور اخلاص کے ساتھ قانونی حکام کے ساتھ مل کر قانون و انتظام کے استقرار اور اس وسیع و خوبصورت سرزمین کی جسمیں ہم رہتے ہیں، صلح و خوشی اور ترقی میں کوشاں رہیں گے۔

پریس ایکٹ کا ہاتھ جسکی نسبت سالہائے گذشتہ کی امپیریل کونسل میں ہمکو یقین دلایا گیا تھا کہ شورش بنگالہ کا کام ختم کر۔ مشمول ہو گیا ہے اور اب کبھی اوسمیں جنبش نہوگی، حکام اضلاع و صوبہ ہائے ہند کے اعجاز مسیحانہ و عمل مسیحیانہ سے اوسمیں وہ قوت پیدا ہوگئی ہے جو پہلے بھی نہ تھی۔ اس ایک سال کے اندر جن اعمال شدیدہ و مستبدہ کا ظہور ہوا، وہ اوسکی اظہار قوت کیلئے کافی ہیں۔ لیکن تاہم کیا کیا جائے کہ ہمارے اوپر ایک ہاتھ اس سے بھی زیادہ پر زور و قوتی ہے، جسکے ”بطش شدید“ سے ہم قوتے ہیں اور با ایں ہمہ حق کہتے ہیں۔ یہ امید بالکل فضول ہے کہ کبھی بھی وہ لوگ ہم سے خوش ہونگے جنکے لیے ہمارے پاس خوشی نہیں ہے۔ ہم اگر انکی خواہشوں کی پیروی کریں تو وہ ہم سے خوش ہوں، لیکن سوال یہ ہے کہ ہم انسان کی پرستش کرکے خوشی حاصل کریں یا خدا کی راہ میں غم اٹھائیں؟ ہم خاص کر اپنے معاملے کو سونچتے ہیں تو وہ فیصلہ اسمانی یاد آجاتا ہے جو تیرہ سو برس پہلے خداے اسلام کر چکا ہے :

و لن ترضی عنک الیہود و لن یسود و نصاریٰ کبھی راضی نہونگے جب تک کہ تم انہی کا طریقہ و ملتہم، قل ان ہدی اللہ ہو الہدی، و لن اتبعن اہواءہم بعد الذی جاءک من العلم، مالک من اللہ من رسی ولا نصیر۔

اور تم سے یہود و نصاریٰ کبھی راضی نہونگے جب تک کہ تم انہی کا طریقہ و ملتہم، قل ان ہدی اللہ ہو الہدی، و لن اتبعن اہواءہم بعد الذی جاءک من العلم، مالک من اللہ من رسی ولا نصیر۔

کہ تم کو اللہ کے غضب سے بچانے والا نہ تو لوی دوست ہوگا اور نہ کری مددگار !

ہم سے ضمانتیں لی جاتی ہیں کہ ہم حکام کا دل دکھاتے ہیں، لیکن ان حکام سے کون ضمانت لے جو رعایا کا دل دکھاتے ہیں؟ ہم کو تہدید کی جاتی ہے کہ ہم جھوٹ بولتے ہیں، لیکن اونکو کون تہدید کر سکتا ہے جو ایسا کرتے ہیں؟ ہمکو سزا دی جاتی ہے کہ ہم آئین حکومت کے خلاف کرتے ہیں، لیکن اونکو کون سزا دے جو آئین رحم و انسانیت کے خلاف کرتے ہیں؟ فسیعلموا الذین ظلموا، ای منقلب ینقلبون؟

ہمکو شرم دلائی جاتی ہے کہ معاملہ مسجد مقدس کانپور کو صرف سیاسی اغراض سے مذہبی اہمیت دیتے ہیں، حالانکہ یہ یکسر غلط ہے ”و اللہ یعلم انہم لکاذبون“ لیکن پھر بھی انگلینڈ، آئرلینڈ، اور الاسٹرمیں اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے، کیا اس کو مذہبی اغراض سے سیاسی اہمیت نہیں دی جاتی؟ پھر کیا ہے جو شرم دلانے والے خود نہیں شرماتے؟ ویل للمطفئین !!

پریس ایکٹ کا مطابع اسلامیہ کے ساتھ اس وقت جو برتاؤ ہے اس سے متاثر ہوکر بعض مسلمان جرائد لکھتے ہیں کہ ”ہم نے پریس ایکٹ کی تنقید کے وقت صرف اسلامیہ اس کی تائید کی تھی کہ یہ ہندوں کے ساتھ مخصوص رہیگا“ ہمیں کیا خبر تھی نہ خود مسلمانوں کے ساتھ بھی یہی ہوگا؟ ”ہم معاصرین مرموف کی آخرینی، عاقبت اندیشی، ہمدردی وطنی“ اور سب سے آخر مصائب مطابع اسلامیہ کیلئے ترجم و تاثر قلب پر بے اختیارانہ داد دیتے ہیں، مگر پوچھتے ہیں کہ کیا غلامی و تعبد کا ایک خاصہ بے حیائی اور دیدہ دلیری بھی ہے؟ بدبختی کی یہ حد ہوگئی کہ اپنے ہم وطنوں کو عمداً نقصان پہنچانے کا اقرار کرتے ہوئے بھی ہمیں شرم نہیں آتی! قل اللہ امثالہم۔

افکار و حوادث

طبائع و اخلاق انسانی کی بر قلمونی درحقیقت ایک حیرت انگیز چیز ہے۔ بساط ارض کا ہر گوشہ نقش و نگار کی ایک ممتاز نوعیت رکھتا ہے، لیکن چشم جمال پسند اچھے کو اچھا اور برے کو برا کہنے پر مجبور، اور سلطان حق کی طرف سے اسکے لیے مامور۔ ہم نے اسپین اور ہندوستان میں طبائع و اخلاق گونا گون کے ہو مرتع دیکھے۔ شاہ اسپین نے اپنے قاتل کو جس نے اوسکی جان لینے کیلئے اسپر حملہ کیا تھا، معاف کر دیا، لیکن ہندوستان کے ایک چھوٹے سے صوبہ کا امیر اُن مقتولین کو بھی معاف نہیں کرتا، جنکی جانیں اس کے سپاہیوں نے بالکل غیر آئینی طور سے لی تھیں !!

ہم نے اخبارات میں پڑھا کہ مسٹر ٹائلر نے مقتولین و مجروحین کے ورثہ کو تقریباً تین تین چار چار روپے حوالے کیے۔ اے افسوس اسلام کے فرزندان پر، جنکے لہو کی قیمت صرف تین چار تقریبی سکے ہیں !! اور اے خوش قسمتی اوس ایک گورے سپاہی کی، جنکی جان کل ملک امرا سے زیادہ قیمتی ہے !!

دنیا میں کوئی شر، شر محض نہیں۔ مصائب و بلا یا شر ہیں مگر یہ بھی منافع و فوائد سے خالی نہیں۔ (غزوہ احد) میں مسلمانوں پر جن مصیبتوں کا نازل ہوا، خداے پاک نے ان کا ایک فائدہ جلیلہ و منفعت عظیمہ یہ بتایا تھا :

و لیبتلی اللہ مانی ”تاکہ تمہارے سینوں میں جو منافقانہ صدرکم، و لیمحص اسرار پوشیدہ اور تمہارے دلوں میں جو مانی، قلوبکم، و اللہ خیانت کارانہ ضماثر مخفی ہیں، خدا علیم بذات الصدور۔“

اور ان کو علی الاعلان ظاہر کردے، اور وہ تو سینوں اور دلوں کے اسرار و ضماثر سے خود بھی واقف ہے۔

پس آج بھی ہم جن مصائب میں گرفتار ہیں گو وہ بدترین احوال عالم ہیں تاہم ہمارے لیے منفعتوں اور فائدوں سے خالی نہیں۔ ہم میں اس سے پہلے مومنین مخلصین اور منافقین خائنین میں کوئی افتراق و امتیاز نہ تھا۔ ان مصائب عظمیٰ نے بحمد اللہ کہ دونوں جماعتیں الگ کر دیں۔ تاہم ہم کو ہندوستان کے ہر شہر اور شہر کے ہر محلے اور کچے میں سراغ رسائی کے لیے نکلنا پڑتا، لیکن مسلمان ممبروں میں اپنے اُن پرستار اہل من و مدعیان یزدان پرستی کے، جنہوں نے اس زحمت سے انہیں بچالیا اور اپنی زبان اعمال سے خود آکر کہ دیا کہ ”تم جنکے متلاشی ہو رہے ہو ہم ہیں“

[بقیہ مضمون صفحہ ۳۰۳ - ۳۰۴]

مسجد کانپور کے معاملہ میں قوم کے اصلی جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ (۶) یہ جلسہ اپنے اُن قابل احترام برادران ہند کی ہمدردی کا نہایت شکر گزار ہے، جنہوں نے واقعہ کانپور کے متعلق بلا روڑ و عایت حق کا ساتھ دیا۔ نیز تمام ہندو مسلمانوں سے التجا کرتا ہے کہ وہ ملک کے عام مصائب سے عبرت پکڑیں اور متحد ہو کر اپنے حقوق کی حفاظت کریں

(۷) یہ عام مجمع ہندیان افریقہ کے مصائب و جد و جہد کے ساتھ اپنی پوری ہمدردی کا اظہار کرتا ہے، اور عدالت افریقہ کے اس رحشیانہ فیصلہ کو جو طریقہ نکاح اسلامی کو غیر قانونی قرار دیتا ہے، نہایت غیظ و نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے اور برسرِ تش گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنی وسیع حدود حکومت میں ماتحت ریاستوں کو مسلمانوں کے مذہبی امور میں مداخلت سے باز رکھے۔

لہلال

۱۴ ذیقعدہ سنہ ۱۴۲۱ ہجری

مساجد اسلامیہ اور خطبات سیاسیہ

اسلام میں مساجد کی حیثیت دینی

انجمن اسلامیہ لاہور کا رزلویشن

(۲)

(منع ذکر الہی و سعی تخریب مساجد)

ایک آر آئیہ کریمہ جس میں مساجد کا ذکر ہے، سورہ بقرہ میں ہے :

”اور اُس سے زیاد ظالم کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں خدا کے ذکر و دعوت کو منع کرے اور (اس طرح) اسکی خرابی کے درپے رہے ؟ ایسے لوگ تو خود اس لائق نہیں کہ مسجدوں میں آئے پائین مگر (پاداش عمل کے خوف سے) ڈرتے ڈرتے“

اس آیت میں اُس شخص یا اُس جماعت کو سب سے زیادہ اظلم قرار دیا ہے، جو مساجد میں ذکر الہی کو روکے اور اسکی خرابی کیلئے سعی کرے۔ مفسرین کرام نے مختلف روایات جمع کی ہیں کہ اس سے کونسی جماعت خاص طور پر مقصود تھی اگرچہ حکم عام ہے ؟

امام (طبري) نے اسکے متعلق دو قول نقل کیے ہیں ۔

پہلا قول اُن رواۃ کا ہے جو اسے نصاریٰ کے طرف نسبت دیتے ہیں :

فقال بعضهم الذين منعوا مساجد الله ان يذكر فيها اسمه وسعى في خرابها، اولئك ما كان لهم ان يدخلوها الا خائفين - (۱۰۸:۲)

پس بعض نے کہا کہ جو لوگ مساجد میں اللہ کے ذکر سے مانع ہوئے، وہ نصاریٰ ہیں اور مسجد سے یہاں مقصود مسجد بیت المقدس ہے۔ اور بعضوں نے کہا کہ نہیں، بلکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین قریش کا ذکر کیا ہے، جبکہ انہوں نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ میں جانے سے روکا اور اللہ کی عبادت سے مانع ہوئے۔

امام موصوف نے دونوں قولوں کے متعلق روایات و آثار نقل کیے ہیں اور پھر آخر میں خود قول اول کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ: ان مشرکی قریش مکہ مشرکین مکہ نے کبھی مسجد حرام کی تخریب کی کوشش نہیں کی اگرچہ

المسجد وان كانوا قد منعوا في بعض الاوقات رسول الله واصحابه من الصلاة فيه، فصيح ان الذين وصفهم الله بالسعي في خراب مساجده غير الذين وصفهم الله بعمارها

بعض اوقات آنحضرت اور صحابہ کو اسمیں نماز پڑھنے سے روکا ہو۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ جن لوگوں کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کیا ہے کہ وہ مساجد کی خرابی کے درپے ہوتے ہیں، وہ ان لوگوں کے سوا کوئی دوسری ہی جماعت ہے۔ کیونکہ مشرکین قریش تو مسجد حرام کے آباد رکھنے والوں میں سے ہیں، نہ کہ خراب کرنے والے، اور اس حیثیت سے اللہ انکا وصف کر چکا ہے۔

لیکن نہایت تعجب ہے اس مفسر جلیل اور امام تحریر پر، کہ اس آیت کی صحیح ترین تفسیر سے کیوں کر اُس نے چشم پوشی کی، حالانکہ مشرکین عرب کے سوا اور کوئی جماعت یہاں مراد لی ہی نہیں جاسکتی، اور جس قدر دلائل اس کے خلاف بیان کیے گئے ہیں، اُن میں سے ایک بھی قابل اعتنا نہیں۔

تفصیل کا مرقعہ نہیں۔ باختصار وجہ ذیل اس کے لیے موجود ہیں: (۱) قول اول کے متعلق جس قدر روایات امام موصوف نے نقل کی ہیں، عموماً اُن راویوں سے مروی ہیں، جو ضعیف، غیر معتبر، اور ائمہ فن کے آگے مجروح ہیں۔

(۲) ان روایات کا ما حصل یہ ہے کہ نصاریٰ بیت المقدس کی تخریب کے درپے ہوئے۔ مثنی، بشر بن معاذ، حسن بن یحییٰ، اور موسیٰ وغیرہ نے مجاہد، قتادہ، اور سدی سے روایت کی ہے کہ :

اولئك النصارى حملهم بعض اليهود علي ان اعانوا بغت نصر البابلي المجوسي علي تخریب بیت المقدس -

اس آیت میں اشارہ نصاریٰ کی طرف ہے۔ انکو بعض یہودیوں نے ابھارا تھا کہ بیت المقدس کی تخریب میں بغت نصر بابلی اور مجوسی کی اعانت کریں۔ (تفسیر ابن جریر ۱: ۳۹۷)

ایک دوسری روایت میں رزمیوں کا بھی ذکر ہے :

حدثني موسى قال: الروم كانوا ظاهروا بغت نصر علي خراب بيت المقدس من اجل ان بني اسرائيل قتلوا يحيى بن ذكريا (ايضاً)

موسیٰ نے مجھ سے سدی کا قول نقل کیا کہ یہاں مقصود رومی ہیں، انہوں نے بغت نصر سے بیت المقدس کو خراب کرایا۔ اور یہ اسلئے کیا کہ بنی اسرائیل نے حضرت یحییٰ بن زکریا کو قتل کر دیا تھا۔

ہم نے یہ دو روایتیں اسلئے نقل کیں تاکہ ہمارے علما کرام اندازہ کر سکیں کہ ہماری تفسیر کی عام روایات و آثار کا کیا حال ہے اور کس طرح رطب و یابس اور غث و رقیق کا انہیں مجموعہ بنا دیا گیا ہے ؟ امام ابن جریر اس جلالت و عظمت کے شخص ہیں کہ نہ صرف اپنے دور و زمان میں بلکہ تاریخ اسلام میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ صرف مفسر ہی نہیں بلکہ محدث بھی ہیں اور مورخ بھی۔ با این همه بلا ادنیٰ نقد و بحث کے، اُن روایات کو نقل کر کے ترجیح دے رہے ہیں، جنکو ایک معمولی بچہ بھی جس نے انہی کی تاریخ کے سوانح و سنین یاد کرلیے ہوں، بے اختیار مرفوع کہے گا۔ جب تفسیر طبري کا یہ حال ہے تو پھر اُن متداول تفسیر کی احادیث و آثار کا کیا پوچھنا۔ جنکے اقتباسات بغیر نقد و بحث کے علماء حال کی زبان پر ہوتے ہیں از رجو اسی سے ماخوذ ہیں ؟

اصل یہ ہے کہ ہمارے یہاں ایک کام جمع روایات تھا اور ایک نقد و انتخاب پہلا کام پہلوں کا تھا اور دوسرا پچھلوں کا - پہلوں نے اپنا فرض ادا کیا مگر پچھلوں نے غفلت کی -

تاہم اگر وسعت نظر و تحقیق و تفتیش سے کام لیا جائے تو محققین کی بھی کسی فن اور کسی دور میں کمی نہیں رہی - بغیر کسی اجتہاد جدید کے ہم صحیح ترین روایات و تاویلات کا مجموعہ مرتب کر سکتے ہیں اور یہی ایک اصولی فرق ہے جو آجکل کے مدعیان اجتہاد کو صاحبان علم و فن سے الگ کر دیتا ہے -

ان روایات کا موضوع ہونا ظاہر ہے - اول تو (بخت نصر) کو عیسائی تخریب بیت المقدس پر آمادہ کرتے ہیں حالانکہ عیسائیت کا ظہور بھی (بخت نصر) کے زمانے میں نہیں ہوا تھا - پھر بعض یہود کا عیسائیوں کو آمادہ کرنا ظاہر کیا ہے اور دوسرے راوی اپنی تحقیق کا یہ قیمتی اضافہ فرماتے ہیں کہ عیسائیوں سے مقصود روم کے عیسائی ہیں - اور پھر یہ کہ انکو حضرت یوحنا کے قتل کا بدلہ لینا تھا !!

ان غریبوں کو معلوم نہیں کہ عیسائیت روم میں لب پہنچی اور بخت نصر کا مذہب کیا تھا ؟ اسکو بابلی بھی لکھتے ہیں اور مجرسي بھی اور پھر یوحنا کے قتل کا انتقام اسکی وجہ قرار دیتے ہیں حالانکہ یوحنا کا واقعہ تو خود رومیوں کے عہد تسلط شام میں ہوا ہے اور اس وقت بخت نصر کی زینہ کی ہڈی بھی اسکی قبر میں گل سڑ گئی ہوگی !!

چنانچہ (امام رازی) اور (نیشاپوری) نے اس خط تاریخی کو بالآخر محسوس کیا اور (ابوبکر رازی) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ : ” لا خلاف بین اهل العلم باسیر ان عہد بخت نصر کان قبل مولد المسيح بزمان “ (تفسیر کبیر - ۱ : ۴۷۵)

(۲) امام موصوف ایک بہت بڑی وجہ قول اول کے ترجیم نی یہ بیان کرتے ہیں کہ اس آیت میں منع ذکر الہی کے ساتھ تخریب مسجد کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور اگر مشرکین مکہ اسکا مورد قرار دیے جائیں تو یہ اسلیے غلط ہوگا کہ انہوں نے کبھی بھی تخریب مسجد حرام کی سعی نہیں کی - وہ تو اسکو آباد رکھنے والے ہیں - لیکن امام موصوف کی اس بے توجہی پر تعجب ہے - حافظ (ابن کثیر) نے اپنی تفسیر میں اسکا نہایت عمدہ جواب دیا ہے - اسکا نقل کر دینا کافی ہوگا :

” اور امام طبری کا اس پر زور دینا کہ قریش مکہ نے تو کبھی خانہ کعبہ کے خرابی کی سعی نہیں کی “ تو اسکا جواب یہ ہے کہ جو کچھ انہوں نے کیا اس سے بڑھکر اور کیا تخریب کعبہ ہو سکتی تھی ؟ انہوں نے اللہ کے رسول با صنامہم (حاشیہ) اور انکے ساتھیوں کو مسجد سے نکلنے پر مجبور کیا اور اسکو اپنے بتوں سے بھر دیا “ بھی تو سب سے بڑی اسکی لیے خرابی تھی “

(۳) پھر روایات پر اگر نظر ڈالی جائے تو حضرت ابن عباس اور ابن زید کی روایات اسی تفسیر کی موند ہیں جو عکرمہ سعید بن جبیر اور عطاء کی روایت سے خود امام موصوف نے نقل کی ہیں -

(۴) البتہ حضرت ابن عباس کی جو روایت ہے ” اگر اس سے اتنا تکرر نکال دیا جائے کہ ” رومی عیسائی تھے “ تو اس آیت کا اشارہ بیت المقدس کی آخری تباہی کی طرف بھی بہ تکلف قرار دیا جاسکتا ہے جس میں رومیوں نے بیت المقدس کی مسجد کی دیواریں دھادی تھیں اور وہ اسی طرح منہم رہیں تا آنکہ فتح بیت المقدس کے بعد حضرت عمر نے انکو تعمیر کیا :

الاۃ نزلت فی طلولوس الرومی
و اصحابہ من النصارى و ذلک
انہم غزوا بنی اسرائیل فقتلوا
مقاتلہم و سبوا ذرا بہم و حرقتوا
التوراة و خربوا بیت المقدس
و هذا قول ابن عباس
(اسباب النزول واحدی
صفحہ : ۲۴)

” من النصارى “ کے اس روایت کا اعتبار کھو دیا ورنہ باقی بیانات صحیح تھے - رومیوں کے آخری حملہ بیت المقدس میں یہ سب باتیں ہوتی ہیں - البتہ آیت کا سیاق و سباق اور محل و موقعہ رومیوں کے ذکر کے بالکل خلاف ہے -

امام (رازی) نے ایک اور توجیہ کی ہے - وہ اس کا مجمل یہود کو قرار دیتے ہیں - بعد لی آیتوں میں تحویل قبلہ کا ذکر ہے - اسلیے وہ کہتے ہیں کہ تحویل قبلہ (یعنی بیت المقدس کی جگہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے) کے بعد یہودی لوگوں کو بعدے لی طرف متوجہ ہونے سے مانع ہوتے تھے ” رعلہم سعوا ایضا فی تخریب الکعبۃ “ پس خدا نے انکو اظلم فرمایا لیکن ارباب فہم کو یہ بتلانا ضروری نہیں کہ یہ توجیہ بھی کوئی وزن نہیں رکھتی - (تفسیر کبیر - ۱ : ۴۷۵)

(تحقیق منع مساجد و سعی تخریب)

اصل یہ ہے کہ اس آیت میں مشرکین مکہ ہی کا ذکر ہے - قرآن کریم کی تفسیر کا اصول یہ ہونا چاہیے کہ سب سے پہلے قرآن کے مہمات و ثرائب اور معذرات و ضما ئر کی تفسیر خود قرآن ہی سے پڑھی جائے - یہ قرآن کریم کا ایک خاص امتیاز ہے کہ اسکا ایک تکرر دوسرے تکرر کیلئے مفسر و مشرح ہوتا ہے - اب دیکھیے کہ قرآن کریم کے دوسرے مواقع کس طرح اس کی تفسیر کرتے ہیں ؟ سورہ (انفال) میں مشرکین مکہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :

” و ما لہم الا یعدہم اللہ
و ہم یصدون عن
المسجد الحرام و ما کانوا
اولیاءہ ان اولیاءہ
الا المتقون و لکن
اکثرہم لا یعلمون
(۸ : ۳۴)

یعنی مسلمان ہیں “

اس آیت میں صریح طور پر مشرکین مکہ کی نسبت فرمایا کہ وہ مسلمانوں کو مسجد میں جانے سے روکتے ہیں - خواہ یہ زرک صلح (حدیبیہ) کے بعد کی ہو خواہ آغاز اسلام کی - دوسری جگہ فرمایا :

ما کان للمشرکین ان
یعمروا مساجد اللہ
شاعدین علی انفسہم
بالکفر - اولئک حبطت
اعمالہم و فی النارہم
خالدون (۹ : ۱۸)

اس آیت میں شرک و کفر کو تعمیر و خدمت مساجد کے منافی فرمایا کہ دونوں چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں - پھر اس کے بعد والی آیت میں زیادہ تصریح کی :

فخصمه ببعض المساجد بعض مساجد یا بعض زمانوں کی
از بعض الازمۃ معال خصصیت کرنا بالکل معال ہے -
(منقول از رازی)

(نوائے بحث)

(۱) قریش مکہ اپنے تئیں بانی کعبہ قرار دیکر فخر کرتے تھے -
اسکی خدمات و عزت انکے لیے مرجب شرف و افتخار تھی - مگر
انہوں نے مسلمانوں کو مسجد میں جانے اور ذکر الہی سے روکا
اور اپنے بتوں کا اسکو پرستش گاہ بنایا - اسیر اللہ نے کہا کہ تم سے بڑھکر
دنیا میں اور کون ظالم ہو سکتا ہے کہ خدا نے کھرمیں آنے
سے روکے ہو؟

پس جو لوگ مسلمانوں کو مسجدوں میں آنے سے روکیں وہ کون
مدعی اسلام اور تولیت مساجد ہوں مگر فی الحقیقۃ... انکی
حالت بھی مثل مشرکین مکہ کے ہوگی اور سب سے بڑے ظلم کرنے
والے ہونگے -

پھر آج کتنی ہی مسجدیں ہیں جن میں مسلمانوں کو
جانے سے روکا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہاں آکر اپنے خدا کا ذکر
نہ کررہے؟ ہر فرقہ دوسرے فرقے کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتا ہے اور
محض چلند اختلافات و نزاعات کی بنا پر مسجد کے دروازے
مسلمانوں پر بند کر دیے جاتے ہیں - کتنے مقدمات ہیں جو صرف اسی بنا
پر ہندوستان کی عدالتوں میں ہو چکے ہیں ' اور کتنی خونریزیوں
ہیں جو مساجد کے صحن میں صرف اسلیئے کی گئیں کہ جنکو
مساجد میں آنے سے روکا گیا تھا ' وہ بد بختی سے مسجد میں
چلے آئے تھے؟

ابھی تھوڑی دیر کے بعد آپ پر واضح ہوجائیگا کہ جس شے کو
لوگ آج سیاست یا سیاسی مباحث سے موسوم کر کے خوف زدہ
ہوتے ہیں ' یعنی حفظ حقوق دینیہ و اسلامیہ ورد استبداد و جبر
حکومت ' وہ بھی فی الحقیقت ذکر الہی ہی میں داخل ہے
کیونکہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور اسلام کا جہاد مقدس
لسانی ہے - پھر اگر ایسا ثابت ہو گیا تو کیا ان مباحث و مذاکرہ
سے روکنے والے اس آیت کریمہ کے مصداق نہ ہونگے؟ اعادنا اللہ تعالیٰ !
(۲) یہ عجیب بلاغۃ قرآنی ہے کہ ہر موقع و مطلب کو اپنے
لیئے بہترین لفظ ملتا ہے اور اگر اسکو الگ کر دیا جائے تو پھر اسکی
جگہ دوسرے لفظ سے نہیں بھر سکتی - اس آیت میں "ظلم" کا
لفظ فرمایا کہ "ظلم" کا فعل التفضیل ہے - "ظلم" کی تعریف
یہ ہے کہ "وضع الشی فی غیر موضعہ و التصرف فی حق الغیر"
(مفردات) یعنی کسی شے کا اسکی اصلی جگہ کے خلاف کم میں
لانا یا بنانا اور دوسرے کے حق میں تصرف کرنا -

پس یہاں منع مساجد کو ظلم سے تعبیر کیا کہ مسجدیں جس
غرض سے بنائی گئی ہیں ' مانعین مساجد چاہتے ہیں کہ (اسکے
خلاف کاموں میں لائی جائیں - و اللہ کے نام سے پکار دی گئی ہیں
پس انسانی ملکیت ان میں باقی نہیں رہی - اب انسانوں کے
ذکر و ستایش کا انکو گھر بنانا (حسب تعریف ظلم) دوسرے کے حق
میں تصرف کرنا ہے -

(۱) تفسیر نیشا پوری در اصل تفسیر کبیر امام رازی کا
اختصار ہے اور اختصار بھی بجنسہ - پس یہ عبارت امام رازی ہی
کی سمجھیے - تفسیر کبیر کی جلدوں کی الماری نظروں کے سامنے
ہے اور میں انہیں دیکھ رہا ہوں ' مگر رات کے دو بج چکے ہیں -
سر میں سخت درد ہے - نفس آسردگی پسند آٹھنے نہیں دیتا -
اسلیئے نیشا پوری ہی کے حوالے پراکتفا کرتا ہوں - یہ تفسیر
طبری کے حاشیے پر چھپی ہے

انما یعمر مساجد اللہ در حقیقت اللہ کی مسجدوں کو تو
من آمن باللہ والیوم وہی شخص آباد رکھتا ہے ' جو اللہ اور
الآخر و اقام الصلوۃ آخرت پر سچا ایمان لایا ' نماز قائم کی ' رات
راتی الزکوۃ و لم زکوۃ ادا کی ' اور نیز جس نے اللہ کے
یخش الا اللہ سوا اور کسی ہستی اور قوت کا تر
نہ مانا ! (۱۹:۹)

یہ آیت ہمارے سلسلۂ آیات متعلقہ مساجد میں آئیگی کہ
نہایت اہم اور تشریح طلب ہے ' لیکن یہاں صرف یہ دکھلانا
مقصود ہے کہ اللہ نے مساجد کی تعمیر و آبادی اور خدمت
و تولیت کیلئے ایمان و اسلام کو شرط بنایا اور یہ کہ اعمال کفریہ کے
ساتھ یہ شرف جمع نہیں ہو سکتا -

اسی طرح ایک اور آیت بھی ہے :

ہم الذین کفرنا و صدوکم یہ اہل مکہ وہی تو ہیں جنہوں نے
عن المسجد الحرام - اللہ اور اسکے ساتھ کفر کیا اور تم کو
مسجد حرام جانے سے روکا - (۵۲:۴۸)

ان تمام آیات کریمہ کے مطالعہ سے بغیر کسی دوسری طرف رجوع
کرنے کے راضع ہو جاتا ہے کہ :

(۱) قرآن کریم مشرکین مکہ کی نسبت ہر جگہ کہتا ہے کہ
انہوں نے مسلمانوں کو مسجد حرام میں جانے سے روکا -

(۲) قرآن کریم تعمیر مساجد کیلئے ایمان باللہ و عمل صالح کو
شرط قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جو اعمال کفریہ و شرکیہ میں مبتلا
ہیں ' وہ مسجد کے آباد کرنے والے کیسے ہو سکتے ہیں؟

پس اس سے ثابت ہو گیا کہ آیت زہر بحث میں بھی منع و
تخریب مساجد سے یقیناً مشرکین مکہ ہی مراد ہیں ' اور جو انکے اعمال
سے ' وہی اعمال ہیں جنکو قرآن کریم نے "ظلم" یعنی کمال ظلم
و عذران سے تعبیر فرمایا ہے - رہا امام (طبری) کا اعتراض تو وہ ان
آیات سے خود بخود رفع ہو جاتا ہے - کیونکہ قریش مکہ اپنے تئیں
مسجد حرام کے آباد رکھنے والوں اور متولیوں میں سے سمجھتے تھے ' مگر
خدا نے صاف صاف کھدیا ہے کہ انکا ایسا سمجھنا غلط ہے - وہ
آباد کرنے والے نہیں بلکہ فی الحقیقت اسکی تخریب کے درپے
ہیں - کیونکہ وہ ذکر الہی کو روکتے اور مومنوں کو اسمیں داخل
ہونے نہیں دیتے -

(حکم آیت کریمہ عام ہے)

اصل یہ ہے کہ اس آیت میں کسی مسجد کا ذکر ہو - وہ
مسجد ایلیا ہو یا مسجد حرام - مشرکین مکہ مقصود ہوں یا رومی
بت پرست ' لیکن اسمیں شک نہیں کہ مساجد الہی کے متعلق
ایک حکم عام ہے جو قرآن نے دیا ہے ' اور جو جماعت ' جو قوم ' جو
قوت ' ایسا کریگی ' اسکا مصداق ہوگی :

و هذا حکم عام لجنس و هذا حکم عام لجنس
مساجد اللہ و ان مساجد اللہ و ان
مانعہا من ذکر اللہ ذکر الہی کو روکے وہ سخت ظالم ہے ' مگر
مفرط فی الظلم ' لا اور اسمیں کوئی حرج نہیں کہ کسی آیت
باس ان یجی حکم کا حکم عام قرار دیا جائے اگرچہ سبب نزول
عاماً و ان کان آیت خاص ہو -

السبب خاصاً نیشا

پوری حاشیہ طبری

(۱) (۳۷۴:۱)

صاحب (احکام القرآن) بھی اس سے متفق ہیں :

انہ کل مسجد ' لان اللفظ اس سے مقصود ہر مسجد ہے - کیونکہ
عام ورد بصیغۃ الجمع لفظ عام بصیغۃ جمع وارد ہوا ہے ' پس

حفاظت نہ کر سکے، ایسا نہ کرو کہ خدا کے تخت معبودیت تقدیس کر بھی غیروں کی بدولت بٹہ لگا دو۔ اُس نے تو اپنی عبادت کیلئے ایک مقدس عمارت دی ہے، پس اگے جھکو اور اسی کو پیار کرو۔ وہاں اسکے دشمنوں کیلئے نہ مانگو اور نہ یاد شاہتوں کی پوجا کیلئے ہاتھ اٹاؤ اسکے گھر میں صرف اُسی کو مانو کہ خدا کے گھر میں اند کی تسبیح و تقدیس تمہارے لیے زیبا نہیں۔

(۳) ایک صاف اور عام فہم نتیجہ جو اس آیت سے نکلا وہ اسکے حکم کی عمومیت اور ہر زمانے اور ہر دور کیلئے رہنمائی کی صداقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں درجہ کا ذکر کیا ہے۔ منع ذکر الہی اور سعی تخریب مساجد کی صورت تفسیر یہ ہے کہ دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے ہرگز دیا اور تخریب مساجد کی سعی کو منع ذکر الہی کا نتیجہ ہے۔ جیسے (ابو مسلم) کا خیال ہے اور جیسا کہ (سبح المہائم) نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے :

”وَيُذَكِّرُ فِيهَا اسْمَهُ“ ”وَيُذَكِّرُ فِيهَا اسْمَهُ“ یعنی جب کہ ادا منع لم یتم لعمارتها نے لوگوں کو ذکر الہی سے رُزنا تو منع فکانتا ”سعی فی“ کی آبادی کا اہتمام نہیں کیا۔ اور خرابا“ (تفسیر مہائم) ”لَمْ يَبْنِ فِيهَا مَسْجِدًا“ ”لَمْ يَبْنِ فِيهَا مَسْجِدًا“ مساجد کی خرابی کی سعی کی صفحہ : ۵۷) پس اس تفسیر کی بنا پر سعی تخریب کے معنی ہی ذکر الہی کے ہوتے۔

لیکن اگر عطف کی بنا پر دونوں میں فصل ایچہ (امام رازی) نے اسکی تشریح یوں کی ہے :

السعي في تخریب المسجد قد يكون لوجهين : احد هما مع المصلين و المتعبدين و المتعبدین له ، فيكون ذلك تخريباً - والثاني بالهدم والتخريب (تفسیر کبیر - ۱ : ۴۷۶) ”تخریب مسجد کی ہمتش د سے ہوگی۔ ایک صورت تو یہ نماز پڑھنے والوں، عبادت گزاروں، وابستگان مساجد کو مانع ہوں ایسا کرنا بھی فی الحقیقت عدم کی تخریب ہوگی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اسکی عمارت کو مہدم جائے اور حقیقی معنوں میں تخریب ہو“

اس سے ظاہر ہوا کہ ”سعی فی خرابا“ میں دونوں معنی داخل ہیں اور آیت کا حکم عام۔

پس جب کبھی کوئی شخص یا گروہ کسی مسجد میں دیا - رضی، تہوڑی دیر کیلئے یا زیادہ عرصے کیلئے، نماز پڑھنے سے روکے، جن لوگوں نے خدا کے گھر میں پناہ لی ہے حملہ آور ہو، اور وہاں کے عبادت گزاروں کا خون بہائے، تو یہ ہمارے نظروں میں انہیں مشرکین مکہ کی سی جماعت ہے جنہوں نے مسجد حرام میں جانے سے مسلمانوں کو روکا تھا۔ سلوک ہم نے انکے ساتھ کیا تھا، اسی کی وہ بھی مستحق ہیں۔ نیز اس سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں ”اعظام“ نہیں اور نص صریح اس پر تخریب کی یہ پہلی صورت ہے۔ دوسری صورت -

میں تخریب ہے، یعنی مسجد یا اسکے کسی حصے کو مہدم ظہر ہے کہ یہ صورت بھی جس شخص یا جس گروہ سے ہو وہ اس آیت کریمہ کی بنا پر ”اولئك ما كان لهم ان يدخلوا دار السلام“ (انہیں ان کے گھر میں داخل ہونے کا حق نہیں تھا) خالفین - اہم فی الدنیا خزی و اہم فی الآخرة عذاب عظیم“ وعید کا مستحق ہوگا۔ (یہ)

خدا نے عمارت مساجد کا مقصد حقیقی جس کے لیے وہ موضوع ہیں، خود ہی بار بار بتلا دیا ہے۔ مثلاً سورہ (نور) میں مشہور تمثیل مصباح و زجاج کے بعد فرمایا :

”فِي بَيْتِ اِذْنِ اللّٰهِ اِنْ يَرْفَعْ وَيَذْكُرْ فِيهَا اسْمَهُ“ جاتا ہے، جنکی نسبت خدا نے حکم یسبح لہ فیہا بالغدر دیا ہے کہ انکی عظمت کی جائے، اور (الاحمال - ۳۶ : ۳۶) اُن میں اللہ کا ذکر اور اسکے نام کی تقدیس ہو۔ اُن میں اللہ کے بندگان مخلص و مومن صبح و شام تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتے ہیں“

مسجد جب اس کام کیلئے وضع ہوئی، تو مانعین مساجد ظاہر ہے کہ اسکے موضوع سے آتے محروم رکھنا چاہتے ہیں اور یہی معنی ہیں ظلم کے۔ شرک کو ہی خدا نے اسی لفظ سے تعبیر کیا ہے : ”ان الشراك لظلم عظیم (۳۶ : ۱۳)“ شرک سب سے بڑا ظلم ہے، کیونکہ انسان کا سر جو صرف اللہ کے آگے جھکنے کیلئے ہے، اسکی زبان، جو طرف اسی کی تسبیح و تقدیس کیلئے ہے، اسکے قدم، جو صرف اسی کے طرف بیتابی اور بیقراری سے درجے کیلئے ہیں، جب کسی دوسرے کیلئے اپنے تئیں وقف کر دیں تو یہ ظلم ہوگا کیونکہ ظلم ”وضع الشي في غير موضعه“ کو کہتے ہیں۔

اگر یہ سچ ہے تو پھر وہ خبیث روحیں کیوں اپنے اوپر قائم نہیں کرتیں، جو اس ظلم اعظم کی مرتکب، اور اس وعید الہی کی مصداق ہیں؟ کیا جنہوں نے آج خدا کی مقدس مسجدوں کو، جو صرف اسی کے لیے تھیں اور اسی کے نام کی عظمت کیلئے، غیروں کیلئے بنا دیا ہے، جہاں انسانی حکمرانی کے فرمان چلتے اور دنیوی استبداد و تسلط کے احکام نافذ ہوتے ہیں، اس حکم الہی کے ماتحت ”اعظام“ نہیں ہیں؟ وہ اشرار و اذال، جو آج خدا کے گھروں کو شیاطین کی پرشاش و غلامی کا مندر بنانا چاہتے ہیں، جنکی ابلیسانہ آرزو یہ ہے کہ مساجد الہی کا معن مقدس جو ملائکہ ساریہ کے نزول علوی کا رحمت کدہ تھا، زمین کی لوراج خبیثہ کی ناپاک قوتوں کا شیطان کدہ بن جائے، کیا اپنے سرور اعلیٰ قریش مکہ سے کچھ زیادہ مختلف ہیں، جنہوں نے مسجد حرام کے طاقوں میں پتھر کے بت رکھ دیے تھے؟

کیا تم نے بارہا نہیں دیکھا کہ عین اُس منبر محترم کے پہلو میں، جو صرف اللہ ہی کے احکام مقدسہ کے اعلان کیلئے تھا، اور عین اس معراب معظم کے نیچے، جو صرف اُسی کے آگے جھکنے کیلئے خمیدہ ہوا تھا، غیروں کے نام کی تقدیس و تسبیح کی گئی، اور جو جگہ کہ اللہ کی غلامی کیلئے بنائی گئی تھی، اسکو دوسروں کی غلامی سے ناپاک کیا گیا؟ قریش مکہ کو خدا نے ”اعظام“ کہا۔ اسلئے کہ انہوں نے خدا کے ذکر کو روکا اور مسجد کی طاقوں میں پتھر کی صورتوں کو سجایا، پر وہ، جو آج مسجدوں میں اسکے حکموں کو روک کر غیروں کے حکموں کی منادی کرتے اور پتھر کی بیجان صورتوں کی جگہ زندہ بتوں کے آگے گردنوں کو جھکاتے ہیں، کیا اُن سے زیادہ ”اعظام“ اور ان سے زیادہ خدا کے بے امان غصے اور اسکے جلال و غیرت کے ہیجان کے سزاوار نہیں ہیں؟

مسجد خدا کیلئے بنائی گئی ہے تاکہ صبح و شام اسکے نام کی وہاں پکار بلند ہو : یسبح لہ فیہا بالغدر و الاحمال ! - پس آتے خدا ہی کیلئے چہرہ در - اسکے دشمنوں کو دعوت نہ دو کہ وہ تمہارے گھروں کی طرح خدا کے گھر پر بھی قبضہ کریں، اور اسکو اپنی انسانی پرستش و تعبد کا مندر بنائیں۔ تم جو اپنے تاج و تخت کی

منہ علم عربی

عربی زبان اور علمی اصطلاحات

استدراک

(از مولوی ابوالکلام عبد الباقی صاحب، بیکر مدرسہ، مدرسہ، مدرسہ، مدرسہ)

میں نے نہایت دلچسپی سے ۳- ستمبر سنہ ۱۹۱۳ء کے الہلال میں ”عربی زبان اور علمی اصطلاحات“ کے عنوان سے ایک مضمون پڑھا، علوم و فنون کے انگریزی و عربی نام اگر استقصاء اور تکمیل کے ساتھ یکجا مرتب کر دیے جائیں تو حقیقت یہ ایک نہایت بیش قیمت چیز ہوگی اور اُن کے لیے نہایت مفید ہوگی جو عربی اور انگریزی دونوں زبانوں میں تصانیف علمیہ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اس مفید سلسلہ کی تکمیل میں حصہ لینے کے لیے میں بھی شرکت کرنا چاہتا ہوں۔ ایک صمیمہ عربی و انگریزی اسماء علوم و پیش کش خدمت ہے۔

1	Histology	علم ترکیب ابدان الحيوانات
2	Embryology	علم الجنین و الشکیر
3	Pharmacology	فن ترکیب الادویہ
4	Photography	فن تصور
5	Painting	فن تصویر
6	Osteology	فن ماہیۃ العظام
7	Neurology	علم بالاحوال الاعصاب
8	Odontology	علم علاج الاسنان
9	Orgnology	علم اعضاء البشر و الحيوانات و النباتات
10	Geomancy	علم الرمل
11	Geoponies	علم زراعت
12	Ouranography	علم تعریف ماہیۃ السماء
13	Glypues	فن نقش الجواهر
14	Glyphography	فن نقل الصور
15	Gnomonics	فن القواعد البسیطہ
16	Orthography	علم وضع الخط
17	Ornithology	علم طبائع الطیور
18	Orology	علم ماہیۃ الجبال
19	Ophnology	علم طبائع الحیات
20	Ophthalmology	علم اصول معالجات العیون
21	Metronomy	علم وزن الاوقات

(الہلال)

آپ کے ذوق علمی اور توجہ فرمائی کا شکریہ۔ ”مسئلہ“ وضع اصطلاحات کے چہرے سے مقصود یہی ہے کہ اس شورش فتنہ زاکو خاموش کیا جائے جو دنیا کو اس غلط فہمی میں مبتلا کرنا چاہتی ہے کہ اردو میں علوم حدیثیہ و فنون جدیدہ کے لیے مناسب الفاظ نہیں ملتے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا رونا صرف اسی

کا نہیں ہے کہ اردو کا دائرہ زبان و مصطلحات تنگ ہے بلکہ رونا اس کا ہے کہ ہمارے دوشوں کا میدان علمی تنگ ہے!

کیا عجیب بات ہے کہ اردو زبان کی قدیمی رے اسی پر اس وقت ماتم کیا جا رہا ہے حالانکہ نادان ماتم کرنے والوں کی کوتاہ نظری ماتم کی زیادہ مستحق ہے۔ وہ نہیں دیکھتے کہ عربی زبان ام لغت اسلامیہ ہے۔ رہنہ ہے۔ اور اپنے بچوں کی پرورش کے لیے کافی اسباب و سامان اپنے پاس رکھتی ہے۔

ایک معترض ہیں کہ مصطلحات اردو کے لیے عربی زبان سے مراجعات استعقاف پر بدوں زور نہ رہا ہوں یہ انہوں ضروری قرار دیا جاتا ہے کہ حتی الامکان عربی ہی کے الفاظ اردو کی ادبیات علمیہ میں استعمال کیے جائیں۔ لیکن شاید یہ نکتہ اونکی نگاہ سے مخفی ہے کہ صرف عربی ہی نہیں بلکہ ہر علمی زبان اپنی مانعت زبانوں کیلئے اسے ہی حقوق و مطالبہ رکھتی ہے۔

دنیا کی تمام موجودہ زبانیں دو قسم کی ہیں: اصلی اور فرعی۔ اصلی سے مقصود وہ زبانیں ہیں جو دوسری زبانوں کی پیدائش و خلفت کے لیے حیدر و مدبر ہیں۔ مثلاً عربی ’سنسکرت‘ لاطینی ’یونانی‘۔

فرعی اور زبانوں سے عبارت ہے جسکی ترکیب و خلقت صرف ایک یا متعدد السدہ اصلیہ سے ہوئی ہے۔

حسب استمرار عادت لغویہ جس طرح السدہ فروریہ اپنے علم الفاظ و لغات میں السدہ اصلیہ کی محتاج ہیں اسی طرح اصطلاحات علوم اور مصطلحات فنون میں بھی وہ انکی موہبت و فیاضی کی دست آفرین ہیں۔ غور کیجیے کہ تمام یورپین زبانیں اس سلسلہ کثرت اختراعات و رست علموں ’اپنی اصطلاحات میں لاطینی و یونانی الفاظ کی مقروض ہیں اور آج بھی کہ بیسویں صدی ہے۔ یورپ میں جب کوئی ’علم‘ ’فن‘ ’مسئلہ‘ یا آئے نیارفع ہوتا ہے تو اسے تسمیہ کیلئے لندن ’پیرس اور بوزن کی زبانوں کی جدید دیکشوریوں کے طرف مراجعت نہیں کی جاتی بلکہ روم کے اور اتھنز بوسیدہ صفحات لغت کی طرف۔

یہی حال سنسکرت اور ارسکی فرعی زبانوں کا ہے۔ آج دنکہ ’کجراتی‘ اور ’مرہٹی‘ زبانوں میں وضع اصطلاح کی ضرورت ہوتی ہے تو سنسکرت ہی کے الفاظ ہر جہہ ان مفلس نڈا گروں کا کچلرل سرال پررتے ہیں۔

اصطلاحات حدیثیہ سوال جانے دیجیے۔ مسلمان آج تمام اطراف عالم میں پھیلے ہیں۔ انکی زبان ہر جہہ ایک نہیں ہے۔ لیکن مصطلحات دینیہ و علمیہ اب تک ایک ہیں۔ اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیے۔ پھر کوئی سبب نہیں کہ ۱۳- سوریس کا استعقاف آئندہ کے لیے اس سے سلب کر لیا جائے۔

اس کے بعد چند معروضات دفعہ اور عرض کرتا ہوں:

(۱) ضرور ہے کہ وضع و تسمیہ اصطلاحات میں عربی زبان کے تغیل، معلق اور نادرا استعمال الفاظ استعمال نہ کیے جائیں کہ یہ

بریفنگ

حادثة فاجعة کانپور

مشہور اخبار ٹروتھ (Truth) اپنی تازہ اشاعت میں حادثہ کانپور پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے :

” سرجمیس مسٹن جن سے ہمیں بہت کچھ امیدیں تھیں گذشتہ واقعہ کانپور میں بمشکل اسے کوئی مدبری کی علامت ظاہر ہوئی ہے، ہر ایک آدمی جانتا ہے اور جو نہیں جانتا اسے جانتا چاہیے کہ مشرق میں صرف مذہب اور مذہب ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو جس قدر اہمیت دی جائے کم ہے خصوصاً ایسے وقت میں (جبکہ مسلمان جنگ بلاقان کی وجہ سے سخت مشتعل ہو رہے ہیں) صرف ایک سڑک کو چوڑا کرنا کی غرض سے انکے جوش کو بھڑکانا درحقیقت اپنی ناقابل بیکار بے وقوفی کی نمایش کرنا ہے۔“

کئی کے مرکز کی درستگی کچھ زیادہ ضروری نہیں ہے جبکہ وہ ہر ایک حصہ کو جس کا تعلق انکی کسی مقدس عمارت سے ہو ریسما ہی مقدس سمجھتے ہیں جیسا کہ اصل عمارت کو۔ ہم کو یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ سرجمیس مسٹن جیسے تجربہ کار افسر نے اس کو محسوس نہ کیا جو فی الحقیقت اینگلر سکسن قوم - دامن عقل پر حماقت کا ایک افسوس ناک داغ ہے۔

خیر، یہ سب کچھ تو ہوا۔ یہاں تک بھی حرج نہ تھا، مگر ایسے موقع پر جب کہ سرجمیس کو اپنی غلطی کا اعتراف کرنا چاہیے تھا، یوں صاف انکار کر دیا کہ گویا انہوں نے کچھ کیا ہی نہیں اور اس حصہ مسجد کو تعمیر نہ کرانا، انکی نادانی کی ایک آرہیجی دلیل ہے۔ منجھو کو تمام حالات کا علم ہے۔ گورنمنٹ کے اس خیال سے بھی بے خبر نہیں ہوں کہ مشرق میں کسی گورنمنٹ کو اپنی رعایا کی کوئی بات آسانی سے کہی بھی مانی نہ چاہیے، لیکن میر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اکبر اعظم کو (جو مشرق میں بہت

پتہ کام کا بقیہ مضمون

۷ - Organology کے لیے ”علم اعضاء البشر و الحيوانات و النباتات“ ایک نہایت طویل ترکیب ہے۔ ”علم الاعضاء“ کفایت کرتا ہے اور ”اعضا“ میں اعضاء انسان و حیوانات و نباتات داخل ہیں۔

۸ - Ouranography ”علم تعریف هیئۃ السماء“ کی جگہ ”علم اشکال الفلک“ زیادہ مناسب ہے، ”تعریف“ اصل میر موجود نہیں۔ لفظ ”هیئۃ“ Astronomy کے مقابل مستعمل ہو چکا ہے، اور ”سماء“ سے زیادہ (علم هیئۃ) میں لفظ ”فلک“ بولا جاتا ہے۔ ہاں ”اجرام سماویہ“ البتہ مصطلح ہے۔

۹ - Optholmotology ”علم اصول معالجة العیون“ بھی بہت طویل ہے، ”علم معالجة العیون“ کہیے۔

۱۰ - Metronomy ”علم وزن الاوقات“ صحیح نہیں، رزق اشیاء ثقیلہ کا ہوتا ہے، وقت کا نہیں البتہ ”تقدیر“ کہہ سکتے ہیں یعنی ”علم تقدیر الاوقات“ مگر عربی میں پہلے سے اسکے لیے ”علم المراتبۃ“ کا لفظ موجود ہے۔

خود عربی کے لیے بھی بارہیں، پھر دوسری فروری زبانوں کا کیا سوال۔

(۲) الفاظ مصطلحہ حتی الوسع مختصر اور چھوٹے ہوں کہ زبانوں پر آسانی رواں ہو سکیں، بڑے بڑے فقرے کو الفاظ مصطلحہ قرار دینا خلاف آئین وضع اصطلاح ہے۔

(۳) اکثر حضرات وضع اصطلاح میں اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ دوسری زبان میں اس اصطلاح کا جس قدر مفہوم ہے وہ بتماہمہ اردو میں منتقل کر لیا جائے۔ اس سے دو نتیجے پیدا ہوئے ہیں۔ یا تو اردو کی قلت ثروت و تندرگ دامانی کی شکایت ہوتی ہے کہ اوسمیں ادائے مفہوم کی قدرت نہیں، جیسا کہ اکثر احباب اس کے شاکہ ہیں، اور یا پھر حسب وسعت مفہوم، الفاظ کثیرہ میں اپنا مفہوم ادا کرنا پڑتا ہے۔

سب سے پہلے اس پر غور کرنا چاہیے کہ ”اصطلاح“ کی حقیقت کیا ہے؟ اصطلاح کی تعریف صحیح یہ ہے کہ ”ایک جماعت کا کسی خاص وسیع مفہوم کے بار بار ادا کرنے کے لیے ایک مختصر و مناسب لفظ فرض کر لینا، جس کے بولنے سے حسب فرض وضع، وہ مفہوم ذہن میں آسکے“ پس اگر اس اصطلاح مفروض کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے الفاظ سے اپنے مفہوم کے تمام معانی و مطالب ادا کر دے تو پھر وہ اصطلاح کہاں ہوئی؟ وہ تو عام گفتگو کا ایک ٹکڑا ہے۔

خود انگریزی اصطلاحات پر غور کیجیے۔ وہ جن معانی کی طرف اشارہ ہیں، انکے الفاظ کم ان سب کو محیط و جامع ہیں؟ اس کی مثالیں آپ کو تمام اصطلاحات میں موجود ملیں گی، پس درحقیقت الفاظ اصطلاحات ہمارے مفہوم انگریزی نہیں سمجھاتے، بلکہ محض فرض اور وضع و تسلیم عام سے عبارت ہیں۔

(۴) - سب سے آخریہ کہ جن السنۃ اصولیہ سے آپ الفاظ مستعار لے رہے ہیں، ان کے قواعد و قوانین لسانیہ کی رز سے وہ صحیح ہوں۔ ان رجوع متذکرہ کی بنا پر آپ کی مصطلحات موضوعہ کی نسبت ”الہلال“ کے حسب ذیل ملاحظات ہیں :

۱ - Em.bryology کا ترجمہ ”علم الجنین والشکیر“ کیا گیا ہے۔ دنعۃ اول کی رز سے ”شکیر (۱)“ مغلط اور نادر الاستعمال لفظ ہے لیکن اس سے چارہ بھی نہیں۔ انتظار کیجیے کہ استعمال سے علم ہو جائے۔

۲ - Histology کے لیے ”علم ترکیب ابدان الحيوانات“ برا لفظ ہے۔ ”علم ترکیب الاجسام“ کافی ہے۔

۳ - Photography کے لیے ”فن تصویر“ کافی نہیں ”فن تصویر شمسی“ چھپے کہ عموم میں خصوص ہو جائے۔

۴ - Osteology ”علم مادۃ العظام“ کی جگہ صرف ”علم العظام“ کافی ہے، ماہیت کی تخصیص کی ضرورت نہیں اور نہ خود اصل اصطلاح میں کوئی لفظ ایسا ہے۔

۵ - Neurology ”علم باحوال الاعصاب“ میں ”احوال“ بے کار ہے کہ یہ خود سمجھا جاتا ہے۔ پس ”علم الاعصاب“ جیسا کہ خود انگریزی میں ہے، کافی ہے۔

۶ - Odontology ”علم علاج داء الاسنان“ ثقیل ترکیب اور غیر ضروری الفاظ پر مشتمل ہے۔ ”علم علاج الاسنان“ صحیح مفہوم ادا کرتا ہے اور کافی۔

(۱) خانہ نو، کونپل، نباتات کی ابتدائی خلقت جو ابھی حیز نہ ہو، میں ہو۔ (۱۰)

انتخاب نہ کر لیا جاتا، چنانچہ ”امن کے شاہزادوں“ کے لیے سفاکانہ و خونخوارانہ اختیارات امتحان کے لیے بہت جلد طرابلس کے ریگستانوں اور بلقان کی پہاڑوں کو منتخب کر لیا، آخر مناظر خونین کی نمائش اور اس جدید مخترعہ حربہ کی آزمائش ہوئی۔ اس آزمائش و اختصار مشنم کے نتائج اب نہایت خوشی و مسرت کے ساتھ ہمارے خوفناک مکتھی و مختبر شایع کر رہے ہیں اور بتلائے ہیں کہ ان معرکوں نے اثار علمیہ کو کہاں تک قرقی دی!

امریکہ کا مشہور علمی رسالہ ”سائنٹیفک امریکن“ ۱۳ - ستمبر سنہ ۱۳ - کے نمبر میں نقال مذکورہ کی طرف حسب ذیل کرتا ہے:

”مرجودہ مغربی فوجی نمائش و نقل و حرکت سے جو سبق سیکھا گیا اسکی مزید ترمیم و تصحیح میدان جنگ طرابلس و بلقان سے ہوگئی۔ فرانس اور جرمنی ہوائی جنگ کے لیے طیارہیں، ایک کی بری طیاری مکمل ہے اور دوسرے کی بحری۔ اسٹریٹا اور انگلستان کی جنگی نمائش سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں حکومتیں بھی ایک حد تک اس جنگ کے لیے مستعد ہیں۔

سنگستان بلقان سے زیادہ ریگستان طرابلس کے معرکوں سے آلات ہوائیہ کی کامیابی کا امکان ظاہر ہوتا ہے۔ طرابلس کی آب و ہوا اور جغرافی حالات طیارہ کے لیے موافق تھے۔ گراٹالی طیارہ تربیت یافتہ نہ تھے، تاہم وہ کامیاب ہوئے، لیکن بلقان میں اس کی آب و ہوا اور اندرونی اور جغرافی حالات کی بنا پر بہت سی مشکلات کا سامنا پڑا، جس کے لیے ترتیب و تنظیم کی سخت ضرورت محسوس ہوئی، جو یہاں مفقود تھی، اور جو صرف فرانس میں کا ملا اور جرمنی میں کسی قدر موجود ہے۔

طرابلس میں اطالیہ کے مقابل فقط بے قاعدہ عرب اور چدہ باقاعدہ ترکی فوج تھی۔ بلقان میں اسلئے برخلاف دونوں طرف باقاعدہ و آراستہ فوجیں تھیں، تربیت کثرت سے ہر موقع پر موجود تھیں، اور حصار کا انتظام نہایت عمدہ تھا۔ طرابلس میں طیارے نہایت آسانی سے گردش کر کے محفوظ مرکز پر پہنچ جاتے تھے۔

نیز طرابلس ایک ریگستانی ملک ہے جو صرف کہیں کہیں شاداب ہے، اصل لڑائی ایک قلیل حصہ میں محدود تھی اور کثرت سے طیاروں کی ضرورت نہ تھی کہ فوج کی ہر نقل و حرکت کے موقع پر موجود رہیں۔ ملک قابل زراعت نہیں، صرف چند نخلستان اور شاداب مقامات ہیں۔ صحرائین عرب ہمیشہ حسب موقع ایک نخلستان سے دوسرے نخلستان میں منتقل ہوتے رہتے ہیں، اس لیے دشمن قدرتی طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ نہایت آسانی سے بہ لطائف العیل نکل جاسکتا ہے۔ عرب کی بے قاعدہ فوج ابھی مصروف پیکار ہے اور پھر اپنے ہتھیار کھول کر امور معاش میں مشغول، اس لیے طیاروں کے ذریعہ دشمن کا پتہ لگانا بہت مشکل ہے، اگرچہ ملک کا صاف منظر اور عجیب و غریب نیلگون فضا تلاش مقصد کے لیے نہایت موافق تھی۔

ان وجوہ سے صحیح طور پر طیاروں کی کوئی فوجی حیثیت نہ بلقان میں تھی اور نہ طرابلس میں، اور نہ حقیقی طور سے طیاروں کو فوج کا پانچواں حصہ بنایا گیا جیسی کہ اب فوجی تجربہ ہے۔ اطالیہ نے لڑائی کے آخر زمانہ میں چند اچھڑی طیاروں کو نوکر رکھ لیا تھا، لیکن بلقان میں صرف نو تعلیم بلقانی اور کچھ اجنبی طیارے

بڑا بادشاہ گزرا ہے (اسے موقع پر اپنی غلطی کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی پس و پیش نہ ہوتا تھا، بلکہ نہایت متانت اور سنجیدگی سے اپنی رعایا کے بہرے ہوئے جوش کو ٹھنڈا کر دیتا تھا۔

اس موقع پر بہت بے لگ اکبر کے پوتے اورنگ زیب کی مثال پیش کرینگے مگر کیا وہ اس کے اس طریق سیاست کے مہلک نتائج کو جواسکے مرنے کے بعد ظہور میں آئے، بھول گئے؟ ایک طرف تو مرہٹوں نے سیدراجی کی ماتحتی میں زور پکڑ لیا اور اس کے مرنے کے بعد ہی خرد مختاری کا اعلان کر کے ایک علیحدہ حکومت قائم کر لی۔ دوسری طرف تمام صوبے ماتحتی سے نکل گئے۔ محمد شاہ میں آن لڑائیوں کی بدولت جو اورنگ زیب کے زمانہ حیات میں ہوئی تھیں، کہاں طاقت رہی تھی کہ انہر چڑھائی کرتا؟ وہ صرف برائے نام دھلی و اگرہ کا بادشاہ تھا۔ بالاخر مسلمانوں کی اس عظیم الشان حکومت کا شیرازہ جسکو اکبر کی پالیسی نے مجتمع کیا تھا اس جابرانہ پالیسی کی بدولت آسانی سے بکھر گیا۔

تھیک ایسے وقت میں جبکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کا خون مسیحیت کے خلاف جوش میں ہے، یہ واقعہ نہیں ان بہرے ہوئے شعلوں پر ہوا کا کم نہ دے، جسکا نتیجہ آئندہ چلکر خطرناک نکلے گا۔ واقعہ تقسیم بنگال اسکی ایک بین مثال ہے۔ تقسیم کے موقع پر کس کو خیال تھا کہ اسکا نتیجہ ”انارکی“ کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ گراب اسکا الحاق کیا جا چکا ہے مگر کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ اس سے اہل بنگال کے اس جوش میں فرق آگیا جو الحاق سے پیشتر تھا؟

اپنی غلطی کا اعتراف اسوقت کرنا جبکہ وقت ہاتھ سے جا چکا ہو، بے فائدہ ہے۔ مقتضائے حکمت یہی ہے کہ طہرر نتیجہ سے پہلے ہی انسداد کر دیا جائے۔ بہر حال ابھی وقت ہے کہ سرجمیس مشن اس پر غور کریں۔ ہمارے خیال میں اپنی غلطی کے اعتراف میں پس و پیش نہ کرنا چاہیے۔ ورنہ ان کو اس وقت زیادہ انوسر ہوگا جبکہ وہ اپنی اس غلطی کے نتائج کو واقعات کی صورت میں دیکھینگے۔

اختراعات حربیہ اور مصائب اسلامیہ

فن طیارہ کی حربی خدمت کی آزمائش

دنیا میں جب کرلی نیا آلہ سفاکی و خونریزی ایجاد ہوتا ہے تو ہمارا دل کانپ اٹھتا ہے کہ دیکھیے کون سی اسلامی آبادی اس کی آزمائشگاہ قرار پاتی ہے؟

ڈاکٹر اپنے اختیارات تشریعیہ کے لیے مردہ جسم کی تلاش کرتے ہیں۔ پس یورپ کو بھی حق ہے کہ وہ اپنے اختیارات حربیہ کے لیے کسی مردہ قوم کے اجسام میتہ کو تلاش کرے، جس سے معلوم ہو کہ یہ آلہ مخترعہ ان کے مقصد سفک و قتل میں کہاں تک معین ہو سکتا ہے؟

مہلک ترین آلہ حرب جس کا نام ”میکسم ٹوپ“ ہے اسکی سرعت سیر و اتلاف جان کی آزمائش کے لیے سیاہستان افریقہ میں سب سے پہلے ہمارے ہی اجسام میتہ کی نمائش ہوئی، غرقاب کشدیں نے جو جنگی جہازوں کی مورت کے لیے سب سے زیادہ کارگر آلہ ہیں، اپنے فرائد لائعمی کا ثبوت سب سے پہلے معرکہ دولت علیہ و روس ہی میں دیا تھا۔

تلاش مقصد کا قصور ہوتا اگر طیاروں کے جنگی فرائد و مذاہم کی اہمیت کے لیے بھی جلد سے جلد کسی اسلامی آبادی کا

مقالہ

باب التفسیر

م من القرآن

(۲)

م من بني اسرائيل

بصائر و موعظ ، نتائج و عبر

(توطیہ تاریخیہ)

اس سے پہلے کہ اصل مضمون شرح کیا جائے ہم کو پندروہیں صدی (ق م) میں مصر کے سیاسی حالات پر ایک نظر ڈالنی چاہئے ۔

تقریباً دو ہزار قبل مسیح حدود عرب سے ایک سامی قوم جو مختلف قبائل کا مجموعہ تھی ، مصر پر حملہ آور ہوئی ، اور اسکو فتح کیا ۔ عرب اسکو عاد ، ثمود ، اور معین وغیرہ قبائل کا مجموعہ سمجھتے ہیں ، اسرائیلی اسکو ” عمالیق “ کہتے ہیں ، اہل بابل و عراق کے حال اسکا نام ” عربی “ اور ” عمرانی “ ہے ، اور خود مصری اسکو بنظر تحقیر ” شاشور “ اور ” ہیک شاش “ یعنی ” شاہاں بادیدہ “ اور ” شاہاں چرویان “ کہتے ہیں ، کیونکہ کہ عرب کے سامی بادیدہ نشین در حقیقت اونٹوں کے چرواہے تھے ۔

مصر ، عہد قدیم سے دو حصوں پر منقسم ہے : مصر بالا اور مصر زیریں ۔ (عربین بالکل بحر احمر کے کنارے حدود عرب کے مقابل وقوع ہے ، نہر سوزن کے کھودنے سے پہلے بحر روم اور بحر احمر کے مابین ایک چھوٹا سا خشک قطعہ حاجز تھا ، جو مصر کو حدود عرب و جزیرہ نماے سینا سے ملاتا تھا ۔ نہر سوزن اسی خشک قطعہ ارض کو کاٹ کر اور ان دونوں دریاؤں کو باہم ملا کر بنائی گئی ہے ، در حقیقت اس نہر نے اوس دیوار کو جو مشرق و مغرب یا یورپ و ایشیا کے درمیان حائل تھی ، منہدم کر دیا ، جس سے سیلاب فتنہ و بلا کو مغرب سے مشرق میں داخل ہونے کے لیے نہایت آسان راستہ مل گیا ۔

شاشور یا عمالیق اسی خشک راستہ سے ، جزیرہ نماے سینا ہو کر مصر زیریں میں چلے آئے ۔ مصر کے خاص باشندے جو سام کے بھائی ” حام “ کی اولاد تھے ، شکست کھا کر مصر بالا میں چلے گئے ۔ ان سامی فاتحین نے یہاں ایک عظیم الشان حکومت قائم کی ، جو تقریباً تین چار سو برس تک عمالیق کیلئے نشان فخر و امتیاز رہی ۔ عام سامی قبائل مختلف اوقات و حالات میں اپنے ہم نسب و خاندان قوم کے پاس بغرض استمداد و استعانت آتے جاتے رہتے تھے ۔

یہی سبب ہے کہ بیسویں صدی (ق م) میں سرخیل قبائل سامیہ حضرت ابراہیم خلیل کو بابل و عراق یعنی کلدان سے حدود مصر و شام کی طرف آتے ہوئے دیکھتے ہیں ، اور پھر جب اس ملک میں قحط نہ سہارا ہوتا ہے ، تو حضرت مع اپنی بیوی سارہ کے یہاں سے مصر کا رخ کرتے ہیں ۔ مصر زیریں کا سامی بادشاہ جب

ایک سامی خاندان کی آمد کی خبر پاتا ہے ، اور اس کے ساتھ ایک خاتون کا ہونا بھی سنتا ہے ، تو اسکو اپنے قدیم خاندان سے اتصال کے شرق میں نکاح کا پیغام دیتا ہے ، لیکن یہ سن کر کہ وہ شہر در خاتون ہے ، سو قسمت پر افسوس کرتا ہے ، اور بالآخر سعادت اتصال خاندان اسطرح حاصل کرتا ہے کہ اپنی بیوی ” ہاجر “ و حضرت کی خدمت میں دیتا ہے ، جس سے اسماعیلی عربوں کی نسل پیدا ہوتی ہے ۔ (۱) حضرت ابراہیم اپنی دونوں بیویوں کے ساتھ بیل ، گدھا ، خچر اور اونٹ وغیرہ بہت سامان چھیڑ میں لیکر کنعان واپس آتے ہیں ۔

حضرت ابراہیم کے دو بیٹے اسماعیل و اسحاق ہوئے ۔ اسماعیل ملک عرب میں آباد ہوئے اور اسحاق (ع) کنعان میں اپنے باپ کے جانشین ہوئے اسحاق سے یعقوب پیدا ہوئے ۔ جنگا دوسرا ذم ” اسرائیل “ تھا ۔ انکی اولاد ” بنی اسرائیل “ یعنی فرزندان اسرائیل کہلائی ، اور خدا نے خود اپنی زبان سے انہیں برکت دی ۔ حضرت یعقوب کے بارہ بیٹوں میں سے جنکی نسل سے بنی اسرائیل کے بارہ گھرانے قائم ہوئے ، ایک بیٹے حضرت یوسف تھے ۔ بھائیوں کے اسی تعاضد و برادرانہ سے مغلوب ہو کر ، جس نے اس سے پہلے اسی گھرانے کے دو اور بھائیوں یعنی ” اسماعیل و اسحاق “ میں افتراق کر دیا تھا ، اپنے بھائی یوسف کو ایک اسماعیلی قافلہ کے ہاتھ جو عرب سے مصر کو جا رہا تھا ، بیچ ڈالا ۔ عجائب اہل دیار کہ آخر الامر بنی اسحاق اور بنی اسماعیل کا اس عجیب طریقے سے اتصال ہوا ۔

مصر پہنچ کر اسماعیلی قافلہ نے حضرت یوسف کو ایک مصری سردار کے ہاتھ فروخت کر ڈالا ، جہاں ” عزیز “ کی بیوی اور حضرت یوسف کا واقعہ پیش آیا اور انہیں قید خانے جانا پڑا ، بالآخر تعبیر خواب کی تقریب سے شاہ مصر کے دربار میں پہنچے ۔ بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ ایک سامی النسل نوجوان ہے ، تو وہ نہایت مسرور ہوا کہ وہ فرزند سے محروم تھا ، اور رفتہ رفتہ اوسنے تمام حکومت حضرت یوسف کے ہاتھ میں دیدی ۔

حضرت یوسف نے اب مناسب سمجھا کہ اپنے خاندان کو کنعان سے جہاں وہ مبتلائے قحط تھا ، مصر بلا لیں ، کیونکہ یہاں اب اس نے لیے حکومت کا سامان تھا ۔ حضرت یعقوب مع اپنے خاندان کے مصر آگئے ۔ شاہ مصر نے بزرگ خاندان سام کا استقبال کیا اور جاگیر و مناصب اونکو عطا کیے ۔ حضرت یعقوب نے اتحاد نسل کے اظہار کے لیے کہا کہ ” ہم بھی اسے بادشاہ چرواہے ہیں “

(۲)

اس واقعہ سے تقریباً تین سو برس بعد تک اسرائیل کی اولاد ملک مصر میں بڑھتی اور پھیلتی گئی ، لیکن خود اصل حکمران

(۱) یہودیوں نے اس قصہ کی کہ ” شاہ مصر نے زبردستی حضرت سارہ کو اپنے تصرف میں لانا چاہا تھا اور بالآخر حضرت سارہ کی کرامت دیکھ کر اور یہ سن کر کہ اسکا شوهر موجود ہے ، اپنے ارادہ سے باز رہا “ صرف یہی حقیقت اصلی ہے جو ہم نے بیان کی ۔ مزید تفصیل البصائر باب التفسیر میں ہوگی ۔ حضرت ہاجر ام اسماعیل کو لڑکتی کہنا بھی یہودیوں کی حاشیہ چال ہے ، اور انوس نے کہ مسلمان بھی فاطمی سے اسکا یقین کرتے ہیں ۔ حالانکہ خود یہودیوں کی تاریخ سے اسکی ہرری تردید ہوتی ہے ۔ منہ

جب زمین میں گرمی ہو میں تپش اور موسم میں امس ہوتی ہے تو دست نصرت الہیہ بارش کیلئے ابر کی چادر خود ہوا میں پھیلا دیتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو مدبر عالم کی شان تدبیر و تہیہ اسباب کی تعقیب ہو۔ وہ ضرورت کو پیدا کرتا ہے اور پھر خود ہی اس کے لیے تہیہ سامان و اسباب کرتا ہے، وما ذالک علیہ بعزیز۔

پس جب کوئی قوم مضطرب و مضطرب شدائد و خطرات سے محاط، آلام و مصائب کا مرجع، قہر و جبر اکراہ کا نشانہ، انواع تشدید و تعذیب کا ہدف ہو، تو یقین کر کہ خداے مدبر عالم کا دست تدبیر مصروف کار ہے، اور سد ضرورت کیلئے وہ خود ہی سامان پیدا کر رہا ہے، کیونکہ خود اسی نے تو پہلے ضرورت بھی پیدا کی۔

بنی اسرائیل مصر کی سر زمین میں انواع قہر و تعذیب میں گرفتار تھے، ضرورت پیدا تھی، پس خدا نے نظر اٹھائی، اور اس نے موسیٰ کو ”رادی طوبی“ میں ”جبل طور“ کے نیچے لے کر دیکھا، وہ پکارا: اذهب الیٰ فرعون انہ طغیٰ موسیٰ فرعون کے پاس جاؤ، اب اس کا طغیان حد کو پہنچ چکا۔ (۲۰: ۲۵)

موسیٰ (ع) نے ان کو ایکن حق و صداقت کی جمعیت غیر مرئیہ کے ساتھ ساتھ، جبل طور سے آ کر اور دربار شاہی کا رخ کیا۔ اس نے فرعون کو خطاب ربانی سنایا:

فارسل معنا بنی بنی اسرائیل ولا تعذبہم قد جئتک بأیۃ من ربک، والسلام علی من اتبع الهدی، ان قد ارحیٰ الینا ان العذاب علی من کذب و تولى۔ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے، انہیں دہہ نہ دے، ہم خدا کی نشانی تیرے پاس لائے ہیں، اگر اس نشانی کی اطاعت کریگا، تو سلامت رہیگا، ورنہ خدا نے ہم کو بتایا ہے کہ جس اس نشانی کو تسلیم نہ کریگا وہ آخر الامر گرفتار عذاب ہوگا۔ (۲۰: ۴۹)

(۴)

وہ جو دنیاوی ساز و سامان پر مغرور، حکومت فانیہ کے نشہ سے چور، اور اپنی قوت و اسلحہ اور قہر و جبر پر متکبر ہیں، وہ ہر صدامہ اصلاح، اور ہر ندائے موعظت کو اپنے لیے صاعقہ موت اور صیغہ قیامت سمجھتے ہیں: یحسبون کل صیغۃ علیہم (۲۳: ۴) وہ صدامہ اخلاص و موعظت کے استماع کی قوت نہیں رکھتے کہ ان کا دل ان سے کہتا ہے: ”یہ صدامہ اخلاص و موعظت نہیں، ہماری حکومت قائمہ کیلئے دوائے رحیل ہے“

وہ اعمال تنبیہ و اصلاح کے دیکھنے کی قوت نہیں رکھتے کہ ان کا نفس اونکو کہتا ہے: ”یہ اعمال تنبیہ و اصلاح نہیں، ہماری عزت و قوت کے غیر فانی جسم کیلئے ساز و سامان قتل و سامان موت ہے“

کبھی وہ داعی و منادی حق کو خطاب کرتا ہے: ”میں تمہاری آواز سے دیتا ہوں کہ اس سے میرے کنگرہ حکومت کو لرزش ہوتی ہے“

کبھی وہ خود اپنی قوم کے افراد صالحہ کو آواز دیتا ہے: ”ہاں! اس کی صدامہ جاذب اور ندائے دل رہا ہے متاثر نہ ہونا! یہ تم کو اپنی آواز مغناطیسی سے معمول کر کے حکم دیا کہ ان میں چشمیں، ان سرسبز میدانوں، اور ان بلند خیموں سے نکل جاؤ کیونکہ اب ان کا مالک آتا ہے اور تم ان پر بغیر حق کے قابض تھے“

فرعون نے موسیٰ کو کہا جو اس عہد کا داعی اور حق کا منادی اچھٹنا لے کر جانا، من تھا: اے موسیٰ! کیا اس لیے تو ہمارے

سامی خاندان روز بروز ضعیف ہوتا گیا یعنی عاقبت الامر جیسا کہ ہمیشہ اہل ملک بیرونی قوم پر غالب آتے ہیں، سامی خاندان جو مصر قدیم کا باشندہ تھا، غالب آ گیا اور سامیوں کو مصر سے نکال دیا صرف بنی اسرائیل جو دراصل دوسرا سامی خاندان تھا اور عہد یوسف (ع) سے مصر کے ایک سرسبز شاداب قطعہ ارض پر قابض تھا، ملک میں باقی رہ گیا۔

”اسرائیل کی اولاد برومند اور فراوان ہوئی، اس نے نہایت زور پیدا کیا، اور زمین ان سے معمور ہو گئی، تب مصر میں ایک نیا بادشاہ (یعنی نئی بادشاہی) جو یوسف کو نہ جانتا تھا، پیدا ہوا اور اس نے اپنے لوگوں سے کہا:

دیکھو! بنی اسرائیل ہم سے زیادہ قوی تر ہیں، اؤ ہم ان کے ساتھ ایک دانشمندانہ چال چلیں، تا نہ وہ جب وہ اور زیادہ ہو جائیں اور جنگ پڑ جائے تو ہمارے دشمنوں سے مل جائیں، ہم سے لڑیں اور ملک سے نکل جائیں۔

اس لیے مصریوں نے ان پر خراج کے لیے محصل بٹھائے تاکہ وہ سخت کاموں کے بوجھ سے ان کو ستائیں۔ ان محصلوں نے فرعون کے لیے شہر (فیثوم) اور (رعیمس) میں خزانے بنوائے“ (خرچ باب ۱: ۱۴)

لیکن سنن الہیہ کا یہ قاعدہ جاری ہے کہ قوت حاکمہ ملت محکومہ کو جس قدر دباتی ہے اسی قدر وہ اور ابتر ہوتی ہے، اور جس قدر اس کے مظالم میں اشتداد ہوتا ہے، اتنا ہی خیال انتقام، ملت محکومہ کے بازوؤں میں زور اور ارادوں میں عزیمت پیدا کر دیتا ہے۔

مصریوں نے اسرائیل کی اولاد کو جتنا دکھ دیا وہ اور زیادہ بڑھی کہ ایسا ہونا سنت الہی کا اقتضا تھا۔

تم نے دیکھا ہوگا کہ روتے ایک گیند کو جب ایک بچے نے تمہارے سامنے زمین پر پٹکا تھا تو رد عمل کیلئے جس قوت دفع سے وہ پٹکا گیا تھا، اسی قوت دفع کے ساتھ وہ زمین سے بلند ہوا۔ زخم کے مراد فاسد کو اگر نکلنے کا راستہ نہ دے تو کیا وہ آخر کار ناسور بن کر باہر نہ بہہ جائیگا جس کا اندمال موت کے سوا ممکن نہیں؟ کوہ آتش نشاں کی حقیقت کیا ہے؟ اس حرارت و جوش کی ایک لہر جس کو زمین سے نکلنے کی راہ اندی گئی۔ آخر الامر طبقات زمین کی دیواروں کو توڑ کر قلعہ کوہ کو ہلاتی ہوئی باہر نکلی، اور در در تک آبادیوں کو بے نشان کر دیا!

لرگ مکانوں میں پانی نکلنے کیلئے راستے بناتے ہیں کہ اگر ایسا لہر تو ایک ہی برسات میں مکانوں کی بنیادیں ہل جائیں۔

مصری اب بنی اسرائیل کی کثرت و قوت سے خوف زدہ ہوئے انہوں نے بنی اسرائیل سے کام لینے میں سختی کی۔ ذلیل، سافلانہ، اور نیچے درجہ کی ہر قسم کی خدمت ان سے لیکر اونکی زندگی تلخ کر دی، کیونکہ اونکی وہ ساری خدمتیں جو وہ کرتے تھے مشقت اور ذلت کی تھیں“ (خرچ ۱: ۱۵)

(۳)

فطرت اپنی ضرورتوں کو آپ پورا کرتی ہے۔ ایک صحرائی حیوان اگر کسی کوھستان میں پہنچ جائے تو چند نسلوں کے بعد کوھستانی زندگی کے لائق اس کے ناخن، پنجے، جبرے، اور ریش خود بخود ہر جا لینے۔ اگر کسی گرم ملک کے حیوان کو برفستان میں پرورش کر تو چند انقلابات نسلیہ کے بعد شدت بردت و برف کے تحمل کے لائق وہ خود اپنا جسم طیار کر لیا۔

ارضاً بسحرک یوموسی؟ پاس آیا ہے کہ اپنے زور سحر سے ہم کو
(۲۰ - ۵۹) ہماری حکومت سے بے دخل کر دیے؟

پھر اپنی قوم کے ان رجال صالحین کی طرف مخاطب ہوا جن
کا قلب حق کا مستقر، جن کے کان استماع صداقت کے لیے مستعد،
اور جنکے ہاتھ اعانت ضعیف کیلئے بلند رہتے ہیں اور جنکی حسب
تدبیر الہی کسی عہد و ملک میں کمی نہیں، اور کہا:

ان هذان لسحرون یہہ ساحر ہیں جو چاہتے ہیں کہ تم کو
یریدان ان یخرجکم من تمہارے ملک و حکومت سے بے دخل
ارضکم بسحرهما ریذہبا کردیں، اور تمہارے بہترین طریقہ
بطریقۃکم المثلی و تہذیب کو بر باد کردیں، کوئی
فا جمعوا کیدکم ثم الذو تدبیر متفقاً سرچو، اور پھر صف
صفا، وقد افاح الیوم من بہ صف مقابلہ کیلئے آجاء۔ آج جو باند
استعلیٰ - (۲۰ : ۶۷) رہا، رہی کل کو کامیاب ہوگا۔

جب کوئی ضعیف و کمزور رقم آمادہ اعانت حق ہوتی ہے،
تر اعتدایہ حق و صداقت اپنی قوت و طاقت کے عجیب و غریب
کرشموں سے اسکو مرعوب کرنا چاہتے ہیں، اور انکے فرمان سزا اور فرد
تعزیر کی تحریریں زہر ناک سانپوں کی طرح ادھر ادھر درختی
نظر آتی ہیں، حالانکہ وہ بے جان ہوتی ہیں۔

فا ذا حبسا لهم وعصیہم جادوگران فرعون کی رسیاں اور دندے
یخیل الیہ من سحرہم اور انکے زور سحر سے ایسا خیال ہوتا تھا کہ
انہا تسعی (۲۰ - ۶۹) (گربا) سانپ بن بن کر دوڑ رہے ہیں ۱۱
ناصر حق اور داعی صداقت چند لمحوں کے لیے خوف سے کانپ
جاتا ہے کہ آخر وہ بھی انسان ہے۔

فارجس فی نفسہ خیفۃ حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں ڈر
موسیٰ - (۲۰ : ۷۰) محسوس کیا۔

مگر پھر معاذ خداے عجیب الدعوات کی آواز غیر مسموع دل کو
تسلیم بخشتی اور روح کو اطمینان دیتی ہوئی سنائی دیتی ہے:
لا تخف انک انت الہ ناصر حق و صداقت! ا! خوف نہ
علیٰ! (۲۰ : ۷۱) کر کہ غلبہ تیرے ہی لیے ہے۔

ہاں! تیرے پاس شمشیر آہنی نہیں لیکن تیرے دھندے
ہاتھ میں لکڑی کا ایک خشک آلہ ہے۔ اس ”الہ معجزنا“ سے
دشمنوں پر حملہ آور ہو کہ یہ ارن کی شہرت کا چراغ گل، اُن کے
سازر سامان کی نمائشی چمک کر دھندھلا، اور اور انکے سفاکانہ امن
اور جابرانہ عدل کے ایوان کو متزلزل کر دیگا:

القا مانی یمینک موسیٰ! اپنے دھندے ہاتھ کی لکڑی ڈال دے۔
تلقف ما صنعوا، انما انہوں نے اپنے تصنع و فریب سے جو کچھ بنایا
صنعوا کید سحر، لا ہے اسکو نکل جائیگی، یہ صرف ساحرانہ
یفلح الساحر حیت فریب و تدبیر ہے، جو کسی طرح آخراً
آتی۔ (۲۰ - ۷۲) کامیاب نہیں ہو سکتی۔

(۶)

صداقت ایک معجزہ ہے جو اپنی تاثیر کے لیے شرمندہ اسباب
نہیں: وہ جو دشمن ہیں، وہ جو عداوت رکھتے ہیں، وہ جو اپنی
قوت و استیلا پر مغرور ہیں، صداقت کا جب ظہور ہوتا ہے تو منہ
کے بل گر پڑتے ہیں کہ ہم نے صداقت آسمانی کو بادلوں سے
اُترتے دیکھا اور قبول کیا:

فالقی السحرة سجدا ”ساحر جو اپنی قوت سحر کے زور پر
قابوا: امنابرب موسیٰ کے مقابلہ کو نکلے تھے، حق کا
ہمہ رزن و مرسسی نشان دیکھ کر اطاعت کے لیے سجدہ
میں گر پڑے، اور پکار اُٹے: ہم نے
(۲۰ : ۷۳)

خصلے ہارن و موسیٰ کا نشان دیکھا اور قبول کیا“

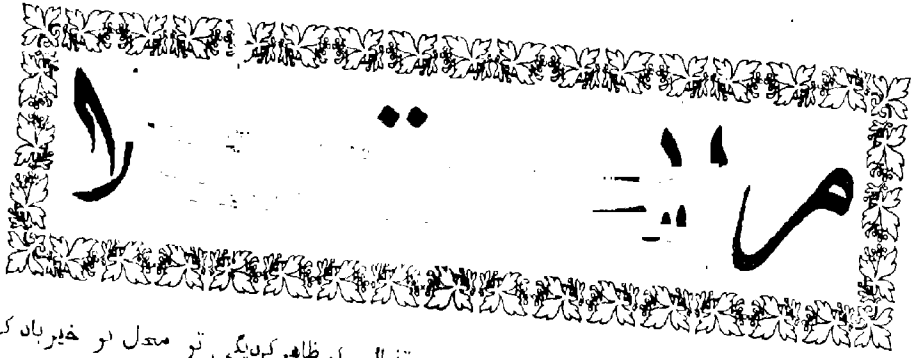
شریر فرعونوں کی آنکھیں روشن، لیکن دل اندھے ہوتے ہیں
اسلیے کہ وہ اپنی قوت پر مغرور اور نشہ حکومت سے مستور ہیں
لوگ جب روشنی کو چشمہ خورشید سے طلوع ہوتے ہوئے دیکھا
ہیں، تو کہتے ہیں کہ روشنی طلوع ہوئی اور ہم نے دیکھا۔ وہ
کہتے ہیں کہ ”روشنی طلوع ہوئی اور ہم نے دیکھا“ دل
سچے ہیں اور آنکھ کے بھی، لیکن فرعونوں نے ان سے کہتے ہیں کہ ج
ہم نے نہیں کہا کہ دیکھا، تو تم نے کس کو دیکھا اور قبول کیا؟
فرعون نے کہا: کیا تم میری ہیبت سے نہ ڈرے؟ کیا تم میر
زور حکومت سے مرعوب نہ رہے؟ کیا تم میری قوت تعزیر
خوف زدہ ہو کر نہ کانپے؟ تم کس کی صدا کو قبول کرتے؟ ا
کس کی روشنی کو نور کہتے ہو؟ تم کہو کہ نہ ہم سفتے ہیں ا
نہ دیکھتے ہیں، ورنہ تم دیکھتے ہو کہ جلاں کی تلوار تمہارے سامنے
اور سولی کا درخت تمہارے پیچھے۔

قال ا آمنتم قبل ان آدن فرعون بولا بغیر میرے کہے تم۔
لکم، انہ لکبیرکم الذی قبول کر لیا، موسیٰ تم سب کا سہ
علمکم السحر، فلا قطع میں استاذ ہے۔ اس قبول سے فرراً انک
ایدیکم وارجلکم من خلاف، کرر، ورنہ تمہارے ہاتھ پاؤں ٹکڑ
ولا صلکم فی جذوع کردیں گے، اور تم کو کسی درخت
الذخل، و تعلمن اینا اشد کے تنہ میں لٹکا کر سولی دیدیں گے
عذابا ربی (۲۰ : ۷۴) دیکھو تو کسا عذاب سخت اور دائمی ہے

لیکن جو سنتے ہیں وہ کیونکر کہیں کہ نہیں سنتے؟ اور جو دیکھتے
ہیں وہ کیونکر کہیں کہ نہیں دیکھتے؟ پھر اے قہر و ظلم کے تخت پر
بیٹھے والو! اے حکومت فانیہ کا تاج سر پر رکھنے والو! اے قوانین ظالما
و قواعد جائزہ کی تلواریں چمکانے والو! اور اے جلا رطنی اور سولی
سے ڈرانے والو! ہم تمہاری قوت جانتے ہیں لیکن مانتے نہیں۔ ہم تمہاری
طاقت سے بے خبر نہیں، لیکن ہم کو اس کا ڈر بھی نہیں۔
تمہاری قوت و طاقت سے بھی پرے ہم ایک اور قوت و طاقت کو
دیکھتے ہیں۔ جسم تمہارے ہاتھ میں ہے لیکن دل تمہارے ہاتھ
میں نہیں۔ پس جو کچھ کرنا ہو کر گذر کہ دل نے جسکو دیکھا ہے
اسکے قبول و دعوت سے آسمان کے نیچے آئے کوئی شی رک نہیں
سکتی۔ کیا یہی جواب نہ تھا، جو موسیٰ پر ایمان لانے والوں نے
فرعون کو دیا تھا؟

”اے فرعون! ہم کو خدا کی جو نشانیاں
لن نورک علی ماہنا من البیذت و الذی
من البیذت و الذی فطرنا، فاقض ما انت
قاض، انما تقضی ہذہ
العیرۃ، انا (منا برہذا)
لیغفر لنا خطایانا وما
اکرہتنا علیہ من السحر
واللہ خیر وابقی، ان من
یات ربہ مجرم فان لہ
جہنم لا یموت ولا یحیی،
ر من یا تہ مومننا قد
عمل الصلحت فاولئک
لہم الدرجت العلی،
جنت عدن تعزیری من
تعتھا الا نہار خاسدین
فیہا، ذالک جزاء
من تزکی۔

”اے فرعون! ہم کو خدا کی جو نشانیاں
پہنچ چکی ہیں جس نے ہم کو
پیدا کیا، اس کو چھوڑ کر تیری اطاعت
نہیں کر سکتے، تجھ کو جو کچھ کرنا ہے کر گذر!
تیرا حکم صرف ہماری اس دنیا ہی
زندگی ہی تک ہے اور بس، ہم
اپنے خدا کے احکام کو قبول کر چکے، تا
وہ ہماری خطاؤں سے درگذرے اور جن
برائیوں کے کرنے پر تیرے معذور کیا اسکو
بھلا دے۔ ہمارا خدا نیک اور دائم ہے۔
خدا کے احکام کا جو مجرم ہوگا، اسکے
لیے جہنم ہے، جس میں نہ تو زندگی ہے
کہ اوس میں مسرت نہیں، اور نہ موت ہے
کہ تکلیف سے نجات نہیں، اور جو خدا
کے احکام کو مانے کا اور اسکے بتائے
ہوئے نیک کاموں کو کرے، اسکے لیے
درجات عالیہ ہیں، نیز باغ جارید جسکے
نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، اور دراصل یہ پاک لوگوں کے ایمان
و ایقان کا پاک اجر اور پاک جزا ہے!“



فتنہ عمان

[مرتبہ حضرت الادیب الفاضل احمد محمد بیگ سربانی سلطان عمان]

چونکہ بندہ ”الہلال“ کے مطالعین میں سے ہے، اس لیے مجھے ایک کونہ مجاز حاصل ہے، کہ عمان کے متعلق جو غلط فہمیاں راقع ہو رہی ہیں، انکو رفع کر دین اور اصلی بغارت کا سبب ظاہر کر دین کیونکہ مسئلہ عمان آج کل مطمح انظار جمیع بلاد و جرائد ہو رہا ہے۔

”عمان“ کے متعلق آپ کے دریا تین مضامین شائع کیے ہیں میری نظر سے بھی گذرے، جنکو شاید آپ نے جرائد اجنبیہ سے اقتباس کیا تھا، مگر جس منصفانہ طریقہ سے آپ نے اس فتنہ کی نسبت اپنی رائے کا اظہار کیا ہے، اس کے لیے آپ مشکور ہیں۔

اکثر اخبارات نے اس شورش کے باب میں ہم رائی اور اقتضا پر داری کو استعمال کیا ہے، جسکو میں حقیقت حال سے لاعلمی پر محمول کرتا ہوں، یہ کوئی اصول بحث نہیں ہے کہ کسی تلغراف کے مختصر مضمون پر رائے زنی کر دی جائے، یا محمد بن سعید (صدیق نیرایست) جیسے معکوس وطن پرست نامہ نگار کے مضمون پر آمنا و صدقنا کہہ دیا جائے۔ یا درمیان نزاع گروہ میں سے ایک کو اپنی خواہش کے مطابق منخطی اور دوسرے کو متعصب کہہ دیا جائے۔ یہ سراسر غلطی اور ناانصافی ہے: ”و اذا حذمت بین الناس فاحکموا بالعدل“

یہ آپ جانتے ہیں کہ بادیدہ نشین اعراب میں ہمیشہ لڑائی جھگڑے ہوا کرتے ہیں۔ خصوصاً سرزمین ”عمان“ کے اندر زنی حصہ میں، جہاں مدنیت نام کو نہیں ہے۔ جتنے شعوب و قبائل ہیں، سب آپس میں ایک دوسرے کے سخت مخالف ہیں، یہ قبائل دروزوں میں منقسم ہیں: ”عقاری“ اور ”عاقری“ (جنکو بھی ہذا زبانی خانہ بھی کہتے ہیں) ان میں ہمیشہ خانہ جنگیاں ہوتی رہتی ہیں اور جب کبھی عارضی اتفاق ہو جاتا ہے تو اپنے حاکم سے سرپرست خاش ہو جاتے ہیں جس سے ان کا منشا معص سلب رہا ہوتا ہے۔

سند ۱۳۱۲ھ میں قبائل ہزارہ کے قریباً چار سو مسلحہ اشخاص سلطان ”مسقط“ کے بھائی کی روات پر تعزیت کے لیے مسقط آئے اور تیس جنکو سلطان عرصہ کے نہایت عزت کے ساتھ اپنے محل کے ایک حصہ میں فرما کر رکھا تھا۔ مگر ان میزبان کش مہمانوں نے وہ نمک حرامی کی، جس کی نظیر مشکل سے ملیگی۔ یعنی نصف شب کے وقت جبکہ تمام مغلوق غفلت کی نیند سو رہی تھی، پہرہ داروں پر حملہ کر دیا، اور درمیانی دروازہ توڑ کر محل سے باہر داریں اور بندر قیں چلائی شروع کر دیں۔

سلطان ایک ما مرن جگہ سے شب بھر انکا تہا مقابلہ کرتے رہے۔ اور ایسا مقابلہ کیا کہ دشمنوں کو یہ گمان تھا کہ انکے ساتھ کئی آدمی ہیں جو بارش کی طرح گولی برسائے ہیں، مگر حقیقت میں وہ تنہا تھے۔ الغرض صبح تک سلطان نے پینتیس ۳۵ آدمیوں کو اپنی گولوں کا نشانہ بنا دیا، اور جب یہ دیکھا کہ صبح کی روشنی انکی

تنہائی کو ظاہر کر دیتی تو محل اور خیبر باد کہہ کر ایک مضفی راستے سے اطمینان کے ساتھ ”قلعہ جلالی“ میں پہنچ گئے، جو محل سے تقریباً چار سو قدم کے فاصلہ پر ایک تیسری پر واقع ہے۔ (اسی واقعہ کو نیرایست لکھتا ہے کہ ”سلطان لشکر میں بیدہر ہزار ہو گیا تھا اور قلعہ مذکورہ میں چند سال تک پناہ گزیں رہا“)

وہاں سے وہ دشمنوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ سلطان نے انصار بنی بو علی تحت قیادت امیر عبداللہ بن سالم مسقط آ پہنچے اور بلوائین سے لڑ کر اکثر مقامات پر قبضہ کر لیا۔

المختصر اکیس (۲۱) روز زنی خورنیز لڑائی کے بعد ایک صلحنامہ قرار پایا (زبانی) جس پر فریقین متفق ہو گئے اور پانچ ہزار بدروزوں نے ایک ہی روز میں مسقط چھوڑ دیا اور اپنے وطن اور روانہ ہو گئے۔ اثبات راہ میں سالار قوم قبیح صالح بن علی کو ایک نامعلوم مقام سے بندوق کی لڑائی تھی جس سے جاندہ رہ ہو سکا اور جس کدے پر سوار تھا اسی کی پشت پر اپنے کھنڈر لہار کو پہونچا: والجزاء من جندس العمل۔

ان دنوں جو شورش برپا ہے، یہ اسی کے لڑنے کی شرارت ہے جسکا نام عیسیٰ بن صالح ہے، مگر باقی فتنہ ایک اندھا شخص ہے جسکو عبداللہ بن حمید اسماعی کہتے ہیں۔ یہ شخص خود کو علامۃ الدھر و مصلح العصر و مجدد طائفہ اباضیہ تصور کرتا ہے۔ یہ دنوں اشخاص سلطان کے وظیفہ خوار ہیں۔ اور جتنے لوگوں کے انکا ساتھ دیا ہے وہ بھی سلطان ہی کے نعمت پروردہ ہیں اور انکی عوائد جمیلہ سے ہمیشہ سرفراز ہوتے رہے ہیں۔ مگر کفران نعمت نے انہیں ابھارا اور مہسن کشی پر آمادہ کر دیا۔ جس کی پاداش انہیں ضرور ملنی چاہئے، عاجلاً اور آجلاً۔

بظاہر جو بغارت کے اسباب بتائے جاتے ہیں یہ صرف حیلے حوالے ہیں کہ بدروزوں کے انسداد اسلام کی وجہ سے بلوا کر دیا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ وجہ بھی ہو، مگر فی الحقیقت یہ ایک قدیم دشمنی کے نتائج پر مبنی ہے اور اس اور باطن رطاحر کس منک گیری کا خیال پیدا ہو گیا ہے۔ تعجب نہ رہے کہ عبداللہ بن حمید کے اپنے ہی داماد کو امام عادل مقرر کیا ہے اور اسی کے ہاتھ پر سب سے بیعت بھی کرائی ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کہاں تک حق پر ہے؟

اس وقت تک جس قدر ممالک باغیوں کے قبضہ میں آئے ہیں سب بلا حرب و قتال، کیونکہ عبداللہ نے پہلے ہی سے بدروزوں کو اوزان ممالک کے باشندوں کو ملا رکھا تھا۔ اور عہد و پیمان کر لیا تھا۔ علاوہ ازیں انکو یہ بات سمجھا دی تھی کہ امام اور اس کے ساتھیوں پر بندروں کی گولی کارگر نہ ہوگی، جسکو جاہلوں نے سچ مان لیا اور ابھی تک معتقد ہیں، غرض اس قسم کے مذہبی پہلو سے اپنے آپ کو معتقد علیہ بنا لیا ہے۔

”اسماؤل“ پر امام کا حملہ ہونے سے پیشتر سید نادر کے ہمراہ تین ہزار سے زیادہ فوج تھی اور شہر کے باشندے بھی امداد و مدافعت کے لیے سینہ سپر نظر آئے تھے مگر امام کی آمد پر ساری فوج اور

تایخ حیات اسلام

الہلال اور پریس ایکٹ

زان دل شرور یدہ را بر نازک خرد می نهم

کا شیان مہرغ مجنوں شد دل شیدائے من

اس عہد مذلت و مصیبت میں کہ ہر مسلم ہستی کیلئے جینا ننگ و عار ہے۔ ہمیں اپنے دل و جان، دلوں، اسلیبے پیارے ہیں کہ ایک تو الہلال کے سوز عشق سے داغدار، اور دوسرا درد معصیت سے بیکار ہے۔ الہلال کی معصیت کو ہم تو سچے دل سے گویا خدا اور رسول کی معصیت سمجھتے ہیں۔ ہمیں وہ بہاری ہولی تعلیم یاد دلائی گئی ہے جسے فراموش کر کے ہم خسر الدنیا والاخرہ کے پورے مصداق بن چکے تھے۔ ہم اپنے اعتقاد میں کسی شخص کو مسلمان جانتے ہیں جو الہلال کا سچے دل سے رائے رشید ہو۔ جسے بے روح جنہیں دل تک دنیا و مافیہا ہی خیر تک نہ تھی، آج متعجب ہی نہیں ہیں بلکہ میدان عمل میں اہل فوت سے بھی آگے نکل جانے کا قصد کرتے ہیں۔ اہل بصیرت دیکھیں کہ یہ الہلال ہی کی صدائے حق انتما کا معجزہ مبین ہے۔ کسے خبر تھی کہ یہ عروس حق و صداقت بے نقاب ہوئے ہی اپنے جمال باطل سرور سے دلوں کو مسحور کر کے اک تازہ روح پروردیگا؟ دالک فضل اللہ یرتیبہ من یشاء۔

ضمانت الہلال کی یکا یک خبر سکر دل کو بہت قلق ہوا۔ طبیعت دیرنگ بیچپن رہی، لیکن جب اس واقعہ کی حقیقت پر غور کیا تو چپکے چپکے اک خیال نے تسکین دیدی، اور دل خن گشتہ اس نور عروس غم سے یہ کہہ کر ہم پہلو ہر گیا:

کام جہاں را تازہ کردی امی غم لذت سرشت !
نے غلط گفتم، چہ غم امی من رائے سلوائے من !
من کہ مستی کردن از خورن جگر آمر و ختم
ننگ ہوشم باد گرجز خورن برد صہبائے من

بجائے شکوہ کے گورنمنٹ بنگال کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ اسے اپنی خروشی یا کسی کے ایما سے الہلال کی ضمانت لیکر آسمیں اور چار چاند لگا دیے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آئے یاد رکھنا چاہیے کہ تنکوں سے دریا کا سیلاب نہیں رک سکتا۔ در ہزار اور نص ہزار کی ضمانت تو کیا بلا ہے؟ اس دریائے رحمت الہی کی روانی کو انشاء اللہ پھانسی کی سختی بھی نہیں رک سکتی۔ ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں جانفروں اپنا زور نا توانی دکھائے کیلئے ایک اشارہ چشم کے منتظر ہیں۔ گورنمنٹ ہند کو خوب معلوم ہے کہ الہلال اک اسلامی مذہبی رسالہ ہے۔ اس کے مقالے کی تمسخر انگیز سعی کرنا گویا مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو پامال کرنا ہے۔ تمام مسلمان باسٹنڈائے چند ملت فرور ش منافقین کے، گورنمنٹ کی ایسی کارروائیوں کو نہایت غیظ و اضطراب کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ کب تک اس جور بیجا اور ستم نارا کے ہم موزہ رہیں گے؟ اور کہانتک ہم اپنے دلی جذبات اور مذہبی تقدیس کو پامال ہوتے دیکھیں گے؟ کاش را گردنیں جوان جبر و استبداد کی رسیوں کے حلقوں کو زینت گلر سمجھتی ہیں، کت جالیں، تاکہ قوم کے جسم کو اس رذل درشن سرور کے بارے نجات حاصل ہو۔ اب تو مسلمان مسلمان ہو کر زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ آخر اس بت پرستی کی کوئی حد بھی ہے؟

کل رعایا برگشتہ ہو کر دشمنوں سے جاملی، جیے قرق قلعہ سی اور لولو برغاس کے موقع پر عیسائی سپاہیوں نے تکرور کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ سید نادر صرف اپنے پیچاس ہمراہیوں کے ساتھ رہ گئے تھے۔ اس موقع حرج کو دیکھ کر انہوں نے قلعہ بند ہونا مناسب سمجھا۔ اور ایک مہینہ تک اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ہزاروں محاصرین کا مقابلہ کرتے رہے، اور عبد اللہ کے اس گولی بندہ لگنے والے طلسم کو توڑ ڈالا، ان کے صرف دو آدمی کالم آئے اور دشمنوں کو اپنی لاشوں کے لیے نیا قبرستان آباد کرنا پڑا۔

آخر میں جس وقت قلعہ کی رسد میں کمی واقع ہونے لگی تو سید نادر سے ایک عارضی صلح کی تحریک کی جس کو فوراً امام نے منظور کر لیا، اس ترکیب سے سید نادر اپنے رفقا کے ساتھ بغیر احتشام قلعہ سے نکل کر مسقط پہنچے، چونکہ التوا کی میعاد پندرہ روز کی مقرر تھی اسلیبے اس کے ختم ہونے پر امام نے قلعہ کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔

اس ہفتہ کی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ امام کے مریدوں میں اختلاف واقع ہو رہا ہے، حمیر اور عیسے بن صالح اپنے اپنے وطن کو چلے گئے ہیں، عبد اللہ اور امام (سائل) میں مقیم ہیں، (سائل) کے بعض عربوں نے جو بنی رواحہ کہلاتے ہیں سلطان بنی خدمت میں ایک درخواست پیش کی ہے جس میں مالی اور سلامتی امداد کا مطالبہ کیا ہے۔ سلطان نے اس درخواست کو نامنظور کر دیا۔ برٹش گورنمنٹ کو مسقط سے خاص درستانہ تعاق ہے۔ اس بنا پر اس نے سلطان کی امداد کے لیے کافی استعداد بہم پہنچائی ہے، اور مسقط سے کچھ در پر چھاؤنی ڈال رکھی ہے، تاکہ اگر بددیووں نے ہجوم کیا تو باہر ہی باہر روک دیے جائیں۔

خاتمہ پر میں بھی آپ کی طرح یہی کہتا ہوں کہ "الفتنہ نائمة لمعن اللہ موقوفہا" رقل اللہ تعالیٰ: ضرب اللہ مثلاً، قرینہ کانت آمناً مطننة یا تہیا رزقا رغداً من کل مکان، فافرت بانعم اللہ، فاذا تھا اللہ لباس الخرف والجرع بما کانوا یصنعون۔ بقاسم: ابوالعزیز ۲۰ شوال سنہ ۱۳۳۱

(الہلال)

مسلمان آج جن مطالب میں مبتلا ہیں، ان کی بنا پر اب یہ سوال باقی نہیں رہا ہے کہ زید حق پر ہے یا عمر؟ سوال یہ ہے کہ فوالد اسلامیہ کی کس کی ذات سے امید ہے؟ عمان بقیہ ارض مقدس اسلامی کا ایک ٹکڑا ہے، اس لیے بہر حال اس کو مقدس رکھنا چاہیے۔ لیکن یہ دیکھ کر ہر مسلم قلب کبیر نہ در نیم ہو کہ مسلمان ابھی تک زید و عمر ہی کا سوال کر رہے ہیں۔

سرزمین عرب کا ایک ایک گوشہ تقدیس و تمعید کی ایک ایک اقلیم ہے، پس جو اجنبی ہاتھ اس کے ایک گوشے کو ناپاک کرتا ہے، وہ تقدس و مجد اسلامی کی ایک پوری اقلیم کو تباہ کر رہا ہے، اس لئے ہم کو صرف اس تیغ آزمائے مقدس کا انتظار ہے، جو اپنے ایک وار سے دست نجس اجنبی کی جذبش کو باطل کر دے کہ دامن قدس و مجد اسلامی مصئون رہے، فہل من رجل یصرون ترب الاسلام؟ میں نے آپ کی تمام تحریر میں صرف اس سطر کو ڈرتے ڈرتے پڑھا ہے کہ "برٹش گورنمنٹ کو مسقط سے خاص درستانہ تعاق ہے اس بنا پر اس نے سلطان کی امداد کے لیے کافی استعداد بہم پہنچائی ہے" ہم یورپ کی معصیت ہی سے ڈرتے ہیں کہ وہ عداوت کی پہلی منزل ہے۔ المودة تدبہ التجارة و التجارة تدبہ الراية، اس لیے ہم مسلمانان عالم یہ نہیں پوچھتے کہ سلطان کے ساتھ کیا خیانت ہوئی؟ ہم یہ پوچھتے ہیں کہ عمان کے ساتھ کیا خیانت ہوئی؟ ہم اس خبر کے طالب نہیں کہ سلطان کی امداد و اعانت کے کیا اسباب بہم پہنچائے جارہے ہیں؟ بلکہ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ عمان کی امداد و اعانت کے کیا اسباب بہم پہنچ رہے ہیں؟ فہل من عجیب؟

النبیات

رابطہ ما

لوگ کہتے ہیں کہ حکام ہیں آمادہ مسلح * یہ اگر سچ ہے تو جزا خوبی تقدیر نہیں
 لہیں انعام نوراں قدر و عذاب ہی مسلح * نہ عینیت میں ہونی مسلح ہی نہیں
 مایہ بحث اگر ہے تو فقط مسجد ہے * دیت قتل شہیدان جوان میر نہیں
 داد خسار حق مسجد ہیں اسیران جفا * ورنہ آن کو گولہ سختی تعدیر نہیں
 ہم سے خود ذوق اسیری نے یہ کانوں میں کہا * کہ ”خم طرہ محبوب ہے“ زنجیر نہیں

* * *

جزر مسجد کو اگر آپ ”جہاد“ ہیں حقیر * آپ کے دھن میں اسلام کی تصویر نہیں
 آپ کہتے: ”روضخانہ تھا، مسجد تو نہ تھی“ * یہ بجا مسئلہ فقہ کی تعدیر نہیں
 آپ اس بحث کی تکلیف نہ فرمائیں کہ آپ * حامل فقہ نہیں، واقف تفسیر نہیں

* * *

دند کرتے ہیں جویہ آپ حرابہ کی ربار * یہ بھی کچھ مانع ازادی تعدیر نہیں
 اور بھی برہمی طبع کا سامان ہے یہ * فتنہ عام کے دبے کی یہ تعدیر نہیں
 فتح اس طرح کیا کرتے ہیں اقلیم قلوب: * تیر ترکش میں نہیں، ہات میں شمشیر نہیں
 آورہی کچھ ہے گرفتاری دل کی تعدیر * سختی طرق و کراں باری زنجیر نہیں
 جبر سے برہمی عام کا رکنا ہے معال * یعنی اس خواب پریشاں کی یہ تعدیر نہیں

* * *

داد خواہوں سے ہر آنس نے جو ارشاد آیا * کہ ”یہ حکم ازلی قابل تعدیر نہیں“
 حسن ظن کے جو گنہ گارتے، یہ بول اٹھے: * اس مرقع میں بھی انصاف کی تصویر نہیں
 ہم اسیران محبت سے بھی ہے جو سلوک * بھر نہ کہیے گا کہ فتراک میں بچپن نہیں

(شبلی نعمانی)

فکر و تہمت

گناہ نفع بخش

مپرس حال شہیدان کانپور زمن * نہ بیدریغ حریفان زند تیع ہلاک
 پولیس را علیہ خدمتش عطا کردند * ”از آن گناہ کہ نفع رسد بہ غیر، چہ باک؟“

(اشعری)

یہ حقیر رقم الہلال ضمانت فنڈ کے لئے بذریعہ مہی آڈر ارسال خدمت کرتا ہوں۔ امید ہے کہ انجذاب اس حقیر رٹاچیز ہدیہ کو قبول فرمالینگے۔

خادم الاموال - اے۔ بی۔
خواجہ سید منظور احمد - آرا

بعضرت مولانا المکرم، ذی المجدد الکرم -

الہلال کے خبر ضمانت اور اسکے ۲۷ - اگست کے نمبر ۹ کی ضابطی نے قارئین الہلال کے نہیں، بلکہ عموماً مسلمانان ہندوستان کے دل ہلادیے۔ یہ ایک استبداد عظیم ہے جو مسلمانان ہند کو احاطہ کیے ہوئے ہے، تعزیری آزادی، مال و بیوی ہے۔ آزادی تفریح کا جنازہ اٹھ چکا، تعجب نہیں آئے چلندر مسلم ہستی سے کہا جائے کہ ”رجوع ذنب لا یقاس بہ ذنب - الہلال بی نور انسانی مآخوذ ہے انوار قرآنیہ سے۔ جب تک انسان دل و زبان پر ہے اچکل ہی عدالت میں الہلال کیا اہل قرآن ہونا ہی بڑا ناقابل عفو جرم ہوگا۔ کیوں نہیں قرآن کریم کا ہم سے مطالبہ کیا جاتا کہ حق و باطل متعادم ہوں اور ان دونوں میں سے کوئی ایک ہستی باقی رہجائے، اور تقابلاً بقا کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے منقعل ہو جائے۔ خدا آپ کے ارادوں میں برکت عنایت فرمائے، اور اشاعت حق کے ارادہ میں جس قدر ممانع و مزاحم ہیں انکو دور فرما کر اس دور استبداد میں ان الباطل کان زھوقا کی تفسیر دکھلا دے۔ مجروحین کانپور کی اعانہ کے لیے بھی چندہ فراہم کر رہا ہوں عنقریب مرسل خدمت ہوگا۔

محمد سعد اللہ - کرت پر، بجنور

حضرت من دامت برکاتہم -

الہلال قومی اور مذہبی رسالہ ہے اسکی ضمانت کا واقعہ اسلام کی ضمانت کا مسئلہ ہے جس پر تمام مسلمانوں کو ذریعہ ترجمہ کرنی چاہیے ورنہ کیا عجب ہے کہ اس طرح احساس مذہبی ہی معدوم کر دیا جائے۔

ضمانت فنڈ میں فی الحال (۵ روپیہ) بذریعہ مہی آڈر روانہ کرتا ہوں جو میرے لیے موجب برکت ہوگا۔

حافظ حقیقی سے بھی دعا ہے کہ وہ حضرت کو اپنی حفاظت میں رکھے اور اسکی نصرت ہمیشہ حضرت کی رفیق رہے، آمین۔
خادم - خریدار نمبر (۱۹۲۵)

اشتہار

میرے کا سرمہ

میں خاص - عام کے فائدہ کی خاطر اپنا تمام عمر کا نتیجہ پیش کرتی ہوں جس سے ہمارے ملک کے لوگ صحت چشم حاصل کر کے میرے حق میں دعا گو رہیں۔ امراض چشم مفصلہ ذیل کا میں اس معرب سرمہ کے ذریعہ شرطیہ علاج کرتی ہوں۔ وہ مریض جنکی آنکھیں بہت کمزور - پانی کا جاری رہنا - دھند - غبار - کمزوری بصارت - تاریکی چشم - جالا پرناں - جھور - روخی - ابتدائی مریضہ بند - ناخونہ - خارش و غیوہ سے عاجز آگئے ہیں - چند روز کے استعمال سے شرطیہ فائدہ ہوگا۔ اور عینک کے استعمال کی حاجت نہیں رہیگی۔ بچہ سے لیکو بوزے تک کیلئے یہ یکساں فائدہ کرتا ہے۔ قیمت سرمہ سیاہ فی ڈرام ۱ - روپیہ ۸ - آنہ - اور سفید فی ڈرام ۲ روپیہ - اسکے علاوہ دیگر امراض صحت و شدید کا بھی میں اپنے خاص اصولوں پر علاج کرتی ہوں۔ کوئی صاحب مجھ سے علاج کے خواست گار ہوں تو ہر ایک طرح کی علامات بیماری معہ تفصیلی حالات لکھیں۔

ام - میری گریس مڈ وائف - بنگلہ ڈاکٹر سندھو کوہ مصری -

در بازوے قدرت تو مضمحل صد زور لہن آفریش
برخیز کہ شور کفر بر خاست اے فتنہ نشان آفریش

پانچ روپیہ بی حقیر رقم ضمانت الہلال کے فنڈ میں داخل کیجاتی ہے۔ قبول فرمائیں۔ اور اس مضمحل و اخبار میں تہریبی سی جگہ دیں

داعی بالخیر - سید عبد الحکیم سیف (رئیس شاہجہاں پور)

اللہ تعالیٰ اپنی سعی بلیغ کو باز آرد دے اور آپکے متدعین کو استقامت دالمی عنایت فرمائے۔ جس دہ و قریب سے آپ اپنے ارادہ پر مستقیم ہیں خداوند اعظم سب مسلمانوں کو جلد اسی روش پر لائے۔

گورنمنٹ نے اگر ضمانت لی ہے، تو دنیا ہماری جانوں کو بھی اسے لے لیا ہے؟ نہیں ہماری جانیں تو اس قدر درالجلال ہی ملک ہیں۔ جسے ہمیشہ راستبازوں، حق گوؤں، اور صادقوں ہی مدد کی ہے۔

پے میرا دل مضطرب تھا، بلکہ دوسرے معادوں میں نا امید تھا مگر الحمد للہ کہ اپنی تعزیروں نے مطمئن کر دیا، بعدی مسلمان بنادیا۔ میرے پاس دینا ہے جو میں اپنی نذر کیوں؟ ہاں اس خداے کریم کی ہی ہوتی جان حزیں ہے جو غیر اللہ کے اگے کسی قسم کا بھی عجز کرنیکو فقر تعزیر کرتی ہے، یا پھر اس جان کا جمع شدہ عرق - جو بصورت روپیہ پیسہ کے ملتا ہے - علاوہ قیمت الہلال اور البصائر میں ایک روپیہ ماہوار ہمیشہ کیلئے نذر درنگا آؤ قبول فرمائیں تو جواب آنے پر انشاء اللہ تین ماہ کی تین قسطیں بذریعہ مہی آڈر بھیجے درنگا۔

کر قبول افتد زہ عز شرف -

آپکا ادنیٰ خادم - جان محمد

حضرت مولانا - السلام علیکم - ہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ وہ معلم و معلم جہاد اسلامی جنکو آج ہم اپنی جان و مال سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں، حکام کے جبر و تشدد سے ان شاء اللہ کچھ بھی نقصان نہیں اٹھائیں گے، بلکہ یہ انکی تحریک صداقت کو اور قریب و محکم کریگا۔ ۳ - اگست کے اندر ہناک واقعہ کانپور سے اب تک کتنے اخباروں کا کلمہ گھونٹا جا چکا لیکن پھر اس سے کیا ہوا؟ کیا مسلمانوں کا جوش سرد ہو گیا؟

”الہلال“ کا اب تک بچ جانا تعجب انگیز تھا اسلیئے کہ یہ تو آؤر بھی ہر ایسے معاملے میں جو گورنمنٹ اور مسلمانوں کے درمیان غلط فہمی پیدا کرتے ہیں، آزادانہ، مگر از روئے مذہب، نکتہ چینی کرتا تھا۔ تاکہ گورنمنٹ اور رعایا کی کشیدگی اندر ہی اندر نشور نہ پا کر خطرناک نہ ہونے پائے۔ ہاں یہ ضرور تھا کہ اس امر سے بعض حکم کے جو ر و ظلم البتہ آشکارا ہو جاتے تھے۔ با ایں ہمہ ”الہلال“ سے در ہزار کی ضمانت طلب کی گئی ہے۔ یہ ضمانت ”الہلال“ سے نہیں بلکہ مسلمانان ہندوستان سے لی گئی ہے۔

در ہزار روپیہ کی کیا حقیقت؟ اگر دس دس ہزار کی بھی ضمانت لی جاتی تو قوم اپنی جان بیچکر گورنمنٹ کے خزانے میں داخل کر دیتی۔ گو مسلمان، عباس، غریب آؤر فاقہ مست ہیں مگر اسلام کی محبت سے اب تک انکے دل خالی نہیں اور اپنی جان تک اس پر سے نثار و قربان کر دینے کیلئے سر بکف ہیں، میں

۱۷۰۰ کانپور اعلیٰ اللہ مقامہم

زر اعانۃ دفاع و سجدہ مقدس کانپور

بخدمت جمع محترمین جرائد اسلامیہ و بزرگان ملت

واقعات حادثہ ہالہ کانپور پر میں نے غور کیا ہے اس بلڈ پر میں نے بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے بزرگان قوم نے اس وقت تک بجز پیررمی مقدمہ کے کوئی سبیل ایسی نہیں نکالی نہ کوئی ایسی راے قائم کی ہے جس کے ذریعہ موجودہ ماخوذین کانپور اور مغفور شہداء کانپور کی بیواؤں اور یتیموں اور پس ماندگان کے گذارہ کی صورت دائمی طور پر ہو سکے اس وقت تک کہ انہیں کے چند نفوس اپنی مدد آپ کرنے کے قابل ہوجائیں یا اپنے پیروں پر آہ کھڑے ہو سکیں۔

جو چندہ کہ اب تک وصول کیا جا رہا ہے اور آئندہ وصول کیا جائیگا اس کی نسبت میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ صرف مقدمہ اور صرف وفد و لایسے کے لیے ہے۔ لیکن کسی صاحب نے اس وقت تک اس معاملہ میں کہ (آئندہ مہجرحین اور شہداء کے رونا کا کیا حشر ہوگا؟) کوئی تجویز پیش نہیں کی میرے خیال میں یا تو موجودہ چندہ مسجد مچھلی بازار کانپور میں سے ایک مستقل رقم تجارت میں لگا کر اس کا حافظ احمد اللہ صاحب 'محمد ہاشم صاحب اینڈ سنس قاجران کانپور کو منیجر مقرر کر دیا جائے کہ اس کے مبالغے سے بیوگان و یتیمان کانپور کی اخیر رقت تک (جیسا کہ میں ارپڑ عرض کر چکا ہوں) خبر گیری ہوتی رہے۔ اور یا جو اور تجویز سب صاحبوں کے نزدیک مناسب ہو عمل میں لائی جاوے۔

اگر اس وقت اس طرف توجہ نہ ہوگی تو آئندہ بعد برآمدگی نتیجہ مقدمات عجب نہیں کہ ان مصیبت زدہ کی حالت نہایت نازک ہو جائے۔ تمام جرائد اسلامیہ سے امداد کے مہربی اس تحریک کو اپنے اپنے جرائد میں درج فرما کر بتائیں گے کہ وزراء و پس ماندگان شہداء کانپور کا آئندہ مستقبل کیا ہوگا؟

(اعلان)

نوٹ

ایک نوجوان گریجواریت جو معزز خاندان سے ہیں اور معقول آمدنی رکھتے ہیں۔ اپنی شادی کی خاطر کسی شریف خاندان سے خط و کتابت کرنا چاہتے ہیں۔ خط و کتابت بنام عام معرفت الہلال

[۱۹]

۴۰۳

حادثہ فاجعہ کانپور



خان ٹٹہ کانپور کے معصوم زخمی !!

ایک اٹھ برس کی لڑکی جس کا شانہ چہرے سے زخمی ہو گیا تھا !

روانہ خدمت کیجاوگی۔

یہ چندہ ممبران مسام کلب اردے پور کہ اور خصوصاً میکریمی صاحب کلب مذکور ای سعی سے ہوا ہے۔ اور کرش جاری ہے

توجہ اردو قفسہ و کبیر



جس کی نصف قیمت اعانہ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جالیگی۔ قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارہ الہلال سے طلب کیجیے۔

فہرست زر اعانۃ مصیبت زدگان کانپور معرفت یڈاب احمد حسین صاحب ڈرائس میں 'دھور لا سلامتی ریلوے' پونا۔ یہ تفصیل دہل:

جناب احمد حسین ڈرائس میں ۲ روپیہ - جناب امر سنگھ صاحب ٹیکہ دار ۱ روپیہ - جناب مسورا صاحب ۸ آنہ - جناب جعفر صاحب ۱ روپیہ جناب مہا احمد علی بیگ صاحب ۱ روپیہ - جناب علی بہالی صاحب ۴ آنہ - جناب گار خان صاحب ۴ آنہ - جناب علا علیخان صاحب ۱ روپیہ - جناب معد خان صاحب ۵ روپیہ

جناب احمد علی ثقت المذاہر

جی - ائی - بی ریلوے

۱ روپیہ - جناب احمد م

بد الرحمن صاحب ۱ روپیہ

جناب احمد علی صاحب ۴ آنہ

جناب احمد علی صاحب ۴ آنہ

۸ آنہ جناب فتح محمد صاحب

۱ آنہ - جناب عبد الرحمن

صاحب ۲ آنہ جناب سید

مہدی رب صاحب ۱ آنہ

جناب مدظفر صاحب ۱

آنہ جناب امیر صاحب ۱ آنہ

جناب راجہ صاحب ۱ آنہ

جناب عثمان صاحب ۱ آنہ

والے ۸ آنہ جناب مقبول

صاحب بیچر اکرامی ۸ آنہ

جناب عبد الرزاق صاحب

ہند سنگھ ۱ روپیہ -

جناب اقدس بعد ساد

علیکم نے عرض پرداز میں

مسلمانان شہر اردے پور سے

جو چندہ پس ماندگان

شہداء کانپور بدلیئے امداد

وصول ہوا اس میں سے انصاف

روپیہ بذریعہ منی آرڈر

ارسال خدمت کیا جاتا ہے

فہرست چندہ دہندگان

بغرض اشاعت عقب سے

۱	-	-	جناب ارباب دایہ
۲	۹	-	جناب سید حسن شاہ شمس صاحب
۱	-	-	جناب عبد الحکیم صاحب
۱۳	-	-	جناب کلاقی صاحب
۲	-	-	جناب بہنمور
-	۲	-	جناب کابر صاحب
-	-	-	جناب زرہر صاحب
۱	-	-	جناب میو مہر اللہ خاں صاحب
-	۸	-	جناب حجازی صاحب
۱	-	-	جناب ملا قلم الدین صاحب
-	۸	-	جناب موسیٰ خاں صاحب
-	-	-	جناب فقیر گل شاہ
-	۱	-	جناب پیر بخش صاحب
-	۸	-	جناب رن میرا صاحب
-	۸	-	جناب دوتا صاحب
-	-	-	جناب الہ بخش صاحب
-	-	-	جناب الہ دتا صاحب
-	-	-	جناب عبد الغفور صاحب
-	۲	-	جناب مرزا خاں صاحب
-	۶	-	جناب صالح محمد صاحب
۱	-	-	مسماں حلیمہ
۲	-	-	جناب نالیپ نود خان صاحب
۲	-	-	جناب شیخ محمد صاحب
۱	-	-	جناب گل حسن خاں صاحب
۱	-	-	جناب سہر صاحب
۵	۲	-	جناب دوست محمد صاحب
-	۸	-	جناب راجد بخش صاحب
۱	-	-	جناب سفر صاحب
-	۸	-	جناب پانڈھی صاحب
-	-	-	جناب حامد صاحب
-	۲	-	جناب حاجی صاحب
۹	۲	-	جناب سالنداد صاحب
-	-	-	جناب قاضی عبد الحق صاحب
۱	-	-	جناب عمر صاحب
۱	-	-	جناب ملا تاج الدین
-	۸	-	جناب بری صاحب
-	۸	-	جناب دیگر تاجار صاحب
۱	-	-	جناب عبد الرحیم
۱	-	-	جناب حمزہ خاں صاحب
-	۲	-	مسماں عزیزی بیرو
-	۸	-	جناب سلطان صاحب
۲	۲	-	جناب گکڑائی صاحب
۱	-	-	جناب گپت خرات صاحب
۸	-	-	جناب سر پراہ تمقدر صاحب
-	۲	-	جناب گپت خدیرات
۱	-	-	جناب محمد صاحب
۱	۲	-	جناب نودانی صاحب
-	۲	-	جناب رلی محمد صاحب
-	۲	-	جناب امام بخش صاحب

جناب احمد حسین صاحب ہیک رافسمیں	
دھند - پور	۱۹
بکوشش و سعی منظمین مسلم کلب اردنیور و بذریعہ جناب	
شیخ رلی محمد صاحب گردن اور اردی پور	
میراز	۱۰۰
مسلمانان غیر موضع بین ضلع پٹنہ	
بذریعہ احمد رضا صاحب	۱۵
جناب محمد یعقوب صاحب - جمالی مورگنر	۳۵
جناب حافظ دوست محمد صاحب	
پیش امام - سورتی مسجد - نگیان بازار	۱۰ ۹
جناب اکبر خاں صاحب - موضع احمدانہ	
انڈل پور	
جناب مراری قطب الدین	
ایک - رگ گردن	

زرد اعانہ مہاجرین عثمانیہ

جناب محمد اسماعیل صاحب راج	۱
جناب غلام حیدر صاحب - محلہ سید تریاں	
گوچرا نوالہ	۷
جناب حکیم محمد عبد المجید صاحب	
روڑی - جالندھر	۱
بذریعہ جناب مبارک حسین صاحب - کلکتہ	۲۴

جناب من ۱ چار پانچ ماہ قبل سے برائے امداد ترکی مصیبت زدگان جنگ بلقان کچھ چند جمع ہو کر پڑتیا - لیکن چند وجوہ مانع ارسال تھے - کل مبلغ ۱۲۵ روپیہ روانہ خدمت ہے - یہاں اسلام برائے نام ہے - بڑے جد و جہد کی یہ رقم بنیچہ ہے - ش - ع - ر - بہاری مقیم لاہری ' بلوچستان (تفصیل ۱۲۵ -)

جناب میر بلوچ - صاحب ڈرمکی	۱۰
جناب میر تاج محمد خاں صاحب ڈرمکی متعلم	۲۷
جناب محمد رحب صاحب	۸
جناب سبھاگہ کرلہ صاحب	۱
جناب بشیکہ صاحب	۶
مسماں سہنی بیرو	۲
مسماں بختار بیرو	۲
جناب اللہ زاہد کرلہ	۲
جناب ضمیر صاحب کرلہ	۱
جناب بکروش صاحب	۲
جناب مزار صاحب نچار	۸
جناب محمد شریف صاحب زرگر	۲
جناب شہر محمد	۲
جناب انار صاحب	۱ ۲
جناب محمد شفیع صاحب	۱
جناب گرو صاحب	۱
جناب مزاد خاں صاحب ڈرمکی	۸
مسماں مرادی بیرو	۲
جناب الہی بخش صاحب	۲
جناب دھن بخش صاحب	۲
جناب محمد عظیم صاحب زرگر	۱

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض : جن لوگوں کو پیشاب بار بار آنا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو۔ منہ کا ذائقہ خراب رہتا ہو۔ رات کو کم خرابی سکتی ہو۔ اعضاء شکنی۔ لاعربی جسم۔ ضعف متانہ ہونے سے روز بروز قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سر پکراتا ہو۔ سر میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو۔ تمام بدن میں بدوست کا غلبہ رہتا ہو۔ ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جان رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہو جائے اور ٹھنڈے پانی کو جی ترستے۔ معدہ میں جلن معلوم ہو۔ بیوقوف بڑھاپے کے آثار پیدا ہو جائیں اعضاء رئیسہ سرور ہوجائیں۔

..... تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے۔

جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتا ہے انکو مڈرچہ والا آثار دے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربیکل سے ہوتا ہے۔ دنبل پشت پر کبھی گریں میں پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی کو کاربیکل ہونو اُسے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کر لینا چاہیے۔ اس راج پہورے سے سینکڑوں ہونہار قابل لوگ مرچکے ہیں۔

مرض کی تشریح اور ماہیت : ذیابیطس میں جگر اور ایلنبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی تعلقات شبانہ روز کی صحت ہے بعض دفعہ کثرت انداز کا باعث ہوتا ہے۔ صرف دق نہ ہے نہ اس حالت میں ہوسکتا ہے میں شکر نہیں ہوتی بلکہ متانہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ کبھی ابتداء عمر میں شروع ہوتا ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پہور کا کاربیکل نہ دیکھنے اور علاج حفظ ماقدم یہ ہے کہ ہماری ان باتوں کو بھالو۔ شکر بندی۔ پیاز۔ برف کر دو۔ وزنہ اگر سستی کر کے تو پھر نہ رہی سرجہ ذیابیطس میں اُس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں۔ جولوگ پیشاب زیادہ آنے کی پرور نہیں کرتے وہ آخر ایسے علاج مرضوں میں پہنچتے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہوسکتا۔ یہ گویاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور تمام عوارض کی قراء اور جملہ امراض زدہ سے محفوظ رہتی ہیں۔

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے۔ جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے۔ یہ عرق چونکہ زیادہ مغربی اور مولد خون ہے اسلئے بہت بہار دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے۔

حب دافع ذیابیطس

یہ گویاں اس خطہ ذات مرض کے دوا کے بلکے بازہا بچرہ ہوچکی ہیں اور مددگار مریضوں کو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرنے اور پھرے دونوں کے اعضاء سے اضم ہوگئے۔ اس نہ گویاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ اتنے کھانے سے کئی مہینے تک باہ حاصل ہوتی ہے۔ انکوں مطلقاً تندرستی اور منہ کا ذائقہ درست رہتی ہیں۔ جسم کو سرکھنے سے بچاتی ہیں۔ سلسلہ بول۔ ضعف متانہ۔ نظام عصبی کا بگاڑ۔ اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے قرأ دست آجاتے ہوں یا درد شروع ہو جاتا ہو یا رات کو بیدار نہ آئی ہو سب شکایت دور ہو جاتے ہیں۔

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خاں۔ ٹالپڑ والی ریاست خیرپور سندھ۔ پیشاب کی کثرت سے صبح ایسا حیران کردیتا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم غلام نبی صاحب کی گویاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی محمد رضا خاں۔ رمیدار موضع چٹہ ضلع اٹارہ۔ آپ کی حب ذیابیطس سے مرض کو فائدہ معلوم ہوا۔ ان میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجائے اب صرف ۵۔۶ دفعہ آتا ہے۔

عبدالقادر خاں۔ پچھلے عرقاب شاہ جہاں پور۔ جو گویاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبدالشکور خاں صاحب اور محمد تقی خاں صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے دفعہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیچ دیں۔

بتہ۔

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء۔ لاہور

عبد الوہاب قبلی کلکٹر۔ غازیپور۔ آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گویاں استعمال کر رہا ہوں۔ بجائے ۴۔۵ مرتبہ اب دو تین مرتبہ پیساب آتا ہے۔

مید زائد حسن قبلی کلکٹر الہ آباد۔ مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کر رکھا تھا۔ بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہو گیا قوت مردمی جانی رہی۔ آپ کی گویاں سے تمام عوارض دور ہو گئے۔ رام ملازم پوسٹما سٹر جنرل۔ پیشاب کی کثرت۔ جاتی رہی۔ مجھے کوراز دس میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا۔ آپ کی گویاں سے صحت ہوئی۔ انکے علاوہ مددگار سندرات موجود ہیں۔

معرب و آزمردہ شرطیہ دوائیں جو بالائی

قیمت نقد تا حصول صحت

دیجاتی ہیں

— * —

زود کن

دازھی مونچھ کے بال اسے کھانے اور لیسے پیدا ہوتے ہیں۔ ۲ تولہ۔ دو روپے۔

سر کا خوشبودار تیل

داریا خوشبو کے علاوہ دوا بالوں کو مفید نہیں کرتے دھنا تیل و رگم سے دھنا ہے ششی خورد ایک روپیہ آٹھ آنہ کلن آٹھ روپے۔

حب قبض کشا

رب اور ایک گواہی کھانے سے صحت اجابت با فراغت اگر قبض ہو دور۔ ۲ درجن۔ ایک روپیہ۔

حب قائم مقام افیون

ایک کھانے سے افیم چاندرو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فی تولہ پانچ روپے۔

حب دافعہ سیلان الرحم

نیسدار رطوبت کا جاری رہنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرم۔ دو روپے۔

روغن اعجاز

کسی قسم کا رجم ہو اسکے لگائے سے جلد بھر جاتا ہے بدبو زائل۔ ناسور۔ ہتھدر۔ جدار بوی گھاٹ۔ کاربیکل زخم کا بہترین علاج ہے۔ ۶ تولہ دو روپے۔

حب دافع طحال

روغن تیرہ۔ لاسری کمزوری دور مرض الی سے نجات۔ قیمت ۲ مدہ دو روپے۔

برالساعة

ایک دو قطرے لگائے سے درد دانت قرأ دور۔ شیمی چار۔ مریض کے لئے ایک روپے۔

دافع درد کان

شیمی مددگار بیماروں کے لئے۔ ایک روپے۔

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریچی ہو یا سادی۔ خون حلقا بند اور مے خرد بخرد خشک۔ قیمت ۲ ہفتہ دو روپے۔

سرمہ صیبرہ کراماتی

مقرب بصر۔ معانظ بینائی۔ دافعہ جالا۔ دند۔ غار۔ نزول اللہ صوفی۔ ضعف بصر وغیرہ ۲ فیقولہ معہ لائی سفک یشب دو روپے۔

[۳۳] ایک نئی قسم کا کار و بار

یعنی

ہر قسم اور ہر میل کا مال، یک مشت اور متفرق دونوں طرح، کلکتہ کے بازار بھاؤ پر، مال عمدہ اور فرمائش کے مطابق، روزہ واپس، محصول آمد و رفت ہمارے ذمہ، ان ذمہ دار یوں اور معائنوں کا معاوضہ نہایت ہی کم ۵ روپیہ تک کی فرمائش کے لیے ایک آنہ فی روپیہ ۱۵- روپیہ تک کی فرمائش کے لیے ۵ پون آنہ فی روپیہ ۵۰ روپیہ تک کی فرمائش کے لیے آدھہ آنہ فی روپیہ اس سے زائد کے لیے دریاغ فرمائیں، تاجروں کے لیے قیمت اور حق محنت دونوں تاجر انہ تفصیل کے لیے مراسلت فرمائیں

منیجر دی ہلال ایجنسی
نمبر ۵۷ مولی اسماعیل اسٹریٹ
ڈاکخانہ انٹالی - کلکتہ

لغات جدیدہ

مرفہ

مولانا السید سلیمان الزیدی

یعنی: عربی زبان کے چار ہزار جدید، علمی، سیاسی، تجارتی، اخباری اور ادبی الفاظ اصطلاحات کی معقور و مشرح و کشنی، جسکی اعانت سے، مور شام کی جدید علمی تصنیفات درمائل نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکتے ہیں، اور نھالہلال جن جدید عربی اصطلاحات و الفاظ کا استعمال کبھی کبھی کرتا ہے، وہ بھی اس لغت میں مع تشریح واصل ماخذ موجود ہیں۔ قیمت طبع اعلیٰ ۱- روپیہ ۴ آنہ - طبع عام ۱- روپیہ - درخواست خریداری اس پتہ سے کی جائے:

منیجر المعین ندوہ، لکھنؤ۔

یکفایت اصلی پتھر کی عینک لے لیجیے

حضرات اگر آپ قابل اعتماد عمدہ و اصلی

پتھر کی عینک کم قیمت پر چاہتے ہیں تو

صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی بیلانی کی

کیفیت تحریر فرمائیں - ہمارے ڈاکٹروں کی

تجزیہ میں جو عینک لے لیگی وہ بذریعہ وی - پی ارسال خدمت کیجائیگی یا

اگر ممکن ہو تو کسی ڈاکٹر سے اپنی آنکھیں امتحان کرا کر صرف نمبر دیجیے

اس پر بھی اگر آپ کے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدل دیجائیگی۔

مسرز ایم - ان - احمد آڈنڈ سنس

نمبر ۱۵/۱ ویسٹ اسٹریٹ ڈاک خانہ ویلسلی کلکتہ۔

تجارت گاہ کا

تیروں اور ہر قسم کا مال روانہ کیا جاتا ہے مگر بعض اشیاء ایسے ہیں جنکی ساخت اور تیاری کے لیے ملنے ہی کی آب رہا و زوں ہے - اسلئے وہ ہوں سے بازار کے تمام مندوستان میں روانہ کی جاتی ہیں - ہمارے کارخانے میں ہر قسم کی داریں مثلاً روغنی بچہ پلا، ورد، تراور، زرد، کٹنی، کاف، بکری اور بیڑی کے کپڑے، سر کا چمڑا، ریشم لیدر وغیرہ وغیرہ تیار ہوتے ہیں - اس کے علاوہ گھڑی کے ساز، لکڑی کا کالے اور بھندس کا سفید اور کالے رنگ کا چمڑا بھی تیار ہوتا ہے - یہی سب ہے کہ ہم دوسروں کی نسبت ارزان نرخ پر دیا کرتے ہیں - جس قسم کے سب سے بہتر کی ایک ضرورت ہو مگر کر دیں، اگر مال خراب ہو تو خرچ آمد و رفت ہمارے ذمہ، اور مال واپس

منیجر اسٹڈ ڈاک ٹیلی ری نمبر ۲۲ - کنو پرس لین

پوسٹ انٹالی کلکتہ



محصول
دور و پیدائش

۱۵ سال گارنٹی
ایک سال

محصول خوبصورت مضبوط سچا وقت برابر چلنے والی گھڑیوں کی ضرورت اگر بے توجہ نگاہیں گارنٹی
سچی دی گئی میں مذکور گھڑیوں کے علاوہ ہر قسم کی گھڑیاں فرمائش آنے پر روانہ ہوں گی

۱۸- سائز آٹھ رو زمین ایک مرتبہ کبھی دیکھا گئی چاندی کی گھڑیوں کی گارنٹی ایک سال
۱۵- سائز چاندی کی گھڑیوں کی گارنٹی ایک سال
۱۸- سائز ایسٹ اینڈ وائچ یورپیوں کے گارنٹی ایک سال
نوٹ: جس میں رکھنا منظور ہوتا تو میں دس یا بارہ سال کی گارنٹی دیکھتا تھا

ایم اے شکو رائنڈ کو، ویلسلی اسٹریٹ ڈاک خانہ ویتلا کلکتہ



۱۵ سال گارنٹی
ایک سال

M. A. Shakoore & Co, No. 5/1 Wellesley Street Calcutta.

ہم ہیں

کشمیر کے شال - رفلے - آر نی پارچاٹ - چلدریں - کامدار میز پرش - پلنگ پرش - پردے - نمڈے - کپے - نقاشی میا کاری کا اعلیٰ سامان - زعفران - مشک نانہ - جدوار - ممبرہ - سلاچیت - زبرہ - گل بانفہ وغیرہ وغیرہ روانہ کرنے والے - مکمل فہرست مفت ہم سے طلب کرو
منیجر دی کشمیر کو اوپر یٹیو سوسائٹی - سری نگر - کشمیر -



الماء

در رسنوں میں مخصوص
اجل تک پہنچانے کے لاء مالدی

Calcutta : Wednesday, October 23 1913.



عرق پودینہ

ہندوستان میں ایک نئی چیز ہے جو بڑے تک کر ایک سال
فائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل رعایا والے کو گھر میں رکھنا چاہیے
تازہ دلائی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے۔ رنگ
بھی پتوں کے ایسا سبز ہے۔ اور خوشبو بھی تازہ پتیوں کی سی
ہے۔ مندرجہ ذیل امراض کو واسطے نہایت مفید اور آکسیر ہے:
نفخ ہوجانا، کھٹا ڈاکر آنا، درد شکم، بد ہضمی اور مٹلی۔
اشہا کم ہونا ریاہ کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے۔
قیمت فی شیشی ۸۔ آٹھ محصل ڈاک ۵۔ آٹھ
پوری حالت نہرست بلا قیمت منکرار ملاحظہ کیجئے۔
نوٹ — ہر جگہ میں ایجنٹ یا ممبر وہ اندر دیکھ کر یہاں ملتا ہے

[۱۹]



پودینہ کا موہنی قسم کی

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چمکا ہی کرتا ہے تو اسے
لیجے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا مودہ ہیں اور جب
تہذیب رشیستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی -
مسک - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا
جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی کے جب جب وہ پورے کی ہوت
چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مٹھوں سے بٹا کر معطر
د خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ ایسی ظاہری تکلف
کے دادا رہے۔ لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ
میں معض نمود اور نمائش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متقدم
نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابرین ہم نے سالہا سال
کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی روایتی تیلوں کو
جانچکر "موہنی قسم تیل" تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو
سازبی ہی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے
بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کم چل نہیں سکتا۔
یہ تیل خاص لبتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور
خوشبو کے دیرپا ہونے میں لا جواب ہے۔ اس کے استعمال سے بال
خراب کہنے آگئے ہیں۔ جو بے مضبوط ہوجاتی ہیں اور بال اگر
بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں
کے لیے از بس مفید ہے اس کی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز
ہوتی ہے نہ تو سردی سے جنتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے
سوتا ہے۔

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۰۔ آٹھ محصل ڈاک ۵۔

پودینہ کا موہنی قسم کی

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بھار میں مرچا یا کپڑے
ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں ہر گز دریا خائے
ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پتلیق، دوا آرزوں
قیمت پر گھر بھرتے بلا طبی معمرہ کے مہر اسکی ہے، نہ منہ
خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرے، اس عرق کو سالہا سال کی
کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، ہزاروں قریب کر کے
پہل بذریعہ اشہارات عام طور پر ہزاروں عیالوں کی خدمت پر
ہیں نالہ اس کے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے، مقام مسرت ہے کہ
خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچی ہیں اور ہم

اصل عرق کافور

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی کیوجہ سے
ہلے دست پیک میں درد اور قے الٹر ہوجاتے ہیں۔ اور اگر اسکی
حفاظت نہیں ہوتی تو ہیضہ ہوجاتا ہے۔ بیماری بڑھ جانے سے
سنہالنا مشکل ہوتا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل
مردہ کافور ہیضہ کے ساتھ رکھو۔ ۳۰ برس سے تمام ہندوستان
میں جاری ہے اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری
دوا نہیں ہے۔ مسافرت اور غیر وطن کا یہ ساتھی ہے۔ قیمت
فی شیشی ۳۔ آٹھ ڈاک محصل ایک سے چار شیشی تک ۵۔ آٹھ۔

ڈاکٹر ایس کے برمن - بنسٹن نار ایجنٹ دت اسٹریٹ کلکتہ

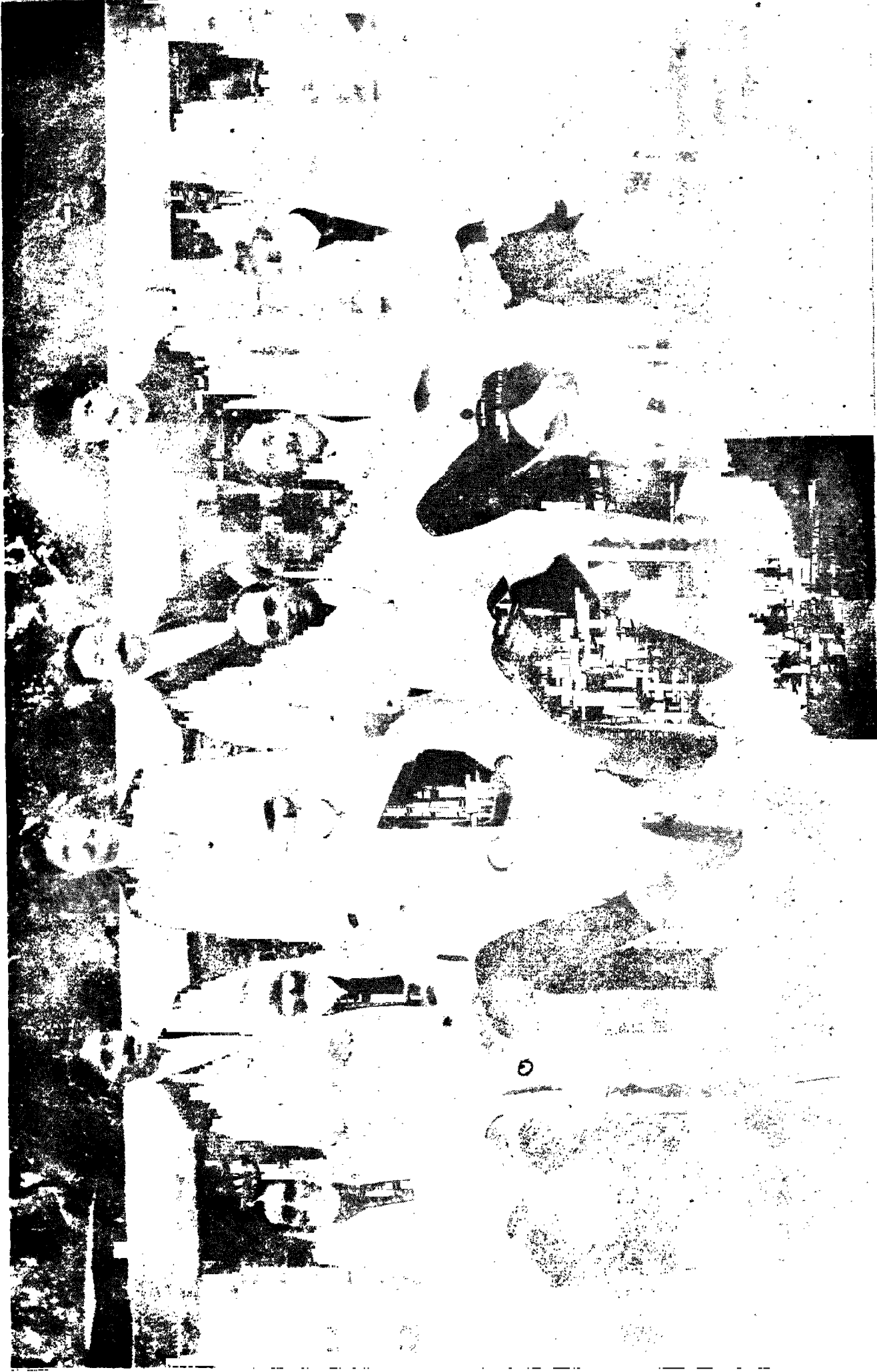
دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے
ہر قسم کا بھار یعنی پیراڈ بھار - موسمی بھار - باری کا بھار -
بہتر کرانے والا بھار - اور وہ بھار، جسمیں درم جگر اور طحال بھی
لاحق ہو، یا وہ بھار، جسمیں مٹلی اور قے بھی آتی ہو۔ سردی
سے ہوا گرمی سے - جھٹکی بھار ہو۔ یا بھار میں درد سر بھی
ہو۔ کلا بھار - یا آسامی ہو - زرد بھار ہو - بھار کے ساتھ کلنگل
بھی ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بھار آتا ہو۔
ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے، اگر قفا پالے کے بعد بھی
استعمال کیجئے تو بہرک ہو جائے، ہے اور تمام اعضا میں خون
سالم پیدا کرنے کی وجہ سے ایک قسم کا دوش اور بدن میں چسپی
دور کر دیتی آجاتی ہے، لہذا اسکی سابق تندہستی از سر نو آجاتی
ہے۔ اگر بھار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں، بدن میں سستی
اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو۔ کام کرنے کو جس نے چاہتا ہو۔
کہانا دیر سے ہضم ہوتا ہو۔ توبہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال
کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں۔ اور چند روز کے استعمال سے تمام
اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں۔

قیمت فی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آٹھ
پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام درکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے
۱۹۰۸ء
در دہر دہرائٹر
ایچ - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ ۲۳
کوٹہ لولہ اسٹریٹ - کلکتہ

نرم و تہ الناظر

سوانح عمری شیخ عبد القادر جیلانی (رض) عربی زبان میں
تالیف ابن حجر - نایاب قلمی نسخہ سے چھپی ہے - کاغذ رایتی
صفحہ ۵۶ - قیمت ۸۔ آٹھ محصل ڈاک ۵۔ ملنے کا پتہ
سپرینٹنڈنٹ پبکر ہوسٹل - دھرمتلہ - کلکتہ

حصان و فافه کا فوٹو



ڈاکٹر معمر (بانی ہور)
خواجہ وہد العبد (ملی کڈہ)

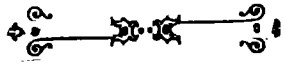
مسٹر نمدق حسین (ملی کڈہ)
سید فضل الرحمن (کلاپور)

مسٹر مظہر الہی
سید واس معمر

ڈاکٹر ناصر الدین (لکھنؤ)

اجرش دھند خدائے کہ ہر دست یازری
دال کسی کہ یاور و فاصیر نہ داشتند !

شذرت



گم شد امن کی واپسی

.. ..

لارڈ ہارڈنگ کی یادگار دائرہ شہر دی

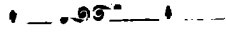
۲ - جولائی اور ۱۲ - اکتوبر

.. ..

الا، ان حزب الله هم الغالبون!



فوق الحق و بطل ما كانوا يعملون - جوحق بات تھی وہ سب پر ثابت ہوگئی، اور جو کچھ باطل فغلبوا هنالك و انقلبوا صاعرين! پرستوں نے کیا تھا، سب ملبا میت ہوگیا۔ پس فرعون اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی اور حکم الہی سے دلیل و خوار ہوگئے۔ (۱۱۵:۷)



و باطل کی کشمکش اور بالآخر حق کی فتح یابی کی ہے۔ وہ صداقت جس نے ہمیشہ فتح پائی ہے، اس واقعہ کے اندر ایک صدائے غفلت شکر رکھتی ہے کہ اُسکی قوت سے لوگ مایوس نہیں۔ اس نے اپنی مثالوں کو ہمیشہ دہرایا ہے، اور وہ اب بھی اپنی مثالیں تازہ کر سکتی ہے۔ منہمیں ہنگامہ کانپور کا مسئلہ فی الحقیقت حق و باطل کا ایک مقابلہ تھا۔ باطل کی قوتیں حکومت کے گہمند اور تسلط کے غرور میں پوشیدہ تھیں مگر حق کی بے سرو سامانی کے اندر بھی اسکا قدیمی معجزہ موجود تھا۔ گو اس کی آواز سے بار بار غفلت کی گئی، اُسکی صدائے کی بڑھتا ہوئی، داد خواہی کی فریادوں کو بار بار ٹھکرایا گیا، تاہم اسکی قوت ناکر اور اسکا جلال بے امان تھا۔ پس آخر اُس نے اپنی طاقت کا اعتراف درایا جیسا کہ ہمیشہ کرایا ہے اور جیسا کہ ہمیشہ ہوگا: رقل جاء الحق و زهق الباطل، ان الباطل کان ذھوقا!

اس فتح و شکست کو اُس فیصلے میں دھونڈنے کی ضرورت نہیں، جو مسجد کانپور کے متنازع فیہ حصے کا کیا گیا، اور نہ تو اسے ہزایکسانسی کی تقریر میں تلاش کرنا چاہیے۔ اس فتح و نصرت کیلئے صرف اسقدر کافی ہے کہ جو لوگ اس مسئلے کو اغماض دے کر دردی سے طے کرنا چاہتے تھے، انہوں نے اپنی محبت کے اظہار کو غور و زری سمجھا، اور جن لوگوں کو صرف زخم ہی کا مستحق سمجھا گیا تھا، انکے لیے بالآخر ایک عزم بھی طیار کیا گیا!!

جو کام جس غرض سے کیا جائے، اگر وہ غرض حاصل ہو جائے تو یقیناً خوش ہونا چاہیے۔ مجھ کو اس امر سے نہایت خوشی ہے کہ اس دانشمندانہ عمل نے لاکھوں مسلمانوں کے غمگین اور مایوس دلوں کو یکایک مسرور کر دیا اور جس درجہ نادان اور بے درد (نہ کہ فیاض و رحم دل) سرجمیس مسٹن کے متمدنہ رویہ نے غلطی کی تھی، اتنی ہی لارڈ ہارڈنگ نے تدبیر انصاف فرمائی سے کام لیا۔ انہوں نے مقدمات اٹھا لیے اور مسجد کی زمین میں مداخلت کرنے کی اصلاح کرنی چاہی۔ ہر وہ انکھد، جو ایک سرچہ بے جرموں کے ہاتھوں میں سرجمیس مسٹن کو ہتکریاں دلاتے دیکھ چکی ہے، ۱۴ - اکتوبر کے اس منظر کو محبت و تشکر کی نگاہوں سے دیکھ بغیر نہیں رہ سکتی کہ لارڈ ہارڈنگ کے ہاتھ پدرانہ محبت کے اظہار کے بعد، انکو بلا استثنا بھا کر دینے میں مصروف ہیں!

[۲]

ہے ایک خلق کا خوں اشک خونفشاں پہ میرے سکھائی طرز آئے دامن اُٹھا کے آنے کی!

”مسئلہ مسجد کانپور“ کی تاریخ میں ہر واقعہ یادگار ہے۔ اُس کا آغاز بھی یادگار تھا اور اُس کا اتمام بھی۔ اُسکی ابتدا بھی ناقابل فراموش ہے اور اُسکی انتہا بھی۔ اُسکے وہ ایام وسطیٰ جو درد و غم، آہ و فغاں، حق طلبی، رداد خواہی میں بسر ہوئے۔ وہ بھی یادگار رہیں گے، اور وہ ایام آخری، جو جوش و خروش، جد و جہاد، سعی و تلاش، اتحاد و اجتماع، اور بالآخر فتح و انہزام کی صورت میں نمایاں ہوئے، وہ بھی کبھی نہ بھلائے جاسکیں گے: واللہ یبد بنصرہ من یشاء، ان فی ذالک لعبرة لاولی الابصار! (۳:۱۲)

البتہ ہر شے کی یاد یکساں نہیں ہوتی، اور ہر یاد اپنے ساتھ ایک خاص اثر رکھتی ہے۔ زخم بھی یاد رکھتے ہیں اور دست مرہم بھی۔ لیکن پہلی یاد کے ساتھ ہمیشہ دل میں تیس اٹھتی ہے، اور دوسری یاد ہمیشہ تسکین دیتی ہے۔ خوں ریزی کو یاد کر کے ہمیشہ دنیا نے نفرت کی ہے، مگر امن کی کوششوں کو ہمیشہ تعریف ملی ہے کہ یہ انکا قدرتی حق ہے۔

(۲ - جولائی) اور (۳ - اگست) کی طرح (۱۴ - اکتوبر) بھی یادگار رہیگی، مگر وہ یادگار، ظلم و نا انصافی، نفسانیت و نادانی، مغرورانہ ہت اور حاکمانہ گہمند، سفاکانہ اقدام اور جابرانہ خوں ریزی کی یادگار تھی، پر ۱۴ - اکتوبر اُس عقل و تدبیر، دانشمندی و دانائی کی یادگار ہے، جس نے ہمیشہ حق و صداقت کا ساتھ دیا ہے، اور جو اگر دنیا سے روٹھ جائے، تو پھر ظلم و نا انصافی کے بے امان دیو زمین کے بسنے والوں کو کبھی پناہ نہ دیں۔

ہندوستان کا انصاف گم ہو گیا تھا۔ برطانیہ کے خزانے کا سب سے زیادہ قیمتی موتی کھو گیا تھا۔ لیکن مبارک ہو لارڈ ہارڈنگ کو کہ انہوں نے اُسے واپس بلانا چاہا!

یہ یادگار صرف عقل و نادانی ہی کے ایک ایسے معرکے کو یاد نہیں دلاتی، جسمیں بالآخر دانائی کو فتح ہوئی اور نادانی کو شکست کا اعتراف کرنا پڑا، بلکہ اس سے بھی زیادہ موثر عبرت اس کے اندر حق

اصل مسئلہ زمین کی ملکیت کا مسئلہ ہے اور افسوس کہ ہز ایکسلنسی نے اس کو صاف کرنا غیر ضروری بتلایا۔

ممکن ہے کہ اسمیں کچھ مصلحتیں ہوں، تاہم بہت آسانی سے ممکن تھا کہ زیادہ صبر و انتظار کے ساتھ معاملے کے ہر پہلو کو صاف کر لیا جاتا۔ آوروں کو جلدی ہو تو ہو، لیکن الحمد للہ کہ خود مسلمانوں کو اس معاملے میں جلدی کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔

ایک صورت یہ ہے کہ زمین کا وہ ٹکڑہ بجنسہ واپس کر دیا گیا۔ اب متولی اُس زمین کو اس طرح استعمال کریں گے کہ اُس جانب ایک دروازہ بنائیں گے۔ چہت کیلئے در کھمبے لہڑے کریں گے۔ نیچے کا حصہ انکی ملکیت ہوگی قانوناً و علناً، اور اس طرح یہ اصول شرعی برابر قائم رہیگا کہ ”کسی مسجد کا کوئی حصہ مصالح مسجد کے سوا اور کسی کلم میں نہیں لگایا جاسکتا“

دوسری صورت یہ ہے کہ مسجد کا جسقدر حصہ حکام کانپور نے لینا چاہا تھا، وہ بجنسہ سڑک کو دیدیا گیا۔ البتہ مسجد کے اوپر صحن کے ساتھ ۸ - فیت کا برآمدہ سا نکال لینے کی اجازت دیدی گئی ہے، جس کی اجازت ہر شہر کی میونسپلٹی ہر مکان کو خاص شرائط کے ماتحت دیدیا کرتی ہے۔

وہ نیچے کی زمین کہ اصل معاملہ ہے، سڑک میں بدستور شامل رہیگی۔ البتہ یہ ایک خاص بے اصولی جائز رہی گئی ہے کہ اتنے حصے کو متولیان مسجد اپنے صرف سے طیار کرادیں۔

پس اسکو اچھی طرح صاف ہو جانا چاہیے کہ کونسی صورت قرار پائی ہے؟ یہ کوئی عقل مندی کی بات نہیں کہ ”زمین ملگنی“ زمین ملگنی کا شور مچا کر لوگوں کو واقعہ کے سمجھنے کی مہلت نہ دے جائے اور وہی معاملہ مشتبہ اور پیچیدہ ہو کر رہجائے، جسکی بدولت مسلمانوں کو اس درجہ ناقابل تلافی نقصان عزت و جان گوارا کرنے پڑا، اور جسکی وجہ سے خود حکومت کو بھی اس درجہ پریشانی اور حیرانی سے اٹھانی پڑی۔ حضور و سرے کے فیاضانہ ارادہ کی صیغہ تکمیل اور اسکی سچی قدر دانی جب ہی ہوسکتی ہے، جب کہ انکے فیصلے اور اعلان کو اس طرح معلق چھوڑ دینے کی جگہ اسکو اس حالت تک پہنچانے کی سعی کی جائے، (حالانکہ پہلے ہی ہونی تھی) کہ وہ اپنے اصلی مقصد کو حاصل کر سکے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ معاملہ اچھی طرح صاف کر دیا جاتا تو کانپور کے عام مسلمان بھی بالکل مطمئن اور شان کلم ہو جاتے اور باہر بھی ہر طرف طمانیت ہوتی۔

میں ہرگز یہ رائے نہ دوں گا کہ مسلمان اس معاملے میں کوئی نیا ایجنسی ٹیشن شروع کریں، اسکی کوئی ضرورت نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اس معاملے کو کارکن ذرائع سے صاف ہو جانا چاہیے کہ اب بھی وقت باقی ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ شاید ایسا یاسانی ہو سکے گا۔

(باقی آئندہ)



لیکن ہر واقعہ کی مختلف حیثیتیں ہوتی ہیں اور ان تمام جذبات مسرت و امتنان کے ہیجوم میں، اسپر افسوس کیے بغیر میں نہیں رہسکتا کہ بہت سے لوگ واقعہ کو مختلف نظروں سے نہ دیکھنے میں ایسی غلطی کر رہے ہیں، جس پر شاید انکو کسی وقت تاسف ہو، حالانکہ کلم وہی سچا اور پر صداقت ہے، جس کیلئے امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ مسرت اور خوشیاں بھی بڑھتی جائیں، اور جسکے لیے کبھی بھی تاسف نہ ہو۔

۱۴ - اکتوبر کا واقعہ چند چیزوں کا مجموعہ ہے۔ مسئلہ مسجد کانپور کے مختلف صورتیں اختیار کر لی تھیں۔ ایک مسئلہ ہے مسجد کے متنازع فیہ زمین کا۔ اور ایک مسئلہ ہے متہمین کی رہائی کا۔

ایک شے ہے کانپور کے وفد کا ادریس، اور پھر سب سے آخر سامنے آنے والی چیز ہے ہز ایکسلنسی کی تقریر، جس میں ان تمام امور کا اعلان کیا گیا۔

کیا مجھے وہ حضرات جو ۱۴ - اکتوبر کی شام سے مصروف کار ہیں، بتلا سکیں گے کہ انکے اظہارات کس چیز کے متعلق ہیں، اور تقلید و اتباع کے سوا انہوں نے کیا خود بھی اسپر کچھ غور کیا ہے؟

(دالان)

اولیں مسئلہ مسجد کے دالان کا تھا، لیکن اگر میں یہ کہنے سے خاموش رہوں تو یہ میرے ایمان کا انتہائی ضعف ہوگا کہ اسکا مسئلہ اب تک فیصل نہیں ہوا ہے۔ نہ صرف مسلمانوں کیلئے، بلکہ حضور و سرے کی اُس قیمتی اور یادگار انصاف فرمائی کے دائمی اور محکم ہونے کیلئے بھی نہایت ضروری تھا کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی اظہارات اور علماء کرام کی شرعی تصریحات کے مطابق ہوتا۔ وہ انتہائی مقصد جو حضور و سرے کی اس مداخلت کے اندر مضمر ہے، کس درجہ شریفانہ، اور کس درجہ محبوب القلوب ہے؟ یعنی انہوں نے مسلمانوں کے غم و الم کو دور کرنا چاہا، اور انکی خواہشوں کو پورا کر کے برتس انصاف کے سب سے بڑے قیمتی اصول ”عدم مداخلت مذہبی“ کے احترام کو ہمیشہ کیلئے محفوظ کر دیا۔ پھر کیا یہ کوئی خوشی کی بات ہوگی اگر ایک ایسی اعلیٰ نیت اور بہترین عمل کو ہم ایسی حالت میں چھوڑ دیں، جو مسلمانوں کو کامل تسکین دینے، اور انکی تمام شکایتوں کے دور کرنے میں کسی طرح، اور کبھی بھی ناکام ثابت ہو؟ اگر ایسا کیا جائے تو درحقیقت یہ و سرے کی محبت فرمائیں کا ہماری طرف سے کوئی اچھا معارضہ نہ ہوگا۔ حضور و سرے نے توڑے ہوئے دلوں کو جوڑنا چاہا تھا، پس ضرور تھا کہ ہم انہیں مدد دیتے، تاکہ اس طرح یہ ٹکڑے باہم مل دیے جاتے کہ پھر دیکھنے والوں کو یہ بھی بتلانا مشکل ہوتا کہ توڑا بھی ہے تو کھانسا ہے؟

دل شکستہ دران کوچہ می کنند درست

چنانکہ خود شناسی کہ از کجا بشکست؟

لیکن اگر بال رہیگا تو وہ دیکھنے والوں سے گذشتہ کی مخبری کریگا اور بھولنے والے پچھلی یاد کو نہ بھلا سکیں گے!

یہ جو ارازیں بعض اطراف سے آتھ رہی ہیں۔ یہ جو مراسلات کانپور سے آ رہی ہیں، یہ جو خود ۱۴ - اور ۱۵ - اکتوبر کے بعض حالات و واقعات کانپور ہیں۔ کیا اسی بات کا نتیجہ نہیں ہیں؟ اگرچہ:

ملکیا شیروں مبارک باد میں!

زنگنه

انکار و حوادث

مسئلہ کانپور کے متعلق سر جیمس مسٹن نے بار بار کہا کہ میں نے جواز انہدام حصہ مسجد کے متعلق بعض علما سے بھی پوچھ لیا ہے۔ گذشتہ ہفتے خان بہادر شاہ ابرو الخیر غازی پوری کانپور گئے تھے۔ مسٹر مظہر الحق نے باصرار ان سے لکھوا لیا کہ ”میں نے نہ تو بالمشافہ اور نہ تحریراً کسی طرح بھی ہزار کو جواز انہدام کا فتویٰ نہیں دیا ہے“

لیکن ہم اپنے محترم دوست سے پوچھتے ہیں کہ تمام علما ہندوستان میں سے صرف شاہ ابرو الخیر ہی انکو کیوں مشتبہ نظر آئے؟ اور پھر ہم اپنے دوست کو انکی اس غلطی پر بھی متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ سر جیمس نے علما کا حوالہ دیا تھا، نہ کہ خان بہادر نکا۔ ایسی حالت میں ایک خان بہادر سے مشتبہ ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ بہتر ہوگا اگر خان بہادر اپنی تحریر پریس سے واپس لے لیں۔

سنا ہے کہ دہلی کے بھی کسی صاحب سے لوگوں نے اسی قسم کی تحریر کا مطالبہ کیا ہے، لیکن ہم پھر اپنے دوستوں کو سر جیمس کے خاص لفظ ”علما“ کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ وہ علما سے مطالبہ کریں، نہ کہ دوسروں سے۔ ان صاحب نے اس شرور و غل میں خاموشی کو بہتر سمجھا ہے۔ ہم ان کو خان بہادر سے دانشمند تر اور عاقل تر سمجھتے ہیں، یہ دوسری بات ہے کہ ”السرور نصف النطق“ بہت سے لوگوں کو یاد ہو۔

لیکن کیا شاہ ابرو الخیر نے اس مسئلہ میں حدیث ”المستشار موآمن“ (جس سے مشورہ لیا جائے اسکو مشورہ نیک دینا چاہیے) اور نیز اخفاء راز میں امانت داری کرنی چاہیے) پر تو عمل نہیں فرمایا ہے؟

حضور واپسراے کے فیصلہ کانپور کے متعلق بعض ایسے اشخاص، جماعات، مقامات، اور مجالس کی طرف سے بھی تشکر و امتنان کے رزلوشن عجیب و غریب سرعت کے ساتھ پاس ہو رہے ہیں، جن کا نام مسجد کانپور کے مسئلے کی پوری تاریخ میں کہیں نظر نہیں آتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسجد کانپور کی مصیبت انکے لیے اسقدر اہم اور قابل اظہار نہ تھی، جسقدر کہ کانپور کی مسرت!

لیکن اگر یہ سچ ہے کہ جو رہا ہے اوسے کو ہسنا بھی چاہیے، تو ہم حیرت سے پوچھتے ہیں کہ جو رہے نہیں، وہ آج ہنستے کیوں ہیں؟ جنہوں نے یہ نہیں کہا کہ ہم ”شکایت کرتے ہیں“، یہ کیوں کہتے ہیں کہ ”ہم شکر یہ ادا کرتے ہیں“؟ جن کو کسی چیز نے گم ہوجانے کا غم نہ تھا، وہ آج کس چیز کے ملنے کی خوشی کر رہے ہیں! اور پھر وہ ”جو“ باغیوں کے ”منہ“ میں شریک نہ آئے، آج ان کی ”مسرت“ میں شامل ہو کر زبان حال سے یہ کیوں کہتے ہیں کہ ”ہم بھی قلباً باغی تھے تو منافقت مانع اظہار تھی“؟ قیامت کی سبب بعض روایتوں میں آیا ہے کہ منافقوں کی پیشانیوں پر ایسی نشانیاں نمایاں ہوجائیں گی، جسے وہ تمام صفوف محشر میں پہچان لے لیں جائیں گے۔ سچ یہ ہے کہ ۳۔ اگست کو مسلمانوں پر قیامت آگئی اور مومندوں اور منافقوں میں ہمیشہ کیلئے امتیاز ہو گیا!!

(دولت عثمانیہ اور معاہدات دول)

گذشتہ ہفتہ غم اور مسرت، دونوں قسم کی خبروں سے خالی رہا۔ مدت ہوئی، اطلاع ملی تھی کہ ترکی انہیں شرائط و معاہدات پر یونان سے صلح کرگئی، جن کو باگیریا نے قبول کر لیا ہے۔ یونان کو اس سے انکار تھا۔ پھر خبر آئی کہ ترکی رکیل صلح اتھنز گفتگو کے لیے پہنچ گیا۔ اس کے بعد چند روز تک ریڈیو کی زبان خاموش رہی ۱۲۔ اکتوبر کو سب سے پہلا فقرہ جو اوسکی زبان سے نکلا وہ یہ تھا کہ شاہ یونان نے فرجی جائزہ لیتے ہوئے کیا رہوس پائٹن کے افسروں کو خطاب کر کے کہا:

”اگر یونان اس وقت بلقان کے حالات سیاحیہ کا مالک ہے تو یہ صرف تمہارے ہی زور و استقلال کا نتیجہ ہے۔ میں مطمئن ہوں کہ اب کوئی جنگ نہ ہوگی اس لیے کہ ہم کامل طور سے طیار ہیں اور کامل اطمینان نہ ہونے تک ہم مضبوط و مستقل رہینگے“

۳۔ دن کے کامل سکوت کے بعد ۱۵۔ اکتوبر کو قسطنطنیہ سے تار آیا کہ حکومت نے یونانیوں کے ایک ناگہانی حملہ سے متنبہ ہو کر یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ درانیال بند کر دیا جائے۔ صرف دن بھر دو گھنٹے کے لیے کہلا جائے گا۔ دوسرا تار اس کے ساتھ یہ تھا کہ یونانی رعایا کے قسطنطنیہ سے اخراج کا مسئلہ یونانی اخبارات اور حکومت کے گذشتہ واقعہ غیظ و اشتعال کی بنا پر گورنمنٹ کے زیر غور ہے۔

اسی تاریخ کو رائٹا سے بحوالہ تلغراف سالونیکا، ایک آسٹریں پریس کی اطلاع تھی کہ ”کانبی“ کے قریب یونانی اور ترک سواروں میں درگھٹے تک ایک خون ریز جنگ ہوئی، یونانیوں نے ترکوں کو پیچھے ہٹا کر ”قائم کوئی“ پر قبضہ کر لیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس فتح مندانہ اور مسرت انگیز خبر کی پھر کوئی تصدیق اتھنز سے موصول نہ ہوئی، اس لیے اسکی صحت مشتبہ ہے۔

اسکے بعد کی آخری خبر یہ ہے کہ گفتگو صلح شروع ہوگئی ہے۔

(مشکلات مالیہ)

گذشتہ جنگ کے غیر متوقع مصارف نے ہر شریک جنگ حکومت کو مشکلات مالیہ میں مبتلا کر دیا ہے۔ بلغاریا کا حال تو بہت دنوں پہلے ہی کھل چکا، رومانیہ جسکی جنگی تاریخ صرف پیدش قدمی ہی پر ختم ہوگئی، اسکو بھی (حسب تلغراف ۱۹۔ اکتوبر) ایک ہزار اسٹرلنگ بھساب سارے چار فیصدی سود قرض لینا پڑا۔ (جاری ہے) وزیر مالیہ عثمانیہ ایک مدت سے فرانس سے قرض لینے کے لیے کوشاں تھے۔ آخر ۵۔ فی مہدی پر انکو ایک معتقد بہ رقم شام کی فرنج ریلوے لائن کی بعض شرائط پر مل گئی۔ ۱۳۔ کا تار ہے کہ مجلس وزراء عثمانی نے ان شرائط کو تسلیم کر لیا ہے۔ کوشش ہے کہ اسی قسم کے شرائط پر جرمنی سے بھی ایک قرض لیا جائے اور وہ اس کے لیے طیار ہے۔ اللہم وفق العثمانيين لخیر بلا دھم، و ارزقہم سداد الراہی و حسن النیہ۔

(البانیا)

سرربا کی فرج بدستور البانیا کے حدود پر مجتمع ہے اور بہ نگاہ حرص اپنے شکار کو دیکھ رہی ہے۔ لیکن اسٹریا نے، اور اب جرمنی نے بھی سرربا کو سخت تہدید کر دی ہے کہ نا عاقبت اندیشی نہ کرے۔ اسد پاشا نے ایک اور ہنگامہ بپا کیا تھا لیکن نا کامیاب رہا۔

الملاح

۲۱ ذیقعدہ : ۱۴۲۱ ھجری

مساجد اسلامیہ اور خطبات سیاسیہ

اسلام میں مساجد کی حیثیت دینی

انجمن اسلامیہ لاہور کا رزوالیہ

(۳)

(حقیقت تعبد و پرستش)

ممکن ہے کہ تم کہو: مساجد میں انسانی حکومتوں کے احکام کا اعلان اور انسانوں کی تعریف و تمجید پرستش و تعبد میں داخل نہیں۔ پرستش تو صرف اسی کی کرتے ہیں جس کے لیے مسجدیں بنائی گئی ہیں۔ اسی کے آگے عبادت کیلئے کہتے ہوئے، اور اسی کی حمد و ثنا خطبوں میں بیان کرتے ہیں۔ البتہ انسانوں میں جو لوگ برے ہیں، جنکا دربار عزت بخش اور جنکا حکم و اقتدار بہت وسیع ہے، انکی تعریف کرتے ہیں اور انکے لیے دعا مانگتے ہیں۔

اگر میں اسکا جواب دوں۔ اگر میں اسلام کی توحید اور اس کے قرار دادہ شرک کی تشریح کروں۔ تو میں اپنے موضوع بحث سے بہت دور جا پڑوں گا اور اب بھی اتنا نزدیک نہیں جتنا کہ ہمیشہ رہنا چاہیے۔ مگر میں کہوں گا کہ میں نے جو آجکل کے مشرکین ہوا پرست کر قریش مکہ کے مشرکین اصنام پرست سے تشبیہ دی تو نادانوں! وہ تو تمہارے اس کہنے میں بھی موجود ہے۔ دراصل توحید اسلامی کے متعلق یہ ایک عالمگیر ضلالت ہے جس میں اچ مختلف صورتوں کے اندر عالم اسلامی گرفتار ہے۔ لوگ بھول گئے ہیں کہ اسلام کا مایہ شرف محض اعتقاد توحید نہیں بلکہ تکمیل توحید ہے۔ اور تکمیل توحید کی اصل و اساس ”توحید فی الصفات“ ہے۔

(توحید فی الصفات)

مشرکین مکہ کبھی بھی خدا کے منکر نہ تھے۔ وہ کبھی یہ نہیں کہتے تھے کہ جن بتوں کی ہم پوجا کرتے ہیں یہی خالق ارض و سموات ہیں:

وَلئن سألتم من خلق السموات والارض وسخر الشمس والقمر؟ ليقولن الله! فانی یفکرون؟ کہ کوی نہیں، صرف اللہ! جب حالت یہ ہے تو پھر یہ گمراہ کہاں بھٹکتے چلے جا رہے ہیں؟

(۲۹ : ۶۱)

یہ سورہ (زمر) میں فرمایا:

وَلئن سألتم من خلق السموات والارض ليقولن الله! فانی یفکرون؟ کہ کوی نہیں، صرف اللہ! جب حالت یہ ہے تو پھر یہ گمراہ کہاں بھٹکتے چلے جا رہے ہیں؟

اور اے پیغمبر! اگر تم ان مشرکین مکہ سے پوچھو کہ کون ہے جس نے ان آسمانوں اور اس زمین کو پیدا کیا؟ تو ضرور اس کے جواب میں یہی کہیں گے کہ ”اللہ نے!“

پھر تم ان سے کہو کہ اگر اللہ مجھ کو تکلیف پہنچانا چاہے تو وہ تمہارے معبود، جنہیں تم خدا کو چہرے کر پکارتے ہو، میری تکلیف کو دور کر سکتے ہیں؟ یا اگر اللہ مجھے پر اپنا فضل و کرم کرنا چاہے تو کیا وہ آئے رک سکتے ہیں؟ اے پیغمبر! ان سے کہو کہ میرے لیے تو بس (وہی) خدا بس کرتا ہے (جس کے وجود سے تم بھی انکار نہیں کر سکتے) اور پھر رسد کرنے والے اسی پر پھر رسد کرتے ہیں!!

پس اگر اپنے اعمال مشرکانہ کے ساتھ تم بھی خدا کا اقرار کرتے اور اسکو عبادت صرف و محراب کا مستحق سمجھتے ہو، تو تمہارے مورث اعلیٰ یہی ایسا ہی سمجھتے تھے۔ انکر اللہ کے وجود سے انکار نہ تھا۔

جب ان سے پوچھا جاتا تھا کہ باوجود اس اقرار کے بتوں کو اپنا قبلہ عبادت کیوں بناتے ہو؟ تو جواب میں کہتے تھے:

ما نعبدہم الا ليقربونا الی اللہ زلفی

ہم انکی پرستش صرف اسلیے کرتے ہیں کہ یہ ہمارے لیے وسیلہ شفاعت ہیں۔

اور تادم ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں۔

(۳۹ : ۴)

سورہ (یونس) میں بھی انکا قول نقل کیا ہے:

ويعبدون من دون الله ما لا یضرهم ولا ینفعهم ویقولون ہا اراء شفعاونا عند اللہ

”اور اللہ کے سوا یہ اُن چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو فی الحقیقت نہ تو انہیں نقصان پہنچانے کی قدرت رکھتی ہیں اور نہ نفع پہنچانے کی۔ اور جب پوچھو تو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے بت خدا

تو نہیں مگر ہمارے لیے شفیع و وسیلہ تقرب ضرور ہیں۔“

یہ کیا یہی جواب نہیں ہے جو آج تمہاری زبانوں سے بھی نکل رہا ہے؟

تم بھی مدعی اسلام ہو، خدا کو مانتے اور اس کے آگے عبادت کیلئے کہتے ہوئے سے منکر نہیں، لیکن با ایں ہمہ تم نے دنیوی قوت و طاقت اور عز و جاہ کے انسان صورت بتوں کو اپنی تعبدانہ عاجزی و تذلل کا مستحق سمجھ لیا ہے۔

قریش مکہ نے اپنے بڑوں کی مورتیں بنا رکھی تھیں۔ تم نے دنیوی تاج و تخت اور حکام و امرا کو انکی جگہ دیدی ہے۔ تم اُن سے اس طرح کرتے اور انکے نام سے کانپتے ہو، جو صرف خدا ہی کے ساتھ سزاوار تھا۔ تم انکا ذکر اس احترام و عظمت سے کرتے ہو، جو صرف خدا ہی کا حق خالص تھا۔ تم انکے آگے اس عاجزی و ذلت سے جھکتے ہو، جو صرف خدا ہی کے سامنے زیب دیتی تھی۔ تم انکے احکام جائزہ اور اوامر مستندہ کی اس طرح بلا چوں و چرا تعمیل کرتے ہو، جس کا حق خدا کے سوا اور کسی ہستی کو نہ تھا۔ تم خدا کے گہرے اندر انکا ذکر کرتے اور انکی تعریف و تہنیت میں کیت گاتے ہو، اور انکے حکموں اور فرمانوں کا منبروں پر چڑھ کر اعلان کرتے ہو۔ پھر اگر یہ شرک فی الصفات نہیں ہے تو کیا ہے؟ کیا شرک و بت پرستی بغیر پتھر کی مورت اور بغیر قربانی کے بپھرے کے ممکن نہیں؟ کیا بت پرستی کا گہر دل اور ارادہ نہیں ہے؟ مندر کا کلس اور پوجا کا چبوترہ ہے؟

کہ اُسے بھی سورہ (توبہ) کے احکام کا مستحق سمجھیں۔
اسلام و مسلمین کے حقوق دینیہ کا حفظ و احترام ایک معاہدہ
صلح تھا جو مسلمانوں اور قریش مکہ میں قرار پایا تھا۔ پر مکہ والوں
نے اُسے توڑ دیا اور خدا کو اعلان کرنا پڑا کہ :

بِرَاۤءۃٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ
”جن کے ساتھ تم مسلمانوں نے صلح و
الٰہی الذین عاہدتم
امن کا عہد و پیمان کر رکھا تھا، اب اللہ
مِنَ الْمُشْرِکِیۡنَ“ فسیحوا
اور اُسکے رسول کی طرف سے انکو صاف
فِی الْاَرْضِ اربعۃ اشہر“
جواب ہے۔ پس اے اہل مکہ !
واعلموا انکم غیر معجزی
امن کے اب چار مہینے ہی باقی رہ گئے
اللہ“ و ان اللہ مخزّی
ہیں، جذمیں خوب چل پھرلو۔ اور
السّٰفِرِیۡنَ - (۲: ۹)
اچھی طرح جان لو کہ تم خدا کو کسی
طرح بھی نہ ہراسکو گے نیز یقین رکھو کہ اللہ آخر کار کافروں کو
مسلمانوں کے ہاتھوں رسوا کرنے والا ہے۔“

لیکن یہ واقعہ اُسی زمانے سے مخصوص نہیں۔ ہر زمانے میں
امن و صلح کے ایسے ہی معاہدے مسلمانوں اور غیروں میں ہوتے
ہیں، اور اب بھی دنیا کے متعدد وسیع تکتوں کا امن ایسے ہی
معاہدوں پر موقوف ہے۔ پس آج بھی جو گروہ اس معاہدہ کو توڑیگا،
وہ ذمہ دار ہوگا اُن تمام نتائج امن شکن اور عدم صلح و آشتی کا،
جنکا پیدا ہونا اس نسخہ عہد سے لازمی اور ناگزیر ہے۔

(۵) ایک اور بھی عبرت انگیز اور بصیرت افزا ایتقان و ایمان
نتیجہ اس آیت کریمہ سے نکلتا ہے۔

جو دشمنان حق و الہ کہ مسجد سے مانع اور اسکے مخرب ہوں
انکی نسبت اس آیت میں فرمایا کہ :

”وَالَّذِیۡنَ مٰکٰنَ لَہُمۡ اٰنۡ
ایسے لوگ اس لائق نہیں کہ مسجدوں
مَدۡخُلُوۡہَا اِلَّا خٰفِیۡنَ“
میں آنے پائیں مگر اس حالت میں
کہ ڈرتے ڈرتے۔ (۱۰۸:۲)

یعنی جن لوگوں نے ایسا کیا انہیں دخول مسجد کا حق نہیں۔
امام (رازی) نے تفسیر میں حسب عادت متعدد وجوہ
تفسیر پیش کیے ہیں۔ وجہ ثانی میں لکھتے ہیں :

”یہ فی الحقیقت اللہ کے طرف سے
”ان ہذا بشارۃ من
اللہ للمسلمین بانہ
سیظہر ہم علی
المسجد الحرام و علی
سائر المساجد و انہ
بذل المشرکین لہم
حتی لا یدخل المسجد
الحرام و احدا منہم الا
خائفًا یخاف ان یؤخذ
بیعاقبہ او یقتل“ و قد
انجز اللہ صدق ہذا
الرعد (جلد اول: ۴۷۶)
جلد ہی اپنی اس بشارت کو پورا
کردکھا، اور جیسا کہا تھا، ویسی ہی حالت مومنوں کو
نظر آگئی۔“

اس سے امام موصوف کا مقصود یہ ہے کہ اس آیت کا یہ تکرار
دراصل ایک بشارت کے رنگ میں ہے۔ اور خدا تعالیٰ مسلمانوں
کو مانعین و مخربین مساجد پر جو فتح و نصرت دینے والا تھا،
اُسکی ان لفظوں میں خبر دی گئی ہے۔

آسمان کی صداقت زمین کے در و زمان سے مقید نہیں۔ اس

پھر تم بھی تو یہی کہتے ہو کہ ”مانعہد ہم الا لیقربونا الی اللہ
زلفی“؟ تم بھی تو یہی جواب دیتے ہو، جبکہ تم پر تسو حید کی
لعنت اور ایمان باللہ کی پھٹکار پڑتی ہے کہ ”ہا اولاء شفعاؤنا“؟
یعنی یہ حکام، یہ ارباب اقتدار، یہ امراء رؤسا، گو مالک حقیقی
نہیں مگر ہمارے لیے وسیلۃ تقرب، و درجۃ شفاعت، و موجب
ترفع درجات و ازدیاد اعزاز ہیں؟

مگر یاد رکھو کہ وہ زندگی جسکے اعزاز و ترفع کی نفسانی
خوشیوں کیلئے تم یہ سب کچھ کر رہے ہو، دائمی نہیں۔ وہ
وقت بھی آنے والا ہے جبکہ مالک الملک حقیقی کا تخت جلال
و جبروت بچھایا جائیگا اور پوچھا جائیگا :

این شرکاؤکم الذین
”آج کے دن کہاں ہیں وہ تمہارے ٹہرے
مستتم تذعمرون؟“
ہوئے معبودان باطل، جنکو تم خدائی
میں شریک سمجھتے اور اسلیئے انکے
(۲۲: ۶)
آگے جھکتے تھے؟“

اور پھر جبکہ تم اپنے ان حکام و امراء کو دھونڈھو گے کہ :

”ہل لنا من شفعا“
”آج کے دن ہمارے دنیا کے شفاعت
فیشفعوا لنا اونرد
کرنے والوں اور وسیلۃ ہائے تقرب عین
فنعمل غیر الذی
سے ہے کوئی سفارشی کہ یہاں بھی
کنا نعمل! (۵۱: ۷)
ہماری سفارش کرے، یا ہمیں پھر دوبارہ
دنیا میں لوٹا دیا جائے تاکہ جیسے عمل ہم پہلے کرتے تھے، اُنکے
خلاف ایمان دارانہ عمل کریں!“

لیکن اُس دن کیلئے اُن سب پر افسوس اور اُن سب کیلئے
حسرت، جنہوں نے آج زمین پر اللہ کو بہلا دیا ہے۔ کیونکہ وہ بھی
اُس دن بہلا دیے جائیں گے اور جس طرح انہوں نے آج خدا کے
دین مقدس کو اپنے اعمال سخریہ سے ہنسی کھیل بنا دیا ہے،
اُسی طرح اُس دن بھی اُنسے تمسخر کیا جائیگا کہ :

الذین اتخذوا دینہم
”ان لوگوں نے دین الہی کو ہنسی
لہما و لعبا و غیر تہم
کھیل بنا رکھا تھا، اور دنیا کی زندگی
الحیوۃ الدنیا، فالیوم
اور جاہ و عزت کی ہوس نے انہیں
نذہامہم کما نسوا لقاء
دھوکے میں ڈال دیا تھا۔ پس آج کے دن
یومہم ہذا، و ما کانوا
ہم بھی انہیں اُسی طرح بہلا دیں گے،
بایاتہنا یجعدون!!
جس طرح کہ یہ لوگ دنیا میں آج
(۴۹: ۷)
کے دن کو بہلا بیٹھے اور ہماری آیتوں
کا انکار کرتے رہے!!“

(بقیہ نتائج بحث)

گذشتہ سے ملحق

(۴) اس جملہ معترضہ نے گزشتہ نمبر کی بہت سی جگہ
لیلی تھی کہ اس آیت سے مقصود بیت المقدس کی تخریب کا
کرنی واقعہ ہے یا مشرکین مکہ کا تمدن اور سرکشی؟ لیکن یہ اظہار
مصالح سے خالی نہ تھا۔

اس امر کے ثابت ہوجانے کے بعد کہ اس آیت میں مشرکین
مکہ کی طرف اشارہ ہے، بغیر کسی تکلف کے ہم اس نتیجہ تک
پہنچ جاتے ہیں کہ خدائے مشرکین مکہ کو اسلام و پیروان اسلام کی
طرف سے جس سلوک کا مستحق قرار دیا تھا، ہر زمانے اور ہر دور
میں مانعین مساجد اسی سلوک کے مستحق ہونگے۔ مشرکین
مکہ کا سب سے بڑا جرم سورہ توبہ کے نزول کے ساتھ یہی بتلایا گیا
تھا کہ ”وہم یصدرون عن المسجد الحرام“ وہ مسجد سے مسلمانوں کو
رہکتے ہیں۔ پس جب کبھی کوئی شخص، کوئی گروہ، کوئی
قدم، کوئی طاقت، ہمارے ساتھ ایسا کرے گی، تو ہم مجبور ہونگے

تعالیٰ نے اسکا رد کیا اور فرمایا کہ شرف تعمیر و تولیت مسجد کے مفید ہونے کیلئے چند شرطوں کا ہونا بھی ضروری ہے - بغیر انکے ادعاء شرف مفید کسب سعادت نہیں -

چنانچہ امام (طبری) نے ایک روایت نقل کی ہے کہ:

حدثنا ابن حمید عن ابن اسحاق قال: ثم ذکر قول قریش انا اهل الحرم وسقاة الحاج وعمار هذا لبیت ولا احد افضل منا فقال "انما یعمر مساجد الله من آمن بالله والیوم الآخر" ای ان عمارتکم لیست علی ذلک - (۱۰: ۶۷)

بعض مفسرین تابعین نے اس کے شان نزول میں خاص طور پر حضرة (عباس) کا بھی ذکر کیا ہے:

لما اسر العباس یرم بدر اقبل علیہ المسلمون فعبروه بکفرہ بالله وقطعیۃ الرحم و اغلظ علی له القول قال له: الکم معاسن؟ قال: نعم، انا لنعمر المسجد ونحجب الکعبة ونسقی الحاج فانزل الله عز وجل ردا علی العباس (اسباب النزول للواحدي صفحہ: ۱۸۱) آیت نازل فرمائی۔

ان تصریحات سے ثابت ہوا کہ مشرکین مکہ باوجود اعمال کفریہ و شرکیہ، خدمت و تولیت مسجد پر بہت فخر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب یہ خدمات ہمیں حاصل ہیں تو پھر آرزو اعمال حسنہ کی ہمیں کیا ضرورت؟ ان چیزوں کے مقابلے میں آرزو کونسی عبادت و سعادت دینی ہو سکتی ہے؟ مگر اللہ نے فرمایا کہ یہ تمہارا خیال باطل ہے - محض خدمت و تولیت کعبہ کوئی شرف نہیں - ایک عمارت کے خادم ریاسان ہو جانے سے روح اور قلب کو کیا نفع ہو سکتا ہے جو سعادتوں کا گہوارہ شرف و عزت کی اصلی جگہ ہے؟ اصلی چیزیں کچھ اور ہی ہیں - اور جب تک وہ نہیں، اُس وقت تک ان باتوں سے کچھ حال نہیں ہو سکتا -

پھر انکی تفصیل بالترتیب بیان کی کہ وہ تعداد میں چار ہیں:

(۱) ایمان باللہ اور روز آخرت کا یقین

(۲) صلوٰۃ الہی کو قائم کرنا -

(۳) اداء زکات -

(۴) اللہ کے سوا آزر کسی ہستی اور صمت سے نہ ڈرنا -

گویا یہ چار شرطیں ہیں، جنکو تعمیر و تولیت مسجد کیلئے اللہ نے ضروری فرمایا ہے -

مسجد اللہ کی عبادت کیلئے ہے، پھر ظاہر ہے کہ جو شخص اسلام کے اعتقاد و عمل سے معذور ہے، وہ کیونکر اسکا آباد کرنے والا اور اسکا متولی ہو سکتا ہے؟

بشارت کی صداقت صرف فتح مکہ ہی کے وقت ظاہر نہیں ہوئی، بلکہ تاریخ اسلام کے ہر روز اور ہر عہد میں اپنا معجزہ دکھلاتی رہی ہے - تمام واقعات سے قطع نظر کر کے "مسجد کانپور" ہی کے معاملے پر نظر ڈالیے - ایک جماعت اس کے لیے بد قسمتی سے مائع و مخرب ہوئی اور غلط فہمیوں نے ضد اور نفاسا نیس کے ساتھ ملکر اس آیت کا پورا منظر ہمیں دکھلا دیا - لیکن تاہم اسی آیت میں خدا نے آخر کی فتح و کامیابی اور مانعین کی شکست و ذلت کی بھی خبر دی ہے - پس ضرور ہے کہ وہ حرف حرف پورا ہو - ضرور ہے کہ جو نکالنے والے تھے، وہ خورد ہی نکالے جائیں - اور یقینی ہے کہ جنہوں نے مسلمانوں کو شکست دینی چاہی تھی، وہ خود ہی شکست کھا لیں - چنانچہ بحمد اللہ کہ اس بشارت کی تصدیق ۱۴ - اکتوبر سے شروع ہو گئی ہے - کسے معلوم کہ اس آغاز کا انجام کیا ہوگا؟ تاہم فتح و شکست کا فیصلہ تو ہو گیا -

(۵) سب سے آخری نتیجہ یہ ہے کہ منع مساجد سے بڑھکر اللہ کی نظر میں کوئی فسق و کفر نہیں، اور اسی طرح اُن لوگوں سے بڑھکر اُسے کوئی محبوب نہیں جو اسکی مسجد کی آبادی کیلئے سعی و کوشش کریں کہ یہ عظیم ترین عبادات و عمل ایمانی ہے: و ظاہرہا یقتضیٰ ان یکون الساعی فی تخریب المساجد اسراء حالاً من المشرک، لان قوله "و من اظلم" یتناول المشرک لاذہ تعالیٰ قال: ان الشرک اظلم عظیم! فاذا کان الساعی فی تخریبہ فی اعظم درجات الفسق، و جب ان تکون الساعی فی عمارتہ فی اعظم درجات الایمان (تفسیر و کبیر - ۲: ۴۷۷)

پس جن مومنین مخلصین نے مسجد کانپور کی تعمیر و آبادی کیلئے سعی کی، انہیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ یہ بہت بڑی توفیق تھی، جو اُس نے عطا فرمائی - اور پھر ضرورت استقامت و استقلال، اور ثبات کار و عزائم امور کی ہر حال میں ہے - و مالمصر الا من اللہ تعالیٰ -

(تیسری آیت)

انما یعمر مساجد الله من آمن بالله و الیوم الآخر اقام الصلوٰۃ و آتی الزکاة ولم یغش الا الله - نعمی اولئک ان یکونوا من المہتدین (۹: ۱۹)

یہ آیت اس سے پہلے بھی ایک جگہ لکھی جا چکی ہے، مگر اسے نتائج نہایت اہم اور غور طلب ہیں -

(۸) اس آیت کا شان نزول عام طور پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ مشرکین مکہ تعمیر و تولیت کعبہ کے فخر پر بہت نازاں تھے اور کہتے تھے کہ اس بزرگی اور سعادت کے بعد اور کیا چاہیے؟ خدا

ہیں۔ ہر وہ شخص جو قرآن کو کلام الہی، اور اسکے احکام کو واجب التعمیل سمجھتا ہے، بتلاے کہ کیا انہیں مساجد کے متولی اور منتظم ہونے کا حق حاصل ہے؟ مسجدوں کا خدا تو کہتا ہے کہ صرف وہی مومن مخلص اور مسلم قانت مسجد کا متولی ہو سکتا ہے، جسکا وصف نمایاں ”لم یغش الا اللہ“ ہو، پھر وہ جو خدا کے سوا دوسروں سے ڈرتے اور اسکو چھوڑ کر غیروں کے سامنے جھکتے ہیں، کیونکر اسکی مساجد کے محافظ اور پاسبان ہو سکتے ہیں؟ وہ خدا غیور جس طرح خود اپنی صفات میں کسی کی شرکت گوارا نہیں کر سکتا، اپنی مسجد کی مقدس عمارتوں کے اندر بھی اپنے سوا کسی دوسرے کے خوف اور ہیبت کو نہیں دیکھ سکتا ”و الغیبة من صفات حضرة الربوبية“۔ اسکے گھر کا وہی خادم ہو سکتا ہے جو صرف اس گھر کے مالک ہی کا غلام ہو، اور اس ایک آقا کی غلامی کیلئے اور تمام آقاؤں سے کت چکا ہو۔ (مسیح) نے کہا کہ ایک غلام در آقا کو خوش نہیں کر سکتا۔ لیکن قرآن نے بھی اس سے زیادہ بلیغ و موثر مثال دی ہے جبکہ اُس نے کہا کہ:

ما کان لرجل من قلبین فی جوفه دو دل نہیں رکھے ہیں۔ دل ایک ہی ہوتا ہے۔ (۳۳: ۴)

پس اگر تمہارے پاس دل ایک ہے، تو تمہارا سر بھی دو چوہتوں پر جھک نہیں سکتا اور تمہاری غلامی کیلئے دو آقا بھی نہیں ہو سکتے۔ یا تو تم خدا کیلئے ہو گے، یا پھر اسکے سوا دوسروں کیلئے۔ اگر تم اسکے لیے ہو تو پھر غیروں سے کیوں ڈرتے اور انکے حکموں کے آگے کیوں جھکتے ہو؟ پھر اگر ایسا نہیں ہے تو یاد رکھو کہ نافرمانی گناہ ہے مگر شوخی کفر ہے۔ تم غیروں سے ڈر کر انکی غلامی کرتے ہو تو کر، مگر یہ کیا ہے کہ پھر خدا کے گھر کی غلامی و خدمت کا بھی دعوا کرتے ہو؟

(۴) پس اس آیت کریمہ نے صاف صاف یہ امر بتلا دیا ہے کہ اللہ کی مساجد کے متولی صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو ایمان بالہ، قیام صلوٰۃ، ایتاء زکوٰۃ، اور ”لم یغش الا اللہ“ کی ایمانی علائم اپنے اندر رکھتے ہوں۔ اور جو ایسا نہ ہو، وہ کسی طرح اسکا مستحق نہیں کہ خدا کے گھر کی عزت کو اسکی تولیت و تعلق سے بٹھ لگایا جائے۔ اسلیے ہر مسلمان کا فرض دینی ہے کہ وہ اپنے جہاد فی سبیل الحق اور امر بالمعروف میں اس چیز کو بھی داخل کرے، اور جہاں جہاں ایسے لوگ مساجد پر قابض ہوں، انکے ہاتھ سے مساجد کا انتظام لایا جائے، اور ایسے لوگوں کے سپرد کیا جائے، جو سچے مومن ہوں، اعمال حسنہ و صالحہ انکا شعار ہو۔ لم یغش الا اللہ کے مصداق، اور جمیع اوصاف و خصائل ایمانیہ سے بہرہ اندوز ہوں۔

مگر اسکے لیے ضرور ہے کہ لوگ حالت کو محسوس کریں اور اپنی قوت سے کام لیں۔ مسلمانوں کی غفلت اور عدم احتساب نے مساجد کے منتظمین کو بے پروا اور اپنے کاموں کی طرف سے بالکل بے غم کر دیا ہے۔ جو استبداد و خود رائی آج ادنیٰ و اعلیٰ کا رکنوں میں پیدا ہو گئی ہے، وہ بھی اسی کا ایک نمونہ ہیں۔ مساجد کے اوقاف پر جس طرح وہ چاہیں تصرف کریں۔ مسجدوں کے اندر جس طرح کے احکام چاہیں نافذ کریں۔ اسکے دروازے جب چاہیں کھولیں اور جس پر چاہیں بند کر دیں۔ پس جب تک کہ مسلمان احتساب کیلئے آمادہ نہ ہوں گے اور اپنی اجماعی قوت سے کام لینا نہ سیکھیں گے، اس حالت کا انسداد محال ہے۔ (یتبع)

لن چار شرطوں میں آخری شرط سب سے زیادہ اہم، اور اسلیے سب سے آخر میں ظاہر کی گئی ہے کہ دراصل خلاصۃ ایمان بالہ اور اصل حقیقۃ اسلامیہ ہے۔ اللہ پر ایمان رکھنے والے قلب کی حقیقی علامت یہ ہے کہ ”لم یغش الا اللہ“۔ وہ کسی سے نہ ڈرے مگر صرف اللہ سے۔ نہ تو مافوق الفطرت قوتوں کا اعتقاد اسکو ڈرا سکے، نہ دشمنوں کی ہیبت و جبروت کا خوف۔ نہ کفر کا ساز و سامان، اور نہ ضلالت کی قوت و احاطہ۔ تاج و تخت کی سطوت اسکو مغرب نہ کر سکے، اور دنیوی سزا و جزا کی رعید اسپر بالکل غیر موثر ہو۔ وہ جس قدر اللہ سے ڈرے والا ہو، اتنا ہی اللہ کے سوا دوسری قوتوں سے بے خوف اور نڈر ہو۔

(۳) اس آیت کریمہ کو پیش نظر رکھ کر موجودہ حالت پر نظر ڈالئے تو حالات کیسے درد انگیز، اور مشاہدات کس درجہ گریہ آور ہیں؟ وہ مذہب الہی جس نے اپنے دشمنوں کے غرور باطل کا رد کیا تھا، آج خود اپنے پیروں کو اسی غرور و ضلالت اور فخر کفر آمیز میں مبتلا پاتا ہے، اور رقت آگیا ہے کہ جس طرح کلام الہی نے مشرکین مکہ کے دعوتی تولیت کعبہ و تعمیر مساجد کو اس آیت کریمہ کے نزول سے جھٹلایا تھا، اسی طرح آج خود مدعیان اسلام و ایمان میں سے انکی معنوی ذریت اور غیر جسمانی نسل کے ادعاے باطل کو بھی جھٹلائے اور اسی آیت کا انہیں مخاطب قرار دے۔

یہ آیت ہمیں بتلاتی ہے کہ مساجد کے متولی اور پاسبان وہی ہو سکتے ہیں جو ایمان بالہ و یم الاخرا کا اپنے اعمال سے ثبوت دیں، جو صلوٰۃ الہی کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ جنکا سب سے بڑا نمایاں وصف ایمانی یہ ہو کہ وہ اپنے تمام اعمال و افعال میں نڈر اور بے خوف ہوں، اور اللہ کے سوا کوئی نہر جو انہیں ڈرا سکے اور اپنی قوت و عظمت سے مرعوب کر سکے۔ پھر ان لوگوں، اُن انجمنوں، ان اماموں، اُن منتظموں کو، جو اپنے اعمال کے اندر ان خصائص ایمانی کا کوئی ثبوت نہیں رکھتے، کیا حق حاصل ہے کہ اللہ کی مساجد کے متولی اور اسکے گھر کے پاسبان ہوں؟ یہ آجکل کے معزور و سرکش متولی، جو تھیک تھیک مشرکین مکہ کی طرح مساجد کی تعمیر و تولیت پر کافرانہ ناز کرتے ہیں، کیا تھیک تھیک اس آیت کے مخاطب و مصداق بھی نہیں ہیں؟ کتنے ہیں جو مساجد کے اوقاف کو اپنے ابلیسانہ اغراض دنیویہ کا وسیلہ، اور اپنے شیطانی عیش و آرام کا ذریعہ بنانے کیلئے مسجدوں پر قابض اور اسکے لیے ہر موقع پر اپنے استحقاق کے اظہار کیلئے مستعد رہتے ہیں؟ حالانکہ جن مسجدوں کی تولیت کا اپنے تئیں مستحق سمجھتے ہیں، ان میں ان بند گان نفس کو پانچ وقت کی نماز پڑھنے کی بھی توفیق نہیں ملتی، اور عین اُس وقت کہ انکے زیر انتظام مساجد میں بند گان الہی کی صفوف اللہ کے آگے سر نیاز جھکاتی اور اسکی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتی ہے، وہ اپنے ہلو الخبائث کے اندر مصروف فسق و معاصی، و مشغول نفس پرستی کرتے ہیں!!

کتنے متولی ہیں، جو قیام صلوٰۃ و اداء زکوٰۃ کے حکم کو اپنے لیے بھی قابل عمل سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اسی خدا کا حکم ہے، جسکی عبادت کے گھر کی پاسبانی کا انہیں غرور ہے؟

پھر ان سب سے زیادہ ان بند گان شیطانی و عبدة الاصنام کی حالت محتاج نظر ہے، جنہوں نے مساجد کے انتظام و تولیت میں فخل حاصل کرتے انہیں غیروں کے احکام کفریہ اور حکومتوں کے فرا میں جائزہ کے ماتحت کر دیا ہے، اور ہر رقت دنیا کی شیطانی قوتوں کے خوف سے لرزتے اور دنیوی حکام کے ڈر سے ررتے رہتے



ان فی ذالک لایات لقوم یوقنون !

آئر لینڈ ہوم رول بل

(۱)

اجمال تاریخی

دنیا میں بصیرت کی کمی نہیں ' دیدہ عبرت نگاہ کی کمی ہے -
ہر رات جو مروجہ (۱) عالم پر ظاہر ہوتا ہے ' ہمارے لیے خزانہ نفاذ
و عبرت ' رگجینڈ مواءظ و نظر ہے ' لیکن مصیبت یہ ہے کہ ہم راتعات کو
داستان کی طرح پڑھتے ہیں ' اور حقائق کو نغمہ و ترانہ کی طرح
سننے ہیں ' پروفیسر کہ صحیفہ عبرت کی طرح پڑھتے نہیں !
و کین من آیت فی السموات آسمان و زمین میں عبرت کے لیے
و الارض ' یمرؤن علیہا ' ہم کتنی ہی نشانیاں ہیں ' جن پر سے
عنہا معر ضرور ! لوگ سرسری گذر جاتے ہیں اور اپنی
غفلت سے ان کی حقیقت تک نہیں پہنچتے !
(۱۰۵ : ۱۲)

ایک عرصے سے آئر لینڈ کے ہوم رول بل کا مسئلہ انگلینڈ میں
مہریش ہے اور روزانہ تار برقیوں میں برابر انکا ذکر ہوتا ہے ' مگر بہت سے
لوگ ہر گز جنہوں نے اس پر اس لحاظ سے نظر نہ ڈالی ہوگی کہ خرد
ہمارے لیے اس واقعہ میں کس درجہ موثر مواءظ و بصائر موجود ہیں ؟
آئر لینڈ انگلینڈ کے قریب ایک وسیع جزیرہ ہے جو نسل
مذہب ' اور زبان میں انگلینڈ سے بالکل مختلف ہے - سنہ ۱۱۲۹
میں امراء آئر لینڈ کی ذاتی مخاصمت و منازعات کا نتیجہ انگلینڈ
کے استیلا کی صورت میں ظاہر ہوا جیسا کہ ہر جگہ اور ہمیشہ ہوا
ہے ' اور بارہویں صدی سے (جبکہ اس قبضہ کی ابتدا تھی) یہ
غیور و شجاع قوم اس وقت تک کہ بیسویں صدی کا آغاز ہے ' برابر اپنی
آزادی و استقلال کے لیے کوشاں و جانفشان رہی ہے - آخری تدبیر ہوم
رول بل یعنی قانون استقلال داخلی و اداری کی صورت میں نمودار
ہوئی تھی جو بارہا ابھری اور پھر دبا دی گئی - آخر الامر اہل
پارٹی کے آخری اقتدار نے اسکو موجودہ حالت تک پہنچایا جسکی
مخالفت و موافقت کی صداؤں اور ہڈکا مون نے آج انگلینڈ کے
ایوان حکومت کو متزلزل کر دیا ہے -

چونکہ یہ واقعات ہمارے لیے موجب کمال موعظت و بصیرت اور
باعث تدبیر کار ہونگے ' اس لیے ان سے واقفیت حاصل کرنا ان تمام فرزندان
ملک کے لیے نہایت ضروری ہے ' جو کام کرنے کے لیے راستوں کے
متلاشی ہیں ' اور اگر راہ دیکھتے ہیں تو دست رھنمائی نہیں پاتے -

(جغرافی حالات)

برٹش امپائر کی یورپین مقبوضات میں (جو چند چھوٹے بڑے
جزیروں کا مجموعہ ہے) آئر لینڈ ' انگلینڈ کے بعد اہمیت میں
دوسرا جزیرہ ہے - اس کی وسعت انگلینڈ کے تین چوتھائی حصے کے

[۱] مروجہ بعد اسٹیج -

برابر ہے - اس کا پایہ تخت شہر ڈبلن ہے جو لندن کے بعد برٹش
امپائر میں دوسرا شہر ہے -

آئر لینڈ بلحاظ آبادی انگلینڈ سے بہت پیچھے ہے - اس کی
آبادی انگلینڈ کے صرف پانچویں حصے کے برابر ہے - کل آبادی
۵۹ ' ۷ ' ۴۲ ' ۵ ہے ' جس میں ۳ ' ۱۹ ' ۱۴ ' ۴ کیٹھولک ہیں ' ۲ ' ۵۲
یہودی اور باقی پروٹیسٹنٹ مذہب کے مختلف فرقے -

جزیرہ چار صوبوں پر منقسم ہے :

الستر ' لینسٹر ' مونسٹر ' کانریٹ -

(الستر) کی زیادہ آبادی نو باشندگان اسکاٹ لینڈ کی ہے ' اور
یہی ٹکڑا آئر لینڈ کا صنعت و کارخانہ جات میں سب سے اگے بڑھا
ہوا ہے -

(لینسٹر) قدیم انگریزوں کی نو آبادی ہے -

(مونسٹر) آئر لینڈ کا گرم ترین صوبہ ہے ' اور یہی اس جزیرہ
کے قدیم باشندوں کا ' جن کو " کیٹک " Keltic کہتے ہیں ' مسکن
و موطن ہے -

(کانریٹ) آئر لینڈ کا سب سے کم تعلیم یافتہ اور سب سے کم
زر خیز حصہ ہے -

ہم نے آئر لینڈ کے قدیم باشندوں کا نام " کیٹک " بتایا ہے -
کیٹک قبیلہ ' گیلگ (Gallic) قوم کی ایک شاخ ہے جو اہل اسکاٹ
لینڈ و انگلینڈ سے بالکل مختلف ہے ' لیکن آئر لینڈ میں ان کا نام
میلیشین (Milesians) ہے - ہنری دوم کے عہد میں یہ جزیرہ فتح ہوا
تو الستر میں ایک بڑی تعداد انگریزوں کی بھی آباد ہوگئی - رفتہ
رفتہ اسمیں اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ اب ایک بڑی آبادی ہوگئی ہے -

آئر لینڈ کی معلومات تاریخ قدیم ' نویں صدی (ق م) سے شروع
ہوتی ہے - اس زمانے میں آئر لینڈ پر " مجلس ملی " ایک
منتخب بادشاہ کے ماتحت حکمران ہوتی تھی ' جو رساد قبائل سے
مربط تھی -

یہ نظام حکومت سنہ ۳۰۰ (ق م) تک قائم رہا - اس عہد
میں " ہوگونی " نامی ایک اولو العزم بادشاہ تخت نشین ہوا '
جس نے بہت سے مغربی جزائر کا حکومت آئر لینڈ میں اضافہ کیا '
بعض ممالک سے خراج بھی وصول کیے ' اور ترتیب و تنسیق کے
لیے ملک کو ۲۵ صوبوں پر منقسم کر دیا -

تاریخ نے ہمیشہ بتایا ہے کہ بحالت ضعف حکومت عومیدہ
تخت حکومت پر لغاتبات عصر نے جب کبھی کسی قریبی الارادہ ' راسخ
العزم ' اور شجاع القلب سلطان کو ہڈھا دیا ہے ' تو حکومت اپنے عام
ضعف کو کہوکر مجبور ہوگئی ہے کہ آئندہ نسل سلطانی کے لیے
اپنے تخت کو خالی کر دے - چنانچہ اس قدیم عہد تاریخ میں بھی
یہی ہوا ' اور آئر لینڈ کا تاج جانشینان " ہوگونی " کے سر سے
لیے منحصر ہوگیا -

اس وقت سے تیسری صدی مسیحی تک جو ان ممالک کی
نصرانیت کا آغاز عہد ہے ' اس خاندان کے مختلف اجزا برسر

انگریز قوم اپنی قومی خصوصیات و امتیازات اور حیل سیاحیہ میں نہ صرف آج ہی نامور ہے، بلکہ آج سے ۸- سو برس پہلے بھی وہ اسی طرح تھی۔ آج مصر اور دیگر افریقہ میں وہ جوا کیل رہی ہے، لیکن اسکی مشق ۸- سو برس ادھر سے کر رہی تھی، تب کہیں جا کر اس دور جدید میں اس سبکدستی اور صفائی سے اپنا پولیڈکل ڈراما حسب موقع دکھلا سکی ہے، جسے وقتاً فوقتاً معالک شرقیہ کے اسٹیج پر شروع کرتی ہے اور ختم کرتی ہے۔

لینڈر بادشاہ، سنہ ۱۱۶۹ ع میں ہنری دوم شاہ انگلینڈ سے طالب اعانت و نصرت ہوا، اور اسطرح آئر لینڈ کے دسترخوان تاجداری پر خود اٹھنے انگلینڈ کو دعوت دی۔ سنہ ۱۱۶۹ ع میں جو برطانی فوج آئر لینڈ میں داخل ہوئی تھی، آج سنہ ۱۹۱۳ ع تک کہ ۷۳۵ برس ہرچکے ہیں واپس نہیں آئی ہے، پھر مصر و زنجبار اور مسقط کے لیے لوگوں کو کیا جلدی پڑی ہے؟

ہنری شاہ انگلینڈ کا قبض و استیلا کے جواز کے متعلق یہ استدلال ہے کہ پوپ نے سنہ ۱۱۷۷ ع میں اہل آئر لینڈ کی گردنیں اسکو بخش دی ہیں، اور اسکی ایک سند بھی لکھ کر حوالہ کر دی ہے۔

(آئر لینڈ کا جہاد آزادی)

لیکن جو قوم کہ اپنی گردن کی خود اپنے تئیں بھی مالک نہ سمجھتی ہو، وہ پوپ مفرض کی اس سند مچھول کو دیکھ کر کیونکر اپنی گردن دوسری قوم کے آگے ڈال دیتی؟ اس کشمکش کا نتیجہ ظاہر تھا۔

انگلینڈ کا اس دعوے پر برابر حملہ آورانہ اصرار رہا، اور آئر لینڈ کا ہمیشہ مدافعانہ انکار بھی قائم رہا۔ لیکن اس ہنگامہ خارجی میں آئر لینڈ کی داخلی شورش بھی کم نہ تھی، نارمن جو اس جزیرے کے دوسرے باشندے تھے، ہمیشہ قدیم آئرش باشندوں سے برسرِ پرخاش رہے اور اکثر حالات میں غالب رہے۔

ان احزاب کی تسکین کے لیے ایک تجویز یہ عمل میں لائی گئی کہ جزیرہ کا حاکم خرد شاہزادہ جان بذیا کیا۔ وہ سنہ ۱۱۸۵ ع میں ۶۰- جہازوں کا ایک بیڑہ لیکر، آئر لینڈ کی طرف روانہ ہوا، لیکن ہزیمت ہوئی اور واپس آکر خرد سابق انگریز گورنر شاہزادہ کے خلاف سازش میں شریک ہو گیا۔ سنہ ۱۲۱۰ ع میں شاہزادہ پھر واپس آیا۔ اور انگلو نارمن روساء کو، جذروں کے اس وقت بڑی قوت پیدا کر لی تھی، کمزور کر دیا۔

اس سے فراغت پاکر جان نے معکمے قائم کیے، عدالت جاری کی، سکے ضرب کیے، ڈبلن میں ایک مجلس انتظامیہ کی بنیاد ڈالی۔ پھر سنہ ۱۲۱۶ ع میں ہنری ثالث نے تمام آئر لینڈ کو معافی دیدی، اور اونکو شخصی آزادی بخشی، لیکن تاہم ان میں سے کوئی چارہ بھی تشنہ کا مان حریت و استقلال کو تسکین نہ دے سکی۔

انگلینڈ ابھی اسی طرح باہم دست و گریباں تھے کہ اسکاٹ لینڈ کی سرزمین نے (آئورڈ بروس) نامی ایک نیا مدعی پیدا کیا، جسکی سعی و کوشش نے اسکاٹ لینڈ کو بھی آئر لینڈ کی طرح انگلینڈ کے لئے مصیبت کدہ بنا دیا۔ اتحاد مصائب مصیبت زدوں کو متعدد کر دیتا ہے۔ آئر لینڈ کے اکثر امرا نے آئورڈ بروس کو اسکاٹ لینڈ کی طرح آئر لینڈ کی حمایت کی دعوت دی، اسنے قبول کیا اور انگلو نارمن قبائل کو شکست دے کر اکثر حصوں پر قبضہ کر لیا، اور اس طرح آئر لینڈ کا بادشاہ منتخب ہوا۔

(لہا بقیہ صالحہ)

حکومت رہے۔ روساء قبائل ہمیشہ ایک دوسرے پر حملے کیاے فرصت اور موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ سنہ ۹۵ ق م میں دز مدعیان سلطنت پیدا ہوئے، اور جزیرہ شمالاً و جنوباً دو حصوں میں منقسم ہو گیا، لیکن ایک ہی سال کے بعد پھر بدستور ایک متحدہ حکومت قائم ہو گئی۔

اس ملک کا آخری بت پرست تاجدار ایک نہایت اولوالعزم بادشاہ تھا جس نے نہ صرف ملک کی ترتیب و تنظیم ہی میں سعی بلیغ کی، بلکہ آئر لینڈ سے نکل کر فرانس، اسکاٹ لینڈ، اور انگلینڈ پر بھی حملہ آور ہوا، اور آخر نہر "لوار" کے ساحل پر ایک تیراجل پیغام کا نشانہ ہو کر، اپنی اولوالعزم ماہ امیدوں کے ساتھ رخصت ہو گیا۔

یہ تیسری صدی مسیحی تھی۔ پوپ کے نائب ان دور و دراز ممالک میں نشر مسیحیت کیلئے مصروف کار تھے۔ اس وقت سے پانچ صدی تک برابر کوششیں مصروف رہیں، تا آنکہ پانچویں صدی کے اختتام پر تمام آئر لینڈ نے بپتسمہ پاکر "آدم کے موروثی گناہ" سے نجات حاصل کی اور مسیحیت میں داخل ہو گیا۔

تاریخ نصرانیت کا ایک ایک صفحہ شاہد ہے کہ جب کوئی قوم "باپ اور بیٹے کے جلال" پر ایمان لائی ہے، ترسب سے بے اس سے مسیح کے اس حکم کی تعمیل کرائی گئی ہے کہ:

"یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح پہیلانے آیا ہوں، صلح پہیلانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں، کیونکہ میں آیا ہوں تاکہ بیٹے کو باپ سے، بیٹی کو ماں سے، اور بہر کو ساس سے جدا کروں" (متی ۱۰: ۳۴)

انہوں نے ہمیشہ اپنے غیر نصرانی بھائیوں کو نہایت تعذیب و تکلیف کے ساتھ قبول نصرانیت پر مجبور کیا یا پھر انکے خون سے زمین کو رنگین کیا۔

آئر لینڈ میں غیر نصرانی قبائل کے ساتھ جو کچھ ہوا، اوسکے انتقام کے لیے ۱۰۰- برس کے صبر و تحمل کے بعد نارتھ میر لینڈ اور ڈنمارک کے روساء نے آئر لینڈ پر حملہ کر دیا اور فتح کیا۔ پھر اس عہد میں بھی وہ سب کچھ ہوا، جو نصرانیوں نے ۱۰۰- برس پہلے اس سرزمین پر کیا تھا۔ کنیسے لڑتے گئے، "فرزندان پدر آسمانی" جلاوطن کیے گئے، مدارس نصرانیہ بند ہو گئے، مذہبی کتابیں جلا کر خاکستر کا ڈھیر کر دی گئیں۔ اور "آنکھ کے بدائے آنکھ" مرسوں کی شریعت کا قانون ہے۔

آخر الامر نیال سوم شاہ ایرلینڈ کے زیر علم اہل آئر لینڈ کی ایک فوجی طاقت مجتمع ہوئی، جو اگرچہ حملہ آور کو ملک سے نکال نہ سکی، تاہم ان کو نہایت کمزور کر دیا، اور باہم ہمہ ضعف، وہ روساء قبائل کو باہم لڑا کر دو صدی بعد تک سواحل پر جمع رہے۔

سنہ ۱۰۰۲ ع منسٹر کے ایک بادشاہ نے ڈنمارک والوں کو سواحل سے بھی نکال دیا اور اسطرح جزیرہ کا کامل الاقترار بادشاہ ہو گیا لیکن کورن نہیں جانتا کہ حکومت رطیہ کے زوال و فنا کا صرف ایک ہی سبب ہوتا ہے، یعنی ملک کے امرا و روساء کی باہمی نا اتفاقی و خیانت وطنی۔ اسیر لینڈ کی دعوت و ترغیب سے، جو امیر منسٹر کی اس غیر معمولی کامیابی سے دل گرفتہ تھا، ڈنمارک نے سنہ ۱۰۱۴- میں پھر حملہ کر دیا لیکن ناکام رہا۔

بیرونی دشمن گونا گم رہا اور یہ اکثر ہوتا ہے لیکن خرد اندر زنی دشمن جب ملک میں پیدا ہو جاتا ہے تو وہ کبھی نہیں مرتا، جب تک کہ خود ملک کی رونق و سلامتی نہ مرجائے۔ چنانچہ ملک کے چاروں صوبے باہم معرکہ آرا ہو گئے۔

فن مکالمہ

(از مراسلہ نگار ادیب ، صاحبزادہ مولوی طفر حسن صاحب)

بہ بستان رو کہ از بلبل طریق عشق گدیری یاد
بہ مجلس آے کز حافظ سخن گفتن بیاموزی

- (۱) قل لهم فی انفسهم (لوگوں سے ایسی بات کہہ کہ انکے دل
تولا بلیغاً میں آتر جائے)
(۲) قولوا قولا سدیداً (پختہ بات کہو !)
(۳) (قولاً) قولا لینہ (نرمی سے بولو !)
(۴) قولوا قولا معروفاً (نیک اور اچھی بات کہو !)

امتعال سراپی عالم میں انسانی کامرانی و فائز المرامی مقصد
پذیری و قسمت دہی، فیروز مندی و کامیابی، غرضکہ تمام دنیاوی
مورز و فلاح، فی صدی ننانوے حصہ زبان کے ہاتھ ہے۔ اس مضغہ
دشت نے جس پر بتیس دانٹوں کا پہرہ ہے، بالیں ہمہ تقید
و پابندی، آہنی قلعے تسخیر کیے ہیں، ممالک فتح کیے ہیں،
فوجوں کو شکستیں دی ہیں، گداگوں کو پادشاہ بنایا ہے، خاک
آلود و زلیدہ مورسوں پر تاج مرصع کارکھا ہے، اور بوریالے مسکنت
کو آرننگ جہاندانی پر جا بچھایا ہے۔ اور پھر اس ظلمت
کدہ ہستی میں اگر کسی نے کفر و ملامت کی اقلیموں کو فتح
کیا ہے، اور وہم پرستی و خام اندیشی کی تاریکی کا پردہ چاک
کیا ہے، تو وہ بھی شمشیر عالمگیر، اور وہ اسی تلوار ابدار کی چمک
ہے۔ اسی نے انسانی دلوں میں تثلیث کی جگہ توحید کو، آتش
پرستی کی جگہ یزداں پرستی کو، اور اصنام ساکت و صامت کی
جگہ خدائے ہی و قیوم کو دلوائی، کفر اندیشی و باطل پرستی کی
گھٹا دور کی، اور نور ایمان و ايقان سے صفحہ عالم کو جگمگا دیا !!

اسلام نے اپنی حقانیت کی حجت زبان کو قرار دیا ہے۔ (۱)

اسلام کے ہاتھ میں اگر کوئی ایسا عصا ہے جس پر چشم زمیں میں
اڑدھا بن جائے اور طرفۃ العین میں زمین کے اندر سے چشم شیریں
نکال دے، تو وہ بھی عصائے زبان ہے ! اسکے پاس اگر کوئی ایسا
ساز نغمہ ہے جسکی آواز جن و انس، پرند چرند، اور شجر و پھر
کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لے، تو وہ بربط زبان ہی ہے، اور
پھر اسلام کو اگر کوئی جمال عالمگیر و حسن جہاں تسخیر حاصل ہے،
تو وہ بھی حسن گفتار ہی ہے :

آنچه خروباں ہمہ دارند، تو تنها داری !

تاریخ کامیابی و فرخحالی کا ہر صفحہ سلطان زبان کا فنا بینم
و منہ طراز ہے۔ اسکی ہر سطر ایک ترانہ ترعیف، اور اسکا ہر لفظ
ایک زمزمہ تعید ہے۔ اسکی صاف صاف شہادت ہے کہ اس تیرہ
خاکدان ارضی میں زبان ہی نے آدم زاد پر فردوس فلاح و گلشن
صلاح کے دروازے کھولے، وہ آلفہ رحید زبان ہی ہے جس نے انسان کے
لیے قصر کامرانی تعمیر کیا، سامان عیش و نشاط ترتیب دیا، اور
زمین پر سلسبیل و کوثر کی نہریں جاری کر دیں، تاہ وہ ان سے بہرہ
مند و حظ اندوز ہو، اور دنیا میں باغ ہائے جنت کی لذتیں
لڑے۔ پھر وہ مضرب زبان ہی تھی، جس نے ساز ہستی کے
نغمہ ہائے مخفی آشکار اور سرور فطرت کے ترانہ ہائے مضمحل
بر سر بازار کر دیا، اور انسان کو اس کے ترنم لطیف و تغن سحر تاثیر

(۱) فتوا بدورۃ من مثله (منہ)

سے لطف اندوزی و فیضابی کا مرقع دیا۔ اور پھر زبان ہی وہ
کلید خاص ہے، جس نے گنجینہ ہائے مقفل و در بستہ کو ایک
لمحہ کے اندر صرف دست و نظر کر دیا !

خاصہ کلید ہے کہ در گنج راست

زیر زبان مرد سخن سنج راست

پھر زبان ہی وہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ
تیز ایک صراط امتحان ہے، جس کے نیچے حسرت و یاس کا جہنم شعلہ زن
ہے، اور جسکی سرحد بہشت مسرت و کامرانی کے اندر ختم ہوتی
ہے۔ اگر بایں گفتار کو لغزش ہوئی تو طعمہ رنج و تعب ہو گئی، ورنہ
عیش دائمی و انبساط سرمندی سے ہم آغوشی ہے۔ اگر آسکا
حسن استعمال ارج مہراہ و معراج نشاط تک پہنچا دیسکتا
ہے، تو آسکا سر استعمال حسیض نامرادی و تحت الثراء ناکامی پر
پٹک بھی دیتا ہے، اور جس طرح زبان کے حسن استعمال نے غریب کو
امیر، فقیر کو بادشاہ، محتاج کو غنی، مغلوب کو غالب، مفتوح
کو فاتح، بزدل کو شجاع، ظالم کو رحمدل، اور کافر کو مومن بنا دیا
ہے، اسی طرح اسکے سوء استعمال نے بادشاہوں سے بھیک منگوا دی ہے۔
شہزادوں کے ہاتھ میں کاسۂ احتیاج دیدیا ہے، ایک عالم کو دشمن
بنا دیا ہے اور لا تعد و لا تحصی مصائب و آلام کے پہاڑ انسان کے سر پر
لا ترے ہیں۔

* * *

تاریخ انگلستان شاہد ہے کہ چارلس اول نے درشت کلامی کے
دیوتا کو اپنا سر نذر کیا، ہنری دوم کے الفاظ طامس اے بیت کی
ہلاکت کا باعث ہوئے، فریدرک اعظم کے زہر آلود فقرات جنگ
جنگ ہفت سالہ (Seven years war) کا موجب بنے، اور پھر کرن
نہیں جانتا کہ جب انگلستان کی حالت بہت نازک تھی، برطانی
فرج دل شکستہ ہو رہی تھی، فرانس کے رعب سے تمام برطانیہ کے
جسم میں رعشہ تھا، تو (نیلسن) کے الفاظ ہی تھے، جس نے بحری فرج
کے ٹوٹے ہوئے دل پر جوڑ دیے، ہاری ہوئے ہمتوں کو پھر چاق
چوبند کر دیا، بزدلوں کے اندر روح شجاعت از سر نو پھونک دی،
اور پیچھے ہٹنے والے قدموں کو سب سے آگے بڑھا دیا !!

زمانہ جاننا ہے کہ (نپولین) کی کامیابی کا راز ہاتھ نہ تھا بلکہ
زبان تھی۔ اسکی زبان کی مٹھی میں فرانس کا دل تھا۔ یہی زبان
تھی جسکی دستگیری نے آسے سپاہیوں کی ادھر صف سے نکال کر
فرانس کے تخت پر جا بٹھایا۔ پس نپولین کو بادشاہ بنا دیا اس کے
اقوال نے، نہ کے اسکے افعال نے۔ یعنی آسنے، جو آسنے کہا تھا۔ وہ
آسنے، جو آسنے کیا تھا !!

* * *

جن کا مہینہ ہے، اٹھارویں صدی عیسوی کا آفتاب قریب
غروب ہے۔ برٹش پارلیمنٹ کے روبرو وارن ہسٹنگس (ہندوستان
کے ایک گورنر جنرل) کا مقدمہ پیش ہے، رچرڈ برنسلے شیریں
آٹھتا ہے۔ مخالفت میں کامل سازے پانچ گھنٹہ تقریر کرتا ہے۔
لیکن سامعین کا کیا رنگ ہے؟ کیا اسکے طرانی خطبہ سے گہرا رہ
ہیں؟ اسکی طویل تقریر سے اکتا گئے ہیں؟ نہیں، بلکہ اسے
برخلاف ہر شخص سر تا بقدم گوش ہے، حیرت ہے، جو جس پہلو
بیٹھا ہے، اسی پہلو بیٹھا رہ گیا ہے۔ گویا پتھر کے بت جا بجا کرسیں
پر نصب کر دیے گئے ہیں۔ تنفس میں ابتری ہے، آنکھیں ٹو
کھلی ہیں لیکن خطابت کے مسمریزم سے ہر شخص معمول
و مدھوش ہے۔ فریقین اس طرح معرسماعت ہیں کہ مابہ الزام قطعاً
فراموش ہے۔ ہسٹنگس کی موافقت و مخالفت کا کسی کو خیال
نہیں۔ ہر قلب (غالب) کی اس فلسفہ سنجی کا مصداق
جامد ہے :

بذوق بیخبر از در در آمدم ' معمر
برعدہ ام چہ نیاز رز انتظار چہ حظ !

لوگن جیسا وارن ہسٹنگس کا طرفدار ' دورانِ تقریر میں ایک گھنٹہ بعد اپنے ہم نشین سے کہتا ہے : " بس یہ تمام لفاظی ہی لفاظی ہے ' دلیل اور ثبوت کا نام نہیں " دوسرا گھنٹہ گزرنے پر کہتا ہے : " کیسی عجیب و غریب خطابت ہے ؟ " تیسرے گھنٹے کے بعد کہتا ہے : " واقعی مسٹر ہسٹنگس نے کچھ انصاف نہیں کیا " مگر قبل اسکے کہ تقریر ختم ہو کر رہے چیخ اٹھتا ہے : " درحقیقت یہ تو سب ظلم و انصاف کشی کا ایک شیطان عظیم ہے " ۱۱
ہاؤس آف کامنز کا ایک ممبر التوائے اجلاس کی تحریک پیش کرتا ہے اور اس امر کا اظہار اعتراف کرتا ہے کہ بہ حالت موجودہ ' اسکا دل و دماغ صمیم رت دینے کے قابل نہیں -
یہ ہے زبان کا اثر ' اور یہ ہے الفاظ کی تاثیر ! !

* * *

خیر ' یہ تو تاریخی واقعات ہیں - ہماری انفرادی زندگی میں جب دروز اس قبیل کی باتیں پیش آتی رہتی ہیں - اس رسالہ کے ہر پڑھنے والے کو تجربہ ہوگا کہ کس طرح ایک محب عزیز کی بات نے فطرت کا دل صاف کر دیا ؟ اور پھر ذرا سی دیر میں دشمن دوست ' اور دوست دشمن ہو گیا ؟

یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ الفاظ کا اثر وقت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے ' نہیں ' بلکہ وقت کے گزرنے اور مہینوں ' سالوں اور صدیوں کے بعد بھی دیکھا گیا ہے کہ امتدادِ زمانہ نے شرابِ تاثیر کو اور تیز کر دیا ہے اور الفاظ اپنے اندر بھی کھٹک ' دھبی اثر ' دھبی درد ' اور دھبی طیش رکھتے ہوئے نظر آتے ہیں - اعمالِ انسانی پر آنکھیں حکومت برقرار رہی ہے اور اکثر بزرگانِ دین و قوم اور کبار خاندان و قبیلہ کے اقوال نے اس پیکرِ معصیت و عصیان یعنی افسان کو برسے کاموں سے بچایا ہے اور ہر مرتعہ پر سامنے آکر ایک قاهر و جابر مانع کا دم دیا ہے ! انسان کا دل کچھ عجیب طلسم زار تاثیر و تاثیر ہے - کبھی اس سینہ نازک میں ہوا کی تھیس سے بال پڑ جاتا ہے ' اور کبھی اس آئینہ عجیب کا غایظ و دیرینہ زنگ آن واحد میں دور ہو جاتا ہے -

مگر ایسا کیوں ہے ؟

ماہرینِ علم النفس جانتے ہیں کہ لفظ میں کیا تاثیر ہے ' لہذا کی حرکت میں کیسا سحر ہے ' اور زبان کو دل کے اندر کیسا کچھ دخل عظیم حاصل ہے ؟ اس رسالے کا مقصد رحید ' اسی مسئلہ کی عام النفس کی روشنی میں تحلیل ' چند اہم نتائج علمیہ کا انتزاع ' اور فنِ مکالمہ کی سرسری تدریس ہے -

پس سب سے پہلے ہم " فنِ مکالمہ " کی تعریف کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ " فنِ مکالمہ کہتے کس کو ہیں ؟ " لیکن اس سوال میں کہ " فنِ مکالمہ " سے کیا مراد ہے ؟ دراصل دو سوال پوشیدہ ہیں ' یا یوں کہیے کہ یہ سوال دو سوالوں سے مرکب ہے - پہلا سوال یہ ہے کہ " فن " کیا چیز ہے ؟ اور دوسرا یہ کہ " مکالمہ " کیا ہے ؟

" عام " و " فن " کی بحث و تفریق ' علمِ منطق کا ابتدائی مبحث ہے - اکثر رسائل اسی بحث سے شروع کیے جاتے ہیں ' اور عجیب عجیب مرشگانیاں کیجاتی ہیں ' مگر " علم " و " فن " کا مسئلہ اربابِ منطق کے ہاتھ میں جا کر ' نہایت خشک اور غیر دلچسپ بحث بن جاتا ہے - برخلاف اسکے ہمارا قلم " فنِ مکالمہ " کے مباحث دلچسپ و مفید لکھنے کے لئے مضطرب ہے - لیکن

کیا کریں کہ قاریین کرام کو ان مباحث سے فائدہ تام حاصل نہرگا - تارقیتیکہ مسئلہ " علم " و " فن " پر ایک گونہ آنہیں عبور حاصل نہر جائے کہ یہی فنِ مکالمہ کا اساس اولین و بنیاد مباحث ہے - پس ہم اس مسئلہ اہم کے طرف خاص طور پر مترجمہ ہوتے ہیں کہ اگر عمارت کا سنگ و بنیاد ہی درست و راست نہیں تو نقش و نگار کی خوبی و حسن کو لیکر کوئی کیا کریگا ؟ حسنِ فضول و مفاد مجرد ' دونوں فنِ نفیس کی نظر میں قبیم و قبیم تر ہیں - کمال ہر صنعت حسن و افادہ ' دونوں کے انضمام پر منحصر ہے ' اور کمال ہر کار ' حسنِ آرائی و کارِ مندی ' دونوں کی آمیزش لطیف کا نام ہے - دیکھو ' چشم و ابرو کی یکجائی کا کیا اشارہ ہے ؟ آنکھ جو کہ بذاتِ خود ایک آلہ مفید ہے ' معرّاب ابرو کے بغیر ایک روزن دیوار سے زیادہ نہیں ' اور ابرو جو اپنی جگہ پر مظهرِ حسن ' رچلہ گاہ جمال مجرد ہے ' آنکھ کے بغیر ایک دیوار شکستہ کی معرّاب کے سرا اور کیا ہے ؟

بہرں پاس آنکھ قبلہ حاجات چاہئے

سب سے پہلے ہم " عام " اور " فن " کے متعلق ایک تمہید مختصر پیش کریں گے ' جو یوں بھی بچائے خود نفع و دلچسپی سے خالی نہرگی - اسکے بعد " مکالمہ " کے مباحث کی طرف متوجہ ہونگے اور وہ طریقے بتائے جائیں گے ' جن پر عمل کرنے سے انسان اپنی زبان سے ایک عالم کو تسخیر کر لے سکتا ہے ' اور ساری دنیا کو اپنی مٹھی میں لیلے سکتا ہے کہ جس طرف چاہے آئے پھیر دے ! !

(علم و فن)

علم عبارت ہے مجموعہ کلیات و مجردات و نظریات سے - وہ مظاہر فطرت کی توضیح و تشریح کرتا اور موجوداتِ عالم کے وجود و ظہور کے شرائط و قوانین بتلاتا ہے - علم اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ کسی شے کے وجود پذیر ہونیکے کیا اسباب ہیں ' کسی چیز کے معرضِ شہود میں آنیکے کیا علل ہیں ' اور مظاهرِ کائنات کے بواعثِ تخلیق کیا کیا ہیں ' اور نیز کیا طریق و وقوع ہے ؟ علم بتلاتا ہے کہ کیوں سمندر سے ابخراں اُٹھے ' کس طرح بادل بنے ' کیوں پہاڑوں سے ٹکرا کر برے ' ہوا نے کس طرح ہاتھوں ہاتھ انکو ہر جگہ پہنچایا ' کس طرح برگ خشک لب کو سیراب کیا ' مرجھائے ہوئے پردے سرسبز و شاداب ہو گئے ' اور سرکھی کھیتوں کو ہرا ہرا کر دیا ؟ علم ہی ہے جو اس مشاطہ اعجاز کار سے تعارف کرتا ہے ' جسکے ہاتھوں شاید فطرت کے انزالش حسن و جمال کا کام انجام پاتا ہے ' جسکا دست آراشکر عروسِ ہستی کی چہرہ پر دازی و حسنِ افریزی کا آلہ رحید ہے ' جسکی انگلیاں معشوقِ قدرت کے بالوں کا شانہ حسن افزا ہیں - جس سے کائناتِ عالم کے شباب حسن کا نکھار قائم رہے -

قرار رہتا ہے : رہنا ما خلقت هذا باطلا ! !

غرض کہ علم کا موضوع بحث ' موجوداتِ ہستی کے درمیان جو علاقہ ہائے سببیت وجود گزرتے ہیں ' اسکا انکشاف اور مظاہر فطرت کے اندازِ ظہور کی تعیین و تحدید ہے اور بس -

برخلاف اسکے " فن " نام ہے ان اصول و ہدایات کے مجموعہ کا ' جو کسی علم کی نظریات پر مبنی ہوتے ہیں اور اس طرح اس علم میں ثابت و مبرہن ہو کر ' شمعِ راہِ عمل ' اور رھدائے بصیرت و عبرت ہوتے ہیں ' یعنی " فن " کو ان اصول و قوانین کی حقیقت و ماہیت سے کچھ بحث نہیں ہوتی اسلیے کہ یہ تو علم کا موضوع خاص ہے - فن کا کام ' بعض ان اصول متحققہ و قوانین متکشفہ کو عمل کے سانچے میں ڈھالنا ' اور ان سے استفادہ حاصل کرنا ہے - عام نظریات و کلیات کا اثبات اور حقائق و مظاہر فطرت کا انکشاف

شہنشاہ عثمانیہ

بریفنگ

برطانیہ از روئے معاہدہ، دولت عثمانیہ کی اعانت پر مجبور ہے

اثر: کانپ شہر و اصناف دوسرہ، ممبر بلڈ

مشہور اہلام درست انگریز اہل قام اور سیاسی مصنف، مسٹر "بلنٹ" نے حسب ذیل خط "ریست مذکور گزرت" کے ایڈیٹر کے نام شائع کرایا ہے:

"جناب من! معذون ہوں کہ آپ نے میرا پہلا خط شائع کر دیا۔

آپ نے اپنے ایک مقالہ افتتاحیہ (لیڈنگ آرٹیکل) میں ان فقرہوں کو لکھتے ہوئے کہ "ہم دولت عثمانیہ کی زندگی کے ضامن نہیں ہیں" (میں اس اظہار سے باز نہیں رہ سکتا کہ) ایک نہایت اندوس ناک غلطی کی ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ حکومت برطانیہ، از روئے معاہدہ دفاعیہ ۴ - جولائی سنہ ۱۸۷۸ ع (دیکھو کتاب ازرق Blue Book عدد ۳۸ - سنہ ۱۸۷۸ ع) روسیوں سے عثمانی ایشیا کی محافظت و مدافعت پر مجبور ہے۔

برطانیہ کی وزارت خارجہ اس معاہدے کی پابند ہے، جیسا کہ ابھی ابھی گزشتہ سال وزیر خارجہ نے خرد اپنی زبان سے اس کا اعتراف کیا ہے۔

انگلستان نے اس معاہدے میں دولت عثمانیہ سے وعدہ کیا ہے کہ اگر روس کبھی عثمانی ایشیا کے کسی حصہ پر حملہ آور ہوگا تو وہ ہمیشہ اپنی جنگی قوت سے دولت عثمانیہ کی اعانت کرے گا، اس کے معارضہ میں دولت عثمانیہ نے اصلاحات کے جاری کرنے اور مسیحی رعایا کے حقوق کی حفاظت کا وعدہ کیا، اور جزیرہ قبرص کے انتظامات انگریزوں کے سپرد کر دیے کہ وہ عثمانی ایشیا کی حفاظت کے لیے اس اہم جنگی موقع سے کام لیں۔

ان تصریحات کے بعد درحقیقت اس وقت تک کے لیے، جب تک کہ یہ معاہدہ نسخہ نہ ہو، اور قبرص دولت عثمانیہ کو واپس نہ دیا جائے، انگلستان مجبور ہے کہ قانوناً اور اخلاقاً اس معاہدے کی عزت کرے، خواہ اس کی جنگی قوت بحر متوسط میں کسی حد تک متغیر کیوں نہ ہو جائے۔

اس بذا پر اس وقت دول عظمیٰ کے مقابلے میں روس کی خواہ کسی حد تک بھی بے چارگی ہو، لیکن اس معاہدہ کی تصحیح و تعمیل سے وہ کسی طرح عذر نہیں کر سکتا۔ اس کی مثال بعینہ اس معاہدہ کی سی ہے، جو ایک انسان کی حفاظت و مدافعت کے لیے دوسرا شریف انسان کرتا ہے۔

اس انگلستان کو اس روس کے مقابلے میں اس معاہدے کی

کرتے ہیں، اور معجزات کے اصول خالص کی تعلیم دیتے ہیں۔ مگر فن کا کام بس اسی قدر ہے کہ ان کلیات و معجزات و حقائق متحققہ و متکشفہ سے بہرہ اندوز ہوں، اور اعمال انسانی کے لئے علم سے اسباق مفیدہ حاصل کرے، سہل و آسان اور موصل الی المقاصد راہیں کھول دیں۔

مثال کے لیے علم تشریح (Anatomy) اور فن جراحی (Surgery)

کر لیجیے۔ علم تشریح جسم انسانی کے اعضا و جراح کے حالات و تعلقات باہمی کو ظاہر کرتا ہے۔ مگر فن جراحی صرف ان مباحث و کلیات سے فائدہ اُٹھاتا ہے، اور اپنے اصول و قوانین کو علم تشریح کی نظریات و حقائق سے اخذ کرتا اور اس طرح عمل جراحی کے لیے ایک ذخیرہ ہدایات و تہذبات فراہم کر دیتا ہے۔

اگر ناظرین کرام دوران تعریف "فن مکالمہ" میں اجازت دیں، تو بطور جملہ معترضہ کے کہہ سکتا ہوں کہ جس طرح فن جراحی یکسر علم تشریح پر مبنی ہے، اسی طرح بعینہ "فن مکالمہ" بھی تمام تر علم النفس سے ملخورد ہے۔ فن مکالمہ بنانا ہے اور علم النفس اصول کو ثابت کرتا ہے۔ پس جو جس کا مطلوب ہو، وہ اسی طرف متوجہ ہو:

بہ ہستال روکہ از بلبل طریق عشق گیری یاد

بہ مجلس آئے کز حافظ سخن گفتن بیاموزی

اب جبکہ فن کی ماہیت و حقیقت ظاہر ہو گئی، تو سوال یہ ہے کہ مکالمہ کے معنی کیا ہیں؟

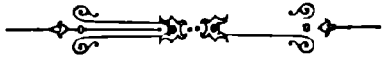
الہلال:

(۱) یہ مضمون کئی نمبروں میں ختم ہوگا۔ ابھی صرف تمہید ہی ہے۔ اپنے عنوان "فن مکالمہ" رکھا ہے۔ جب تک کہ اصل مبحث شروع نہ ہو، نہیں کہا جا سکتا کہ ایک مقصود اصلی کیا ہے؟ لیکن مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ تقریر و خطبات کے متعلق لکھنا چاہتے ہیں۔ اگر یہی مقصود ہو تو اس کے لیے تو "فن خطابت" پیشتر سے ایک عمدہ لفظ موجود ہے، اور "مکالمہ" کی ضرورت نہیں۔ (۲) آغاز مضمون میں آپ نے "فاثر بسورۃ من مثله" کی طرف اشارہ کیا ہے اور فصاحت بیان کو اسلام کا سب سے بڑا حربہ اثر و تسخیر قرار دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے آپ کا مقصود یہ ہوگا کہ مذہب نے بھی اس وسیلہ تاثر سے کام لیا۔ ورنہ اس آیت میں محض فصاحت و بلاغت بیان ہی کی تحدید نہیں ہے۔ و لقصۃ بطولہا۔ اسلام کے اسلحہ اثر ایک دوسری نہیں بلکہ بہت سے ہیں، اور اسی بڑی تلوار فطرۃ انسانی کی مطابقت اور تعلیم صحیح و ارشاد الہی ہے۔ یہی معنی ہیں اس آیت کے کہ "ذلک الدین القیم"

(۳) خطابت کے عجیب و غریب اثرات کی مثالیں تاریخ عرب سے بھی بکثرت مل سکتی ہیں اور وہ نہایت موثر اور دلچسپ ہیں۔ علی الخصوص درجہ جاہلیہ۔



عالمِ اسلامی



رشادِ یسہ

عثمانی زرہ پوش جہاز



حمیدیہ کے بعد 'جسکی تاریخ بنا سنہ ۱۸۸۰ء' ۳ - ستمبر سنہ ۱۹۱۳ء پہلا مرقع ہے جب حکومت عثمانیہ ایک زرہ پوش جنگی جہاز کی مالک ہوئی ہے۔

سلطان کے نام سے اس جدید مدرعہ (آہنی جنگی جہاز) کا نام "رشادیہ" رکھا گیا ہے۔ رشادیہ کی طیارہ کے لیے مٹی سنہ ۱۹۱۱ء میں انگلستان کے کارخانہ (ریکا رزر بارر) کو حکم دیا گیا، اور اس کے تین مہینے بعد دولت علیہ اور کارخانہ داروں کا باہمی معاہدہ طے ہوا۔ ۶ - دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء رشادیہ کی طیارہ کا روز افتتاح، اور ۳ - ستمبر سنہ ۱۹۱۳ء تاریخ تکمیل ہے۔

رشادیہ تاریخ مذکور سے بہت پہلے طیارہ چکا تھا، لیکن اس اثنا میں دولت علیہ جن حوادث و انقلابات میں مبتلا رہی، نیز رتقاً فوقتاً مدرعہ مذکورہ میں جن نئی نئی اصلاحات و اضافات کی فرمائشیں ہوتی رہیں، ان کی بنا پر کلم بدیر ختم ہوا، لیکن تاخیر کا نتیجہ بہت بہتر ہوا۔

رشادیہ کا طرز بنا اس جدید انگریزی جہاز کی طرز کا ہے، جس کا نام "جارج پنجم" ہے۔ رشادیہ وزن، قوت آلات، سرعت سیر، استحکام و سلاح بندی اور اپنی بڑی بڑی توپوں کے لحاظ سے بالکل "جارج" کے مساری و مقابل ہے۔ بلکہ "رشادیہ" کی سکند باثری قوت و شدت میں "جارج" سے کہیں زیادہ مضبوط و مستحکم ہے۔

"رشادیہ" کا ہارٹن - ۲۳ - ہزار ٹن، طول ۵۲۵ - فیت، عرض ۹۱ - فیت، عتی ۲۸ - فیت ہے، اور اس کے انجن کی طاقت ۳۱ - ہزار گھوڑوں کے برابر ہے۔ اسکی متوسط رفتار ۲۱ - میل ہے، اور سطح فوقانی ۱۲ - انچ کی فولادی چادر سے چھپی ہے۔ اس میں چار فوقانی طبقے ہیں جو ۱۲، ۹، ۸، اور ۶ - انچ کی مختلف الضخامت چادروں میں لپٹے ہوئے ہیں۔ سب سے آخری اور داخلی طبقہ جو بالکل سطح آب کے برابر ہے، نہایت محفوظ و محکم ہے۔

سلاح بندی کے لحاظ سے "رشادیہ" تمام انگریزی جہازوں سے ممتاز ہے۔ اسکی پہلی باثری جو دس توپوں سے مرکب ہے اور جن میں سے ہر ایک کا قطر ۵ - ۱۳ - انچ ہے جہاز "جارج" سے مشابہ ہے۔ اسی طرح دوسری اور چوتھی صف کی توپیں بھی بالکل "جارج" کی طرح ہیں۔ چوتھی صف کی توپوں میں سے جہاز کے مقدم و موخر حصہ میں بغرض حفاظت چار حرکت کرنی والی توپیں بھی موجود ہیں۔ دوسری باثری ۱۶ - توپوں سے مرکب ہے۔ ہر توپ کا قطر ۱۳ - انچ ہے، نیز بالکل محفوظ اور سامنے سے کہلی ہوئی ہیں۔ ضرورت کے موقع پر آٹھ آٹھ توپیں دھڑے بالیں، اور چھ چھ آگے پیچھے چلائی جاسکتی ہیں۔ طرز "جارج" کے اور جہاز جو موجود ہیں، ان کی دوسری باثری میں چھ چھ توپیں ہیں جن میں سے ہر ایک کا قطر صرف ۱۴ - انچ ہے۔

"رشادیہ" بحریہ عثمانیہ کی ترقی کا دوسرا زینہ ہے اگر ہم "حمیدیہ" کو پہلا زینہ سمجھیں۔ البتہ یہ بھی جو کچھ ہوا، امریکا، فرانس، روس، اور اٹلی کی قوت بحریہ کے مقابلہ میں، ہیج ہے۔

عزت بھولنی نہ چاہیے تھی، جس کے خوف سے ملتان ہو کر سر ادرہ کرتے، اہم گذشتہ میں دولت عثمانیہ کو یہ نصیحت کی تھی:

"ادرہ کی حوالگی میں دولت علیہ اب تاخیر نہ کرے، ورنہ ممکن ہے کہ روس ایشیائی صوبوں کی طرف پیش قدمی کر دے گا"

اس وقت عثمانی رجال سیاست ادرہ کرے کی رویوں کے ساتھ قلبی میلان و انعطاف سے نا واقف نہ تھے، اور نہ اس پر اسرار نصیحت کی اس حقیقت سے نا آشنا تھے کہ اس سے جتنی ترکوں کے ساتھ خیر اندیشی ظاہر ہوتی ہے، اس سے کہیں زیادہ سلاوی اقوام کے ساتھ ہمدردی و طرفداری ظاہر ہوتی ہے، اور یہ روس کے مصالح کا عین مقتضی ہے۔

یہ نا معلوم امر نہیں ہے کہ ادرہ یورپ میں ایک مستحکم اور قلعہ دار شہر ہے۔ اس لیے ظاہر ہے کہ انگلستان کیلئے اسکی حفاظت کوئی اہم چیز نہیں، اور اسی لیے معاہدہ قبرص میں یورپین عثمانی صوبوں کے اندر اصلاحات و نظمیات کی دفعہ نہیں بڑھائی گئی، پس یہ بالکل صائب ہو گیا کہ سر ادرہ کرے نے جن ہمدردانہ الفاظ ترکوں کو خطاب کیا، ان کا مقصد یہی تھا کہ ترک ادرہ چھوڑ کر خط امینوس و میدیا تک ہٹ آئیں اور حق ہے کہ ترک سر ادرہ کرے پر یہ الزام قالم کریں کہ وہ بھی یورپ کے اس طریق سیاست میں شریک ہیں جس کا مقصد عثمانی صوبوں کی غارتگری ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے کہ ایک حریف کو تو آگے بڑھایا جائے، اور دوسرا ترکوں سے خطاب کرے کہ مقابلہ کی حاجت نہیں، تم یہاں اور پیچھے ہٹ آؤ، جیسا کہ طرابلس میں آخر ہو چکا ہے؟

سر ادرہ کرے کے ان چند مختصر فقروں سے بظاہر ترکوں کو کوئی نقصان نہیں ہوا، لیکن حقیقت میں انکو متعدد نقصانات پہنچائے گئے۔ سلاوی اقوام کی اس کے ذریعہ تشبیع کی گئی کہ تم نہ درر، روسی اور انگریز تمہارے ساتھ ہیں، اور ترکوں کو ایشیا کی حفاظت کے لیے ادرہ سے فرج کا ایک ٹکڑا ایشیا میں منتقل کر دینا پڑا۔

بظاہر حالات معلوم ہوتا ہے کہ آپ معاہدہ قبرص کو نا قابل التفات اور گویا معدوم سمجھتے ہیں، لیکن مجھے شک ہے کہ وزارت خارجہ آپ سے متفق نہ ہوگی، کیونکہ سر ادرہ کرے نے گذشتہ سال نہایت صریح الفاظ میں اٹلی کے قبضہ جزیرہ رودس کے وقت اس کا حوالہ دیا تھا، گورہ ترکوں کے لئے مفید نہ تھا۔ وزارت خارجہ نے کہا تھا کہ "انگلستان نے روس سے عثمانی ایشیا کی محافظت کا عہد کیا ہے، نہ کہ تمام دول علم سے"

ان وجوہ سے میں اس وقت تک، جب تک کہ انگلستان قبرص پر قابض ہے، اس امر کیلئے اسے چھوڑ پاتا ہوں کہ وہ روسوں سے ایشیائے عثمانی کی حفاظت کرے....."

• میں آج بغرض دیہنے مسجد مچھلی بازار کانپور کے آیا۔

• مجھے چند معزز دستوں نے معلوم ہوا کہ مہربی نسبت یہ غلط فہمی عام ہو رہی ہے کہ میں نے کوئی فخری اپنا ہے۔ یہی بنا دستخطی بعض دور ہزار باقالبہ پیش کیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ منہ۔

• حصہ مچھلی بازار کانپور کا جزر مسجد نہیں ہے حالانکہ یہ افواہ بعض غلط ہے میں نے کوئی فخری یا کوئی تھری مسجد مذکور کے متعلق نہ لکھی ہے اور نہ جناب فٹنٹ گورنر بہادر کو دی ہے۔

• نہ کوئی گفتگو اس کے متعلق ہزار کسی دوسرے حکام سے کی ہے۔ لہذا آپ میری دستخطی تھری ہذا اپنے معزز اخبار میں شائع فرما کر محکمہ قلم کی بدگمانی سے بری فرمائیے فقط۔

دستخط نقیر محمد ابو الطیر غازی پوری ۸ - اکتوبر ۱۹۱۳

ماریت

ایک اقمہ ادبی تجویز

(ایک خاتون عیدور - ایک ہرست کے قلم سے)

مجلس خدام کعبہ کے قیام پر تمام مسلمانوں کو اسکا خیر مقدم کرنا چاہیے۔ میں نے سرمایہ مجلس کے مصارف کو بغور پڑھا لیکن ذیل کے خیالات نے جو ہر وقت میرے لیے فہش جان میں ہے، بے اختیار مجبور کیا کہ جو تجویز عقل ناقص میں آئی ہے، اسکی طرف ارکان مجلس خدام کو ضرور توجہ دلائیں۔

جب جاگ ترقی و اتالی شروع ہوئی تو بردار اسلام اپنے مظلوم بھائی بھنوں کے مصائب سے بیخواب ہو گئے اور اطالوی مال کو بالذات کر دیا۔ لیکن چند ہی دنوں کے بعد وہ بیتابی ایسی ہی ہو کر ہو گئی، جیسے کسی کی کہنی میں چرت لگ جائے اور وہ کچھ اضطراب کے بعد اسے بھول جائے۔ اگرچہ بفضل خدا جاگ بلقان نے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام مسلمانوں کے دلوں میں بھر غیرت قومی کی ایک لہر سی پیدا کر دی، لیکن افسوس، جتنی کوشش ہم نے اطالوی ثروت کو اقتصادی نقصان پہنچا نیکی کی تھی، اس کے عشر عشر سعبی بھی ان طاقتوں کی اشیاء تجارت کو (جو اس شرمناک اسلامی خون ریزی کی مرجع تھیں) بالذات کرنے کے لیے نہیں لی، اور سیدر اذنا بھی احساس نہوا۔

حقیقت یہ ہے کہ لوگ مجبور بھی ہیں۔ کریں تو کیا کریں؟ جو چیزیں ملتی ہیں وہ سب یورپ کی مصنوعات ہیں، اور اس طرح اہل یورپ ہمارا خون طرح طرح سے چوس رہے ہیں لیکن اب تو خون بھی باقی نہیں رہا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنی تلوار سے خود ہی اپنا گلا کاٹ رہے ہیں اور دشمنوں پر اپنی خونریزی کا الزام قائم کرتے ہیں۔ کیا یہ تلوار ان کے ہاتھ میں خود ہم نے، ان کی تجارت کو ترقی دیکر نہیں دیدی ہے؟

اب ذرا غور فرمائیے کہ ادھر تو ہم جاگ بلقان کے مہرورہین کے لیے چند روپے بھروسہ اکراہ چندے میں دیتے ہیں اور ادھر اہل یورپ ہم سے ہصد فیصد لاکھوں روپے روزانہ وصول کرتے ہیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد سات کروڑ بتائی جاتی ہے۔ ان میں بہت سے رزواہ و امرا ہیں جو روزانہ سینکڑوں روپے کا مال خریدتے ہیں، اور غریب و مفلس ہیں، وہ بھی اسم از اسم یورپ کی چند چیزیں تو ضرور خریدتے ہیں۔ اور یہ تمام چیزیں یورپ کی مصنوعات تجارتی ہوتی ہیں۔ اس سے آپ لوگ خیال فرما سکتے ہیں کہ ہم کس قدر روپیہ روزانہ دشمن کی نذر کرتے ہیں، اور یہ وہی ہمارا روپیہ ہے جس سے ہمارے ملکوں پر گولہ باری کی جاتی ہے اور ہمارے بھائیوں کی جانیں قلف کیجاتی ہیں۔ اسی کی بدولت آج ہم اپنی سلطنتوں کو غارت کر بیٹھے اور نوبت بائیں جا رسید کہ خانہ کعبہ بھی معرض خطر میں ہے۔

ان سلطنتوں میں جو چہاز بنتے ہیں ان میں ۲۰-۲۰ بلکہ ان سے بھی زیادہ تریڈ ہوتی ہیں، جن میں سے ہر ایک کا قطر ۵-۶-۷ انچ کا ہوتا ہے۔

”رشادیہ“ کی ترتیب و تنظیم اور صلاح بندی ایک کمیٹی کی زیر مراقبہ ہوئی ہے جس کے رئیس کمانڈر حقی بک تے۔ لندن کے سفیر عثمانی توفیق پاشا نے اپنی تقریر میں رشادیہ کی تقریب کرتے ہوئے فرمایا:

”رشادیہ امید ہے کہ ملک و حکومت کی حفاظت و حمایت نہایت شجاعت و بہادری سے کرے گا اور کسب سعادت و ترقی راہ میں آگے بڑھتا رہے گا“ آگے چلکر سفیر موصوف نے کہا:

”دولت عثمانیہ کی آرزو صرف یہ ہے کہ وہ سکون و امن کے ساتھ دنیا میں باقی اور اپنی وسیع حدود فرمانروائی کی ادبی و مادی ترقی میں کوشاں اور جانفشان رہے، اور اس فوز و کامیابی کے حصول میں دولت عثمانیہ حکومت برطانیہ کی اعانت پر اعتماد کرتی ہے“

(سر رینسنت لارڈ) کارخانہ (ریکارڈ) کے ایک منیجر نے سفیر موصوف کے جواب میں ایک فصیح تقریر کی جس کے آخری فقرے یہ تھے:

”رشادیہ کی حسن قسمت و نیک فال ہونے کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ وہ عین عید کے روز پانی میں اتارا گیا، جو مسلمانوں کے نزدیک سب سے زیادہ مبارک دن ہے“

سابق متولی مسجد کانپور

گزارش ہے کہ جذب نو بخوبی معلوم ہو گیا ہوگا کہ میں مسجد مچھلی بازار کے معامہ میں بے قصور ہوں۔ میرے خلاف جو مضمون جذب کو کانپور سے لگے وہ غلط ہے۔ لہذا قبل بھی عرض کر چکا ہوں۔ اب بھی گزارش ہے کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو تردید شایع فرمائیں۔ رہے خیر جو رائے اقدس ہو۔ میں ہر طرح پر خرس ہوں۔ مگر یہ ضرور عرض کرونگا کہ خدا شاہد ہے۔ مٹیں گے ولی منظور و زبانی یا تعزیری کسی حاکم کو نہیں دی۔ فقط۔ (فدوی کریم احمد - بساطی بازار کانپور)

(الہلال)

فقیر نے کانپور میں دواں مرتبہ آپسے زبانی کہدیا تھا کہ مجھے اس بارے میں کوئی خاص کارش تو ہے نہیں۔ ایک دینی معاملہ تھا۔ آپ کے خلاف سرکاری و غیر سرکاری معلومات پہنچیں تو بے اختیار قلم سے مختلفانہ خیالات ظاہر ہو گئے۔ العجب فی اللہ و البغض فی اللہ اصل و اساس ایمان ہے۔ ہر شخص کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے۔ وہ نیتوں کا علیم ہے۔ اگر واقعی آپ بے تصور ہیں تو اس سے زیادہ اور خرسی کی کیا بات ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ صبر و ثبات کے ساتھ راہ اسلام پر قائم رہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ یورپ کی ترقی کا راز اور مسلمانوں کی تباہی کا باعث کیا ہے ؟

سبب یہ ہے کہ ہم محنت ، مزدوری ، اور تجارت کو تو ننگ و عار جانتے ، اور ملازمت کو باعث افتخار و امتیاز سمجھتے ہیں ۔ آپ آرزو قومن پر نظر ڈالیں ۔ ہر طرف تجارت کی گرم بازاری ہے ۔ ہمیں اپنے ہندو بھائیوں کی ترقی تجارت پر نہایت ہی مسرت ہوتی ہے کہ وہ بفضلہ تعالیٰ ہم لوگوں جتنے غیر ملک کے محتاج نہیں ۔ کپڑا بنتا ہے ، صابون تیار ہوتا ہے ، دیا سلائی ، بسکت تمام ضروری چیزیں طیار کر کے غیر ملکی مصنوعات سے مسغنی ہو سکتے ہیں ، مگر حیف ہے مسلمانوں پر جنہوں نے غلامی اور حلقہ بگوشی کے سوا اب تک کچھ نہ جانا ۔ تمام قومیں ترقی کے مدارج طے کرچکیں ، لیکن ہم جہاں سے چلے آئے ، وہیں موجود ہیں :

شکست رنگ شباب و ہنوز رعنائی

دران دیار کہ زادی ، ہنوز آنجالی

جب سے اٹلی کی جنگ شروع ہوئی ہے ، میں نے بذات خود بیلین ، فیت ، کنارہ ، خریدنا بند کر دیا ۔ بلکہ کپڑا اور عام چیزیں بھی بہت دیکھ کر خریدتی ہوں ۔ میں نے اپنی تمام بھینوں سے عہد لینے ہیں اور بزرگوں سے استدعا کی ہے کہ وہ مرکز کنارہ بیلین نہ خریدیں اور جہان تک ممکن ہو ان اعداء اسلام ممالک کی اشیاء کی خریداری سے پرہیز کریں (جو ہمارے اسلامی ممالک کے درپے آزار ہیں) مجھے اپنی اس کوشش میں بفضل خدا بہت کامیابی ہوئی ۔

مجھے ایسا سوال کیا جانا ہے ، کہ کپڑا بھی تو یورپ ہی کا بنا ہوا ہوتا ہے ۔ اسکا سوائے اسکے اور کیا جواب دے سکتا ہے کہ جتنا ہم گناہ کم کریں بہتر ہے ۔ یہ گناہ ہم بدرجہ مجبوری کرتے ہیں اور وہ اپنی زبائش کے لیے ، اسکے متعلق میں رسالہ ” خاتون “ کے ماہ جولائی سنہ ۱۹۱۲ کے پرچے میں ایک مفصل مضمون لکھ چکی ہوں ۔

جسرت کپڑا خریدنا جاتا ہے تو دل دکھتا ہے کہ انیسویں صدی ہمارا رویہ ہمارا ہی خون بہالے گا ، مگر کچھ چارہ کار نظر نہ آتا تھا ، انحمد للہ کہ انعم خدام کعبہ قائم ہو گئی ۔ یہ انجمن نہ صرف ہمارے مصالح ہی کو درر کرے بلکہ اگر چاہے تو تمام قوم میں ایک روح حیات پھرنک دے سکتی ہے ۔ یتیم خانوں کی حفاظت اور ترسیع ، جہازوں کی فراہمی ، یہ وہ در کام ہیں کہ اگر فضل خدا شامل حال ہے تو مسلمانوں کی زندگی میں ہر چاہیڈگے ۔

لیکن پھر اسکا ایک پہلو تاریک بھی نظر آتا ہے اور وہ دیمک جو عرصہ سے مسلمانوں کو کھا رہا ہے ، کام کیے ہی جاگا ، یعنی غیر ملکی مصنوعات کی خریداری ، جسکی بدولت وہی کولہ بارود بنکر ہمارے لیے آئیگی ۔ اگر ترکی کو آپ پانچ چار لاکھ روپیہ ۔ لاکھ روپیہ دیا کرینگے تو اس رقم قلیل سے خانہ کعبہ کی کیا حفاظت ہو سکتی ہے ؟

ان وجوہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس ایک ٹامٹ رقم سے جو حفاظت کعبہ کیلئے حکومت حافظ حرمین کو بھیجنے کی تجویز ہے ، ایک کپڑے کا کارخانہ کھولا جائے ، اور اسکے منافع سے ایک مناسب رقم حفاظت کعبہ کیلئے جمع کی جائے ، یا بھیجی جائے اور باقی کل منافع کارخانہ کی توسیع کیلئے اور رفتہ رفتہ کارخانوں کی تاسیس میں صرف ہو ، اور ان ہندوستانی مصنوعات کی طرف بھی خاص توجہ کی جائے جن کے بنانے والے اگرچہ مسلمان ہوتے ہیں مگر ہمارے انلاس و کم مائیگی کے باعث اغیار اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ اگر انکو ترقی دی جائے ، اور ان سے خود مسلمان فائدہ

آٹھائیں تو اسلامی تجارت میں عجیب خوش حالی پیدا ہو جائے ۔ میں یہ ضرور کہونگی کہ اگر انجمن نے اس طرف توجہ نہ کی تو ان چندوں سے مسلمانوں کی ازویاد غربت کے سوا کوئی اور فائدہ حاصل نہوگا ۔ اگر کوئی خدمت و امداد کعبہ کا دعویٰ بھی کرے تو غلط ہے ، بلکہ وہ حقیقت میں دشمنوں کی خدمت و امداد کر رہا ہے ، اسیلئے وہ بجائے خادم و ناصر کعبہ ہونے کے ، دشمن و ہرود کن کعبہ ہے ۔

دوسری تجویز یہ ہے کہ ترکی میں بھی انجمن خدام کعبہ کی شاخ قائم کی جائے اور انجمن کے بیت المال کا بھی یہی مصرف وہاں قرار دیا جائے ۔

حج کے موقعہ پر لاکھوں جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے ، اگر ان کی کھالیں جمع کی جائیں اور اس سے عرب میں چمڑے کے کارخانے قائم کیے جائیں تو وہاں کی ساختہ مصنوعات اسلامی دنیا میں نہایت فرخ بخش ثابت ہونگی ۔ یقین ہے کہ ہمارے ترک و عرب بھائی عرب و ترکی میں اس مفید تجویز کو پسند کریں گے اور یہ نیک تجویز ترکوں ، عربوں ، اور ہندی مسلمانوں کے اس رشتہ اخوت کو جو کبھی کبھی مشنوں کے جانے سے قائم کیا جاتا ہے ، زیادہ مستحکم و مضبوط کر دیگی ۔

دامیدہ

عاجزہ مکرم جہاں ، از شملہ

سیاہ نیپولین

حریت دل دھونڈھتی ہے ، رنگ نہیں

” ڈبلن ریویو “ میں مسٹر گریہم Graham نے ٹوسینٹ (Toussaint) کے حالات شائع کئے ہیں ۔ اس عجیب و غریب آدمی کو مضمون نگار نے ” سیاہ نیپولین “ کے نام سے تعبیر کیا ہے ۔

مسٹر گریہم کہتے ہیں کہ یہ شخص سان ڈامنگو San Domingo میں بہ حالت غلامی سنہ ۱۷۴۳ ع میں پیدا ہوا تھا ۔ پچاس برس تک جزائر غرب الہند میں زراعت کی مزدوری کرتا رہا مگر اس طویل زمانہ غلامی میں اسکے دل سے آزادی کا خیال ایک لمحہ کے لیے بھی جدا نہ ہوا ۔ یہ پاک چنگاری برابر اسکے سینے میں سنگتی رہی ۔ بالاخر اس چنگاری نے اُس روشن آتشیں میں آگ لگادی جو تمام امریکہ میں چھڑک دیا گیا تھا ۔ آخر کرہ انٹیلیس (Antilles) سے یہ آگ نمودار ہوکر تمام براعظم امریکہ میں بھڑک کئی ، اور بالاخر اُس میں اس ملک کی غلامی جملکر خاکستر ہوگئی ۔

اس نے اپنے ملک میں دائمی فتنہ و فساد اور مصیبت و فحاش کو دیکھا جسکی وجہ سے اس مظہر غیرت حق کو جوش آگیا اور اس نے انسان کو وہ حقوق دلائے جو اسکے ہم نوع انسانوں کے صرف اختلاف رنگ کی وجہ سے اُس سے چھین لیے آئے ، اور جس نے سیاہ انسانوں کو وحش اور بہائم بنا رکھا تھا ۔ اگرچہ اُسکی کوششیں زیادہ روز تک سرسبز نہ رہنے پائیں ۔ اور اُسکے ملک کے خدار ، اور نمکحرام گروہ نے ، جو غلامی کو حریت پر ترجیح دیتا تھا اور جو ہر جگہ موجود ہے اور ترجیح دیتا ہے ، اسے گرفتار کرادیا ، مگر تاہم اُس ہمت کے بادشاہ نے کبھی نا امیدی اور خوف کو اپنے پاس آنے نہ دیا ۔ اس نے اپنی بلند ہمتی اور الواغرمی سے تاریخ عالم میں کام کرنے اور کوشش کرنے کا ایک نیا باب کھول دیا ہے ۔

Toussaint ٹوسینٹ کی صرف فرجی قابلیت نے اسے سیاہ نیپولین کا خطاب خود اہل یورپ کے زبان سے دلایا ہے ۔ جن کا وہ دشمن شدید تھا ، اور جس پر اسکو فخر تھا ۔ (بقیہ برید فرنگ)

مسئلہ وظیفہ

چند اور نئے الفاظ !

”اکاذیب“ اور ”شرمناک“

بہ سلسلہ حفظ و کرب

از مسٹر عبد الماجد بی - اے - لکھنؤ

۱۷ - ستمبر کے الہلال میں صفحہ ۲۲۱ - سے لیکر صفحہ ۲۲۳ - تک انشا پردازی و خطابت کے پردہ میں جن پیہم ”مغالطات“ کا طومار یکجا کر دیا گیا ہے، انکی داد ”منطق“ کے طلبا دینگے : میں اگر انکی ”پردہ دربی“ کرنا چاہوں بھی، تو شاید اپنے دوسرے مشاغل کو کافی صدمہ پہنچالے بغیر نہیں کر سکتا - البتہ ان متعدد ”بیباکانہ اکاذیب“ میں سے، جو اس مضمون کی زیب و زینت کا باعث ہو رہے ہیں، ایک بات کا صاف کر دینا میں ہر حال میں ضروری سمجھتا ہوں - یہ قطعاً غلط ہے، کہ میں اس معاملہ میں ”راقف کاروں“ سے مشورہ طلب کر لینے، یا انکے مشوروں کے تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہوں، میں خود، بلا الہلال کے دربار سے کوئی ہدایت پالے ہوئے، ملک کے ان متعدد تعلیم یافتہ حضرات سے مشورہ طلب کر چکا ہوں، جو میرے نزدیک مشورہ دینے کے اہل، یا بہ قول آپکے، ”راقف کار“ ہیں - میں نے اس مسئلہ میں مشورہ حاصل کیا ہے مسٹر سید کرامت حسین (سابق جج (ہائی کورٹ) سے جو علوم عربیہ میں کمال رکھنے کے علاوہ فلسفہ جدید (خصوصاً فلسفہ اسپنسر) کے بھی عالم ہیں - میں نے استفادہ کیا ہے، مولانا حمید الدین بی - اے (پروفیسر میڈر کالج الہ آباد) سے جنکی جامعیت علوم مغربیہ و مشرقیہ سے شاید آپکو بھی انکار کی جرأت نہ ہو - میں نے استشارہ کیا ہے مولوی عبد الحق بی - اے (صدر مہتمم تعلیمات حیدرآباد) سے، جو علامہ علوم مغربی سے واقفیت کے عربی میں بھی کافی دستگاہ رکھتے ہیں، میں نے مشورہ حاصل کیا ہے خان بہادر میر اکبر حسین (الہ آبادی) سے، جو علامہ اردو زبان میں سند (Authority) ہونے کے فلسفہ حقیقہ کا خاصہ مذاق رکھتے ہیں - اور میں نے مشورہ طلب کیا ہے اپنے شہر کے پروفیسر مرزا محمد ہادی بی - اے (کرسچن کالج) سے جو علوم قدیمہ و جدیدہ دونوں میں مشہور قابلیت رکھتے ہیں - حضرات موصوف کے علاوہ میں نے اور بھی ان متعدد تعلیم یافتہ لوگوں سے استعزاب رائے کیا ہے، جنکی علمی و ادبی قابلیت کی شہرت ابھی غالباً اس فضا میں نہیں پہنچی ہے، جس میں الہلال کا نشر و نیا ہو رہا ہے -

اور پھر میں نے بعض ان سنجیدہ مذاق اصحاب سے بھی تبادلۂ خیالات میں کبھی تامل نہیں کیا، جو چند دنوں سے آپکے استائف میں ہیں - بعض حضرات سے ان مسائل پر کئی کئی گھنٹہ گفتگو رہی ہے - میرے لایق دوست مولوی سید سلیمان نے جس معنت سے رضع اصطلاحات علمیہ پر ایک تحریر شایع فرمائی ہے، نیز میرے ایک دوسرے درست (”خدا بندہ“ از جونپور) نے اسی مسئلہ لذت و الم پر مضمون تحریر فرمایا تھا، میں اسکا اعتراف کرتا ہوں -

ہاں یہ جرم مجہم سے بلاشبہ سرزد ہوا ہے (اور شاید آپکے ضابطہ تعزیرات میں یہ جرم ناقابل معافی ہو) کہ میں نے اس شخص سے دستگیری کی التجا نہیں کی، جس نے گواہی خطیبانہ شعر بیانوں سے ایک بہت بڑی جماعت کو مرعوب و مسحور کر رکھا ہے، مگر جسکے ”خالص کمالات علمی“ کا ثبوت مجھے اب تک باوجود ”سعی و تلاش“ کے نہیں مل سکا ہے -

رہا آپکا یہ دعویٰ، کہ عربی میں فلسفہ کی بہتر سے بہتر اصطلاحات موجود ہیں، بہ شرطیکہ تلاش کی جائیں، تو اسکے متعلق میں نے اپنے پیچھے خط میں جو سوال کیا تھا، وہ بدستور قائم ہے - مجھے بتائیے کہ میں سائیکا لوجی، ایسٹما لوجی، ایتھکس (اپنے جدید معنی میں) اور منطق استقراء کی مصطلحات کس کتبخانہ میں تلاش کروں؟ کس کتاب میں ڈھونڈوں؟ مصر کے نامور فضلا، مشہور مستشرقین یورپ، اور خود ہندوستان کے مستند ترین فضلا (مثلاً شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی) تو اپنی لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں، لیکن الہلال کو اپنے دعوے پر اصرار ہے، اور چونکہ یہ دعویٰ الہلال نے کیا ہے، اسلیے کسی دلیل کی بھی حاجت نہیں، محض اسکا اعادہ و تکرار کافی ہے - لیکن یاد رکھیے کہ یہ خطیبانہ حربے، عوام فریب تقویروں و تعریروں میں خواہ کتنے ہی کارگر ہوتے ہوں، لیکن علمی مباحث میں انکا استعمال قطعاً بے محل و غیر موثر ہونے کے ساتھ ”بیحد شرمناک“ ہے - سیاحت اور مذہب مدت سے آپکی تیغ خطابیات کے زخم خوردہ ہو رہے ہیں، اب مہربانی کسر کے علمی مسایل لی جان پر تو رحم فرمائیے -

الہلال:

سخت شرماء وہ، اتنا نہ سمجھتا تھا انہیں

چہیزنا تھا تو کرٹی شکرہ بیجا کرتا !

اب تک تو صرف ”حظ و کرب“ کے متعلق بحث تھی، لیکن اب میں سمجھتا ہوں کہ آپکی لغات و مصطلحات جدیدہ و مختصرہ میں اور چند الفاظ و اصطلاحات کا بھی اضافہ ہو گیا ہے - اگر رضع واختراع کی رفتار ایسی ہی تیز رہی تو مجھے ہمت ہار دینے کا علانیہ اعتراف ہے :

بیا کہ ما سپر انداختیم اگر جنگ ست !

اب تک تو صرف یہی مصیبت تھی کہ آپ ”حظ و کرب“ کا مطلب وہ نہیں سمجھتے جو سمجھنا چاہیے، لیکن یہ تو بڑی مصیبت ہوئی کہ اب مغالطات، منطق، پردہ دربی، بیباکانہ اکاذیب، کمالات علمیہ، اور بے حد شرمناک کے متعلق بھی مجھے خوف پیدا ہو گیا ہے کہ آپ انکے معانی سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ان الفاظ کو کن موقعوں پر بولنا چاہیے؟ میں نے اسی لیے آپکی تحریر میں اس طرح کے الفاظ کو ان رتق کاما سے مستحکم کر دیا ہے -

اگر میں چاہوں تو بغیر ”اپنے مشاغل کو صدمہ پہنچائے“ ان الفاظ کے معانی بھی عرض کر سکتا ہوں جو افسوس ہے کہ مثل ”حظ و کرب“ کے آپ کو معلوم نہیں - لیکن چونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ غصہ میں آ گئے ہیں، اور آدمی غصہ میں آکر گالیوں پر اتر ہی آتا ہے، اسلیے آپکو معذور سمجھتا ہوں اور آپکے غصہ پر ہنسنا ہوں - کاش آپکو یاد رہا ہو تا کہ مسائل علمیہ کا فیصلہ گالیوں اور محض ادعائی الزام سے نہیں ہوتا - (اکاذیب) اور (شرمناک) کے استعمال کیلیے محض ان درلفظوں کو مثل حظ و کرب کے سن لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ انکے مواقع استعمال کو بھی مثل ”حظ و کرب“ کے معلوم کرنا چاہیے -

ادعائی الزام کی فرصت ملگئی، مگر میرے سوالوں کے جواب دینے کا موقع نہ ملا؟ میں نے استعمال اصطلاحات، عام بول چال اور اصطلاحات علمیہ کے اختلاف، الفاظ مہندہ و دخیلہ کی حقیقت، غیاث اللغات اور فرهنگ اصفیہ کے حوالے، انگریزی لغات سے استشہاد، اور متعدد امور کی نسبت جو کچھ لکھا، اسکا کیا علاج ہے کہ آپکو اسمیں صرف ”اتہام“ - ”بیحد شرمناک“ ”مغالطات“ اور ”اکاذیب“ ہی نظر آیا؟ اور اسپرستم جانکا یہ کہ اپنے اشغال عظیمہ اور اعمال علمیہ کو تھیس لگنے کے خوف سے ثبوت و دلیل کی فرصت بھی نہیں!

کیا خوبیاں ہیں میرے، تغافل شعار میں!

”انشا پرداز“ اور ”خطابت“ جس سے کام لینے کی اپنے اس تحریر میں نہایت غیر مخفی سعی کی ہے، بار بار آپکی زبان پر آتا ہے - خطابت فن تحریر کو کہتے ہیں - غالباً خطابت کو آپ خطابیات کے معنوں میں بول گئے ہیں - اگر ایسا ہی ہے تو اسکی لیے بھی آپکو مبرور انتظار کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے - اگر آپ یا آپکے ساتھ اور لوگ بھی اس نادانی میں مبتلا ہوں کہ مباحث علمیہ کے لیے ضروری ہے کہ انکا طرز تحریر تصدأ نہایت رکھا پھیکا، اور غیر انشا پردازانہ رکھا جائے - اگر ایسا نہیں ہے تو وہ کوئی علمی بحث ہی نہیں، تو یہ نہایت سخت غلطی ہے - یہ ضرور ہے کہ علمی مباحث کو عام ادبیات سے مختلف ہونا چاہیے - لیکن اس اختلاف کی بنا طرز تحریر نہیں بلکہ مطالب کا اختلاف ہے - یہ اسکی تفصیل کا موقع نہیں - لیکن حظ و کرب کے متعلق میری تحریر کوئی علم و فن کا مقالہ نہ تھا بلکہ آپکے مضمون پر ایک سرسری نقد تھا - اگر انشا پرداز سے آپکا مقصد یہ ہے کہ اس کی عبارت اچھی اور اسکی الفاظ ازجملے بلیغانہ تھے تو کوئی شخص آپکی اس تعرض کا مطلب نہ سمجھ سکے گا کہ کسی مضمون کا خوش عبارت و بلیغ الفاظ ہونا اسکی پیش کردہ مطالب کے غلط ہونے کیلئے کیونکر مستلزم ہے؟ اگر ایک شخص اپنے ہر طرح کے مطالب کو اچھی عبارت میں لکھ سکتا ہے تو یہ اللہ کا ایک فضل ہے اور یقیناً خوشی کی بات ہے - پھر آپ اسکی لیے غمگیں کیوں ہیں؟ کیا آپ کے جواب دینے کیلئے یہ بھی ایک شرط ہے کہ مضمون ”غیر انشا پردازانہ“ ہو؟

آپ نے تمام مضمون میں صرف ایک ہی بات موضوع بحث کے متعلق لکھی ہے - یعنی یہ کہ اپنے اس بارے میں ارباب عام سے مشورہ کیا ہے - لیکن آپ کچھ نہیں بتلا یا کہ کس بارے میں مشورہ کیا ہے؟ لذت و الم کے غیر کافی ہونے میں یا حظ و کرب کی صحت میں؟ تاہم اگر یہ سچ ہے کہ ان حضرات نے حظ و کرب کو صحیح بتلایا ہے تو مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تاہل نہیں ہو سکتا کہ ان سب نے غلطی کی ہے، جس طرح میں خود بھی اپنے خیال میں غلطی پر ہو سکتا ہوں - آپ کم از کم اس امر کو صاف کر دیں کہ آپکا یہ استغنا کس سوال پر مشتمل تھا؟ تاکہ اس سے جواب کا تعلق و مفہوم متعین ہو سکے -

آپ بے فائدہ یہ لکھ کر اپنی طبیعت کو خوش کرنا چاہا کہ میرے علمی کمالات کا کوئی ثبوت نہیں - بھائی، معلوم نہیں کہ علم سے آپکا مقصد کیا ہے؟ کہیں حظ و کرب اور اتہام و شرمناک کی طرح اس بارے میں بھی کوئی اختراع خاص نہ ہو کہ اب آپکے ہر لفظ کے متعلق شبہات پیدا ہونے لگتے ہیں - خیر، کچھ بھی مقصود ہو، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ اپنے اپنے ترکش طنز و تشبیہ کا سب سے زیادہ قیمتی تیر ایک ایسے نشانے کی قدر میں ضائع کیا، جہاں اسکی صرف کی بالکل ضرورت نہ تھی - میں نے آج تک کبھی بھی یہ دعوا نہیں کیا کہ علم و فن کا میں ماہر ہوں -

غصے میں آنکر کچھ نہ رہا تن بدن کا ہوش

کیا لطف ہم نے شب کو آٹھائے عتاب میں!

اب آپ اور بگڑیں گے اور کہیں گے کہ مسائل علمیہ میں ایسے عاشقانہ شعروں کا پڑھنا ”اکاذیب“ ہے - ”بہتان“ ہے - ”بے حد شرمناک“ ہے - لیکن خیر، ”بیحد شرمناک“ اقدامات تو پہلے ہی کرچکا ہوں، اب کیا ہے کہ درگھڑی کیلئے آپکے عشوہ طرازانہ غیظ و غضب سے جی بھی نہ بہلاؤں؟

کالی سے کون خوش ہو مگر حسن اتفاق

جو تیری خوتھی، رہ ہی مرا مدعا ہوا

البتہ یہ ضرور کہنگا کہ آپ کو تحریر و تالیف کا شوق ہے - آپ علمی مباحث میں مشغول رہنا چاہتے ہیں - بہتر ہے کہ طبیعت میں صبر و سکون پیدا کیجیے اور نکتہ جینی سے گہرا نہ اٹھیے - آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اصلاح و مذهب کے کاموں میں جس قدر سختی ضروری اور بعض حالتوں میں سخت سے سخت الفاظ کا استعمال تک بھی عین عدل و انصاف ہے، اتنا ہی علمی مباحث میں اس سے احتراز کرنا چاہیے - اپنی رائے پر نہایت سختی سے قائم رہیے، مخالف کا سخت سے سخت پیرایہ نقد میں جواب دیجیے، مگر دشنام آمیز الفاظ کا استعمال اور غلط الزام دہی کسی طرح جائز نہیں - ذرا سی بات پر بگڑ آٹھنا، اور مخاطب پر بغیر کسی ثبوت کے کذب و افترا اور اعمال سخریہ کا الزام لگانا، لوگوں کی نظر میں آپکے وقار کو کھردیگا، اور جن کاموں میں آپ رہنا چاہتے ہیں انکے لیے نہایت مضر ہوگا - سب سے زیادہ یہ کہ اسطرح کی طفلانہ برہمی آپکی اس حیثیت کو صدمہ پہنچا دے گی، جسکے آپ خواہشمند ہیں، یعنی علمی زندگی کے اختیار کرنے میں حارج ہوگی - اور پھر بسے بھی آپ جانتے ہیں کہ کسی راہ چلتے بھلے آدمی کو کالی دیدینا اس خیال سے، کہ شریف آدمی ہے ماریگا نہیں، کوئی اچھی بات نہیں ہے -

اگر میں آپ سے پوچھ بیٹھوں کہ ”اکاذیب“، ”بہتان“، ”بیحد شرمناک“ اور مغالطات“ میری تحریرات میں سے نکالیں تو آپکی لیے کیسی مشکل ہو؟

”بہتان“ اور ”شرمناک“ کا یہ حال ہے کہ میں نے چند سطروں میں آپکو ابتداءً توجہ دلائی اور مجبوراً، کیونکہ مضمون کے عنوان میں تبدیلی نہیں کر سکتا تھا - اپنے اپنے وجوہ الگو - میں نے اسکی متعلق پھر چند سطریں لکھیں - آپ کو چاہیے تھا کہ اسپر غور کرتے اور سمجھ کر کچھ کہتے، لیکن آپ نے فرہنگ اصفیہ، غیاث اللغات، پامرس، ریکنس، اور استبن گاس کی سندرات کا پشتارہ اٹھا یا اور بلا تاہل پتک دیا - اسپر میں نے دیکھا کہ اصل موضوع کے علاوہ چند در چند غلطیاں ایسی پیدا ہو گئی ہیں جنکی وجہ سے زبان اور وضع اصطلاحات و استناد و استشہاد کتب کی نسبت لوگوں کو سخت غلط فہمیاں ہونگی اور ایک فتنہ لغویہ کا دروازہ کھل جائیگا - پس میں نے تفصیل سے اپنے خیالات ظاہر کیے - تاہم بحث سے پہلے آپکے شوق علمی کی تعریف کی - آپکو عام تعلیم یافتہ طبقہ کی چھل سالہ خیرہ ذوقی سے الگ پاتا ہوں اور خوش ہوتا ہوں - اسکا اظہار کیا، اور پورے مضمون میں کہیں بھی کوئی سخت لفظ یا ”شرمناک“ الزام آپ پر نہ لگا یا کہ ایسے مباحث میں ان باتوں کا موقع ہی کیا تھا -

میں نے اول سے آخر تک اصولاً بحث کی اور پھر آخر میں دفعہ وار نتائج بحث پیش کر دیے - ان تمام دفعات میں سے ایک دفعہ کی نسبت بھی آپ کچھ نہیں لکھا اور نہ کوئی جواب دیا - آپکو ”اپنے اشغال“ کے مضروب و معجور ہونے کا خوف ہے، لیکن افسوس کہ آپ کو ایک کالم سے زیادہ لا حاصل دشنام دہی اور

تایخ حیاتِ اسلام

الحلال اور پریس ایڈیٹر

حافظ مہرور باش کہ در راہ عاشقی
ہر کس کہ جاں نداد بجانان نمیرسد

آخر کار جس شہید حریت کو اپنی آزادی کا سچا ادعا تھا،
جس معجزوں صداقت کے رگ رگ سے وارفتگی ٹپکتی تھی، ایسے
پاؤں میں بھی عارضی بیڑیاں پڑھی گئیں!

اللہ اللہ! جس معجز توحید نے زمانہ کا عیش حیات خود پر حرم
کیا کہ گمراہان راہی عشق کی رہنمائی کرے، جس شمع حریت
نے کم کردگان راہ مقصود اور سرکشگان کرجہ غفلت و ضلالت کے
لیے اپنی متاع زندگی تک نذر کر دی، تاکہ ضیاء حق و صداقت سے
ظلمت کدہ ملت کو موزور کر دے۔ وہ علم بر دار حرب الہی، جو
جاں بکف ہم سرشاران غفلت کی نادانیوں پر بیچیں ہو کر آیا، اور
بیقرار ہو کر مد و حشران باد غلامی کے بازار جہنم پر آئے، ہم کو چونکایا،
پرانے درد محبت کو تازہ کیا، جسکو رقیبوں کی صعوبت ہوسدھی
نے ہم سے چھین لیا تھا، بھولے ہوئے عہد اسیری و پیمال و
کیطرف اشارہ کیا، اور آہ وہ کہ ہم نے اسکو نادانوں کی طرح الزم
فریب کاری دیا، اور کیونکر ندیتے کہ کفار کا سحر شرارت پوری
طرح کارگر ہو چکا تھا۔ لیکن اس پر بھی وہ ملول نہوا، بار بار غمخوار۔
انہ، غمگسارانہ، اور شفقت فرمایانہ شان تحمل سے نیم مضطرب
آواز میں یہی سوال کرتا رہا:

زکدام شہر آئی کہ بدوستان نہ پرسی
مگر اندراں ولایت کہ توئی وفا نباشد؟

ہاں اے استبداد پرستو! آخر اس کے لئے بھی وہ دن آہی کیا
کہ جرم عشق میں مبتلاے مشکلات ہوا، اور ابھی کیا ہوا ہے؟

ازیں نژدہ نژدہ بزم جفا، ورنہ
تو آن نئی، کہ جفاے توانی و تکلنی

اے کافر نعمتو! یہ کیا شرف نفس ہے کہ جس ذات گرامی
نے اپنی جان کو اسیرِ آلم و مصائب کیا، تاکہ تمہیں اس مہلے
حریت کے جام پلا دے، جس سے کہ وہ خود بھی خود رفتہ تھا،
آخر اسی کو خود عاشق صفت بھی بننا پڑا کہ تم کو مانوس عشق
بنا دے؟

اسقدر بے پروائی اور بے ترجہی؟ یہ کیا بہالم
مہی ہے کہ ایسے جان نثار ملت کو دشمنوں کے حوالے کر دیا جائے،
جو نہیں چاہتے کہ تم میں حسن بیداری پیدا ہو اور جو تمہارے
متاع درد کے یقیناً غارتگر ہیں؟ آہ یہ کیوں ہے کہ تم خاموش ہو؟
الحلال، یہ پشیمان محبت، آہ اب کیوں نہ مجبور کیا جائے
کہ وہ جذبی طرف بے انتہا توقع اور امید سے ملتفت ہوا تھا، وہ
اوس سے یوں پیارمن کش رہیں اس کے لئے سخت اذیت ہے کہ
تمکرتباہ ہوتا دیکھ اور ساکت رہے، دیکھتا رہے کہ اغیار کا زہر رگ
و پے میں ساری ہو رہا ہے اور پھر خاموش رہے۔ کاش کہ اس ندا کار
جانسوز کی قدر کی گئی ہوتی اور اس کو اعدا کے حصوں سے
محفوظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہوتی۔ نادانوں کا اتنا نہیں۔
کہ تمہارا حریف اگر آج قلعہ کی پہلی منزل پر ہے توکل چوٹی

البتہ ان لوگوں کو شرمنا چاہیے جو آج چالیس سال سے علمی توقعات
کا مرکز ہیں، جنہوں نے یورپ کی علمی زبانوں کی تحصیل کی
ہے، اور جو فی الحقیقت خدمتِ علم انجام دینے کیلئے تمام
ملک میں صرف ایک ہی گروہ ہے۔ وہ اگر اپنے علمی کمالات کا
ثبوت دینے میں مقصر رہے ہیں تو ان کے لیے افسوس ناک ہے۔
نہ کہ میرے لیے۔

اپنے ”تلاش“ کا بھی لفظ لکھا ہے کہ ”با رجود سعی و تلاش“
علمی کمالات کا کوئی ثبوت نہیں ملا، لیکن یہ تلاش ویسی ہی تلاش
تو نہ تھی، جیسی اپنے ”حظ“ کی تحقیق و جستجو میں حضرت
غیاث اللغات اور علامہ پامر کی رہنمائی میں کی تھی؟ اگر ایسا
ہے تو پھر صورت حال دوسرے ہی ہوجاتی ہے۔

آخر میں آپسے پھر کہہنا کہ محض دوسرے کو ادعائی الزم
دیدینے، غصے میں آکر روٹہ جانے، مخاطب کو جاہل کہہ دینے،
اور گالیوں کے دینے سے کسی بحث کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ آپ لکھنے
پڑھنے کا کام کرنا چاہتے ہیں تو اپنی طبیعت کو بدل دیے۔ اس
مضمون کو آپ غیظ و غضب کے عالم میں لکھا ہے، اسلئے قابل
معافی ہے۔ لیکن ایک علمی مذاق رکھنے والے شخص کو اس درجہ
غصہ زیب نہیں دیتا۔ آپ میری تحریر کے متعلق نہایت
افسوس ناک طریقہ سے بلا قصد غلط بیانی کی ہیں۔ اگر میں
چاہوں تو زیادہ سخت الفاظ لغت میں مل سکتے ہیں۔ لیکن پھر
اس سے کیا حاصل؟ بحث و مباحثہ سے مقصود کسی لفظ کی
تحقیق و صحت کا کشف ہے نہ کہ آدر کچھہ۔ میں نے اپنی تمام
تحریر میں کوئی لفظ سخت نہیں لکھا اور بہتر تھا کہ آپ اسکا جواب
دیتے۔ جواب کی جگہ آپنے جو طریقہ اختیار کیا، وہ میرے لیے
بہت مایوسی پیدا کرتا ہے۔ تاہم میں ہنستا ہوں، اور ایسی
نادانیوں کو ہنسکر ڈال دینا ہی بہتر ہے۔

رہا مسئلہ اصطلاحات علمیہ، تو اپنی یاد دہانی کی ضرورت نہ
تھی۔ میں خود اب اس بحث کو آخر تک پہنچاے بغیر کب چھوڑے
والا ہوں خواہ آپ اس سے بھی زیادہ غصے میں آکر بگڑے رہیں۔
میں لکھتا رہونگا، تا انکہ اصطلاحات علمیہ کا مسئلہ ایک حد تک
صاف نہ ہو جائے۔

میں بہت خوش ہوں کہ گو آپ نے اپنا مضمون بازار کے کسی
چپوترے پر سے شروع کیا، لیکن خانہ ناصحانہ انداز میں ہوا ہے۔
آپ نے محبت علم و عشق فن سے بیقرار ہو کر نصیحت کی ہے کہ
”مذہب اور سیاست تو تیغ خطابیات سے زخمی ہو چکے ہیں، اب
علم پر رحم کیجیے“

اللہ اللہ! آپ کو بھی مذہب کے زخمی ہونے کا درد ہے!!

اینگہ می یدئم، یہ بیداریست، یا رب یا بخواب؟

یہ ایک نہایت مسرت انگیز خبر ہے۔ تاہم مذہب و سیاست
کی تو آپ چنداں فکر کریں نہیں۔ اسکی تو آپ حضرات کی خدمات
حیات افزا سے تلافی ہو رہی گئی ہے اور ہو رہیگی۔ رہا علم، تو اللہ
ان کے زخموں کو ایک دست مسیحالی سے مرہم ہٹی مبارک کرے۔
البتہ اس تقسیم سے غریب ”زان“ رہ گئی تو کوئی مضائقہ نہیں۔
”خوش قسمتی“ سے فرہنگ اصفیہ اور غیاث اللغات اپنی ”میز“
پر موجود ہی ہیں۔ خدا اس ”خوش قسمتی“ سے ہمیشہ
علم و ملت کو بہرہ ور اور شاہ کام فرمائے!!

اس دعا از من و از جملہ جہاں امین باد!

حیران ہوں کہ ”مذہب و سیاست“ کا لفظ کس آسانی سے
اب لوگ بول رہے ہیں! ریحسبونہ ہنیا، رہر عند اللہ عظیم:

ہر نو الہوس نے حسن پرستی شعاری

اب ابررے شیر اہل نظر گئی!

اپنی یہ نعمت عظیمہ کس درجہ مجہد پر مبذول فرمائی ہے ؟ الحمد للہ کہ الهلال کو اپنے اجباب و اخوان کرام سے ابتدا شکایت نہیں۔ وہ اپنے ہر طرف محبت و خلوص کے ایسے مظاہر پاتا ہے، جنکا حاصل ہونا اس دنیا میں کسی انسان کیلئے سب سے بڑی فیروز مندی ہے: فیا لیت قومی یعلمون! بما غفر لی ربی رجعتی من المکرمین! نہ صرف اپنے مقامی اخوان طریقت ہی میں، بلکہ ہر جگہ ایسے لوگوں کو پاتا ہے جو مجھے اپنے حسن ظن سے داعی حق سمجھکر صرف جان و مال تک سے دریغ نہیں رکھتے۔ میں ایسے مخلصین مومنین کو دیکھتا ہوں جو میری محبت میں مضطرب اور میری الفت میں استقامت شعار ہیں۔ میں ایسے محبین صادقین کی صداہائے خدمت نواز اور نداہائے الفت شعار کو سنتا ہوں جو مجھے گوہر ہیں، لیکن میرے قرب کے خواہاں اور میرے رشتے کے متلاشی ہیں۔ پھر ان سب کے بعد میرا نفس کثیف اور قاب عصیان کار ہے، جسکو غرق ندامت و خجالت ہو کر دیکھتا ہوں اور اس کشرمہ ساز قدرت کی فیروزگ آرائیوں پر محو حیرت ہو کر رہتا ہوں۔ یہ کیا بوالعجبی ہے کہ سنگ ریزے کو اپنے بندوں کی نظروں میں لعل و جواہر دکھلا دیا ہے، اور جو کہ خود اپنی نظروں میں حقیر ہے، اسکو دوسروں کی نظروں میں عزیز بنا دیا ہے ؟ آہ! وہ جو گناہوں اور بدیوں میں ڈوبا ہے، کہاں جائے کہ اسکو خدا کے نیک بندے پدار کرتے ہیں ؟ وہ جو اپنی محرومی کا مائی اور اپنی نارمائی پر فریادی ہے، اس کشرمہ سازی پر کس کے آگے روئے کہ جسکو اپنی محبت کامل سے محروم رکھا اسی کی محبت اپنے بندوں کے دلوں میں قالدی ؟ و ر اللہ لو ان ذربی قسمت علی جمیع اهل الارض، لوسعتم، و استحقوا بها الخسف و الهلاک، فکیف بمن یحملها وحده ؟ ولکن سبحان من سبقت رحمته غضبه !!

زبندگی بندھنی بہ تخت سلطانی
اگر تو خدمت مہمہ چوں ایاز کئی
زناز کی نبرد پے بمنزل مقصود
مگر طریق روش از سر نیاز کئی
اگر نیاز براند، سرور، کہ آخر کار
بصد نیاز بخواند ترا نیاز کئی !

آپ جوش محبت میں بیخودانہ لکھ گئے، لیکن اپنے میری نظروں سے میرے دوستوں کو نہ دیکھا۔ جو کچھ ہے، اس کے لیے اللہ کا شکر گزار اور اخوان ملت کے ثبات محبت کا رہین ملت ہوں۔ شکایت نہ کیجیے کہ الحمد للہ ہر طرف سامان تشکر رافر ہے ! فالحمد لله رب العالمین -

(۲) باقی الهلال کی دعوت کے قیام اور اعداء و معاندین صداقت کے ارادوں کی نسبت جو چند اشارات آئندے کیے ہیں، تو یہ تو ہر حالت میں ناگزیر ہے۔ تاہم یاد رکھیے کہ جو لوگ روز اول ہی سے آخری امتحان و قربانی کیلئے سربکف ہرچکے ہیں، ان کے لیے جادہ ملت پرستی کی یہ ابتدائی منزلیں کیا کٹھن ہوسکتی ہیں ؟ الحمد للہ کہ الهلال کے کاموں کی نسبت مطمئن اور شاد کام ہوں۔ حق اور ہدایت صادقہ کا ظہور کو انسانوں کی ہستی کے اندر سے ہو، لیکن فی الحقیقت وہ کار بار الہی ہیں، جنکو خود ہی وہ شروع کرتا ہے، خود ہی اسکی حفاظت کرتا ہے، اور پھر خود ہی انجام تک پہنچا دیتا ہے: و ما انعم اللہ سبحانہ به علی، تعریلی فی الشدائد و المصائب کلها علی اللہ تعالیٰ، فان بیدہ ملکوت کل شیء و هو علی کل شیء قدير !

مکن تعافیل ازین بیشتر کہ می ترسم
گماں برد کہ این بندہ بے خداوند ست

پر پہنچ سکتا ہے، جس کے بعد قلعہ میں ہر طرح کا تغیر و تبدل ایک ذرا سی چیز ہوگی ؟ کہاں ہے وہ دہرائے آزادی و استحقاق داد حریت طلبی ؟ غم نصیب ترکوں اور بد قسمت ایرانیوں پر بیجا دباؤ اور اونکی حق تلفی گوارا نہیں، چالیس کروڑ فرزندان اسلام کی رہنمائی پر فخر، قولاً اور فعلاً اسلام کے سچے فرزند ہونیکا ادعا، سلف گورنمنٹ کی اہلیت کا اظہار، جرش و خروش حق پرستی، ہنگامہ حق طلبی، اور حریت کے نام پر قربانی کا دعویٰ ؟ ہم چلے ہیں کہ معترضوں کی، مسلمانوں کو ایک مردہ قوم کہنے والوں کی، تادیب کریں، ہم آتے ہیں کہ اونکو اپنی حیات کا زندہ ثبوت دیں، ہم بڑے ہیں کہ ثابت کردکھائیں کہ مسلمان بھی مسلمان ہیں جیسا کہ کبھی تھے، مگر ابھی ایک ہی قدم رکھا تھا، رکھا بھی نہیں، رکھنے کے لیے اٹھایا ہی تھا، اور اٹھانے میں بھی انتظار امداد غیبی، مصلحت اندیشی، اور دور بینی مانع اقدام تعبی، کہ با ایں ہمہ دعوے ضبط و استقلال و صبر و استقامت، نگر حریت کی پہلی ہی نگاہ امتحان و قہر نے بتا دیا کہ ہماری پختہ مغربی تاب مقاومت نہیں رکھتی !

میں ابتدا سے دیکھ رہا تھا کہ یہ نیا دور ولولہ حریت اور یہ مجسمہ ایثار و آزادی کتنی عمر پاتا ہے ؟ انیسویں کہ ان اولوالعزم دعوؤں کی حقیقت، گذشتہ ہفتوں میں صاف ظاہر ہوگئی کہ ابھی سب سردائے خام ہی ہے۔ اے مدعیان سردائے عشق ! جب عذوق کی پہلی ہی نگاہ قہر تمہارے لئے عافیت سوز و رھمت رہا ہے، جب حریف حیلہ جو کے روکنے اور دور باش کہنے کی ہمت اور طاقت تم میں نہیں ہے، تو پھر اپنے دعوؤں کو واپس کیوں نہیں لے لیتے ؟ جب تمہارا شیر مردانگی اس قابل نہیں تو پھر تمہارا قلب، تمہاری جان، تمہارا سر، تمہاری ہستی کس جھوٹے وعدہ وفاداری عشق کیلئے ہے ؟ ہوسناک مدعیوں کی ضرورت نہیں، بہتر ہے کہ تم اسلام اور اس کے داعی (الهلال) کی پرستاری دوسرے اہل ظرف کیلئے چھوڑ دو۔ ضبطی اور ضمانت تمہید ہے اس امر کی، کہ رفتہ رفتہ الهلال کو ہم اغوش گمنامی (خدا نخواستہ) کر دیا جائے، اور ہم اریطرح خاموش بیٹھے رہیں جس طرح ابتک ضیاع حیات ملی پر ہمیشہ خاموش رہے ہیں۔ آہ اغیار خندہ زن ہیں کہ ہم ہی وہ خام کارن راہ عمل ہیں جو دعوئے اہلیت ملک رانی کرتے ہیں، ہم ہی وہ رسوا کن اسلام ہیں جو ترکی و ایران کی حفاظت کرنے چلے تھے، میں پرچھتا ہوں کہ کیا تم میں روح غیرت و تاثیر باقی ہے ؟ اگر ہے تو اسکا ثبوت ؟

در دھر کسے بگل عذارے نرسید
تا بر دلش از زمانہ خارے نرسید
در شانہ نگر کہ تا بصد شاخ نشد
دستش بسر زلف نگرے نرسید

سید محمد عبد المہیمن مرہانی - بی - اے

اللہ لال

جناب کے اس فدا کارانہ جوش ملی اور مخلصانہ محبت فرمائی کیلئے، مال متشکر و دعا گو ہوں: زاد نا اللہ سبحانہ و ایاکم حمیۃ الاسلام ! لیکن چند امور کی نسبت گزارش ضروری ہے:

(۱) اپنے جوش محبت میں معاذین الهلال کو الزام دیا ہے کہ واقعہ ضمانت میں امتحان استقامت نہ دیے۔ پھر کہیں " ناقد ہانی " کہیں " نادانی " کہیں " بہار تہی " کے الفاظ لکھے ہیں۔ لیکن یہ فقیر ایک یقین دلاتا ہے کہ اگر رجوع خلق اللہ و محبوبیت قلوب عباد اللہ نعمالم الہیہ میں سے کوئی قیمتی نعمت قرار دی جاسکتی ہے، تو میں نہیں عرض کرسکتا کہ اس کریم ذرہ نواز نے

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض : جن لوگوں کو پیشاب بار بار آتا ہو یا پیاس زیادہ لگتی ہو۔ منہ کا ذائقہ خراب رہتا ہو۔ رات کو کم خوابی ستاتی ہو۔ اعضاء شکنجے لگے ہو۔ جسم۔ ضعف مثانہ ہونے سے روز بروز قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سرچکراتا ہو۔ سر میں درد اور طبیعت میں غصہ آجاتا ہو۔ تمام بدن میں بیوست کا غلبہ رہتا ہو۔ ہاتھ پاؤں میں خشکی اور جلی رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہو جائے اور ٹھنڈے پانی کو جی ترے۔ معدہ میں جلن معلوم ہو۔ بیوقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہو جائیں اعضاء رئیسہ کمزور ہو جائیں۔

..... تو سمجھ لو کہ مرض ذیابیطس ہے۔

جن لوگوں کے پیشاب میں شکر ہوتی ہے انکو مندرجہ بالا آثار پائے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا خاتمہ علی العموم کاربنکل سے ہوتا ہے۔ دنبل خشک پرکھی گردن میں پیدا ہوتا ہے۔ جب کسی کو کاربنکل ہو تو اس کے پیشاب میں یقیناً شکر ہونے کا خیال کر لینا چاہیے۔ اس راج پھرے سے سینکڑوں ہونہار قابل لوگ مر چکے ہیں۔

مرض کی تشریح اور ماحولیت : ذیابیطس میں جگر اور لبلبہ کے فعل میں کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہوتی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی عیقات شبانہ روز کی معدت ہے بعض دفعہ کثرت ادرار کا باعث ہوتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہوتی بلکہ مثانہ کے ریشہ وغیرہ بے جا جاتے ہیں۔ کبھی ابتداء میں شروع ہوتا ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پھرے کاربنکل نہ بنے تو علاج حفظ ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان گولیوں کو کھاؤ۔ شیرینی۔ چاول۔ ترک کرو۔ پورے اگر سستی کر کے تو پھر یہ دہی درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ تمام اندرونی اعضاء گوشت پوست بکڑ جاتے ہیں۔ جولوگ پیشاب زیادہ آنے کی پررا نہیں کرتے وہ آخر ایسے لاعلاج مرضوں میں پھنستے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہو سکتا۔ یہ گولیاں پیشاب کی کثرت کو روکتی ہیں اور عام عوارض کمی قواء اور جملہ امراض ردیہ سے محفوظ رکھتی ہیں۔

ذیابیطس میں عرق ماء اللحم۔ اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ اخراج رطوبات جسم خشک ہو جاتا ہے۔ جس سے غذائیت کی ضرورت زیادہ پڑتی ہے۔ یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مولد خون ہے اسلئے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دونوں کا کام دیتا ہے۔

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعہ کے لئے بارہا تجربہ ہرچکی ہیں اور مددگار مرض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرتے تھے تھوڑے دنوں میں استعمال سے اچھے ہو گئے ہیں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ انکے کھانے سے کئی روٹی قوت باہ حاصل ہوتی ہے۔ انکوں کو طاقت دیتی اور منہ کا ذائقہ درست رکھتی ہیں۔ جسم کو سرکھنے سے بچاتی ہیں۔ سلسلہ بول۔ ضعف مثانہ۔ نظام عصبی کا بگاڑ۔ اسہال دیرینہ یا پیچش یا بعد کھانے کے فوراً دست آجاتے ہوں یا درد شروع ہو جاتا ہو یا رات کو نیند نہ آتی و سب شکایت دور ہو جاتی ہیں۔

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خاں۔ ٹالپٹر والی ریاست خیرپور سندھ۔ پیشاب کی کثرت نے مجھے ایسا حیران کر دیا تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم غلام نبی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی۔

محمد رضا خان۔ زمیندار موضع چٹہ ضلع اٹارہ۔ آپ کی حب ذیابیطس سے مرض کو فائدہ معلوم ہوا۔ ۱۶ میں ۱۶ بار پیشاب کرتے کی بجائے اب صرف ۵۔۶ دفعہ آتا ہے۔

عبدالقادر خان۔ محلہ غرقاب شاہ جہاں پور۔ جو گولیاں ذیابیطس آپ نے رئیس عبدالشکور خان صاحب اور محمد تقی خان صاحب کے بھائی کو دیتی ہیں وہاب کے دھپے کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیج دیں۔

پتہ

حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء۔ لاہور

عبد الوہاب قہنی کلکٹر۔ غازیپور۔ آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کر رہا ہوں۔ بجائے ۴۔۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے۔

ید زاهد حسن قہنی کلکٹر الہ آباد۔ مجھے عرصہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کر رکھا تھا۔ بار بار پیشاب آنے سے جسم لاغر ہو گیا قوت مہمی جاتی رہی۔ آپ کی گولیوں سے تمام عوارض دور ہو گئے۔

رام ملان پوسٹما سٹر جنرل۔ پیشاب کی کثرت۔ جاتی رہی۔ مجھے کوراثہ دن میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا۔ آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی۔

انکے علاوہ مددگار سندبات موجود ہیں۔

مغرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی

قیمت نقد نا حصول صحت

بیجاتی ہیں

— * —

زود کن

۱۔ مٹھی مرنچہ کے بال اس لگانے سے کھنکے اور لبلبے پیدا ہوتے ہیں۔ ۲۔ تولہ۔ دو روپے۔

سر کا خوشبودار تیل

دلربا خوشبو کے ملائے سیاہ بالوں کو سفید بہن ہرے دیتا تولہ وزکم سے بیجاتا ہے شیشی خورد ایک روپیہ آٹھ آنہ کلاں تین روپے۔

حب قبض کشا

رات کو ایک گولی کھانے سے صبح اجابت با فراغت اگر قبض ہو دور۔ ۲ درجن۔ ایک روپیہ۔

حب قائم مقام افیون

انکے کھانے سے انہیں چاندرو بلا تکلیف چھوٹ جاتے ہیں فی تولہ پانچ روپے۔

حب رفعہ سیالار الرحم

لیسداں رطوبت کا جاری سنا عورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا سے آرام۔ دو روپے۔

روغن اعجاز

کسی قسم کا زخم ہو اس کے لگانے سے جلد بھر جاتا ہے بدبوی زائل۔ ناسور بہکندر۔ خنازیری گھاہ۔ کاربنکل زخم کا بہترین علاج ہے۔ ۶ تولہ دو روپے۔

حب دافع طحال

زردی چہرہ۔ لاغری کمزوری دور مرض تلی سے نجات۔ قیصہ دو ہفتہ دو روپے۔

بر الساعۃ

ایک دو قطرے لگانے سے درد دانت فوراً دور۔ شیشی چار روپے مریض کے لئے دیکر روپے۔

دافع درد کان

شیشی مددگار بیماروں کے لئے۔ ایک روپے۔

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ریخی ہو یا سادی۔ خون جاتا بند اور سے خرد بخود خشک۔ قیمت ۲ ہفتہ دو روپے۔

سرمہ مہرہ گرامائی

مقوی بصر۔ محافظ بینائی۔ دافعہ جالا۔ دھند۔ غبار۔ نزول المہ سرخی۔ ضعف بصر وغیرہ * فیکولہ مٹا دیتی سنگ بشب دو روپے۔

۱۲۳ [۲۳] ادبی نئی قسم کا کاروبار

یعنی

ہر قسم اور ہر میل کا مال، یک مہشت اور متفرق دونوں طرح، کلکتہ کے بازار بھاؤ پر، مال عمدہ اور فرمائش کے مطابق، وزنہ واپس، معقول آمد و رفت ہمارے ذمہ، ان ذمہ داریوں اور محنتوں کا معاوضہ نہایت ہی کم ۵ روپیہ تک کی فرمائش کے لیے ایک آنہ فی روپیہ ۱۵- روپیہ تک کی فرمائش کے لیے، پون آنہ فی روپیہ ۵۰ روپیہ تک کی فرمائش کے لیے آدھہ آنہ فی (روپیہ) اس سے زائد کے لیے دریاغہ فرمائیں، تاجروں کے لیے قیمت اور حق محنت دونوں تجارتی تفصیل کے لیے مراسلت فرمائیں

منیجر دی ہلال ایجنسی
نمبر ۵۷ مولوی اسماعیل اسٹریٹ
ڈاکخانہ انتالی - کلکتہ

اخبارات جدیدہ

مرفہ

مولانا السید سلیمان الزیدی

یعنی: عربی زبان کے چار ہزار جدید علمی، سیاسی تجارتی، اخباری اور ادبی الفاظ اصطلاحات کی معقول و مشروح دیکھنی، جسکی اعانت سے مصورشہم کی جدید علمی تصنیفات و رسائل نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکتے ہیں، اور نہز الہلال جن جدید عربی اصطلاحات و الفاظ کا استعمال کبھی کبھی کرنا ہے، وہ بھی اس لغت میں مع تشریح واصل ماخذ موجود ہیں۔ قیمت طبع اعلیٰ ۱- روپیہ ۴ آنہ - طبع عام ۱- روپیہ - درخواست خریداری اس پتہ سے کی جائے:

منیجر المعین ندوہ، لکھنؤ۔

۱- ۱۵ سالز سلڈر راج مڈل چاندی قبل کیس گارنٹی ایک سال معہ معقول پانچ روپیہ -

۲- ۱۵ سالز سلڈر راج خالص چاندی قبل کیس گارنٹی ایک سال معہ معقول نور روپیہ -

۳- ۱۵ سالز ہنٹنگ راج جو نقشہ مد نظر ہے اسے کہیں زیادہ پور بصورت سونیکا مضبوط ملمع جسکے دیکھنے پر

پچاس روپیہ سے کم کی نہیں جیتی گارنٹی ایک سال معہ معقول نور روپیہ -

۴- ۱۸ سالز انگما سلڈر راج گارنٹی ایک سال معہ معقول پانچ روپیہ -

۵- ۱۹ سالز گارنٹی لیور راج اسکی مضبوطی سچا قائم، برابر چلنے کا ثبوت صاحب فنڈری کے گارنٹی دس

سال گھڑیکے قابل پر لکھا ہے جلد منگائیے معہ معقول چھ روپیہ -

۶- ۱۶ سالز تسلم پلٹ لیور راج گارنٹی ۲ سال معہ معقول تین روپیہ آٹھ آنہ -

ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلی اسٹریٹ پوسٹ آفس دھرمتلا کلکتہ

M. A. Shakoor & Co. No. 5/1 Wellesley Street Calcutta.

مہینہ

کشمیر کے شال - رنلی آرئی پارچات - چادریں - کامدار - میز پرش - پلنگ پرش - پردے - نمدهے - کپڑے - نقاشی میدا کاری کا اعلیٰ سامان - زعفران - مشک نانہ - جدار - مہرہ - سلاجیت - زیوہ - گل بغشہ وغیرہ وغیرہ روانہ کرنے والے - مکمل فہرست مفت ہم سے طلب کرور - منیجر دی کشمیر کو اوپر بتیو سوسائٹی - سری نگر - کشمیر -



بِالْحَقِّ وَالْأَمْرِ وَالْعَدْلِ كَتَبْنَا هَذِهِ الْقُرْآنَ الْحَكِيمَ

الْمَسَالِكُ

ایک ہفتہ وار مصور سالہ

میرسٹون پریس

احمد علی خان لکھنؤی

مقام اشاعت
۱۰ مکلارڈ اسٹریٹ
کولکٹہ

قیمت
سالانہ ۸ روپہ
ششماہی ۴ روپہ ۱۲ آنہ

جلد ۳

شمارہ : چہار شنبہ ۲۸ - ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, October 29, 1913.

۱۸



عرق پودینہ

ہندوستان میں ایک نئی چیز بچے سے بڑے تک کو ایکسٹ نائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل زعمال والے کو گھر میں رکھنا چاہیے۔ تازی رلابتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے۔ رنگ بھی پتوں کے ایسا سبز ہے۔ اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی سی ہے۔ مندرجہ ذیل امراض کے واسطے نہایت مفید اور آکسیر ہے: نفع ہو جانا، کھٹا ذکار آنا، درد شکم، بد ہضمی اور متلی۔ اشتہا کم ہونا ریاہ کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ - آنہ معصوم ڈاک ۵ - آنہ پوری خالص فہرست بلا قیمت منکرار ملاحظہ کیجئے۔ نوٹ: ہر حکم میں احتیاطاً مہرہ ہوا دوش کے یہاں ملتا ہے۔

[۱۹]



مسکھ کا موہنی کسم تیل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چمکنا ہی کرنا ہے تو اس کے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکھ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی کے جب سب چیزوں کی کثرت چھانت کی تو تیلوں کو پھولوں یا صالحہوں سے بنا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ ایسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے۔ لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں بعض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم تمدن نمود کے ساتھ فائدے کا بھی حویلی ہے بذریعہ ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی رلابتی تیلوں کو جانچ کر "موہنی کسم تیل" تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے متدلی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کلم چل نہیں سکتا۔ یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیر پا ہونے میں لاجواب ہے۔ اس کے استعمال سے بال خوب گھنے اگلے ہیں۔ جڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اس کی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ آسردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے۔

تمام درافروشن اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ معصرواد۔

... ! ...

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بھار میں مرجایا کر۔ ہیں اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو درخانے ہیں اور نہ ڈاکٹر اور نہ کوئی حکیمی اور مفید دوا ارزاں قیمت پر گھر بیٹھے بلطبی معطرہ کے میسر آسکتی ہے۔ ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے اور فروخت کر کے قبل بذریعہ اختیارات عام طور پر ہزارہا شیعہاں مفت تقسیم کر رہی ہیں تاکہ اس کے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے۔ مقلم مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اس کی بدولت بھی ہیں اور ہم

[۱]

اصل عرق کافور

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی کیوجہ سے ہلے دست بیٹھ میں درد اور قے اکثر ہوجاتے ہیں۔ اور اگر اس کی حفاظت نہیں ہوگی تو ہیضہ ہوجاتا ہے۔ بیماری بڑھ جانے سے سنہالنا مشکل ہوتا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل عرق کافور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو۔ ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں جاری ہے اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری دوا نہیں ہے۔ مسافرت اور غہر وطن کا یہ ساتھی ہے۔ قیمت فی شیشی ۴ - آنہ ڈاک معصوم ایک سے چار شیشی تک ۵ - آنہ۔

ڈاکٹر ایس کے برمن - ٹیٹا تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بھار یعنی پڑنا بھار - موسمی بھار - باری کا بھار - پھر کر آنے والا بھار - اور وہ بھار جسمیں نرم ہو کر اور طحال بھی لاحق ہو یا وہ بھار جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو۔ سردی سے ہو یا گرمی سے - منگلی بھار ہو - یا بھار میں درد سر بھی ہو - کلا بھار - یا آسانی ہو - زرد بھار ہو - بھار کے ساتھ گلٹیاں بھی ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بھار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجئے تو بہرک بڑھ جائے۔ ہے اور تمام اعضا میں خرم سالم پیدا کرنے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے نیز اس کی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے - اگر بھار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹے ہوں بدن میں سستی اور طبیعت میں کاهلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اس کے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہوجاتے ہیں -

قیمت پوری بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ چھوٹی بوتل بارہ - آنہ ہرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے تمام دراندازوں کے ہاں سے مل سکتی ہے ۲۰۱۱ ر دھرم پراکٹر ایس - عبد الغنی کیمسٹ ۷۳ د ۲۲۰ کولر ٹول اسٹریٹ - کلکتہ

نمایندہ الفاظ

سوانح عمری شیخ عبد القادر جیلانی (رض) عربی زبان میں تالیف ابن حجر - نایاب قلمی نسخہ سے چھپی ہے - کاغذ رلابتی صفحہ ۵۶ - قیمت ۸ آنہ عطرہ معصوم ڈاک - ملنے کا پتہ - سپرنٹنڈنٹ پیکر ہوسٹل - دھرم تلہ - کلکتہ -

اعلان

نمایش مندرجہ عنوان جو جنوری سنہ ۱۹۱۳ء میں قرار دیگئی ب رو اب ۱۶ سے ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۱۳ء تک ہو گئی بغرض امی ہر خاص و عام اطلاع دیجاتی ہے -

ارد ہندائن بسریا

جیف سکریٹری بھرپال دربار



The Excellency LORD HARDINGE G. C. M. G., G. C. V. O., &c. &c.
Who on the memorable date of 14th October 1913 came down to Cawnpore as a
Messenger of "Peace and Mercy", and gave back to the Country the lost peace and good-will.

لَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتَامَىٰ وَارْتَبِعُوا صَوْلَاتَكُمْ ۖ إِنَّكُمْ لَكُم مِّنْهَا مُعَلِّمُونَ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْوَالِدَيْنِ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ إِنَّكُمْ لَعِندَ رَبِّكُم مِّنْهَا مُعَلِّمُونَ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, Macleod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs: 8.

Half-yearly .. 4-12.

میر رسول بخش
محلہ کتب خانہ کلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷-۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲

الہلال

ایک ہفتہ وار مضمون رسالہ

جلد ۲

کلکتہ : چار شنبہ ۲۸ - ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری

نمبر ۱۸

Calcutta : Wednesday, October 29, 1913.

شذرات

گم ۵۸۱ امن کی واپسی

۲)

مجلس دفاع مسجد سرکانپور

اجتماع تین ہال کلکتہ - ۱۹ - اکتوبر

اس سلسلے میں بہتر ہوگا کہ پے ۱۹ - اکتوبر کو مسلمانان کلکتہ کا جلسہ "مجلس دفاع مسجد مقدس کانپور" کے زیر اہتمام تین ہال میں منعقد ہوا تھا، اسکی روئداد شائع کر دی جائے کہ اسکے ضمن میں بعض ضروری مطالب آجائیں گے - اور لوگ اسکے تفصیلی حالات دریافت کر رہے ہیں -

(صبر و مکر)

اگر دنیا میں انسانی غلطیوں کی کوئی تہذیب مرتب کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس تہذیب طہیت حیوان کی اکثر غلطیوں جلد بازی اور عدم فکر و مبر کا نتیجہ ہونگی - قرآن کریم نے اسی فطرۃ انسانی کی طرف اشارہ کیا ہے، جبکہ فرمایا کہ: خلق الانسان من نجل!

فہرست

۴ - الف
۴ - الف

۵

۶

۶

۱۱

۱۳

۱۵

۱۷

۱۷

۱۸

۲۰

شذرات
کم شدہ امن کی واپسی
افکار و حوادث
رفتار سیاست
مقالہ افتتاحیہ
مساجد اسلامیہ اور خطبات سیاسیہ (۲)
اقتراعیات
مہجست عورتیں
مقالات
ان فی ذلک لآیات لقوم یوقنون
فن مکالمہ (۲)
مراسلات
اعانہ مسجد کانپور کا ایک مصرف
علامہ شبلی کی قدرانی
مجلس دفاع مطابع و جرائد ہند
دفاع مطابع و اتحاد ملکی
مصالح مسجد کانپور کے متعلق چند شکایات
ادبیات
اسراء حسنہ
فکافات
لیک بے خطاب
تاریخ حبشیات اسلامیہ
الہلال اور پریس ایکٹ
فہرست زراعتیہ دفاع مسجد مقدس کانپور

تہذیب اویس

(روح)
(مفہم خاص)
(")

ہلال احمر مصر کا نیا شفاخانہ
اقتراعیات
ہز بکسنسی و پسرانہ ہند

اور ہمارا سچا جوش اثر کیے بغیر نہ رہا۔ ہزیکسیلنسز لارڈ ہارڈنگ نے بالآخر اس معاملے میں مداخلت کی اس طرح تمام مسلمانوں نے دلوں کو اپنی جانب کھینچ لیا۔ آخر میں انہوں نے کہا:

”آپکو یاد ہوگا کہ اس جلسے میں مولانا ابو حمزہ نے مسجد کانپور کے متعلق تین مطالبات اپنی تقریر میں پیش کیے تھے الحمد للہ کہ انکا ایک حصہ پورا ہو گیا ہے، اور جانا باقی رہ گیا ہے اسکے لیے بھی ہمیں مایوس نہ ہونا چاہیے اور پورے اجتماع کے ساتھ امید رکھنی چاہیے کہ ہماری خواہشوں کا پورا لحاظ رکھا جائیگا۔“

(زمین کا فیصلہ)

اسکے بعد مولوی ابوالقاسم نے پہلی تجویز پیش کی:

”یہ جلسہ پورے استقلال و ثبات کے لئے شریعت اسلامی کے اس مسلم قانون کا اعلان کرنا ہے کہ کسی مسجد کی زمینیں، کوئی حصہ کسی صورت میں اور کسی ہیئت میں مصالح مسجد کے سوا اور کسی طرح میں نہیں لایا جاسکتا۔ اگرچہ اسکے اوپر چھت ڈالکر مسجد سے آگے ملا دیا گیا ہو۔“

مولوی ابوالقاسم صاحب نے نہایت تفصیل سے اس مسئلہ کی ضرورت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ کسی جماعت کی ضرورت میں مسجد میں مدعی ہو سکتی ہے، اسلئے کہ وہ اپنی ضرورتوں میں کمی پدیشی کر سکتا ہے۔ جس سے مدعی اصول اور قانون شریعت میں ہر قسم کی ہونستی۔ اسلامی مساجد کی زمین کا کوئی ٹکڑہ عمارت اصول شریعت کی بجا پر مسجد کے مصالح کے دوسرے کاموں میں نہیں لیا جاسکتا۔ اس کے دلائل واضح اور روایات ناقابل تردید ہیں۔ پس ہمارا فرض ہے کہ اس موقع پر بھی اپنے اصول دینی کا صاف صاف اعلان کر دیں۔ لیکن بعض اوقات خاموشی سے بڑھکر آواز کوئی شے مضر نہیں ہوتی۔

مولوی محمد اکرم صاحب ایڈیٹر اخبار محمدی نے اسکی تائید کرتے ہوئے دلائل شرعیہ کی تشریح کی اور بالاتفاق پاس ہوا۔

(شکریہ)

اسکے بعد انریبل مولوی فضل الحق ایم۔ اے نے دوسری تجویز پیش کی:

”یہ جلسہ ہزیکسیلنسز لارڈ ہارڈنگ بالقابہ کی اس یادگار انصاف فرمائی کا نہایت مسرت و انبساط کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہے کہ انہوں نے اس معاملہ میں مداخلت فرمائی اور تمام متہمین حادثہ ۳ - اگست کو رہا کر دیا۔“

قابل محرک نے ان درد انگیز اور جگر شکاف واقعات کو دہرایا جو آغاز مسئلہ مسجد سے اب تک واقع ہو چکے ہیں، اور اس افسوس ناک تغافل و قسارت کی طرف اشارہ کیا جو اس معاملہ کی نسبت ۱۵ - اکتوبر سے پہلے تمام حکام کا رہا ہے۔ انہوں نے سرجمیس مسٹن کا ذکر کیا اور وہ جواب یاد دلایا جو انہوں نے لکھنؤ کے ڈیپارٹیشن کو دیا تھا، اور پھر کہا کہ حضور و سراے نے ان باتوں کی عین وقت پر تلافی کی اور ہماری ناقابل فراموش شکر گزاری ان کے ساتھ ہے۔

اس تجویز کی تائید میں ایڈیٹر الہلال نے تقریر کی۔ یہ تقریر بہت تفصیلی تھی۔ اسکا کچھ حصہ مرتب کر کے یہاں درجہ کر دیا جاتا ہے

صدر ناگوار ہے مگر جلدی خطرناک ہے۔ نہ وہ شکایت مستحق توجہ ہے جو صدر فکر کے عنصر سے خالی ہو، اور نہ وہ شکر قیمتی ہے، جو صدر فکر کے بغیر ظہور میں آیا ہو۔

۱۴ - اکتوبر کو کانپور میں جو کچھ ہوا، اسپرکسی لورڈینا نہیں کہ چپ رہے۔ جن زبانوں نے نادانی کی شکایت کی ہے، انہیں دانائی کی تعریف بھی ضرور کرنی چاہیے۔ لیکن دماغ کا زبان سے پہلے نہیں بلکہ اس کے بعد ہے۔ اور یہ کہہ نہیں سکتا چاہیے کہ وقت اپنے ساتھ ہماری زبان سے نکلی ہوئی باتوں کو بھی لیجاتا ہے، اور پھر نہ وہ خرد آتا ہے اور نہ ہماری زبان کو واپس کرتا ہے۔

۱۴ - اکتوبر کے تلغراف کے ساتھ ہی لوگوں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ میں اس سے خوش ہوں اور اللہ کا شکر گزار ہوں کہ اس کے حالات میں مسرت انگیز تبدیلی کی اور تین ماہ کے اندر ہی مسلمانوں کے جوش و خروش کو اصولاً فتح مند کیا، لیکن تاہم یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ جو جلسہ تمام اطراف ہند میں اسی دن شام کو کیا اسکے دوسرے دن منعقد ہوئے (دیونا دھندہ ہی کے دن سے کارروائیاں چھیننا شروع ہو گئی تھیں) انہوں نے اس واقعہ کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے، اور شکر و حزم دونوں کے ملحوظ رکھتے ہوئے دقیقے اور کثرتِ امحے صرف کیے؟

پھر کتنے لوگ ہیں، جنہوں نے عراق پر بھی نظر ڈالی ہے، اسکو بھی سوچا کہ آج کل کیلئے کتنا نظریہ پیش کرنا چاہیے؟

کلکتہ میں تفصیلی اطلاعات اسی دن در کھائے۔ اس وقت تک کئی تہیں مگر یہ مناسب نہیں سمجھا گیا کہ اظہارِ مسرت جلدی کی جائے۔ صرف اصل واقعہ کی اطلاع کافی ہے۔ اس اور دیگر معلومات کے بھی حاصل کرنے کی ضرورت تھی۔ پس جب کافی طور پر غور کیا جا چکا، تو ”مجلس دفاع مسجد مقدس کانپور“ کی جانب سے اعلان شائع کیا گیا کہ اتوار کے دن تین ہال میں جلسہ ہے۔

(افتتاح مجلس)

جلسہ کا افتتاح تلاوت کلام اللہ سے ہوا، اور قاری عبد الرحمن صاحب نے سورہ حشر کا آخری رُوح تلاوت کیا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ، وَانظُرُوا نَفْسَ مَا قَدَّمْتُمْ لَعَدُوِّهِ، وَاتَّقُوا اللَّهَ، إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ!

جلسے کے صدر پرنس غلام محمد منتخب ہوئے جو خدوئی ہند کے مشہور شاہی خاندان میسور کی یادگار اور کلکتہ کے شریف ہیں۔ انکی تقریر رپورٹوں کیلئے انگریزی میں موجود تھی لیکن عام سامعین کے خیال سے انہوں نے اسکا ترجمہ اردو میں سنایا، جسکا خلاصہ بعد اظہارِ تشکر یہ تھا:

”ایک ہفتہ سے زیادہ زمانہ نہیں گذرا ہے کہ ہم سب ہائیدی اسٹریٹ کے میدان میں جمع ہوئے تھے۔ جبکہ ہمارے دل غمگین، اور ہمارے جذبات محزون تھے۔ ہم نے مسجد کانپور کے متعلق اپنے دینی مطالبے کو دہرایا تھا اور گورنمنٹ سے التجائے انصاف اور پبلک سے درخواستِ ہمت کی تھی۔ ایکریاد ہوگا کہ اس موقع پر میں نے آپکو توجہ دلائی تھی کہ اعتدال کے ساتھ اپنی جائز کوششوں کو جاری رکھیے، اور برٹش انصاف سے مایوس نہ ہو جیے۔“

کس کو معلوم تھا کہ ایک ہفتہ کے اندر ہی واقعات متغیر اور صورت حال مبدل ہو جائے گی، اور پھر ہمیں اسقدر جلد جمع کرنا پڑیگا؟ الحمد للہ کہ ہماری سعی ضائع نہ گئی

ایڈیٹر الہلال کی تقریر

جلسہ ۱۹ - اکتوبر میر

دوسری تقریر کے متعلق

(نور و ظلمت)

برادران ملت! مسئلہ اسلامیہ کانپور کو شروع ہوتے چھ ماہ اور انہدام حصہ متنازع فیہ کر تین ماہ سے زائد زمانہ گذر گیا۔ یہ زمانہ اس عصر مظلمہ کا ایک تاریک ترین حصہ تھا جو آج تین سال سے زمین کے بہت بڑے حصے پر چھایا ہوا ہے۔ اور جو منجملہ تاریخ کی آن یادگار قرون ظلمت کے ہے، جبکہ روشنی مظلوم اور تاریکی ظلمت باب ہوتی ہے۔

۱۱۔ مسعود مقدس کانپور کا مسئلہ خونین تھا جس کے نام میں ہم نے یہ پورا زمانہ بسر کر دیا ہے۔

آج اس وسیع اور تاریخی ہال کے اندر جو لوگ موجود ہیں، انہوں نے اس گذشتہ سہ ماہی کے اندر بارہا مجھے اپنے سامنے پایا ہے۔ انکو یاد ہوگا کہ میری فریادیں کس قدر پر از خرم، اور میرا ماتم کس درجہ شدید تھا؟ میرے ہمیشہ کیا کہ نہ ان کا خالص دینی اور اسلامی مسئلہ ہے اور اس کے لیے ہر طرح کی سعی و کوشش داخل جہاد فی سبیل اللہ۔ میرے ہمیشہ اُن متہمین جرم بے جرمی کی تقدیس کی، جن کے ایک سو چھ مقدس ہاتھوں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں۔ اور میں ہمیشہ اُس مقدس خون کے احترام میں رزیا، جو ۳ - اگست کو مشہد مقدس مچھلی بازار میں حافظیں مسجد الہی، اور ناصریں حرمت شہنشاہ کا بھایا گیا۔ وہ ایک ظلم صریح تھا اور میں نے اُس ظلم کے اعلان میں کمی نہیں کی۔ وہ جبر و قہر کی ایک مثال

مشہور مثال تھی، اور میں نے انسانی ہمدردی سے اسے دوسرے کی توفیق پائی۔ یہ انصاف کی ایک مثال تھی جس کیلئے حکومت کے عصیان غرور نے چھری بیزاری۔ اور ظلم کے خونخوار عفریت کی پرستش تھی،

عدل الہی کا جسم پارہ پارہ کیا۔ پس میں نے انصاف اور انسانیت کے جنازے پر ماتم کیا، میں نے حق کی شہادت پر افسانہ لکھا، میں نے عدل کی مظلومیت پر انسانوں کو دعوایہ و بکریاں

لیکن اے اخوان غیور! یہ حالت تھی کہ یہ حالات میں تغیر ہوا اور اوراق حوادث نے اپنا ایک نیا صفحہ لکھ دیا۔ یہ ماتم و فغاں سنجھی دراصل ایک معرکہ آزادی تھی، جس نے حق و باطل، ظلم و انصاف، اور نادانی و دانش، بی پرواہی و صف، آرا کر دیا تھا۔ حق بے سرو سامان نہ رہا، جیسا کہ ہمیشہ رہا ہے۔ اور انصاف مظلوم و مقہور نہ رہا، جیسا کہ ہمیشہ اسکو پیش آیا ہے۔

تاہم وہ حکیم و قدیر، جسکی قدرت کے کوشش مخفی، اور جسکی حکمت کی تلوار ہمیشہ نیام میں رہتی ہے، غافل نہ تھا۔

و ما اللہ بغافل عما تعملون۔ ہر چند حق سے اعراض کیا گیا، اور صداقت کو بار بار ٹھکرایا گیا، مگر اُس حق کی دنیا میں تحقیر کی جاسکتی ہے جو انسانوں کی فغاں سخ زبانوں سے نکلتا ہے، پر اسکی تو تحقیر کرنے پر کوئی قادر نہیں، جو حق کے پیچھے رہکر اسکو

لڑاتا، اور پھر آخر میں فتنہ باب کرتا ہے؟ و کم من نڈۃ قلیلة غلبت قسۃ کثیرۃ باذن اللہ۔ بالآخر حق ظاہر ہوا، اور باطل نے شکست کھائی۔ ان الباطل، کار، ڈھوکا، جن لوگوں کو بار بار کہا گیا تھا کہ تم

صرف زخموں ہی کے مستحق ہو، انکے لیے ۱۴ - اکتوبر کو اسی کانپور کے اندر، جسمیں مچھلی بازار کی مسجد ۳ - اگست کے حادثہ کی افسانہ خوانی کر رہی ہے، ایک مرہم بھی طیار کیا گیا!! حضرات! میں نے زخموں کیلئے ہمیشہ روایا ہوں، آج اس دست مرہم بخشنے کے شکر یہ کیلئے لہڑا ہوا ہوں (چیرز)

(علاج کا اصلی وقت)

حضرات! زخموں کیلئے مرہم کا شاید اصلی وقت وہ ہے جبکہ زخم لگتا ہے، اور دیر ہوئے میں ہمیشہ ڈاکٹروں نے خوف ظاہر کیا ہے کہ زخم قابل اند مال نہر جائے۔ تاہم میں بالکل پسند نہیں کرتا کہ وقت کا سوال چیزوں میں صرف مرہم کا شکر یہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ یہ مرہم قیمتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگرچہ زخموں سے خون بہہ چکا ہے، تاہم مرہم مجرب ہر توروہ ہر حال میں معید ہو سکتا ہے۔ ہم سب کی یقیناً ازرز ہوگی کہ یہ علاج سریع الاثر اور قوی النفع ثابت ہو (چیرز)

(موضوع سطر)

لیکن اے حضرات! ہر واقعہ کی مختلف حقیقتیں ہوتی ہیں اور ہر حیثیت مخصوص نظر و بحث کی طالب۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ رزلوشنوں کی ترتیب اور انکے محرکین و مریدین کے منقسم فرائض کے بارے میں غلطی نہ ہوئے۔ ۱۴ - اکتوبر واقعہ کئی چیزوں کا مجموعہ ہے۔ لیکن میں دوسرے رزلوشن کی نسبت غور کر رہا ہوں۔ میرا موضوع اس وقت محدود ہے۔

(عزیز گم گشتہ)

حضرات! ہندوستان کا انصاف گم ہو گیا تھا۔ ہم اسی تلاش میں تھے۔ ہم نے اسے کانپور میں بار بار تلاش کیا، مگر جس قدر تلاش کیا، اتنا ہی وہ اور ریختہ دم ہوتا گیا۔ ہم نے ہندو کی سرکاری عمارتوں اور کانپور کی عدالتوں میں جگہ دھونڈھا اور دونوں جگہ ناکام رہے۔ پھر ہم لکھنؤ آئے اور ہم نے سڑک ہاؤس کی دیواروں کے نیچے اس یوسف عزیز کو دھونڈھا۔ مگر اُس کی صداۃ وجود ہمیں سے نہ اٹھی۔ ہم نے بینی تال کی حوش فضا چٹانوں اور اسکی جمیل و حسین کھاتیں میں آواز گونجی کی، مگر ہم منزل کی جستجو میں حقدور نکلے، اتنا ہی وہ ہم سے دور ہوئی گئی۔ ہمارے دل گر نہیں تھکے تھے، مگر ہمارے پانوں تھک گئے تھے۔ ہمارے ارادوں نے گو جواب نہیں دیا تھا، مگر ہماری ہمت نے جواب دیدیا تھا

تاہم ہم نے پائے تلاش کو تیز، اور صدائے جستجو کو بلند کر لیا، اور بالآخر جو گم گشتہ انصاف ہمیں زمین پر نہیں ملا تھا، وہ زمین سے بلند تر، یعنی (شملہ) کی چوٹیوں پر سے خود بخود نمودار ہو گیا (چیرز)

(شملہ اور بینی تال)

حضرات! ہندوستان کے جغرافیے میں ہمیشہ یہ پڑھایا جاتا ہے کہ (بینی تال) کا پہاڑ (شملہ) سے بہت چھوٹا ہے۔ وسعت میں بھی تنگ ہے، اور بلندی میں بھی کوتاہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر جغرافیہ اب اس مساحت کی تعلیم دنیا چھوڑ دے، جب بھی ہماریہ کی شاخوں کے متعلق ہماری معلومات غلط نہوگی۔ کیونکہ اب ہمیں بغیر جغرافیہ کی مدد بذریعہ یقین ہو گیا ہے کہ واقعی شملہ بینی تال سے بہت زیادہ وسیع، اور اس کی چوٹیاں اُس سے بہت زیادہ ارفع و اعلیٰ ہیں! (چیرز - مسلسل اور دیر تک)

۲۰ اکتوبر

سب کچھ اُسی چیز کا نتیجہ نہیں ہے، جس سے روکا جاتا تھا اور جس سے ڈرایا جاتا تھا؟ (چیرز)

(انگلو انڈین پریس)

حضرات! اس واقعہ کو ابھی چار پانچ دن ہی گزرے ہیں مگر اتنے عرصے کے اندر ہی اُس تعصب اور حاکمانہ عرور کے پتلے نے زہر کی قی کرنا شروع کر دیا ہے، جس کا دماغ نشہ باطل سے معطل، اور جسکے جذبات ہیجان خود پرستی سے مجنونانہ ہیں۔ میرا مقصد اُس اینگلو انڈین طبقہ سے ہے، جو بد قسمتی سے ہمیشہ اسکا مخالف رہا ہے نہ ہندوستان پر حق و انصاف کے ساتھ حکومت کی جائے۔ اسکے خیال میں حضور ديسرے نے اس مدبرانہ انصاف کے ذریعہ حکومت کے رعب کو زخمی کر دیا اور اسکے مزعومہ حریف بغارت پر تلوار پتوڑی۔ مگر کاش وہ سمجھتا کہ ”رعب حکومت“ کے فرضی دیوتا کو زخمی کرنا بہت بہتر ہے اس سے، نہ دس ترور مخلوقات الہی کے دلوں کو زخمی کیا جائے۔ (چیرز)

وہ کسی انقلاب آفریں جماعت سے بہت ڈرتا ہے، جو اسکے دھم و خیال کے خراب میں بہت مہیب، اور اسکے تصور باطل اندیش میں کسی پیدا ہونے والی بغارت کا مقدمۃ الجیش ہے۔ لیکن اگر (بائبل) کے اس جملہ کی صداقت اب تک باقی ہے کہ ”جو بویا جاتا ہے، رہی کاٹا بھی جاتا ہے“ تو ہمیں تعجب ہے کہ جن لوگوں نے خوف اور ڈر کا بیج بویا نہیں، وہ خوف کے پھل سے کیوں کانپ رہے ہیں؟ (چیرز)

(ویل لاء مافیا ن)

حضرات! میں سمجھتا ہوں کہ انسانی خود غرضی کی مثال اس سے بڑھکر آورکوی نہیں ہو سکتی۔ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ انسان خود اپنے لیے جس چیز کو جائز نہیں رکھتا، دوسرے کیلئے اُسی کا خواہشمند ہوتا ہے؟ انگلستان کی سرزمین انصاف و حفرق کا مامن سمجھی جاتی ہے۔ اسکے بسنے والوں نے صدیوں کی جد و جہد سے اپنے حقوق حاصل کیے ہیں اور حکومتوں کو شکستیں دی ہیں۔ پس ہم بھی آج انگلستان سے رہی چاہتے ہیں جو خود اس نے چاہا (چیرز)۔ پھر اسکے فرزندوں کا یہ نمونہ کیسا وحشیانہ ہے کہ وہ انصاف کے نام سے چرے اور حاکمانہ جبری پر جا کرتے ہیں؟ (چیرز)

سچ یہ ہے کہ (مسیح) کو اسکی زندگی میں بھی اسکے ساتھیوں نے نہ سمجھا، اور اسکے بعد بھی اسکے ماننے والے اس سے دور ہیں۔ کیا یہ اینگلو انڈین مسیحی خدا کے فرزند کو کبھی بھی جواب نہ دینگے، جبکہ وہ پکارتا ہے کہ ”تو دوسروں کے ساتھ بھی وہی سلوک کر، جو تو چاہتا ہے نہ دوسرے تیرے ساتھ کریں؟“ (چیرز)

یہی انسانی کمزوری ہے جسکی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے اور اسکو ”تطفف“ سے تعبیر کیا ہے کہ: ریل لسلطفین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوہم اور زنوہم یخسرور! لین دیں میں کم دینے والوں کیلئے کیا ہی تباہی اور ہلاکت ہے! جب وہ دوسروں سے لینے ہیں تو رزں میں ٹھیک ٹھیک لینے ہیں، پر دوسرے کو دینے کا وقت آتا ہے تو گھٹا گھٹا کے اور بچا بچا کے دیتے ہیں!! (باقی آئندہ)

البصائر

معافی خواہ ہوں نہ نئے پریس کی تکمیل میں غیر متوقع تاخیر کے اسباب پیدا ہو رہے ہیں۔ اسلئے اس وقت تک پرچہ شائع نہر سکا۔
منیجر البصائر

(وفاداری کی بنیاد امید ہے)

حضرات! آپکو یاد ہوگا کہ میں نے گذشتہ اتوار کے عظیم الشان مجمع میں کیا کہا تھا؟ اجازت دیجیے کہ میں اُسے پھر ایک مرتبہ دہراؤں اور میں خیال کرتا ہوں کہ برٹش انڈیا کے ہر باشندے کو ہمیشہ دہرانا پڑیگا۔ میں نے اُسے کہا تھا کہ گوہم زخمی ہیں اور ہمارے زخم بہت گہرے ہو گئے ہیں، تاہم مایوس نہیں ہیں۔ ہم اگر مایوس ہو جاتے تو ہماری حالت موجودہ حالت سے بالکل مختلف ہوتی۔ ہماری زندگی اسی عقیدے پر ہے کہ برٹش حکومت ایک کانسنٹی ٹیوشنل گورنمنٹ ہے۔ اس نے ہمیشہ دعوا کیا ہے کہ اسکی بنیاد قانون اور حقوق پر ہے نہ کہ شخصی استیلا اور جبر و تعکم پر۔ پھر ہم بھی مسلمان ہیں اور ہمارے مذہب نے ہم کو سکھایا ہے کہ حکم کسی طاقت کے لیے نہیں، اور کوئی انسان انسانوں پر محض اپنے تخت و تسلط کے زور سے حکومت کرنے کا حق نہیں رکھتا کہ ان الحکم الا اللہ۔ پس جبکہ ہمارے سامنے یہ شاندار مگر اتنا ہی موثر دعویٰ موجود ہے، تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم مایوس ہو جائیں۔

(جاہدوا فی سبیل اللہ)

ہمیں حق کی راہ میں جہاد کرنا چاہیے کہ جہاد سعی و کوشش کو کہتے ہیں، اور پوری قوت، پورے اتحاد، پورے استقلال، اور کامل ترتبات و عزم کے ساتھ اپنے مطالبات حقہ کو پیش کرتے اور دہراتے رہنا چاہیے۔ اگر انصاف اس سرزمین میں کم ہو جائے تو ہمیں اسکی کم گشتگی پر ماتم کرنا چاہیے، پر مایوس ہونا نہ چاہیے۔ بہت ممکن ہے کہ اسکا سراغ حکم کے بنگلوں کے اُن برآمد، میں نہ ملے، جہاں حاکم و محکومی کے فرق کو نمایاں کر۔ بلئے سائلوں کو بہت دیر تک ٹھلنا پڑتا ہے۔ بہت دور ہے کہ اسکا سراغ اُن عدالتوں کی شاندار عمارتوں کے اندر نہ ملے، جہاں قانون کا غلط استعمال، اور انسانی غلطی و غلط فہمی، اور تعصب و نفسانیت مر نہیں گئی ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اسکا پتہ صوبوں کے فرمل رداؤں اور گورنریوں کے گورنمنٹ ہاؤسز میں بھی نہ چلے، جہاں با اقتدار و حاکم انسانوں کے ساتھ، ”رعب حکومت“ کے عفریت کو بھی بسنے کی بسا اوقات اجازت دیدی جاتی ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ بہت ممکن ہے کہ دھلی اور شملہ میں بھی آپ اسکی صدا نہ سنیں۔ جہاں بہر حال انسان ہی رہتے ہیں، اور آدم کی اولاد بلا استثنا اپنے اندر نیکی اور بدی کی وہ تمام قوتیں رکھتی ہے جو خدا نے اسکو دینے کی ہیں۔

لیکن تاہم اے حضرات! ہماری زندگی اور ہماری وفاداری صرف اس ایک ہی امید پر ہے کہ برٹش حکومت کا انصاف ہر جگہ کم ہو سکتا ہے، لیکن ”تاج“ کے سایے میں اسکو کم ہونے کی جگہ نہیں مل سکتی، کیونکہ وہ جگہ صرف اُسکے نمایاں ہی ہونے کیلئے ہے۔ (چیرز)

(نذارت و بشارت)

یہ واقعہ اس عقیدے کی ایک تازہ نظیر ہے۔ وہ حق مانگنے والوں کیلئے ایک پیام مراد، اور چپ رہنے والوں کیلئے ایک تازیانہ تنبیہ و غیرت ہے۔ اب وہ لوگ کہاں ہیں، جو کہتے ہیں کہ وہ مانگو، اسلئے کہ مانگنا گناہ ہے؟ اب وہ منافقین و خائفین کیوں ہمارے ساتھ بھی شریک شکر گذاری ہو رہے ہیں، جو کہتے تھے کہ شکایت نہ کرو، کیونکہ شکایت کرنا بغارت ہے؟ اگر یہ بیج جو بویا گیا تھا، بغارت کا تھا، تو آج وفاداری کے جس پھل کو لینے کیلئے وہ بھی درڑ رہے ہیں، وہ کہاں سے آیا؟ کیا یہ

عجائب میں شمار کریں۔ اولاً اس کی تخصیص ان صوبوں میں دیا ہے؟ ثانیاً ہر ہستی جو ہندوستان میں رجوع پذیر ہوتی ہے وہ پہلے ہی سے ”الست برکم“ کے جواب میں ”ہلی!“ کہہ کر پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے جب تک برطانیہ ہندوستان پر قابض ہے، اطاعت شعاری اسکا جوہر ہے۔ پھر اس خارجی ایجنٹ، قبول ہی ضرورت دیا ہے؟ کیا مدارس و بمبئی کے تعلیمی اسر لوگوں کے لیے اطاعت پر قانع نہیں جو قلم اور زبان ہی اطاعت چاہتے ہیں

زنجبیل

(دولت علیہ ریونان)

رائٹا سے ۱۵ - اکتوبر یونان و ترکی کے درمیان جس جنگ کی خبر آئی تھی، آخر اتھنز اور پلاٹینہ، کہیں سے لوس کی تالیف نہ ہوئی۔ اس لیے یقیناً وہ غلط تھی

۲۴ - اکتوبر اتھنز سے تار ہے کہ ”یونان اور ترکی کے درمیان گفتگو بصلح و آشتی آگے بڑھ رہی ہے اور عن قریب ختم ہونیوالی ہے“

شرط و معاهدات کی طرف اب تک تاروں میں کوئی اشارہ نہیں، اس لیے حقیقت حال مخفی ہے۔

(البانیا و سرپا)

گذشتہ ہفتے تک سرپا، البانیا کے دروازے پر پھڑی، مکان کے اندر جھانک رہی تھی کہ اہل مکان کی غفلت آئے نصیب ہو، لیکن مشکل یہ ہوئی کہ ایک طرف تو خود مکان والے جاگ اٹے۔ دوسری طرف رائٹا کی پولیس نے قانت کر پڑھا کہ دروازے پر کون کھڑا ہے؟ ناچار مایوس واپس آنا پڑا

۲۰ - اکتوبر لندن سے تلغراف ہے کہ سرپا نے دل کر اطلاع دی ہے کہ اس نے اپنی فوج کو البانیا سے واپسی کا حکم دیدیا۔ لیکن تھامس مدعا علیہ کا بیان کافی نہ تھا۔ اب رائٹا سرپا کی طرف بیان کرتا ہے کہ ”حقیقتاً سرپا نے البانیا سے فوج ہٹا لی اور یہ کہ اس طرح مصالح یورپ اور نیز امن عام کی خاطر اس نے یہی خدمت کی ہے“

(بلغاریا)

تھریس کے بعض علاقے جو ازروس صلح بلغاریا کو ملے تھے، بلغاریا نے صرف اس لیے اب تک ان پر قبضہ نہیں کیا تھا کہ اگر یونان و ترکی میں جنگ منتظر چھڑ جائے تو ترک آسانی سے یونانی علاقوں میں داخل ہو سکیں۔ اب چونکہ یونان و ترکی کی صلح تقریباً مستحکم ہے، اس لیے آہستہ آہستہ بلغاریا کی فوج قبضہ کے لیے آگے بڑھ رہی ہے۔

اس سے پہلے یہ خبر آچکی ہے کہ اس علاقے کے مسلمانوں نے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا ہے۔ اب ۲۳ - اکتوبر سے تلغراف ہے کہ بلغاریا کی فوج تھریس میں آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی ہے۔ لیکن مسلمان جو گذشتہ تجارت کے تلخ نتائج حاصل کر چکے ہیں، یورپی طرح مزاحم ہیں۔ (مصطفیٰ پاشا) اور (مالک) تھریس کے لیے کو بلغاریا نے ربا دیا۔ دریائے (آردا) کے جنوبی کنارے اب تک جنگ رہے ہیں جن میں ترک باغی بڑوں نے آگے بڑھ کر یونانیوں کے جمال کے لیے ۱۱ - اکتوبر کو بھی گولہ مسلمانوں کو جو بلغاریا سے نہایت برا فرقہ ہیں، تھریس کے لیے آگے بڑھ کر یونانیوں کے لیے نہایت گمراہی ہے۔ تاہم بلغاریا حکم کی اطاعت کرتا ہے اور قبول کر لیں اور شرط صلح کی خلاف ورزی نہ کرے۔ (المستقبل) بید اللہ لعلی۔ بھارتیہ ماہنامہ

افکار و حوادث

یورپ کو فخر ہے کہ اس نے غلامی کا قانوناً اور عملاً ابطال کیا، اور انگلینڈ مدعی ہے کہ اس شرکت فخر و مباهات میں انگریز سرمایہ داروں کا حصہ زیادہ ہے۔ ہم بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ افراد کی غلامی یورپ نے اور علی الاخص انگلینڈ نے دنیا سے مٹا دی، لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اقوام اور مملکتوں کی غلامی اسی نسبت سے اور زیادہ مستحکم اور شدید بھی کر دی۔ یہ پنجاس کے میدانوں میں غلام افراد کی بیع و فروخت ہوتی تھی۔ اب وزارت خارجہ کے ایوانوں میں اقوام و ممالک کی بیع و فروخت ہوتی ہے!!

ہم نے ۲۳ - اکتوبر کا تاریخ: ”افواہ ہے کہ کسی دوسرے افریقی علاقے کے معاوضے میں رنجبار جرمنی کے حوالے کر دیا جائے گا جو اس وقت تک برٹش نفوذ کے تحت میں تھا۔“ کیا یہ قوموں اور مملکتوں کی غلامی اور ان کی بڑے فروشانہ بیع و فروخت نہیں ہے؟ پھر یورپ کو کس چیز پر ناز اور انگلینڈ کو کس چیز کا ادعا ہے؟ مالک کیف تحکمون؟

بعد کی خبر ہے کہ ”رنجبار کے متعلق گذشتہ خبر بالکل بے بنیاد ہے“ لیکن اس تغلیط سے کیا حاصل کہ بولی، بولی جاچکی ہے اور غلام میدان بڑے فروشی میں کھڑے کیے جا چکے۔ اب اثر خریداروں سے معاملہ صاف نہ ہو سکا اور بیع نسخ ہو گئی، تو بد بخت غلاموں کو اس کی کیا خوشی کہ کل پھر کوئی دوسرا خریدار آجور ہوگا!

بنارس، ۱۰ - اکتوبر اور مدراس کی بعض مجالس اسلامیہ نے اپنی تجویزیں جمع کیں ہیں کہ جناب نواب حاجی محمد اسحاق خاں سے درخواست کی جائے کہ وہ کالج کی سرکاری شپ سے علحدہ ہو جائیں، لیکن جس طریقہ سے یہ کارروائی کی جا رہی ہے، ہم آگے پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے، اور مرقعہ ملا تو کبھی اس بارے میں بھی لکھیں گے۔ مگر ہمیں تعجب ہے کہ یہ لوگ جدید ناظم صاحب ندوۃ العلماء کو کیوں بھول گئے؟ ان سے درخواست کیوں نہیں کی جاتی کہ ازراہ کرم اس مسند کو خالی کر دیں؟

کالج کے سرکٹری سے ان لوگوں کو شکایت ہے کہ وہ انتظامی اور سیاسی پہلوؤں کو محفوظ نہ رکھ سکیں گے، اور یہ کہ وہ قوم کی آزادانہ تحریکوں کے مخالف ہیں، لیکن ندوۃ کا ناظم تو ندوۃ کے مذہبی و علمی ستونوں کو توڑ رہا ہے، جن پر ندوۃ کی عمارت قائم کی گئی تھی۔ وہ نہ ندوۃ کے اغراض سے آشنا ہے اور نہ مقتضیات عصریہ سے واقف، اس کے پاس نہ تو تجربہ ہے اور نہ علم۔ پھر کس امید پر کہا جائے کہ اسی عہد پر ابھی میں ندوۃ، ندوۃ نہ رہے گا؟ ہم کو یہ تحقیق معلوم ہوا کہ اب ندوۃ کا مقصد عملاً ایک انگریزی اسکول اور پنجاب کے مولوی فاضل کا اور پتلا مدرسہ ہے اور بس۔ نیا للہاکہ ریا للہاکہ!

مدراس و بمبئی کے تعلیمی صیغوں سے ایک ”اقرار نامہ“ رفاہیہ شائع ہوا ہے، جس پر سرکاری، نیم سرکاری، اور نیز تنظیمی، مدرسوں کے معلمین نے اس سرپر ”مصدق قلب“ سے اقرار لیا جاتا ہے کہ وہ ہمیشہ شہنشاہ کے رفاہیہ مطیع، اور ہر قسم کی سیاسی جدوجہد اور طلب حقوق سیاسی سے معزز و مہینے۔ نیز لچے شا گروہوں میں شہنشاہ کی رفاہیہ و جلی نقاری کے جذبات پیدا کریں گے۔

عجب نہیں کہ لوگ اس اقرار نامے کو بھی ہنسی میں لے

[بقیہ مضمون صفحہ ۱۶ - ۱۷]

پس یہ تو میں گوارا نہیں کر سکتا کہ ان بزرگوں کو مجھے اطلاع نہ دینے اور اخفاء محض کا الزام دیا جائے کیونکہ یہ واقعہ کے خلاف ہے۔ البتہ واقعی حالت جو پیش آئی، وہ میں نے بیان کردی اور ہر شخص کو اس کا حق ملنا چاہیے کہ وہ اپنی حالت ظاہر بدے۔

(۵) ایڈیٹر صاحب زمیندار کے متعلق مجھ کو اس قدر معلوم ہے کہ مولوی ظفر علی خاں صاحب کو اس کی اطلاع تھی اور انہوں نے بالکل پسند کر لیا تھا۔

اصل پوچھیے تو اشخاص کی اطلاع و مشورہ اصل سے نہیں ہے، بلکہ پہلی چیز اصولاً مسئلہ کی صحت و عدم صحت کا سوال ہے۔ (۶) ” کانپور کی پبلک سے واقعات مخفی رہ گئے “

اس میں مجھے شک ہے۔ سید فضل الرحمن صاحب، حافظ احمد اللہ صاحب، شیخ محمد ہاشم صاحب، شیخ نثار الدین صاحب، حاجی عبد القیوم صاحب، حافظ محمد حلیم صاحب، نیز تمام متولیہاں مسجد غالباً مشورہ میں شریک اور اس مسئلہ میں پروری طرح متفق تھے، اور ہیں۔ تاہم میں یقین کے ساتھ عرض نہیں کر سکتا۔

(۷) میں نے ۱۲۔ اکتوبر کے جلسے میں دیسوا روویوشن پیش کرتے ہوئے جو شرائط پیش دیے تھے، یہ فیصلہ اسے مطابق نہیں اور یہ توئی پوچھنے کی بات نہ تھی۔ بالکل ظاہر ہے۔

(۸) مسٹر مظہر الحق ڈیپوٹیشن میں تو شریک نہ ہوئے۔ ڈیپوٹیشن صرف کانپور کے مقامی معززین کا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسا یہ سوال بے مرقعہ ہے۔ شاید ہی کسی مسلمان شخص کا ایثار آج تمام ہندوستان میں اس قدر راضع اور غیر محتاج دلیل و بحث ہے، جس قدر مسٹر مظہر الحق کا۔ حضور زبیرات کی ملاقات اور ان کے شیک ہیڈ کرتے ہا اگر انہیں شوق ہو تو اس کے لیے وہ شاید مسجد کانپور کے معاملے میں پڑے کی جگہ زیادہ کم قیمت اور آسان وسائل رکھتے ہیں۔

یہ جناب کے سوالات کے اصلی جوابات نہیں ہیں اور نہ میں اس کا تشفی بخش جواب دے سکتا ہوں۔ البتہ جتنا حصہ میرے متعلق، یا میری معلومات میں تھا، میں نے عرض کر دیا۔ آخر میں چند الفاظ اور بھی کہوں گا:

(۱) مسٹر مظہر الحق کی حیثیت اس معاملے میں لیڈر ۱ مقفی کی نہ تھی، بلکہ ایک مشیر قانونی کی۔ وہ ۳۔ اگست کے مٹھین کے دفاع کیلئے آئے تھے نہ کہ مسجد کے متعلق شرعی فیصلہ کرنے۔ انہوں نے اپنا فرض کامل طریقہ سے انجام دیا۔ ان کے تمام متوکل رہا ہو گئے۔ اور ان کی خدمت بے داغ اور ان کا احسان نا قابل فراموش ہے۔

(۲) رہا فیصلہ مسجد، تو پچھلے نمبر میں جناب میری رائے پڑھ چکے ہیں۔ نیز تون ہال کے جلسہ میں بھی۔ شاید تمام اردو جرائد میں یہی ایک آواز ہے جس نے اتفاق کلی سے انکار کر دیا۔ میں علانیہ کہتا ہوں کہ اس بارے میں فیصلہ کنندوں نے غلطی کی اور بہتر تھا کہ وہ جلدی نہ کرتے۔ سارے تین مہینے کے شرعی ماتم کو چند لمحوں کے اندر طے کر دیتا بہتر نہ تھا۔

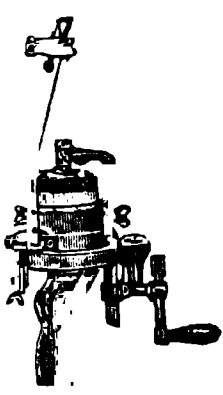
(۳) شکوک ظاہر کرتے چاہئیں اور اعتراض صحیح کو روکنا رہی جبر و شخصیت اور استبداد ہے جس کے صنم خاں پر در سال سے مسلمان پتھر پھینک رہے ہیں۔ تاہم عدل و انصاف و عدم افراط و تعریض ہمارے تمام کاموں کا بنیادی اصول ہونا چاہیے۔ سر راجہ صاحب، محمد آباد اور جناب مولانا عبد الباقی نے اس

معاملے میں جو کچھ کیا، نہایت خوش نیتی سے کیا۔ پس مسلمانوں کو ان کی شکر گزاری سے اس درجہ اغماض نہ کرنا چاہیے، جو، ایندہ کیلئے ہر حال میں ناشکری کی ایک مثال مشنوم بن جائے۔ یہ کوی اچھی بات نہیں کہ انسان صرف نکتہ چیں اور شاکہ ہی ہو، اور شکر و امتنان کو بھول جائے۔ جو اچھی نیتوں سے کوشش کرتے ہیں، ان کا قدرتی حق دینے میں بغل نہ کرے۔ البتہ اتباع اور پیروی ہر حال میں صرف اصول اور شریعت کی ہے، نہ کہ اشخاص کی۔ اور غیر مسئلہ اللہ اور اس کی رحمت کے سوا اس سطح ارضی پر کوئی نہیں۔ اگر کسی سے سعی و کوشش میں غلطی ہو گئی ہے تو اس کو پروری آزادی ہے ظاہر کیجیے۔ اور اس میں کسی شخص کی پروری نہ کیجیے۔ ہم مسلمانوں نے صاحب رحمت (رحمی فداہ) کے حضور میں اپنے شکوک و اعتراض ظاہر کیے ہیں۔ ہم نے ائمہ پر اعتراض کیے ہیں اور غزالی و رازی کی غلطیاں ظاہر کرتے ہیں۔ جب اسلام کی تعلیم حریت کا یہ حال ہے تو ” تا بدیگران چہ رسد؟ “

گھر بیٹھے روپیہ پیدا کرنا !!!!

مرد، عورتیں، بڑے لڑے، فرصت کے اوقات میں روپیہ پیدا کر سکتے ہیں۔ تلاش ملازمت کی حاجت نہیں اور نہ قلیل تنخواہ کی تلاش کی ضرورت۔ ایک روپیہ سے ۳۰۔ تک روزانہ۔ خرچ، برائے نام۔ چیزیں دور تک بھیجی جاسکتی ہیں۔ یہ سب باتیں ہمارا رسالہ باسانی بغیر اعانت استاد بتا دیتا ہے !!

۳۰۔ روپے اور اس سے بھی کچھ زیادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر اس سے بھی زیادہ چاہیے تو چھ۔ روپی ایک مشین منگائیں اور ۳۰۔ روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کر لیں



تھوڑا سا روپیہ یعنی ۱۲ بٹلی نٹ کڈینگ مشین پر لگائیے۔ پھر اس سے روپیہ روزانہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اگر کہیں آپ ادارہ کی خود بانٹ مشین ۱۰۵۔ کو منگالیں

یہ مشین موزے اور ہر طرح کی بنیائیں وغیرہ بنتی ہے۔

آپ کی آمدنی صرف آپ کی سعی پر موقوف ہے۔ کسی قسم کا اس میں خطرہ نہیں۔

ہم آپ کی بنائی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ نیز اس بات کی کہ قیامت بلا کم و کاست دیدی جائیگی!

ہر قسم کے کالے ہارنے اور، جو بٹنے میں ضروری ہوں، ہم مہیا کر دیتے ہیں۔ محض تاجرانہ نرخ پر۔ تاکہ روپیوں کا آپ کو انتظار ہی کرنا نہ پڑے۔ کام ختم ہوا، آپ نے روانہ کیا، اور اسی دن روپے بھی مل گئے! پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بٹنے کے لیے اور چیزیں بھی بھیج دی گئیں!

صرف معذرت سے آپ نفع کثیر حاصل کر لے سکتے ہیں۔ اور پھر بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ مرد اور عورتیں اس کام کو بغرض حصول مفاد فوراً قبول کر لیتی ہیں۔

اچھا، نفع رھنے دیجیے، رہتے بھی یہ کام اطف سے کب خالی ہے؟ گھر بیٹھے اچھا مشغلہ مل جاتا ہے اور نفع اتنے علاقہ! ادھر شا نیٹنگ کمپنی۔ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ۔ کلکتہ

الحلال

۲۸ ذی قعدہ : ۱۴۴۱ ھجری

مساجد اسلامیہ اور خدائے سیاسیہ

اسلام میں مساجد کی حیثیت : دینی

انجمن اسلامیہ لاہور کا رزلویشن

({)

(چوتھی آیت)

گذشتہ نمبر میں جس آیت کی بحث پر ختم مقالہ ہوا تھا اس کے بعد ہی سورہ (توبہ) میں فرمایا :

اجعلتم سقایۃ الحاج و عمارۃ المسجد الحرام کم من آمن باللہ و الیوم الاخر و جاهد فی سبیل اللہ ؟ لا یسترون عند اللہ ، واللہ لا یدہی القوم الظالمین (۱۹ : ۹)

اور وہ ظلم کرنے والوں کو کبھی راہ راست نہیں دکھلاتا ” یہ آیت کریمہ موجودہ حالات کے انطباق و تصدیق کے لحاظ سے ایک عجیب و غریب آیت ہے اور اسی لیے اسکو مضمون کے پہلے نمبر میں زیر عنوان رکھا گیا تھا ۔

اصل میں یہ آیت بھی متعلق ہے تیسری آیت کے جس پر گذشتہ نمبر میں بحث کی گئی تھی یعنی :

انما یعمرو مساجد اللہ من آمن باللہ و الیوم الاخر و اقام الصلوۃ و آتی الزکوۃ و لم یخش الا اللہ ، فعسی اولئک ان یتکونوا من المہتدین (۱۹ : ۹)

اسی کا بقیہ تکرر متذکرہ صدر آیت ہے ۔ لیکن نظر بہ اہمیت مطلب ضروری ہے کہ اسپر مستقل اور علیحدہ نظر ڈالی جائے ۔

(تشریح و تفسیر)

گذشتہ نمبر میں شان نزول بیان کیا جا چکا ہے ۔ مشرکین مکہ کو اپنی تعمیر و تربیت مسجد پر نہایت غرور تھا ، اور موسم حج میں حجاج کی خدمت اور انکو پانی پلانے کے کام پر نہایت نازاں تھے ۔ انکا یہ غرور باطل اور افساد فخریہاں تک بڑھ گیا تھا کہ ان کامی کے مقابلے میں اور کسی عمل صالح اور عبادت الہی کو وقعت نہیں دیتے تھے ، اور بادلم کے ایسے دائروں سے تیل نکالنا چاہتے

تھے جن میں چھلکے کے سوا اور کچھ نہ تھا ۔ حضرت عباس ایمان لائے سے پہلے جب اسراء بدر میں آئے ہیں اور حضرت امیر علیہ السلام اور ان میں گفنگوہوئی ہے ، تو گذشتہ نمبر میں ہم پرھچکے ہو کہ انھوں نے قریش مکہ کے اس فخر و غرور باطلانہ کو کیسے ادعا اور تحدی کے لہجے میں ظاہر کیا تھا ؟

پس پہلی آیت میں خدا تعالیٰ نے اسکا رد کر کے ہرے شرائط اربعہ ایمانیہ کو بیان کیا ، جنکے بغیر تعمیر و تربیت مساجد کچھ مفید نہیں ۔ اسکی تشریح ہو چکی ہے ۔ اسکے بعد اس آیت میں زیادہ صراحت کے ساتھ ان دو کاموں کا ذکر کیا جن کا انھیں متمدانہ و سرکشانہ غرور تھا ، یعنی سقایۃ حاج اور خدمت و تربیت مسجد ۔ اسکے بعد نہایت موثر اور مسکت پیرایہ میں اسکی نسبت سوال کیا اور اصلی و حقیقی اعمال صحیحہ و وسیلہ معبودیۃ الہی کو پیش کیا ۔ پھر خود ہی اپنے انداز مخصوص ربانی میں اسکا جواب دیا ، تا دماغ ضلالت اندیش سوانچیں ، اور قلوب غفلت شعار متنبہ ہوں !

یہ آیت اللہ کی طرف سے ان لوگوں کیلئے زجر و توبیخ ہے جو انکے کو پانی پلانے اور مسجد ان الفخر فی الایمان باللہ ،

ہذا تربیخ من اللہ تعالیٰ نقرم ، انکے کو توبیخ و توبیخ ہے جو انکے کو پانی پلانے اور مسجد ان الفخر فی الایمان باللہ ،

یہ آیت اللہ کی طرف سے ان لوگوں کیلئے زجر و توبیخ ہے جو انکے کو پانی پلانے اور مسجد ان الفخر فی الایمان باللہ ،

یہ آیت اللہ کی طرف سے ان لوگوں کیلئے زجر و توبیخ ہے جو انکے کو پانی پلانے اور مسجد ان الفخر فی الایمان باللہ ،

(حقیقۃ جہاد)

” جہاد “ جہد سے نکلا ہے ، جسکے معنی سعی ، تعب ، کوشش ، اور کسی کام کے کرنے میں بمقابلہ دشمن صعوبات کے اٹھانے کے ہیں :

استغراغ الوسع دشمن کے حملے کے دفاع میں اپنی فی مدافعة العذر پوری طاقت سے کوشش کرنا ، خواہ وہ ظاہراً و باطناً ۔ دشمن ظاہری حملہ آور ہو جیسے اعداء ۔

(مفردات راغب) حۃ وقت و حکم ظالم و جابر یا باطنی جیسے نفس و مظاہر شیطانہ

پس اللہ کی صداقت اور عدل کی راہ میں تکالیف و صعوبات کا اٹھانا ، انتہائی سعی و کوشش کرنا ، اور ایثار و فدویت سے ہم لینا ، ظاہراً بھی اور باطناً بھی ، ” جہاد مقدس و اقدس “ ہے ۔

خدا نما انسان کا جہاد، ہر اصلاح انسانی اور دفع ہر فساد ارضی کیلئے تھا۔ صلی اللہ علیہ و علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین، و علیٰ الہم و صحبہم اجمعین !

(والذین معہم)

یہ تو اسوہ ہائے جلیلۃ نبویہ ہیں، جنکو جہاد فی سبیل اللہ کا نمونہ بنا کر بھیجا گیا۔ لیکن پھر ان سب کے ماتحت اور زیر ظل، صدیقین و شہداء، اور صالحین و قانتین امت کے اعمال مجاہدانہ، و عزائم حق پرستانہ ہیں، جنکے ان کثرت اور بے شمار نمونے ہمارے سامنے موجود ہیں۔

انبیاء عظام کے اعمال دنیا میں نشت زار اصلاح کیلئے بمنزلہ تخم کے ہوتے ہیں اور انکے متبعین و مومنین کے اعمال الہیہ بمنزلہ اشجار و اثمار کے :

کزرع اخرج مثل اُس نہیني کے کہ اُس نے پہلے زمین سے اُپنی پہلی نوبیل نکالی، پھر اُس نے غذاء شطاه فازرہ، فَاَتَوَاتٰہَا، فَاَسْتَبٰی عَلٰی سِرْقَہ یَعْجَب۔ الزراع، لیغیظ بہم الکفار۔ (۲۹: ۴۸)

عطا کی، تاکہ کفار اس کو دیکھ کر غصے میں جلیں۔

پس جو مومنین مخلصین اپنے اعمال کی روشنی آفتاب نبوت سے کسب کرتے ہیں، اور اپنی قوتوں کو کسی نہ کسی صورت میں حق و صداقت اور دفع فساد و ظلم کی راہ میں وقف جہاد فی سبیل اللہ کر دینے کی توفیق پاتے ہیں، وہ اس تخم دعوۃ کے بوگ و بار ہیں۔ خدا انکو انبیاء صدیقین کی معیت کا شرف عطا فرماتا ہے اور انکے کامن کو بھی اعمال نبوت کی طرح اپنی مقبریت کیلئے چن لیتا ہے : ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین، و حسن اولئک رفیقاً (۷۱: ۴)

(جہاد لسانی)

حقیقت جہاد کی طرح جہاد فی سبیل اللہ کے وسائل و ذرائع بھی عام ہیں اور ان کو صرف تلواریں ہی کے قبضہ کے اندر سمجھنا غلطی ہے۔ جہاد حق کی راہ میں سعی و کوشش ہے۔ خواہ وہ زبان سے ہو، خواہ مال سے۔ خواہ تلواریں فاتحانہ سے ہو، خواہ خون مظلومیت سے۔ خدا کی سچائی اور انسانی ظلم کے انسداد کی راہ میں اپنی قوی کا صرف کرنا، کسی صورت اور کسی شکل میں ہو، داخل معنی و حقیقت جہاد ہے۔

قرآن کریم میں ہر جگہ ”جاہدوا باموالکم و انفسکم“ آیا ہے۔ یعنی جہاد اپنے نفوس اور اپنے اموال کے ذریعہ کرو۔ نفوس کے جہاد میں ہر طرح کا ذریعہ جہاد آگیا۔ امام احمد، ابو داؤد، نسائی، ابن حبان و غیر ہم نے حضرت (انس) سے روایت کی ہے کہ : جاہدوا بالمشرکین باموالکم جہاد کرو اپنے مال سے، اپنی جان و انفسکم و السنتکم ! سے، اور بذریعہ اپنی زبان کے ! اس سے ثابت ہوا کہ جہاد نہ صرف جان و مال، بلکہ زبان سے بھی ہوتا ہے۔

فی الحقیقت ”جہاد لسانی“ اشرف ترین جہاد ہے۔ اس سے مقصود ہے بذریعہ مزاحمت، خطب، اور برسیلۃ، تقریر و کلام کے لوگوں کو دعوۃ الہیہ دینا، ظلم و جبر شخصیت و استبداد کا رد اور قلع و قمع کرنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، اور وہ تمام اشاعت، تعلیم

پھر یہ خواہ وطن کیلئے ہو، خواہ قوم کیلئے۔ علم کی راہ میں ہو یا خدمت انسانیت کیلئے۔ زمین کے کسی خاص محدود حصے کی بھلائی کیلئے ہو، یا تمام دنیا کیلئے۔ ہر حالت میں وہ جہاد ہے، اور جس بخت بیدار کو اسکی توفیق ملے، وہ مجاہد فی سبیل اللہ۔

افسوس کہ ”جہاد“ کی حقیقت کی تشریح کا یہ موقعہ نہیں۔ متعدد مقالات (الہلال) میں نکل چکے ہیں، جن میں حقیقت جہاد کے بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اور ایسا اچھا ہو اگر اس وقت قارئین کرام کے پیش نظر رہیں۔ علی الخصوص وہ مقالات جو (الہلال) کی گذشتہ جلدوں میں ”عید اضحیٰ“ اسوۃ ابراہیمی، فاتحۃ جلد دوم، امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے شائع ہو چکے ہیں۔

اُن مضامین میں پوری تفصیل کے ساتھ یہ امر واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ”جہاد“ کو محض ”قتال“ کے معنوں میں لینا ہمارے بعض متاخرین مصنفین کی غلطی اور یورپ کے معترضین کی سخت نادانی ہے۔ ”جہاد“ ایک لفظ عام ہے اور خود قرآن کریم نے ”جہاد“ و ”قتال“ کے عموم و خصوص کے فرق کو بار بار نمایاں کیا ہے۔ نیز احادیث و آثار اس بارے میں بکثرت مری۔ ہر وہ سعی و کوشش، ہر وہ انتہائی جہد، ہر وہ عمل کی سختی کی برداشت اور تلاش مقصود کے ابتلا و مصائب کا تحمل، جو حق کیلئے ہو، عدل کیلئے ہو، انسانیت کیلئے ہو، صداقت و حقیقت کی خاطر ہو، نیکی کے قیام اور بدیوں کے استیصال کی راہ میں ہو، جو اللہ کی مرضی کے تابع، اور جو شیطان رحیم کی آرزوں کے مخالف ہو، دراصل جہاد فی سبیل اللہ ہے، پھر خواہ وہ سیاسی ہو یا اخلاقی، اور تمہاری اصطلاح میں دینی ہو یا تمدنی۔

(اسوۃ نبوت)

حضرت (نوح) علیہ السلام نے اس راہ میں پھر نہایت اور کفر و عہدیاں سے ہندوگان الہی کو روکا۔ یہ اصلاح اعتقادات و اعمال دینیہ ہ جہاد تھا۔ حضرت (ابراہیم) نے بالذبح کے صدمہ ندر سے ارض الہی کو پاک کیا اور کواکب پرستوں کو دعوۃ توحید دی۔ انہوں نے انکے جلانے کیلئے آگ سلگائی اور انکی حفاظت کے مشورے کیے۔ یہ بھی جہاد فی سبیل اللہ تھا۔ حضرت (عوسی) علیہ السلام فراعنہ مصر کی شخصی حکومت اور جائزہ غلامی کے قلع و قمع کیلئے آئے اور اپنی قوم کو بدیوں کی غلامی و محنومی سے نجات دلائی۔ یہ ایک بڑا بولٹیکل اور سیاسی جہاد تھا۔ مگر یہ بھی جہاد فی سبیل اللہ تھا !

حضرت (اسماعیل) امی اسرائیل کے کم شدہ اخلاق کی سراغ میں سے۔ ظالم ہندوؤں کے انکے عہد پر تھوکا اور (یلاطوس) کے بے رحم سپاہیوں کے آئے سرے ہتھوروں کا ناچ رہا، تاکہ وہ صلیب پر لٹائے جائیں اور جو لٹائے، وہ پورا ہو۔

یہ ایک اسلامی جہاد تھا، اور اس اخلاقی مجاہد نے اس راہ میں اپنی نظم و انضام کو فی حقیقت اسکی پوری تکمیل کی، جس نے اپنی جہاد فی سبیل اللہ تھا۔

حضرت (ختم المرسلین) علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام عالم کی قوموں اور ممالک کو دور کرنا چاہا اور اپنی اور اپنی جماعت منہ دس دی زندگی اس راہ میں صرف کر دی۔ یہ محض اصلاح اقوام و زمین کا کوئی خاص شعبہ نہ تھا، جس کو ”پالیٹکس“، تمدن، اخلاق، اور مذہب کے نام سے تقسیم کر دیا ہے، بلکہ انکی دعوۃ عالم، اور انکی اصلاح عالمگیر تھی۔ اُس دنیا کے سب سے بڑے

وہ اصلاح انسانیت کا آخری ظہور اکبر جس نے مومن کی طرح حملہ نہیں کیا، اور مسیح سے زیادہ عرصے تک صبر کیا، گربدر کے کنارے اور اُحد کے دامن میں تلوار کا جواب تلوار سے دینے پر مجبور ہوا، تاہم اسکا اصلی حربہ وعظ ہی تھا۔ اس نے قورات کے حامل کی طرح قتال خونیں نہیں کیا بلکہ ہمیشہ جہاد لسانی ہی کر جہاد پر مقدم رکھا۔ نوح کی طرح اس پر پتھر پھینکے گئے، پر اُس نے نوح کی طرح بد دعا نہیں کی اور یہ نہیں کہا کہ: رب لا تذّر علی الأرض اے پروردگار! ان کافروں میں سے من الکافرین دینا! کہے کہ بھی زندہ نہ چھوڑ کہ روئے زمین پر آباد نظر آئے! (۷۱: ۲۵)

بلکہ کہا تو یہ کہا کہ: ”رب اهد قومی“ فاذہم لا یعلمون۔
خدا یا! میری قوم کی ہدایت کر، کیونکہ وہ نہیں جانتے!
خدا نے بھی اسکا سب سے بڑا وصف بتایا تو یہی بتایا کہ وہ اسکی آیتیں پڑھتا اور اس کے طرف سے اس کے بندوں کو تعلیم دیتا ہے:
ہو الذی بعث فی الامیئن رسولا منہم، ینزل علیہم آیاتہ و یرزقہم،
و یرسلہم الکتاب و الحکمہ، و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین! (۶۲: ۲)

پس زبان ہی کا جہاد وہ اشرف و اکمل جہاد ہے، جو حکم الہی کے ماتحت، اس کے برگزیدہ رسولوں کی اصلی سنت، تمام مجاہدات حقہ کا بنیاد اولین و وسیلہ رحید، اور انسانی نیکی و ہدایت کا اصلی سرچشمہ و منبع ہے!

(عود الی المقصود)

پس فرمایا کہ: ”اجعلتم سقایۃ العاج و عمارة المسجد العرام کمین آمن باللہ و الیوم الآخر و جاهد فی سبیل اللہ؟“
آیا تم نے حاجیوں کے پانی پلانے اور مسجد کی تعمیر و تزیین کے کم کو اس شخص کے کاموں جیسا سمجھ رکھا ہے، جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانا اور اسکی راہ میں جہاد کرتا ہے؟
مشرکین مکہ کو ولایت مسجد پر ناز تھا، مگر اللہ کا رسول اور اس کے ساتھی ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف تھے۔ خدا نے کہا کہ دونوں ہرگز ہرگز برابر نہیں ہوسکتے۔

اس آیت میں پہلے ایمان باللہ و الیوم الآخر کو فرمایا کہ فی الحقیقت تمام انسانی نیکیوں کی جڑ ہے، اور کوئی انسانی شرف ایسا نہیں جسکی شاخ اسی جڑ سے نہ نکلتی ہو۔ اس کے بعد جہاد کا تذکرہ کیا اور جہاد میں ہر قسم کا جہاد داخل ہے۔

یہ بالکل ایک واضع بات تھی۔ اسی لیے انسان کی قدرتی دانائی کے اعتماد پر اس کے لیے صرف سوال کا کر دینا ہے کافی تھا۔ دلیل کی حاجت نہ تھی، اور یہ قرآن کریم کا انداز مخصص ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ مکان کی محبت مکین کی وجہ سے ہوتی ہے اور اذیت چوئے کے اندر کوئی پر اسرار تقدیس نہیں ہے اگر ایک شخص خدا کی راہ میں اپنی قوتوں کو قربان کر رہا ہے، تو اس کے مقابلے میں اُس شخص کی کیا حیثیت ہوسکتی ہے جو صرف اس کے گھر کی پاسبانی کا مدعی ہے؟

ان اشارات کے بعد ضروری ہے کہ اس آیت کے بعض نتائج مہم کی طرف متوجہ ہوں۔

(نتائج بحث)

(۱) اب تم ذرا اچکل کے موبیوں، پیش اماموں، اور ان انجمنوں کو دیکھو جن کے زیر انتظام کوئی مسجد ہے یا مسجد کے اوقاف ہیں۔ ان کے اُس فخر و غرور باطل کو دیکھو، جس کا نشہ ہمیشہ

حقہ اور نشر و اعلان حق و صداقت جو بذریعہ تقریروں، علم جلسوں، اور مجالس مزاحظ و خطب کے عمل میں آئے۔

میں نے اس جہاد کو اشرف و اعظم جہاد اس لیے کہا کہ فی الحقیقت جہاد لسانی ہی تمام مجاہدات کی بنیاد اور ہر طرح کے جہاد کیلئے وسیلہ و ذریعہ ہے۔ تم اپنے نفس شیطان کے مقابلے کیلئے اٹھو، یا شیطان ضلالت و ظلم و جبر کیلئے۔ تم کو راہ صداقت میں مال و منافع کی ضرورت ہو، یا جان و زندگی کی۔ تم کو انسانی حکومتوں سے نکلے ہوئے غرور استبداد و استبداد کو راہی سینا کے مجاہد کی طرح تڑپنا ہو، یا بد اخلاقی و نفسانی ضلالت کو دور کرنے کیلئے ناصرہ کے واعظ کی طرح اپنی مظلومانہ قربانی اور اپنے خون شہادت کی تلاش ہو۔ تم مومن کی طرح دشمن کو شکست دینا چاہو، یا مسیح کی طرح دشمن سے شکست کھا کر فتح حاصل کرنا چاہو، غرض کہ کسی قسم کے جہاد کیلئے مستعد ہو، مگر سب سے پہلے تمہیں ان زبانوں ہی کی تلاش ہوگی جو جہاد لسانی کے ذریعہ بندگان الہی کی غفلت دور کریں، انکو خدا کا پیغام پہنچائیں، ان کے دلوں کے اندر محبت صداقت کی انسردہ انگلیٹھی کی آگ کو بھڑکا دیں، انکو تفکر و تدبیر کی دعوت دیں، انکو غفلت و اعراض کے نتائج سے ڈرائیں، اور بالآخر خدا کی بخشی ہوئی قوت و تاثیر اور معجزات حقایق کی پیدا کی ہوئی طاقت گریانی سے ایسی جانفروزش جماعتیں پیدا کر دیں، جو حق و صداقت کے عشق سے مضطرب اور جہاد فی سبیل اللہ کے جوش سے دیوانہ وار ہوں!!

دنیا میں اصلاح کے بیج نے ہمیشہ سب سے پہلے ”جہاد لسانی“ ہی کی شاخ پیدا کی ہے۔ اور یہی پہلی آیت ہے، جس پر بڑی بڑی عمارتیں بنی ہیں اور بڑے بڑے شہر بسائے گئے ہیں۔ تمام انبیاء کرام اور رسل عظام جو اصلاح کی دعوت نیکر آئے، انہوں نے اپنے الہی کاروبار کو وعظ ہی سے شروع کیا، ہمیشہ وعظ ہی کرتے رہے، اور دنیا سے رخصت بھی ہوئے تو وعظ ہی کرتے ہوئے۔ گویا اصلاح و دعوت ایک درخت ہے، جسکا بیج بھی وعظ ہے، جس کے لیے پانی بھی وعظ ہے، اور آخر میں جسکا پل بھی وعظ ہی ہوتا ہے!

(حضرت نوح) نے پتھروں کی بارش میں وعظ کیا۔ (خلیل اللہ) نے کالدیا کے بت خائے کے پوجاریوں کے سامنے تقریر کی۔ (بنی اسرائیل) کے نجات دہندے کو بھی اپنا کلم اسی سے شروع کرنا پڑا اور اس نے فرعون کے تخت کے آگے اور فرعون کی بھیڑ کے سامنے، دونوں جگہ وعظ ہی کے حربے الہی سے کلم لیا۔

وہ (افتاب کنعانی) جس سے مصر کے قید خانے میں اُجالا ہوا، وہ بھی زندان مصائب کے اندر گویا ہوا تو وعظ ہی تھا، جو اسکی زبان پر جاری ہوا۔

وہ جو (ناصرہ) میں پیدا ہوا، (کفر نحوم) میں بسا، اور جس نے (گللیل) کی گلیوں سے اپنی مقدس منادی شروع کی۔ اُس نے بھی اپنا کلم وعظ ہی سے شروع کیا اور وعظ ہی پر ختم دیا۔

جب (یہودیہ) کی آبادی اور (یرون) پار کی بھیڑ اس کے پیچھے ہو لی، تو اُس نے کوہ (زینون) کی ایک چٹان پر سے اپنی صدا بلند کی۔ اور پھر جب وہ عید (فطیر) کے آخری دن اپنے شاگردوں کے ساتھ (مسم) کی روٹی توڑ رہا تھا، جو اس کے جہاد فی سبیل اللہ کی آخری رات تھی، تو اُس وقت بھی وہ وعظ ہی میں مصروف تھا!!

پھر سب سے آخر (اسلام) کی تحریک الہی کی ابتدائی تاریخ پر نظر ڈالو جو وعظ سے شروع ہوئی اور وعظ ہی پر ختم ہوئی۔

اقتراعات

(سفر جست عورتیں)

عورت یورپ میں بہت دنوں تک مظلوم رہی ہے اور اب بھی ہے۔ وہ شادی سے پہلے باپ کی اور شادی کے بعد شوہر کے ملک ہے۔ وہ نام کا بھی حق نہیں رکھتی کہ شادی سے پہلے وہ با کے نام میں اور شادی کے بعد شوہر کے نام میں مدغم ہو جاتی ہے، وہ مالی معاملہ اپنے نام سے نہیں کر سکتی، وہ کوئی جائیداد اپنے نام سے نہیں خرید سکتی، وہ موروثی جائیداد میں بھی نرم مداخلت شوہر کے سامنے نہیں کر سکتی۔

نصرانیت جو یورپ کا اسمی مذہب ہے، انیسویں صدی کے وسط میں ان معاملات میں اس طبقہ ضعیف کی دست گیری نہیں کرتی کیونکہ اس کے صحیفہ الہیہ میں ”لہن مثل الذی علیہن“ (قرآن حکیم) کی آیت نہیں ہے۔

اب جبکہ ہر طبقہ اپنی حریت و آزادی کے لیے ہر گرم و سہی ر طلب ہے، انگلینڈ کی نصرانی عورتیں بھی اُٹھتی ہیں، مردوں سے اپنے حقوق معصوبہ واپس لیں، جس طرح ان کی بعض بہنیں امریکا وغیرہ بعض ممالک میں کچھ حقوق واپس لے چکی ہیں۔ ان کے دعائی و مطالب حسب ذیل ہیں :

(۱) مساوات سیاسی Political Equality یعنی پارلیمنٹ میں سہیلٹی اور دستکرت بورڈ میں عورتوں کی نامزدگی و انتخاب

(۲) حریت مالی و شخصی Economic & Persanal یعنی وہ اپنے مال و جائیداد میں اپنی زندگی کی جس روش کے لیے جس قسم کا تصرف چاہیں، کر سکیں۔

(۳) حریت دماغی Intellecteal مرد جس طرح اپنی ترقی و ارتقا کے لیے مختلف دماغی راستے تلاش کرتے ہیں اس کے لیے جو وسائل و تدابیر اختیار کرتے ہیں، حق ہے کہ عورتیں بھی ان سے محروم نہ ہوں۔

ان مطالب کے حصول کے لیے انگلینڈ کی عورتیں ایک مدت سے جانفشانی ہیں، اور سعی مقصد میں کسی خطرے کی پروا نہیں کرتیں۔ کامیابی کی راہ انگلینڈ کی عورتیں وہ سمجھتی ہیں جنکو ہندوستان کے مرد اب تک نہیں سمجھتے۔

مسیحیت کے حقوق طلب عورتوں کی لیڈر یعنی ”سیدۃ الاقتراعات“ ہیں۔ ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۱۳ء کو انہوں نے اولڈیبلے کے اجلاس میں بکمال حریت و استقلال کہا:

”خواہ کتنے ہی دنوں کی سزا ملے، مجھے اس کی پروا نہیں، میں اپنے ارادے سے کبھی باز نہ آؤنگی، میں جس وقت یہاں سے قید خانے جاؤنگی، اس وقت سے کہانا چھوڑ دوں گی۔ اس حالت میں اگر مرگئی تو بہتر ہے، ورنہ اگر بچ کر نکلی تو اپنے حقوق کے لیے پھر مصروف پیکار ہو جاؤنگی۔“

آجکی اشاعت کے ساتھ ایک مرقع شائع کیا جاتا ہے۔ جس سے اقتراعی تحریک کی زور و قوت کا اندازہ ہوگا۔ وزراء انگلستان علی الخصوص مسٹر اسکوتھ کے ساتھ اس تحریک کا جو سلوک رہا ہے، اسکو اخباروں میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس مرقع میں پہلی تصویر اس اقتراعیہ کی ہے جس نے پہلے دنوں ملک معظم کے گھوڑے کو گھوڑے دوڑ میں پکڑ لیا تھا۔ اس کے بعد در تصویریں در مشہور عمارتوں کی ہیں، جنکو آج لگا کر عورتوں نے جلا دیا اور کئی لاکھ پونڈ کا نقصان عظیم ہوا!

انہیں سرگراں رکھتا ہے، اور ان کے ان اعمال مشرکانہ و عصیان شعارانہ کا احتساب کر دے، جنکو وہ باوجود کوشش کے خدا کی طرح اس کے بندوں سے بھی نہیں چھپا سکتے۔

دیکھو! وہ کیسے شریر اور کیسے سرکش ہیں؟ انکا غرور کس درجہ مغرورانہ قریب کے کا فرانہ غرور ہے، جس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی تھی؟ ”تھیک تھیک مثل انکے یہ بھی مساجد کی تولیت اور اس کے ممبروں کے موروثی قبضے پر نازاں ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ تو ہمارے گھر ہیں،“ جنکے اندر سب کچھ کرنے کا ہمیں اختیار حاصل ہے۔ خواہ ہم اسے مشرکین مکہ کی طرح بتوں کی پوجا کا گھر بنا دیں، خواہ غیروں کی تعظیم و تعبد کیلئے اس کے صحن میں فرش و قالین بچھائیں۔ خواہ اس معراب عبادت کے نیچے، جہاں اللہ کے آگے جبین نیاز جھکائی جاتی ہے، غیروں کی تعریف و ثنا اور تسبیح و تہلیل کی صدائیں بلند کریں۔ خواہ اس ممبر پر چڑھکر، جو صرف ذکر و تحمید الہی و امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیلئے ہے، غیروں کے حکموں کا اعلان کریں، قاتلہم اللہ، انی یوفون!

(۲) وہ ان بندگان الہی کے دشمن ہیں، جنہوں نے اللہ اور ہم آخرت پر ایمان و یقین کر کے، خدا کے سوا دوسروں کا خوف اپنے دل سے نکال دیا ہے، اور جنکو خدا تعالیٰ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر، اور عطا و ہدایت مومنین و قلع و قمع فساد و عدوان کافریں کی توفیق دی ہے، اور جو اس کی راہ میں ”جہاد مقدس لسانی“ کی سنت انبیاء و صدیقین کو زندہ کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ جن مسجدوں کی تولیت و امامت کا انہیں غرور ہے، انکا خدا تو کہتا ہے کہ سب سے بڑی نیکی ایمان باللہ، اور سب سے بڑا عمل جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ مسجدوں کی تولیت کا فخر باطل، اور اسکا ادعاء القاء شیطانی سے زیادہ نہیں۔ پھر انہیں کیا ہو گیا ہے کہ جس چیز کو خدا باطل کہتا ہے، اسکا غرور کرتے ہیں، اور جنکو خدا پیار کرتا ہے، انکے دشمن ہو گئے ہیں؟

(۳) جہاد کی حقیقت سے تم پر راضع ہو گیا ہوگا کہ اشرف و اعلیٰ جہاد، جہاد لسان و قلم ہے کہ بنیاد جمیع مجاہدات مقدسہ کی یہی ہے۔ اور ظلم و جبر کا استیصال، اور حقوق انسانیت و مسلمین کا مطالبہ جہاد فی سبیل اللہ میں داخل۔ پس یہ جو کہتے ہیں کہ مسجدوں میں وعظ و خطبات کو روک دو، کیونکہ وہ ”سیاسی“ ہیں، تو اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کو روکنا چاہتے ہیں، اور سیاست کے نام سے حفظ حقوق مسلمین و دفع ظلم و جبر کی سعی مراد لیتے ہیں۔ پھر مجمع ان لوگوں کو یاد کرنے کیلئے کوئی مرزوں لقب بتلاؤ جو جہاد فی سبیل اللہ والحق کے مانع اور احکام قرآنیہ پر اپنے ارادہ شیطانیہ کو ترجیح دینے والے ہیں؟ میں اگر انکو کفر پرست کہوں تو تم کہو گے کہ یہ ایمان و کفر کی بحث ہے۔ میں اگر انکو مشرک کہوں تو تم پکارو گے کہ یہ بہت ہی بڑی جسارت ہے۔ ہاں یہ جسارت ہے، لیکن جن ظالموں نے اللہ کے آگے جسارت کی ہے، کیوں نہ ہم بھی انکے لیے جسارت کریں؟ وہ نہ مومن ہیں نہ مسلم۔ انکا حال یہ ہے جو کہا گیا: نومن ببعض و نکفر ببعض، و یریدون ان یثخذوا بین ذلک سبیلا۔

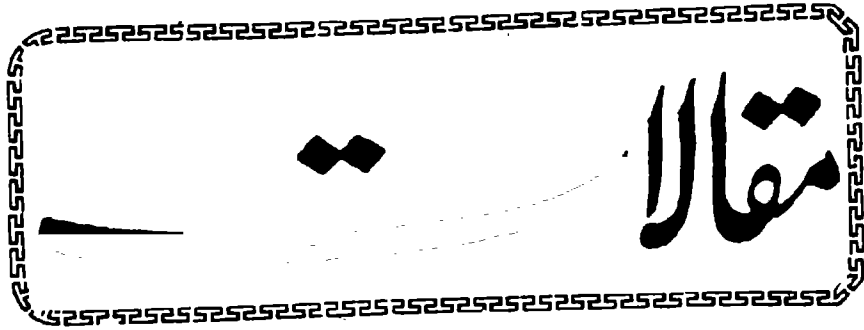
ان لوگوں کی اصطلاح میں جس چیز کو سیاست اور پالیٹکس کہتے ہیں، اسلام کے نزدیک عین دین و مذہب ہے، اور جہاد فی سبیل اللہ میں داخل۔ کما سیاتی انشاء اللہ۔ پس جہاد فی سبیل اللہ کیلئے مساجد سے بڑھکر اور کونسی جگہ بہتر ہو سکتی ہے؟

مشہور اقدراعیدہ جس کے ٹھورڈہ زر کے میدان میں سلسلہ موصہ
کے کمرے کو بدلتا تھا۔



ایڈ فڈرا کے ریس کورس ای عفاہت جس موات اسعدہ
آگ راجلا دین

MA



ان فی ذالک لایات لقوم یوقنون !

ایرلینڈ - رول بل

(۲)

تصدیق انگلینڈ نافذ ہوگا۔ سنہ ۱۴۹۵ء میں سر اڈورڈ (بویڈگس) نے جو انگلینڈ کی طرف سے ایرلینڈ کا گورنر جنرل تھا، ایرلینڈ کی مجلس وطنی کے اختیارات و احکام کو لغو قرار دیا تا آنکہ انگلینڈ کی پارلیمنٹ انکی تصدیق نہ کر دے۔

(اصلاح - یقینیت کی نالیس)

اب تک ان دونوں ممالک کے درمیان صرف قومی اور سیاسی اختلافات تھے، اب وہ زمانہ آگیا جب (ایوتھر) نے نائب سینٹ بطرس کے اس اختیار کا انکار کیا کہ ”جو تم زمین پر باندھو گے وہی آسمان پر باندھا جائے گا“ اور جو زمین پر کھلو گے، وہی آسمان پر کھلا جائے گا“ اور ایک جدید فرقہ کی بنیاد ڈالی، جو اب ”پروتسٹنٹ“ کے نام سے مشہور ہے اور موجودہ مسیحیت و تمدن کی تاریخ کا ایک نہایت اہم مگر نہایت تفصیل طلب حصہ ہے۔

(انگلینڈ و آئر لینڈ میں مذہبی اختلافات)

(بعض غلطی مباحث نصرانیات)

اس وقت یورپ کی اکثر حکومتیں بعالت تغیر و انقلاب تھیں۔ ترک مسلمانوں کی سیاسی قوت، دین اسلام کی سادگی، اور تعلیم توحید کی حقیقت سے رز بروز یورپ متاثر ہونا رہا۔ بالآخر (لیوتھر) نے ان اثرات کو قبول کیا اور ارسکی عام دعوت دی، لاطین و ملوک یوزپ، پوپ کی مداخلت سے گھبرا اُٹھے تھے، انہوں نے لیوتھر کی کے سایہ پناہ کو غنیمت سمجھا۔

(لیوتھر) کی اصلاح کی تاریخ میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس سب سے بڑا الزام مسلمان ہونے کا دیا گیا تھا۔ نیز کہا جاتا تھا کہ اس نے قرآن کریم کا ایک قدیمی لاطینی ترجمہ کسی محفوظ خانقاہ کے مخفی حجر میں دھک پڑھا ہے اور اسی کا اثر تھا، جو اسکی دعوت کی صورت میں ظاہر ہوا۔ (چمپرس انسائیکلو پیڈیا) میں اسکی پوری تفصیل ہے اور (برٹانیکا) میں اسکی طرف اشارہ کیا ہے۔ انشاء اللہ ایک مستقل مضمون لیوتھر کی اصلاح کے متعلق لکھا جائیگا، جس سے معلوم ہوگا کہ اسلام کی دعوت بالآخر کن صورتوں اور ہیوسوں میں اپنا کام کرتی رہی، اور جن لوگوں نے اسے قبول نہیں کیا تھا، انہیں پھر دوسری صورت میں اسے قبول کرنا پڑا۔ انگلینڈ میں اس وقت (ہنری ثامن) بادشاہ تھا، جس کو متعدد امور میں پوپ سے مخالفت ہوگئی تھی ان میں سے ایک امر یہ بھی تھا کہ اسکی متعدد بیویاں تھیں۔

(تعدد ازواج) کو اصل نصرانیہ کی رو سے صحیح ہے، لیکن رومن کیتھولک مذہب میں قدیم ملکی و قومی رسوم کی بنا پر ناجائز تھا، پوپ نے (ہنری) کے اس فعل کو ناجائز قرار دیا، لیکن وہ باز نہ آیا، اور لیوتھر کے دامن میں آکر پناہ لی، جہاں اسکو تعدد ازواج پر کوئی تنبیہ نہیں کی گئی۔

ان واقعات سے متعدد نتائج ضماً ظاہر ہوتے ہیں :

لیکن ایرلینڈ کے لیے یہ اطمینان دیر پا نہ رہا۔ سنہ ۱۳۱۸ء میں انگلینڈ کی فوج نے اڈورڈ برنس کو سخت ہزیمت دی، اور آخر اسی معرکہ میں وہ کام آیا۔ لیکن اس فتح سے جو انگلینڈ کو میدان جنگ میں ہوئی، ایوان صلح کے اندر کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ ایرلینڈ بدستور مرجع اضطراب و ممکن شرش و التھاب رہا۔

بلکہ انگلینڈ کے مصائب و مشکلات کی گرہ پلے سے زیادہ سخت ہوگئی، یعنی نارمن اور آئرش اجناس باہمی مصالحت و مزاحمت سے ایک متحد النسل، متحد اللسان، اور متحد الارادہ قوم بن گئی، جس نے اپنی متفرق قوت کو وطن عزیز کی محافظت و مدافعت کے لیے مجتمع کر لیا۔

سنہ ۱۳۴۱ء میں اس عقدہ کے حل کے لیے انگلینڈ نے ایک اور تدبیر کی جو اس کے ترکش سیاست کا اب بھی آخری تیر ہے، یعنی اڈورڈ ثالث نے ایک فرمان جاری کیا جس کا مضمون یہ تھا : ”ایرلینڈ کے تمام مناصب اور عہدے صرف اہل ملک اور ان انگریزوں کے لیے مخصوص رہیں گے جنہوں نے آئرش قومیت بذریعہ مزاحمت قبول کر لی ہے“

اس فرمان عطاے حقوق نے ملک میں ایک سیاسی سکون پیدا کر دیا، لیکن دوسری طرف اجتماعی و اقتصادی حالات کی سطح مطمئن میں ایک دوسری جنبش ابھی نمودار ہوگئی، یعنی انگریز کسب حقوق ملکی کے لیے نہایت کثرت سے آئرش قومیت میں داخل ہونے لگے۔ اس تحریک سے ایرلینڈ اور انگلینڈ، دونوں کو نقصان پہونچا۔ اول کو اقتصادی و اجتماعی، اور دوسرے کو سیاسی، اس لیے دونوں گھبرا اُٹھے، یہاں تک کہ سنہ ۱۳۶۸ء میں شہزادہ (اڈل) کی زیر نظارت اس کو ملک کے لیے خیانت کہیں قرار دیا گیا۔

اسی چودھویں صدی کے اوائل میں (ریچرڈ ثانی) شاہ انگلینڈ نے آہستہ آہستہ سکون، اور اطمینان کی جگہ، زور اور قوت سے ملک میں سکون و اطمینان پیدا کرنا چاہا، لیکن کون نہیں جانتا کہ جو پانی پر حکومت کرنا چاہتا ہے، وہ آہستہ آہستہ سکون سے اسکی سطح متحرک کی جنبش باطل کر سکتا ہے، پر زور آزمائی و قوت نمائی دینا کی لہروں کو آہستہ آہستہ العرکۃ اور خوفناک بنا دیگی !

(ریچرڈ) اور اسکا جانشین، دونوں اتنے لیان نا کامیاب رہے۔ (اڈورڈ رابع) نے ایک قاعدہ جاری کیا کہ بغیر کسی معزز انگریز کی معیت کے جو شخص ایرلینڈ میں جانے یا وہاں سے آنے کی کوشش کرے گا، مقتول ہوگا۔ ہنری سابع نے تسکین فتن کے لیے بذش استبداد کو آہستہ آہستہ سخت کیا۔ اسنے قرار دیا کہ نہ تو کوئی ملکی مجلس بغیر انہی حکومت انگلینڈ منعقد ہوگی، اور نہ اسکا کوئی قانون بغیر

یہی ”الستر“ ہے جو آج (فم رول بل) کی وجہ سے معرکہ کاہ محشر خیز بنا ہوا ہے۔

لیکن باوجود کثرت فتوحات و کثرت تعداد اہل برطانیہ اور نسل آئر لینڈ اپنے جہد و جہاد سے باز نہ آئی۔ الزبتھ کے آخرین ہندو سالوں کے اندر آئر لینڈ و برطانیہ کی تلواریں ہمیشہ نیام سے باہر رہیں، لیکن دونوں کے مقاصد ایک دوسرے سے متضاد تھے۔ ایک اپنی حریت و استقلال کے لیے سر فرس تھا، دوسرا غلبہ و استیلا اور جبر و قہر کے لیے بے قرار۔ دیر باطل فرشتہ حق سے دست گریباں تھا، اور طرق غلامی حریت و استقلال کی گردن میں زیر دستی حلقہ کلو بننا چاہتی تھی۔

شرارہ جنگ خوفناک حد تک مشغول ہو گیا۔ طرفین کے خسائر و نقصانات کا اندازہ ۳۰ لاکھ پونڈ، اور ۲ لاکھ جانوں سے کیا جاتا ہے ۱۱

سنہ ۵۸ - ۱۵ میں سر جان (بیرت) نے ’جو انگلینڈ کی طرف سے آئر لینڈ کا حاکم تھا‘ ایک دوبار منعقد کیا، جس میں رؤسائے آئر لینڈ و برطانیہ شریک تھے۔

(جیمس) اول نے یہی الزبتھ کی روش سیاست کو ملحوظ رکھا اور بدستور آئر لینڈ کے صوبہ الستر میں آباد ہونے کیلئے پروٹسٹنٹ برطانیہ خاندان مسلسل آتے رہے۔

۴۴ (قرون خونیں)

سنہ ۱۶۴۱ ع میں جبکہ انگلینڈ دستوری حکومت کی کوششوں اور مصیبتوں میں مبتلا تھا، اور امرائے سلب قدرت، جمہور کی حریت و احترام حقوق، اور نالین ملک کے توسیع اختیارات کے لیے بادشاہ اور امرائے لڑ رہا تھا، تو آئر لینڈ نے بھی عزم کیا کہ جس چیز کو انگلینڈ اپنے بادشاہ اور امرائے مانگ رہا ہے، وہ انگلینڈ سے اپنے لیے بھی طلب کرے۔

صلح و آشتی سے کبھی بھی یہ متاع نہیں ملی جیسا کہ دنیا کی تاریخ بتلا رہی ہے، پس دونوں نے اپنے اپنے حریفوں کے مقابلے میں تلوار کھینچ لی۔ انگلینڈ نے نالین شاہ کا سر اتار لیا، اور آئر لینڈ نے لاکھوں برطانیہ انگریزوں کو جسم بے سوکر دیا۔ آئر لینڈ کا صوبہ ”الستر“ جو پروٹسٹنٹ اور برطانیہ انگریزوں کا مسکن تھا، رومن یعنی اہل آئر لینڈ کے غیظ و غضب اور انتقام و قہر کی بجلی رھاں گری، اور برطانیہ آبادی کا خرمن خاکستر ہو کر رہ گیا۔ صرف چند دنوں کے اندر پچاس ہزار انگریز اس شرش میں طعمہ اجل ہوئے تھے ۱۱

بچوں اور عورتوں پر کڑی رحم نہیں کیا گیا، مردوں کو صرف تلوار اور گولی ہی سے نہیں، بلکہ آگ، پانی، ہوک، اور سردی سے ہلاک کیا گیا۔ شوہر بیبیوں کے روبرو، اور بچے ماؤں کے سامنے قتل ہوئے۔ لوکیاں اور تمام عورتیں بے حرمت کی گئیں۔ غرض کہ رحشت و سبعیت، درندگی و سفائی کا کڑی ایسا حربہ جہلمی نہ تھا، جو استعمال نہ ہوا ہو۔

(اتحاد و استقلال)

اس جوش انتقام سے فارغ ہو کر آئر لینڈ نے جو زیادہ تر کھلم کھلا تھا، حلف اٹھایا کہ عقائد و مقاصد فرقہ کیلبر لگ کی مخالفت و مدافعت کے لیے اپنے خوں کا آخرین قطرہ تک نثار کرے کیلئے طیار ہے۔

ایک سال کی شرش کے بعد سنہ ۱۶۴۲ - مہر آئر لینڈ کی ایک مجلس ملکی مجتمع ہوئی۔ سن مذکورہ کی ۲۳ اکتوبر کو

(۱) مذہب پروٹسٹنٹ اپنے وجود میں اسلام کا ممنوں ہے۔

(ب) مذہب پروٹسٹنٹ کے نشر و ظہور کے رجحان و اسباب سیاسیہ و اجتماعیہ ہیں۔

(ج) تعدد ازدواج اصول نصرانیہ کی رر سے جائز ہے کیونکہ تورات میں یہ اجازت موجود، انجیل میں اسکا ذکر مندرج، ایک بادشاہ نصرانی کا اسیر عمل، اور مدعی اصلاح جدید رئیس و مرسس فرقہ پروٹسٹنٹ کا سکوت! پھر اس کے بعد آزر کیا ثبوت چاہیے؟

بہر حال یہ اسباب تھے جن کی بنا پر ہنری شاہ انگلینڈ پروٹسٹنٹ فرقہ کی حمایت پر آمادہ ہو گیا۔ انگریزی قوم جو آزادی کی فطری طالب اور حریت کی طبعی طلبگار تھی، اس جدید مذہب کی تقلید و قبول کے لیے اپنی ہر شے نثار کرنے لگی۔

(ہنری اور الزبتھ)

اس تغیر و انقلاب دینی نے اس خلیج کو جو انگلینڈ و آئر لینڈ کی دز قوموں کے درمیان حائل تھی، آرزو بادہ عمیق و وسیع کر دیا، سنہ ۱۵۳۷ میں ڈبلن پایہ تخت آئر لینڈ میں ایک انگریزی دوبار منعقد ہوا، جس نے یہ فرمان سنایا کہ آج سے بابائے روم (پوپ) کی جگہ شاہ انگلینڈ خود ملک کے کلیسا کا مالک ہے۔ آئر لینڈ کو آج کیلئے حق نہیں کہ وہ پوپ سے کسی امر میں بھی مکاتبت و مراسلت کرے۔ نیز آج جو شخص شاہ انگلینڈ کی اطاعت کا حلف نہیں اٹھایا، خیانت کا مجرم اور باغی قرار دیا جائے گا۔

اس کے بعد ہنری نے شاہ آئر لینڈ کا لقب اختیار کیا، حالانکہ باقاعدہ اور منظم حکومت اسکی اب تک صرف جزیرے کے ایک چھوٹے سے حصے ہی میں مہمور تھی!

یہ احکام زمین کے ایسے قطعے میں جو وطن، قومیت، زبان، اور اب مذہب میں بھی بالکل مختلف تھا، ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کتنے حوادث مختلفہ اور کتنے کتنے مصائب گونا گوں کے باعث ہوئے ہونگے؟ تاہم ہنری چونکہ ایک قسی القلب، ظلم پیشہ، اور جابر الحکم بادشاہ تھا، اسلئے فتنے نے زیادہ سر اٹھا کرے کی فوری مہلت نہ پائی۔

ملکہ (الزبتھ) کے عہد حکومت میں جبکہ زمام حکومت ایک عیش پسند، ناز آفریں، لیکن مغرور و متکبر ملکہ کے ہاتھ میں تھا، جو استیلائے ممالک پر بھی اسی قدر قدرت رکھتی تھی، جس قدر فتح قلوب پر، جسکا دوبار بہادریوں سے بھی اسی قدر پر رھتا تھا، جس قدر عشاق سے، کیتھولک فرقے کے پروٹسٹنٹ پر نہایت خوں ریز، وحشیانہ، اور خوفناک مظالم کیے، لیکن جو محبت کے عنصر سے بنی تھی وہ عداوت کیونکر کرسکتی تھی؟ بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ مظالم میں اشتداد اور عداوت و انتقام میں ازدیاد ہوتا رہا۔

الزبتھ ہندوستان کے (ابراہیم اعظم) ایران کے (عباس صفوی) اور ترکی کے (سلیمان قانونی) کی ہم عصر تھی۔ اور ترقی ممالک و امن و نظم میں بھی اپنے ان مشرقی معاصرین کی طرح اسکا عہد شاندار اور ممتاز تھا۔

الزبتھ نے آئر لینڈ کی تسکین و تامل کے لیے در تدبیریں کیں، ایک طرف تو ایک جنرل کو آئر لینڈ کی تسخیر کامل کے لیے روانہ کیا۔ دوسری طرف برطانیہ انگریزوں کی تعداد کثیر کو آئر لینڈ میں مستقل اقامت کا حکم دیا۔ انہوں نے ”الستر“ کا صوبہ اپنے لیے منتخب کیا، تاکہ ملک کے اندر انگریزوں کی طرف سے ایک شدید و باطل قوت ہمیشہ موجود رہے۔

انگریزی قوم نے فتح کے بعد اپنے اخلاق کی کڑی دھندہ مٹال نہیں پیش کی۔ شرائط صلح جو یورپ کی رسم و عمل کے مطابق تروڑنے ہی کی چیز تھیں، توڑ دیے گئے، نا فرمانی و سرکشی کا لیر لینڈ سے پورا معارضہ لیا گیا، لوزکی جالادادیں ضبط کر لی گئیں، مظالم کا ایک سلسلہ مہیب شروع ہو گیا، تمام خاندان تباہ ہو گئے، لوگ بھاگ بھاگ کر دوسرے ملکوں میں چلے گئے۔ جن کے پاس پائے رفتار نہ تھے، وہ ظلم و ستم کی زنجیریں پہننے پر مجبور کیے گئے۔ غرضکہ متصل و مسلسل ۱۰۰ برس تک، مظلوم و مفلوک انسان، منہدم ایوان و عمارات، اور خشک و بے رونق میدانوں کے سرا اتر لینڈ میں آ کر کچھ باقی نہ رہا تھا، آتش اور کیتھولک ہونا، اس قطعہ ارض میں سب سے بڑا جرم انسانی تھا۔

اتھارویں صدی کے قوانین سیامت میں اس جرم کے مرتکب کے لیے ہر قسم کی سزا جائز تھی۔ اسے خود اپنے ملک و وطن میں کڑی حق حاصل نہ تھا، وہ اعلیٰ عہدوں کا مستحق نہ تھا، وہ فرج میں بھی نوکر نہیں ہو سکتا تھا، وہ کڑی ہتیار اپنے پاس نہیں رکھ سکتا تھا، وہ عام حقوق ملکی سے مستمع ہونے کا بھی حقدار نہ تھا، عجب نہیں کہ ان میں سے اکثر باتوں کو پڑھ کر ایک ہند نژاد متعجب نہ ہو، کیونکہ وہ ایک مدت سے ان تمام باتوں کا عادی ہو گیا ہے، اور اس لیے اسے شکایت نہیں، لیکن اس شدت درد محرومی کی تکلیف اس دل سے پوچھو، جسکا احساس ابھی مفقود نہیں ہوا، اور جسکی قرمیت ابھی جسم میت نہیں ہو گئی ہے ۱۱

اعانت مسجد کانپور

کا ایک مصرف

میں ایک اہم قومی مسئلہ کے طرف اپنی ترجہ مبذول کرتا ہوں۔ اس سال حج میں مسلمانوں کو اس وقت تک جن دقتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اور سال آئندہ سے جو مصیبتیں آنیوالی ہیں، انکا خیال کرتے ہوئے، اور نیز حجاج کو جن مصائب اور تکالیف کا سامنا ایام حج میں کرنا پڑتا ہے، انکا لحاظ رکھتے ہوئے مناسب ہے کہ ہم ایک کمپنی قومی سرمایہ سے قائم کریں جو حاجیوں کے لیے جہاز بہم پہنچا دے، اور انکی ہر طرح کی اعانت کا خیال رکھے۔ اس وقت موقع حاصل ہے اور وقت ہے کہ ہم اس اہم کام کو کر لیں۔ روپیہ کی بھی معقول رقم اس وقت مسلمان جمع کر سکتے ہیں۔ عید اضحیٰ کا زمانہ قریب ہے اور موقع ہے کہ اس اجتماع سے فائدہ اٹھایا جائے۔

کانپور کے فنڈ میں ایک لاکھ روپیہ تقریباً محفوظ ہوگا۔ (ان چند دنوں کو ملا کر جو اس وقت متفرق شہروں میں لوگوں کے پاس جمع ہے) میرے خیال میں مناسب ہوگا کہ اس رقم کو بھی اسی نیک مصرف میں لگا دیا جائے۔

اس کمپنی سے جو منافع ہو، اسکا ایک حصہ پس ماندہ

کانپور پر مصرف کیا جائے۔ اس وقت میں علیل ہوں۔ سطور کو ضروری سمجھ کر بھیج رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ انکو نہ صرف شایع فرما دیں گے، بلکہ اپنی قیمتی رائے بھی اس بارہ میں دینگے۔ حضرت نواب وقار الملک بھی اگر اس بارہ میں اپنی رائے مبارک سے عوام کو شرف مخاطبت بخشیں تو بہت مناسب ہوگا۔ (خاکسار سید احمد حسین)

نعم اہل ملک میں ایک عام اتحاد قائم ہو گیا، جس کا نام تاریخ قرون اخیر انگلستان میں اتحاد کیل کینی Kil Kenuy (۱) ہے۔ ایک مجلس انتظامی منتخب ہوئی جس نے تمام حکومت اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ مجلس کے ۲۴ ممبر تھے، جن میں پانچ مذہبی عہدہ دار اور باقی عام ملکی اشخاص تھے۔

مجلس نے استقلال آئر لینڈ کا اعلان کیا، ایک حکومت مرقہ کی بنیاد ڈالی، محکمے قائم کیے، سکے مضروب ہوئے، اعلیٰ عہدہ دار متعین کیے گئے، اور اس طرح آئر لینڈ کو وہ کم شدہ آزادی مل گئی، جس کا ایک مدت سے وہ متلاشی تھا۔

(اغتشاش و قتل و سلب)

انگلینڈ جو اس وقت خود دستوری و استبدادی حکومتوں کی نش مکش میں مبتلا تھا، کسی فوجی عمل کے بالکل نا قابل تھا، اس لیے اس نے اس بے امان ہتیار سے کام لیا، جو آج بھی ایک یورپین حکومت کا بہترین اور محفوظ ترین حربہ ہے۔ یعنی سیاست تغریق و نشر عداوت و ترغیب خائنین و تالیف منافقین وطن۔

آئر لینڈ کا نظام عمل پراگندہ اور شیرازہ حکومت منتشر ہو گیا سنہ ۱۶۴۹ء میں وہ عہد آگیا جب مشہور (کرامویل) نامی ایک سپاہی حمایت حریت کے نام سے تخت انگلینڈ کا مالک ہوا، اور ملک ایک موروثی بادشاہ کے پنجے سے چھوٹ کر ایک ذاتی بادشاہ کے پنجے میں آگیا۔ (کرامویل) ایک شجاع، اور راسخ العزم انسان تھا۔ اس نے آئر لینڈ کے موجودہ ضعف سے فائدہ اٹھایا، ایک ایک کر کے رومن آئر لینڈ کے تمام قلعہ مسخر کر لیے، اور تمام جزیرہ میں ایک عام سیاسی سکون پیدا ہو گیا۔ آئر لینڈ کی تاریخ میں یہ پہلا دن تھا، جب انگلینڈ تمام جزیرہ کا ملاً بلا اشتراک اپنے کو مالک کہہ سکتا تھا۔

لیکن اب بھی مشکلات کا خاتمہ نہ ہوا، اور نہ درحقیقت کبھی کسی غیر وطنی حکومت کی مشکلات کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ سنہ ۱۶۸۸ء میں ایک نئی شرورش آئر لینڈ میں رونما ہوئی۔ (جیمس دوم) نے جو انگلستان کے تخت کے لیے کرشن تھا، انگلینڈ سے ناکامیاب ہو کر آئر لینڈ کی طرف رخ کیا۔ آئرش قوم نے جوش و خروش اور عزت احتشام کے ساتھ اس کا استقبال کیا، اور ایک جرار سپاہ آئرش اور فرنچ انسروں کے تحت قیادت اس کی اعانت و حمایت کے لیے آمادہ ہو گئی۔ دراصل اس پردے میں خود آئر لینڈ کی اعانت و حمایت ملحوظ تھی۔

لیکن (ولیم آف اورنگ) جو برطانی سپاہ کا قائد تھا، اس نے سنہ ۱۶۹۰ء میں اس حسن تدبیر سے جنگ شروع کی کہ آئر لینڈ کی استقلال طلب فوج بالکل ناکام رہی۔ اور ۱۲ جولائی سنہ ۱۶۹۱ء میں نہایت سخت ہزیمت اٹھا کر، بالاخر ۳ اکتوبر سنہ ۱۶۹۲ء میں سوا برس کی مدافعت کے بعد، چند شرائط پر سب نے ہتیار ڈال دیے۔

(۱) کلکینی دراصل ائر لینڈ کے ایک شہر کا نام ہے جو برطانی انگریزوں نے جا کر بعد اسٹرانگ بو Strong-Bow آباد کیا تھا۔ اس عہد سے آئرش رابع تک انکو فرامین متعلق آبادی وغیرہ ملتے رہے۔ ملکہ الزبتھ کے عہد میں اس کے اطراف کے قصبات کو ملا کر ایک چھوٹے سے صوبے کی حیثیت دیدی گئی۔ جیمس اول نے اسکی توسیع کی۔ پارلیمنٹیں بدعفات اسمیں قائم ہوئیں۔ کرامویل نے پھر دوبارہ اسے فتح کیا۔ اسی شہر میں یہ اتحاد واقع ہوا تھا۔ اور اسی کی نسبت سے اسکا نام "اتحاد کلکینی" ہو گیا۔ (انسا بکلو پیدیا برٹانیکا حرف کان)

فن مکالمہ

(از مراسلہ نگار ادیب ، صاحبزادہ مولوی ظفر حسن صاحب)

(۲)

(خطابت)

” مکالمہ “ کا ضد و مقابل ” خطابت “ ہے جو عبارت ہے ایک مجمع سے خطاب کرنے ، اور تقریر مسلسل و غیر منقطع کرنے سے ۔ خطبہ تقریر کا نام ہے جو شخص واحد کرتا ہے ، متعدد اشخاص سنتے ہیں ، اور خاموش رہتے ہیں ، کچھ دخل نہیں دیتے ۔ یعنی مفہوم خطابت کے اجزاء ترکیبی تین ہیں :

(۱) تسلسل بیان (۲) تعدد مخاطبین (۳) سکوت سامعین ۔ [یہ صحیح نہیں ۔ بغیر انکے بھی خطابت ہی تکمیل ہوسکتی ہے ۔ عام گفتگو اور خطابت کا فرق معنوی بھی ہے ۔ الہلال] ” خطابت “ کے برخلاف ” مکالمہ “ کوئی تقریر مستقل و غیر منقطع نہیں ہوتی ، بلکہ اس کے عین معنی یہ ہیں کہ مخاطبین موضوع گفتگو میں حصہ لیں ۔ ایک شخص سوال کرے ، دوسرا جواب دے ۔ ایک اظہار شک کرے ، دوسرا رفع شک کرے ۔ ایک شخص کوئی واقعہ بیان کرے ، دوسرا شخص اس کے مثل کوئی دوسرا واقعہ نقل کر دے ۔

اس کے علاوہ مکالمہ کی تکمیل مفہوم کے لیے صرف ایک مخاطب کافی ہے ، بشرطیکہ بات چیت میں حصہ لے ، یا کم سے کم ہاں ہوں کرتا رہے ، زبان نہیں تو حرکات و سکنات ہی سے جواب دیتا رہے ۔ اب اس کو جذبہ چاہے ندے ، مگر گردن ضرور ہلاتا رہے ، اگرچہ یہ حرکت بھی متکلم کے ہر قول کی تائید و تسلیم ہی میں کیوں نہر ۔

غرضکہ بزاخفش ہی کیوں نہر ، مگر بت جامد نہر ۔

برخلاف اس کے خطابت کا مفہوم اس وقت تک پورا نہیں ہوتا ، جب تک کہ متعدد مخاطبین جمع نہوں ، پھر اگرچہ ایک سے زیادہ اشخاص جمع ہوجائیں ، لیکن ہر شخص بول سکتا ہو ، تو یہ ایک ” محبت مکالمہ “ ہوگی ، مجالس خطابت نہرہی ۔ ہاں البتہ اگر ایک شخص تقریر کرے ، باقی سب اس کی تقریر سنتے رہیں ، تو یہ مکالمہ اریگی بلکہ خطابت ہوجاگی ۔

پس فن مکالمہ اس سے زیادہ نہیں ہے کہ ایک ذخیرہ اصول گفتگو ، و فرد قوانین گفتار ، و فہرست ضوابط گفت و شنود ہے ۔ اور بس ۔ رہ چند ہدایات اور اشارات و تنبیہات پیش کرتا ہے جن پر عمل کرنے سے انسان اپنی زبان میں تاثیر ، اپنے کلام میں جالبیت ، اور اپنے الفاظ میں سحر پیدا کر سکتا ہے ۔ اس فن میں چند ایسے گہرے گہرے ہیں کہ دوران گفتگو میں انکا لحاظ رکھا جائے تو مقصد تقریر حاصل ہوگا ۔ یعنی مخاطب متاثر ہوگا ، زبان سے نکلے ہوئے الفاظ دل میں جا کر ٹہرنے کے ، اور منہ سے نکلی ہوئی آواز کی صداے بازگشت سامع کے اعماق قلب سے بلند ہوگی ۱۱

یہی فن مکالمہ کا مقصد اور غایت الغایات ہے کہ سامعین و مخاطبین متاثر ہوں ، الفاظ دل پر نقش ہوجائیں ، فقرات دل کے اندر آجائیں ، حملے دل کے اوپر کود جائیں ، جو سنے ، مکالم کی جانب مترجمہ ہوجائے ۔ الفاظ گویا ایک پارہ مقناطیسی ہوں کہ تقریر کا ہر لفظ دامن دل کو مضبوط پکڑ لے :

ز فریق تا بقسم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

یعنی اگر موضوع گفتگو کوئی منظر ہو تو اس طرح بیان کیا جائے کہ اسکا سماں بندھجائے ، اور کوئی مسئلہ علمیہ ہو تو اس طرح سمجھایا جائے کہ کوئی دقت و مشکل باقی نہ رہے اور ذہن سامع فوراً قبول کر لے ۔

بہر حال مکالمہ کا مقصد اعلیٰ و غایت ادا ہی ہے کہ جو لفظ زبان پر جاری ہو ، اس میں اثر ہو ، اور جس میں اثر ہو ، وہی زبان پر جاری بھی ہو ۔

(مکالمہ اور علم النفس)

جو شخص علم النفس کی ایجاد سے بھی واقف ہے ، وہ جاننا ہے کہ تاثر و احساس نفس کا سبب وحید و علت فرید ، نفس کا موثر و عامل شے کی طرف متوجہ ہونا ہے ۔ باغ میں گلہائے رنگ رنگ لہلہے ہوتے ہیں ۔ لالہ ، گل ، نسریں و نسترن ، سرس و نرگس ، جوش بہار سے متوالے ہو رہے ہیں ۔ نسیم عطر بیڑے ملائم ، ہونکے چل رہے ہیں ۔ غبار صحن چمن نیمیائے عیش و نشاط ہے ۔ در در دیوار کی صفائی و آئینہ رشی کا یہ عالم ہے کہ ایک باغ کے ہزار باغ نظر آ رہے ہیں ۔ ایک فضاے مسرت و انبساط ہے جو ہر چہار طرف محیط ہے ۔

ہر پتہ جالب نظر ، ہر درہ مقناطیس قلب ، ہر برگ سیاہ کھربانے نفس و دل ہے ۔ ایسا مومن نہ ہوگی ساحل نام نہر ، اور جوشش بہار سے متاثر نہر ۔

لیکن تاہم ایسے معجزوں قلب و فہم دل بھی اس رحمت زار عالم میں بستے ہیں ، جو بادہ عشق و الفت میں اسدرجہ سرشار و مدھوش ، اور خماری ہجر و فراق سے اسقدر افسردہ دل و تاریک قلب ہیں کہ بہار و باغ کا عکس تک آنکے قلب محزون پر نہیں پڑتا ۔ طراوت سبزہ و رنگ آمیزی گل نشاط انگیز سہی ، لیکن انہیں اس سے کیا سرور کا ؟

خوشست کوثر پاک است بادہ کہ درست

ازان رحیق مقدس دریں خماری چہ حظ ؟

اس عالم محروبت و مجذوبی میں اگر آثار خارجیہ کا انسان کے نفس پر کچھ اثر ہوتا ہے تو وہ کوئی مستقل اور بالذات اثر نہیں ہوتا ، بلکہ محض تصور مرجوزہ فی الذہن ہی میں گہل مل کر (عرفی) کے اس شعر کی تصدیق کر دیتا ہے :

در دل ما غم دنیا غم معشوق شود

بادہ گرم خام بود پختہ کند شیشہ ما

دہلی کی خاک اسی شعر کا ترجمہ کر رہی ہے :

میں رہ کیفی ہوں کہ پانی ہو تو بن جائے شراب

جوش کیفیت سے میرے خاک کے پیمانے میں

خیر ، یہ تو علم النفس کے مسائل ہیں ، فن مکالمہ کو براہ راست ان سے کچھ زیادہ علاقہ نہیں ۔ فن مکالمہ کو علم النفس کے محض اس کلیہ سے سرور کا ہے کہ :

” جب تک نفس انسانی مترجمہ نہر ، کیسی ہی دلفریب صورت ہو ، کیسا ہی دلش نغمہ ہو ، کیسی ہی مشام نواز خوشبو ہو ، کچھ اثر نہرگا ۔ اس لیے کہ اثر وابستہ توجہ ہے ، اور توجہ ہی اثر ہے ۔ توجہ نہیں تو اثر بھی نہیں “

پس کیسی ہی مفید تقریر ہو ، کیسی ہی دلچسپ گفتگو ہو ، اور کیسا ہی دلوریز کلام ہو ، لیکن اگر مخاطب کی توجہ دوسری جانب مشغول ہے ، تو تمام سعی گفتار و کوشش تکلم ، حرکت لب و زبان ، اور ایک صحت مہمل و آواز بے معنی کے اخراج سے زیادہ ثابت نہرگی ۔

فرض مکالم ہے ۔ وہ ذیل میں ابھی مجملہ تحریر کیے جاتے ہیں ۔ انہیں کر ہم ”قوانین مکالمہ“ کی اصطلاح سے تعبیر کرتے ہیں ۔ کلام موثر و سخن داپزیر کیلئے لازمی ہے کہ ان ”قوانین“ کے تابع ہو ۔ یہی قوانین فن مکالمہ کا اساس بھٹ ہیں ۔

آئندہ فرداً فرداً ہر قانون کی اصل و حقیقت اور طریق استعمال و اصول مشق پر مفصل بحث کیے جائیں گی ۔

”قوانین مکالمہ“ حسب ذیل ہیں :

(۱) تلفظ ۔

(۲) لہجہ ۔

(۳) حرکت و اشارہ

(۴) قدرت بیان یعنی معیار بیانی و استعمال صدائے بدائع ۔

(۵) تعریک و لحاظ جذبات ، ضرب ، لامحالہ و ابراد اشعار

و مقولات و تطبیق واقعات ، و لطائف و ظرائف ۔ (باقی آئندہ) :

بعد ازیں نور بآفاق دہیسم از دل خویش

کہ بخور شید رسیدیم و غبار آخر شد

علامہ شبلی کی قدر دانی

حضور نظام حال ہی عدم ہو رہی !

ایشیاء میں عام و فزون نے ہمیشہ سلطنت کی آغوش میں تربیت پائی ہے ۔ اوریہ خصوصیت بقائے عام نے ساتھ خرد سلطنت کی بھی شہرت و رسعت تمدن اور بقائے نام کا ذریعہ ہے ۔ ہندوستان میں ریاست حیدرآباد نے ایشیاء کی اس خصوصیت کو سب سے زیادہ نمایاں کیا ہے ۔ چنانچہ اس وقت ہندوستان میں جس قدر ستون علم ہیں ان سب کو اسی ریاست نے قائم کر رکھا ہے ۔ مولانا حالی اسی خرم فیض کے خوشہ چیں ہیں ، علامہ شبلی نعمانی کی تصنیفات کا سلسلہ اسی ریاست کے دامن عاطفت کے ساتھ وابستہ ہے ۔ حال میں حضور نظام خلد اللہ ملکہ تے اس سلسلہ کو آرہی ہے مستحکم اور اپنے دامن فیض کو آرہی ہے وسیع تر کر دیا ہے ۔ یعنی مولانا شبلی نعمانی کے ماہوار وظیفے میں در سرور پیہ ماہوار کا اضافہ فرمایا ہے ۔ یقیناً ہے کہ ہندوستان کے گوشے گوشے میں حضور نظام کی اس علمی فیاضی کی قدر کی جائیگی ، کیونکہ ابھی تک ہندوستان میں عام سے اشخاص پیدا نہیں ہوتے ، بلکہ اشخاص سے علم پیدا ہوتا ہے اور ریاست حیدرآباد ان کائنات علمیہ کی آدم اول ہے !

(عبد السلام ندوی)

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو ، ہنگلہ ، گجراتی ، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے جو بارہون ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفق فروخت ہوتا ہے ۔ اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کے لیے اسے ایجنٹ بن جائیں ۔

پس مکالم کا فرض اولیں یہ ہے کہ اگرچہ سامع کو اپنے کلام سے مسحور و متاثر کرنا چاہتا ہے ، تو اسکی توجہ کو اپنی طرف مائل کرے ، اور جب تک سلسلہ مکالمہ جاری ہے ، ”جلب توجہ“ کے اصول کا دامن نہ چھوڑے ، اور نیز ان تمام باتوں کا لحاظ رکھے جو سامع کے لیے باعث دلچسپی و دلپسندی ہوں ۔

(مکالمہ کے ابتدائی اصول)

اب سوال یہ ہے کہ وہ باتیں کیا ہیں ، وہ کونسے اور اور کون سے رسائل ہیں ، جنکے اختیار کرنے سے مخاطب ہمہ تن مترجم رہتا ہے ۔ اسکا خیال بھٹکنے نہیں پانا ، دلچسپی قائم رہتی ہے ، اور جو بات مکالم کے منہ سے نکلتی ہی ، دل میں اتر جاتی ہے ؟ یہ وہ رسائل و ذرائع ہیں ، جو عام النفس کی کلیات و نظریات سے مستنبط ہوتے ہیں ، اور دوران مکالمہ میں ہمارے تہیہ و ہدایت کرتے اور بصیرت بخشنے ہیں ۔

سب سے پہلے ، یعنی کلام کرنے اور اصول مکالمہ کے استعمال باقاعدہ سے پہلے ، مکالمہ کو چاہیے ، اس امر کا اندازہ صحیح کر لے کہ مخاطب کون ہے ؟ اسکی قومیت کیا ہے ؟ مذہب کیا ہے ؟ عمر کیا ہے ؟ مذاق کیا ہے ؟ کن باتوں کو پسند اور کن باتوں کو ناپسند کرتا ہے ؟ استعداد علمی کا کیا حال ہے ؟ اور عادات و اطوار کیسے ہیں ؟ یعنی دوران مکالمہ میں اس کا برابر لحاظ رکھنا چاہئے کہ مخاطب ہندوستانی ہے یا انگریز ؟ مسلمانوں میں سے ہے یا ہندو ؟ جوڑن ہے یا بڑھا ؟ مرد ہے یا عورت ؟ شاعر ہے یا فلسفی ؟ سخن طرازی و دانش آمیزی مقبول ہے یا محض نالہ حزین ؟ (۱) انہیں سے اکثر امور تو مذہب و ملت کے معلوم ہوتے ہی منکشف ہو جاتے ہیں ، اور تعین مذاق و عادات شخصی اور استعداد علمی کا بہت بڑا حصہ وضع و قطع اور لباس و گفتگو سے معلوم ہو جاتا ہے ۔ باقی امور تو انر تکرار ملاقات سے واضح ہو جاتے ہیں ۔ بہر کیف انسان کو چاہیے کہ جسقدر معلومات اسے حاصل ہوں ، ان سے فائدہ اٹھانے میں غفلت نہ کرے ۔

اثرات و نتائج غلطی کی اصلاح کر دینے ۔ پسندیدگی و ناپسندیدگی کلام اس معاملہ میں ایک عمدہ مشیر ہے ۔ پس جیسا کچھ مزاج مخاطب کا اندازہ ہو ، اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے ، اور اس تخمین و انداز پر جو امور موثرہ متفرع ہوتے ہیں ، انکو اختیار کرنے میں پس و پیش نہ کرنا چاہیے ۔ بات بات پر عادات شخصی ، استعداد علمی ، و مذاق مخاطب سے رہنمائی طلب کرنا چاہیے ۔ لفظ لفظ پر مخاطب کی حالت و سیرت خاص سے معورہ کرنا چاہیے ۔ بلکہ حرف حرف پر جذبات حالیہ و کیفیات لاحقہ کا خیال رکھنا چاہیے ۔

یعنی شاعر سے طرز مکالمہ آرہو ، فلسفی سے آرہو ۔ زندگی انداز مخاطبت آرہو ، اور زاہد سے آرہو :

ما مرد زہد و تربہ و طامات نیستم

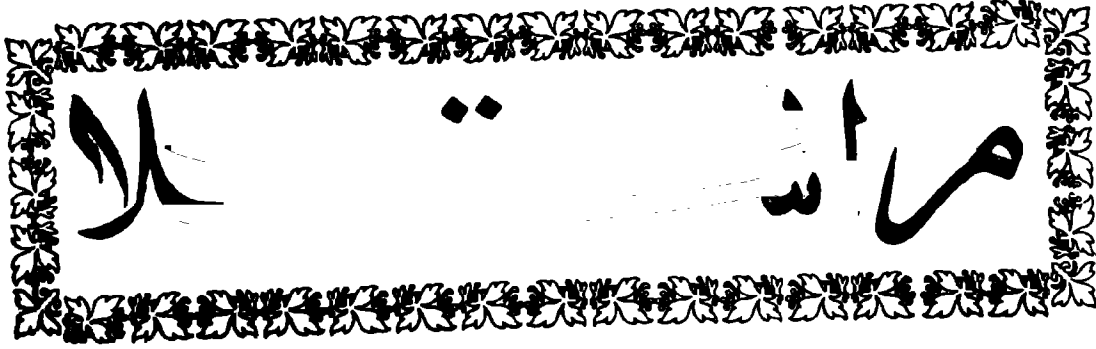
با ما بجام بادہ مانی خطاب کن

پہلے دیکھ لو کہ مزاج کا رخ کس طرف ہے ؟ پھر روئے سخن مطابق حالت کر ۔ پہلے اندازہ کر لو کہ ہوا کس طرف چل رہی ہے ؟ پھر کشتی کو اسی جانب چھوڑ دو کہ ساحل مقصود تک پہنچنے کی بھی راہ ہے ۔ تاثیر کلام کا بیشتر حصہ طبیعت شناسی و جذبات پروری کے اندر مضمون ہوتا ہے ۔

مخاطب کی حالیہ نفس ، و کیفیت قلب ، و روش مزاج کے نفع امکانی کے بعد ، جن امور کا دوران مکالمہ میں لحاظ رکھنا

(۱) سخن طرازی و دانش ہنر نظیری نیست

قبول درست مگر نالہ حزین کردہ



میراثِ دفعِ مضبوطِ ہند

دفاع مطابع و اتحاد ملکی

(آزمائش و ترویجِ حق و انصاف)

مجمع اُحد مسرت ہوئی وہ آپ کے پریس ایسوسی ایشن کی بنیاد ڈالی۔ یہ کام انگریزی خوانوں کا تھا، مگر اسکا بھی مرد میدان ہوا تو وہی الوالعزم شخص، جو زمانہ حال کی تعلیم سے ناواقف مگر اصلی آزادی اور سچی حریت کی تعلیم کا معلم ہے! اگر کوئی مذہب، کوئی قانون، حریت کا حتمی ہے تو وہ اسلام ہی ہے۔ اگر کوئی قانون، حریت کا دشمن ہے تو وہ ہندوستان ہے۔ پریس ایکٹ ہے، جسکو میرے اعتقاد رائے میں قانون کہنا ہی نا روا ہے۔ بلکہ لفظ قانون ہی توہین دینا ہے۔ میں اس قانون کا اول دن سے مخالف تھا۔ میں نے اپنے معزز انگریز دوستوں سے بھی کہا تھا کہ اس سے زیادہ کوئی چیز ہندوستان کے لیے مضر، ہندوستان کے ان لوگوں کیلئے مضر، جن میں اب اخلاقی جرات نہیں رہی، اور نہ اصل خود حکومت کے لیے بھی مضر نہیں ہو سکتی کہ لوگوں کی زبان بد بردی جائے۔ وہ مجبور کیے جائیں کہ مخفی سوسائٹیاں بنادیں۔ وہ مجبور کیے جائیں کہ دغا بازی اور خفیہ سازشوں کے طریقوں کو اختیار کر کے اپنے کیرکٹر کو خراب کریں۔ میں اکثر مذاق سے کہا کرتا تھا کہ اس قانون مطابع سے اور سڈیشن سے کوئی بات باہر نہیں ہو سکتی۔ حتیٰ کہ میں اپنے بھائی کو گورنمنٹ کا عطا کردہ خطاب ”خال بہادر“ نہیں لکھتا اور آئے لکھنا ناہل سمجھتا ہوں۔ یہ بھی جرم ہے۔ املیے کہ اس سے حکومت کی توہین کا پہلو نکلتا ہے!

میں کوئی مہذب ملک نہیں جانتا، جہاں ایسا قانون ہو جو پبلک کو بالکل حاکم ضلع کے انگوٹھے کے نیچے رکھ دے۔ ترکی میں ایک وقت میں تھا۔ مگر وہاں بھی اب نہ رہا۔

آرملوں میں تو سخت قانون پر بھی نرم نظر ادرجہ سے جائز ہو سکتی ہے کہ وہاں قانون کے عامل احتیاط عمل میں لاتے ہیں، لیکن برخلاف اُسکے یہاں تو اچھے سے اچھے قانون کا بھی خراب استعمال ہوا ہے اور مجسٹریٹ، ججز کرتے ہیں۔

اب تو ہندوستان کی سب سے بڑی عدالت نے اس کے خلاف فیصلہ کر دیا ہے۔ اور اس فیصلے سے زیادہ سنگین الفاظ میں قانون مطابع کی مذمت ہو نہیں سکتی تھی۔ اگر اب بھی ہندوستان کے لوگ اس قانون کو تسلیم کریں تو انکی حریت کا خدا حافظ۔ انکو انسان کہنا بھی روا نہ ہوگا۔

مبارک ہو آپ کو ایک سچا اسلامی دل اور اولوالعزم ہمت، کہ آئندے میں وبال کا احساس کیا، اور مبارک ہو آپ کی انجمن، جس نے اسکا بیڑا اٹھایا ہے کہ وہ اس آفت کو ہندوستان کے سر سے

تالنے کی کوشش کر رہی۔ میں نے بہت خوشی سے دیکھا ہے کہ اب بنگال کے اندر تو ہندوستان میں تفریق کی چال بازیاں نہیں چل سکتیں۔ انشاء اللہ اس صوبہ میں تو (مولانا ابوالکلام) اور (بابو سریندر ناتھ) دست بدست چلیں گے! مبارک ہو یہ اتفاق۔

اور اس اتحاد پر اللہ کی رحمت نازل ہو!

آپ نہ صرف اسوسی ایشن قائم ہی کیجئے بلکہ اس کے خزانہ کو اس قدر وسعت دیجیے کہ گورنمنٹ اگر ہندوستان کے ہر اخبار سے دس دس ہزار کی ضمانت دس دس بار بھی مانگے، تب بھی وہ بلا تکلف پیش ہی جائے۔ اگر گورنمنٹ چاہتی ہے کہ وہ قوم کو اعلان جنگ دیدے تو قوم کو بھی ضرور اس کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔ اس طرف گورنمنٹ کے بعض حکام کے دماغ ایسے چکر کھا گئے ہیں کہ ہر چوں ہی ضبطی آئے لیے ایک دل لگی سی ہو گئی ہے۔

افسوس وہ اپنا برا بھلا بھی ان نا دانوں کی سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ خلق خدا کے عزم بالہزم کا مقابلہ توپ اور تلوار سے تو ہو نہیں سکتا، پھر ان مہمل ترکیبوں سے کیا ہوگا؟ وہ یہ نہیں جانتے کہ ان لوگوں کو بھی اپنے سے خلاف کرارے ہیں جو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ابھی انگریزی حکومت ہندوستان پر بہت ضروری ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ ایسی کارروائیوں سے حکام بالکل باغیوں کے ہاتھوں میں اپنے تئیں دے رہے ہیں۔ بلکہ دراصل خود ان لوگوں کا کام کر رہے ہیں جو فتنہ و فساد کے خواہاں ہیں!!

نئے مسلمانوں کے دل کو اس زمانہ میں انہوں نے اپنی طرف سے زبردستی پھیر دیا۔ اور بعض حماقت سے۔ افسوس! افسوس! یہی ہے اور خوشی بھی۔ اگر مسلمانوں کے دل اپنے کارکن ہندوستان کی طرف ہر چاروں طرف خوشی کی بات ہے۔

آپ تو اپنی سی کرتے ہی رہیے۔ اللہ آپ کو کامیابی دے گا۔ اتفاق بین الاقوام ہندوستان کی بہتری کے لیے اور خود مسلمانوں کی بہتری کے لیے لازمی ہے، اور وہ شخص تو کسی طرح مسلمان نہیں جس میں حریت کا جذبہ نہ ہو۔

کاش خدا ہر ہند کے مسلمان کو مسلمان کر دے!

ہاں، اس کوشش کے مقابلہ دیلیے تیار رہیے، جو ہندو مسلمانوں میں نفاق ڈالنے کی کئی جا رہی۔ اسکا وقت عین یہی ہے۔ سی نواب..... کی تلاش ہو رہی ہے۔ قوم چونکہ اب زیادہ ہوشیار ہے اس لیے آسمیں آسانی تو نہ ہوگی، تاہم آرزو بہت سے طریقوں سے مطلب حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ دشمن نہایت خطرناک ہوتا ہے جو دوستی کے پردے میں دشمنی کرے۔ مینوسپیل بوزہ وغیرہ میں جدا گانہ انتہاب کا حق بھی ایک دام تذویر ہو سکتا ہے۔ اسی طرح آرزو بہت سے دام ہیں۔ بنگال کے مسلمانوں کو خبر کرتے رہیے۔ آرزو صوبوں کا تو خدا حافظ ہے۔ مسلمانوں کے موجودہ آزاد اخبارات اس معاملہ میں کچھ بہت قابل اعتماد نہیں۔ وہ آسانی سے پھسل سکتے ہیں۔ مگر آپ تو انشاء اللہ مضبوط ہی رہیں گے۔ افسوس، کرانچی دور ہے، ورنہ اس مرتبہ کانگریس میں مسلمانوں کی تعداد بہت ہوئی۔

حالات کیوں بیان نہیں کیے گئے؟ حتے کہ بعض لوگ چراغان کرے پر مستعد ہو گئے تھے، لیکن جب اونکر معصم حالات بتلائے گئے تو انہوں نے چولغ گل کر دیے۔ مجھے ذاتی طور پر راقیت ہے کہ مول گنج میں ایک صاحب نے وسیع پیمانہ پر روشنی کا انتظام کر لیا تھا۔ بیعانہ بھی دے چکے تھے، لیکن جب اونکر یہ اصلی حال معلوم ہوا تو بیعانہ ضبط کرنا غنیمت سمجھا مگر روشنی نہیں کی!!

(۴) سب سے ضروری سوال یہ ہے کہ بار بار اسکی تصریح کی جا چکی ہے کہ اس دالان کے مسجد ہونیکی متعلق علما کی نمائندگی نے فیصلہ کیا ہے جو ناقابل ترمیم ہے اور اس لیے مسلمان اس کے حوالہ کرنے سے مجبور ہیں۔ پس اب جب کہ یہ سمجھوتہ ہو گیا ہے تو آیا ان علما سے بھی اسکی نسبت استفادہ کر لیا گیا تھا؟ اور انہوں نے بھی اجازت دیدی تھی کہ اس طرح دالان مسجد کا رہنا کافی ہے کہ نیچے راستہ ہو، جس پر جنبی، حائضہ اور بلا تفریق ہر شخص گذر سکے اور بالائی حصہ پر مسجد؟ اگر ان علما سے نہیں پوچھا گیا تو کیا وجہ؟ اور آیا ہندوستان بھر میں صرف مولانا عبد الباقی صاحب کو اس مشورہ میں شریک کرنا اور کسی دوسرے سے کچھ نہ پوچھنا، کیا معنی رہتا ہے، حالانکہ اونکو پہلی مجلس علما میں طلب بھی نہیں کیا گیا تھا؟ آیا اس فیصلہ کا لازمی، لیکن خوفناک نتیجہ یہ نہرگا کہ گورنمنٹ یقین کر لے گی کہ تمام علما کا متفقہ فیصلہ کوئی چیز نہیں، اور اسکو ایک ادلے اشارہ سے منسوخ کیا جاسکتا ہے؟ نیز اس فیصلہ سے کیا یہ خوف نہیں ہے کہ آئندہ دیگر مقدس عمارتوں کے ساتھ بھی گورنمنٹ ایسا ہی فیصلہ کرے کہ اس کے نیچے یا اسکو پات کر اوپر سرک بنالے اور نظیر میں اس فیصلہ کو پیش کرے؟

(۵) بار بار ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ کانپور کا مقامی مسئلہ نہیں ہے، تمام ہندوستان کا مسئلہ ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تمام ہندوستان کے اکابرین سے اس کے متعلق رائے نہیں لی گئی؟

(۶) الہلال سے خاص طور پر یہ سوال ہے۔ انہوں نے بارہا جو شرائط صلح ظاہر کیے ہیں، علی الخصوص ۱۲- اکتوبر کو دلکوتہ میں جو عظیم الشان جلسہ انجمن دفاع مسجد کانپور کا منعقد ہوا تھا، اس میں مولانا ابوالکلام نے جو شرائط اپنی تقریر میں پیش کیے تھے آیا یہ فیصلہ ان کے پیش کردہ شرائط کے موافق ہے؟

(۷) اخبار زمیندار لاہور سے سوال ہے کہ اُس نے جو شرائط صلح بار بار ظاہر کیے ہیں اور ہمیشہ جن امور پر زور دیا ہے کیا وہ پورے ہو گئے؟

اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو پھر نواب صاحب رامپور کی مصالحت پر اظہار نفرت اور اس فیصلہ پر اظہار مسرت کی دیا وجہ ہے؟ کیوں زمیندار میں نواب صاحب رامپور والے جلسے کو کا لیاں دی گئیں مگر اس فیصلے پر مثالی تقسیم ہوئی؟

(۸) مسٹر مظہر الحق نے کانپور میں بارہا فرمایا کہ ڈیپریٹیشن ایک بے معنی چیز ہے۔ میں ہمیشہ سے ڈیپریٹیشن کے خلاف ہوں۔ اس قدر تصریحات کے بعد وہ ۱۴- اکتوبر کے ڈیپریٹیشن میں کیوں شریک ہوئے۔ اور کن مجبوریوں سے ایسا کیا؟

(۹) آخر میں اس کثیر چندہ کے متعلق سوال ہے کہ وہ کیا ہوا۔ شہداء جدے خاندان کی اعانت کی ضرورت ہے، اونکی تعداد اب تک پانچ چھ سے متجاوز نہیں ہوئی، اونکے متعلقین کے لیے پچاس روپیہ ماہوار کی اعانت اگر ضروری ہو تو مستقبل سرمایہ کے واسطے بھی دس بارہ ہزار کی رقم کافی ہے۔ شہداء کی یادگار

مصالحتہ و سبب ۱۸ کانپور کے متعلق

۱۸ کانپور کے متعلق

(از جناب مولانا محمد رشید صاحب کانپوری مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ)

کانپور کی مسجد کے متعلق ۱۴- اکتوبر کو حضور ریسرے بالقابہ نے جو مصالحتہ کی ہے، ارس میں تمام گرفتاران بلا کی رہائی ایسا رافعہ یادگار ہے، جس کے متعلق حضور ریسرے، مسٹر مظہر الحق، راجہ صاحب محمود آباد، مولانا عبد الباقی صاحب و دیگر حضرات کا جوقدر شکریہ ادا کیا جا رہا ہے۔

لیکن اصل مسجد کے متعلق جو سمجھوتہ ہوا ہے، ارس میں مجبور اور نیز پبلک کو چند شکوک ہیں، اگر اسکو جلد رفع نہیں کیا گیا تو بہت کچھ غلط فہمی پھیلنے کا خوف ہے۔ اس لیے جہاں تک ہوسکے جلد رفع کرنیکی کوشش بیکور ضروری ہے۔ قبل اظہار شکرت اتنا ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے متعلق کوئی صاحب یہ خیال نہ کریں کہ میں کسی مخالف پارٹی کا آدمی ہوں۔ بلکہ میں نے اس مقدمہ میں اپنی امکان بھر کوشش کی ہے اور جس طرح ممکن ہوا، تائید کرتا رہا ہوں۔ میں نے ہمیشہ موجودہ جماعت کی ثنا و تعریف ہر کس و ناکس کے آگے کرے میں کبھی دریغ نہیں کیا۔

شکوک یہ ہیں:

(۱) گذشتہ مارچ میں جب مینوسپل بورڈ کی جانب سے یہ تجویز پیش ہوئی تھی کہ روضہ خانہ وغیرہ کچھ دیگر بنایا جا رہا ہے اور نیچے کی زمین آمدورفت کے لیے خالی رکھی جا رہی ہے، تو ارس وقت منزلیان مسجد و دیگر لیڈران کانپور نے نامنظور دیا۔ اب تقریباً پچیس ہی فیصلہ کو کن وجوہ سے منظور کیا گیا ہے؟

(۲) نواب صاحب رامپور اور دیگر معزز مسلمانوں نے جو جلسہ دہلی میں کیا تھا، ارس پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ قوم کے منشا کے خلاف تھا۔ پبلک کے لیڈروں کو مدعو نہیں کیا گیا، نہ اس کے مقاصد کو شائع کیا گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ سمجھوتہ جو کیا گیا ہے اسکی پبلک کو کہاں تک اطلاع تھی؟ کن کن پیشوایان قوم سے مشورہ لیا گیا تھا؟ اخبار زمیندار جس نے تیس ہزار سے زائد رقم جمع کر کے بھیجی، مسجد ہی کے معاملہ کے متعلق اسکی سابقہ ضمانت ضبط ہو گئی، دس ہزار روپیہ کی بیش تسرار رقم ضمانت میں پھر جمع کرنا پڑی، باغلب اسکو بھی اس فیصلہ کی اطلاع پیشتر نہیں کی گئی۔ زمیندار نے اپنی طرف سے جو شرائط صلح چھاپے وہ ان سے علحدہ تھے، جو اس امر کی صاف دلیل ہے کہ اسکو اس مصالحتہ کے شرائط معلوم نہ تھے۔ جناب (مولانا ابوالکلام آزاد) نے ابتدا سے لیکر آخر تک اس معاملہ میں جس بے نظیر خلوص اور دلسوزی سے کام لیا ہے وہ کسی شخص کی نظر سے مخفی نہیں، لیکن اخیری فیصلہ کی کچھ خبر انہیں بھی نہیں کی گئی۔ گنتی کے چند آدمیوں نے جو چاہا طے کر لیا، تو پھر اس فیصلہ اور نواب صاحب کے فیصلہ میں کیا فرق ہے؟

(۳) ۱۴- اکتوبر کو نواب ریسرے نے جو فیصلہ فرمایا تھا اس کے معصم حالات بعد فیصلہ کر دینے کے بھی کانپور کی پبلک سے کیوں مخفی رکھنے کی سعی بلیغ کی گئی؟ مسٹر مظہر الحق یا سید رضا علی صاحب وغیرہ سے بعد فیصلہ جب کسی نے دریافت کیا تو یہی جواب دیا کہ زمین مسجد کی راپس مل گئی۔ معصم

تاہم میں تو کڑی وجہ نہیں پاتا کہ نواب صاحب رامپور کی مخالفت کی جائے۔ جو لوگ انہیں دہلی لائے، اگر انکی نیت دفع فساد و اصلاح حال تھی تو اللہ انہیں جزاء خیر دے۔

(۳) آپ نے در مرقعوں پر فقیر کا بھی تذکرہ کیا ہے، اسلیے چند لفظ اس بارے میں بھی عرض کرنا۔

• یہ تو درست نہیں ہے کہ اس بارے میں مجھے مشورہ نہیں کیا گیا۔ مشورہ ضرور لیا گیا اور اسی غرض سے مسٹر مظہر الحق کلکتہ تشریف لائے۔ البتہ جس طرح یہ یقینی ہے کہ مجھے مشورہ لیا گیا اور اطلاع دی گئی، اسی طرح یہ بھی یقینی ہے کہ آخری تبدیلیوں سے میں بالکل بے خبر رہا اور ایک لمحہ کیلئے بھی مجھ کو اسکا علم نہیں ہوا کہ قطعی و آخری فیصلہ ہونے والا ہے۔ رزقہ میں ضرور کہتا کہ صبر جلدی سے بہتر ہے، اور مزید وسیع مشورہ مطلوب۔ واللہ علی ما اقول شہید!

مجھ کو سب سے پہلے اسکی اطلاع وسط ستمبر میں بعض خاص ذرائع و مکاتیب سے ہوئی۔ اسکے بعد غالباً ۲۸ - یا ۲۹ - ستمبر کو مسٹر مظہر الحق تشریف لائے اور اس بارے میں مشورہ لیا۔

مشورہ کس بارے میں تھا؟ فیصلے کی کیا صورت پیش کی گئی تھی؟ بہتر سمجھتا ہوں کہ اسکر جناب مولانا عبدالباری صاحب کے الفاظ میں نقل کردوں جو انہوں نے مجھے اپنے ایک گرامی نامہ مورخہ ۳ - اکتوبر میں تحریر فرمائے تھے، اور جو بجنسہ دہی صورت تھی، جو مسٹر مظہر الحق نے انکی جانب سے ظاہر کی تھی۔

(اس خط کا وہ حصہ آئندہ نمبر میں شائع کرونگا کیونکہ اس نمبر میں گنجائش بالکل نہیں رہی۔)

اسی صورت کی نسبت میں نے مسٹر مظہر الحق سے عرض کیا تھا کہ اگر ایسا ہو، اور اسکے ساتھ ہی کوئی امر مسلمانوں کیلئے رنجہ پیش نہ آئے تو میری جانب سے کوئی مخالفت نہوگی۔ کیونکہ نظر بہ حالات و اطراف مسئلہ و مصالح غنیمت ہے۔

تاہم یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ:

(۱) یہ مشورہ قطعی اور آخری نہ تھا۔

(۲) مجھے یہ نہیں کہا گیا تھا کہ تم اپنی آخری رائے دو۔

(۳) گفتگو اس عنوان پر تھی کہ آخری مشورہ و اطلاع کا صاف صاف موقع تھا اور بصراحت تمام یہ گفتگو میں آچکا تھا۔

(۴) میں نے بار بار (یعنی کم از کم چھ سات بار) باصرار یہ کہدیا تھا کہ کمال حزم و احتیاط کی ضرورت، اور اپنے مطالبات کا استحکام و ثبات، اصول و اساس کار ہونا چاہیے۔

اسکے بعد جناب مولانا عبد الباری صاحب سے مراسلت ہوئی۔ پھر بعض اسباب و مصالح ایسے پیش آئے کہ ۸ - اکتوبر کو بانکی پور گیا اور مسٹر مظہر الحق سے اس بارے میں گفتگو ہوئی۔ لیکن اس وقت بھی نئے تغیرات کی بالکل اطلاع نہیں ملی، البتہ ایڈریس کے متعلق بعض امور درمیان میں آئے تھے۔

۱۱ - کی صبح کو میں کلکتہ واپس آیا کہ ۱۲ - کو جلسہ تھا۔

میں منتظر تھا کہ اب آخری گفتگو کا موقع آئے گا اور ہزایکسلنسی ریسرے کی آخری رائے معلوم ہوگی مگر پیر کے دن تار آیا کہ ریسرے کانپور تشریف لے جا رہے ہیں!

منگل کو میں نے انکی اسپیش پڑھی تو حالات اس صورت سے مختلف تھے، جنکی مجھ کو اطلاع دی گئی تھی، اور جنکی نسبت مشورہ کیا گیا تھا۔

قائم کرنا جیسا کہ مسٹر مظہر الحق نے کئی بار اٹالے تقریر میں کہا ہے، کیا اسکا اب انتظام ہوگا؟ مسجد کا دالان اگر طے شدہ طریقہ سے بنانا منظور ہو تو اسکے لیے بھی ہزاروں ہزار کی رقم ضرورت سے زیادہ ہے۔ باقی روپیہ کیا ہوگا؟ ایمان اور انصاف کا مقتضی تو یہ ہے کہ اسکو بقدر ضرورت رکھ کر بقیہ بے باک کو بجنسہ واپس کر دیا جائے۔ اس کا بڑا نفع یہ ہوگا کہ پبلک کا اعتماد قائم ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ یقین کریگی کہ تعویذ دار ضرورت نہر تو واپس بھی کر دیتے ہیں، اگر اور زائد رابع النظری سے کام لیا جائے تو یہ ہو سکتا ہے کہ جن اخباروں کو ضمانتیں صرف کانپور کے معاملہ کی بدولت داخل کرنا پڑیں ہیں، انکی ان رقم کو اس چندے سے پورا کیا جائے بلکہ بہتر ہوگا کہ اسکے پر امیسری نوت اخباروں کی طرف سے داخل ہوں اور اسکا منافع رتن اور شہدا میں تقسیم کیا جائے۔

امید ہے کہ کوئی صاحب انصاف ان امور کا جواب اپنی پہلی فرصت میں دیکر نہ صرف راقم کو بلکہ پبلک کو جو سخت کشمکش میں مبتلا ہے، مطمئن فرما دیں گے۔

الہلال:

جناب نے اس مضمون کی اشاعت یا عدم اشاعت کو الہلال کی حق گوئی و آزادی کیلئے اپنے خط میں معیار قرار دیا تھا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اسکے لیے کوئی زیادہ بلند تر معیار دھرنڈھنا چاہیے۔

مسئلہ اسلامیہ کانپور کی نسبت آپے جو شرک ظاہر کیے ہیں، انکی اشاعت اور انکا تصفیہ یقیناً بہتر ہے، کیونکہ ہر طرح کے خیالات کو سچائی اور واقعیت کے ساتھ ظاہر ہونا چاہیے اور کسی شک کے اندر ہی اندر نشر و نمائے سے بہتر ہے کہ وہ دنیا کے سامنے آجائے۔

ان سوالات کا جواب تو انکے مخاطبین بہتر دے سکیں گے مگر چند دفعات کے متعلق مجھ کو بھی کچھ عرض کرنا ہے:

(۱) یہ خیال آ رہا ہے بعض حضرات نے ظاہر کیا ہے کہ جب مسجد مچھلی بازار کا قضیہ شروع ہوا تو مینوسپل بورڈ صحیح کا چھبہ بڑھا لینے کی اجازت دینے پر راضی تھا۔ لیکن مجھ کو ذاتی طور پر علم نہیں، اور کانپور کے بعض دیگر اشخاص کو اسکے خلاف بھی کہتے سنا ہے۔ بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ ہر موقع پر اصولاً بحث کرنا بہتر ہوتا ہے۔ اگر یہ طریقہ جائز نہیں تو جس طرح کل جائز نہ تھا آج بھی نہیں ہے، اور اگر جائز ہے تو کل ہم نے نہ مانا تھا، آج مان لیا۔ پس سب سے پہلے اصولاً نظر ڈالیے اور وہ آپ قائل چکے ہیں۔

(۲) ہزہائٹنس نواب صاحب رامپور کے جلسے سے جن لوگوں نے مخالفت کی ہے، وہ صرف ایک ہی واقعہ کا نتیجہ نہیں ہے، بلکہ بہت سے واقعات کا مجموعہ ہے۔ سب سے پہلی بات مسلمانوں کو وفاداری کی دعوت دینی تھی، جسکے صاف معنی یہ ہیں کہ جلسہ انہیں رو بہ بغاوت قرار دیتا تھا۔ مسلمان وفاداری و بغاوت کے بارے میں بہت غیر واقع ہوئے ہیں اور وہ اپنے تئیں باغی کہانا پسند نہیں کرتے۔

پھر یہ بھی ہے کہ اسمیں کسی فیصلہ کو پیش نہیں کیا گیا تھا، بلکہ صرف حکم پر اعتقاد کی دعوت تھی جسکے منظور کر لینے کے یہ معنی تھے کہ جنس کے دیکھنے اور ملنے سے پہلے مسلمان قیمت دیدیتے پس دونوں چیزوں میں فرق ضرور ہے۔

ادبیات

اسوۂ حسنہ

ایشیائی اعلیٰ ترین نظیر

شہنشاہی رسول کا عہددار

کافروں نے یہ کیا جنگ اُحد میں مشہور * لہ پدمبر بھی ہوئے لشکر سمندر و دروں
ہوئے مشہور مدینہ میں حرو پہنچی یہ خبر * ہر گلی کوچہ بھا ماتم کدہ حسرت و غم
ہوئے بیتاب نہروں سے بدل آنے باہر * کوردک و پیر و جوان و خدم و حیل و حشم
وہ بھی نکلیں کہ جو تھیں پردہ نشینان عفاف * جن میں تھیں سببہ پاک بھی نا دبندہ نس

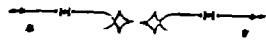
اسک حاتم * لہ اصلا * لہ نام * لہ *
مرفوع جسد پہ پہنچیں سر یہ اوسوں *
تیرے بھائی نے لڑائی میں شہادت بائی * تیرے والد بھی ہوئے کشتہ شمشیر ستم
سب سے بڑے کر یہ نہ شوہر بھی ہوا نیرا شہید * گھر کا گھر صاف ہوا، ثروت بڑا کوہ السم

اس عقیقہ نے یہ سب سن لے لہا تو یہ لہا : * ”یہ تو بتلاؤ دہ دیسے ہیں شہنشاہ امم ؟“
سب نے دی اسدو بشارت کہ سلامت ہیں حضور * بچہ رحمی میں سر و سیدہ و پہلور ستم
بڑے اسے رخ اقدس کو جو دیکھا تو کہا : * ”تو سلامت ہے تو بھر ہیچ ہے سب راج و الم !“
میں بھی، اور باپ بھی، شوہر بھی، برادر بھی فدا * اے شہ دیں ! تیرے ہوئے دیے چیز ہیں ہم ؟“
(شبلی نعمانی)



فکراۃ

لیگ سے خطاب



کہا کل لیگ سے میں نے کہ ”اے بزم دل آرائی * حقیقت میں تمہارا کچھ عجب دل کش سراپا ہے
تمہاری ذات سے ہمدستار میں آج رونق ہے * تمہارے دم سے وابستہ ہر اک ادنیٰ و اعلیٰ ہے
تمہارے کارنامے آج گھر گھر ہیں زبانوں پر * تمہارے حسن ملت سوز کا عالم میں چرچا ہے
مٹا جاتا ہے کوئی آپ نے طرز تکلم پر * کوئی رنگ تبسم دیکھ کر والہ و شیدا ہے
کوئی قومی ترانہ آپ کا سنکر ہے گرویدہ * کوئی مجلس کی زینت دینہ کر معو نماشا ہے
نتیجہ الغرض دیکھا یہ ہم نے حسن ظاہر کا * کہ ساری قوم پروانہ کی صورت تم پہ شیدا ہے
مگر ہم دیکھتے ہیں آپ کو الفت ہے غیروں سے * دناؤں پر ہماری کچھ توجہ ہے نہ پروا ہے
سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ ہم سے کیوں ہوئی نفرت ؟ * خدا کے واسطے کچھ تو کہو اسکا سبب کیا ہے ؟

ہوا ارشاد : ”نفرت تو نہیں ہے آپ سے مجھ کو * مگر مجبور ہوں، سنیے کسی کا قول سچا ہے :
”محبت ایک سے نبھتی ہے، درد سے نہیں نبھتی * تمہیں کس دل سے چاہوں جب کسی کا دل پہ قبضہ ہے ؟“
(نظم نصیر آبادی)

تایخ حیات اسلام

الہلال اور پریس ایکٹ

روح و روان اسلام مولانا ابوالکلام

الہلال کی پیہم اشاعت نے فداپان قوم و ملت کے اضطراب کو سکون سے بدلدیا اور ایمان والوں کے بیقربان قلب تسکین روحانی سے فرح اندوز ہو گئے : فالحمد لله الذی انزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین لیزدادوا ایماناً مع ایمانہم ، واللہ جندہ السموات والارض وکان اللہ عزیزاً حکیماً۔ اس نزول سکینہ کے ادائے شکرانہ میں اس کے مخلص مفلس جو کچھ ہدیہ پیشکش کریں، آپ کا قبول فرمالینا بھی شکر ہے کا مستحق ہے۔

کاش مجھ سے بھی مایہ برادران اسلام کی بھی توفیق رفیق ہو کہ سبقت کرنیوالوں کے اتباع کا فخر حاصل کروں : و ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء۔

چند ابیات تضمین بیت حضرت حافظ کے دوسرے صفحہ پر پیشکش خدمت والا ہیں۔ کہیں جگہ خالی ہو تو درج فرما کر شرف بخشیں۔

”گداے گوشہ نشینی تو حافظاً مخروش“

کہاں رہ دل ہے، کہاں اب رہ ہمتیں دل کی؟
لہو رگوں میں ہے لیکن کہاں رہ باقی جوش؟
گلے میں طوق غلامی ہے زیور ناموس
گڈے رہ دن کہ پہرا کرتے تھے علم بردوش
نہیں ہے گو ”بعمل کوش“ پر عمل ایذا
مگر یہ کہتا ہے فیض کہ ”ہرچہ خواہی پرش“
خطاب ر خلعت واءراز مول ایذے کو
کڑی ہے ملک فرورش اور واپس قوم فرورش
نیا یہ پاس ادب ہے، کہ بدلے سجدوں کے
ہوئی ہیں مسجدیں پامال صدمہ پاپوش
”رموز مملکت خویش خسرواں دانندہ
گداے گوشہ نشینی تو حافظاً مخروش“

(مرتضیٰ حسن شفق ازگیا)

ممبران مسلم لائبریری کی طرف سے ایک رقم حقیر بذریعہ مذی آرڈر جہت اعانت ضمانت الہلال مقدس ارسال خدمت شریف ہے، کل ممبروں نے خواہش ظاہر کی ہے کہ اس رقم کو بچالے کمی دوسرے کار خیر میں خرچ کرنے کے اپنی دو ہزار رقم مدخلہ ضمانت کا ایک جزو بنا لیں۔ یہ ہمارے لئے بالخصوص باعث فخر و عزت ہوگا۔ ہم سے یہ ہو سکتا تھا کہ الہلال کی اعانت میں ایک خاص کثیر رقم دیتے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی خواہش ہے کہ کلام الہی کی پیروی اور مقاصد اسلامی کی تکمیل جملہ افراد اسلام کے عمل میں آئے تو زیادہ بہتر ہے تاکہ ہر ایک فرد اپنے فرائض کو بہترین طریقہ پر ادا کر سکے۔

(۲) نہایت انوس ہے کہ ہمارے مسلمانوں کا ایک بہت بڑا حصہ انجذاب کی خدمات دینی و قومی سے اس وقت تک آشنا

نہیں ہو سکتا، جب تک کہ وہ اپنے اندر مرد اسلام نہ پیدا کر لے۔ اور نہ تب تک آپکے ہم آواز رہم خیال ہی ہو سکتا ہے۔ اس کے لیے ضرور ہے کہ ایک سال یا دو سال کامل اس کا ہر فرد اسرار کلام ربانی سے ذوق آشنا ہو، اور اسی کی اس وقت اشد ضرورت ہے۔ جب سے آپکا اخبار اسجہ پڑھا جانے لگا ہے، تب سے ہر ایک متنفس کے دلمیں قرآن شریف کی حقیقی محبت جاگزیں ہو گئی ہے اور دل سے خواہش کرنے لگ گئے ہیں کہ اگر ۴۰ - روپیہ ماہوار تک قریب عالم دیں قرآن شریف سے بخوبی واقف مل جائے تو انکا رجوع اپنے لئے باعث سعادت سمجھیں اور انکی خدمت میں رہ کر درس قرآن لیں۔

سکرٹری مسلم لائبریری از پرشدار (مدارس)

میں ابھی سفر ہی میں تھا کہ الہلال نمبر (۱۳) پہنچا۔ سب سے پہلے عزوان شکر داخلیہ پر نظر پڑی۔ جس کے تحت میں الہلال پریس کی ضمانت داسور و جانگدار مرثیہ پڑھ رہی تھی۔ گو اس سطر کے دیکھنے سے جسقدر انوس اور کرب واقع ہوا، اسکا بیان اس وقت عبت ہے، مگر ساتھ ہی ادخال ضمانت سے بغایت درجہ خوشی بھی ہوئی۔ خدا آپکو اور آپکی عزت ملی رجوش و خلوص دینی کو قائم رہے اور نظر بد سے بچائے۔

اب قوم اور معارفین الہلال کو آپکا ممنون ہونا چاہیے۔ اور حتی المقدور دامے۔ دوسرے اعانت کرنے میں سعی جمیل۔ میں اس وقت سفر میں ہوں۔ ریور ہوں۔ تاہم مکان پہنچ کر حسب مقدور ارسال خدمت عالی کرونگا، مگر کیا ہم اور کیا ہماری اعانت۔ ہاں البتہ دعا شامل حال ہے :

از دست گداے یفرا ناید هیچ۔ جز آنکہ ز صدق دل دعاے بکند
(سید شیر الدین شاہ قادری - بالا پور - حیدر آباد دکن)

مبلغ دس روپیہ کا منی آرڈر روانہ خدمت ہے۔ اس میں سے مبلغ سات روپیہ الہلال ضمانت فنڈ کے لئے قبول فرمائیے۔ اور مبلغ تین روپیہ البصائر (اردو) کا چندہ ہے۔ الہلال کی ضمانت کا کیا اثر ہوا ہے؟ اسکو کیا لکھوں؟ تفسیر القرآن کی ضبطی کا اثر جو ایک مسلمان پر ہو سکتا ہے، وہ یہاں سب پر ہوا۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ ذمہ دار حکام کو سمجھ عطا فرمائے! والسلام۔

(قاضی سید احمد حسین رئیس ترقی ضلع گیا)

افتخار المسلمین - حضرت مولانا زاد مجدد ہم -

عرصے سے الہلال کی ضمانت کا حال پڑھا تھا مگر ایک واقعہ سن چکا تھا۔ جس وقت کہ پہلے پہل آپ نے اخبار الہلال شایع کیا ہے تو ایک والی ریاست نے کچھ رقم بطور امداد پیش کی تھی اور آپ نے انکار کیا تھا۔ اس وجہ سے جرات نہوئی کہ شاید ہمارا بھی ویسا ہی حال ہو۔ یہی سبب ہے کہ اپنے طرف سے کچھ ثبوت اس صدمہ کا جو میرے قلب محزون پر ہوا ہے، نہ دے سکا، لیکن اب چونکہ انکی ایک پرچوں میں قیام خزینہ دفاع جلال کا حال پڑھا، اسلئے جرات ہوئی۔ اور خدا کا شکر بجا لایا کہ مجھے بھی موقع اس کام کا جردل میں ابھر رہا تھا، مل گیا۔

اسلئے ایک نہایت ہی قلیل سی رقم مبلغ ۱۰۰ - روپیہ کی پیش کش ہے۔ امید ہے کہ جناب شرف قبولیت عطا فرما کر مجھے ممنون فرمالینگے۔

آپکا خادم دینی و نیاز مند
محمد اکبر

ترجمہ می نے پڑھنے سے مطالب راضع ہرجاریں، بالکل معدوم ہیں۔
اور جسکو آپ اس خوبی سے ادا فرماتے ہیں کہ محتاج بیل
نہیں۔ خاتم محمد عبد اللطیف (علیک)
سابق منصف۔ ممالک متحدہ

دعوة الہیۃ الی اللہ

واقعہ ضمانت

(۱) الہلال کے اکثر پرچوں نے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اسمیں شک نہیں کہ زمانہ حال کی روش میں کہ علوم اسلامیہ کا مذاق جاتا رہا ہے اور علوم جدیدہ کی ادعائی روشنی نے ہر چار طرف تاریکی پھیلا دی ہے، آپسے الہلال نے سارن بہانوں کی کھنگور کھٹا چھائے ہوئے بادلوں نے تاریکی میں چمک کر، صاعقہ ہدایت کا کام دیا۔ فالحمد للہ علی لطفہ ورحمۃ۔

(۲) نئے تعلیم یافتوں کو مادہ پرستی کے رولوں نے اندھوں کی طرح بہتکتا ہوا گمراہ چہرہ رکھا تھا جسکی الہلال نے رہنمائی کی ہے۔ (۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو کہ کلام باری کر مضبوط پکڑنا چاہیے، بھول جانے ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج مسلمان دین و دنیا سے تباہ حال ہیں اور اب بھی اگر بیدار نہ ہوئے تو یہودیوں سے بھی بدتر حال میں مبتلا ہوجائے گا خطرہ عظیم درپیش ہے۔

(۴) بعض جدید طرز کے روشن خیالوں کا یہ خیال خلم ہے کہ کلام الہی نے معض مذہب ہی کی تعلیم دی ہے، دیگر امور معاش و تمدن و سیاست سے غافل ہے یا مقصر ہے۔ حالانکہ کلام پاک (تبیان لکل شی) تمام ہدایت دینی و دنیاری کا مخزن ہے اور علوم دینیہ ہی علوم سیاسیہ ہ بھی مبنع ہیں۔

اس امر کو الحمد للہ کہ سب سے پہلے الہلال نے واضح و مبہن کر دیا۔

(۶) لیکن کلام پاک کو راہ ہدایت تعبیر کرنے اور ضلالت سے بچنے کیلئے صحیح عقل کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ہر زمانہ کی روش کے مطابق ایسے علماء حق مطلوب ہیں، جو ضروریات زمانہ کے مطابق کلام پاک کی ہدایت کو دکھا دیں، لہذا رب العزت کی امت مرحومہ پر یہ خاص رحمت ہے کہ وہ ہمیشہ زمانہ کی روش کے مطابق ایک ایسا عالم الہی پیدا کر دیتا ہے، جو کلام پاک کی صحیح تفسیر و موافقت زمانہ و ضروریات عصریہ، امت کے آگے پیش کرتا ہے۔

(۷) اسمیں شک نہیں ہے کہ یہ کام پروردگار عالم نے اپنے ازر آپسے ایسے علماء حق کو تفویض کیا ہے، جسکو مقررزل الجبال وجود بھی رک نہیں سکتے۔ کیونکہ یہ اللہ کے کار بار ہیں، جو اپنی امت کی ہدایت کیلئے اپنے بندوں کو چٹا اور انکے پیچھے اپنی نصرت و اعانت کی ملائکہ کو متعین کر دیتا ہے۔

(۸) پس واقعہ ضمانت الہلال سے گرد دل پر صدمہ اور سخت قلق ہے، تاہم اطمینان کلی ہے کہ جس ظہور صداقت و ہدایت الہیہ کیلئے ملکوں اور قوموں کی مخالفت مقرر نہیں، اسکو انشاء اللہ یہ معاندانہ مساعی کیا ضرر پہنچا سکیں گے؟

(۹) البصائر نے بھی جس کام کا بیڑا اٹھایا ہے، بلا شک نہایت اہم اور اس زمانہ کی رفتار کے لحاظ سے بہت ضروری ہے۔ اور خوب ہے کہ یہ حصہ ہندوستانی اور آخرت جو کم بینوں کی لیے، ختم الہی کے لیے، ہے۔

(۱۰) دونوں اہل علم کی ہاں اس قابل ہیں کہ لوگ مجلد کر کے اپنے کتب خانوں، میز، رکھیں اور روزمرہ تلاوت کیا کریں۔ کیونکہ ترجمہ قرآن پاک کے علم ہم ضرور بقیہ ہے کہ جس نے

اخباروں کے دیکھنے سے رنیز آپکی تحریر سے معلوم ہوا کہ الہلال سے بھی درہزار کی ضمانت طلب کی گئی ہے۔ جس روز میں نے پہلے اس خبر کو سنا، جیسا صدمہ دل پر گزرا، خدا ہی جانتا ہے۔ غیرت نے قبول نہ کیا کہ میں سنوں اور خاموش بیٹھا رہوں۔ چنانچہ اسی روز سے آدھیڑ بن میں تھا کہ جو کچھ اس غریب سے ہو سکے، الہلال کے حفظ و بقا کے لیے نثار کر دے۔ کبھی اپنی مفاسی پر افسوس کرتا تھا اور کبھی معرومی پر۔ چنانچہ اسی فکر میں تعطیل کا زمانہ بھی قریب آگیا۔ تعطیل میں مگر گیا اور کسی صورت سے ایک رقم فراہم کی۔ یہ رقم حقیر آج الہلال پر سے نثار کرتا ہوں۔ امید ہے کہ قبول کیجیگا۔

میں ایک معمولی حیثیت کا آدمی ہوں۔ جیسا کہ حضور پر بھی ظاہر ہے۔ اپنی بے مالکی ہی کی وجہ سے مبلغ ۸۰ روپیہ ایک وقت میں چندہ نہ دے سکا اور مجبوراً ایسے معافی چاہی کہ مبلغ ۴۰ روپیہ کا ری۔ پی عنایت فرمایا جائے۔ بقیہ ۴۰ روپیہ عقب سے ارسال خدمت کرونگا۔

حضرت مولانا! میں سچ کہتا ہوں کہ جیسا صدمہ عام مسلمانوں کو سقوط ادرہ و مرحوم شرکت پاشا کے انتقال سے ہوا تھا، ویسا ہی میں نے اس واقعہ سے بھی پایا۔ جا بجا الہلال کی ضمانت کے بارے میں گفت و شنید سنی۔ سبھی افسوس کے ساتھ کہتے تھے کہ اب گورنمنٹ کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسے لوگوں کے طرف مخاطب ہو رہی ہے جن کے ایک اشارہ نے لاکھوں لوگ منتظر ہیں؟ اکثر لوگوں کی زبان سے بے تحاشہ یہ لفظ نکل گیا کہ جس طرح سقوط ادرہ و مرحوم شرکت پاشا کی ہلاکت میں بالآخر کامیابی و خوش حالی بھی پوشیدہ تھی (جسکا ظہور پچھلے ہوا) اسی طرح اس واقعہ کی تہ میں بھی اصلی خوشی و کامیابی چھپی ہو۔ حضرت مولانا! میں کہہ نہیں سکتا کہ آپکی بے پناہی و تحریر میں کونسا جادو اور طلسم ہے یا مسمریزم کا اثر ہے کہ جو شخص ایک بار یہی ادبی تحریر دیکھ لیتا ہے، ممکن نہیں کہ الہلال کا عاشق نہ ہو جائے اور اسکا دل آپ کے قبضہ میں نہ کر لیں۔ جہاں تک میرا خیال و عقیدہ ہے، نہ تو آپکی تحریر میں طلسم و مسمریزم ہے، نہ آپ جادوگر ہیں۔ اصلی چیز کچھ اور ہی ہے۔ یعنی آپ ایک ایسی چیز کی مضبوط گرفت کراہے ہیں اور اسکا لب و لہجہ اختیار کیا ہے جسکو کبھی فنا نہیں اور جس کا اثر قطعی اور بے حدی ہے۔ یعنی کلام پاک الہی۔ اور یہی باعث ہے آپسے الہلال کی تسخیر و قلب و کشش کا۔ ہر جگہ اسکی مثال، اسکی شہادت، اسکا حکم، غرض کہ تمام معروضات صرف کلام الہی ہی ہوتا ہے۔

محمد عبد الجلیل از آرہ

نہایت ادب کیساتھ عرض خدمت ہے کہ الہلال کی ضمانت کی خبر سنکر جو صدمہ ہوا، حیطہ بیان سے باہر ہے۔ خیر مرضی مولیٰ از ہمہ اعلیٰ۔

محمد عبد الجلیل از آرہ

امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی رقم لقمہ قبول فرمے۔

محمد عبد الجلیل از آرہ

از جانب انجمن ہلال احمد قسطنطنیہ

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب (الہلال)

ہندوستانی اخبارات میں جو فہرست چندہ مرسلہ مسلمانان ہند بنام انجمن ہلال احمد عثمانی شائع ہو چکی ہے، اُس میں متعلق ان رقمات کے جو مسلمانان رامپور ممالک متحدہ عدد کیجانب سے میر قمر شاہخان صاحب نے ارسال کی ہیں، غلطی واقع ہو گئی ہے۔

صحیح فہرست حسب ذیل ہے :

تاریخ	رقم	کیفیت
۲۴ مارچ سنہ ۱۳۲۸	۱۱۳۳۷	پیاہتر جنگ طرابلس
	۱۴۷۵	"
۱۲ اپریل سنہ ۲۳۲۸	"	"
۲۴ مئی سنہ ۱۳۲۸	"	"
۲۶ شعبان ثانی ۱۳۲۸	۱۷۹۲	جنگ بلقان
"	۵۰۱۰۰	"
"	۳۵۵۹۵	"
"	۵۹۰۱۵	"
۱۱ کانن اول سنہ ۱۳۲۸	۱۲۱۱۹۱	"
۱۲ ضباط سنہ ۱۳۲۸	۵۲۴۴۹	"

فہرست رقم چندہ مسلمانان رامپور بخدمت صدر اعظم ترکی بامداد مہررحین ریٹامی جنگ طرابلس ر بلقان -

ارل قسط برسات علیجناب ہزہائیس نواب صاحب رامپور تاریخ ۱۸ جنوری سنہ ۱۹۱۲ ۳۰۱۰۰ -

(۲) قسط دوم برسات مستر قمر شاہ خان سکریٹری انجمن ہلال احمد رامپور تاریخ ۴ مارچ سنہ ۱۴۱۳ ۴۶۳۶ ۸ -

(۳) قسط سوم برسات مستر قمر شاہ خان تاریخ ۲۶ مارچ ۱۹۱۳ ۱۷۰۱ ۳ -

(۴) قسط چہارم برسات مستر قمر شاہخان تاریخ ۳۰ اپریل ۱۹۱۳ ۱۷۰۱ ۳ -

(۵) قسط پنجم معرفت مستر قمر شاہخان تاریخ ۲۶ جولائی ۱۹۱۳ ۳۰۷۵ ۶ ۳ -

نیاز مند قمر شاہخان از رامپور

فہرست زر اعانہ دفاع مسجد کانپور

بذریعہ مولانا ابو تراب عبد الرحمن صاحب گیلانی ۲۲ - روپیہ ساڑھ دس آنہ -

(فہرست اسمی حضرات اعانہ دہندگان)

مولوی عبد اللہ صاحب وکیل - ۲ - روپیہ - شیخ رایت حسین صاحب - ۲ - روپیہ - منجملہ قیمتہ چرم عقیقہ عزیزان مولوی عبد الشکور صاحب مختار موضع گڑھیاری - ۲ - روپیہ - اہلیہ مولوی عبد اللہ صاحب وکیل قیمتہ بازار - ۳ - روپیہ - اہلیہ مولوی عبدالعزیز صاحب مختار گڑھیاری قیمتہ پھرنچی - ۳ - روپیہ مولوی عبدالشکور صاحب مختار مژور - ۱ - روپیہ - شیخ شجاعت

حسین صاحب مختار - ۱ - روپیہ مولوی یسین صاحب - ۱ - روپیہ شیخ عبدالعزیز صاحب مختار دیہ صلعم نگر - ۱ - روپیہ - منجملہ ہمیشہ مولوی عبد اللہ صاحب وکیل - ۱ - روپیہ - اہلیہ مولوی شرف الدین صاحب - ۱ - روپیہ - مولوی عبدالشکور صاحب مختار - ۱ - روپیہ - اہلیہ مولوی شمش الہدی صاحب - ۱ - روپیہ - والد عبدالعزیز صاحب مختار - ۸ - آنہ - اہلیہ منشی شجاعت حسین صاحب - ۸ - آنہ - وزن مرے عقیقہ مذکور الصدر - ۷ - آنہ - شہ تبارک حسین صاحب - ۲ - آنہ - اہلیہ شیخ رمی احمد صاحب ۴ آنہ - شیخ نورالعین صاحب - ۲ - آنہ - اہلیہ شیخ عبدالرحمان صاحب - ۲ - آنہ - والدہ مولوی یسین صاحب - ۲ - آنہ - منظر عبداللطیف صاحب - ۲ - آنہ - شیخ محبت علی صاحب - ۱ - آنہ اہلیہ قادر علی صاحب - ۱ - آنہ - اہلیہ اولاد علی صاحب - ۱ - آنہ - مسماہ پھریا کنیز - ۱ - آنہ - بلائی پاسی قمر ہند - ۱ - آنہ شیخ صدیق صاحب مرع چک ۶ پالی -

(ایضاً بذریعہ مولانا صاحب چندہ مرموع دیہ - ۱۰ - روپیہ)

مولوی عبدالعزیز صاحب مختار - ۱ - روپیہ - مولوی ابوالعزیز صاحب - ۱ - روپیہ - متفرقات مبلغ - ۶ - روپیہ - جمعہ - ۸ - روپیہ جملہ رقم متعلقہ چندہ مبلغ - ۳۰ - روپیہ - ۱۰ - آنہ - ۶ - پالی ہرنی، جسمیں - ۶ - آنہ فیس منی آرڈر - ۶ - پائی ٹکٹ ۶ صرف ہوا اور بذریعہ منی آرڈر - ۳۰ - روپیہ - ۳ - آنہ - بروز جمعہ ۶ ذیقعد بھیجا گیا - باقی ۱ - آنہ کا ٹکٹ عقب سے جائے گا۔

بذریعہ جناب محمد ضیا الحق صاحب از بھرنگر ضلہ تل گندہ (دکن) ۱۷۱ - ۹ -

(بہ تفصیل ذیل)

جناب علی بخش خان صاحب گنہ دار آبپاشی ۵۰ - روپیہ جناب سلیمان خان صاحب گنہ دار ۴۲ - روپیہ ۷ - آنہ ۶ - پالی جناب سید نعمت شاہ صاحب زمیندار ۱۲ - روپیہ ۱۲ - آنہ جناب نور محمد خان صاحب سپر سلیمان خان صاحب گنہ دار ۸ روپیہ ۸ - آنہ جناب محمد خان صاحب گنہ دار آبپاشی ۸ - روپیہ ۷ - آنہ جناب رام راؤ صاحب پٹواری ۸ - روپیہ ۸ - آنہ جناب عظیم احمد صاحب گنہ دار ۵ - روپیہ ۱ - آنہ جناب محمد کلید صاحب گنہ دار ۵ - روپیہ جناب محمد افضل علی صاحب گنہ دار ۱۳ - آنہ ۶ - پالی جناب محمد سلامت اللہ صاحب فور میر آبپاشی ۵ - روپیہ ۱ - آنہ جناب حمام الحق صاحب گنہ دار ۴ روپیہ ۲ - آنہ جناب عبد الرحمن صاحب گنہ دار ۴ - روپیہ ۴ - آنہ جناب عبدالغفور صاحب گنہ دار آبپاشی ۱ - روپیہ ۱۱ - آنہ جناب حکیم غلام محمد خان صاحب رامپوری گنہ دار آبپاشی ۴ - روپیہ ۱۱ - آنہ ۶ - پالی خاکسار محمد ضیا الحق سپر ریزر آبپاشی ۱۰ - روپیہ -

۱۷۱ - روپیہ ۹ - آنہ ۶ - پالی - فیس منی آرڈر اپنی جمعہ سے ادا کی گئی (جزاک اللہ - الہلال)

توجہ : اردو تفسیر کبیر

حسبی نصف قیمتہ اعانہ مہاجر جرمنی عثمانیہ میں شامل کی جائیگی - قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارہ الہلال سے طلب کیجئے

۲۔ ذیابہ : اس کا

خطرناک مرض ہے اس کا جلد علاج کرو

علامات مرض : جن لوگوں کو پیشاب بار بار آنا ہو یا پیاس زیادہ لگتی

ہو۔ منہ کا ذائقہ خراب رہتا ہو۔ رات کو کم خوابی سکتا ہی ہو۔ اعضاء شکنجی ۔

ذہری جسم ۔ ضعف مدائہ ہونے سے روز بروز قوت میں کمی اور خرابی پیدا ہوتی جاتی ہو اور چلنے پھرنے سے سرچڑھتا ہو ۔ سر میں درد اور طبیعت میں عصب آجاتا ہو۔ تمام بدن میں یسوت کا علیہ رہتا ہو ۔ ہاتھ پانوں میں خشکی اور جان رہے جلد پر خشونت وغیرہ پیدا ہوجائے اور ٹھنڈے پانی کو جی بہت ۔ معدہ میں جلن معلوم ہو ۔ بیوقت بڑھاپے کے آثار پیدا ہوجائیں اعضاء رئیسہ کمزور ہوجائیں ۔

..... اور سمجھ لوگہ مرض ذیابیطس ہے ۔

جن لوگوں نے پیشاب میں شکر ہونی ہے اندوہمندرجہ بالا آثار سے بعد دیگرے ظاہر ہوتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کا خاصہ علی العموم ہار بندل سے ہوتا ہے ۔ نینل بہت پر ابھی گردن میں پیدا ہوتا ہے ۔ جب کسی کو ہار بندل ہو تو اسے پیشاب میں بقبلاً شکر ہونے کا خیال فرمیدنا چہیے ۔ اس راج ہوتا ہے ۔ پیدہوں ہواہار قابل لوگ ہسکتے ہیں ۔

مرض کی تشریح اور ماہیت : ذیابیطس میں جگر اور ابلہ کے فعل

میں کچھ نہ کچھ خرابی سرور ہونی ہے اور اس خرابی کا باعث اکثر دماغی جذبات شبانہ روز ایی وحدت ہے بعض دفعہ نکتہ انداز کا باعث ہوتا ہے ۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس حالت میں پیشاب میں شکر نہیں ہونی بلکہ مدائہ کے ریشہ وغیرہ پائے جاتے ہیں ۔ یہی ابتداء عمر میں شروع ہوتا ہے ۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ راج پھر تو کاربندکل نہ نکلے تو علاج دعط

ماتقدم یہ ہے کہ ہماری ان آدموں کو ہاؤ ۔ شہرینی ۔ ہارول ۔ اور ددر ۔
وزنہ اکثر سستی کرتا ہے تو پھر یہ دہی درجہ ذیابیطس میں اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ مسلم اندرونی اعضاء گوشت پوست بگڑ جاتے ہیں ۔ جوارگ پیشاب زیادہ آتے ہی ہڑوا ہیں کرتے وہ آخر ایسے الالعلاج مریضوں میں بھدستے ہیں جن کا علاج پھر نہیں ہوسکتا ۔ یہ گولیاں پیشاب کی نکتہ کو زوریتی ہیں اور مسلم عوارض کسی فواء اور جملہ امراض ردیہ سے محفوظ رکھتی ہیں ۔

دیابیطس میں عرق ماء اللحم اسلئے مفید ہوتا ہے کہ بوجہ

اخراج رطوبات جسم خشک ہوجاتا ہے ۔ جس سے عذائیت ای سرورت زیادہ بڑی ہے ۔ یہ عرق چونکہ زیادہ مقوی اور مواد حرن ہے اسلیے بہت سہارا دیتا ہے غذا اور دوا دویوں کا کم دیتا ہے ۔

حب دافع ذیابیطس

یہ گولیاں اس خطرناک مرض کے دفعہ کے لئے بارہا تجویہ ہوجتی ہیں اور عددا مریض جو ایک گھنٹہ میں کئی دفعہ پیشاب کرتے تھے تھوڑے دنوں کے استعمال سے اپنے ہوکنے میں یہ گولیاں صرف مرض کو ہی دور نہیں کرتیں بلکہ انکے کھاتے سے کئی مونی قوت باہ حاصل ہوتی ہے ۔ انکھوں کو طاقت دیتی اور عتہ کا دائفہ درست رکھتی ہیں ۔ جسم کو سرکھنے سے بچاتی ہیں ۔ سلسلہ بزل ۔ ضعف مدائہ ۔ نظم عصنی کا بگاڑ ۔ اسہاں دیرینہ یا پیدچش ہا بعد کھانے کے فوراً دست آجائے ہوں یا درد شروع ہوجانا ہو یا رات کو نیند نہ آئی ہو سب شکایت دور ہوجاتے ہیں ۔

قیمت فی تولہ دس روپیہ

میر محمد خاں ۔ تالپتر والٹی زیاست خیرپور سندھہ ۔
پیشاب کی کثرت کے مجھے ایسا حیران کردیہ تھا اور جسم کو بے جان اگر میں حکیم غلام ندی صاحب کی گولیاں ذیابیطس نہ کھاتا تو میری زندگی محال تھی ۔
محمد رضا خاں ۔زمیندار موضع چٹہ ضلع اٹارہ ۔ آپ کی حب ذہا بیطس سے مرض کو فائدہ معلوم ہوا ۔ ن میں ۱۶ بار پیشاب کرنے کی بجائے اب صرف ۵ ۔ ۶ دفعہ آتا ہے ۔

عبدالقادر خاں ۔ محلہ غرقاب شاہ جہاں پور ۔ ہو گولیاں ذہا بیطس آپ نے رئیس عبدالشکور خاں صاحب اور محمد تقی خاں صاحب کے بھائی کو زیادتی پیشاب کے ذنیعہ کے لئے ارسال فرمائی تھیں وہ اور بھیجیں ۔

بتہ ۔

عبد الوہاب ڈہی کلنٹر ۔غازپور ۔ آپ کی بھیجی ہوئی ذیابیطس کی گولیاں استعمال کررہا ہوں ۔ بجائے ۴ ۔ ۵ مرتبہ کے اب دو تین مرتبہ پیشاب آتا ہے ۔

۔ید زاهد حسن ڈہنی ۔کلنٹر الہ آباد ۔ مجھے ہرمہ دس سال سے عارضہ ذیابیطس نے دق کررکھا تھا ۔ بار بار پیشاب آتے تے جسم لاغر ہوگیا قوت مرمی جانی رہی ۔ آپ کی گولیوں سے معلم عوارض دور ہوگئے ۔
رام ملازم پوسٹما ستر جنرل ۔ پیشاب ہی کثرت ۔ جانی رہی ۔ مجھے کورات دن میں بہت دفعہ پیشاب آتا تھا ۔ آپ کی گولیوں سے صحت ہوئی ۔
انکے علاوہ مدھا سندات موجود ہیں ۔

معرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو بادائی

قیمت نقد تا حصول صحت

دیجانی ہیں

۔ * ۔

رود کن

دماغی مونچھہ کے بال اسر کا تے گھبرا اور ایسے پیدا ہوتے ہیں

۲ تولہ ۔ دو روپے ۔

سر کا خوشبودار تیل

داربا خوشبو کے علاوہ سیاہ دانوں کو سید ہیں کرنے دینا تولہ درطم ۔
بچانے کے شیشی خورد ایک روپیہ آٹھ آنہ کلاں ہیں روپے ۔

حب قبض شش

رات کو ایک گولی اہات سے صبح اجابت با دامت اگر قبض ہو ددر ۔
۲ درجن ۔ ایک روپیہ ۔

حب قائممقام افیون

بکی کھاتے سے افیم چاندرا بلا مدلیف چھوٹ جاتے ہیں فی تولہ پانچ روپے ۔

حب دافعہ سیلان الرحم

نیسدار رطوبت ۔ ہا جاری رہتا سرورت کے لئے وبال جان ہے اس دوا ت آرام ۔ دو روپے ۔

روغن اعجاز

کسی قسم کا رخم ہو اسے کا تے جلد پھر جانا ہے بنبر رائل ۔ باسر بھکندر ۔ خنزیری گھاڑ ۔
کار بندل رحم کا بہترین علاج ہے ۔ ۶ تولہ دو روپے ۔

حب دافع طحال

زردی چہرہ ۔ لاعری کمزوری دور مریض نلی سے نجات ۔ قیمت دو ہفتہ دو روپے ۔

برالساعة

ایک دو قطرے لگائے سے درد دانت فوراً دور ۔
شیخی چار ۔ مریض کے لئے ایک روپے ۔

دافع درد کان

شیشی مدھا بیماروں کے لئے ۔ ایک روپے ۔

حب دافع بواسیر

بواسیر خونی ہو یا بادی ربعی ہو یا سادی ۔ خون جانا بند اور سے خورد بخرد خشک ۔ قیمت ۲ ہفتہ دو روپے ۔

سرمہ محیرہ کراماتی

مقوی بصر ۔ محافظ بینائی ۔ دافعہ جالا ۔ دھند ۔ غبار ۔ نزول المہ سخی ۔ ضعف بصر وغیرہ * فیتولہ معدہ سلائی سنگ یشب دو روپے ۔

حکیم غلام نبی زبدة الحكماء ۔ لاہور

بکفایت اصلی پتھر کی عینک لے لیجیے

حضرات اگر آپ قابل اعتماد عمدہ و اصلی

پتھر کی عینک کم قیمت پر چاہتے ہیں تو

صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی بینائی کی

کیفیت تحریر فرمائیں۔ ہمارے ڈاکٹروں کی

تجویز میں جو عینک ٹھہری رہے بغیر بے رہی۔ یہی ارسال خدمت کیجائیگی یا

اگر ممکن ہو تو کسی ڈاکٹر سے اپنی آنکھیں امتحان کرا کر صرف نمبر بھیج دیں۔

بہر بھی اگر آپ کے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدل دیجائیگی۔

مسرز ایم۔ این۔ احمد ایڈنڈ سنس

نمبر ۱۵/۱ ریس اسٹریٹ ڈاک خانہ ویلسلی کلکتہ۔

ایک نئی قسم کا کار و بار

یعنی

ہر قسم اور ہر میل کا مال، یک مشت اور متفرق دونوں طرح، کلکتہ کے بازار بھاڑ پر، مال عمدہ اور فرمائش کے مطابق، رزہ واپس، محصول آمد و رفت ہمارے ذمہ، ان ذمہ داریوں اور محنتوں کا معاوضہ نہایت ہی کم ۵ روپیہ تک کی فرمائش کے لیے ایک آنہ فی روپیہ ۱۵۔ روپیہ تک کی فرمائش کے لیے، یوں آنہ فی روپیہ ۵۰ روپیہ تک کی فرمائش کے لیے آدھہ آنہ فی روپیہ، اس سے زائد کے لیے در یافت فرمائیں، تاجروں کے لیے قیمت اور حق محنت دونوں تاجر انہ تفصیل کے لیے ہم اسلٹ فرمائیں

منیجر ہلال ایجنسی ۵۷ اسمعیل اسٹریٹ

انڈالی - کلکتہ

THE MANAGER, THE "HILAL" AGENCY,
57, Moulvie Ismail Street, P. O. Entally, (Calcutta)

لغات جدیدہ

موافہ

مولانا السید سلیمان الزبیدی

یعنی: عربی زبان کے چار ہزار جدید، علمی، سیاسی تجارتی، اخباری اور ادبی الفاظ اصطلاحات کی محقق و مترجم دکھائی، جسکی اعلیٰ سے مصروف شام کی جدید علمی تصنیفات درمائل نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکتے ہیں، اور نیکز الہلال جن جدید عربی اصطلاحات و الفاظ کا استعمال کبھی کبھی کرتا ہے، وہ بھی اس لغت میں مع تشریح واصل ملاحظہ فرمادیں۔ قیمت ۱۔ روپیہ۔ درخواست خریداری اس پتہ سے کی جائے:

منیجر المعین ندوہ، لکھنؤ۔

تجارت گاہ کلکتہ

ت یوں نو ہر قسم کا مال روانہ کیا جاتا ہے مگر بعض اشیا ایسے ہیں جنکی ساخت اور تیاری کے لئے کلکتہ ہی کی آب و ہوا و وزوں ہے۔ اسلیئے وہ یہاں سے تیار ہو کر مسلم ہندوستان میں روانہ کی جاتی ہیں۔ ہمارے کارخانے میں ہر قسم کی وارنش مثلاً روغنی پتھلا، ہود، براون، ورد، کٹنی، ناف، بکری اور بیڑی کے کالے کے سر کا چمچا، ریشم لیدر وغیرہ وغیرہ تیار کرتے ہیں۔ اسلیئے علامہ گھڑت کے ساز، فلٹیکا کالے اور پھوس ۵ سعید اور کالے رنگ ۵ ہارنس بھی تیار ہوتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہم دوسروں کی بدست ارزاں نرخ پر پیدا کردہ ہیں۔ جس قسم کے چمچے کی ایک ضرورت ہو مگر در دناہس، اگر مال خراب ہو تو خرچ آمد و رفت ہمارے ذمہ، اور مال واپس

منیجر اسٹندرد ٹنری نمبر ۲۲ - کنٹوفر لین پوسٹ انڈالی کلکتہ

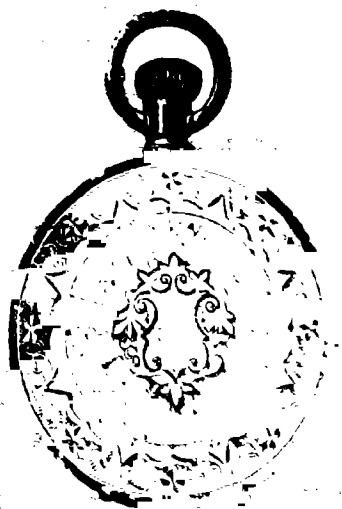
MANAGER, STANDARD TANNERY.

22, Cantophers Lane, P. O. Entally, Calcutta

- ۱ - ۱۵ سائز سلندراج مثال چاندی ڈبل کیس گارنٹی ایک سال معہ محصول پانچ روپیہ۔
- ۲ - ۱۵ سائز سلندراج خالص چاندی ڈبل کیس گارنٹی ایک سال معہ محصول نو روپیہ۔
- ۳ - ۱۵ سائز ہٹنگ راج جو نقشہ مد نظر ہے اسے کہیں زیادہ خوبصورت سونیکا مضبوط ملمع جسکے دیکھنے پر پچاس روپیہ سے کم کی نہیں جیتی گارنٹی ایک سال معہ محصول نو روپیہ۔
- ۴ - ۱۸ سائز انکما سلندراج گارنٹی ایک سال معہ محصول پانچ روپیہ۔
- ۵ - ۱۹ سائز کارائی لیور راج اسکی مضبوطی سچا ثابت ہوا چلنے کا ثبوت صاحب ٹکڑی کے گارنٹی دس سال گھڑت کے ڈال پر لکھا ہے جلد منگائیے معہ محصول چھ روپیہ۔
- ۶ - ۱۹ سائز سسٹم پٹت لیور راج گارنٹی ۲ سال معہ محصول تین روپیہ آٹھ آنہ۔

ایم۔ اے۔ شاکور ایڈنڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلی اسٹریٹ پوسٹ آفس دھرمملا کلکتہ

M. A. Shakoore & Co, No. 5-1 Wellesley Street Calcutta.



انجن مارک

شیخ غوث علی حاجی وارث علی پرنسز نمبر ۱۰۰ جواہر اسٹریٹ کلکتہ

عق جوہر گلاب	عق جوہر گلاب	عق جوہر گلاب	عق جوہر گلاب	عق جوہر گلاب	عق جوہر گلاب	عق جوہر گلاب	عق جوہر گلاب
عق جوہر گلاب	عق جوہر گلاب	عق جوہر گلاب	عق جوہر گلاب	عق جوہر گلاب	عق جوہر گلاب	عق جوہر گلاب	عق جوہر گلاب

نوٹ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَبِالْإِسْلَامِ كُنْتُ مَدِينًا

الْمَسْأَلَةُ

ایک ہفتہ وار مصور سالہ

میرسنول نرہووی

احمد علی خان کلامی

مقام اشاعت
۱-۲ مکلارڈ اسٹریٹ
کراچی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۳

شمارہ : چہار شنبہ ۵ - ذی الحجہ ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta: Wednesday, November 5, 1913.

نمبر ۱۹

اما انا

- (۱) اگر کسی صاحب کے پاس بڑی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار اے کے حساب سے قیمت لی جائیگی۔
- (۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کر لیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں۔
- (۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنے کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے ری - پی کی اجازت۔
- (۴) نام ریٹہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے۔
- (۵) خط و کتابت میں خریداری کے نمبر اور نیز خط کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
- (۶) مٹی آدر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں۔
- نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیلی کی حالت میں دفتر جواب سے معذوری اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہو جائیں تو دفتر اس سے ذمہ دار نہ ہوگا
- (ملیہر)

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد	فی	فی	نصف	چوتھالی	چوتھالی کالم سے کم
صفحہ	کالم	کالم	کالم	کالم	می مربع انچ
مرتبہ	رزیہ	رزیہ	رزیہ	رزیہ	رزیہ آنہ
ایک	۱۵	۲۰	۲۵	۳۰	۸ - ۰
۴	۵۰	۳۰	۲۰	۱۵	۸ - ۱
۱۳	۱۲۵	۷۵	۴۵	۳۰	۸ - ۴
۲۶	۲۰۰	۱۲۵	۷۵	۵۰	۸ - ۶
۵۲	۳۰۰	۲۰۰	۱۲۵	۸۰	۸ - ۹

(۱) ٹائٹل پیج کے پلے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا - اس کے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات کو جگہ دیجائیگی۔

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی۔

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ آنہ فی مربع انچ ہے - چھاپے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کر دیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا۔

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمائش کے مطابق آئینو جگہ دیں، البتہ حلی الامکان کوشش کی جائے گی۔

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی۔ شبہہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہ ہوگی۔

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت ۴ رزیہ واپس کر دیا جائے گا۔

(۴) ہر اس چیز کا جو جوئے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشی مشروبات کا، نوحش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنیٰ شبہہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا۔

نوٹ — کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت کو ادا نہ فرمائیں - شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن

کہ آئندہ عمارات دینیہ اور اوقاف خیرہ کی حفاظت کیلئے ایک مستقل اور علیحدہ قانون نافذ کیا جائے۔ کیونکہ تازہ حالات نے ثابت کر دیا ہے کہ موجودہ قوانین و اعلانات کے ابہام و تاویل سے ہر وقت معابد دینیہ کی حفاظت خطرے میں ہے۔

(ایڈیٹر الہلال) نے اس تجویز کو پیش کیا اور پیش کرتے ہوئے مصلحت کانپور کی نسبت دوسری تقریر کی۔ یہ تقریر پہلی تقریر سے زیادہ مبسوط اور مفصل تھی۔ مضمون کے آخر میں درج کی جائیگی۔

(جرائد و مطابع اسلامیہ)

پانچویں تجویز جرائد اسلامیہ کی ضمانت کے متعلق تھی :

”یہ جلسہ ہذا ایکسلسی کی اس موثر خواہش کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ ”گذشتہ واقعات بھلا دیے جائیں“ گذشتہ کے بھلا نے کیلئے ضروری سمجھتا ہے کہ جن اسلامی جرائد و مطابع سے محض اس بنا پر ضمانتیں طلب کی گئیں کہ انہوں نے مسئلہ مسجد کانپور کی نسبت مسلمانوں کے حقیقی جذبات و خیالات کی ترجمانی کی تھی، انکی ضمانتیں واپس کر دی جائیں، ورنہ یہ واقعہ من جملہ اُن ناقابل فراموش یاد گاروں کے ہوگا، جو ہمیشہ حادثہ کانپور کو تازہ کرتی رہیں گی“

(ایک غلط فہمی)

اس موقعہ پر یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ بعض اصحاب کو اس تجویز کی نسبت چند غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ انکا خیال ہے کہ اس تذکرہ کو مسئلہ کانپور کے ضمن میں ظاہر کرنا ضروری نہیں۔ یہ پریس ایکٹ کا نتیجہ ہے اور اُسی حیثیت سے اسکا مطالبہ بھی کرنا چاہیے۔

لیکن شاید وہ بھول گئے کہ اگر یہ خلط مبعث کی غلطی ہے، تو اسکی ابتدا خود گورنمنٹ ہی نے کی۔ ہے۔ پس کچھ ہرج نہیں اگر غلطی کا مقابلہ غلطی ہی سے کیا جائے۔ کیا خود پریس ایکٹ کا استعمال مسجد کانپور ہی کے ضمن میں نہیں کیا گیا؟ اور کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ زمیندار لاہور سے صرف انہی مضامین کی بنا پر دس ہزار کی ضمانت طلب کی گئی، جو مسجد کانپور کے کے متعلق شائع ہوئے تھے؟

جسقدر ضمانتیں لی گئی ہیں، انکے سرکاری اعلانات کو گزرت میں تلاش کیجیے۔ ہر ضمانت کے ساتھ جو سبب بیان کیا گیا ہے وہ کسی نہ کسی حیثیت سے مسجد کانپور ہی کے متعلق ہے۔ پھر کونسی وجہ ہے کہ اس واقعہ کو بھی منجملہ اُن شائد کے نہ قرار دیا جائے، جو مسئلہ کانپور کی بدولت عمل میں آئے، اور کیوں نے اسی معاملہ کے ذیل میں اسکا مطالبہ بھی کیا جائے؟

علی الخصوص ”زمیندار“ سے دس ہزار روپیہ کی ضمانت لینا، ایک ایسا اہم واقعہ ہے، جس کو کبھی بھی بھولنا نہیں چاہیے۔ یہ قانون کے احترام کا علانیہ خون ہے، اور ایک آئینی گورنمنٹ کے لیے ناقابل تاویل استبداد

(مجلس حفظ و دفاع عمارات دینیہ و خیرہ)

چھٹا رزلوشن ایک نہایت ہی اہم اور اہم ترین تجویز تھی۔ دراصل موجودہ حالات کا اصلی علاج اسی میں پرشیدہ ہے، بشرطیکہ ارادے کے ساتھ عمل کی بھی توفیق رفیق کار ہو۔

ہماری غفلت پیشگیوں کا عام حال یہ ہے کہ ہمیشہ خواب و سرشاری میں ایک جسم بے روح اور ایک نعش سرد کی طرح

ہم مسجد کانپور کی تاریخ کے ہر واقعہ کو بھلانے کی کوشش کرینگے لیکن شاید ۱۴ - اگست کو جلد بھول جانے میں تعمیل حکم سے مجبور ہوں۔ یہ ہماری طاقت سے باہر ہے کہ ہم معصوم بچوں کی چیخوں، اور بے دست و پا مظلوموں کی آخری فریادوں کو بھلا سکیں۔

لیکن اے حضرات! یہ امن جویانہ خواہش حضور ویراے کیلئے ضرور موزوں تھی جو پیام صلح لیکر آئے تھے، مگر ہندوستان کا ہر مسلمان اس واقعہ پر اپنے نفرت آمیز تعجب کو ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جو ایڈریس کانپور کے وفد نے حضور ویراے کی خدمت میں پیش کیا، آسمیں بھی اُس ناقابل فراموش واقعہ کو بھلا نے کی کوشش کی گئی تھی۔ حالانکہ ہم ”بھولنے“ کی تعلیم لڑن ہارڈنگ سے لے سکتے ہیں مگر کانپور کے چند افراد اور متولیان مسجد سے لینے کیلئے طیار نہیں۔

حضرات! یہ وفد واقعات کا خاتمہ الباب تھا اور اسلیے پیش ہوا تھا کہ حضور ویراے سے انصاف حاصل کرے۔ پس اگر اُسکو ۳ - اگست کے بعض قانون شکنانہ افعال پر اظہار نفرت کرنا آتا تھا، تو اُس سفاکانہ خوں ریزی اور ظالمانہ استعمال قوت اسلحہ کے متعلق بھی اسکی زبان نے کیوں یاری نہ دی، اور کیوں اُس چیز کو اُس نے یاد رکھا، جس کو بصورت ثبوت دنیا بھلا دیسکتی ہے، اور اُس چیز کو بھول گیا، جس کو خدا بھی کبھی نہیں بھلائیگا؟

حضرات! ہم نے اس معاملے میں سب کچھ کھویا۔ ہم نے اپنے مقدس خانہ الہی کی بے حرمتی دیکھی، ہم نے اسکے صحن کے اندر اپنے بھائیوں کی لاشوں کو دیکھا، ہم نے زخمی بچوں کو تڑپتے اور جانکنی میں ایڑیاں رگڑتے دیکھا۔ ہم نے وہ تمام سختیاں جھیلیں، جو کانپور سے باہر بھی ہمارے ساتھ کی گئیں۔ اخبارات سے ضمانتیں لی گئیں، پریسوں کو بند کیا گیا۔ رسائل ضبط کیے گئے۔

ان تمام حوادث ظلم و جبر کے بعد بھی ہم طیار ہوئے کہ اگر ہم کو امن و صلح کا پیام دیا جائے، اور انصاف و راستی کی ایک نظر بھی میسر آجائے، تو تمام معاملے کو ختم کر دیں، اور صلح کے علم کو جنگ کے ہتیاروں پر ترجیح دیں۔ پھر کیا ایسی حالت میں، جبکہ سب کچھ کھو دینے کے بعد انصاف کی عدالت میں پورا پورا ہمارا حق بھی نہیں ملتا، ہم اسکا بھی حق نہیں رکھتے تھے کہ ایک لمحہ کیلئے ظلم و خونریزی کی زبانی شکایت کرے، اپنے زخمی دلوں کو تسکین دیسکیں؟

اگر صلح کے موقعہ پر گذشتہ کی یاد بہتر نہ تھی، اور واقعی ماضی کو بھلا ہی دینا چاہیے، تو پھر ڈیپوٹیشن کو کیا حق حاصل تھا کہ اُس نے اُن واقعات پر اظہار نفرت کیا، جنکا اشارہ مشکوک جنگے الفاظ مبہم، اور جنگی نسبت اس وقت تک عدالت کا کوئی فیصلہ موجود نہیں؟

یہ صرف کانپور کا مقامی مسئلہ نہ تھا، یہ ایک عام اسلامی مسئلہ اور تمام مسلمانان عالم کے حق دینی و ملی کا سوال تھا۔ اسلیے کانپور کا وفد یقیناً مسلمانوں کے سامنے جوابدہی کی پوری ذمہ داری رکھتا ہے۔

دیگر متعدد اصحاب نے اسکی تائید میں تقریریں کیں اور بالا۔ تفاق پاس ہوا۔

(قانون حفظ عمارات دینیہ)

اسکے بعد چوتھا رزلوشن پیش ہوا :

”یہ جلسہ نظر بہ حالات گذشتہ“ اسکی سخت ضرورت دیکھتا ہے

اجرش دھد خدائے کہ کر دست یاروی
با آن کساں کہ یاور و ناصر نہ داشتند

و من الناس من یشرب نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ، واللہ روف بالعباد
حقیقت یہ ہے کہ مسٹر مظہر الحق نے ایثار و فدویت کی جو مثال
اس حادثے میں پیش کی ہے، وہ انجمنوں اور جلسوں کی تعریف
و ثنا سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ تاریکی جتنی زیادہ سخت ہوتی ہے،
اتنی ہی روشنی کی قدر بھی بڑھ جاتی ہے۔ شب ماہ میں چراغ سے
بے نیازی کی جائے، مگر محاق کی آخری راتوں میں تمنا تا
ہوا دیا بھی کم از درخشندگی آفتاب نہیں ہوتا۔ ہماری خود غرضی
و نفس پرستی کی انتہا ہو گئی ہے۔ عشق حق و صداقت،
محبت و ملک ملت، اور لقاء و رجہ زب کے شوق کو ہم بھول
گئے ہیں۔ اغراض کے تعبد اور طلب نفع کی بندگی ہمارے ایمان
و خدا پرستی تک پر غالب آگئی ہے۔ کتنے مقدّمے ہیں جو
ہمیشہ پیش آتے ہیں، جن میں مسلمانوں کی کوئی نہ کوئی دینی
و قومی مصیبت مضمحل ہوتی ہے، لیکن ہم نے ریکلر کو آزمایا ہے،
ہم نے بیرسٹرز کا امتحان لیا ہے۔ کم از کم مجمع تر اس وقت
استثنائی کیلئے ایک واقعہ بھی یاد نہیں آتا، جس میں بغیر فیس
لیے ہوئے کسی مسلمان قانون پیشہ شخص نے اپنا تھوڑا سا وقت بھی
صرف کیا ہو۔ کلکتہ کے متعدد واقعات میرے سامنے ہیں۔ بنگالی
و کلا نے اسلامی معاملات کے لیے ایثار کیا ہے، مگر مسلمانوں نے ذرا
بھی دلچسپی ظاہر نہ کی! علی گڑھ میں ایک عید گاہ کا مقدمہ
درپیش تھا، وہاں کے بعض مشہور ”قوم پیشہ“ و کلا و بیرسٹرز
کے پاس لوگ گئے اور روئے دھوئے، مگر ان مدعیان خدا پرستی کو
ہمیشہ ”لکشمی“ کی پرچا پات ہی میں مصروف پایا!!

میرے سامنے کئی بات ہے کہ لکھنؤ میں اسی معاملہ کانپور
کیلئے ایک صاحب لکھنؤ میں نکلے، اور ایک مشہور مسلمان
بیرسٹر کے پاس فیس لیکر گئے کہ کانپور چلیے۔ مگر انہوں نے
معذرت کی کہ ”یہ معاملہ اب اور طرح کا ہو گیا ہے، میں
کس طرح جاؤں؟“

وہ شخص عند الاستفسار تفصیلی حالات بیان کر سکتا ہے۔

جبکہ اغراض پرستی کی تاریکی اس درجہ شدید ہو، تو جو روشنی
ہمیں مسٹر مظہر الحق کے جہاد فی سبیل اللہ میں نظر آئی،
وہ کیوں نہ ہمارے لیے ایک آفتاب عز و کمال ہو؟

کونسل کی ممبری کی وجہ سے مجمع معلوم ہے کہ
مسٹر مظہر الحق کی پریکٹس کو ایک گونہ نقصان پہنچا تھا، کیونکہ
یہ پیشہ کمال درجہ صرف وقت اور مسلسل توجہ کامل کا طالب
ہے۔ اختتام میعاد ممبری کے بعد وہ متوجہ ہوئے، اور اپنی
گذشتہ مصروفیت کے ساتھ کام کرنے لگے۔ ایسی حالت میں ضرور
تھا کہ پھر درمیان میں دو بارہ انقطاع نہوتا۔ کیونکہ یہ انقطاع موکلوں
کو مایوس کرنے والا ہوتا ہے، اور مایوسی کی اشاعت اس کام
کیلئے سخت مضر ہے۔

جس وقت وہ کانپور گئے، مجمع معلوم ہے کہ ایک بہت
بڑا کیس لے چکے تھے۔ یہ کیس بیس پچیس ہزار روپیہ سے کم کا
نہ تھا، لیکن جب کانپور کے متعلق انکرتار ملا تو انہوں نے مقدمہ
کی بریف واپس کر دی اور کانپور چلے گئے۔

بہر حال مسٹر مظہر الحق نے انسانوں سے اپنا کاروبار چھوڑ کر
خدا سے یہ معاملہ کیا ہے: الیہ یصعد الکلم الطیب و العمل الصالح
یرفعہ۔ اور وہ یقیناً مطمئن ہونگے کہ خدا اپنے معاملہ داروں کو کبھی

ساکن و جامد پڑے رہتے ہیں۔ نہ زبان حرکت کرتی ہے اور نہ دماغ کام
کرتا ہے۔ لیکن جب اپنی ہی غفلتوں اور اپنی ہی ضلالت کا روبرو
کے نتائج کسی مہیب و مملک صورت میں ظہور کرتے ہیں،
تو اس وقت شور مچاتے ہیں اور آہ و فغاں کرتے ہیں۔ مگر
جب مداؤ حرکت کا دور ختم، اور سفر ہمت کسی منزل نا تمام
تک پہنچ جاتا ہے، تو پھر:

مست خسپند بغفلت کدہ تا سال دگر!

عمارات دینیہ و اوقاف خیریہ کا مسئلہ برسوں سے فعال سنج
اعانت ہے۔ کوئی سال ایسا نہیں جاتا کہ کوئی نہ کوئی درد انگیز
واقعہ اسکی فریادوں کو ہمارے غفلت پیشہ کانوں تک نہ پہنچاتا
ہو، لیکن اب تک کوئی انجمن، کوئی باقاعدہ جماعت، کوئی
مستقل فنڈ، ایسا قائم نہوا جو سرزمین ہند میں اسلام کے احترام اور
اسکے پیروں کے کردار روپیے کی موقوفہ املاک کے حفظ و دفاع کے
کام کو دائمی طور پر اپنے ہاتھوں میں لے لے۔

کاش اگر کانپور کے واقعہ سے بھی ایک نتیجہ ہمیں حاصل ہو
جائے کہ عمارات دینیہ و اوقاف خیریہ کے تحفظ کا باقاعدہ کام
شروع کر دیں، تو سمجھیں کہ جو خزن ۳ - اگست کو ہمارا بھا تھا،
اور نہیں تو کم از کم اسکے معاوضے میں ہمیں یہی سبق عبرت و وسیلہ
عمل ہاتھ آگیا!

مجلس ”دفاع مسجد مقدس کانپور“ کلکتہ نے قائم ہو کر
الحمد للہ کہ اپنے فرائض سے غفلت نہ کی۔ مقامی تحریک
جس قوت و وسعت سے جاری کی گئی، وہ ہماری انجمنوں کیلئے
ایک عمدہ مثال ہے۔ باہر کا کام بھی پوری توجہ سے شروع کیا گیا
تھا، ابتدائی اعلان شائع ہو گیا تھا۔ خاص مقامات میں شاخیں قائم
ہو رہی تھیں۔ دورہ کیلئے خود صدر مجلس اور سکرٹری آمادہ
تھے، مگر اسی اثنا میں واقعات متغیر ہو گئے۔

تاہم کام باقی، اور فی الحقیقت اصلی کام تو بالکل ہی باقی
ہے، اسیلئے ۱۴ - اکتوبر کے بعد انجمن کو اپنا کم ملتوی
کر دینے کی جگہ، ضرورت تھی کہ زیادہ وسیع و دائمی صورت میں
جد و جہد شروع کی جاتی
اس تجویز کے الفاظ یہ تھے:

”یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ ”انجمن دفاع مسجد کانپور“
کلکتہ کو آئندہ ”حفظ و دفاع عمارات دینیہ و اوقاف خیریہ“ کے نام
سے بدستور قائم رکھا جائے۔ اور وہ زیادہ وسیع و دائمی صورت میں
اپنا کام جاری رکھے“

(شکریہ معاونین کرام)

آخری تجویز مرزا احمد علی صاحب نے پیش کی:

”یہ جلسہ ان تمام بیرسٹرز، وکلا، مجالس، اور جوائنڈ اسلامیہ کا
نہایت خلوص و احترام سے شکریہ ادا کرتا ہے، جنہوں نے مسئلہ ”مسجد
کانپور“ کی نسبت یادگار خدمات انجام دیں، اور جو فی الحقیقت
قوم کی دینی و ملی خدمات کا ایک پر نخر کارنامہ ہے۔
علی الخصوص مسٹر مظہر الحق بیرسٹرات لا بانکی پور کا، جنہوں
نے اس حادثے میں اپنے عظیم النظر ایثار نفس اور جوش حق
پرستی کا ناقابل فراموش ثبوت دیا، اور نیز سید فضل الرحمن صاحب
وکیل کانپور کا، جنہوں نے مقدمات حادثہ ۳ - اگست میں نہایت
سخت صعوبات اور محنتیں برداشت کی ہیں“

مسٹر مظہر الحق کا نام جو بھی رزلیشن میں اول بار آیا،
ہال چیرز کی آواز سے گونج آتا:

افکار و حوادث

اسلام و علوم اسلامیہ کی واقفیت و اطلاع میں انگریز دیگر اقوام یورپ سے ہمیشہ پیچھے رہے ہیں۔ انگلینڈ میں مستشرقین کبھی پیدا بھی ہوئے ہیں، توحہ بھی عموماً اور علی الاکثر نسلاً انگریز نہ تھے، بلکہ فرنچ، جرمن، یونانی، ازربودی ہیں۔ یہ قوم بغیر فوائد تجارتیہ و منافع سیاسیہ کسی کام میں ہاتھ نہیں ڈالتی کہ نفع عاجل اس کے قانون سیاست کی پہلی دفعہ ہے۔ یہی سبب ہے کہ نپولین ہمیشہ انگریزوں کو ایک دکاندار قوم کہا کرتا تھا۔

لیکن انقلابات حاضرہ نے اب انگلستان کی بھی آنکھیں کھول دی ہیں اور سیاست کا اشارہ ہے کہ اسلام و علوم اسلامیہ سے اطلاع حاصل کی جائے۔

انگلستان میں پچھلے ہفتے یہ تحریک پیدا ہوئی ہے کہ:

”اسلام کو سمجھنے کے لیے علوم اسلامیہ کی ایک درسگاہ قائم کرنی چاہیے۔ جس کا اساس گاہ قاہرہ ہو، اور جہاں سے انگریز علوم اسلامیہ کی تعلیم حاصل کریں۔“

اسکے معرک کو جن کا نام مسٹر (جیمس برائس) ہے، اس کی ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ:

”اسلام کی وسعت کا جہاں تک کہ اس کا تعلق مغربی تہذیب و تمدن سے ہے، سمجھنا نہایت ضروری ہے“

”یہ درسگاہ عالم اسلامی کے لیے اوسے قدر مفید و نافع ہوگی جس قدر رومہ کی درسگاہ اٹلی کے لیے“

ہم ممنون ہیں اپنے دوستوں کے جو ہم کو سمجھنا چاہتے ہیں۔
لیکن ہم کو خود ہم سے نہیں سمجھنا چاہتے، بلکہ خود اپنے سے۔
کیونکہ ظاہر ہے کہ اس قسم کی درسگاہوں کے اساتذہ ہمیشہ
یورپین ہونگے۔ اس لیے ہم نہیں سمجھتے کہ آیا وہ اس کے نظام
تعلیم سے ہم کو سمجھینگے یا کہ خود اپنے کو؟

مسٹر (برائے) کے خیال میں اس زیر تجویز درسگاہ کا مطمحہ (آئیڈیا) نہایت درجہ بلند ہے۔ وہ یقین کرتے ہیں کہ تمام دنیا کے اسلام کے لیے ایک مفید نمونہ اور عجیب و غریب مثال اسکے ذریعہ پیش کی جاسکے گی۔ حالانکہ یورپ اور علی الاخص انگلینڈ اطلاعات اسلامیہ میں جو درجہ رکھتا ہے، اس کے لحاظ سے وہ سر دست ایک ابتدائی مکتب کا محتاج ہے، جس میں اسلام کی ابجد کی تعلیم دی جائے، نہ کہ کسی ”تعجب انگیز درسگاہ“ کا!

مسٹر برائس کو یہ بھی یقین ہے کہ ”مصر و ہندوستان کے لوگ اس حسن خدمت و حسن نیت کا نہایت تپاک سے استقبال کریں گے اور ان دونوں مقامات سے تجویز مذکور کے لیے مالی اعانتیں بھی حاصل ہوں گی“

انگلینڈ کا اصول کار ہمیشہ یہ رہا ہے کہ وہ اپنے ذاتی فوائد و منافع کی تصویر اس طرح کھینچتا ہے کہ نادان دیکھنے والے کو اس میں اپنے فوائد کے خال و خط نظر آنے لگتے ہیں۔ مستشرقین یورپ کے حسن نقد و نیت کا اب تک جو تجربہ ہم کر رہا ہے، اس کی تلخی جیسا کہ مسلمانوں کو یاد رہیگی، وہ کبھی اس قدم کے ارادوں کا استقبال نہیں کر سکتے۔ پس نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مصر و ہندوستان کو اس قدر فہمی کے حسن ظن سے ابھی معاف ہی رکھا جائے۔

نقصان نہیں پہنچاتا۔ دنیا کی کوئی بھی تجارت نقصان سے خالی نہیں، لیکن خدا کے ساتھ لین دین کی تجارت ہی وہ تجارت ہے جس میں اصل اور نفع، دونوں محفوظ رہتے ہیں:

ان الذین یتلون کتاب اللہ و اقاموا الصلوة و انفقوا مما رزقناہم سرا و علانیة یرجون تجارة لن تبور - لیو فیہم اجر وہم ویزیدہم من فضلہ ، انہ غفور شکور (۲۸: ۳۵)

اور انکے اجر کے علاوہ (کہ بمنزلہ اصل کے ہے) اپنے فضل و کرم سے نفع مزید بھی عطا کریگا (کہ ارباب کرم کا یہی شیوہ ہے) اور وہ بڑا ہی صاحب فضل اور اعمالِ حسنہ کی قدر کرنے والا ہے۔“

یہ اللہ کا وعدہ ہے اور دنیا اسکی ہر آن و ہر لمحہ تصدیق کرتی ہے۔ انہوں نے اپنے مال و وقت کا یقیناً بہت ہی نقصان کیا، اور ایسے وقت میں، جبکہ برے برے مدعیان جرات و صداقت قریب آئے کھڑے اور لرزتے تھے۔ لیکن اسکا بدلہ بھی دیا نہیں:

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ (٣ : ١٢٤)

جو شخص راہ تقوی اختیار کریگا ، خدا اس کے لیے نجات کی راہ نکال دیگا ، اور اس کو وہاں سے رزق پہنچائیگا ، جدھر کا اُسے وہم و گمان بھی نہ ہوگا ۔ اور جو شخص اللہ پر بھروسہ رکھے گا ، تو خدا اس کے لیے بس کرتا ہے ۔

میں اس تذکرہ کو بار بار چھیڑتا ہوں تو معذور ہوں - من احب شیاً اکثر ذکرہ - جو کلم جس کو معذوب ہوتا ہے ، اس کا اکثر ذکر کرتا ہے - مجھ کو آج قربانی دینا ہے بڑھکر آؤ کسی چیز کی تلاش نہیں - اور خاک برسم - میں کیا شے ہوں ؟ خود اسلام بھی آج اسی متاع کا متلاشی ہے - میں جب ایثار و قربانی کی ایک مثال سامنے دیکھتا ہوں ، تو جی چاہتا ہے کہ بار بار اُسکا تذکرہ کروں - بار بار اسکی تعریف کروں - بار بار لوگوں کو اسکی تقلید و اتباع کی دعوت دوں : نعلم ینذکرون و لعلم ینفکرون !!

مستتر مظہر الحق کا ساتھ ایک جماعت نے بھی دیا اور ان سب کی خدمات کا احترام بھی ہم پر فرض ہے۔ علی الخصوص سید فضل الرحمن صاحب رکیل کانپور کا، جو آغازِ مقدّم سے اس کے روح رزاں رہے ہیں۔

(تشکر رئیس مجلس و حاضرین)

آخر میں ایڈیٹر الہلال نے بہ حیثیت صدر (انجمن دفاع مسجد کانپور) رئیس مجلس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے روث اف تھینکس کی تحریک، اوزر مولوی ابر القاسم نے تائید کی۔ رئیس مجلس نے حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اختتام مجلس کا اعلان کیا۔



اشتہارات کیلئے ایک عجیب فرصت !

ایک دن میں پچاس ہزار !!!

الہلال - کلکتہ

—*:—

”ایک دن میں پچاس ہزار“ یعنی اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکا اشتہار صرف ایک دن کے اندر پچاس ہزار آدمیوں کی نظر سے گذر جائے، جس میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ ہوں، تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے - یعنی یہ کہ آپ ”الہلال کلکتہ“ میں اپنا اشتہار چھپوا دیجیے -

یہ سچ ہے کہ الہلال کے خریدار پچاس ہزار کیا معنی پچیس ہزار بھی نہیں ہیں - لیکن ساتھ ہی اس امر کی واقعیت ہے آجکل کسی باخبر شخص کو انکار نہ ہوگا کہ وہ پچاس ہزار سے وائد انسانوں کی نظر سے ہر ہفتے گذرنا ہے -

کیونکہ وہ ہر حیثیت سے ہندوستان کے ورنیکلر پریس میں ایک انقلاب انگیز رسالہ اور اردو میں یورپ کے ترقی یافتہ پریس کا پہلا نمونہ ہے -

اگر اس امر کیلئے کوئی مقابلہ قائم کیا جائے کہ آجکل چھپی ہوئی چیزوں میں سب سے زیادہ مقبولیت اور سب سے زیادہ پڑھنے والوں کی جماعت کون رکھتی ہے؟ تو بلا ادنیٰ مبالغہ کے الہلال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مشرق میں پیش کیا جاسکتا ہے، اور یہ قطعی ہے کہ اسکو اس مقابلے میں دوسرا یا تیسرا نمبر ضرور ملے گا -

جس اضطراب، جس بیقراری، جس شوق و ذوق سے پبلک اسکی اشاعت کا انتظار کرتی ہے - اور پھر پرچے کے آتے ہی جس طرح تمام محلہ اور قصبہ خریدار کے گھر ٹوٹ پڑتا ہے، اسکو آپ اپنے ہی شہر کے اندر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں -

کیونکہ اس نے رزائل ہی سے اعلان کر دیا ہے کہ تائید الہی اُسکے ساتھ ہے -

اُس کی وقعت، اُن اشتہارات کو بھی رفیع بنا دیتی ہے، جو اُسکے اندر شائع ہوتے ہیں -

با تصویر اشتہارات، یورپ کے جدید فن اشتہار نویسی کے اصول پر صرف اُسی میں چھپ سکتے ہیں -

اشتہاروں کا خوش نما بلاک بنا کر اسمیں شائع کرائیے، جو کارخانہ الہلال ہی سے آپ طیار کرا سکتے ہیں، اور جو ہمیشہ آپکے پاس محفوظ رہیگا !

سابق اجرت اشتہار کے نرخ میں تخفیف کر دی گئی ہے -

منیجر الہلال الکٹرککل پرنٹنگ ہاؤس -

۱/۷ - مکلاؤڈ اسٹریٹ - کلکتہ -



۲۹ اکتوبر کو ریوٹر نے لندن سے تار دیا کہ ”مسٹر وزیر حسن“ مسٹر امیر علی، اور سر آغا خان میں ایک پریلیٹکل ڈنر کے متعلق اختلاف رائے اس حد تک ہوا کہ بالآخر مسٹر امیر علی اور سر آغا خان نے لیگ کی صدارت سے استعفا دیدیا“

سب سے پہلے ٹائمز نے مختلط اور غیر محتاط اطلاعات کی آواز بلند کی جسکے صدائے بازگشت ریوٹر کے ذریعہ ۳۱ اکتوبر کو تمام انگلو انڈین جرائد میں پھیل گئی

ریوٹر کا بیان ہے :

”مسٹر وزیر حسن اور مسٹر محمد علی نے مسٹر امیر علی سے چاہا تھا کہ وہ ان کو ایک پریلیٹکل ڈنر دیں، مسٹر امیر علی نے بمشورہ لارڈ چانسلر بدین سبب اس سے انکار کیا کہ کہیں فتح کانپور کی یہ خوشی نہ سمجھی جائے، اسپر مسٹر وزیر حسن نے مسٹر امیر علی کو ایک سخت خط لکھا جس میں ایک فقرہ یہ بھی تھا کہ ”یا تو آپ مستقل اور قوی دل ہو کر کام کیجیے یا دیگر ضعیف اور کمزور لوگوں کی طرح قوم کو چھوڑ دیجیے“ اس خط سے متاثر ہو کر مسٹر امیر علی نے استعفا دیدیا - آغا خان بھی مستعفی ہو گئے ہیں“

ریوٹر نے شام کے تار میں یہ تسلیم کیا ہے کہ سر آغا خان کے استعفی کو مسٹر امیر علی کے استعفی سے کوئی تعلق نہیں، آغا خان کا استعفا اس بنا پر ہے کہ وہ لائف پریسیڈنٹ شپ کے اصول کو اب جبکہ قوم میں جمہوریت پیدا ہو گئی ہے، مناسب نہیں سمجھتے، اور اب وہ چاہتے ہیں کہ اس عہدے کا انتخاب صرف ایک ہی سال کے لیے ہوا کرے -

مگر پرسوں مسٹر محمد علی کا ایک خاص تار لندن سے آیا ہے جس سے واقعات زیادہ واضح اور منکشف ہو جاتے ہیں بشرطیکہ یہ بیان مکمل ہو، اور ان کا بیان ہے کہ :

مراسلہ نگار ٹائمز نے مسلمانان ہند کے موجودہ اضطراب سیاسی کے متعلق جو خیالات ظاہر کیے تھے، انکی تردید کے لیے آغا خان کی رائے تھی کہ ایک سیاسی ڈنر آغا خان اور مسٹر امیر علی کی طرف سے انگلینڈ کے ارباب اعزاز و ارکان سیاست کو دیا جائے، جسمیں موجودہ اٹھامات کی تکذیب کی جائے، اور اسی کے ضمن میں دیگر خیالات بھی ظاہر کیے جائیں، مسٹر امیر علی نے اس قسم کے ڈنر میں شرکت سے انکار کیا - یہ ایک واقعہ مستقل ہے، جس سے استعفا کو کوئی تعلق نہیں

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ مسٹر امیر علی نے مسٹر وزیر حسن کے نام ایک خط میں حسب ذیل امور کا مطالبہ کیا :

(۱) - لندن مسلم لیگ، آل انڈیا مسلم لیگ سے بالکل الگ اور مستقل ایک شے ہے، وہ اس کی پالیسی کے اتباع پر مجبور نہیں -
(۲) آل انڈیا مسلم لیگ کو ۱۸۰۰ پونڈ سالانہ لندن مسلم لیگ کے مصارف کے لیے بلا قید و شرط دینا چاہیے -

(۳) آل انڈیا مسلم لیگ صداقت اور خلوص نیت کے ساتھ گورنمنٹ کا ساتھ نہیں دیتی -

مسٹر وزیر حسن نے اس کے جواب میں لکھا کہ ان امور کے فیصلے کا حق مسلم لیگ کو ہے، اور بھی کچھ باتیں جواباً لکھی تھیں، مسٹر امیر علی کو ان جوابات سے تسلی نہیں ہوئی، اور استعفا دے دیا“

بہر حال خواہ کچھ ہی سبب ہو، مگر ہمارے جھگڑوں کی یہ تشہیر افسوس ناک ہے - ممکن ہے کہ اس ہفتے مزید اطلاعات حاصل ہوں اور اسکے بعد زیادہ محتاط رائے دی جاسکے -

ادبیات

ہمارا طرز حکومت

(۰)

کبھی ہم نے بھی کی تھی حکمرانی، ان ممالک پر * مکر وہ حکمرانی، جسکا سکھ جان و دل پر تھا

* * *

قراہت راجگان ہند نے جب چاہی * کہ یہ رشتہ عروس کشور آرائی کا زیور تھا
تو خود فرماندہ (جے پور) نے نسبت کی خواہش کی * اگرچہ آپ بھی وہ صاحب دیہم وافر تھا
ولی عہد حکومت اور خود شاہنشہ اکبر * گئے انبیر تک، جو تخت گاہ ملک و کشور تھا
ادھر راجہ کی نور دیدہ گھر میں حجلہ آرا تھی * ادھر شہزادے پر چتر عروسی سایہ گستر تھا
دلہن کو گھر سے منزل گاہ تک اس شان سے لائے * کہ کوسوں تک زمیں پر فرش دیباے مشعر تھا
دلہن کی پالکی خود اپنے کاندھوں پر جولا لے تے * وہ شاہنشاہ اکبر اور جہانگیر ابن اکبر تھا (۱)

* * *

یہی ہیں وہ شہیم انگیزیال عطر محبت کی * کہ جن سے بوستان ہند برسوں تک معطر تھا
تمہیں لے دیکے، ساری داستاں میں یاد ہے اتنا * کہ ”عالمگیر ہندو کش تھا، ظالم تھا، ستمگر تھا“ !!

(شبلی نعمانی)

(۱) مائر الامرا میں یہ واقعہ تفصیل سے منقول ہے۔



فنگھ، رتہ

کان پور مینونسپلٹی کا خطاب

مسجد مچھلی بازار کان پور سے

اے مسجد شکستہ! کنوں دل گراں مدار * کا مادہ گشت چارۂ درد نہاں تو
تا دور چرخ و قاعدہ آسمان بجا ست * پائندہ باد نام تو و ہم نشان تو
ھرگز (بہ جان تو) کہ گوارا نہ کردہ ام * اندیشہ کہ سود من است و زیان تو
اکنوں برادرانہ بیا، قسمتے کفیم * تا بانگ مرحبا شنوم از زبان تو
ہیچم دریغ نیست کہ برجائے اولین * برپا کنند بام و در و سایہ بان تو
اما بشرط آن، کہ گذارند بہر من * از خاک، تا بلند بی سقف مکان تو
”ارمعن خانہ تا بہ لب بام ازان من * و از بام خانہ تا بہ ثریا ازان تو“

(وصاف)

فریب اطف

بسموں کی اس تنک ظرفی کو دیکھا چاہیے * اک ذراے لطف میں، ممنون قاتل ہو گئے
یا تو وہ وسعت طلب کی، یا پھر اتنا اختصار! * اس قناعت پیشگی کے ہم توقایل ہو گئے
منعرف تے کس قدر عاشق، لیکن پیش دوست * پھر اسی شان تغافل زا پہ مایل ہو گئے
رنج بیکاری آٹھائے دست سعی ناخدا * ولولے موجوں کے پھر پا بوس ساحل ہو گئے
کر دیا مجبور کتنا اُن کی پریش نے (نیاز) * چھٹکے ہم تو اور پائند سلاسل ہو گئے

(نیاز فتح پوری)

تفصیل چندہ حسب ذیل ہے :

ایس محمد بخش صاحب ۲۵ - روپیہ - منشی رفیع الدین صاحب - ۵ - روپیہ - غفر خان صاحب - ۲ - روپیہ - حافظ مہتاب صاحب - ۲ - روپیہ - جمعدار دادر صاحب - ۱ - روپیہ - عبدالرزاق صاحب - ۸ - آنہ - شہاب الدین احمد صاحب - ۸ - آنہ - محمد ہاشمی احمد صاحب - محمد یوسف صاحب - ۸ - آنہ - لطیف الدین صاحب - ۵ - روپیہ -

ایکا ادنیٰ ترین نیاز مند : لطیف الدین از دھارہ بمبئی

بخدمت اقدس حضرت مولانا صاحب دام مجدکم - یہ مرزہ سن کر کہ جناب نے سرچشمہ ہدایہ و ارشاد یعنی الہلال کیلئے ضمانت کا روپیہ قوم سے لیذا منظور فرما لیا ہے ' جو دفاع مطابع کے فنڈ میں جمع ہوگا ' بری خوشی حاصل ہوئی - ایک ناچیز رقم پیش خدمت ہے - امید کہ اس خیال سے واپس نہ کرینگے کہ یہ ایک غریب طالب العلم کا روپیہ ہے - کیونکہ احقر کا دل ہرگز قبول نہیں کرتا کہ اسوقت کی اس سب سے بری دینی خدمت سے بالکل محروم رہوں -

نجم الحسین چودھری - کلکتہ مدرسہ کا ایک طالب علم -

جناب سے دو ہزار کی ضمانت طلب ہوئی ہے - عرض نہیں کر سکتا کہ اس سے کس قدر صدمہ ہوا ؟ آپ جیسے اسلام کے درست اس دنیا میں خال خال پائے جاتے ہیں - میں نے حضور کی خدمت با برکت میں ایک اچکن سلک کی روانہ خدمت کی ہے - امید ہے کہ اس اچکن کو نیلام کر کے جو قیمت وصول ہو ' اسے فنڈ میں جمع کر دیں - یہ اچکن ابھی سلک آئی تھی مگر چونکہ میرے پاس دوسری اچکن بھی ہے ' اسلئے میں نے اسی نئی کو بھیجنا مناسب سمجھا - امید ہے کہ جب نیلام فرمائیں تو یہ بھی فرمادیں کہ یہ ایک عاشق اسلام و رسول اسلام کی اچکن ہے !!

اور بھی کئی چیزیں اور تھوڑا سا روپیہ میرے پاس اسی کے متعلق موجود ہے اسکو بھی روانہ کرونگا

شیخ محمود حسن خان - ضلع پٹنہ

(اعانہ شہداء کانپور)

جناب مولانا - ہم دونوں بھائی طالب علم ہونے کی حیثیت سے یہ حقیر رقم اُن معصوموں کی مدد کے واسطے دیتے ہیں جنکے باپوں نے شربت شہادت پیا اور انپر کسی کا سایہ سواہ اللہ کے بچہروڑا - اُن بدھے ماں باپوں کی مدد کے واسطے ہم یہ ناچیز رقم پیش کرتے ہیں ' جنکے جوان لڑکوں نے شہادت کا مرتبہ حاصل کر کے اپنے ماں باپ کو بے یار و مددہ گار چھوڑ دیا !

اسکا اظہار فضول ہے کہ ہم نے یہ ناچیز رقم کیونکر جمع کی ؟ محمد منیر الزماں و متین الزماں صفری - اسیرون ضلع اوناؤ - اردھہ



تایخ حیات

الہلال اور پریس اذکار

”الہلال“ جو از سرتاپا ایک مجمرۂ ہدایت الہی ہے ' علاوہ اپنے مقصد اصلی کے بجائے خود بھی ایک ایسی نعمت گراں قدر ہے ' جو ہر مسلم ہستی کو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہونا چاہیے ' مجھے بھی کہ بالطبع خصائص پسند ہوں ' وہ ابتداء سے بے حد عزیز رہا ہے - اسکی ادائے خود داری تو آرر بھی میرے لئے دیوانہ کن اور معجزوں فرما شے ہے -

ایک سب سے بری بات الہلال میں یہ ہے کہ اُس کی ہر بات اپنے رنگ میں خاص ' اور اُس کی ہر ادا اپنے انداز میں بے نظیر ہوتی ہے - کوئی بات ہو ' لیکن وہ عام رنگ سے الگ اپنی راہ پیدا کرتا ہے اور مطالبہ و آراء ' بحث و مباحثہ ' الفاظ و اصطلاحات ' عنوانات و ترتیبات ' طرز تحریر و طریق بیان ' کس شے میں بھی آروں کی تقلید نہیں کرتا بلکہ خود آروں کیلئے مجتہد ہے -

”الہلال“ سے ضمانت طلب ہوئی ' اچھا ہوا - اور اگر ایسا نہ ہوتا تو خود ہمارا ہی نقصان مقدر تھا - لیکن ”چندہ ضمانت“ ؟ اسمیں کچھ ایسی عمر میس تھی جو اُس کی شان یکتائی سے گری ہوئی تھی - نیز اسکی خود داری بھی اس سے بہت ارفع و اعلیٰ تھی - پھر یہ بھی سرچنا تھا کہ بھلا یہ ضمانت فنڈ کھانتک جاری ہونگے ؟ بقول جناب کے کہ ”یہ وبا تو عالمگیر ہے“ پھر بھلا ایک کے علاج سے کہیں شہر اور ملک صحت پاسکتے ہیں ؟

میں نے نہایت جوش و مسرت سے وہ مضامین پڑھے ' جن میں ”دفاع جرائد“ کی تاسیس کا اعلان کیا گیا ہے - صاف نظر آگیا کہ ضمانت فنڈ کے بارے میں بھی الہلال کا ایثار عام حالت سے کس درجہ مختلف ہے ؟

الحمد للہ کہ اگرچہ مسلمانان ہند ایک مدت تک نا آشناے سیاسیات رہے ' تاہم انہوں نے گذشتہ در سال کے اندر اپنی مختصر قومی اور ملکی مصلحتوں کے سمجھنے میں اپنی ہونہاری کا پورا ثبوت دیدیا ہے -

کیا کوئی صاحب الرائے انکار کر سکتا ہے کہ ”الہلال“ کی تحریک ”دفع مطابع ہند“ ایک اہم ترین سیاسی تحریک نہیں ہے ؟

کاش مشیران و مصلحان قوم اس باریک نکتہ تک پہنچتے ہوتے کہ اتحاد قومی کی اتحاد مطابع کے حاصل ہونے بغیر سعی بالکل فضول ہے !

مفصلہ ذیل رقم بہ مد ”ضمانت الہلال“ اسی اہم ملکی خدمت کے لیے جمع ہوئی ہیں جو ارسال خدمت ہیں ' اور خدائے برتر و قادر سے امید ہے کہ وہ آئندہ بھی اس سلسلے کو جاری رکھنے کی توفیق دیگا - نیز مجھے یقین ہے کہ تعلیم یافتہ مسلمان اپنی حاصل کردہ عزت کو کہو دینے کے بجائے اسکو با عظمت بنائے - میں کوشاں ہونگے ' اور دفاع مطابع کے فنڈ کو فوراً مکمل کر دیں گے -



انجمن ”اتحاد و ترقی“ کا اجلاس

فرانس کا مشہور افسانہ نویس: پیر لوتی
جو ترکوں کی حمایت میں بارہا مشہور ہو چکا ہے۔
جس نے موجودہ جنگ کے زمانے میں متعدد
مضامین مسیحی مظالم کے خلاف لکھے۔ اور
جس کا حال میں ترکوں نے نہایت شاندار
استقبال اپنے دار الخلافہ میں کیا۔

بالمعروف و نہروا عن زکوة داکرینگے ' امر بالمعروف انما المنکر واللہ عاقبتہ الامور! سعار ہوگا اور نہی عن المنکر میں سعی و مجاہد رہیں گے ' اور تمام باتوں کا انجام کار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے "

(تشریح و تفسیر)

یہ آیات کریمہ سورہ (حج) کی ہیں جس کا استثناء بعض آیات اکثروں نے مکی اور بعض نے مدنی کہا ہے۔ یہ آیتیں اُس زمانے کے حالات کی خبر دیتی ہیں جو اسلام کے ابتدائی دور غربت و مظلومی کا زمانہ تھا اور اسکا تخم ظہور و عروج الہی خاک پا مالی میں مدفون تھا۔ جو لوگ اسلام لا چکے تھے اُن پر طرح طرح کے مظالم و شدائد کیے جاتے تھے، خدا نکه انکا جرم اسے سوا کچھ نہ تھا کہ اللہ کو اپنا پروردگار سمجھتے اور اسکی توحید پر یقین رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ شدت مظالم و شدائد سے ترک وطن پر مجبور ہوئے۔ خود حضرة داعی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہجرت فرمائی۔ اور رفتہ رفتہ مسلمانوں کے اکثر خاندان مدینہ منورہ میں آکر پناہ گزیں ہو گئے۔ تمام مفسرین صحابہ و تابعین کا بالاتفاق بیان ہے کہ یہ آیات اُسی موقعہ پر نازل ہوئیں۔ امام (طبری) نے تمام روایات جمع کر دی ہیں : (۱۷ : ۱۲۴) -

پہلی آیت میں فرمایا کہ اپنی غربت و مظلومیت کو دیکھ کر مسلمان دل شکستہ نہوں اور اپنے عظیم الشان مستقبل کی طرف سے مایوس نہو جائیں۔ یہ قانون الہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر در و سر عہد میں اپنی صداقت و حق پرستی کو ظالموں کے حملوں سے بچاتا ہے ' اور وہ مومنوں کے لیے ایسے اسباب دفاع و حفظ فراہم کرتا رہتا ہے ' جن سے دشمن انکی دعوت کو ضرر پہنچانے میں نا کام و نا مراد رہتے ہیں۔

خود مکہ معظمہ کے قیام میں با وجود کمال غربت و مظلومیت و قلت انصار و عدم وسائل حفظ و دفاع مادّیہ ' اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لیے جو اسباب دفاع فراہم فرمائے وہ تاریخ اسلام کے تاریخیں سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

اسکے بعد فرمایا کہ : " اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا (الخ) " جن لوگوں نے مسلمانوں پر ظلم کیے ' انسے قتال و جہاد کی مسلمانوں کو بھی اجازت ہے۔

تمام مفسرین صحابہ و تابعین و عموم ارباب تفسیر و تویل کا اتفاق ہے کہ یہ آیت اولین آیت جہاد ہے۔ اس سے پہلے جس قدر احکام نازل ہوئے صبر و استقامت اور انتظار کا بعد یہ پہلی آیت ہے۔ سب سے پہلی بار اسی آیت کے ذریعہ مسلمانوں کو اجازت دی گئی کہ ظالموں کے حملوں کے جواب میں وہ بھی قتال و جہاد جاری کر دیں۔

بعضوں نے اُن آیات کو شمار کیا ہے جو اس سے پہلے صبر و سہم اور تحمل و منع قتال کے بارے میں نازل ہوئی تھیں اور انکی تعداد ستر سے زیادہ بتلائی ہے ! اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام کے کیسی شدید مجبوری کے عالم میں تلوار کے فساد کا علاج ناوار ہی دراء آخری سے کرنا گوارا کیا ؟

امام (طبری) نے قتادہ کا قول نقل دیا ہے :

قال هي اول آية انزلت " یہ پہلی آیت ہے جو قتال و جہاد فی القتال ' فاذن لهم کیلیے نازل ہوئی۔ اس آیت کے ذریعہ ان یقاتلوا (۱۷ : ۱۲۳) اللہ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ بھی اپنے حملہ آور و نکر قتل کریں "

لَمِلا

۵ ذی الحجہ : ۱۲۲۱ ہجری

مساجد اسلامیہ اور خطبات سیاسیہ

اسلام میں مساجد کی حیثیت دینی

انجمن اسلامیہ لاہور کا ریزولوشن

(۵)

(پانچویں آیت)

مساجد کے متعلق ایک اور آیت قابل غور ہے۔ لیکن قبل اسکے کہ اُس آیت کو پیش کیا جائے ' اس سے پہلے کی ایک آیت پڑھ لینی چاہیے :

ان الله يدافع عن الذين آمنوا ' ان الله لا يحب كل خوان كفور - اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا ' و ان الله على نصرهم لقدير - الذين اخرجوا من ديارهم بغیر حق الا ان يقولوا ربنا الله ! فادره -

یہ وہ مظالم لوگ ہیں کہ انکا کوئی

تصور نہ تھا۔ صرف اس اقرار پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے ' وہ ناحق اپنے گھروں سے نکال دیے گئے اور اپنے وطن سے اُتو ہجرت کرنی پڑی۔

اسکے بعد مساجد و عمارات مقدسہ کا ذکر ہے :

و لولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع و صلوات و مساجد يذكر فيها اسم الله كثيرا ' و لينصرن الله من ينصره ' ان الله لقوي عزيز -

جو اللہ کی مدد کریگا ' یقیناً اللہ بھی اُس کی مدد کریگا۔ کچھ شبہ نہیں کہ اللہ صاحب قوت و احاطہ ہے اور وہی عزیز ہے۔ پھر اسکے بعد زیادہ تشریح و تفصیل فرمائی ہے۔

الذين ان مكناهم في الارض اقاموا الصلوة و اتوا الزكوة و امروا

بہر حال یہ آیت نہایت اہم ہے، اور ہم کو الفاظ کی جگہ اسکے مطلب پر تدبیر و تفکر کرنا چاہیے۔

(حاصل تفسیر)

اس سے پیشتر خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کی ابتدائی مظلومی و بیکی کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اللہ انکی حفاظت کیلئے دفاع کرتا رہتا ہے۔

اسکے بعد قتال و جہاد کی اجازت دی اور فرمایا کہ مسلمانوں کا کوئی جرم بجز اسکے نہ تھا کہ وہ اللہ کے پرستار ہیں اور غیروں کی ہرجا سے انکار کرتے ہیں۔ لیکن انپر ظلم کیا گیا اور انکو گھروں سے نکالا گیا۔ جب حالت ایسی ہو تو کہیں نہ اب انہیں بھی لڑنے کی اجازت دی جائے؟

لیکن اس حکم قتال میں بھی مصالح الہیہ، اور اس جنگ و دفاع میں بھی ایک حکمت عظیمہ پوشیدہ ہے۔ یہ اجازت اُس قانون الہی کے ماتحت ہے، جس کا ہمیشہ ظہور ہوا ہے، اور اُس عظیم ترین مصلحت، و حکمت کا ظہور ہے، جس کو حفظ امنیت، و دفع فساد و طغیان، و قیام عدل و انسانیہ، و ثبات مدنیہ صحیحہ، و نظام و قوام عالم کیلئے قدرۃ الہیہ نے ہمیشہ ظاہر کیا ہے۔

(علۃ ظہور ائمہ مرحومہ)

وہ مصلحت کونسی ہے، اور وہ حکمت کیا ہے؟ وہ کونسا قانون الہی ہے جسکے ماتحت اس اجازت کا نازل ہوا؟

اسی کا جواب ہے جو ان لفظوں میں دیا گیا کہ ”لولا دفع اللہ الناس بعضهم ببعض“ یعنی وہ مصلحت و حکمت یہ ہے کہ دنیا کی مختلف اقوام، مختلف جماعتیں، مختلف مذاہب و ملل، اللہ کو یاد کرتے اور اسکی عبادت کیلئے گھر بناتے ہیں، لیکن تاہم ظالمانہ تعصب میں سرشار، اور ایک دوسرے کے قتل و ہلاکت، اور اسکی دینی عمارات و معابد کے ہتک و انہدام کیلئے مستعد رہتے ہیں۔ پھر جس کو قوت اور ساز و سامان دنیوی حاصل ہو جاتا ہے، وہ ظلم و خون ریزی کے شیطان کا حکم لیکر اپنے سے ضعیف و کمزور پر غالب آجاتا ہے اور اسکی دینی عمارتوں کی ہتک کرتا، مذہبی اعمال میں مانع ہوتا، بلکہ اسکے معابد کو یکسر منہدم کر دیتا ہے۔

یہ ظلم آباد ارضی کی سب سے بڑی مصیبت، انسانیت کی مظلومیت، اور سلطان عدل کی ہزیمت کا سب سے بڑا ماتم ہے!! پس حکمت الہیہ اسکی مقتضی ہوئی کہ زمین کی امنیت پر ظلم و طغیان کے انسداد کیلئے وہ ہمیشہ اپنے بندوں کو چنے، اور اپنی قوموں کو بھیجے جو دنیا میں اسکی قوت و نصرت کی فوج لیکر ظہور کریں، تاکہ مذاہب کیلئے امن اور معابد کیلئے حفاظت ہو۔ وہ اُن ظالموں سے عدل و حقوق کی راہ میں لڑیں، جو اپنی شیطانی قوتوں سے مغرور ہو کر اللہ کے گھروں کی بے حرمتی کرتے اور خدا کی عبادت گاہوں کو دہاتے ہیں۔ اور انسانوں کو چین و آرام کے ساتھ، بے خوف و بے خطر، اپنے خدا کی یاد کرنے اور اپنے معابد میں اسکو پکارنے کا موقع ملے۔

اگر وہ ایسا نہ کرتا، اگر وہ ایک قوم کے دستِ ظلم سے دوسری قوم مظلوم کو نجات نہ دلاتا، اگر وہ ضعیف کو نصرت نہ بخشتا، تاکہ قوی کے طغیان و فساد سے محفوظ ہو جائے، تو دنیا کا چین اور سکھ ہمیشہ کیلئے غارت ہو جاتا۔ قوموں کی راحت ہمیشہ کیلئے اُنسے روٹھ جاتی، اللہ کی سرزمین پر وہ تمام بلند منارے گرا دیے جاتے جو اسکے گھر کی عظمت کا اعلان کرتے ہیں، اور

یہی قول دیگر اجلۃ صحابہ و تابعین، مفسرین رضوان اللہ علیہم کا بھی ہے، جیسا کہ حافظ (ابن کثیر) نے لکھا ہے:

قال غیر واحد من السلف ”سلف میں سے ایک سے زیادہ کابن عباس و مجاہد و عروہ مفسرین کا قول ہے مثل ابن بن الزبیر و زید بن اسلم و مقاتل عباس و مجاہد، عروہ بن زبیر، ابن حیان و قتادہ و غیرہم: زید بن اسلم، مقاتل ابن حیان، ہذہ اول آیۃ نزلت فی القتال۔ اور قتادہ و غیرہم نے، کہ یہ پہلی و استدلال بہذہ الایۃ بعضهم آیت ہے جو لڑائی کے بارے میں علی ان السورۃ مدنیۃ (حاشیہ اتری ہے چنانچہ اسی آیت کی فتح البیان - ۷: ۳۴۵) بنا پر بعض نے استدلال کیا ہے کہ سورہ حج مکی نہیں ہے۔ مدنی ہے“

چنانچہ حضرت ابن عباس نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اور مکہ سے نکلے، تو حضرت ابو بکر نے کہا: ”انا لله وانا الیہ راجعون۔ لیہلک جمیعاً!“ یعنی جب آنحضرت یہاں سے تشریف لے جا رہے ہیں تو پھر مکہ کا خدا حافظ! یقیناً اب مشرکین مکہ ہلاک ہونگے۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی تو وہ سمجھ گئے کہ اب قتال و جہاد شروع ہوگا۔ (طبری ۱۷: ۱۲۳) بہر حال مقصود یہ ہے کہ یہ آیت اولین آیت حکم قتال ہے۔

اسکے بعد اس حکم و اجازت کی توضیح کی کہ ”الذین اخرجوا من دیارہم (الخ)“ یعنی یہ مسلمان جنکو اب قتال و دفاع کی اجازت دی جاتی ہے، وہ لوگ ہیں، جنکو بغیر کسی جرم و حق کے، بعض خدا پرستی کی وجہ سے دشمنوں نے گھروں سے نکال دیا اور ہجرت پر مجبور کیا۔ ایسے ظلم و عدوان کے مقابلے میں اب حکم قتال نازل ہے۔ اور گو انکی حالت بیکسانہ اور مظلومانہ ہے، لیکن یقین رکھو کہ اللہ انکو فتح و نصرت دینے پر قادر ہے۔

ان تمام تصریحات کے بعد پھر مسلمانوں کے ظہور کی علت غالبی، حکم قتال کی ضرورت و مصلحت، اور اسکے آئندہ ظاہر ہونے والے نتائج عظیمہ کی طرف اشارہ کیا کہ: ”لولا دفع اللہ الناس بعضهم ببعض“ لہدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد ید کر فیہا اسم اللہ کثیرا۔ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کی ایک دوسرے کے ہاتھ سے مدافعت نہ کراتا رہتا، تو تمام عبادت گاہے منہدم ہو جاتے اور اللہ کے گھروں کا کوئی محافظ نہ رہتا!

اس آیت میں معابد دینیہ کیلئے متعدد نام آئے ہیں اور آخر میں ”مسجد“ کا لفظ بھی ہے۔ مفسرین کرام نے اسپر غور کیا ہے کہ ان الفاظ سے مقصود کیا ہے؟ اور کیا وہ مختلف مذاہب کے معابد کے اسماء ہیں، یا مقصود صرف مساجد ہی ہیں؟ اکثر مفسرین نے ”صوامع“ اور ”بیع“ کو عیسائیوں کا گرجا بتلایا ہے۔ پہلا خانقاہ کے معنی میں جو شہر سے باہر راہبوں اور عزلت گزینوں کیلئے ہوتا ہے۔ اور دوسرا کنیسہ اور چرچ کے معنی میں، جو شہروں میں روزانہ اور ہفتہ وار نماز کیلئے بنائے جاتے ہیں۔ ”صلوات“ کو یہودیوں کا گرجا بتلائے ہیں اور (امام طبری) نے ضحاک کا ایک قول نقل کیا ہے کہ ”صلوات یہودیوں کا معبد ہے۔ وہ اپنے معبد کو ”صلوات“ کہتے ہیں“ (۹)

بعضوں نے صلوات کو (مالکین) کی نماز قرار دیا ہے۔ لیکن ایک جماعۃ قلیلہ کی رائے ہے کہ صلوات سے مقصود خود مسلمانوں ہی کی نماز ہے اور ہدم سے مراد اسکے قیام کا ممنوع ہونا ہے۔ امام (رازی) نے ایک وجہ اس قول کی یہ بھی قرار دی ہے اور متعدد اقوال نقل کیے ہیں: (تفسیر کبیر: ۴ - ۵۶۴)

اب غور فرمائیے کہ ان آیات سے کیا نتائج پیدا ہوئے ہیں ؟

(۱) سب سے پہلا نتیجہ حاصل بحث جو سامنے آتا ہے ، وہ اُس قانون الہی اور حکمت ربانہ کا ظہور ہے ، جسے مانتحت فی الحقیقت امتیاز ملل و مذاہب کا نظام و قیام ہے ، اور جو اثر نہوتا تو نہیں معلوم دنیا ہ دیا حال ہوتا ؟ وہ دنیا ، حیرت طرح کے رنگ و اشکال کی قومیں ہستی ، اور مختلف صورتوں کی آباد و پر رونق عمارتیں کھڑی ہیں ، جس کی سطح پر زندگی پرورش پاتی ، اور انسانیت سکھ اور چین کی راحت سے شاد کلم ہے ، جس کے اوپر عظیم الشان گرجے ہیں ، اور انکی قربان گاہوں پر خدا کو پکارا جاتا ہے ، جو اپنی آبادیوں کی عمارتوں کے سلسلوں کو مذہبوں کے دلس اور مسجدوں کے میناروں سے رونق دیتی ہے ، اور انکے اندر اپنی اپنی زبانوں اور اپنے اپنے طریقوں سے انسان اپنے خالق سے عشق و محبت کا تذکرہ کرتا ، اور اسکے سامنے اپنے تئیں عاجز و بندگی سے گراتا ہے ، غرضکہ وہ حسین و جمیل دنیا ایک ایسی ماوراء تصور ہلاکت و بربادی کا منظر ہو جاتی ، جس کی سطح پر خونریز انسانوں کی برسیدہ ہڈیوں ، اور منہدم عمارتوں کی اورتی ہوئی خاک کے سوا اور کچھ نہ ہوتا !!

یہ انقلابات جو قوموں اور ملکوں میں ہوتے رہتے ہیں ، یہ جو پرانی قومیں مرتی اور نئی قومیں اُنکی جگہ لیتی ہیں ، یہ جو قوی کمزور ہو جاتے ہیں اور ضعیفوں کو باوجود ضعف ، غلبہ کے سامان میسر آجاتے ہیں ؛ یہ تمام حوادث اسی حکمت و قانون الہی کا نتیجہ ہیں ۔

وہ ایک ملک کے ظلم و استیلا کو دوسرے ملک کی اعانت سے دفع کرتا ، اور ایک قوم کی زیادتی کا دوسری قوم کے ہاتھوں انتقام لیتا ہے ۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ انسانوں کو زمین پر بسنے کی مہلت حاصل ، اور مذاہب کو زندگی و امنیت نصیب ہے ۔

(۲) نیز اس آیت نے صاف صاف بتلا دیا کہ دنیا میں مسلمانوں کے ظہور و قیام کی علت اصلی کیا ہے ؟ اور وہ کونسا کلم ہے ، جسکے انجام دینے کیلئے خدا نے انہیں دنیا میں فتح و نصرت کا علم دیکر بھیجا ؟

یہ سب سے پہلی آیت ہے جس میں قتال کا مسلمانوں کو حکم دیا گیا ۔ چونکہ پہلا حکم تھا ، اسلئے ضرور تھا کہ ساتھ ہی حکم کی علت بھی بتلا دی جاتی ۔ پس فرمایا کہ صداقت اور خدا پرستی مظلوم ہو گئی ہے اور ظلم و ضلالت کی قوت کا غلبہ و استیلا بڑھ گیا ہے ۔ وہ زمین جو اسلئے بنائی گئی تھی کہ خدا کی پرستش کا معبد ہو ، اب خدا پرستوں پر ایسی تنگ ہو گئی ہے کہ اللہ کو پکارنا اور ”ربنا للہ !“ کہنا سب سے بڑا انسانی جرم ہو گیا ہے اور ایک قوم اپنی قوت کے گہمندی سے معزور ہو کر دوسری قوم کے مذہب اور اسکی عبادت کو روکنا چاہتی ہے ۔

ایسی حالت میں ضرور ہے کہ حسب قانون الہی ، خدا ایک نئی قوم کو بھیجے ، تا وہ قوموں اور مذہبوں کو امن کا پیغام پہنچائے ، اور ظالموں سے قتال کرے ، مظلوموں کو انکے دستِ ظلم سے نجات دلاے ۔ ایسا ہونا نظمِ عالم کیلئے ضروری ہے ۔ کیونکہ اگر اللہ ایک قوم کے ہاتھوں دوسری جابر قوم کو ہانتا نہ رہتا تو :

”لہد مت صرامع و بیع و صلوات و مساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا“ !

عبادت کدے منہدم ہو جائے اور وہ مسجدیں گرا دی جاتیں جنکے اندر نہایت کثرت سے خدا کی عبادت ، اور اسکے نام کی تقدیس کی جاتی ہے !

وہ تمام مقدس عمارتیں خاک کا تعمیر ہو جائیں ، جنکے اندر اسکے نام کی پرستش ، اور اسکے ذکر کی پاک صداہیں بلند ہوتی ہیں ! پس فرمایا کہ مسلمانوں و قتال و جدال کی جو اجازت دی گئی ہے ، تو یہ اسلئے نہیں ہے کہ خون کی ندیاں اور زیادہ تیزی سے بہیں ، بلکہ صرف اسلئے ہے کہ قانون دفاع مذاہب و معابد ، و ظہور امنیت و قیام عدل کے ماتحت ، اللہ تعالیٰ نے ان کو اقوامِ عالم میں سے چن لیا ہے ، اور انکے قتال و فدویت کے ذریعہ وہ اپنی مساجد و معابد کو محفوظ ، اور اقوام کے باہمی ظلم و عدوان کا انسداد کرنا چاہتا ہے ۔ انکو صرف اسلئے دنیا میں بھیجا گیا ہے کہ ظلم کے تخت کو الٹ دیں ، عدل الہی کی قدوس بادشاہت کا اعلان کریں ، اور خدا کی مساجد و معابد کو ہتک و انہدام سے بچائیں ۔

پس وہ گواہی مظلوم نظر آ رہے ہیں ، سامان دفاع و قتال سے محروم ہیں ، تاہم وہ ، جو ہمیشہ اپنے اس قانون کے معجزات دکھاتا آیا ہے ، جس نے زمین کے ہر درر طغیان و فساد میں اپنی نصرت کی تلوار چمکائی ہے ، اور اپنی حکمت کے صحائف کا ورق الٹا ہے ؛ ضرور ہے کہ انکی مدد کریگا اور انکے قتال و جہاد سے اس اعظم ترین خدمتِ عالم اور اس اشرف ترین دفاعِ انسانیت کا کلم لیگا ، کیوں کہ وہ قوی و عزیز ہے : ولیدنصرن اللہ من ینصرہ ، ان اللہ لقوی عزیز !

چنانچہ اسکے بعد کی آیت میں اچھی طرح اسکی تشریح کر دی ، اور یہ وہ آیت عظیمہ و جلیلہ ہے جو مسلمانوں کے مقصد ظہور اور انکے نصب العین کے تعین کیلئے ایک عجیب و غریب تصریح الہی ہے :

الذین ان مکنا ہم فی الارض اقامو الصلوة قوت و خلافت کو دنیا میں قائم کر دیا ، و اترو الزکوة و امروا تو انکا کلم یہ ہوگا کہ صلوة الہی کو بالمعروف و نہوا عن قائم کریں گے ، اپنے مال کو اللہ کی راہ المتکر ، وللہ عاقبة الامور میں نوع انسانی کی اعانت کیلئے خرچ کریں گے ، نیک کاموں کا حکم دیں گے ، اور برائیوں سے روکیں گے ۔ اور انجام کار تمام امور کا اللہ ہی کے ہاتھ ہے “

یہ آیت گذشتہ آیات سے متصل اور انکی تشریح کرتی ہے ۔ امام (طبری) نے تقدیر عبارت یوں کی ہے کہ :

اذن للذین یقاتلون ”جن لوگوں سے کافروں نے قتال کیا ہے“ بانہم ظلموا ، الذین انکو بھی قتال کرنے کی اجازت ہے ۔ ان مکنا ہم فی الارض ۔ اسلئے کہ وہ مظلوم ہیں ۔ اور یہ مظلوم وہ مسلمان ہیں کہ اگر اللہ انکو دنیا میں قائم کر دے تو وہ صلوة الہی کو قائم کریں گے “ (الخ)

(نتائج بحث)

بظاہر آیات متعلقہ مساجد کے ذکر میں قاریں کرام کو بہت سی تفصیلات ، غیر متعلق اور خلاف موضوع بحث نظر آتی ہوگی ، لیکن اگر وہ غور فرمائیں گے تو معلوم ہوگا کہ یہ اطناب مصالح سے خالی نہیں ۔

پھر اس قسم کے جرائد و مجلات کے مباحث و مقالات میں یہ خیال بھی پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ضمناً جس قدر مفید بیانات آجائیں ، بہتر ہے ۔ نہیں معلوم پھر فرصت اور مہلت نظر و تحریر ملے یا نہیں ؟

یہ خیال الہلال کے اکثر مقالات و مباحث میں فقیر کے پیش نظر رہتا ہے کہ ارادے وسیع ہیں اور مہلت قلیل ۔

فرقے کو کیسی کیسی درد انگیز مصیبتیں جھیلنی پڑیں؟ لیکن صرف مسلمان ہی تھے جنہوں نے مصر و اسکندریہ میں اس فرقے کو پناہ دی، اسکے معابد محفوظ ہو گئے، اور بحکال آزادی اپنے گرجوں کے اندر اقرار توحید کے ساتھ، خدائے مسیح کی پرستش کرنے لگا!

پھر اسلامی حکومتیں قائم ہوئیں اور گو اسلام کی شرعی خلافت کا یہ دور نہ تھا، تاہم امویہ و عباسیہ کے عہد پر نظر ڈالو اور اس پیشیں گوئی کی صداقت کو یاد کرو۔ کس طرح تمام مذاہب و ملل کو اسلامی حکومتوں میں آزادی دیدی گئی اور علی الخصوص عیسائیوں کے فرقے کس طرح مسلمانوں کی بدولت برپا دیئے گئے؟

مسلمانوں کی حکومت میں خود مختلف اسلامی مذاہب کو آزادی حاصل نہ تھی۔ شوافع حنابلہ کے دشمن تھے۔ اور حنابلہ شوافع کو ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ اشاعرہ نے ایوبیہ کی قوت پاکر معتزلہ کے ساتھ جو کچھ کیا، سب کو معلوم ہے۔ سنیوں اور شیعوں کا باہمی قتال بجائے خود ایک داستان خونیں ہے۔ خوارج و قرامطہ کے حالات تاریخ میں تلاش کرو۔ ہمیشہ ایک فرقے کے دوسرے فرقے کو تباہ کیا ہے، اور دوسرے نے انتقام کا موقع پایا ہے تو کسی طرح بی لپی نہیں کی ہے۔ تاہم یہ کیسی عجیب بات ہے کہ مسلمان خود تو باہم ایک دوسرے کو برباد کرتے تھے، لیکن غیروں کو انہوں نے ہمیشہ پذرا دیا اور ذمیوں کے حقوق دینیہ کی کبھی بے احترامی نہ کی۔ شوافع نے حنابلہ کا محلہ بغداد میں لوٹ لیا، لیکن عیسائیوں کے گرجوں کی برابر حفاظت ہوتی رہی!

صلاح الدین عیسائیوں کے خونیں جہاد کا میدان میں جواب دیتا تھا، جبکہ وہ بیت المقدس کی مسجد عمر کو دھا چکے تھے، لیکن خود اسکی حکومت کے اندر عیسائیوں کو پوری آزادی تھی اور مسجد عمر کی طرح مسیحی گرجا نہیں دھایا جاتا تھا!!

حضرت عمر (رض) کے دنیا میں آخری الفاظ یہ تھے کہ غیر مذہب رعایا کے حقوق کی حفاظت کرنا۔ انہوں نے اپنی آخری وصیت میں کہا تو یہی کہا کہ انکو دشمنوں کے حملے سے بچایا جائے اور انکے معابد محفوظ رہیں! (طبری وغیرہ)

جب کوئی فوج حرکت کرتی تھی تو اسکے تمام افسروں کو نصیحت کی جاتی تھی کہ پادریوں کو قتل اور گرجوں کو منہدم نہ کرنا!

کیا یہ سب کچھ اسی کا ظہور نہ تھا کہ: ”وَلَا دِفْعَ إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ“ بعضہم ببعض، لہذا صوامع و بیع و صلوات و مساجد یاد کر لیں، اسم اللہ کثیراً“؟ فہل من مدبر؟

(۵) پس اگر آج مسلمان اپنی وسیع زمینوں کی حفاظت نہیں کر سکتے جس پر انکے تخت حکومت بچھے ہوئے اور انکا علم فرمان روائی نصب ہے، تو کچھ ہوسوس نہیں، لیکن اگر وہ زمین کے اس چھوٹے سے چھوٹے ٹکڑے ہی کی حفاظت نہ کر سکیں، جو خدا کی عظمت و جلال کا تخت ہے، زرجسے ہمارے اسی مقدسیت کے علم ہیں، تو انکے لیے افسوس ہے!

کیونکہ یہ انکا مقصد ظہور ہے اور اگر وہ اپنے مقصد حقیقی کو بھول جائیں تو یہ مقصد ہی موت ہے، جس کے بعد زندگی ممکن نہیں!

(۶) مسجد مقدس کانپور کا معاملہ ایک تازیانہ تھا، جس کے مسلمانان ہند کو انکا مقصد عظمیٰ یاد دلانا چاہا۔ پس مبارک ہیں وہ جو اس نکتہ سے عبرت لیں، اور ابدہ اپنی قوتوں و اس راہ میں وقف کر دیں!!

پھر فرمایا کہ گو مسلمان مظلوم ہیں مگر ہم انکو نصرت بخشیں گے کیونکہ یہ اللہ کی راہ میں لڑ رہے ہیں، اور اسکی پرستش و عدالت کو نصرت دلانا چاہتے ہیں۔ اسکے بعد مسلمانوں کے ظہور کے نتائج بتلائے کہ یہ مظلوم مسلمان جنکو جہاد کی اجازت دی جا رہی ہے، وہ قوم ہے کہ فتح و نصرت اور قیام و تمکن کے بعد اسکا کام عیش و عشرت، ملک گیری، اور محض تخت فرمائی نہ رہے، بلکہ وہ دنیا میں صفات الہیہ کا مظہر اور اسکے عدل و صداقت کی نعمت کی حامل ہوگی۔ وہ ضلالتوں اور گمراہیوں سے دنیا کو روکیگی۔ اعمال حسنہ کا حکم دیگی۔ عبادت مالی و بدنی اسکا شعار ہوگا!

ان ترتیبات سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ کیا تم نہیں دیکھتے کہ مطالب مضطرب اور نتائج منتظر درس و بصیرت ہیں؟

اس سے ثابت ہوا کہ مسلمان دنیا میں صرف اسلیئے آئے کہ اللہ کے عبادت خانوں کی حفاظت کریں، اور انکو انسانی ظلم و سزائی کی شرارتوں سے بچائیں۔ انکو ستر مرتبہ کہا گیا کہ صبر کرو۔ اکثر و بیشتر مرتبہ تلوار کے مقابلے میں تلوار اٹھانے کی اجازت دی تو بتلا دیا کہ یہ اجازت صرف اسلیئے ہے کہ ایسا نہوتا تو اللہ کی عبادت کے گھر دھا دیے جاتے اور مسجدیں منہدم کر دی جاتیں، حنکے اندر نہایت کثرت سے اسکا ذکر ہوتا ہے۔

یہ سرسری مطالعہ کا نہیں بلکہ نہایت غور و تدبر کا موقع ہے۔ مسلمانوں نے جب سب سے پہلی مرتبہ تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھا، تو انکے سامنے مساجد کی حفاظت اور اسکے انہدام ہی کا مسئلہ تھا۔ انہوں نے اس دنیا میں قتال و دفاع کا پہلا قدم اٹھایا تو وہ اپنے گھروں کی حفاظت کیلئے نہیں بلکہ خدا کے گھر کی حفاظت کی راہ میں تھا۔ وہ صبر و ضبط کے ساتھ مدت تک بیٹھے رہے، پر اُنہیں تو مسجد کیلئے آئے، اور بڑے تر مسجد ہی کی راہ میں!

(۳) خدا نے بھی انکا سب سے بڑا شرف یہی بتلایا کہ انکے ذریعہ اپنے معابد کی حفاظت کا کام لے گا، اور اگر انکو نہ ظاہر کرتا، اور اپنی نصرت و فتح کی بخشش کیلئے نہ چن لیتا تو اسکی زمین پر اسکے مقدس معابد منہدم ہو جاتے۔

(۴) صرف اسلام ہی کی مساجد کیلئے نہیں، بلکہ تمام عبادت خانوں کی بلا استثنا حفاظت انکا مقصد بتلایا کہ وہ مذاہب کو امن دینے والے اور اقوام کو ظلم و تعصب سے بچانے والے ہوں گے۔ یہ دراصل ایک طرح کی پیشیں گوئی تھی، لیکن ایک چوتھائی صدی کے اندر ہی واقعات نے اسکی تصدیق کر دی!

جبکہ ایک مذہب دوسرے مذہب کو برباد کرنا چاہتا تھا، جب کہ ہر قوم چاہتی تھی کہ خدا کی زمین صرف ہمارے ہی لیے ہو جائے اور کسی دوسری قوم کے مذہب اور مذہبی عمارات کو اسپر جگہ نہ ملے، تو مسلمانوں ہی کی تلوار تھی جس نے انکو ظلم و استیلا سے بچایا اور بربادی و ہلاکت سے نجات دلائی۔ جزیرہ عرب و یمن کے اندر مسلمانوں کی وجہ سے عیسائیوں کو بے موجود ظہور جو نفع عظیم پہنچا، اسکا تذکرہ طولانی اور محتاج تمہید ہے، لیکن یہ کون نہیں جانتا کہ مصر میں قبطیوں کو جس قوم نے عیسائیوں کے مذہبی ظلم سے نجات دلائی اور قبطی معابد کو آزادی بخشی وہ مسلمان ہی تھے؟ خود عیسائیوں ہی نے اندر چھٹی صدی عیسوی میں انتہا درجہ کی مذہبی تفریق اور تعصب و جنگ و جدال تھا۔ ایک چرچ دوسرے چرچ کے پیروں کی تکفیر کرتا، جلا وطنی کی سزا دیتا، بسا اوقات زندہ جلا دیتا تھا۔ علی الخصوص گریک و رومانی چرچ۔ سب سے اخیر مشہور یعقوبی

مصالحت مسئلہ اسلامیہ کانپور

(۲)

اس حال کو پہنچے تھے کہ اب ہم
راضی ہیں گرامہ بھی کریں فیصلہ اپنا

معلوم ہوتا ہے کہ فیصلہ مسئلہ اسلامیہ کانپور کی نسبت مجمع
بہت کچھ لکھنا پڑیگا، علاوہ اس کے جو میں لکھنا چاہتا تھا۔

میں نے گذشتہ اشاعت میں مولانا محمد رشید صاحب کی
تحریر کے ضمن میں اس صورت فیصلہ کا ذکر کیا تھا، جس کی مجمع
اطلاع دی گئی تھی۔ یہ زبانی گفتگو تھی۔ تحریر کی صورت میں
بعینہ وہی صورت جناب مولانا عبد الباقی صاحب نے بھی اپنے
خط مورخہ ۳ - اکتوبر میں تحریر فرمائی تھی۔ مسٹر مظہر الحق
سے ملاقات غالباً ۲۸ یا ۲۹ - کو ہوئی، اور یہ خط ۳ - اکتوبر کو لکھا
گیا تھا۔

یہ خط دراصل ایک پراپریت تحریر ہے مگر اس لیے شائع
کر دیتا ہوں کہ :

(۱) خود مولانا موصوف نے حال میں جو ایک تحریر شائع
کرائی ہے، اسمیں بھی قریب قریب یہی امور درج ہیں۔

(۲) اس خط میں انہوں نے لکھا تھا کہ ”تا افساسی معاملہ
یہ تحریر بصیغہ راز رکھی جاتے“ اب چونکہ معاملہ ہو چکا۔ اس لیے
اس کی اشاعت میں کوئی ہرج نہیں۔

(۳) میری نسبت مشہور کیا گیا ہے اور بار بار مجمع خطوط
و تلغرافات میں یاد دلایا گیا ہے کہ تم سے مشورہ کر لیا گیا تھا، اب
کیوں مسئلہ زمین مسجد میں اختلاف کرتے ہو؟ ایسی حالت
میں اپنی بریت اور کشف حقیقت کیلئے جائز رسائل کے استعمال
کا حق ضرور مجمع حاصل ہونا چاہیے۔

(نقل خط)

”میں نے اس راز کو تسلیم کر لیا ہے کہ حصہ متنازعہ فیہ جزو
مسجد ہے۔ وہ کسی حالت میں سوائے مسجد کے کسی دوسرے
مکان میں صرف نہیں ہو سکتا ہے، اس پر بھی اگر مسلمانان کانپور
اور علماء کرام صلح کو پسند کریں، تو میں اس مقدمے سے
جھٹکارے کی بہترین صورت یہ تجویز کرتا ہوں کہ مسجد پر سے
مستحکم و مضبوط بنائی جائے۔ اور اس کی کرسی اقل ۸ - فٹ بلند
ہو، مگر زمین حصہ منہد مہ کی اپنی موجودہ حالت پر رہے۔

اس زمین کے تین حصے ہیں : ایک حصہ مہری کا، دوسرے پر
دیوار مکان متصل کی تھی، تیسرا حصہ مسجد کا دالان ہے۔
جو حصہ دالان مسجد کا ہے، وہ ایک چبوترے کی صورت پر قائم
رہ دیا جائے۔

جو پیدل چلنے کا راستہ ہے، اس کی بلندی سے اس چبوترے
کی بلندی کم از کم ایک فٹ ہو۔ اور اس مہری کے حصہ پر
سے در کا برآمدہ قائم کیا جائے۔ یہ برآمدہ سڑک کی طرف ہوگا۔
سڑکے اور سڑک کے درمیان میں دیوار کی زمین اور کچھ مقدار
دل راستہ کی بھی ہوگی، اس کی بلندی پیدل راستہ کے برابر ہو،
یہ برآمدہ اس قدر بلند ہو کہ مجلس سخن سے اس کی چھت
سری ہو جائے، اور درمیان اس برآمدے کے بلکہ بیچ میں

دروازہ مسجد کا ہو۔ خواہ دوسرا دروازہ ہو۔ یا جو اس وقت موجود ہے
وہی رہے۔

پھر جو رخ اس برآمدہ کا سڑک کی طرف ہو، وہ جانی سے
بند کر دیا جائے۔ یہ جانی تو ہے کہ خواہ پھر وہی۔ اس برآمدہ
کے دونوں بازوئیکے در پہلے رہیں یا گھر کے دروازے اوسمیں لگا دیے
جائیں۔ پیدل راہ جس وقت تک جو مسجد کے آئے واپس آئے۔
اصالۃً اور دوسرے لوگوں کے لئے ضمناً اس قدر اجازت ہوگی کہ بازوئیکے
دروازوں سے مسجد میں داخل ہوں یا ایک طرف سے دوسری طرف
نکل جائیں۔ یہ برآمدہ ہمیشہ مسجد کی ملک رہیگا، اور اس کے اندر
خرید و فروخت کے معاملات کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ کوئی سوار
یا جانور نہیں گذر سکتا۔ مسلمانوں کو حالت نا پاک میں جانا
شرعاً ممنوع ہے۔

اس صورت کی مسجد بنانے کا ہم نے ارادہ کیا ہے اور اس کو
ہم ظاہر کرتے ہیں۔ مگر ہم مسجد کے معصوبہ زمین کو بلا شرط
حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

یہ مصالحت اوس وقت کر سکتے ہیں جب گورنمنٹ بلا توسط
مقامی حکام ہمارے تمام مطالبات قبول کرے :

اولاً ہماری زمین جو کہ جزو مسجد ہے ہم کو واپس کر دی جائے۔
ثانیاً ہمارے جملہ ماخوذین متعلق مسجد بری کر دی جائیں۔
ثالثاً ایک عام قاعدہ تحفظ مقامات متبرکہ کا اجرا کر دیا جائے۔
علاوہ ان کے حسب ذیل امور بھی ہماری خواہشات سے ہیں :

(۱) جہاننگ ہو گورنر جنرل خود آئے ہمارے فیصلے رہا کر دیں
اور ہماری مسجد ہم کو واپس دیدیں۔

(۲) جس قدر ضمانتیں اخبارات سے اس بارہ میں لی گئی
وہ منسوخ کر دی جائیں۔

(۳) جن حکام نے ظلم کیا ہے ان کی معقول تنبیہ ہوتا کہ
آئندہ ایسے مظالم کا سد باب ہو جائے۔

اور اعانت مصیبت زدگان کی تائید گورنمنٹ خود بھی اور
کہ اکثر حضرات اس کی حرکت کو ناراضگی گورنمنٹ کا باعث سمجھتے
ہیں۔ اوس کی صورت یہ ہے کہ جس قدر چندہ اس فنڈ کا موجود ہے
وہ گورنر جنرل کی آمد کانپور کے وقت پیش کر دیا جائے۔ اور اوسے
خواہش کیجائے کہ خود بھی اوس کی شہرت کریں اور گورنمنٹ سے
بھی شرکت کرائیں تاکہ مستقل امداد اس طور پر ہو سکے۔

الملاح:

اس خط میں مولانا نے جو صورت بیان کی ہے، قریب قریب
یہی صورت انہوں نے اپنے اُس مضمون میں بھی بیان کی ہے جو
انجمن موبد الاسلام میں پیش کیا گیا۔ مسٹر مظہر الحق جب مشورہ
کیلئے تشریف لائے تو انہوں نے اسی کا خلاصہ بیان فرمایا۔ البتہ
آخر میں جو تین مطالبات اور مزید دیے ہیں، ان میں سے دفعہ
(۱) کے علاوہ اور کسی دفعہ کو انہوں نے شرائط فیصلہ میں شامل
نہیں کیا تھا، اور دراصل اصلی مسئلہ زمین مسجد اور متہمین
حادثہ ہی کا تھا۔ یہ امور اس کے علاوہ ہیں۔

میں نے جب اس صورت مجوزہ دو سنا، اندر معلوم ہوا کہ جذاب
راجہ صاحب محمود آباد کا بیان ہے کہ ہر ایسٹنسی کسی ایسی
صورت کو منظور کر لینے کیلئے طیار ہیں، تو گو آخری مشورہ اور
قطعی راز کی صورت میں گفتگو نہ تھی، تاہم میں نے کہا کہ

ویرسے اسے منظور کر لیں تو پھر تمام معاملہ کا خاتمہ ہے۔ کیونکہ اصولاً اس صورت میں اور زمین پر مثل سابق دالان تعمیر کر دینے میں کچھ بھی فرق نہیں ہے۔

(اصلی سوال)

تمام معاملے کی بنیاد یہ امر ہے کہ مسجد کی زمین کا ایک حصہ مسجد کی ملکیت اور قبضے (باصطلاح قانون) اور تصرف (باصطلاح فقہ) سے نکال کر سڑک میں شامل کر دیا گیا ہے۔ مسلمان کہتے ہیں کہ یہ جزو مسجد ہے، اس لیے سڑک میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔

پس قانون اور فقہ دونوں کے لحاظ سے یہ سوال (ملکیت اور تصرف) کا ہے۔ نہ کہ کسی ہیئت و شکل عمارت کا۔

(مجوزہ صورت)

مولانا نے فیصلے کی صورت یہ تجویز کی کہ :

”گورنمنٹ بلا کسی شرط کے زمین مغصوبہ واپس کر دے اور جس طرح مسجد کی ملکیت میں تھی، اسی طرح دیدی جائے“ اس دفعہ کے (ملکیت) کا مسئلہ صاف کر دیا اور مسجد کی زمین آسے بجنسہ واپس مل گئی۔

یہ اصول ٹھیک ٹھیک قائم رہا کہ ”مسجد کی زمین کا ہر حصہ مقدس“ اور وہ کسی حال میں مصالح مسجد کے سوا کسی دوسرے کام میں نہیں آسکتا“

اب دوسرا مسئلہ (تصرف) کا رہا۔ کیونکہ قانوناً بھی ملکیت بغیر حق تصرف کے مفید دعویٰ نہیں۔

اسکا فیصلہ اس طرح ہوا کہ حق تصرف بھی مسجد اور اس کے متولیان یا عام جماعت کو ملیگا۔ لیکن اب چونکہ آس جانب سڑک نکلی ہے جو پہلے نہ تھی، اور مسجد کی نئی تعمیر درپیش، لہذا اس تعمیر کا نقشہ متولیان مسجد اپنے جدید مصالح اور فوائد کے لحاظ سے یہ تجویز کرتے ہیں کہ آس جانب مسجد کا صدر دروازہ بنا یا جائے۔ صدر دروازے کیلئے برآمدہ ضروری ہے۔ اس لیے اوپر تو صحن مسجد کی وسعت اور اسکا دالان بدستور رہیگا، لیکن اس کے نیچے دروازہ کی وجہ سے ایک سہ درہ بنایا جائیگا، اور وہ بالکل اسی طرح زمین کی مسجد پر ہوگا، جیسا کہ مدھا مساجد میں مثل مکانات کے کچھ جگہ چھوڑ دی جاتی ہے، اور اسپر یا تو سیڑھیاں ہوتی ہیں، یا بطور برآمدے کے جگہ خالی رہتی ہے۔ بمبئی اور کلکتہ کی مساجد میں یہ صورت بکثرت ہے۔

یہ جو جگہ خالی چھوڑ دی جاتی ہے تو مسجد ہی کی زمین ہوتی ہے، لیکن مصالح مسجد کیلئے اسکو الگ سا کر دیا جاتا ہے۔

(سڑک اور زمین مسجد)

ایک اہم سوال جو اب فیصلہ کے اثر کیلئے مہلک ہو رہا ہے، آس حالت میں بھی پیدا ہو سکتا تھا، یعنی یہ برآمدہ یا سہ درہ سڑک میں شامل ہوگا۔ اور گو مسجد کے دروازے کے سامنے کی زمین کو دھوپ اور بارش سے بچانے اور آنے جانے والے نمازیوں کے خیال سے اسکی تعمیر عمل میں آئی ہو، لیکن اسکا کیا علاج کہ عام راہگیر بھی ہر حالت میں اسپر سے گزر رہے گے، اور اسکا احترام مثل مسجد کے محفوظ نہ رہیگا؟

یہی سوال ہے جو موجودہ صورت میں ہر شخص کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔

لیکن اسکا علاج بھی اس صورت میں موجود تھا۔ مولانا نے صاف صاف لفظوں میں لکھ دیا تھا کہ دروازے کے سامنے ہر حصہ فٹ پات سے ایک فٹ اونچا بنا یا جائیگا، اور جو رخ اسکا سڑک کی جانب ہوگا، اسے جالی سے بند کر دیا جائیگا۔ دونوں جانب کے در لڑھے کے دروازے سے بند ہو سکیں گے۔ اس کے اندر خرید فروخت نہوسکے گی، کوئی سواری یا جانور وہاں سے نہیں گذر سکتا، مسلمانوں کو حالت نا پاکی میں وہاں جانا مثل مسجد کے شرعاً ممنوع ہے“

(گورنمنٹ کی خاطر نہیں بلکہ مسجد کیلئے)

رہی یہ بات کہ ہم دروازہ نیدوں بنائیں؟ کونسی وجہ ہے کہ پہلی سی حالت باقی نہ رہی جائے؟ تو اس کے لیے بہایت معقول وجوہ ہیں :

(۱) مسجد از سر نو تعمیر کرینگے تا کہ زیادہ خوش قطع، زیادہ مستحکم، اور زیادہ آرام دہ ہو۔ مسجد کو از سر نو تعمیر کرتے ہوئے بحفظ رقبہ زمین، ہمیں اختیار حاصل ہے کہ بر بنائے مصالح و فوائد، نقشہ عمارت میں تبدیلی کریں۔ اس تبدیلی سے آس اصول پر کوئی اثر نہیں پڑتا، جسکا تعلق مساجد اور گورنمنٹ سے ہے۔

(۲) پہلے حالت آر تھی۔ اب آس جانب سے ایک بڑی سڑک نکل رہی ہے۔ لہذا ضرور ہے کہ اب مسجد کا صدر دروازہ سڑک کی جانب ہو۔ اگر یہ قضیہ نہ بھی پیش آنا، جب بھی نئی سڑک کی صورت میں آس جانب صدر دروازے کا رکھنا ضروری تھا۔

(۳) دروازے کے آگے برآمدے کا ہونا علاوہ عمارت کی حسن و خوشنمائی کے، نمازیوں کیلئے بھی آرام دہ ہوگا۔ کیونکہ بارش کے وقت دروازہ کی پانی سے حفاظت ہوئی۔ دھوپ میں سایہ ہوگا۔ یہی مصالح ہیں جنکی وجہ سے بڑے بڑے مکانات میں برآمدے نکالے جاتے ہیں اور مساجد میں بھی موجود ہیں۔

”مسجد کی از سر نو تعمیر“۔ ”ایک فٹ کی بلندی“۔ ”سہ درہ“۔ ”لڑھے یا پتھر کی جالی“۔ ”زمین کی بلا شرط واپسی“ وغیرہ وغیرہ، مولانا کی تحریر کے اہم الفاظ ہیں۔ ان پر دوبارہ نظر ڈال لیجیے۔

(مجوزہ فیصلہ بالکل کامیابی تھی)

اب آپ انصاف فرمائیں کہ اس صورت اور مسجد دو بحالت اولیٰ چھوڑ دیئے میں اصولاً، شرعاً، قانوناً، کیا فرق ہے؟ بلکہ فی الحقیقت پہلی صورت سے بھی زیادہ بہتر انفع۔

اس معاملہ کی اصلی روح حفظ زمین مساجد کا اصل تھا۔ اور وہ بمجرد اعتراف ملکیت حاصل۔ پھر تصرف میں مینور سپلٹی - کو کوئی دخل نہیں!

یقیناً میں نے اس صورت کو سنکر ایک ابتدائی گفت و شنود کی طرح اتفاق ظاہر کیا، اور کچھ عرصہ تک مختلف پہلوؤں پر گفتگو کرنے کے بعد کہا تھا کہ ”اگر ایسا ہوا تو میں مخالفت نہیں کرونگا“

مگر اب کہتا ہوں کہ اس صورت سے تو کوئی بھی مخالفت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ تو بالکل سر جیمس مسٹن کے حکم نو خاک میں ملانا اور مطالبہ مسلمانوں کی بہ کلی فتح تھی۔

مسٹر مظہر الحق نے خود بار بار کہا : میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اس صورت کے منظور کر لینے کے بعد سر جیمس مسٹن کیلئے کیا باقی رہ جائیگا؟ انکو تعجب تھا اور میں نے بھی اس تعجب میں شرکت کی۔

سوال یہ ہے کہ وہ کس عالم میں آئیں گے؟ اور کیسے خیالات ظاہر کریں گے؟

فیصلہ اور مضمیٰ ما مضمیٰ کی تجویز ہو رہی ہے، لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں کی دل شکنی یا رنجیدگی کی کوئی بات ہو جائے۔ کہیں گذشتہ واقعات کا جانب دارانہ تذکرہ نہ نکل آئے۔ کہیں جرم و بے جرمی کا سوال نہ چھڑ جائے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر اصل مسئلہ کا اثر ان باتوں کے ساتھ شامل ہو کر پبلک کے سامنے آگیا اور فیصلہ کنندوں کی حالت نازک ہو جائیگی۔

جب وائسرائے فیصلے کی غرض سے آئیں گے تو کانپور میں جوش و محبت کے ساتھ خیر مقدم ہوا، لیکن اگر انکی تقریر میں کوئی بات ایسی ہوگئی، تو جن لوگوں نے ایسا کرایا ہے، انکو ملامت کیجائیگی۔

لیکن مسٹر مظہر الحق نے کہا کہ ”ایسا کیوں ہونے لگا؟ حالات وائسرائے کی نظر سے پوشیدہ نہیں“ سچ یہ ہے کہ مسٹر مظہر الحق کے ہاتھ میں فیصلہ نہ تھا، اور نہ وہ اس کے بانی تھے۔ وہ اسکی نسبت کہتے تو کیا کہتے؟

لیکن اب میں دیکھ رہا ہوں کہ میرا خیال بالکل غلط نہ نکلا۔ حضور وائسرائے اگر سر جیمس مسٹن کی بے موقع تعریف نہ کرتے، اگر جرم و بے جرمی کا سوال نہ چھیڑتے، اگر زمین کی ملکیت کو ایک غیر ضروری سوال قرار نہ دیتے، اور اگر ان لفظوں کے ساتھ رھاٹی کا حکم نہ دیتے، جن کے ساتھ دیا گیا، تو شاید عام مسلمانوں کے دلوں میں زیادہ طمانینہ اور شکرگزاری ہوتی۔ عام اس سے کہ اصل مسئلہ کی حالت کیسی ہی کیوں نہ ہوتی!

ہر شے کا حکم اس کے گرد و پیش اور حوالی کے تغیرات کے بعد بدل جاتا ہے۔ کیونکہ جماعت پر اثر مجموعی حالات کا ہوتا ہے۔ عام نظریں ایک کیمسٹ کی طرح تفرید کیمیائی کے بعد حوادث پر نظر نہیں ڈالتیں۔

یہ ایک نہایت اہم نکتہ سیاست اور صرف اعلیٰ حکام کے سمجھنے ہی کی بات ہے۔ تعجب ہے کہ حضور وائسرائے نے اس پر غور نہ فرمایا:

ربط نہان غیر کا پردہ ہے، رزنہ آپ
دشمن کے ساتھ صرفہ کریں رسم و راہ میں؟

(تغیر اور تنسیخ و ترمیم)

گفتگو کا آغاز اسی صورت سے ہوا۔ جبکہ شملہ اور لکھنؤ میں نامہ و پیام اور گفت و شنید ہو رہی تھی، تو یقیناً یہی صورت سب کے پیش نظر تھی۔ خود مسٹر مظہر الحق کو بھی یہی معلوم تھا، اور مولانا عبدالباقی بھی اسی خیال میں ہوئے، لیکن (جیسا کہ خود مولانا نے اپنی تحریر میں لکھا ہے) جب معاملہ زیادہ وسیع حد تک پہنچا اور سرکاری حلقہ میں آخری راے کسی نہ کسی طرح قرار پاگئی، تو لکھنؤ میں ایک صحبت شوریٰ قرار پائی۔ منگل کے دن وائسرائے آئے ہیں۔ جمعرات کو یہ صحبت منعقد ہوئی تھی

یہی صحبت شوریٰ ہے، جس نے معاملات کی صورت یکا یک متغیر کر دی۔ مولانا عبدالباقی اپنی تحریر میں لکھتے ہیں کہ تمام مطالبات میں سے صرف مسجد اور مہمیں کی رھاٹی کے مسائل فیصلے کیلئے لیے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی مجلس میں کہدیا گیا تھا کہ وائسرائے اس سے زیادہ آدر کچھ نہیں کر سکتے کہ چھبہ نکال لینے کی اجازت دیں، اور ایک طرح کا مبہم قبضہ زمین کی مسجد پر ہو جائے۔ قیاس کہتا ہے کہ عدم ملکیت کے سوال پر

مولانا عبدالباقی نے اس صورت مجوزہ کے واضح کرنے کیلئے مجوزہ نو تعمیر مسجد کا ایک نقشہ بھی قلم سے کھینچ کر بھیجا تھا۔ بہتر ہے کہ اسے بھی نقل کر دیا جائے، تاکہ صورت مجوزہ اچھی طرح سمجھ میں آجائے۔ نیز معلوم ہو سکے کہ میرا اتفاق کس صورت میں تھا؟

(نقشہ نو تعمیر حصہ متنازعہ فیہ)

جز بھلی صورت مجوزہ کی حالت میں ہوتا

مذہبی
حصہ متنازعہ فیہ

پیدل راستہ (نقشہ)

پیدل راستہ (نقشہ)

۱-۲

ل دیوار مکالمہ متصل

پیدل راستہ - ہلندی - ۱ فٹ

پیدل راستہ

(ایک ضروری مکالمہ)

یہ گفتگو محض ایک ابتدائی مشورہ تھا۔ آخری مشورہ اور قطعی و اختتامی راے کا موقع بعد کیلئے چھوڑ دیا گیا تھا۔ تاہم اللہ تعالیٰ کی کچھ عجیب حکمت ہے کہ چند خیالات اس وقت مجھے پیدا ہوئے، اور میں نے مسٹر مظہر الحق پر ظاہر کیے۔ بالآخر وہی صورت پیش آئی۔

میں نے کہا ”کسی امر کے نیک و بد اثر کیلئے بڑی چیز اس کے ساتھ کے اور حالات و حوادث بھی ہوتے ہیں۔ اثر مجموعی طور پر پڑتا ہے اور بعض حالتوں میں ضمنی باتیں اس طرح غالب آجاتی ہیں کہ نفس مسئلہ مغلوب ہو جاتا ہے۔

حضور وائسرائے کہتے ہیں کہ میں خود آؤنگا۔ مسجد دیکھوں گا اور خود اپنی زبان سے تمام امور کا اعلان کروں گا، لیکن ایک اہم

اپنے حق طلبانہ ایجنسی ٹیشن کی کامیابی اور حضور و سراسے کی یادگار دانشمندی اور مصلحت شناسی سے تعبیر کرتے ہیں۔ تاہم ہمارے لیے کوئی مجبوری نہ تھی کہ چند دنوں کی اور تاخیر گوارا کر لیتے، اور کہہ دیتے کہ جب تک اس آخری صورت کی نسبت مشورہ نہ کر لیا جائے، اس وقت تک کچھ نہیں کیا جاسکتا۔ حضور و سراسے چاہتے ہیں تو بغیر انتظار نتائج جو فیصلہ چاہیں کر دیں۔ لیکن اگر مسلمانوں کی دلجوئی اور امنیت عامہ مقصود ہے تو صرف ایک شخص اپنی ذمہ داری پر کیونکر اتنے بڑے خونین معاملہ کے فیصلہ آخری کو لے سکتا ہے؟

میں سمجھتا ہوں کہ سنیچر اور اتوار کے دن شملہ میں ایسا کہنا کچھ بھی مشکل نہ تھا۔ جیسا کہ دنیا کے ہر حصے اور ہر آبادی میں کہا جاسکتا ہے۔

جمعرات سے پیشتر تک جس قدر گفتگو ہوئی تھی، غالباً جناب راجہ صاحب اور حضور و سراسے میں ہوئی تھی۔ جمعرات کے دن یا جمعہ کے دن آخری راہ کا مراسلہ دیکر انریبل سید رضا علی کو شملہ بھیجا گیا اور اس کے ساتھ ہی ہزار ایکسٹنسی کی حرکت ظہور میں آئی۔ یہی آخری وقت مہلت لینے اور حزم راجحیاء کا تھا۔

یہ واقعات تھے جو میرے علم میں ہیں، اور یہ راے ہے جس کا اظہار میں نے اپنا فرض سمجھا۔ یہی سبب ہے کہ میں نے فیصلہ ہی کے دن اپنی راے سے حضرات متعلقین فیصلہ کو اطلاع دیدی، اور اسی بنا پر (توں ہال) کلکتہ کے جلسہ میں بھی سب سے پہلا رزلوشن زمین مسجد کے متعلق رکھا گیا کہ اس سے حفظ مساجد کا بنیادی اصول خطرہ میں، اور آئندہ کے لیے نظیر ہونے کا خوف سامنے تھا۔

(گذشتہ و آئندہ)

یہ قطعی اور ناقابل تاریل ہے کہ مسلمانوں کی حق طلبی نے تعجب انگیز صورت میں فتح مندی حاصل کی۔ مسی حق طلبانہ ایجنسی ٹیشن کی کامیابی کی یہ صورت پوری تاریخ ہند میں یادگار اور آئندہ کیلئے سبق عبرت رہیگی۔ لیکن یہ فتح مندی زمین کے فیصلہ میں نہیں ہے بلکہ اس اصولی صورت معاملہ میں ہے کہ بالآخر اغماض و بے دردی کی جگہ حکومت کو اعتراف کرنا پڑا، اور جبکہ تمام عرضداشتیں اور درخواستیں رد کر دی گئی تھیں، تو خود و سراسے آتے اور اس معاملہ میں مداخلت کے سوا چارہ کار نظر نہ آیا: وقوع الحق و بطلان ما ہذا یعملون!!

اب آئندہ کیا کرنا چاہیے؟ اسپر میں پانچ چھ دن اور غور کرنے کی مہلت چاہتا ہوں اور ۱۴ - اکتوبر سے متصل غور پورھا ہوں۔ آئندہ نمبر میں اپنا خیال شاید ظاہر کر سکوں: و ما تشاؤون الا ان یشاء اللہ، ان اللہ کان علیماً حکیم! "



ترجمہ اردو تفسیر کبیر

حکمی نصف قیمت امانتہ مہاجر جوین عثمانیہ میں شامل کی

جائیگی - قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ -

ادارہ الہلال سے طلب کیجیے -

اس صحبت میں زور نہ دیا گیا ہوگا، اور جناب راجہ صاحب اور مولانا عبد الباری نے اپنی جگہ یہی سمجھا ہوگا کہ زمین کی ملکیت بھی مسجد کو دیدی جا رہی ہے۔

میرا اختلاف یہیں سے شروع ہوتا ہے کہ زمین کی ملکیت اور تصرف، دونوں کی وہ صورت قائم نہ رہی جو پہلے پیش کی گئی تھی۔ اور حفظ زمین مسجد کا اصل الاصول خطرہ میں پڑ گیا جس کے لیے یہ تمام حوادث خونین پیش آئے تھے۔

(اختلاف کا مبداء)

(۱) اول تو اس تغیر صورت کی آن لوگوں کو بالکل اطلاع نہیں دی گئی، جنکو پہلی صورت کی اطلاع دی گئی تھی۔ مجھے معاف رکھا جائے اگر میں کہوں کہ یہ وہی شخصیت ہے، جس پر ہمیشہ لوگوں کو ملامت کی گئی ہے۔ مسئلہ کی اہمیت اور اس کا عام اسلامی مسئلہ ہونا آخر کچھ بھی وقعت ضرور رکھتا تھا، اور و سراسے سے یہ کہنے کا موقع پورا پورا حاصل تھا کہ ”اب ہمیں اس آخری صورت کی نسبت مسلمانوں سے آخری مشورہ کر لینے کی مہلت ملنی چاہیے۔ ہم ثالث بالخیر ہیں، لیکن اصلی فیصلہ کنندہ قوت نہیں ہیں“

(۲) پھر سب سے بڑھکر اصولی سوال یہ ہے کہ پہلا مشورہ بھی آخری اور قطعی نہ تھا۔ خود مجھے جس طرح گفتگو ہوئی تھی، میں سمجھتا ہوں کہ آوروں سے بھی اسی طرح ہوئی ہوگی۔ ایک منٹ اور ایک نصف لمحہ کیلئے بھی میرے ذہن میں یہ خیال نہیں آیا کہ صرف اسی ابتدائی مشورے کی بنا پر خانمہ کا ہوجائیگا۔ میرے محترم دوست مسٹر مظہر الحق اس سے اچھی طرح واقف ہیں۔ میں نے مولانا عبد الباری صاحب کو تار دیا تھا کہ ”معاملہ اہم و نازک، کمال حزم مطلوب، پس اپنی ذمہ داری کی نزاکت کو محسوس کر کے قدم بڑھانا چاہیے“ اور انہوں نے اطمینان دلایا تھا۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ آغاز گفتگو سے میں مضطرب اور نتیجہ کی طرف سے مشوش خاطر تھا۔ مشورہ میں راز داری کی شرط لگا دی تھی، اور ابتدائی گفتگو کا عام اعلان کسی طرح مناسب بھی نہ تھا۔ کسے معلوم تھا کہ فیصلہ ہوگا بھی یا نہیں؟ اسی لیے میں نے راجہ صاحب سے بالمشافہ گفتگو کرنا چاہی لیکن اتوار کے دن روانہ ہوئے صرف پیر ہی کے دن میں لکھنؤ پہنچ سکتا تھا، اور انہوں نے تار دیا کہ اس دن میں لکھنؤ میں نہونگا۔ پھر باوجود اپنی مستہلک مصروفیت اور ناقابل بیان انہماک اشغال کے، مسٹر مظہر الحق سے ملا۔ لیکن انکو خود بھی یہ کب معلوم تھا کہ منگل تک معاملات کا خاتمہ ہے؟

پس ضرور تھا کہ آخری مشورہ بھی کر لیا جاتا اور جیسا کہ خیال تھا، صحیح معنوں میں ایک وسیع تر مشورہ اس معاملہ کو اپنے ہاتھوں میں لیتا۔ اس صورت میں مولانا عبد الباری کی ذمہ داری بھی نہ رہتی اور شاید موجودہ حالت سے زیادہ بہتر حالت میں تمام معاملات نظر آتے۔

(مشکلات کار)

میں مشکلات سے بھی بے خبر نہیں، اگرچہ عام معترضین بے خبر ہوں۔ یہ بالکل سچ ہے کہ حضور و سراسے کسی وجہ سے اس معاملہ کو جلد سے جلد ختم کر دینا چاہتے تھے، اور اس کی علت پر غور کرنے کیلئے ہمیں زیادہ دماغ سوزی کی ضرورت نہیں۔ ہر شخص آئے سمجھ سکتا ہے، اور اسی کی بنا پر مسلمان اس فیصلے کو اصولاً

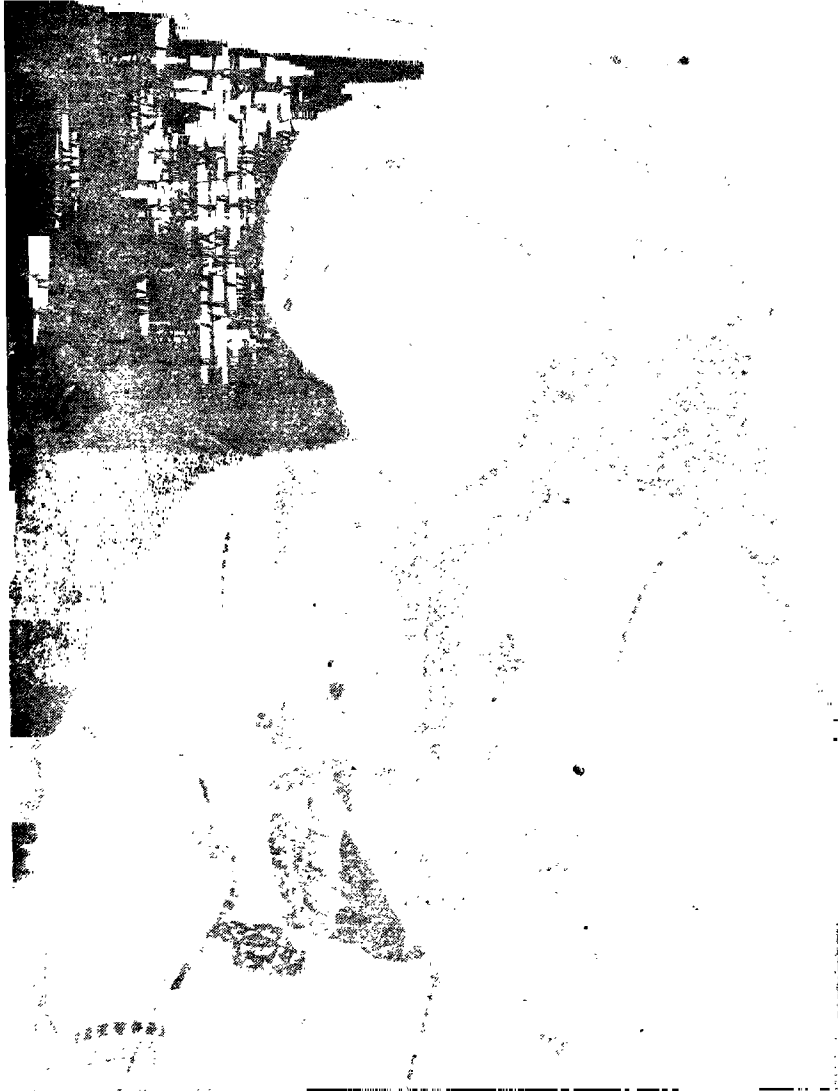
دیدیا کہ عبد المجید جب واپس آئے تو سنجیدگی سے اس کو کہہ کر کہ ”تم اب سلطان عمان نہیں ہو۔“

عبد المجید مجبوراً ملک کے اندرونی علاقے میں چلا گیا اور فراہمی جمعیت کے بعد لڑنے کو نکلا، بالآخر ۶۰ ہزار ڈالر کے معارضے میں اپنے دعویٰ کے تحت نشینی سے باز آیا، جس کو برٹش گورنمنٹ نے ترکی کی طرف سے فوراً ادا کر دیا، اور ترکی اپنے حریف کے حملوں سے محفوظ ہو گیا۔

وفات سے کچھ دن پہلے سلطان ”ترکی“ کو راس الحد کے قریب ایک اور ملکی شورش کا مقابلہ کرنا پڑا جس کے فرو کرنے کے لیے اس نے اپنے محبوب فرزند امیر فیصل کو روانہ کیا، امیر فیصل نے جو بعد کو سلطان فیصل ہوا، باغیوں کو شکست دی، اور ایک انگریزی جہاز کی اعانت کی بدولت شائد سفر بحری سے نجات پا کر عمان واپس آیا۔

(ترکی) کے بعد ”فیصل“ ہندوستانی تجارت اور اہل ملک کے انتخاب اور برٹش گورنمنٹ کی رضا سے امیر عمان منتخب ہوا، فیصل اپنے باپ ہی کے زمانہ سے امور مہمہ سرانجام دے چکا تھا، اس لیے اپنے بھائی ”محمد“ کے مقابلہ میں کامیاب رہا۔

فیصل کو ملک کی متعدد بغاوتوں سے سابقہ پڑا، پہلے اپنے چچا ”عبد المجید“ سے جو آخر قید ہو کر بمبئی آیا، پھر ابن صالح سے جسکو ۱۰۰ ہزار ڈالر دیکر راضی کیا گیا، لیکن ایک شب کو اس نے ناگہانی حملہ کر دیا اور محل میں گھس پڑا، سلطان بہ مشکل جان بچا کر ایک دوسرے قلعے میں چلا گیا، پھر ایک اور سردار نے شورش کی، جس پر انگریزی جہاز نے گولہ باری کی۔ آخر الامراس موجودہ بغاوت سے سابقہ پڑا جس کے فرو کرنے میں وہ بالکل نامیاب رہا تھا، اور کیا عجب



مرحوم (امیر فیصل) سابق والی عمان

کہ اسکی موت، شدت غم و حزن اور اندیشہ و فکر کا نتیجہ ہو۔ فیصل کی وفات پر اب اس کا بیٹا سلطان ”تیمور“ امیر عمان ہے، ریاست کا استقلال خاتمہ پذیر، اور جدید حالات کمال درجہ زر باغنشاش، و لعل اللہ يحدث بعد ذلک امر!

انگلستان کی جوع ارضی کو حفاظت ہند کا ایک ایسا بے امان بہانہ مل گیا ہے، کہ اس کے صیاد طمع کیلئے عرب و افریقہ کے تمام گوشے شکار گاہ بن گئے ہیں۔ نہر سوئز پر اسی کیلئے قبضہ ضروری ہے۔ مصر اسی بہانے کا قنیل ہے۔ خلیج فارس اور اسکی ریاستیں اسی کی بدولت دم توڑ چکی ہیں۔ کویت اور محمرہ کا خاتمہ ہرچکا ہے۔ تبت پر بھی اسی کیلئے پنجہ آڑ بڑھا تھا۔ یہ سب کچھ لعل ہند کی حفاظت کیلئے ہے، لیکن کسے معلوم کہ یہ لعل درخشاں ہمیشہ ایک ہی خزانے میں رہیگا؟ و تلبك الايام نداولها بين الناس!!

۱۰۰ سالہ عمان

مرحوم سلطان فیصل، امیر عمان۔

عمان، بحرین کے بعد قریب خلیج فارس، سواحل عرب پر ایک قدیمی عربی ریاست ہے۔ اس کے مشرق میں بحر عمان، مغرب میں بحرین، اور شمال میں اضلاع حضر مرت ہیں۔ ساحلی مقامات نہایت آباد و سرسبز ہیں، پہاڑوں میں معدنیات بھی پائے جاتے ہیں۔ یہ ملک ایک مستقل ریاست ہے، جس کا پایہ تخت شہر ”مسقط“ ہے، ملک کا رقبہ تخمیناً ۸۰ ہزار میل ہے اور آبادی ۱۰ لاکھ۔ تمام رعایا جو قبائل پر منقسم ہے، فوج میں داخل ہے، باشندے زیادہ تر اباضی طریقے کے خارجی مسلمان ہیں۔

دیگر غیر محفوظ سواحل۔

عرب کی طرح ایک مدت سے یہ بھی یورپین پالیسی کا شکار ہے، ایک برٹش کونسل یہاں تمام امور میں دخل کا رہے، گراب تک اغراض صرف تجارتی اور حفظ طرق ہند بتلائے گئے ہیں۔

ہندوستان کی حفاظت کا عفریت بھی ایک بلا ہے درمیان ہے، جس سے کسی ملک کو پناہ نہیں!

گذشتہ دنوں جس فرمانرواے عمان کے ابتلائے آفات اور پھر وفات کی اطلاع آئی، اس کا نام ”فیصل بن ترکی بن سعید“ تھا، سلطان سعید نہایت دلیر، شجاع اور بلند حوصلہ امیر تھا، اس نے نہ صرف عمان ہی کو اپنے قبضہ حکومت میں رکھا، بلکہ سواحل کی دوسری جانب افریقہ میں زنجبار، اور ایشیا میں گوا در (بندر بلوچستان) پر بھی قابض ہو گیا!

سلطان سعید کے مرنے پر

اس کا ایک بیٹا (سلطان برغاش) زنجبار کی، اور سلطان (ترکی) عمان کی مسند زمارت پر بیٹھا۔ (ترکی) کو مسند نشینی کے تھوڑے ہی دنوں بعد اپنے بھائی عبد المجید سے برسر پیکار ہونا پڑا، اور نا کامیاب ہو کر ناچار انگریزی جہاز کے سامنے اطاعت قبول کر لی، اب ترکی کہ بجائے عبد المجید سلطان عمان مشہور ہوا، اور ترکی انگریزی جہاز میں قید ہو کر بمبئی لایا گیا، یہاں وہ ایک مدت تک نظر بند رہا تھا۔ یہیں سابق سلطان فیصل پیدا ہوا۔ عبد المجید سے عرب خوش نہ تھے، اس لیے سربراہان عمان کی مخفی دعوت پر ایک عورت کے بھیس میں (ترکی) بمبئی سے عمان پہنچ گیا! خوش قسمتی سے عبد المجید اس وقت عمان سے باہر شکار میں مشغول تھا، اس لیے ارکان و عمائد عمان کی تائید سے وہ بلا مزاحمت تخت نشین ہو گیا اور شہر کے دروازوں کے گرد کو حکم

انتقاد

مسئلہ نماز ات جہ و سہ ایں

بہ تقریب رسالہ خطبات الاسلام

مصنفہ مولوی محمد یونس صاحب رئیس دتاروی - علی گڑھ

مولوی صاحب نے اسمیں جمعہ کیلئے بطور نمونے کے چند اردو خطبے مرتب کر کے جمع کیے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو مفید وقت و حال خطبات کی طرف مائل کیا جائے۔ اس رسالے کو دیکھ کر مجھے اصل مسئلہ خطبات مساجد جمعہ کا خیال آگیا جسے مدت سے لکھنا چاہتا ہوں اور انشاء اللہ لکھونگا۔

جمعہ کا اجتماع اور حکم خطبہ مسلمانوں کے فلاح دارین کا وسیلہ عظمیٰ تھا۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ ہفتے میں ایک بار لوگوں کو انکی حالت اور ضرورت کے مطابق ہدایت و ارشاد کی دعوت دی جائے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ایک دائمی ذریعہ ہو۔

خطبہ دراصل ایک وعظ تھا جیسا کہ وعظ ہوتا ہے۔ آنحضرت (صلعم) کے بعد خلفاء راشدین اور صحابہ کا بھی یہی حال رہا اور تمام عربی حکومتیں جو اسکے بعد قائم ہوئیں انمیں بھی خلفاء و سلاطین کو مساجد کے ممبروں پر وعظ کرتے ہوئے تاریخ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ حقیقت خطبہ کے لیے کتب صحاح کے ابواب متعلق جمعہ و خطبہ کی احادیث دیکھنی چاہیئیں۔

لیکن ہماری اصلی مصیبت ہمارے حالات میں نہیں ہے کہ وہ نتائج ہیں۔ اسکا اصلی منبع ہمارے اعمال کے تحریف و نسخ میں ہے کہ وہی علل و اسباب ہیں۔ شخصی حکمرانوں کے قیام، عجمی سلاطین کی کثرت، سنت خلفاء راشدین کے ضیاع، اور جہل و غفلت کے استیلا نے ہر اسلامی عمل کو ایک لباس ظاہر دیکر اسکی روح حقیقہ سلب کر لی ہے، خطبہ جمعہ از عیدین و نکاح کا بھی یہی حال ہے۔

اب خطبے کے معنی یہ رہ گئے ہیں کہ عربی زبان میں ایک چھپی ہوئی کتاب، جو بازار سے خرید لی جائے، اور الف لیلہ کی طرح اسمیں سے ایک خطبہ غلط سلط پڑھ کر سنا دیا جائے۔ آواز شدت کریہ ہو، اور لب و لہجہ میں عربیت پیدا کرنے کیلئے ہر جگہ تغخیم و ثقالة سے کام لیا جائے۔ بعض لوگ قرآن شریف کی حاصل کردہ قرات کو اسمیں بھی صرف کرتے ہیں، اور پھر جو شخص ہر لفظ کے آخری حرف کو پوری سانس میں کھینچ کر پڑھدے وہ سب سے بڑا قاری ہے!!

بسا اوقات غریب پڑھنے والا بھی نہیں جانتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں؟ الف لیلہ کی ایک رات کا افسانہ ہے، قلیوبی کی کوئی حکایت ہے، یا ارشاد و ہدایت امت کا وہ عظیم و جلیل عمل اقدس، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ممبر پر کھڑے ہو کر مجکو انجام دینا پڑتا ہے؟ پھر سننے والوں کی مصیبت کا کیا پوچھنا؟ کوئی اڑکھتا ہے، کوئی اپنے ساتھ بیٹوں سے صبح کے بازار کا بھاؤ پرچھتا ہے!

یہ تمسخر انگیز تذلیل و تحقیر ہے اس مذہب عظیم کے اعمال دینیہ کی، جس کے داعی اول نے اپنے خطبات و مواعظ سے ایک

بادیہ نشین قوم کو روم و ایران کے تمدن کا مالک بنا دیا تھا! و ما کان اللہ لیظلمہم، و لکن کانوا انفسہم یظلمون!!

یقین کرو کہ جب حضرة (مسیح) نے بنی اسرائیل کی ذلت و ہلاکت پر ماتم کیا تو شریعت موسوی کے احکام و اعمال کا بعینہ یہی حال تھا جو آج تم نے خدا کی شریعت کا بنا رکھا ہے۔ مسیح اگر ان فروسیوں اور صد و قپوں پر روتا تھا، جو گوبری بڑی آستینوں کے جیسے پہنتے، ہر وقت دعائیں مانگتے، اور بڑی بڑی مہذب تسبیحیں اپنے ہاتھوں میں رکھتے تھے، پر شریعت کے حکموں کو انہوں نے مسخ اور اعمال صالحہ کو بے اثر کر دیا تھا، تو ہمیں بھی اپنے عالموں اور صوفیوں پر ماتم کرنا چاہیے جو انکی طرح یہ سب کچھ کرتے ہیں پر انہی کی طرح حقیقہ سے بھی خالی ہیں!!

میں سرے سے اس امر ہی کا اعد و دشمن ہوں کہ خطبے لکھے ہوئے پڑھ جائیں۔ یہ ایک بدعت ہے جسکا نہ تو قرآن مشہود لہا بالغیر میں ثبوت ملتا ہے اور نہ علت حکم اسکا موجد۔ خطبہ ایک وعظ ہے۔ پس مسجودوں میں ایسے خطیب ہونا چاہیئیں جنکو یہ قابلیت حاصل ہو کہ جمعہ کے خطبے کیلئے طیار ہو کر آئیں، اور زبانی مثل عام مواعظ کے وعظ کہیں۔ ضرور ہے کہ قوم کی موجودہ حالت انکے پیش نظر ہو۔ جو بیماریاں آج ہمیں لاحق ہیں، انہی کا علاج بتلائیں، نہ کہ آنکا، جو اب سے پانچ سو برس پہلے تھیں؟

جو خطبات عربیہ آجکل رائج ہیں، میں نے سب کو پڑھا ہے۔ وہ تو اُس وقت کیلئے بھی موزوں نہ تھے، جس وقت کیلئے لکھے گئے تھے۔ پھر آجکل کی حالت کا کیا ذکر؟

خطبہ کا یہ مطلب کس نے بتلایا ہے کہ صرف جمعہ و عیدین کے چند مسائل بیان کر دیے جائیں اور کہ دیا جائے کہ ایک دن مرنا ہے پس درر اور موت کو یاد کرو؟ بیشک، موت کو یاد کرنے سے بڑھ کر انسان کیلئے دنیا میں کوئی نصیحت نہیں ہو سکتی۔ کفاک بالموت راعظاً یا عمراً۔ لیکن صرف یہ کہ دینا لوگوں کو درانے کیلئے کافی نہیں ہے۔ موت کی یاد کے ساتھ انکو اُس زندگی کا طریقہ بھی بتلانا چاہیے جو تذکرہ آخرت کے ساتھ ملکر، انسانوں کو دوزخ جہانوں میں نجات دلا سکتی ہے۔

بڑا مسئلہ زبان کا ہے۔ اور ضرور ہے کہ ایک مختصر سے خطبہ مائثرہ عربیہ کے بعد، وعظ اُسی زبان میں ہو، جو سامعین کی زبان ہے، ورنہ سمجھ میں نہیں آتا کہ سے حاصل کیا؟

شریعت نے کیسی عمدہ مصلحت اس میں رکھی کہ جمعہ کے خطبے کو نماز فرض کا قائم مقام قرار دیا اور اسکی سماعت کو فرض بتلایا۔ امام ابو حنیفہ (رح) کے نزدیک دونوں خطبوں کا سماع واجب ہے، اور امام شافعی (رح) کے نزدیک صرف پہلے کا۔ اُس وقت نماز پڑھنا جائز نہیں۔

اس سے مقصود یہی تھا کہ لوگ عمل عبادت کی طرح نصائح و ہدایت کو بھی سنیں۔ پھر ان نصائح کو ایسا اہم ہونا چاہیے کہ مصروفیت نماز سے بھی اقدم و انفع ہوں۔ کیا یہ خطبات جو آجکل دیے نہیں بلکہ آٹک آٹک کر پڑھے جاتے ہیں اور لوگ بیٹھے ہوئے اڑکھتے ہیں، یہی وہ مواعظ ہیں، جنکی سماعت فرض، اور انکی موجودگی میں نماز تک ممنوع ہے؟ فاین تذہبون؟

عقل و شریعت کیلئے ماتم ہے کہ موجودہ علما خود اس طریق کے عامل اور اس پر پوری طرح قانع ہیں! فما لہا اولاء القوم، لا یکادون یفقهون حدیثنا!

مطبوعات: جگہ

عبد القادر الناصر

قیمہ ۸ - آنہ: سہرندونت بیکر ہوٹل - دھرمٹہ - کلکتہ

عرصہ ہوا، ڈاکٹر ادرڈ ڈینسن راس سابق پرنسپل مدرسہ کالج کلکتہ نے اسے بعد تہذیب (ایڈٹ) شائع کیا تھا۔ ایک روپیہ قیمت تھی۔ اب نصف کر دی۔

یہ عربی میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی ایک مختصر سوانح عمری ہے، جس کا قلمی نسخہ بانکہ پور کے کتب خانہ سے ہاتھ آیا۔ ڈاکٹر راس دیباچہ میں لکھتے ہیں:

”یہ ایک نادر کتاب ہے۔ اصل نسخہ میں مصنف کا نام نہ تھا۔ لیکن پہلے صفحہ پر ”تالیف المرحوم قاضی القضاۃ الشافعی شیخ الاسلام ابن حجر“ کاتب کے ہاتھ سے مسطور ہے۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ ابن حجر عسقلانی کی تصنیف ہے۔ لیکن ابن حجر کی تصنیفات میں اس کا ذکر نہیں۔ تاہم چونکہ کتاب نادر ہے اور میرے اکثر مسلمان احباب حنفی و قادری ہیں، میں نے چاہا کہ اسے شائع کر دوں۔“

جس زمانے میں یہ رسالہ چھپ رہا تھا، اسی زمانے میں میں نے کہہ دیا تھا کہ اس کی اشاعت مفید نہیں اور نہ اسمیں کوئی خاص بات ہے۔ شیخ کے حالات میں مبسوط کتابیں مثل (بہجۃ الاسرار) وغیرہ کے موجود ہیں اور جابجا انہیں کے حوالے سے اسمیں بھی مطالب نقل کیے گئے ہیں۔ پھر طرز جمع و تحریر نہایت عامیانہ اور معمولی ہے۔ حافظ عسقلانی کی تو قطعی نہیں ہو سکتی۔ ابن حجر مکی کی ہوگی کہ آنکی تمام زندگی ایسی ہی تصنیفات میں بسر ہوئی ہے!

انسوس کہ نا واقفیت کی وجہ سے ڈاکٹر موروف نے لا حاصل وقت اور روپیہ ضائع کیا۔

حدائق البیان فی معارف القرآن

۳ - روپیہ - دفتر اخبار - شرق - کورہ پور

۳۴۳ - صفحہ کی ضخیم کتاب ہے۔ مصنفہ مولانا محمد عبد الغفور صاحب فاروقی ریٹائرڈ سب جج محمد آباد اعظم گذہ۔

حافظ سیوطی کی ایک نہایت مفید کتاب (اتقان) ہے جس میں قرآن کریم کے جمع و ترتیب، قرأت و رسم الخط، علوم متعلق تفسیر اور طبقات علوم القرآن وغیرہ کے متعلق مصنفات قدما کا عمدہ انتخاب کیا ہے۔ اس سے قرآن کریم کے متعلق متعدد

[چھ کالم کا بقیہ مضمون]

کے ان حکموں پر زور دینا چاہیے، جن کے ترک نے مسلمانوں کو فلاح کر دین سے آج محروم کر دیا ہے۔

مولوی صاحب اپنے فکر کو وسیع تر کریں، میں ان کے حسن ضرورت و اصلاح کا معترف ہوں، مگر مجھے سخت تعجب ہے کہ انہوں نے نفس مطالب میں کیا تبدیلی کی اور کیونکر ان مضامین پر مطمئن ہو گئے؟

رسالہ غالباً مصنف سے مفت ملیگا۔

بڑی مصیبت یہ ہے کہ مساجد کی امامت عموماً جہلاء ہاتھوں میں ہے اور یہ کالم ایک ذریعہ معاش بن گیا ہے۔ وہ بچارے کہاں سے ایسی قابلیت لائیں کہ برجستہ خطبہ دیں اور اسکے تمام شرائط کو پورا کریں!

خطبہ کے معنی تو یہ ہیں کہ نہ صرف عام حالت کی اسمیں رعایت کی جائے، بلکہ گذشتہ جمعہ کے بعد جو نئے حالات و حوادث دنیا میں گذرے ہیں اور ان کی بنا پر مسلمانوں کو جو کچھ تعلیم کرنا ضروری ہے، اسکے بھی رعایت اسمیں ملحوظ رہے۔ ضرورت اس کی تھی کہ جنگ بلقان و طرابلس کا ذکر خطبوں میں ہوتا۔ مسجد کانپور کا جب حادثہ پیش آیا، تو اسکے بعد کے جمعہ میں ہر جگہ خطبہ اس واقعہ کے متعلق بیان کرتے۔ مسلمانوں کی تہذیب، ان کی سیاسی حالت، ان کے اخلاق و اعمال، ان کی ضروریات حالیہ، اگر مساجد کی تعلیم سے درست نہ ہوگی تو کیا واپی - ایم - سی کے پریچنگ ہالوں میں انکو دھونڈھا جائے؟ اگر یہ سلسلہ درست ہو جائے تو پھر نہ انجمنوں کی ضرورت ہے، نہ کسی مرکزی کانفرنس کی لوکل کمیٹیوں کی، اور نہ مسلم لیگ کی شاخوں کی۔ میں نے ایک بار کہا تھا کہ میرے فکر و نظر اور آجکل کے ارباب عمل کے کاموں میں ایک بہت بڑا اصولی فرق یہ ہے کہ وہ راہ تاسیس اختیار کرتے ہیں، اور میں صرف تجدید و احیاء کی ضرورت سمجھتا ہوں۔ یہ بحث بھی اسی کی ایک مثال ہے۔

اس کالم کیلئے ضرورت ہے علماء حق کی بیداری اور اداء فرض کی، ضرورت ہے تمام ائمہ مساجد ہند کے حالات کی تفتیش و تحقیق کیلئے ایک باقاعدہ صیغہ کی، ضرورت ہے ایک مدرسہ کی اور ایک خاص نصاب تعلیم کی جس میں سے مساجد کے پیش امام و خطباء طیار ہو کر نکلیں، لیکن:

تن ہمہ داغدار شد، پنبہ کجا کجا نہی؟

لوگ مسجد کانپور کے جمع شدہ روپیہ کے مصارف دھونڈھتے ہیں، مجمع ایک مرتبہ خیال ہوا کہ اعانت و رثاء شہداء و ایثار کے بعد اس سے کانپور میں ایک مدرسہ کیوں نہ طیار کیا جائے جس میں مساجد کے پیش امام اور خطباء کو تعلیم دی جائے؟ روپیہ مسجد کیلئے تھا اور مساجد کے احیاء ہی میں اسے صرف بھی کرنا چاہیے۔

جس رسالہ کا عنوان میں ذکر کیا ہے، اصلاح خطبات کے سلسلے میں قابل ذکر ہے۔ مولوی صاحب نے اسمیں جمعہ کے چند خطبات اور میں لکھ کر جمع کیے ہیں۔ اور دیباچہ میں علماء و ارباب فکر سے خواہش کی ہے کہ وہ اس بارے میں انہیں مشورہ دیں، تاکہ دیگر حصص بھی شائع ہوں۔

میں اس نیک و مفید خیال پر انہیں مبارک باد دیتا ہوں۔ اس قسم کے حقیقی کاموں کو آج کون سونچتا اور کون کرتا ہے۔ البتہ جو طریق تحریر و عبارت انہوں نے اختیار کیا ہے وہ قابل اصلاح ہے۔ لکھنے پڑھنے میں قدیم طرز کی پابندی سے کیا حاصل؟ خطبہ کی عبارت نہایت موثر ہونی چاہیے تاکہ دلوں کو کہینچ لے اور سامع کو اسکا ذوق دوسری طرف متوجہ نہ ہوئے۔ مطالب بھی جو خطبات میں بیان کیے گئے ہیں، وہی ہیں جو عموماً پرانے خطبوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ طریق اصلاح نہیں۔ اور نہ اس سے کوئی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اصل شے تو مطالب ہی کی تبدیلی ہے۔ اسمیں مسلمانوں کے تمام موجودہ امراض ملی و اجتماعی کو پیش نظر رکھنا چاہیے اور ان چیزوں اور شریعت

کرمۃ قدرت

۱۲ - آنہ مرلوی نور محمد - پیر کرمات - جہنگ

مختلف امراض کیلئے مختلف نسخوں کا ایک مجموعہ ہے جس میں سب سے پہلے ایک نسخہ تریاق الامراض نامی درج کیا ہے اور اس کے متعلق دعوا کیا ہے کہ تمام بیماریوں یکساں کیلئے مفید ہے ! پھر بعض دیگر امراض کیلئے نسخے ہیں - آخر میں عرق خضاب وغیرہ کی ترکیبیں -

معلم البنات (اردو ریڈر نمبر ۱)

خواجه فیاض حسن - مدرسہ حامی - آگرہ

لڑکیوں کی ابتدائی تعلیم کے ایک سلسلے کا پہلا نمبر ہے جس میں مفرد حروف سے مرکبات بنائے ہیں - ارقام و اعداد کے نقشے ہیں - نصیحت کے جملے اور چھوٹے چھوٹے خط عزیزوں کے نام دیے ہیں - ابتدائی تعلیم کیلئے یقیناً مفید ہوگی -

عقائد عثمانی

۲ - انہ : مہتمم کتب خانہ نعمانیہ حیدر آباد - دکن

ابتدائی تعلیم کا ایک مفید رسالہ ہے - اسلامی عقائد ضروریہ اور اوامر و نواہی کو صاف اور سلیس عبارت میں درج کیا ہے - خوشخط اور جلی قلم -

لکھنؤ میں جلسہ

فیصلہ مسجد کانپور

عام رائے کی فتح !

دوروز سے لکھنؤ میں چرچا تھا کہ وائسرائے کا شکریہ ادا کرنے کے لیے ایک عام جلسہ ہوا چنانچہ حسب اعلان آج یکشنبہ کو تین بجے جلسہ قرار پایا - قیصر باغ کی بارہ درمی میں غیر معمولی اجتماع نے ساتھ ساتھ منعقد ہوا - مسٹر ندی اللہ پریسیدنٹ جلسہ نے جلسہ کا مقصد بیان کیا - جلسہ نہایت سکون اور خاموشی کی حالت میں شروع ہوا اور غالباً اسی طرح ختم بھی ہو جاتا مگر ایک ایک لوگوں میں ایک بے چینی پیدا ہوئی جس نے رفتہ رفتہ اس قدر ترقی کی کہ آخر کار جلسہ میں ایک انقلاب عظیم ہو گیا بعض اشخاص نے نہایت پر تاثیر تقریریں کیں جن سے عام جلسہ کا رنگ بالکل بدل گیا - شکریہ والا ریزولوشن تو پاس ہوا لیکن ایک دوسرا ریزولوشن بھی پیش کیا گیا جس کا مطلب یہ تھا کہ ”مسجد کا کوئی حصہ کسی حالت میں کسی دوسرے کام میں نہیں لایا جاسکتا“ لہذا موجودہ صورت کی طرح تسلی بخش نہیں ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہماری مسجد بعینہ پہلی حالت میں تبدیل دی جائے“

یہ ریزولوشن جس وقت پیش کیا گیا تو اس زور و شور سے اس کی تائید کی گئی کہ کہ دور دیوار سے صدائے بازگشت آتی تھی آخر کار تمام ارباب حل و عقد کو بھی بلا اختلاف اس ریزولوشن کو منظور کرنا پڑا - آخر میں ان لوگوں پر اظہار افسوس بھی کیا گیا جن لوگوں نے احکام اسلام کے خلاف فتنی دیکر حضور وائسرائے بالقابہ کو دھوکا دیا اور مسلمانوں کو نا قابل تلافی نقصان پہونچایا -

اگرچہ آپ کو اس کی خبر ہوجائیگی مگر میں نے اپنا فرض سمجھا کہ آپ ایسے معتمد قوم کو اس کی اطلاع من و عن پہونچا دوں -

(”معین“ از لکھنؤ)

مباحث و مطالب میں نہایت قیمتی مدد ملتی ہے - غالباً اردو کی یہ جدید کتاب اسی سے ماخوذ ہے - اور نام میں ”معارف“ کا جو لفظ ہے، تو اس سے مقصود قرآن کریم کے متعلق مفید معلومات کا التقاط و انتخاب ہوا، نہ کہ معارف و اسرار علوم قرانیہ -

فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ ضمنی مطالب بھی بہت سے درج کر دیے ہیں - مثلاً بحث جہر تسمیہ و قراۃ فاتحہ خلف الامام و مناقب امام ابوحنیفہ و رد مخالفین احناف وغیرہ وغیرہ - لیکن اس کی ضرورت تھی ؟

کتاب اس قدر عمدہ چھپی ہے کہ لیتھر کی چھپائی کا بہترین نمونہ ہے - ایسی عمدہ طباعت پر ہم مشرق پرپس گورکھپور کو مبارک باد دیتے ہیں - کتاب کے کاغذ اور چھپائی کے مقابلے میں قیمت کچھ بھی گراں نہیں -

ریاض القرا

ناصر الدین محمد مدرس مدرسہ محمدی - رانی پور - مدراس

مولانا حاجی محمود صاحب نے یہ اردو رسالہ فن قرات میں مرتب کیا ہے - مسلمانوں نے اپنی الہامی کتاب کی جس قدر خدمت کی ہے دنیا کی کسی قوم نے نہیں کی لیکن افسوس کہ آج ان کی غفلت بھی آدر قومن سے زیادہ ہے !

از انجملہ فن قرات کی تدریس ہے - اسلام جب عجمی اقوام میں پھیلا جو قدرتی طور پر عربی زبان کے مخارج و تلفظ سے ناواقف اور غیر مستعد تھے تو ضرور ہوا کہ ان کی تعلیم کیلئے کوئی فن ایسا وضع کیا جائے جس کے ذریعہ وہ حروف عربیہ کا صحیح مخارج ادا کرسکیں - پھر طریق قرات و مباحث وقف وغیرہ بھی اسمیں داخل ہو گئے - اگرچہ (بقول حضرة شاہ ولی اللہ) اس طرح کے فنون میں انہماک کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معانی للام اللہ پر تدبر کرنے کی جگہ حروف کے مخارج پر تمام قوت تلاوت صرف ہونے لگتی ہے اور آجکل کے زمانے میں اصلی ضرورت فہم قرآن کی ہے نہ کہ رعایت قرات کی، تاہم ہر شے کا صحت سے پڑھنا ایک ضروری چیز ہے اور علی الخصوص حفاظ کیلئے تو نہایت ضروری -

اردو میں پیشتر سے بھی متعدد رسائل موجود ہیں مگر اس رسالے میں یہ بات مزید ہے کہ اصول قرات کے بعد قرا کے حالات بھی درج کیے ہیں -

حقیقت اسلام

۶ - آنہ : منشی نور الحسن - کوٹھی مشرف منزل - علی گڑھ

جناب حاجی محمد مرسى خاں صاحب رئیس دتارلی نے اپنے وہ مضامین اسمیں جمع کیے ہیں جو انہوں نے ”عقائد و احکام اسلامیہ کے عقلی فوائد و مصالح پر مختلف اخبارات میں لکھے تھے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کو مذہبی پابندی کی دعوت دی جائے“

مذہب کی ضرورت، توحید و رسالت، احکام خمسۃ اسلامیہ، عام اوامر و نواہی، اور اسی طرح کے اکثر ضروری عنوانات پر مضامین ہیں - اس قسم کے رسائل کی آجکل جس قدر اشاعت ہو، انفع ہے - اسلامی احکام کو غیروں کے سامنے پیش کرنے کی آج اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر خود مسلمانوں کے آگے -

شؤون عثمانیہ

شروع ہوجائیگا اور چنگی کا معصوم جو عموماً حسب قواعد رائج ہے اور مصنوعات کا درجہ و صدور جائز ہوگا۔ اور نیز تعین سفر کے متعلق ۲ - دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء میں جو فرامین صادر ہو چکے ہیں، وہ بدستور قائم رہینگے۔

(۵) دستخط سے ایک مہینے کے اندر دونوں طرف کے اسیران جنگ رہا ہوجائینگے، ان کے مصارف وہی حکومت قبول کرے گی جن کے پاس وہ قید تھے، البتہ تنخواہیں ہر حکومت اپنے اپنے اسیروں کے لیے آپ ادا کریگی۔

(۶) طرفین کے وہ تمام اشخاص جنہوں نے اس جنگ میں کسی طرح کا مخالفانہ حصہ لیا اور وہ ایک دوسرے کے قبضہ میں آگئے ہیں، ان سب کے لیے حکم عفو عالم صادر ہوتا ہے۔

(۷) وہ زمینیں جو دولت عثمانیہ کی طرف سے حکومت بلغاریا کو ملی ہیں، وہاں کے باشندے بلغاری رعایا ہوجائیں گے، لیکن چار سال کے اندر تک ان کو حق حاصل ہے کہ بلغاری رعایت سے نکل کر رعایت عثمانیہ میں داخل ہوجائیں، اس کے لیے حکومت بلغاریا اور ترکش کونسل کو پہلے اطلاع دینی چاہیے، اور جو ابھی بچے ہیں وہ سن رشد و بلوغ کے چار سال بعد تک اس اختیار سے مستفید ہوسکیں گے۔

ان اطراف و جہات کے مسلمان باشندے، جو اب بلغاری رعایا ہوجائیں گے، چار سال تک فوجی خدمت اور فوجی معصوم سے بالکل مستثنیٰ رہینگے۔

اگر یہ مسلمان عثمانی رعیت ہونے کو ترجیح دیں گے تو چار سال کے اندر بلغاری علاقے سے مع اپنے سامان و اسباب کے نکل جائینگے، اور اسکے لیے ان کو چنگی کا کوئی معصوم ادا کرنا نہ پڑے گا، نیز یہ بھی ان کے لیے جائز ہوگا کہ اپنی زمین و زراعت و جائداد اپنی ملکیت میں باقی رکھیں اور اپنے طرف سے کسی دوسرے کو ان کا اہتمام و انتظام سپرد کردیں۔

(۹) بلغاری مسلمانوں کو وہی حقوق عطا ہونگے جو خود بلغاریوں کو حاصل ہوں گے، اور ان کو عقائد و عبادات و رسوم دینیہ کے قیام و ادا میں کامل حریت ہوگی۔ رسوم و عوائد اسلامیہ کا احترام ہوگا۔ سلطان کا نام بحقیقت خلافت دینی خطبوں میں پڑھا جائے گا۔

اوقاف اور مجالس دینیہ اسلامیہ جو اس وقت موجود ہیں یا آئندہ کہیں قائم ہوں، اپنے قواعد و نظام عمل کے ساتھ حکومت بلغاریا میں بلا قید و شرط اور بغیر مداخلت، محترم و معتبر ہوں گے، اور بلا قید و شرط، انہیں مداخلت صرف علما اور پادشواہین مذہبی کے ساتھ منحصر رہے گی۔

اوقاف و مجالس بلغاریہ جو دولت عثمانیہ میں موجود ہیں ان کو بھی وہی حقوق عطا ہوں گے، جو دیگر مسیحی اوقاف و مجالس کو حاصل ہیں۔

(۱۰) وہ اوقاف جو اب بلغار حکومت میں داخل ہو گئے ہیں، ان میں بھی وہی قوانین جاری رہینگے جو اس وقت دولت عثمانیہ میں جاری ہیں۔ اور ان کے انتظام و اہتمام کے لیے خاص عہدہ دار متعین ہونگے۔ ان میں کسی طرح کا اوقاف رقت تک تغیر

عالم سلاوی

شروط صلح دولت علیہ و بلغاریا

تفصیلی بیان عربی ذاک سے

ستمبر میں دولت علیہ عثمانیہ اور حکومت بلغاریا کے مابین معاہدہ صلح ختم ہو گیا، اور طرفین کے دستخط ثبت ہو گئے۔ لیکن اب تک سوائے بعض دفعات، شروط صلح کا کامل مسودہ شائع نہیں ہوا تھا۔ اس ہفتے کی ذاک کے جرائد آستانہ و قاہرہ میں اسکی تفصیل آگئی ہے۔ کل ۲۰ دفعات ہیں جن میں سے ضروری مواد کا خلاصہ حسب ذیل ہے :

(۱) دونوں حکومتوں کی سرحد کی ابتدا نہر (رز ریا) سے شروع ہو کر ساحل بحر ایجین پر ختم ہوگی۔ دھانہ نہر (رز ریا) کا خط حدود مجمع انہار (بیروگو) و نہر (ڈیلیوا) سے ملتا ہوا جنوب غریبی اور شمال غریبی کو قطع کریگا۔ اس مجمع النہرین سے گزر کر (نہر ڈیلیوا) کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ کر، نہر (گولیم) سے مل جائے گا، پھر نہر (گولیم) کی دھنی شاخ سے ملکر اس نہر سے متصل ہوگا، جو (ترک خلطی) کی طرف سے آتی ہے، یہاں قدیم و جدید حدود متعدد ہوجائینگے، اور یہاں سے قدیم حدود کے ساتھ ساتھ (بالا بان باشی) تک جدید خط سرحد متعدد رہے گا، اسکے بعد سے جدید خط براہ راست (نہر طاحون) تک آئے گا، اور نہر (طاحون) سے جانب شمال نہر (مریم) تک، جو معطفی پاشا کے مشرق میں بہتی ہے۔

نہر (مریم) کے مغربی رخ سے بغض مستقیم اس ریلوے پل تک یہ خط الے گا، جو نہر (جرمن) پر واقع ہے، اور دھانہ نہر (جرمن) کے شمال سے اس جنگل تک، جس کا نام (تازی) ہے اور جس کا نمبر (۶۱۳) ہے۔ یہاں سے خط تعدید قریہ (یا بلاحق) اور قریہ (عولجق) سے جو عثمانی حدود میں ہیں، نخل زار (نمبر ۴۴۱) اور (نمبر ۳۶۷) سے گذرتا ہوا، نہر (ادا) تک آئے گا، نہر (ادا) کے ساتھ ساتھ مشرق کی جانب نہر (غاجو حور)۔ نہر (اتون)۔ دھانہ نہر (الکائن)۔ دھانہ نہر (مانگھا) اور نہر (ماریقا) سے پیچ رخم کے ساتھ گزرتا ہوا، ساحل نہر (ایجین) پر پہنچ کر ختم ہو جائے گا۔

(۲) دستخط سے (۱۰) دن کے بعد ایک دوسرے کے حدود سے دونوں حکومتوں کی فوجیں ہٹ جائیں گی۔ اور اسکے بعد (۱۵) روز کے اندر ہر حکومت کے عہدہ دار حسب قوانین و رسوم جاریہ ایک دوسرے کو ہارسکی ملکیت پر قبضہ دیدینگے اور (۳) ہفتہ کے اندر دونوں حکومتیں ایک دوسرے کے اسیران جنگ کو رہا کردیں گی۔

(۳) بمعہ ثبت دستخط، فریقین میں ذاک، 'تلفراف' اور ریلوے کے تعلقات شروع ہوجائینگے۔

(۴) ایک سال کے اندر فریقین میں تجارت اور جہاز رانی کا وہ معاہدہ جو ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء میں طے ہو چکا ہے، از سر نو

بریفنگ

دولت علیہ کا مستقبل

(نیرابست) کی تازہ اشاعت میں ایک نہایت باخبر شخص کی مراسلہ شائع ہوئی ہے، جو لکھتا ہے:

”نہایت عیارانہ مخفی تدبیریں یونان کے ایجنٹوں کے ذریعہ عمل میں آرہی تھیں۔ انکی غرض یہ ہے کہ اس طرح عام خیال کو ترکی و یونان کی موجودہ گفت و شنید کی طرف متوجہ کیا جائے اور اصلی امور سے جو اس میں پوشیدہ ہیں، پھیر کر، کسی اور طرف مائل کیا جائے۔ یہ لوگ ترکوں کے مظالم کی قدیم فرضی اور مصنوع داستانیں سرزمین برطانیہ میں شائع کر رہے ہیں۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ سب سے مخفی رازہائے سرستہ جنگا اسکشاف اب ہوا ہے، ملک کو ایسی باتوں کے قبول کرنے کا کبھی موقع نہ دینگے۔ اگر اب کوئی تیسری جنگ بلقان میں چھڑ جائے تو ترک اپنے دشمنوں کے ساتھ کسی انصاف پڑوہی کے ساتھ پیش آئیں گے جو انہوں نے سنہ ۱۸۹۶ء کے جنگ میں دہلائی تھی۔ اور ہمیں یقین ہے کہ وہ ایسا نکرینگے جیسا کہ یونان کے اپنے حلیف بلغاریا کے ساتھ کیا۔“

تراوں کے طرز عمل کے متعلق در ابتدائی بانیں بطور اصول کے قابل لحاظ ہیں۔

(۱) ترکوں کو ضرورت ہے کہ بیرونی حملوں کے خوف سے بالکل مامون ہو جائیں اور

(۲) ملک کی اندرونی ترقی و ترقی کے متعلق تدابیر عمل میں لائیں۔

یہ دو امور ایسے ہیں جن پر برطانیہ عظمیٰ بلکہ تمام یورپ کا مفاد منحصر ہے۔ ترکوں نے جو جنگی خدمات پہلی جنگ بلقان میں اٹھائے وہ یورپ کے لیے بڑا مؤثر سبق ہونا چاہے۔ اس جنگ کی وجہ سے اسٹریا کو ایس ملین پوند صرف اپنی فوج کی گرد آمدی پر خرچ کرنا پڑا، اسی کی وجہ سے جرمنی کو ایک خاطر خواہ تعداد کا اضافہ اپنی فوج میں کرنا پڑا، اسی طرح کی کوشش کسی قدر فرانس کو بھی کرنی پڑی، غرض کہ اس جنگ کی وجہ سے ایک عالمگیر مالی بی اطمینانی اور اقتصادی تہمتی ملک میں پھیل گئی۔ یہ جنگ اپنے ساتھ نا متناہی مصلاب لائی اور سب سے ادنیٰ تخمینہ ان جانوں کا جو اس کی قربانگاہ پر چڑھائی گئیں، سات لاکھ پچاس ہزار ہے ۱۱

نہ صرف برطانیہ بلکہ تمام یورپ کے لیے نہایت ضروری ہے کہ ترکوں کو بلا خوف و خطر نہایت کامیابی کے ساتھ مذکورہ بالا مقاصد کے حصول کے واسطے کام کرنا کی مہلت دیدی جائے۔ ترکی اگر خطرہ میں پڑ جائے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ تمام یورپ کا امن خطرہ میں پڑ جائے گا۔

چوس Chios اور میٹنی Mitylene ان دونوں کے علاوہ ان جزیروں پر جن سے در دانیال پوزہ آسکتی ہے، قبضہ کر لینا سلطنت عثمانیہ کے لیے نہایت اہم ہے۔ ترکی کا ان جزیروں پر قبضہ نہ رکھنا ویسا ہی ہے، جیسا کہ برطانیہ کا جزیرہ سکیلی Scilly اور ویکٹ Wight سے دست بردار ہو کر جرمنی کے حوالہ کر دینا۔ ان جزیروں کا جو ترکوں کے ایشیائی مقبوضات کے تحفظ کے

و تبدیل نہ ہوگا، جب تک کہ ان کا کافی معارضہ ادا نہ کر دیا جائے۔ اور ان اوقات کی رقمیں جن ضرورتوں میں پہلے صرف ہوتی تھیں، انہیں ضرورتوں میں اب بھی صرف کی جائیں گی۔ (۱۱) خاص سلطانی اور ارکان خاندان سلطانی کی جاگیر جو اب بلغاری علاقے میں واقع ہوگئی ہیں، اپنے قدیم مالکوں کے قبضے میں علی حالہ باقی رہیں گی۔ اگر ان کا فروخت کرنا منظور ہوگا تو مرحال میں بلغاری رعایا کو درسوں پر ترجیح دی جائیگی۔

(۱۲) بلغاری حکومت میں ایک رئیس المفتیڈین کا عہدہ قائم کیا جائیگا جو مسلمانان بلغاریا کے انتخاب، شیخ الاسلام قسطنطنیہ کی منظوری، اور حکومت بلغاریا کے قبول سے ناظر ہوگا، اس کے ماتحت ہر صوبہ میں مفتی رہینگے، جو مسلمانوں کے تمام مذہبی و دینی احکام و فتاری کو جاری و نافذ کریں گے، ان تمام مذہبی عہدہ داروں اور ان کے ماتحت نظارت معررین و رکلا کے وظائف اور تنخواہیں حکومت بلغاریا ادا کریگی۔ ان کی تغییر و تبدیل کا حق صرف رئیس المفتیڈین کو ہوگا۔

(۱۳) حکومت بلغاریا رئیس المفتیڈین کی ہدایت و مشورہ سے مسلمانوں کے لیے خاص مدارس قائم کریگی۔ مدارس کی زبان ترقی ہوگی، اور بلغاری زبان بھی اس میں پڑھائی جائے گی۔ رئیس مدارس مسلمانوں کے تعلیمی امور و مسائل کے متعلق حکومت بلغاریا سے براہ رست گفتگو کرے گا۔

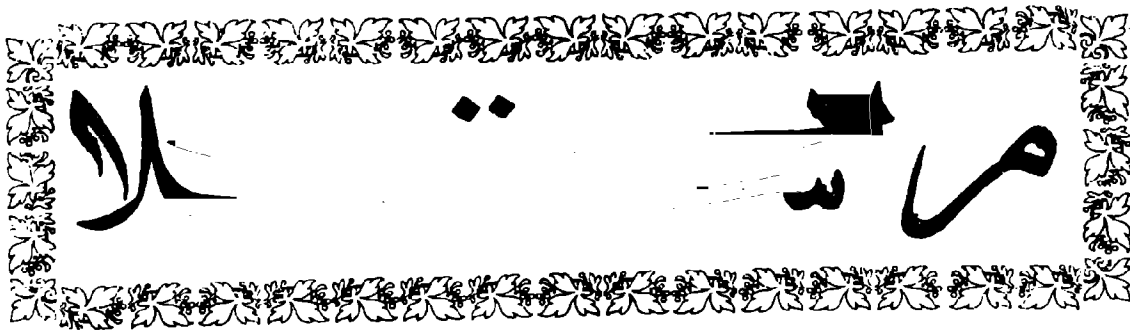
(۱۴) ہر صوبہ میں جہاں مسلمان ہوں، اوقاف و مدارس و مجالس اسلامیہ کی نگرانی و انتظام کے لیے ایک مجلس ہوگی، جس کے ممبر صرف مسلمان ہوں گے۔ اس قسم کی مجلسوں کا حکومت پورا احترام و اعتبار کرے گی۔

فیصلہ مسجد کانپور

از جناب مولوی محمد رحید الدین صاحب (علی گڑھ)

۲۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۱ ہجری روز چہار شنبہ کا ”الہلال“ میں نے دیکھا، اس میں مسجد کانپور کے مضمون کو دیکھ کر مجھ کو بہت حیرت ہوئی۔ اب تک تو یہ سنا تھا کہ مسجد کانپور کی زمین کو نعمت نے چھوڑ کر مسجد کو دیدی مگر آپ کے اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کو زمین متنازعہ فیہ واپس نہیں دی گئی، بلکہ یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس زمین میں آٹھ فٹ کی محراب قائم کر کے اس پر مسجد کے متعلق سہ درہ تعمیر کر لیا جائے۔ اگر یہ خبر صحیح ہے اور غالباً صحیح ہوگی جب تو رسالہ ”الہلال“ اور نیز اخبار ”ریل امترس“ میں درج ہوئی ہے۔ تو اس بنا پر یہ بالکل صاف بات ہے کہ یہ زمین ہرگز ابھی تک مسجد کو نہیں ملی کیونکہ کتب فقہ کے دیکھنے سے ظاہر ہو جائے گا کہ جو زمین کہ اوسمیں مسجد کا سامان رکھا جائے، یا وہ زمین جو مسجد کی ضروریات کے واسطے ہو، قطعاً مسجد میں داخل ہے، غسل خانہ وغیرہ جو مسجد کی ضروریات میں سے ہے اس کی زمین بھی مسجد ہی میں داخل ہوگی۔

پس زمین متنازعہ فیہ میں جب ایک محراب اس غرض سے بنائی گئی کہ لوگوں کی آمد و رفت کے واسطے راستہ ہو اور اس محراب پر سہ درہ بنا کر مسجد کے متعلق کر دی گئی، تو کیا اس زمین کو یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ زمین مسجد کے متعلق ہے؟ میں نے جو عرض کیا ہے وہ موافق تحریرات اخبارات ہے اگر تحریرات اخبارات غلط ہیں تو میری عرضی بھی بناء الفاسد علی الفاسد کی صورت اختیار کر کے غلط ہوگی، رزنہ نہیں۔



عید کی خوشی

از جناب سید غوث معی الدین صاحب منیجر ایجوکیشنل
پبلیکیشنز ہاؤس ریاست میسرور۔

ہمارے ہاں ہر سال بہت سی عیدیں آتی ہیں، ان موقعوں پر ہم کیا کرتے ہیں؟ نئے کپڑے پہنتے ہیں، لذیذ کھانے کھاتے اور کھلاتے ہیں اور پھر خورشیاں منانے لگتے ہیں۔

مہذب ممالک کے لوگ بھی یہ سب کچھ کرتے ہیں مگر وہ چند اور سبق آموز کام بھی کرتے ہیں جو ہم نہیں کرتے۔ ان ممالک کے ارباب فکر کے سونچا کہ عید کے دن خوشی منانے کے ذریعے ایسے ایجاد کیے جائیں جن سے ظاہری اور باطنی دونوں مسرتیں حاصل ہو سکیں، ان لوگوں نے اس سوال کو بڑی عمدگی کے ساتھ حل کر لیا۔ عید کے دن ایک دوست دوسرے دوست کو ”عید کارڈ“ روانہ کرتا ہے جس سے ظاہری خوشی بھی حاصل ہوتی ہے اور اس کے مضامین سے فائدہ بھی پہنچتا ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اس موقع پر کتابیں دوستوں کو بطور تحفہ بھیجنے ہیں جو خاص طور پر مہیا کی جاتی ہیں۔ آجکل ہندوستان میں بھی مہذب ممالک کے لوگوں کی طرح عید کارڈ رائج ہو گیا ہے لیکن افسوس کہ اس سے بجز نمایش و تفریح کے آرر کوئی فائدہ نہیں۔ اس سے کاتب اور مکتوب الیہ کو کیا خوشی میسر آتی ہوگی! میرے دوستوں! خوشی تو وہی سچی اور اصلی ہے جبکہ ہم بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے عید کے کل احکام بھی باقاعدہ ادا کریں، اُس دن اپنے اراکوں اور ہمتوں کو مستقل اور وسیع کریں، اپنی اور اپنی قوم کی سچی ترقی کے وسایل پر غور کریں، اور کوئی تدبیر اپنی بگڑی کے بنانے کی نکالیں، صرف کارڈوں کی بھر مار سے یہ ساری باتیں حاصل نہیں ہو جائیں۔

دیکھتے ہو کہ کرسمس میں کئی لاکھ کتابیں چھپتی ہیں، بچوں کیلئے چھپتی ہیں، لڑکوں کیلئے چھپتی ہیں، لڑکیوں کیلئے چھپتی ہیں۔ اور عام مذاق کے لڑکوں کیلئے چھپتی ہیں۔ اور پھر کیسی چھپتی ہیں؟ کہ حقیقتہً تحفہ میں دیجا سکیں۔ قیمتی کاغذ پر خوشنما حروف ایسے معلوم ہوتے ہیں، گویا موتی جڑ دیے ہیں۔ سنہری کنارے کتاب کو سچ مچ سورے کی اینٹ بنا دیتے ہیں۔ ان تمام خوبیوں پر جلد کی دل فریبی مستزاد ہوتی ہے۔ ایک ایک شخص درجنوں کتابیں خریدتا ہے، اپنے بچوں اور اپنے دوستوں کے بچوں کو دیتا ہے۔ یہی کتابیں ہیں جو ان لوگوں میں اعلیٰ خوشی پیدا کرے آنکو مستقل مزاج، ”الواعزم“ اور ہمدرد قوم بنا دیتی ہیں!

ایک عرصہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ عید کے دن ہماری خورشیاں کا پیمانہ صرف ایک عید کارڈ کے ملنے ہی سے چھلکنے لگتا ہے۔ ہم اب تک عید کی اصلی خورشیاں سے معروم ہیں۔ ریاست

یہ ضروری ہیں، یونان کے طرف سے شد و مد کے ساتھ مطالبہ کرنا، ہر ایک صحیح العقل انسان کو یقین دلانے کے لیے کافی ہے کہ اسمیں کوئی آرر غرض بعید اُسے پیش نظر ہے، اور یہ غرض یہی ہے کہ وہ کسی طرح اس توازن کو قائم رکھنے میں مدد دیں ہو سکتی، جو ہر یورپین سیاست دان کے دماغ میں موجود ہے۔ اور نیز یہ کسی طرح اس امن کو واپس نہیں لاسکتا جس کے لیے مراقرہ کرے کی زیر ہدایت یہ کام کر رہے ہیں۔

فارپین اب خیال کر سکتے ہیں کہ یونان ان جزائر کا کیا مصرف یگا؟ اور پھر وہ کس طرح ترکوں کے ایک دائمی خطرہ کا باعث ہونگے؟ ہم سب اُس حوصلہ سے بے خبر نہیں ہیں، جو یونانیوں کو سلطنتیہ کے متعلق ہے۔

اس کی تشریح کے لیے میں صرف اتنا کہنا کافی سمجھتا ہوں کہ ابھی گذشتہ شب کو ایک انگریز نے ایک خط یونان سے لیا ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ وہاں ایک تیسری لڑائی زر قسطنطنیہ پر حملہ کرنیکا چرچا چھڑا ہوا ہے۔ شاہ یونان کا حوصلہ صرف اتنی سی بات سے نہ مٹیکا کہ آتے بلغاریا کا سزا دھندہ ہا جائے۔ اس نے قسطنطین درازدہم کا خطاب اختیار کیا ہے، تا اپنے پ کو اُس قسطنطین کا خلیفہ بلا فصل ظاہر کرے جس نے بازنطینی Byzantin سلطنت کو اپنے ہاتھ سے کھریا تھا۔ جب ہم اس بجا حوصلہ کو سمجھتے ہیں اور اس امر کو بھی بخوبی جانتے ہیں کہ اسمیں کیا کیا خطرات یورپ کے امن عام کے لیے رشیدہ ہیں؟ تو ہمیں یقین ہو جانا ہے کہ بڑی طاقتیں ایک نکت کے لیے بھی نہ تو یونان کے مطالبات کا ساتھ دینگی اور اُس کے مخفی کید و مکر کو نظر استحسان سے دیکھیں گی۔

یونان ان جزیروں سے جو کام لیگا، ہم نہایت صفائی کے ساتھ لکھ رہے ہیں۔ اس کے پاس وہ جزیرے سیاسی مفسدہ پردازوں سرچشمہ ہو جائیں گے اور تمام قسم کی مہذرات قانونی کے شیطانی ممالک عثمانیہ میں جانیکا ذریعہ بن جائیگا۔ یہ حالت ایت ہی ناقابل برداشت ہوگی۔ اسکا انجام جنگ اور ہلاکت، سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو، ہنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی مہفتہ وار ہالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو بارہ ہفتہ وار ہونے کے، زانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے۔ اگر آپ س عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کے لیے ایجنٹ بن جائیں۔

انصاف پسندی ضرب المثل ہے۔ اگر ٹرانسوال کی عدالت سے کوئی زیادتی ہو گئی تو آسکے خلاف کارروائی کرنا برٹش گورنمنٹ کے انصاف کو برقرار رکھنا ہے۔ ہمارے ہندی بھائی اپنے ملک اور مذہب کی آبرورکھنے کے لیے کیسا ایثار نفس کر رہے ہیں؟ یہ ایک ایسی ہمارا فرض نہیں کہ ہم دامن، درمے، آنکے کام آئیں؟ یہ ایک ایسی تحریک ہے کہ ہندو مسلمانوں کے رشتہ اتحاد کو اور زیادہ مستحکم کر دیگی۔

مَجِسَرَا فَعَمَضَج وَجَا نَدَل

بہ تقویٰ نہ اہل اللہ

(۲)

پائی	آٹہ	رہیہ
ایک فیاض و غیور فرد ملت بذریعہ جناب حاجی		
مصلح الدین صاحب کلکتہ	۱۰۰	۰
ایم۔ ایچ۔ ایس۔ مال رنگور	۵	۴
بذریعہ جناب لطف الدین صاحب دھارادار		
بمبئی۔ بعد وضع منی آدر فیس	۸	۴۶
جناب ایس محمد بخش صاحب	۰	۲۵
جناب منشی زبیر الدین صاحب	۰	۵
جناب غفور خان صاحب	۰	۵
جناب عبد الرحاب صاحب	۰	۲
جناب حافظ مہتاب صاحب	۰	۲
جناب لطیف الدین صاحب	۰	۵
جناب جمعدار داؤد صاحب	۰	۱
جناب عبد الرزاق صاحب	۰	۸
جناب شہاب الدین احمد صاحب	۰	۸
جناب محمد احمد صاحب ہاشمی	۰	۸
جناب محمد یوسف صاحب	۰	۸
جناب محمد اسماعیل سیت صاحب سمبواس		
اسٹریٹ مدراس	۵	۰
جناب رومیس احمد صاحب لاہور پور		
سیتا پور	۱۰	۰
ایس۔ ایم۔ اے۔ جلیل چوک مسجد۔ آرہ	۵	۰
جناب حافظ عبد الرحاب صاحب کورہ ندا پورٹی		
اعظم گڑھ	۵	۰
جناب محمد الدین صاحب سالنس ماسٹر		
ہوشیار پور	۲	۰
جناب خدا درست صاحب ہوشیار پور	۲	۰
ایک بندہ خدا	۱	۰
جناب سید احمد حسین صاحب گیا	۴	۰
جناب عبد العی خان صاحب حیدر آباد۔ دکن	۱	۰
جناب کبیر احمد صاحب بہار گلدور	۳	۰
جناب محمد بیگ صاحب اورنگ آباد	۵	۰
جناب مسعود احمد صاحب لاہور پور سیتاپور	۵	۰
ایک بزرگ شاہچہانپور	۲	۰
جناب محمد ابراہیم دارجلنگ	۱	۰
جناب مروری عبد السلام ندوی لکھنؤ	۰	۸
”جناب ابرام اللہ خان صاحب ندوی“	۰	۸
”جناب محمد سعید خان صاحب ندوی“	۰	۸
جناب دین محمد ماسٹر دارالعلوم ندوہ	۰	۴
”جناب فضل الرحمن مدرس“	۰	۴
”جناب اشفاق حسین صاحب ندوی“	۰	۴
”جناب محمد سعید۔ متعلم ندوہ“	۰	۲
جناب خراجہ سید منظور احمد صاحب آرہ	۱	۰

(میسور) ہمارے ہندوستان میں ”ماڈل اسٹیٹ“ مہرور ہے۔ مہرور نہایت خوشی ہوئی جب میں نے دیکھا کہ یہاں کے زندہ دل اہل اسلام نے گذشتہ عید الفطر کے موقع پر عید کارڈوں کے علاوہ سبق آموز دلچسپ کتابیں بھی دوستوں کو بطور تحفہ بھیجیں اور اس طرح ایک عمدہ رسم کی بنیاد ڈالی۔

ہندوستان میں (ٹائمز آف انڈیا) کرسمس کے موقع پر اس قسم کے متعدد تحائف تیار کرنا ہے اور اس اخبار کا کرسمس نمبر بھی بڑی آن بان سے شائع ہوتا ہے۔ اردو میں ٹائمز آف انڈیا کے مقابلہ میں اگر کوئی جرنل پیش کیا جاسکتا ہے تو وہ صرف (الہلال) ہی ہے، اور ہماری خوش قسمتی سے اس کے فاضل ایڈیٹر کے کلام میں وہ تاثیر اور شیرینی ہے کہ کیا بچے کیا بڑے، سبھی مزے لے لے کر پڑھتے ہیں۔ اگر دفتر الہلال سے عید کے موقعوں پر عید اور خاص اسی وقت تحفہ میں دیے جانے کے قابل کتابیں طبع ہونے کا انتظام ہو، تو کل اہل اسلام کو بے حد فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

امید ہے کہ فاضل ایڈیٹر الہلال اور دیگر خیر خواہان قوم اس ضروری التماس پر خاص توجہ مبذول فرما کے اس رسم کی اجراء کے متعلق اپنی اپنی آراء ظاہر فرمائیں گے۔ کم از کم اتنا تو ہو کہ الہلال کا ایک خاص عید نمبر مرتب ہو کر شائع ہو۔ اگر ایسے اس کا انتظام کیا جائے تو چار ہزار کاپیوں کا میں اسی وقت آرڈر دیتا ہوں۔

۱۔ لال:

آپ کی تجویز اور برادران میسور کی عملی تحریک نہایت مبارک ہے۔ لیس العید لمن لیس الجدید، انما لعید لمن خاف یم الوعید افسوس کہ آپ دیر میں اطلاع دی۔ اس لیے اس عید کے موقع پر ترمیم سے مجبور ہوں۔ البتہ بشرط زندگی آئندہ انتظام کیا جائے گا۔

اعانۃ مسجد کانپور کا ایک مصروف

از جناب مولانا نجم الدین احمد صاحب۔ ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر۔ کلکتہ

مرلانا! السلام علیکم۔ آپ مجھے اجازت دیں کہ آپ کے پیش بہا رسالے کے ذریعہ سرمایۂ مسجد کانپور کی ایک عمدہ صورت مصروف پیش کروں اور آپ ازراہ نوازش اپنی رائے سے بھی مطلع فرمائیں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ کانپور کی مسجد کے معاملہ میں جو آراز آٹھی، وہ بہت کچھ آپ کے ذات بابرکات کی مساعی کا نتیجہ تھی اور اس ایجنسی ٹیشن میں الہلال کی خدمت یاد گار رہیگی۔ ہندوستان کے ایسے آپ کی ذات غنیمت ہے اور قوم کی مذہبی تعلیم کے لیے الہلال۔ یہ تحریک اگر الہلال کے ذریعہ مقبول طبع عام ہو تو قوم کو کیا عذر ہوگا۔

میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس سرمایہ کا ایک حصہ جنوبی افریقہ کے مصیبت زدہ مسلمان بھائیوں کی امداد کے لیے دیا جائے جو اپنے ملک اور مذہب کی عزت کے لیے جیل خانہ جارہ ہیں اور ہر طرح کی تکالیف برداشت کر رہے ہیں۔ جناب کو معلوم ہے کہ عدالت جنوبی افریقہ نے حکومت کے اشارہ سے مسلمانوں کے تعداد از دراج کے قانون کو جائز نہیں قرار دیا، یعنی ایک سے زائد بی بی نا جائز ہو گئی اور ان کے بچے ناجائز مانے جائیں گے۔ ایسی عورت کو اپنے شہر کے ساتھ رہنے کا بھی حکم نہیں۔ یہ صریحاً ہمارے مذہب کی توہین عظیم ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے مذہب کی حفاظت کے لیے ہر طرح کی کوشش کریں اور جس طریقہ سے جہاں تک ہو سکے، اس میں مدد کریں۔ برٹش حکومت کی

عرق بودینہ

ہندوستان میں ایک نئی چیز ہے جو بڑے تک کو ایک سال فائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل رعایا والے کو گھر میں رکھنا چاہیے تازی دلائی پودہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے۔ رنگ بھی پتوں کے ایسا سبز ہے۔ اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی سی ہے۔ مندرجہ ذیل امراض کے واسطے نہایت مفید اور آکسیر ہے: نفع ہو جانا، کھٹا ذکار آنا، درد شکم، بدھضمی اور متلی، اشتہا کم ہونا، ریح کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ - آنہ معصوم ذاک ۵ - آنہ ہر دو حال میں نہایت بلا قیمت منگوا کر ملاحظہ کیجئے۔ نوٹ - ہر جگہ میں ایجنٹ یا مشہور دوا فروش کے یہاں ملتا ہے۔



[۱۹]

مرہنی کا موہنی کسم تیل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی کے جب سب چیزوں کی کٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پتوں یا مصالحوں سے بگاڑ کر معطر خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے۔ لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں بعض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متمسک نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بذاتی ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دہسی دلائی تیلوں کو جانچ کر "مرہنی کسم تیل" تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد ملی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا۔ یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیر پا ہونے میں لا جواب ہے۔ اس کے استعمال سے بال خوب گھنے آگئے ہیں۔ جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اس کی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے۔

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ معصوم ذاک۔

... یہ ! ...

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بیمار ہیں مگر جانا یا کرتے ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پلنگ دوا ارزاں قیمت پر گھر بٹھنے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے۔ ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیعہاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اس کے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے۔ مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اس کی بدولت بھی ہیں اور ہم دوسرے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بیمار یعنی پیرانا بیمار - موسمی بیمار - باری کا بیمار - بھر کر آنے والا بیمار - اور وہ بیمار - جس میں دم جگر اور طبعال بھی لاحق ہو، یا وہ بیمار - جس میں متلی اور فے بھی آتی ہو - سردی سے ہوا گرمی سے - جنگلی بیمار ہو - یا بیمار میں درد سر بھی ہو - کالا بیمار - یا آسامی ہو - زرد بیمار ہو - بیمار کے ساتھ گائیاں

اصل عرق کافور

[۱۱]

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی کی وجہ سے پتلے دست پیک میں درد اور فے اکثر ہوجاتے ہیں۔ اور اگر اس کی حفاظت نہیں ہوئی تو ہیضہ ہوجاتا ہے۔ بیماری ہو جانے سے سنبھالنا مشکل ہوتا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل عرق کافور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو۔ ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں جاری ہے، اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری دوا نہیں ہے۔ مسافرت اور غیر وطن کا یہ ساتھی ہے۔ قیمت فی شیشی ۴ - آنہ ذاک معصوم ایک سے چار شیشی تک ۵ - آنہ۔

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۲۰ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

بھی ہو گئی ہیں۔ اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بھارا ہوا۔ ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے، اگر قضا پالے کے بعد بھی استعمال کیجئے تو بھوک بڑھ جائے، اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چسلی چلائی آجاتی ہے، نیز اس کی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے۔ اگر بیمار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کھلی رہتی ہو۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو۔ توبہ تمام شکایات بھی اس کے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں۔ اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں۔

قیمت ہر بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ

چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

ہر جگہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے

تمام دکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

۱۹۰۱

در دہر دہرائٹر

ایچ - ایس - عبد الغنی کیسٹ - ۲۲ ۷۳

کولر ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

گھر بیتہ روپیہ پیدا کرنا !!!

مرد، عورتیں، بڑے، لڑکے، فرصت کے اوقات میں روپیہ پیدا کر سکتے ہیں۔ تلاش ملازمت کی حاجت نہیں اور نہ قلیل تنخواہ کی ضرورت۔ ایک روپیہ سے ۳۰ - تک روزانہ - خرچ - بڑے نام - چیزیں دور تک بھیجی جاسکتی ہیں۔ نہ سب باتیں ہمارا رسالہ باسانی بغیر اعانت استاد اپنا دیتا ہے !!

تس - ۳ - روپے اور اس

سے بھی کچھ زیادہ

حاصل کر سکتے ہیں۔

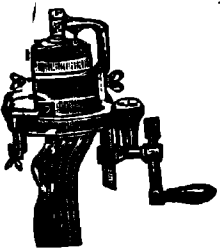
اگر اس سے بھی زیادہ

چاہیے تو چھ سو کی

ایک مشین منگالیں

اور ۳۰ - روپیہ روزانہ

بلا تکلف حاصل کر لیں



تھوڑا سا روپیہ یعنی

۱۲ بتلی نٹ کٹینگ

مشین پر لگائیے - پھر

اُس سے روپیہ روزانہ

حاصل کر سکتے ہیں -

اور اگر کہیں آپ

ادارہ کی خود باف

مشین ۱۰۵ - کو منگالیں

یہ مشین موزے اور ہر طرح کی بندالین وغیرہ بنتی ہے۔

ہم آپ کی بنائی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتے ہیں - نیز اس بات کی کہ قیمت بلا کم و کاست دیدی جائیگی !

ہر قسم کے کاتے ہوئے ارن، جو بڈ میں ضروری ہوں، ہم مہیا کر دیتے ہیں - بعض تاجرانہ نرخ پر - تاکہ روپیوں کا آپ کو انتظار ہی کرنا نہ پڑے - کام ختم ہوا، آپ نے روانہ کیا، اور اسی دن روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لیے اور چیزیں بھی بھیج دی گئیں !

ادھر شا نیتنگ کمپنی - نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ - کلکتہ

[۳۳] ای کے ، نئی قسم کا کار و بار

یعنی

ہر قسم اور ہر میل کامال، یک مشت اور متفرق دونوں طرح، کلکتہ کے بازار بھاؤ پر، مال بندہ اور فرمایش کے مطابق، وزنہ واپس، محصول آمد و رفت ہمارے ذمہ، ان ذمہ داروں اور معائنوں کا معارضہ نہایت ہی کم ۵ روپیہ تک کی فرمایش کے لیے ایک آنہ فی روپیہ ۱۵ - روپیہ تک کی فرمایش کے لیے، یوں آنہ فی روپیہ ۵۰ روپیہ تک کی فرمایش کے لیے آدھہ آنہ فی روپیہ، اس سے زائد کے لیے دریاہ فرمائیے، تاجروں کے لیے قیمت اور حق معائنہ دونوں تاجرانہ تفصیل کے لیے مراعات فرمائیے

منیجر ہلال ایجنسی ۵۷ اسماعیل اسٹریٹ
انتالی - کلکتہ

THE MANAGER, THE "HILAL" AGENCY,
57, Moulvie Ismail Street, P. O. Entally, (Calcutta)

انتالی جدید

روافہ

مولانا السید سلیمان الزبیدی

یعنی: عربی زبان کے چار ہزار جدید، علمی، سیاسی تجارتی، اخباری اور ادبی الفاظ اصطلاحات کی معقول و مشرق دکھائی، جسکی اعانت سے مصور شام کی جدید علمی تصنیفات و رسائل نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکتے ہیں، اور ہلال جن جدید عربی اصطلاحات و الفاظ کا استعمال کبھی کبھی کرتا ہے، وہ بھی اس لغت میں مع تشریح واصل ماخذ موجود ہیں۔ قیمت ۱ - روپیہ - درخواست خریداری اس پتہ سے کی جائے:

منیجر المعین اندرہ، لکھنؤ۔

- ۱۰ - ۱ - الٹر سٹڈ راج مڈل چاندی ڈبل کیس گارنٹی ایک سال معہ محصول پانچروپیہ -
- ۱۰ - ۲ - الٹر سٹڈ راج خاص چاندی ڈبل کیس گارنٹی ایکسال معہ محصول نورروپیہ -
- ۱۰ - ۳ - سٹار ہائیڈر راج جو نقشہ مد نظر ہے اسے کہیں زیادہ خوبصورت سرنیکا مضبوط ملمع جسکے دیکھنے پر پتھاس روپیہ سے کم کی نہیں جچتی گارنٹی ایکسال معہ محصول نورروپیہ -
- ۱۸ - ۴ - الٹر سٹڈ راج گارنٹی ایکسال معہ محصول پانچروپیہ -
- ۱۹ - ۵ - سٹار گارنٹی لیور راج اسکی مضبوطی سچا ثابت برابر چلنے کا ثبوت صاحب نگری نے گارنٹی دس سال گھڑکے قابل پر لکھا ہے جلد منگائیے معہ محصول چھ روپیہ -
- ۱۶ - ۶ - سٹار سٹم پٹنٹ لیور راج گارنٹی ۲ سال معہ محصول تین روپیہ آٹھ آنہ -

ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلی اسٹریٹ پوسٹ آفس دھرمٹلا کلکتہ
M. A. Shukoor & Co, No. 5/1 Wellesley Street Calcutta.

بکفایت اصلی ہتھ کی عینک لے لیجیے

حضرات اگر آپ قابل اعتماد بندہ و اصلی

ہتھ کی عینک لے چاہتے ہیں تو

صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی پہچانی کی

بکفایت تحریر فرمیں - ہمارے ڈاکٹروں کی

چوبیز میں جو عینک نہریکی وہ بفریہ دی - یہی ارسال خدمت - بکفایتی یا

اگر ممکن ہو تو کسی ڈاکٹر - اپنی آنکھیں امتحان کرا کر صرف نمبر بھیج دیں -

سہر بھی اگر آپکے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدل دیجائیگی -

مسٹر ایس۔ این۔ احمد اینڈ سنس

نمبر ۱۵/۱ ریس اسٹریٹ ڈاک خانہ ویلسلی کلکتہ -

تجارت گاہ کا کام

جس میں ہر قسم کا مال روانہ کیا جاتا ہے۔ مگر بعض اشیا ایسے ہیں جنکی ساخت اور تیاری کے لیے ملنے ہی کی آہ و ہوا ہوتی ہے۔ اسلیے وہ جگہ سے دور ہو کر بھلے ہندوستان میں روا کی جاتی ہیں۔ ہمارے کارخانے میں ہر قسم کی واپس منڈا روغنی پچھلا، مرد، اور، رد، ٹکلی، کاف، بکری اور بھیڑی کے گائے کے سر کا چمڑا، ریش لینڈرویدہ وغیرہ بیکر ہتے ہیں۔ اسکی علاوہ گھڑکے کے سار مانڈا گائے روہیسر کا سفید اور گائے کا ہانڈ بھی بیکر ہوتا ہے۔ یہی سب ہے کہ ہم دور دور کی نسبت اراں نوح پر مہد کرکے ہیں۔ جس قسم کے چمڑے کی اپکو ضرورت ہو منگ کر دیکھیں، اگر مال خراب ہو تو خرچ آمد و رفت ہمارے ذمہ، ورمال واپس

منیجر اسٹنڈرڈ ٹنیری نمبر ۲۲ - کٹوفر لن پوسٹ انتالی کلکتہ

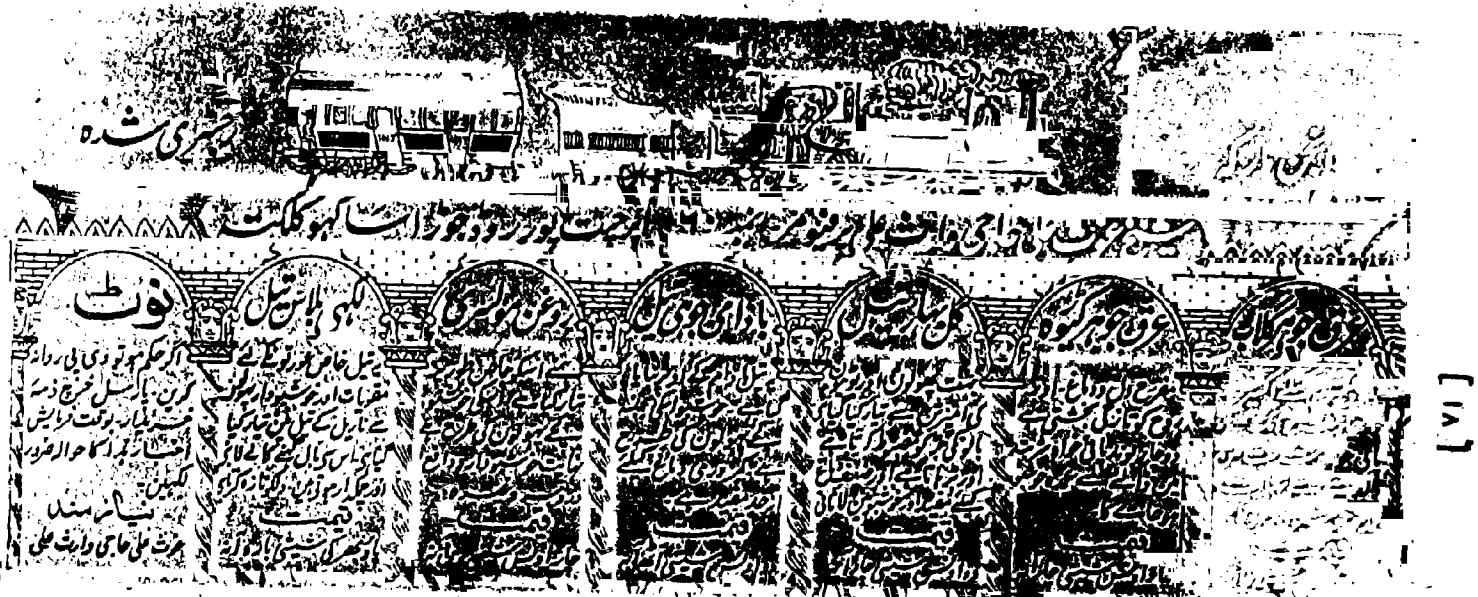
THE MANAGER, STANDARD TANNERY.

22, Cantophers Lane, P. O. Entally, Calcutta.



نہارۃ النصار

سوانح عمری شیخ عبد القادر جیلانی (رض) عربی زبان میں تالیف ابن حجر - ثاباب قلمی نسخہ سے چھپی ہے - کاغذ واپسی صفحہ ۵۶ - قیمت ۸ آنہ علاوہ محصول ڈاک ملنے کا پتہ - سپرنٹنڈنٹ پیکر ہوسٹل - دھرمٹلا - کلکتہ -



لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا إِنَّا نَكُونُ مَعَكُمْ
لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا إِنَّا نَكُونُ مَعَكُمْ

اِسْمَاعِيل

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میرسنول نورخصوی

احمد علی بی لکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱-۲ کلکتہ اسٹریٹ
۱۷۷

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۳

شمارہ : چہار شنبہ ۱۲ - ذی الحجہ ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta: Wednesday, November 12, 1913.

نمبر ۲۰

۱۱۔ اِطَاع

- (۱) اگر کسی صاحب کے پاس دہلی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کر فی پرچہ چار اے کے حساب سے قیمت لی جائیگی۔
 - (۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کر لیں، اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں۔
 - (۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار اے کے ٹکٹ آئے چاہیں یا پانچ آئے کے ری - پی کی اجازت۔
 - (۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے۔
 - (۵) خط و کتابت میں خریداری کے نمبر اور نیز خط کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
 - (۶) منگنی آکر روانہ کرتے وقت کریں پورنام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں۔
- نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیلی کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہو جائیں تو دفتر اس سے ذمہ دار نہ ہوگا
- (منیجر)

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد	فی	فی	نصف	چوتھائی	چوتھائی کالم سے کم
	صفحہ	کالم	کالم	کالم	فی مربع انچ
مرتبہ	روزانہ	روزانہ	روزانہ	روزانہ	روزانہ
ایک	۱۵	۲۰	۲۵	۳۰	۸
۴	۵۰	۳۰	۲۰	۱۵	۸ - ۱
۱۳	۱۲۵	۷۵	۴۵	۳۰	۸ - ۴
۲۶	۲۰۰	۱۲۵	۷۵	۵۰	۸ - ۶
۵۲	۳۰۰	۲۰۰	۱۲۵	۸۰	۸ - ۹

(۱) ٹائٹل پیج کے ہر صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا۔ اس کے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات تو جگہ دی جائیگی۔

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن انکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی۔

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ اے فی مربع انچ ہے۔ چھاپے کے بعد وہ بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کر دیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا۔

شرائط

(۱) اسکے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمائش کے مطابق آپکو جگہ دیں، البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی۔

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور سہ ماہی کے لئے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہبہ لی جائیگی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہ ہوگی۔

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے، اس صورت میں بقیہ اجرت کا روزانہ واپس کر دیا جائے گا۔

(۴) ہر اس چیز کا جو جرے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منقشی معروبات کا، فحش امراض کی دواؤں کا اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنیٰ شبہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا۔

نوٹ — کوئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں۔ ہر م اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7 / 1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address

"AL - HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12

الہلال

میرسنول خصوصی
ملاؤڈ اسٹریٹ

مقام اشاعت
۷ - ۱۰ ملاؤڈ اسٹریٹ
کالکٹہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲

نمبر ۲۰-۲۱

۹ - ۱۲ : چہار شنبہ ۱۲ - ۹ ذی الحجہ ۱۳۳۱ ہجری

جلد ۳

Calcutta : Wednesday, November 12 & 19 1918.

[بقیہ مضمون صفحہ ۴ کا]

جتنے ہڑتال کرنے والے گرفتار کیے گئے تھے سب کانوں میں دھبے لگائے گئے ہیں۔ ہندوستانی ابھی تک اپنے ارادے پر ثابت قدم ہیں اور کم کے لیے حاضری دینے سے انکار کرتے ہیں۔ ان پر غیر حاضری کا جرم قائم کر کے قید سخت کی سزا دی جا رہی ہے اور اس طرح ان سے کانوں میں کم لیا جا رہا ہے۔ دندنی کے مجسٹریٹ مسرس جے۔ ڈبلو کورس اور نیو کیسل کے مجسٹریٹ جی۔ جی۔ جیلیس نے اعلان کیا ہے کہ جو ہندوستانی کم کرنے سے انکار کریں گے وہ بھرے مارے جائیں گے اور جیل کے قواعد کی رو سے انکو کڑوں سے کم کرنے پر مجبور کیا جائیگا۔ بیلنگیم نیوی گیشن اور کیمبرین کی کانوں میں ہزاروں ہندوستانی باقاعدہ کڑوں سے مارے گئے۔ کڑوں کے علاوہ گولیاں بھی چلائی گئیں جن سے دو آدمی سخت زخمی ہوئے۔ ان میں سے دو زبردست زبردست کو پناہ دینے سے مجسٹریٹوں نے صاف انکار کر دیا ہے اور اعلان کر دیا ہے کہ جو شخص مجسٹریٹ کے پاس داد رسی کے لیے کان چھوڑ کر آئے اس پر بھاگنے والے قیدی کی حیثیت سے فائر کیا جائیگا۔ فوج جو لکڑیوں سے مسلح ہے ان مقاومت مجبور کرنے والوں پر نہایت وحشیانہ طریقہ سے حملے کر رہی ہے جو ساحلی ضلعوں میں ہیں۔

مسٹر گرگہلے کو ایک دوسرے تارے معلوم ہوا ہے کہ والکسریسٹ کے ہڑتالیوں پر نہایت وحشیانہ طریقے سے حملے ہو رہے ہیں۔ کم لینے والے راشن دینے سے انکار کرتے ہیں اور باہر سے ہر قسم کی خبر رسانی اور رسد رسانی بھی روک دی گئی ہے۔ مگر تمام ہڑتالی جنگی تعداد دو ہزار ہے، اب تک ثابت قدم ہیں۔

(آخر الانباء)

مسٹر گاندھی نے ولکرسٹ کی عدالت میں بیان کیا کہ انہوں نے اپنے ارادے کی اطلاع وزیر داخلہ کو کر دی تھی اور ولکرسٹ کے دفتر کے مہاجرین کو اپنے عبور کی تاریخ سے بھی مطلع کر دیا تھا۔ انہوں نے عدالت کو یقین دلایا کہ ٹرانسوال میں قیام کی غرض سے ایک ہندوستانی کا غیر قانونی داخلہ موجودہ تحریک سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔

وہ جانتے ہیں کہ جو کارروائی انہوں نے شروع کی ہے وہ ایسے متبعین کے لیے بڑے سے بڑے خطروں اور سخت شخصی مصائب سے بھری ہوئی ہے۔ پچھلے انکو یقین ہے کہ سخت مصائب کے علاوہ اور کوئی شے نہیں جو یونین گورنمنٹ اور اسکے رہنے والوں کے ضمیر کو جنبش میں لاسکے۔

مسٹر کیلین بیچ کو تین ماہ کی سزا ہو گئی۔ مسٹر پرلک ابھی تک حوالات میں ہیں۔

فہرست

۱	شذرات
۱	رفتار سیاست
۵	مقالہ افتتاحیہ
۱	یوم الحج
۱	مطبوعات جدیدہ
۱	بی کانہور مرہک وغیرہ
۲	انلقاد
۵	مجالس ذکر مولد (مسلم)
۷	مذاکرہ علمیہ
۱۱	نقد علوم و معارف
۱۲	و ثالث و حقایق
۱۳	باب التفسیر
۱۴	شکون عثمانیہ
۱۵	دولت ملیہ کا مستقبل
۱۶	برید فرنگ
۱۷	شورش و اضطراب ہند
۱۸	ہندوستان میں انارکزم
۱۹	مسئلہ عباس
۲۰	مقالات
۲۱	آبادی رول بل
۲۲	مزیجات
۲۳	مصالحت مسئلہ اسلامیہ کانہور
۲۴	جلسہ لکھنؤ
۲۵	مسئلہ صلح کانہور اور الہلال
۲۶	مصالحت کانہور
۲۷	کانہور کی ایک یادگار رات
۲۸	مصالحت مسئلہ اسلامیہ کانہور
۲۹	عید اضحیٰ اور انجمن خدام کعبہ
۳۰	

ادب

۵ - ۱۰	یوم الحج
۲۲ - الف	انجمن ہلال احمر رنگرہ
۱۲ - ج	شہزادہ عمر فاروق افندی
۱۲ - ج	حضرت الامیر سلطان تیمور
۱۲ - ۵	ملکہ الزبیتہ
ایضاً	شاہ ہنری چہارم

شذات

یوم اللہ اور "زب الہی"

نویں دفتہ و . ڈڈہ ق : ول !!

مژدہ صبح دریں تیرہ شبانم دادند * شمع کشتند وزخورشید نشانم دادند !
رخ کشودند و لب ہرزہ سرایم بستاد * دل ربودند و دو چشم نگرانم دادند !

کلید بستگی تست غم ، بے جوش اے دل !
تو گر چنین نہ گدازی ، گرہ کشاے تروکیست ؟

لیکن دوسری قسم اُن مضا میں کی ہے جو باصلاح قدیم و محبوب ، دماغ سے نہیں بلکہ دل سے تعلق رکھتے ہیں ۔ جنکے لیے دماغ کی کارش نہیں بلکہ دل کا جوش مطلوب ہے ۔ جو حواس کی جگہ جذبات و عواطف کے تابع ہیں ۔ جنکے لکھنے کیلئے بہترین وقت وہی ہوتا ہے جب دماغ لا یعقل مگر دل ہوشیار ہوتا ہے ۔ اور جنکے لیے شرط اولین یہ ہے کہ ادراک و حواس کو بالکل معطل کر دیجیے اور ازسرتا پا پیکر جذبات مخفیہ و مجسمہ حسیات قلبیہ بن جائیے کہ دل کے کار و بار کی رونق کیلئے بازار خراب و ہوش کی ویرانی ضرور ہے !

اس قسم کی چیزیں البتہ وقت اور حالات پر موقوف ہیں ۔ ضرورت سے متاثر نہیں ۔ جب تک چولے میں آگ نہر ، دیگ سے دھواں نہیں اُٹھ سکتا ۔ یہ آگ اپنے اختیار میں نہیں ۔ کبھی خود بخود بہرک اُٹھتی ہے اور کبھی ہزار ہوا دیجیے ، ایک چنگاری بھی میسر نہیں آتی ۔

اسکی مثال یوں سمجھیے کہ کبھی موسم خزاں میں دل کا کوئی مخفی جوش بہار اسطرح آئینو مترنم کر دیتا ہے کہ خود بخود گنگنائے لگتے ہیں ، اور کبھی طبیعت اسطرح افسردہ ہوتی ہے کہ عروس بہار کو با ہمہ عشرہ ہالے تمکین رہا سامنے دیکھ کر بھی شگفتہ نہیں ہوتی ۔ اسکے بھی اسباب و محرکات ہیں ، مگر وہ نہیں جسے دماغ و ادراک قوت و استعداد جالب کرتا ہے ۔ کچھ دوسرے ہی محرکات ہیں ، اور جب تک انکا اشارہ نہر ، دل کی موسیقی کا تار مترنم نہیں ہوسکتا :

چاک مت کر جیب بے ایام گل
کچھ ادھر کا بھی اشارہ چاہیے !

میری حالت اس بارے میں بالکل بے اختیارانہ ہے ۔ ضرورت ہر طرح کا کام اپنے وقت پر کر لیتی ہے ، مگر اپنی پسند اور خواہش جس شے کو دھونڈھتی ہے ، وہ دوسرے ہی کے قبضہ میں ہے :

زمام حیر ما بستہ تصرف تست
اگر یقین نداری بامتحان برخیز !

ارادہ تھا کہ اس موقع پر کچھ لکھوں گا مگر نہ لکھ سکا ۔ البتہ اسکی جگہ توفیق الہی نے اس سے لہم تر بلکہ اصل مقصد کی طرف اقدام عمل کا سامان بہم پہنچا دیا ، یعنی یوم الحج اور عید اضحیٰ کی مقدس یاد کے ساتھ جماعۃ " حزب اللہ " کی تکمیل تاسیس متشکل و میثمل ہو کر نمودار ہوئی ، اور میں نے دیکھا کہ الحمد للہ اب اسباب سکوت بکلی مرتفع ، موانع اقدام یکسر

پچھلے سال عید الفطر اور عید اضحیٰ کے موقع پر مناسب وقت مقالات افتتاحیہ لکھنے کی توفیق ملی تھی ۔ اس سال عید الفطر بھی خالی گئی اور افسوس کہ عید اضحیٰ کے موقع پر بھی طبیعت کی افسردگی نے کروت نہ لی ، حالانکہ دل شوریہ کے ماتم و شیون کا اصلی موسم یہی تھا ۔

ادھر کچھ عرصے سے ہا : یے : گم ہے ، اور سراغ راہ ناپید ۔ گم گشتگی پیلے بھی تھی مگر کبھی کبھی خبر بھی آجاتی تھی ۔ اب یہ بھی نہیں :

باز اے دل با کہ می باشی کہ با ما نیستی !
در کجائی ، چند روزے شد کہ پیدا نیستی !

مضامین باعتبار مواد و اصول نگارش دو طرح کے ہوتے ہیں ۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ عام واقعات و حوادث کے متعلق انکار و آرا کا اظہار کیجیے ، یا کسی علمی و دینی موضوع پر بحث کیجیے ۔ اسکے لیے تلاش و رجوع کتب کی ضرورت ہوتی ہے ۔ یا پھر اپنی یاد داشت اور حافظہ کی معلومات کی ۔ اکثر لوگ تو اسکے لیے بھی فراغ خاطر اور جمعیت و سکون طبع کے محتاج ہوتے ہیں کہ دماغ ٹھکانے نہیں تو قلم و مداد کی صحبت کسے گوارا ہو ؟ مگر سچ یہ ہے کہ اگر دماغ مناسب ہو اور توفیق مبداء فیاض رفیق ، تو اسکے لیے نہ تو فرصت کی ضرورت ہے نہ صحت کی ۔ نہ دن کی شورش اسکے لیے مغل ، نہ رات کی سرگرانی اسمیں حائل ۔ نہ تو پریشانی خاطر اسکو روک سکتی ہے اور نہ شورش طبع مانع ہوتی ہے ۔ ہر وقت کسی نہ کسی طرح کام کیا جاسکتا ہے اور میرا تجربہ و عمل یہی ہے ۔

الحمد للہ کہ پریشانی و غم و رھم کے سخت سے سخت مواقع میں بھی مجھے قلم جواب نہیں دیتا ۔ وقت کی کمی کر کبھی بھی میں نے عدم تحریر و تالیف کیلئے عذر نہ سمجھا ، اور جمعیت خاطر کا اس بارے میں ابداً قائل نہیں ۔ یہ ایک فضل و کرم ربانی ہے ، ورنہ اگر اپنے کاموں میں جمعیت خاطر اور فرصت و سکون کا محتاج ہوتا ، تو شاید چھ مہینے کے بعد بھی ایک سطر لکھنے کی بمشکل امید ہوتی ۔ کیونکہ میری زندگی بہ حسب اصطلاح زمانہ ، دلجمعی و فراغ خاطر کے اسباب سے بکلی محروم ہے ۔ میرے لیے سرور و انبساط دائمی طور پر مفقود ہیں ۔ میں ایک نا آشنا مسرت اور دائم العزن زندگی رکھتا ہوں ، اور اپنے فیصلہ حیات پر شاکر اور اپنی حالت پر قانع ہوں ۔ اُس نے اس حیات مستعار میں جو کچھ دے رکھا ہے ، یہ بھی اسکا فضل ہے ۔ جتنا کچھ نہیں ہے ، اسکا حق بھی کسے تھا کہ گلہ و شکوہ ہو ؟ دنیا میں آنے ہوئے ہم سے کچھ معاہدہ نہیں کیا گیا تھا کہ تمہاری ہر امید اور ہر خواہش پوری کر دی جائیگی ؟

در راہ خود اول ز خودم بیخود کن !
و انگہ بیخود ز خود بخود راہم دہ !

مسئلہ اسلامیہ کانپور

اس ہفتے مسئلہ اسلامیہ کانپور کی مصالحت کے متعلق صیغہ مراسلات میں متعدد مکاتیب و مضامین بالا قتباس درج کیے گئے ہیں۔ یہ انکے علاوہ ہیں جنکی اشاعت کسی وجہ سے غیر ضروری تھی۔ صرف ایک اہم مراسلہ باقی رہ گئی ہے۔ نیز جناب مولانا عبد الباقی کے ایک تازہ گرامی نامہ کا کچھ حصہ، یہ دونوں آئندہ اشاعت میں درج ہونگے۔

میں اسے کبھی پسند نہیں کر سکتا کہ خیالات کے اعلان کو روکا جائے اور شکایتوں کا علاج یہ تجویز کیا جائے کہ شکایتوں کے وجود سے انکار ہو !

مرافقت جیسی کچھ اور جتنی کچھ ہے، عام اور آشکارا ہے۔ پس مقدم امر یہ ہے کہ جو مخالفانہ آرا ہوں، وہ بھی ایک مرتبہ پوری طرح سامنے آ جائیں۔ اسکے بعد فہم و تفہیم کی کوشش کرنی چاہیے۔

میں نے گذشتہ اشاعت میں عرض کیا تھا کہ فکر مستقبل کی نسبت اپنے خیالات ظاہر کرونگا۔ لیکن افسوس کہ بعض امور جنکا علم و تصفیہ قبل از اظہار اے ضروری ہے، اب تک صاف نہیں ہوئے۔ اسلیے اس ہفتے تمام مراسلات متعلق مسئلہ کانپور شائع کر دیتا ہوں۔ آئندہ ہفتے جو کچھ اختتامی طور پر عرض کرنا ہے عرض کرونگا۔

النبیاء الالام

جنوبی افریقہ میں بد بختان ہند کے مصائب اب اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ انسانیت کیلئے ماتم کبریٰ اور عدل و انصاف کیلئے مصیبت عظمیٰ ہے ! کیا عجیب انقلاب حالت ہے کہ جن لوگوں کے حقوق کے تحفظ کے بہانے انگلستان نے ٹرانسوال کے لاکھوں نفوس جنگ بوئر میں قتل کیے تھے، آج انہی سے جیل خانے آباد ہیں اور کوبی نہیں جو انکی فریادوں پر کان دھرے ! دس برس سے زیادہ زمانہ گذر گیا کہ یہ آوارگان غربت مورد مصائب و الم ہو رہے ہیں۔ نہ تو انگلستان کی شہنشاہی کچھ اپنے اثر سے کام لے سکتی ہے، اور نہ حکومت ہند کے پاس انکے زخموں کیلئے کوئی مرہم ہے : فریاد کہ ہر کس باسیری فتنہ، ارا

شرط ست کہ از خویش و وطن دور فرزند !

کسی دوسری جگہ بعض ضروری تلغرافات کا خلاصہ درج کیا گیا ہے اور تفصیلی حالات سے تو آجکل روزانہ اخبارات کے صفحوں کے صفحے رے ہوتے ہیں۔ مجھے اپنے اخوان ملت سے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ اس موقع پر اپنے ہم وطنان دور و مہجور کی خبر لیں۔ آج تک جو ضلالت و غفلت مسلمانوں کے سیاسی مذاق پر چھائی ہوئی تھی، اسکا سب سے بڑا درد انگیز نتیجہ یہ تھا کہ ملک کی فلاح و بہبود کی طرف سے انہوں نے بالکل انکھیں بند کر لی تھیں، اور اس اصلی شرف خدمت ملک و وطن کو صرف ہندوؤں کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ انکو سمجھایا گیا تھا کہ ”مسلمانوں کا پالیٹکس صرف ہندوؤں سے لڑنا اور اپنی مملکت قومیت کو قائم کرنا ہے اور بس“ اسلیے وہ ہمیشہ سمجھتے رہے کہ ملک و اہل ملک کی خدمت سے انہیں کوئی واسطہ نہیں۔

لیکن الحمد للہ کہ اب حالت پلٹی ہے اور مسلمانوں نے بھی ملکی سیاست کے مفہوم کو سمجھنا شروع کیا ہے۔ ضرور ہے کہ وہ اپنی تغیر حالت کا اب قدم قدم پر ثبوت دیں اور ملک و اہل

مفقود، اور استعداد طبع و آمادگی قلب بہمہ وجہ مضطرب کار ہے۔ اور جو جمال مقصود نظارہ، یک نفس دکھلا کر مستور و معجوب ہو گیا تھا، اب پھر با ہزاروں دلفریبی و رعنائی، و با یک شہر دلنوازی و زیبائی، پردہ بر افکن نظارہ امید، و چہرہ بر افروز آرزوے دید ہے !

بازم از نو خم ابروے کسی در نظر ست
سلخ ماہ دگر و غرہ ماہ دگر ست !!

اس ماہ مقدس، اس یوم مبارک، اس آوان سعید میں، جبکہ دشت حجاز کے ایک ایک ذرہ سے ”لبیک ! لبیک ! اللہم لبیک !!“ کی صدائیں اُٹھ رہی ہونگی، جبکہ لاکھوں انسان کسی کی تلاش میں معجزوں وار دشت یدما، اور کسی کے شوق میں والہانہ و مصطر بانہ، سرور پا برہنہ، جسم پر کفنی لپیٹے ہوئے ”موتوا قبل ان تموتوا“ کی یکسر تصویر ہونگے ! جبکہ اُس مسلم اول، اُس مومن قانت، اُس بیکر خلت، اُس کشتہ عبودیت، اُس جانانہ محبت، یعنی اُس (خلیل اکبر) کی صدائے عشق فرما ابراہیم کدہ حجاز کی ہر ہستی مضطر کے اندر سے ”انالہی بالہی الذی لا یموت“ کے معنی حیات کو آشکارا کر رہی ہوگی کہ :

کشتگان خنجر تسلیم را

ہرزمان از غیب جانے دیگر ست

غرضکہ ایسے یوم عظیم و وقت سعید میں کیونکر ممکن تھا کہ طالع کار خفٹہ غفلت رہتا، اور طلیعہ مقصود پردہ فراموشی سے طالع نہ ہوتا؟ پس فیضان الہی کے عین وقت پر دستگیری کی، اور جبکہ موانع راہ و عدم تہیہ اسباب سے میں یکسر انتظار تھا، تو نوید فتح باب، اور بشارت آغاز کار ترویج قبولیت لیکر اس طرح امید نواز قلب مشتاق ہوئی کہ چشم حیران نظارہ نے مقام ابراہیم کی صلوٰۃ طواف، ما بین الصفا و المروہ کے سعی، یوم الترویہ کی صدا ہائے تہلیل، قربانگاہ منی کے سیلاب خونین، عرفہ کے قیام، جبل عرفات کے اجتماع، مزدلفہ کے وقوف، اور طواف الوداع کے ہجوم میں عروس مقصود کو بے حجاب دیکھ لیا !

وواللہ لولا خشية الناس والہیا

لعاذتہا بین المقام و زمزم

لبیک لبیک، اللہم لبیک، لا شریک لک لبیک، ان الحمد والنعمۃ لک والملك لا شریک لک ! اللہم انک دعوت عبادک الی بیتک العرام و قد جئت طائعاً لا مکر، فاغفر لی و ارحمنی یا ارحم الراحمین ! اللہم یا رب ہذا البیت متیق ! اعتق رقابنا و رقاب ابائنا و امہاتنا و اخواننا و اولادنا من النار فی الدنیا والاخرہ ! اللہم احسن عاقبتنا فی الامور کلہا، و اجرنا من خزی الدنیا و عذاب الاخرہ !!

پس اب آغاز عمل ہے اور شورش کار، امتحان راہ در پیش ہے اور مشکلات امور سامنے، تحریراً جو کچھ کرنا ہے وہ خائمتہ سخن در نمبر ہیں، جن میں سے ایک آجکی اشاعت میں اور دوسرا اشاعت آئندہ میں شائع ہوگا کہ دلوں کی افسردگی و خموشی ذرا دور ہوئے۔ اسکے بعد جو کچھ ہے اصل کار کا آغاز ہے : و تلک الدار الاخرہ نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فساداً، والعاقبة للمتقین۔

آج کے مقالہ افتتاحیہ کا کچھ حصہ کسی گذشتہ اشاعت میں بھی شائع چھوچکا ہے لیکن بقیہ مضمون کی اشاعت اُس وقت روک دی تھی۔ چونکہ سلسلہ بیان کیلئے وہ تکرار ضروری تھا اسلیے آج اتنا حصہ مکرر شائع کیا جاتا ہے تاکہ بلا زحمت رجوع پیش نظر آجائے :

یارب دل پاک و جان آگاہم دہ !

آہ شب و گریبہ سحر گاہم دہ !

بیتا سیت

بالآخر دولت علیہ اور یونان میں بھی صلح ہو گئی - صلح نامہ پر دستخط نصف شب کے بعد ہوئے - نزاع انکیز امور طے نہ ہو سکے اور یہ اس صلحنامہ کا ایک مابہ الامتیاز ضعف ہے کہ اہم امور کا تصفیہ ثالثی کے ہاتھ دیدیا گیا ہے -

یورپ کے سوا اور کون ہے جو پنچ بنسکتا ہے ؟ اسلیے ابھی اس داستان المناک کو ختم نہ سمجھنا چاہیے بلکہ اسکے نتجے یا یورپ کی نصفت پروری کی حکایت سننے کے لیے طیار رہنا چاہیے -

البانی حدود کا مسئلہ هنوز غیر منحل ہے - یونانی و البانی حدود کی تعیین کے لیے جو کمیشن بیٹھا تھا، اسکے برطانی ممبر نے چند تجاویز پیش کی تھیں - ریوٹر کو معلوم ہوا ہے کہ درل میں اسکے متعلق باہم مبادلہ ارا ہو رہا ہے - امید ہے کہ یہ تجاویز جلد اختیار کر لی جائیں گی، کیونکہ آسٹریا اور اطالیا نے ان سے اتفاق کر لیا ہے -

حدود کے متعلق ایران و ترکی میں چند اختلافات تھے جنکے فیصلہ کے لیے قسطنطنیہ میں ایرانی عثمانی وکلاء کی ایک مجلس بیٹھی تھی - اب اس نے ایک عہد نامہ ترتیب دیا ہے - اس کی رو سے جنوبی سرحد شط العرب کے ساحل یسار کے پیچھے پیچھے جائیگی لیکن اس دریا میں ایران کے جہاز رانی کے حقوق پر کوئی اثر نہیں پڑے گا -

حکومت ایران نے ۱۷ - نومبر کو برطانی اور روسی سفارتخانوں کو اطلاع دی ہے کہ اس عہد نامہ کی باقاعدہ تصدیق کرنا چاہتی ہے - اسکو امید ہے کہ اس باب میں ایرانی فوائد و مصالح محفوظ رہیں گے -

جنوبی افریقہ

بجرم عشق توام می کشند غوغائیسٹ
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیسٹ !

۸ - نومبر پر شنبہ کو تیسری مرتبہ مسٹر گاندھی قانون عہد نامہ ننان کی خلاف ورزی کے جرم میں گرفتار ہوئے - گرفتاری کے بعد قندھی بھیج دیے گئے - قندھی کی عدالت میں مسٹر مورف کے وکیل نے انتہائی سزا کی درخواست کی - عدالت نے ۱۱ - نومبر کو ساتھ پوند جرمانہ کیا اور در صورت عدم ادائے جرمانہ ۹ - ماہ کی قید - انہوں نے قید کو جرمانہ پر ترجیح دی !!

مسٹر گاندھی کے ساتھ جسقدر اور اشخاص تھے، وہ سب ننان واپس بھیج دیے گئے جہاں گرفتار کر کے دان ہاسر جلا وطن کر دیے گئے ہیں -

مسٹر پولک اور مسٹر کیلین بیچ مسٹر گاندھی کے دست و بازو تھے - یہ دونوں بھی بجرم اعانت و اغوا گرفتار کر کے واکسرسٹ کے حوالات میں بھیج دیے گئے - ضمانت کی درخواست کی گئی مگر اس بنا پر نا منظور ہوئی کہ دونوں صاف صاف آگندہ مدانعت میں حصہ نہ لینے کا وعدہ نہیں کرتے تھے -

ننان انڈین ایسوسی ایشن سے مسٹر گوگلے کو حسب ذیل تار موصول ہوا ہے :

”مقاومت مجہول کے تمام لیڈر جیل بھیج دیے گئے ہیں - گورنمنٹ نے کانر کے احاطوں کو ہنگامی قید خانے قرار دیا ہے - [بقیہ مضمون کے لیے صفحہ اول ملاحظہ ہو]

ملک کی ہر خدمت میں اپنے وطن سے بڑھکر حصہ لینے اور سب سے آگے رہنے کی کوشش کریں - تاکہ اس طرح انکی پچھلی غفلت و معصیت ملکی کا کفارہ ہو -

جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کا سوال تمام اہل ملک کیلئے پیام ماتم ہے - اسلام انسانیت اور اسکے حقوق کے احترام کا سب سے بڑا معلم ہے، اسلیے آج مسلمانوں کے دلوں میں بھی اس پیام کی تیس سب سے زیادہ ہونی چاہیے - مصیبت زدگان افریقہ میں بکثرت مسلمان ہیں مگر میں نہیں چاہتا کہ اسطرف زور دوں - بہر حال وہ انسان ہیں، مظلوم ہیں، اور پھر خاک ہند کے فرزند، پس ہر شخص کو جو ہندوستان میں بستا ہے، اس ماتم میں حصہ لینا چاہیے -

وقت ہے کہ مسلمانان ہند بزرگ ملک مسٹر (گوگلے) کی اپیل کا دل کھولکر استقبال کریں - جہاں تک جلد ممکن ہو، ہر شہر اور ہر مقام پر اعانتی فہرستیں کھل جائیں چاہئیں - ادارہ الہلال بھی وجہ اعانت کو رمول کرنے کیلئے طیار ہے -

فتنۂ اجودھیا !

امسال عید قربانی الحمد للہ کہ بغیر کس انسانی قربانی کے بغیر و خوبی گذر گئی - اور خدا وہ دن جلد لائے کہ ملک کی تمام قومیں باہمی نزاعات کی جگہ، صرف اپنے ملک کی صلاح و فلاح ہی کو اپنی قوتوں کا مصرف بنائیں -

(اجودھیا) میں ابکے قربانی حکماً روک دی گئی - میں نے یہ سنا اور اسپر چنداں افسوس نہوا، کیونکہ بہت سے مسلمان خود بھی ارادہ کر رہے تھے کہ برفا و رغبت اس حق سے دست بردار ہو جائیں - لیکن کہہ نہیں سکتا کہ شدت غم و غصہ سے میرے دماغ کا کیا حال ہوا، جب میں نے پڑھا کہ مسلمانان اجودھیا قربانی کے ماتم میں نماز عید سے بھی دست بردار ہو گئے کہ اگر قربانی کو مجسٹریٹ روک سکتا ہے تو نماز کو ہم بھی روک دیسکتے ہیں :

ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گردیاں پر !

مجھے معلوم نہیں کہ اجودھیا کے مسلمانوں میں پڑے لیے لوگ بھی ہیں یا نہیں، اور انہیں اپنے دین و مذہب کی بھی کچھ خبر ہے یا نہیں ؟ بظاہر اس واقعہ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ انکی مسلمانی گوشت کھانے ہی تک ہے اور بس -

ان جاہلوں سے کوئی پوچھے کہ عید کے دن قربانی کرنا امام ابوحنیفہ (رح) کے نزدیک واجب ہے، اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سنت - احادیث کا تدبر بھی دوسرے ہی مذہب کا موجد ہے - پس اگر قربانی روک دی گئی تھی تو ایک عمل سنت یا زیادہ سے زیادہ واجب کے ادا کرنے سے وہ محروم رہ گئے تھے، اور اُسکی بھی آنک سر کوئی پرسش نہ تھی، کیونکہ حاکم کے حکم سے مجبور تھے - لیکن نماز تو خدا کا ایک مقرر کردہ فرض اور اعظم ترین شعائر اسلام بلکہ عمود دین و ملت ہے - پھر ایک عمل سنت کے اجباری ترک سے انہوں نے ایک عظیم ترین اور داخل قدرت و اختیار فرض کو کیوں چھوڑ دیا، اور عین عید کے دن اللہ کے آگے سر عبدیت جھکا نے سے دیدہ و دانستہ کیوں باز رہے ؟

یہ کونسی عقل مندی ہے کہ اگر جیب سے ایک دھیلا گر جائے تو ہاتھ کی اشرفی بھی پھینک دی جائے ؟



یوم الاحد

اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر، واللہ لعمدہ!!



قافلہ حجاج منی سے مرفہ جانے ہوئے!

ذلک یوعظ بہ، من کان منکم یومن باللہ والیوم الآخر

— — — — —

الا، ان ~ زب اللہ ہ م الغالبون

(۱) ۱۳۳۱ ہجری

خاتمہ سخن و آغاز عمل

[*]

انما ولیکم اللہ ورسولہ
والذین امنوا الذین یقیمون
الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ و ہم
راکعون - ومن ذل
اللہ ورسولہ الذین امنوا
” فان حزب اللہ ہم الغالبون “
(۵ : ۲۶)

اے مسلمانو! تمہارا دوست اللہ ہے، اسکا رسول، اور وہ لوگ جو اللہ
اور رسول پر ایمان لاکھے ہیں، جو صلوۃ الہی کو دنیا میں قائم کرتے،
اسکی راہ میں اپنے مال کو صرف کرتے، اور سب سے زیادہ یہ کہ ہر وقت
اللہ اور اس کے حکموں کے آگے جھکے رہتے ہیں۔ پس جو شخص اللہ، اللہ
کے رسول، اور صاحبان ایمان کا ساتھی ہو کر رہیگا، تو یقین کرو کہ وہ
”حزب اللہ“ میں سے ہے، اور ”حزب الشیاطین“ کے مقابلے میں حزب اللہ
ہی کا بول بالا ہونے والا ہے!!



ز شرح قصہ ما رفت خواب از چشم خاصان را
شب آخر گشتہ و افسانہ از افسانہ میخیزد!

— : * : —

والعصر، ان الانسان لفي خسر، الا الذين آمنوا وعملوا الصالحات
وتوا صوا بالحق وتوا صوا بالصبر - قسم ہے اس عصر انقلاب اور دور
تغیرات کی، جو پچھلے دور کو ختم کرتا، اور نئے دور کی بنیاد رکھتا ہے،
کہ نوع انسانی کیلئے دنیا میں نقصان و ہلاکت کے سوا کچھ
نہیں۔ مگر ہمارے نفس قدسیہ، جو قوانین الہیہ پر ایمان لائے،
اعمال صالحہ اختیار کیے، ایک دوسرے کو امر بالمعروف و نہی
عن المنکر کے ذریعہ دین حق کی وصیت کرتے رہے، اور نیز صبر
و استقامت کی بھی انہوں نے تعلیم دی (۴ : ۱۰۳) اولئک علی
ہدی من ربہم، و اولئک ہم المفلحون (۴ : ۲)

یہ ہے جماعت ”حزب اللہ“ کا مقصد وحید، جسے غالباً ہر
شخص دن میں ایک دو مرتبہ نماز کے اندر ضرور پڑھتا ہے۔ اور یہ
ہے خلاصہ اس کے پیش نظر اغراض کا، جو سورہ ”والعصر“ کی صورت
میں ہر مسلمان کے آگے موجود ہے۔ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلاً!
گذشتہ تمہید کی چار صحبتوں میں جو کچھ عرض کر چکا ہوں،
اس سے بہت زیادہ عریض کرنا تھا، مگر مناسب یہ نظر آیا کہ
مختصراً اصل اغراض و مقاصد بیان کر دیے جائیں، اور اس کے بعد انکی
ہر دفعہ پر ایک مستقل مضمون شائع کیا جائے :
مخاطب اند کے نازک مزاج بہت
سخن کم گو، کہ کم گفتن رواج بہت

(۱) یہ ایک عجیب حسن اتفاق ہے کہ جس آیت کریمہ کی بنا پر اس جماعت
کا نام ”حزب اللہ“ رکھا گیا ہے، اس آیت کریمہ کے مدد بقاعدہ جنرل ۱۳۳۲ ہجری اور
بہی ہجری سنہ اس جماعت کی تاسیس کا ہے!!

[ہ]

(تلاش مقصود)

لیکن کم از کم آج پہلے مقصد کے متعلق تو چند کلمات ضرور عرض کرونگا اور معافی خواہ ہوں اگر ان احباب کرام کو شاق گذرے، جو اب صرف امل دعوات طریق عمل ہی کے مشتاق ہیں۔

گذشتہ مطالب و بیانات سے آپ نے اندازہ کر لیا ہوگا کہ اس عاجز کا مقصد کیا ہے؟ آخری نمبر کے خاتمے کی سطور میں عرض کرچکا ہوں کہ ہم کو آج سب سے پہلے کس چیز کا متلاشی ہونا چاہیے؟ دنیا کی بیماریاں ہمیشہ یکساں رہی ہیں اس لیے انکا علاج بھی اصولاً ایک ہی ہونا چاہیے۔ وہ جب کبھی متلاشی ہو رہی ہے، تو اسکی تلاش اس جستجو سے کبھی بھی مختلف نہ تھی، جو جستجو کہ آج ہمیں درپیش ہے۔

ایک ہی چیز تھی، جسکی ہمیشہ تلاش رہی۔ ہم بھی آج اُسی کو دہرندہیں گے۔

جبکہ اسی زمین پر ایسے ہزاروں برس پہلے خدا کے ایک مخلص

من لم یزده ماله ولده پکار پکار کر تیرا پیغام پہنچا یا، اور الا خسارا (۲۱: ۷۱) اسکے بعد بھی ظاہر و پوشیدہ، ہر طرح سمجھا یا، لیکن خدا یا! با ایں ہمہ سعی و دعوت و اصلاح، ان سرکشوں نے میرا کہا نہ مانا اور انہی معبودان باطل کی غلامی کرتے رہے جنہوں نے انکے مال اور انکی اولاد کو فائدہ کی جگہ اتنا نقصان ہی پہنچایا۔

تو رہ بھی اپنی قوم کو اُسی کی تلاش کا پتہ دے رہا تھا۔

(۲)

جبکہ کالذیائے بت خانے میں ایک برگزیدہ نو جوان نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فرض ادا کیا، جبکہ اس نے اپنے ہاتھ میں چھری لی، اور اپنے فرزند عزیز کو محبت الہی کی بیخودی میں دشمنوں کی طرح زمین پر دے پٹکا، جبکہ اُس نے دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے اپنے خاندان کو دین الہی کی پیروی کی وصیت کی اور کہا:

ربنا انی اسكنت من ذریئتی بواد غیر ذی درع عند بیتک المعمر، ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدة من الناس تهوی الیهم و ارزقهم من الثمرات لعلهم یشکروں (۴۰: ۱۴)



”وادی غیر ذی درع“ ایام حج میں!

یا بنی! ان اللہ اصطفیٰ لکم الدین فلا تموتن الا و انتم مسلمون! (۲: ۲۰) دیکھو! اللہ نے تمہارے اس دین اسلام کو تمہارے لیے پسند فرمایا ہے، پس ہمیشہ اسی پر قائم رہنا، اور دنیا سے نہ جانا مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو!! تو اُس نے بھی اُسی کو دہوندھا اور پایا تھا۔

(۳)

جبکہ تخت گاہ فراعنہ کے ایک قید خانہ میں کنعان کے قیدی نے دین الہی کا وعظ کیا، اور جبکہ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ:

یا صاحبی السجن! ارباب متفرقون خیر ام اللہ الوا حد القہار؟ ما تعبدون من دونہ الا اسماء سمیتموا انتم و ابائکم ما انزل اللہ ”اے یاران محبس! بہت سے مالک اور آقا بنا لینا اچھا ہے یا ایک ہی خدائے قہار کے آگے جھکنا؟ تم جو اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کی پرستش کر رہے ہو، تو یہ اس کے سوا کبھی کہ چند

بندے نے اسکو درد اور تڑپ کی آواز میں پکارا تھا اور کہا تھا کہ:

رب انی دعوت قومی لیلاً و نہاراً، فلم یزدہم دعای الا فراراً، و انی کلما دعوتہم نتغفر لہم، جعلوا صابعہم فی اذانہم و استغشوا ثیابہم و امررا و استکبروا استکباراً۔ تم انی دعوتہم جہاراً، تم انی اعلنت لہم و اسررت لہم اسراراً۔ (۹: ۷۱) رب انہم عصونی و اتبعوا خدا یا! میں نے اپنی قوم کو رات دن حق و ہدایت کی دعوت دی، لیکن افسوس کہ میری دعوت کا نتیجہ بجز اسکے اور کچھ نہ نکلا کہ وہ اور مجھ سے بھاگنے لگی۔ میں نے جب کبھی انکو پکارا تاکہ وہ تیری طرف رجوع ہوں، تو انہوں نے اپنے کانوں میں آنکلیاں تھونس لیں کہ کہیں میری آواز نہ سن لیں، اور اپنے اوپر سے کپڑے اوڑھ لیے کہ کہیں میرے چہرے پر نظر نہ پڑجائے اور ضد اور شیخی میں آکر اکثر بیٹھے! اس پر بھی میں باز نہ آیا، پھر انہیں

تو رہ بھی اسی راہی جستجو کا ایک کامیاب قدم شوق تھا،
اور یہی گوہر مقصود تھا، جسکے لیے اُس نے اپنے بے عقل ساتھیوں
کے جیب و دامن کو بیکرار دیکھنا چاہا تھا۔

(۶)

اور پھر وہ ظہورِ انسانیۃ دہری، وہ مجسمۃ نعمۃ الہیۃ عظمیٰ،
وہ معلم کتب و حکمت، وہ مژگی نفوس و انسانیت، وہ
”ہادی الی صراط مستقیم“ وہ مخاطب ”انک لعلی خلق عظیم“
وہ تاجدارِ کشورستان یزداں پرستی، وہ فتح یاب اقلیمِ قلوبِ انسانی،
وہ علم آموز درسگاہ ”ادبی ربی فاحسن تادیبی“ وہ خلوت نشین
شبستان ”ابیت عند ربی ہو یطعمنی و یسقین“ یعنی وہ وجودِ اعظم
و اقدس، جسکے لیے دشتِ حجاز میں ابراہیم خلد، (ع) نے اپنے
خدا کو پکارا: (ربنا رابعث فیہم رسلاً منهم یتلو علیہم آیاتک
و یعلمہم الکتاب و الحکمہ، ریزکیہم - ۱۲۱: ۲) جسکے نورِ مبین
کی تعلیمی فاران کی چوڑیوں پر موسیٰ (ع) نے دیکھی،
جسکے عشق میں داؤد (ع) نے نغمہ سرائی کی، جسکے جمال
الہی کی تقدیس میں سلیمان (ع) نے اپنے تختِ جلال پر جھک گیا
جسکے طرف بوجھنا

(ع) سے پوچھنے والوں
نے بیکرارانہ اشارہ
دیا، اور جسکے لیے
ناصرہ کے اسرائیلی بے
نے اپنا جانا ہی بہتر
سمجھا، وناہ اپنے باپ
سے جو آسمان پر ہے
سفارش کرتے، اور
آسکو ”جراے را“
ہے ”جلد ہی بعدے
(یوحنا: ۱۶: ۸)۔

عبرمنہ جب وہ
”آئے والا“ آیا، اور
خدا ہی زمینِ آخری
مرتبہ سنواری گئی،
تا اسکی ابدی

حکومت و جلال کا تخت بچے، اور پھر اسکے فرمانِ آخری
کا اعلان:

غیر الاسلام ”اب سے جو انسان احکامِ اسلامی کی
دیکھ کر قبول کرے، جسکے کسی دوسری تعلیم کو تلاش
و ہو فی الخیرۃ من کریگا، تو یقین کرے کہ اسکی تلاش کبھی
الغاسرین - (۷۹: ۳) مقبول نہوگی، اور اُسکے تمام کاموں کا
آخری نتیجہ نا مرادی ہی ہوگا!!“

تو رہ بھی اسی کی جستجو میں نکلا تھا، جسکی جستجو میں
سب نکلے، اور قیل و قال کے لیے بیکرار ہو، خود اُس نے
بیقرار ہو کر اُسکا ہاتھ پکڑ لیا تھا:

و رجدت ضالاً اور اے پیغمبر! ہم نے تم کو دیکھا کہ ہماری
فہم تلاش میں سرگرداں ہو پس ہم نے (خود ہی)
(۷: ۹۳) تم کو اپنی راہ دکھلا دی!

(۷)

دنیا کی خروشی مرجھا گئی تھی - اسکا جمال صداقت پزیرہ،
اور اسکا چہرہ ہدایت زخمی ہو گیا تھا - وہ پیمان و موافقین، جو

نام ہیں جو تم نے اور تمہارے پیش
روؤں نے گھڑ لیے ہیں؟ حالانکہ خدا
نے تو اسکے لیے کوئی سند بھیجی
نہیں - اے گمراہو! یقین کرو کہ تمام
جہان میں حکومت صرف اُسی
خدا کیلئے ہے! اس نے حکم دیا ہے کہ صرف اُسی کے آگے
جھکو! یہی اسلام کا سیدھا راستہ ہے - لیکن افسوس کہ اکثر لوگ نہیں
سمجھتے!“

تو اسکی نظر بھی اسی کے طرف تھی، اور اسی کی تلاش
تھی، جسکا وہ سراغ دے رہا تھا!

(۳)

وہ ”شاطبی و ادبی ایمن“ اور ”بقعۃ مبارکہ“ کا مقدس
چراہا، جبکہ کرہ سینا کے کنارے ”انی انا للہ رب العالمین“ کی نداء
محبت سے مخاطب ہوا تھا، اور جبکہ ایک ظالم و جابر حکومت کی
غلامی سے نجات دلانے کیلئے اُس نے یکے و تنہا، فرمانِ رواے عہد
کے سامنے حریفانہ کھڑے ہو کر پیشیں کوئی کی تھی کہ:

ربی اعلم بمن جاء
بالہدی من عندہ،
ومن تكون له عاقبة
الدار، انه لا یفلح
الظالمون - (۳۸: ۲۸)

یعنی اے لوگو! مجھکو
جھٹلانے میں جلدی
نہ کرر! خدا خرب
جا نٹا ہے کہ کون
شخص اُسکی طرف
سے سچائی لیکر آیا
ہے، اور آخر کار کس
کے ہاتھ نتیجہ کی
کامیابی آنے والی
ہے؟

یقین کر کہ خدا
کبھی اُن لوگوں کو فلاح

نہیں دیتا، جو برسرِ نالقی ہیں!

تو رہ بھی اسی تلاش کا اعلان کر رہا تھا، اور یہی تلاش تھی
جسنے اُسے منزل مقصود تک پہنچایا تھا۔

(۵)

وہ ”ناصرہ“ کا نوجوان اسرائیلی، جو پچھلی کتابوں کی
پیشین گوئی کے مطابق آیا تھا، تاکہ عہدِ اسرائیلی کے خاتمے اور
دورِ اسماعیلی کے آغاز کا اعلان کرے، اور جبکہ اس نے چلنے سے
پیشتر ایک باغ کے گوشے میں اپنے نادار اور نا سمجہ ساتھیوں سے
کہا تھا کہ:

انی رسول اللہ الیکم مصداقاً
لما بین یدی من التوراة
و مبشراً برسول یاتی من
بعدی، اسمہ ”احمد“ -
(۷: ۶۱)

میں اللہ کے طرف سے تمہاری طرف
بھیجا ہوا آیا ہوں - میں کوئی نئی
شریعت نہیں لایا، بلکہ میرا کام صرف
یہ ہے کہ کتابِ تورات کی، جو مجھ سے
پہلے آچکی ہے، تصدیق کرتا ہوں، اور
ایک آنے والے رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد
آئیگا اور جسکا نام ”احمد“ ہوگا!

[ز]

پکڑا۔ اُس کی یہ تلاش ہمیشہ کامیاب ہوئی اور اس نے جب کبھی پکارا، اُسے جواب ملا۔ پائی کے ملنے میں کبھی بھی دیر نہ ہوئی، البتہ تشنگی کا ثبوت ہمیشہ مانگا گیا:

جمال حال شرد ترجمان استحقاق
دلیل آب جگر تفنگی رتشنہ لبی ست!

(جماعۃ)

لیکن یہ انقلاب عظیم جو ہئیۃ انسانیت میں ہوا، جس نے دنیا کو یکسر بدل دیا، اور جس عزیز گم گشتہ کو رہ بھول بیٹھی تھی، اسکی تلاش و جستجو میں گم ہو کر، پھر نمودار ہوئی، کس چیز کا نتیجہ تھا؟

یقیناً وہ ایک صدائے الہی تھی، لیکن کن کے اندر سے آئی تھی؟ کچھ شک نہیں کہ وہ جمال ربانی کی ایک بے نقاب بخشش نظر آئی تھی، لیکن اس جلوہ ریزی کا آفتاب، کن کے سیماء رجوہ پر چمکا؟

آنکے، جنکی نسبت کہا گیا کہ ”سیما ہم فی رجوہم من اثر السجود“ !!

اصل یہ ہے کہ وہ ایک جماعت تھی، اور تاریخ اصلاح عالم میں یاد رکھنا چاہیے کہ ہر دعوت و انقلاب اصلاح نے سب سے پہلے جماعت ہی کو پیدا کیا ہے۔ دعوت الہی اگر کوئی بیج ہے تو اسے درخت کی پہلی شاخ جماعت ہی ہے۔ دنیا میں جب کبھی کوئی اصلاحی تغیر ہوا ہے، تو محض تعلیمات سے نہیں ہوا ہے بلکہ اُس جماعت کے اعمال سے ہوا ہے، جو اُن تعلیمات کی حامل و محافظ تھی۔ وہ صدائیں جو محض زبانوں سے آتی ہیں، ہوا کی منجمد سطح میں موج پیدا کر سکتی ہیں مگر دلوں کے سمندر میں لہریں پیدا نہیں کر سکتیں۔ کان انکرو سنتے ہیں، پر دل انکے آگے مسجود نہیں ہوتے۔

یہی سبب ہے کہ دنیا میں جب کبھی مصلحین حق کا ظہور ہوا، خواہ وہ ظہور انبیا و رسل کرام کا تھا جو بمنزلہ اصل ہیں، یا انکے متبعین و مجددین کا جو بمنزلہ فرع و ظل کے ہیں، مگر ہمیشہ انکا پہلا کم یہی رہا کہ انہوں نے اپنی تعلیم و دعوت کا نمونہ ایک جماعت کی صورت میں پیش کیا۔ اور پھر یہ بنیاد جتنی محکم ہو سکی، اتنا ہی استحکام بعد کی تعمیرات کو بھی حاصل ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم کی نسبت قرآن کریم نے تصریح کی ہے کہ:

لقد کان لکم اسوة حسنة ”بیشک تمہارے واسطے اتباع و پیروی فی ابراہیم والدین“ کیلئے ایک بہترین نمونہ اور نصب العین معہ“ (۴: ۶۰) ہے حضرت ابراہیم کی زندگی میں۔ نیز

”انکے ساتھیوں کی زندگی میں“

فرمایا کہ ”والذین معہ“ اور وہ لوگ جو انکے ساتھی ہیں۔ یہی ”معیت“ ہے جو اعمال اصلاح و نبوت کی حامل و محافظ ہوتی ہے، اور اُس امتانت اصلاح و دعوت کو دنیا میں پھیلانے کیلئے

اولاد آدم نے مقدس رسولوں کے سامنے، انکے پاک پیغاموں کو سنگر خدا سے باندھے تھے، ایک ایک کر کے عصیان و تمرد سے توڑ دیے گئے تھے، اور خدا کی رحمت و رافت زمین کے بسنے والوں سے روٹھے گئی تھی۔ اُسکا وہ جمال ازلی و ابدی، جس سے پردے اٹھادیے گئے تھے تا اسکے دھونڈھنے والوں کو معرومی نہو، اب پھر مستور و معجوب ہو گیا تھا۔ اور اُسبیں اور اسکے بندوں میں کوئی رشتہ باقی نہ تھا۔

ہاں، کوئی نہ تھا، جو اسکو دھونڈھے۔ کوئی قدم نہ تھا، جو اسکی طرف درزے۔ کوئی آنکھ نہ تھی، جو اسکے لیے اشکبار ہو۔ کوئی دل نہ تھا، جو اسکی یاد میں مضطرب ہو۔ کوئی روح نہ تھی، جو اُسے پیار کرے۔ اسکی دنیا اُس سے بے خبر تھی۔ اُسکے بندے اُس سے غافل تھے۔ انسان کا ضمیر مرجکا تھا، فطرۃ کا حسن حقیقی عصیان عالم کی تاریکی میں چھپ گیا تھا۔ طغیان و سرکشی کے سیلاب تھے، جو خشکی و تری، دونوں میں اُمتد آئے تھے، اور جنکے اندر خدا کے رسولوں کی بنائی ہوئی عمارتیں بہہ رہی تھیں:

ظہر الفساد فی البر خشکی اور تری، دونوں میں انسان

والبعر بما کے عصیان کسبت ابدی و سرکشی سے الناس فتنۃ و فساد (۳۰: ۴۰) پھیل گیا!

جبکہ یہ حالت تھی تو دنیا بگڑ کر پھر سنوڑی، انسانیت مرکز پھر زندہ ہوئی، اور خدا نے اپنے چہرے کو پھر بے نقاب کر دیا۔ وہ جو شام کے مرغزاروں اور یرو شلم کے ہیکل کے ستونوں سے روٹھے گیا تھا، اب پھر آگیا، تاکہ دشت حجاز کے ریگستانوں کو پیار کرے، اور اپنے رازر نیاز معبت کیلئے ایک نئی قوم کو جن لے۔ دنیا جو صدیوں سے اسکو بھلا چکی تھی، پھر اُسکی تلاش میں فکلی، اور انسان نے اپنے مقصد و مطلوب کو کھو کر پھر دوبارہ پالیا:

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین، بیدہی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام، ویخرجہم من الظلمات الی النور، و یدہیہم الی صراط مستقیم (۱۸: ۴)۔

بیشک تمہارے پاس اللہ کے طرف سے ایک نور ہدایت، اور ایک کتاب مبین آئی، اللہ اُسکے ذریعہ سلامتی کے راستوں پر ہدایت کرتا ہے اُس کی، جو اُسکی رضا چاہتا ہے، اور اُسکو ہر اچ کی گمراہی کی تاریکی سے نکل کر ہدایت کی روشنی میں لاتا، اور صراط مستقیم پر چلاتا ہے!

(۸)

غرض کہ دنیا کی حیات ہدایت و سعادت کی تاریخ یکسر تلاش و جستجو ہے۔ اس نے اپنے ہر دور میں کھویا، اور پھر ہر دور میں اسکی تلاش کیلئے نکلی۔ وہ جب کبھی گری تو اُسے کو کھو کر گری، اور جب کبھی اُٹھی، تو اسی کی تلاش کا ولولہ لیکر اُٹھی۔ اسکے ہادیوں نے جب کبھی اسکو جگایا تو اسی کیلئے جگایا، اور جب کبھی اُسکا ہاتھ پکڑا، تو اسی جستجو میں نکلنے کیلئے

[ح]

سبحانہم فی وجوہہم عن اثر دل، انکرتہم ہمیشہ اللہ کے آئے السجود! (۲۹: ۲۸) عالم رکوع و سجد میں دیکھو گے کہ اللہ کے فضل اور اسکی خوشنودی کے طالب ہیں۔ انکی پیشانیوں پر نثرت سجد ہی وجہ سے نشان بیگنے ہیں!

یہی جماعت تھی، جسکے الہی کا روبرو حضرت (مسیح) نے ”آسمان کی پادشاہت“ سے تعبیر کیا، کیونکہ فی الحقیقت وہ دنیا کو قوائے شیطانیہ کے تسلط سے نکالنے والی تھی، اور اسی کے اعمال حقہ کے ذریعہ دنیا میں خدا کا تخت عدل و صلاح بچھنے والا تھا۔ وہ ایک بیج تھا، جو بڑے وقت کو حقیر اور بہت چھوٹا تھا، پر بار آور ہونے کے بعد ایک درخت وسیع و تناور بننے والا تھا۔ اسی لیے (مسیح) نے اسکولس تمثیل میں بیان کیا کہ: ”آسمان کی پادشاہت رائی کے دانے کے مانند ہے، ایک شخص نے لیکے اپنے کھیت میں بویا۔ وہ سب بیجوں سے چھوٹا ہے، پر جب اُگتا ہے، تب سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا ہے، اور ایسا درخت ہوتا ہے کہ ہوا کے پرندے اسکے ڈالیوں پر بسیرا لیتے ہیں!!“ (متی ۱۳: ۳)

چنانچہ بچھلی آبتہ میں اسی تمثیل کی طرف قرآن کریم نے بھی اشارہ کیا:

ذلک مثلہم یہی جماعت فی التوراة ہے، جسکو و مثلہم فی التوراة اور الانجیل الانجیل میں (الخ) ایک کھیتی سے تمثیل دی ہے (الخ)

دیکھو! آسمان کی پادشاہت کا یہ بیج جو بویا دیا، فی الحقیقت کیسا حقیر تھا؟ ایک جماعتِ قلیل و حقیر، جس کو نہ ساز و سامان دنیوی حاصل تھا، اور نہ کسی طرح کی دنیوی ریاست و عزت۔ نہ اسکے پاس آلات جنگ تھے، نہ کوئی مسلح فوج۔ چند فقرا

و صغایک تھے، جنہوں نے دعوتِ الہی کا ساتھ دیا، اللہ ہی پکار کو سنکر اسکی تلاش میں نکلے، اور آسمان کیلیے زمین والوں سے اپنا رشتہ قطع کر دیا۔ انکے پاس پرہیزگیت جسم نہ تھی اور نہ خونخوار اسلحہ، مگر انکے سینوں میں صداقت شعار دل تھے، اور انکے آنکھوں میں سچائی کے انسو۔ انہوں نے تعلیمِ الہی کو اپنا دستور العمل بنایا۔ انہوں نے ہر اُس لفظ کو جو خدا کے مقدس پیغامبر کی زبان سے نکلا، اپنے اعمال و افعال کے اندر محفوظ کر لیا۔ انکی زبانیں خاموش تھیں مگر انکے اعمال گویا تھے۔ انہوں نے اُس ”آسۃ حسنہ“ کی زندگی کو اپنا نصب العین بنایا تھا، جو کو انسان تھا، مگر اپنے ہر فعل کے اندر ایک خدا نما جلوہ الہی رکھتا تھا۔ وہ نہ صرف تعلیم، بلکہ ایک عملی نمونہ لیکر دنیا میں بڑھے، اور آسمان کی پادشاہت کا وہ مقدس تخم، جسکی منادی شام کے سرخسازوں میں ہر ٹہنی، حجاز کے ریگستانوں میں نشور نما پائے لگا۔ تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا کہ ایک سرسبز و تناور درخت نے اپنی ڈالیوں سے کرۂ ارضی کو چھیل لیا۔ ہوا کے پرندوں نے اسکی شاخوں میں نشیمن بنائے، اور زمین کی مخلوقات نے اسکے سائے میں پناہ لی:

سنبھال لیتی ہے، جو انبیاء کرام لیکر دنیا میں آئے ہیں۔

حضرت نوح جب کشتی میں سوار ہوئے تو ستر آدمی انکے ساتھ تھے۔ حضرت (موسیٰ) کا ساتھ ابتدا میں خود بنی اسرائیل میں سے بھی ایک تعداد قلیل نے دیا، حضرت مسیح نے اپنی تمام حیات دعوت میں بارہ آدمی پیدا کیے، لیکن فی الحقیقت یہی جماعتیں تھیں، جنہوں نے لاکھوں اور کروڑوں دلوں کو مستحضر کیا، اور زمین کے بڑے بڑے حصوں کو اپنی اصلاح و دعوت کے آگے سر بسجود پایا۔

کیونکہ وہ دعوت و اصلاح کی جماعتیں تھیں، جو اُن تعلیمات کا اپنے اعمال و افعال کے اندر نمونہ رکھتی تھیں۔ اور زبان کی پیکار صائغ جاسکتی ہے، پر اعمال کی صدا کہی جواب لیے بغیر نہیں رھتی!

پس اصلاحِ عالم کا یہ آخری ظہور جس نے دینِ الہی کو اسکے قدیمی نام ”اسلام“ کے ساتھ پیش کیا، یہ بھی دنیا میں اسی لیے آیا، تا ایک جماعت پیدا کرے، اور اُس نے ”جماعت“

پیدا کی۔ یہی جماعت تھی جس کو خدا نے اپنے کاموں کیلیے چن لیا، اور اسکے دلوں کو اپنے جمال و صفاتِ الہیہ کا مسکن بنایا۔ عشقِ الہی کی وہ آتش مقدس، جسکے لیے (نوح) نے لکڑیاں چٹنیں، جس کو (ابراہیم) خلیل نے اپنے دامن قربانی سے ہوا دی، جسکی چنگاریاں راندی ایمن کی تاریکی میں چمکیں، جسکے شعلوں کیلیے (مسیح) کی قربانی کے خون نے تیل کا کلم دیا، اور جو بالآخر جبل (برقیس) کے غاروں میں ”سراجاً منیراً“ بن کر بھڑکی، اسکے شعلوں سے اس جماعتِ الہی نے اپنے دلوں کی انگیتھیں

کر روشن کر لیا تھا، اور یہ انگیتھیاں گرتعداد میں قلیل، اور دنیا کی تاریکی وسیع و عالمگیر تھی، لیکن انہی سے دعوت و اصلاح کے وہ لاتعداد و لاتحصر چراغ روشن ہوئے، جن میں سے ایک ایک چراغ زمین کے بڑے بڑے رقبوں اور انسانوں کی بڑی بڑی آبادیوں میں آفتاب جہانِ ظلمت رباعی عالم ہوا! یہی وہ خدا کی روشنی تھی، جو اسکی جماعت میں سے ہر چمکی، اور جس کو خدا نے ”نور اللہ“ کے لقب سے یاد کیا: **یریدن لیطغرو نور اللہ بافواہم و اللہ متم نورہ ولو کفرہ لکا فرورن!** (آسمان کی پادشاہت!)

میرا مقصود تاریخِ دعوتِ اسلامیہ کی اُس اولین جماعت سے ہے، جس نے حضرت ابراہیم خلیل کے ساتھیں کی طرح، محمد رسول اللہ (علیہ السلام) کا ساتھ دیا، اور اتباعِ اعمالِ نبوت کے ذریعہ، خود اپنے اندر خصائص و برکاتِ نبوت پیدا کر لیے:

محمد رسول اللہ، والذین معہ محمد رسول اللہ، اور وہ لوگ اشداء علی الکفار، رحماء بینہم، تسرا ہم رکعاً سجداً، یتقرن فضلاً من اللہ و رضواناً، سخت مگر آپس میں نہایت رحم

اصلہا ثابت و فرعہا فی
السماء، توتی اکلہا
کل حین باذن ربہا،
و یضرب اللہ الامثال
للناس لعلہم یتذکرون
(۱۴ :)

اور غور کریں !!

(تلاش مکان یا تلاش مکین ؟)

یاد رکھو، وہ خدا جو مکان و زمان سے منزہ ہے، جب دنیا میں آتا ہے، تو اپنے بسنے کیلئے گھر چاہتا ہے۔ زمین کی شاندار آبادیاں، پہاڑوں کی سربفلک چوٹیاں، سمندروں کی ناپیدا کنار مرجیں، صحراؤں کے وسیع میدان، یہ سب اسکے لیے بیکار ہیں۔ پادشاہوں کے تخت ہیبت و اجلال، لعل و جواہر سے لبریز خزانے، بڑے بڑے گنبدوں اور ستونوں کے عظیم الہیۃ ایوان و محل، اسکا گھر نہیں بن سکتے۔ تم اس کے لیے ایک گھر پیدا کرو جو اس کے جمال قدس کا نشمین، اور اس کے حسن ازلی کا کاشانہ بن سکے۔ تم جو اسکی جستجو میں نکلنا چاہتے ہو، بہتر ہے کہ پہلی اپنی جستجو میں نکلو۔ تم، کہ اس کے نہ ملنے کے شاکي ہو، چاہیے کہ پہلے اپنی کم گشتگی پر ماتم کرو! اس کے حریم محبت کا دروازہ ہمیشہ سے بے حجاب ہے۔ اس کے کاشانہ وصال کے باب عشق نواز پر کوئی پاسبان نہیں۔ وہ تو ہر آن و ہر لمحہ اپنے متلاشیوں کا منتظر ہے، لیکن ساری معرومی اسمیں ہے کہ تمہارے پاس کوئی مکان ہی نہیں، جو اس کے قدیم محبت کا مکین بن سکے!

ہرچہ هست از قامت ناساز و بے اندام ماست

ورنہ تشریف تو بر بالہ کس دشوار نیست!

اس کے بسنے کے لیے چاندی اور سونے کا محل، اور مندل و آنبرس کا تخت، مطلوب نہیں ہے جس میں لعل و الماس کے ٹکرے جڑے ہوں۔ وہ اُن دلوں کا طالب ہے، جن میں اس کے درد محبت کے زخموں سے خوں کے قطرے ٹپک رہے ہوں۔ اس کے لیے فقیروں اور خاک نشینوں کی ایک ایسی جماعت چاہیے، جن کے دل تڑپتے ہوئے، جن کے جگر چلے ہوئے، جنکی آنکھیں خونبار ہوں۔ یہی تڑپتے پھرتے کہندے اس کے رہنے کیلئے ایوان و محل ہیں، اور یہی اجڑی ہوئی بستیاں ہیں، جنکو اُس نے اپنی آبادی کیلئے چن لیا ہے۔ وہ کہ آبادیوں کی رونق، صحراؤں کی فضا، پہاڑوں کی بلندی، ملکوت السموات کی بر قلمونی، آسمانی طرف منوجہ نہ کرسکی، دلوں کی آجڑی ہوئی بستیوں اور توتی پھوٹی دیواروں کو اپنا کاشانہ وصال بناتا ہے اور اس گھر کے سوا اور کوئی جگہ اسے پسند نہیں: لا رسعی ارضی ولا سماوی، و لکن یسعی قلب عبدی المومنین۔ و ایضاً قال: انا عند المنکسرۃ قلوبہم !!

انا عرصنا الامانۃ علی السموات
والارض و الجبال، فابیسن
ان یحملنہا، و اشفقن منہا،
فحملہا الانسان، انہ کان ظلوماً
جہولاً !!

لیکن انسان آگے بڑھا اور اسے بلا ناممل اٹھا لیا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ اپنے اوپر سخت ظلم کرنے والا اور سرگشتہ نادانی ہے۔

وقال مولی الجامی، قدسی اللہ سرہ السامی:

غیر انسان کسش نکربہ قبول

زانکہ انسان ظالم بود و جہول

ظلم از انکہ هستی خورد را
ساخت فانی بقائے سرمد را
جہل از انکہ ہرچہ جز حق بود
صورت آن ز لوح دل بر بود
نیک ظلم، کہ عین معدلت ست!
نغز جہل، کہ مغز معرفت ست!
فالرم یکن للانسان قوۃ هذه الظلومیۃ و الجہلیۃ، لما حمل تلک
الامانۃ العظیمۃ الالہیۃ!!

* * *

پس اُس قدس و قدیم کا دنیا میں کوئی گھر ہو سکتا ہے، تو وہ صرف اُن انسانوں کے دلوں ہی کا آشیانہ محبت ہے، جنہوں نے اس گھر کو اس کے بسنے کیلئے پہلے ہی سے سنوار رکھا ہے۔ اور اسکی آرایش و تزئین سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ دنیا کے گھروں کی طرح اس گھر کی آرائش کیلئے نہ تو حریر و اطلس کے پردوں کی ضرورت ہے، نہ دیباؤ قائم کے فرش و قالین کی۔ اسکی آرائش کیلئے صرف ایک ہی چیز مطلوب ہے، یعنی زخم محبت کی خربانہ فشانی، جس کے چھاپوں سے اسکی دیواریں ہمیشہ گلزار رہیں:

جز محبت ہرچہ بردم، سود در معشر نداشت

دین و دانش عرضہ کردم، کس بہ چیزے برداشت

* * *

(شبلی) را در خواب دیدند و پرسیدند: کیف و جدت سرق الاخرۃ؟ بازار آخرت را چہ طور یافتی؟ گفت: بازار یست کہ رزاق ندارد دریں بازار مگر جگر ہائے سوختہ، و دلہائے شکستہ، آہ ہائے سوزاں، و چشم ہائے خوں افشاں! سوختہ را مرہم نہند، شکستہ را باز بند ند، و چشم ہائے خونچکان را از سرمۃ نظارہ مجلی و منور سازند!

دل شکستہ دراں کوے می کنند درست

چنانکہ خود نشناسی کہ از کجاست شکست

* * *

پس اگر تم اس کے طالب ہو تو ایک جماعت پیدا کرو، تا اسکی جلال و قدسیت کا وہ آشیانہ بنے۔ اگر تمہارے پاس گھر نہیں ہے، تو بسنے والے کی تلاش میں کیوں سرگرداں ہو؟ مکین سے پہلے چاہیے کہ مکان کی فکر کرلو!

(اعمال الہیہ)

دنیا کے اندر تبدیلی پیدا کرنا آسان نہیں ہے۔ تم کسی گھر کی ایک دیوار یا کھڑکی بدلنی چاہتے ہو تو اس کے لیے کیا کیا سروسامان کرنے پڑتے ہیں؟ پھر جو لوگ سطح ارضی کے بڑے بڑے رہبروں اور انسانوں کی عظیم الشان آبادیوں کے اعمال و معتقدات کو بدلدینا چاہتے ہیں، انکو سرچنا چاہیے کہ انکا مقصد کس درجہ مشکل اور کتنے ہے؟

دنیا میں مادی انقلابات ہمیشہ سلطنتوں کے تغیرات اور خوبیز جنگوں کے ظہور سے ہوتے رہتے ہیں، لیکن غور کرو، وہ اُن عیس کا ہر چہوتے سے چہوتا انقلاب بھی ایسی گرانقدر قیمت رکھتا ہے؟ قرنوں کی قریں فکر و تدابیر میں گذر جاتی ہیں۔ خزانوں کے خزانے لٹا دیے جاتے ہیں۔ کتوزوں گیندوں کے قرض لیے جاتے ہیں۔ پھر فوجوں کے سمندر طوفان میں آتے ہیں، قیمتی سے قیمتی لات و اسلحہ کتوزوں کی تعداد میں تقسیم کیے جاتے ہیں،

[ی]

کر سکیگی۔ تمہاری تعلیم بیچ اور بدل، دونوں اپنے ساتھ لائیگی۔ اور تم کو چب رہو گئے، لیکن تمہاری خاموشی کی ایک ایک صدا عمل پر کڑوروں ہستیاں اپنے دلوں کو ہتھیلوں پر رکھ کر پیش کش کر رہیگی۔ تمہاری آنکھوں سے شعلہ الہی کے جب شرابے ندیں گے تو دنیا میں کس کی آنکھ ہوگی؟ جو اس سے دو چار ہو سکے؟ تمہاری زبانوں سے جب آسان الہی کی صدا دعوت الہیگی، تو خدا کی آواز کو سنکر اس کی کون مخلوق ہے جو لبیک نہ کہیگی؟

تم جس طرف سر اٹھاؤ گے، دلوں کو سر بسجود اور رزحور کو معترف معجز و نیاز پاؤ گے، اور خدا کا قہر و مقتدر ہاتھ تم میں سے ظاہر ہو کر ملکوں اور قوموں کو منقلب کر دیگا!

تم ایک عالم کو بدلنا چاہتے ہو۔ تمہارے سامنے صدیوں کی ایک محکم عبارت ہے۔ تم چاہتے ہو، آئے یک سر دھا دو اور اُسکی جگہ ایک نیا محل تعمیر کرو۔ لیکن اس کے لیے تمہارے دست و بازو کی قوت تو کافی نہیں۔ جب تک تمہارے ہاتھ کے اندر سے اللہ کا ہاتھ نمایاں نہ ہوگا، اس رد و قبول اور ہدم و بندا سے عہدہ برا نہو سکو گے۔

(تشریح مزید)

حکیم و جاہل اور فرزانہ و ہشیار میں مرئیات و مشاہدات کا فرق نہیں ہے بلکہ صرف چشم نظارہ اور دل فکر فرما کا۔ تم نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ یہ کیا بوالعجبی ہے کہ پاک تعلیمات کا اثر اور مقدس صداؤں کی تاثیر ہم میں سے مفقود ہو گئی ہے؟ یہ کیوں ہے کہ بہتر سے بہتر ارادے ہمارے ذہنوں میں، اعلیٰ سے اعلیٰ خیالات ہماری فکروں میں، اور پاک سے پاک تعلیمات ہماری زبانوں پر ہیں، مگر نہ تو ارادوں میں قبولیت ہے، نہ خیالات میں فعالیت، اور نہ تعلیمات میں اثر۔ جس دنیا کے برے برے وسیع شعروں کو صرف ایک زبان کی دعوت نے مضطر و سیماب وار کر دیا تھا، آج اسی دنیا میں بڑی بڑی جماعتوں کی مدھا صدائیں ایک نفس واحد کی غفلت جامد و ساکن میں حرکت پیدا نہیں کر سکتیں۔ یہی اسلام کی صدائے دعوت اور یہی اسکی کتاب ہدایت کی صدا اصلاح اُس وقت بھی تھی، جبکہ اس کے ایک ایک داعی نے ایک ایک اقلیم کو مسح و اثر کر لیا تھا، اور یہی اب بھی ہے کہ خود اپنے دلوں ہی میں نیش محسوس نہیں ہوتی، دوسروں کی انگلیتھا، اُس سے خاک روشن ہو گئی، ایک ہی علت سے دو مختلف نتیجے پیدا نہیں ہو سکتے۔

اصل یہ ہے کہ دنیا کا سر انقلاب و تغیر ہمیشہ صدائے عمل کے آگے جھکا ہے، نہ کہ صدائے قول کے سامنے۔ حقیقی سے ہر تعلیم کیلئے ”نمونہ“ ہے، اور جب تک مصلح اپنے اندر اپنی اصلاح کا نمونہ نہیں رکھے گا، اسکی تعلیم دلوں کی قبولیت اور رزحور کی اطاعت سے محروم رہیگی۔ آگ جب جلتي ہے تو سب سے پہلے جلانے والے کو گرم کرتی ہے۔ اگر تمہارے پاس آگ موجود ہے تو سب سے پہلے اپنے آپ کو سوز و نیش میں دکھلاؤ۔ پھر دوسروں کو گرمی و حرارت کی دعوت دینا۔ اگر خود تمہارے اندر آگ موجود ہے تو اس مجسم سوزاں کو جہاں کہیں بھی رکھو گے، خود بخود ہر طرف گرمی پھیل جائیگی، کیونکہ گرمی آگ کے شعلوں سے نکلتی ہے، برف کی سل سے پیدا نہیں ہو سکتی!

اسلام نے ایک جماعت صحابہ کرام کی پیدا کر دی تھی، جو اس تعلیم کا ایک صحیح ترین عملی نمونہ اپنے اندر رکھتی تھی، اور ان میں کا ہر فرد اُس اسوۂ حسنہ کی قوت سے ایک ایک اقلیم کی تسخیر اپنے قبضۂ اقتدار میں رکھتا تھا۔ ان کے اعمال کے اندر تعلیمات الہیہ کی مقدس انگلیتھی شعلہ فروز تھی، اسلیئے وہ جہاں جاتے تھے، ایک آتش کدہ اثر اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔

[ک]

بے شمار انسانوں کی قربانیاں تڑپتی، اور خون کی ندیاں بہتی ہیں، عورتیں بیوہ، بچے یتیم، والدین زندہ در گور ہو جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہو رہتا ہے، جب کہیں جا کر ایک چھوٹا سا ملکی انقلاب تکمیل کو پہنچتا ہے!!

پھر وہ بھی یقینی نہیں کہ ہزارہا کوششیں رائگاں اور صدیوں کی امیدیں پامال بھی ہو جاتی ہیں۔

جب دنیا کے اُن مادی انقلابات کا یہ حال ہے جو صرف انسانی حکومت کے تخت، اور انسانی نسلوں کی آبادیوں کو متغیر کرنا چاہتے ہیں، تو پھر اس زر حانی اور قلبی انقلاب کو سرنچو، جو زمین کی سطح اور انسان کے جسموں کو نہیں بلکہ رزحور اور دلوں کی اقلیموں کو پلٹ دینا چاہتے ہیں، اور کڑوروں انسانوں کے اعمال و خصال کے اندر تبدیلی کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ ان انقلابات کیلئے کیا محض انسانی قوت و تدبیر، اور محض اخلاق و مذہب کے چند رسمی اصولوں کو پکار دینا ہی کافی ہو سکتا ہے؟ تم ایک مرتبہ خود اپنے ہی نفس کو آزما دیکھو، جسپر تمہارے ارادے کو پوری قدرت ہے۔ کیا ایک چھوٹی سے چھوٹی تبدیلی بھی اپنے نفس و اعمال کے اندر بآسانی پیدا کر سکتے ہو؟

پھر جب تم ایک نفس کی تبدیلی پر، جو خود تمہارے اختیار میں ہے، قادر نہیں، تو اُن کڑوروں دلوں کو کیونکر بدل دیسکتے ہو، جن پر تمہاری نہیں، بلکہ صدیوں کے پرورش یافتہ و محکم اعتقادات و اعمال کی حکومت قاهرہ، اور نفس کا تسلط جابرہ قائم ہے؟

اصل یہ ہے کہ انسان جسم کو پارہ پارہ کر دیسکتا ہے پر دلوں کو نہیں بدل سکتا۔ زمین کی خشکی و تری کا نقشہ ممکن ہے کہ وہ بدل دے، لیکن قلب و روح کا ایک گوشہ بھی اس کے پھیرے سے نہیں پھر سکتا۔ وہ تعلیم دیسکتا ہے اور اصلاح! اصلاح! پکار بھی سکتا ہے، لیکن نہ تو فتح مندی کا بیج اس کے دامن میں ہے، اور نہ بار آور کرنے والی نشروں نما اس کے قبضے میں۔ یہ صرف اسی قدیر و حکیم کے دست قدرت کا کام ہے، جو مقلب القلوب اور معول الاحوال ہے، اور جو ہمیشہ اپنے کار و بار قدرت کی نیرنگیاں دکھلاتا اور اپنی عجائب فرمائی پر حیرانی و تعجب کی بخشش کرتا ہے!

پس اگر تم کہ انسان ہو، انسانوں کو بدلنا، اور ارواح و قلوب کے عوالم روحانیہ کو منقلب کر دینا چاہتے ہو، تو یاد رکھو کہ جب تک تم انسان ہو، ایسا نہیں کر سکتے، کیونکہ انسانوں کو اسکی قدرت نہیں دی گئی۔ البتہ اگر تم اپنے اندر قوت الہی پیدا کر لو، اگر اپنی جماعت کے اندر اس کار فرمائے حقیقی کا ایک گھر بنا لو۔ تمہاری صداؤں کی جگہ تمہارے اندر سے اسکی آواز نکلنے لگے۔ تمہاری آنکھوں کے حلقوں سے تمہاری نظروں کی جگہ اسکی نگاہیں کام کرنے لگیں، تمہارے اعمال و افعال، یکسر اُسکی صفات و افعال ہو جائیں۔ یعنی از فرق تا بقدم اپنے تمام اعمال و خصال میں، کب پیکر اخلاق الہی بن جاؤ، تو پھر تمہارے کام، خود تمہارے کام نہ ہونگے، جنکے لیے انتظار، حسرت، اور ناکامی ہو، بلکہ یکسر اُس قادر و مقتدر کے کار و بار ہونگے، جسکا دامن عز و کبریائی اس سے بہت اقدس و منزہ ہے کہ آلودہ ناکامی و ملوث حسرت و افسوس ہو۔

پھر جب وہ کہ سب کا مالک ہے، تم میں ہوگا، تو تم کو بھی اُسکے ملک کی ہر شے پر قدرت ہو جائیگی۔ کیونکہ تمہاری قدرت در حقیقت اسی کی قدرت ہوگی۔ تمہاری صدا، دعوت ایک سیلاب انقلاب ہوگی جس کو دنیا کی کوئی طاقت نہ رک سکے گی۔ تمہاری زبانوں سے جو کچھ نکلے گا، وہ دلوں اور رزحور پر نقش ہو جائیگا اور پھر نہ زمین کا پانی اُسے دھو سکے گا اور نہ آسمان کی بارش اُسے معر

انکار و حوادث

ہماری انجمنوں کے سالانہ جلسے کیا ہیں؟ قومی میلے ہیں سال میں ایک مرتبہ تمام اطراف ہند سے کسی ایک شہر میں مسلمان جمع ہو جاتے ہیں، تین چار روز چہل پہل رہتی ہے، ہر طرف ایک حرکت اور جذبہ نمودار ہو جاتی ہے، اسٹیج کے پاس کچھ لوگ محو نمائش، اور اسٹیج کے نیچے تمام لوگ محو تماشا نظر آتے ہیں۔ تیسرے روز یہ بھیڑ چھٹنی شروع ہوتی ہے اور چوتھے روز سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر جلسوں کے حال اور کانفرنسوں کے پندال ایک کف دست میدان نظر آتے ہیں جہاں سے میلہ آتہ چکا ہے اور اب جا بجا قافلہ عرب کی طرح اوس نے اپنی اقامت کے چند آثار چھوڑ دیے ہیں!

فا سئلوا حالنا عن الاثار

امسال ہمارے میلے شہر آگرہ میں لگینگے، جہاں ہم کبھی اپنی عظمت و اقتدار کے بھی میلے لگا چکے ہیں! اسی گھر میں جلایا ہے چراغ ارز و برسوں! جس آگرہ میں ”ہمایوں“ نے عروس علم و انکشاف کے عشق و محبت میں جان دی، اسی آگرہ میں اب ہم مشورہ کرینگے کہ اس روتے سے محسوس، کرکینکر مٹا کر گھر لائیں؟ جس خاک پر اکبر و جہانگیر نے دوسروں کی قسمتوں کا فیصلہ کیا تھا، اب ہم وہاں جمع ہوں گے تاکہ خود اپنی قسمت کا فیصلہ کریں!

جہاں کبھی تخت حکومت و اجلال پر بیٹھ کر غیروں کو اپنے سامنے سر بسجود دیکھ چکے ہیں، وہاں اب گردِ فلاکت و ادبار پر لوت کر سر نہچیں گے کہ محکومی کی زندگی میں عافیت کیونکر پائیں!

فقدام دام برکنجشک و شادم، یاد ان ہمت

کہ گرسیمرخ می آہ بدام ازاد می کردم!

و بلونا ہم بالعسائب والسیئات، لعلم یرجعون!

یعنی حسب معمول اواخر دسمبر میں کانفرنس اور مسلم لیگ دونوں کے اجلاس آگرہ میں ہونگے۔ کانفرنس کے پریسیڈنٹ آنریبل مسٹر شاہدین (لاہور) اور مسلم لیگ کے آنریبل سررحمۃ اللہ (بمبئی) منتخب ہوئے ہیں۔ آنریبل شاہدین چیف کورٹ کے جج ہیں۔ امید ہے کہ ہماری قسمت کا بہتر فیصلہ کر سکیں!

افریقہ کی سرزمین آج سے نہیں بلکہ تقریباً ۱۲۰۵ برس سے ہمارے لیے مصائب و حوادث کا گھر ہے۔ اسی براعظم میں مصر، حبش، طرابلس، تبرلن، الجزائر، اور مراکش واقع ہیں، جن کا ایک ایک ذرہ ہمارے عروج و زوال رفتہ کی تاریخ، اور ہمارے ایام سرور و حزن کی پروردہ داستان ہے۔ پس اگر ہم پر چند برسوں سے اوس کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے (جنوبی افریقہ) میں ظلم و ستم کی چند حکایتیں پیدا ہوگئی ہیں تو اس پر تعجب کیا ہے؟

لیکن افسوس تو یہ ہے کہ ہم محرومانِ قسمت کے ساتھ ہمارے بہت سے ہندو، سکھ، اور پارسی ہم وطن بھی موردِ آلم و مصائب ہیں!

کہا جاتا ہے کہ مسلمان اوس وقت تک خاموش رہتے ہیں جب تک کہ ان کے مذہب کو نہ چھیڑا جائے۔ کس قدر جھوٹ ہے! برٹش جنوبی افریقہ میں مسلمانوں کے مذہب کو چھیڑا گیا، لیکن

کب ان کے جوش و حمیت کے تار سے ٹوٹی آواز نکلی؟ اسلامی نکاح کو یہ کہہ کر وہاں کی عدالت نے رد کر دیا کہ یہ اوس ملک کا نکاح ہے جہاں تعدد ازواج جائز ہے! پھر کیا یہ مسلمانوں کی دینی تحقیر نہیں ہے؟ کیا یہ صریح احکامِ اسلامیہ میں مداخلت نہیں ہے؟

اہل ہند جنوبی افریقہ میں خاموشی اور سکون کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے کارخانوں سے تعلق منقطع کر دیا ہے، اپنے حقوق کا مطالبہ صبر و استقلال کے ساتھ کر رہے ہیں۔ آج ہی خبر ہے کہ چار ہزار ہندوستانیوں نے جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں، رئیس الاحرار مسٹر گاندھی کی زیرِ ریاست کوچ کر دیا ہے۔

تمام لوگ زیادہ تر کارخانوں کے ملازم اور مزدور ہیں، جنکی معیشت کا مدار زیادہ تر روزانہ یا ہفتہ وار اجرت پر ہے، ایسی حالت میں ترکِ اشغال سے وہ جس مصیبتِ عظیمہ میں مبتلا ہوگئے ہیں، اوس کا اندازہ ہر شخص بہ آسانی کر سکتا ہے۔ یہ سب کچھ صرف اس لیے ہے کہ ہندوستان کے حقوق غیر ممالک میں محفوظ رہیں! پس ہزار حیف سرزمین ہند پر، اگر وہ اپنے ان محترم فرزندوں کی خبر نہ لے!

ہم ہندوستانیوں کے ساتھ یہ طرزِ عمل نہ صرف جنوبی افریقہ میں بلکہ امریکا، استریا، اور دیگر نوآبادیوں میں بھی ہے۔ ہم اپنی گورنمنٹ سے صرف یہ درخواست کرتے ہیں کہ اگر فرزندانِ ہند کو برطانیہ نوآبادیاں قبول نہیں کرتیں، تو ہندوستان کو بھی کیوں نہیں اختیار دیا جاتا کہ وہ اپنے ثمرات و فوائد کا باب وسیع، باشندگانِ نوآبادیہائے برطانیہ کے لیے بند کر دے؟ راکم فی القصاص حیوة یا اولی الاباب۔

اصل یہ ہے کہ جو درخت اپنی جگہ پر قوی و توانا نہیں، اسکی لکڑیوں کو کہیں بھی اچھی قیمت نہیں مل سکتی۔ عمدہ درخت کی لکڑی جہاں جاوے گی، شائد زلفِ بذکر دستِ حسن میں جگہ پائے گی۔ پر جس درخت کی جڑ ہی میں نشور نما نہ ہوئی، وہ جہاں کہیں بھی لیجایا جائگا، آگ اور شعلوں ہی کی نذر ہوگا:

تونخل میوہ فشاں باش در حدیقہ دھر
کہ کم درخت قوی خشک شد کہ بشکستند

سرزمین ہند کے فرزند جب خود اپنے والدین ہی کی گود میں مستحقِ عزت نہیں، تو گھر سے باہر جا کر انہیں مطالبہٴ عزت کا کیا حق ہے؟ اصل شے قومی عزت ہے اور یہ مرکز و ملت سے ہے، نہ کہ شاخوں اور افراد سے۔ آج ایک انگریز یا جاپانی دنیا کے کسی گوشے میں بھی جا کھڑا ہو، وہ خواہ کیسا ہی ہیچ کارہ اور تکلیف دہ ہو، لیکن اسکی نسبتِ قومی و وطنی زمین کے ذروں اور ہوا میں اڑنے والے پرندوں سے اپنی عزت و عظمت کرا لے گی!

لیکن آہ، وہ بدبختانِ ہند، جنکے لیے انکے وطن کی نسبت مایہٴ فخر نہیں بلکہ آلہٴ تحقیر ہے، جب خود اپنی سرزمین ہی میں آرام پانے کے مستحق نہیں سمجھے گئے تو دوسرے ملکوں میں کیوں نہ ذلت و حقارت سے ٹھکرائے جائیں؟ اور پھر کیوں کڑی حکومت انکا ساتھ دے؟

جرمِ منہیت پیش تو گر قدر من کم ست
خود کز دہ ام پسند خریدار خویش را

کی مفصل روئداد، نیزہ، تھم، رقائق و حالات ہیں جن پر اس افسانہ خونیں کا خاتمہ ہوا۔

کانپور امپورمنٹ اسکیم مشرح درج کی ہے۔ مسجد کے مطلوبہ زمین کیلئے جیسی کچھ مضحکہ انگیز قانونی کارروائی کی گئی، وہ قابل مطالعہ ہے، اور قانونی طور پر زمین کے متعلق اصل مسئلہ دھبی ہے۔ اسکے بعد ان مراسلات کی نقل دی ہے جو اس بارے میں ہزار سر جیمس مسٹن اور مسٹر محمد علی میں ہوئیں۔ پھر ۱۔ جولائی کے حادثہ انہدام اور ۳۔ اگست کے قتل عام کی مشرح کیفیت درج کی ہے اور انکی سرگذشت سرکاری وغیرہ سرکاری، دونوں ذرائع سے لی ہے۔ اسکے بعد ”بنگالی“ میں جو مبسوط مکاتیب انکے شائع ہوتے رہے، اور کانپور میں رھکر جو کچھ انہوں نے واقعہ کے تمام اجزا کی تحقیقات کی، ان کو بعنسنہ درج کیا ہے اور یہ کتاب کا اہم ترین حصہ ہے۔

اسکے بعد اس حادثہ کے متعلق انگریزی اخبارات کی رائیں نقل کی ہیں اور اس باب کو انگلستان کے اخبار The out look اور The Pall Mall Gazette کے مضامین سے شروع کیا ہے۔

لکھنؤ کے ڈپوٹیشن کا ایڈرس اور اسکا جواب بھی اسی حصے میں آگیا ہے۔

ہر حیثیت سے یہ ایک اہم مجموعہ ہے۔ مجمع یقین ہے کہ ہر شخص اسکا ایک ایک نسخہ ضرور اپنے پاس رکھے گا۔ یہ مسلمانوں کی موجودہ بیداری اور حسیات دینیہ و ملیہ کی ایک یادگار داستان ہے، اور اسکا ایک ایک لفظ ہمارے پاس محفوظ رھنا چاہیے۔

مسٹر گپتا نے اس معاملے میں اپنے قلم و دماغ سے جو بہترین خدمت حق و انصاف کی انجام دی ہے، وہ ایک ایسا واقعہ ہے جسکے تشکر و امتنان سے ہم کبھی غفلت نہیں کر سکتے۔ اور اگر مسلمان بکثرت اس دلچسپ و نافع کتاب کو خریدینگے، تو یہ انکے قیمتی جذبات و غواطف کی ایک نہایت ہی ادنیٰ قسم کی شکر گزاری ہوگی۔

درخواستیں ”دفتر بنگالی۔ کلکتہ“ کے پتہ سے آنی چاہئیں۔

تاریخ دربار دہلی

سید ظہور الحسن مالک، خانہ احسن التجارت کوہ نظام الملک دہلی۔
قیمت ۱۔ روپیہ - ۸۔ آنہ۔

آخری دربار دہلی منعقدہ ۱۲۔ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء کے حالات جمع کیے ہیں۔ دربار کے موقعہ پر جسقدر مراسم ادا ہوئے اور جسقدر مجالس و محافل منعقد، ان سب کے حالات کو الگ الگ عنوان سے مرتب کیا ہے۔ سب سے پہلے جلوس شاہی کی مشرح کیفیت دی ہے اور آخر میں تمام رؤسا و شرعہ دربار کی فہرست۔ کاغذ اور چھپائی پر تکلف ہے۔

فصول مسعودیہ

”مصنفہ حضرت شاہ مسعود علی قلندر“ حسب فرمایش ”جداں سید شاہ“
ولایت احمد صاحب قلندر۔ حجادہ نشین خانقاہ لاہر پور۔

فارسی کا ایک ضخیم رسالہ ہے، سلسلہ قلندریہ کے تمام شیوخ و اکابر کے حالات و مبلفوظات اسمیں جمع کیے گئے ہیں۔ ابتدا میں ایک مقدمہ ”فیوض مسعودیہ“ کے نام سے ہے، جسمیں مصنف اور انکے خاندان کے حالات عنوان وار ترتیب دیے ہیں۔ قیمت اور مقام اشاعت لوح پر درج نہیں۔ آسی پریس لکھنؤ میں چھپی ہے۔

ملفوظات: جلد نہدہ

*)

دی کانپور - موسک

THE CWANPORE MOSQUE.

مسجد کانپور

مستربی - ۷۔ داس - گپتا - سب ایڈیٹر ”بنگالی“ کلکتہ - قیمت ۱۔ روپیہ

حادثہ مسجد کانپور اپنے اندر جو عبرتیں اور بصیرتیں رکھتا ہے، اسکے لحاظ سے ضرور تھا کہ اسکے واقعات کو محض اخبارات کے صفحوں اور زبانی روایتوں ہی پر ضائع ہو جانے کیلئے نہ چھوڑ دیا جائے، بلکہ وہ کسی زیادہ پائدار اور محفوظ صورت میں آجائے۔

خود مجھ کو بھی خیال ہوا تھا کہ بعد اختتام مقدمہ اسکے تمام حالات انگریزی اور اردو میں جمع کر کے شائع کیے جائیں۔

لیکن ہم سب کو ایک انصاف دوست بنگالی اہل قلم کا معنر ہونا چاہیے، جس نے سب سے پہلے اس ضرورت کو پورا کر دیا۔

جن حضرات نے حادثہ فاجعہ کانپور کے زمانے میں ہندوستان کے معزز ترین روزانہ لسان حال، ”بنگالی“ کو پڑھا ہے، انہوں نے ابھی ان سخیدہ و بلیغ اور پر از واقعات و حوادث مضامین کو نہیں بھلایا ہوگا، جو عرصے تک بنگالی میں اسکے مراسلہ نگار خصوصی (اسپیشیل کار سپانڈنٹ) کے دستخط سے نکلتے رہے ہیں، اور جنہوں نے فی الحقیقت اس حادثہ کے مظالم و خفایا کی تشہیر و اعلان اور حقیقت و اصلیت مستورہ کے کشف میں سب سے زیادہ حصہ لیا ہے۔

یہ مکاتیب دراصل مستربی - ۷۔ داس گپتا - سب ایڈیٹر بنگالی کے رقمزدہ تھے، جنکو ادارہ بنگالی نے مخصوص طور پر رقائق نگاری کیلئے کانپور بھیجا تھا۔

مسٹر مصروف نے کانپور سے آکر تمام حالات و رقائق جمع کیے۔ اور بعض بعض ضروری چیزوں کی تلاش میں تکلیف و زحمت بھی برداشت کی۔ چنانچہ اسکا پہلا حصہ مرتب ہو کر شائع ہو گیا ہے اور دوسرا بھی آجکل میں نکل جائیگا۔ مجموعی قیمت دونوں حصوں کی ایک روپیہ کچھ زائد نہیں ہے، کیونکہ پہلے ہی حصے کی ضخامت ۱۰۸ صفحے کی ہے۔ نیز متعدد ہاف ٹرن تصویریں بھی دی گئی ہیں۔

مستربی - ۷۔ گپتا نے زبانی مجھ سے کہ دیا ہے کہ انکا مقصد اس کتاب سے جلب زر نہیں ہے۔ وہ اسکی آمدنی کا ایک حصہ زراعت کانپور کے فنڈ میں دینے کیلئے طیار ہیں۔

میں نہایت متاثر ہوا، جب میں نے سرورق الٹا، اور کتاب کے تہدیہ و تعزین (ڈیڈیکشن) کا صفحہ نظر آیا۔ مسٹر گپتا نے مندرجہ ذیل لفظوں میں، شہداء کانپور رضی اللہ عنہم و اعلیٰ اللہ مقامہم کی مقدس یاد کے ساتھ اپنی کتاب کی تقدیس کی ہے:

To

The Memory of my Mussalman Country-men who lost their lives in the riot at Cawnpore, on the 3rd day of August. 1913.

پہلا حصہ کانپور امپورمنٹ اسکیم سے شروع ہو کر ایڈیٹر الہلال کے ورد کانپور کے ذکر پر ختم ہو گیا ہے۔ دوسرے حصے میں مقدمہ

انتقاد

مجالس ذکر مولد (صلعم)

• • •

سیرۃ نبوی (صلی اللہ علیہ و صلعم)

ادارۃ سیرۃ نبوی

• • •

فقیر کا ایک مدت سے خیال ہے کہ سیرۃ نبوی میں ایک معقنہ و مفصل کتاب کی تدوین کے علاوہ (جیسی سیرۃ کبیر کہ مولانا شبلی نعمانی مرتب فرما رہے ہیں) اور بھی بہت سی صورتیں ترتیب و اشاعت کی مطلوب و ضروری ہیں۔

ازانجملہ سخت ضرورت ہے ایسے مختصر رسائل کی جن میں مباحث و مناظرات متعلق سیرۃ سے بکلی چشم پرشی کی جائے۔ صرف حالات زندگی صحت و تحقیق کے بعد درج کیے جائیں۔ اختصار ہر جگہ ملحوظ رہے، اور صرف وہی مواقع مفصل ہوں جن کی تفصیل ہماری موجودہ عملی زندگی کیلئے اسرہ حسنہ کی دعوت رکھتے ہیں اور جن کی نسبت ایک الہامی فکر نقاد کے ساتھ کہا گیا تھا کہ ”خلقه القرآن“ (آنحضرت کا خلق تعلیم قرآنی کی تصویر ہے)۔

ان رسائل سے عام مطالعہ و واقفیت اور اثر و اصلاح کے علاوہ مخصوص طور پر مقصود یہ ہے کہ مجالس ذکر ولادت نبوی کی اصلاح ہو۔ اور یہ جو ایک نہایت قریبی رسم اجتماع و احتفال موجود ہے اس قوت سے اصلی و حقیقی فائدہ اٹھایا جائے۔

میں ایک بار اس کی نسبت لکھ چکا ہوں۔ میرے اعتقاد میں قرآن کریم جو ایک کتاب مسطور، فی رق منشور ہے، اس کی لوح محفوظ حامل قرآن کی زندگی تھی، اور میں ”لقد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین“ میں ”نور“ کو ”کتاب“ کا وصف نہیں سمجھتا، بلکہ اس وجود انسان کامل کی زندگی کو سمجھتا ہوں، جس کی نسبت دوسری جگہ کہا گیا کہ ”داعیاً الی اللہ باذنہ و سراجاً منیراً“

و للناس فیما یعشقون، مذاہب!

پس اگر ہمیں مسلمان بننے کیلئے قرآن کریم کی تلاوت کی ضرورت ہے، تو یقین کیجیے کہ اس کو ایک عملی زندگی کی صورت میں دیکھنے کیلئے اس ”اسرہ حسنہ“ کے مطالعہ کی بھی ضرورت ہے: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسرہ حسنہ۔ اور یہ پچھلی ضرورت پہلی ضرورت ہی جتنی ہے۔ پہلی سے کم نہیں:

فی مذہبی، یا نعم ہذا المذہب!

(مجالس ذکر مولد)

اس کا بہترین ذریعہ مجالس ذکر مولد نبوی ہیں، بشرطیکہ ان میں عام مسائل مولد کی جگہ، جو بالعموم موضوعات و قصص اور غیر مفید و لا حاصل صرف عبارت و انشا کا مجموعہ ہیں، پیش نظر طریقہ سے صحیح و معقوت حالات حیات نبوی بیان کیے جائیں۔

اس قسم کی چیزیں دراصل لکھنے اور پڑھنے کی نہیں ہیں۔ اسکے لیے ایسے لوگوں کی ضرورت تھی، جو ”سیرۃ نبوی“

کے خطیب (لکچر) ہوں۔ جنہوں نے اس موضوع خاص کا مطالعہ (یعنی استیقی) کی ہو۔ جن کو اس میں صاحب فن (اکسپٹ) کا درجہ حاصل ہو۔ اور وہ ہر مجلس اور ہر جماعت کے سامنے، اس مجمع کی حالت، ضرورت، گرد و پیش، اور مخصوص داعیات و احتیاجات کے مطابق، سیرۃ نبوی پر خطبہ (لکچر) دیں۔ کیونکہ ہر شہر، ہر محل، ہر خاندان، ہر جماعت، اور ہر مجلس کی ضروریات یکساں نہیں۔ کسی جماعت کیلئے سیرۃ نبوی کا کوئی خاص حصہ زیادہ تفصیل چاہتا ہے، کسی کے مخصوص و وقتی حالات کسی خاص موقع کے اظہار کے طالب ہیں۔ کسی کو (بدر) کی فتح کا واقعہ سننا چاہیے اور کسی کو (احد) کی ہزیمت کے مصالح کے ذریعہ عزم و استقامت کی وصیت کرنی چاہیے۔ کسی کیلئے مجاہدات و غزوات کے عزائم ضروری ہیں، اور کسی کیلئے فتح مکہ کا عفو و صفحہ اور درگزر و کرم!

پھر ایک جماعت کے واقعات و حالات کے لحاظ سے، اخلاق و خصائل نبوت میں سے کسی خاص خلق عظیم پر زور دینے کی ضرورت ہے، اور دوسری کیلئے کسی دوسری حالت کی۔

اگرچہ اس حیات طیبہ مقدسہ کا کوئی فعل ایسا نہ تھا جو معبود و معبود نہ ہو۔ و کل ما یفعلہ المعبود، معبود:

ز فرق تا قدمش ہر کجا کہ می نگر

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست!

لیکن تاہم یہ انسانی زندگی کے ہر شعبے اور ہر حصے کیلئے اسرہ حسنہ ہے، اور زندگی اور زندگی کے متعلقات کی مدد و صورتیں ہیں۔ کون ہے جو اس صحیفہ نبوت کا اول سے آخر تک حق مطالعہ ادا کر سکتا ہے؟ پس بجز اسکے چارہ نہیں کہ اپنے چہرہ اعمال کے حسن و آرایش کا جو حصہ سب سے زیادہ بگڑ گیا ہو، سب سے پہلے اسی کو اس آئینہ میں دیکھ کر سنواریں۔

(رسائل خطبات سیرۃ)

لیکن مشکل یہ ہے کہ ایسے لوگ کہاں سے آئیں، اور اپنے جہل و بے مالکیوں پر کہاں تک ماتم کریں؟ اگر یہ نہیں تو کم از کم اتنا تو ہو کہ سیرۃ نبوی پر مختلف مقاصد اور مختلف پیرایہ و ترتیب سے چھوٹے چھوٹے رسائل لکھے جائیں، اور انہی کو لوگ مجالس میں پڑھ دیا کریں۔ یا یاد کر کے مثل خطبہ کے سنا دیں۔

ایک مجموعہ خطبات سیرۃ کا ہو، جو صرف تعلیم یافتہ مجامع کیلئے مخصوص ہو۔ ایک مجموعہ صرف عام مجالس کیلئے۔ اور ایک بطور درس و مطالعہ کے بچوں اور عورتوں کی تعلیم کیلئے۔ سب سے پہلے کم از کم ان تین قسموں کی سیرتیں علاوہ سیرۃ کبیر کے ضرور ہی لکھنی چاہئیں۔

(اسلوب و زبان)

لیکن نہایت مشکل اور اہم مسئلہ اس کی زبان اور طرز تحریر کا ہے۔ علی الغصص ایک ایسے عہد خیرہ مذاقی میں، جب کہ لوگ فن بیان و انشا پرداز کی کا شوق تو پیدا کر لیتے ہیں، لیکن اسکے مواقع استعمال اور صحیح مفہوم بلاغت سے بے خبر ہیں۔

جو مجموعہ خطبات کا مجالس و محافل ارباب علم و فکر کیلئے ہو، اس کا انداز تحریر آزر ہونا چاہیے، اور مجالس عامہ کیلئے آزر۔

ایک میں تاریخ و سیرۃ (بالذکر کیفی) کے اسلوب (استایل) کے ساتھ اگر باعبدال و بلا اغراق و تغلیب، طرز بیان میں انشا پردازانہ علو و رفعت بھی پیدا کی جائے تو مضائقہ نہیں، کیوں کہ

میں لے لے، جو اصلاح و بقاے ملت و دعوتِ دینانہ حقہ اسلامیہ کیلئے
بمنزلہ اساس کار و بنیاد جمیع مساعی و مبانی ہے

(احتفال مولد نبوی)

مجھ کو کئی بار خیال ہوا کہ ایک سو رسائل سیرۃ نبویؐ پر
متذکرہ صدر اصولوں کو پیش نظر رکھ کر لکھوں، اور آج اس سیرۃ
کو زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھا بھی اسی لیے تاکہ ارباب قلم و نظر کو اس
طرف توجہ ہو اور ایک ابتدائی مشورہ ان کے سامنے آجائے۔ اگر ماہ
ربیع الاول قائم تک کسی بزرگ نے اس کی طرف توجہ نہ کی تو
چند خطبات سیرۃ پر لکھنا - نیز کوشش کرونا کہ کسی بڑے شہر
میں ایک احتفال عظیم اس مقصد سے منعقد ہو اور اس میں صرف
سیرۃ مبارک پر مختلف ارباب علم و خبرۃ خطبات دیں۔ یہ
خیال بھی مجھے عرصے سے ہے۔ اس سال لاہور یا لکھنؤ میں ہماہ
ربیع الاول ایک مرکزی مجلس ضرور منعقد کرنا چاہیے۔ و ما
ترقی فی الا بالہ -

الجمیل

۱ - روپیہ : سید سبط الحسن - قافانہ حسین آباد - ضلع مرنیر

اس مسئلہ کی طرف اس وقت انتقال ذہنی اس لیے ہوا کہ
روپیہ کیلئے مدت کی پڑی ہوئی کتابیں نکلوائیں تو ایک رسالہ
”الجمیل“ نامی اسی موضوع پر نظر آگیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ میں یہ ایک نیا رسالہ
لکھا گیا ہے جس میں اختصار کے ساتھ قبل از ولادت و حالات خاندانی
سے لیکر وفات تک کے حالات، صاف اور عام فہم اردو میں جمع کرنے
کی کوشش کی ہے۔ مرتبہ مولوی سید محمد نور صاحب بہاری -
کتاب ۱۲۸ - صفحہ کی ہے اور فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ
تقریباً تمام حالات زندگی جمع کیے گئے ہیں۔ دیباچہ میں لکھا ہے کہ
سیرۃ نبویؐ کو بچوں کی تعلیم میں داخل ہونا چاہیے اور اسی
خیال سے اردو میں یہ رسالہ مرتب کیا جاتا ہے۔

پوری کتاب نہیں دیکھ سکتا۔ بعض مقامات پر تو عبارت
صاف اور سلیس نظر آئی اور طرز ترتیب آجکل کے مذاق کے
مطابق۔ بہ حیثیت مجموعی یہ رسالہ بہت غنیمت معلوم ہوتا
ہے اور آجکل کے رائج و معروف ذخیرہ سیرۃ کی جگہ بہت بہتر ہے
کہ لوگ اس کتاب کو پڑھیں۔ البتہ چند باتوں کا مولوی صاحب
خیال رکھنے پر بہتر تھا:

(۱) اگر مقصود بچوں اور عورتوں کا بھی مطالعہ ہے تو اتنی
مخامات مناسب نہیں اور نہ ہر طرح کے حالات کی ضرورت۔ ہر
تصنیف میں مقدم شے قاریں و مخاطبین کی ضروریات و حالت
کا صحیح اندازہ کرنا ہے۔

(۲) جن کتابوں سے حالات لیے ہیں اور دیباچہ میں ان کا
تذکرہ کیا ہے، وہ بغیر نقد و تحقیق کسی طرح معتبر و مستند
نہیں۔ دیباچہ میں لکھتے ہیں:

”عربی میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں تالیف ہوئیں جن میں
سوائے موضوع، صحیح، سقیم، مرسل، منقطع، مفصل کا اضافہ
بھی شامل تھا۔ ان میں صحیح تر سیرۃ حافظ ابو الفتح، ابن ہشام،
سیرۃ شامی، سیرۃ حلبیہ ہے لیکن انقلاب زمانہ سے جب دوسری
زبانوں میں ترجمہ یا ملخص ہونے لگا تو ضعاف اور موضوع کے
علاوہ نفس راقعات اور حوالے میں بھی تصرف کیا گیا“

لیکن یہ ضخیم نہیں۔ اول تو ”سوائے موضوع، صحیح، سقیم“
کا مطلب معلوم نہیں کیا ہے؟ پھر جن کتابوں کو ”صحیح تر“ کہا

موضوع کی بلندی خود مستحقِ رفعت ہے۔ لیکن دوسرے میں
تاریخ کی جگہ اصلاح و دعوت کا مقصد پرشیدہ اور مخاطب
عامۃ الناس، اس لیے نہ تو اسلوب بیان مورخانہ و فلسفیانہ ہو، اور
نہ بلند و عالمانہ، بلکہ نہایت عام فہم و سلیس اور معض سادہ
و سہل، با ایں ہمہ، سادگی بیان کے ساتھ ضرور ہے کہ بغیر کسی
انشا پردازانہ پیچ و خم کے، اپنے اندر ایک ایسی بے امان تاثیر بھی
رکھتا ہو کہ سننے والے اس کے ہر لفظ پر بے اختیار دل و جاں سپرد
کر دیں! و ان من البیان لسعرا۔

جس بات کو میں نے یہاں چند سطروں میں لکھا ہے، غور
کیجیے تو یہ ایک نہایت نازک اور دقیق نکتہ بلاغت ہے، اور
انسوس کہ اقلام عصر کو اس کا حس نہیں۔

بڑی مشکل یہ ہے کہ ایک عرصے سے عام لوگ ذکر میلاد کی
مجالس میں تھم رہی تہیہ کے عادی ہو گئے ہیں۔ مجھ کو بہت سی
ایسی صحبتیں یاد ہیں، جہاں غزلوں کے مطالب اور صراحت خطاب
و ضمیر سے اگر قطع نظر کر لی جاتی، تو یہ بتلانا محال ہو جاتا کہ
ایک مقدس ذکر دینی کی صحبت میں بیٹھے ہیں، یا کسی
نو امرز مگر صحیح معنوں میں خوش گلو مغنیہ کے سامنے۔ میں یہ
کہنے سے نہیں شرماتا کہ موسیقی کو نہایت محبوب رکھتا ہوں اور
چونکہ دل رکھتا ہوں، اس لیے اُس شے سے قطع تعلق نہیں کر سکتا،
جس کا تعلق دل کے ساتھ، جسم اور روح کا تعلق ہے، لیکن تاہم یہ
تو کوئی شخص بھی پسند نہیں کر سکتا کہ مجالس دعوت مقدسہ
و مذاہرت دینیہ کو موسیقی کے مشتبہ جذبات سے آلودہ کیا جائے۔
میرے خیال میں اس ذکر مقدس کیلئے یقیناً یہ ایک ناقابل
تحمل گستاخی ہے۔

پھر ظاہر ہے کہ یہ نئے خطبات سیرۃ تو اس عنصر دلکش سے بالکل
خالی ہونگے۔ ان کے پڑھنے کا انداز بھی رزغہ خوانی کی طرح نہیں
بلکہ ایک وعظ کی طرح بالکل تحت اللفظ ہوگا۔ اصلاح کے کاموں
میں لوگوں کی دلچسپی کے قیام اور توجہ کے بقا سے کسی طرح
چشم پوشی نہیں کی جا سکتی، ورنہ اصل مقصد فوت ہو جائے۔
پس نہایت ضروری اور اساسی امر یہ ہے کہ ان کے اسلوب بیان
و طرز تحریر میں کچھ ایسی باتیں بھی جمع کی جائیں، جن کا
اثر و کشش، تمام عوام پسند اجزائے میلاد کی پوری پوری تلافی
کرسے، اور طریق و اداب خطبات، و رسم و معاطظ و دعوت بھی ہاتھ سے
نہ جائے۔

(ادارہ سیرۃ نبوی)

ان خطبات کی ضرورت تو مجالس ذکر مولد کے خیال سے ہے۔
لیکن ان کے علاوہ بھی مختلف انداز بیان و ترتیب، اور تلخیص
مطالب و مسائل کے ساتھ سیرۃ نبویؐ کو مرتب کرنے کی ضرورت
ہے، جو طرح طرح کی اشکال دعوت و اثر میں اس اسوۃ حسنۃ الہیہ
کو اہل اسلام و غیر اہل اسلام کے سامنے پیش کرے۔

ضرورت تھی کہ ایک خاص ادارہ ”سیرۃ نبویؐ“ کی غرض سے
قائم کیا جاتا، جس کا کام مسلسل اور دائمی ہوتا، اور جو اس
بارے میں تحقیقات و انکشافات فن کی مصروفیت کے ساتھ، سیرۃ
کے چھوٹے بڑے مختلف اشکال و مقاصد کے ایڈیشن بھی شائع کرتا
رہتا۔

کاش موجودہ ادارہ سیرۃ جو شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کے
زیر ادارہ قائم ہے، تکمیل سیرۃ کبیر کے بعد بھی اپنے قلم کو جاری رکھے،
اور ایک باقاعدہ جماعت اس مقصد اعظم و اقدم کو اپنے ہاتھوں

روایت سے جو حدیث درج کی ہے، قابل احتجاج نہیں اور خود حافظ سیوطی خصائص کبریٰ میں اسکو نا قابل اندراج و استدلال تسلیم کر چکے ہیں۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ وغیرہم علی نبینا وعلیہم السلام کی نسبت لکھ دیا ہے کہ وہ سب کے سب مختار پیدا ہوئے تھے مگر اسکا بھی کوئی ثبوت نہیں۔ محض بے اصل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عدم تحقیق و نقد، و عدم حصول کتب معتبرہ، و قلت اعتناء فن کی وجہ سے تمام کتب میں اور بھی بہت سی باتیں اسی طرح رطب و یابس ہونگی۔

(۴) عبارت میں بھی شگفتگی کی کمی، اور عدم سلاست جا بجا ہے۔ ایسی کتابوں میں جسے مقصود غور و نظر، پچوس اور عام اردو خواں طبقہ سے مخاطب ہو، عبارت کے مسئلہ کو بھی کم ضروری و اہم نہیں سمجھنا چاہیے۔

امید ہے کہ مولوی صاحب دوسرے ایڈیشن میں ان امور کا خیال رکھیں گے۔ کچھ شک نہیں کہ انکا ارادہ اور انکی مبارک سعی یقیناً مستحق تعریف و تشکر ہے

اشہارات کیلئے ایک عجیب فرصت

ایک دن میں پچاس ہزار !!

”ایک دن میں پچاس ہزار“ یعنی اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکا اشتہار صرف ایک دن کے اندر پچاس ہزار آدمیوں کی نظر سے گذر جائے، جس میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ ہوں، تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے۔ یعنی یہ کہ آپ ”الہلال کلکتہ“ میں اپنا اشتہار چھپوا دیجیے۔

یہ سچ ہے کہ الہلال کے خریدار پچاس ہزار کیا معنی پچیس ہزار بھی نہیں ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس امر کی واقعیت سے بھی آجکل کسی باخبر شخص کو انکار نہ ہوگا کہ وہ پچاس ہزار سے زائد انسانوں کی نظر سے ہر ہفتے گذرتا ہے۔

اگر اس امر کیلئے کوئی مقابلہ قائم کیا جائے کہ آجکل چھپی ہوئی چیزوں میں سب سے زیادہ مقبولیت اور سب سے زیادہ پڑھنے والوں کی جماعت کون رکھتی ہے؟ تو بلا ادنیٰ مبالغہ کے الہلال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مشرق میں پیش کیا جا سکتا ہے، اور یہ قطعی ہے کہ اسکو اس مقابلے میں دوسرا یا تیسرا نمبر ضرور ملے گا۔

جس اضطراب، جس بیقراری، جس شوق و ذوق سے پبلک اسکی اشاعت کا انتظار کرتی ہے۔ اور پھر پرچے کے آتے ہی جس طرح تمام محلہ اور قصبہ خریدار کے گھر ٹوٹ پڑتا ہے، اسکو آپ اپنے ہی شہر کے اندر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

اُس کی وقعت، اُن اشتہارات کو بھی رقیع بنا دیتی ہے، جو اُسکے اندر شائع ہوئے ہیں۔

باتصویر اشتہارات، یورپ کے جدید فن اشتہار نویسی کے اصول پر صرف اُسی میں چھپ سکتے ہیں۔

سابق اجرت اشتہار کے نرخ میں تخفیف کر دی گئی ہے۔

منیجر الہلال الیکٹریکل پرنٹنگ ہاؤس۔

۱/۷ - مکلاؤڈ اسٹریٹ - کلکتہ۔

ہے، اُن میں سوائے ”ابن ہشام“ کے کوئی بھی ”صحیح تر“ نہیں۔ حافظ ابو الفتح سے نہیں معلوم کونسی کتاب مراد ہے؟

سیرۃ شامی محمد بن یوسف صالحی (المتوفی سنہ ۹۴۲ھ) کی تصنیف ہے، یعنی دسویں صدی ہجری کی۔ مصنف وسیع النظر ضرور تھا۔ چنانچہ دیباچہ میں لکھا ہے کہ ”میں نے سیرۃ کی تین سو سے زائد کتابیں دیکھیں“ تاہم طریق جمع و انتخاب و نقد و تحقیق سے خالی اور رطب و یابس سے مملو ہے۔ نیز متاخرین کے عام انداز کے مطابق محدثانہ روش سے بھی خالی۔ اسی کتاب کا خلاصہ ”سیرۃ الحلبيہ“ ہے، جسے علی برہان الدین محلی (المتوفی: ۱۰۴۴) نے سیرۃ شامی سے اخذ کر کے مع اضافۃ بعض الزیادات مرتب کیا، مگر یہ بھی سیرۃ کی عام کتابوں کی طرح معمولی انداز جمع و ترتیب سے لکھی گئی ہے، اور بہ نسبت دیگر کتابوں کے ”صحیح تر“ کے لقب کی مستحق نہیں۔

کچھ شک نہیں کہ یہ تمام کتابیں جامع ترین مراد سیرۃ ہیں جسے محدثانہ نقد و تحقیق و نظر درایت کے بعد سیرۃ کی کتابیں مرتب کی جا سکتی ہیں، لیکن اسکی تو کسی طرح مستحق نہیں کہ ”سیرۃ ابن ہشام“ کی صف میں آئیں جگہ دی جائے اور اسکی طرح ”صحیح تر“ سمجھا جائے، جو فن سیرۃ میں اقدم و اول، اور بمنزلۃ أم الکتاب ہے۔

یہ بھی صحیح نہیں کہ غلط و مرضع واقعات کی شہرت، ان کتابوں کے غلط حوالوں کا نتیجہ ہے۔ صحیح اردو یا فارسی کی کوئی کتاب معلوم نہیں جس نے غلط ترجمہ کیا ہو۔ اصلی سبب نقد و تحقیق کا نہرنا، اور محض عقیدۂ و حسن ظن کو بنیاد تاریخ و سیرۃ قرار دینا، اور کتب دلائل و خصائص مثل دلائل ابرنعمیم و خصائص سیوطی وغیرہ کی عام اشاعت و مقبولیت، اور سب سے زیادہ جماعت قساص و رعاط کا گرمی مجلس و عوام فریبی کیلئے اس قسم کی چیزوں کو بسیعی و جہد شائع کرنا ہے۔

مولوی صاحب نے اپنا ماخذ اصلی سیرۃ حلبیہ اور سیرۃ سید احمد بن دحلان کو بتلایا ہے۔ حالانکہ وہ بغیر کسی واسطہ کے خود ابن ہشام سے فائدہ اٹھا سکتے تھے جو اب مصر میں بھی (زاد المعاد) کے حاشیہ پر چھپ گئی ہے۔ اور خود حجة الاسلام علامۃ ابن قیم کی کتاب (زاد المعاد) اس باب میں سب سے زیادہ نافع تھی جس کا انہوں نے مطالعہ نہیں کیا۔

(سید احمد بن دحلان) زمانہ حال کے مصنف ہیں۔ مکہ معظمہ میں شرافع کے مفتی تھے۔ انہوں نے متعدد کتابیں لکھی ہیں اور اس دور کے مصنفین میں کئی حیثیتوں سے بہت غنیمت ہیں۔ انکی سیرۃ بھی نسبتاً اختصار و ترتیب کے لحاظ سے بہت اچھی ہے، تاہم اعتماد کیلئے کافی نہیں۔

ضمنی طور پر جن کتابوں کا نام لکھا ہے، ان میں تاریخ الخلفاء، تفسیر خازن، مدارک، اور احیاء العلوم بھی ہے۔ لیکن ایک سیرۃ کی کتاب کو جسکا اصل، فن حدیث ہے، ان کتابوں سے کیا واسطہ؟

ایک کتاب ”اسماء الرجال“ نامی بھی لکھی ہے۔ لیکن اس نام کی کوئی کتاب دنیا میں نہیں ہے۔

(۳) آغاز کتاب کے دو تین صفحہ دیکھ سکا۔ جاہلیت عرب کا حال لکھتے ہوئے سورہ بنت زہرہ کا واقعہ لکھا ہے جو بے اصل ہے۔ کہانۃ کے بارے میں جو جملہ معترضہ آگیا ہے، وہ بھی صحیح نہیں اور بالکل بے مرقعہ ہے۔ واقعۃ ولادت کے تذکرہ میں حضرت عباس کی

من - عَمَّیْلَا

تہ علم و معارف

سنہ ۱۹۱۲ میں

(۱)

کیا عجیب اختلاف احوال ہے !

ایک طرف تو یہ حال ہے کہ ہمارے اسلاف پیشین ہم کو جو نذیرہ معارف سپرد کر گئے ہیں، اس میں ایک ذرہ کا اضافہ بھی ناممکن یقین کیا جاتا ہے، اور علم قدیمہ کا بھی یہ حال ہے کہ جب ہماری مجلس کا کوئی گراں پایہ ممبر آتہ جاتا ہے تو پھر اس کا کوئی جان نہیں پیدا کرتا۔

دوسری طرف اسی آسمان کی نیچے ایک دوسری آبادی ہے، جہاں کی نسل ہمیشہ اپنے اسلاف کی متروکات علمیہ کو تعجب انگیز ترقی دے رہی ہے، اور جب اس آبادی کا کوئی فرد اپنی جگہ خالی کرتا ہے تو اپنے سے ایک بہتر شخص کو اپنا جانشین بنا جاتا ہے !

یورپ کی تمام شاخہاے زندگی کی طرح اسکی علمی زندگی بھی شغف، حوصلہ مندی، سرگرمی، اور استقلال کی روح سے لبریز ہے، یورپ میں علمی زندگی کی ہر دلعزیزی و معبریت کا اندازہ علماء علوم و فنون کی اس تعداد سے ہو سکتا ہے جو سنہ ۱۳ ع کی دلیل انگلستان (گائڈ بک) مطبوعہ لندن میں شائع ہوئی ہے اور جو بالتفصیل درج ذیل ہے -

امریکا	...	...	...	...	۱۶۷۸
انگلستان	...	...	...	...	۱۴۷۲
جرمنی	...	...	...	...	۱۲۸۰
فرانس	...	...	...	...	۱۴۲۳
آسٹریا	...	...	...	...	۳۴۸
ایتلی	...	...	...	...	۲۱۵
سوئٹزر لینڈ	...	...	...	...	۲۱۴
کنیڈا	...	...	...	...	۱۴۹
سویڈن	...	...	...	...	۱۰۹
روس	...	...	...	...	۹۷
ڈنمارک	...	...	...	...	۹۳
بیلجیم	...	...	...	...	۹۰
ناروے	...	...	...	...	۸۸

گائڈ بک میں صرف انہیں چیزوں کا ذکر ہوتا ہے جو کوئی خاص اہمیت و عظمت رکھتی ہیں، اسلیے یقیناً اسمیں ہر سند یافتہ یا ہر اسکول کا ٹیچر اور کالج کا پروفیسر شامل نہ ہوگا، بلکہ یہ جماعت ہوگی صرف ان اشخاص کی، جو معیہ معنی میں اہل علم ہیں، اور علمی زندگی بسر کر رہے ہیں -

یورپ میں علم کی سرعت رفتار کا یہ عالم ہے کہ اسکی ترقی و انقلاب کی ہر سال ایک سالانہ روداد شائع کی جاتی ہے - چنانچہ

ایک مشہور مجلہ علمیہ نے گزشتہ سال کی روداد بھی ایک مضمون کی صورت میں شائع کی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گزشتہ ربع قرن میں علم نے یورپ میں کہاں تک ترقی کی؟ ہم اسکے بعض حصص کا خلاصہ شائع کرتے ہیں - یہ ایک اجمالی بیان ہوگا جس میں صرف چند اصناف علم اور انکے متعلق بھی چند مختصر ترین اکتشافات و اضافات کا ذکر ہے۔ و علی کل حال، فیہ تبصرہ لمن القی السمع و ہو شہید -

(علم الحیاة)

اس علم میں اہم ترین اضافہ، وہ مشہور خطبہ رئیسہ (پرسنڈنشل ایڈریس) ہے جو پروفیسر شیفر نے مجمع تقدم العلوم البرطانی (برٹش اکیڈمی) کے جلسہ منعقدہ (ڈنڈی) میں پڑھا تھا - اس خطبہ کے شائع ہوتے ہی بحث و انتقاد کا دروازہ کھلا اور اعتراضات رجوا بات نے مجالات علمیہ کے صفحات پر ایک قلمی جنگ برپا کر دی (۱) - جیسا کہ پروفیسر شیفر نے اپنے خطبہ رئیسہ میں بیان کیا ہے، (حیات) کی تعریف ایک ایسی گروہ ہے، جسکے کھولنے سے اساطین فن ہمیشہ عاجز رہے ہیں -

(اسپینسر) کا شمار ائمہ فن میں ہے اور مبا دی علم الحیات پر اسکی کتاب لٹریچر کی اس شاخ میں ایک عظیم اضافہ ہے - (اسپینسر) نے اس کتاب کے دو باب تعریف حیات کے لیے وقف کیے مگر اس سعی طویل کا ماحصل صرف یہ نکلا کہ وہ کچھ تعریف نہ کر سکا اور بالآخر اپنے عاجز قصور کا اس نے اعلان کیا -

یہی وجہ تھی کہ پروفیسر شیفر اپنے خطبہ میں مسئلہ تعریف کو غیر منحل چھوڑ کے آگے بڑھ گئے، اور ایک ایسے رسمی و غیر متوقع الحصول مقصد کے پیچھے اپنا وقت تبیین ضائع نہیں کیا، جسکا حصول (اگر ہوتا) تو فن کو کوئی مخصوص مفاد اساسی نہ پہنچا سکتا -

مگر بایں ہمہ حیات کی تفسیر و تشریح ناگزیر ہے اور پروفیسر شیفر اس جماعت کے ساتھ ہیں جو اسکو "عمل آلی" قرار دیتا ہے -

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ (حیات) کے متعلق دو مذہب ہیں - ایک گروہ کا خیال یہ ہے کہ حیات ایک مستقل بالذات شے ہے اور جسم و حیات کی نسبت ظرف و ظرف کی ہے -

اسکریں سمجھیے کہ ایک غبارہ گرم پرواز ہے - اسمیں دو چیزیں ہیں - غبارہ اور وہ دھواں یا گیس، جو اسمیں بہرا ہوا ہے - گو پرواز غبارہ کا فعل ہے مگر ہے اٹر گیس کا، اور گیس بجائے خود کوئی ایسی چیز نہیں، جسے کسی عمل کیمیائی نے غبارہ کے اجزا سے پیدا کیا ہو، بلکہ ایک مستقل شے ہے جو اسمیں داخل کی گئی ہے -

تقریباً یہی حالت جسم و حیات کی بھی ہے - اسی جماعت میں وہ گروہ ہے جو کہتا ہے کہ حیات کرہ ارض میں پیدا نہیں ہوئی

(۱) یہ خطبہ الحلال جلد ۲ - نمبر ۱۳ - ۱۴ - میں ملخصاً شائع ہو چکا ہے - منہ

وغیرہ اسکا سبب پانی کو قرار دیتے ہیں۔ کلدانی منجم اجرام سماویہ کو اس کا باعث بیان کرتے تھے۔

متقدمین کی طرح متاخرین کی آراء بھی اس باب میں متعدد اور سخت متعارض ہیں۔ ان آراء کے ساتھ ساتھ یہ راء بھی نہیں۔ انہیں سے سب سے آخری اور فی الحال معتمد علیہ یہ راء ہے کہ جو زمین میں اس عہد کی آگ کا ایک حصہ باقی ہے، جبکہ یہ ایک گروے آتشیں ہو رہا تھا۔ اس آگ میں جب کسی وجہ سے ہیجان پیدا ہو جاتا ہے تو زمین کانپنے لگتی ہے۔ یہی لرزہ ہے جسکو ہم زلزلہ کہتے ہیں۔

مگر اب یہ ثابت ہوا ہے کہ زلزلے زمین کے بعض طبقات کے دھسنے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

خیال یہ تھا کہ ان سنگیں طبقات کا دل جو دھستے ہیں، ۱۲ میل سے زیادہ نہیں ہوتا۔ اس کے بعد کے طبقات ضغط و فشار کی وجہ سے پھٹتے نہیں بلکہ سیال مواد کی طرح ہلنے لگتے ہیں۔

بعض لوگوں نے یہ تجویز کی تھی کہ ایک کراں کھودا جائے، اس کوں کی کھدائی اسوقت تک جاری رہے، جب تک کہ وہ سنگیں طبقات سے گزر کے نرم حصے تک نہ پہنچ جائے۔ مگر اس تجویز پر اسوقت یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ اس نرم حصے تک پہنچنا ناممکن ہے کیونکہ اس حد تک پہنچنے سے پہلے زمین کا فشار اسقدر بڑھ جائیگا کہ بالآخر کوں کے دونوں پہلو مل جائیں گے۔

اسوقت یہ خیال بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ کانیں زیادہ عمق میں نہیں ہوتیں۔ مگر تازہ تجارب نے یہ ثابت کیا ہے کہ کانیں بہت زیادہ عمق میں بھی پائی جاتی ہیں۔ ۱۷ - ۲۰ میل عمق تک قشر زمین کا (زمین کے چھلکے کا) معمولی فشار خندق کے دونوں پہلوں کو نہیں ملانا، پس ۲۰ میل عمیق خندق میں انسان جاسکتا ہے۔

ساحل ترندالی کے قریب زمین پھٹی۔ اسکے بعد نیچے مٹی اور پتھر نکلے اور انہیں پتھروں اور مٹی کے ڈھیر سے ایک جزیرہ بن گیا۔ اسوقت سطح آب سے اس جزیرہ کی بلندی ۱۴ - قدم (فٹ) ہے۔

(الطب و الجراحہ)

(سرطان) کے اسباب ابھی تک دریافت نہیں ہوئے، اسی سے اسکا کوئی کامیاب علاج بھی ایجاد نہ ہو سکا۔ لیکن اگر سرطان آغاز ظہور میں تشخیص کر لیا گیا، اور نکال بھی لیا گیا تو پھر شفا یابی کا پہلو غالب ہو جاتا ہے۔ شعاعی (رینجن) اور (ریڈیم) صرف اس حصہ کے لیے مفید ہیں، جو عمل جراحی کے بعد رہ جاتا ہے، مگر اکثر اکثر اپنا تجربہ اسکے خلاف بیان کرتے ہیں۔ انکا بیان ہے کہ انہوں نے ریڈیم کے ذریعہ عمل جراحی کے بغیر چار ایسے مریضوں کو اچھا کیا، جنکے چہرے میں سرطان تھا، اور چھ ایسے مریضوں کو بھی جنکے جبڑے میں سرطان تھا۔ ان کے علاوہ بعض ایسی عورتوں کو بھی اچھا کیا جنکے رحم میں سرطان ہو گیا تھا۔ ان تمام شفا یاب مریضوں میں سے کسی کو بھی پھر سرطان نہیں ہوا۔ یہ ان شعاعوں کی ایک عجیب و غریب خاصیت بیان کی جاتی ہے کہ وہ صرف انہیں انسجہ میں اثر کرتی ہیں، جنہیں مادہ سرطانی ہوتا ہے۔

ان شعاعوں کا قاعدہ یہ ہے کہ جب دو ہفتہ تک مسلسل استعمال ہوتا رہتا ہے تو ان سرطانی خلا یا میں ایک قسم کی تجویف پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی تجویف بڑھتے بڑھتے اسقدر بڑھتی ہے کہ سرطان بالکل جاتا رہتا ہے۔ (البقیۃ یتلی)

ہے بلکہ کسی اور سیارے سے آئی ہے۔ (۱)

دوسرے گروہ کا یہ خیال ہے کہ حیات کوئی مستقل بالذات شے نہیں بلکہ یہ وہ عمل کیمیائی ہے جو زندہ جسم کے عناصر میں ہوتا رہتا ہے۔

یعنی جس طرح شیشے کی سختی، سرنے کی لچک، پانی کا سیلان، کوئی مستقل بالذات شے نہیں، بلکہ مادہ کے مختلف طبیعی یا کیمیائی خواص ہیں۔ اسی طرح حیات بھی زندہ اجسام کا کیمیائی خاصہ ہے۔ اسی لیے اصطلاح میں اس عمل کو ”عمل آلی“ کہتے ہیں، اور اس مذہب کو ”مذہب آلی“۔

”مذہب آلی“ کے مؤیدین میں پروفیسر (جاک لوی) بھی ہیں۔ یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے دریا کے پانی میں بعض مادے ملائے تھے اور اس آمیزش کے بعد بعض بحری حیوانات کے اندرون میں سے تلقیم کے بغیر اسی قسم کے بچے نکلے تھے۔

(حیات منفصل)

کیا کوئی عضو کسی جسم حیوانی سے علیحدہ ہونے کے بعد زندہ رہ سکتا ہے؟ یہ سوال سال گذشتہ سے پہلے مستبعد و ناقابل پرسش تھا، مگر اب ایک ثابت شدہ مسئلہ ہے۔ موسیور (کارل) نے عملیات جراحیہ کے اثنا میں اپنے تجربات سے ثابت کر دیا ہے کہ بعض کیمیائی تدابیر سے عضو مقطوع ۱۶ - سے ۲۰ - دن تک زندہ رہ سکتا ہے۔

یہ مسئلہ دلچسپ اور تفصیل طلب ہے مگر انفسر کہ یہ مرقع نہیں۔ اسلیے تفصیل قلم انداز کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ مضمون کے آخر میں اس موضوع پر مفصل لکھیں گے۔

(علم الجغرافیہ)

سال گذشتہ جغرافیہ تحقیقات کے لیے مختلف مہمیں روانہ ہوئی تھیں، انہیں سے جاپانی مہم جو لفٹننٹ (شیراسی) کی سرکردگی میں تھی، قطب تک پہنچنے سے پہلے نا کام واپس آئی۔ (انڈرسن) اور (اسکاٹ) کی مہمیں قطب تک پہنچیں۔ انکے حالات (الہلال) جلد درم میں مفصل شائع ہو چکے ہیں۔ اس لیے قلم انداز کیے جاتے ہیں۔

(سٹیفن) اور (انڈرسن) نے خلیج کاتویج کے جزائر میں کچھ ایسے لوگ دریافت کیے ہیں جنکے بال سرخ، آنکھیں کرنجی، اور رنگ سفید ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ سربدن اور ناروے کے رہنے والے ہیں جو بہت عرصہ ہوا، اسطرف نکل آئے تھے۔

(علم الارض)

زلزلوں کے سبب کے متعلق علما میں شروع سے سخت اختلاف چلا آتا ہے۔ حکماء متقدمین میں سے ارسطو اور فیثاغورس وغیرہ کا یہ خیال ہے کہ اسکا سبب ہوائیں ہیں۔ طالیس اور سنیکیس

(۱) ہمارے ہاں علماء متکلمین اسلام کا بھی یہی مذہب ہے اور اس سے حسب اصول مذہب و ادیان، یہ ثابت ہوتا ہے کہ جسم کے فنا کے بعد بھی نفس زندہ رہتا ہے، کیونکہ وہ جسم سے علیحدہ اپنا مستقل وجود رکھتا ہے۔ کئی بار ارادہ ہوا کہ ایک مضمون صرف اس موضوع پر لکھا جائے کہ متکلمین اسلام نے فلسفہ و مباحث علم میں ضمناً پزکر جو بعض اصول قایم کیے تھے، تحقیقات جدیدہ اب انکو تسلیم کرتی جاتی ہے۔

△ //

لیکن ساتھ ہی اس نے سلطان عدل کے جلال، امنیت عالم کے احترام، نظام مدنیہ کے قوام، اور قانون و عدالت کی ہیبت کے ساتھ کہا، جیسا کہ موسیٰ (ع) نے بادل کی گرج، بجلی کی چمک، اور قرنا کی آواز میں سنا تھا:

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا
علیہ بمثل ما اعتدی علیکم
اور قولہ واعلموا ان اللہ یحب
المتقین - (۱۹۴:۲) -
قرنے والوں کو پیار کرتا ہے

پھر اس نے موسیٰ (ع) کے قانون کا اعادہ کیا:

وکتبتنا علیہم فیہا ان النفس
بالنفس والعین بالعين
والانف بالانف والاذن بالاذن
والسن بالسن والجرح
قصاص - (۵: ۴۸)
بدلے زخم ہے

وہ ادھوری باتوں کو جیسا کہ (مسیح) نے کہا تھا، پورا کرنے کے لیے آیا تھا۔ وہ آیا اور ان کو پورا کیا۔ اس نے کہا کہ ”تم دشمنوں سے در گذر کرو“ اور برائی کو نیکی کے ذریعہ دور کرو“ اس نے صرف یہی نہیں کہا کہ دشمنوں کے شائد جبر کے ساتھ تحمل کرو بلکہ یہ بھی کہا کہ تحمل کرو اور احسان کرو، برائی کو انگیز کرو اور اُسکی جزا نیکی کے ساتھ دو کہ یہ حصول امن کا ذریعہ اور کسب صلح و سلام کی تدبیر ہے:

ولا تستوي الحسنة ولا السيئة
ادفع بالتي هي احسن السيئة
فاذا لذي بينك وبينه
عداوة كانه ولي حميم
وما يلقاها الا لذيّن صبروا
وما يلقاها الا ذر حظ
عظیم (۳۳: ۴۱)
نیکي اور بدی برابر نہیں -
نیکي سے بدی کو دور کرو کہ
اس سلوک سے وہ جس کو تم
سے عداوت ہے، تمہارا دوست
ہو جائے گا۔ یہ وہ طریقہ اخلاق
ہے جس پر صرف صابر اور
خوش قسمت انسان ہی عمل
کرتے ہیں

(قانون حفظ و قتل)

لیکن یہ عفو و رحم یہ صفحہ و در گذر، یہ تحمل و انگیز، کب تک؟ اس وقت تک، جب تک کہ اس شرار و بدی کا اثر شخص واحد تک محدود، اور صرف ایک ذات خاص ہی کے منافع خصومیہ میں محصور ہو کہ یہ جرم ایک شخص واحد اور ذات خاص کا ہے جس کے معاملات و حوادث خصومیہ کو ہئیۃ اجتماعیہ اور سوسائٹی سے تعلق نہیں۔

وہ پانی کا ایک بلبہ ہے جو ایک تھوکر سے پیدا ہوا اور مت گیا۔ اس جرم کو معاف کرو کہ اشخاص کی ذاتی محبت و مودت اور شخصی لطف و رحم کو ترقی ہو اور دنیا امن و صلح سے بھر جائے۔ یہی وہ موقع ہے جہاں (مسیح) کے حکم پر عمل کرنا عین اسلام ہی تعلیم ہے۔

لیکن دنیا میں ایسی بھی بدیاں ہیں جو کو ایک شخص خاص کے ساتھ ظاہر ہوتی ہیں، لیکن وہ سمندر کی لہریں ہیں، جو ہوا کے جھونکوں سے پیدا ہوتی ہیں اور دور تک پانی کی سطح کو متزلزل کر دیتی ہیں۔ وہ گر ایک ذات واحد کا گناہ ہے لیکن اپنی وسعت اثر و قوت نفوذ کے لحاظ سے تمام مجتمع انسانی کا گناہ

یہ حکم امن عالم اور حفظ انسانیت سے متعلق ہے، اسی لیے جب کسی دور و عصر میں امن عالم کا معاف ربا نی اور حفظ انسانیت کا راعظ روحانی دنیا میں آیا، تو اس نے اس حکم کا اعادہ کیا۔ تم نے اس فرمان کو سنا ہے، جو امن عالم کے ایک ”معاف اکبر“ نے مقدس جماعات انسانی کے روبرو اور ”بیت خلیل“ کے سامنے دنیا کو سنایا تھا؟

الا ان دماءکم و اموالکم
محرمة علیکم کحرمة
یومکم هذا، فی بلدکم
هذا، فی شہرکم هذا!
آگاہ ہو کہ تمہارا خون، تمہارا مال، ایک
محرمة علیکم کحرمة
دوسرے کیلئے محترم ہے، جس طرح آج
یومکم هذا، فی بلدکم
روز حج اس شہر مکہ میں، اس ماہ
هذا، فی شہرکم هذا!
ذی الحجہ میں محترم ہے۔
اسی طرح وہ جو ”کرہ طور“ سے آیا، اور اسنے بھی جو ”کرہ زیتون“
پر نمودار ہوا، یہی کہا تھا کہ ”تو خون مت کر“

(حفظ نفس کیلئے قتل نفس)

لیکن جس طرح قیام امن و احترام روح انسانیت کے لیے سفک دم و قتل نفس ممنوع ہے، اسی طرح کبھی کبھی انہیں عزیز ترین متاع عالم کی حفاظت و عزت کے لیے سفک دم و قتل نفس ضروری بھی ہو جاتا ہے۔ ایک جماعت انسانی کا مجرم، ایک نفس زکیہ کا قاتل، ایک حکومت صالحہ کا باغی، اور ایک برہم زن امن عالم کا قتل، عین عدل و نفس انصاف ہے، تاکہ دنیا کی صلح و سلام واپس آئے، اور انسانیت و روح کی عزت و احترام باقی رہے۔

(عفو و انتقام)

اسلام سے پہلے دنیا نے صرف دو اصولوں پر کام کیا ہے۔ عفو اور انتقام۔ ہم نے موسیٰ (ع) کی شریعت میں ”جان کے بدلے جان“ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت ”پڑھا ہے، لیکن یہ نہیں پڑھا کہ ”اے اسرائیل! برے بندوں کو معاف کر دے“ ہم نے مسیح (ع) کو سنا کہ اسنے (گیلیل) کی سرزمین میں ایک پہاڑ کے نیچے کہا:

”تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا، آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت، پر میں تم سے کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا، بلکہ جو تیرے دھنے گال پر طمانچہ مارے، تو دوسرا گال بھی اس کی طرف پھیر دے، جو تیرا کرتہ لے، اس کو چوغہ بھی لے لینے دے، جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے، اس کے ساتھ دو کوس چلا جا“ (۱)

ہم نے یہ سنا، لیکن یہ تو نہیں سنا کہ اسنے کہا ہو: ”شریروں اور بدکاروں کو ان کے اعمال کی سزا دو کہ آسمان کی بادشاہت کی طرح زمین کی بادشاہت میں بھی امن و سلامتی ہو“

لیکن ہم نے مسیح کے بعد (بطحاء) کی سرزمین میں، جبل حراء کے دامن میں، ایک اور بولنے والے کا کلام سنا، جس نے گلیل کے منادی کی طرح پلے کہا:

ادفع بالتي هي احسن السيئة -
برائی کا معارضہ ہمیشہ نیکی
(۲۳-۹۷) -
سے دو -

ريد رؤن بالحسنة السيئة
ارللك لهم عقبى الدار -
آنے والے گھر کا انجام ان کے لیے
ہے جو برائی کو نیکی سے دفع
کرتے ہیں -
(۱۳-۲۴)

(۱) تورات - سفر خروج - ۲۰: ۲۵ اور متی - ۵-۳۸ (منہ)

اس موقع پر اگر قارئین کرام اس سلسلہ مقالات پر بھی ایک نظر ڈال لیں، جو (الہلال) جلد اول میں ”امر بالمعروف“ کے عنوان سے شائع ہوا ہے، تو مطالب زیادہ وضاحت کے ساتھ ذہن نشین ہوں۔

(اسلام دونوں کا جامع ہے)

مسیح (ع) کی تعلیم صرف اخلاق ہے اور موسیٰ (ع) کی شریعت صرف قانون، لیکن وہ جس نے کہا کہ ”میں خانۂ نبوت کی آخری اینٹ ہوں“ (۱) وہ جس طرح ایک معلم اخلاق تھا، اسی طرح ایک مقنن آئین و قانون بھی تھا۔ اس نے کہا:

والذین اذا اصابهم البغي هم ينتصرون، وجزاء سيئة سيئة مثلها، فمن عفا واصلح، فاجره علي الله، انه لا يحب الظالمين، و لمن انتصر بعد ظلمه، فارلئك ما عليهم من سبيل - انما السبيل على الذين يظلمون الناس ويبيعون في الارض بغير الحق، اولئك لهم عذاب اليم، و لمن صبر و غفر ان ذلك لمن عزم الامور (۴۰: ۱۴۲)

خدا کے پاس کی وہ اجرت جو سراسر خیر اور دائمی ہے، ان لوگوں کے لیے ہے جو اس سرکشی و بغاوت کا، جو ان کے ساتھ کی جائے، انتقام لیتے ہیں کہ بدی کا بدلہ دینی ہی بدی ہے۔ البتہ جو معاف کر دے اور صلح کر لے تو اسکا اجر خدا پر ہے، وہ ظالموں کو پیار نہیں کرتا۔ جو اپنی مظلومی کے بعد اپنے ظلم کا انتقام لے تو اس پر بھی کوئی الزام نہیں۔ الزام تو انہیں پر ہے جو خود لوگوں پر ظلم کرتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے درد ناک عذاب ہے۔ مگر جو صبر کرے اور دوسروں کی خطا بخش دے تو یہ بڑی ہی عالی حوصلگی کے کام ہیں“

اسلام اور شرائع سابقہ کا یہ فرق ایک نہایت اہم اور اصولی نکتہ دقیق ہے، اور افسوس کہ اسکی تشریح ضمناً ممکن نہیں، اور مصیبت یہ ہے کہ ایک موضوع پر لکھتے ہوئے کتنے ہی ضمنی مطالب کی طرف اشارہ کرنا پڑتا ہے۔

(حاصل مباحث)

ان تمام آیات میں بار بار اعادہ ہوا ہے کہ شریعت حقہ الہیہ نے خون ریزی کو اکبر الجرائم اور قتل نفس کو معصیۃ کبریٰ قرار دیا ہے۔ تاہم بقائے حفظ سلام عالم، و امنیت انسانی، و قیام عدل و نظام کے لیے درصاف کے لوگوں کا خون بہانا نہ صرف جائز بلکہ ضروری و الزم بھی بتلایا ہے:

(۱) ایک وہ جس نے کسی مظلوم انسان کا ناحق خون دبا۔ اس سے قصاص لیا جائے گا کہ اسے عمل بد سے دنیا محفوظ رہے اور اسکا اقدام خونیں متعدی نہ ہو۔

(۲) دوسرا وہ جو زمین کے امن و سلامتی کو برباد، اور قوموں کے سکون و راحت کو غارت کرتا ہے، جو انسانوں کے خون کی عزت نہیں کرتا، جس کا وجود دنیا کے لیے باعث مصائب و حوادث اور موجب برہمی صلح و سلام ہے، اور جو انسانوں کے قدرتی حقوق اور خدا کی بخشی ہوئی آزادی و خود مختاری کو غارت کرنا چاہتا ہے۔ وہ بھی قتل کیا جائے کہ فی الحقیقت اسکی موت دنیا کی زندگی ہے:

(۱) آنحضرت (ع) نے ایک تمثیل میں اپنے آپ کو (کہ تکمیل دین کے لیے تشریف لائے تھے) مکان کی آخری اینٹ سے تشبیہ دی ہے جسکے بعد مکان کی عمارت کامل ہو جاتی ہے۔

ہے۔ پھر جب وہ تمام مجتمع انسانی کا گناہ ہے تو ایک شخص خاص کو کیا حق ہے کہ وہ اس گناہ کو معاف کرے، اور اگر کرتا ہے تو وہ خود تمام مجتمع انسانی کا گناہ کر رہا ہے۔

زید، خالد کے گھر میں سرقہ کا مرتکب ہوتا ہے، اب خالد کو کوئی حق نہیں کہ وہ زید کے گناہ کو معاف کرے۔ اور اگر کرتا ہے تو گویا اس کو اعادہ جرائم و معاصی کی تعلیم دیتا ہے۔

عمر، بکر کے قتل کا مرتکب ہوتا ہے، بکر کا باپ اب حق نہیں رکھتا کہ اس کے اس جرم کو معاف کرے، اگر وہ معاف کرتا ہے تو اس کا عفو جرائم آموز جرائم قتل ہے، اس لیے اب عمر، صرف بکر کے مرالی و اعزہ ہی کا گناہگار نہیں بلکہ خود مجتمع انسانی کا، امن و عدل عالم کا، اور حکومت کا گناہ گار ہے۔ اسی نکتہ کی طرف کتاب حکیم نے منافع قصاص پر بحث کرتے ہوئے اشارہ کیا ہے:

من قتل نفساً بغير نفس جس نے کسی کو بغیر اس کے کہ او فساداً فی الارض فکا نما وہ مرتکب قتل ہوا ہو یا اس نے قتل النفس جیمہ ۱، زمین میں فساد برپا کیا ہو، قتل و من احياها فکا نما کر دیا، تو اس نے گویا تمام دنیا کو احی الناس جمیعاً قتل کر دیا، اور جس نے ایک کو زندہ بچایا تو اس نے گویا تمام دنیا کو زندگی بخشی۔ (۳۶: ۵)

یہ وہ موقع ہے جہاں اسلام نے موسیٰ کی اس شریعت کا حکم دیا ہے کہ ”جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ“

قرآن مجید نے ان دونوں مواقع کی تفریق و تمیز سے تورات و انجیل کی شریعت عفو و انتقام کی جو ناقص تھی، تکمیل کی، اور اس طرح وہ پورا ہوا جو (مسیح) نے کہا تھا کہ ”میرے بعد آنے والا میری ادھوری باتوں کو پورا کر دے گا“

(اخلاق اور قانون)

مسئلہ عفو و انتقام کی نسبت ایک اور نکتہ بھی قابل لحاظ ہے۔

دنیا میں در چیزیں ہیں: اخلاق اور قانون۔ اخلاق کا تعلق انسان کی ذات سے اور قانون کا تعلق حکومت اور مجتمع انسانی سے ہے۔ عفو و درگزر اور صفحہ و مغفرت ایک انسان کا بہترین وصف ہے، لیکن اگر اس سے تجاوز کرے وہ حکومت اور جیمعۃ انسانی تک پہنچ گیا تو وہ قانون کی سرحد میں آ گیا، جہاں مغفرت گناہ عظیم، اور صفحہ و عفو جرمہ کبیرہ ہے۔ یہ جرات آموز جرائم ہوتا ہے اور برہم زن امن انسانی۔

اسی لیے اس ارحم الراحمین نے فرمایا، جہاں اپنے معجزانہ انداز کلام میں فرمایا کہ:

ولکم فی القصص حیرۃ اے دانشمندو! نوع انسانی کی بقا و حفاظت، قصاص اور بدلے ہی میں ہے۔

گذشتہ آیت کو پھر پڑھو:

من قتل نفساً بغير نفس جس نے کسی کو بغیر اس کے کہ وہ نفس او فساداً فی الارض مرتکب قتل ہوا ہو، یا اس نے زمین فکا نما قتل الناس میں فساد برپا کیا ہو قتل کر دیا، تو جمیعاً، و من احياها اس نے گویا تمام دنیا کو قتل کیا، نکانما احی الناس جمیعاً اور جس نے ایک کو زندہ بچایا، اس نے گویا تمام دنیا کو زندگی بخشی!

(۳۳: ۵)

مسیح کے وعظ کو ”پورا کرنے والا“ تھا اس نے ناقص کو کامل اور اندھوے کو پورا کیا اور ان دونوں عنصر کو جو الگ الگ تھے، تسبیہ و اعتدال کے ساتھ اس طرح ترکیب دیا کہ قانون کا عدل اور اخلاق کا رحم، دونوں باہم مل گئے اور امنیت و نظام انسانی کا ایک مرکب صحیح و صالح پیدا ہو گیا۔

اس مرکب میں ”جزاء سیئۃ سیئۃ مثلاً“ اور ”رلمن صبر و غفر“ ان ذلک لمن عزم الا مور“ دونوں عنصر موجود ہیں۔

یہی شریعۃ حقۃ الہیہ ہے، یہی ناموس طبیعی و سنۃ ربانی ہے، یہی فطرۃ اللہ، الٰہی فطرۃ الناس علیہا ہے، اور اگر ایک لمحہ، ایک دقیقۃ کیلئے بھی اسکی حکومت دنیا سے اٹھ جائے اور صرف (تورات) کی قسارت یا صرف (انجیل) کی محبت دنیا پر مسلط ہو جائے، تو دونوں حالتوں میں دنیا امن و مدنیۃ کی جگہ، قتل و خونریزی، نہب و سلب، وحشت و سبعیت، اور جرائم و معاصی، کا ایک شیطان کدہ بن جائے !!

(آخری نتیجہ)

آخری نتیجہ جو ان مواد و ترتیبات کے بعد سامنے آتا ہے، یہ ہے کہ شریعۃ الہیہ نفس انسانی کی محافظ ہے، اور اسی لیے وہ دو صورتوں میں (حسب تصریح بالا) قتل نفس کو فرض و الزم قرار دیتی ہے۔ ان صورتوں میں انسانوں کا قاتل، مجرم و عاصی نہیں ہوتا، بلکہ ایک نہایت مقدس فرض انسانیت و عدالۃ حقہ انجام دینے والا ہوتا ہے، وہ دیکھا ہی محب انسانیت اور نزع خواہ و امن پرست ہے، جیسا کہ خود قانون اور عدالت کی قوت - اسکا اخلاقی عمل نہایت اقدس و محترم ہے، کیونکہ وہ اس قتل نفس کے ذریعہ تمام جمعیتۃ انسانی اور عدل و نظام امنیت کی خدمت انجام دیتا ہے۔

دنیا کا قانون اور اخلاق، دونوں شریعۃ الہیہ کے اس اصول و حکم کے قولاً و عملاً، دونوں طرح پیرو ہیں، گویا بعض اوقات اپنے قول و عمل کو بھول جائیں۔

(عود الی المقصود)

پس اسی لیے تھا کہ حضرة (موسیٰ) علیہ السلام نے مصر کے بازار میں ایک قبطی پر ہاتھ اٹھایا، اور وہ مرگیا۔ اسکا قصہ ”نصص بنی اسرائیل“ کے سلسلے میں قرآن کریم نے بیان کیا ہے، اور یہ آج کی تمہید طویل اسلیے تھی تاکہ کل اس واقعہ پر ایک غائر نظر ڈال سکیں، اور پہلے ایک اصول قانون و فیصلۃ اخلاق و شریعت ذہن نشین ہو جائے۔

ایجوکیشنل کانفرنس آگرہ

چونکہ سالانہ جلسہ آل انڈیا محمداً ایجوکیشنل کانفرنس کا اہم سال آگرہ میں بتاریخ ۲۶ و ۲۸ دسمبر ۱۹۱۳ عیسوی منعقد ہوا لہذا التماس ہے کہ جو اصحاب تشریف لائیں وہ اپنے وقت اور تاریخ آمد سے فوراً مطلع فرمائیں تاکہ انتظام میں دقت نہ ہو ساتھ ہی اسکے یہ بھی رقم فرمائیں کہ کہاں پینا رہنا یورورین طریقہ پسند فرمائینگے یا انڈین۔

۱ - روپیہ ۸ - آنہ

انڈین طریقہ کا یومیہ

۳ - روپیہ

یورورین طریقہ کا یومیہ

نرخ مقرر ہے - یہ بھی تحریر فرمائیں کہ ہمراہ کس قدر آدمی ہونگے یا جناب تنہا ہونگے - اور کس اسٹیشن پر آگرہ میں وارد ہونگے۔

خواجہ فیاض حسن ایجوکیشنل کانفرنس کمیٹی
آل انڈیا محمداً ایجوکیشنل کانفرنس گلاب خانہ آگرہ۔

ولکم فی القصاص حیوة دانشمندو! قصاص و انتقام کے خون ہی یا اولی الاجاب میں تمہاری زندگی کا سرچشمہ ہے۔ (۱۷۹:۲)

اور اسلام کا یہ قانون کس کو معلوم نہیں؟

و جزاء سیئۃ سیئۃ مثلاً اور بدی کا بدلہ ویسی ہی بدی ہے جیسی کہ کی گئی۔ (۴۶:۴۰)

یہی اصل الاصول دنیا کے مادی قوانین اور عدالت کو بھی قرار دینا پڑا ہے، اور سیاست اخلاقی بھی اپنی تعلیم رحم و درگزر کو یہاں پہنچ کر یک سر پہلا دیتی ہے۔ وہی عدالت جو خوں ریزی کو جرم بتلاتی ہے، جب خونریزی کی جائے، تو اسکا انصاف خونریزی ہی سے کرتی ہے، اور جس نے تلوار سے خون بہایا ہے، اسکو عدالت کے جلاہ کے آگے سر جھکانا پڑتا ہے، یا سولی کے تختے پر کھڑا کیا جاتا ہے !!

اخلاق سے بھی اگر فترتی طلب کیا جائے تو وہ عدالت کا ساتھ دینا۔

کیونکہ اس بارے میں اصل الاصول یہ ہے کہ ”انسانی زندگی اور اسکی فطری حقوق کی حفاظت کی جائے“ رحم بھی اسی لیے ہے تاکہ کسی پر سختی کر کے اسکی حیات و حقوق طبیعیہ کو گزند نہ پہنچایا جائے۔ درگزر اور عفو بھی اسی لیے ہے تاکہ انسانی زندگی کا احترام، اور انسانی حقوق حیات کا اعتراف کیا جائے۔ لیکن اگر اس عفو و درگزر، اس تعلیم حفظ نفس، اور عدم قتل و خوں ریزی سے خود بھی اصل الاصول خطرے میں پڑ جائے، جس کی بنا پر یہ تمام اصول قائم کیے گئے تھے، تو پھر اسکی سزا چارہ نہیں کہ جس طرح انسانی زندگی و حقوق کی حفاظت کیلئے منع قتل کی تعلیم دی جاتی تھی، تھیک تھیک اسی طرح انسانی زندگی اور حقوق کی حفاظت ہی کیلئے قتل و خوں ریزی کی بھی اجازت دی جائے۔

اخلاق کا واعظ کہتا ہے کہ ”قتل مت کر“ اور عدالت فیصلہ کرتی ہے کہ ”قاتل کو پھانسی پر چڑھاؤ“ دونوں کا مقصد ایک ہی ہے، اور تھیک تھیک ایک ہی درجے میں دونوں انسانی زندگی اور حقوق طبیعی کے محافظ ہیں۔ پہلا خون کے روکنے کیلئے ایسا کہتا ہے تو دوسرے کا بھی فیصلہ خون ہی کی حفاظت کیلئے ہے۔ البتہ اس عالم کی ہر راہ پل صراط ہے۔ اور صراط مستقیم عدل و اعتدال کا نام ہے، پس اگر اخلاق کے وعظ نے تفریط کی، اور قانون و سیاست نے افراط، تو دونوں کی تعلیم نظام امن و عدل کو درہم برہم کر دیگی۔

(کوہ سینا) کے اعتکاف نشین نے مقدس تختیوں پر جو کچھ لکھا، اور (کلیل) کی گلیوں میں جس اخلاق کی منادی کی گئی، وہ دونوں نظام و قوام کے دو علحدہ عنصر ضرورتاً، پر الگ الگ دنیا کیلئے بیکار تھے۔ ایک یکسر قانون تھا، جو بقول یہودی انشا پرداز (پولس) کے ”صرف سزا ہی دیسکتا تھا پر بچا نہیں سکتا تھا“ (۱) دوسرا اخلاق محض تھا، جو حسن و جمال میں تو دلفریب تھا پر عمل و نظام کیلئے بالکل بیکار تھا۔ یہ دونوں عنصر الگ الگ دنیا کے دکھ کیلئے نہ صرف بیکار ہی تھے، بلکہ اسکی بیماری کو آور زیادہ کرنے والے تھے۔

لیکن جب وہ دنیا سے گیا ”جسکا جانا ہی بہتر تھا“ کہ آئے والے کو جلد بھیجئے کیلئے اپنے آسمانی باپ سے سفارش کرے“ (۲) اور خداوند نے (طور) اور (زینن) کے پہاڑوں کی جگہ (فارن) کی چوٹیوں سے اپنی ندا بلند کی، تو وہ آگیا، جو مرسى کے قانون اور

[11]

جوہر اسیطرح دکھاتے ہیں، جسطرح کہ اسوقت دکھاتے تھے جبکہ اقبال مندی انکو صحراء تاتار سے لیکے نکلی تھی - سلاطین عثمانیہ کی طرف سے جب کبھی انکو جنگ کی دعوت دیگئی تھی تو وہ فوج در فوج میدان جنگ پہنچتے ہیں، اور آج بھی عثمانی قوت کا اصلی سرچشمہ یہی اناطولیا ہے -

جنگی اوصاف کے علاوہ انکے دیگر فضائل اخلاق و خصائص، قومی راستبازی، پیمان نگہداری، پاکدامنی وغیرہ بھی محفوظ ہیں - اور جو مسافر انکی طرف سے گزرا ہے، انکی مدارات و ضیافت کی تعریف میں ہمیشہ رطب اللسان آیا ہے -

ان ترکوں کا حلیہ عموماً یہ ہوتا ہے: قد بلند، جسم بھرے ہوئے، سر بڑے، چہرے گول، استخوان و عضلات قوی و استوار - انکے چہروں پر ایک گونہ خمول و ضعف بھی نظر آتا ہے، مگر یہ درحقیقت ضعف نہیں بلکہ انکسار آمیز رفتار ہے جو انکا قومی خاصہ ہے - ترک سبک روح نہیں کہ شادمانی اسکو سرمست یا غم پریشان خاطر کرسکے، بلکہ وہ ایک کوہ و قاہ رحلم ہے، جو نہ مسرت سے ازخود رفتہ ہوتا ہے اور نہ مصائب و محن کے آگے عاجز و درماندہ - وہ کسی کی پیرواہ نہیں کرتا کیونکہ وہ کسی کو اپنے آپ سے برتر نہیں سمجھتا -

ریلوے لائن نے انکے ملک میں عجیب و غریب کوشش سازیاں کی ہیں اور خصوصاً دھان کی آمدنی تو بہت ہی بڑھگئی ہے - اناطولیا کی طرح عراق کسی خاص قسم کا وطن نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ خدا کی زمین ہے جس میں اسکی ہر قسم کی مخلوق آ رہتی ہے - اسکے شہروں میں عرب، کرد، چرکس، ارمن، یہودی، کلدانی، یونانی، وغیرہ مختلف الجنس لوگ آباد ہیں، اور اسکے صحراء بادیدہ نشین عربوں سے جو اونٹ چراتے اور قتل و غارت اور تاخت تاراج کرتے پھرتے ہیں، معمور ہیں - خلیج فارس کے قریب چند چھوٹی چھوٹی ریاستیں بھی ہیں جو براے نام دولت عثمانیہ کے تابع ہیں -

یہ حال ہے آج اس سرزمین کا، جہاں کبھی بغداد، بابل، اور نینوا آباد تھے !

(نائڈنٹھ سنچری) کا ایک مقالہ نگار لکھتا ہے :
”تھوڑے دن ہوئے، جب میں خلیج فارس سے قسطنطنیہ اُس راستہ سے ہوتا ہوا گیا تھا، جس سے بغداد ریلوے نکالنے کا ارادہ ہے - میں بھی آرزوگوں کی طرح ششدر رہ گیا، جب میں نے دیکھا کہ زمین کی یہ پیداوار ہے، آئندہ یہ پیدا ہوسکتا ہے، اور جرمنی کے لیے یہ کچھ گنج زافر یہاں مدفون ہے !!“

ان شہروں کی زمین کسقدر سرسبز اور یہاں کی نہریں کسقدر پراز آب ہیں ! یہ مقامات جنت تھے مگر آہ اب ویران و خراب ہیں !! جس طرف نظر اُٹھاؤ، شہروں کے کھنڈر ہیں ! آبپاشی کے عظیم الشان سامان، بڑے بڑے حوض اور پل وغیرہ اور عمارتوں کے آثار و انقاض نظر آتے ہیں !! آج یہ شکستہ و افتادہ ہیں مگر کل یہی تھے، جن سے یہ ویرانہ فردوس ارضی بنا ہوا تھا !!!

دجلہ و فرات کے مٹاؤں اگر کوئی نہر تھی تو صرف دریائے نیل ہے - سرسبزی میں بھی اور اودے پانی کے بے مصرف رھنے بھی میں - صدیاں گزر گئیں کہ یہ دونوں نہریں زمین اور اسکی پیداوار کو چھینٹتی ہیں اور دریا میں ڈال دیتی ہیں - دجلہ ہنوز اتنے زور کے ساتھ بہتا ہے کہ بڑے بڑے حوضوں کو بھر دیتا ہے، مگر فرات کثرت اسراف سے کمزور ہو گیا ہے - با ایں ہمہ دونوں بہت فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور اگر ولیم ککس بند باندھ سکے تو گرد و پیش کو بہت سی بے برگ و گیہ اور افتادہ زمینیں ایک دوسرا عظیم الشان مصر بن جائیں گی *

اور کچھ نہ پرچھپے اس صورت کو، جبکہ اختلاف جزیرہ نما، اور مبغوضیت کے ساتھ خود رعایا بھی مختلف اقوام کا مجموعہ ہو - حسن تدبیر و سیاست کی اصلی امتحانگاہ یہی ہے، کیوں کہ یہی وہ راہ ہے جسمیں قدم قدم پر لغزشیں استقبال کرتی ہیں اور ایک ایک لغزش پا اپنے اندر مسامی کے لیے صدھا تباہیاں اور ہر بادیوں رکھتی ہے - ایشیا کی عثمانی مقبوضات مختلف اقوام و ملل سے آباد ہیں، اناطولیا میں تین قومیں یعنی مسلمان، عیسائی، اور یہودی آباد ہیں -

مسلمانوں کی تعداد ۴۰ - لاکھ اور عسائیوں کی تعداد ۵۰ - لاکھ، اور یہودیوں کی تعداد ۵ لاکھ ہے - ارمنیا اور کر دستان میں مسلمانوں کی تعداد ۱۶ - لاکھ، عیسائیوں کی تعداد ۹ - لاکھ ہے - شام و عراق میں مسلمانوں کی تعداد ۳۵ - لاکھ، اور عسائیوں اور یہودیوں کی تعداد ۱۲ - لاکھ ہے - عرب کا حصہ جو عملاً دولت عثمانیہ کے زیر حکومت ہے، صرف مسلمانوں ہی سے آباد ہے جنگی تعداد ۱۱ - لاکھ ہے -

ان صوبوں میں عرب، ارمن، چرکس، کرد، ترکمان، یونانی، اور یہودی، اس طرح مختلف و ممزوج ہیں، جسطرح کہ جزیرہ نماے بلقان میں بلقانی اقوام ہیں - لیکن ان دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ بلقانی اقوام میں سے ہر قوم کوئی نہ کوئی ایسا مرکز ضرور رکھتی ہے، جسکی طرف وہ کھنچتی ہے - مثلاً بلغاری بلغاریا کی طرف کھنچتا ہے - سریبی سریبا کی طرف، رھلم جراً - مگر ان ایشیائی اقوام میں عرب کے علاوہ کوئی قوم بھی اپنے لیے کوئی ایسا مرکز کشش نہیں رکھتی جسکی وجہ سے اس میں ترکوں سے نفرت اور قومی غرور جاگزیں ہو سکے، اور یہی در چیزیں حریت طلبی و استقلال خواہی کا مبداء ہوتی ہیں -

ارمنی مدعی ہیں کہ انکا وطن اصلی ”ارمنییا“ محفوظ ہے مگر واقعہ یہ نہیں، بلکہ اسوقت تو انکی حالت یہود کی سی ہے - جسطرح یہودیوں کے وطن اصلی کو تجزیہ و تقسیم نے مٹا دیا، اسیطرح ارمنیوں کے وطن اصلی ”ارمنییا“ کو بھی فاتحوں کے تخت و تاراج نے فنا کر دیا، اور اسکے قدیم حدود روس، ترکی، اور ایران میں تقسیم ہو گئے، بلکہ برا نا طولیا میں تو لوگ لفظ ارمن ہی بھول گئے ہیں، اور ارمن کے بدلے اپنے آپ کو ہایک اور اپنے ملک کو ہایکستان کہنے لگے ہیں -

ارمنییا کی طرح اب کر دستان بھی غیر محدود شہروں کے مجموعہ کا نام ہے اور اس لیے وہ بھی اپنے باشندوں میں کوئی صحیح قومی یا وطنی غرور پیدا نہیں کرسکتا -

باقی تمام ولایات عثمانیہ بحر روم سے لیکے خلیج فارس تک غرباً و شرقاً، اور بحر اسود سے لیکے بحر احمر تک شمالاً و جنوباً، پھیلے ہوئے ہیں - یہ ولایات مشتمل ہیں اناطولیا پر، جو کثیر السکان اور تہ سیر حاصل ملک ہے - عراق پر، جسکی زمین دجلہ اور فرات کیوجہ سے سرسبزی میں مشہور و معروف ہے - شام پر، جو ابناء بنی اسرائیل کا مہبط ہے، اور جو ساحل بحر روم پر کوہ طور سے جزیرہ نماے سینا تک ہے - اور حجاز و یمن پر، جو عرب کے دو بہت بڑے ٹکڑے ہیں - ان ولایات میں سے اناطولیا ترکوں کا وطن ہے گو اصلی نہیں بلکہ ثانی - یہاں ترکوں نے اپنی قومیت کو اسطرح محفوظ رکھا ہے کہ ان میں اور دیگر اقوام کرد، ارمن، چرکس، وغیرہ میں تمیز بالکل آسان ہے -

یہاں انکا مشغلہ زراعت ہے مگر زراعت سے انکے جنگی اوصاف میں شہ برابر بھی فرق نہیں آیا - وہ آج بھی میدان جنگ میں اپنی بے ہراسی، جانبازی، اور پامردی کے معیر العقول

برید فننگ

شورش و اندام راب ہند

مرض کی تشخیص

مسٹر ایچ فیلڈنگ ہال (Mr. H. Filding Hall) ایک مشہور اہل قلم ہیں اور آجکل برطانیہ مستعمرات (برٹش کالونیز) کے متعلق اکثر مشہور رسائل و جرائد میں خامہ فرسائی کرتے رہتے

ہندوستان کے جذبات اب ہم سے متفق نہیں ہیں - اصلی جذبات کو ہم نہوچکے ہیں - ہندوستان اب ہماری حکومت برداشت نہیں کر سکتا - یہ حکومت اس کو اب تلخ معلوم ہونے لگی ہے اور وہ اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے لگا ہے - وہ اپنے وقت کا منتظر ہے - جس وقت اس کو موقع ملا وہ ہم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو جائیگا اور ہمارا ساتھ چھوڑ دیگا - خواہ ہم کو یہ گوارا ہو یا نہ ہو -

مگر یہ بات ہم دونوں ہی کی تباہی کا باعث ہوگی - جو لوگ کہ واقعات کو دیکھتے رہتے ہیں، وہ اس نتیجہ میں شک و شبہ نہیں کر سکتے - ہم کو لازم ہے کہ وقت سے پہلے ہم اپنا انتظام کر لیں اور سیلاب کے آنے سے پہلے پل باندھ لیں -

دیکھنا یہ ہے نہ وہ کیا بات ہے جس کی وجہ سے ہندوستان ہم سے اس قدر متنفر ہو گیا ہے؟ پہلے تو ایسا نہ تھا - ہم نے ہندوستان فتح نہیں کیا . . . وہ خود اپنی مرضی سے ہماری حکومت کے زیر سایہ خود بخود آگیا - انگریزی فوج نے ہندوستان کو فتح نہیں

انجمن ہلال احمر رنگون
اور اسکے والٹیرز

کیا - نہ انگریزی فوج نے غدر کے زمانہ میں کچھ مدد کی - وہ بیشک ضروری اور بمنزل بیخ و بن کے نہی، مگر تنہا کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی - اُسکی تعداد بہت کم تھی - آب و ہوا اور موسم کی وجہ سے انگریز چل پھر تک نہیں سکتے تھے - وہ فتوحات کیا کرتے؟ انگریزی فوج ہندوستان میں صرف چل سکتی ہے مگر کسی قسم کی فتوحات ہو گز نہیں کر سکتی“
(اصلی مرض)

اس عنوان کے تحت میں مسٹر فیلڈنگ ہال نے اتلاٹک منڈھلی میں ایک دوسرا مضمون شائع کیا ہے اور اس بات کی کوشش کی ہے کہ ہندوستان کی بے چینی اور انگریزوں کی دلیف قلب کی ناکامیابی کی تشریح کریں -

مسٹر فیلڈنگ کو یقین ہے کہ سول سرورس کے ملازمین ہندوستان بہت زیادہ دیر میں بھیجے جاتے ہیں اور اس سے قبل ان کی رائیں نہایت درجہ متعصبانہ قائم ہو چکی ہوتی ہیں جو

ہیں - پچھلی ولایت کی ڈاک میں ان کے متعدد مضامین ہندوستان کے موجودہ اضطراب کے متعلق آئے ہیں جن کا اقتباس دلچسپ اور مفید ہوگا -

انہوں نے رسالہ ” اڈیسوی صدی “ میں ایک مضمون ” پھران بالا پے شائع کیا ہے - مضمون میں تحریر کرتے ہیں کہ ” سب سے زیادہ اہم اور پیچیدہ سوال جو انگریزوں کے زیر مطالعہ ہے، وہ ہندوستان کا سوال ہے “

” جو بے چینی ہندوستان میں اس وقت ہو رہی ہے، نہ وہ کم ہوتی ہے اور نہ کم ہونے والی ہے -

یہ بے چینی کچھ مخصوص مقامات یا مخصوص اقوام ہی میں نہیں ہے، بلکہ عام طور سے ہر حصہ ملک اور ہر قوم میں پائی جاتی ہے - اگرچہ اس کی موجو نمیں بلندی اور پستی بھی ہے مگر یہ موجیں گہٹنے والی نہیں ہیں - اُن میں مد نہیں ہے، ہمیشہ جزر ہی چلا جاتا ہے !

[۱۲ الف]

اجازت دیتی تھی - وہ محض اسلیے کرلی کام نہیں کرتے تھے کہ قانون اسکا حکم کرتا ہے۔ وہ نظالر کی تلاش میں بھی پڑتے تھے مگر حق پرستی ہی ان سے کام لیتی تھی۔ انہوں نے قانون کو انسانی جامہ پہنا یا تھا۔ ان کی رعایا عزت کرتی تھی۔ وہ آدمی تھے، نہ کہ فیصلہ قانونی کی کرلی مشین۔

حکومت اب محض ایک مدرسہ کا نام ہے جہاں لوگ صرف خیالات میں زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنے آپ کو عیدوں سے مبرا خیال کرتے ہیں۔ ہم، ہم، ہم! خیال اگر ہے تو خشک اور بے معنی قانون کا۔ اس دائرے سے باہر انکا قدم نہیں اٹھ سکتا۔ عجیب تر یہ کہ حکومت اپنی تکالیف و مصالح کا باعث دوسروں کو قرار دیتی ہے اور ملزم ٹہراتی ہے!!

Ebersely نے ٹھیک کہا کہ ہندوستانی سول سروس چند مدرسین کے مجموعے کا نام ہے اور بس۔ بہت قریب ہے کہ اسکی پیشین کرلی اس کے کام کے انجام کے متعلق پوری ہو۔

غرضکہ سول سروس کی ناکامی کا احساس، روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ یہ بات نہ صرف ہندوستانیوں اور چند انگریزوں ہی پر متکشف ہو رہی ہے بلکہ گورنمنٹ پر بھی ظاہر ہو گئی ہے۔ اسکی خرابیاں چند در چند ہیں، اور قریب ہے کہ ہندوستان ہم کو بیٹھیں۔ اسکا الزام بھی موجود سول سروس ہی کے معکے پر ہوگا۔

ہندوستان میں انارکزم

اسی طرح رسالہ ایسٹ اینڈ ویسٹ (East & West) میں ”مسٹر ویس“ ہندوستان کی بے چینی پر رقمطراز ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

”جو شخص اپنے متعلق کچھ سوچ سکتا ہے، وہ ضرور یہ خیال کرتا ہے کہ دنیا کی سیاسی اور اقتصادی مشین پرانی ہو کر ٹوٹ پھوٹ گئی ہے۔ محب انسانیہ اشخاص (Humanitarian) اسوجہ سے بے چین ہیں کہ دولت برابر سے تقسیم نہیں ہوتی۔ ایک امیر، تو دوسرا محتاج۔ ایک آزاد ہے تو دوسرا غلام۔ وہ دنیا کو ایک اکھاڑے یا تماشگاہ سے تعبیر کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اسمیں مزدور زندگی اور موت کے لیے جھگرتے ہیں، اور آقا یا زریہ

ادا کرنے والے آپر ایک سخت بھاری ٹیکس لگا دیتے ہیں۔ وہ تمدنی حیثیت سے موثر کار دواسبقدر مضر سمجھتے ہیں، جسقدر فرانس میں شکار کی وہ اجازتیں، جو امرا کو سنہ ۱۷۸۹ء سے قبل حاصل تھیں!!

غرض کہ اسطرح ایک فریق دوسرے فریق کا ہمیشہ سے مخالف چلا آ رہا ہے۔ اسی عالم میں یکایک طوائف الملکی اور قانون شکنی کا ظہور ہوتا ہے۔ کچھ عرصے خود ساختہ قوانین سے ہر طرح کی سختی غریبوں اور کمزوروں پر روا رکھی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے لاکھوں آدمیوں کے دلوں میں ظلم اور بے انصافی کا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔

محض قومی تعصب، حاکمانہ گہمنڈ، جہل رسوم و عادات ہند، اغلاط فکر و رائے، اور ناقابل اعتبار وسائل علم و اخبار کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ یہ لوگ ہمیشہ انہیں رائیوں پر جمے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے اکثر ناقابل تلافی غلطیاں ظہور میں آتی رہتی ہیں۔

چنانچہ مسٹر مروف لکھتے ہیں:

”اس زمانہ کی تعلیم پچھلے زمانے کی تعلیم سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔

قدیم زمانہ کے تعلیم یافتہ لوگ کبھی ایسے متعصب نہیں ہوا کرتے تھے۔ انہوں نے نہ کبھی لفظ ”قرب مشرقی“ سنا تھا اور نہ انکو کبھی بغیر تجربہ کے یہ تعلیم دی گئی تھی کہ ”مشرق و غربت جہڑے اور چور ہوتے ہیں“ بلکہ وہ ہر شخص کو جو ہر انسانی سے متصف ہو جاتا ہے، اُنکے دل فیاض اور اُنکے دماغ وسیع تھے۔ اُنکی طبیعت اس بات پر ہمیشہ مائل رہتی تھی کہ وہ ہر نئی بات کو سیکھیں۔ اُنکے قرب قبل از وقت اصولوں کی چار دیواری میں اس طرح مقید نہیں ہو جاتے تھے کہ اس محصور دل تک مشرقی لوگوں کی ہمدردی کبھی پہنچ ہی نہ سکے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ مشرقی لوگوں سے اچھی طرح ملتے اور انکے قلبی احساسات کو معلوم کر کے انہیں ہمدردی رکھتے تھے“

مسٹر مروف نے ہر بات کو نہایت واضح مثال سے اراستہ و مدلل کر کے ظاہر کیا ہے۔ اُنکی تجویز اصلاحات نہایت اعلیٰ ہیں اور اس جملہ پر ختم ہوئی ہیں:

”اگر رعایا کی حسیات کو ملحوظ رکھا جائے، اُنہیں ہمدردی کی جائے، اور ایسے حکام و عمال مقرر کیے جائیں جو انتظام کے ساتھ ان ضروری امور کا بھی خیال رکھیں، تو رعایا حکومت سے بہت قریب ہوتی جائیگی۔ پھر جب اُنکی قابلیت سلف گورنمنٹ کے لائق ہو جائے، اسوقت وہ تمام حکومت اپنے ہاتھ میں آہستہ آہستہ لے لیں گے۔ وہ ابھی سوراخ کے قابل نہیں ہیں۔ اگر وہ کسی طرح حکومت کی اس مشین پر اپنا قبضہ کر لیں تو بجائے چلانے کے اُسے پرزے پرزے کر دیں گے۔ پس انکو انکے مقصد تک پہنچنے میں خود ہمیں ہی مدد کرنی چاہیے، نہ کہ غصہ اور انتقام“

(انڈین سول سروس)

یہی اہل قلم ایک دوسرے مضمون میں ہندوستان کے انگریز حکام کی نسبت زیادہ صراحت سے بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”گورنمنٹ طرز زندگی اور واقعات سے ایک گونہ الگ تھاگ ہے۔ پچاس برس ہوئے کہ روز بروز رعایا اور واقعات ملکی دور جا رہے ہیں۔ ابتدا میں گورنمنٹ اُس اعلیٰ مجموعہ انسانی کا نام تھا جو لوگوں کی طرز زندگی سے واقف تھی۔ وہ جانتے تھے کہ حکومت کیسے کرنی چاہیے؟ انسانی طبیعت و فطرت کا انہیں علم تھا۔ ان لوگوں کی آنکھیں کھلی تھیں۔ وہ دیکھنے کی کوشش کرتے تھے اور وہی کام کرتے تھے، جسکی انصاف اور راستی

جدید معاہدہ کا تعلق صرف تجارت اسلحہ ہی کی بنا پر ہے۔ اسکے علاوہ سلطنت میں فرانس کے تمام دیگر حقوق بدستور محفوظ ہیں مگر میں اس معاہدہ کو ایک دوسری طویل گفتگو کے طرف گام اولین سمجھتا ہوں۔

ہمیں جو کچھ چاہیے وہ یہ ہے کہ مسقط میں ہماری بالادستی بے سہم و عدیل ہو۔ یہ ایک عقل سوز بو العجیبی ہوگی کہ ہم ایک طرف تو خلیج فارس کے دوسرے حصوں میں اپنے پوزیشن کو مستحکم و منظم بنانے کیلئے ترکی سے معاہدہ کریں اور دوسری طرف اس ضرورت کی تکمیل کیلئے ذرا بھی کوشش نہ کریں!

مسقط پر برطانیہ حمایت کے آغاز سے مانع رہ انگریزی و فرانسیسی معاہدہ ہے جو ۱۰ - مارچ سنہ ۱۸۸۶ ع میں ہوا تھا اور جسمین مسقط کی اور زنجبار کی آزادی کے احترام کا عہد کیا گیا تھا۔ اس عہد کا جس قدر حصہ زنجبار کے متعلق تھا وہ تو ہم نے اگست سنہ ۱۹۰۰ ع میں خرید لیا۔ مگر اس کا وہ حصہ جو مسقط کے متعلق ہے ابھی نا خریدہ پڑا ہے اور ہنوز بالکل صحیح و سالم ہے۔ بارہا کوشش کی جا چکی ہے کہ اس حصہ کا فیصلہ ایک ایسے

رشیع عہد نامہ کے ذریعہ سے ہو جائے جس میں اسکے علاوہ گیمبیا اور فرانسیسی مقبوضات ہند کا بھی تصفیہ ہو جائے۔ گیمبیا فرانس کو دیدیا جائے اور یہ مقبوضات برطانیہ کو۔ مگر ہر بار قومی جوش کے استعمال نے تمام عمدہ مساعی کو شکست دی اور یہ گروہ اسی طرح نا کوشہ پڑی رہ گئی۔

سنہ ۱۸۸۶ ع میں جرمنی بھی اس اعلان سنہ ۱۸۴۳ ع میں شریک ہو گیا۔ اس کی شرکت نے اس مسئلہ کو اور بھی پیچیدہ کر دیا ہے۔

اس وقت آخری فیصلہ کے واسطے بارہ سلسلہ جذباتی کرنے کے لیے تمام حالات موافق و سازگار ہیں۔ انگریزی و فرانسیسی اور انگریزی و جرمن تعلقات کا مطلع ابرو غبار سے اس طرح صاف ہے کہ اس مبادلہ مقبوضات پر کوئی اعتراض نہ ہوگا جو چند سال سے تجویز کیا گیا تھا۔

پھر نزع خلیج فارس میں ہمارے مصالح و فوائد کے منظم اور باقاعدہ ہونے کے لیے مسئلہ مسقط کا حل نا گزیر ہے۔ اور یہ راے تو کسی طرح لائق قبول نہیں کہ خطرات و مشکلات کے اس کھلے ہوئے دروازے کو ایک طویل مدت تک یونہی کھلا پڑا رہنے دیا جائے۔

رہ جزائر ایجین، تو اس علم نے جو آج قبرص پر لہرا رہا ہے، بلکہ خود سنہ ۱۸۷۸ ع کے اس معاہدہ نے جسکی بدولت یہ علم لہراتا ہے، انکے متعلق ہماری پالیسی کی داغ بیل ڈال دی تھی، یہ عہد نہ اعتناء و التفات سے محروم اور عرصہ دراز تک حقیر سمجھا جاتا تھا مگر آج عثمانی شاہنشاہی اور بحر اسود کے موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے متعصب سے متعصب مخالف بھی اسکی اہمیت سے انکار نہیں کرسکتا۔

حقیقی بنیاست ایک ایسا میدان ہے، جہاں تورات مقدس کے ”احکام عشرہ“ نہیں چلتے۔ اسلیے ہم نہیں چاہتے کہ خیال پرستوں کے اوہام و آراء کے پشاوروں کو لاد کے اپنے بار کو اور بڑھائیں۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہمیں ایسا علاج اختیار کرنا چاہیے جس سے قومی تعلیم سے بہترین اخلاقی اور علمی نمونے کے آدمی طیار ہوں، جس سے زمین اور سرمایہ برابر سب پر تقسیم ہو، کوئی زبردست کسی زیر دست نہ دبا جائے، تقسیم دولت برابر بہ حصہ رسد سب کیلئے ہو جائے۔

رسکن (Buskin) کا قول ہے :

”وہی قوم سب سے زیادہ دولت مند ہے، جو سب سے زیادہ بڑی تعداد انسان کی پرورش کر سکے اور انکو خوش رکھ سکے“

ہندوستان کی فوضویت (Anarchism) کو بھی ہم اسی ذمہ میں لیتے ہیں۔ ہندوستانی اخبارات جو ہمارے قابل تحسین ڈاکخانے اور محکمہ تار سے فائدہ اٹھاتے ہیں، ہمیشہ ایسے مواد جمع کرتے رہتے ہیں جو یورپ اور امریکہ کے جنگجویانہ لٹریچر سے حاصل ہوسکتا ہے۔ تعلیم یافتہ جماعت میں انگریزی ایک قسم کی لنگوا فرینکا (عام زبان) ہو گئی ہے اور اسکے ذریعہ ایک حصہ قوم میں ایسی بیداری پیدا ہو گئی ہے جو خود اختیاری حکومت (سلف گورنمنٹ) کے عشق سے معمور ہے!

مسقط اور عمان

مسقط، ایجین، اور سیاست برطانیہ

گریفک اپنی تازہ ترین اشاعت

میں رقم طراز ہے :

”جب سے نپولین مصر میں آیا ہے اس وقت سے برطانیہ کی سیاست خارجہ کا محور ہندوستان کا راستہ ہے۔

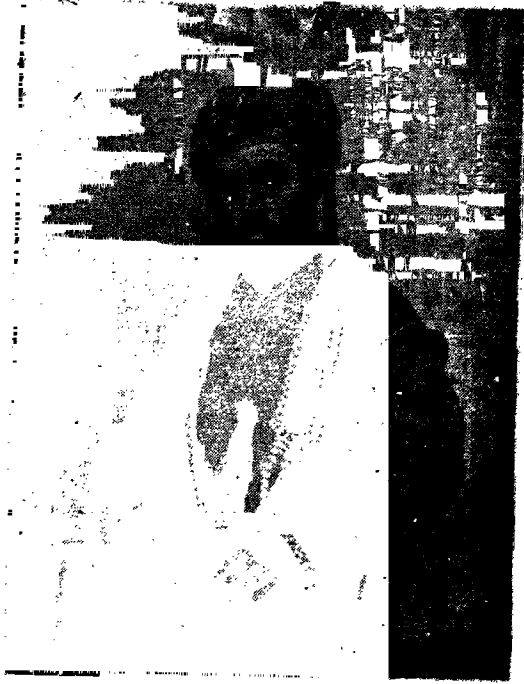
یہی واقعہ ہے جسکی روشنی میں ہمیں مشرق وسط، مشرق ادنی، اور بحر اسود کے شرر بار مسائل کا مطالعہ اور انکا فیصلہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ ایسے مسائل نہیں ہیں جنکا فیصلہ بند کمروں میں بیٹھکے ایک انسانیت درست شخص کے نقطہ نظر سے کیا جاسکے۔

مسقط اور ایجین، جو اس وقت حل طلب مسائل کی صف میں سب سے زیادہ ممتاز نمایاں نظر آتے ہیں، ہمارے محور سیاست سے گہرا تعلق رکھتے ہیں، کیونکہ دونوں نہایت ہی قریب سے مسئلہ مدافعت ہند کو مس کرتے ہیں۔

مسقط تو اسلیے کہ وہ ہندوستان کے خلاف بحری کارروائیوں کا مرکز ہوسکتا ہے، اور ایجین اسلیے کہ مغرب کی طرف سے ہندوستان کی مدافعت کی اسکیم میں ایشیائی ترکی کا بطور سپر کے رہنا جزائر ایجین کی قسمت کے ساتھ وابستہ ہے۔

ان دونوں امور کا پیش نظر رہنا نہایت اہم ہے۔ خصوصاً اسلیے کہ ایک صورت میں تو لوگوں کا میلان اس طرف ہے کہ معاملات مسقط کو محض گولہ باری کے ایک مقامی اور نا قابل اعتناء واقعہ کی حیثیت سے دیکھا جائے۔ دوسری صورت میں میلان طبائع اس طرف ہے کہ ان جزائر کے متعلق اس طرح بحث کی جائے، گویا انکی قسمت کا فیصلہ صرف اصول قومیت ہی کی بنا پر ہوسکتا ہے۔

یہ صحیح ہے اور مجھے اسکا یقین ہے کہ فرانس کے ساتھ



حضرت الامیر سلطان تیمور
بن فیصلہ والی عمان

آئر لینڈ ھوم رول بل اور اس کی تاریخ خونیں کے بعض مشہور اشخاص



ملکہ الیزبیتھ، جس کے عہد میں آئر لینڈ نے نسبتاً آرام پایا (۱۵۵۸ء)



شاہ ہنری چہارم (۱۵۸۹ء)

جس نے سب سے پہلے پروٹسٹنٹ مذہب کی آزادی کا اعلان کیا

یہ تصاویر مضمون ”ائر لینڈ ھوم رول بل“ نمبر (۲) کے متعلق ہیں جو ۲۸ دسمبر کی اشاعت میں نکلا ھے۔ الیزبیتھ اور ہنری چہارم اس سلسلے کے خاص اشخاص ہیں۔ غلطی سے یہ تصویریں گزشتہ اشاعت میں اندراج سے رہ گئیں۔

مقالہ

ان فی ذلک لایات لقوم یوقنون !

آئر لینڈ - قوم رول بل

(۲)

”مسارات حقوق و قوانین“ اور ”ابطال تفرقہ و امتیاز حاکم و معکرم“ یہ دہی تھے جس کے الفاظ و تعبیرات سنہ ۱۸۵۷ء میں ہم ہندوستانیوں کو بھی مل گئے ہیں، لیکن جن کے مفہوم و مصداق کی تلاش میں ہم ۵۷ - برس سے سرگردان رہے ہیں !!

ابھی یہ واقعات تازہ تھے کہ اٹھارہویں صدی کے اواخر میں تورہ فرانس نے دنیا سے سید میں مطالبہ حریت و استقلال کی ایک نئی امگ پیدا کر دی۔ تلخی نتائج اور نا کامی سعی نے آئر لینڈ کے کیتھولک اور پروٹسٹنٹ، دونوں فرقوں کو منہمک کر دیا کہ :

عند المصائب تذهب الاحقاد

”اوقات مصائب میں عداوتیں بھلا دی جاتی ہیں“ ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۷۹۱ء کو ایک سیاسی مجلس کی بنیاد ڈالی گئی جس کا نام (جمعیتہ متحدہ آئر لینڈ) رکھا گیا، اور جس کا مقصد ”تمام آئر لینڈ کا بلا تفریق و امتیاز نسل و مذہب، متحداً و متفقاً آئر لینڈ کے استقلال و آزادی کی طالب سعی“ قرار پایا۔ انگلینڈ نے شدت اور سختی کے ساتھ اس شورش کو فرو کرنا چاہا، عدالت عالیہ کا قانون اس نے اٹھا دیا، اور فوجی قوت کی اعانت سے جلسوں اور جمعیتوں کو منتشر کر دیا، مخالفین میں پھیلنے لگی۔ نگرانی و مراقبت کے لیے فوجی پہرے بٹھائے گئے۔

لیکن دنیا میں ایک چراغ ہے جو روشن ہو کر پھر نہیں بجھتا۔ وہ حریت صحیحہ کا چراغ ہے۔ اہل آئر لینڈ نے پہلے مخفی اور سری جمعیتیں قائم کر لیں، اور پھر فرانس سے اعانت طلب کی، اب یہ بالکل قریب تھا کہ انگلینڈ کے خلاف فوجی مظاہرہ شروع ہو جائے۔ مگر بد بختی سے گورنمنٹ نے اپنی سختی اور تشدد کا ہاتھ اور زیادہ مضبوط کر دیا، یعنی ۳۰ مارچ سنہ ۱۷۹۸ء کو آئر لینڈ میں کورٹ مارشل جاری ہو گیا۔

بہانہ طالب حکم اس موقع پر اپنا جہندی ہاتھ پھیلا نے کے لیے حکومت کے صرف گوشہ چشم کے منتظر رہتے ہیں، انہوں نے وہ دست درازی اور تعدی کی کہ ہوا اور زیادہ تند، اور شعلے اور زیادہ مشتعل ہو گئے۔ ایک بغاوت عالم شروع ہو گئی۔ پانچ مہینے تک پانی کا جزیرہ آک کا آتشدان بن گیا تھا۔ متعدد مشہور معرکوں میں آئر لینڈ بڑھا کہ انگلینڈ کی مٹھی سے اپنی ”مناج مغصوب“ چھین لے، لیکن ہر مرتبہ گرفت مضبوط پائی اور ناکام واپس لوٹ آیا۔

ان معرکوں میں ایک لاکھ ۳۷۰۰۰ ہزار انگریزی فوج مشغول رہی، اور مصارف کی تخمین ۳۰ کروڑ پونڈ سے ۵۰ کروڑ پونڈ تک کی گئی ہے، مقتولین کی تعداد ۲۰۰۰۰ ہزار انگریز اور ۵۰۰۰ ہزار آئرش تھی۔ اختتام جنگ کے بعد بھی بہت سے بڑے بڑے افسر قتل کیے گئے کہ ان کے جرم حق طلبی کی بھی سزا تھی !

سکون فتنہ کے بعد لارڈ کارنلس آئر لینڈ کا گورنر جنرل مقرر کیا گیا۔ اسے ان اسباق نتائج کی تعلیم دی گئی، جو انگلینڈ کو صدیوں

اب اٹھارویں صدی نمودار ہوئی، جو انگلینڈ کے نشو و رنگوں کا عہد ہے۔ جب کہ ظلم و ستم کی تاریکی میں رحم انسانی اور حب انسانیت اور نظام و قانون کی برق کبھی کبھی چمک جاتی تھی، اور جب کہ درندوں کے جھنڈ میں کچھ انسان بھی پیدا ہو چکے تھے۔

یہ انسان کون تھے؟ مرلینکس، دین سافت، اور ڈاکٹر لوکس وغیرہ تھے۔ یہ اشخاص انگریز پروٹسٹنٹ اہل قلم تھے، جو آئر لینڈ کے کیتھولک فرقے کی فریاد رسی اور اعانت کے لیے آئے تھے۔ ہم نے کہا کہ بجلی چمکی۔ یہ سچ ہے، پر تاریکی بھی تھی۔ مرلینکس کا رسالہ جس کا عنوان ”توضیح دعوای آئر لینڈ“ تھا، آگ کے دیوتا کو نذر کیا گیا، تاکہ موسیٰ کی شریعت کے مطابق قربان کا ظلم و ستم کے لیے ”سوختنی قربانی“ ہو۔

یہ عملی اقرار اس گناہ کا، جو اسکندریہ کے کتبخانے میں کیا گیا، اور جس کو چالاک سے ہمارے سر تھوپا جاتا ہے۔

دین سانت کے رسالے کے لیے العام مشہور ہوا کہ یہ اس شخص کو دیا جائے گا جو پتہ لگائے کہ یہ کہاں کہاں فرار ہو رہا ہے؟ عجیب نہیں کہ ہندوستان کا پریس ایکٹ اسی قدیم قانون کے تجربہ و عمل کی نقل ہو !

ڈاکٹر لوکس کو ان قوانین کی بنا پر جو آئر لینڈ کے جبر و قہر اور انگریزی حقوق کی محافظت کے لیے وضع ہوئے، آئر لینڈ سے بھاگ کر انگلینڈ آنا پڑا، جہاں اب حریت عامہ کا سپیدہ صبح نمودار ہو رہا تھا۔

سنہ ۱۷۸۲ء میں ایک طرف تو یہاں ایک شخص ہنری کرائن پیدا ہوا، اور دوسری طرف ایک اور مفید تحریک کا موقع مل گیا۔ افواہ تھی کہ فرانسیسی فوج آئر لینڈ پر حملہ آور ہوگی، اس بنا پر آئر لینڈ کے وطن پرست نوجوانوں نے ملک و وطن کی محافظت کے لیے خود والتدیر بن کر آئر لینڈ کے لیے ایک فوج طیار کر لی۔ فرانسیسی تو نہ آئے اور اس لیے نوجوانان آئر لینڈ کو میدان معرکہ میں کامیابی کا موقع بھی نہ ملا، لیکن اس جوش و خروش اور کثرت و ہجوم کے ذریعہ انہوں نے انگلینڈ سے میدان سیاست جیت لیا، یعنی آئر لینڈ کی مجلس ملکی مستقل اور خود مختار ہو گئی۔ چارج آرل کے فرمان کا چھٹا حکم جو نہایت ظالمانہ تھا، منسوخ ہوا۔ بونیکس وغیرہ کے نام سے اور جو قابل اعتراض اور غیر سنجیدہ قوانین و نظامات انگلینڈ کی طرف سے آئر لینڈ میں جاری تھے، باطل النفاذ قرار پائے۔

ابھی ایک سب سے زیادہ شدید اور دیر طلب مرحلہ باقی تھا، جس کو اہل آئر لینڈ اپنی اصطلاح میں ”آزادی“ کہتے تھے، یعنی

وہ ۱۳ - لائف پونڈ میں بحسن و خوبی تمام انجام کر پونج کیا۔
ایرلینڈ کی مجلس حکومت بعض شرائط متفقہ پر آرٹ کر انگلینڈ
کی پارلیمنٹ میں مدغم ہو گئی، انگلینڈ و ایرلینڈ کی حکومت
متحدہ کی بنیاد ڈالی گئی، اور انگلش پارلیمنٹ میں حسب
حصہ مشروطہ، ایرش ممبروں کا بھی انتخاب ہونے لگا۔

اس ادغام و اتحاد سے فرزندان ایرلینڈ کے مناصب و اعزاز میں
ہاں تک ازدیاد ہوا؟ اور فتح مند لارڈ نے خود اپنے اس عمل
مبارک کو کس نظر سے دیکھا؟ اس کا جواب خود لارڈ مورف ہی
ایک تقریر کے حسب ذیل فقرے سے ملے گا:

”اس وقت میں ایک نہایت ناگوار خدمت انجام دے رہا ہوں!
مجھے ایسے لوگوں سے معاملہ کرنا ہے جو اس آسمان کے نیچے سب
سے زیادہ بد معاملہ ہیں! میں اُس ساعت مشغوم کو یاد کر کے
جب میں نے اس کام میں ہاتھ ڈالا، خود کو ملامت و نفرتیں
کرتا ہوں! اگر مجھے کچھ تسکین ہے تو صرف اس خیال سے کہ اگر
یہ اتحاد نہ ہوتا تو حکومت برطانیہ کے اجزا یقیناً منتشر ہو جاتے“

(امم نصرانیہ میں کلیسا)

اتحاد حکومت کے ساتھ اتحاد کلیسا کی بھی دعوہ تھی
یعنی آج سے انگلینڈ اور ایرلینڈ ایک ہی کلیسا کے ماتحت ہونگے
امم نصرانیہ میں کلیسا کی متابعت کے رہی معنی ہیں جو
مسلمانوں میں کسی خاص امام یا مجتہد کی متابعت کے۔ پس
ایرلینڈ کی کلیسائے انگلینڈ کی متابعت، دینی ہی حیثیت رکھتی
ہے جیسی مسلمانوں میں احناف و شوافع کا، اصحاب حدیث کی
تقلید و اتباع کرنا، یا اشاعرہ کا ارباب اعتزل کی پیروی و اقیاء۔

اہل ایرلینڈ نے اگر حماقت سے اتحاد کلیسا کی دفعہ منظور
کر لی تھی تو ظاہر ہے کہ اس نشہ بلامت و سفاقت کا خمار زیادہ
دیر تک قائم نہیں رہ سکتا تھا۔ نئے مذہب نے گمراہان راہ سیاست
کو اکثر صحیح پریذیل راستے کی ہدایت کی ہے۔ اہل ایرلینڈ اور
دو برس سے زیادہ مذہب نے گمراہ نہ چھوڑا، (رابرٹ ایمت) ہی ریر
سیادت ایک سیاسی حرکت نمودار ہوئی، لیکن سر تدبیر کے جرسر
استعمال اور نا آخر بینی کا نتیجہ ہے، نا کام رہا، اور بالآخر اس
سرخیل قافلہ حرکت سیاسی نے ”یہودیوں کے بادشاہ“ یعنی
یسوع کی طرح سولی پر جان دی۔

رابرٹ ایمت مرگیا، لیکن جو جذبش و حرکت وہ پیدا کر گیا تھا
وہ نہ مری۔ چند برسوں تک رومن کیتھولک فرقے کی آزادی و حریت
کا مسئلہ فریقین میں موجب اضطراب و فتن رہا، پارلیمنٹ میں
اکثر اس پر پُر عرش اور طویل مباحثے ہوئے لیکن بے سود، آخر
۲۰ - برس طرفین نے اس معاہدہ لسانی میں بسر ہو گئے۔ ان
حوادث و مصائب میں ایرلینڈ روز بروز زیادہ تباہ کار اور ضعیف
ہوا گیا، زمین کے ”خدا“ کی طرح آسمان کا خدا بھی غضبناک
تھا، ریڈیوں کی قلت ہو گئی، سرمایہ ملکی مرتبہ صفر کو پہنچ
گیا، غلے کا نرخ ۵۰ فی صدی کم ہوتا گیا!!

(دینیل اور کونسل)

آسمان کا خدا غضبناک ہوتا ہے کہ اپنے نازل رحمت کے لیے
اسباب پیدا کرے، ہوا زور زور سے چلتی ہے کہ بادل کے منتشر تگرے
یکجا ہو جائیں اور رحمت کا پانی کھل کر برے۔ پانی برسا اور ایرلینڈ
کی خاک نے (دینیل اور کونسل) نام ایک عجیب و غریب انسان
پیدا کیا جو کرکشن کا پتلا اور ہماروں کا مجسمہ تھا۔ اوسکی جہد و

کی محنت و تکلیف کے بعد یاد ہو چلے تھے، یعنی یہ کہ لس
ملع و آشتی اور نرمی کے ساتھ کسی غیر ملک و قوم پر حکومت
کرنی چاہیے؟ سنہ ۱۷۹۵ میں جب اٹھارویں صدی اپنے
واقعات و قتل و حوادث گونا گوں کی تاریخ ماضی کے پردے میں
روپوش ہو رہی تھی، ایرلینڈ کے تمام مجرمین سیاسی کے نام
مفر عام کا حکم صادر ہو گیا، اور حالات ملکی کی ظاہری سطح ساکن
اور مطمئن نظر آنے لگی۔

(اتحاد حکومت انگلینڈ و ایرلینڈ)

سنہ ۱۸۰۱ ع

نئی صدی کے شروع سے ایرلینڈ کے مرسع سیاست پر ایک نیا
کھیل شروع ہوا، جس کا آخری پردہ جب اٹھا، تو ہم نے دیکھا
کہ انگلینڈ و ایرلینڈ کی ایک متحدہ حکومت قائم ہے، اور اب
برٹش حکومت کا نام تھا، ”انگلینڈ کی حکومت“ نہیں ہے، بلکہ
”انگلینڈ و ایرلینڈ کی متحدہ حکومت“ ہے۔ لیکن کیا یہ بھی
انیسویں صدی کے اعجاب و معجزات میں سے کوئی انجربہ اور
معجزہ تھا کہ دو حریف دشمنوں کے وہ ہاتھ جو صرف تطارل اور
حملے ہی لیے اُٹھتے تھے، اب مصافحے کے لیے بڑھنے لگے؟

لوگ کہتے ہیں کہ اوہ کے تیز ازر ابدار آلے میں بڑی قوت ہے،
لیکن میں کہتا ہوں کہ چاندی اور سونے کے سکوں میں بڑی قوت
ہے! ۲۰۰ - برس کا سلسلہ فتنہ و حرب، جدل و قتل، سحارہ
و مقتلہ، جس کو بازوے زور آزما اپنے متواتر حملوں سے کبھی کات نہ
سکا، اس کو کمزور ہتھیاریوں نے تقری و طلائی سنگریزوں سے بالکل
چور چور کر دیا!

ہم نے بار بار کہا ہے اور پھر کہتے ہیں کہ قوموں کے سقوط
و زوال کا صرف ایک ہی سبب ہے، یعنی ”خیانت قومی“
جو صرف طمع زرر جاہ کا نتیجہ ہے۔ وہ اپنے دشمنوں کے پاس اپنے
درستوں کے پاس سے زیادہ روپے کے قہیر اور جاہ و عزت کی
فرارانی دیکھتا ہے تو مجنوں ہو جاتا ہے، اور اپنے درستوں سے
ہٹ کر اپنے دشمنوں کے پاؤں پر یہ پکارتے ہوئے سر رکھ دیتا ہے،
کہ ”قوم و وطن کی عظمت تمہارے پاؤں کے نیچے ڈالتا ہوں“
لیکن لہ اپنی جیب کے چمکتے ہوئے رازے ہاتھ میں رکھنے کو
اور اپنے پہلو کا بلند چوڑا بیٹھنے کو در“

تاریخ نے اکثر تو یہ بتایا ہے کہ دشمن ”بچے افعی“ اور
”اگر آتش“ سمجھ کر اس فرصت سے فائدہ اُٹھاتا ہے، اور گریے
ہوئے سر کو پاؤں سے ٹھکرا ٹھکرا کر کچل ڈالتا ہے، لیکن کبھی مصالح
مستقبل کی حفاظت کے لیے اس کے حرص و آز کو خنزف و زور
کے قہر سے بڑھ کر دیتا ہے، اور اس کو اس پاس کے کسی بلند
چوڑے پر بٹھا بھی دیتا ہے۔ فتح مند فرجان اس عجیب الخلقہ
انسان کو دیکھتے ہیں اور ہنستے ہیں، اور مفتوح و غریب خوردہ
قوم اس پر نظر کرتی ہے اور نفرت و تاف سے روتی ہے!!

ایسے ملک میں جو ۲۰۰ برس سے نیم غلامی کی زندگی بسر
کر رہا تھا، ایسے اشخاص کی کچھ کمی نہ تھی۔ چنانچہ لارڈ کار
نرلس اس معاملے کے لیے ایرلینڈ بھیجا گیا۔ اس نے اس فرض
کو نہایت خوبی سے انجام دیا۔ اس نے بعضوں سے ایرلینڈ کے
خطاب امارت (لارڈ شب) کا، بعضوں سے قدیم تراثی کے عہدے کا،
اور دیگر اشخاص سے برٹش اقطاع حکومت کے مناصب جلیلہ کا وعدہ
کیا۔ اکثر امرا و اراکان حکومت و مجلس ایرلینڈ کا منہ ریڈیوں
سے بند کر دیا گیا، بالآخر ۱۳ - لاکھ فرج سے جو کام نہیں ہو سکتا تھا،

نام ”حرب عشر“ ہے اور جس میں قسارت رہے رحمی کی رہ منعیں ظاہر ہوئیں جن میں دیگر مذائع و حرف کی طرح یورپ ایشیا سے بہت آگے ہے۔ سنہ ۱۸۳۱ ع کی نمائش اعمال میں انگلینڈ کو نظر آیا کہ عجب نہیں بازار تہذیب و تمدن میں ان قسبانہ رہے رحمانہ منائع کا بہدا پن اور قبح عمل موجب کساد شہرت ہے۔ اس لیے اس کے قانون عشر کو منسوخ کر دیا اور صرف زمینداروں تک محدود رہا۔

میراثہ صالح کانپور اور الہلال

مسٹر مظہر الحق

الہلال کا اختلاف

حضرت مولانا، السلام علیکم رحمۃ اللہ - تصفیہ کانپور کے متعلق جناب نے جو رائے ظاہر فرمائی ہے، اگرچہ وہ عام رائے سے مختلف ہے تاہم اس بنا پر اگر چند کلمات عرض کروں تو معاف فرمائیں۔ میرے نزدیک تصفیہ مسلمانوں کے نقطہ خیال کے بالکل خلاف ہوا ہے، اس لیے کہ اصل مسئلہ ماز میں کی رہائی نہیں بلکہ مسجد کی تعمیر ہے، اسکو اس طرح طے کر لینا کہ زمین سے آٹھ فٹ بلند چھوٹا بنا کر ضرر خاصہ تعمیر کر لیا جائے اور نیچے زمین تمام گزر گاہ کر دیجائے، گویا عملاً اسکا ثبوت دینا ہے کہ اگر آئندہ کوئی مسجد سڑک میں آتی ہو تو پوری مسجد آٹھ فٹ بلندی پر بنا دیجائیگی اور نیچے کا حصہ سڑک کر دیا جائیگا، تمام اخبارات اس فیصلہ کو بہ نظر استحسان دیکھتے اور اطمینان ظاہر کرتے ہیں مگر الہلال کی حالت تمام لیکچروں اور اسلامی اخبارات سے بالکل مختلف ہے۔

یہ تو میں کہہ نہیں سکتا کہ جناب نے اپنی ضمیر کے خلاف اظہار خیال کیا ہے، لیکن معاف فرمائینگے آپ، اگر میں کہوں کہ شاید اس خیال سے کہ اس صلح میں مسٹر جحق بھی شریک تھے، مفسر مقصود کے طے کرنے میں خلاف امید اور خلاف عادت ایک سریع السیر راستہ چھوڑ کر دروازہ راستہ اختیار کیا گیا ہے۔ حالانکہ میں نے کانپور میں سنا تھا کہ ایک سخت تار مسٹر مظہر الحق کے نام آپکا آیا ہے کہ آپ کو اس صلح سے اختلاف ہے۔ اور آپ اختلاف کرینگے۔

جناب مولانا، شاید آپکو اپنی قوت کا علم نہیں ہے، اگر آپ ایک لیکچر ایجنسی ٹریشن قائم رکھنے کے متعلق لکھ دیتے تو آپ باز کریں کہ جوش برابر قائم رہتا، اگر مسجد کے متعلق یہ ایجنسی ٹریشن مفید بھی ثابت نہ ہوتا تو بھی آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ اور حیثیتوں سے کس قدر مفید ہوتا۔ والسلام۔

ایک مسلمان - از ہنسرہ ضلع فتحپور۔

توجہ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت اعانہ مہاجرین عثمینیہ میں عامل کی جالیگی - قیمت جمعہ اول ۲ - رربہ۔

ادارہ الہلال سے طلب کیجیے۔

جہاں اور سعی و طلب کا سلسلہ سنہ ۱۸۴۷ تک قائم رہا۔ اور اسکی وفات کی تاریخ ہے۔

(جمعیت کا ٹولیکہ)

ڈینیل اوکونل بی اعانت و مساعدت کے لیے تمام امرائے سیاسی اور رؤسائے دینی طیار ہو گئے، ملک کے اقطاع و اطراف میں کیتھولک فرقے کی حمایت و نصرت کے نام سے سینکڑوں انجمنیں ترتیب پا گئیں، جن میں سب سے معروف ”جمعیت کا ٹولیکہ“ ہے۔ جمعیت کا اقتدار و نفوذ تمام ملک پر چھا گیا، اور ہر طرف سے جمعیت کے مصارف و مخارج کے لیے قطعات نقلی و طلائی برسے لگے۔ بالآخر یہ بے پناہ حربہ کارگر ہوا۔ ۱۳ - اپریل کو شاہ انگلینڈ نے آبرائینڈ کے رومن کیتھولک فرقے کے فرمان آزادی و استقلال دینی پر دستخط کر دیے۔

(اسم نصرانیہ میں تعصب مذہبی)

نصارائے مغرب نے ہمیشہ کہا ہے کہ تعصب مذہبی صرف جنسیت اسلام کا خاصہ ہے، آبرائینڈ و انگلینڈ کا ہفت صد سالہ مرقع تاریخ قارئین کے سامنے ہے، اس میں جو کچھ نظر آیا وہ مذہبی تعصب، ظلم، سخت گیری، اور تعصب کے لائق نفرین کارناموں کے سوا اور کیا ہے؟ اور ہاں، یورپ اگر سچا جیسا کہ اسکا معصوم چہرہ اکثر ظاہر کرتا ہے، تو آبرائینڈ کے کیتھولک فرقے کی کوشش و سعی، جد و جہد، اور اضطراب و اضطراب کس چیز کی طلب کے لیے تھا؟ اور یہ کیا چیز تھی جو ۱۳ - اپریل سنہ ۱۸۲۹ کو انگلینڈ کے ”حامی دین (۱) بادشاہ“ کے دستخط سے مزین ہوئی؟ اور یہ کیا چیز ہے جس کا نام تاریخ میں ”فرمان آزادی و استقلال دینی“ مشہور ہوا ہے؟

(اسم نصرانیہ میں جزیہ مذہبی)

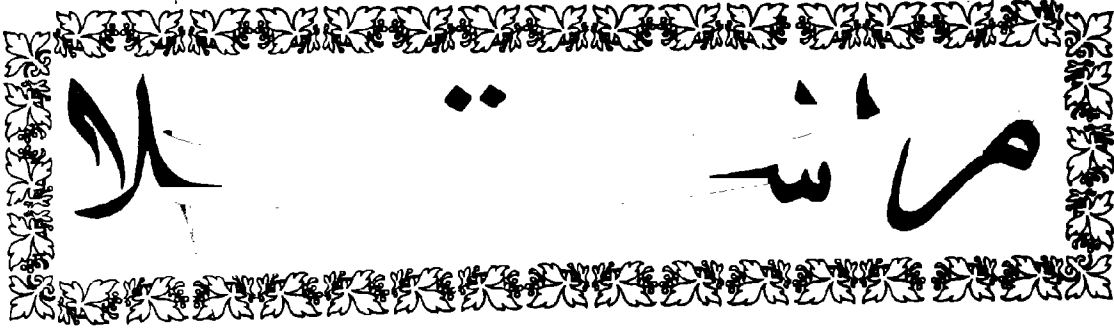
مسلمان اپنے عہد حکومت میں غیر رومروں سے ایک قسم کا محصول لیتے تھے جس کا نام ”جزیہ“ تھا۔ ہم نے اپنی تاریخ سے احکام مذہبی سے بقایا حکومت ہائے اسلامیہ کے طرز عمل سے بارہا ثبوت دیا ہے کہ وہ ایک فوجی محصول ہے جو ان لوگوں سے لیا جاتا ہے جو خدمات جنگ سے مستثنیٰ ہیں، تاکہ وہ ملک کے امن پر صرف ہو، لیکن یورپ کا بار بار جاملانہ اصرار ہے کہ وہ ایک ”مذہبی ٹیکس“ ہے۔ بہر حال جو کچھ ہو اس سے عورتیں بچے، بزرگے اور نادار مستثنیٰ تھے۔ صرف جوانوں سے حسب مقدار ثروت، لیا جاتا تھا۔ متوسطین سے چند درہم اور امرا سے چند دینار۔

آبرائینڈ کی کل آبادی میں پورٹسٹنٹ صرف ۱/۱۰ - تھے، لیکن تمام رومن کیتھولک سے پورٹسٹنٹ کلیسا کے مصارف کے لیے آمدنی کا دسواں حصہ یعنی ایک عشر Tenth Tithe وصول کیا جاتا تھا۔ کیا یہ وہی مکررہ جزیہ نہیں؟ کیا یہ وہی مبغرض مذہبی ٹیکس نہیں، جس کا اسلامی تاریخ میں ذکر کرتے ہوئے ایک یورپین مورخ غصے سے کانپنے لگتا ہے اور نفرت سے بھر جاتا ہے؟ پھر کیا یورپ کو ”اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا جو اپنے بھائی کی آنکھ سے تیکا نکالنے کے لیے بے قرار ہے“؟

یہ ایسی مذہبی عصبيت نہ تھی جس کو کیتھولک جماعت باآسانی انگریز کر لیتی۔ ایک خوفناک جنگ برپا ہوئی جس کا

(۱) من جملہ شاہ انگلینڈ کے خطابات امامانہ کے لفظ ”حامی دین“ بھی

ہے۔ صفہ۔



مصالحتہ مسئلہ ۱ & اسلامیہ کانپور

اقتباس بعض مکاتیب و رسائل

چہت ڈاکٹر متولی اسی طرح کا دالان بنالیں جس طرح پر کہ وہ پیلہ موجود تھا، اور نیز لاؤں ممدوح کا یہ خیال کہ اس کی ملکیت کا خیال فضول ہے، میں نہیں سمجھتا کہ کس قانون کے مطابق ہے؟ شرع محمدی کے رو سے تو یقیناً یہ فیصلہ درست نہیں ہے، لیکن اگر کسی انگلش قانون کے مطابق ہو تو اسکا مجھ کو علم نہیں۔

بموجب شرع محمدی کے جائداد موقوفہ کا کوئی مصرف سوائے اس غرض کے، جس کے لئے کرمی جائداد وقف ہوئی ہے، کوئی اور نہیں، اور نہ اسکا عارضی یا دائمی انتقال ہو سکتا ہے اور نہ اسکا کرمی حصہ وقف سے خارج ہو سکتا ہے، اسلئے لاؤں ممدوح کو چاہئے تھا کہ جہاں ملزموں پر اسقدر رحم فرمایا ہے کہ بعد جوریشل ثبوت کے محض ایڈریس دینے والوں کے اقبال پر ملزموں کے برخلاف جسقدر مقدمات بلوائی کے عدالت سیشن میں تھے اپنے شاہانہ اختیار سے عدالت سے اٹھائے انکو بعزت رہا فرما دیا ہے، وہاں اسقدر اضافہ فرما دیتے کہ جسقدر حصہ زمین کا سڑک میں ملا دیا گیا ہے وہ راکڑا کیا جاتا ہے، کہ مسلمانوں کے مذہبی قانون مداخلت ہوتی ہے، یا کم سے کم ہندوستان کے علماء و فقہاء سے استفتا فرما لیتے کہ اس قسم کا فیصلہ مسلمانوں کی شرع میں کیا حیثیت رکھتا ہے، لیکن افسوس شاید تنگی وقت کے لاؤں ممدوح کو ایسا کرنے نہیں دیا۔ لیکن اسکی اصلاح کے واسطے ہنوز وقت موجود ہے ابھی تک نہ تو سڑک تیار ہو چکی ہے اور نہ دالان مسجد ہی بن چکا ہے۔

خاکسار عطا محمد امرتسری

جلسہ لکھنؤ

۲۶ اکتوبر کو ایک عظیم الشان عام جلسہ قیصر باغ میں بغرض ادا لے شکر یہ حضور راسرا لے منعقد ہوا۔ انعقاد جلسہ کی خبر بذریعہ اشتہارات ایک روز قبل کر دی گئی تھی۔ ۳ بجے کو اجتماع کافی ہو گیا تھا مگر بعض رزلوشن جو جلسے میں پیش ہونے والے تھے، اب تک زیر بحث تھے، اور جلسے کی کارروائی کے قبل ہی اختلاف ارا کے جوش نے اسقدر چپقلش برپا کر دی تھی کہ جلسے کی نمایاں اور سربر آوردہ صورتیں رزلوشن کی مسودہ ہاتھ میں لئے ہوئے بغرض افہام و تفہم ۲۰، ۲۰، ۲۵، ۲۵ حاضرین کو اپنی طرف مخاطب کر کے بعض کو حصول رائے کی غرض سے اور بعض کو مصالح سیاسی کی تفہیم کی بنا پر، اپنے گروہ و پیش جمع کر رہے تھے!

طرفین کی ہر جوش جماعتیں اپنا اپنا کام کر رہی تھیں، اور یہ سلسلہ تقریباً ۴ تک جاری رہا۔ اسکے بعد مسٹر نبی اللہ کی زیر صدارت کارروائی شروع ہوئی، صدر نے ۳ - اگست کے واقعہ کا اور پھر اس اجتماع کا ذکر کرتے ہوئے کہا ”نہایت مسرت قلبی کا باعث ہے کہ ہم لوگ آج اس خون ریز واقعہ کے ناگوار معاملات کو مختتم دیکھ کر حضور راسرا لے کا شکر یہ ادا کر سکیے لیے مجتمع ہوئے

جناب مولانا و بالفضل اولینا دام مجدکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ - الہلال نمبر ۱۶ جلد ۳ - مطبوعہ ۱۵ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ میں عنوان ”کم شدہ صلح کی راپسی“ کے ذیل میں آپ نے اس ایڈریس کی نقل دی ہے جو ۱۴ اکتوبر کو مسلمانان کانپور کی ایک جماعت نے پیش کیا تھا اور لاؤں ممدوح نے جو جواب ایڈریس مذکور کا دیا اسکو بھی میں نے بغور مطالعہ کیا۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ یہ ایڈریس کل مسلمانان ہند کے قدامتوں یا ملزموں کی تجویز اور منظوری سے مرتب ہوا یا فوری طور پر کانپور کے سربر آوردہ اصحاب نے اپنی ذمہ داری پر مرتب کیا تھا۔ بہر نوع جب ایڈریس میں یہ امر درج ہے کہ ”ہم نہایت زور سے ان لوگوں پر نفریں کرتے ہیں جن سے غیر قانونی کام ظہور میں آیا نیز یہ کہ ”انہوں نے خلاف قانون پتھر پھینکے یا کسی دوسری غیر قانونی طریق سے پیش آئے“ تو اب اس بات کے ماننے میں کیا عذر ہو سکتا ہے کہ ۳ - اگست کا مجمع خلاف قانون تھا، اور یہ اندراج اقبال جرم کے مسامی بلکہ صریح اقبال جرم ہے، پس لاؤں ہارڈنگ بالقابہ کا اپنے جواب میں یہ فرمانا کہ ”بھے جب کوئی بھی حرکت کرتے ہیں تو باپ کا فرض ہے کہ ان پر رحم کرے انکو سرزنش کرے تاکہ وہ عقل سیکھیں اور ایندہ غلطی نہ کریں“ اور بقول لاؤں ممدوح ”عام حالات کی رو سے گورنمنٹ کا یہ فرض ہے کہ وہ انکو عدالت کے سپرد کرے سزا دلاے“۔

لیکن گذشتہ ایام قید میں ملزم کافی تکلیف اٹھا چکے ہیں، پس لاؤں ممدوح نے اپنا رحم دکھلایا اور ۱۰۶ ملزموں کے برخلاف جو مقدمات بلوائی عدالت میں دایر تھے انکو اڑھایا اور ملزموں کو بعزت رہا فرمادیا ۱۱

پس اس انجام کو دیکھ کر جسکا اعتراف ایڈریس میں کیا گیا ہے ہر شخص یہ کہنے کا حق رکھتا ہے کہ آخر جب جرم کا اقبال ہی کرنا تھا تو اسقدر شور و شغب اور آہ و فغاں کرنا محض بے ہودہ تھا، اور گورنمنٹ کا وہ برآوردن کا مصداق۔

میرے خیال میں اقبال جرم کی صورت میں گورنمنٹ اور اسکے کارکن افسروں کا ذرہ بھر بھی قصور نہیں ہے، اور بلاشبہ لاؤں ہارڈنگ بالقابہ کا یہ رحم کا برتاؤ کہ ۱۰۶ ملزموں کو صرف چند اشخاص کے اقبال جرم کرنے کی صورت میں رہا کر دیا، قابل ہزار ستائش اور مستحق شکر ہے، اور اسی واسطے ہندوستان کے ہر ایک حصے میں مسلمانوں نے ایسے جلسے کیے۔

مسجد کے منہدم حصہ کا یہ فیصلہ کہ جس قدر مسجد کی زمین سڑک میں ملا دی گئی ہے، پبلک کی گزرگاہ کے لئے بدستور ہو رہی ہے اور اس پر ۸ فیت کی بلندی

کے نہ فقط متمدن مدائن بلکہ چھوٹے چھوٹے قریوں تک میں بھی پیدا کر دی تھی، رہ ہر ایک کو معلوم ہے۔ آسنے تاریخی تعدی اور جبر مذہبی و استبداد کی یاد کو از سر نو مسلمانوں کے دلوں میں تازہ کر دیا تھا۔ اور عام طور پر برٹش گورنمنٹ کی طرف سے مذہبی آزادی کا جو خیال تھا، وہ ایک خواب پریشان یا اضغاث احلام معلوم ہونے لگا تھا۔ اس حالت میں ہندوستان کے مسلمانوں کی امیدیں بجز حضور رائے کے بہادر کے اور کسی سے بندھی نہ تھیں۔ کہ وہ اپنے ایام حکمرانی کو اس تاریخی دائرہ سیار سے بچالینگے۔ ہم متشکر ہیں حضور رائے بہادر کے جنکے دل میں ہماری ان امیدوں کا عکس منعکس ہوا مگر اسے اسے ہماری شہر بختی! اور اسے اسے ہماری شرمی قسمت! کہ جو کچھ حضور مدوح کے دل میں ہمارے لیے انصاف فرمائی کا جذبہ پیدا ہوا، وہ بھی اجتہادی غلطی کی آمیزش سے نہ بچ سکا، جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ ترشیرعت کا احترام کیا، نہ ہمارے بیگناہ مقتول بھائیوں کے بہے ہوئے خون کا خیال کیا۔ یعنی وہ حصہ مسجد کا جسکے بچانے کے واسطے ہمارے غیرت مند بھائیوں نے اپنا خون بہایا اور عزیز جانیں قربان کیں، حکومت کی طرف سے اتنی شفقت ہار دینا دلی دکھا نے کے بارجود بھی نہ بچ سکا۔ اور اس قطعہ زمین پر رہی سرمستنی تشدد اور ظالمانہ استبداد کے نشان و آثار قائم رہے۔ ہم حضور رائے کے اس نیک خیال کا دل سے خیر مقدم کرتے ہیں کہ اس واقعہ کو بالکلیہ بھلا دینا چاہئے۔ مگر کیا یہ عرض کرنا داخل گستاخی نہ ہوگا کہ جب حضور ہی نے اس واقعہ کو ہمیشہ کے واسطے نہیں بھلایا اور گذشتہ علائم و آثار کو نہیں مٹایا تو پھر ہم کس طرح بارجود دیکھنے ان آثار و علائم کے اس واقعہ کو دل سے بھلا سکتے ہیں؟

اگر حضور سچ مچ چاہتے ہیں کہ یہ واقعہ لوگوں کے دلوں سے معور و جارے تو بجز اعادہ صورتِ اعلیٰ حصہ مذہبہ اور کولی حیلہ نہیں۔ ہم حیران ہیں کہ بعض مسلمان اصحاب بے سوچے سمجھے انہی شذاب خوشنودی و شکر کے رزولوشن پاس کر کے حضور رائے کو دھوکا دے رہے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ جو کچھ حضور رائے نے اس معاملہ کے طے فرمانے کی غرض سے قدم راجہ فرمانے کی تکلیف گزارا فرمائی، اور جو کچھ مسلمانوں کے جذبات کا لحاظ کر کے زبان مبارک سے ہمدردی دکھائی، لاریب قابل شکر رہ سزاوار ستائش ہے۔ مگر اسکے سوا جو کچھ حصہ مذہبہ کے بارہ میں حضور نے فیصلہ صادر فرمایا ہے، وہ ہرگز ہرگز از روئے احکام اسلام صادر کرنے کے قابل نہیں۔

یہ جو مولانا عبد الباقی صاحب دام برکاتہ نے اظہار فرمایا ہے کہ ہر آنرجان بیلے قائم مقام لفتنت گورنر کو حضور رائے نے تاکید کی ہے کہ احکام اسلام کا ضرر رعظ رکھیں۔ معلوم نہیں اس لعظ رکھنے کا وقت کب آلیگا؟ اگر اس تاکید کا جلوہ ظاہر ہونے والا ہے تو جلد ہونا چاہیے۔ ورنہ ہم یہ سب کچھ زبانی جمع خرچ اور طفل تسلی سمجھینگے۔

کیا منہدم حصہ بقول مولانا عبد الباقی صاحب جزء مسجد نہیں تھا؟ تھا اور یقیناً تھا۔ پھر کیا وجہ ہے جو اسکو عام گذرگاہ بنایا جاتا ہے؟ کیوں فقط اسکی ہوا پر ہمکو قبضہ دلایا جاتا ہے؟ خبر نہیں وہ کونسی بات ہے جسکی بنا پر ہمارے بعض مسلمان اصحاب اس فیصلہ کو اطمینان بخش قرار دیتے ہیں؟

ہمارے سچے جذبات پر تھمے اڑائے گئے، ہماری اسلامی غیرت کو بدنام کیا گیا، اور اس سچی غیرت کو جو لازمہ مذہب پرستی ہے، شور و شر، فتنہ و فساد سے تعبیر کیا گیا۔ ہماری زبانوں

ہیں، اثنائے تقریر میں انہوں نے کہا کہ ”دالان مسجد گویا راس مل گیا“ لفظ (گویا) درنوں جماعتوں کے لیے سب سے زیادہ دلچسپ اور قابل گرفت تھا۔ اس کے بعد انہوں نے تجویز شکر یہ کے الفاظ پڑھ کر سنائے۔

بعض اصحاب نے اسباب معلومہ کی بنا پر غیر معمولی اختلاف کی آوازیں بلند کیں۔ جناب صدر منشی احتشام علی صاحب ر غیر ہم نے یہ فرما کر اس اختلاف کو رفع کیا کہ ”والسرائے کا یہ فیصلہ جہاں تک کہ ان کی خود ذات کا دخل رائے، ضرور قابل شکر ہے کیونکہ حضور والسرائے مسائل نہیں جانتے اور جب ہمارا ہی ایک معتد عالم ایک صورت شرعی جو اسنے اپنے نزدیک جائز سمجھی، پیش کر دی، تو اس سے والسرائے کی ہمدردی میں سر مو فرق نہیں آتا اور وہ ضرور قابل شکر ہے“ مگر بارجود اس کے جوش اسقدر غالب تھا کہ بحالت موجودہ رزولوشن کو پاس کرنے سے انکار کر دیا گیا، اور اس رزولوشن میں ترمیم چاہی گئی، مگر چونکہ پلیٹ فارم پر اور کرسی صدارت کے ارد گرد اکثر ارباب ثروت اور ارباب جاہ اشخاص ہوا کرتے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے لوگ اس رزولوشن سے بارجہ یا بے وجہ مخالفت بھی نہیں کیا کرتے، اسلیے پاس پاس کا شور بلند کر دیا گیا۔ میں ایک غیر جانب دار پردیسی ہونے کی حیثیت سے اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ یہ رزولوشن ہرگز جائز طریقہ سے پاس نہیں ہوا اور میری رائے میں موافق اور مخالف راؤں میں در اور چار کا تناسب تھا۔

اب مخالف پارٹی کے لیے سوال اسے اور کچھ چارہ نہ تھا، کہ اسکے بعد ایک نیا رزولوشن پیش کر دے۔ چنانچہ ایک نیا رزولوشن پیش کیا گیا جسکے صحیح الفاظ مجھے یاد نہیں، لیکن مفہوم یہ تھا کہ ”حضور والسرائے سے درخواست کی جائے کہ وہ مسجد کو مثل پیشتر کے تعمیر کرنے کی اجازت دیں، اور ہم کسی مسجد کا ہر حصہ خراہ کیسی ہی صورت ہو مگر غیر مصالح مسجد میں استعمال ناجائز سمجھتے ہیں“

سب سے زیادہ ملامت کی بوجھاز اس عالم پر کی گئی جسنے کسی وجہ سے اس فیصلہ کو جائز بتایا۔ اسکے بعد ان لوگوں کی ہمدردی اور کوششوں کے شکر یہ کا رزولوشن پیش کیا گیا جنہوں نے معاملات مسجد میں حصہ لیا تھا، مگر پبلک نے بیک زبان آواز بلند کی کہ ہم اس کو واضح کرنا اور سب کے نام مفصل جاننا چاہتے ہیں، جسکا مفہوم سوال اسے اور کچھ نہ تھا کہ جناب مولوی عبد الباقی صاحب کو اس میں شریک نہ کرنا چاہیے۔

جلسہ میں ایک عجیب قسم کی حرکت اور جنبش تھی، اور لوگوں میں غیر معمولی جوش تھا۔ پبلک شکر یہ کا کوئی رزولوشن بلا شرط پاس کرنے پر آمادہ نہ تھی۔

راقم - ایک مہمان فرنگی محل

مصالحہ کانپور

مسلمانان سندھ

ہم مسلمانان اہل سندھ آپکی جلیلۃ القدر خدمات اسلامیہ کا اعتراف کرنا اور ان خدمات دینیہ ملیہ کے سبب جو تکالیف و صعوبات آپکو پہنچی ہیں، انہیں آپکے ساتھ ہمدردی کرنا فرض دینی سمجھتے ہیں۔ بعد ازان عرض پرداز ہیں کہ واقعہ جانگداز اور حادثہ ہائل کانپور نے جو مہیب اثر اور سنسنی سی دنیا بھر

تیسرا منظر جو ایک مسلمان کو اُس پارٹی سے نفرت دلانے والا تھا، وہ اُن حضرات والا شان اور خطاب یافتگان عالی مقام کی رونق افروزی تھی، جو مسلمانوں کی مصیبت کی وقت کانپور سے ایسے غائب رہے تھے، جیسے عدل کی وقت راجد علی شاہ لکھنؤ سے، اور آج اِس پارٹی میں شریک ہو کر گریبا زبان حال سے فرما رہے تھے کہ ”ہم لوگ تو صرف خروشی ہی کے ساتھی ہیں۔ غم اُٹھالیں بد بخت مسلمان“

لیکن باوجود اِن تمام غیر مستحق اشخاص کی موجودگی کے جو پارٹی اور ڈائیونگ ہال میں اہل گہلے پھر رہے تھے، ہم مطمئن ہو جاتے اگر وہ بے قصور ایک سو چھ کلمہ گویا (جو تین مہینہ کی قید کی مصیبت جھیل کر حضور لارڈ ہارڈنگ بہادر ریسرے ہند کے انصاف اور رحم دلی کی داد دیتے ہوئے اپنے بچھڑے ہوئے عزیزوں سے ملے) اس دعوت میں شریک کر لیے جاتے لیکن صدمہ اور افسوس ہے تو اس بات کا ہے کہ ہمارے اُن ہر دل عزیز بھائیوں کو دعوت میں بلانا تو درکنار اُن بیچاروں کے ساتھ ایسی سختی برتی گئی کہ انہیں میں کے چند مسلمانوں کو جو صرف مسٹر مظہر الحق کو دیکھ کر انکا شکریہ ادا کرنا اور اپنا دل خوش کرنا چاہتے تھے، پھاٹک کے اندر تک آنے کی اجازت بھی نہ دی گئی اور نہایت بیجا طریقہ سے اُن لوگوں کو بھر نکال دیا گیا ۱۱

خدا سے دعا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں غیرت، حمیت، سچائی، اور ایثار نفسی پیدا ہو۔ یہی اسلام کے سچے اصول ہیں اور انہیں اصولوں کو جو قوم مد نظر رکھیں گی، وہی میدان ہستی میں قدم بڑھاتی ہوئی کامیاب نظر آئیں گی ۱۱

راقم حکیم عبد القوی (لکھنؤ)

آرڈر کا سرخ کارڈ میسرے نام بھی آیا تھا، اسمیں مسٹر مظہر الحق، سر راجہ صاحب محمود آباد، اور جناب مولانا عبد الباقی کے اعزاز میں پانچ اور قنر کا دینا ظاہر کیا تھا۔ مگر میں نے اس کے پشت پر یہ شعر لکھ کر واپس بھیج دیا:

ماخانہ رمید گان ظلمیم

پیغام خوش از دیار مانیست

شاید ایسا کرنا ریم راہ تہذیب کے خلاف تھا مگر آپ جانتے ہیں کہ میں اپنے معذورانہ جذبات سے مجبور ہوں، اور کیا کروں کہ نغموں کا نہیں بلکہ ماتم کی فریادوں کا عادی رہا ہوں۔ کوئی صحبت آہ ربکا ہوتی تو جاتا۔ عیش و نشاط کی کام جوہوں کے لائق نہیں:

دماغ عطر پیراہن نہیں ہے * غم آراہی ہائے صبا کیا

جس شہادت آباد کانپور میں خون کے دھبے اب بھی تلاش کرنے سے مل سکتے ہیں، وہاں اسقدر جلد ”بہانے“ کی تعلیم پر عمل کرنے کی قدرت نہیں رکھتا:

ہذا لار باب النعیم نعیمہا

وللعاشق المسکین ما یقعرج

میں صبر کیے خاموش تھا۔ آپ نے یہ خط لکھ کر میسرے خیالات میں ایسی جذبش پیدا کر دی ہے کہ اگر ضبط نہ کروں تو نہیں معلوم کیا کیا لکھ جاؤں؟ جبکہ گارڈن پارٹی میں بیدار کے نشاط انگیز نغمات بلند ہو رہے تھے، تو اُس وقت کتنے انسان تھے، جنہے کاروں میں موت اور احتضار کی اُن چیخوں کی بھی صدا آتی تھی، جو ۳۰ اگست کو مچھاپی بازار میں بے بسی کی ایڑیاں رکتے ہوئے

کو آہ ربکا کرنے سے روکا گیا۔ ہمارے واقعات نویس اقلام کو ہم سے چھینا گیا، ہمارے معزز و موقر اخبارات کو سخت سے سخت صدمے پہنچائے گئے، ہمارے دلی جذبات کے ترجمانوں کو ترجمانی جذبات سے روکا گیا، ہمارے بعض قومی آرگنوں کو موت کے گھاٹ پہنچایا گیا، باوجود اتنے شدائد و مصائب کے اس حصہ مسجد سے بھی ہم کو محروم رکھا جاتا ہے، اور فقط اس حصہ ہوا پر ہم کو قبضہ دینا کافی سمجھا گیا ہے۔ نیا حسرتی ریا لہفی! ہم نے اپنی جماعت کے اجلاس منعقدہ ۲۳ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ ع میں یہ رزلوشن پاس کیا ہے کہ ”ہم مسلمانان اہل سندھ حضور ریسرے کی ترجیحات بندہ پرورانہ و الطاف شاہانہ کے شکر گزار ہیں، مگر فیصلہ دربارہ حصہ مسجد کو غیر اطمینان بخش سمجھ کر مستدعی ہیں کہ وہ بچنسہ ہمارے حوالے کیا جاوے تاکہ ہم اسکو صورت اصلی پر تعمیر کرائے اس واقعہ کی یاد دل سے بھلا دیں۔“

راقم: میرزا شرافت حسین سکرٹری انجمن اتفاق کراچی، سندھ

کانپور کی ایک یاد گار رات

۲۹ - اکتوبر کی گارڈن پارٹی اور جشن نشاط

یوں تو انسان دن کی روشنی اور رات کے اندھیری سے ہمیشہ ہی متاثر ہوا کرتا ہے مگر بعض دن اور بعض راتیں ایسی بھی گذر جاتی ہیں، جو باعتبار اپنے واقعات و نوعیت کے انسان کو مدتوں تک اپنی یاد سے خالی الذہن ہونے نہیں دیتیں۔

۳۰ - اکتوبر کی رات بھی ایک ایسی ہی رات ہے جو کانپور کی تاریخ میں لکے جانے کے قابل ہے۔

البتہ تلائی حروف میں نہیں بلکہ واقعی سیاہ حروف میں ا رات کو بمقام ایسوسی ایشن گراؤنڈ ایک نہایت شاندار گارڈن پارٹی اور دعوت کا انتظام سرداگران چرم کانپور کی طرف سے کیا گیا تھا۔ دو قسم کے کارڈ انگریزی اور آرڈر میں لکے ہوئے تقسیم کیے گئے۔ میسرے پاس اور برادر معظم جناب حکیم عبدالوہابی صاحب قبلہ کے پاس آرڈر لکے ہوئے کارڈ آئے تھے، جنکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ جناب مولانا عبدالباقی صاحب قبلہ - مسٹر مظہر الحق اور راجہ صاحب محمود آباد کی دعوت کے سلسلے میں مختلف شہروں کے مسلمان بھی مدعو کیے گئے ہیں۔

لیکن انگیزی کا وہ میں جو اتفاق سے پارٹی میں پہنچ کر میسرے نظر سے گذرا، صرف گارڈن پارٹی کا بلارا تھا۔ دعوت کا ذکر نہ تھا اور نہ یہی لکھا گیا تھا کہ یہ گارڈن پارٹی کس کے اُنر میں دی گئی ہے؟ پارٹی کے احاطے میں داخل ہونے ہی سب سے پہلی غیر معمولی بات اُن یورپین حکام کی موجودگی نظر آئی، جنکی جابرانہ اور غیر انصافانہ طرز حکومت پر تہرزی ہی رز پیدشتر صدائے احتجاج بلند کی جا رہی تھی!

دوسری چیز جو ایک اسلامی قلب کو ہلا دینے والی ثابت ہوئی، وہ پولیس کے اُن مسلمان عہدہ داروں کی شرکت تھی جو قبل اس کے بہت سے بے قصور مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ چکے تھے ۱۱

میں نے سنا ہے کہ ایک سر چہہ آدمیوں میں سے بھی جو لوگ پارٹی اور دنر میں شریک کیے جاسکتے تھے، انکو شریک کیا گیا تھا۔ مولوی عبد القادر صاحب آزاد سبھائی پارٹی اور دنر دونوں میں شریک کیے گئے تھے۔ البتہ ان میں سے عام لوگوں کو نہیں شریک کیا تھا عذریہ ہے کہ یہ دونوں صحبتیں آداب و رسوم صحبت کی متقاضی، اور انکے لیے وہ موزوں نہ تھے۔ رات کو مجلس میلہ میں سب کو شریک کیا گیا تھا۔

مصالحتہ و صلہ اسلامیت کانپور

از جناب مولوی حکیم محمد رضوان صاحب

محمود الاسنہ و الافواہ - محمود الاقران و الاشباہ - محترمی جناب مولانا زید مجدد کم - سلام مسنون - فیصلہ کانپور کے متعلق میں نے موافق اور مخالف دونوں قسم کی رائیں غور اور اطمینان سے پڑھیں۔ عرصہ سے اس خیال میں ہوں کہ اپنی ناچیز رائے سے اہل ملک کو آگاہ کروں لیکن کثرت کار اور ہجوم افکار سے اسقدر عذیم الفرصت رہا کہ کچھ نہ لکھ سکا۔ اگرچہ میری مشغولی کا اب تک وہی عالم ہے لیکن زیادہ تاخیر میں رقت کے گذر جانے کا اندیشہ ہے اس لیے چند سطریں لکھ کر حاضر خدمت کرتا ہوں۔ اگر جناب مناسب خیال فرمائیں تو الہلال کے کسی کالم میں درج کر دیں۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ ۱۴ - اکتوبر کا مبارک دن انگریزی عہد حکومت میں یاد گار روز ہے جس کی مسرت خیز یاد کا مسلمانوں کے دل و دماغ سے مٹنا دشوار ہے۔ اس یوم سعید میں حضور و سرائے بہادر نے مسلمانوں کے ساتھ جو شریفانہ سلوک کیے، جس سیر چشمی سے اپنی عنایت و کرم گستری کا بین ثبوت دیا، اور جس مردانگی سے ایک سوچہ گرفتاران بلا و قید غم سے آزاد فرمایا، انکی شکر گزاری سے ہماری زبانیں عاجز ہیں اور جس طرح اس وقت تمام قومیں حضور ممدوح کی ثنا خواں ہیں اسی طرح انکی آنیوالی نسلیں بھی جناب موصوف ای نیکی انسانیت، انصاف پسندی، اور صلح جوئی کی ہمیشہ توصیف کریں گی۔ اگرچہ اینگلواندین اخبارات اپنے تعصب سے اس مدبرانہ انصاف کی غلط تعبیر کر رہے ہیں اور حضور نائب لشور ہند کی مریدانہ فیاضی اور عنایت کو کمزوری اور بزدلی بتا رہے ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ:

رموز مملکت خورشید خسروان داند

حضور و سرائے نے رحم و عدالت ہی سب سے زبردست طاقت سے جسقدر قلوب کو مسخر کر لیا ہے اور جتنے دلوں پر برنش رعب و جلال کا سکہ جما دیا ہے، اگر اسکی جگہ اپنی ساری بھری رہبر قوت کو صرف بردیتے تو بھی اس صحبت اور خلوص کا حصول ناممکن تھا۔

حضور و سرائے کے علاوہ اور جن جن حضرات نے مسلمانوں کی دستگیری اور غمگساری فرمائی، وہ سب کے سب صد عزت و تشکر کے لائق ہیں۔ میں اس موقع پر مسلمانوں کے عذیم انظیر مربی۔ سرپرست جناب مسٹر مظہر الحق و جناب مسٹر مل الرحمن کے نام نامی کے لیے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے اسیران مذہب کی اعانت کیلئے اس وقت ہاتھ دراز کیا، جب ان کی عزت و حرمت کا بجز رحمت الہی کے کوئی محافظ نہ تھا۔ جب مسلمانوں کی اندھا

کتنے ہی فرزندان توحید کی خشک زبانوں سے نکلی ہوئی جانے دیجیے۔ اپنے کاموں میں مصروف رہیے۔ دنیا عقلمندی میں بہت بڑھگئی ہے اور میں دیوانہ ہوں!

دربادہ تشنگان بمرند

رز دجلہ بہ مکہ می رود آب

آرڈر انگریزی کارڈ کے اختلاف مضمون کا حال سب سے پہلے مجھے مسٹر مظہر الحق سے معلوم ہوا۔ انکے پاس بھی آرڈر ہی کا کارڈ آیا تھا۔ عین پارٹی میں انکو انگریزی کارڈ کے مضمون کی خبر ہوئی۔ اسمیں ارب تینوں بزرگوں کا بالکل ذکر نہ تھا، بلکہ صرف یہ تھا کہ حضور و سرائے کی تشریف آوری کی خوشی میں یہ پارٹی دی گئی ہے!

مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ مسٹر مظہر الحق نے بعض اشخاص کانپور کو پارٹی سے پہلے لکھ دیا تھا کہ ان حکام کو جلسے میں بلا لے کی کوشش بہتر نہ ہوگی، جو مسلمانوں کیلئے اپنے نظارے میں ایک درد انگیز داستان کی یاد رکھتے ہیں۔

میں نے یہ بھی سنا ہے کہ جلسے میں شاید کسی شخص سے بعض حکام نے یہ بھی کہا کہ ”ہمکو آرڈر کارڈ کا حال معلوم نہ تھا۔ اگر معلوم ہوتا کہ یہ پارٹی ان لوگوں کے اعزاز میں دی گئی ہے تو ہم کہہ ہی نہ آتے“

حضرات کانپور کی یہ ستم ظریفی بھی قابل داد ہے کہ ایک طرف تو حکام کو آرڈر کارڈ کے مضمون سے بے خبری کی شکایت ہے، دوسری طرف آپ کو انگریزی کارڈ کی بے خبری پر افسوس۔ شاکی دونوں ہیں اور دونوں کی شکایت بھی یک ساں! صحبت تر ہو گئی۔ اب دونوں فریق اپنی اپنی شکایتوں کا موازنہ کر لیں:

کہتے ہیں کہ وہ بھی یہی کہتے ہیں، کروں کیا

کہتے ہو کہ دلجوئی کے اعدا نہ کر رہے تم!

ایکوجن امور کی شکایت ہے اب اسکی نسبت کیا کہیں؟ اپنی اپنی طبیعت اور اپنا اپنا اصول ہے۔ لیکن معاف فرمائیے گا۔ جناب راجہ صاحب محمود آباد، مسٹر مظہر الحق، اور مولانا عبدالباری تو مجبور تھے کہ انہی کیلئے دعوت کا دینا ظاہر کیا گیا تھا، اور نہ جانے تو لوگوں کی دلشکئی ہوتی، مگر آپ کو اور جناب حکیم صاحب کو کونسی مجبوری پیش آئی تھی کہ باوجود ان حالات کے حس و تاثیر، شریک صحبت رہے اور اب بعد اختتام صحبت اسکی شکایت ہے؟ یکے بعد دیگرے آپ تین درد انگیز اور مضبوط رہا مناظر دیکھے، جنکی آپ نے تفصیل کی ہے، لیکن بالاخر ان تینوں مرحلوں سے آپ بھی علی ای حال گذر ہی گئے اور کوئی منزل بھی آپکو مجلس کی رگیدیں سے الگ نہ کر سکی!

ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز شد!

اگر آپکی جگہ میں ہوتا اور یہ تملیف وہ مناظر سامنے ہوتے، تو بلا ادنیٰ تاویل وہاں سے آتے۔ چلدینا اور چلتے چلتے جتنے شخص مل جاتے، انکو بھی پہنچ کر اپنے ساتھ لے جاتا:

ہمرو غیری رمی گزلی بیاعرفی تو ہم؟

لطف فرمودی، برو، کیں پائے رفتار نیست!

کن بداً، لا تفس لسانا۔ سچی شکایت عمل سے ہوئی چاہیے نہ کہ زبان سے۔ آپ بالآخر دنر میں بھی شریک ہوئے اور مہمیں حادثہ ۳ - اگست کے شکرے کی تحریک کی۔ بقول آپکے مناظر ثلاثہ سہ پہر کو پیش آئے تھے۔ رات تک آپنے ضبط پور کر کیا اور کیا مجبوری تھی؟

- (۱) مسجد کے شمالی طرف ایک معدہ بہ حصہ زمین کا ملنا۔
- (۲) گورنمنٹ عالیہ کا اس پر اپنی طرف سے عمارت بنانا۔
- (۳) اس حصہ کا من کل الوجہ مسلمانوں کے قبضہ میں آجانا۔

اور اس فیصلہ کی نوعیت جہاننگ اخبارات سے معلوم ہو سکتی ہے کہ اصل نزاعی حصہ رہنڈر عام میں اسی طرح شامل ہے صرف اس کے اوپر آٹھ فٹ بلند ایک چھبہ بنا کر وضو خانہ یا دالان بنانے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس عمارت کو متولی اپنے صرف اور اپنے روپیہ سے طیار کرانینگے اور زمین کی ملکیت کا مسئلہ نہایت اجمال اور ابہام میں رکھا گیا ہے جس سے کسی نتیجہ پر پہنچنا بہت دشوار ہے۔ بہر حال اب ان باتوں کا وقت نہیں۔ شریک معائنہ حضرات نے جن امور کو مناسب سمجھا ان پر عمل فرمایا اور اپنی بے لوث مخلصانہ خدمتوں سے مسلمانوں کو رہین منت کیا۔ جو لوگ ان کا شکوہ کرتے ہیں میرے نزدیک سخت غلطی پر ہیں۔ البتہ قابل غور یہ سوال ہے کہ مسلمانوں کو اب کیا کرنا چاہیے اور کونسے جائز اور مناسب طریقے اختیار کرنے چاہئیں جن میں مسلمانوں کی حقیقی اور اصلی کامیابی کا راز مضمر ہو۔ امید ہے کہ معزز و محترم اڈیٹر الہلال اور دیگر بزرگانِ قوم اس طرف خاص توجہ فرما کر مسئلہ مذکورہ پر روشنی ڈالینگے۔



عید اضحیٰ اور انجمن خدام کعبہ

ہر مسلمان کی دینی جوش کی امتحان کا وقت ہے

(۱)

ہم بارہا بصراحت دہرا چکے ہیں کہ یہ تحریک بعض مذہبی ہے، اس کو کسی سیاسی قضایا سے کوئی سروکار نہیں، مگر سچ ہے کہ حیلہ جو ار بزدل اور عقبی فراموش و دین فرور بد نصیبوں کے لئے آخر کوئی دھانا تو ضرور چاہیے۔ اللہ انکو توفیق عمل عنایت فرمائے۔ جو اخوان ملت اس آواز کے منتظر ہیں، ہم انکو یاد دلاتے ہیں کہ انکی امتحان اور انکی ایفائے عہد کا وقت آ گیا۔ آج یوم الحج ہے اور عید الضحیٰ (اضحیٰ) ہے۔ سنت ابراہیمی کی ساتھ حرمین شریفین کے لئے بھی تہوڑی سی قربانی آج چاہیے۔ اگر آپ انجمن کی سلسلہ میں داخل ہو گئی ہیں تو حزاک اللہ۔ اس عہد کو یاد فرمائیے جو داخلہ کے وقت حلفاً اپنے دیا تھا۔ جو حضرت ہنوز کسی نہ کسی وجہ سے داخل سلسلہ نہیں ہوئے آنکروں دہکتے۔ عید الضحیٰ (اضحیٰ) کی دن ہر ایک خادم کا فرض ہونا چاہیے کہ وہ اپنی جوش ایمانی کو بجائے خود آزمائے اور تجربہ کرے کہ وہ کچھ کر سکتا ہے یا نہیں؟ اسکی اندر شہید مذہبی پیدا ہوا یا نہیں؟ اسکی غیرت کو کچھ حرکت پیدا ہوئی یا نہیں؟

خاکساران

معتمد عبدالباری فرنگی محلی خادم الخدام جمعیت اہلبیت
انجمن خدام کعبہ دہلی

شرکت علی بی اے معتمد الخدام

دھند گرفتاریاں ہو رہی تھیں، جب وارنٹ بے تکان مجرموں کے نام نکل رہے تھے، جب مجرموں کے کاہی زخموں سے خون کے فوارے جاری تھے، جب انہی معصوم بچے بستر مرگ پر دم توڑ رہے تھے، اسوقت سب سے پہلے غیرت و حمیت کا شعلہ انہی کے مبارک سینوں میں مشتعل ہوا اور بعدہ ان کے شراروں سے ہر شخص نے اپنی قابلیت و استعداد اور قوت کے موافق حصہ حاصل کیا۔ اس نازک اور اہم موقع پر معزز اڈیٹر الہلال، ہمدرد، زمیندار، اور محرم مسلم کزت نے جو مذہبی اور قومی خدمت انجام دی، اسکی یاد بھی ہفت روزہ مسلمانوں کے دلوں میں تازہ ہے اور اس کی سپاہ گزاری سے مسلمان کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتے۔

ان تمام تر واقعات میں سب سے زیادہ فخر و شکر کے لائق یہ بات ہے کہ ہماری کوششیں بیکار نہیں ثابت ہوئیں، ہماری پراگندہ طاقتیں ایک مرکز پر جمع ہو گئیں، ہماری مجموعی قوت کا آخر الامر دنیا نے اعتراف کیا، ہماری تقریروں نے نہ صرف ظاہری عمارتوں کو بلکہ دلوں کے کنگروں کو ہلا دیا، اور ہماری تحریروں نے نئے دور کا سنگ بنیاد رکھا۔ فلہ الحمد و الکبرياء۔ کون جانتا تھا کہ آج کے بعد کل کیا ہونیوالا ہے، اور کسکو علم تھا کہ مستقبل ایام ماضیہ کی تاریکی اور ظلم کو دور کر دینا والا ہے؟

جہاننگ جو کچھ عرض کیا وہ بطور تمہید کے تھا۔ اصل مقصد کے متعلق یہ گزارش ہے کہ فیصلہ کانپور کی نسبت خود مسلمانوں کے مختلف خیالات ہیں۔ زمیندار، ہمدرد، دیگر اسلامی اخبارات کے اڈیٹر فیصلہ کے ہر جز کو قابل اطمینان بتاتے ہیں۔ آنریبل سید رضا علی نے اس پر ایک مجمع کے سامنے اظہار مسرت کیا ہے۔ مسٹر مظہر الحق کے مطمئن ہونے کی خبر زمیندار نے کسی اشاعت میں درج کی تھی ہے۔ فرنگی محل کے آستانہ سے جو صدا بلند ہوئی ہے اس میں گویہ فیصلہ قابل تعریف نہیں بنایا گیا، تاہم سر نیا زخم کردینے کی ہدایت کی گئی ہے۔

لیکن بہت سے مسلمان فیصلہ کے اس جز سے جس کا تعلق مسجد کے ساتھ ہے، مختلف نظر آتے ہیں۔ ان تمام مسلمانوں میں معزز اڈیٹر (الہلال) خصوصیت سے قابل الذکر ہیں جنہوں نے حق کے اعلان میں ذرا کوتاہی فرمائی اور شریعت اسلامی کے زبردست قانون کا کمال آزادی سے اظہار کرتے ہوئے زمین مسجد کے مطالبہ کو قائم رکھا۔

اڈیٹر (الہلال) کی یہی رہ فضاہت ہے جو ہزاروں لاہور قلوب کو بجلی کی سرعت سے اپنی طرف کھینچ رہی ہے!! فیصلہ مسجد کی صحت کے متعلق سب سے زیادہ قابل غور یہ مسئلہ ہے کہ یہ مذہبی قضیہ کس اعتبار سے طے ہوا ہے اور مبادی صلح میں کن پہاڑوں پر خیال کیا گیا ہے؟ اگر اسکی بنیاد سیاسی حکمت عملی یا اپنے ضعف و ناتوانی و نا کامی اور نامرادی کے خیال پر قائم کی گئی ہے تو شاید ہم بھی یہ کہنے کیلئے طیار ہو جائیں کہ بہت خوب، بجا اور درست ہے۔ لیکن اگر ان تمام خیالات کے ساتھ مذہب کا بھی جوڑ لگایا گیا ہے تو بجز اپنی اور مسلمانوں کی بد قسمتی کے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ مذہب اسلام میں مسجد کا کوئی حصہ مصالح مسجد کے سوا عالم راستہ یا دوسرے کسی مقصد میں نہیں لایا جاسکتا۔

میں سخت متعجب ہوں کہ جن مسلمانوں نے مسجد کے اس فیصلہ کو بہ طبع خاطر منظور فرمایا ہے انہوں نے جناب مسٹر صاحب بہادر کے فیصلہ معارضہ کو کیوں نا منظور کر دیا تھا۔ حالانکہ اس فیصلہ میں در تین باتیں ایسی موجود تھیں جو اس میں ہرگز نہیں پائی جاتیں۔

40

ڈاکٹر یس کے بر من - ہنسلر - الیخ - وین اسٹرین - کاک

کولر ٹورلہ اسٹریٹ - کلکتہ

نہ روزے سے یعنی ۱۲
 ریڈہ بڈل نکت کڈنگ
 (یعنی سپاری ترش)
 مشین پر لگائیے۔ یہ
 اُس سے ایک ریڈہ روزانہ
 حاصل کر سکتے ہیں۔
 اور اگر کہیں آپ آدرشہ
 کی خود بان موزے کی
 مشین ۱۵۵۰۰- کم منگائیں

ادرسنه نیٹنیگ کمپنی - نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ - کلکتہ
 سب ایجنٹ شاہنشاہ اینڈ کمپنی - نمبر ۸۰ نذیر بازار - دہاکہ

سیحان کا
نئی کھیت
سڑکے بالونکے پے
نہایت مفید اور خوشبودار

[illegible]

029

بکفایت اصلی پتھر کی عینک لے لیجیے

حضرات اگر آپ قابل اعتماد مہندہ و اصلی

پنہری عیدک دم قسمت چاہئے ہیں تو
صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی پہنائی کی
کفایت تحریر فرمائیں۔ ہمارے ڈاکٹروں کی
جوہر میں جو عیدک نہریکی وہ بذریعہ وی۔ پی ارسال ہوتا ہے۔ ہمارے ڈاکٹر کی
اگر ممکن ہو تو کسی ڈاکٹر اپنی آنکھیں امتحان کر اور صرف نمبر بھیج دیں۔
جو بھی اگر آپ کے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدل دیا جائیگی۔

مرکز لاس - ان - احمد اینڈ سنس

نمبر ۱۵/۱ دیس اینڈ راک ڈک خانہ، یلوسی ۱۶۱۲۔

تجارت گاہ کا : ۵

۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

منیجر اسٹندرد ٹیلی نمبر ۲۲ - کثرفر لن پوسٹ انشالی کلکتہ

THE MANAGER, STANDARD TANNERY.
22, Cantophers Lane, P. O. Entally, Calcutta.

۱ - ۱۵ - الہر سلدنر راج مڈل چاندی دبل کیس گارنٹی ایک سال معہ محصول پانچ روپیہ -
۲ - ۱۵ - الہر سلدنر راج خاص چاندی دبل کیس گارنٹی ایک سال معہ محصول نور روپیہ -
۳ - ۱۵ - سائز ہنگ راج جو نقشہ مد نظر ہے اسے کہیں زیادہ خوبصورت سرنڈیا مضبوط ملمع جسکے دیکھنے پر پچاس روپیہ سے کم کی نہیں جچتی گارنٹی ایک سال معہ محصول نور روپیہ -
۴ - ۱۸ - سائز نگا - سلدنر راج گارنٹی ایک سال معہ محصول پانچ روپیہ -
۵ - ۱۹ - سائز گارنٹی لیور راج اسکی مضبوطی سچا ثابت برابر چلنے کا ثبوت صاحب نگاری نے گارنٹی دس سال کھریکے ذیل پر لکھا ہے جلد منگائیے معہ محصول چھ روپیہ -
۶ - ۱۶ - الہر - سٹم پڈنت لیور راج گارنٹی ۲ سال معہ محصول تین روپیہ آٹھ آنہ -

A decorative circular ornament, possibly a medallion or a piece of jewelry. It features a central floral or star-like motif surrounded by intricate scrollwork and patterns. A ring or loop is attached to the top, suggesting it might be a pendant or a part of a larger decorative assembly. The design is symmetrical and highly detailed.

سرانجام عمری شیخ محمد القادر جیلانی (رض) عربی زبان میں تالیف ابن حجر - نایاب قلمی نسخہ سے چھپی ہے - کاغذ
 صفحہ ۵۶ - قیمت ۸ آنہ علاوہ محضول ڈاک ملحق کا پتہ سہرہ نیشنل بکرسٹور - دھرمتلا - کلکتہ -



لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا إِنَّا نَكُونُ مَعَكُمْ
بِالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ

المسائل

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میرسنول پرنٹرس

احمد علی خان لکھنؤ

مقام اشاعت
۱-۲ مکلارڈ اسٹریٹ
کولکٹہ

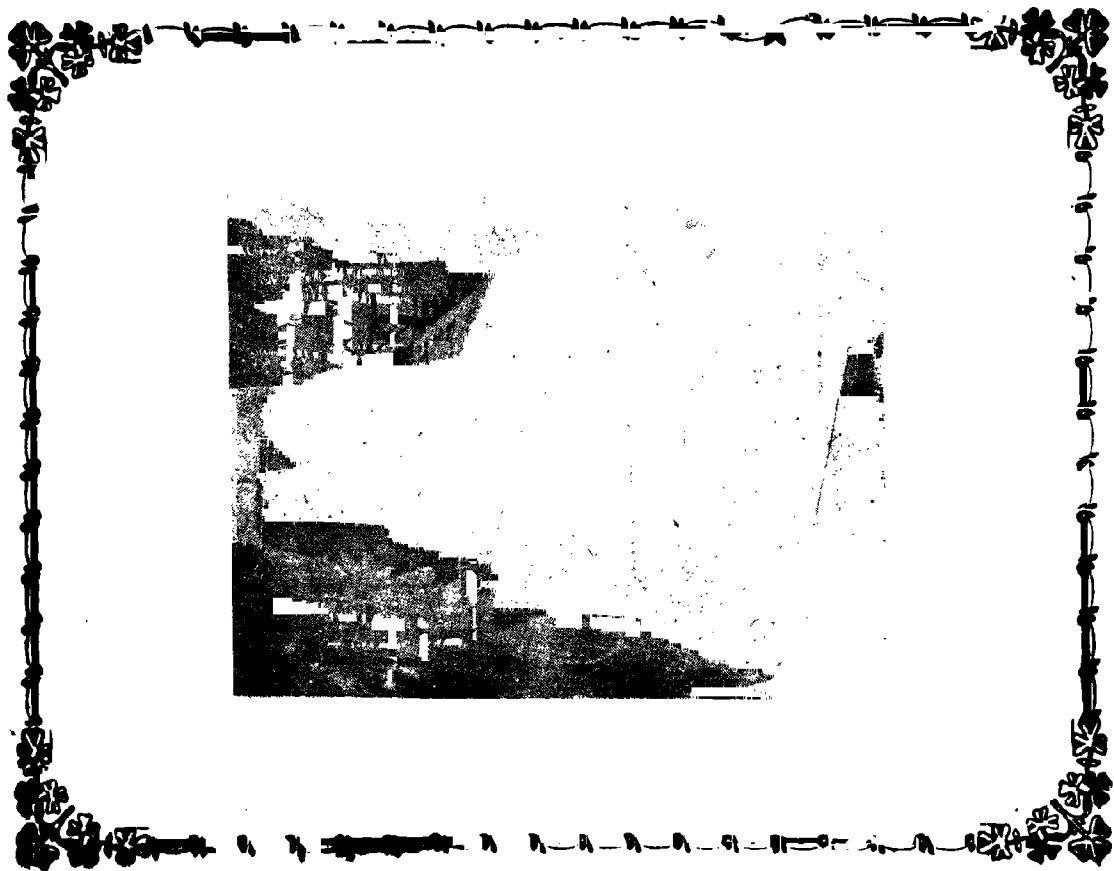
قیمت
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۱ روپے ۶۲ آنہ

جلد ۳

کلکتہ : چہار شنبہ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۳۱ ہجری

Calcutta : Wednesday, November 26 1918.

نمبر ۲۲



۱۱ اے

- (۱) اگر کسی صاحب نے پاس دی گئی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں ورنہ بعد کو فی پرچہ چار اے حساب سے قیمت لی جائیگی۔
- (۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے باڈر ۱۰ کرلیں اور اگر تین یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں۔
- (۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار اے کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے رہی۔ بی کی اجازت۔
- (۴) نام و پتہ خاص کر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے۔
- (۵) خط و کتابت میں خریداری کے نمبر اور نیز خط کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
- (۶) منی آڈیٹروں کے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں۔
- نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیل کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہو جائیں تو دفتر اسکی ذمہ دار نہ ہوگا۔

شرح اجرت اشتہارات

— * —

میعاد	فی	صفحہ	کالم	نصف	چوتھائی	چوتھائی کالم سے م
مرتبہ	رزیوہ	رزیوہ	کالم	رزیوہ	کالم	فی مربع انچ
ایک	۱۵	۶	۷	۵	۸	۰
۴	۵۰	۳۰	۲۰	۱۵	۸	۱
۱۳	۱۲۵	۷۵	۴۵	۳۰	۸	۴
۲۶	۲۰۰	۱۲۵	۷۵	۵۰	۸	۶
۵۲	۳۰۰	۲۰۰	۱۲۵	۸۰	۸	۹

(۱) ٹائٹل پیج کے لیے صفحہ کے لیے کوئی اشتہار نہیں لیا جائیگا۔ اس کے علاوہ ۳ صفحوں پر اشتہارات دو جگہ دیجائیگی۔

(۲) مختصر اشتہارات اگر رسالہ کے اندر جگہ نکال کر دیے جائیں تو خاص طور پر نمایاں رہیں گے لیکن الکی اجرت عام اجرت اشتہارات سے پچاس فیصدی زائد ہوگی۔

(۳) ہمارے کارخانہ میں بلاک بھی طیار ہوتے ہیں جسکی قیمت ۸ اے فی مربع انچ ہے۔ چھاپے کے بعد بلاک پھر صاحب اشتہار کو واپس کر دیا جائیگا اور ہمیشہ انکے لئے کارآمد ہوگا۔

شرائط

(۱) اس کے لئے ہم مجبور نہیں ہیں کہ آپکی فرمائش کے مطابق آپکو جگہ دیں، البتہ حتی الامکان کوشش کی جائے گی۔

(۲) ایک سال کے لئے اشتہار دینے والوں کو زیادہ سے زیادہ ۴ اقساط میں، چھ ماہ کے لئے ۲ اقساط میں، اور ۶ لے ۳ اقساط میں قیمت ادا کرنی ہوگی اس سے کم میعاد کے لئے اجرت پیشگی ہمیشہ لی اور وہ کسی حالت میں پھر واپس نہ ہوگی۔

(۳) منیجر کو اختیار ہوگا کہ وہ جب چاہے کسی اشتہار کی اشاعت روک دے۔ اس صورت میں بقیہ اجرت کا رزیوہ واپس کر دیا جائے گا۔

(۴) ہر اس چیز کا جو جوئے کے اقسام میں داخل ہو، تمام منشی مشروبات کا، نوحش امراض کی دواؤں کا، اور ہر وہ اشتہار جسکی اشاعت سے پبلک کے اخلاقی و مالی نقصان کا ادنیٰ شبہ بھی دفتر کو پیدا ہو، کسی حالت میں شائع نہیں کیا جائے گا۔

نوٹ — دی گئی صاحب رعایت کے لئے درخواست کی زحمت گوارا نہ فرمائیں۔ شرح اجرت یا شرائط میں کسی قسم کا رد و بدل ممکن

AL - H I L A L
Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

77, FINELOD STREET,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half-yearly „ „ 4-12.

الهلال

میرسنون مخصوص
سلاطین و املاک

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ
کلیکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپہ
ششماہی ۴ روپہ ۱۲

جلد ۳

تاریخ: چار شنبہ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۲۱ ہجری

نمبر ۲۲

Calcutta: Wednesday, November 26 1915.

ان تمام ہندوستانیوں میں جنہوں نے ۱۹۰۶ء میں دہلی اور جو ہندوؤں کے صلہ میں
برادری کی ہے۔ سوائے انہوں میں سے ایک اور ۱۰ خلیفہ کے جس نے دہلی اور ۱۰
کے ہے۔ دہلی میں ۱۰ - انہیں قند خانے کی تعلیمات میں - ہندوؤں کے لئے لکھے ہیں اور
مرا صرف ۳ - انہوں نے لکھے ہیں - ویدوں کے

میں نہیں سمجھتے کہ اس میں سے لڑنے والے ہیں - ہندوؤں کے لئے انہوں نے
ہندوؤں کے لئے وہ اس فرض سے سبکدوش ہیں - چاہے اس میں سے ہندوؤں کے لئے
ہوئے ہیں ان پر رائے ہوئی ہے، تو ہندوؤں کے لئے وہ اس فرض میں جو ہندوؤں کے لئے
ہندوؤں کے لئے وہ اس فرض میں جو ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے
ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے

وہ ہندوستانیوں کی تعلیم کرنا چاہتے ہیں - ہندوؤں کے لئے وہ
ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے
ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے

دارالہند کے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے
ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے
ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے

وہ ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے
ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے
ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے

اب ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے
ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے

۱ - ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے
ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے

انہوں نے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے
ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے
ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے

خوش و صداقت کی راہ میں انہوں نے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے
ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے
ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے

ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے
ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے ہندوؤں کے لئے

فہرست

۱. شذرات
۲. جنوبی افریقہ
۳. مقالہ افتتاحیہ (النباء الالیم (۲)
۴. مقالات (تاریخ اسلام اور ہندوستان)
۵. انتقاد
۶. مطبوعات جدیدہ
۷. شکر عثمانیہ (جبل امرو بعد از جنگ)
۸. برید فرنگ (جنگ لقاں کی سبک دہائی)
۹. السراسل و المناظرہ
۱۰. مراسلات (مصالحة مسئلہ اسلامیہ دہلی - توصیع مزید - ساروت عظمیٰ)
۱۱. تاریخ حسدات اسلامیہ (الہلال اور ہندوستان)

تصاویر

۱. عثمانی اہل دوش "رشادہ"
۲. تاریخ ترقیات دہلی

جنوبی افریقہ

النباء

جب کہ آتش نشان پہنچاتا ہے تو پھر چند سوراخوں کے بند کرنے سے آتش و دھواں
کی بارش عورتوں نہیں ہوتی - مسرس گاندھی، کیلیں بیچ، ہواک، اگر یا برنجیر ہو
لئے تو کیا اس سے وہ عالمگیر آگ ہو یا بجولاں ہو جائیگی جس کے آتشکدے اب اس میں
کے دھن و زبان میں نہیں بلکہ ان ہزار ہا ہندوستانیوں کے دلوں میں ہیں، جن
جنوبی افریقہ میں پہلے ہوئے ہیں؟

انسانی فطرت کی ایک عجیب و غریب کمزوری یہ ہے کہ وہ جرم سے انکار کرنے کے
وقت دنیا کو معرزم الرجذات اور مطلوب العقل سمجھ لیتا ہے حالانکہ نادان بد نہیں
جانتا کہ جرم نے خود اس کی خرد و ہوش پر پردے ڈال دیے ہیں -
کسی بد نصیب کے قتل سے انکار ممکن ہے مگر جب آستین و دامن پر خون کے
دھبے ہوں اور ہاتھ میں خنجر، تو کون ہے جو اس انکار کو صحیح تسلیم کرے؟

دفتر مستعمرات کے نام لارڈ کلیڈ اسٹون نے اس بارے میں ایک مراسلہ بھیجا ہے
جس میں لکھا ہے کہ ظلم و جبر کی خبریں مبالغہ سے پر ہیں - انکو اپنے وزرا کی عدل
پرستی پر کامل اعتماد ہے - وزرا کا مقصد صرف اعادہ امن ہے اور کچھ نہیں - قابضان
اور گولیوں کی خبر صحیح نہیں -

مسئلہ اسلامیہ کانپور

میں چاہتا ہوں کہ چند الفاظ اس کے متعلق آواز عرض کروں۔ ۵۔ دی الحجہ کی اشاعت میں جو مضمون مفصل شائع ہوا ہے، وہ قارئین کرام کے پیش نظر ہوگا۔ اس مضمون میں بوزی شرح و بسط کے ساتھ فیصلے کی اس صورت کو عرض کرچکا ہوں جو پہلے قرار پائی تھی اور جسکی صحیح اطلاع دی گئی تھی۔ سب سے پہلے اسپر نظر ڈالنے چاہیے کہ موجودہ صورت اس صورت سے کن کن امور میں مختلف ہے؟

(۱) سب سے پہلا سوال زمین متنازعہ فیہ کی ملکیت کا ہے حضور و بسرائے نے نہ صرف یہ کہ اسے مبہم ہی چھوڑ دیا ہے، بلکہ اس کو غیر ضروری بھی قرار دیا ہے۔

مسٹر مظہر الحق کہتے ہیں کہ ملکیت کا اعتراف کر لینا کچھ بھی مشکل نہ تھا، لیکن قانوناً یہ ایک لا حاصل بات ہوتی زمین موقوفہ کسی کی ملک نہیں۔ البتہ گورنمنٹ نے اسپر قبضہ کر لیا تھا جو ہم کو واپس مل گیا۔ عدالت دیوانی میں نالش بھی دی جاتی تو قبضہ کی جاتی نہ کہ ملکیت دی۔ جناب مولانا عبد الباقی صاحب نے ایک خط کا کچھ حصہ آج دی اشاعت میں کہیں درج کیا گیا ہے، اس میں بھی انہوں نے اسی پر زور دیا ہے۔

میں نے اسپر غور کیا لیکن میں اسے سمجھ نہ سکا۔ یہ سچ ہے کہ وقف کی ملکیت کسی کو نہیں پہنچتی مگر پھر یہ کیا تھا کہ مینوسپلٹی اس زمین کی قیمت دے رہی تھی؟ وہ قیمت دیکر صرف قبضہ لینا چاہتی تھی یا وہ حق بھی جسے حق تملک کہتے ہیں؟

خرید و فروخت کس سے کی ہوتی ہے؟

”زمین موقوفہ“ کسی کی ملکیت نہیں۔ یہ آپکا خیال ہے نہ کہ عملاً گورنمنٹ کا۔ وہ ضرورت کے وقت بقیہ اسکو خریدتی اور اسکی ملکیت کو منتقل کر لیتی ہے۔ پس یہ بات کہ زمین کسی کی ملکیت کا سوال نہ تھا بلکہ قبضہ کا، خود آپکا ایک دعوا ہے اور جب آپ یہ کہتے ہیں تو کوئی دلیل پیش نہیں کرتے بلکہ محض اپنے دعوے کا اعادہ کرتے ہیں۔

یہ کوئی مسلم مقدمہ قانونی نہیں جو آپ میں اور آپکے مدعا علیہ میں مشترک ہو۔ اور اسکا اعتراف کرنا غیر ضروری ہو۔ مسجد سے وہ زمین علیحدہ کر کے سڑک میں شامل کر لی گئی۔ اسمیں اور مسجد میں ایک دیوار حائل ہو گئی۔ اس کے معارضہ میں دوسری زمین دی جاتی تھی یا نقد روپیہ۔

یہ تمام باتیں صرف قبضہ ہی کے متعلق نہ تھیں۔

میں قانون سے واقف نہیں ہوں لیکن قانون کو سمجھنا چاہتا ہوں۔ میرا خیال یہ ہے کہ اصلی سوال ملکیت ہی کا ہو گیا تھا۔ وہ پہلی صورت میں اصولی طور پر ملحوظ تھا مگر اس صورت میں نظر انداز کر دیا گیا۔

(۲) اس کے بعد سوال حق قبض و تصرف کا ہے۔ پہلی صورت میں قبضہ بالکل مسجد کو مل جانا چاہیے تھا لیکن اب اشتراک حق ضرور سے پورا قبضہ بھی باقی نہ رہا۔

(۳) ہئیۃ مجموعی اس صورت کی ایسی تھی جس سے یہ تغیر گویا خود مصالح مسجد کیلئے ہوتا، اور یہ نظیر قائم نہ ہوتی کہ سڑک کی توسیع کیلئے مسجد کی زمین کسی راضی نامہ کے بعد لیلی جاسکتی ہے۔

پس فی الحقیقہ موجودہ فیصلہ میں عدم ملکیت، عدم تکمیل قبضہ، اور آئندہ نظیر، تین نقص شدید پائے جاتے ہیں۔ قبضہ کی عدم تکمیل کا مبنی حق اشتراک ضرور ہے۔

مولانا عبد الباقی کی تحریر جو آج شائع کی جاتی ہے، صاف صاف لفظوں میں بتلاتی ہے کہ۔

(۱) انہوں نے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔ انکی خواہش یہ تھی کہ حضور و بسرائے زمین ہمارے سپرد کر دیں اور ہم میں اور مینوسپلٹی میں معاملہ رہ جائے۔

(۲) وہ اس خیال کو لفظ ”بہتان“ سے تعبیر کرتے ہیں کہ ”انہوں نے موجودہ صورت کو جائز سمجھا“

(۳) جیسا کہ انہوں نے انریبل سید علی امام سے کہا، انکو اعتراف ہے کہ ”اس فیصلے سے نہ تو مسلمانوں کی تشفی ہوئی اور نہ بے چینی دور ہوئی“

میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد اصل معاملے کی نسبت مولانا میں اور ہم میں کچھ بھی اختلاف باقی نہیں رہتا، سوا اس طریق کار کے جو اختیار کیا گیا، اور وہ واقعہ ماضی ہے نہ کہ اس مسئلہ کا مستقبل۔ وقت ایک بار جا کے پھر آنے کا عادی نہیں:

نکل گیا ہے وہ کوسوں دیوار حرموں سے!

پس فی الحقیقت یہ لہذا اسی طرح غلط ہوگا کہ ”موجودہ تصفیہ زمین پر بے اطمینانی ظاہر کرنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ دراصل ایک ہی خیال ہے اور ایک ہی گورہ“ اس تصفیہ کے در جزر ابھی باقی ہیں:

(۱) کونسل کی آئندہ نشست میں حفظ عمارات دینیہ کے قانون کا پیش ہونا اور پاس ہونا، جس کا ذمہ برائے وعدہ ہز ایکسلنسی و انریبل مسٹر امام، جناب راجہ صاحب نے لیا ہے۔ (۲) دالان کی تعمیر کے وقت مینوسپلٹی سے بہ نہج احسن تصفیہ۔

اگر پہلا جزر پورا ہو جائے تو موجودہ تصفیہ کے تین نقائص میں سے ایک نقص شدید خود بخود دور ہو جائیگا، یعنی اس نظیر کا آئندہ کیلئے متعدی ہونا۔

دوسرے جزر پر اگرچہ مولانا عبد الباقی بار بار رتوق کے ساتھ زور دیتے ہیں، اور اس خط کے آخر میں بھی انہوں نے دھرایا ہے، لیکن میں چند دنوں کی امید خوش سے زیادہ اسے نہیں سمجھتا۔ بسرائے نے اپنی تقریر میں جن امور کو واضح کر دیا ہے اس سے زیادہ اب کچھ نہ ہو سکے گا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ شاید مینوسپلٹی سے تعمیر کے وقت کچھ رعایات دیگر صورتوں میں حاصل ہو جائیں۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ اسکی نسبت حضور و بسرائے نے اطمینان دلایا ہے اور ایک طرح کا غیر سرکاری وعدہ ہو چکا ہے۔

پس ان حالات کے ساتھ اگر کام کرنا ہو تو صرف درہی کام اس بارے میں ہمارے سامنے ہیں۔

(۱) فوراً ایک منتخب کمیٹی قائم کی جائے جس میں باہر کے لوگ بھی شامل ہوں اور جو تعمیر دالان وغیرہ کے مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں لے اور صرف کانپور کی مقامہ حالت پر نہ چھوڑ دیا جائے۔ اسمیں کانپور کے معززین بھی شامل ہوں۔ بجاالت موجودہ اصلی ضرورت ایک باقاعدہ جماعت کی ہے۔

(۲) مجوزہ قانون کا انتظار مطالبہ۔

(۳) بصورت عدم نفاذ قانون دیوانی نالش۔

افسوس کہ اس سے بھی اہم تر سوال ۳۔ اگست کے خونین مظالم کا تھا، اور وہ عین زندگی کی حالت میں دفن کر دیا گیا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس جہان میں کوئی ہستی ایک مرتبہ مر کر پھر واپس نہیں آ سکتی۔ میرے پر جوش دوستوں کو سمجھنا اور غور کرنا چاہیے:

مقصد پذیر نیست دریغا، وگر نہ من
در ہر قدم ہزار قدم پیش رفتہ ایم!

الحل

۲۶ ذی الحجہ ۱۳۳۱

النباء الایم

بجرم عشق تو ہم می کشند و غوغا نیست * تو نیز بر سر بام آدہ خوش تماشا نیست

(۲)

سر زمین محترم ہند کا فرزندان اسلام سے مطالبہ

و لو انا کتبنا علیہم ان اقتلوا
انفسکم اخرجوا من ديارکم
ما فعلوا الا قليل منهم * و لو
انهم فعلوا ما یوعظون به * لکان
خیراً لهم و اشد تثبیتاً (۶۹:۴)

اور اگر ہم ان مدعیان خدا پرستی کو حکم دیتے کہ حق و صداقت ہی راہ
میں اپنی جانوں کی قربانی کر دیا اپنا گھر بار چھوڑ کر نکل جاؤ * تو ان
میں سے چند آدمیوں کے سوا کوئی بھی ایسا نہ کرتا - حالانکہ جو دجہہ اکثر
سمجھا یا گیا ہے اگر وہ اسکی تعمیل کرتے تو انکے حق میں بہتر ہوتا اور اسکی
وجہ سے وہ اپنے حق و مقصد پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہتے -

بھی دیکھ کر چیخ اٹھتے ہیں، جنہیں دروزوں ہی وحشیانہ عقوبت نے
خاک و خون پڑتا دیا ہے - و لیس البران یعجب الوطن * انما لیر
ان یعجب العالم !

عارف ہم از اسلام خرابست و ہم از کفر
پروانہ چراغ حرم و دیر نداند
اسلام اسی عالم پرستی کی دعوت لیکر آیا - وہ اپنے پیروں کو وطن
پرست نہیں بلکہ انسانیت پرست دیکھنا چاہتا ہے -

(خدمت عالم و خدمت وطن)

لیکن اگر تمام عالم ہمارا وطن اور اسلیے محترم ہے، تو وہ خاک تر
بدرجہ اولی ہمارے احترام محبت کی مستحق ہے، جسکی
آب و ہوا میں ہم صدیوں سے پرورش پا رہے ہیں؟ اگر تمام فرزندان
انسانیت ہمارے بھائی ہیں، تو وہ انسان تو بدرجہ اولی ہمارے
احترام اخوت کے مستحق ہیں، جو اسی خاک کے فرزند اور مثل
ہمارے اسی کی سطح پر بہنے والے پانی کے پینے والے، اور
اسی کی فضاء محروب کو پیار کرنے والے ہیں -

پس آج جنوبی افریقہ میں جو قیامت کبری قائم ہے -
مظلومیت کی جو انتہا اور ایثار و قربانی کی جو مہم درپیش
ہے، میں نہیں سمجھتا کہ دنیا میں پیروان اسلام سے بڑھکر اور
کون گروہ ہوسکتا ہے، جس کے لیے سب سے زیادہ جہاد جذبات
و مال کی اسکے اندر دعوت ہو؟

وہ، جو دنیا میں حق کی نصرت کیلیے آئے ہیں - وہ، جو عالم کو
آس ظلم و سفاکی سے نجات دینے کیلیے آئے ہیں جو حکومتوں
کے غرور اور قمرن کے جنسی تعصب و وحشت سے پیدا ہوتا ہے -
وہ، جو عدل کے علم بردار، اور استلیے خلافت الہی کے مدعی ہیں -
وہ، جو دنیا میں اپنے تئیں اس ارحم الراحمین کا نائب سمجھتے ہیں
جو ظلم پر غضب ناک مگر انصاف سے خوش ہوتا ہے - اور پھر سب
سے آخر مگر سب سے مقدم یہ کہ جو مسلم ہیں، اور اسلیے تمام

وہ آنکھیں جو ایک سال پہلے طرابلس اور برفہ کے مناظر مظلومیت
پر خونبانہ نشانی کر رہی تھیں، وہ دل جو چند ماہ پیشتر مقدونیا
کے حوادث خونین کی یاد میں در نیم تھے، وہ زبانیں جو کل تک
شہداء مقدسین کا پیور کیلیے فعال سنج تھیں، ابھی اسودہ خاطر اور
فارغ البال نہوں کہ انکی مشغولیت کا سامان باقی ہے !
سہ چیزست آنکہ پا یانے ندارد:
شبه من، درد من، انسانہ من !

پھر وہ آنکھیں جنہوں نے کل تک حق و انسانیت کے ان عالمگیر
ماتم میں حصہ لیا ہے، کیا آج عدل و انصاف کی ایک مصیبت
کبری اور ماتم عظمی کیلیے چند آنسروں سے بھی بغل دریغی؟
اگر کل تک طرابلس و بلقان کے ماتم گدار انسانوں ہی
مظلومیت پرور رہے تھے، تو تعجب ہے اگر آج بھی انسانی
مظلومیت انکی آنکھوں کو تونہ کرے ! اُد انکا جوش و خروش اور
جد و جہد اسلیے تھا کہ حق و انسانیت اسبہ دس اور ظلم و عدوان
سے نفرت کریں، تو حیف ہے اگر آج اسی مظلوم انسانیت کی چیخیں
انکے دلوں کی محبت اور ہمت ہی ہمدردی حاصل نہ کرسکیں !
انسانیت اور حق و عدل کے پرستاروں نے ایسے امتیاز این و آن
نہیں ہے - وہ جو وطن ہی قید سے محروم، زمین و سرور بوم ہی تمیز
سے پاک ہیں، انکے لیے خدا ہی زمین کا ہر ٹکڑا مقدس، اور اسے
بندوں کا ہر گروہ محترم ہے - وہ انسانیت کے خدام ہیں انکی
محبت فرعی کا شرف، وطن و قوم ہی ادنی ترین تقسیموں سے
آلودہ نہیں ہوتا - انکے کانوں میں جہاں کہیں سے بھی انسانیت کی
فریاد الغیث آتی ہے، انکھوں کے آنسو، اور دل کے زخموں کو اپنے
استقبال کیلیے مہیا پاتی ہے - مشرق و مغرب انکے لیے یک سال
ہے، عزیز و بیگانہ کی تفریق میں انکے لیے آزمائش نہیں - طرابلس
و مقدونیا کی تڑپنی ہوئی لاشوں پر اگر وہ ماتم کرتے ہیں، تو
جنوبی افریقہ کے اُن قتیلان حق و انصاف کے خون چکار زخموں کو

چاہے اپنے تئیں رجسٹری کرے ۳ - پارنڈ یعنی ۴۵ - روپیہ ٹیکس دے ، اور رجسٹری کے فارم پر دستخط ہی جگہ انگوٹھے کا نشان بنائے - پچھلوں دنوں جب بزرگ و محترم ملک ، انریبل مسٹر گروہلے جنوبی افریقہ تشریف لے گئے تھے ، تو ارکان حکومت نے وعدہ کیا تھا کہ ٹیکس فوراً موقوف کر دیں گے چنانچہ انہوں نے اسی وقت اسکی اطلاع بذریعہ نائرانگلستان و ہند کے پریس کو دیدی تھی - لیکن اب جسرل برتھا کہتا ہے کہ اس طرح کا کوئی وعدہ نہیں کیا گیا تھا !

اسکے بعد ”قانون آبادی اہل ہند“ نافذ کیا گیا جو سی وحشی سے وحشی گروہ کیلئے بھی نا قابل تحمل ہے - اس قانون کی رو سے ہندوستانیوں کے تمام حقوق مدنی و شہری عصب لڑائیے کیے اور خدا کے ہزار ہا زندہ بندوں کو بکا بل حکم دیا گیا کہ وہ موت سے بھی بدتر زندگی دینے پر مجبور ہو جائیں :

- (۱) ہندوستانی سی شہری آبادی کے اندر نہیں رہ سکتے
- (۲) انکی دہائیں شہر سے پورے دو میل کے فاصلے پر ہوں -
- (۳) شہر کی کسی شاہراہ پر سے وہ گذر نہیں سکتے -
- (۴) جنوبی افریقہ کے اندر سی ریل کے بہرہ درجہ میں سفر نہیں کر سکتے -

(۵) کسی شہر کے کسی ہوٹل میں قیام نہیں کر سکتے -

(۶) سی رسنورس (قہرہ خاں) میں پینہ نہیں سکتے -

(۷) ۳ - پانڈ جزیرہ عمر ۱۳ برس سے زیادہ عمر کا ہندوستانی مرد اور عورت ادا کرے -

(مذہبی توہین)

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ ایک قانون کی رو سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے نکاح کو قانوناً نا جائز قرار دیا ، اسلیے کہ ”یہ آس ملک کا طریق ازدواج ہے جہاں ایک سے زیادہ بیویاں کی جاتی ہیں“ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جسقدر ہندوستانی وہاں موجود ہیں ، سب کی بیویاں حقوق زوجیت سے محروم ہو گئیں اور انکی اولاد ناجائز قرار پائیں - اس سے بڑھکر کسی قوم کیلئے ظالمانہ سلوک کیا ہو سکتا ہے کہ اسکے مذہبی طریق کی علانیہ توہین کی جائے ، قانوناً اسکے طریق نکاح کو نا جائز بتلایا جائے ، اور اسکی جائز بیویوں کو داشتہ عورت قرار دیا جائے ؟

(اجمال تاریخی)

یہ سلوک آن لوگوں سے کیا جاتا ہے جو اسے نصف صدی پہلے امپیریل گورنمنٹ کے حکم سے افریقہ بھیجے گئے تھے اور تقریباً سب کے سب مزدوری پیشہ لوگ تھے - اُس وقت جنوبی افریقہ آج کا جنوبی افریقہ نہ تھا - وہ ایک وحشت زار ویرانی تھا ، جہاں بڑے بڑے شہروں اور متمدن آبادیوں کی جگہ درندوں کے بھت ، اور معرانی جانوروں کے مساکن تھے - ان لوگوں نے اپنی جانوں کی قربانیاں کر کے شہر آباد کیے - عمارتیں تعمیر کیں ، کارخانوں میں مشین کے پرزوں اور پھر کیوں کی طرح کام کیا ، اور اس طرح وہ ”عظیم الشان جنوبی افریقہ“ طیار ہو گیا جسکے متمدن بازاروں سے اب ان وحشیوں کو گذر نے کی اجازت نہیں !

ابتدائی تیس سالوں کے اندر ہندوستانیوں سے سلوک برا نہ تھا لیکن گذشتہ ۲۰ - ۲۵ سال سے موجودہ مظالم کی ابتدا ہوئی - مشہور جنگ ٹرانسوال کے اصلی اسباب و بواعث خواہ کچھ ہی ہوں ، لیکن بظاہر ایک سبب گورنمنٹ ہند کی یہ شکایت بھی تھی کہ ہندوستانیوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جاتا - یہی

عالم ہی امنیت و عدالت کی نگرانی کے اولین مستحق ہیں ؛ اگر وہ اپنی انسانیت دوستی اور مظلوم پروری کو صرف ایک ہی قوم و ملک کے ساتھ وابستہ کر دینگے اور اس ظلم آباد ارضی کے ہر ماتم میں یک ساں جوش و خروش اور غیر متغیر عزم و ہمت سے حصہ نہ لیں گے ، تو کیا پھر انسانوں سے فرشتے آئیں گے جو زمین ہی بیکسی پر ماتم کرینگے ؟ یا دریاؤں کی مچھلیاں اور ہوا کے پرند جمع ہونگے ، تا انسان کی مظلومی پر مریخہ خوانی کریں ؟

میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر میرا بس چلتا تو میں اس دنیا کے تمام ماتموں کو صرف مسلمانوں ہی کیلئے مخصوص کر دیتا اور کسی دوسرے کی شرکت اُس میں کبھی گوارہ نہ کرتا - کیونکہ زمین پر جہاں کہیں بھی ہمدردی کے آنسوؤں اور دل کے پیام محبت کی ضرورت ہو ، وہ صرف بیزاران اسلام ہی کا حصہ ہے ، اور صرف کلمۂ توحید ہی کے گہوائے کا رشتہ ہے - کیونکہ سب اسلیے آئے تاکہ اپنے تئیں بچائیں مگر مسلمان صرف اسلیے آئے تاکہ تمام انسانوں کو بچائیں : و کذلک جعلنا کم امة وسطا ، لتکونوا شہداء علی الناس و یكون الرسول علیکم شہیدا -

(افسانہ غربت)

میرا مقصد جنوبی افریقہ ہندوستانیوں کے تازہ مصائب ہیں - ہندوستانیوں کا کوئی جرم بعز اسکے نہیں ہے کہ وہ وہاں بس گئے ہیں ، کاربار کرتے ہیں ، اور چونکہ محنتی اور کفایت شعار ہیں اسلیے روپیہ پیدا کر لیتے ہیں - انکی مرفہ الحالی وہاں کی گوری آبادی کو کھٹکتی ہے اور پسند نہیں کرتی کہ انکی سرزمین میں باہر کا کوئی انسان روپیہ کماے - بوجہ کم خرچ اور کفایت شعار ہونے کے ہندوستانی دکاندار کم نفع پر مال فروخت کرتے ہیں - بعض بازاروں میں گورے دکانداروں کو اس سے بھی نقصان ہوتا ہے - یہ انکی مزید برہمی کا سبب ہے - انہوں نے اپنی گورنمنٹ کو آمادہ کیا کہ کسی نہ کسی طرح ہندوستانیوں کو یہاں کے قیام سے رک دیا جائے -

یونین گورنمنٹ انسانوں کو یکا یک قتل نہیں کر سکتی ، وہ مسیحی ہے اور یقیناً اسکے سامنے قرآن مظلوم کی وہ تمام وحشیانہ خوں ریزیاں موجود ہیں ، جنکی وجہ سے یہ در دنیا کے امن و حریت کیلئے ایک جہنمی لعنت رہا ہے - اُسے وہ طریقہ بھی معلوم ہے جسکے ذریعہ رومی عیسائی مصر و شام کے ملحدوں کو سزائیں دیتے تھے ، اور پھر اُسے زندہ انسانوں کو چٹائی میں لپیٹ کر جلا دینا بھی ضرور آتا ہوگا جیسا کہ اسپین کی مجلس عدالت دینی (انکویزیشن) ہزار ہا خدا کے پیدہ کردہ انسانوں کے ساتھ کرچکی ہے - تاہم اب وہ ایسا نہیں کر سکتی اور زمانے کے انقلاب نے تعذیب و ہلاکت کے وہ تمام پرانے نسخے بیکار کر دیے ہیں - پس اُس نے قوانین وضع کرنا شروع کیے ، اور جابرانہ قوانین کی لعنت بھی اُس لعنت سے کم نہیں ہے ، جو آگ اور تیز کیے ہوئے لڑھے کی ہلاکتوں سے نکلتی ہے - بلکہ فی الحقیقت وہ اس سے بھی شدید تر ہے - ایک غیور انسان تلوار کی دھار اور آتشکدے کے شعلوں سے نہیں ڈرتا مگر اُس جبر سے ضرور ڈرتا ہے جو اُسکے احترام و شرف کی تعقیر کرے -

یہ قوانین عجیب و غریب ہیں ، اور گویا ایک ایسی جماعت کیلئے ہیں جو سرے سے انسان ہی نہیں ہے - سب سے پہلے قانون رجسٹریشن نافذ کیا گیا جس کو غالباً سات آٹھ سال کا زمانہ ہو گیا ہے - اسکا منشا یہ تھا کہ ہر ہندوستانی جو جنوبی افریقہ میں رہنا

اس جماعت میں صرف مرزا ہی نہیں بلکہ عورتیں بھی اور انکے ساتھ معصوم بچے بھی ہیں !
بالآخر مسٹر گاندھی گرفتار کر لیے گئے اور انہوں نے جرماے کی جگہ قید خانے میں جانا پسند کیا ۔

(مقدس قربانی)

مسٹر گاندھی اس خاموش مقابلے کا سپہ سالار ہے ۔ وہ ایک کامیاب پیرسٹر تھا جسکی آمدنی ایک لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب تھی لیکن مدت سے اس جانفروش راہ حریت کے پریکٹس چھوڑ دی ہے اپنی تمام دولت اسی راہ میں لٹا دی اور صرف ۳ - پائونڈ ماہوار پر گزارہ کرتا رہا ۔ یہ وہ مقدس ایثار ہے جس نے لیے ہندوستان میں ہم ترس رہے ہیں لیکن ہندوستان کا ایک فرزند ہندوستان سے باہر اسکا ناقابل فراموش نمونہ پیش کر رہا ہے !!

(جہاد فی سبیل اللہ)

ہر جد و جہد جو ظلم ، جبر ، نا انصافی ، اور استبداد دسمی کے مقابلے میں کی جائے ، فی الحقیقت جہاد فی سبیل اللہ ہے ۔ کیونکہ خدا انسان نہیں ہے جس کے ناموں کیلئے ہم اپنے جان و مال کو نثار کرینگے ، بلکہ صداقت اور حق و عدالت ہی اسکا کام اور ظلم کی مقاومت ہی اسکی راہ ہے ۔ پس زمین پر جو شخص حق کی خدمت کرتا ہے ، یقیناً وہ آسمان پر خدا کے خدمت گزاروں میں بشکرا جاتا ہے ۔ مسٹر گاندھی نے اس راہ میں اپنی جان اور مال ، دو نون الا دنیا پس فی الحقیقت جہاد فی سبیل اللہ ہیں اور ”انفسہم و اموالہم“ کے دو مراحل جہاد مقدس سے گذر چکے ہیں ۔

یہ حق و عدالت کا سپہ سالار عجیب ہے ۔ جبکہ بندر قوں کے فیر اور کوزوں کی ضرب سے اسپر حملہ کیا گیا ہے ، تو نہ تو اس کے پاس مسلح فوج ہے اور نہ خود اس کے ہاتھ ہی میں لڑنے کا کوئی تیز آلہ ہے ، تاہم ہم دو یقین ہے کہ اسکی فوج بے شمار اور اس کے آلات جنگ کی کات کاری ہوگی ۔ وہ اس معرکے میں کو تنہا ہے لیکن حق و صداقت کے فرشتے اس کے زمین ریسار ہیں ، اور اس کے ساتھی گو نہتے ہیں ، لیکن مظلومیت خود ہی ایک تلوار ہے ، جسکی موجودگی میں آرزو کسی اسلحہ کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ وہ وقت دور نہیں جب اس جنگ کا خاتمہ ہوگا ، اور دنیا کے لیے صابر و اولوالعزم مظلوموں کے اخلاقی فتح کی ایک عظیم الشان مثال یادگار چھوڑی ہوگی !

ہاں بیشک ، اگر تم صبر کررہے اور حق رہا تو کم من فورہم ہذا ، یمددکم ربکم بخمسۃ الاف من الملائکۃ مسرمین ۔
ہاں بیشک ، اگر تم صبر کررہے اور حق و صداقت کی نا فرمانی سے بچو گے تو پھر تمہیں کوئی قوت شکست نہ دے سکے گی ۔ اگر تم پر دشمن اسی آن حملہ کر دیں تو خدا اپنے ہزاروں ملائکہ نصرت سے تمہاری مدد کریگا ۔ (۳۱)

(موجودہ حالت)

گذشتہ اشاعت میں تازہ حالات کا خلاصہ دیچکے ہیں ، تمام ہندوستانی لیڈر گرفتار کر لیے گئے ہیں ۔ کانوں کے احاطوں کو بھی جیل خانہ بنا دیا گیا ہے ۔ جبر و ظلم ، خون ریزی و سفاکی ، تعذیب و عقربت کی انتہا ہو گئی ۔ جن مزدوروں نے کام چھوڑ دیا ہے انکے لیے پستول اور کورے اپنی جلادی کیلئے مستعد ہیں ۔ عدالت حکم دیتی ہے کہ جو مزدور کام نہیں کریگا اسکو بھڑا رکھ کر مارا جائیگا ۔ در ہندوستانی زخمی ہو چکے ہیں اور کپڑوں کی سزائیں جاری ہیں ۔

مسٹر گاندھی ہیں جنہوں نے جنگ کے چہرے ہی امپیریل گورنمنٹ کو اطلاع دی تھی کہ وہ سع اپنی تمام جماعت کے برٹش گورنمنٹ کی خدمت کیلئے طیار ہیں ۔

جنگ کے کچھ عرصے بعد وہی امپیریل گورنمنٹ ، جسکی نظروں میں ہندوستان کبھی بھی سلف گورنمنٹ کیلئے عملاً مرزوں نہوگا ، مجبور ہوئی کہ جنوبی افریقہ کو اداری خود مختاری دیدے ۔ چنانچہ کیپ ، ناٹان ، اور ترانسوال کے چار صوبے جو باہم ملکر ایک متحد حکومت بنائے گئے تھے ، برٹش گورنمنٹ نے انکی اداری خود مختاری کا اعلان کر دیا ۔

اسکے بعد ہی مصائب کا اصلی دور شروع ہوتا ہے ۔ اس سے پیشتر جنوبی افریقہ کو گورنمنٹ ہند کا بھی کچھ نہ کچھ خوف تھا ۔ اب وہ بھی جا تا رہا ۔

(سنہ ۶ - ۱۰ - تک)

چنانچہ سنہ ۱۹۰۶ میں قانون رجسٹریشن نافذ کیا گیا جس کا ذکر اوپر ہوچکا ہے ۔ اسمیں یہ شرط قرار دی گئی کہ ہر مرد و عورت خواہ خواندہ ہو خواہ ناخواندہ ، دستخط کی جگہ اپنے انگڑے کا نشان مثل رحشیوں اور مشتبہ لوگوں کے چھاپے !

ہندوستانیوں نے اس حکم کو اپنے محترم و محبوب ملک کی ترہیں سمجھا اور اسکے خلاف ایک خاموش مقابلہ شروع کر دیا ۔ یہ مقابلہ متصل سنہ ۱۰ تک جاری رہا اس اثنا میں دیتھ سر آدمی قید ہوئے ۔ ایک سو نو جلاوطن کیا گیا ۔ ۷۸۰۰ روپے زیادہ کی ہندوستانی جائدادیں ضائع ہوئیں ، بقیہ ہی خاندان برباد ہو گئے ۔ کتنوں کے عزیز بچے اس دار کفر میں کم گئے جدا سراغ اب تک نہیں ملا !

اس اثنا میں بد بخت ہندوستان بھی چیختا رہا اور جنوبی افریقہ سے بھی کئی وفد انگلستان پہنچے ۔ کچھ دنوں کے بعد ہی کینگ جارج پنجم کی تاجپوشی کی تقریب تھی ۔ اس تقریب نشاط میں مظلوموں کی فریادوں کا بلند ہونا مرزوں نہ تھا ، اسلئے امپیریل گورنمنٹ نے بھی زور ڈالا ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ عارضی طور پر ظلم و رحشت کی اس بے امان شمشیر زنی میں ایک سکون سا پیدا ہو گیا اور یونین گورنمنٹ نے بالفعل راضی نامہ کر لیا ۔

گو بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ یہ سکون ہے ، مگر در اصل ایک مہلت جنگ تھی اور اسلئے تھی تاکہ آئندہ زیادہ تازہ دم ہو کر حملہ لیا جائے ۔ چنانچہ باوجود گورنمنٹ کے متعدد مواعید و اعلانات کے اب پوری قوت اور امداد کی کے ساتھ وحشیانہ قوانین کا عمل در آمد شروع کر دیا گیا ہے ۔

(مقابلہ)

لیکن ظلم و سفاکی کا جس قوت سے حملہ ہوا ہے ، معلوم ہوتا ہے کہ مہر و استقامت کی بھی اتنی ہی طاقت کے ساتھ فرزندان ہند مقاومت کیلئے طیار ہو گئے ہیں ۔ تمام جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کی آبادی دیتھ لاکھ کے قریب ہے ، جسمیں ایک لاکھ بیس ہزار مزدور ہیں ۔ سب سے پہلے چار ہزار ہندوستانیوں کی ایک جماعت نے مسٹر (گاندھی) کے ماتحت عزت کی قربانی کیلئے اپنے تئیں پیش کیا ۔ انہوں نے کار و بار بند کر دیے اور ترانسوال سے نٹال روانہ ہو گئے ۔ یہ اسلئے کیا کہ ہندوستانیوں کیلئے ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں جانا بھی جرم ہے ۔ پس انہوں نے چاہا کہ اس قانون کی عملاً خلاف ورزی کر کے اپنے تئیں سزا دلائیں اور طرح ظلم کے مقابلے میں بظاہر جسمانی شکست کھا کر حقیقتاً اخلاقی فتح حاصل کریں ۔

(گورنمنٹ ہند)

یہ بالکل سچ ہے کہ جنوبی افریقہ ہی گورنمنٹ انڈر نی خود مختاری رکھتی ہے اور وہ کچھ ہندوستان نہیں ہے جہاں سب کچھ کیا جاسکتا ہے، تاہم قابل غور امر یہ ہے کہ انگلستان کی رہ انسانی ہمدردی، مظلوم پروری، نزع خواہی، جو کبھی ساحل باسفورس پر جنگی نمائش کرنا چاہتی ہے، کبھی مقدونیا میں اپنے کمشنر مقرر کرتی ہے، کبھی جنگی بیڑوں کو در دانیال کے قریب پہنچ جانے کا حکم دیتی ہے، کیا اس انتہائی رحمت و سفا کی پر بھی کچھ نہ کر سکیں گی؟

امپیریل گورنمنٹ یقیناً اندر نی معاملات میں دخل نہیں دے سکتی لیکن کیا یہ حیثیت ایک متمدن حکومت ہونے کے اس ظلم و جبر پر مراخذہ بھی نہیں کر سکتی، جس کا ایک ادنیٰ سا شبہ بھی ترکی اور ایران کو تخت حکومت اولت دینے کی دھمکی دینے لگتا ہے؟ کیا اگر چین کے کسی کھیت میں، شام کے کسی دامن کوہ میں، ملائیشیہ کی کسی گلی میں، مصری فلاحت کی کسی آبادی میں، ایک گورے جسم کے ساتھ کسی غیر مسیحی ہاتھ کا کوزا مس کر جاتا، تو انگلستان کی بے حس کا یہی حال ہوتا جو آج کامل پندرہ سال سے نظر آ رہا ہے؟

گورنمنٹ ہند نہیں معلوم کب کروت لیگی؟ جو زخم مظلوموں کے دسموں پر لگ رہے ہیں، وہ شاید اس مراسلہ کے نتیجہ کا انتظار نہ کریں جو لارڈ ہارڈنگ کی گورنمنٹ انڈیا آفس میں بھیجے گی۔

(ہمارا فرض)

لیکن بہر حال انسانی فرض ان نوروں سے بالا تر ہے۔ خود ہم کو کہ اپنے عزیز بھائیوں کی فریادوں کو سن رہے، اور انکی داستان غربت و مصیبت کو پڑھ رہے ہیں، صرف اپنا فرض ہی سونچنا چاہیے۔

اس وقت سب سے زیادہ مقدم کام روپیہ کی فراہمی ہے جس کے لیے ہندوستان کے بڑے بڑے فرزند، یعنی انریبل مسٹر تروہلے نے دورہ شروع کر دیا ہے۔ اس حق و ظلم کی معرکہ آرائی کی فتح ممبر استقامت پر موقوف ہے اور وہ بغیر اعانت مالی کے ممکن نہیں۔ پنجاب نے اس بارے میں قابل تقلید مثال قائم کی ہے، جہاں ایک دن کے اندر ۲۵۰ ہزار روپیہ ہو گیا اور مسٹر لاجپت رائے نے کہا کہ ”میں اپنی تمام پونجی فتنہ میں دیدینے کیلئے طیار ہوں“

افسوس کہ یہ سب کچھ ہو رہا ہے مگر مسلمان غافل ہیں، اور جس صف میں انہیں سب سے آگے آنکے خدا نے رکھا تھا، اپنی بدبختی سے ان میں سب سے پیچھے بھی نہیں۔

آج مسٹر گوہلے روپیہ کی فراہمی کیلئے دورہ کر رہے ہیں، مگر کہیں سے بھی یہ صدا نہیں آتی کہ فلاں مسلمان لیکچر بھی اس کام میں تھوڑا سا وقت دینے کیلئے نکلا ہے! افسوس و صد افسوس!

کامل اس فرقہ زہاد سے اٹھا نہ کوئی

کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے!

میں اپنی حالت کس کو سناؤں کہ علائق نے کیسا کچھ مجبور کر دیا ہے، تاہم ہالہ پاؤں ہلا رہا ہوں کہ کسی طرح بند ترزوں اور کلکتہ سے نکلوں۔ مسلمانوں کو یاد رکھو، ہیے کہ آج ان کی نئی زندگی کی آزمائش ہے۔ آج تک انہوں نے ملک کی تمام خدمتیں صرف ہندو ہی کیلئے چھوڑ دی تھیں، اور خود اپنے لیے ہندوؤں کو باغی کہنے کا شریفانہ مشغلہ منتخب کر لیا تھا۔

ملک کی بہتری و فلاح کی فکر ہو تو صرف ہندو ہی کر، جابرانہ قوانین کے خلاف احتجاج کریں تو صرف ہندو، جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کیلئے روٹیں تو صرف ہندو۔ اگر ایسا ہی ہے تو خدا را اپنے دلوں میں سونچو کہ بدبخت مسلمان آخر کس مرض کی دوا ہیں؟ اگر وہ ہندوستان میں بستے ہیں تو کیا ہندوستان کی خدمت بھی انکا فرض دینی نہیں؟ اگر تمام عالم انکا وطن ہے تو کیا ہندوستان بھی نہیں ہے؟

گنگوٹھ عارض ہے نہ ہے رنگ حنا تر

اے خوں شدہ دل، تو تو کسی کام نہ آیا

مگر اب حالت پلٹی ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہم بیدار ہوئے ہیں۔ اگر یہ سچ ہے تو اسکا ثبوت کہاں ہے؟

(آیہ کریمہ عنوان مقالہ)

عنوان مضمون کی آیت پر غور کرو۔ یہ آیت سورہ ساء کے اُس حصے کی ہے، جہاں خدا تعالیٰ نے ضعفا و منافقین کی حالت بیان کی ہے۔ فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ حکم دینا کہ اسکی صداقت و عدالت کی راہ میں جہاد کرو۔ اپنے وطنوں پر چھوڑ دو، اپنی جانوں کی قربانیاں کرو، تو کتنے راست باز انسان ہوتے جو اس حکم کے آگے سر جھکا گئے؟

حالانکہ اصل راہ آزمائش یہی ہے

آج ہر شخص کو چاہیے کہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سونچے۔ جنوبی افریقہ میں ہمارے عزیز و محبوب بھائی جو خدمات عزت و وطن معتمد کی راہ میں برداشت کر رہے ہیں، اگر انکی جگہ ہم ہوتے اور ہم سے ایسا کہا جاتا تو ہماری حالت کیا ہوتی؟ ہم میں کتنے ہیں جو اپنی لاکھوں روپیہ کی جائداد اپنے ہاتھوں تاراج کرنے کیلئے مستعد ہیں؟ کتنے ہیں جو مسٹر گاندھی کی طرح ایک لاکھ سالانہ کی آمدنی چھوڑ کر ۴۵۰ روپیہ ماہوار پر اپنی پوری زندگی دے سکتے ہیں؟ پھر کتنے ہیں جو جلا وطن ہونے کیلئے، قید میں جانے کیلئے، اپنے بیوی بچوں کو دشت غربت میں مبتلا آلم و مصائب کرنے کیلئے پستولوں کا نشانہ اور کوزوں کا تختہ ظلم بننے کیلئے طیار ہیں؟

ہندوستان میں آزادی کے غلغلوں سے پورا براعظم لرز رہا ہے۔ حریت اور قربانی کے دعوؤں سے کوئی زبان نہیں جو نا آشنا ہو، مگر عزیزان ملک و ملت! میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ آج جنوبی افریقہ میں جو کچھ ہو رہا ہے، اگر اسکا دسواں حصہ بھی یہاں پیش آئے تو ہندوستان کے شاندار دعوؤں اور عظیم الشان اعلانات کے ہجوم میں بہت کم سچی روحیں ایسی نکلیں گی جو آزمائش میں ثابت قدم بھی رہیں گی:

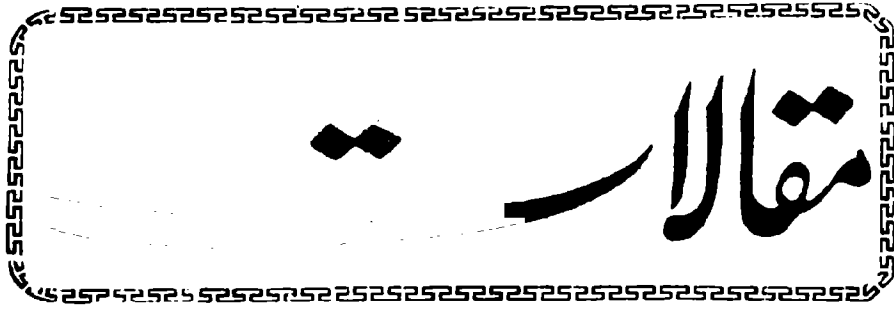
در مدرسه کس را نہ رسد دعویٰ توحید

منزل گہ مردان موحّد سردار ست

و لو انا کتبنا علیہم ان اقتلوا انفسکم اوخرجوا من دیارکم، ما فعلہ الا قلیلا منهم!

اب بھی وقت ہے کہ مسلمان خواب غفلت سے چونکیں اور جس جوش و ایثار سے انہوں نے جنگ طرابلس و بلقان اور مسجد کا نیور کے معاملہ میں حصہ لیا تھا، اس معاملہ میں بھی حصہ لیں۔ والسلام علی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ، اولئک الذین ھدا ھم اللہ و اولئک ھم الوالباب!





تاریخ اسلام اور بحریات

بہ تذکرہ جہاز "رشاد یہ"

پچھلی ڈاک میں ترکی سے جسقدر مصور رسالے آئے ہیں، نئے عثمانی جہاز (رشاد یہ) کی تصویر اور تذکرہ سے پڑھیں۔ انکو دیکھ کر بے اختیار گزشتہ عہد اسلامی کے بحری کارنامے یاد آگئے :

گذر چکی ہے یہ فصل بہار ہم پر بھی !

خیال گذرا کہ اللہ اکبر! کیا انقلاب زمانہ ہے ! آج ایک اہن پرش جہاز کسی دوسرے ملک کے کارخانے ہی غلامی کر کے حاصل کیا گیا ہے تو اسپر تمام ملک میں غلغلہ ہے۔ کبھی یہ عالم تھا کہ بحر اسود و اقیانوس پر صرف اسلامی بیڑوں ہی کا قبضہ تھا، اور سلطان نور الدین کے کارخانہ جہاز سازی میں میاں تک آلات جہاز سازی پہیلے ہوئے تھے !

یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جواں تھا !

جی میں آیا کہ اس تقریب پر اپنی پچھلی داستانوں کی کچھ ورق گردانی کر لیجیے کہ اگر بستر مرگ پر ایام صحت کر جی بھر کر یاد کر لیں ہی کی مہلت مل جائے تو بھی بہت ہے ورنہ بہتوں کو تو یہ بھی میسر نہیں :

گاہ کا ہے باز خواں این دفتر پارینہ را

تازہ خواہی داشتن گرداغہ سینہ را

مسلمانوں کے گزشتہ تمدن کی تاریخ میں بحری ترقیات پر اب تک بہت کم لکھا گیا ہے مگر تعصص و تجسس سے کام لیا جائے تو بکثرت مواد عالم تاریخوں ہی میں موجود ہے۔ سب سے زیادہ اس بارے میں علامۃ (مقریزی) کا مضمون ہونا پڑیگا، جس نے اپنی بے نظیر تاریخ مصر (الخطط والاثر) کی تیسری اور چوتھی جلد میں مصر کے چند کارخانوں کے نہایت تفصیلی حالات دیے ہیں۔

سب سے پہلے اُن جنگی اور غیر جنگی کشتیوں کے اقسام پر نظر ڈالنی چاہیے جو عربوں نے عام طور پر استعمال کی تھیں اور انکے نام لغۃ عربی میں داخل ہو گئے ہیں۔ اسکے بعد اسپین اور افریقہ کے جنگی جہازوں کا ایک پورا دور ہے اور پھر عثمانی و ممالیک مصر کے عہد کے بعض خاص بحری حوادث و ترقیات ہیں۔ یکے بعد دیگرے ہم سب پر نظر ڈالیں گے۔

اس سلسلے میں بعض مرقعات بھی ہیں جنکا معائنہ موزع بی دلچسپی کر بڑھادیکا۔ آج ایک مفعۃ مرقعات پیشکش ہے، جس میں عہد اسلامی کی ایک جنگی کشتی اور سلطان محمد خامس کی بعض کشتیوں کی تصویریں آپ ملاحظہ فرمائیں گے

(تحقیق کلمۃ اسطول)

سب سے پہلے اُس عام لفظ کے مفہوم کو متعین کر لیں جو عربی تاریخوں میں بحری جنگوں کے تذکرہ میں بار بار آتا ہے اور آجکل

بھی عام طور پر مستعمل ہے۔ یعنی کلمۃ "اسطول"۔

اسطول ایک یرنانی نژاد لفظ ہے۔ اسکے معنی ہیں "چند جہازوں یا کشتیوں کا مجموعہ"، جسکو آجکل اردو میں "بیڑا" کہتے ہیں۔ مشہور شاعر (بحتری) کہتا ہے :

یسر قرن اسطول کان سفینۃ "وہ ایسے بیڑے چلائے ہیں جنکی سغائب میف من جہام و ممطر کشتیاں کیا ہیں، گرمی کے بادل ہیں کہ بعض ترخالی ہیں۔ اسلیے جلد گزر جاتے ہیں۔ اور بعض پانی سے لدے ہوئے ہیں۔ اسلیے دیر میں چلتے ہیں"

لیکن "اسطول" کا اطلاق بیڑے کے علاوہ جہاز پر بھی ہوتا ہے۔ (خفاجی) شفاء العلیل فی المعرب و الدخیل میں لکھتے ہیں :

الا اسطول مرکب تہیاء، اسطول وہ جہاز ہے جو جنگ یا تجارت للقتال و نحرہ وغیرہ کے لیے تیار کیا جائے۔

(سفن و توابع اساطیل اسلامیہ)

اسلامی اسطول مختلف انواع کی کشتیوں سے مرکب ہوتے تھے جنمیں اہم انواع یہ ہیں :

(بطس)

(بطس) بطسۃ کی جمع ہے۔ کبھی اسی کو بطشہ یا بسطہ بھی کہتے ہیں مگر یہ دونوں نام مستقل الفاظ نہیں۔ اسی لفظ بطسہ کی تعریف ہیں۔

یہ ایک بہت بڑی جنگی کشتی تھی۔ اسکے حجم کی طرح اسمیں باد بان بھی بکثرت ہوتے تھے۔ مقریزی کی عبارت آگے آگے جس سے معلوم ہوگا کہ ہر ایک میں ۴۰ باد بان ہوتے تھے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ عظمت حجم اور کثرت باد بان نے اسکے منظر کو کسقدر ہائل و مہیب بنا دیا ہوگا ؟

کشتی کی یہ قسم ملیبی لڑائیوں میں خاص طور پر مشہور ہوئی۔ کیونکہ یہ ان تمام کشتیوں کی انواع میں مشہور ترین نوع ہے جو اس زمانہ میں سب سے بڑے ہونے کی وجہ سے بحری جنگ میں استعمال کیجاتی تھی۔

بطسہ کا استعمال جنگ کے علاوہ سامان کے نقل و حرکت اور بار برداری میں بھی ہوتا تھا۔ چنانچہ جنگ کے وقت کشتی میں فوج، اسلحہ، رسد، میگزین، سامان محاصرہ، وغیرہ کے تمام لوازم و ضروریات جنگ اسمیں بھر دیتے تھے۔ غرض کہ کشتی کیا ہوتی تھی۔ پورا جہاز تھا۔

یہ نہ تھا کہ بطس کا اسطرح استعمال ہنگامی اور فوری ضرورتوں ہی کے وقت ہوتا تھا، بلکہ وہ اسی لیے بنائی گئی تھی جاتی تھیں۔ چنانچہ انکی ساخت میں یہ امور ملحوظ رکھے تھے۔ ذخائر جنگ کے لیے اونچی اونچی چھتیاں بنائی جاتی تھیں۔ اندر مختلف درجے ہوتے تھے جن میں فوج کے مخدات، طبقے علحدہ علحدہ بیٹھتے تھے۔

یورپین مورخین لکھتے ہیں کہ شاہ جرمنی نے جنگ کے لیے جو بطس بنوائے تھے، وہ اتنے بڑے تھے کہ اسکو لرگ "آدھی دنیا" کہتے تھے ! (موسیر سیدیرو کا مضمون تمدن اسلامی پر، مترجمۃ رفاع بک ظہاری)

(معركة برج دباب)

بطس کے ساتھ جنگ آرائی کے مختلف طریقوں میں مشہور ترین طریقہ وہ تھا جو فرنگیوں کے برج دباب کے لیے رفت صلیبی لڑائیوں میں اختیار کیا تھا۔

برج دباب وسط دریا میں قائم تھا۔ فرنگی اسکو لینا چاہتے تھے۔ اس کے لیے انہوں نے بطسہ کی سطح بالائی پر ایک برج بنایا تاکہ اسے لکڑی سے بھر کے کھینچتے ہوئے برج دباب کے قریب لیجائیں اور پھر اس برج میں آگ لگا کے برج دباب کے اندر پھینک دیں۔ وہاں جو لوگ ہونگے جلکے مرجائیں گے اور پھر برج پر قبضہ کر لیں گے۔ اس کشتی کو جسمیں برج بنوایا تھا لکڑی سے خوب بھرا کیا تھا۔ اگر مزید لکڑی کی ضرورت ہو تو بڑی دقت پیش نہ آئے۔ اس کے علاوہ ایک دوسری کشتی کو بھی لکڑی سے بھرا گیا۔ پھر ایک تیسری کشتی میں چند ایسی کمینگاہیں بنائی گئیں جہاں تک اسلحہ، تیر، پتھر، وغیرہ کا گزرنہ ہو سکے۔ یہ اسلحے وہ جب لوگ پہلی دو کشتیوں میں آگ لگائیں تو اسمیں آ پناہ لیں۔

جب تیاری مکمل ہو گئی تو یہ اسطول صلیبی مرستہ مرگ بنکے چلا۔ جب برج دباب کے قریب پہنچا تو اس کشتی میں آگ لگائی گئی جس میں برج بنایا ہوا تھا۔ آگ سلگائی اور اسمیں روغن نفت ڈالا۔ لیکن اتفاق سے ہو کر رخ برج دباب کی طرف سے خود انکے طرف ہی پلٹ گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ خود حملہ آوروں کی کشتی میں آگ لگ گئی بجھانے کی لاکھ کوشش کی مگر کچھ نہ ہوا۔ تمام لوگ جلکے خاکستر ہو گئے۔

مگر فرنگی اس حادثہ کے بعد بھی اپنے ارادت سے باز نہ آئے اور پھر اس کے لیے تیاریاں شروع کیں۔ ابھی اس برج میں ایک سو نودہ اسطرح کی لگائی کہ جب چاہیں وہ شہر پناہ کی طرف پھر کے ایک راستہ سے بندھ جائے اور سپاہ آسانی سے وہاں تک جاسکے۔ لیکن اسمیں کامیابی نہ ہوئی

(البوارج)

(بوارج) بارجہ کی جمع ہے۔ اسطول کی طرح یہ لفظ بھی دخیل ہے۔ اسکی اصل سنسکرت ہے۔ اصل میں یہ ”بیڑا“ تھا۔ عرب بارجہ اس عظیم الشان جنگی کشتی کو کہتے تھے جو ”شونہ“ نامی کشتی سے بڑی ہوتی تھی، یا بالفاظ دیگر بڑی شونہ کا نام بارجہ تھا۔ یہ لفظ گو دخیل ہے مگر بعد کو عربوں کے اسکا اسطرح استعمال کیا گیا کہ یہ عربی الاصل تھا۔ چنانچہ اسکو صفت کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں: سفینۃ بارجۃ۔ اسی سفینۃ مکشوفۃ۔ کشتی کی یہ نوع عربوں کے ہندوستان سے اسلام کے بعد سیکھی۔ ہندوستان سے وہ جنگ اسی کشتی پر کیا کرتے تھے۔ معتصم باللہ عباسی کے زمانہ میں جب ہندوستان کے فارس کے جنوبی ساحلوں اور اس کے قرب و جوار کے مقامات پر حملہ کیا تو اسوقت معتصم نے انکے بیڑوں کو گرفتار کر لیا۔ (مسعودی) کتاب التنبیہ والاشراف میں معتصم کی فتوحات کے ذیل میں لکھتا ہے: و اسر البوارج، دھبی مراکب اور بوارج کو جو کہ ہندوستان کے جہاز الہند و کان فیہا منہم عسکر ہیں گرفتار کر لیا۔ انہیں بہت فرج تھی عظیم قد غلبوا علی ساحل جو عمان و فارس کے ساحل اور بصرہ عمان و فارس و ناحیۃ کے ایک گوشہ پر قابض ہو گئی البصرہ تھی۔

بوارج کا ذکر (طبری) نے بھی سنہ ۲۵۱ - ۸۶۵ م کے واقعات میں کیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

و لخمس بعین من صغر دخل
من البصرۃ الی بغداد عشبہ
سفائن بحریہ تسمى بوارج فی
دل سفینہ اشتیام و ثلثہ نفاطین
و نجار و خباز و تسعة و ثلاثون رجلاً
من الجذا فین و المقاتلہ
فذا لک فی کل سفینۃ خمسہ
و اربعون رجلاً (طبری مطبوعہ
مصر جلد ۱۱ - صفحہ ۱۱۲) - آدمی تھے۔

غرض کہ عربوں کے بوارج کا استعمال اسوقت سے شروع کیا کہ وہ فتح سندھ کے بعد ہندوؤں سے علی - چنانچہ مسلمان والیہ سندھ ہندوؤں کے مقابلہ میں ہمیشہ بوارج ہی استعمال کیا کرتے تھے۔ علامہ بلا ذری کے فتوح البلدان میں اسکا تفصیلی ذکر کیا ہے (دیکھو ذکر فتح سندھ)

(المسطحات)

یہ مسطح کی جمع ہے۔ یہ بھی ایک بہایت عظیم و حج جنگی کشتی تھی۔ یہ کشتی (Misties) اور (Mistech) اسی الہی مسطح سے منسلک ہیں۔ یہ اور بطس، عربو اسلامی جنگی کشتیوں میں سب سے بڑی کشتی سمجھی جاتی ہیں

(الشدوات و السمیریات)

شدوات یا شرات جمع کے صیغے ہیں۔ اسکا واحد شداد ہے۔ ا سمیریات بھی جمع ہے۔ اسکا واحد سمیرہ ہے۔ یہ بھی ایک قسم کی کشتی تھی جو دولت عباسیہ کے عہد میں بحری جنگوں کیلئے استعمال کی جاتی تھی۔ جسطرح بطس حرب صلیبہ میں مشہور ہوئیں، اسی طرح یہ کشتیاں ان جنگوں میں مشہور ہوئیں جو زنگیوں سے تیسری صدی کے نصف آخر میں ہوئی تھیں۔ اسمیں سپاہیہ نیر انداز، اور مسلح ملاحوں کے علاوہ اسلحہ و عالم آلات جنگ اور ذخائر بھی لاد لیتے تھے۔ مورخ طبری سنہ ۲۶۷ ہجری کے واقعات میں لکھتا ہے:

ذکر ان صاحب الزنج کان
امر بانحاذ شدوات
فعملت لہ فضمها الی
ما کان یحارب بہ و قسم
شدواتہ ثلاثۃ اقسام بین
بہود و نصر السرمی
و احمد بن الزنجی -
(جلد ۱۱ - صفحہ ۲۸۲) - کردیا۔

پھر اسی سلسلے میں (سمیریات) کا بھی ذکر کیا ہے:

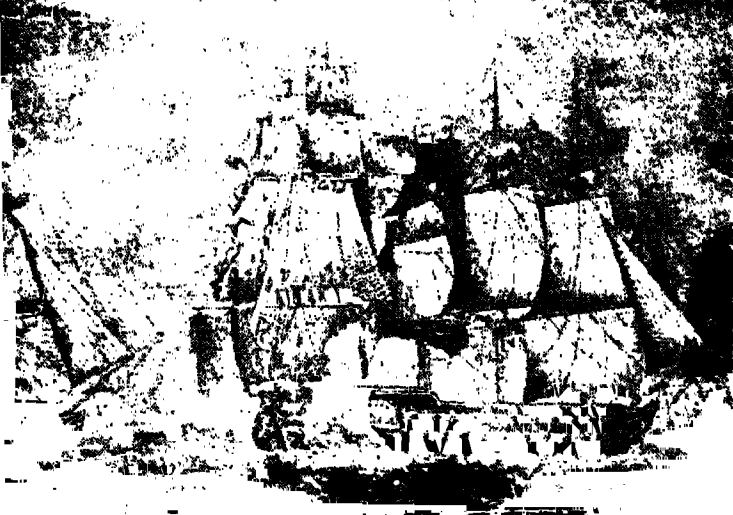
کتب سلیمان الی صاحب
الزنج یسللہ امدادہ بسمیرات
کل منہن اربعون مجدافاً
موافا اربعون سمیرہ فی
دل مقاتلان و مع ملاحیہا
السیوف و الرماح و القراس
ملاحوں کے ساتھ تلواریں، نیزے، ڈھالیں بھی تھیں۔

دشمن کے شدوات و سمیریات میں سے جب کوئی کشتی ہذا مانگنا چاہتی تھی تو ایک سفید علم کو جو اس کے ہمراہ ہوتا تھا سرنگوں کر دیتی تھی۔

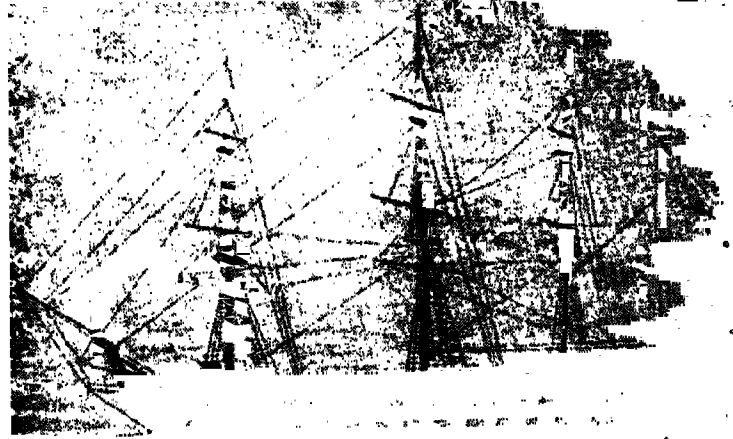
دولت عباسیہ کے آخر عہد میں ان کشتیوں کا استعمال جنگ میں موقوف ہو گیا اور پھر صرف بار برداری کے کام میں آنے لگیں

تاریخ ترقیات ہندوستان

۱۸۵۷ء



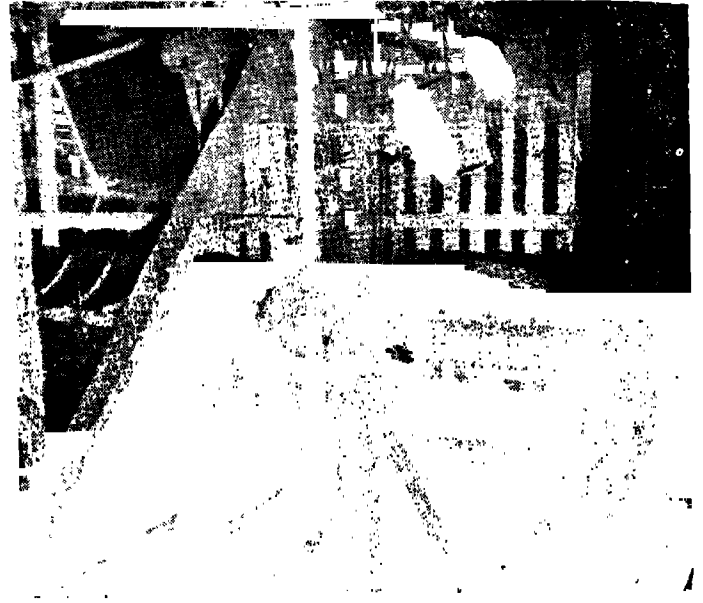
اسٹیمر کا اسلامی بندہ



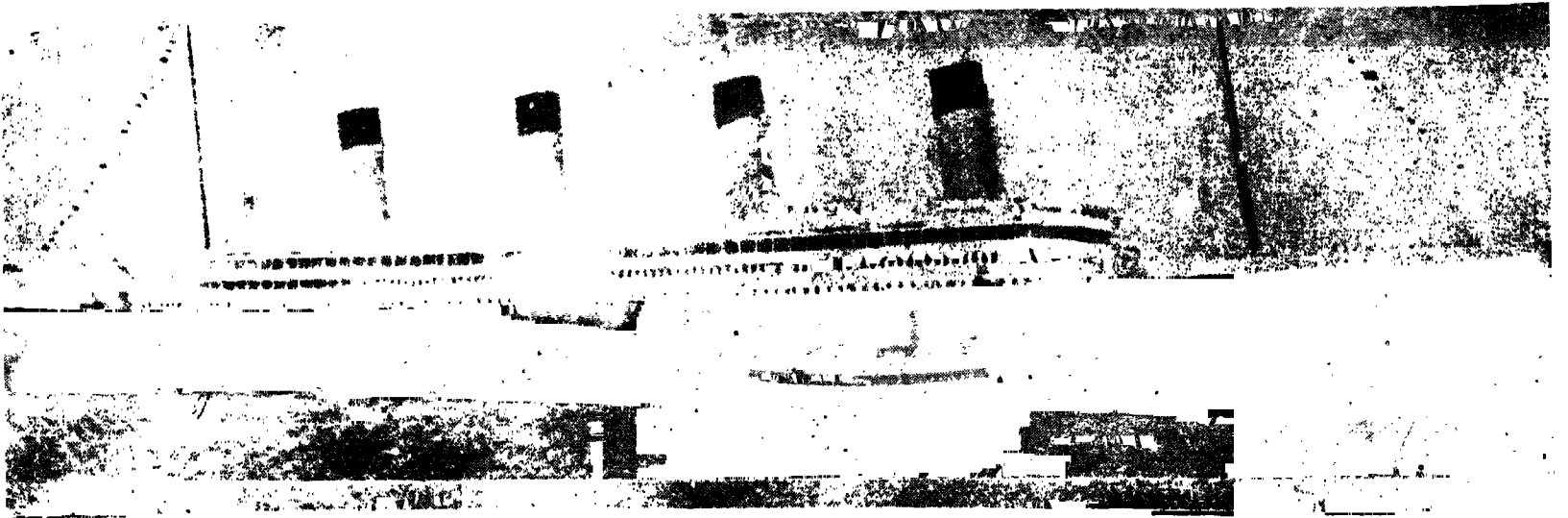
آغاز عہد ہندوستان کا ایک پہلا ہوائی جہاز



سلطان فاطمہ کا کارخانہ اور خاص سلطانی کشتی



سلطان محمد فاطمہ کا کارخانہ جہاز سازی



جہاز ٹائٹیک کے بعد دنیا کا سب سے بڑا جہاز، جو حال میں طیارہ ہوا ہے

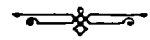
৫৭৭

تقصاد

☆ "☆" ☆

زہرہ

سرپرست - ریاست بھوپال - ۳ - روپہ



اردو کی یہ ایک نئی حسین و جمیل کتاب ہے۔ جو مفید عام پس آگرو میں چھپکر ریاست بھوپال سے شائع ہوئی ہے۔

”زہرہ“ غالباً حیدر آباد کی کسی خاتون اہل قلم کا تصنیف ہے، ناول تھا۔ جو انگریزی میں اس خیال سے لکھا گیا تھا کہ عرب اسلام کی تعلیمات صحیحہ ضمناً ظاہر کی جائیں اور ہندوستانی رسم و رواج کے حسن و بھع نمایاں ہوں۔ مصنفہ نے مان نام پوشیدہ رکھا ہے اور صرف ”تاج“ کے لقب سے کتاب لکھی ہے۔

اسی ناول کا یہ اردو ترجمہ ہے۔ مترجم نے بھی مصنفہ کی لید میں اپنا نام ظاہر نہیں کیا :

ہرکہ خواہد میل دیدن * در سخن بیند مرا

ایک در صفحے ابتدا کے اور ایک در صفحے درمیان و اخیر سے لے دیکھ۔ ترجمہ بہت صاف * سلیس * و با محاورہ ہے اور غالباً تعد انگریزی طرز تحریر کی خصوصیات کو نمایاں ہونے نہیں ہے تاکہ ترجمہ کی جگہ عبارت میں مصنفانہ شگفتگی پیدا جائے۔ گو میں اس طریق کو پسند نہیں کرتا اور ان تمام کتابوں لیے جو انگریزی سے ترجمہ کی جائیں * اولین شرط یہ سمجھتا ہوں انگریزی انشا پر دازی و بلاغت کو اردو میں گوارا کر کے با صواب سعی قائم رکھا جائے، تاہم چونکہ یہ ناول * ناول نہیں ہے بلکہ قص ایک سرگذشت اور چند اشخاص کا مکالمہ نیز مقصود زیادہ تعلیم یافتہ مسلمان خواتین کا مطالعہ ہے * اس لیے عبارت میں در سلاست و روانی جس قدر بھی پیدا کی گئی مستحق تعریف ہے نہ کہ مرد تنقیض۔

پلاٹ بالکل سادہ ہے۔ ایک صحیح المذاق * حق پسند * اور شرق دوست انگریز ایک مقدس مسلمان بزرگ سے ملتا ہے * اسلام کی تعلیمات و احکام کی نسبت گفتگو ہوئی ہے۔ مدرس معلم اسلام کے دین الفطرت ہونے * اس کی بے تعصبی * مسامحت * اس کی علم پروری اور انسانیت خواہی * اسلامی رن ازدواج و طلاق وغیرہ پر مختلف صحبتوں میں لکچر دیتا ہے * حق پسند انگریز ہر موقع پر اعتراف کرتا ہے۔

اس ضمن میں داستان کی روح رواں ”زہرہ“ بھی پرورش رہی ہے۔ یہ ایک غیر معمولی جذبات و افکار کی ہندوستانی بی ہے، جسکو وہ مقدس معلم اپنی تعلیم و تربیت سے آراستہ رہا ہے۔ وہ بڑی ہوتی، ہے اور مقدس معلم کے انتقال کے بعد ل انگریزی اسکول میں داخل ہو جاتی ہے۔ وہاں کی تعلیم کی قدیمی تعلیم سے ملکر اُسے ایک حیات تازہ بخشتی ہے۔

نواب نوبت علی خاں، انکی شادی اور ایک طوائف سے بستی کی چند تفصیلات درمیان میں شروع ہو کر پھر زہرہ کے سامنے سے ملا * گئی

جس طرح زہرہ کی سرگذشت کو اسلامی تعلیم کے درس و بیان کا ذریعہ بنایا تھا * اسی طرح نواب کے خاندان و واقعات کو ہندوستانی رسم و رواج * غیر تعلیم یافتہ ازواج کی نادانیوں * اور ہندوستانی طوائف کے جذبات و تعلقات کے بیان کا پیراہہ قرار دیا ہے۔ آخر میں نوبت علیخان زہرہ سے عقد دونا چاہے ہیں مگر وہ اپنے افکار عالیہ میں ایک معصوم انہماک کے ساتھ * انسانی زندگی کے علائق سے منور ہوئے بغیر * عالم جاودانی کی طرف توجہ نہ دیتی ہے

افسوس کہ میں ان کتابوں کے بالاسنیعاب دیکھنے کی عہدت نہیں رکھتا۔ ایک خاص اصرار کی بنا پر اسے چند صفحات دیکھیں مترجم اور اس دلچسپ کتاب کی ترویج پر مبارکباد دیتا ہوں میں متمنی ہوں کہ دوسرے ایڈیشن میں نظر ثانی کر کے ہرے چند امور کا خیال ضرور رکھیں۔

عبارت میں ہکسانی اور مواقع و مناظر کا اقتضا ملحوظ رکھنا ہمیشہ ضروری ہے اور افسانہ و قصص میں تو لازم و الزم * ہیں زہرہ میں جابجا تشبیب و فراز و شد و بیدہ پایا جاتا ہے۔ نیز اشخاص افسانہ کے حالات سے موزوں بھی نہیں * علم معجزات اور عامدانہ الفاظ ایک مقام پر بھی ہوں تو پوری کتاب کی وقعت ادبی پر اثر ڈالنے میں * اگ مقصود تعلیم یافتہ خواتین کا مطالعہ ہے * تو شادی جان طوائف سے ناظرین کی تقریب کوائے ہوئے بد ہولنا نہ تھا کہ اس صحبت میں خواتین بھی موجود ہیں * کہنے کی میز پر ایک لیدی بھی موجود ہو تو پوری صحبت اور گفتگو کا موضوع و پیرایہ بدل جاتا ہے * پھر ایک کتاب کو تو اپنے مخاطبات و ناظرات کا لحاظ رکھنا نہایت ہی ضروری ہے

شادی جان کی زبانی عشق و محبت کے جوئے پر وہ خیالات ظاہر کیے ہیں، شاید ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ مسلمان خواتین اور سندھ جائیں۔

ابوطالب شاہ کی بیوی کا تذکرہ بہت ہی سخیف الفاظ میں ہے اور مذاق سنیہ پر شاق گذرتا ہے * شاہ صاحب کو کو ایدون کی عادت تھی تو ضرور کہ تھا کہ اس کی تاریخ بد و بشر، ان لفظوں میں بیان کی جاتی ہے :

”بد قسمی سے انہیں کچھ شکایات دیرینہ نہیں * لہذا بیوی صاحبہ کے خیال دیا کہ انکے لیے بہترین دوا ایدون ہے“

ایک خاتون مطالعہ دندہ دو ”شکایات دیرینہ“ کی تحقیق کی زحمت دینا اور اس اخلاق سوز کاوش میں ڈالنا کسی طرح مناسب نہیں۔

پھر شادی جان طوائف کے طرف سے جس استغامت عشق * و ثبات عہد * و رفائے دل کو ظاہر کیا گیا ہے * وہ بھی ان فتنہ پروران حسن سے بہت بعید ہے۔ چنانکہ افتد و دانی۔

اگر خال خال اسکی مثالیں پائی بھی جائیں تو بھی اس کتاب کو کہ مقصود محاسن اخلاق و معاشرت ہیں * شادی جان سے اسقدر ہمدردی رکھنے اور پڑھنے والوں کے دلوں میں بھی اسکا عکس نمایاں کرنے کی کیا ضرورت تھی ؟

کتاب کی اصل تصنیف ریاست حیدرآباد دکن میں ہوئی ہے * اس لیے ریاست کی مقامی تعریف و ترمیف کو ایک در فصلوں میں اس کثرت و غلو سے جگہ دی ہے کہ پڑھنے والا جو اس سے کوئی خاص دلچسپی نہیں رکھتا * بے اختیار گھبرا اٹھتا ہے مترجم کو چاہیے تھا کہ اس حصے کو نکال دیتے۔ یا کم از کم مختصر رکھتا کرتے۔

کبھی نہ بھلا سکے گی۔ اگر ہم نے خاص خاص شرطوں کے ساتھ اسیران جنگ کو غلام بنایا بھی تو اس طرح بنایا کہ انکو تختہ حکومت پر چتر شاہی کے نیچے جگہ دی، اور خود انکے آگے دست بستہ کھڑے رہے !!

کان مملوکی فاضلی مالکی

ان ہذا من اعاجیب الزمن !

تاریخ اسلام کے مختلف حصوں میں غلام و مملوک تخت حکومت پر فرماں روا نظر آئیں گے ایک در غلام تو اکثر حکومتوں میں فرماں روائی تک پہنچے۔ (متنبی) کے بد قسمت ممدوح (کانور) کو کون نہیں جانتا؟ مصر میں فاطمی خلافت در اصل چرخ غلاموں ہی کے ہاتھ میں تھی جو مالیک کے نام سے حکمرانی کرتے رہے، تا انکہ سلطان سلیم عثمانی نے مصر فتح کیا۔

اصل یہ ہے کہ اسلام نے جو روح حریت اپنے پیروں میں پھونک دی تھی، وہ صرف انسانیت اور اس کے خصلت کو زندہ کرتی تھی۔ لوگ غلاموں کو رکھتے تھے مگر انہیں غلام نہیں سمجھتے تھے۔ باد شاہوں نے اپنے راجے عہدوں کی طرح انکو پرورش کیا اور جب کبھی کسی نے اپنے خصال و فضائل کا ثبوت دیا تو اس پر ایک کامل حر کی طرح ترقی کی وہ تمام راہیں کشادہ ہو گئیں جو شہزادوں اور اراکان سلطنت کیلئے ہوسکتی تھیں۔

یہ تو تاریخ کا عالم ہے۔ حسن و عشق کی دنیا میں آئیے تو ایک دلچسپ تذکرہ چھیڑ دوں۔ غلاموں ہی میں وہ ایاز بھی تھا کہ بندگی و مملوکی سے گذر کر آقا ئی و بندہ پروری تک پہنچ گیا تھا۔ اور دل کی غلامی کے آگے سلطنتوں کی غلامی ہیچ ہے ! دست معجز و دامن لیلی

رہے محمود و خاک پساے ایاز

ہندوستان میں بھی ایک شاندار عہد حکومت غلاموں کا گذر چکا ہے۔ یہ کتاب اسی کی تاریخ ہے۔

کتاب کی عبارت شگفتہ و رواں ہے۔ دربار اکبری کے طرز تحریر کی تقلید کی جا بجا کوشش کی ہے۔ البتہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ تمام کتاب کو محض ایک مسلسل سرگزشت کی صورت میں کیوں لکھا گیا؟ پوری کتاب میں ابرار و فصول یا عہد و سنیں کی کوئی تقسیم نہیں۔ علاوہ اس کے کہ تاریخی تصنیفات کیلئے یہ طریق موزوں نہیں، پڑھنے والے کو بھی اس سے اولیٰ ہوتی ہے اور وہ ایک ایسی سڑک میں گھر جاتا ہے جو بغیر کسی موڑے میلروں چلی گئی ہو!

اشہار

۱۔ دے پاس

رسالہ زمانہ - مخزن - عصمت - تمدن - شمس بنگالہ - نظام المشائخ - صوفی - عمر جدید - کشمیری میگزین - الذفر - دکن ریویو - پنجاب ریویو وغیرہ وغیرہ ماہوار کی پرچوں کی مکمل رونا مکمل جلدیں مع تصاویر قسم اعلیٰ کے موجود ہیں۔ اور میں نصف قیمت پر دینے کیلئے طیار ہوں۔ جن صاحبوں کو ضرورت ہو وہ مجھ سے خط و کتابت کریں۔ بڑا ہی نایاب ذخیرہ ہے۔ متفرق پرچہ جات بھی بہت ہیں۔ جلد فرمیشیں بھجادیجئے۔ تاکہ آئندہ انفرس کرنا نہ پڑے۔ کیونکہ اس گذشتہ پرچے درگنی قیمت دینے سے بھی نہیں ملتے

ماسٹر محمد حمزہ خان مقام - لکھ پور ضلع بلدانہ ہزار

P. O. Malkapur Y. I. P. R.

کتاب میں شادی بیاہ کے رسوم اور جاہل عورتوں کے اہام و خرافات و اعمال سعویہ و باطلہ نہایت توضیح سے دکھائے ہیں۔ ضرور تھا کہ اس کے ساتھ یہ بھی ظاہر کر دیا جاتا کہ اسلام ان تمام خرافات کا اعدا و دشمن اور انکو کسی حالت میں جائز نہیں رکھتا بلکہ ان چیزوں سے عقول و اذہان کو نجات دینے کیلئے آیا ہے۔ تاکہ پڑھنے والے پر مسلمانوں کے حالات سے اسلام کی تعلیم مشتبہ نہو جاتی جیسا کہ صدیوں سے ہو رہا ہے۔

مصنف نے یہ کتاب انگریزی میں لکھی تھی جس سے مقصود یہی ہوا کہ اہل انگلستان ہماری حالت کو زیادہ صحت سے سمجھیں۔ پھر کیا وہ انہیں ایک طرف اسلام کی خوبیوں پر حیدر شاہ کا لکچر سنانا چاہتی ہیں، اور دوسری طرف ساجق اور چوتھی کی مشرکانہ رچیا سرور میں اور شادی جان کا عمل حب؟

بہر حال بہ حیثیت مجموعی کتاب کی دلچسپی اور اس کے نفع و فوائد میں کلام نہیں۔ انگریزی ناولوں کی طرح درمیان میں در چار عمدہ چھپی ہوئی ہاف ٹون تصویریں بھی دی گئی ہیں۔ بڑی بات یہ ہے کہ کتاب مجلد ہے اور سنہری حرفوں میں نام منقش۔ خدا کرے کہ اردو کتابیں اسی طرح فروخت کی جائے لگیں۔

مترجم اعلان کرتے ہیں کہ اس کتاب کی تمام امدنی اعانہ مہاجرین عثمانیہ میں دی دے جائیگی۔ جزا ہم اللہ تعالیٰ - میں بزرگ سفارش اورنگا کہ ہر شخص ایک ایک نسخہ اسکا ضرور خرید کہ موجب ازدیاد معلومات و ذریعہ سعادت و داخل اعانت خلافت اسلامیہ و مہاجرین مسلمین ہے۔

کوکبہ مملوکی و مملوکی

سید معین، الامام صاحب - ڈاک خانہ مراد پور - بانکی پور - ۱ - رزیدہ

مرتبہ مولوی سید ضمیر الدین احمد صاحب رئیس پٹنہ -

ہندوستان کے عہد اسلامی کا عہد خلجی کئی حیثیتوں سے ایک عظیم الشان اور دلچسپ عہد فرمانروائی رہا ہے۔

یہ شمالی فاتحین کے ترکناز اور اسلامی فتوحات ہند کے ابتدائی اوراق تھے۔ دجلہ و فرات کا تمدن، جیحون و ہلمند سے ہو کر نیا نیا گنگا اور جمنا کے کنارے پہنچا تھا۔ مسلمانوں کے روز اقبال کی جو روشنی آریا رت میں پھیلنے والی تھی، اُسکی ابھی صبح ختم نہ ہوئی تھی۔

غور اور غزنین کے نبرد آزما ہندوستان میں بس گئے تھے، لیکن ابھی ہندوستان کی سحر کارانہ کشش سے مسحور نہیں ہوئے تھے، جس نے آگے چلکر اخلاق عرب و فارس کو رسم و رواج ہند کی آمیزش سے بالکل متغیر کر دیا۔

اس دور کا آغاز سلطان محمود بن سبکتگین کے حملوں سے شروع ہوتا ہے اور پھر عہد مملوکی و خلجی کے اواخر تک قائم رہتا ہے۔ یہ کتاب اسی عہد کی ایک تاریخی داستان ہے اور قطب الدین خلجی تک کے حالات نہایت سلیس اور شگفتہ عبارت میں ترتیب دیے ہیں۔

اسلام نے حقیقی مسارات نوح بشر میں قائم کی۔ اگر دنیا کو رسم غلامی کی شکایت ہے کہ شریعت مرسوئی کی قائم کردہ بنیاد، تمدن یونان و روم کی پرورش کردہ رسم، اور (مسیح) کے پسند کردہ انسانی استرقاق کو مسلمانوں نے بالکل نیست و نابود نہیں کر دیا، تو اس میں شک نہیں کہ ہمارا عمل ایسا ہی رہا ہے، لیکن ساتھ ہی ہمارے تاریخ کا ایک اخلاقی معجزہ و حیدر بھی دنیا

تصدیق کرتے ہیں۔ نہ صرف اُنکے ملک والوں نے بلکہ انگلستان اور دوسرے یورپین ملکوں نے بھی اُس ادب کا ترجمہ اپنی زبان میں کیا ہے، ہمارے لازمی دوست مدنی شرف الدین احمد صاحب ملازم سرشتہ تعلیم ریاست رام پور نے بھی دین خطوں کا ترجمہ بہت خوبی اور صفائی سے دیا ہے۔ ایسی حالت میں نہ مذہبی تعلیم نہ ہو سکتی ہے، نہ ایسا ہے نہ ان خطوں کو دیکھنا۔ یا مفید نہ پائے۔ سادہ چار آئروں سے زیادہ قیمت نہیں ہے۔

رسالہ دیا بطیس

حکیم علام نبی صاحب ربدۃ العکلا لاہور: ۱ - روپیہ

مرض ذیابیطوس کی تحقیقات و تشخیص و علاج میں یہ اردو رسالہ حکیم صاحب نے مرتب کیا ہے۔ دینیاجہ میں طب و ڈاکٹری کی ۲۲ - کتابوں کی فہرست دی ہے، جن سے اسکی ترتیب میں مدد لی گئی ہے۔ ایک دو نام سنسکرت کتابوں کے بھی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب مستند مواد سے مرتب کر کے لی روش کی ہے۔

یہ مرض مہلک و جانستار اکثر ایسی حالتوں میں ہوتا ہے کہ عرصے تک مریض کو اسکی طرف چنداں توجہ نہیں ہوتی اور بالآخر لا علاج صورت اختیار کرلیتا ہے۔ ہمارے ملک میں صحیح معلومات کی طبی نتب بہت کم پڑھی جاتی ہیں اور اردو میں لکھی بھی نہیں گئی ہیں۔ حالانکہ (بقول اسپسر) اُن علوم و فنون کے مطالعہ و انہماک سے، جو زندگی اور صحت میں کم آتے ہیں، زیادہ مقدم رہ علوم ہیں، جن سے زندگی اور صحت حاصل ہوتی ہے۔

تعلیم التسوید

مرتبہ مولوی مسلم صاحب عظیم آبادی ۱۰ - آدھ

تحریر و انشاء کی ایسی کتابیں جو صحت مذاق کے ساتھ لکھی گئی ہوں، اردو میں بالکل نہیں ہیں یا شاید ایک دو ہیں مگر انادر کالم عدم۔

یہ چھوٹا سا نیا رسالہ اس بارے میں اُنکی لحاظ سے غنیمت ہے۔ اسکا مقصد نہ ہے کہ طلبہ کو ابتدائی تعلیم کے بعد اردو مضمون نگاری و عام تحریر و تہذیب کی تعلیم میں مدد دے۔ سب سے پہلے آداب تحریر کی سرخی سے لکھا ہے کہ ہند عمدہ ہر، سیاہی روشن، حاشیہ بکثرت چھوڑ دیا جائے، دین السطور ایک سطر کی جگہ خالی رہے، علامت و فف (پنگچویشن) کا خیال رہے۔ ہاے مخلوط و غیر مخلوط اور بات معرب و ف و مجہول کے امتیاز کو نہ بھولو، وغیرہ وغیرہ۔

میں یہ پڑھ کر بہت خوش ہوا۔ کتاب کا باقی حصہ تو طلباء کیلئے چھوڑ دیا جائے مگر اتنا حصہ کم از کم وہ حضرات اہل قلم ضرور ملاحظہ فرمائیں جو آجکل اخبارات و رسائل میں مضامین لکھ کر بھیجتے ہیں یا طول طویل خط و کتابت کرتے ہیں۔ سب سے زیادہ اس تعلیم کا حق تعاطب انہی بزرگوں کو حاصل ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ ناغذ و سیاہی، اور فکر و توجہ کا تہوڑا سا بھی بغل اُن غریبوں کے لیے ایسی اتد شدید مصیبت ہوتا ہے، جسے خط کے مفصل جواب مانگنے یا مضامین کی موری اشاعت کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

کتاب کا طرز تعلیم بہت اچھا ہے اور عبارت آجکل کے مذاق کے مطابق۔ البتہ زبان کی غلطیاں تہوڑی بہت ہیں جو اہم نہیں۔ ہر درجہ کے لوگوں کے خطوط اور مختلف طرح کے مضامین کے ابتدائی نمونے بھی دیے ہیں۔

مطبوعہ دار الجک بنیہ

بزم فرید

ایڈیٹر نظام المشائخ دہلی ۱۰ آدھ

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر کی ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی نے فارسی میں جمع کی تھی جس کا نام راحة القلوب ہے۔ یہ اسی کا اردو ترجمہ ہے۔ مرتبہ مولوی محمد واحدی ایڈیٹر نظام المشائخ۔ ترجمہ بہت صاف اور سلیس ہے لکھی چھپائی بھی بہت اچھی ہے۔

تذکرہ بہادران اسلام

مولوی عبد الرحیم ناصر کتب مسجد چار - لاہور ۲ - روپیہ ۸ - آدھ

مولوی کرم الہی صاحب ڈنگوی نے یہ کتاب دو حصوں میں لکھی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ تاریخ اسلام کے مشہور فاضلین و ملوک اور ابطال و امجاد کے حالات اردو میں یک جا جمع کیے جائیں۔

یہ پہلا حصہ ہے۔ ضخامت ۵۲۰ صفحہ کی ہے۔ فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ اسلام کے آغاز سے دولت عثمانیہ کے موجودہ عہد تک کے ناموران جنگ کو مذہب دیا ہے اور الگ الگ عنوان سے انکے حالات لکھے ہیں۔ وہ تمام عزرائات جو فہرست میں ہیں اگر شمار کیے جائیں تو در تین سو سے کم نہونگے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً تمام اسلامی حکومتوں کی فتوحات کے حالات لیے ہیں اور اور ہر عہد فرماں روائی کے ناموران جنگ کو چنا ہے۔

ہر زبان میں تصنیفات کے مختلف مراتب ہوتے ہیں اور اردو میں بھی ہونے چاہئیں۔ ایک ذخیرہ محققانہ مصنفات کا ہوتا ہے جنکا لفظ نقد و نظر کی دعوت دینا ہے۔ دوسرا درجہ عام تصنیفات کا ہوتا ہے جس سے صرف مفید اور ضروری معلومات ہی فراہمی مقصود ہوتی ہے اور بس۔ عام مطالعہ کیلئے لائٹ لٹریچر میں بھی تاریخ و علوم کو لینا چاہیے۔

یہ کتاب اسی قسم کی ہے۔ تاریخی تحقیقات کے لحاظ سے نہیں دیکھنا چاہیے بلکہ اس نظر سے کہ محض تقریب طبع کیلئے قص و خرافات کا مطالعہ کیا جاتا ہے، اسکی جگہ اپنی تاریخ ہی کی ایک مفید و دلچسپ داستان دیں نہ پڑھی جائے؟ البتہ افسوس ہے کہ کتاب کی عبارت شگفتہ نہیں اور یہ اسلیے ضروری تھا کہ کتاب کی اصلی حیثیت عام مطالعہ کی ہے، نہ کہ تاریخی تحقیقات و ترتیبات کی۔ پھر اگر عبارت بھی شگفتہ نہ ہو تو اس سے کیا حاصل؟

جہنم سے دوسرا خط

مولوی شرف الدین احمد خاں صاحب - لاہور ۲ - آدھ

خان بہادر سید اکبر حسین صاحب الہ آبادی نے یہ ریویو اشاعت کیلئے بھیجا ہے:

یورپ اور جہنم

ایک علم درست اور شائق تحقیق یورپین صاحب عالم خیال میں بہ حالت مرض یا تند رستی جہنم میں پہنچے اور وہاں بہت کچھ دیکھا اور اپنے اعمال کی سزا کو پہنچے۔ انہوں نے چند خطوط میں تمام حالات لکھے ہیں۔ بہت سی روایات مذہبی کی

شہنشاہ عثمانیہ

جبل اسود بہ داد از جنگ

موازنہ خسائر و فوائد

پاس و اندوہ حدود - خاندان شاہی سے - حراری - عام قطع الحال و الرجال

نے ملک کو جس درجہ پر پہنچا دیا ہے وہ دیوالیے سے بہت ہی قریب ہے - دول نے ۳- کروڑ فرنگ کا جو وعدہ کیا ہے - اگر اسکے ایفا کی راہ کے پتھر نہ ہٹائے گئے تو ریاست کی خود مختارانہ ہسنی فریباً نا ممکن ہو جائیگی

لیکن اسوقت جبل اسود میں لوگوں کو جس سوال سے عالمگیر دلچسپی ہے وہ یہ ہے کہ جنگ کا اثر شاہ نکولس اور اسکے خاندان پر کیا ہوگا ؟ اور کیا سربوں سے اتحاد ممکن ہے ؟

اگرچہ عرصہ سے ایک جماعت ایسی موجود ہے جو شاہی حکومت کو بہت مستبد خیال کرتی ہے مگر میں پہلے جب کبھی سنجی آیا تو کسی کو شاہ نکولس اور اسکے خاندان کی پالیسی پر علانیہ تنقید کرتے ہوئے نہیں سنا ۔ مگر اب حالت بالکل دگرگونی ہو گئی ہے اور اسکے اسباب ظاہر ہیں ۔ تمام ملک اس غلطی کو محسوس کر رہا ہے کہ یہ سالہا سال بی طلائی فرمت ضائع کی گئی حالانکہ اس جنگ کے لیے کامل طیارہ برنی تھی جو ہر جبلی کی زندگی کا مقصد اور اسکی آرزوں کا سرور تھی - بالفاظ دیگر آج ہر شخص کی نظر میں وہ سرحدوں سے معروض ہو گیا ہے جو ایک ایسی فوج لیکے میدان جنگ میں اتر پڑا جس کے پاس کافی افسر نہ تھے ۔ محکمہ دستبرد بالکل نہ تھا ۔ طبی انتظامات عملاً ناپید تھے ۔ اسکے علاوہ ہر شخص یہ بھی محسوس کر رہا ہے کہ خود جنگ کا طرز عمل بھی طمانیت بخشی سے دور رہا -

اس اضاعت فرمت کے اسباب لوگ مختلف بیان کرتے ہیں ۔ بعض اس امر پر زور دیتے ہیں کہ اس نقشہ عمل کے نہ اختیار کرنے کی وجہ یہ تھی کہ شاہ نکولس اپنی فوج کی ناقابلیت سے واقف تھا - بعض یہ کہتے ہیں کہ ولیعهد نے یہ حکم دے دیا تھا کہ جس فوج میں وہ خود موجود نہ ہو وہ کسی حالت میں بھی شمالی البانیا کا دار السلطنت تسخیر نہ کرے !

اتناء جنگ میں ولیعهد کے طرز عمل سے لوگ سخت بیزار رہے ہیں - خود بدولت کبھی فوج کے ساتھ ہوتے تھے کبھی سنجی میں جلوہ افروز ، اور کبھی دریائے ریویریا پر نظارہ فرمائے آب رواں ، مجملہ یہ کہ شاہی خاندان کے اعضاء جو کچھ تہوڑا بہت اقتدار رکھتے تھے شہزادہ پیتر (شاہ نکولس کے سب سے چھوٹے لڑکے) کے علاوہ اور سب وہ بھی کھر بیٹھے -

موجودہ جنگوں کے سروری تخت پر شاہ پیتر کے قدم جس قدر جمادیے ہیں اسقدر شاہ نکولس کا قبضہ اپنے ”بچوں“ پر (آغاز میں شاہ نکولس نے اپنی رعایا کو اپنے بچوں کا خطاب دیا تھا) کمزور کر دیا ہے - اسکی وجہ یہ ہے کہ دونوں فوجیں کئی بار باہم ملیں - اور جبلی سربوں سے متاثر ہوئے - آج سروری شاہی خاندان کی شہرت جبل اسود میں گفتگو کا ایک عام موضوع ہے -

یہ واقعہ کہ بلغاریا کے خلاف دوسری جنگ میں سربوں نے کیڑوں ، سامان جنگ ، اور غذا سے جبلی فوج کی خوب مدد کی ایک ایسے ملک کے باشندوں پر اثر کیسے بغیر نہ رہا جہاں ضروریات زندگی فریباً ناپید تھیں - (مراسلہ نگار ٹالمس - یکم نومبر)

ایک سیاح جو کیزو سے جبلی سرحد کو جانے والے راستے سے آتا ہے اور اس دو سالہ جنگ کے بعد پہلی دفعہ اس سیاہ پہاڑ میں داخل ہوتا ہے اسے اس امر کے محسوس ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگتی کہ یہاں کی تمام چیزوں میں ایک انقلاب عظیم ہو گیا ہے -

شاید اس تغیر و انقلاب میں ایک حصہ ان جبلی مہاجرین کا بھی ہے جو امریکہ سے وطن واپس آئے ہیں - کیونکہ نیم تہذیب و مدین یہاں رہنے لگی ہے ۔ کچھ ہو بہر حال جدید (مائٹرن) بننے کی خواہش تو یہاں یقیناً پیدا ہو گئی ہے -

چنانچہ اب وہ ڈھیلی ڈھالی اور بھاری بھر کم قومی پوشاک جو پہلے ہر جبلی پہنتا تھا مٹورک ہو رہی ہے اور اسکی جگہ وہ نئی چست اور ہلکی پھلکی پوشاک استعمال کیجاتی ہے جو امریکہ سے لائی جاتی ہے یا خود سنجی ہی میں خرید لیجاتی ہے - طلائی کارچوبی کلم کی مغرق صدیوں کی جمال آرائیوں اب فوج میں مٹورک استعمال خالی جاکٹوں اور ان پوریوں اور کوئٹوں کی وجہ سے درہم برہم ہو رہی ہیں جو کھنگی و دیرینہ سالی کی وجہ سے بالکل ردی ہو گئے ہیں -

جبلین میں انقلاب کا رخ صرف یہی ایک نہیں - پہلے شاہ نکولس کی ہر رعیت کا سر اس نشہ غرور سے سرشار ہوتا تھا کہ وہ اس ملک کا رہنے والا ہے جس نے ہمیشہ کارزار میں داد جنگ آرائی دی ہے - مگر اب اس غرور کے بدلے چہروں پر مایوسی و افسردہ دلی کا دھواں اڑتا ہے اور ملک کی ہر چیز سے اضطراب و آشفتہ خاطرہ ٹپک رہی ہے - مثل سابق اب بھی لوگ دارالسلطنت کی سڑکوں سے آتے جاتے ہیں اور ان کثیر التعداد قہرہ خانوں میں جنکی کھڑکیاں سڑک کی طرف کھلتی ہیں ، سگریٹ کے کش اور شراب ناب کے جرے اڑتے ہیں ، مگر ماضی و حال میں ایک عظیم الشان فرق ہو گیا ہے - انکی زبانوں پر اپنے وطن کی شاندار تاریخ اور کامیاب جنگ کی امیدوں کا زمزمہ اب نہیں رہا - غالباً وہ اپنے دل میں اس معرکہ آرائی کے نقصانات اور فوائد کے موازنہ میں مشغول رہتے ہیں جنکے متعلق ہر شخص جانتا ہے کہ کامیابی سے کرسوں دور رہی ہے !

یہ صحیح ہے کہ اس جنگ کی وجہ سے جبل اسود کی آبادی اور رقبہ فریباً درچند ہو گیا ہوگا مگر اسکی ۳۰ - ہزار مجموعی جنگی طاقت میں سے مقتول و معرور ، دونوں ملائے ۱۰ - ہزار آدمی ضائع بھی ہو گئے ! پھر اگرچہ جبلی شجاع تھے اور اب بھی ہیں مگر ایک لکھی جنگی قہر کی حیثیت سے تو انکا اقتدار اب نہیں رہا -

تفصیلی نقطہ نظر سے بھی حالت کچھ کہ خراب نہیں - جنگ

برید فرنگ

جنگ بلقان کی سبک انجامی

یورپ کے مقصد وحید کی ناہمی

گریفک کی تازہ ترین اشاعت میں مسٹر لیوسین Lucien wolf

لکھتے ہیں :

”اب کہ میدان جنگ کا افق آتشی اسلحہ کے دھوئیں سے صاف ہو گیا ہے اور نتائج و عواقب نقوش اور فہرستوں کی صورت میں وضاحت و یقین کے ساتھ بیان کیے جاسکتے ہیں۔ ہر در جنگاے بلقان کی بے حقیقتی از خود نظروں کے سامنے آ رہی ہے۔“

جن مسائل کے حل کے واسطے یہ دونوں جنگیں چھیڑی گئی تھیں، وہ بالکل حل نہ ہوئے، بلکہ انکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان دروازوں کا کھلنا اب ایک ہر خورش ترکذبی پر موقوف ہو گیا۔ اصل یہ ہے کہ اگر ترک اپنی آخری یورپین کمینگا ہوں تک ہٹا بھی دے جائے، جب بھی کچھ نہ ہوتا۔ نہ تو بلقان کو درہ بہ آزادی و امن نصیب ہوتا اور نہ یورپ کو اپنے رسارس و خطرات سے نجات ملتی۔

بیگ اینڈ بیکیج اسکول (گلیڈسٹون اور اسے اتباع و مقلدین) کے خواب بیک لفظ خواب پریشاں نکلے۔ مسئلہ مشرقیہ جو ہمیشہ سے یورپ کے لیے ایک جانکاہ و دماغ سوز محور افکار رہا ہے، آج پہلے سے بدتر حالت میں ہے۔ کیونکہ اضطراب و بد امنی کے اصلی عناصر یعنی بلقانی قومیں تو قوی سے قوی تر ہو گئیں ہیں مگر محافظ امن، یعنی ترکوں کا کوئی ایسا جانشین پیدا نہ ہوا جو ایک چیرہ دست کار فرما ہو۔ سچ یہ ہے کہ یورپ کے اپنے ہاتھ سے اپنے اقتدار و احترام پر تیشہ چلایا۔ اب رہاستہاے بلقان کہ از فرق تا بقدم آہن پوش ہیں، خورنیزی کے مواقع تازہ اور انتقام و غارتگری کی نئی فصل نالتے کی نکر میں مشغول ہیں۔

دونوں لڑائیوں کے مقاصد عین وقت پر صاف طور سے بیان کردیے گئے تھے۔

پہلی جنگ کا مقصد مقدونیہ کی آزادی و خود مختاری تھا جیسا کہ اتحاد نامہ سرہیا و بلغاریا میں لکھا گیا تھا، اور دوسری جنگ کا مقصد بلقان میں حفظ توازن، جیسا کہ رومانی اعلان جنگ میں ظاہر کیا گیا۔

مگر ان دونوں مقاصد میں سے ایک بھی حاصل نہ ہوا۔ آزادی کے بدلے مقدونیہ کی گردن میں غلامی کا ایک نیا طوق پڑا اور خود مختاری کے بجائے نہایت بے رحمی کے ساتھ اسکی قطع برید کی گئی۔

یہ نام نہاد توازن اس طرح حاصل ہوا ہے کہ یونان کا رقبہ قریباً درگرنہ کر دیا گیا ہے۔ سرہیا کے رقبے میں ۷۵ فیصدی کا اضافہ ہوا ہے اور بد بخت بلغار کر صرف ۱۰ فی صدی ملا ہے۔

ان انتظامات سے اگر مصالحت بلقان کی وہ دراندیشانہ پالیسی پوری ہوتی ہو، جو ترکوں کے ظالمانہ حکومت و سیاست کی سبق آموزیوں پر بنی تھی، تو انکے خلاف ایک حرف

بھی کہنے کو نہ ہونا چاہیے۔ مگر کیا کیجیے کہ ایسا نہیں ہے۔ بلقانیوں کا بھی مقصد فتح سے امن نہیں بلکہ وحشیانہ قبضہ ہی ہے جس طرح کہ سہطین عثمانیہ کا مقصد بیان کیا جاتا ہے۔ اسکی تمام پرانی برائیاں بوقبار رھگئی ہیں بلکہ اور بڑھتی ہیں۔ جذب مقدونیہ میں دھاتی لادہ بلغاری اور دیہ لادہ یہودی و یونانی قتل ہوئے ہیں۔ نئے سرہی مقبوضات میں ایک روسی انڈر ایم میلیوف کے تخمینہ کے بموجب ۴۰۰۰ ہزار سرہی اور انکے مقابلہ میں ۴۰۰ لاکھ ۶۷ ہزار بلغاری ہیں۔ مغربی مقبوضات سرہیا میں ۴۰ لاکھ یہودی باغراد کی اجنبی حکومت کے رحم کے حوالے کیے گئے۔

دیروجا میں جہاں ۷۰ ہزار ۵۰۰ سرورمانی ہیں، ۳۰ لاکھ ترک اور بلغاری شاہ کیرل کی رعایا بنائے گئے۔

جبل اسود کی سرحد دو لیجیے تو وہاں بھی یہی حالت ہے۔ دول یورپ البانی مالیسوریوں کو اس سیاہ پہاڑ کی مکررہ و مبغوض حکومت کی طرف منتقل کر رہی ہیں۔

یہ امر نہایت درد ناک ہے کہ قوموں کی یہ بے تربیتی جسکے لیے جوع الارض کے علاوہ اور کوئی عذر معذم نہیں، مذہبی تعصب اور گرجوں کی رقابت میں الجھی ہوئی ہے۔ اور اگر دول عظمیٰ کے مقامی بلغاریوں کی حفاظت نہ کی جاوے تو وہ رومہ نہ چلے گئے، تو انکو ایم پاسچس (M. Paschitch) کی س اسٹیج کے خلاف جانکاہ جد و جہد دینا پڑیگی، جسکا مقصد یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح اختیار کو اپنے اندر جذب کر لیا جائے۔ یقیناً بھی ہوگا کہ اس سے بلغاریا کے لیے یونانیوں سے انتقام لینے کی تحریک پیدا ہوگی۔

سالونیکا، دیروجا، اور جنوبی مقدونیہ کے یہودی سقدراس، میرسی اور خوف و ہراس کے عالم میں ہونگے!

یہ خلش غیر معقول خیال کا موضوع فکر نہیں ہے بلکہ خالص حقیقت ہے۔

یہاں تک تو اس حیثیت سے بحث بھی کہ اب نہ ترک نکالے جا چکے ہیں، امن بلقان کی کیا حالت ہے؟ مگر اسکے بعد یہ سوال ہے کہ خود امن یورپ کے ساتھ اسکی کیا حالت ہے؟

یہاں بھی وہی حالت ہے، یعنی بد سے بدتر۔

فتوحات بلقانی کا پہلا اثر یہ تھا کہ اس کے دول یورپ کے توازن قوی کو درہم برہم کر کے دول عظمیٰ میں ترقی اسلحہ کی ایک خوفناک تحریک پیدا کر دی۔ آخری ترقیوں کے بین القومی میدان میں جند اور سنگین پیچیدگیاں بھی پیدا کر دیں۔ اتحاد ثلاثی کو زیر و زبر کیا، جرمنی کو آسٹریا سے، آسٹریا کو رومانیہ سے، جرمنی کو اطالیہ سے، اور اطالیہ کو آسٹریا سے، فرانس کو اطالیہ سے، اور آسٹریا کو روس سے ملا دیا۔ اس پر مستزاد یہ ہے کہ اس جنگ سے ایشیائی ترکی میں بلقان کے پرانے مسائل مقامی بیچینی اور قومی رقابت، دونوں شکلوں میں دوبارہ رونما ہوئیگی، دھمکی دے رہے ہیں۔ یہ مسائل برطانی شاہنشاہی کے اہم ترین مصالح سے نہایت قریب کا تعلق رکھتے ہیں۔ یقیناً ہیکر وہ روز بد دیکھنا پڑیگا جبکہ یہ جنگ یورپ کے لیے ایک حقیقی مصیبت ثابت ہوگی۔

منقی آلات تنفس

کھانسی اور دمہ کا خوش ذائقہ اکسیر معجون قیمت فی شیشی ۱۲ آنہ جسمیں سات روز کی دوا ہے۔ معصولڈاک ۳ آنہ منیجر دار الشفاء بہرندی ضلع تھانہ سے طلب کر۔

ترکي اور انگلستان

نیر ایست ڈی ۲۴ - انتوری کی شاعت میں ترکی اور انگلستان کے مسئلہ پر ایک انگریز خاتون کی مراسلہ شائع ہوئی ہے۔ وہ لکھتی ہے :

”جناب من !

جنگ بلقان میں آپکے رسالے کی جو رررش رہی، اسکے لیے آپ ان تمام لوگوں کے شکریہ کے مستحق ہیں جو انگریزی شہرت کی قدر کرتے ہیں۔

ترکوں کے ہاتھوں جن مظالم کے ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے، اب وہ یقیناً ایک ایسا مغالطہ ہے، جس کی حقیقت سے پردہ اٹھ چکا ہے۔ سرباز سبکس، مسٹر مارٹن، ڈیوٹ پنڈل، اور پیل (اور بے ایم پی) پیر ٹوٹی وغیرہ، نیز وہ مشہور ارباب قلم جو اس ملک کی اورتوں کی دونوں ہی حالت سے خوب واقف ہیں، دنیا کو علی الاعلان بتا چکے ہیں کہ ترک جتنے ظالم ہیں اس سے کہیں زیادہ مظلوم ہیں۔

ترکوں کو ان فتنہ پردازوں کی وجہ سے بدیہی امن و اطمینان نصیب نہ ہوا، جو اپنے ناپاک مقاصد کیلئے منازعات و مذاکشات کے پیدا کرنے میں ہمیشہ سرگرم رہتے ہیں۔

مگر اب کیا حالت ہے؟ یہ کہ ترکی حکومت نے رخصت ہونے ہی ان جنگجو قوموں نے باہم ایک برباد کن جنگ شروع کر دی اور مقدونیہ اور تھریس پر اسقدر مظالم کیے کہ وہاں کے باشندے آج سلطانی حمایت کی التجا کر رہے ہیں۔ دنیا میں برطانیہ ہی ایلی سلطنت نہیں جو اپنے گھر کو اپنا قلعہ سمجھتی ہے۔ ترکی کو بھی اس بات کا حق ہے کہ وہ اپنے ان ممالک پر قبضہ باقی رہے جہاں تمام باشندوں کو پوری آزادی دی جاتی ہے۔ سالہا سال ہونے جب ترکی ترسیع ملک کے لیے نئی زمینیں تلاش کرتی تھی۔ پھر اب دیا سبب ہے کہ دنیا کی دو بڑی اسلامی سلطنتوں یعنی ترکی اور انگلستان (۲) میں اسدرجہ بیگانگی ہے؟ ہاں یہ اثر ہے ان پتھروں دار طرنداران روس و انجمن بلقان کا، جو اسی خدمت پر معمور تھے۔

یہ واقعہ آسانی سے یاد آ سکتا ہے کہ آغاز جنگ سے پہلے قریباً جولائی سنہ ۱۹۱۲ء میں روسی وزیر خارجہ سر ایڈورڈ گریے سے ملنے انگلستان آیا تھا۔ اتنا ہم خود سمجھ سکتے ہیں کہ ضرور اسوقت مشرق ادنیٰ کے تمام مسائل پر پوری بحث ہوئی ہوگی۔ اسکے بعد یہ امر بالکل صاف ہے کہ برطانیہ بھی اس فریب میں شریک تھی جو ترکی کو ستمبر سنہ ۱۲ء میں اسوقت دیا گیا تھا جبکہ اسکی ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھریس میں نمائشی جنگ کر رہی تھی۔

اتحاد یورپ نے ترکی کو اطلاع دی کہ چونکہ اسکی ہمسایہ سلطنتوں میں سے کسی کا بھی یہ ارادہ نہیں کہ وہ ترکی پر حملہ کرے، اسلیے اس نمائشی جنگ کی یہ تعبیر کیجا سکیگی کہ ترکی بلغاریا پر حملہ کرنے کی فکر میں ہے۔ اور کامل پھر دو چند بیچھاڑی رے ایمانی کے ساتھ اسکو مشورہ دیا گیا کہ اس اجتماع کو توڑ دے۔

ترکی نے یورپ کے کہنے پر اعتماد کیا۔ حالانکہ وہ اس اعتماد کا خیمیاڑہ بارہا کھینچ چکی تھی۔ اس نے فوجی جمیعت منتشر کر دی اور سپاہیوں کو سلطنت کے دور دراز حصوں میں بھیج دیا۔

مشکل سے سپاہی گھر پہنچے ہونگے کہ بلغاریا نے جنگ کا اعلان کر دیا اور یہ خونخوار درندے ترکی ممالک کو تاراج کرنے لگے۔

یہ امر بالکل بعید از فہم ہے کہ انگریزی مدبروں کو روسی پالیسی کی ہدایات کی پیروی کی اجازت دیجائے۔ کون روس؟ وہ جو فن لینڈ، پولینڈ، اور خود اپنی غیر مسیحی رعایا پر ستمراں ہے۔

ایران، ترکی، اور چین کے معاملات میں روس کی ہمارے ساتھ شرت ہمارے لیے سخت مضرت رساں ثابت ہوئی ہے۔ یہ پالیسی خود غرضی اور تنگ نظری کی پالیسی ہے جس پر ہر حقیقی آزاد خیال انٹرنیشنلسٹ و منصف ہرگز

ہرگز یہ نہ کہ یہ حالات ہیں۔ روس اسکا بالکل پر تو ہے۔ روس امن و صلح کی راہ میں ایک سبک تراز ہے

یہ انگلستان نہیں بلکہ روس ہے جسکے لیے جرمنی فوجی تیاریاں کر رہا ہے۔

مجھے امید ہے کہ وہ دن دور نہیں جب جرمنی اور انگلستان جنکی علی العموم یہ حالت ہے، باہم نہایت پختہ حلیف و ہمساز ہونگے۔ اگر اس اتحاد کی اہمیت کو دیکھو یہ سمجھنے کو نہ سمجھیں، اور لوگ خوب سمجھنے ہیں۔ مجھے جرمنی اور اسکے صلح جو حکام پر پورا اعتماد ہے

مراکش، جوائے ساحلی خط کی وجہ سے بحر اسود کا بحری مرکز بن سکتا ہے۔ اور مور (عرب اندلس) اگر یہ دونوں چیزیں ہم نے فرانس کو ایک خیالی شے یعنی ”مصر میں آزاد ہاتھ“ اور مفاهمت دلی (Entente cordiale) کے بدلے میں نہ دیدی ہوتیں، تو مجھے یقین ہے کہ آج ہمیں افسوس نہ کرنا پڑتا۔ یہ ”خیال“ گوبچے خود عمدہ تھا مگر ان اعلیٰ فرائد کی قربانی کے قابل نہ تھا جو برطانیہ کو مراکش میں حاصل تھے۔

راقم مارگریٹ روائنس۔

خبر اب سیدہ تاب

ہم اس خضاب کی بابعد لن ترانی کی لینا پسند نہیں کرتے لیکن جو سچی بات ہے اسے کہنے میں توقف بھی نہیں، خواہ کڑی سچا کہے یا جھوٹا حق تو یہ ہے کہ جتنے خضاب اسوقت تک ایجاد ہوئے ہیں ان سب سے خضاب سیدہ تاب بڑھکر نہ نکلے تو جو جرمانہ ہم پر کیا جارے گا ہم قبول کرینگے۔ دوسرے خضاب مقدار میں کم ہوتے ہیں خضاب سیدہ تاب اسی قیمت میں اسی قدر دیا جاتا ہے کہ عرصہ دراز تک چل سکتا ہے۔ دوسرے خضابوں کی بوناگوار ہوتی ہے خضاب سیدہ تاب میں دلپسند خوشبو ہے دوسرے خضابوں کی اکثر سرد شیشیاں دیکھنے میں آتی ہیں اور دونوں میں سے دو مرزہ لگانا پوتا ہے خضاب سیدہ تاب کی ایک شیشی ہوگی اور صرف ایک مرزہ لگایا جائیگا۔ دوسرے خضابوں کا رنگ دو ایک روز میں بھیکا پڑ جاتا ہے اور قیام کم کرتا ہے۔ خضاب سیدہ تاب کا رنگ روز بروز بڑھتا جاتا ہے اور دو چاند قیام کرتا ہے بلکہ بھیکا پڑتا ہی نہیں۔ کہنٹیاں بھی زیادہ دنوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ دوسرے خضابوں سے بال سخت اور کم ہوتے ہیں خضاب سیدہ تاب سے نرم اور گہجاں ہوتا ہے مختصر یہ کہ ہمارا کہنا تو بیکار ہے بعد استعمال انصاف آپ سے خود کہلائیگا کہ اس وقت تک ایسا خضاب نہ ایجاد ہوا اور نہ ہوگا خضاب بطور تیل کے فرش یا کسی اور چیز سے بالوں پر لگایا جاتا ہے نہ باندھنے کی ضرورت نہ دھونے کی حاجت لگائیکے بعد بال خشک ہونے کا رنگ آیا۔ قیمت فی شیشی ۱ روپہ محصور داک بدھم خریدار۔ زندہ کے خریداروں سے رعایت خاص ہوگی۔

ملنے کا پتہ کارخانہ خضاب سیدہ تاب کٹرہ دلسنگہ امرت سر

مسئلہ و مسئلہ

لا تنازعوا فتفشلوا و تذهب ربکم !!

اتفاق کی ضرورت

اہل تسنن و تشیع میں

(از مولوی خادم حسین صاحب بہاروی)

عنوان مندرجہ صدر کے متعلق ایک مفصل تحریر شیخ فدا حسین صاحب معلم دینیات مدرسۃ العلوم علیگڑہ کی طرف سے الہلال مورخہ ۳ ستمبر سنہ ۱۹۱۳ میں معزز ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ شیخ صاحب موصوف کے سے بیداد اختلاف مسئلہ خلافت کو قرار دیا ہے۔ آئے جلتہ شیعہ بھائیوں کو تلقین دی ہے کہ خلافت کے متعلق بحث و مباحثہ ترک کر دیں بلکہ خلفاء راشدین کو تبرا سے بھی مستثنیٰ رکھا جائے کیونکہ تبرے کے مستحق دراصل نبی امیہ ہیں۔ پھر سینوں کو ہدایت دی ہے کہ چونکہ شیعہ آپ کے اسلاف کے ہاتھوں تختہ مشق ستم بنے رہے اور ان کو آئندہ کے لیے بھی اندیشہ ہے کہ موجودہ آزادی برٹش انڈیا کے زیر سایہ حاصل ہے۔ انقلاب زمانہ سے اگر پھر آپ برسر اقتدار ہو جائیں تو مبادا یہ بھی ہم سے چھینی جائے اور ہم بدستور اسیر پنجہ ظلم و ستم ہو جائیں۔ اسی واسطے وہ آپ صاحبان سے اتفاق کرنے کی جرات نہیں کر سکتے۔ اور یہ کہ اتحاد یوں ہو سکتا ہے کہ خلفاء راشدین کے سوا باقی جس کسی سے شیعہ ناراض ہوں اور اس پر تبرا کہیں، انکو معذور رکھا جائے، بلکہ تبرے میں شیعوں کا ساتھ دیا جائے۔ اور علامہ ازیں عشرہ محرم میں تعزیه داری امام حسین علیہ السلام میں ہندو بھی شریک ہوتے ہیں پس سنی تو ضرور بھی شامل ہوا کریں۔

آخر میں لکھا ہے کہ سنی صاحبان ناصبیوں کو اپنے میں سے جدا کر دیں۔ وغیرہ وغیرہ ملخصاً۔

قبل اس کے کہ اہل مطالب کے متعلق کچھ لکھا جائے چند جملے تمہیداً عرض کیے جاتے ہیں !

(۱) اتفاق درقسم پر مبنی ہے۔ ایک دینی اتفاق دوسرا ملی۔ پھر دینی اتفاق کی بھی در صورتیں ہیں۔ ایک اصولی دوسرا فروری۔

(۲) دینی اتفاق میں سے اصولی اتفاق اگرچہ عملاً برائے نام ہے، تاہم اعتقاداً خدا کے فضل سے فریقین میں موجود ہے۔ دوسرا فروری اتفاق ہے سرورہ عسیر الحصول معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ صدر اسلام سے لیکر آج تک وہ صرف سنیوں ہی کے اندر، بلکہ شیعوں کے ہاں بھی ناممکن الحصول رہا ہے۔ باوجود علماء فریقین کی جانفشانی مساعی جمیلہ کے یہ سیلاب اب تک نہ رک سکا۔ اور نہ آئندہ رکنے کی بظاہر امید لگائی جاسکتی ہے، لیکن اس اختلاف کا نتیجہ افتراق ملت و شق عصائے امت تک پہنچتا ہوا دیکھ کر ضرور رونا آتا ہے۔

(۳) اب رہا ملی و سیاسی اتفاق، سو اسکی تمام مسلمانوں کو خواہ وہ کسی فرقہ کے ہوں، بغرض حفاظت بیضہ شریعت و بیاس ناموس شعائر اللہ ہر وقت ضرورت ہے۔ دیا ہی اچھا ہو ان سے فروری اختلافات کو اسی حد تک محدود رکھیں کہ ہر وقت ضرورت وہ ہمارے عالمگیر اتحاد میں سد راہ نہ ہوں۔

(۴) ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ نیریوز مشہد مقدس کے واقعات حسرت آیات پر مجتہدان نجف اشرف و تربلئے معلیٰ بی طرف سے ایک فرمان واجب الاداعان شیعہ و سنی کے اتفاق کی تاکید پر شائع ہو چکا ہے۔ مگر کوئی بتلائے کہ ان فرامین کی تعمیل کہاں تک ہوئی اور متخاصمین کے اپنے طرز عمل میں کیا تبدیلی دکھلائی؟

اب شیخ صاحب موصوف کی طرف سے اپیل سائع ہوئی ہے کہ فریقین آپس میں صلح و ہاتھ بڑھائیں اور سابقہ طرز عمل کو بھول جائیں۔

چونکہ صلح ”بحکم و الصلح خیر“ ایک طرح سے خاصۃً مسلمانی و شان ایمان ہے، اس لیے نفس مصالحت میں ہوشم کو بچھہ شامل نہیں۔ البتہ شرائط صلح معجزہ میں دسی قدر لازم ہے۔ بہر حال شیخ صاحب کے جہاں تک حسن نیت سے ہم لیا ہے، ہم انکی دعوت کو بطور استحسان دیکھتے ہیں اور بلا خوف نرمہ لاثم جس قابل تعریف دلیری سے انہوں نے خلفاء راشدین کے معاملات حالات کو حوالہ بخدا کرے اور ان کے طرز عمل دو شیعوں کے لیے قابل تقلید جنلا کے اور بعض انہامات سے انکو بری اذمہ واز دینے ہوئے اپنے ہم مشربوں کو حسن ظن رکھنے کی تلقین فرمائی ہے، اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ خدا کرے کہ ان کے ہم مشرب تعمیل ارشاد میں اہلسنت کا یا نہ از دم شیخ صاحب کا ہی اطہیدان برادیں۔ اس کے بعد ان بعض مطالب پر روشنی ڈالی جانی ہے جن کا شیخ صاحب نے اپنے مشرح مضمون میں ذکر فرمایا ہے۔ و باللہ الترفیق :

(۱) مسئلہ خلافت یعنی امام معصوم یا غیر معصوم اور انتخاب امام منجانب اللہ یا من جانب رعیت ہونے اور عقیدہ امامت معصوم کے امامیہ کے ہاں داخل اصول دین ہونے کے متعلق۔

شیخ صاحب کے مسئلہ خلافت کو بیداد اختلاف ظاہر دیا ہے۔ بے شک بنائے اختلاف یہی مسئلہ ہے۔ مگر نیت بخیر ہونے اسمیں بھی اتفاق رائے ممکن ہے۔ جیسے صدر اسلام اور از منہ ما بعد کے بزرگوں سے ثابت ہے۔ ملاحظہ ہوں شراعت دیل :-

(۱) زیدید کے ہاں امام کے لیے عصمت کی شرط نہیں۔ اور خرد اثنا عشر یوں میں بھی بعض رواۃ و مشایخ احادیث عصمت ائمہ کے قایل نہ تھے۔ بلکہ انکو علمائے بیرو ہر جانتے تھے۔ باوجود اس کے ائمہ کرام انکو عادل ظاہر کرتے تھے۔

(دیکھو کتاب حق الیقین فصل ۱۹ - مقصد دوم از ملا باقر مجلسی -)

(۲) تبریہ سلیمانہ اور صالحیہ فرقہ زیدید کے امامت شیخین رضی اللہ عنہما کے قائل ہیں۔ تبریہ اور جازر دیدہ کی نسبت بحوالہ مجمع البحرین لکھا ہے کہ وہ جناب علی علیہ السلام کے حق میں امامت بالنص کے قائل نہیں اور فاضل پر مفضل کو ترجیح دنیا جائز جانتے ہیں۔ (توضیح المقال فی علم الرجال مطبوعہ ایران : ۴۴)

(۳) جناب علی علیہ السلام کا ارشاد قول فیصل ہے کہ شری کا حق مہاجرین و انصار کو حاصل ہے۔ اگر وہ کسی شخص پر اجماع کرے اس کو امام سے موسوم کر دیں تو یہ خدا کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے۔ (نہج البلاغہ جلد ۲ - ۷)

کی بربادی بھی غیر معمولی انتقام تھا۔ (ملاحظہ ہو مجالس المومنین مجلس دہم: ۴۳۶ ترجمہ ابو طالب علقمی)۔

اور دراصل اہل سنت کے اسلاف تو خلفائے راشدین اور ائمہ اربعہ وغیرہ ہیں جنکا قول و فعل بعد از کتاب و سنت اُن پر حجہ ہو سکتا ہے۔ ریس۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے طر عمل کی جو بوقت خلافت اُن کا تھا، آپ تعریف فرما ہی چکے۔ باقی ائمہ اربعہ میں سے امام شافعی کی نسبت مشہور ہے کہ وہ بیعت و محبت اہلبیت کرام بعض اوقات رفض تک سے منہم ہوئے۔

امام مالک بن انس کی بابت لکھا ہے کہ جب منصور عباسی کے برخلاف محمد ملقب بہ نفس زکیہ نے خروج کیا تو آپ فقیہ مدینہ تھے تاہم بلا خوف لوگوں کو انکی نصرت و امداد کا فتویٰ دیتے تھے۔ نہ صرف امام مالک بلکہ لکھا ہے کہ سادات عظام۔ ہمرکاب تمام اہل مکہ و مدینہ نے بھی کہ مذہب اہلسنت تھے حضرت نفس زکیہ کی بیعت کر لی تھی۔

اسی طرح امام ابو حنیفہ کی نسبت لکھا ہے کہ جب نفس زکیہ نے بھائی ابراہیم کے منصور کے خلاف خروج فرمایا تو ابو حنیفہ نے اس میں سے امام اعمش اور عمار بن منصور کے انکے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور پھر یہ کہ ”بصحت پیوستہ کہ ابو حنیفہ نیز در بیعت او بود“ یعنی بتحقیق معلوم ہوا ہے کہ ابو حنیفہ کو فی ہر انکی بیعت میں داخل تھے۔ اُن کے ساتھ خروج کرنا اور امداد دینے کے فتوے دیتے تھے۔ نیز اپنے ہاتھ حماد کو ۷ ہزار درہم دیکر انکی خدمت میں روانہ کیا تھا اور معذرت خواہی بھی کہ لوگوں کی امانتیں میرے پاس ہیں۔ ورنہ خود بھی حاضر خدمت ہوتا۔ اور اپنی امداد دیتا۔ آخر میں لکھا ہے ”وایں نام بدست منصور دانیقی افتاد۔ پر ابو حنیفہ منہم شد و او را ایداد بود کہ سبب وفات رہ گشت (مجالس المومنین مجلس ہشتم مطبوعہ ایران سنہ ۱۳۶۳) یعنی یہ خط منصور نے ہاتھ پر کر ابو حنیفہ پرورہ خفا ہوا۔ اور انکو ایسی تکلیف دی کہ وہی انکے وفات کا باعث ہوئی۔

لیکن دنیا دویہ معلوم کرے نہایت عجیبی ہوئی جب سنے گی کہ اس محبت اہلبیت کا اجر اعلیٰ موصوف کو دیا۔ قاضی نور اللہ شریعتی فرماتے ہیں:

”شاہ اسمعیل قبر ابو حنیفہ کوئی راہ در بغداد بود۔ بعد از عطا اورا بسوخت و سگے را بجائے او دفن نمود۔ اُن موصوفہ را مژدہ اہل بغداد ساخت (مجالس المومنین ص ۳۸۱)

با ایں ہمہ بہتر یہی ہے کہ اسلاف کے اعمال نامے تو اب ہم دے جائیں۔ گتے مردوں کی ہڈیاں اکھاڑنا قبیح نہیں۔ مرجحہ نسل کیلئے پیدش آمد حالات و تعلق کو مد نظر رکھ کر ایک دوسرے سے ہمدردی کرنا ضروری ہے اور رابطہ الفت و اتحاد کو حسن سلوک اور حسن اخلاق سے مضبوط کرنا چاہیے۔ (باقی آئندہ)

توجہ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت امانت مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی۔ قیمت حصہ اول ۲۔ روپیہ۔

ادارہ الحلال سے طلب کیجیے۔

(مزید تحقیق کے لئے ملاحظہ ہو شرح ابن میسم بحرانی جز ۳۱) (۴) خلافت فروع دین ہے۔ جناب علی علیہ السلام ایک خطبہ میں ابتدائے خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لوگ مرتد ہو رہے تھے۔ اس واسطے ہم نے اسلام کے برباد ہو جانے کے اندیشہ سے اپنی خلافت کے لیے کوشش نہ کی۔ کیونکہ اُس وقت ایسا کرنے سے ہم کو چند روزہ سرداری کے مقابلہ میں ایک بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا۔ اسکی شرح میں فاضل ابن میسم فرماتے ہیں:

فیکون المصیبة علیہ فی ہم اصل الدین اعظم من فوت الولاية القصيرة الامد التي غایتها اصلاح فروع الدین و متمماتہ الخ (ابن میسم جز ۳۰)

اسی خطبہ پر علامہ ابن ابی الحدید بول آتے ہیں:

وهذا الکلام يدل علی بطلان دعوی الامامية النص و خصوصاً الجلي (شرح نہج البلاغۃ ابن الحدید ج ۴ صفحہ ۱۶۵ مطبوعہ مصر)

(۲) شکوہ جو رسو ستم اسلاف:

اصل یہ ہے کہ ظالموں کے ظلم سے نہ تو اہلبیت بچے ہیں نہ شیعہ۔ بعض موقعوں پر دونوں گروہوں پر جو رسو ستم ہوئے ہیں۔ مثلاً واقعہ کربلا کے بعد ہی مکہ معظمہ میں عبد اللہ بن زبیر بیزحمتی سے شہید کیے گئے تو مدینہ والوں کو واقعہ حرمہ میں مظلومان کربلا کی مصیبت میں بھی حصہ لینا پڑا، جسمیں بقول علامہ مجلسی سات سر کے قریب حافظان قرآن مجید شہید کیے گئے۔ یہ بنی امیہ کا زمانہ تھا۔ (حیات القلوب جلد ۲ - باب ۲۲ صفحہ ۲۴۸)

دوسرے نمبر پر بنی عباس ہیں۔ انکو بھی اسلاف اہل سنت کہا جاتا ہے، حالانکہ یہ بنی ہاشم تھے اور ایک وقت میں شیعوں کے مایہ فخر اسلاف، خصوصاً جبکہ سادات کی ہمدردی میں سفاح نے تمام بنی امیہ کو گھر میں بکر ایک ہی وقت کے اندر تہ تیغ کر دیا تھا اور تڑپتی ہوئی لاشوں پر دسترخوان چنا کیا تھا اور بنی عباس اور بنی ہاشم اُن پر مزے سے بیٹھ کر کھانا نوش جاں کرتے رہے (راز سران نطعہا بر نخو استند تا جملہ بمردند۔ مجالس المومنین م ۸ صفحہ ۳۲۵)

انہی میں سے دو ظالم ترین خلیفوں کی نسبت فاضل مجلسی کی رائے ملاحظہ ہو:

”با وجودیکہ منصور و ہارون شیعہ بودند و اقرار بامامت ثلاثہ نہ داشتند، اما از کافر و بت پرست بدتر بودند۔ بعد از مامون خلفا سنی شدند و مذہب مالکی را اختیار کردند (تذکرۃ الائمہ: ۱۱۵ مطبوعہ ایران)

یعنی اگرچہ منصور اور ہارون شیعہ تھے اور حضرات ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی امامت کے قایل نہ تھے لیکن پھر بھی کافر اور بت پرستوں سے بھی بدتر تھے، بعد مامون رشید کے یہ خلیفے سنی ہو گئے اور امام مالک کی پیروی اختیار کر لی۔

مانا کہ بنی عباس نے بھی شیعوں پر بڑے بڑے ستم کیے لیکن شیعوں کے ہاتھوں علاوہ مقصم عباس کے بے رحمانہ و وحشیانہ قتل کے، مدینۃ السلام بغداد کی عالمگیر تباہی اور اسکے ساتھ تمام اسلامی

مشتلا

”مصالحتہ“ مسئلہ اسلامیہ کانپور

از جناب مولانا محمد رشید صاحب مدرس مدرسہ عالیہ دہلی

(۲)

مولانا المحترم! الہلال نمبر ۱۸ میں بندہ نے اپنا مضمون مطبوعہ دیکھا۔ اس ناچیز مضمون کو ایسے معزز مجلہ میں جگہ دینے پر آپ کی خدمت میں دلی تشکر پیش ہے۔

میں نے اسی مضمون کو کسی قدر تغیر سے اخبار زمیندار و ہمدرد جیسے آزاد اور مدعیان حریت کی خدمت میں بھیج کر اونکے انصاف اور آزادی سے اپیل کی تھی کہ اسکو درج اخبار فرمائیں لیکن میری درخواست نا منظور ہوئی اور اظہارِ بدہ معجزہ نامنظری کی اطلاع دینا بھی مناسب نہ سمجھا گیا۔ جب مدعیان حریت نے اسکو قابلِ ترجمہ نہ سمجھا تو مجھے بدگمانی ہوئی کہ الہلال بھی اس پر ترجمہ نہ فرمائے گا، لیکن ”ان بعض الظن اثم“ تجربہ کے ارے خلاف ثابت کیا: رئیس الخیر کالمعاینہ۔ بہر حال اگر اس مضمون کے درج کرنیکو الہلال کی حق گوئی کے لیے معیار قرار دیا تھا، تو معجزہ پہل تجربہ ہونے کی وجہ سے امید ہے کہ آپ نہ صرف معذور ہی رکھیں گے بلکہ میری اس جرات کو معاف فرمائیں گے۔

جناب والا نے میرے ناچیز مضمون پر جو ریمارکس لکھے میں نے اونکو غور سے پڑھا ہے، اونکی نسبت بھی چند الفاظ لکھنے کی جرات کرتا ہوں۔

(۱) ۳۔ اگست کو جس دن حادثہ فاجعہ کانپور پیش آیا، اس کے دوسرے روز ہزار ہا کانپور پوچھے۔ تمام مسلمان سخت سراسیمہ ہو رہے تھے۔ اس وقت میرا اور چند دیگر حضرات کا خیال ہوا کہ مسلمانان کانپور کا ایک ڈیپوٹیشن ہزار ہا سے ملکر یہاں کے حالات بیان کرے تاکہ کسی طرح سکون ہو۔ مگر اسمیں کامیابی بعض وجوہ سے نہ ہو سکی۔ بہر حال اس کے لیے ایک معزز مسلمان جو مینوسپل کمشنر بھی ہیں، بلائے گئے۔ انہوں نے اثناء گفتگو میں بیان کیا کہ مینوسپل کی طرف سے یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ دالان کے نیچے کے حصہ پر گذرگاہ بنے اور بالائی حصہ شامل مسجد، لیکن متولیان مسجد و دیگر مسلمانوں نے اسکو منظور نہیں کیا۔ ایک معزز مسلمان مینوسپل کمشنر کے کہنے سے تغلیط مشکل ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلے موجودہ حالت پیش کی گئی تھی جسکو مسلمانوں نے نا منظور کیا۔ مہینہ کی تعیین البتہ انہوں نے نہیں کی تھی۔ اسکو بعض دیگر ذرائع سے مہینے دریافت کیا ہے۔ اخبار زمیندار کے کسی پرچے میں بھی ایسے الفاظ درج ہیں جسے میرے اس مضمون کی تائید ہوتی ہے۔ اس وقت نالہ میں سے نکال کر اسکا حوالہ دینا ذرا وقت طلب ہے۔ اگر قراء کرام کا اصرار ہو تو اسکو نکالا جاسکتا ہے۔

(۲) ہر ہفتہ رات صاحب نامپور نے جلسہ ہفتہ ہفتہ سائمنس میں ہوا جس سے ہم جاسکے کہ اصل مقصود کیا تھا؟ (۱) انسانی انداز میں سے متعلق اللہ بعض جمعہ احقرین میں چھپے غیر لیکن ہوا اندازہ لگانا دشوار ہے۔ غالباً جذبات کا خیال صحیح ہو گا لیکن اخبار زمیندار اور ہمدرد کے سب سے بڑا اعتراض اس پر اخفا کا تھا تھا نیز یہ کہ پبلک کو اسکی اطلاع نہیں دینی اور نہ مسلمہ ہمدرد اس میں طلب دے گئے، نہ اسکا کوئی پروگرام سائمنس ہوا۔

(۳) جذبات والا بی نسبت عدسے نہیں دیکھتا کہ ”آٹ پر مطلق جبر نہیں ہے“ میرے الفاظ یہ ہیں: ”آخری فیصلہ ہی کچھ خبر اونکو بھی نہیں دینی“ اور آپ کے نہایت مصلحت سے چلتی اور حق گوئی سے اسوقت صرف صرف منہ لکھنے سے متعلق نہایت مفید اشارہ ہے۔

(۴) ادھر صاحب زمیندار کو آخر اطلاع بھی اور انہوں نے اسکو سند اونکا تھا تو سخت تعجب ہے کہ اعلان مصلحت کے قدر تک وہ اپنے پیش کردہ شرائط میں اس سے وعدہ نہ کئے تھے: ”دعوت“ ”جمعہ معاف“ ”آخر میں یہ نہیں کہ احقر (زمیندار) بھی تک عجیب اخبار ہے جو عوام کے مذاق کے مطابق ہوئے سب سے بہت کثیر اشاعت ہے لیکن اسکی کوئی مسند بالذات نہیں۔ اگر کسیکو مستقل پالیسی قرار دیا جاسکتا ہے تو وہ بالذات نہ ہو گا لیکن دینا ہے جس سے شاید ہی اسکا کوئی نکتہ خانی ہو۔

وہ پہلے نہایت سختی سے جو شرائط صلح پیش کر رہا تھا، انہیں سب سے اہم مسجد کو بعینہ اصلی حالت پر لوٹا دینا قرار دیتا ہے۔ پھر اس مصلحت پر بے حد خوشی ظاہر کرتا ہے، مہیناں بند ہے، پھر گھبرا کر مسجد کے فیصلہ کو علما کے حوالہ کرتا ہے، آخر میں حرد مجتہد بنکر ہزار ایکسٹنسی کے وعدہ عطیہ شاہانہ اور زمین کے سکل جانے پر لکھتا ہے:

”ہم تھوڑا کھو کر بہت زیادہ حاصل کرینگے“ (زمیندار ۲۳ - ذیقعدہ)

اور کچھ عجیب نہیں کہ عنقریب ارباب حق کے کشف حقیقت اور پبلک کی بے چینی کو دیکھ کر پھر اپنی تمام سلفہ زایوں کو یہ لہکر واپس لے لے کہ ”اگر لوگ اس فیصلے سے خوش نہیں ہیں تو خیر ہم بھی خوش نہیں!!“

اگر اس فاضل اڈیٹر کے اجتہاد پر پہلے سے حضرات کانپور عمل کرے تو ۳۔ اگست کا ناگوار واقعہ پیش ہی نہ آیا، کیونکہ پہلے ہی معقول معارضہ نقدی اور زمین کی صورت میں مسلمانوں کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا۔ جسکو انہوں نے اپنی بد قسمتی سے نامنظور کیا۔

(۵) جن حضرات کانپور کے نام آپ کے درج فرمائے تحریر دیا ہے کہ اونکو واقعات معلوم تھے، اگر یہ صحیح ہے تو اور کوئی نکتہ بیانی پر تعجب ہے۔ انہیں سے بعض بعض حضرات بی نسبت مجمع ذاتی واقفیت ہے کہ جب ان سے استفسار کیا گیا تو انہوں نے قطعی لاعلمی ظاہر کی۔ پھر آنریبل سید رضا علی نے مراد آباد

کے لیے یہ طرز عمل نہ صرف قابل تقلید ہے بلکہ تازیانہ عبرت ہے
رشتان بین مدعی العریۃ والعر۔

(۷) یہ معنی ہے کہ مسٹر مظہر الحق ڈیپوٹیشن کے ممبر
نہ تھے کیونکہ ڈیپوٹیشن مقامی تھا۔ لیکن انہوں نے اس معاملہ
کو طے کیا، انہوں نے ہی اڈریس لکھا۔ خود وہ ڈیپوٹیشن کے ہمراہ
گئے، اس لیے ان سے سوال کرینکا حق ضرور ہے۔ ہاں یہ بالکل سچ
ہے کہ ”شیک ہند کا اگر انہیں شوق ہو تو اسے ایسے بہ زیادہ کم
قیمت اور آسان وسائل ملتے ہیں“

(۸) میں اس جملہ کے ساتھ بڑے طور پر متفق ہوں کہ
”مسٹر مظہر الحق بی حیثیت اس معاملہ میں مددگار نہ تھے
کی نہ تھی بلکہ ایک مشیر قانونی بی“ اور درحقیقت یہی ارنلڈ
سب سے بڑا اعتراض ہے کہ انہوں نے اپنی حیثیت سے قدم باہر
کیوں رکھا؟

توضیح مزید

(۱) جناب مولانا عبد الباقی صاحب مدینی مدظلہ

مولانا موصوف اپنے ایک تازہ ترین گرامی نامہ میں تحریر
فرماتے ہیں:

(۱) مجھے مثل دیگر علماء اہل اسلام اس امر کا تحفظ ہے کہ
معابد و مساجد کے احترام کو کسی قسم کا گزند نہ پہنچے۔ خصوصاً
اس معاملہ کو ایسی صورت میں طے ہونا چاہیے کہ جو غرض
اصلی ہے یعنی اس مسجد کے علاوہ بھی تمام مقامات متبرکہ کی
حفاظت، وہ حاصل ہو جائے۔ کل ملک کا انہماک اس مسئلہ سے
اسی غرض سے ہو گیا ہے۔ میری طرف سے اسکا خیال نہ کیا جائے
کہ میں نے دیدہ و دانستہ اس فیصلہ میں اس مقصد کو نظر انداز
کر دیا ہے۔ اگر کسی پہلو سے اس کا شبہ ہوتا ہو تو غلطی رائے پر
محول فرمایا جائے۔

(۲) میں کسی طرح اس امر کو جائز نہیں سمجھتا ہوں کہ
مسجد کا کوئی حصہ بلا حکم شرعی علیحدہ کیا جائے، یا کسی اور
کام میں لیا جائے۔ البتہ جو صورتیں شرع میں جائز ہیں انکو اگر
کوئی اختیار کرے تو میں قابل ملامت نہیں تصور کرتا ہوں۔

(۳) میرا منصب دیگر علماء سے جداگانہ ہے۔ وہ ایک پہلو پر
نظر کرتے ہیں کہ اس جزء کا کسی نہ کسی طرح تحفظ ہو اور جو
مطالبہ ہے وہ ثابت کر دیا جائے۔ مگر میں ایک مصالحت نرینوالا ہوں
جس کے لیے ضروری ہے کہ موافق اور مخالف دونوں پہلوؤں کا
لحاظ رکھا جائے۔ جو جزئیات علماء پیش کر رہے ہیں، انکی
حقیقت آپکو معلوم ہے۔ جو میں پیش کر رہا ہوں انکو ایک جگہ
جمع کر دیا جائے تاکہ مخصوص اہل علم اسکو ملاحظہ کریں۔ میری
غلطی سے مجھکو مطلع کریں کیونکہ اس فیصلہ میں جو بظاہر سقم
ہے اسکا ذمہ دار صرف میں ہی ہوں۔ راجہ صاحب محمود آبادیوں
تو جملہ امور کے متکفل تھے مگر مخصوص ذمہ دار وہ آئندہ تحفظ کے
اور قانون بنوانیکی ہیں۔ اور مسٹر مظہر الحق بقول جناب کے قیدیوں
چھڑوانے آئے تھے۔ وہ کامیاب ہو گئے۔ رہا میں، تو مجھے عام نظروں میں
کامیابی نہیں ہوئی اور میرا منصب بہت مقید ہے۔ میں ایک
غائبانہ مدعی کارکیل تھا۔ مجھے اپنے مؤکل کے منشاء کے خلاف ایک
چارل بھی نہ ہٹنا چاہیے تھا۔ میں ازروے دیانت عرض کرتا ہوں
کہ میں نے ایسا ہی کیا ہے۔ اس واسطے میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ اپنے

میں جو تقریر کی، اوسمیں بھی صرف یہی کہا کہ مسجد کی زمین
واپس ملگنی ہے۔ کانپور میں ان سے ملکر جب دریافت کیا گیا
تو یہی اصلیت ظاہر نہیں کی۔ لطف یہ کہ انہیں اب بھی آزادی
و حریت کے ادعا کے اعادے میں تامل نہیں ہے اور فرماتے ہیں کہ
”میں اصول رازداری کے خلاف ہوں“ مینا للعجب! آپ کو
شاید تعجب ہوگا جب آپ یہ دریافت کریں کہ اس معاملہ
میں نہ صرف غلط فہمی ہی ہوئی بلکہ تغلیظ سے بھی کام لیا گیا۔
لکھنؤ سے میرے ایک دوست مجھے لکھتے ہیں ”مسجد کے معاملہ
میں غلط فہمی ہوئی۔ اب نہایت افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ مدد
فرمائے۔“ لکھنؤ میں جو جناب راجہ صاحب اور جناب مولانا عبد الباقی
صاحب کا موطن ہے، یہ غلط فہمی جب ہی ہوسکتی ہے کہ
اصل بیان کرنے والے مغالطہ دینا چاہیں۔ جناب کو اور بھی زائد
تعجب ہوگا اگر آپ میرے ایک کانپوری دوست کے اس جملہ کو
پڑھیں گے جو انہوں نے مجھے ۲۲- اکتوبر کے خط میں لکھا ہے ”گو
باطن میں یہاں بھی فیصلہ مسجد کو لوگ پسند نہیں کرتے تاہم
بظاہر کوئی مخالفت نہیں ہے“ بطریق جملہ معترضہ مجھے اسوقت
حافظ احمد اللہ کی وہ چٹھی یاد آتی ہے جو انہوں نے ۲۲- دیکندہ
کے زمیندار میں چھپوائی ہے۔ اور اس غلط افواہ کی تردید ہی ہے
کہ ”وہ فیصلہ مسجد کو قابل اطمینان نہیں سمجھتے“ جب مجھے
حافظ صاحب کی پہلی اخلاقی جرات یاد آتی ہے تو اس چٹھی کے
چھپوانے پر تعجب ہوتا ہے۔ اگر یہ افواہ غلط بھی تھی تو اس اہتمام
اور شد و مد سے تردید کرینکی کیا ضرورت تھی؟ سب سے زائد
لطف یہ ہے کہ اڈیٹر صاحب زمیندار نے اس پر ایک لنبا نوٹ لکھ کر
یہ ثابت کرینکی کوشش فرمائی ہے کہ ”حافظ صاحب برٹش
گورنمنٹ کے دے ہی خیر خواہ ہیں جیسے اور لوگ!“ میرا دماغ
کام نہیں کرتا کہ اگر وہ اس فیصلہ کو قابل اطمینان نہیں سمجھتے
تو اس لیے انکی خیر خواہی میں کیا فرق آتا ہے؟ فرض کیجیے
کہ مولانا ابو الکلام اس فیصلہ پر مطمئن نہیں یا کلکتہ کی تمام پبلک
غیر مطمئن ہے۔ یا میں خود غیر مطمئن ہوں، تو کیا میری
وفاداری اور خیر خواہی پر حرف آگیا؟ اور کیا وفاداری کیلئے
ضروری ہے کہ گورنمنٹ کے ہر فیصلہ پر اطمینان بھی کیا جائے؟
خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔

(۶) میں نے جس وقت مضمون لکھا تھا اسوقت تک جناب
کی مخالفت کا مجھے صحیح طور پر علم نہ تھا۔ اس لیے میں نے پرچھا
تھا کہ یہ فیصلہ جب کہ آپ کے پیش کردہ شرائط کے خلاف ہے تو
آپ مدائے مخالفت کیوں بلند نہیں کرتے؟ اب جب کہ الہلال
نیز ٹون ہال بی تقریر میں دیکھ سکتے ہیں تو اب اس سوال
کا کوئی موقع نہیں اور اب میں اس جملہ کو واپس لیکر بیانگ
دھل اقرار و اعلان کرتا ہوں کہ اس معاملہ میں تمام ہندوستان کی
پبلک نے جس جلدی سے کام لیا ہے، اس سے کلکتہ کی
پبلک مستثنیٰ ہے، جس نے نہایت حزم و احتیاط اور غور و فکر
سے کام لیکر جو امر قابل شکریہ تھا، اوسپر دل و جان سے شکریہ
ادا کیا۔ اور باقی سوال کو باقی رکھا، ایسے نازک وقت میں کہ تمام
انجمنیں، تمام اخبار، ساری پبلک، ایک طرف ہو اور بلا سمجھے
بوجھ ایک دوسرے کی تقلید کرتا جاتا ہو، حق کوئی پر ثابت قدم
رہنا اور بلا خوف لومۃ لائم اور بلا انتظار نتیجہ حق ظاہر کرنا، معمولی
دماغ کا کام نہیں۔ یہ مولانا ابوالکلام آزاد ہی کا کام ہے اور صرف انکا!
ایں سعادت بزور بازو نیست * تا نبخشند خداے بخشندہ
فجزاہم اللہ تعالیٰ عن جمیع المسلمین خیراً۔ مدعیان حریت و حق

مؤکل کے نزدیک کامیاب ہوا ہوں - مجمع لسی دوسرے سے غرض یہی نہیں ہے کیونکہ : ان اجری الا علی رب العلمین - میں اپنے مؤکل سے اجر کا طالب ہوں نہ شکر یہ کا شوق ہے - نہ نفرت و ملامت و شکایت کا اندیشہ ہے - و الحمد للہ علی ذلک ۔

یہ امر اب مجمع صاف کرنا ہے کہ میں نے اپنے مؤکل کا جو منشاء سمجھا ، اسکے موافق کیا - امید کہ اسکو بغور ملاحظہ فرمائیں گے - میں نے اپنے امکان بھر شریعت کی پابندی کی مگر اسی حکم کی جسکو میں شریعت کا سمجھتا تھا - ساتھ ہی اسکے اپنی رائے پر معجب نہیں کیا اور جمہور علماء کے خلاف کسی وقت اظہار خیال نہیں ہوا اور آخر تک انکے منافی کوئی بات نہیں کہی - اسوقت مجھ پر یہ اتہام ہے کہ میں نے صورت موجودہ کے جواز کا فتنی دیدیا یہ بالکل غلط ہے - البتہ یہ صحیح ہے کہ اس امر سے کہ مرور میں اشتراک ہو ، قطع مصالحت کی کوئی وجہ میرے ذہن میں نہ آئی ، جبکہ ہر وقت اسکے مطالبہ کا حق جسکے ہم مکلف ہیں ہمکو پہنچتا ہے اور مقدمات دیوانی وغیرہ کا حق کسی طرح ساقط نہیں ہوا ہے - میں نے اسوقت صرف قیدیوں کی رہائی اور اصولی طور پر مسلمانوں کا قبضہ حاصل کر لینا کافی سمجھا - اس سے یہ نہیں لازم آتا ہے کہ اس صورت کو میں نے جائز بھی کر دیا ، بلکہ کتنے امور ہیں کہ نا جائز ہیں اور ہم انکو اپنی محکومیت کے باعث انگیز کیے ہوئے ہیں ، اور ہر موقع پر انکا مطالبہ کرتے ہیں - انہیں میں اسکو بھی میں نے شمار کر لیا - مجمع جن امور کے باعث مصالحت کرنا ضروری تھا وہ میرے نزدیک از روئے شریعت حقہ اسلامیہ اہم تھے ، بہ نسبت اس اشتراک مرور کے - اسکی وجہ سے وہ امور نظر انداز نہیں کیے جاسکتے تھے - میں نے اسمیں جو کچھ کیا ، خدا کی طرف سے جو ذمہ داری ہے اسکو ملنا نظر رکھنے کے کیا ہے - واللہ علی ما اقول وکیل ۔

جب مصالحت ضروری سمجھی گئی جسکے میں اسوقت نہیں عرض کرونگا اور آپکو بھی معلوم ہیں ، تو میں نے حیلہ شرعی نکالا اور کہا کہ اسکے بارہ میں مشورہ لیا جائے اور علماء سے استفادہ دریافت کیا جائے تو مجمع اخفاء راز کا حکم دیا کہ میں نے نزدیک یہ صورت جائز تھی اور ان لوگوں پر اس تصفیہ میں سامی تھے ، جتنا فرض تھا وہ ادا کر چکے کہ ایک عورت جسے وہ بارئوق سمجھتے تھے اس شورہ میں شریک کیا اور اس نے اپنے قول کو حکم خدا سمجھا - اگر مجمع اشتباہ ہوتا یا ان رکنوں کو توثیق میں کچھ شبہ ہوتا تو انکو اور مجھکو دونوں کو تمام علما سے بنا ان علما سے جو جمع کیے گئے تھے دریافت کرنا تھا - عہد پر یہ فرض نہیں ہے کہ جس امر کو میں خدا کا حکم سمجھتا ہوں ، اسمیں اپنے سرا غیر کا اتباع کروں (۱) بلکہ میں خود اپنے علم و بصارت کا مکلف ہوں اور عام لوگوں کو اک عالم کے قول پر عمل کرنا جائز ہے - شرعی تباہت اسمیں مجمع نہیں معلوم ہوئی - اسپر بھی مشورہ لیا گیا اور جو کارکن لوگ تھے ، ان سے اسکی تشریح کردی گئی - جہاننگ مجمع علم ہے اس صورت مجوزہ میں کسیکو اختلاف نہ تھا کہ ان حالات کے لحاظ سے یہ مخلص ہو سکتا ہے ۔

(۱) العہد للہ کہ جناب مولانا کا یہ اعتقاد ہے اور فی الحقیقت یہی وہ اصول ہے جو اگر تسلیم کر لیا جائے تو آج مسلمانوں کے تمام دینی مصائب کا خاتمہ ہو جائے - امید ہے کہ مولانا ہر موقع پر اس اصول کو ملحوظ رکھیں گے کہ ” جس امر کو خدا یقین کر لیا جائے اسمیں غیر کا اتباع نہ چاہیے اگرچہ ایک عالم اسکی بخش کرنا ہو “ (الہلال) ۔

وقف بی ملک لسی کے لیے نہیں ہو سکتی ہے - قبضہ زمین مسلمانوں کو دلا دیا گیا - اب صرف کدرے میں پیدل چلنے والوں کی مشارکت ہے - اس امر کو نہ خیال کیجیے کہ ہماری خواہش لیا ہے ؟ اس امر کو دیکھیے کہ ہمکو جو بچہ ملا وہ کسی نہ کسی طرح ہم شرعی مسئلہ میں لا سکتے ہیں یا نہیں ؟ مگر میں کافر و مشرک سبکا گذرنا شرعاً جائز ہے - جنب و نفاس و حائض کے گذرنے کی ممانعت اگر ہو سکتی ہے تو مسلمانوں کو انکی شریعت کی طرف سے - گورنر جنرل کو کیا حق ہے کہ اسکی تصریح کریں ؟ جانوروں کے گذر نیکی خود گورنر جنرل نے اجازت نہیں دی ہے - جو لفظ انہوں نے استعمال لیا ہے وہ اس امر پر زیادہ واضح ہے کہ ہماری دینی لیے اصالتاً حق مرور ہے ۔

تاہم میں اسکو نا کافی سمجھتا ہوں - اسیدن کانپور میں مسجد سے نکل کے قبل اسے نہ گورنر جنرل اسنو ظاہر کریں ایک بساطی کی درہن پر بڑے مجمع کے سامنے میں نے صاف صاف کہا کہ مسجد کی زمین پر اگر ہمکو قبضہ بھی ملا ہے تو برائے نام ہے - پھر مولوی غلام حسین صاحب سے جا کے پوری حالت ذکر کی - پھر مولوی عبد القادر صاحب آزاد سے - پھر ایک مسجد جو کہ مولوی ابو سعید صاحب کے مکان کے قریب ہے ، اوسمیں مولوی محمد رشید صاحب سے از ابتداء تا انتہا کل امور کا ذکر کیا اور کہا کہ اب تک یہ نقصان باقی ہے اور ہمکو چارہ جوئی کا حق حاصل ہے - اس کے بعد جب مسٹر علی امام صاحب نے مجھکو مبارک باد دی تو میں نے ان سے بھی اسکے متعلق صاف صاف کہا کہ نہ تو اس سے بے چینی دفع ہوئی نہ یہ شریعت حقہ کے موافق ہے کیونکہ میں اسکو بالجبر سمجھتا ہوں - لیکن مجمع پورا اطمینان دلایا گیا کہ اسکے بننے کے وقت ہر طرح سے آپ مطمئن کر دیے جائیں گے - (انتہی ملخصاً)

بش ارادۂ عضمی

لارڈ ہڈلے بالقابہ کا اعلان اسلام

از داعی اسلام خراجہ کمال الدین صاحب بی - اے - شہر اللہ مساعید

حبی فی اللہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مبارک ہو - اللہ تعالیٰ نے آج تک ابتلاؤں میں ثابت قدم رکھا اور آئندہ رکھے - میں نے آج تک کوئی خط نہیں لکھا - آپ کی مصروفیت اہم نے جرات نہیں دلائی کہ آپکی ترجمہ کسی دوسری طرف منعطف کروں -

میں آپکی قلمی اور درمی امداد کا ہر طرح ممنون ہوں - جزاکم اللہ احسن الجزا -

بالمقابل ایک ایسی عظیم الشان نصرت الہی کی خوشخبری اور مبارک باد دیتا ہوں ، جسکی نظیر گذشتہ پچاس سال میں ہندوستان کی دنیا کے کسی مذہب نے نہ دیکھی ہوگی - واللہ اعلم

نومبر کے اسلامک ریویو کا پرچہ جو اسکے ہمراہ پہنچتا ہے ، ملاحظہ فرمائیں - اسکے آخری صفحہ (ٹینٹل پیج) پر ایک اشتہار ایک زیر تصنیف کتاب کا ملاحظہ فرمائیں جو رائلٹ اور بیل لارڈ ہڈلے اسوقت لکھ رہے ہیں -

تایخ حسیاست

الہلال اور پریس : کہ

حضرت مولانا - السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ - جو خدمات آنجناب آج ملت مرحومہ بی اصلاح و ترقی دلیلیے انجام دے رہے ہیں، وہ روز روشن کی طرح آشکارا ہیں - اسکا بد یہی ثبوت یہ ہے کہ ہم تمام اعلیٰ اور ادنیٰ طبقات میں آپ ہی کا ذکر خیر پاتے ہیں، اور دہرہ سال کے اندر ہی ایک عالم آپکا شیفتہ و گرویدہ ہو گیا ہے - گو یہ ایک مسلم امر ہے کہ جنکی طبائع خود ساختہ نیدرونکی طرح تعریف پسند نہیں، وہ مرکز اپنی تعریف بنظر تحسین نہیں دیکھتے، تاہم ہم علامان اسلام میں جناب کی بدولت اور امداد عینی کی مساعدت سے جو عجیب و غریب احساس ملی و دینی پیدا ہو چلا ہے، وہ ہمیں مجبور کر رہا ہے کہ جناب کے اس احسان عظیم کا اعتراف کریں :

ہمیں بام ترقی کے یہی رستے دکھائی گئے
نہاں حضرت کے دل میں آتش اسلام پالتے ہیں

الہلال کی ایک ہی سال بی اشاعتوں کے کافہ مسلمین کے دلوں پر رہ سکے جما دیا ہے، جسکی نظیر شاید ہی ملے۔ میں نے کثیر التعداد ناظرین الہلال کو دیکھا ہے نہ اسکی اشاعت کے دن گنتے رہتے ہیں اور جب تک انہیں جدید پرچہ مل نہیں لیتا، ایک بیچینی سی لگی رہتی ہے اور پرچہ سابق ہی کو پڑ، پڑھ کر اپنے دلہائے نامبور کو دھارس دیتے ہیں - ایک قلیل عرصہ میں الہلال نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ ہمارے سیاسی حقوق کا محافظ - ہمارے اخلاقی، ادبی، تمدنی و معاشرتی حالت کا مصلح - ہمارے قومی جذبات پر تنقیدی نظر ڈالنے والا اور سب سے بڑھ کر وہ ہمیں اسلام بی سچی تعلیم دینے والا ایک ہی رسالہ ہے -

الہلال بی ضمانت بی روح فرسا خبر اخباروں میں پڑھ کر ایک طرح بی نا امیدی پیدا ہو چلی تھی - لیکن الہلال کی حق گوئی کے باوجود اپنی ضمانت اور سر کار کی نواختیار کردہ پولیسی کے، تن مردہ میں ایک زندہ روح پھونک دی - الہلال ہمارا اسلامی معلم ہے - اسکی ضمانت الہلال کی نہیں بلکہ اسلام کی ضمانت ہے - مسلمان خرابندہ غفلت تھے لیکن موجودہ مظالم انکے جاگ اڑتے، کے لیے کافی تازیانہ ہیں - اب انکے دل سرور وحدت سے معمور - آنے دماغ حب قومی سے معمور، اور انکی طبیعتیں نور ایمان سے منور ہیں - یعنی انہیں اسلامی خوب آگئی ہے - پھر روے زمین پر کونسی قوت ایسی ہو سکتی ہے جو بعض ضمانتوں کی دھمکیاں دیدیکر ہماری صداقت پرست زبانوں کو بند کر دے ؟ یہ تو فقط دو ہزار کی ضمانت تھی - اگر ایسی پچاس ہزار اور بھی ضمانتیں طلب کی جاتیں، تو بھی موجودہ حالت میں انکا جمع کرنا ان واحد کا کام تھا - انشا اللہ جب تک مسلمانوں کی جانیں باقی ہیں، الہلال کا حفظ انکا فرض ایمانی ہوگا !

محمد طیب کوآتھ ضلع شاہ آباد

پھر نومبر نمبر میں دو اور مضامین لارڈ موصوف کی قلم سے

ملاحظہ ہوں

آئندہ کا مذہب ... The Religion of the Future

مذہب کی سلاست ... The Semplicity of Religion

غرض یہ کہ یہ عالی نژاد اور نیک نہاد انسان بچپن سے عیسائی شرک سے متاثر، اور اندر ہی اندر توحید کا قائل اور قدم بقدم بلا علم و ارادہ اسلام کی طرف کھنچ رہا تھا - گذشتہ پانچ چار سال سے قرآن شریف کا مطالعہ کیا - آخری سعادت آپ کے خادم کے لیے قضاؤ قدر کے رکھے چھوڑی تھی - وہ آگ جو اندر ہی اندر دھک رہی تھی، اوسمیں اسلامک ریویو نے چنگاری کا کام کیا - آگ مشتعل ہو گئی اور چند ملاقاتوں نے کل حجابوں کے خش و خاشاک کو خاکستر کر دیا - وہ انسان جو آج سے صرف دو ہفتے پہلے اس اعلان میں تامل کرتا تھا، آج اس خائنار کے ایما پر نقاب لکھے لگا ہے !! یہ نقاب میں خود چھپوا رنگا اور اسکا اردو ترجمہ ساتھ ہی شائع کر دینا - میں چاہتا ہوں کہ یہ نقاب ہزار ہزار کاپیوں میں مفت یا برائے نام قیمت پر تقسیم ہو -

آپ کو اچھی طرح میری پہلی حالت کا علم ہے - ایک دردے مجمع ہندوستان میں پھرایا اور وہی اضطراب مجمع یہاں بھی لایا - میدے اپنی چلتی ہوئی دولت پر لات ماری، اور مجھے حاشاؤ کلا اسکا کوئی رنج نہیں - فرانس کی مذہبی کانفرنس میں میری تقریر کے ہوا کا رخ بدل دیا اور یورپ کے فضلاء حیرت ظاہر دی - ستمبر نمبر اسلامک ریویو میں وہ تقریر چھپ گئی ہے - اسوقت یورپ اور امریکہ کے فضلاء نہایت خوشی اور دلچسپی سے اسلامک ریویو پڑھتے ہیں لیکن عین ایسی حالت میں مجھے مالی دقتوں نے تنگ کیا ہے - ایک سال تو میڈے پرچہ اپنی جیب سے چلا دیا اور قوم پر ثابت کر دیا کہ یہ امر بیدہ نہ تھا - اب رقت امداد ہے - آپ لوشش کریں - میں آپ سے درمی نہیں بلکہ قلمی امداد اور سخنی اعانت چاہتا ہوں -

ہاں، خدا کے اس فضل پر میڈے چند شعر جلدی میں موزوں کیے بغرض اندراج الہلال بھیجتا ہوں

ترانہ حمد بجناب احدیت مآب

بر اسلام رائت ارنریبل لارڈ ہیڈ لے بالقابہ

خود بخود کردی در افضال باز
حیف باشد کر کنم بر خورش ناز
من کہ سرگرداں پئے مرغال شدم
تو عطا کردی مرا یک شاہ باز
آنچہ بنمودی بہ پیر ما بحواب
روز روشن دیدہ ام ما چشم باز
لارڈ پیدا شد پئے نصرت مرا
کردہ چوں بیچارگی زہرم گداز
آن خجستہ نا چہل در خوض و فکر
آخرش کردی برار افشاء راز
نعرہ العمد مستانہ زلم
میک سجدات با عجز و نیاز
کے عجب بینم ز قرب آفتاب
چشم بر الطاف توائے چارہ ساز

عرق ہودینہ

ہندوستان میں ایک نئی چیز بچے سے بڑے تک کو ایسا فائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل رعایا والے کو گھر میں رکھنا چاہیے۔ تازی رلابتی ہودینہ کی ہر پتیوں سے یہ عرق بنا ہے۔ رنگ بھی پتوں کے ایسا سبز ہے۔ اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی سی ہے۔ مندرجہ ذیل امراض کی واسطے نہایت مفید اور اکسیر ہے: نفخ ہوجانا، کھٹا ذکار آنا، درد شکم، بدھضمی، اور متلی۔ اقلتا کم ہونا ریاہ کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۸۔ آنہ معقول ذات ۵۔ آنہ ہر حال میں فہرست بلا قیمت منگوانا ملاحظہ کیجئے۔ روٹ — ہر جگہ میں ایجنٹ یا مفہور در فروش کے یہاں ملتا ہے۔



سیسحھا کا موہنی کسم تیل

تیل کا مصرف اگر صرف باتوں کو چمکا ہی دینا ہے تو اس کے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چندی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل، چربی، مسکہ، گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی کے جب سب چیزوں کی فائز چھانت لی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بنا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے۔ لیکن سالیفس کی ترقی کے آج کل کے زمانہ میں محض نمرد اور نمایش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متمدن نمرد کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابرین ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و رلابتی تیلوں کو جانچ کر ”موہنی کسم تیل“ تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو سبھی سے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا۔ یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیر پا ہونے میں لاجواب ہے۔ اس کے استعمال سے بال خوب گھنے آگتے ہیں۔ جویں مضبوط ہر جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اس کی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے۔

تمام درویشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰۔ آنہ علاوہ معقول ذات ۵۔

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجا یا کرتے

ہیں، اس کا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دریا خاں ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پٹنک، ہوا ارزاں قیمت پر گھر بھرتے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے۔ ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اشکے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے۔ مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اس کی بدولت بھی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی ہرانا بخار، موسمی بخار، باری کا بخار، پھر کر آنے والا بخار، اور وہ بخار، جسمیں نرم جگر اور طحال بھی لاحق ہو، یا وہ بخار، جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو، سردی سے ہو یا گرمی سے، جنگلی بخار ہو، یا بخار میں درد سر بھی ہو، یا بخار، یا آسامی ہو، زرد بخار ہو، بخار کے ساتھ گلنیاں

اصل عرق کافور

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی کی وجہ سے ہلکے دسٹ پیسٹ میں درد اور قے اکثر ہوجاتے ہیں۔ اور اگر اس کی حفاظت نہیں ہوگی تو ہیضہ ہوجاتا ہے۔ بیماری بڑھ جائے تو سنبھالنا مشکل ہوتا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل عرق کافور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو۔ ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں جاری ہے، اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید ہوگی دوسری دوا نہیں ہے۔ مسافرت اور غیر وطن کا یہ ساتھی ہے۔ قیمت فی شیشی ۵۔ آنہ ڈاک معقول ایک سے چار شیشی تک ۵۔ آنہ۔

ڈاکٹر ایس کے برمن شیشی تیار چاندوت اسٹریٹ کالکتہ

ہی ہو گئی ہوں۔ از اعصابی ضروری اب رجہ سے بھرا ہوا ہو۔ ان سب کو بھگت خدا دور کرتا ہے، اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال ایچاے تو بہت بڑھ جائے، ہے، اور تمام اعضا میں خون منہ پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چسپی پیدا ہوتی ہے، نیز کسی کسی ہندوستانی اور نوجوانی ہے۔ اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں، بدن میں سستی و طبیعت میں تاہمی رہتی ہو، دم کرنے کو جی نہ چاہتا ہو، ہاتھ دیر سے صاف ہوتا ہو، تو یہ تمام شکایات بھی اس کے استعمال کے سے رفع ہو جاتی ہیں۔ اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں۔

قیمت — بڑی بوتل — ایک روپیہ — چار آنہ

چھوٹی بوتل بارہ — آنہ

پرچہ تریایب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے

تمام درکاروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المہتمم — ہر دھڑ بھالو

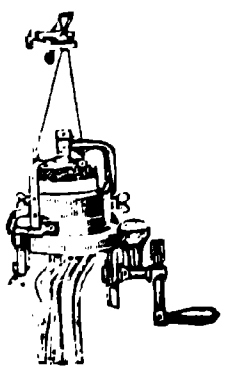
ایچ۔ ایس۔ عبد الغنی ایم۔ سی۔ ۲۲۰ ۷۳

دولر ٹولہ اسٹریٹ — کالکتہ

گھر بیٹھے روپیہ پیدا کرنا

مرد، عورتیں، لڑکے، فرصت کے اوقات میں روپیہ پیدا کر سکتے ہیں۔ تلاش ملازمت کی حاجت نہیں اور نہ قلیل محوہ کی ضرورت۔ ایک سے ۳۰ روپیہ تک روزانہ خرچ، بڑے نام چندرین دور تک پہنچی جاسکتی ہیں۔ یہ سب باتیں ہمارا رسالہ بغیر اعانت اساتذہ دہسانی سکھا دیتا ہے!! خرچ ذات کے لیے ایک آنہ کا ٹکٹ بھیج کر رسالہ طلب فرمائیے۔

نہو ۳ روپے - اور اس سے بھی کچھ زیادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر اس سے بھی زیادہ چاہیے تو چھ روپیہ ایک مشین منگائیں جس سے روزہ اور کدھی دوا تیار کی جاتی ہے اور ۳۰ روپیہ



نہوڑے سے دعویٰ ۱۲ روپیہ بڈل نٹ کڈنگ (دعے سیاری ترش) مشین پر لگائیے یہ اس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اگر کہیں آب آدرش کی خود بان موزے کی مشین ۱۵۵ - دو منگائیں

روزانہ بلا تکلف حاصل کرلیں یہ مشین موزے اور ہر طرح کی بدین (کدھی) وغیرہ بنتی ہے

ہم آپ کی بدائی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ نیز اس بات کی یہ قیمت بلا کم و کاست دیدی جائیگی!

ہر قسم کے کاتے ہونے والے اور ضروری ہوں، ہم محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کر دیتے ہیں۔ تاکہ روپیوں کا آپ کو انتظار ہی کرنا نہ پڑے۔ کام ختم ہوا، آپ نے روانہ کیا، تو کسی دن روپے بھی مل گئے! پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی ہفتے کے لیے اور چیزیں بھی بھیج دی گئیں!

ادرسہ نیڈینگ کمپنی - نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ - کلکتہ

اکسیدر اء ذہا م

يسف

منیجر ہلال ایجنسی ۵۷ اسمعیل اسٹریٹ
انٹالی - کلکتہ

ضعف دماغ و جگر کیلیے یہ ایک مجرب اور موثر دوا ہے۔
 ضعف مثانہ، ایلے بھی اسکی تاثیر بے خطا اور آزمودہ ہے۔ ان
 تمام امراض ناک اور مایوس کن امراض ضعف کیلیے اس سے بہتر
 زرد اثر اور تعجب انگیز نتائج بحشہ والا اور کوئی نسخہ نہیں
 ہو سکتا، جنکی وجہ سے آج نئی نسل کا بڑا حصہ نا امید کی
 زندگی بسر کر رہا ہے اور اپنے فرائض حیات کے ادا کرنے سے عاجز ہے
 یہ اس طرح کی تمام نا امیدوں کو جلد سے جلد مبدل بہ امید
 و نشاط کر دیتا، اور ایک نہایت صحیح و سالم اور ہر طرح تند رست
 شخص کی طاق و صحت سے مایوس مریضوں کو شاد کام و کامیاب
 بنا دیتا ہے۔ صحت کی حالت میں اگر اسے استعمال کیا جائے تو
 اس سے بہتر اور کوئی شے قوت کو محفوظ رکھنے والی نہو گی۔
 قیمت فی ڈبہ مبالغہ ۳ روپہ (تین روپہ) معقول ڈک ۶ آنہ

نمبر ۱ - ۱۵ رپن اسٽوڊنٽ ڊالخانہ دیلسلی للکته

لینہ ات ۛ دیویدہ

، موافقہ

فصل اول در وقت گاه کا ک ک

تے یوں تو ہر قسم کا مال روانہ کیا جاتا ہے مگر بعض اشیاء ایسے ہیں جنکی ساخت اور تیاری کے لیے کھنکے ہی کی آب و ہوا و وزوں ہے ۔ اس لیے وہ یہاں سے تیار ہو کر تمام ہندوستان میں روانہ کی جاتی ہیں ۔ ہمارے کارخانے میں ہر قسم کی وارنش مثلاً روغنی بچھلا ، ہرقہ ، ہارن ، زرد ، کٹکی ، کاف ، بکری اور بھڑی کے ، گائے کے سر کا چمڑا ، ریشم لیدر وغیرہ وغیرہ بیکار ہو رہے ہیں ۔ اس کے علاوہ گھوڑے کے ساز و ادھیکا گائے اور بھینس کا سفید اور کالا رنگ کا ہارن بھی تیار ہوتا ہے ۔ یہی سبب ہے کہ ہم دوسروں کی نسبت اوزار اور آلات بہت زیادہ رکھتے ہیں ۔ جس قسم کے چیزیں اپنی ضرورت ہو مگر خرید نہیں ، اگر مال خوب ہونے پرچہ آمد و رفت ہمارے دمہ ، اور مال واپس

مليجھر اسٽنڊرڊ ٽيڊري نمبر ۲۲۰ ڪنٽروفريٽن پوسٽ انٽالي ٺاڪڻه

یعنی : عربی زبان کے چار ہزار جدید ' علمی ' سیاسی ' تجارتی ' اخباری اور ادبی الفاظ اصطلاحات کی محقق و مشرح دانشوری ' جسکی اعانت سے مصروف شہنشاہی جدید علمی تصانیف و رسائل نہایت آسانی سے سمجھے میں آسکتے ہیں ' اور ہمز الہلال جن جدید عربی اصطلاحات و الفاظ کا استعمال بھی بھی لیتا ہے ' وہ بھی اس لغت میں مع تشہیم و اصل ماخذ موجود ہیں ۔

قیمت ۱ - روپیہ - درخواست خریداری اس پتہ سے کی جائے :

مديجور المعين ددره ، لكهنؤ -

۱- ۱۵ سالہ سید دریاچہ، مڈل چاندی، ڈبل دیس گاؤں، ایک سال معہ محصول باپچروپیہ۔

۲- ۱۵ سالہ سڈر وچ خاص چاندی دہل دیس گزنتی ایکسال معہ محصول نور پیہ ۔

۳-۱۵ ساز و شنگ راج جو نقشہ مد نظر ہے اسے کہیں زیادہ خوبصورت سریدکا مضبوط ملمع جسے دیکھنے پر

پچاس روپیہ = کمکی نہیں جتنی گارنٹی ایک سال معہ محصول نور روپیہ -

۴ - ۱۸ سالہ انہما سلند راج کارنٹی ایکسال معدہ محصول پانچر روپہ -

۵-۱۹ سائز کا نقشہ لکھو اور اس کے مضبوطی سے چاڑھ ڈالو۔ بہادر چلنے کا ثبوت صاحب مدرسی نے فارسی دس

سال کچھ نکسے ڈالیں یہ لکھا ہے چند مدگائیے معہ معصوم چہہ روپیہ ۔

۶- ۱۶ سالہ سسٹم پینٹ ایور ایج گارنٹی ۲ سال معہ معقول تین روپیہ آئٹھ آند -

ایم - اے - شکور اینڈ کم نمبر ۱ - ۵ دیسلپی اسٹریٹ پرست آفس دھرمتلا دلتکھ

M. A. Shakoor & Co, No. 51 Wellesley Street Calcutta.



رجببری مشدود

انجن مارکہ

شیخ غوث علی حاجی وارث علی پرنیوز - نینت - اپر حیت پور روڈ جوڑا سا کہو کلکتہ

الملة

میر رسولؑ خیر خصوص
احمد لکنی بیاد کلام الدہلوی

غیر ۲۳

A black and white photograph of a man in a white shirt and dark trousers, standing outdoors. The photo is framed by a decorative border featuring a repeating pattern of stylized flowers and leaves.

546

اما لائح

- (۱) اگر کسی صاحب کے پاس پورے پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے نو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار اے کے حساب سے قیمت لی جائیگی۔
 - (۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کر لیں، اور اگر تیس یا تیر ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں۔
 - (۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار اے کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ اے کے ری - پی کی اجازت۔
 - (۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے۔
 - (۵) خط و کتابت میں خریداری کے نمبر اور نیز خط کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
 - (۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوڑیں پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں۔
- نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیلی کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہو جائیں تو دفتر اس سے لایہ دمہ دار نہ ہوگا

(مستطیع)

لکھنؤ کے مشہور سوداگروں کی فہرست

موسم سرما میں رضائی لحاف کی ضرورت ضرور ہوتی ہے۔ لیجئے ہم سے مندرجہ ذیل قسم کے فردہائے رضائی و لحاف منگوا لیجئے۔ جو طرح طرح کے بیدل بوتوں سے مزین ہوں گی جامع دار در سالہ نما طرز بغدادی چھینٹ وغیرہ عرض و طول موافق رواج۔

فرد رضائی قسم اول ۵ - رپیہ - ۴ - رپیہ اور ۳ - رپیہ۔
فرد لحاف " ۶ - رپیہ - ۵ - رپیہ اور ۴ - رپیہ۔

فرد پلنگ پرش قسم اول ۵ - رپیہ - ۴ - رپیہ اور ۳ - رپیہ۔
حلوہ سرہن مقربی فی سیر ۲ - رپیہ - تمباکو خوردنی ۶ - رپیہ - ۴ - رپیہ فی سیر - تمباکو کشدنی فی سیر ۵ اے

تعمیل نصف قیمت پیشگی۔

نوٹ — سودیشی طرز کے سرتی مشرع قابل پرشاک جسکے نمونہ مفت۔

الذی — ۲ — ر

ہیدر حسین خان منیجر سلینگ ایجنسی ملیم آباد ضلع لکھنؤ

خضاب و تاب

ہم اس خضاب کی بابست لکھنا نہیں کرتے لیکن جرسچی بات ہے اسے کہنے میں توقف بھی نہیں، خواہ کوئی سچا کہے یا جھوٹا حق تو یہ ہے کہ جتنے خضاب اسوقت تک ایجاد ہوئے ہیں ان سب سے خضاب سیہ تاب بھرنے والے تو جو جرمانہ ہم پر کیا جاوے گا ہم قبول کریں گے۔ دوسرے خضاب مقدار میں کم ہوتے ہیں خضاب سیہ تاب اسی قیمت میں اسی قدر دیا جاتا ہے کہ موصوعہ درواز تک چل سکتا ہے۔ دوسرے خضابوں کی بو ناگوار ہوتی ہے خضاب سیہ تاب میں دلپسند خوشبو ہے دوسرے خضابوں کی اکثر در شیعہاں دیکھنے میں آتی ہیں اور دونوں میں سے دو مرتبہ لگانا پڑتا ہے خضاب سیہ تاب کی ایک شیعہاں ہوگی اور صرف ایک مرتبہ لگایا جائیگا۔ دوسرے خضابوں کا رنگ دو ایک روز میں بھیکا پڑ جاتا ہے اور قیام کم کرتا ہے۔ خضاب سیہ تاب کا رنگ روز بروز بڑھتا جاتا ہے اور دو چاند قیام کرتا ہے بلکہ بھیکا پڑتا ہی نہیں۔ کھونٹیاں بھی زیادہ دنوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ دوسرے خضابوں سے بال سخت اور کم ہوتے ہیں خضاب سیہ تاب سے نرم اور گنجان ہوجاتے ہیں۔ مختصر یہ کہ ہمارا کہنا تو بیکار ہے بعد استعمال انصاف آپ سے خود کہلائیگا کہ اس وقت تک ایسا خضاب نہ ایجاد ہوا اور نہ ہوگا خضاب بطور تیل کے برش یا بسی اور چیز سے بالوں پر لگایا جاتا ہے نہ باندھنے کی ضرورت نہ دھونے کی حاجت لگانیکے بعد بال خشک ہوئے کہ رنگ آیا۔ قیمت فی شیعہاں ۱ رپیہ۔

اب قصورک بدھمہ خریدار۔ زیادہ کے خریداروں سے رعایت خاص ہوگی۔

ملنے کا پتہ کارخانہ خضاب سیہ تاب کٹرہ دلسنگہ امرت سر



AL - H I L A L
Proprietor & Chief Editor,

Abul Kalam Azad

77, PICLEOD STREET,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half-yearly „ „ 4 - 12.

الاحلام

پرنسپل اور مضمون
امام احمد علی

مقام اشاعت
۱۔ مکلاؤڈ اسٹریٹ
کولکٹا

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
نیم سالہ ۴ روپیہ ۱۲ آنے

جلد ۳

نمبر ۲۳ : چار شنبہ ۴ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta : Wednesday, December 3, 1913.

گرفتار ہاں بھی برابر جاری ہیں۔ پولیس نے ۳۶۵
امارٹی وادی میں اور ۱۰۰ زولو لیڈ میں ہندوستانی
گرفتار کیے ہیں۔ گرت ٹاؤن میں بھی ہندوستانیوں
نے ہتال کر دی ہے۔

ہزار ہندوستانی دسراے کے پرائیوٹ سٹریٹری باندی
پور سے مندرجہ ذیل تار برقی بھیجتے ہیں۔

”رائٹ انریبل مار کونسل آف کریو (ریسر ہند)
آج بروز شنبہ یکم دسمبر ہندوستانیوں کے ایک وفد کو بار
ای دے رہے ہیں۔ وفد میں سرمان چرجی بھاؤ ٹکری
اور مسٹر امیر علی ہوٹکے۔ اسکا مقصد ہے کہ
ہندوستانیوں افریقہ کے متعلق اپنی معلومات پیش کرے۔“
اس سے پتہ چل اٹھا سارٹھ افریقہ لیگ کے اطلاع
دی نہی کہ لندن میں ایک وفد لارڈ کریو کے سامنے اس
مسئلہ کو پیش کرنا چاہتا ہے اور انہوں نے منظور بھی
دلیا ہے۔ اب اس بار برقی سے معلوم ہوا کہ یکم دسمبر
کورہ وفد پیش ہو گیا۔

لارڈ کریو نے ہندوستانی وفد کا جواب دینے سے
بہایت ہمدردی ظاہر کی۔ ٹیکس کو قابل اعتراض قرار
دیا اور باضابطہ تحقیقات پر زور دیا۔ انہوں نے اس
معاملہ کی اہمیت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ انڈیا آفس اور دفتر مستعمرات دونوں
نامل غور و فکر میں مشغول ہیں۔

تعداد از دواج کے متعلق کہا کہ ہندوستانیوں نے ہرگز یہ خواہش نہیں کی تھی کہ
اس طریقہ نکاح کو مروج کیا جائے بلکہ اس کا منشا صرف یہ تھا کہ وہ قومیں جن
میں یہ مروج ہے، کورنمنٹ جنوبی افریقہ کی توجہ سے معزوم نہ رہیں۔ وہ تعجب
کرتے ہیں کہ کیوں غلط نہیں پیدا ہو گئیں۔ مسٹر اسٹ بڈات خود تحقیقات
نی غرض سے نکال گئے ہیں۔

قبلی کریفٹ نے سرمنچورجی رئیس الوند کے اس رات ہی زور سے تائید کی ہے
نہ ہندوستانیوں کے حقوق بحیثیت سلطنت برطانیہ کی رعایا ہونے کے قابل لحاظ ہیں
اور یہ مسئلہ ایک خارجی آبادی سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ امپیریل کورنمنٹ پر اسکا
اثر پڑتا ہے۔
دیگر اخبارات نے بھی کم و بیش تائید کی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی افریقہ کے حکام تم از کم اب اتنا ترسجھہ گئے ہیں کہ
ہندوستانیوں پر بھی ظلم و ستمی کرنا قابل پرسش ہو سکتا ہے اور یہ کوئی ایسی نئی
نہیں ہے جسکا اعلان کیا جائے، بلکہ اس کا چھپانا ظاہر کرنے سے بھرے۔
چنانچہ ۳۰ نومبر کی تار برقی کے آخر میں یہ خبر بھی دی گئی ہے کہ وحشیانہ
سزائوں کے خلاف شہادتیں طیار کی گئی ہیں۔



رئیس الاحرار مسٹر گاندھی
جو جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کے حقوق
کی ۲۰ برس سے قیادت کر رہے ہیں!

فہرست

- ۱۔ شذرات (صدایہ مصر) - فتنہ اجو دھیا
- ۲۔ مقالہ افتتاحیہ (حزب اللہ)
- ۳۔ مذاکرہ علمیہ (تقدم علوم و معارف)
- ۴۔ مقالات (تاریخ اسلام اور دعوت)
- ۵۔ مسئلہ و اجوبہ (طریق تذکرہ و تسمیہ خواتین)
- ۶۔ (جلسہ کانپور ۳۰ - اکتوبر اور طوائف کی شرکت)
- ۷۔ المراسلہ و المناظرہ (اتفاق کی ضرورت)
- ۸۔ مراسلات (مخالفت مسئلہ اسلامیہ کانپور - ۳)

تہ اویس

کپتان روف یک کی تازہ ترین تصویر (لو ج)

- ۱۔ مسٹر گاندھی
- ۲۔ مسٹر ریندر ناتھ ڈگور
- ۳۔ سنہ ۱۹۱۲ء کی ایک مفید ترین ایجاد
- ۴۔ سلطان محمد فاطم کی زر نگار کشنی
- ۵۔ جہاز - کپٹن وکٹوریا
- ۶۔ مشہور جہاز واٹر نو

الانباء

جنوبی افریقہ

ہندستان کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں ہندوئی کے جلسے منعقد ہو چکے ہیں
اور زرائعات کی فہرستیں کھل گئی ہیں۔ کلکتہ میں کل سے پہر کو ہندو مسلمانوں
کا مشترک جلسہ ٹرن ہال میں منعقد ہوا۔

۲۹ - نومبر کو بمبئی میں ہندوستانی خواتین کا ایک قائم مقام جلسہ ٹرن ہال
میں منعقد ہوا۔ مشہور بینیت خاندان کی لیدی دنشا صدر مجلس تھیں۔ جلسے نے
دسراے اور سکریٹری آف اسٹیٹ کی مداخلت پر زور دیا اور نہایت سخت اور ہرزور الفاظ
میں تجاویز منظور کی گئیں۔

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو جنوبی افریقہ سے آئے ہوئے مراسلے دفتر
مستعمرات کو یقین دلاتے ہیں کہ سختی اور جبر کی شکایتیں صحیح نہیں۔ دوسری
طرف واقعات و روایات کا سلسلہ بغیر کسی توقف کے اپنی ابتدائی سمت کے ساتھ
جاری ہے۔

۳۰ - نومبر کی تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سزائے تاریانہ کے متعلق لوگ
حلقہ گواہی دے رہے ہیں۔ ایک ہندوستانی شخص نے حلقہ بیان لکھوایا ہے کہ سات
آٹھ ہندوستانیوں کو کام چھڑ دینے کی وجہ سے انتہائی سختی کے ساتھ مارا گیا۔
مارنے میں لڑکیاں استعمال کی گئی تھیں۔ پانچ ہندوستانی اس صدمہ سے بے ہوش
ہو گئے۔ اس عالم میں بھی انہیں قید کر لیا گیا!

شذرات

☆ " " ☆

م ا ب ہ م د ا

(۱) اپنے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ الہلال کی ضخامت ابتدا میں صرف ۱۶ صفحہ کی تھی - احباب کرام نے بارہا اصرار کیا تھا کہ قیمت دیورہی کر دی جائے لیکن ضخامت میں ضرور اضافہ ہو۔

لیکن اس کے بعد بغیر اعلان و بغیر طلب مزد و خواہش تحسین خود ہی چار صفحہ بالالتزام بڑھا دیے گئے اور ضخامت ۱۶-۲۰ کی جگہ ۲۰ صفحہ کی ہو گئی۔

(۲) اسپر بھی اکتفا نہ کی گئی، کیونکہ مضامین کی قلت کا صدمہ معارضین الہلال کو شدید ہی اس قدر ہو سکتا ہے، جس قدر کہ خود اس عاجز کو ہوتا ہے۔ پس اکثر ایسا ہوتا ہے کہ چار صفحہ یا آٹھ صفحہ اور بڑھا دیے جاتے ہیں اور اس طرح اوسط نکالا جائے تو عملاً الہلال ۲۰-صفحہ سے بھی زیادہ کی ضخامت میں نکلتا ہے۔

(۳) ابتدا میں صرف ایک مرتبہ غازی انور بے کی تصویر علیحدہ آرٹ پیپر پر نکلی تھی اور لوگوں نے خواہش کی تھی کہ قیمت بڑھا دی جائے لیکن علیحدہ صفحات پر تصاویر ضرور نکلیں۔ کیونکہ کہ تصویروں کی خرابی زیادہ بہتر کاغذ اور زیادہ قیمتی سیاہی نیز ہاف ٹون مشینوں کی چھپائی پر منحصر۔

لیکن بغیر قیمت کے اضافہ کے خود ہی اس کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ یہاں تک کہ اکثر پرچوں میں دو در اور چار چار صفحوں کی تصویریں نکلیں اور بہت کم نمبر ایسے نکلے ہیں۔ جنہیں صفحات خاص نہیں ہیں۔

(۴) کاغذ اور سیاہی بھی پہلی اور دوسری ششماہی سے زیادہ قیمت کی استعمال کی جاتی ہے۔ اور چونکہ اس درجہ صاف اور درخشاں سیاہی ہر وقت یہاں میسر نہیں آسکتی - بڑی بڑی دکانیں عین وقت پر انکار کر دیتی ہیں، اس لیے خاص آرڈر دیکر اس کا انتظام کیا گیا ہے۔

(۵) ٹائپ کی چھپائی میں سب سے زیادہ مقدم اور اہم مسئلہ ٹائپ کی حدانت و قدامت کا ہے۔ یعنی ٹائپ کی عمر بہت تھوڑی ہوتی ہے اور نئے ٹائپ کی اب زتاب، خوش سوادہ، جوڑوں کا اتصال، دائر کی خوبصورتی، زیادہ عرصے تک قائم نہیں رہتی۔

اگر خوبی و خوش نمائی سے در گذر کر لیا جائے جیسا کہ بڑے بڑے انگریزی پریسوں میں بھی ہوتا ہے تو جب تک ٹائپ علی گدہ انسٹیٹیوٹ گزرتا سا ٹائپ نہ ہو جائے، بلا تکلف کام دیسکتا ہے۔ اور اگر درمیان میں زیادہ گھسے ہوئے حروف بدلتے جائیں تو ایک عرصے تک صاف اور ما یقر بھی رہسکتا ہے۔

الہلال کا ٹائپ عمدہ ٹائپ ہے۔ اگر وہ دو تین سال تک بھی نہ بدلا جائے، جب بھی کم از کم علی گدہ گزرتا سا تو نہ ہوگا۔

تاہم در چار حرفوں اور دائروں کو بھی گھسا ہوا پاتا ہوں تو میری آنکھیں دکھنے لگتی ہیں اور دل ملامت کرتا ہے کہ قاریں الہلال کے ساتھ انصاف نہیں کرتا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آغاز اشاعت سے اب تک کہ دیورہ سال کا بھی زمانہ نہیں ہوا، دو مرتبہ

ٹائپ بدلا جا چکا ہے اور ادھر کئی ہفتوں سے پورا الہلال بالکل نئے ٹائپ میں نکل رہا ہے۔

اس تبدیلی میں جس قدر نیا خرچ یک مشت گوارا کرنا پڑتا ہے، اُسکی آپکو کچھ خبر ہے؟

کیا آپ اسے محسوس نہیں کرتے کہ اب الہلال کے صفحے صفائی و رونق اور درخشندگی و تابانی میں کس درجہ پچھلی حالت سے مختلف ہیں؟

میں نے الہلال کی پہلی اشاعت میں یہ شعر پڑھا تھا، اور ہمیشہ پڑھتا رہا:۔

گل فشانند بہ بستر ہمہ چوں عرفی و من
مشت خس چینم و بر بستر خواب اندازم

فقہۃً ا ب و د ہ و

۱۹ - ذی الحجہ کی اشاعت میں برادران اجودھیا کے ترک نماز عید کے متعلق چند کلمات لکھے تھے۔ انکی نسبت دو تحریریں پہنچی ہیں۔

ایک صاحب نے فیض آباد سے خط لکھا ہے اور اسپر بہت برہم ہیں کہ ترک نماز عید پر میں نے کیوں ملامت کی؟

لیکن افسوس ہے کہ خط گمنام ہے اور میں شاید ایسا خیال کرنے میں ضرور حق بجانب ہوں کہ جو شخص کسی ایسے شخص کو جو بہ حیثیت ایک آزاد شہری ہونے کے اپنے نام کے ساتھ کام کر رہا ہو، گمنام خط لکھے، وہ ایسا کر کے خود ہی بدلا دیتا ہے کہ اُس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے؟

گمنام خطوں کیلئے ردی کے ٹوکے سے بہتر شاید آرڈر کوئی جگہ نہیں، باستثناء اُس حالت کے کہ اُن میں کوئی مفید بات لکھی ہو۔ لیکن ایک دوسرے صاحب جو گواہ نام تو لکھتے ہیں لیکن کسی نا معلوم خوف کی وجہ سے اسپر راضی نہیں کہ الہلال میں ظاہر کیا جائے، چند سوالات کرنے میں ضرور حق بجانب ہیں۔ اگرچہ اخفاء نام کی خواہش سے بلا وجہ اپنے تئیں ذلیل بھی کر رہے ہیں۔

وہ لکھتے ہیں کہ ”آپے قربانی کی نسبت لکھ دیا کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سنت ہے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ قربانی بالاتفاق اسلام میں واجب ہے“

پھر لکھتے ہیں کہ ”البتہ نماز عید ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سنت ہے اور امام اعظم کے مذہب میں واجب۔ آپے اسے فرض لکھ دیا۔“

نیز یہ کہ ”عید کی نماز کے ترک سے مسلمانان اجودھیا کا مقصود اظہار ناراضگی تھا جو ضروری تھا۔ لکھنے میں سنیوں پر سختی ہوئی تو انہوں نے تعزیر نکالنا بند کر دیا۔ یہاں تک کہ صر بے کے حاکم کو کوششیں کرنی پڑیں۔ کانپور کے لوگوں نے بھی غم و ملال میں عید کی نماز نہیں پڑھی۔ اُنکو تو آپے برا بھلا نہیں کہا اور غم و غصہ طاری نہ ہوا۔ جب آپ جیسا عالم دین و مصلح دینی ایسی تھوکریں اٹھائیگا تو پھر آروں سے کیا توقع؟“ وغیرہ وغیرہ میں ترتیب وار عرض کر رہا:

(۱) قربانی کی نسبت میں نے جو کچھ لکھا وہی حقیقت ہے۔ براہ عنایت آپ کتب فقہ کی طرف رجوع کریں۔ میں نے اُس مضمون میں تو صرف یہ لکھا تھا کہ ”امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سنت ہے“ مگر اب آپ آرڈر متعجب ہونے لگے جب سنیوں نے کہ نہ صرف ائمہ ثلاثہ ہی کے نزدیک بلکہ صاحبین کے نزدیک بھی قربانی سنت ہے۔

نرجس النجات ر لم تسلك مسالكها

ان السفينة لم تجري علي اليبس!

اگر قربانی کے رک دینے پر ہمیں اسلیے افسوس ہے کہ اس طرح ہمارے دینی اعمال کی بندش و مداخلت کا راستہ کھل جائیگا اور ایک نظیر قائم ہو جائیگی، تو ہزار ویل و صد ہزار افسوس ان مسلمانان اجودھیہ کی جہالت پر، جنہوں نے اس سے بھی بڑھکر ایک مثال مشہور قائم کر دی کہ نماز عید مسلمانوں کیلیے کوئی ضروری اور لازمی چیز نہیں ہے۔ اور وہ کسی سال ترک بھی کر دی جاسکتی ہے۔ نیر بہت سے مسلمان اس ترک پر مذمت کرنے اور امر بالمعروف کا فرض انجام دینے کی جگہ ترک کرنے والوں کی پیٹھ تھونکتے ہیں اور ہر طرف سے اس عمل زشت و بد پر انہیں صداء تعریف و احسان کا غلغلہ سنائی دیتا ہے!

بہت ممکن ہے کہ کل کو کسی مصلحت سیاسی کی بنا پر کسی شہر میں اجتماع نماز عید رک دیا جائے، اور اگر اسکی نسبت کہا جائے کہ یہ مسلمانوں کا ایک فرض دینی ہے تو حکم مسلمانان اجودھیہ کی نظیر اور تمام مسلمانان: ہند کا اتفاق سامنے کرے سبکدوش ہو جائیں!!

فریل لہم ثم ریل لہم

افسوس ہے کہ نہ تو خود زمانے کے پاس دماغ ہے اور نہ کسی کے پاس دماغ دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ ان نادانوں کو کون سمجھائے کہ لکھنے پڑھنے کیلئے قلم دارات کے علاوہ اور بھی چند چیزوں کی ضرورت ہوا کرتی ہے، اور عقل و دانائی ایک شے ہے جس کا ثبوت مانگنے کا ہمیں ہر مدعی انسانیت سے حق حاصل ہے۔

یہ کیسی بد بختی ہے کہ اجودھیہ کے مسلمانوں نے یہ نادانی کی اور پھر فیض آباد کے لوگوں نے بکمال فخر و بہ لہجہ تعسیر خواہ تار برقیات بھیج کر خود ہی اسکی تشہیر بھی کرائی، لیکن تمام ہندوستان میں ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک کسی مدعی اسلام کی زبان سے صدا نہ آئی کہ قربانی کے رک دینے سے نماز عید کو ترک کرنا ایک بدترین مثال ہے اور شرعاً مستوجب نفیس، اور پھر اگر ایک شخص سے صبر نہ ہو سکا تو اسکو ترک نماز پر نا راض ہونے کے جرم میں ملامت کی جاتی ہے؟

سچ یہ ہے کہ نماز کی ان لوگوں کی نظروں میں رقت ہی کب باقی رہی ہے کہ اسے ترک کرنے پر کسی کو رنج و ملال ہو۔ عملاً تو ترک ہی ہے۔ عیدین کی نماز ایک میلہ کی ضرورت میں ضرور لوگوں کو جمع کر لیا کرتی تھی۔ آج سے اسکا بھی خاتمہ ہو گیا کیونکہ اجودھیہ میں مجسٹریٹ نے قربانی رک دی ہے! انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حال میں نواب حاجی محمد اسحاق خاں صاحب نے ایک خط نواب وقار الملک کے نام شائع کیا ہے۔ اس خط کے علم مطالب اور لا حاصل ماؤ شما سے تو مجھے کوئی تعلق نہیں۔ البتہ انکا ایک جملہ مجھے بہت ہی پسند آیا اور میں اسے پڑھکر نہایت خوش ہوا۔ انہوں نے لکھا ہے کہ آجکل اگر کوئی شخص عام خیالات کے خلاف کوئی بات کہدیتا ہے تو لوگ اسے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قوم فروش ہے۔ لیکن ہزار ہا مسلمان ہیں جو صریح احکام اسلامیہ کی عملاً توہین کر رہے ہیں مگر نہ تو کوئی انہیں ملامت کرتا ہے اور نہ اسپر کسی طرح کی نکتہ چینی کی جاتی ہے۔

خدا تعالیٰ جزاء خیر دے جناب نواب صاحب کو کہ انہوں نے یہ لکھکر میرے دل کو نہایت مسرور کیا۔ میں کہتا ہوں کہ اسی

تعجب ہے کہ آپ نے بلا اتفاق وجوب کیونکر لکھا؟

بہر حال اس نوت میں مقصود قربانی کا مسئلہ نہ تھا بلکہ ترک نماز عید کی بحث تھی، اور اگر قربانی سنت بھی ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ چھوڑ دی جائے۔

(۲) نماز عید کے متعلق بھی آپ نے یہ صحیح نہیں لکھا کہ ”ائمۃ ثلاثہ کے نزدیک سنت ہے“ بہتر ہے کہ اسے تحقیق کر کے لکھتے۔ نماز عیدین حضرة امام ابوحنیفہ کے اجتہاد میں واجب ہے۔ امام احمد (رح) کے نزدیک فرض کفایہ ہے کہ ایک جماعت مقیم نے ادا کر لیا تو فرض ادا ہو گیا مگر فرض، اور یہی مذہب قری ہے۔

البتہ امام مالک و شافعی کہتے ہیں کہ سنت ہے۔

بہر حال میرے کہنے کا مقصد آپ نہ سمجھے۔ میرا مقصد یہ تھا کہ عید کے دن کے دو عمل مسلمانان اجودھیہ کے سامنے تھے۔ قربانی اور نماز۔ پہلی چیز کو جبراً مجسٹریٹ نے رک دیا۔ پھر اسکا یہ علاج نہ تھا کہ ایک سنت یا واجب (اصطلاحی) کے اجباری ترک سے اس عمل عظیم کو بھی عمداً ترک کر دیا جائے جسکی اصل صلوٰۃ الہی ہے، اور جو اعظم ترین فرائض اسلامی اور ارکان و اساس شریعہ حقہ میں سے ہے؟ فرض سے مقصود خاص نماز عید نہ تھی بلکہ اصل نماز۔ قربانی کا اصل سنت یا واجب سے زیادہ نہیں۔ پھر اسکا ترک بھی عالم مجبوری میں ہے نہ کہ عمداً۔ اس کے مقابلے میں نماز و جماعت کو ترک کرنا کہ اصلاً ایک عظیم ترین فرض اسلامی ہے، کسی طرح عند اللہ جوابدہی سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

تعجب ہے کہ ایسے عبارت پر غور نہیں فرمایا جو پوری طرح اس مطلب پر واضح کرتی ہے؟ میں یہاں ان سطور کو پھر نقل کر دیتا ہوں تاکہ آپکو زحمت رجوع نہ ہو:

”پس اگر قربانی رک دی گئی تھی تو ایک عمل سنت یا زیادہ سے زیادہ واجب کے ادا کرنے سے وہ معذور رہ گئے تھے اور اسکی بھی انکے سر کوئی پرسش نہ تھی کیونکہ حاکم کے حکم سے مجبور تھے۔ لیکن نماز تو خدا کا ایک مقرر کردہ فرض اور اعظم ترین شعائر اسلام بلکہ عمود دین و ملت ہے۔ پھر ایک عمل سنت کے اجباری ترک سے انہوں نے ایک عظیم ترین اور داخل قدرت و اختیار فرض کو کیوں چھوڑ دیا اور عین عید کے دن اللہ کے آگے سر عبدیت جھکانے سے کیوں باز رہے؟“

(۳) یا سبحان اللہ! اظہار ناراضگی کا لے دیکے یہی ایک طریقہ رہ گیا تھا کہ اگر مجسٹریٹ نے قربانی رک دی ہے تو چلو ہم نماز بھی نہیں پڑھتے؟

نہ لڑنا صبح سے غالب کیا ہوا گر اس نے شدت کی؟

ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر؟

مگر گریبان کس کا تار تار ہوا؟

پھر یہ کس شریعت کا حکم اور کس مذہب کی تعمیل ہے؟ کیا اس اسلام کی، جسکے ایک عمل یعنی قربانی کے ترک کا یہ کچھ ماتم ہے؟ یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو اسلام کے احکام و ارامر کے حفظ کا یہ جوش کہ ترک قربانی پر ماتم کیا جاتا ہے اور دوسری طرف اسی اسلام کے دوسرے اقدم ترین حکم کی یہ صریح تذلیل و تحقیر بلکہ انکار و تمرد، کہ اظہار ناراضگی کیلئے نماز عید کی جماعت ترک کر دی؟ یہی طریقہ حفظ احکام اسلامیہ و حمایت شعائر ملت کا ہے؟ نہاتوا برہانکم ان کفتم صادقین!

دیتا جس وقت آپے نماز عید کے ترک پر ترک تعزیه داری تہجرت لائی تھی، تاکہ یہ سطرین آپکے قلم سے نہ نکلتیں۔

رہا اصل واقعہ تو انفسوس کہ لوگ حریف شاطر کی چالوں اور نہیں سمجھتے اور اگر سمجھتے تو صورت حال مختلف ہوتی۔ یہ کیا بات ہے کہ جس جگہ پچھلے سال حکام نے مسلمانوں کا ساتھ دیکر قربانی کرائی تھی، آج وہیں حکماً بند کرا دی جاتی ہے اور کانپور کا معاملہ ہمارے سامنے ہے؟

کہا اسکے سوا اور بھی کچھ مقصود ہو سکتا ہے کہ دو قوموں کے اتحاد کی چند صدائیں جو اڑنے لگی ہیں، خود اپنا ہاتھ درمیان میں رکھ کر اس طرح روک دیا جائے کہ پھر از سر نو پوری قوت سے یہ مسئلہ چھڑ جائے؟

ہندو مسلمانوں کی نا اتفاقی کی شاخیں ہم پر پھیلی ہوئی ہیں، لیکن اسکا بیج کسی دوسری ہی جگہ ہے، اور قربانی کا مسئلہ اسکے لیے ایک بہترین آلہ حکام کے ہاتھ آ گیا ہے۔

زر اعانت " شہ ۱۸ء کانپور "

اعلیٰ اللہ مقامہم

اختیاروں میں یہ بحث چھڑ گئی تھی کہ جو روپیہ مسئلہ مسجد کانپور کے متعلق جمع ہوا ہے، اب کہ مقدمات باقی نہ رہے، انکا مصرف کیا ہو گا؟

لیکن مجھے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ حادثہ ۳ - اگست کے متعلق جن عورتوں اور بچوں کی اعانت ضروری ہے جو اس روپیہ کا اصل مقصد تھا، انکی تعداد اور ضروریات کے لحاظ سے دو سو روپیہ ماہوار کی مستقل آمدنی درکار ہے۔ پس جسقدر روپیہ جمع ہوا ہے، اُسے ایک ملی بیت المال کی صورت میں محفوظ رکھنا چاہیے اور کوئی عمدہ طریقہ ایسا اختیار کرنا چاہیے کہ صرف اُسکی آمدنی سے یتیموں اور بیوہ عورتوں کی مدد ہوتی رہی۔ الہلال کی فہرست میں اب تک جس قدر روپیہ جمع ہوا ہے، اسکا میزان کل مع بقیہ فہرست شہاد اعانت آئندہ اشاعت میں درج کر دیا جائگا۔ اب یہ فہرست الہلال میں بند کی جاتی ہے۔

۱۱ " ان کی ایجنٹ ی

ہندوستان کے تمام ادر، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو ہر ہفتہ ہر ہفتے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے۔ اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو درخواست یہ ہے

کچھ شک نہیں کہ حفظ مصالح ملت و حریت قوم و جماعت از روئے احکام شریعت فرض دینی ہے اور خدا تعالیٰ نے الہلال کو سب سے پہلے اس امر کے اعلان و اشاعت کی توفیق دی، لیکن اسکے کدا معنی ہیں کہ چند سیاسی مسائل کی نسبت تو اسقدر ہنگامہ و غلغلہ بپا کیا جاتا ہے، مگر فرائض و ارکان دینی کی صریح توہین و تحقیر اور عمداً تہاہل و تغافل پر (کہ فی الحقیقت عملی الحاد ہے) کسی کی غیرت ملی اور رگ جہاد حقوق قومی متحرک نہیں ہوتی، اور کوئی بھی خدا کی بخشی ہوئی زبان سے اسکی شریعت کے عمل و پابندی کی راہ میں کام لینا نہیں چاہتا؟ اسکا ایک نہایت درد انگیز ثبوت یہی اجودھیا کا معاملہ ہے۔

یہ ایسی رونے کی بات ہے کہ تقریباً تمام مسلمان اخبارات نے اس واقعہ پر بحث کی مگر کسی کو بھی خدا سے شرم نہ آئی کہ ترک نماز عید پر بھی در ایک لفظ لکھ دے۔ سچ یہ ہے کہ کسی کو اسکا حس بھی نہ ہوا ہوگا!

(۵) آپے کانپور کے مسلمانوں کی نسبت لکھا ہے، مگر جہاں تک میں سمجھتا ہوں، نماز عید کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل پر مبنی ہے۔ کانپور کے مسلمانوں پر نہیں۔ ممکن ہے کہ ایسا ہوئے میں میں غلطی پر ہوں۔ رہا یہ کہ میں نے مسلمانان کانپور کو ترک نماز عید پر ملامت نہ کی تو جس فعل کا مجھے علم نہر، اسپریشگی ملامت کرنے کی قدرت کہانے لڑیں؟

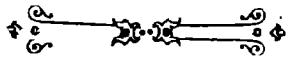
اگر کانپور کے مسلمانوں نے ایسا کیا تو اسی طرح انہیں بھی ہزار انفسوس، جس طرح اجودھیا کے مسلمانوں پر، لیکن جہاں تک میرا حافظہ اور علم کام دیتا ہے، میں آپکی روایت کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ مسلمانان کانپور نے بیشک عید الفطر کی نماز عید گاہ میں نہیں پڑھی تھی کیونکہ نہایت شرارت کے ساتھ مشہور کیا گیا تھا کہ ہندو مسلمانوں میں فساد ہوا۔ لیکن اُسکی جگہ مسجدوں میں پڑھی تھی، اور عذر کی بنا پر مسجد میں نماز عید پڑھنا بالاتفاق جائز ہے۔ بلکہ شوافع کے نزدیک تو بصورت وسعت مسجد، افضل و اولیٰ، جیسا کہ کتب قرم میں بہ تصریح ظاہر کیا گیا ہے۔

پس کجا نماز عید کو بالکل ترک کر دینا، اور کجا عید گاہ کی جگہ مسجد میں پڑھنا؟ انفسوس ہے کہ آجکل غلط بیانی روایات میں اسقدر بڑھ گئی ہے، گویا نعرہ با اللہ شریعت اسلامیہ نے جہت کو جائز کر دیا۔

آپ نے لکھنے کے تعزیه دار سنیں کی مثال پیش کی ہے۔ اب اسکا جواب کیا دوں سوا اسکے کہ مسلمانوں کی حالت پر رُوں کہ کہیں انکا خدا اُسے رتھہ گیا ہے؟ اور کہیں انکی عقلوں پر اسکے غضب نے قفل چڑھا دیے ہیں؟ آپے نماز عید کے ذکر میں لکھنؤ کی یہ مثال دیدی، لیکن آپ کو کیا معلوم کہ اسے پڑھ کر میرے دل کا کیا حال ہوا؟ کاش خدا آپ کو اتنی دیر کیلیے پتھر کی صورت میں بدل

الحلال

۴ محرم الحرام



ذَٰلِكَ يَوْعَظُ بِهِ ، مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَوْمَئِذٍ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ !

” اِلا ، ان حزب الله هم الغالبون ! “

۱۳۳۰ھ

خاتمہ سخن و آغاز عمل

(۲)

التائبون العابدون الحامدون السائعون الراكعون الساجدون الامرون بالمعروف والنهي عن المنكر والحافظون لحدود الله و بشر المؤمنين (۹ : ۱۱۳)

وہ ' جو توبہ کرنے والے ہیں ' اللہ کے عبادت گزار ہیں ' اُس کی حمد و ثنا ہمیشہ رد زبان رکھتے ہیں ' اسکی راہ میں اپنے گھروں کو چھوڑ کر سفر کرتے ہیں ' اس کے آگے رکوع و سجود میں مشغول رہتے ہیں ' نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں ' برائیوں سے روکنے والے ہیں ' اور سب سے آخر یہ کہ اللہ نے جو حدود قائم کر دیے ہیں ' اُن سب کے محافظ ہیں ' تو ایسے مومنوں کو دین و دنیا کی فتح یابوں کی خوشخبری سنا دو !!

غیر من درپس این پرده سخن سازے هست * راز در دل نتوان داشت کہ غمازے هست
زخم کا ریست ' صراحی و قدح بر چینید * نیم بسمل شدہ بر سر پروازے هست
بلبلان رو ز گلستان بہ شبستان آرند * کہ درین کنج قفس زمزمہ پروازے هست
عشق بازیم بہ معشوق مزاجی انداخت * زان نیازیم کہ با اوست ' بخود نازے هست
گو کہ این صف شکنان قصد ضعیفان نکنند * کہ درین قافلہ گاہ قدر اندازے هست
تو مہندار کہ این قصہ بخود می گویم * گوش نزدیک لبم آر کہ آوازے هست

دلی اظہار ری نرسیدست کہ امروز رود
معیتے را بود انجام کہ آغازے هست !

(ظہر الفساد فی البر و البحر)

دنیا کی وہ کونسی پرانی بیماری ہے جو آج پھر عود نہیں کر آئی ہے ؟ جبکہ وہ بیمار تھی تو کیا اُس کی حالت ایسی ہی نہ تھی جیسی کہ آج ہے ؟ پہلے وہ پتھر کی چٹان پر بیماری کی کروٹیں بدلتی ہوگی ، اب چاندی اور سونے کے پلنگ پر لیت کر کراہتی ہے ، لیکن بیمار کے بستر کے بدل جانے سے بیمار کی حالت نہیں بدل سکتی ۔

جنسی اور نسلی تعصبات کزورں طاقتور انسانوں کو اپنا اسلحہ بنائے ہوئے ہیں ۔ ضعف اور کمزوری سے بڑھکر قوموں اور ملکوں کیلئے کوئی جرم نہیں ۔ ہر قوم جو طاقت رکھتی ہے ' خدا کی تمام دنیا کو صرف اپنے ہی لیے سمجھتی ہے اور اس کے کمزور بندوں کیلئے عدالت کے ایک جج کی طرح مرت کا فتویٰ صادر کرنے میں بالکل بے باک ہے ۔ حق اور عدالت کے الفاظ لفظاً جس قدر زیادہ دہرائے جا رہے ہیں ، معناً اتنے ہی متروک ہو گئے ہیں اور نوجوان انسان کی مسارات و امینت کی حقیقت ' قوت کے زور اور طاقت کے ادعا سے پامال ہے !

آج دنیا پھر تاریک ہے ۔ وہ روشنی کیلئے پھر تشنہ ہے ۔ وہ پھر سرگئی ہے جس سے بار بار اُسے جگایا گیا تھا ، اور پھر اُسے بھول گئی ہے جس کی تلاش میں بار بار نکلی تھی ۔ اسکا وہ پرانا دکھ جس کے علاج کیلئے خدا کے رسولوں نے آہ و زاری کی ، اور جس کو چھٹی صدی عیسوی میں اللہ کے ہاتھوں سے آخری مرہم نصیب ہوا ، آج پھر تازہ ہو گیا ہے ۔

جو تاریکی چھٹی صدی عیسوی میں جہالت نے پھیلائی تھی جبکہ اسلام کا ظہور ہوا تھا ، ویسی ہی تاریکی آج تہذیب و تمدن کے نام سے پھیل رہی ہے جبکہ اسلام اپنی غربۃ الارلی میں مبتلا ہے ۔ اگر اُس زمانے میں دنیا کی سب سے بڑی تاریکی بت پرستی تھی تو اُس کی جگہ آج ہر طرف نفس پرستی چھا گئی ہے ۔ پہلے افسان پتھر کے بتوں کو پرچتا تھا ۔ اب خود اپنے تئیں پرچتا ہے ' خدا کی پرستش اس وقت بھی نہ تھی اور اُس کے پرچنے والے آج بھی نہیں ہیں !

اب اس کے لیے کسی نئی جماعت کی ضرورت نہیں۔ اصول معلوم ہیں اور تعلیمات چھپے ہوئے راز نہیں ہیں۔ ضرورت صرف اس کی ہے کہ انہی اصولوں اور تعلیموں کے ماتحت اعمال و افعال کے اندر تبدیلی پیدا ہو۔

(ادھبوا فتحسروا!)

اس کا وسیلہ ایک ہی ہے جیسا کہ ہمیشہ رہا ہے۔ یعنی ضرورت ہے کہ جس کو دنیا نے ہمیشہ دھونڈھا ہے، اسی کی تلاش و جستجو میں آج پھر نکلے، جس پانی کے لیے وہ ہمیشہ پیاسی ہو رہی ہے اسی کے لیے پھر آوازہ گردی کرے، جس مقصود کی تڑپ میں ہمیشہ مضطرب رہی ہے، اسی کو پھر پکارے۔ یعنی عشاق الہی کی ایک ایسی جماعت اکتہی ہو، جو صرف خدا کیلئے ہو اور انسانوں میں رہ کر اپنے تئیں انسانوں سے الگ کر لے کہ:

ترک ہمہ گیر و آشناے ہمہ باش!

بارجود اعلان ختم سخن، ۱۹ - ذی الحجۃ کی اشاعت میں میں نے پچھلی صحبتوں کی بہت سی باتیں دہرائیں اور بہت سی نئی باتیں بھی کہیں۔ یہ اس لیے تھا، تاکہ اس نقطہ کار کو تمہارے ذہن نشین کر سکوں کہ جب تک اصلاح عالم کے ان الہی سلسلوں کے ماتحت ہم ایک جماعت پیدا نہ کریں گے، جو دنیا میں ہمیشہ تاریکیوں اور گمراہیوں کے انتہائی دوروں میں ظاہر ہو رہے ہیں، اور جب تک ہماری کوششیں انسانی جماعتوں اور انجمن آرائیوں کی جگہ خدا کے رسولوں اور نبیوں کے اعمال سے نسبت پیدا نہ کریں گے، اُس وقت تک ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ نہ ہمارا وجود خود اپنے لیے مفید ہو سکتا ہے، نہ دینا کیلئے۔

اب غور کرو کہ پچھلی صحبتوں میں میں کن کن امور کی طرف شاہہ کرچکا ہوں؟ میں نے کہا کہ دنیا نے اپنے ہر اصلاح و دعوت کے دور میں ایک ہی مقصود کو دھونڈھا ہے، پس میں کہتا ہوں کہ آج بھی اُسی کو دھونڈھو۔ میں نے کہا کہ اس تلاش و جستجو کی آخری پکار وہی جو داعی اسلام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے دنیا کی آخری فراموشی و غفلت کے وقت بلند کی، پس میں کہتا ہوں کہ آج بھی اُسی صدا کو بلند کرو۔ میں نے کہا کہ اصلاح و دعوت کی پہلی بنیاد جماعت اور اس کا عملی نمونہ ہے، پس میں کہتا ہوں کہ آج بھی ”جماعت“ اور ”نمونہ“ کے سوا کوئی شے مطلوب نہیں۔ میں نے کہا کہ اسلام نے صحابہ کرام کی ایک جماعت پیدا کی جن کا ہر فرد اپنے اندر دعوت اسلامی کا ایک عملی نمونہ رکھتا تھا اور وہی نمونہ تھا جس کا ایک ہی نظارہ ملکوں اور اقلیموں کی فتح و تسخیر کیلئے کافی تھا، پس میں آج بھی اُن سب سے جو دل اور آنکھ رکھتے ہیں اور جن کی آنکھیں اشکبار ہونا اور جن کے دل خونچکاں ہونا جانتے ہیں، عاجزی کر کے اور گڑگڑا کے بھی کہتا ہوں کہ اپنے اندر نمونہ پیدا کرو۔

ہاں، میں نے کہا تھا کہ انسانی دلوں کی تبدیلی، انسانی صداؤں سے نہیں ہو سکتی، اس کے لیے ضرورت ہے کہ اپنی زبان کے اندر سے خدا کی آواز بلند کرو۔ لیکن خدا کو تم کیوں کر پاؤ گے جب کہ اُس قدوس و قدیم کیلئے تمہارے پاس گھر ہی نہیں ہے؟ اُس معجوب و مطلوب کو کہاں بٹھائے، جبکہ تمہارے پہلو میں اس کے بسنے کیلئے کوئی اجڑا ہوا دل ہی نہیں ہے؟

معمبرۂ دلے اُگرت هست، باز گوے

کین جاپہن بہ ملک فریدوں نمی رود

اس کے قدم حسن سے صرف وہی دل رونق پاسکتے ہیں جو اس کی

انسان لہو و لعب حیات اور غرور ذخارف دنیوی کے نشے سے خایہ ہی کبھی اس درجہ بد مست ہوا ہوگا، جیسا کہ اُس وقت ہو رہا ہے۔ اس کی معصیت پرستی قدیمی ہے اور شیطان اُسی وقت سے موجود ہے جس وقت سے کہ انسان ہے، تاہم معصیت کی حکومت اتنی جابر و قاهر کبھی بھی نہ ہوئی تھی، اور شیطان کا تخت اس عظمت و دبذ سے کبھی بھی زمین کی سطح پر نہیں بچھایا گیا تھا جیسا کہ اب قائم و مسلط ہے۔

یہ سب کچھ جہالت کے سایے میں نہیں ہو رہا بلکہ علم و مدنیۃ کے گہمزد میں۔ بیماری رہی ہے جس نے خاک و گرد پر دنیا کو لٹایا تھا، البتہ اب وہ سنہری پلنگ پر لیٹ گئی ہے اور مرتیوں کی مسہری کے پردے چار طرف گرا دیے گئے ہیں۔

ایسا ہونا ضرور ہے۔ کیونکہ چشمہ خشک ہو گیا ہے اور وہ نالیاں مٹی سے بھر گئی ہیں جن کی آب پاشی سے خدا پرستی کا چمن شاداب رہتا تھا۔ دنیا کی ہر چیز نمک سے نمکین بنائی جاتی ہے، پر اگر نمک کا مزہ پیکا ہو جائے تو وہ کس چیز سے نمکین کیا جائے گا؟ (متی ۵: ۱۳)

جو قوم تمام دنیا کی اصلاح کیلئے آئی تھی، اگر وہ خود ہی اصلاح کی محتاج ہو جائے تو پھر کون ہے جو دنیا کی اصلاح کرے؟ خدا ہمیشہ اس کام کیلئے اپنی جماعت دنیا میں بھیجتا ہے اور خدا نے مسلمانوں ہی کو حزب اللہ یعنی اپنی جماعت قرار دیا تھا۔ پھر اگر وہی حزب الشیاطین کا ساتھ دینے لگیں تو اللہ کے پاس جانے والے کن کو دھونڈھیں؟

پس آج وقت آگیا ہے کہ اسلام پھر ایک مرتبہ اپنے اُس فرض کو دہرائے جو وہ ایک بار انجام دیکھا ہے، اور مسلمان اپنی اصلاح خود اپنے لیے نہیں، بلکہ دوسروں کیلئے کریں، تاکہ اُن کی درستگی سے تمام عالم درست ہو، اور چشمے کی روانی سے تمام کھیت سرسبز ہو جائے۔

اسلام کا مشن ابھی ختم نہیں ہوا ہے۔ دنیا جس قدر اس کی تعلیم کی اُس وقت محتاج تھی، جبکہ چھٹی صدی عیسوی میں اُس نے جزیرہ نما عرب سے اپنی صورت دکھلائی تھی، اس سے کہیں زیادہ آج بھی اُس کے کاموں کی محتاج ہے۔ اس کو اپنے امن و نظام کیلئے، اپنی عدالت و صداقت کے قیام کیلئے، اپنی سفاکیوں اور بے رحمیوں کے ازالے کیلئے، اپنی صلح عام اور امنیت عمومی کے ظہور کیلئے، اصلاح انسانیہ اور استیصال سبعیت و معصیت کیلئے، اور سب سے آخر یہ کہ خدا کے تڑپے ہوئے رشتے کو پھر جوڑنے کیلئے صرف اسلام ہی کی ضرورت ہے اور صرف اسلام کی۔ اسلام کے فرزند خود اسلام سے بے نیاز ہو گئے ہوں مگر دنیا ابھی بے نیاز نہیں ہو سکتی!

(امۃ وسطاً)

لیکن جو آتشدان خود آگ سے خالی ہوگا، وہ کمرے کو گرم نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان سب سے پہلے خود اپنے اندر تبدیلی کریں۔ کیونکہ ان کی تبدیلی پر تمام عالم کی تبدیلی موقوف ہے۔

اس کے لیے رسمی انجمنوں کا قائم کرنا بیکار ہوگا اور رویہ کی فراہمی سے دلوں کی جمعیت ممکن نہیں۔ اس کے لیے وہ تمام طریقے بھی بیکار ہوں گے، جن کا بلند سے بلند نمونہ آجکل کے کم پیش کر سکتے ہیں۔ عمدہ مقاصد کے اعلان سے عمدہ نتائج نہیں حاصل ہو جاتے۔ اگر صرف مفید تعلیمات و مراعات کا دھرا دینا ہی کسی قوم میں تبدیلی پیدا کر سکتا ہے تو یہ پیشتر ہی سے اس قدر موجود ہے کہ

عمل میں ناقص ہوں لیکن ضرور ہے کہ تلاش و تشنگی میں بکے ہوں، اور گراہی راہ میں غم نہ اٹھا سکے ہوں پر اسکی یاد میں ضرور غمگین ہوں۔ کچھ ضرور نہیں کہ آنکی تعداد زیادہ ہو۔ کیونکہ دنیا میں تعداد نہیں بلکہ ہمیشہ تنہا صداقت کام کرتی ہے اور ایک ہی سچے موتی کا ہزار میں ہونا اس سے بہتر ہے کہ کانچ کے چمکیلے ٹکڑوں کا پورا ہار بنایا جائے۔ یہ بھی ضرور نہیں کہ وہ جاہ و حشمت کے مالک اور بڑے بڑے مکانوں میں رہنے والے اور قیمتی پوشاکوں سے حسین و شاندار ہوں۔ کیونکہ صداقت کا گھر ہمیشہ سے خاک و گرد ہی میں رہا ہے اور جہاں دیران دل مطلوب ہوں، وہاں آباد و پر رونق جسموں کی ضرورت نہیں۔

ہاں، وہ جماعت خواہ تعداد میں کتنی ہی قلیل و اقل، اور عزت و شوکت دنیوی کے اعتبار سے کیسی ہی ذلیل و اذل ہو، پر ضرور ہے کہ اسکا ظاہر جتنا حقیر ہو، اتنا ہی اسکا باطن عزیز و جلیل ہو۔ اس کے چہرے گرد فلاکت سے سیاہ، پر دل نور صداقت و حق پرستی سے تابندہ و درخشاں ہوں۔ اس کے جسم پر پہنے عریے کپڑے ہوں مگر درش ہمت پر تاج و تخت حکومت کی مکمل چادر و نئے سے بھی بڑھکر قیمتی ردائیں پڑی ہوں۔ وہ پہاڑوں کی چٹانوں سے بڑھکر محکم ارادہ، اور لوہے کے ستروں سے زیادہ مضبوط ہمت لیکر آئے، اور بہ یک دفعہ وہ یک دم، محسوس کرے کہ اس کے پاس زندگی کی قوتوں میں سے جو کچھ تھا، وہ اب اسکا نہ رہا بلکہ اسلام اور خداے اسلام کے سپرد ہو گیا۔ اسکی جان جو آئے اتنی محبوب ہے کہ اگر ایک ہزار برس تک بھی چھوڑ دی جائے جب بھی اسکا جی نہ بھرے، وہ سمجھے کہ اب ایک لمحہ اور ایک لمحہ کے دسویں حصے کیلئے بھی آئے محبوب نہ رہی۔ وہ مال و دولت جس کے ایک حقیر سے حقیر حصے کی حفاظت کیلئے وہ بسا اوقات اپنی جان جیسی محبوب شے کی بھی پروا نہیں کرتا، خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ اگر راہ حق میں اسے لٹانے کی ضرورت پیش آجائے تو خاک کے ڈھیر اور ٹوڑا کرکٹ کے انبار میں اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ اہل و عیال، عزیز و اقارب، جنکی محبت کی زنجیریں اسکی رگ جان سے بندھی ہوئی ہیں، خود اسکا دل اندر سے پکار آئے کہ راہ حق میں اسکی بندش کچھ تار کے کی قوت سے بھی کمزور ہے۔ اگر خدا تک پہنچنے کیلئے انکو توڑنا ضروری ہو تو ایک ہی جھٹکے میں پارہ پارہ ہو سکتی ہیں:

آنکس کہ ترا بخواست، جان را چہ کند؟
فرزند و عیال و خان و ماں را چہ کند؟
دیوانہ کئی ہر دو جہانش بخشی
دیوانہ تو ہر دو جہاں را چہ کند؟

قل ان کان اباؤکم و ابناؤکم
و اخراکم و ازواجکم و عشیرتکم
و اموال اقترقتموها و تجارتہ
تخشرون کسا دھا، و مساکن
ترضونها، احب الیکم
من اللہ و رسولہ، فتر بصوا
حتی یاتی اللہ بامرہ و اللہ
لا یہدی القوم الفاسقین (۲۴: ۹)

رسول اور اسکی راہ میں صرف قوت کرنے سے زیادہ محبوب و عزیز ہوں تو پھر خدا کی راہ سے ہٹ جاؤ۔ یہاں تک کہ آئے جو کچھ کرنا ہے کر گزرتے ہو وہ اپنے کاموں کیلئے تمہارا محتاج نہیں ہے۔

محبت میں دیراں ہو چکے ہیں مگر محبت کا اولین ثبوت محبوب کی اطاعت اور خود فروشانہ بندگی ہے:

ان المحب لمن. یحب یطیع!

(حزب اللہ)

پس اُن تمام راستباز رُوحوں کیلئے جو دین الہی کی غربت پر کڑھتی اور روتی ہیں، اُن تمام مومن و مسلم دلوں کیلئے جو حق کی مظلومی اور امنیت و عدالت کی بے بسی کو دیکھ کر غمگین ہیں، اور اُن تمام خدا پرست انسانوں کیلئے جو اپنے خدا کو چھوڑنا اور اُس سے اپنا رشتہ منقطع کرنا نہیں چاہتے، ”حزب اللہ“ کی دعوت ایک پیام الہی ہے، جو خدا کے برگزیدہ رسولوں اور انکے متبعین و رفقا کے سلسلوں کے ماتحت چاہتی ہے کہ راستبازی اور صادق العملی کے ساتھ، مومنین مخلصین اور مسلمین قانتین کی ایک جماعت پیدا ہو، جو اپنے تئیں ”حزب اللہ“ یعنی مومنین صادقین کہلانے کی اہل و مستحق ثابت کرے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر خدا اُسے اپنے کاموں کیلئے اُسی طرح چن لے گا، جیسا کہ ہمیشہ اُس نے چنا ہے، اور اُسے وہ نسبت نبوت و صدیقیت حاصل ہو جائیگی جو ماسورین الہی کے متبعین کو فناء اتباع و اطاعت کے وسیلہ سے حاصل ہوتی ہے، اور جس کو لسان الہی نے مقام ”معیت“ سے تعبیر کیا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں جا بجا کہا گیا:

(۱) محمد رسول اللہ، و الذین ”معہم“

(۲) قد کانت لکم اسرۃ حسنة فی ابراہیم و الذین ”معہ“

(۳) من یطع اللہ و الرسول، فاولئک ”مع“ الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین و الشہداء و الصالحین، و حسن اولئک رفیقاً۔

(۴) کونوا ”مع“ الصادقین (۱)

پس جیسا کہ تیسری آیت سے ظاہر ہے، جو لوگ جماعت (التي انعم اللہ علیہا) کی اطاعت و متابعت کے ذریعہ انبیاء و شہداء اور صدیقین و صالحین کے مقامات الہیہ سے نسبت ”معیت“ حاصل کر لیں گے، وہ اُن تمام انوار الہیہ اور برکات ربانیہ کا مرزد و مہبط ہونگے، جو انبیاء و صدیقین کیلئے مخصوص شیں، اور من جملہ اُن برکات نبوت کے ایک بہت بڑی برکت، دعوت و اصلاح کی فتح مندی اور تغیرات ممالک و اسم ہے۔

امتوں کی اصلاح کرنا، خدا سے اس کے غافل بندوں کو ملا دینا، اعتقاد و اعمال کے عالم کو دینا، نئی قوموں اور نئی جماعتوں کو پیدا کر دینا، پھر نتیجہ یہ ناکامی سے بے خطر، اور تمام قراء مادیت و دنیویہ کے حملوں سے بے پروا رہنا، اور اسی طرح کی وہ تمام باتیں جو دلوں اور رُوحوں کی سرزمینوں میں انقلاب و تغیر پیدا کر دیتی ہیں، وہ سب کے سب صرف خدا کے رسولوں اور اس کے بھیجے ہوئے ربانی مصلحین ہی کے کام ہیں۔ محض انسانی ہمت و ہمتی سے آئے ہوئے جوش اور انسان کے گڑھے ہوئے چند جماعتی کھلوانے خدا کے اِن کاموں کو انجام نہیں دیسکتے۔ اگر ایسا نہ ہو تو دنیا سے امان اٹھ جائے اور ہر انسان دلوں کا مالک اور ہر ارادہ قوموں کا تسخیر کنندہ بن جائے۔

(شرط کار)

لیکن ایسا ہونے کیلئے ضرور ہے کہ کامل خلوص اور سچی قربانی کے ساتھ خدا کے چند مخلص بندے اس کے نام پر اپنے تئیں عام لوگوں سے الگ کر لیں، اور خدا اور اس کے سچے مومنین میں عہد و میثاق اسلام کی ایک مرتبہ پھر تجدید ہو جائے۔ وہ گواہی

نہیں ہوتی تھی کہ اپنے دل کی تمام آرزوں کو ظاہر کیے بغیر کسی کو اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دوں - پھر یہ بھی تھا کہ اسی ضمن میں ارادوں کا استقلال اور طلب کی صداقت کیلئے بھی ایک ابتدائی آزمائش تھی کہ جو لوگ چند دنوں تک سماع مطلب کا انتظار نہیں کر سکتے، وہ آگے چل کر حضرات سفر کیلئے کیونکر مستعد ہو سکتے ہیں؟

لیکن اب کہ میں اپنی تمہید ختم کر چکا ہوں اور میری آرزوئیں بے نقاب اور میری خواہش غیر مستور ہے، تو ہر شخص کو موقع حاصل ہے کہ اپنے دل سے پوری طرح سوال و جواب کر لے اور کل کیلئے کوئی بات سونچنے اور سمجھنے کی آٹھا نہ رکے - اس سفر کا ارادہ خدا نے میرے دل میں ڈال دیا ہے اور اگر پانی میوے پاس نہیں ہے تو الحمد للہ کہ اپنی پیاس کی طرف سے تو مطمئن ہو گیا ہوں - میں آٹھا ہوں اور اب چلونگا - میرا چلنا اقل ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ حرکت مقدر ہو چکی ہے - میرے پاؤں میں سب سے زیادہ بوجھل زنجیر اپنے نفس اور اسکی ہوا پرستی کی ہے جسکے زلوں اور چھپی ہوئی معصیۃ پرستیوں کے طوفانوں میں ہمیشہ مرجیں آتھتی رہتی ہیں، اور میرے ارادے کو تھہر بالا کر دینا چاہتی ہیں :

صد دید باں اگر چہ بہر سو گماشتیم

اسکے بعد اپنے وجود سے باہر نفس انسانی کے فتنہ ہاے ابلیسی کے بند و علائق ہیں، جو گروہیت سے تڑپ چکے ہیں لیکن جننے باقی ہیں، وہ بھی کم نہیں اور ایسے سخت ہیں کہ بعض اوقات انہیں تڑپنے کی کوشش کرتے کرتے تھک جاتا ہوں اور قریب ہوتا ہے کہ میری انگلیوں سے خون بہنے لگے :

ہزار زخندہ بدام و مرا بہ سادہ لب

تمام عمر در اندیشہ رہائی رفت

انما امواکم و اولادکم فتنۃ ران اللہ عندہ اجر عظیم (۸ : ۲۹)

میں اس راہ کی سختیوں سے بے خبر نہیں ہوں، لیکن انکی سختیوں ہی کے اندر اپنے نام کی پکار بھی پاتا ہوں - بارہا ایسا ہوا کہ نفس کی شراوتوں نے کانوں میں انگلیاں ڈالیں اور دل کی غفلت نے خوب شور مچایا، تاکہ اُس آواز کو نہ سن سکوں اور اسکی طرف سے غافل ہو جاؤں - ایسا بھی ہوا کہ دن پردن اور راتوں پر راتیں اسی کشمکش میں گذر گئیں اور مدت کے افسردہ رولہ ہاے معصیت یکا یک زندہ ہو کر آٹھ بیٹے، تاہم یہ وقت بھی گذر گیا اور کان لگا کر غور کیا تو بند ہونے پر بھی ایک صدا تھی، جو اسکے اندر گونج رہی تھی :

تو مہندار کہ این زمزمہ بے چیزے ہست !

گوش نزدیک لبم آر کہ اوازے ہست !

میں درمیان میں اپنی پکار بلند کر کے پھر چپ ہو گیا تھا، کیونکہ جب میں نے اپنی جانب دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابھی چند دنوں اور اپنی آزمائش کی ضرورت باقی ہے - اس راہ میں دعوت دینے کیلئے مقدم شرط یہ تھی کہ میں خود بھی اس طرح طیار اور آمادہ ہو بیٹھوں کہ جس دن آغاز سفر کا اعلان کروں اُس دن سب سے پہلے خود اپنے پاؤں کو تمام زنجیروں سے خالی دیکھوں - پس میں اپنی فکروں میں غرق ہو گیا اور جس قدر زمانہ توقف کا ذکر منظور تھا، اس عالم میں بسر ہو گیا -

لیکن مجھے نظر آیا کہ ایسا ہونا ممکن نہیں - پانی اتنے اونچے تک پہنچ گیا ہے کہ اب دوبا سے بھاگنا محال ہے، اور قریب ہے کہ مدت کے بھاگے ہوئے غلام کے پانوں میں آخری مرتبہ ایک

اور اُس کی ہدایت انکے لیے نہیں ہے جنکے اندر ایمان کے ایثار و قربانی کی جگہ، فسق کی نفس پرستی بھری ہوئی ہے "

پس اگر یہ سب کچھ تم کرسکے اور خدا کی راہ میں قربانی کے اُس جانور کی طرح زمین پر گر گئے، جسکے لیے چھری تیز کی جا رہی ہو، تو میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ اس اسمان کے نیچے کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جو خدا کی راہ میں قربان ہونے والوں کے حکم سے باہر ہو - جن چیزوں کی آرزو میں تم کرتے ہو مگر تمہیں نہیں ملیں، جس عنقائے حریت کی تلاش میں تم سرگرداں ہو مگر ہاتھ نہیں آتا، جن مصائب قومی اور فلاکت ملی کے دور کرنے کیلئے آہ و رادہلا مچاتے ہو مگر جسقدر اسکی گریہیں کھولنا چاہتے ہو، اتنی ہی وہ اور سخت ہوتی جاتی ہیں، یہ سب چیزیں خود بخود تمہارے پاس آ جائیں گی، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان دُخار کی کیا ہستی ہے؟ وہ مقصود و مطلوب اعلیٰ، جو تمہاری ہستی کا اصلی نصب العین ہے مگر جسے تم بھولے ہوئے ہو، وہ بھی تمہیں خود ڈھونڈنے کا، تا تمہارے سامنے نمایاں ہو، اور تمہاری امانت تمہارے سپرد کر دے -

پھر تمہاری دعوت ایک تیر ہوگی جو دلوں کو نچھیر کیے بغیر نہ رہیگی - تمہاری ایک گردش چشم ہزاروں دلوں کو منقلب کر دیگی - تمہارے ایک اشارہ ابرو پر لاکھوں روحیں زمین پر لڑکتی اور خاک پر تڑپتی ہوئی تمہارے پیچھے روانہ ہو جائیں گی - تمہاری زبان سے جو کچھ نکلے گا، اللہ کے فرشتے اُسے اپنے نورانی یروں پر اٹھائیں گے اور تم جب کبھی پکارو گے تو اثر و قبول کی اوراح ساریہ تمہاری صداؤں کو اپنی اغوش میں لے لیں گی تا دلوں کی جگہ زمین پر گر کر ضائع نہوں - اگر زمین کے بسنے والے تمہارا ساتھ دینے سے انکار کر دینگے تو یقین کرو کہ خدا اپنے ملائکہ مسومین اور کریمان مقربین کو آتارہا، تا وہ تمہارے پیچھے چلیں - اور اگر انسانوں کے دل تمہاری صداقت اور حقانیت سے انکار کرینگے تو وہ ہراے پردوں، دریاؤں کی موجوں، پہاڑوں کی چوٹیوں اور درختوں کی ڈالوں کو حکم دیگا کہ تمہاری سچائی اور راستبازی پر گواہی دیں - اور میں تم سے سچ سچ، آسمانوں اور زمینوں کے مالک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس طرح مجھے اپنے وجود کا یقین ہے، بالکل اسی طرح اسکا بھی یقین ہے کہ حق اور راست بازی میں وہ قوت ہے کہ اگر وہ چاہے تو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دے اور سمندروں کی موجوں پر اپنا تخت بچھا دے -

عزیزان ملت ! جبکہ تمہارے اعمال کے اندر قرآن کی روح جاری و ساری ہو جائیگی، تو پھر تم خدا کے کلام کے حامل ہو گے اور خدا کا کلام بہت سے انسانی دلوں کو جو گوشت کے دیشوں سے بنے ہیں، نرم نہ کرسکے، مگر پہاڑوں کی چٹانوں کو تو اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے !

لر انزلنا هذا القرآن علی جبل
لر ایتہ خاشعاً متصدعاً من
جذۃ اللہ و تلک
امثال ضرب ہا
لنفس لعلہم یتفکرون !!

(۲۱ : ۵۹)

سننا ہے مگر سرکشی سے باز نہیں آتا) اور یہ تمثیلیں ہم لوگوں کیلئے بیان کرتے ہیں تاکہ سونچیں اور غفلت سے باز آئیں !! " اسمیں شک نہیں کہ میری تمہید طویل، اور انتظار کار کا زمانہ منتظر پر شدید تھا، تاہم میری طبیعت کسی طرح راضی

ہے جن میں سے ہر درجہ پچھلے سے اعلیٰ و اعلیٰ ہے اور یہی اس جماعت کا دستور العمل اور طریق کار ہوا :

(۱) ”التائبون“ اصلاح و تزکیۃ نفس کا اولین مرتبہ توبہ و انابت ہے، یعنی بندے کا اپنے اعتقاد و اعمال کی تمام گمراہیوں اور غفلتوں سے کنارہ کشی کرنا اور اللہ کے حضور عہد رائق کرنا کہ وہ آئندہ اسکی مرضات کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائگا۔

(۲) ”العابدون“ وہ جو مقام انابت کے بعد مقام عبادت تک مرتفع ہوئے۔ - مقام توبہ و انابت گذشتہ کا ترک تھا، عبادت حال و مستقبل کا عمل ہے۔

(۳) ”العامدون“ : وہ لوگ جو دنیا میں انسانی اعمال کی مدح و ثنا، اور اغراض و مقاصد نفسانیہ کے غلغلے، جگہ، خدائے قدوس کی حمد و ثنا کی پکار بلند کریں، اور جو توفیق الہی سے اس انقلاب کا وسیلہ بنیں کہ دنیا مادہ پرستی کے شر سے نجات پا کر حمد الہی کے ترانوں سے معمور ہو جائے۔

(۴) ”السائقون“ - یعنی وہ لوگ جو حق اور صداقت کی راہ میں اپنے گھر اور وطن کے قیام کو ترک کر کے، فرزند و عیال اور دوست و احباب کی الفت سے بے پروا ہو کر، اور سفر کی تمام تکلیفوں اور مصیبتوں کو خوشی خوشی جھیل کر نکلیں، اور خدا اور اسکی صداقت کے عشق میں شہر، بشار، کوچہ، بکوجہ گشت لگائیں - خدا کی دعوت کی صدا انکی زبانوں پر ہو، اور ہدایت الہی کی امانت دلوں میں - وہ آن دیوانوں کی طرح جو فراق محبوب میں جنگلوں کی خاک چھانتا، اور آبادیوں اور انکی سڑکوں پر مارا مارا پھرتا ہے، ہر جگہ پھریں، اور اُس بھکاری فقیر کی طرح جو ایک ایک دروازے پر صدا لگاتا، اور ہر شخص کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے، دنیا کے ہر گوشے میں پہنچیں - کہیں ہدایت کی صدا لگائیں تو کہیں سچے دلوں کا سوال کریں - جس شخص کی جیب کو روزنی اور دل کو فیاض پائیں، اسکے دروازے کا پتھر بنکر جم جائیں - اگر وہ دعاؤں سے خوش ہو تو دعائیں دیں، اگر دل کا نرم ہو تو فقیرانہ صدائیں سنائیں، اگر دردمند ہو تو عاجزی کی صورت بنا کر منتیں کریں - غرض کہ جب تک اپنے شکار کو قابو میں نہ کر لیں، اسکے دروازے سے نہ ٹلیں۔

پھر سفر کی مختلف صورتیں اور مختلف مراقبہ ہیں اور لسان الہی نے ”سائم“ کا لفظ استعمال فرمایا کہ سب پر حار ہے - میں کہتا ہوں کہ نیک نیتی کے ساتھ جو تاجر غیر ممالک کا سفر تجارت کیلئے کرے، جس کو قرآن کریم نے اللہ کے فضل سے جا بجا تعبیر کیا ہے، یا علوم مفیدہ و فنون نافعہ کی تحصیل کیلئے اپنا گھر چھوڑے، جس کو خدا نے خیر کثیر بنالایا ہے، یا اسی طرح کوئی دوسرا مقصد آن اغراض میں سے ہو، جتنی دوسری قومیں سیاست و تمدن وغیرہ کے ناموں سے یاد کرتی ہیں، تو وہ تمام صورتیں بھی اس وصف ایمان و اسلام میں داخل ہیں، اور اس طرح کا سفر کرنے والا بھی ”مرتبہ“ ”سائقون“ سے فائز، نیز اسکے تمام برکت سے بہرہ اندوز ہے - انشاء اللہ جب اس آیت کریمہ و عظیمہ کی تشریح بہ ضمن مقاصد ”حزب اللہ“ کر دگا، تو یہ تمام باتیں اپنے ادلہ و براہین کے ساتھ بصیرت افزا

ایسی برجہل زنجیر دال دی جائے کہ پھر کبھی بھی اسکے پائوں اس چوکھٹ سے باہر نہ نکل سکیں :

خلاص حافظ از اب زلف تا بدار مباد
کہ بستگان کمند تو رستگارا نند !!
الحمد للہ کہ اللہ کی توفیق رفیق نے مجھے نہ چھوڑا اور جنکو وہ چھوڑ دے تو اسکی دنیا میں پھر کون ہے جو انہیں پناہ دے سکتا ہے ؟
تو گر برہم زنی سوداے دل، بارے زیاں داری
مرا سرمایۂ دنیاؤ دیں نابود می گردد !
میں اب بہمہ وجوہ مستعد سفر ہوں اور ہمراہ سفر کیلئے صلاے عام ہے :

مردانہ قمارے کن، دستے بدر عالم زن !
فصلے کہ نہی بر نہ، نقشے کہ زنی کم زن !
ہرم چر فلک لعبت، از پردہ بسوں آرد
ایں شعبدہ یکسو نہ، ویں معرکہ برہم زن !
گر مہر نہی بر دل، از شوق پیدائے نہ
در قفل زنی بر لب، از رطل دما دم زن !
تو بہر چہ خاموشی؟ کز عقل نیندیشی ؟
من پاس گہر دارم، غواص نہ، دم زن !
ایماں ز یقین خیزد، رزہر چہ بشک یابی
در آتش حرماں بیں، یا بر معک غم زن !
بینائے جاں خواہی، شمشیر بتارک زن
آگاہی دل جوئی، الماس بہ مرہم زن !
مومن نتران گفتن، عاشق کہ مجاہد نیست
رو برسہ چو سربازان، بر طرہ پرخم زن !

طریق کار و آغاز

رب ادخلنی مدخل صدقاً و اخرجنی مخرج صدقاً، واجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً !

یہ جماعۃ ”حزب اللہ“ کے نام سے موسوم ہوگی کہ خدا تعالیٰ نے مومنین مخلصین کو اسی لقب سے ملقب فرمایا ہے : الا ان حزب اللہ ہم الغالبون -

(مقصد و : ۱)

اتباع اسوۃ حسنۃ ابراہیمی و محمدی علیہما الصلوٰۃ والسلام

(۱) لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ
(۲) قد کان لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراہیم والذین معہ

(دواۓ و دالہ ل)

التائبون العابدون العامدون السائقون
الزاکعون الساجدون الامرون بالمعروف
والناہون عن المنکر والعافون لعدوہ اللہ
و بشر المومنین (۹ : ۱۹۳)

خدا تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں آٹھ وصفوں کو بیان کیا ہے جو مومنین میں ہونی چاہئیں، یا آٹھ قسم کے درجوں کو بیان کیا

جلوہ گاہ بن جاتی ہے :

بیرون عشق و عاشق و معشوق هیچ نیست

وین هر در اسم مشتق از مصدر آمده !

(۷) ” الامرون بالمعروف والنہی عن المنکر “ اللہ اکبر! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا درجہ عالیہ کہ ان تمام اوصاف عظیمہ کے بعد اسکا ذکر کیا گیا اور فرمایا کہ وہ لوگ جو حق کا اعلان کرتے، صداقت کا حکم دیتے، اور راستبازی و عدالت کی طرف بلا تے ہیں۔ اور چونکہ نیکی کی دعوت، بدی کی ممانعت کے بغیر ممکن نہیں، اسلئے ساتھ ہی اسکا بھی ذکر کیا اور کہا کہ نیز وہ فرزندان حق جو برائیوں سے روکتے اور خدا کی زمین کو نفس و شیطان کی پھیلائی ہوئی ضلالت سے بچاتے ہیں۔

فی الحقیقۃ... یہ مرتبہ اسلام و ایمان کا اعلیٰ ترین درجہ اختصاص اور مخصوص ترین اعمال ندرت و صدیقیت میں سے ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی وصف نہیں جو اسلام کی پوری حقیقت اپنے اندر رکھتا ہو۔ یہی وہ عمل الہی ہے جسکا انجام دینے والا زمینوں اور آسمانوں میں خدا کا درست پکارا جاتا ہے اور اس کے اعمال کے اندر نبیوں اور رسولوں کی نسبت متحقق ہوجاتی ہے۔ جو گروہ یا جو فرد آمر بالمعروف و نہی عن المنکر ہوگا، وہ گویا آم و نوح اور ابراہیم و موسیٰ (علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) کا دنیا میں جاننشین ہوگا۔

الحمد لله کہ اس مقام کی تشریح و تفصیل اور اعلان و دعوت کی توفیق **مقدس اس فقیر کو** خصرویت کے ساتھ بکرات و مرات مرحمت ہوئی، اور اس کے فضل و نوازی سے امین ہے کہ باب توفیق ہمیشہ باز و مفتوح رہیگا۔

(۸) ” و العافظون لحدود اللہ “۔ یہ ان اوصاف الہیہ کا آخری مرتبہ اور اس میں حیرت انگیز صفات ایمانیہ کی آخری کڑی ہے۔ یہ انتہائی وصف ہے جو ان صفات سبعہ ربانیہ کے بعد مومنوں کو حاصل ہوتا ہے۔ یا مومنین مخلصین کی وہ منتہا درجہ رفیع و جلیل جماعت ہے جو ارتقاء ایمانی کی آخری منزل تک پہنچ جاتی ہے، اور پھر خدا تعالیٰ سچ مچ اس دنیا میں اُسے اپنا قائم مقام اور خلیفہ بنا دیتا ہے۔ نہر لا یسمع الا بسمعہ، ولا ینظر الا بنورہ، ولا یتکلم الا بلسانہ :

چشم و گوش دست و پایم او گرفت

من بدر رفتم، سراپم او گرفت !

” حافظین لحدود اللہ “ سے مقصود وہ جماعت ہے جو دنیا میں شریعت حقہ الہیہ کے قیام اور عدل و امنیت کے نظام کی ذمہ دار ہوتی ہے، اور جو حدود و قوانین خدا تعالیٰ کے قوام عالم، و امن انسانیت، و نظام مدنیہ صالحہ، و حفظ حقوق اقوام و ملل کیلئے قائم کر دیے ہیں، ایک با اختیار سلطان اور ایک مسئول والی ملک کی طرح انکی محافظت کرتی ہے۔ یہی حدود اللہ فی الحقیقت تمام شرائع الہیہ کا مقصود حقیقی اور تمام مامورین و مرسلین اور مصلحین متبعین کی دعوت کا ماحصل ہیں، اور یہی حدود ہیں جنکو لسان اللہ نے کہیں دین قیم، کہیں دین حنیف، کہیں صراط مستقیم، کہیں فطرۃ اللہ، کہیں سنتہ اللہ، اور پھر کہیں ” اسلام “ کے نام سے تعبیر

ہوئی۔ نیز بعض ایسے معارف و حکم قرآنیہ بھی سامنے آئیں گے جن پر اب تک بہت کم تدبیر و تفکر کیا گیا ہے

(۵) ” الساکدون “۔ بظاہر ” الساکدون “ اور اس کے بعد کا وصف ” الساجدون “ ایک ہی چیز یعنی نماز کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں پہلے رکوع ہے اور پھر سجود۔ لیکن دراصل یہ دو علیحدہ علیحدہ وصف یا دو علیحدہ علیحدہ مرتبوں کی جماعتوں کا بیان ہے، جن میں پہلا وصف مرتبہ رکوع ہے، دوسرا سجود۔

مقصود دونوں سے وہ مقام ہے، جبکہ انسان اپنی روح و دل اور اپنی تمام قوتوں اور اپنے تمام جذبات اور تمام خواہشوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آگے جھک جاتا ہے، اور وہ سر جسے اُس نے بلند کیا ہے، اسکی ہر مغزوق کے آگے بلند ہو کر بالآخر اُس کے آگے گرا دیا جاتا ہے۔ فی الحقیقت لفظ ” اسلام “ کی حقیقت اور مقام ” تسلیم “ کا مقصود اصلی بھی یہی مقام ہے۔ و قال فی هذا المقام :

ایں جملہ کتا بہا کہ در برداری

سودے نہ کند چو نفس کافر داری

سر را بہ زمین نہی تو در وقت نماز

آن را بہ زمین بنہ، کہ در سرداری !

لیکن اس حالات کے دو درجے ہیں : ایک مرتبہ رکوع ہے اور ایک مرتبہ سجود۔ نماز میں مصلیٰ پہلے رکوع میں جاتا ہے۔ اُس کے بعد سجدے میں گرتا ہے۔ پس ” الساکدون “ سے مقصود وہ لوگ ہیں جو اس حالت کے پہلے درجے تک پہنچ گئے ہیں، اور اُس بے نیاز و کبریا کے سامنے انہوں نے اپنی روح و دل کو یکسر جھکا دیا ہے۔

(۶) ” الساجدون “۔ یہ دوسرا مرتبہ ہے۔ رکوع صرف جھکنا تھا مگر سجود جھکتے جھکتے اس قدر جھک جانا کہ بے اختیار و مضطر ہو کر زمین پر گر پڑنا اور پیشانی کو گرد و خاک مذلت سے آلودہ کر دینا۔ یہ انکسار عبودیت کا انتہائی مرتبہ ہے، اور اس طرف اشارہ ہے کہ بندہ اپنے سر کو نہ صرف اللہ کے آگے جھکا ہی دے، بلکہ دائمی طور پر اس کے سامنے زمین پر رکھ دے اور اُسے سپرد کر دے۔ سید الطائفۃ بغدادی سے کسی نے پوچھا تھا : نماز میں سجدے کے شرائط کیا کیا ہیں ؟ فرمایا کہ تمہارے لیے تو یہ کہ پیشانی اور ناک زمین سے مس ہو، اور ہمارے لیے یہ کہ جب ایک بار سجدے میں سر گر جائے تو پھر دوبارہ زمین سے نہ اُٹھے ! و للہ در ما قال :

در سجدہ کہ تن نہ ز سر می شود جدا

در کشور و نا گنہش نام کردہ اند

یا رب ز سیل حادثہ طرفاں رسیدہ باد

بت خانہ کہ خانقش نام کردہ اند !

پھر نظر حقہ... شناس کو بلند تر کیجیے تو اسی مقام سے وہ مرتبہ فناء نفس انسانی مراد ہے، جسکو صرفیاء کرام اپنی اصطلاح میں مقام ” استہلاک کلی “ اور ” جمع الجمع “ سے تعبیر کرتے ہیں، اور اگر زبان اہل محبت میں کہیے تو رجود انسانی کا یہی سجدہ ہے، جسکی پیشانی زمین پر کرنے سے پہلے تو طلب عشق ہوتی ہے، پر جب اٹھتی ہے تو عشق کی جگہ خود حسن کی

اور اے ملک ”حزب
 اللہ“ ”الا“ ان حزب
 اللہ ہم المفلحون !!
 (۵۸ : ۲۲)

یہی ”حزب اللہ“ یعنی خاص اللہ کی
 جماعت ہے اور یقین کر رہے خواہ
 حزب الشیطان کی شان و شوکت
 کیسی ہی دلفریب ہو، مگر آخر کار
 یہی لوگ فلاح پائیں گے۔

ان آیات سے عجیب و غریب نکات و معارف سامنے آتے ہیں مگر وقت تشریح نہیں و محول بہ وقت توضیح مقاصد حزب اللہ تا ہم مختصراً اتنا اشارہ کر دینا ضروری ہے کہ ان آیات کے بعض مخصوص علامتوں اور نتائج کو سامنے کر دیا ہے۔ مثلاً ان سے واضح ہو گیا کہ :

(۱) خدا نے دنیا میں دو جماعتوں کا ذکر کیا - حزب الشیطان اور حزب اللہ -

(۲) حزب الشیطان کا کام یہ ہے کہ وہ چونکہ اپنے نئیں قراء شیطانہ کا مرکب بنا دیتا ہے اسلیے شیطان ذکر الہی سے اسے معرور کر دیتا ہے اور خدا کی صداقت و حقانیت بالکل فراموش ہو جاتی ہے۔ لیکن ”حزب اللہ“ ذکر الہی کو زندہ کرنے والا، اور اس کے غلغلے سے تمام عالم کو معمور بنا دینے والا ہے۔

(۳) حزب اللہ کی اصلی علامت یہ ہے کہ وہ اللہ کی وفاداری میں اور تمام شیطانی قوتوں سے بکلی باغی ہو جاتا ہے اور اسکی راہ میں کسی دنیوی اثر و قوت سے متاثر نہیں ہوتا۔

(۴) ”حزب الشیطان“ کا نتیجہ نامرادی و خسران ہے، اور ”حزب اللہ“ آخر کار فلاح و نصرت پائے والا ہے۔

(۵۰) کیونکہ خدا انکے لوح دل پر نقش ایمان کندہ کر دیتا اور اپنی ”روح“ سے انکی مدد کرتا ہے۔

(۶) دائمی نشاط کار و سرور فتم مندی انکا صلہ ہے ۔

(۷) بارگاہ الہی میں انکا درجہ یہ ہے کہ ”وہ خدا سے خوش اور راضی ہیں اور خدا ان سے راضی و خوش ہے“ اور یہ انتہاء مراتب عباد اللہ ہے - کیونکہ انکی رضا اور اپنی رضا، دونوں کا خدا نے ایک ساتھ ذکر کیا -

حاصل سخن یہ کہ ”حافظین لحدود اللہ“ کا مقام جماعت ”حزب اللہ“ کا مرتبہ آخری ہے اور ان مراتب ثمانیہ کے طے کرے کے بعد اس جماعت کا فرض ختم ہو جاتا ہے۔

پس یہی ہیں کہ فرمایا ”و بشر المومنین“ کہ انکو فلاح دارین کی بشارت پہنچا دی جائے، اور یہی قرآن حکیم کے مقرر کردہ مراتب عمل ہیں، جنکو حلقۂ حزب اللہ اختیار کریگا۔

١٠٠ اعة فلاذنه

ثم ادرثنا الكتاب الذين اصطفينا من عبادنا ، فمن هم ظالم لنفسه ، ومن هم مقتصد ، ومن هم سابق بالخيرات باذن الله - ذلك هو الفضل الكبير ! -
(٢٩ : ٣٥)

(ترجمہ)

پھر پچھلی قوموں کے بعد ہم نے اپنے بندوں میں سے اُن لوگوں کو کتاب الہی (قرآن) کا وارث ٹھہرایا، جنکو ہم نے اپنی خدمت کیلئے اختیار کر لیا (یعنی مسلمانوں کو)۔ پس اُن میں سے ایک گروہ تو انکا ہے، جو اپنے نفوس پر (ترک اعمال اور ارتکاب معاصی سے) ظلم کر رہے ہیں۔ دوسرا انکا جنہوں نے معاصی کو ترک اور اعمال کو اختیار کیا ہے پر

کیا ہے - خدا تعالیٰ ہمیشہ اس خدمت کیلئے اپنی
 جماعتوں کو چنتا اور انہیں اپنا خلیفہ بنا تا ہے، پس
 وہ دنیا کو صفات الہیہ کا تجلی گاہ بنا نا چاہتے ہیں نہ کہ
 تخت ابلیس کے احکام خبیثہ کا جہنم کدہ - وہ ہر اُس
 چیز سے خوش ہوتے ہیں جسے رب العالمین خوش
 ہے، اور ہر اُس درخت کی چڑ کاٹنا چاہتے ہیں جو
 صفات شیطانیہ کے بیج کا پھل ہے - پھر وہ اپنی تمام
 قوتوں کو ”حدود اللہ“ کی حفاظت کی راہ میں وقف
 کر دیتے ہیں، اور دنیا کی جو جو قوتیں ان حدود کو
 توڑنے والی اور انسانیہ کو اُس کے فطری حقوق سے محروم
 کرنے والی ہیں، اُن سب کے تسلط سے عالم کو نجات
 دلاتے ہیں - یہ گویا قوۃ الہیہ اور قوائے شیطانیہ کی ایک
 جنگ ہوتی ہے، پر جیسا کہ اُس نے ہمیشہ کیا ہے،
 وہ اپنی جنود قاہرہ کو فتح دلاتا اور ابلیس کے لشکر کو
 نامراد و خاسر کرتا ہے : ولقد سبقنا کلمتنا لعبادنا
 المرسلین، انہم لہم المنصورون، و ان جندنا لہم الغالبون !

(۱۷۱ : ۳۸)

یہ درجہ آخری درجہ ہے، اور اس لیے ”حزب اللہ“ کا مقصد حقیقی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے حزب اللہ یعنی اپنی جماعت کو جا بجا ”حزب الشیاطین“ یعنی شیطان کی جماعتوں کے مقابلے میں فرمایا ہے۔ سورۃ مجادلہ میں جہاں منافقین و کفر پرست لوگوں کا تذکرہ کیا وہاں پہلے ”حزب الشیطان“ کی طرف اشارہ کیا :

استحوذ علیہم الشیطان ،
فانساہم ذکر اللہ ، والایک
حزب الشیطان ، الا
ان حزب ال شیطان
ہم الخاسرون (۵۸ : ۱۸)
یقین کرو کہ آخر کار حزب الشیطان برباد و تباہ ہی ہوگا۔

پھر اسی سورۃ میں اس آیت کریمہ کے بعد سچے اور راست باز مومنوں کا ذکر کیا ہے، اور کہا ہے کہ انکی علامت یہ ہوئی چاہیے کہ اللہ اور اسکی صداقت و عدالت کے آگے دنیا کی تمام قوتوں اور بندشوں کو ہیچ سمجھیں، ولو كانوا ابناء ہم، اور ابناء ہم، اور اخوانہم، اور عشیرتہم - اگرچہ انکے مان باپ، اہل و عیال، برادر و قریب، اور خاندان اور کنبے ہی کے لوگ کیوں نہوں، لیکن خدا کی راہ میں وہ کسی کی پروراء نہ کریں -

پھر انکی تعریف ان لفظوں میں کی ہے کہ:

اور اِنَّكَ كَتَبْتَ فِي قُلُوبِهِم
الْاِيْمَانَ وَاِيْدَهُمْ بِرُوحٍ
مِّنْهُ وَاِيَدْخُلُهُمْ جَنَّاتٍ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
النَّهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
وَرَضَوْاْ ۖ ذٰلِكَ هُوَ
(۲۱: ۵۸)

جسے وہ راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہیں“

ان اوصاف و خصائص کے بیان کرنے کے بعد، پھر اس جماعت کا نام بتلایا کہ :

حنیفی کے ميثاق کی تعظیم کا ثبوت دیدینگے، ایک دوسری جماعت چھانٹنی چاہیگی اور اسمیں شامل ہونا گویا بارباب، اقتصاد کے طبقہ میں شامل ہونا ہوگا۔

لیکن اس کے لیے اولین شرط یہ ہوگی کہ دخل نظر ہوتے والا امور ذیل کی پابندی کا موافقہ و مخلصانہ عہد کرے، فیروز جعفر زمانہ پہلی جماعت میں بشر کچکا ہے، اس کے نتائج اس کے عہد کی صداقت کا یقین دلائیں۔

(۱) تمام احکام شریعت کی، انکی تمام شرائط و اوزان کے ساتھ سچی پابندی کرنا اور ازسرتا یا اپنے تمام اعمال و افعال حیثیت اور تعلقات و لوازم زندگی میں یکسر دیگر شریعت اور معصہ اسلامیت ہونا۔

(۲) صداقت الہی کی راہ میں سیاحت و سفر اور سیر فی الارض۔

(۳) امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کسی حال میں غافل نہ ہونا،

الحب فی اللہ و البغض فی اللہ کو اپنے تمام اعمال کا دستور العمل قرار دینا، اُن تمام رشتوں کے تڑوے میں جلدی کرنا جو خدا کی رضا سے خالی ہوں اور ہر اُس

رشتے کو ماں باپ اور زن و فرزند کے رشتے سے بھی زیادہ قریب سمجھنا جو اللہ کی راہ میں باندھا جائے۔ خواہ

کسی قسم کی مشغولیت اور کیسے ہی کاموں کا انہماک ہو، مگر ہمہ وقت اسی دھن میں لگے رہنا کہ بندگان الہی کو

معروف و حق کی دعوت دی جائے، منکرات و منہیات سے روکا جائے، اور دین الہی کی ایک بھی فوت شدہ سنت

ہمارے ہاتھوں زندہ ہو جائے۔ اور پھر اپنے دل کے اندر کچھ

اس طرح اسکی چہن اور قیس پیدا کر لینا کہ جس طرح سانپ کا کاٹا یا بچھو کا دسا ہوا مریض درد اور تڑپ

سے لڑتا اور گراہتا ہے، ٹھیک ٹھیک اسی طرح حق و عدل کی مظلومیت اور دین الہی کی بیکسی و غیبت

پراز سرتا یا پیکر اضطراب اور تصویر التہاب بن جائے!!

(۴) حکم اسلام و شریعت اسلامیہ کی اطاعت کا پتدریج رہ مرتبہ

حاصل کرنا اور اس طرح اس کے احکام کی عظمت و سطوت

اپنے اوپر طاری کر لینا کہ اسکا ہر حکم فرمان قضا اور اسکا ہر اشارہ فیصلہ کن جسم و جاں ہو۔ اور قلب ہر

حال میں اس کے احکام کا منتظر اور اس کے اوامر کیلئے بہرہ

پیا سا رہے۔

(۳)

اس دوسری جماعت میں سے جو فرزندان حق اپنے اعمال و

انفال سے درجہ مسابقت و مرتبہ علو و رفعت حاصل کرینگے، انہی سے

یہ آخری جماعت منتخب ہوگی اور یہی جماعت ”حزب اللہ“

کا خلاصہ مساعی و جہاد، اور اسکی اصلی حکمراں جماعت

ہوگی۔ یہ لوگ ”سابق بالخیرات“ اور ”حافظین لحد رد اللہ“

ہونگے۔ خدا تعالیٰ جو کام اُن سے لینا چاہے گا، خود لے لیگا،

اور جس مقصد کی طرف انہیں کہینچے گا، وہ اُس طرف کھنچ جائیں گے۔ ان کے مقصد آخری کو نہ اس وقت پتلا جا سکتا ہے

اور نہ متعین کیا جا سکتا ہے۔ جو سالک کہ ابتدائی ہو جماعتوں سے ترقی کر کے اُس درجہ تک پہنچے گا، وہ خود وہاں کے

اسرار و رموز سے آشنا ہو جائیگا۔ اس سے پہلے وہاں کے حالات کسی پر موقوف نہ ہو سکیں گے۔ کسی عضو جماعت کیلئے جائز نہ ہوگا کہ ان کے انکشاف کے درپے ہو۔ اور وقت سے پہلے انہیں معلوم کرنا چاہے۔

خدا پرستی اور ترک نفسانیت میں انکا درجہ درمیانہ

اور متوسط ہے۔ تیسرے وہ جو اذن الہی سے

تمام اعمال حسنه و صلاحتہ میں آوروں سے آگے بڑھے

ہوے ہیں اور یہ خدا کا بہت ہی بڑا فضل ہے!

اس آیت کریمہ میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو تین طبقوں

میں منقسم کر دیا ہے:

(۱) وہ جو اپنے نفوس پر ظلم کر رہے ہیں کیونکہ خدا سے غافل

اور اس کے رشتے کی عزت کو بھولے ہوئے ہیں۔ یہ طبقہ

تمام اُن مسلمانوں کا ہے جو اپنے دلوں میں اعتقاد اور

حس ایمانی تو ضرور رکھتے ہیں پر ایمانی قوت

میں ضعف بھی بدرجہ کمال ہے اور عمل مفقود۔

(۲) درمیانی طبقہ جو غفلت سے متنبہ ہوا، اعمال حسنه

اختیار کیے، اوامر الہیہ کے آگے سر اطاعت خم کیا۔

(۳) اعلیٰ ترین طبقہ جو نہ صرف خیرات و محاسن کا انجام

دینے والا، بلکہ اُن میں آوروں سے پیش رو بھی ہے اور

نیکی کی صفوں میں سب سے آگے بڑھنے والا ہے۔

قوم کے مختلف طبقات و مدارج کی یہ ایک قدرتی تقسیم

ہے اور ہر قوم میں یہی تین جماعتیں ہوتی ہیں۔ پھر جن میں

پہلی کم، دوسری بکثرت، اور تیسری کافی ہوتی ہے، وہ تمام

قوموں میں سرفراز و ممتاز ہوجاتی ہے، اور جس میں صرف پہلی

کی کثرت، دوسرے بہت کم، اور تیسرا گروہ کا عدم ہوتا ہے،

وہ دنیا میں اپنے زندہ رہنے کا حق کھو دیتی ہے۔

(”حزب اللہ“ کے تین درجے)

پس اس تقسیم قرآنی کی بنا پر اس جماعت کے بھی تین

درجے قرار پائے ہیں:

(۱)

ہر مسلمان جو راست بازی کا متلاشی، اصلاح حال کا متمنی،

اور اسلام کے اس دور غیبت میں خدمت و جہاد فی سبیل اللہ

کی اپنے دل میں سوزش و تپش رکھتا ہے، نیت صالح، ارادہ محکم،

اور اقرار واقعی کے ساتھ دین الہی کے اس ميثاق مقدس کو دھراے:

ان صلاتی و نسکی و معیاتی و مماتی لله رب العالمین۔ لا شریک له۔ بذالک امرت و انا اول

المسلمین!

میری عبادت، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا،

غرضکہ میری ہر چیز صرف اللہ رب العالمین کیلئے

ہے۔ اسی قربانی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں

مسلمانوں میں پہلا ”مسلم“ ہوں!

اور اپنی تمام قوتوں اور خواہشوں کے ساتھ خدا کی قربانی کیلئے

طیار ہو کر اقرار کرے کہ وہ اللہ کے رشتے میں منسلک ہونا، اور اس

کی جماعت کے فرائض ادا کرنا چاہتا ہے، پس وہ طبقہ ”ظالم لنفسہ“

میں سے طبقہ ”مقصد“ کیلئے منتخب ہو جائیگا، اور اس کے بعد

اسکی آزمائش شروع ہو جائیگی۔ یہ آزمائش اُس وقت تک جاری

رہیگی جس وقت تک کہ وہ دوسرے درجے میں شامل ہونے کا

اہل ثابت نہ ہو۔

(۲)

اُن لوگوں میں سے جو پہلی جماعت میں منتخب ہوئے

ہیں، جو لوگ اپنے اعمال و افعال سے عہد الہی کے ایفا اور دین

من - عَمَمِيَّة

تقدم علوم و معارف

سنہ ۱۲ - ۱۳ میں

(۲)

علم الانسان

جیسا کہ خود نام سے معلوم ہوتا ہے، اس علم کا موضوع انسان اور تاریخ انسان ہے۔ انسان کے متعلق کوئی گونہ سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ منجملہ انکے ایک سوال یہ ہے کہ انسان کب پیدا ہوا؟ اس کے جواب کا سمجھنا چند دیگر مسائل کے سمجھنے پر موقوف ہے اس لیے پہلے ان مسائل کو سمجھ لینا چاہیے۔

کرہ زمین اصل میں کیا تھا؟ کہاں سے آیا؟ کیا کیا تغیرات ہوئے؟

یہ مبادی ہیں جنکی تفصیل کے بغیر طبقات زمین کی بحث لا حاصل ہوگی۔ لیکن اگر ان پر قلم اٹھایا جائے تو یہ مضمون تقدم العلوم کی روداد کے بدلے علم الارض کا ایک رسالہ ہو جائے گا، اس لیے مختصراً جدید تحقیقات کے تذکرہ پر قناعت کی جاتی ہے۔

علماء الارض (جیولوجسٹ) نے زمین کے چار طبقات قرار دیے ہیں :

۱۔ پہلی طبقہ

یہ پہلی طبقہ ہے جو حرارت زمین کی تدریجی تہرید کے بعد سب سے پہلے بنا۔ اسکا مایہ قرم سنکھا ہے آتشیں ہیں۔ اس کے بعد اولین کی زمین بھی کہتے ہیں۔

۲۔ دوسری طبقہ

علماء کا خیال ہے کہ جب پہلی طبقہ اول تیار ہو گیا تو اندرون زمین کی حرارت سے بخارات بلند ہوئے۔ یہ بخارات اوپر جا کے ابر بنے اور بارش ہوئی۔ بارش سے دریا اور نہریں جاری ہوئیں۔ پانی کے ساتھ آوے صدمہا قسم کے اجزاء اس وقت سطح زمین پر موجود تھے۔ یہی اجزاء قانون ثقل کی وجہ سے پانی کے نیچے بیٹھے اور بالآخر ان روائب سے طبقہ ثانیہ تیار ہو گیا۔

اس طبقہ میں حیوانی اجسام کے پس ماندہ اجزاء پتھر بن کر لائے، پیرانی سرخ بالو، بالو کھریا، سنکھاے جیری شکرین، خالص جیری شکرین، جیری قوعمی، جیری کوچک، سنگ رنگین (سبز وغیرہ) وغیرہ اجزاء پائے جاتے ہیں۔ اسے عہد ثانی کی زمین بھی کہتے ہیں۔

۳۔ تیسری طبقہ

یہ طبقہ طبقہ ثانیہ کی تکمیل کے بعد شروع ہوا۔ اس میں سنگ جیری جسکا مایہ خمیر آب شہین ہے، سنگ جیری مارنی قوعمی، سنگ جیری سلیسی، وغیرہ انواع سنگ و دیگر مدہا اصناف کے معادن و نباتات و حیوانات پائے جاتے ہیں۔ اس کے عہد ثالث کی زمین کہتے ہیں۔

عہد ثالث کی زمین کو حدانت و قدامت کے اعتبار سے علما نے پھر تین طبقات پر تقسیم کیا ہے۔ ایک کو ایوسکین، یعنی جدید کہتے ہیں۔ دوسرے کو میوسکین، یعنی جدید تر۔ اور تیسرے کو پلیوسکین، یعنی جدید ترین۔

طبقہ رابعہ

یہ وہ طبقہ ہے جس پر ہم لوگ اس وقت آباد ہیں۔ اسکی تکریریں مختلف اصناف سنگ، رینگ، زمین لائق کاشت، وغیرہ اجزاء سے ہوتی ہے۔

یہ ہیں وہ چار طبقات جو علما الارض نے قرار دیے ہیں۔ انکے بیان میں انتہائی ایجاز سے کام لیا گیا۔ کیونکہ اگر تفصیل سے کام لیا جاتا تو صرف اس ایک ہی نقطہ بحث کے لیے مضمون کی موجودہ ضخامت بھی نا کافی ہوتی۔

طبقات الارض کو اجمالاً سمجھ لینے کے بعد یہ سمجھ لینا چاہیے کہ حیات کا وجود کس طبقہ سے شروع ہوتا ہے؟

طبقہ اولیٰ میں غالباً حیات کا وجود نہ تھا کیونکہ اس وقت تک حیوانات ایک طرف، نباتات کی بھی کوئی یادگار نہیں ملی۔ جس قدر پتھر اس وقت تک نکلے ہیں، ان سے بھی کسی ذی حیات وجود کا پتہ نہیں چلتا۔ پھر اس وقت زمین کی حرارت بے حد شدید ہوگی۔ سطح زمین ایک فرش آتشیں کی طرح دھک رہی ہوگی، معدہ بخارات کی وجہ سے جو ابر ہاے کثیفہ سے مشعرن ہوا، آنتاب کی شعاعیں بھی زمین تک نہ پہنچتی ہوگی، اور بخارات کی چادریں درمیان میں حائل ہو گئی ہوگی۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں ذی حیات کا وجود اگر ہو تو بقا کہاں تک ممکن ہے؟

لیکن جب زمین کی اندرونی حرارت فی الجملہ کم ہوئی اور انجماد و تہرہ ہوا، تو اس وقت ذی حیات اجسام وجود میں آئے۔ چنانچہ طبقہ ثانیہ میں آثار حیوانیہ (یعنی پس ماندہ اجزاء جسم حیوانی) ملتے ہیں۔

مگر یہ حیوانات سادہ ترین ساخت کے تھے۔

اس کے بعد وہ وقت آیا کہ تیسرے طبقہ کا آغاز ہوا۔ اس طبقہ میں حیوانات ذرات الٹھی پیدا ہوئے۔ (ذرات الٹھی ان حیوانات کو کہتے ہیں جو بیجوں کو درودہ پلا کر پرورش کرتے ہیں) انسان کب پیدا ہوا؟ اس کے جواب میں اب تک توام علما بیک زبان کہتے تھے کہ جوہرے طبقے میں، اور وہ بھی طوفان کے بعد۔

مگر گذشتہ سال ایسٹ انگلی (انگلینڈ) میں جو آثار انسانی (یعنی جسم انسانی کے پس ماندہ اجزاء) پائے گئے ہیں، اس کے اس اعتقاد میں یک گونہ رخنہ ڈال دیا۔ بعض ارباب نظر علما کا خیال ہے کہ یہ آثار انسانی طوفان کے بعد کے نہیں بلکہ طبقہ پلیوسکین کے ہیں۔ پس، اگر یہ معیہ م تر انسانی پیداہش کے آغاز کو طبقہ رابعہ سے ہٹکے طبقہ ثالثہ میں آنا پڑے گا۔

یہ رائے صحیح ہو یا نہ ہو، مگر یہ آثار انسانی علم الانسان کے سرمایہ میں ایک قابل اعتناء اضافہ ہیں۔

قاری: مخ ام. اور بحریات

بہ قد کرو جہاز ”رشاد یہ“

(۲)

(العکیری)

(ابن بطوطہ) نے اپنے سفر نامہ میں اس لفظ کی تحقیق

لکھی ہے۔ رہ لکھتا ہے :

”یہ کلمہ بصر
العین وفتح الکاف
و سکون الیا ہے۔ یہ
غراب نامی کشتی کی
طرح ہوتی ہے مگر
اس سے کسب قدر وسیع
تر۔ اسمیں کھینے کے
ساتھ دندے ہوتے
ہیں۔ جنگ کے
وقت چھٹ پات
دی جاتی ہے تاکہ
کھینے والوں تک تیر
وغیرہ نہ پہنچ سکیں۔
ان کشتیوں کا استعمال
نہر سندھ میں بہت
ہوتا ہے“ (سفر نامہ
جلد دوم صفحہ
۱۱۳)۔

(العشیری)

یہ لفظ عشیری
اور عشاری، دونوں
طرح آیا ہے۔ اسکی
جمع عشاریات آتی
ہے۔ چھٹی صدی
ہجری کا مشہور
مورخ (عبد اللطیف
بغدادی) اپنے سفر
مصر کے حالات میں
لکھتا ہے :

”انکی (یعنی
مصریوں کی) کشتیاں
مختلف انواع و اشکال
کی ہوتی ہیں۔ لیکن
ان سب میں عجیب

ترین کشتی جو میں نے دیکھی، وہ تھی جسکو عشیری کہتے ہیں۔
یہ اندر سے ”شیارہ“ کی طرح ہوتی ہے۔ لیکن اس سے بہت
زیادہ وسیع و طویل اور خوش شکل۔ اسمیں موڑے موڑے لکڑی
کے تختے جڑے ہوتے ہیں۔ ان تختوں سے کوئی دو دو ہاتھ کے
مچان سے نکلے ہوتے ہیں۔ اس پر ایک لکڑی کا مکان ہوتا ہے۔
مکان کی چھت پر ایک قبہ ہوتا ہے۔ قبے میں درنما طاق اور
روزن ہوئے ہیں۔ اس مکان میں ایک گودام بنایا جاتا ہے تاکہ
تمام سامان رکھا جائے۔ یہ مکان مختلف قسم کے رنگوں سے رنگے
پتھر، اور بہترین رنگوں سے رنگا جاتا ہے۔

انگلستان میں ایک انسان کا ڈھانچہ پایا گیا ہے۔ یہ ڈھانچہ
ایک ایسے مرد کا ہے جسکی عمر ۳۰ اور چالیس کے درمیان میں
ہوگی۔ اسکا قد پانچ فٹ دس انچ ہے۔ اسکی ہڈیاں آجکل کے
انسانوں کی ہڈیوں سے ملتی جلتی ہیں۔ البتہ پندلی کی
ہڈی کسب قدر مختلف ہے۔ اسکے کاسے سر کے ایک جانب سے
دوسری جانب کے امتداد، اور آگے سے پیچھے، نکلے کے طول میں،
۷۵- اور ۱۰۰- کی نسبت ہے۔ بہت سی باریک ہڈیوں کے
تفصص سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سولہویں صدی میں سیکسن

قرم کے قد متوسط درجہ
کے ہوتے تھے۔ اور
ہڈیاں باریک ہوتی
تھیں۔ انکے مردوں اور
عورتوں کے جسموں
میں آجکل کے مردوں
اور عورتوں کے جسموں
سے زیادہ تشابہ
ہوتا تھا۔

نیو گینیا ایک
بہت بڑا جزیرہ ہے
جو آسٹریلیا سے شمال
کی طرف واقع ہے۔
وہاں متعدد جماعتیں
تحقیقات کے لیے
گئیں۔ ان جماعتوں
میں ایک جماعت
علماء طیور کی
تھی۔ اس جماعت
نے برنوں کی ایک
قسم دیکھی جو آج
تک غیر معلوم تھی۔
ان کا نام تبرر ہے۔
مردوں کے قد کا اوسط
چار فٹ نو گروہ ہے۔
کاسے سر کے طول
عرض کا تناسب،
ساتھ ۹۷ اور ۱۰ کا
تناسب ہے۔ انکے بال
سیاہ ہوتے ہیں۔ انکے
اسلحہ، نیزے اور ہڈی
کے خنجر اور لمبی
لمبی کمانیں ہیں۔

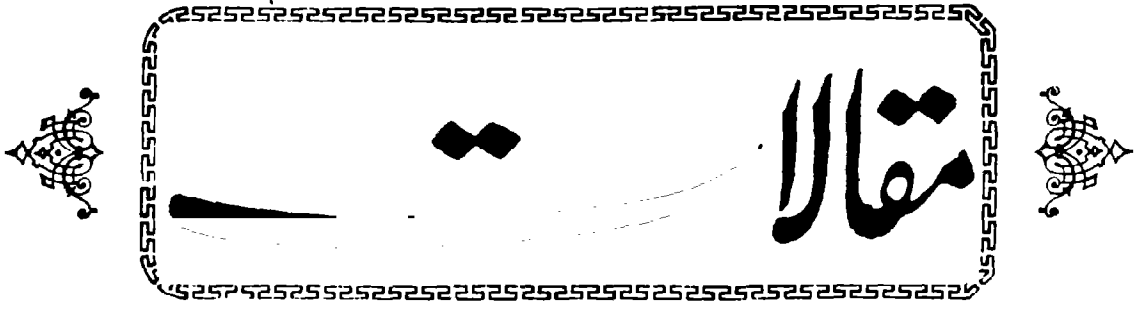
اس موضوع پر ڈاکٹر

اسمتہ کا خطبہ رئیسہ جو انہوں نے مجمع تقدم العلوم کے جلسہ
علم الانسان میں دیا تھا، نہایت پیش بہا ہے اور نہایت تفصیل کے
ساتھ جدید آثار ارضیہ متعلق علم الانسان کی تشریح کی ہے۔

نوجوان اردو قلمی و کبیر

جسکی نصف قیمت اعانہ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی
جالیگی۔ قیمت حصہ اول ۲۰ روپیہ۔

ادارہ الہلال سے طلب کیجیے۔



بھی نہیں لائے تھے کیونکہ دونوں کا ملنا ناممکن ہو جاتا، اس لیے دررے سامنے لڑنے ایک عظیم الوزن ہتھوڑے سے ٹکر مارتے، جسکو اصطلاح میں ”لجام“ کہتے تھے۔ یہ ہتھوڑا اس لکڑی میں جسکو ”اسطام“ کہتے تھے، داخل ہو جاتا۔ اور جب مہلت ملتی تو پیچھے ہٹنے اس زور سے ایک سخت ٹکر مارتا کہ کشتی معاً پیچھے ہٹ جاتی اور اسمیں پانی بہرے گا۔ اگر فریقین کی طرف شوانی ہی ہوتی تھیں تو شینی سے شینی کو ملائے، ایک یل سا تیار کر لیتے۔ اس پر سے ہر کے سپاہی دشمن کی کشتی میں پہنچ جاتے اور دست بدست لڑتے۔

جب ہوا رک جاتی تھی تو بڑی کشتیوں کو شوانی کھینچ کر مقام جنگ تک لیجاتی تھیں۔

اس زمانہ میں بحری جنگ کا اصلی کام ہواؤں کا پہچاننا تھا۔ ملاح کشتیوں کو پیر سے اسطرح حرکت دیتے کہ اپنی کشتی

کو دشمن کی کشتی سے آگ بڑھا دیتے تھے یا ہوا کے

رخ پر قابض ہو جاتے تھے

پھر اگر اس رخ پر دشمن

آنا چاہتا تو انکی زد میں

ہوتا تھا۔ بحری جنگ

کے کمانڈر کا فرض ہوتا تھا کہ

جب جنگ کے لیے نکلنے

لگے تو پہلے جہازوں اور کشتیوں

کا انتخاب کرے۔ انکی

تقریب و استحکام کا پورا

انتظام کر لے۔ کشتیوں کا جو

حصہ پانی میں رہتا ہے اس

پر از سر نو فیر (تار کول) کا

روغن کرا لے۔ آلات و واردات کا

جائزہ لیلے۔ جو موجود نہ ہوں انہیں منگوا لے۔ ایسے رساء و قواد

(چلانے والے) مقرر کرے جو مد و جزر، تغیرات موسم، علامات ہوا،

اور لنگر گا ہوں اور دریائی راستوں سے پوری طرح با خبر ہوں۔

جنگ کے وقت اسکا یہ بھی فرض ہوتا تھا کہ لنگر گا ہوں میں

یکا یک داخل نہر کیونکہ ممکن ہے کہ وہاں دشمن چھپا بیٹھا ہو۔

جب تک اچھی طرح معلوم نہ ہو جائے خشکی کی طرف بھی

بڑھنے کی ممانعت تھی۔ ایسے مقامات کے متعلق ہوشیار رہنے کی

سخت تاکید تھی جہاں کشتیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ حکم تھا کہ جس

قدر زیادہ پانی اور غذا لے سکے، ساتھ لیبر تاکہ اگر کبھی محاصرہ

طول کھینچے تو کسی طرح کی تکلیف نہ ہو۔ اگر جنگ خشکی

کے قریب ہوتی تھی تو پہاڑوں پر دید بان بٹھا دیے جاتے تھے۔

نمایشی جنگ

اعیاد و مواسم یا جنگ کے لیے روانہ ہوتے ہوئے یا سفر سے

واپسی کے وقت خلفاء و ملوک کے سامنے جنگی بیڑوں کی

یہ مکان ملوک اور رساء کے لیے ہوتا ہے۔ اسمیں رئیس یا بادشاہ اسطرح بیٹھتا ہے کہ وہ خود تو اپنی مسند پر ہوتا ہے اور اس کے گرد و پیش غلمان و موالی آلات و اسلحہ سے آراستہ کھڑے ہوتے ہیں۔ کھانے وغیرہ کی چیزیں قعر کشتی میں رہتی ہیں۔ ملاح سطح کے نیچے تمام کشتی کے اندر پھیلے ہوتے ہیں اور کھیتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ ایک سوار کو دوسرے سوار کی کچھ خبر نہیں ہوتی، ہر شخص اپنے اپنے کام میں مصروف و مشغول رہتا ہے۔ رئیس جب تنہائی چاہتا ہے تو خلوت خانہ میں چلا جاتا ہے۔

مصر میں ملاح پیچھے کی طرف کھیتے ہیں۔ کھیتے وقت

انکی حرکات رسی والوں کی حرکت قہقری کے بہت مشابہ ہوتی

ہے اور کشتی کو اسطرح ہلانے ہیں، جیسے کوئی اپنے آگے کے

برجہ کو کھینچتا ہو اور اس کے پیچھے لے چلتا ہو۔

لیکن عراق کے ملاحوں کی حالت اس سے مختلف ہے۔ انکی

حالت ایسی ہوتی ہے

جیسے کوئی برجہ کو آگے

دھکیل رہا ہو۔ پس

جسٹرف وہ گھومتے ہیں،

اسی طرف انکی کشتیاں

بھی گھوم جاتی ہیں۔ مصر

میں کشتی ملاح کے رخ کے

بالکل برعکس جاتی ہے۔

(الافادۃ و الاعتبار - مطبوعۃ

مصر - صفحہ: ۴۱)

(الشیارۃ)

یہ ایک قسم کی عراقی

کشتی ہے جو نہر فرات

و دجلہ میں چلا کرتی تھی۔

پررفیسر (دروزی) اپنے

مشہور لغت الاضافہ میں لکھتا ہے :

”اسکو مصری ”حراقہ“ کہتے تھے مگر اب عراق میں بھی یہی

لفظ مستعمل ہے۔ بیرون دی سلاں نے ابن خلکان کے حالات میں

اسکا ذکر کیا ہے۔ ارسلان شاہ کا انتقال اسی کشتی میں ہوا تھا

جبکہ وہ مرمسل کے سامنے نہر سے گذر رہا تھا۔ اسکا صحیح تلفظ

بفتح شیں و تشدید با ہے۔ مورخین نے مامون الرشید کے حالات

میں لکھا ہے کہ فوجی کشتیوں کے علاوہ خاصہ کی کشتیاں

چھوٹی بڑی ملا کر، چار ہزار شیارہ تھیں!

(بحری جنگ)

دولت ممالیک کے آخری زمانے تک بحری جنگ کا قاعدہ یہ

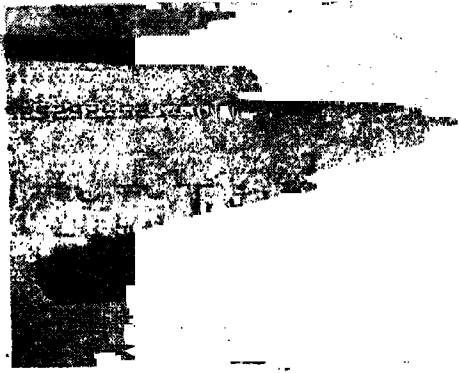
تھا کہ جب شوانی اور بطس و مسطحات میں جنگ ہوتی تھی تو

بطس اور مسطحات کے پیچھے چھوٹی چھوٹی کشتیوں کو نہیں لائے

تھے کہ مبادا اسکی رادی میں غرق ہو جائیں۔ نیز پہلو کی طرف سے

کوئٹہ وکٹوریہ

یعنی انگلستان کا سب سے بڑا آہن ہوش جہاز، جو حال میں اسی کارخانے کے طیارے کیا ہے، جس کارخانے میں دولت علیہ کا جہاز ”رشادہ“ طیارہ ہوا ہے۔ وسعت اور استعکام میں رشادہ اور یہ، دونوں یکساں ہیں۔



عظیم الشان جلوس کے ساتھ اسکو رخصت کرنے جاتا تھا۔

مورخ مقریزی لکھتا ہے:

”سنہ ۶۹۲ھ میں سلطان صلاح الدین شوانی کی تیاری کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کے رئیس کو بلوایا اور وہ تمام چیزیں لے کر شوانی کے لئے درکار ہوئی ہیں۔ یہاں تک کہ ساتھ شوانی بہمہ رجوہ تیار ہو گئیں۔ پھر انہیں آلات و سامان جنگ لادا گیا۔ اور ہر ایک پر سلطانی غلام مامور کیے گئے۔“

ان شوانی کے دیکھنے کے لیے ہر طرف سے لوگ جوق در جوق آنے لگے۔

تمام شہر اطراف میں غلغلہ مچا تھا کہ جہازوں کے افتتاح کی رسم خود سلطان ادا کریں گے۔ لوگ نہایت اضطراب سے اس دن کا انتظار کرنے لگے اور ساحلی مقامات میں اس تقریب کے نظارے کیلئے عارضی مکانات کی طیاریاں شروع ہو گئیں۔

شہر مصر کے باہر ساحل نیل اور روضہ میں لوگوں نے اپنے لیے پھونس اور لکڑی کے گھر بنائے اور دروازوں کے آگے جتنے میدان یا چبوترے تھے، وہ سب کرایہ پر لے لیے۔ ہر چبوترے کا کرایہ دو سو درہم یا اس سے کم، حسب حیثیت و موقع دیا گیا۔ مختصراً یہ کہ قاہرہ میں کوئی گھر ایسا نہ تھا کہ پورا گھر یا اس میں سے کچھ، لوگ دیکھنے نہ آئے ہوں۔ سلطان صلاح الدین قلعہ جبل سے صبح کو چلا۔ مقام مقیاس سے لیکے بستان الخشاب اور بلاق تک لوگ بھرے تھے۔ سلطان، اسکا نائب، امیر بیدر، اور بقیہ امراء دارالمناس ع آئے بڑے۔ حجاب کو منع کر دیا گیا کہ وہ عام لوگوں کو گزرنے سے نہ روکیں۔ اور ہر شخص اچھی طرح جی بھر کر یہ منظر دیکھ لے۔ شوانی یکے بعد دیگرے نکلتا شروع ہوئیں۔ ہر شونہ پر ایک برج اور ایک قلعہ تھا جو محاصرے کیلئے بنایا جاتا تھا اور جس سے آتشیں روغن معصومین پر پھینکا جاتا تھا۔ اسپر نمک اور روغن نفت کے مرکب کی پالش کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ چند نقابیں تھیں جن میں سے ہر ایک نے اپنے عجیب و غریب کمالات دکھا کے اپنے ہمعشموں سے بڑھانے کی کوشش کی“ (الخصط و الآثار جلد چہارم صفحہ ۲۴۸)۔

نمایش بھی کیجاتی تھی جسکو آجکل کی اصطلاح میں مینوریا نمایشی جنگ کہتے ہیں۔ ان مواقع میں بہت بڑا جلسہ ہوتا تھا جس میں خلفاء و ملوک کے علاوہ امراء دولت، اعیان، سامان، اور نیز عام لوگ بھی آتے تھے۔ جہاز اپنے تمام ساز و سامان سے آراستہ ہوئے آتے اور حالت جنگ میں اپنے آپ کو فرض کر کے حملہ و ہجوم اور دفاع و مقابلہ کے حیرت انگیز کارنامے دکھاتے۔

نمایشی جنگ میں جہاز اپنے تمام آلات جنگ استعمال کرتے۔ ایک پوری لڑائی ہوتی جیسی کہ آجکل ہوتی ہے۔ بڑی بڑی منجنیقیں جو اس عہد کی تریس تھیں، چڑھا دی جاتیں، آتش افشانی کے تمام منارے اور شعلہ انگیز روغنوں کی بڑی بڑی پچکاریاں مصروف کار ہوتیں۔ بحری فوج جہازوں کے بالائی تختوں پر اپنے افسروں سے دمہدم احکام لیتی۔ صلاح کبھی کشتی کو چکر دیتے، کبھی آگے بڑھاتے، کبھی یکایک رجعت کرتے، اور اس طرح دریا پر اپنی حکومت کے تمام سحر آگیں کرتب دکھا کر لوگوں کو معرور خود رفتہ کر دیتے۔

چنانچہ نوروز کے دن جزیرہ میدوقہ میں ایک اسطول کی نمائشی جنگ کی سرگذشت (ابو بکر محمد بن عیسیٰ) نے اپنے ایک قصیدہ میں نظم بھی کی ہے، جس کے چند اشعار ہم محی الدین مراکشی کی کتاب (المعجب) سے نقل کرتے ہیں: (۱)

بشری بیوم المہرجان فانہ * یوم علیہ من احتفائک رونق
طارت بنات الماء فیہ ریشا * ریش الغراب وغیر ذلک شروق
و علی الخلیج کتیبة جوارہ * مثل الخلیج کلا ہما یتدفق
و بقو العزوب علی البحاری التي * تجری کما تجری البیاد السبن
ملاہ الکماء ظہورہا و بطورہا * فالت کما یأتی السحاب المصدق
خاضت غدیر الماء سابعة بہ * نکانما ہی فی سراب ایتق
عجباً لها ما خلت قبل عیانہا * ان یحمل الاسد الضواری زروق
ہزت معادیفاً الیک کانہا * اعداب عین للرقیب تحدد
و کانہا اقلام کاتب دولۃ * فی عرض قرطاس تخط و تمشق

(افتتاحی مراسم)

مصر میں یہ قاعدہ تھا کہ جب کوئی اسطول طیار ہو کر روانہ ہوتے لگتا تو اسکی تیاری کے وقت خلیفہ یا سلطان خود موجود ہوتا۔ جب تیاری مکمل ہوجاتی تو منظرة المقس (۲) میں ایک

(۱) المعجب فی تلخیص اخبار المعجب طبع لیدن مفعہ ۱۱۲۔

(۲) منظرة المقس قاہرہ کی ایک عظیم الشان ساحلی تفریح گاہ تھی، اور مقرض قبطی کے نام سے مشہور۔ آجکل ”جامع اولاد منار“ نامی مسجد سے مشہور ہے۔

مسیحی مذہب نے عورت کے وجود کو مثل مرد کے ایک مستقل وجود تسلیم کرتے ہوئے انکار کر دیا۔ پادریوں کا عقیدہ یہ تھا کہ عورت کے جسم میں سرتے سے وہ روح ہی نہیں ہے جو مردوں کے اندر سے اثبات شرف و عظمت انسانیت کرتی ہے۔ اس کو حق نہیں کہ اپنے نام سے خرید و فروخت کرے۔ قانون اس کے وجود شخصی کو تسلیم نہیں کرتا۔ وہ کوئی جائداد اپنے نام سے الگ نہیں رکھ سکتی اور نہ کوئی مالی معاملہ شہر کی موجودگی میں اپنے نام سے کر سکتی ہے۔ یہ مختصر اشارے ہیں ورنہ یہ داستان معصیت بہت دراز ہے!

گذشتہ تین چار صدیوں کے اندر یورپ میں تمدنی و اجتماعی انقلاب ہوا اور مسیحی مذہب کی غلامی کی لعنت سے علم و مدینہ نے نجات دلائی، تو عورت کی حالت اور حقوق پر بھی ترجمہ ہوئی۔ رفتہ رفتہ اس کے احترام و شرف کا اعتقاد راسخ ہو گیا۔ تاہم اس کی غلامی کے بہت سے طرق اب تک باقی ہیں، یہ دوسری بات ہے کہ اس کی حسین و جمیل کسودنوں میں انہیں سینہری زیور بنا کر خرسما بنا دیا گیا ہو کہ یہاں آکر ہر چیز خوشنما بن جاتی ہے:

یک قبا نیست کہ شائستہ اندام تو نیست!

از انجملہ اس محترم جنس کی غلامی کا ایک نفرت انگیز بقیہ یہ ہے کہ با اس ہمہ ادعاء حریت نسوان و تسوئے حقوق جنسین، عورت کو سوسائٹی یہ حق دینے سے انکار کرتی ہے کہ اپنا نام ظاہر کرے۔ جب تک وہ لڑکی ہے، اس کا وجود باپ کے نام میں مدغم ہے۔ اور عورت ہو کر اپنے شوہر کے نام میں۔ گویا اس کا کوئی وجود ہی نہیں، نہ اسے حق تسمیہ و اعلان ذاتی حاصل!

اپنے انگریزی حکم کو کسی ایڈریس کے جواب میں اپنی بیوی کے طرف سے بہ اظہار خیالات کرتے ہوئے اخبارات میں پڑھا ہوا۔ مثلاً ویراے کو ایڈریس دیا جاتا ہے اور اسمیں ان کی لیدی کی بھی تعریف کی جاتی ہے۔ چاہیے کہ وہ خود اپنی تعریف کا شکریہ ادا کریں۔ لیکن ایسا کبھی نہ ہوا۔ ویراے اپنی جوابی تقریر کے آخر میں ان کی طرف سے بھی خود ہی جواب دینگے، از کہیں کے وہ آپ کے اظہارات محبت و عقیدت کی نہایت شکر دار ہیں۔

یہ عام قاعدہ ہے اور یورپ کے اسی دور گذشتہ کا بقیہ، جس میں عورت کے وجود کو مثل ایک مرد کے انسان مستقل نہیں تسلیم کیا جاتا تھا۔ پس وہ مرد کی موجودگی میں خود لاشے اور کالعدم ہے۔ اس کی جانب سے بھی شہرہ کی اثبات رجوع کرتا ہے۔

میں متعجب تھا کہ سفر بیعت عورتیں اس مسئلہ پر کیوں مترجہ نہیں؟ لیکن حال میں مس اینڈ رس نامی ایک سفر بیعت عورت کے اپنے مطالبات کا اظہار کیا ہے۔ وہ نہایت حقارت کے ساتھ اس رسم تسمیہ کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے۔

آجکل کے متفرنجین مارقین جو یورپ کی ہر رسم روضع کی کروانہ تقلید کو اپنا اجتہادی دین و مذہب سمجھتے ہیں، اور ہندوستان بلکہ مسلم مشرق کو اس کی قدیمی وحشیہ و جہالت سے نجات دلانے کے تمسخر انگیز وہم میں بد بختانہ مینلا ہیں، لفظ ”اڑادی“ کے رسم الخط (اس پیدائش) سے تورا قف ہو گئے ہیں، مگر ابھی اس کی حقیقت کا سمجھنا ان کے لیے باقی ہے۔ یہ نادان سمجھتے ہیں کہ اعتقادات و اعمال میں انگریزی سرسائٹی کی چند مصطلحات کا رت لینا، اور چند رسوم و اوضاع کو نہایت جدر جہد سے ہر مرقعہ پر اپنی بیسرونی زندگی سے نمایاں کرتے رہنا، یہی مدنی و معاشرتی ترقی کی معراج ہے۔ حالانکہ ان فقراء علم و تمدن کے پاس ٹائی جس قدر خوش رنگ اور کالر جس درجہ چمکیلا ہے، افسوس کہ

۱۔ 'لمتہ واجوتھا'

(طریق تذکرہ و تسمیہ خواتین)

از جناب ج۔ الف۔ بیگم صاحبہ (حیدرآباد دکن)

گو مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ جناب جن عظیم الشان کاموں میں مشغول رہتے ہیں، ان میں ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کی دریافت و تحقیق کی گنجائش نہ ہوگی جیسی کہ میں عرض کرنا چاہتی ہوں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ اس معاملے کی نسبت کوئی بھی مجھے تشفی بخش جواب نہ دے سکے۔ اور یہ ایک ایسی اصل کی بات ہے جس کا فیصلہ کر لینا اور ایک ہی طریقہ پر کار بند ہونا بہت ضروری ہے۔

میں یہ پوچھتی ہوں کہ مسلمان عورتیں اپنے نام کو خطر کتابت اور اخبارات وغیرہ میں کیونکر لکھیں؟ انگریزی قاعدہ مس اور مسز کا ہے بعض لوگ اسی پر عمل کرتے ہیں اور بعض لوگ بیگم کا لفظ پڑھا دیتے ہیں۔ عورتوں کا نام ظاہر کرنا ہم مسلمانوں میں معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اب معلوم نہیں کہ یہ خالی رسم ہے یا شرعی حکم ہے؟ بہر حال جناب الہلال میں ایک راسے اس بارے میں ضرور شائع کر دیں جو اسلامی تعلیم کے مطابق ہو اور اسی پر سب کوئی کار بند ہوں۔

۲۔ لائے:

آپ کا سوال بھی ”عظیم الشان“ ہے۔ یہ چھوٹی باتیں نہیں ہیں۔ کسی شائستہ اور ترقی یافتہ قوم کیلئے ضروری ہے کہ ان تمام جزئیات معاشرت اور آداب و رسوم میں اپنی ایک خاص تہذیب رکھتی ہو۔

انگریزی طریقہ یہ ہے کہ لڑکی اپنے باپ کے نام کی نسبت سے مشہور ہوتی ہے اور عورت شوہر کے۔ یعنی فی الواقعہ ان کے یہاں عورتوں کے عیسائی نام (اصلی نام) کا کوئی وجود نہیں۔ صرف شوہر یا امید وار ازدواج اصلی نام لیکر پکارتا ہے کہ ایک رسم محبت ہے۔ اگر گرجے کا رجسٹر اور والدین و شوہر کا حافظہ ساتھ نہ دے تو دنیا کسی طرح معلوم نہیں کر سکتی کہ مسز قلاں کا اصلی نام کیا ہے؟

یہ حالت گو بظاہر ایک خوشنما رسم و تہذیب معلوم ہوتی ہے مگر فی الحقیقت دنیا کے بدترین دور جہل و ظلمت کے بقیہ آثار میں سے ہے، اور آجکل کے مقلدین یورپ اور فرنگی ماہوں کو اس کی خبر نہیں۔ یورپ میں ایک نہایت سخت دور اس جہالت کی تاریکی کا رھچکا ہے جو مسیحی مذہب کے مطلع ظلمت سے نکل کر پہیلی تھی اور جس کی تاریخ میں قرون مظلمہ (Middle Age) یعنی تاریک صدیوں سے یاد کیا جاتا ہے۔ تورات میں ہے کہ عورت کا وجود آدم کے گناہ کا پھل ہے اور مسیح نے اس کی تصدیق کی ہے۔ پس یورپ نے اپنے مسیحی دور میں عورتوں کو ایسی اشد شدید غلامی کی حالت میں رکھا، اور اس جنس اشرف و اقدس کی اس درجہ عملاً و اعتقاداً تحقیر کی، کہ گذشتہ دنیا کے تمام انسانی معامی و جرائم اس کے سامنے ہیچ ہیں، اور اس کے تذکرہ سے انسانیت کے جسم پر لرزہ آ جاتا ہے

رجود ہے اور مثل مرد کے السانیۃ کا نصف ثانی ہے۔ وہ مرد کے ساتھ رفاقت مدنی کا اقرار برقی اور اس کے دل کے معارضہ میں اپنا دل دیتی ہے۔ پس اس کے گھر میں آکر اس کے رجود کی شریک ضرور ہو جاتی ہے۔ پر اپنے رجود سے محروم نہیں ہو جاتی۔

وہ تعلیم جو ”فطرة الله التي فطر الناس عليها“ ہے اس طبعی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں چاہتی۔

اور یہ جو اپنے فرمایا کہ عورتوں کا نام ظاہر کرنا شاید خلاف شرع ہے، تو یہ اس لحاظ سے تو ضرور صحیح ہے کہ بد قسمتی سے آجکل مسلمانوں کی شریعت رسم و رواج ہی کا نام ہے: انا وجدنا ابائنا علی امة وانا علی اثارهم مہتدون۔ ورنہ شریعت فطریۃ اسلامیہ نے تو کوئی حکم اس کی نسبت نہیں دیا ہے۔ ہمارے سامنے حضرة ختم المرسلین کی ازواج مقدسہ اور اہلبیت نبوت کا اسوۂ حسنہ ہے۔ جبکہ ہم حضرة خدیجہ، حضرة عائشہ، حضرة زینب، حضرة فاطمہ وغیرہما (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا نام لے سکتے ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ کون صاحب غیرت مسلمان ہے جو رسول اللہ کی بیویوں اور صاحبزادیوں کا نام تو بلا تامل خود لے لیتا ہے مگر اپنی بیوی یا لڑکی کے نام کے اعلان سے شرماتا ہے؟

بہر حال میرا طرز عمل تو یہی ہے۔ جب کبھی کوئی خاتون میری بیوی کا نام لفافے پر مسز یا بیگم کی ترکیب سے لکھ دیتی ہیں اور میری نظر پڑ جاتی ہے تو مجھے نہایت سخت تکلیف ہوتی ہے اور میں لکھوا دیتا ہوں کہ ازراہ دہم آئندہ ایسا نہ کریں۔

رہا اسلام میں عورتوں کے حقوق کی عظمت اور مرد و عورت کے حقوق کا مسئلہ، تو اس کی طرف محض سرسری اشارے کو کافی سمجھا کہ بارہا یہ امور لکھے جا چکے ہیں اور احادیث صحیحہ اور اعمال نبوت و صحابہ کرام کے علاوہ خود نعروض فرآئیدہ اس بارے میں بکثرت و بوضاحت وارد ہیں۔ سب سے بڑھکر یہ کہ سورہ بقرہ میں احکام طلاق بیان کرتے ہوئے ایک ہی جامع و مانع جملہ ہے۔ قرآن حکیم نے اس بحث کا خاتمہ کر دیا:

واللہ مثل الذی علیہن اور جس طرح مردوں کا حق عورتوں بالمعروف والبرّال پر ہے، اسی طرح عورتوں کے حقوق علیہن درجۃ، واللہ عزیز مردوں پر ہیں۔ ہاں مردوں کو قیام حکیم (۲: ۲۲۸) مصالح معیشت کی فوقیت ضرور ہے۔

یہ آیت فی الحقیقت ایک کلمۃ جلیل و عظیم ہے، جس کے بدفعۃً و احدۃً عورتوں کو وہ تمام حقوق معاشرت و مدنیۃ دلا دیے، جن سے دنیا کے جہل و ظلمت نے انہیں محروم کر دیا تھا۔ نیز صاف صاف بتلا دیا کہ دونوں کے حقوق بالکل مساوی ہیں، باستثناء اُس طبعی فوقیت کے، جو ”الرجال قوامون علی النساء“ کے لحاظ سے مردوں کو حاصل ہے۔

اسی کا نتیجہ ہے کہ تمام عبادات و معاملات میں مرد اور عورت اسلام میں یکساں حقوق رکھتے ہیں۔

جب حالت یہ ہو تو کونسی وجہ ہے کہ عورت اپنے نام سے ظاہر ہونے اور پکارے جانے کی مستحق نہ سمجھی جائے؟

اس مسئلہ پر غور کرتے ہوئے ایک عجیب لطیفہ ذہن میں آیا۔ آجکل کے نئے تعلیم یافتہ اصحاب مذہب و معاشرت میں آزادی و حریت کے پرستار ہیں اور اپنے تئیں یورپی دانش و جہد سے آزاد کہلوانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ عورتوں کی آزادی و حقوق کا بھی اسی ضمن میں مطالبہ کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہندوستانیوں نے عورتوں کو غلام بنا رکھا ہے۔

اس قدر فکر راسخ نہیں۔ وہ جن کی تقلید کو اجتہاد سمجھتے ہیں، خود ان کو بھی سمجھنے کی انہیں تمیز نہیں۔ انہوں نے یورپ کو دیکھا ہے مگر پڑھا نہیں۔ اور پڑھنے کیلئے دماغ چاہیے جو اپنے گھر میں سونچتا ہو، نہ کہ وہ آنکھیں جو لذت کی شاہراہوں کی رونق میں کم ہو گئی ہوں: مثلہم کمثل الذی استوقد نارا، فلما اضاءت ما حوله، ذهب اللہ بنورہم و ترک ہم فی ظلمات لا یبصرون (۱۶: ۲)

اسی کورانہ و تعبدانہ تقلید کا نتیجہ ہے کہ لوگوں نے نہایت ذوق و تفاخر سے ”مس“ اور ”مسز“ کی ترکیب بھی شروع کر دی ہے اور جو لوگ اس طبقہ میں زیادہ مشرق درست ہیں، وہ اپنے قومی آداب و رسوم کے تحفظ کا یوں ثبوت دیتے ہیں کہ ”مسز“ کا ترجمہ ”بیگم“ کے لفظ سے کرتے ہیں اور اس کو بغیر اضافت بہ ترکیب ہندی استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً ”بیگم صاحب مسٹر محمود“ بعض لوگوں نے اس کو اضافۃ مقلوبی میں بدل دیا ہے۔ یعنی وہ ”بیگم صاحبہ محمود“ کی جگہ ”محمود بیگم“ لکھتے اور بولتے ہیں۔ مگر اصل یہ ہے کہ اس سے بڑھکر کورانہ تقلید کی کوئی مثال نہیں ہو سکتی، اور مجھے مسز کی ترکیب سے زیادہ بیگم کی ترکیب پر ہنسی آتی ہے۔

اگر آپ میری رائے پوچھتی ہیں تو میری رائے تو اسلامی تعلیم کے ماتحت ہے اور بس۔ خواہ کوئی بات ہو، میں سب سے پہلے اسلام ہی کا منہ دیکھتا ہوں۔ بہت سے لوگ اسپر ہستے ہیں مگر میرا بکاؤ ماتم بھی ان کی حالت پر غیر مختم ہے۔

یورپ عورت کو اس کے قدرتی حقوق اب تک نہ دے سکا۔ اسلام دنیا میں آیا تا کہ ہر طرح کی انسانی غلامیوں کو مٹائے اور ایک بہت بڑی غلامی عورتوں کی غلامی بھی تھی۔ پس اس کے عورتوں کو ان کی چھٹی ہوئی عزت واپس دلائی، ان کے رجود کو ایک مستقل رجود تسلیم کیا، اور مرد اور عورت کے حقوق مساوی قرار دیے۔ اسلام عورت کو حق دیتا ہے کہ باپ اور شوھر سے الگ اپنی شخصیت قائم رکھے۔ وہ اپنی ملکیت اور اپنی جائیداد خالص اپنے نام سے رکھ سکتی اور اپنے نام سے ہر طرح کا قانونی معاملہ کر سکتی ہے۔ وہ یورپ کی عورت کی طرح نہ تو باپ کے نام میں مدغم ہے اور نہ شوھر کے۔

پس کوئی ضرورت نہیں کہ ہم یورپ کے اس بقیۃ رحشت، اس اثر جہالت، اور اس یادگار تعبد نسوانی کی تقلید کریں اور ”مسز“ یا ”بیگم“ کی ترکیب سے اپنی عورتوں کو اپنے ناموں کے ساتھ شہرت دیں۔ یہ مسیحیت کی بخشی ہوئی غلامی ہے مگر اسلام اس سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے کہ عورتوں کے ساتھ ایسا غلامانہ سلوک جائز رکھے۔ اُس نے ہر عورت کو بالکل مرد کی طرح ایک مستقل رجود بخشا ہے۔ پس ہر مسلمان عورت کو اپنا وہی اصلی نام ظاہر کرنا چاہیے۔ جو پیدائش کے وقت اس کا رکھا گیا، اور جس نام سے اُس نے جلسۂ نکاح میں اپنے شوھر کی رفاقت دائمی کا اقرار کیا، اسی نام سے وہ پکاری جائے اور وہی نام وہ خود بھی اپنا پیش کرے۔ اگر ہر زندہ انسان کا یہ حق طبعی ہے کہ اُس کو اُسکا اصلی نام دیا جائے، تو کونسی وجہ ہے کہ عورت اس سے محروم رہے؟ یورپ جو راستوں اور تفریح گاہوں میں عورت کو بکمال عزت و احترام اپنے بازو کا سہارا دیکر اس کی خود غرضانہ پرسش کرتا ہے، عقل و فکر کے عالم میں کیوں اب تک اس کی غلامی کا حامی ہے؟

عورت مثل مرد کے ایک انسان ہے جو ماں باپ کے گھر میں مثل مرد کے پرورش پاتی ہے، پس جس طرح ایک لڑکا اپنا نام رکھتا ہے، اسی طرح لڑکی کا بھی نام ہونا چاہیے۔ پھر وہ ایک مستقل

جلسہ ۴ کانپور ۳۰ - اکتوبر

اور طوائفوں کی شرکت

جناب کفیل الدین صاحب عالی - بدایونی - از بدایوں

جناب مولانا دام مجدد ہم - چونکہ آپ شرع شریف سے باخبر اور عالم متدبر ہیں، اسلیے امید ہے کہ ذیل کے سیرالات کا جواب الہلال کے ذریعہ دیگر علم مسلمانوں کا شکریہ حاصل کریں گے۔

(۱) ۳۰ - اکتوبر سنہ ۱۳۱۱ھ کو جو جلسہ کانپور میں ہوا اور جسکے چشم دید حالات اخبار زمیندار کے ایڈیٹر نے اپنی ۱۶ - نومبر کے ہفتہ وار اخبار زمیندار میں چھاپے ہیں، کیا اوسکو آپ بھی زمیندار کے ہم زبان ہوکر ”اسلامی روایات کو زندہ کر دینے والا جلسہ“ کہہ سکتے ہیں، جب کہ اس جلسہ میں رندیاں بھی بلائی گئیں اور انہوں نے گانے بجا کر حاضرین، جلسہ کو جسمیں ایڈیٹر زمیندار اور مولانا عبد الباری صاحب بھی شامل تھے، معظوظ کیا؟

(۲) کیا رندیوں کی کمائی مسجد میں لگانا جائز ہے؟ اگر نہیں ہے تو انریبل مظہر الحق صاحب نے وہ چار گیندیاں جو رندیوں نے انکی خدمت میں نذر گذرائی تھیں، مسجد کو دینے کی کیوں جرات کی؟ کیا مولانا عبد الباری صاحب نے اسے لیے بھی کوئی حیلہ شرعی نکالکر اونکو بتا دیا تھا؟ اگر نہیں بتایا تھا اور صرف خاموشی اختیار کی تھی تو آپکی رائے میں ایک عالم کے ایسے موقعہ پر خاموشی اختیار کرنے سے اوسکی نسبت شرع شریف کیا حکم دے گی؟

(۳) کیا آتشبازی چھوڑنا اور اوسپر مسلمانوں کا رویہ صرف ہونا شرعاً کسی اسلامی جلسہ میں مستحسن امر ہے، جسپر زمیندار نے بہت کچھ اظہار مسرت کیا ہے؟

(۴) اخبار زمیندار نے رندیوں کے گانے بجانے کے واقعہ تصداً چھپایا ہے، کیا ایسا اخبار دیانت دار کہا جاسکتا ہے؟

لال

(۱) جس جلسے میں رندیاں بلائی جائیں وہ میرے اعتقاد میں اسلامی روایات کا زندہ کرنا ایک طرف، سرے سے اسلامی جلسہ ہی نہیں - آپ کہاں ہیں اور مجھسے کیا سوال کر رہے ہیں؟ رہا کانپور کا معاملہ تو آپنے کئی چیزوں کو ملا دیا ہے - مجھے جو حالات معلوم ہوئے وہ یہ ہیں کہ ۳۰ - اکتوبر کو ایک تر گارڈن پارٹی تھی جو سہ پہر کو ہوئی - اسمیں سب لوگ شریک تھے - اسکے بعد شب کو ڈنر ہوا، اسمیں شاید راجہ صاحب اور مولانا عبد الباری تھے - رات کو میلاد شریف کا جلسہ ہوا -

جہاں تک مجھے معلوم ہے ان تینوں صحبتوں کی فضا اس فرقے کی رونق فرمائی ہے معرور رہی - آپنے غالباً بوجہ عدم واقفیت ان جلسوں کو مورد الزام قرار دیا -

اسکے علاوہ ایک اور صحبت بھی ہوئی جو پبلک حیثیت سے نہیں بلکہ شخصی طور پر کسی شخص نے منعقد کی تھی اور مسٹر مظہر الحق کو مدعو کیا تھا - نہیں معلوم یہ کسی سن ہوئی دوسرے دن - اسکی نسبت پہلے اخبارات سے اور بعد کو بعض اشخاص سے معلوم ہوا کہ اسمیں شہر کی تین مشہور طوائفیں بھی آئیں اور لوگوں نے مسٹر مظہر الحق سے کہا کہ وہ بھی چاہتی ہیں کہ ان

لیکن یہ جو کچھ ہے، محض یورپ کے بعض سطحی مذاظر ہی نقالی کا شوق اور اسکی ہربات کی غلامانہ تقلید کا رولہ ہے - خود انکے دماغ کے اجتہاد و فہم کو اسمیں دخل نہیں - ثبوت اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی چیز اسلام کے پاس ان لوگوں کے آزادانہ مذاق کی موجود بھی ہوتی ہے، تو بھی یہ لوگ اسے بالکل چھوڑ دیتے ہیں اور یورپ کی اسی شان و رسم کی تقلید کرنا چاہتے ہیں، جو سرے سے آزادی و حریت ہی سے خالی ہے - مثال میں اسی مسئلہ کو لیجیے - یہ لوگ عورتوں کو آزادی دلانا چاہتے ہیں اور انکے حقوق کی بلا معارضہ وکالت کرنے سے کبھی نہیں تھکتے - اسکا نتیجہ تو یہ ہونا تھا کہ عورتوں کو خود انکے اصلی نام سے ظاہر ہونے دیتے کہ شخصی آزادی اور استقلال کی یہی شان ہونی چاہیے، اور یہ بات ہے بھی عین انکے مذاق کی - لیکن وہ اس سے بالکل بے خبر ہیں اور ”مس“ اور ”مسز“ کی ترکیب پر فخرانہ فریفتہ ہو رہے ہیں - حالانکہ اس سے بڑھکر عورتوں کے عدم استقلال و حریت کی کوئی مثال نہیں ہو سکتی -

چونکہ یہ لوگ محض مقلد ہیں، اسلیے انکی نظر صرف اسپر پڑتی ہے کہ ہمارے ائمہ فرنگ کی سنت قولی و فعلی و تقریری کیا ہے؟ اگر انکے مذاق آزادی کی کوئی بہتر سے بہتر چیز خود انکے پاس پیشتر سے موجود بھی ہوتی ہے، تو بھی طوفان و ظلمت تقلید میں آئے دیکھ نہیں سکتے -

آزادی نسواں کا لفظ بھی یورپ سے سن لیا ہے اور اسپر سر دھنتے ہیں، لیکن نہ تو عورتوں کی آزادی کا مطلب کسی نے سمجھا ہے اور نہ خود یورپ کے طرز عمل کی حقیقت ہی پر غور کیا ہے : اولئک کالا نعام بل ہم اضل !

مجھے ان لوگوں سے بالکل شکایت نہ ہوتی اگر میں انہیں سرے پانوں تک فرنگی دیکھتا مگر اجتہاد فکر و دماغ کے بعد - محض شیوہ تقلید اختیار کر کے کوئی قوم قوم نہیں بنی ہے اور نہ بن سکتی ہے - سب سے پہلے دماغ کو بند تقلید سے آزادی ملنی چاہیے، پھر رسم و عمل کو - یہ لوگ چند رسوم و اوضاع کی غلامی سے قوم کو نجات دلانا چاہتے ہیں مگر خود اپنے دماغ کو یورپ کا غلام بنا رکھا ہے - قرآن کریم اسی تقلید کو کفر کا مبداء بتلاتا ہے :

ان شر الدواب عند الله، الصم البکم الذین لا یعقلون -

میرے ایک دوست نے ایک انگریز کا قول نقل کیا جو کالرن اسکول لکھنؤ کا پرنسپل تھا - وہ کہا کرتا تھا کہ اگر ہندوستانیوں نے انگریزی لباس تقلیداً نہیں بلکہ اسکے فوائد کو سمجھکر اختیار کیا ہوتا، تو میں دیکھتا کہ پانوں کی جگہ سر سے اس وضع کو اختیار کرنا شروع کرتے، حالانکہ حالت برعکس ہے - ہر شخص جو نئی تہذیب کے اسکول میں نیا نیا بیٹھتا ہے، سب سے پہلے بوت پہنتا ہے، اسکے بعد انتہائی منزل ہیت کی ہوتی ہے - حالانکہ تمام انگریزی لباس میں سب سے زیادہ انفع شے ٹوپی ہی ہے کہ دھوپ سے آنکھوں کی حفاظت کرتی ہے - نہ کہ جوتا، جو سفر کے علاوہ ہر حال میں سخت موزی و تکلیف دہ ہے -

لال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو، بدنگہ، کجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے، روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت و متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو درخواست بھیجیے

جسکی تعمیر دیلیے رندیں نے چندہ دیا ہو۔ آپ اپنا مقصد صاف صاف ظاہر کریں تو جواب عرض کروں۔

(۳) ہرگز نہیں۔ اسلام ہر ایسے فعل کو جو لغو و لا حاصل ہو اور انسانی محنت و مال کو بغیر کسی نتیجہ کے ضائع کرے، معصیت قرار دیتا ہے۔ پس آتشبازی کا بنانا اور چھوڑنا، دونوں ناجائز ہے۔ جلسے منعقد کیجیے، مگر ”اسلامی جلسہ“ کا لقب صرف اسی کو دیجیے جو اپنے اندر اسلامی احکام و تعالیم کا نمونہ رکھتا ہو۔

(۴) ”قصداً چھپایا ہے“ اسکا آپکو علم ہے۔ مجھے نہیں۔ نہ میں نے زمیندار کے مضامین پڑھے ہیں کہ قیاس سے کام لے سوں۔ اگر اس جلسے کا حال بھی ایڈیٹر صاحب زمیندار نے لکھا ہے جس میں طوائفوں نے نغمہ سرائی کی تھی، اور اسمیں اس واقعہ کو قصداً نظر انداز کر دیا ہے، تو یقیناً یہ دیانت کے خلاف ہے۔

آخر میں اتنا اور کہونگا کہ آپ نے ان سوالات میں غلط واقعات کو جس وقت سے لکھا ہے، خواہ کیسے ہی فریقانہ غصہ اور ہیجان غضب کے عالم میں لکھا ہو، لیکن مسلمان کی شان سے بعید ہے۔

مغرب سے طلوع افتاب کا پیش خیمہ

اسلام کی طرف مغرب کی بیداری

مصنفہ: ڈاکٹر آسریل لارڈ ہیڈ لی بی۔ اے۔ ایم۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ایف۔ ایس۔ ای۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ قابل دید کتاب اس وقت لارڈ مروف کے زیر تصنیف ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ دسمبر ۱۹۱۳ عیسوی کے اخیر تک شائع ہو جائیگی۔ اس کتاب میں ہمارے مدرم و محترم بھائی لارڈ مروف ان امور کو مفصل بیان کرینگے جنکی بنا پر آپ کے چالیس سال کے غور و خوض کے بعد اسلام کو مروجہ عیسائیت پر ترجیح دی اور اسلام قبول کیا۔ اس کتاب میں مدلل طور پر دکھایا جائیگا کہ اہالیے بلاد غریبہ کے مناسب حال اسلام اور صرف اسلام ہی ہے۔ یہ یقیناً اس نابل ہوگی کہ ہر ایک انگریزی خواں کے ہاتھ میں اسکا ایک ایک نسخہ ہو اور اس کثرت سے بلاد غریبہ میں تقسیم کی جائے کہ کوئی ملک اور شہر اس سے خالی نہ رہے۔ یہ جہان انبر ہے۔ موجودہ زمانہ میں اشاعت اسلام کے کام میں مدد دینے سے بڑھکر اور کوئی دینی خدمت نہیں ہو سکتی۔ اس لیے ہمارے مسلمان بھائی اس کو خرد بھی خریدیں اور اس کی رائے کا بیان خرید کر اپنے احباب میں اور بلاد غریبہ میں براہ راست یا ہماری معرفت مفت تقسیم کریں۔ باوجود ظاہری اور باطنی خریدوں کے اس کتاب کی قیمت محض کثرت اشاعت کی خاطر صرف ۱۲۔ آند مقرر کی گئی ہے۔ یکم دسمبر سنہ ۱۹۱۳ عیسوی تک خریداری کی درخواستیں بنام شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انڈکلس دیر ہوس لاہور روانہ کردیں۔ تاکہ شیخ صاحب دسمبر کے اول ہفتہ میں مجھے اطلاع دے سکیں کہ اندازاً کتاب کا پہلا ایڈیشن تعداد میں کس قدر چھاپا جائے؟

نوٹ: اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی میری طرف سے شائع ہوگا۔ جس کی قیمت ۱۲۔ آف۔ ہوگی۔ اس کے لیے بھی درخواستیں بھیجیے۔

برادران! یہ وقت ہے کہ آپ چند پیسوں کے بدلے ہزارہا بنی نزع انسان کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کر کے ثواب دارین حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو خدمت اسلام کا مرقعہ دیا ہے۔ الراقم۔ خواجہ کمال الدین ایڈیٹر اسلامک ریویو امام مسجد۔ درکنگ از (انگلینڈ)

چندہ آپ قبول کرلیں۔ مسٹر مظہر الحق نے منظور کیا۔ وہیں انہوں نے گایا بھی ہوگا اور چندہ بھی دیا ہوگا۔

مجھے جہاں تک علم ہے، میں کہہ سکتا ہوں کہ مولانا عبد الباری اس صحبت میں نہ تھے۔ پس آپکو مناسب نہ تھا کہ اس جرأت کے ساتھ مولوی صاحب کو اسمیں شریک قرار دیتے اور پھر اسی بناء فاسد پر اعتراض فاسد کرتے۔ مومن کی شان یہ ہونی چاہیے کہ جسقدر اعلان حق اور امر بالمعروف میں نڈر اور شدید و اشد ہو، اتنا ہی سوء ظن کرنے میں محتاط اور غیر عاجل بھی ہو۔ اپنے ایک مسلمان کو اُسکی غیبت میں متہم کیا، اور اُس کا اُسکی طرف نسبت دی، جس سے وہ بری ہے: ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میثۃ فکرہتموہ؟

ہاں، اگر واقعی یہ سچ ہو کہ مولوی صاحب ممدوح بھی اسمیں شریک تھے اور وہ آپکے الفاظ میں ”کا بجا کر معذور کرنے والیوں“ سے معذور ہوئے تو پھر مولانا مجبور ہیں کہ ہر اُس شدید سے شدید سختی کو جو اُنسے پرسش و احتساب میں کی جائے، گوارا کریں اور جواب دیں کہ کیوں ایسی صحبت میں شریک ہوئے؟ بہر حال جن جلسوں کا آپ ذکر کر رہے ہیں، جہاں تک مجھے معلوم ہے، اُن میں تو قوم کے دیگر طبقات کے قائم مقاموں کے ساتھ اس طائفۃ مجلس آرا کے قائم مقام نہ تھے:

وہ آئے انجمن میں تو پھر انجمن کہاں؟

لیکن میں تو پھر بھی اُس جلسے کو ”اسلامی جلسہ“ کا نام نہ کرنے والا جلسہ نہیں قرار دے سکتا۔ میری جواز ہے، وہ میری عدم شرکت، نیز ۱۹۔ ذی الحجۃ کی اشاعت کے نوت سے آپ پر واضح ہو گئی ہوگی، جو حکیم عبد القوی صاحب کی مراسلۃ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ ”اسلامی روایات“ وغیرہ کی ترکیبیں آجکل لوگ بکثرت بولتے ہیں۔ اور یہ معمولی جملے ہو گئے ہیں جن سے ہر موقع پر انشا پردازی اور عبارت آزمائی کا کام لیا جاتا ہے گو اصلیت کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ آجکل ہر جلسہ عظیم الشان ہے۔ ہر صحبت دلربا۔ اور مسلمانوں کا ہر اجتماع ”اسلامی روایات“ کو زندہ کرنے والا! اس عہد میں زاغ و بلبل کو ایک ہی نفس کی تیلیل نصیب ہوتی ہیں:

صدائے بلبل اگر نیست صوت زاغ شنو!

ایک صحبت عیش و نشاط تھی جو بعض مصالح خاص سے کی گئی۔ جو لوگ شاید کئی ماہ سے آہ و فغاں سننے سننے اکتا گئے تھے، ہر طرف سے ہجوم کر کے جمع ہوئے کہ اب چند گھنٹیاں عیش و سرور میں بھی بسر کر جائیں:

بادہ پیش آر کہ اسباب جہاں این ہمہ نیست!

چلے پھرے، کھایا پیا، مولوی آزاد سبحانی سے بھی ملے اور مسٹر ٹائلر سے بھی۔ اسکے بعد سب نے اپنے اپنے گھر کی راہ لی۔ اب معلوم نہیں کہ ان اشغال میں غریب اسٹم کی ”روایات“ کہاں سے اُگئیں، اور اس مجمع کے کون سے فضائل و مناقب دقیقہ و مخفیہ ہیں، جنہوں نے اسلام کی کسی فرا موش شدہ سنت کا احیاء کیا ہے؟ اسلام کا نام بھی ایک الہ لہو و لعب بن گیا ہے۔ جو کچھ جی میں آئے کیجیے، مگر رونق سخن و تالیف قلوب کیلیے یہ ضرور کہ دیا کیجیے کہ اسلامی روایات کی تازگی و تجدید مقصود ہے۔ کیونکہ جو کچھ آپ کرتے ہیں صرف بیچارے اسلام ہی کیلیے کرتے ہیں، رزنہ آپ کو ان ہنگاموں سے کیا تعلق؟ دریغاً آبرو سے دیر گز غالب مسلمان شد!

(۲) اس سوال کو میں نہ سمجھا اور جواب سوال کی صورت پر موقوف ہے۔ کانپور میں کوئی مسجد تو بن نہیں رہی ہے،

ساتھ ہی ائمہ معصومین کے ساتھ انکی عداوت اور جوڑ جفا بھی
ان سے بڑھ کر تھی۔

(۲) انقلاب زمانہ کا اندیشہ -

آپ نے لکھا ہے کہ ”شیعہ دہے ہیں - کہیں پورا اہلسنت بر سر
حکومت نہ ہو جائیں اور ہم بدستور اسیر پنچہ ظلم و ستم، خدا خدا
کرے گورنمنٹ انگریزی کی حکومت میں جو آزادی دائی ہے
اس سے پھر محروم ہو جائیں گے“

ایسے خوف کھانے والے کو آپ مہربانی کر کے دھن نشین
فرمادیں کہ عزیزان من! کوئی واقعہ ایسا نہیں ہے جس میں
کم و بیش مبالغہ نہ ہو اور پھر جس کا کہ حسب دلخواہ انتقام
بھی نہ لے لیا گیا ہو - اگر کچھ دس رہ گئی ہے تو اُسے بھی حضرت
صاحب الزمان علیہ السلام ضرور زمانہ رجعت میں پورا کر دیں گے
جبکہ تمام روئے زمین پر صرف شیعوں ہی کی حکومت ہوئی -
اُس وقت جیسی کچھ سنیوں کی حالت ہوئی ہے وہ محتاج بیان
نہیں - ملا باقر مجلسی فرماتے ہیں کہ کفار سے بھی بیشتر سنیوں کا
صفایا کیا جائے گا !!

”وقتکہ قائم ظاہر می شود، پیش از کفار ابتدا بہ سنیاں خواهد
کرد با علمائے ایشان، و ایشان را خواهد کشت (حق الیقین
فصل ۱۸)

پس شیعوں کی طرح اگر سنی بھی کُشتہ اور آئندہ کے حالات
رقیاس کر کے موجودہ نسل کے ساتھ اتفاق و اتحاد میں تساہل
و تعامل کرنے لگ جائیں تو جمعیت اسلام کا کیا حشر ہو؟

اس قسم کے دور از قیاس ارہام کسی طرح بھی قابل توجہ اور
ہمارے باہمی اتحاد میں سد راہ نہیں ہو سکتے -

(۵) ”خلفائے راشدین کو چھوڑ کر جس کسی پر شیعہ تبراً
کریں - اہلسنت بھی کریں“

جذاب شیخ صاحب! آپ نے خود صاف الفاظ میں ظاہر فرما دیا
ہے کہ اس منحوس رسم کے بانی بنی امیہ ہوئے - اور اگر وہ ابتدا
نہ کرتے تو دنیا میں تبرے کا رجوع ہی نہ ہوتا - پس گذارش ہے
تہ اس وقت نہ تو بنی امیہ موجود ہیں نہ جذاب علی علیہ السلام
اور نہ انکی اولاد امجاد پر کوئی تبراً کہتا ہے - پھر آپ تبرے کے
بدستور جاری رکھنے پر کس کی تقلید کر رہے ہیں؟ جذاب علی
کی یا بنی امیہ کی؟

پھر خلفائے راشدین کے سوا حضرات شیعہ بعض ازواج عطہرات
سے بھی ناراض ہیں اور انکو خطاب ہائے ناصواب سے یاد کرتے ہیں
حالانکہ خداوند کریم نے بلا تفریق احدے سب کو امہات المومنین
فرمایا (وازاوجہ امہاتہم: ۲۱-۱۷) اور پھر والدین کے برخلاف اُف
تک کرنیکی ممانعت ہے (فلا تقل لہما اُف: ۱۵-۳)

پھر بہت سے مہاجرین و انصار سے بھی حضرات شیعہ ناراض
ہیں اور ان کے معائب و مطاعن کو درد زبان رکھتے ہیں، حالانکہ
خداوند کریم جملہ مہاجرین و انصار کو مومن بحق فرماتا ہے
(اولئک ہم المومنون حقاً: ۱۰-۶)

اب مشکل یہ ہے کہ اہلسنت خدا کی رضا مندی کو مقدم
رکھیں یا برادران شیعہ کی؟ یہی رسم تبراً ہے جو اب تک فریقین کے
اتحاد میں حائل ہے اور اسی کے باعث شیعہ مطعون بنے ہوئے
ہیں - ورنہ دوسرے خاص معتقدات شیعہ اس قدر موجب منافرت
نہیں ہو سکتے -

مسئلہ وظیفہ



لا تنازعوا ففشلوا و تذهب ریحکم !!

اتفاق کی ضرورت

اہل تسنن و تشیع میں

(از جناب مولوی خادم حسین صاحب بھیروی)

(۲)

(۳) ”بنی امیہ کے مظالم کے ذمہ دار خلفاء راشدین ہیں
کیونکہ انہوں نے ہی انکو اقتدار بخشا - اور اسی واسطے حضرات شیعہ
خلفاء ہی کو بانی جفا خیال کرنے پر مجبور ہو گئے - یہاں تک کہ کہا
گیا: قتل الحسين يوم السقيفة“

آپ نے بجا فرمایا ہے - بے شک حضرات شیعہ نے رسول آپ
کے ایسا خیال کر لینے میں افراط سے کام لیا ہے - اس طرح کا خدال
رہنے والوں کو تھندے دل سے سوچنا چاہیے کہ خرب بنی امیہ بھی
قریش تھے - شیخین رضی اللہ عنہما سے بہت زیادہ رسول (صلعم)
قریبی تھے - آل سفیان کے ساتھ سب سے پہلے بعد از بعثت جذاب
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرابت کی - درخواست
فرما کر ام حبیبہ سے شادی کی - بتوسط نجاشی جب کہ وہ حبشہ
میں تھیں - (تفسیر عمدة البیان عمار علی ۳۲۶ - و تفسیر صافی
۳۱۰ سورہ ممتحنہ) امیر معاریہ آنحضرت کا رسائل نویس - کا
تھا (تذکرۃ الائمہ مجلسی ۲۴) بے شک خلفاء راشدین -
سفیان کو شام کا حاکم بنایا، مگر ان کو کیا علم تھا کہ آئندہ کید عو کا؟
وہ نہ معصوم تھے نہ عالم ماکان و ماسیکون - نہ انکو علم اعظم کے
پورے بہتر حروف کا علم تھا - نہ ان کے پاس انٹرنی سلیمان تھی
نہ عصائے موسیٰ وغیرہ آثار و تبرکات انبیاء - تعجب تو جذاب علی
و امام حسن و دیگر ائمہ علیہم السلام کے طرز عمل پر ہے کہ باجز
ان سب کمالات پر حاوی ہونے کے، امیر معاریہ وغیرہ کے مقابلہ میں
عاجز رہے اور کماحقہ اسکی سرکوبی نہ کر سکے - پھر زیاد جسے شیعہ
کا ہلاکر کہنا چاہیے، اُسے جذاب علی نے کوفہ و بصرہ کا گورنر مقرر
فرما دیا تھا - (ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم مطبوعہ ایران ۴۲)
اسی کا بیٹا ابن زیاد تھا -

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ خلفائے راشدین اگر بنی امیہ کی
حکومت و اقتدار کا باعث ہوئے ہیں تو خود شیعیان کوفہ وغیرہ بھی
بنی عباس کی خلافت کے بانی تھے - جن کے مظالم سادات پر بقر
مجلسی بنی امیہ سے بھی بڑھ کر ہیں:

”نکتۃ عجیبے دارم از بنی عباس کہ قرابت ایشان نسبت
باہلبیت رسالت از بنی امیہ بیشتر بود و اذیت و آزار و عداوت
ایشان بائمہ معصومین ہم زیادہ تر بود“ (تذکرۃ الائمہ - ۱۱۸)

یعنی بنی عباس کی نسبت ایک عجیب نکتہ کہ بنی
امیہ کی نسبت وہ اہلبیت رسالت سے زیادہ قریبی تھے لیکن

بتلا دیتے تاکہ اہلسنت کو تعمیل ارشاد میں آسانی ہوتی - یہ اس لیے عرض کیا گیا ہے کہ حضرات شیعہ کے ہاں ناصبی کے معنوں میں بھی اختلاف ہے -

مثلاً بعض کے نزدیک کل مخالفین تشیع ناصبی ہیں - بعض کہتے ہیں کہ دشمن اہلبیت ناصبی ہے - بعض نے کہا ہے کہ جو مذہب شیعہ کا مخالف ہو وہی ناصبی ہے - اس آخری معنی کو ترجیح دی گئی ہے - (ملاحظہ ہو اساس الاصول سید دلدار علی صاحب ۲۲۴ مطبوعہ لکھنؤ سنہ ۱۲۹۴ھ) -

لیکن اس کا کیا علاج کہ جس خرابی کو آپ اہلسنت سے دور کرنا چاہتے ہیں، حضرات شیعہ اُس میں زیادہ تر مبتلا ہیں - ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی چند احادیث ملاحظہ ہوں :

(۱) ان من الشيعة بعدنا منهم یعنی ہمارے شیعوں میں شرمین النصاب (کتاب رجال کشی ناصبیوں سے بھی بدتر مطبوعہ بمبئی: ۲۸۶) ہیں -

(۲) وما احد اعدي لنا جولوگ جہوت موت ہماری محبت من من ينتحل مردتنا کے مدعی ہیں اُن سے بڑھکر ہمارا کوئی دشمن نہیں - (رجال کشی: ۱۹۸)

(۳) ما انزل الله سبحانه خدائے کوئی آیت منافقین کے حق آیتہ فی المنافقین الا میر نازل نہیں فرمائی مگر وہ عائد رہی فی مانتحل التشيع ہوتی ہے ہر اُس شخص پر جو (رجال کشی: ۱۹۳) جہوت شیعہ ہونے کا دعویٰ کرے -

ان سے بھی بڑھکر ایک قول ملاحظہ ہو:

”ان المومنین لقليل وان اهل الكفر كثير - بدرستیکہ مومن حقیقی ہر آئینہ کم است و بدرستیکہ اہل کفر کہ اظہار تشیع می کنند، ہر آئینہ بسیار است (صافی شرح کافی باب قلت عدد المومنین - ۵۸ مطبوعہ لکھنؤ) یعنی در حقیقت مومن تہرے ہیں اور براے نام مومن کہ اظہار تشیع کرتے ہیں زیادہ ہیں -

(خاتمہ)

ان معروضات سے واضح ہو گیا ہوگا کہ اتحاد فریقین کیلئے در اصل کن مساعی کی ضرورت ہے اور اگر اہل حق و عدالت اختیار کی جائے اور اسلام کے موجودہ مصالح کا صحیح احساس ہو، تو تمام غلط فہمیاں دور ہو سکتی ہیں اور کلمۂ توحید کے پیرو خفظ کلمۂ اسلام کیلئے متحد و متفق ہو سکتے ہیں -

ساتھ ہی اخوان اہلسنت کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ برادران شیعہ کے ساتھ محض بر بنائے اختلاف مذہب، بد سلوکی یا دل آزاری روا نہ رکھیں - ایسا کرنا نہ صرف شان اہلسنت کے برخلاف بلکہ تعلیم اسلام کے بھی مخالف ہے - جہاں تک ممکن ہو اُن سے حسن سلوک قائم رکھو - بعض باتوں میں اُن سے اختلاف رکھتے ہو تو لازم ہے کہ عقلمندی اور فراخ حوصلگی سے اختلاف کو برداشت کرو - کیا اہل سنت کے اندر بیسیوں بلکہ سیکڑوں مسائل، مختلف فیہ نہیں ہیں؟

ہمیں انکی امتداد و خبر گیری میں بھی سہ مہری نہیں دکھلانا چاہیے کہ بہر حال وہ ہم ہی میں سے اور ہمارے ہی ہیں - بہت سے فومی ہموں میں ان کے متمول رؤسا کافی حصہ لیتے ہیں اور تمیز سی و شیعہ نہیں کرتے - اگر وہ نماز پڑھنا چاہیں اور پانوں پر مسح کریں تو کونے در - ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھیں تو تعجب نہ کرو - یہ اختلافات وحدۂ کلمہ کیلئے موجب تفریق و تشتت نہیں ہر سدا - والعاقبة للمتقين -

مثلاً ارسال الیدین کہ مالکی بھی کرتے ہیں، اور غسل رجليں کے بجائے مسح رجليں - یا جناب علی علیہ السلام کا بعض خصوصیتوں کی وجہ سے افضل الصحابہ ہونا وغیرہ وغیرہ -

پس اگر آپ سچے ہمدرد قوم و ملت ہیں تو برائے خدا اس یادگار بنی امیہ اور رسم منحوس تبرا کو قطعاً موقوف کرا دیں - ہاں اس وقت ایک عملی تہرے کی سخت ضرورت ہے نہ کہ زبانی تہرے کی، اور وہ بھی برخلاف اُن غیر مسلم اقوام کے، جن کے مظالم ہمارے مشاہدہ میں آچکے ہیں اور جنکی ساری ہمت اسلام کی تخریب کیلئے وقف ہو چکی ہے -

(۶) ”شمول تعزیه داری امام مظلوم علیہ السلام - شیعوں کے دل میں ہندوؤں کی محبت جاگزیں ہو رہی ہے - کیونکہ راجہ مہاراجے اور ادنی و اعلیٰ اہل ہند تعزیه داری میں شیعوں کے ساتھ حد درجہ کی دلچسپی لے رہے ہیں“

جناب شیخ صاحب! اہلسنت اگر شیعوں کے ساتھ تعزیه داری امام میں شامل نہیں ہوتے تو ضرور اس کے کئی بواعث ہیں جو آپ جیسے محققین سے مخفی نہیں ہونے چاہئیں - مثلاً یہ کہ مذہباً وہ اسکو بدعت اور خلاف اصول اسلام سمجھتے ہیں - لیکن اس عدم شمول کا نتیجہ یہ نکالنا کہ اہلسنت کو اس غم کا کوئی احساس نہیں، کمال بے انصافی ہے -

اہلسنت کے مشہور و معروف علما و واعظین اور شعرا کی کتابیں نہایت موثر پیرائے میں واقعات کر بلا پر تقریباً ہر زمانہ میں لکھی گئی ہیں - روضۃ الشهداء ملا حسین واعظ کا شفی ہی کو دیکھیے - یہ اسی کتاب کے قبول عام کا نتیجہ ہے کہ تمام ایران و افغانستان میں عام طور پر مرتبہ خوانوں کو ”روضہ“ خواں اور مرتبہ خوانی کو ”روضہ خوانی“ کہتے ہیں - دوسری کتاب سر الشہادتین شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی کی ہے - حال میں ایک کتاب یادگار حسین تالیف خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب شائع ہوئی ہے - جو بڑے استحسن کے ساتھ اکتوبر اور نومبر کے رسالہ البرہان میں دو بارہ چھپی ہے -

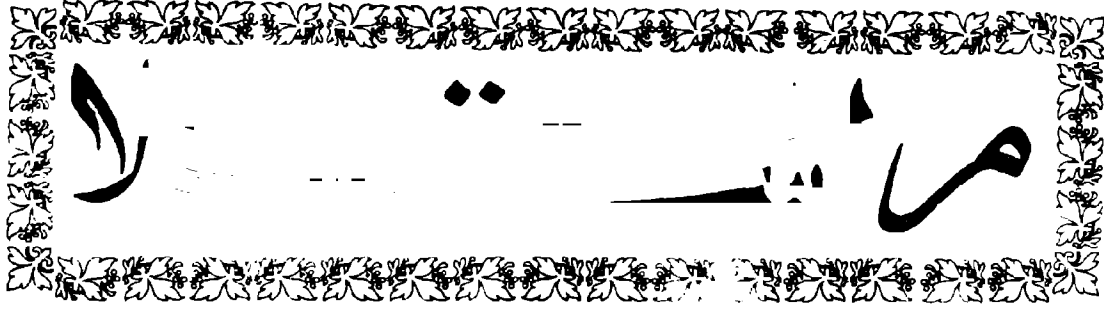
پھر جہلاء اہلسنت بعض شہرروں میں شیعوں سے بھی بڑھکر تعزیے بناتے اور سبیلیں لگاتے ہیں - عام اہلسنت کے عدم شمول کا باعث زیادہ تر تہرے کی بھی رسم ہے - تعزیه داری کے پردہ میں بھی اکثر تبرا بازی ہوتی ہے - شروع مجلس میں نہیں تو آخر مجلس میں - پہلی محرم کو نہیں تو ساتویں کو حاضری عباس کے موقع پر -

آپ کے ہندوؤں کی دلچسپی کا ذکر بکمال مبالغہ فرمایا ہے - ہمیں تو معلوم نہیں کہ وہ راجے مہاراجے اور عام ہندو کہاں رہتے ہیں جو تعزیه داری میں شیعوں کا ساتھ دیتے ہیں - کیا یہ دھڑلے قوم نہیں ہے جنکو حضرات شیعہ مشرک کی بنا پر نجس جانکر ان کے ہاتھ کی بنائی ہوئی کوئی چیز بھی نہیں کھاتے؟

اصل یہ ہے کہ اس وقت تو خود اسلام کی تعزیه داری درپیش ہے - اعتقاد اسلام و توحید معرض خطر میں ہے - امام حسین علیہ السلام کی نسبت کھا جاتا ہے کہ صرف اسلام کے بچانے کی خاطر جان دی تھی - اب پھر وہی بلکہ اس سے زیادہ خطرہ عظیم درپیش ہے - بہتر ہو کہ سب ملکر امام حسین کے اصل مقصد کو پورا کریں -

(۷) ”ناصریوں کو نکال دینا“

آخر مضمون میں شیخ صاحب نے ہدایت کی ہے کہ اہلسنت ۱۴۱ میں سے ناصبیوں کو نکال دیں - کاش وہ ناصبی کے معنی خود ہی



”مصالحتہ“ مسئلہ لاء اسلامیہ کانپور

از جناب مولانا محمد رشید صاحب مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ

(۳)

شامل کرنا درست نہیں ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ راستہ میں نماز ادا ہر سکتی ہے اور مسجد میں گزرنے کی سید طرح درست نہیں ہے۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ موجودہ صورت مسجد میں اول عبارت سے استدلال کرنا مناسب ہے یا آخر عبارت سے؟ میری حیرت کی انتہا نہیں رہتی جب میں دیکھتا ہوں کہ یہاں اول عبارت پر لحاظ کر کے آخر عبارت سے اغماض کیا جاتا ہے! یہاں پادشاہ وقت سڑک میں حصہ مسجد کو شامل کرتا ہے یا بانی مسجد؟

(ب) درحقیقت یہ مسئلہ بھی متفق علیہ نہیں ہے بلکہ مسجد کے حصہ کو سڑک میں شامل کر دینے کی نسبت فقہاء نے اختلاف کیا ہے:

”میں کہتا ہوں کہ یہاں مصنف نے صاحب درر کے اتباع سے ایسا کہہ دیا باقی جامع الفصولین میں اس طرح نقل کیا ہے کہ پہلے تو مسجد کے حصہ کو راستہ میں شامل کرنا اور راستہ کو مسجد میں شامل کرنا دونوں درست بنائے ہیں۔ پھر درسری کتاب کا حوالہ دیکر لکھا ہے کہ راستہ کو مسجد میں شامل کر دیا جائے تو درست ہے اور مسجد کو راستہ میں شامل کرنا درست نہیں اسلیئے کہ راستہ کو راستہ رکھ کر نماز پڑھنا درست نہیں تو اسکو مسجد میں شامل کر نیکے بغیر چارہ نہیں۔ اور چونکہ مسجد میں گذرنا درست نہیں ہے تو اگر راستہ میں شامل کر دیا جائے تب بھی درست نہ ہوگا۔ اس سے صاف متبادر ہوتا ہے کہ مسجد کو راستہ بنانے کے در قولوں میں جو علت بیان کی گئی ہے اس سے بھی ایسی کی تائید ہوتی ہے۔ تنار خانہ میں فتاویٰ ابی اللمیث سے جو کچھ نقل کیا ہے اس سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے۔ اوسمیں لکھا ہے کہ اگر اہل محلہ مسجد کے کسی حصہ کو مسلمانوں کے گذرنے کے لیے راستہ بنا دیں تو اوسمیں اختلاف ہے۔ بعض فقہاء نے کہا ہے کہ نا جائز ہے اور یہی صحیح ہے۔ پھر عتابیہ کی عبارت نقل کی ہے جہاں خواہر زادہ سے منقول ہے کہ اگر راستہ تنگ ہو اور مسجد ایسی وسیع ہو کہ ایک حصہ کی ضرورت ہی نہ پڑتی ہو تو ایسی صورت میں راہ میں کچھ حصہ مسجد کا شامل کرنا درست ہے کیونکہ دونوں چیزوں میں سب کا حق ہے“

قلت ان المصنف قد تابع صاحب الدرر مع انه في جامع الفصولین نقل اول جعل شیئا من المسجد طریقاً ومن الطريق مسجداً جازاً ثم رمز لکتاب آخر لوجعل الطريق مسجداً یجوز لا اجعل المسجد طریقاً لانه لا یجوز الصلاة في الطريق فجاز جعله مسجداً ولا یجوز المرور في المسجد فلم یجوز جعله طریقاً ولا یخفی ان المتبادر انهما قولان في جعل المسجد طریقاً بقریة التعلیل المذكور۔ ویرید ما فی التتار خانة عن فتاویٰ ابی اللمیث و ان اذان اهل المحله ان یجعلوا شیئا من المسجد طریقاً للمسلمین فقد قیل لیس لهم ذلك وانه صحیح ثم نقل عن العتابة عن خواهر زادہ اذا کان الطريق ضیقاً والمسجد واسعاً لا یحتاجون الی بعضه تجوز الزیادة فی الطريق من المسجد لئن کلها لعمامة (در المختار مجلد ۳ صفحہ ۴۲)

(۱۰) مولانا عبدالباری اور راجہ صاحب محمود آباد کے مساعی جمیلہ کا ہمیں انکار نہیں۔ جو کچھ انہوں نے اس بارے میں اپنے اوقات عزیز کو صرف کیا ہے اسکے لیے وہ بیشک شکرہ کے مستحق ہیں۔ معاملہ مسجد میں تسلیم کرتا ہوں کہ اونکی نیک نیتی پر شبہ کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ لیکن گفتگو نیت پر نہیں ہے بلکہ اسکے نتیجہ پر ہے۔ اور اس لیے اس نتیجہ پر گفتگو کرنیکا ہر شخص کو حق ہونا چاہیے۔ راجہ صاحب سے صرف یہ استفسار کا حق ہے کہ انہوں نے تمام علما میں سے صرف مولانا عبد الباری ہی کو کیوں منتخب فرمایا، جب کہ اس سے پہلے وہ مسجد کے معاملہ میں بالکل یکسو رہے تھے؟ بلکہ خود مولانا ہی کی تحریر کے موافق اونکو پہلے اس دالان کے جزر مسجد ہونے میں بھی شبہ تھا۔ مولانا کے مخدوم سے یہ سوال ہے کہ ایسے نازک مسئلہ میں انہوں نے صرف اپنے اوپر کیوں اعتماد کیا؟ پہلی راے سے بعض کو خبر بھی دیگئی لیکن آخری صورت میں تو کسی سے کچھ بھی نہ پوچھا گیا بلکہ اول صورت میں بھی جس طرح مشورہ ہونا تھا، نہ ہوا۔

(۱۱) آخر میں چاہتا ہوں کہ نفس مسئلہ کی نسبت بھی کچھ عرض کر کے یہ بنالائیکی کوشش کروں کہ مولانا کو کن وجوہ سے شبہ ہوا ہے اور وہ دلائل کہاں تک زور دار ہیں؟ مولانا کو جس عبارت نے مغالطہ دیا، غالباً وہ یہ عبارت ہے جو در مختار کے کتاب الوقف میں موجود ہے:

جعل شیء ای جعل البانی شیئاً من الطريق مسجداً لضيقه ولم یضرب المارین، جاز، لانهما للمسلمین کعکسہ ای جو از عکسہ، و ہر ما اذا جعل فی المسجد ممر لتعارف اهل الامصار فی الجوامع (در مختار جلد ۳: ۴۱۹) مسجدوں میں رواج ہے

مولانا نے اگر اسی سے استدلال فرمایا ہے جیسا ظاہراً معلوم ہوتا ہے، تو اسمیں چند امور غور طلب ہیں:

(الف) اسیکے آگے یہ عبارت بھی ہے:

کما جاز جعل الامام الطريق مسجد الا عکسہ لجزاز الصلوة فی الطريق لا المرور فی المسجد جیسے یہ جائز ہے کہ پادشاہ و حاکم راستہ کو مسجد میں شامل کر دے لیکن حاکم کو اسکے خلاف کرنا یعنی مسجد کے حصہ کو راستہ میں

جب کہ مسئلہ مختلف فیہ تھا تو دونوں قولوں پر غور کرنا چاہیے تھا۔ اور یہ دیکھنا تھا کہ کسی دلیل قوی ہے؟ کون قول صحیح ہے؟ بغیر غور و مشورہ کے ایسے اہم مسئلہ میں فتویٰ دینے کی جرات نا مناسب تھی۔

اگر مجھے اجازت دیجارے تو میں بلا خوف تردید اس کہنے کی جرات کرتا ہوں کہ مسجد کے حصہ کو سڑک میں شامل کر نیکا جن فقہا نے فتویٰ دیا ہے، وہ دلائل کے لحاظ سے کمزور ہے کیونکہ اسکے لیے فقہا نے صرف دو دلیلیں بیان کی ہیں :

(۱) دونوں چیزیں پبلک کی ہیں اس لیے ایک کو دوسرے میں شامل کرنا درست ہے۔

(۲) صاحب در مختار نے اسکے علاوہ اس دلیل کا اور اضافہ کیا ہے کہ شہروں کی جامع مسجدوں میں اسکا دستور اور رواج ہے، پہلی دلیل کی کمزوری ظاہر ہے، اس لیے کہ پبلک کی دونوں چیزیں ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ایک کو دوسرے میں شامل کر دینا بھی درست ہو۔ اوقاف کے مسائل پر جسکو اس نے اطلاع بھی ہو گی، اسکو معلوم ہوگا کہ جو چیزیں جس کام کے لیے وقف ہوں، انکا دوسری طرح سے استعمال کرنا کیسے طرح درست نہیں ہے۔ ایک مسجد کے ملبہ کو دوسری مسجد کی تعمیر کے لیے منتقل کرنا ممنوع ہے اور سیکڑوں اسکے نظائر موجود ہیں۔ یہاں تک کہ لکھا ہے کہ شرائط الواقف کذب الشارع۔ یعنی واقف کی شرائط تبدیل و تغیر قبول نہ کرنے میں نصوص شرعیہ کے مشابہ ہیں۔ علامہ شامی لکھتے ہیں :

لا نعلم ذلك في جوامعنا - نعم تعارف الناس المرور في مسجد له بابان . . . نعم يوجد في اطراف محض الجوامع رواقات مسقوفة للمشي في وقت المطر ونحوه لاجل الصلوة وللخروج من الجامع لالمرور والعابدين مطلقا بالطريق العلم، فمن كان له حاجة الي المرور في المسجد يمر في ذلك الموضع فقط ليكون بعيداً عن المصلين وليكون اعظم حرمة لمحل الصلاة - اس سے یہ فائدہ ہے کہ نماز پڑھنے والوں سے گذرنے والا دور رہتا ہے نیز خاص نماز کی جگہ کی حرمت بھی برقرار رہتی ہے۔

جب کہ دلائل ایسے کمزور تھے تو فقہا کے اس قاعدہ پر عمل کرنا چاہیے تھا کہ : لا يجوز العدول عن الدراية اذا رافقتها رواية (دلیل سے عدول کرنا درست نہیں بشرطیکہ کوئی روایت بھی اسکے موافق ہو)

(ج) فتاویٰ ابی اللیث تنار خانیہ میں جو اختلاف نقل کیا ہے، ارسیمیں عدم جواز کے قول کو صحیح کہا ہے۔ پس اس کے خلاف فتویٰ دینا کہاں تک مناسب تھا؟

(د) فتح القدیر میں جواز کے ساتھ یہ قید بڑھائی ہے : وهذا عند الاحتياج كما قيده في الفتح - شامی کی پہلے عبارت سے بھی معلوم ہو گیا ہے کہ جس نے فتویٰ دیا ہے وہ صرف اسوقت کیلئے کہ راستہ تنگ ہو۔ مسجد کا حصہ فاضل پڑا ہو۔ آیا یہاں بھی وہی صورت تھی؟ صرف اسی پر غور کر لینا کافی تھا!

(۵) اس کے ساتھ در مختار میں لکھا ہے :

رجاز لكل احد ان يمر فيه . هر ايك کو اوس زمين ميں گذرنا حتى الكافر، الا الجنب جائز حتى که کافر تک گذر سکتا والحقاض والسدراب ہے، لیکن جنبی، حائض، اور چارباہ (زیرعی) نہیں گذر سکتے۔

معلوم نہیں مولانا نے اس کی نسبت کیا انتظام سونپا؟

(د) جن لوگوں نے گذر گاہ بنانیکی اجازت دی ہے، انکا مقصد جو کچھ میں سمجھا ہوں، عرض کرتا ہوں۔ ممکن ہے کہ بعض علما اس کے ساتھ اتفاق نہ کریں۔ پہلے بطور تمہید یہ سمجھ لینا چاہیے کہ تمام فقہا نے مسجدوں میں راستہ چلنے کے لیے گذر نیکی ممانعت کی ہے اور اسکو مسجد کے احترام کے خلاف سمجھا ہے۔ اس کے بعد دیکھا گیا کہ بعض بعض مسجدیں بہت بڑی ہیں، اگر ان میں سے گذرنے کی ممانعت کی جارہی تو ہرج ہوگا۔ اس لیے بعض فقہا نے آسانی کے لیے حکم دیا کہ مسجد کے محض کے کنارے ایک مختصر راستہ لوگوں کے گذرنے کے لیے بنا دیا جائے تاکہ نمازی اور غیر نمازی دونوں اوسپر سے گذر سکیں اور لوگوں کو آسائے رہے۔ یہ مطلب نہ تھا کہ مسجد کے کسی حصہ کو منہدم کر کے اسکو راستہ میں شامل کر دیا جائے۔

اس مطلب کے لیے میرے پاس متعدد رجوع و قرائن ہیں :

(۱) جہاں مسجد عین گذرے کو منع کیا ہے وہاں کے الفاظ یہ ہیں : يكره ان يتخذ المسجد طريقا (بحر) و اتخذہ طريقا۔ جہاں راستہ بنانیکی اجازت دی رہاں کے الفاظ یہ ہیں : جعل المسجد طريقا۔

عربی زبان میں جعل اور اتخاذ کے لفظ میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

(۲) در مختار میں ”نعكسه“ کی شرح میں یہ الفاظ ہیں : اذا جعل في المسجد ممراً - عمرًا ترجمہ گذر گاہ ہے نہ کہ سڑک بلکہ روڈ - اس لیے میرے معنی ہی تائید صاف ہے۔

(۳) علامہ شامی نے ”لتعارف اهل الامصار“ پر جو حاشیہ لکھا ہے : نعم تعارف الناس المرور - الخ - اسکو عور سے پڑھیں۔ یہ بالکل وہی صورت ہے جو میں سمجھا ہوں۔

(۴) اوسکی حرمت مثل مسجد کے ہے - حائضہ اور جنبی کا گذرنا ناجائز ہے - دراب کا لیجانا نادرست ہے - اگر مسجد کے کسی حصہ کو بالکل پبلک روڈ کر دیا جائے تو اسمیں اسکی احتیاط کس طرح ممکن ہوگی؟ اس لیے یہی مطلب معلوم ہوتا ہے کہ ظاہری معنی مراد نہیں۔

(۵) سب سے بڑھکر یہ کہ دلائل سے اسی معنی کی تائید ہوتی ہے نہ کہ ظاہری معنی کی - اور اسوقت فقہا کا اختلاف بھی ختم ہو جاتا ہے کہ جس نے ممانعت کی ہے تو اوسی وقت کی ہے، جب اسکو بالکل سڑک میں شامل کر دیا جائے اور مسجد کی حیثیت باقی نہ رہے - گذر نیکی شدید ضرورت کے وقت زمین لینے کی اجازت دیدی جائے تو مسجد میں شامل رہکر البتہ گنجائش ہے۔

سر دست مسئلہ کے متعلق اسی قدر عرض مطلب پر اکتفا کیجاتی ہے :

اند کے پیش تو گفتم غم دل، تر سیدم
کہ تو آرزو شری زرنہ سخن بسیارست

عرق بودینہ

ہندوستان میں ایک نئی چیز ہے جو بڑے تک کو ایکساں فائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل رعایا والے کو گھر میں رکھنا چاہیے تازی رلابتی بودینہ کی ہری پتلیوں سے یہ عرق بنا ہے۔ رنگ بھی پتلیوں کے ایسا سبز ہے۔ اور خوشبو بھی تازی پتلیوں کی سی ہے۔ ملندہ ذیل امراض کیواسطے نہایت معین اور اکسیر ہے: نغم ہو جانا، کھٹا دکار آنا، درد شکم، اور متلی، اشتہا کم ہونا ریاح کی علامت وغیرہ کو فوراً دے۔

قیمت فی شیشی ۸۔ آنہ معصور ڈاک ۵۔ آنہ

پوری حالت فہرست بلا قیمت منگوا کر ملاحظہ کیجئے۔

نوٹ — ہر جگہ میر ایجنٹ یا مشہور دوا فروش کے یہاں ملتا ہے۔



[۱۹]

۵۰۔ اکاموہ: ی کسم تیل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اس کے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تھذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گہی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تھذیب کی ترقی کے جب سب چیزوں کی کثرت چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بھا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے۔ لیکن سالیفس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں بعض نمود اور نمائش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متمدد نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی روایتی تیلوں کو جانچ کر ”موہنی کسم تیل“ تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد ملی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک، تحقیقات سے بھی جس کے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا۔ یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی لغافت اور خوشبو کے دیر پا ہونے میں لا جواب ہے۔ اس کے استعمال سے بال خوب گھنے آگتے ہیں۔ جوڑیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اس کی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے۔

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ معصور ڈاک۔

۵۰۔ اکاموہ: ی کسم تیل

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مر جا کر گئے ہیں، اس کا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان میں سے تو دوا خانے میں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پٹنٹ دوا اور ان قیمت پر گھر بٹھنے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے۔ ہم نے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے بدل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزار ہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اس کے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے۔ مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانب اس کی بدولت بھی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی ہرانا بخار، موسمی بخار، باریک بخار، پھر کر آنے والا بخار، اور وہ بخار، جس میں درد جگر اور طحال بھی لاحق ہو، یا وہ بخار، جس میں متلی اور فے بھی آتی ہو۔ سردی سے ہوا گرمی سے، جنگلی بخار ہو، یا بخار میں درد سر بھی ہو، یا بخار، یا آسامی ہو، زرد بخار ہو، بخار کے ساتھ کلتھیاں

اصل عرق کافور

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی کی وجہ سے بچے سست پخت میں درد اور قے اکثر ہوجاتے ہیں۔ اور اگر اس کی حفاظت نہیں ہوتی تو ہیضہ ہوجاتا ہے۔ بیماری ہو جانے سے سنبھالنا مشکل ہوتا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل عرق کافور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو۔ ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں جاری ہے اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری دوا نہیں ہے۔ مسافرت اور غیروطن کا یہ ساتھی ہے۔ قیمت فی شیشی ۲۔ آنہ ڈاک معصور ایک سے چار شیشی تک ۵۔ آنہ۔

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۲۰ - اسٹریٹ کلکتہ

یہی ہر دلی مر - اور اعصابی سرور پی رجم سے بھرا ہوا ہے۔ ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے، اگر قضا پائے کے بعد بھی استعمال کیجئے تو بہرک ہو جائے، ہے، اور تمام اعضا میں خوں صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے، نیز اس کی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے۔ اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ نہانا دیر سے ہضم ہوتا ہو۔ توبہ تمام شکایتیں بھی اس کے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں۔ اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہوجاتے ہیں۔

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے تمام دکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

۱۹۰۱ء ۱۰ روپروہرا لٹر

ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ ۲۲ ۷۳۰ کولوٹرلہ اسٹریٹ - کلکتہ

47 گھر بیتھ روپیہ پیدا کرنا !!!

مرد، عورتیں، لڑکے، فرصت کے ارنات میں روپیہ پیدا کر سکتے ہیں۔ تلاش ملازمت کی حاجت نہیں اور نہ قلیل تنخواہ کی ضرورت۔ ایک سے ۳۰ روپیہ تک روزانہ - خرچ، برائے نام - چیزیں دور تک بھیجی جاسکتی ہیں۔ یہ سب باتیں ہمارا رسالہ بغیر اعافت اسناد باسانی سکھا دیتا ہے جو مشین کے ساتھ بھیجا جائیگا۔ پراسپیکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیے۔

تھوڑے سے یعنی ۱۲ روپیہ بڈل نٹ کٹنگ

تھوڑے سے یعنی ۳ روپے - اور اس سے بھی کچھ زیادہ

حاصل کرسکتے ہیں۔

اگر اس سے بھی زیادہ

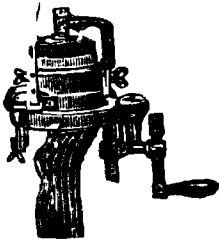
چاہیے تو چھ سو کی

ایک مشین منگالیں

جس سے موزے اور

کنجی دوتو تیار کی

جاتی ہے اور ۳۰ روپیہ -



روپیہ بڈل نٹ کٹنگ

(یعنی سپاری تراش)

مشین پر لگائیے۔ پھر

اس سے ایک روپیہ روزانہ

حاصل کرسکتے ہیں۔

اور اگر آپ آدرشہ

کی خود بان موزے کی

مشین ۱۵۵ - کو منگالیں

روزانہ بلا تکلف حاصل کرلیں یہ مشین موزے اور ہر طرح کی بنیائیں (کنجی) وغیرہ بنتی ہے۔

ہم آپ کی بنائی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ نیز اس بات کی کہ قیمت بلا کم و کاست دیدی جائیگی!

ہر قسم کے کاتے، موزے اور، جو ضروری ہوں، ہم بعض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتے ہیں۔ تاکہ روپیوں کا آپ کو انتظار

ہی کرنا نہ پڑے۔ کام ختم ہوا، آپ نے روانہ کیا، اور اسی دن روپے بھی مل گئے! پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لیے اور

چیزیں بھی بھیج دی گئیں!

آدرشہ نیٹنگ کمپنی - نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ - کلکتہ

سب ایجنٹ شاہشاہ اینڈ کمپنی - نمبر ۸۰ ندیر بازار - دھاکہ

ایک سریع الاثر اور معجب مرکب

**The Manager, The Unani Medical Stores,
15/1 Ripon Street, P. O. Wellesley, Calcutta.**

مؤلفہ

یعنی: عربی زبان کے چار ہزار جدید، علمی، سیاسی، تجارتی، اخباری اور ادبی الفاظ اصطلاحات کی محقق و مشرح ڈکشنری، جسکی اعانت سے مصور شام کی جدید علمی تصنیفات و رسائل نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکتے ہیں، اور نیز الہلال جرنل جدید عربی اصطلاحات و الفاظ کا استعمال کبھی کبھی کرتا ہے، وہ بھی اس لغت میں مع تشریح راصل ماخذ موجود ہیں۔
قیمت ۱ - روپیہ - درخواست خریداری اس پتہ سے کی جائے :
منیجر المعین ندرہ لکھنؤ۔

M. A. Shakoor & Co, No. 5/1 Wellesley Street Calcutta.

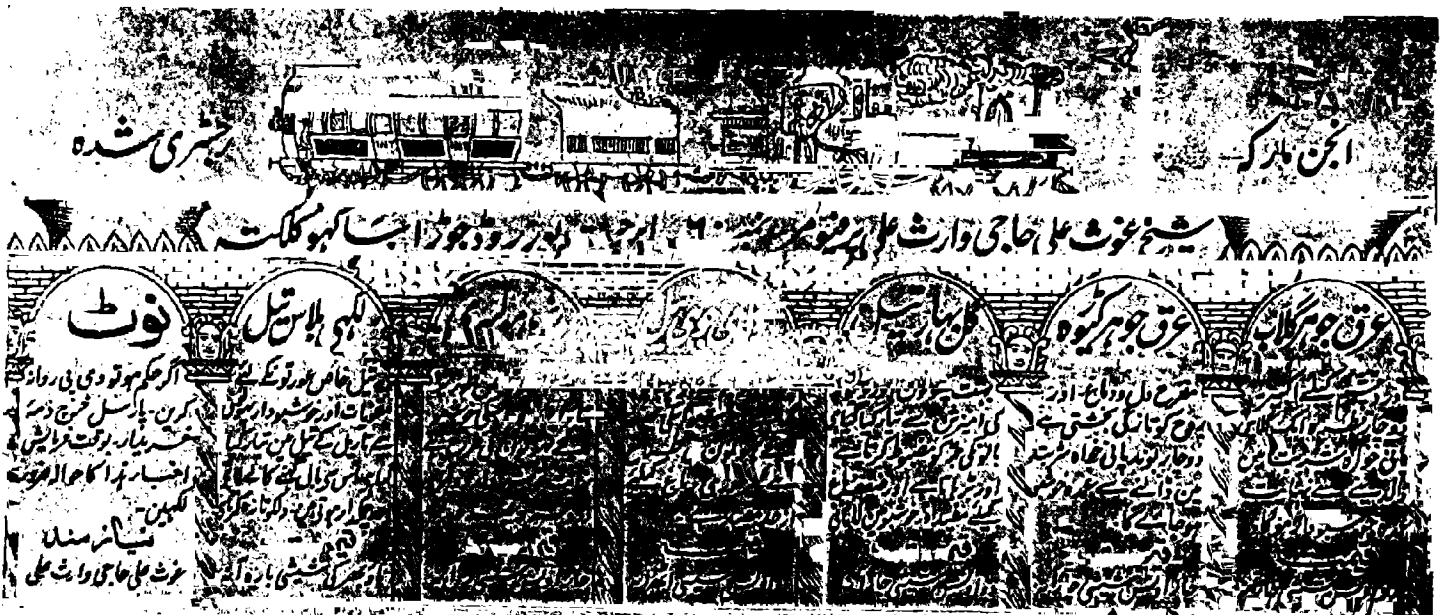
22 Cantophers Lane, P. O. Entally, Calcutta.

کہانسی اور دمہ کا خروش ڈالنے کے لیے معجون قیمت فی شیشی ۱۲ آنہ جسمیں سات روزی دوا ہے - محمولہ اک ۳ آنہ منیجر دار الشفاء بیرونٹی ضلع تھانہ سے طلب کرو۔

اعلان

حسب الحكم

اردہ فراین بستریا چیف سکریٹری بہوپال دہیار



لَا تَقْنُفُوا وَلَا تَحْجَبُوا فُتُوحَ الْاَعْيُنِ لِكَيْتُمْ مُمْنِينَ

اِسْتِزْلَالُ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میرسنول و مخصوصی

احمد علی بن الکلام دہلوی

مقام اشاعت
۱۔ مکلاؤڈ اسٹریٹ
کے آگے

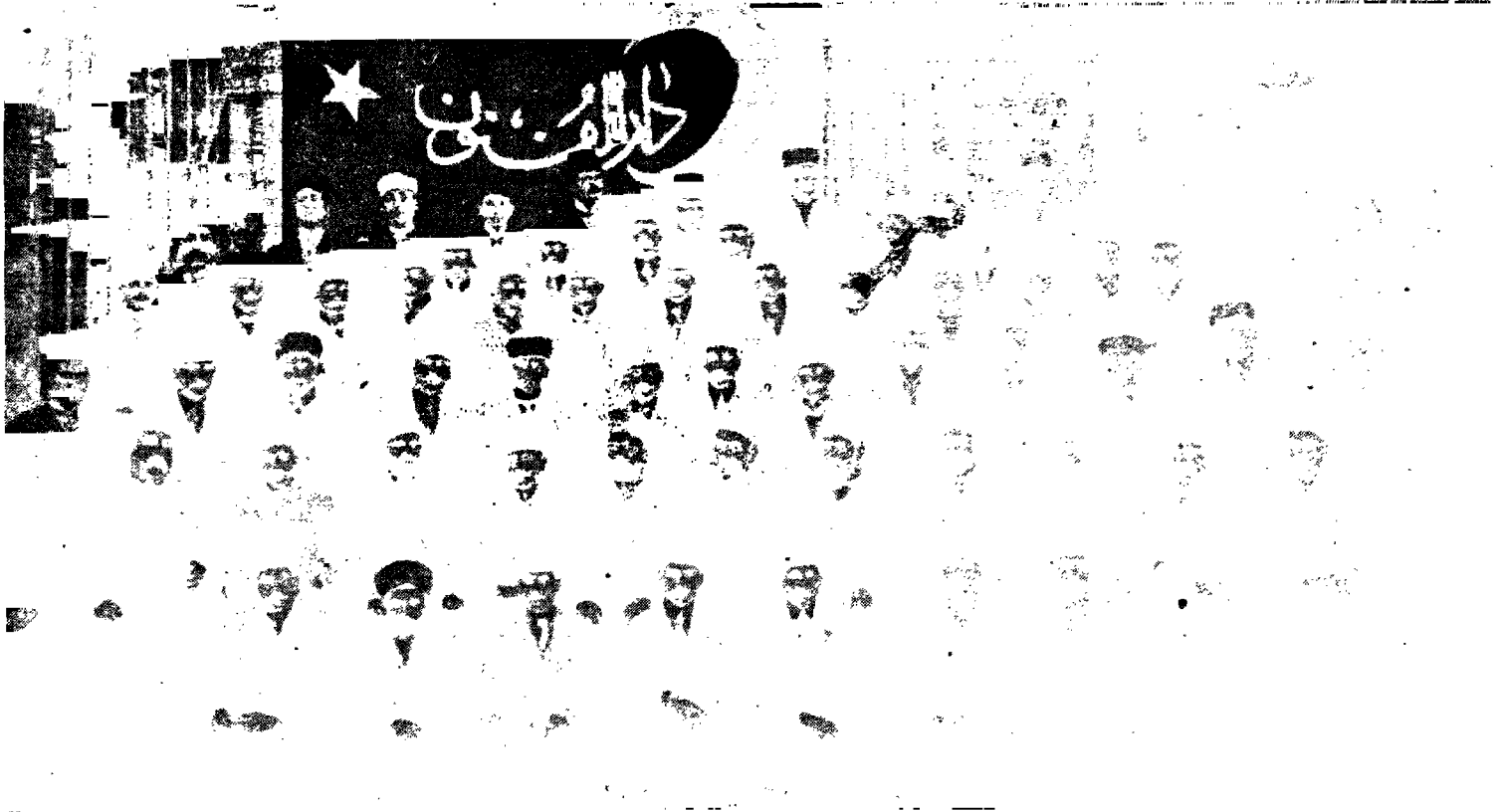
قیمت
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے ۱۲ آنہ

جلد ۳

تاریخ : چاروشنبہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta: Wednesday, December 10, 1913.

نمبر ۲۴



- (۱) اگر کسی صاحب نے پاس دیہی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار اے کے حساب سے قیمت لی جائیگی۔
 - (۲) اگر کسی صاحب کو ایک یا دو ماہ کے لئے پتہ کی تبدیلی کی ضرورت ہو تو مقامی ڈاکخانہ سے بندوبست کر لیں، اور اگر نہیں یا نہیں ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے تبدیل کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں۔
 - (۳) نمبر کے پرچہ کے لئے چار اے کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے رہی۔ یہی کی اجازت۔
 - (۴) نام و پتہ خامس ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے۔
 - (۵) خط و کتابت میں خریداری کے نمبر اور نیز خط کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
 - (۶) مئی اکثر روانہ کرتے وقت کہیں پر نام، پر پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں۔
- نوٹ — مندرجہ بالا شرائط کی عدم تعمیلی کی حالت میں دفتر جواب سے معذور ہے اور اس وجہ سے اگر کوئی پرچہ یا پرچے ضائع ہو جائیں تو دفتر اس کے لئے ذمہ دار نہ ہوگا۔

لکھنؤ کے مشہور سودمائی تصنف

موسم سرما میں رضائی لعاف کی ضرورت ضرور ہوتی ہے۔ لیجئے ہم سے مندرجہ ذیل قسم کے فردہائے رضائی و لعاف منگوا لیجئے۔ جو طرح طرح کے بیل بوٹوں سے مزین ہوں گی جامع دار در شالہ نما طرز بغدادی چھینٹ وغیرہ عرض و طول موافق رواج۔

فرد رضائی قسم اول ۵ - روپیہ - ۴ - روپیہ اور ۳ - روپیہ - فرد لعاف ۶ - روپیہ - ۵ - روپیہ اور ۴ - روپیہ - فرد پلنگ پوش قسم اول ۵ - روپیہ - ۴ - روپیہ اور ۳ - روپیہ - حلہ سون مقبری فی سیر ۲ - روپیہ - تمباکو خوردنی ۶ - روپیہ - ۴ - روپیہ فی سیر - تمباکو کشدنی فی سیر ۵ اے تعمیل نصف قیمت پیشگی۔

نوٹ — سردیشی طرز کے سوتی مشروع قابل پرشاک جسکے نمونہ مفت۔

المشہور

حیدر حسین خاں منیجر سلینگ ایجنسی ملیم آباد ضلع لکھنؤ

خبر اب سید کا تاب

ہم اس خضاب کی بابت سن کرانی کی لینا پسند نہیں کرتے لیکن جو سچی بات ہے اسے کہنے میں توقف بھی نہیں، خواہ کوئی سچا کہتے یا جھوٹا حق تو یہ ہے کہ جتنے خضاب اس وقت تک ایجاد ہوئے ہیں ان سب سے خضاب سیہ تاب بڑھکر نہ ذیل تو جو جرمانہ ہم پر کیا جارے گا ہم قبول کرینگے۔ دوسرے خضاب مقدار میں کم ہوتے ہیں خضاب سیہ تاب اسی قیمت میں اسی قدر دیا جاتا ہے کہ عرصہ دراز تک چل سکتا ہے۔ دوسرے خضابوں کی بوناگوار ہونی ہے خضاب سیہ تاب میں دلپسند خرمبر ہے دوسرے خضابوں کی اکثر در شیشیاں دیکھنے میں آتی ہیں اور دونوں میں سے دو مرتبہ لگانا پوتا ہے خضاب سیہ تاب کی ایک شیشی ہر کی اور صرف ایک مرتبہ لگایا جائیگا۔ دوسرے خضابوں کا رنگ دو ایک روز میں پھیکا پڑ جاتا ہے اور قیام کم کرتا ہے۔ خضاب سیہ تاب کا رنگ روز بروز بڑھتا جاتا ہے اور دو چند قیام کرتا ہے بلکہ پھیکا پڑتا ہی نہیں۔ کھرنیاں بھی زیادہ دنوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ دوسرے خضابوں سے بال سخت اور کم ہوتے ہیں خضاب سیہ تاب سے نرم اور گنجان ہوجاتے ہیں مخدصر یہ کہ ہمارا کہنا تو بیکار ہے بعد استعمال انصاف آپ سے خود کہلائیگا کہ اس وقت تک ایسا خضاب نہ ایجاد ہوا اور نہ ہوگا خضاب بطور تیل کے فرش یا کسی اور چیز سے بالوں پر لگایا جانا ہے نہ باندھنے کی ضرورت نہ دھونے کی حاجت لگائیکے بعد بال خشک ہونے کے رنگ آیا۔ قیمت فی شیشی ۱ روپیہ محصول ڈاک بدمہ خریدار۔ زیادہ کے خریداروں سے رعایت خاص ہوگی۔

ملنے کا پتہ کارخانہ خضاب سیہ تاب کٹرہ دلسنگہ امرت سر

ضرورت ہے

ایک ایف اے مسلمان کی ضرورت ہے جو انگریزی اور حساب میں خاص مہارت رکھتا ہو۔ عمر تیس اور چالیس سال کے درمیان ہو۔ خوش اخلاق اور مذہبی تعلیم سے بھی واقفیت رکھتا ہو۔ تنخواہ چالیس روپیہ ماہوار معہ جائے آسائش و خوراک۔ ان کی زور نگہرائی شب و روز در انٹرنس کے طلباء کے جالنگے۔ نگہداشت پر آئندہ کی ترقی کا وعدہ۔

تمام خط و کتابت میر اسلم خان جنرل انٹرکٹر۔ بریڈ لاج۔ سول لائن

ناگپور۔ کے پتہ سے ہونی چاہئیے

اشتمارات کیلئے ایک عجیب فرصت

ایک دن میں پچاس ہزار !!!

”ایک دن میں پچاس ہزار“ یعنی اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکا اشتہار صرف ایک دن کے اندر پچاس ہزار آدمیوں کی نظر سے گذر جائے، جس میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ ہوں، تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے۔ یعنی یہ کہ آپ ”الہلال کلکتہ“ میں اپنا اشتہار چھپوا دیجیے۔

یہ سچ ہے کہ الہلال کے خریدار پچاس ہزار کیا معنی پچاس ہزار بھی نہیں ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس امر کی واقعیت سے بھی آجکل کسی باخبر شخص کو انکار نہوگا کہ وہ پچاس ہزار سے زائد انسانوں کی نظر سے ہر ہفتے گذرتا ہے۔

اگر اس امر کیلئے کوئی مقابلہ قائم کیا جائے کہ آجکل چھپی ہوئی چیزوں میں سے زیادہ مقبولیت اور سب سے زیادہ پڑھنے والوں کی جماعت کون رکھتی ہے؟ تو بلا ادنیٰ مبالغہ کے الہلال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مشرق میں پیش کیا جا سکتا ہے، اور یہ قطعی ہے کہ اس کو اس مقابلے میں دوسرا یا تیسرا نمبر ضرور ملے گا۔

جس اضطراب، جس بےقراری، جس شوق و ذوق سے پبلک اس کی اشاعت کا انتظار کرتی ہے اور پھر پرچے کے آنے ہی جس طرح تمام محلہ اور قصبہ خریدار کے گھر توت پڑتا ہے، اس کو آپ اپنے ہی شہر کے اندر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

اس کی وقعت، ان اشتہارات کو بھی وقیع بنا دیتی ہے، جو اس کے اندر شائع ہوتے ہیں۔

با تصدیق اشتہارات، یورپ کے جدید فن اشتہار نویسی کے اصول پر صرف اسی میں چھپ سکتے ہیں۔

سابق اجرت اشتہار کے نرخ میں تخفیف کردی گئی ہے۔ منیجر الہلال الیکٹرک پرنٹنگ ہاؤس۔

۷/۱ - مکلاؤن اسٹریٹ - کلکتہ۔

AL - H I L A L
Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 Niclode Street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half-yearly „ „ 4 - 12.

الحلال

میر سہیل عزمی
مستطابہ علامہ مولوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ
کراچی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۳

نمبر ۲۴ : چہارشنبہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta : Wednesday, December 10, 1918.

اخبار مذکور اس امر پر بہت مسرور ہے کہ لارڈ کرپو نے معجزہ تعقیقات پر ہندی زور دیا ہے اور اسے یقین کامل ہے کہ جنرل بوتھا اور انکے رفقاء اس تعقیقات کی اہمیت پرورے طور پر تسلیم کریں گے جو معض سرکاری نہ ہوگی۔

جنوبی افریقہ کے متعلق کتاب ارزق (بلورک) شایع ہوگئی ہے۔ اس میں طرف پانچ ماہ یعنی ۳ - جولائی سے لیکے ۲۹ - نومبر تک کے حالات درج ہیں۔ کتاب کا اصلی مایہ خیر یونین گورنمنٹ اور دفتر مستعمرات کی باہمی مراسلات ہیں، مگر اسے علاوہ اس میں وہ طویل مراسلت بھی شامل کردی گئی ہے جو رئیس الاحرار مسٹر گاندھی اور وزیر داخلہ مسٹر جارجس میں ہوئی تھی اور جس میں طمانیت بخش فیصلہ کی آخری کوشش کی گئی تھی۔ لیکن اس کتاب میں نہ تو حکومت ہند اور وزیر ہند کی باہمی مراسلات شامل ہیں اور نہ وہ تار جو لارڈ کرپو کو غیر سرکاری طور پر موصول ہوئے اور لارڈ کرپو نے مسٹر ہار کورت کو بھیج دیے تھے۔

ان مراسلات میں ترمیم قانون از دواج، مسٹر فشر کا وعدہ، اسکے ایفاء کے متعلق لارڈ کلیڈ سٹون کی توثیق و توثیق مع شرائط، مقدمہ مسماۃ کلثوم بی بی، وغیرہ و غیرہ مواضع پر بحث کی ہے۔ مسٹر ہار کورت نے اپنے خطوط میں جا بجا حکومت ہند کی تشویش کا بھی ذکر کیا ہے۔ ایک خط میں لکھا ہے کہ ہندوستانی صرف وزراء کے ہفتہ وعدہ پر اعتماد کر سکتے ہیں۔

اگرچہ جنوبی افریقہ میں اس وقت بکسر ظلم و عدوان کی حکمرانی ہے مگر با اس ہند جو ہندوستانی ابھی تک قید و بند کی گرفت سے آزاد ہیں، وہ جرات خدا داد سے اپنے اسیر و معبوس برادران وطن کی ہمدردی و تائید میں برابر ہر جوش جلسے کر رہے ہیں۔ نثار انڈین ایسوسی ایشن یکم نومبر کو مسٹر کرکھلے کے نام تار دیتی ہے کہ یہاں پے در پے جلسے ہو رہے ہیں۔ ان جلسوں میں لیدروں کے ساتھ وفاداری کا اظہار، تمام مظالم کی ایک ایسے کمیشن کے ذریعہ تحقیقات کا مطالبہ، جس میں ہندوستان کی کافی نیابت ہو، اور تین پونڈ ٹیکس کے قانون کی منسوخی پر اصرار کیا جا رہا ہے۔ اسی تاریخ کو جو ہانسبرگ سے مسٹر رچ نے اطلاع دی ہے کہ یہاں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا، جس میں خاموش مقابلے کے ساتھ کامل ہمدردی و محبت، رائسراء ہند کا شکریہ، ارباب مقارمت کے مظالم کے خلاف اظہار ناراضی، مسٹر گاندھی کے ساتھ وفاداری، انکے معارنین اور ان تمام عورتوں کے احترام کے اظہار، جنہوں نے اس شریفانہ معرکہ میں مردوں کے درج بدرج حصہ لیا ہے، آزادانہ تحقیقات کے مطالبہ، اور ہندوستانیوں کی امداد کے لیے شکریہ کے رزلوشن پاس کیے گئے۔

۵ - دسمبر کے تار میں بیان کیا گیا تھا کہ قرین کے قید خانوں میں ہندوستانی یک شنبہ سے فاقہ کشی کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ گھی نا قابل اکل، کھل نا کافی، اور کپڑے غبار آلود ہیں، کھانا کافر پکاتے ہیں۔ ان شکایات کے انسداد کے متعلق قید خانے کے حکام سے ملاقات کی گئی تو انہوں نے وزیر داخلہ کے پاس تار بھیجا۔ وزیر داخلہ نے جواب میں کہا کہ جن لوگوں نے فاقہ کشی شروع کی ہے، انہوں نے اپنی مرضی سے کی ہے، اور یہ حکم دیا کہ آئندہ تمام شکایات مجسٹریٹ سے کی جائیں!!

وزیر موصوف کی ہمدردی کے بموجب جنرل لوکس نے انجمن کو غذا وغیرہ کے انتظام سے روک دیا ہے اور تمام ہندوستانیوں کو کار فرماؤں کے رجم پر چھوڑ دیا ہے۔ یہ اس سابق توثیق کے ناکل خلاف ہے جس میں بیان کیا گیا تھا کہ قید کی سزاؤں سے حکومت کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ وہ ہڑتال کرنے والوں کو اطاعت پر مجبور کرے۔ مگر ۶ دسمبر کو مسٹر ریست نے مسٹر کرکھلے کو قرین سے اطلاع دی ہے کہ حکومت نے جنرل لوکس کو ہدایت کردی ہے کہ انجمن کے زیر نگرانی پولیس کے ذریعہ تقسیم

فہرست

- ۱ آخر الانباء
- ۲ عذرات
- ۳ شکون عثمانیہ (مسئلہ شریہ)
- ۴ برید فرنگ (بلغراد بعد از جنگ)
- ۵ مطبوعات جدیدہ
- ۶ ادبیات (خلق عظیم)
- ۷ مذاکرۃ علمیہ (تراجم احوال)
- ۸ مراسلات (مسئلہ مصر)

تصاویر

(صفحہ خاص)

دار الفنون تسمطنیہ کے در مرتع

فائلر رسل ویلس

جنوبی افریقہ

جنوبی افریقہ

ہندوستانی وفد کے جواب میں لارڈ کرپو کی تقریر پر لندن پریس میں نقد و بحث شروع ہوگئی ہے۔ قبلی نیوز شاہنشاہی حکومت کی مداخلت پر زور دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ ”تحقیقات پرورے طور پر شاہنشاہی حکومت کی طرف سے ہونی چاہیے“ کیونکہ اسکے نزدیک جنوبی افریقہ کی گوری آبادی کی رائے کو نظر انداز کرنا نا ممکن ہے اور اس لیے ملکہداری کا جو ممکن طریقہ باقی رہ گیا ہے، وہ صرف دوستانہ تفہیم ہے! آخر میں وہ تجویز کرتا ہے: ”اس یقین کے ساتھ کہ یونین گورنمنٹ اس معامی اثر سے متاثر نہ ہوگی جس سے یہ تمام دشواریاں پیدا ہوئی ہیں، اس مقدمہ کا فیصلہ خود یونین گورنمنٹ ہی کے ہاتھ میں دیدیا جائے!“

قبلی میل لارڈ کرپو کی تقریر کے تہدید و انداز کی تصویب و تائید کرتا ہے اور یونین گورنمنٹ سے امید کرتا ہے کہ وہ ہندوستان میں انگریزوں کے پوزیشن کے لحاظ سے اس ”غیر منصفانہ احساس کو دور کردیگی جو اس وقت وہاں پھیلا ہوا ہے“ قبلی گرانک سر مانچور جی بہار نگر کے اس مطالبہ کو ”نا قابل رد“ سمجھتا ہے کہ ہندوستانیوں کو بھی برطانی حقو شہریت حاصل ہونا چاہییں۔ وہ مستعمرات کے استقلال داخلی کے متعلق لکھتا ہے کہ یہ کسی حالت میں بھی ”حدود سے خالی نہیں“۔ موجودہ مسئلہ کی اہمیت پر بحث کرتے ہوئے وہ اسکو خود شاہنشاہی حکومت سے وابستہ بتاتا ہے اور آخر میں کہتا ہے:

”یونین گورنمنٹ کو آبادی کے ایک طبقہ کے تعصبات پر پوری شاہنشاہی کے فوائد و اغراض کی قربانی کرنا نہ چاہیے“

قبلی ٹیلیگراف کے نزدیک تصفیہ کے لیے یونین گورنمنٹ پر زور نہیں دیا جاسکتا کیونکہ یہ بالکل نا ممکن ہے کہ ”ایک اجنبی قوم کے خلاف کسی قسم کا دباؤ استعمال کیا جاسکے“ مگر کیا یہ معیہ ہے کہ جنوبی افریقہ کی گوری آبادی اجنبی قوم ہے؟ کیا جنوبی افریقہ برطانی شاہنشاہی کا جز نہیں؟ اور بالفرض اگر یہ مان بھی لیا جائے تو کیا یہی اصول ہے جو عموماً ایشیائی اور خصوصاً اسلامی سلطنتوں کے مقابلہ میں اپنایا گیا ہے؟

شذرات

بہ سن ۱۰۰ ایل مہمہ

شاید ہی کوئی شے اسقدر میرے لیے تکلیف دہ ہے جسقدر الہلال کی قلت ضخامت اور ضیق ابواب و فضول - ہر نیا ہفتہ جب شروع ہوتا ہے تو امیدوں اور دلولوں سے لبریز دماغ لیکر آتا ہوں کہ ابکی صحبت میں تو جی بھر کے باتیں کریں گے، لیکن جب جاتا ہوں تو وہی حسرت پیشین زبان پر ہوتی ہے کہ:

ابکے بھی دن بہار کے یونہی گذر گئے!

کثرت افکار و ترددات نہ انتخاب کا موقع دیتے ہیں، نہ فکر مطالعہ کا - نہ حسن ترتیب کا خیال رہسکتا ہے، نہ تقدیم و تاخیر مضامین کا - کئی آدمیوں کا کام ایک ہی آدمی سے لیجیے گا تو اسکی معذوریات سننی ہی پڑیں گی - ایسی حالت میں ضرورت ہے کہ ایک میدان وسیع اسکے سپرد کر دیا جائے - اور خواہ ترتیب و انتخاب، اور تقدیم و تاخیر مطالب میں کتنی ہی اس سے مجبورانہ غلطیاں سرزد ہوجائیں، تاہم وہ کسی طرح مقید نہ ہو، اور جو کچھ کہنا چاہتا ہے، کم و بیش کسی نہ کسی موقع پر کہہ سنائے۔ کون ہے جسے اپنا دماغ چیر کر دکھلاؤں کہ کیا کچھ لکھنا چاہتا ہوں، اور جو کچھ الہلال میں لکھتا ہوں، وہ اسکے مقابلہ میں کتنا ہے؟ اور پھر کس سے کہوں کہ میرے پاس دماغ نہیں ہے - ایک مدفن اصوات ہے، جسمیں لفظ و معنی کے احیاء و اراج پیدا ہوتی ہیں اور سیر حیات کی راہ مسدود دیکھ کر اپنے مولد ہی کو اپنا مدفن بھی بنا لیتی ہیں! کما قلت:

ہر موج معانی کہ زجیحون دلم خاست
تا ساحل لب آمدہ بر تافت عذاب را

اگرچہ اردو پریس میں تنوع و تعدد مطالب و مضامین کے اعتبار سے اسکی موجودہ ضخامت بھی اتنی ہے جو ہفتہ روز اخبارات ایک طرف، ملک کے بہت سے ماہوار رسائل میں بھی مفقود ہے، اور علی الخصوص ایسی حالت میں کہ ایک ہی شخص کو اس کارخانے کا ہر کیل پرزہ درست کرنا پڑتا ہے، بیجا نہیں، اگر الہلال اپنی ہفتہ وار ضخامت پر نام ہونے کی جگہ شام ماں ہو، تاہم کیا کیجیے کہ اپنی نظر نے جو معیار اور نمونے اپنے سامنے رکھے ہیں، اور دل کی آرزوؤں کی جو شورش ہے، اس کے لیے یہ سب کچھ ہیچ ہے - یہ سچ ہے کہ توفیق الہی نے جو کچھ مرحمت فرمایا، وہ بھی اپنی حیثیت سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ سائل کو جو کچھ ملے، وہ اس کے کچھول تفرہ کے لائق کیوں ہو؟ دست کریم کو تو اپنے جیب و دامن کی عزت پر نظر رکھنی چاہیے:

وہبت علی مقدار کفی زماندا
و نفسی علی مقدار کفک یطلب

کئی ہفتوں سے چاہتا ہوں کہ چند اہم معاملات ہیں، مختصراً ہی سہی، مگر انکے متعلق چند دسات ضرور یہ عرض کروں - ہر ہفتے خیال ہوتا ہے کہ لکھونگا، لیکن جب آخری صفحات کی نوبت آتی ہے تو گنجائش صاف جواب دیدہتی ہے:

کہ اب تو کچھ نہیں باقی جذاب شیشے میں!!

آج ارادہ کر لیا ہے کہ اس ہفتے مقالہ افتتاحیہ سرے سے لکھا ہی نہ جائے اور اسکی جگہ صرف شذرات ہوں - کم از کم چند ضروری معاملات تو بحث میں آجائیں گے -

طبعیتیں مختلف اور ذوق ہر شخص کا الگ ہے - ممکن ہے کہ بعض احباب کرام کو مقالہ افتتاحیہ کا نہرنا شاق گذرے - لیکن انکی خدمت میں عرض ہے کہ جن صفحوں پر ہمیشہ اپنے ایک سالم دل کی خونچکانیاں دیکھی ہیں، وہاں گاہ گاہ اسکے چہرے چہرے ٹکروں کو بھی بکھرا ہوا دیکھ لیجیے گا تو کیا ہر گاہ کبھی خندہ زخم سے ارباب درد کا جی بھلتا ہے تو کبھی دل صد پارہ کے نالہ شکستگی سے بھی:

لختے برد از دل، گذرد ہر کہ زہشتم

من قاش فروش دل صد پارہ خویشم!!

عشورہ مہرم الحرام (۱)

شمع ہا بردہ ام از صدق بخاک شہدا

تا دل و دیدہ خونبانہ مشانم دادند

آئیے، سب سے پہلے آج ایک بھولی ہوئی صحبت ماتم کو پھر تازہ کریں - کتنے دن گذر گئے کہ راہ و رسم ماتم و شیروں سے نا آشنا ہیں - نہ صدائے ماتم کی فغاں سنجی ہے اور نہ چشم خونبار کی اشک افشانی - کار و بار غم کی رونق افسردہ ہو چلی ہے اور روز بازار درد کی چہل پہل مدت سے موقوف ہے:

نہ داغ تازہ می خارد، نہ زخم کہنہ می دارد!

بدہ یارب دلے کیں صورت بے جاں نمی خواہم!

طرابلس کے خورن آلود ریگستان کو اگر لوگوں نے بھلا دیا، مشہد مقدس اور تبریز کا قصہ الم اگر ذہنوں سے محو ہو گیا، مقدونیا اور البانیا کے تازہ ترین افسانہ ہائے خونیں اگر فکروں سے فراموش ہو گئے، تو کچھ مضائقہ نہیں - ارباب درد و غم کیلئے ایک ایسی داستان الم مدیوں سے موجود ہے، جو کبھی بھلائی نہیں جاسکتی، اور اگر لوگ آئے بھلا بھی دیں تو بھی ہر سال چند ایسے ماتم آلود دن تازگی زخم کہن کیلئے آمرجود ہوتے ہیں جو از سرنو ایک ہزار دہائی سربرس پیشتر کے ایک حادثہ عظیمہ کی یاد پھر سے تازہ کر دیتے ہیں!

ابکے کچھ ایسا اتفاق ہوا ہے کہ الہلال کی اشاعت تہیک عشرہ محرم الحرام کے دن واقع ہوئی ہے - پس میرا اشارہ حادثہ ہائلہ کبریٰ یعنی شہادت حضرت سید الشہدا علیہ و علیٰ اجدادہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہے - عظم اللہ اجرنا بمصابنا!

وقتست کہ در بیچ زخم نوحہ سرانی
سوزد نفس نوحہ گراز تلخ نوائی
وقتست کہ آن پردگیار، کز رہ تعظیم
بر درگہ شاں کردہ فلک ناصیہ سائی
از خیمہ آتش زدہ عریاں بدر ایند
چون شعلہ دخال بر سر شاں کردہ ردائی
جانہا ہمہ فرسودہ تشویش اسیری
دلہا ہمہ خورن گشتہ اندرہ رہائی

(۱) یہ نوٹ اگرچہ اسقدر بڑھیا ہے کہ شذرات کی جگہ اب دورا افتتاحیہ ہے - تاہم چونکہ بالکل سرسری طور پر لکھا گیا ہے اسلیئے اسے الہلال کا لیدنگ آرٹیکل قرار نہیں دیتا کہ اسکے لیے اپنے ذہن بعض خاص شرائط تیار رکھے ہیں -

تہا ست حسین ابن علی در صف اعدا

اکبر تر کجا رفتی و عباس کجالی؟

سچ یہ ہے کہ جن مردہ دلوں کو زندگی کیلئے سرزد تپش کی ضرورت ہو، جن ارباب درد کو روح کی راحت کیلئے جسم کے ماتم کی تلاش ہو، جنکی زبانیں آہ و فغاں کو محبوب اور جنکی آنکھیں خوندانہ نشانی کو اپنا مطلوب و مقصود سمجھتی ہوں، انکی صحبت ماتم و الم کی رونق کیلئے یہی افسانہ اتنا کچھ سامان غم اپنے اندر رکھتا ہے کہ اگر خون کے بڑے بڑے سیلاب سمندروں کی روانی سے بہہ جائیں، اور بے شمار لاشوں کی ٹرپ سے زمین کے بڑے بڑے قطعات یکسر جنبش میں آجائیں، جب بھی انکی نداء حال آس الہام سرائی سے قاصر رہیگی، جو اسکے ایک ایک لفظ کے اندر سے توصیہ فرمائے عبرت و بصیرت ہے۔

لیکن آہ! کتنے دل ہیں جنہوں نے اس واقعہ کو اسکے حقیقی بھائرو معارف کے اندر دیکھا ہے؟ اور کتنی آنکھیں ہیں، جو حسین ابن علی شہید پر گریہ و بکا کرتے ہوئے آس اسوہ حسنہ کو بھی سامنے رکھتے ہیں، جو اس حادثہ عظمیٰ کے اندر موجود ہے؟

فی الحقیقۃ... یہ حق و صداقت، آزادی و حریت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ایک عظیم الشان انسانی قربانی تھی جو صرف اس لیے ہوئی تاکہ پیران اسلام کیلئے ایک آسوہ حسنہ پیش کرے، اور اس طرح جہاد حق و عدالت اور آس کے ثبات و استقامت کی ہمیشہ کیلئے ایک کامل ترین مثال قائم کر دے۔ پس جو بے خبر ہیں انکو روٹنا چاہیے۔ ان لم تبکوا فنتباکوا! اور جو روٹے ہیں انکو صرف رونے ہی پر اکتفا نہ کرنا چاہیے۔ انکے سامنے سید الشہدا نے اپنی قربانی کا ایک آسوہ حسنہ پیش کر دیا ہے، اور کسی روح کیلئے ہرگز جائز نہیں کہ محبت حسین کی مدعی ہو، جب تک کہ آسوہ حسینی کی متابعت کا اپنے اعمال کے اندر سے ثبوت نہ دے۔

ضرورت تھی کہ ایک مبسوط مقالہ افتتاحیہ ”آسوہ حضرت سید الشہدا“ کے عنوان سے کئی نمبروں میں لکھا جاتا اور نہایت تفصیل کے ساتھ اس حادثہ ہائلہ شہادت پر نظر ڈالی جاتی۔ سب سے پہلے اسکی تاریخی حیثیت نمایاں کی جاتی اور اسکے بعد ان تمام مواعظ و نتائج عظیمہ کو ایک ایک کر کے بیان کیا جاتا جو اس ذبح عظیم کے اندر پوشیدہ ہیں، اور جنکی لسان حیات آج بھی اسی طرح صدا دے رہی ہے، جس طرح گذار فرات کی، ریتلی سرزمین پر اسے بارہ سو برس پہلے زخم و خون کے اندر سے وعظ فرمائے حقیقت و صداقت تھی!!

دنیا میں ہر چیز مرجاتی ہے کہ فانی ہے۔ مگر خون شہادت کے ان قطرہوں کے لیے جو اپنے اندر حیات الہیہ کی روح رکھتے ہیں، کبھی بھی فنا نہیں:

کشتگان خنجر تسلیم را

ہر زمان از غیب جانے دیگرست

لیکن افسوس کہ شرح و بسط کیلئے اس وقت مستعد نہیں۔ صرف چند مجمل اشارات پر اکتفا کرنا:

تر خود حدیث مفصل بخوان ازین مجمل

(۱) سب سے پہلا نمونہ جو یہ حادثہ عظیمہ ہمارے سامنے پیش کرتا ہے، ”دعوة الی الحق“ اور حق و حریت کی راہ میں اپنے تئیں قربان کرنا ہے۔

بنی امیہ کی حکومت ایک غیر شرعی حکومت تھی کوئی حکومت جسکی بنیاد جبر و شخصیت پر ہو، کبھی بھی اسلامی حکومت نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے اسلام کی روح حریت

و جمہوریت کو غارت کیا، اور مشورہ و اجماع امت کی جگہ محض غلبہ جابرانہ اور مکر و خدع پر اپنی شخصی حکومت کی بنیاد رکھی۔ انکا نظام حکومت شریعہ الہیہ نہ تھا، بلکہ محض اغراض نفسانیہ و مقاصد سیاسیہ، ایسی حالت میں ضرور تھا کہ ظلم و جبر کے مقابلہ کی ایک مثال قائم کی جاتی اور حق و حریت کی راہ میں جہاد کیا جاتا۔

حضرت سید الشہدا نے اپنی قربانی کی مثال قائم کر کے مظالم بنی امیہ کے خلاف جہاد حق کی بنیاد رکھی، اور جس حکومت کی بنیاد ظلم و جبر پر تھی، اسکی اطاعت و وفاداری سے انکار کر دیا۔ پس یہ نمونہ تعلیم کرتا ہے کہ ہر ظالمانہ و جابرانہ حکومت کا علانیہ مقابلہ کرو اور کسی ایسی حکومت سے اطاعت و وفاداری کی بیعت نہ کرو جو خدا کی بخشی ہوئی انسانی حریت و حقوق کی غارتگر ہو، اور جسکے احکام مستبدہ و جائزہ کی بنیاد مصلحت و عدالت کی جگہ جبر و ظلم پر ہو۔

(۲) مقابلہ کیلئے یہ ضرور نہیں کہ تمہارے پاس قوت و شرکت مادی کا وہ تمام ساز و سامان بھی موجود ہو جو ظالموں کے پاس ہے۔ کیونکہ حسین ابن علی کے ساتھ چند ضعیف و مساکین مٹی کی قلیہ کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ حق و صداقت کی راہ نتائج کے فکر سے بے پروا ہے۔ نتائج کا مرتب کرنا تمہارا کام نہیں۔ یہ آس قوت قاہرہ عادلہ الہیہ کا کام ہے، جو حق کو باوجود ضعف و فقدان انصار کے کامیاب و فتح مند کرتی، اور ظلم کو باوجود جمیعہ و عظمت دنیوی کے نا مراد و نگوں ساز کرتی ہے: دکم من فئۃ قلیۃ، غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ۔

ایسے موقعوں پر ہمیشہ مسلمانوں کو اندیشوں کا خیال دامنگیر ہوتا ہے جو فنی نفسہ اگرچہ عقل و دانائی کا ایک فرشتہ ہے، لیکن کبھی کبھی شیطان رحیم بھی اسکے بھیس میں آکر کام کرنے لگتا ہے۔ نفس خادع حیلہ طراشیاں کرتا ہے کہ صرف اپنے تئیں کٹوا دینے اور چند انسانوں کا خون بہا دینے سے کیا حاصل؟ ترب و تغلگ اور تخت و سلطنت کا مقابلہ کس نے کیا ہے کہ ہم کریں؟

آخری سوال کا جواب میں دے سکتا ہوں۔ تاریخ عالم کی صدھا امثال مقدسہ و محترمہ جہاد سے قطع نظر، تمہارے سامنے خود مظلوم کر بلا کی مثال موجود ہے۔ تم کہتے ہو کہ چند انسانوں نے حکومتوں کی قوتوں اور ساز و سامان کا مقابلہ کیا ہے کہ کبھی بھی کیا جاتے؟ میں کہتا ہوں کہ حسین ابن علی نے صرف بہتر یا باستھہ بھوکے پیانے انسانوں کے ساتھ آس عظیم الشان حکومت قاهرہ و جابر کا مقابلہ کیا، جسکے حدود سلطنت ملتان اور سرحد فرانس تک پھیلنے والے تھے۔ اور گویہ سچ ہے کہ آس نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے دل کے گوشوں کو بھوک اور پیاس کی شدت سے ترپتے دیکھا، اور پھر ایک ایک کر کے ان میں سے ہر وجود مقدس خاک و خون میں ترپا اور جاں بحق تسلیم ہوا، اور یہ بھی سچ ہے کہ وہ دشمنوں سے نہ تو پیچھے کیلئے پانی چھین سکا، اور نہ زندہ رہنے کیلئے اپنی غذا حاصل کر سکا، اور اسمیں بھی شک نہیں کہ بالآخر سر سے لیکر پیر تک وہ زخموں سے چور ہوا، اور اس خلعت شہادت لالہ گوں سے آراستہ ہو کر طیار ہوا، تا آس کوشمہ ساز عجائب کے حریم رمال میں پہنچے، جو دستوں کو خاک و خون میں ترپا تا اور دشمنوں کو مہلت دیتا ہے:

”ارید رصالہ“ ریرید قتلی!

تاہم فتح آسکی تھی، اور فیروز مندی و کامرانی کا تاج صرف اسی کے زخم خوردہ سر پر رکھا جا چکا تھا۔ وہ ترپا اور خاک و خون

مبتلا ہوتے ہیں تو اپنے تمام معاملات کو یہ کہہ کر اللہ کے سامنے کر دیتے ہیں کہ : انا لله وانا اليه راجعون“

خوف و ہراس، بھوک اور پیاس، نقصان اموال و متاع، قتل نفس و اولاد، یہی چیزیں انسان کیلئے اس دنیا میں انتہائی مصیبتیں ہو سکتی ہیں، اسلئے انہی چیزوں کو راہ الہی کیلئے آزمائش قرار دیا گیا۔

لیکن مظلوم کربلا کے سامنے یہ تمام مرحلے ایک ایک کر کے موجود تھے۔ وہ ان تمام مصائب سے ایک لمحہ کے اندر نجات پا کر آرام و راحت اور شرکت و عظمت حاصل کر سکتا تھا اگر حکومت ظالمہ کی وفا داری و اطاعت کا عہد کر لیتا، اور حق و صداقت سے روگردانی کیلئے مسامحہ کرتا، وقت کی تاویل پر عمل کرتا، پر اس نے خدا کی مرضی کو اپنے نفس کی مرضی پر ترجیح دی، اور حق کا عشق، زندگی اور زندگی کی محبتوں پر غالب آگیا۔ اس نے اپنا سر دیدیا کہ انسان کے پاس حق کیلئے بھی ایک آخری متاع ہے، پر اطاعت و اقرار وفا داری کا ہاتھ نہ دیا جو صرف حق و عدالت ہی کے آگے ہٹ سکتا تھا: و من الناس من يشرى نفسه ابتغاء مرضات الله، واللہ روف بالعباد۔

(۶) سب سے بڑا اسوہ حسنہ کہ اس حادثہ عظیمہ کی لسان حال اُسکی ترجمانی کرتی ہے، راہ مصائب و جہاد حق میں صبر و استقامت اور عزم و ثبات ہے کہ: ان الذين قالوا ربنا الله، ثم استقاموا۔ دوسری جگہ کہا: فاستقم كما امرت! و للہ در ما قال:

روے کشادہ باید و پیشانی فراج
آں جا کہ لطمہ ہاے ید اللہ می زند

فی الحقیقت اس شہادۂ عظیمہ کی سب سے بڑی مزیت و خصوصیت یہ ہے کہ اپنے تمام عزیز اقارب، اہل و عیال، اور فرزند و احباب کے ساتھ دشت غربت و مصائب میں معصوم اعدا ہونا، اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے جگر گوشوں کو شدت عطش و جوع سے آہ و زلفان کرتے ہوئے دیکھنا، پھر ان میں سے ایک ایک کی خون آلود لاش کو اپنے ہاتھوں سے اٹھانا، حتیٰ کہ اپنے طفل شیر خوار، بھی تیر ظلم و بربریت سے نخچیر پانا، مگر با ایں ہمہ راہ عشق صداقت میں جو پیمان صبر و استقامت باندھا تھا، اسکا ایک لمحہ بلکہ ایک عشر دقیقہ کیلئے بھی متزلزل نہ ہونا، اور حق کی راہ میں جسقدر مصائب و اندرہ پیش آئیں، سب کو شکر و منت کے ساتھ برداشت کرنا کہ: رضینا بقضاء اللہ و صبرنا علی بلائہ:

پیسگان ترا بجان خریدار من مرہم دیگران نخواہم

دوست کے ہاتھ سے جام زہر بھی ملتا ہے تو تشنہ نامان
زالل محبت سے غیروں کے جام شہد و شکر پر ترجیح دیتے ہیں:

اے جفا ہاے تو خوشتر ز وفائے دگران!

آج بھی اگر گوش حقیقت نبوش باز ہو تو خاک کربلا کا ایک
ایک ذرہ توصیہ فرمائے صبر و استقامت ہے:

شدیم خباک و لیکن ببدوے تربت ما

توان شناخت کز زب خاک مردمی خیزد!

افسوس کہ تفصیل مطالب کا ارادہ نہیں اور وقت و گنجائش مقتضی اجمال و ایجاز۔ اگر اس صبر و استقامت کے اسوہ حسنہ کو دیکھنا چاہتے ہو تو خدا را اسفار تاریخ کی طرف ترجہ کرو۔ صرف ایک روایت یہاں لکھوں گا، تاکہ جو لوگ خاندان نبوت اور عترت حضرت رسالت کی محبت کا دعوا رکھتے ہیں، وہ غور کریں کہ ادعاء محبت بغیر متابعت بیکار ہے:

میں لوٹا، پر اپنے اس خون کے ایک ایک قطرہ سے جو عالم اضطراب میں اس کے زخموں سے رنگ و سنگ پر بہتا تھا، انقلاب و تغیرات کے وہ سیلاب ہاے آتشیں پیدا کر دیے، جنکو نہ تو مسلم بن عقبہ کی خون آشامی روک سکی، نہ حجاج کی بے امان خونخواری، اور نہ عبد الملک کی تدبیر و سیاست۔ وہ بڑھتے اور بڑھتے ہی رہے۔ ظلم و جبر کا پانی تیل بن کر انکے شعلوں کی پرورش کرتا رہا، اور حکومت و تسلط کا غرور ہوا بن کر انکی ایک ایک چنگاری کو آتشکدہ سوزاں بناتا رہا۔ یہاں تک کہ آخری وقت آگیا، اور جو کچھ سنہ ۶۱ - میں کربلا کے اندر ہوا تھا، وہ سب کچھ سنہ ۱۳۲ میں نہ صرف دمشق، بلکہ تمام عالم اسلامی کے اندر ہوا۔ صاحبان تاج و تخت خاک و خون میں تڑپے، انکی لاشیں گھوڑوں کے سموں سے پامال کی گئیں، فتح مندوں نے قبریں تک اکھاڑ ڈالیں، اور مردوں کی ہڈیوں تک کو ذلت و حقارت سے محفوظ نہ چھوڑا۔ اور اس طرح: فسیعلم الذین ظلموا، اہی منقلب ینقلبون! کا پورا پورا ظہور ہوا!!

پھر کیا یہ سب کچھ جو ہوا، وہ محض ابراہیم عباسی کی دعوت اور ابو مسلم خراسانی کی خفیہ ریشہ درانیوں ہی کا نتیجہ تھا؟ کیا یہ اُسی خون کا اعجاز نہ تھا جو فرات کے کنارے بہایا گیا تھا؟ پھر یہ فتح مندی تر بہ حسب ظاہر ہے جسکے نتائج کیلئے ایک صدی کا انتظار کرنا پڑا، ورنہ فی الحقیقت مظلومیت کا خون جس وقت بہتا ہے، اُسی وقت اپنی معنوی فتح مندی حاصل کر لیتا ہے۔

(۳) بہر حال یہ تو حق و صداقت کی قربانیوں کے نتائج ہیں جو کبھی ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتے، لیکن حضرة سید الشہدا کا اسوہ حسنہ بتلاتا ہے کہ تم ان نتائج کی ذرا بھی پروا نہ کرو۔ اگر ظلم اور جابرانہ حکومت کا وجود ہے، تو اسکے لیے حق کی قربانی ناگزیر ہے اور اُسے ہونا ہی چاہیے۔ تعداد کی قلت و کثرت یا سامان و وسائل کا فقدان اُسپر موثر نہیں ہو سکتا۔ اور ظلم کا صاحب شرکت و عظمت ہونا اسکے لیے کوئی الہی سند نہیں ہے کہ اُسکی اطاعت ہی کر لی جائے۔ ظلم خواہ ضعیف ہو خواہ قوی، ہر حال میں اُسکا مقابلہ کرنا چاہیے کیونکہ وہ ظلم ہے، اور حق اور صداقت ہر حال میں یکساں اور غیر متزلزل ہے۔

(۴) حق و عدالت کی رفاقت کی آزمائشیں زہرہ گداز اور شہب زبا ہیں۔ قدم قدم پر حفظ جان و نا مرس اور محبت فرزند و عیال کے کاٹتے دامن کہنا پڑتے ہیں۔ لیکن یہ اسوہ حسنہ مومنین مخلصین کو درس دیتا ہے کہ اس راہ میں قدم رکھنے سے پہلے اپنی طلب و ہمت کو اچھی طرح آزمائیں۔ نہ کہ چند قدموں کے بعد ہی ٹھوکر لگے:

جرم را ایں جا عقربت هست و استغفار نیست!

اس قاتل جانہ حق و صداقت کے چاروں طرف جو کچھ تھا، اسکا اعادہ ضروری نہیں کہ سب کو معلوم ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی آزمائشوں کے متعدد درجے بیان کیے ہیں:

والنبولکم بشی من	اللہ تعالیٰ تمہیں آزمائشوں میں
الغوف والجوع ونقص	دالیا - وہ حالت خوف و ہراس،
من الاموال والافس	بھوکہ اور پیاس، نقصان مال و جان
والثمرات، و بشر	اور ہلاکت اولاد و اقارب میں
الصابرین الذین اذا	مبتلا کرے، تمہارے صبر و استقامت
امسا بتم مصیبة	کو آزمایگا، پس اللہ کی طرف سے بشارت
قالوا: انا لله وانا	ہے انکے لیے، جنکے ثبات و استقامت کا
اليه راجعون (۲: ۱۵۲)	یہ حال ہے کہ جب مصائب میں

ان المعجب لمن يحب يطيع

حضرت امام علي بن الحسين الشہید بہ زین العابدین کہتے ہیں :

”انی لجالس فی العشیة التي قتل ابی العسین فی صبیحتہا و عمتی زینب تمرضنی اذ دخل ابی و هو یقول :
یا دہراف لک من خلیل
کم لک فی الاشراف والا میل
من طالب و صاحب قتیل
والد ہر لا یقنع بالبدیل
وانما الامر الی الی
وکل حی سالت الی الی

ففہمت ما قال و عرفت ما اراد و خنقتنی عبرتی و رددت دمی و عرفت ان البلاء قد نزل بنا و اما عمتی زینب فانہا لما سمعت ما سمعت النساء من شا نہیں الرقة و الجزع فلم تملک ان و ثبتت تجر ثوبہا حاسرة وھی تقول و اٹکلاہ ! لیت الموت اعد منی الحیاء الیوم ماتت فاطمة و علی و الحسن بن علی اخی فنظر الیہا فرد غصتہ ثم قال : یا اختی ! اتقی اللہ ! فان الموت نازل لا محالہ - فلطمت رجبہا و شقت جیبہا و رخت مغشیاً علیہا و صاحت را ویلاہ ! و اٹکلاہ ! ! فتقدم الیہا فصب علی رجبہا الماء و قال لہا یا اختہ ! تعزی بعزاء اللہ فان لی و لکل مسلم اسوة برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ (تاریخ یعقوبی مطبوعہ لیدن - جلد دوم صفحہ ۲۹۰ -)

اسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام علی بن حسین زین العابدین علیہ السلام کہتے ہیں :

”جس رات کی صبح کو میدان شہادت گرم ہونے والا تھا عین اسی شب کا واقعہ ہے کہ میں بیمار پڑا تھا - میری بیوی زینب میری تیمار داری میں مصروف تھیں - اتنے میں حضرت امام حسین داخل ہوئے - وہ چند اشعار پڑھتے تھے جنہیں سنکر میں سمجھ گیا کہ انکا ارادہ کیا ہے ؟ میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے اور مجھے یقین ہو گیا کہ ہم پر ابتلاء الہی نازل ہو گئی ہے اور اب اس سے چارہ نہیں -

مگر حضرت زینب ضبط نہ کرسکیں کیونکہ قدرتی طور پر عورتیں زیادہ رقیق القلب ہوتی ہیں - وہ ماتم کناں چلا آئیں کہ وا حسرتا و مصیبتنا ! الیوم ماتت فاطمة و علی و الحسن بن علی ! لیکن جب حضرت حسین نے یہ حالت دیکھی تو انکی جانب متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے بہن ! یہ کیا ہے صبری اور کیسا جزم و فزع ہے ؟ اللہ سے ڈر کہ موت یقیناً ایک آنے والی چیز ہے اور اس سے لڑی بچ نہیں سکتا -

لیکن حضرت زینب شدت غم و حزن سے مضطرب تھیں - وہ دیکھ ہی نہیں کہ آنے والی صبح کن واقعات خونین کے ساتھ طلوع ہوگی - فرط غم میں انہوں نے اپنا چہرہ پیت لیا ، گریباں پہاڑ والا اور رادیل ! وا حسرتا ! پکارتی ہوئی بے ہوش اپنے بھائی پر رہیں - حضرت حسین نے یہ حالت دیکھ کر انکے منہ پر پانی ڈالا و جب ہوش میں آئیں تو فرمایا : اے بہن ! یہ کیسا غم و زن ہے جو تم کر رہی ہو ؟ تمہیں چاہیے کہ اللہ کے حکم و فرمان کے مطابق جو طریق عزاء و حزن و غم ہے ، اسے اختیار کرو ، کیونکہ برے لیے اور ہر ایک مسلم کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر زندگی اور انکے اعمال و افعال میں اتباع اور پیروی کیلئے ترین نمونہ ہے !!“

اللہ اکبر ! خاندان نبوت کے اس مرتبہ رفیع اور اس درجہ عظیم دیکھیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ احسنہ کس

طرح انکے سامنے تھا ، اور ”لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة“ کے حکم کے آگے کس طرح انہوں نے اپنے جذبات اور خواہشوں کو قربان کر دیا تھا ؟ ایسے سخت اور زوردار گداز موقعہ پر بھی اپنی بہن کا جزم و فزع انہیں گوارا نہوا ، اور بجائے غم الفاظ صبر و دشمنی کہنے کے فرمایا تو یہ فرمایا کہ ” فان لی و لکل مسلم اسوة فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ !!

پھر آج کتنے مدعیان محبت اہل بیت کرام ہیں جو اس اسوۂ حسنہ کے اتباع کا اپنے اعمال سے ثبوت دے سکتے ہیں ؟



اندین نیشنل کانگریس (کراچی)

یادش بخیر ، مسلمانوں کا ایک سیاسی دور چند سال پیشتر تک تھا جو گذر چکا ہے :

خواب خوش بوم و از یاد حریفان رفتم کہتے ہیں کہ اس گذشتہ عہد میں ایک خونخوار عفریت کسی آبادی کے عین وسط میں رہتا تھا جسکا نام ”مسلمانوں کی مسلمہ قومی پالیسی“ تھا - اسکی طاقت عجیب اور اسکا خونخوارانہ حملہ بے امان تھا - خواہ انسان کہیں ہو اور کسی فکر میں ، لیکن اسکے ہاتھ سے محفوظ نہ تھا - تمام ملک اسکے دستِ ظلم سے عاجز آ گیا تھا اور اس شیطان لعین کے حملوں سے پناہ مانگنا تھا - چنانچہ بالآخر خدا نے دعاؤں کو سنا اور اپنے بعض بندوں کو بھیج دیا جنہوں نے روایات یہود کے بلعم باعور کی طرح اس عفریت سیاہ کو ایک ہی وار میں ٹکرے ٹکرے کر دیا : فانظر کیف کان عاقبة الظالمین ؟ (۴۱ : ۲۸)

اذا جاء مرسى و القى العصا

نقد بطل السحر و الساحر !

جسطرح پرانی روایتیں جائزے کی بڑی بڑی راتوں میں بیٹھکر لوگ سنا کرتے ہیں ، اسی طرح اس دور گذشتہ کے قصص و حکایات بھی عنقریب قصہ پیشین بنکر زبانوں پر ہونگے -

پس جو عہد گذر چکا ، اب اسکا تذکرہ فضول ہے - مسلمانوں کی ”مسلمہ قومی پالیسی“ اگر کوئی تھی بھی تو اب اسکا عفریت مرجھا ہے اور خدا نے چاہا تو وہ اپنی سرگوار ذریت کی خاطر اب پھر واپس نہ آئیگا -

وہ زمانہ گیا جب اندین نیشنل کانگریس کی شرکت کے تصور سے مسلمان کانپ اٹھتے تھے اور درتے تھے کہ کہیں علی گڑھ کی برادری حقہ پانی بند نہ کر دے ، اور ”قومی اصطلاحات“ کی فرہنگ میں کسی مسلمان کیلئے سب سے بڑی گالی یہ تھی کہ آتے ”کانگریسی“ کہ دیا جائے - ابتر وہ کلمہ ”حق“ جو حسین ابن منصور کی زبان سے نکلا تھا ، خود علی گڑھ کی در و دیوار سے اثبات وجود کر رہا ہے :

اندک اندک عشق در کار آورد بیگانه را

اب مسلمان کانگریس میں شریک ہوں یا نہیں ، مگر ملک کی ایک ہی سچی اور صادق العمل جماعت نے اپنی استقامت اور راست بازی سے انکی ضد اور ہمت پر فتح تو ضرور پائی ہے ، اور ”مسلمہ قومی پالیسی“ کے سو گوار گوار شرم و حیا سے اپنی ضلالت چھل سالہ کا علائقہ اقرار نہ کریں ، لیکن انکے دل اور ضمیر کا جو کچھ انکے ساتھ سلوک ہوگا ، اسے کوئی انہیں سے پرچہ تو معلوم ہو - جن لوگوں نے ضمیر کی ملامت کے عذاب الیم کا مزہ نہیں چکھا ہے ، وہ ان گرفتاران عذاب قلبی کی مصیبتوں کو کیا جانیں ؟ نواگران نخرندہ گزند را چہ خبر ؟

اگرچہ بعض ایسے استقامت فرمایاں راہ ضلالت اب بھی موجود

جواب سنٹرل محمدن ایسوسی ایشن کلکتہ کے نام سے محض اسما باقی ہے) تمام ملک میں کوئی مجلس موجود نہ تھی - وہ بھی محض مقامی تھی اور حکومت کے بعض اغراض سیاسیہ کیلئے ایک الگ کاربن کرہنگٹی تھی -

سید صاحب کے زمانے ہی میں اسکی دلچسپیاں بہت بڑھ گئیں - ابتدائی ایک درجہ سوں کے سوا، بالعموم جلسے شاندار ہوتے اور رفتہ رفتہ قومی خطابت کا یہ ایک ایسا اسٹیج بن گیا، جہاں تک پہنچنے اور تقریر کر کے کی لوگوں کو خواہش ہونے لگی اس کے ساتھ ہی علی گڑھ کی تحریک کی اشاعت اور فراہمی مال اعانت میں بھی اس سے مدد ملنے لگی - رزلیدوشن کا مشغلہ ابھی پوری طرح شروع نہیں ہوا تھا -

اگر آج یہ سوال کیا جائے کہ کانفرنس کے وجود سے قوم کو کس قدر فائدہ حاصل ہوئے اور کس قدر نقصان؟ تو میں اسکا جواب دینا پسند کرونگا - کانفرنس سے ایک اشد شدید نقصان تو یہ پہنچا کہ اسکا وجود بھی منجملہ اُن موانع کے تھا، جنکے ذریعہ مسلمانوں کو سیاست کے درس و ذوق سے روکا جاتا تھا اور پالیٹکس باغ عدن ہ شجر ممنوعہ بن گیا تھا کہ : لا تقریبا هذه الشجرة فتكونا من الظالمین (۲ : ۳۳)

درجہ ذیل اس سعی نے مسلمانوں کو اس درجہ سخت نقصان پہنچایا ہے کہ نہیں معلوم اسکی تلافی کبھی بھی ہو سکیگی یا نہیں - اور میں ایک لمحہ کیلئے بھی آجکل کے اُن مدعیان حریت کا سا نفاق جائز نہیں رکھ سکتا، جو ایک طرف تو بتکدے سے بھی رسم و راہ رکھنا چاہتے ہیں اور دوسری طرف راہ حرم میں بھی دوڑتے ہیں، اور پھر یہ تاویل کر کے اپنے جی کو خوش کر لیتے ہیں کہ جس وقت مسلمانوں کو پولیٹیکل اعمال سے روکا گیا تھا، اُسوقت کیلئے ایسا ہی موزوں تھا - یعنی جو کچھ ہم نے پہلے کیا وہ بھی ٹھیک تھا - اور جو کچھ اب کر رہے ہیں یہ بھی ٹھیک ہے - دونوں راہوں میں سے ایک راہ کے اختیار کر کے کی ضرورت نہیں : مذہب بین ذلک * لا الیٰ ہا اولاء ولا الیٰ ہا اولاء ! یہ تو اسکا ”عیب“ تھا :

عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو!

”ہنر“ کا یہ حال ہے کہ علاوہ اُن ضمنی فوائد کے جو کسی ایسے سالانہ اجتماع سے اتحاد و ملاقات، و مبادلہ خیالات، و جلب روابط و رابطہ ضرورت میں حاصل ہوتے ہیں، ایک بڑا فائدہ خطبات علمیہ کا بھی تھا، جو گو زیادہ اہم و وسیع ضرورت حاصل نہ کر سکا، تاہم اردو ادبیات میں کئی مفید و نافع چیزوں کا اسکی بدولت اضافہ ہو گیا - دراب محسن الملک کے در لیکچر مسلمانوں کی تہذیب پر جو محققانہ نہیں ہیں اور زیادہ تر سرسری تراجم و اقتباسات کا مجموعہ ہیں، تاہم مفید و دلچسپ ہیں - مولوی سید علی بلگرامی کا لیکچر کلیدلہ دمنہ کی تاریخ پر بہت مفید ہے - مولانا شبلی نعمانی کے متعدد اہم رسائل کانفرنس ہی ہی تقریب سے اگلے گئے - مولانا حالی کی کئی موثر نظمیں اسی کے جلسوں میں سنائی گئیں - تاریخ علوم کا یہ ایک اہم مسئلہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے عہد علمی میں صرف یہی کیا کہ قدما کے علوم عربی زبان میں منتقل کر لیے، یا اشیر کچھ اضافہ بھی کیا؟ علی الخصوص فلسفہ میں (بقول بعض بے خبر مستشرقین فرنگ کے) وہ صرف ”ارسطو کی گاڑی کے فلی“ ہی تھے یا انہوں نے ارسطو کے الگ ہو کر خود بھی اپنی حکیمات کا کوئی دور شروع کیا تھا؟

الہ آباد کانفرنس میں مولانا شبلی نے ایک تقریر کی تھی اور چاہا تھا کہ کانفرنس ہی کے سلسلے میں اس موضوع پر ایک ذخیرہ مباحث مرتب کیا جائے -

ہیں جو کانگریس کی شرکت کو مسلمانوں کیلئے مضر ہونے سے نہیں شرماتے، اور ”مسلمہ قومی پالیسی“ آنجنابی کا ذکر خیر بھی گاہ گاہ چھیڑ دیا کرتے ہیں، تاہم مجھے یقین ہے کہ سلطان رفت کے فرمان کے آگے یہ تمام مذہبی مسماعی بیکار ہیں، کیونکہ جو حق تھا وہ ظاہر ہو گیا، اور جو باطل تھا اسے اپنی جگہ خالی کرنی پڑی : ان الباطل کان ذھوقا -

خود نتائج ہی نے فیصلہ کر دیا کہ جو لوگ قوم کو ملک کے پالیٹکس سے علیحدہ رکھنا چاہتے تھے، اور غلامی کا بیج بو کر اس کے نتائج کے منتظر تھے، باوجود کا مل ایک قرن کی نگہداشت کے جو خود انہوں نے کی، اور باوجود اُس ساجرانہ آبیاشی کے جو قوت ابلیسیہ انکے پس پشت سے آکر کڑی رہی، بالاخر نا کام و نا مراد ہوئے اور غلامی کا ”شجرۃ الزقوم“ گوبرگ و بار لایا، پر کا میا بی کا پھل اسے نصیب نہ ہوا : اولئک حزب الشیطان، الا ان حزب الشیطان ہم الغاسرون (۱۸ : ۵۸)

مجھے پورا یقین ہے کہ اگر امسال کانگریس کا جلسہ کرانچی کی جگہ شمالی ہند کے کسی شہر میں ہوتا تو نہایت کثرت سے مسلمان شریک ہوتے، و لورکر المناہقون المفسدون الدجالون - لیکن افسوس کہ کرانچی ان اطراف سے بہت دور ہے اور ابھی مائیک سیاست سے پوری طرح دلچسپی لینے کیلئے مسلمانوں کا مذاق ایک در سال آور طلب کرتا ہے -

مذہبوں تک جو بیڑیاں پانوں میں رہی ہیں، وہ اب کھل کر گر گئی ہیں، مگر اسکو کیا کیجے کہ بیڑیاں بہت بوجھل تھیں - خود انہے تو نجات مل گئی مگر انکے اثر سے ہنوز نجات نہیں ملی ہے - پانوں اس طرح سرجہ گئے ہیں کہ ایک زمانہ تک بغیر کسی بند کے بھی بند ہے رہیں گے !

کانفرنس (اگرہ)

۔۔۔۔۔

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ کا جلسہ اگرہ میں ہے - افسوس کہ مجھے مہلت نہ ملی ورنہ کانفرنس کے متعلق بعض ضروری امور تھے جنکو ایک دو ماہ پیشتر لکھکر صاحبزادہ صاحب کے پاس بھیجنا چاہتا تھا - یہ مسلمانوں کا تمام ملک میں ایک ہی عظیم الشان مجمع ہے جو ہر سال منعقد ہوتا ہے، اور ظلم ہے اگر اسکو مفید تر بنائے اور اس اجتماع سے حقیقی علمی و تعلیمی فوائد حاصل کرنے کی کوشش نہ کی جائے -

میں اسی وقت بالکل پسند نہ کرونگا کہ علی گڑھ کانفرنس کی تاسیس و تشکیل کی تاریخ کا تجسس کروں - نہ میں اسکی ضرورت سمجھتا ہوں کہ لوگوں کو یاد دلاؤں کہ سید صاحب مرحوم نے کانفرنس صرف اس خیال سے قائم کی تھی، تاکہ انڈین نیشنل کانگریس کے مقابلے میں ایک ایسا مجمع مہیا کر دیا جائے جو انہی تاریخوں میں منعقد ہو، جن تاریخوں میں کانگریس کا اجلاس منعقد ہوتا ہے، اور اس طرح مسلمانوں کو کانگریس کی شرکت سے روکا جائے !

آپ آتے تھے مگر کوئی عذا نگیر بھی تھا !

یہ لا حاصل ہے - مقصد تاسیس کچھ ہے، بہر حال یہ مسلمانوں کا اولین تعلیمی مجمع ثابت ہوا - کیونکہ جہاں تک مجھے معلوم ہے، کانفرنس سے پہلے مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ کے سوا (جس میں سید صاحب مرحوم نے فارسی لکچر دیا تھا اور

جس وقت سے لیگ قائم ہوئی ہے، کانفرنس اور زیادہ بے رونق ہوگئی۔ اگر اب کانفرنس کے اجلاس لیگ کے ساتھ نہیں تر جلسے کا رہی حال ہو جو رنگوں اور دھلی میں ہوا تھا۔

صدہا آدمی اپنے وقت اور رویہ کو صرف کرتے ہیں، کتنے افسوس کی بات ہے کہ انکے اس صرف مال و وقت کا معارضہ ہمارے پاس صرف ایک چوبیس اسٹیج ہو، جسپر سرخ کپڑے کا فرش کردیا گیا ہو، یا چند مرتب کرسیوں کی قطاریں، جن پر رنگ برنگ کی پگڑیاں اور مختلف پیمانے کے قالبن کی تری تریاں نظر آ رہی ہوں اور بس!

ضروری رزلوشنوں کو پیش کرنا چاہیے۔ رزلوشن فی نفسہ بیکار چیز نہیں۔ کالج اور اسکے مختلف صیغوں کیلئے روپیہ بھی جمع کیجیے۔ اسمیں کیا ہرج ہے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی ”ال انڈیا کانفرنس“ کے ادعا کو ملحوظ رکھکر عام قومی ضروریات اور مقامی حالات کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے اور کچھ ایسا سامان بھی مہیا کرنا چاہیے جس سے قوم کی علمی معلومات، اخلاق و تربیت، اور مذاق تقریر و تحریر کو بھی نفع پہنچے۔

بڑا سوال مجمع کی فراہمی ہے۔ یہ کیا ہے کہ ایک مجمع موجود ہے اور اس سے کام نہیں لیا جاتا؟ ضرورت تھی کہ یہ قوم میں فن خطابت (اریٹری) کی ایک درسگاہ ہوتا، اہم علمی و دینی مطالب پر مبسوط لیکچر دیے جاتے۔ اسلامی علوم و ادب کی تحقیق و تحفظ اسکا ایک اہم ترین مقصد ہوتا۔ اسکے اعضا آثار اسلامیہ ہند کی تحقیق و تفتیش کرتے، اور ہندوستان کے عہد اسلامی کے متعلق ایک محققانہ سرمایہ تاریخی فراہم کیا جاتا۔ اسکے ساتھ ہر سال ایک علمی نمائش ہوتی، جسمیں مسلمانوں کے گذشتہ تمدن کے آثار و بقایا جمع کیے جاتے اور اسکے مختلف صیغوں پر متعدد لیکچر طیار کیے جاتے۔

اصلاح رسوم ایک نہایت ضروری کام تھا مگر خراجہ غلام الثقلین اس سے مستعفی ہی ہوگئے۔

میں چاہتا ہوں کہ اس سال کانفرنس میں کچھ وقت صرف اسی موضوع پر صرف کیا جائے کہ ”وہ کیا وسائل و ذرائع ہیں جنکے اختیار کرنے سے کانفرنس کا مجمع زیادہ مفید و انفع ہو سکتا ہے“ مجمع امید ہے کہ جناب صاحبزادہ افتاب احمد خاں صاحب اسپر توجہ فرمائیں گے۔

۳۰ ام ایگ

اس سال مسلم لیگ کے جلسے میں غالباً بعض ایسے مسائل مہم پیش ہوں، جنکے فیصلے کے بعد ہمیں یہ سوچنے کا آخری موقع ملجائیگا کہ لیگ کوئی ضروری شے ہے یا نہیں؟

غور کرتا ہوں تو مسلمانوں کے موجودہ سیاسی تغیرات میں قدرت الہیہ کے عجیب عجیب کرشمے نظر آتے ہیں! فسبحان من لا یغیر!! کل کی بات ہے کہ لیگ کی فرهنگ اصطلاحات میں سیاست کے معنی غلامی کے لکے نے، اور سیاسی جد و جہد کا نظام عمل یہ تھا کہ چند بڑے آدمیوں کے احکام کی بلا چوں و چرا تعمیل کی جائے۔ اسلیے کہ انکے پاس روپیہ ہے، اور اسلیے کہ لیگ کو بھی روپیہ دیتے ہیں یا کم از کم دیسکتے ہیں۔

اس اثنا میں بخوات نے ورق التا اور سلطان وقت نے حکم دیا کہ آنکھیں کھولو! چند بندگان خدا نے لیگ کے چہرے سے نقاب الٹی اور چند مہینے کے جہاد لسان و قلم کے بعد ہی قوم کو نظر

غرضکہ کانفرنس اپنے پہلے دور میں ایک حد تک علمی مذاکرات کی دلچسپیاں رکھتی تھی اور ایک ایسی صحبت تھی جو صرف اجتماع محض، یا رزلوشنوں کے گہرنے کا کوئی آلہ ہی نہ تھا۔

سید صاحب کے بعد ایک نیا دور شروع ہوا۔ زمانہ بہت آگے نکل گیا تھا، اور تعلیم یافتہ جماعت بھی اس وقت سے دوگنی چوگنی ہوگئی جو کانفرنس کے آغاز عہد میں تھی۔ اسکا نتیجہ یہ ہونا تھا کہ کانفرنس ایک علمی مجلس ہونے کے لحاظ سے بھی ترقی کرتی، لیکن افسوس کہ روز بروز اسکے اجلاس بے مزہ ہوتے گئے۔ چند پرانے لوگ جو بولنے والے تھے، وہ کب تک کام دیتے؟ نئی جماعت کوئی پیدا نہ ہوئی۔ کہا گیا کہ تقریریں وغیرہ بالکل فضول ہیں۔ اب عملی کام ہونا چاہیے۔ اصل شے مسئلہ تعلیم ہے۔ عملی کام تو جو کچھ ہونا تھا ہرجکا، نتیجہ یہ نکلا کہ کانفرنس کے جلسے محض رزلوشنوں کی مصنوعی جنگ کا ایک تماشا گاہ بن گئے، یا علی گڑھ کالج کیلئے رسیلہ جمع مال۔

اصل یہ ہے کہ خدا انسانوں کی فطرہ کو آپکی خاطر بدل نہیں سکتا۔ درہی چیزیں ہیں جو قوموں اور جماعتوں کیلئے اپنے اندر کشش رکھتی ہیں: مذہب یا سیاست۔ یہاں دونوں میں سے ایک شے بھی نہیں۔ صرف ایک مسئلہ تعلیم کو کب تک لوگ سنیں، اور خواہ وہ کتنا ہی ضروری ہو، لیکن ضرورت اور کشش کا فرق بھی آخر کوئی چیز ہے یا نہیں؟

خدا بخشنے۔ نواب محسن الملک مرحوم اپنے آخری زمانے میں جب کبھی لیکچر دیا کرتے تھے تو اسقدر مجمع تکلیف ہوتی تھی کہ اٹھکر اپنے قیام گاہ میں چلا آتا اور لحاف اوڑھکر سو رہتا کہ یہ اس سے ہزار درجہ زیادہ پر لطف و لذت بخش ہے۔

یہ اسلیے نہ تھا کہ مجمع انکی بلند اور یکساں آواز سے دلچسپی نہ تھی۔ یا مجمع انکی قوت بیانہ کے اعتراف سے انکار تھا۔ بلکہ صرف اسلیے کہ وہ جب کبھی کہتے ہوئے تو تعلیم کے متعلق تقریر کرتے یا مسلمانوں کے تنزل و بر بادگی کا افسانہ چھیڑ دیتے۔ دونوں قسم کی تقریروں کے نہ صرف مطالب بلکہ الفاظ تک ایسے تھے، جو ایک قرن سے انکی زبان و قلم پر جاری تھے اور اتنی مرتبہ دہرائے جا چکے تھے کہ اب انکے سننے کیلئے صبر و ضبط کے غیر معمولی مجاہدہ کی ضرورت تھی۔ آخری علی گڑھ کانفرنس میں وہ تقریر کیلئے کہتے ہوئے اور علی گڑھ کالج کے لڑکوں کو طاعون کے چوہوں سے (سومرتبہ کی دھرائی ہوئی) تشبیہ لطیف دیکر ”الاسلام دین الفطرۃ و الفطرۃ ہی الاسلام“ شروع کیا ہی تھا کہ میں رہاں سے نکلکر بے اختیار بھاگا اور دیوٹی کی دکان میں آکر چاء پینے لگا۔

اسمیں شک نہیں کہ ادھر چھ سات سال سے صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب نے کانفرنس کے کاروبار کو نہایت ترقی دی ہے۔ اور علی گڑھ کی اندرونی پارٹیوں میں سے انکی مخالف پارٹی بھی اس امر کے اعتراف سے کبھی انکار نہ کریگی کہ یہ صرف انہی کی محنت اور جانکا ہی کا نتیجہ ہے کہ آج کانفرنس ایک مستقل ماحوار مالی حیثیت اپنے ساتھ رکھتی ہے اور اسکے ممبروں کی تعداد دوگنی چوگنی ہوگئی ہے۔ چند سالوں سے انہوں نے مختلف ممبروں اور شہروں کے مسلمانوں کے تعلیمی حالات کے جمع و بحث کا جو سلسلہ شروع کیا ہے، وہ بھی نہایت مفید و نافع ہے اور ایک ایسا مقدم کام ہے جس کو زیادہ وسعت کے ساتھ کرنا چاہیے، تاہم صرف صاحبزادہ آفتاب احمد اکیلے کیا کرسکتے ہیں جب تک کہ کانفرنس کو مفید و دلچسپ بنانے والے تمام اسباب و وسائل فراہم نہیں۔

نہیں، وہ کہتے ہیں کہ باوجود اسکی شاخ ہونے اور ہندوستان سے
رہیہ لینے کے، وہی لیگ کی پالیسی کی مالک بھی ہوگی!
کان مملوکی فاضی مالکی
ان ہذا من اعا جیب الزمن!

قوم کو اس موقع پر یاد رکھنا چاہیے کہ تمام کاموں کا اصل مبداء
جماعت اور اشخاص کا سوال ہے، اور آزادی و غلامی کا اصل مرکز
بحث صرف یہی ہے جو اس کے سامنے آگیا ہے۔ جب تک تقلد
کی بندشیں گردن میں پڑی رہتی ہیں، جب تک دماغ غلامی
کیلئے نہ کہ فکر و اجتہاد کیلئے ہوتا ہے، جب تک قوم کے افراد
اپنے دماغ سے خود کام نہیں لیتے بلکہ اسکی باگ چند اشخاص کے
ہاتھوں میں دیدیتے ہیں، اور جب تک کہ دولت و علم، عز و جاہ،
رسوخ و حکومت، اور قدامت و عمر کی پرستش کی جاتی ہے اور
حق و صداقت کا معیار صرف بڑے لوگوں کی شرکت ہوتی ہے نہ کہ
کسی شے کی حقیت، و حقانیت، تو اس وقت تک یقیناً ہر
شخص اس خیال کے تصور سے کانپتا اور لرزتا ہے کہ فلاں بڑا آدمی
ہم سے روتھ نہ جائے، اور فلاں اونچی کرسیوں پر بیٹھنے والا ہم سے
الگ نہ ہو جائے، لیکن اگر یہ سچ ہے کہ اشخاص پرستی کا بت
کدہ ٹوٹ چکا ہے اور قوم اپنی زندگی کو خود اپنے زندگی سے ثابت
کرنا چاہتی ہے نہ کہ زید و عمر کے سامنے ہاتھ باندھ کر، تو آخری
وقت آگیا ہے کہ وہ اس مسئلہ میں اصول و صداقت کا ساتھ دیکر
اسکا ثبوت دے۔

خود سر آغا خان نے اپنی چٹھی میں اس مسئلہ کی صداقت
کا نہایت سنجیدگی سے اعتراف کر لیا ہے۔ اصول و آزادی ایک شے
ہے جو ایک ہزار سید امیر علی کے امثال و اعمال سے بھی زیادہ
قیمتی اور محبوب ہونی چاہیے۔ ہذا تذکرہ فمن شاء اتخذ الی
رہہ سیلا۔

سید امیر علی کیلئے قومی خدمت کے بہت سے میدان
موجود ہیں اگر وہ کام کرنا چاہیں۔ بہتر ہے کہ مسلمان اب انہیں
پالیٹکس سے علحدہ ہی رہنے دیں۔ آخر کب تک بدبخت
مسمانوں کا پالیٹکس سر آغا خان یا سید امیر علی کے بت کدے
کا نام ہوگا؟

صحفہ و اص

اس ہفتے ”دار الفنون“ کا مہینہ کا مرقع شائع کیا جاتا ہے جو
عہد دستور کے بہترین اعمال علمیہ میں سے ہے۔ اس مرقع میں
ابتدا کی صفحہ اساتذہ و معلمین کی ہے جنکو موجودہ نھضۂ علمیہ
عثمانیہ کا خلاصہ کہنا چاہیے۔ اثناء جنگ بلقان میں اس درسگاہ کے
معلمین و متعلمین نے متعدد موقعوں پر ایثار و جان نثاری کی
امثال نمایاں پیش کیں، جنکا تذکرہ بارہا اردو جرائد میں ہرچکا ہے۔
دوسری تصویر ایک مرقع عبرت اور لوحۂ انتباہ و موعظہ ہے۔
وہ خواتین کا مہینہ کے اُس عظیم الشان اجتماع کا مرقع ہے جو
سقوط ادرنہ کے وقت منعقد ہوا تھا، اور جس میں عثمانی خواتین
غیر و ملت پرست نے اپنے تمام زیور اتار کے دیدیے تھے۔ یہ تصویر
الہلال میں ایک مرتبہ نکل چکی ہے جبکہ میں مسوری میں تھا
مگر میری عدم موجودگی کی وجہ سے ایک سخت غلطی ہوگئی۔
تصویر کے نیچے اصل مرقعہ و موضوع مجلس کی تشریح نہ کی
گئی۔ اسلیے مقرر شائع کر کے تصحیح کر دی جاتی ہے۔

آگیا کہ جس کھلنے کو سنہری دیکھ کر والد و شیفتہ تھی، اسکا رنگ
تو ضرور سونے کا ہے، پر قیمت سونے کی نہیں۔ پس وہ بیدار ہوئی
و ان کانوا من قبل لغی ضلال مبیین!

اسکے بعد ایک جماعت پیدا ہوئی جنہیں بعض لوگ تورو تے
جنکو ہدایت الہی نے روز اول ہی سے چن لیا تھا: و ذالک
فضل اللہ یرتیبہ۔ میں یشاء۔ اور کچھ وہ تے جو کو ابتدا میں اس دعوت
کے مخالفین و منکرین میں شامل رہے اور حتی السع انہوں نے
اپنی قوتوں کو وقف مخالفت بھی کیا: استکبارا فی الارض و مکر
السئی۔ لیکن: ولا یحیی مکر السئی الا باہاء۔ بالا خر یا تو ناکامی
نے سبق عبرت و مو عظمت دیا، یا بعض اغراض و مقاصد کے
مقابلہ میں وقت کی سرگوشی کی۔ بہر حال انہوں نے روش بدلی
اور آزادی و حریت کی راہ کا اعلان کیا۔ نیتوں کا خدا علیم ہے، مگر
میری دعا ہے کہ خدا انہیں استقامت و صداقت عطا فرمائے
و آخرین منهم لما یلحقوا بهم۔ کے مقام سے بہرہ اندوز فرمائے۔

موجودہ حالت یہ ہے کہ لیگ نے چند قدم آگے بڑھائے ہیں
اور ایک بہت بڑے بند فکر کے تروے کا اعلان کیا ہے۔ خیالات کی
تبدیلی نے قوت پیدا کر لی ہے، اور جو خیالات کل تک چند
”دشمنان علی گدہ“ کے تے، آج بہت سے پرستاران علی گدہ کے
ہو گئے ہیں۔ حتی کہ حال میں ہر ہالٹنس سر آغا خان کی جو
چٹھی انکے استغفہ کی نسبت موسوم بہ سید وزیر حسن شائع
ہوئی ہے، وہ خود سرے لیکر پیر تک انہیں خیالات سے لبریز
ہے۔ فی الحقیقت یہ ایک بہت بڑی حق و صداقت کی فتح
مندمی اور الہی کار بار کے معجز العقول اور سریع الظہور نتائج ہیں،
جن سے صاحبان بصیرت، عبرت و موعظہ حاصل کر سکتے ہیں: ان فی
ذالک لذرکری، لمن کان له قلب او القی السمع و هو شہید!

پس اب قوم کے سامنے اسکی سیاسی زندگی کا آخری سوال
درپیش ہے۔ پچھلے در تین مہینوں کے اندر جو واقعات انگلستان
میں گذرے، انہوں نے فی الحقیقت قوم کیلئے وہ منزل گذشتہ پھر
از سر نو سامنے کر دی ہے، جس سے پچھلے دنوں وہ سمجھتی تھی
کہ گذر گئی۔ یہ مذاقہ گو سید وزیر حسن اور سید امیر علی کے
درمیان شروع ہوا مگر اب بالکل جماعت اور اشخاص کا سوال بن
گیا ہے، اور اگر یہ یہاں تک بڑھ گیا ہے کہ لیگ میں اسکا فیصلہ کیا
جائے تو ہمیں چاہیے کہ ٹھیک ٹھیک فیصلہ ہی کر دیں۔

شخصاً میں سید امیر علی کی عزت کرتا ہوں اور ان ایرادات
و شخصی اعتراضات سے اس بحث کو آلودہ کرنا پسند نہیں کرتا
جو بعض معاصرین فریقانہ اثر میں کر رہے ہیں۔ لیکن ہماری قوم
کے چند بڑے افراد کے سوا شاید دنیا کا ہر صاحب عقل انسان
اسکی تصدیق کرے کہ کسی آدمی کا بڑا یا نیک ہونا اس امر کیلئے
مستلزم نہیں ہے کہ اسکی ہر خواہش کی تعمیل بھی کی جائے۔
سید وزیر حسن کا اس سے زیادہ کوئی قصور نہیں کہ دتر کی
شرکت سے انکار کو انہوں نے گوارا نہیں کیا اور اسکے بیان کردہ رجوع
کے اعتراف و احترام سے انکار کر دیا۔ نیز بے لاگ اور بے پردہ آزادی
کے ساتھ گرم لب و لہجہ میں اپنے خیالات ظاہر کیے۔

مگر سید امیر علی نے لندن مسلم لیگ کا قصہ بھی چھیڑ دیا۔
وہ تذکرہ بھی مانگتے ہیں اور مالک و آقا بھی خود ہی بننا چاہتے
ہیں!

لندن مسلم لیگ ابتدا سے ال اندیا لیگ کی شاخ ہے مگر ایک
ایسے تمسخر انگیز طریقہ سے جو کسی پڑے لکے آدمی کیلئے زیبا



دار العنبرن کالج قسطنطنیہ کا جلسہ ادرنہ کی راپسی کیلئے



خواتین قسطنطنیہ کا جلسہ اعانت ہلال احمر کیلئے

”عالیہ زینب“ ایک مشہور ترک خاتون مظالم بلقان پر لکچر دے رہی ہے -

099

شؤون عثمانیہ

مستقلہ رقبہ

ریاست ہائے بلقان بعد از جنگ

آسٹریا اور روس

جو لوگ سیاست کے غوامض و دقائق سے واقف ہیں انکا متفقہ طور پر بیان ہے کہ بلقان کی پہلی اور دوسری جنگ میں شکست کا اثر صرف دولت عثمانیہ تک محدود نہیں رہا بلکہ اس کا اثر آسٹریا تک بھی پہنچا ہے۔ اس شکست نے مقدونیہ اور سلاویک کے متعلق ان تمام خوشگوار اور دیرینہ امیدوں کو یکسر ذبح کر دیا جو آسٹریوی سیاست کے سینوں میں ہمیشہ آباد رہتی آئی ہیں۔ وہ سینے جو کل تک ان امیدوں کا شانہ تھے، آج انکا سنسان مدفن ہیں، ایسا مدفن جنہیں دوبارہ بعث و حشر کی امید نہیں!

آسٹریا نے جلد ان گونا گوں خطرات اور مشکلات کو محسوس کر لیا جو اس کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے تھے اور اسکی پالیسی کی نا کامی کی صورت میں اسکو ہلاکت و بربادی کی دھمکی دینے تھے۔ اسنے دیکھا کہ اپنی غلطی یا مجبوری سے اس نے ان سلاویوں کو اپنے حوالی میں پھیلنے اور بڑھنے کا موقعہ دیدیا۔ اب یہ یہاں تک بڑھ گئے ہیں کہ خود اس کے ہر طرف سے گھیر رہے ہیں اور اس کے اصلی باشندوں پر زندگی کے دروازے بند کر رہے ہیں۔ پس اگر اسی طرح یہ بڑھتے ہی رہے تو یقیناً ایک دن اسقدر بڑھ جائیں گے کہ پھر کسی طرح روکے نہ سکیں گے، اور اگر اسوقت انہوں نے ان ہزار ہا سلاوی دلوں میں سلاویت کا خوابیدہ غرور بیدار کر دیا، تو پھر یقیناً سلطنت آسٹریا کی بنیادیں ہل جائیں گی اور یہ عظیم الشان قصر حکومت زمین کے برابر ہوجائگا۔

یہ خطرات جب اس کے سامنے آئے تو اسکو کھٹکا پیدا ہوا۔ اس نے فوراً اس کے تدارک کی کوشش کی۔ البانیا کو اپنا آلہ عمل بنایا اور اسکو دل کے سامنے اسلیے پیش کیا تاکہ وہ معاملات بلقان میں مداخلت کا ایک وسیلہ اور بحراسود کی طرف امتد نے والے سرری سیلاب کی راہ میں ایک سد آہن بن جائے۔

اس نے اپنی تجویز کی سفارش اس قاعدہ مزعومہ سے کرائی جو دول عظمیٰ ہمیشہ سلطنت عثمانیہ کے مقابلہ میں دھرایا کرتی ہیں گو ان سے بڑھ کر کوئی انسانی گروہ اسکا مخالف نہیں۔ یعنی ”ملک صرف اہل ملک کے لیے ہے۔“

نیز اسکی تائید ان عظیم الشان افواج سے کی جو اس نے سرری اور روسی حدود پر جمع کرنا شروع کر دیں۔ اس کے دونوں حلیف یعنی اطالیہ اور جرمنی بھی اسکی تائید میں سرگرم تھے۔ پس اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مسئلہ بلقان سے ایک اور مسئلہ پیدا ہو گیا جو اس سے کہیں زیادہ پیچیدہ اور زیادہ خطرناک تھا۔ بلکہ روس اور آسٹریا اور بالآخر اتحاد ثلاثی اور مفاہمت ثلاثیہ میں ایک ایسے اختلاف کا معرور تھا جو ممکن تھا کہ جنگ تک منجر ہو جاتا۔

ہم کو غالباً اس رد و رکد اور بحث و مباحثہ کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں جو اشقودہ وغیرہ یعنی مسئلہ البانیا کی شاخوں کے متعلق ہوا۔ بلکہ اسقدر کہنا کافی ہے کہ آسٹریا اپنے مقصد میں کامیاب ہوئی اور اس نے اساطین سیاست یورپ کو مشغول رکھا۔ یورپ کے ارباب سیاست جنہیں انگلستان کا وزیر خارجہ سب سے آگے آگے تھا، اسوقت کے تصور سے کانپنے لگے جب کہ روس اور آسٹریا میں جنگ چھڑ جائیگی اور پھر رفتہ رفتہ تمام یورپ میں پھیل جائیگی۔ اسلیے انہوں نے اس مسئلہ کو سب سے زیادہ اہمیت دی۔ لندن میں سفرا کی مجلس کے جلسوں میں تمام دوسرے مواضع پر اس معاملے کو مقدم رکھا گیا اور بالاخر یہ فیصلہ کیا کہ البانیا دول عظمیٰ کی زیر نگرانی رہے۔

لیکن سچ یہ ہے کہ اس مسئلہ کا جو حل انہوں نے تجویز کیا ہے محض لغو اور بے معنی ہے اور اپنی زندگی کے لیے بہت تھوڑی عمر رکھتا ہے۔

روس جو اپنی ساختہ پرداختہ ریاست سرریا کی تائید کر رہا تھا، اگر ذرا بھی تفکر و تامل سے کام لیتا اور عاضی سے مستقبل کے لیے عبرت حاصل کرتا، یعنی سرریا کو نزدیک دیکھتا کہ وہ ان شہروں کے الحاق سے باز رہے جو خاص البانی ہیں تو بہت اچھا ہوتا، کیونکہ اس صورت میں سرریا اس عنصر دو قبضہ افکار میں رکھنے کی تکلیف سے بچ جاتی جس سے اب ہر وقت نافرمانی و بغاوت کا اسے خطرہ رہیگا۔ اس کے علاوہ اسے البانیا کی دوسری بھی حاصل ہوجاتی، مگر روس سرریی مطامع کے ساتھ ساتھ چلا، اور سرریا نے اس طلائی اصول کے بالکل برعکس، پر زرین، دیوہ، اور چند ایسے شہر ملا لیے جو البانیا کا جزو سمجھے جاتے ہیں۔

اس حرکت سے اس نے بیکار البانیوں کو چھیڑ دیا اور انہیں وہ قومی غرور پیدا کر دیا جو ہمیشہ انہیں اپنے مغصوبہ شہروں کی واپسی کے لیے بر انگیزتہ دیتا رہیگا۔

جسطرح کہ جرمنی سے الزاس اور لورین کی واپسی کے لیے فرانسیسی، اور آسٹریا سے اس کے مغصوبہ شہروں کی واپسی کے لیے اطالی بیچیں رہتے ہیں۔

اسکی ایک روشن دلیل یہ ہے کہ جونہی البانیوں کو سرریی فوج کے منتشر ہونے کی خبر معلوم ہوئی، فوراً آسٹریا کے اغواء و تحریض سے آئے تاکہ ان شہروں کو واپس لے لیں جو سرریا نے ملا لیے ہیں اور اس طرح اس نقصان کی تلافی کریں جو سفرا کی کانفرنس کے فیصلہ سے انہیں پہنچا ہے۔

وہ بغیر ذرا بھی غور و فکر کیے ہوئے اس طرح سرریی فوج پر ٹوٹ پڑے، گویا اب تک گذشتہ انقلابات اور دولت عثمانیہ سے بغاوتوں میں جسقدر خون بہا ہے، یا آخری جنگوں میں جو کچھ مصائب و شدائد ان پر نازل ہوئے ہیں، وہ کچھ بھی نہ تھے۔ سرریی فوج منظم آؤر باقاعدہ تھی۔ اسکی مدافعت آتشباریوں نے آگے یہ نہ ٹھہر سکے اور بالاخر پسپا ہو گئے۔

بڑھکے قطع علائق کی حد تک پہنچ جاتا مگر آسٹریا اپنے ارادے
در عمل کی اطلاع دول عظمیٰ کو برابر کرتی رہی تھی اسلیے
اس حد تک نہ پہنچنے پایا۔

لیکن اس تدارک و حفظ ماتقدم کے بارجوں فرانسیسی اخبارات
اعتراضات کی بارش سے باز نہ آئے۔ انہوں نے حکومت سرویا
کے خلاف اپنے دل کے بخارات خوب نکالے۔ ان معترضین کا سرخیل
اخبار طان تھا۔ اس نے در افتتاحیہ مقالات لکھے۔ ایک ۲۰ اکتوبر کو زیر
عنوان ”آسٹریا بلاغ نہائی“ شائع ہوا۔ اسمیں آسٹریا کے اس فعل پر
اظہار تعجب کرتے ہوئے نہایت سختی کے ساتھ دار و کیر لپی تھی۔
اس نے لکھا کہ اگر وہ اس تہدید میں تنہا نہ رہتی بلکہ دول عظمیٰ
سے بھی شرکت و مساعدت کی خواستگار ہوتی تو دول عظمیٰ
نی طرف سے یقیناً اسکو مدد ملتی۔ اپنے اس قول ہی ناؤد
میں اس نے ان مختلف عواقع مثلاً اشقورہ کے حدود اور ساحل
جبل اسرد پر مظاہرہ بحریہ وغیرہ کی طرف اشارہ کیا۔ جنمیں دول
نے آسٹریا کی مدد کی تھی۔ دوسرا افتتاحیہ ۲۱ اکتوبر کو زیر
عنوان ”سیاست خرقاء“ لکھا۔ اسمیں ان غلطیوں کو بیان
کیا تھا جو آسٹریا نے مسئلہ البانیا میں کی ہیں۔ اس نے لکھا کہ
آسٹریا کی فرمایش سے دول عظمیٰ نے مسئلہ البانیا کو ایک
بین الدولی مسئلہ قرار دیا۔ اب کوئی ایسی وجہ باقی نہیں رہی
جو آسٹریا کی تنہا تہدید کو جائز قرار دے۔ اس مہم کا بار اب
دول عظمیٰ کے کاندھے پر ہے۔ اسلیے جو کچھ ہونا چاہیے مجموعی
طور پر ہونا چاہیے۔ آخر مقالہ میں لکھا تھا کہ حکومت البانیا نے
حفظ و بقاء کی کفیل رہی ہیں جو اسکو عالم وجود میں لائی ہیں۔
انگریزی پریس نے آسٹریا کے اس انفراد و تنہا عملی نوچندان
اہمیت نہ دی۔ کیونکہ برطانی پبلک مسائل بسلطان میر
دماغ سوزی سے ایک حد تک آکنا سی کٹی ہے۔ اب وہ صرف ان
مسائل کو نظر اعتناء و اہتمام سے دیکھتی ہے جن سے امن عام کے
مختل رہم ہونے کا خوف ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اپنے داخلی مسائل
میں وہ اسطرح مشغول ہے کہ خارجی مسائل ہی طرف توجہ
کرنا مشکل ہے۔ البتہ انگریزی حلقہ سیاست نے آسٹریا کے اس فعل
کو ناپسند ضرور کیا۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ والدانی حکومت پر اسی
پالیسی کو اختیار کرتی جس پر وہ جلد ماہ پہلے بھی وعدے سرویا
کی خواہشوں کو روکنے کے لیے وہ دول عظمیٰ کے ساتھ ملنے نڈایر
اختیار کرتی۔

آسٹریائی اخبارات نے اس فرصت کو ضائع نہیں دیا جو انہیں
اسوقت حاصل ہوئی۔ انہوں نے اپنی حکومت ہی پالیسی ہی
نصیب و تحسین شروع کر دی۔ ”فرسڈ میلٹ“ جو ایک
نیم سرکاری اخبار ہے، آئے بڑھا۔ اور ان تمام اعتراضات کے جواب دینے
شروع کیے جو طان نے حکومت آسٹریا پر دیے تھے۔ اس نے لکھا
کہ آسٹریا نے اپنی اس آخری کارروائی سے دول یورپ ہی ایک
خدمت جلیل انجام دی۔ کیونکہ اس نے اپنی فوری مداخلت
اور اپنے حلیفوں کی مساعدت سے اس پیچیدگی کی بےحدکی
کردی جو مداخلت و تسویف اور رد و قبول ہی طرف لے گئی تھی
اور اسکے بعد مشکلات تازہ کا دروازہ کھلجاتا۔

بہر حال حکومت سرویا نے جب یہ دیکھا کہ ایک طرف تو
آسٹریا اپنے ارادے میں پختہ و راسخ ہے اور دوسری طرف روس
اسکی تائید سے خاموش، تو مجبوراً اس نے سپر ڈالیدی اور
دول یورپ کے معتمدین کے ذریعہ سب کو آسٹریا کے درخواست
کی تسلیم کی خبر بھیج دی۔ یہ خبر نہایت مسرت و طمانیت
کے ساتھ سنی گئی اور افق سیاست پر اوجام و رسامس نے جو
اب رہائے کثیف چھائے ہوئے تھے، سب کے سب چھٹکے۔

آسٹریا سے یہ نہوسکا کہ انکو روطہ ہلاکت میں ڈالکے خود
بالکل علحدہ ہو جاتی۔ اس نے اپنے بلغراد کے معتمد سیاسی کو
حکم دیا کہ وہ سرویا کو البانی حدود میں بڑھنے سے روکے اور استقلال
البانیا کے متعلق مجلس سفرا کی قرار داد کا خیال کرے۔ چنانچہ
۲۶ اکتوبر کو آسٹریا کے معتمد نے سرویا سے البانی شہروں میں
رہنے کے ناگوار نتائج درستانہ طور پر بیان کیے اور اسکی تائید
جرمنی اور اطالیا کے معتمدوں نے بھی کی۔

حکومت سرویا نے اس درستانہ بلاغ و تحریر کی کچھ پروا نہ
کی بلکہ اسکا جواب ایک ابہام آمیز نفی میں دیدیا۔

سیاست یورپ کا ایک قدیم اور آزمودہ اصول، قاعدہ مساظلت
و تسویف ہے یعنی بعض نازک موقعوں پر اہم مسائل کو خواہ مخواہ
تاخیر میں ڈال دینا اور اسطرح اس سے شاخ و شاخ مسائل پیدا
کر لینے کہ فریق ضعیف اتنے عرصے تک کی دقتوں کا مقابلہ نہ کر سکے
اور محض امتداد وقت بھی سے شکست کھا جائے۔ یہی اصول ہے
جس سے یورپ نے ہمیشہ ایشیائی قوموں کو شکست دی اور
انکی عزیز ترین منافع یعنی استقلال و خود مختاری نہایت آسانی
سے چھین لی۔ اسکا استعمال اس کثرت سے ہوتا ہے کہ مثال کے
لیے ہمیں تاریخ کی ورق گردانی کی ضرورت نہیں۔ ہمارے سامنے
اسکی تازہ ترین مثال بد قسمت ایران موجود ہے۔

سرویا نے چاہا کہ وہ بھی اسی اصول سے کام لے۔ اس نے البانی
حدود سے فوج کی واپسی میں ٹالم ٹول شروع کی۔ اور کہا کہ وہ البانی
حدود سے اپنی فوج اسوقت تک واپس نہیں بلا سکتی جب تک
کہ پوری طرح امن قائم، اور تعین حدود کی بابت دول کی تمام
کمیٹیاں اپنے اپنے کام سے فارغ نہ ہو جائیں، کیونکہ اگر وہ ابھی اپنی
فوج ہٹالیا تو اسے خوف ہے کہ کہیں البانی دوبارہ یورش نہ کر دیں۔
ظاہر ہے کہ یہ جواب حکومت آسٹریا کو کیونکر پسند آسکتا تھا؟
اس نے اس جواب کو از قبیل مغالطہ خیال کیا، اور بجا خیال کیا۔
کیونکہ شمالی سرویا البانی حدود مجلس سفرا میں متعین ہوچکے
تھے۔ انکے تعین کا سوال باقی نہ تھا۔ البتہ جنوبی حدود هنوز
غیر منفصل تھے۔

آسٹریا کے اس درستانہ بلاغ پر دو دن بھی نہ گزرے ہونگے کہ
حکومت آسٹریا نے بلاغ نہائی (الٹیمٹم) بھی دیدیا۔ حکومت
آسٹریا نے سرویا کو اطلاع دی کہ اگر آٹھ دن کے اندر وہ البانی
حدود سے نہ نکل گئی تو نہایت سخت تدابیر اختیار کریں گی۔
اسکے جواب میں سرویا نے روڈ بازی شروع کی اور کہنے
لگی کہ موجودہ حدود نے اسے البانی یورشوں کا ایک دائمی نشانہ
بنادیا ہے، اسلیے وہاں فوج کا رہنا نہایت ضروری ہے۔ اسکے جواب
میں رتشرٹ اخبار نے جو ولیعهد آسٹریا کی زبان ہے، لکھا کہ ”اگر
موجودہ حدود نے سرویا کو ہمیشہ کے لیے حملوں اور یورشوں کا
نشانہ بنادیا ہے تو اسکی بہترین تدبیر یہ ہے کہ ان شہروں
سے دست بردار ہو جائے جنہوں نے اسے اس مصیبت میں
ڈال دیا ہے“

لیکن اس تہدید و تعذیر میں حکومت آسٹریا کے تنہا رہ جانے
نے یورپ کے اکثر سیاسی حلقوں پر نہایت برا اثر ڈالا، اور عام
طور پر یہ خدشہ پیدا ہو گیا کہ کہیں یہ گروہ اور زیادہ نہ الجھے جائے،
یعنی روس اپنے ساختہ و پرداختہ کی مساعدت و تائید کے لیے نہ
اٹھ کھڑا ہو۔

روسی اور فرانسیسی حلقہ ہائے سیاست آسٹریا پر سخت ناراض
تھے اور اس متفردانہ اصرار کو دول عظمیٰ کے حقوق پر ایک
قسم کی دست درازی خیال کرتے تھے۔ قریب تھا کہ یہ معاملہ

بریفنگ



ہاں واد بعد از جنگ

۱۰ - ۱۱ - ۱۲

عام افسردگی اور اوداسی - آسٹریا کے خلاف جنگی جوش -
نیم پشیم اور انکے رفقاء سے ناراضی

(گریف ۱۲ - نومبر)

ایک سیاح جو خود بلغراد یا بلغراد سے شاہنشاہ فرانسس جوزف کی سلطنت (آسٹریا) میں جانا چاہتا ہے، وہ اب اپنے آپ کو جنگ و خراب کے معمولی امتحان سے مسح تر حالات میں گھرا ہوا پائیگا۔

اسے زمینی میں اس آرامدہ ترین سے اترنا پڑیگا جو اسے بداہست سے لارہی ہوگی۔ وہ اترے ان تیسرے درجہ کی گاڑیوں میں سوار ہوگا جنہیں ازدحام کثیر، روشنی کم، اور کاربولک کی بوسہ ہوئی ہوگی۔ یہ گاڑیاں اس ترین کے متعلق ہیں، جسکو عوام ”کولہا ترین“ کہتے ہیں اور جو اب زمینی اور بلغراد کے مابین سفر کرتی رہتی ہیں۔ اس پر بیٹھکے وہ بالآخر سربیا کے دارالسلطنت میں پہنچ جائیگا۔

مجھے سب سے آخری بار آئے ہوئے تقریباً دو سال ہوئے۔ نسبت اسوقت کے اسوقت شہر کی ظاہری شکل سے کہیں زیادہ رگوں کے خیالات و حسیات میں انقلاب عظیم ہو گیا ہے۔ گریہ عجیب ہے کہ ان سڑکوں کی حالت میں معقول ترقی ہوئی ہے جو اب بہت ہی بری حالت میں رہا کرتی تھیں، اور یہ بھی عجیب ہے کہ بڑی رقم ان مخصوص شاہراہوں کی سطح کی درستگی میں صرف کیجا رہی ہے، جن پر سے گاڑی کی آمد و رفت آجکل کی وجہ سے موقوف ہے۔ تاہم سڑکوں کی ظاہری سطح جس درجہ تک ہوگئی ہے، اتنی ہی معذرتی رونق و شان سے محروم ہے! عموماً سڑکوں اور قہرہ خانوں میں زندہ دلی کی کمی نظر آتی ہے۔ بہت سے افسر دارالسلطنت سے باہر ہیں اور بہت سے زخمی بیمار۔ چست اور درخشاں رزیدیں کی کمی، مشرہ الوجہ اور مقطوع ضاء مردوں کی ایک تعداد عظیم، ہزارہا ماتمی لباسوں کا طبعی طرہ جو ابھی تک گم شدہ عزیزوں کے سرگ میں پہنے جا رہے ہیں، اور ان تمام چیزوں کے ملے جلے اثر نے ایک عام افہمہ اور اوداسی پیدا کر دی ہے، جہاں جنگ سے پہلے ہر وقت چہرے اور شادی و خرمی رہتی تھی!

قیام بلغراد کے اثناء میں مجھے ہر قسم اور ہر درجہ کے لوگوں سے رکا مرقع ملا۔ انہیں میرے وہ درست بھی تھے، جنکو میں برسوں جانتا ہوں۔ وہ لوگ بھی تھے جن سے میں پہلی بار ملا۔ مگر انہی و خرمی کے بدلے، جسکی ایک ایسی قوم میں موجودگی توقع ہر شخص کو ہوگی جو کامیاب جنگیں لڑ چکی ہے اور اسکی ناہی میں ایک وسیع قطعہ زمین کا اضافہ ہو چکا ہے؛ مجھے یہ یاد ہے ایک قسم کی پر اسرار اوداسی ہے جس نے اس پرری کا احاطہ کر لیا ہے!!

یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ نہ تو کوئی سرری اس سے انکار کرسکتا ہے اور نہ اسکی کوئی وجہ بیان کرسکتا ہے۔ اگر اسکا ذہن آلیگا تو بعض تم سے کہیں گے کہ اس غیر مشکوک افسردگی کی وجہ یہ ہے کہ البانی انقلاب کی وجہ سے بازار سرد پڑ گئے ہیں۔ بعض کہیں گے کہ اسکا سبب یہ ہے کہ سربیا کے لیے یونانی و عثمانی پیچیدگی کے سنگین خطرہ ہونے کا احتمال ہے۔ بعض اسکا باعث یہ بیان کریں گے کہ جو لوگ ان دو جنگوں میں شریک رہے ہیں، وہ ابھی تک جنگ کے فظائع و احوال بھولے نہیں ہیں۔

بجائے خود یہ تمام اسباب و وجہ خواہ صحیح ہوں یا غلط، مگر اس غمناک حالت کی اصلی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہر تعلیم یافتہ سرری جانتا ہے کہ سربیا کے سب سے زیادہ خطرناک اور سب سے زیادہ قوی دشمن یعنی آسٹریا سے ایک سنگین مقابلہ ہوئے بغیر، نا ممکن ہے کہ ملک کی قومی پالیسی کی پیروی کی جائے یا اسکو ترقی دیجائے۔ خصوصاً البانیہ کی طرف پیشقدمی جو فوجی جماعت چاہتی ہے۔

سربوں میں اگرچہ بہت سے عمدہ صفات ہیں مگر تاہم وہ کم ریش مغرور اور خود اعتماد ہوتے ہیں۔ اسلیے موجودہ حالت میں کوئی شے ایسی نہیں جسکے متعلق وہ یہ خیال کریں کہ وہ نہیں کرسکتے، مگر جبکہ میں ایک طرف یہ دیکھکے متعجب ہوا کہ بلغاریوں کی طرف سے سرری فوج تک کے دل میں نسبتاً تسقندر کم غبار ہے، تو ان خیالات کو معلوم کرکے نقش حیرت بھی ہو گیا جو آسٹریا کے متعلق سربوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

سربوں نے ہمیشہ اپنے اس بڑے ہمسایہ کو نفرت و بغض کی نظر سے دیکھا، مگر اس زمانہ کو چھوڑ کے جبکہ الحاق بوسینیا سے پیچیدگیان پیدا ہوگئی تھیں، کبھی بھی انکو ایک ایسی جنگ کا علانیہ ذکر کرتے ہوئے نہیں سنا گیا جس میں اگر وہ تنہا چھوڑ دیے جائیں تو یقیناً انکو شکست ہو۔

در حقیقت اسوقت فوجی جماعت کے حسیات کی ایک خاص حالت ہو رہی ہے۔ مجھے مشورہ کے طور پر یہ بیان کیا گیا کہ ممکن ہے کہ سربیا اطالیا سے اس شرط پر معاہدہ اتحاد کر لے کہ اطالیا سربیا کو آسٹریا کے مقابلہ میں مدد دیگی اور سربیا اطالیا کو ساحل بحر اسود کا ایک حصہ دیدیگی۔ وہ حصہ جسکی اطالیا کو اسقدر حرص و ہوس تھی!

مجھے ایسے لوگوں سے، جنہیں میں قابل اعتماد سمجھتا ہوں، یہ معلوم ہوا ہے کہ سرری فوج میں فیصدی نرے اس خیال کے طرفدار ہیں کہ آسٹریا سے ایک غیر بعید مستقبل میں جنگ ہونی چاہیے۔ ان خیالات کی بہترین تمثیل اس قصے سے ہوتی ہے جو آجکل بلغراد میں مشہور ہے۔

”ایک خاتون جسکا تعلق سفارتخانہ آسٹریا و ہنگری سے ہے، حال میں دارالسلطنت کے ایک ترقی یافتہ شفاخانے میں زخمیوں کی تیمارداری کرتی تھی۔ اس محسنہ نے ایک زخمی سپاہی، جو یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ کون ہے، کہا: ”اچھا، خیر اب تو تم تمام لڑائیاں کامیابی کے ساتھ ختم کر چکے“ اس کے جواب میں اس سپاہی نے بیساختہ کہا: ”نہیں، ابھی ہمیں آسٹریا سے لڑنا اور اسے شکست دینا باقی ہے!!“

اسوقت حکومت آسٹریا اور فوجی حکام، دونوں البانیا اور بلغاریا کے آئندہ پیش آنے والے ناگوار واقعات کے لیے تیاری کی انتہائی کوشش کر رہے ہیں۔ سرکاری طور پر تو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ صرف دو دو ریزن دربارہ جمع کر کے البانیا بھیجے گئے ہیں۔

مہینہ وار چکر

ذیل سالانہ

مولوی محمد امین صاحب زبیری - سالانہ مع معقول - ۲ - روپیہ

اردو کا ایک حدیث الاشاعت مہوار رسالہ ہے جس کے ابتک شاید پانچ چھ نمبر نکل چکے ہونگے -

پچھلے نمبر میں ظاہر کیا گیا ہے کہ سرکار عالیہ بھوپال اور بعض ارکان خاندان شاہی نے اسکی سرپرستی منظور فرمائی ہے - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسالے کی بنیاد محکم اور امید افزا ہے - رسالہ کا مقصد ”ہندوستانی خواتین میں اشاعت تعلیم“ اور انکے لیے مفید معلومات بہم پہنچانا ہے - میں نے ایک دو نمبر دیکھے اور رسالہ کے مقصد اور مخاطبات کی حالت کے لحاظ سے انکو بہتر پایا - اکثر مضامین خواتین بھوپال اور مدارس نسوانیہ ریاست کی معلومات وغیرہ کے قلم سے نکلتے ہیں اور ایک ایسے پرچے کیلئے یہ ضرور موزوں ہے کہ اسکا زیادہ تر مواد خود خواتین کا مہیا کردہ ہو -

لیکن تاہم کام بلند سے بلند تر ہونا چاہیے - صرف چند مضامین کا اکتفا کر دینا ایسی بات نہیں کہ کسی رسالہ کیلئے ضروری ہو - یہ بات پیشتر سے آرر سالوں میں بھی موجود ہے - ایک رسالہ جو ایک خاتون فرماں روا کے دار الحکومت سے نکلتا ہے - ضرور ہے کہ کوئی امتیاز بھی رکھے - ایڈیٹر صاحب کو چاہیے کہ انگریزی رسائل پر نظر ڈالیں - تعلیم و تربیت نسوان کے صیغہ میں اب تک ہم نے کچھ بھی نہیں کیا اور لٹریچر کی یہ شاخ بالکل خالی ہے - نہایت آسانی کے ساتھ ہر ماہ ایسا مواد بہم پہنچایا جا سکتا ہے جو خاص طور پر تعلیم یافتہ عورتوں کے مذاق و اخلاق کی اصلاح کے اور انکے لیے بلند درجہ کی مگر آسان اور سہل زبان میں ترسیع معلومات کا ذریعہ ہو -

اصلاح رسوم - تعلیم مذہبی - تصحیح اعتقاد - تربیت اخلاق - مبادیات علوم - نتیجہ خیز قصص و حکایت - اور اس طرح کی مدعا چیزیں ہیں جو بغیر کسی کاوش و جہد تصنیفی کے لکھی جا سکتی ہیں - بڑی ضرورت یہ ہے کہ تعلیم یافتہ عورتوں کی سطح ترقی اہستہ اہستہ بہ نہج صحیح رہہ تحفظ ادب و اخلاق - بلند لی جائے - محض چند مضامین کی اشاعت اس کے لیے کافی نہیں - خواہ ایڈیٹر کیل حصے میں رسالے کے نصف سے زیادہ صفحات صرف ہونا چاہئیں -

نقل کل

سید ابوالحسن مرچند - ہلٹن رورہ - دہلی - ۱۰ - آء

سید صاحب نے اس رسالے میں اردو مختصر نویسی (نارتھ ہینڈ رائٹنگ) کے قواعد مرتب کر کے لکھے ہیں -

اردو میں مختصر نویسی کی ایجاد و ترتیب کی اس سے پہلے متعدد اشخاص کوشش کرچکے ہیں لیکن پچھلے دنوں لکھنؤ میں یہ ایجاد نہ صرف تکمیل ہی تک پہنچی بلکہ گورنمنٹ کی اعانت سے عملی طور پر اسکا درس بھی شروع ہو گیا اور اس وقت متعدد اشخاص سی - آئی - جی میں ملازم ہیں - البتہ سخت ضرورت ہے کہ اسکا رواج عام طور پر ہو -

[۱۲]

مگر جن لوگوں کو حالات کا اچھی طرح علم ہے، انکو یقین ہے کہ مستحفظ فوج کے پانچوں عمدہ ڈیویژنوں کے اول درجہ کے سپاہی بلا لیے گئے ہیں اور اس طرح اک گونہ تمام کارکن فوج بلغاریا یا البانیا کے خلاف خدمت کے لیے تیار ہے -

کچھ ہو، بہر حال فوجی حلقوں پر بڑی سرگرمی چھائی ہوئی ہے - ابھی ابھی جب مستحفظ فوج کے سپاہی تین ہفتے کے لیے غیر حاضر تھے، تو چشم زدن میں پیادوں کی چھٹی پلٹن جمع کر لی گئی تھی - اگرچہ اس پلٹن کے افسروں میں سے تین ٹلٹ یعنی ۵۰ میں ۳۶ - اور ۵ ہزار میں سے ۱۵ - سو سپاہی معرکہ پریگلائٹزا میں کام آچکے ہیں مگر لوگ کہتے ہیں کہ با اس ہمہ افسروں اور سپاہیوں نے جو بہت ہی خوش و خرم معلوم ہوتے تھے، فرض (ڈیوٹی) کی دعوت کے جواب میں بے تکلف لبیک کہا اور بٹالینوں نے اسی طاقت و زور کے ساتھ کوچ کیا جسکی امید تھی -

رہی ان ممالک کی داخلی سیاسی حالت، تو اسکی تفصیل یہاں چھیڑنا ناممکن ہے - اسقدر کہہ دینا کافی ہے کہ اگرچہ ایک طرف موجودہ جنگ کی وجہ سے معمولی سیاسی مقابلے ہنگامی طور پر موقوف ہو گئے ہیں مگر دوسری طرف ایم - پشچ (M. Pashitch) اور انکے رفقاء کی طرف سے اسلیے ناراضی پھیلی ہوئی ہے کہ انہوں نے مستحفظ فوج کے منتشر کرنے کے بعد البانی حدود پر فوج امن کی معقول تعداد نہیں رکھی بلکہ عملاً اسکو غیر محفوظ رکھا اور گویا باعتبار نتیجہ کے البانی حملہ کے لیے ایک راستہ کھول دیا، جس سے نو مفتوح ممالک میں سرری اقتدار کو نہایت سخت صدمہ پہنچا ہے -

مخالف پارٹی غلط یا صحیح طور پر یہ بھی محسوس کرتی ہے کہ دوسری جنگ غیر ضروری ہوتی اگر ایم - پشچ نے مارچ ۱۹۱۲ء کے معاہدے کی (جواب معاہدہ سرریا و بلغاریا کے نام سے مشہور ہے) تسلیم یا موجودہ حالات کے مناسب ترمیم کی شرط پر مطلقہ فوج دیدی ہوتی -

سرریا کا مستقبل اب اس طرز عمل پر موقوف ہے جو وزراء ان صدها مسائل کے متعلق اختیار کرینگے جو سیاست عملی کے مسائل ہیں - اگر انہوں نے اعتدال اور ان فوجی خیالات کی قوت شکنی کی پالیسی اختیار کی جنکی طرف میں اشارہ کرچکا ہوں اور نو مفتوح ممالک میں سرکاری عمال و کارپرداز ایسے اشخاص مقرر کیے جو بہترین ہوں، اور ساتھ ہی سیاسی منازعات سے بے تعلق، تو اس صورت میں شاہ پیژاد اور اسکی قوم ان مختلف اور باہم دگر جنگ آرا قومی عناصر کو ہنگامی طور پر متحد کر سکیگی جن سے اب سرریا کی آبادی مرکب ہوگی -

ال کی ایجنہ ی

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، کجراتی، اور مرہٹی مفقعات رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے، روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو درخواست بھیجیے

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت اعانہ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جالنگی - قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارہ الہلال سے طلب کیجیے -

ادبیات

نقد و مباحثہ

ایک خاتون کی آزادانہ گستاخی

اور

رسول اللہ کا حلیہ و عفو

صلی اللہ علیہ وسلم

”ہند“ تھی پروردہ نشین حرم ہوسفیاں
لقب ”عند جگر خوار“ سے جو ہے مشہور

بارگاہ نبوی میں وہ ہوئی جب حاضر
اس ارادہ سے کہ ہو داخل ارباب حضور

عرض کی خدمت اقدس میں کہ ”اے ختم رسل
دین اسلام ہے مجھ کو بہ دل و جان منظور

آپ ہم پروردہ نشینوں سے جو بیعت لیں گے
کون سے کام ہیں جن کا کہ برتنا ہے ضرور“؟

* * *

آپ نے لطف و عنایت سے یہ ارشاد کیا:
”پہلی یہ بات کہ ہو شائبہ شرک سے دور

دوسری یہ کہ نبوت کا ہے لازم اقرار۔“
بولی: ”ان باتوں سے انکار نہیں مجھ کو حضور“

پھر یہ ارشاد ہوا: ”منع ہے اولاد کا قتل
اس شقاوت سے ہر اک شخص کو بچنا ہے ضرور“

عرض ہی اسنے کہ ”اے شمع شبستان رسل!
یہ وہ موقع ہے کہ عاجز ہے یہاں فہم و شعور

میں نے اولاد کو پالا تھا بڑی محنت سے
میں انہیں آنکھ میں رکھتی تھی کہ تیرے آنکھ کا نور

بدر میں قتل انہیں حضرت والا نے کیا
ہم سے کیا عہد اب اسبات کا لیتے ہیں حضور“؟

* * *

گرجہ یہ سرء ادب تھا غلطی پر مبدی
گرجہ یہ بات تھی خود شیوہ انصاف سے دور

اسکی اولاد نے خود جنگ میں کی تھی سبقت
بڑے مارا کوئی جائے تو یہ کسکا ہے قصور؟

لیکن آزادی افکار تھی از بسکہ پسند
آپ نے فرط کرم سے اسے رکھا معذور!

(ماخوذ از تاریخ طبری کبیر - غزوة بدر میں ہند کے دربار کے
نفر کی حالت میں لوکر مارے گئے تھے۔)

(شبلی نعمانی)

معلوم نہیں لکھنؤ میں جو طریقہ مرتب ہوا، وہ اس رسالے سے
زیادہ جامع و بہتر ہے یا نہیں؟

اس رسالے میں حروف تہجی کی مفرد علامتیں قرار دیکر پھر
انکی ترکیب کے مختلف اشکال و طرق متعدد اسباق میں لکھے
ہیں اور مشق کیلئے جا بجا عبارتیں دی ہیں۔

انگریزی کی علامتیں موجود ہیں اور حروف مشترک
اسلیے اردو مختصر نویسی کی ایجاد و ترتیب سے مقصود صرف یہ
ہے کہ خاص عربی و فارسی حروف کی علامتیں اس طرح وضع کر دی
جائیں کہ مختصر نویسی کے ادب و شرط ہاتھ آجائیں۔
چنانچہ سید صاحب نے تمام حروف عربیہ و عجمیہ کیلئے نئی
علامتیں قرار دی ہیں اور انکے لیے خاص قواعد وضع کر کے مثالوں
سے جا بجا راضع کیا ہے۔

گورنمنٹ صوبجات متحدہ اس ایجاد سے صرف پولیس کے
میغے میں مدد لے رہی ہے تاکہ پولیٹکل جلسوں وغیرہ کی تقریریں
ضبط ہو سکیں۔ مگر ضرورت ہے عام طور پر اس سے فائدہ اٹھانے کی۔
سید صاحب دھلی میں اگر اپنے ایجاد کردہ قواعد کی تعلیم سے ایک
در شخص طیار کریں تو اشاعت رسائل سے یہ زیادہ بہتر ہو۔

گلزار

ادب فارسی کے درس کیلئے یہ نیا مجموعہ بہت مفید ہوگا،
جسے اقا محمد کاظم شیرازی بی۔ اے۔ معلم فارسی بورڈ آف
اگر امدرس کلکتہ اور میرزا ابو جعفر صاحب بی۔ اے۔ مدرس
مدرسہ عالیہ کلکتہ نے خان لنگراں، سفر نامہ شاہ ناصر الدین، تاریخ
سلاطین ساسانی، حاجی ابراہیم بیگ، انوار سہیلی وغیرہ سے
مختلف دلچسپ ابواب منتخب کر کے مرتب کیا ہے۔ قیمت
درج نہیں۔

مولوی غلام علی آزاد بلگرامی کی

دو نایاب کتابیں

(از مولانا شبلی نعمانی)

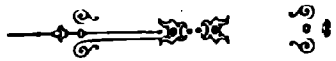
مولانا غلام علی آزاد اُن وسیع النظر محققین میں سے ہیں کہ
ان کے ہاتھ کی دو سطوریں ہات آجاتی ہیں تو اہل نظر آنکھوں
سے لگاتے ہیں کہ ذخیرہ معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوگا۔
اہل ملک کی خوش قسمتی ہے کہ مولوی عبد اللہ خان صاحب
(کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد) کی کوششوں سے ان کی تصنیفات
سے در نہایت اعلیٰ درجہ کی تصنیفیں آج کل شایع ہری
ہیں۔ سرور آزاد اور مآثر الکرام - سرور آزاد خاص شعرائے متاخرین
کا تذکرہ ہے۔ یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھ یہ خصوصیت
بھی رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں، اعلیٰ درجہ
کے ہیں، ورنہ آزاد کے متعلق یہ عام شکایت ہے کہ ان کا مذاق
شاعری صحیح نہیں اور خزائن عامرہ اور ید بیضا میں انہوں نے
اسانڈہ کا جو کلام انتخاباً نقل کیا ہے، اکثر ادنیٰ درجہ کے اشعار ہیں۔
مآثر الکرام میں اُن حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتدائے
عہد اسلام سے اخیر زمانہ تک ہندوستان میں پیدا ہوئے۔

دونوں کتابوں میں عام حالات کے ذیل میں ایسے مفید اور نادر
معلومات ہیں جو ہزاروں اوراق کے اُلٹنے سے بھی ہات نہیں
آسکتیں۔ میں آزاد کی روح سے شرمندہ ہوں کہ علالت اور ضعف
کی وجہ سے اُن کی نادر تصانیف کے ریویو کا حق ادا نہ کر سکا
اور صرف چند اشتہاری جملوں پر اکتفا کرتا ہوں، لیکن مجھے
امید ہے کہ شائقین فن، شرق خریداری کا ثبوت دیکر ان کی روح
سے شرمندہ نہ ہونگے۔ ملنے کا پتہ یہ ہے: عبد اللہ خان صاحب -
کتب خانہ آصفیہ - حیدر آباد - دکن۔

منہ - عَمَّیہ

ترجمہ انجمن خیرات

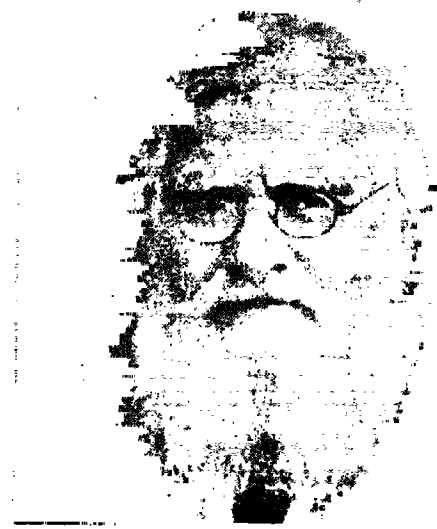
مذہب نشو و ارتقا کا ایک صفحہ



ڈاکٹر رسل ویلس



موجودہ عہد کا ایک طبیعی کبیر، جو روحانی بھی تھا



اصحاب کو اسکا حس بھی نہیں - تمام قوم میں شاید گنتی کے چند اشخاص نکلیں گے، جنہوں نے ان چیزوں کا غور و فہم کے ساتھ مطالعہ بھی کیا ہوگا - جو لوگ اپنے الحاد اور مادہ پرستی کو مغرورانہ و فخرانہ علوم مغربہ کی طرف نسبت دیتے ہیں، اور مذہب کے تذکرہ میں حکماء حال کا نام اس دعوے اور تعلق خاطر کے ساتھ لیتے ہیں گویا انکے شجرہ ملعونہ الحاد کی طرح انکا شجرہ نسب بھی آگے جا کر انہیں سے جا ملا ہے، درحقیقت یہ انہی کا فرض تھا کہ مذہبی تعلیمات کی تحقیر سے پہلے کم از کم اُس چیز سے تو ہمیں روشناس کر دیتے، جس کی بنا پر وہ ایسا کر رہے ہیں، اور جسکے غرور نے انکی نگاہوں کو خیرہ، انکے قلب کو غیر مطمئن، اور انکی زبانوں کو بے لگم کر دیا ہے؟

وہ مجبور تھے کہ ہمیں سب سے پہلے مذہب نشو و ارتقا سے واقف کرتے جو آج تخلیق عالم کا سب سے بڑا نظریہ ہے، اور جو اب اسدرجہ وسیع و رقیع ہو گیا ہے کہ بہت جلد اپنی تمام مخالف نظریات پر فتح پانے والا ہے۔

ان لوگوں کا مایہ ناز انہی علوم کا ادعا ہے - وہ ہمیں یقین دلانا چاہتے ہیں کہ علوم کے مطالعہ و استغراق نے انہیں مذہب سے بے پروا ہونے کیلئے مجبور کر دیا ہے - اگر یہ سچ ہے تو یوں اس استغراق و انہماک کے نتائج سے ملک و ملت محروم ہے؟

اصل یہ ہے کہ جہل اور ادعاء ہی ایک جائی بی کامل ترین مثال شاید ہی کوئی ایسی ہو سکتی ہے، جیسی کہ یہ برخورد غلط گردہ اپنے اندر رکھتا ہے - وہ دنیا کی ہر شے سے واقف ہے

حالانکہ اسکا اُسے دعویٰ نہیں، پر وہ صرف اُسی چیز کو نہیں جانتا جسکے جاننے کا اُسے دعویٰ ہے، اور جسکے ادعاء کے پیدا کردہ کبر و غرور سے اسکا دماغ دائم المرض ہو گیا ہے! فی قلبہم مرض فزادہم اللہ مرضاً، ولہم عذاب عظیم بما کانوا یکذبون (۲: ۹)

اس گروہ نے علم و علم پرستی کی ایک نئی تعریف وضع کر لی ہے اور اپنے اوپر اُسے پوری کوشش و جہد سے طامی کر کے بالکل فارغ البال ہو جاتا ہے -

انگریزی زبان کو روانی کے ساتھ بول لینا، انگریزی طرز معاشرت کی تقلید اور اسکے رسوم کی مداحی سے کبھی نہ تھکنا، روزانہ پائیریا اسٹیٹسمین کو خریدنا گونہ پڑھنا، ہر روز

پچھلے دنوں ڈاکٹر رسل ویلس کے انتقال کی خبر ریوٹر ایجنسی کے ذریعہ تمام عالم میں پھیلی اور یورپ کے تمام علمی حلقوں میں ماتم کیا گیا کہ طبعیات کی موجودہ مجلس علم، اپنے ایک بہت بڑے رکن رکن سے خالی ہو گئی -

پچھلی ڈاک میں جس قدر رسائل انگلستان اور امریکہ سے آئے ہیں، اس ماتم علم سے کوئی خالی نہیں - ہفتہ وار رسائل نے اسکے سوانح و حالات جمع کیے ہیں، علمی مجلات نے اسکے علمی کارناموں پر نقد و تبصرہ کیا ہے - مصور رسائل نے مختلف عہد و حالت کی چھوٹی بڑی تصاویر شائع کی ہیں - کوئی رسالہ اور کوئی اخبار نہیں جو اس تذکرے سے خالی ہو - فطوری لرجل، یعیش و یمرت فی قوم، یعرف اقدار الرجال!!

ڈاکٹر رسل ویلس موجودہ عہد کے صدائید علم میں سے تھا - اسکی زندگی کے حالات عہد و زماں کی متعدد شاندار علمی فتح مندوں کی سرگذشت ہے - ضرور ہے کہ اردو پریس کا حلقہ بھی اس سے بے خبر نہ رہے، اور گو باختصار، لیکن اسکے حالات زندگی شائع کیے جائیں -

لیکن قبل اسکے کہ ڈاکٹر ویلس کے حالات لکھے جائیں، ایک مختصر تمہید سے بعض پیش آنے والی اصطلاحات کو صاف کر دینا چاہیے تاکہ فہم مطالب میں عام قاریوں کو دقت نہ ہو -

ڈاکٹر رسل ویلس کی اصلی حیثیت یہ ہے کہ وہ مذہب نشو و ارتقا کے کشف و ترتیب میں مشہور داروں کا ایک شریک و ہم پایہ ہے -

وہ علم الحیات (بیالوجی Biology) کا بھی ایک محقق ماہر تھا - اسکی شہرت میں ہمیشہ یہ حیثیت بھی نمایاں رہی - تاہم جس چیز نے اُسے موجودہ عہد علمی کے ایک رکن اعلیٰ کی صورت میں عالم سے روشناس کیا ہے، وہ مذہب ارتقا کی تائید و نصرت، اور اسکے بعض اہم حصوں کی تدوین میں مساریانہ شرکت ہی ہے -

اسلیے ضروری ہے کہ مذہب ارتقا کا خلاصہ پہلے بیان کر دیا جائے -

(مذہب ارتقاء اور ادبیات اردو)

افسوس ہے کہ اب تک اردو زبان میں اس مذہب کے متعلق کچھ بھی نہیں لکھا گیا - زیادہ افسوس اسپر کہ تعلیم یافتہ

طرف منسوب ہے اور جس کو مذہب تحول (Metamor Phosis) اور مذہب نشو و ارتقا (Progress and Developmint) بھی کہتے ہیں۔

اس نظریہ کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کی ہر شے اور علی الخصوص تمام احياء ارضیہ ایک ہی اصل یا معدودے چند اصلوں سے پیدا ہوئیں اور پھر مختلف قوانین طبیعیہ کے ماتحت ان میں تغیرات و تحولات ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ جسم حیوانی بتدریج ترقی کرتے کرتے انسان تک پہنچ گیا۔

جسم حیوانی گویا نشو و ترقی کی ایک زنجیر ہے، جسکی آخری کڑی انسان کا وجود ہے :

هفصد و هفتاد قالب دیده ام

پس موجودات ارضیہ میں جسقدر انواع و اقسام نظر آ رہے ہیں یہ سب دراصل ایک ہی اصل سے تبدیل و متغیر ہوئے۔

مسئلہ تخلیق میں دوسرا مذہب، ”مذہب انواع“ ہے جو کہتا ہے کہ ہر حیوان کی نوع ابتدا ہی سے مستقل ہے اور ہر نوع اول مرتبہ جب مخلوق ہوئی، ترہہ ویسی ہی تھی، جیسی کہ آج پائی جاتی ہے۔

احیاء ارضیہ کی ہم نے تخصیص اسلیے کی کہ سب سے پہلے داروں نے حیوانات کی انواع پر بحث کی تھی، رنہ دراصل اس مذہب کا موضوع عام ہے اور جو لوگ اسکے قائل ہیں، وہ قانون ارتقاء کو تمام موجودات عالم پر جاری تسلیم کرتے ہیں۔

اصلاً یہ نظریہ نیا نہیں ہے۔ حکماء یونان کے بعض غیر معروف مذاہب میں اسکے اشارے پائے جاتے ہیں۔ حکماء اسلام میں بھی متعدد مصنفین نے اس پر زور دیا، علی الخصوص ابن مسکویہ اور مصنفین رسائل اخوان الصفا۔ خود یورپ میں بھی داروں سے بہت پہلے بعض فرانسیسی اساتذہ علم اس نظریہ پر کتابیں لکھ چکے تھے۔ لا مارک، ریتین، ہلیئر وغیرہ نے نہایت صاف لفظوں میں نشو و ارتقا کو بیان کیا ہے۔

لیکن داروں کی مزیت اور شرف اصلی یہ ہے کہ وہی پہلا شخص ہے، جس نے اس نظریہ کو قواعد علمیہ پر منطبق کیا اور اس طرح ترتیب و تدوین کی کہ علم تشریح، علم الحیوانات، علم وظائف الاعضا، علم آثار قدیمہ، علم طبقات الارض وغیرہ کے ستونوں پر اسکی چھتیں محکم و استوار ہو گئیں۔ حالانکہ اس سے پہلے صرف ہوا پر معلق تھیں۔

البتہ اس حقیقت سے خرد داروں اور اسکے مخلص حامیوں کو بھی انکار نہ تھا کہ اس مذہب کی تفسیہ و تدوین کے شرف میں داروں کے ساتھ بعض دیگر اساتذہ علم بھی نظر مساری رہتے ہیں۔ اور انکی تحقیقات بھی اس بارے میں اس درجہ قیمتی ہیں کہ اگر انکو الگ کر دیا جائے تو اس مذہب کی تکمیل کا موجودہ شیرازہ بالکل درہم برہم ہو جائے۔ از انجملہ ایک ڈائٹرسل ریلیس بھی ہے، جس کے انتقال نے آج یورپ کے تمام علمی حلقوں کو سوگوار بنا دیا ہے۔

(نوامیس اربعہ)

مذہب نشو و ارتقا کا اصل اساس یہ چار قوانین طبیعیہ ہیں :

(۱) تنارع البقاء - یعنی اسٹرگل فار اگزیزٹنس

Struggle for Existence

(۲) انتخاب طبیعی - یعنی نیچرل سلیکشن

Natural Selection

بالکل نیا کالر استعمال کرنا، کوٹ کے کالر کے نیچے کا ایک ٹکٹ، جو کسی اونچے درجہ کی دکان کا حوالہ دیتا ہو، اور مذہبی اعمال کی تحقیر اور تعلیمات مقدسہ کے استخفاف میں شدت سرگرمی۔ اس سے بھی بلند تر معیار یہ کہ چند حکماء حال کے نام اور چند علوم و مذاہب علوم کی اصطلاحات کا اس طرح ذہن میں محفوظ رکھنا کہ جب کبھی مل اور اسپنسر کے بروز ہونے کے ادعا کی ضرورت پیش آجاء تو بلا انتظار و تامل دھرا دی جاسکیں ! ذلک مبلغہ من العلم۔

یہی علم اور ماهر علم ہونے کے شرائط و ارکان ضروریہ ہیں، جنکے حصول کے بعد ہر شخص کو حق حاصل ہو جاتا ہے کہ مذہب و علم کے معرے میں آخر الذکر کا لواء قیادت اپنے کاندھوں پر رکھے اور ساتھ ہی مذہب کے شکست و فرار کا بلا تامل اعلان عام بھی کر دے ! کذلک يجعل الله الرجس على الذين لا يؤمنون ! یہ کیسی عجیب بات ہے کہ آجکل بعض تعلیم یافتہ اہل قلم تصنیف و تالیف کے میدان میں آتے بھی ہیں تو ان چیزوں پر قلم اٹھاتے ہیں جنہیں اگر وہ رحم کرے آوروں کیلیے چھوڑ ہی دیں تو بہتر ہے۔ میرے سامنے ایسی تمسخر انگیز مثالیں بہت سی ہیں۔ ایک صاحب بی۔ اے ہیں اور کہتے ہیں کہ آجکل تفسیر القرآن لکھنے میں مصروف ہوں ! ایک دوسرے صاحب ہیں۔ وہ سیرۃ نبوی لکھ رہے ہیں ! ایک اور بزرگ ہیں۔ وہ اسلام کے مناقب و فضائل کی فکر میں شب و روز سر بزنوے تفکر و تفحص رہتے ہیں ! ایک اور تعلیم یافتہ حضرت ہیں۔ انہوں نے جدید علم کلام کی تدوین کی فکر میں راتوں کا سونا اور دن کا آرام ترک کر دیا ہے ! حالانکہ اگر یہ نادان اپنے وقت کو ان چیزوں میں صرف کرنے کی جگہ جنہیں وہ نہیں جانتے، اپنے دائرہ علم و کار کی چیزوں میں صرف کریں تو ایک طرف زبان و ملت بھی علم سے بہرہ یاب ہو، اور دوسری طرف ان نقصانات سے بھی ملک محفوظ رہے، جو اس مداخلت سے جا بے بد بختانہ آئے پہنچ رہے ہیں۔

علوم جدیدہ کا تمام سرمایہ یکسر محتاج نقل و تراجم ہے۔ کیا ہمارے تعلیم یافتہ احباب انکے مطالعہ و تصنیف سے فارغ ہو گئے کہ اب انہیں موضوع کی تلاش میں حیرانی ہے اور مجبوراً باوجود جہل مطلق کے، علوم اسلامیہ کی طرف مترجہ ہونا پڑتا ہے ؟ جب حالت ایسی ہو تو پھر اسکے سوا کیا چارہ ہے کہ جو لوگ ان کاموں کے اصلی اہل اور حقیقی ذمہ دار نہیں ہیں، وہی بقدر پنی سعی و جہد کے اسکے لیے کوشش کریں۔ ممکن ہے کہ ان لوگوں کی غفلتوں کیلیے انکی یہ سعی موجب انتباہ و احساس غیرت ہو، اور ملک و زبان کی اس درد انگیز حالت میں کوئی مفید تعمیر پیدا ہو جائے۔

میں آجکل مذہب نشو و ارتقا کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ میرے ذرائع محدود اور بہترین و سائل مفقود ہیں۔ تاہم بعض تصنیفات سے مجھے بہت نفع ہوا۔ میں عنقریب الہلال کے باب ”مذاکرہ علمیہ“ کو کچھ عرصہ کیلیے اس موضوع کے ساتھ مختصر کر دوں گا۔ و ما توفیقی الا باللہ۔ اصل یہ ہے کہ کن کن کاموں کو انسان کرے اور کہاں جائے ؟ مرحوم طالب نے میری زبانی کہا ہے :

انکسین هجروم کار بود مانع رسال

گل پر شد آنجنال کہ در بوستان گرفت !

(مذہب داروں)

مذہب داروں (Darvinism) سے مقصد خلقت عالم کا وہ نظریہ ہے، جو ڈاکٹر چارلس دارون (متوفی سنہ ۱۸۸۲) کی

کو منتخب کر لیتی اور اضعف و ادنیٰ کو چھانت دیتی ہے۔ یعنی اس باہمی جنگ کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایک عرصے کے باہمی مقابلے اور جدوجہد کے بعد وہی زندہ اور باقی رہتا ہے جو اوروں سے زیادہ قوی، زیادہ صحیح، زیادہ صالح و سالم، اور اسلیے زندگی و بقا کا زیادہ مستحق ہے۔ جنکے اندر ضعف و نقص ہوتا ہے اور صحت و صلاح سے محروم ہوتے ہیں، وہ رفتہ رفتہ اس جنگ و تنازع کی مقارمت سے عاجز آکر ضائع و ہلاک اور نابود و مفقود ہو جاتے ہیں۔

یہ قانون بھی عالمگیر ہے اور ہر شے پر حاوی۔ جمادات و نباتات اور حیوانات ادنیٰ و اعلیٰ، کوئی بھی اس سے خالی نہیں۔ جسمانیات و ذہنیات کے کسی عالم میں نکل جائے۔ ہر جگہ آپکو اُن رفتگان پیشین کے قبور و اموات نظر آئیں گی، جو اپنی جد حیات میں ناکام رہے، اور ضعف نے قوت سے اور نقص نے صحت و صلاحیت سے بالآخر شکست کھائی۔

”زندگی قوت اور موت ضعف ہے“

(المطابقة)

وجود حیوانی بدرونی اثرات سے موثر ہے۔ وہ غذا جو وہ کھاتا ہے، وہ رسائل و ذرائع جنکے ذریعہ اسے غذا میسر آتی ہے، وہ آب و ہوا جسمیں وہ نشرو نما پاتا ہے، وہ تمام طرق معیشت و حیات جو اسے حاصل ہوتے ہیں، ان سب کے تاثر کیلئے وہ یکسر انفعال ہے، اور ان میں سے ہر شے اسکے جسم و اعضا پر اثر ڈالتی ہے۔

قانون مطابقت سے مقصود یہ ہے کہ یہ اثرات جب بدلتے ہیں اور ایک مدت مدید ان میں گذر جاتی ہے تو انکی وجہ سے بھی وہ اختلافات جسم و صورت و فعل پیدا ہو جاتے ہیں، جنسی بنا پر ہم ایک نوع حیوانی کو دوسری نوع انسانی سے انک کرتے ہیں مثلاً شیر کے متعلق تم کو معلوم ہے کہ وہ ایک گوشت خور جانور ہے۔ اسکا معدہ نہایت قوی و حار ہے تاکہ ہر طرح کے گوشت کو ہضم کر سکے۔ اسکے دانت بڑے اور تیز ہیں تاکہ پوری قوت سے سخت سے سخت حیوان کا گوشت چبا سکیں۔ انکے پنچے بڑے بڑے ہیں تاکہ اپنے شکار کو ایک ہی وار میں پھاڑ سکیں۔

لیکن اگر یہی شیر کسی ایسے ملک میں نشور نما پاتا جہاں گوشت میسر نہ آتا کہ دانتوں سے چبایا جائے۔ جہاں وہ نرم و خورن آلود غذائیں نہ ملتیں، جہیں قوی تر آلات ہضم کے ذریعہ غذا کیا جائے، اور جہاں ایسے حیوانی شکار نہ ملے، جس پر وہ پنچوں سے پکڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے۔ ایک جنگل عروا جسمیں صرف اغذیہ نباتاتی عودیں، سبز پتوں اور گھاس ہی ملے، تو اسے سوا اور کوئی شے میسر نہ آتی، اور شیر کو ایک ایسے زمانہ محدود تک جو اس انقلاب طبعی کیلئے ضروری ہے، وہاں رہنا پڑتا تو اسکی کیا حالت ہوتی؟ چند فرور انقلابیہ کے بعد اسکا معدہ اور اسکے آلات ہضم بالکل بدل جاتے، اسکی نسل سے بڑے بڑے تیز دانت لے لیے جاتے، اور خونخوار پنچوں کی جگہ نرم و درازی تلورے اور ملائم ہتھیلیاں پیدا ہو جاتیں!

کیوں؟ اسلیے کہ یہ تمام آلات جسم صرف اسلیے تیار ہیں جس طرح کی غذا اسے میسر آتی تھی، اسکے حصول کیلئے اُن کی ضرورت تھی، لیکن گھاس اور پتوں کے توڑنے، چبانے، اور ہضم کرنے کیلئے اب انکی ضرورت باقی نہ رہی۔

اُس صورت میں شیر کی موجودہ شکل و ہیئت سے بالکل ایک مختلف چہرہ ہمارے سامنے ہوتی، اور قیاس سطحی ہوتا کہ یہ کوئی نوع خاص ہے۔

اسی کا نتیجہ قانون ”بقاء اصلح“ ہے۔ یعنی ”سررانی ویل اف دی فٹسٹ“ (Survival of the fittest)

(۳) قانون وراثت - یعنی لا آف ان ہیریٹنس

Law of Inheritance

(۴) قانون مطابقت - یعنی ٹیل یو لوجی Teleology

(تشریح نوامیس اربعہ اساسیہ)

لیکن ڈاکٹر رسل ویلس کے مختصر حالات لکھتے ہوئے ضرورت ہے کہ کم از کم قارئین کرام اُن نوامیس اساسیہ پر ایک سرسری نظر ڈال لیں جو اس مذہب کا اصل اصول ہیں کیونکہ آگے چلکر وہ پڑھیں گے کہ ڈاکٹر رسل کا بڑا کارنامہ انہیں قوانین میں سے ایک قانون کا کشف و مطالعہ ہے۔

(تنازع البقاء)

”تنازع البقاء“ سے مقصود یہ ہے کہ تمام حیوانات ارضیہ زندہ رہنے اور زندگی کو قوی و صحیح کرنے کیلئے باہم ایک دوسرے سے متنازع ہیں۔ ان میں سے ہر وجود کوشش کرتا ہے کہ اپنے تئیں باقی رکھے اور اپنی تعداد اور قوت کو زیادہ کرے۔ اگر اسمیں کوئی دوسرا وجود مزاحم ہو تو اسے ہمال کر دے۔

”حیوانات“ کی خصوصیت اس بنا پر کی گئی کہ سردست اس مسئلہ کو اصلیت انواع حیوانیہ کی حیثیت سے پیش کرنا ہے ورنہ دراصل یہ ناموس فطرۃ عام ہے اور ”حیوانات ارضیہ“ کی جگہ بہتر ہے کہ ”موجودات ارضیہ“ کا لفظ بولا جائے۔ سمندر کی مرجیں جب کناروں سے ٹکراتی ہیں اور واپس ہوتے ہوئے اسکی ہستی خاک کی کا ایک بڑا حصہ اپنے ساتھ لیجاتی ہیں، تو کیا یہ بھی اسی تنازع بقاء کی ایک مثال نہیں ہوتی؟

فطرۃ الہیہ نے ہستی اور وجود کے بقاء کی طلب ہر شے میں ردیعت کی ہے اور وہ جب سے جہد گاہ عالم میں موجود ہے، صرف یہی کرتی آئی ہے کہ اپنے تئیں باقی رکھنے کیلئے ہاتھ پانوں مارے اور خود کو ہلاک و ضائع ہونے سے بچائے۔ چونکہ یہ جدوجہد ہر وجود میں ہے، اسلیے دنیا مجاہدات حیات اور طلب بقا کا ایک میدان جنگ بن گئی ہے، جسمیں ان گنت اور لا تحصی حریف باہم ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں، اور ہر حریف دوسروں کو ہمال کرنا اور صرف اپنے ہی وجود کو باقی رکھنا چاہتا ہے۔ یہ تنازع، وجود و حیات کی ابتدائی اور کم ترقی یافتہ صورتوں سے لیکر خلقت حیوانی کی انتہائی صورتوں تک میں موجود ہے، اور انسان میں خاندانوں، جماعتوں، آبادیوں، قوموں، اور ملکوں کی باہمی کشاکش بھی اسی میں داخل ہے۔

پھر عالم اجسام سے باہر بھی یہی قانون کار فرما ہے۔ اور جسطرح جسم اسکا میدان کارزار ہے، اُسی طرح دماغ بھی منہجہ گاہ ہے۔ اعتقادات و خیالات، علوم و فنون، اخلاق و عادات، رسوم و اوضاع، یہ تمام چیزیں بھی اسی تنازع بقاء کے زیر اثر اپنی اپنی ہستی کے قیام کیلئے ایک دوسرے سے لڑ رہی ہیں اور چاہتی ہیں کہ انکے سوا اور کوئی شے زندہ و باقی نہ رہے۔

(الانتخاب الطبعی یا بقاء الاصلم)

دوسرا قانون ”انتخاب طبعی“ ہے۔ اور اسی کا عمل

”بقاء اصلح“ ہے۔

زندگی اور بقا کا یہ تنازع، اور جدوجہد حیات کا یہ تصادم و تسابق، جو تمام سطح ارضی میں جاری ہے، بالآخر اس نتیجہ تک پہنچتا ہے کہ قوۃ قاعۃ فطرۃ اُن میں سے ارفق و اصلح

مذہب نشرو ارتقا کے حماۃ کہتے ہیں کہ یہی حالت عمارے نظریہ کی تصدیق کرتی ہے۔ تم آج حیوانات کی جن اشکال کو مختلف نوعوں میں دیکھتے اور تعبیر کرتے ہو، انکا اختلاف نوعی دراصل انہی اثرات طبیعیہ کا نتیجہ ہے جو ہر بنائے انفعال و استعجاب طبیعت حیوانی، اس پر موثر ہوئے، اور پھر نسل بعد نسل نئے نئے اثرات سے مرکب ہو کر قانون وراثت کی بنا پر منتقل ہوئے رہے۔ یہاں تک کہ ایک زمانہ ممتد کے تغیرات سے اختلاف عرضی نے اختلاف جوہری کی سی صورت اختیار کر لی، اور یہ اختلافات بڑھتے بڑھتے اسقدر بڑھے کہ ایک ہی نوع سے مختلف انواع و اقسام پیدا ہو گئے۔

یہ ضرور ہے کہ قانون وراثت کی بنا پر جو اختلافات پیدا ہوئے ہیں، وہ ابتدا میں محض بسیط ہوئے ہیں، لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مذہب ارتقاء میں ہر تغیر کیلئے ایک عظیم الشان امتداد وقت شرط ہے۔ اور ہزاروں لاکھوں برسوں کے بعد ان اختلافات بسیطہ کو اختلاف نوعی کا موجب بیان کیا جاتا ہے۔ اس تمہیدی توضیح و تشریح کے بعد اب ہم ڈاکٹر ویلس کے حالات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

(نام، نسب، ولادت، تعلیم)

ڈاکٹر ویلس کا پورا نام الفریڈ رسل ویلس ہے۔ نسب کے متعلق اسقدر یقینی ہے کہ انکا باپ اسکاچ خاندان سے تھا۔

الفریڈ رسل اسکا ساتواں بیٹا ہے۔ سنہ ۱۸۲۳ ع میں اسکا واقع مان مارٹھ شاسٹر میں پیدا ہوا۔ ایلم طفولیت یہیں گزارے، اور یہیں اس ذوق تاریخ طبیعی کا آغاز ہوا جس نے آگے چلنے الفریڈ رسل کو ایک بہت بڑا طبیعی بنا دیا۔

۴- برس کی عمر میں وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ ہر تقریر چلا گیا اور ایک مدرسہ میں داخل ہو گیا۔

ہر تقریر میں اسکی تعلیم کے متعلق اہم ترین واقعہ یہ ہوا کہ اسکا باپ شہر کے کتب خانہ کا ناظم ہو گیا۔ کم سن ویلس اپنے فرصت کے گھنٹے اس کتب خانہ کے ایک گوشہ میں بیٹھ کے یوں بسر کرتا کہ اٹھارویں صدی کے اعلیٰ ذخیرہ ادب کے ساتھ طبع آزمائی کرتا۔ ۱۶- برس کی عمر میں اس نے اسکول چھوڑ دیا اور اپنے بھائی جان کے ساتھ رہنے کے لیے لندن بھیجا گیا۔ جان ہیملپسٹڈ رڈ میں ایک بلڈر (جہاز ساز، عمارت ساز، معمار وغیرہ) نے یہاں کم سیکھنا تھا۔

اگرچہ اسے صرف چند ماہ رہاں بسر ہوئے تاہم اس کے خصائل پر اسکا بہت بڑا اثر پڑا۔ اسکا بھائی جان شام کو زیادہ تر ایوان علم (ہال آف سائنس) میں رہتا تھا۔ یہ ہال کتابیں ہمکورت رڈ میں تھا اور ایک اولین علمی کلب کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس کے بعد میکسکس انسٹیٹیوٹ قائم ہوا جو گو یا ترقی یافتہ دستکاروں کا ایک عمدہ مجمع تھا۔ یہاں کی معمولی نشنگا ہوں کی فضائیں بھی زیوریت دہل اوین کے اثر سے لبریز تھیں جو راہ اشتراکیت و اتحاد عمال (سوشیالیزم) کے مشہور ہموار کرنے والوں میں سے تھا۔ یہی زمانہ تھا جب ویلس نے اختصاص قومیت و ارض (لینڈ نیشنلزم) اور اسی قسم کی دیگر تحریکوں میں دلچسپی لینا شروع کی۔

(آغاز شہرت)

ڈاکٹر ویلس کی اصلی شہرت سب سے زیادہ ایک عالم الحیات اور مرید اچھول ارتقا کی حیثیت سے ہے۔ اسکی زندگی کا مرکزی واقعہ اور اسکی شہرت کی سب سے زیادہ دہریا بنیاد یہ ہے کہ اس نے مسئلہ ارتقا کے اس عہد کے متعلق اپنی اکتشافات سے راہ

بہر تہرزی دیر کیلئے فرض کر رکھا اس شیر کو کڑی ایسی جگہ معیشت کیلئے ملی ہوئی، جہاں زمین ہر طرح کی غذاؤں سے خالی ہوتی اور اسے ناچار اپنی غذا کیلئے پانی میں اترنا پڑتا یا کسی نہر میں سے گذرنا پڑتا، تو اس صورت میں ایک عرصے کے بعد یقیناً شیر کی ایک ایسی نسل طیار ہو جاتی، جس کے پاس تیز دانتوں اور خونخوار پنجوں کی جگہ پیرے کے کیلئے مناسب اعضا ہوتے۔

گرم و سرد اور خشک و تر ممالک کے اختلافات مزرعہ بوم نے ایسے ہزارہا انقلابات حیوانیہ پیش کیے ہیں جو قانون مطابقت کی تائید کرتے ہیں۔ برفستانی ملکوں کے جانور منطقہ حارہ کے قرب میں آکر اپنے آن تمام برے برے بالوں سے محروم ہو گئے جو فطرۃ نے اس سرد ملک کی برف سے محفوظ رہنے کیلئے انہیں عطا کیے تھے۔

(الوراثۃ)

یہ قانون طبیعی عام اور اسکا مقصود اس کے نام سے واضح ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ وہ تمام صفات عرضیہ جو والدین میں اختلاف احوال وسط (گرد و پیش) اور اثر معیشت و مزرعہ بوم سے پیدا ہوئے ہیں، وہ انکی اولاد میں منتقل ہوتے ہیں، اور اسکا مشاہدہ ہر روز ہر شخص کرتا ہے۔

لیکن مذہب نشرو ارتقا نے اسپر دوسری نظر ڈالی ہے۔ یہ اثرات جو آباؤ اُمہات سے اولاد میں منتقل ہوتے ہیں، ان میں ایک دور دراز تسلسل قائم ہو گیا ہے۔ یکے بعد دیگرے ہر والدین اپنے والدین کے اثر کو قبول کرتے، ساتھ ہی نئے نئے اثرات خاص حاصل کرتے، اور پھر اس مرکب و مجموعی اثر کو اپنی اولاد کیلئے چھوڑ جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ برابر بڑھتا جاتا ہے اور اپنے نتائج تدریجی جمع کرتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک زمانہ ممتد کے بعد وہ تمام اختلافات عرضیہ، اختلافات جوہریہ بن جاتے ہیں، اور ایک نئی نوع و قسم پیدا ہو جاتی ہے۔

مثلاً کسی خاص نوع کو اپنے سامنے رکھو۔ اس کے ایک گروہ نے چند خاص اثرات حاصل کیے اور وہ ان کے بعد انکی اولاد میں بھی ہر بنائے قانون وراثت منتقل ہوئے۔ یہ نسل ان اثرات کے ساتھ اپنی خاص خاص حالتوں میں رہی اور اس طرح اور چند نئے اثرات بھی اس نے قبول کر لیے۔ اب انکی اولاد جو پیدا ہوئی، اسے نہ صرف اپنے اجداد ہی کا اثر و رشتے میں ملا، بلکہ وہ مجموعی اور مرکب اثر ملا، جسمیں ایک عنصر اثرات قدیم اجداد کا، اور ایک عنصر اثرات حدیثہ والدین کا تھا۔

یہ نسل بھی پھیل گئی اور اپنے مخصوص حالات معیشت سے خاص خاص اثرات قبول کرتی رہی۔ اب اسکا رشتہ اس کے والدین و اجداد کے اثرات وراثت کے ساتھ، اس کے مختص اثرات پر مرکب ہو کر اس سے جو نئی نسل پیدا ہوئی، اس کے رشتے میں یہ جدید مرکب اور مجموعہ اثرات آیا۔

اسی طرح نسل بعد نسل قانون وراثت کا دور قائم رہتا ہے اور اثرات معیشت و زندگی طرح طرح کے امتزاج و آمیزش سے مرکب ہوتے اور قسم قسم کی صورتوں اور حالتوں میں منتقل ہوتے رہتے ہیں۔

اب دیکھو کہ ہزاروں اور لاکھوں برسوں کے اندر یہ اثر وراثت کے نئے اثرات کے اضافہ و ترکیب کے بعد کس درجہ مختلف و متغیر ہو جاتا ہوگا؟ اور یہ پہلا اثر وراثت جو کسی نوع کی اولین نسل نے اپنے آباؤ اُمہات سے پایا تھا، اس حالت سے کس درجہ مختلف و متضاد ہوگا، جو قرون مدیدہ اور سنین نقولہ کے جلب و تاتر کے بعد آج اسکی نسل میں پائے جاتے ہیں؟

ایک ”دریائے امیزن“ مولفہ بیٹس مطبوعہ سنہ ۱۸۶۴ء اور دوسری ”سفرنامہ امیزن ریبر نیگر“ مولفہ ویلس مطبوعہ سنہ ۱۸۵۳ء -

اگرچہ مورخ الذکر کتاب کی صرف پانچ سو کا بیان چھپوائی گئی تھیں مگر با ایں ہمہ کل کاپیاں کہیں دس برس میں جا کر فروخت ہوئیں !

تاہم انہوں نے اپنے مصنف کو طبیعیین کی مجلس میں روشناس کر دیا، اور ان مقامات کی تاریخ طبیعی میں ایک گراں بہا اضافہ تسلیم کی گئی جن مقامات سے انہیں بحث کی گئی تھی۔ اسکے بعد بیٹس اور ویلس علیحدہ ہو گئے اور دونوں نے اپنے لیے مختلف میدان عمل انتخاب کیے۔

ویلس نے جو اندرختہ اشیاء بھیجی تھیں وہ بہت تھیں اور گر ایک چالان جسمیں بہت سا سامان تھا، راستہ ہی میں جہاز پر جل گیا مگر با ایں ہمہ ان اشیاء کی قیمت سے اسکے مصارف کی ادائیگی کے بعد ایک معتدل رقم پس انداز بھی ہو گئی۔

لندن میں مختصر قیام کے بعد جسکے اثناء میں اس نے علم الحیات کے متعلق اپنی معلومات کو وسیع کیا اور دارون اور ہکسل کے حلقے کے اثرات قبول کیے، وہ مشرق کی طرف روانہ ہوا۔ اس مرتبہ اس نے عزم کر لیا کہ وہ ملایا کے مجمع الجزائر کی ضرور تفتیش کرے گا جو ایک طبیعی کیلئے بہت سے غیر پامال میدان تفتیش اپنے اندر رکھتے ہیں۔ یہ دوسرا سفر تھا جسکے اثنا میں اسے اپنے زندگی کے سب سے بڑے اکتشاف کا سراغ ملا۔

(ملایا میں آغاز عمل)

سنہ ۱۸۵۴ء کے آغاز میں ویلس سنگا پور روانہ ہوا۔ اور پورے آٹھ برس اس نے ملایا کے مجمع الجزائر میں گشت لگایا۔ وہ ان مختلف اور عجیب و غریب اشکال حیات کا مطالعہ کرتا رہا جو اسے وہاں ملیں، اور ان مسائل پر غور و خوض کرے میں مصروف رہا جو ان اشکال حیات کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے۔ اسکے مصارف ان اندرختہ اشیاء کی قیمت سے نکلنے لگے تھے جو وہ وقتاً فوقتاً گھر بھیجتا رہتا تھا۔ اس نے ایک رافر سرمایہ معلومات کا جمع کر لیا اور اسکے بعد ہی بیش بہا اور اہم کتابوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔

اس سلسلے کا آغاز سنہ ۱۸۶۹ء میں ”سفر نامہ مجمع جزائر ملایا“ سے ہوا تھا اور پھر ”طبیعت ممالک جزیرہ“ (مطبوعہ سنہ ۱۸۷۸ء) ”تقسیم حیوانات جغرافی“ (مطبوعہ سنہ ۱۸۷۶ء) کے بعد ”حیات جزیرہ“ (مطبوعہ سنہ ۱۸۸۰ء) پر ختم ہو گیا۔

ادھر علم الحیات کے متعلق یہ تمام کتابیں شائع ہوئیں ادھر اسکا وہ اکتشاف عظیم جسکا ذکر آگے آگے ’اسکی غیر حاضری میں انگلستان کے علمی حلقوں نے آگے رو نما ہوا۔ ان تازہ حالات کے یکایک اسکے آنے والے کارناموں اور چھپے ہوئے کمالات کے چہرے سے نقاب اُلٹ دی۔ یہاں تک کہ جب سنہ ۱۸۶۲ء میں وہ لندن واپس آیا ہے تو بزرگوار دارون کے علاوہ اپنے نام کو علمی دنیا کے اس گوشے سے اس گوشے تک مشہور پایا !!

ملایا کے مجمع الجزائر اور امیزن ویلی بی عجیب و غریب اشکال حیات میں کوئی شخص یہ غور کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ گونا گوں و بوقلموں انواع حیات کیونکر وجود میں آئیں، اور انہوں نے اپنے یہ عجیب و غریب خواص کیونکر حاصل کیے؟ سنہ ۱۸۳۶ء میں بیگل سے واپسی کے بعد جس وقت دارون دارون میں

تحقیق کھولی، جو اصول انتخاب طبیعی کی بنا پر انواع طبیعیہ کے آغاز اور انکے ارتقا کا عہد ہے۔

انیسویں صدی کے نصف اول تک انگلستان میں طبیعیات نہایت کس میرسی کے عالم میں تھے، اور تاریخ طبیعی کے لیے مقبول علم تعلیم میں کوئی جگہ نہ تھی۔ اسلئے کم سن ویلس کیلئے ضرور ہوا کہ ان تحقیقات کے لیے اپنے آپ کو تیار کرے جو نسکوشہرت اور دولت کا ایک معتدل حصہ دلوا نے والی تھیں۔ اس نے اس میدان میں سب سے پہلا قدم سنہ ۱۸۳۷ء موسم گرما میں دہلا، جبکہ اسکا بڑا بھائی ویلیم اسے اپنے ساتھ لے گیا تھا تاکہ زمین کی پیمائش کے کلم میں مدد لے۔

ویلیم اس وقت بید فورڈ شائر میں پیمائش کا کلم کرتا تھا۔ وہیں اس چودہ برس کے لڑکے کو بھی لیکیا۔ آئندہ سات برس تک یہ دونوں بھائی پیمائش کی تقریب سے جنوب انگلستان اور ریلز کے بڑے بڑے حصوں میں پھرتے رہے۔ اس گشت و سیاحت کی وجہ سے انکو زیادہ تر میدانوں میں رہنا پڑا اور اس طرح انہوں نے زمین کی مختلف سطحوں کا خوب مطالعہ کیا۔

ایک دوست کے اتفاقہ ریمارک سے ویلس کو جنگلی پھولوں کے متعلق بعض امور کے سمجھنے کی ترغیب ہوئی۔ اور وہ ایک حد تک اس ایک شلنگ کی کتاب کے لیے لینے سے پوری ہو گئی جو انجمن اشاعت علوم مفیدہ نے شائع کی تھی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسکی طبیعت آغاز عمر ہی سے اس قسم کے مطالعہ کے لیے پوری طرح طیار تھی۔

(امیزن پر سفر)

۲۱ - برس کی عمر میں ویلس نے پیمائش کا کلم چھوڑ دیا کیونکہ اسمیں زیادہ کامیابی کی امید نہ تھی اور لیسٹر کے ایک اسکول میں ملازم ہو گیا۔ اس نے پچھلے یہاں تحقیقات علم النفس میں دلچسپی لی اور یہیں اسے اسپریچولیزم (روحانیات و استحضار اروح) کی صحت کا یقین آگیا جو اسکی زندگی کا بہت بڑا واقعہ ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایک پکا اسپریچولیسٹ (روحانی) ہو گیا۔ یہیں اسے اور مشہور طبیعی اور سحر نگار ’ڈانٹر بیٹس ہنری رائیئر سے شناسائی ہوئی جو بعد میں ایک ایسے سفر نامہ کا مصنف ہوا، جو انگریزی زبان میں آجکل بہترین سفر نامہ مانا جاتا ہے۔

بیٹس ایک بہت بڑا عالم علم الریاح (Entomologist) تھا۔ ویلس ابھی تک صرف علم النباتات ہی پر قانع تھا مگر بیٹس کی مثال اور اسکی نشاط و شغف کار کو دیکھکے تنہا اور بھونروں (Beetles) کو جمع کرنا شروع کیا۔

لیکن تھوڑے ہی عرصے کے بعد دونوں درستوں کو معلوم ہو گیا کہ قدرت کے دیباغہ کرنے کے لیے انگلستان میں کافی میدان نہیں ہیں۔ پس ان دونوں نے اس امید پر کہ مصارف سفر ان اشیاء کی قیمت سے نڈل آئینگے جو وہ جمع کر کے لائینگے، گرم ممالک میں سفر کرنے اور اسی کے ساتھ گرم ممالک کی زندگی کے متعلق علمی معلومات حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

سنہ ۱۸۲۸ء میں وہ اس غرض سے پیرا گئے کہ وادی امیزن کی تفتیش کریں۔ وادی امیزن وہی مقام ہے، جسکی طرف ”وایچ آف دی امیزن“ کی اشاعت نے لوگوں کی توجہ مبذول کر دی تھی۔

یہ دونوں چار برس تک باہر رہے۔ انکے تجارب و مشاہدات نے ہر اول درجہ کی اہم کتابیں تیار کیں :

لیکن وہ تو ہر وقت موجود نہیں، اور پھر یہ بھی ہے کہ ایک ہی وقت میں زندگی اور موت، دونوں برابر کام کرتے رہتے ہیں؟ کیا ایسا تو نہیں کہ زندگی و موت بھی کسی باقاعدہ اصول انتخاب کے ماتحت ہیں اور اچھے چن لیے جاتے ہیں اور ناقص کو ردی کر کے پھینک دیا جاتا ہے؟

معاً یہ برق حقیقت میرے دماغ میں بجلی کی طرح کوندی کہ قدرت جو کچھ کرتی ہے، نسل اور اجسام کی ترقی و افزائش بھی کیلیے کرتی ہے، وہ کوئی ایسا قانون وضع نہیں کر سکتی جن سے موانع افزائش نسل اسباب فراہم ہوں۔

البتہ وہ نسل حیوانی کو بڑھانے کیلئے اور اسکی طاقت اور قواء نشو و نما و سلامتی کیلیے، ایک اصول انتخاب نافذ کر چکی ہے تاکہ ہر نسل میں ادنیٰ مرجائیں اور صرف اعلیٰ و اصلح ہی زندہ رہیں۔

جو صحیح و صالح ہوگا، وہی زندہ رہیگا۔ جو ضعیف و ناقص سے غیر صالح ہے، اسکو ضائع ہی ہو جانا چاہیے تاکہ نسل اور حیات کی صحت و ترقی کو نقصان نہ پہنچائے۔

اگر فطرۃ ایسا کر رہی ہے، تو یہ ترقی و افزائش کو روکنا نہیں ہے، بلکہ عین اسکی افزائش و ترقی کی حفاظت ہے

جراح سڑے گلے ہرے عضو کو جسم سے الگ کر دیتا ہے۔ یہ جسم کا ایک شدید نقصان ہے۔ لیکن ایسا نقصان ہے کہ اگر یہ نقصان نہ تو پورے جسم کے نقصان سے ہمیں دو چار ہونا پڑے۔

اس نظریہ کے کشف و حصول نے میری آنکھیں کھول دیں میں جو اسے پہلے اپنے تمام مشاہدات حیوانیہ میں صرف سوال تھا اب دیکھنے لگا تو ہر طرف میرے سامنے جواب و تشفی کی صدائیں موجود تھیں!

ایک مرتب سلسلہ میرے سامنے تھا جس کا مواد اگرچہ علم معروضات میں سے تھا، لیکن نتائج بالکل نئے تھے!

دنیا میں تغیرات پیدا کرنے والی مختلف چیزیں ہیں۔ زمین اور اس کے اثرات ہیں، سمندر اور اسکی مرجیں ہیں۔ غذا اور اس کے انواع و اقسام ہیں، موسم اور اس کے عجیب و غریب سرعت کے ساتھ کام کرنے والے اثرات ہیں۔ جب یہ تمام تغیرات طاری ہوتے جیسا کہ ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں، تو مختلف انواع حیات میں بھی وہ تبدیلیاں ہوئیں جو تغیر شدہ حالات کے قبول کرنے کیلیے ضروری ہیں۔ پھر چونکہ محیط (۱) کے تغیرات ہمیشہ سست رفتار ہوتے ہیں۔ انکی مثال گھڑی کی بڑی سرئی کی سی ہوتی ہے جس کے رفتار کو امتداد وقت کے بعد معلوم کر سکتے ہیں مگر دیکھہ نہیں سکتے، اسلیے ضرور ہے کہ ہر نسل حیوانی ان تغیرات سے متاثر ہونے کیلیے بہت وقت لیتی ہوگی جو قانون ”بقاء اصلح“ کے نفاذ میں موثر ہیں۔

تغیرات کی اس بطی السیر حالت سے قدرت پورا کام لے رہی ہے۔ اس طرح نظام حیوانی کے ہر حصے میں ٹھیک اسی طرح ترمیم و تخفیف ہو جاتی ہوگی جس طرح کی اسے مطلوب ہے۔ اور جن میں ترمیم نہ ہوتی ہوگی، وہ اثناء ترمیم ہی میں مرجاتے ہوئے۔ اور اگر یہ سچ ہے تو بجائے ”ہونگے“ کے ”ہو جائے“ ہیں۔ کہنا چاہیے۔

اسمیں یہ حکمت بھی مضمر ہے کہ اس طریق حفظ و ضیاع سے انواع جدیدہ میں ہر ایک نوع کے محدود خصائل، اور دیگر انواع سے امتیازات، واضح اور نمایاں ہو جاتے ہیں۔

اسکے بعد میں نے اپنے تمام مطالعہ حیوانات و اجسام حیہ میں اسی قانون ”بقاء اصلح“ کی عینک انکھوں پر چڑھا لی۔ اب میری مہنیات بالکل صاف اور غیر مشتبہ تھیں۔

سوال پر غور کر رہا تھا، ٹھیک اسی زمانے میں ویلس بھی اپنی تنہا سیر و سیاحت کے اثنا میں اسی سوال پر سر بزانوے تفکر و تفحص، تھا۔ داروں نے اپنے مخصوص صبر و تحمل کے ساتھ ۲۰ سال ایک نظریہ کی ترتیب میں صرف کیے جو اس سوال پر غور و فکر کا نتیجہ تھا۔ یہ نظریہ اس کے دل کے تاریک تجسس کدے میں بجلی کی سی روشنی اور بجلی کی سی سرعت کے ساتھ نمودار ہوا تھا، جبکہ وہ مشہور مالتھس کا مقالہ ”آبادی“ کے عنوان پر سنہ ۱۸۵۸ میں پڑھا تھا۔ ایسا ہی حال ویلس کا بھی ہوا جبکہ وہ بخار کی شدت میں مبتلا تھا، اور اسکی وجہ سے اپنے تمام اعمال علمیہ کے ترک کر دینے پر مجبور ہو گیا تھا۔ بیکاری اور علالت کی تکلیف وہ تاریکی میں یکایک علم کی مسرت اور خوشی کی ایک روشنی نظر آئی، اور کسی چیز نے خود بخود ”مالتھس“ کے مقالات کی یاد پیدا کر دی۔ وہ گو انہیں بارہا پڑھ چکا تھا لیکن اس نے ایک تازہ ترین ذوق کے ساتھ ان کے صفحات پر نظر ڈالی اور اسی وقت اس کے قلب پر القاء علمی کا نزل شروع ہو گیا۔

(یہاں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ مالتھس نے انسانی آبادی و عمران پر بحث کی ہے اور خاص طور پر اپنے مضمون میں ان اسباب و علل پر نظر ڈالی ہے جو انسان کی ابتدائی اقوام کی آبادی کو افزائش و ترقی سے روک دیتے ہیں۔ مثلاً جنگ، متعدی امراض، حوادث طبیعیہ، قحط سالی، وغیرہ وغیرہ)

(بقاء اصلح)

ویلس خود لکھتا ہے، اور اس سے زیادہ بہتر کیا ہو اگر اسے دیکھنے کیلیے خود اسکی زبان آنکھ کا کام دے؟

”جبکہ میں مالتھس کا مطالعہ کر رہا تھا، تو مجھے خیال ہوا کہ یہی اسباب عام حیوانات میں بھی موثر و کار فرما ہیں۔ چونکہ حیوانات کی پیدائش انسان کی پیدائش سے زیادہ ہے اسلیے ان مہلک اسباب کی وجہ سے انکی بربادی بھی زیادہ وسیع و عظیم ہونی چاہیے تاکہ ہر نوع کی صرف مناسب اور ضروری تعداد ہی قدرت محفوظ رکھے۔“

حیوانات میں سلسلہ تولید و تناسل برابر جاری ہے۔ اکثر جانوروں پر م دیکھتے ہیں کہ وہ ایک ہی وقت میں پانچ پانچ چھ چھ بچے لاتے ہیں۔ انے آگے بڑھتے ہیں تو ایک ہی وقت میں بیس بیس بچے کو سیکھتی ہوئی مرغیاں نظر آتی ہیں۔ اور ترقی کیلئے تو ایک ہی وقت میں سیکڑوں تک کی تعداد روح حیوانی کے ضعیف و کم اعضا مظاہر میں ملیگی۔

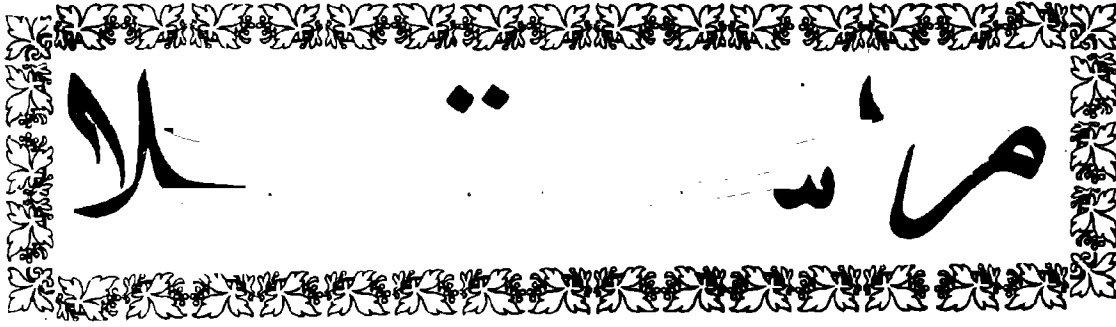
یہ سلسلہ ایک ان گذشت اور مافوق التعمین زمانہ ماضی سے جاری ہے پس اس کا نتیجہ تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ اس وقت تک ان حیوانات کی کثرت سے تمام کرۂ ارضی چھپ گیا ہوتا اور انسان کو بسنے کیلیے جگہ نہ ملتی؟

مگر ایسا نہیں ہے اور دیکھنے میں بھی سال بسال انکی افزائش نسل کا کوئی تدریجی ثبوت نظر نہیں آتا۔

اسکا سبب یہی ہے کہ قدرت نے ہر طرح کے حیوانات کی ایک خاص تعداد ضروری سمجھی ہے اور اس سے زیادہ ہونے نہیں دیتی۔ اسباب موانع افزائش تعداد ہر موقع پر اپنا کام کرتے رہتے ہیں۔

اسی طرح میں اپنے سلسلہ غور و فکر میں منہمک، قدم بڑھائے آگے بڑھتا گیا۔ پتاں تک کہ میں ایک دوسری منزل تک پہنچا۔ میرے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ اچھا، بعض کیوں مرجاتے ہیں اور بعض کیوں زندہ ہتے ہیں؟

کیا صرف موانع افزائش و ترقی نسل ہی کی وجہ سے؟



مسئلہ مصر

۴ - - - - -

میرا پہلا مضمون دوبارہ مسئلہ مصر (مندرجہ الہلال نمبر ۶ جلد - ۳) اگرچہ قوم کی دلچسپی کا باعث نہوا اور اب تک کسی ہم آہنگ نے اپنی صدا بلند نہ کی، لیکن اس خیال سے کہ ہندوستان سے اسکا کوئی خاص تعلق نہیں اور نیز وہ افکار و حوادث جو گذشتہ دنوں میں پیش آئے، قوم کو ایسے مسئلوں کے طرف توجہ دلانے کے لیے قدرتا مانع تھے، میں دل گرفتہ نہیں ہوں اور سمجھتا ہوں کہ مسلمانان ہند ضرور مسئلہ مصر سے دلچسپی لیں گے۔

مصر و شام اسلامی تاریخ میں ہمیشہ ساتھ ساتھ رہے۔ اور انشا اللہ ہم اپنی آنکھوں سے پھر مصر و شام کو ساتھ دیکھیں گے۔ مصر کیونکر جدا ہوا؟ ایک البانی سپاہی کی شہیدہ سہیلی نے مصر کی یہ حالت کہوں ہوئی؟ اسکی اولاد کی نا قابلیت اور فضول خرچیوں سے۔ لیکن کیا ان در غلطیوں کی تلافی ممکن نہیں؟ مصر کا تعلق کیا اب دولت عثمانیہ سے نہیں ہے؟ کیا انگریزوں نے واقعی اسے اپنے قبضے میں کر رکھا ہے، اور اپنی قومی شرافت کے خلاف کیا وہ ایک ذلیل ترین دغا بازی کے مرتکب ہو گئے؟ میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ ہم میں سے بعضوں کو یہ ایک دھم ہے کہ انگریز مصر کے مالک بنے بیٹھے ہیں۔ لیکن اگر نظر تحقیق سے دیکھا جائے تو انگریزوں کی حیثیت اب تک بالکل ایک مشیر کی سی ہے۔ کوئی معاہدہ، کوئی فتح، کوئی انصاف، اور خود اتکا کوئی قول مصر پر قابض ہونے کے حقوق نہیں دلاتا۔ لیکن جو لا پر والی حکومت عثمانیہ نے اس بارے میں دکھلائی ہے اور وہ آزدہ کرنے والے خیالات جن سے مصر خود اپنی ذیرہ اینٹ کی مسجد جدا بنانا چاہتا ہے، البتہ انگریزوں کے لیے ایک انگریزی مصر کی تیاری کا ہمیں خوف دلاتے ہیں۔ میں نے خود اکثر مصریوں اور ترکوں کے اقوال پڑھے ہیں جنہیں خوشامد اور خوف کے ساتھ اس امر کا اعتراف کیا جاتا ہے کہ ہندوستان و مصر انگریزی حکومت میں نہایت خوش و خرم ہیں۔

ہندوستان ضرور ہوگا۔ لیکن مصر کے متعلق تو ایسی رائے رکھنا برٹش گورنمنٹ کے کونسل جنرل مصر کو گورنر جنرل مصر بنا دینا ہے۔ مصر کے متعلق جو کچھ میں پہلے لکھ چکا ہوں، اسکا دہرانا یہاں ضروری نہیں سمجھتا۔ میں اس مضمون میں صرف وہ پہلو دکھانا چاہتا ہوں جس کی رو سے مصر کا ترکی حکومت سے ملنا بلا کسی دقت کے ہو سکتا ہے۔

انگریزوں کے مصر کے متعلق کیا خیالات ہیں؟ لارڈ کرومر اور لارڈ پامرسٹون کے الفاظ میں بیان کرنا چاہتا ہوں جو کہتے ہیں: ”انگلستان کی یہ خواہش نہیں کہ وہ مصر پر قبضہ رکھے لیکن انگریزی فوائد کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ یہ ملک کسی دوسری یورپین طاقت کے قبضے میں بھی نہ آجائے۔ انگریزی پالیسی مصر میں ہمیشہ اسی اصول کی پابند رہی۔ سنہ ۱۸۵۷ء

میں نیپولین ثالث شاہنشاہ فرانس نے انگریزی حکومت کے آگے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ شمالی افریقہ منقسم ہو کر مراکو فرانس کے قبضے میں آجائے۔ ٹینیس رودینا کے ماتحت اور مصر انگریزوں کے ماتحت۔ تو اسپر لارڈ پامرسٹون نے اپنے خیالات کا اظہار لارڈ کلیرنڈن کے خط میں بدیں الفاظ کیا تھا: ”ہماری بالکل خواہش نہیں کہ مصر انگریزی مقبوضات میں داخل ہو۔ گو اس میں شک نہیں کہ دنیا کے اکثر حصے فرانس اور انگلستان کے ماتحت رہ کر بہتر اقتصادی حالت حاصل کر سکتے ہیں، مگر انگلستان کی جو خواہش مصر کے بارے میں ہے، وہ یہ ہے کہ مصر ترکی حکومت میں شامل رہے، تاکہ کسی دوسری یورپین طاقت کو مصر پر قبضہ پانے کا خیال نہ ہونے پائے۔ ہماری صرف یہی خواہش ہے کہ مصر میں ہماری تجارت کو ترقی ہو۔ وہاں ہمارے سفر میں آسانیں پیدا ہوں۔ لیکن ہم اس بوجھ کو آٹھانا کوارا نہیں کر سکتے جو مصر کو اپنے حصے میں لانے اور اسپر حکومت کرنے میں پرشیدہ ہے۔ غیر ممالک کی ترقی صرف اپنے تجارتی اثر ہی سے کرنا چاہیے۔ ہم کو فتوحات کے جہاد صلیبی سے بچنا چاہیے تاکہ ہم مہذب ممالک میں بد نام نہ ہوں“ (مادون ایچیت مصنفہ لارڈ کرومر)

اگر لارڈ پامرسٹون کی حیثیت وزیر انگلستان کی سی ہے اور انکی آواز کو ہم انگریزی حکومت کی آواز کہہ سکتے ہیں، تو مصر کے طرف سے ہم کو نا اُمید نہونا چاہیے۔ یہی قول مسٹر گلیڈاسٹون و دیگر وزراء انگلستان کا تھا۔ البتہ جو بات سب سے زیادہ نا اُمید گردنوا لی ہے، وہ ترکوں کا خود اپنا رویہ ہے۔ مصری دعا ہے کہ انکی موجودہ کمزوری سے انگریز فائدہ نہ اُٹھائیں، اور اپنے اقوال کی سچائی کو نظر انداز کر کے ترکوں کو مجبور نہ کریں کہ کسی ایسے معاہدہ پر دستخط کر دیں، جسکی رو سے مصر کا حال بھی قبرس کا سا ہو جائے۔ ترکوں کو اپنی قوت حاصل کرنیکا موقع در، جسمیں خود انگلستان ہی کا فائدہ ہے اور پھر مصر انکے حوالہ در۔ ہماری قوم ذمہ دار رہیگی کہ تمہارا ہندوستان غیروں کے حملوں اور اندرونی بغاوتوں سے محفوظ رہے۔ س - م - ا -

۱۸۰ و ط جہنم سے

اصل مصنف ان خطوں کا ایک جرمن فاضل ہے۔ جس نے قلم سے جہنم کے ایسے حیرت انگیز اور بر تائید نقشے کھینچے کہ یورپ کی تمام زبانوں نے اسے اپنی آغوش میں جگہ دی۔ یورپ کے بعض اعلیٰ تعلیم یافتہ نے مجھے اس ترجمے کی داد دی اور ہندوستان کے بعض مشہور انشا پردازوں نے اس پر مدد کیا۔ بہر صورت کتاب قابل ملاحظہ ہے۔

کل خطوط تیس ہیں جو سلسلہ وار شائع ہو رہے ہیں۔ پورے مجموعے کی قیمت معہ محصل ڈاک مبلغ ۴ روپہ - ۱ - آہ ہے۔ ہر خط کی جدا گانہ قیمت ۲ - آہ - محصل ڈاک کا اس کے علاوہ ہے۔ شرف الدین احمد محلہ ہماری کنراں - رام پور اسٹیٹ - یو - پی

جو اردو پنچ کے مشہور اور مقبول نامہ نگار علیچند نواب
سید محمد خان بہادر - آئی - ایس - آر - (جنکا فرضی نام ۳۵ برس
سے اردو اخبارات میں مروجہ آواز رہا ہے) کے پڑ پڑ قائم طرافت رقم کا
نتیجہ اور اپنی عام شہرت اور خاص دل چسپی سے اردو کے عام
انشا میں اپنا آپ ہی نظارہ ہے بار دیگر نہایت آب و تاب سے چھپکر
سرمہ کش دیدہ الولا ابصار ہے - ذیل کے پتے سے بذریعہ ریلوے ایبل
پارسل طلب فرمائیے اور مصنف کی جادو بیانی اور معجز کلامی
سے فائدہ آرہائیے خیالات آواز ۱ رپیہ ۴ آنہ - سرائے عمری آزاد ۱۲ آنہ
علاقہ محصور -

—————
سید علی اکبر نمبر ۶۲ ڈالٹا لیں کلکتہ -

اکسیدر اہ ذرا م

ایجاد کرد، جناب حکیم حافظ ابو الفضل محمد شمس الدین صاحب

ایک سریع الاثر اور معجب مرکب

ضعف دماغ و جگر کیلئے یہ ایک معجب اور موثر دوا ہے۔
 ضعف مثانہ کیلئے بھی اسکی تاثیر بے خطا اور آزمودہ ہے۔
 تمام افسوس ناک اور مایوس کن امراض ضعف کیلئے اس سے بہتر
 زرد اثر اور تعجب انگیز نتائج بخشنے والا اور کوئی نسخہ نہیں
 ہو سکتا، جنکی وجہ سے آج نئی نسل کا بڑا حصہ نا امید کی
 زندگی بسر کر رہا ہے اور اپنے قراض حیات کے ادا کرنے سے عاجز ہے
 یہ اس طرح کی تمام نا امیدوں کو جلد سے جلد مبدل بہ امید
 و نشاط کر دیتا، اور ایک نہایت صحیح و سالم اور ہر طرح تندرست
 شخص کی طاقت و محنت سے مایوس مریضوں کو شاد کلم و کامیاب
 بنا دیتا ہے۔ محنت کی حالت میں اگر اسے استعمال کیا جائے تو
 اس سے بہتر اور کوئی شے قوت کو محفوظ رکھنے والی نہ رہے گی۔
 قیمت فی ڈبہ مبلغ ۳ روپہ (تین روپہ) معقول ڈاک ۶ آنہ

مەنيجېر - دىي يونانى مەدىكل استورس

نمبر ۱ - ۱۵ رپن اسٽوڊينٽ ڊائريڪٽر ۽ پبلڪس ڪلڪٽر

The Manager, The Unani Medical Stores,
15/1 Ripon Street, P. O. Wellesley, Calcutta.

سے ہوں تو ہر قسم کا مال روانہ کیا جاتا ہے مگر بعض اشیاء ایسے ہیں جنکی ساخت اور تیاری کے لیے کلکتے ہی کی آب و ہوا موزوں ہے۔ اس لیے وہ یہاں سے تیار ہو کر تمام ہندوستان میں روانہ کی جاتی ہیں۔ ہمارے کارخانے میں ہر قسم کی رانٹیں مثلاً روغنی بچھلا، ہوتہ، برارن، زرد، کٹنی، کان، بکری اور بھیڑی کے، گائے کے سر کا چمڑا، رشین لیدر وغیرہ وغیرہ تیار ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ گھوڑے کے ساز بنانیکا گائے اور بھینس کا سفید اور گائے رنگ کا ہارٹش بھی تیار ہوتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہم دوسروں کی نسبت ارزان نرخ پر مہیا کر سکتے ہیں۔ جس قسم کے چمڑے کی اپکو ضرورت ہو منگا کر دیکھیں، اگر مال خراب ہو تو خرچ آمد و رفت ہمارے ذمہ، اور مال واپس

منیجر اسٹنڈرڈ ٹیلی ری نمبر ۲۲ - کنٹوفر لین پوسٹ انٹالی کلکتہ

THE MANAGER, STANDARD TANNERY.

22, Cantophers Lane, P. O. Entally, Calcutta.

منقسی آلات و ثقفہ

ترلہ کہانسی اور دمہ کا خارش ذائقہ ایکسیر معجون قیمت فی
شیشی ۱۲ آنہ جسمیں سات روز کی دوا ہے - محمولہ ڈاک ۳ آنہ
منیجر دار الشفاء بھیرنڈی ضلع تھانہ سے طلب کیجیے -

۲۰ : دے پاس

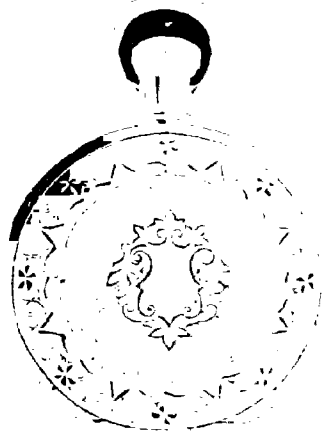
رسالہ زمانہ - مخزن - عصمت - تمدن - شمس بنگالہ - نظام
المشایخ - صوفی - عصر جدید - کشمیری میگزین - الناظر - دکن ریویو -
پنجاب ریویو وغیرہ وغیرہ ماہوارہ پرچوں کی مکمل رونا مکمل
جلدیں معہ تصاویر قسم اعلیٰ کے موجود ہیں - اور میں نصف
قیمت پر دینے کیلئے طیار ہوں - جن صاحبوں کو ضرورت ہو،
مجھ سے خط و کتابت کریں - بڑا ہی نایاب ذخیرہ ہے - متفرق پرچہ
جات بھی بہت ہیں - جلد فرمائشیں بھیج دیجیے - تاکہ آئندہ
افسوس کرنا نہ پڑے - کیونکہ اکثر گزشتہ پرچے دُرگلی قیمت دینے
سے بھی نہیں ملتے

ماسٹر محمد حمزہ خان مقام ملکہ پور ضلع بلدازہ ہرار
P. O. Malkapur G. I. P. R.

- ۱ - ۱۵ سالز - سلنڈر راج مثال چاندي - قبل ر خوبصورت کيس مضبوط ، سچا ٹائم - گارنٹی ایک سال معہ معصوم پانچر پیہ -
- ۲ - ۱۵ سالز - سلنڈر راج خالص چاندي قبل منقش کيس سچا ٹائم بڈائیواری گارنٹی ایکسال معہ معصوم نور پیہ -
- ۳ - ۱۵ سالز ہنگ کيس سلنڈر راج جو نقشہ مد نظر ہے اسے کہیں زیادہ خوبصورت سرنیکا بالدار ملمع دیکھنے سے پچاس روپیہ سے کم کی نہیں چھٹی - پرزے بالدار - سچا ٹائم - گارنٹی ایکسال معہ معصوم نور پیہ -
- ۴ - ۱۷ سالز - انگما سلنڈر راج - فائیت (پتلی) - نکل - کيس اوپن فیس (کہلا منہ) کہیں حرمت سے بڈ نہ ہوگی - گارنٹی ایکسال معہ معصوم پانچر پیہ -
- London Watch Syndicate Lever 10 years guarantee Nickel Case size 18 Rs. 6/- only including postage.
- ۵ - ۱۸ سالز - دس سال گارنٹی لیور لندن راج معہ معصوم چہ روپیہ -
- ۶ - ۱۶ سالز - سسٹم - راسکوف - پٹنٹ لیور راج - مضبوط - سچا ٹائم - گارنٹی ایک سال معہ معصوم
- ۱۹ - سالز - راسکوف لیور راج سچا وقت برابر چلنے والی - گارنٹی ایکسال معہ معصوم دو روپیہ آٹھ آنہ -

تین روپیہ آٹھ آنہ -

المشتتر :- ایم ۔ اے ۔ شکورر اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ریلسلی اسٹریٹ پوسٹ آفس دھرمتلا کلکتہ۔
M. A. Shukoor & Co, No. 5/1 Wellesley Street, P. O. Dharamtollah, Calcutta.



لَا تَتَّبِعُوا الْاَهْلَ الْاِثْمِ وَلَا يُنْفِقُوا مِنْ ثَمَرِ اَعْيُنِكُمْ عَلَىٰ اَعْيُنِ الْاِثْمِ كَيْفَ تَصْنَعُونَ

الاسلام

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر رسول محمد خاں

اسلام آباد کلام اللہ لکھنؤ

مقام اشاعت
۵-۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ
کراچی

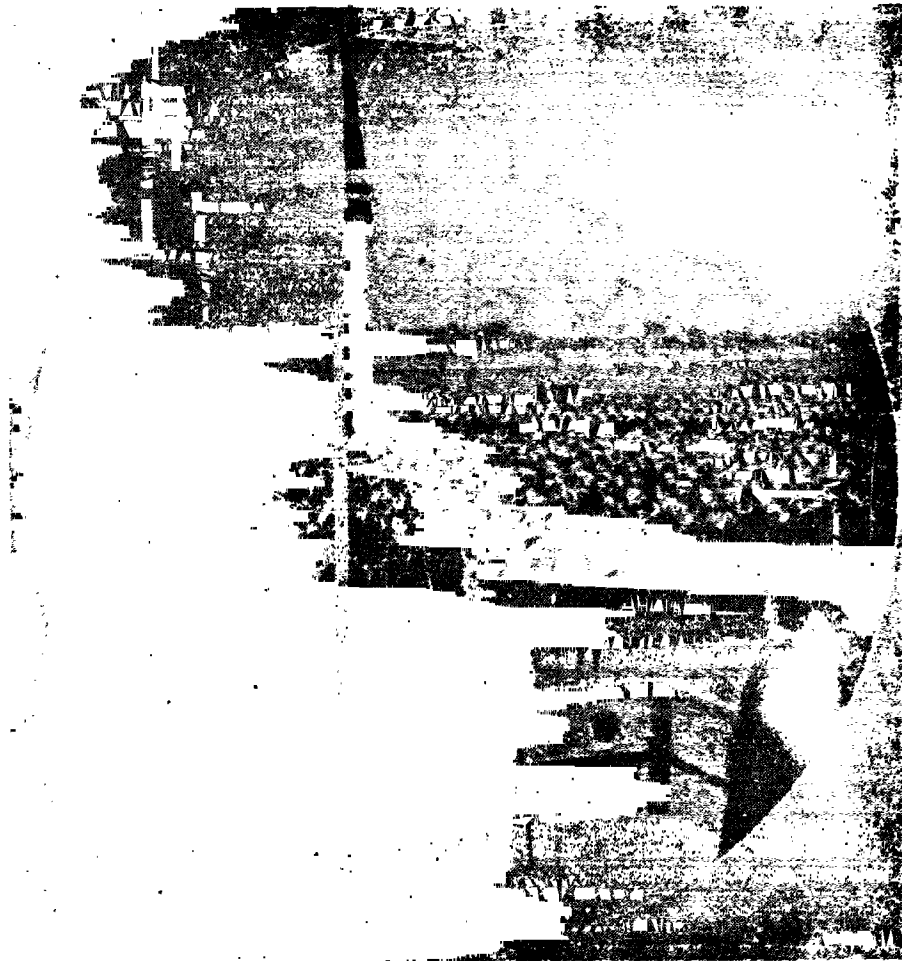
قیمت
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے ۶۲ آہ

جلد ۲

تاریخ: چھوٹا شنبہ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta: Wednesday, December 17, 1918.

نمبر ۲۵



- (۱) اگر کسی صاحب کے پاس بولی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی۔
- (۲) اگر کسی صاحب کو پتہ کی تبدیلی کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں۔
- (۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنے کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے ری - پی کی اجازت۔
- (۴) نام و پتہ خاص کر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے۔
- (۵) خط و کتابت میں خریداری کے نمبر اور بیگز خط کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعدیل حکم کی شکایت نہ فرماریں۔
- (۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کریں پو نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں۔

خضاب سیہ تاب

ہم اس خضاب کی بابت سن کرانی لی لیتا پسند نہیں کرتے ہیں جس پرچہ بات ہے اس کے کہنے میں توقف بھی نہیں، خواہ کوئی سچا کہے یا جھوٹا ہو۔ یہ ہے کہ جتنے خضاب اس وقت تک ایجاد ہوئے ہیں ان سب سے خضاب سیہ تاب بڑھکر نہ نکلے تو جو جرمانہ ہم پر کیا جائے گا ہم قبول کرینگے۔ خضاب مقدار میں کم ہوئے ہیں خضاب سیہ تاب اسی قیمت میں اسی اندر دیا جاتا ہے کہ عرصہ دراز تک چل سکتا ہے۔ دوسرے خضابوں کی دو ناکوار ہوتی ہے خضاب سیہ تاب میں دلپسند خوشبو ہے دوسرے خضابوں کی اکثر در شیشیاں دیکھنے میں آتی ہیں اور دوسروں میں سے دو مرتبہ زیادہ ہوتے ہیں۔ خضاب سیہ تاب کی ایک شیشی ہر کی اور صرف ایک مرتبہ نکال جائیگا۔ دوسرے خضابوں کا رنگ دو ایک روز میں بھیکا بوجانا ہے اور فہام نہ رہے۔ حساب سیہ تاب کا رنگ روز بروز بڑھتا جاتا ہے اور دو چاند قیام کرتا ہے بلکہ بھیکا بڑھتی نہیں۔ کھرنیاں بھی زیادہ دنوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ دوسرے خضابوں کے بال سخت اور کم ہوتے ہیں خضاب سیہ تاب سے نرم اور کدچن ہو جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ ہمارا ہندو بیکار ہے بعد استعمال انصاف آپ سے حد بہت کم اس وقت تک اس خضاب نہ ایجاد ہوا اور نہ ہوگا خضاب بطور دیکھنے کے یا کسی اور چیز سے بالوں پر نکالنا جانا ہے نہ باندھنے کی ضرورت نہ دھو کر حاجت لگانے کے بعد بال خشک ہوئے وہ رنگ آیا۔ قیمت می شیشی، روپیہ محصول قای بدمہ خریدار۔ زیادہ کے خریداروں سے رعایت خاص ہوگی۔

ملنے کا پتہ کارخانہ خضاب سیہ تاب نثر دلسنگہ امرت۔



ALBAGHA LAMAR

ہزاروں روپیہ صرف ایک یہ زمانہ شروع کیا گیا ہے تمام آلات و سامان
روایتی اور جدید سگروں کی بنیاد پر بنائی گئی ہیں اور ان کی تیاری میں
کارخانے کی خصوصیت
(۱) وقت مقررہ پر ہر چیز کو تیار کرنا
(۲) کم قیمت
(۳) اچھے اور عمدہ کوالٹی کی پوری طرح تعمیل کرنا۔
اگر آپ اپنا پتہ بتائیں تو ہم آپ کو مفت نمونہ دے دیں گے اور آپ اس سے
نمونہ اور نمونہ کے نام و فرائض کے نام آئیں اور اس سے بچاؤ۔
المشاکر اس بیگز میں کو نمبر ۱۲۱ مل گا۔
CALCUTTA.

ضرورت ہے

ایک ایف اے مسلمان کی ضرورت ہے جو انگریزی اور حساب میں خاص مہارت رکھتا ہو۔ عمر تیس اور چالیس سال کے درمیان ہو۔ خوش اخلاق اور مذہبی تعلیم سے بھی واقفیت رکھتا ہو۔ تنخواہ چالیس روپیہ ماہوار معہ جائے آدائش و خوراک۔ ان کی زہر نگرانی شب و روز دو انٹرنس کے طلبا کے جائگے۔ نگہداشت پر آئندہ کی ترقی کا وعدہ۔ تمام خط و کتابت میر اسلم خان جنرل کنٹرولر - بریڈ لاج - سرول لائن - ناگپور - کے پتہ سے ہوتی چاہئیے۔

اشتمال وادار کیا ہے ایک سچی فرصت

ایک دن میں پچاس ہزار !!

”ایک دن میں پچاس ہزار“ یعنی اگر آپ چاہتے ہیں کہ اپنا اشتہار صرف ایک دن کے اندر پچاس ہزار آدمیوں کی نظر سے گذر جائے، جس میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ ہوں، تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے۔ یعنی یہ کہ آپ ”الہلال کلکتہ“ میں اپنا اشتہار چھپوا دیجیے۔

یہ سچ ہے کہ الہلال کے خریدار پچاس ہزار کیا معنی پچیس ہزار بھی نہیں ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس امر کی واقعیت سے بھی آجکل کسی باخبر شخص کو انکار نہ ہوگا کہ وہ پچاس ہزار سے زائد انسانوں کی نظر سے ہر ہفتے گذرتا ہے۔

اگر اس امر کیلئے کوئی مقابلہ قائم کیا جائے کہ آجکل چھپی ہوئی چیزوں میں سب سے زیادہ مقبولیت اور سب سے زیادہ پڑھنے والوں کی جماعت کون رکھتی ہے؟ تو بلا ادنیٰ معالغہ الہلال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مشرق میں پیش کیا جا سکتا ہے اور یہ قطعی ہے کہ اس کو اس مقابلے میں دوسرا یا تیسرا نمبر ضرور ملے گا۔

جس اضطراب، جس بیقراری، جس شوق و ذوق سے پبلک اس کی اشاعت کا انتظار کرتی ہے اور پھر پرچے کے آنے ہی جس طرح تمام محلہ اور قصبہ خریدار کے گھر ٹوٹ پڑتا ہے، اس کو آپ اپنے ہی شہر کے اندر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

اس کی وقعت، ان اشتہارات کو بھی رقیع بنا دیتی ہے، جو اس کے اندر شائع ہوتے ہیں۔

با تصویر اشتہارات، یورپ کے جدید فن، اشتہار نویس کے اصول پر صرف اسی میں چھپ سکتے ہیں۔

سابق اجرت اشتہار کے نرخ میں تخفیف کردی گئی ہے۔ منیجر الہلال الکتربکل پرنٹنگ ہاؤس۔

۷/۱ - مکلاؤڈ اسٹریٹ - کلکتہ۔

پرنسپل غرضی
ملک لکھنؤ اسلام آباد

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ
کام

قیمت
سالانہ ۸ روپہ
ششماہی ۴ روپہ ۱۲ آنہ

آل انڈیا مسلم لیگ

1 McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8
Half-yearly „ „ 4 - 12.

جلد ۲

نمبر ۲۵ : جمعہ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta : Wednesday, December 17, 1913.

ذیلی ٹیلیگراف کے مراسلہ نگار نے جوہنسن
کورنٹ کی برائے کی چشمہ بد شہادت دینے
کے لیے دورہ کر رہا ہے، اپنے مراسلہ میں یہ
ظاہر کیا تھا کہ تین ہونڈ ٹیکس کی تجویز خود
حکومت ہند کی تھی۔

اب ایسوسی ایٹڈ پریس کو اطلاع ملی ہے
کہ سنہ ۱۹۰۳ء میں ہندوستانی مزدوروں کی
وایسی کے متعلق ایڈی کسی ٹیچر میں بھی
حکومت ہند نے یہ تجویز نہیں کیا ہے کہ جو
مزدور وایس نہ آسکیں ان پر فو کیس تین
ہونڈ ٹیکس لگایا جائے۔ یہ معض غلط ہے !

بالآخر یونین گورنمنٹ نے عملاً وہ تدبیر شروع
کر دی، جو وہ آزاد تحقیقات سے بچنے کے لیے
کرنا چاہتی تھی۔

ایک کمیشن اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ
نیٹال میں اسٹرائک کے متعلق ہنگاموں کی
پبلک طور پر تحقیقات کرے جلد سے جلد رپورٹ
پیش کرے۔

یہ کمیشن امور ذیل کی تحقیقات کریگا :
وہ کیا اسباب و حالات ہیں جو اسٹرائک
اور ہنگامے تک رہنا ہوئے ؟
ان ہنگاموں میں کتنی طاقت استعمال
کی گئی ؟

ایا اتنی طاقت اور ان اعمال شدیدہ کے استعمال کی ضرورت تھی، جنکے متعلق
یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اسٹرائک کے سزا شدہ قیدیوں کے ساتھ کیے گئے ؟
امور مذکورہ کے متعلق سفارشیوں جو کمیشن کرنا چاہے۔

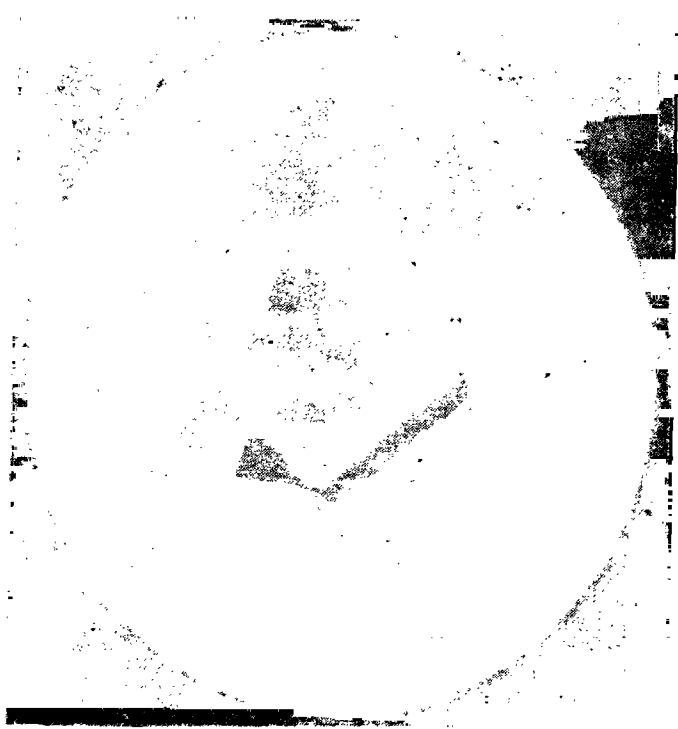
کمیشن ان اشخاص سے مرکب ہے :

سر ولیم سالومس کے - سی - ایم - جی - رئیس کمیشن، ایولڈ ایسلیں کے - سی -
لفٹننٹ کرنل جے - ایس - ڈی - ای - کے - سی - ڈی - آر -

لیکن سوال یہ ہے کہ اس کمیشن سے ہندوستانیوں کے زخموں کے لیے صدمہ کا
سامان ہوگا یا مزید نیش زہی و نمک پاشی کا ؟ ٹائمز کو اطلاع ملی ہے کہ جنوبی
افریقہ کے ہندوستانی اس کمیشن کو بالکل ناپسند کرتے ہیں، اور اس فکر میں ہیں
کہ مختلف مقامات میں جلسے کریں اور اس ضمنوں کے رزلوشن پاس کیے جائیں
کہ اس امر پر اظہار الفسوس و نا امیدی کیا جاتا ہے کہ تحقیقات کے حدود میں
جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کی عام حالت اور آئندہ پالیسی شامل نہیں، بلکہ
وہ صرف اسٹرائک ہی تک محدود ہے۔ اور نیز یہ کہ کمیشن کی ترکیب صحیح نہیں،
کیونکہ اسکے ممبروں میں سے ایک شخص بھی خالی الذہن نہیں ہے، پتہ سے کوئی نہ
کوئی فریقانہ خاص رائے ضرور رکھتا ہے۔

تصحیح

گذشتہ اشاعت کے صفحہ ۴۴۸ سطر ۴ میں بجائے
Law of Inheritance کے Law of heredity پڑھنا چاہیے۔



مہمان محترم

یعنی لارڈ ہڈلی بالقابہ، جنہوں نے حال میں قبول اسلام کا اعلان کیا
ہے۔ اور جسکے متعلق آئندہ انوار کو مسلمانان کلکتہ کا ایک
عظیم الشان جلسہ دنوں حال میں منعقد ہونے والا ہے۔

فہرست

- : آخر الانباء
- ۱ شہزاد (آخری صفحہ)
 - ۲ مقالہ افتتاحیہ (سلم نامہ دولت علیہ)
 - ۳ (روایات)
 - ۴ آخر لکچر موم رول بد
 - ۵ مذاکرہ علیہ (مذہب نثر و ارتقا کا)
 - ۶ (آخر صفحہ - اصطلاحات علیہ) ۸ - ۱۰
 - ۷ مراسلات (البصائر - اعانہ مہاجرین)
 - ۸ (تجربہ نامہ فریاد)
 - ۹ قائم اسلامی (سراق)
 - ۱۰ (المراسلہ و المناظرہ) (اہل سنت و شیعہ) ۱۷
 - ۱۱ (مہرست نزعانہ مسجد کانپور و مہاجرین ۱۷ - ۲۰)

تصاویر

- ۱۲ لشد مدافران السٹر
- ۱۳ مدافران السٹر
- ۱۴ السٹر کی فوجی حکومت کا علم
- ۱۵ آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا دارالیتامی

آخر الانباء

جہ وبی افریقہ

گذشتہ صفحہ - ستر نوکھلے دو ذریعے سے اطلاع ملی تھی کہ حکومت نے مسٹر
اسٹورم کو عدالت مقرر دی ہے کہ انجمن کی زیر نگرانی پولیس کے ذریعہ تقسیم غذا کی
اجازت دے دے اس بار سے یہ امید ہوئی تھی کہ غذا کے متعلق ہندوستانی اسیران رہ
عزت و طہر کے مضائب و شدائد میں کچھ نہ کچھ تخفیف ہو جائیگی، مگر اس ہفتہ مسٹر
کوہلے کو جہاز دار الذی ثقال ایسوسی ایشن سے موصول ہوا ہے، اس نے اس امید کی
تفصیل کہ یہ تقاب کر دیا۔ بار کا معادہ ہے۔

”وہ“ اس میں دو تقسیم غذا کے وقت موجودگی کی اجازت نہیں۔
ماخوذوں سے سواہ وقت گفتگو شروع ہے، جو کچھ باتیں ہوتی ہیں، پولیس کے
نوجوان کی رساطات سے۔ ماخوذوں کو لوگوں سے اس قدر علیحدہ رکھا جاتا ہے
کہ ان کو پولیس اطلاع دے دے کہ وہ وہی معلوم نہ ہو کہ وہ بھرے ہوئے ہیں۔ بھیتوں کے
متعلق (کچھ) وہ بھی خط سرائے میں نہیں ہوا ہے، مگر وہ بھی سلا قید خانہ ہیں۔
ان کو سلا قید خانہ میں اس قدر احتیاط شدہ ہے کچھ نہ کچھ معدی ضرور ہیں۔ تلاش
کے لئے ان کو وراثت جاری کیا گیا، انجمن کی خاند تلاش ہوئی، کاغذات لئے لیے گئے۔
میں سے آخری اسرار ہے کہ ایک غلام تونس حکومت عالم یعنی روس کا طریقہ یہاں بھی
(روایات) کیا گیا ہے۔ اب ماخوذوں کو اپنے دلا سے بھی ملنے کی اجازت نہیں۔“

و اعمال کی بنیاد مقدس محکم و استوار کی ہے - یعنی استبداد و تقلید اشخاص کے شجرہ ملعونہ و خبیثہ کی جگہ ' قوت جمہوریتہ امت کے شجرہ زیتون مبارک کی تخم ریزی ' و ید اللہ علی الجماعہ !

(المرشدون المفسدون)

اب تک مسلمانوں کی رہنمائی و دلالت کی باگ محض چند انسانوں کے ہاتھوں میں تھی ' اور انہوں نے اپنا ہاتھ اس دست مخفی و بالا کے آگے بیعت کیلئے بڑھا دیا تھا ' جس کو میں اپنی زبان میں قوت شیطانیہ کا سب سے بڑا مظہر کہتا ہوں ' کیونکہ حکومت و فرماں روائی جب استبداد اور غلامی کے ساتھ جمع ہوجاتی ہے ' تو اس سے بڑھکر دنیا میں شیطان لعین و رجیم کا کوئی تخت نہیں ہوتا - پس ہمارے تمام کلم خواہ تعلیمی ہوں ' خواہ سیاسی ' کالجوں کے احاطوں کے اندر ہوں ' خواہ مجالس کے اسٹیجوں کے اوپر ' محض تماشے کی چند پتلیاں تھیں ' جنکی در پردہ کے اندر بیٹھنے والے تماشا گر کے ہاتھوں میں تھی ' اور جس طرح وہ چاہتا تھا ' اپنا کھیل دکھلاتا تھا - یہ پتلیاں مختلف قسم کی اور مختلف قسم کی پٹاریوں میں رہنے والی تھیں - کوئی چاندی سونے کی تھی ' اور کوئی فیشن کی خوبصورت ڈیبا کے اندر رہنے والی - کوئی چپ کھڑی رکھ کر اپنے سحر سکوت سے دیکھنے والوں کو مسح حیرت بناتی تھی ' اور کسی کی حرکت لب اپنے شان تکلم سے سحر کار و فریب نظارہ تھی - کسی کا رقص برق تمکین و شکیب تھا ' تو کسی کا نغمہ و داع عقل و تقری - نظارہ کیاں معر نماشا یہ سب کچھ دیکھتے تھے اور زبان حال سے کہتے تھے :

بہ تبسم ' بہ خموشی ' بہ تکلم ' بہ نگاہ '

می توں برد بہر شیوہ دل آساں از من !

قوم صرف اسلیے تھی تا کہ حکموں کے آگے جھکے ' جلوؤں کے سامنے سر بسجود ہو ' حرف سوال کا جواب جیب زرر سیم سے دے ' اور صرف لیڈروں کی گاڑیاں ہی کھینچتی رہے - عقل و فہم ' تدبیر و تفکر ' فکر و رائے ' اور امتیاز و اجتہاد ' وہ جرائم تھے ' جنکے کرنے کی کوئی شخص جرأت نہیں کر سکتا تھا - اعتراض کناہ تھا اور انکار احرام - دولت اور خطاب کی حکومت تھی ' اور اطاعت محض کے سواہر خیال و ہر قول بغارت - ہر بڑا آدمی لیڈر تھا اور ہر چمکنی ہوئی چیز سونا - ہر لیڈر مستغنی ہونے کی دھمکی دیکر تمام قوم کو وہ دغا میں مبتلا کر دیسکتا تھا ' اور ہر استعفا اپنے پیچھے رزلویشنوں اور تلغرافات کا ایک پستار رکھتا تھا - غرضکہ وہ امت مرحومہ اور ملت قریبہ بیضاء ' جو توحید الہی کی محافظ ' انسان پرستی کیلئے پیام ہلاکت ' اور " ان الحکم الا للہ " کی پیغام بر تھی ' یکسر گرفتار تعبد ' و از فرق تا بقدم مبتلا تھے پرستش زید و عمر ہو گئی تھی : و یعبدون من دون اللہ مالا یصرہم رلا یفعمہم ' و یقولون ہا اولاء شفعاؤنا عند اللہ ' قل انتباءہن اللہ بما لا یعلم فی السموات والارض ' سبحانہ و تعالی عما یشرکون - (۱۹ : ۱۰)

(دور جدید)

لیکن اس طلسم سرائے برقلموں میں نہ تو بیداری ہو قیام ہے اور نہ غفلت کیلئے استمرار - ہر شے کو کسی دوسری شے کیلئے جگہ خالی کرنی ہے - البتہ یہ توفیق الہی ہے کہ ضلالت کی عمر کم اور ہدایت کا دور ممتد ہو - پس توفیق الہی کی نسیم مقدس ایک طوفان ہلاکت بنکر چلی ' جس نے ہنگامے کے سروں کو جگا دیا ' ہشیاروں کو درآدبا - غلامی کا درخت بھی اپنی جگہ سے ہلا ' اور تماشے کی پتلیاں بھی کاغذ کے پرزوں کی طرح ادھر ادھر اڑنے لگیں ' تا آنکہ حق اور باطل میں فیصلہ ہو گیا ' اور دنیا نے دیکھ لیا کہ صداقت کن

شذات

✽ " " ✽

آخری ہفتہ ✽

سال کا آخری ہفتہ آگیا - آج نصف سے زیادہ دسمبر گزر چکا ہے ' اور عنقریب جنوری سے نیا سال شروع ہوجائیگا - لیکن واقعات و حوادث کو دیکھتا ہوں تو صرف سنہ ۱۳ - کے دور ماہ و ایام ہی کا آخری ہفتہ درپیش نہیں ہے ' بلکہ مسلمانوں کے نئے دور تنبہ و بیداری کیلئے بھی ایک آخری اسبوع عمل سامنے آنے والا ہے ' جسکے بعد بالکل ایک نیا دور شروع ہوگا - کرن کہہ سکتا ہے کہ وہ زندگی کی آئینوں اور رولوں کا دور ہوگا ' یا بیداری کے بعد غفلت ' اور حرکت حیات کے بعد جمود ممات کا :

واللہ یعلم و یمیت ' واللہ بعما تعملون بصیر (۱۵۰ : ۳)

(حیات بعد الممات)

کم و بیش دہرہ دو سال کا زمانہ گذرا ہے کہ ایک نئی حرکت مسلمانوں میں پیدا ہوئی - وہ جو سر رہے تھے ' انہوں نے آنکھیں کھولیں - وہ جو کڑواہیں بدل رہے تھے ' اپنے اپنے بستروں پر اٹھکر بیٹھے ' اور وہ چند نفوس مہتدین جن کو دست ہدایت الہی مدتوں سے اٹھا کر کھڑا کر چکا تھا ' بلا تاویل چل کھڑے ہوئے : فمنہم ظالم لنفسہ ' ومنہم مقتصد ' ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ - ذلک ہوا فضل الکبیر (۳۲ : ۳۱) یہ غفلت و بیداری کا ایک مقابلہ تھا - اور جیسا کہ ہمیشہ ہوا ہے اٹھانے والے کم اور ضعیف ' مگر سلانے والے بہت اور قوی تھے - پر خدائے توانا کا فیصلہ ہرچکا تھا ' اور شیطان کا گھرانہ غمگین تھا - اگرچہ ان صداؤں کی پہلے تحقیر کی گئی ' اور پھر مقابلہ ' لیکن دونوں کا نتیجہ وہی نکلا جو ہمیشہ نکلا ہے - یعنی رات کی تاریکی نے بالآخر شکست کھائی ' سپید صبح کی نورانیت یکایک چمک اٹھی ' اور آفتاب ہشیاری و رولہ عمل ' مشرق حق و صداقت سے باہزاراں جلوہ تاباں و درخشندگی طلع ہوا : فسبحان اللہ حین تمسرون و حین تصبحون ! (۴۴ : ۳۰) یہ خیالات و اعتقادات کا وہ انقلاب تھا ' جسکا گدشتہ سال کے وسط میں ظہور ہوا ' اور پھر اسی سال رواں و مختم کے آغاز میں مخالف امیدوں کو متالم اور موافق توقعات کو متحیر کرتا ہوا دنیا کے سامنے نمایاں ہو گیا - حق و باطل کی معرکہ آرائی میں وہ عصاے موسیٰ کا ایک ظہور تعبانی تھا ' جس نے اگرچہ اپنے سامنے سحر و تخیل باطل کے ہزاروں خوفناک اژدھے دیکھے ' پر وہ نہ جھجکا ' اور تمام جادو گر ان سحر پرست حق کی عظمت سے لرزے ہوئے اور صداقت کے اعجاز سے کانپتے ہوئے زمین پر گر گئے : قالقی السحرة سجدا ' قالوا امنا رب رب ہارون و موسیٰ ! (۷۳ : ۲۰)

میرا مقصود اس تغیرات قوم کا نیا دور حیات و تنبہات ہے جو اصولاً قومی افکار و اعمال کی ہر شاخ میں ظاہر ہوا ' اور جس کا ایک سب سے بڑا مظہر ' قوم کے سیاسی معتقدات کا تغیر ہے - میں اس تغیر کو کچھہ وقعت نہیں دیتا جو مسلم لیگ کے نظام کار اور تعین نصب العین میں ہوا ' کیونکہ وہ صرف کاغذ پر لکھنے کی چیز ہے - میں اس انقلاب کو دیکھتا ہوں جس نے چہل سالہ غفلت و ضلالت کے بعد اس چیز سے قوم کو آشنا کیا ' جو اصل الاصول اعمال اور حقیقۃ الحقائق سیاست ہے ' اور جو فی الحقیقہ ایک اشرف و اعلیٰ اساس شرعی و اسلامی ہے ' جس پر دیانۃ حقۃ الہیہ کے اپنے تمام احکام

رادیوں سے چلی ہوئی ہواؤں سے اس کے شعلیں کو دھوا کا تا رہا، یہاں تک کہ مسٹر محمد علی اور سید وزیر حسن انگلستان گئے اور رائٹ انریبل سید امیر علی سے مناقشہ پیدا ہو گیا۔ وہ کہ وقت کے منتظر تھے اور چاہتے تھے کہ کوئی فرصت ایسی ہاتھ آجائے کہ پھر مسلمانوں کی علامی کی ”مسلمہ قومی پالیسی“ کا پتلہ زندہ کر کے کھڑا کیا جاسکے، اور پھر لیگ گورنمنٹ کے ہاتھ میں دیدی جائے، معاً اپنے اپنے ماتم کدوں سے نکلے اور چھپی ہوئی ڈروں میں مقناطیسی سرعت کے ساتھ حرکت پیدا ہو گئی۔ سید امیر علی چونکہ جنگ طرابلس وغیرہ کے موقعوں پر بہت سے تار بیچ چکے تھے، (جو اظہار آزادی کا سب سے زیادہ ارزاں میدان تھا، کیونکہ اصلی امتحان ہندوستان کے سیاسی معاملات ہیں جن میں لب کشائی کرنے سے براہ راست برٹش گورنمنٹ پر چوت پڑتی ہے نہ کہ اٹلی اور بلقان کے معاملات) اس لیے انکی وقعت شخصی اور زیادہ نمایاں کرے، ایک ایسا آلہ بنایا گیا، جس کے ذریعہ جماعت کی قوت کو پھر اشخاص کے ہاتھوں شکست دلائی جائے۔

(حرکت ارتجاعیہ)

یہ ایک خالص ارتجاعی تحریک ہے جو تاریکی بی طالب اور روشنی سے نفرت ہے، اور جو صرف اس لیے ہے تا خدا کی خوشنودی کی راہ سے اس کے بندوں کو باز کرے، اور حکومت پرستی کے شیاطین الاس کے خونخوار پنجے پھر تیز ہو جائیں۔ غلامی اور حکام پرستی کا وہ شجرہ ملعونہ و خبیثہ، جس کی شاخیں خشک اور جسکی جڑ کھوکھلی ہو رہی ہے، اسکو یہ دیکھتے تھے، اور جب اس کے ہر جھڑے والے زرد پتے پر ابلیس لعین روتا تھا، تو یہ بھی اپنی صدائے شیون اس کے ماتم میں ملا دیتے تھے: لیجعل اللہ ذالک حسرة فی قلوبہم۔ پس اب چاہتے ہیں کہ اپنے خبیث نفاق کے آب نجس سے کفر پرستی کے اس تخم جہنمی کی دوبارہ آبیاری کریں، اور دجال افساد کی ذریت اسکی سایہ دار شاخوں کے نیچے آکر پناہ لے۔

یریدون لیطفو نور اللہ بافرہم، واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔

(فریب کار)

میں شخصیات سے بکلی نفور و گریزاں ہوں، اور دنیا جانتی ہے کہ حضرة ایزد سبحانہ و تعالیٰ نے میرے قلم و زبان کی حرکت صرف اسی وقت کیلئے مقدر فرمادی ہے (والحمد للہ علی لطفہ ورحمہ) جبکہ کوئی حقیقی جماعتی و ملی مشکل درپیش ہوتی ہے۔ کتنے ہی مخاصمات و منافسات شخصہ ہیں جو ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں لیکن الحمد للہ کہ وہ قلم کبھی بھی انکے تذکرہ سے آلودہ نہیں ہوتا، جو صرف دعوت الہیہ کا داعی، اور محض دل کے حقیقی جوش کا ترجمان ہے۔

رائٹ انریبل سید امیر علی اور مسلم لیگ کا قصہ کئی ماہ سے درپیش ہے۔ میں نے اس پر اول روز ہی غور کیا لیکن مجھے زیادہ تر شخصی حیثیت نظر آئی اور اس لیے سرا اس مختصر رائے کے جو ایسر سیانڈ پریس کے ذریعہ مشتر ہوئی، اور اسکی نسبت کچھ نہ لکھا۔ میری خاموشی پر لوگوں نے اعتراض کیے، بے شمار خطوط لکے، لیکن میرے کاروبار کا رشتہ ان صداؤں کے ہاتھ نہیں ہے، جو میرے رجوع سے باہر اُٹھتی ہیں۔

پس میں چپ تھا اور گورائیں و حالات حقیقت مخفیہ کی ترجمانی کر رہے تھے، تاہم سمجھتا تھا کہ اصول کا دھڑاس سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے کہ خاص خاص جھگڑوں میں اپنے اُس وقت کو ضائع کر دے، جو خدا ہی جانتا ہے کہ کن کن مصائب و مشکلات سے مجھے ملے پڑے آتا ہے۔ مجھے یہی چاہیے کہ صرف اپنے کام اور دعوت ہی میں سرگرم رہوں۔ بہت سے اخبارات اس راہ میں قدم رکھنے کے شائق ہیں، ان معاملات کو بکلی انہی کیلئے چھوڑ دوں۔

کے ساتھ ہے اور ضلالت کا بچ کن کی زمینوں میں تھا؟ وان فی ذلک لآیات لکم ان کنتم مرمئین (۲: ۵۰)

اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ قوم نے ان اشخاص و افراد کی غلامی سے نکلنے کیلئے ایک نئی جدوجہد شروع کر دی، جو خود بھی کسی شیطان کدے مخفی کی چوکتوں کے غلام تھے۔ اور ہر شخص کو نظر آگیا کہ لیڈر کے معنی رہنما کے ہیں، نہ کہ آقا، اور اربابا من درن اللہ کے! اصل قوت کار ارادہ، جماعت اور مشورہ کی ہے نہ کہ افراد کی، اور پالیٹکس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہندوستان یا انگلستان کے حکومت کدوں کے احکام و مرضات کی پرستش کی جائے، بلکہ وہ صداقت اور خدمت ملک و ملت کا ایک فرض مقدس ہے جو قربانی و ایثار، اور حق پرستی و اجتہاد فکری کے بغیر انجام نہیں دیا جاسکتا۔ اور یہ جو چند برے آدمیوں کا ایک مجمع ہے، جو بند نام و نمود اور زنجیر عزت و ذخارف دنیوی میں گرفتار ہیں، یہ صرف اغراض شخصہ اور منافع ذاتیہ کا ایک کھیل ہے اور بس! بن ہی فتنہ و لکن ادثر الناس لا یعلمون (۲۹: ۴۹) جماعت انرا اپنے تسکین سمجھے اور اپنی قوت سے کام لے تو تاج و تخت اس کے آگے تھر نہیں سکتے۔ پھر چند افراد یا ایک شردہ قلیلہ بھی کیا حقیقت ہے؟ مسلمانوں میں جماعت کی اصلی قوت کا ظہور تو نہ ہوا اور اس کے لیے ایک کافی مدت مطلوب، تاہم بیداری ضرور ہوئی اور اپنی قوت کا احساس عام طور پر پیدا ہو چلا۔ یہ دیکھ کر وہ تمام لوگ جو کل تک اپنی قوت پر نازاں اور اپنے مستبدانہ احکام پر مغرور تھے، اپنے تئیں زندہ رکھنے کیلئے مجبور ہوئے کہ انکی روش کے ساتھ دینے کا اعلان کریں۔ یہاں تک کہ مسلم لیگ کے جلسوں کی صدارت کیلئے لوگوں کو اعلان کرنا پڑا کہ وہ نئے مذہب کو قبول کرے، اسکی کرسی پر متمکن ہونگے۔ مسلمان مخالفت کا ارادہ نہ کریں!

پس نئی تحریک اسے گروہ پر مشتمل ہو گئی، جسمیں ایک جماعت تو مومنین مخلصین کی تھی، در سری منافقین مفسدین کی، تیسری مولفۃ القلوب کی: ومنہم من یومن بہ وعلہم من لا یومن بہ، وریک اعلم بالمفسدین (۱۰: ۴۰) (بعد از جنگ)

جدکہ توفیق الہی کی نصرت فرمائی سے ایسا ہوا تو ضلالت کا گہرا نا احز گردا، اور غلامی کے مروت اعلیٰ یعنی شیطان کی ذریعہ ماتم کرنے لگی۔ اُس نے دیکھا کہ وہی لیگ جس کی پیدائش حکومت دستہ کے خمیر ہی کثافت سے ہوئی تھی، اب اس کے آگے صرف نہ رہی، اسنے کھلے رکھنے ہیں۔ یا تو قوم سے الگ ہو کر اور صرف دو تین شخصوں کا ایک سازش کدہ بن کر رہ جائے، اور اس طرح اپنی مروت کا اعلان نہ دے، اور یا پھر زندہ رہے تو اپنی باگ حکومت غیر مسلم کی جگہ امۃ مہجورہ کے ہاتھوں میں دیدے۔

یہ نوز انقلاب وقت کے اس اثر سے مبہوت ہو گیا کہ لیگ، وہی قائم مقام سکڑائی، جو آواز تحریک میں نئی تحریک کا اشد شدید -خائف تھا، وہی لوگ جنکی آزادی و حریت صرف مسلم بومورسٹی کے مسئلہ الحاق و عدم الحاق ہی تک محدود تھی، وہی علم تہذیب و تمدن کا اشد طوقہ جو اس تحریک کے داعیوں کو ”علی کدہ و دشمن“ سمجھ کر آزدہ دل ہو جاتا تھا، اب حریت کے دعوؤں نے خدشہ خیال سے اور انکے عالم ہوا ایسی چل گئی ہے، جس کے ہر شخص کو جام جدید کے نشہ سے سرمست کر دیا ہے اور جس طرف ہن لگا ئے، نئے نئے ہی کی صدا لیں اُڑھتی ہیں: عالم تمام مذہب اسرائیل گرفت!!

وہ دم بخود سا ہو گیا، کیونکہ کوئی حیلہ گفتگو اس کے لیے باقی نہیں رہا تھا، بر اندر ہی اندر آتش نفاق کو سلگاتا اور حکومت کی

لیگ ایک عضو معطل بنکر رہ جائے، اس کے اجلاس، اس کی کونسل، اس کے اعضاء خصوصی، چند ناچنے والی پتلیاں ہوں، اور ایک شخص انگلستان میں بیٹھ کر (مجر بغیر کسی کی اجازت کے کسی دتر میں شریک نہیں ہو سکتا) جو پالیسی ان کی مرتب کرتے، اسی کے آگے سمعنا واطعنا کہہ کر سر بسجود ہو جائیں؟

کون؟ وہ مسلمان جنکو انکا پیغمبر برحق، صاحب رحی، مرزہ خطاب ما یطق عن الہوی بھی یہ کہتا ہے کہ ”انتم اعلم بامور دنیا“ یا للعجب! پیغمبر اسلام (رحمی فدائے) کو تو یہ حکم ہو کہ ”وشاروہم فی الامر“ یعنی مسلمانوں سے مہمات امور میں مشورہ کرو، لیکن سید امیر علی تن تنہا مسلمانوں کی قسمت کے مالک کر دیے جائیں! فی اللہ! یا للسفاهۃ! ع

مدار روزگار سفلہ پرور را تماشا کن!

حال میں سید امیر علی کی بالقابہ ایک راز دارانہ گشتی خط شائع ہوا ہے جس میں وہ ”لندن ٹائمس“ کی مدح و ستائش سے استدلال کرتے ہیں۔ انکا مقصد یہ ہے کہ جو شخص لندن ”ٹائمس“ کی بارگاہ قلم میں اس درجہ مقبول ہو، ضرور ہے کہ انکو مسلمان بھی رویت کر مٹائیں اور ہاتھ جوڑے کہیں کہ اپنا استعفا واپس لے لے۔

میں نہیں سمجھتا کہ اس بارے میں کیا لکھوں اور اس شخص کو کیا کہوں جو لندن ٹائمس کی تعریف کو اپنی فضیلت قرار دیتا ہے۔ ابوجہل زندہ ہوتا تو میں ”ہسٹری آف دی سارا سین“ کے مصنف سے پوچھتا کہ جس شخص کی ابوجہل تعریف کرے، اس کے ایمان کی نسبت حضرت کی کیا رائے ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ سید امیر علی بالقابہ نے خود ہی ایک بہترین نقطہ فیصلہ ہمارے حوالے کر دیا۔ ارباب فکر اب خود فیصلہ کر لیں کہ لندن ٹائمس جس شخص کا مداح اور حامی ہو، اسکا وجود بد بخت مسلمانوں کے پالیٹکس کیلئے شہد ہے یا سم قاتل؟ (آخری فیصلہ)

بہر حال جو کچھ تمہارے جی میں آئے کر۔ اگر تمہاری آنکھیں کھلی ہوتیں تو پچھلی تنبیہیں تمہارے لیے کافی تھیں، مگر معلوم ہوتا ہے کہ پشت غفلت ایک اور ضرب محکم کی طلبگار ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو بسم اللہ، مگر یاد رکھو کہ خدائے قادر و توانا بھی اپنے کام سے غافل نہیں: و ما اللہ بغافل عما تعملون۔

اگر حق نے فتح پائی تو لیگ کا وجود مستحق حیات ہوا، اور اگر مشیت الہی اس کے خلاف ہوئی تو جس لیگ کو مسٹر امیر علی کے فرق استبداد پر نثار کر رہے ہو، یہاں اسی کی ہستی کس احمق نے اہم و عظیم سمجھی ہے؟ کل فاتحہ خیر نہ پڑھا تھا، آج پڑھیں گے۔ انشاء اللہ مسلمانوں کیلئے دوسری بہتر راہیں کھلی ہوئی ہیں اور وہ آور زیادہ انفع اور اصلح ہیں۔

طلب اعانت

کچھ عرصے سے کلکتہ میں ایک ترک خاندان مقیم ہے۔ مدین سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں سے اس کی خبر گیری و خدمت گذاری کی درخواست ناموزوں نہوگی۔

جناب (حمیدی بے) ایک مسن ترک ہیں، جنکا بیان ہے کہ وہ سلا نیک سے اس وقت ہجرت پر مجبور ہوئے جب ملائعہ صلیب نے اسپر قبضہ کیا۔ حکومت عثمانیہ لاکھوں مہاجرین کی اعانت کر رہی ہے مگر بہت سے مصیبت زدہ مصر اور ہندوستان چلے گئے کہ شاید ارباب غیرت و ہمت ان کی تالیف کریں۔ جناب ممدوح عربی اور فارسی بے بھی اچھی طرح واقف ہیں۔ شام میں عرصے تک رہ چکے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کی حرم اور در لڑکیا بھی ہیں۔

لاکھوں مسلمانان ہند کی ہمت و غیرت سے کچھ بعید نہیں کہ وہ ایک شریف عثمانی خاندان کی خدمت گذاری کا سامان کر دیں۔

لیکن اب دیکھتا ہوں تو خاموشی سے غلط فائدہ اٹھا یا جا رہا ہے اور اس مسئلہ کو ارتجاعیہ اور تقہقر کار کا ایک پورا آلہ بنا لیا گیا ہے۔ سازشیں ہو رہی ہیں، راز دارانہ خطرہ تقسیم کیے جا رہے ہیں۔ لیگ کے دفتر میں نئے ممبروں کی درخواستیں بھجوا لی جا رہی ہیں، اور گویا شیاطین کی ایک پوری فوج ہے جو مسلح ہو رہی ہے۔ یہ حالت دیکھ کر غیرت حقانیت و حریت، اور جوش مقدس و مبارک حق و صداقت کا خون میری رگوں کے اندر کھولنے لگا ہے، اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اس مضمون کا لب و لہجہ اور انداز تحریر یقیناً زیادہ سخت اور گرم ہو گیا ہے جو ایک عرصے سے الہلال کی تحریرات میں تقریباً مفقود تھا۔

میں ان لوگوں سے، جنکا کر میں نے تعین کے ساتھ ذکر نہیں کیا ہے مگر جنکا ضمیر خود اندر سے شہادت دیا کہ جہاں کہیں کفر پرستی و نفاق کا ذکر ہو، اس ضمیر کا مرجع حقیقی اور اس اشارے کے مشار الیہ رہی ہیں، معذرت خواہ ہوں کہ اس مضمون کی سخت و اتشین انداز تحریر کیلئے مجھے معذور تصور کریں۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں بہت صابر، بہت متحمل، اور بہت ضابط ہوں، الا در مرقعہ ایسے ہیں، جنکو دیکھ کر میرے لیے محال قطعی ہر جاتا ہے کہ اپنے غیظ و غضب ایمانی کو ضبط کر سکیں۔

ایک وہ مرقعہ جب کسی امر دینی و شرعی کی توہین دیکھتا ہوں یا کوئی متفرنج و فرنگی مآب باوجود کمال جہل و نادانی سرگرم اجتہاد و تفقہ ہوتا ہے۔

دوسرا وہ، جب غلامی و اشخاص پرستی کے مناظر کثیف و خبیثہ میرے سامنے آتے ہیں، اور اس وقت میرے دماغ کا جو کچھ حال ہوتا ہے وہ حیطہ تحریر سے باہر ہے۔

میں ادھر چند دنوں سے نئے حالات سن رہا ہوں اور خود بعض مقامی ریشہ دوانیاں میرے سامنے ہیں میں اب ضبط نہیں کر سکتا، نہ تو تحریراً اور نہ قلماً۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(اصل معاملہ)

اصل معاملہ یہ تھا کہ سید امیر علی بالقابہ مستعفی ہو گئے قصہ ایک دتر سے شروع ہوا جس کے معجز ہر ہائیس سر آغا خاں تھے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے چند مطالبات کیے۔ جنکا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی سیاسی ہستی صرف انہی کے ہاتھ میں دیدی جائے۔ لندن کی شاخ مسلم لیگ بالکل خود مختار ہو۔ اور مسلمانوں کی پالیسی وہ مرتب کرے!!

استعفا تو اب خود ہی انہوں نے واپس لے لیا ہے، اور نہ لیتے تو جاتے کہاں؟ مگر ہاں مطالبات کا مسئلہ لیگ کیلئے چھوڑ دیا ہے۔ جو لوگ سید صاحب بالقابہ کے بعض مخصوص خصائص عالیہ سے واقف ہیں، وہ اس لطیفہ سے خوب لطف اٹھائیں گے کہ خود مختاری اور علیحدگی کے ان مطالبات میں حضرة عالی، روپیہ کر نہ بھولے اور با ایں ہمہ اس کی بھی خواہش ہے کہ اٹھارہ سو پاونڈ لندن لیگ کے حوالے کیے جائیں!

لیکن میں ہر اس شخص سے جو خدا کو نہیں بھولا ہے، اور جو ایک یوم عدالت پر ایمان رکھتا ہے جہاں اس سے پوچھا جائیگا کہ اس نے امت مرحومہ کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے، اور جہاں یقیناً پریمی کونسل کے کسی عضو کی سفارش مقبول نہ ہوگی، انصاف کا طالب ہوں کہ خدا ان مطالبات پر غور کرے۔ مانا کہ سید امیر علی بڑے آدمی ہیں۔ تسلیم کیا کہ وہ اسپرٹ اف اسلام کے مصنف ہیں۔ یہ بھی سچ ہے کہ انہوں نے جنگ طرابلس میں بہت سے تلغرافات بھیجے اور مظالم بلقان کے خلاف احتجاج کیا، لیکن کیا ان امور سے انہیں اس امر کا بھی حق حاصل ہو گیا ہے کہ وہ تن تنہا تمام قوم کی قسمت کے مالک ہو جائیں، خود مسلمانوں کی رائے، انکا مشورہ، انکا اجتہاد، کو کوئی چیز نہ ہو۔ آل انڈیا مسلم

الہلال

۱۸ محرم الحرام

صلح نامہ دولت علیہ و یونان

یا ایہا الذین آمنوا! ان تطیعوا الذین
کفرنا یردواکم الی اعقابکم فتقلبوا
خاسرین - بل اللہ مولیٰ کم وہو
خیر الناصرین! (۲: ۹۸)

جزیرہ نما بلقان میں جنگ کے ہتھیار رکھنے کے بعد صلح کے لیے معاہدات و مفارقات کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا، اب انہیں سے ہر ایک گفتگو کامیابی کے ساتھ ختم ہو چکی ہے، اور اس مسیحی انسانیت کشی کے تماشے پر آخری پردہ گرا دیا گیا ہے، جو پورے جوش کے ساتھ بلقان میں کھیلا جا رہا تھا۔

مگر تمام مفارقات مصالحت میں اپنے انجام اور درمیانی حالات کے لحاظ سے دولت علیہ اور یونان کی گفتگو سب سے زیادہ ممتاز ہے۔ دولت علیہ کے جائز مطالبات مگر یونان کا انکار، انکار پر اصرار، اور فوجی تیاری، پھر انقطاع مفارقت کا خدشہ، بیم و امید اور یاس و رجاء کی جلد جلد تبدیلیاں، اور بالآخر دفعۃ نصف شب کے بعد صلح نامہ پر دستخط، یہ امور ایسے نہ تھے جو اس گفتگو کے صلح میں خاص دلچسپی و جلب انظار و افکار پیدا نہ کرتے۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ جس قدر یہ گفتگو دلچسپ و جالب انظار تھی، اسی قدر اسکی تفصیل مستور و مخفی ہے۔

ریوٹر ایجنسی نے جو خبر دی تھی، وہ چند سطروں سے زیادہ نہ تھی، اور اسکے بعد سے اس کے لب پر اس وقت تک مہر خاموشی لگ گئی ہے۔ یورپ ہی ذاک کے جرائد اسے مواقع پر تفصیل کے عادی ہیں، مگر جتنے اخبارات آئے کسی میں بھی خبر مصالحت اور چند نوٹوں سے زیادہ نہ تھا۔ تعجب تو یہ ہے کہ منیچسٹر گارجین جسکو مشرق قریب کے معاملات سے خاص دلچسپی ہے، اور جس کے مراسلہ نگار نے اثناء جنگ میں نہایت طویل طویل تاریخیں لکھی تھیں، اور نیر ایست جسکا مقصد وجود ہی معاملات مشرق میں، ان دونوں کے صفحات بھی مصالحت ہی تفصیل سے خالی ہیں۔ اسے مواقع پر امید کی نظریں عربی ذاک کی طرف اٹھتی ہیں، مگر یہاں بھی تفصیل کا قحط ہے، سب سے زیادہ حیرت تو یہ ہے کہ انہوں نے جو کچھ لکھا بھی ہے، وہ جرائد عثمانی کی وساطت سے نہیں، بلکہ فرانسیسی اخبارات کے حوالے سے!

بین الدول معاہدات و اتفاقات نقد و بحث کے لیے اپنے اندر ایک وسیع میدان رکھتے ہیں، اور جو جرائد و مجلدات سیاسیہ اپنا منہاے عمل صرف جمع اخبار و حوادث نہیں سمجھتے، بلکہ اپنے پیش نظر ایک مقصد بلند یعنی قوم کی تربیت سیاسی بھی رکھتے ہیں، انکا یہ فرض ہے کہ اتفاق یا معاہدہ کے تمام پہلوں پر پوری تفصیل کے ساتھ بحث کریں۔ کیونکہ سلطنتوں کے باہمی تعلقات، ان کے حقوق و مراعات، ان کے مطالبات، اور ان کے مستقبل کے متعلق رائے قائم کرنے کیلئے ان معاہدات و اتفاقات کا سامنے ہونا ضروری ہے۔ خصوصاً ایسی قوم میں جسکی قومی زبان کا خزانہ

سیاسیات سے خالی ہو، اور جس کے لغات اجنبیہ جاننے والے افراد کا دائرہ مطالعہ روایات و قصص تک محدود ہو۔

اس معاہدہ پر ہم نے الہلال میں اب تک کوئی تفصیلی بحث نہیں دی، کیونکہ ریوٹر ایجنسی نے جو کلمات معدودات زبان برق سے کہے تھے، اس میں اس درجہ اختصار کی کوشش کی گئی تھی کہ وہ کسی تفصیلی بحث کی بنیاد نہیں بن سکتے تھے۔ مزید معلومات کے لیے عربی اور انگریزی ذاک کا انتظار تھا، لیکن چار ہفتوں سے زائد گزرنے کے بعد جو کچھ آیا ہے وہ تشنہ کامان تفصیل کے لیے محض نا کافی ہے۔

سوانح و حوادث پر جتنا زمانہ گزرتا جاتا ہے، اتنے ہی وہ جرائد نگاری کے دائرہ سے نکلنے جاتے ہیں۔ پس بہتر ہے کہ واقعات کے اتنے پرانے ہونے سے پہلے کہ ان پر بحث تاریخ نگاری میں شمار کی جائے، جو کچھ لکھنا ہو لکھ دیا جائے۔

ہم نے ”فتار سیاست“ میں خبر مصالحت ان الفاظ میں دی تھی:

”بالآخر دولت علیہ اور یونان میں صلح ہو گئی۔ صلحنامہ پر دستخط نصف شب کے بعد ہوئے۔ نزاع انگیز امور طے نہ ہو سکے۔ اور یہ اس صلحنامہ کا مابہ الامتیاز ضعف ہے کہ اہم امور کا تصفیہ ثالثی کے ہاتھ میں دیدیا گیا“

یہ ایک اجمال تھا جسکا مبنی و اساس ریوٹر ایجنسی اسکی تفصیل اس تاریخ کو سمجھنا چاہیے۔ جو فرانس کے مشہور و مقتدر اخبارات ان کے مراسلہ نگار نے اسکو بھیجا تھا۔ یہ مراسلہ نگار تاریخ دیتا ہے:

”ترکی اور یونان میں صلح ہو گئی۔ صلحنامہ پر نصف شب کے بعد دستخط ہوئے اسکا خلاصہ یہ ہے:

(۱) جنگ سے پہلی جس قدر معاہدات و اتفاقات دولت علیہ اور یونان میں تھے، وہ تمام پھر اپنی حالت سابقہ پر واپس آ گئے۔
(۲) گذشتہ حوادث جنگ اور ان کے متعلقات و ضمانیات میں جن لوگوں کا ہاتھ تھا، انکو معاف کیا گیا۔

(۳) جو شہر کہ دولت عثمانیہ نے چھوڑ دیے ہیں، انکے باشند یونانی رعایا سمجھے جائیں گے، لیکن اگر تین برس کے بعد انہوں نے جسیس عثمانیہ میں شامل ہونا چاہا، اور ان شہروں سے چلے گئے تو وہ اس صورت میں یونانی رعایا نہ سمجھے جائیں گے۔

(۴) مذکورہ بالا شہروں کے باشندوں کی جائداد انکے پاس محفوظ رہیگی۔ انکے حقوق کا احترام کیا جائیگا، اور کوئی شخص اپنے حق سے اس وقت تک محروم نہ کیا جائیگا، جب تک نہ رفاہ عام کو اسکی ضرورت نہ ہوگی۔ اس صورت میں حکومت مالک کو اسکا معارضہ دیدیگی۔

(۵) حکومت یونان جلالت ماب سلطان المعظم اور خاندان شاہی کی تمام جائدادوں کے احترام و رعایت کا وعدہ کرتی ہے۔ املاک سرکاری کا مسئلہ جو علحدہ فہرست میں بتفصیل مذکور ہیں، عیگ کی ثالثی کے سامنے پیش کیا جائیگا۔

(۶) عثمانی قیدیوں کے مصارف کا مسئلہ بھی ثالثی کے سامنے پیش ہوگا۔ عثمانی افسروں کی تنخواہیں خود دولت عثمانیہ دیگی۔
(۷) دخانی جہاز جو دولت عثمانیہ نے روک لیے تھے اور اتکا تاروان جو انکے مالک مانگتے ہیں یہ دونوں امور ثالثی کے سامنے پیش ہونگے۔

(۸) حکومت یونان اوقاف کا پورا احترام کریگی۔ یعنی وہ جائدادیں جو کسی دینی درسگاہ، خانقاہ، یا مسجد وغیرہ کے لیے موقوف ہیں۔ مگر انکے عشر یعنی وہ یکی کو موقوف کردیگی

وہ "ملائیکہ" میں ترکی وزیر داخلہ طلعت بے سے ملنے آئے تھے اور یہ بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اس امر پر زور دیا کہ مناسب یہ ہے کہ بغیر کسی تاخیر کے صلح کر لی جائے۔

۱۰ نومبر کو گفتگوئے صلح پھر شروع ہوئی اور دوسرے دن ایک عہدنامہ مفاہمت کے اصول پر ترتیب دیا گیا، جسکو رومانی وزیر داخلہ نے تجویز یا پسند کیا، نیز دونوں حکومتوں کے سامنے پیش کرنے کے لیے اس پر باقاعدہ دستخط بھی ہوئے۔

جو لوگ جنگ کی حالت سے ذرا بھی واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ آج کوئی بڑی سی بڑی سلطنت بھی دو تین ماہ تک جنگ بغیر مالی مشکلات کے جاری نہیں رکھ سکتی، پھر چہ جائیکہ دولت عثمانیہ جسکو ہمیشہ داخلی یا خارجی جنگوں سے سابقہ رہتا ہے اور جو دو سال سے مصروف جنگ ہے، اور جسکے خزانہ کی رونق اجنبی سرمایہ داروں کی بدولت ہے؟

پھر اگر جنگ چھوٹی تو اغلب یہ ہے کہ اقامت امن کے نام سے رومانیہ اپنی تازہ دم فوج لیکے میدان میں آجائی، اور اس صورت میں دولت عثمانیہ کو دو ایسے دشمنوں کا مقابلہ کرنا پڑتا جنہوں سے ایک تو بالکل تازہ دم ہوتا، اور دوسرا گومانہ ہوتا مگر بہر حال دولت عثمانیہ سے کم۔ ظاہر ہے کہ ایسا مقابلہ کہاں تک ملا وہ اقدام ہے۔

ایک اہم سوال ثالثی کے متعلق

کیا ثالثی میں دولت عثمانیہ کو کامیابی کی امید ہے؟

اسکے جواب سے پہلے تعلقات دول کو سمجھ لینا چاہیے۔ برطانیہ کے ساتھ یونان کے جو تعلقات ہیں، اسکا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ جب جزیرہ کریت بین القرمی حکومت میں تھا، اسوقت برطانی جہاز کے اپنے سامنے اس پر یونانی علم بلند کرایا۔ فرانس سے یونان کے تعلقات یہ ہیں کہ فرانسیسی افسر یونانی فوج کی تنظیم و تربیت کے لیے آئے تھے، اور اگر ادھر جرمنی سے تعلقات کی وجہ سے اسمیں کوئی فرق بھی آگیا ہوگا تاہم اسکی رخہ بندی شاہ یونان کی آمد فرانس سے ہوگئی ہوگی۔ روس سے گور خاص تعلقات نہیں، مگر اسکے در حلیفوں سے تو خاص تعلقات ہیں، اور اسکے علاوہ کم از کم دولت عثمانیہ سے تو بہر حال زیادہ تعلقات ہونگے۔ یہ تو مفاہمت ثلاثیہ کی حالت تھی، اب رہا تعالف ثلاثی تو اسکے رکن اعظم یعنی جرمنی کے تعلقات کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ شاہنشاہ جرمنی نے شاہ یونان کو عقاب سراغ کا تمغہ اور فیلڈ مارشل کا خطاب دیا۔ آسٹریا اور اطالیا سے بظاہر خاص تعلقات نہیں ہیں بلکہ عجب نہیں کہ البانیہ کی وجہ سے کچھ چشمک بھی ہو، کیونکہ یونان البانیہ کے متعلق اپنے مطامع سے ابھی تک بالکل دست بردار نہیں ہوا۔ مگر اس سے زیادہ یہ ممکن ہے کہ یہی البانیا تینوں سلطنتوں میں اتحاد کا باعث بھی ہو جائے اور دولت عثمانیہ کے مقابلہ میں اطالیا اور آسٹریا کی ہمدردی یونان کے ساتھ ہو۔

غرض کہ یورپ سے انصاف کی امید معلوم۔ البتہ اغراض و مصالح سے کچھ توقع ہو سکتی ہے، مگر انمیں بھی بظاہر کوئی سامان امید آفرینی زطمانیت بخشی کا نہیں، اور اسلیئے اس سوال کے جواب میں ہم انہیں الفاظ کا اعادہ کرنا چاہتے ہیں، جو ہم نے خبر ثالثی پر لکھے تھے یعنی ”ہر چند کہ جنگ اور گفتگوئے صلح دونوں ختم ہوگئی ہیں، مگر ابھی اس داستان المناک کو ختم نہ سمجھنا چاہیے، بلکہ یورپ کی نصف پروری کی حکایت سننے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔“

مساجد و مدارس دینیہ وغیرہ کے لیے اگر مصارف کی دقت ہوگی تو خود حکومت یونان انکی مساعدت کریگی۔ مسئلہ اوقاف اس معاہدہ کے ساتھ ملحق کر دیا گیا ہے، جو سب کمیٹی نے ترتیب دیا ہے۔

سب سے اہم مسئلہ نور مفتوحہ مقامات کے عثمانیوں کی قومیت کا تھا، اور اسکا جو کچھ فیصلہ ہوا ہے وہ کسی طرح بھی تشفی بخش نہیں کہا جا سکتا۔ یونان نے انکو تین سال کی مہلت دی ہے۔ اس عرصہ میں وہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آیا وہ یونانی ہو جائیں یا عثمانی رہیں؟ اگر عثمانی بنیں، انکو عزیز و محبوب ہے تو انکو اپنے وطن محبوب، اپنی جائداد اور اپنی زمین، سب کو خیر باد کہے کوچ کر دینا چاہیے، اور اگر انکو وطن اور اپنی املاک و جائداد عزیز و محبوب ہیں، تو عثمانی قومیت سے دست بردار ہو جانا چاہیے۔ غرض یہ تین سال کی مہلت نہیں بلکہ ایک ابتلاء شدید ہے جس میں وہ ڈالے گئے ہیں۔

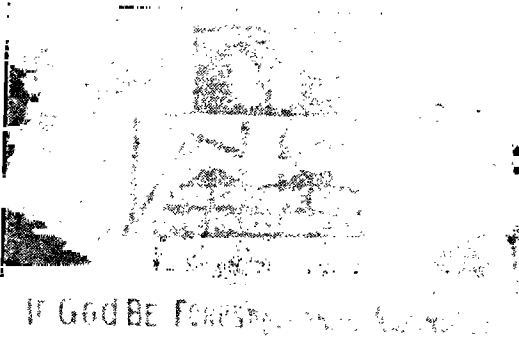
بالفاظ دیگر خود یونانی اگر چہ صدیوں تک عثمانی علم کے نیچے یونانی بنے رہے، مگر وہ اپنے اندلسی برادران دینی کے نقش قدم پر چلنا چاہتے ہیں، اور اس ہجرت یا اختیار نصرانیت کی پالیسی پر عمل کرنا چاہتے ہیں جسکی تعریف تمام پر جوش نصرانی مورخین اندلس کرتے آئے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ انکے نور مفتوحہ مقامات میں ایک مسلمان بھی رہے۔ مدنیۃ حدیثہ کی شرم سے وہ یہ تو نہیں کہتے کہ جسکو ہمارے ملک میں رہنا ہو عیسائی بنے رہے، بلکہ یہ کہتے ہیں کہ جسکو رہنا ہو وہ یونانی بنے رہے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یونانیت اور عیسائیت دو چیزیں نہیں ہیں۔ اور اگر بالفرض یونانیت قبول کرنے کے بعد کوئی شخص اپنا مذہب نہ بدلیگا، تو اسکا یہی نتیجہ ہوگا کہ ملکی و قومی فرائض و واجبات تو سب کی طرح اس پر بھی عائد ہونگے، اور اسے بجالانا پڑینگے، مگر وہ قومی حقوق سے عملاً ہمیشہ معرور رہیگا۔

اسکے بعد اوقاف کا نمبر ہے مگر نہ معلوم انکا کیا حشر ہوا؟ کیونکہ وہ اس معاہدہ کے ساتھ ملحق کر دیے گئے ہیں جو سب کمیٹی نے ترتیب دیا ہے، اور اس معاہدہ کی نہ تفصیل آئی ہے اور نہ اجمال۔ معاہدہ و معاہدہ دینیہ اور انکے متعلق جائداد کے احترام اور بوقت ضرورت مساعدت کا وعدہ بھی کیا گیا ہے، مگر جو لوگ تونس، الجزائر، بالجرم، قازان، ارده، اور برابر کے وعدوں کے حالات سے واقف ہیں، وہ جانتے ہیں کہ اس قسم کے تمام عہد و پیمان مواعید عرقوب سے زیادہ نہیں!

مالی نقطہ نظر سے یہ صلحنامہ صلحنامہ نہیں، بلکہ ثالثی نامہ ہے۔ کیونکہ املاک سرکاری، عثمانی قیدوں کے مصارف، دخانی جہازوں کے معارف وغیرہ تمام امور کے متعلق صرف اتنا ہی طے ہوا ہے کہ ہیگ کی مجلس ثالثی کے ہاتھ میں دیدیا جائے۔

غرض کہ جیسا کہ ریوٹر ایجنسی نے اطلاع دی تھی، تمام نزاع انگیز امور غیر منفصل ہی رہے، اور تمام اہم امور ثالثی کے ہاتھ ہی میں دیدیے گئے۔ پس اب سوال یہ ہے کہ بااثر ہمہ حالات دولت عثمانیہ نے کیوں صلح کی؟ حالانکہ اثناء گفتگو میں جس استقامت و استقلال کا اظہار اس نے کیا تھا تو اس سے، یہ امید تھی کہ وہ آخر وقت تک اپنے مطالبات پر مصر رہیگی۔

نیر ایست اپنی ۱۴ نومبر کی اشاعت میں لکھتا ہے: ”دونوں سلطنتوں کی باہمی گفتگوئے مصالحت میں اس فوری تغیر کی وجہ رومانی وزیر داخلہ کی مداخلت ہے۔ اہم ٹیک جونیسکیر (M. Take Jonescu) گذشتہ ہفتہ میں اتھینس پہنچے۔



اثر لینڈ ہوم رول بل

الستر کی طیاریاں

ایک خدا، ایک بادشاہ، اور ایک ہی پارلیمنٹ !!

”الستر کی قومی حکومت کا علم“

”فدا کاران الستر“

الستر میں یونینائست طاقتوں کی فوجی تنظیم (ارگنائزیشن) نہایت سرگرمی و استقلال کے ساتھ جاری ہے۔ یہ تمام ممبر جنہوں نے ”معاهدہ الستر“ پر دستخط کیے تھے، جوق در جوق ”لشکر فدا کاران الستر“ میں داخل ہونے کے لیے آ رہے ہیں۔ یہ حالت صرف بیلفست ہی میں نہیں بلکہ تمام الستر میں ہے۔

”لشکر فدا کاران“ سے مقصود قومی والنڈیروں کی وہ فوج ہے جو اس لیے قائم کی گئی ہے تاکہ حکومت کا مقابلہ کرے۔ اسکا انتظام ایک موقت گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے جو آجکل الستر میں حکومت کر رہی ہے۔

”لشکر فدا کاران الستر“ کے لیے ایک جمعیت ارباب شوری (Advisory Board) قائم ہو گئی ہے۔ اسکا مرکز بیلفست کے قدیم ٹرن ہال میں ہے۔ الستر کے فدا کاروں کی جتنی جمعیتیں ہیں، ان سے اس مرکز کے نہایت قریبی اور دائمی تعلقات رہینگے، اور ان جمعیتوں اور مرکز میں تمام مراسلت بشرط ضرورت ”الستر ڈسپچر“ راندنگ اور سگنلنگ کر کے لے جائیگی تاکہ اہم و مخصوص مراسلات میں تاخیر نہ ہو۔

”فدا کاران الستر“ کی تنظیم عملاً مکمل ہو چکی ہے، گو ابھی اسمیں داخل ہونے کے لیے لوگ برابر جوق در جوق چلے آ رہے ہیں۔ عام اسٹاف یا جمعیت ارباب شوری جسکے بعض ممبروں کے نام ظاہر نہیں کیے گئے ہیں، اشخاص ذیل سے مرکب ہے:

جنرل افسر کمانڈنگ الستر والنڈیروں، چیف اسٹاف انیسر، اسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل، کرنل آر۔ جی۔ شامین کرافورڈ، کرنل آر۔ ایچ۔ ویلس سی۔ بی۔ ڈی۔ ایل، کیپٹن جمیس کریگ ایم۔ پی، کیپٹن اے۔ ریکورڈ ڈی۔ سی۔ آر، کرنل ٹی۔ ری پی۔ ایم۔ کیمن۔

انتظام کے افسران چارج کیپٹن ایف۔ ہال ہیں فوجی سکریٹری مسرس بی۔ ڈبلو۔ ڈی مائٹگرمیری، مرید کیمیل، اور ایڈورڈ سکلیئر جے پی۔ ہیں۔ یہ اس جہت سے، کے صدر رہچکے ہیں جو ”جمعیت ارباب شوری“ اور فدا کاروں کی مختلف جمعیتوں کے درمیان پیغامبری کے لیے مقرر کی گئی تھی۔

کیپٹن فرنک ہال نے اعلان کیا ہے کہ ”لشکر فدا کاران الستر“ کی تنظیم کے متعلق جو شخص کچھ دریافت کرنا چاہیگا یہ ”جمعیت ارباب شوری“ نہایت مسرت کے ساتھ اسکا جواب دیگی۔ جو شخص پرانے ٹرن ہال کے فوجی سکریٹری سے مراسلت کرنا چاہیگا اسکا جواب اس کے صوبہ کے سکریٹری یا اس کے ضلع کے وکیل کے متعلق کر دیا جائیگا۔

آجکی اشاعت کے ٹائٹل پیج پر جو تصویر دی گئی ہے، اسکر اس موقع پر دیکھ لیجیے۔ لشکر فدا کاران الستر قواعد جنگ میں مصروف ہے۔

انگلستان، یعنی وہی انگلستان، جو ہندوستان میں ان قوانین کا نافذ کنندہ ہے، جنکے ذریعہ زبانوں کو اعلان حق سے اور قلم کو طلب حقوق سے روکا جاتا ہے، جو چاہتا ہے کہ انسان اسکی حکومت میں خاموش رہیں، اور قلم معطل ہو جائیں جسکی عدالت میں سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ سختی کو بغیر خاموشی کے جھپلا جائے، اور تشدد کو اعتراض کے بعد قبول کیا جائے، وہی انگلستان آجکل باشندگان ہند کیلئے ایک دوسری صورت میں بھی نظر فرما ہے، جسکے خال و خط اس ہیئت سے بالکل مختلف ہیں، جو ہندوستان کے آئینہ کے خانہ سیاست میں نظر آتے ہیں۔

”اثر لینڈ ہوم رول بل“ کی تاریخ الہلال کی گذشتہ اشاعت میں نکلتی رہی ہے۔ صدیوں کی جد و جہد اور ظلم و خونریزی کے بعد اب وقت آیا کہ لبرل وزارت کے موجودہ اقتدار سے وہ متمتع ہو تو رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ تقریباً خرابیدہ فتنہ جاک اٹھا ہے، اور الستر کا صوبہ نہیں چاہتا کہ ان انسانوں کو جو گو انہیں کی طرح انسان ہیں، مگر انکی طرح پروٹسٹنٹ نہیں، اداری خود مختاری ملے۔ لیکن وہاں کی تمام پبلک نے اپنے مطالبہ کے اظہار و اعلان کیلئے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ ہندوستان کے ان سیاسی حقوق طلبوں کیلئے ایک عجیب عبرت و بصیرت کا صفحہ ہے، جنکی زبانوں پر جرم بغارت کا قفل چڑھا دیا جاتا ہے۔

تحریک الستر بتدریج اپنی سیاسی شکل چھوڑنے کے نیم فوجی شکل اختیار کر رہی ہے۔ سر ایڈورڈ کرسن جو اس تحریک کا مشہور قائد ہے، قومی فدا کاروں کی فوج کی تفتیش کیلئے متصل دورے میں ہے اس امر کا اخیری اعلان کر دیا گیا ہے کہ اگر ڈبلن پارلیمنٹ بے جبر دی گئی تو وہ اس کے روکنے کیلئے ہر ممکن تدبیر حتیٰ کہ قوت جنگ تک استعمال کریں گے۔ الستر میں اب یہ خیال عالمگیر ہو رہا ہے کہ تقریروں کا وقت گیا اب صرف عمل کا وقت ہے۔

صوبہ کے بڑے بڑے تاجر جنمیں سے اکثر الستر یونینائست کی کونسلوں کے ممبر بھی ہیں، بلورن اور خانہ جنگی کے خطرات کے لیے لوڈ کمپنی سے اپنی جائیدادوں وغیرہ کا بیمہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ انکو یقین ہے کہ اگر گورنمنٹ نے الستر کو ہوم رول پور مجبور کیا تو نہایت سنگین نتائج پیدا ہونگے۔ بیمہ کے علاوہ ان خطرات کے لیے معموری کاروباری احتیاطیں بھی کر رہے ہیں۔ سنگین نتائج کا خیال اب اس قدر یقین سے قریب ہو رہا ہے کہ متوسط درجہ کے کاروباری لوگ بھی اپنی فیکریں میں، اور دریافت کرتے پھرتے ہیں کہ انکی املاک کے لیے اسی قسم کے بیمہ کی شرح فیس کیا ہوگی؟

۲۸۔ ستمبر کو ”یوم الستر“ اور ”دستخط معاهدہ“ کی برسی الستر کے تمام پروٹسٹنٹ گرجوں میں مذہبی عبادات کے ذریعہ منائی گئی ہے جس نے الستر کی پروٹسٹنٹ آبادی میں ہوم رول کی مقاومت کی روح تازہ پیدا کر دی ہے۔

مذہب و علم

مذہب نشو و ارتقا کا ایک مضمون

ڈاء ڈرسل ویلس

ایک طبیعی کبیر، جو روحانی بھی تھا

بالآخر یہی قرار پایا کہ ڈارون اور ویلس، دونوں کے رسائل ایک ہی وقت میں شائع کیے جائیں۔

چنانچہ مشہور مجمع علمی، لیڈین سوسائٹی کا جلسہ منعقد ہوا اور دونوں شخصوں کی تحریریں بہ یک وقت اسمیں پڑھیں سنائی گئیں۔

لیکن ڈارون نے اخلاقی فیاضی کے تذکرہ میں ویلس کو بھی نہیں بھلایا جاسکتا۔ اس کے دل کی نیکی اور صداقت نے بھی اپنا بے نظیر جوہر ہر موقع پر ظاہر کیا۔ گو آج حق حاصل تھا کہ وہ اس نظریہ کے کشف و تکمیل میں کم از کم اپنے حق مساری کا ادعا کرتا، مگر اس نے پوری کشادہ دلی کے ساتھ ہمیشہ اعتراف کیا کہ تقدم فضیلت کشف اس کے معاصر ڈارون ہی کو حاصل ہے کیونکہ ”اصلیت انسانی“ کا وہی مصنف ہے۔

با این ہمہ دنیا حقیقت کو نہیں بھلا سکتی۔ اکر ڈارون اپنے سفر میں ویلس کی دلالت سے احسان مند نہیں، تو ویلس بھی اپنی جادہ پیمائی علم میں اس کی منت پذیر ہے۔ بہ یقینی ہے کہ موجودہ عہد کی غلغلہ انداز تحقیقات میں ہمیشہ اس کا نام ڈارون کے نام کے ساتھ زبانوں پر رہیگا۔

وہ اپنے آخری سالوں میں نظریہ ڈارون سے کسی قدر ہٹ گیا تھا۔ اُس نے ”مذہب ڈارون“ (مطبوعہ: ۱۸۸۹ء) میں ارتقاء آلیہ کی تشریح کرتے ہوئے اپنے تئیں گذشتہ شاہراہ سے بہت زیادہ بلندی پر الگ کر لیا ہے۔

(بعض دیگر اشغال علمیہ)

ویلس کی زندگی نے آخری ایام اعمال ادبیہ میں صرف ہونے جسکی تفصیل کی یہاں چنداں ضرورت نہیں۔ اس کے وابستہ متعہد امریکہ میں کئی کامیاب سفر ایسے جہاں مذہب ڈارون اور اس کے ہمساز مراضیع کے متعلق اس کے خطبات نے وقعت و احترام حاصل کیا۔

مذکورہ بالا کتابوں میں اس نے ممالک خارہ کے اہم سفر کے نتائج جمع کیے ہیں، اور اس طرح علم الحیات اور خصوصاً حیوانات کی تقسیم اور محاکات (جو حیوانات یا نباتات گرد و پیش کے اشیاء کی نقل کرتے ہیں اور جسکو اصطلاح میں Mimicry کہتے ہیں) کے متعلق گذشتہ معلومات میں گرانقدر اضافے کیے ہیں۔

ان میدانوں کے علاوہ اس نے بعض دوسرے میدانوں میں بھی قدم رکھنا چاہا مگر بمشکل ان میں قابلیت دکھا سکا، اور سچ یہ ہے کہ جامعیت فن قدرت نے ایک بخشش ضرور ہے مگر اس کا کوئی قانون نہیں ہے۔ چونکہ اسمیں تبلیغ و اشاعت کی ایک حقیقی روح تھی، اس لیے ایک غیر مقبول قاعدہ کی تائید میں جس قدر وہ ہر ہوتا تھا، اس سے زیادہ وہ کسی حالت میں خوش نہ ہوتا۔ اس کی کتاب ”معجزات اور روحانیت حدیثہ“ (مطبوعہ سنہ ۱۸۷۴ء) اور ”مع ملحقات سنہ ۱۹۰۱ء“ نے اعلان کیا کہ وہ بہت سے ترقی یافتہ راستیوں کے دعویٰ کو صحیح مانتا ہے اور ایک طبیعی روحانی ہونا خلاف عقل نہیں ہے۔ ”لیڈن نیشنل ریشن“ (مطبوعہ سنہ ۱۹۸۲ء)

غرض کہ اس طرح ”بقاء اصلح“ کا قانون ڈاکٹر ویلس پر قائم ہوا اور وہ جوں جوں اسپر غور کرتا گیا، اتنی ہی اُسکی صحت و حقیقت کا اعلان بڑھتا گیا۔ یہ انتخاب طبیعی کی بنا پر آغاز انواع کا ایک ایسا نظریہ تھا جس کے تسلیم کیے بغیر چارہ نہ تھا۔ یہاں تک کہ اس نے اپنے تئیں تیار پایا کہ اس بارے میں علمی حلقوں سے خط و کتابت شروع کرے۔

(ڈارون اور ویلس)

ڈاکٹر ویلس نے ایک مبسوط تحریر میں اس نظریہ کی تفصیل و تشریح کی اور چارلس ڈارون کے پاس بھیج دی۔ ٹھیک اُسی زمانے میں ڈارون بھی اسی نظریہ کا مطالعہ کر رہا تھا اور اس نقطہ تک پہنچ چکا تھا۔ اُس نے جب ڈاکٹر ویلس کی تحریر دیکھی تو اس کی فیاض طبیعی اور دریا دلی نے گوارا نہ کیا کہ اب اس نظریہ کی دریافت کو اپنی جانب منسوب کرے۔ اُس نے دیکھا کہ اگر سرچشمہ علم کے الہام میں ایک آر دماغ اس سے بازی لے گیا ہے تو بہتر یہی ہے کہ یہ میدان اُسی کے لیے چھوڑ دیا جائے۔

یہاں تک کہ اُس نے پورا ارادہ کر لیا کہ اس بارے میں صرف ڈاکٹر ویلس کی تحریر ملک میں شائع ہونے دے اور اپنی تحریر ہمیشہ کیلیے نذر گمنامی کر دے۔

کچھ شک نہیں کہ یہ واقعہ تاریخ علم و ارباب علم کے فضائل و محاسن کا ایک نہایت پر اثر واقعہ ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ قطب شمالی کے انکشاف کے متعلق ایک ہی وقت میں دو شخصوں کے اندر کس درجہ ادب سوز مناقشہ و مجادلہ ہوا تھا، حتیٰ کہ دوئل کے ذریعہ فیصلہ کرنے کی خواہش کی گئی تھی، اس کے مقابلے میں ڈارون کی یہ فیاض طبیعی کس درجہ محترم ہے کہ خلقت انسانی کے ایک عظیم ترین نظریہ کے انکشاف کی درامی عزت و شہرت سے وہ خود بخود دست بردار ہونے کیلیے طیار ہو گیا تھا!

لیکن ڈارون کے دوستوں نے اس ارادہ کی خبر پاتے ہی اس کا محاصرہ کر لیا اور سخت اصرار کیا کہ ایسا نہ کرے۔ علی الخصوص ہکر اور لائل نے اُسے سمجھایا کہ ایسا کرنا انصاف اور حق کی دانستہ توہین دہنا ہے۔ اگر ایک ہی وقت میں دو شخص یکساں طور پر کسی اصول کی تحقیق تک پہنچے ہیں، تو دنیا اتنی تنگ نہیں ہے کہ اسمیں دو محققوں کی مساریانہ تعظیم کی گنجائش نہ ہو۔

رہا۔ ڈارون نے جب دیکھا کہ اب اسقدر مواد جمع ہو گیا ہے جو اسکی پشت پناہی کے لیے کافی ہے تو وہ طیار ہوا کہ علمی دنیا کے سامنے سے پردہ ہٹا دے۔

ڈاکٹر ویلس نے اپنے لیکچر میں لکھا ہے کہ اصل نظریۂ انتخاب طبیعی کے کشف کی پیدائش ایک گھنٹے سے زیادہ عمر کی نہیں ہے۔ ایک ہفتہ کے اندر اس نے مرتب کیا اور اسکے دوسرے ہی دن ایک مراسلے کی صورت میں ڈارون کے پاس پہنچا دیا۔

(روحانیات)

ڈاکٹر ویلس کی زندگی کا ایک نہایت اہم واقعہ اسیریچولیزم (مذہب روحانیات) کا بھی مسئلہ ہے۔ وہ نہ صرف اسکا معتقد ہی تھا، بلکہ اپنی تمام زندگی میں روحانیات کا ایک حامی کبیر اور موید شہید رہا۔

یورپ اور امریکہ کے موجودہ مذہب روحانیات، اسکی صحت و عدم صحت، اسکے دلائل و براہین، مشاہدات و واردات، نتائج و حوادث، وغیرہ وغیرہ، ایک موضوع مستقل ہے، جس کو نہایت تفصیل سے قلمبند کرنا چاہیے۔ ریکی تفصیل تو سرد و مشکل ہے کہ وقت نہیں، البتہ آئندہ اشاعت میں بسلسلہ ڈاکٹر ویلس ایک اجمالی تذکرہ ضرور درج الہلال ہو گا۔ ڈاکٹر ویلس کے حالات بغیر اس تذکرہ کے مکمل نہیں ہوسکتے۔

۱۔ الان

منجانب رسپشن کمیٹی آل انڈیا محمدن کانفرنس آگرہ

آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس بمقام آگرہ بیسٹ مشن اسکول کے احاطہ میں ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ع کو منعقد ہونے اور تمام مہمانان کیواسطے میڈرر پول ہوٹل جو متصل مقام جلسہ مذکور ہے، تجویز ہوا ہے۔ داخلہ فیس ممبری کے لیے پانچ روپے، اور روزیٹری کی دو روپے مقرر ہے۔ فیس مذکور صدر دفتر آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس علیگڑہ کے پتہ سے بھیجنا چاہیے، یا جلسہ کانفرنس میں اس عہدہ دار کے حوالہ کرنی چاہیے جو جامعہ میں اسکا کیلئے منجانب اسٹینڈنگ کمیٹی مقرر کیے جائیں۔ اور ہر ٹکٹ ممبری اور روزیٹری کے تقسیم کرینکے قیام و طعام کا انتظام ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ع کی صبح سے ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ع کی شام تک بصر ذیل کیا گیا ہے:

(الف) بہ طرز انگریزی ... ۳ روپے ... یوم

(ب) بہ طرز ہندوستانی ... ۱ روپے ۸ آنہ ... یوم

(ج) ملازمان کیلیے ... ۸ آنہ ... یوم

نوٹ — فیس مقررہ میں مکان و فرنیچر ضروری روشنی گرم پانی شامل ہے۔ لیکن صبح کی چائے وغیرہ شامل نہیں ہے۔ وہ ڈیوٹی شاپ سے جو ہوٹل رہنڈال کے متصل لگائی جائیگی قیمت ادا کرنے پر مل سکیگی۔ اسٹیشن سے جاتے قیام تک سرائیکا مہیا کرنا کمیٹی کے ذمہ ہوگا۔ ہر ایک گاڑی والے کے پاس ٹکٹ شرح کرایہ گاڑی موجود ہوگا۔ اسکی مطابق کرایہ ادا کرنا چاہیے۔

جملہ خط و کتابت سیکرٹری کمیٹی استقبالی کے نام سے ہونی چاہیے۔ انکا دفتر گلاب خانہ آگرہ میں ہے، اور اسقدر جلد ممکن ہو تشریف آوری کے ارادہ سے سیکرٹری مذکور کو غایت درجہ ۱۵ دسمبر تک مطلع کرنا چاہیے۔ تاکہ نظام میں آسانی ہو۔

خواجہ فیاض حسین

جالیڈت سکرٹری رسپشن کمیٹی آگرہ

میں تمام زمینوں کے سلطنت کی ملکیت ہونے کی بابت اس نے نہایت پر زور دعویٰ کیا ہے۔

اس نے چیچک کے ٹیکے کے خلاف بھی لکھا اور خواہ مخواہ اپنے آپکو ان بے انداز اشخاص کے ساتھ بحث میں الجھا دیا جو زمین کو اب تک چوڑا یا مسطح کہتے ہیں۔ ”تعجب انگیز صدی“ (مطبوعہ سنہ ۱۸۹۹ع) میں اس نے معلومات طبیعیہ میں انیسویں صدی کے تقدمات اور طبیعی قوی پر اقتدار کی تفصیلات لیں۔ ”طبیعت میں انسان کی جگہ“ (مطبوعہ سنہ ۱۹۰۳ع) میں اس نے ایک دیرینہ خیال کی تائید کرتے ہوئے علمی دلائل قائم کیے ہیں۔ یعنی یہ کہ زمین ہی تمام کائنات کا مرکز ہے۔

سنہ ۱۹۰۵ع میں اس نے اپنی دلچسپ اور خود نوشتہ سوانح عمری شائع کی۔

(جشن پنجاہ سالہ)

زندہ شخص کا صرف دماغ ہی زندہ نہیں ہوتا۔ زندگی اسکے ہر عضو میں ہوتی ہے۔

یہی حال زندہ اقوام کا بھی ہے۔ ہر قوم میں امجاد و ابطال اور رجال علم و فضل بمنزلہ دماغ کے ہیں، لیکن اگر وہ زندہ ہوتے ہیں تو انکے ساتھ تمام اعضاء جسم ملت، یعنی عام افراد ملت بھی اپنے فرض حیات سے غافل نہیں ہوتے۔

سنہ ۱۸۹۰ میں انگلستان کی مجلس شاہی نے ڈارون اور ویلس کو باعتراف کشف نظریۂ ارتقا، در اول درجہ کے تمغے دیے، جو فی الحقیقت سب سے بڑا اعتراف علم و خدمت علم تھا۔

ڈارون اور ویلس میں جو مراسلات اقسام و انواع کے دوام و تغیرات کی نسبت ہوئی تھیں، در اصل وہی بیداد تھی جس سے مسئلہ ارتقا کا اصلی حل آگے چلکر منکشف ہوا۔ سنہ ۱۹۰۸ میں اس مراسلہ پر پورے پچاس سال گذر گئے تھے۔ لینڈن سوسائٹی لندن نے ان مراسلات کی پنجاہ سالہ سالگرہ کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا اور اسمیں ویلس کو تمغہ پہنایا گیا۔

اس جلسے میں ڈاکٹر جوزف ہوکر بھی شریک تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے ڈارون کو مجبور کیا تھا کہ قانون بقاء اصلح کے متعلق اپنی تحریر ضائع نہ کرے۔ اس نے اپنی تقریر میں اس نظریہ کی تاریخ کشف و تدرین پر روشنی ڈالتے ہوئے بیان دیا کہ کس طرح ڈاکٹر ویلس سے بالکل علیحدہ و مستقل ڈارون نے اس نظریہ تک رسائی حاصل کی تھی، اور پھر کس طرح دونوں میں اسکی متعلق مراسلت ہوئی تھی؟ نیز یہ کہ ڈارون نے اس انکشاف کے ترک دعویٰ کا قطعی ارادہ کر لیا تھا، مگر کن کن دقتوں اور مجبور کن التجاؤں کے بعد آئے اشاعت کیلیے مجبور کیا گیا؟

اس جلسے میں ڈاکٹر ویلس نے نہایت انکسار کے ساتھ ظاہر کیا کہ اس نظریہ کے کشف میں اسے جو کچھ حصہ ملا ہے، وہ محض اسکی خوش قسمتی کا اتفاقی نتیجہ ہے جو ہر طرح عجیب و غریب تھا ورنہ در اصل ڈارون بیس سال پہلے اسکا دروازہ کھٹکٹا چکا ہے۔ اس نے نہایت فیاضانہ جوش کے ساتھ اعتراف کیا کہ اصل فضیلت ”اصلیت نوع انسانی“ کے مصنف ہی کیلیے ہے۔ اور وہ بالکل غیر مشترک ہے۔

اصل یہ ہے کہ ڈارون نظریۂ ارتقا تک تو اپنے اوائل سیر و سیاحت ہی میں پہنچ گیا تھا، لیکن دلائل و مشاہدات کی تکمیل کا انتظار تھا۔ بیس برس سے زیادہ زمانہ اسمیں بسر ہو گیا۔ اسی اثنا میں ڈاکٹر ویلس بھی اپنے سفر میں مستعدانہ کام فرما

44	Hydrometry	فن وزن المیاء
45	Hydrography	علم مداراة بالماء
46	Hygrometry	علم رطوبة الهواء
47	Ichnograph	رسم قاعدہ بناء
	Iconography	
48	Iconology	علم الرسم و التصوير
49	Ideology	علم التصديقات
50	Jurisprudence	علم الفقه
51	Lexicography	علم اللغة
52	Lithography	علم الطبع بواسطة الحجر
53	Lithology	علم الطبع بالحجار
54	Logarithm	علم نسبة العداد
55	Martyrology	تاريخ الشهداء
56	Meomerism	علم المغناطيسية في الحيوانات
57	Mnemonics	علم الحافظة
58	Moral Philosophy	فلسفه اخلاقيه
59	Mysticism	تصوف
60	Mythology	اساطير الجاهليه
61	Natural Theology	علم الكلام الطبيعي
62	Navigation	الملاحة
63	Necromancy	السحر
64	Neology	
65	Rationalism	القول بالعقل بدون الحجي
66	Mumismatics	فن تشخيص المسكرات
67	Obstetric	فن القبالة
68	Oneiromancy	علم التعبير
69	Oratory	بلاغة
70	Osteogeny	علم تكون العظام
	Ourology	
71	Ouroscopy	تفسره
72	Paleography	علم الخط القديم
73	Paleology	
74	Paleontology	فن المنحجرات
75	Palilogy	ترجييع الكلمة
76	Palmistry	علم الكف
77	Philology	علم الالفاظ
78	Photometry	علم درجات النور
79	Phraseology	عبارة - اصطلاح
80	Phonetics	علم الاصوات
81	Physic	علم الطب
82	Polemics	مباحثه
83	Politics	علم السياسة
84	Pomology	فن تربية النبات
85	Pyrotechnics	علم صناعة العاب البارود
86	Sarcology	علم اللحوم
87	Sculpture	فن النقش
88	Statics	علم الاتقال
89	Statisties	فن وضع القوائم
90	Stenography	خط الاشارات
91	Symhology	فن التشبيه
92	Tautology	تكرير الالفاظ
93	Theosophy	الصرفيه
94	Therapeutics	علم الطب
95	Topography	علم البلدان
96	Toxicology	علم السموم
97	Tradition	الحديث

اسماء الاحيات

اسماء علوم

(از جناب مولوی ابوالکرم فضل الہاب صاحب سہرلذنت بیکر ہوسٹل - لکھنؤ)

اصطلاحات علیہ ے - سلسلے میں مولوی صاحب مدوح نے اسماء علوم کی ایک اور فہرست مدون فرمائی ہے اور غالباً اس سے انکا مقصد یہ ہے کہ تمام غیر معروف و فرعی علوم کے اسماء بھی مرتب ہو جائیں -

جناب مدوح کا ذوق علمی و شرق خدمت لغت و علم مستحق مد تحسین ہے - اور امید ہے کہ وہ اس سلسلے کو جاری رکھیں گے -

البتہ بعض اسماء علوم جو انہوں نے وضع کیے ہیں انکی نسبت مجھے چند امور عرض کرنا ہے - بالفعل بجز انکی فہرست کا پہلا نمبر درج کر دیا ہوں - دوسرے نمبر کے آخر میں جو کچھ عرض کرنا ہے عرض کرونگا -

1	Acoustics	علم الاصوات
2	Aerology	علم الهواء
3	Aeronautics	علم السفر في الهواء
4	Agriculture	علم الفلاحة
5	Amphibology	اشتباه الكلام
6	Analytics	علم البيان
7	Biography	تذکرہ
8	Caligraphy	علم الكتابة
9	Cardiology	علم القلب
10	Casuistry	علم الفقه
11	Chirography	علم الخط
12	Chirolgy	علم التكلم بالاشارات
13	Chirurgery	علم الجراحة
14	Chorography	علم اثار البلاد
15	Chromatics	علم الالوان
16	Chronology	علم تقويم التواريخ
17	Comparative Anatomy	علم التطبيق الاعضاء
18	Conchology	علم الاصداف
19	Craniology	علم الجمجمة
20	Divinity	علم اللاهوت
21	Demonology	علم الشياطين و الجن
22	Demology	
23	Demography	
24	Diplomacy	علم اصطلاحات الممالك
25	Doxology	سجدة
26	Ecclesiology	علم بناء الكنائس
27	Ecolectics	علم اصول التفضيل
28	Economics	علم الادارة
29	Education	التعليم
30	Erpetology	علم الهوام
31	Etymology	علم الصرف
32	Political Geography	جغرافية الملكية
33	Physical Geography	جغرافية الطبيعيتها
34	Glossology	علم الشرح الكلمات
35	Harmonics	علم القواعد الالكان
36	Heliography	علم ضوء الشمس
37	Hieroglyphics	علم قلم المصريين القديم
38	Homœopathy	علم تطبيق المثل بالمثل
39	Homiletics	فن الوعظ
40	Horticulture	علم فلاحه الجنينات
41	House-keeping	تدبير البيت
42	Hydraulics	فن رفع الماء
43	Hydrodynamics	

ماہنامہ

البصائر

ادارۃ سیرۃ نبوی

از جناب حکیم غلام غوث صاحب طبیب خانپور - ریاست بہاولپور

لیس للہ بمسئتا ، ر
ان یجمع العالم فی واحد !

صاحب الہلال کی مشکلات کا صحیح اندازہ تو کون کر سکتا ہے ؟
تاہم جانتا ہوں کہ انکو تدبیر امور اسلامیہ و تفکر اصلاح ملیہ نے
گھیر لیا ہے اور ہر طرف سے مجبور و نعل در آتش کر رکھا ہے ۔ لیکن
کاش اونہیں یہ بھی معلوم ہوتا کہ ان کے گارہے نمایاں بہت کچھ
ہم کر گذرے اور بہت کچھ کر رہے ہیں ۔ جناب مولانا کی محبت اب
خدا و رسول اور اسلام کی محبت سمجھی جاتی ہے ۔ صحیفۃ الہلال
اسی محبت قرآن و حدیث و آثار صحابہ کی محبت خیال کیجاتی ہے ۔
سچ ہے :

حمد را با تو نسبتے ست درست

بہر در ہر کہ رفت ، بہر در تست

حضرت مولانا ! روئے سخن آپکی طرف تھے ۔ آپکو یاد ہوگا کہ جس
زمانہ میں جناب نے البیان کا اعلان شائع فرمایا تھا ، تو سب سے پہلے
بندہ ہی نے لبیک و سعدیک پکار کر عرض کیا تھا کہ نہایت مبارک
ارادہ ہے ۔ خدا مبارک کرے اور برکت دے ۔ ارادے کے پورا کرنے میں
جلدی کیجیے :

تمامش کن چو بنیادش نہادی

نیز مشورہ کے طور پر لکھا تھا کہ الہلال سیاسی معاملات دلیے
کافی ہے ۔ البیان کو (جسکا اب نام نامی البصائر ہے) مذہبی امور
دلیے رکھا جائے ۔ معجز یاد ہے کہ جناب نے میری التماس کو
منظور فرمایا تھا ۔

آج الہلال میں ذمہ مجالس مولد اور ادارۃ سیرۃ نبوی ہ ارادہ
و مضمون بصارت افروز و بصیرت اندوز ہوا ۔ خورن محبت کا تیزان اور
شوق کا ہیجان یہاں تک پہنچا کہ کچھ عرض کر نے کیلئے پھر مجبور
ہو گیا ۔ امید کہ اگر جوش جنون کار میں خلاف منشا و مصلحت
کچھ سرزد ہو ، تو معذور سمجھا جاؤنگا

شوق نشاند ہمی ہنگام را

میری رائے میں اس مضمون کے لیے الہلال سے البصائر
زیادہ موزوں ہے ۔ دنیا کے قیام و قوام کیلئے تقسیم عمل ضروری ہے ۔

جیسا کہ رات اور دن ۔ تدبیر معاشرت و تفکر آخرت ۔ سکون
و حرکت دن کے لیے ، چراغ و مکان رات کے لیے ۔ معاشرت
کے لیے ساز و سامان ، آخرت کے لیے سوز و محبت ۔ سکون کے لیے
فرش ، حرکت کے لیے میدان ۔ پس اسی بنا پر الہلال و
البصائر کو بھی الگ الگ حصہ دیا جائے ۔ سیاسی معاملات کے لیے
الہلال اور دینی امور کیواسطے البصائر خاص ہوئے چاہیں ۔ گویا وہ دنیا
میں موجب صلاح ، اور یہ آخرت میں سبب فلاح : رہنا اتنا فی الدنیا
حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ !

بلکہ میرے نزدیک تو تبرا و تیمنا افتتاح البصائر کا خطبات
مجالس مولد ہی کے بنا پر سیرۃ نبوی سے کیا جائے ، تا کہ موجب
نزول رحمت و باعث برکت ہو ۔

ریا کو ارباب صفا شدید ترین شرک سے شمار کرتے ہیں اور ریا
اس حالت کو کہتے ہیں جبکہ انسان خدا کی مرضات کیلئے نہیں بلکہ
انسانوں کو دکھانے کیلئے کام کرنے لگتا ہے ۔ فی الحقیقت یہ شرک
اعظم ہے کہ خدا سے زیادہ لوگوں کو عزیز تر سمجھنا لازمی ہو جاتا ہے ۔
اور خدا سے روگردانی کر کے لوگوں کی طرف دل کو رجوع کرنا پڑتا ہے ۔
اسی طرح رسوخ پیدا کرنے یا کسی کو کسی بات سے خوش کر کے ہم
نکالنے میں تصنع یا مدح سرائی بھی ایک نوع کا شرک ہے ، کیونکہ
اسکے لیے بھی ممدوح کو بڑھانا اور اوسکے اندر اپنی عظمت و جبروت
کا خیال پیدا کرانا اور اپنے وجود میں عبودیت بیجا کا اثر ڈالنا پڑتا
ہے لہذا حدیث شریف میں ہے : احشوا القرب فی رجوع المداہین ۔

ہفت صبح شود ہمچو روز معلومت

کہ باکہ باخته عشق در شب دیچور ؟

یہ سب کچھ صحیح ہے مگر ساتھ ہی اسکے کسی نے احسان
کا شکر ادا نہ کرنا بھی ویسا ہی گناہ ہے ۔ کیونکہ محسن کا مادہ جود
و احسان صورت حاصل کرنے سے بیکار ہو جاتا ہے ۔ یعنی حوصلہ پست
اور ہمت ٹوٹ جاتی ہے ۔ حقیقت میں محسن کا شکر یہ خدا ہی
کا شکر ہے ۔ اگر خدا محسن کو نعمت دیدتا ، اگر نعمت دینا مگر توفیق
دیدتا تو احسان کہاں سے وقوع پذیر ہوتا ؟ من لم یحمد الناس
لم یحمد اللہ ۔

حمد را با تو نسبتے ست درست

بہر در ہر کہ رفت ، بہر در تست !

میں مدت سے (الہلال) کے مطالعہ سے مستفیض و مستفید
ہوں ۔ بے مبالغہ و تکلف اور بغیر تصنع و ریاوریا ، مگر بطریق شکر
و تشکر عرض کرتا ہوں کہ اسلامی قلوب ہی زندگی خورہ حالت کے
لئے اگر کوئی صیقل ہے تو یہی الہلال ، اور حرارت انسردہ مذہبی
کے واسطے اگر کوئی آلہ نفس و دمیدنی ہے تو یہی الہلال !!

صاحب الہلال کی وسعت ارادہ و قوت عملی تو دیکھ کر حیرت
ظاہری ہوتی ہے ۔ جب اس نفس نفیس سے ہدایت کی نسیم
مقدس آتی ہے تو زمانہ صحابہ کرام یاد آ جاتا ہے ۔ جسوقت
اصلاح امور شرعی کیلئے کھڑا دیکھتے ہیں تو ائمہ سلف کا نمونہ
آنکھوں کے آگے پھر جاتا ہے ۔ جب اس وجود با وجود کو آہ و بکا
میں پائے ہیں تو صرفیہ صافیہ کی خوش بو آنے لگتی ہے ۔ پھر
لطف یہ کہ باینہم کمالات و فضائل معنویہ ، طرز بیان کی بہار
کل ہائے رنگ رنگ ہے ۔ انشاء بلاغت سحر کار اور اعجاز بیان بین
اعجاز ہے ۔ واللہ در ما قال :

نہ تو ادعا ہے اور نہ انتظار مزد و تحسین - اپنی اصلیت و حالت سے باخبر اور اپنی بے مایگیوں سے ناواقف نہیں ہے۔
ہاں صرف ایک چیز ہے کہ اُس کا ادعا ضرور ہے، اور صرف وہی ہے کہ اسکی استقامت و قرار کیلئے ہمہ وقت مصطر و بیقرار ہوں۔
یعنی اگر میرے ہاتھ جام لبریز سے خالی ہیں تو دل تنگ نہیں ہوں، کیونکہ حلق دولت تشنگی سے بھی مالا مال ہے، اور اگر صدائے سیرابی نہیں رکھتا تو غمگین نہیں، کیونکہ الحمد للہ وہ فغان و شیون، تشنگی کی صداقت سے خالی نہیں، اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جہاں آگ نہیں جلتی وہاں دھواں بھی نہیں ہوتا، اور اگر دھواں اُٹھ رہا ہے تو یقین کیجیے کہ آگ بھی ضرور موجود ہے :

در خراباتم ندیدستی خراب

بادہ پنداری کہ پناہ مہی زلم

(۱) اچھے البصائر کا تذکرہ کر کے ایک ایسے تار کو چھیڑ دینا ہے جو اگر اپنا نوحۂ غم شروع کر دے تو عجیب نہیں کہ تمام رات اسے ایک ہی حرف ماتم میں ختم ہو جائے :

قدرے گرد و ہم بر سر افسانہ رود!

میرا موجودہ اعتقاد یہ ہے کہ زندگی صرف کام کر کے کیلیے ہے۔ یہاں تک کہ قلم و کاغذ ہی کی رفاقت میں پیام اجل کا بھی استقبال کرے۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ انسان اپنے دماغ اور ارادے کو تو سب کچھ بنا دے سکتا ہے، پر اپنے جسم کو دینا دے؟ بار بار اپنی حالت کا دھڑا رونا ٹھیک نہیں، مگر البصائر بی اشاعت کا با وجود اعلان عام، اب تک رجود میں نہ آتا، ایک اسناد داغ و خجالت ہے، جو مجبور کرتا ہے کہ کچھ نہ کچھ حق معذرت خواہی میں عرض حال کی اجازت پاؤں۔ میں فطرۃً کمزور جسم و قوی رکھتا ہوں۔ اسپر خود بھی صحت سے محروم اور بیز ایک ایسے دائم المرض بستر کا دائمی تیمار دار، جسکی تکلیفوں کے معائنہ کی طاقت کا رشتہ با وجود پیمان صبر و شکر، بسا اوقات ہاتھ سے چھوت جاتا ہے اور علم اللہ، کہ اپنے دل میں اسکی ایک ایک صدائے دہ دہ کیلئے کئی کئی خونچکاں زخم رکھتا ہوں۔ لیکن انسان کہ بددۂ علاق و محبت ما سومی اللہ ہے، رونا جانتا ہے مگر کسی کے دلدہ کو دور نہیں کر سکتا۔ پھر بے شمار دیگر صدمات و مصائب مستمرہ ہیں جسکی تشریح لا حاصل ہے۔ اسپر مسنزدان یہ کہ اپنے کاموں میں رفقاء کی اعانت سے بکلی محروم اور اپنے سفر میں بیکہ رنڈا چھوڑ دینا کدیا ہوں۔ جو لوگ باہر سے میرے اپنے برے کاموں کو دیکھ رہے ہیں، کاش میں انہیں دعوت دے سکتا کہ کبھی میرے بیت الحزن کی طرف بھی ایک مرتبہ قدم رنجہ فرمائیں، اور ایک شبانہ روز یہاں سے کر کے دیکھیں کہ یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے، ایسی ایسی عزم شکن اور زہرہ دار گرفتاریوں میں ہو رہا ہے؟ اور پھر اُس حسن و جمال کی بخشش تحیر کو بھی دیکھیں کہ ایسی کچھ ستارے و عقل فراموش ہے جو اپنے ایک گنہ غلط انداز سے معذور و بدبخت اور بے جو کچھ چاہتی ہے، جانداں گان نظارۂ جمال سے دریا لیتی ہے، انما اشکو بٹی و حزنی الی اللہ و اعلم من اللہ ما لا تعلمون!

الی اللہ اشکروا ما ألقى من العزى
بلیلی، ففی قلبی جوی و حزین!
ہن فرادی فیہ مورر بقساح
و فیہ لہیب ساطع و برزق!
اذا ذکرتم النفس، ماتت صباہ
لہا زفرة قتالة و شہیق!
وقد صرت معذوناً من العب هائماً
کانی عمان فی القیود و رثیق!

اگر اس تجویز سے جناب کا اتفاق ہو جائے تو نیک تفارل ہے۔ اس سے یہ غرض نہیں کہ الہلال کو دینی مضامین سے بالکل خالی کر دیا جائے۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ الہلال میں اکثر مضامین سیاسی اور قلیل مذہبی ہوں۔ البصائر میں قاطبۂ امور دینیہ کی بحث ہو تاکہ :

در کفے جام شریعت در کفے ستندان عشق

کی مثل صادق آجائے۔

البصائر کو پرتو افگنی کے لیے جلد کھڑا کیا جائے۔ کہ در انتظار مطالعہ طلوع البصائر چشم جہان رو بتاریکی مہی آرد۔ والسلام۔

۱۔ لال:

شیخ عبد الرہاب شعرانی المصری نے اپنی ایک کتاب میں ان احسانات و نعمات الہیہ کو جمع کیا ہے، جو انہر حضرة حق سبحانہ نے مبذول فرمائیں۔ اسکا نام کتاب المنن ہے اور معروف و عام ہے۔ ملاحظہ فرمائی ہوگی۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک بہت بڑا احسان اللہ تعالیٰ کا کسی بندے پر یہ ہے کہ اُسے ایسے احباب و رفقا میسر آئیں، جو اُسکے کاموں کو سمجھیں، اسکی جانفشانیوں اور محنتوں کی قدر کریں، وہ جس جام کیفیت و ذوق سے سرشار ہو، اسکا ایک ایک جرعہ اُسکی طرح، اسکے دوستوں کو بھی نصیب ہو، تا وہ اُس عالم سے بیخبر نہ رہیں، جسکی خبریابی کیلئے کیف و حال شرط ہے، نہ کہ قیل و قال :

قدر این بادہ ندانی بخدا تا نجشی

میں کہتا ہوں کہ اگر علم و عمل، فضل و کمال، اور اہلیت و صلاحیت کے ساتھ ارباب ذوق اور قدر شناسان کار کا میسر آنا ایک مختصر احسان الہی ہے، تو پھر اُس شخص کیلئے آپ کیا کہتے ہیں جسے بغیر هیچ گونہ اہلیت و صلاحیت و بغیر حصول مقام علم و عمل، و خدمت حق و ملت، اس مقام رفیع و مرتبہ جلیل سے حظ وافر نصیب ہو؟ غیر ازیں کہ ایں جا کار بہ فضل ست نہ باستحقاق :

بر من منکر، بز کرم خویش نگر!

اگر شیخ شعرانی پر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان تھا کہ انہیں ایسے احباب و رفقا ملے، جو انکے علم و فضل کے قدر فرما اور انکے عمل و تقویٰ کے مرتبہ شناس نہ، تو الحمد للہ کہ یہ عاجز اپنے ساتھ اس سے بھی بڑھ کر فضل الہی کی ایک بوالعجبی رکھتا ہے۔ یعنی با وجود جہل و بے مایگی، بندگان الہی مدحت طراز ہیں، اور با وجود بے عملی و سیہ کاری، مومنین مخلصین ذرہ نواز!

نصیب ماست بہشت اے خدا شناس برور

کہ مستحق کرامت گناہگار اند!

جناب کے رسائل و مکاتیب ہمیشہ جس حسن ظن کریمانہ سے لبریز ہوتے ہیں، اسکو بھی اسی عالم کا نتیجہ سمجھتا ہوں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اگر مالک کی نظر صرف اپنے کرم و فضل پر ہو تو غلام کو بھی چاہیے کہ ہمیشہ اپنے قصور و خطا پر نظر رکھے۔ الہلال کا تذکرہ فرماتے ہوئے جن خدمات اور انکے نتائج کی طرف جناب نے اشارہ فرمایا ہے، اعل مقصد کو سامنے رکھ کر دیکھیے تو وہ کیا حقیقت رکھتے ہیں؟ جس منزل کیلئے شبانہ روز پیہم سفر کی ضرورت ہو، وہاں اگر دو چار قدم آہستگی سے اٹھے بھی تو مستحق التفات نہیں۔ پس میری داستان اگر خوں میری زبانی سننا چاہتے ہیں تو سن لیجیے۔ نہ تو علم و کمال میسر ہے اور نہ عمل و خدمت، نہ جامعیت ہے اور نہ فردیت،

(۳) کسی معلوم ہے کہ کتنے رلوے ہیں جو آٹھتے میں اور انہیں دل سے زبان تک پہنچانے کی مہلت بھی نہیں دی جاتی کہ وقت دوسرا اور موسم موافق نہیں :
 وہ اہل شرق عوام اندر گفتگو عربی ست

لیکن ایک مخصوص دینی رسالہ کے خیال پر ضبط نہ ہو سکا وہ ضرورت اشد شدید نظر آئی - الہلال میں جب بھی کسی دینی و علمی موضوع پر کچھ لکھتا ہوں تو قات ضحاکت و نزع مطالب کے خیال سے قدم قدم پر دامن قلم اولچھتا ہے اور مجبوراً ارادوں کو ملتوی کر دیتا پڑتا ہے - سب سے بڑی مقدم شے یہ ہے کہ قرآن حکیم کے متعلق بے اختیار جی چاہتا ہے کہ نہایت کثرت سے عربی پہلو پر بحث کی جائے اور مدعا مباحث و معارف ہیں جو اس کے متعلق پیش نظر ہیں بلکہ بہت سے بصورت تحریر مدون بھی نہ جاتے ہیں مگر انکی اشاعت کا کوئی ذریعہ نہیں -

ضرورت ہے کہ ایک ہی وقت میں قرآن حکیم کو مختلف اشکال بحث و معارف میں اس طرح پیش کیا جائے کہ اس کے جمل عظمت کا نظارہ عام ہو جائے -

غرضکہ انہیں خیالات کی بنا پر پہلے باسم البیان اور پھر البصائر اسکا اعلان کیا گیا -

ارباب تجربہ و کار جانتے ہیں کہ اس قسم کے کاموں کیلئے تحریر مقالات و تالیف مضامین سے زیادہ صرف وقت ہی چیز محض ترتیب اور اسکی ذمہ داری ہوتی ہے - میں نے البصائر کا اعلان تو کر دیا کہ کسی نہ کسی طرح اسکے ایسے بھی وقت نکال لوں گا - لیکن پھر اپنی حالت کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ موجودہ اشغال نے جو حالت مصروفیت و انہماک کی کر رکھی ہے اب وہ اس آخری درجہ تک پہنچ گئی ہے کہ اگر تھوڑا سا بھی کام اپنے ذمہ آوے تو اسے کلام تو کسی نہ کسی طرح ہو رہیگا لیکن ساتھ ہی رات بے جد گھنٹے جو آرام کے بمشکل میسر آ جاتے ہیں انہیں بھی محروم ہو جاتا - و قال اللہ سبحانہ : ولا تلقوا بایم الی الذلہ

پس کسی قدر متوقف ہوا کہ اگر الہلال دینے میں تو اسے آرام البصائر ہی کیلئے اتنی اعانت میسر آجائے کہ ام ازام کسی ترتیب اور ذمہ داری ہی سے سبکدوش ہو جاؤں - اسی فکر و انتظار میں ادھر کئی مہینے صرف ہو گئے لیکن بالآخر نتیجہ یہی نکلا کہ اپنے سوا نہ کسی اور کا انتظار کیجیے اور نہ یاس بیدار امیدوار کا اپنے دل کو مدفن بنائیے !

(۴) یہی سبب ہے کہ البصائر کا اعلان الہلال میں رتب دیا گیا کہ اس بارے میں احباب کرام سے میری سرمدتی حد تحمل سے گذر چکی تھی -

(۵) موجودہ حالت یہ ہے کہ سب سے پہلے احباب کرام سے یکمال اسف و ندامت خواستگار معافی ہوں کہ اشاعت البصائر کا اعلان کرنے ایفاء عہد سے مقصر رہا - اسکے بعد جو کچھ عرصہ کرسکتا ہوں وہ یہ ہے کہ جن کاموں کا اس مسبب الاسباب نے اس عاجز ای زبانی اعلان کر دیا ہے یقین ہے کہ انکی تکمیل ہی بھی توفیق مرحمت فرمائیگا اور مجھے اپنے بندوں کی نظروں میں شرمندہ و رسوا نہ دینگا - میں الحمد للہ کہ خود ہی اپنے کاموں کو انجام دے رہا ہوں اور دینگا - اسکے فضل و سزا سے جو کوشش دیکھ رہا ہوں اسکی دوسروں کو خبر نہ ہو مگر دیکھنے والا تو منکر نہیں ہو سکتا - میں نے البصائر کا اعلان کیا ہے تو انشاء اللہ یہ اعلان کبھی ذلیل و شرمندہ نہ ہوگا - بغیر تعین وقت کے کہتا ہوں کہ جلد سے جلد البصائر کو جسکا اعلان ہو چکا ہے اور وہ بھی

اظل ذریعہ العقل ما اطعم الکرم
 و للقلب منی رقة و خفوق !
 بری حبہا جسمی و قلبی و مہجتی
 فلم یبق الا اعظم و عروق !

پھر ان تمام موانع و علائق کے ساتھ اور تمام باتوں سے قطع نظر کیجیے - صرف ایک الہلال ہی کی تحریر و ترتیب و فکر تدوین و فراہمی جمیع جزئیات و متعلقات پر نظر ڈالیے کہ کس قدر معذرت اعانت و رفاقت ہوں اور پھر اس سے بکلی محروم ؟ اگر الہلال سے مقصود اردو پریس ہے موجودہ نظیر کی کوئی چیز ہوتی تو شاید میں روز شام کو ایک مربوب و مدون الہلال پیش کر دیتا - ایک لیدنگ اریٹیکل اور چند نوٹ کسی نہ کسی طرح لکھ ڈالے اور باقی کیلئے خبریں اور مراسلات کاتب کے حوالہ دیں - پورا اخبار مرتب ہو گیا - یہاں تقریباً ہر سطر ایڈیٹوریل ہے اور تقسیم ابواب و فصول مضامین ایک وقت میں متعدد افکار و اقلام کے محتاج - یورپ میں اس طرح کے رسائل جو نکلتے ہیں تو کم از کم انکے ادارہ قلم تحریر (ایڈیٹوریل اسٹاف) میں ایک ایک باب کیلئے ایک ایک شخص مستقل ضرور ہوتا ہے جسے ہفتہ بھر سوا اپنے موضوع کے اور کسی چیز کی فکر نہیں ہوتی - مجھے ایک شخص بھی اب تک ایسا میسر نہ ہوا جس کے سپرد کوئی ایک باب کردوں اور پھر بالکل مطمئن ہو جاؤں کہ میری شرکت وقت کی اس میں کسی طرح احتیاج نہ ہوگی -

کہتے ہیں کہ محبت زریہ اور تلاش ایسے اجزا ہیں جو اندر جمع ہو جائیں تو پھر کوئی شے نہیں جو میسر نہ آے - مگر میرا تجربہ تو اس بارے میں اس سے بالکل مختلف ہے - معاوضہ مالی نے لحاظ سے قصور نہیں کرتا اور شاید اردو پریس نے انتہائی پیمائش مالی سے بھی بلند تر کیلئے ہر وقت طیار ہوں - تلاش ابتدا سے جاری ہے اور محبت و خدمت و سلوک ہی بدست کما کہوں ؟ یقین کیجیے کہ اگر کوئی خریدار ایک ایسی سی نظر التفات دے تو میرا دل میرے پہلو میں نہیں بلکہ ہنسنی پڑے :

گوہر دل ناز نیناں را نمی افتد قبول
 زرنہ من حد بار در راہ نیازش داشتم !

(۲) اس حالت کا نتیجہ یہ ہونا تھا کہ اسباب دو مہینہ نہ پاس ہر ارادوں کو بھی خیر داد ہوں : لا یكلف اللہ نفساً الا رسعہا - ایسے مشکل یہ ہے کہ اسباب ظاہری دماغ کے ارادے کو ضعیف کر سکتے ہیں مگر دل کے آئینے سے جوش کو تو نہیں روک سکتے ؟ ظاہری دقتیں جتنی بڑھتی جاتی ہیں یقین فرمائیے کہ دل کا جوش بھی اتنا ہی زیادہ ہوتا جاتا ہے :

اذا فی ذل فی الذوی زاد فی الہوی
 و لا یسیر الا فی ترحم !

تمام مجبوروں و دیکھتا ہوں لیکن ساتھ ہی یہ بھی جانتا ہوں کہ سمندر کی طغیانیوں ہمیشہ سے ایسی ہی رہی ہیں جسکی وہ اب ہیں - جو قرب گئے انکے ساتھ سمندر کو کوئی خاص دشمنی نہ تھی اور جو پیرور نمارت تک پہنچ گئے انکے لیے سمندر نے اپنے خواص بدل نہیں دیے تھے - جو پیرور والے تھے وہ ساتھ ہی انکے لیے نہ کسی طرح گزارے تک پہنچ ہی گئے اور حدی ہمت نے جواب دیدیا وہ بالآخر نہنگ و شاہی کی غذا بننے لگے اسکے اندر ہی رہ گئے - کام کرنے والوں کیلئے مصائب علائق و حیات انجید یا نہیں ہو سکتے -

وامانت کے بھروسہ پر ردائی خیموں میں بے سروسامانی سے مرمی شدت سرما کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اب تک انکو صرف شدت سرما ہی کا مقابلہ ہے۔ آئندہ جو وقت آئیولا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ سخت مشکل ہوگا۔ تقریباً اگلے مہینہ اوائل جنوری میں برف انکو اس قابل بھی نہ چھوڑے گی کہ کسی اعانت و امداد کے مستحق ہوں، یا کسی کو انکے ساتھ سلوک و اعانت کا موقع ملے۔ تعمیرات شروع ہوگئی اور تقریباً نصف تک انجام بھی ہوچکی ہے۔

اب اگر اسوقت انکو مالی امداد نہ پہنچی، تو نصیب دشمنان انکو وہی روز بد دیکھنا ہوگا، جو اسے پہلے برف باری کے نذر ہوچکے والے خاندانوں کو دیکھنا پڑا تھا۔ مسلمانان ہند کی حمیت سے ہرگز اسکی امید نہیں کہ وہ اس الزم کو!

نازت بکشم کہ نازنینی
کھراپے سر لینے کے لیے تیار ہوں کہ انکے دلاے ہوئے حوصلہ اور
بڑھائی ہوئی ہمت پر بڑھکر خاندان ہاے ترک برف اور سرما کی
بھینٹ بچھرائیں۔ وہ قاریہ ہے :

Constantinople.

DR. ANSARI

COMRADE, DELHI.

Colony needs money badly send funds quickly.

ESSAD

خاکسار مختار احمد - انصاری دہلی

آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس

اس سال آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس آگرہ میں بتاریخ ۲۹ - ۳۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ء منعقد ہوگا۔ پہلا اجلاس کیاہے جسے دن سے شروع ہوگا۔ دسمبر میں آگرہ کی آب و ہوا نہایت سرد ہوگی اسلیے چاہیے کہ وہاں کے کافے لباس و بستری کے ساتھ شریف لائیں۔

ممبروں کے قیام و طعام کا انتظام میٹرو پولیٹن کونسل آگرہ میں کیا گیا ہے۔

ممبروں کی خوراک کی قیمت حسب ذیل ہوگی :-

انگریزی کھانا	۳ روپیہ	یومیہ
ہندوستانی کھانا	۲ روپیہ ۸ آنہ	یومیہ
ملازموں کا کھانا	۸ آنہ	یومیہ

لیکن انہیں ممبروں کے قیام و طعام کا انتظام ہمارے ذمہ ہوگا، جو اپنی تشریف آوری سے ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ء تک ہمیں مطلع فرماویں۔

کمٹی کے ممبروں کے استقبال کا انتظام آگرہ فورٹ اور آگرہ سی اسٹیشنوں پر کیا ہے۔ ایذا مذا سب ہوگا کہ جناب انہیں دونوں اسٹیشنوں پر تشریف لائیں جہاں آپکو سواری اور والتیر ہر وقت مل سکے گی، انکی علاوہ کسی اور اسٹیشن پر آپ آکرنا چاہیں تو ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ء سے قبل اپنے ارادہ سے مطلع فرماویں۔

وزیٹروں سے حسب ذیل فیس داخلہ لیجائیگی :-

درجہ خاص	۱۰ روپیہ	دونوں دن کیلئے
درجہ اول	۵ روپیہ	دونوں دن کیلئے
درجہ دوم	۳ روپیہ	دونوں دن کیلئے
درجہ سوم	۲ روپیہ	دونوں دن کیلئے

سید نظام الدین شاہ

آئندہ سید زینت الدین - پشن کمیٹی آل انڈیا مسلم لیگ

اطلاع جدید

چند ممبروں کے مسلمانوں کی خواہش سے اجلاس کی تاریخیں بدل دی گئیں اب ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ کی جگہ ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ دسمبر کو منعقد ہونگی۔

[۱۴]

۶۶۶

جس کا اعلان نہیں ہوا ہے، پیشکش ارباب ذوق و بصیرت کرونگا۔ یہ سچ ہے کہ بہ حسب ظاہر میری حالت مزید معذرت و صرف دماغ کی امید نہیں دلاتی، لیکن اگر دنیا کی نظر میرے ضعف و بے سروسامانی پر ہے، تو میری نظر بھی کسی کی بخشش کے سامان پر ہے۔ میری حالت کے دیکھنے والے مایوس ہوں، پر میں جسے دیکھتا ہوں وہ اپنے دیکھنے والوں کو کبھی بھی مایوس نہیں کرتا! واللہ درما قال :

گرچہ خوردیم نسبتے ست بزرگ

ذو افتاب تابانم !

اگر اُس رب کریم نے چاہا تو دنیا کے صفحہ اعمال میں ایک نئی نظیر کا اضافہ ہوگا اور خدا دکھلا دیگا کہ اگر اسکی مدد شامل حال ہو، تو ایک گرفتار مصائب و الردء علائق ہستی تن تھا بہ یک وقت کتنے کام کر سکتی ہے، اور پھر کس طرح اُن میں سے ہر کام کو بہ جلوہ خاص و بہ حسن اختصاص انجام دیتی ہے ؟

مبین حقیر گدایان عشق را، کین قوم

شہان بے کمر و خسروان بے کله اند !

(۶) ” ادارہ سیرۃ نبوی “ کی نسبت غالباً جناب نے یہ خیال فرمایا ہے کہ اس عاجز نے قائم کرنے کا ارادہ کیا ہے، مگر اُس مضمون سے یہ مقصود نہ تھا۔ ” ادارہ سیرۃ “ تو کئی سال سے تحت ادارۃ جناب مولانا شبلی قائم ہے اور سیرۃ کیسے کی تدریس میں مصروف، میرا مقصود صرف یہ تھا کہ عام رسائل و خطبات سیرۃ کے کام پر بھی ترجمہ کی جائے۔

خود اس عاجز نے اپنی نسبت صرف اسقدر وعدہ کیا ہے کہ اگر ربیع الاول قادم تک کسی بزرگ نے ترجمہ نہ فرمائی تو انشاء اللہ چند مقالات بطور خطبات سیرۃ لکھنے کی کوشش کرونگا۔ یہ خیال نہایت بہتر ہے کہ البصائر کا آغاز اسی سے ہو۔ والا مریدہ سبحانہ۔

(۷) آخر میں جناب کے اظہار حسن ظن و لطف و کرم کیلئے مکرر شکر گزار ہوں۔ نیز معافی خواہ کہ اس تقریب میں اپنی داستان غم چھیڑنی پڑی اور کئی کالم اسمیں ضائع کیے :

ہفت آسمان بگردش و ما در میانہ ایم

غالب دگر مپرس کہ بر ما چہ می رود ؟

و انرض امری الی اللہ - ان اللہ بصیر بالعباد !

اعانتہ و اجرین عثمانیہ

اسعد پاشا پریسیدنٹ سوسائٹی نوآبادی مہاجرین اناطولیہ کا ایک تاریخ ۳ - دسمبر سنہ ۱۹۱۳ء کو موصول ہوا، جس میں صاحب موصوف نے با حوصلہ مسلمانان ہند کے حوصلہ و ہمت کا واسطہ دلا کر قوم سے اپیل امداد مالی کی بابت فرمائی ہے۔

جناب کو یاد ہوگا کہ عند الملاقات آپ سے یہ طے پایا تھا کہ بلاد ہند کے دورہ میں جناب اور ہم سب مہاجرین کے امداد کیلئے چندہ کی تحریک کما ینبغی ملکر کریں گے۔

مگر جو وقت اس کے لیے موزع تھا وہ وقف پریشانی ہی رہا۔ اور اب تک حوادث زمانہ نے اسکی مہلت ندی کہ مسلمانان ہند کسی اور طرف اپنے خیالات کو منعطف کریں۔

اس انتظار نے بہت وقت ضایع کر دیا، اور اب وہ وقت آگیا کہ صدها خاندان ترک مہاجرین کے مسلمانان ہند کے امداد

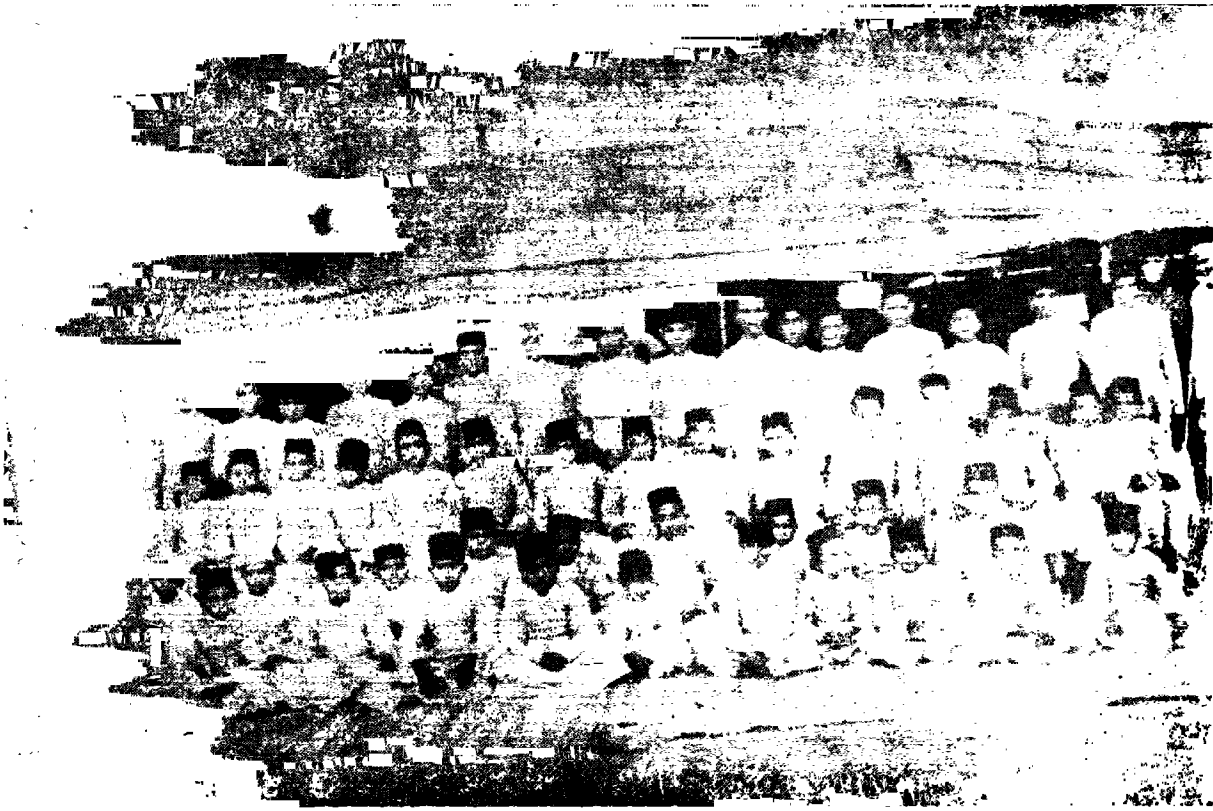
یتیم و فکی فریاد

تدبیروں نے باقاعدہ اور مستقل اعانت فرماتے رہیں تو بہت کچھ امداد حاصل ہو سکتی ہے۔

خداوند عالم آپکو اپنے بچوں کے سرور پر سلامت رکھے۔ آپ اس زمانے میں مجلسیں بھی منعقد کریں گے۔ اسیری یتیمان حسین ب یاد میں اپنے بچوں کو بیڑیاں اور زنجیریں اور طوق اور علی بند اور چھلے پہنا دیں گے، اور انہیں دیکھ کر یتیمان حسین کی حالت زار کو یاد کر کے خون کے آنسو روئیں گے۔ میں عرض کروں گا کہ ان چیزوں کا صحیح اور بہترین مصرف اس دار الیتامی کی اعانت اور دستگیری ہے۔

ہیں یتیمان حسینی کے ہم ادنیٰ خادم
دم گریہ تمہیں ہی اہل عزا یاد رہے
الدعاء سی الی الخیر
خادم ایتم السید علی غضنفر عفی عنہ

حسینی یتیموں کی دل ہلا دینی والی فریادیں اگرچہ مومنین کے گوش دل میں برابر آیا کرتی ہیں اور کوئی وقت ان آزاروں کے لیے معین نہیں لیکن محرم کا زمانہ جیسی خصوصیت کے ساتھ ان آہوں کی یاد تازہ ہونے کے لیے مخصوص ہے، اسکو مومنین کے قلوب ہی خوب جانتے ہیں۔ ہر ایک دل میں ان کی اعانت و جان نثاری کا دلورہ، اور ہر زبان پر یالیتنی کنت ہم فافوز فوزاً عظیماً کا نعرہ بلند ہے، اور ہر آنکھ ان کربلائی صیبت زدہ یتیموں کے لیے خون کے آنسو رو رہی ہے اور ہر دامن ان کی ہمدردی و جان نثاری کا مرقع نہ پانے سے مثل بے امام عصر عجل اللہ ظہورہ کے اس حسرت و افسوس میں ہزاروں سرتوں کے ساتھ ان الفاظ کو اپنی زبان پر جاری کر رہا ہے کہ گروہمکو زمانے کے موخر کر دیا اور ہم ان بیکسوں کی امداد اپنی



آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا دار الیتامی
جسکی اعانت بلا تفریق تمام مسلمانان شیعہ و سنی کو کرنی چاہیے

خطوط جہنم سے

اصل مصنف ان خطوں کا ایک جرمن فاضل ہے۔ جس نے قام سے جہنم کے ایسے حیرت انگیز اور پر تاثیر نقشے کھینچے کہ یورپ کی تمام زبانوں نے اسے اپنی آغوش میں جگہ دی۔ یورپ کے بعض اعلیٰ تعلیم یافتہ نے مجھے اس ترجمے کی داہ دی اور ہندوستان کے بعض مشہور انشا پردازوں نے اس پر صاف کیا۔ بہر صورت کتاب قابل ملاحظہ ہے۔

کل خطوط تیس ہیں جو سلسلہ وار شائع ہو رہے ہیں۔ پورے مجموعے کی قیمت معہ معصروں ڈاک مبلغ ۴ روپیہ - ۱ - آنہ ہے۔ ہر خط کی جدا گانہ قیمت ۲ - آنہ - معصروں ڈاک کا اس کے علاوہ ہے۔

معادہ کہاری کنراں - رام پور اسٹیٹ - یو۔ پی

جان و مال سے نکر سکے لیکن جب تک زندہ رہیں گے اسوقت تک اس حسرت میں رہنا کریں گے اور سچ بھی یہی ہے کہ اب کوئی مرقع بجز اس حسرت و افسوس کے باقی ہی نہیں رہا۔ مگر آئیے۔ ہم آپ کو ایک ایسی صورت بتلائیں کہ جس سے فی الجملہ آنسو پونچھ سکیں اور کسیقدر اس حسرت و افسوس کی تلافی ہو سکے۔ آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے دار الیتامی میں مصائب یتیمان حسین مظلوم پر روئیالوں کے (۷۷) یتیم اسے لاوارث و بیکس اور بے پدر و بے جمع ہیں جو بے تامل ایتم آل محمد سے تعبیر کیے جاسکتے ہیں۔ حسین مظلوم کے یتیموں پر روئیے اور انہیں کی یاد میں انکی اعانت کر کے آنسو پونچھیے۔

جائے کا زمانہ آگیا ہے انکی بے سروسامانی پر رحم کیجیے! یتیموں کی تعداد یوماً فیوماً بڑھتی جاتی ہے اور یہاں آمدنی کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ اگر آپ حضرات زکوٰۃ، فطرہ، اور حرم قربانی اور چٹکی فندہ اور امام ضامن اور محرم کے منقذی زیور اور فی مجلس ایک حصہ کی قیمت اور ایسی ہی ایسی سہل

اس معاہدہ سے خزانہ کو جسقدر نقصان پہنچے گا اسکا تخمینہ دہائی لاکھ پونڈ کیا جاتا ہے یعنی ساڑھے ۳۷ لاکھ روپیہ - کیونکہ خزانہ کو اس معاہدہ کی رو سے سر جیکسن کو ساڑھے چار لاکھ پونڈ دینا پڑے گا - حالانکہ واقف کاروں کا بیان ہے کہ موجودہ حالت میں اس کے لیے دو لاکھ پونڈ سے زیادہ کی ضرورت نہیں

اس کے بعد اخبار مذکور لکھتا ہے :

”ماضی پر تاسف و تحسّر بیکار ہے - البتہ اسکا یہ فائدہ ہے کہ اس سے مستقبل کے لیے عبرت و بصیرت حاصل کیجائے - اس معاملہ کے متعلق میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ اس لیے ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے، دولت عثمانیہ اسی سر جیکسن سے ایک اور معاہدہ بھی مبنیہ تک نہر لیجائے کے لیے کرنے والی ہے - اس نہر کا مقصد یہ ہے کہ جب فرات میں طغیانی ہو تو اسمیں پانی آئے جمع ہو جائے، اور جب فرات میں پانی کم ہو جائے تو اس جمع شدہ پانی سے فائدہ اٹھایا جائے - غالباً یہ معاہدہ بھی اسی طرح ہوگا جس طرح کہ پہلا معاہدہ ہوا تھا - پس ممکن ہے کہ حکومت سوئیڈے اور تحریر شرائط کی خدمت ایسے اشخاص کے متعلق درت جو قابل اور مخلص ہوں، تاکہ دانستہ یا نا دانستہ خزانہ خلافت اسلامیہ کو نقصان نہ پہنچے“

کانپور موسک (انگریزی ایڈیشن)

مصنفہ مسٹر بی۔ اے۔ داس - گپتا - سب ایڈیٹر بنگالی

مجھاپی بازار ہندوستان کے واقعہ کی نہایت مسیح و متصل حالت، میونسپلٹی کی کارروائی، مسجد و الہام، واقعہ جانکاہ ۳ - اگست، ہندوستان میں اس کے متعلق شورش و عدالت کی کارروائی، اور آخر معاملات ہندوستان پر حضور و ایسے ہ جسم و تمام حالات نہایت تفصیل و تشریح سے جمع دیے ہیں

مصنفہ بد حقیقت نامہ ہندوستانی خود کانپور میں موجود ہے اور جو کچھ انہوں نے لکھا ہے وہ (Man on the Spot) کے مطابق ہے اس میں بہت سے واقعات ایسے بھی ملیں گے جن سے پتہ چلے گا کہ واقف نہیں - کتاب دو حصے میں شائع ہوئی ہے - اسے دیکھ کر ایک حصہ مسلمانوں نے کسی فوجی ہم میں دیکھا جائے گا - اس کتاب ایسی کتاب ہے جس میں مسلمانوں کی موجودہ پیدائی کی حالت و سرزشت سمجھنا چاہیے - درمیان میں چاہیے کہ عدالت میں تصویروں بھی دی ہیں - تمام درخواستیں سنان دہلی کی چاہئیں - قیمت ایک روپیہ

بی۔ اے۔ داس - گپتا - ہندوستانی آفس - بہار پور - ہندوستان

طب یونانی

دہلی طب یونانی ہندوستان اور ہندوستانی دریا خانہ دار خاص اور ہندوستان یونانی ادویہ کے لیے بہت سے سہرا ہندوستان جناب خادق الملک حیدر محمد اجمل حسن صاحب اس کی دہلی کے پیدار ہیں - مدعا عہد اور عربی ادبی دواؤں مناسب و مددوں سے اس دریا خانہ میں فروخت ہوئی ہیں - ہر دست ادویہ - قیمت

المشترک

مدیچر ہندوستانی دریا خانہ دہلی

عالم سلاہی



عراق

مسئلہ آبپاشی

معاصر عربی ”النفیضہ“ نے جو بغداد سے نکلنا ہے، اس سب سے بڑی تجویز کے متعلق بحث چھیڑی ہے جو دولت عثمانیہ عراق بلکہ تمام سلطنت میں جاری کرنا چاہتی ہے -

تجویز یہ ہے کہ (الحلہ) کو پھر اسی حالت پر لے آیا جائے جو بابلی اور عربی تمدن کے زمانے میں تھی، اور اس سے تمام ساحلوں اور ان ساحلوں سے قرب و جوار کی زمینوں کو سیراب دیا جائے تاکہ ان شہروں میں آسکی دیرینہ سرسبزی و آسودگی پھر واپس آجائے، وہاں کے باشندے دولت مند ہو جائیں، اور اپنی دولت مندی کی مساعدت سے جہل و فلاکت کو دفع کر سکیں -

”دولت عثمانیہ آج سے نہیں بلکہ اس وقت سے جب کہ مرحوم ابو الاحراز مدحت پاشا بغداد کا والی تھا، اس مفید و نافع تجویز کے اجرا کی فکر میں ہے - مگر وہ برابر فکر ہی میں رہی یہاں تک کہ دستور کا اعلان ہوا - اس وقت نظریں پھر ان طلائی نعمتوں اور الہی خیرات و برکات کی طرف متوجہ ہوئیں جو یہ عظیم الشان نہر (جس پر حکومت بابل اور دولت عباسیہ نے اپنے اپنے تمدنوں کی بنیاد رکھی تھی) بیکار ہوا لیجاتی ہے - دولت عثمانیہ کے فحش کی تیاری کا کام سرولیم کانس ایک مشہور انگریز انجینئر کے متعلق کیا - ولیم کانس عراق کی پست و بلند اور آباد و غیر آباد زمینوں میں پھرا - مختلف سطحوں اور آئندہ قابل زراعت زمین کی پیمائش کی - اور اس کے بعد ایک رپورٹ پیش کی جس میں تفصیل کے ساتھ ان اعمال ہندسہ (انجینئرنگ ورکس) کا ذکر دیا تھا جنہی ان برباد شدہ نہروں کے دوبارہ اجراء میں ضرورت ہوئی -

اس رپورٹ سے معلوم ہوا کہ اس قسم کی زمینیں عراق میں مصر سے بھی بہت زیادہ ہیں -

ولیم کانس نے تجویز دیا تھا کہ ایک بڑا اس طرح باندھا جائے کہ نہر فرات کا پانی بلند ہوئے نہر الحلہ میں گرتے - اس سے نہر الحلہ آبپاشی جاری ہو جائیگی -

ان اعمال نظریہ اور مباحث و تحقیقات فنیہ کے بعد جب وہ عراق سے واپس آیا تو بعد کی فکر دامن گیر ہوئی -

ناظم پاشا نے جو اس وقت بغداد کے والی اور نیز قائد تھے، باب عالی سے اس تجویز کی تکمیل کے واسطے مراسلت کی، اور سر جیکسن اور دولت عثمانیہ میں ایسے شرائط کے ساتھ معاہدہ برادیا جو دولت عثمانیہ کے خزانہ کے لیے سخت مضرت تھے - باب عالی نے اس معاہدہ کو اس عذر دی بنا پر مسترد کر دیا کہ یہ معاہدہ سر جیکسن اور ناظم پاشا میں تھا نہ کہ باب عالی کے ساتھ، مگر یہ دوش کا عیب نہ ہوئی، کیونکہ ناظم پاشا کو ایسے اختیارات دیئے گئے تھے جس کی بنا پر انہیں معاہدہ پر دستخط کا حق حاصل تھا - اس کے علاوہ یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قسم کا معاہدہ بغیر باب عالی کی موافقت کے پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا تھا -

مسئلہ مناظرہ

اہل سنت و شیعہ

و اعتمروا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا و اذکر نعمۃ اللہ علیکم
ان کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بدعۃ اخوانا

جناب مولوی شیخ فدا حسین صاحب پروفیسر دینیات شیعہ علیگڑہ کالج کا ایک مبسوط اور فاضل نہ مضمون یکم شوال، مکرم کے الہلال میں شائع ہوا ہے جس کا مقصد اسقدر محمود و مسعود ہے کہ میں اوسپر جتنا بھی اظہار مسرت کروں بجا ہے۔ یہ تمنا میرے دلمیں مدتوں جوش مارتی رہی ہے۔ شیخ صاحب کا اس مقصد پر فلم اٹھانا میرے مافی الضمیر سے توارد ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ لیکن اس اتحاد کے تحصیل کے مختلف طریقے ہیں۔ یہ اتفاق کیونکر ہو؟ اس سوال کے جواب میں افسوس کہ میں شیخ صاحب سے متفق الراي نہیں ہوں اور میری نیک نیتی اصرار کر رہی ہے کہ میں انہیں مفید مشوروں سے مدد دوں۔ انکا یہ احسان نظر انداز کر دینے کے قابل نہیں ہے کہ انہوں نے اس مسئلہ کو معرض بحث میں لاکر اہل خرد کو اس پر راس زنی کا موقع دیا اور اسی کا مقتضی ہے کہ ہر شخص سچائی کے ساتھ اس پر بحث کرے اصل مقصد حاصل کرے۔

اول یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ اتفاق سے کونسا اتفاق مراد ہے؟ آیا دنیوی اتفاق۔ یعنی شیعہ اور سنی دونوں اپنی اپنی مذہبی حالت پر قائم رہکر ان اختلافات کو جو محض مذہبی ہیں، مذہب ہی کے دائرہ میں محدود رکھیں، اور تمدن و معاشرت کی راہ کو منازعت و جدال کی قزاقانہ دست درازادیوں سے بچائیں۔

یہ اتفاق تو نہایت ضروری ہے۔ نہ بغیر اس کے کسی متمدن قوم کو چارہ کار نہیں۔ ظاہر ہے کہ جب ایک کشتی میں مختلف قوم کے افراد جمع ہوں اور وہ تباہی میں آجائے تو اس وقت کشتی کی حالت سے بیخبر رہ کر مذہبی مباحثات شروع کر دینا کسی طرح دانائی کا فعل نہوگا۔ بلکہ اس حالت میں وہ سارے قصور چھڑو کر بالائے طاق رکھ کر صرف اس مصیبت کے دور کرانیمیں متفقہ مساعی سے کام لینگے جو ان سب پر یکساں وارد ہوئی ہے۔

یا مجلس مناظرہ۔ فرض کیجیے کہ وہ خاص مذہبی بحث ہی مجلس ہے جس میں مناظر اپنے حریف سے سرگرم گفتگو ہے؟ اس حالت میں اگر ایک شیر دہندہ مجلس میں آ پہنچے تو پہلے اس ننگی بلا کا دور کرنا ضروری ہوگا اور یہ لحاظ نہ کیا جائیگا کہ صرف ایک ہی طرف کے لوگ مدافعت کریں!

یہ اتفاق تردہ ہے جو مدنیت و معاشرت نے ہمارے لیے لازم قرار دیا ہے۔ لیکن جہاں تک خیال ہے، شیخ صاحب اس اتفاق کے درپے نہیں ہیں۔ بلکہ وہ مذہبی اختلافات کو نابود کرنا چاہتے ہیں، اور اسمیں شک نہیں کہ یہ اتفاق کا فرد اکمل ہے، اگر میسر آجائے تو منتشرہ قوت مجتمعه ہوسکتی ہے، اور جس دن ہم اس اتفاق کی مبارک صرت دیکھیں گے، وہ ہمارے عروج حقیقی کے صبح کا یوم طلوع ہوگا۔

میں نہایت خوشی کے ساتھ مرحبا کہتا ہوں اس شخص کو جس نے اس اتفاق کی آواز سنائی۔ صرف اس وجہ سے کہ مولوی شیخ فدا حسین صاحب اس اتفاق کی خواہش رکھتے ہیں، میں انکو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اور چونکہ میں انکا شریک ہوں اسلیے مجھپر فرض ہے کہ میں انہیں مطلع کردوں کہ انہوں نے اس اتفاق کے طرق تحصیل میں لغزش کی ہے، اور شیخ صاحب ایسے فاضل کی شان سے بعید ہے کہ وہ ایسے اعلیٰ مقصد پر بحث کرنیکی حالت میں اختلاف مسائل کا اس طرح ذکر کریں، جس سے اپنے ہم مذہبوں کی کھلی طرفداری اور دوسرے گروہ کی قوت ادلہ سے چشم پوشی ظاہر ہوتی ہو۔ نیز اتفاق کے حامی کو ایسے الفاظ کا استعمال بھی روا نہیں جو کسی سینہ پر تیردندوز کی طرح زخم کرنے والے یا کسی قوم کو اشتعال دلانے والے ہوں، علیٰ ہذا انکو یہ بھی مناسب نہیں کہ وہ سنیوں کو ہر طرح مجبور کریں، بلکہ انکی اس روش سے خیال ہوسکتا ہے کہ یہ اتفاق کے پردہ میں اپنے مذہب کی ترویج تو نہیں چاہتے؟ کیونکہ انکے طرز اتفاق کا ماحصل یہ ہے کہ شیعہ تو اپنے حال پر شیعہ رہیں مگر سنی شیعہ ہوجائیں، تبرا کہیں، عزا داری، برس، حتیٰ کہ شیعوں کی ایک ایک رسم کی تقلید ہو، اور معہذا آپس میں جنگ و جدل بھی کریں، جب تو اتفاق ممکن ہے رزق نہیں! اس موقع پر مناسب ہے کہ میں مولوی فدا حسین صاحب کے الفاظ بعینہا نقل کردوں۔ ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں:

”میرا مطلب یہ نہیں کہ شیعہ اپنے اصول مذہبی سے دست بردار ہوجائیں (یعنی شیعہ تو اپنے حال پر شیعہ ہی رہیں، اسلیے کہ) ظاہر ہے کہ وہ مسئلہ خلافت کو جزو دین و مذاہم ایمان سمجھتے ہیں (پس انکا اپنے مقام سے سرمو تجاوز کرنا ممکن نہیں) مگر اہل سنت مسئلہ خلافت کو ایک امر دنیوی سے زیادہ وقعت نہیں دیتے (مطلب شیخ صاحب کا یہ ہوا کہ اہل سنت اپنے اصول مذہبی سے دست بردار ہوجائیں) میری رائے یہ ہے کہ سنیوں کو باستثنائے خلفاء راشدین شیعوں کے ساتھ ہر اس شخص کے برا کہنے میں ہمدردی کرنا چاہیے جس سے شیعہ ناراض ہوں اور اپنی ناراضی اپنے طرز عمل سے شیعوں پر ظاہر کردیں (یعنی خلفاء راشدین کے سوا اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ازواج مطہرات اور اولیاء کرام اور ائمہ دین جس جس سے بھی شیعہ ناراض ہوں، سنی سب پر علی الاعلان تبرا کہکر شیعوں کو ناراض کر دین غرض اپنے بزرگان دین و پیشوایان مذہب سب کو سنی گالیاں دین مگر شیعوں کو ضرور رضامند کریں) لہذا سنیوں کو لازم ہے کہ قطعاً ان حرکات سے پرہیز کریں۔ اور شیعوں کے ساتھ عزا داری اور ہمدردی دینا کریں نہ صرف یہی بلکہ اس میں حصہ بھی لیا کریں۔“

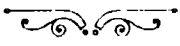
مجھے تعجب ہے کہ الہلال کے فاضل مدیر نے کیوں نہ اس مضمون کے ہر پہلو پر نظر ڈالی۔ اور کسلیے اس پر پوری بحث نہ کی؟

رہا یہ ارشاد کہ سنی عزا داری میں شرکت و ہمدردی کریں تو خدا سنیوں کو ایسی عزا داری سے محفوظ ہی رکھے۔ امام مظلوم علیہ السلام کی شہادت کی تاریخ اور غم غلط سامان دیکھئے تو شامی رچی ہوئی ہے۔ باجے بج رہے ہیں، چراغاں ہو رہا ہے، دھوم مچی ہوئی ہے، سارے عیش کے سامان جمع ہیں، میلے لگائے جاتے ہیں، آکھارے جمائے جاتے ہیں، تمزیونیں صنعتوں کا مقابلہ ہے، عزا داری تو روزی ہی ہے۔ ایک اچھی خاصی نمائش ہے۔ جشن ہے۔ تماشہ ہے۔ فتح یزید کی تصویر کھینچی جاتی ہے۔

یہ موقع اختلافی مسائل کی بحث چھیڑنے یا دل آزاری کرنے والے فقرے لکھنے کا نہیں تھا۔ نہ اس صورت سے اتفاق ممکن ہے کہ سنیوں کو شیعہ ہونے پر مجبور کیا جائے۔ اور ان کے مجبور ہونے کی کوئی وجہ؟ ہاں اتفاق کی یہ صورت تھی کہ آپ شیعوں کی طرف متوجہ ہوتے اور ان کو ان عقائد سے رجوع کرنے پر آمادہ کرتے جو سنی شیعوں کے اتفاق کی راہ میں سخت حجاب واقع ہو گئے ہیں۔ زور دیتے کہ شیعہ تبرا سے مطلقاً پرہیز کریں اور اس کو حرام سمجھیں۔ بتلاتے کہ بد گوئی و سب و شتم خود ان کے اصول و اخلاق کے بھی خلاف ہے۔

معبد نعیم الدین عفی عنہ ناظم انجمن اہلسنت و جماعت - مراد آباد

بقیہ فہرست زر اعانۃ مسجد کانپور



جذاب حکیم عبد الغفور صاحب ۴ روپیہ - ۵ آنہ - جذاب عبد الکرم صاحب ۵ روپیہ - جذاب ڈاکٹر عبد القدوس صاحب ۲ روپیہ - جذاب منشی عزیز اکرم صاحب ۱ روپیہ - جذاب منشی صدیق صاحب ۵ آنہ - جذاب شاہ مبین الحق صاحب ۹ آنہ -

مولانا - السلام علیکم -

مبلغ ۵۰ - ۵ - ۹ بقیہ مصیبت زدگان کانپور فائدہ کے تھے جو مسلمانان بریل (جنکے اسماعیلی گرامی درج ذیل ہیں) سے وصول ہوئے تھے لہذا تار اور مٹی آرڈر فیس کے اخراجات کی رقم کے بعد مبلغ ۴۴ ساڑھے ۱۲ آنہ روانہ خدمت ہیں۔ امید کہ بعد مصیبت زدگان کانپور درج للہلال معہ فہرست کے فرمائیں۔

بقیہ سابقہ ۳ روپیہ ۱ آنہ - معصوم مولوی محمد خدا یار خان صاحب شہر کھڑہ ۶ روپیہ - ۱۰ آنہ - معصوم الاسم ۱ روپیہ - معرفت جذاب عبد الشیخ بیگ محمد امی و عبد الشفی صاحبان طفلان خورہ سال شہر کھڑہ ۱۲ روپیہ - ہادیہ مولوی عبد الرحمان صاحب ۸ آنہ - جذاب ثناء اللہ صاحب ۶ روپیہ - جذاب بہالدین صاحب ۱۲ آنہ - جذاب حافظ محمد شعیق صاحب ۱۰ روپیہ - جذاب سردار چودھری عبد الکرم صاحب ۱ روپیہ ۷ آنہ - آہور حسین خان صاحب ۴ روپیہ ۱۰ آنہ - جذاب نعیم لدی صاحب ۵ روپیہ - جذاب محمد السلام صاحب ۱ روپیہ - جذاب سہو خاں صاحب ۳ آنہ - منشی عبد العزیز صاحب ڈاکٹر ۳ روپیہ - نہال اندین صاحب ۵ آنہ - مقنی محمود الحسن صاحب ۸ آنہ -

دینے والوں کے پیسہ پڑا بوتل اور غلہ تک دیا۔ اس کی تفصیلی فہرست تیار کر سکا۔ ہاں اجماعی فہرست دینا بہت ضرور ہے تاکہ چندہ دینے میں سیکورٹائز نہ ہو۔

نام موضع زراعت صدقہ وطر قیمت ظررف میزان

۱۴	۵۰	۱۵	۹	۹	۳	۶	۶۴
۶	۱	۰	۰	۰	۰	۶	۱
۰	۰	۰	۱۳	۰	۰	۱۳	۰
۲	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۲
۰	۳	۰	۰	۰	۰	۰	۳
۵	۱۳	۰	۰	۰	۰	۵	۱۳
میزان	۱۴	۸۴					

ہم اس عزا داری کے زرا دار نہیں۔ برا دارن شیعہ اور ان کے ساتھ بعض جاہل سنی بھی ان حرکات میں شریک ہوں، تو ان کی ان حرکات کو بھی ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں کہ یہ یزید اور یزیدیوں کی فتح کی نقل ہے جس کی صورت دیکھنا تک ہمیں کبھی گورا نہیں۔ اگر حضرات شیعہ انصاف کریں تو انہیں بھی اس کا اعتراف کرنا پڑیگا۔

البتہ امامین علیہما السلام کی شہادت کی مجلس خود ہم بھی کرتے ہیں۔ اور ان کی ارواح طیہہ کے لیے ایصال ثواب، سیلیں لگانا، بھوکھوں کو کھلانا، صدقہ کرنا، خیرات دینا، مغفوم ہو کر آنکھوں سے آنسو بہانا، ہماری سعادت مندی ہے۔ پان چھوڑ دینا اور اس سے نفیس تر دنیا یا گوتہ کھانا مفت کرم داشتن اور ایک فضول بات ہے۔ نہ کہیں سے منقول نہ مائور۔ نہ سنت نہ مستحب۔

شیخ صاحب نے سنیوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ شیعوں سے اتفاق کر نیکے لیے آپس میں جنگ و جدل کریں۔ ملاحظہ ہوں شیخ صاحب کے الفاظ:

”اور بڑی مصیبت عظمیٰ یہ ہے کہ ہمیشہ سے ہوا نہ ہو، مگر اس زمانہ میں تو ضرور ناصبی سنیوں کے پردہ میں ہیں (غالباً ناصبی کا لقب ان سنیوں کو عطا ہوا ہے جو تعزیر نہیں بناتے)

بیچارے سنیوں نے اپنی سادگی (یعنی حماقت) سے بہت سے لوگوں کو جو در حقیقت ناصبی ہیں، سنی سمجھا۔ ان لوگوں کو سنی بھی اپنے میں سے نکال ڈالیں اور مڈل شیعوں کے ان کی برائی کا اعلان کر دیں (تاکہ آپس میں خوب جوتی پڈزار ہو اور ان سے بیزاری ظاہر کر دیں) پھر دیکھیں شیعہ ان کے ساتھ کیسی محبت کا برتاؤ کرتے ہیں“

سبحان اللہ - کیا عمدہ مشورہ ہے؟ ان سے جنگ کرلو اس امید معصوم پر کہ شیعوں سے اپنا مذہب چھوڑ دینے کے بعد اتفاق ہو جائیگا!!

اسی اتفاق کی حمایت میں مسئلہ خلافت کی بھی بحث چھیڑ دی ہے جس میں سنیوں کا پہلو کمزور دکھایا ہے۔ یہاں تک وہ فرمایا ہے کہ:

”اہل سنت مسئلہ خلافت کو ضروریات دینیہ اور اصول دین سے نہیں مانتے بلکہ ایک امامت دنیویہ سے زائد اس کی وقعت نہیں دیتے“

جس مقصد سے یہ کہا گیا ہے، اس کے لحاظ سے سنیوں کے مذہب و معتقدات پر ایک حد تک حملہ ہے، خاموش جبکہ اس کے مقابل شیعوں کے جانب سے یہاں تک زور دیا گیا ہو کہ:

”ایک امام معصوم کا منتخب ہونا ضروری تھا جسے خود پروردگار عالم انتخاب فرمائے۔ وہ ایسا نہ کرتا تو لازم آتا کہ اس نے ترک اصلاح کیا۔ ان خیالات کی وجہ سے شیعہ انتخاب خداوند کی ضرورت کو بصورت عقل پسند کرنے پر مجبور ہو گئے“

گزارش ہے کہ آپ کے نزدیک پروردگار عالم خاٹی اور تارک اصلاح ہوا اور ضرور ہوا۔ کیونکہ اس نے کسی امام معصوم کا انتخاب نہیں فرمایا۔ اگر فرمایا ہوتا تو آپ کوئی آیت پیش کیجیے۔ مجمع اس وقت کسی مسئلہ میں خواہ مخواہ بحث چھیڑنا مقصود نہیں ہے۔ بلکہ صرف یہ دکھانا مد نظر ہے کہ شیخ صاحب غلط راہ چلے:

اِس رہ کہ تو می روی بہ ترکستان ست -

فہرس زر اعانہ مہاجرین عثمانہ



۱۱	•	•	جناب محمد انور علی صاحب فاروقی
	•	•	پربہنی دکن
	•	•	مراد علی مفتاح حسن خانصاحب پشکار -
۸	•	•	رامپور
۸	•	•	ایک بزرگ از رامپور جو نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے
۵۰	•	•	جناب سید ہاشم صاحب خضر پور
۵	•	•	ایک بزرگ از عیسوی گڈہ براہ کونا
۴	•	•	جناب عزیز محمد خانصاحب - پربہنی دکن
۵۰	•	•	جناب عبد اللہ شاہ صاحب - پٹنہ
۱	•	•	جناب سلطان احمد خانصاحب - سیٹاپور -
	•	•	بزرگان نورندہ ضلع بہرائچ بذریعہ جناب شیخ
۴۰	۷	•	محمد حسین صاحب
	•	•	بذریعہ حکیم محمد اوصاف حسین صاحب -
۲۰	•	•	موندیا جاگیر - بریلی
۹	۴	•	جناب سید احمد علی صاحب - ریلور -
	•	•	(نارتھ اراکٹ)

۸	•	•	ایس - مہر بخش صاحب - دھاروی -
	•	•	بمبئی
۲	۴	•	امیر الدین صاحب
۱	۴	•	لطیف الدین احمد صاحب
۶	۱۱	•	محمد اوسف رحمان محمد صاحب -
	•	•	اعظم گڈہ
۳	•	•	بذریعہ عبد الخالق صاحب - گل امام -
	•	•	دیرہ اسماعیل خاں
۵	•	•	نصیر الرحمن صاحب - بھرنک گڈہ -
۵	•	•	عزیز محمد خانصاحب پربہنی
۱۹	•	•	عبد اللہ خانصاحب - ٹرنک
۳	•	•	حافظ احمد حسن صاحب قدرائی سیٹاپور
۱	•	•	عبد القادر صاحب ڈکٹ کلکٹر - بڑوہ
۲	•	•	عبد الزاق صاحب - نورہ - گیا
۲	۱۲	•	محمد اختر حسن خانصاحب - فتح گڈہ
۲	•	•	سید محمد علی صاحب معمر - بھوپل -

مندرجہ ذیل

۱	•	•	شیخ کرامت سردار سیٹہ بگان قیمت کمال قربانی
۲	•	•	شیخ دین محمد میاں بگان قیمت کمال قربانی
۴	•	•	شیخ بہکامی مستوی میاں بگان قیمت کمال قربانی
۲	۸	•	حاجی شیر علی صاحب سید بگان زکوٰۃ
•	۸	•	شیخ دولت مستری گانچہ گلی مانک تلہ
	•	•	محمد ابراہیم درزی
۱	•	•	نور الدین
۱۰	•	•	عبد القادر صاحب جھڑی
۱۰	•	•	غلام دستگیر صاحب جھڑی
۲	•	•	بنیہ رز

بذریعہ جناب رمی احمد صاحب - از موضع پیوار
ڈاکخانہ میں میں ضلع پٹنہ

۱۴	۸۳	•	بذریعہ مہدی حسن صاحب -
•	۳۰	•	معتد " دبی مسلم فرینڈس " ہزاری باغ
•	۲	•	جناب عبد الغفار صاحب - بسین برہما
	•	•	جناب شیخ امیر صاحب - ٹھیکہ دار
	•	•	دھوند یونا
۱	•	•	ایک ہمدرد قرم
۵۰	•	•	جناب محمد عبد الغفار خانصاحب - چہترہ
	•	•	جناب محمد زاہد علی صاحب -
۹	۴	•	سرانی بہاگلپور
۱۷۱	۹	•	جناب ضیا الحق صاحب - بھونگر نلگنڈہ
۱۰	•	•	جناب محمد ادیس صاحب - پھریا
	•	•	جناب امتیاز علی صاحب - ہید ماسٹر
۳	•	•	ملیم آباد لکھنؤ
	•	•	جناب حافظ عبد الواحد صاحب -
۴۰	•	•	کرہ ندا - اعظم گڈہ
۵	•	•	خاتون رزیر انسا بیگم صاحبہ - مانگرزل کٹھیوار
	•	•	جناب ولی محمد مومن صاحب - مانا بدر -
۲	•	•	کٹھیوار
۹	•	•	جناب منشی محمد شریف صاحب - درگئی
۴۴	۱۲	۶	جناب چودھری اشتیاق احمد صاحب بریلی
۴	•	•	جناب ڈاکٹر محمد حسن شاہجہانپور
۲	•	•	ایک بزرگ از شاہجہاں پور
۱۳	•	•	بذریعہ مراد علی عبد الکریم صاحب ندیم - نگر نرسہ -

مراد علی محمد شہاب الدین صاحب - مانک تلہ
الملک

(اسکی تفصیل پیل نمبر (۱) میں گذر چکی ہے)

۱۰۵	•	•	بذریعہ عبد العی خانصاحب - رائچپور
۱	•	•	مرزا حبیب احمد صاحب - حیدر آباد
۱	۷	•	محمد قمر الدین صاحب - علیگڈہ
۲۳	۱۲	•	عبد الصمد صاحب - گوراپور
۱	۱	۶	ع - م بذریعہ ٹکٹ ڈاک
۳	•	•	محمد عبد اللہ صاحب - اعظم گڈہ
	•	•	حاجی محمد سردار خانصاحب محمد خانصاحب
۳۵	•	•	سردگر منڈلہ
۲۰	۶	•	جناب ارمان صاحب بریلی - از شاہ جہانپور
۷	۱۴	•	جناب ابرہم عبد الماجد صاحب - فیڈ بازار -
۱۶۸	۲	•	مروک برہما -

بہ تفصیل نمبر (۲)

۳	•	•	مہر غلام محی الدین صاحب نلگنڈہ
۸	•	•	محمد طیب صاحب - نصر گنج
۳	•	•	محمد اطہر صاحب - جہانسی
۱۰	•	•	محمد رلیت احمد صاحب - لاهرپور



۱	۰	۰	حیدر خان	۳	۰	۰	الہ الدین
۴	۰	۰	مروار الدین	۱	۰	۰	رحیم بخش
۱	۰	۰	اکبر خان	۰	۸	۰	جہندے خان دربان
۱	۰	۰	دادا بھائی	۰	۸	۰	صاحب الدین درزی
۱	۰	۰	مراد علی	۲	۰	۰	مولا بخش درزی رالے
۱	۸	۰	صاحب علی	۱	۰	۰	احسانو دفتری
۱	۰	۰	محمد حسین	۱	۰	۰	نظم محمد
۰	۸	۰	مظہر علی	۰	۸	۰	مرکب زہر بادی
۲	۰	۰	بہشاہ میاں	۱	۰	۰	رزاق
۰	۴	۰	علی اصم	۱	۰	۰	محمد الدین
۲	۰	۰	ایک خاتون	۱	۰	۰	عبد اللہ
۵	۰	۰	قادر بخش مستری	۵	۰	۰	پدر بھائی و صاحب علی
۱	۰	۰	حاجی مہتاب الدین	۱	۰	۰	محمد صالح
۲	۰	۰	سلطان بخش مستری	۱	۰	۰	یوسف
۱	۰	۰	جہندے خان حجام	۱	۰	۰	کرچہ زہر بادی
۰	۴	۰	حسینی	۰	۸	۰	غلام حسین
۰	۴	۰	بوڑا خان	۱	۰	۰	ابراہیم درکار
۱	۰	۰	خواجہ خان	۲	۰	۰	عمر قاسم
۱	۰	۰	مرزا نظیر بیگ	۱	۰	۰	سید عبد الغفور
۱	۰	۰	برکھو	۲	۰	۰	کرلجی زہر بادی
۲	۰	۰	کلن خان	۰	۸	۰	ایک گھڑی ساز
۱	۰	۰	محمد بخش درزی	۰	۷	۰	اے حاجی
۵	۰	۰	محمد ابراہیم صاحب جوہری	۲	۰	۰	کرگڑا بن
۰	۴	۰	مرسا بھائی	۱	۰	۰	موندہ بن
۱	۰	۰	منسی علی محمد درکار	۵	۰	۰	حاجی مامن چن
۵	۰	۰	سید اخلاق حسین صاحب جوہری	۱	۰	۰	محمد ابراہیم
۱	۰	۰	مرزا دلار علی صاحب جوہری	۰	۸	۳	محمد بھی
۲	۰	۰	محمد امین صاحب جوہری	۰	۸	۰	عبد القادر
۰	۸	۰	بشیر خان جوہری	۰	۸	۰	عبد الرحمان
۱	۰	۰	ڈاکٹر عبد العزیز صاحب	۱	۰	۰	عبد الحمید
۱	۰	۰	عبد الغفور صاحب سوداگر	۰	۸	۰	محمد مری
۱	۰	۰	مرلوی غلام مرتضیٰ صاحب	۲	۰	۰	محمد علی
۱	۰	۰	محمد بخش خانسامہ	۳	۰	۰	جائی کرکڑی
۱	۰	۰	شیخ قربان علی	۱	۰	۰	حاجی نور الدین
۱	۰	۰	ربوہی	۵	۰	۰	حاجی داؤد ما ارکھائی کنٹرکٹر
۱	۰	۰	حادی علی	۱	۰	۰	عبد الغفور لیڈین
۱	۰	۰	کرامت خان	۶	۰	۰	عبد الرحیم و سلیمان وغیرہ چہ آدمی
۱	۰	۰	رحمت اللہ	۲	۰	۰	محمد جرجیس صاحب جوہری
۱	۰	۰	علیم اللہ	۱	۰	۰	نبی بخش الہ بخش
۱	۰	۰	عبد الطیف	۱	۰	۰	امیر جی جوہری
۲	۰	۰	عبد المجید	۱	۰	۰	منشی اسحاق صاحب
۱	۰	۰	یعقوب علی دربان	۱	۰	۰	دلدار خان صاحب جوہری
۱	۰	۰	ندا حسین	۱	۰	۰	چرکت درزی
۱	۰	۰	ناصر علی	۱	۰	۰	بہادر خان
۱	۰	۰	محمد اللہ صاحب	۱	۰	۰	حسین بخشی قصاب
۱	۰	۰	عطا محمد	۶	۱۲	۰	دری جگہ کا چندہ وصول ہوا
نوٹ — یہ فہرست عرصے سے کمپوز کی ہوئی پڑی تھی لیکن عدم گدھایش کی وجہ سے نکل نہ سکی اس ہفتے درج کر دی جاتی ہے۔ اندہ اشاعت میں مجموعی حساب کے بعد ہر مد کا میزان مل وغیرہ درج کر دیا جائیگا۔				۱	۰	۰	الہ دین خان
				۱	۳	۰	انتظام الدین
				۱	۰	۰	کریم الدین
				۵	۰	۰	منشی محمد اسحاق

اس گرمی کے موسم میں کھائے پینے کے بے اعتدالییہ لہجہ سے
پتلے دست پیک میں درد اُڑنے اکثر ہوجاتے ہیں۔ اور اگر اسکی
حفاظت نہیں ہوئی تو ہیضہ ہوجاتا ہے۔ بیماری بڑھ جائے
سنہالنا مکمل ہوتا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل
عرق کانورہیمہ اپنے ساتھ رکھو۔ ۳۰ برس سے تمام ہندوستان
میں جاری ہے، اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری
دوا نہیں ہے۔ مسافرت اور غیروطن کا یہ ساتھی ہے۔ قیمت
فی شیشی ۲۔ آنہ ڈاک معصوم ایک سے چار شیشی تک ۵۔ آنہ۔

ڈاکٹر ایس کے برمن - غنیمت تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

بھی سر سبی مرن - از اسے بی سرور بی رجم سے بھار ان ہو -
 ان سب کو بھکم خدا دور کرتا ہے، اگر تمنا پانے کے بعد بھی
 استعمال کیجئے تو بھوک بڑھ جاتے، ہے، اور تمام اعضا میں خون
 سالم پیدا کرنے کی رجم سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی
 و چالاکی آ جاتی ہے، نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آ جاتی
 ہے - اگر بظاہر نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں، بدن میں سستی
 اور طبیعت میں ناہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو -
 کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - توبہ تمام شکایاتیں بھی اسکے استعمال
 کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام
 اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت
بڑی بوتل - ایک روپہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پہرچہ ترکیب استعمال ہونے کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

الوجه
ار و بر و بر ائتر

ایم - ایس - عبد الغنی کیمسک - ۲۲، ۷۳

کولو نوله استریک - کلکته

47 گھر بیتھ روپیہ پیدا کرنا!!!!

مرد، عورتیں، لڑکے، فرصت کے اوقات میں روپیہ پیدا کر سکتے ہیں۔ تلاش ملازمت کی حاجت نہیں اور نہ قلیل تنخواہ کی ضرورت۔ ایک سے ۳ روپیہ تک روزانہ - خرچ، براے نام - چیزیں دور تک بھیجی جاسکتی ہیں۔ یہ سب باتیں ہمارا رسالہ بغیر اعانتہ استقامت آسانی سکھا دیتا ہے جو مشین کے ساتھ بھیجا جائیگا۔ پراسپیکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیے۔

تو ۳ روپے - اور اس
سے بهي ڪجهه زياده
حاصل ڪر سگهتي هيون -
اڪر اس سے بهي زياده
چاهيے تو ڇهه سوني
ايڪ مشين منگائي
جس سے مسوزه اور
گنڊجي دڙو تيار ڪي
جائي ۽ اور ۳۰ روپيه -



تہوڑے سے یعنی ۱۲
 رپیہ بقل نٹ کٹنگ
 (یعنی سپاری تراش)
 مشین پر لگائیے ۔ یہ
 اُس سے ایک رپیہ روزانہ
 حاصل کر سکتے ہیں ۔
 اور اگر کہیں آپ آدرشہ
 کی خود باف موزے کی
 مشین ۱۵۵ - کو منگالیں

روزانہ بلا تکلف حاصل کرلیں یہ مشین موزے اور ہر طرح کی بنیالیں (گنچی) وغیرہ بنتی ہے۔

ہم آپ کی بنیائی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتے ہیں - نیز اس بات کی کہ قیمت بلا کم و کاست دیدی جائیگی !

ہر قسم کے کاتے ہوئے اور 'جو ضروری ہوں' ہم بعض تاجرانہ نرخ پر مہیا کر دیتے ہیں۔ تاکہ روپیوں کا آپ کو انتظار ہی کرنا نہ پڑے۔ کام ختم ہوا، آپ نے روانہ کیا، اور اُسی دن روپے بھی مل گئے! پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لیے اور چیزیں بھی بھیج دی گئیں!

ادرسه نیٹنیگ کمپنی - نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ - کلکتہ
سب ایجنٹ شاہزادہ اینڈ کمپنی نمبر ۸۰ نذیر بازار - دہاکہ

ہندوستان میں ایک نئی چیز بچے سے بڑے تک کو ایکساں
فائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل رعایا والے کو گھر میں رکھنا چاہیے۔
تازہ دلائی ہوئی کی ہری پتوں سے یہ عرق بنا ہے۔ رنگ
بھی پتوں کے ایسا سبز ہے۔ اور خوشبو بھی تازہ پتوں کی سی
ہے۔ مندرجہ ذیل امراض کیواسطے نہایت مفید اور اکسیر ہے:
نفخ ہو جانا، کھٹا ذکار آنا، درد شکم، بدھضمی اور متلی۔
اہلہاکم ہونا رواج کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے۔
قیمت فی شیشی ۸۔ آنہ محصول ڈاک ۵۔ آنہ
ہوری حالت فہرست بلا قیمت منگوا کر ملاحظہ کیجئے۔
نوٹ — ہر جگہ میں ایجنٹ یا مقہورہ و افروش کے یہاں ملتا ہے۔



[19]

۱۰۰ کا موہا کی قسم ہے

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا می کرنا ہے تو اس کے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسئلہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کثرت چھانت کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمائش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متقدم نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جو یاں ہے بذابریں ہم نے سالہا سال بی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و ولایتی تیلوں کو جانچ کر ”موہلی کسم تیل“ تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد ملی ہے بلکہ مرجمدہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جس کے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیو یا ہونے میں لاجواب ہے - اس کے استعمال سے بال خراب گھنے آگتے ہیں - جویں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اس کی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے -

تمام دوا فردشوں اور عطر فردشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ معصروں تک۔

וְיָמֵינוּ יִשְׁמְרוּנוּ וְיִשְׁמְרוּנוּ וְיִשְׁמְרוּנוּ

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مر جا یا کرتے ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ اُن مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کڑی حکیمی اور مفید پینٹ دوا ارزاں قیمت پر کھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آ سکتی ہے۔ ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے نفل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیخیل مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے۔ مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بھی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پُرانا بخار - مرمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار، جسمیں زرم جگر اور طحال بھی لعل ہو، یا وہ بخار، جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو۔ سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ گلڈن

خیمالات ازاں

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا إِنَّا بِكُمْ مُصِيبِينَ
كثِيرٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ

الْمَسْأَلَةُ

ایک ہفتہ وار مصور سالہ

میرسنول و مخصوص

احمد علی بیگ لکھنؤی

مقام اشاعت
۱-۵ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

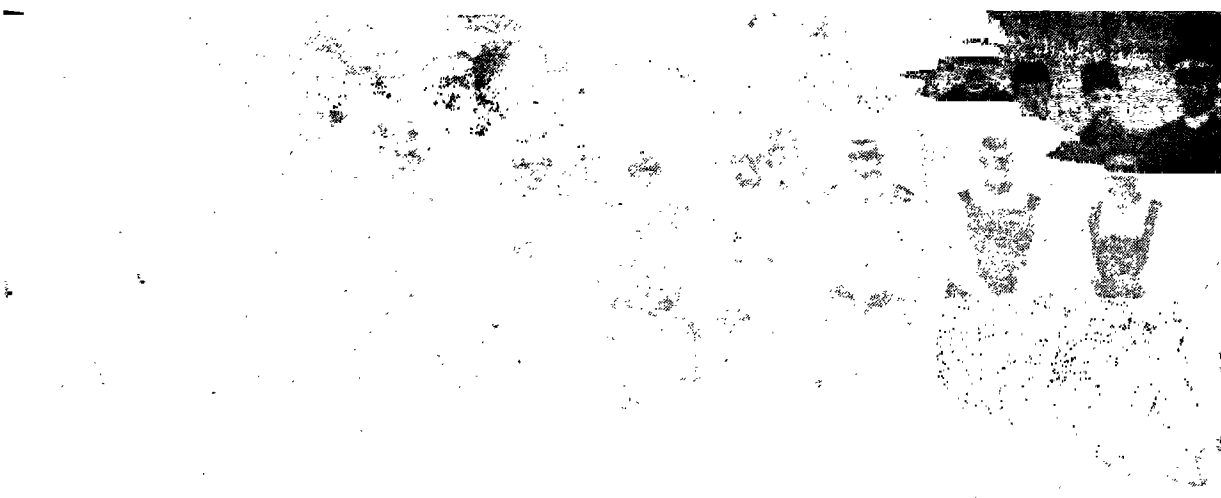
قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۳

شعبہ : جہاوشنبہ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta : Wednesday, December 24, 1913.

نمبر ۲۶



- (۱) اگر کسی صاحب نے پاس ہولی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی۔
- (۲) اگر کسی صاحب کو پتہ کی تبدیلی کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں۔
- (۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنے کے ٹکٹ آنے چاہیں یا پانچ آنے کے رہی۔ پی کی اجازت۔
- (۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے۔
- (۵) خط و کتابت میں خریداری کے نمبر اور نیز خط کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل حکم کی شکایت نہ فرماویں۔
- (۶) منی آڈر روانہ کرتے وقت کوپن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں۔

ضرورت ہے

ایک ایف اے مسلمان کی ضرورت ہے جو انگریزی اور حساب میں خاص مہارت رکھتا ہو۔ عمر تیس اور چالیس سال کے درمیان ہو۔ خوش اخلاق اور مذہبی تعلیم سے بھی واقفیت رکھتا ہو۔ تنخواہ چالیس روپیہ ماہوار معہ جائے آسائش و خوراک۔ انکی زہر نگرانی شب و روز دو انٹرنس کے طلباء رکھے جائنگے۔ نگہداشت پر آئندہ کی ترقی کا وعدہ۔ تمام خط و کتابت میر اسلم خان جنرل کنٹرولر - بریڈ لاج - سرول لائن - ناگیپر - کے پتہ سے ہونی چاہئیے۔

اشتمارات کیلئے ایک عجیب فرصت

ایک دن میں پچاس ہزار !!!

”ایک دن میں پچاس ہزار“ یعنی اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایک اشتمار صرف ایک دن کے اندر پچاس ہزار آدمیوں کی نظر سے گذر جائے، جس میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ ہوں، تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے۔ یعنی یہ کہ آپ ”الہلال کلکتہ“ میں اپنا اشتمار چھیڑا دیجیے۔

یہ سچ ہے کہ الہلال کے خریدار پچاس ہزار کیا معنی پچاس ہزار ہی نہیں ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس امر کی واقعیت سے بھی آجکل کسی باخبر شخص کو انکار نہوگا کہ وہ پچاس ہزار سے زائد انسانوں کی نظر سے ہر ہفتے گذرتا ہے۔

اگر اس امر کیلئے کوئی مقابلہ قائم کیا جائے کہ آجکل چھپی ہوئی چیزوں میں سب سے زیادہ مقبولیت اور سب سے زیادہ پڑھنے والوں کی جماعت کون رہتی ہے؟ تو بلا ادنیٰ مبالغہ الہلال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مشرق میں پیش دیا جا سکتا ہے، اور یہ قطعی ہے کہ اس کو اس مقابلے میں دوسرا یا تیسرا نمبر ضرور ملے گا۔

جس اضطراب، جس بیقراری، جس شوق و ذوق سے پبلک اسکی اشاعت کا انتظار کرتی ہے اور پھر پرچے کے آنے ہی جس طرح تمام محلہ اور قصبہ خریدار کے گھر قوت پڑتا ہے، اسکو آپ اپنے ہی شہر کے اندر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

اس کی وقعت، اُن اشتمارات کو بھی وقیع بنا دیتی ہے، جو اسکے اندر شائع ہوتے ہیں۔

با تصویر اشتمارات، یورپ کے جدید فن، اشتمار نویس کے اصول پر صرف اسی میں چھپ سکتے ہیں۔

سابق اجرت اشتمار کے نرخ میں تخفیف کردی گئی ہے۔
منیجر الہلال انٹرنیکل پرنٹنگ ہاؤس۔

۷/۱ - مکلاؤڈ اسٹریٹ - کلکتہ۔

خضاب سیہ قاب

ہم اس خضاب کی بابت لن نرائی کی دینا پسند نہیں کرتے لیکن جو سچی بات ہے اسے کہنے میں توقف بھی نہیں، خواہ کوئی سچا کہے یا جھوٹا حق تو یہ ہے کہ جتنے خضاب اسوقت تک ایجاد ہوئے ہیں ان سب سے خضاب سیہ قاب بڑھکر نہ نکلتے تو جو جرمانہ ہم پر کیا جارے گا ہم قبول کریں گے۔ دوسرے خضاب مقدار میں کم ہوتے ہیں خضاب سیہ قاب اسی قیمت میں اسی قدر دیا جاتا ہے کہ عرصہ دراز تک چل سکتا ہے۔ دوسرے خضابوں کی ہونا گوار ہوئی ہے خضاب سیہ قاب میں دلپسند خوشبو ہے دوسرے خضابوں کی اکثر سرد شیشیاں دیکھنے میں آتی ہیں اور بڑوں میں سے دو مریبہ کا بڑا بڑا ہے خضاب سیہ قاب کی ایک شیشی ہوگی اور صرف ایک مرتبہ لگایا جائیگا۔ دوسرے خضابوں کا رنگ دو ایک روز میں بھیکا بڑھاتا ہے اور فہام کم کرنا ہے۔ خضاب سیہ قاب کا رنگ روز بروز بڑھتا جاتا ہے اور دو چاند قیام کرتا ہے بلکہ بھیکا بڑھاتی نہیں۔ کھوٹیاں بھی زیادہ دنوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ دوسرے خضابوں سے بال سخت اور کم ہوتے ہیں خضاب سیہ قاب سے نرم اور کدچن ہو جاتے ہیں مختصر یہ کہ ہمارا کدچن بعد استعمال انصاف آپ سے خود پہلاندہ ہے اس وقت تک اس خضاب کی ایجاد ہوا اور یہ ہوگا خضاب بطور نیکل کے دس یا اسی اور چیز سے بناؤں پر نکال جاتا ہے یہ ناندھنے کی ضرورت نہ ہے۔ حاجت لگانیکے بعد بال خشک ہوتے کہ رنگ آیا۔ قیمت فی شیشی ۱ روپیہ محصول قاک بڈمو خریدار۔ زیادہ کے خریداروں سے رعایت خاص ہوگی۔

ملنے کا پتہ کارخانہ خضاب سیہ قاب لنرہ دلسنگہ امرت سر

S. C. MITRA & CO.
بہترین طبعیت اور عمدہ تیاری
ہندوستان
کارخانہ
ہاتف نمبر ۱۰۰۰۔ لائن اور نمبر بلائی کوائف

پہلے دن دیر سے کہیں نہ پڑنا شروع کیا گیا جسکے تمام آلات و سامان اور ہنگامہ
اور ان کے یہ پتے سنگھانی کی پتے کھودوئی پر کاربائی ہوئی ہیں جن کی کاپی کے ساتھ
کارخانے کی خصوصیتیں
(۱) وقت مقررہ پر پہنچ کر تیار کرنا
(۲) کم قیمت
(۳) ہر قسم اور طرح کی خوشبو کی پوری طرز تعمیل کرنا۔
اگر آپ اپنے پتے پر کوئی دوسری قیمت لکھیں تو ہم آپ کو یہ قیمتیں بھی لکھیں گے۔
نمونہ اور نمونہ کے نام اور نمونہ کے نام لکھیں اور پھر اس کے ساتھ
الشاکر اس سی مندرین کو نمبر ۱۰۰۰ لکھیں
CALCUTTA.

AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor,

Abul Kalam Azad

7, FICCOE STREET,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs.8

Half-yearly 4 - 12.

الاحلام

میرسنون غرضوی
مسلم لیگ لارڈ اسلام آباد

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ
کولکٹہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۱۲ روپیہ آہ

نمبر ۲۶

۲۵ محرم الحرام ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta : Wednesday, December 24, 1913.

جلد ۳

مسٹر گوہلے نے اسکی تردید شائع کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان تاروں کے علاوہ جو بغرض استفسار حال بھیجے گئے ہیں، ۱۹ کی صبح سے میں نے کوئی تار اس موضوع پر نہیں بھیجا۔ ۱۹ کوچر تار بھیجا ہے وہ نکال انڈین ایسوسی ایشن کے تار کا جواب ہے۔ یہ تار بھی مسٹر گوہلے نے شائع کر دیا ہے۔ اسیں انہوں نے آئندہ پالیسی کے متعلق اظہار تردد، سخت حزم و تعویض کی تاکید، اور سر فیروز شاہ مہتا کے ملنے کے بعد تار دینے کا وعدہ کیا ہے۔

۱۸ - دسمبر کو مجلس تفتیش نے نشست شروع کی۔ جمع سالوں کے ہا ہا ہا "تحقیقات کو حتی الامکان مکمل بنانے کے لیے مجلس نے خدمت سے - عارضی ہی ہے کہ وہ مسررس گاندھی، پورٹ، دیلن بیچ، اور ان تمام اسٹرائٹ - روز کو چھوڑ دیے، جو اس وقت جیل میں ہیں۔ اگر یونین گورنمنٹ، نکال انڈین ایسوسی ایشن، اور وہ تمام لوگ، جنکو اس معاملہ سے دلچسپی ہے، کونسل کے ذریعہ اپنے خیالات کا اظہار کریں، تو اس سے کام بہت آسان ہو جائے۔ اگر حکومت ہند اپنا وکیل بھیجنا چاہتی ہے تو اس کو حق حاصل ہے۔"

مجلس کا آئندہ اجلاس ۱۲ - جنوری کو قریب میں ہوا۔ غالباً یہ مجلس کی سفارش ہی تھی جسکی بناء پر مسررس گاندھی، پورٹ کیلن بیچ وغیرہ کو رہائی وعدہ پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اسٹیشن پر ان اسپران راہ شرف و انساڈیت کے استقبال میں وہ تمام جوش و خروش دکھایا گیا، جو ان کے ہوتے ہوئے ہندوستان کے مسلمانوں میں ہر مدعی لیڈری کے استقبال میں دیکھتے ہیں۔ اس موقع پر جرج امر قابل خصوصیت و قابل ذکر ہے وہ مسٹر گاندھی کا ثبات و استقلال ہے۔ یہ مجسمہ شرف و فضل جب اپنے وطن عزیز کی مظلومیت کے ماتم اور اپنے احوال وطن کے ساتھ مساوات و ہمسری کے اظہار کے لیے مزدوروں کا لباس پہنے ہوئے قریب کے جلسے میں آیا، تو مجمع جسکی تعداد پانچ ہزار تھی، یکسر جوش و خروش ہو گیا۔ مسٹر گاندھی، پورٹ، اور کیلن بیچ نے نہایت آتشیں تقریریں کی۔ ایک رزولوشن مجلس تفتیش میں ہندوستانیوں کی عدم شرکت کے خلاف پاس ہوا۔ دوسرے رزولوشن میں حکومت پر زور دیا گیا کہ وہ کمیشن میں ایسے یورپین اشخاص مقرر کرے، جنہیں ہندوستانی بھی ماننے ہوں۔ آخر میں یہ طے ہوا، کہ اگر یہ مطالبات پورے کیے جائیں، تو مقارمت مہجورل تا فیصلہ مجلس تفتیش ملتوی رکھی جائے، ورنہ از سر نو روز و شرور کے ساتھ شروع کی جائے۔

مسٹر گاندھی نے یہی خیالات ردوٹر کے وکیل سے بھی ظاہر کیے ہیں۔

اگر آپ ذوق آشنا ہے درد میں اور اس لذت کو ضائع کرنا نہیں چاہتے تو ضرور ہے کہ ناخ زخم کی خبر گیری کرتے رہیں، ورنہ اگر زخم خشک ہو گیا تو نہ پورہ لذت درد ہوگی، نہ وہ شرش جڑوں۔

مسٹر گاندھی کہ جامع شرائط و صفات قیادت ہیں، اس لئے سے غافل نہیں۔ انہوں نے طے کر لیا ہے کہ اپنے وطن عزیز و محبوب کے ماتم میں مزدوروں کے لباس میں رہنے کے علاوہ ۲۴ گھنٹہ میں صرف ایک بار کھانا کھائیں گے نیت اللہ اقدسہ و عظم اجر و رزقنا من امثاله۔

تیسری ششماہی

اختتام

الہلال کی تیسری جلد کا یہ آخری نمبر ہے۔ سال تمام کی تعطیل میں آئندہ نمبر نہیں نکلے گا۔ جن مشترکین کرام کا نیا سال اشتراک آئندہ جنوری سے شروع ہوگا، براہ کرم وہ دفتر کو مطلع فرمائیں کہ آئندہ انکی خدمت میں دی - پی زرآنہ کیا جائے یا نہیں؟ راخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

فہرست

- ۱ آخر الانباء
- ۲ شذرات (اجتماع عظیم)
- ۳ مقالہ افتتاحیہ (مستقبل بلاد عثمانیہ)
- ۴ مقالات (چہ دہم در ہندوستان)
- ۵ برید فرنگ (مسئلہ شام)
- ۶ مذاکرہ علمیہ (طبقات الارض)
- ۷ المراسلہ و المناظرہ (طریق تسبیہ و تذکرہ خوانین)
- ۸ شہر عثمانیہ (دولت اسلامیہ کے ایک عضو منقطع ہ انجام)
- ۹ اطلاع (معدن اہجو کیشیل کانفرنس میں سر فیروز شاہ مہتا کی شرکت)
- ۱۰ مراسلات (مکتوب مدینہ منورہ)
- ۱۱ قیہ برید فرنگ (شہادت اعداء)

تصاویر

- ۲ خراجہ کمال الدین
- ۳ شط "دجلہ" بغداد
- ۴ "تاج" آگرہ کا ایک ستون
- ۵ حضرة کاتب خبیر، السید محمد توفیق بے نزل ہند
- ۶ توفیق بے، بصری بے، مولانا شبلی نعمانی

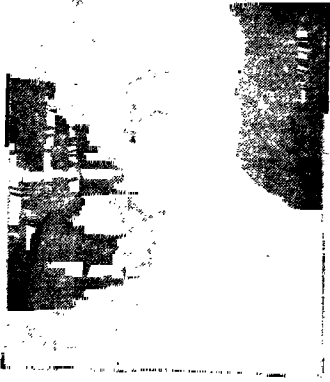
جنوبی افریقہ

مجلس تفتیش کی ترکیب عمداً جسقدر ناقص رہی گئی ہے اسکا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اسے ایک مجبر مسٹر وٹلی بھی ہیں جو ان افواج کے لغت کرل ہیں جنکے مرز عمل کی تحقیقات بہ مجلس کرگئی، نیز حال میں تین پونڈ ٹیکس کی علانیہ نایب بھی کرچکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی مجلس پر جس میں ایک طرف تو ایک فرقہ کی حمایت کا نام صفر ہو، دوسری طرف ایک فرقہ کا انصر بالا عضو مجلس ہو، عدم طبائیت تک مذہب بلکہ ناکور امر تھا۔ گذشتہ ہفتہ اس مجلس کے خلاف کیپ ٹون، جو نانبرگ، کمبری، پوجف اسٹورم، وغیرہ وغیرہ تمام ہندوستانیوں کے مرکزوں میں احتجاجی جلسے ہوئے۔ قریب کے جلسے میں صدر نے مسٹر وٹلی کی خبر عضویت مجلس رسعت اعتراض کیا۔ کہیں اور کانوں میں ہندوستانیوں کے مصائب و مشکلات کی حقیقت اور مجلس تفتیش میں انکی کافی نیابت کے متعلق رزولوشن پاس ہوئے۔

مگر جیسا کہ مسٹر گوہلے کے نام نکال انڈین ایسوسی ایشن کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت جنوبی افریقہ ان تمام احتجاجات و مطالبات کے جواب میں مہربانی کے ساتھ معذرت دے رہی ہے اور اس ضرورت و غرور اور شور و فغاں کو ایک مربع بے بال پر کی فعال مدد سے سمجھتی ہے اور اسلئے انکو کوئی وزن دینا نہیں چاہتی!

اگرچہ بظاہر ردوٹر ایجنسی بعض قاصد و خبر رساں ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ترواج کذب و خدع کا بھی کبھی کبھی آلہ بن جاتی ہے۔ اگر آپ وہ تار بولگتے ہیں اس نے جو، مکی ٹیلیسٹکس و بلقان کے اڈاء میں بھیجے تھے، تو یقیناً ابھی وہ تار "ہلے ہوئے" جو اس نے جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کی بغارت و سرکشی، زحمت و قانون شکنی، حکومت کے ناکور تدابیر حفظ امن و نظام، اور مراسلہ نگار ملی ٹیلیگراف کی شہادت برأت حکومت کے متعلق دیے تھے۔

۱۷ - دسمبر کو اس نے ایک نیا شہرہ کھلایا۔ جنوبی افریقہ میں دوبارہ اسٹرائٹ احوال اور بشرط وقوع اسکی وسعت و حسن تنظیم کا ذکر کرتے ہوئے اپنی لسان پرانی ہیں مسٹر گوہلے کے تار اور اسکی غلط تفسیر کا اس طرح ذکر کیا، جس سے یہ دہشت والے پر یہ اثر ہوتا تھا کہ اگر انکی اسٹرائٹ ہوئی تو اسکا باعث مسٹر وٹلی کا تار ہوگا۔



خواجہ ناز علی

اجتماع عظیم

دعوة و تبدیلی غ اسلام

اجتماع - ۲۱ - دسمبر - ٹون ہال - کلکتہ

بد بختانہ خود دوسروں کے دستِ ہدایت کا انتظار کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ ”غفلت انتہائی اور تاریکی شدید ہے“ مگر بہلادیا گیا اور مقصد کم ہے، ایسی حالت میں انگلستان کے طبقہ امرا میں سے ایک صاحب فکر و فضل شخص کا، ”یعدی لارڈ ہیڈلی“ بالقابہ کا مشرف بہ اسلام ہونا، یقیناً ایک ایسی خبر ہے جو نہ صرف اسلام کی تاثیر صداقت و حقانیت ہی کی ایک تازہ ترین مثال ہے بلکہ صداقت کے اس قدیمی اور دائمی معجزے کو بھی واضح کرتی ہے کہ جس درجہ حق ہی معیت کیلئے انسان مجبور ہے، اتنا ہی حق اپنے ہر روز صداقت میں اُسکی اعانت سے بے پروا ہے، اور وہ اپنے اندر ایک ایسی قوت رکھتا ہے جو خود ہی نشرو نما پاتی ہے۔

”میں اُس پامال اور فرسودہ اعتراض کی طرف متوجہ نہیں ہوں گا جس کا بار بار جواب دیا جا چکا ہے، اور جواب ہر صاحب فکر و علم کی نظر میں اپنا اثر چکا ہے۔ یعنی اسلام کی اشاعت بڑی شمشیر، لیکن کم از کم اُن متعرضین کو سر دست یہ یاد دلانا کہ بہتر ہوگا کہ لارڈ ہیڈلی کو مجبور کرنے کیلئے کوئی خوں ریز سونہ نہیں چمکی تھی!“

لارڈ مرصوف انگلستان کے امراء میں ایک صاحب فکر شخص ہیں، جو منصف تیس چالیس سال سے اسلام کا مطالعہ کر رہے ہیں انہوں نے اعلان اسلام کے بعد جو نصریحات اپنے بارے میں لیں ہیں اس سے انکے اس مقدس اجتہاد فکر کا اندازہ لیا جا سکتا ہے پس ہماری موجودہ مسرت صرف اس بنا پر نہیں ہے کہ ہم نے ہنگوشتان اسلام میں ایک یورپین امیر کا اضافہ ہو گیا، نہ صرف اسلیئے کہ ایک منطقی روم بغیر کسی خارجی تحریک سے، یعنی کے معض اپنے طلب صادق اور جستجو حقیقت سے مدول مدول تک پہنچی، اور اُن تمام بیڑیوں کے تروڑنے میں کامیاب ہوئی جو سوسائٹی اور رسم و رواج کے تعبد کی انسان کے اپنے ہاتھوں میں پھن لی ہے۔

حضرات! ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے مہمان کا خیر مقدم بجا انداز اور ساتھ ہی جہاد حق اور ابتکار فدویت کی اُس مثال عظیم کی وقعت کے اعتراف میں بخل نہ کریں جو جناب خواجہ کمال الدین بی - اے - عظیم الدین نے اس بارے میں ہمارے سامنے پیش کی ہے۔ جیسا کہ آپ تمام لوگوں پر واضح ہے، خواجہ صاحب بغیر کسی جماعتی اور قومی اعانت کے محض اپنے دماغی ہوش و سوق سے انگلستان کے تمام اشاعت اسلام کا کام شروع کر دیا، اور جو اپنے اندر سچائی رکھتا ہو، وہی بھی ضائع نہیں جاتا۔ چند ماہ کے قیام کے بعد ہی انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ اُنکا مشن کس درجہ بہترین ترقعات کا مستحق ہے۔ بچہ شبہ نہیں کہ لارڈ ہیڈلی جو عرصے سے اپنے اندر اسلام کی صداقت کا اعتراف رکھتے تھے، انکے ایسے رفیق کے منتظر تھے، جو انکے بعض شکوک و ازالہ کر دے، اور

کنتم خیر امة اخرجت للناس، تم دنیا کی تعلیم اُمّتوں سے تاملروں بالمرورف و تنہوں بہترین امت ہو کہ نیک کاموں عن المنکر و تو منون باللہ، کا حکم دیتے ہو، برائیوں سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اور اگر اسی طرح یہود اور خیراً لهم، و منهم المؤمنون و اکثر ہم الفاسقون - نصاریٰ بھی سب کے سب (۱۰۶:۳) ایمان لے آئے تو یہ اُنکے حق میں بہتر تھا، مگر اُن میں سے بعض ایمان لے آئے اور افسوس کہ اکثر مبتلائے ضلالت ہیں!

گذشتہ اشاعت میں دعوة و تبلیغ اسلام کے متعلق جس جلسے کے انعقاد کی خبر دی گئی تھی، وہ ۲۱ - دسمبر کو بعد ظہر ٹون ہال میں منعقد ہوا۔

اعلان میں درجے کا وقت مقرر کیا گیا تھا، مگر قبل اسکے کا در بجیں، تمام ہال حاضرین سے رک چکا تھا، اور ایک کرسی بھی خالی نہ تھی جو تازہ واردین کی منتظر ہو۔

تلاوت مقدسہ قرآن کریم سے جلسہ کا افتتاح ہوا، اور مسٹر سید محمد شریف بیرسٹریٹ لاکھی تحریک اور مسٹر محمد محسن سپرنٹنڈنٹ فشریز کی تائید سے جناب مولوی نجم الدین احمد صاحب ریڈنر ڈپٹی کلکٹر کلکتہ صدارت کیلئے منتخب ہوئے۔

جناب مولوی صاحب کی افتتاحی تقریر مختصر، مگر جامع تھی۔ انہوں نے سب سے پہلے مسئلہ اشاعت و تبلیغ اسلام کی اہمیت کی طرف حاضرین کو توجہ دلائی، پھر اسلام کی اُس تبلیغی قوت الہیہ کی طرف اشارہ کیا جو خود بخود بغیر کسی خارجی سعی و کوشش کے اسکی صداقت کو مختلف شکلوں اور ہیئتوں میں پھیلاتی، اور دنیا کے دور دراز حصوں سے اپنی حقانیت کا اعتراف کراتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام انسانیت کی جسمانی و معنوی اصلاح و فلاح کا ایک ایسا سادہ و فطری دستور العمل ہے جسکے اعتقاد و اعتراف کیلئے کبھی بھی تلوار اور جبر کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ طبیعت بشری کے ہمیشہ خود بخود اسکا استقبال دیتا ہے، اور انسان خواہ تمدن و علوم میں کتنا ہی ترقی کر جائے، لیکن اسکی احتیاجات حیات جسمانی و روحانی اسے مجبور کرتی ہیں کہ مذہبی صداقت کو تلاش کرے اور وہ ایک ہی ہے: و ان الدین عند اللہ الاسلام!

اسی بعد انہوں نے اُس غفلت و سرشاری کی طرف توجہ دلائی جو صدیوں سے عالم اسلامی پر طاری ہے اور جسکا حسرت انگیز نتیجہ یہ ہے کہ جو قوم اصلاح عالم کیلئے دنیا میں آئی تھی، وہ خود اصلاح کی محتاج ہو گئی ہے، اور جو ہاتھ بلند کیے گئے تھے تاکہ تمام دنیا کیلئے اشارہ ہدایت کا کام دیں، وہ

اسکے بعد نہایت تفصیل کے ساتھ ان تمام موانع کا ذکر ایک ایک کر کے بیان کیا، اور چونکہ مسئلہ اشاعت اسلام پر ایک مبسوط مقالہ افتتاحیہ عنقریب الہلال میں لکھا ہے، اس لیے اسکا اعادہ یہاں ضروری نہیں۔

آخر میں مقرر لے کہا:

”یہی اسباب و موانع تھے جنکی وجہ سے آج تک میں نے اس مسئلہ کے متعلق کسی اعلان میں حصہ نہ لیا، اور ہمیشہ اسی پر نظر رکھی کہ جو لوگ گرمی کے مناسبات میں آئیں چلے ایندھن کی تلاش میں نکلنا چاہیے۔“

لوگوں نے عجیب اعتراضات کیے، اور کبھی عقلیت اور کبھی اعتراضات کے الزام کا مورد قرار دیا۔ بعض نے کہا کہ میں سیاست کو مذہب پر ترجیح دیتا ہوں، اور بعض نے الزام دیا کہ میں حسن ظن کی بجائے آمیزش سے معزج دیتا ہوں۔ جس پر بلیک موزوں ہوں، آئے نہیں کرتا، مگر جس کام کیلئے مضامین لکھتا ہوں، انہماک سے باز نہیں آتا۔

لیکن اے حضرات! ما لہم بذالک من علم ان بتعمرن الا الظن، و ان الظن لا یغنی عن الحق شیئاً۔ وہ جس سیاست کو مذہب پر ترجیح دینے کا سؤ ظن رکھتے ہیں، میں اُن سے عین مذہب سمجھتا ہوں، پھر میں نہیں جانتا کہ میں جو کچھ لکھتا ہوں یہ مذہب ہے یا سیاست، اور وہ کہ عجیب پالیٹکس میں دیکھ کر متاسف ہیں، اور چاہتے ہیں کہ اس معرکہ راز میں میرے حملوں سے امان پائیں، اور اس لیے میری دینی قابلیتوں کے اعتراف میں نہایت فیاض ہیں۔ افسوس کہ انکے لیے یہی سب سے بڑا پاسبان کوئی تشفی نہیں، کیونکہ میں جو کچھ لکھتا ہوں، اس کے لیے میرے پاس بصیرت موجود ہے، اور معترضین کو صرف یہی چاہیے کہ صبر کریں، تا خدا کا ہاتھ اُنہیں وہ دکھلا دے۔ جو آج میں آپہنیں سمجھا نہیں سکتا: و لو انہم صبروا، حتی تخرج الیہم، لکان خیراً لہم۔

یہ میرے اختیار میں تھا کہ میں اشاعت اسلام کی ان صداؤں میں حصہ لیتا، جو نہایت غلغلہ انداز اور موثر ہیں لیکن اس سے زیادہ انکے اندر اور کچھ نہیں ہے۔ بہت آسانی سے ممکن تھا کہ میں فوراً ایک انجمن کے قائم کر دینیکا اعلان کر دیتا، اور ایک مشن امریکہ کو، ایک اٹلی کو، اور ایک جرمن کو روانہ کر دے، جو اب سے ہر شخص سے سرور ہو جاتا لیکن میں نے ان باتوں میں سے ایک بات بھی نہیں لی بلکہ، یہی اشاعت اسلام کا نداء ہے، میں نے نہیں کیا۔ یہ صرف اسی لیے تھا کہ اس مسئلہ کی حقیقت، عجیب منکشف تھی، یہ تمام موانع نظروں کے سامنے تھے، اور میں جانتا تھا کہ اس کام کیلئے علم اور ایثار، یا دماغ اور دل، دونوں ہی ضرورت ہے، اور بدبختی یہ ہے کہ ان دونوں میں سے ایک سے بھی ہمارے پاس نہیں۔

لیکن ہرادران ملت! با وجود ان تمام حالات کے میرا اب بالکل تیار ہوں کہ اشاعت اسلام کی صدا بلند کروں، اس لیے کہ اس تاریکی میں مجھے ایک روشنی نظر آئی ہے، اور تاریکی شدید ہو، انہی ہی روشنی کا چہرہ بھی زندہ ہوگا، و محبوب ہوتا ہے۔ میں اہلبیت اور صلاحیت کو بھی اپنے ساتھ لے کر لے کر اور ایثار و خلوص بھی کہ شرط اولین راہ تھی، میرے سامنے وجود ہے۔ یعنی میں خواجہ کمال الدین بی - اے - معین الملکستان کی نسبت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔“

اس کے بعد مقرر نے خواجہ صاحب کے ضروری حالات نہ سنبھال بیان کیے، اور کہا کہ سب سے بڑی توقع جو اس جہد حق کے

جسکی رفاقت اس جنگ عظیم میں انکے لیے معین و مددگار ہو، جو صداقت اور بند رسم و رواج و تقلید اباؤ اجداد میں انکے سامنے برپا تھی۔ پس خواجہ کمال الدین کے مشن کو خدا نے عین موقع پر بھیج دیا تا کہ وہ اس خدمت کو انجام دے۔

حضرات! ہمارا مقدم فرض ہے کہ اس موقع پر ہم سب خواجہ صاحب کی اعانت کیلئے اُٹھ کھڑے ہوں، اور انہیں اُس مقدس راہ میں تنہا نہ چھوڑ دیں، جو فی الحقیقت ہم سب کی راہ ہے۔ اُس کے بعد پہلا رزلوشن پیش کیا گیا:

”مسلمانان کلکتہ کا یہ جلسہ خواجہ کمال الدین بی - اے - کا دلی شکریہ ادا کرتا ہے کہ وہ اسلام کو اقوام یورپ کے سامنے اسکی اصلی روشنی میں پیش کر رہے ہیں، اور جو غلط فہمیاں اور ترہمات یورپ میں صدیوں سے قائم ہیں، اس کے استیصال کیلئے کوشش کر رہے ہیں۔ نیز یہ جلسہ انہیں مبارک باد دیتا ہے کہ انکی ابتدائی کوششوں کے نتائج نہایت امید افزا ہیں۔“

ایڈیٹر الہلال نے اس رزلوشن کو پیش کرتے ہوئے مسئلہ اشاعت و تبلیغ اسلام کے موضوع پر کامل ایک گھنٹے تک تقریر کی، اور بالتفصیل ان تمام موانع کا ذکر بیان کیا، جنکی وجہ سے یہ مسئلہ باوجود ایک تسلیم کردہ اور ضروری العمل مسئلہ ہونے کے، اب تک ہندوستان میں عملی نمونے پیش نہ کر سکا۔

تقریر کے آغاز میں انہوں نے کہا کہ:

”کامیں کیلئے وقت محدود، لیکن ضرورتیں نہایت وسیع ہوتی ہیں۔ میں اگر مسئلہ دعوت اسلام کی ضرورت و اہمیت کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہوں تو یہ خود ایک موضوع مستقل ہے۔ اُن میں نہیں کہ اسلام کا اصل اساس اعلان حق اور امر بالمعروف ہے تو اسکی تشریح و توضیح کیلئے کئی مبسوط تقریریں کا مجموعی وقت مطلوب ہے۔ اگر آپ کو یاد دلانا چاہوں کہ دنیا کی ہر قوم اس لیے آئی ہے کہ اپنی ہستی قائم کرے، لیکن مسلمانوں کا ظہور صرف اس لیے ہوا تا کہ دنیا کے تمام انسانوں کو حق و صداقت کے لیے ایک نور بنا دیا جائے، تو اس افسانے کیلئے بھی شب ہائے طویل رز و ہائے دراز چاہئیں:

فرست دیدن گل آہ نہ بسیار کم ست

آرزوے دل مرغان چمن بسیار است

بس میں وقت کی ضرورت پر نظر رکھ کر صرف ایک ہی پہلو پر چند لمحات عرض کرنا چاہتا ہوں، یعنی ”مسئلہ تبلیغ اسلام کے مسائل عمل و موانع کار“

آج تقریباً یک قرن سے ہندوستان کے اندر بار بار اسکا غلغلہ بلند ہو چکا ہے۔ بکثرت انجمنیں اس غرض سے قائم ہوئیں، اور متعدد اشخاص نے نہایت عظیم الشان اعلانات کے ساتھ انظار و قلب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ با ایں ہمہ اس مسئلہ کے ابتدائی عقدے بھی اب تک لاپتہ ہیں، اور اجتماعی و مشترکہ اعمال ملت کے اس عصر پر شور میں ایک انجمن، ایک مدرسہ، ایک کانفرنس، اور ایک مختصر سی جماعت بھی ایسی نہیں ہے، جسکی نسبت بغیر کسی شرمندگی کے دعوا کیا جاسکے کہ اُس نے اس مسئلہ کی حقیقت عملیہ کو پایا ہے۔

دنیا میں عمدہ افکار اور نیک ارادوں کی کبھی بھی کمی نہیں رہی۔ اصلی سوال عمل اور کار فرمائی کا ہے۔ مسئلہ اشاعت اسلام کی ضرورت مسلم و معروف ہے۔ ہر مسلمان کو اسکا اعتراف ہے، اور ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کے بہترین نتائج اُس کے سامنے موجود ہوں۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ با ایں ہمہ اعتراف و اذعان، وہ کیا موانع کار ہیں، جنکی وجہ سے اب تک سرشتہ عمل تک ہمارے ہاتھ نہ پہنچ سکے۔“

لگ جائیگا - نبشر عبادی الذین یستمعون القول ، فیتبعون احسنہ ،
اولئک الذین ہداهم اللہ ، و اولئک ہم اولوا الالباب -
(سید محمد توفیق بے)

اسی تجویز کے سلسلے میں حاضرین کے اصرار و اشتیاق سے
جناب فاضل محترم ، سید محمد توفیق بے نے مسئلہ اشاعت
و تبلیغ اسلام پر فارسی میں تقریر کی -

سید مصروف ایک عثمانی اہل قلم ، اور انجمن اتحاد
و ترقی کے فدا کار شہداء میں سے ہیں - سلطان عبدالحمید
مخلوع کے زمانے میں بصرہ حریت خواہی جلا وطن ہوئے ، اور ان
مصائب و متاعب میں حصہ کافي لیا ، جو راہ ملت پرستی
کیلئے شرط کار ہیں - انقلاب دستوری کے بعد ایک عرصے تک مشہور
ترکی اخبار (طین) کے محررین میں شامل رہے ، اور آجکل
(سیدیل الرشاد) کے ایک ممتاز مقالہ نگار ہیں -

انکی تقریر نہایت مؤثر و دلنشین تھیں - انہوں اس تاسف کا
اعتراف کیا کہ دولت عثمانیہ کو جنگی اشتغال و استغراق نے ہمیشہ
اس خدمت جلیلہ و اقدم سے باز رکھا ، حالانکہ ہمارا فرض تھا
کہ تیغ کے سایے اور خون کے سیلاب میں بھی اپنے اس فرض
حقیقی کو فراموش نہ کرتے - تاہم رقت آگیا ہے کہ پچھلی غفلتوں
کا کفارہ ہو - اسلام کی اصلی فتوحات اخلاقی و قلبی ہیں - دنیا
میں آج قرآن کے سوا کوئی زندہ الہامی کتاب نہیں ، اور نہ کوئی
زندہ مذہب موجود ہے - تمام مذاہب کے الہامی کتب کی زبانیں
السنۃ میتہ (دیتہ لگو بیجز) میں شمار کی جاتی ہیں - صرف قرآن
کریم ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اب تک اُسکی زبان دنیا کے
کروڑوں نفوس پر حاکم ، اور اُسکے بیانات لاکھوں صفحات صدر پر
منقش ہیں -

انہوں نے کہا کہ آج یورپ تعلیم اسلامی کیلئے تشنہ ہے مگر
پانی پلانے والے بے خبر ہیں - خواجہ کمال الدین کے رسائل و مضامین
میں نے پڑھے ہیں ، انکے خلوص و ایثار کی میرے دل میں
بڑی عظمت ہے - بلاشبہ تمام عالم اسلامی کا فرض ہے کہ انکی مادی
و معنوی اعانت کیلئے آمادہ ہوجائے - میں انشاء اللہ بلاد عثمانیہ
میں بھی عنقریب اس مسئلہ عظیم کی تحریک کرونگا ، اسکے بعد
حسب ذیل دو تجویزیں بالترتیب منظور ہوئیں :

(۱)

” یہ جلسہ مبارکباد دینا ہے لارڈ ہید لے کو کہ انہوں نے ایک
عرصے کے مجتہدانہ غور و فکر کے بعد اسلام قبول کیا ، اور اسلام کے
دائرہ اخوت میں انکا خیر مقدم بجا لاتا ہے “

(۲)

” یہ جلسہ التجا کرتا ہے تمام مسلمانان ہند ، علی الاخص مسلمانان
کلکتہ سے ، کہ خواجہ کمال الدین مقیم روکنگ لندن کی مادی
و معنوی اعانت کیلئے مستعد ہوجائیں ، اُس مقدس
و اشرف کلم میں ، جو انہوں نے کامل ایثار نفس اور خلوص
و لہیت کے ساتھ شروع کیا ہے “

آخر میں تجویز نمبر (۲) کی بنا پر ایک سب کمیٹی کی
تحریک کی گئی ، جو ۲۵ ممبروں پر مشتمل ہو ، لیکن ممبروں کے
انتخاب کو ایک دوسرے جلسے پر ملتوی رکھا گیا -

آخری تجویز یہ تھی کہ تمام تجاریز کی نقل خواجہ صاحب
اور لارڈ ہیدلے کی خدمت میں روانہ کر دی جائے -

ان تجویزوں کے متعلق ڈاکٹر عبد اللہ سہروردی ، مولوی
محمد نسیم رکیل مونگیر ، مولوی واحد حسین بی - اے رکیل
ہائی کورٹ کلکتہ ، نواب سلطان عالم صاحب اترنی ، مولوی
محبیب الرحمن صاحب ایڈیٹر ” مسلمان “ ، مولوی محمد اکرم
صاحب ایڈیٹر معتمدی وغیرہ بزرگوں نے اُردو اور انگریزی
میں تقریریں کیں -

واقعہ نے پیدا کر دی ہے ، وہ یہ ہے کہ بغیر کسی اعلان و اظہار کے ،
بغیر کسی ادعا و مراعات کے ، اور بغیر کسی قومی اعانت کی طلب
کے ، وہ خود بخود انگلستان چلے گئے - اپنا رویہ صرف کیا اور مقیم
ہو گئے ، اور حقیقت یہ ہے کہ یہ راہ بغیر ذاتی قربانی کے طے نہیں
ہوسکتی ، اور محض انجمنوں کے غلغلے وہ کام نہیں کرسکتے ، جسکے
لیے جاں نثار دلوں کے خاموش اضطراب کی ضرورت ہے :

کل را کہ خبر شد ، خبرش باز نیامد

اسکے بعد لارڈ ہیدلے کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ” صدر مجلس نے
اپنی تقریر میں ایک اہم امر کی طرف اشارہ کیا ہے ، اور میں مزید
توضیح کرونگا - اسلام اس سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے کہ وہ انسانوں
کے اعتراف و انقیاد سے متاثر ہو - اگر ایک لارڈ ہیدلے کی جگہ تمام
یورپ اور امریکہ کے امرا اور صاحبان تاج و سریر اسکے آگے جھک
جائیں ، تو اسکی عظمت و جبروت میں ایک ذرہ بھراضافہ نہیں
کرسکتے ، اور اگر تمام دنیا اس سے منحرف ہوجائے ، جب بھی اسکی
صداقت کی عزت نقص و زوال سے مبرا و منزہ ہے - خدا کی
صداقت انسانوں کی اعانت کی محتاج نہیں - اگر انسانوں کی
زبانیں اسکا اعتراف نہ کریں ، تو وہ سمندر کے ہر قطرے اور خاک
ارضی کے ایک ایک ذرہ سے گواہی دلا سکتا ہے :

گر من آلودہ دامنم ، چہ عجب ؟

ہمہ عالم گواہ عصمت ارست !

مسلمان خواب غفلت میں سرشار ہیں تو کیا دین حق کی
اشاعت رک گئی ہے ؟ کون سا مشن ہے جو افریقہ کی وحشی
آبادیوں میں کام کر رہا ہے ، اور کونسی تبلیغی مہم ہے جس نے
اقصاء سودان اور شمالی نالجزیریا کے تمام باشندوں کو اسلام کا
حلقہ بگوش بنا دیا ہے ؟ کیا یہ صداقت کا اصلی معجزہ ، اور خدا
کے ہاتھ کی ایک قدس نمائش نہیں ہے ؟

پس اگر لارڈ ہیدلے یا بعض دیگر امرائے مغرب اسلام قبول
کرتے ہیں تو فی نفسہ پیروان اسلام میں چند افراد کا اضافہ کوئی
ایسا واقعہ نہیں جو ہمارے لیے عجیب ہو - اس کاروبار کی
تاریخ تو ابتدا ہی سے عجیب رہی ہے ، اور تاریخ اسلام کا پڑھنے والا
ایسے ایسے عجیب منظروں کا خوگر ہے کہ اب دنیا میں اسکے لیے
کوئی شے عجیب نہیں !

البتہ ہم لارڈ موصوف کو مبارک باد دیتے ہیں کہ وہ تلاش
حق میں کامیاب ہوئے ، جو روح انسانی کا ایک مقدس فرض ہے ،
اور نہایت مسرت و ابتہاج سے ایک ایسے برادر دینی کا خیر مقدم
بجالاتے ہیں ، جس کی تلاش یکسر مجتہدانہ تھی ، اور جس
نے بغیر کسی خارجی تحریک و اثر کے منزل ہدایت کو پا لیا !
تقریب کا اختتام ان کلمات پر تھا کہ :

” رقت آگیا ہے کہ مسلمانان ہند رقت کی مساعدت ،
موسم کی موافقت ، اسباب کی فراہمی ، اور توفیق الہی کی
بخشش کے اس بہترین رقت کو سمجھیں ، اور خواجہ کمال الدین
کو اس راہ میں تنہا نہ چھوڑیں - خدا کے کار بار ہماری اعانت کے
محتاج نہیں - انتم الفقراء الی اللہ ، واللہ عز الغنی الحمید -
اور ایثار و خلوص ایک طاقت ہے ، جسکی عزت کو خدا
کبھی بھی شہر مندہ ناکامی نہیں کرتا ، اسکا وعدہ ہے کہ :

انی لا اضع عمل عامل منکم من ذکر و انثی - پس آج مسلمانان
ہند خواہ اس مشن کی مدد کریں ، خواہ اُسے تنہا چھوڑ دیں -
اگر پیغام سچ ہے ، اور پیغام ہر مخلص ، تریاد رکھو کہ اُسکی
کامیابی بھی قطعی ہے - البتہ اگر تم نے اسکی اعانت و خدمت
کی سعادت حاصل نہ کی ، تو یہ شرمندگی و رسوائی کا ایک داغ
سیاہ ہوگا ، جو مسلمانان ہند کے چہروں پر ہمیشہ کیلئے

انجینئروں کی خدمات حاصل کر لی جائیں تو سرمایہ کا سوال باقی رہ جاتا ہے - روپیہ کا قرض ملنا آسان نہیں اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ دولت عثمانیہ جنگ کے زخموں سے چور ہو رہی ہو اور اسکی مقبوضات کا ایک معقول حصہ نکل چکا ہو -

غالباً بغداد ریلوے تو نہ رکھی کیونکہ اسکی تیاری ترکوں پر موقوف نہیں - وہ اب جرمن ہاتھوں میں ہے اور انکے لیے روپیہ کی فراہمی کچھ بھی مشکل نہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ترکوں کے حق میں یہ بغداد ریلوے واقعی بغداد ریلوے رہیگی ؟

البتہ عجب نہیں کہ عراق کا بخت ابھی عرصہ تک یورپ پر سوتا رہے کیونکہ آبپاشی کے لیے روپیہ لگانے والا کوئی بھی نظر نہیں آتا - ممکن ہے کہ کوئی انگریزی سرمایہ دار اسکے لیے بڑے تر یقیناً حکومت برطانیہ اسکو مدد دیگی، کیونکہ عراق عرصہ سے اسکی نظروں میں ہے اور برابر اپنے دسائس و مکائد میں مشغول ہے، مگر اسکے لیے دولت عثمانیہ کے ساتھ جرمنی کا راضی ہونا بھی ضروری ہے اور یہ ابھی یقینی نہیں -

(شام و حجاز)

شام کی سر سبز کے متعلق کچھ کہنا فضول ہے - نہ تو وہ سرزمین ہے جسکو خداے قدیر کریم نے ان اعلیٰ الہیہ مخصوصہ میں شمار کیا ہے، جو اس نے بنی اسرائیل کو عطا کیں تھیں : بارکنا حولہ -

حجاز بیشک ایک ریگزار اور بے برگ و گیاہ ہے، وہاں خام پیداوار کے یہ خیرات و حواصل نہیں - لیکن کیا ہر ملک ہی دولتمندی اسکی خام پیداوار ہی پر موقوف ہے ؟ دولت و ثروت کا سرچشمہ خام پیداوار نہیں ہوتی بلکہ مصنوعات ہیں، اور یورپ کے موجودہ تعمر و اثر کا یہی راز ہے - پس اگر حجاز کی سرزمین نے اندر روپیہ نہیں نکلسکتا، تو کون امر مانع ہے کہ اسکی سطح پر روپیہ تیار بھی نہ کیا جائے ؟

اشخاص کی کثرت اور مشاغل کی قلت قدرتا موزوں ہی ارزانی کا باعث ہوگی، اور اجرت کی کمی صنعت کی کامیابی کے لیے اولین فال نیک ہے - لیکن اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے تو دولت عثمانیہ کی ضرورتوں کا انحصار روپیہ ہی میں نہیں ہے - وہ ایسے ہوسناک و آزمند اعداء میں گہری ہوئی ہے جو بھرے بیڑیوں کی طرح شکار پر قوت پڑنے کے لیے اولین فرصت کے منتظر ہیں - ظاہر ہے کہ انکے حملوں کر روپیہ نہیں توڑ سکتا بلکہ تلوار کے وار روک سکتے ہیں، پھر کون ہوگا جو سر بکف بڑھیکا ؟

حجاز اگر چاندی اور سونے کے ٹکڑوں سے خلافت اسلامیہ کی مدد نہیں کر سکتا تو کچھ غم نہیں کہ وہ اپنے فرزندوں کے قری و شدید بازوؤں اور بے خوف و ہراس دلوں سے تو مدد کر سکتا ہے - اور یہ خدمت جلالت و شرف میں تمام خدمات سے کہیں زیادہ ہے -

لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر والمجاعدین فی سبیل اللہ باموالہم و انفسہم، فضل اللہ المجاعدین باموالہم و انفسہم علی القاعدین درجہ (۹۷ : ۴)

شام و عراق اگر دو ایسے چشمے ہیں جہاں سے دولت عثمانیہ کے لیے سیم رز کے فوارے نکلیں گے، تو حجاز ایک آتشکدہ ہے جسکے شعلے تمام یورپ کو خاستہ کرنے کے لیے کافی ہیں، اور اگر دولت عثمانیہ نے انکو اپنے قبضہ اقتدار میں کر لیا تو اسکے ہاتھ میں ہر وقت اعداء خلافت کے لیے ایک خانماں سوز میگزین رہیگا -

الہلال

۲۰ محرم الحرام

مستقبل بلان عثمانیہ

حسنات و سئیات !

مسئلہ عراق

عراق ایک سرسبز اور شاداب ملک ہے - اسکا چپہ چپہ بلکہ ذرہ ذرہ اپنے اندر قوت نمو کا ایک مخفی خزانہ رکھتا ہے - بہار کے زمانے میں اسکی شادابی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ایک انچ زمین بھی سبز سے خالی نہیں ہوتی - اسکی پیداوار صدہا قسم کے اجناس پر مشتمل ہے، اور استعداد کی یہ حالت ہے کہ بہت سی گراں بہا و کم قیمت اجناس تھوڑی سی کوشش سے پیدا ہو سکتی ہیں - مختصراً یہ کہ عراق کی سرزمین میں دولت و ثروت کا ایک گنج بیکراں مدفون ہے -

اور اگر آج آبپاشی کا عمدہ انتظام ہو جائے تو یہ بھی سرزمین بلا مبالغہ و اغراق سیم و زر اگلنے لگے -

یہ بھی شرمی قسمت یا جہل و غفلت کا ایک کرشمہ ہے کہ اس خزینہ مدفون کے باوجود دولت عثمانیہ ہمیشہ تہیدست اور فارغ الجیب رہتی ہے، اور ایک ایسے سوال کے لیے فرنگی بنکوں کے آگے ہاتھ پھیلاتی ہے، جو اگر پورا بھی ہوگا تو اسطرح کہ غلامی کا کوئی نہ کوئی حلقہ تازہ زیب گوش ہوگا -

ترکوں کی خوش قسمتی سے انکی ایشیائی مقبوضات کا بیشتر حصہ سیر حاصل رکثیر الخیریت ہے، اسکی موجودہ پیداوار دنیا کے بازاروں میں بک سکتی ہیں، اور انمیں بہت ایسی چیزیں کا اضافہ ہو سکتا ہے جنکی آج ہر جگہ مانگ ہے -

مگر باشندے جاہل اور تہیدست، حکمران بے توجہ ہیں، غیر ملکی سرمایہ دار وسائل سفر و نقل کی عدم موجودگی کیوجہ سے وہاں اپنا روپیہ نہیں لگا سکتے - نتیجہ یہ ہے کہ تمام دنیائے سرستہ پڑے ہیں - اگر آج ان ممالک کی مدفون پیداوار منڈی میں آنے لگے تو یقیناً انکی اقتصادی حالت میں ایک انقلاب عظیم ہو جائے -

اس کا علاج رحید ریل اور اسکے وسیع خطوط ہیں -

آبپاشی عراق اور بغداد ریلوے ان تمام اعمال ہندسیہ (انجینئرنگ) میں سب سے زیادہ کامیاب اور نفع خیز ثابت ہوئے، جو کبھی ایشیائی ترکی میں انجام دیے جالیں -

مگر دونوں کاموں کے لیے واقف کار اشخاص اور سرمایہ کی ضرورت ہے، اور افسوس ہے کہ آج دولت عثمانیہ دونوں سے خالی ہے - پھر اگر اول الذکر نقص کی تلافی اس طرح کیجائے کہ اجنبی

ہوئیں انکو اسطرح کمزور کر دینا کہ ایک طرف تو انکی مستقل ہستی باقی نہ رہتی، دوسری طرف اسکے ہاتھ میں آلہ عمل بن جاتیں، اور پھر جو قومیں اسوقت بے اعوان و انصار توحش میں غرق تھیں، انکو یا تو مٹا دینا یا انہیں اسطرح اپنا تمدن پھیلا دینا کہ بالآخر اسی میں جذب ہو کر رہ جاتیں۔

مگر اس نے اپنی سیاہیانہ کم بینی و ترکانہ تغافل سے ان سانپوں کو اپنی آستین میں پلنے دیا۔ یہی ہیں جو آج اسکی مرث کا باعث ہو رہے ہیں۔

بہت سی ایسی قومیں تھیں جنکے حق میں یہ دونوں تدبیریں ناکام رہتیں۔ انکو اسطرح کمزور کرنا چاہئے تھا کہ ایک طرف تو انکی مستقل ہستی نہ رہتی اور دوسری طرف انکے ہاتھ میں خود بخود آلہ عمل بن جاتیں، مگر انکو مطیع و منقاد رکھنے کے لیے تدبیر و سیاست کے بدلے ہمیشہ شمشیر سے کام لیا گیا۔

جن ممالک میں ترک گئے، انہیں کوئی ایسا مدنی و اجتماعی انقلاب پیدا نہیں کیا جس کی وجہ سے لوگ عہد ماضی کو بھول جاتے، بلکہ اکثر کو بدستور رہنے دیا، اور مسیحی آبادیاں تو ہمیشہ مسیحی گورنروں کے ماتحت رہیں، جو گورنر نہ تھے، خود مختار بادشاہ تھے۔

(اصلی مصیبت)

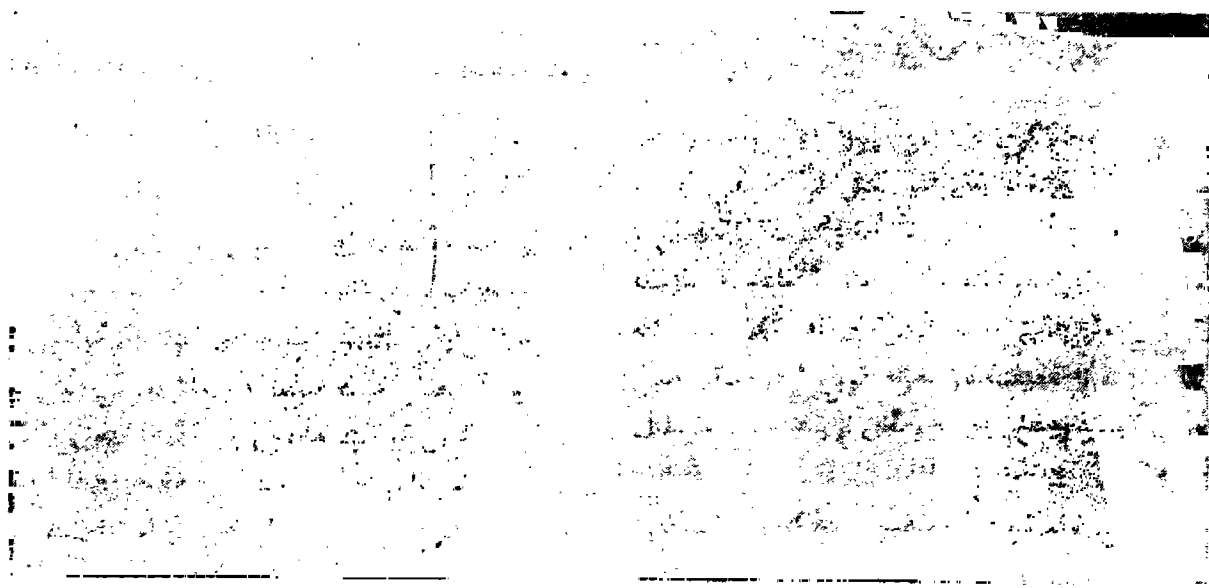
یہ دولت عثمانیہ کے مقبوضات پر ایک اجمالی نظر تھی اس سے اندازہ ہو گیا ہوگا کہ ترکوں کی مصیبت یہ نہیں کہ انکے پاس کام کرنے کے لیے کوئی آمید افزاء میدان نہیں ہے، بلکہ یہ ہے کہ انکے یہاں کام کرنے والے اشخاص نہیں ہیں، اور یہ بدترین بد بختی ہے جو کسی قوم کیلئے ہو سکتی ہے۔

لیکن اسکا علاج ترکوں سے باہر نہیں بلکہ خود انہی میں ہے، اور اگر وہ آج غفلت و اہمال کے خواب نشیں سے بیدار ہو جائیں اور حالات سازگار ہوں، یعنی یورپ عوائق و موانع پیدا نہ کرے، تو چند دنوں کے اندر دولت عثمانیہ ایک وسیع و قوی، اور متمول سلطنت ہو سکتی ہے۔

با ایں ہمہ اس راہ میں چند پتھر بھی ہیں، جنگی ٹھوکر سے چٹا بہت ضروری، مگر افسوس کہ بہت مشکل بھی ہے۔

(شش صد سالہ غلطی)

ترک کا خمیر سپہگرمی ہے، اور اسی لیے وہ سپاہیانہ اوصاف کا بہترین پیکر ہے۔ جب وہ اپنے وطن صحراء تاتار سے نکلا تھا تو



شط ” دجلہ “ بعدداد

عرض کہ وہ سپاہی تھے۔ تلوار نے زور سے حکومت لی تھی۔ اسی پر اسکی بنیاد رکھی اور جب تک انکی تلوار کا دور دورہ نہ تھا، اسوقت تک انکی حکومت عین بھی فرق نہ آیا۔

ترکوں کی مقترح قوموں میں سے اکثر قومیں جنگی قومیں نہیں اسلیے جنگی قومی خصوصیات یعنی درشتی، تند خوئی، عدم قیاد وغیرہ انہیں موجود تھے۔ ممکن تھا کہ وہ اسطرح رام ہو جائے کہ تعلیم و تمدن کے مختلف اشغال کے انہماک سے انکے خصوص قومی بدل دے جاتے، لیکن یہ موقع شمشیر کے بدلے سیاست و تدبیر تھا اور جس ہاتھ کی انگلیاں آہنیں قبضہ کی گرفت کی عادی ہو جاتی ہیں، وہ سیاست کے جال نہیں پھیلا سکتیں۔ انکی تخضع و تسخیر کی تیغ استعمال کی جواب میں بھی تیغ نکلی، مگر نتیجہ یہ ہوا کہ فاتح و مفتوح ہمیشہ برسر پیکار رہنے لگے۔

اس قسم کی دست و گریبان کا نتیجہ ہمیشہ حتمی قوم - حق میں برا ہوا ہے۔ مقترح کے دل میں فاتح کی طرف نفرت، جو قدرۃ پیل سے موجود ہوتی ہے، اسکی جنگی فطرت کے ساتھ ملکر برابر قائم رہتی ہے۔ جب فاتح قوم کمزور ہو جاتی ہے، تو یہی دو چیزیں مفتوح قوم کو اس کے خلاف کھڑا کر دیتی ہیں۔

ایک سپاہی کی حیثیت سے نکلا تھا، اور آج چہہ سربس گذرنے کے بعد بھی وہ ” دنیا کا بہترین سپاہی ہے “ یہ محض حوادث و انقلابات کی کرشمہ سازی تھی کہ تلوار کے قبضہ کے ساتھ حکومت کی باگ بھی اسکے ہاتھ آگئی۔ طینت اصلی کیونکر بدل سکتی ہے؟ وہ اپنے مفتوحہ شہروں میں بھی رہا تو اسطرح رہا، گویا ایک اسلحہ بند سپاہی ہے جو جرس رحیل کے انتظار میں یا بربک کھڑا ہے، اسلیے اس نے ایک مقیم کی طرح ملک اور اہل ملک میں انقلاب علم پیدا کرنے کی کبھی بھی کوشش نہ کی۔

وہ سپاہی تھا اسلیے اس نے حیلہ و تدبیر اور دھاد و سیاست کے بدلے تلوار کی دھار پر اپنی حکومت کی بنیاد رکھی۔ اس نے اپنی رعایا کو اس طرح مطیع و منقاد رکھا کہ ہمیشہ انکے سر پر اپنی شمشیر علم کیے رہا۔ یہ نہیں کیا کہ انکو اسطرح ہر طرف سے گھیرنا کہ وہ بالآخر اپنے آپ کو اسکے ہاتھ میں ڈال دیتے، پھر ایک طرف تو انکو اتنا کمزور کر دینا کہ وہ اپنی مستقل ہستی قائم نہ کر سکتے، اور دوسری طرف انکو اس طرح تیار کرتا کہ وہ اسکا آلہ عمل بن کر رہتے۔

مدھا قومیں اسکے زور نگین ہوئیں۔ انہیں بہت سی چھوٹی قوموں کو رہا اپنے اندر جذب کر سکتا تھا اور جو جذب نہ

(اقوام عثمانیہ)

آج ترکوں اور انکی زیر نگیں اقوام کی بعینہ یہی حالت ہے۔ گویہ صحیح ہے کہ کردوں کے متعلق یورپین ارباب قلم جسقدر لکھتے ہیں، اسمیں بڑا حصہ متعصبانہ اغراق کا بھی ہے، تاہم اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ایک جنگجو اور خونریز قوم ضرور ہے۔ ان میں ان دنوں اوصاف کے علاوہ سرکشی و عدم انقیاد بھی ہے اور اسکے ساتھ ہی جب یہ بھی بیان کر دیا جائے کہ بادیہ نشین عربوں کی طرح ان کا مشغلہ محض باہمی جنگ و جدل اور تاخت و تاراج ہے تو پھر انکی اصلی تصویر سامنے آجاتی ہے۔

مگر یاد رکھنا چاہیے کہ ان صفات کے لیے تفریق مذہب

و جنس کوئی شے نہیں۔

کرد جس طرح ارمنیوں کے حق میں خونریز و غارتگر ہیں اسی طرح وہ ترک، عرب، بلکہ خود کرد کے حق میں بھی ہیں۔ جنگ کا منگامہ کارزار گرم ہو تو اسکی نظر میں نصرانی، ارمنی، مسلم، ترک، اور امت نبی عرب، تینوں ایک ہی سطح پر ہیں، تینوں کے قتل کر کے لیے اسکی نیچ یکساں سرعت کے ساتھ پیام سے نکلتی ہے۔ پس یہ یورپ کا جہل یا تجاہل ہے کہ وہ ارمنیوں پر کردوں کی دست درازی کو حرارت ملی اور جوش اسلامی کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

خیر، یہ جملہ معترضہ تھا۔ ان کردوں کے سلطان عبد الحمید کے عہد میں ایک دفعہ علم بغارت بلند کیا۔ اسٹیم کا قاعدہ ہے کہ اگر اسکا کوئی منہ مخرج پیدا نہیں کیا جاتا تو وہ جس طرف میں ہوتی ہے اسی پر اپنا عمل شروع کر دیتی ہے۔

عبد الحمید داہمی وقت تھا۔ اس نے اس اسٹیم کو تلوار کی آب سے بجھانے کے بدلے اپنے ہاتھوں میں لے لیا، اور بقول یورپ، اسکا رخ ارمنیوں کی طرف پھیر دیا۔ یورپ کا یہ الزام صحیح ہو یا نہ ہو، مگر یہ واقعہ ہے کہ پہلی بغارت کے بعد پھر کردوں کے دوسری بغارت نہیں کی۔

اعلان دستور کے بعد انجمن اتحاد و ترقی نے بعض کارروائیاں محض یورپ کی خوشنودی و ہمدردی حاصل کرنے کے لیے کیں، حالانکہ ان کے مصلحتی غرضات کے لیے انصاری، حتیٰ ندیم ملتہم، قل ان ھدی اللہ ھو الھدی! پس اسکی ہر فعل کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ محض دولت عثمانیہ کی ضرورت ہے۔

عہد دستور کا پہلا کارنامہ کردوں کے سردار ابراہیم پاشا کی

جلاوطنی ہے۔ یورپ کا راضی ہونا تو معلوم، مگر اس کارروائی سے انجمن اور کردوں کے جیسے کچھ تعلقات ہو گئے، انکے نتائج قارئین جرائد سے محسوس نہیں۔ اگر انجمن اصلاح داخلی کی طرف متوجہ ہوئی تو صرف کردوں ہی کی وجہ سے اسکو سخت مصیبت کا سامنا ہوگا۔ (لا قدر اللہ)

(عرب)

مذہبی ارادتمندیوں سے قطع نظر عربی سرشت کا خمیر بعض بہترین صفات سے ہے۔ اس کا خون ایک طرف تو اسقدر گراں بہا ہے کہ ایک شخص کی دیت میں قاتل کے سارے قبیلے کا خون ناکافی ہوتا ہے، مگر دوسری طرف اس درجہ ارزان بھی ہے کہ میدان جنگ میں اسکے سبلا ب بہہ جاتے ہیں، مگر اسکو اتنی بھی تو پروا نہیں جتنی پانی کے ایک مشکیزہ کی ہوتی ہے۔

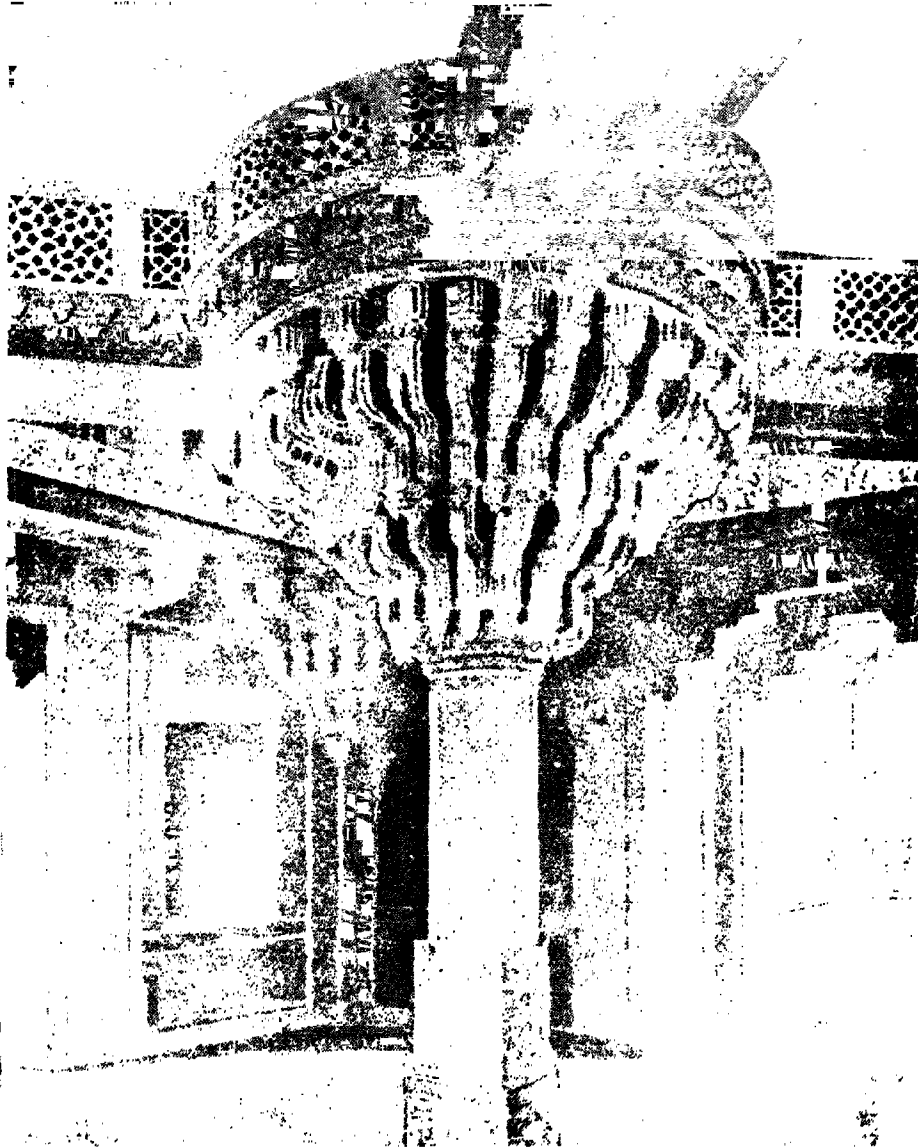
اگر ایک گم کردہ راہ مسافر اسکے دروازہ پر آجائے تو اسکے لیے وہ اپنی عز و جاہ، مال و منال، بلکہ دیدہ و دل ناک فرش راہ بردہا ہے، اور اس طرح خدمت کرتا ہے گویا وہ صاحب خانہ کا ایک غلام زر خرید ہے، لیکن ساتھ ہی غیور کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے ہمسروں سے ایک قدم بھی پیچھے چلنا گوارا نہیں کرتا۔

وہ گلیم بچمیں بلکہ بارہا ریگ بے فرش پر بیٹھتا ہے، مگر اسکا دماغ ہمیشہ عرش پر ہوتا ہے، اور ایک سریر ارات سلطنت سے اپنے آپ کو کم نہیں سمجھتا۔

مناعب و شدائد کے تحمل میں وہ نہایت بے جگر ہے۔ آفتاب کی تپش، باد گرم کے جھونکے، تشنگی کی شدت، فاقہ کا ضعف، تیغ تیز کے

دار، اور گولیر کی بارش، غرضکہ سخت سے سخت مصیبت وہ برداشت کر سکتا ہے، مگر ظلم و تعدی کے نام سے پھول کی ایک چھڑی بھی نہیں سہسکتا۔ اسوقت وہ غیظ و غضب سے ایک دیو آتشیں بن جاتا ہے، اور اسکی ایک اور طرف ایک ہی خواہش یہ ہوتی ہے کہ اس ہستی کو مٹا دے، جس نے ظلم کے لیے اپنی انگلی کو بھی جنبش دی ہے!

قبیلے کے شیخ کے سامنے اسکی گردن ہمیشہ جھکی رہتی ہے۔ اسکی ایک جنبش ابرو کسی دم کے ہوجانے کے لیے کافی ہے، مگر یہی گردن جب اسی بڑے سے بڑے شاہنشاہ کے آگے آتی ہے، تو برابر بلند رہتی ہے، اور بڑے سے بڑا فرمان بھی راجب الامثال نہیں ہوتا۔



”تاج“ آگرہ کا ایک ستون

جہاں قسیر کے آخری ہفتہ میں مسلمانوں کا تعلیمی و سیاسی اجتماع ہوا

تورہ عرب ہے - اور اگر عرب دعویٰ کریں تو یقیناً عالم اسلامی کا ایک حصہ انکے ساتھ ہو -

پس اگر (خاکم بدھن) ایسا ہوا یہ آخری تیغ بھی در نیم ہوجائیگی ' اور پھر ہمیشہ کے لیے اسلام کا ہاتھ خالی ہوجائیگا - کچھ بعید نہیں ہے کہ نادان دوستوں کے مشورے یا دوست نما دشمنوں کے افواہ سے وہ قوم یہ سب کچھ کرگزرے ' جو ابھی نو گرفتار سیاست ہے اور اس عالم کے کاروبار سے ناواقف -

(مسئلہ ارامنہ)

ارمنی اگر نہتا ہوں تو ترکوں کے لیے کوئی خطرہ نہیں ' کیونکہ جسقدر بھی وہ ہیں ' اسکے لیے گرد کافی ہیں - مگر وہ اپنی پشت پر یورپ کی دو عظیم الشان طاقتیں روس و انگلستان و رہتے ہیں - انگلستان کی ہمدردی کا یہ عالم ہے اگر کسی ارمنی نے پیر میں کانٹے کے چبھنے کی خبر آتی ہے تو ہر انگریز اپنے دل میں اسکی خاش محسوس کرتا ہے ' اور انکی مظلومیت کی داستان تو خواہ لکھی ہی ناقابل اعتناء ہو ' مگر انگلستان ہر میں آگ لگا دینے کے لیے کافی ہے - ہر انگلشمن کی آنکھوں سے شرمے اور زبان سے شعلے نکلنے لگتے ہیں ' اور ظلم ! ظلم !! کی صدائے بازگشت سے تمام ملک گونج اٹھتا ہے -

ایشیاء میں روس کے کیا عزائم و مقاصد ہیں ؟ اسکی تفصیل کا یہ موقع نہیں - بہر حال ایشیاء کوچک عرصے سے اسکی نظر میں ہے اور اپنی فوج اتارنے کے لیے وہ کسی ادنیٰ حیلے کا منتظر ہے - روس کے زیر علم ارمنیوں کی ایک کثیر تعداد ہے ' اور گو خود انکی حالت زہن عثمانی ارمنیوں کے لیے اسدرجہ عبرت بخش و سبق آموز ہے کہ وہ روس کی حمایت میں آنے کے لیے تیار نہیں ' مگر با این ہمہ روس نے ارمنیوں کی حمایت کے لیے ایشیاء کوچک کو تاراج کرنے کی دھمکی دی ہے - ارباب نظر کا بیان ہے کہ ایک دن روسی فوج کا سیلاب آئیگا ' اور اسی راہ سے آئیگا - پس اگرچہ ارمنی خرد خطرہ نہیں مگر شدید ترین خطرات کا سرچشمہ ضرور ہیں -

سب سے آخری سوال یہ ہے کہ آئندہ نظام حکومت دیا ہو ؟ عرب اور ارمنی لامرکزیت کے خواستگار ہیں ' اور ترک مرکزیت پسند کرتے ہیں - مرکزیت کا تجربہ ہوچکا ہے ' اور لامرکزیت کا تجربہ اگرچہ ابھی تک نہیں ہوا ' مگر قرائن و آثار سے اسکا انجام معلوم ہے

الہلال کی ایجنسی



ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو بارہود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عہدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو درخواست بھیجیے -

طب یونانی

دہلی طب یونانی کا گھر ہے ' اور ہندوستانی دوا خانہ کا نام خالص اور بہترین یونانی ادویہ کے لیے بہت مشہور ہوچکا ہے - جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب اسی دوا خانہ کے پیٹرن ہیں - صدھا مفرد اور مرکب اصلی دوائیں مدلسب فمدنوں سے اس دوا خانہ میں فروخت ہوتی ہیں - فہرست ادویہ صحت -

منیجر ہندوستانی دوا خانہ دہلی

وہ آزاد ہے - آزادی پر مرتا ہے - جان دیسکتا ہے ' مگر حریت معذبہ کو اپنے ہاتھ سے نہیں دیسکتا -

غرضکہ وہ بالطبع دستوری و جمہوری ہے - اسی لیے آج تک اس پر کوئی غیر قوم حکومت نہ کرسکی ' بلکہ ہم قوم سلاطین میں بھی جب استبداد و شخصیت شروع ہوگئی ' تورہ بھی اس پر حکمرانی نہ کرسکے -

(ترک و عرب)

ایک طرف تو عربوں کا یہ قومی کیریکٹر ہے ' دوسری طرف ترکوں نے سیاست و حکمرانی کی نہایت غلط راہ اختیار کی - مثلاً تمام ملکی عہدوں پر فوجی افسر بھیجے - ظاہر ہے کہ فوجی افسروں میں عموماً درشتی ' عجلت ' اور نا انجسام اندیشی ہوتی ہے - وہ کسی کام کے لیے تدبیر و مصلحت فرمائی کے بدلے عموماً زور و طاقت کے استعمال کے عادی ہوتے ہیں - اس پر طرہ یہ کہ وہ سخت جابر اور رشوت ستاں ہوتے تھے ' اور شاید اسکے لیے وہ مجبور تھے - جب سال سال بھر تنخواہ نہ ملے ' تو مصارف کہاں سے آئیں ؟ پھر حفظ امن ' انسداد جرائم ' انتظام محاصل ' فراہمی رسائل سفر و نقل و اخبار و اعلام ' آرایش و ترقی شہر ' غرضکہ نہ نظم و نسق کے متعلق کوئی ایسا کام کیا ' جس سے عربوں کے دلوں پر انکی انتظامی قابلیت کا نقش بیٹھجاتا ' اور نہ علم و فضل ہی کے اعلیٰ و ارفع نمونے پیش کیے جس سے عرب انکے دماغی تفوق و برتری کو تسلیم کرتے -

پس عربوں کے آئینہ اعتقاد میں ترکوں کی جو تصویر اٹری ' اسکے خط و خیال صرف جور و ظلم ' سفاکی و خونریزی ' اور حرص و طمع تھی - اسی لیے عربوں کی نظروں میں ترک نہایت درجہ معقوت و مبغرض تھے -

(حجاز)

یہاں تک تمام تر بحث عربی قوم سے تھی ' جو جزیرہ نماے عرب کے علاوہ شام و عراق میں بھی آباد ہے ' مگر خود اس جزیرہ نما میں تو کچھ اور ہی عالم ہے - ترکوں نے عرب پر استیلا کی بارہا کوشش کی ' اور قریباً ہمیشہ ناکام رہے - سب سے آخری سعی محمد علی پاشا موسس خاندان خدیو مصر نے کی - اسمیں اسقدر کامیابی ہوئی کہ یمن اور حجاز تابع ہو گئے ' مگر نجد پھر بھی خود مختار رہا -

یمن کے خضرم و تبعیت کا اندازہ ان لوگوں کو خوب ہوا جنکی اخبار بینی کی تاریخ جنگ طرابلس سے پہلے شروع ہوتی ہے - رہا حجاز تو اسکے زیر نگین ہونے کے یہ معنی ہیں کہ چند مقامات مکہ معظمہ ' مدینہ منورہ ' اور طائف میں محافظ فوج رہتی ہے ' اور دولت عثمانیہ کو جسقدر وصول ہوتا ہے اس سے کئی چند زیادہ اس پر صرف کرنا پڑتا ہے -

تمام عالم اسلامی کی طرح اب عرب بھی غفلت کے خواب نشیں میں نہیں ' حوادث کے تازبانے انہیں جگا دیا ہے ' اور کروڑوں کے لینے سے مدیروں کے خرابیدہ ہاتھ پیروں میں حرکت سی پیدا ہو چلی ہے -

لیکن انسوس کہ با خبر رہزن اس قافلہ کو لوٹنے کی تیاریاں کر رہے ہیں -

ترکوں کو صرف دعویٰ سامان ہی نہیں ہے بلکہ دعویٰ خلافت بھی ہے - اس شرف جلیل میں انکا رقیب اگر کوئی ہو سکتا ہے

مقالہ

چہ دیدیم ؟

در ہندوستان

اثر حضرت کاتب ادیب و خبیر محترم عثمانی، السید محمد توفیق ہے۔
 کہ از دو ماہ بر سبیل سیاحت مشرف فرمائے سراد ہند اند۔

(سیاست بریطانیہ در ہند)

اکثر بلاد اسلامیہ کہ دور از ہندوستان واقع اند، باشندگان شان را از اوضاع و جریانیہای مختلفہ متعددہ ہند، چنانکہ باید و شاید، خبر و اطلاع درستی ہرگز نیست۔ آنچه در خصوص ہندوستان می شنوند و واقف می گردند، ہمہ منابع آن اطلاعات از جرالد و معالاف فرنگ، از بالخاصہ انگلستان می باشد کہ مبنی بر حقائق و صحت نیست۔

علت این را اگر بخواہیم دریابیم، همانا خواہیم دید کہ خبر نگارہای روزنامہ ہای ایشان در ہندوستان بسبب ندانستن زبان و عرف و عادات، و عدم اختلاط با دو میان و اہل کشور، ہیچ وقت واقف از حقائق و خصایات عناصر و اقوام نمی شوند۔

(سوء تفہم و عدم طمانیہ)

بلکہ بعقیدہ عاجزانہ ام، رؤ ساء و وزرائے انگلستان کہ خود را مالک رقاب اہل ہند و صاحب الامر و الذی در ہندوستان می شمرند، آنان ہم بخوبی و بدقت از حسیات و اخطار تبعہ و رعایای خود خبر ندارند۔ ازین جہت از روی عقل و بصیرت، حکومت در ہندوستان با رعایای خود تطبیق سیاست و تعقیب معاملاتی کہ باعث امتنان و خوشنودی اہالی ملک باشد، نمی کنند۔

مسئلہ مسجد مقدس کانپور، اضطراب ہندیہای جنوبی افریقہ، عدم ممنونیت سکان ایالت بنگالہ، اضطراب صحف و مطبوعات، و نتایج و اطراف امثال این مسائل مہمہ، دلیل و شاهد مدعاست۔

بعکس، لوردها و ارباب سیاست انگلستان ہمیشہ درباره ہندوستان اہمیت و اعتنا بہ راپورت ہا و آراء مامورین سفید پوست (Englo-Indian) خود دادہ، و بر طبق آن اسفارات خارج از صحت، با اہل ہند معاملہ و توزیع سیاست می نمایند کہ تمام عدم خوشنودی و طمانیہ را سبب یگانہ ہمیں است۔ ازین جہت میان حکام و تبعہ یک سوء تفہم بسیار بدی جاری و حاصل شدہ است۔ حکام انگلیسی و طنیبیان را بعدم صداقت، و در میان حکومت را بہ نفہیدن جریانیہا و عوامل و موثرات حقیقیہ، الزام می دارند !

(از ماست کہ بر ماست)

گذشتہ از آن، یکی از غلطی ہا و خطا ہای مامورین و حکام انگلیس این ست کہ بواسطہ اعداد قلیلی کہ بہ لقب ہائے متنوعہ و بہ عناوین شنی معذون و ملقب اند، و ہمیشہ چاپلوسی و تملق

حضرت کاتب خبیر، السید محمد توفیق ہے، نزیل ہند

انگلسیان را داب و عادت دیرینہ مستمرہ خود قرار دادہ، حسیات و افکار تبعہ و رعایا را نفہیدہ و یقین کردہ، سیاست خود شان را بران محصور غلط دائر نمودہ اند۔ و نمی دانند کہ حسیات و طنبیان را از اشخاص ملقب و متعلق نفہیدن و بر آراء غیر صحیحہ و نیات غیر صادقہ آنها عمل کردن، نتیجہ و خیم دارن۔ زیرا کہ این متملقین و مغرضین را با اہالی وطن مادہ و معنای ہیچ گونه سرور کارے و رابطہ نمودہ و نیست۔ و ہیچ وقت اہل کشور بہ آراء و افکار این عدد قلیل معدود، رفتار و حرکت نخواہند کرد۔

(نہضت علمیت حاضرہ ہند)

بحمد اللہ، درین آوان سعد و مبارک تمام مسلمانان عالم۔ لاسیما مسلمانان ہندوستان۔ ہمہ از خواب غفلت دیرینہ برخاستہ، و دامن ہمت بکمر بستہ، شاہراہ تعالی و ترقی را پیش گرفتہ، عقب مقصد مشروعی می روند کہ نتیجہ و ثمرہ آن عائد بصوالح و مصالح خود شان ست۔

آن روزے کہ مسلمانان جاہل، واقف سیاست و اوضاع حالینہ پرتیک نبردند، گذشت۔ آن غیاب و ظلمات، و آن تیرگی تاریکی،

از پر تو تحصیل علوم و فنون عصریہ، و اشتغال علوم دینیہ اسلامیہ، لاسیما از حس غفلت و بے خبری دیرینہ، و طلوع آفتاب جہاں تاب ملت پرستی و اسلام خراہی حقیقیہ، مبدل بہ نورانیت و درخشانی گردیدہ :

آن سبب بشکست و آن پیمانہ ریخت !

امروز صدها مسلمانان منور الفکر، عالم بانواع علوم و سیاست، و اراء افکار صحیحہ حریت و صداقت موجود اند - اکثرے از یں در ممالک فرنگ و مشرق سیاحت کردہ و بہ مقتضیات عصریہ واقف گشتہ اند - غم را از سمین و صالح را از سقیم دریافتہ اند -

(صحیفہ الہلال)

مطبوعات اسلامیہ و بیانات و مقالات شان دلیل معروضات عاجزانہ

این بندہ است - از جملہ آنها جریدہ فریدہ (الہلال) - آراء محترم ست کہ یکی از صحیفہ مزینہ و مرصع و معتبرہ عالم اسلامیہ بشمار ست، و صاحب فاضلش یکی از علما و فضلاء عصر می باشد کہ فی الحقیقت نہ محض مسلمانان ہند را، بلکہ بوجدش تمام عالم اسلامی را افتخار ست - و همچنان روز نامہ ہائے (زمیندار) و (ہمدرد) و (کو مراد) و غیرہا ہمہ نامہ حکومت و صادق ملت خود می باشند - تمام مقالات و بیانات ابن جبرائیل و مجلات اسلامیہ مبذول بر صدق و راستی، و مسلک شان راست و استوار ست - و لے افسوس کہ حکومت محلیہ را با ان جبرائیل اسلامیہ ارتبط و ائتلافی در میان نمی باشد - بجای اینکہ محتویات روزنامہ ہائے فرق را معبر حسیات و افکار تبعہ دانستہ، و بموجب

آن عمل کنند، افسوس ست کہ روز بروز، ساعت بساعت، بر ضغظ و تشدید، و زجر و تہدید آن صحائف و مطبوعات ہمت گماشتہ اند - این تشدید و تضییق از طرف درایت فحیمہ انگلیس کہ خودش را یگانہ حر و آزاد و محافظ حریت و انسانیہ ادعا می دارد، خیلے عجیب ست !

(یک منظر بسیار مدہش و محزون ہند)

یکی دیگر انچہ موجب تأسف و تأثر قلبی این مسافر عاجز گشتہ عدم رفق و رافت رؤسائے مصادر، و عدم استحصال رفاه و منفعت طبقہ فقرا و عامۃ اناس است - ہزارہا مسلمانان در شہرہا و قریہ ہا از بی نوائی و بے بضاعتی در کوچہ و بازار خفتہ، و روزانہ بیک مشت نخود خام معدہ خود را سیر می کنند - گویا این بے چارگان

از نسل بشر و از سلالہ انسان بزودہ و نیستند ! فیا لاسف و یا للعار !!

از کثرت خرائب مالیات و موارد، اغلب مسلمانان ہند محکوم بفقرو فاقہ گشتہ و هیچ وقت آمل بہ بختیاری و سعادت نیستند ! اگرچہ بد بختانہ داغ فقر و آس، نشان ناصیہ ما مسلمانان عالم گشتہ، اما در ممالک عثمانیہ و سائر بلاد اسلامیہ حالت فقرا باین درجہ نیست - عجب ست کہ دولہ فحیمہ انگلیس کہ خود را ہمیشہ عدل و آزاد ترین دل کرہ ارضی می شمرد، و گاہ بہ حمایت غلامان ایض و اسود در بحور و انہار مراقب، و گاہ در ممالک مشرقیہ در فکر اصلاح انسانیہ و قیام امنیت و عدالت پیوستہ مشغول سیاست بچلوہ می آید، خود از رعایای ہندوستان نا این درجہ غافل، و ازین ہزارہا افراد انسانیہ کہ بظاہر در سرت حریت

حیات ملبوس و بیاطن در آس و فقر و فاقہ مقید اند، بہ هیچ وجہ متوجہ اصلاح حال شان نیست ؟ ان ہذا لشی عجاب !

بر اولیاء حکومت محلیہ فرض الزم ست کہ اندک برفاہ احوال فقراء ہندوستان ساعد ہمت را بالا کنند - و گردن نا این اوضاع و اطوارے نہ دولہ فحیمہ بریطانیہ در ہندوستان دارد، بنام عدالت و حریت حق مداخلہ در شئون دل اسلامیہ ندارد !

(بریطانیہ عظمی و عالم اسلامی)

دولت انگلیس اکثر جدأ رجال با سیاست آگاہ و خبیر داشت، البتہ با دولہ علیہ عثمانیہ و ایران، و با دولہ مسلمین ہند، و ملحقانش بحرینی و انسانیہ معاملہ و رفتار می نمود - بدین وسیلہ جذب قلوب و جلب افکار مسلمین را نمودہ، یوماً فیوماً بر قدرت و قوتش می افزود، و هیچ وقت از هجوم الحان (جرمنی) یا روسیہ بر ہند نمی ترسید - مسلمانان صداقت شعار سینہ خود شان را برای حفاظت و دفاع از دین و سر می نمودند -

و لے ہزاران افسوس، بل صد ہزار تأسف، کہ دولہ بریطانیہ عظمی بہ بند بوسیدہ سوء سیاست، و رھنمائی جناب (سرادارد گراے ریر خارجید) یوماً فیوماً نفوذ و ہمیت خود را در میان تمام طبقات مسلمین ضائع و مفقود نمودہ است - اتفاق دولہ انگلیس با روس کہ دشمن قدیم اوست، درباره ایران، و نیت تقسیم آن بلاد اسلامیہ، و با فرانسد و اسپین بر سر مرالشان، و با فرانسد و روس در معاشرت و معاونت ریاست ہائے بالقان، و ایجاد حرب بالقانیہ، و خونریزی بی جہت، و قتل نفوس



السید محمد توفیق بے

بصری بے نائب قنصل عثمانیہ بمبئی - شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی

بریفنگ

مسئلہ شام

مطامع فرانسیسی در شام

سرزمین شام میں نئی ریلوے رعایت کے لیے فرانس نے موجودہ سرگرمیوں سے ان اعلانات کی پورے طور پر تائید ہوتی ہے جو اس سرزمین میں فرانس کے اقتصادی مصالح کی اہمیت اور ان کے حفظ و ترقی کے عزم کے متعلق چند ماہ سے 'سریورپور انکارے' رئیس جمہوریت فرانس کے لیے تھے۔

یہ واقعہ ہے کہ شام میں صرف فرانس ہی کے مصالح غالب و بالا تر نہیں ہیں بلکہ یہاں چاہیے کہ اب تک وہی ایک ایسی یورپین قوم ہے جس نے اس کے اقتصادی سرچشموں کو آشکارا کیا ہے!

حجاز ریلوے اور اسکی موجودہ و آئندہ پیش نظر توسیع سے قطع نظر، شام کے تمام ریلوے خطوط فرانسیسی ہیں۔ اسی طرح بیروت کا بندرگاہ، نو اے نمپنی اور کیس نمپنی بھی فرانسیسی ہیں، اور غیر فرانسیسی کاموں میں بیروت کی آب و سار نمپنی جو ابھی شام میں برطانیہ کے اقتصادی مصالح کی یادگار وحید تھی، اب وہ بھی فرانسیسی ہاتھوں میں آئے ختم ہوئی ہے۔

تعلیم کے میدان میں بھی فرانسیسی پیش پیش ہیں۔ اصلی مرکز یعنی بیروت کا امریکن کالج امریکہ کے سرپرستی پر قائم ہے۔ فیاضی اور صدر کی غیر معمولی سرگرمی کے باوجود، اس یونیورسٹی سے پیچھے رہا جاتا ہے، جسکو گورنمنٹ سے مدد بھی ملتی ہے، اور جیسویٹ فرقہ کے پادری چلا رہے ہیں۔ یہ فرانسیسی یونیورسٹی حال میں قانون اور انجینیری کا ایک ایک کالج بہرل کے امریکن کالجوں سے آگے بڑھ گئی ہے۔ فرانس سے آنے والے مذہبی مناصب و مجالس کے سیلاب نے شام میں مزید فرانسیسی سرمایہ اور دماغوں کی آمد کا فیصلہ کر دیا ہے۔ مگر حکومت فرانس کے لیے دماغوں اور سرمایہ کی یہ معقولہ دار تسلی بخش نہیں ہے، اور اس لیے وہ نہایت زور کے ساتھ مشن لیک (Mission Lapue) کی تعلیمی سرگرمیوں کی مدد کر رہی ہے۔

فرانس کی اخلاقی سرگرمیاں صرف شام ہی تک محدود نہیں، بلکہ تمام مشرق ادنیٰ کو اپنے آغوش میں لے رہی ہیں۔ اقتصادی میدان میں تو یہ حالت ہے کہ اسکا دعویٰ برتری و تفوق جس درجہ بھی ہو، بالکل ظاہر و مدلل ہے۔

شام کے ریلوے خطوط کا نقشہ درج ذیل ہے۔ اس سے فرانس کے اقتصادی مصالح کی اہمیت اور بالاتری و استحقاقی حقوق کے متعلق اس کے دعوے کی صحت کا اندازہ ہو جائیگا:

نام	کیلومیٹر
بیروت و دمشق لائن	۱۴۹
دمشق و مزیب لائن	۱۰۳
رائق و الیبر لائن	۳۳۱
حمص و طرابلس لائن	۱۰۲
بیت المقدس و یافا لائن	۸۷

و نہی اموال و ہنگ اعراض مسلمین، در آخر کار موجب سلب اطمینان قلوب و ترجہ افکار مسلمین گشتہ۔

حق سبب بیداری و تیقظ اسلامیان، و گرد اتفاق و اتحاد گشتن ایشان، همانا معاملات حاضرہ و سیاست سقیمہ سرانوارد گرائی می باشد۔ با این حرکات مخالف عقل و حکمت، دولت انگلیس هیچ وقت خود را در آئندہ از ہجمات آلمان و روس ایمن و آسودہ نخواہد داشت۔ از بیم استیلاے آلمان و روس وقتے انگلیسیان آزاد و آرام خواہند شد کہ سینہ ہا و شمشیر ہاے مسلمانان سپر آن گردد! حسبت شیئاً و غابت عنک اشیاء!

(روابط اخوة مسلمانان ہند و عثمانیہ)

دیگر آنچہ بسیار اسباب مہنویت و تاثر خاطر گشتہ، همانا خرط ارتباط و تعلق مسلمانان ہندوستان، و معاونت و یاری ایشان بہ مجاہدین و برادران عثمانی خود شان در انسامان ست۔ جدآ این حسیات و عواطف و علاقات در آئندہ مایہ ہزاران امید واری، و فلاح عالم اسلامی، و تمرکز مرکز حقیقیہ خلافت اسلامی است۔

دوس شکی نیست کہ مسلمانان عثمانیہ ہم بہ ہمیں حسیات و علائق قلبیہ مربوط اند۔ دران سرزمین فردے و جریدہ نیست کہ ہمہ آن از احسانات عمیمہ و ہمدردی اخوان عزیز و محترمہ ہند متشکر و متحسین نباشد۔

این حسیات خود شان را در ہنگام مواصلت و معارفت و فرد طیبہ ہلال احمر از ہندوستان، بہ برادران اسلامی خود، مادہ و معنا ابراز و اثبات نمودہ اند۔

وہد ہاے مدثورہ را با اعلیٰ حضرتہ سلطان المعظم، و زراے عظام، رجال تبار، جمیع طبقات ملت، ملاقات حاصل شد۔ انواع عزت و اکرام و تعظیم و احترام، در بارہ ایشان مہجری و معمول نشد۔ از فداکاری و برادری ایشان تقدیم تشکرات بے غایات نمودند۔ (حکم مقالہ)

لہ الحمد، ہمہ پیر و یکتا پیش و آئین، و ہمہ باہم در دیانت مبعثہ اسلامیہ برادریم۔ آیتہ دریمہ "انما المؤمنون اخوة" و کلمہ جلیلہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" تمام مسلمانان را زیر یک لہم و یک لواء الحمد جمع کردہ است!

پس باید در تائید و تقویت این اخوة و تاکید این روابط جلیلہ ہمہ مسلمین مومنین، بیش از پیش بکوشند، تا از شر اعداء دین مقدسہ الہی بترانیم، در امان و حفاظت زندگانی بنمائیم۔

این فدوی جان نثار کہ بغیر از خیرخواہی و خدمت اخوان مسلمین تا انہن مسلکے و پیشہ تعقیب نہ کردہ، رسالیاں فراز حبس و فقر و ہمہ گونہ مذائب و مصائب را در راہ ملت پرستی و حریت خواہی متحمل گشتہ، (والحمد للہ علی ذلک) ابکمال سعی و جہد بتقریت این حسیات شریفہ خواہم کوشید، و حسیات و افکار محترمہ برادران ہند خود را بذریعہ قلم و مقالات، خود بہ عثمانیان بخوبی خواہم فہانید۔ ہمچنان افکار آن دیار را نیز بواسطہ صحائف معتبرہ اسلامیہ ہند بہ مسلمانان ہند معرفی خواہم نمود۔ بدین مقالہ حقیرانہ خود دو بارہ عرض تشکرات از اخوان دین خود نمودہ، سعادت و موفقیات ایشان را از درگاہ ایزد متعال التماس می کنم۔ و نیز کمال احترام و ثنا، و بغایت ستایش وافر خود را، با برادر با جان برابر محترم و غیور خودم (مولانا ابو الکلام آزاد) متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ، عرض و تقدیم نمودہ، صحت و سلامتی حضرتش را از حضرتہ و اہب العطايا مسئلت می نمایم!

"خذ ما صفا و دع ما کدر"

س۔ م۔ توفیق

نگارندہ و مراسلہ نگار مجریہ اسلامیہ "جیل الرشاد" آستانہ ملیہ - فزیل کالکتہ

ساتھ جو ریلوے کے منقولہ و غیر منقولہ ذخیرے میں پیدا ہوتی ہے، ایک ایسی لائن ہے جو اقتصادی حیثیت سے بھی بالکل ناقص ہے، اور ایک ایسی سرکاری لائن کے مقابلہ میں شاید ہی کسی نے ثبات و پامردی کا فیصلہ کیا ہے، جسے کوئی اپنا سرمایہ خطرہ میں ڈالنا نہر، جیسے کہ حجاز ریلوے ہے۔

اگر شاخ کیفا و دیرا بھی فرانس کے ہاتھ پہنچ گئی تو پھر شام میں ریلوے کا موجودہ اور مجوزہ جال بتدریج عملاً بالکل فرانس کے ہاتھ میں چلا جائیگا۔ حجاز ریلوے کے مرکزی لائن کا وہ حصہ جو دمشق سے دیرا اور شام کے آگے مدینہ تک چلا گیا ہے، شام میں معمولی تجارت کے بدلے زیادہ تر حاجیوں اور سپاہیوں کے لیجانے کے لیے ہوگا۔

رہی شاخ افولی و بیت المقدس جو ہنوز زیر تعمیر ہے تو اسی قسمت میں بھی بالآخر فرانس ہی کے ہاتھ جانا ہے۔ اور غالباً مع اس کے متعلقہ لائن کے، جو کیفا و ایگر کے درمیان میں ہے اور جسے آئندہ ترکوں کے ہاتھ میں رہنے کے لیے (اگر فوجی اقتدار کی خیالی وجہ نہ ہوگی تو) کوئی اور معقول سبب نہ ہوگا۔

ابھی یہ کہنا محض جرأت ہوگا کہ شام میں فرانس کی سیاسی سرگرمیاں اسکی اقتصادی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ جائیگی۔ بمشکل یہ امید کی جاسکتی ہے کہ مراکش میں عمل استعماری کے ساتھ، جو ہنوز غیر مختتم ہے، وہ شام میں ایک دوسری مہم استعماری میں اپنے آپ کو پہنچائے گا۔ اور خصوصاً بالفعل، کیونکہ فرانس کے متعلق شامی مسلمانوں کی رائے اچھی نہیں، اور ممکن بغارتوں کی پیش اندیشی کی ضرورت اور اپنے جرمن رقیب سے، جو ایک موثر قسرب میں یعنی الیگزینڈریا میں موجود ہے، ممکن تصادم کے لیے تیاری، ایک ایسی حالت ہے جو اسکی فوجی طاقت کے بیشتر حصہ کو اپنی طرف پھیر لیگی۔

لیکن صورت معاملہ انگلستان کے حق میں اس سے بالکل مختلف ہے، جسکو تمام آبادی کی ہمدردی حاصل ہے، جسکے قدم مصر اور سینا میں کم و بیش استحکام کے ساتھ جمے ہوئے ہیں، اور جسکے ہاتھ میں مالطہ، قبرص، اور اسکندریہ کی وجہ سے سمندر کی بھی کمان ہے۔ برطانیہ احتلال (Occupation) یا برطانیہ حمایت (Protection) شام کو سرسبز کے اعلیٰ درجہ پر پہنچا دیگا، اور اقتصادی حیثیت سے فرانس فوائد اندوز ہوگا۔

شام کے متعلق برطانیہ ارباب استعمار کی دلچسپیوں میں طویل جود کے بعد اب ایک نمایاں حرکت ہوتی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شام کی ترقی کے لیے مالی مجالس حکم (سنکڈیکٹس) زیر ترتیب ہیں۔ شمال لبنان میں تقسیم آب و آبپاشی کی اسکیم، جو مشہور فرم سر جان جیکس لیمیٹڈ نے اپنے ہاتھ میں لی ہے، اور فلسطین میں تیل نکالنے کا کام جو ایک برطانیہ مجلس حکم (سنکڈیکٹ) لیگی اور جس نے تلاش مقامات کا کام نہایت حوصلہ افزا نتائج کے ساتھ شروع کر دیا ہے، ان دونوں کاموں کو ایسا ابتدائی تجربہ خیال کیا جاسکتا ہے، جو اسلیے ہیں کہ بالآخر شام میں فرانس کے پہلو بہ پہلو برطانیہ کے اقتصادی مصالح کے پیدا کر کے کی طرف رہنمائی کریں۔

شام میں سرمایہ لگانے کے لیے وسیع میدان ہیں، اور برطانیہ اور فرانس دونوں کے سرمایہ دار طبقوں کے فوائد کے لیے ان میدانوں میں کام کر سکتے ہیں۔

۱ مراسلہ نگار نیر ایست

۱۹

بیررت ماملیتن لائن

ماملیتن و جبل لائن (جسکی تعمیر عنقریب
سو ماہ میں شروع ہوگی)

۱۵

کل ۸۰۶

شام میں غیر فرانسیسی ریلوے خطوط صرف وہی ہیں، جو ریلوے کے متعلق ہیں۔ اور وہ حسب ذیل ہیں

۲۸۵

کیفا و دمشق لائن

۲۳

کیفا و عکری لائن

عفرلی و بیت المقدس لائن (جو ابھی زیر تعمیر ہے)

اور جسمیں سے ۲۳ کلومیٹر

تیار ہوچکی ہے)

۱۲۰

۲۵۸

ان دعویٰ کی برتری بالآخر جرمنی کو بھی ماننا پڑیگی۔ اس ابتدائی گفتگو سے قطع نظر جو شاہی عثمانی بنک اور ڈچ اور نیت بنک میں بغداد ریلوے کے متعلق ہوئی ہے اور جسپر یورپ کے پریس نے اسقدر انتقاد کیا ہے۔ الیہو سے مسکینی تک توسیع خط آهن کی رعایت کی خبر سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ ایشیائی ترکی میں اپنے اپنے حلقے اثر کے تعین کے متعلق جرمنی اور فرانس میں مفاہمت کا سلسلہ جاری ہے۔

فرنج ریلوے بھی جو پی۔ ایچ۔ ڈی کے نام سے مشہور ہے، الیہو برجک تک توسیع کا حق رکھتی ہے۔ مسکینی برجک سے جنوب میں سر میل پر واقع ہے، اور غالباً یہ فرض کرنا بیجا نہیں کہ برجک جو ایشیائے کوچک کا ایک جزو ہے اور جرمنی کے حلقہ اثر میں واقع ہے، مسکینی کا قائم مقام بنایا گیا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ برطانوی فریب سیاست توسیع خط مسکینی کے ساتھ غیر ہمدردانہ رہی ہے، لیکن اس امر کے بار رکرنے کے لیے کہ اس رعایت کی تصدیق ہوگئی ہے، اسباب موجود ہیں۔

اس امر کے فرض کرنے کے بھی وجوہ موجود ہیں کہ ہر ایک ریلوے کی اسکیم عالم خیال سے عالم حقیقت میں داخل ہوگئی ہے اور حکومت عثمانیہ کو بالآخر خط وادی جردان Jordan Valley Trace کو منظور کرنا پڑا ہے۔

مجھے کم و بیش مستند ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس طرح کی ریلوے بنانے والی کمپنی نے ایک انجینیر کو جو رجحانی کمپنی میں ملازم تھا، حال میں یہاں مامور کیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں اسی قسم کی ایک تقرری پیرس میں بھی ہوئی ہے۔ یہ پیش بندانہ تقرریاں ضرور ایک خاص امر کی علامت قرار دیجا سکتی ہیں۔ کمپنی چاہتی ہے کہ جرمنی ترکی اپنے بلقانی ہمسایوں کے ساتھ قطعی صلح کرلے، فوراً ہی کلم شروع کر دیا جائے۔

خط وادی جردان کے متعلق سرکاری منظوری کے حصول کو اس طویل گفتگو کا خاتمہ فرض کیا جاسکتا ہے جو فرنج کمپنی اور محکمہ حجاز ریلوے کے درمیان اول الذکر شاخ کیفا و دیرا کے لینے کے متعلق ہو رہی تھی۔ واقعی فرنج ریلوے کمپنی کے لیے شاخ کیفا و دیرا کے لینے کا سوال نہایت شدید اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ حجاز ریلوے کے شرح کرایہ کو معمولی کر دینے سے دمشق و بیررت اور دمشق میزرب لائنیں لگتا رہی ہیں، اور بالواسطہ بیررت کے پورٹ کمپنی کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے۔

دندانہ دار پھیر والی ریلوے (Cog Wheel Railway) اپنے ڈھالوں راستوں کے ناگزیر صرف عظیمہ اور اس شکست و فرسودگی کے

منہ عثمانيہ

میں مولوی محمد قاسم صاحب عثمانی کا مضمون
ہوں جنہوں نے چند مستند کتابوں کا مطالعہ کر کے اس
تحریر کا مواد مہیا کر دیا۔

علماء ارض نے اب تک تین قسم کی زمینیں دریافت
کی ہیں۔

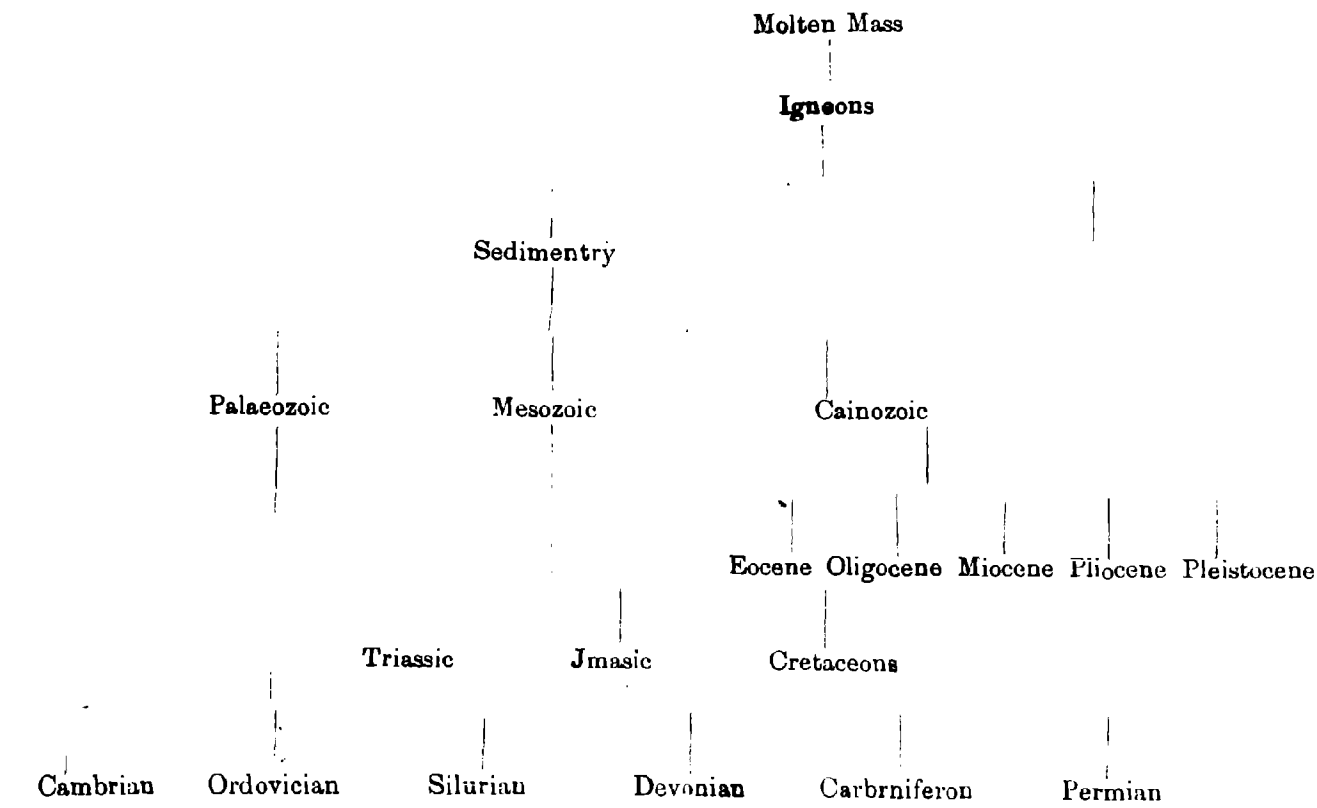
(۱) Igneons (اگنیس) یہ زمین اگنیس اسوجہ سے
کہلاتی ہے کہ حرارت زمین کی تدریجی تبرد کے بعد سب سے
پلے بنی ہے۔ پس ہم اسکو "ارض آتشیں" یا "ارض ناریہ"
کہہ سکتے ہیں۔

مابقیات الارض

استدراک بر "تقدم علوم"

الہلال نمبر ۲۳ میں بسلسلہ تقدم علوم و معارف
علم الانسان کے عنوان سے ایک عجائے مختصرہ شائع ہوا
تھا، جس میں بر بنائے علم الارض (جیوا لوجی) تکرین
زمین کے مختلف طبقات و مراتب کی طرف اشارہ کیا تھا۔
چونکہ مقصود اختصار تھا، اس لیے پوری تشریح کے ساتھ یہ

تشریح طبقات الارض



(۲) Sedimentry (سیدیمٹری) جو شی کسی سیال
چیز کے نیچے جم جاتی ہے، اسے سی ٹی منٹ (Sediment)
کہتے ہیں۔ چونکہ یہ زمین پانی کے نیچے مدھا قسم کی
مختلف چیزوں کے بیٹھ جانے سے بنی ہے، اس لیے اسکا نام
(Sedimentry) رکھا گیا۔

(۳) Metamorphic (متامورفک) تحول پذیر شے کو میٹامورفک
(Metomorphie) کہتے ہیں۔ مگر اس لفظ کا اطلاق علم الارض میں
زمین کی اس تغیر شدہ صورت پر ہوتا ہے جو زمین کی حرارت یا
اسکے دباؤ کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتی ہے۔

قسم سوم کی زمین یعنی متامورفک (Metomorphie) قسم اول
(اگنیس Igneons) و قسم دوم (سی ٹی منٹری Sedimentry)
سے بنا کرتی ہے۔

قسم دوم (Sedimentry) کی تین قسمیں ہیں اور پھر
ہر قسم کی تقسیم مختلف حیوانات کے وجود کے اعتبار سے مختلف
طبقات یا ادوار میں کی گئی ہے۔

موضوع بیان نہ کیا جاسکا، اور اختصار بیان سے مطلب میں
ایک حد تک خلط مبعث سا ہو گیا۔

زمین کے طبقات کی تقسیم کئی حیثیتوں سے کی
جاتی ہے۔ ایک تقسیم بلحاظ مختلف ادوار و ازمئے تکرین
کے ہے۔ ایک بلحاظ طبقات و مدارج کے، اور پھر تیسری
تقسیم بلحاظ آثار حیات و نشو و حیات کے۔

ان میں سے ہر تقسیم مستقل ہے، اور ہر قسم کے
مختلف مدارج و ترتیبات ہیں۔

اس مضمون کا اصل موضوع چونکہ طبقات الارض
نہ تھا، اس لیے صرف مختلف تقسیمات ارض کا حاصل
اور خلاصہ بیان کر دیا گیا۔ بہت ممکن ہے کہ بعض قاریین
نراں پر معلومات ارض مشتبہ ہو جائیں، اس لیے چاہتا
ہوں کہ ایک مختصر تحریر طبقات الارض کے متعلق بھی
شائع کر دی جائے۔

(قسم دوم Sedimentary کے اقسام ثلاثہ)

(۱) Primory or Palaeozoic - یہ لفظ یونانی زبان کے دو الفاظ (Paleo) اور (Zoe) سے مرکب ہے Paleو بمعنی قدیم اور (Zoe) بمعنی زندگی۔ اس زمین کو Palaeozoic اسوجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں سب سے پہلے جاندار چیزوں کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اس زمین کو Primory Rock بھی کہتے ہیں یعنی ابتدائی زمین۔ ہم اپنی اصطلاح میں ”حیات قدیم“ یا ”عہد اول“ کہیں تو بہتر ہے۔

(۲) Mesozoic Secondary یہ لفظ بھی یونانی زبان کے دو لفظوں Meso اور Zoe سے مرکب ہے۔ Meso بمعنی اوسط اور Zoe بمعنی حیات۔ اس زمین کو Mesozoic اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس قسم کے زمین میں ”حیات قدیم“ کی ذی روح اشیاء سے نسبتاً زیادہ نشو و نما پر جاندار آثار پائے جاتے ہیں۔ اس زمین کو Secondary بمعنی دوسرے قسم کی زمین بھی کہتے ہیں۔ اسکا لفظی ترجمہ ”حیات اوسط“ یا ”عہد ثانی“ ہے۔

(۳) Cainozoic or Tertiary یہ لفظ بھی یونانی کے دو الفاظ Cano اور Zoe سے مرکب ہے۔ Cano بمعنی نرساختہ یا جدید اور Zoe بمعنی حیات۔ اس زمین کو Cainozoic اسلئے کہتے ہیں کہ اس زمین میں موجودہ ذی روح اشیاء کے آثار پائے جاتے ہیں۔ Tertiary بھی کہتے ہیں، یعنی تیسرے قسم کی زمین۔

(حیات قدیم یا عہد اول کے طبقات ستہ)

(۱) Cambrian اس طبقہ ارض کا نام ہے جس میں Shell والے جانوروں کے آثار پائے جاتے ہیں۔ شل سے مراد وہ جانور ہیں جسکے جسم پر خار دار اور سنگین جلد ہوتی ہے۔

(وجہ تسمیہ) اس طبقہ ارض کو Sedgwick نامی ایک عالم طبقات الارض نے ۱۸۳۶ میں دریافت کیا۔ ویلز کی زمین میں اس قسم کے جانوروں کے نشانات ملے۔ چونکہ ویلز کو Cambria بھی کہتے ہیں، اسلئے اس نے اس طبقہ کا نام اسی سرزمین کے نام پر رکھا۔

(۲) Ordovician اس طبقہ ارض میں Cylindrical یعنی وہ جانور جنکا جسم طول میں ہوتا ہے مثلاً مچھلی سانپ وغیرہ اور خار دار جانوروں کے نشانات ملتے ہیں۔

(وجہ تسمیہ) Ordovices (اور دو ریسس) ایک فرقہ کا نام ہے۔ جس جگہ یہ فرقہ آباد تھا۔ اسی جگہ مسٹر سی۔ لیپ ورثہ (C. Lapworth) نے اس طبقہ کو دریافت کیا، اسلئے اس فرقہ کے نام پر اس طبقہ کا نام رکھا گیا۔

(۳) Silurian اس طبقہ میں مچھلیوں کے آثار ملتے ہیں اس طبقہ ارض کو Murchion نامی ایک ارضی نے سنہ ۱۸۳۵ء میں دریافت کیا۔ فرقہ سلورس Silures کے ملک Siluria میں اس طبقہ کے آثار پائے گئے تھے۔ پس اس محقق نے اسکا نام اسی ملک کے نام پر رکھ دیا۔

(۴) Devonian اس طبقہ میں سیپ وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ اس طبقہ کے آثار Devonshire نامی برطانیہ کے ایک صوبہ میں پائے گئے تھے۔ پس اسکا نام بھی اسی صوبہ کے نام پر رکھا گیا۔

(۵) Carboniferous اس طبقہ ارض میں رینگنے والے جانوروں کے نشانات ملتے ہیں۔

چونکہ اس طبقہ میں کوئلہ Coal بہت پایا جاتا ہے اسلئے اسکو Carboniferous کہتے ہیں یعنی ”کوئلہ کا طبقہ“

(۶) Permian یہ حیات قدیم یا عہد اول کے اس آخری طبقہ کا نام ہے جس میں رینگنے والے جانوروں کے نشانات ذات الثدی جانوروں کے مشابہ ملتے ہیں۔ چونکہ اس طبقہ کی زمین ایشیا کے صوبہ پرم میں پائی گئی اسلئے اس طبقہ کا نام Permian پرمین رکھا گیا۔

(حیات اوسط یا عہد ثانی کے طبقات ثلاثہ)

(۱) Triassic اس طبقہ میں ذات الثدی جانوروں کے نشانات ملتے ہیں۔ یہ طبقہ پہلے تین الگ الگ طبقوں میں منقسم تھا۔ مگر جدید تحقیق کی بنا پر جرمنی کے علمائے ارض نے اسکا نام Triassic رکھا۔ یعنی ”اتفاق ثلاثہ“۔

(۲) Jurassic اس طبقہ میں ان رینگنے والے جانوروں کے نشانات ملتے ہیں جو پرند کے مشابہ ہوتے تھے۔

چونکہ اس طبقہ کی زمین کوہ جورہ میں پائی گئی۔ اس لیے اس طبقہ کا نام اسی پہاڑ کے نام پر رکھا گیا۔

(۳) Cretaceous اس طبقہ میں سب سے پہلے پرند کا نشان پایا جاتا ہے۔ چونکہ اس طبقہ میں سفید مٹی زیادہ پائی جاتی ہے اس وجہ سے اسکو Cretaceous کہتے ہیں، یعنی ”خاک سفید کا طبقہ“۔

(حیات جدیدہ یا عہد ثلاثہ کے طبقات خمسہ)

(۱) Eocene یہ حیات جدیدہ یا عہد ثالث کا رہ قدیم ترین طبقہ ہے، جس میں موجودہ عہد کے نباتات کے نشانات ملتے ہیں۔

چونکہ موجودہ عہد کی ذی روح اشیاء کے آثار اسی طبقہ سے ملنا شروع ہوئے، اس لیے اس طبقہ کو Eocene کے نام سے موسوم کیا۔ یہ لفظ یونانی زبان کے دو لفظوں سے مرکب ہے۔ اسکا لفظی ترجمہ ”صبح جدید“ ہے۔

(۲) Oligocene اس طبقہ میں موجودہ پالتو جانوروں کی کسی ابتدائی نسل کے آثار پائے جاتے ہیں۔

یہ لفظ بھی یونانی کے دو لفظوں : Oligo اور Cene سے مرکب ہے۔ جنکے معنی علی الترتیب کم اور جدید کے ہے۔

(۳) Miocene اس طبقہ میں موجودہ ذات الثدی جانوروں کے آثار ملتے ہیں۔ یہ لفظ بھی یونانی کے دو الفاظ Mio اور Cene سے مرکب ہے۔ Cene کے معنی اوپر بیان ہوچکے، Mio کے معنی کمتر یا مختصر تر کے ہیں۔

(۴) Pliocene اس طبقہ میں خاردار اور ذات الثدی دونوں قسم کے جانوروں کے نشانات پائے جاتے ہیں۔ Plio بمعنی بیش تر اور زیادہ کے ہیں۔

(۵) Pleistocene یہی طبقہ ہے کہ جس طبقہ میں انسان کے آثار پائے جاتے ہیں۔ Pleisto کے معنی بالکل نئے کے ہیں۔



اگر آپ چاہیں تو میرے پاس ایک لنبی چوڑی فہرست ان تعلیم یافتہ لوگوں کی موجود ہے، جو باوجود ادعاء روشن خیالی و منور الفکری، رہا ہمہ لوازم تہذیب جدید و مدینۃ فرنگ، اپنی زندگی کے اندر عورتوں کی غلامی و مملوکیۃ کے ایسے آثار مظلمہ و محزنہ رکھتے ہیں کہ انسانیۃ کیلیے ماتم کبریٰ اور اسلام کیلیے ننگ و عار ہے !!

آپ کیا پنجاب کے اُس بد بخت پیرسٹر سے واقف نہیں ہیں جس نے باایں ہمہ مقالہ نگاری و صحافی، وطنطنۃ سفر فرنگ و فحش فحش لیدری و رهنمائی، اپنی مظلوم بیوی اور بچوں کو طعمۃ ہلاکت بندے کیلیے چھوڑ دیا، اور خود ایک متمول بیوہ کی دولت حاصل کر کے پیوستہ مشغول شرب خمر، و علی الدوام مشغوف بہ تعطل و عیش کاری ہے ؟

پھر وہ حر الفکر، منور الخیال، تعلیم یافتہ، مدنیۃ پرست، آزاد عمل، ماتم گذار مظلومیت انسانیۃ، اور ناصر حقوق نسوانیہ فرقہ کہاں ہے، جو ہندوستان کی عورتوں کو ظلم و جبر سے نجات دلانے کیلیے مبعوث ہوا ہے ؟ اور کہاں ہے وہ نڈی مہذب و آزاد سوسائٹی، جو قدامت پرست طبقہ کے مظالم سے نفور، مغربی خرائین کی جلوہ آرائیوں پر متحسر، اور اُس رد تقید اور حجاب نسوان پر ہمیشہ مرثیہ خواں ہے ؟ اتامرون الناس بالبر و تذسرون انفسکم ؟

آپ خوش ہیں کہ میں مسئلۃ حقوق نسوان پر بھی منوجہ ہوا۔ گذارش ہے کہ آپ تو مجھے برسوں سے جانتے اور میرے خیالات سے واقف ہیں۔ میں اگر اس مسئلہ پر منوجہ نہ تھا، تو یہ کسی غفلت و اغماض کا نتیجہ نہ تھا، اور نہ اسکا کہ میرے دل میں اس جنس اشرف و اعلیٰ کے مصائب کا کوئی درد نہیں۔ یہ کیونکر ممکن ہے، جبکہ یورپ کے ادعا اور نمونے کی بنا پر نہیں بلکہ حضرة داعی اسلام کے اسوۃ حسنہ کی بنا پر اس قول کو اپنے سامنے پاتا ہوں کہ ”خیارکم، خیارکم لذناکم“ الدنۃ اس کے کچھ اور ہی اسباب ہیں۔ اصل یہ ہے کہ یہ تمام منزلیں جو آپ حضرات کے سامنے ہیں، مجھے بھی پیش آچکی ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ آپ اب تک اُنہی کو دیکھ رہے ہیں اور میں الحمد للہ اُن سے آگے بڑھ چکا ہوں :

راہ کہ خضر داشت ز سرچشمہ دور بود

لب تشنگی ز راہ دگر بردہ ایم ما !

اگر عورتیں مظلوم ہیں تو انہیں قرابنگ روم کی ادعائی صحبتوں سے حقوق نہیں مل سکتے۔ بلکہ گھر کی عملی زندگی اور حسن معاشرت و سلوک کے نمونے پیش کیجئے۔ اسکا طریقہ یہ نہیں ہے کہ صرف مضامین لکھتے رہیے یا ایک اخبار عورتوں کیلیے جاری کر دیجیے۔ یہ تو ابتدائی منزلیں تھیں۔ موجودہ منزل یہ ہے کہ ہمارے اندر نمونہ پیدا ہو، نیز ایک ایسی اخلاقی و ایمانی قوت، جو اُن ظالموں کو کوئی معاشرتی سزا دے سکے، جو باوجود ادعاء حریت جدیدہ، عورتوں کیلیے برادری و رحمت سے بھی بدتر ہیں۔

یہی ہے کہ توفیق الہی نے اصل منزل حقیقت دہلا دی، اور اُس ایک ہی سرچشمہ مقصود تک پہنچا دیا جس سے اصلا و فلاح ملت کی ہر شاخ کی تشنگی دور ہو سکتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تعلیم کیلیے کوشش کر، میں اسکا رُغظ نہیں کرتا کہ محاسن اخلاقی حاصل کر، میری دعوت یہ نہیں ہے کہ پالیٹکس میں ترقی کر، اور یقیناً میں نے کبھی بھی بحث نہ کی کہ عورتوں کو ان کے طبیعی اور عقل و شرع کے بغضے ہوئے حقوق واپس کر دو،

مسئلہ وظیفہ

طریق نسیمہ و تذکرہ خوانین

زمسٹر عبدالوہابی - بی - اے - (علیگ) از بارہ بنگی

الہلال کے پچھلے پرچہ میں ح - الف بیہم صاحبہ کے خط پر آپ کا طویل مگر دلچسپ نوٹ دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی کہ آپ کی توجہ مسئلۃ حقوق نسوان پر بھی ہوئی۔ امید کہ یہ ترجمہ قائم رہیگی اور اس کے متعلق دلچسپ اور مفید خیالات دیکھنے میں آئیں گے۔

اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ یورپ کی تہذیب یا عیسائی مذہب نے جو درجہ عورت کا سوسائٹی میں قائم کیا ہے وہ بہت کم ہے بہ نسبت اس کے جو اسلام نے عورت کو دیا ہے۔ اس نے خوش آئند الفاظ میں خوشامد کر کے اس کی اصلی آزادی چھین لی ہے۔ اور یہ سخت تعجب کی بات کہ باوجود اس قدر تعلیم اور روشن دماغی کے یورپ کی عورتوں نے اس زمانہ سے بہت پیشتر آزادی حاصل کرنے میں جدوجہد کیوں نہ کی۔

یورپ اپنی عورتوں کے ساتھ پیار کی باتیں کرتا ہے، انکو نفیس اور پیاری جنس کہتا ہے، انکی عزت کرنیکا دعویٰ کرتا ہے، لیکن اگر پرچہا جائے کہ انکو کچھ بھی اقتصادی آزادی دینیکو طیار ہے ؟ تو صاف انکار کر جائیگا۔

یورپ کی عورت واقعی اپنے شوہر کی غلام ہے۔ وہ اپنی ملکیت کا حق کسی چیز پر بحیثیت زوجہ ہونیکے نہیں رکھ سکتی، لیکن مسلم عورت اپنے والدین کا حصہ پاتی ہے۔ اپنے شوہر سے مہر لیتی ہے، اسلیے اقتصادی طور پر وہ بہت آزاد ہے۔

یورپ کی وہ عورت جسکو کسی وجہ سے شوہر نے طلاق دیدی ہو، اس کے اگر کوئی دوسرا شوہر نہ ملجائے تو سوائے محتاج خانہ کے دوسرا سہارا نہیں رکھتی، لیکن مسلمان عورت طلاق کے بعد بھی اپنی گذر کر سکتی ہے۔

دنیا میں اصلی آزادی اقتصادی آزادی ہے کہ انسان اپنی گذر اوقات کا کوئی ذریعہ قائم کرے، جو کچھ حقوق اور مطالبات ہیں وہ اس کے بعد ہیں۔ اگر یہ آزادی انسان سے لہو اور دنیا بھر کے حقوق دیدو تو سب خاک ہیں۔ وہ غلام کا غلام ہی بنا رہیگا۔ آپ کے ”آجکل کے متفرنجین مارتین“ کو یہ الزام دیا ہے کہ وہ یورپ کی کورانہ تقلید کرتے ہیں۔ یہ الزام بالکل ٹھیک ہے، مگر معاف فرمائیگا کہ اسی قسم کی تقلید کی جھلک ”محترم جنس“ کے الفاظ میں بھی نظر آتی ہے، جو آپ نے استعمال فرمائے ہیں۔ میری سمجھ میں اب تک نہیں آتا کہ جنس انات، محترم جنس کیوں سمجھی جائے ؟ خاصکر ایسی حالت میں جبکہ دوسری جنس کی فوقیت کے بھی آپ قائل ہیں۔

لال:

حقوق نسوان کا غلغلہ گذشتہ بیس برس کے اندر بہت بلند ہوچکا ہے، اور گو تحقیق کے ساتھ بہت کم لکھا گیا ہے مگر نفس موضوع سے سبھوں کو اتفاق ہے۔ باایں ہمہ عمل و نتائج معدوم۔

کو کیا مجبوری ہے، جبکہ سوسائٹی ہر حال میں اسکی پرستش کیلئے طیار ہے، اور اسکے لیے نور و ظلمت میں کوئی فرق نہیں؟ جو لوگ کہ معصیت و بد اخلاقی اور ظلم و عدالت کشی کے مجسموں کو انکی سزا دینے کیلئے طیار نہیں، انہیں کسی فرقے کی اعانت کرنے اور اسکے حقوق کی وکالت کا کیا حق ہے؟

قوم میں صحیح دینی حیثیات پیدا کیجیے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی سنت رفتہ کو پھر زندہ کیجیے۔ اپنے اعمال کی بنیاد کسی قوم کی تقلید پر نہیں، بلکہ خود اپنی تعلیمات صحیحہ پر رکھیے، اور اپنے اندر اتنی قوت پیدا کیجیے کہ ہر تعلیم نمرنے کے ساتھ ہو اور ہر اعلان عمل کے بعد۔ جب تک کوئی ایسی تبدیلی پیدا نہ ہوگی اس وقت تک محض ادعائی مباحث و ہنگامہ آرائیوں سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

آخر میں اپنے ظاہر کیا ہے کہ متفرنجین ہند کو منظم قرار دینے میں آپ میرے ساتھ ہیں، مگر ”محترم جنس“ کی ترکیب میں خود یورپ کا اتباع موجود ہے، اور نیز یہ کہ جنس انات کے احترام و شرف کا سبب سمجھہ میں بالکل نہیں آتا۔

میں نے اگر جنس انات کو ”جنس محترم“ لکھا تو یقین کیجیے کہ اس فرض تعبد و پرستش سے مرعوب ہو کر نہیں لکھا، جو یورپ اپنی زندگی کے بیرونی مناظر میں ظاہر کرتا ہے۔ بلکہ میرے سامنے اسلام و داعی اسلام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا اسوہ حسنہ موجود ہے اور وہی مجبور کرتا ہے کہ فطرۃ انسانی کے اس اجمل ترین مظہر کے ”احترام“ کا اعتراف کروں۔

”الرجال قوامون علی النساء“ اسکے منافی نہیں، بلکہ اسی کا نتیجہ ہے۔ فطرۃ نے عورت کے ذمے حفظ و تکثیر نوع انسانی کی خدمت اقدس و اعلیٰ سپرد کی، اور اسکا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مردوں کو اسکے قیام حیات اور ضروریات معیشت کے فراہم کرنے پر مجبور کیا جاتا۔ اس اختلاف حالت سے مردوں کو جسمانی قوت عورتوں کے مقابلے میں قدرتی طور پر زیادہ حاصل ہے؛ و للرجال علیہن درجۃ۔

بہر حال اب اس مبحث نے جنسی مساوات و عدم مساوات کے موضوع بحث کی صورت اختیار کر لی ہے۔ بہتر ہے کہ چند دیگر مکاتیب و رسائل جو اس بارے میں آچکے ہیں، پلے شائع کر دیے جائیں، اسکے بعد بہ تفصیل اپنے خیالات شائع کروں۔

کانپور موسک (انگریزی ایڈیشن)

مصنفہ مسٹر بی۔ اے۔ داس۔ گپتا۔ سب ایڈیٹر بنگالی

مچھلی بازار کانپور کے واقعہ کی نہایت مشرق و معصل حالت، میونسپلٹی کی کارروائی، مسجد کا انہدام، راقعہ جانکاہ ۳ - اگست، ہندوستان میں اس کے متعلق شورش عدالت کی کارروائی، اور آخر معاملات کانپور پر حضور وایسراے کا حکم۔ یہ تمام حالات نہایت تفصیل و تشریح سے جمع کیے ہیں۔

مصنف بہ حیثیت نامہ نگار بنگالی خود کانپور میں موجود تھے اور جو کچھ انہوں نے لکھا ہے وہ (Man on the Spot) کا مصداق ہے۔

اسمیں بہت سے واقعات ایسے بھی ملینگے جن سے پبلک اب تک واقف نہیں۔ کتاب دو حصے میں شائع ہوئی ہے۔ اسکے نفع کا ایک حصہ مسلمانوں کے کسی قومی کام میں دیدیا جائیگا۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جسکو مسلمانوں کی موجودہ بیداری کی ایک موثر سرگرمی سمجھنا چاہیے۔ درمیان میں جابجا متعدد ہفت ٹون تصویریں بھی دی ہیں۔ تمام درخواستیں پٹہ دیل پر آئی چاہئیں۔ قیمت ایک روپیہ

المشتہر

بی۔ اے۔ داس۔ گپتا۔ بنگالی آنس۔ بہر بازار اسٹریٹ۔ کلکتہ

کیونکہ یہ میری وہ چھوٹی مڑی منزلیں ہیں، جنکو الحمد للہ میلوں اور کوسوں پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔

میری دعوت اب صرف ایک ہی ہے یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر، اور یقین کیجیے کہ آپ لوگوں کے پیش نظر کوئی بھی شے ایسی نہیں ہے جو اسمیں نہر۔ البتہ اسمیں جو کچھ ہے، وہ دوسری صداؤں کو میسر نہیں:

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آن

ہر کجای نگری، انجمے ساختہ اند!

یہ کیا ہے کہ تعلیم کی ضرورت آشکارا ہے، اعمال حسنہ کا جمال سب کو مرغوب ہے۔ اخلاق کی خوبیوں سے کسی کو انکار نہیں۔ بد عملی و فسق و فجور کی کوئی بھی تعریف نہیں کریگا۔ عورتوں کے حقوق پر ایک ہنگامہ لسان و قلم برپا ہو چکا ہے۔ اصلاح اصلاح! ترقی ترقی! اور عمل عمل! سب کی زبانوں پر ہے، تاہم جو گرفتار جہل و غفلت ہیں، انکی سرشاری جہالت بدستور، جو مبتلائے فسق و فجور ہیں، انکی جسارت و جرأت علی حالہ، اور جو مبتلائے بد عملی و ترک اخلاق حسنہ ہیں، انکی حالت بد سے بد ترین، کیا یہ اسی کا نتیجہ نہیں ہے کہ ہم میں دباؤ اور طاقت ناپید ہے، اور کوئی قوت ایسی نہیں رہی جو ہمیں قول و عمل کی تطبیق پر مجبور کرے؟

یہ دباؤ اور طاقت آج یورپ میں اجتماعی اور معاشرتی صورت میں ہے، یعنی ”سوسائٹی“ اور اسکے اداب و رسوم (ایٹی کت) ایک ایسی طاقت رکھتے ہیں کہ ہر شخص خواہ کیسا ہی جری اور نڈر ہو، لیکن اگر سوسائٹی میں کوئی ادنیٰ سی جگہ بھی رکھتا ہے تو اسکے تحفظ کیلئے مجبور ہے کہ اپنے ظاہر اعمال میں کوئی بات ایسی نہ کہے جسکی بنا پر اپنے جگہ ضائع کر دے۔

مسلمانوں میں یہی چیز زیادہ قوت و اثر کے ساتھ کار فرما تھی، البتہ اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ ہر انسانی اثر و عمل کو رشتہ الہی سے وابستہ کر دیتا ہے۔ یہی قوت ہے جس کو لسان شرع نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لفظ سے تعبیر کیا ہے یعنی ہر مسلمان اسکے لیے مجبور تھا کہ وہ اعمال صحیحہ و حسنہ اختیار کرے، اور اگر نہ کرے تو مسلمانوں کی سوسائٹی میں کسی عزت و وقار کے حاصل کرنے کا مستحق نہیں ہوتا تھا۔ یہ ایک احتساب عمومی کی قوت تھی جو ہر فرد کو دوسرے فرد کیلئے ایک قوت محتسبہ بنا دیتی تھی، اور ممکن نہ تھا کہ اس احتساب عام سے کوئی بڑے سے بڑا فرد بھی بچ سکے۔

پس آج اصلی ضرورت صرف اسکی ہے کہ قوم میں ایک دینی احتساب کی قوت پیدا کی جائے، جو ہر عمل صالح و احسن کیلئے مقوم و مظہر، اور ہر فعل زشت و بد کیلئے اپنے اندر ایک سخت معاشرتی سزا رکھتی ہو، جب تک کہ ہماری سوسائٹی ایک ایسا قوی دباؤ پیدا نہ کرے، اس وقت تک محض دعوت و غفلت بیکار ہے۔

ایک شخص جو اپنی جانثار میری کیلئے خونخوار درندہ ہے، ایک نا عفت اندیش جو اپنے ذاتی مصالح کیلئے یا اپنے بعض نادان اعزائی پر معصیت خروشی کیلئے اپنے لڑکیوں کو ازدواج غیر مناسب کے ذریعہ قتل کر رہا ہے، ایک نفس پرست جو اپنے گھر سے باہر بی زندگی میں حسن و جمال کی زیادہ بہتر نظیریں دیکھ کر آمادہ ہو گیا ہے کہ اس عزت کی رفاقت ازدواجی سے اپنے تئیں آزاد کرالے، جس بد بخت کے سامنے کوئی ایسی نظر فریب دنیا نہیں ہے، میں آپسے پرچھتا ہوں کہ ایسا نہ کرنے کیلئے اسکے نفس شریر

شؤون عثمانیہ

دولت اسلامیہ کے ایک عضو مقطوع کا انجام

تخت البانیا پر ایک نصرانی شہزادہ

آزادی کے لیے البانیوں کی قابلیت، یورپ کا اس سے مقصود، ایک بہترین انتظام کا ترک

انگلستان کی مایہ ناز خدمت امن یعنی لندن کی مونتمرالسفرہ کامیاب سمجھی جاتی ہے گورہ جنگ کے احوال و فطائع میں شہ بہر بھی تخفیف نہ کر سکی۔ یہ کیوں؟ اس لیے کہ اس نے طاقت کے عفریت یعنی دول یورپ کو دست و گریباں ہرے نہ دیا، اور مسئلہ البانیا کی گورہ کو تیغ کی نوک کے بدلے قلم کی نوک سے سلجھا دیا۔ مگر کیا یہ صحیح ہے؟ کیا انگلستان نے امن کی کوئی حقیقی خدمت کی؟ یا صرف ہنگامی و فوری؟ کیا قواء دول کا توازن برہم نہیں ہو گیا؟ اور ہر سلطنت کو اپنی جنگی طاقت میں اضافہ کرنا پڑا؟ اور کیا درحقیقت مسئلہ البانیہ حسب دل خواہ حل ہو گیا؟ ان سوالات کا جواب دینا اس شخص کے ذمے ہے جو مونتمرالسفرہ (سفرہ لی کافرنس) پر ایک عام نظر ڈالنا چاہتا ہو۔ مگر ہم اس وقت یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس مونتمر نے اسلام اور البانیا کے لیے کیا کیا؟ اور دیں دیا؟

اتحاد دول درحقیقت حکومت اسلامیہ کے لیے ایک پیغام مرگ تھا، جو وقت کے آنے سے پہلے اسے پہنچا دیا گیا ہے۔ اس اتحاد نے یہ بتلا دیا کہ دول کی باہمی رقابت اور عداوت کا جو تنکا اس غریب بحر فدا کیلیے سہارا تھا، وہ بھی اب برسر زوال ہے، اور وہ وقت دور نہیں جب اس جسم کی جگہ سطح آب کے بدلے قعر دریا ہو، اور عرصہ کے منتظر حریفوں میں بصلح و آشتی تقسیم ہو جائے۔

اگر (خام بدھن) حکومت اسلامیہ کی تقسیم کے لیے کبھی آخری اتحاد ہوا تو اس کی تاریخ کا آغاز اسی مونتمر سے ہوگا، اور اس کے مولد و منشا ہونے کا شرف انگلستان ہی کو حاصل ہوگا۔

البانیا کے لیے اس مونتمر نے کیا کیا؟ اور کیوں کیا؟ اس کا جواب ہم انگلستان کے ایک مشہور کاتب سیاسی لوئس رلف کی زبان سے دینا چاہتے ہیں۔ کاتب مذکور نے البانیا کی حکمرانی پر ایک مضمون لکھا ہے جو گریفک کی تازہ اشاعت میں شایع ہوا ہے اس مضمون میں ان تمام نقطوں پر بحث کی گئی ہے، جو ہم لکھنا چاہتے تھے۔ مضمون کے ترجمے کے بعد کسی ملاحظہ کی ضرورت نہ تھی، مگر بد قسمتی سے ہمارے ملک میں مقالات و رسائل کو ایک غلط انداز نظر سے زیادہ توجہ نصیب نہیں ہوتی، اور مقالات سیاسیہ تو شاید اس سے بھی محروم رہتے ہیں۔ اس لیے پہلے چند امور کی طرف قاریوں کرام کی توجہ مبذول کر دینا ضروری ہے۔

دنیا ہمیشہ یہ سمجھتی تھی کہ حقائق پر اقلیم و ملک کے تغیر کا اثر نہیں پڑتا، مگر یورپ کی سیاست نے ثابت کر دیا کہ اہم لی طرح حقائق کی دنیا بھی ان تغیرات سے متاثر ہوتی ہے۔

یعنی اگر بلقان میں دو اور دو چار ہیں، تو ممکن ہے کہ وہ ہندوستان میں دو اور دو پانچ ہوں۔

”وطن صرف اہل وطن کے لیے ہے“ یہ وہ اصول ہے جس کی تبلیغ ہمیشہ دولت عثمانیہ نے عیسائی رعایا میں یورپ کے کی ہے۔ عثمانی مسیحی رعایا میں سے جب کبھی کسی فرقہ کے حریت و استقلال کا مطالبہ کیا ہے تو یورپ نے ہمیشہ اس کو مطالبہ مشروع اور حق طبعی کا سوال قرار دیا ہے، لیکن اگر یہی سوال ہندوستان، مصر، یا مغرب اقصیٰ کی سرزمین سے بلند ہوا تو وہ یکسر بغارت اور جرم سمجھا گیا۔ یہ کیا ہے کہ جو شے ہندوستان میں بغارت و سرکشی ہے، وہی بلقان اور آرمینیہ میں مطالبہ مشروع اور حیات قومی کا ایک ثبوت طبعی ہے؟

انگلستان کو چونکہ دہائے سیاست سے نصیب رافر ملا ہے اس لیے اس نے ہمیشہ ایسے مواقع پر در جماعتیں کر دی ہیں، کارکن اور سرگرم جماعت کو فوضوی (انارکست) قرار دیکر ان کے ایادت و استیصال کے لیے قانون کی تیغ بے پناہ سے کھ لیا ہے، اور دوسرے کو یہ لہکے سمجھا دیا ہے کہ ابھی تم تیار نہیں ہو، جب وقت آئیگا تو ہم خود دیدینگے۔

لیکن اگر البانیا کی خود مختاری کا وقت آگیا ہے جہان کی زندگی اب تک خانہ بدوشانہ اور قبیلہ وار ہے تو ہندوستان اور مصر میں کیوں خود مختاری کا وقت نہیں آیا؟ حالانکہ یہ دونوں مقامات تہذیب و تمدن اور تعلیم و تربیت نیز ادارت و انتظام میں یقیناً البانیا سے بدرجہا بہتر ہیں۔

یہ کیا اس لیے ہے کہ البانیا دولت عثمانیہ کا جزء ہے، اور یہ دونوں مقامات دولہ برطانیہ کے اجزاء ہیں؟

یورپ کی سیاست کا قوام دو جزر سے ہے، ایک خود کامی اور دوسرا نفاق۔ اس کے جس عمل سیاسی کو دیکھو گے، اسمیں یہ دونوں چیزیں ضرور موجود پاؤ گے۔ کسی قوم کو غلامی کی بیڑیوں سے آزاد کرنا ایک نہایت مقدس کام ہے، مگر یورپ جب اسے انجام دیتا ہے تو وہ بھی خود غرضی و نفاق سے آلودہ ہوتا ہے۔ البانیا کو آزاد کرایا گیا، مگر اس لیے نہیں کہ وہ ایک کامیاب و قوی سلطنت ہو بلکہ اس لیے کہ وہ ایک برزخ ہو جو یونانیوں اور سلاویوں اور اسٹریا اور اطالیا میں حائل رہے اور ان کو باہم ٹکرائے نہ دے!

یورپ کہتا ہے کہ اس کا دامن مذہبی تعصب کے کانٹوں میں الجھا ہوا نہیں ہے اور بعض سادہ لوح باور بھی کر لیتے ہیں، مگر کیا کیجیے، واقعات ہمیں عدم یقین پر مجبور کرتے ہیں۔ ہم جب کبھی یورپ کے اعمال سیاسیہ کو دیکھتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ اس کا مقصد وحید محض اسلامی نفرد و اقتدار کا مٹانا، اور اس کی جگہ مسیحی مغربی اثر کو قائم کرنا ہے۔ یورپ نے اب تک عثمانی رعایا میں سے جن جن اقوام کو مثلاً بلغاریا، یونان، رومانیہ کو آزاد کیا ہے، نہ ان میں تعلیم تھی نہ تمدن اور نہ اداری و سیاسی قابلیت، مگر با اس ہمہ یورپ نے انہیں آزاد کرایا اور انتظام کے لیے اپنے یہاں کے اشخاص اور

رائڈ کا شاہزادہ ولیم غالباً مدرسہ خیالیہ Romantic School کا متبع نہیں، اور نہ پوسٹڈم میں اس قسم کے خیالات کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

پھر تخت البانیہ کی امید واری کے لیے کیا شرائط ہیں؟ یہ ایک راز سرستہ ہے، ابھی اسی دن ٹیمس کے ایک ظریف مراسلہ نگار نے مشورہ دیا تھا کہ پرنسپس میوکل "ایٹ ہومس" کی کامیابی کے دول میں یہ خیال پیدا کیا ہے کہ اسکا شوہران باہم جنگ آرا البانیوں میں اتحاد و اتفاق کے روشناس کرنے کے لیے بخوبی موزوں ہوگا۔

بہر نوع یہ تاریخ کی عجیب و غریب بازگشت ہے۔ کیونکہ البانیا کی روایات (Tradition) کا آغاز کید من (Cadmus) اور ہارمونیا (Harmonia) کے قصے سے ہوتا ہے جنکے یہاں الیریا (Illyria) پیدا ہوا، جو تمام البانیوں کا مورث اعلیٰ ہے۔

آیا ایک ایسے تجربہ کا اعادہ مناسب ہے جسکو خدا علم السیاسہ کے عہد طفلی میں کامیابی نہ دے سکے؟ یہ ایک علحدہ سوال ہے۔ درحقیقت، سچ یہ ہے کہ شاہزادہ رائڈ کا انتخاب نہیں ہوا ہے اور نہ وہ کسی خاص طریقہ پر البانیہ کی حکمرانی کے لیے تیار کیا گیا ہے، بلکہ اسکا انتخاب محض اسلیبے ہوا کہ یورپ کے طبقہ شاہزادگان میں وہ ایک ایسی ذات ہے جو یہ کوشش کر کے دیکھنا چاہتی ہے، اور اسکے ساتھ ہی نہ تو رائڈ اور رومہ میں اسکے متعلق شکوک ہیں اور نہ وہ دول یورپ کی وسیع الاختلاف سرزمینوں کیلئے اسمیں کوئی برانگیزگی رکھتا ہے۔ فہم و ہمت کا یہی ثبوت ہو سکتا ہے اور امید ہے کہ ایسا ہے۔ آخر رومانیہ اور بلغاریا کے بادشاہوں کے متعلق بھی تو کچھ زیادہ معلوم نہ تھا جو اسی منصب کے لیے انتخاب کیے گئے تھے، اور ابھی تک اپنے اپنے تاجور کو برقرار رکھے ہوئے ہیں؟

تاہم البانیا کی قسمت کے متعلق پیشینگوئی کرنے میں ان گذشتہ مثالوں پر اعتماد مناسب نہیں۔ یہ ملک رومانیہ اور بلغاریا بلکہ عثمانی شاہنشاہی کی تمام سرحدی جاکیزوں سے بالکل مختلف ہے۔ تقسیم اقوام اجتماعی، اور نیز تاریخی حیثیت سے یہ ایک دوسری ہی دنیا کا قلعہ ہے۔ نہ تو سلاویوں سے اسکو کوئی نسبتی تعلق ہے اور نہ یونانیوں سے، اور نہ ترک ہی اسکو یورپی طرح کبھی مطیع کر سکے۔ اجتماعی حیثیت سے یہ اب تک عہد قبائل میں ہے، البتہ یہ خیال کہ نہ کبھی وہاں ایک قوم ہوئی ہے اور نہ کبھی ہوگی، ضرور ایک مغالطہ ہے۔ ایک زمانے میں اسی طرح ایک قوم تھی جس طرح انگلستان انجیوں بادشاہوں کے زمانے میں ایک تھا۔

اسکے جاگیردار نوابوں نے (Fendel Barons) بارہا بیرونی دشمنوں کے مقابلہ میں اپنے وطن عزیز کی متحدہ طور پر مدافعت کی، مثلاً انکی جنگ زید، قیادت سکندر اعظم (یہ اسکندر مقدونی نہیں بلکہ اسکندر البانی ہے)۔ بارہا یہ بھی ہوا کہ خود انہیں سے کسی با شوکت و صرل شخص کے (جیسے محمد شوتبی یا مشہور معروف علی پاشا) بزور و جبر انہیں اتحاد قومی کی سی کیفیت پیدا کر دی، مگر یہ طریقہ اتحاد ہمیشہ داخلی رہا، کبھی خارجی نہ ہوا، یعنی اس شہید اتحاد کا موسس کبھی بھی غیر البانی ہاتھ نہ ہوا۔

بیشک یہ ممکن ہے کہ البانیا کو فتح کر کے مثلاً آسٹریا کا ایک صوبہ بنا دیا جائے، جیسا کہ وہ کسی زمانے میں رومی سلطنت کا ایک صوبہ تھا، مگر ایسک بین القومی معاہدہ اور ایک اجنبی شاہزادے کے زیر حکومت اسکو ایک قوم بنانا، ایک مشکوک

حکمرانی کے لیے اپنے یہاں کے خاندانی شہزادے بھیجے اور اس طرح حکومت اسلامیہ کے اعضاء سے نئی مستقل عیسائی ریاستیں قائم کیں۔

ہم یہ نہیں کہنا چاہتے کہ قرون مظلمہ کی طرح آج بھی یورپ اپنے اعمال میں نصرانیت پرست ہے، مگر یہ ہم جانتے ہیں کہ وہ اسلامی نفوذ کے مٹانے اور عیسائی نفوذ کی توسیع میں پوری طرح سرگرم ہے۔ پس یا تو یہ اسلیبے ہے کہ یورپ آج بھی اس طرح عیسائیت پرست ہے جس طرح کہ پہلے تھا مگر اپنے جوش ملی کو از راہ نفاق چھپاتا ہے، یا وہ خرد تو مہیجہ کی حلقہ بگوشی سے آزاد ہے، مگر اسکی سیاست آزاد نہیں۔

اسکی تازہ ترین مثال البانیا ہے۔ البانیا کے لیے بہترین انتظام یہ تھا کہ کوئی امیر عبد الرحمن تلاش کیا جاتا، اور چاہا جاتا تو غالباً اسعد پاشا اس خدمت کو انجام دے سکتا، مگر ایسا نہیں کیا گیا اور عیسائی شہزادہ یورپ سے بھیجا گیا، تاکہ یہ زمین کا تکتا جو ہلال کے نیچے سے نکل آیا ہے، پوری طرح صلیب کے قبضے میں آجائے، اور اس طرح عیسائی ریاستوں کی تعداد میں ایک اور اضافہ ہو جائے!

بہر حال مسٹر لویس ولف لکھتے ہیں:

"تیز اور درخشاں واقعات کے اس عہد میں زندہ رہنا ہر انسان کا طبعی حق ہے"

یہ وہ فقرہ ہے، جو "دسرا ایلپی" نے مسز رجس ولیمس کو سنہ ۱۸۶۲ء میں اس وقت لکھا تھا، جب یونانی لارڈ اسٹینلی کو اپنا بادشاہ بنانا چاہتے تھے۔

اس عہد کو مطلب پرست کہنا کتنی سنگین غلطی ہے یہ ایک بے پایاں داستان ہے جسکے چھپنے کا یہ موقع نہیں۔ آجکل تر یہ حالت ہے کہ کہانیوں کی طرح دفعۃ تخت التے اور تاج ملتے ہیں!

سر ایڈورڈ گرے اور وزارتہائے عظمیٰ (چانسلرز) کے دوسرے بھیگے ہوئے کملوں کے علی الرغم، ابھی تک ہم اسی داستان بے پایاں کے عہد میں ہیں۔ اخبارات سریرہائے سلطنت کی سرنگونی اور تاجہائے شاہی کی دربوڑہ گری کی خبروں کے علاوہ دوسری خبروں میں بہت ہی کم دلچسپی لیتے ہیں۔ مثال کے لیے ایک مختصر سے ہفتہ کی در دہشت انگیز افواہیں ہیں۔ "بلغاری تخت کا انقلاب" اور "پوسٹڈم" کی المن بارک سے ایک اہم خبر، یعنی شاہ البانیا کا اعلان!

اگر مسکین دزدی اس وقت زندہ ہوتا، تو جس طرح وہ لارڈ اسٹینلی پر، جسکو اس کا باپ کتاب ارزق برچیس Blue Book in breeches میں کہا کرتا تھا اور جس کے لیے تاج یونان کی خیرہ کن مہم کوئی دلکشی پیدا نہ کر سکی، رحم اور رشک کرتا تھا، اسی طرح وہ شاہزادہ رائڈ پر رشک کرتا، جسکے حصے میں البانیا کا تخت آیا ہے، اور اس حکمرانی البانیہ کی طلائی فرصت پر پر جوش نظمیں لکھتا رہتا۔

دزدی سنہ ۱۸۳۰ء میں رشید پاشا سے یا مینا میں ملا تھا جس طرح کہ چند سال پہلے بائرن اسی شہر داستان میں علی اعظم سے ملا تھا اور ایک لحظے کے لیے قیام البانیا کا خیال خام رکھتا تھا۔ "ممکن ہے کہ ہرچکا ہوتا" اسکی کتاب کا یہ باب بھی کیا باب ہے! یہ وہ دن تھے کہ یہ "عجیب و غریب بچہ" مشرق درخشاں میں الزبتھی یا اسکندر کے طرز عمل کے دو بارہ جاری کرنے سے کہیں کم، انگلستان کی وزارت عظمیٰ کے خواب دیکھتا تھا!

مہمانی ایجنسی کا فہرست میں

سر تھیوڈر مارینسن

محمدن کالج علیگڑھ کے سابق طلباء و دیگر بھی خواہاں قوم اس خبر کو سنکر بہت خوش ہو گئے کہ ہمارے کالج کے سابق پرنسپل سر تھیوڈر مارینسن - کے - سی - آئی - ای - جو بحیثیت ممبر شاہی کمیشن کے ہندوستان تشریف لائے ہوئے ہیں - محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کی شرکت اور اپنے پرانے شاگردوں اور احباب سے ملنے کے واسطے کانفرنس کے زمانہ میں آگرہ میں تشریف لائینگے - سر تھیوڈر مارینسن کو محمدن کالج اور اس کے طلباء کے ساتھ جو دلچسپی اور ہمدردی ہے ، وہ ظاہر ہے - اور کا بڑے دن کے زمانہ میں کلکتہ سے آگرہ کے سفر کی تکلیف گوارا کرنا سی اونکی دلچسپی کا بین ثبوت ہے - امید ہے کہ سر تھیوڈر مارینسن 'بی' موجودگی کانفرنس میں ایک خاص دلچسپی پیدا کر دیگی -

برادران کالج سے پوشیدہ نہیں ہے کہ بد قسمتی سے کالج کے معاملات میں آجکل کچھ پیچیدگیاں واقع ہو گئی ہیں کہ متعلق سابق طلبائے کالج کو باہم مشورہ کرنے کی سخت ضرورت ہے ، اور کانفرنس کا زمانہ اس مشورہ کے واسطے بہترین موقعہ ہے - خاصکر تھیوڈر مارینسن کا اس زمانہ میں آگرہ تشریف رکھنا اور شریک مشورہ ہونا ایک نعمت غیر متوقعہ ہے - جس سے فائدہ حاصل کرنا ہمارا فرض ہے - اس واسطے برادران کالج سے نہایت التجا کے ساتھ یہ استدعا ہے کہ وہ ضرور بالضرور اس مرتبہ آگرہ تشریف لاکر کانفرنس میں شریک ہوں - اگر کالج کے سابق طلباء کثرت سے اس موقعہ پر تشریف لے آئے ، اور اونکی یہ خواہش ہوئی تو ہمارے خیال میں اس موقعہ پر کالج کے معاملات پر بحث کرنے کے واسطے سابق طلبائے کالج کا ایک خاص جلسہ کرنا نہایت مفید ہوگا - بانی کالج علیہ الرحمۃ کی زیادہ تر امیدیں کالج کے ہی طلبہ سے وابستہ تھیں - ہم کو امید ہے کہ ہمارے برادران کالج سر سید علیہ الرحمۃ کی ان امیدوں کو حتی الامکان ضرور پورا کریں گے ، اور اس نازک موقعہ پر اپنے پیارے کالج کو مشکلات سے بچانے کے واسطے پوری کوشش اور توجہ فرمائیں گے -

خاکہ... اران

سید نبی اللہ - بیرسٹر ایٹلا لکھنؤ ، احسان الحق - بیرسٹر ایٹلا جالندھر ، شوکت علی - بی - اے - سکریٹری اولڈ بوائز ایسوسی ایشن دہلی ، ظہور احمد - بیرسٹر ایٹلا - آنہ آباد ، عامر مصطفیٰ خاں - علیگڑھ ، محمد فائق بی - اے - ایل - ایل - بی - رکیل فیض آباد ، ناظر الدین حسن - بیرسٹر ایٹلا لکھنؤ ، محمد یعقوب - رکیل مراد آباد ، رضا علی - رکیل مراد آباد -

باجلاس جذاب قاضی عبدالعزیز خاں صاحب نالپ تحصیلدار پشین ضلع کوئٹہ بلوچستان -

بمقدمہ آدن مل موهن مل بذریعہ آدن مل دکاندار بازار سرانان تحصیل پشین ضلع کوئٹہ ملک بلوچستان - مدعی بنام سلطان بخش ولد نا معلوم ذات درزی سکھ بازار سرانان مدعا علیہ دعویٰ مبلغ ۳۷ روپہ - ۳ آنہ

مقدمہ مندرجہ صدر میں مدعا علیہ روپوش ہے اور باوجود تلاش کے کچھ پتہ مدعا علیہ کا نہیں ملا اسلیے یہہ اشتہار دیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ صدر بتاریخ ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۱۴ ع اصلتا یا راکلتا حاضر عدالت ہوکر پیروی مقدمہ نہیں کریگا - تر بموجب دفعہ (۱۰۰) ضابطہ دیوانی تجویز مقدمہ یکطرفہ عمل میں آئیگی -

دستخط اور مہر عدالت سے آج بتاریخ ۱۱ مہر دسمبر سنہ ۱۹۱۳ ع جاری ہوا (مہر عدالت)

تجربہ ہے - جب یونانیوں ، بلغاریوں ، اور رومانیوں کے لیے یہ تدبیر اختیار کی گئی تھی ، تو وہ پشتہ پشتہ سے ترکی پاشاؤں کے ہاتھوں پس چکے تھے جنکے زیر حکومت انہوں نے ایک اجتماعی و سیاسی یک جنسی اور اجنبی معکومی کی عادت اختیار کر لی تھی ، مگر البانیا میں انہیں سے ایک بات بھی نہیں ہوئی ہے -

میں شاہزادہ رائد کے متعلق کوئی بری پیشینگوئی کرنا نہیں چاہتا ، مگر مجھے خوف ہے کہ البانیہ میں اسکا طرز عمل اسی پامال راستہ کو اختیار کریگا ، جو شاہ اوٹو نے یونان میں شاہزادہ کوزا نے مولدور ایشیا میں ، اور بیٹنمبرگ کے شاہزادہ اسکندر نے بلغاریا میں اختیار کیا تھا -

سچ یہ ہے کہ سربراہے سلطنت پر نئے حکمرانوں کے جوڑنے کا طریقہ بالکل نیم حکمی ہے ، اور کامیابی کی منزل تک پہنچنے کے لیے اسکو بہت سی ناکامیوں میں سے گزرے جانا پڑتا ہے -

غالباً دول یورپ کا یہ خیال بیجا نہیں کہ البانیا بہت جلد یورپ کے ذریعہ مہذب و منتظم بنایا جاسکتا ہے - لیکن جب انکی ہر دلعزیز امیدیں ناکام ہوئیں تو بالکل ایک دوسرے نقشہ عمل کی آزمائش کرنا پڑیگی -

اخلاقی اور اجتماعی لحاظ سے البانی ایک یورپین قوم نہیں ہیں - وہ بحیرہ ایڈریا ٹک (اسود) کے افغان ہیں - سیاسی حیثیت سے بھی وہ افغان ہیں ، کیونکہ انکے متعلق جو کچھ چاہا جاتا ہے اسکا مقصد یہی ہے کہ وہ ایک درمیانی سلطنت کا کام دیں - یونانیوں اور سلاویوں کو آدرا ٹک سے روکیں ، اور اطالیا اور سربیا کے رقبہ حوصلوں کو ہمیشہ پس پیش میں رکھیں - یہ نہیں کہ وہ خود ایک طاقتور اور آزاد قوم بنجائیں -

جبکہ یہ حالات ہیں تو البانیا کی حکومت کا مسئلہ اس طرح بہتر طور پر حل ہوتا کہ عبد الرحمن (امیر افغانستان) کی طرح کوئی وطنی شخص تلاش کیا جاتا جو افغانستان کے اور عبد الرحمن کے پر از فراست خیال کے ساتھ حکمرانی کرنا -

مجھے تو یہ نظر آتا ہے کہ مسئلہ البانیا کا یہ حل نہایت ہی امید افزا ہوتا - شاید عبد الرحمن کا طرز حکومت ہمارے انسانیت پرست اور خیال پرستوں کو ناگوار معلوم ہو ، مگر جیسا کہ علی پاشا نے ایک فرانسیسی تارک الدین ابراہیم افندی سے کہا تھا ، یہی ایک طریقہ ہے جس سے البانیا میں امن رہسکتا ہے اور البانیوں کو بین القومی فتنہ بندے سے بچایا جاسکتا ہے " -

نہا و ط جہنم سے



اصل مصنف ان خطوں کا ایک جرمن فاضل ہے - جس نے قلم سے جہنم کے ایسے حیرت انگیز اور بر تاثیر نقشے کھینچے کہ یورپ کی تمام زبانوں نے اسے اپنی آغوش میں گمبہ دی -

یورپ کے بعض اعلیٰ تعلیم یافتہ نے مجھے اس ترجمے کی داد دی اور ہندوستان کے بعض مشہور انشا پردازوں نے اس پر صاف کیا - بہر صورت کتاب قابل ملاحظہ ہے -

دل خطرہ تیس ہیں جو سلسلہ وار شایع ہو رہے ہیں - پورے مجموعے کی قیمت معہ محصل ڈاک مبلغ ۴ - روپہ - ۱ - آنہ ہے - ہر خط کی جدا گانہ قیمت ۲ - آنہ - محصل ڈاک کا اس کے علاوہ ہے -

شرف الدین احمد

محلہ کہاری کنواں - رام پور اسٹیٹ - یو - پی

مرآت

مکتوب مدینہ منورہ

مدینہ یونیورسٹی

شہادۂ اعداء

بقیہ برید فرنگ

سر یونگا وکیل، ایم - مجا توریچ M. Majatovitch جو صلح کانفرنس لندن اور قسطنطنیہ کے اجلاس میں شامل تھا، حسب ذیل خیالات کا ایک مرقع پر اظہار کرتا ہے -

”سیاسی اغراض کیوجہ سے بلقانی ریاستوں کے ترکوں کو رنگ آمیزی کر کے انتہا درجہ کا ایشیائی ظالم ظاہر کیا ہے، انکو ہم نے اس طرح ظاہر کیا کہ یہ ظالم قوم کسی طرح یورپین تہذیب کو قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتی - اگر غیر متعصبانہ نظروں سے تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ترک یورپین خصوصیات بمقابلہ ایشیائی خصوصیات کے زیادہ رکھتے ہیں - وہ ظالم ہرگز نہیں ہیں، بلکہ برخلاف اسکے انصاف اور حق پسندی کے دلی طرفدار اور پسند کرنے والے ہیں - اسکے علاوہ انہیں اکثر وہ خوبیاں بھی ہیں جو قابل تعظیم ہیں -

ترکوں کی سلطنت کی فوجی شان و شوکت کا آداب حقیقت میں اس شکست بلقان سے غروب نہیں ہوا ہے، بلکہ اس شکست میں ابھی قدرت کو ایک اہم تاریخی کام اس قوم سے لینا باقی ہے - ترکوں کی سلطنت ایک لڑی ہے جو یورپ اور ایشیا کو ملاتی ہے - اور اسلام اور عیسائیت کو متحد کرتی ہے - اسی سلطنت نے ذریعہ سے مسیحیت اور اسلام ایک دوسرے سے مصادفہ کرینا اور علحدہ علحدہ ترقی دینے کے اور اس علحدگی میں بھی ایک مشارکت و امداد ہوگی -“

مسٹر آرتھ فیلڈ Mr. Arthw Field جو عثمانی کمیٹی کے ایک رکن ہیں، برطانوی اور ترکی اتحاد کیلئے اپیل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”ترک ایک باعزت مخلص قوم ہے - ایسی قوم سے دل یورپ کو اپنے قدیم معاہدہ توڑنے نہیں چاہئیں - بلکہ ان معاہدوں کو مضبوط رشتوں سے اور زیادہ مستحکم کرنا چاہیے - ان عہد شکنوں میں جو یورپ نے ہمیشہ کی ہیں، ترکوں نے نقصان کا پہلو رکھا گیا ہے - برطانوی پالیسی کی بدل جانے سے جذبات اور نیک ارادہ ترک سلطنت برطانیہ کے کھو دیا - انکا حصول صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ برطانوی ترکوں کو اپنا دوست بنا لیں -“

پریمیم باند (تمسکات سلطنتیہ یورپ) خریدنے والے مدقوق مسلول مریض کا علاج دانا ہو تو -

حکیم - ڈاکٹر - ایم - اے - سعید انصاری - بی - ایم - اس - سی

زبدۃ الحکماء - معالج خصومی دق رسل

و موجد ”اکسیر دق رسل“

پتہ - شملہ یا لاہور سے خط و کتابت کیجئے - شکایت کا مرقعہ نہ ہوگا -

جناب مخدومی مکرمی مولانا مولوی ابوالکلام صاحب مالک و ایڈیٹر اخبار الهلال کلکتہ - سلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ - آج اس امر کا ظہور ہوا جس کے لیے مدت سے قلوب مشتاق اور البصار بر سر انتظار تھے - یعنی یونیورسٹی مدینہ منورہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا - یہ تقریب بڑے جلوس اور زیب و زینت اور آرایش کے ساتھ آج ادا کی گئی - جناب حسن بصری پاشا والی مدینہ اور جناب زیور پاشا شیخ الحرم اور قاضی بلدہ اور مفتی احناف و شافعیہ اور تمام عمائد اور امراء مدینہ شریک جلسہ تھے - افواج ترکی مع بیعت صف بستہ اسنادہ تھیں - تماشاخیوں کی وہ کثرت تھی کہ قل رکھنے کی جگہ نہ تھی - جناب شیخ عبد العزیز صاحب جارش نے منجانب اعلیٰ حضرت سلطان المعظم ایک خطبہ فصیح و بلیغ بربان عربی سنایا، جس میں اس یونیورسٹی کے مقاصد اور اغراض اور منافع اور فوائد بتفصیل بیان فرمائے، اُسکے سننے سے تمام حاضرین خوشی کے مارے جامہ میں پھولے نہیں سماتے تھے - آخر سنگ بنیاد بڑے اہتمام اور شادمانی سے نصب لیا گیا جس کا مضمون یہ تھا کہ یہ مدرسہ کلیہ اعلیٰ حضرت سلطان محمد رشاد خاں خامس نے سنہ ۱۳۳۲ ہجری کے پہلے دن میں قائم کیا - تمام حاضرین نے حضرت سلطان المعظم کے طول عمر اور ازدیاد جاہ و اقبال کے لیے دعائی - آمین کی آواز سے سارا میدان گونج گیا - منجملہ مسلمانان ہند جناب مولوی محبوب عالم صاحب مالک و ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور شریک جلسہ تھے - اختتام جلسہ پر خاکسار نے اپنی کل خدمات لایقہ بلا معارضہ حسبہ للہ اس یونیورسٹی کے نذر کیں - اللہ تعالیٰ قبول فرمائے - (کثر اللہ امثالکم - الهلال)

اب آپ سے اور تمام اسلامی اخبارات ہند سے بادب یہ استدعا ہے کہ اس یونیورسٹی کی تائید کے لیے مہمہ امکن ہر ایک مسلمان باشندہ ہند کو تحریریں اور ترغیب دلائیں - اس طرح تمام برادران اسلامی ساکنین ہند سے توقع ہے کہ وہ اس اسلامی یونیورسٹی کی دایم، درم، سخن و قدم ہر طرح کی امداد سے دریغ نہ فرمائیں گے - حق تعالیٰ کی قدرت عجیب ہے کہ اسلام کے نشر کی ابتدا بھی اسی مدینہ مبارکہ سے ہوئی اور اس آخری زمانہ میں علوم و معارف کی اشاعت بھی یہیں سے شروع ہوئی فقط -

آپ کا نیازمند

(نواب) وقار نواز جنگ - از مدینہ منورہ

نورجہ اردو تفسیر کی

جسکی نصف قیمت اعانہ ماہجرین عثمانیہ میں شامل کی حالیکہ - قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - دارالہلال سے طلب کیجیے -

جو اردھہ پنج کے مشہر اور مقبول نامہ نگار علیجذب نواب
سید محمد خان بہادر - ائی - ایس - او - (جنکا فرضی نام ۳۵ برس
سے اردو اخبارات میں مولد آزاد رہا ہے) کے پڑ پڑ قائم طرافت رقم کا
نتیجہ اور اپنی عالم شہرت اور خاص دل چسپی سے اردو کے عالم
انشا میں اپنا آپ ہی نظیر ہے ہر دیگر نہایت آب و تاب سے چھپکر
سرمہ کش دیدہ الولا بصر ہے - ذیل کے پتے سے بذریعہ ریلو پے ایبل
پارسل طلب فرمائیے اور مصنف کی جادو بیانی اور معجز کلامی
سے فائدہ آرٹھالیسے خیالات آزاد ۱ روپیہ ۴ آنہ - سوانح عمری آزاد ۱۲ آنہ
علاوہ معصوم - الممش - ۲۲

اکسی و اہذا م

ایجاد کردہ جناب حکیم حافظ ابو الفضل محمد شمس الدین صاحب
 ایک سریع اثر اور معرب مرکب
 ضعف دماغ و جگر کیلئے یہ ایک معرب اور موثر دوا ہے۔
 تمام افسوس ناک اور مایوس کن امراض ضعف کیلئے اس سے بہتر
 زود اثر اور تعجب انگیز نتایج بخشنے والا اور کوئی نسخہ نہیں
 ہو سکتا، جنکی وجہ سے آج نئی نسل کا بڑا حصہ نا امیدی کی
 زندگی بسر کر رہا ہے اور اپنے فرائض حیات کے ادا کرنے سے عاجز ہے
 یہ اس طرح کی تمام نا امیدیں کو جلد سے جلد تبدیل بہ امید
 و نشاط کر دیتا، اور ایک نہایت صحیح و سالم اور ہر طرح تندرست
 شخص کی طاقت و صحت سے مایوس مریضوں کو شاد کام و کامیاب
 بنا دیتا ہے۔ صحت کی حالت میں اگر اسے استعمال کیا جائے تو
 اس سے بہتر اور کوئی شے قوت کو محفوظ رکھنے والی نہ ہوگی۔
 قیمت فی ڈبیہ مبلغ ۳ روپیہ، (تین روپیہ) معقول ڈاک ۶ آنہ
 منیجر - دی یونانی میڈیکل اسٹورس
 نمبر ۱ - ۱۵ ریس اسٹریٹ ڈاکخانہ ویلسلی کلکتہ

**The Manager, The Unani Medical Stores,
15/1 Ripon Street, P. O. Wellesley, Calcutta.**

- ۱ - ۱۵ سالز - سلنڈر راج مثال چاندي - قبل و خوبصورت کيس مضبوط ، سچا ٹائم - گارنٹی ایک سال معہ معصوم پانچرپیہ ۔
- ۲ - ۱۵ سالز - سلنڈر راج خالص چاندي قبل منقش کيس سچا ٹائم بمائيوالي گارنٹی ایکسال معہ معصوم نورپیہ ۔
- ۳ - ۱۵ سالز ہنگ کيس سلنڈر راج جو نقشہ مد نظر ہے اسے کہیں زیادہ خوبصورت سونیکا پالدار ملمع دیکھنے سے پچاس روپیہ سے کم کی نہیں جچتی - پرزے پالدار - سچا ٹائم - گارنٹی ایکسال معہ معصوم نورپیہ ۔
- ۴ - ۱۷ سالز - انگما سلنڈر راج - فایٹ (پتلی) - نکل - کيس اڑیں فیس (کہلا منہ) کسي حرکت سے بند نہ ہوگی - گارنٹی ایکسال معہ معصوم پانچرپیہ ۔
- London Watch Syndicate Lever 10 years guarantee Nickel Case size 18 R. 6/- only including postage.
- ۵ - ۱۸ سالز - دس سال گارنٹی لیور لندن راج معہ معصوم چہ روپیہ ۔
- ۶ - ۱۶ سالز - سسٹم - واسکوف - پٹنٹ لیور راج - مضبوط - سچا ٹائم - گارنٹی ایک سال معہ معصوم
- ۱۹ - سالز - واسکوف لیور راج سچا وقت برابر چلنے والی - گارنٹی ایکسال معہ معصوم دو روپیہ آٹھ آنہ ۔

المشتتر :- ایم - اے - شکرر اینڈ کو نمبر ۵ - ۱ ریلوئی اسٹریٹ پوسٹ آفس دھرمٹلا کلکتہ.
M. A. Shakoor & Co, No. 5/1 Wellesley Street, P. O Dharamtollah, Calcutta.

سے ہیں تو ہر قسم کا مال روانہ کیا جاتا ہے مگر بعض اشیاء ایسے ہیں جنکی سلطنت اور تباہی کے لیے کلکتے ہی کی آب و ہوا موزوں ہے۔ اس لیے وہ یہاں سے تیار ہو کر تمام ہندوستان میں روانہ کی جاتی ہیں۔ ہمارے کارخانے میں ہر قسم کی رانسی مثلاً روغنی پھیلہ، ہوتہ، ہوارن، زرد، کٹنی، کاف، بکھی اور بھڑی کے، کالے کے سر کا چمڑا، رشین لیدر وغیرہ وغیرہ تیار کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ گھوڑے کے ساز، بانیکا کالے اور بھینس کا سفید اور کالے رنگ کا ہارن بھی تیار ہوتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہم دوسروں کی نسبت ارژان نرخ پر مہیا کر سکتے ہیں۔ جس قسم کے چمڑے کی ایکو ضرورت ہو منگا کر دیکھیں، اگر مال خراب ہو تو خرچ آمد و رفت ہمارے ذمہ، اور مال واپس

مانیجر اسٹنڈرڈ ٹنری نمبر ۲۲ - کنٹوفر لین پوسٹ انٹالی کلکتہ
 THE MANAGER, STANDARD TANNERY.
 22, Cantophers Lane, P. O. Entally, Calcutta.

منقسی آلات و فنون

ترله کھانسی اور دمہ کا خارش ذائقہ ایکسیر معجون قیمت فی
شیشی ۱۲ آنہ جسمیں سات روز کی دوا ہے - محمولہ داک ۳ آنہ
منیجر دار الشفاء بھیرنکی ضلع تھانہ سے طلب کیجیے -

دے پاس

رسالہ زمانہ - مخزن - عصمت - تمدن - شمس بنگالہ - نظام
المشاہد - صوفی - عصر جدید - کشمیری میگزین - الناظر - دکن ریویو -
پنجاب ریویو وغیرہ وغیرہ ماہوار کی پرچوں کی مکمل و نا مکمل
جلدیں معہ تصاویر قسم اعلیٰ کے موجود ہیں - اور میں نصف
قیمت پر دینے کیلئے طیار ہوں - جن صاحبوں کو ضرورت ہو وہ
مجھ سے خط و کتابت کریں - بڑا ہی نایاب ذخیرہ ہے - متفرق پرچہ
جات بھی بہت ہیں - جلد فرمایشیں بھیج دیجیے - تاکہ آئندہ
افسوس کرنا نہ پڑے - کیونکہ اکثر گزشتہ پرچے کو کئی قیمت دینے
سے بھی نہیں ملتے ۱۰۰۰ ر

ماسٹر محمد حمزہ خان مقام ملکہ پور ضلع بلتازہ ہزار
P. O. Malkapur G. I. P. R.



تین روپیہ الٹہ آنہ -

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی سبب سے
پلے دسٹ پیٹ میں درد اور قے اکثر ہوجاتے ہیں۔ اور اگر اسکی
حفاظت نہیں ہوئی تو ہیضہ ہوجاتا ہے۔ بیماری بڑھ جانے سے
سنہالنا مشکل ہوتا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل
عرق کافور ہیمپھ اپنے ساتھ رکھو۔ ۳۰ برس سے تمام ہندوستان
میں جاری ہے اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری
دوا نہیں ہے۔ مسافرت اور غیر وطن کا یہ ساتھی ہے۔ قیمت
فی شیٹھی ۲۔ آنہ ڈاک معصوم ایک سے چار شیٹھی تک ۵۔ آنہ۔

وہاں ایس کے برمن - غنیش و تارا چند و ت اسٹریٹ کلکتہ

بھی ہو جاتی ہیں۔ اور اعصابی کمزوری بھی وجہ سے بصر الہی ہو۔ ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے، اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجئے تو بہرک بڑھ جائے، ہے، اور تمام اعضا میں خوراک صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آ جاتی ہے، نیز: اسکی سابق تندرستی از سر نو آ جاتی ہے۔ اگر بظاہر نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاهلی رہتی ہو۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو۔ تریہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں۔ اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں۔

قیمت
بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرجہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام درک اندازوں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المدة: ١٠ دقائق

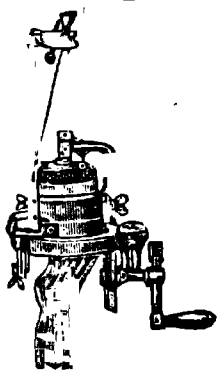
ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ و ۷۳

کولر نزلہ اسٹریٹ - کلکتہ

47 گھر بیتھ روپیہ پیدا کرنا!!!!

مرد، عورتیں، لڑکے، فرصت کے اوقات میں روزیہ پیدا کر سکتے ہیں۔ تلاش ملازمت کی حاجت نہیں اور وہ قلیل تنخواہ کی ضرورت - ایک سے ۳۰ روزیہ تک روزانہ - خرچ، براے نام - چیزیں درونک بھیجی جاسکتی ہیں - یہ سب باتیں ہمارا رسالہ بغیر اعانت اسناد آسانی سکھا دیتا ہے جو مشین کے ساتھ بھیجا جائیگا - پراسیکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیے -

تو ۳ روپے - اور اس
 سے بھی کچھ زیادہ
 حاصل کر سکتے ہیں -
 اگر اس سے بھی زیادہ
 چاہیے تو چھ سو کی
 ایک مشین منگالیں
 جس سے روزہ اور
 گندھی دوڑ تیار کی
 جاتی ہے اور ۳۰ روپے -



تھوڑے سے یعنی ۱۲
روپیہ بڈل نکت کٹنگ
(یعنی سپارے ترش)
مشین پر لگائیے ۔ پھر
اُس سے ایک روپیہ روزانہ
حاصل کر سکتے ہیں ۔
اور اگر کہیں آپ آدرشہ
کی خود بان موزے کی
مشین ۱۵۵ - کو منگائیں

روزانہ بلا تکلف حاصل کرلیں یہ نمشیں موزے اور ہر طرح کی بنیائیں (گنچی) وغیرہ بنتی ہے۔

ہم آپ کی بنیادی ہرٹی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری
 لیتے ہیں - نیز اس بات کی کہ قیمت بلا کم و کاست دیدی
 جائے گی !

ہر قسم کے کاتے ہوئے ارن، جو ضروری ہوں، ہم بعض
تاجرانہ نرخ پر مہیا کرتے ہیں۔ تاکہ زرہیروں کا آپ کو انتظار
ہی کرنا نہ پڑے۔ کام ختم ہوا، آپ نے روانہ کیا، اور اسی دن
رہے بھی پہل گئے! پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لیے اور
چیزیں بھی پیچھے دی گئیں!

ادرسنه نیٹنگ کمپنی - نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ - کلکتہ
سب ایجنٹ شاہنشاہ اینڈ کمپنی - نمبر ۸۰ نفیر بازار - دہاکہ

عزقی پودینہ

ہندوستان میں ایک نئی چیز ہے۔ بڑے تک کو ایک سال
نائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل رعایا والے کو گھر میں رکھنا چاہیے۔
تازی دلاہتی پودہ کی ہری پتوں سے یہ عرق بنا ہے۔ رنگ
بہی پتوں کے ایسا سبز ہے۔ اور خوشبو بھی تازی پتوں کی سی
ہے۔ مندرجہ ذیل امراض کے واسطے نہایت مفید اور اکسیر ہے۔
نفخ ہو جانا، کھٹا ڈار آنا، درد شکم، بد ہضمی اور متلی
اٹھنا کم ہونا ریاہ کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے۔
قیمت فی شیشی ۸۔ آنہ محصول ڈاک ۵۔ آنہ
پوری حالت فہرست بلا قیمت منگوا کر ملاحظہ کیجئے۔
نوٹ — ہر جگہ میں ایجنٹ یا مشہور دوا فروش کے یہاں ملتا ہے۔



۱۰ کا موہن کی کسم تیر

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اس کے
ایسے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب
تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی -
مسک - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لئے کافی سمجھا
جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کث
چھانٹ کی تو تیلوں کو پھٹوں یا مصلحوں سے بے سارے معطر
و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف
کے دلدادہ رہے - لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ
میں محض نمود اور نمائش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متقدم
نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بذاتی ہم نے سالہا سال
لی کرکشی اور تجربے سے ہر قسم کے دیہی روایتی تیلوں کو
جانچ کر ”موہنی کسم تیل“ تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو
سازی ہی سے مدد ملی ہے بلکہ مرچرہ سائنٹیفک تحقیقات سے
بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا -
یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور
خوشبو کے دیر پا ہونے میں لا جواب ہے - اس کے استعمال سے بال
خوب گھنے آگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت
بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں
کے لیے از بس مفید ہے اس کی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز
ہوتی ہے نہ تو سردی سے بچتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے
سڑتا ہے -

تمام دریا فرورشن اور عطر فرورشن کے ہاں سے مل سکتا ہے
خیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علامہ معصرا لداک ۔

... יפה לך, ...

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بھار میں مر جا چکے ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ ترو دارا جالے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پنٹھ ہوا ارزاں نبشت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے۔ ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیخیاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے۔ مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بھی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بھار یعنی بھار - مرسبی بھار - باری کا بھار - پھر کر آنے والا بھار - اور وہ بھار، جسمیں رزم جگر اور طحال بھی ملحق ہو، یا وہ بھار، جنہیں مثلی اور قے بھی آتی ہو۔ سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بھار ہو - یا بھار میں درد سر بھی ہو - کالا بھار - یا آسانی ہو - زرد بھار ہو - بھار کے ساتھ کلنیاں

المجلد



فہم دس الحجۃ ۱۴۱۳ھ

از

۲۰ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء

تا

۲۳ - ۵ دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء

المجلد م الثانیہ

صفحہ	صفحہ	الف
۴۱	ڈاکٹر انصاری	آئر لینڈ ہوم رول بل
۱۸۵	انگلستان اور اسلام	”
۵۷	انگلستان، ترکی اور ہندوستان	”
۴۶۹	امی سنت و شیعہ (باب المراسلہ و المناظرہ)	”
۳۳۵	ایڈیٹر الہلال کی تقریر (در جلسہ ۹ اکتوبر)	”
۵۰	ایوان اشیدر -	ابتداء عشق (الہلال پریس کی ضمانت)
۲۴۵	ایک المیساہ مکر و نابیس (تاریخ حیات ملیہ)	اتفاق کی ضرورت (باب المراسلہ و المناظرہ)
۲۹۳	ایک اجتماع عظیم	اتقوا اللہ ایہا المسلمون
۳۲۷	ایک انصافی تجویز	اجتماع عظیم (۱۲ - اکتوبر کی منظور شدہ تجاویز)
	ب	”
۳۲۵	برطانیہ از روئے معاہدہ دولت عثمانیہ کی مدد پر مجبور ہے	الجزائر کے ایک مظلوم عرب کا خط
۳۱۱	بشارۃ عظمیٰ (لارڈ ہیلڈ کے بالقابہ کا قبول اسلام)	احیاء امة المانیہ کی صد سالہ یادگار (وفاقی و حقائق)
۴۴۳	بلغراد بعد از جنگ	اختلال توازن دولت
۹۲	بلغاریوں کی باہمی آریزش	اقتراعیات حربیہ اور مصالح اسلامیہ
	ت	حربی ہفتہ
۳۹۹	تاریخ اسلام اور بحریات	ادارۃ سبۃ نبوی (مراسلات)
۸۹	ترک و عرب	ارشاد المنوک (افکار و حوادث)
۱۵۹	”	اصبرا و رابطوا
۱۸۸	ترک و اردن	اصطلاحات علمیہ
۶۲	تسخیر اردن (شذرات)	اعانت مہاجرین عثمانیہ
۳۷۷	تقدم علوم و معارف	افان مات فانتم الغالبون؟ (مسلمانوں کے بحرانی کارنامے)
۴۲۱	”	افکار و حوادث
۴۱۰	توضیح مزید از مرلوی عبد الباری صاحب (مراسلات)	”
	ج	”
۹۳	جامعہ مصریہ	”
۴۰۴	جبل اسود بعد از جنگ	اقتراعیات
۳۶	جرائیم استبداد	”
۴۲۷	جلسہ کانپرہ - ۳۰ - اکتوبر	امر بالمعروف و نہی عن المنکر
۶۲	جمہوریت استبداد کی تالیف میں	انڈین نیشنل کانگریس
۱۸۸	جنگ بلقان کے اسرار	انسانیت کا ماتم

نوٹ: یہ فہرست الہلال کی مطبوعہ فہرست کا عکس ہے جس میں غلطی سے ۲ جولائی ۱۹۱۳ء تا ۲۳ دسمبر ۱۹۱۳ء چھپ گیا ہے۔ دراصل یہ فہرست الہلال جلد دوم (۲ جولائی ۱۹۱۳ء تا ۲۳ دسمبر ۱۹۱۳ء) سے تعلق ہے۔ (مرتب)

صفحہ	صفحہ	جنگ بلقان کی سبک انجمی
۳۶	۴۰۵	جنوبی افریقہ
صفحہ ۴ نمبر ۲۰	۴۱۴	"
۲۹۰	۴۳۴	"
۳۳۶	۴۵۴	"
۱۸۷	۴۴۳	"
۳۹۴	صفحہ ۴ نمبر ۲۰	"
		چ
ذ	چند نئے الفاظ "اکاذیب" و "شرمناک" (بلسلسلہ حظ و کرب) ۳۲۹	
۴۰۱	۴۸۱	چہ دینم ؟
س		ح
۱۳۸	۷۸	حادثہ فاجعہ کانپور کی مسئولیت (مراسلات)
۳۲۸	۲۵۱	حادثہ کانپور (تصحيح و تصدیق)
ش	۳۰۲	حادثہ فاجعہ کانپور
۳۶۹	۹	الحرية فی الاسلام
۱۶۲	۳۱	" "
۱۹۰	۵۳	" "
۲۰۳	۲۲۶	" "
۳۸۴ (الف)	۲۵۷	" "
ص	۲۸۱	" "
۴۱۴	۵۹	حظ و کرب (باب المراسلہ و المناظرہ)
۴۵۷	۱۴۹	" "
ط	۲۲۱	" "
۴۸۵	۲۲۶	" "
۴۸۷	۲۴۴	حزب اللہ (مراسلات)
۹۹		خ
ع	۱۹۲	خلیج فارس اور کویت
۱۶۷	۱۸۹	خرول یغیا
۱۸۳		د
۳۶۸	۴	الداء و الدواء
۱۴۸	۲۴	"
غ	۸۰	"
۲۳۱	۲۳۳	"
ف	۳	دشمن درست نما (شذرات)
۲	۱۴	دعوت الی الحق کی اسکیم
۲۸	۴۴	دعوت الی الحق و الامر بالمعروف و النہی عن المنکر
۲۱۳	۳۵۱	دعوت الی اللہ الہلال
صفحہ ۴ نمبر ۲۰	۲۲۶	دعوت و تبلیغ اسلام
۱۷۱	۲۷۹	" "
۳۰۷	۷۸	دولت یورپ کی کارروائی (شذرات)
۳۵۶ (ب)	۳۷۰	دولت اسلامیہ کا مستقبل
۷۶	۳۸۰	"
۸۶	۴۷۷	"
۳۲۳	۴۸۹	دولت عثمانیہ کے ایک عضو مقطوع کا انجم
ق	۳۷۳	سی قیہرر ملک (انتقاد)
۳۷۹		ر
۲۰۵	۳۲۶	رشادیہ
۲۳	۹۹	رفتار
ک	۲۳۱	"
۴۳۸	۲۵۱	"
۲۶۰	۳۱۶	"

صفحہ	صفحہ
۴۹	موضوع علم الانسان
۱۰۱	مرعظہ ر دہری
۱۴۵	میں دن ہوں؟
	۳۵۳
	۳۵۳
صفحہ ۳ نمبر ۲	النساء الالیم
۳۹۵	"
۱۱۳	نہات مصدر
۱۳۹	نساء فرامات علی الرجال
	۱۳۷
	۸۹
۱۴۱	وقت است کہ وقت بر سر آید
۱۶۳	" " "
	۲۷۴
	۲۱۰
	۲۳۰
۱۵۸	ہذی فعالہم فاین المنصف؟
۲۵۲	الہلال پریس کی ضمانت
۲۷۳	الہلال از پریس ایکٹ
۳۵۶ (ج)	" "
۴۲	ہفتہ جنگ
۱۴۰	"
۱۵۷	"
۲۰۲	"
۳۵۶ (ب)	ہمارا طرز حکومت
۴۲	ہمدرد دہلی
۱۰۵	ہمدردی کی نمائش
۲۲۵	ہمرا بمالہ یڈالوا
۲۶۹	" "
۲۷۲	" "
	۵۸
	۲۶۶
	۴۸۳
	۱۷
	۳۸
	۵۶
	۹۰
۱۳۸	یوزپ کیوں خاموش ہے؟
صفحہ ۴ نمبر ۲۰	یوم العج (شذرات)
صفحہ ۵ نمبر ۲۰	" (افتتاحیہ)
۲۲	یا لیتنی مت قبل هذا رکنت نیلاً منیاً (شذرات)
	۲۴۶
	۲۷۳
	۴۳۹
	۳۶
	۱۵۸
۲۰۷	آپ ظالم نہیں زہار بد ہم میں مظالم
۲۸۵	احرار قوم
۵۴	اسلام کا نظام حکومت
۳۴۹	اسراء حسنہ
	۲۸۸
۲۰۷	بہی کی وفادار انجمن
	۳۳۱
	۱۷۲
۱۰۹	خطابہ الم
۲۴۵	خلق عظیم
	۳۷
	۲۵۹
۲۴۳	شیر برطانیہ اور گربہ حریت
	۴۹۲
	۱۲
۱۰۹	غزل مولوی رضاعلی رحمت
	۸۰

گ

گم شدہ امن کی راہی

" "

ل

لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ

لاتنازعوا تفتشلوا وتذهب ربکم

م

مالا بد منہ

مدنیہ یوزپ کا ایک منظر

مجالس ذکر (انتقاد)

مجلس دفاع مسجد مقدس کانپور

" " "

مجلس دفاع مطابع ر جوالد ہند

" " "

مساجد اسلامیہ اور خطبات سیاسیہ

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

" " "

صفحہ	ڈاکٹر رسل رابلس
۴۴۶	عثمانی ذہدانات "رصادیہ"
۲۲	

س

۷۹	پرنس سعید حلیم پاشا
۱۸	سقوطی میں انگریزی فرج
صفحہ خاص نمبر ۱	سینہ ملت کے چند ناز داغ
۴۲۷	سنہ ۱۹۱۲ کی ایک مفید ترین ایجاد
۴۲۳	سلطان محمد فاضل کی زرنگار کشتی

ش

۴۷۸	شط "دجلہ" بغداد
-----	-----------------

ع

۳۸۴ (ب)	شہزادہ عمر فاروق آفندی
---------	------------------------

ف

صفحہ خاص نمبر ۱۲	فتح ق. طرابلس
۳۱۹	فدا کاران السر
صفحہ خاص نمبر ۱۰	فراعنہ مصر کی یادگاریں
۳۶۵	امیر فیصل سابق رالی عمان

ق

صفحہ ۵ نمبر ۲۰	قافلہ حجاج عربہ جاتے ہوئے
----------------	---------------------------

ک

۴۲۴	"کولین راکٹریا" ذہدانات
۴۷۴	خواجه کمال الدین بی - ۱۰

گ

۴۱۴	رئیس الاحرار مسٹر گاندھی
۲۲۲	گیارہ لڑکے جو ۱۳ دسمبر کو کانپور میں چھوڑ دیے گئے
۴۸۲	گروپ : شمس العلماء - ولانا شبلی - سید توفیق بے - بصری بے

ل

لوح نمبر ۲۵	لشکر فدا کاران السر
-------------	---------------------

م

لوح نمبر ۱۹	مجلس دفاع ملی - فسطاطیہ ۵ اجلاس
صفحہ ۸ نمبر ۲۰	مدیدہ مذکورہ ۵ دروازہ "باب العیدہ"
صفحہ خاص نمبر ۱۴	موقع حادثہ کانپور
صفحہ خاص نمبر ۱۵	"
صفحہ ۲۰ نمبر ۱۶	موقع حماة کان پور
صفحہ خاص نمبر ۸	مسٹر مظہر الحق بیرسٹر اٹ لا
لوح نمبر ۵	مرحوم محمود شوکت پاشا کا جنازہ
لوح نمبر ۱۰	مرحوم شوکت پاشا کے جنازے کا آخری نظارہ
۲۲۲	مسجد مقدس کانپور کا بیرسٹری منظر
	مشہور اقتراعیہ جس نے گھر در در کے میدان میں ملک معظم
۳۴۰	کے گھرے کر رک لیا تھا -

و

۴۲۴	مشہور چہار والٹر
صفحہ خاص نمبر ۱۸	وزیر اکیسی لارڈ ہارڈنگ بالقابہ
۴۵۳	لارڈ ہیلڈ بالقابہ
۳۸۴	شاہ ہنری چہارم

ک

صفحہ	کانپور بی میونسپلٹی سے خطاب
۲۶۰ (ب)	کفران نعمت
۳۴۳	

گ

گناہ نفع بخش

ل

لیگ سے خطاب

الرسوم و الصور

الف

۱۸	اسماعیل کمال بے مشہور البانی فتنہ پرداز
۴۶۷	آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا دار الیتامی
ج ۲۸۴	ملکہ الیزبتہ
۴۵۹	الترکی قومی حکومت کا علم
صفحہ خاص نمبر ۱۹	انجمن اتحاد و ترقی کا اجلاس
۶۲	غازی انور بے
	انگلستان کا ایک مشہور کارخانہ جسکو اقتراعیان
صفحہ خاص نمبر ۱۸	نے جلا دیا ہے
	ایڈنبرا کا ریس کورس جسکو ایک اقتراعیہ نے آگ
صفحہ خاص نمبر ۱۸	لگا کر جلا دیا ہے
صفحہ خاص نمبر ۳	ایشیاء میں دولت عثمانیہ کے مناظر
۷۱	ایک ترکی کے سر پر بلغاری جبراً صلیب کا نقش بنا رہے ہیں
۵۰	ایوان شینر سر

ب

۱۷	بقیہ یورپین ترکی اور موجودہ جنگ کے خسائر
۲۰۷	بقیہ ممالک اسلامیہ کا ایک تقریبی نقشہ

پ

۹۲	موسیر پروانکارے رئیس جمہوریت فرانس
ضمیمہ نمبر ۱۹	پیر لوتی مشہور فسانہ نویس فرانس

ت

۴۷۹	"تاج" آگرہ کا ایک سترن
صفحہ خاص نمبر ۲۲	تاریخ ترقیات بھریہ
۴۸۱	سید محمد توفیق بے مراسلہ نگار سبیل الرشاد
۳۸۴	سلطان تیمور بن فیصل رالی عمان

ج

صفحہ خاص نمبر ۷	"جامع سلیم" کفر کے نغمے میں
-----------------	-----------------------------

ح

صفحہ ۹ نمبر ۲۰	حرم نبوی کا ایک منظر عمری
صفحہ خاص نمبر ۹	حادثہ فاجعہ ملیہ
لوح نمبر ۱۶	حادثہ کانپور کی ایک معصوم زخمی لڑکی

د

صفحہ خاص نمبر ۲۴	دار الفنون قسطنطنیہ میں اترنے کی
۳۸	واپسی پر جلسہ
	دوسرا عثمانی ہوائی جہاز

ر

۴۱۶	مسٹر ریندر ناتھ ٹیکور شاعر ہند
-----	--------------------------------



جلد چہارم

اگر تہاں

۱ جنوری تا ۲۴ جون ۱۹۱۴ء

ابوالکلام آزاد

اترپردیش ر دو کا دمی
لکھ نو

پیش لفظ

عن مشائخہ میں جب تہ پر کش آمد اکادمی کی تشکیل ہوئی اور میں کوئی چار سال کے وقت کے بعد اس کی مجلس استقارہ کا ایک بار ہر چیز میں تازہ کاری وغیرہ فرما کر اس کو زبانی مندرجہ ذیل اس میں مولا کا اور اس کا ہندو کی صداقت کی طرف اشارہ کر فرمایا کہ اگر اس کی بات نہ سہجہ کی طرح یہ جہد قبول کر : ۱۔ یہ کہ میں نے لکھ کر ہادی طویل کش کے بعد میر - ان تو جگر میں تبدیلی دے تا ہوئی اور اس ہندو سے میری مخالفت کی گئی کہ ۱۰ - دلا - دلا کی شخصیت اس کی اہلیات کہ اس کی ہندوستان میں ہے اس کا ہندو اس کو اس کو توئی کام میں لگ کر دلا کر سکتی ہے

میں نے جب اس کا ذکر کیا تو میرے دل میں اتنی ہی تڑپ پیدا ہوئی جتنی کہ میں نے اس کے بارے میں پہلے سے سنی تھی۔
اس کی وجہ سے میں نے اس کا ذکر کرنے سے باز رہا۔ لیکن اب اس کی وجہ سے میں نے اس کا ذکر کرنے سے باز نہیں رہا۔

۱۔ کہانی کا سارا بیانیہ حصہ اور شخصیات کے بارے میں اس کی ساری معلومات اور باہمی تعلقات اس کے بیانیہ حصہ میں درج ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں ایک اور حصہ بھی ہے جس میں اس کی تاریخ و زمانہ اور اس کے مصنف کے بارے میں معلومات دی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں ایک اور حصہ بھی ہے جس میں اس کے بارے میں دیگر معلومات دی گئی ہیں۔

[illegible]

اسی اشارہ میں گنگا گنگا پورٹ پر جناب دیر بہادر جنگ (سابق وزیر برطانوی حکومت برٹش) اور میں نے آزاد صدی کا ذکر پھیر دیا۔ انہوں نے اس خیال سے اتفاق کیا کہ تہہ و پیش میں آزاد صدی تقریبات اس طرح خانی جائیں جو ہر لاکھ سے مولانا آزاد کے شایان شان ہوں۔ انہوں نے اضافی رقم ۵۰۰ روپے میں کہا کہ اس کی فکر نہ کیجیے، گفتو آجایے، مگر باتیں جانے لگی۔ میں نے ۲۰۰ روپے شدہ کو جب شری دیر بہادر جنگ سے گفتو میں ملاقات کی تو انہیں ایک پوٹ دلی بات یاد آئی، بیٹ کے جو کاغذات اکاڈمی سے بچھا کر آئے، ان کی نظر سے نہیں گذرے تھے مگر انہوں نے بلیب فلپر ایک دوسرے کاغذ پر پانچ لاکھ کی رقم منظر کی اور کہا کہ جتنی مزید رقم کی ضرورت ہوگی، حکومت ادا کرے گی۔

جون ششہ میں جناب نایاب دست تجاری نے وزیراعظم کا ہمد بخشا ۱۸ جولائی ششہ کو اکادمی کی مجلس عام کا اجلاس منعقد ہوا جس میں تجاری جی نے بھی شرکت کی۔ اکادمی کی ہمد
بگم مادہ صیب ششہ نے آزاد ہمدی تقریبات کے لیے مزید پانچ لاکھ کی رقم کا مطالبہ کیا۔ تجاری جی نے اسی اجلاس میں اس مطالبے کو منظور کر لیا اور اس طرح آزاد ہمدی تقریبات کے لیے ریاستی
حکومت نے مجموعی طور پر دس لاکھ روپے کا عطیہ منظور کیا۔

اہلال کے عکس کی اشاعت کوئی اہمیت رکھتی ہے کہ نہیں، اس سوال کا جواب منفی تو ہرگز نہیں ہوتا۔ اس سلسلہ میں سرشت پہلو میں پہلی بات تو یہی ہے کہ مولانا آزاد پر کوئی تحقیقی اور تنقیدی کام اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک اہلال کے سلسلے شماروں کا بالاستیعاب مطالعہ نہ کر لیا جائے۔ مولانا آزاد کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں صرف اس لیے ماحول پائی ہیں کہ اہلال کی خاتونیں کی جانب سے اور غورائش کے باعث وہ صرف لوگوں کو اس کے مطالعے کا موقع نہیں ملتا۔ اہلال مولانا کی دینی، سیاسی، علمی اور ادبی شخصیت کا صرف آئینہ نگاہ ہے۔

ان موضوعات کا کون سا ایسا نکتہ ہے جس کی تصریح اہلال میں نہیں ہے۔ آزاد و اہلال لازم و ملزوم ہیں اس لیے اگر آزاد و اہلال کے موقع پر بھی مولانا آزاد کا مطالعہ ادھورا رہتا ہے تو موجودہ نسل ہمیشہ مورد الزام رہے گی کہ وہ اپنے فرائض سے عہدہ برآ نہیں ہوئی۔ اگر پرورش اردو کا دینی اس الزام سے اپنے معاصرین کو بری کر رہی ہے۔

اہلال کسی الف بیلوی داستان کے زمرے میں شامل ہوتا جا رہا ہے اردو کے مختلف درجات کے نصاب میں مولانا آزاد کی تحریریں بجا طور پر شامل کی گئی ہیں اور جب اساتذہ ان تحریروں پر درس دیتے ہیں تو اہلال اور اس کی گونا گوں خصوصیات کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ طلبہ کے اندر اہلال کے دیدار کی خواہش بیدار ہو جاتی ہے۔ مگر اساتذہ ان کی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتے کہ اہلال ایک صنف نامیاب ہے۔ اگر ہمیں کسی کے پاس کوئی شمارہ ہے بھی تو وہ اتنے پر اسرار طریقے سے اس کی جلوہ گری کا سامان ہم کرنا ہے کہ یہ جلوہ گری "ہر چند کہیں کہے نہیں ہے" بلکہ ذیل میں آ جاتی ہے۔ اہلال کے عکس کی اشاعت سے نئی نسل کی شکایت دور ہو جائے گی۔ کم از کم اتنا دعویٰ تو وہ کر سکتی ہے کہ اہلال کو نہ سہی اس نے اس کا عکس تو دیکھا ہے۔ اہلال کی یہ نئی جامعہ پوشی اس کے انداز قد کی بہر حال غمازی کرے گی۔

اسلاف علم و ہنر اور حکیم و ذرے مابین جو امتیازی لکیر کھینچتے آئے ہیں، اس کی حقانیت کا بارہا تجربہ ہوا لیکن اہلال کی خاکوں کی تلاش نے اسے آئینہ کر دیا۔ اس کی اشاعت کے لیے ریاستی حکومت سے گرانٹ قبول گئی لیکن اس کے صحیح سالم اوراق کی فراہمی مرحلہ جوئے شیر ثابت ہوا۔ میں ۱۹۵۷ء میں گوکھپور آگئی تھا اور برابر یہاں کے ذاتی کتب خانوں کی تلاش اور ان سے استفادے میں مصروف رہا۔ بعض ذاتی کتب خانوں کی فہرستیں بھی میں نے مرتب کر لی تھیں، مجھے یقین تھا کہ اہلال کے سارے شمارے مجھے گوکھپور میں مل جائیں گے اور اگر دو چار شماروں کی کمی ہوگی تو وہ باہر کے کتب خانوں سے پوری ہو جائے گی۔ میرے اس یقین نے دھوکا نہیں دیا، قریب قریب سارے شمارے یہاں مل گئے۔ بلکہ بعض بعض شماروں کی قوجہ چھ کاپیاں میں لیکن دستبرد زمانہ نے ان شماروں کی جوگت بنا دی تھی، اس نے میرے غم و غم کو مٹا کر دیا کسی کا سرورق غائب ہے، کسی کے بیچ کے صفحات غیر حاضر، بعض فائیکس ناقص، بعض ناقص الاخر اور بعض ناقص الطرفین نکلیں۔ بعض شماروں سے تصویریں غائب تھیں۔ اور اگرچہ بے حد یہ بھی کہ بعض شماروں کے ایک کالم کو دیکھ چاٹ گئی تھی اور بعض کے دوسرے کالموں کو۔ غرض اہلال کی دستیابی کی جہاں خوشی تھی وہاں اس کا غم تھا کہ اس کا عکس کیوں کر لیا جائے گا۔

بہت سی تدبیریں اور ترکیبیں ذہن میں آئیں لیکن میں نے یہ کیا کہ سب سے پہلے سارے شماروں کے کارڈ بنائے اور اس کے اندراجات اس طور پر رکھ لیے جن سے بعض علمی اشارات کی نشاندہی بھی ہو جائے اور عاریت دینے والوں کے نام اور شماروں کی ہیئت کڈائی بھی واضح ہو جائے۔ اس کے بعد ایک ایک کر کے میں نے سارے شماروں کے الیکٹرواسٹیٹ عکس حاصل کر لیے۔ اہل مرحلہ اس کے بعد پیش آیا جسے میں تنہا طے نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے اپنی بیوی کے سامنے سائل رکھے اور اس سے کہا کہ میں ہفتے دو ہفتے کے لیے سارے گھر کو اس کام میں لگا نا چاہتا ہوں۔ تم ایسا کر دو کہ گھر کے مولات میں فرق بھی نہ آئے اور اپنی اپنی بساط کے مطابق گھر کا ہر فرد اس کام میں میری مدد بھی کر دے۔ ہاں کا حکم ہوا تو میرا بیٹا شہود ادینیہاں، عذرا، بشری، قدیر، فوزیہ اور زیبا اہلال کے کام میں لگ گئیں۔ سارا گھر اہلال کی، اہل خاکوں اور ان کی الیکٹرواسٹیٹ کاپیوں سے بھر گیا۔ کرسیوں پر، میزوں پر، فرش پر ہر جگہ اہلال کے شمارے بکھرے ہوئے تھے اور اندر کا نام لے کر ہم سب نے ہر شمارے کے ایک ایک ورق کو دیکھنا شروع کیا اور جہاں کوئی نقص نظر آتا اسے فوراً اسی شمارے کی دوسری کاپیوں کی مدد سے درست کر لیا جاتا۔ اس کی صورت یہ اختیار کی گئی کہ متاثرہ عبارت پر عبارت عبارت والا نوٹ چسکا دیا جاتا اور پھر اس طرح کے اوراق کا دوبارہ الیکٹرواسٹیٹ کر لیا جاتا تاکہ اس کی نیکی جو بننے میں دشواری نہ ہو۔ دن بھر بیڈ سے کٹ کٹ کر زخمی اوراق پر بیٹہ مرہم رکھا جاتا اور شام کو ان کا الیکٹرواسٹیٹ کر لیا جاتا۔ صبح کو تین چار بجے جب میں سوکر اٹھا تو ان نئے اوراق کا حرفاً حرفاً مطالعہ کرتا اور درجہ بجل سے موازنہ کرتا کہ کہیں کوئی نقطہ یا حرف متاثر تو نہیں ہو گیا ہے۔

ہر چند ہم نے کوشش کی ہے کہ اہلال کا ایک ایک صفحہ اصل حالت میں قائم رہے مگر آجائے لیکن ہم انسان ہیں، ہم سے ضرور غلطیاں سرزد ہوئی ہیں، ہم غواور و درگزر کے مستحق ہیں۔ جن لوگوں نے اہلال کی فراہمی اور اس کی ترتیب میں میری مدد کی ہے ان کا شکریہ ادا کرنا میرے واجبات میں داخل ہے۔ احسان کرنے والوں کی فہرست بہت طویل ہے لیکن جن لوگوں کے احسانات مجھے ہر موقع پر ادھر ہر حال میں یاد رہیں گے، ان میں سب سے پہلے جناب مصطفیٰ کمال، اسٹنٹ لائبریرین گوکھپور کا نام آتا ہے۔ جو صوف ایم۔ اے میں میرے شاگرد رہ چکے ہیں، انہوں نے اہلال کی فراہمی میں بڑی گرم جوشی کا مظاہرہ کیا۔ روزنامہ قوی آواز کے سب ایڈیٹر جناب قطب اللہ نے اہلال کے بعض شمارے صرف فراہم نہیں کیے بلکہ کھنڈن کر کے رہ کر ان کی فوٹو کاپیاں کرائیں۔ دارالمصنفین غلام گدو کے مولانا ضیاء الدین اصلائی صاحب نے بھی بعض شماروں کی فراہمی میں بردقت مدد کی۔ ڈاکٹر رفیعہ حاد نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ اہلال کی ایک فائل میرے پاس بھجوا دی۔ میں ان سب کا اپنی طرف سے اور اکادمی کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ڈاکٹر ریاض الدین اور ڈاکٹر خیر الرحمن نے فہرست سازی اور ترتیب میں غیر معمولی دلچسپی لی، ڈاکٹر غوثیوب نے کتابت اور ترتیب کا بار سنبھالا، یہ تینوں میرے شاگرد رہ چکے ہیں۔ شاگردی اولاد کا درجہ رکھتے ہیں لیکن ان کا شکریہ ادا کیے بغیر میں اپنے فرض سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔

یہ کام مجلس انتظامیہ کے فیصلے سے انجام پذیر ہوا ہے۔ اس نے مجھے جو حکم دیا، میں نے اس کی تعمیل کی۔ میں مجلس انتظامیہ کے ہر رکن کا فرداً فرداً شکریہ ادا کر رہا ہوں۔

"آزاد و اہلال تقریبات" کے لیے مجلس انتظامیہ نے جس سب کمیٹی کی تشکیل کی تھی، اس میں ڈاکٹر عابد رضا بیدار، ڈاکٹر کٹر خدائش ادیشی پبلک لائبریری، پٹنہ، جناب احمد سعید طبع آبادی، چیف ایڈیٹر آزاد ہند، کلکتہ اور پروفیسر ریاض الرحمن شیردانی، صدر شعبہ اسلامیات، کشمیر یونیورسٹی، سری نگر خصوصی دعوت کی حیثیت سے شامل کیے گئے تھے۔ ان حضرات کے سرگرم تعاون کو اکادمی ہمیشہ یاد رکھے گی۔ اگلا اہلال کے اس کسی ایڈیشن کی پذیرائی ہوئی تو جناب سید ظہر سود دھوی، پبلیکیشن آفیسر اور جناب رام کرشن درما، سکریٹری اکادمی مبارک باد کے تھے۔ ان کی طاعت و اشاعت کا سارا بار انہوں نے اٹھایا تھا۔ اس میں جو خامیاں ہیں تو حمدی دل سے میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ مجھ سے سرزد ہوئی ہیں۔ میں اتنا ضرور یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنے احساس فرض کو کبھی مرنے نہیں دیا۔ میں نے اپنی علمی زندگی کی تشکیل میں مولانا آزاد کی تحریروں سے ہمیشہ کام لیا۔ میری خواہش یہ ہے کہ نئی نسل بھی ان تحریروں سے استفادہ کرے۔ اہلال کی اشاعت میں مجھے اس خواہش کی تکمیل کے آثار نظر آتے ہیں!

محمود الہی
چیرمین، مجلس انتظامیہ

اتر پردیش اردو اکادمی
قیصر باغ، گھنٹو
یکم اگست ۱۹۸۸ء

ہم معروضت

- اہلال کے عکس کی اشاعت سات جلدوں میں کی جا رہی ہے جن کی تفصیل یہ ہے :

جلد اول	۱۳ جولائی ۱۹۱۲ء	تا	۲۵ دسمبر ۱۹۱۲ء	۲۳ شمارے
جلد دوم	۸ جنوری ۱۹۱۳ء	تا	۲۵ جون ۱۹۱۳ء	۲۳ شمارے
جلد سوم	۲ جولائی ۱۹۱۳ء	تا	۲۳ دسمبر ۱۹۱۳ء	۲۵ شمارے
جلد چہارم	۷ جنوری ۱۹۱۴ء	تا	۲۳ جون ۱۹۱۴ء	۲۱ شمارے
جلد پنجم	یکم جولائی ۱۹۱۴ء	تا	۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء	۱۸ شمارے
جلد ششم	(ابلاغ) ۱۲ نومبر ۱۹۱۵ء	تا	۳۱ مارچ ۱۹۱۶ء	۱۱ شمارے
جلد ہفتم	۱۰ جون ۱۹۲۷ء	تا	۹ دسمبر ۱۹۲۷ء	۲۳ شمارے

شماروں کی مجموعی تعداد ۱۳۶

- ابلاغ کو تسلسل قائم رکھنے کے لیے اہلال میں شامل کر لیا گیا ہے اور اکادمی نے اس کا ذکر جلد ششم کی حیثیت سے کیا ہے۔
 - اہلال کی سات جلدوں کو تین مجلدات میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے تاکہ ان کی مجموعی قیمت کم ہو جائے۔ مجلدات کی تفصیل یہ ہے۔
- | | |
|--------------------------------|-------------------|
| جلد اول اور جلد دوم | ایک ساتھ مجلد ہیں |
| جلد سوم اور جلد چہارم | ایک ساتھ مجلد ہیں |
| جلد پنجم، جلد ششم اور جلد ہفتم | ایک ساتھ مجلد ہیں |
- اہلال کا متن لائن ٹکٹو سے طبع ہوا ہے؛ تصویریں ہاف ٹون ٹکٹو سے چھپی ہیں۔
 - کوشش کی گئی ہے کہ اہلال میں شائع شدہ سارے اشتہارات کا عکس بھی شائع ہو جائے۔
 - متن میں (اور صفحات کے تسلسل میں بھی) کئی جگہ غلطیاں نظر آئیں لیکن ان کی تصحیح صرف اس لیے نہیں کی گئی کہ ہم نقل مطابق اصل کے اصول سے انحراف نہیں کرنا چاہتے۔
 - بعض جلدوں کی فہرست اہلال میں شائع ہوئی تھی۔ اسے متعلقہ جلدوں کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے جن جلدوں کی فہرست اہلال نے شائع نہیں کی تھی، اسے اکادمی نے مرتب کر کے متعلقہ جلدوں میں شامل کر دیا ہے۔
 - یوں تو اہلال میں صفحہ نمبر کی صراحت ہوتی تھی لیکن اشتہارات صفحہ نمبر سے عاری ہوتے تھے۔ آسانی کے لیے اکادمی ادیشن کے صفحہ نمبر کا بھی اندراج کر دیا گیا ہے جو اشتہارات اور تصاویر کو بھی محیط ہے۔ اکادمی ادیشن کا صفحہ نمبر نیچے نشتعلیق میں لکھا گیا ہے۔
 - اہلال کی فروخت سے اکادمی اپنی آمدنی میں کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہتی اس لیے یہ لاگت سے کم قیمت پر فراہم کیا جا رہا ہے۔

جلد چہارم

اِسْتِثْنَاءُ

۷ جنوری تا ۲۴ جون ۱۹۱۴ء

ابوالکلام آزاد



اترپردیش روکادمی

لکھ نؤ

املا



فہرس جلد الرابع

مؤرخہ ۱۹۱۲ء

مؤرخہ ۱۹۱۲ء

القسم المنفرد

۱۷-۱۸

۱۸۸	امریکا کا مکتف	۲۸۲	امریکا کا مکتف
۲۲	بنا لله وانا اليه راجعون	۲۳۹	امریکا کا مکتف
۷۸	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۵۶	امریکا کا مکتف
۲۸۵	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۱۱۰	امریکا کا مکتف
۲۰۷	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۷۹	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
۲۰	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۹۰	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
۱۸۷	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۱۰۷	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
۱۷۶	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۱۳۰	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
۲۰۶	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۲۳۱	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
۲۱۷	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۲۳۲	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
۲	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۹	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
۲۷۶	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۸۸	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
۲۲۹	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۱۱۲	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
۲۱۷	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۲۵۷	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
۲۵	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۱۸۸	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
۲۵۰	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۱۸۸	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
۱۷۱	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۲۲۲	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
۲۱۱	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۱۰۹	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
۱۶۱	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۱۵۹	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۱۹۲	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۲۰۸	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
۱۷۶	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۲۲۲	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۲۲۲	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۲۷۱	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
۲۲	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۶۲	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
۶۱	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۲۰۹	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
۱۸۲	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۲۱۸	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
۰۲۲۲	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۲۷	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
۲۰۲	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۹۰	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ
۲۱	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ	۱۶۶	ایڈمیل سر ایڈمیل وسمت اللہ

جدید سروریا
جزائر البچین

جاس ' کرج ' داعستان ' قرقازر ترکی
چند قطرات اشک

حادثہ رمیندار پریس لاہور

حادثہ پیسہ اخبار لاہور

حادثہ الیمہ کرانچی

العزیزہ می الاسلام

"

"

"

حفریات اریث

حفریات بابل

"

حقیقۃ الصلوة

"

"

حکم استعمال فند انگریزی بصورت اشتباہ

حکم قصر نماز بعالت امن و راحت

حکومت حالیہ آستانہ

حیات و موت کی تعریف

ختم جنگ کے اسباب

"

"

خاتمہ جلد چہارم

د

دارالعلوم ندوہ

دس مئی کا جلسہ دہلی

دولت علیہ اور یونان

دولت علیہ کی موجود مالی حالت

دولت علیہ کے محاصل

دہلی ڈیپوٹیشن

دہلی میں جلسہ

راہ اکتشاف و علم پرستی میں ایک سرفروشانہ اقدام

" " " "

رباعیات عمر خیام

ریاست بھوپال اور مسئلہ ندوہ

ز

زر اعانہ مسجد کانپور

س

سرگذشت مصالحت

سلطان عثمان اول

سنہ ۱۳ اور ہلال

سنہ ۱۹۱۴ کی مرتعرا من

سنہ ۱۹۱۵ میں مرتعرا السلام

ش

شکست ملیح

شہید رستم (استر ہیلتا دیبی)

شہید زادہ کشف و سیاحت

سیمع الاسلام فلی پائن کا مراسلہ

ص

صحت دور میں

صدا بہ صحرا

صفحة من تاریخ الکیما

" "

صریحات متحدہ اور اردو پریس

ط

طرابلس اور بلقان کے بعد

طریق تذکرہ و تسمیہ خواتین

ع

عرب کی بقیہ آزاد حکومتوں کا خاتمہ

عریضہ تشنگان حجاز

علوم القرآن

"

"

علم آثار مصریہ

" "

غ

غرائب الافلاک

عزہ طرابلس اور اسکا مستقبل

" "

ف

فاتحة السنة الثالثة

"

"

فلسفہ

ق

قروموا یا عباد اللہ

ک

کار زار السفر

کتاب معقود بنام ایڈیٹر الهلال

م

مجمع الجزائر مالیدیہ

مرزا غالب کا غیر مطبوعہ نظم

مسئلہ اسلامیہ لشکر پور

مسئلہ بقاء و اصلاح ندوہ

" "

" "

" "

" "

" "

" "

الرسوم و الامور

۱۰ ۹ ۸

الف

۱۰۸	ابو عبد اللہ محمد صاحب عرباطہ کی تلواریں
۶۶۶	ابو الہول موجودہ حالت میں
۲۰۸۰	آثار عند
۱۴۹	سر ارنیسٹ ٹیکلتن
۲۷۱	اسد پاشا
۱۹۴	اسیریا کے مقبرے
۴۲۲	اعلیٰ قسم اور نسل کے کبوتر
۳۸۸	السترکی فدا کار عورتوں کا ریجیمینٹ
۶۶	اقتراعیات عثمانیہ کی ایک جماعت
۱۷۹	الو العزم اسفر ہیلتا دیبی
۲۴۰	اندرون طرابلس کا نعلستان
۳۷۶	ایڈرینوپل کی ایک یادگار مسجد
	مستر ایڈورڈ کارسن الستر کے بندر گاہ میں کھڑے مروجی احکام
۲۸۸	دیرے ہیں
۴۶۴	ایک افتتاحی رسم
۳۷۷	شاہ ایمنی ٹوف ثالث مرقون
۳۸۷	شاہ ایمنی نم ثالث کے مبارک کی چوٹی
۳۱۷	ایروپلیون قسم کا ایک جنگی جہاز
۴۶۰	" ایں کوزہ جو من عاشق زارے دودہ است "

ب

۱۶۳	بابل میں تین فیت عمیق عار
۱۹۴	بابل کی قدیم بیبادیں
۲۴۲	مردم باباں حتیٰ زادہ بک
۲۱۶	بعلبک کے سب سے بڑے مدبر کے بعض آثار و سر بفلک ستر
۱۸۱	بعلبک کے سب سے بڑے اشوری مدبر کا بقید
۲۱۷	بیکچش کے مدبر کے ستر جن پر چہمت قائم ہے
۱۱	علیا حضرت بیکم صاحبہ بھوپال
۶۶	بلغیس خانم ہوائی جہاز میں
۶۶	بلغیس خانم ہوائی جہاز کے لباس میں

پ

۲۸۸	پیدن کا مکتب رشادید
-----	---------------------

ت

۴۶۴	تاری قالیں
۲۸۳	تعلیم و تربیت اطفال کا طبیعی طریقہ

ث

۸	ثمن برج (آگرہ)
---	------------------

ج

۳۳۲	جامع علاء الدین کیفاد کے ایک برج کا مینہ
۲۸۸	جاپان کی ایک مجلس اسلامی کا ذکر
۲۴۱	جربوب میں قلعہ اور جماعت سندھیہ کی مرکزی خانقاہ
۲۵۹	جربوب میں قبائل سندھیہ کا اجتماع
۴۶۰	جربوب میں تاریخ سندھیہ کا پہلا زاریہ

۳۷۹

۳۸۲

۲۳

۳۹۰

۴۱۴

۳۷۰

۴۸۱

۳۹۴

۴۱۴ (الف)

۲۸۸

۱۱۰

۲۲۸

۶۳

۳۷۱

۲۰

۲۲۱

۳۹۳

۲۴۲

۱۸۷

۲۹

۴۲۱

۴۴۴

۴۱

۸۳

۱۰۲

۱۷۵

۲۰۹

۲۳۳

۲۵۵

۲۷۹

۳۰۳

۲۲۰

۲۹۹

۴۲۹

۳۱۰

۳۳۷

۳۷۷

۳۹۷

۴۱۹

۳۱۵

۳۶۲

۳۵۷

۴۴۶

۴۴

۴۶۳

مسئلہ بقاء و اصلاح ندرہ

"

مسئلہ تبلیغ اسلام

مسئلہ مساجد و قبور لشکر پور

"

"

مسئلہ سود کی ترقی

مسلمانان ہند اور دولت علیہ کی جنگی اعانت

مسلم یونیورسٹی

مشرق اقصیٰ اور دعوت اسلام

عارف قرانیہ

معروضات طلباء دارالعلوم

مکتب آستانہ علیہ

"

"

مکتب لندن

"

مکتبہ حربیہ

مالک عثمانیہ اور نصرانیت

یر مجلس آل انڈیا مسلم لیگ کی افتتاحی تقریر

ن

نہ بر کبوتر

"

نور العلماء

"

"

"

"

"

"

"

نور العلماء اور مولانا شبلی نعمانی

نور العلماء کی قسمت کا فیصلہ

نور المعارف دہلی

من انسانی کا پیمائش عمق

"

نقد ایلاء و تخییر

"

"

الی جنگ

نور مدیم تصاویر

نور امریکہ اور مذہب بہالیہ

القسم المنظوم

زعالب کا ایک غیر مطبوعہ قصیدہ

ل جہانگیری

ق

- قربانی کی مقدس، بیروں کے سر جنکے مجھے حال میں
 ۳۸۸ دیر البھاری میں ملے ہیں
 ۳۸۵ ق۔ عثمانیہ کا جدید دار الصنائع
 ۴۰۴ ق۔ مائتہ میں ٹیلی فون کا اسکول
 ۹۲ قلعة بابل کے بقیہ آثار
 ۳۳۱ قرنیہ کا منارہ ساعت
 قرنیہ کی خانقاہ مولویہ میں حضرت مولانا روم کا معطوط
 ۳۳۳ ر منقوش سجادہ

ک

- ۴۰۷ موسیو کالیو وزیر مال فرانس
 ۴۰۷ میڈم کالیو - ایڈیٹر فیکارڈ کی قاتلہ
 لکھنؤ میں مہمانان محترم کی یادگار میں اعزازی ڈنر لوج - نمبر ۲۱
 ۴۲۷ مالدیپ کی ایک مشہور سڑک
 مجاہدین طرابلس کا ایک گروہ مشہور موسی بک کے زیر قیادت ۱۹۵
 ۳۸۸ مجمع الجزائر جا پان کی ایک مقدس مجلس
 ۳ محل راجہ بھر بل فتم پور سیکری آگرہ
 ۳۷۶ مساجد مقدسہ لشکر پور
 ۶ مسجد تاج آگرہ کا صحن
 ۱۷۴ مسجد مقدس لشکر پور
 ۲۲۸ مسجد مقدس سنٹی بازار کلکتہ
 ۴۴۶ مسز اسٹے برڈ
 ۳۷۶ مسیحی رحشت کا ایک نیا منظر
 ۲۱۹ مسقط میں پور پین تمدن کی تکمیل
 ۵ مقبرہ اکبر اعظم - اکبر آباد
 ۷ مقبرہ اعتماد الدولہ
 ۲۲۲ مکتب حریہ کا ایک برڈنگ ہاؤس
 ۲۴۲ مکتب حریہ کا اصطبل
 ۲۴۲ مکتب حریہ کا ڈالنگ ہال
 مکہ معظمہ کا ایک اجتماع جسمیں ارادہ سدیہ (فرمان
 ۱۳۶ سلطانی) پڑھا جا رہا ہے
 ۱۸۱ ایک مندر جو پے گرجا اور پھر مسجد بنایا گیا ،
 ۴۱۷ کونٹیس موالیٹر عربی برقعہ میں
 ۳۴۰ مس مونٹسنوری کی ابتدائی تعلیم کا مرمع
 ۴۶۰ "مے خور دن و شاد بون آلیں من است"

ن

- ۴۴۴ نامہ بر کبوتروں کے سفری اشیائے جو خچر پر لدے ہیں
 ۴۴۵ نامہ بر کبوتروں کے دو خاص قسم کے اشیائے
 ۴۲۳ نامہ بر کبوتروں کی بارک اور بالائی سظم
 ۴۴۵ نامبر کبوتروں کے اقرنے کا منارہ نما اسٹینس
 ۱۶۴ مقدس بیل نیبر
 ۹۳ نیچند نیزر کا محل ۔

و

- ۹۷ محمد رجبہ آفندی شیخ الاسلام جزائر ملی پالن
 ۳۱۷ وکٹوریہ لونس نامی ہوائی جہاز

- ۳۶۳ ہوائی جہاز میں معتدل اور مزوج ہوا کے حاصل کرنے کا آلہ
 ۳۶۲ ہوائی جنگ کے متعلق دو تصویریں

- ۲۸۹ جربوب کی جامع مسجد جو شیخ سنوسی اول کے تعمیر کرائی ہے
 ۳۱۸ جربوب میں قبائل سنوسیہ کا پہلا اجتماع
 ۶۷ جزائر ملی پالن کے باغات کا ایک منظر
 ۶۷ جزیرہ مرور (ملی پالن) کا ایک مکان
 ۵۸ سید جمال الدین اسد آبادی

ح

- ۱۳۶ سید حسین شریف حال مکہ

خ

- ۱۶۶ خاندان شہزادہ وید

د

- ۳۶۴ دولت عثمانیہ کا زہلن قسم کا جہاز

ذ

- ۱۶۴ ڈاکٹر رابوٹ کولڈ لولی سر براہ عمل حفریات بابل
 ۳۸۸ رعمیس ثانی فرعون مصر
 ۱۳۸ رؤف بے
 ۳۵۷ مشہور مصر ریغیل کی تصویر

س

- ۲۱۸ سد ہندیہ کا افتتاح بغداد میں
 ۲ مشہور عمارات سکندرہ ر آگرہ کا ایک منظر
 ۳۸۴ سلطان عثمان اول
 ۴۲۷ سلطان مالدیپ کے محل کا ایک منظر
 ۱۰۵ شیخ سلیمان البارونی ایک سنوسی شیخ کے ساتھ کھڑے ہیں

ش

- لوج نمبر ۲ شاہجہان اعظم
 ۱۹۵ شہداء طرابلس کا ایک گروہ شہادت سے پہلے
 ۱۹۷ شیخ سنوسی کا جربوب میں قلعہ
 ۳۶۰ شیخ سنوسی اور انکے خلفاء خاص
 ۹۳ شیر کا مجسمہ جو بابل سے نکلا ہے

ص

- ۱۰۶ سلطان صلاح الدین فاتح حرب ملیبیہ

ط

- ۱۳۵ طبق نیستاس
 ۱۱۶ طرابلس کی عارضی حکومت کے بعض ارکان

ع

- ۵۹ مفتی شیخ محمد عبدہ
 ۴۴۷ الشیخ عبد البہاء عباس افندی
 ۳۶۱ عثمانی طیارہ چی صادق بے
 ۳۸۶ عثمانی صنائع نغیہ کا دار الصنائع
 ۳۶۱ عثمانی طیارہ چی فتحی بے
 ۳۳۱ سلطان علاء الدین سلجوقی کا برج اور شکستہ کوشک
 ۳۳۲ سلطان علاء الدین سلجوقی کا طلائی شمعدان
 ۱۷۱ کمال عمر بے محاسب ہلال احمر آستانہ

غ

- ۳۱۶ غبارہ والا جہاز
 ۱۹۵ عزہ طرابلس میں مجاہد عورتوں کی شرکت

ف

- ۳۸۹ فرامہ مصر کی مقدس گاہ
 ۴۶۱ "فصل کل و طرف جوئبار لب کشت"
 ۱۹۸ مسٹر فنلی سابق گورنر ملی پالن

الف ل

میر رسولؒ کی خصوصی
احمد الحسن علی بن ابراہیم کلام الدہلوی

84

سارے تین آٹھ

الحمد لله

(۱) اگر کسی صاحب نے پاس دہلی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو می پرچہ بننا اس کے حساب سے قیمت لی جائیگی۔

(۲) اگر کسی صاحب کربتہ کی تبدیلی کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں۔

(۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنہ کے ٹکٹ آنے چاہئیں یا پانچ آنے کے (دی - پی کی اجازت -

(۴) نام رہتلہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے۔

(۵) خط و کتابت میں خریداری کے نمبر اور نیز خط کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعحیل نہ دی شکایت نہ فرمائیں۔

(۶) منی آذر روانہ کرتے وقت کہیں پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج ہوگی۔

خضاب سیدہ تاب

36

ہم میں خضاب لئی ڈالنے سے اس کی دھندلک جاتی ہے اور اس کے خضاب سے چمک
جاتی ہے اس کی کہلے میں وہ ایک نئی لہریں سے چمک اٹھتی ہے اور اس کے
بہ ہر وہ جتنے خضاب سے وہ لہریں لہریں ہوتی ہیں وہ اس کے خضاب سے
قاب نہ ہوتے ہیں بلکہ وہ اس کے خضاب سے بہت زیادہ ہوتے ہیں اور اس کے
خضاب مقدار میں وہ اس کے خضاب سے بہت زیادہ ہوتے ہیں اور اس کے
دیا جاتا ہے کہ وہ عرصہ روزوں کا چلنے سے اس کے خضاب سے بہت زیادہ ہوتے
ہے خضاب سے اس کے خضاب سے بہت زیادہ ہوتے ہیں اور اس کے خضاب سے
شیشیاں دیکھنے میں اس کے خضاب سے بہت زیادہ ہوتے ہیں اور اس کے
خضاب سے اس کے خضاب سے بہت زیادہ ہوتے ہیں اور اس کے خضاب سے
خضابوں کا رنگ اس کے خضاب سے بہت زیادہ ہوتے ہیں اور اس کے
سیکے ہاتھ کا رنگ اس کے خضاب سے بہت زیادہ ہوتے ہیں اور اس کے
نہیں - لہذا اس کے خضاب سے بہت زیادہ ہوتے ہیں اور اس کے
سال سکتا ہوگا کہ اس کے خضاب سے بہت زیادہ ہوتے ہیں اور اس کے
مختصر یہ کہ اس کے خضاب سے بہت زیادہ ہوتے ہیں اور اس کے
اس وقت تک اس کے خضاب سے بہت زیادہ ہوتے ہیں اور اس کے
با کسی اور چیز سے اس کے خضاب سے بہت زیادہ ہوتے ہیں اور اس کے
حاجت لگائیے بعد ہال حشر ہو کہ اس کے خضاب سے بہت زیادہ ہوتے ہیں
محصول کا ایک بدو خرددار اس کے خضاب سے بہت زیادہ ہوتے ہیں اور اس کے
ملنے کا پتہ کارخانہ خضاب سے بہت زیادہ ہوتے ہیں اور اس کے

ضرورت ہے

52

ایک ایف اے مسلمان کی ضرورت ہے جو انگریزی اور حساب میں خاص مہارت رکھتا ہو۔ عمر تیس اور چالیس سال کے درمیان ہو۔ خوش اخلاق اور مذہبی تعلیم سے بھی راتفیت رکھتا ہو۔ تنخواہ چالیس روپیہ ماہوار معہ جائے آسائش و خوراک - ان کی زیر نگرانی شب و روز دو انٹرنس کے طلباء رکھے جائیں گے۔ نگہداشت پر آئندہ کی ترقی کا وعدہ -

تمام خط و کتابت میر اسلم خان جنرل انفرکٹر - بریڈ لاج - سرول لائن -
ناکپور - کے ہتھ سے ہولی چاہئیے۔

اشتمادات کیا ہے ایک عجیب فرصت

ایک دن میں پچاس ہزار !!!

”ایک دن میں پچاس ہزار“ بمعنی اگر آپ چاہتے ہیں کہ اپنا اشتہار صرف ایک دن کے اندر پچاس ہزار آدمیوں کی نظر سے گذر جائے جس میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ ہوں، تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے۔ بمعنی یہ کہ آپ ”الہلال کلکتہ“ میں اپنا اشتہار چھپوا دیجیے۔

یہ سچ ہے کہ الہلال کے خریدار پچاس ہزار کیا معنی پچیس ہزار بھی نہیں ہیں - لیکن ساتھ ہی اس امر کی واقعیت سے بھی آجکل کسی باخبر شخص کو انکار نہ ہوگا کہ وہ پچاس ہزار سے زائد انسانوں کی نظر سے ہر ہفتے گذرتا ہے -

اگر اس امر دینیے دینی مقابلہ قائم کیا جائے کہ آجکل چھپی ہوئی چیزوں میں سے زیادہ مقبولیت اور سب سے زیادہ پڑھنے والوں کی حمایت کون دیتی ہے ؟ تو بلا ادنیٰ متبالغہ ے الہال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مشرق میں پیش دیا جا سکتا ہے ' اور یہ قطعی ہے کہ اگر اس مقابلے میں دوسرا یا تیسرا نمبر ضرور ملے گا -

جس اضطراب، جس بے وفائی، جس شرق و ذوق سے پبلک اس کی اشاعت کا انتظار کرتی تھی اور پھر پرچے کے آتے ہی جس طرح تمام محفلِ ادب کے اراکین کے گھر ٹوٹ پڑتا ہے، اسکو آپ اپنے می شہر کے اندر ہر روز کی مجلسوں سے دیکھ لیں۔

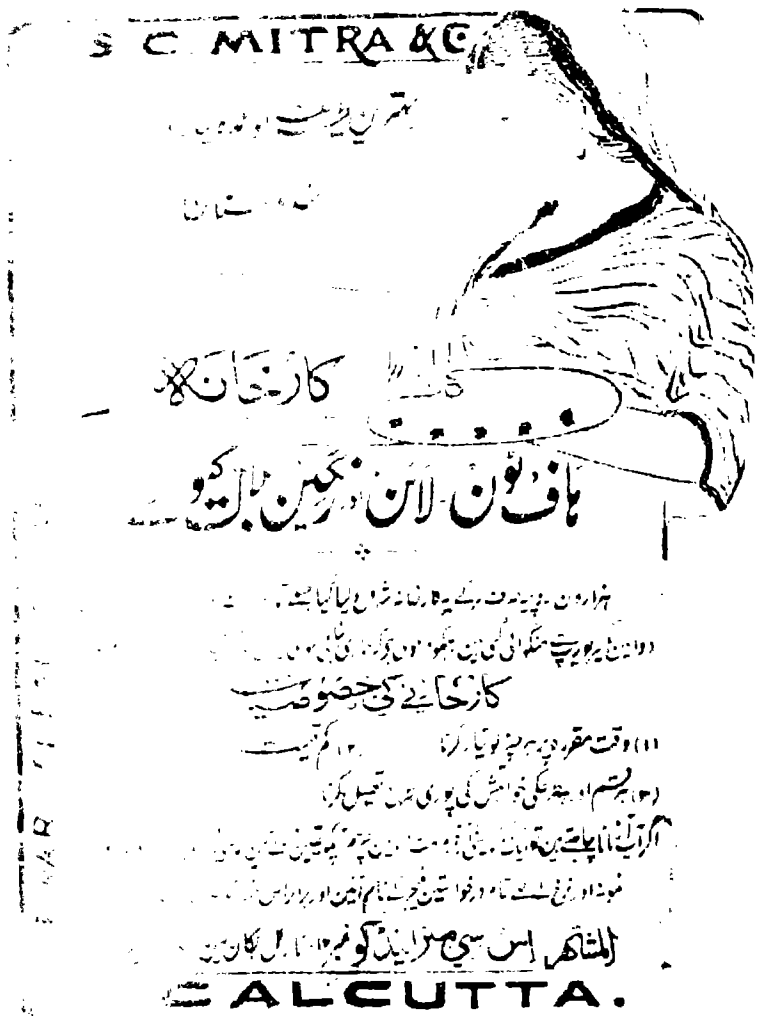
اُس کی دفعہ، ان استہزات کو بھی (فیع بذا دیتی ہے،
جو اُسے اندر شائع ہوتے ہیں۔

با تصویر اشنہارات، یورپ کے جدید فن۔ اشنہار نریسی کے اصول پر صرف اسی میں چھپ سکتے ہیں۔

سابقہ اجرت اشتہار کے نرخ میں تخفیف کردی گئی ہے

منیجر الهلال الکتریکل پر ننگ ہارس ۔

v/۱ - مکلاؤڈ اسٹریٹ - کلکتہ -



A - H I L A L
Proprietor & Chief Editor,

Abul Kalam Azad

77, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half-yearly " " 4 12

آزاد

میر سہول غرضوی
سلاکتیڈاڈ علامہ اعلیٰ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاڈ اسٹریٹ
کولکتہ

تاسیس ۱۹۰۸ء

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱ و ۲

تاریخ: چاروشنبہ ۹ و ۱۶ صفر ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta: Wednesday, January 7 & 14, 1914

افکار و حوادث

صحبت دوشیز

بالتفات دوزم، در آرزو چہ نزع؟
نشاط خاطر مفلس ز کیمیا طلبی ست

بالآخر دسمبر کا آخری ہفتہ آیا اور
منصاف امیدوں اور متخالف آرزوؤں کے
عجرام میں آگرہ کی صحبتیں شروع ہوئیں۔
ہم نے چہ دن تک کانفرنس اور لیگ کی
مجلس آرائیوں کے تماشائیوں کا کومشغول
نظارہ رکھا اور پھر بغیر کسی معرکہ کارزار کے
گرم ہوئے اور بغیر جدال و قتال کی صف
بندیوں کے، بالآخر یہ آغاز شورش، اختتام سکون
تک پہنچا:

ہمچہ عیدے کہ در ایام بہار آمد و رفت!
ہنگامہ فرمایاں کار کیلیے اب پھر سال
بہر تک میدان سرمشقی و طیارہ بازی باز ہے:
میان غالب و واعظ نزاع شد ساقی
بدادہ لایہ کہ ہیجان قوت غضبی ست

اس فقیر کا ارادہ امسال آگرہ جانے کا
نہ تھا، بعض مصالح و ضروریات کی بنا پر
انڈین نیشنل کانگریس کرانچی کی شرکت کا مصمم ارادہ کر لیا تھا
اور ۲۷ تک پہنچ جانے کی نسبت تاریخی دیدیا تھا:

اللہ رے گم رہی رہ بت خانہ چہرہ کر
مومن چلا ہے کعبے کو ایک پارسا کے ساتھ!

ایک روایتی سے چند دن پہلے یکایک اشاعت اسلام کے مسئلہ
کا خیال ہوا، اور سوچا کہ اس اجتماع سے اثر اس تحریک
کی تجدید و اشاعت کا کام نکل آئے تو بسا غنیمت ہے۔ نیز بہت
سے خطرات بھی پہنچے کہ ابکے لیگ میں آخری میدان رزم گرم
ہونے والا ہے۔ رہ حریفان قدیم جو نومشکان کار کی شورش طبعیوں
سے گھبرا کر عزت گزیں سے ہو گئے تھے، اب باہر نکلیں گے، اور اپنی
قوت بازو کے کرشمے دکھلائیں گے!

بہانہ بخورد آغاز کردہ در جنگ ست!



انور پاشا جدید وزیر جنگ

فہرست

- ۱۔ انباء
- ۲۔ افکار و حوادث (صحبت دوشیز)
- ۳۔ مآخذ السنہ الثانیہ
- ۴۔ مقالات (انتساب عمومی)
- ۵۔ اشعار (اردو شاعر ادب اوزار فرمایا)
- ۶۔ تصنیف (نوی جدیدی سنہ ۱۹۱۳ء)
- ۷۔ عدالت علمیہ (رائب الاطلاق)
- ۸۔ المراسلہ و المذاکرہ (اتحاد شعور)
- ۹۔ اہل سنت
- ۱۰۔ اہلستان میں تبلیغ اسلام
- ۱۱۔ مراسلات (منقوب آستانہ)
- ۱۲۔ اصافہ قیمت المراسلہ
- ۱۳۔ مسئلہ و احکام (طریقہ نمیدہ تذکرہ)
- ۱۴۔ حوالہ
- ۱۵۔ (مسئلہ تبلیغ اسلام)
- ۱۶۔ احمد استعمال قند الکونین بصورت
- ۱۷۔ انتخاب
- ۱۸۔ اسانہ سیم (پندرہ سو گزیر اسد ہر)
- ۱۹۔ الوداعی
- ۲۰۔ بد فک (اقتضیات اہلستان)
- ۲۱۔ میر عینس آل انڈیا مسلم لیگ کی
- ۲۲۔ افتتاحی تقریر

تصاویر

- ۱۔ انور پاشا جدید وزیر جنگ
- ۲۔ سیدہ (آگرہ)
- ۳۔ معتمد راجہ بھوپال و قلم
- ۴۔ معتمد امیر اعظم (بکر آباد)
- ۵۔ معتمد قاج آگرہ و صفوں
- ۶۔ معتمد اعتماد الدولہ (آگرہ)
- ۷۔ معتمد سہیل قلعہ آگرہ
- ۸۔ ملکہ حورہ بیگم صاحبہ بھوپال بالظاہر

نئے سال کا پہلا نمبر

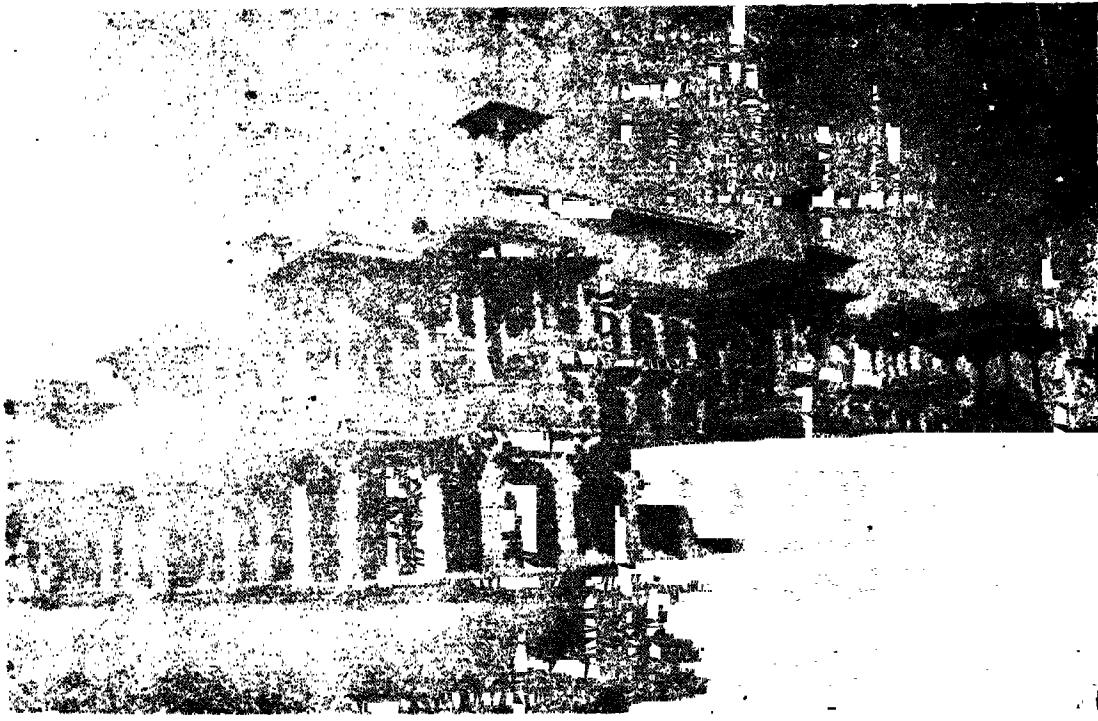
اسی ہے جو آج شائع ہوتا ہے۔ دفعہ بعض اسباب ایسے پیش آئے
جسکی وجہ سے ۷ - جنوری کا پرچہ نہ نکل سکا۔ اب دونوں نمبر
ایک جا شائع دیے جاتے ہیں۔

جن حضرات کا سالانہ یا ششماہی چندہ دسمبر تک ختم ہو گیا،
انکی خدمت میں یہ آخری نمبر ہے جو روانہ کیا جائیگا۔ اس
انڈاء میں اگر انہوں نے آئندہ کیلیے دی - پی کی اجازت دیدی یا
قیمت بھیج دی تو سلسلہ جاری رہیگا، ورنہ رجسٹر سے نام خارج
کر دیا جائیگا۔

(منیجر)

واقعہ عقیدے کے ایک شرش ناجائز و لا حاصل سے تعبیر ہوتا ہے، یعنی اس طرح وہ چاہتا ہے کہ حکومت مستبدہ کسی سچی ملکی تحریک کی پامالی کیلئے جو کچھ کیا کرتی ہے، قتل اس کے کہ وہ کرے، خود ہی اس خدمت پر آسکی جاؤ، اسے باحسن وجہ انجام دیدے : و اتخذوا من دون الله لیکونوا لهم عزا۔ در اسلئے وہ ہر موقع پر سعی کرتا ہے کہ اس تغیر کی قوت کو اپنے افساد سیاسی سے شکست دے۔ کئی تجربے ہو چکے ہیں اور یہ گویا آخری تجربہ تھا۔ مثل سابق کے اس تجربے نے بھی ثابت کر دیا کہ یہ تغیرات محض سطح کی لہریں نہیں ہیں جبیں ہوا کی جنبش نے پیدا کر دیا ہو، بلکہ تہ سے اٹھنے والا طوفان ہے، اور اگر اس کے استعمال اور کام لینے میں بہت سے ارباب غرض و نمایش (جو پچھلے گروہ سے صورت میں تو مختلف، مگر معنأ انہیں ہی طرح اغراض شخصہ کے پرستار ہیں) غلط کاریاں کر رہے ہوں، تب چونکہ اصولاً یہ تغیر حق اور وقت کی قوت پر مبنی ہے، اسلئے اس سے سر ٹکرائنا لا حاصل ہے۔ یہ صرف حق ہی کا معجزہ ہے کہ اس سے جو شے ٹکراتی ہے، خود چور چور ہو جاتی ہے پر اسکی

بیخانی کو زخمی نہیں کر سکتی۔ طعن و تشنیع لا حاصل ہی جگہ بہتر ہوگا کہ اللہ ہم دعا مانگیں کہ خدا تعالیٰ اس تجربہ آخری سر اوروں کیلئے موجب تلبہ و عبرت بنے، اور وہ سمجھ جائیں کہ دریا کے بہنے کے خلاف نہشی بجائے کا تجربہ ہمیشہ نام رہا ہے اور نام رہیگا، اولاً یورں انہم یقتنون فی کل عام مرة او مرتین ثم لا یقربون



مشہور عمارت سکندریہ (آگرہ) کا ایک نظارہ!

بہ قریب اجتماع ہنفرس و لیگ آگرہ

و لا ہم ید کروں! (۱۲۷:۹)

اس بارے میں بعض حضرات کی حالت عجیب و غریب ہے۔ وہ ہر موقع پر پہلے خود ہی راز دارانہ انتظامات میں مصروف ہوتے ہیں اور مخفی مشورے شروع ہو جاتے ہیں : انما النجوى من الشيطان لیعزى الذین آمنوا و لیس بضار ہم شیئاً الا باذن الله (۱۲: ۵۸) لیکن جب موقع آتا ہے اور جماعت و اکثریت کی علانیہ اور غیر مبشہ قوت کے آگے ان کے تمام انتظامات مخفیہ ثابت ہوتے ہیں، تو پھر بجائے اس کے کہ اپنی سعی باطل سے لب و شرمسار ہوں، بلا تامل کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ ہماری مخالف جماعت نے بڑی بڑی سازشیں اور طیاریاں کی ہیں پر الحمد للہ کہ انکی ایک نہ چلی، اور نہایت امن و صلح سے تمام ہرزائیوں اختتام کو پہنچیں!

ان کے مقابلے میں دوسرا گروہ ہے جو اپنی فتح یابی کا اعلان کرتا ہے اور طرح طرح کے ذلت بخش طریقوں سے قدیم گروہ کو ناہمی و نامرادی کا طعنہ دیتا ہے۔

خیال ہوا کہ جن لوگوں کی شکست ضعف کے نظارے سے ہمیشہ عبرت حاصل کی ہے، اب چلیں اور ان کے اعلان فتح کے نتائج کا بھی تماشا دیکھ لیں۔ اگر یہ تمام شرور ہنگامہ صرف اسی لیے ہے کہ لیگ پر قبضہ کیا جائے، تو جنگ کی ضرورت کیا ہے؟ کم از کم میں تو بغیر جنگ کے بھی دینے کیلئے طیاروں بشرطیکہ فکر و دماغ کو چھڑا دیں:

بملک ہستی ما رر نہادہ سلطا نے

کہ ما بہ صلح دھیم، ار بہ جنگ می طابد!

بہر حال لیگ کے جلسے منعقد ہوئے، اور بغیر کسی کرسی کے ٹوٹے اور بغیر کسی شانے کے زخمی ہوئے، اس طرح ختم بھی ہو گئے کہ راپسی کے وقت ہر شخص اسی طرح صحیح و سالم نظر آتا تھا، جیسا کہ شرکت سے پہلے تھا۔ نہ تو رائلٹ انریبل سید امیر علی کا قصہ چھیڑا جاسکا، نہ لندن مسلم لیگ کے حقوق کی بحث نکلی، نہ ”سیلف گورنمنٹ“ کے نصب العین پر معرکہ آرائی ہو سکی۔ اگر ارادے تھے تو ناکم رہے، اگر ایدیں تھیں تو نا مراد ہوئیں، اگر طیاریاں تھیں تو بے سود نکلیں۔ وہ تغیرات جنگی بنا حق اور سچائی پر

ہوتی ہے، بغیر مقابلے کے جسطرح کامیاب ہوتے ہیں، ضرور ہے نہ سعی و مقابلے کے بعد بھی کامیاب ہوں۔ اب اسکا کون فیصلہ کرے کہ فتح کسے ہوئی اور شکست کسے؟ اور جنگ کی طیاریاں کس کے کی تھیں اور صلح کا آرزومند کون تھا؟ نحن نعلم بالظواهر۔ بہر حال اس سے تو کڑی انکار نہیں کر سکتا کہ عاقبت کار حق کیلئے ہے

اور فتح یابی سعی باطل، کو کبھی نہیں مل سکتی۔ وان الله لا یفلح الظالمون۔ پس اگر کسی گروہ کا مقصد باطل سے جنگ آرائی کا ارادہ تھا تو یقیناً اسے شکست ملنی تھی اور ملی، اور اگر کسی کے ساتھ حق و صداقت تھی تو اس کے لیے فتح یابی تھی اور فتح یابی ہی ہوئی: فوقع الحق و بطل ما كانوا یعملون:

وانہ لحسرة علی، اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ یہ جو کچھ الکافریں وانہ هو الحق کہ ہوا، اسمیں اُن کافروں کیلئے حسرت ہے الیقین، فسبح باسم (جو ہماری ذلت و رسوائی کے دیکھنے ربک العظیم! کے منتظر تھے) اور اسمیں بھی کچھ شک نہیں کہ یہ ایک یقینی صداقت کا ظہور

(۸: ۶۹)

ہے۔ یس اپنے پروردگار کی حمد کر جس نے معاندین و مفسدین کو ناکم رکھا!

کچھ عرصے سے جو تغیرات قوم کے سیاسی معتقدات میں ہوئے ہیں، ایک گروہ ہے جو ہمیشہ انہیں جھٹلاتا ہے اور محض ایک فوری ہیجان، چند اشخاص کی وقتی کامیابی، اور بغیر کسی محکم اور

مسافر ترک

الہلال نمبر ۲۵ جلد گذشتہ میں ہم نے طلب اعانت کے نام سے ایک غریب الدیار ترک مسافر کا ذکر کیا تھا جنکا نام حمیدی ہے اور جو کچھ عرصے سے کلکتہ میں مقیم ہیں۔ اُس نوٹ میں برجہ اجمال کافی حالات شائع نہ ہو سکے۔ اب انہوں نے عربی میں ایک مراسلہ لکھ کر دی ہے کہ درج کردی جائے اور اسمیں اپنے ضروری حالات بیان کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں :

حضرت منشی الہلال المنیر۔

تعبیہ و سلاماً و بعد فاشکرکم علی ما کتبتم عني في العدد ۲۵ من جريدتكم الغراء وادعوا الله بان يحزل لكم العطاء علی ان عاونتم ابن سبیل معدم لا رلی له الا الله۔

لکني اری ان ما کتبتم لا یشفی الغله فهل تسمعون لی بان اردف بیاانکم باخرو جیز یکشف القناع عن امري ؟

انا التمس البائس ترکی ابن خمس و خمسين سنة، مسقط راسي سلانیک، و حرفتي خدمة الحكومة و لقد خدمت الدولة العلیة

فی الاسنانہ و بعض البلاد العربیة الی امد مدید۔

ننت فی سلانیک

لما اشهر الدونان

العرب علی الدولة

العلیة فلما دخل

عولاء سلانیک، و هم

حیة ذ اشجبه

بالوحش الضاریة بل

الکلاب العادیة منهم

بالانسان - سامرا

المسلمین بانواع

العذاب من السلب

والنهب مما یطول

شرحه، مع انکم عارفه



محل راجہ بیربل (فتح پور) سیکری - آگرہ

براسطة الجرائد العربیة و التریة و المکاتبین الافرنجیین -

فلما بلغ سیل الزبی و لم یبق ملجأ، اضطرت الی المهاجرة

مع عائلتی فانیت مصر حاسباً عسی ان نجد هنا ما نسد به رمقنا

ونصرون به اعرافنا - لکن انفق رائدی فلم الف ما ینقذنا من

هذا الفقر المدقع، فقصدت الهند املاً انه سیفتح علی باب هنا فانی

كنت طالما سمعت من خصبه و ثرثرته و اتساع ابواب الارتزاق فیه

لکن یا لله ! لم یکن حظی ها هنا باحسن منه فی مصر، فانی

ها هنا منذ بضعة اشهر و لم ازل فی اسر العدم و البطالة، فلا عندي

مال فا قوم به ارد حیاتی و حیات عائلتی، ولا شغل فاکتسب به المال !

ان مسلمی الهند الکرام، یؤثر منهم السماحة و السخاء و مراساة

الفقراء و الغربا و انا ابن سبیل بعید عن الاخوان و الخلان، معدم

المال، صاحب العیال، کاسف الحال، کثیر البلیال، فارفع الیهم سوالي

براسطة جرید تم الغرا، فیا ایها الاخوان الکرام ! هل فیکم من یواسینی

بالنذر الیسیر مما رزقکم الله؟ و اعلموا ان المسلمین فی اموالهم حق

للسائل و المعزوم، و انکم لن تذاووا الدرحتی تنفقوا مما تحبون -

(سید محمد حمیدی ہے)

مسافر خانہ حاجی مرسى سیئہ - کلکتہ

لیکن فی الحقیقت ان باتوں سے کچھ بھی حاصل نہیں، اور جو وقت اسمیں صرف ہوتا ہے بہتر ہے کہ اسے فکر کار میں نہرچ کریں۔

احباب کرام کو یاد ہوگا کہ مسلم یونیورسٹی فاونڈیشن کمیٹی کے دوسرے اجلاس علی گڈہ کے بعد اس عاجز نے ایک حرف بھی اسکے راقعات و نتائج یا اعلان فتح و شکست کی نسبت نہیں لکھا حالانکہ اسکے پہلے اجلاس لکھنؤ کا جو حال رہا تھا، اور پھر معجزہ یونیورسٹی ڈیپارٹیشن کے شکست تک جو حالات پیش آئے تھے، اور پھر باوجود سعی و جہد مخالفانہ، علی گڈہ کے اجلاس میں جو کھلی کامیابی الہلال کی آواز کو ہوئی تھی، ان سب کی بنا پر صرف مجھے یہ حق حاصل تھا کہ اگر کچھ کہنا پسند کرتا تو کہتا۔

تاہم میں نے ایک حرف بھی نہیں لکھا اور نہ جلسے میں کہا کہ نظر کم پر اور حکم حتی الامکان صرف ظواہر امور ہی پر لگانا چاہیے۔ اگر امن و صلح کے ساتھ ہم سب ایک نتیجہ تک پہنچ گئے تو چاہیے کہ کھلے دل سے ایک دوسرے کو مبارک باد دیں۔

ایک کے گذشتہ

اجلاس کے متعلق

بھی میرے آخرین

کلمات یہی ہوئے۔

خواہ اسباب کچھ

ہی ہوں لیکن جلسے

کے متعلق طرح طرح

کی افواہیں تھیں

اور الحمد للہ وہ

سب غلط نکلیں۔

ہر شخص نے خواہ

وہ بعض اخبارات

کی اصطلاح میں

(لیکن غیر موجود

فی الخارج) حزب

الحرار میں سے ہوں

یا مستبدین میں سے، بد امنی و اختلاف سے عموماً احتراز کیا اور صلح و امن کی خواہش متصل ظاہر کی۔ اگر یہ اپنے ضعف کے علم کا نتیجہ تھا تو دلوں کے رازوں کے جاننے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں، اور اگر یہ واقعی حسن نیت و صداقت فکر کا نتیجہ ہے تو اس پر جس قدر خوشی کی جائے کم ہے۔ شکایت کے ساتھ شکر بھی کرنا چاہیے، اور ملامت کے ساتھ تحسین کی آمیزش عقلمندی کی علامت ہے۔ خدا ہماری نیتوں کو پاک کرے اور ارادوں میں صداقت دے، ملک و ملت کی خدمت کو اپنے اغراض کا آلہ نہ بنائیں، اور عزت دنیوی کے خواہشمند ہوں پر دین پر دنیا کو ترجیح دیں۔ نیز شکوک کا خاتمہ اور رنجشوں کا انسداد ہو، و العاقبة للمتقین !

مسئلہ البانیہ کا دوسرا دور

ماہ حال کی شب کو ایک جہاز ویلونا کے ساحل پر لنگر انداز ہوا، جہاز میں دو سر عثمانی سپاہ تھے جس میں افسر بھی تھے۔ جہاز سے لوگوں نے اتنا چاہا مگر مقامی حکام نے قح مسلح فوج کی مدد سے انہیں اترنے نہ دیا اور فوجی قانون (مارشل لا) کا اعلان کر دیا مگر عزت پاشا نے جنکی سرگروہی میں یہ مہم بھی اترنے پر امر فرما دی نہیں کیا۔ نیز انہوں نے اندرونی معاملات سے اپنے تعلق کے متعلق نہایت سختی سے انکار کیا ہے، یہ عثمانی سپاہ اس وقت ٹرست میں ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فاتحة السنة الثالثة

المجلد الرابع

الحمد لله الذي بعث النبيين - مبشرين و مذكرين - و انزل معهم الكتاب بالحق ليحكم بين الناس في ما اختلفوا فيه ، و ما اختلف فيه الا الذين ارتوه من بعد ما جاءتهم البينات بغياً بينهم ، فهدى الله الذين آمنوا لما اختلفوا فيه من الحق باذنه ، و الله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم -

و الحمد لله الذي انزل الذكر تبياناً لكل شيء و هدى و رحمة لقوم يؤمنون - و اختص هذه الامة بانه لا تزال فيها طائفة على الحق لا يضرهم من خذلهم و لا من خالفهم حتى ياتي امره و هم ظاهرون - يدعون من ضل الى الهدى ، و يبصرون بنور الله اهل العمى ، و يحيون بكتابه الموتى ، و يصبرون منهم على الاذى ، فهم اولياء الله حقاً ، لا خوف عليهم و لا هم يحزنون - فكم من قتيل لا بليس قد احيوه ، و كم من ضال لا يعلم طريق رشده ، قد هدره ، و كم من مبتدع في دين الله بشبه الحق قد رموه ، جهاداً في الله و ابتغاء مرضاته ، و بياناً لحججه على العالمين و بيناته ، و طلباً للزلفى لديه و نيل رضوانه ، فاولئك على هدى من ربهم و اولئك هم المفلحون !

نسبحان من له في كل شيء على علمه و حكمته عدل شاهد - و لولم يكن الا ان فاضل بين عباده في مراتب الكمال و الفضل حتى عدل آلاف المولفة منهم بالرجل الواحد ، ذلك ليعلم عباده انه انزل الترفيق منازلهم ، و رضع الفضل مواضعه ، و انه يختص برحمته من يشاء ، و الله ذو الفضل العظيم !

و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له كلمة قاصت بها الارض و السموات ، فطر الله عليها جميع المخلوقات ، و حملها اسست الملة ، و نصبت القبلة ، و لاجل حفظها جردت سيرف الجهاد ، و بها امر الله سبحانه جميع العباد ، فهي فطرة الله التي فطر الناس عليها ، و مفتاح عبوديته التي دعا الامم على السن رسله اليها ، و هي كلمة الاسلام ، و مفتاح دار السلام ، و اساس الفرض و السنة ، و من كان اخر كلامه " لا اله الا الله " دخل الجنة -

و اشهد ان الحلال ما حله ، و الحرام ما حرمه ، و الدين ما شرعه ، و ان الساعة آتية لا ريب فيها ، و ان الله يبعث من في القبور -

و اشهد ان محمداً عبده المصطفى و نبيه المرتضى - و رسوله الصادق المصدق الذي لا ينطق عن الهوى - ان هو الا رحي يرحى - ارسله رحمة للعالمين - و قدوة للعالمين - و محجة للسالكين - و حجة على المعاندين - و حجة على الكافرين - بعثه لايمان مناديا - و الى دار السلام داعيا - و للخليقة هاديا - و لكتابه تاليا - و في مرضاته ساعيا - و بالمعروف آمرا و بالمنكر ناهيا - ارسله بالهدى و دين الحق بين يدي الساعة بشيرا و نذيرا - و داعيا الا الله باذنه و سراجاً منيرا - و انزل عليه كتاباً به المبين - الفارق بين الهدى والضلال و الغي و الرشاد و الشك و اليقين - فشرح له صدره - و رضع عنه وزره - و رفع له ذكره - و جعل الذلة و الصغار على من خالف امره - و افترض على العباد طاعته و محبته و القيام بحقوقه - و سد الطرق لها اليه - فلم يفتح لا حد الا من طريقه - فدعا الى الله و دينه سرا و جهاراً - و اذن بذلك بين اظهر الامة ليلاً و نهاراً - الى ان طلع فجر الاسلام و اشرقت شمس الايمان - و علمت كلمة الرحمان - و بطلت دعوة الشيطان - و اضاءت بنور رسالته الارض بعد ظلماتها - و تالفت به القلوب بعد تفرقها و شتاتها - و امتلأت به الارض نوراً و ابتهاجا - و دخل الناس في دين الله افواجا - فلما اكمل الله به الدين المبين - و اتم به النعمة على عباده المومنين - استأثر به و نقله الى الرفيق الا على - و المحل الاسنى - و قد ترك امته على الراضة الغراء - و المحجة البيضاء - فسلك آله و اصحابه و اتباعه على اثره الى جنات النعيم - و عدل الراغبون عن هديه الى طرق الجحيم - ليهلك من هلك عن بينة - و يحيى من حي عن بينة - و ان الله لسميع عليم فصلى الله عليه و على آله الطيبين الطاهرين - و اصحابه و اتباعه المهتدين - صلوة دائمة بدوام السموات و الارضين -

و استغفره من الذنوب التي تحول بين القلب و هدايه - و اعوذ بالله من شر نفسي و سيئات عملي استعاذة عبد فار الى مولاه - بذنوبه و خطاياها - و نسال الله تعالى ان يجعل لنا بغيره الذي هو سبب الوجود نوراً ، يهدينا الاقبال عليه - و يميل بنا الى الاصغاء اليه - و يدلنا على حسن معاملته و القوة على النفاذ في طاعته - و ان يجعلنا من جملة من ضمن ان يحرسهم من غائلة الشيطان - حيث قال : ان عبادي ليس لك عليهم سلطان - و جعلهم الشيطان و ذريته مذبذبة اليمين - حيث قال : فبعزتك لاغوينهم اجمعين - الا عبادك المخلصين -

و السلام على الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه اولئك الذين هداهم الله - اولئك هم اولوا الالباب -

مگر کہ نکتہ سرائیان عشق خاموش اند
کہ حرف نازک و اصحاب پندہ درگوش اند

==*==

الہلال، یا دعوت الہیہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی زندگی کے دوسرے سال کا یہ عہد وسطی ہے۔ تین ششماہی جلدیں مرتب ہو چکی ہیں اور یہ چوتھی ششماہی جلد ہے جس کا اولین نمبر شائع ہو رہا ہے: فالحمد لله فی البدایۃ و الانتہا، و الشکر لہ فی السراء و الضراء، و نسال اللہ ان یرزقنا کمال الحسنی، و سعادتہ العقبی، و خیر الآخرۃ و الاولی!

رب اسخلفی مدخل صدق، و اخرجنی منخرج صدق، و اجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً (۷: ۱۷) میں ضعیف و ناتوان ہوں، پر تو مجھے کارزار حق و باطل میں فتح یابی کے ساتھ غلبہ دیجیو!

فیضی حریف مجلس زندان بود مدام
ہرگز قدم زدائے بیرون نمائندہ است

قارئین کرام کریا،

ہرگز کہ جولائی سنہ ۱۹۱۲ کو جب الہلال کا پہلا نمبر شائع ہوا ہے، تو اس کے مقالہ افتتاحیہ کا خاتمہ ان دعائیہ سطور پر ہوا تھا:

”اَسْ خدائے
حی و قیوم سے جس
کے کان فریادوں کے
سننے کیلئے ہر وقت
مستعد، اور نعمت
”امن یجیب
المضطر اذا دعاه“
سے عشق نواز ہر
قلب مشتاق ہیں،

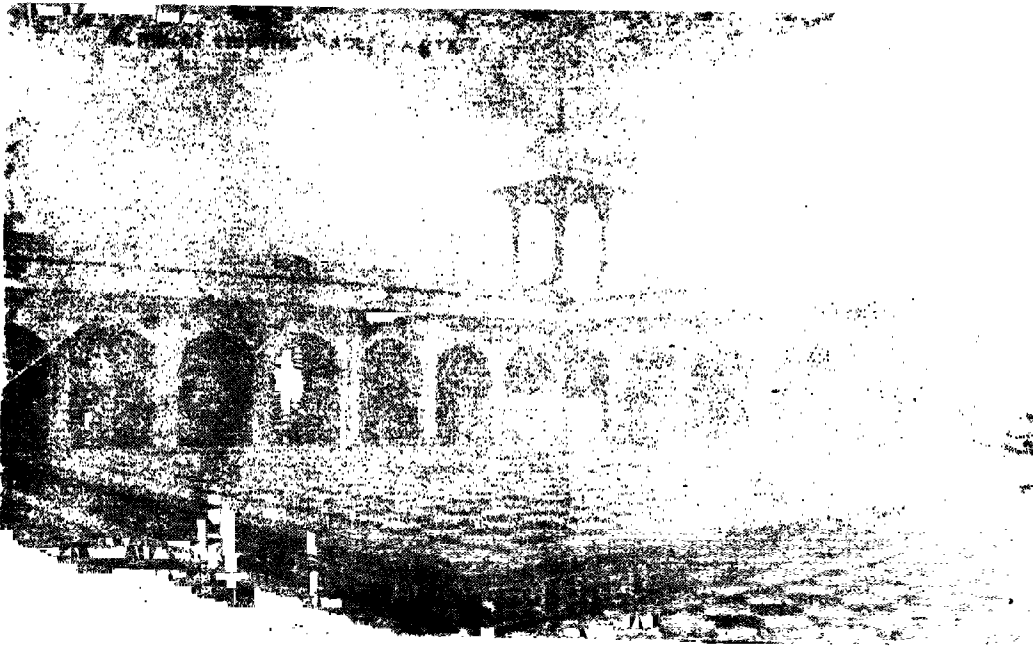
اور جسکی آنکھیں کسی حال میں بے خبر نہیں اور ہر آن ”ان ربک لبالبصائد“ کی تکتکی لگائی ہوئی ہیں، یہ آخری التجا ہے کہ اگر اُسکی ملۃ مرحومہ اور اُس کے کلمۃ حق کی خدمت کی کوئی سچی تپش میرے دل میں موجود ہے، اور اگر واقعی اُسکی راہ میں فدویت اور خود فروشی کی ایک آگ ہے، جسمیں برسوں سے بغیر دھوپ کے جل رہا ہوں، تو اپنے فضل و لطف سے مجھے اتنی مہلت عطا فرمائے کہ اپنے بعض مقاصد کے نتائج اپنے سامنے دیکھ سکوں۔ لیکن اگر یہ میرے تمام کام بعض ایک تجارتی کاروبار اور ایک دکاندارانہ مشغلہ ہیں جنمیں قومی خدمت اور ملت پرستی کے نام سے گرم بازاری پیدا کرنا چاہتا ہوں، تو قبل اسکے کہ میں اپنی جگہ پر سنبھل سکوں، وہ میری عمر کا خاتمہ کر دے، اور میرے تمام کاموں کو ایک دن بلکہ ایک لمحہ کیلئے بھی کامیابی کی لذت ہی، آئے نہ دے۔ باغوں کے سرسبز و ثمر دار درختوں کی نہ کی جاتی ہے، مگر جنگل کے خشک درختوں کا بی بہتر ہے۔ جس دل میں خلوص اور صداقت

کر جگہ نہ ملی، اُسے کامیابی کیلئے کیوں باقی رکھا جائے؟
ام حسب الذین اجترحوا
السُّیَّات ان نجعلہم
کا لذین آمنوا و عملوا
الصالحات سواء محیاهم
و مماتہم؟ ساء
ما یحکمون! (۲۶: ۴۵)
ان دونوں کی زندگی اور موت
ایک ہی طرح کی ہوگی؟ کبھی نہیں، ایسا ہونا ناممکن ہے۔“

دیر سے سال کا زمانہ گذرا کہ یہ دعاء ایک قلب مضطر سے اُٹھی تھی:
و امن یجیب المضطرا اذا
دعاه و لا یستجیب
و یجعل خلفاء الارض؟
اے اللہ مع اللہ، قلیلا ما
تذکرون! (۲۷: ۲۷) -
دے رہی ہے پر افسوس کہ بہت کم
ہیں جو فکر و عبرت سے کلم لیتے ہوں!

دے ز صدق ہو آر، کہ آرزو بخشاش
ہزار گنج اجابت بیک دعا بخشند!

صدق و کذب،
حق و باطل، فتح
و شکست، کامیابی
و نامرادی، اور
موت و حیات کا یہ
ایک فیصلہ تھا جو
الہلال نے خود ہی
علی الاعلان کر دیا
تھا۔ اگر دل کا کہوت
تھا تو وہ بھی برسر
بازار آگیا تھا، اور
اگر نیت کی
سچائی تھی تو وہ
بھی راز مخفی
نہیں رہی تھی۔
زندگی اگر ملنے
والی تھی تو میں



مقبرہ اکبر اعظم - (اکبر آباد)
بہ تقریب اجتماع آگ

نے خود ہی اسکا طریقہ بتلا دیا تھا، اور موت اگر مقدر تھی تو خود ہی اپنی موت کا اعلان بھی کر دیا تھا، پر وہ جو جسطرح قدیر و مقتدر ہے، اسی طرح حکیم و مدبر بھی ہے، جس طرح قہار و منتقم ہے، اسی طرح لطیف و کار ساز بھی ہے، اور جو یقیناً اُن لوگوں کے ساتھ بد معاملہ نہیں جو ہر طرف سے کتھر صرف اُسی سے معاملہ کرنے والے ہیں، بالآخر اپنی توفیق و نصرت کے ساتھ آیا، اور اُس نے ظاہر ہو کر بتلا دیا کہ اسکا دست اعانت فرما کس کے ساتھ ہے؟ اور یہ کہ حق و باطل، دونوں کے دعوے اور اعلانات یکساں نہیں ہو سکتے۔ ایمان و نفاق، دونوں کو اسکی بارگاہ سے یکساں مقبولیت نہیں مل سکتی۔ سچائی اور جھوٹ، دونوں اسکی سرپرستی کے مستحق نہیں ہو سکتے:

افمن کان مرمناً کمین کیا وہ جو مومن و مخلص ہے، ایک
کان فاسقاً؟ لا یسترون۔ فاسق و نافرمان بندے کی طرح
ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں! (۱۹: ۳۲)

اسلیے کہ اعمال کی کامیابی و نامرادی اور نتائج کا حصول یا معرومی، ضرور ہے کہ دونوں قسم کے کاموں کو ایک دوسرے سے الگ کر دے کہ یہ ایک قدرتی اور الہی مکافات عمل ہے:

ہے کیونکہ طبیعت انسانی محسوسات و مرئیات کی تمثیل سے بہت جلد نتائج و مقاصد تک پہنچ جاتی ہے اور مطالب الہیہ و خفایا حکمیہ کے درس و تفہیم کیلئے تمثیل و تشبیہ سے کلم لینا ناگزیر ہے۔ یہی سبب ہے کہ تورات کے اکثر صحائف تمثیلوں کی زبان میں مرتب ہوئے ہیں اور مسیح نے ہمیشہ تمثیل ہی کو اپنے مواعظ کا وسیلہ بنایا، اور اسی کا نتیجہ ہے کہ قرآن کریم کا بھی بڑا حصہ تمثیلوں ہی پر مشتمل ہے بلکہ فی الحقیقہ اس کے بلند ترین معارف و سرائر اُسکی تمثیلوں ہی میں پوشیدہ ہیں :

و لقد فر بنا فی ہذا القرآن اور ہم نے اس قرآن مجید میں ہر طرح
من کل مثل لعلہم ینذکرون۔ کی مثالیں بیان کیں۔ تاکہ
شاید لوگ نصیحت سے پکڑیں (۳۹: ۲۹)
اور غور کریں۔

قرآن کریم کو پڑھ کر کہیں اختلاف لیل و نہار کا ذکر ہے، کہیں ملکوت السموات والارض کی طرف اشارہ ہے۔ کہیں آسمان کی تبدیلیوں، بارش کے آثار، برق و رعد کی گرج، اور طوفان آب و باد کی سرور کی طرف ترجمہ دلائی ہے، کہیں ان چار پایوں کا ذکر ہے جنکے ذکر میں گواہان نبی طبع غفلت سرشت کوئی ندرت نہیں پاتی لیکن فی الحقیقہ وہ اپنے اعمال و خواص کے اندر قدرت الہی کے عجیب و غریب مظاہر رکھتے ہیں،

اور پھر کہیں اُن تولیدات ارضیہ و بحریہ کا بیان ہے جن سے طرح طرح کے فوائد و منافع جمعیت بشریہ حاصل کرتی ہے۔ درختوں اور پھولوں کے اختلاف الزمان و اشکال پر اُس نے زور دیا ہے، تصریف ریح، انبساط سحاب، نشر و نماء ارض، طلوع و غروب نجوم و سیارات کو اُس نے بار بار دہرایا ہے، اور علی الخمرص باران رحمت اور اسکے نتائج عجیبہ کر مختلف پیرایوں اور مختلف مرقعوں میں ارباب عقل و فکر کے آگے پیش کیا ہے۔

لیکن فی الحقیقہ یہ سب کی سب تمثیلیں ہیں جنکے نقاب صرورت کے اندر ایک اور ہی جمال حقیقت مستور ہے، اور انکے الفاظ و ظواہر تمثیل سے کسی خاص مقصد و حکمت اور موعظۃ و بصیرت روحانی کا درس دینا مقصود ہے یعنی ہر حقیقہ روحانیہ کیلئے اس سے شبہ و امثال ایک روح جسمانی کو مائل قرار دیا ہے، اور ہر انقلاب قلبی کیلئے انقلاب مادی سے مثال کا کام لیا ہے، ”بے شک آسمان اور زمین کے پیدا ان فی خلق السموات والارض و اختلاف اللیل میں، رات اور دن کے اختلاف ما

” (پس) جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ اختیار کیے، تو انکے لیے کامیابی و فیروز مندی کی بہشت ہے، جہاں وہ اپنی حیات سرمدی بسر کریں گے۔ مگر جس لوگوں نے احکام الہی سے سرتابی کی توائف لیے ناکامی و خسران کی آگ کے سوا اور کچھ نہیں۔ وہ جب کبھی چاہیں گے کہ اس ذلت سے باہر نکلیں اور نکلنے کیلئے قدم بڑھائیں گے تو پھر اُسی میں دھکیل دیے جائیں گے، اور اُن سے کہا جائیگا کہ اس آگ کا عذاب اب اچھی طرح چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے“

گذشتہ در ششماہی جلدوں کے مقالات افتتاحیہ میں اس عاجز نے دعوت ربانی کے کاروبار الہی کی طرف مختلف پہلوؤں سے ترجمہ دلائی ہے، اور اُس فضل مخصرۃ امۃ مرحومہ کا تذکرہ کیا ہے جسکی بنا پر ہمیشہ حکمت الہیہ نے تعلیم قرآنی کے احیاء و تجدید کیلئے گمراہی و تاریکی کے سخت سے سخت دور میں

بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے چراغ ہدایت روشن کیے ہیں۔ لیکن تاہم الہلال کے اولین نمبر کی اس دعا اور اسکے اُن عجیب و غریب نتائج کی طرف کبھی ترجمہ نہ دلائی گئی جسکی نیرنگیوں اپنی مروجہ حیات عمل کے ہر دن بلکہ ہر لمحہ میں دیکھ رہا ہوں، اور بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جنکے لیے خاموشی گویائی سے زیادہ پر امن ہے۔

مدار صعبت ما بر حدیث زیر لبی ست
کہ اہل شوق عوالم اند و گفتگر عربیست

ملاحظہ فرمائیے یہی تھی۔ کیونکہ وقت محض ابتدائی اور ارباب نظر کی بصیرت افزائی کیلئے بعض سخت ابتلا موجود تھے۔ لیکن آج وقت آگیا ہے کہ اس دعاء افتتاحی کو پھر دہراؤں، اور اسکی بنا پر جو حالات و مشاہدات ارباب ایمان و ايقان کے مطالعہ کیلئے موجود ہیں، انکو رافع و آشکارا کردوں۔ اسکے لیے ایک مختصر تمہید ہوگی اور پھر اصل مطلب: ”ذکر“ فان الذکر من تنفع المومنین (۵۵: ۵۱)

گویند مگر سعدی چندیں سخن عشقش
می گویم و بعد از من گویند بدستہا نہا

(طریق تمثیل و امثال قرآنیہ)

تعلیمات الہامیہ میں ہمیشہ تمثیل کی زبان اختیار کی گئی

بڑے گہرے بہر جاتے ہیں اور اس بخشش کی دعوت سے ارض الہی گونج اُٹھتی ہے :

امن خلق السموات والارض و انزل لكم من السماء ماء فانبتنا به حدائق ذات بھجة ما كان لكم ان تنبتوا شجرها ؕ ءاله مع الله ؟ ان کے درختوں کو اگا سکو ؟ کیا خدا کے سرا ان کاموں کا کرنے والا اور بھی کوئی معبود ہے ؟ ہرگز نہیں مگر یہ نا سمجھ لوگ ہیں کہ نا حق گمراہ ہو رہے ہیں !

یہ انسان کی روحانی غذا کا وہ تخم صالح ہے جس کی کاشت ارض قلب و معنی میں انبیا و مرسلین کے ہاتھوں ہوتی ہے اور پھر مختلف ازمناہ ضلالت و ادوار مظلمہ میں انکے متبعین و مطیعین آتے ہیں جو اس سنت انبیا کی تجدید و احیا کرتے ہیں اور چونکہ

اطاعت خدا و رسول کی راہ سے انکو شرف ”معیت“ و نسبت ”متابعین“ حاصل ہوجاتی ہے اسلئے وہ سب کچھ انکے ہاتھوں ظاہر ہوتا ہے جو انکے مطاع و متبرع کے ہاتھوں ظاہر ہوا ہے :

ومن يطع الله والرسول فاراللك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين و الصديقين

و الشهداء و الصالحين و حسن اولئك رفيقا (۴ : ۷۱)

ترجمہ — اور جو لوگ ہر طرف سے کثرت صرف اللہ اور اُسے رسول کے مطیع ہو گئے تو بے شک وہ اُن لوگوں کے ساتھی ہونگے جنکو اللہ نے اپنی نعمتوں کے نزول کیلئے دنیا میں چن لیا ہے اور جنہیں پہلی جماعت انبیا کی پھر صدیقین کی پھر شہدا اور صالحین امت کی ہے اور حق یہ ہے کہ اس معیت سے بڑھکر اور کونسی معیت ہو سکتی ہے ؟

(تمثیل اعمال انسانیہ و دعوت الہیہ)

انسان کی زندگی اور زندگی کے کاروبار کی بہترین مثال اُس پانی کی سی ہے جو موسم ہر سال میں آسمان سے گرتا ہے اور یہ دراصل قرآن کریم کے امثلہ حکمیہ میں سے ایک عجیب و غریب تمثیل ہے جسپر میں آج ارباب فکر کو ترجہ دلاتا ہوں کیونکہ ترجہ دلانے کا وقت آگیا ہے ۔ فرمایا کہ :

انما مثل الحياة الدنيا در حقیقۃ دنیا اور دنیا کے کاروبار کی کماؤ انزلنا من السماء زندگی کی مثال اُس پانی کی سی ہے جسے ہم اوپر سے برساتے ہیں ۔ (۱۰ : ۲۵)

جہازوں کے آمد و شد میں جو سطح سمندر پر تیرتے ہوئے جاتے ہیں اور جسے انسانوں کے نہایت قیمتی منافع و فوائد وابستہ ہیں بارش کے اُس پانی میں جو اللہ تعالیٰ اوپر سے اتارتا ہے اور جس سے زمین مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر لہلہا اُٹھتی ہے ان ہر طرح کے جانوروں میں جو سطح ارضی پر پھیل گئے ہیں اور نیز ہوانے چلنے میں اور زمین و آسمان کے اندر گہرے ہوئے بادلوں کے گہروں میں غرضکہ ان تمام تولیدات ارضیہ اور انقلابات سماویہ میں اللہ کی قدرت و حکمت اور عبرت و مرعظہ کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کیلئے جو عقل و فکر سے کم لیتے ہیں !

ان زمین کی حیات نباتاتی کا ذکر کیا ہے تو اس سے فی الحقیقہ دل کی زندگی مراد ہے ۔ اگر اختلاف ظلمت و نور پر توجہ دلائی ہے

تو یہ روح کی ہدایت و ضلالت کے انقلاب کی تمثیل ہے اگر انسان کے رزق و اغذیہ کے پیداوار کی مثال بیان کی ہے تو فی الحقیقت اس کے اندر اللہ کی ربوبیت روحانی و معنوی چھپی ہوئی ہے اور سمجھنا مقصود ہے کہ جو رب الارباب انسان کی غذا جسمانی کا یہ سب کچھ سامان رکھتا ہے کیونکر ممکن ہے کہ اسکی روحانی غذا کا انتظام نہ کرے ؟

یہ روحانی غذا کیا ہے ؟ یہ ہدایت و سعادت انسانی کی دعوت الہیہ ہے جس کے لیے فی الحقیقہ روح انسانی بھوک پیاسی ہوتی ہے اور جس طرح جسم حیوانی مدتوں کی بھوک اور پیاس کے بعد بیقرار و مضطرب ہوکر غذا کو پکارتا ہے اسی طرح ضلالت کی شدت اور ہدایت کا فقدان بھی روح انسانی کو ایک معنوی جوع و عطش میں مبتلا کر دیتا ہے اور وہ اپنی زندگی کیلئے اپنی غذا کو دیوانہ وار پکارنے لگتی ہے ۔ پس وقت آتا ہے کہ اُس حکیم علی الاطلاق اُس فاطر الارض و السموات اُس مدبر الامر و الاشیا اور اُس مسبب الاسباب حقیقی کی ربوبیت ظاہر ہوتی ہے جس نے انسان کی حیات جسمانی کیلئے تمام دنیا کو طرح طرح کے اغذیہ و ثمرات کی بخشش سے ایک خزانہ کرم بنادیا ہے ۔ اسکا دست مخفی غذائے روحانی کا بیج ہوتا ہے اور اپنی نشو و نما کی سہولت و بالاقامت بنا دیتا ہے ۔ پھر اسکی سعادت و ہدایت کی نعمتوں سے زمین کے بڑے

نفصل الایات لقوم کے وقت ہمارا حکم عذاب اُسیر آ نازل
یتفکرون! (۱۰: ۲۵) ہوا۔ پس ہم نے اُسکا ایسا ستراؤ کر دیا
کہ گویا کل کے دن کہیت میں اُسکا نام و نشان بھی نہ تھا!!

لیکن ایک قسم اُس تخم پاشی کی ہوتی ہے جس کا ہر دانہ
بار آور، جسکی ہر محنت نتیجہ خیز، جسکی ہر آرزو امید پرور،
اور جس کی ہر چیز نشور و افزائش کی دولت سے مالا مال ہوتی
ہے۔ وہ جب بویا جاتا ہے تو سرتا سر نقصان ہوتا ہے۔ قیمتی دانے
ہوتے ہیں جو خاک کے ذروں میں چھپا دیے جاتے ہیں، اور زندہ
انسانوں کی محنت و مشقت ہوتی ہے جو محض زمین اور مٹی
پر لگا دی جاتی ہے۔ جو کچھ صرف کیا جاتا ہے وہ نقد ہوتا ہے،
پر جس چیز کی امید ہوتی ہے، وہ بالکل مہووم ہوتی ہے۔ نشر
و نمائیلے بارش کی ضرورت ہے مگر اُسیر قبضہ نہیں، عمدہ موسم

کے تمام اسباب و وسائل مطلوب
ہیں۔ لیکن انکا یقین نہیں۔ گویا
قمار خانہ عمل کی ایک بازی ہوتی
ہے جو لگائی جاتی ہے اور تمام امور
فلح بکلی اپنے قبضہ تصرف سے باہر
اور محض مستقبل اور اتفاق و تصادف
کے ہاتھ میں ہوتے ہیں، تاہم جب
موسم گذرتا ہے اور وقت ظاہر ہوتا ہے
تو فطرۃ الہیہ اپنی نصرت و توفیق کے
عجائب دکھلاتی ہے، اور ہر طرف سے
اسباب موافق اور وسائل مرید فراہم
ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔ آفتاب
اپنی حرارت کا آتشکدہ وقف بخشش
کردیتا ہے، آسمان اور اس کے بادل گریا
دھقان خوش طالع کے تابع و مطیع
ہوجاتے ہیں اور جب اور جنتی
ضرورت پانی کی ہوتی ہے، اُسکی
زمین کو فوراً میسر آجاتا ہے۔ ہوا
کے جھونکے آتے ہیں تو گریا نشور و نم
کے فرستے ہوتے ہیں جو کہیت کے ذرہ
ذره کو پیام زندگی پہنچا دیتے ہیں۔
زمین بھی اپنی تمام مخفی دولت
نمر اُگلنے لگتی ہے اور اس طرح
اپنی فیاضی کا دروازہ کھول دیتی
ہے گویا اُسکے بعد کیلئے آرزو کچھ

باقی نہ رکھیگی۔ یہاں تک کہ ارادہ کیلئے ظہور کا، سعی کیلئے
نتیجہ کا، امید کیلئے کامیابی کا، دعا کیلئے قبولیت کا، صداء
نصرت کیلئے جواب اعانت کا، تلاش کار کیلئے نظارہ مقصود کا، آغاز
کیلئے انعام کا، اور دعویٰ و اعلان کیلئے ظہور حجت و براہین کا
آخری وقت آجاتا ہے، اور رُہی سر زمین خشک و رحشت زار،
جس پر ایک فصل پلے دھقان مضطرب کی محنتوں نے امید و بیم
اور اضطراب دعا و انابت کے عالم میں ہل جوتا تھا، اور جو ایک
کام کر رہا تھا پر نہیں جانتا تھا کہ کل کو اُسکی محنتیں شرمندہ
نامرادی ہونگی یا دولت مراد سے مالا مال؟ حیات نباتاتی کی
ایک جنت النعیم بن جاتی ہے، جس میں ہر طرف مکافات
عمل اور نتائج اعمال کے مناظر جمیلہ و مشاہدات حسینہ، سرسبز
یئس اور شاداب شاخوں کی صورت میں چشم و بصیرت کو دعوت

تحریر دیتے ہیں: فتبارک اللہ احسن الخالقین!

البقیۃ تنلی



محاسرے شاہی قلعہ آگرہ
نمن برج

پس یہ پانی ہے جو برستا ہے، اور دھقان اپنی جھولیوں میں
بیج لیکر آتا ہے تاکہ زمین کے سپرد کر دے۔ پھر بیج بویا جاتا ہے
اور پانی اسکو گلا کر اس کے اندر سے ایک شخ حیات پیدا کرتا ہے۔ ابتدا
میں وہ ایک نہایت ضعیف و حقیر وجود ہوتا ہے، جس کو ہوا کی
حرکت ہلا دیتی ہے اور پانی کا زور زمین پر جھکا دیتا ہے، مگر آفتاب
اپنی شعاعوں سے اسے گرم کرتا، اور زمین اپنی بخشش کو اس کے لیے
کھول دیتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ بڑھتا ہے اور پھیلتا ہے، زمین کے
اندر اس کے ریشے دور دور تک چلے جاتے ہیں، بلندی پر اُسکی
شاخیں اور ڈالیاں قوت و استواری کے نشہ میں جھومنے لگتی ہیں،
انسانوں کے قافلے اُس کے سایے میں آرتے ہیں، اور طیور کے غول اُسکی
ڈالیوں پر اپنے آشیانے بناتے ہیں!

ان الله فالحق العجب والنفی، یخرج العی من المیت و یخرج
المیت من العی، ذلک الله، فانی
یتفکرون؟ (۹۵: ۶)

ترجمہ — بیشک خدا ہی ہے
جو زمین کے اندر بیج کے دانے کو
(جبکہ وہ بعض امید و بیم کے عالم
میں ہوتا ہے) پہاڑ کر امید و کامیابی
کا ایک قوی درخت پیدا کر دیتا ہے۔
وہی زندگی کو موت سے اور موت سے
زندگی کو نکالتا ہے۔ یہی عجائب کار
نیرنگ ساز تمہارا خدا ہے پھر تم کدھر
بہکے جا رہے ہو؟

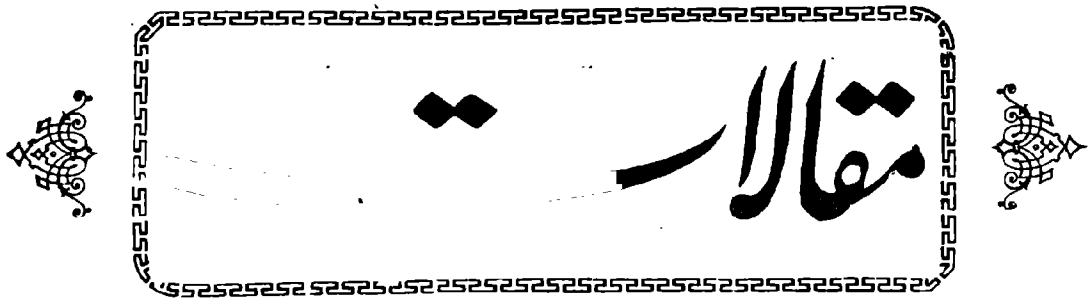
(موت اور حیات کے بیچ)

پر اُن میں بعض بیج ایسے ہوتے
ہیں جو گو اپنے پھولنے اور پھلنے
کیلئے وہ سب کچھ پاتے ہیں جو
اس کلم کیلئے آسمان اور زمین دے
سکتا ہے، لیکن خود انکی زندگی کے
اندر ہی انکی موت چھپی ہوتی ہے،
اور انکا اٹھنا ہی انکے گرنے کا پیام ہوتا
ہے۔ دھقان ہل جرتا ہے، زمین
کو درست کرتا ہے، پھر اچھے وقت
اور بہتر موسم میں بیج بوتا ہے، اور
اُسکی پرورش کیلئے رات اور دن
طرح طرح کی محنتیں اور مشقتیں
گورا کرتا ہے۔ انکو ٹھیک ٹھیک

پانی بھی ملتا ہے، اور آفتاب کی حرارت بھی انکے ساتھ بخل
نہیں کرتی۔ وہ کبھی کبھی پھوٹتے بھی ہیں اور چند کرنیلیں بھی
زمین سے باہر سر نکال لیتی ہیں۔

تاہم امیدوں کی اس روشنی میں مایوسی کی ایک ایسی
تاریکی چھپی ہوتی ہے جو یکایک ظاہر ہو کر پھیلتی ہے، اور کچھ
ایسے اسباب فراہم ہوجاتے ہیں، جنکی وجہ سے دھقان مفرور
کی تمام تخم پاشی ضائع، اور اُسکی تمام محنت اُکرت جاتی ہے!
اسی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے جبکہ فرمایا کہ:

حتیٰ اذا اخذت الارض زخرفها و ازینت، و ظن
اہلہ انہم قادرین علیہا،
اتاہا امرنا لیلاً او نهاراً،
فجعلناہا حمیداً کان
لم تغن بالامس، کذلک
یہاں تک کہ جب زمین نے فصل
سے اپنا سنگھا رکھ لیا اور نشور و نما کی
امیدوں سے اچھی طرح بن سنور گئی
اور کہیت والوں نے سمجھا کہ اب وہ
اُسپر قابو پاگئے کہ جب چاہینگے اُسے
کات لینے، تو ناگاہ یکا یک رات یا دن



احتساب عمومی

غفلت و تساهل علماء حق

مرلانا و مخدومنا !!

السلام علیکم - آپ کے مجلہ مقبولہ الہلال میں طریق تسمیہ و تذکرہ خواتین کے زیر عنوان احتساب دینی کی نہایت اہم اور ضروری بحث چھڑ گئی ہے۔ میں اجازت چاہتا ہوں کہ اس ضروری مسئلہ پر اپنے ناچیز خیالات کا اظہار کروں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ”اسلامی سوسائٹی میں احتساب عمومی کی قوت ایک زمانے میں اپنے پرورے اثر کے ساتھ کار فرما تھی مگر اب وہ ناپید ہے، اور یہی فقدان احتساب یعنی سوسائٹی کے دباؤ کا باقی نہ رہنا بد عملی اور ترک اخلاق حسنہ کا اصلی سبب ہے“ بالکل بجا اور درست۔ لیکن کیا میں یہ پوچھنے کی جرات کرسکتا ہوں کہ یہ احتساب عمومی یا احتساب انفرادی یعنی ایک فرد قوم کا دباؤ دوسری فرد قوم پر جو زمانہ سلف میں اسلامی سوسائٹی میں پوری قوت کے ساتھ موجود تھا اور اب نہیں ہے، کیوں جاتا رہا؟ اس قوت کے بے اثر اور زائل ہوجانے کی آخر کوئی وجہ تو ضرور ہونی چاہیے؟ جدید تعلیم یافتہ اصحاب کی دینی احکام سے بے پروائی ایک بڑا سبب ہے، مگر کیا خود اس بے پروائی کے پرورے کار آلے کی بھی کوئی وجہ بتائی جاسکتی ہے؟ میں جدید تعلیم یافتہ اصحاب کی طرف سے کوئی جواب اس الزام کا پیش کرنا نہیں چاہتا، نہ اونکی بریت کی کوشش اس مضمون پر قلم اڑھانے کا باعث ہے۔ یہ درحقیقت اونکی ایک سخت غلطی اور بد بختی ہے کہ انہوں نے اس مکمل اور وسیع نظام مذہبی کے احکام کے معاشرتی حصہ کو جو انسانی زندگی کے ہر شعبہ اور صیغہ میں یکساں طور پر کار آمد اور مفید تھا، یورپ کی کورانہ تقلید اور بیجا انقیاد پر قربان کردیا۔ لیکن یہ سوال پھر باقی رہ جاتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ انسان غالب اور فاتح قوم کی ہر ادا پر شیفتہ ہوتا ہے اور اوسکی نقل اترانے کی ہر صورت سے کوشش کرتا ہے۔ لیکن نقل نقل ہی ہوتی ہے، اور نقل ان تمام خوبیوں کو جنکی وہ نقل اترانا چاہتا ہے، اپنے اندر پیدا کرنے سے مجبور ہوا کرتا ہے۔ پس اس نقالی کی ابتدائی روک تھام انہیں افراد کے ذمہ ہوا کرتی ہے اور فطرتاً ہونی چاہیے، جو غالب اور فاتح قوم کی ہر ادا میں دلفریبی اور محبوس کی شان دیکھنے کے سحر سے مسحور نہیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ فرقہ صرف علمائے دین کا ہے جنہیں سچی اسلامی تربیت کی خرابیوں کا پورا احساس ہے اور ہوسکتا ہے۔ پس اس قسم کی خرابیوں کا جو یورپ کی کورانہ تقلید سے پیدا ہوتی ہیں روکنا اسی برگذیدہ گروہ کے ذمہ بطور فرض کے عاید ہوتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ مقدس اور برگزیدہ فرقہ اپنے فرائض کی ادائیگی سے غافل نہیں ہے۔ مجھے اس بات سے انکار نہیں کہ یہ

فرقہ جہاں تک امکان میں ہے ایسی کوشش ضرور کرتا ہے مگر یہ نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ اسقدر ضدی اور متمرد ہے کہ وہ اونکی ذمہ داری کو سننے تک کے لیے تیار نہیں ہے، عمل کرنا تو کجا؟ لیکن میرا سوال اب تک حل نہیں ہوا۔ کیا اس ضد اور تمرد کے پیدا ہونے کی کوئی وجہ نہیں تلاش کی جاسکتی؟ کیا انسانی تمدن کی تاریخ ہمیشہ سے یہی سبق دیتی آئی ہے کہ عام طور پر لوگ نصیحتوں کے سننے اور گروہ میں باندہ لینے کے مشتاق رہے ہیں؟ اور کیا یہ صرف اسی زمانہ کی خصوصیت ہے کہ نصیحت کی طرف لوگ ترجہ نہیں کرتے؟ میرا خیال ہے کہ شاید ہمیشہ سے نوع انسان کا ایک حصہ اس امر کا عادی رہا ہے کہ اوسکو نصیحت کی جائے اور وہ نصیحت پر کار بند نہ ہو۔ پھر کیا یہ بات تسلیم کی جائے کہ اگر وہ ہادیاں برحق جو الہام ربانی کو دنیا میں پھیلانے آئے تھے بارجود اس کے کہ اونکی نصیحتوں پر اکثر عمل نہیں کیا گیا، اپنے فرض سے سبکدوش سمجھے جاتے ہیں محض اس بنا پر کہ انہوں نے دعوت حق کا کام انجام دیدیا، تو اس زمانے کے مقتدایان مذہب بھی اپنے فرض سے سبکدوش تصور کیے جائیں، جبکہ وہ اپنا فرض انجام دے چکے؟

یعنی کیا اگر لوگ ادا امر و نہی پر کار بند نہیں ہیں یا ہونا نہیں چاہتے، تو اسمیں مقتدایان مذہب کا کوئی قصور نہیں؟ میں اس نتیجے کو تسلیم کرنے کے لیے بالکل تیار ہوں، اگر صرف یہ ثابت کردیا جائے کہ مقتدایان مذہب نے اپنا فرض اسی صورت سے انجام دیا جیسا کہ چاہیے تھا۔ اگر درحقیقت وہ منشاء الہام ربانی کے موافق تبلیغ احکام کر رہے ہیں، تو واقعی نتیجے کا بار ان کے ذمہ باقی نہیں رہتا، وہ خود اپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہوچکے، کامیابی کے وہ ذمہ دار نہیں ہیں۔

لیکن میرا خیال ہے کہ ان لوگوں کو جنہیں یہ دعویٰ ہے کہ وہ اسلام کے پیرو ہیں مگر وہ احکام اسلام کی پورا نہیں کرتے، الزام دینے کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی ضرور خیال کرنا ضروری ہے کہ آیا مقتدایان مذہب نے جنکا فرض تبلیغ احکام اسلام تھا، اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کی یا نہیں؟ یہاں پر کوتاہی سے مراد صرف عدم تبلیغ ہی نہیں ہے، کیونکہ بظاہر اسکا ثبوت ذرا مشکل معلوم ہوتا ہے اور میں اپنے مضمون کے مبحث سے دور جا پڑوں گا اگر میں اس بحث کو اڑھائوں، بلکہ میرا مقصد اس موقع پر یہ ظاہر کرنا ہے کہ تبلیغ کے عملی کام میں جن امور کے ملحوظ رکھنے کی ضرورت تھی، وہ ملحوظ رکھے گئے یا نہیں؟ بلاشبہ سوسائٹی خود ایک زبردست مصلح ہے، بشرطیکہ ان اصول کا عمل درآمد اس میں جاری ہو جن پر عمل کرنا اوسکی ترقی کے لیے ضروری ہے۔ اگر ایسا عمل درآمد جاری نہیں ہے، تو اصول فی نفسہ اپنی پابندی پر افراد کو مجبور نہیں کرسکتے۔ یہ ظاہر ہے کہ مسلمان اپنے سرشیل معاملات میں بھی مذہب ہی کا منہ دیکھتے ہیں، اور اس حقیقت سے انکار کرنا کفر ہے کہ اسلام نے معاشرتی زندگی کے لیے ایک مکمل دستور العمل تیار کر دیا ہے، مگر فی زمانہ اصول کا عمل

نظر سے نہیں دیکھے جاسکتے۔ پھر کیوں اپنے عیش و نفس پرستی میں خلل ڈالیں؟ میرے نزدیک یہ نتیجہ اس امر کا ہے کہ علمائے دین نے تبلیغ و اشاعت کا عملی فرض بجا لانا ترک کر دیا ہے ورنہ تناسب کا وہ احساس جو صرف عمل کا نتیجہ ہے اس صورت سے مفقود نہ ہو جاتا اور ان کے پیش نظر ہمیشہ یہ بات رہتی کہ اساسی اصول کو محفوظ رکھتے ہوئے اکثر فروری معاملات میں رفق و مدارات سے وہ کام نکلتا ہے جو شدت و غلظت سے کبھی نہیں نکل سکتا، اور غالباً بہت زمانہ نہیں گزرے گا کہ علمائے دین کو یہ بات بوجہ تسلیم کرنی پڑے گی جسے وہ اب بہ خوشی تسلیم نہیں کرتے۔ دیونکہ اس وقت ہم تاریخ اسلام کے ایک جدید دور میں داخل ہو رہے ہیں، اور مستقبل امیدوں سے بھرا ہوا ہے۔ اشاعت اسلام کے عملی فرائض کا احساس پیدا ہوتا جاتا ہے، اور اس بات کی طرف اب توجہ کو مبذول کرنے کے لیے ایک سامان غیب سے پیدا ہو گیا ہے جس پر اس عاجز نے رسالہ ید بیضا میں جو میری زیر نگرانی نکلنے والا ایک ماہوار رسالہ تھا، سنہ ۱۹۰۹ ع میں پروفیسر فلت کی کتاب ”تھی ازم“ کے ترجمہ کے مقدمہ میں توجہ دلائی تھی یعنی یہ کہ اسلام کے ہمہ گیر اصول کی روشنی کو بلاد مغرب تک پہنچانے کا وقت اب قریب آگیا ہے۔ خداوند تعالیٰ مدد کرے۔ آمین!

عبد الغفار - اختر - بی - اے (علیگ)

لال

آپے نہایت سنجیدگی سے ایک نہایت ہی اہم اور اقدم مسئلہ پر بحث کی ہے فجزاکم اللہ - لیکن ساتھ ہی متعجب ہوں کہ ان تمام تحریرات سے کیوں آپ بے خبر رہے جو آغاز اشاعت الہلال سے اس بارے میں نکل چکی ہیں اور جن میں نہایت واضح طور پر اس عاجز نے اپنے خیالات ظاہر کیے ہیں۔ بہر حال آئندہ نمبر میں اسکی نسبت عرض کروں گا۔

اہل قلم کو مژدہ

کیا آپ ملک برہما میں اپنی کتاب میرے بذریعہ فروخت کرنا چاہتے ہیں؟ اگر منظور ہو تو شرائط و کمیشن بذریعہ خط و کتابت طے فرمائیے۔

منیجر یونیورسل بک ایجنسی

نمبر ۳۲ - برکنگ اسٹریٹ - رنگون

The Universal Book Agency,
32 Brookling Street
Rangoon

بالجاس جناب قاضی عبدالعزیز خان صاحب نائب تحصیلدار
پشیں ضلع کوئٹہ بلوچستان -

بمقدمہ اذن مل مرہن مل بذریعہ اذن مل دکاندار بازار
سزنان تحصیل پشیں ضلع کوئٹہ ملک بلوچستان - مدعی بنام سلطان
بخش ولد نا معلوم ذات درزی سکھ بازار سزنان مدعا علیہ

دعویٰ مبلغ ۳۷ روپیہ - ۳ آنہ

مقدمہ مندرجہ صدر میں مدعا علیہ روپوش ہے اور باوجود
تلاش کے کچھ پتہ مدعا علیہ کا نہیں ملا اس لیے یہ اشتہار دیا جاتا
ہے کہ اگر مدعا علیہ صدر بتاریخ ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۱۴ ع اصالاً یا
والتاً حاضر عدالت ہو کر پیروری مقدمہ نہیں کریگا۔ تو بموجب
دفعہ (۱۰۰) ضابطہ دیوانی تجویز مقدمہ یکطرفہ عمل میں آریگی۔
دستخط اور مہر عدالت سے آج بتاریخ ۱۱ ماہ دسمبر سنہ
۱۹۱۳ ع جاری ہوا (مہر عدالت)

درآمد اس صورت سے ہو رہا ہے کہ وہ اکثر سوسائٹی میں جاری ہو ہی
نہیں سکتے، کیونکہ جس صورت سے وہ عمل درآمد کے لیے پیش
کئے جاتے ہیں وہ صورت اکثر ناقابل العمل ہوتی ہے۔ میرا یہ
مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہر شخص کی خواہش کے مطابق احکام
مذہبی میں تفسیح و ترمیم کر دی جائے، حاشا وکلا۔ مگر ہر موقعہ
کی اہمیت کے لحاظ سے ہر کام کا کم و بیش ضروری یا غیر ضروری
ہونا تو اسلام کے عملی نظام کا ایک بڑا خاصہ ہے۔ تعجب ہے کہ
جو لوگ اسلام کی خالص تعلیم کی ترویج کے مدعی ہیں، وہ سب
سے زیادہ اس تناسب اور اعتدال کی طرف سے چشم پوشی کرتے
ہیں، جس پر احکام اسلام کا قابل عمل ہونا منحصر ہے، اور جسکی بنا
پر خود اسلام محاسن و معائب کے مختلف مدارج اہمیت پر روشنی
ڈالتا ہے۔

دنیا میں جوانین کے عمل درآمد اور انکو جزر زندگی بنانے کے
لیے سب سے زیادہ ضروری اور اہم بات یہ ہے کہ چھوٹے اور بڑے
جرائم کے لیے مختلف سزائیں مقرر کی جائیں، تاکہ جو طبیعتیں
اس قدر بگڑی ہوئی نہیں ہیں کہ وہ بڑی سے بڑی سزا کو بھی بے
پر رانی سے دیکھیں، اونپر بڑی سزائوں کا خوف اور اثر قائم رہے۔ اسلام
نے بھی معاف اور کفار کی تفصیل اسی اصول کو مد نظر رکھ کر کی
ہے، لیکن اس زمانے کے مقتدیان مذہب کا یہ حساب ہے کہ ان کے
نزدیک چھوٹے سے چھوٹا جرم اور بڑے سے بڑا جرم مجرم کے دائرہ
اسلام سے خارج ہوجانے کے معاملہ میں قریب قریب یکساں اثر
رکھتا ہے۔

پہرزی دیر کے لیے اس سوسائٹی کا تصور باندھیے جہاں دفعہ
۳۴ - پولیس ایکٹ کی خلاف ورزی کے ارتکاب پر بھی سزا
دی جاتی ہے، جو قتل عمد پر دی جانی چاہیے، تو آپ کے سامنے
اس احتساب کی تصریح کچھ جائیگی، جس کی اس وقت اسلامی
سوسائٹی میں جاری رکھ جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔
نہ صرف معمولی واعظ بلکہ بعض ایسے علما بھی جن کا تدبیر
اور تفقہ مسلم ہے، اس قسم کی باتیں کہنے میں ذرا تامل نہیں
کرتے کہ کورت پنلن پھننا یا میز پر کھانا کھانا انسان کے کفر کی کافی
سند ہے۔

پھر جب دائرہ اسلام اس قدر تنگ ہے، جس سے انسان کا باہر
ہوجانا ہر چہوڑی سے چھوڑی خلاف ورزی مسائل فرعی و فقہی
پر لازم آتا ہے، اور جمہور عوام اپنے مقدس علماء کی تقلید میں
اسی بات کے قائل ہیں، تو احتساب عمومی کی وہ قوت کیونکر باقی
رہ سکتی ہے جو زمانہ سلف میں موجود تھی؟ جب ایسے معاف
کے ارتکاب پر بلکہ ایسے افعال پر جنہیں بعض حالتوں میں معاف
میں شمار کرنا بھی مشکل ہے بلکہ محض بے ضرر اور گناہ و ثواب
کے خیال سے بالکل بے تعلق ہونے کی وجہ سے مذہبی احتساب
کے دائرے کے اندر بھی واقع نہیں ہیں، کوئی شخص مسلم سوسائٹی
میں عزت کا مستحق نہیں رہ سکتا یا کم جمہور عوام کی نظر
میں مبغوض ہوجاتا ہے، تو اسے احتساب کا اندیشہ کہاں تک باقی
رہ سکتا ہے، اور ان افعال کے ارتکاب سے جو در حقیقت معاف بلکہ
کبائر میں داخل ہیں، اسے کون سی رکارت اور کونسا دباؤ مانع
اُسکتا ہے؟

پس احتساب کی قوت کا زائل ہوجانا در حقیقت نتیجہ ہے
اس کے غلط استعمال کا، یعنی احتساب بیجا کی شدت کی وجہ
سے ان موقعوں پر جہاں اسکا اثر فی الواقع قوی ہونا چاہیے تھا،
وہاں بھی وہ مضاعف ہو گیا ہے۔ اور ان لوگوں کو جو آزادی عمل
کو اپنی خواہشات نفسانی کے لیے ایک آرن بنانا چاہتے ہیں، ایک
حیلہ ہاتھ آگیا ہے کہ وہ یوں بھی اسلامی سوسائٹی میں عزت کی

تقدیر

اردو علم ادب اور ایک فرمانروا مصنف

علیا حضرت نواب سلطان جہاں بیگم بالقابہا فرمانروا بھوپال

ذوق علم اور امارت و ریاست، ایک وجود میں بہت کم جمع ہوئے ہیں۔ اگر تمام دنیا کی تاریخ سے امثال علم و کمال یکجا جمع کیے جائیں تو معلوم ہوگا کہ علم کو فقر و افلاس سے ایک خاص مناسبت رہی ہے۔ اُسکا جمال مقدس ہمیشہ جسم خاک آلود،

بوریاے شکستہ، اور گلیم صد پیرند کے ساتھ جلوہ آرا ہوا ہے اور تخت حکومت اور ایوان عیش و راحت کو بہت کم اسکی ہم آغوشی نصیب ہوئی ہے :

بہ سوز عشق شاہاں را جہ کارست ؟
کہ سب لعل خالی از شرارت است !
اللہم احیننی مسکیناً
وامتدنی مسکیناً، و احشرنی
فی زمرة المساکین۔

تاہم مبدئہ فیاض کی بخشش و سخا کی کوئی حد نہیں۔ بعض ایسے شاندار مستثنیات بھی اس کلیہ میں موجود ہیں جنکا وجود دربار شاہی و اجال اور مجلس علم و کمال، دونوں کیلیے موجب افتخار رہا ہے :

وما احسن الدین والدنیا لواجتماع

خصوصیت کے ساتھ تاریخ اسلام اس امتیاز خاص سے سرفراز رہی ہے۔ اسلام کی علم پروری نے جو روح علمی اپنے پیروؤں میں پیدا کر دی تھی، اُسکی کار فرمائوں کو تخت حکومت

کی مشغولیتیں نہ روک سکیں۔ وہ امراؤ شاہان اسلام جو صبح کو دربار شاہی میں نظم ممالک اور فتح بلدان کے احکام و اوامر نافذ کرتے تھے، ایک وقت آتا تھا کہ تخت حکومت کی جگہ فرش مجلس پر، اور نیام شمشیر کی جگہ قلمدان تصنیف و تالیف کے سامنے، اوراق کتب اور اجزاء صحائف کی جمع و تدوین میں مصروف ہوجاتے تھے !

ابوہاشم خالد بن یزید بن معاریہ نے فن کیمیا (کیمسٹری) اور طب میں کتابیں تصنیف کیں۔ قاضی ابن خلکان نے اسکا ترجمہ لکھا ہے اور ابن الذہبی نے کتاب الحرات اور کتاب الصحیفہ اسکی تزیینات میں سے دیکھی تھی۔ خلیفہ المعتز عباسی ایک اہل درجہ کا ادیب و مصنف تھا۔ نوح سامانی کی تصنیف کا ذکر

کیا گیا ہے۔ صاحب ابن عباد کی شہرت اسقدر ہے کہ تذکرہ کی ضرورت نہیں۔ ابو الفداء کی تاریخ مشہور ہے۔ جمال الدین قفطی نے تاریخ الحکما ایوان امارت میں لکھی۔ سلطان محمد فاتح عثمانی کی ایک تصنیف قسطنطنیہ میں اب تک موجود ہے۔ پادشاہوں کی خود نوشتہ سوانح عمریوں (آٹو بائیو گرافی) فارسی علم ادب کا ایک امتیاز خاص تسلیم کیا گیا ہے۔ ترک بابری اور جہانگیری ہمارے پاس موجود ہیں۔

تصنیف و تالیف سے قطع نظر کر کے اگر محض علم و فن کے لحاظ سے دیکھا جائے، تو تاریخ اسلام سے صدہا خلفا و امرا کے نام چھانڈے جاسکتے ہیں اور بلا خوف تغلیط دعوا کیا جاسکتا ہے کہ علم و امارت کے اجتماع کی مثالیں جسقدر تاریخ اسلام پیش کر سکتی ہے، دنیا کی کوئی متمدن قوم نہیں پیش کر سکتی۔

لیکن انقلاب کا یہ کیسا درد انگیز منظر ہے کہ جس قوم نے تلوار کے سائے اور تخت کی خود فراموشیوں میں بھی حیات علمی بسر کی ہو، آج اسکے مدارس و جوامع کے صحن اور علم و فن کی مجالس ذوق علمی سے خالی ہیں، اور ایوان و دربار نے کیا امید دیجیے کہ خود ہمارے عدرے اور دارالعلوم ہی اب مصنف پیدا کرنے سے عاجز ہو گئے ہیں :

آج نے ابتداء عشق میں ہم
ہو گئے خاک انتہا ہے یہ
و ما ظلمہم اللہ ولکن کانوا
انفسہم یظلمون !

(فرمانروا بھوپال)

لیکن الحمد للہ کہ ایک نظیر موجود عالم اسلامی میں ایسی موجود ہے، جو ریاست و ملک رانی کے ساتھ شوق علم اور ذوق تصنیف و تالیف کو بھی

جمع کرتی ہے، اور مزید ہراں یہ کہ وہ صف رجال میں سے نہیں ہے جس کو اپنے تقدم کا ہمیشہ غرور بیجا رہا ہے، بلکہ اُس صف اُنات میں سے ہے جسکو دماغی و ذہنی اشغال سے ہمیشہ معذور سمجھا گیا ہے، اور، فی الحقیقت اگر ایسی ہی چند مثالیں ہر دور میں ملتی رہیں تو بقول متنبی کے :

لفضلت الفساء علی الرجال

فی الحقیقت یہ رجوع گرامی آج نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام عالم اسلامی کے لیے موجب صد افتخار ہے۔ حضور عالیہ کی ذاتی قابلیت و باوقار، قوت تدبیر و نظم ریاست، سیاست دانی و کار فرمائی، دوش ملی و اسلام خواہی، علم پروری و روح و سخا، اعمال خیرہ و کارہائے حسنہ، ایسے اوصاف جلیلہ و عظیمہ ہیں

اردو علم ادب کی ایک فرمانروا مصنفہ محترمہ :
علیا حضرت بیگم صاحبہ بھوپال بالقابہا

بہر حال سر دست مقصود حضور عالیہ کی تصنیفات ہیں، جن میں سب سے پہلے ضخیم و مطول خود نوشتہ سوانح عمری یا تزک سلطانی ہے، اور در تازہ مطبوعات تربیت اطفال اور حفظان صحت کے متعلق ہیں۔

اردو علم ادب اپنے صف مصنفین میں ایک ایسے وجود گرامی کی موجودگی پر جسقدر شادمان و نشاط کار ہو، کم ہے۔ سوانح عمری کے مطالعہ کا اب تک صحیح موقعہ نہیں ملا۔ سر دست آخری رسائل کے متعلق آئندہ نمبر میں کچھ عرض کرونگا:

رسلوکان النساء کمن ذکرنا
لفضلت النساء علی الرجال!

بڑی جنٹری سنہ ۱۹۱۴

قیمت ایک روپیہ نامی پریس - کانپور

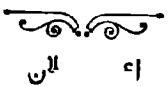
جناب منشی رحمت اللہ صاحب رعد کے نامی پریس اور انہی خوشنما و دلچسپ تقریم نے اپنی صوری و معنوی خوبیوں کے لحاظ سے جو شہرت تمام ملک بلکہ بیرون ہند تک میں حاصل کر لی ہے، وہ محتاج بیان نہیں۔

ہر سال ملک کو انکی تقریم کا انتظار ہوتا ہے، انہوں نے سنگی طباعت کے جو نمونے اپنی مطبوعات علی الخصوص سالانہ تقریم کی رنگین تصاویر اور مٹلاؤ مذہب مینا کاری میں دکھائے ہیں، وہ انکی طبع صنیع اور کمال فن پر گواہی دیتے ہیں۔

نئے سال کی جنٹری بھی مرتب ہو کر شائع ہو گئی ہے۔ افسوس ہے کہ بارجہ خاموش اور پرسکون زندگی کے وہ مسجد کانپور کے الم ناک حوادث سے محفوظ نہ رہ سکے، اور اسکی پریشانیوں کی وجہ سے تقریم کی ترتیب و اشاعت میں دیر ہو گئی۔

سال تمام کا سب سے بڑا حادثہ مسجد مجھلی بازار کانپور کا واقعہ تھا اسلیے ابتدا میں اسکی تصویر دی ہے۔ معموری تقریمی جداول و مطالب کے حسب معمول تاریخی حصہ علاوہ تاریخ افغانستان کا باتصویر ہے۔ مصوری و نقاشی کے متعلق ایک نہایت دلچسپ مضمون درج کیا ہے اور انگریزی کے با تصویر جغرافیہ نقشوں کے اصول پر تمام قطعات ارض کے نقشے بھی دیے ہیں، جنمیں اُن ممالک کی مشہور بحری و ارضی پیداوار، عمارتیں، بحور و انہار، اور خصوصیات ملکی دکھائے گئے ہیں جو نہایت دلچسپ ہیں۔

نمایش دستکاری خوانین ہند



۱۹ لائن

نمایش مندرجہ عنوان جس کا انعقاد ۱۶ مارچ سے ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۱۴ ع تک علیا حضرت دام اقبالہا نے منظور فرمایا تھا۔ وہ اب برجہ قربت زمانہ در فصل بجائے تولد مخدومہ کے یکم مارچ سے دم مارچ سنہ صدر تک منعقد ہوگی بغرض اگامی ہر خاص و عام اس نظر سے کہ نمایش مذکورہ نمایش اسپان کے ساتھ ساتھ منعقد ہو اطلاع دیجاتی ہے۔ نقطہ۔

حسب الحکم فرمان رواے بہوپال

اودہ نرائن - بمریا

چیف سیکریٹری فرمان رواے بہوپال

جنمیں سے ہر ایک وصف بجائے خود کسی انسان کے شرف و امتیاز کیلئے بہترین وسیلہ ہو سکتا ہے۔ ان سب پر مستزاد یہ کہ وہ بہ حیثیت ایک مصنفہ و اہل قلم کے بھی جلوہ افروز ہیں، اور مسلسل تین مفید و دلچسپ کتابیں انکی تالیفات میں سے چھپ کر شائع ہو چکی ہیں۔

ہر کام کی قیمت اس کے عوارض و اضافی حالات کی نسبت سے قرار دی جاتی ہے۔ اگر ایک فقیر علم، مدرسہ و خانقاہ کے حجرے میں بیٹھ کر، دنیا کے تمام تفکرات و ترددات سے قطع تعلق کرے، تصنیف و تالیف میں مصروف ہے تو اس کے اشغال علمیہ کے نتائج جس قدر بھی اعلیٰ و اکمل ہوں، ہونے ہی چاہئیں۔ و لکل فن رجال۔

لیکن ایک فرمان رواے ریاست لاکھنؤ مخلصات الہی کی نگرانی و خدمت گذاری اور ایک پورے خطہ ارضی کے نظم و ادارہ کے ساتھ اگر ایک صفحہ بھی تالیف کرے پیش کردے، تو ہزار درجہ اس سے کہیں زیادہ مرجب استحسان و شرف و احترام ہے!

میں ریاست بہوپال کی خدمات دینی و قومی کا تذکرہ نہیں کرونگا، کیونکہ یہ امر اب اس درجہ راضی و آشکارا ہے کہ محتاج تفصیل نہیں۔ ہر شخص جو موجودہ قومی و دینی و علمی کاموں کے حالات سننا چاہتا ہے، اس سے بے خبر نہیں ہے کہ اس ایک ہی آفتاب جود و سخا کی روشنی کس کس گوشے کو منور نہیں کر رہی؟

رشک آیدم بہ روشنی دیدہ ہاے خلق

دانستہ ام کہ از اثر گرد راہ کیست؟

حق یہ ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی یہ ایک بہت بڑی بخشش توفیق ہے جو فرمانروائے بہوپال کو مرحمت ہوئی ہے۔ دولت و قوت ایک امانت الہی ہے، جو صرف اسلیے ہے تاکہ ایک خادم و امانت دار کی طرح اسکی نگرانی کی جائے، اور اسکو بندگان الہی کی خدمت اور مرضات الہیہ کی راہ میں خرچ کیا جائے، اور جس خوش طالع کو امارت و ریاست کے ساتھ اس کے استعمال صحیح کی بھی قابلیت عطا ہو، اس سے بڑھ کر اس آسمان کے نیچے کوئی خوش بخت نہیں۔ زاهدان شب زندہ دار جو صائم الدھر اور دائم نوافل گذار ہوں، مجاہدین فی سبیل اللہ جو اپنے نفوس کو حفظ کلمۃ حق و صداقت کی راہ میں قربان کریں، علماء شریعت اور صوفیاء طریقت، جو اپنی خدمات علم و تقہ اور ارشاد و ہدایت سے خلق اللہ کو سعادت اندوز فرمائیں، یہ سب کے سب بھی اُن مدارج عالیہ اور فضائل الہیہ سے محروم ہیں، جو اُس خوش نصیب کو حاصل ہونگے۔

پس اصل یہ ہے کہ اگر حق تعالیٰ نے سرکار عالیہ کو خدمت ملک و ملت کی توفیق مرحمت فرمائی ہے، تو اس کے لیے قوم کو جتنا اتکا شکر گذار ہونا چاہیے، اُس سے کہیں زیادہ خود انکو اللہ کا شکر گذار ہونا چاہیے، اور انسان کو چاہیے کہ انسان کی مدح کم کرے، پر خدائے قدوس کی حمد و ثناء زیادہ بجالائے۔

واللہ شکرتم لازیدنکم، واللہ کفرتم، ان عذابہ لشدید۔

تمام ملک انکی سچی مدح سے گرنج رہا ہے، مگر میں مدح مزید کی جگہ یہ عرض کرونگا کہ وہ آہر زیادہ شکر نعمت بجا لائیں، اور سچی فرمائیں کہ اس سے بھی زیادہ کاروائے خیر انکی ذلت شاہانہ سے تعمیر و رونق پالیں۔ وقت ہے کہ انکی توجہ عالی کسی عظیم الشان دینی خدمت کی طرف مبذول ہو کہ ملت بیضاء اپنی غربت اڑی میں مبتلا ہو گئی ہے، اور ایسے افراد عالیہ کی ازبس محتاج ہے۔

منزل - عَمَّیلا

اسکے مقابلہ میں آب و آتش، خاک و باد، اشجار و اثمار، حیوانات و جمادات، یعنی جو چیزیں زمین کے متعلق ہیں، انکی نسبت سوال کی نوبت بمشکل سن شعور تک پہنچنے کے بعد آتی ہوگی۔

نوع کا دماغ بالکل افراد کے دماغ کے مشابہ ہوتا ہے۔ پس جس طرح کہ افراد کے دماغ پہلے سماء و مافی السماء کی تحقیق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اسی طرح غالباً نوع کا دماغ بھی سب سے پہلے سماء و مافی السماء کی طرف متوجہ ہوا۔

وجہ تقدم خواہ صرف یہی ہو، یا اسکے علاوہ اور اسباب بھی ہوں، مگر تاریخ علوم کا یہ ایک مسلمہ مسئلہ ہے کہ انسان کا قدیم ترین سرمایہ علمی آسمان ہی کے متعلق ہے۔

* * *

دنیا کے قدیم ترین لوہ برداران علم ہندوستانی، مصری، اور کلدانی ہیں اور تاریخ علوم کا یہ ایک اہم مبحث رہا ہے کہ انہیں سے شرف اولیت کا حقدار کون ہے؟

اس بحث کا نہ تو یہ موقع ہے اور نہ ضرورت ہے اسلیے ہم اسکو قلم انداز کرتے ہیں۔ شرف اولیت خواہ کسی کو حاصل ہو مگر تینوں قوموں میں علوم فلکیہ نہایت ترقی کر چکے تھے۔ انکے جانشین یونانی ہوئے۔ یونانیوں میں بھی علوم فلکیہ کی گرم بازاری رہی۔

ان تمام اسم پیشیں نے علوم فلکیہ کی بے حد خدمت کی اور بعض مسائل تو ایسے دریافت کیے کہ اگر آج باہیں ہمہ تقم علوم و توسع ذرائع اکتشاف، وہ مسائل دریافت ہوتے، تو علمی دنیا صداہائے تحسین و آفرین سے گونج اٹھتی۔

ان اسلاف کے دریافت کردہ بعض قواعد ایسے ہیں جن سے گو اسوقت کسی وجہ خاص سے صحیح نتائج نہ نکالے جاسکیں، مگر وہ قواعد بجائے خود بالکل صحیح اور بہترین قواعد ہیں، اور آج ہمارے بہت سے مسائل کا مبنی و اساس۔

مثلاً زمین، آفتاب، اور مانتاب دلوں۔ زمین سے یہ دونوں ستارے بہت دور ہیں مگر ان دونوں کے بعد میں کیا نسبت ہے؟ ارسٹرفس نے آج سے دو ہزار دو سو برس پہلے قیاس سے کہا تھا کہ یہ نسبت انیس اور ایک کی ہے۔ یعنی چاند زمین سے جسقدر دور ہے، سورج اس سے ۱۹ گونہ زیادہ دور ہے۔ ہرچند کہ ارسٹرفس کا یہ قیاس صحیح نہیں، آفتاب و مانتاب کے بعد میں اس کے کہیں زیادہ نسبت ہے، مگر باہیں ہمہ جس قاعدہ کی بنا پر اس نے یہ نتیجہ نکالا تھا، وہ قاعدہ بالکل صحیح اور اسدرجہ دقیق و غامض ہے کہ اس زمانہ کے فلکیین میں سے عوام ایک طرف، خواص کا ذہن بھی شاید وہاں تک نہ پہنچتا۔

* * *

تمام علوم کی طرح علم الفلک پر بھی تقدم و تاخر، اور ترقی و تنزل کے مختلف دور گزر رہے ہیں۔ ایک زمانہ رہا تھا کہ اوج

دائب الافلاک

او ملکوت السہ اوات

صفحة من علم الفلك الحديث

اور لم ينظروا في ملكوت السموات والارض وما خلق الله من شيء؟
گروہوں کی راتوں میں جبکہ آسمان ابر و غبار سے صاف اور چھوٹے بڑے ستاروں سے جگمگا رہا ہو، تو کون ایسا بیدل ہے جسکی نظر ایک بار اس باصرہ نواز جمال طبیعی کی طرف نہ اٹھ جائیگی؟
ان دیکھنے والوں میں کتنے ہی ایسے ہونگے جو ایک بار تو ضرور اپنے دل سے پرچہ لیتے ہونگے کہ:

چیست این گنبد طلسمین کار؟

لیکن اگر آج جبکہ فطرۃ کے نوامیس و اسرار کے کشف و ادراک میں انسان کو اسدرجہ توغل و انہماک ہے، ہمارے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے تو آج سے بہت پہلے اسوقت بھی لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو چکا ہے، جبکہ نوامیس طبیعۃ سے انسان کے جہل اور عدم ارتقاء فکری کا یہ حال تھا کہ وہ ہر اثر طبیعی کے لیے ایک علحدہ خدا مانتا تھا، اور اس طرح اسکے ہزار ہا خرد ساختہ معبود تھے، جنکے ہیا کل و معابد میں اسکا سرنیاز خم اور دست دعا بلند ہوتا تھا!

* * *

حیوان اور انسان، دونوں ایک ہی شے کو دیکھتے ہیں۔ وہ شے اگر حیوان کیلئے ضرورت کی ہوتی ہے اور اسکو اسوقت اس شے کی حاجت بھی ہوتی ہے تو وہ رکنا ہے اور اس سے متمتع ہونا ہے، ورنہ ایک غلط انداز نظر، قائلہ ہوا گذر جاتا ہے۔

لیکن انسان بہر حال رکنا ہے اور سونچتا ہے کہ یہ کیا ہے؟

یہی شے ہے جسکو ”تجسس و تفحص“ کہتے ہیں، اور یہی انسان کے تمام علوم و معارف کا سرچشمہ، اور اسکے مساعی و مجاہدات قدیمہ و معاصرہ کی اصل ہے اور اسی لیے قرآن کریم نے جا بجا تدبیر و تفکر پر زور دیا ہے۔

لیکن یہ دیسی عجیب بات ہے کہ اس تجسس کے عمل کا آغاز زمین اور اسکے قریب و جوار کی اشیاء کے بدلے سب سے پہلے آسمان سے ہوتا ہے!

تم نے دیکھا ہوگا کہ بچے جب پوری طبع بولنے لگتے ہیں تو اپنی ماں کی آغوش میں شب و صبح میں بیٹھتے ہیں، تو ان و مافی الکرین کے متعلق انکے سوالات کا آغاز آسمان اور ستاروں سے ہوتا ہے۔ وہ پوچھتے ہیں کہ ”آسمان کیا ہے؟“ کیا ستارے سمیں چڑے ہوئے ہیں؟ چاند بھی جڑا ہے؟ چاند کیا چلتا ہے؟ انا اسکے بھی ہماری طرح پائوں ہیں؟

ترجمہ — اور ستارہ غول کبھی تو اسقدر پر نور ہوتا ہے کہ خوب ظاہر و واضح نظر آتا ہے اور کبھی اسقدر ماند ہوجاتا ہے کہ مشعل کی روشنی کی طرح معلوم ہوتا ہے کہ چھپ جانے کو ہے۔

اس تغیر ظلمت و نور کے اسباب پہلے غیر معلوم تھے مگر اب تحقیق ہوگئے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس طرح ہماری زمین کے گرد چاند گردش کرتا ہے، اسی طرح اس ستارے کے گرد بھی ایک اور ستارہ گردش کرتا ہے۔ یہ دوسرا ستارہ خود روشن نہیں ہے بلکہ تاریک ہے۔ اسلیے جب وہ گردش کرتے کرتے غول کے اس حصے کے سامنے آجاتا ہے جو ہماری زمین کے بالمقابل ہے تو غول کا نور کم ہوجاتا ہے اور ہماری نظر سے قریباً مخفی و مستور ہوجاتا ہے۔ پھر یہ دوسرا ستارہ جسقدر ہٹتا جاتا ہے، اتنا ہی غول بھی نظر آتا جاتا ہے، یہاں تک کہ بالکل درخشاں اور جگمگاتا ہوا نمایاں ہو جاتا ہے۔

ستارہ ”قطب“ در اصل چار ستاروں کا مجموعہ ہے، انہیں سے تین تو نہایت درخشاں ہیں اور ایک کسیدر کم روشن ہے۔ ”رجل الجبار“ در اصل دو آفتاب ہیں۔ اسمیں سے ایک سفید اور ایک نیلگوں ہے۔

* * *

تم نے دیکھا ہوگا کہ شب کو چھتے ہوئے تاروں میں چند ستاروں کے گچھ یا جہرمت نظر آتے ہیں۔ موجودہ تحقیق یہ ہے کہ اس قسم کے ستارے کم از کم ایک لاکھ ۴۰ ہزار ہیں۔ بلکہ اغلب یہ ہے کہ تمام ستاروں میں سے ایک ثلث اسطرح مزوج ہیں۔

جس طرح ہمارا عالم شمسی ہے، اسطرح ان نجوم مزدوجہ کے بھی عوالم شمسیدہ ہیں۔ بالفاظِ واضح تو جس طرح ہمارے عالم میں ایک آفتاب ہے۔ وہ اپنی جگہ پر ساکن ہے، اسکے گرد تمام دوسرے سیارے گردش کر رہے ہیں، اسطرح ان نجوم مزدوجہ میں بھی ایک ستارہ مثل مرکز کے اپنی جگہ پر قائم ہے اور باقی ستارے اسکے گرد پھر رہے ہیں۔ البتہ ہمارے عالم اور ان ستاروں کے عوالم میں فرق یہ ہے کہ ہمارے عالم کے ستاروں کے حجم میں باہم بہت فرق ہے۔ مثلاً ہمارا آفتاب مشرقی سے ۱۰۴۷ گونہ بڑا ہے، اور اپنے تمام سیارات و اقمار سے ۷۴۶ گونہ۔ مگر ان نجوم مزدوجہ کے عالموں میں شاید اسقدر تفاوت نہیں، وہاں بڑے سے بڑا ستارہ چھوٹے سے چھوٹے ستارے سے چار گونہ بڑا ہے۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ اغلب یہ ہے کہ ان ستاروں میں سے ہر ستارہ ہمارے آفتاب کی مانند ہے، یعنی اتنا ہی یا اس سے زیادہ بڑا ہے، اور اسکے گرد دیگر سیارات گردش کرتے ہیں۔ اس خیال کا جزء اول یعنی کبر حجم تو ایک غیر مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ البتہ دوسرا جزء یعنی اسکے گرد ستاروں کی گردش البتہ ایک حد تک محل نظر ہے۔ کیونکہ اسکے ثبوت کی کوئی دلیل نہیں، اور برعکس اسکی نفی کی تائید میں دلائل ملتے ہیں۔

* * *

پہلے رصد کا قاعدہ یہ تھا کہ رصد گاہ میں بیٹھکے آسمان کی طرف دیکھتے رہتے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ طریقہ کسقدر وقت ضائع کرنے والا اور موجب تعب و دقت تھا، مگر اختراعات کی ثروت اور آلات و ادوات کے توفر نے جہاں اور بہت سی انسانی مصائب کو کم کیا، وہاں اس علمی مصیبت کو بھی آسان کر دیا۔

علماء نے رصد گاہوں میں بیٹھنا کم کر دیا، اسکے بدلے دوربینوں کو اسطرح رکھا کہ وہ ستاروں کے ساتھ ساتھ گھومتی جائیں۔ پھر ان دوربینوں سے آلات تصویر کو اسطرح ملا دیا کہ وہ بھی دوربینوں کے ساتھ ساتھ گھومتے رہیں، اور اجرام سماویہ

ترقی پر تھا۔ نئے ستاروں کے اکتشاف، مقدار رفتار، سمت رفتار، ایام طلوع و غروب وغیرہ مسائل کی تحقیقات سے اسکے سرمایہ میں اضافہ ہوتا رہتا تھا۔ پھر وہ زمانہ آیا کہ تنزل شروع ہوا، یہاں تک کہ بالآخر رفتار ترقی جمود و سکون سے بدل گئی۔ اسوقت کے علم الفلک کا سرمایہ صرف اسلاف کے آراء و افکار تھے۔

یہی حالت رہی یہاں تک کہ گلیلیو ایتالی (Galiles) پیدا ہوا۔ گلیلیو نے اس جمود کو حرکت سے بدلا اور اس انقلاب عظیم کی داغ بیل ڈالی جو ہم اسوقت دیکھ رہے ہیں۔

* * *

در اصل اس انقلاب کا سبب وہ چھوٹی سی دوربین تھی جو اس نے سنہ ۱۶۰۶ ع میں بنائی تھی۔

اس دوربین سے اس نے ستاروں کے دیکھنے میں مدد لی۔ اس تجربہ میں جب اسکو کامیابی ہوئی تو اسی اصول پر اس نے ایک بڑی دوربین بنائی۔ اس بڑی دوربین کا پہلا کارنامہ یہ ہے کہ مشتری کے گرد گردش کرنے والے چاند نظر آگئے۔

گلیلیو کی دوربین ایک خاص حد تک بڑھائی جاسکتی تھی۔ پس اگر آلات رصدیہ کی ترقی اس دوربین تک آئے رک جاتی، تو یقیناً یہ انقلاب اسقدر عظمت و وسعت اختیار نہ کر سکتا۔

لیکن بند ڈھت چکا تھا اور عرصہ کے رے ہوئے پانی میں حرکت شروع ہوگئی تھی، یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی جمود طویل کے بعد حرکت شروع ہوتی ہے تو پھر بغیر کسی شدید امتداد کے وہ نہیں رک سکتی۔ چند ہی سال گزرے تھے کہ اسی اصول پر بلور سے دوربینیں بنائی گئیں جو بہت زیادہ بڑھائی جاسکتی تھیں، چنانچہ اسی زمانہ میں ہر شے نے اتنی بڑی دوربین بنائی، جسکا چونگا ۴۰ قدم (فیت) لمبا تھا۔ اس دوربین سے اس نے وہ ستارے دیکھے، جو کو حجم میں آفتاب سے بہت زیادہ بڑے ہیں مگر با ایں ہمہ بعد مسافت کی وجہ سے کزوروں سال میں انکی روشنی ہم تک پہنچتی ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ نور کی رفتار فی ثانیہ (سکند) دو لاکھ میل ہے۔

* * *

دور بین کی اس غیر معمولی ترقی نے اکتشافات کا دروازہ کھول دیا، اور ایسے ایسے عجیب و غریب حقائق ہئیک بے نقاب ہوئے، جنکا وہم و گمان بھی قدما کو نہ تھا۔

تم نے بارہا تاروں بھری رات میں چھوٹے چھوٹے صدھا ستارے دکھے ہوئے دیکھے ہونگے، مگر شاید کبھی تمہیں انکی اصلی حقیقت کا وہم بھی نہ ہوا ہوگا؟

یہ ترقی یافتہ دوربینیں بتاتی ہیں کہ یہ ستارے جو ہمیں اسقدر صغیر الحجم مثل نقطے کے نظر آتے ہیں، در اصل ہمارے آفتاب کی طرح بڑے بڑے آفتاب ہیں۔ انہیں سے بعض ایک ہیں اور بعض دو کا مجموعہ۔۔۔ انکے رنگ اور رنگ کی طرح انکا مادہ قولم یا مایہ خمیر بھی مختلف ہے۔ بعض کا قولم گیس سے ہے اور بعض چھوٹے چھوٹے ذرات سے مرکب ہیں۔

اسطرح ایک ستارہ ہے جسے عرب ”غول“ کہتے ہیں۔ اس ستارہ کی یہ حالت ہے کہ کبھی کبھی اسقدر ماند پڑ جاتا ہے کہ بمشکل نظر آتا ہے۔ عذروہ عیسیٰ ایک مشہور شہسوار اور نبرد آزما عربی شاعر ہے۔ وہ کہتا ہے:

والغول بین یدی یظہر تارة
ریکاد یخفی مثل ضرة المشعل

کے متعلق ہماری معلومات کا ایک بڑا ذریعہ انکا نور ہے۔ صرف ایک نور سے ہم انکے مادہ قوام، سمت رفتار، اور سرعت و بطی سیر کو معلوم کر لیتے ہیں۔ لیکن اس آلہ ”رنگ نما“ سے استفادہ آسان نہیں، کیونکہ اس سے صرف خطوط نظر آتے ہیں، اور ان خطوط سے عناصر کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ بعض عنصر مثلاً لہرے سے متعدد اور مختلف اللون خطوط پیدا ہوتے ہیں۔ مگر چاندنی کے خطوط اس سے مختلف اور سرے کے ان دونوں سے متبائن ہوتے ہیں۔ پس اصلی نقطہ کار اس امر کی تمیز ہے کہ کون خط کس عنصر کے سبب سے پیدا ہوا ہے؟ اور آیا یہ متعدد خطوط کسی ایک عنصر کا نتیجہ ہیں یا چند عناصر کے، اور وہ عناصر کون کون ہیں؟ اسکے لیے ضرورت ہے کہ راصد (رصد گاہ سے مطالعہ فلک کرنے والا) تجربہ کار، دقیق التمیز، اور صادق التعمین ہو۔

اس آلہ ”رنگ نما“ کے استعمال سے معلوم ہوا ہے کہ ستارہ شعری، جو ہم سے کئی ملین پر ہے، فی ثانیہ ۲۶ میل کے حساب سے ہم سے دور ہوتا ہے، دیرہہ دن تک یہی حالت رہتی ہے، اسکے بعد اسی شرح رفتار سے وہ قریب ہونا شروع ہوتا ہے۔

علماء فلک نے پچاس ملین تصویزیں ایسے ستاروں کی لی ہیں جو مختلف مجامع میں منقسم ہیں، خود مجامع کی بھی دو قسمیں ہیں۔ آلہ ”رنگ نما“ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں قسموں کی سمتیں بالکل مقابل و معادی ہیں۔

* * *

یہ بھی دریافت ہوا ہے کہ ہمارا نظام شمسی یعنی آفتاب مع اپنے تمام سیاروں کے ۱۳ میل فی ثانیہ کے حساب سے سماک راصع کی طرف بڑھ رہا ہے، اور جس طرح ہمارا نظام سماک راصع سے ملنے کے لیے اس کی طرف جا رہا ہے، اسی طرح خود سماک راصع بھی ہمارے نظام شمسی کی طرف سرعت تمام آ رہا ہے۔

قدیم علم الفلک میں صرف ایک آفتاب مانا جاتا تھا، مگر موجودہ علماء نے جدید آلات رصدیہ کی مدد سے ایک ہزار ملین آفتاب دریافت کیے ہیں۔ یہ تمام آفتاب مع اپنے سیارات کے اس فضاے بسیط میں گردش کرتے رہتے ہیں۔ جب کبھی دو آفتابوں میں تجاذب ہوتا ہے اور وہ قریب آ جاتے ہیں تو ان کی رفتار ۴ سو میل فی ثانیہ ہو جاتی ہے۔ اس حساب سے وہ ایک گھنٹہ سے کم میں مقابل بھی ہو جاتے ہیں اور جدا بھی ہو جاتے ہیں۔

آفتابوں کی کثرت، ان کی گردش، اور تجاذب و تقارب کے وقت ان کی سرعت رفتار کی بنا پر علماء فلک کا خیال ہے کہ دو آفتاب خواہ کتنے ہی دور ہوں، مگر انکا تصادم ہر وقت ممکن ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جس وقت دو ایسے آفتابوں میں جو ۴ سو میل فی ثانیہ کے حساب سے چل رہے ہوں، تصادم ہوگا تو کیسی قیامت برپا ہوگی!

* * *

یہ ہیں ان صدھا غرائب انلاک میں سے چند عجائب، جو جدید علم الفلک نے ہمیں بقائے۔ پس اگر علم الفلک اپنے قدیمی مرکز پر رہتا تو یہ تمام حقایق اسی طرح ہمیشہ مستور و مخفی رہتے جس طرح کہ اس دور جدید سے پہلے تک رہے۔

ہم نے جو کچھ لکھا ہے دراصل جدید علم الفلک کے بحر ذخار میں ایک قطرہ سے بھی کم ہے۔ انشاء اللہ آئندہ بشرط فرصت کسب قدر تفصیل سے لکھینگے اور ”ہدیۃ جدیدہ و قرآن“ کا موضوع تو ابھی بالکل باقی ہے۔

کے ہر رخ کا عکس ان آلات تصویر پر پڑتا رہے، اس طرح بغیر رصد گاہوں میں بیٹھنے کی زحمت گزارا کیے وہ تمام باتیں معلوم ہو جاتی ہیں جو کئی کئی دن تک بیٹھنے کے بعد معلوم ہوتی تھیں۔ یہ آلات تصویر ستاروں کی ہر نقل و حرکت کی تصویر لیلیتے ہیں۔ گویا اب یہی آلات تصویر ان علماء راصدین کی قائم مقامی کرتے ہیں جو رصد گاہوں میں لیل و نہار مراقب رہا کرتے تھے!

اس طریقہ سے علاوہ اقتصاد وقت و محنت کے ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ستارہ خواہ کتنی ہی دور ہو، اسکا نور چاہے جس قدر ہی کم ہو، اور حرکت و تغیر خواہ کتنی ہی خفیف ہو، مگر لوح تصویر پر ہر نقل و حرکت پوری پوری آ جاتی ہے اور وہ دقیق و تاریک چیزیں جو آنکھ کے دست رس سے باہر تھیں اور اس لیے رہ جاتی تھیں، اب کسی طرح نہیں رہ سکتیں!

* * *

فن آلات سازی کی ترقی نے وہ وہ محیر العقول کوششیں دکھائیں ہیں کہ اگر آج سے چند صدیاں پہلے یہ آلات ہوتے تو صاحب آلات ساحر یا شعبدہ باز سمجھا جاتا۔ اگر آج سربرس پہلے کے لوگ زندہ ہو جائیں اور دنیا کے موجودہ حالات دیکھیں، تو غالباً اپنے آپ کو عالم خواب یا کسی طلسم کدہ میں سمجھیں، کیونکہ آج اسرار و نوامیس طبیعت کے انکشاف اور آلات کی ترقی سے جو حیرت انگیز کام انجام پا رہے ہیں، ان تک اسلاف کا وہ مخیلہ بھی نہ پہنچا تھا، جو ساحروں اور اجذہ کی ہوش ربا داستانیں تصنیف کیا کرتا تھا۔

ترقی آلات کی ایک مثال وہ آلہ ہے، جس کو رنگ نما (Spectroscope) (۱) کہتے ہیں۔ اس آلہ سے نور کے مختلف رنگ جدا دیے جاتے اور ان رنگوں کے امتحان و اختصار سے اس جسم منور کے مادہ کا سراغ لگایا جاتا ہے۔ مثلاً ایک جسم منور مسی ہے، تو اس کے نور کی تحلیل سے سبز خطوط پیدا ہونگے، یا اگر رنگ کا ہے تو نیلگوں خطوط پیدا ہونگے۔ رقص علی ذلک۔

اس آلہ ”رنگ نما“ سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس جسم منور کا قوام جامد ہے یا کوئی گیس؟ اور آیا وہ کسی گیس کے لفافہ میں ملفوف ہے یا نہیں؟

* * *

جس طرح ٹرین کی سیٹی سے اسکے قرب و بعد اور سمت کا اندازہ ہو جاتا ہے، اسی طرح اجرام سماویہ کے نور سے ان کی سمت و سرعت رفتار کا بھی علم ہو جاتا ہے۔ صرف شعاعوں یا انکے عکس کو دیکھ کے علماء فلک معلوم کر لیتے ہیں کہ یہ ستارہ آ رہا ہے یا جا رہا ہے، اور نیز یہ کہ اس کی رفتار سریع ہے یا بطی؟ غرض کہ اجرام سماویہ

(۱) یہ نام دو لفظوں سے مرکب ہے۔ ایک اسپیکٹرا اور دوسرا سکوپ۔ اسپیکٹرا جمع ہے اسپیکٹرم کی جو ایک لاطینی نژاد کلمہ ہے۔ اسپیکٹرم کے لغوی معنی ہیں وہ مختلف رنگ جو آنکھیں بند کرنے کے بعد نظر آتے ہیں۔ مگر اصطلاح میں نور کے ان رشتوں کو کہتے ہیں، جو ایک مثلث آلہ کے ذریعہ سے، جسے (Prism) کہتے ہیں جدا کر کے اس طرح دکھائے جاتے ہیں، گویا وہ کسی جالی پر پھیلا دیے گئے ہیں۔ اس لیے اس معنی میں ”رنگ نما“۔ پس اسپیکٹرا سکوپ کے لفظی معنی ہرے ”الوان نور نما“ اور یہی اس آلہ کی تعریف ہے۔

لیکن ”الوان نور نما“ کی ترکیب طویل و ثقیل تھی۔ اگر نور حذف کر دیا جائے اور الوان کو رنگ سے بدل دیا جائے تو یہ ”رنگ نما“ ہو سکتا ہے۔ یہ ترکیب سبب وسبب ہے اور بآسانی زبانوں پر جاری ہو سکتی ہے۔ اسی لیے میں نے صرف رنگ نما پر اختیار کیا۔ البتہ اس صورت میں معنی لغوی معنی اصطلاحی سے کسب قدر عام ہوئے مگر تداول و استعمال سے اس نقص کی تلافی ہو جائیگی اور تہورے عرصے کے بعد ”رنگ نما“ سے بھی اسی طرح خاص آلہ متبادر ہونے لگے، جس طرح کہ آج خورد بین ”دوربین“ مرغ باد نما، وغیرہ سے خاص خاص آلات ہی متبادر ہوتے ہیں (تفصیل کے لیے دیکھو مقالہ مصطلحات علوم مندرجہ الہلال جلد ۲ - نمبر ۱۶ - منہ -

مسکرومظاہرہ

اتحاد اہل شیعہ و اہل سنت

از جناب مولانا شیخ فدا حسین صاحب پروفیسر دینیات معتمد کالج علی گڑھ

نصحت فلم افلم و غشوا فافلحوا
فادردنی نصحتی بدار ہوان
فان عشت لم انصم وان مت فالعنوا
دوی النصم من بعدی لکل لسان

قطعہ مذکورہ بالا کا مصداق اتم میری ذات ہے اور بس - میں نے اپنے مضمون منطبعہ الہلال باب ۳ ماہ ستمبر سنہ ۱۳ میں کس قدر اہتمام بلیغ مذہبی مناظرات کے انسداد میں کیا تھا ' اور سنی اور شیعہ کی فیما بین اتفاق و اتحاد قلبی نہ کہ ظاہری کی ضرورت ظاہر کی ' اور مخصوص اپنے فرقہ کو دعوت صلح و مصالحت دی - پھر کیا اسکا یہی نتیجہ تھا جو مولوی خادم حسین صاحب کے ہاتھوں مجھے ملا ؟ اگر مولوی خادم حسین صاحب سنیوں کی آڑ پکڑ کر اور اپنے تئیں سنی ظاہر کر کے میرے مضمون کا جواب نہ دیتے تو میں ہرگز انکی تحریر کا جواب نہ دیتا - میں نے شیعہ سنیوں کے درمیان اتفاق کی دعوت دی تھی - قادیانی اور شیعہ کے درمیان نہیں ' مگر چونکہ انہوں نے اپنے تئیں سنیوں کے لباس میں جلوہ دیا ہے اس خیال سے کہ مبادا سادہ مزاج سنیوں کو انکی اس تحریر سے مزید نفرت و رشتہ شیعہ کی طرف سے پیدا ہو جائے ' لامحالہ محض حسبہ للہ اعلاء کلمۃ اللہ و احقاق حق کیلئے چند سطور لکھتا ہوں ' ورنہ بے نتیجہ قیل و قال و سوال و جواب مقصود نہیں -

مولوی صاحب نے اول میرے کل مضمون کا خلاصہ نہایت ہی قابلیت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے - ازاں بعد اتفاق کو دینی و ملی میں تقسیم کیا ہے ' اور پھر دینی اتفاق کی تقسیم اصولی و فروری میں کی ہے ' مگر حد و تعریف ہر قسم کی بالکل معذرف اور پھر اصولی قسم اتفاق کو فریقین میں موجود بتایا ہے ' لیکن مجھے ان کی اس رائے سے بالکل اختلاف ہے ' مشکل یہ ہے کہ اصولی اتفاق کی کچھ تعریف نہیں لکھی ہے - المعنی فی بطن الشاعر کا حال ہے - رجما بالغیب کیا لکھا جائے مگر تاہم اتنا ضرور عرض کر دینا کہ مولوی صاحب کے وسعت معرفت و اطلاع سے بہت بعید ہے کہ وہ اصولی اتفاق کو بین الفریقین موجود بتاتے ہیں - توحید ' نبوت ' صفات ثبوتیہ و سلبیہ ' معاد و قرآن وغیرہ ' دیگر تفصیل میں ضرور اختلاف اور سخت اختلاف ہے ' اگر مولوی صاحب نہیں واقف ہیں تو سخت مقام افسوس ہے ' مگر با خبر حضرات علماء اہل سنت سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے -

وہا فروری اتفاق تو اسکا بھی یہی حال ہے کہ وہ ایک مجہول المعنی لفظ ہے جس کی نہ تعریف ہے نہ حد ہے ' لیکن یہ جملہ سخت عجیب ہے نہ :

”با وجود علماء فریقین کی جانفشانیوں کو دشمنی کے الخ“ -

معلوم نہیں وہ فروری اتفاق کس سے کا نام ہے جس کے لیے اتنی کوششیں کی گئیں اور وہ کون کون علماء فریقین تیر ' جنہوں

نے معلوم نہیں اب یا کس زمانہ میں کیا کیا کوششیں فرمائی تھیں کہ باوجود ان کے پھر بھی بقول آپ کے سیلاب افتراق نہ رک سکا ؟

آگے چل کر ملی اور سیاسی اتفاق کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں :

”کیا ہی اچھا ہو اگر ہم فروری اختلافات الخ“

سبحان اللہ جب آپ میری دعوت صلح بین الفریقین کی تحریر تک کو تھنڈے دل سے نہ دیکھ سکے اور با وصف اس کے کہ اس میں کوئی شائبہ سخت کلامی یا دل آزاری یا مناظرہ مذہبی کا نہ تھا اس کے جواب میں خواہ مخواہ ایک دور از کار سخت دل آزار مذہبی مناظرہ کی بنیاد قائم کر دی ' جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر صلح ہوتی بھی ہو تو نہ ہر سکے ' تو پھر یقولیں ما لا یفعلون کا مصداق بندے سے کیا فائدہ ' اور اس قدر وقت عزیز فضول مذہبی چھیڑ چھاڑ میں ضائع کرنے سے کیا حاصل ؟

آگے چل کر آپ مشہد مقدس و علماء تبریز کی شہادت کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”علماء نجف کے ایک فرمان راجب الادعان الخ“

از برائے خدا انصافاً فرمائیے کہ اگر علماء نجف نے کوئی ایسا فرمان راجب الادعان جاری فرمایا اور بفرض محال اس کا کچھ اثر نہ ہوا تو انہوں نے کیا برا کیا ؟ میں نے بھی دعوت اتحاد کی تھی - قبل اس کے کہ کسی شیعہ کے طرف سے کوئی آزار اتفاق یا اختلاف کی بلند ہو ' آپ ہی نے سب سے پہلے دروازہ افتراق و اختلاف کا مسلمانوں پر کھول دیا - حضرات اہل سنت کے علماء کرام سے تو اتنا بھی نہ ہوا کہ اپنے بھائیوں اور اتباع کو شیعہ کے ساتھ اتفاق و اتحاد کی ہدایت تحریری و تقریری فرماتے اور سختی کے ساتھ دعوت دی ہوتی ' پھر اگر علماء عراق نے ایسا کیا اور کچھ اثر نہ ہوا تو یہ فرمائیے کہ شیعہ سے قطع نظر فرما کر اہل سنت کو کہاں تک معذرت رکھیں گے ؟ اگر شیعہ کے بقول آپ کے تبدیلی نہیں دکھلائی حالانکہ یہ خیال باطل ہے جسکے شواہد بطلان سے علی گڑھ کالج و مسلم یونیورسٹی و جنگ بلقان و مقدمہ کانپور علی رؤس الاشهاد زبان حال سے شہادت دے رہے ہیں ' پھر بھی میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ سنی حضرات نے شیعہ کے ساتھ طرز عمل میں کیا تبدیلی دکھلائی ؟ اگر دکھلائی ہو تو وہ بتلائی جائے اور اگر نہیں دکھلائی ہو تو آپ اپنی ذات کو ملامت کیجیے -

آگے چل کر آپ میرے مضمون کے بعض مطالب پر روشنی ڈالنے کا دعویٰ فرماتے ہیں - از انجملہ نمبر (۱) میں تحریر فرماتے ہیں :

”اگر نیت بخیر ہو تو اس میں اتفاق رائے الخ“ اسی کے معنی خواہ مخواہ مذہبی مناظرہ درمیان میں لانا ہے ' جس سے میرے نفس مضمون کو کچھ لگاؤ نہیں - آپ کا کیا ذکر ہے - ہندوستان کے ایک ایک بچہ تو معلوم ہے کہ ہندوستان میں لفظ شیعہ سے مراد شیعیان اثنا عشری ہیں - ہندوستان میں نہ زیدی رفتے ہیں ' جو بغداد میں اثنا عشریوں کے کروڑوں حصہ سے بھی کم ہیں - نہ تبری یا سلیمانیا یا صالحی جو حشرات الارض کی طرح باغرائے شیطانی مثل برساتی دیتروں کے ایک خاص فصل میں پیدا ہوئے اور برباد و فنا بھی ہو گئے - ہمارے اصحاب امامیہ اثنا عشریہ ہمیشہ انہیں کافر و نجس بدتر از سگ و خوک سمجھا کیے ' اور دلاب مہرہ کے لقب سے ملقب کرتے رہے - فرقہ دائدہ کے مہل

آپ شیعوں پر الزامی حجت قائم کرنا چاہتے ہیں - اس مقام پر میرے پیشتر سے زیادہ ہنسی آئی - مقام انصاف ہے - اگر اتفاقاً خلافت آپ کے نزدیک فرع دین سے ہے تو پھر آج تک یہ نزاع شیعہ و سنی کی کدوں منجر بہ اشت و خون و تاخت و تاراج ہو رہی ہے؟ شیعوں سے قطع نظر فرمائیے کیونکہ وہ ہرگز اسے فرع دین سے نہیں مانتے، اور نہ جب تک حجت عقل کے قائل ہیں ہرگز مانیں گے - وہ اسے اصول دین بلکہ دین کا جزو اہم و اقدم خیال کرتے ہیں، اور اسی بنیاد پر ضرورت امام معصوم منصوب منسوب من اللہ کے قائل ہیں اور اسی پر عقل کے انہیں مجبور کیا ہے شیعوں کا عموماً اور خاصاً میرا بضرورت عقل وہی خیال ہے جو اقتباسی شاعر مجاہد سے پیشتر مستنصر عباسی کے زمانہ میں فرما گیا ہے :

ان کان احمد خیر المرسلین فذا
خیر الرصدین ار کل الحدیث ہیا

اس مقام پر یہ ذکر کر دینا خالی از لطافت نہ ہوگا کہ یہ آخری شعر اقتباسی کی ایک نظم کا ہے جو اس نے اس مرقع پر فی البدیہہ مستنصر عباسی کے سامنے پڑھی تھی، جب وہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے واسطے مدائن میں آیا تھا، اقتباسی شاعر اس کے ہمراہ تھا، اس وقت مستنصر کو خیال جناب امیر علیہ السلام کے اس معجزہ طی الارض کا گذرا جو نہایت مشہور ہے کہ حضرت حسب خواہش حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر وقت انتقال آن جناب کے فی الفور بمعجزہ طی الارض مدینہ سے مدائن تشریف لائے، جہاں حضرت سلمان حضرت عمر کی طرف سے گورنر مقرر تھے، اور حضرت نے بہ نفس نفیس کل انتظام ان کی تہیز و تکفین اپنے کا دست حق پرست سے فرمایا، اور انہیں دفن فرما کر پھر اسی شب کو قبل از نماز صبح مدینہ میں داخل ہو گئے - یہ خیال کر کے مستنصر نے طنزاً اقتباسی سے کہا کہ یہ بالکل غلات شیعہ کی فراش معلوم ہوتی ہے - فی الفور اقتباسی کہڑا ہو گیا اور کہنے لگا :

انکرت لیلة اذ صار الرصدی الی
ارض المدائن لما ان لها طلبا
و غسل الطهر سلماً و عاد الی
عراس یثرب و الاصبح ما رجبا
و قلت ذلک من قول الغلاة و ما
ذنب الغلاة اذا لم یورد کذباً
فاصف قبل رد الطرف من سباء
بعرش بلقیس دانی یحرق الحجباً
فانت فی آصف لم تغل فیہ بلی
فی حیدر انا غال، ان ذا عجباً
ان کان احمد خیر المرسلین فذا
خیر الرصدین ار کل الحدیث ہیا

خیر یہ تو ایک لطیفہ بطور جملہ معترضہ درمیان میں آگیا - مقصود اس سے یہ ہے کہ امام منصوب من اللہ کا بعد بھی منصوب ہونا اسی قدر بضرورت عقل معلوم ہے جس قدر کہ نبی کا مبعوث برسالت ہونا، پس اگر نعرہ باللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام پر اٹھ جلی نہیں فرمائی ہوتی تو ہم کو قطعاً انکی نبوت سے انکار ہوتا، اور جس خدا نے انہیں منصوب و منصوب فرمائے کی پیغمبر علیہ السلام کو تاکیدی ہدایت نہ فرمائی ہوتی اسکی خدائی سے بضرورت عقل ہم کو انکا کرنا پڑتا، مگر یہ سب فرض باطلہ ہیں، ورنہ وہی عقل جس سے

اور بے معنی خیالات شیعیان اثنا عشری کے مقابل میں حجت پکڑنا آپ ہی ایسے عقلمند آدمی کا کام ہو سکتا ہے - آپ کو معلوم ہے کہ شیعیان اثنا عشری دین کو عین عقل اور عقل کو عین دین سمجھتے ہیں، اور سوا عقل کے کسی دوسری شے کو اپنے اور پر حجت نہیں گردانتے، با اس ہمہ ان کی کثرت کا یہ حال کہ ایک بڑا حصہ معمورہ ارض کا مجموعہ من حیث المجموع ان کے افراد سے آباد و معمور ہے، اور بہ افضل از دینی یہی گروہ صاحب ملک و قوت و سطوت و شوکت ہیں - نہ صرف ممالک اسلامی میں بلکہ ہر بر اعظم میں حتے کہ یورپ میں بھی - کیا آپ کو خبر نہیں کہ مسلمانانہ یہ اور البانیا میں بالخصوص ارگ بیحد مائل بہ تشیع ہیں (ملاحظہ ہو سفر نامہ آنریدیل خواجه غلام الثقلین) اور روز افزوں تعداد شیعہ مذہب اختیار کر رہی ہے؟ کیا یہ شیعہ تبرہ یا صالحیہ یا سلیمانہ ہیں؟ یہ فرقے اب سے صدہا سال پیشتر فنا ہو چکے -

آگے چاکر نہج البلاغہ جلد ۲ - ۷ کی عبارت کا حوالہ دیتے ہیں - اس حوالہ کو دیکھ کر مجھے سخت تعجب آمیز ہنسی آئی کیونکہ بظاہر مجمع آپ ایک ایسے شخص معلوم ہوتے ہیں جو برخلاف علمائے اہل خلاف کے بظاہر شیعوں کی کبھی کبھی کچھ مختصرات دیکھ لیا کرتے ہیں - چونکہ بعض اوقات اجلاء بدہیات کی طرف بھی توجہ دلانے کی ضرورت ہوتی ہے اس غرض سے عرض کرتا ہوں کہ مہربان من! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ نہج البلاغہ شیعوں کے کتب اربعہ میں داخل نہیں ہے بلکہ وہ ایک ادب کی کتاب ہے، جو بطور بیاض شریف رضی علیہ الرحمۃ نے بلحاظ اپنے مذاق ادب و عربیت کے جناب امیر علیہ السلام کے چند خطاب و خطوط و کلمات حکمت و سیاسیات سے منتخب فرما کر جمع فرمائی تھی - یہی وجہ ہے کہ اکثر مقامات پر مبتدا محذوف ہے، صرف خبر سے انتخاب شروع ہوا ہے، زرا نیز یہی سبب ہے کہ اسناد اس میں محذوف ہے، کیونکہ وہ کوئی حدیث کی کتاب نہیں ہے بلکہ علم ادب کی، اسی وجہ سے وہ اکثر ان خطوط کو بھی نقل فرما دیتے ہیں جو بطریق اہل سنت انہیں پہنچتے تھے - اسی قبیل سے یہ فقرہ معلوم بھی ہے جسے آپ نے بہ کمال فخر و مباہات نہج البلاغہ سے نقل فرمایا ہے - مکرم بندہ! یہ فقرات ایک خط کے ہیں جو جناب امیر علیہ السلام نے معاویہ کو لکھا تھا، اور اس میں مسلمات نرم کے موافق الزامی حجت معاویہ اور اس کے اتباع پر اپنے خلیفہ برحق ہونے کی قائم فرمائی ہے نہ کہ تحقیقی - معاذ اللہ حضرت کی شان ول فلافہ اسلام ہونے کی حیثیت سے کہیں زیادہ اس سے اجل ارفع تھی کہ وہ اسے تحقیقی جواب خیال فرما سکیں - نعرہ باللہ فرض محال اگر ایسا ہوتا تو سب سے پہلے میں انکی امامت و خلافت سے دست بردار ہو جاتا -

یہ خیال صرف میرا ہی نہیں ہے بلکہ ابن ابی الحدید معتزلی جیسے مشہور فیلسوف و متکلم و مورخ شارح نہج البلاغہ کا بھی ہے - سن اتفاق دیکھیے کہ یہی خط بعد اسے نصر ابن مزاحم مرقری می نے کتاب القصص میں اپنی ذاتی سند سے نقل کیا ہے کے رجال سب مشاہیر محدثین اہل سنت ہیں اور کوئی بھی یہ نہیں ہے، نہ خود نصر ابن مزاحم ہی شیعہ ہے، اور ابن جبران شدید البغی، امام جرح و التعديل، دشمن اہل بیت اطہار ہم السلام نے اسے اپنی کتاب الثقات میں درج کر دیا ہے -

آگے چل کر آپ خلافت کو فرع دین سے قرار دے کر اسے فردعی مت کرنے کے بمقابل شیعوں کے درپے ہوئے ہیں، گویا کہ

۱۰ لال:

بڑی مصیبت یہ ہے کہ مناظرہ بڑھتا جاتا ہے اور ضرورت اتحاد ناپید تر ہو جاتی ہے۔

بہت سے لوگ جو اتحاد کے یہ معنی سمجھتے ہیں کہ مناظرات و مباحثات رک رک دیے جائیں، میں اسکا قائل نہیں۔ اگر حسن نیت کے ساتھ مناظرات جاری رہیں تو اس سے کشف حقیقت و احقاق حق کی راہ میں مدد ملتی ہے۔ لیکن میں جس کام کو کر رہا ہوں، اس میں نہ تو اسکی فرصت ہے نہ گنجائش اور نہ ضرورت۔ اگر توفیق الہی اسکے اتمام میں موفّق ہو تو ضمناً یہ تمام مقاصد اُس ایک ہی مقصد سے حاصل ہو جائیں گے۔

الہلال میں میں نے جناب مولانا فدا حسین صاحب کی تحریر درج کردی گو اسکے بعض حصوں سے مجمع اختلاف تھا۔ مقصود یہ تھا کہ شاید اتحاد فریقین کے مبحث پر کوئی مفید بحث شروع ہو جائے۔ لیکن دیکھتا ہوں تو اب وہی عام انداز کا مناظرہ شروع ہو گیا ہے، اور وہ مضیع وقت، و مضر مصلحت، و موجب ازدیاد نزاع و شقاق ہے نہ کہ وسیلۂ اتحاد۔

چونکہ مولانا فدا حسین صاحب کی تحریر شائع ہوئی تھی اسلیے ضرور تھا کہ اسکے مخالف جو تحریرات آئی ہیں وہ بھی شائع کی جائیں، مضامین تو بہت سے آئے لیکن صرف دو شائع کر دیے گئے۔ اب ایک کا جواب الجواب بھی شائع کر دیتا ہوں اور یہ آخری تحریر اس باب میں ہے۔ آئندہ کوئی تحریر شائع نہ کی۔ اولین تحریر کی اشاعت کے بعد ہی متعدد حضرات فریقین نے لکھا کہ اس طرح کی تحریرات شائع نہ کی جائیں کہ الہلال کا مقام دوسرا ہے، لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ بے طرفانہ و بے تعصبانہ، دونوں طرح کے ایک دو مضمون شائع ہو جائیں۔

میرا ارادہ تھا کہ بعد اندراج مراسلات و مکاتیب، خود اپنے خیالات بھی بہ تفصیل اس موضوع پر ظاہر کرونگا، لیکن حیران ہوں کہ کس کس چیز کو لکھوں؟ ہر اہم موضوع بحث کافی توجہ دے طالب اور وقت اپنی قدرتی مقدار میں کمی و بیشی کرنے کا عادی نہیں۔

کسی دوسری جگہ چند سطر میں اتحاد فرق اسلامیہ پر لکھی ہیں انہیں بغور ملاحظہ فرمائیے۔ اسمیں شک نہیں کہ اگر باہم متضاد اعتقادات کا استیصال کلی ہو جائے تو یہ اتحاد اصلی و حقیقی ہوگا۔ اسکا طریقہ ہمیں بتلا دیا گیا ہے: فان تنازعتم فی شی فردوہ الی اللہ والرسول۔ مگر بدبختانہ بحالت موجودہ ایسا ہونا قریب قریب محال ہے۔ پس اتحاد کی صرف ایک ہی ممکن صورت ہے اور وہ یہی ہے کہ چند مقاصد کو مشترک قرار دیکر اسکے لیے سب کا متفق ہو جانا، اور پھر اپنے اپنے مخصوص اعتقادات پر بغیر تعصب جاہلانہ قائم رہنا، اگر شیعہ اور سنی کم از کم باہم ایک ایسا معاہدہ کر لیں اور سچے دل سے اُس پر عمل بھی کریں تو اسلامی دنیا کی اولین مصیبت عظیمہ کا خاتمہ ہے، اور کچھ عجب نہیں کہ آگے چلکر خود بخود کسی دوسرے حقیقی اتحاد کی راہ کھل جائے۔

میں ایک نہایت ہی اہم اور دقیق مطلب عرض کر رہا ہوں، غور کیجیے۔ اگر آپ لوگ باہم ایک دوسرے سے لڑ رہے ہوں، مگر ساتھ ہی ایک مشترک مقصد محبوب و عزیز بھی اپنے سامنے رکھتے ہوں، اور نیز آپ پر راضی ہو جائے کہ جب تک آپ سب کے سب متفق ہوکر اور اپنی باہمی جنگ آرائی ترک کر کے اسکے لیے سعی نہورنگے

ہم نے خدا کو جانا، اسی عقل سے ضرورت نبی کی بھی پہچانی، اور اسی عقل سے ضرورت امام معلوم منصور من اللہ کی ماننا پڑی۔ اب آپ فرمائیے کہ جب آپ اسے فرور دین سے خیال کرتے ہیں تو اصل دین نہ ہوئی، پھر آپ حضرت خلفاء راشدین کی امامت کو کیوں زبردستی لوگوں سے منواتے ہیں، بعدیکہ جو انکی امامت و خلافت کا منکر ہو اسے کیا کیا کچھ کہا کرتے ہیں، اور کم از کم ناجی نہیں سمجھتے، یا کافر خیال کرتے ہیں، اور اگر انہیں برا کہا جائے تو العظّمۃ للہ۔ کیا یہ سب ہنگامہ محض فروری ہونے کی بنا پر ہے؟ ہرگز نہیں بقول غالب مرحوم:

پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے؟

آپ لوگ زبانی طور پر مسئلہ خلافت کو فروری قرار دیتے ہیں، مگر دل سے اصولی سے بڑھ کر سمجھتے ہیں، اس زبردستی کا کیا علاج؟ اس پر طرہ یہ کہ اپنی اظہار وسعت نظر کے خیال سے آپ نے جناب علامہ ابن مثمیم علیہ الرحمۃ کی شرح نہج البلاغہ سے ایک عبارت نقل کی ہے۔ سبحان اللہ کیا شیعہ جناب ابن مثمیم کو بھی امام معصوم سمجھتے ہیں؟ یا آپ کا خیال ہے کہ عقل کے مقابلہ میں ابن مثمیم علیہ الرحمۃ کے قول کے سامنے وہ سر تسلیم خم کر دیں گے؟ حالانکہ دراصل وہ عبارت بھی ذرہ برابر آپ کو نافع نہیں ہے، کیونکہ اس میں اسکے لیے کوئی نص نہیں ہے جو خلافت مصطلح علیہا بین الشیعہ اور بضرورت عقل واجب علی اللہ و علی الرسول ہے، وہ فرور دین سے ہے، بلکہ لفظ خلافت بھی نہیں، ولایت قصیرۃ الامد کا ذکر ہے، جو محض دنیائی سلطنت تسلیم فرما کر ایسا ارشاد ہوا ہے، اور ہمیں بھی اس ولایت کے جو خلفاء راشدین کو حاصل تھی دنیائی ہونے میں اور غیر دین ہونے میں کچھ کلام نہیں ہے بلکہ اس کو دین سے کچھ علاقہ ہی نہ تھا اور نہ اب ہے۔ ہماری مصطلح علیہا خلافت کوئی اور ہی شے ہے، جس پر ہم جس قدر سختی کے ساتھ معتقد ہیں زیبا ہے، مگر آپ کا اپنی مصطلح علیہا خلافت کے لیے اس درجہ سخت و صلب ہونا اور اس کی حمایت میں جان و مال و عرض و ناموس تک کو قربان کر دینا اور پھر زبان سے فروری فروری کہے جانا کس قدر عقلاً نازیبا ہے۔

جناب ابن مثمیم علیہ الرحمۃ سے گذر کر آپ نے ابن ابی الحدید معتزلی کی عبارت سے بھی استشہاد فرمایا ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ! نبیوں جناب، کیا ابن ابی الحدید بھی شیعوں کے امام ہیں، جن کے کلام سے ہم پر حجت لائی جاتی ہے؟ البتہ وہ ان شیعوں میں سے تھے جنکی بابت میں شیعہ ہو کر کہتا ہوں کہ ایک آنکھ میری سنی ہے اور دوسری شیعہ۔ ابن ابی الحدید ان سنیوں میں سے ہے جنکا محبت اہل بیت اطہار پر ایمان ہے اور جو اس محبت میں شیعوں کو بھی محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، وہ خود اپنے ایک قصیدہ علویہ میں فرماتے ہیں:

راحب دین الامتزال و انبی
اھوی لاجلک کل من یتشیع

پھر اگر اس نے ایسا لکھ دیا تو ہم سے کیا تعلق اور ہم پر اس کا کلام کیونکر حجت ہو سکتا ہے؟ اصل یہ ہے کہ ہم پر بجز دلیل عقلی کمی کا کلام حجت نہیں۔

نہجہ اردو تفسیر کبیر

جسکی نصف قیمت اعانۂ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی۔ قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارۃ الہلال سے طلب کیجیے۔

مد تحسین ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ جن حضرات نے انکا رد لکھا ہے، ضرور تھا کہ وہ جرح کے ساتھ حق تعدیل بھی ادا کرتے۔ (۳) انہوں نے اسپر بھی زور دیا تھا کہ اہل سنت خارجیوں کو اپنے سے علحدہ کر دیں۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں، خارجیوں سے انکا مقصد وہ لوگ ہیں جو باوجود ادعاء تسنن، یزید و شمر اور ابن زیادہ کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہیں، اور اُس گذشتہ فرقے کو زندہ کرنا چاہتے ہیں، جو بقول علامہ ابن تیمیہ، یزید کی فہرت کا قائل تھا!

(۴) البتہ مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ تمام اہل سنت عزا داری کے وہ تمام طریقے اختیار کر لیں، جو برادران شیعہ اختیار کرتے ہیں، میری سمجھ میں نہیں آتا۔ فرض کیجیے کہ ایک سنی اپنے علم و تحقیق کی بنا پر جانتا ہے کہ فلاں طریقہ سے عزا و ماتم کرنا شائع نے ممنوع فرمایا ہے۔ تو ایسی صورت میں وہ کیونکر اسمیں شرکت کرے؟ البتہ مجالس ذکر شہادت کا منعقد کرنا، کتب مقتل و سوانح کا پڑھنا، گریہ و زاری کرنا، وغیرہ ایسے امور ہیں جو خواص اہل سنت تک کرتے ہیں، اور صاحب تحفہ تک کا اسپر عمل تھا۔

(۵) نہج البلاغۃ کی نسبت میں سمجھتا ہوں کہ ایسے شواہد مل سکتے ہیں جن سے ثابت ہوگا کہ علماء شیعہ نے ہمیشہ اسے ایک ادبی و حکمی حیثیت سے بہت زیادہ درجہ دیا ہے اور اسے اقوال کو حجت مانا ہے۔ اگر ضرورت ہوگی تو میں کتابوں کی طرف رجوع کرونگا۔ مقامات یاد ہیں۔ حوالے کی ضرورت ہے۔

(۶) اصل یہ ہے کہ جو تحریریں اتحاد و اتفاق کی غرض سے لکھی جائیں، ان میں متنازعہ فیہ مسائل کا تذکرہ ہونا ہی نہ چاہیے، ورنہ پھر قال و اقوال شروع ہو جاتا ہے۔ خلافت کے منصوص من اللہ ہونے کا اگر آپ ذکر نہ چھیڑ دیتے تو سرے سے یہ بحث ہی شروع نہ ہوتی۔ میں اسے تسلیم کرتا ہوں کہ حضرات شیعہ کے اعتقاد میں خلافت اصول دین میں سے ہے نہ کہ فرع۔ نیز رجب عدل و صفات باری تعالیٰ میں بھی اہل سنت اشاعرہ، شیعہ و معتزلہ سے مختلف ہیں۔ اہل سنت سے اگر مقصود اشاعرہ ہوں تو انکی کتابیں موجود ہیں اور وہ خلافت کو خلافت من حیث النبوت یا اصلاً فی الدین تسلیم نہیں کرتیں۔ اصل یہ ہے کہ معاف فرمائیگا، یہ بحث ہی ساری کی ساری سیاسی تھی، اب کیا ہو گیا؟ میں تو اب ان کیا کہیے کہ کیا سے مناقشات کے موقع پر مرحوم غالب کے حکم پر عمل کرتا ہوں:

بحث وجدل بجائے ماں، میکدہ جوے کاندران
کس نفس از جمل نزد، کس سخن از فدک نخواست

(۷) اس تحریر میں ایک موقع پر لکھا ہے کہ ”آجکل بھی تمام دنیا اسلام میں حتیٰ کہ یورپ میں بھی شیعہ ہی صاحب شوکت و عظمت و دارا کثرت نفوس ہیں“ یہ صحیح نہیں۔ البانیا میں نصیری فرقے کے قبائل ہیں، مگر انکو شیعہ اثنا عشری کہنا درست نہیں، قسطنطنیہ میں سوا اہل ایران کے شیعہ بہت کم ہیں۔ خواجه غلام الثقلین صاحب کا تو یہ بیان ہے کہ ایران میں زیادہ تر بھائیت اندر ہی اندر کم کر رہی ہے۔

(۸) اس راہ میں سب سے بڑھکر اقدام کم یہ ہے کہ رسم تبرہ کا استیصال کلی کر دیا جائے اور مثل حضرت مغفور حجۃ اللہ خراسانی کے (جنکی شہادت فی الحقیقت موجودہ عہد کے عظیم ترین ضائعات اسلامیہ میں سے ہے) علماء شیعہ حرمت تبرہ کا اعلان کر دیں۔ جب تک یہ نہ ہوگا، اتحاد محال، خراب و خیال۔

وہ مقصد حاصل نہوگا، تو لا محالہ اس مقصد مشترک کی اہمیت و عظمت اور محبوبیت و کشش آپکو مجبور کریگی کہ باہمی جھگڑوں کو ختم کر دیں، یعنی اُس کے عشق کا جذبہ قوی آپکے تمام جذبات نزاع و جدال پر غالب آجائے گا، اور جمال مقصد کے نظارے کی معریت خود بخود ہر طرف سے ہڈا کر صرف اپنے ہی طرف کھینچ لیگی! و لنعم ما قیل:

لو یسمعون کما سمعت کلامہا
خرروا لغرة سجدا و رکوعا!

اگر اسلام کے تمام فرقوں کو نفس اسلام عزیز ہے تو وہ اپنے تمام جھگڑوں کو یقیناً اسکی حفاظت و اشاعت کی راہ میں ترک کر دیں گے، اور اگر اعلاء کلمۃ اسلام سے بڑھکر انکو خلافت شیخین اور امامت و وصیت علی و حسنین (رضی اللہ عنہم) و رجب تقلید و عمل بالحدیث، و امین بالجہر، و وضع الیدین علی الصدر او تحت السرہ کے مشاجرات محبوب و عزیز ہونگے تو یقیناً وہ انکی پرستش میں سرشار رہیں گے، اور نفس اسلام کے بقا و حفظ پر اختلاف عقائد و تفریق باہمی کو ترجیح دینگے، فوا اسفا علی ما فرطتم فی جذب اللہ!

و قال فرید الدین العطار:

ز نادانی دل پر جہل و پر مکر
گرفتار علی ماندی و بوبکر
چو یکدم زین تخیل می نرستی
ندانم تا خدا را کے پرستی؟

مجھے ذرا مہلت ملے تو چاہتا ہوں کہ ایک تاریخ مسلمانوں کے باہمی جنگ و جدال کی مرتب کروں، جسمیں دکھلایا جائے کہ صدر اول سے لیکر اس وقت تک مختلف فرقوں کے باہمی نزاع و جدال نے مختلف قرون و سنیں میں اسلام کی اخلاقی و سیاسی قوت کو کیسے کیسے جاں گسل و پراز ہلاکت نقصانات سے درچار کیا ہے؟ شاید اسکا مطالعہ لوگوں کیلئے موجب عبرت ہو، اگر یہی تاریخ مرتب کی گئی، تو بہ صورت اجمال و ابجاز بھی دو تین جلدوں سے کم نہوگی کہ یہ داستان الم بہت طول طویل ہے:

سہ چیز ست آنکہ پایاے ندارد:
شب من، درد من، افسانہ من!

ان الذین فرقوا دینہم و کانوا شیعاً لست منہم فی شیئ انما امرہم الی اللہ، ثم ینبئہم بما کانوا یفعلون (۱۵۹: ۶)

مولانا فدا حسین صاحب کے مضمون کے متعلق چند امور کا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں:

(۱) انہوں نے اپنی تحریر میں اسپر زور دیا تھا کہ باستثناء خلفاء راشدین، جن لوگوں کو شیعہ برا سمجھتے ہیں، سنی بھی برا سمجھیں۔ اس عالم تعمیم و اطلاق نے بحث کی صورت بدل دی، لیکن میں جہاں تک سمجھتا ہوں اسمیں سر نہایت نہیں بلکہ سر تعبیر کا قصور ہے۔ غالباً مولانا فدا حسین کا اس سے مقصد یہ ہرگز نہ تھا کہ از راج مطہرات کو بھی اہل سنت برا کہنے لگیں۔ انکا اشارہ زیادہ تر بالعموم امراء بنو امیہ و آل مرران کی طرف تھا کہ بہت سے سنی انکی مدح سرائی کو بھی داخل مفہوم سنیت سمجھتے ہیں۔

(۲) انہوں نے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی تعریف کی ہے اور اپنے ہم مشربوں کو روکا ہے کہ انہیں برا نہ سمجھیں۔ یہ بے تعصبی و حقیقت شعاری نہایت مستحسن اور قابل

مراسلات

انگلستان میں تبدیلی غ اسلام

ہنگو رب آستانہ ملیہ

از مراسلہ نگار خصوصی

از داعی اسلام خواجہ کمال الدین - رورکنگ

لارڈ ہیدلے بالقابہ کا مشرف باسلام ہونا نہایت با برکت ثابت
۱۔ آپ کے علاوہ تین اور اعلیٰ طبقہ کے اراکین نے اسلام قبول کیا۔

(۱) ایک نہایت اعلیٰ طبقہ کی
لیڈی جو انگلستان کے ایک
دیوک کی اقرب عزیزہ ہیں
نام کے اعلان کا ابھی وقت
نہیں آیا۔

زینب

(۲) راجہ کونٹ کنگ دی لوئڈر
فرانسیسی لوائے کونٹ -
صلاح الدین دی کوئڈر۔

(۳) مسٹر جر کرائب جو ایک
روسی امیرزادہ ہیں انکا
اسلام بہت نتیجہ خیز ہے
جس کے متعلق پھر لکھنگا۔

اس کے علاوہ ذیل کے نو مسلم و نو مسلمہ طبقہ متوسطہ سے تعلق
رہتے ہیں۔

(اسلامی نام)

(اصلی نام)

مسز کلفورڈ	عائشہ
مسز رالیت ابراہیم	فاطمہ ابراہیم
مسز می	امۃ الرحمن قمر النساء
کپتان اسٹینلی مسکرورد	عبد الرحمن
مس لئی رینسم	امۃ لہیہ حلیمہ
مسز جسفرڈ	ابھی نام کوئی تعویذ نہیں ہوا صرف خط کے ذریعہ اسلام قبول کیا ہے، ملاقات بھی نہیں ہوئی۔

ان کے علاوہ سیف الرحمن شیخ رحمت اللہ فاروق المعروف
لارڈ ہیدلے بالقابہ کے چار فرزند جرابھی کم عمر ہیں، اور باقی
نو مسلموں کے سات بچے ہیں، جنہیں سے دس چار ۱۶ سال کے
لگ بھگ ہیں۔ اللہم زد فزد۔

بات یہ ہے کہ اسلام کو بھیانک سے بھیانک صورت میں
یہاں پیش کیا جا چکا ہے۔ لارڈ ہیدلے کے اعلان اور ان کے مضامین
نے ایک سخت لوگوں کو متوجہ کر دیا ہے۔ یہ لوگ عیسائیت سے تو
سخت بدزار ہیں لیکن اسے مذہب کے بھی متلاشی ہیں جو
معقولیت اپنے اندر رکھتا ہو۔ ان اصحاب کی طرف سر دست توجہ
کرنا میں ضروری نہیں سمجھتا جو دھوڑت کے ہاتھ بک گئے ہیں
میں نے نصب العین وہ ہیں جو مذہب کی ضرورت کو تو مقدم
سمجھتے ہیں اور عیسائیت سے بدزار ہیں، اور ان لوگوں کی تعداد
لکھو لکھا تک ہے۔ ہمت، استقلال، تواضع، دعا، اخلاص، جان توڑ
محنت اور ان سب کے بعد توکل اور نصر من اللہ و فتح قریب۔

گذشتہ ہفتہ کے ترکی اخبارات کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوا
ہوگا کہ حکومت یونان ایک قریب ذات مرسومہ قسطنطنیہ انگلستان کے
ایک کارخانہ میں بنوا نے کا آدر دیچکی ہے۔ رقم کی ادائیگی کا اس
صورت سے قرا داد ہوا ہے کہ مجموعی رقم کے تین حصوں میں سے
ایک حصہ تو خاص حکومت یونان ادا کریگی، اور باقی دو حصے
وہ یونانی افراد، جو حکومت عثمانیہ کی رعایا ہیں قسطنطنیہ کی
کسی بینک کے ذریعہ ادا کریں گے، چنانچہ قریب علاقہ جات
میں نہایت احتیاط و سرگرمی اور بہت ہی خفیہ طریقوں سے
یونانی قوم کے با اثر افراد سے لیکر ادنیٰ طبقہ تک کا ہر شخص اس
کام کے واسطے رقم جمع کر رہا ہے، اور آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ زیادہ
سے زیادہ دو ماہ کے اندر مطلوبہ رقم جمع ہو جائیگی۔ ترکی خفیہ
پولیس کے ایک افسر کی رپورٹ کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ اس کے
ملاحظہ سے واضح ہوگا کہ آج کل یونانی قوم ترکی حکومت کے
متانے کی فکر کس انہماک کے ساتھ کر رہی ہے، اور اس سرگرمی
کا کیا نتیجہ نکلنے والا ہے۔ جس کا اظہار اس قوم کے ذیل سے ذیل
درجہ اور پیشہ کے لوگ کر رہے ہیں۔ عثمانی جمعیت بحریہ (دونا ہ
جمعیت) اور مدافعہ ملیہ جمعیت دو سال سے صرف اسلامبول ہی
میں نہیں بلکہ ملک کے ہر گوشہ سے رقم جمع کر رہی تھی، مگر
کچھ تر مسلمانوں کی ناعاقبت اندیشی اور کچھ افسانہ دی
بدولت اس وقت تک ایک رشادیہ قریب ذات کے واسطے بھی
کافی رقم جمع نہیں کر سکی۔

آدھر اس چھوٹی سی مخالف قوم کا یہ حال ہے کہ دو ماہ کے
اندہر کافی سے زیادہ رقم کا جمع کر لینا بالکل یقینی ہے۔ غافل
مسلمانوں! بے پروا مسلمانوں!! اگر ہماری غفلت کا یہی حال ہے
تو وہ زمانہ قریب ہے کہ ہماری مسجدیں پر صلیب چڑھائی جائے۔

انسپیکٹر خفیہ پولیس غلطہ کی رپورٹ مورخہ ۷ محرم کا

ایک حصہ

سپاہی نمبر ۸۲ کی رپورٹ دیورڈہ دی بنیاد پر آج میں نے
حلقہ نمبر ۱۸ کا دورہ دیا انشاعات درج ذیل ہیں۔

دبی می تریس کمپنی پیدا اور رالی کمپنی غلطہ کے کارکنوں
کے ذریعہ محلولہ بالا حلقہ کی تمام یونانی زندگیوں کو ایک ہفتہ سے
آبادہ کیا گیا ہے کہ جس طرح اور یونانی تجارت، کمیشن ایج -
کشتی بان، اور مختلف صنایع قسطنطنیہ اعظم اسمی، زیدانات،
واسطے رقم فراہم کر رہے ہیں، تمہارا بھی ملی فریضہ ہے کہ
بھی جسطور ممکن ہو، رقم جمع کر کے مندرجہ بالا کمپنی کے

کے ساتھ اشاعت پاتا ہے اس لحاظ سے اسکا آٹھ روپیہ چندہ محض نا کافی ہے۔ خریداران الہلال سے ضرور توقع ہے کہ وہ نہایت کشادہ دلی کے ساتھ بلا کسی ترغیب انتظار کے بطور خود چندہ کے اضافہ میں تقدیم کر کے ایک بزرگ ترین فرض دینی و اخلاقی کو پورا کریں اور اپنی ملی زندگی کا ثبوت دینگے۔

ایزد متعال سے میری ہمیشہ یہی دعا رہتی ہے کہ وہ آپکی عمر اور صحت میں ترقی دے، اور اوسکی نصرت و حفاظت شامل حال رہے آمین۔

خادم خریدار نمبر (۱۹۲۰)

قابل صد تکریم جناب مولانا صاحب دام فیضکم السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اس بات کے ظاہر کرنے یا بہنے کی شاید کوئی ضرورت نہ ہوگی کہ جناب کس خوش اسلوبی اور اعلیٰ قابلیت سے اخبار الہلال نکال رہے ہیں، جو نہ صرف ہمیں بیرونی صحیح خبر ہی بہم پہنچاتا ہے بلکہ اگر سچ پرچہ ہے تو اس نے ہمارے اخلاق، مذہبی حالت، اور مذاق کی درستگی میں بہت زیادہ امتداد دی ہے۔ خدا آپکے ارادوں میں استقلال اور کامیابی عطا فرماوے۔

چونکہ اب تیسری جلد ختم ہونے والی ہے، اور بہت سے اصحاب کا پچھلا چندہ پورا ہو کر نئے سرے سے اخبار جاری کرینکا رشتہ ہوا اسلیے اگر جناب اخبار کا چندہ بجائے ۸ روپیہ کے ۱۰ روپیہ کر دیں، تو شاید نامناسب نہ ہوگا۔ بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ شائقین بڑی خوشی سے قبول کریں گے، کیونکہ اب یہ امر پبلک اور قاریین اخبار پر بخوبی روشن ہو گیا ہے کہ آپکو اس کام میں چہ جائیکہ مالی منفعت ہو الٹا نقصان ہے۔ میری ترہ خواہش ہے کہ خواہ آپ ۱۰ روپیہ کا اعلان بھی نہ کریں، تب بھی شائقین کو چاہیے کہ جدید چندہ خود بخود دس روپیہ ارسال کر دیں۔ فقط والسلام۔

نعمت علی از لودیانہ

حضرت مولانا دامت برکاتکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ - الہلال مورخہ ۴ محرم الحرام نمبر ۲۳ میں ”صدا بہ صحرا“ کے عنوان سے حضرت کے الہلال کے جن مصارف کے طرف اشارہ فرمایا ہے، ضرور ہے کہ خریداران الہلال بہت جلد اس طرف متوجہ ہو جائیں۔ الہلال جس غیر معمولی اہتمام اور ظاہری و باطنی حسن و خوبی کے ساتھ طبع ہوا کرتا ہے وہ قاریین سے مخفی نہیں ہے، اور پھر الہلال کی ہمیں جسقدر احتیاج ہے، سب جانتے ہیں۔ اسلیے خریداران الہلال کا فرض اولین ہے کہ وہ چندہ میں اضافہ کر دیں۔

اگرچہ حضرت نے صراحت نہیں فرمائی کہ کسقدر اضافہ ہونا چاہیے تاہم یہ ہمارا فرض دینی ہے کہ جملہ حالات پر غور کر کے کوئی مناسب شرح مقرر کر دیں، میری رائے تو یہ ہے کہ سالانہ چندہ اقل درجہ بارہ روپیہ ہو، تاکہ حضرت کے ذاتی خسارہ میں کچھ کمی ہو، اور گونہ اطمینان کے ساتھ اپنے مہتمم بالشان مقاصد کی اشاعت میں مصروف رہیں۔

جو اصحاب سر دست اسقدر زیادتی کا بار نہیں اٹھا سکتے۔ انہیں اقل درجہ دس روپیہ سالانہ دینا چاہیے۔ بہر حال قوم پر لازم ہے کہ وہ الہلال کی مدد کرے اور اپنی زندگی کا ثبوت دے، ورنہ بے حسی اور بے ذلیل کرائیگی۔ مجمع یقین ہے کہ الہلال کی بے لاگ اور بے لوث قومی خدمات کسی مسلمان کو اوسکی معارفت سے معذور نہ رکھیں گے۔

خریدار نمبر (۱۹۲۰) (از حیدر آباد دکن)

حکومت یونان کو روانہ کردہ، چنانچہ گذشتہ پانچ دن سے اس فرقہ کی ہر عورت اس فراہمی میں مصروف ہے۔ اپنے ہر یونانی آشنا سے بوقت رخصت اعانت ملی کے نام سے کچھ نہ کچھ طلب کیا جاتا ہے، اور جمع شدہ رقم ہر گھر سے دوسری صبح کو بلا خیانت مس اور نیا اور میڈام زلو رشتہ نمبر ۲۲ و نمبر ۵۱۳ کو سپرد کردی جاتی ہے۔ کل صبح تک اس کل رقم کی مقدار جو اور نیالی رالی کمپنی غلطہ کو تفویض کی ہے، ۱۴۸۰ غرش اور ایک طلائی گھڑی ہے۔ میڈم رالو ز بر ۵۱۳ بیمار ہے۔ اسنے ابھی تک کوئی رقم جمع نہیں کرائی ہے۔ بوقت داخلہ رقم عرض کیا جائے گا۔

افقہ - الم لال

الہلال کی اشاعت ۴ محرم الحرام سنہ ۱۳۳۲ ہجری اور ۱۱ ماہ مذکور میں ایڈیٹر صاحب کی جانب سے دو مضمون شذرات کے نیچے ”صدا بصحرا“ اور ”بعض مسائل مہمہ“ کے عنوان سے شائع ہوئے ہیں۔ میں نے اس امر کی جانچ کی تھی کہ پبلک کی طرف سے ایڈیٹر الہلال کی آواز پر کسنے کیا خیال ظاہر کیا، جسکو نہایت دبی زبان سے ایڈیٹر نے بہت ہی قابلیت کے ساتھ چاہا ہے یعنی ضخامت الہلال اور کی جولانی طبع اور کثرت افکار کے مقابلہ میں بہت کم ہے، اور ہر ہفتہ مضامین ایڈیٹر کے منشاء کے موافق درج ہونے سے رہ جاتے ہیں۔

اسکے علاوہ کاغذ، سیاہی، ٹایپ کی عمدگی، اور کمپوزر کرنیوالوں کی قلت، ایڈیٹر کی محنت سے قطع نظر کر کے بھی ضرور عام توجہ کے قابل مسئلہ بن گیا ہے۔ میری اس رائے سے عام ہندوستانی ناظرین یقیناً متفق ہونگے کہ اسوقت ہندوستان میں جسقدر اردو جرائد شائع ہو رہے ہیں انکے دیکھتے ہوئے الہلال ہی ایک ایسا پرچہ ہے، جسکا ہر وقت شوق کے ساتھ انتظار رہتا ہے۔ ہمارے ملکی بھائیوں کی سخت بد قسمتی ہوگی کہ ایسے پرچہ کو اپنی ناقدر دانی اور لاپرواہی سے با وصف اسکے کہ وہ اوسکی خوبیوں کو تسلیم کرچکے ہیں، مالی امداد نہ دیکر کمزور یا قلیل اشاعت یا اسکے موجودہ طریق اشاعت میں کمی پیدا کر دیں۔ یہ میرے کر کے الفاظ ہی نہیں ہیں بلکہ میں عملاً اپنی ہر تجویز کی پیروی اور اسکے عمل درآمد پر تیار ہوں۔ لہذا ہر دو مضامین متذکرۃ الصدر کے دیکھنے کے بعد میری رائے یہ قرار پائی ہے کہ الہلال کی ضخامت موجودہ اشاعت کے مقابلہ میں دیرزہی کردی جارے، اور سالانہ چندہ میں ۷ روپیہ اضافہ کر کے پندرہ روپیہ سال قرار پائے اور میں پیشگی ایک سال کا چندہ جس روز سے یہ انتظام عمل پذیر ہو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ دینے کیلیے موجود ہوں فقط۔

سید محمد علی، انسوس - وکیل ٹونک از سررنج مالوہ

حضرت مولانا دامت برکاتکم -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ ”صدا بہ صحرا“ کے عنوان سے دو تین ہفتہ قبل جو مضمون ”الہلال“ میں طبع ہوا تھا، اسکے جواب میں ایک انکسار نامہ ارسال خدمت اقدس کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ الہلال کا سالانہ چندہ دس اور بارہ روپیہ ہونا چاہیے۔ ممکن ہے کہ وہ عریضہ ملاحظہ میں آیا ہو۔ مجمع انتظار ہے کہ پبلک اسکا تصفیہ کس طرح کرتی ہے؟

میرا چندہ ختم ہوچکا ہے، سال نو کا چندہ بذریعہ منی آدر ارسال خدمت برامی کیا گیا ہے، اور میں نے دو روپے زیادہ بھیجے ہیں یعنی دس روپے روانہ کئے ہیں، امید ہے کہ اضافہ کردہ چندہ قبول فرمایا جائیگا کیونکہ الہلال جس خاص اہتمام اور حسن و خوبی

الہلال:

ترجہ فرمائی کا شکریہ -

(۱) ”جلسہ نکاح میں جس نام سے اُس نے الخ“ اس کا مطلب تو صاف واضح تھا - یعنی وہی اصلی نام جو اُس وقت لیا گیا، اور جس نام کے ساتھ اُس نے اپنے شوہر کی دائمی رفاقت کا اقرار کیا - دائمی رفاقت سے نکاح مدنی مراد ہے -

(۲) میرا مقصود یہ تھا کہ مسز وغیرہ کا خیال محض یورپ کی تقلید سے پیدا ہوا ہے، اور عورت کے نام کو چھپانا اور اس کے اعلان کو موجب حیا سمجھنا ایک ایسی رسم ہے جسکی شریعت میں کوئی اصلیت نہیں، نیز خاندانِ نبوت و صحابہ کرم کا طرز عمل بکلی اسکے خلاف - باقی باصلاح فقہ جواز و عدم جواز کی یہاں کوئی بحث نہ تھی، اور جب ایک قدرتی طریقہ اظہار نام حقیقی کا موجود ہے تو کونسی ضرورت ہے کہ مصنوعی طریقے ایجاد کیے جائیں؟ کیوں ایک مرد اپنے نام سے پکارا جائے، اور کیوں عورت نہ پکاری جائے؟

اس مبحث میں قابل غور امر یہ ہے کہ ”بیگم صاحبہ فلاں“ زرجہ فلاں، اہلیہ فلاں، بہو بیگم، تاج دلہن وغیرہ تراکیب سے اعلان و تسمیہ کا خیال کیوں پیدا ہوتا ہے؟

در حال سے خالی نہیں:

یا تو اس لیے کہ عورتوں کا نام ظاہر کرنا بر بنائے رسم و رواج معیوب سمجھا جاتا ہے، اور گو ہر مصنوعی نام بھی مثل علم کے ہوجاتا ہے، لیکن رسم و رواج کی پرستش اجازت اعلان نہیں دیتی -

اور یا پھر بر بنائے تقلید فرنگ کہ ”مسز“ کی جگہ ”بیگم“ وغیرہ کی جستجو ہے -

مارل صورت میں شرعی امتناع کا یہ پہلو نکلتا ہے کہ جس چیز کے اظہار سے شارع نے نہیں روکا اور نہ کوئی عملی نمونہ دکھلایا، محض رسم کی وجہ سے اس پر اصرار کیا جائے اور اس طرح رسم و رواج کو حقیقت شرعیہ پر ترجیح دی جائے -

یاد رکھیے کہ جب کسی غیر شرعی امر پر رسماً سخت اصرار کیا جائے تو ضروری ہے کہ اسکو شدت و سختی کے ساتھ روکا جائے - کیونکہ اس طرح غیر شرعی امور کا مثل احکام شرع کے واجب الانقیاد ہوجانا ممکن ہے، اور ہمارے اعمال میں اسکی مدھا مثالیں موجود ہیں -

اپنے فقہاء اقوال پڑھے ہونگے کہ اگر کسی فعل مباح کو اس اصرار کے ساتھ لوگ بجا لائیں کہ اسکے واجب و فرض سمجھے جانے کا خوف ہو تو اس حالت میں ایسے مباحات کا ترک واجب ہے، حفاظاً لاحکام الشریعة والحقیقة -

دوسری صورت کی نسبت اُس مضمون میں تفصیلاً عرض کرچکا ہوں - یورپ میں یہ حالت عورتوں کے گزشتہ مسیحی آس و مملوکیہ کا بقیہ ہے، اور اسکی تقلید کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ اسلام کی بخشی ہوئی حریت کو تقلید مسیحیت پر قربان کر دیا جائے - ضمناً اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ کسی نہ کسی وجہ سے عورت کو حق اعلان ذاتی دینا نہیں چاہتے - حالانکہ اسلام نے دیا ہے - تمام عبادات و معاملات میں مسلمان عورت مثل مرد کے حق ذاتی کے ساتھ ایک وجود مستقل تسلیم کی گئی ہے - پھر ایسا کرنا کب درست ہو سکتا ہے؟

یہی وجہ ہیں جنکی بنا پر اس عاجز کی رائے عام طرز عمل کے خلاف ہے، اور اسکو ضروری سمجھتا ہوں کہ مسلمان خواتین

۱۔ تسمیہ و اجوتھا

(۱)

طریق تسمیہ و تذکرہ خواتین

(از جناب مرزا عرفان علی صاحب ریتائر فہنی کلکٹر - آگرہ)

مکرم و معظم دام مجدکم - تسلیم

مجھ کو جناب سے نیاز حاصل نہیں، مگر جناب کی عظمت و شان علمی ہر دل میں جاگزیں ہے -

یوں تو معمولاً الہلال بدر درخشاں کی طرح ہر ہفتہ چمکتا ہے، مگر ۳ دسمبر کا پرچہ بعض ایسے دل چسپ مضامین کا مجموعہ ہے جس سے غلامان اسلام کو خاص واسطہ ہے -

سچ یہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارا مسلمان ہونا ہماری طرز معاشرت سے ظاہر ہونا چاہیے، کیونکہ سب سے پہلا ثبوت یہی ہے، یہ نہیں کہ ہم قسمیں کھا کھا کر کسی کو باور کرا دیں کہ ہم پیرے اسلام ہیں -

تقریر طویل ہوئی جاتی ہے، مجھے صرف دو باتیں پرچہ متذکرہ بالا کے متعلق عرض کرنی ہیں، ان کو اس نظر سے عرض کرتا ہوں کہ جناب انکو کسی پرچہ آئندہ میں صاف کر دیں تاکہ کوئی شک باقی نہ رہے -

اول یہ کہ ”طریق تذکرہ و تسمیہ خواتین“ کی نسبت الہلال نے صفحہ ۲۲۶ کے اول کالم میں جہاں اپنی رائے ظاہر کی ہے، وہاں یہ فقرہ بھی لکھا ہے کہ ”اور جس نام سے اُس نے (عورت نے) جلسہ نکاح میں اپنے شوہر کی رفاقت دائمی کا اقرار کیا“ اس میں رفاقت دائمی کے اقرار کو اچھی طرح نہیں سمجھا - اس سے آپکی مراد کیا ہے؟ براہ عنایت مزید فرما دیجیے - درم مضمون کا جو لب لباب ہے، اور جو اسکا ماحصل ہے، اُس سے مجھے پورا اتفاق ہے اور میں تو اس خیال کا شخص ہوں کہ اپنے نام کے ساتھ مسٹر کا لکھا جانا بھی گوارا نہیں کرتا - آپکو یاد ہوگا کہ میں نے جب آپکے مطبوعہ لیبل کو درست کیا ہے تو مسٹر کا لفظ قلمزد کر کے مرزا لکھ دیا تھا، مگر شوہر کے نام کے ساتھ زرجہ کو خطاب کرنا عقلی دلائل سے معیوب نہیں، اور شرعی بھی کوئی حکم نہیں، پس اعتراض کے قابل کیوں قرار دیا جاتا ہے؟ یہ ہمنے مانا کہ مسز نہ کہو تو اہلیہ، اہلخانہ، زرجہ، بیگم صاحبہ، خاتون خانہ و دیگر خطابات سے مثلاً بہو بیگم، بڑی بہو، ممتاز محل وغیرہ کہنا کیا برا ہے، اور کیا اعتراض اس پر ہو سکتا ہے؟ اسی سلسلہ میں میں اتنا اور بھی عرض کرونگا کہ تعقیر و تصغیر پر ایک نظر ڈالتے ہوئے دیکھیے کہ اگر ایک غریب کی لڑکی فاطمہ نامی ایک امیر کبیر اہل علم کی زرجہ ہو جائے، تو کیا اسکی عزت افزائی اسمیں نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے نام کے ساتھ موسوم کیجائے، اور بجائے فاطمہ کہلانے کے نواب بیگم، بیگم صاحبہ، یا اہلیہ محترمہ ذیجاہ کہلائے؟

اب میں زیادہ سمع خراشی نہ کرونگا، اس تکلیف دہی کو معاف فرمائینگا - غالباً آپ آل انڈیا محبتیں کانفرنس آگرہ میں تشریف فرما: زیارت سے مشرف ہونگا - انشاء اللہ تعالیٰ -

الہلال:

عزیز من! آج تک اشاعت اسلام کو جس چیز نے روکا ہے، یقین کیجیے کہ یہی تفرق و تشبہت فرق اسلامیہ اور عدم تشکیل وحدۃ اسلامیہ ہے۔ اسلام نے پہلے ہی دن اسکا سد باب کر دینا چاہا تھا۔ حیثیت قال: ولا تکنوا کالذین تفرقوا و اختلفوا من بعد ما جاءهم البینات، اولئک لہم عذاب عظیم (۳: ۱۰۵) اور اختلاف کا علاج بھی بتلا دیا تھا: فان تنازعتم فی شیء فرددہ الی اللہ و الرسول ان کفتم تو مذنوب باللہ و الیوم الآخر، ذلک خیر و احسن تأویلا (۴: ۵۹)

لیکن تفریق ہوئی اور جو مصیبت مسلمانوں پر آئی تھی اُبی ازانجملہ یہ کہ اسلام کی جو تبلیغی قوت صدر اول میں مشارق و مغارب کو مسخر کر رہی تھی، وہ بالکل رک گئی اور مسلمانوں کی قوت بجائے اشاعت توحید کے، باہمی جنگ و جدال میں صرف ہونے لگی۔ اسی کا نتیجہ بغداد کا قتل علم، دولت عباسیہ کا انقراض، اور اسلامی تمدن و علوم کا خاتمہ تھا جو حملہ تاتار سے وقوع میں آیا۔ تلک العملۃ الّتی کانت اول صدمۃ صدمت بئذ قوۃ المسلمین صدماً، لم یلتم من بعدہ و بعد کماتان! یقین کیجیے کہ اگر شہادت حضرة عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سے باہمی نزاعات کا سلسلہ شروع نہ ہوا ہوتا جو اب تک رو بہ ترقی ہے، تو آج تمام آباد کردہ ارضی پر صرف ایک ہی قوم و ملت ہوتی اور وہ صرف ملت اسلامی تھی، کیونکہ یہ وعدہ الہی تھا، ولن یخلف اللہ وعدہ و انما ہم المخلفون: و ما کان ربک لیلک القرى بظلم و اہلہا مصلحون (۱۱: ۱۱۷)

لیکن کیا اب بھی رقت نہیں آیا ہے کہ آنکھیں کھلیں اور دین الہی کی عزت کو اپنے اعمال مظلمہ سے آرزو زیادہ ذلیل و رسوا نہ کریں؟ کیلہ گزشتہ غفلت انتہا کیلئے کافی نہیں ہے کہ مزید سرشاری کیلئے لوگ بیقرار ہیں؟ پھر کیا ہے کہ موجودہ دور مصائب و فلاکت کے احساس کا ادعا بھی کیا جاتا ہے، اور ساتھ ہی اپنی قدیمی خصومیات جنگ و نزاع سے ہٹنے کا ارادہ بھی نہیں ہے؟ افلم یدبر القول، لم جاء ہم مالم یات آباء ہم الاولین؟ (۲۳: ۶۸) میں ایک لمحہ کیلئے بھی اس اتفاق و اتحاد کا قائل نہیں کہ لوگ اپنے اپنے عقائد سے دست بردار ہو جائیں جبکہ وہ اپنے نزدیک حق و صحیح سمجھتے ہیں۔ یہ یا تو نفاق ہے یا مداہنت فی الدین، اور یا پھر ”ردہ الی اللہ و الرسول“ کا نتیجہ، لیکن بظاہر اسکی امید نہیں اور دوسرے فضل الہی کوئی خارق عادت دکھلا دے تو یہ دوسری بات ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ حفظ شریعت و ملت اور اشاعت اسلام جیسے مشترک مقاصد کے کلم کو اسی باہمی اختلافات کی نذر کر دیا جائے یا کوئی صورت عمل بھی پیدا کی جائے؟ اگر اشاعت اسلام کا کلم ہر فرقہ اپنا فرض سمجھتا ہے، تو کوئی وجہ نہیں کہ ہر فرقہ اسمیں شریک نہ ہو۔

(اصول اتحاد فرق اسلامیہ)

اسکی صورت صرف یہ ہے کہ ہم لوگ اپنے عقائد کی ایک اصولی تقسیم کر دیں۔ چند اولیات کو مشترک قرار دیں اور باقی امور کو مخصوص۔

خواہ محضات ہوں یا غیر محصنہ، اپنا اصلی نام ظاہر کریں اور اسی نام سے انکا بلاعلان تذکرہ بھی کیا جائے۔ اگر وہ مضامین لکھیں تو انکے نیچے خود انکے نام کو درج کرنا چاہیے، نہ کہ انکے شوہر اور والد کے نام کو۔ یہی اسلام کی سادہ و اصلی تعلیم ہے۔ یہی خاندان نبوت کا اسرار حسنہ ہے۔ یہی صحابہ کرام و تابعین و جمیع سلف صالحین کا طرز عمل ہے، اور اسی پر آج تمام اسلامی ممالک میں مثل عرب و حجاز، مصر و شام، مراکش و مغرب، اور جمیع بلاد عثمانیہ میں عمل کیا جا رہا ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانان ہند ہندوستان کی رسم و رواج سے اس درجہ مقید ہوں کہ ان تمام نظائر و شواہد سے چشم پوشی کر لیں۔

برادران ہندو معاف فرمائیں اگر میں کہوں کہ اسلام ہندوستان میں آکر اور تمام مقامات سے بہت زیادہ مسخ ہوا۔ عربی سانگی اور عجیبی تکلف و تصنع، ان دونوں عنصروں سے پہلے ہی مرکب ہو چکا تھا، اسپر ہندوستان کی بت پرستی اور اقوال و رنئیہ کے رسم و رواج کے اضافہ نے ایک ایسی صورت بنادی کہ آج اصلاح اعمال و جزئیات اعمال کا کام ہندوستان میں آکر تمام ممالک اسلامیہ سے زیادہ تر مشکل ہو گیا ہے اور چھوٹی چھوٹی باتوں کے اندر بھی ہندوستان کی رسم و رواج کا کوئی نہ کوئی عظیم الشان بت چھپا ہوا ہے۔ عورتوں کے ناموں کے مخفی رکھنے کا خیال بھی ایک ایسی ہی رسم ہے۔ بہتر ہے کہ اس سے جلد کنارہ کشی کی جائے۔ ابھی ہندوستانی رسم و رواج کے بت سے نجات نہیں ملی تھی کہ تقلید فرنگ کا ایک نیا بتکدہ آباد کیا گیا ہے۔ ارباب توحید کو چاہیے کہ دونوں کی پرستش سے رہائی حاصل کریں:

ہم کعبۃ و ہم بتکدہ سنگ رہ ما بود
رفتیم و صنم بر سر معراب شکستیم

مسئلہ ۱: تبلیغ اسلام

اور اختلاف فرق اسلامیہ

خواجہ کمال الدین بی - اے

بزرگ من و معسن قوم تسلیم - الہلال کے جدید نمبر میں آپ نے ”اجتماع عظیم“ کی سرخی سے تبلیغ اسلام کے متعلق جو کارروائی درج کی ہے اور جسمیں آپکی تقریر بھی درج ہے اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ جناب محترم خواجہ کمال الدین صاحب کو مالی مدد دیجئے۔ چنانچہ فوراً اس پر غور کرنے کے بعد چند دوست اس بات کے لیے تیار ہو گئے کہ لکھنؤ میں بھی چندہ جمع کیا جائے، اور اپنے خیال کو قائم کر کے چندہ وصول کرنیکے لیے روانہ ہو گئے۔ لیکن پبلک میں جو خیالات ہیں انکے سننے کے سرا اور کچھ ہاتھ نہ آیا۔ مجبوراً خاموش ہو کر بیٹھ رہے، اب خیال یہ ہے کہ ایک مستقل اصول قرار دیکر اس کے لیے کوشاں ہوں گے۔ لیکن جو سوالات ہیں وہ درج کیے جاتے ہیں:

(۱) کیا خواجہ کمال الدین قادیانی نہیں ہیں؟ اگر نہیں تو کیا فرقہ ہیڈلے بالقابہ قادیانی نہیں ہے؟
(۲) کیا اشاعت و تبلیغ اسلام خواجہ صاحب کے فریضہ سے

کیجائیگی؟

پس استدعا ہے کہ اپنے خیالات کا اظہار بذریعہ اخبار فرمائیے کہ آپکے خیالات مرزا صاحب قادیانی کو مسیح موعود تسلیم کرنے میں کہانتک وسعت رکھتے ہیں، اور احمدی گروہ کی شرکت اشاعت اسلام میں مضر ہے یا نہیں؟ (مختار احمد خاں از لکھنؤ)

شخص کو مہدی یقین کرتا ہوں نہ مسیح موعود، میں اعتقاد توحید و رسالت، اور عمل صالح کو نجات کیلئے کافی سمجھتا ہوں۔ اس کے سوا مجھے اور کچھ معلوم نہیں۔ قرآن کریم مسلمانوں کا حقیقی امام ہے : وکل شی احصینا فی امام مبین۔

(۴) خواجه کمال الدین یا کوئی شخص اگر اشاعت اسلام کی خدمت مقدس انجام دے، تو تمام مسلمانوں کو ان کا ساتھ دینا چاہیے اور بس، یہی میرا مقصد ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس سے زیادہ سمجھنے کا کسی کو کیا حق ہے ؟

(۵) خواجه صاحب کی نسبت مجھے یقین ہے کہ وہ خلوص و ایثار کے ساتھ اس خدمت میں مصروف ہیں، اور بہترین وقت سمجھتا ہوں کہ اس وقت پوری قوت سے اس کام کو شروع کیا جائے، اور ایک عظیم الشان تبلیغی مجلس قائم کی جائے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس اقدام سے متاثر ہو کر راہ کار اختیار کریں، نہ کہ اس کام کو صرف ایک ہی فرقہ کے ہاتھ میں چھوڑ دیں۔ وہ مسلمان جو باہمی نزاع کے قصہ کو چھیڑ کر اس کام کی مخالفت کرینگے، نیز قادیان کے وہ متشددین جو عام اہل اسلام کی تکفیر کر کے مخالف جذبات کو مشتعل کرینگے، دونوں گروہ عند اللہ جوابدہ ہونگے اس نقصان عظیم کے، جو خدا نخواستہ موجودہ تحریک کے قائم نہ رہنے کی صورت میں متصور ہے۔ و نسال اللہ تعالیٰ ان یوفقنا و سائر اخواننا المسلمین لما یحبہ و یرضاه۔ و تلک الدار الاخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون فی الارض علواً ولا فساداً، و العقبۃ للمتقین۔

حکم استعمال قند انگریزی بصورت اشتباہ

ایک دن میں یہ کتاب پڑھ رہا تھا :

The Geography of Commerce, by Spencer Trotter M. D.
Edited by Chusman, A. Harrick Ph. D.
Published 1909.

پڑھتے پڑھتے اس کے صفحہ ۱۱۵ - پر یہ فقرہ زیر سرخی :
Hog and Hog product (سور اور سور کی پیداوار کے متعلق)
میرے نظر سے گذرا۔ فقرہ یہ ہے :

"The fat is made in to beard ; the bones are ground up for use as fertilizer ; or when burnut to charcoal are used in the Sugar refining process."

مجھلا فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ سور کی ہڈیوں کو کولہ بنا کر مصری کے صاف کرنے میں استعمال کرتے ہیں۔

جو خیال اس فقرہ کو پڑھ کر ایک مسلمان کے دل میں پیدا ہو سکتا ہے، اس کا آپ پررے طور پر اندازہ کر سکتے ہیں۔ میں نے اور میرے چند ایک دو اور ہم خیال دوستوں نے استعمال مصری کو یکدم ترک کر دیا۔ گراس سے تکلیف تو ہوتی ہے مگر ہم سب اس تکلیف کو برداشت کر نیکے لیے تیار ہیں بشرطیکہ ہمارے مذہب میں خلل نہ واقع ہو۔

یہاں کے چند علما سے بھی دریافت کیا گیا، مگر کوئی تشفی بخش جواب نہیں ملا۔ لہذا آپ کی طرف رجوع کرنا پڑا کیونکہ آپ کی علمی و دینی لیاقت اور قابلیت مسلمہ ہے اور نیز آپ کا بیش قیمت رسالہ الہلال کا بہت سا حصہ انہی امور پر مشتمل ہوتا ہے۔ مہربانی کر کے آپ جلد اس کے متعلق ایک قیمتی رائے اپنے اس بیش قیمت رسالہ میں شائع کرادیں تاکہ میرے اور میرے دیگر مسلمان برادران ملت کی تشفی ہو جائے۔

عبد الصمد بی۔ اے سکینڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول کوئٹہ

اب دیکھیے کہ تمام مدعیان اسلام فرقوں کے مشترک عقائد و مقاصد کیا کیا ہیں جن سے کسی کو انکار نہیں۔ مثلاً کلمہ توحید و اقرار رسالت، اعلان و اشاعت قرآن، حفظ بلاد و ثغور اسلامیہ، دفع کفار و اعداء اسلام، یا اسی طرح کے بعض دیگر امور۔

اس کے مقابلے میں اپنے مخصوص عقائد کو بھی اپنے ذہن میں رکھ لیں۔ مثلاً خلافت و امامت اوصیاء، رجوب و عدم رجوب عدل، تکفیر و عدم تکفیر فساق، صحت انعقاد خلافت راشدہ، رجوب تقلید شخصی و عمل بالحدیث، مہدویت و مسیحیت، مرزا صاحب قادیانی و انکار ازل، وغیرہ وغیرہ۔

اس کے بعد آئندہ کیلئے طرز عمل یہ ہو کہ جب کبھی مرقعہ ان مشترک عقائد و مقاصد کا آئے تو ہر قائل کلمہ توحید خدمت و شرکت کیلئے مستعد ہو جائے، اور اپنے تمام باہمی نزاعات و مناقشات کو فراموش و نسیاً منسیا کر کے اس طرح تمام اہل قبلہ متعدد و متفق ہو جائیں، گویا ایک ہی خاندان کے فرزند، اور ایک ہی شجرہ محبت و اخوت کے برگ و بار ہیں۔

لیکن اس کے بعد جب اپنے اپنے مخصوص عقائد و اعمال کے حدود میں آجائیں تو بلا کسی مداخلت و نفاق کے اپنے اپنے عقائد پر نہایت مضبوطی و استواری کے ساتھ قائم رہیں، اور شوق سے ہر جماعت اپنے ان عقائد کا احقاق کرے، جسکو وہ حق سمجھتی ہے۔ مناظرہ کی مجلسیں منعقد کریں، رسائل و کتب شائع کریں، اپنی اپنی جانب لوگوں کو بلائیں، کوئی اس سے نہیں روکتا اور نہ کسی کے روئے یہ باتیں رک سکتی ہیں۔

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفظ ملت و مملکت، وقت کی بنا پر مدینہ کے یہودیوں سے معاہدہ امن کر لیتے تھے، تو ہزار تعجب ہے ہم پر کہ ہم حفظ اسلام یا تبلیغ توحید کیلئے اپنے مخالف فرقہ کو شرکت کار کا مرقعہ نہ دیں اور متحد نہ کر سکیں !

یہ نہ مداخلت ہے اور نہ تمام اختلاف، عقائد کو ایک جگہ جمع کر دینا، بلکہ متعصب سے متعصب فرقے بھی اگر آنکھ کھول کر دنیا کو دیکھیں، اور وقت کی مصیبت کو سمجھیں تو اس طرح کے محدود و مشروط اتحاد کو ایک لمحہ کیلئے بھی اپنی فریقانہ ہستی کیلئے مضر نہ پائیں گے۔

میں تو اب صرف ایسے ہی اتحاد کا متمنی ہوں، نہ کہ اس اتحاد عقائد کے خوش آئند خراب کا، جسکی تعبیر آج تک نہ مل سکی۔

(جنواب سوالات)

یہاں تک تو میں نے اصولی طور پر اس مسئلہ کی نسبت اپنا خیال ظاہر کر دیا کہ مستقل طور پر لکھنے کا موقع نہیں ملتا اور ضمنی مواقع ہی کو غنیمت سمجھ کر اپنے خیالات قلمبند کر دیا کرتا ہوں۔ اب اس کے بعد امور مسئلہ عنہا کا جواب سن لیجیے :

(۱) مجھے معلوم ہے کہ خواجه کمال الدین صاحب احمدی ہیں۔

(۲) لازم ہیدلے کی نسبت مجھے معلوم نہیں۔ ابھی تو وہ غریب مسلمان ہی ہوا ہے، اگر یہ جھگڑے اس کے آگے کیے گئے تو وہ حیران ہو کر پوچھے گا کہ کہاں جاؤں؟ مسلمان ہونے کے بعد بھی نجات نہیں ملتی اور ہر فرقہ دوسرے فرقہ کی تکفیر کر رہا ہے ؟

(۳) میں الحمد للہ اپنے اندر اتنی ایمانی قوت رکھتا ہوں کہ جس امر کو حق تسلیم کر لوں اسکا اسی وقت اعلان بھی کر دوں، پس میری نسبت یہ سوال محض عبث ہے۔ نہ تو میں کسی

فہرست

بستر مرگ پر ایک نظر الوداعی !

چند ماہ میں نرجوان شاہ ایران احمد شاہ اپنے اسلاف کے تخت پر سریر آرا اور اسدن کی شام کو تاجپوش ہونے والا ہے جس دن ناظم سلطنت ناصر الملک ابوالقاسم اس کے ہاتھ عزان حکومت دیدیگا۔ اسلیے ان حالات کا مطالعہ جو اس وقت ایران میں پھیلے ہوئے ہیں، نیز اس صورت حال کا امتحان جس سے نرجوان شاہ ایران کو دو چار ہونا پڑیگا، یقیناً موجب عبرت و بصیرت ہونگے۔ ایران کے بستر مرگ پر یہ گویا ایک الوداعی نظر ہے جسکا یقیناً وہ حقدار ہے۔

سنہ ۱۹۰۶ء کا انقلاب اور ۳۰ - اگست سنہ ۱۹۰۷ء کا معاہدہ انگلستان و روس، یہ دونوں واقعات در ایسے سیاسی کارفرما حالات پیدا کرتے ہیں، جنکے لیے کسی نہ کسی حل کا دریافت ہونا ضروری ہے۔ یہ دونوں واقعات جو وقوع میں قریباً متحد الوقت مگر در اصل ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہیں، ملک کی آئندہ قسمتوں میں اسقدر وسیع حصہ رکھتے ہیں کہ انکے مجموعی اثر کی وجہ سے انکو نہایت قریبی طور پر باہم وابستہ سمجھنا پڑتا ہے۔ اسلیے مناسب سمجھتا ہوں کہ ان دونوں سوالات پر بحث حسب تفصیل ذیل علیحدہ علیحدہ اجزاء میں کیجائے :-

(۱) دستوری حکومت -

(۲) معاہدہ انگلستان و روس -

(۳) نتائج -

شاہ ایران جب تک اپنی رعایا کی خواہش کے آگے سرنگوں ہونے اور انکو آئینی حکومت کے متعلق فرمان دینے پر مجبور نہیں ہوا، اسوقت تک وہ برابر کسی طریقہ کسی اصول یا کسی سیاسی فرد عمل کے بغیر حکومت کرتا رہا۔ سچ یہ ہے کہ یہ طریقہ حکومت اسقدر برا نہ تھا کہ کوئی شخص اسکو نظام کے بالکل نہونے کا الزام دے سکے۔ (گو یکسر طوائف الملوکی اور ظلم رانی تھی - الہلال)

جو کچھ ہو، نتائج کے مضرت رساں استبداد کی حیثیت، مالیات حکومت میں کامل ابقری کی حیثیت سے کم محسوس کی گئی۔

ایرانی قوم کے بہترین عنصر شاہ کی اس حالت کو بے پردائی کے ساتھ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ امراء اور ارباب دماغ اسلیے متحہ ہوئے کہ شاہ کو حکومت کی کسی منتظم شکل پر مجبور کریں۔

ایرانی ارباب فکر کو جنمیں سے اکثر نے یورپ میں تعلیم پائی تھی، آئینی حکومت کے اس حیثیت سے ناگزیر ہونے کا یقین تھا کہ ملک کی نجات کی لیے یہی ایک آخری امید ہے۔

گو امراء نے اپنے حقوق کو خطرہ میں پڑتے ہوئے نفرت کے ساتھ دیکھا، مگر شاہ کی استبدادی حکومت کو ہلا دینے کے لیے ارباب انقلاب کے ساتھ اس امید میں شریک ہو گئے کہ بعد کو بوقت فرصت طاقت پر قبضہ کر کے سلطنت کو اپنے حسب دلخواہ

لال:

جو عبارت آپ نے نقل کی ہے اسکا مطلب صرف اسقدر ہے کہ کھاندے صاف کرنے کی چیزوں میں سے ایک شے سرور کی ہدیہ بھی ہے اور یہ بالکل ٹھیک ہے، لیکن حلت و حرمت کھانے کے علاوہ دیگر مباحث فقہیہ کے، یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ جو شکر ہم استعمال کرتے ہیں، آیا وہ بھی اسی سے صاف کی جاتی ہے یا نہیں؟

ایک زمانے میں مجھے خورہ اسکا خیال ہوا تھا اور میں نے تحقیق کیا تھا۔ مجھے معلوم ہوا تھا کہ بہت سے طریقے ہیں، منجملہ انکے ایک یہ چیز بھی ہے، لیکن ضروری نہیں کہ وہی استعمال میں لائی جائے۔

بہر حال یورپ کی بنالی ہوئی چیزوں کا بالعموم مشتبہ ہونا اور ہر طرح کی حلال و حرام اشیا سے انکا ممزوج ہوسکنا امر معلوم ہے، اور گو حضرات علما اسکو باصطلاح فقہ متاخرین ”عموم بلوی“ سے تعبیر کر کے خاموش ہو رہیں مگر میں اسے کافی نہیں سمجھتا، اور اسکا اصل علاج یہ ہے کہ ملک میں ان اشیا کا بدل مہیا کیا جائے۔

آپ صرف ایک شکر ہی پر کیوں زور دیتے ہیں؟ مجھے پوچھیے تو ایک بڑی فہرست پیش نظر رکھتا ہوں۔ لیکن پھر کیا ناؤدہ؟ سلطان احتیاج کی قوت سب پر غالب ہے، کتنے ہیں جو رسائل راحت و لذائذ کو موجود پا کر پھر اس سے بربنائے اتقا احتراز کریں گے؟ اصل علاج کیلئے کوشش کیجیے۔ صاف اور عمدہ قند کا بنانا بہت آسان ہے۔ یہ ان مصنوعات میں سے نہیں ہے جنکے لیے ملک طیار نہور لیکن آج تک ایک کارخانہ بھی نہ بن سکا۔ پچھلے دنوں شیعہ کانفرنس میں کرلی صاحب اس کے لیے کمپنی بنا رہے تھے یا بنا چکے ہیں، لیکن معلوم نہیں کہ پھر کیا نتیجہ نکلا؟

میں ان بزرگوں سے متفق نہیں ہوں جو کہتے ہیں کہ جب تک ملک میں ہر طرح کی دیسی چیزیں نہ ملیں اس وقت تک سوریسی اور بالائی کات کا نام نہ لو، کیونکہ جب تک اسکا حس پیدا نہوگا، کارخانوں اور مصنوعات وطنیہ کا انتظام بھی نہوگا۔ تاہم یہ تو ایک بدیہی امر ہے کہ جب تک ہر ولایتی چیز کا بدل ملک میں مہیا نہ ہو جائے، اس وقت تک کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔

الحمد لله کہ حق سبحانہ نے آپکو اور آپکے احباب مومنین کو توفیق دی کہ بربنائے اشتباہ اسے ترک کر دیا۔ اور ترک بہر حال اوری راحوت ہے۔

پریمیم باند (تمسکات سلطنتیہائے یورپ) خریدنے ہوں یا مدقوق مسلول مریض کا علاج کرانا ہو تو۔

حکیم - ڈاکٹر - ایم - اے - سعید انصاری - بی - ایم - اس - سی - زبدۃ العکماء - معالج خصومی دق و سل و مرجمد ”اکسیر دق و سل“

شملہ یا لاہور سے خط و کتابت کیجئے۔ شکایت کا موقع نہ ہوگا۔

خانہ جنگی کے حادثہ کے بعد یہ معلوم ہوتا تھا کہ صلح و اتفاق کا درپیش نظر ہے اور قوم کی دربارہ زندگی کے آغاز نے ان تمام لوگوں کو مدد کی دعوت دی ہے جو دستوری حکومت کی راہی کے لیے لڑے ہیں۔ مگر اس صلح کی عمر تہرزی تھی۔ خود ارباب دستور میں اختلاف نمودار ہوا جو اپنی خیالی خواہشوں کو بزور منظور کرانا چاہتے تھے۔

ان بے انتظامیوں کے باوجود مجلس کا انتخاب ہوا اور ان کے مختلف جماعتیں ترتیب دیں۔

یہ سیاسی سوالات نہ تھے جنگی وجہ سے بالآخر انکو غم سے دور ہونا پڑا۔ بلکہ یہ شخصی مصالح تھے۔ آخر کار معاملات ایسے نقطہ تک پہنچ گئے، جہاں کثرت اپنی خواہشوں کے منظور کرانے میں قلعہ پر کامیاب ہوئی اور وزراء بچائے اس کے کہ مرزوں قومی پالیسی کی اشاعت، یا ضروری اصلاحات کے تعاون کی کوشش کرتے، اور جماعتیں حکمرانی کرنے لگیں۔

یہ حالت تھی جبکہ ناصر الملک نظامت کا بارگراں اٹھانے کے لیے بلایا گیا۔

ناصر الملک ایک تربیت یافتہ، اکسفورڈ کا ایم۔ اے، قابل تجربہ کار، ہوشیار اور ایماندار آدمی ہے۔ اسے ملک کی ضرورت اور وہ فرد عمل معلوم تھی، جو ترتیب پانی چاہیے۔ مگر جسطرح اسے یہ معلوم تھا، اسطرح وہ یہ بھی جانتا تھا کہ قانون دستور جسکی بنا پر وہ نگرانی اپنے ذمے لینے والا تھا، ایک ایسا ہتھیار جو صرف بادشاہ کی خود مختاری کو نیست و نابود کرنے کے لیے بنایا گیا ہے، اور اسلیے وہ ایک ایسا قانون ہے، جس نے خود اسے بھی ہتھیار لیکے اسکی یہ حالت کردی ہے کہ سامانِ مدافع سے تو قہراً اسے مگر سازش و مجبوری سے روک دے!

صرف فرض کا خیال اس پر غالب آیا، گروہ نظامت کے ذمے کرنے میں تردد سے لبریز اور ان مشکلات کے متعلق دھوکے میں نہ جو اسکو پیش آنے والے تھے۔

دوسروں کو یہ دکھانے کے لیے کہ جو لوگ حکمرانی کے بلائے جائیں، خواہ وہ حکمرانی کسی درجہ کی ہو، انہیں حکم کے اصول کا علم ضروری ہے، اس نے (ناصر الملک نے) مسئلہ رزا اور کلا کے ساتھ کام کیا۔

انکو غیر سرکاری نوعیت کی صحبتوں میں جمع کیا کوشش کی کہ مختلف جماعتوں کے بالاشتراك کام کرنے کے ایک بنیاد تیار کر دے تاکہ آئندہ وہ متحدہ طور پر ایک ایسا ترتیب دیں جو ضروری اور اہم اصلاحات کا کفیل ہو۔

اس امر کی تصدیق کے لیے کہ ناصر الملک نے کس اعتقاد اور ترک نفسانیت کے ساتھ اس مشن کو اپنے ہاتھ لیا ہے، اسے کام کرتے ہوئے دیکھنا چاہیے۔

ایرانی اپنی اس خوش قسمتی پر کہ انکا سرگروہ ایک شخص ہے جو اس قدر روشن خیال اور اس درجہ بے لوث ساتھ ملک کی بہبودی میں منہمک ہے، اپنے آپ کو آج تک زیادہ صحیح مبارکباد نہ دیکھے، اور نہ کوئی اعتماد اس سے بہتر حالت میں کیا گیا، تاہم عدم مفاہمت اور باقاعدہ ناظم کی بہادرانہ کوششوں کو بیکار کر دیا اور اسطرح اس امید کو بھی مٹا دیا جو دستوری حکومت کی قوت کے متعلق اکثر سنتے ہیں کہ ناظم کو کمزوری اور اپنے اختیار محسوس کرانے میں ناکامی کا الزام دیا جاتا ہے، اور ان

طوائف الملکی (Oligarchy) یا کسی ایسی طاقت کے قالب میں ڈھال لیٹ گئے، جس میں چند امراء حکومت فرمانروائی کرتے ہوں (یہ صحیح نہیں۔ الہلال)

قوم۔ یہاں خصوصیت کے ساتھ اس سے مراد کاشتکار ہیں۔ آسانی سے اس تحریک میں شریک ہو گئی، کیونکہ اس کے پہلے اور سادے دلوں میں آزادی کے معنی، جس کے استعمال کے قابل وہ ابھی نہ تھے، خاص کر ٹیکس کے بارے نجات تھی!

ان تینوں عناصر کو جو ہنگامی طور پر متحد تھے، خلیق مگر صرف مظفر الدین شاہ اور اس کے کم نظر اور حیلہ طراز وزراء سے اپنی خواہشوں کے لکھوالینے میں کچھ بھی دقت نہ ہوئی۔ ۵ - اگست سنہ ۱۹۰۶ء کو شاہ نے مقبول علم دباؤ میں آئے ایران کیلیے پارلیمنٹ کی منظوری دیدی۔ ۹ ستمبر کو قوانین انتخاب شائع ہوئے، اور ۷ - اکتوبر کو مظفر الدین شاہ نے جبکہ وہ بستر مرگ پر تھا، ایران کی پارلیمنٹ کا افتتاح کیا۔

پہلا قومی مجمع فوراً شاہنشاهی کے دستوری قانون کے بنانے میں مشغول ہو گیا۔ امراء باہم منقسم تھے۔ اسلیے انہوں نے مجلس کی رہنمائی ارباب دماغ کے ہاتھوں میں چلے جانے دی۔

گو یہ صخر الذکر اپنی نیت میں مخلص تھے، مگر انہوں نے ان اصول کو نامکمل طور پر جذب کیا تھا، جو اس آزادی کی بنیاد تھے جس سے آج مغربی تمدنی بھر اندرز ہو رہا ہے۔ نرآموزی کے جوش میں انہوں نے تاریخ کو فراموش کرنے کی سنگین غلطی کی، اور اس فریب امید کی پرورش کی کہ ایک قوم، جسکا بیشتر حصہ محض جاہل اور بالکل غیر تربیت یافتہ ہے، وقت کی سست رفتار تدریجی ترقی کے بغیر کامل دنیاری مچھولیت سے گزرے منظم آزادی تک پہنچ سکتا ہے۔

انہوں نے اس کا بھی خیال نہیں کیا کہ اگرچہ چند ضروری اصلاحات پر اصرار ناگزیر ہے مگر شاہ کی حکومت کی بیخ کنی اور ملک میں بے جبر ایک ایسے اساسی اور جمہوری انقلاب کا پیدا کرنا کس قدر خطرناک ہوگا، جو یورپ کی سب سے زیادہ تربیت یافتہ قوم کے لیے بھی لائق پذیرائی نہیں، اور ایرانی قوم کی سیاسی تعلیم کے مبلغ کے لحاظ سے تو بالکل خارج از تناسب ہے۔

ایک "دستور" جو اس روح اور اس طریقہ پر ترتیب دیا گیا ہو، اسکی زندگی کے اختتام کے متعلق کوئی شک باقی نہیں رہ سکتا!

نئی حکومت کے آغاز ہی میں یہ ثابت ہو گیا۔ بغیر کسی متعین فرد عمل، اور بغیر کسی طاقت یا دباؤ کے، حکومت پر ایک ایسی غیر منظم مجلس چھا گئی، جو ابتدائی دستوری حقوق سے غارتگیت کے عالم میں طاقت کا دعوائے باطل کرنے لگی تھی۔

سیاسی کلب صرف اسلیے قائم ہوئے کہ اپنی خواہشوں پر دوسروں کو مجبور کیا جائے۔ اخبارات جو مفید ہوتے اگر کم و بیش کم عمر ہوتے، حریت کو نوزویت (انارکی) کے ساتھ مدغم کر کے تباہ کن اصول کی تعلیم دینے لگے۔

شاہ کہ نوجوان، شتاب کار، اور اس حقوق سے متمتع کے لیے جیچیں تھا جو اس کے ابا و اجداد کو حاصل تھے، نہ اپنے حقوق سے دست برداری کا ارادہ کر سکا، اور نہ اس نے ایسا کرنا چاہا اس پر یہ مستزاد ہوا کہ اسکی خرد رالی نے ان لوگوں کو بھی اس سے علیحدہ کر دیا جو اب تک ناظرندار تھے۔ اس وقت سے اس کے لیے کوئی امید باقی نہ رہی تھی، اور بالآخر اس خون تشنہ، اور انقلابی حکومت کا خاتمہ جلا وطنی نے کیا۔ اس وقت سے ایران کا بزنجر ہوئے بغیر اپنی قسمت کی نگرانی کر سکتا تھا۔

بریفنگ

اقتراعیات انگلستان

جدوجہد حریت - ایثار و جاں نثاری - قیادت و اقدام عمل !

تاریخ انگلستان میں اقتراعیات (سفریچزم) کی تحریک ہندوستان کے لیے ایک بصیرت بخش و عبرت انگیز واقعہ ہے، خصوصاً انکا ثبات و استقلال کہ یہ جنس گرانمایہ و اکسیر کامیابی یہاں کے مردوں میں بھی کم یاب بلکہ نایاب ہے۔

کرلی ہفتہ ایسا نہیں گزرتا کہ رلابتی ڈاک میں انکے تازہ واقعات نہ ہوتے ہوں بلکہ اب تو انگلستان کے اخبارات میں اور عنوانات کی طرح اقتراعیات بھی ایک مستقل عنوان ہو گیا ہے۔ حسب معمول گذشتہ ہفتہ کی ڈاک میں بھی چند تازہ واقعات آئے ہیں۔

* * *

مسز پانکھرسٹ کے نام سے تو قارئین کرام نا آشنا نہ ہونگے۔ یہ رہی خاتون ہے جو اقتراعیات میں سے فوجی جماعت کی سرخیل ہے۔ اسکی آتشیں تقریریں، گرفتاری، قید، اور ترک خورد و نوش کی عبرت پرور اور سبق آموز داستانیں بارہا آپ سن چکے ہیں۔ یہ مجاہدہ راہ حریت جو غالباً آئندہ تاریخ انگلستان کی ایک ہیروئن اور کرامویل کی طرح عورتوں کی آزادی کے لیے ضرب المثل ہوگی، آج اپنی نفاق و مداہنت سے غیر آلود آزادی کی وجہ سے ارباب حکومت کی نظروں میں پیکر بغاوت سمجھی جاتی ہے، اور انگلستان میں جسکو اپنے حریت زار و احرار پرورد ہونے پر اسقدر ناز ہے، اسے چین سے رہنا نصیب نہیں ہوتا۔

پیدرس سے واپسی میں جب وہ وکٹوریا اسٹیشن پر پہنچی تو فوراً گرفتار کر لی گئی۔

مگر وہ معمولی خاتون نہ تھی نہ اسکی گرفتاری کے لیے ایک ردی پوش کانستبل کا ہاتھ میں ہتکری لیے ہوئے موجود ہونا کافی ہوتا۔ وہ جہاد و حریت کی ایک دیوی ہے جسکی پرستش انگلستان کی تمام اقتراعیات کرتی ہیں، اور جسکی قربانگاہ پر اپنا سر چڑھانا ہر سفریچت عورت اپنی سعادت سمجھتی ہے۔ اسلیے اسکی گرفتاری کے واسطے مخصوص اور پر اسرار انتظامات کیے گئے تھے۔

* * *

وکٹوریا اسٹیشن کا پلیٹ فارم ایک وسیع پلیٹ فارم ہے۔ اسکے ایک سرے پر جہاں بعد مسافت کی وجہ سے روشنی اور اشخاص دونوں کی کمی تھی، یہ گرفتاری عمل میں آئی، اسلیے گرفتاری کے وقت مظاہر کے نام سے ایک آواز بھی بلند نہیں ہوئی۔ حالانکہ اگر کوئی دوسرا موقع ہوتا تو ایک محشر ہنگامہ مچا ہوتا۔ ایک موٹر کار پوشیدہ طور پر تیار کھڑی تھی۔ مسز پانکھرسٹ کو اس میں بٹھا کر پولیس فوراً اسٹیشن سے روانہ ہو گئی۔

موٹر کار کی رفتار غیر معمولی طور پر تیز تھی۔

گرفتاری کے وقت مسز پانکھرسٹ نے کسی قسم کا مقابلہ یا مقاربت نہ کی، کیونکہ وہ ان آئینی ہتکریوں کو اپنی کلائیوں کے لیے مرصع طلائی زینر سے زیادہ رونق بخش و عزت دہ سمجھتی ہے، مگر

یہ بعض تو یہاں تک بڑھ جاتے ہیں کہ اسکو ناقابل قبول کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے ان لوگوں کو دھوکا دیا، ہر اسکی نظامت کو امن و ترقی کی تمہید خیال کرتے تھے۔ مگر یہ الزامات درحقیقت بہت بیجا ہیں۔

ہم کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ناظم نے آکسفورڈ میں تربیت لی ہے، اور یہ کہ دستوری حکومت کے اصول کے متعلق اسکا تخیل بخیر ہے، اور بہترین سرچشموں سے جو بیلبلال کے کمروں میں ہیں، اور ان مثالوں سے جو انگلستان کی سیاسی تاریخ پیش کرتی ہے۔

اس کہنے کے بعد کوئی یقین کر سکتا ہے کہ ایک ایسا شخص جسمیں قوم کی قیمت، کا یقین اسدرجہ سرائیت کر گیا ہو، خود اپنے پ کو دھوکا دینا، اور ایسے رئیسوں اور جماعتوں سے اپنی خواہشوں و رجحانوں کو ٹھیک کرنا، جن پر اسے براے نام اقتدار حاصل ہے؟ ہمیں یہ واقعہ نظر انداز نہ کرنا چاہیے کہ ایرانی دستور ملک کی برزخوں کے لحاظ سے نہیں، بلکہ اسوقت صرف اس حیثیت سے بنایا گیا تھا کہ وہ شاہ کی خود مختارانہ طاقت کے مقابلہ میں مدافعت کا ایک ذریعہ ہو۔ اسلیے یہ اساس حکومت ہی جھوٹی ہے، اور دستوری کارروائیوں کو مفلوج بنا دیتی ہے۔

ایک افسوسناک صداقت یہ ہے کہ اس نالج کے نتائج جو سابق حکومت کی وجہ سے نوجوان ایرانیوں کے دلوں پر گرا تھا، ناقابلیت اور فلاح عام کے کاموں سے نفرت کی شکل میں منعکس ہو رہے ہیں۔ بہر حال یہ ہیں وہ حالات جسمیں سلطان احمد شاہ کہ نوجوان رجحانیت پسند ہے، اپنے اسلاف کے ڈکھا گئے ہوئے تخت پر بیٹھیکا۔

لال:

یہ نیر ایست کے مراسلہ نگار کا مضمون ہے۔ ایران کی موجودہ بد نظمی کی اصلی علت یہ نہ تھی کہ دستوری حکومت اسے راس نہ آئی۔ بلاشبہ ایران اسکے لیے تیار نہ تھا، تاہم اصلی شے دستوری انقلاب کے بعد روس کا محمد علی کو آلہ کار بنانا اور اسکے ہاتھوں قوم کو تباہ کرنا، پھر سرایتورہ کرے کا اس کے ساتھ سازشی اتحاد اور بالآخر اسکی قسمت کی گذشتہ تقسیم ہے۔

ایک یورپیہن کے تازہ خط کا ترجمہ

آپے جو (ع۔ ی۔ ن۔ ک) مجھے بھیجی ہے بجمیع الرجوز قابل تشفی ہے مجھے بڑی مسرت ہوئی۔ میں بلا تامل کہتا ہوں کہ مسرز ایم۔ ان۔ احمد اینڈ سنز سرگرم عینک نہایت معتبر اور راست باز ہیں، اس دکان کی خصوصیت یہ ہے کہ چیز بکفایت اور عمدہ ملتی ہے۔

ٹی۔ چورٹس۔ سروے جنرل آف انڈیا آفس کلکتہ۔

زندگی کا لطف آنکھوں کے دم تک ہے۔ اگر آپ اسکی حفاظت کرنا چاہتے ہیں، تو صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمائیے تاکہ ہمارے تجربہ کار ڈاکٹروں کی صلاح سے قابل اعتماد اصلی پتھر کی عینک بکفایت بذریعہ وی۔ پی کے ارسال خدمت کیجائے۔ اس پر بھی اگر آپ کے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدل دیجالیگی۔

مسرز ایم۔ ان۔ احمد اینڈ سنز

متن چشم سرداگران عینک و گھڑی وغیرہ

نمبر ۱۵/۱ ربن اسٹریٹ ڈاکخانہ ویلسلی۔ کلکتہ

Messrs M. N. Ahmed & Sons,

Ophthalmic Opticians & Importers of Optical goods,

15/1 Ripon Street, P. O. Wellesley, Calcutta.

رکے ہوئے تھے - ایک روند آہٹ میں جسکی قیمت ۲ ہزار پونڈ تھی، آگ لگ گئی - کل نقصان کا تخمینہ ۱۰ ہزار پونڈ ہوا ہے - اس آتشزدگی کے بعد گورنمنٹ کو ایک گمنام خط موصول ہوا جسمیں لکھا تھا: ”یہ آگ ہم اقتراعی عورتوں نے لگائی ہے اور یاد رکھو کہ جب تک تم ہمارے مطالبات پرے نہ کر دو گے، ہم اسطرح تمہاری راحت و آرام اور جان و مال میں آگ لگاتے رہیں گے۔“

* * *

مسز پانکھرسٹ کی گرفتاری ایسی بات نہ تھی کہ اس سے اقتراعیات میں جنبش اور فدویت و اقدام کی کوئی مثال تازہ ظاہر نہ ہوتی -

دورنہ کو رچموند پولیس کورٹ میں مسز بولٹر پیش ہوئیں - مسز موصوف پر یہ الزام تھا کہ انہوں نے رچموند میئر پر لڑتیں پولیس اسٹیشن کی کھڑکیاں توڑ ڈالی ہیں - انہوں نے اپنے اظہار میں الزام کا اعتراف کیا اور کہا:

”اسکے دو سبب ہیں، اول اور سب سے اہم وجہ تو یہ ہے کہ تم نے اس حریت کی دہری مسز پانکھرسٹ کو گرفتار کیا ہے جو ترک خورد نوش کے واقعات سے نہایت نحیف و نزار ہو گئی ہے -

اس خبر نے مجھے میں ایک غیر معمولی ہیجان پیدا کر دیا، میری پہلی خواہش یہ تھی کہ جس طرح ممکن ہو میں انکو قید خانے سے نکال لوں، مگر مجھے نظر آیا کہ میں اپنی اس خواہش میں کامیاب نہیں ہو سکتی، پھر میں نے خیال کیا کہ اگر میں اس میں کامیاب نہیں ہو سکتی تو مجھے بھی قید خانے کے باہر نہ رہنا چاہیے - لیکن اگر میں تمہارے پاس آتی اور قید ہونے کی خواہش ظاہر کرتی، تو تم میری اس خواہش کو پورا نہ کرتے اور مجھ کو پھانسی پانگھڑنے بیچ دیتے، اسلیے میں نے سوچا کہ مجھے کوئی ایسا جرم کرنا چاہیے جسکی سزا قید ہو، چنانچہ میں آئی اور آئے ان کھڑکیوں کو توڑا - دوسری وجہ اسکی وہ مرض ہے جو مردوں میں پھیلا ہوا ہے“

مسز بولٹر نے اس مرض کی تشریح نہیں کی -

عدالت نے ان پر ۴۰ شلنگ جرمانہ اور در صورت عدم ادائیگی ۱۰ دن قید کی سزا دی - مسز بولٹر مصر تھیں کہ وہ قید خانے جائینگی، کیونکہ اسی غرض سے انہوں نے کھڑکیاں توڑی ہیں مگر انکے شوہر نے انکی طرف سے جرمانہ ادا کر دیا اور عدالت نے اسکو قبول کر لیا - چلتے وقت مسز بولٹر نے عدالت کو مخاطب کر کے کہا: ”میں نہیں سمجھتی کہ مجھے کیا سزا دی گئی؟ کیونکہ جرمانہ تو میرے شوہر نے ادا کیا - میری سمجھ میں یہ بھی نہیں آیا کہ ان سے کیوں یہ جرمانہ لیا گیا؟ حالانکہ وہ تو میرے ہم خیال نہیں - اگرچہ وہ سے نہایت اچھے شوہر ہیں“

عدالت نے اسکا کچھ جواب نہیں دیا اور مسٹر بولٹر اپنی بیوی کو اپنے گھر لے آئے -

الہلال کی ایجنسی



ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو بارہوی ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے -

گرفتاری کے بعد اسنے پولیس سے پوچھا: ”کیا تم بتا سکتے ہو کہ میں کیوں گرفتار کی گئی ہوں؟ ابھی تو میرا لائسنس ختم نہیں ہوا ہے؟“ اسکے جواب میں پولیس نے کہا: ”تم نے ان شرائط کو پورا نہیں کیا جنکی بنا پر چھوڑی گئی تھیں، اسلیے پھر گرفتار کی گئی ہو“

عدم ایفاء شرائط سے مراد غالباً مسز پانکھرسٹ کی وہ تقریر ہے جو اس نے پیرس میں کی تھی -

* * *

مگر ہمیشہ کی طرح یہ گرفتاری بھی زیادہ عرصہ تک نہ رہ سکی اور پولیس کو مجبوراً چھوڑنا پڑا -

مسز پانکھرسٹ چہار شنبہ کو ہالروے کے قید خانے سے چھوڑی گئی، اور ابھی چند دنوں لندن میں رہے پھر سرٹنرز لینڈ روانہ ہو گئی -

* * *

جس خروش نصیب بچے نے آزادی و سرفروشی کی آغوش میں پرورش پائی ہو، اسکے متعلق یہ کہنا فاضول ہے کہ وہ کیسا ہوگا؟

مسز پانکھرسٹ کی طرح انکی صاحبزادیاں بھی اس جہاد حریت و حقوق میں اپنی ماں کے درس بدرش ہیں -

مس سلویا پانکھرسٹ دسمبر کے دوسرے ہفتہ میں سہ شنبہ کو شریڈچ ٹارن ہال میں گرفتار ہوئی تھی - گرفتاری کے بعد اپنی ماں کی طرح اس نے بھی کھانا پینا چھوڑ دیا - اس سے اسکی حالت استعبر نازک ہو گئی کہ پولیس کو مجبوراً چھوڑ دینا پڑا - یہ بھی ہالروے کے قید خانے میں تھی اور وہاں سے دورنہ کی شام کو چھوڑی گئی -

مسز پانکھرسٹ کی دوسری لڑکی مس کرائیبل پانکھرسٹ ہے - وہ بھی اپنی ماں اور بہن کی طرح سرگرم جہاد ہے اور اسی جرم میں جلا وطن ہوئے آجکل پیرس میں مقیم ہے -

* * *

لیکن یہ تو اقتراعی لیڈروں کا ذکر تھا جنکا کام یہ ہے کہ قتل اور عمل سے اپنی جماعت کی اس روح کو تازہ رکھیں جسکی بدولت یہ معرکہ آرائیاں ہو رہی ہیں، ورنہ اصلی کام کرنے والے تو اور ہی ہیں - جیسا کہ تمام منظم و کارکن جماعتوں کا قاعدہ ہے - اقتراعیات نے استعمال قوت کی جو صورتیں اختیار کی ہیں، انمیں سے ایک صورت آگ لگانا بھی ہے - آج انگلستان میں کتنے ہی مکان ہیں جو ان اقتراعیات کے ہاتھوں آتشزدگی کا لقمہ ہو چکے ہیں - لیکن اگر مرد با این ہمہ ضرر رسانی اپنی جگہ پر قائم ہیں تو ان خاتونوں نے بھی سرشتہ استقلال اپنے ہاتھ سے نہیں دیا ہے - وہ بھی اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں اور برابر وہ حرکتیں کیے جاتی ہیں جنکو اگرچہ اب تک مرد برداشت کر رہے ہیں مگر شاید ہمیشہ برداشت نہ کر سکیں گے -

مسرس فونس، ایلٹ اینڈ کوڈیروپورٹ کی ایک مشہور چوب فروش کمپنی ہے - اسکے گودام کے احاطے کا رقبہ ایک ایکڑ ہے - اس وسیع احاطے میں ایک ہزار لکڑی جمع تھی - دورنہ کی صبح کو دفعۃً آگ لگی اور تھوڑی ہی دیر میں تمام احاطے کے اندر پھیل گئی - آگ کے بجھانے کی سخت کوشش کی گئی مگر ناکامی ہوئی اور یہ شعلے اس احاطے سے نکلے قرب و جوار میں پھیلنے لگے - تھوڑی دور پر فینڈ رنڈ آیرٹس (ایک قسم کا پھیا ہے جس سے لڑکے چڑھتے ہیں) اور چند کاروانس (ایک قسم کی گاڑی ہے)

میر مجلس آل انڈیا مسلم لیگ کی افتتاحی تقریر

آنریبل سر ابراہیم رحمت اللہ نالت ممبر امپیریل کونسل نے
آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقد آگرہ میں ۳۰ -
دسمبر کو جو پریسیدنٹل ایڈریس پڑھا اس کا اردو ترجمہ حسب
ذیل ہے :-

حضرات ! مسلم لیگ کے اس سالانہ جلسہ میں آپ نے مجھے
کو بطور صدر دعوت دیکر میری جو عزت افزائی فرمائی ہے، اس کا
میں تمہارے دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں اس امر کا صاف صاف
معتزف ہوں کہ یہ سب سے بڑی عزت ہے، اور اس وجہ
سے اسکی قدر میری نظر میں آ رہی زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ یہ
عزت مجھے کو بلا تحریک غیرے ملی ہے۔

ایک ایسے وقت میں جیسا کہ یہ ہے، جب کہ نہایت ہی
زوروں کے ساتھ اٹلائے رائے واقع ہوا ہے، اور یہ خیال عام طور پر
پھیلا ہوا ہے کہ مسلمانوں میں سیاسی نظریے دیکھتے ہوئے دو
راہیں قائم ہو گئی ہیں۔ ایسے وقت میں مجھکو یقین ہے کہ آپ
اس امر کا اچھی طرح احساس فرمائیں گے کہ آپ کے صدر کی
حالت کس قدر پیچیدہ ہے ؟

حضرات آپ نے جس مشکل کام کے انجام دینے کے لیے مجھکو
طلب فرمایا ہے اسے میں نے بطور فرض منصبی منظور کیا، اور میں
نے یہ خدمت اس لیے اپنے ذمہ لی ہے کہ مجھے کراس امر کا
یقین واثق ہے کہ آپ میرے ان فرائض کے ادا کرنے میں پوری
پوری مدد اور اعانت فرمائیں گے، اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے
ہم سب پر جو ذمہ داری عائد ہے اس میں آپ حصہ لیں گے۔ آج
ہندوستان کے مختلف مقامات سے مسلمانوں کے جو قائم مقام حضرات
بہت بڑی تکلیف گوارا فرما کر یہاں اس جلسے میں تشریف فرما ہوئے
ہیں۔ یہ امر میرے خیال میں اس بات کی حتمی دلیل
ہے کہ ہماری قوم میں رفاہ عام اور سیاسی زندگی کی قومی رزح
موجود ہے۔ مجمع اطمینان ہے کہ میں آپ لوگوں پر بے خطر بھروسہ
کر سکتا ہوں، اس بارہ میں کہ میں جو صمیم قلب سے ان مشکلات
کو جو ہمارے درپیش ہیں، سلجھانے کی کوشش کرنا چاہتا ہوں۔
اس میں آپ لوگ میرا ہاتھ بٹائیں گے، اور مائل بمصالح رہیں گے
تاکہ نتیجہ یہ ہو کہ بعوض بہرے کے ہم پھر سے مستحکم ہو جائیں،
اور ہم میں ایسی توانائی پیدا ہو جائے، اور ہم ایسا طریق عمل
اختیار کریں جس سے ہمارے دلی مقاصد میں ترقی ہوتی چلی
جائے۔

تمام ایسی انجمنوں میں جیسی ہماری یہ انجمن ہے اختلاف
رائے واقع ہونا ضروری ہے۔ مختلف ذہن کے لوگ جب متحد
مسائل پر اپنی ترجیح مبدول کرتے ہیں، اور اس کے مختلف
پہلوؤں پر کافی اور آزادانہ بحث ہوتی ہے، تو اسخ نتیجہ برآمد
ہوتا ہے، اور عام دلچسپی کا باعث ہوتا ہے۔ چونکہ میرے ایسے
خیالات ہیں، اس لیے ہماری بہبودی و ترقی کے مسائل پر جو کچھ
معمول بحث ہو رہی ہے دل سے خیر مقدم کرتا ہوں
مگر اتنا لحاظ ضروری ہے کہ جب کسی امر کا فیصلہ ہو چکا
تو سب دوبہ طیب خاطر منظور کر لینا چاہیے، اور سب کو اسی
کے مطابق سعی بلیغ سے عمل کرنا چاہیے۔

اس دستور العمل کے لازمی طور پر یہ معنی نہیں ہیں کہ
جو فیصلہ ایک مرتبہ ہو گیا اس پر نظر ثانی نہ کی جائے۔ کوئی دستور

العمل اس جمہوری زمانہ میں بنایا نہیں جاسکتا، جو مثل قوانین
میڈی اور ”ایران قدیم“ اٹل اور دائمی ہوں۔ میری مراد یہ ہے
کہ جو فیصلہ کیا جائے وہ دستور العمل ہو جائے۔ اس زمانہ تک
جب تک کہ عام اہل الرائے تبدیل خیالات، تقاضاے وقت
مزید تجربہ، اظہار نقص و عیب، جو پیشتر خیال میں نہ آسکا یا
اسی طرح کے اور وجوہ کے لحاظ سے اس کو بدل نہ دیں۔

وجوہ مذکورہ بالا کے پائے جانے کے وقت سابق فیصلوں پر بھی
نظر کی جائے۔ سب سے زیادہ اور ضروری امر تو مجھے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ تمام مباحثے غیر شخصی اور غیر جانبداری کے اصول پر
ہو کر ہوں، اور جو لوگ مخالفت میں اپنے تئیں قلت الرائے پائیں
انکو چاہیے کہ کثرت الرائے کے صاف اور غیر مبہم فیصلوں کو وہ
طیب خاطر منظور کر لیں، اور اخلاص مندی سے تقلید سلوک عسکری
کرنے عام مقصود کے پیشرفت کی کوشش میں شریک رہیں، اسی
طریقہ پر جیسا کہ فیصلہ ہو چکا ہے۔

جب تک ہمارے قومی مقصود کے پیشرفت کے لیے اس
طرح سے ہم کاربند نہ ہوں، تب تک مجمع اندیشہ ہے کہ ہماری
ترقی میں سخت رکاوٹ رہیگی، اور بہت سخت مشکلات
پے در پے سامنا کرنا ہوگا۔ لہذا اسے حاضرین با تمکین! میں آپ سے
التماس کرتا ہوں، اور آپکے ذریعہ تمام مسلمان قوم سے التماس
کرتا ہوں کہ ہماری رفاہ عام کے لیے عالی حوصلگی تحمل اور
مخلصانہ شرکت سے مشغول کار رہیں گے۔

اگر ہم اس طرح تمام شخصی خیالات کو الگ رہے کے کاربند
رہیں گے، اور ہمارے ذہن میں صرف قومی فائدہ کا خیال ہوگا،
تو ہماری ترقی نہ فقط یقینی ہوگی بلکہ اتنی رفتار سے ہوگی
جو ہم میں سے عجلت پسند اصحاب کو بھی تشفی بخش ہوگی۔

کانپور کی مسجد

آپ سب صاحب اس امر سے واقف ہیں کہ مسلمانان ہند کے
دلوں پر مسئلہ مسجد کانپور نے بہت بڑا اثر کیا، اور آپکو یہ
معلوم کر کے نہایت ہی اطمینان اور تشفی ہوئی ہوگی کہ ہمارے
معزز اور ہر دلعزیز رائل اعلیٰ حضرت لارڈ ہارڈنگ بہادر نے
دور اندیشانہ سیاسی قابلیت سے اسکا فیصلہ باحسن الوجوہ فرما دیا۔

حضور رائل نے اپنے جدید پایۂ تخت ہند یعنی دہلی
میں داخلۂ سرکاری کے موقع پر جن شریفانہ خیالات کا اظہار کیا تھا۔
وہ میں آپ کو یاد دلانے کی اجازت چاہتا ہوں۔ حضور موصوف
اس وقت جدید لیجسلیٹو کونسل کے صدر تھے۔ جسکا اجلاس پہلی
مرتبہ دہلی میں ہوا، اس موقع پر آپ نے اپنی یادگاری تقریر
میں بیان فرمایا تھا کہ :

بہر حال اصل قصور کے بارے میں میرا جو کچھ خیال ہے۔
مگر میں صرف آپ کو اور تمام باشندگان ہند کو یقین دلانا چاہتا
ہوں کہ یہ واقعہ کسی طور پر بھی میری رائے پر کسی قسم کا اثر
نہ ڈالے گا، جس طور پر میں نے گزشتہ دو سال میں کام کیا ہے،
اسی طرح آئندہ بھی میں اپنی طرز حکومت بدلے بغیر عمل
کروں گا، اور اس طریقہ سے میں سر مو تجاوز نہ کروں گا۔

کیا کوئی کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ حضور لارڈ ہارڈنگ
نے اس موقع پر اہل ہند سے جو مدبرانہ وعدے کیے تھے، ان پر
وہ صداقت کے ساتھ قائم نہیں رہے؟ اس پدرانہ شفقت نے جو
انہوں نے ہمارے ہم وطنوں سے ظاہر کی ہے۔ صمیم طور پر لوگوں
کے دلوں پر فتح پائی ہے۔ یہ واقعہ صرف اس ملک کا تاریخی

سے مشورہ لیے جو ان لوگوں میں رہتے ہیں، جنکو ان فیصلوں کا اثر بہگتسا پڑتا ہے، اور اپنے فیصلہ پر یک طرفہ اظہارات پیش کر کے گورنمنٹ کی منظوری لے لی، تو پھر وہ فیصلہ ابھی رد نہ کیا جائیگا۔ اگر وہ فیصلہ لوگوں کو منظور نہ ہو تو دوسری باضابطہ طریقے ان کے لیے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ گورنمنٹ کو عرضداشت پیش کریں، اور اس میں یہ بتلائیں کہ وہ فیصلہ کس قدر ضرر رساں ہے، اور نظر ثانی کی درخواست کریں، اور دوسرا یہ ہے کہ مجلسیں کر کے اجلاس کونسل میں سوالات دائر کر کے اور اخبارات کے ذریعہ سے شرش جاری رکھیں۔

اگر یہ آفت زدہ لوگ پہلے علاج کی طرف رجوع کریں، تو اکثر یہ ہوتا ہے کہ سرکاری عملہ کا فیصلہ کے ساتھ تعلق ہے۔ ان میں کوئی واقعی مخالفت فیصلہ سے نہیں پائی گئی۔ اور اگر دوسرے طریقے کے مطابق شرش جاری رکھی جائے، تو یہ ادعا کیا جاتا ہے کہ یہ شرش چند غیر قانع لوگوں کی ساخت و پرداخت ہے، اور وہ خواہ مخواہ بیچارے عوام الناس کو برا بھلا کہتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ گورنمنٹ کے فیصلوں کو بہ طیب خاطر منظور فرماتے تیار ہیں، اور جب عذر لنگ ثابت ہو گیا، اور سرکاری اہل عملہ مجبور ہوئے کہ اقبال کریں کہ ہاں شرش بے بنیاد نہ تھی، اور داد رسی کرنا ضروری معلوم ہوا تو یہی بڑے زور سے یہ بات پیش کی جاتی ہے کہ فیصلہ کی تبدیلی نہ ہونا چاہیے۔ اس لیے کہ اگر ایسا کیا جائیگا تو گورنمنٹ کی کمزوری سمجھی جائیگی، اور سرکاری عہدہ داروں کا اقتدار بالکل جانا رہیگا۔ لہذا سخت کوشش کی جاتی ہے، کہ فیصلہ سابق برقرار رہے، جس کے لازمی معنے یہ ہوتے ہیں کہ ایسا دستور العمل قائم کیا جائے کہ جب کبھی کوئی سرکاری عہدہ دار کوئی فیصلہ کرے، تو وہ اتل ہو۔ ایسی حالت میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ لوگ جو سرکاری عہدہ داروں کے احکام اور فیصلوں کی نظر ثانی اور ترمیم کرنا چاہتے ہیں، کیا نہیں؟ خوش قسمتی سے یہاں بہت سے اعلیٰ عہدہ دار ہیں، جو اس قسم کا عذر پیش نہیں کرتے، بلکہ نازک اور مشکل مسائل کو دانشمندانہ اور مدبرانہ طور پر سلجھاتے رہتے ہیں، اور اس طرح برطانیہ اور ہندوستان کی نہایت قابل قدر خدمت کرتے ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ آپ میری رائے سے متفق ہونگے کہ ایسے عہدہ داروں میں سب سے ممتاز آجکل ہندوستان میں حضور لارڈ ہارڈنگ بہادر ہیں، اور ان کا عمل نہ صرف اعتراض سے بری ہے، بلکہ نہایت قابل تحسین ہے۔

میں سخت حیران ہوں کہ وہ نکتہ جہیں حضرات جو وقتاً فوقتاً عذر کمزوری پیش کرتے ہیں، آیا وہ اس کے مفہوم تک بھی پہنچتے ہیں یا نہیں؟ میری دانست میں تو اسے صرف یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ ہندوستان میں سلطنت برطانیہ ایسی ضعیف بنیاد پر قائم ہے کہ کسی عہدہ دار کے فیصلہ یا حکم کے خلاف لوگ اگر معقول داد خواہی کریں اور حکام بالا سے داد رسی کریں تو یہ فعل اس بنیاد کو ایسا صدمہ پہنچاتا ہے کہ چند ایسے صدمے اسکو ڈھانڈنے کے لیے کافی ہیں۔ دیا ٹوٹی حقیقت اور اس سے زیادہ دیر از صداقت ہو سکتی ہے؟ ہند میں سلطنت برطانیہ کی بنیاد ذاتی قوت، نیک سلوک، انصاف طبعی اور عدل کسٹری پر قائم ہے۔ ایک منصفانہ سلوک خواہ اس کو رحم سے تعبیر نہ لیجے کسی حالت میں بنائے سلطنت برطانیہ کو مضر نہیں پہنچا سکتا۔ بلکہ میری رائے میں مزید یشتی بان کا کام دیتا ہے، اور لوگوں کے

واقعہ ہونے کی غرض سے قابل قدر نہیں ہے، مگر وہ سبق جو اس قسم کی طرز سلطنت سکھاتی ہے۔ و برطانیہ عظمیٰ اور ہندوستان دونوں کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ حضور لارڈ ہارڈنگ نے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ پدرانہ ہمدردی صرف لفظوں ہی سے نہیں (جن کا ہم کو پہلے بہت سا تجربہ ہو چکا ہے) مفید ہو سکتی۔ بلکہ عملی طور پر کام لینے سے مطلب برابری ہوتی ہے۔ میرے لیے یہ امر ہمیشہ تعجب انگیز ہے کہ کیوں برطانوی اہل عملہ ہندوستان میں اس امر کی مدبرانہ کوشش نہیں کرتے جس کے ذریعہ وہ عملی طور پر ہمدردی اور غور کر کے اس ملک کے باشندوں کے دلوں پر فتح پالیں۔ کیا میں ان سے یہ کہنے کی جرات کر سکتا ہوں کہ یہ طریقہ اختیار کرنا ان کے لیے کس قدر آسان ہے؟ ہندوستانیوں کے نمایاں خصائص سے ایک بہ بھی ہے کہ ان میں احسان شناسی کا مادہ بہت ترقی کر گیا ہے۔ گذشتہ کشمکش کے زمانہ میں کتنی مرتبہ ہندوستانی انگریزوں کے بچاؤ کے لیے میدان میں آئے ہیں، اور کتنے موقعوں پر انہوں نے انگریزوں کو بچانے کے لیے اپنی جانیں تک ان پر قربان نہیں کر دی ہیں۔

اگر ہند کے سرکاری اہل عملہ واقعی ایسی کوشش کریں کہ اپنا فرض منصبی سمجھکر ہندوستان کے متعلقہ مسائل پر ہندوستان ہی کے نقطہ خیال سے غور کریں، اور اگر وہ ہمیشہ یہ امر ملحوظ رکھیں تو وہ ہندوستانیوں کے وجدان کی ایسی تسخیر کر سکتے ہیں کہ جو کسی اور ذریعہ سے ہوگز نہیں ہو سکتی۔ ہم پھر وہ فریادیں نہ سنیں گے، جو ہمیشہ ہمارے کانوں میں اس ملک کی گورنمنٹ کی رز افروز شکایتوں کے بارے میں گونجا کرتی ہیں۔ یہی وہ طرز عمل ہے جو لارڈ ہارڈنگ نے اپنے پیش نظر رکھا ہے، اور جسے وہ عمل میں لانا چاہتے ہیں، اور جس نے انکو ہندوستانیوں میں اس قدر دل عزیز بنادیا ہے۔

کیا ہندوستان کے دیگر اہل عملہ اس پر تہ دل سے عمل پیرا ہونگے؟ اگر ایسا ہوا تو صرف یہی نہ ہوگا کہ ان کا راستہ صاف ہو جائیگا، بلکہ ہندوستانیوں کے ان خادمان ملک کا بھی راستہ صاف ہو جائیگا، جو باوجود سخت رکاوٹوں کے اہل عملہ پر یہ امر ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہمدردی اور غور و خوض کا اثر کس قدر قوی ہے۔

عذر کمزوری

ایک فرقہ مرزہ سرا ایسا ہے جس نے پہلے بھی ایسا کہا ہے۔ اور پھر بھی ایسا کہیگا کہ خیر یہ سب باتیں رعایا کی تالیف قلوب کے لیے تو بہت خوب ہیں۔ لیکن سلطنت برطانیہ کی شان و اقتدار کا لحاظ کہاں؟ اگر گورنمنٹ سرکاری انتظامات کے مخالف ہر ایک شورش کے آگے سر جھکایا کرے، تو حکومت کا کام ناممکن ہو جائیگا۔ اور ایسی حالت میں تو یہ بہتر ہے کہ اہل برطانیہ اس ملک سے اپنا بوزیا بدھنا باندھ کر چل دیں۔ برطانیہ قوم کی طرف موجودہ تنفر کا زیادہ تر باعث یہی فرقہ غیر ذمہ دار لوگوں کا ہے۔ اگرچہ اس کے افراد برطانیہ قوم سے ہی ہیں نہ ہوں، یہی لوگ ہیں جو ایسا خیال کرتے ہیں کہ بہترین دستور العمل پنچۂ آہنین ہے، اور جو باعث ہوئے ان رز افروز اشکالات کا جو سرکاری عملہ کو درپیش آتی ہیں۔

ذرا ہم تھنڈے دل سے عذصفانہ طور پر ان لوگوں کی پکار پر غور کریں کہ وہ کس نتیجہ تک پہنچتی ہیں۔ اس کے معنی تو صرف یہ ہو سکتے ہیں کہ اگر کسی سرکاری عملہ نے ایک مرتبہ کوئی فیصلہ کر دیا اور جیسا کہ اکثر ہوتا ہے، بغیر ان ذمہ دار اصحاب

حالات اور ارشادات ۲ روپیہ ۸ آنہ [۴۷] رموزالطب ہندوستان بھر کے تمام مشہور حکیموں کے بانصوب حالات زندگی معہ انکی سینہ بہ سینہ اور صدیقی مجربات کے جو کئی سال کی محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں - اب دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خریداران نے جن نسخوں کی تصدیق کی ہے انکی نام بھی لکھ دیے ہیں - علم طب کی لاجواب کتاب ہے اسکی اصلی قیمت چھ روپیہ ہے اور رعایتی ۳ روپیہ ۸ آنہ [۴۸] الجریان اس نامراد مرض کی تفصیل تشریح اور علاج ۲۰ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۴۹] صابون سازی کا رسالہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ -

ملنے کا پتہ — منیجر رسالہ صوفی ہند بہار الدین
ضلع گجرات پنجاب

زندہ درگور مریضوں کو خوشخبری

یہ گریباں ضعف قوت کیلئے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہیں، زمانہ انحطاط میں جوانی کی سی قوت پیدا کردیتی ہیں، کیسا ہی ضعف شدید کیوں نہر دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتی ہیں، اور ہمارا دعویٰ ہے کہ چالیس روز حسب ہدایت استعمال کرنیسے اسقدر طاقت معلوم ہوگی جو بیان سے باہر ہے - تڑپے ہوئے جسم کو دوبارہ طاقت دیکر مضبوط بناتی، اور چہرے پر رونق لاتی ہے - علاوہ اسکے اشتہا کی کمی کو پررا کرنے اور خون صاف کرنے میں بھی عظیم النظر ہیں، ہر خریدار کو دوائی کے ہمراہ بالکل مفت بعض ایسی ہدایات بھی دیجاتی ہیں، جو بجالے خود ایک وسیلہ صحت ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصور بدمہ خریدار چھ شیشی کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ آنہ -

تھر

منیجر کارخانہ حبوب کا یا پلٹ پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکتہ

۱۔ الان

جناب محمد صفا بک صاحب جریدۃ العدل نے [دلیل الاستانہ] نام ایک کتاب نہایت محنت و جانفشانی سے لکھی ہے، جسمیں تمام سلاطین آل عثمان مع امیر المومنین و خلیفہ رسول رب العالمین مولانا سلطان محمد خاں پنجم و شہزادگان موجود الوقت و دیگر مشاہیر خدام ملت کی تصاویر مختصر حالات کے ساتھ درج ہیں -

اسکے سوا محلات شاہی مشہور مساجد نظارت جنگ حریہ برنیورسٹی اردنیا میں لائٹنی قدرتی مناظر حسن کی پریں یغنی استامبول کی پہاڑوں کے نقشے بھی دکھائے گئے ہیں - تصاویر و نقشجات کا مجموعہ ۳۰۰ سے زیادہ ہیں -

اس کتاب کے مطالعہ سے گویا آپ گھر بیٹھے ہوئے مقام خلافت کے لوگوں کی زیارت اور قسطنطنیہ کی دلفریب خوبصورتی کو دیکھ کر قنبارک اللہ احسن الخالقین دہینگے - مولف کا دعویٰ ہے کہ آجنگ کسی نے خواہ ایشیائی ہو یا یورپین فرنگی، ایسی جامع کتاب نہیں لکھی - بارجرن ان خوبیوں کے قیمت صرف تین روپیہ چھ آنہ مع محصور ڈاک رکھی گئی ہے، جو ذیل کے پتہ پر مولف موصوف سے مل سکتی ہے -

محمد صفا بک مالک و ایڈٹر جریدۃ العدل - قسطنطنیہ



دلور سے اظہار امتنان اور وفاداری کا باعث ہوتا ہے، جو سلطنت انگلستان کی بے بہا بضاعت ہے - آیا یہ رائے بلاشبہ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی ہے کہ تمام ہندوستان کے اسلامی قوم کے جلسوں اور انجمنوں نے جو متعدد رزلوشن پاس کئے ہیں، ان سے صاف ظاہر ہے کہ حضور وائسرائے بہادر کا عمل کس قدر عالمگیر تھا - کسی دی یہ خواہش نہیں ہے کہ گورنمنٹ فوراً ایک شورش کے سامنے اپنا سر جھکا دے - بلکہ ہمارا منتہاے منشاء یہ ہے کہ ہماری عرضداشت پر منصفانہ ترجمہ مبدول کی جائے، اور جب کسی سرکاری عہدہ دار کے حکم کی ترمیم و تفسیح کی ضرورت ثابت ہو جائے تو ریسا عمل درآمد کرنے سے کسر شان کے خیالی خوف کی وجہ سے باز نہ رہا جائے، کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ ہمارا مطالبہ کسی وجہ سے نا معقول ہے؟ (باقی آئندہ)

مشاہیر اسلام رعایتی قیمت پر

(۱) حضرت منصور بن حلاج اصلی قیمت ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرد شکر گنج ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ بوعلی قلندر پانی پتی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۱۲] حضرت خواجہ حسن بصری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۴) حضرت شیخ بہا الدین ذکریا ملتانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سنوسی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۷) حضرت امام بخاری ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ معی الدین ابن عربی ۴ آنہ رعایتی ۶ پیسہ (۱۹) شمس العلماء ازاد دہلوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۱) شمس العلماء مولوی ندیر احمد ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۲) آنریدل سرسید مرحوم ۵ رعایتی ۲ آنہ (۲۳) رائٹ آنریدل سید امیر علی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبدالعزیز خان غازی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت شبلی رحمۃ اللہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۷] کرشن معظم ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعید ابوالخیر ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مخدوم صابر کلیری ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۰] حضرت ابونجیب سہروردی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالد بن ولید ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۲] حضرت امام غزالی ۶ آنہ رعایتی ۲ آنہ ۲ پیسہ [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ۵ آنہ رعایتی ۲۰ آنہ [۳۴] حضرت امام حنبل ۴ آنہ رعایتی ۶ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعی ۶ آنہ رعایتی ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام حنبل ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۳۷) حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ آنہ - رعایتی ۲ آنہ (۳۸) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳۹) حضرت خواجہ معین الدین چشتی ۵ آنہ - رعایتی ۲ آنہ - سب مشاہیر اسلام قریباً در ہزار صفحہ کی قیمت یک جا خرید کرنیسے صرف ۲ روپیہ ۸ آنہ - (۴۰) یاد رہا کہ پنجاب کے اولیائے کرام کے حالات ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ - آنہ (۴۱) آئینہ خود شناسی مصوف کی مشہور اور لاجواب کتاب خدا بیبی کا رہبر ۵ آنہ - رعایتی ۳ - آنہ [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آنہ - رعایتی ۶ - آنہ [۴۳] حالات حضرت شمس نیریز ۶ - آنہ - رعایتی ۳ - آنہ - کتب ذیل کی قیمت میں کوئی رعایت نہیں - [۴۴] حیات جاردانی مکمل حالات حضرت محبوب بہانی غوث اعظم جیلانی ۱ روپیہ ۸ آنہ [۴۵] مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اردو ترجمہ دیوہ ہزار صفحہ کی تصوف کی لاجواب کتاب ۶ روپیہ ۷ آنہ [۴۶] ہشت بہشت اردو خراجگان چشت اہل بہشت کے

مُحْسِنُ بُولُ

وہ پھول چنے ہیں جو گلستانِ مین نہیں ہیں

شے کی قبولیت کی حوالہ دیتی ہے کہ اسکو چھنے بڑے سب یکساں طہر پر بند کر دیا۔ مادہ یہ
بول عام ہوئی۔ اب بری بول خاص قبول نام کی انتہائی ہی کمی شناخت کیسے کہ اس شے کے معترف
مذہب مشائیر امامان شریعت اخبارات ہوں جس جب یہ باجمہ و بیجمہ یعنی انجن افراد مختلف
شے مخصوص کیسے رطب اللسان ہوتو۔ ایسی شے یقیناً حائل قبول کی حد سے آگے سمجھی جائیگی
منہج بالا عبارت کا جو مفہوم ہے وہ محض کوئی تذکرہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ مستند جزئیات انتہا
پر ثابت کیا جا سکا ہے ۛ

چند شاہیر ہند کی قبولیت کو ملاحظہ کیجئے

اب نواب وقار الملک بہادر فرماتے ہیں میں مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ
تجربے مقصد میں ایک حد تک کامیابی کو اور خدا کرے کہ آئندہ بھی کامیابی
پائی جائے۔ سید شرف الدین صاحب جادوچیت جنس انسانی کو کلتہ تمام
وعلم کی صورت کو جو جہتی شفق سے پیش کیا گیا تھا، سوال کیا ہے میں اسکو
نیرنی بینی خوشبو بلکہ دماغ کو سرد و مہذب بلان کو نرم کھنکھانے والا دماغ بنایا میں اسکو
ماثر کرنا چاہتا

جناب سنان العنصرید الکبر حسین صاحب الکبر الہ آبادی فرماتے ہیں :-
 "تیروں (ابا و ام) دنوں وغیرہ کے خواہ مخواہ طبی کتابوں میں متعدد جہاں جیروں کو خوشبو میں
 مایا توڑی حکمت کی ہے۔ یہ ترکیب دقیق تفریق جو کیا یہی یعنی دلکش خوشبو جو کس دسٹیل
 بنائی گئی ہے یہ شعر اچھا ہوگا :-
 "ہر گیسے خوشبو کا کہل اچھا ہے + ہر بھئی مست ہوتی ہے کتیل اچھا ہے"

جانبِ سبیل العلماءِ ابو محمد عبدالحق صاحبِ مفہمِ تفسیرِ حقانی دہلویؒ: "ساجِ اردو میں گزشتہ سال کے افرہ و نا اجزاء، اعصاب و زبانات وغیرہ کو خوشی کے افرے سے محفوظ رکھنا ہی ایسے لمحہ کو تو ہی اور ایسے لوگوں کو ظاہر کرنا ہے۔ اس میں نہ نایاب خوبی یہی ہے کہ ایک قسم کی مٹھ ہادر و کچھ شہوہ کی بے پرواہی سے اور نیند لے کر تو کعبہ الاخرین پر ہے۔"

جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب اقبال ایم ایس ایم سی رٹائرڈ لا لایچھوہہ کہ
مکتا ہوں کہ تاج کے، استیصال سے دلع کھارام اور قلب کو راحت ملتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ خوشخبر
موجود قاتل ہندوستان کے دل و دماغ پر حکومت کرے گا ۱۱

جناب مولانا عبدالحمید صاحب شریعت دہلویؒ: ”ہر ایک تیل میں غلطی کے ساتھ۔
شرقی خزان کے پھولوں کی خوشبو پیدا کی گئی ہے جو نہایت مغرب و شیراز اور متعلق ہے۔ کئی دن
محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

جناب مولوی محمد عبد الغفار فاضل صاحب اختیاری نے سکرٹری سروسز بورڈ
فانی آباد، لاہور میں جن ایسے غریب و صاف معلوم ہوئے ہیں جن سے عام طور پر پانامہ
کے مرتبہ مشورہ مستقل مدد معنی خالی نظر کرے ہیں جو اہتمام تبلیغ انہوں نے تاج کی تکمیل
میں کیا ہے ان سے ایوانِ معرعی استقلال پایا جا رہا ہے۔ اگر صرف ایک تنگ ہی کی نفاس
پر غور کیا جائے تو یہ ظاہر ہوگا کہ راج فیوٹیکچری نے کامیابی و فائز مکمل کی ہے جو ہندوستان
سے تاجر پیشہ صحابہ کے لئے قابل تقلید ہے ۛ

چند مشہور اطباء اہل کے خیالات

جسٹا حاذق الملک کے محمد اکمل خاں صاحب دیوبند فرماتے ہیں: "سراج روضہ کیسودار نے
میں نے خود ہی ہتھال کیا یہ تیس دن کو آرام پہنچائے اور اسے تقویت دینے میں اچھا فائدہ
رکھتا ہے۔ اس میں بالوں کے خواب کرنے والی کوئی چیز نہیں۔ اس نے علاج ہیرا نکل کے شعور پر
اکارفا نکو بھی دیکھا ہے۔"

جناب سفار الملک حکیم رضی الدین احمد صاحب ہوی فرماتے ہیں: "تلج و زکین ہونا مسکن اور تقویٰ دلچ ہے۔ بالوں کو نرم کرنا اور اسکی نفیس خوشبو نوںادامع کو ایسی تسکین دیتی ہے کہ نومہات کیسے نہ حرکت کرتی ہی جانیں۔"

جناب لغت کرل ڈاکٹر زینت احمد صاحب ایم۔ ڈی۔ آئی۔ ایم۔ ایس فرماتے ہیں :-
 سماج و رخن گیسو دراز قدرتی نحوں سے کثیر کئے ہوئے تین مختلف تیل ہیں جو نہایت عمدہ گاجر
 صاف کر کے اور اداریہ کی ترتیب سے تیار کئے گئے ہیں۔ ان تینوں رخنوں کی خاصیت اور
 بہک بلیٹ لفریب استحکام پر مبنی جو اور جو انسانی دماغ کیلئے بہترین ہیں مجھے یقین ہے ان کا
 ادوی استعمال انہوں سے لیکر بوڑھوں تک کو مفید ہوگا۔

جناب حکیم حافظ محمد عبدالولی صاحب کهنوی سکرری مدتیہ کھنوفر ماتے ہں۔
 بعد اچر ہجرت نزل کو میں نے اکثر رضا کو التھال کرا یا خفید پا گیا او خوشبو میں تو بیت ہی مرغوب ہے۔
 یہ ایک اچھوتہ قابل قدر ہے۔

جنابِ پندت **ماں منگہ** صاحب دیدہ سگریزی آل انڈیا ویدک بلی ٹیوانائی کانفرنس دہلی ہائے میں ۱۶ دھن باوام دروغن زیتون کے اثرات اہل ہند کو خود معلوم ہیں بچی نسبت میرے کہ کہنے کی ضرورت نہیں ہاں آلمہ کی نسبت یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بچلے اور ہمارے موروثی ترقیہ علیٰ حق میں بالوں اور دماغ کیلئے بہترین چیز تھو کیا گیا یہ سب کارخانہ تاج پینوٹیکو کی ہے اور آلمہ کو نوک کے تیل میں شامل کر کے ایک غایت لطیف و دل کش شیشوں میں بسایا ہے

س کا ہم یا تو مرکب طیب قدیم و جدید میں اب تک دیکھنے میں نہیں آیا۔ یہ تلمیح و تحریف کیسے ہوا؟

چند مستند اخبارات ہند کا حسن قبول

الہلال کلکتہ۔ جلد ۲ نمبر ۱۵۱ میں شک نہیں کہ خوشبو شہرشی کی اپنے حال پر شاہ
ہے بہتر چاکر لوگ اس نے کارخانہ کی بہت افزائی کریں۔ شاید اس جاسنت سے تمام پودوں کو
تیل اور کسی کارخانہ میں نہیں بنے۔ یورپ کے موجودہ اصول تجارت و تنظیم و تربیت کے ساتھ ملک
میں اس طرح کے کارخانوں کا کھلنا یقیناً ہماری بہت افزائی کا سہی ہے۔“

دور از اندر میبادار لاہور۔ جلد ۳۔ نمبر ۵۔ مارچ اپریل ۱۹۱۳ء عادی الملک حکیم مختار
خاں صاحب اور شفاء الملک حکیم رضی الدین امیر خاں صاحب دہلوی۔ تلخ و روشن گیسو و رازانہ کفر
میں قلب لسان ہیں۔ اسلئے یہ جو نیا چہرہ ہے گمان میں نہ بیگمیری دہلی سے زن و گلوں کیسے
میفکد کام کیاب ہے جو بالوں کی آراستگی و زیبائش کا خاص شوق رکھتے ہیں۔

روزنامہ وطن لاہور۔ جلد ۲، نمبر ۵۰۔ ۵ مارچ ۱۹۱۳ء۔ مصلح سیریز میں شہسوم
ڈاکٹروں کی کھنوں، اور ویڈیوں سے اپنی نگرانی اور فائدہ کی تصدیق حاصل کر چکا ہے۔ سیرمی
ایک خوبصورت تیل کے اوصاف میں پورا ہونیکا اعتراف ہے۔

رہزانه پیسیہ اخبار لاہور۔ ۱۰ اپریل ۱۹۷۱ء۔ یہ خوش رنگ و مان کوٹھنڈا رکھنے والا غریب تیل ہے جو کپنی کے اہل سازنیکٹ دیکھنے سے مام پسند معلوم ہوتا ہے۔

روزنامہ اودھ اخبار لکھنؤ۔ جلد ۵۵۔ ۹۔ اپریل ۱۹۱۳ء بمطابق ۱۰ مارچ ۱۹۱۳ء

اردو و معنی علی گڑھ - نمبر ۱۵ - جلد ۱۵ - اپریل ۱۹۸۷ء - تین مختلف قسم کے تیلوں کے نمونے ہیں جنہیں باؤں کو بڑا ہنوائی - انکو سیاہ و نرم رکھنے والی اور گرتے سے بڑھانے والی

دیزلفکر کو برائے انہی دو ویس شمال میں دو جنس تازہ پھولوں کی تازہ خوشبو دیتی ہے۔ ان تیلوں کی تعریف شہرہ فیکوں نے کی ہے۔ خود ہم نے بھی انکو استعمال کیا اور ہر طرح سے خالص المیٹان پٹا

مندرجہ بالا نایا لٹ کا اردو معلوم آپ پر کیا ہو مگر ہم خوش ہیں کہ ہم نے ایک حد تک لالچ و دغ کی گریز کی
فیوضِ نبوت کا ایک مختصر گراں بہہ ترین خاکہ افکار و کھلائے میں کامیاب ہوئے ہیں پس ضرور بہت کم بختی
توجہ کو بھی ادھر سرفطت ہونا چاہیے۔ تاج مندرجہ ذیل میں مختلف اقسام و خوشبو کے مفید ترین
درجن گیسو ہیں۔



تاج روغن بادام و بنفشه - تاج روغن زیتون و یاسمن
 فی شیشی عدد ۱۱
 تاج روغن آمله و بنوله
 فی شیشی ۱۲

(نقش) یہ مبینہ علاحدہ مصلوہ لاکھ ختمیہ بیلنگ اور دی پی کے میں جو رینی شیشی ہے۔
کارخانہ کو فرمائش کئے سے پیشتر مقامی سودا گروں میں اگر کوئی تلاش کیجئے لے سکے کہ یہ روغن قریب
قریب تمام اطراف ہند کے بڑی بڑی دوکانوں پر ملتے ہیں۔ تجارت بشیہ صاحب گوارش ہے کہ
محیطہ اسطر تاجرون لے سکے کہ بہت تھوڑے مقامات میں جہاں
ایجنٹوں کی ضرورت ہے

۱۱۳
مینجر دی تلج مینوفیکری کئی ڈوبلی (صد دفتر دلی) - ہما

عرق پودینہ

ہندوستان میں ایک نئی چیز بچے سے بڑے تک کو ایکساں فائدہ کرتا ہے ہر ایک اہل رعایا والے کو گھر میں رکھنا چاہیے۔ تازہ رلا پتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے۔ رنگ بھی پتیوں کے ایسا سبز ہے۔ اور خوشبو بھی تازہ پتیوں کی سی ہے۔ مندرجہ ذیل امراض کی واسطے نہایت مفید اور اکسیر ہے: نفع ہر جانا، کھٹا دکار آنا، درد شکم، بد ہضمی اور متلی، اشتہا کم ہونا ریاہ کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۸۔ آنہ معصوم دکاک ۵۔ آنہ ہومی حالت فہرست بلا قیمت منگوا کر ملاحظہ کیجئے۔ نوٹ — ہر جگہ میں ایجنٹ یا معہور درو افروش کے یہاں ملتا ہے۔



تیل کا موہنی کی قسم تیل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اس کے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گہی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی کے جب سب چیزوں کی کثرت چھانت کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بھا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے۔ لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمرد اور نمایش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متقدم نمرد کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بذاتی ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی رلا پتی تیلوں کو جانچ کر ”موہنی قسم تیل“ تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد ملی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جس کے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا۔ یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبو کے دیر پا ہونے میں لا جواب ہے۔ اس کے استعمال سے بال خوب گھنے اگتے ہیں۔ جو بے مضبوط ہوجاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اس کی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے۔

تمام درو فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علامہ معصوم دکاک -

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بھار میں مرجا کرے

ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو درخانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پٹنٹ دار ارزاں قیمت پر گھر بٹھائے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے۔ ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اس کے فوائد کا پورا اندازہ ہوجائے۔ مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اس کی بدولت بھی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بھار یعنی پُرانا بھار - مرمسی بھار - باری کا بھار - پھر کر آنے والا بھار - اور وہ بھار، جسمیں روم جگر اور کھال بھی ”حق ہو“ یا وہ بھار، جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو۔ سردی سے ہو یا گرمی سے۔ جنگلی بھار ہو۔ یا بھار میں درد سر بھی ہو۔ یا بھار - یا آسامی ہو - زرد بھار ہو - بھار کے ساتھ گلنہاں

اصل عرق کافور

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی کی وجہ سے پتلے دست پیکٹ میں درد اور قے اکثر ہوجاتے ہیں۔ اور اگر اس کی حفاظت نہیں ہوئی تو ہیضہ ہوجاتا ہے۔ بیماری بڑھ جانے سے سنبھالنا مشکل ہوتا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل عرق کافور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو - ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں جاری ہے، اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری دوا نہیں ہے۔ مسافرت اور غیر وطن کا یہ ساتھی ہے۔ قیمت فی شیشی ۴۔ آنہ دکاک معصوم ایک سے چار شیشی تک ۵۔ آنہ۔

ڈاکٹر برمن کے بہترین تاراجت دوا شربت کلکتہ

بھی ہو سکتی ہیں۔ اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بھار آتا ہو۔ ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے، اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجئے تو بہرک بڑھ جائے، ہے، اور تمام اعضا میں خوشی مالم پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے، نیز اس کی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے۔ اگر بھار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کھلی رہتی ہو۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو۔ تریہ تمام شکایتیں بھی اس کے استعمال کرنے سے رفع ہوجاتی ہیں۔ اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہوجاتے ہیں۔

قیمت ہومی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ چھوٹی بوتل بارہ۔ آنہ

ہرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے تمام درکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

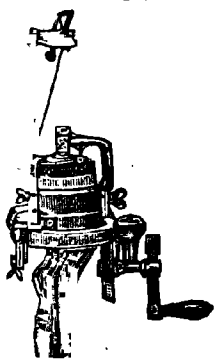
۱۹۰۱ء در دہر دہرائی

ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ ۲۲ و ۷۳ کولوٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

47 گھر بیٹھے روپیہ پیدا کرنا !!!

مرد، عورتیں، لڑکے، فرصت کے اوقات میں روپیہ پیدا کر سکتے ہیں۔ تلاش ملازمت کی حاجت نہیں اور نہ قلیل تنخواہ کی ضرورت۔ ایک سے ۳۰ روپیہ تک روزانہ - خرچ - برائے نام - چیزیں دور تک بھیجی جاسکتی ہیں۔ یہ سب باتیں ہمارا رسالہ بغیر اعانت اسناد بآسانی سکھا دیتا ہے جو مشین کے ساتھ بھیجا جائیگا۔ پراسپیکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیے۔

تو ۳ روپے - اور اس سے بھی کچھ زیادہ حاصل کرسکتے ہیں۔ اگر اس سے بھی زیادہ چاہیے تو چھ سو کی ایک مشین منگائیں جس سے سوزہ اور گنجی دونو تیار کی جاتی ہے اور ۳ روپیہ -



تھوڑے سے یعنی ۱۲ روپیہ بڈل نٹ کٹنگ (یعنی سپاری تراش) مشین پر لگائیے۔ یہ آس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرسکتے ہیں۔ اور اگر کہیں آپ آدرشہ کی خود باف موزے کی مشین ۱۵۵ - کرمنگالیں

روزانہ بلا تکلف حاصل کرلیں یہ مشین موزے اور ہر طرح کی بنیائیں (گنجی) وغیرہ بنتی ہے۔

ہم آپ کی بنائی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ نیز اس بات کی کہ قیمت بلا کم و کاست دیدی جائیگی!

ہر قسم کے کاتے ہوئے اور، جو ضروری ہوں، ہم محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتے ہیں۔ تاکہ روپیوں کا آپ کو انتظار ہی کرنا نہ پڑے۔ کام ختم ہوا، آپ نے روانہ کیا، اور اسی دن روپے بھی مل گئے! پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لیے اور چیزیں بھی بھیج دی گئیں!

آدرشہ ٹیڈنگ کمپنی - نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ - کلکتہ سب ایجنٹ شاہنشاہ اینڈ کمپنی - نمبر ۸۵ نذیر بازار - دھاکہ

الآت آزاد

جناب ارشدہ پنم کے مشہور اور مقبول نامہ نگار عالیجناب تواب سید محمد خان بہادر - آئی - ایس - آر - (جنکا فرضی نام ۳۵ برس سے اردو اخبارات میں مولانا آزاد رہا ہے) کے پر زور قلم طرافت رقم کا نتیجہ اور اپنی عام شہرت اور خاص دل چسپی سے اردو کے عالم انشا میں ایذا آپ ہی نظیر ہے باز دیگر نہایت آب و تاب سے چھپر سرمہ کش دیدہ ابولا بصر ہے - ذیل کے پتے سے بذریعہ ریلوے ایبل پارسل طلب فرمائیے اور مصنف کی جانور بیانی اور معجز کلامی سے فائدہ اُرتھائیے خیالات آزاد ۱ روپیہ ۴ آنہ - سوانح عمری آزاد ۱۲ آنہ علامہ معصوم -

سید فضل الرحمن نمبر ۶۲ قاتلا لبرن کلکتہ -

کانپور موسک (انگریزی ایڈیشن)

مصنف مسٹر بی - کے - داس - گپتا - سب ایڈیٹر بنگالی - مچھلی بازار کانپور کے واقعہ کی نہایت مشرق و مفصل حالت 'مپرنسپلٹی کی کارروائی' 'مسجد کا انہدام' واقعہ جانکاہ ۳ - (گست) عدالت کی کارروائی اور آخر معاملات کانپور پر حضور و اسراء کا حکم - یہ تمام حالات نہایت تفصیل و تشریح سے جمع کیے ہیں -

مصنف بہ حیثیت نامہ نگار بنگالی خود کانپور میں موجود تھے اسمیں بہت سے واقعات ایسے بھی ملیں گے جن سے پبلک اب تک واقف نہیں - کتاب دو حصے میں شائع ہوئی ہے - اسکے نفع کا ایک حصہ مسلمانوں کے کسی قومی کلم میں دیدیا جائیگا - دہلیاں میں بجایا متعدد نوٹروں موجود ہے - تمام درخواستیں پتہ ذیل پر آئی چاہئیں - اور الہال کا حوالہ دیا جائے - قیمت ایک روپیہ *

بی - کے - داس - گپتا - بنگالی آفس - جوبازار اسٹریٹ - کلکتہ

۱ - ۱۵ سالز - سلندر راج مثال چاندی - قبل و خوبصورت کیس - سچا ٹالم - گارنٹی ایک سال معہ معصوم پانچروپیہ -

۲ - ۱۵ سالز - سلندر راج خالص چاندی قبل منقش کیس سچا ٹالم - گارنٹی ایکسال معہ معصوم نورروپیہ -

۳ - ۱۵ سالز - سلندر راج جو نقشہ مد نظر ہے اسے کہیں زیادہ خوبصورت سونیکا پالدار ملمع دیکھنے سے پچاس روپیہ سے کم کی نہیں جیتی - پرزے پالدار - سچا ٹالم - گارنٹی ایکسال معہ معصوم نورروپیہ -

۴ - ۱۷ سالز - انگما سلندر راج - فائٹ (پتلی) - نکل - کیس اردن فیس (کھلا منہ) کسی حرکت سے بند نہ ہوگی - گارنٹی ایکسال معہ معصوم پانچروپیہ -

۵ - ۱۸ سالز - دس سال گارنٹی لیور لندن راج معہ معصوم چہ روپیہ - London Watch Syndicate Lever 10 years guarantee Nickel Case size 18 Rs. 6/- only including postage.

۶ - ۱۹ سالز - راسکوف - پٹنٹ لیور راج - مضبوط - سچا ٹالم - گارنٹی ایک سال معہ معصوم تین روپیہ آٹھ آنہ

۷ - ۱۹ سالز - راسکوف لیور راج سچا وقت برابر چلنے والی - گارنٹی ایکسال معہ معصوم دو روپیہ آٹھ آنہ -

المشہور - ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلی اسٹریٹ پوسٹ آفس دھرم تلہ کلکتہ

M. A. Shukoor & Co. No. 5/1 Wellesley Street, P. O. Dharamtollah, Calcutta.

مکمل فرسٹ مفت طالعہ فرماوین

شال پادین دی کشمیر کو اریو گوبند

آفت یوان سوسائٹی

دھرتی پوٹین

پانی پاشا

اونی پاشا

ایمری پاشا

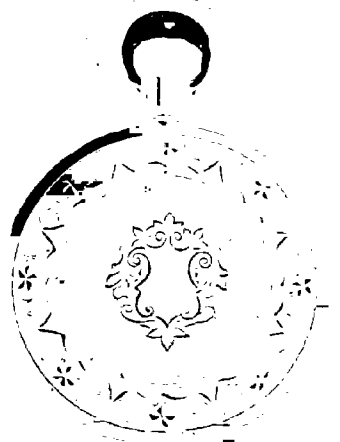
شکاف غفران جدار امیرہ اندلیہ زیرہ

ایک مسلمان ڈاکٹر

(پنشن یافتہ سب اسٹنٹ سرجن) کسی ایسے مقام پر ہونے پر پاش کرنا چاہتا ہے جہاں وہ انگریزی دارخانہ کو دیکھ کر علاج معالجہ سے اپنی گذران کر سکے - ابتدہ اگر ڈاکٹری یا دیگر ڈاکٹری خدمت کا برائے نام معاوضہ ملنے کو تیار ہے کر کافی ہوگا - بفضلہ تعالیٰ اپنے کلم میں ہر شمار بیس سال کا تجربہ محنتی 'دیانت دار' ہر کلم میں مستعد 'انگریزی کی لیاقت انٹرنس تک' ڈاکٹری میں سوا سو روپیہ مہوار تک تنخواہ پائی ہے - علامہ ڈاکٹری کے ایک بڑی تجارتی کارخانہ کا عرصہ تک منظم رہا - اگر کوئی صاحب مطلع کریں کہ آگے یا کسی دوسرے قصبہ یا موضع میں ایک ڈاکٹر کے پریکٹس کی کنجائش ہے یا ضرورت ہے تو باعث شکر ہوگا -

پتہ

ڈاکٹر صولت - مقام آرون - براہ گونا - ریاست گڑوالہ وسط ہند



مکمل فرسٹ مفت طالعہ فرماوین

شال پادین دی کشمیر کو اریو گوبند

آفت یوان سوسائٹی

دھرتی پوٹین

پانی پاشا

اونی پاشا

ایمری پاشا

شکاف غفران جدار امیرہ اندلیہ زیرہ

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا إِنَّا نَكْتُبُ لَكُمُ الْغَلَبَةَ

الغلبة

إحدى مائة وارصو رسالہ

میرسنول و مرخصی

احمد علی خان لکھنؤی

مقام اشاعت
۱ - ۷ کلارڈ اسٹریٹ
کلکتہ

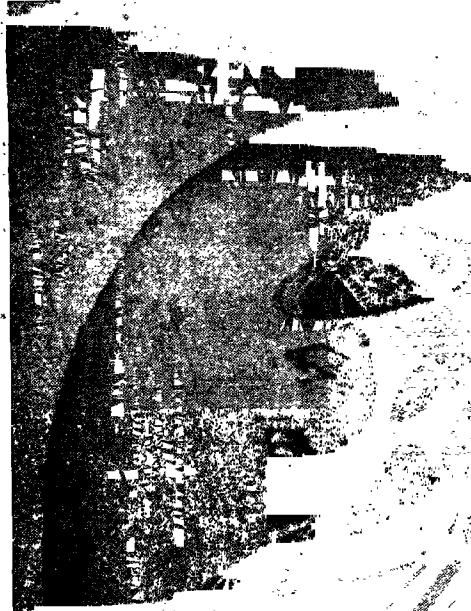
قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۳

کلکتہ : چھاپشہ ۲۳ صفر ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta: Wednesday, January 21, 1914.

جلد ۴



قیمت فی پرچہ

سارہ دیکر آڈٹ

- (۱) اگر کسی صاحب کے پاس دہلی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی۔
- (۲) اگر کسی صاحب کو پتہ کی تبدیلی کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں۔
- (۳) سونے کے پرچہ کے لئے چار آنے، گنت آنے چاہیں یا پانچ آنے کے ری - پی کی اجازت۔
- (۴) نام و پتہ خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے۔
- (۵) خط و کتابت میں خریداری کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل حکم کی شکایت نہ فرماویں
- (۶) مہی انور زمانہ کرتے وقت کریں پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں۔

نہ اب ری کا قاب

36

ہم اس خضاب کی بابت سن کر ہی کی لینا پسند نہیں کرتے لیکن جو سچی بات ہے اسے کہنے میں توقف بھی نہیں، خواہ کوئی سچا کہے یا جھوٹا حق تو یہ ہے کہ جتنے خضاب اس وقت تک ایجاد ہوئے ہیں ان سب سے خضاب سیہ تاب بڑھکر نہ نکلے تو جو جرمانہ ہم پر کیا جائے گا ہم قبول کرینگے۔ دوسرے خضاب مقدار میں کم ہوتے ہیں خضاب سیہ تاب اسی قیمت میں اسی قدر دیا جاتا ہے کہ عرصہ دراز تک چل سکتا ہے۔ دوسرے خضابوں کی ہونا گوار ہوتی ہے خضاب سیہ تاب میں دلپسند خوشبو ہے دوسرے خضابوں کی اکثر در شیشیاں دیکھنے میں آتی ہیں اور دونوں میں سے دو مرتبہ لگانا پوتا ہے خضاب سیہ تاب کی ایک شیشی ہوگی اور صرف ایک مرتبہ لگایا جائیگا۔ دوسرے خضابوں کا رنگ دو ایک روز میں پھیکا پڑ جاتا ہے اور قیام کم کرتا ہے۔ خضاب سیہ تاب کا رنگ روز بروز بڑھتا جاتا ہے اور دو چاند قیام کرتا ہے بلکہ پھیکا پوتا ہی نہیں۔ کونٹیاں بھی زیادہ دنوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ دوسرے خضابوں سے بال سخت اور کم ہوتے ہیں خضاب سیہ تاب سے نرم اور گنجان ہوجاتے ہیں مختصر یہ کہ ہمارا کہنا تو بیکار ہے بعد استعمال انصاف آپ سے خود پہلایگا کہ اس وقت تک ایسا خضاب نہ ایجاد ہوا اور نہ ہوگا خضاب بطور تیل کے برص یا سی اور چیز سے بالوں پر لگایا جاتا ہے نہ باندھنے کی ضرورت نہ دھونے کی حاجت لگائیے بعد بال خشک ہونے کے رنگ آیا۔ قیمت فی شیشی ۱ روپیہ معصوم قادی بدمہ خریدار۔ زیادہ کے خریداروں سے رعایت خاص ہوگی۔

ملنے کا پتہ کارخانہ خضاب سیہ تاب کٹرو دلسنگہ امرت سر



ان مستورات کیوں اپنی بیش قیمت وقت کو ضائع کرتی ہیں؟

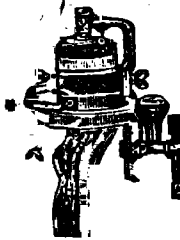
گھر بیٹھے روپیہ پیدا کریں!!!

ایک سے تیس روپیہ تک روزانہ

پراسپیکٹس ایک آنے کا گنت بھیجکر طلب فرمائیے



مرد، عورتیں، لڑکے، فرست کے اوقات میں روزیہ پیدا کر سکتے ہیں۔ تلاش ملازمت کی حاجت نہیں اور نہ قلیل تنخواہ کی ضرورت۔ ایک سے ۳۰ روپیہ تک روزانہ خرچ، برائے نام چیزیں اور تک بھیجی جاسکتی ہیں۔ یہ سب باتیں ہمارا خیال بغیر اعانت اسناد باسانی سکھا دیتا ہے جو مشین کے ساتھ بھیجا جائیگا۔



تھوڑے سے یعنی ۱۲ روپیہ بٹل نٹ کٹنگ (یعنی سپاری تراش) مشین پر لگائیے۔ پھر اس سے ایک روزیہ روزانہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر اگر کہیں آپ آدرشہ کی خود بان مرزے کی مشین ۱۵۰ - کومنگالیں تر ۳ روپے - اور اس سے بھی کچھ زیادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر اس سے بھی زیادہ چاہیے تو چھ سو کی ایک مشین منگالیں جس سے مرزہ اور گنجی دونوں تیار کی جاتی ہے اور ۳۰ روپیہ - روزانہ بلا تکلف حاصل کر لیں یہ مشین مرزے اور ہر طرح کی بلایلی (گنجی) وغیرہ بنتی ہے۔

ہم آپ کی ہنسائی ہوگی چھینڑوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ نیز اس بات کی کہ قیمت بلا کم و کاست دیسی

جالیگی!

ہر قسم کے کٹے چھلے اور جو ضروری ہیں ہم معص تاجرانہ نرخ پر مہیا کر دیتے ہیں۔ تاکہ روپیوں کا آپ کو انتظار ہی کرنا نہ پڑے۔ کام ختم ہوا، آپ نے روزانہ کیا، اور آٹھ روپے بھی مل گئے! پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لیے اور چیزیں بھی بھیج دی گئیں! آدرشہ اینڈ کمپنی - نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ - کلکتہ

سب ایجنٹ شاہنشاہ اینڈ کمپنی - نمبر ۶۹ نذیر بازار - دھاکہ

اثر : ا

تلک اثارنا تدل علینا
فا سئلوا بعد نا عن الاثار!

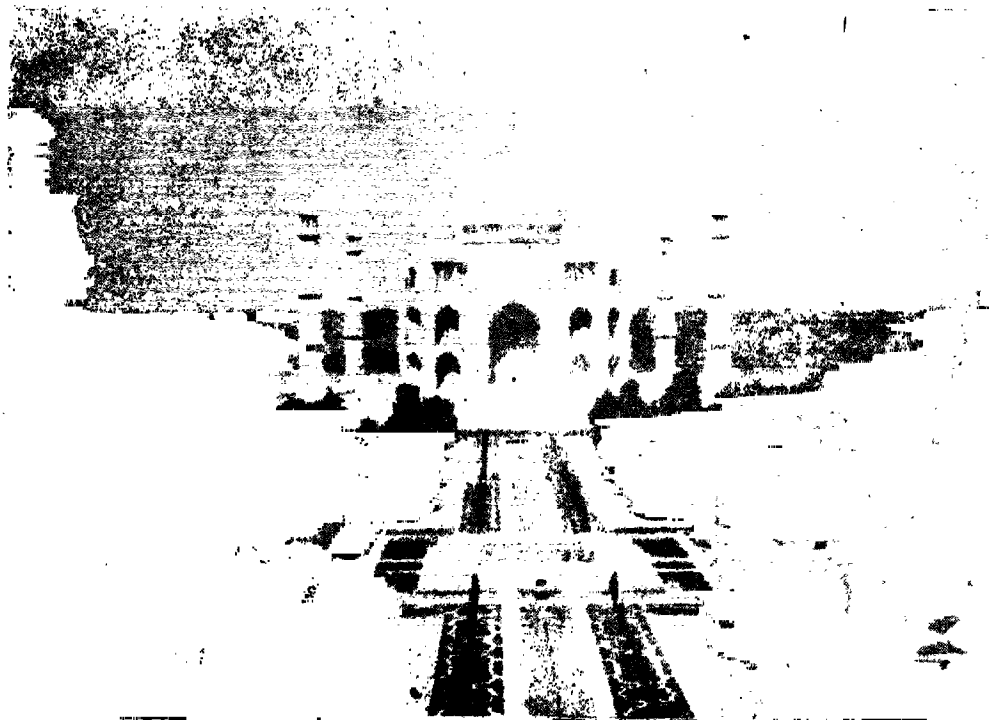


صاحب قرآن اعظم (شافہاں)

جس کی تعمیرات سے ہندوستان میں حسن و استعکام کا ایک نیا دور شروع ہوا

ارجمٹڈ بانو بیگم (ممتاز محل)

جسکی آرام گاہ ”روشنہ تاج“ ہے



جمال ہند یا حسن ”تاج“ کا ایک بیرونی منظر!
جو شافہاں کی تمام تعمیرات میں ایک اول درجے کی یادگار ہے!

بہ تقریب اجتماع آگرہ ۲۶ دسمبر ۱۹۱۳

[ضمیمہ الہلال نمبر ۳ - جلد ۳]

AL - H I L A L
Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs.8

Half-yearly " " 4-12

الحلال

میرسنول غرضوی
ملاکت علیہ السلام لکھی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ

۱۲۸

تیلیفون نمبر ۶۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپہ

ششماہی، روپہ ۱۲ آنہ

نمبر ۳ : چار شنبہ ۲۳ صفر ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta: Wednesday, January 21, 1914.

شذات

زر اعانت مسجد کانپور

افسوس کہ کانپور فنڈ کے متعلق اب تک بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ چونکہ مقدمات ختم ہو گئے، اس لیے اب روپیہ کی ضرورت نہیں رہی، اور وہ جمع شدہ روپیہ کے مصارف کے متعلق طرح طرح کے خیالات ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض مراسلات اس بارے میں دفتر الهلال تک پہنچی ہیں۔

لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ خیال بہت محدود ہے اور تقریباً تمام مسلمان جنہوں نے اس فنڈ کی فراہمی میں حصہ رافر لیا ہے، مسٹر مظہر الحق بیرسٹراٹ لا کے اس خیال سے بالکل متفق ہیں کہ یہ روپیہ بدستور مسجد کانپور کے نام سے جمع رہے، اور جس نیت سے دیا گیا ہے، اسی میں خرچ ہو۔ مستحقین حادثہ ۱۱ - اگست کیلئے در سر روپیہ ماحوار اعانت کی ضرورت ہے اور بہت سے بچوں کی تعلیم و تربیت کے مصارف اسے علاوہ ہیں۔ پس یہی مناسب طریق کار ہے کہ اس روپیہ کو بالکل محفوظ رکھا جائے اور صرف اس کی آمدنی سے کانپور کے مصیبت زدگان کی ماحوار اعانت ہو۔

اس طرح ایک کافی رقم سے گویا قومی بیت المال کی بھی تاسیس ہو جائیگی، اور روپیہ ہمیشہ جمع نہیں ہوتا۔

پس میں تو اس رائے پر بالکل مطمئن ہوں اور چاہتا ہوں کہ بعض متعبدین کانپور و لکھنؤ کی ایک کمیٹی بطور ترستیوں کے منتخب ہو جائے تاکہ صرف مسٹر مظہر الحق کی شخصی ذمہ داری باقی نہ رہے۔

الهلال کی فہرست زراعانہ کی کل رقم ۲۷۷۸ روپیہ ۳ - آنہ ہے۔ مولوی شمس الہدی صاحب کے بانکی پر سے پندرہ روپیہ بعد تو بھیجے تھے جو درج نہیں ہوئے تھے۔ اس کے اضافہ کے بعد ۲۷۹۳ - تین آنہ ہوئے۔

ایک ریشمی اچکن جو پٹنہ سے ایک بزرگ نے بھیجی تھی باقی ہے۔ اسے فروخت کر دیا جائیگا۔

اس میزان میں پانچ سو روپیہ مسجد مسوری کے جلسے کے شامل نہیں ہیں جنکے اعلان سے فہرست کھول کر گئی تھی۔ کیونکہ وہاں جس قدر روپیہ جمع ہوا، میرے آنے کے بعد براہ راست بھیج دیا گیا۔

اب ہم یہ تمام روپیہ مسٹر مظہر الحق کو بھیج دیتے ہیں۔

فہرست

۱	آخر الانباء
۲	شذرات
۵	مقالات انتداحیہ (فاتحہ السنۃ الثالثہ ۲)
۹	مدارس اسلامیہ (ندوة العلماء)
۱۱	مقالات (تاج انگلستان اور خزینۃ اسلام کا ایک گھر)
۱۲	انتقاد (تندرتی)
۱۵	شکون عثمانیہ (حکومتہ حالیہ آستانہ)
۱۶	برید فرنگ (جدید سرود)
۱۷	رئیس مجلس آل اندیا مسلم لیگ کی انتداحی تقریر (۲)
	تصاویر (آثار ہند)
	صفحہ خاص

الانباء

اس ہفتے جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کے متعلق کوئی اہم خبر نہیں آئی۔ مقاومت مجبور بدستور موقوف ہے اور تو بعض ہندوستانیوں کی رائے ہے کہ اس سلسلہ کے دوبارہ شروع کرنے کا وقت آگیا ہے، مگر ریورینڈ اندریوز کا بیان ہے کہ رئیس الاحرار مسٹر گاندھی کہتے ہیں کہ وہ اپنے ہمرنگوں کو شخصی طور پر یہ نصیحت کریں گے کہ ابھی مقاومت مجبور شروع کر کے یونین گورنمنٹ کے مشکلات میں اضافہ نہ کریں۔

ایک طرف تو مسٹر گاندھی اس درجہ امن پسندی و صلح جوئی کا اظہار کر رہے ہیں دوسری طرف جنرل بوٹھا نے ابھی جوهانسبرگ کی اسپیش میں ہندوستانیوں کے مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ جنوبی افریقہ میں تمام گورے اس موضوع پر یکدل اور یکجہاں ہیں کہ نہ تو ہندوستانی مطالبات کے آگے سر تسلیم خم کریں گے اور نہ ہیرونی مداخلت ہونے پائیگی۔

جنوبی افریقہ میں ریلوے ملازمین کا اسٹرائک اس طرح شروع ہوا کہ اسٹاف کی تحقیق کے متعلق گورنمنٹ نے ملازمین ریلوے کا مطالبہ منظور نہیں کیا، اس پر انہوں نے اسٹرائک کر دی ہے۔ اسٹرائک کا آغاز اورنج کا لڑی سے ہوا، مگر بعد کو ٹرانسوال میں بھی پھیل گئی۔ اسٹرائک والوں نے ریٹرو جی اور لپ انٹر دسرلی کی درمیانی لائن اور ٹرانسوال میں ڈیوائسٹ سے ٹرینوں کے اڑانے کی دھمکی کی۔ پہلی کوشش ناکام رہی، کیونکہ زبردستی ٹرینوں کے آنے سے ڈیوائسٹ دیکھ لیا گیا۔ دوسری کوشش میں انکو کامیابی ہوئی مگر صرف اس قدر کہ انہیں اور لائن کو صدمہ پہنچا۔ کوئی جان غائع نہیں ہوئی۔

اسٹرائک کو فرو کرنے کے لیے گورنمنٹ نہایت سرگرمی سے کوشش کر رہی ہے۔ مزدوری پیشہ جماعت کے ساتھ ایڈر گرفتار کر لیتے تھے ہیں، جوهانسبرگ کی فبڈریشن آف ڈریڈ نے ان مآخوذین کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے اور یہ دھمکی دی ہے کہ اگر انکو رہا نہ کیا گیا تو عام اسٹرائک ہوجائیگی۔ لیکن جب ریڈ ہال میں اس کے متعلق لوگوں کی رائے معلوم کی گئی تو عام اسٹرائک کی تائید میں بہت کم ہاتھ اٹھے اگرچہ مآخوذین کی رہائی کی تائید میں اٹھنے والے ہاتھ بہت تھے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون !!

اللہ اللہ ایہا الہ! - اے رون! ہل بعد ہذا الذل تسکتوں؟

ابلاغکم رسالۃ ربی و انا لکم ناصح امین!

۱۔ لوگو! میں تمہیں اپنے پروردگار کا حکم سناتا ہوں اور یقین کرو کہ میں تمہارے لیے ایک دیانت دار ناصح ہوں۔
میں کبھی اطلاع حق میں خیانت نہ کروں گا۔ (۷۰: ۶۵)

قدرتی منزلوں سے گذرے بغیر وہاں پہنچ جائے جہاں پہنچنے کیلئے ہمیشہ سے یکساں شرطیں قوموں کے سامنے پیش کی گئی ہیں؟

پھر اگر یہ سب کچھ سچ ہے تو ابھی تو ان باتوں کا وقت نہیں آیا۔ کیا ہے جو اب تک ہوا ہے، اور کونسی منزل ہے جہاں سے کاروان ہند کو گذر جانے کا فخر حاصل ہے؟ اگر نظر بلندی پر ہے تو سامنے کی گری ہوئی چیزوں کو کیوں دیکھو؟ میں نے ہمیشہ تم سے سچ کہا ہے اور آج بھی میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ جو کچھ کہ ہوا اور ہو رہا ہے، یقین کرو کہ اس کے مقابلے میں بہت ہی حقیر و معمولی ہے جو کچھ کہ ہونا چاہیے، اور جو کہ اپنے وقت پر ہوگا۔ لیکن: ان ادبی اقرب ام بعید ما توعدون!

تاریخ کی زبان کو کوئی بند نہیں کر سکتا، اور وہ جو سبق دیتی ہے وہ صرف ایک ہی قسم کا ہے۔ دنیا میں بہت سی حقیقتیں ایسی ہیں جنکو انسان جانتا ہے اور ان پر یقین رکھنے کیلئے مجبور ہوتا ہے، تاہم انکی صداؤں کو سننا پسند نہیں کرتا، اور چاہتا ہے کہ لوگوں کی زبانوں سے نہ نکلیں۔ لیکن وقت آتا ہے جب وہ سننے پر مجبور ہوتا ہے، اور زبان سے اٹھی ہوئی صدائیں نہیں بلکہ واقعات کے اجتماع و ہجوم سے پیدا شدہ طاقتیں اس کے کانوں کو بھر کر بجلی کی کڑک اور بادل کی گرج کی طرح سب کچھ سنادیتی ہیں: فهل ينظرون الا سنة الاولين؟ فلن تجد لسنة الله تبديلا
ولن تجد لسنة الله تحريلا (۳۵: ۴۱)

تعجب ہمیشہ اُس واقعہ پر ہوتا ہے جو نادر و غریب ہو، اور شکایت ہمیشہ اس سے ہوتی ہے جس سے توقع ہو۔ محکومہ تو اس واقعہ پر تعجب ہوا اور نہ شکایت پیدا ہوئی۔ میرے سامنے تاریخ ہے اور قوموں کی سرگذشتیں ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ طاقت نے ہمیشہ غرور کیا ہے، اور حکومتوں نے ہمیشہ حق و حیات کے ساللوں کو ایسا ہی جواب دیا ہے۔ میں روزِ اول ہی سے جانتا تھا کہ یہ سب کچھ یکے بعد دیگرے ہونے والا ہے، اور وقت اور موسم کے تغیر کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ جنگ طرابلس کے بعد ہی بلقان کا ماتم شروع ہوا، اور وہ ابھی جاری ہی تھا کہ مسجد کانپور کے واقعہ نے حیات ملی زحس غفلت کی بخشش سے تمام قوم کو مالا مال کر دیا۔ پس ضرور تھا کہ تغافل سے کم لیا جائے، اور ایک شاعرانہ حکمت تھی کہ حق و مدارا سے وقت کی طاقت کو بے ضعیف کر دیا جائے۔ پس اس کے لیے تمل سرور سامان مہیا کیا گیا اور کہا گیا کہ ہم نرمی کرتے ہیں، ہمارے ساتھ بھی نرمی کی جائے۔ دوا لوتدھن نیدھنوں! جبکہ کوششیں کر کر ہو گئیں تو بہت

زمیندار پریس لاہور سے دو ہزار روپیہ کی ضمانت لی گئی تھی۔ اس کے بعد دس ہزار کی طلب کی گئی۔ اب وہ دس ہزار بھی ضبط کر لیے گئے اور پریس کا تمام سامان اور مشینیں بھی، جنکی قیمت کا پندرہ ہزار تک تخمینہ کیا گیا ہے۔ بنیاد چند مضامین قرار دیے گئے ہیں جو اجردھیا کے واقعہ عید اضحیٰ پر نکلے تھے، اور ایک مضمون مسٹر ظفر علی خان کا جو انہوں نے لندن سے لکھ کر بھیجا تھا۔ ہندوستان کی فیاض و عادل گورنمنٹوں کی یہ انصاف پروری ہے کہ وہ پریس ایکٹ کے احکام نافذ کرتے ہوئے کبھی کبھی جرم کی نوعیت سے بھی مجرموں کو مطلع کر دیتی ہیں، ورنہ سچ یہ ہے کہ ”حق و آزادی“ کے دو قدرتی جرموں کی موجودگی کے بعد اور کسی جرم کے قرار دینے کی ضرورت ہی کیا ہے؟
رجو دک ذنب، لا یقاس بہ ذنب

پھر آج ہمالہ کے اس جانب بسنے والوں میں سے کون ہے جو مجرم نہیں ہے؟

ملکوں اور قوموں کی تاریخوں میں ایک وقت آتا ہے جبکہ انسانوں کیلئے زندگی کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے، اور زندہ رہنے سے بڑھ کر اور کوئی جرم نہیں ہوتا۔

جبکہ انچھی اونچھی دیواروں اور آہنی دروازوں کی آبائی بوجھاتی ہے اور آہن گر کی صنعت کی سب سے زیادہ مانگ ہوتی ہے۔ جبکہ درختوں کی ٹہنیوں میں رساں لٹکائی جاتی ہیں، اور جبکہ لکڑی کے تختے بنائے جاتے ہیں تاکہ ان پر فرزندانِ آدم کھڑے ہوں۔ یہ وقت آتا ہے اور انقلابِ ام کے ایک قدرتی قانون کے ماتحت گذر جاتا ہے، اور پھر برہاسی و ہلاکت کا ہر وہ بیج جو زمین میں ڈالا گیا تھا، نئے موسم کے شروع ہوتے ہی زندگی اور حیات قائم و دائم کا پھل پیدا کر دیتا ہے!

ہندوستان بھی ایک ملک ہے جہاں قومیں بستی ہیں اور وہ سب کچھ اپنے اندر رکھتی ہیں، جو انسانوں کے دلوں کے اندر ہوتا ہے۔ یہاں بھی انسان ہیں جنکو زندگی محبوب اور زندگی کی قوت مطلوب ہے۔ یہاں کے بسنے والوں کے پہلو میں بھی دل ہے، جو عزت کا خواہاں اور ذلت سے نفور ہے۔ یہاں کے رہنے والے بھی اُس متاعِ عزیز، اُس جنسِ گرامی، اور اُس شاہدِ محبوب حق و حریت کے عشق کا حق رکھتے ہیں، جسکو اس آسمان کے نیچے ہر آدم کے فرزند نے چاہا ہے اور اُس کے جمالِ مقدس کی ہواداری میں اپنی قیمتی سے قیمتی چیزوں کی بھی قربانی کر لی ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ جو کچھ ہر جگہ ہوا ہے، اور جسکو انسانوں کی جماعتوں نے ہر جگہ جھپٹا ہے، اُس سے ہندوستان مستثنیٰ کر دیا جائے؟ کیا سبب ہے کہ سفرِ حیات ملی و فلاحِ ملکی کی

مقبولیت شروع ہوگئی۔ اسکی اشاعت بیس بیس ہزار روزانہ تک پہنچی، اور اسکی ارزانی اور عام فہم ہونے نے آئے عام دکانداروں اور بازار کے بیٹھنے والوں تک پہنچا دیا۔ ہر شخص جو اردو عبارت پڑھ سکتا ہے، علی الصبح اس طرح زمیندار کا خراہم بند ہوتا تھا، گویا یورپ اور امریکہ کا ایک تعلیم یافتہ عادتاً صبح کے وقت مطالعہ اخبار کیلئے بیقرار ہے۔ اس نے گواہی دینا میں ہندوستان کے معاملات کے متعلق کچھ نہ لکھا اور مسلمانوں کی سیاسی حالت پر بھی کوئی توجہ نہ کی، تاہم اس نے جن جن معاملات کو لکھا، آزادی اور جرات کے ساتھ لکھا، اور اپنے پڑھنے والوں میں یقیناً زندگی کی ایک روح پیدا کر دی۔

اُس کے بعد حالات میں مزید تغیرات ہوئے اور زمیندار نے بیرون ہند کے اسلامی مسائل کے علاوہ ہندوستان کے سیاسی مسائل کے متعلق بھی لکھنا شروع کیا۔ گو اس سے بے اعتدالیاں ہوئی ہوں لیکن اسمیں شک نہیں کہ اصولاً اس نے ہمیشہ آزادی کے ساتھ اظہار خیال کی سعی کی۔

وہ روزانہ تھا اور متفرق فروخت ہوتا تھا۔ ایک پیسہ یا دو پیسہ دیکر ہر شخص اُسے خرید لے سکتا تھا۔ گزشتہ دو سال کے تغیرات و حالات نے خود بخود اُسے مقبول عام بنا دیا تھا، قوم کے ہر طبقہ میں روزانہ پڑھا جاتا تھا۔ ان تمام اسباب کی وجہ سے وہ ایک بہت بڑی قوت تھی جو حسن اتفاق سے پیدا ہوگئی تھی، اور ایک ایسا وسیلہ رحید تھا جسکے ذریعہ ہر روز ہزاروں مسلمانوں کے اندر بیک وقت زندگی پیدا کی جاسکتی تھی۔ اس قسم کے رسائل ہر وقت حاصل نہیں ہو سکتے، اور نہ تغیرات و حوادث کا موسم ہمیشہ رہا کرتا ہے۔

پس ”زمیندار“ کا بندھنا فی الحقیقۃ مسلمانان ہند کیلئے ایک عظیم ترین ضالعات ملیہ میں سے ہے، اور تمام قوم عند اللہ اُس غفلت کیلئے جوابدہ ہے جس نے حریف قری پنبہ کر ایسا کرنے کی فرصت دی، اور پھر اس کے لیے بالکل خاموش اور مردوں کی سی بے حسی گوارا کر لی۔

وقت نازک اور موسم مخالف ہے۔ غفلت کے جھونکے چلنے لگے ہیں، اور جھنجھوڑنے والے ہاتھ بے حرکت سے ہو گئے ہیں۔ حریف قری و شاطر، مقابل فریب خوردہ، دسائس و مطامع دلفریب، اور ایمان کی آزمائش امتحان طلب ہے۔ سفر صرف ابھی شروع ہی ہوا ہے، اور تجربے کے زاہد راہ سے مسافر تہی دست ہیں۔ نہر کہ قدرت کی بخشی ہوئی ایک ہی فرصت ہشیاری ضائع کر دینی جائے، نہر کہ وہ جو برسوں ہی جگہ مہینوں میں حاصل ہوا تھا، پھر غفلت و سرشاری پر قربان کر دیا جائے۔ فالعذر! العذر! العذر! ایہا المسلمون الغافلون! ولا تکنوا کالذین قالوا سمعنا و ہم لا یسمعون!!

ہمہ اندرز من بتر اینست

کہ تو طفلی و خانہ رنگین ست!

پھر کوئی ہے جو اس غفلت موت آور، اس سرشاری مسموم، اس سکون ممات، اور اس عمل السحر باطل کے پردے کو چاک کر دے؟ فاین شرف الاسلام و این مجد المسلمین؟ هل فقد المسلمون کل ذلک؟ لم علی قلوب افعالہا؟

بال بکشا و مغیر از شجر طوبی زن

حیف باشد چو تو مرغی کہ اسیر قفسی!

آج دیرہ سال کا زمانہ گذر گیا کہ میں تمہارے سامنے ہوں۔ میں نے ہمیشہ اپنی فریادیں بلند کی ہیں، اور ہمیشہ وہ سب

ضعفا و مولفة القلوب، اور بہت سے منافقین و مفسدین بھی شامل کر ہو گئے: راداً لقو الذین آمنوا، قالو آمنا، راداً خلوا الی شیاطینہم، قالوا انا معکم، انما نعن مستہزؤن۔ اور بظاہر ایک ایسی حالت شروع ہوگئی جو خاموشی و افسردگی کا یقین دلائے لگی۔ بس اسی وقت کا انتظار کیا جا رہا تھا، چونکہ وہ آگیا، اسلئے اب اصلی ارادے اور منصوبے ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں، جنکے اولین تجربے کی قسط زمیندار پریس کا خاتمہ ہے اور آنے والے واقعات ابھی غفلت مزید کے منتظر ہیں: وما تعفی صدورہم اکبر، قد بینا لکم الایات ان کنتم تعقلون (۱۱۴: ۳)

اصول کی محبت فروعات کے مناقشات سے بالاتر ہے، اور حقیقت کے سوال کے سامنے اشخاص و مخصوص حالات کی بحث باقی نہیں رہتی۔ پس اس وقت ہمارے سامنے زمیندار نامی اخبار کی محض ضبطی کا سوال نہیں ہے جسکا مالک و ایڈیٹر ایک شخص خاص ہے اور جسمیں بہت سے لوگ مضامین لکھتے تھے، بلکہ یہ ایک حق و قانون، اور عدالت و حریت کا مسئلہ ہے، اور ان واقعات و حوادث کا جو اسکی تہ میں پوشیدہ ہیں۔ میرے دوستوں کو معلوم ہے کہ میں شخصاً زمیندار کی بہت سی کمزوریوں سے نہ صرف شاکہ بلکہ واقعی طور پر مقالہ و متاذی تھا۔ میں اس کے طرز تحریر و انشاء مضامین کو پسند نہیں کرتا تھا۔ مجھے اس میں بہت زیادہ عامیت اور سرقیت نظر آتی تھی۔ اسمیں عوام کے مذاق کو بہت زیادہ دخل تھا اور حقیقۃً، کبھی کبھی اس کے استیلاء سے دب بھی جاتی تھی۔ اشخاص کی بحث کے انہماک کو میں پسند نہیں کرتا، اور چاہتا ہوں کہ ہر شخص نکتہ چینی و احتساب کی بنیاد صرف اصول کے وعظ پر رکھے، اور اُس کے ضمن میں اگر اشخاص کی بحث ناگزیر ہو تو مضائقہ نہیں، لیکن زمیندار میں اشخاص کا مسئلہ حد اعتدال سے گذر گیا تھا، اور بسا اوقات جس عامیانہ و سرقیانہ انداز میں داد و ظرافت دی جاتی تھی، اس سے اخبار میں پبلک کے مذاق کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔

معہذا بعض اہم مسائل کے متعلق اسکی غلطیاں بھی شدید تھیں۔ مسئلہ کانپور کے فیصلے پر جس طرح اُس نے خوشی ظاہر کی اور جو مضامین لکھے، انہوں نے فیصلہ کی صورت اصلی کے خلاف ایک دوسری صورت لوگوں کے ذہن میں پیدا کر دی۔

اس کے مقامی اور معاصرانہ نزاعات بھی ہمیشہ مجھے دکھ پہنچاتے رہے۔

تاہم اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ اسکی نیکیاں اسکی غلطیاں سے زیادہ تھیں، اور اسکا فائدہ ان بعض نقصانات سے بہت عظیم راعم تھا، جو اسکی غلطیاں اور کمزوریوں سے پیدا ہو سکتے تھے۔ اگر اسکی نسبت کہا جائے کہ: خلطوا عملاً صالحاً و اخر سئیاً۔ تو اس کے پاس اس قدر ذخیرہ حسنات بھی موجود ہے جو اُس کے کفارے کیلئے کافی ہو سکتا ہے:

وانما الحسنات اور نیکیاں برائیاں کو معفو کر دیتی یذہبن السئیات! ہیں۔

روزانہ زمیندار کی اشاعت سے پہلے اخبار بینی صرف طبقہ خواص میں محدود تھی، اور عام بیداری و احساس کے پیدا ہونے میں یہ ایک ایسا مانع عظیم تھا، جسکی وجہ سے کوئی تحریک اور کوئی آواز عام قوت و اثر پیدا نہیں کر سکتی تھی۔ جنگ طرابلس نے قوم کے تمام طبقات کو خبروں کا شائق بنایا، اور زمیندار کی علم

نہیں بنانا چاہیے - آج علی الاعلان میری پسکاری کہ اگر مسلمان اپنی زندگی کے زلوٹوں سے ہاتھ نہیں دھو چکے، تو انہیں چاہیے کہ زمیندار کے مسئلہ کے متعلق پوری قوت، پورے اتحاد، سچے جوش، مگر باقاعدہ و با امن طریقہ سے اپنی صداائیں بلند کریں، اور اس وقت تک دم نہ لیں جب تک کہ اس ضبطی کے حکم پر نظر ثانی نہ کی جائے -

ساتھ ہی پریس ایکٹ کے بے امان حملوں سے دفاع کیلئے بھی ہندو مسلمانوں کو متحدہ کوشش کرنی چاہیے ورنہ یاد رہے کہ ملک کی سیاسی ترقی کا مسئلہ سالہا سال کیلئے صرف اس ایک ایکٹ کے نتائج کاھرہ کی بدولت رہ جائیگا -

آخر میں گورنمنٹ کے متعلق صرف اس قدر کہنا کافی ہوگا کہ مسئلہ کانپور کے بعد عام طور پر ایک خاموشی سی شروع ہو گئی تھی، اور بعض الہام سرائیاں حکومت لوگوں کو نصیحتیں کرتے تھے کہ وہ گورنمنٹ کے ساتھ نرمی کریں، تاکہ وہ بھی نرمی کر سکے - لیکن زمیندار پریس کی ضبطی کا واقعہ وہ نیا قدم ہے جو سکون کے بعد بے چینی پیدا کرنے کیلئے اٹھایا گیا ہے: ولا تفسد فی الارض بعد اصلاحها - اگر پنجاب گورنمنٹ کو اس تشدد کیلئے چھوڑ دیا گیا، اور اس میں مداخلت نہ کی گئی، تو پھر پبلک کی بے چینی کی پوری ذمہ داری خود گورنمنٹ ہی پر ہوگی - گورنمنٹ دنیا کی تاریخ اور قوموں اور ملکوں کے تغیرات کے قدرتی اصولوں سے کیوں غافل ہو رہی ہے؟ کیا وہ نہیں جانتی کہ اس گیند کو جتنے زور سے پٹکا جائیگا، اتنا ہی وہ اور قوت سے اچھلیگا؟ چشمے کا پانی رکاوٹ پا کر آواز ابلتا ہے، اور آگ کے بجھانے کیلئے پانی کی ضرورت ہوتی ہے نہ کہ تیل کی - دلوں کا طوفان صرف کسی اخبار کے دفتر ہی میں نہیں ہے جس کے بند کر دینے کے بعد فضا صاف ہو جائیگی - اگر حق اور حق کی پیدا کی ہوئی زندگی چند چریسوں کے بند کر دینے کے بعد مرجا سکتی ہے تو بہتر ہے کہ اسکا بھی تجربہ ہو جائے - میزینی کے چلے جانے کے بعد اٹلی چپ نہیں ہو گئی تھی:

اولم یسیرا فی الارض فینظروا
کیف کان عاقبة الذین من
قبلہم وکانوا اشد منہم قوۃ
و ما کان اللہ لیعجزہ من شی
فی السموات و لا فی الارض
اتہ کان علیما قدیرا - ولو
یراخذ اللہ الناس بما کسبوا
ما ترک علی ظہرہا من دابة
و لکن یرزقہم الی اجل مسمی
فاذا جاء اجلہم فان اللہ کان
بصیرا (۳۵ : ۴۵)

نہیں کر سکتی - وہ سب کے حال سے واقف اور ہر بات کی قدرت رکھنے والا ہے - اگر وہ لوگوں کو انکے ظلم و زیادتی کے پاداش میں فوراً پکڑتا تو روس زمین پر کسی جاندار ہستی کو بھی باقی نہ چھوڑتا - لیکن یہ اسکا قانون ہے کہ وہ اپنے ہر کام کو اسباب و علل کی ترتیب و طبعی تدریج کے ساتھ انجام دیتا ہے، اور اسی لیے وہ ایک وقت مقررہ تک ظالموں کو مہلت دیتا ہے - پھر جب انکا وہ وقت آ پہنچتا تو خود بخود تم انقلاب حالت کو دیکھ لوتے بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ہر عمل نیک و بد کو دیکھ رہا ہے -

کچھ تم کو بتلا دینا چاہا ہے جو میرے دل نے مجھے بتلایا ہے - میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے کبھی بھی حق کے کہنے میں تامل نہیں کیا، اور کبھی بھی میرا نفس اپنے فرائد اور اپنی ذاتی تحفظ کے مطامع دکھلا کر مجھے رام نہ کر سکا - میرے آگے دنیوی عزت کے حصول اور دولت و جاہ سے مالا مال ہونے کی بہت سی راہیں آئیں، اور اگر میں صرف تھوڑی سی غیر محسوس تبدیلی بھی اپنی روش میں کر دیتا، تو حق پرستی کے دعوؤں کو باقی رکھ کر بھی دنیا حاصل کر سکتا تھا - پر خدا نے میرے دل کو ہمیشہ اپنی قدوس انگلیوں میں اس طرح رکھا کہ چند لمحوں کے فانی تزلزل کو مستثنیٰ کر دینے کے بعد، میں اس کے تحت جلال و عظمت کی قسم کھا سکتا ہوں کہ میں نے کبھی اپنے ذاتی فائدہ کیلئے اپنی روش سے ایک والی برابر بھی اعراض کرنا پسند نہیں کیا - اور میرے دل کے سچے ناز اور جالز فخر کے لیے یہ بس کرتا ہے کہ مجھے حق کی راستبازانہ پرستش کی توفیق ملی -

میں نے کبھی نہ یہ نہ کرنے میں خیانت نہ کی اور آئندہ کی مادی عقوبتوں کا تصور میرے لیے کبھی بھی مہیب نہیں ہوا - میں نے اکثر وقت سے پہلے غفلت کو دور کرنا چاہا، اور اکثر عین وقت پر بیدار کرنے کی کوشش کی - آج بھی میں حالت کو دیکھ رہا ہوں، اور خاموشی کو گناہ اور اعراض کو کفر سمجھتا ہوں، کیونکہ نتائج قریب اور آنے والا وقت موجود ہے زیادہ آزمائش طلب ہے - میں آج پھر اپنی صدا بلند کرتا ہوں، اور ہر شخص کو جو ملت کا درد، زندگی کی خواہش، اور حاصل کردہ متاع کے ضائع نہ ہونے کا خواہشمند ہے، اپنے دل کے درد اور دکھ کی آواز میں دعوت دیتا ہوں کہ غفلت و سرشاری کا اور زیادہ یقین نہ دلائیں، اور اس موقع پر "زمیندار" کے مسئلہ کو موجودہ تحریک کے قیام کے حقیقی مسائل میں سے سمجھیں - اس زبان و قوت سے جو خدا نے دی ہے حیف ہے اگر آج کام نہ لیا جائے - بعض لوگ جو خاموش ہیں اور افسردگی کو کھرا اور پائدار کرنے میں شریک ہو رہے ہیں، انکی جانب نہ دیکھو کہ انکا ایمان اتنی ہی قیمت رکھتا تھا جو انہیں مل گئی، اور وہ اس پر قانع ہیں - یہ کوئی وفاداری اور غیر وفاداری کا سوال نہیں ہے - یہ باغیانہ ایچی ٹیشن یا شورش مخفی کا مسئلہ نہیں ہے - یہ محض ایک قانونی مسئلہ، ایک جابرانہ قانون کا نفاذ و عمل، اور بعض گورنمنٹوں کے نا عاقبت اندیشانہ اقدامات کے خلاف قوت حق و عدل کے ساتھ احتجاج کرنا ہے اور بس -

میں جانتا ہوں کہ وقت اور موسم میں ایک سطحی تبدیلی ہوئی ہے، اور نئے وقت نے بظاہر کامیابی سی حاصل کر لی ہے - اخبارات خاموش کیے گئے ہیں، اور بعض مدعیان حریت کو بھی سمجھا دیا گیا ہے کہ انکے لیے خاموشی ہی میں امن ہے - پس ایسی حالت میں جو شخص عام پبلک کے اصلی خیالات کی ترجمانی کرے، اور حق و قانون کی عزت کیلئے قلم و زبان سے کام لے لے، اسکی نسبت کہا جائیگا کہ یہی ایک تنہا شخص ہے جو ایچی ٹیشن کے فرضی عفریت کو دوبارہ دعوت دے رہا ہے -

تاہم باوجود اس علم کے میں اپنے اندر باطل اندیشی کی ایسی قوت نہیں پاتا کہ دیکھوں اور چپ رہوں، اور جو کچھ کہ لاکھوں دلوں کے اندر ہے، اسکو اپنی زبان و قلم پر جگہ نہ دوں - وہ سکون و امن جو مسئلہ کانپور کے بعد شروع ہو گیا تھا، اسی کا یہ غلط فائدہ ہے جو اٹھایا جا رہا ہے، اور جو لوگ امن کے بعد پھر تشدد کا بیج بوئے ہیں، اس کے پھل کی کڑواہٹ سے انہیں منہ

ما کان لکم ان تنبتوا شجرہا ' اُس کی آبپاری ہے (کیسے)
 الہ مع اللہ؟ بل ہم قسم (کیسے) حسین و شہدائے باغ
 یعدلسن (۲۷: ۶۱) رجنی پیدا ہو گئے، حالانکہ تم
 انسانوں کی قوت سے بالکل باہر تھا کہ ان کے درختوں کو نشورو نما
 دیتے؟ کیا اللہ کے سوا اور بھی کرلی ہے؟ ہرگز نہیں!

(قوت الہی اور عمل شیطانی کے دو بیج)

یہی تمثیل انسان کی زندگی اور اس کے کاروبار کی ہے کہ:
 انما مثل الحیاة الدنیا کما انزلناہ من السماء - حیات دنیوی کی
 مثال بارش کے پانی کی سی ہے جو زمین پر گرتا ہے۔ پھر
 بہت سے بیج اس سے زندگی حاصل کرتے ہیں اور بہت سے ضائع
 جاتے ہیں۔ ایک مشہور حدیث نبوی ہے کہ: الدنیا مزرعة الخرقا۔
 دنیا آخرت کیلئے مثل ایک کھیتی ہے، جس میں آج دانے بونے
 جاتے ہیں اور کل کو اس کی فصل کاٹی جائیگی۔ دراصل یہ
 ایک اشارہ لطیف ہے مکافات عمل کے قانون طبعی کی طرف کہ:
 فطرۃ کے ساتھ جو کچھ کیا، تا ہے، ویسا ہی جواب اس کی طرف
 سے ملتا ہے! رقال فی المثنوی المعنوی:

از مکافات عمل غافل مشر

گندم از گندم برویدہ جو ز جو

یاد رکھو کہ انسانی کاروبار کے وہ تمام اعلانات جو حق و صداقت
 سے خالی ہوں، شیطان کے ہاتھ سے ڈالے ہوئے بیج ہیں، جو اس لیے
 انسانوں کے اندر سے ظم کرتا ہے تاکہ ضلالت اور گمراہی کا پھل
 پیدا کرے۔ لیکن دنیا میں گمراہی کا پھل تو پیدا ہو سکتا ہے پر
 اس کی جز کبھی بھی مستحکم نہیں ہو سکتی، اور یہ یقینی ہے کہ
 شیطانی تخم، باوجود قواء ابلیسیہ کی عظیم الشان مادی طاقتوں کے
 بالآخر نشور نما الہی سے محروم رہے:

ومن یتخذ الشیطان ولیا اور جو شخص صداقت الہی کو
 من دون اللہ فقد خسر چھوڑ کر شیطان سے اپنا رشتہ
 خسرانا مینا - بعد ہم پیدا کریگا تو یاد رکھو کہ وہ مزیم
 و یمنیہم وما بعدہم الشیطان نامرادی و ناکامی میں آگیا۔
 لا غرور (۱۱۹: ۴) شیطان ان سے کامیابی کے وعدے
 کرتا اور امیدیں دلاتا ہے لیکن شیطان کا وعدہ نرا دھوکا ہی دھوکا ہے!

پس دنیا فی الحقیقۃ، ایک زراعت کا ہے، اور انسان کے
 اعمال اور ارادے مثل اُس بیج کے ہیں جو بار آور ہوئے کیلئے
 اُس میں ڈالے جائیں۔ پھر دیکھو کہ ان میں ایک بیج تو عمل باطل
 و ضلالت کا ہوتا ہے جو صداقت الہی کی روح القدس سے خالی
 ہوتا ہے۔ انسان بڑے بڑے ارادوں کے ساتھ اسے بڑتا ہے، اور تمام
 انسانی تدبیریں عمل میں لائی جاتی ہیں تاکہ کامیابی و فتح
 یابی کا پھل لائے۔ اسباب و وسائل دنیویہ میں سے ہر چیز اس کے لیے
 مہیا ہوتی ہے، اور انسان اور انسانی قوتیں جس قدر بھی انتہائی
 سعی و کوشش کر سکتی ہیں، اس کے لیے کرنے میں قصور نہیں کرتیں۔
 تاہم اس کی مثال اس بد نصیب دانے کی سی ہوتی ہے جس کو
 دھقان مغرور نے بڑے بڑے دعووں کے ساتھ زمین میں ڈالا، پر نہ تو
 زمین نے اسے قبول کیا کہ اپنی آغوش میں لیے، اور نہ آسمان کی
 بخشش اس پر مہربان ہوئی کہ اس کی آبپاری کرے۔ ہر کوشش جو
 اس کے لیے کی گئی مروتہ ہوئی، اور ہر محنت جو اس کے لیے برداشت
 کی گئی بے نتیجہ نکلی۔ کیونکہ اُس نے چاہا کہ وہ حق و ایمان
 کا کاروبار کرنے والوں کی طرح کاروبار کرے، پر نہ تو اُس نے حق
 کو چاہا اور نہ حق ہی نے اسے رشتے کو قبول کیا۔ پھر وہ جو حق کو
 درست رکھتا اور باطل کو پیدار نہیں کرتا، کیسے ممکن ہے کہ باطل

الہلال

۲۳ صفر ۱۳۳۲

فاتحۃ الدنیا فی الثانیۃ

المجلد الرابع

(۲)

انسان کی ساری مصیبت اس میں ہے کہ وہ جن چیزوں کو
 تمام عمر دیکھتا اور جانتا ہے، کبھی ان پر غور و فکر نہیں کرتا،
 پر ہمیشہ اُن چیزوں کی تلاش میں رہتا ہے جنہیں وہ نہیں جانتا،
 حالانکہ اگر وہ فکر زیادہ اور تلاش کم کرے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ
 تلاش لا حاصل ہو اور حقیقت سے جہل - و لہ دلشاعر:

ہر کس نہ شناسندہ راز ست و گر نہ

اینها ہمہ راز ست کہ معلوم عوام است!

قرآن کریم بھی یہی کہتا ہے:

وکان من آیۃ فی السموات " آسمان و زمین میں حکمت الہی
 و الارض یمرون علیہا ہم کبھی کتنی ہی نشانہاں ہیں جن پر
 عنہا معروضون (۱۰۵: ۱۳) سے لوگ بے سرنچھے گزر جاتے ہیں
 پر انفس کہ غور نہیں کرتے! "

قرآن کریم بار بار اسی لیے بارش اور زمین کی حیات نباتاتی
 پر ترجمہ دلاتا ہے کہ گویہ سامنے کی باتیں ہیں جنہیں ہر انسان
 دیکھتا اور کرتا ہے، لیکن ان کے اندر حکمت الہیہ کے جو عجائب
 و معجزات پوشیدہ ہیں، ان پر کوئی غور نہیں کرتا۔

صرف اسی ایک بات پر غور کر کہ قدرت الہی کی یہ کیسی
 نصرت اور فیضان فطرۃ کی یہ کیسی فیاضی ہے؟ کس بے چارگی
 اور بیکیسی کے عالم میں تم زمین سے اپنا معاملہ شروع کرتے ہو اور
 کس طرح مجبور رہے بس ہوتے ہو جب اپنی دولت تخم اس کے
 حوالے کر دیتے ہو؟ کون کہہ سکتا ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا اور یہ جو
 محنت کی جا رہی ہے، کن نتائج سے درچار ہوگی؟ لیکن جب
 نصرت الہی مرفق ہوتی ہے اور دانے بار آور ہو کر اُٹھتے ہیں، تو نتائج
 اعمال کا کیسا عجیب منظر تمہارے سامنے ہوتا ہے؟ کس کی
 حکمت ہوتی ہے جو ایک سیاہ اور خشک دانے سے سرسبز و ثمر
 دار شاخیں پیدا کر دیتی ہے؟ اور یہ کس کا کاروبار ہے جو ایک
 خشک دانہ لیتا ہے پر اس کے معارضے میں ہزاروں تر و تازہ دانے واپس
 کر دیتا ہے؟ پھر کون ہے جو مضطر دلوں کی پکار کو سنتا، اور
 مضطرب ہاتھوں سے پھینکے ہوئے دانوں پر اپنی قبولیت کی مغفی
 چادر ڈال دیتا ہے، اور اس طرح ان میں سے ہر چھوٹے سے چھوٹے
 دانے کی پرورش کرتا ہے کہ کل کو دھبی بڑے سے بڑا درخت بن کر
 حیرت انگیزہ نظار و افکار ہوجاتا ہے؟

امن خلق السموات و الارض کون ہے جس نے آسمانوں اور
 و انزل لکم من السماء ماء زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے
 فانبتا بہ حدائق ذات بہجۃ تمہارے لیے پانی برسایا، پھر

سورہ رعد کے آغاز میں فرمایا کہ ”لہ دعوة الحق“ صرف اللہ ہی کیلئے حق کی دعوت ہے، اور جو اسے چھوڑ کر باطل پرستی کے طرف جاتے ہیں، انکی مثال یہ ہے کہ:

کبسط کفیه الی الماء ”جیسے ایک شخص اپنے دونوں ہاتھ لیبلغ فاه رہا ہو ببالغہ“ پانی کے طرف پھیلے تاکہ پانی آپ رہا دعاء الکافرین الافی سے آپ اُسکے منہ میں آکر آجائے ضلال (۱۳: ۱۵) حالانکہ وہ اسطرح کبھی بھی آنے والا نہیں۔ اور یقین کر کہ باطل پرستوں کی پکار بھٹکتی رہتی ہے۔ اسکی قبولیت کیلئے کہیں بھی قرار نہیں۔“

اسلیے نہ کہیں ہے جسے وہ پکاریں گے؟ کہیں ہے جو انکی سنہ کا؟ کہیں ہے جو انکی نصرت و اعانت کیلئے اپنا ہاتھ بڑھائیگا؟ جو خداوند قدوس کہ قربانوں کو سنتا، اضطرابوں کو تسکین دیتا، نیک ارادوں کو شرمندگی سے بچاتا، اعلان حق کو استیلاے باطل کے محفوظ رکھتا، اور ہر سچائی کے بیج کو اپنے ہاتھوں سے پانی دے دے کر سرسبز کرتا ہے، اسکے تعلق اور رشتے سے تو انکے کام خالی ہیں، اور اسکے دروازے کو چھوڑ کر انہوں نے شیطان ضلالت کا دامن پکڑ لیا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ زبان سے خدا پرستی کا دعوا کرتے ہوں، لیکن جبکہ انکی دعوت، حق کی جگہ باطل کی ہے، اور انکی کوشش سچائی کی جگہ کذب و فساد کیلئے ہے، تو وہ اس پاک اور قدوس ہستی سے رشتہ رکھنے والے نہیں ہو سکتے، جو صرف حق ہی کا سرپرست اور صرف صداقت ہی کا مددگار ہے:

اللہ ولی الذین امنوا ”اللہ ارباب حق و ایمان کا مددگار یخرجہم من الظلمات ہے۔ وہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر الی النور، والذین کفروا روشنی میں لاتا ہے۔ مگر جو لوگ کہ اولیاءہم الشیطانہ حق سے روگردانی کرنے والے ہیں، یخرجونہم من النور الی انکے حمایتی شیاطین ہیں جو انہیں للظلمات، اور لائک روشنی سے نکال کر تاریکی میں دھکیلنے اصحاب النار ہم فیہا ہیں۔ یہی لوگ اصحاب النار ہیں جو خالدرن (۲: ۲۵۸) کبھی اصحاب الجنة کی سی کامیابی نہیں پاسکتے، اور وہ ہمیشہ عذاب الہی میں گرفتار رہینگے۔“

اگر میں ان تمثیلوں کو جمع کروں جن میں حق و باطل کی اس اختلاف حالت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اگر میں ان تمام آیتوں کو یک جا کروں جن میں ”اصحاب الجنة“ اور ”اصحاب النار“ کی اصطلاح الہی میں کامیاب و نامراد کاموں کی تقسیم کی گئی ہے، اگر میں ان تمام مواعد الہیہ و تصریحات بینۃ قرانیہ کو نقل کروں جن میں حق کے بیج کو سرسبزی و شادابی کی، اور ضلالت کے تخم شیطانی کو عاقبت کار ناکامی و نامرادی کی کہلے کہلے لفظوں میں بشارت و نذارت دی گئی ہے، تو الہلال کی ایک پوری ششماہی جلد صرف اسی بیان سے مرتب ہو جائے۔ مختصر یہ ہے کہ قرآن کریم نے اس قانون الہی کا بار بار اعلان کر دیا ہے کہ:

افمن اسس بنیانہ علی ”بھلا جو شخص خدا کے خوف اور تقویٰ من اللہ و رضوان اُس کی رضا جوئی پر اپنے کاموں کی خیر، ام من اسس بنیانہ بنیاد رکھے، وہ بہتر ہے یا وہ؟ جو علی شفا جرب ہار فہار کسی کرنے والی گھاٹی کے کنارے اپنا مکان بنانا شروع کرے اور پھر لا یهدی القوم الظالمین۔ وہ آئے آتش جہنم میں لے کرے؟ یا یاد رکھو کہ اللہ ان لوگوں پر کامیابی کی راہ نہیں کھولتا جنہوں نے حق و عدل سے روگردانی کی ہے“ (۱۱۰: ۹)

زیادہ نہیں تو صرف انہیں چند آیتوں پر غور کرو کہ قلوب صافیہ کیلئے ارشادات ربانیہ کا ایک لفظ بھی بہت ہے۔ علی الخصص

پرستی کے دعوؤں کے ساتھ بھی رہی سب کچھ کرے، جو حاملان حق اور حلقہ بگوشان صدق کے ساتھ کرتا ہے؟ انجعل المسلمین کالمجرمین؟ ما لکم ایف تحکمون؟

تم میں سے کون ایسا ہے جو روشنی اور تاریکی میں تمیز نہ کرے، اور کون ہے جو رات اور دن، دونوں کو یکساں بتلاے؟ ہر شخص جو حواس رکھتا اور آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے، کبھی بھی روشنی اور تاریکی کی تفریق میں غلطی نہیں کر سکتا۔ پھر اگر ایسا ہی ہے تو سمجھ لو کہ حق و باطل کا فیصلہ بھی ہو گیا۔ جب تم کہ انسان ہو، روشنی اور تاریکی، دونوں کے لیے ایک ہی راہ نہیں رکھتے، تو جو خدا، اور نیکیوں اور روبریقتوں کا سرچشمہ ہے، کیونکر حق اور باطل، دونوں کے دعوؤں اور اعلانوں کو ایک ہی طرح پھولنے اور پھلنے دیکھتا ہے؟ اگر ایسا ہو تو دنیا سے امان اٹھ جائے، اور انسان کی شریذ روح کبھی بھی سچ کا ساتھ نہ دے۔ دنیا جو خدا کے حق و صداقت کی ہے، ہمیشہ کے لیے شیطان ضلالت کو نہیں بخشنی جا سکتی!

قل هل یستوی کیا ایک اندھا اور ایک دیکھنے والا، الامی والبصیر؟ ام هل دونوں یکساں ہیں؟ اور کیا تاریکی تستوی الظلمات اور روشنی، دونوں ایک ہی طرح والنور؟ (۱۷: ۱۳) ہو سکتے ہیں؟ کبھی نہیں!

(قانون نصرت حق و خذلان باطل)

قرآن کریم نے اس حقیقت الہی پر جس قدر زور دیا ہے، وہ اور کسی بیان کو نصیب نہیں ہوا۔ ان ارباب نظر و فکر کو جو قرآن کریم کا تدبر و تفکر کے ساتھ مطالعہ کرتے ہیں، میں ترجہ دلانا ہوں کہ اس حقیقت کو زیر نگاہ رکھ کر آسیر نظر دالیں۔ وہ دیکھیں گے کہ یہ حقیقت اسکی تمام موعظہ و تذکیر کیلئے بجائے ایک اصل جلیل و اساسی کے ہے، جس پر اسکی اکثر تمثیلیں اور تقریباً تمام قصص و حکایات متفرع ہوتی ہیں۔

سورہ ابراہیم میں ان لوگوں کے اعمال باطلہ کی مثال دی جنکے دل نور ایمان و صداقت سے معرور ہیں:

اعمالہم کرماد اشتدت انکے اعمال باطلہ کی مثال راکھ کے دھیر بہ الريح فی یوم کی سی ہے کہ آندھی کے دن اُسے عاصف، لا یقدرن ہولے آزی۔ جو کچھ محنت و مشقت مما کسبرا علی شی انہوں نے کی ہے، اسمیں سے کچھ بھی ذلک ہوالضلال البعید! انکے ہاتھ نہیں آئیگا۔ یہی وہ نامرادی ہے جو انتہا درجہ کی نامرادی ہوتی ہے! (۲۱: ۱۴)

اعمال باطلہ اور ارادہ ہائے سیئہ و مفسدہ کی ناکامی و نامرادی کی کیسی پر تاثیر مثال ہے جو اس آیت کریمہ میں دی گئی ہے؟ فرمایا کہ راکھ کے ایک دھیر کا تصور کر جو کسی جگہ اکٹھی کی گئی ہو، پھر سرنچو کہ آندھیوں کے چلنے کا دن آیا اور زور سے ایک آندھی اٹھی جو اسپر سے گذر گئی۔ اسی حالت میں اُسکا کیا حشر ہوگا اور وہ قائم رہے گا یا نہیں؟ ہر شخص جانتا ہے کہ اُسے جواب میں کیا کہنا چاہیے۔

سورہ نور کے پانچویں رکوع میں جہاں ہدایت الہی کی روشنی و نورانیت کے ظہور و قیام کی مشہور مثال دی ہے، اُسکے بعد ہی اعمال باطلہ و شیطانیہ کی نسبت فرمایا:

اعمالہم کمراب بقیعة انکے اعمال باطلہ کی مثال اسی ہے یعصبہ الظلمان ماء، جیسے کسی چٹیل میدان میں چمکتا حتیٰ اذا جاءہ لم یبجدہ ہوا ریت کہ پیاسا دیکھتا ہے تو اُسے شیئا - (۲۴: ۳۹) پانی سمجھتا ہے لیکن جب اسکے پاس آیا تو کچھ بھی نہ پایا!

نذر کہ صلیباں لایققدرون جم گئی ہے۔ زور سے پانی ہر سا اور علی شی ممنا کسبوا آسے بہا کر لے گیا۔ جو کچھ انہوں نے والہ لایسیدی القوم کیا تھا، آس میں سے انہیں کچھ کانرین! (۲: ۲۶۴) بھی ہاتھ نہ آیا اور اصل یہ ہے کہ جو لوگ فرمان الہی سے سرتابی کر کے کذب و فساد کا ساتھ دیتے ہیں، خدا انہر حق کی راہ نہیں کھولتا۔

یعنی وہ ذرا سی مٹی کی تہہ جو کسی چٹان پر پیٹھ گئی ہو، باہستی اور ثبات رکھتی ہے؟ پانی کا ایک ہلکا سا چھینٹا بھی اُسکی مرت کے لیے کافی ہوتا ہے جو آسے معاً بہا کر لیجاتا ہے۔ بعینہ یہی حال دعوت شیطانی کے بیج کا بھی ہے جو اول تو زمین میں اپنے لیے کوئی جگہ پا ہی نہیں سکتا، اور پا بھی جائے تو اس پر جم کر ٹہر نہیں سکتا۔

لیکن ایک اور بیج ہے جو گو اُسی طرح، اور اُنہی حالتوں میں دیا جاتا ہے جیسا کہ پہلا بیج، لیکن اُسکی زندگی کا ہر دور پہلے بیج سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ یہ کلمۂ طیبہ کا تخم صالح ہے جسکو خدا کا دست قدوس بوتا ہے، تاکہ اُس سے حق و ارشاد اور ہدایت و سعادت انسانی کا شجرہ طیبہ مبارکہ پیدا ہو، اور پھر اپنی کامیابی و فتح مندی کے پہل سے اپنی زمین کی گرد بھر دے۔ اس سے مقصود وہ تمام اعمال حقہ و صادقہ اور اعلانات ربانیہ و الہیہ ہیں جو خدا کی راستبازی اور عدالت کو قائم کرنے اور اعمال شیطانیہ کی تاریکی و ضلالت سے بندگان الہی کو نجات دلانے کیلئے، نیت صالح اور ارادہ صادق کے ساتھ ظہور میں آتی ہیں۔ جنکے اندر مہضات الہیہ کا عشق مخفی، اور نفاہ رجہ رب کا شوق مستور ہوتا ہے۔ جنکو انسانی قوتوں کا اعتماد اور مادی ساز و سامان کا گھمنڈ ظہور میں نہیں لاتا، بلکہ محض تحریک الہی کا ایک جذبہ ملکوتی ہوتا ہے جو خود ہی آتا ہے، اور خود ہی اپنے چہرے سے نقاب اُٹھاتا ہے۔ پس وہ ایک درخت ہوتا ہے جسکا بیج بھی خدا ہی بوتا ہے، جسکی آبپاشی بھی اُسی کے ہاتھوں سے ہوتی ہے، اور آخر میں اُسکا پہل بھی وہی اُتارتا ہے۔ چونکہ اُسکی زندگی خرد اُسکے اندر پوشیدہ ہوتی ہے، اسلیے وہ بغیر کسی باہر کی اعمال کے خود ہی بڑھتا اور خود ہی پھیلتا ہے۔ اسکی ابتدا بھی عجیب ہوتی ہے اور انتہا بھی۔ ابتدا سے لیے کہ وہ اس قوت سے اُٹھتا اور بڑھتا ہے کہ زمین کے اوپر اور آسمانوں سے آنے والی، کوئی بھی قوت اُسکے اُٹھان کو روک نہیں سکتی۔ اور انتہا اسلیے کہ اُسکی جز ایسی مضبوط اور محکم ہوتی ہے، گویا زمین کے آخر تک اسکے ریشے پہنچ گئے ہیں، اور پہاڑ کی کسی چٹان کی طرح اسے زمین کی سطح سے جوڑ دیا گیا ہے:

”آیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا نے کلمۂ طیبہ کی کیسی عمدہ مثال دی ہے؟ اسکی مثال ایسی ہے گویا ایک پاک و مقدس درخت۔ اُسکی جز تو زمین میں قائم و محکم اور ٹھنڈی آسمان میں پھیلی ہوئی! اپنے پروردگار کے قانون کے مطابق وہ ہر وقت پہل لاتا رہتا ہے، اور اللہ یہ مثال للناس لعلمہم یثذکرہ (۱۴: ۲۵) مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ لوگ سونچیں اور غور کریں“

دیکھو! اس آیت کریمہ میں کلمۂ طیبہ الہیہ کی مثال دیتے ہوئے (کہ فی الحقیقت اس سے مقصود دعوت الی الحق ہے) ایک درخت کا ذکر کیا، اور اسکا وصف یہ بیان کیا کہ اسکی جز ثابت و محکم اور ٹھنڈی، مندی پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اس سے معلوم

آخری آیت جو سورہ توبہ کے اُس موقعہ کی ہے، جہاں ”مسجد ضرار“ اور بعض رؤساء منافقین کی سعی باطل کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا چاہتے تھے، اور ایک مسجد بنا کر اسکے ذریعہ اپنے کفر مخفی کا کاروبار شروع کرنا چاہتے تھے۔ خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں تشریف لیجانے سے روکا کہ ”لا تقم فیہ ابدا“ ان لوگوں کے ساتھ ہرگز شریک نہ رہو جنہوں نے اپنے کاموں کی بنا دعوت باطلہ پر رکھی ہے!

پھر اسکے بعد یہ آیت ہے جس میں ایک سوال کے طور پر اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ کامیابی و فتح مندی صرف اسی عمل و دعوت کیلئے ہوسکتی ہے جسکی بنا مہضات الہیہ پر رکھی گئی ہو۔ اسکی بنیاد ایسی محکم ہوگی، گویا پہاڑ کی کسی چٹان پر رکھی گئی ہے، اور خدا اپنی نصرت کی مدد سے اس بنیاد کے آغاز کو تکمیل کی تعمیر و رونق تک پہنچا دیگا۔ لیکن جو کلم کہ رضا الہی اور حق و صدق سے خالی ہے، اُسکی مثال اُس بنیاد کی سی ہے جو کسی غار کے کنارے پر رکھی گئی ہو اور اسکی زمین بھی بالکل کھوکھلی ہو۔ خواہ معمار کتنی ہی محنت و جانفشانی اور صرف قوت و وقت کریگا، لیکن کبھی بھی وہاں بنیاد قائم نہرگی، اور اگر چند اینٹیں کھڑی ہو بھی گئیں تو معاً غار کے اندر رہ پڑیں گی اور اپنے ساتھ اپنے بنائے والوں کو بھی لے جائیں گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مسجد ضرار کا فتنہ ذرا بھی کامیابی حاصل نہ کرسکا: لا یزال بنیانہم الذی بنوا، رینۃ فی قلوبہم، الا ان تقطع قلوبہم، واللہ علیم حکیم (۹: ۱۱۱)

”ایسا ہونا اس قانون الہی کی بنا پر ہے الذین آمنوا، ان کہ ارباب ایمان و حق کا سرپرست تو کانرین لا مولیٰ لہم خدا تعالیٰ ہے، اور وہ جو باطل پرستی و ضلالت کے داعی ہیں، انکا کوئی مددگار نہیں جو انکے کاموں کی مدد کرے“

(کلمۂ خبیثہ و کلمۂ طیبہ)

پس درحقیقت حق و باطل کے در بیج ہیں جو ہمیشہ اس دنیا میں برائے جاتے ہیں۔ ان میں ایک بیج ضلالت عالم و فساد فی الارض کا ہوتا ہے، اسلیے وہ شیطان کے ہاتھوں سے ڈالا ہوا بیج ہے، اور اُسکا قائم کیا ہوا کلمۂ خبیثہ و باطلہ، وہ انسانوں کے اندر سے اپنا کار و بار زراعت شروع کرتا ہے، اور چاہتا ہے نہ بہت جلد گمراہی کے پہل سے عالم کو معمور کر دے۔ پر اسکی پہچان یہ ہے کہ ہر ایسا تخم ابلیسی ضرور ہے کہ خدا کی مدد اور نصرت سے محروم رہے، اور اسکی توفیق فرمائی کی رہ غیبی رحمتیں (کہ ملائکہ نصرت کا نزول اُنہی سے عبارت ہے) کبھی بھی اُسے میسر نہ آئیں۔ اسکا حال خدا کے خود ہی بتلا دیا ہے:

”کلمۂ خبیثہ کی مثال ایک درخت کسجۃ خبیثۃ اجتثت خبیث لی سی ہے جو حق و صداقت من فوق الارض، ما لہا کی قوت سے محروم ہے، اور جسکی بے ثباتی کا یہ حال ہے کہ جب چاہا اسے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ اسمیں ذرا بھی استحکام و ثبات نہیں“

اسکا بیج بار آور ہو سکتا ہے، پر پہل نہیں لاسکتا، اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ زمین کے اندر ہی اندر سر کر ضائع ہو جاتا ہے اور اُسے باہر نکلنے کی مہلت ہی نہیں دی جاتی۔ چنانچہ سورہ بقرہ میں اعمال خیر و شر کی مثال دیتے ہوئے فرمایا:

”بس اُسکی مثال ایک سذگی چٹان راب، فاصبہ رابیل، کی سی ہے جسپر تھوڑی سی مٹی

کی کوئی سچی تپش میرے دل میں موجود ہے، اور اگر واقعی اس کی راہ میں فدریت اور خود فروشی کی ایک آگ ہے، جس میں برسوں سے بغیر دھریں کے جل رہا ہوں، تو اپنے فضل و لطف سے مجھے اتنی مہلت عطا فرمائے کہ اپنے بعض مقاصد کے نتائج اپنے سامنے دیکھ سکوں۔ لیکن اگر یہ میرے تمام کام محض ایک تجارتی کاروبار اور ایک دوکاندارانہ مشغلہ ہے، جسمیں قومی خدمت کے نام سے گرم بازاری پیدا کرنا چاہتا ہوں تو قبل اسکے کہ میں اپنی جگہ پر سنبھل سکوں، وہ میری عمر کا خاتمہ کر دے، اور میرے تمام کاموں کو ایک دن بلکہ ایک لمحے کیلئے بھی کامیابی کی لذت چکھنے نہ دے! الخ

اگر میرا کوئی اعتقاد آپ کے دل میں جگہ نہیں پاتا تو کم از کم مجھے تو اس کے اظہار سے نہ رکھے۔ اس وقت میرے ہاتھ میں قلم اور سامنے کاغذ کے اوراق ہیں۔ اگر تمام دنیا کی طاقتیں اور تمام نوع انسانی کا ادراک و تعقل ایک جگہ جمع ہو کر میرے سامنے آئے اور چاہے کہ میں قلم و کاغذ کی موجودگی کا اعتقاد نہ رکھوں۔ تو کیا میں اس شے کے اعتقاد سے باز آجاؤنگا جو میرے ہاتھ میں محسوس، اور میری آنکھوں کے آگے مرئی ہے؟

یقین کیجیے کہ ٹھیک ٹھیک اسی طرح میں اس دعا اور اسے عجائب اعمال کو بھی اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ میرے لیے بالکل آسان ہے کہ میں چاند اور سورج کی ہستی سے انکار کر دوں، مگر یہ تو کسی طرح بھی ممکن نہیں کہ اس دعا کی ہستی سے منکر ہو سکوں۔

یہ میری دعوت کی صداقت و غیر صداقت کا ایک بنیادی فیصلہ تھا، جو اس نے میری زبان پر اول ہی روز جاری کیا تاکہ اس کی صداقت کے اعلان کی ایک نشانی ہو، اور پھر اسی کے مطابق فیصلہ بھی کر دیا۔ باوجود اُن تمام انتہائی بے سرسامانیوں کے جو دنیا کے سامنے ہیں، باوجود اُن تمام موانع اور مزاحمتوں کے جن سے لوگ بے خبر نہیں ہیں اور جن میں سے ہر مزاحمت کو اگر ایک ایک سطر میں بھی لکھوں، جب بھی کئی سرسظروں کی ایک کتاب بن جائے، اور پھر باوجود ایک قوی ترین گروہ مخالفین منکرین و معاندین مفسدین کی موجودگی کے اور ہر دم سرگرم مخالفین و تعاندیوں کے، الحمد للہ کہ میں زندہ و سلامت مشغول کار ہوں۔ میرے کار و بار دعوت کی کوئی سعی ضائع نہ گئی، میرے جہد عمل کا کوئی قدم رائیگ نہ اٹھا۔ میری دعوت اپنا کام کر چکی ہے۔ میں نے جو مانگا تھا وہ مجھے حاصل ہو گیا ہے۔ مجھے مہلت بھی دی گئی اور اسباب بھی مرحمت ہوئے۔ میں نے اپنے بعض مقاصد کے نتائج کو اپنے سامنے دیکھنا چاہا اور وہ پہلی ششماہی کے گذرے کے بعد ہی دکھلا دیے گئے۔ مجھے میں اگر کوئی تپش تھی تو وہ بغیر ہتھ نہ رہی، اور اگر میرے دل میں کوئی ذرہ خلوص تھا، تو میرے خدا نے اُسے ضائع نہ کیا۔ اُس نے بتلادیا کہ یہ اُسی کا بویا ہوا بیج ہے جسکو وہ خود ہی پرورش کرنا چاہتا ہے۔ اور ”کلمۃ طیبہ“ کا ایک ”شجرہ مبارکہ“ ہے جسے کوئی دنیوی طاقت ضائع نہیں کر سکتی۔ پس جیسا کہ اُس کے کاموں کا ہمیشہ قاعدہ رہا ہے، یہ بیج برسوں کی جگہ مہینوں میں بڑھا، اور مہینوں کی جگہ دنوں کے اندر پھیلا۔ اس کی جڑ جس طرح زمین کے اندر پھیلی، اُسی طرح اس کی ٹہنیاں آسمان میں مرتفع ہو کر پھیل گئیں۔ اس کی ہر شاخ نے پھل پایا، اور اُس کا ہر پھل اپنی شیرینی و حلاوت سے دلوں کو مغرب ہوا۔ میں بدیوں سے آلودہ ہوں مگر میری پکار بدی کی نہ تھی۔ پس میری دعوت کے ساتھ رہی سلوک کیا گیا جو ہر نیکی کے کام کے ساتھ ہونا چاہیے! اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء، توتی اکلہا کل حین باذن ربہ، و یضرب اللہ الامثال للناس لعلہم یتذکرون۔

ہوا کہ کلمۃ طیبہ کا بیج جب اُگتا ہے اور برگ و بار لگتا ہے، تو ضرور ہے کہ اسمیں دونوں باتیں پائی جائیں۔ اُس کی جڑ بھی مضبوط ہو اور اُس کی شاخیں بھی پھیلی ہوئی ہوں۔ جڑ کی مضبوطی سے مقصود یہ ہے کہ اُس دعوۃ حق کی بنیاد ایسی محکم و ثابت ہو جسے کوئی طاقت نہ ہلا سکے، اور ”فرعہا فی السماء“ سے مقصود یہ ہے کہ تھوڑے وقت کے اندر اُس دعوت کا اثر اور فیضان نہایت بلندی و رفعت تک پہنچے اور نہایت دور دور تک پھیل جائے۔ کیونکہ ایک بڑے پھنار درخت کی شاخیں بلند بھی ہوتی ہیں اور نور دور تک بھی پھیل جاتی ہیں۔

یہ خدا کا بویا ہوا بیج ہے جسے کوئی ضائع نہیں کر سکتا، پس وہ بڑھتا بھی ہے اور پھیلتا بھی ہے۔ انسان کی کوششیں سب کچھ کر سکتی ہیں، لیکن ایک حقیر و خشک دانے کو سرسبز کرنا صرف مدبرات ارضی و سماوی کے مالک ہی کے ہاتھ ہے۔ پس وہ اُسے سرسبز کرتا ہے تاکہ اس کی شاخوں کا سایہ وسیع ہو، اور اُسے کامیاب کرتا ہے تاکہ اس سے ہدایت کا پھل پیدا ہو۔ وہ جبکہ بویا جاتا ہے تو نہایت حقیر و ذلیل ہوتا ہے، لیکن جب پیدا ہوتا ہے، تو اس کی شاخیں قیمتی اور شاداب پھلوں کے برجہ سے جھک جھک جاتی ہیں۔ خدا اور انسان کے کاموں میں یہی فرق ہے کہ پل کی ابتدا ہمیشہ غربت و حقارت سے، پر وسط و اختتام عظمت و کامیابی پر ہوتا ہے، لیکن دوسرا شروع تو شوکت و عظمت کے اعلانات سے ہوتا ہے، لیکن خاتمہ ہمیشہ ناکامی و نامرادی پر ہوتا ہے۔

ایسے ہی کاموں کے بیج میں جن کی کشت کاری کا پیمانہ حصول قرآن کریم نے بتلادیا ہے۔ حیث قال:

کمثل حبة اذبتت اُس کی مثال اُس دانے کی سی ہے جو سبع سنابل، فی بویا گیا تو اُس سے ابتدا میں سات بالیں کل سنبلہ مایۃ پیدا ہوئیں، پھر ہر بال میں سے سو دانے پیدا ہوئے، حالانکہ وہ جب بویا گیا تھا تو ایک من یشاء، واللہ ہی دانہ تھا! اللہ جس کو چاہتا ہے برکت راسع علیہم۔ دیتا ہے اور اُس کا فضل نہایت وسیع اور اس کا علم کامل ہے۔ (۲۶۱:۲)

(دعوۃ الہیۃ الہلال)

پس الہلال، اور الہلال کی دعوت بھی ایک بیج تھا، جو ابے دیزہ برس پہلے بویا گیا۔ دین جلیل حنیف کے داعی اول، حضرت ابراہیم خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے جب خانۂ کعبہ کی بنیاد رکھی ہے تو دعا مانگی تھی:

ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم! ایسے کر رہا ہوں، قبول کر لے۔ بیشک تو ہی دعاؤں کا سننے والا اور نیقوں کا جاننے والا ہے!

وہ ذرہ جو آفتاب کی روشنی میں اورتا ہوا نظر آتا ہے، خواہ کتنا ہی حقیر ہو، تاہم آفتاب کی نسبت کا حقدار ضرور ہے۔ اسی طرح دعوت الہی کی یہ تعمیر بھی اُسی آفتاب درخشندہ حقانیت کا ایک ذرہ، اور اُسی کے قائم کیے ہوئے دین حنیف کی خدمت کا ایک عاجز ارادہ تھا:

گرچہ خوردیم نسبتے ست بزرگ

ذرۃ آتہ اب تابانیم!

یہ کاروبار قدرت کا کچھ عجیب کرشمہ ہے کہ خدا نے وہ کلمات دعاویہ اس عاجز کی زبان پر جاری کر دیے جو الہلال کی پہلی اشاعت کے مقالہ افتتاحیہ میں شائع ہوئے ہیں اور جس کو اس مضمون کے آغاز میں بھی نقل کر چکا ہوں اور یہاں پھر نقل کر رہا ہوں: ”اگر خدا مجھے میں سچائی اور خلوص کی کوئی سرگرمی دیکھتا ہے، اگر اُس کی ملت مرحومہ اور اُس کے کلمۃ حق کی خدمت

درسِ سلامیہ

ندوة الام

اجمال تاریخی - عروج و زوال - انقلابات ماضیہ -

جالت موجودہ - و نظریہ مستقبل

(۱)

بہت سی باتیں ایسی ہیں جنہیں انسان سونچتا ہے تو کہتا ہے کہ انہونی اور ناممکن ہیں، اگر ایسا ہوا، تو نہیں معلوم کیا کچھ ہو گذریگا؟

لیکن جب انکا وقت آتا ہے اور اسباب فراہم ہو جاتے ہیں، تو اس طرح ظہور میں آجاتے ہیں گویا انکا ظہور دنیا میں کچھ بھی اثر نہیں رکھتا تھا، اور مثل تغیرات عادیہ کے ایک قدرتی تغیر تھا، جو ظہور میں بھی آیا اور گذر بھی گیا! حجبِ بن اوس نے ایک دوسرے پیرایہ میں اسی کو لکھا ہے کہ:

فان ما تحذرون، قد وقع!

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے متعلق برسوں سے بعض ایسے مناشات و مذفسات موجود تھے جنکی وجہ سے کسی نہ کسی تغیر کی توقع ہمیشہ ہی جاتی تھی، تاہم یہ تو کسی کے دھم دھم میں بھی نہ تھا کہ ندوہ کے آخری تغیرات وقوع میں آئیں گے، اور تمام ملک اسدرجہ بے ترجہی بریگا، گویا اُسے ندوہ، ندوہ کے مقاصد، اسکی بست سالہ تاریخ، اور اُس معتد بہ رقم کی کچھ پروا ہی نہیں ہے، جو اُسکی جیبوں سے نکل کر اسپر صرف ہو چکی ہے!

پہرہ زمانہ رہ پچھلا عہد غفلت نہ تھا جبکہ تمام قومی کام محض اشخاص کے اعتماد و حسن ظن پر چھوڑ دیے جاتے تھے، اور نکتہ چینی ناجائز، اور احتساب جرم سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ یہ وہ عہد تغیر و انقلاب تھا جسکو گذشتہ استبداد شخصی کے اختتام اور نئے دور جمہوریہ کا باب افتتاح کہا جاتا ہے، اور جبکہ ہر چہرے سے چھوٹے معاملے پر بھی اخبارات اسقدر ہنگامہ آرائی کرتے ہیں گویا طاقت و حکومت کا سررشتہ بالکل انہی کے قبضہ تصرف میں ہے۔

رازداری اب کسی معاملے میں گوارا نہیں۔ پرسش و احتساب کی شدت نے لوگ شامی ہیں، اور ارباب کار اس کے تواتر و عدم انقطاع سے گھبرا اٹھے ہیں۔ کالجوں کے سکریٹریوں سے پوچھا جاتا ہے کہ کیوں وہ ایسی رائے رکھتے ہیں جو جمہور کی رائے نہیں ہے؟ افسران مدارس کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ بتلائیں کہ کیوں انہوں نے فلاں حکم جاری کیا، اور کیوں فلاں عقیدے کو بغیر کسی دلیل معقول کے دیتے رہتے یا بنائے حکم قرار دیتے ہیں؟ اخبارات ایک دوسرے کو الزام دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ قومی حقوق کے تحفظ کیلئے یہ محض ایک جمہوری فوائد کا کام ہے جو کر رہے ہیں۔ رازدارانہ مراسلات و مکاتیب کو کسی نہ کسی طرح حاصل کر کے شائع کیا جاتا ہے، اور لہا جاتا ہے کہ اگر یہ سب کچھ قوم کے متعلق اور قوم کے مقرر کردہ ارکان کار کے متعلق ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ قوم اس سے بے خبر رہے!

اثر فی الحقیقت یہ سب کچھ سچ ہے تو پھر ندوۃ العلماء کے طرف سے یعنی مسلمانان ہند کے قومی کاموں میں سے ایک عظیم الشان سرمایہ صدامید و امال کام کی طرف سے کیوں بالکل غفلت پائی جائے جبکہ اسکی تعلیمی، مالی، اور انتظامی حالت علی

الاعلان توجہ کی طالب، بحث و مذاکرہ کیلئے، مضر، نقد و اختصار کی آرزو مند، اور اعانت و توجہ کیلئے فریادی و نغاں سنج ہے؟ یہ کیا ہے کہ ہفتوں پر ہفتے اور مہینوں پر مہینے گذرتے جاتے ہیں اور نہ تو کوئی کان اس کے لیے کھلتا ہے جو اُسکی سنے، اور نہ کوئی آنکھ اسکی طرف اٹھتی ہے کہ اُسکی حالت پر رورے، اور نہ کوئی قلم اُس کے لیے حرکت کرتا ہے کہ قوم کو اُسپر توجہ دالے۔ یہاں تک کہ وقت جو اپنی طبعی رفتار میں کسی کیلئے رعایت نہیں رکھتا، بے خبری میں گذرتا جاتا ہے، اور قریب ہے کہ لوگ اس افسانے کو اس طرح بھلا دیں کہ کانہ لم یکن شیئا مذکوراً!!

غمت بشر شیعخون زناں بہ بنگہ خلق

عسس بخانہ رشہ در حرم سرا خفتہ۔۔۔

اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ندوۃ العلماء ابتداءے تاسیس سے تمام قوم میں ایک مشہور ترین موضوع بحث رہا ہے۔ لوگوں نے موافق و مخالف، جس درجہ اسپر بحث کی ہے، شاید علی گڑھ کے کاموں کے سوا اور کسی پر نہیں کی۔ درمیان میں سرانقونی میکڈانل کی مخالفت اور سیاسی سوہ ظن نے اُسے بالکل گمنام اور بے اثر کر دیا تھا، لیکن اس کے بعد سعی و کوشش کا ایک نیا دور شروع ہوا، سب سے پہلے ریاست بہوپال سے پھر بہار پور سے اعانت ہوئی، اُس کے بعد گورنمنٹ بھی متوجہ ہوئی، یہاں تک کہ زمین ملی اور ماہوار گرانٹ کا اعلان ہوا۔ ان تغیرات کے بعد قوم میں پھر از سر نو ایک عالم توجہ پیدا ہو گئی اور دھلی و لکھنؤ کے جلسے بھی بہت شاندار اور پر اثر ہوئے۔ باوجود ان حالات کے یہ کیا ہے کہ جس وجود کی پرورش میں ایسی کچھ دلچسپی لی جاتی تھی، اب اس کے بستر مرگ کی طرف کوئی جھانک کر دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا؟ پھر کیا دنیا سو گئی ہے یا ندوہ کی قسمت بیدار نہیں؟

اند کے اے نالہ امشب بے اثر می بینمت

آنکہ ہر شب می شنید از من مگر بیدار نیست؟

اس میں شک نہیں کہ اس غفلت اور بے ترجہی کیلئے کچھ ایسے اسباب و رسائل یکے بعد دیگرے فراہم ہو گئے جنکی وجہ سے لوگ باوجود حس حالت کے اپنا وقت صرف نہ ارسکے، تاہم غفلت کیلئے کتنے ہی معقول عذر کیوں نہیں، پھر بھی غفلت غفلت ہی ہے اور یقیناً مستحق ملامت و سرزنش۔

سب سے پہلا سبب تو عام جذبات و قوائے عمل کی وہ مسلسل مشغولیت ہے، جو گذشتہ دو سال سے متصل جاری ہے۔ جنگ طرابلس کے بعد ہی جنگ بلقان شروع ہو گئی، اور مصائب اسلامی کے ہجوم نے تمام قوم کو یکسر وقف مادم و عزاداری بنا دیا۔ پھر عین اُس وقت جبکہ ندوہ کے معاملات تھہر بالا ہو رہے تھے، مسجد کانپور کا حادثہ خونیں وقوع میں آیا اور یہ ایک ایسا فزع اکبر تھا جس نے تمام اقلام و افکار کو بجا طور پر صرف اپنے ہی نظارہ الم اور افسانہ سرائی کی کئی ماہ کیلئے دعوت دیدی۔ اس اثنا میں بعض مضامین لکھے گئے، اور بعض اخبارات نے بحث و مذاکرہ کا دروازہ بھی کھولنا چاہا (جنہیں معاصر امرتسر سب سے زیادہ مستحق تحسین و تشکر ہے) تاہم ۱۱ - اگست کے حادثہ مچھلی بازار کانپور کے مقدس معجزوں کی چیدیں کچھ ایسی زہرہ گداز تھیں، اور صحن مسجد کی خونچکاں لاشوں کا نظارہ اس درجہ المناک تھا، جس نے نہ تو کسی دن دو مہلت دی کہ ندوہ کی صدا کو سنے، اور نہ کسی آنکھ کو اجازت ملی کہ جاں فرشان کانپور کو چھوڑ کر لکھنؤ کے ان حیات نفسانی کے جھگڑوں کا نظارہ کرے۔

نہیں معلوم کتنے وسیع زمانے تک کیلیے متصل کام کرنا ہے، اور حیات قومی کی تعمیر میں ایک لمحہ کا توقف بھی حرام ہے۔ ہم پر کاموں کا ہمیشہ ہجوم رہیگا۔ ہمارے کانوں میں ہمیشہ ہر طرف سے صدائے کار آئگی اور ہمیشہ ایک ہی وقت اور ایک ہی موسم میں بہت سی زمینوں کو درست کرنا اور مختلف قسم کی تخم ریزیاں کرنی پڑیگی۔ بہت ممکن بلکہ ضروری ہے کہ ایک ہی وقت میں ہمیں بہت سی نئی عمارتیں بنانی بھی پڑیں، اور بہت سے غلط نقشوں کو مٹانا بھی پڑے۔ کچھ بعد نہیں کہ ایک ہی وقت کے اندر ہمیں ہندوستان سے باہر کے اسلامی مصائب کیلیے بھی ماتم کرنا پڑے، اور خود ہندوستان کے اندر کے بھی کاموں کی مدد ہمارے توجہ و اعانت کو سننا پڑے۔ ایسا ہمیشہ ہوگا کہ ایک طرف کسی حق دینی و سیاسی کی پامالی کیلیے درونا پڑیگا اور اسی وقت دوسری طرف کسی تعلیمی اور قومی کام کی درستگی و حفاظت کیلیے جانا پڑیگا۔ یہ سچ ہے کہ ایک ہی وقت میں بہت سے کام نہیں ہو سکتے، اور انسانوں کا دماغ اس بارے میں نہایت نازک واقع ہوا ہے کہ اکثر گھبرا اٹھتا ہے اور تھک کر کچھ دیر سرجانے کیلیے انگڑائیاں لینے لگتا ہے۔ تاہم اگر زندہ رہنا ہے اور زندگی کی طلب ہے، تو ضرور ہے کہ زندگی کی طرح یہ سب کچھ کرنا پڑیگا اور موت و حیات کا قانون الہی کبھی بھی ہمارے عذروں کو نہ سنیگا۔ خواہ کتنا ہی مشکل ہو، کیسی ہی متاعب و مصائب سے دوچار ہونا پڑے، کتنا ہی عسیر العمل اور ناممکن سا معلوم ہو، لیکن اگر ہم ہر وقت اپنے تمام معاملات کی خبر لینے اور ہر کام کی فریاد اعانت کو جواب دینے کی اپنے اندر استعداد و قوت پیدا نہ کریں گے، اور ایک ہی وقت کے اندر بہت سے کاموں کا ہجوم دیکھ کر، یا یکے بعد دیگرے پیش آئے والے مسائل کا تسلسل و تواتر دیکھ کر گھبرا اٹھیں گے، تو پھر ان امیدوں کو اپنے دلوں میں جگہ دینے کا ہمیں کیا حق ہے جو ایک پوری گری ہوئی عمارت کے ہر حصے کو تعمیر کرے، خرابہ موت کے بعد، عمران و حیات کے قیام کی آرزو مند ہیں؟ قومی حیات کا محل اس طرح تعمیر نہیں ہو سکتا کہ پہلے دیواریں کھڑی ہو جائیں، پھر اسکی محرابیں اور اطراف و جوانب بھی طیار ہو جائیں گے۔ کشاکش حیات و ممات اور تسابق اقوام کی کشمکش میں فرمت و مہلت کا سکون بغیر خواب ممات کے ممکن نہیں۔ یہاں تو ہر دم اور ہر لمحہ کام کیے جاویں، اور ایک ہی وقت میں اس عمارت کے ہر حصے کی خبر لیجیے۔ یہ نہ کہ دروازہ بن رہا ہے مگر پشت کی طیار کردہ دیواریں گر رہی ہیں! اس عالم میں جو کچھ گذر رہا ہے، اور جو وقت غفلت میں کٹا، پھر اُسکی تلافی کی مہلت نہیں دی جاتی:

ہاں رہ عشق سب رکج گشتن ندارد باز گشت
جرم را این جا عقوبت هست و استغفار نیست!

(الہلال اور مسئلہ ندوہ)

ضرور ہے کہ خود الہلال بھی اس غفلت کیلیے جوابدہ ہو کہ کدیر ندوۃ العلماء کے متعلق برابر خاموش و غافل رہا؟

جیسا کہ ابھی کہہ چکے ہیں، غفلت ہر حال میں مستحق سرزنش ہے اور عذر اسکی شدت کو کم کر سکتا ہے، پر سیاہ کو سفید نہیں کر سکتا۔ تاہم غور کیجیے تو الہلال کس کس کام کو کرے اور صرف وہی ایک کیوں کرے؟

میں اپنے حسن و نظر کے ہاتھوں سخت گرفتار الم ہوں۔ ہر شے مجھے نظر آتی ہے، اور ہر ضرورت کو الحمد للہ کہ محسوس کرتا ہوں، لیکن نہ تو وقت پر تسلط ہے اور نہ طبیعی قوت عمل پر حق

اسکے بعد ہی جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کا مسئلہ شروع ہو گیا۔ پھر لیگ کے جھگڑے رہے۔ آنریبل سید امیر علی اور آل انڈیا مسلم لیگ کی معرکہ آرائیوں کا لرک انتظار کرنے لگے۔ غرض کہ یکے بعد دیگرے ایک نہ ایک ایسی چیز ضرور رہی جس نے لوگوں کی توجہ کو اپنی جانب مشغول رکھا۔ ان میں بعض واقعی توجہ طلب تھیں، مثلاً مسئلہ اسلامیہ کانپور، اور بعض ترک بھی کی جا سکتی تھیں۔ مثلاً حکایت لیگ لندن و ہند، لیکن بہر حال ندوہ سے تغافل و غفلت کیلیے سب نے حجاباً مستورا کا کام دیا!

بیچارہ ان اسیر کہ امید وار تست!

اصل یہ ہے کہ اس میں شک نہیں کہ قوم کے عام و متوسط طبقہ کے اندر ایک اصولی اور حقیقی تغیر خیالات میں یقینی ہوا ہے اور نسبتاً ایک واقعی بیداری ضرور ہے جو پیدا ہو گئی ہے۔

لیکن مزید یہ ہے کہ اس بیداری سے کام لینے والے مفقود ہیں، اور کوئی کارکن جماعت اب تک ہم میں پیدا نہیں ہوئی ہے جو کاموں کو تقسیم کرے، ہر وقت اور ہر کام کیلیے مستعد رہے۔ صرف چند اشخاص ہیں جو اگر ہر کام کو اپنے ہاتھوں میں لے لیں اور ہر موقع پر تحریک و دعوت کیلیے مستعد رہیں، تو پبلک اپنی قوت کا اظہار کر سکتی ہے، اور اسکا مصرف اُسے معلوم ہو سکتا ہے، ورنہ ایک عام خاموشی اور سناتا چھا جاتا ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ ایک ترقی خواہ قوم کی صدہا ضروریات و احتیاجات کیلیے صرف چند افراد ہی کیونکر کافی ہو سکتے ہیں، اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک ہی شخص کانپور کے واقعہ پر بھی صرف وقت کرے۔ اصلاح و ترقی کی صداؤں کو بھی جاری رکھے۔ قومی درسگاہوں کی بھی خبر لیتا رہے، اور جلسوں اور انجمنوں کیلیے بھی ایک دائم نگران و مہتمم ہو، ہر؟ پھر قلم بھی اسکے ہاتھ سے نہ چھوڑے، زبان بھی خاموش نہ رہے، دماغ بھی مشغول نہ کرے، اور قدم بھی تگ رہے نہ تھکیں؟

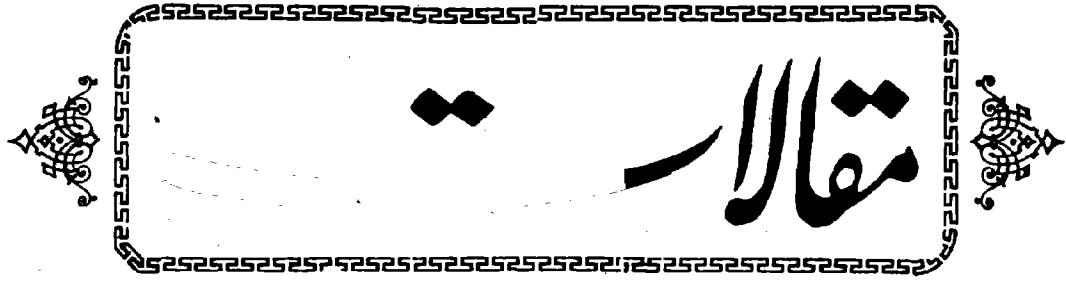
میں خواہی رتند رہ، تیز رہ، رانگہ بسیار!

ابن بادہ فروش هست، ساقی کوثر نیست!

یہ یقینی ہے کہ اگر اس طرح حالات پیش نہ آئے اور ندوہ کا مسئلہ قوم کے سامنے آتا، اور وقت پر لوگوں کو بحث و مذاکرات کا موقع دیا جاتا، تو ایک عام ہلچل مچ جاتی، اور قطعاً عام رائے کی قوت ایسی شکل اختیار کر لیتی کہ یہ معاملہ صرف اشخاص کے ہاتھوں میں نہ رہ سکتا۔

تاہم عذر تغافل کیلیے یہ اسباب کیسے ہی قوی ہوں لیکن یہ کوئی اچھی حالت نہیں ہے، اور غالباً موجودہ تغیر حالت کے بعد اس وقت تک قدرتی طور پر بھیگی، جب تک کہ عام رائے میں اس ہیجان انقلاب کے بعد نظم و باقاعدگی نہ آجائیگی اور ایک مستعد اور وسیع کارکن جماعت ہر موقعہ و وقت پر کام کرنے کیلیے مستعد نہ ہو جائیگی۔ قوم میں اس وقت قوت رائے اور استعداد اعلان قوت، دونوں موجود ہیں، مگر کارکن آدمیوں کی کمی ہے جو ان دونوں چیزوں سے کام لیں، اور چونکہ ملکی و قومی تغیرات حالات میں ہمیشہ ایسا ہوا ہے، اسلیے امید ہے کہ آنے والا وقت خود اسکا علاج کر دیگا۔

ہماری موجودہ حالت ایسی ہو رہی ہے کہ جماعتی کاروبار اور ترقی و اصلاح کی کوئی شاخ بھی ایسی نہیں جو مکمل ہو، اور اب تک تمام کاموں کا سرشتہ اختیار و تصرف صرف اشخاص ہی کے ہاتھوں میں رہا ہے۔ پس چاہیے کہ غفلت کیلیے کوئی عذر مقبول نہ کہ غفلت اب ہمارے لیے موت کے ہم معنی ہے، اور ہجوم اشغال و تعدد امور کی بھی کبھی شکایت نہ ہو، کیونکہ ابھی ہمیں



تاج انگلستان اور خزینہ اسلام کا ایک گوہر

داستان - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۰

(اجمال تاریخی اور طبیعی حدود)

مسقط ایک سرحدی اور ساحلی شہر ہے جو دریائے عمان کے ساحل پر عرض میں ۲۳ درجہ اور ۳۷ دقیقہ جانب شمال اور طول میں ۵۹ درجہ اور ۱۵ دقیقہ جانب مشرق واقع ہے۔ اسکی آبائی قریباً ۳۵ ہزار ہے۔ اسکی بندرگاہ نہایت عمدہ اور مستحکم ہے۔ اس بندرگاہ کی تحصیل و قلعہ بندی عرصہ ہوا پرتگالیوں نے کی تھی۔ اسوقت اسکی تجارت بمبئی اور خلیج فارس سے ہے اور نہایت سرسبز کامیاب ہے۔ اس کے قریب ایک دوسری بندرگاہ ہے جسکو مطرح کہتے ہیں۔ مطرح بھی اسی کے متعلق سمجھا جاتا ہے۔ سنہ ۱۵۰۷ ع میں پورٹو نے مسقط کو فتح کیا، تو پرتگالی اس پر قابض ہو گئے۔ سنہ ۱۶۴۸ ع تک برابر پرتگالیوں کا قبضہ رہا۔ اس کے بعد مسقط ان کے ہاتھوں سے نکلیا۔ پرتگالیوں کے قبضے سے نکلنے کے بعد مسقط پر انقلاب و تغیر کے مختلف دور گزرتے رہے۔ آخر میں انگریزی نفوذ پھیلنا شروع ہوا، اور یہاں تک پہنچا کہ بالآخر انگریزوں نے اس کے متعلق احتلال (قبضہ غیر قانونی: Occupation) کا اعلان کر دیا، اور اب وہ بجائے ایک آزاد و خود مختار اسلامی ریاست ہونے کے، برطانی شاہنشاہی کا ایک جزر سمجھا جاتا ہے!

(عہد عروج)

سید سعید بن سلطان کے عہد میں مسقط کی حالت یادگار تھی۔ مسقط اسوقت ایک ایسی ریاست کا صدر مقام تھا، جو خلیج فارس پر قرب و جوار کے ساحلی مقامات سے لیکے جزیرہ بحرین تک پھیلی ہوئی تھی۔ قوت و شوکت کا یہ عالم تھا کہ گراہل بحرین نے بارہا اس کے مقابلے میں علم جنگ بلند کیا، مگر کبھی فتوحات و غالب نہ ہوئے۔

اس ریاست کی وسعت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ایک طرف تولنجہ اور بندر عباس، وغیرہ ایرانی مقامات، جو خلیج فارس پر واقع ہیں، اسکی قلمرو میں شامل تھے، دوسری طرف مشرقی افریقہ کے ساحلی مقامات مثل الامر، منباسہ، القزبہ، بندر اسلام، ہنزراں، جزیرہ خضراء، زنجبار وغیرہ وغیرہ۔

اس عہد میں اس ریاست کے در صدر مقام تھے، ایک مسقط، دوسرا زنجبار۔ مسقط دریائے عمان و خلیج فارس کے شہروں کا صدر مقام تھا، اور زنجبار افریقی شہروں کا مرکز۔

سید سعید بن سلطان ایک عاقبت اندیش اور انجام دہ آدمی تھا۔ اس نے اپنے آپ کو متعدد باصوالت و شوکت سلطنتوں میں محصور اور ان کے نفوذ و اثر کو اپنی قلمرو میں پھیلنے سے روک دیا۔ توراتی بصرہ، فرانس، اور انگلستان سے اپنی خود مختاری کی حفاظت کا معاہدہ کیا۔ فرانس نے اس معاہدہ کا یہاں تک خیال کیا کہ اسکو ”سلطان العرب“ کا خطاب دیا!

تحکم - جب ندوۃ العلما کے معاملات گذشتہ قصہ مضمون جہاد کے بعد آگے بڑھے تو میں مسئلہ کانپور میں بالکل غرق تھا، اور بالکل مہلت نہ تھی کہ کسی دوسری طرف متوجہ ہوں۔

الہلال ایک ہفتہ وار رسالہ ہے۔ اسکی گنجائش محدود اور ابواب و عنابر مختلفہ کا التزام ضروری۔ اسلیے جب کبھی کوئی ایک مسئلہ اہم سامنے آجاتا ہے، تو ساری کی ساری گنجائش اسی میں صرف ہو جاتی ہے۔

در اصل ہر طرح کی تحریک کے کاموں کیلئے سب سے زیادہ موزوں روزانہ اخبارات ہیں، جنکے لینے روز صبح کو ایک مبسوط لیڈنگ آرٹیکل کا میدان تازہ موجود ہوتا ہے، اور وہ گویا ہر ہفتہ چھ بارہ مہلت و گنجائش پاتے ہیں جو ہفتہ وار رسائل کو صرف ایک ہی بار ملتی ہے۔

پس ضرور تھا کہ قوم میں جو بعض روزانہ اخبارات موجود ہیں اور جنکا بڑا حصہ محض فضول صفحات پر کی چیزوں بلکہ ہزلیات و خرافات تک میں ضائع جاتا ہے، اس مسئلہ پر توجہ کرتے اور اسکی اہمیت کو محسوس کرتے۔ لیکن انسوس ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔

تاہم میں معذرت و شرمساری کے ساتھ اقرار کرتا ہوں کہ یہ غفلت ضرور تھی اور ہوئی۔ چونکہ میں جانتا تھا کہ اس مسئلہ کیلئے اب صرف چند نوٹوں یا ایک مضمون کا لکھنا کافی نہیں ہے بلکہ ایک پورے سلسلے کی ضرورت ہے، اسلیے ہمیشہ یہ خیال کر کے متوقف ہو جاتا تھا کہ بعض تحریکوں سے فرائض ہولے تو پھر سلسلہ شروع کروں، حتیٰ کہ کئی ماہ گذر گئے۔ چونکہ اس مسئلہ کو میں اپنے عقیدے میں اہم سمجھتا ہوں۔ سوال ندوۃ کا نہیں بلکہ اس کے مقاصد کا ہے، اور بحث اصول کی شروع ہو گئی ہے نہ کہ اشخاص کی، لہذا اب مزید توقف کرنا عند اللہ خیانت و معصیت ہے، اور ضرور ہے کہ بقدر سعی اس کے لیے کوشش کی جائے۔

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ جب الہلال شائع ہوا ہے تو اس کے تمام ابواب مضامین کی سرخیاں عرصہ تک لوح کے چوتھے صفحے پر چھپتی رہی ہیں۔ ان میں ایک عنوان ”مدارس اسلامیہ“ کا بھی تھا، اور مقصود یہ تھا کہ اس کے نیچے چند کالموں کو اسلامی مدارس کے متعلق بحث و مذاکرہ کیلئے مخصوص کر دیا جائیگا، لیکن عدم ترتیب کار و عدم حصول اعانت تحریر و فرصت سے اب تک اسکا سلسلہ شروع نہر سکا۔

لیکن اب ”مدارس اسلامیہ“ کا باب بھی آغاز جلد چہارم سے شروع کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے ”دارالعلوم ندوۃ العلما لکھنؤ“ کے متعلق ایک سلسلہ مضامین شائع ہوگا۔ جعلہ اللہ نافعاً للمسلمین، رما ترینیقی الا بفضلہ و کرمہ!

توجہ اردو تفسیر کی

جسکی نصف قیمت اعانۃ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جائیگی۔ قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ۔ ادارۃ الہلال سے طلب کیجیے۔

یہ جنگ انگریزوں کی شہ ہے ہوئی تھی - انگریزوں نے اسمیں سید عبد المجید کو علانیہ مدد دی - اسلیے اب سید عبد المجید اور سید ترکی کا مقابلہ نہ تھا، بلکہ انگریزوں اور سید ترکی کا مقابلہ تھا - سید ترکی کو شکست ہوئی، اور وہ انگریزی جہاز میں قید ہو کے بمبئی لایا گیا - یہاں ایک طویل عرصہ تک نظر بند رہا -

سید عبد المجید سے عرب خوش نہ تھے کیونکہ وہ محض گوشت و استخوان کا پیکر تھا جو محض اُس دور کی جنبش پر حرکت کرتا تھا، جسکا سرا انگریزوں کے ہاتھ میں تھا، اور انگریز اس فرصت کو غنیمت سمجھتے اپنے قدم خوب جمار ہے تھے -

اسلیے سربراہ اردگان عمان نے مخفی طور پر سید ترکی کو عمان آنے کی دعوت دی، اور وعدہ کیا کہ وہ ہر ممکن مدد دیں گے - اس مخفی دعوت پر سید ترکی بمبئی سے ایک عورت کے ہمراہ میں پھر عمان پہنچا -

حسن اتفاق کہ جسوقت سید ترکی عمان پہنچا، اسوقت سید عبد المجید عمان سے باہر شکار میں مشغول تھا - ارکان و عمائد سلطنت نے بالاتفاق اسکو تخت پر بٹھا دیا، اور شہر کے ناکوں پر فوج متعین کر کے یہ حکم دیدیا کہ اگر سید عبد المجید اندر آنا چاہے تو آئے نہ دیا جائے -

سید عبد المجید جب شکار سے واپس آیا تو شہر کے ناکوں پر فوج دیکھی، اندر داخل ہونا چاہا تو فوج نے مزاحمت کی، آخر مجبوراً اندر نہ گئے، علاقوں میں چلا گیا، اور جمیعت کے فراہم کرنے میں مصروف ہو گیا -

جمیعت فراہم کر کے نکلا مگر اس نزاع کا فیصلہ تلوار کے بدلے ۶۰ ہزار ڈالر لے کر دیا، جسکو لیکے وہ اپنے دعویٰ حکومت سے دست بردار ہو گیا -

(انگریزی سیاست)

مگر یہ ۶۰ ہزار ڈالر کہاں سے آئے؟

اسکا جواب انگریزوں کے دہاء سیاسی کی ایک حیرت انگیز داستان ہے - یاد ہوگا کہ سید عبد المجید کو لڑائے والے انگریز ہی تھے، مگر جب انہوں نے یہ دیکھا کہ اہل ملک اس سے ناخوش ہیں، اگر اسے حکمران رہنے پر اصرار کیا گیا، اور باشندوں کے خلاف سید عبد المجید کو علانیہ مدد دی گئی، تو انگریزی نفوذ کے قدم اکھڑ جائیں گے، تو وہ فوراً سب کی طرح پلٹ گئے، اور یا تو سید ترکی کو بمبئی میں نظر بند کیا تھا، یا پھر اسدرجہ اس پر مہربان ہو گئے کہ اسکی طرف سے ۶۰ ہزار ڈالر سید عبد المجید کو دیدیے !!

سید ترکی کو یہ نوازش اسلیے منظور کرنا پڑی کہ خود اسے پاس کیا تھا جو دیتا؟ اور اہل ملک بھی اسقدر کثیر مالی فائدہ دینے کے لیے تیار نہ تھے -

بہر حال سید ترکی کو کسی نہ کسی طرح اپنے حریف سے نجات ملی -

وفات سے چند دن پہلے سید ترکی کو راس الحد کے قریب ایک اور ملکی شورش کا مقابلہ کرنا پڑا جسکے فرو کرنے کے لیے اس نے اپنے محبوب فرزند امیر فیصل کو روانہ کیا - امیر فیصل نے جو بعد کو سلطان فیصل ہوا، باغیوں کو شکست دی، اور ایک انگریزی جہاز کی بدولت شہداء سفر بحری سے نجات پائے عمان واپس آ گیا -

(البقیۃ تلی)

سید سعید بن سلطان کے ساتھ ان فرنگی حلیفوں اور ہمسازوں کے علاوہ، جنکے یہاں سب سے زیادہ آسان کام نقص عہد ہے، ایک اور حلیف بھی تھا جو کبھی بے وفائی یا بد عہدی نہیں کرتا - یعنی قسرت -

اسوقت ریاست کے پاس ایک قوی رہاشوکت بیڑا تھا جو بحر ہند، بحر عمان، اور خلیج فارس میں گردش کرتا رہتا تھا - وسیع حدوں اور جنگی طاقت کے علاوہ ملک کی اندرونی حالت بھی عمدہ تھی - اس عہد میں رعایا کو اسقدر امن و امان اور عیش و آرام حاصل تھا کہ نہ تو کبھی اس سے پہلے انکو نصیب ہوا اور نہ کبھی اس کے بعد -

(سید سعید کی وفات اور تقسیم)

سید سعید در حقیقت ملک کے حق میں ایک وجود سعادت و خوش نصیبی تھا - جب تک وہ زندہ رہا، ملک میں سرسبزی اور ترقی کا دور دورہ رہا - مگر اس کے مرتے ہی ریاست کا ستارہ گردش میں آ گیا - اولین مصیبت تو یہ نازل ہوئی کہ ملک کے دو گتے ہو گئے - ایک حصہ عربی اور دوسرا حصہ افریقی - افریقی حصہ سید ماجد اور اسکے بعد سید برغش کو ملا - عربی حصہ سید ثوبنی کو ملا - سید ثوبنی کا بیٹا سید سالم تھا - سید سالم نے اپنے باپ کو قتل کر ڈالا اور خود تخت حکومت پر بیٹھ گیا -

(بد بخت سالم)

تاج و تخت کے لیے سید سالم نے اس جرم کا ارتکاب کیا جو اس دنیا میں قسادت و شقاوت کی انتہائی مثال ہو سکتی ہے ! اس نے حکومت کی قیمت میں اپنی عزیز ترین متاع یعنی انسانیت بھی دیدی، اور یہ گوارا کیا کہ وہ انسان کے بدلے ایک انسان صرورت درندہ ہو -

مگر اس بد بخت نادان کو یہ معلوم نہ تھا کہ جس مرغ زرین بال کو وہ اسقدر گراں قیمت خرید رہا ہے، وہ اسکے پاس ٹھہرنے والا نہیں - وہ چاہتا تھا کہ اس کے سر پر تاج سلطانی ہو، مگر کاش اسکو معلوم ہوتا کہ کار ساز قدرت نے اس سر کے لیے خاک مذلّت و کد، مقدر فرمائی ہے !

سید سالم، پدر کش اور بد بخت سید سالم تخت حکومت پر بیٹھا، مگر اسکے بیٹھتے ہی شومی و نحوس تمام ملک پر چھا گئی - ہر طرف فتنہ کی آگ بھڑک اُٹھی - امن و سکون، طمانیت و خاطر جمعی، اور سرسبزی و خوش عیشی، سب رخصت ہو گئے اور اسکے بدلے نہب و سلب اور جنگ و جدل نے ملک کو یکسر نمونہ جہنم بنا دیا: رکم اهلکنا من قرۃ بطرت معیشتھا، فتلک مساکنہم لم تسکن من بعدہم الا قلیلا، رکننا نحن الراءین ! (۲۸):

سید سالم میں اتنی جرأت ضرور تھی کہ وہ ایک شنیع ترین فعل کا مرتکب ہو سکا، پر افسوس کہ اس کے دماغ میں اسقدر تدبیر اور اسکے بازوؤں میں اسقدر قوت نہ تھی کہ اس آگ کو بجھا بھی سکتا جو ملک میں ہر طرف پھیلی ہوئی تھی - بالاخر اسے وہ تخت خالی دینا پڑا، جسکے لیے اس نے اپنے آپ کو جامۂ انسانیت سے عاری کیا تھا ! فذاقت وبال امرھا، رکان عاقبة امرھا خسرا !

(سید ترکی و عبد الحمید)

سید سالم کا حقیقی بھائی سید ترکی آٹھا اور اس طرح آٹھا کہ تمام مملکت پر چھا گیا -

اس نسلط کے چند ہی روز بعد سید ترکی کو اپنے دوسرے بھائی سید عبد الحمید سے بوسر پیکار ہونا پڑا -

”گورنمنٹ آف انڈیا ہر سال ایک معقول رقم حفظانِ صحت پر خرچ کرتی ہے، لیکن اُس سے کس طرح اصلی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے جبکہ عورتیں حفظانِ صحت کے اصول سے ناواقف ہوں، اور دیونکر ممکن ہے وہ جب تک مکان، لباس، غذا، اور اسی طرح کے دوسرے امور میں اُن اصول کو نہ اختیار کیا جائے، کسی گورنمنٹ یا حکومت کی تدابیر مفید ہو سکتی ہیں“

انہوں نے یہ بالکل صحیح لکھا ہے کہ :

”کسی جگہ کا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ (محکمہ حفظانِ صحت) سرکوں، کوچوں، اور گلیوں کی صفائی تو کرا سکتا ہے، کلوڑوں، چشموں وغیرہ کی نگرانی رکھ سکتا ہے، اشیاء و اجناس خوردنی کی اچھائی و برائی کو دیکھ سکتا ہے، لیکن مکان کے اندر کی غلاظت، اور پانی کی حفاظت، غذا کے پکانے، اور رکھنے کا انتظام کیونکر کر سکتا ہے؟ ہر ایک جگہ شفاخانے کھولے جاتے ہیں، لائق ڈاکٹر مقرر ہوتے ہیں، میڈیکل ڈیپارٹمنٹ (محکمہ طبی) عمدہ قسم کی ادویہ مہیا کرتا ہے، لیکن یہ کس طرح ممکن ہے کہ گھروں میں تیمارداری کا بھی انتظام کرے؟ صدمہ مریض شفقت کرنے والی ماؤں، محبت کرنے والی بیٹیوں، دلسوز بہنوں، اور ہمدرد بیویوں کے ہاتھوں بعض تیمارداری سے نابلد ہونے کے باعث سخت سے سخت تکالیف اُٹھاتے اور لب گور پہنچ جاتے ہیں“ الخ

یہ سچ ہے کہ ہندوستان کا بجٹ ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے اور گورنمنٹ سب سے زیادہ کم جس کام پر زبیدہ خرچ کرتی ہے وہ تعلیم اور حفظانِ صحت ہے، اور یہ بھی سچ ہے کہ ہندوستان کی میونسپلٹیاں یورپین کوارٹرز کی صفائی کا جس قدر اہتمام کرتی ہیں، دیسی آبادی کا نہیں کرتیں، تاہم میں نے اکثر اس بات کو سونچا ہے کہ کیا یہ صرف گورنمنٹ ہی کا قصور ہے یا آبادی کا بھی؟

اصل یہ ہے کہ جو لوگ صاف اور تندرست رہنا چاہتے ہیں، انہیں اُس سے کوئی شے نہیں روک سکتی۔ گورنمنٹ قوانین نافذ کرے گی اور میونسپلٹی راستوں کو صاف رکھے گی، لیکن ہمارے دماغ میں صفائی کا حس کون پیدا کریگا؟ یہ چیزیں رسائل و معارف ہیں لیکن اصل کار نہیں۔ جب تک ہم خود صفائی کیلئے رہتے ہی مضطرب نہ ہونگے جیسے کہ انگریز ہیں، اُس وقت تک نہ تو ہماری سرکاری صاف رہ سکتی ہیں، اور نہ ہمارے گھروں میں حفظِ صحت و صفائی کے اصول پر عمل ہو سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آج ملک میں اصلاح اور عمل کا جو ہنگامہ بپا ہے، اس کے شر و غل میں بہت سے حقیقی کاموں کی صدائیں دبی جا رہی ہیں۔

کسی قوم کے صحیح معنوں میں شایستہ ہونے کے لیے اسکی معاشرتی حالت اور تربیت منزلی کو جس درجہ دخل عظیم ہے، اسکا ہر شخص اعتراف کرتا ہے، لیکن کتنے ہیں جو اس راہ کے ابتدائی کاموں کو بھی واقعیت کے ساتھ انجام دے رہے ہیں؟ ہماری زندگی کا یہ حال ہے کہ ہم نے یورپ سے وہ لباس تو سیکھ لیا ہے جو بہت قیمتی، بہت خوش قطع، اور بہت شاندار ہے۔ یقیناً ہم جب کبھی بازار میں سے گذرتے ہیں یا کسی جلسے میں نظر آتے ہیں، تو اس پر تا پا مجسمہ تہذیب و مدنیہ ہوتے ہیں، لیکن اگر وہی شخص جو ہمیں کچھ دیر پہلے اس شان تہذیب آرا میں دیکھ چکا ہے، ہمارا تعاقب کرے اور گھر کے اندر کی زندگی کو دیکھے، تو بدنظمی و بد سلیقگی، بد تہذیبی و بے تربیتی، کوڑے کرکٹ کے دھیر اور کثافت و غلاظت کے آثار کے ساتھ، منزلی رحشت و حیرانیت کا ایک پورا نمونہ دیکھ کر متحیر رہ جائیگا۔

تفتاؤ

تندرستی

دفتر ظل السلطان - بھوپال

مسئلہ حفظانِ صحت و تربیت منزل و تہذیب معاشرت

یا ایہا الذین امنوا! قرا انفسکم و اہلیکم نارا!

گذشتہ اشاعت میں ہم ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال کے سلسلہ تصنیفات کا ذکر کرچکے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے انکی مفید ترین تصنیف ”تندرستی“ پر نظر ڈالتے ہیں۔

کتاب کی لوح پر لکھا ہے کہ ”علیا حضرة بیگم صاحبہ بھوپال بالقابہا نے متعدد انگریزی کتب حفظانِ صحت وغیرہ سے مطالب اخذ کرے اور اپنی اعلیٰ معلومات و مفید تجارب شامل کرکے تالیف فرمایا“

کتاب عمدہ کاغذ اور عمدہ لکھائی کے ساتھ چھپی ہے۔ ۱۵۲ صفحے اصل کتاب کے ہیں۔ عبارت نہایت صاف و سلیس ہے اور طبی ترتیب مطالب کے مطابق ابواب و فصول میں منقسم۔

کتاب کا موضوع یہ ہے کہ اردو زبان میں علم طب کے اصول پر وہ مطالب جمع کیے جائیں، جنکے مطالعہ سے ہر شخص اپنی اور اپنے خاندان کی زندگی دلیلی صحت و تندرستی اور قوت و توانائی حاصل کرے، اور فی الحقیقہ، کسی قوم کی حیات دماغی و ارتقاء ذہنی دلیلی چیز صحت اور قوت جسمانی ہے۔

مصنفہ عالیہ دیباچہ میں لکھتی ہیں :

”میں نے یورپ کے سفر میں وہاں کے لوگوں کو خواہ وہ کسی طبقہ کے ہوں اصول و قواعد حفظانِ صحت کا پابند پایا، اور بارہا مجھکو اپنے ہندوستان کی حالت پر افسوس آیا۔ ہمارے ملک میں عالیشان محلوں میں بھی وہ صفائی نہیں ہوتی، جو وہاں کے ایک غریب مزدور کے چھوٹے سے مکان میں نظر آتی ہے۔

وہاں عورتوں میں جن پر قدرت نے خانہ داری اور اولاد بی تربیت جسمانی و روحانی کا فرض عائد کیا ہے اس فرض کے ادا کرنے کی قابلیت بھی پیدا کرائی جاتی ہے، اور تمام عورتیں بغیر امتیاز مراتب حفظانِ صحت، تیمارداری، اور خانہ داری کی تعلیم حاصل کرتی ہیں اور اُس کے فوائد سے مستفید ہوتی ہیں۔

وہاں کے مصنف، عالم، ڈاکٹر، ایسی تصنیفات و تالیفات کو اپنا ضروری و قومی فرض تصور کرتے ہیں، اور اپنی قابلیت و محنت سے ملک کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔

ان ہی اغراض کے لیے متعدد رسالے اور اخبارات شائع ہوتے ہیں اور یہ تعلیم یافتہ خواتین اُن کو نہایت دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کرتی ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں بالکل برعکس حالت ہے۔ حالانکہ یہ مسئلہ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ نرسری (تیمارداری) مددِ انفعولی (دایہ گری) ڈاکٹری اور حفظانِ صحت کی تعلیم عورتوں کے لیے بدرجہ اتم ضروری چیز ہے، اور خواہ کیسے ہی اعلیٰ مرتبہ کی عورت کیوں نہ ہو، اُس کو بھی زندگی میں متعدد مرتبہ ان باتوں کے جاننے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔

اسکے بعد ایک نہایت ہی اہم مطلب کی طرف ترجمہ دلائی ہے جو تمام ملک کیلئے مستحق غور و فکر ہے :

کردی اور فوراً تمام قوم ایک منظم و باقاعدہ طرز پر آگے بڑھی۔ اختیار کر کے ایک رنگ و یک حالت ہو گئی۔ ہندوستان میں اگر کوئی دوسری جماعت اس وصف کے لحاظ سے پارسیوں کے بعد قابل تذکرہ ہے تو وہ صرف بنگال کے برہمن خاندان ہیں اور میں اپنی ذاتی واقفیت کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ انکی معیشت منزلی اور قوموں کیلئے یقیناً موجب رشک ہے۔

عورتوں کی تعلیم کیلئے بڑا ہنگامہ مچایا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ وقت آگیا کہ انہیں انگریزی زبان و علوم کی بھی تعلیم دی جائے۔ اسمیں شک نہیں کہ اسلام نے مردوں اور عورتوں دونوں کیلئے یکساں طور پر تحصیل علوم و السنہ کا دروازہ باز رکھا ہے اور اصولاً میں کوئی وجہ نہیں پاتا کہ عورتوں کیلئے کسی خاص زبان یا علم کی تحصیل ناجائز بتلائی جائے۔ لیکن اصول دوسری چیز ہے اور وقت و گرد و پیش کے حالات دوسری چیز ہیں۔ اگر عورت نے انگریزی زبان سیکھ لی تو کیا ہوا اور نہ سیکھی تو کیا ہوا؟ اصلی چیز تربیت اور گھر کی معیشت کے نظم و ادارہ کی قابلیت ہے اور وہ کسی خاص زبان کے جاننے پر موقوف نہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ پچاس برس کی نئی ترقی و تعلیم نے جن لوگوں کو تہذیب و شائستگی کا ماتم گذار بنا دیا ہے انہوں نے اس وقت تک اپنی عورتوں کو گھر کی زندگی درست کرنے، حفظ صحت کے ضروری اصولوں پر عمل کرنے اور تہذیب و صفائی اور نظم و سلیقہ سے زندگی بسر کرنے کے لائق بنا دیا ہے کہ اب انکے ساتھ کتب خانے کے کمرے میں بیٹھ کر شیکسپیر اور گولڈ اسمتھ کے متعلق صحبت کرنے کے خواہشمند ہیں؟

میں تو کہتا ہوں کہ چھوڑیے انگریزی زبان کی تعلیم اور علم و ادب کے کسی اعلیٰ نصاب کو۔ خدا را اپنی عورتوں کو ابھی اتنا ہی سمجھا دیجیے کہ پان کی پیک سے گھر کی دیواروں اور صحن کے گوشوں کو لالہ زار نہ بنائیں اور ڈرائنگ روم کی کرسیوں سے کتھہ اور چونے کی انگلیاں نہ پونچھیں اور نیز یہ کہ بچوں کا علم کرنے دیں تاکہ وہ ضائع ہونے سے بچ جائیں۔

جو مہذب اور فرنگی مآب پیکران تہذیب اس عفریت پار کے خورنیز حملوں سے اپنے گھر، اپنے لباس اور اپنے سامان کی حفاظت نہ کر سکیں انکے لیے یہ بحث چنداں ضروری نہیں ہے کہ عورتوں کو انگریزی پڑھائی جائے یا نہ پڑھائی جائے!

اصل یہ ہے کہ ابتدا سے ہماری تعلیم کی بنیاد ہی تیزھی پڑ گئی ہے اور اسی میں اب عورتوں کو بھی گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ محض یونیورسٹی کی تعلیم تربیت نفس و جسم کیلئے بیکار ہے اور تہذیب و شائستگی دیکھا دیکھی اور محض تقلید کے ایک ہیمی ولولہ سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ میرا رونا اخلاق اور مذہب کے بلند و اعلیٰ خصائل کیلئے نہیں ہے۔ میں تو تعلیم یافتہ لوگوں کو تہذیب و شائستگی کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی عاری پاتا ہوں۔ اگر انکا مایہ ناز انگریزوں کی تقلید ہے تو خدا کیلئے پوری اور کامل تقلید کریں۔ ایک شخص نہایت قیمتی انگریزی لباس سے ملبوس ہے، چھری اور کانٹے سے کھانے کا شائق، لیکن کھانے کے ضروری اداب و تہذیب سے اسدرجہ عاری کہ میز پر کے دوسرے لوگوں کو اسکی وجہ سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ گھر میں جائیے تو ایک گوشہ بھی صاف بیٹھنے کیلئے میسر نہیں۔ جب حالت یہ ہے تو پھر انگریزی تقلید کو کیا کہیے اور اس سے حاصل کیا؟

اب اسکا علاج ایک ہی ہے، یعنی ملک کو تہذیب و معاشرت اور حفظان صحت کی خاصۃ تعلیم دینا اور علی الخصوص عورتوں کی تعلیم و مطالعہ کیلئے اس قسم کی کتابوں کا مرتب کرنا۔

یہ میں عام لوگوں کی حالت نہیں بیان کر رہا ہوں بلکہ میرے سامنے آنے والی تعلیم یافتہ تہذیب و تمدن فرما، اور از فرق تا بقدم فرنگی مآب حضرات کی معیشت منزلی موجود ہے جو ہمیشہ ملک کے افلاس مدنی پر نوحہ و بکا کرتے رہتے ہیں۔ بے شک ان میں بہت سے ایسے خواص و رؤسا یا اعلیٰ ملازمتوں پر پہنچے ہوئے اشخاص بھی ہیں جنہوں نے انگریزی طرز معاشرت اختیار کر لی ہے اور انکے مکان کا ڈرائنگ روم اور ڈائنینگ ہال نہایت مکمل اور آراستہ ہے۔ لیکن اس سے کیا حاصل؟ کیونکہ اگر اسی ڈرائنگ روم کے خوش منظر سواد سے نکل کر انکے زنانخانے کی طرف قدم بڑھالیے تو پھر نظر آجائے کہ انکی معیشت منزلی کی اصلی تصویر کیسی ہے؟

میں جو نئے تعلیم یافتہ حضرات کا ہمیشہ شاکی رہتا ہوں تو اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ انکی ہر گذشتہ خوبی کو اُنسے دور پاتا ہوں اور اُسکی جگہ کوئی نئی خوبی مجھے نظر نہیں آتی۔ ہماری گذشتہ مشرقی معاشرت، اوضاع و اطوار، اخلاق و عادات، طریق بود و ماند، یہ سب کے سب انہوں نے ضائع کر دیے۔ اخلاق و تمدن کے بعد مذہب کا نمبر آیا اور جدید تعلیم و تہذیب کے مندر پر مذہب کی بھی قربانی چڑھائی گئی۔ خیر، مضائقہ نہیں۔ خرید و فروخت کا معاملہ ہے اور منافع بے با ہاتھ آتی ہو تو دل و جاں تک اسکی قیمت میں لگا دیتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھ دیکر وہ کونسی چیز ہے جو ہاتھ آئی؟

علم؟ نہیں۔ اخلاق؟ نہیں۔ تہذیب و معاشرت؟ نہیں۔ ایک پوری انگریزی زندگی؟ نہیں۔ ایک اچھی مخلوط معاشرت؟ یہ بھی نہیں! پھر یہ کیا بد بختی ہے کہ جیب اور ہاتھ دونوں خالی ہیں؟

آئندہ و گذشتہ تمنا و حسرت ست

یک "کاشکے" بود کہ بصد جا نوشتہ ایم!

انگریزی تمدن کی تقلید نے ایک معیشتی طوائف الملوک پیدا کر دی ہے لیکن اب تک کوئی زندگی پیدا نہیں ہوئی۔ انگریزی تہذیب کے معنی صرف کالر کی چمک اور پتلون کا بے شکن ہونا ہی نہیں ہے۔ انکے گھر کی صفائی اور نظم و باقاعدگی، تقسیم ضروریات حیات و مکان اور ضبط اوقات، تہذیب ذاتی اور حسن معیشت منزلی وغیرہ وغیرہ، یہ چیزیں ہیں جنہوں نے انکے گھر کو ایک بہشت حیات بنا دیا ہے۔ اسکے لیے وہ چند ظاہر فریب چیزیں مطلوب نہیں ہیں جو تمہارے جسموں اور زبانوں پر نظر آتی ہیں، کیونکہ یقین کر کہ ان میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اصلی چیز گھر کی باقاعدہ زندگی ہے اور بغیر اسکے ممکن نہیں کہ ہم میں محض تعلیم عمومی کی جگہ حقیقی تربیت ذاتی اور تہذیب شخصی پیدا ہو، یعنی ہر شخص اپنی ذات سے اپنی حسیات و داعیات میں صفائی کیلئے مضطر، باقاعدگی کا خوگر، نظم و سلیقہ کا عادی، اور اپنے ہر کم میں جمال و حسن کار کا خواہشمند ہو جائے۔ اس راہ میں سب سے مقدم عورتوں کی تربیت نہ کہ محض تعلیم ہے۔ عورت ہی گھر کی اقلیم حیات کی ملکہ ہے اور شہر کی خوشحالی و رونق شہر یار کی قابلیت و لیاقت پر موقوف ہے:

ضائع آن کشور کہ سلطانیش نیست!

میں نے ہمیشہ ہندوستان کی تمام اُن قوموں میں جو نئے تمدن کی راہ سے ترقی کرنا چاہتی ہیں، پارسیوں کی قوم کو سب سے زیادہ مستحق تعریف سمجھا ہے۔ انہوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ کالجوں کی ڈگریوں کی سند جیب میں، اور ایک عمدہ سوت جسم پر ڈال لیا، بلکہ اپنی سرشیل لائف میں بھی یکسر تبدیلی

شؤون عثمانیہ

۴۸ رومہ حالیہ آستانہ

(از مراسلہ نگار المود در آستانہ)

آجکل یہاں کی پبلک اور سیاسی حلقوں میں اس گفتگو کے علاوہ اور کوئی تذکرہ نہیں، جسکا محور دول یورپ کے دو مجموعوں یعنی انگلستان، روس اور فرانس، اور جرمنی، اطالیا، اور آسٹریا کی باہمی منافست و رقابت، اور چند ایسے امور کے متعلق مباحثہ و گفتگو ہے جنکا عکس آپکو یورپ اور یہاں کے اخبارات کے آئینہ میں نظر آتا ہو گا۔

جرمنی کے اخبارات کی طرف توجہ دیجیے تو وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ”عثمانی بیڑے پر انگریزوں کا اسقدر توجہ رنا ایسی بات نہیں جس پر سکوت مناسب ہو۔ آرمسٹرونگ کے کارخانے کے ساتھ دولت عثمانیہ کے معاہدے نے آستانہ سے بندرگاہ اور اسکی بحری تجارت کو خاص طور پر انگریزوں کے ہاتھ میں دیدیا ہے، آستانہ میں انگریزوں کی بحری تجارت تمام دوسری قوموں کی بحری تجارت پر فائق و غالب ہے۔ ایسی حالت میں بحری معاملات میں انگریزی اثر، اور وہ تمام معاملات، جنکا تعلق عثمانی بیڑے سے ہے، ایک خروش و ہنگامہ بپا کیے بغیر نہیں گزر سکتے“

ایک طرف تو جرمن اخبارات یہ کہتے ہیں، دوسری طرف عفاہمت ثلاثی کے سفراء وزیر اعظم کے پاس آتے ہیں، اور سرکاری طور پر دریافت کرتے ہیں کہ ”یہ جرمن جنرل، جسکو اول عثمانی آرمی کورنی کمان دیگئی ہے، اسکا پرزیشن لیا ہوا؟ قوانین استثنائی اور قلعوں پر، اور بالآخر خود قسطنطنیہ کے استقلال پر، اسکا اختیار کہاں تک ہوگا؟“

باب عالی ان دنوں فریق کے مصالح میں توفیق و جمع کی کوشش کر رہا ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ ارباب حکومت کو اس سے کی توفیق دے، جسمیں خلافت اسلامیہ کی بہبودی ہو۔

لیکن اس جرمن جنگی مشن کے واسطے سے لوگوں میں یہ خبر گرم ہے کہ عثمانی فرج میں جرمن افسروں کی تعداد بتدریج ۴ سو تک پہنچ جائیگی۔ غالباً اس مشن کو یہ اطلاع جرمن ذرائع سے ملی ہوگی۔

(جاوید بک اور معرر زایت کی گفتگو)

اخبار زایت (برلن) کا ادیٹر جاوید بک سے برلن میں ملا تھا۔ جاوید بک نے اس سے کہا کہ ”جرمن مشرقی بنگ اور فرانسیسی وکلا میں عراق اور مابین النہر، کی ریلوے لائن کے متعلق گفتگو ہو رہی ہے۔ اگر ان سرحدات کی رفتار عمدہ رہی، جب بھی ایک ماہ سے پہلے ختم نہ ہوئے۔ غالباً فرانسیسوں کو دیار بکر میں ریلوے کے امتیاز (لائسنس) کے علاوہ ارکنہ میں بھی ریلوے لائن کا امتیاز ملیگا“ اس کے بعد جاوید بک نے اپنی گفتگو کا رخ عراق کی بابت انگریزی و عثمانی اتفاق کی طرف پھیر کے کہا:

تمام ملک کو شکر گزار ہونا چاہیے سرکار عالیہ بھرپال ادامہا اللہ بالعز و الاقبال کا، جنہوں نے ”تذریستی“ نامی کتاب اسی مقصد کو پیش نظر رکھ کر مرتب فرمائی، اور گراس موضوع پر اردو میں پہلے بھی بعض رسائل لکھے گئے ہیں، مگر جن مستند ذرائع، کامل مطالب، بہتر ترتیب، اور عمدہ زبان و عبارت میں یہ کتاب مرتب ہوئی ہے، اس کے لحاظ سے بلا شبہ اردو میں اولین کتاب ہے۔

کتاب تین بابوں میں منقسم ہے۔ پہلا باب حفظان صحت کی ضروری ہدایات پر مشتمل ہے، اور مختلف سرخیوں کے نیچے ضروریات سنتہ، اور مکان، لباس، غسل و حمام، ورزش، استراحت وغیرہ کے متعلق تمام ضروری معلومات جمع کی ہیں۔

دوسرا باب متعدی امراض اور انکے حفظ و دفع کے متعلق ہے۔ اسمیں طاعون، ہیضہ، چیچک، پیچش، وغیرہ کو علحدہ علحدہ بیان کیا گیا ہے۔

تیسرا باب تیمارداری کے عنوان سے ہے اور دراصل کتاب کا اہم حصہ بھی ہے۔ اسمیں متعدد عنوانات ہیں، اور ہر عنوان کامل غور و فکر کے بعد لکھا گیا ہے۔ مریض کا کمرہ، دوائیں، لباس، صفائی، غسل، تکرر، پلٹس، پلستر، جونکیں لگانا، قصد، مسهل، مالش، غذا، بعض انگریزی غذاؤں کی ترکیب، دس انفیکٹ کا طریقہ، غرضکہ تمام ضروری امور بہ تفصیل تمام بیان کیے گئے ہیں۔ اس قسم کی کتابوں کیلئے جنکا مقصد عام مطالعہ ہو، سب سے بڑا مسئلہ زبان اور طرز عبارت کا ہوتا ہے۔ طبی مسائل میں بعض مطالب پیچیدہ ہوتے ہیں، اور جب تک انکو اس طرح نہ بیان کیا جائے کہ بغیر کسی مدد کے خود بخود قاری سمجھ لے، اس وقت تک کتاب کا نفع کامل و عام نہیں ہو سکتا۔

”تذریستی“ اس اعتبار سے ایک عمدہ نمونہ ہے۔ اسکی عبارت نہایت سلیس اور صاف ہے۔ عربی و انگریزی الفاظ سے معرا ہے، اور سہل و زود فہم طریق تفہیم و درس، مطالب کیلئے ایک مثال سمجھی جاسکتی ہے۔

ضرور تھا کہ انگریزی اسماء و اصطلاحات طبیہ آئیں۔ بعض انگریزی غذاؤں اور دواؤں کا ذکر کرنا بھی ناگزیر تھا، مگر اسکے لیے تمام کتاب میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ ہر انگریزی لفظ کا ترجمہ متن یا حاشیہ میں دیدیا ہے، اور اگر نام و اصطلاحات ہیں تو انہیں انگریزی حروف میں بھی لکھ دیا ہے تاکہ صحیح تلفظ کے ساتھ بولی جائیں، اور بروقت ان اشیا کے حصول میں غلط تلفظ سے اشتباہ نہ پیدا ہو جائے۔

یہ کتاب دفتر ”طل السطان“ بھرپال کو دیدی گئی ہے ناکہ اسکی قیمت سے تعلیم ڈاکٹری کے وظائف دیے جائیں اور یہ نفع مزید ہے۔ قیمت مجلد کی ۱۳۔ آنہ ورنہ ۸۔ آنہ ہے۔ ہر اس شخص کا جو اردو زبان میں لکھی ہوئی عبارت پڑھ لے سکتا ہے، فرض ہے کہ اس کتاب کو منگوائے، پڑھے، اور اپنے گھر میں رکھے۔ علی الغرض لڑکیوں کے لیے تو اسکا درس و مطالعہ مثل فرائض دینیہ و شرعیہ کے ہے: یا ایہا الذین آمنوا! قرا انفسکم و اہلیکم نارا!!

بریفنگ

جدید، سرویا

(ٹائمز ۱۹ دسمبر)

تمام سروری امن و سکون کے لیے چیخ رہے ہیں، کیونکہ سرویا کی مسلسل فقر و محنت کے نتائج نے انکی قلمرو کو دو چند کر دیا ہے۔ اب سروریوں کو جس شے کی ضرورت ہے وہ امن و سکون ہے جس کی وجہ سے وہ نوالہ حق ممالک کو اپنے اندر جذب کر سکیں۔

سروریوں کو یقین ہے کہ اگر مقدونیہ کو انکے قبضہ میں اس طرح رکھ دیا جائے کہ کوئی انکا مذازعہ و حریف نہ ہو، تو ۱۰ یا ۱۵ سال میں تمام مقدونیہ والے بخوشی سروری ہو جائیں گے۔ وہ مقدونیہ کے بلغاری عنصر کو اصلی بلغاری نہیں بلکہ ”بلغاری ساختہ“ مقدونیہ خیال کرتے ہیں۔ انکا دعویٰ ہے کہ گذشتہ ۴۰ سال میں بلغاری مبلغین اپنے حریف یعنی غلبہ بلغاری مبلغین سے زیادہ سرگرم اور زیادہ کامیاب رہے ہیں۔

گذشتہ زمانے میں مقدونیہ والوں کو اپنی قومیت کے انتخاب و اسطرح اختیار لینا، اسطرح انگریزوں اور اسطرح بعض میلان طبع کی وجہ سے اپنی سیاسی جماعت کے انتخاب کرنے اختیار ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ انکے لیے مادی طور پر مفید ہوگا کہ وہ سروری قومیت اختیار کر لیں اور انتظامی عہدے تلاش کریں، لیکن ساتھ ہی یہ یاد رکھنا چاہیے کہ حکومت سرویا انکو برائی سلطنت کے اشخاص سے معمور کرنے کے لیے کچھ زیادہ بے چین نہیں ہے۔

سروری سکون کی راہ میں اصلی پتھر وہ بلغاری جرگے ہیں، جنکی پرورشیں مقدونیہ میں البانیا اور البسٹ کی راہ سے ہوتی رہتی ہیں، انکے متعلق یقین لیا جاتا ہے کہ دوسری جنگ کے زمانے میں بکثرت بلغاری بھانگے والوں نے وہاں پناہ لی، اور اب بھی بلغاریہ سے روزانہ دینیوب اور تربست کی راہ سے آ رہے ہیں۔ سروری حکومت اپنے اس ارادے کو پریشیدہ نہیں رکھتی کہ وہ ان کے ساتھ (بقیہ صفحہ ۳۸)

قرض لیے، جسمیں سے صرف ۸۰ ہزار پونڈ ابھی واپس دیے ہیں ریکی کی کمپنی سے دولت عثمانیہ نے ۱۷ لاکھ پونڈ قرض لیے ہیں جنمیں سے صرف ۸۰ ہزار ادا کیے ہیں۔

فرانسیسی بینک سے ۱۱ لاکھ ۹۰ ہزار بحساب ۶ فیصدی اور ۴ لاکھ ۲۸ ہزار بحساب، ۷ فیصدی قرض لیے ہیں، اور سب ابھی واجب الاداء ہیں۔

سرتیہ تاسیونال اور انٹر بریم کمپنی نے علاوہ اپنے واجب الاداء قرض کے ۷۵ لاکھ کے عثمانی پرامیسری نوٹ بھی لیے ہیں۔

قرضوں کی ان ہولناک فہرست کو پڑھو، اور انکے ساتھ ان قرضوں ملاؤ جو جنگ طرابلس کے آغاز سے پہلے کئے تھے، اور پھر سونچو کہ آج بلاد عثمانیہ میں تمہیں وہ مدنی و عمرانی ترقی نظر نہیں آتی جو فرانس اور انگلستان میں نظر آتی ہے، تو اس کے لیے دولت عثمانیہ کس درجہ معذور بھی ہے۔ اور جنگوں کی وجہ سے

فقر مالی چھا گیا ہے، وہ کس درجہ لاعلاج ہے؟

”ہاں انڈیز پھر دجلہ میں کچھ جہاز چلائی گئے، جس کے سرمایہ میں ان کے سرمایہ داروں کا حصہ پچاس فیصدی ہو گا۔ عثمانیوں کا حصہ تیس فیصدی ہو گا۔ باقی بیس فیصدی جرمنی کا حصہ ہو گا۔“

یہ صحیح نہیں کہ شام، عراق، اور عرب میں مٹی کے تیل کے تمام چشموں کا امتیاز انگریزوں نے لے لیا ہے، کیونکہ دولت عثمانیہ نے صرف انہی چشموں کا ٹھیکا دیا ہے، جو بغداد میں جرمن مشرقی بینک کے۔ جواری میں واقع ہیں۔ دولت عثمانیہ اس امر سے بہت بچتی ہے کہ وہ یکایک کوئی بہت بڑا امتیاز کسی سلطنت کو دیدے، اس کے بعد انہوں نے عام قرضوں کے ریاستہائے بلقان پر تقسیم کرنے کا ذکر کیا اور کہا :

”یہ صحیح نہیں کہ تمام قرضوں کا اندازہ ۵۰ کروڑ ہوا ہے اسکی صحیح مقدار پیرس کی مالی کانفرنس کے بعد معلوم ہو گی۔ ریاستہائے بلقان پر تقسیم قرض کے متعلق جو خبریں شائع ہوئی ہیں وہ فی الجملہ صحیح ہیں۔ یونان ان شہروں کے بار میں سے ۶۰ فیصدی لیگا جو اس کے ہم سے لیے ہیں۔ بلغاریا ۱۸ فیصدی، سرویا ۱۷ فیصدی، البانیا ساڑھے چار فیصدی، اور جبل اسود ۱۰ فیصدی لیگا۔“

(جدید قسطنطنیہ)

جنگ طرابلس سے لیتے اس وقت تک دولت عثمانیہ کے جس قدر قرض لیے ہیں، انکی مجموعی مقدار ۴ کروڑ ۵۰ لاکھ ۳۰ ہزار پونڈ ہے۔ انڈیز سنہ ۱۹۱۳ ع کو عثمانی وزارت نے اسکی مصارف کے لیے جس قدر رقم مطلوب تھی، اسکی تعداد ۲ کروڑ ۴۰ لاکھ ۶۰ ہزار پونڈ تھی۔ کیونکہ جن قرضوں کے عہدے پورے ہو چکے ہیں اور وہ ادا کیے جا چکے ہیں، انکی تعداد کچھ اسی تین ملین پونڈ ہے۔

فقط ان دو آخری سالوں میں دولت عثمانیہ نے ۳۳ قرض لیے۔ ان ۳۳ قرضوں میں سے ۶ قرض اس نے محکمہ قرض عام سے لیے، جنکی مقدار ۳ لاکھ ۳۰ ہزار پونڈ ہے۔ اس میں ۳۰ ہزار پونڈ تو دیے جا چکے ہیں اور باقی اس قرض میں سے دیا جالیگا جو سب سے پہلے دولت عثمانیہ کو ملیگا۔

۵۸ لاکھ پونڈ دولت عثمانیہ نے عثمانی بینک سے لیے ہیں جنمیں سے ۷ لاکھ ۳۰ ہزار تو ادا ہو گئے ہیں، اور باقی ابھی واجب الاداء ہیں۔ عثمانی بینک کے بعض قرض بحساب ۷ فیصدی ہیں اور بعض بحساب نو فیصدی۔

محکمہ منارہ ہاے روشنی دولت عثمانیہ سے اپنے قرضوں کی ادائیگی چاہتا تھا جنکی مقدار ۴۰۶۹ و ۱۵۳ پونڈ تھی۔ مگر اپریل میں دولت عثمانیہ نے اس سے تجدید امتیاز کے مقابلہ میں بحساب ۷ فیصدی ۵ لاکھ پونڈ اور قرض لے لیا۔

مارچ سنہ ۱۹۱۳ ع میں دولت عثمانیہ نے مشرقی عثمانی بینک سے بحساب ساڑھے چھ فیصدی ۲۹ لاکھ ۳۰ ہزار پونڈ قرض لیے، جسمیں سے ۸۰ ہزار ادا ہوئے ہیں۔ باقی ابھی واجب الاداء ہیں۔

اواخر سنہ ۱۹۰۱ ع میں عثمانی اہلی بینک سے دولت عثمانیہ نے ۲۰ لاکھ ۵۰ ہزار پونڈ جنکی جہازوں کی قیمت دینے کے لیے قرض لیے تھے، جنمیں سے ۶ لاکھ ۹۶ ہزار دیچکی اور باقی ابھی دینا ہے۔

اے بعد پھر فروری سنہ ۱۹۰۱۲ ع میں اس بینک اور سلاونیک کے بینک سے ایک ساتھ ۱۶ لاکھ ۵۰ ہزار پونڈ بحساب ۹ فیصدی

رئیس مجلس آل انڈیا مسلم لیگ کی افتتاحی تقریر

(۲)

(شان و اقتدار)

دوسرے پامال شدہ لفظ ”شان و اقتدار“ کے بارے میں بحث کرنے میں میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ گذشتہ ایام میں اس لفظ کے خیال پر کام لینے کی وجہ سے عمدہ محسوسات کی کس قدر قربانی ہوئی ہے؟ حتیٰ کہ مسٹر ماینگو بھی اس پامال شدہ لفظ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ انہوں نے مندرجہ ذیل پر معنی الفاظ میں اس مضمون پر مجلس عامہ انگلستان میں بحث فرمائی ہے:

”لاریب ایک رقت ایسا تھا کہ اس امر پر غور کرنا اس مجلس کا نہایت ہی اہم فرض تھا کہ ہندوستان میں اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لحاظ سے گورنمنٹ کی کارروائی حد سے تجاوز نہ کر جائے۔ شان قائم رکھنے کے خیال سے جو سلطنت کی جاتی ہے اس کی انتہائی درجہ میں یہ حالت ہوتی ہے کہ جو لوگ حکومت کرتے ہیں وہ صرف اپنے بالا افسروں کے زور پر مسئول ہوتے ہیں، اور یہ طور استحقاق کسی محکوم کو یہ دعویٰ نہیں رہتا کہ کسی حاکم کے افعال کے خلاف داد خواہ ہو۔ مثلاً اگر حاکم قوم میں سے کوئی فرد کسی محکوم پر ظلم کرے تو کوئی سوال اس قسم کا پیدا نہ ہوگا کہ اُس ظلم کی داد خواہی کے لیے حاکم مستوجب سزا تھوڑے قابل غور اور صرف یہی رہیگا کہ آیا ظالم کو سزا دینے اور اس طرح سے حاکم جماعت میں کوئی نقص قبول کرنے سے شان کو زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔ یا اسے سزا نہ دینے سے اور محکوم جس پناہ کا مستحق ہے۔ اور جو ایک کارگر حکومت کے لیے ضروری ہے اس سے تغافل کرنے سے پہنچتا ہے۔“

میں یہ نہیں کہتا کہ اس طرح کی حکومت ہندوستان میں جاری کی گئی۔ اس لیے کہ برطانیہ کی خلق، برطانیہ کی عمری رائے اور برطانوی پارلیمنٹ نے اس بی مضرت کو دور رکھا۔ خیر جس قسم کا اطمینان حکومت ہندوستان پر تھا۔ اس کا قائم مقام وہ اطمینان ہوتا جاتا تھا۔ جو ہمارے بے لاگ انصاف اور قوت اور حق شناس حکومتی کارروائی پر ہوتا جاتا ہے۔ لیکن اب بھی مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شان حکومت کے بارے میں رافر لغویات کہے جاتے ہیں۔ آپ خواہ اسے ایک مفید ماحصل سے تعبیر کریں، جو سلطنت برطانیہ اور ہندوستان کے تعلیم یافتہ افراد کے درمیان قائم ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ میرے مفہوم کے سمجھنے میں غلطی کریں، اور میرا روئے سخن خاص کر ان اصحاب کی طرف ہے جو میرے کلام پر اس چار دیواری کے باہر نکتہ چینی کریں گے، اقتدار سے میری مراد گورنمنٹ کا وہ اصل ہے جس کا میں ابھی ذکر کرچکا ہوں۔ جس سے سلب ذمہ داری اور غرور پیدا ہو، میں اس سے وہ ناموری مراد نہیں لیتا جو مستحکم اور ذمی شان حکومت کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے، اور جسکو کوئی گورنمنٹ نظر انداز نہیں کر سکتی۔

یہ تقریر ہاؤس آف کامنز میں سنہ ۱۹۱۱ء میں کی گئی تھی۔ لیکن اس کے دو سال بعد جب حضور وائسرائے بہادر نے اپنی سیاسی قابلیت سے مسجد کانپور کا معقول فیصلہ کر کے مسلمانوں کے زخمی محسوسات پر مرہم رکھی تو انہی کے ہموطنوں نے ان پر ”مقتدرشان“ پر ضرب شدید لگائے کا الزام عائد کیا۔

ڈاکٹروں کا سا بڑا کرہیگی، اور اس لیے جہاں کہیں گرفتار کریگی، بغیر تحقیقات کے پھانسی دیدیگی۔ کیونکہ مقدرنیہ کو اب باقاعدہ غارتگری کی شکار گاہ نہ رہنا چاہیے۔

چند نئی سڑکیں ابھی بنی ہیں اور ریلوے کا جال، فوجوں کے بے امن و سکون رقبوں کے اندر جلد پہنچنے اور ملک کی تجارتی ترقی میں مدد دیگا۔ جب نئی یونانی ریلوے تیار ہو جائیگی تو سربیا کو اقدرباؤں تک اور نیز ایجین تک رسائی حاصل ہو جائیگی، اور قیوب پر ایک پل جو سربیا اور یونانی ریلوے لائنوں کو ملا دیگا، رومانی تجارت کے بہار ہو سربیا نہر میں لے آئیگا۔ اس سے سر سبز کا ایک ایسا دور شروع ہو جائیگا جو ”بلغاری ساختہ“ یا مسلمان اہل مقدرنیہ کی بلغاری یا ترکی حکومت کی خوں شدہ امیدوں کے افسوس کو زائل کر دیگا۔

اس وقت بلغاریا شکستہ اور قریباً بے بس ہے، اور اگر وہی اکیلی یہ چاہتی ہوتی کہ یہ تصفیہ آخری نہ ہو تو سربیا کے متعلق خیال کیا جاسکتا تھا کہ وہ غیر متعین زمانے تک امن و امان میں رہ سکتی ہے، کیونکہ اس باب میں رومانیہ اور یونان کے مصالح بعینہ رہی ہیں جو سربیا کے ہیں۔

مگر بد قسمتی سے یہاں یقین کیا جاتا ہے کہ دول عظمیٰ میں ایک طاقت یعنی آسٹریا نہیں چاہتی کہ بلقان کی موجودہ حالت استوار و مستحکم ہو۔ گذشتہ زمانہ میں آسٹریا سربیا کی راہ میں بارہا مشکلات پیدا کر چکی ہے، اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس پالیسی کو جاری رکھنا بلکہ اس پر زور دینا چاہتی ہے۔ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ رائٹا میں ایم۔ پیچش کی سفارت کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا، اور آسٹریا قلی ہوئی ہے کہ وہ اپنی جنوبی سرحد پر ایک خوش ساخت اور قوی تر سربیا کی بالیدگی کو روکیگی۔ نلیک درنگ کے جن مقامات پر سربیا نے قبضہ کر لیا تھا، ان کی واپسی کے متعلق اعلان آخرین (الٹیمٹم) ابھی تک بلغراد کے ارباب سیاست کے کانوں میں گونج رہا ہے، اور انہیں یقین ہے کہ البانیا کے لیے آسٹریا نے رائفلیں اور رپیہ بہم پہنچایا ہے، اور یہ کہ اسی کے ایجینٹ نے سربیا اور جبلی قلمروں میں یورشوں کی تحریک کی ہے۔

بلغراد سے سیو پار جائے والے مسافروں کے متعلق ابھی تک یہ فرض کیا جاتا ہے کہ انہیں ہیضہ کی ہوا لگی ہے اور اس لیے وہ روئے جاتے ہیں اور تکلیف دہ تکلفات ان کے ساتھ کیے جاتے ہیں حالانکہ اب عملاً بیماری کا استیصال ہو گیا ہے۔

آسٹریا کا یہ دعویٰ ہے کہ اسے سالونیکا اپنے مال کے لیجانے کے ایک مخصوص تیرف (فہرست اشیا مع معضول در آمد یا برآمد) ملنا چاہیے اور غالباً سربیا حکومت اسکو منظور کر لیگی۔ لیکن اگر آسٹریا نے سربیا قلمروں میں رومن کیتھولک البانیوں کی حفاظت کا دعویٰ پیش کیا تو غالباً وہ نہایت سختی کے ساتھ نامنظور کیا جائیگا اور بہت ممکن ہے کہ پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں۔ (مراسلہ نگار خصوصی)

ال لال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو بارہ ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے۔ اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے۔

صدمہ پہنچا کہ ہسپتال جانے پر مجبور ہوئے۔ یہاں یہ بات قابل لحاظ ہے کہ عام برطانوی ہندی قانون اسلحہ کی سخت پابندیوں میں جکڑے ہوئے نہیں ہیں اور برطانوی مجسموں میں بہت سے آدمیوں کے پاس ہتھیار ہوا کرتے ہیں۔ لیکن تاہم فیر اسی وقت کیا جاتا ہے جبکہ دوسری تمام تدابیر بیکار ثابت ہو چکتی ہیں۔ ریوٹر کے تاروں میں سے حسب ذیل اقتباسات صاف ظاہر کر دیتے ہیں کہ جب برطانیہ کلاس میں یہاں سے بھی زیادہ نازک حالت ہو جاتی ہے تو کیا ہوتا ہے؟

”لندن ۳۱ - اگست - کل شب کو جو فساد ہوا اس میں دوسرے شہری اور تیس پولیس والے زخمی ہوئے۔ ایک ہسپتال میں مرچکا ہے۔“

”لندن یکم ستمبر - کل ڈبلن میں فساد جاری رہا اور دوسرے مجروح ہسپتال میں پڑے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پولیس کے حملہ کے وقت جو لارکن کی گرفتاری کے موقع پر واقع ہوا بہت سے بڑے مرد، عورتیں اور بچے جو گرجا سے واپس آ رہے تھے پولیس کے دندوں سے مضروب ہوئے۔ لڑکے میر نے اپنے اس ارادہ کا اعلان کیا ہے کہ وہ پولیس کے چال چلن کی تحقیقات کی تحریک کریں گے۔“

”لندن ۲۲ - ستمبر - کل شام ڈبلن میں ہڑتالوں کے جلوس کے سلسلہ میں سخت فساد ہوا۔ مجمع نے حملہ کر کے آرام گاہیں کو توڑ پھوڑ دیا اور پولیس سے خوب جہم کر مقابلہ ہونے لگا جس میں دندے، پتھر اور بوتلوں کا نہایت آزادی سے استعمال کیا گیا، بہت سے فسادی ہسپتال میں پہنچائے گئے اور کئی پولیس والے زخمی ہوئے ہیں۔“

یہ سب کچھ ہوا مگر مجمع پر کوئی فیر نہیں کیا گیا۔ لیکن ہندوستان میں حالت اس سے بالکل مختلف ہے۔ ایک پرجوش مجمع کے پاس اینٹوں اور لٹھیوں کے سوا حملہ آوری کا اور کوئی مہلک اسلحہ نہیں ہوتا اور ریسے بھی عام طور پر ہندوستان کے آدمی امن و امان کی ضرورت کو خصوصیت سے سمجھنے والے واقع ہوئے ہیں۔ ایسے ملک میں مجمع پر فیر کر کے کسی کی جان لینا انگلستان کے مقابلہ میں نہایت ہی سنگین معاملہ ہے۔ لہذا یہاں اٹلاف جان کے معاملات میں آزادانہ تحقیقات کے قاعدہ کا اجراء از بس ضروری ہے۔ میں اہل برطانیہ اور گورنمنٹ برطانیہ سے اعتماد تائید کے ساتھ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس مشورہ پر جو میں نے ہر ایک کے بھلے کے لیے دیا ہے عمل کریں اور میرے اعتماد کی خاص وجہ یہ ہے کہ برطانوی پالیسی رجحان ہمدردی انسانی کی طرف ہے۔ گورنمنٹ نے حفاظت جان کی بہترین تدابیر اختیار کرنے میں بھی تامل نہیں کیا ہے، خواہ وہ تدابیر کیسی غیر ہر دلعزیز کیوں نہ ہوں۔ قحط کے زمانہ میں قحط زدوں کی جانیں بچانے کے لیے بڑے بڑے کیمپ قائم کرنے کی سرکاری پالیسی احاطہ ستائش سے بالاتر ہے۔ گورنمنٹ نے بارجور مخالفت کے ملک کے طول و عرض میں حفظ صحت کی تدابیر نہایت سرگرمی سے جاری کی ہیں اور ان کا مقصد بھی تندرستی اور حفاظت جان ہے۔ بلکہ جان کی حفاظت کے لیے گورنمنٹ نے ہندی رعایا کے مذہب، حقوق اور آزادی میں مداخلت نہ کرنے کا اصول بھی چھوڑ دیا ہے۔ میرا مطلب رسم سٹی کی موقوفی سے ہے، حالانکہ سٹی کی رسم بہت مقدس ہے۔ مگر برٹش گورنمنٹ نے لوگوں کی جان بچانے کے لیے اس قسم کی قربانی کے خلاف قانون بنانے سے دریغ نہیں کیا۔ کیا ایسی گورنمنٹ سے یہ درخواست کرنا کچھ بہت زیادہ ہے کہ وہ ان لوگوں کی جان بچانے کے لیے کافی اور مناسب انتظام کرے جو کسی جوش انگیز وجہ سے

حضور وایسراے پر جو نکتہ چینی ہوتی ہے اس پر اس سے بڑھ کر تنقید نہیں ہو سکتی کہ اس قسم کی نکتہ چینی کرنے والے ”مقتدر شان“ کے ایسے آرزومند ہیں کہ ان کا خیال ہے کہ اسکی عمارت ہندوستان میں ”مس ماد ایلن“ کے مجمع عام میں رقص سے بھی متزلزل ہو جائیگی۔

(گولیاں چلانا)

اس دانشمندانہ تجویز کی تعمیل کی گئی جو حضور وایسراے کے جب کہ وہ تشریف فرماے کانپور ہوئے تھے پیش کی گئی تھی اور جس کی وجہ سے اس سوال کا تصفیہ ہوا ہے۔ اس بارہ میں کچھ زیادہ عرض کرنا نہیں چاہتا، بہر حال اس سوال کا ایک ایسا پہلو ہے جسپر کچھ نہ کچھ بحث کی ضرورت ہے۔ اگر اس واقعہ کا صرف مسجد کانپور ہی سے تعلق ہوتا تو میں اس کا ذکر بھی نہ کرتا۔ مگر چونکہ اس کا آئندہ واقعات سے ایک گہرا تعلق ہے اس لیے میں اس کے بارہ میں کچھ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔

میں آپ کی ترجیح اس بات کی طرف منعطف کرتا ہوں کہ موجودہ قانون کے بعض حالات میں سرکاری افسروں کو رعایا پر فیر کرنے کے فیاضانہ اختیارات دے رکھے ہیں اور گذشتہ چند سال میں کئی ایسے واقعات ہو چکے ہیں کہ اس اختیار کے استعمال کا نتیجہ نقصان جان کی صورت میں نمودار ہوا ہے۔ اس بات کے تسلیم کرنے میں تامل نہیں ہونا چاہیے کہ امن و امان قائم کرنے کی غرض سے بعض حالات میں افسروں کو پرجوش مجسموں پر فیر کرنے کا اختیار رکھنا چاہیے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جب نقصان جان کا سوال ہے تو سخت سے سخت احتیاطی تدابیر بھی لازمی ہیں۔ یقیناً کوئی معمولی حالت عام رعایا کے خلاف یاد رکھنا چاہیے کہ ہندوستانیوں کا خواہ کتنا ہی مجمع ہو وہ غیر مسلح ہوتا ہے اور حقیقتہً اس میں پولیس یا دوسرے لوگوں کو نقصان پہنچانے کی انتہائی محدود قابلیت ہوتی ہے۔ اب یہ بات فوراً مان لینا پڑیگی کہ یہ اختیار صرف ایسے موقعوں کے لیے مخصوص ہونا چاہیے کہ جہاں مجمع کو منتشر کرنے یا قابو میں لانے کی انتہائی کوششیں ناکام ثابت ہو چکی ہوں۔ اس مسئلہ پر بہت کچھ اختلاف رائے ہوگا۔ اس لیے فیر کا حکم دینے والے افسر اور عام رعایا کے فائدہ کے لیے میری رائے میں کسی ایسی شرط کا اضافہ ضروری ہے جس سے باثریق طور پر صحیح واقعات کی تحقیقات کی جاسکے، اس لیے میں اس بات پر زور دیتا ہوں کہ گورنمنٹ ہند ایک مستقل حکم جاری کرے کہ فیر ہونے سے مناسب عرصہ کے اندر ایک آزاد تحقیقاتی کمیشن معاملہ کی تفتیش کے لیے مقرر کیا جائیگا جس میں ہندوستانی عنصر بھی کافی طور پر موجود ہوگا۔ اس کمیشن کو اختیار ہوگا کہ شہادت لے اور ان وجوہ کی بابت رپورٹ کرے جنکی بنا پر فیر کرنے کا حکم دیا گیا۔ صرف یہی بات کہ ہر ایسے موقع پر جہاں آتشباری سے کم لیا جائے ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا جائیگا ان افسروں پر امتناعی اثر ڈالے گا جن پر قانوناً نقصان جان کی ذمہ داری عاید ہوتی ہوگی اور عام پبلک میں یہ اعتقاد پیدا ہو جائیگا کہ ایسے اختیارات کے استعمال کے بعد آزادانہ تحقیقاتی کمیشن کے ذریعہ تحقیقات ہوگی۔ اس لیے حکم اور رعایا دونوں کے فائدہ کی غرض سے اس قاعدہ کا جاری ہونا ضروری ہے۔ ایسی تحقیقات حکم کو سخت مخالفانہ نکتہ چینی سے بچائے گی جس کے صدف ملاست وہ نقصان جان کی صورت میں ضرور ہوئے۔ برطانیہ عظمیٰ میں جمہوری اصول کی زیادہ ترقی کے باعث غایر کرنے پر سخت پابندیاں عاید ہیں۔ پچھلے دنوں ڈبلن میں جو فسادات ہوئے ان میں پولیس کے کئی شخصوں کو ایسا سخت

ایسا ہے کہ جسکی وجہ سے کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرنے کی ضرورت ہو۔

میں کہہ چکا ہوں کہ سربلین جیسا کہ ان کے نام سے ظاہر ہے خادمان ہند ہیں۔ جس طرح کہ ہم اپنے وطن کے خاتم ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ان کو ان کی خدمت کا معارضہ ملتا ہے، اور ہم ان لوگوں میں سے ہیں جو ملک کی خدمت کے لیے مامور تو ہیں، مگر تنخواہ دار نہیں۔

مجھے حیرت ہے کہ عالیہ ماغ اور وہ افراد جو اپنی تجارت، حرفت اور صنعت میں نہایت کامیابی کے ساتھ مشغول ہیں۔ کثیر التعداد میں ایثار نفس کر کے اور سخت حوصلہ شکن موانع کا مقابلہ کر کے ملک کی خدمت گذاری کے لیے آمادہ رہتے ہیں۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی ثبوت ایسے لوگوں کی استوار حب الوطنی کا مل سکتا ہے جو اپنے بے بہا وقت اور زر کو صرف کر کے حتی الامکان کوشش کرتے ہیں کہ ہندوستان کی سلطنت باحسن و جہد قائم رہے۔ میری رائے میں ایسے آدمیوں کا فرقہ سلطنت کے لیے قابل قدر بضاعت ہے، اور اس فرقہ نے اپنے ذمہ بذات خود جو خدمت لے لی ہے اس کے لیے وہ ہر طرح سے مستحق حوصلہ افزائی ہے، اگر ان کی ذات پر کسی قسم کا شبہ یا بے اعتمادی ظاہر کی جائیگی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حالت موجودہ میں مشکلات کا اضافہ ہو جائے گا۔

(البقیۃ تتلی)

ہندوستانی دوا خانہ دہلی

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی میں یونانی اور ریدک ادویہ کا جو مہتم بالشان دوا خانہ ہے وہ عمدگی ادویہ اور خوبی کار و بار کے امتیازات کے ساتھ بہت مشہور ہو چکا ہے۔ صدھادرائیں (جو مثل خانہ ساز ادویہ کے صحیح اجزاء سے بنی ہوئی ہیں) حاذق الملک کے خاندانی معجزات (جو صرف اس کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کار و بار، صفائی، ستھرا پن ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ: ہندوستانی دوا خانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے۔

فہرست ادویہ مفت — (خط کا پتہ)

منیجر ہندوستانی دوا خانہ، دہلی

اخبار نیر اعظم مراد آباد بالکل مفت

طبع اشتہار میں خاص رعایت

ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے کہ اخبار نیر اعظم جو ۳۹ سال سے شایع ہوتا ہے کیا ہے، اور کیسا ہے صرف اس قدر تصدیق دیا جاتا ہے کہ آپ ایک کارڈ لکھ کر اول مفت نمونہ منگوائیے اس کے ساتھ آپ کو نیر اعظم بک ایجنسی مراد آباد کی فہرست بھیجی جاوے گی۔ اس فہرست میں سے آپ صرف ۴ روپیہ کی کتابیں طلب فرمائیں۔ نیر اعظم جسکی سالانہ عام قیمت ۴ روپیہ ہے۔ ایک سال تک آپ کی خدمت میں مفت روانہ ہوگا۔ اگر آپ کسی چیز کے مرچد ہیں یا کسی سامان کے سوداگر ہیں، اور کوئی اشتہار جو آجکل کے زمانہ میں ترقی کا زینہ ہے نیر اعظم میں ڈینا چاہتے ہیں، تو اس کے نرخنامہ اشتہارات میں چوتھائی اجرت کی رعایت کیجاوے گی۔ یہ تمام رعایتیں اور درخواستیں دیجاوے گی جو یکم جنوری سنہ ۱۹۱۴ء سے ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۱۴ء تک ڈاکخانہ میں ڈالی گئی ہوں۔ ممالک غیر کے واسطے اس رعایت کی مدت ۱۵ فروری سنہ ۱۹۱۴ء تک مقرر ہے۔

المشتر منیجر اخبار نیر اعظم مراد آباد

خواہ وہ کیسی ہی خفیف ہو کہیں جمع ہو گئے ہوں، اور منتشر ہونے کے حکم کی نافرمانی کے مرتکب ہو گئے ہوں؟ جسکی وجہ بعض اوقات صرف یہ ہوتی ہے کہ وہ منتشر ہونے پر راضی ہوئیے باوجود بھی تعمیل حکم سے مجبور ہوتے ہیں۔ کیا یہ درخواست کچھ بہت زیادہ ہے؟ کہ ہر افسر خواہ وہ کتنا ہی بڑا ہو۔ اور گورنمنٹ کی ملازمت میں اسکی کتنی ہی وقعت ہو۔ ہمیشہ اس علم کو اپنی آنکھ کے سامنے رکھے کہ ایسے معاملات میں اعلیٰ حکم کی اندھا دھند تائید کے بجائے اسے ایک آزاد عدالت کا اطمینان کرنا پڑیگا کہ غیر مسلم آدمیوں کی جان لینے میں وہ نظر بر راقعات حق بجانب تھا۔ جیسا کہ میں نے پہلے جتا دیا ہے، برطانوی حکومت کی نیک نامی اور ان افسروں کے فائدہ کے لیے جنہر فیہر کا حکم دینے کی ذمہ داری قانوناً عاید ہے، اور عوام الناس کی دفعہ رسائی کی غرض سے وہ پابندی جو میں نے بتائی ہے۔ عاید ہونی لازمی ہے۔“

(ہندوستان کے سول عہدہ دار)

کانپور کے واقعہ کے فیصلہ میں جو معیار حکمرانی کا حضور لارڈ ہارڈنگ بہادر نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے وہ وزیر ہند لارڈ کریو کی تازہ ایجاد کی طرف ہماری توجہ مبذول کرتا ہے۔ میرا اشارہ اسکی اس تجویز کی طرف ہے کہ تمام وہ نوجوان جو ہندوستان کے سرکاری عہدوں پر ملازمت اختیار کریں ان سے لارڈ ممدوح ”رہایت ہال“ میں ملاقات کر کے چند کلمات پندر امیہ... ان کے گوش گزار کریں۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ موقع زیادہ فائدہ رساں شکل اختیار کرتا۔ اگر لارڈ ممدوح سول سروس کے ایران میں داخل ہونے والوں کو دھلیز ہی میں یہ حقیقت ذہن نشین کر دیا کریں کہ وہ ہندوستان میں حکومت کرنے کے لیے نہیں بلکہ خدمت کرنے کے لیے جاتے ہیں۔ آئی۔ سی۔ ایس کے جو تین حررف ان کے ساتھ عمر بھر لگے رہیں گے۔ جسپر وہ جائز طور پر فخر کر سکتے ہیں وہ مخفف ہیں تین الفاظ کے جس کے معنی ہیں ”خادمان ہند“ اور جس میں کسی قسم کی حکومت کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا۔ اگر ممبران سول سروس ہر وقت اسکو پیش نظر رکھیں کہ وہ خادمان ہند ہیں اور خواہ عہدہ داری کے زمانہ میں خواہ ملازمت سے سبکدش ہوئیے بعد ہندوستان کے نمک خوار ہیں، اور جیسا کہ مائیکو نے پارلیمنٹ میں ان دنوں کہا ہے انہیں اس ملک کی بہبودی کے لیے ہندوستان کی رعایا کے ساتھ شامل ہو کر کوشش کرنی چاہیے۔ نہ صرف ایسے طریق سے جو ان کو بہتر معلوم ہوتے ہوں بلکہ ایسے طریق سے جو ان کی رعایا کی نظروں میں بھی انسب معلوم ہوں۔ اس صورت میں اس ملک کی حکمرانی کا کم نہایت آسان ہو جائیگا، اور ہندوستان کی ترقی سرعت اور سکون سے ہوگی، اور بے اطمینانی اور تنفر بین الاقوام کی بیخکنی ہو جائیگی۔ سالہا سال کے عرصہ میں میں نے اپنی زندگی کا معتد بہ حصہ علاقہ بمبئی کے رفاہ عام کے کاموں میں صرف کیا ہے، مجھے متعدد سربلینوں سے ملاقات اور رفاقت کرنے کا موقع ملا ہے، اور ان میں سے بہت سے میرے دوست ہیں۔ عام طور پر میں نے ان کی دیانتداری، صداقت، اعلیٰ قابلیت اور فرائض کے انہماک کو قابل تسلیم پایا۔ آیا ان سے یہ امید رکھنا حد سے زیادہ ہوگا کہ وہ ان ہندوستانی خادمان ملک کا زیادہ لحاظ رکھیں، جو اپنا بہت سا وقت ملک کی خدمت گذاری میں صرف کرتے ہیں، اور جنکی اس خدمت گذاری سے کوئی شخصی غرض نہیں ہے، اور ان پر خود غرضی کی تہمت لگانے سے باز رہیں، اور ان کی آراء کو وقعت کی نظر سے دیکھیں، اور اس امر کے قبول کرنے پر آمادہ رہیں کہ ممکن ہے کہ مسئلہ زیر بحث کا دوسرا پہلو

وہ پھول چنے ہیں جو گلستانِ مین نہیں ہیں

چند شاہیر مند کی قبولیت کو ملاحظہ کیجئے

جناب انسان العفیر سید اکبر حسین صاحب الکبر الابدادی فرماتے ہیں۔
 ۲۔ زیورۃ (ادام و نول و غیرہ) کے خواص ملی کتابوں میں مندرج ہیں۔ ان چیزوں کو خوشبو میں
 ملا کر بڑی محنت کی ہے یہ ترکیب لائق تفریق ہو گیا یہ کسی یسوی و انکس خوشبو پر عسر دست لیسل
 پر رنگینے کے لئے فخر اچھا ہو گا۔
 ہذا کیسے خوشبو کا کپل اچھا ہے + اوبابی ست ہوئی ہے کپل اچھا ہے۔

جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب اقبال ایم ایس سیر سرائٹ لاہور کے
 لکھا جس کہستان کے استعمال سے دلع کو آرام اور قلب کو راحت ملی جسے مجھے یقین ہے کہ یہ خوشگزر
 ہو گا۔ یہ تعظیم تامل بندہ وستان کے دل و دماغ پر حکومت کر گئی۔

چند مشہور اطباء کے خیالات

جناب شفاء الملک حکیم رضی الدین احمد خان صاحب ہوی فرماتے ہیں: "تلج و زنگی کو کھانا
مسکن اور معوی دوا ہے۔ بالوں کو نرم کرتا ہے اسکی نفیس خوشبو نور و دماغ کو کوسی شلکین دیتا ہے
وہم رات کیسے نرک کرکے بیجا نہیں؟"

جناب نقشبت کزل واکٹر زینت احمد صاحب ایم۔ ڈی۔ آئی۔ ایم۔ ایس فرماتے ہیں۔
 ”ساج روحن گیسو دما دھرتی جنوں سے کشیدہ کے، ہنسنے میں خفایت تیل میں، جو نہایت مہنگا ہو۔
 صاف کر کے لودا دیر کی ترتیب سے تیار کئے گئے ہیں۔ ان جیون روغنوں کی خاصیت لودا
 مہک عجیب و غریب احکام پر مبنی ہے اور جو انسانی دل کیلئے بہترین ہیں مجھے یقین ہے ان کی تیار
 دہی آستانہ یوں سے لیکر نو زہون تک مضمیر ہوگا۔“

جناب حکیم حافظ محمد عبدالولی صاحب کبھوی سکریٹری مطبوعہ کتب خانہ قرآنہ تھے۔
 پیراجہ میر نیکل کو میں نے اکثر رضا کو استعمال کروایا مضیہ پایا گیا اور خوشیوں کو تہیت ہی مرغوب و
 برا تھا و حق تعالیٰ قابل قدر ہے۔

جناب پنڈت مان سنگھ صاحب دہلی سکریٹری آل انڈیا ویدک کمیٹی کو تانی کا لٹریس دہلی فراتے ہیں: "روح باوام دروغن زیتون کے اثرات اہل ہند کو خود معلوم ہیں ان کی نسبت میرے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں آلہ کی نسبت یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بھلے اور ہمارے سورتی طریقہ علاج میں بالوں اور دماغ کیسے بہترین چیز تھوکر گیا گیا یہ اب کارخانہ تاج نیو نیچو کی ہے۔ مدراج آلہ کو نولہ کے تیل میں شامل کر کے ایک منات لطف و دل کش خوشبوں بسا دیا ہے۔"

جس کا ہم باپ، مگر بے قدیم و جدید میں اب تک دیکھنے میں نہیں آیا۔ میں تلخ و مریض گیسو باندھ کر اس کی سرسہ اقسام کو بہت پسند کرتا ہوں اور اس کے مفید ہونے کا معترف ہوں۔“

چند مستند اخبارات ہند کا حسن قبول

المال کلکتہ۔ جلد ۱۰ نمبر ۱۰۱ اس میں شک نہیں کہ خوشبو شیشی کی اپنے حال پر شاہ
ہے بہتر ہوگا کہ لوگ اس سے کاغذ کی بہت افزائی کریں۔ شاید اس جاہلیت سے تمام چوڑو
تیل اور کسی کاغذ میں نہیں بنتے۔ یورپ کے موجودہ اصول تجارت و تنظیم و تربیت کے ساتھ ملکہ
میں اس طرح کے کاغذ فروش کا کھٹنا ایسا باری بہت افزائی کا مستحق ہے۔

روزنامہ زمیندار لاہور۔ جلد ۳۔ نمبر ۴۔ ۳۰ اپریل ۱۹۱۳ء۔ حاقی الملک حکیم مجاہد قاضی اور شہزادہ الملک حکیم رضی الدین امواغی قاضی دہلی۔ تاج روشن گیسو دراز کی تحریر میں قلم لسان ہیں۔ اسلئے، کھینچا جاے کہ تاج مزین فیکچری دہلی نے زن لوگوں کی سیلے میں کام کیا ہے جو ان کی آراغی زیرایش کا خاص شوق رکھتے ہیں۔“

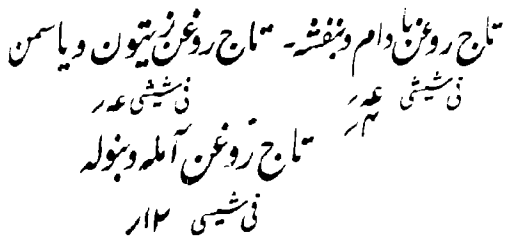
روزنامہ پیسہ اخبار لاہور۔ ۳۰ اپریل ۱۹۸۶ء۔ ”یہ خوش رنگ دماغ کو کھڑا رکھے والا مندرجہ ذیل ہے جو کچھ کے اہل سائینٹس دیکھنے سے مام پسند معلوم ہو جاتا ہے۔“

روزانہ اوو اخبار لکھنو۔ جلد ۵۵۔ ۹۲۷۔ ۱۵ اپریل ۱۹۱۳ء بمطابق ۱۱ مئی ۱۹۰۱ء

اردو و معلیٰ علی گڑھ۔ نمبر ۱۵۔ ۱۹۱۳ء۔ تین مختلف قسم کے تھوکے
نہنستے ہیں جنہیں بالوں کو بڑھانوالی، انکو سیاہ و نرم رکھنے والی اور گھسنے والی کہتے ہیں۔

دینے نظر کو برائی نہالی دوائیں شامل ہیں اور مضمیں تازہ بھجوں کی تازہ خوشبو دی گئی ہے۔ این مٹیوں کی تعریف مشہور مکیوں نے کی ہے۔ خود ہم نے بھی انکو استعمال کیا اور ہر طرح سے قابل اطمینان ملا

منہر جیدہ کا خیالات کا افرزہ سلوم آپ پر کیا ہو۔ مگر ہم خوش ہیں کہ ہم نے ایک حد تک تاجِ روشنِ مجید پر
کی مقبولیت کا ایک مختصر گرامر میں خاکا لکھ دیا ہے۔ اس میں کامیاب ہوئے ہیں۔ پس مزید سے کڑا
توجہ کجا اور برصغیر ہوا چاہیے۔ تاجِ منہر جیدہ میں مختلف اقسام کا خوشبو کے مفید ترین
درجن گیسو ہیں۔



(نوٹ) یہ تین مادہ معمولاً کھردری پیگنگ اور دی پی کے جس جوہر کی نشانی ہے۔
 کارخانہ کار فراہم کئے گئے پیشتر معافی سودا گروں میں انکو تلاش کیے گئے کہ یہ دردن قریب
 قریب تمام اطراف ہند کے بڑی بڑی دوکان پر ملتے ہیں۔ تجارت بشباصحات گیارہ بجے کہ
 محلہ اسٹریٹ حوجوہن اسے کہتے تھوڑے مقامات میں جہاں
 انجنیون کی ضرورت ہے

میں بھر دی تلج میں نو فیکری کی بھٹی ڈھلی (اصد و فقر علیٰ)

ڈاکٹر ایس کے زیر من - غنیمت تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

ایم - ایس - عہد الغنی کیمسٹ - ۲۲، ۷۳
کولوئڈلہ اسٹریٹ - کلکتہ

ایک دن میں پچاس ہزار !!!

سابق اجرت اشتہار کے نرخ میں تخفیف کرسی لگی ہے ۔
 منیجر الہلال ۷/۱ - مکلاؤ اسٹریٹ - کراچی ۔

مونی کھیتیں

سر کے بالوں کے لیے

نہایت مفید اور خوشبودار

ממנו ידעו ויחזקו

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مر جا یا کرتے ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید ہنڈ۔ دوا ارزاں قیمت پر گھر بگھٹے بلا طبی مشورہ کے میسر آ سکتی ہے۔ ہمارے خالق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اچھارات عام طور پر ہزارہا شیخیاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے۔ مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بھی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پُرانا بخار - مرمی بخار - باری کا بخار - پھر کرانے والا بخار - اور وہ بخار، جسمیں روم جگر اور طحال بھی صحت ہو، یا وہ بخار، جسمیں مثلی اور تہ بھی آتی ہو - سرمی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر ہو - یا بخار - یا آنکھی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ کلتھیاں

اہل قلم کو مژدہ

کیا آپ ملک بھر میں اپنی کتاب میرے ذریعہ فروخت کرنا چاہتے ہیں؟ اگر منظور ہو تو شرائط و کمیشن بذریعہ خط و کتابت طے فرمائیے۔

منیجر یونیورسل بک ایجنسی

نمبر ۳۲ - بروکنگ اسٹریٹ - رانگرن

The Universal Book Agency,

32 Brooking Street

Rangoon

کانپور موسک (انگریزی ایڈیشن)

مصنف مسٹر بی۔ اے۔ داس - گیتا - سب لایڈیئر بنگالی
مچھلی بازار کانپور کے واقعہ کی نہایت مشرق و مفصل
حالت، میونسپلٹی کی کارروائی، مسجد کا بحالہ، واقعہ جانکاہ
۳ - اگست، عدالت کی کارروائی، اور دیگر معاملات کانپور پر
حضور راجسرایے کا حکم - یہ تمام حالات نہایت تفصیل و تشریح سے
جمع کیے ہیں۔

مصنف بہ حیثیت نامہ نگار بنگالی خود کانپور میں پیمبرجہ تھے
اسمیں بہت سے واقعات ایسے بھی ملیں گے جن سے پبلک اب تک
واقف نہیں۔ کتاب در حصے میں شائع ہوئی ہے۔ اس کے نفع کا ایک
حصہ مسلمانوں کے کسی قومی کلم میں دیدیا جائیگا۔ درمیان
میں جابجا متعدد فقرے موجود ہیں۔ تمام درخواستیں پتہ ذیل پر
آئی چاہئیں اور الہال کا حوالہ دیا جائے۔ قیمت ایک روپیہ۔

بی۔ اے۔ داس - گیتا - بنگالی آفس - بہار بازار اسٹریٹ - کلکتہ

۱ - ۱۵ سالز - سلنڈر راج مثال چاندی - قبل و خوبصورت کیس - سچا ٹالم - گارنٹی ایک سال مع
محصول پانچ روپیہ۔

۲ - ۱۵ سالز - سلنڈر راج خالص چاندی قبل منقش کیس سچا ٹالم - گارنٹی ایکسال مع محصول نور روپیہ۔
۳ - ۱۵ سالز ہینڈنگ کیس سلنڈر راج جو نقشہ مد نظر ہے اسے کہیں زیادہ خوبصورت سرنیکا پالدار ملمع
دیکھنے سے پچاس روپیہ سے کم کی نہیں جیتی - پرزے پالدار - سچا ٹالم - گارنٹی ایکسال
مع محصول نور روپیہ۔

۴ - ۱۷ سالز - انگما سلنڈر راج - فلیٹ (پتلی) - نکل - کیس اڑین فیس (کھلا منہ) کسی حرکت سے بند
نہ ہوگی - گارنٹی ایکسال مع محصول پانچ روپیہ۔

London Watch Syndicate Lever 10 years guarantee Nickel Case size 18 Rs. 6/- only including postage.

۵ - ۱۸ سالز - دس سال گارنٹی لیور لندن راج مع محصول چھ روپیہ۔

۶ - ۱۶ سالز - واسکوف - پٹت لیور راج - مضبوط - سچا ٹالم - گارنٹی ایک سال مع محصول تین روپیہ آٹھ آنہ۔

۷ - ۱۹ سالز - واسکوف لیور راج سچا وقت برابر چلنے والی - گارنٹی ایکسال مع محصول دو روپیہ آٹھ آنہ۔

المشتر: ایم۔ اے۔ شکور اینڈ کو نمبر ۵۰۱ ریلوے اسٹریٹ پوسٹ آفس دھرم تلہ کلکتہ

M. A. Shakoore & Co, No. 5/1 Wellesley Street, P. O. Dharamtollah, Calcutta.

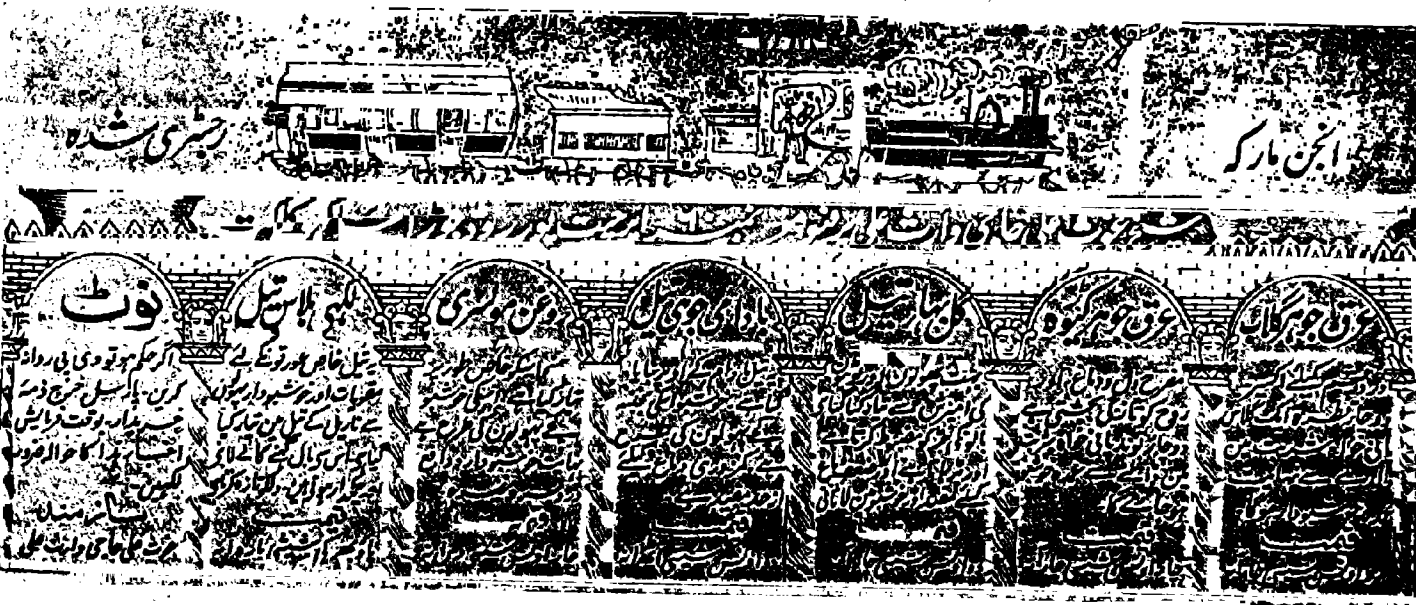
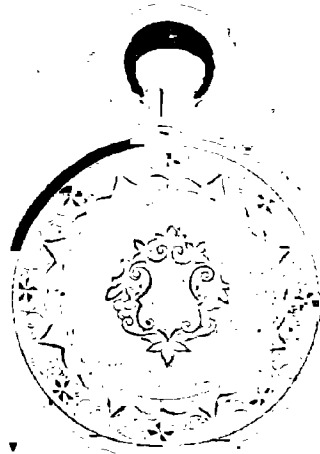
ایک یورپین کے تازہ خط کا ترجمہ

راکے جو (ع۔ ی۔ ن۔ ی۔) مجھے بھیجی ہے بجمیع الرجوع قابل نشانی ہے
مجھے بڑی مسرت ہوئی۔ میں بلا تامل کہتا ہوں کہ مسرز ایم۔ این۔ احمد
ایک سنز سرگرم ایک نہایت مہاجر اور راست باز ہیں، اس درکار کی خصوصیت
یہ ہے کہ چیز بکفایت ارز عمدہ ملتی ہے۔

ٹی۔ چورلٹن - سرور جفرل آف انگلیا آفس کلکتہ۔
زندگی کا لطف آنکھوں کے دم تک ہے۔ اگر آپ اس کی حفاظت کرنا چاہتے
ہیں، تو صرف اپنی عمر اور دور زندگی کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمائیے
تاکہ ہمارے تجربہ کار ڈاکٹروں کی صلاح سے قابل اعتماد آسانی پتھر کی مینک
بکفایت بذریعہ زی۔ پی کے ارسال خدمت کیجائے۔ اس پر بھی اگر آپ کے
موافق نہ آئے تو بلا اجرت بددیجائیگی۔

مسرز ایم۔ این۔ احمد اینڈ سنز
مکھن چشم سرگرم مینک و گھڑی وغیرہ
نمبر ۱۵/۱ رپن اسٹریٹ ڈاکخانہ ریلوے - کلکتہ
15/1 Ripon Street, P. O. Wellesley, Calcutta.

مکمل فرست مفت طلا - فراوین
شال
پادین
دی کشمیر کو آپریو گلوبند
آفت
ایوان
سوسائٹی
پوشین
فلی راجا
اوپنی راجا
سرینگر کشمیر
نقاشی
مشکاف
غفران
میرہ
نیشا
زیرہ



لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَبِالْإِسْلَامِ دِينِهِ وَبِالْإِسْلَامِ دِينِهِ وَبِالْإِسْلَامِ دِينِهِ

الْمَسْأَلَةُ

ایک ہفتہ وار مصور سالہ

میرسنول نرخصون
احمد علی والا کلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱-۲ مکلاوڈ اسٹریٹ
کراچی

قیمت
سالانہ ۸ روپہ
ششماہی ۴ روپہ ۶۵ آنہ

جلد ۴

۲۱ : چارشنبہ یکم ربیع الاول ۱۳۳۳ ھجری

Calcutta: Wednesday, January 28, 1914.

نمبر ۴



اما الاع

- (۱) اگر کسی صاحب کے پاس ٹوٹی پرچہ نہ پہنچے، تو تاریخ اشاعت سے دو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں، ورنہ بعد کو فی پرچہ چار آنے کے حساب سے قیمت لی جائیگی۔
- (۲) اگر کسی صاحب کو پتہ کی تبدیلی کرانا ہو تو دفتر کو ایک ہفتہ پیشتر اطلاع دیں۔
- (۳) نمونے کے پرچہ کے لئے چار آنے کے ٹکٹ آئے چاہیں یا پانچ آنے کے ری - پی کی اجازت۔
- (۴) نام رہنے خاصکر ڈاکخانہ کا نام ہمیشہ خوش خط لکھیے۔
- (۵) خط و کتابت میں خریداری کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل حکم کی شکایت نہ فرماویں
- (۶) مہی اور روانہ کرتے وقت کوہن پر نام، پورا پتہ، رقم، اور نمبر خریداری (اگر کوئی ہو) ضرور درج کریں۔

الآت ازاں

جواہر دھہ پنچ کے مشہور اور مقبول نامہ نگار عالیجناب نواب سید محمد خان بہادر - آلی - ایس - ار - (جنکا فرضی نام ۳۵ برس سے اردو اخبارات میں مولانا آزاد رہا ہے) کے پرزور قلم ظرافت رقم کا نتیجہ اور اپنی عام شہرت اور خاص دل چسپی سے اردو کے عالم انشا میں اپنا آپ ہی نظیر ہے بار دیگر نہایت آب و تاب سے چھپر سرمہ کش دیدہ الرابصار ہے - ذیل کے پتے سے بذریعہ ویلر پے ایپل پارسل طلب فرمائیے اور مصنف کی جادو بیانی اور معجز کلامی سے فائدہ اُرتھائیے خیالات آزاد ۱ روپیہ ۴ آنہ - سوانح عمری آزاد ۱۲ آنہ علامہ معصوم - السمش ۶ ۱۲

سید فضل الرحمن نمبر ۶۲ ثالثا لیں - کلکتہ

S. C. MITAL

بہترین طاقت اور عمدہ تیاری
ہندوستان میں

کارخانہ

ہندوستان میں

ہندوستان میں بہترین اور عمدہ تیاری
کارخانہ کی خصوصیت

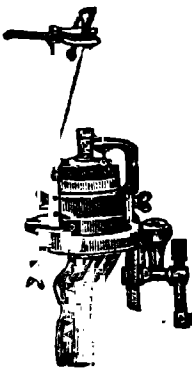
۱۲، ناریکل باغ لائن
کولکٹا

ان مستفادات کیوں اپنی بیش قیمت وقت کو ضائع کرتی ہیں؟

گھر بیٹھے دوپہ پیداکریں!!!!

ایک یورپین خاتون جو مسلمان ہوگئی ہیں شریف خاندان میں جا کر سکھا سکتی ہیں - یہ انتظام کمپنی کے طرف سے ہے - ایک سے تیس روپیہ تک روزانہ

پراسپیکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیے



مرد، عورتیں، لڑکے، فرصت کے اوقات میں روپیہ پیدا کر سکتے ہیں - تلاش ملازمت کی حاجت نہیں اور نہ قلیل تنخواہ کی ضرورت - ایک سے ۳۰ روپیہ تک روزانہ - خرچ، برائے نام - چیزیں درر تک بھیجی جاسکتی ہیں - یہ سب باتیں ہمارا رسالہ بغیر اعانت استاد باسانی سکھا دیتا ہے جو مشین کے ساتھ بھیجا جائیگا -

نہرو سے یعنی ۱۲ روپیہ پتل نٹ کٹنگ (یعنی سپاری تراش) مشین پر لگائیے - پھر اُس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کر سکتے ہیں - اور اگر کہیں آپ آدرشہ کی خود بان موزے کی مشین ۱۵۵ - کرمنگالیں تو ۳ روپے - اور اس سے بھی کچھ زیادہ حاصل کر سکتے ہیں - اگر اس سے بھی زیادہ چاہیے تو چھ سو کی ایک مشین منگالیں جس سے موزہ اور گنجی دونوں تیار کی جاتی ہے اور ۳ روپیہ - روزانہ بلا تکلف حاصل کرلیں یہ مشین موزے اور ہر طرح کی بنیائیں (گنجی) وغیرہ بنتی ہے -

ہم آپ کی بنائی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتے ہیں - نیز اس بات کی کہ قیمت بلا کم و کاست دیں

جالیگی!

ہر قسم کے کاتے ہوئے اور 'جو ضروری ہوں' ہم معض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتے ہیں - تاکہ روپیوں کا آپ کو انتظار ہی کرنا نہ پوے - کام ختم ہوا، آپ نے روانہ کیا، اور اسی دن روپے بھی مل گئے! پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لیے اور چیزیں بھی بھیج دی گئیں!

آدرشہ نیٹنگ کمپنی - نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ - کلکتہ

سب اکنٹ شاہنشاہ اینڈ کمپنی - نمبر ۸۰ نذیر بازار - دہاکہ

AL - H I L A L
Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs.8

Half-yearly " " 1 4-2

الاحلام

میر سہول غرضی
سلاطین اسلام آباد

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ

۱۲۸

تیلیفون نمبر ۱۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپے

شعبہ ۱ روپہ ۱۲ آٹ

۴

نمبر ۱ : جہاوشنبہ یکم ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta : Wednesday, January 28, 1914.

نمبر ۴

شذرات

اسلامیہ اسکول بریلی

اسلامیہ اسکول بریلی کی حالت چند در چند رجحان سے
رہی ہو رہی تھی۔ سب سے پہلے اسکے مکان کا مسئلہ پیدا ہو گیا
تھا، پھر اسکے افلاس مالی کی مصیبت بھی نہایت شدید تھی۔
پچھلے دنوں بعض احباب بریلی سے اسکے حالات ہمیں معلوم ہوئے
تھے اور ارادہ تھا کہ اسکی نسبت الاحلام میں لکھا جائے۔

لیکن اب ایک خط سے یہ معلوم ہوئے نہایت مسرت ہوئی کہ
ہز ہائینس نواب صاحب رامپور نے اسکی حالت پر ترجہ فرمائی
اور دس ہزار روپیہ کے عطیہ سے مسلمانان بریلی کی تعلیم کو زندہ
کر دیا۔ فجزاہم اللہ عن الاسلام والمسلمین خیر العزائم۔

دولت ریاست ایک سب سے بڑا عطف الہی ہے بشرطیکہ وہ
اسکی راہ میں صرف ہو اور اسکی راہ میں کسی بددین کی خدمت
کی راہ میں پوشیدہ نہ ہو۔ آج ملک میں وہاں کے خیریتہ ایللیے دولت
کی اتنی کمی نہیں ہے جتنی اُن دست ہائے کرم کی کمی ہے
جو اسکا اصلی مصرف سمجھیں اور اسکا صحیح استعمال کریں۔
ایسی حالت میں ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ جب کہیں سے دولت
کے صحیح استعمال اور خدمت خلق اللہ کی سچی مثال کی
صدا آئے تو فوراً اسکا استقبال کریں اور عزت و ترحم کی وہ بڑی ت
بڑی جگہ دیں جو اسکا اصلی حق ہے۔

ہم کو بریلی کے اسکول کا حال معلوم ہے، نیز مسلمانان
بریلی کی تعلیمی ضروریات کا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہز ہائینس
کا یہ عطیہ ایک نہایت قیمتی اور بر وقت فیاضی ہے جسکے لیے
قوم کو انکا شکر گزار ہونا چاہیے۔

مقربہ ہوئے ہیں۔ غیر اسلامی دکانوں کے ناڈیکات کی جو تعریف شروع ہوئی تھی
وہ ابھی جاری ہے۔ ۲۰ ماہ حال سے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ اب یونانی حکمرانی کی
دکان کی کھڑکیاں تیز ڈالی گئیں اور غیر مسلم دکانوں سے خریدنے والوں کو سخت
معاملت کی گئی۔

عثمانی بیڑے میں جو اضلاع ہوئے ہیں، ان حالات تو آپ پڑھیں۔ ہیں۔ اسے
جواب میں یونانیوں نے بھی چند جہاز خریدنا چاہے تھے مگر اس خیال میں کامیابی
نہیں ہوئی، لیکن اگر یونانی بیڑے میں جہازوں کا اضافہ نہیں ہوگا تو بریاد ان
کشتیوں کا اضافہ نہ ہو گیا۔ ۲۳ کا تار ہے کہ کابل سے ۶ تاریخ کشتیاں یونان روانہ
ہو گئیں۔

اسماعیل کمال نے ایک قدیم و مشہور وفد پر دار البانی ہے۔ نہ اسیدی نوشن
نہیں جنہوں نے یورپ کو اپنے ارادے میں کامیاب کیا اور گو البانیا میں مسلمانوں کی
آبادی ۵ فیصدی ہے مگر اس میں وہ ہلال کے ساتھ سے معزوم کیا گیا۔

اسماعیل کی یہ اسلام سوز کوششیں صرف البانیا کا حکمران بننے کے لیے تھیں۔
یورپ نے چاہا تھا کہ وہ چند روز تک اپنی اس دیرینہ تمنا کا لطف اٹھالے لیکن
حالات نے ساتھ نہ دیا۔ ۲۳ کا تار ہے کہ اسماعیل نے البانیا کی صدارت سے استعفا
دیدیا۔ کمیشن نے فیضی بے وزیر داخلہ کو انکی جگہ مقرر کیا ہے، اور اسکی اطلاع
تار کے ذریعہ الیسن اور بیروت میں دیدی ہے۔

اسی تاریخ کے دوسرے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ البانی جرگوں نے ایہرس اور
البانیا کے ان دیہاتوں کو تاراج کرنا شروع کر دیا ہے، جو یونان کے خالی کیے ہیں۔
کمیشن نے مسلح پولیس کے ایک ڈیالین کو ان خوفزدہ مقامات پر جانے کا حکم دیا ہے۔

فہرست

- ۱۔ الاسبوع
- ۲۔ شذرات (حادثہ زمیندار پریس لاہور)
- ۵۔ مقالہ افتتاحیہ (ندوة العلماء)
- ۹۔ مقالات (تاج انگلستان اور خزینہ اسلام کا ایک گھر)
- ۱۱۔ " (مکتوب آستانہ)
- ۱۲۔ مطبوعات جدیدہ (افادہ)
- ۱۳۔ مراسلات (ندوہ اور قوم کی سرد مہری)
- ۲۰۔ " (آل انڈیا معدن ایجوکیشنل کانفرنس)
- ۱۴۔ اقتراعیات عثمانیہ
- ۱۵۔ جزائر فلپائن
- ۱۷۔ مذاکرہ علیہ (آثار عرب)
- ۱۹۔ ہند فونک (سنہ ۱۹۱۳ - اور ہلال)

تصاویر

- ۶۔ سید جمال الدین - اسد آبادی
- ۷۔ شیخ محمد عبدہ - مصری
- ۱۴۔ بلقیس خانم ہوائی جہاز میں
- ۱۴۔ بلقیس خانم ہوائی جہاز کے لباس میں
- ۱۴۔ اقتراعیات عثمانیہ کی ایک جماعت
- ۱۵۔ جزائر فلپائن کے باغات
- ۱۵۔ جزیرہ مورور (فلپائن) کا ایک عکس
- ۱۵۔ سید محمد رجبیہ انندی شیخ الاسلام جزائر فلپائن
- ۱۹۔ سنہ ۱۹۱۳ ع

الاب : وع

مسٹر گاندھی اور یونین گورنمنٹ کی مراسلت شائع ہو گئی ہے۔ ماحصل یہ
ہے کہ معاہدات معقول کمیٹی کی رپورٹ تک ملتوی رہیگی۔ ماحوذین چھوڑ دیے
جائیں گے۔ نہ ہندوستانیوں کی طرف سے بد سلوکی پر زور دیا جائیگا اور نہ گورنمنٹ
اپنی صفائی کے لیے پیش کرے گی۔
مسٹر گاندھی خود تو گواہی نہیں دینگے تاہم وہ سر بنجمن کو مدد دیں گے۔

قبیلہ - جی - آر - مسٹر دنک ایک مشہور کاشتکار نیشکر ہے۔ اس پر یقین کی
ہندوستانیوں کی طرف سے روم میں یہ دعویٰ دائر کیا گیا ہے کہ موجودہ اسٹراک میں
اس نے جسٹانی نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔ ملزم اقرار کرتا ہے کہ اس نے کیا تھا
مگر اس کے بعد اتنا اور بھی اضافہ کرتا ہے کہ میں نے ازراہ مدافعت کیا تھا! سچ ہے۔
حکمران قوم کے افراد کے حملے ہمیشہ مدافعت ہی کے لیے ہوتے ہیں!

روزانہ اخبارات میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ مزدوری پیشہ جماعت کے لیڈروں میں
مسٹر کرسوئل بھی گرفتار ہوئے تھے۔ مسٹر کرسوئل نے ایک ہفتہ شائع کیا تھا
جسیر انہوں نے اسٹراک کرنے والوں کو قیادت و استقامت کی دعوت دی تھی۔
عدالت نے نہ تسلیم کیا کہ اس ہفتہ کا مقصد اس سے زیادہ نہ تھا۔ مگر با این
مہ انکو ابی عہد قید معض کی سزا دی گئی!

جواہر لعل نہرو کے ایک تار سے معلوم ہوتا ہے موجودہ اسٹراک سے فی ہفتہ
لاکھ پونڈ کا نقصان ہو رہا ہے۔ یہ نقصان فوجی قانون کے مصارف کے علاوہ ہے
جسکی تعداد تقریباً لاکھ ہفتہ وار ہے۔

آرکوں کے موجودہ افلاس مالی کی اصلی دوا اقتصادی اصلاح ہے، مگر بد قسمتی سے
وہ ہمیشہ اس سے غافل رہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ لیکن اب معلوم ہوتا ہے وہ اس طرف

حادثہ ”زمیندار پریس“ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہم بدو کم اول مرة !

اتفشو نہم ؟ فالله احق ان تفشوه ان كنتم مومنین !

تائیر آہ و نالہ مسلم ، ولے مٹرس
مارا ہنوز عہدہ باخویشتن بے ست !

واقعہ ”زمیندار پریس“ لاہور میں فی الحقیقت ارباب بصیرت کیلئے بہت سی عبرتیں پوشیدہ ہیں جنہیں یکے بعد دیگرے بیان کر دینا ، گو انکا بیان کرنا بعض لوگوں کیلئے کتنا ہی موجب غیظ و غضب ہو : قل موتوا بغيظکم ان الله عليم بذات الصدور (۱۱۵:۳) میں ان لوگوں کو کہہ ہی بھی اپنے سے خوش نہیں رکھ سکتا جنکی نسبت صحیح یقین ہے کہ انکی خوشی خدا کی خوشی کے خلاف ہے ۔ پھر یہ مغرور نادان کیوں ایسا چاہتے ہیں ؟ مسیح اپنے پیروں سے یقیناً زیادہ حکیم تھا جبکہ اُس نے کہا کہ ایک نوکر دو آقاؤں کو خوش نہیں کر سکتا ۔ پس ایک راہ کا اختیار کرنا ناگزیر ہے !

ولن ترضی عنک الیہود اور تم سے یہود اور نصاریٰ کہہ ہی ولا الذناری حتی تتبع خوش نہونگے جب تک کہ انہی ملتہم ، قل ان ہدی کا طریقہ اختیار نہ کرلو ۔ پس ان اللہ ہدایہی ، ولئن لوگوں سے کہدو کہ اللہ کی ہدایت اتبعوا ہر اہم بعد تو رہی ہدایت ہے جس پر ہم چل الذی جاءک من العلم ، رہے ہیں ۔ اور اگر تم نے بعد اسکے مالک من اللہ من ولی کہ تمہارے پاس علم صحیح موجود ولا نصیر (۱۱۴:۲) ہے ، انکی خواہشوں کی پیروی کی تو پھر جان لو کہ تم کو اللہ کے غضب سے بچانے والا نہ تو کر لی درست ہوگا اور نہ کوئی مددگار !

سب سے پہلے تو میں اس واقعہ کے اندر ایک عظیم الشان احسان الہی کی بشارت دیکھتا ہوں ، اور سچ یہ ہے کہ اُس حق فراز قدس کا کوئی کام ارباب حق کیلئے مصلحت و حکمت سے خالی نہیں ہوتا ۔ قوموں اور جماعتوں کے حس و غیرت اور جوش حیات کی پرورش کیلئے جبر و تشدد مثل اُس پانی کے ہے جو کسی خشک و افسردہ درخت کی جڑ پر ڈالا جائے ۔ یہ پانی جس مقدار میں اُسے میسر آتا ہے ، ٹھیک ٹھیک اُسی کے مطابق اُسکی نشور نما بھی ہوتی ہے ۔

خدا ہی بھی مرضی معلوم ہوتی ہے کہ اب ہندوستان کے مسلمان جاگیں ، اور اس طرح جاگیں کہ پھر انہیں کوئی نہ سلا سکے ۔ خدا کی آواز اس کے کاموں سے نکلتی ہے اور اُسکی مشیت کی زبان تغیرات و حوادث عالم کی زبان ہے ۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اسباب و بواعث مسلسل نہ ہوتے ، اور تنبیہ و غفلت شکنی کے تازیانے اس طرح یکے بعد دیگرے نہ پڑتے ۔

جنگ طرابلس نے زمین طیار کی اور تقسیم بنگالہ کی منسوخ کی نے اسمیں بیع ڈالا ۔ اب پانی کی ضرورت تھی جو برسے اور آفتاب کی ضرورت تھی جو گرمی پہنچائے ۔ پس جنگ بلقان نے بارش خربنیں سے سیراب کیا ، اور اسکے بعد ہی مچھلی بازار کانپور کے افق پر آفتاب مظالم نے سرخ نقاب اوڑھ کر اپنا چہرہ لالہ کر

دکھلادیا ۔ یہ سب کچھ اس بیع کی پرورش کیلئے کافی تھا ، لیکن کیا کیلئے کہ دھقان کی غفلت بھی شدید تھی اور دزدان زراعت سے کمین گاہیں بھی خالی نہ تھیں ۔ پس ضرورت تھا کہ خود قدرت الہی ہی اسکا سامان کرتی ، اور جس پانی کے برسے بغیر یہ بیع بار آور نہیں ہو سکتا ، اسکی آبپاشی نہ رکتی ۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور زمیندار پریس کی ضبطی سے اس بارش نشر فرما کی ابتدا ہو گئی ہے ۔ جیسا کہ برستا رہا ہے ، دسہا ہی اب بھی برسے گا ، اور جیسا کہ ہمیشہ ہوا ہے ، اب بھی وہ سب کچھ ہوگا ۔ عقلمند کیلئے دانائی ہے ، پر نادان کیلئے غفلت لکھی جا چکی ہے ، اور روشنی دیکھتی ہے ، مگر تاریکی کیلئے کچھ بھی نہیں :

پس اگر آئیں ہیں تو دیکھیں ، اگر کان ہیں تو سنیں ، اور اگر دل ہیں ، تو سمجھیں : وهو الذی جعل لکم السمع والابصار والافئدة ، قلیلا ما تذکرون !

حادثہ مسجد کانپور کے بعد غفلت کے سرد جھونکے چلنے لگے تھے ، خدا نے چاہا کہ ایسا نہ ہو ، کیونکہ اسکی مرضی بھی معلوم ہوتی ہے کہ اب ایسا نہ ہوگا ۔ پس اس نے تمہاری پشت غفلت پر ایک اور تازیانہ لگایا ، اور تمہارے دل غفلت سرشت کو ایک اور مہلت بیداری دینی چاہی ۔ اسکی ہر بخشی ہوئی فرصت کو تم نے ضائع کیا ہے ، اسکی ہر دی ہوئی قوت عمل کو جو ابد ہر تین سال کے اندر تمہیں عطا ہوئی ، نذر غفلت و نادانی بیا گیا ہے ، اور وقت کی ہر صدائے کار جواب عمل سے محروم واپس کر دی گئی ہے ۔ لیکن کچھ ضرور نہیں کہ ہمیشہ ایسا ہی ہو ۔ اگر تمہاری غفلت شدید ہے تو خدا کا تازیانہ بیداری بھی کچھ کم شدید نہیں ۔ یہ تمہاری غفلت اور وقت کی ہشیاری کا مقابلہ ہے ۔ آخر میں تمہیں ہارنا ہی پڑے گا ۔ کب تک ایسا ہوگا کہ آٹھو گے اور پھر لیٹو گے ؟ کہتے ہو گے اور پھر گر گے ؟ اگر اٹھانے والا ہاتھ قوی ہے تو وہ تمہیں بستر پر لٹنے کی جگہ زمین پر دڑتا ہی کر چھوڑے گا !

لیکن افسوس ہے کہ اس حقیقت کے سمجھنے کی ہم سے زیادہ ضرورت ہماری گورنمنٹ کو تھی ، مگر تاریخ عالم بتلاتی ہے کہ جب ہوسٹ والا ہوتا ہے ، اور آنے والا وقت آتا ہے تو جاننے والے ناسمجھ ، اور دیکھنے والے کور ہو جاتے ہیں ۔ افسوس کہ گورنمنٹ میں صوبوں اور شہروں کے حکام کا عنصر اصلی قوام حکومت ہے ، اور حکومت کی اعلیٰ قوتیں وقت کی اصلی حالت اور ملک کے حقیقی دکھ سے بے خبر رکھی جاتی ہیں ۔

ہندوستان میں آج دو تحریکیں موجود ہیں : ایک وطنی تحریک ہے جو ہندوستان کی سب سے بڑی کثیر التعداد قوم میں پیدا ہوئی ، اور اسکا مرکز بنگال ہے ۔ دوسری اسلامی تحریک مسلمانان ہند کی بیداری کی ہے ، جو اب اپنی غفلت کی ضائع کردہ جگہ جلد جلد چلکر کسی طرح حاصل کرنا چاہتی ہے ۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ پچھلے کیلئے پہلے سے عبرت پکڑی جائے ؟

میٹھا انٹی ملر یا میکسچر
اکسیر دافع بخار ہشتم

منیجر کارخانہ حبوب کا یا پلٹ پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکتہ

کیونکہ جوش خواہ کسی قسم کا جوش ہو، لیکن دبانے سے پرورش پاتا، اندر ہی اندر کھولتا، اور پھر کبھی نہ کبھی پھوٹتا ہے۔

پس گورنمنٹ کیلئے بہترین حکمت عملی یہی تھی کہ وہ اسلامی تحریک کے ساتھ بندش اور رکاوٹ کی پالیسی کا بہرہ بلکہ تسامح اور فیاضی کی دانشمندی کا سلوک کرتی۔ کیونکہ نہ تر اسمیں غیر وفاداری کی آمیزش ہے اور نہ بغاوت کا پیچ۔ وہ صرف اپنی اصلاح کرنا چاہتی ہے، اور اپنی حکومت کو ایک کانسنٹی ٹیرشنل گورنمنٹ یقین کر کے بعض حکام کی بیجا سختیوں کیلئے فریادی ہے۔

اسی کانپور کے واقعہ کو دیکھو! کیا وہ بہتر تھا جو سرجمین مسٹن نے کیا، یا وہ جو لارڈ ہارڈنگ نے؟ پہلے نے بھڑکایا اور دوسرے کی دانشمندی نے بھڑکتے ہوئے کو یکایک بجھا دیا۔

اب ہر طرف سکوت تھا اور خاموشی، لیکن زمیندار پریس کا واقعہ وہ نیا قدم ہے جو خود گورنمنٹ پنجاب نے بڑھایا ہے۔

تاہم اس غفلت آباد حکومت میں ایک آنکھ ہے جو تدبیر و دانش کی سچی روشنی سے منور، اور حکمت و عاقبت بینی کی بصیرت سے مجلی ہے۔ وہ جس نے دہلی میں زخم و خون کا جواب صبر و تحمل سے، اور دشمنی کے پیغام کو محبت کے جواب سے سنا۔ جو ۱۴ - اگست کو کانپور آیا تاکہ زندانیان بے جرمی کو امن کا پیغام سنائے اور اس نے کہا کہ میں پدرانہ محبت کے لہجے میں تم سے کہتا اور تمہارے پانوں کی بیڑیاں کھولتا ہوں۔

وہ کون؟

دانشمند لارڈ ہارڈنگ!

وقت ہے کہ وہ اپنے زمانہ حکومت کی سب سے آخری مگر حکومت کیلئے سب سے بڑی نیکی انجام دے۔

لیکن اگر ایسا ہوا تو یہ گورنمنٹ کیلئے عافیت اور بہتری ہوگی، اور اسکی خیر خواہی اگر منظور ہو تو صرف اسی مشورے میں سچائی ہے جو دیا جاتا ہے۔ ورنہ جیسا کہ لکھ چکا ہوں، موجودہ تحریک کی علی الرغم حکومت پرورش کیلئے نروقت کا نیا سلسلہ مہلک ہونے کی جگہ یقیناً حیات بخش ہے۔

میں ہمیشہ حیرت ہوتی ہے کہ دنیا کے بعض مسلم اور معلوم حقائق کے اعلان و تذکرہ سے باوجود علم و واقفیت کے لوگ کیوں گھبراتے ہیں؟ یہ جو کچھ کہ میں کہہ رہا ہوں یہ بھی ایک ایسی ہی تلخ مگر غیر متزلزل حقیقت ہے۔ دنیا کی تمام قوموں کی تاریخوں کو پڑھو۔ یورپ کے متقدم ترین ممالک کی کتنی جار پانچ صدیوں پر نظر ڈالو۔ اگر ان سب کے لیے وقت و مہلت کا عذر ہو تو مشرق کے تربیتی حوادث و تغیرات کو دیکھو، لیا عر جگہ اور ہر مرتبہ ایسا ہی نہیں ہوا ہے کہ زندگی کی گرمی کو بربادی کی آگ سمجھ کر جبر و تشدد کا پانی ڈالا گیا ہے اور وہی پانی تیل کا سا اثر پیدا کر کے بجھانے کی جگہ اور مشتعل کرتا رہا ہے؟ یہ سچ ہے کہ ہوا چراغ کی لڑکھچھا دیتی ہے مگر کیا یہ بھی سچ نہیں ہے کہ انگلیٹھی کے شعلوں کو بھڑکا بھی دیتی ہے؟

پھر وہ لوگ جو وہ کچھہ کرتے ہیں جس سے بہرہ پیدا ہو، گورنمنٹ کے خیر خواہ ہیں، یا وہ جو ایسا مشورہ دیتے ہیں جس سے شعلہ انورزی کی جگہ سکون و امن پیدا ہو؟ ناپی فزق الحق، اللہ ان کفتم تعلمون؟

بنگالیوں کی تحریک جب شروع ہوئی تو بہتر تھا کہ تقسیم بنگال کا آسے بہانہ نہ دیا جاتا اور غیر مدبر لارڈ کرزن کی جگہ مدبر و دانا لارڈ ہارڈنگ کی پالیسی اختیار کی جاتی۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ سختی اور قوت سے ہر آواز کو بند کر دینا چاہا، اور قانون کے جا و بیجا استعمال کی غلط و ناکام قدرت نے یہ غلط مشورہ دیا کہ درخت جو بے اکھاڑ کر پھینک دیا جاسکتا ہے۔ پس اخبارات بند ہوئے، پریس ضبط کیے گئے، جلسوں کو روکا گیا، شہر کے اندر انعقاد مجالس کا قانون نافذ کیا گیا، اور ہر مجلسٹریٹ اور ہر حاکم ضلع کو اپنے انتہائی اختیارات کی نمایش کیلئے چھوڑ دیا گیا۔

لیکن اسکا کیا نتیجہ نکلا؟ اگر مقصد حاصل ہو جاتا تو یہ اچھا تھا، مگر کیا مقصد حاصل ہوا؟ کیا پھوڑے کو دبانے کی کوشش سے یہ نہیں ہوا کہ جو مادہ باہر نکل کر بھتا وہ اندر ہی اندر پکنے لگا؟ مانا کہ پیشانی اور منہ بے داغ ہو گیا، مگر کپڑے کے اندر کی چھپی ہوئی پیٹھ پھوڑوں سے بھر بھی تو گئی؟

وہ آگ جو شکوہ و شکایت کا دھواں بن کر دھیمی پڑ جاتی، جب دبا دی گئی تو گندھک کے آتش فشاں مادے کی طرح اندر ہی اندر کھولنے لگی۔ پھر ایسا ہوا کہ یکایک بھرنچال آئے، اور زلزلوں نے دیواروں کو ٹکرا دیا اور بنیادوں کو ہلا کر گرا دیا۔ آج دس برس سے طاقت اور ہشیاری اپنی انتہائی قوتوں کو صرف کرچکی ہے، لیکن نہ تو اس اندرونی آتش افشانی کا سراغ لگتا ہے، اور نہ کوئی پانی ایسا میسر آتا ہے جس سے پورے طور پر وہ آگ بجھائی جاسکے۔ ملک کی تمام امن خواہ عقول یکسر مضطرب اور عاجز ہیں۔

ہمدرد و غمگسار پادشاہ آیا، مگر افسوس کہ مرض کے مہلک ہو جانے کے بعد اسکا علاج کیا گیا۔ تقسیم بنگال کی منسوخی گویا اس آگ پر بعد از وقت پانی کا ڈالنا تھا۔ مگر کل تک کے واقعات سے پرچھا جاسکتا ہے کہ وہ بجھ گئی ہے یا ابھی باقی ہے؟

کیونکہ اگر آگ زمین کے اوپر ہوگی تو بجھائی جا سکیگی، پر اگر تم نے غلطی سے اسے نیچے جانے دیا تو پھر وہ چلی جائیگی، اور نہ تو تمہارا ہاتھ وہاں تک پہنچ سکے گا کہ خاک ڈال سکے، اور نہ تم اسے دیکھ سکے کہ اسپر پانی چھڑکو!

برخلاف اسکے موجودہ اسلامی تحریک ایک پر امن اور عافیت خواہ حرکت تھی، جو ابتدا میں تو عام مصائب اسلامیہ کی وجہ سے نمایاں ہوئی، اور پھر اندرون ہند کے بعض حوادث کے متعلق قومی بیداری و اتحاد کی صورت میں ظاہر ہونے لگی۔ چونکہ اسکے کاموں کو بند کرنے کی کوشش نہیں کی گئی، اور اس طرح کی سختی اور تشدد کا سلوک ابتدا میں نہیں ہوا جیسا کہ اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ باوجود انتہا جوش و خروش اور مذہبی درد و الم کے، تمام ہندوستان میں ایک واقعہ بھی اب تک ایسا نہیں ہوا، جسکی نسبت کہا جاسکے کہ یہ امن اور وفاداری حکومت کے منافی ہے!

مثلاً ہلال احمر کے جلسے ہر جگہ ہوتے تھے، اور لوگ ہندوستان کے باہر کے اسلامی مصائب پر ماتم کرتے تھے۔ انہوں نے ماتم کیا، رزلوشن پلاس کیے، اور رو دھوئے متفرق ہو گئے۔ لیکن اگر حکومت کی طرف سے کہلی رکاوٹیں پیدا کی جاتیں، جلسے روکے جاتے، اخبارات کو بند کر دیا جاتا، تو دنیا دیکھ لیتی کہ کیا نتائج نکلتے، اور یہی جوش جو صرف اجتماع و انعقاد مجالس کی صورت اختیار کر کے ختم ہو جاتا تھا، کیسی خطرناک حالت پیدا کر لیتا؟

مساجد اسلامیہ و مجالس سیاسیہ

روزانہ معاصر دہلی سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد میں انعقاد مجالس کا مسئلہ پھر چہر گیا ہے۔

شاید کوئی کمیٹی قائم ہوئی ہے جسکا مقصد یہ ہے کہ دہلی میں ایک مسلم ہال تعمیر کیا جائے۔ یہ مقصد بہت اچھا ہے اور ہر جگہ ایسا ہی ہونا چاہیے۔ لیکن ساتھ ہی یہ ترکچہ ضرور نہیں کہ ہر عمل صواب کے ساتھ ایک غلطی بھی ضرور کی جائے؟ مسلم ہال کی ضرورت کے اعلان کیلئے جو اشتہار شائع ہوا ہے، اس میں لکھا ہے کہ چونکہ مساجد میں ہر طرح کی سیاسی و تعلیمی مجلسیں منعقد نہیں ہو سکتیں، اور وہاں عبادت کے سوا اور کسی کام کی شرعاً اجازت نہیں، اسلئے مسلم ہال بنانا چاہیے۔ مسلم ہال بنانے کی تجویز ایک صحیح تجویز ہے، مگر افسوس کہ جو اسکی وجہ بتلائی گئی ہے وہ غلط ہے، اور بغیر اس غلطی کے بھی مسلم ہال بن سکتا تھا۔

دہلی میں مسلم ہال اگر بن جائے تو اسکا نفع اُس نقصان عظیم کے مقابلے میں بہت کم ہوگا جو اس غلط فہمی کے خدا نخواستہ قائم ہوجانے سے مسلمانوں کو متضرر ہے۔

مسلم ہال اگر نہیں بنتا تو جانے دیجیے، مگر خدا کیلئے اسلامی تعلیم و احکام کے متعلق غلط فہمیاں تو پیدا نہ کیجیے۔ میں اس امر کی علت سمجھنے سے ہمیشہ عاجز رہتا ہوں کہ جو لوگ مذہب اور مذہب کے احکام سے بے خبر ہیں، انکو کونسی ایسی شدید مجبوری پیش آتی ہے کہ مذہبی فتوا دیں؟ میں نے اس مسئلہ پر الهلال میں چار پانچ مقالات افتتاحیہ مسلسل لکھے تھے مگر وہ صرف تصریحات قرآنیہ پر مبنی تھے۔ آج پھر چند سطریں لکھونگا۔

ان لوگوں کا بیان ہے کہ مساجد صرف عبادت الہی کیلئے ہیں۔ یہ بالکل ٹھیک ہے: ان المساجد لله۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ کہاں نکلتا ہے کہ مساجد میں اغراض صادقہ و حقہ کیلئے اجتماع مسلمین جائز نہیں؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب تم نے یہ تسلیم کر لیا کہ مسجد اللہ کی عبادت کیلئے ہے، تو ضمناً یہ بھی مان لیا کہ مسلمانوں کے حقوق دینی و سیاسی و فرائد تعلیمی و اخلاقی کیلئے سعی و اجتماع بھی رہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اسلام صرف جسم کے رکوع و سجود ہی کو عبادت نہیں کہتا، بلکہ راستبازی و صداقت، اور حق پرستی و عدالت کا ہر کام اسکے نزدیک مفہوم عبادت میں شامل ہے۔

بہتر ہے کہ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کا اسوہ حسنہ تلاش کریں۔ عصر نبوت میں مسجد نبوی ایک عام اجتماع گاہ اسلام و مسلمین تھی جس میں ہر طرح کے معاملات انجام پاتے تھے۔ میں شراہد کتب سے اسکے نظائر بکثرت پیش کر سکتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ہی میں تمام سیاسی مجامع منعقد کیے، مسجد ہی میں جنگ کی تیاریوں کے خطبے دیے، مسجد ہی ایک عدالت کدہ تھی جہاں مقدمات فیصل ہوتے تھے، اور اسی کا معن دارا لشوری تھا جس میں مہاجرین و انصار سے مهمات امور سیاسیہ پر مشورے لیے جاتے تھے۔ کتب سیر و حدیث ابھی دنیا سے نابود نہیں ہوئی ہیں اور علم ابھی مسلمانوں میں باقی ہے۔ تعجب ہے کہ لوگ غلط دعویٰ کے کرنے میں کیوں اس درجہ بے باک ہیں؟

کم از کم لوگ زاد المعاد اور طبری ہی کو پڑھیں۔ نہ صرف یہ کہ آنحضرت نے مسجد میں سیاسی اجتماعات کیے بلکہ یہ کہ اسلام کے

بڑے بڑے مهمات امور مسجد نبوی ہی میں اہم مجالس میں ہوئے۔ پائے۔ فدیہ اسیران بدر، جنگ احد میں مدینہ سے نکلنا، جزہ حدیبیہ کی معصوری، حملہ آوروں سے مدینہ کی ایک نلٹ پیداوار پر صلح کر لینے کا مسئلہ، مسئلہ حدیبیہ، یہ اور اسی طرح کے بے شمار مسائل ہیں جو مسجد نبوی ہی میں طے پائے تھے۔

خلفاء راشدین کا زمانہ اسلام کی ایک کامل ترین عملی تصویر تھی، اور اُس زمانہ میں مسجد نبوی ٹھیک ٹھیک مدینہ کا ایک ”مسلم ہال“ تھی۔ عام قاعدہ یہ تھا کہ جب کبھی کوئی اہم واقعہ پیش آتا تو مردن نکلتا اور پکارتا ”الصلوة جامعہ“ یہ سنکر تمام لوگ گھروں سے نکلتے اور مسجد نبوی میں جمع ہوجاتے۔ پھر خلیفہ وقت کھڑے ہوکر خطبہ دیتا اور اس معاملہ کو بیان کرتا۔ ملکوں پر حملہ و دفاع کے مشورے یہیں ہوتے، فتح کی خوشخبری یہیں سنائی گئی، ذمیوں کے حقوق پر یہیں بحث ہوئی، جزیہ کا مسئلہ یہیں طے پایا، مختلف مسائل دینیہ پر یہیں بحثیں ہوئیں، احادیث کی تحقیق و تنقید یہیں کی گئی، والیان ولایت سے باز پرس کی گئی تو مسجد ہی میں، حقوق و دعاوی کا فیصلہ ہوا تو اسی مسجد میں، حکومت سے ناراضگی و رضا کے اظہار ہی مجلسیں بھی یہیں ہوئیں، اور حکم و عمل کا تقرر اور انکی رپورٹیں بھی یہیں پیش ہوئیں۔

اتنا ہی نہیں بلکہ مسجد نبوی فی الحقیقت ایک دائمی انجمن تھی۔ علامہ بلاذری لکھتے ہیں:

کان للمہاجرین مجلس فی مسجد نبوی میں مہاجرین کی
المسجد، فكان عمر یجلس ایک مجلس تھی۔ حضرت عمر
معہم و یحدثہم عما ینتہی الیہ انکے پاس بیٹھتے تھے اور ملک کے جو
من امر الافاق (فتوح البلدان) واقعات ان تک پہنچتے تھے، انکو
صفحہ: ۳۱) بیان کرتے تھے۔

مرور طبری بلکہ جمیع مورخین نے لکھا ہے کہ جب حضرة عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کو وسیع کیا تو ایک خاص چبوترہ اسلئے بنایا تاکہ لوگ وہاں بیٹھکر صحبت کر سکیں۔

اگر مسجد کا عبادت کیلئے مخصوص ہونا یہ معنی رکھتا ہے کہ نماز و اعتکاف کے سوا وہاں اور کچھ نہ ہو، تو علاوہ ان تمام شراہد معتبرہ تاریخ و حدیث و سیر و اعمال صحابہ کرام، صحیح ترمذی کی اُس حدیث کا لوگ کیا جواب دینگے جس میں حضرة عائشہ فرماتی ہیں کہ ”کان رسول اللہ ینصب لہسان (بن ثابت) منبرا فی المسجد فیقوم علیہ یہجر الکفار“ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں منبر نصب کرتے تھے اور اسپر حسان بن ثابت کھڑے ہوکر اپنے وہ فصائد سناتے تھے جنمیں کفار کی ہجو اور برائیاں ہوتی تھیں!

اگر مسجد میں کفار و اعداء اسلام نبی ہجو و نظم میں جائز تھی تو کیا آج نثر میں حرام ہوگئی؟ فاین تذهبون؟ معلوم نہیں لوگوں کا ”سیاست“ سے کیا مقصد ہے؟ کیا قتال مرتدین، مسئلہ جزیرہ، عمال و حکام کا تقرر، امراء فوج کا انتخاب، تقسیم غنیمت، سنہ ہجری کا تعین، ترتیب دیوان و دفاتر، تجارت غیر قومی کا محصل، وغیرہ وغیرہ ملکی مسائل نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو میں اسکا ثبوت دینے کیلئے موجود ہوں کہ یہ مسجد کی ہی مجالس میں طے پاتے تھے۔

مسجد ہی مسلمانوں کے ہر طرح کے اجتماعات دینیہ و سیاسیہ کی اصلی جگہ ہے اور یہ نا ممکن ہے کہ ہم مسلمان اسکو فراموش کر سکیں۔ مسلمانوں کیلئے اسوہ حسنہ آنحضرت اور صحابہ کرام ہیں، نہ کہ کسی مسجد کی کمیٹی، یا کسی شہر کے چند بڑے آدمیوں کے ترہات و اباطیل۔

دہلی میں جب ندوۃ العلما کا جلسہ ہوا تو میں موجود تھا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ آج جس نظر سے ندوہ کو دیکھ رہا ہوں، بعینہ اسی نظر سے اس وقت بھی دیکھتا تھا۔ مجھ کو پورا یقین تھا کہ جب تک ایک مرتبہ فیصلہ کن وقت نہ آئیگا، اس وقت تک ندوہ کی زندگی ہمیشہ خطرے میں رہیگی۔ مولانا کو یاد ہوگا کہ میں نے مولوی عبدالاحد مالک مجبذئی پریس اور متعدد اشخاص کی موجودگی میں کہا تھا کہ تسامع و التوا ہی بذا پر کب تک بنیاد اور اصول کے سوال سے غفلت کی جائیگی؟ ایک پیمفلٹ لکھنا چاہیے اور اسمیں شرح و بسط کے ساتھ ندوہ کی زندگی کے مسئلہ کو صاف کر دینا چاہیے تاکہ ایک مرتبہ اس راہ میں امید کا فیصلہ ہو جائے۔

میری یہی رائے بغیر کسی تزلزل کے اس کے بعد بھی رہی لیکن کہا گیا کہ نئے انتخابات ہونگے، انہی کے تعداد اور قائم مقامی کا سوال چھیڑ جائیگا اور اس طرح خود بخود یہ حالت بغیر کسی ہنگامے کے درست ہو جائیگی۔

(”دفع الوقتی“ اور ”التوا“)

دنیا میں تمام کلم کسی حقیقت اور اصول کے ماتحت ہوتے ہیں، لیکن ندوہ کی حالت ابتدا سے عجیب رہی ہے۔ مقصد کی رفعت و علو کا تو یہ حال کہ آج تمام عالم اسلامی میں اصلاح و ترقی کی جتنی تحریکیں ہیں، ان سب میں کوئی مقصد بھی اس درجہ صحیح و حقیقی اور متیقن الفلاح نہیں جیسا کہ ندوہ کا۔ لیکن طریق کار کا یہ عالم کہ نہ تو اسے کوئی متفق عقیدہ حاصل اور نہ کوئی متحد اصول موجود۔ صرف ”دفع الوقتی“ اور ”التوا“ کے دو نواہیہ طریق عمل تھے، جن پر اس کے تمام کلم چل رہے تھے۔ یعنی ہمیشہ اس کی زندگی کے اساسی سوال کو آئندہ کیلئے ملتوی کر دینا، اور اس التوا سے فرصت حاصل کر کے تھوڑا بہت کلم کر لینا! گویا شاہ عالم کے اس بہت مشہور شعر کا مطلب صرف ندوہ ہی کے سمجھا تھا:

ادتو آرام سے گذرتی ہے

عاقبت کی خبر خدا جانتے

اس کی حالت بالکل اس غفلت سرشت مریض کی سی تھی جو فرصت حاصل کر فکر آئندہ پر ترجیح دے، اور محض اس لیے کہ مرض اپنا عمل ہلاکت بتدریج انجام دینا چاہتا ہے، ہمیشہ عمل جراحی کو کل پر ڈالتا رہے۔ یہ ضرور ہے کہ پھر آتے مہلت دینا کیونکہ ہڈی کے گلنے کا عمل ایک دن میں انجام نہیں پاتا، لیکن ساتھ ہی وہ وقت بھی ضرور آئیگا جبکہ حالت لا علاج اور نشتر کا عمل بھی بے سود ہو جائیگا!

چنانچہ وہ وقت آگیا اور نہیں آیا تو صرف چند دنوں ہی کی دیر ہے: فانی رجعتاً قریباً ان انتم تجدونہا بعیداً!

جب الہلال شائع ہوا تو میں نے ارادہ کیا کہ ندوہ کے مسئلے پر بھی ایک سلسلہ مضامین شروع کروں حالانکہ اس وقت تک موجودہ قصے شروع بھی نہیں ہوئے تھے، لیکن کچھ مشیت الہی ایسی ہی تھی کہ لکھنے کی مہلت نہ ملی، حتیٰ کہ مدارس اسلامیہ کا باب بھی شروع نہ ہو سکا۔

پس ایسا سمجھنا بالکل غلط ہوگا کہ موجودہ حالات کی بنا پر میں نے ندوہ کے متعلق بعض رائیں قائم کی ہیں اور انہیں شائع کرنا چاہتا ہوں، بلکہ سچ یہ ہے کہ اگر یہ تغیرات پیش نہ بھی آتے جب تک میں اپنے پیش نظر کاموں میں سے ایک ضروری کام

الہلال

یکم ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری

مدارس اسلامیہ

ندوۃ العلماء

(اور مسئلہ اصلاح و احیاء مامت)

(۲)

(الہلال اور مسئلہ ندوہ)

میں ندوہ کے مسئلہ پر کئی نمبروں میں ایک مفصل تحریر لکھنا چاہتا ہوں۔ میرا مقصد اصلی اس کی موجودہ حالت ہی نہیں ہے اور نہ اشخاص کا کوئی سوال۔ ضرورت اس کی ہے کہ ندوہ کی ہستی، اس کی ضرورت و عدم ضرورت، اور اس کے بقا کے طریق و مسائل پر ایک آخری نظر ڈالی جائے۔

میں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ ندوہ کے موجودہ مسائل کے اگرچہ زیر نظر موضوع کو بحث و اخبار کی آخری منزل تک پہنچا دیا ہے، لیکن فی الحقیقت میرے لیے ان میں کوئی نئی تحریک نہیں ہے۔ اگر بہ گذشتہ حالات ظاہر نہ ہوتے، جب بھی میں اس موضوع کو اسی طرح بحث و فیصلہ طلب سمجھتا، جیسا کہ اب سمجھتا ہوں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ بستر مرض کا ہر مہد یکساں نہیں ہوتا، اور اسی لیے علاج کا فرض و عمل بھی ہمیشہ بدلتا رہتا ہے۔ کبھی نبض پر ہاتھ رکھتے اور نسخہ لکھ دیتے ہی پر معالج کا کلم ختم ہو جاتا ہے، لیکن کبھی ضرورت ہوتی ہے کہ آلات جراحی کا کیس بھی کھولا جائے، کیونکہ جو مواد اندر پیدا ہو گیا ہے وہ نہ تو اب خشک ہو سکتا ہے اور نہ اپنے عمل مہلک سے باز آ سکتا ہے۔

پس اگر گذشتہ تغیرات پیش نہ آتے جب بھی میں کسی نہ کسی وقت ندوہ پر لکھتا، اور ٹھیک ٹھیک رہی سب کچھ کہتا جز آج کہوں گا۔ اگر گواہی کی ضرورت ہو تو میں متعدد ناموں کو پیش کر سکتا ہوں جو اس امر کی شہادت دینگے کہ اب سے چار پانچ برس پہلے ندوہ دارالعلوم کے متعلق کیا رائے رکھتا تھا، اور کس طرح بار بار چاہتا اور کہتا تھا کہ خاموشی مہلک اور دفع وقت و تسامع مرض پروری ہے۔ چاہیے کہ ایک مرتبہ ارپہ کے دبیز کپڑے اتار کر ندوہ کے سینہ و بطن کی ہڈیاں دکھلا دی جائیں۔ لیکن ہمیشہ مجھے اس سے روکا گیا اور کہا گیا کہ اس سے اصل کار کا نقصان متصور، اور اصلاح و فلاح بصورت دیگر متوقع ہے۔ میں نہایت راج کے ساتھ کہتا ہوں کہ روکنے والے جذبات مولانا شبلی نعمانی تھے، جو سمجھتے تھے کہ بغیر کسی مخالفانہ رویہ کے اختیار کیے مقصد اصلی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ حالانکہ وہ ایک کبھی نہ پورا ہونے والا حمن ظن تھا۔

(مبداء تحریک و دعوت)

اسلامی ممالک کے تمام حصے اگرچہ یکساں غفلت و بے خبری میں آنے والے ممالک و مصائب کا انتظار کر رہے تھے، اور اس انقلاب عظیم کی طاقت سے بے خبر تھے جو یکایک یورپ کے تمدنی اقتدار سے نکل کر تمام عالم کو مغلوب کر دینے والا تھا۔ تاہم چونکہ یورپین اقوام سے اختلاط و تعارف شروع ہو گیا تھا، اس لیے قدرتی طور پر بعض ذکی العس اور صاحب فکر طبائع و نسل کے اثرات سے متاثر ہوئیں اور اپنی حالت کا انکے عروج و اقتدار سے مقابلہ کرنے لگیں۔ اس طرح تغیر و اصلاح کی تحریکوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا، جس کا محرک اصلی تو مغربی تمدن کے اقتدار کا انفعالی اثر تھا لیکن اس اثر نے مایوسی کی جگہ سعی و کوشش کے جذبات پیدا کر دیے تھے، اور ترقی کا مطالعہ، تنزل کے اسباب و بواعث کے کشف و محسوس کا ذریعہ بن گیا تھا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اسی ابتدا اٹھارہویں صدی عیسوی کے پہلے عشرہ سے ہوئی جبکہ سلطان محمود خان مصلح نے بعض جدید اصلاحات جنما جاری دیں۔ پھر سنہ ۱۸۰۵ء میں نپولین بونا پارت نے مصر پر قبضہ کیا اور تین برس تک فرانسیسی فوج مصر میں مقیم رہی۔ فرانس نے در علمی مہمیں فوج کے ہمراہ روانہ کی تھیں، اور ایک جماعت علماء عیثت و ہندسہ کی بھی اس غرض سے آئی تھی تاکہ دریائے نیل کا منبع دریافت کرے۔ نیز بلاق میں ایک رصدگاہ بھی طیار ہوئی تھی۔ مصر پہنچ کر فرانسیسیوں نے غلبہ و تسلط کی جگہ نفاق و مدارا کی ایک عجیب پالیسی اختیار کی۔ مصر میں داخل ہوتے ہی انہوں نے معلوم کر لیا کہ حاکم و چرکس امرا کے ظلم اور فسق و فجور سے لوگ عاجز آگئے ہیں، اور ترکی والیوں کی غفلت نے انہیں خرد مختار کر دیا ہے۔ پس انہوں نے عربی میں اعلانات

شائع کیے، جن میں حمد و نعت کے بعد سلطان قسطنطنیہ کی خلافت کا اعتراف اور بقائے خلافت عثمانیہ نیلیے دعوت تھی، اور اس کے بعد لکھا تھا کہ ہم اس لیے آئے ہیں تاکہ ان غلام امرا کے ظلم سے لوگوں کو نجات دلائیں، اور سلطان المعظم کی زیر خلافت و حکومت اہل مصر کی خدمت کریں۔

نپولین جامع ازہر میں آیا اور مسلمان ہو کر نماز پڑھی۔ اس کے جانے کے بعد فرانسیسیوں نے ایک عارضی فوجی حکومت قائم کی جس کا نائب السلطنت سلومن جاک تھا۔ یہ بھی مسلمان ہو گیا اور عبد اللہ جاک کے لقب سے اپنے تئیں مشہور کیا اسے۔ ایک مصریہ مسلمہ سے نکاح کر لیا تھا جس سے دو لڑکے بھی پیدا ہوئے۔ ان کے نام اسلامی رکھے گئے، اور شیخ عبد اللہ شوقی اور دیگر شیوخ ازہر نے عقیدہ و خیرہ کی تحریک میں شرکت کی۔

مسئلہ ندرہ کو بھی سمجھتا تھا، اور کسی نہ کسی وقت ضرور اس کو لکھتا۔ البتہ جیسا کہ کہہ چکا ہوں، بستر مرض اور بستر نزع، دونوں کے ساتھ علاج کا یکساں سلوک نہیں ہو سکتا۔

ندره کی تعمیر بھی میں خرابی مضمون تھی، لیکن وہ وقت گزر گیا اور کئی درون کے گزرنے کے بعد مولانا شبلی کی معتمدی سے نیا دور شروع ہوا۔ اس وقت جو کچھ کیا جاتا رہ نسخہ نویسی و پڑھیز میں داخل تھا۔ پھر کچھ زمانہ گزرا اور ایک وقت آیا کہ نشتر کی ضرورت ہوئی۔ وہ وقت بھی گزر گیا۔ اب معلوم نہیں کہ کیا کرنا چاہیے؟ بہر حال مایوسی کیسی ہی اپنی آخرین منزل میں کیڑن نہر، لیکن پھر بھی سعی غفلت سے بہتر ہے:

چوں دمبدم عنایت ترفیق ممکن ست

در تنگ نای نزع نہ کوشد کسے چسرا؟

(مسئلہ اصلاح اور قرون اخیرہ اسلامیہ)

ندرة العلماء کی حقیقت یہ ہے کہ گذشتہ قرون اخیرہ میں مسلمانوں کے امراض تنزل کے دفع و علاج کیلئے جو بے شمار نسخے لکھے گئے، منجملہ انکے ایک نسخہ ندرۃ العلماء کی تحریک بھی ہے۔

اس لیے ضروری تھا کہ سب سے پہلے ایک نظر ان تمام نسخوں پر ڈالی جاتی، یعنی قرون اخیرہ میں جس قدر مشہور تحریکیں اصلاح و تغیر کی پیدا ہوئیں، ان سب پر بحث کی جاتی، اور دیکھا جاتا کہ ندرہ کو ان سب میں کونسا درجہ حاصل ہے؟ لیکن وہ ایک موضوع مستقل ہے اور اگر بالتفصیل اسے چھیڑا گیا تو اصلی مبحث رہ جائیگا۔ پس صرف ایک تمہیدی اشارہ کر کے ندرہ کی جانب متوجہ ہو جاؤنگا۔

گذشتہ نصف صدی تمام مشرقی ممالک میں اصلاح و تغیرات کی تاسیس و تحریک کا ایک دور گذارا ہے، جو یکسر اسی مشغلہ میں

بسر ہوا۔ نئی عمارت گر کر کڑی نہیں بنی لیکن نقشے صدها کھینچے گئے، اور کام گر بہت کم ہوا لیکن کام کرنے کا شور و غل مہر جگہ رہا۔

اس صدی کے آغاز ہی میں یورپ کا سیاسی و تمدنی عروج اور مشرق کا تنزل پرری طرح نمایاں ہو گیا تھا۔ یورپ کی متمدن قومیں اپنی جدید ترقیات کے ذخائر لیکر تقریباً تمام برے برے و مشرقی ممالک میں پہنچ گئی تھیں، اور اکثر مقامات میں تو انکا سیاسی اقتدار ہی انکے تمدن کی نمایش کر رہا تھا۔

قوموں اور ملکوں کے عروج و زوال کے ہر ایسے موسم میں ہمیشہ کچھ لوگ وقت سے پہلے بیدار ہو جاتے ہیں، اور جبکہ تمام ملک خواب غفلت میں سرشار ہوتا ہے تو ہشیاری و بیداری کی صدائیں انکے اندر سے اُٹھنے لگتی ہیں۔

(وسط ایشیا و ترکستان)

اردھر روس کا اقتدار وسط ایشیا میں ساعت بساعت عروج پر تھا، اور ترکستان کا بڑا حصہ جو چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستوں میں منقسم ہو گیا تھا، آپس کے نزاع اور خانہ جنگیوں کی وجہ سے خود بخود روسی امپائر میں جذب ہوتا جاتا تھا۔

روسیوں کے اختلاط و معاشرت نے وہاں کے لوگوں میں سے بھی بعض ذکی الحس طبیعتوں کے اندر مقابلہ حالت کی تحریک کی، اور کچھ لوگ اصلاح و تغیر کی دعوت میں مصروف ہو گئے۔

(مغرب اقصی)

افریقہ میں مصر کے علاوہ ایک اور حصہ بھی تھا جہاں فرانس کی ہمسایگی کام کر رہی تھی، اور اس کے سیاسی نفوذ نے مغربی تمدن کے مطالعہ و تاثر کے ذرائع پیدا کر دیے تھے۔ یہ اندلس کے جلاوطن مسلمانوں کا گوشہ پناہ اور عربی حکمرانی کا آخری نقشہ قدم یعنی مراکش تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی الجزائر اور ٹیونس کی خود مختار عثمانی ولایات بھی تھیں۔ ان تمام مقامات میں فرانسیسیوں کے سیاسی دسائس پیہم کامیابیاں حاصل کر رہے تھے اور انکا سلسلہ اتھارویں صدی کی ابتدا ہی سے قائم تھا۔ ضرور تھا کہ یہاں بھی کچھ لوگ نو عروج اقوام کی ترقیات سے متاثر ہو کر اصلاح حالت کا خیال پیدا کرتے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(ہندوستان)

ان تمام ممالک میں سب سے زیادہ انقلاب و تغیر کے اسباب (ہاستنلے مصر) ہندوستان میں فراہم ہوئے، جہاں یورپ کی زیادہ آمد و رفت پندرہویں صدی عیسوی سے شروع ہو گئی تھی، اور پھر سترہویں کے اختتام سے انگریزی تسلط نے علانیہ کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ واقعہ پلاسی کو اگر انگریزی حکومت کا پہلا دن قرار دیا جائے تو اس صرورت میں بھی پوری اتھارویں صدی انقلاب حکومت میں گذر جاتی ہے۔

اس اعتبار سے ہندوستان کو تمام دیگر اسلامی ممالک میں ایک خاص خصوصیت حاصل تھی۔ جن جن ملکوں میں یورپ کا تمدن پہنچا، وہاں اسلامی حکومتیں قائم تھیں، اور گو ان میں سے بعض براے نام رہ گئی تھیں تاہم ملک کا نشہ حکومت ابھی باقی تھا۔ اس لیے بہت مشکل تھا کہ اس عالم میں اپنے اتزل اور نئی قوموں کے عروج کا حس پیدا ہوتا۔ برخلاف ہندوستان کے کہ یہاں خود یورپ کی ایک عظیم الشان قوم کی حکومت قائم ہو گئی تھی،

شیخ عبد اللہ الشرقاوی نے اپنی تاریخ ”تحفة الناظرین“ اور شیخ عبد الرحمن جبرتی نے ”عجائب الآثار فی التراجم والاخبار“ میں نہایت تفصیل سے یہ حالات بیان کیے ہیں۔ یہ دونوں شخص ازہر کے شیوخ میں سے تھے۔ فرانسیسوں نے مصر کیلئے جریار لیمنٹ باسم ”دیوان“ بنائی تھی، اس کے معبر بھی تھے اور ہمیشہ ان کے اکابر و علماء سے ملتے رہتے تھے۔ ”عجائب الآثار“ پہلے تاریخ ابن اثیر کے حاشیہ پر چھپی تھی۔ اب مصر میں علحدہ بھی چھپ گئی ہے۔

(مصر میں نئی تحریک)

اسی عجائب الآثار سے معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسیوں کے اس سہ سالہ قیام اور غیر حاکمانہ و غیر متمعبانہ رفق و مدارا سے علماء

مصر و شام کو موقع ملا کہ وہ یورپ کی تمدنی و علمی ترقیات کا اندازہ کریں اور ان میں سے بعض کے اندازہ کیا۔ شیخ جبرتی بار بار لکھتا ہے کہ فرانسیسی لوگ عجیب و غریب ہیں ”انہوں نے نئے علوم ایجاد کیے ہیں اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ علوم عقلیہ میں وہ ہم سے بہت بڑھ گئے ہیں۔ انہوں نے عجیب آلات ایجاد کیے ہیں جن سے بہت سی کار آمد باتیں لمحوں میں معلوم ہو جاتی ہیں۔ میں ایک دن انکی رصدگاہ میں گیا، جہاں علم ہیئت اور زمین کی کریت و حرکت کے متعلق ان کے بعض علما نے تقریریں کیں اور علم ریاضی کے متعلق بہت سی نئی باتیں بتلائیں“ وغیرہ وغیرہ۔ ر من شاء التفصیل فلیرجع الیہ۔

دھائی تین سال کے بعد انگلستان نے ترکی کے ساتھ ملکر ایک جنگی بیڑہ اسکندریہ بھیج دیا۔ فرانس میں نپولین

کا پہلا دور بھی ختم ہو گیا تھا۔ بالآخر فرانسیسی مصر سے چلے گئے لیکن مصر و شام میں نئے تمدن و انقلاب کی تحریک کی بنیادیں پڑ گئیں۔

اُس کے بعد ترکی میں سلطان عبد المجید نے ایک قدم آگے بڑھایا اور گل خانہ کا مشہور اصلاحی ”فرمان شریف“ نافذ ہوا۔ مصر میں علی پاشا نے گذشتہ فرانسیسی اثر کو اور زیادہ قوی کیا اور ”ارسالیات“ کا سلسلہ شروع کیا۔ ارسالیات کا مقصد یہ تھا کہ مصر سے تعلیم یافتہ اشخاص یورپ کے بڑے بڑے شہروں میں درس و تعلیم کی غرض سے بھیجے جائیں۔ رفاعہ بک رافع طہطاری اور نتم اللہ مراش اسی زمانے میں فرانس اور آسٹریا گئے۔ یہ دونوں علماء مصر میں سے تھے۔



شیخ العصر و استاد الامام - الشیخ محمد عبده المصري
(جو دعوت و اصلاح دینی کے ایک مشہور رکن تھے)

سے بہتر حالت میں پاتا ہے تو اپنی بہتری کیلئے اسے پہلا خیال یہی ہوتا ہے کہ اُسکی سی باتیں اختیار کر کے اپنے تئیں بھی بہتر بنالے۔ جذبہ فطریہ محاکات کا یہی منشا ہے۔ پس اصلاح کا یہ اصول بہت سادہ و قدرتی تھا جسے بغیر کسی کاوش فکر و اجتہاد کے ہر شخص اختیار کر لے سکتا تھا۔ یہ ایک کھلی ہوئی بات تھی کہ اقوام مشرقیہ کی غفلت اور نوجوانوں کی بیداری نے پہلی قوموں کو علوم و فنون اور تمام ارکان ضروریہ مدنیہ سے محروم کر دیا، اور اخرا الذکر اقوام قوت تمدن و علوم، و کثرت صناعت و فنون سے تمام عالم پر مسلط ہوئیں۔ پس ان مصلحین کیلئے یہ راہ اصلاح اختیار کرنی بالکل آسان اور سہل الاعتقاد تھی کہ اپنی اصلاح کی بنیاد تمہیں یورپ کے اخذ و حصول پر رکھیں اور ان تمام چیزوں کو دور کریں جو اس مقصد کی تکمیل میں حائل ہیں۔

اس تحریک کے لیے شیخ محمد عبدالعزیز مصری نے ایک مرتبہ بہت اچھا نام وضع کیا تھا۔ میں بھی اسی اصطلاح سے اسے تعبیر کر رہا ہوں یعنی ”الاصلاح الافرنجی“

شیخ محمد بیوم الترنسبی صاحب الافادہ و الاعتبار اسی اصول کا داعی تھا مگر یہاں تک لوگ انکے نام سے بہت کم واقف ہیں۔ اس نے گیارہ جلدوں میں اپنا سفر نامہ لکھا تھا جو چھپ گیا ہے۔ اسمیں بہت تفصیل سے ان امور پر بحث کی ہے، اور اپنی وزارت تیرنس کے زمانے میں عملی طور پر بھی اسی بنیاد پر تعلیم و تاسیس مدارس و مجامع کی کوشش کی۔ جامع زیتونی جو فی الحقیقت آج اڑھارے بعد عالم اسلامی میں علوم اسلامیہ کی سب سے بڑی یونیورسٹی اور طریق تعلیم و نتائج میں اس سے بہتر و انفع ہے، اسمیں شیخ موصوف نے فرانسیسی زبان اور علوم جدیدہ کی کتابیں داخل کیں، اور تمام اعلیٰ ملازمتوں کیلئے شرط قرار دی کہ فرانسیسی زبان و علوم سے واقفیت ہو۔

سید خیر الدین پاشا صاحب القوم المسالک جو بائی تیرنس کا وزیر تھا، اور پھر سلطان عبدالحمید نے بھی کچھ دنوں کیلئے اسے ترکی کا صدر اعظم بنا دیا تھا، اسی اصول پر اصلاح کرنا چاہتا تھا۔ تیرنس میں اس نے بڑے بڑے کام اسی اصول پر انجام دیے۔

ابراہیم پاشا دم خدیو مصر کو بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس صنف کے معتدل و محتاط مصلحین میں شامل تھا ”ارسالیات خارجہ“ کا (یعنی ممالک یورپ میں اخذ علوم کیلئے لوگوں کو بھیجنے کا) سلسلہ اس نے نہایت فیاضی کے ساتھ وسیع کیا، اور مختلف مجالس تراجم و نقل علوم حدیثہ کی قائم کیں۔ مدارس امیر مصرہ کی بھی اولین بنیاد اسی نے ڈالی تھی جو آج تمام بلاد مصرہ میں تعلیم انگریزی کا وسیلہ و خدیو ہیں۔

اسی طرح تمام مصلحین مصرہ مثلاً علی پاشا مبارک، رفاعة بک رافع طہطاری، محمود پاشا فلکی، فتح اللہ مرآش، وغیرہ اسی اصول کے راعظ تھے۔ اسماعیل پاشا خدیو مصر کو بھی اسی اصول کا ایک ناسمجھ، اور مسرف راعظ سمجھنا چاہیے۔

ہندوستان میں سر سید احمد خان مرحوم کی تحریک بھی اسی قسم میں داخل ہے اور اس اصول نے تیرنس کے بعد سب سے زیادہ کامیاب صورت ہندوستان ہی میں حاصل کی۔

(البقیۃ تتلی)

ترجمہ اردو تفسیر کیلئے

جسکی نصف قیمت اعانہ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی

جائیگی۔ قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ۔ ادارہ الہلال سے طلب کیجیے

اور رگ مجبور ہوئے تھے کہ انکے آئے۔ چہاں۔ آئے ربط و اختلاط پیدا کریں، انکی ملازمتوں کو قبول کریں، انکے ساتھ سپر و سیاحت کریں، اور اس طرح جبراً انکی تمام خریدوں اور تمام برائیوں کو دیکھیں۔

اسی کا نتیجہ تھا کہ بہ نسبت دیگر ممالک اسلامیہ و مشرقیہ کے ہندوستان میں اصلاح و تغیر کا حس زیادہ قری اور زیادہ عام ہوا۔

(دعوت تغیر و اصلاح کی اصولی تقسیم)

غرضکہ گذشتہ ایک صدی کے اندر بالعموم اڑھارے نصف صدی کے اندر خاصاً بیک وقت و بیک ہیڈت، تقریباً تمام اسلامی ممالک میں اصلاح و تغیر کی تحریکیں پیدا ہوئیں۔ ان سب کا سرچشمہ اقوام یورپ کے عروج کا انفاالی اثر، اور اس کی تحریک سے اپنی رتبہ تسفل و تدنی حالت کا احساس تھا، اور اسی بنا پر یہ تمام تحریکیں اصلاح ملت کی اس دعوت سے بالکل مختلف تھیں، جو بغیر یورپ کے اثر و تقلید کے، محض حس حقیقت و جذبہ صحیحہ احیاء و تجدید کی تحریک سے قرون اخیرہ اسلامیہ میں پیدا ہوئیں۔ میرے اعتقاد میں انقلاب حالت کا حقیقی اور اصلی سرچشمہ صرف وہی تحریکیں تھیں لیکن انکا ذکر میں اس جگہ کرنا نہیں چاہتا۔

بنیاد اگرچہ ان سب کی ایک ہی تھی اور مقصد بھی ایک ہی، یعنی مسلمانوں کے اندر ان تمام وسائل ارتقاء ذہنی و مادی کو پیدا کرنا جنکی وجہ سے وہ دوبارہ اپنی کھوئی ہوئی عزت حاصل کریں۔ لیکن چونکہ ہر دعوت تغیر اپنے مخصوص حالات و اطراف سے متاثر ہوکر اٹھتی تھی اسیلئے ضروری تھا کہ طرق اصلاح و عمل میں اختلاف ہوتا۔

(طرق ثلاثہ دعوت و اصلاح)

میں اصولاً انکو تین قسموں میں تقسیم کرتا ہوں:

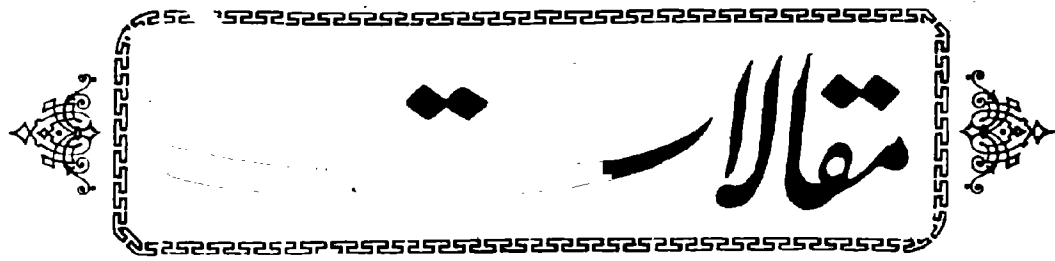
(۱)

وہ تحریکیں جنکی بنیاد سیاست پر رکھی گئی۔ یعنی سب سے پہلے مسلمانوں میں ایک سیاسی تغیر پیدا کیا جائے، بقیہ اسلامی حکومتوں کو متحد و بھمدگر مربوط بنایا جائے، ان تمام نزاعات باہمی کو دور کیا جائے جنکی وجہ سے اسلام کسی سیاسی مرکز و حید سے محروم ہے، یہ وغیرہ وغیرہ، اصلاحات سیاسیہ انکے مقصد مہمہ میں داخل ہیں۔

مشہور امیر نظام (ایران) کا یہی مسلک تھا۔ مدحت پاشا ابراہارار قسمنظیہ اور انکے ہم مشرب معاصرین، مثلاً مصطفیٰ فاضل پاشا، رشید پاشا، فیض پاشا، علی سعاری آفندی، سید امین عالی پاشا، فواد پاشا، اور عمر پاشا وغیرہ کی تحریکیں اسی اصول پر مبنی تھیں۔ ان سب کے بعد سید جمال الدین اسد آبادی کا ظہور ہوا، جس نے اس طریق اصلاح کو اپنے پیشروں سے بھی زیادہ قوی اور سریع العمل بنا دینا چاہا۔ فی الحقیقت اسکا رجود اس دور آخر میں قوت انقلاب و تغیر کی ایک بخشش فرق العادہ اور آیتہ من آیات اللہ تھا! طاب اللہ مضجعہ و جعل الجنة مثواه۔

(۲)

دوسری قسم ان تحریکوں کی ہے جنکی بنیاد تمدن جدیدہ و فرنگ کی تحصیل و اتباع پر ہے۔ اس اصول اصلاح کا محرک و مبداء اگرچہ محض تقلید ہے لیکن تقاید نے ایک مقادانہ اجتہاد کی صورت اختیار کر لی ہے۔ انسان کا قاعدہ ہے کہ جب کسی شخص کو اپنے



تاج انگلستان اور خزینہ اسلام کا ایک گوہر

داستان مسقط

(۲)

(سید فیصل)

سید ترکی کے بعد سید فیصل ہندوستانی تجار کے انتخاب اور حکومت برطانیہ کی رضا سے امیر عمان ہوا۔ اس کے زمانے میں ریاست عمان کی بد قسمتی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔

معاملات عمان میں پہلے تو دل یورپ میں سے صرف دو سلطنتیں فرانس اور انگلستان حصہ لیتی تھیں، مگر سنہ ۱۸۸۶ ع میں ایک تیسری سلطنت بھی شریک ہو گئی جو پہلی دونوں سلطنتوں کی حریف قدیم ہے، یعنی عظیم الشان جرمنی۔

جرمنی کی شرکت سے (ایک انگریز کاتب سیاسی کی زبان میں) ”معاملہ پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہو گیا۔“ اب عمان ایک ہتھی تھی جو انگلستان کے گلے میں پھس گئی تھی۔ نہ تو اسکا ارگنٹا ممکن تھا، کیونکہ وہ ایک بحری اسٹیشن ہے، اگر حریف لے آئے تو ہندوستان دریا کی طرف سے خطرہ میں پڑ جائیگا اور جزیرہ نما عرب پر قبضہ کی اسکیم برہم ہو جائیگی، اور نہ نکلنا ہی ممکن تھا، کیونکہ جرمنی کا پنیچہ فولادی ہر وقت گلا دبائے کے لیے مستعد تھا۔

لیکن یہاں بھی انگریزوں کے دھادے سیاسی نے مدد کی۔ جرمنی سے گفتگو کر کے یہ طے کیا کہ ریاست کے در حصے کر دیے جائیں۔ ایک حصہ انگریزی حمایت میں ہو، دوسرا حصہ جرمنی کی حمایت میں۔

چنانچہ انگریزی حمایت میں محمرہ، بحرین، کویت، مسقط وغیرہ آئے۔ اس تصفیہ کی پختگی سنہ ۱۸۹۰ ع میں ایک معاہدہ کے ذریعہ سے ہو گئی۔

اس معاہدہ کے بعد انگریزی سیاست کے لیے میدان صاف تھا۔ اس نے اپنی پوری قوت و سرگرمی کے ساتھ کام شروع کیا، جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ آج ۲۴ سال کے بعد ان تمام مقامات کے شیوخ و امراء ایک باجگذار والی ریاست سے زیادہ نہیں!

(اباحت و تنفر)

فرنگیوں کا قاعدہ ہے کہ جہاں جاتے ہیں، وہاں کے باشندوں کے لیے سب سے پہلے آزادی کا تحفہ لیکے جاتے ہیں۔ لیکن اس آزادی کے معنی کیا ہیں؟ اخلاق و آداب اور مذہب و ہیئت اجتماعی کی بندشوں سے آزادی، یعنی بالفاظ راضح تر فسق و فجور، رندی و مستی، اور تنصرو تفریح کی اجازت۔ جب اس آزادی کی بدولت باشندوں کی اخلاقی اور مذہبی حالت خراب ہو جاتی ہے تو پھر بتدریج فنا قرائے عمل کی اعانت سے اس ملک پر قابض ہو جاتے ہیں۔

لیکن فرنگیز عمان میں اس آزادی کے بدلے چند بند شوں کا تحفہ لیکر گئے۔

اگرچہ یہ فرنگی خود ایشیا والوں کے ساتھ غلاموں سے بھی بدتر سلوک کر رہے ہیں، مگر تاہم وہ جہاں جاتے ہیں، انکی کوشش ہوتی ہے کہ وہاں انسانیت کو غلامی کے عذاب سے نجات دلائیں۔ کیونکہ یہ کوشش ایسی ہے کہ اگر کوئی فرنگی سلطنت کسی ایشیائی سلطنت کو اسکے لیے مجبور کرے تو دوسری فرنگی سلطنت اس سے باز پرس نہیں کر سکتی۔

انگریزوں کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ امیر مسقط کمزور ہو گیا ہے، مگر وہ یہ بھی دیکھنا چاہتے تھے کہ امتحان میں یہ ضعف کہاں تک مفید مطلب ثابت ہوتا ہے؟

عرب عمان میں ابھی تک مغربی خیالات کی ہوا نہیں چلی تھی۔ وہ بردہ فروشی کو جائز سمجھتے تھے، اسکی ممانعت کے معنی یہ تھے کہ انہیں امیر مسلم اس تجارت سے بے خبر روکتا ہے، جس سے خود خدا نے نہیں روکا۔ جو لوگ عربوں کے مزاج سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ انکے لیے اس قسم کا استبداد کس قدر ہیجان انگیز ہے؟ پس انسداد بردہ فروشی کا مطالبہ امیر مسقط کے ضعف و انقیاد کی ایک عمدہ آزمائش تھی۔

(انسداد بردہ فروشی)

انگریزوں نے امیر سے فرمائش کی کہ آئندہ اسکی قلمرو میں بردہ فروشی نہ ہو۔ امیر کے لیے سوائے تسلیم کے چارہ کار کیا تھا؟ کیا وہ انگریزوں کا مقابلہ کر سکتا تھا؟ شاید اگر تمام قبائل اسکے ساتھ ہوتے، مگر جنگی دخانی جہازوں کے جواب میں اسکے پاس کیا تھا؟ وہی پرانی وضع کی باد بانی اور قائدوں والی کشتیاں! اے دھمکایا گیا کہ اگر اس نے ذرا بھی انکار کیا تو معاً انگریزی جہاز گولا باری شروع کر دینگے جو ساحل سے تھوڑے ہی فاصلہ پر پہرے اڑا رہے تھے۔ بہر حال یہ فرمائش مجبوراً اسے منظور کرنا پڑی۔

اس مطالبہ میں کامیابی آئندہ کیلئے گونا گوں راضد شدید مطالبات کا باعث ہوئی۔

(مزید مطالبات)

قوموں کی خود مختاری اور آزادی انکے جنگی قوی کے ساتھ وابستہ ہے، اور جنگی قوی کا وجود اسلحہ کے وجود تک ہے۔ پس کسی قوم سے ہتھیار لے لینے کے معنی یہ ہیں کہ اس سے اسکی آزادی اور خود مختاری لیجا رہی ہے جسکے بعد صرف غلامانہ زندگی ہی رہ جاتی ہے جو فی الحقیقت موت سے بھی بدتر ہے۔ مگر اس اولین کوشش میں کامیابی سے انگریزوں کا حوصلہ اتنا بڑھ گیا کہ انہوں نے امیر مسقط سے انسداد اسلحہ فروشی کا بھی مطالبہ کیا۔ امیر انگریزوں کی بحری طاقت سے مرعوب ہو چکا تھا اسلیئے اس مطالبہ کے آگے بھی کہ ملک کے استقلال و حریت کے لیے پیغام فنا تھا، اسکی گردن فوراً جھک گئی!

پھر تو انگریزوں نے خرب پور پہلائے، اور اس خلاص عربی و اسلامی ریاست میں اپنی حریت ملی و اخلاقی کا مطالبہ کیا، جو ظاہر ہے کہ ناممکن نہیں ہو سکتا تھا۔ اس آزادی کے ماتے ہی تمام مسقط جو انگریزی نفوذ کا مرکز ہے، میخانوں، عفت فروشی کے ذلکدوں، اور مبشرین و مبلغین نصرانیت کی خانقاہوں سے اس طرح معمور ہو گیا، گویا ایک اسلامی سلطنت کے بدلے ایک پوری فرنگی سلطنت کا صدر مقام ہے!

(عام شورش)

اس سے قبائل عرب میں ایک عام برہمی پھیل گئی۔ شیخ عبد اللہ سالمی (۱) پہلا شخص ہے جس نے اس حالت سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ شیخ عبد اللہ کا وطن ضبیہ ہے مگر وہ رہتا قابلہ مدر ہے۔ قابلہ کے شیخ کا نام عیسیٰ بن (۱) شیخ سالم کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے وہ اس تحریر سے ماخوذ ہے جو معاصر قاہرہ، المنار نے سلیمان آندنی صاحب الریاض کی روایت سے شائع کی ہے۔

حصے کر کے آگے بڑھا۔ ایک حصہ نے بڑھکے اطوار اور دوسرے حصہ نے رستاق کا رخ کیا۔

فوج جنوبی رستاق پہنچی، فوراً لوگوں نے بلا معارفت و مقاومت اطاعت قبول کر لی۔ یہاں سے فوج بلاد حزم کی طرف بڑھی۔ یہاں والوں نے بھی اطاعت قبول کر لی۔ بلاد حزم سے ولایت عوی آئی، یہاں بھی کسی نے مقاومت نہ کی۔

برکتہ الموز والی فوج وہاں سے کامیاب ہوئے ولایت ترکی میں آئی اور یہاں کے والی سے کہا کہ ”اگر تم ہم سے مل جاؤ گے تو ہم تم کو امام بنا دیں گے“ اس سبز باغ کو دیکھ کر اس نے قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں۔ لوگوں نے فوراً اس کے سر پر ایک عمامہ باندھ دیا: ”لو! مستعد ہو جاؤ! ہمارے امام کے بعد اس کے جانشین بننا!“

(سید فیصل اور امام)

سید فیصل کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اس نے ایک ہزار فوج جمع کی اور اپنے بیٹے نادر کو اس پر سپہ سالار بنا کے امام کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ نادر یہ جمعیت لیکے چلا۔ جب امام کے جدید مرکز سمائم کے قریب پہنچا تو فوج کا بیشتر حصہ امام کی فوج سے جا ملا نادر کے ساتھ بلوچ اور بنو سعید میں سے کچھ لوگ رہ گئے جنکی مجموعہ تعداد ۷۰ آدمیوں سے زیادہ نہ تھی۔ یہ حالت دیکھ کر وہ مجبوراً سمائم کے قلعہ میں پناہ گزیں ہو گیا اور محصور ہوئے اس قلعہ کی توپوں سے فائدہ اٹھا تا رہا۔

یہاں کے قبائل سے نادر کو ذرا بھی مدد نہ ملی کیونکہ قریباً سب کے سب امام سے مل گئے تھے۔ مگر امام کو اس محاصرہ سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ نادر قلعہ میں بیٹھا شدید گولہ باری سے امام کی فوج کو پامال کرتا رہا۔ امام نے جب یہ رنگ دیکھا تو اسکو علیٰ حالہ چھوڑ کے شہر کا نہایت سخت محاصرہ کر لیا تاکہ سید نادر قلعہ سے نکلے بھاگ نہ جائے۔

امام کے ساتھ جو شیوخ تھے، وہ فوجیں لیکے مختلف اطراف و جوانب ملک میں پھیل گئے۔ شیخ حمیر فوج لیکے سمائم سفلی کے طرف گئے۔ شیخ عیسیٰ شہر سرور گئے۔ سرور والوں نے اطاعت قبول کر لی۔ خود امام شیخ عبد اللہ کو لیکے سمائم علیا گیا اور نادر کو گھیرے پڑا رہا، مگر جب دیکھا کہ اس محاصرہ کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا تو قلعہ سے پندرہ منٹ کے فاصلے پر ایک سرنگ کھودی اور اسمیں آگ لگادی۔ اس سے قلعہ کا ایک حصہ تو آگیا مگر کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ دوبارہ پھر بارود بھر کے آگ لگائی تو بارود کا اثر خود امام کی جماعت کی طرف پلت پڑا اور بہت سی جانیں کام آئیں۔

شیخ عیسیٰ اپنی فوج کو لیے اندرون ملک میں بڑھتا گیا۔ جہاں جہاں سے گزرتا تھا، وہاں کے لوگوں سے بیعت لینا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ شہر فنکا پہنچا۔ اتنے میں سید فیصل نے اس کے مقابلہ کے لیے ایک لشکر گراں بھیجا۔ یہ لشکر جب خوشا تک پہنچا، تو شیخ عیسیٰ اسکو دیکے بغیر صرف اسکی آمد کی خبر سنکے سیب چلا آیا۔

رستاق پر جو فوج قابض ہو گئی تھی، وہ بڑھتی ہوئی عوانی آئی۔ یہاں سید فیصل کے لڑکے سید حمزہ اور سید حمد اور انکے ساتھ سید ہلال والی برکہ تھا۔ جب فوج کو آئے دیکھا تو یہ لوگ بھاگے۔ امام نے شہر پر قبضہ کر لیا، سرکاری فوج کو نکال دیا، اور ذخائر و اسلحہ جسقدر موجود تھے وہ سب کے سب قبائل کے ہاتھ فروخت کر دیے۔

(فتنہ اور موجودہ حالت)

چالیس دن تک جنگ جاری رہی۔ جب سید فیصل نے دیکھا کہ اب تاب مقابلہ نہیں تو اس نے انگریزوں سے مدد مانگی۔

صالح ہے۔ اس نے شریفیہ کے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی۔ اس بیعت کا مقصد یہ تھا کہ سید فیصل امام شرعی ہو بادشاہ نہ ہو، یعنی اگر اسکا کوئی حکم یا معاہدہ خلاف شریعت ہو تو وہ رعایا پر واجب العمل نہ ہوگا بلکہ اسکی پاداش میں وہ خود مسند خلافت سے اتار دیا جائیگا۔ لا طاعة لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔

سب سے پہلے قابلہ کے شیخ نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ شیخ سالم نے اپنے اس ارادے کی اطلاع سید فیصل کو دی۔ سید فیصل نے جواب دیا کہ وہ امام بھی ہے اور بادشاہ بھی ہے۔ وہ اپنی قلمرو میں بالکل آزاد ہے۔ یعمل ما یشاء و یقول ما یرید! شیخ سالم اور شیخ عیسیٰ کو جب یہ جواب موصول ہوا تو سخت غصہ آیا۔ ان دونوں شیخوں اور ان کے ساتھ انکے ہم خیالوں نے باہم ملکر تمام میخانوں، عفت فروشوں، مبلغین وغیرہ وغیرہ کے متعلق چند مطالبات سید فیصل کے سامنے پیش کیے۔ اس کے جواب میں سید فیصل نے کہا کہ انسان آزاد پیدا کیا گیا ہے، پس میں اسکو مقید نہیں کر سکتا۔

(دعوت و بیعت)

اس خشک و قطعی جواب کے بعد سمائم میں شیخ عبد اللہ سالمی، شیخ عیسیٰ بن صالح، اور شیخ عبد اللہ بن سعید نے پوشیدہ طور پر ایک مجلس شوریٰ منعقد کی، اور یہ طے کیا کہ شیخ عبد اللہ بن حمید کو بھیجا جائے۔ وہ تمام عمان میں گشت کرے سید فیصل سے جنگ کے لیے بیعت لیں۔

حسب قرار داد شیخ بن حمید گئے، اور تمام قبائل میں صلح کرا کے انمیں دوستانہ تعلقات مستحکم کیے اور عہد لیا کہ وہ سید فیصل سے بیک جسم و جان ہوئے لڑینگے۔ اس مہم سے فارغ ہوئے شیخ بن حمید تنوف آئے۔ تنوف ایک چھوٹا سا شہر ہے جو نزرہ کے قریب واقع ہے۔ تنوف میں یہاں کے شیخ حمیر امامی سے ملے۔ شیخ حمیر امامی کے حکم سے تمام علماء اباضیہ (خوارج) جمع ہوئے اور اس باب میں مشورہ ہوا۔ مشورہ میں طے پایا کہ ایک امام مقرر کر کے اس کے ہاتھوں پر بیعت کیجائے۔ چنانچہ شیخ سالم بن راشد خروسی کے ہاتھ پر بیعت کی گئی۔ بیعت کے بعد یہ لوگ پوشیدہ طور پر نزرہ آئے۔ اور وہاں کے باشندوں کو امام کے ہاتھ پر بیعت کی دعوت دی۔ اس کے دعوت کے جواب میں بہت سے لوگوں نے امام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان بیعت کرنیوالوں میں بذریعہ اور بنو کنود پیش پیش تھے۔

(مقابلہ اور جنگ)

سید سیف بن احمد کو جو نزرہ کے امیر اور خاندان بن سعید کے ممبر تھے، یہ خبر پہنچی تو وہ ان لوگوں کو روکنے کے لیے حملہ آور ہوئے۔ سخت جنگ ہوئی۔ بہت لوگ کام آئے۔ خاص بنو سعید میں سے ۲۵۰ سے زیادہ آدمی ضائع ہوئے۔ خود والی زخمی ہوا اور بالآخر نزرہ تسخیر ہو گیا۔ یا یوں کہو کہ اپنے باشندوں کے ضعف اور حملہ آوروں کی قوت کی وجہ سے نزرہ نے اپنے آپ کو حملہ آوروں کے حوالہ کر دیا۔ قلعہ حصینہ سے والی کی فوج نکل گئی اور انکی جگہ امام کی فوج وہاں قیام پذیر ہوئی۔

یہ حالت دیکھ کے والی ایک مسجد میں پناہ گزیں ہوا۔ لوگ وہاں پہنچے اور اس سے کہا کہ امام کی اطاعت قبول کرے ورنہ آئے گرفتار کر لینگے اور پھر اس کے ساتھ ایک اسیر جنگ کا سا برتاؤ کیا جائیگا۔ والی نے ایک گھنٹے کی مہلت مانگی۔ مہلت دیکھتی اور اس نے خود کشتی کر لی۔

نزرہ میں امام نے زمانہ حکومت اپنے ہاتھ میں لی، اور جب قدم جم گئے، تو بیت سلیط والوں سے کہلا بھیجا کہ ”اطاعت کرو ورنہ جنگ“ انہوں نے اطاعت قبول کی۔ امام اپنی فوج کے در

مکہ وب آستانہ علیہ

ہرکہ فیکٹری ہمایونی (قہار) کے حضرت شاکر افندی آپ کے اخبار کے مضامین کا ترجمہ مجھے سے سنتے رہتے ہیں اور ان کو جس قدر آپ کی ذات سے انس و محبت اور عقیدت ہوگئی ہے اسکا اظہار ناممکن ہے۔ آج انہوں نے ایک مضمون آپ کے اخبار میں روانہ کرنے کے واسطے بزبان تہری میجے دیا تھا جسکا ترجمہ کر کے روانہ کرتا ہوں۔ یہ ظاہر کردینا ضروری ہے کہ جو کیفیت اصل مضمون میں ہے میں اسکا ویسا ترجمہ نہیں کرسکا ہوں۔ سات آٹھ مہینے میں اس سے بہتر ترجمہ کرنا مجھے جیسے جاہل آدمی سے ناممکن ہے۔ زیادہ نیاز۔

خادم عبد القیوم بیگ

المہلال ! !

اسلام کے عاشق ! حریت کے پرستار ! میں تسلیم کرتا ہوں کہ تو اپنی ملت مظلوم کی خدمت کر رہا ہے۔ جسم ہی سے نہیں بلکہ روح و دل سے کر رہا ہے۔ اچھے آرام کی فکر نہیں، مگر اپنے اہل وطن کی راحت کا تو خواہاں ہے ! پیروان اسلام کو ان کی ابتدائی حریت و مساوات کی حالت میں دیکھنے کیلئے تیری آنکھوں میں اضطراب کی چمک ہے اگرچہ شب بیداری کی بدولت تیری آنکھیں بے نور ہوگئی ہیں ! تو فقیروں کی ہمدردی کرتا ہے کیونکہ تو دولت فقر سے مالا مال ہے۔ تو ملت فروش امیروں کی پروا نہیں کرتا، اسلئے کہ تجھے استغنا کے خزانے دیدیے گئے ہیں۔

تو سنیکا؟ میں تجھے خواہش ہوں؟ تجھے تمنا کروں؟ تجھکو بار بار کراؤں؟ تجھے منت کروں؟ گو عالم اسلامی کا ہر گوشہ تجھے جیسے خادمان ملت کیلئے ببقرار و منتظر ہے، مگر سب سے زیادہ میرا وطن، آہ میرا وطن عزیز محبوب، تجھے جیسے شیدائی،

(بقیہ صفحہ ۱۰ کا)

انگریز تو موقع کے منتظر ہی تھے۔ انہوں نے فوراً چھ ہولناک جنگی جہاز اور ایک سو سپاہ بھیج دی اور آئندہ ہر قسم کی مدد کا وعدہ بھی کیا، نیز ہدایت کی کہ خشکی میں ایک گھنٹہ ہی مسافت سے آگے نہ بڑھنا۔

انگریزی فوج نے چند قلعوں میں بیٹھکے امام کی فوج کا مقابلہ کیا اور بالآخر اسکو شکست دیکے خود سپاہ و سفید کی مالک بن بیٹھی۔ جب انگریزوں کے قدم اچھی طرح جمگئے اور معاملات پوری طرح انکے ہاتھوں میں آگئے تو انہوں نے دوبارہ امن و نظام قائم کیا۔

اسوقت اگرچہ سید فیصل امیر ہے مگر درحقیقت تمام معاملات انگریزوں کے ہاتھ میں ہیں۔ وہی یہاں کے سپاہ و سفید کے مالک ہیں۔ سید فیصل ایک تنخواہ دار ملازم ہے جسکی مرضی یہی ہے جو انگریزوں کی مرضی ہے۔ وہ نہ اپنی رائے سے کوئی حکم دیسکتا ہے اور نہ کسی حکم کو روک سکتا ہے۔

یہ ہے وہ عمان، جسکی آزادی حفاظت کا عہد سنہ ۱۸۴۳ ع میں اور پھر دوبارہ سنہ ۱۸۸۶ میں کیا گیا تھا ! یا ایہا الذین آمنوا ان تطیعوا الذین کفروا، یریدکم علی اعقابکم فتقلبوا خاسرین، بل اللہ مولاکم و هو خیر الناصرین (۹۵:۳)

تجھ جیسے جانفروش کا زیادہ حقدار ہے۔ بسملوں کے ساتھ تپ اور دل زخم خوردہ رکھتا ہے تو زخمیوں کی بستی تھوڑی ہے ! قبرستان میں تیری آواز کون سنیکا؟ مردوں کے مرگت سے زندے کی پکار کب جواب پائیگی؟ آ ! ادھر آ ! - درنا کی روانی کی طرح بہ سرعت آ ! - بجلی کی کڑک کی طرح ہوش انگن آ ! - برسے والے بادل کی طرح سرگرم رفتار ہو ! زمین خشک اور پیاسی ہے، اور دھقان کیلئے مہلت کا ضائع کرنا معصیت ہے۔

تو آلیگا - ہاں تو آلیگا - تو ایک دن ضرور آلیگا اور شاید خود بخود آلیگا - کیونکہ تیرے اہل وطن تجھے نہیں پہچانتے، اور کیونکہ حلقہ بگوشان اسلام کا کوئی وطن نہیں - دشمنان حریت، اعداء حقانیت، تیری مقدس تعلیمات سے لرزاں ہیں - ہاں یاد رکھ کہ تو آلیگا، اور ایک جلا ہوا دل اپنے ساتھ لائیگا - تیری خوں نشان آنکھیں اشکبار ہوگئی حب کہ تو آلیگا !

قلم کی بچھی تیرے ہاتھ میں ہے - سیف زبانی کے جوہر دکھا رہا ہے اور میدان کارزار عمل گرم ہے - کہاں؟ ٹرکی میں، میرے وطن محبوب و مقدس میں - قریب ترین زمانہ میں، میں ایسا دیکھ رہا ہوں -

درد ملت کی تصویر ابرو الکلام ! مرثیہ خوان ملت ابرو الکلام ! تو آلیگا ہماری پرانی روایات ہم کو یاد دلائیگا، کیونکہ یہ تیری عین فطرت ہے اور تو اس واسطے پیدا کیا گیا ہے - پس چمک اور چمکا ! گرج اور دھلا دے ! پھر تو وہ سب کچھ دیکھیگا جیسا کہ تو دیکھنا چاہتا ہے، کیونکہ بارش کیلئے موسم اور ارض صالح، دونوں ہی ضرورت ہے - تیرے علم صداقت، تیرے لواے حریت، تیرے برق انتقام کے سایے میں اناطولیہ کے رہ جو ان ہونگے جنکے رنگ گلاب کو شرمائے ہیں، چوڑے چوڑے سینے ہیں، اور ان سینوں میں اسلامیت کا مقدس خوں بہا ہوا دل ہے۔

یہ قوی اور لمبے لمبے ہاتھوں والے بے خوف اناطولی جنکی مائیں ان کی جسارت و تہوری پر ناز کرتی ہیں اور جنکی سب سے بڑی آرزو دنیا میں یہ ہے کہ وہ راہ اسلام میں شہید ہوں، لا تعد و لا تحصی تیرے ساتھ ہونگے - یہی ہیں جو فطرتاً صرف تجھے ایسے پرستاران ملت ہی کے فدائی ہوسکتے ہیں - یہ وہ فدائی ہونگے جنکے لب مدت سے دریائے طونہ کے سرد اور شیریں پانی پینے کے خواہشمند ہیں - جواب بھی دینا کا معاشرہ کرسکتے ہیں اگر انکی الہی قوتوں کا کوئی معاشرہ نہ کرے - جواب بھی فرانس کے سواحل کو پھر تکبیر کی آوازیں سے لرزا دینا چاہتے ہیں، بشرطیکہ کوئی مقدس صدائے لاهوتی انکے دلوں کو بھی ایک لرزش اسلامیت سے لرزا دے -

پھر کیا تو ان کی ایسی حسین، ایسی جمیل آرزو کی قدر نہیں کریگا؟ یہ ایک رہبر کے طالب ہیں - ان کو راستہ بتادے اور راستے پر لگادے - کیا تو ایسا نہیں کریگا؟

بلقان کی زمین پر، طرابلس کے ریگستان پر، شہدا کا خون سرکھنے سے پہلے، معصوم بچوں کی ہڈیاں گلنے سے پہلے، بیوہ عورتوں کے ہلاک گریہ ہوجانے سے پہلے، آ، اے اپنی دولت سعی کو ضائع کرنے والے آ !!!

میری آنکھیں تیری قرش راہ ہوگئی ! میرے لب قدمبوسی کا شرف حاصل کرنیکے آرزو مند ہیں۔

شاہر

نابریقہ ہمانی - ہرکہ (قہار)

سمجھا گیا ہو، جس قدر نواب صاحب کی تحریرات کو - عموماً انکی تحریرات کو حکم کی خوشامد اور انتہا درجہ کی خوشامد سے تعبیر کیا جاتا ہے، تاہم وہ اسکی کچھ پروا نہیں کرتے اور اپنے خیالات برابر ظاہر کرتے رہتے ہیں -

میں نے کسی قدر تفصیل سے اس امر کو اسلیے لکھا کہ میں انکے استقلال میں آجکل کے لوگوں کیلئے ایک بڑی عبرت پاتا ہوں - انکو خوشامد اور غلامی کا الزام دیا جاتا ہے - میں چاہتا ہوں کہ آجکل کے مدعیان حریت کی آزادی میں بھی ایسا ہی استقلال غیر متغیر اور استقامت محکم پیدا ہو جائے، جسقدر ثبات و یک رنگی نواب صاحب کی خوشامد اور غلامی میں ہے !

اگر ایسا ہو تو پھر مصیبتوں کا خاتمہ ہے - یاد رکھو کہ کفر ہو یا ایمان، پہلی چیز استقامت ہے، اور ایمان نفاق آلود سے ثبات کفر بہر حال بہتر ہے :

دو دل بودن درین رہ سخت تر عیبیست سالک را
خجل هستم ز کفر خود کہ دارد بے ایمان ہم !
اُس حریت کے ادعا کو لیکر کیا کیجیے جسمیں ایک ادنیٰ سی آزمائش کی بھی تاب نہ ہو؟ واللہ در الشاعر:

رفاداری بشرط استواری اصل ایمان ہے
مرے بتخانے میں تو کعبے میں گارو برہمن کو
میں جانتا ہوں کہ جمود فکر اور استقامت رائے، در محتاج، چیزیں ہیں، اور جس طرح ثبات رائے ایک عمدہ جوہر اخلاقی ہے، اسی طرح طلب حق اور اعتراف گمراہی بھی بنیاد ہدایت و سعادت ہے - لیکن اگر ایک شخص کو اپنی غلطی محسوس نہیں ہوتی اور اسلیے اپنی غلط رائے پر صداقت سے قائم ہے، تو اُسکی رائے کی تو پوری سختی سے تغلیط کیجیے، مگر ساتھ ہی اُسکی استقامت کی پوری فیاضی سے تعریف بھی کیجیے، اور بن پڑے تو اپنے حق کے قیام کیلئے اُسکے باطل کے ثبات سے سبق لیجیے !

اگر افادہ کو تمام اردو اخبار رسائل اور قومی کاموں پر انتقاد و بحث کیلئے مخصوص کر دیا جائے تو یہ بہت بہتر ہوگا، کیونکہ اُس قسم کا کوئی اردو رسالہ ملک میں نہیں ہے -

چھپائی لکھائی اور ضخامت کے اعتبار سے قیمت نہایت کم ہے اور امید ہے کہ لوگ اُسکی قدر دانی میں بخل نہ کریں گے کیونکہ ملک میں سنجیدہ رسائل کی ضرورت شدید ہے، اور گو انکے سیاسی آرا سے ہم لوگوں کو اختلاف ہو تاہم رسالے کے دیگر حصص کے فوائد میں ترکلام نہیں -

ہندوستانی دوا خانہ دہلی

جناب حاذق الملک حکیم، محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی میں یونانی اور ہندک ادویہ کا جو مہتمم بالشان دوا خانہ ہے وہ عمدی ادویہ اور خوبی کار بار کے امتیازات کے ساتھ بہت مشہور ہو چکا ہے - مدہا درائیں (جو مثل خانہ ساز ادویہ کے صحیح اجزاء سے بنی ہوئی ہیں) حاذق الملک کے خاندانی مجربات (جو صرف اس کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کار بار، صفائی، ستھرا پن، ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں، تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ :
ہندوستانی دوا خانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے -
فہرست ادویہ مفت (خط کا پتہ)

منیجر ہندوستانی دوا خانہ - دہلی

ملفوظات جے ہند

۱۰ ۱۱ ۱۲

افادہ

۱۰ ۱۱ ۱۲

قیمت سالانہ ۲ - روپیہ مع معمول - سول لائن - آگرہ

یہ اردو کا ایک جدید ماہوار رسالہ ہے جو نہایت نفیس کاغذ اور عمدہ چھپائی کے ساتھ گذشتہ نومبر سے نکلتا شروع ہوا ہے - جناب نواب حاجی محمد اسماعیل خان صاحب اسکے مدیر اور ایڈیٹر ہیں - غالباً مقصد اشاعت یہ ہے کہ ملک میں جو تعلیمی اور سیاسی کام ہو رہے ہیں انپر ماہوار بحث کی جائے، اور اسکے علاوہ ”دوسرے قسم کی بھی سوشل، مارل، اور تاریخی مضامین“ شائع کیے جائیں -

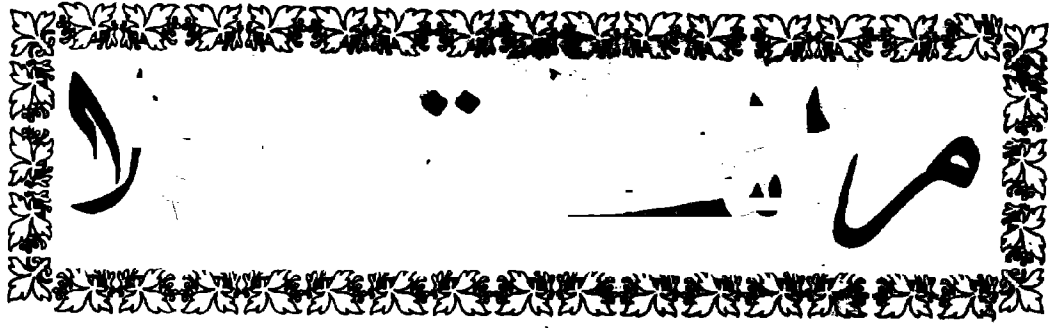
نواب صاحب اردو کے قدیمی اہل قلم ہیں جبکہ اردو کے لکھنے والے بہت کم تھے اور نہ اسقدر رسائل و اخبار نکلتے تھے - علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں عرصے تک انکے مضامین نکلے ہیں اور مشہور رسالہ ”عارف“ کے بھی وہ نہ صرف مالک تھے بلکہ ایڈیٹری میں بھی شریک تھے - امید ہے کہ انکی ایڈیٹری میں یہ نیا رسالہ ترقی کریگا، اور دیگر اہل قلم بھی انکی اعانت کریں گے -

نومبر کا نمبر بطور نمونے کے شائع کیا گیا ہے اسلیے اسمیں صوف وہ مضامین جمع کر دیے ہیں جو بعض اخبارات میں شائع ہوئے تھے، مگر نومبر کے نمبر میں متعدد مستقل مضامین ہیں اور پہلا مضمون جو ایجوکیشنل کانفرنس کے متعلق ہے، نہایت مفید نقد و مشورہ پر مشتمل ہے اور ارباب کار کیلئے قابل توجہ، بشرطیکہ وہ توجہ کرنا چاہیں -

نواب صاحب کے سیاسی افکار و آرا سے آجکل بڑا طبقہ قوم کا مخالف ہے، اور یہ امر بھی آشکارا ہے کہ وہ الہلال کے کاموں سے خوش نہیں ہیں، تاہم میں یہ کہنے سے کسی طرح باز نہیں رہ سکتا کہ نواب صاحب جس استقلال اور یک رنگی سے اپنے سیاسی عقائد پر قائم ہیں، اور جس غیر متزلزل لب و لہجہ میں ہمیشہ اپنے خیالات ظاہر کرتے رہتے ہیں، میں اپنے عقیدے میں اُسے نہایت قابل تعریف و تحسین سمجھتا ہوں -

زمانے کے خیالات یکسر پلت گئے ہیں اور وقت کے طوفان نے بڑے بڑے محکم ستونوں کو بھی اپنی جگہ سے ہلا دیا ہے - جو لوگ پچھلی صدیوں کے مشہور رکن سمجھے جاتے تھے اور کل تک اپنے گذشتہ اصولوں کا وعظ کر رہے تھے، انہوں نے بھی زمانے کا رنگ دیکھ کر بالآخر اپنی جگہ چھوڑی، اور زیادہ نہیں تو نئے خیالات و عقائد کی طرف دو چار قدم تو ضرور بڑھ آئے، مگر تاہم لوگ دیکھ رہے ہیں کہ نواب صاحب مدوح اپنے خیالات پر اُسی استحکام و استواری سے قائم ہیں جس طرح گذشتہ عہد میں تھے، اور ہر موقع پر بلا تامل اور بلا خوف تحقیر و تضحیک اپنی قدیمی رائے ظاہر کرتے رہتے ہیں -

لوگ ہمیشہ انکے خیالات کی مخالفت کرتے ہیں اور شاید ہی کسی شخص کے سیاسی خیالات کو اسدرجہ علم طور پر مذموم



ندوہ اور قوم کی سرن مہری

یہ واقعہ بھی عجائبات عالم میں سے ہے کہ جس قوم نے ندوۃ العلما کا خیر مقدم مرحبا اور بارک اللہ کے پر جوش نعروں سے کیا ہو، آج اس کی جانب سے ایسی سرن مہریوں کا ثبوت مل رہا ہے جس کی کچھ انتہا نہیں۔ کیا وہ نعرہ ہائے مبارکباد و شادمانی اس لیے ہے کہ قوم نے ندوہ کو ایک بہت ضروری اور امید افزا شے خیال کیا تھا؟ اور کیا یہ افسردگی اور بے اعتنائی اب اس لیے ہے کہ قوم کے نزدیک ندوہ اب وہ ندوہ نہیں رہا، یا قوم کی وہ تمام ضرورتیں جو ندوہ سے وابستہ تھیں پوری ہو چکیں؟ یا یہ کہ اس تبدیل نظامت سے قوم کچھ بد دل سی ہو گئی ہے؟ بہر حال قوم کی سرن مہریوں کے رجوع چاہے جو کچھ بھی ہوں، میں یہ ضرور عرض کرنے کی جرأت کروں گا کہ قوم ندوہ کی جانب سے غافل ہے، اور اگر اسی طرح غفلت شعاری سے کام لیا گیا تو قوم کو اپنی جگہ پر یہ یقین کر لینا چاہیے کہ اب تک جو کچھ بھی اس نے ندوہ کیلئے کیا، اسمیں مطلقاً کسی خلوص و ہمدردی کا شائبہ نہ تھا۔ قوم نے ندوہ کو صرف ایک طلسمی کھیل سمجھا تھا جس کے تماشے بینوں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا، اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ ورنہ یہ غفلت نہیں تو اور کیا ہے کہ آج ندوہ میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو گیا ہے اور قوم اس سے مسرور نہیں؟ اگر چند انجمنوں نے مولانا شبلی صاحب کے قطع تعلق پر اظہارِ ناراضی کا رزقِ لہوش پاس کر کے اراکین ندوۃ العلما کے پاس بھیج دیا تو کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ قومی دلچسپی کیلئے یہ کافی تھا، اور اس کو قومی دلچسپی کہہ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں، میں قوم سے پوچھتا ہوں کہ کیا اس قدر ہمدردی ندوہ کے بقا اور بہبود کیلئے کافی ہے؟ اور پھر ندوہ کے حق میں اس کا کیا اثر مرتب ہوا؟ یہ تو صرف ایک رسمی طریقہ تھا جس کو چند افراد قوم نے ادا کر دیا۔ اس میں کونسی ہمدردی اور کون سا مبارک خلوص پایا گیا؟

قوم کی اصلی ہمدردی اور اس کا سچا خلوص اس وقت ہوتا جبکہ بھی خواہاں ندوہ کسی مقام پر مجتمع ہوتے، اس کی ناکامیوں کے اسباب پر غور فرماتے، اس کے فلاح اور بہبودی کے مسائل کی تلاش کرتے، اور ایک کامیاب اور امید افزا ررش اختیار کر کے ندوہ کو اس کے اصلی مقاصد و اغراض میں فائز المرام بنانے کی کوشش کرتے۔

یہ ایک حد تک ممکن ہے کہ صحیح ہو کہ اگر بعد علیحدگی علامہ شبلی اراکین ندوۃ العلما نے ان کی جگہ پر ایک ناظم کو منتخب کر لیا ہے تو کیا ضرور ہے کہ قوم اس پر اعتماد کرے؟ میں کہتا ہوں کہ قوم ضرور اعتماد کرے، لیکن یہ اعتماد یومنون بالغیب نہر، کیونکہ وہ ملک مقرب نہیں، کوئی رحی منزل نہیں، کوئی رسل نہیں، بلکہ کچھ بھی نہیں۔ کم از کم اتنا تو ضرور ہو کہ قوم اس کے حالات سے واقف ہو، اس کے فضائل علمیہ و دینیہ سے آشنا ہو۔ یہ کس قدر حیرت انگیز اور افسوسناک امر ہے کہ ایک ایسی مجلس

کا جس کے مقاصد عظیم الشان ہوں اور جس کی کامیابی بھی یقینی ہو، اور جس کا عزم رحید یہ ہو کہ قوم کی تمام وہ ضرورتیں جو ایک مدت سے مدفون اور قحط الرجال سے قریب الفنا ہو چکی ہیں، دوبارہ زندہ اور بار آور کیجائیں، اس کا میر مجلس ایک ایسا شخص کیا جاتا ہے جس کے نام سے قوم کے کان بھی آشنا نہیں۔ لیکن ایسا کیوں ہوا؟ صرف اس لیے ہوا کہ قوم کی آنکھیں ندوہ کی طرف سے بند ہیں، اور اس لیے ہوا کہ اب وہ دل نہیں رہے جن میں ہمدردی اور خلوص کے جذبات تھے اور وہ ہاتھ نہیں رہے جو ہمیشہ بڑھنے کیلئے طیار اور مستعد رہتے تھے، اور وہ دماغ نہیں رہے جن میں قومی ضروریات پوشیدہ رہتی تھیں اور ان کے تمام حقوق کی نگہداشت کی جاتی تھی۔ یہ کس قدر تعجب بالائے تعجب ہے کہ ناظم کا انتخاب صرف چند اشخاص کے ہاتھوں سے ہو جاتا ہے، اور قوم سے پوچھا تک نہیں جاتا؟ ناظم کو کیا پڑی ہے کہ قوم کے حصول آرا کا لحاظ کرے، اس کو ایک معتد مرقع ملتا ہے اور ایک غیر معمولی قدر و قدرت چند مذہبوں میں ہاتھ اجاتی ہے، وہ خوش خوش مسند نظامت پر جلوہ آرا ہو جاتا ہے، اور پھر اس کا جو کچھ بھی چاہے کر گزرتا ہے۔

میں حیران ہوں کہ کس منہ اور کس زبان سے کہا جاتا ہے کہ ہم میں بیداری اور قومیت کا احساس ہے؟ اگر یہی بیداری اور احساس ہے تو میں سچ عرض کرتا ہوں کہ یہ ایک نرم الحیات ہے جس کو غلط فہمی سے آپ بیداری تصور کیے بیٹھے ہیں۔ خدا را سرنچینے اور اپنی ضروریات پر ایک گہری نظر ڈال کر ندوہ کے فلاح اور بہبودی کے اسباب فراہم کرنے میں سرگرم ہو جائیے! و ما علینا الا البلاغ - والسلام

ایم۔ احمد۔ از بارہ بنکی

زندہ در گور مریضوں کو خوشخبری

یہ گولیاں ضعف قوت کیلئے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہیں، زمانہ انحطاط میں جوانی کی سی قوت پیدا کر دیتی ہیں، کیسا ہی ضعف شدید کیوں نہ دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتی ہیں، اور ہمارا دعویٰ ہے کہ چالیس روز حسب ہدایت استعمال کر نیسے اس قدر طاقت معلوم ہوگی جو بیان سے باہر ہے۔ ٹوٹے ہوئے جسم کو دوبارہ طاقت دیکر مضبوط بناتی، اور چہرے پر رونق لاتے ہیں۔ علاوہ اس کے اشتہا کی کمی کو پورا کرنے اور خورن صاف کرنے میں بھی عظیم النظیر ہیں، ہر خریدار کو دوا کے ہمراہ بالکل مفت بعض ایسی ہدایات بھی دی جاتی ہیں، جو بجائے خود ایک وسیلہ صحت ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ، محصول بذمہ خریدار چھ شیشی کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ آنہ

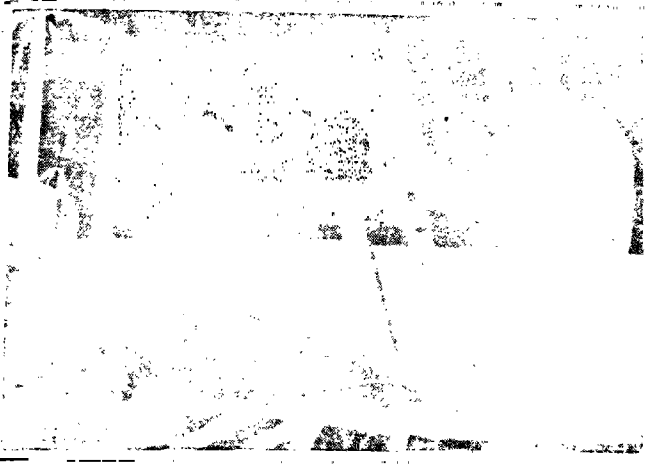
تھر ۱۱

منیجر کارخانہ حبوب کا یا پلٹ پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکتہ

اقتراعات عثمانیہ

ایک عثمانی طیارہ

شرکت بلقیس خانم



بلقیس خانم ہوائی جہاز میں

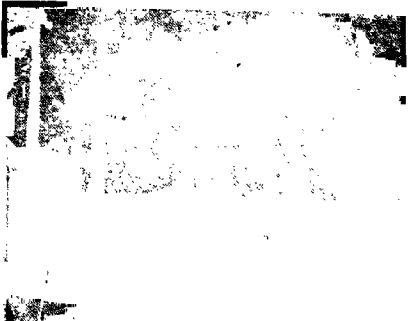
ہمت اور اقدام عملی کی ایک نظیر قائم کروں۔ وہ میری ملت محبوب و محترم کیلئے اولوالعزمائے اعمال کا معرکہ اور بلندن نظرانہ مقاصد کیلئے داعی ہو

خانم موصوفہ کی اس دلیری نے تمام خواتین عثمانیہ میں ایک تازہ روح عمل پہونک دی ہے۔ صرف عورتیں ہی نہیں بلکہ مردوں پر بھی اسکا ہمت افزا اثر پڑا ہے۔ انہوں نے اپنے ساتھ بہت سے چہرے ہوئے اوراق رکھے لیے تھے جو ہر آبادی پر سے گذرتے ہوئے پھینکتی جاتی تھیں۔ ان میں سے بعض پر طلب غیرت و حمیت کے جملے تھے، بعض پر دعائیہ فقرے، اور اکثر اوراق پر تویہ لکھا تھا کہ ”ملتہ نجیبہ عثمانیہ کے نام“ غیرت، حمیت، صداقت، اور عمل کا پیام مقدس!!“

یہ گویا دارالخلافہ عثمانیہ کا ایک اقتراعی واقعہ ہے۔ لیکن جو باقاعدہ اور منظم آزادی بوجہ اپنی حکومت ہونے کے رھاں جدید نسل کی عورتوں کو ملی ہے، امید ہے کہ وہ ابھی عرصے تک انہیں بے اعتدالانہ آزادی کے نقائص سے محفوظ و مصئون رکھیں گی۔

گذشتہ داک کے تمام عثمانی جرائد رسائل نے اس واقعہ کی تشہیر و تعظیم میں حصہ لیا ہے، اور مصور رسائل نے اس دلیرانہ سفر فضائی کے مختلف حصوں کی تصویریں شائع کی ہیں۔ علی الخصوص معاصر محترم آستانہ ”شہال“ اور ”رسمی“ جنکی اشاعتات کا بڑا حصہ

اسی واقعہ کے رسوم و صورت سے پر ہے۔ ہم بھی تین مختلف تصویریں معاصرین آستانہ سے نقل کرتے ہیں۔



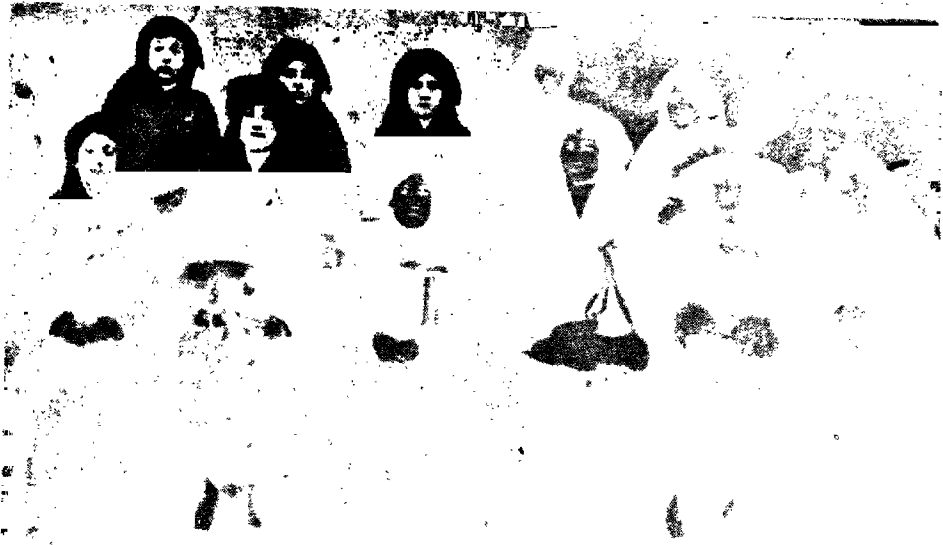
دو تصویریں تو خود خانم موصوفہ اور ہوائی جہاز کی ہیں، اور ایک تصویر اُس مجلس خواتین کی جو اُس موقع پر منعقد ہوئی تھی۔

بلقیس خانم ہوائی جہاز کے لباس میں

انگلستان کی نئی داک کے اخبارات میں مس فریہوک (Miss Frehan) کا تذکرہ نہایت فخر و مباهات کے ساتھ کیا گیا ہے جس نے ایک ہوائی جہاز میں کچھ دور تک سفر کیا۔

یورپ میں ایسا ہونا کچھ بھی عجیب نہیں، بلکہ ایک ایسی معمولی بات ہے جسکا تذکرہ بھی ضروری نہ تھا۔ البتہ حال میں ایک نوجوان ترک خاتون شرکت بلقیس خانم کا ہوائی جہاز میں اڑنا اور ادرنہ سے قسطنطنیہ تک آنا، یقیناً ایسا واقعہ تھا جسپر فرانس کے تمام اخبارات و رسائل نے بجا طور پر تعجب کیا۔

خانم موصوفہ ایک نوجوان تعلیم یافتہ خاتون اور فتھی بک کی بیوی ہیں۔ پچھلے دنوں جو مشہور انجمن خواتین عثمانیہ کی اعانت حکومت کیلئے قائم ہوئی تھی، اُسکی تاسیس میں سب سے زیادہ حصہ انہوں نے لیا تھا۔ انقلاب دستوری کے بعد باعانت



احمد رضا بک جو جمعیت طلب حقوق نسواں کیلئے قائم ہوئی تھی، جسکے دو عظیم الشان جلسے منعقد ہو کر تمام یورپ میں مشہور ہو گئے تھے، اور جسکی اعانت کا سلطان المعظم نے بہ نفس نفیس وعدہ کیا تھا، اسکے ارکان مشہورہ میں سے ایک رکن رکیں یہی بلقیس خانم تھیں۔

انکے اس مردانہ وار طیاران ہوا نے تمام ترکی میں شہرت حاصل کر لی ہے، اور متعدد مقامات سے عورتوں کی انجمنوں نے انکے لیے تحائف بھیجے ہیں۔ اڑنے سے پہلے اور بعد، خواتین عثمانیہ کے دو جلسے منعقد ہوئے، جسمیں بڑے بڑے اعیان و مشاہیر کی خواتین شریک تھیں۔ بلقیس خانم نے ایک نصیم و بلیغ تقریر کی اور کہا:

”وقت آگیا ہے کہ اپنی ملت کے زوال و ادبار کے ماتم میں ہم عورتیں بھی مساریانہ حصہ لیں، کیونکہ ہر بات میں ہم اپنا مساریانہ حق مردوں سے طلب کرتی ہیں“

انہوں نے کہا کہ:

”ہوائی جہاز میں بیٹھ کر کچھ دور تک جانا اب متمدن عالم کی ایک نہایت ہی معمولی اور عامۃ الزور بات ہو گئی ہے۔ اسمیں کوئی ندرت نہیں پس میں نے جو یہ ارادہ کیا تو اسلئے نہیں کہ یہ کوئی عجیب اور نادر واقعہ ہوگا، بلکہ صرف اس غرض سے کہ

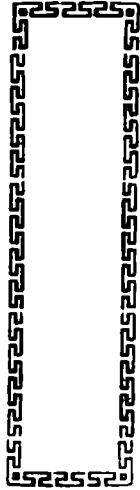
جزائر فلی ہائن

شیخ الاسلام کا تقرر اور دعوتِ دینیہ کی تعریف

الشیخ محمد وجیہہ النابلسی



(جزیرہ سرور (فلی ہائن) کا ایک مکان)



(جزائر فلی ہائن کے باغات کا ایک منظر)

رہ حضرۃ الشیخ، السید محمد وجیہہ
افندی النابلسی امین الفتاوی
مؤید، اسلامیہ ہیں۔

تمام امور ضروریہ کے طے پا جانے
کے بعد وہ آستانے سے بعزم جزائر روانہ
ہو گئے۔ ۱۴ - دسمبر کو بمبئی پہنچے۔
وہاں سے دہلی آئے۔ دہلی سے علیگڑہ،
علی گڑہ سے دیوبند گئے۔ پھر
چند دنوں بعد تقریب اجتماع اسلامی
آگرہ میں تشریف فرما رہے۔ وہاں
سے کلکتہ اور رنگون ہوئے۔ غائباً
فلی ہائن روانہ ہو گئے ہیں۔

آگرہ میں معجے سید موصوف سے
شرف نیاز حاصل ہوا، اور دو تین
مفصل صحبتیں مختلف شئون
و مسائل اسلامیہ و سیاسیہ پر ہوئیں۔
وہ ایک نوجوان فاضل ہیں جنکا اصل
وطن نابلس (اطراف شام) ہے،
مگر پرورش قسطنطنیہ میں پالی
ہے، اور علوم دینیہ کی تحصیل
و تکمیل کے ساتھ فرانسیسی اور
(غالباً) جرمن زبان کر بھی حاصل
کیا ہے۔ ترکی کے توطن کی وجہ سے
ترکی زبان مثل مادری زبان کے بولتے ہیں، اور عربی بطور زبان
ثانی کے مگر صحیح و فصیح۔

میں نے انہیں ایک فاضل، وسیع المعلومات، اور ایک عالم
منور الفکر و روشن خیال پا یا۔ انکے خیالات میں جمود نہیں ہے،
مگر ساتھ ہی غیر معتدل آزادی بھی نہیں ہے۔ عہد حمیدی کا
ذکر آیا تو انہوں نے اس کے استبداد و جبر کو مخالف کتاب و سنت
بتلا یا، لیکن نئے عہد عثمانی کی بے اعتدالیوں بیان کی گئیں
تو انکو بھی انہوں نے تسلیم کیا۔

دعوتِ اصلاح کے مسئلہ میں وہ بالکل الہلال کے مشرب سے متفق

الہلال کی کسی گزشتہ اشاعت

میں جزائر فلی ہائن کے مسلمانوں کا
تذکرہ بہ تفصیل ہو چکا ہے۔ قارئین
کرام کو یاد ہوگا کہ مسلمانان جزائر
مذکورہ نے اپنے امریکن گورنر میجر
فلی کو اپنا رکیل بنا کر قسطنطنیہ
بھیجا تھا، اور اس نے پیشگاہ خلافت
علیہ میں انکی جانب سے مندرجہ
ذیل مواد عرض کیے تھے:

” مسلمانان فلی ہائن کے معجے
بھیجا ہے تاکہ میں ان کی جانب
سے سلطان المعظم کے رئیس دینی
اور خلیفۃ المسلمین ہونے کی
حیثیت کا اعتراف کروں، اور اطمینان
دلاؤں کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ
ان کے مذہبی امور میں کسی طرح
کی مداخلت کرنا نہیں چاہتی بلکہ
انکی دینی حالت کی اصلاح و ترقی
کی خواہشمند ہے۔

نیز وہ چاہتے ہیں کہ پیشگاہ
خلافت سے انکے لیے ایک شیخ الاسلام
مقرر کر کے بھیجا جائے جو انکے مذہبی
اعمال و اعتقاد کی اصلاح کرے، اور
اسکی نگرانی میں وہ ایک سچے مسلمان ہونے کا درجہ حاصل
کر سکیں۔ حکومت امریکہ نے انکی اس خواہش کو معقول قرار
دیا ہے اور وہ اپنے صرف و تنخواہ سے ایک ایسے رئیس دینی کے
تقرر کی بدل خواہشمند ہے۔“

سلطان المعظم نے انکی درخواست کو منظور فرمایا اور جزائر
فلی ہائن کیلئے ” شیخ الاسلام “ کا ایک عہدہ قرار دیا گیا جسکے
مصارف حکومت امریکہ دیگی، اور جو اپنی ریاست دینی میں ہکلی
آزاد و خود مختار ہوگا۔

چنانچہ اس عہدہ جلیلہ پر سب سے پہلے جو بزرگ مامور ہوئے،

مشاہیر اسلام رعایتی قیمت پر

(۱) حضرت منصور بن حلاج اعلیٰ قیسم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرد شکر گنج ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ برعلی قلندریانی پتی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۱۲] حضرت خواجہ حسن بصری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۴) حضرت شیخ بہا الدین ذکریا ملتانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سنوسی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیلم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۷) حضرت امام بخاری ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ۴ آنہ رعایتی ۶ پیسہ (۱۹) شمس العلماء آزاد دہلوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۰) ثواب محسن الملک مرحوم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۱) شمس العلماء مولوی نذیر احمد ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۲) آذربیل سرید مرحوم ۵ رعایتی ۲ آنہ (۲۳) رائٹ انریل سید امیر علی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبدالعزیز خان غازی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت سیدی رحمۃ اللہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۷] کرشن معظ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعید ابوالخیر ۴ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مخدوم عابر کلوی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۰] حضرت ابونجیب سہروردی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالد بن ولید ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۲] حضرت امام غزالی ۶ آنہ رعایتی ۲ آنہ ۲ پیسہ [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین قائم بیست المقدس ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۴] حضرت امام حابل ۴ آنہ رعایتی ۶ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعی ۶ آنہ رعایتی ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام جلیل ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۳۷) حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ - آنہ - رعایتی ۲ - آنہ (۳۸) حضرت خواجہ قطب الدین بغتیار کا ۳ - آنہ رعایتی ۱ - آنہ (۳۹) حضرت خواجہ معین الدین چشتی ۵ - آنہ - رعایتی ۲ - آنہ - سب مشاہیر اسلام قریباً در ہزار صفحہ کی قیمت یک جا خرید کر بیسے صرف ۲ روپیہ ۸ - آنہ - (۴۰) یاد رفیقان پنجاب کے اولیائے کرام کے حالات ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ - آنہ (۴۱) آئینہ خود شناسی تصوف کی مشہور اور لاجواب کتاب خدا بینی کا رہبر ۵ آنہ - رعایتی ۳ - آنہ - [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آنہ - رعایتی ۶ - آنہ - [۴۳] حالات حضرت شمس تبریز ۶ - آنہ - رعایتی ۳ - آنہ - کتب ذیل کی قیمت میں کوئی رعایت نہیں - [۴۴] حیات جاردانی مکمل حالات حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم جیلانی ۱ روپیہ ۸ آنہ [۴۵] معقولات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اردو ترجمہ تیرہ ہزار صفحہ کی تصوف کی لاجواب کتاب ۶ روپیہ ۷ آنہ [۴۶] ہشت بہشت اردو خواجگان چشت اہل بہشت کے حالات اور ارشادات ۲ روپیہ ۸ آنہ [۴۷] رموز الاطبا ہندوستان بھر کے نام مشہور حکیموں کے بانصوب حالات زندگی ۵۵ آنہ انکی سینہ بہ سینہ اور مدنی معجزات کے جو کئی سال کی محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں - اب دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خرداران نے جن نسخوں کی تصدیق کی ہے انکی نام بھی لکھ دئے ہیں - علم طب کی لاجواب کتاب ہے اسکی اصلی قیمت چھ روپیہ ہے اور رعایتی ۳ روپیہ ۸ آنہ [۴۸] الجردان اس نامراد مرض کی تفصیل تشریح اور علاج ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۴۹] صابون سازی کا رسالہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ -

ملنے کا پتہ - مہیجر رسالہ صوفی پنتی بہاؤ الدین

ضلع گجرات پنجاب



ہیں مجھے پوری امید ہے کہ انشاء اللہ العزیز انکا قیام جزائر فلی پائن میں ایک قوی حرکت دینی پیدا کر دیگا - مسئلہ تبلیغ اسلام کے متعلق میں نے بہت سے مطالب ضروریہ انکی خدمت میں عرض کیے ہیں -

ایک ایسے دور دراز مقام کے قیام کو منظور کرنا ہی انکے ایثار نفس کی دلیل ہیں ہے - انہوں نے اس دینی خدمت کیلئے تنخواہ لینا بھی گوارا نہیں کیا - صرف پچاس پونڈ ماہانہ اپنے مصارف کیلئے لینے اور قلمانیہ میں انکے اہل و عیال کیلئے ۳۰ پاؤنڈ ماہانہ پہنچتے رہینگے -

انہوں نے کرنل فنلے سے یہ طے کر لیا ہے کہ وہ تبلیغ اسلام کے بارے میں بالکل آزاد و خود مختار ہونگے - عربی تعلیم کے نشر و اشاعت میں حکومت محلہ انہیں مدد دیگی - خطبہ میں سلطان المعظم کا نام لیا جائیگا اور انکے تمام احکام و اوامر دربار خلافت کے احکام تصور کیے جائینگے -

جزائر فلی پائن میں مسلمانوں کی آبادی پانچ لاکھ سے زیادہ ہے - انکے علاوہ قدیمی بت پرستی بھی باقی ہے جو بہت تہری سعي سے مبدل بہ اسلام ہو سکتی ہے -

ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے یہ سمجھنا مشکل ہوگا کہ دولت برطانیہ جو کچھ اپنے سات سے دس کروڑ مسلمان رعایا کیلئے نہیں کر سکتی اس سے کہیں زیادہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ صرف پانچ لاکھ نفوس اسلامیہ کیلئے کر رہی ہے - وہ خود اپنی معرفت سے انکے لیے ایک شیخ الاسلام مقرر کرتی ہے اور سلطان المعظم کے تحت ریاست دینی انہیں سپرد کر دیتی ہے - انگلستان کیلئے (بقول ٹالمس) ایک وحشی گورے کے خون کے آگے تمام مسلمان رعایاے ہند کا اضطراب اور ایک عظیم الشان اسلامی حکومت کی تباہی کوئی شے نہیں مگر غنیمت ہے کہ امریکہ ایسا نہیں سمجھتی ! حال میں سرولیم ویڈر برن کی ایک چٹھی اخبار نیشن میں شائع ہوئی ہے جس میں انہی جزائر فلی پائن کا ذکر ہے اور امریکہ کے طرز حکومت سے گورنمنٹ ہند کا مقابلہ کیا ہے - وہ لکھتے ہیں :

” امریکہ کے پریسیڈنٹ رلسن کا رویہ اہل برطانیہ کیلئے قابل غور و عبرت ہے - جب ہندوستان کی کونسل میں مسٹر گرکھلے کا بل جبری تعلیم کے متعلق نامنظور ہوا تو اسی وقت بیان کیا گیا تھا کہ جزائر فلی پائن میں امریکن گورنمنٹ نے میونسپلٹیوں کے ذریعہ جبری تعلیم رائج کر دی ہے اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ برٹش انڈیا کے مقابلہ میں وہاں طلباء کی تعداد دس حصہ زیادہ نظر آتی ہے !

پریسیڈنٹ رلسن نے علانیہ وعدہ کیا ہے کہ امریکن گورنمنٹ بہت جلد ان جزائر کو آزادی عطا کر دیگی مگر ہندوستان کو اب تک کوئی ایسی امید نہیں دلائی گئی ! !

زمیندار ویلیف فنڈ ڈیپوٹیشن

سرپرستی علامہ عبد اللہ عمادی ایڈیٹر زمیندار بغرض فراہمی چندہ ۲۱ جنوری کو لاہور سے روانہ ہوگا - ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں سے پوری توقع ہے کہ حتی الامکان اس ڈیپوٹیشن کی حوصلہ افزائی سے اپنے قومی اخبار (زمیندار) کے ساتھ سچی ہمدردی اور محبت کا عملی ثبوت دینے سے دریغ نہیں فرمائیں گے -

مہیجر زمیندار

منه

اثار و زب

مصر کے موجودہ تعلیم یافتہ اشخاص سے مجھے ہمیشہ بے اعتقادی رہی ہے ، الا در شغور ، ایف قاسم ، امین بن مرحوم صاحب تحریر المراء ، اور دوسرے احمد زکی بک صاحب السفر الی المؤتمر والدنيا فی باریس وغیرہ ۔

پہلے دنوں احمد زکی بک نے جامعہ مصریہ میں انار عرب پر تقریروں کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا ، جس میں مختلف موضوعات ادب و تاریخ و علوم و علم الہام پر نہایت وسعت نظر و دقت رائے سے بحث کی تھی - اب آں سب کا مجموعہ شائع ہو گیا ہے - آج انہی ایک تقریر کا تھورا سا حصہ درج کیا جاتا ہے جو زیادہ خشک اور علمی نہیں ہے تاکہ عام طور پر دلچسپی سے پڑھا جائے (ایڈیٹر) -

حضرات !

سب سے پہلے میں عربی طریقہ پر سلام کرتا ہوں اور ہر شخص سے فرداً فرداً کہتا ہوں کہ ”سلام علیک“ اسکے بعد میں اسلامی طریقہ پر سلام کرتا ہوں اور کہتا ہوں ”السلام علیکم“۔

اس سلام مزدوج کے بعد میں وہ لفظ استعمال کرتا ہوں جو اہل فرنگ نے عربوں سے لیا ہے اور جسے بلحاظ معنی اصلی کے میں آپ سے کہتا ہوں، یعنی "Salamlek"۔

حضرات! اہل یورپ تو اس تیسرے لفظ کو تملق و تذلل اور انتہاء خضوع و خشوع کے لیے استعمال کرتے ہیں، مگر درحقیقت یہ لفظ اس اثر کا ہمیں پتہ دیتا ہے جو اسلامی تمدن نے یورپ کی مغربی قوموں پر ایک زمانے میں ڈالا تھا۔

کیا اس عالم کی یہ سنت جاریہ نہیں، کیا تمدن کا یہ قاعدہ نہیں کہ جب مختلف و متبائن قومیں باہم ملتی ہیں اور ایک کو دوسرے سے سابقہ پڑتا ہے، تو ضرور اس سے ایک کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے، اور یہ اثر اسقدر قوی ہوتا ہے کہ بالآخر عام اور خاص، دونوں قسم کے حالات میں ظاہر ہوتا ہے؟ اس تاثیر کا سرچشمہ تمدن کی قوت ہے۔ غالب و چیرہ دست قوم معراج تمدن کے جسقدر بلند زینے پر ہوگی، اور مغلوب قوم پر اسکو جسقدر تسلط و اقتدار حاصل ہوگا، اسی نسبت سے یہ اثر بھی کمزور و ضعیف اور قوی و استوار ہوگا۔

کسی قوم میں جب تمدن پہنچتا ہے، تو ضرور اسکے افراد بھی اس
سبب زمین پر پہنچتے ہیں اور دوسری قوموں پر غالب ہو جاتے ہیں۔
یہ قبائل جو اسکے جوار میں یا اسکے ساتھ رہتے ہیں، اسکا کہنا مانتے
ہیں، ان پر فوراً اُس قوم کو یک گونہ حکومت حاصل ہو جاتی ہے
گویہ حکومت ظاہری نہ ہو بلکہ معذری ہو۔ جو لوگ تفکر و تامل
کو کلام فرماتے ہیں انہیں اس حکومت معذری کے آثار تجارت
زراعت، صنعت، اخلاق، عادات، علوم و معارف، بلکہ لہر و لعب،
ظرافت و مزاح، وقار و زندگی، غرضکہ زندگی و تمدن کے ہر شاخ
و مظہر میں اس طرح نظر آجائے ہیں، جس طرح صبح کی پیدائشی یا
دن کی روشنی نصف النہار میں!

اجتماع و تمدن کے اس بدیہی قانون کے ثبوت کے لیے میں آپ کو درج نہیں لیجاتا - صرف اتنا کہتا ہوں کہ آپ ذرا اپنے گرد و پیش پر ایک نظر ڈالیں - کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم میں سے ایک شخص جو اپنی مادری زبان بھی اچھی طرح بول نہیں سکتا اور (اس کے نزدیک) اس کی بدقسمتی ہے خدا نے اس کو کسی عجمی زبان

میں استعمال و انہماک کا موقع بھی نہیں دیا، مگر با اس ہدہ جب وہ اپنے کسی دوست اور ہم چشم سے ملتا ہے تو فوراً کہتا ہے: ”بونجور مونس شیر بون سیوار“ (یہ ایک فرانسیسی کلمہ مزاج پرسی و تعارف ہے جو اب فرنگی عاب مضریوں میں بجائے کیف خالک کے جاری ہو گیا ہے، اور انکی تقلید سے اسکا استعمال اسقدر بڑھ گیا ہے کہ عام طور پر ہر شخص برائے آگاہ حقی کہ سلام علیک تک مترک ہے! - الہال) کیا یہ امر اب قطعی نہیں کہ عنقریب وہ دن آنے والا ہے جبکہ ہماری لڑکے گھروں میں بھی کود مارننگ کود نائٹ مائی دیر، کہا کرینگے۔

نہیں، وہ دن تو آگیا۔ اب تو گھروں میں بھی ہمارے لڑکوں کی زبان سے یہی نکلتا ہے۔

لعمري (اپنی عمر کی قسم) 'یہ نفوس کا ضعف' مزاج کی کمزوری، اور اخلاق کی پستی ہے۔ یہ حرکت علما کے نزدیک تنگ طرفی ہے اور نیم علما کے نزدیک خود نمائی - رہے جاہل ترانے لیے اس قدر کھدینا کافی ہے کہ وہ جاہل ہیں!

میرے نزدیک اس تنگ ظرفی اور خود نمائی، دونوں کے خلاف اخلاقی جنگ کرنا چاہیے تاکہ ہم اپنی قومیت اور زبان کو محفوظ رکھ سکیں، اور اپنے ملک کے زندہ کرنے کے متعلق ہماری کوششیں کامیاب ہوں۔

لیکن آج شب کی صحبت کا میرا موضوع مجھے مجبور کرتا ہے کہ میں بہت سے مقامات پر عربی الفاظ کے بدلے غیر عربی الفاظ استعمال کروں، یہ اسلیے تاکہ ان پس ماندہ آثار اور لازوال مائر کو بیان کرسکوں جو ہمارے آباء و اجداد یورپ کی قوموں میں اپنے بعد چھوڑ آئے ہیں۔ (اسکے بعد خطیب نے فرانسیسی زبان کا ایک فقرہ لکھا ہے مگر وہ ہم نے اسلیے حذف کردیا کہ قاریوں الہلال میں بمشکل کچھ لوگ ایسے ہونگے جنکے لیے وہ چند اصوات مرتبہ سے زیادہ ہو۔ الہلال) آپ نقش حیرت بنجائینگے جب میں آپ سے کہہنگا کہ (Ebahi) اُزُر (Aburi) یہ دونوں فرانسیسی لفظ خالص عربی اصل سے مشتق ہیں۔ پہلا لفظ (Ebahi) جسکے معنی پریشان و حیران کے ہیں، اور اسی طرح اطالی زبان کا یہ فعل (baire) جو اسکے ہم معنی ہے، دونوں عرب کے اس قول سے نکلا ہے کہ ”فلان مائر بائر“ یعنی حیران و پریشان ہیں۔ دوسرا لفظ یعنی (Ahuri) جسکے معنی مبہوت و مرعوب ہونیکے ہیں، وہ بھی اس جملے سے نکلا ہے کہ ”بہرت فلاناً فانہرا“ کیا اب بھی کسیکو حیرت و تعجب ہے ؟ حالانکہ جب سبب ظاہر ہو جائے تو تعجب دفع ہوتا جاتا ہے، اور اشتقاق جسقدر راضی ہے وہ تو ظاہر ہی ہے۔

اس فرانسیسی فقرہ میں میں نے ایک لفظ (Sauche) استعمال کیا تھا - یہ لفظ بھی عربی نژاد ہے - اگر اطالی لہجہ میں اسکا تلفظ گورس تو ”سوکي“ ہوگا، اور اگر ہم اطالی زبان میں اسکے ہم معنی لفظ تلاش کریں تو ہمیں دو لفظ (Zicca) اور (Zocco) ملیں گے، اور اگر اب ہم اسکے بعد یہ آیت تلاوت کریں : کزرع اخرج شطأه فآزره فاستغلظ فاستری علی (سورۃ) یعجب الزراع تو اسکا مشتق منہ واضح ہو جائیگا (یعنے لفظ سرق) -

انکا سرچشمہ ہم تھے، آج دوسرے ہیں: ر تلک الایام نندارہا
بین الناس -

مجھے امید ہے (استغفر اللہ میں کیا کہہ رہا ہوں) نہیں،
ہمارا فرض ہے کہ ہم تمام عربی بولنے والے سب ملکہ ایک
ہوجائیں، اور اسباب ترقی پیدا کرنے کے لیے اپنے علوم کی تجدید
اور اپنی زبان کے زندہ کرنے کی پیہم کوشش کریں - علوم کی تجدید
اور احیاء لغت کا صرف وہی طریق رحید ہے جس پر چلکر ہم اپنے
نامور آباء و اجداد کی طرح لوگوں میں بلند مرتبہ حاصل
کر سکتے ہیں -

اے حضرات! یہ عاجز جو اس وقت آپکے سامنے بول رہا ہے، یہ
ایک بار افتتاح جامعہ مصریہ کی تقریب میں اعلیٰ حضرت عباس
حلمی (خدیو مصر) کے سامنے تقریر کرچکا ہے - اس تقریر
میں میں نے بیان کیا تھا کہ مسلمان جو ارج ترقی پر پہنچے
تو صرف اس لیے کہ انہوں نے اس امر الہی کے بموجب بحری اور
برہی سفر کیے جو ان پر فرض کرتا ہے کہ وہ طلب رزق کے لیے
کوشش کریں اور اس وسیع کرہ زمین میں سفر کریں - یہ معلوم
ہے کہ رزق دو قسم کے ہیں - ایک مادی اور دوسرا اخلاقی -
(غالباً یہ اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے : فانشرروا فی
الارض و ابتغوا من فضل اللہ - الہلال)

اس حکیمانہ آیت پر ہمارے اسلاف نے عمل کیا، اور وہ اس درجہ
پر پہنچے - ہم نے اس آیت کے برعکس کیا، ہماری یہ حالت
ہوگئی!

حضرات! ہم سب نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ گرمی آئی اور مصریوں نے
کہنا شروع کیا: چلو، گرمی کا موسم بسر کرنے یورپ چلیں - یہ گرمی
کا سفر اٹلاف قریش کے لیے تھا! (یہ اشارہ ہے واقعہ نزول سورہ
لائلاف کی طرف - الہلال) مگر وہ یہ بھول گئے کہ گرمیوں میں قریش
کا سفر تجارت سے مال و دولت حاصل کرنے اور سفر کے فوائد و نتائج
سے متمتع ہونے کے لیے تھا - آہ! ہماری قوم کا بیشتر حصہ جس
غرض کے لیے یورپ بھاگتا ہے، اور جو کچھ وہاں کرتا ہے، اسکو تو تم
خوب جانتے ہو - یہ لوگ خفائاً یا ثقلاً (ہلکے یا بوجھ سے بھاری)
کس عالم میں ہیں؟ افسوس، ہمیشہ خفائاً جاتے ہیں، مگر جیب
میں وہ شے ہوتی ہے جسکا وزن تو ہلکا مگر قیمت گراں ہوتی
ہے، یعنی نوٹ، اور اس طرح اس شاعر کی گویا تکذیب کرتے ہیں
جس نے اپنے ممدوح سے کہا تھا:

اهدیتنی ررقاً لم تہدنی ورقاً

قل لی بلا ورق ما یمنع السرق؟

(یعنی تم نے مجھے کاغذ بھیجا مگر چاندی نہ بھیجی - بناؤ،
بے چاندی کے کاغذ کس کام کا؟)

اگر یہ شاعر اس وقت زندہ ہوتا تو کبھی اپنے ممدوح کو اس طرح نہ
لکھتا، بلکہ اس سے کسی ہندی پر دستخط کرا لیتا یا جس بنک
میں اس کے ممدوح کا روپیہ ہوتا اس کے نام ایک چک لیلیتا -

یادش بخیر - چک (چ کو عربی میں شین سے بدلتے ہیں
اس لیے خطیب نے چک کر شک کہا ہے - الہلال) بھی عربی
لفظ ہے جو فارسی سے عربی میں آیا ہے - یہ دراصل مک ہے اور
اسکی جمع ہے مکوک - اہل یورپ نے ان ہزارہا تجارتی اور زراعتی
الفاظ کے ساتھ جو انہوں نے عربی زبان سے لیے ہیں، لفظ مک کو بھی
لیا - اور Cheque کہنے لگے (غالباً فرنچ میں ”س“ کو ”Ch“
لکھتے ہیں - انگریزی میں بھی چک کا املاء یہی ہے - حالانکہ
”ص“ کے لیے انگریزی میں ”Ch“ نہیں استعمال کیا جاتا - مگر
یہ یاد رکھنا چاہیے کہ انگریزی میں یہ لفظ فرنچ کے واسطے سے آیا ہے -
الہلال -)

اصل یہ ہے کہ اہل یورپ نے زراعت کے متعلق بہت سی
چیزیں عربوں سے سیکھیں جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے - ان امور
کے ساتھ ان کے اسماء بھی اپنی زبان میں داخل کر لیے، لیکن یہ اسماء
کبھی بعالت مفرد لیے اور کبھی بعالت جمع - Sonche جو اس وقت
زیر بحث ہے، انہوں نے لفظ (سرق) سے لیا ہے جو جمع ہے ساق کی -
اس کے بعد اسمیں تعریف کی اور اسکو سطح زمین سے زیر زمین
لیکے اور بیخ و بن کے معنی میں استعمال کرنے لگے - پھر اس تصرف
و تعریف کا دائرہ اور وسیع کیا اور اسکو ان تمام معانی میں
استعمال کرنے لگے جن میں کہ لفظ جرثومہ استعمال کیا جاتا ہے -

ہزارہا الفاظ ہیں جو ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ عربوں نے اہل
یورپ پر اپنے اثر کا جو نقش بٹھایا تھا وہ اسقدر پائدار تھا کہ آج
تک باقی ہے - ہاں یہ صحیح ہے کہ قصر تمدن کو زمانے اور حوادث
کے ہاتھوں نے مسمار کر دیا، مگر اس کے کھنڈرات تک قائم ہیں جو اپنی
خاموش آواز میں شاعر سے باتیں کرتے ہیں، مسافر کا دامن دل
کھینچتے ہیں، اور دلوں میں گزرنے والے خیالات سے سرگوشیاں
کرتے ہوئے عربوں کے ان مائثر و مفاخر کی داستانیں بیان کرتے ہیں
جو کل تک تھے مگر آج نہیں ہیں!

آج میں آپکے سامنے ایسے الفاظ کے متعلق اپنی معلومات کا
ایک حصہ بیان کر رہا ہوں جو فرانسیسی (اور اس کے مختلف لہجوں یعنی
ڈائلیکٹ میں جو فرانس کے بعض حصوں میں رایج ہیں)
اطالی (اور اس کے ان مختلف لہجوں میں جو جزیرہ نماے اطالیہ
اور اس سے ملحق جزائر میں پیدا ہوئے) اسپینی اور پرتگالی میں
(اور ان دونوں کے ان لہجوں میں جو اندلس میں پیدا ہوئے اور حسب
قانون نشور ارتقاء اب نیست و نابود ہو گئے) موجود ہیں -

میں نے ابھی آپ سے کہا کہ ساغترف (خطیب) نے اس مضمون
کے لیے کہ ”میں اپنی معلومات کا تھوڑا سا حصہ بیان کر رہا ہوں“ یہ الفاظ
استعمال کیے ہیں: ”ساغترف لکم“ و لکن ما اعلم انہ ماخوذ عن
العربیہ - الہلال)

مگر اس لفظ سے اس وقت تک آگے نہ بڑھونگا جب تک کہ آپ
کو یہ نہ بتالوں کہ اہل یورپ نے (Carafe) اسی لفظ سے نکالا ہے -
(Carafe) تو فرانسیسی ہے، مگر یہی لفظ بتغیر بعض حروف اطالی
میں (Caraff) صقلیہ میں (Carabba) اور اسپینی میں (Carrafa)
ہے - گوان تمام قوموں کے تلفظ میں اختلاف ہے مگر یہ امر ان
سب میں مشترک ہے - ان سب نے مصدر کا استعمال اسم کے
معنی میں کیا ہے - چنانچہ ان کے یہاں اس کے معنی ہیں ایک
شیشے کا برتن جسمیں پانی یا شراب رکھی جاتی ہے (یعنی رائن
گلاس - الہلال) -

میں ایک ایسے میدان میں اتنا نہیں چاہتا جسکا میں مرد
نہیں - انگریزی کے متعلق میری واقفیت محدود، جرمنی کے
متعلق اسکا عدم وجود برابر، یونانی کے متعلق اس صفر کے برابر جو
رقم کے دہنی طرف لکھا جاتا ہے، علیٰ ہذا وہ تمام زبانیں جنہوں نے
تہیک آسیطرح علوم اور روزانہ زندگی کے متعلق الفاظ کا ایک کثیر
ذخیرہ عربی سے لیا، جس طرح کہ آج ہم بے سرچہ سمجھ ان کے ہزارہا الفاظ
استعمال کر رہے ہیں، اور ہماری اس بے پرواہی کا یہ عالم ہے کہ
بہت سے ایسے الفاظ کیلئے بھی ان کے دست نگر ہیں جن کے ہم معنی
الفاظ ہماری زبان میں موجود ہیں - یہاں ان الفاظ کا ذکر نہیں
چنکر ارباب علم و فضل مخصوص اغراض یا ایسی نو ایجاد اشیاء
کے لیے وضع کرتے ہیں، جو پہلے غیر معروف و معلوم تھیں - یہ
الفاظ تو تمام بنی نوع انسان کی ملک ہیں، ہر شخص ان کے استعمال
کا حق رکھتا ہے - اس عالم میں یہی سنت الہیہ ہے - البتہ کبھی

بریفنگ

۱۳ - اور ہلال

قدیم و جدید مسئلہ شرقیہ

(از کریفک ۲۷ دسمبر)

انیس سو بارہ نے ہمیں پرانے ”مسئلہ شرقیہ“ کا خاتمہ

دکھایا اور انیس سو تیرہ نے اپنی طنز آمیز فیاضی سے ایک نیا مسئلہ

’شرقیہ‘ ایجاد کر دیا۔ یہی ہے اس

سال کی اصلی مزیت اور دیرپا

خصوصیت ہے جسکی وجہ سے یہ

سال یورپ کی تاریخ میں ہمیشہ

مشہور و معروف رہیگا۔

اس لحاظ سے یہ سال نہ صرف برا

تھا، بلکہ بلا ادنیٰ مبالغہ کے ایک

مضرت رساں سال تھا۔ بلقان میں

یورپ کی بڑھتی اور شدید بربریت

کی کامیابی سے جو کچھ ہوا، ارباب

سیاست کے لیے امید کی بوند شدہ

صورت ہے، اور اصحاب خیال

(Idealist) کے لیے اس فریب کا

انکشاف جسمیں وہ اب تک مبتلا

تھے۔ مگر یہ اسکی اکیلی برائی نہیں

کیونکہ یہ اپنے اندر اور بھی برائیاں

رکھتا ہے۔

اس نے آئندہ کے بے گناہ لوگوں

کے لیے ایک ایسا بوجھ ترکہ میں

چھوڑا ہے، جسکا فیصلہ وہ ہمیشہ کے

لیے کرسکتا تھا اور صرف اسقدر

نہیں بلکہ اس بوجھ کے ساتھ مزید

پیچید گیال بھی۔ سرایدہ وردہ گئے،

ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم شکر کریں کہ جنگ یورپ سے بچ گئے۔

سرایدہ وردہ گئے کا یہ قول تو بالکل غیر فانی دک کے انداز میں ہے

بلکہ اسے اس دائمی تسلی کی دوسری شکل کہ ”جب تک خوش

طبعی کی شمع میں روح کی آگ روشن ہے اور دوستی کا بازار پر

نہیں جھاڑتا، اسوقت تک مہر عنایت میں تفریق کی کیا پروا؟“

بدقسمتی سے اس صورت خاص میں زندگی کی شمع بڑی

حد تک بے حیائی کی شمع ہے۔

اور رہا ”بین القومی دوستی کا بازار“ تو اسکی اصلی فکریہ

ہے کہ ان غیر ”زندہ دل“ جنگی تیار یوں کی عظیم الشان رسعت

کو پوشیدہ رکھا جائے جو ہر سلطنت دوسرے کے لیے کر رہی ہے!

بیشک ہم اس سال جنگ سے بچ گئے ہیں اور شاید آئندہ سال

بھی بچے رہیں، مگر نو حلقہ بگوش قوموں کا آہ وزاری کرنا، دل

کی نا جائز خواہشوں کے لیے نئے رقیبوں کا پیدا ہونا، اور اسلحہ

بندی میں دل کی منافست کا وسیع اور تیز ہونا، یہ چیزیں اس

صلح کی داستان سنائیگی جس پر سرایدہ وردہ گئے کو اسقدر ناز ہے!

اؤ ذرا اور زیادہ قریب سے ۱۵۱۳ کے ترکہ کو دیکھیں! گذشتہ

سال تو معقول امیدواری میں ختم ہوا تھا۔ بلغاریہ کا

دروازہ پر تھے۔ ترک اپنے آخری یورپی خندقوں میں چھپے ہوئے تھے۔

سربیا اور بلغاریا کا عہد نامہ اتحاد اپنے ان دفعات کے ساتھ ابھی

تک صحیح و سالم تھا جو مفترحہ زمینوں کی قرمیت کے اصول پر

تقسیم کے متعلق تھیں۔ یورپ کی سیاست کا یہ شعار تھا کہ بلقان

بلقانیوں کے لیے ہے، اور اس شعار کی پیروی بلکہ اسے معنی کی

تصویر کشی کے لیے دل نے البانیہ کے آزاد کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

ایشیا میں ایک مستحکم اور دوبارہ پیدا ہونے والی ترکی کے

مستقبل نے بظاہر وزیر اعظموں کی تمام قیمتی اور تازگی بخش

فیاضی کو مشغول کر لیا تھا، اور انہوں نے ترکی کی اس نئی قلمرو

کی حفاظت کے لیے جزائر ایجین

کی قسمت کا فیصلہ اپنے ہاتھوں

میں لیلایا تھا۔ ان تمام باتوں سے ایک

لسچائے والی امید پیدا ہوئی، اور

اس توقع کی پوری پوری تصدیق

ہو گئی کہ بالآخر یورپ کے وجدان

(کانسنس) سے مسئلہ شرقیہ کا

اثر اتر جائیگا۔

یہ صحیح ہے کہ اس زرد ہلال کا

گردش کرتا ہوا آسمان، ابر سے صاف

نہ تھا۔

لیکن یہ بھی تو معلوم ہونا تھا کہ

صبح طوفان کی علامتیں اگر درحقیقت

غفلت و بے پرواہی کے قابل نہیں،

تو انکا انتظام ہوسکتا ہے۔

انسوس! یورپ کی فیاضی اور

اسکی ہمت، دونوں قریب ثابت

ہوئیں۔ اسکا مصنوعی اتحاد ضروری

تصفیہ کے بجائے نفاذ کرنے کے قابل

نہ نکلا، اور اسلیے سنہ ۱۹۱۲ ع

کی درخشاں امیدیں خون کے سمندر

میں حل ہو گئیں، اور انکی یہ کم

گشتگی عہد نامہ بخارست کی بے شرم

خشک مزاجی کی صورت میں قلمبند کی گئی!!

غرض سال گذشتہ کے تمام نتائج کی فہرست اسطرح بنائی

جاسکتی ہے:

(۱) مسئلہ مقدونیہ ایک ایسی صورت میں دوبارہ زندہ ہوا

ہے جو ”عثمانی مظالم“ کے زمانے سے بے انتہا زیادہ خطرناک ہے۔

(۲) ایک نیا مسئلہ البانیہ پیدا ہوا ہے جس نے بلقان کی

معمولا پریشان سیاست کے لیے بے چینی کے نئے عناصر فراہم کر دیے

اور یورپ کے توازن دل کے خوشگوار میدان میں زلزلہ ڈال دیا۔

(۳) ڈنیرب کے جنوب پر ایک بلغاری (Alsace) تخت

نشیں ہوا ہے۔

(۴) اور آخر میں یہ کہ دل عظمی کی جوع الارض نے اپنے

کو کمزور باب عالی کے ایشیائی ممالک پر محدود کر لیا ہے، جن

تھی - غالباً اسپرکڑی صاحب خیال کرینگے کہ اگر قصاب بد دل ہوں تو ہو جائیں، کیا انکی وجہ سے کانفرنس کا کام نہیں چلیگا؟ مگر میں پوچھتا ہوں کہ اگر کڑی شخص جسم کے تمام اعضا میں سے صرف ایک عضو کٹ کر پھیک دے تو کیا اسکو آرام مل سکتا ہے؟ حافظ امام الدین اکبر آبادی

الہلال:

معاف کیجیگا۔ آپے بغیر خبر کے مبتدا شروع کر دیا۔ معلوم نہیں یہ جملہ کس نے کہا اور کب کہا؟ بہتر تھا کہ اسکی تشریح کی جاتی۔ پھر اگر ایک شخص نے کہا تو کانفرنس اسکی ذمہ دار نہیں ہوسکتی۔ اسلام میں پیشہ اور خاندان کوئی چیز نہیں۔ یہ ہماری بنائی ہوئی حدود ہیں جنہیں ہمارا خدا منظور نہیں کرتا۔ تمام مسلمان باہم بھائی اور یک درجہ ہیں، الہ وجسے اعمال بہتر ہوں: ان اکرمکم عند اللہ اتقا کم۔

حضرت مولانا! السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ۔ اس درجن میں ایک نہایت شریف ہندو دیسی اگزیکیوٹرانجنیر ہیں۔ اردو انکی مادری زبان ہے، اور برخلاف ہمارے نو تعلیم یافتہوں کے اردو کی قدر بھی کرتے ہیں۔

مجھ سے انہوں نے شکایت کی کہ مسلمان اخبار جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کے متعلق لکھتے ہی نہیں یا بہت کم لکھتے ہیں۔ آپ الہلال کو لکھیں کہ وہ اس بارہ میں قلم اٹھائے۔ انجنیر صاحب کے جس فقرہ نے مجھے اس تحریر پر آمادہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ ”کانپور کے معاملہ میں میں نے الہلال کی تحریریں دیکھی ہیں۔ بے اختیار دل چاہتا ہے کہ جاکر قلم چوم لوں“۔ آپ کے قلم کا غہروں پر یہ اثر ہے تو اپنے کیونکر اسکی مدح سے عہدہ برا ہو سکتے ہیں؟ جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کے دل سے مذہب کی گرفت جسقدر ڈھیلی ہوتی جاتی ہے آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ خواہ علی گڑھ کے تعلیم یافتہ ہوں یا کہیں کے۔ کیا کوئی ایسی تصنیف و تالیف اردو یا انگریزی میں موجود ہے (کیونکہ یہ لوگ عربی سے بالکل نا آشنا ہوتے ہیں) جس سے اصل اسلام کا نقشہ انکی دلوں میں جم سکے؟

وہ لوگ مرجہ اسلام کو اسلام سمجھتے ہیں، اور اسلیے رسماً یہی مانتے بھی ہیں۔

ایک ایسے تعلیم یافتہ سے میرا بھی تعلق ہو گیا ہے، اور میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح اسکے دین کے متعلق خیالات میں اصلاح ہو جائے۔ امید ہے کہ آپ اس بارہ میں امداد فرمائیں گے۔ انسانوں کی مضمونیت و تشکر سے تو آپ مستغنی ہیں، آپ نے اپنا وقت، قلم، اور زبان اصلاح قوم کے لیے وقف فرما دی ہے۔ خدا آپ کی مدد کریگا اور اجر دیگا۔

گل پھینکے ہے غیروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے ابر کرم بحر سخا کچھ تو ادھر بھی
سید عبد الرحید دہلوی کلکٹر۔

الہلال:

کرم فرمائی کا شکریہ۔ یہ تو صحیح نہیں کہ الہلال نے جنوبی افریقہ کے مسئلہ میں حصہ نہیں لیا۔ آپ الہلال کے گذشتہ پرچے ملاحظہ فرمائیں۔ علی الخصوص جلد ۳ نمبر ۲۱۔ اور نمبر ۲۲۔ نمبر ۲۲ کا لیڈنگ آرٹیکل ”الذیاء الایم“ کی سرخی سے اسی موضوع پر تھا۔ اسکے پڑھنے سے اُن جذبات کا اندازہ ہوسکیگا جو اسکے متعلق میرے اندر ہیں۔

جن کتابوں کی نسبت آپ دریافت کیا ہے، سچ یہ ہے کہ اسکے متعلق ہمارے پاس کچھ سامان نہیں۔ اسبارے میں آپکو خط لکھونگا۔

وہ رقابتیں، جنکی بے ترتیب تماشگاہ ایک زمانے میں بلقان تھا، ایڈی بازگشت اور افزائش کی عمدہ علامتیں ظاہر کر رہی ہیں۔

* * *

ایکلی مقدونیہ کی حالت نہ صرف تدبیر کے غلط استعمال کی حیثیت سے قابل افسوس ہے بلکہ دراصل وہ ایک مشہور شرمناک واقعہ ہے۔ ہم مصر ترکی مدبروں میں ایک قابل ترین شخص یعنی حسین حلمی پاشا نے، جو یورپین ترکی میں مصلحین کی امیدگاہ تھے اور اب وائٹا میں عثمانی سفیر ہیں، نومبر سنہ ۱۹۱۲ء میں اعلان کیا کہ ”جہاں تک مسئلہ مقدونیہ کے حل کا تعلق ہے ترکوں کا مقدونیہ سے نکلنا اسکو اور پیچیدہ کر دیا“

انکی پیشینگوئی بہت زیادہ پوری ہوئی۔ چند ہفتے ہوئے کہ مقدونی رگلا مجھے ملے جو اسوقت یورپ کے مفقر ہاے خارجیہ سے ملنے کے لیے بیکار دورہ کر رہے ہیں۔ انکی دعاؤں میں ٹیپ کا مصرعہ یہ تھا:

”ہمیں ہمارے نئے عیسائی مالکوں سے نجات دو! ہمکو خود مختاری دو!! لیکن اگر یہ ناممکن ہو تو پھر جسطرح ممکن ہو“ ہمارے پیلے ظالم آقا یعنی ترکوں کو ہمیں واپس دیدو!!!“

یہی صدا نئے سرری اور یونانی مقبوضات کے بلغاریوں، یہودیوں، اور البانیوں، اور نئے سربیا کے یونانیوں، اور نئے یونان کے سرریوں کی طرف سے بھی آ رہی ہے۔

اس واقعہ کی تردید نا ممکن ہے کہ نہ صرف ان لوگوں کے ساتھ ترکوں کے زمانے سے بدتر سلوک کیا جا رہا ہے، بلکہ یہ عہد نامہ کے شرائط کی ایک سرنچی سمجھی ہوئی خلاف ورزی ہے۔ اپنے اندر جذب کرنے کے متعلق سرریا کی اسکیم یہ ہے کہ پیلے فن کفر مست گرجوں اور اسکول کو دبا دیا جائے، اور سچ یہ ہے کہ اسوقت یونانیوں نے بھی اپنے کو زیادہ روا دار ثابت نہیں کیا۔ سرایدورہ گروے نے مداخلت کا وعدہ کیا ہے!!

لیکن کیا ایک کارگر علاج کے استعمال میں وہ اپنے ساتھ اتحاد یورپ کو بھی شریک رکھ سکیں گے؟ یہ ابھی مشکوک ہے۔

[بقیہ مراسلات]

ال انڈیا محمدان ایجوکیشنل کانفرنس

کی مخالفانہ روش

غالباً جناب میری اس جرات کو معاف فرمائیں گے اگر میں کہوں کہ ”محمدان ایجوکیشنل کانفرنس“ تمام مسلمانوں کی کانفرنس نہیں ہے، کیونکہ اگر یہ مسلمانوں کی کانفرنس ہوتی تو اسکے لیڈر (انما المؤمنون اخوة) کے خلاف معاندانہ کارروائی کا اظہار نہ کرتے اور اپنی یعنی مسلمانوں کی قوم میں سے ایک کثیر التعداد فرقہ (قصاب) پر اظہار نفرت نہ کرتے، اور اس فرقے کو اپنے سے جدا نہ سمجھتے، اور عام جلسہ میں اسکے کہنے کی ضرورت محسوس نہ کرتے کہ ”اگر تم قصابوں کے پاس بیٹھنے سے نفرت کرتے ہو تو کرو“ لیکن تم آنکو چندہ لینے کی غرض سے اپنے جلسے میں شریک کر لو“ کیا اسکے لیڈر (انما المؤمنون اخوة) کے پیروں ہو سکتے ہیں؟ کیا کانفرنس کا نصب العین مسلمانوں میں فرقہ بندی کرنے کا ہے؟ کیا اتفاق اسی کا نام ہے اور کیا آل انڈیا محمدان ایجوکیشنل کانفرنس کے یہی معنی ہیں؟

مولانا! میری حیرت کی انتہا نہیں رہتی، جبکہ مقرر لیڈر کے مذکورہ بالا فقرہ پر نظر ڈالتا ہوں، افسوس کہ مقرر کی نظر اُس نقطہ خیال تک نہ پہنچ سکی، اور اُسے اُس بیدلی کے اسباب پر غور نہیں کیا جو قصابوں کے دلوں میں پیدا ہو جانے والی

ان تمام ابواب کے ساتھ قانونی نظائر بھی مندرج ہیں جن کی وجہ سے ہر مسئلہ کے سمجھنے میں بے حد سہولت پیدا ہوگئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کا بھی پتہ چل جاتا ہے کہ ایسی حالتوں میں عدالت نے کیا کیا فیصلے صادر کیے ہیں۔

اس کتاب کے دیکھنے سے فاضل مصنف و مترجم کی اعلیٰ علمی قابلیت ظاہر ہوتی ہے۔ مشکل سے مشکل مسئلہ کو بھی اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ نہایت آسانی سے ہر کسی مزید غور و فکر کے ہر انسان کی سمجھ میں آتا ہے۔ علمی اور قانونی اصطلاحات ایسے موقع پر چسپاں ہیں کہ بغیر کسی دشواری یا زبفرنس تک کی مدد کے ان کے معانی ربط مضمون سے ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ مدت ہوئی کہ اردو میں ایک چھوٹی سی میڈیکل جیورس پورڈنس شائع ہوئی تھی جو نہایت نا مکمل اور ناقص تھی اور ایک ایسی کتاب کی شدید ضرورت ہے جو اپنے موضوع کے لحاظ سے ہر طرح جامع و مکمل ہو۔

خدا کا شکر ہے کہ یہ کمی پوری ہوگئی اور ایسے شخص کے قلم سے پوری ہوئی جو بنظر علمی قابلیت اور ہمہ دانی کے اعتبار سے تمام ہندوستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔

امید ہے کہ قانون دان اور فوجداری کاررو بار والے حضرات اس کتاب کو اپنے کاروبار میں چراغ ہدایت اور خضر رہنما سمجھ کر اس کی ضرورت قدر کریں گے۔ یہ کتاب نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ مطبع مفید عام آگرہ میں چھپی ہے اور (۳۸۰) صفحے ہیں۔ اس کی قیمت سابق میں ۶ روپیہ مقرر تھی مگر اب عام فائدہ کی غرض سے تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک کر دی گئی ہے۔ اور مولوی عبداللہ خان صاحب کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن سے مل سکتی ہے۔

مولوی غلام علی آزاد بلگرامی کی دو نایاب کتابیں

(از مولانا شبلی نعمانی)

مولانا غلام علی آزاد اُن وسیع النظر محققین میں سے ہیں کہ ان کے ہاتھ کی دو سطرین ہات آجاتی ہیں تو اہل نظر آنکھوں سے لگتے ہیں کہ ذخیرہ معلومات میں قابل قدر اضافہ ہو گیا۔ اہل ملک کی خوش قسمتی ہے کہ مولوی عبداللہ خان صاحب (کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد) کی کوششوں سے ان کی تصنیفات سے دو نہایت اعلیٰ درجہ کی تصنیفیں آج کل شائع ہوئی ہیں۔ سرآزاد اور مآثر الکرام - سرآزاد خاص شعراے متاخرین کا تذکرہ ہے۔ یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھ یہ خصوصیت بھی رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں اعلیٰ درجہ کے ہیں، درنہ آزاد کے متعلق یہ عام شکایت ہے کہ ان کا مذاق شاعری صحیح نہیں اور خزانہ عامرہ اور ید بیضا میں انہوں نے اساتذہ کا جو کلام انتخاباً نقل کیا ہے۔ اکثر ادنیٰ درجہ کے اشعار ہیں۔

مآثر الکرام میں اُن حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتدائے عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ دونوں کتابوں میں عام حالات کے ذیل میں ایسے مفید اور نادر معلومات ہیں جو ہزاروں اوراق کے اُلٹنے سے بھی ہات نہیں آسکتیں۔ میں آزاد کی روح سے شرمندہ ہوں کہ علالت اور ضعف کی وجہ سے ان کی نادر تصانیف کے ربوہ کا حق ادا نہ کرسکا اور صرف چند اشتہاری جملوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ لیکن مجھے امید ہے کہ شائقین فن، شوق خریداری کا ثبوت دیکر اُن کی روح سے شرمندہ نہ ہونگے۔ قیمت ہر در حصہ حسب ذیل رکھی گئی ہے۔

مآثر الکرام ۳۳۴ صفحات قیمت ۲ روپیہ علاوہ محصول ڈاک
سرآزاد ۴۲۲ صفحات قیمت ۳ روپیہ علاوہ محصول ڈاک
ملنے کا پتہ یہ ہے۔

عبد اللہ خان صاحب - کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن -

تمدن عرب - مولوی سید علی بلگرامی کی مشہور کتاب قیمت سابق ۵۰ روپیہ - قیمت حال ۳۰ روپیہ

فتح الباری - ۱۴ - جلد مجلد قیمت ۵۰ روپیہ

ارشاد الساری - ۱۰ - جلد مطبوعہ مصر مجلد ۳۰ روپیہ

مسند امام احمد ابن حنبل - ۶ - جلد مجلد قیمت ۲۰ روپیہ

شاہ عبداللہ خان بک سیلر اینڈ پبلیشر

کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

شمس العلما ڈاکٹر سید علی صاحب بلگرامی
ایم - اے - دی لیت بیروسترایت لا کی

یہ ایکل جیورس پورڈنس

یعنی طب متعلقہ مقدمات عدالت ہر

حکیم سید شمس اللہ قادری - ایم - آر - اے - ایس - ایف
آر - ایچ - ایس - کا ربوہ

قبل اس کے کہ کتاب مذکور کی نسبت کچھ لکھا جائے یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میڈیکل جیورس پورڈنس کیا چیز ہے۔ کتاب کے شروع میں فاضل مصنف نے وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے میڈیکل جیورس پورڈنس کے معنی ان الفاظ میں بیان کیے ہیں :-

”میڈیکل جیورس پورڈنس“ علم طب کی اس شاخ کا نام ہے جس میں قانون اور طب کے باہمی تعلقات سے بحث کی جاتی ہے اور اس علم کا موضوع کل وہ مباحثات قانونی و طبی ہیں جو عدالتی انصاف سے متعلق ہیں اور نیز بعض وہ امور جو انسان کی تمدنی حالات سے تعلق رکھتے ہیں غرض مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ میڈیکل جیورس پورڈنس وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے عام طور پر مسائل طب کا استعمال قانونی ضرورتوں کے واسطے کیا جاتا ہے۔

میڈیکل جیورس پورڈنس میں علم طب کے ان مسائل سے بحث کی جاتی ہے جن کی ضرورت فوجداری کاروبار میں لاحق ہوتی ہے جیسے (۱) قتل عمد (۲) زنا بالجبر (۳) اسقاط حمل (۴) زہر خورانی وغیرہ کے مقدمات ہیں۔ ان کے متعلق طبی تحقیقات و شہادت کا ہونا ان تمام آدمیوں کے لئے ضروری ہے جو ان مقدمات کے کاروبار میں شریک ہیں۔ مثلاً :

حکام عدالت - عہدہ داران پولیس - رکلاء پیررکار وغیرہ اگر کسی حاکم کو ان باتوں سے واقفیت نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی بے گناہ کو سزا ہو جاتی ہے اصل مجرم رہا کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی وکیل یا پیررکار ان امور کا ماہر نہیں ہے تو شہادت و ثبوت کے موقع پر اس علم کے متعلق جو رموز نکات بیان ہوتے ہیں ان کے صدق و کذب پر خاطر خواہ جرح نہیں کرسکتا اور اس امر سے ہمیشہ مقدمات کے خراب ہوجانیکا اندیشہ لگا رہتا ہے میڈیکل جیورس پورڈنس کے جاننے سے انسان کو نہ صرف واقعات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے بلکہ ان سے واقعات کو ترتیب دینے اور پھر ان سے ایسے صحیح نتائج استخراج کرنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے جنہر

عدل و انصاف کا انحصار ہے

اس کتاب کو اصل میں ڈاکٹر پیاتبرک ہیر ایم - ڈی - ایف - آر - سی - ایس نے ملکر انگریزی میں تصنیف کیا تھا۔ پھر مرحوم شمس العلما نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور اصل کتاب پر بہت کارآمد اضافے اور مفید حواشی زیادہ کر دیے ہیں جسکی وجہ سے اس کتاب نے ایک مستقل تصنیف کی صورت اختیار کرلی ہے۔

اس کتاب میں طب و قانون کے وہ تمام مباحثات آگئے ہیں جو فوجداری مقدمات میں ہمیشہ درپیش رہتے ہیں مثلاً

مقدمات قتل کے متعلق

(۱) زخم - چوٹ (۲) ہلاکت کی جوابدہی (۳) شہادت
تربہ (۴) لاش سرنے کے مدارج (۵) مختلف اعضاء انسان کے
زخم و ضرب (۶) اختناق (۷) دم خفا ہونا (۸) پھانسی یا گلا
کھڑنا وغیرہ۔

عورتوں کے متعلق

(۱) زنا بالجبر (۲) بچہ کشی (۳) اسقاط حمل -
(۱) معدنی سمیات (۲) فلزی سمیات (۳) نباتی سمیات
(۴) حیوانی سمیات - اور ان کے استعمال سے جو اثر ظاہر ہوتے
ہیں ان کا بیان -

امور مختلفہ کے متعلق

(۱) زندگی کا بیمہ (۲) جنون (۳) زہر خورانی وغیرہ -

مُحَسِّنُ خُبْرٍ

وہ پھول چنے ہیں جو گلستانِ مین نہیں ہیں

کسی شے کی تربیت کی صلاح جو یہ ہے کہ اس کو چنے نہ سب یکساں طور پر پسند کریں۔ اور یہ محو قبول عام ہو۔ اس لیے قبول عام کو قبول نام کی اعتبار سے اس کی شناخت یہ ہے کہ اس شے کے معترف مستند طبیب مشاہیر و اذیرانِ طبابت ہوں جس میں یہ خاصہ دو چیزیں یعنی دکن، خوار و کشف ایک شے مخصوص کیسے رہا انسان ہو تو۔ ایسی شے تیشاخن قبول کی ہوتے آگے بھی جا سکی۔ مندرجہ بالا احادیث کا جو مفہوم ہے وہ محض کوئی مذکر ہی نہیں ہے۔ بلکہ مندرجہ ذیل اشخاص سے ثابت کیا جا سکتا ہے:

چند مشاہیر ہند کی قبولیت کو ملاحظہ کیجئے

جناب نواب وقار الملک بہادر فرماتے ہیں میں مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ بہت بڑے متعدد میں ایک حد تک کامیاب ہو کر افسوس کے ساتھ دیکھ کر کامیابی کی جانب تیز سید شرف الدین صاحب باجیت ہنسائی کوٹ لکھتے تھانج اور وطن گیسو دارانہ کو جو جیسے اسی شہرت سے پیش کیا گیا تھا۔ مثال کیلئے میں نے اس کو صرف تین ہی چیزیں خوشبو کا دھن کو سرد و صاف ہوا ہوں کو نرم رکھنے والا روغن پایا میں نے اس کے استعمال کی سفارش کر رکھی ہے

جناب سنان العنصر سید اکبر حسین صاحب اکبر آبادی فرماتے ہیں۔ یہ تینوں۔ (بادام، دھنور، وغیرہ) کے خواص بھی کتابوں میں مسند ہیں۔ ان چیزوں کو خوشبو میں ملا کر تیزی محنت کی ہے۔ یہ ترکیب وقتی تفریق ہے کیا کسی کو کوئی دکن خوشبو جو مسند سے قبل پر لگائی گئی ہے یہ فخر ہوا ہو گا۔ دھن کیلئے خوشبو کا اسل پو لہ ہے۔ (دوبہی ست ہوتی ہے کچل اچھا ہے)

جناب جسٹس اعلا ابو عمر عبدالحق صاحب مسند ترقی حقیقی دہلی۔ سچ لکھ کر فرماتے ہیں۔ ہندی ہند کے اندر و خارجہ اہل عصب و باطالت وغیرہ کو کنگی کے ان سے محفوظ رکھنا چاہیے۔ دھن کو کوئی اور چیزوں کا انور کرنا ہے۔ اس میں نہایت فنی ہے یہی جو ایک قسم کی عمدہ اور خوشبو بھی ہے۔ گولہ لیت۔ اور دیند لے میں کو جب لاش پڑے ہے

جناب دھرم داس داس صاحب اقبال۔ ایم ایس سی سی سی سی۔ دھم تیر کہ حکما ہوں کہ کچل کے استعمال سے دھن کو گرم و رقیب کو راحت ملتی ہے۔ جیسے یقین ہے کہ یہ خوشبو اور مفضل ہندوستان کے دھن و دھن پر حکومت کر چکا ہے

جناب موہن داس صاحب شری گھنوی۔ ہر ایک تیل میں نفاست کے ساتھ۔ شری خوں کے پھولوں کی خوشبو ہر ایک کی ہے۔ جو نفاست مفرح غیرین اور متل ہے۔ کئی دن تک کام رہتی ہے۔ اس کے اثر و اثر و نفیس حواض انہی میں ان تیلوں کو بہت پسند کیا ہے

جناب مولوی محمد عبدالغفار صاحب اختیاری۔ سکریٹری سرپنل بورڈ فانی آباد۔ اس تیل میں جس طرح عیب و صفت معلوم ہوتے ہیں۔ جس سے عام طور پر ملانہ کے مہذبہ شعور و مستعمل روغن خالی نظر آتے ہیں۔ جو اہتمام بیچنے والوں نے تاج کی گھیل میں کیا ہے۔ اس سے ان کا غیر معمولی انتظام پایا جا تا ہے۔ اگرچہ جو بیکنگ ہی کی نفاست پر غور کیا جائے تو یہ ظاہر ہو گا کہ دھن کی نیکی پوری ہے۔ لاشی وہاں تک کہ لاشی ہے۔ جو ہندوستان کے تاجر و شیا صاحب کے قابل تقلید ہے

چند مشہور اطباء ہند کے خیالات

جناب حاذق الملک حکیم محمد رحیل صاحب دہلی فرماتے ہیں۔ تاج روغن گیسو دارانہ میں نے خود ہی استعمال کیا۔ یہ تیل دھن کو گرم و رقیب ہوتے اور اسے تقویت دینے میں اچھا فائدہ رکھتا ہے۔ اس میں ہاؤں کے خراب کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس لیے تاج روغن تیل کے خوشبو دھار خاں کو بھی دیکھا ہے

جناب شفاء الملک حکیم رضی الدین احمد صاحب دہلی فرماتے ہیں۔ تاج روغن گیسو دارانہ مسکن اور دھنوی دھن ہے۔ ہاؤں کو نرم کرنا اور اس کی نفیس خوشبو و ناروغ کو کسی شکایت دیکھ کر نرم ہاتھ کیلئے خوشبو دہنی ہی نہیں ہے

جناب لغت کرل ڈاکٹر زینت احمد صاحب ایم۔ ڈی۔ آئی۔ ایم۔ ایس فرماتے ہیں۔ تاج روغن گیسو دارانہ دھن کی نفیس خوشبو دہنی ہی نہیں ہے۔ تین مختلف تیل ہیں۔ جو نہایت عمدہ گیسو دارانہ کے لہذا وہ یہ کی ترتیب سے تیار کئے گئے ہیں۔ ان تینوں روغنوں کی خاصیت لہذا ہر ایک عیب و نقیب اعتدال پر اپنی ہوا و روحانی دھن کیلئے بہترین ہیں جسے یقین ہے ان کو دھن دہنی استعمال چوں سے لیکر ہر ہون تک کو مفید ہو گا

جناب حکیم حافظ محمد عبدالولی صاحب گھنوی سکریٹری مسند ترقی حقیقی دہلی۔ ہر تاج روغن تیل میں اس سے اکثر مرہنا کو استعمال کرنا مفید پایا گیا اور خوشبو میں تو بہت ہی مرغوب ہے۔ یہ ایسا دھن کا قابل قدر ہے

جناب پنڈت مان سنگھ صاحب دہلی سکریٹری آل انڈیا دھن گیسو دارانہ دھن کی نفیس خوشبو دہنی فرماتے ہیں۔ تاج روغن بادام و دھن تینوں کے اثرات اہل ہند کو خود معلوم ہیں۔ اس کی نسبت یہ کہ کہنے کی ضرورت نہیں ہاں آملہ کی نسبت یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ پچھلے اہل ہند کے روغن دھن دھن میں ہاؤں اور دھن کیلئے بہترین چیز تھوڑی لگائی جاوے گا۔ تاج روغن دھن کیلئے دھن آملہ کو بولنے کے تیل میں شامل کر کے ایک مفید و دلکش خوشبو میں تبدیل ہے

جس کا ہم پائے کرکٹ تیل قدیم و جدید میں اب تک دیکھتے ہیں اس میں تاج روغن گیسو دارانہ کی ہر تاج روغن کو بہت پسند کرتا ہوں اور اس کے مفید ہونے کا معترف ہوں

چند مستند اخبارات ہند کا جن قبول

الہلال کلکتہ۔ جلد ۲ نمبر ۱۹۔ اس میں ایک نہیں کو خوشبو ہندی کی اپنے حال پر شاہ ہے۔ بہتر ہو گا کہ لوگ اس سے کارخانہ کی بہت افزائی کریں۔ شاید اس جاہلیت سے تمام ہندو تیل اس کی کارخانہ میں نہیں بنے۔ ہر ایک موجود اصول تجارت و تنظیم و ترقی کے ساتھ ملک میں سطح کے کارخانوں کا کلنا لاش ہماری بہت افزائی کا مستحق ہے

روزانہ زمیندار لاہور۔ جلد ۴۔ نمبر ۴۔ ۳۰ اپریل ۱۹۱۳ء حاذق الملک حکیم رحیل صاحب اور شفاء الملک حکیم رضی الدین احمد صاحب دہلی۔ تاج روغن گیسو دارانہ تیل میں قبل انسان ہیں۔ اس لیے جو نہایت پائے تاج روغن دھن کیلئے بہترین ہوں گے کیلئے مفید کام کیلئے جو ہاؤں کی آرائشی و زیبائش کا خاص شوق رکھتے ہیں

روزانہ وطن لاہور۔ جلد ۲ نمبر ۴۔ ۵ اپریل ۱۹۱۳ء مسند ترقی حقیقی دہلی۔ ڈاکٹر دھن کیلئے۔ اور دھنوں سے اپنی خوشبو اور فائدہ کی تصدیق حاصل کر چکا ہے۔ یہی دھن کی خوشبو و تیل کے اوصاف میں ہوا ہونیکا اعتراف ہے

روزانہ پیسہ اخبار لاہور۔ ۳۰ اپریل ۱۹۱۳ء۔ یہ خوشبو دھن کو کھنڈا رکھنے والا مفرح تیل ہے۔ جو کچی کے مہلی سائیکٹ دیکھنے سے عام پسند معلوم ہوتا ہے

روزانہ اودھ اخبار لکھنؤ۔ جلد ۵۵ نمبر ۹۔ ۱۹ اپریل ۱۹۱۳ء۔ یہ تیل ہاؤں کو نرم کرنا اور دھن کی نفیس خوشبو دہنی ہی نہیں ہے۔ تین مختلف تیل ہیں۔ جو نہایت عمدہ گیسو دارانہ میں نے خود ہی استعمال کیا۔ یہ تیل دھن کو گرم و رقیب ہوتے اور اسے تقویت دینے میں اچھا فائدہ رکھتا ہے۔ اس میں ہاؤں کے خراب کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس لیے تاج روغن تیل کے خوشبو دھار خاں کو بھی دیکھا ہے

اردو و معلیٰ علی گڑھ۔ نمبر ۵۵ جلد ۱۔ ۱۰ اپریل ۱۹۱۳ء۔ تین مختلف قسم کے تیلوں کو نمونے ہیں جن میں ہاؤں کو نرم کرنا اور دھن کی نفیس خوشبو دہنی ہی نہیں ہے۔ تین مختلف تیل ہیں۔ جو نہایت عمدہ گیسو دارانہ میں نے خود ہی استعمال کیا۔ یہ تیل دھن کو گرم و رقیب ہوتے اور اسے تقویت دینے میں اچھا فائدہ رکھتا ہے۔ اس میں ہاؤں کے خراب کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس لیے تاج روغن تیل کے خوشبو دھار خاں کو بھی دیکھا ہے

مندر جہاں خاں لاہور۔ جلد ۱۔ نمبر ۱۔ ۱۰ اپریل ۱۹۱۳ء۔ تین مختلف قسم کے تیلوں کو نمونے ہیں جن میں ہاؤں کو نرم کرنا اور دھن کی نفیس خوشبو دہنی ہی نہیں ہے۔ تین مختلف تیل ہیں۔ جو نہایت عمدہ گیسو دارانہ میں نے خود ہی استعمال کیا۔ یہ تیل دھن کو گرم و رقیب ہوتے اور اسے تقویت دینے میں اچھا فائدہ رکھتا ہے۔ اس میں ہاؤں کے خراب کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس لیے تاج روغن تیل کے خوشبو دھار خاں کو بھی دیکھا ہے



تاج روغن بادام و دھن۔ تاج روغن تینوں ویاسن فی شیشی ۴۰ تاج روغن آملہ و بولہ فی شیشی ۴۰ تاج روغن آملہ و بولہ فی شیشی ۴۰

ایجنوبن کی ضرورت ہے

منجری تاج روغن دھن کیلئے

عرق پودینہ

ہندوستان میں ایک لگی چٹا بچے سے بڑے تک کو ایک سال نافذ کرتا ہے ہر ایک اہل رعایا والے کو گھر میں رکھنا چاہیے۔ تازہ دلا ہوا پودینہ کی ہری پتوں سے یہ عرق بنا ہے۔ رنگ بھی پتوں کے ایسا سبز ہے۔ اور خوشبو بھی تازہ پتوں کی سی ہے۔ مندرجہ ذیل امراض کی واسطے نہایت مفید اور آکسیر ہے: بفع ہو جانا، کھٹا ڈکار آنا، درد شکم، بد ہضمی اور متلی، اختیام ہونا ریاہ کی علامت وغیرہ کو فوراً دور کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ - آنہ معصوم ڈاک ۵ - آنہ یورپی حالت فہرست بلا قیمت منگوا کر ملاحظہ کیجئے۔ نوٹ - ہر جگہ میں ایجنٹ یا معہرہ دہ فروش کے یہاں ملتا ہے۔



مسکین کا مولا: ی کسم قیل

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکناہی کرنا ہے تو اس کے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی کے جب سب چیزوں کی کٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بھا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے۔ لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں معصوم نمونہ اور نمائش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متقدم نمونہ کے ساتھ قالدے کا بھی جوہاں ہے بذریعہ ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی دوائی تیلوں کو جانچ کر ”مرہنی کسم تیل“ تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد ملی ہے بلکہ مرچہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جس کے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا۔ یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاس اور خوشبو کے دیر پا ہونے میں لاجواب ہے۔ اس کے استعمال سے بال خوب گھنے آگئے ہیں۔ جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اس کی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے۔

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ - آنہ علامہ معصوم ڈاک -

... ۱۰ - آنہ ...

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجع ہو کر ہیں، اس کا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو ہوا خالص ہے اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پٹنٹ دوا اڑاں نیست پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آ سکتی ہے۔ ہمنی خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی روشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کر کے نل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اس کے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے۔ مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اس کی بدولت بھی ہیں اور ہر دورے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی پھڑا، بخار، موسمی بخار، باری کا بخار، پھر کر آنے والا بخار، اور وہ بخار، جس میں روم جگر اور طحال بھی لاحق ہو، یا وہ بخار، جس میں متلی اور قے بھی آتی ہو، سردی سے ہو یا گرمی سے، جنگلی بخار ہو، یا بخار میں درد سر بھی ہو، یا بخار، یا آسامی ہو، زہ بخار ہو، بخار کے ساتھ گلٹھیاں

اصل عرق کافور

اس گرمی کے موسم میں کھانے پینے کے بے اعتدالی کی وجہ سے ہلکے ہست ہست میں درد اور قے اکثر ہوجاتے ہیں۔ اور اگر اس کی حفاظت نہیں ہوگی تو ہیضہ ہوجاتا ہے۔ بیماری ہو جانے سے سنبھالنا مشکل ہوتا ہے۔ اس سے پہلے کہ ڈاکٹر برمن کا اصل عرق کافور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھو۔ ۳۰ برس سے تمام ہندوستان میں جاری ہے، اور ہیضہ کی اس سے زیادہ مفید کوئی دوسری دوا نہیں ہے۔ مسافرت اور غیر وطن کا یہ ساتھی ہے۔ قیمت فی شیشی ۳ - آنہ ڈاک معصوم ایک سے چار شیشی تک ۵ - آنہ۔

ڈاکٹر ایس کے برمن - پشاور - اچند دوت اسٹریٹ کلکتہ

بہی ہو گئی ہو۔ اور اعصابی کمزوری کی وجہ سے بھارا ہو۔ ان سب کو بعکم خدا دور کرتا ہے، اگر قضا پالے کے بعد بھی استعمال کیجئے تو بہت بڑا جائے، ہے، اور تمام اعضا میں خون سالم پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چلتی رہلائی آجاتی ہے، نیز اس کی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے۔ اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاهلی رہتی ہو۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ دھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو۔ تو یہ تمام شکایتیں بھی اس کے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں۔ اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں۔

قیمت بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

ہرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے تمام دکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

۱۶۰۱ در پور پور الٹر ایم - ایس - عبد الغنی کیسٹ ۲۲ و ۷۳

کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

اشتمالات کیلئے ایک عجیب فرصت

ایک دن میں پچاس ہزار !!!

”ایک دن میں پچاس ہزار“ یعنی اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکا اشتہار صرف ایک دن کے اندر پچاس ہزار آدمیوں کی نظر سے گذر جائے، جس میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ ہوں، تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے۔ یعنی یہ کہ آپ ”الہلال کلکتہ“ میں اپنا اشتہار چھپوا دیجیے۔

یہ سچ ہے کہ الہلال کے خریدار پچاس ہزار کیا معنی پچاس ہزار بھی نہیں ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس امر کی واقعیت سے بھی آجکل کسی باخبر شخص کو انکار نہوگا کہ وہ پچاس ہزار سے زائد انسانوں کی نظر سے ہر ہفتے گذرتا ہے۔

اگر اس امر کیلئے کوئی مقابلہ قائم کیا جائے کہ آجکل چھپی ہوئی چیزوں میں سب سے زیادہ مقبولیت اور سب سے زیادہ پڑھنے والوں کی جماعت کون رکھتی ہے؟ تو بلا ادنیٰ مبالغہ کے الہلال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مشرق میں پیش کیا جا سکتا ہے، اور یہ قطعی ہے کہ اس کو اس مقابلے میں دوسرا یا تیسرا نمبر ضرور ملے گا۔

جس اضطراب، جس بےقراری، جس شوق و ذوق سے پبلک اس کی اشاعت کا انتظار کرتی ہے اور پھر پچے کے آتے ہی جس طرح تمام معاہدہ اور قصبہ خریدار کے گھر ٹوٹ پڑتا ہے، اس کو آپ اپنے ہی شہر کے اندر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

اس کی وقعت، ان اشتہارات کو بھی رقیع بنا دیتی ہے، جو اس کے اندر شائع ہوتے ہیں۔

با تصدیق اشتہارات، یورپ کے جدید فن، اشتہار نویسی کے اصول پر صرف اسی میں چھپ سکتے ہیں۔

سابق اجرت اشتہار کے نرخ میں تخفیف کر دی گئی ہے۔ منیجر الہلال ۷/۱ - مکلاؤڈ اسٹریٹ - کلکتہ۔

32

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ رَبِّكُمْ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ مُنْجِينَ

الْمَسْأَلَةُ

ایک ہفتہ وار مصور سالہ

میر رسول بخش خصوصی

احمد نیکو پٹیل کلام الدہلوی

مقام اشاعت
۱۰ کلارڈ اسٹریٹ
کے اے

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
شہادی ۱ روپیہ ۶۲ آٹھ

جلد ۶

کلکتہ : جہاں شنبہ ۸ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta : Wednesday, February 4, 1914.

نمبر ۵



خط و کتابت میں خریداری کے دمپر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل حکم کی شکایت نہ فرماویں

الافت ازاں

جواز دہشہ پنچ کے مشہور اور مقبول نامہ نگار علیجناب نواب سید محمد خان بہادر - آلی - ایس - او - (جلکا فرضی نام ۳۵ برس سے اردو اخبارات میں مولانا آزاد رہا ہے) کے پر زور قلم طرافت رقم کا نتیجہ اور اپنی عام شہرت اور خاص دل چسپی سے اردو کے عالم انشا میں اپنا آپ ہی نظیر ہے بار دیگر نہایت آب و تاب سے چھپکر سرمہ کش دیدہ والابصر ہے - ذیل کے پتے سے بذریعہ وبلر پے ایڈل پارسل طلب فرمائیے اور مصنف کی جانر بیانی اور معجز کلامی سے فائدہ اُرتھالیسے خیالات آزاد ۱ روپیہ ۴ آنہ - سرانجامی آزاد ۲۴ آنہ علامہ محمول - السمش ۲ - ۲۲

سید فضل الرحمن نمبر ۲۲ قاتلا لین - کلکتہ

S. C. MITRA & CO.

بہترین قیمت پر اور عمدہ تیاری

ہندوستان میں

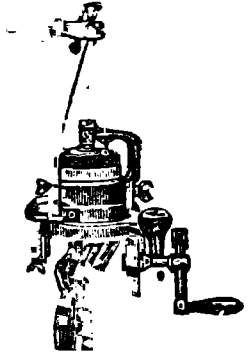
کارخانہ

بائٹن لائن اور ٹیگ بلانک واسطے

12, NARIKEL BAGAN LANE.

CALCUTTA.

ادارشہ نیٹنگ کمپنی



یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکاریتھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی اسور دیل کر آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :-

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بڈل کڈنگ (یعنی - پاری تراش) مشین دیگی جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں -

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۵ روپیہ میں خورد بان مرزے کی مشین دیگی جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کھیل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۶۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے مرزہ اور گنجی درزوں تیار کیا جاسکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی آپکی بڈلی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتی ہے -

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کٹے ہوئے اور جو ضروری ہوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتی ہے - کام ختم ہوا - آپے رانہ کیا اور آبی دن روپے بھی مل گئے ۱ پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لئے چیزیں بھی بھیج دی گئیں -

لیجٹے دو چار بے مانگے سوئیفتک حاضر خدمت ہے -

آنریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :- میں حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں اور مجھے ان چیزوں کی قیمت اور اوصاف سے بہت تشفی ہے -

ای - گروانہ راؤ پلیڈر - (بالاری) میں گنزویلر کے مشین سے آپکی مشین کو ترجیح دیتا ہوں -

میں مشین کامیابی دیوی - (ندیہ) میں خرسی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہراری آپکے نیٹنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں -

—:—

اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بہتر فکر افسوس اور کیا ہو سکتا ہے -

پروہلم - سوانیشی - ملکی صنعت و حرفت - تارن ریمارم - پرنٹکشن یہ سب مسئلہ کا حل کن ہم ہیں یعنی

ادارشہ نیٹنگ کمپنی نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کلکتہ

AL - H I L A L
Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs.8

Half-yearly " " 1 4-2

الهلال

مستقل روزنامہ
بیت اسلام آباد

مقام اشاعت

۷-۱ ملازمت اسٹریٹ

کالکٹا

تعداد صفحات نمبر ۱۴۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

نشانہ ۱۲ روپیہ آٹھ

جلد ۴

سال ۱۳۳۲ : جہاوشنبہ ۸ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta : Wednesday, February 4, 1914.

نمبر ۵

دلائل سر زمین افریقہ میں بھی ہماری وہ اصلی دستخطی طاہر ہو گئی جس نے
میں ہندوستان میں قدم قدم پر شکست دی ہے
نیپال انڈین کانگریس نے ایک جاسہ کڈا جس میں انڈین کے سامنے ہندوستانیوں
کی شہادت کی تائید اور سرخیل احرار مسٹر گاندھی سے اپنی بڑائی کی - حاضرین کی
تعداد سے زیادہ وہ تھی اور ان میں بھی دھماکہ سخت اختلاف رائے تھا - اکثریت
[مجاڑی] شہادت کے خلاف تھی - مگر دایس وہ صدر مجلس نے روت لیسے سے انکار
کیا اور خود اپنا روت مجیدین شہادت کو دیکھ کر روت داد طے کر لی !

اس وقت تک صرف تین ہندوستانی شہادت کے لیے عدالت کے سامنے پیش ہوئے
ہیں - پہلا شخص لیمری اسٹیٹ کا ہے - اس نے بیان کیا کہ جو ہندوستانی اسٹرائک
کے جلسے سے واپس آ رہے تھے ان پر دسی سچاڑوں نے حملہ کیا - کرنل کلارک نے کہا :
”میرے نزدیک فریقین قابل الزام ہیں - میں نے چاہا تھا کہ ایک کمیشن کے ذریعہ
اس وقت اسکی تحقیقات ہو جائے مگر ہندوستانیوں نے منظور نہیں کیا“

مینیسٹر گارجین کے مراسلہ نگار کو معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند نے حکومت جنوبی
افریقہ کے غور کرنے کے لیے چند تجویزیں انگلستان بھیجی ہیں - ان تجویز کا مفاد یہ
ہے کہ (۱) مہاجرین کی تعداد معدود ہو جو شاہی حکومت اور حکومت جنوبی افریقہ
کے باہمی مشورہ سے طے ہوگی (۲) پیدائش کی وجہ سے جو اضافہ ہو اس پر کوئی
اعتراض نہ ہو - (۳) مہاجرین کو وہی حقوق حاصل ہوں جو یورپین آبادی کو
حاصل ہیں - (۴) جن انگریزی تعلیم یافتہ ہندوستانیوں نے اس پیمانے کی زندگی
اختیار کر لی ہے جو جنوبی افریقہ کی یورپین آبادی کی ہے انکو اس وقت تک آزادی
قیام کی اجازت دیجائے جب تک کہ مقررہ تعداد پوری نہ ہو - (۵) جنوبی افریقہ کے
قانون ازدواج میں اس طرح ترمیم کی جائے کہ ان ہندوستانی اقوام کی شادیاں بھی
جائز قرار پائیں جو تعدد ازدواج کے قائل ہیں -

ان حقوق کے معارف میں حسن سلوک کے حفظ مانتقدم کے بعد جنوبی افریقہ کے
لیے مسزوروں کے لیجانے کی اجازت دیجائیگی - جب معاہدہ کی مدت پوری
ہو جائیگی تو ہر معاہدہ کرنے والے کو واپس آنا پڑے گا -

الهلال کی ششماہی مجلدات

قیمت میں تخفیف

الهلال کی شش ماہی جلدیں مرتب و معجلہ ہونے کے بعد
آٹھ روپیہ میں فروخت ہوتی تھیں لیکن اب اس خیال سے کہ
نفع عام ہو اسکی قیمت صرف پانچ روپیہ کر دی گئی ہے -

دوسری اور تیسری جلدیں مکمل موجود ہیں - جلد نہایت
خوبصورت لائینی کپڑے کی - پشتہ پر سنہری حرفوں میں الہلال
منقش - پانچ سر صفحوں سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب جسمیں
سے زیادہ ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں - کاغذ اور چھپائی کی
خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصلہ
بس کرتا ہے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیہ کچھ ایسی زیادہ
قیمت نہیں ہے - بہت کم جلدیں باقی رہ گئی ہیں -
(منیجر)

فہرست

۱	الاسیوع
۲	انکار و حوادث (سرگزشت مصالحت)
۳	” (حادثة بیسہ اخبار لاہور)
۴	” (آئینل سر ابراہیم رحمت اللہ)
۵	مقالہ افتتاحیہ (فائض السنۃ الذالہ)
۶	مدارس اسلامیہ (ندوة العلماء)
۱۲	برگ فرنگ (سنہ ۱۹۱۵ کی موتمر السلام)
۱۴	شکری عثمانیہ (اخبار و حوادث)
۱۶	مذکرہ علمیہ (آثار عرب ۲)
۱۸	آثار عتیقہ (حفریات بابل)
۲۰	رئیس مجلس آل انڈیا مسلم لیگ کی افتتاحی تقریر نمبر ۳

تصاویر

۳	آئینل سر ابراہیم رحمت اللہ
۱۸	قلعہ بابل کے بقیہ آثار
۱۹	قبر کا مجسمہ جو قصر بابل سے نکلا
۱۹	بیچندیز کا محل

الاولیہ و

معلوم ہوتا ہے کہ بدقسمت ایران کی بریادیوں کا اب تک خاتمہ نہیں ہوا ہے -
رضن کش معبد علی سابق شاہ کی یورش کے پھر آثار معلوم ہوئے ہیں - سرکاری
حلقوں میں سخت اضطراب و پریشانی پھیلی ہوئی ہے -
مقرب ایک اور امریکن افسر بلایا جائے والا ہے تاکہ وہ گورنر جنرل فارس کی فوج
کی تنظیم میں کرنل سیرل کی مدد کرے -

ریورٹر کو معلوم ہوا ہے کہ انگلستان نے جو اب تک قریباً ترکی کی ہر مخالفت
درروائی میں پیش پیش رہا ہے، ایک مراسلت کا مسودہ تیار کیا ہے جو دول کی طرف
سے انہینس (دار الحکومت یونان) اور قسطنطنیہ بھیجا جائیگا -
اس مراسلت میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ دول کے متفقہ فیصلہ کا لحاظ ناگزیر ہے -
ریورٹر کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تخلیق البانیا و ایپرس کے لیے کوئی نئی تاریخ
مقرر نہیں کی گئی ہے بلکہ ہدایت کی گئی ہے کہ جلد سے جلد دونوں مقامات خالی
کر دیے جائیں -

البانیا کے قرض کے متعلق بعض دول نے سب کے اتفاق اور مصارف کے متعلق
بعض مفروض شرائط کے ساتھ اپنی اپنی منظوری دیدی ہے -

انقلاب البانیہ کے سلسلہ میں جو ترک گرفتار تھے انکے متعلق فیصلہ صادر ہو گیا -
میجر باقرے کو سزائے موت دی گئی اور دس افسروں کو سزائے قید جسکی میعاد
تاخلف حال ایک سال سے پندرہ سال تک ہے -

جنوبی افریقہ کے کمیشن نے ۲۷ جنوری کو دوبارہ ہلا اجلاس کیا - ہندوستانیوں
کے طرف سے کارروائی میں کوئی شریک نہیں ہوا - سر بنجمن شروع سے آخر تک بیٹھے
رہے مگر وہ حکومت ہند کی طرف سے صرف ایک سامع تھے -
جمع سالوں نے اس حالت کو غیر تشفی بخش بتایا - ان سے اور مسٹر دی ویلر
سے ہندوستانیوں کی نیابت پر سوال و جواب ہوئے - بالآخر مارنٹ ایجکوب کی شہادت
کے بعد اجلاس ملتوی ہو گیا -

کرتا ہے کہ اگر ایسا کیا گیا تو وہ بھی ہمارے ساتھ نرمی کریگا۔ حضرت ابو طالب کے مکان میں رؤساء قریش نے داعی اسلام سے کہا تھا کہ وہ سب کچھ کہیں مگر انکے بتوں کو برا نہ کہیں۔ یہی شرط مصلحت ہے۔ ٹھیک اسی طرح ہم سے بھی کہا جاتا ہے کہ تم سب کچھ کہو مگر ان بتوں کو برا نہ کہو جو خدا پرستوں کو اپنا غلام بنا رہے ہیں۔ یہی صلح کا طریقہ ہے۔ لیکن اگر یہی طریقہ ہے تو سوال یہ ہے کہ اسکے چہرے دینے کے بعد ہمارے پاس آر کیا باقی رہ جاتا ہے جو کہیں گے؟ حق تو رہی تھا جو تم چاہتے ہو کہ تم سے صلح کر کے دیدیں۔ جب وہ دیدیا گیا تو اسکے بعد باطل و کفر کے سرا اور کچھ نہیں ہے: فما ذا بعد الحق الا الضلال!

ابو طالب کے دل میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت تھی مگر قوت ایمانی نہ تھی۔ صحیح بخاری کی اسی حدیث میں ہے کہ وہ بول اٹھے: "اسمیں کیا ہرج ہے اگر آپ انکے بتوں کو برا کہنا چہرے دیں؟"

آجکل بھی میں دیکھتا ہوں کہ میرے بعض احباب ہیں جنکے دل میں سچائی کا ایک ولولہ تو ضرور ہے، لیکن ایمان کی وہ قوت نہیں ہے جو سچائی کی راہ میں دہہ اٹھانے کی ہمت بخش سکے۔ شاید اسکی وجہ یہ ہے کہ انکے اندر آزادی کا ولولہ خدا پرستی اور تعلیم اسلامی کی راہ سے نہیں آیا ہے بلکہ محض دوسروں کی دیکھا دیکھی اور حریت خواہ قوموں کے تقلیدی جذبہ کی بنا پر۔ بہر حال "اس مصلحت" کی خواہش نے انہیں دگمگا دیا۔ وہ یا تو کفر کی دلفریبی سے مرعوب ہو گئے، یا مصیبتوں اور آزمائشوں کے تصور سے ڈرا دیے گئے۔ نفس خادع جو ہمیشہ ایسے موقعوں کی تاک میں رہتا ہے، اب بولنے لگا ہے، اور ضعف ایمانی دھوکا دیتا ہے کہ اسمیں ہرج ہی کیا ہے؟ آخر قوت و مصلحت... یہی تو کوئی چیز ہے؟ پولیٹیکل کاموں میں نرمی و گرمی، دونوں ہوتی ہے۔ کام کیلئے پہلی شے فرصت ہے۔ اگر ہم نہ رہے تو ہماری تمام باتیں بھی نہ رہیں گی۔ بہتر ہے کہ سر دست اس "مصلحت" کو مانلیں اور نرمی کریں تاکہ ہمارے ساتھ بھی نرمی کی جائے: ودوا لو تدھن فیدھنوں!

لیکن افسوس کہ میرے نادان دوست نہیں سمجھتے کہ "مصلحت" بقاء حق کے ساتھ ہوتی ہے نہ کہ فناء حق کے بعد۔ نرمی کے یہ معنی ہیں کہ کسی کام کو سختی سے نہ کیجیے، نہ یہ کہ سرے سے کیجیے ہی نہیں؟ سچائی کے ساتھ اگر کچھ ہے تو دیدیجیے پر سچائی کے اندر جو کچھ ہے وہ کیونکر دیا جاسکتا ہے؟ کسی شے کا غلاف آپ بدل دے سکتے ہیں، لیکن جب تک اسکی محبت آپکے اندر ہے، خود آئے دوسری شے سے نہیں بدل سکتے۔ پھر حق کی راہ میں مرعوبیت اور مرہ ایسا ہی ہے، جیسے دریا میں کپڑوں کے بھیگنے سے گریز۔ آپ سے کس نے منت کی تھی کہ آگ سے کہیلیے؟ انگاروں کو مٹی میں لینے کا دعوا ہے تو آبلہ پڑے کی شکایت کیوں کی جاتی ہے؟ راحت پرستوں کو چاہیے کہ کانٹوں پر چلکر پاؤں چھلنے کی شکایت نہ کریں، بلکہ اس خار زار میں سرے سے قدم ہی نہ رکھیں:

غافل مرور کہ تا در بیت العرام عشق
صد منزل ست و منزل اول قیامت ست

یہ ۱۴۰۷ھ کے "کام کیلئے عافیت و فرصت ضروری ہے" سچ ہے، مگر اس آلہ راحت پرستی کے استعمال کا یہ موقع نہیں۔ اگر آپ حق اور عدالت کا کام کر رہے ہیں تو صرف کام کیجیے۔ اسکی فکر نہ کیجیے کہ ہمارے بعد کیا ہوگا؟ سچائی اور راستبازی کل کی فکر سے بے پروا ہے۔ اسکا بیج کبھی بھی شرمندہ دھقان و کاشت کار نہیں ہوا۔ وہ خود ہی پھوٹتا ہے اور اپنی برورش کیلئے خود اپنے اندر آب حیات رکھتا ہے۔ بالفرض اگر اسے اپنی...

افکار و حوادث

سرمداشت "مصلحت" ہے

ودوا لو تدھن فیدھنوں

خیز و در کاسۂ زر آب طربناک انداز!

آج میں قرآن حکیم کی بعض آیات اور آغاز اسلام کے ایک واقعہ کی نسبت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

اسلام نے حق پرستی کی جو تعلیم دی ہے، وہ دنیا کے موجودہ اخلاق کی مدعیانہ حق پرستی سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ قرآن حکیم اور اسوۂ حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم نے ہمیں حق کا اصل بتلا دیا ہے۔ ایک طرف تو یہ تعلیم دی: فما رحمۃ من اللہ لنت لہم و لو کنت فظا غلیظ القلب لا نفصرا من حولک یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے تمہیں مخالفوں کے ساتھ نرم دل بنا دیا ہے کہ باوجود اسکی سختی و قسارت کے تم حسن اخلاق و حسن تعلیم سے پیش آتے ہو۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی بھی...

دوسری جگہ حکم دیا: و اغلظ علیہم! باطل پرستوں کے ساتھ نہایت سختی کرو کہ وہ نرمی کے مستحق نہیں! پہلا موقعہ تو عام طور پر حسن خلق، کشادہ روی، صبر و تحمل، نرمی، طبیعت، تہذیب لسان، و لہجۂ سخن کا تھا، اسلیئے داعی اسلام کے ان اوصاف کو رحمت الہی قرار دیا، لیکن دوسرا موقعہ حق و باطل، صدق و کذب، اور ایمان و کفر کے مقابلے کا تھا۔ فرمایا کہ جسقدر سختی کرسکتے ہو کرو کہ عین عدل و اخلاق ہے۔

چنانچہ سرور قلم میں ایسی نرمی کو جو حق و صداقت کے خلاف ہو اور راہ عدالت سے منحرف کر دے، "مداہنت" کے لفظ سے تعبیر فرمایا: ودوا لو تدھن فیدھنوں۔

بعض کفار آنحضرت (صلعم) کے پاس جمع ہو کر آئے اور کہا کہ بہتر ہے کہ ہم میں اور آپ میں ایک راضی نامہ ہو جائے۔ آپ جو کچھ تعلیم دینا چاہتے ہیں دیجیے۔ لیکن صرف اتنا کیجیے کہ ہمارے بتوں کو اور ہماری بت پرستی کو برا نہ کہیے۔ اسکے بدلے میں ہم آپکو مال و دولت سے مالا مال کردیتے ہیں بلکہ حجاز کا بادشاہ تسلیم کر لینے کیلئے بھی طیار ہیں۔

لیکن اس نے جو وہ صرف ریگستان عرب کا بلکہ تمام بربر بحر عالم کی ہدایت کا شہنشاہ ہونے والا تھا، بے ساختہ جواب دیا: لو جئتمونی بالشمس عرب کی بادشاہت تو کیا شے ہے؟ حتی تضع فی یدی، اگر تم سورج کو بھی آسمان سے اتار کر ماسالتم غیرہا (بخاری) میری مٹی میں رکھ دو، جب بھی میں سوائے کلمۂ حق کے دوسری بات منظور نہ کروں گا۔

خدا تعالیٰ نے اسی مصلحت اور نرمی کی خواہش کی نسبت فرمایا: ودوا لو تدھن فیدھنوں۔ یہ باطل پرست ہتے ہیں کہ تو انکے ساتھ اعلان حق میں نرمی کر تو رہے ہو یہی تیرے ساتھ نرمی کرینگے، حالانکہ کفر کو راضی رکھنے ایمان کی دعوت کبھی نہیں دی جاسکتی! فلا تطع المکذبین! پس ان لوگوں کی خواہشوں کی اطاعت نہ کرو جو حق و عدالت کو جھٹلائے والے ہیں!

رؤساء قریش مکہ کی طرح آج ہمارے سامنے بھی ایک قریہ و طاقتور گروہ موجود ہے جو چاہتا ہے کہ حق کے اعلان، جبر کی فریاد، اور عدل کی طلب میں ہم اسکی نرمی کریں، اور پھر وعدہ

اسمیں سمجھنے والوں کیلئے بڑی ہی عبرت ہے - یہ واقعہ بازار بلند نصیحت کر رہا ہے کہ جن لوگوں کے پاس تمہارے لیے بہتری نہیں، تم انکے ساتھ ”مصالحت“ کرو یا نہ کرو، جب تک کہ تم حق کے ساتھی نہ ہو گے، انکا سلوک تمہارے ساتھ یکساں ہی رہیگا -

رہا ”پریس ایکٹ“ تو اسکا بھی یہی حال ہے - قرآن حکیم نے کتنی اچھی مثال دی ہے : مثلاً کمثل الکلب - ان تعمل علیہ یلہث او تذکرہ یلہث ! (۷ : ۱۵۷)

بہر کیا ہے جسکے بچائے کیلئے حق کے ثبات و استقامت کو بھی ضائع کرتے ہو؟ کم از کم ایک کے تو ہو رہو کیونکہ دونوں ہاتھ نہیں آسکتے !

وہ اپنی خونہ چھوڑینگے، ہم اپنی رضع کدوں بدلیں؟
سیک سرینگے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کدوں ہو؟
یا ایہا الدین آمنوا ! ان تطیعوا الدین کفررا، یردوا کم علی اعقابکم فتتقلبوا خاسرین - بل اللہ مولا کم و ہر خیر الذامرین !

الحمد للہ کہ ارباب ”مصالحت“ کی مساعی بیکار گئیں اور حادثہ زمیندار پریس لاہور کا جو سچا اثر دلوں پر پڑا تھا وہ ہر جگہ نمایاں ہو رہا ہے - اگر مسلمانوں میں اسقدر قوت موجود ہے کہ انہوں نے دوبارہ زمیندار کو جاری کر دیا تو یہ انکی اس زندگی کا آخری ثبوت ہوگا جسے برابر جھٹلایا جا رہا ہے -

میرا خیال اس بارے میں یہ تھا کہ چند جمع کرنے کی جگہ اگر ایک کمپنی قائم کی جاتی تو دس دس روپیہ کا حصہ ہر شخص لے لیتا اور یہ بہت بہتر تھا -

لیکن چونکہ کارپردازان زمیندار فراہمی اعانت کا کم شروع کرچکے ہیں، امید ہے کہ اسی طریقہ سے مقصد حاصل ہو جائیگا - قوم کو زمیندار عزیز ہے اور وہ اپنے جوش کو ہر میزرت میں ظاہر کرسکتی ہے -

حادثہ ”پیسہ اخبار“ لاہور

یہ حادثہ اس ہفتے کا ایک نہایت افسوس ناک اور رنجیدہ واقعہ ہے -

اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ محبوب عالم صاحب مالک پیسہ اخبار کے رہنے والے مکان میں جو کارخانہ سے بالکل متصل تھا، شب کو یکایک آگ لگ گئی، اور اس حصہ مکان تک پہنچ گئی جہاں ہزاروں روپیہ کی تجارتی اور پرائیوت کتابوں کا ذخیرہ تھا - بچھانے کا سامان کرتے کرتے تمام کتابیں اور عمارت جل گئی اور جو کتابیں بچیں وہ بھی پانی کے پڑنے کی وجہ سے ضائع ہو گئیں -

آگ کے یکایک لگنے کا سبب غالباً اب تک معلوم نہیں ہوا - ایک اخبار نے یہ عجیب بات لکھی ہے کہ جس وقت یہاں آگ لگی، اسی وقت بعض نامعلوم افعال آدمیوں نے ایک دوسری آتشزدگی کی فرضی افواہ اڑا دی - نتیجہ یہ ہوا کہ آگ بجھانے کے انجن سب کے سب پیلے دھن چلے گئے، اور اتنی دیر میں آگ کے شعلوں نے عمارت کا خانہ کر دیا !

افسوس ہے کہ یہ جانکاہ حادثہ اسے وقت میں ہوا، جبکہ شیخ محبوب عالم صاحب اپنے سفریورپ اور مصر و حجاز سے مع الخیر واپس آ رہے ہیں، اور اپنے وطن اور گھر بار کو خیر و عافیت میں دیکھنے کی قدرتی طور پر توقع کر رہے ہونگے - ناگہانی حوادث کا کوئی علاج نہیں، اور مشیت الہی کا جواب صبر و رضا کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ ہمیں دفتر پیسہ اخبار اور شیخ محبوب عالم صاحب اور شیخ عبد العزیز صاحب سے اس حادثے میں دلی ہمدردی ہے اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں اس نقصان کے برداشت

کیلئے پاسبانوں کی ضرورت ہے تو آپ اسکی فکر کو اپنی راحت جوئیوں کیلئے حیلہ نہ بنالیں - اگر آپ نہرنگے تو آپکی جگہ خود بخود اسے لوگ آتھے کھڑے ہونگے جو آپسے کام میں بہتر اور تعداد میں زیادہ ہونگے :

کمان مہرکہ تو چوں بگدڑی جہاں بگذشت
ہزار شمع بگشتند و انجمن باقیست !

اور غور کیجیے تو جس چیز کو آپ سچائی کی موت سمجھے ہیں، وہی تو اسے لیے زندگی کا آب حیات ہے - اگر حق کا بیج آپکے دامن میں ہے تو زمین کے سپرد کر دیجیے اور ہوسکے تو اپنے خون کے دو چار قطرے بھی اسپر چھڑک دیجیے کہ یہی اسے لیے آب پاشی ہے - اسکے بعد آپکا فرض ختم ہو گیا - اب وہ حق نواز اور صداقت پرور اپنے کھیت کی خود نگرانی کر لیگا جو اب بھی دینا ہی نگرانی کرنے والا ہے جیسا کہ ہمیشہ رہا ہے : قل ہو الرحمن آمنا بہ و علیہ توکلنا، نستعلمون من ہر فی ضلال مبین ؟ (۲۷ : ۳۰)

یہ ”مصالحت“ اور ”نرمی“ کی خواہش نہیں ہے بلکہ ایمان سے ارتداد اور حق سے انحراف کی دعوت ہے - فنعوذ باللہ من شر ہا و شر اعداء العق و ائمة الکفر !!

اسے قیرہ سر بتیس برس پہلے جب اسی ”مصالحت“ کو ائمہ کفر و ذہبین شیاطین نے پیش کیا تھا تو اسلام کے داعی اول نے حق اور صداقت پرستی کے ایک شہنشاہانہ استغناء کے ساتھ یہ لہکر بے باکانہ رد کر دیا تھا کہ :

لرجلتمولنی بالشمس اگر تم میں ایسی قدرت و طاقت پیدا حتی تضع فی یدی، ہوجائے نہ تم آسمان سے سورج اُتار کر ما سالتکم غیرہا !! میری ہتیلی پر رہدے، جب بھی طلب حق کے سوا تم سے اور کچھ نہ چاہوں گا اور وہی کہوں گا جو کہہ رہا ہوں !! پھر آج بھی اس مقدس داعی حق کا کوئی سچا فرزند ہے جسکو حق کا پاک اور مبارک عشق اسلام کے روتہ میں ملا ہو، اور جو رہے ہی ابر صداقت، رہے ہی عظمت حقانی، رہے ہی شان صمدانی، اور بالکل اسی طرح شہنشاہوں کے سے استغناء اور ناجداروں کی سے ہیبت و جبروت کے ساتھ بلا خوف و تزلزل، اس مصالحت نکر خواہ اور اس اتحاد باطل اندیش کو علانیہ ٹھکرا دے اور اپنی صولت الہی اور دبدبہ ملکوتی سے ارجح و ملائکہ حقانیت اور ملا علیین صداقت کو غلغلہ حمد و ثنا سے جنبش میں لے آئے؟ زمین کے حق پرست انسان اور آسمان کے فرشتے، دونوں اسکے منتظر ہیں !

خیز و در کاسہ زر آب طربناک انداز
پیش از اے کہ شود کاسہ سر حاک، انداز
عاقبت منزل ما وادی خاموشانست
حالیا غلغلہ در گنبد افلاک انداز !

دیکھو ! خدا اخبار ”زمیندار“ کو بہت جلد قوت مزید اور شہرت تازہ کے ساتھ جاری دے گا ! اس نے اپنی آخری ضمانت کے بعد بہت کچھ اپنی روش اور طریق طلب حقوق میں تبدیلی کر دی اور مسئلہ ”اسلامیہ کانپور“ کے فیصلے کو اسکی اصلیت سے بہت زیادہ وقعت دیکر ظاہر کیا - نیز اسپر خوشی کا مسرورانہ اظہار کیا اور کہا کہ سب اچھے ملگیا ہے بلکہ پلے سے بھی زیادہ ملگیا ہے - یہ اسی خیالی ”مصالحت“ کا نتیجہ تھا - اسنے چاہا کہ اب کچھ دنوں چپ رہے اور ملکر کام دیجیے اور فرصت کو ہاتھ سے نہ دیجیے - مگر بالآخر دیا نتیجہ نکلا ؟ کیا ”مصالحت“ کرنے والوں نے فرصت دیدی ؟ کیا ”پریس ایکٹ“ کے بے امان دیوتا نے قصور معاف کر دیا ؟ آہ نادانوں ! تمہیں تو فرصت نہیں ملی، لیکن اسکی

انریبل سر ابراہیم رحمت اللہ

اور مسلمانوں کے لیے ایک بہتر و مناسب سیاسی تعلیم



لیکن انریبل سر ابراہیم رحمت اللہ کے ایڈریس کے بعد کم از کم ایک تحریر تو لیگ کے پاس بھی ایسی موجود ہوگئی ہے جسے امتیاز کے ساتھ پیش کیا جاسکتا ہے :

جیسا کہ انہوں نے خود کہا ہے ، اس عہدے کیلئے انکا انتخاب ایک ایسے وقت میں ہوا جبکہ مسلمانوں کی سیاسی حالت چند در چند پیچیدگیوں کی وجہ سے نہایت درجہ غیر مطمئن تھی ، اور بحث کرنے والے کیلئے صرف ایک سال کے معمولی واقعات ہی نہیں بلکہ یکے بعد دیگرے ظاہر ہونے والے متعدد اہم اور دشوار بحث مسائل جمع ہو گئے تھے ۔ اُن سب پر مستزاد لیگ کا وہ اندرونی مناقشہ تھا جو گوفی الحقیقت کچھ بھی نہ تھا لیکن بعض مخفی اغراض سے اسے اس قدر اہمیت دیدی گئی تھی گویا جماعتی تفریق کا وقت آگیا ۔

ایسی حالت میں انہوں نے اپنی مشکلات کے بیان کرنے میں ذرہ بھی مبالغہ نہیں کیا ہے ۔ انکے سامنے مشکلات کا گرد و غبار یقیناً موجود تھا ، لیکن بجائے اسکے کہ انکی قوت فیصلہ اسکے اندر گم ہو جاتی ، وہ قابل تحسین حرات کے ساتھ اسکے ہٹانے میں کامیاب ہوئے ، اور اعتدال و مقابلت کو واقعیت اور حق بیانی کے ساتھ آمیزش دینے کا ایک نہایت ہی نازک اور مشکل کام انہوں نے اسی روشنی میں انجام دیا جو تذبذب اور طرفداری کے غبار سے بالکل صاف تھی ! اعتدال اور حقیقت دو ایسے عنصر ہیں ، جنکی باہمی آمیزش کا کام ہمیشہ سے نازک اور مشکل رہا ہے ۔ یا تو پہلے کا غلبہ دوسرے کو بالکل نابود کردیتا ہے ، یا دوسرے کی برائی تیز ہو جاتی ہے کہ اپنے ساتھی کے وجود کو بالکل دبا دیتی ہے ۔ لوگوں نے عموماً اس راہ میں افراط و تفریط کی ٹھوکریں کھائی ہیں ، اور جس شے کو ”اعتدال“ سمجھا ہے دراصل اسکا زیادہ صحیح نام حقیقت کا عدم ہے ! لیکن باوجود بے اعتدالی کے اُس سر و ظن کے جو میری نسبت بعض لوگوں کو ہے ، میں تسلیم کرتا ہوں کہ سر ابراہیم رحمت اللہ کا ”اعتدال“ ”اعتدال“ ہے ، نہ کہ اصلیت کا عدم اور فقدان !

انریبل سر ابراہیم رحمت اللہ کی صدارت لیگ اور خطبہ افتتاحی سال جدید کا وہ بہترین اور شاندار واقعہ ہے ، جسکے اندر مسلمانوں کیلئے ایک نہایت ہی قیمتی اور پائدار یاد پائی جاتی ہے ! انریبل موصوف جب لیگ کی صدارت کیلئے منتخب ہوئے تو جو لوگ مسلمانوں کے موجودہ حالات کی نزاکتوں کو دیکھ رہے تھے ، وہ شمالی ہند یا پنجاب کے کسی مشہور آدمی کی جگہ ایک دور دراز اور تقریباً اسلامی مسائل کے مراکزے الگ تھلگ صوبے کا نام دیکھکر امید و بیم میں پڑ گئے ، مگر میں نے اُسی رقت اپنے بعض دوستوں سے کہا کہ سر ابراہیم رحمت اللہ انڈین نیشنل کانگریس میں شریک رہ چکے ہیں ، اور میں سمجھتا ہوں کہ جو صاحب فکر ملک کی اس ایک ہی درسگاہ سیاست میں رہ چکا ہے ، اس سے کسی آزادانہ مگر پر دانش و حکمت سیاسی خدمت کی توقع کبھی ناکام نہیں ہو سکتی ۔

میں شخصاً سر ابراہیم رحمت اللہ کے کاموں کو اُس وقت سے جانتا ہوں جبکہ اسے چھ برس پہلے بمبئی میں تھا ۔ تاہم یہ سوال میرے لیے بھی فیصلہ طلب تھا کہ ایک خاص صوبے کے اندر جو کارکن قابلیت سر بلند ہے ، وہ کسی ایسے پلیٹ فارم پر بھی بہترین توقعات کو پورا کر دکھائیگی ، جہاں صوبوں اور شہروں کے خیرالذہن سے بالاتر ، تمام ہندوستان کے مسلمانوں کیلئے ایک سیاسی درس و تعلیم کی ضرورت ہے ؟

لیکن لیگ کی اولین نشست کے بعد ہی ہر منصف اور اہل الرائے شخص کا فیصلہ یہی تھا کہ توقعات پوری ہو گئیں ، اور مسلمانوں کی موجودہ سیاسی زندگی کیلئے سر ابراہیم رحمت اللہ کی تقریر حقیقت اور اعتدال کا ایک بہترین مرکب ہے جو نہایت اچھی صورت میں پیش کیا گیا ہے ۔

میں سمجھتا ہوں کہ جب سے مسلمانوں نے پولیٹیکل مقاصد کے نام سے کام شروع کیا ہے ، اُنکے پولیٹیکل لٹریچر میں یہ پہلی تقریر ہے جو اس جامعیت اور عمدہ قوام بحث کے ساتھ مرتب ہوئی ہے ۔

حتیٰ کہ کانگریس کے بعض ارکان نے میرے سامنے اسکا اعتراف کیا کہ خود کانگریس کے لٹریچر میں بھی یہ تقریر کامل امتیاز پانے کی مستحق ہے ۔ وگرنہ یہ فخر !

پریدیۃ نشیل ایڈریس ہر مجلس کیلئے اسکی حقیقی کارروائی ہے ، اور اسکی رقت و اہمیت کا پیمانہ بھی اسی کے اندر ہوتا ہے ، مگر بد قسمتی سے ہمارے اندر ایسے لوگ ناپید ہیں جو درات و شہرت کے ساتھ قابلیت بھی رکھتے ہوں اور صرف قابلیت کی عزت کرنا ابھی ہم نے نہیں سیکھا ہے ، اسلیئے ہمیشہ ہماری بڑی بڑی کانفرنسوں کی افتتاحی تقریریں نہایت کم رقت و بے اثر رہتی ہیں ، اور محض قابلیت اور اصابت رائے و حسن بیان کا اس میں کوئی بلند و ممتاز حصہ نہیں ہوتا ۔

برخلاف اسکے انڈین نیشنل کانگریس نے اپنی افتتاحی تقریروں کا ایک ایسا رقیع لٹریچر جمع کر دیا ہے جو ادب و انشا پردازی ، قوت تحریر و بیان ، خوبی بحث و استدلال ، کثرت مواد و معلومات ، حق گوئی و صدق لہجہ ، تعلیم و درس سیاست ، غرضکہ ہر حیثیت سے ہندوستان کے موجودہ علم ادب کا ایک ممتاز ترین حصہ ہے ۔

یا پھر ان سب سے مافوق و بالا تر کوئی اصول اور حقیقت ؟ چاہتا ہوں کہ اسے واضح کردوں - فاقول و بالله التوفیق -

(دعوت الہلال کی حقیقت)

آغاز اشاعت الہلال سے ”دعوت“ کا لفظ میری زبان پر ہے اور اس کثرت سے بار بار اس لفظ کو دہراتا ہوں کہ شاید بعض لوگ سنتے سنتے اکتا سے گئے ہوں - میں نے کبھی کسی اخبار کا ذکر نہیں کیا جو اچھے سرور سامان کے ساتھ نکالا گیا ہو، اور نہ میں نے کبھی تصنیف و تالیف اور انشاء مقالات و رسائل کا تذکرہ کیا جسکے لیے غیر معمولی محنت و مشقت برداشت کی جاتی ہو، بلکہ میں نے ہمیشہ ایک ”دعوت“ کا اعلان کیا جو ایک مقصود خاص کو اپنے سامنے رکھتی ہے، اور ساتھ ہی چند مقاصد پیش کیے جو ہمیشہ سے انسانوں کی جماعتوں اور آبادیوں کے سامنے پیش ہوئے آئے ہیں - ان مقاصد میں ندرت و جدت نہ تھی مگر صداقت ضرور تھی، اور جس بیان میں صداقت ہو، ضرور ہے کہ وہ نئی نہ ہو، کیونکہ دنیا کی سب سے زیادہ پرانی چیز صداقت ہی ہے -

پس میں آج صاف صاف کہہ دیتا ہوں کہ ”الہلال کی دعوت“ - سے کوئی مادی یا شخصی یا موجود فی الخارج شے مراد نہیں ہے اور نہ کسی دعوت سے ایسا مقصود ہو سکتا ہے - نہ ترقی و ترقی و ترقی سے تعلق رکھتی ہے نہ الہلال نامی ایک مروت (شیر و رسالے) سے، اور نہ ہی ان مضامین و منشآت سے جو اسمیں شائع ہوتے ہیں - ان میں سے کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جسکو تخریب و تخریب کا کہ وہ ”دعوت“ ہے یا اسے حقیقت دعوت میں کسی طرح کا دخل حاصل ہے - بلکہ اس سے مقصود حقیقی صرف وہ بعض مقاصد اور تعلیمات ہیں، جنکے اعلان و اظہار اور فتح و نصرت کا سامان حکمت الہی نے مہیا کیا، اور پھر من جملہ آرزو بہت سے اسباب و وسائل کے ایک سبب و وسیلہ الہلال کی اشاعت اور اسکی کوششوں کو بھی بنادیا - وہ جو انسانی غذا کے پیدا کرنے کیلئے مرسوم کو بدلنا، ہواؤں کو چلانا، پانی کو برساتا، اور دھقان کے ہاتھوں سے تخم ریزی کرتا ہے، جب چاہتا ہے کہ اپنے بندوں میں سے کسی جماعت کیلئے ارشاد و ہدایت کی روحانی غذا مہیا فرمادے تو بالکل اسی طرح دلوں کی اقلیم اور فکروں کی فضا میں بھی تبدیلی پیدا کر دیتا ہے، اور خود بخود ایک قدرتی تغیر کی طرح تمام اسباب و موانع فراہم ہونا شروع ہو جاتے ہیں - اس وقت پانی بھی برستا ہے، عمدہ ہوائیں بھی چلتی ہیں، اور کاشت کاروں کی محنتیں بھی اپنے اپنے وقت و ضرورت کے مطابق کام دینے لگتی ہیں - پس جب کہیت سرسبز ہوتا ہے تو گو بہت سے کہنے والے موجود ہوتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہماری ہی سعی کا نتیجہ ہے، مگر دراصل اسکا حق کسی کو بھی نہیں پہنچتا - کیونکہ بیج کے بار آور ہونے کیلئے جن اسباب و ذرائع کی ضرورت ہے وہ بے شمار ہیں، اور جب تک وہ سب جمع نہ ہوں، صرف ایک علت کچھ بھی مفید نہیں ہو سکتی -

اگر پانی کہے کہ یہ میری کار فرمائی ہے، تو آفتاب بھی چمک سکتا ہے کہ یہ اسی کی حرارت کا معجزہ ہے - اگر دھقان مدعی ہو کہ اس نے بیج ڈالا تو موسم اسے جھٹلا سکتا ہے کہ بغیر میرے آئے ہوئے معض تخم ریزی کیا کر سکتی تھی؟ مزدوروں نے ہل جوتا، کاشتکار نے بیج ڈالا، نگہبانوں نے رکھوائی کی، اور موسم نے آبپاشی، ان میں سے ہر فریق دعوت کر سکتا ہے کہ میں ہی اس لہجے سے کہیت کی وجہ پذیر کی علت ہوں، مگر وہ جو ان سب سے بالا تر قوت ہے، کہتی ہے کہ تم سب ہیچ ہو - اگر قدرت الہی تعلم

الہلال

۷ ربیع الاول ۱۳۳۲ ھ

فاتحہ السنۃ الثالثہ

(۳)

دعوة الى الحق و داعي الى الحق

دعوة و داعي و داعي

فاتحہ جلد جدید کی تقریب سے جن خیالات کا اظہار ضروری سمجھا تھا، افسوس کہ وہ نا تعلم رہ گئے - کیونکہ پچھلے ہفتے طبیعت اس قسم کی تحریرات کیلئے حاضر نہ ہوئی، اور مجبوراً مدارس اسلامیہ کا باب مقالہ افتتاحیہ کے صفحات میں دیدیا گیا - اسلئے چاہتا ہوں کہ آج اس سلسلے کی تکمیل کردوں :

داعی عجیب و قد زاد جمیلی !

گذشتہ دو نمبروں میں میں نے اپنے اطمینان قلبی اور ایقان روحی کے ساتھ اس احسان الہی کو پیش کیا ہے کہ الہلال ہی اشاعت جس دعوت کے اعلان و قیام کیلئے وجود میں آئی تھی، توفیق الہی نے روز اول ہی سے اسکے لیے غیبی سامان فتح و نصرت ہم پہنچا دیا، اور البعد للہ کہ اسکی کوئی سعی و کوشش ضائع نہ لگتی، اور تھوڑے وقت کے اندر ہی اسکا بیج آبائی توفیق مقدس حضرة مسبب الاسباب سے سرسبز و بار آور ہو گیا -

اسی سلسلے میں اس عاجز نے اپنی وہ دعا بھی یاد دلائی ہے جو اشاعت الہلال کے وقت دل کے اضطراب و شورش سے بے اختیار زبان پر جاری ہوئی تھی، اور جسمیں خدا سے چاہا گیا تھا کہ ”اگر یہ پکار حق و صداقت سے خالی نہیں تو اس کے بعض نتائج ہمہ مجمع بہت جلد دکھلا دے“ چنانچہ باوجود وقت کی نزالت اور حکومت قاهرہ و مسلطہ کی مخالفت کے جو ہرم اور ہر آن متزاید و متضاعف رہی، ایسا ہی ہونا تھا اور ایسا ہی ہوا، اور اس کے نتائج کے ظہور کو کوئی قوت معاندہ روک نہ سکی -

لیکن میں چاہتا ہوں کہ ساتھ ہی اس کے یہ بھی تشریح کردوں کہ ”دعوت الہلال“ سے میرا مقصود کس چیز کی طرف اشارہ ہے؟ نصرت الہی نے کس کا ساتھ دیا؟ کون تھا جو اسکی اعانت کا مستحق ہوا اور کونسی چیز تھی جسکے ظہور کو کوئی قوت روک نہ سکی؟ کیا الہلال جو ایک ہفتہ وار شائع ہونے والا رسالہ ہے؟ کیا ایک پریس جو بعض آلات و ادوات کو جمع کر کے قائم کیا جاتا ہے؟ کیا چھپے ہوئے اوراق اور لکھی ہوئی سطریں جو شیرازہ بندی کے بعد ڈاک میں ڈال دی جاتی ہیں؟ یا پھر کسی خاص شخص کی مقبولیت جسکو اچھے لفظوں کا جمع کر دینا آنا ہو، اور ادھر ادھر سے بعض معلومات اس کے حاصل کر لی ہوں؟

یعنی جب کبھی میری زبان و قلم پر ”دعوت الہلال“ کا لفظ جاری ہوتا ہے تو اس سے مقصود فی الذہن کیا شے ہوتی ہے؟ خود میرا وجود، الہلال کی مقبولیت، پریس کا قیام و استحکام،

سبیل اللہ کے معنی یہ ہیں کہ ہر طرح کے ظلم و تشدد، معاصی و ذنوب، اور شیطان ضلالت و افساد کے پیدا کیے ہوئے غرور باطل سے ایمانیت کو نجات دلانے کیلئے اپنی تمام قوتوں سے کام لینا، اور اس راہ میں ہر طرح کا جسمانی اور قلبی دکھ اٹھانا۔ حتیٰ کہ سرکاری سزاؤں اور جلاہ کی تیغ کی برش کو بھی اُسکی خاطر گوارا کر لینا۔

(۴) پس اگر ظلم ہو، اگر فساد ہو، اگر انسانیوں کے حقوق الہیہ کو ہمال غرور باطل کیا جائے، اگر روشنی کی جگہ تاریکی اور راست بازی کی جگہ کذب پرستی کا اعلان ہو، تو اس لیے نہیں کہ ظلم و فساد کو انسانوں نے برا اور اخلاق عامہ نے قابل نفرت بتلایا ہے، پس تم بھی برا سمجھو، بلکہ اس لیے کہ تم مسلمان ہو اور مسلمان دنیا میں صرف حق کی خدمت ہی کیلیے ہے، اور نیز اس لیے کہ یہ سب کچھ خدا کی مرضی کے خلاف ہے، اور مسلمانوں کی مرضی بھی ہونی چاہیے جو ان کے خدا کی مرضی ہے: تخلقوا باخلاق اللہ۔

(۵) مسلم و مومن وہ ہے جو اللہ کے رشتے کو دنیا کے تعلقات پر ترجیح دے۔ پس کسی ہستی کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اسلام کی مدعی ہو اور ساتھ ہی خدا کو چھوڑ کر دوسرے رشتوں کی گرویدہ ہو جائے۔ خدا کا رشتہ اسکی سچائی اور عدالت کی محبت میں ہے۔ جو حق کو پیار کرتا ہے، وہی خدا کو بھی پیار کرنے والا ہے : و الذین آمنوا اشد حبا لله ۔

(۶) اسلام نے توحید کا سبق سکھایا - توحید کی تکمیل کے معنی یہ ہیں کہ انسان تمام انتہائی قوتوں اور اطاعتوں اور فرماں برداریوں کو صرف اللہ کیلئے مخصوص کر دے اور اُن میں کسی کو شریک نہ کرے - پس چند انسانوں کو اپنا لیکر بنا کر انکے ہر حکم کی بلاچرن و چرا - تعمیل کرنا، یا گورنمنٹ اور حکام کی ہر خواہش کے آگے (اگرچہ وہ حق و عدالت اور صداقت و حریت کے منافی ہو) سر جھکا دینا، ایک ایسا شرک جلی ہے جو توحید کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا -

(۷) اسلام کا عقیدہ توحید انسانی حریت و آزادی کا سرچشمہ حقیقی ہے۔ کیونکہ جو سر صرف خدا ہی کے آگے جھکے گا، ممکن نہیں کہ وہ انسان اور انسانوں کے غرور پادشاہت و حکومت کے آگے ذلت عبودیت سے سر بسجود ہو۔ ان العکم الا للہ۔ پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے اندر عبودیت الہی کی اصلی حقیقت پیدا کریں، اور کڑی روح خدا کے آگے وفادار نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ اُن تمام قوتوں سے یکسر باغی نہو جائے، جو خدا کی صداقت اور اسکی مقدس مرضات کے خلاف ہیں۔

(۸) ملک و انسانیت کی خدمت، آزادانہ حیات سیاسی و ملکی کا حصول، جدوجہد حریت، اور خود مختارانہ حکومت کے حاصل کرنے کیلئے باقاعدہ مساعی، یہ تمام مقاصد صالحہ اگر دوسری قوموں کو بر بناء جذبہ قومیت و وطنیۃ عزیز ہیں، تو ہر قائل کلمۃ توحید کو مذہباً و دیناً معذب ہونا چاہئیں۔ پس عزت و مجد اسلامی کا مقتضی یہ ہے کہ ان تمام میدانوں میں مسلمان سب سے آگے ہوں، نہ کہ سب کے پیچھے اور غیروں کے مقلد و خورشہ چین: ان العزۃ للہ و لہ سرلہ و للمؤمنین۔

ہاں ، ایک اصل الاصول ہے جو اس دعوت کو عام ہنگامہ ہے
سیاسی و تمدنی ہے الگ کرتا ہے ۔ یعنی ان تمام چیزوں کو صرف
اللہ کے رشتے اور اس کی مرضات کی متابعت کے تعلق سے حاصل
کیا جائے نہ کہ بعض تقلید اقوام و جماعت سے ۔ اور اس لیے سب سے
پہلے عمل بالاسلام کے حبل اللہ المتین کو پکڑو تاکہ اس کے تمام نتائج
حقیقیہ سے ہم کنار ہو ۔ والعاقبة للمتقين ۔

اسباب و مسائل مہیا نہ کرتی تو نہ تو ایک بیج بکراؤر ہوتا اور نہ ایک سبز پتہ زمین پر نظر آتا :

”کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا“ اور آسمان سے تمہارے لیے پانی برسایا“ پھر اُس کی آبیاری سے کیسے کیسے حسین و شاداب باغ و چمن پیدا ہو گئے، حالانکہ تم انسانوں کی قوت سے بالکل باہر تھا کہ ان کے درختوں کو پیدا کرتے ہو؟ کیا اللہ کے

(۱۰۰ رد حقیقہ ی)

اب دیکھو کہ الہلال کی دعوت کا مقصد حقیقی کیا تھا ؟ اس نے رز اول ہی سے اعلان کر دیا کہ احیاء و تجدید ملت کیلئے جس قدر تحریکیں ملک میں موجود ہیں ، وہ اُن میں کسی کو بھی تزلزل و انحطاط کے اصلی مرض کا کامل علاج نہیں سمجھتا ، بلکہ ان میں سے اکثر اس طرح کا علاج ہیں جنکے اندر خود نئی بیماریوں کے پیدا کرنے کی ہلاکت موجود ہے ۔ پس وہ اُن تمام راستوں سے بالکل الگ ہو گیا جو کار و بار اصلاح و ترقی کے پیشتر سے موجود تھے ، اور پھر نعت اول میں نے تعلیم کو اپنا کعبۂ مقصد بنایا ، نہ سیاست کو قبلۂ اُمال ، نہ علمی و فکری و ایمانی قبول کی ، نہ تہذیب و تمدن سے دستگیری

یا ایہا الدین! اطیعوا! اطیعوا! اللہ ورسولہ ولا تولوا عنہ و انقم عنکم! (۳۱:۳۱) نہ موزر اور نہ کسی بھی

مسلمانو! اللہ کی اطاعت کرو اور اہل کے رسول کے لئے ہوئے حکموں پر عمل کرو۔ اور اسکی طرف سے گردن ہوئی آیتیں سن رہے ہو!

کیونکہ اسکو یقین ہو گیا کہ جب تک مسلمانوں کے اعتقادات و اعمال مذہبی کی اصلاح و درستگی نہ ہوگی، اُس وقت تک کوئی سعی اصلاح مفید مقصد نہیں ہو سکتی۔

پس اُس نے اپنے مقصد کو ایک ہی مختصر جملے میں بار بار دہرایا یعنی ”دعوة الي القرآن“ یا ”امر بالمعروف و النهي عن المنکر“ اور پھر اعمال قرمی کی ہر شاخ میں اسی اصل الاصول کو پیش نظر رکھ کر دعوت شروع کی۔

(تشریح مقصد)

یہ تو اس کے مقصد کا اصل الامر ہے - لیکن اگر اس کی تشریح و تفسیر کی جائے اور اُسے موجودہ حالات سے تطبیق دی جائے تو حسب ذیل مواد اس کی تحت میں قرار دیے جا سکتے ہیں :

(۱) مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے تمام کاموں کی بنیاد تعلیم الہی پر رکھیں نہ کہ محض کسی ترقی یافتہ قوم کی تقلید و اتباع اور نقالی پر۔ یا محض اخذ تحصیل تمدن و سیاست و وطنیت پر۔

(۲) اسلام کی اصلی مزیت و فضیلت یہ ہے کہ اس نے ہر طرح کی صداقتوں اور حقیقتوں کو خدا کے رشتہ سے منسلک کر دیا ہے اور ہر عمل صحیح و حق جو اس آسمان کے نیچے کیا جائے اس کے نزدیک خدا کا کام اور اس کی عبادت ہے۔ پس ہر مسلمان کو صداقت کا عاشق، حقانیت کیلئے مضطر، عدالت کا نگران، اور مسلمان حریت کا پرستار ہونا چاہیے۔ کیونکہ وہ مسلمان ہے، اور مسلمان رہی ہے جو اللہ کی رضا کیلئے ہر طرح کا دکھ اٹھائے اور اللہ کے رضا اس کی راستبازی اور حق و عدل کی معیت میں ہے۔

(۳) اور اس لیے کہ خدا نے مسلمانوں کو جہاد فی سبیل اللہ کا منصب رفیع عطا فرمایا۔ پس جو مسلم اس کی راہ میں مجاہد نہ ہو، وہ اس کے اس بخشنے سے لقب کا مستحق بھی نہیں۔ جہاد فی

(ایک مثال)

اسکی مثال بالکل ایسی ہے جسے کوئی شخص کسی پتھر کی سل سے کوئی عمدہ کام لے لے اور پھر جب چاہے اٹھا کر راستے میں پھینک دے۔ یہ سچ ہے کہ وہ پتھر ایک عمدہ کام کا ذریعہ بن گیا تھا، لیکن یہ بھی تو سچ ہے کہ جس ارادہ اُس سے کام لیتا تھا، وہ اُسے ٹھوکریں کھانے کیلئے راستے میں پھینک بھی دے سکتا تھا۔

پھر اگر اس پتھر کیلئے تمہارے عقیدے میں کوئی فخر نہیں ہو سکتا حالانکہ وہ کسی بڑے عمدہ اور مفید کام کا ذریعہ تھا، تو ٹھیک اسی طرح حق و صداقت کے کاروبار میں خاص اُس انسان کے رجوع کیلئے بھی کوئی فخر و ناز نہیں جسکو حکمت ربانی نے کسی مصلحت مخفی کی بنا پر خدمت دینی کیلئے ایک آلہ اور واسطہ بنا دیا ہو۔ الا یہ کہ اسکو ضائع نہ کیا گیا اور اپنے لطف و کرم سے وسیلہ و ذریعہ ہونے کی توفیق بخشی۔

(تنبیہ ضروری)

البتہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس بیان سے وہ مقربان الہی اور خراس عالم انسانیت مستثنیٰ ہیں جنکا رجوع صداقت الہی کے اظہار کا صرف وسیلہ ہی نہیں ہوتا بلکہ خود ان کے اندر نور حقیقت کی شمع روشن ہر جاتی ہے، اور اسکی نورانیت انکے اعمال مقدسہ اور انقباس زکیہ سے چمن کر عالم انسانیت کی پروہ پور پر پرتو افکن ہوتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ انکے رجوع کو اظہار حق کا واسطہ ہی نہیں بلکہ خود حق کا مسکن و مشرق بنا دیتا ہے، وہ حق کے مخاطب نہیں بلکہ حق کا پیکر و مجسمہ ہوتے ہیں۔ لیکن :

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں؟

یہ اور لوگ ہیں اور انکا عالم دوسرا ہے۔ میں یہاں اُس مقام کا تذکرہ نہیں کرتا جسکی معجز حسرت ہے، بلکہ اسکا حال بیان کر رہا ہوں جس میں اپنے تئیں پاتا ہوں اور نہیں پسند کرتا کہ اُسکا تذکرہ نہ کروں :

عالم ہمہ انسانہ ما دارد و ما هیچ !

میں سچ سچ بلا شائبہ انکسار کے اعلان کرتا ہوں کہ اس بارے میں میرے مناظر و مشاہدات نہایت عجیب و غریب و عبرت انگیز ہیں۔ میں جب کبھی اُن نتائج عظیمہ کو دیکھتا ہوں جو فضل الہی نے الہلال کی دعوت کو عطا فرمائے، اور اس نعمت ذکر، تاثیر و نفوذ، رجوع خلائق، انقلاب خیالات، وحس و تنبہ دینی و روحانی کی عام تبدیلی پر نظر ڈالتا ہوں جو اس انیس ماہ کی دعوت سے ہر طرف پیدا ہو گئی ہے، اور پھر اس کے بعد خود اپنے تئیں دیکھتا ہوں اور اپنے اعمال پر نظر ڈالتا ہوں، تو مجھے حکمت الہیہ کی ایک عجیب و غریب نیرنگی نظر آتی ہے اور یقین ہو جاتا ہے کہ یہ جو کچھ نتائج حسنہ میرے سامنے ہیں، وہ محض اصل دعوت کی صداقت و حقیقت کے برکات و انوار ہیں، ورنہ خود میں اور میری گناہوں میں قوی ہوئی زندگی تو اس لائق بھی نہ تھی کہ ان نتائج عظیمہ کو کبھی خراب میں بھی دیکھتی۔

یہ اسکا قاعدہ ہے کہ جب وہ اپنی امت مرحومہ کیلئے کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو مثل اُس کامل کاریگر کے جو گرتے ہوئے اور ناقص اور زاروں سے ایسا عمدہ کام نکال لیتا ہے جو دوسرے کاریگر عمدہ اور قیمتی آلات سے بھی نہیں کر سکتے، جس بندے کو چاہتا ہے

بس یہ اور اسی کے ہم معنی و ہم اصول مقاصد تھے، جنکی طرف الہلال نے ابتداء ملت کو دعوت دی، اور اگرچہ ان میں سے کوئی چیز بھی نئی نہ تھی، تاہم غفلت و جہالت اور استیلائے ضلالت و فساد نے اس تعلیم کے ہر لفظ کو لوگوں کیلئے ایک صدائے نا آشنا بنادیا تھا، پس جیسا کہ ہمیشہ ہوا ہے، ضرور تھا کہ اس اعلان و دعوت کا آغاز بھی تعجب و انکار، تعقیر و تذلیل، غیظ و غضب اور عناد و تنفر سے ہوتا مگر خاتمہ اعتراف و اقرار، تعظیم و تشہیر، رجوع و انقیاد اور تسلیم و اطاعت پر ہوتا، اور الحمد للہ کہ ایسا ہی ہوا، اور جس قدر ہونا باقی ہے وہ بھی عنقریب ہو کر رہیگا : و تمت کلمۃ ربک صدقاً وعدلاً - لا تبدل الکلمات اللہ :

(ما قال و من قال)

پس جب کبھی اس عاجز کی زبان سے ”دعوت الہلال“ کا لفظ نکلتا ہے، اور اسکی نصرت و فتح یابی کا دلی اعلان و رجوع یقین کے ساتھ اعلان کرتا ہوں، تو اس سے مقصود نہ تو رسالۃ الہلال کا رجوع ہوتا ہے، اور نہ خود اپنا رجوع اور اپنا کاروبار، بلکہ یہی صداقتیں اور حقیقتیں ہوتی ہیں جنکے اعلان و دعوت کی حضرة الہی نے الہلال کو توفیق دی، اور اُس عظیم الشان اور انقلابی تبدیلی کیلئے جو مسلمانان ہند میں ہونے والی ہے، منجملہ اور صدہا اسباب و بواعث کے ایک سبب الہلال کو بھی بنا دیا۔ اس بنا پر جس قدر کامیابیوں میں وہ اُسی کیلئے ہیں، اور جس قدر اعلان قوت، رفع ذل، و اعلاء کلمہ ہے، وہ سب کا سب اُسی کو پہنچتا ہے :

ہر جا کنیم سجدہ ہداں آستان رسد !

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خود میرا اُس میں کوئی حصہ نہیں۔ اور نہ رالی برابر مجھے حق پہنچتا ہے کہ اسکی کامیابی کی عزت کو اپنی طرف نسبت دوں۔ سچائی جہاں کہیں ہے، تکلیفی، استقلال اور عزت کو اپنا منتظر پالیگی۔ اور حق جس زبان سے بلند ہوا، کامیابی و نصرت اُسکا قدرتی حصہ ہے جو کبھی اُس سے چمن نہیں سکتا۔ یہ خدا کا معض فضل ہے کہ وہ کسی زبان کو اُسکا آلہ، کسی قلم کو اُسکا ذریعہ، اور کسی سعی کو اُسکا وسیلہ بنالے، اور پھر اُس وسیلے کے خاطر نہیں بلکہ صرف اپنی سچائی کی خاطر اُسے کامیابی عطا فرمائے۔

لیکن یہ کامیابی نہ تو اُس شخص کی ہوگی جس نے ایسا کیا، اور نہ تو حق کی عزت کو وہ اپنی عزت کے لئے کا حقدار ہوگا۔ اگر وہ ایک لمحہ یا ایک منٹ کیلئے بھی اس غرور باطل اور کبر ابلیسی میں گرفتار ہوگا تو خدا اس سے اپنا رشتہ کاٹ لیگا، اور اُسے ذلت و رسوائی کیلئے چھوڑ دینا۔ کیونکہ وہ اپنی صداقت کا محافظ اور اپنے کلمہ حق کے اعلان کیلئے قادر و مقتدر ہے۔ وہ اگرچہ تو درخت کی خشک ٹہنیوں کو حق کیلئے گویا کر دے، اور پہاڑوں کی چوٹیوں کی اندر سے انسانوں کو سچائی کی تعلیم ملنے لگے۔ وہ نہ تو انسانوں کا محتاج ہے کہ وہ اسکی خاطر بولیں، اور نہ انکے کاموں کیلئے درماندہ ہے کہ اسکی راہ میں آئیں۔ اُسکے کاروبار حق کا عجیب و غریب حال ہے۔ وہ جب کبھی چاہتا ہے تو اپنے بندوں کو کسی کارحق کیلئے توفیق دیدیتا ہے، اور پھر جب وہ مغرور ہو جائے ہیں اور ۲۰۰۰۰۰ ہیں کہ یہ ہماری شخصی کامیابی ہے تو پتھر کے ٹکڑوں اور سرکھی ہوئی ٹکڑیوں کی طرح انہیں اپنی راہ سے ہٹا کر پھینک دیتا ہے !

نہ زبید مرد خود بین پادشاہ

انین المذنبین باید خدا را

اپنی خدمتوں اور پرستاریوں میں سرزد ہونے کے، لیکن تاہم پادشاہ کا کرم شاہانہ اسکی سفارش کریگا اور کہیگا کہ مانا کہ یہ ہر طرح نالائق اور سزاوار عتاب ہے لیکن ابتر اسکی عزت میری عزت ہوگئی ہے اور دنیا اسے میری نسبت سے پہچانتی اور میرا خدمت گزار سمجھتی ہے۔ نہ کہ کل کو دشمن ہنسیں کہ میرے دربار عز و جلال کے نظم لیواؤں کیلئے عزت و سرخروئی نہیں ہے۔ پس شان عفو و کرم یہی ہے کہ جسے ایک بار سر بلندی دی، پھر اُسے نگوںسار نہ کیا جائے!

و للہ در ما قال:

عرض نہ لے میرے جرم و گناہ بے حد کا
الہی تجھکو غفور الرحیم کہتے ہیں!
کہیں کہیں نہ عذر دیکھکر مجھے محتاج
یہ انکے بندے ہیں جنکو کرم کہتے ہیں!

(یوسف اور رب یوسف)

آیا نہیں دیکھتے کہ جب برادران یوسف علیہ السلام دوسری بار مصر آئے تاکہ دربار مصر کی بخشش و فیاضی سے مالا مال ہوں اور قحط سالی کی مصیبتوں سے نجات پائیں، تو انہوں نے عزیز مصر سے کہ فی الحقیقت حضرة یوسف علیہ السلام تھے، عرض کیا:

مسنا و اهلنا الضر اے عزیز مصر! ہم کو اور ہمارے
و جئنا بیضاة مزجاة بال بچوں کو قحط کی وجہ سے بڑی
قارف لنا الکلیل! تکلیفیں پہنچ رہی ہیں، پس ہم یہ
تہوڑی سی پونجی لیکر آئے ہیں
(۸۸: ۱۳) تاکہ آپ اسے قبول کریں، اور اُسکے معاوضے میں ہمیں پورا پورا غلہ دلوادیں!

لیکر تو آئے تھے ناقص اور تہوڑی سی پونجی، مگر معاوضے میں طلب کرتے تھے کامل اور بھر پور غلہ! یہ کاروبار اور معاوضہ بالمثل کے قدرتی اصول کے تو خلاف تھا، پر ارباب کرم کے شیوہ بخشش کے عین مطابق تھا کہ پادشاہوں کا دربار تاجروں کی منڈی نہیں ہوتی۔ بہائیوں نے کہا: ”بدر پوزہ گری آمدہ ایم نہ بہ تجارت“۔

مارا تو بہشت اگر بہ طاعت بخشی

آں دیع بود، لطف و عطائے تو کجاست؟

”و تصدق علینا“ یہ جو مانگتے ہیں تو کچھ اپنی قیمت کا ان اللہ یجزی بدلہ نہیں مانگتے کہ وہ تو کچھ بھی نہیں المتصدقین! ہے۔ بلکہ اپنی فیاضی سے بطور بخشش کے عطا کیجیے، اور اللہ ارباب بخشش و سخا کو اچھا بدلہ دیتا ہے!! پھر اگر یوسف کنعانی یہ کر سکتا تھا کہ ناقص پونجی لیکر کامل متاع بخشدے، تو کیا خدائے یوسف کی کریمی سے یہ بعید ہے کہ اپنے پرستاروں کے ناقص کاموں کو قبول کرے انکو اپنی کامل و اکمل توفیق کی بخشش سے مالا مال فرما دے؟ لقد کان فی یوسف و اخوته آیات للسائلین کا مطلب میں تو یہی سمجھتا ہوں: من رفاے درست را در بیوفائی یافتم

قل لوانتم تملکون خزائن ”ان لوگوں سے جو خدا کے فضل و کرم رحمة ربی اذا لامسکم کو بہرے ہرے ہیں، کہد کہ اگر میرے خشیت الا نفاق - پروردگار کی رحمت کے خزانے تمہارے اختیار میں ہوتے تو خرچ ہو جانے کے (۱۷: ۱۰۱) قدر سے تم ضرور انہیں بند رکھتے مگر خدا ایسا نہیں کرتا۔

البتہ یہ ضرور ہے کہ قصور اور سرکشی میں فرق ہے، اور جرم اور بغاوت، در الگ چیزیں ہیں۔ خدا اپنے قصور مندوں کو معاف کردیتا ہے پر اپنے سے باغیوں کو معاف نہیں کر سکتا، اور یہی معنی ہیں اس آیت کریمہ مشہورہ کے کہ: ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء۔

اپنے کام کا ایک ذریعہ بنا لیتا ہے، اور پھر وہ خود خواہ کیسا ہی برا ہو، لیکن اسکا کام نیکو کاروں اور صالح انسانوں کا سا ہو جاتا ہے، و ایں جا کار بہ فضل ست نہ باستحقاق!

نصیب ماست بہشت اے خدا شناس ہر
کہ مستحق کرامت گناہ گارانند!!

(داعیان حق کی تین قسمیں)

البتہ یہ ضرور ہے کہ جب اسکا فضل ذرہ نواز اپنے کسی عاجز و در ماندہ بندے پر مبذول ہوتا ہے، اور وہ اسکی راہ کی طرف لوگوں کو بلاتا اور اسکے کلمہ حق و عدالت کی دنیا کو تلقین کرتا ہے تو اسکا حال تین صورتوں سے خالی نہیں ہوتا:

(۱) یا تو خدا تعالیٰ اسکے نفس کا تزکیہ کامل کردیتا ہے اور اسکے وجود کو حق کا پیکر اور نمونہ بنا دیتا ہے۔ و ذلک فضل اللہ یرتبه من یشاء و اللہ ذر الفضل العظیم!

(۲) اور یا یہ درجہ عالیہ تو اُس محروم تشنہ کام کو حاصل نہیں ہوتا، لیکن چونکہ اسکے اندر حق و صداقت کا سچا درد اور خدا پرستی کی ایک نہ بچھنے والی بیاس ہوتی ہے، اسلیے با وجود اپنے طرح طرح کے قصوروں کے وہ وسیلہ خیر و صداقت بننے کا شرف حاصل کرلیتا ہے، اور اسکے اندر کچھ اسطرح کی عجز و انابت اور استغفار و اعتراف کی سوز و سوزش پیدا ہوجاتی ہے جو اُسے استیلاء شیطانی سے بچائے رکھتی ہے، اور پھر یا تو بالآخر منزل اخروی تک پہنچا دیتی ہے یا راہ کی ٹھوکرں ہی سے گر کے رہ جاتا ہے۔

(۳) اور یا پھر وہ خباثت ابلیسی اور شرارت نفسانی کا ایک مظہر رہتا ہے جو معض اپنی اغراض نفسانی کے لیے عاریتاً کسی امر حق کا اعلان کرنے لگتا ہے، اور اس سے مقصود حق نہیں ہوتا بلکہ ایک تاریک باطل جو اسکے پیچھے چھپا دیا جاتا ہے۔ فی الحقیقۃ، نفاق کی یہ ایک سب سے زیادہ مہلک و خبیث قسم ہے۔

پس پہلی قسم کی جماعت کیلئے تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ تیسرے گروہ کو بھی نتائج حق کی بحث سے مستثنیٰ کر دینا چاہیے، کیونکہ گروہ مدعی حق ہو مگر در اصل اسکا حکم بھی باطل و فساد ہی کا ہے۔ اور خدا کبھی باطل کے ساتھ وہ سلوک نہیں کر سکتا جو اس نے حق و ایمان کیلئے مخصوص کر دیا ہے: ام نجعل الذین آمنوا و عملوا الصالحات کالمفسدین فی الارض؟ ام نجعل الامۃ الذین کالفجار؟ (۲۷: ۲۸)

البتہ دوسری قسم کے لوگوں کی نسبت میں اپنا چاہتا ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ خدا انہیں نیکوں کو قبول کرنا اور سعی حق اور خدمت صداقت کی برکت سے انکو اپنے لطف و کرم کا مورد بنا دیتا ہے۔ وہ خود خواہ کیسے ہی گرفتار قصور و مبتلائے ذرہ ہوں، لیکن چونکہ اُنکے کلمہ حق کے خادم، اسکی سچائی کے پرستار، اور اُسکے دین حق کے عزت و عظمت کے لیے اپنے اندراک و بقاری رہتے ہیں۔ اسلیے اُسکی شان کریمی و رحیمی انہیں اپنوں میں سے سمجھنے لگتی ہے، اُنکے دلوں کے نقص و فتور کو اپنی توفیق رفیق کی بخشش سے کامل کردیتی ہے، اور انہیں کبھی غیروں کے آگے ذلیل و رسوا ہونے نہیں دیتی۔ کیونکہ اگر اکا قصور اسکے کرم کا سزاوار نہیں تو اسکی صداقت کی عزت تو مستحق لطف و تواضع ضرور ہے!

اگر نہ بہر من از بہر خود عزیزم دار

کہ بندہ خواری او خواری خداوند ست

اسکی مثال بالکل ایسی ہے، جیسے کوئی پادشاہ اپنے کسی اہم اور معزز کام کے انجام دینے کی عزت اپنے کسی غلام کو دیدے، تو گروہ کیسا ہی ادبے اور حقیر ہوگا اور کیسے ہی قصور اُس سے

درسِ سلامیہ

ندوة ال - ۱ - اء

(اور مسئلہ اصلاح و احیاء ملت)

(۳)

گذشتہ نمبر میں اصلاح کی دو قسموں کا مختصر ذکر کیا جاچکا ہے، یعنی اصلاح سیاسی اور اصلاح افرنجی، اب تیسری قسم کے طرف ترجہ کرنی چاہیے۔

(۳)

تیسری قسم اُن تحریکوں کی ہے جنکی بنیاد اگرچہ مثل گذشتہ دو تحریکوں کے مناسب وقت تمدنی و تعلیمی انقلاب کی خواہش پر تھی، لیکن چونکہ اُن مصلحین نے زیادہ غور و کوشش اور اجتہاد فکر و تفحص صحیح سے کام لیا اسلیے وہ سمجھ گئے کہ اصلاح و تغیر کیلئے ظواہر و فروعات سے متاثر ہونے کی جگہ کسی اصول حقیقی اور مبہدہ اصلی کی تلاش میں نکلنا چاہیے، اور اُس ایک ہی علت اساسی کو پہچاننا چاہیے جسکے لیے ایک ہی اساسی دنیۃ و علاج بھی ہو۔

انہوں نے دیکھا کہ تعلیم و تحصیل تمدن حالیہ کے لیے سعی کرنا قبل اسکے کہ کوئی اساسی و اصولی اصلاح ہو جائے، معض بیکار بلکہ مضر ہے۔

اول تو یہ تمام امراض مرض میں داخل نہیں ہیں بلکہ کسی حقیقی مرض کے نتائج و عوارض ہیں۔ اگر مسلمانوں کی تمدنی حالت درست نہیں ہے تو اسکا نتیجہ غفلت ہے کہ انہوں نے دنیا کی تمدنی ترقی کا ساتھ نہ دیا۔ لیکن غفلت کیوں ہے؟ سوائے عمل کیوں معطل، اور ذہن و دماغ کیوں بیکار ہو گئے؟ پس ضرور ہے کہ پہلے اس سبب کو دور کیا جائے جسکی وجہ سے بیداری کے بعد یہ غفلت طاری ہوئی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ غفلت کی علت غفلت نہیں ہو سکتی، کوئی اور ہی علت ہے جس سے یہ معلول پیدا ہوا ہے۔

یا مثلاً مسلمانوں میں آجکل کے علوم و فنون نافعہ ناپید ہیں، اور وہ انکی جانب سے غافل ہیں۔ پس سب سے پہلے اُس سے کو دور کرنا چاہیے جس کی وجہ سے اُن میں علم کا فقدان ہوا اور اسکے حصول کا رولہ اور اسکے عشق کی بیتابی باقی نہ رہی، نیز اُس سے یا اُن اشیا کو حاصل کرنا چاہیے جنکی وجہ سے دیگر اقوام میں یہ موجود ہے، نہ کہ سب سے پہلے علم علم پکارنا۔

ثانیاً، اگر ابتدا سے تلاش اصل و حقیقت کی جگہ انہیں چیزوں کو بنیاد کار قرار دیا گیا تو یا تو پوری کامیابی حاصل نہ ہوگی کیونکہ یہ آنکھوں ہی جلن، سرکے درد، اور اعضا شکنی کا علاج ہوگا حالانکہ ان سب کا باعث اصلی یعنی بخار باقی ہے۔ اور اگر کامیابی ہوئی اور پیشانی پر کوئی ایسی سرد شے لگا دی گئی جسکی برودت سے بخار کی حدت و حرارت کم محسوس ہونے لگی، تو پھر اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمدن و تعلیم راس نہ آئیگی اور آؤر طرح طرح کی ایسی خرابیاں پیدا ہو جائیں گی جنکی وجہ سے نہ تو مقصد اصلی حاصل ہوگا، اور نہ کوئی دوسری کامل و احسن حالت ہی پیدا ہو سکے گی۔

تب انہوں نے مسلمانوں کے موجودہ اعمال و اطوار حیات کا مطالعہ کیا تو انہیں نظر آیا کہ ان میں سے اکثر ایسے ہیں جنکی

موجودگی میں محال ہے کہ حسب سن طبعیہ کوئی قوم زندہ و قائم رہ سکے۔ وہ تمام اعمال صحیحہ و صالحہ جو حیات اجتماعی و ملی کیلئے بمنزلہ روح و حرارت غریزی کے ہیں، ان میں سے مفقود ہو گئے ہیں، اور ہر عمل یا تو معدوم ہے یا مسخ شدہ۔

پھر انہوں نے اُس قوت روحانیۃ الہیہ کو دیکھا جو اب تک انہوں کے دلوں پر حکمران ہے، یعنی دیانۃ مبدعہ اسلامیہ اور اُسکے تمام احکام و تعلیمات صادقہ، تو انہیں بدفعۃ واحدۃ نظر آیا کہ انہوں کے تمام موجودہ اعمال و اطوار یکسر اُسکی تعلیمات حقہ کے خلاف ہیں، اور اُسکی تعلیم میں وہ تمام ارکان و اصول باکمل حال، و اجمل صورتہ موجود ہیں جنکا عمل و انقیاد کسی قوم کی حیات اجتماعی و سیاسی اور قیام مدنی و عمرانی کیلئے ضروری ہے: **الہرم الملت** لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام **دینا** پس انکی حالت مثل اُس طبیب کے ہوئی جو اپنے سامنے کسی کثیر العوارض مریض کو دیکھ کر گھبرا گیا ہو، لیکن یکایک الہ طبعی اصل مرض کی تشخیص اور علت حقیقیہ کے کشف تک اُسے نالل کر دے، اور وہ پھر اُن تمام ظاہری مظاہر مرض سے یک لہم بے پروا ہو کر صرف اندرون بدن کے نقص مخفی کے انسداد پر اپنی تمام ہمت و سعی خرچ کرنے لگے۔

انہوں نے سمجھ لیا کہ عروج و زوال امم فی الحقیقۃ، ایک قانون الہی کے عمل و نفاذ کا نتیجہ ہے جسے لسان اللہ الاقدس نے بتلا دیا ہے:

واذا اردنا ان نھلک قریۃ، اور جب ہم کو کسی آبادی کا برباد کرنا امرنا متربینہا، ففسقوا منظور ہوتا ہے تو ہم اس آبادی کے نیہا فحق علیہا القول خوشحال لوگوں پر اپنا حکم بھیجتے ہیں۔ فدمرناھا تدمیرا۔ پھر وہ نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں، جب دہم اھلکنا من القرون من ایسا ہوتا ہے تو وہ آبادی مستحق عذاب بعد نوح، و کفی برک بدذوب عبادہ خبیراً بصیراً! کر دیتے ہیں۔ اور دیکھو! طوفان نوح کے بعد اسی قانون کی بنا پر کتنی

ہی قومیں کو ہم نے تباہ و ہلاک کر دیا، !! یقین کر کہ تمہارا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں کو جانتا اور دیکھتا ہے۔

اور سورہ طلاق میں فرمایا:

و کائن من قریۃ عتت و کائن من قریۃ عتت عن امر ربھا و رسلہ عن امر ربھا و رسلہ فحاسبناھا حساباً شدیداً و عذابناھا عذاباً نكراً؟ فذاقت وبال امرھا و کان عاقبۃ امرھا خسراً۔ اعد اللہ عذاباً، فانقو اللہ یا اولی الالباب الذین آمنوا!! (۸: ۶۵) پس اے عقل و فہم رکھنے والے کہ اللہ پر ایمان لاچکے ہو! اُسکے غضب سے ڈرتے رہو!!

اور پھر یہ بیسی صاف تصریح اور کھلی کھلی تعلیم ہے کہ اسی آیت کریمہ کے بعد فرمایا:

قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً یتلوا علیکم آیات اللہ و مبینات لیخرج الذین امنوا و عملوا الصالحات اے مسلمانوں خدائے تمہیں آگاہ کرنے کیلئے اپنا ایک رسول تمہاری طرف بھیج دیا ہے جو خدا کی آیتیں بھلے کھلے احکام کے ساتھ سناتا ہے تاکہ جو

پس اس جماعت کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے اس فہم حقیقت کیلئے کھول دیا کہ مسلمانوں کے موجودہ امراض تنزل و تسفل کی اصلی علت اسی قانون عروج و زوال کا نفاذ ہے۔ ان کے اعتقادات ضعیف و مسخ، اور اعمال معارف و باطل ہو گئے ہیں اور قانون الہی کی ”اجل مقدر“ اور ”تقدیر نقائص“ اپنا کام کر رہی ہے۔

انکو یقین ہو گیا کہ اصلاح و تجدید کا کاروبار شروع کرنے سے پہلے کوئی بنیاد و اساس عمل قرار دینی چاہیے۔ محض کسی سیاسی اتحاد سے آغاز عمل کرنا یا ترقی یافتہ اقوام کے علوم و تمدن کی تحصیل و نقالی پر اصلاح ہی بنیاد رکھنا، کچھ بھی مفید نہ ہوگا۔ یہ تمام امور کسی جز کی شاخیں، کسی بنیاد باطل کے آثار و ظواہر، یا کسی روح حیات بخش کی پیدا کی ہوئی حرکت ہیں، مگر خود نہ تو بنیاد ہو سکتے ہیں اور نہ کسی شجر انقلاب کا بیج، اور نہ ہی کسی جسم کیلئے روح۔

مراتب مندرجہ صدر کے بعد اس جماعت دعا و مصلحتیں کو یقین ہو گیا کہ جب تک مذہبی ارشاد و ہدایت کی کوئی سچی حرکت مسلمانوں میں پیدا نہ ہوگی، اُس وقت تک تمام مسماعی اصلاح بے نتیجہ ہیں۔

(اصل اصول دعویٰ دینی)

ہر قوم کی حیات اجتماعی اُس کے اعتقادات اور اعمال کا مجموعہ ہوتی ہے، اور مدنیہ صالحہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے تمام اعتقادات و اعمال میں بہتر و اکمل ہو۔ مسلمانوں کے اعتقادات کا یہ حال ہے کہ سد باب اجتہاد و منع نظر و استدلال نے تمام راہیں اصلاح کی مسدود کر دی ہیں، رہے اعمال تو وہ بدعات و زوائد، نسخ و اضافہ، اور تعریف و تغیر سے اکثر صورتوں میں اصلیت کی ایک مسخ شدہ صورت ہے۔

پس اصلاح کی پہلی ضرب نقائص پر نہیں بلکہ علت پر پڑنی چاہیے۔ جس دن یہ علت دور ہو گئی، اُس وقت خود بخود اخذ علوم نافعہ و کسب صنائع مفیدہ و جلب تمدن و عمران کی تمام راہیں کھل جائیں گی۔ فلا اصلاح الا بدعۃ، ولا دعویٰ الا بحجة، ولا حجة مع بقاء التقليد، فاعلاق باب التقليد الاعمی و فتح باب النظر والاستدلال، ہر مبداء کل اصلاح، و مفتاح النجاح والفلاح!

(ایک ضرور گداشت)

یہ ہے مختصر سرگذشت اصلاح، تغیر کی اُس تیسری قسم کی جسے ”دعویٰ دینی“ سے موسوم کرنا چاہیے، اور جو اپنے بنیاد اصلاح و طریق دعوت میں ”اصلاح سیاسی“ اور ”اصلاح افرنجی“ دونوں سے بالکل مختلف ہے۔

میں یہ کہنا بھول گیا تھا کہ قرون اخیر و جالیہ کی اصلاح و دعوت کے کاموں کو سب سے پہلے دو قسموں میں ملقسم کرنا چاہیے۔ ایک وہ دعا و مصلحتیں جو سلسلہ احیاء و تجدید، امت مرحومہ کی بنا پر گذشتہ دو صدیوں کے اندر پیدا ہوئے، اور اُن میں سے بعض متاخرین مصلحتیں نے موجودہ اصلاحات کیلئے بھی زمین درست کر دی۔ ان بزرگوں کا شرف الہی و فضل خصومی یہ ہے کہ انہوں نے جو کچھ سمجھا اور کیا، وہ محض جذبہ صادقہ اصلاح، اور قوت مجتہدہ حقیقی کا نتیجہ تھا، نہ کہ کسی قوم کے عروج کا مطالعہ اور اُسکی تقلید و اتباع کا رولہ۔ فہم المصلحون المعجدون، الذین یصلحون فی الارض ولا یضلن۔ ”اولئک علی ہدی من ربہم و اولئک ہم المفلحون“

من الظلمات الی النور لوگ انہر ایمان لائیں اور اعمال صالحہ اختیار کریں انکو نا کامی و ضلالت کی تاریکی سے نکال کر نور و فلاح کی روشنی میں پہنچا دے!

اس سے واضح ہوا کہ درحقیقت قومی عروج و حیات اس کے افراد کے اُن تمام اعمال و اطوار پر موقوف ہے جنکو قرآن کریم ایمان باللہ کے بعد ”عمل صالح“ کی جامع و مانع اصطلاح میں تعبیر کرتا ہے، اور جس کے اندر تمام سیاسی و تمدنی، اخلاقی و معاشرتی، علمیہ و فنیہ، غرضکہ ہر قسم کے اعمال صالحہ بشریہ کے طرف اشارہ موجود ہے۔ تعلیم الہی اُن اعمال کی طرف انسانوں کو دعوت دیتی ہے اور وہ اُسے قبول کرتے ہیں، پس دنیا کی زندگی اُن کے لیے ایک جنت حیات اور بہشت ارتقا و عروج بن جاتی ہے، اور اُنکا وجود ارض الہی کیلئے زینت و حسن ہو جاتا ہے:

تلک الجنة الی یہ وہ جنت جسکا مبارک رتہ ہم اپنے نورث من عبادنا بندوں میں سے اُن لوگوں کو بخشتے ہیں، من کان تقیاً جو عمل صالح اور تقویٰ کی راہ اختیار کرتے ہیں! (۱۹: ۶۴)

لیکن جب تعلیم الہی کے نزول و ارشاد سے بعد ہوجاتا ہے اور غفلت و ضلالت دلوں پر چھا جاتی ہے، تو اُس قوم کے قوت اعتقاد میں ضعف پیدا ہوتا ہے، اور عملی حالت بگڑنا شروع ہوجاتی ہے۔ پھر ایک ایک کر کے ہر عمل بگڑتا ہے اور یکے بعد دیگرے اس عمارت کی ایک ایک اینٹ گرنے لگتی ہے۔ اسی حالت کو اصطلاح قرآنی میں ”عمل شیطانی“ سے تعبیر کیا گیا ہے، کیونکہ اُسکی زبان میں ہر عمل ضلالت شیطان ہے اور یہ مرقعہ اُسکی تشریح کا نہیں:

و من یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا سے اغماض کرتا ہے، ہم اسپر ایک فہر لہ قرین - وانہدم شیطان ضلالت مسلط کر دیتے ہیں اور لیصدرنہم عن السبیل رہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔ پھر یہ کیسی یعسبرن انہم مہتدون! عجیب بات ہے کہ شیاطین تو ان گمراہوں کو راہ الہی سے روکتے ہیں مگر وہ اپنے زعم باطل میں مہتدون ہیں کہ ہم راہ راست پر ہیں!

یہاں تک کہ تمام قراء عمل بکلی ضلالت و ظلمت کے ہاتھ چلے جاتے ہیں اور ایک کامل معصیت و ذنوب کی عملی زندگی ہر فرد کی ہوجاتی ہے۔ یہی اعمال ضلالت و جراثیم مہلکہ ہیں جو کہن کی طرح شجر حیات ملت میں لگ جاتے ہیں، اور پھر ایک وقت آتا ہے جب ہلاکت کی ”اجل مقدر“ اور ”کتاب معلوم“ اپنا کام انجام دیتی ہے، اور کوئی انسانی تدبیر اور مادی سعی اس تقدیر الہی کو دور نہیں کر سکتی۔ یہی معنی حقیقی ہیں اس آیت جلیلہ کے: وما اهلکنا من قریۃ الا ولہا کتاب معلوم، ما تسبق من امة اجلہا وما یستأخرون! (۱۵: ۴)

تمام اقوام عالم کے عروج و زوال اور حیات و ہلاکت کیلئے یہی ایک قانون رحید، و مبداء حقیقی، و تقدیر اعمال ہے، اور خدائے حکیم و لطیف کبھی کسی بہتر حالت کو بدتر حالت سے نہیں بدلتا، جب تک کہ وہ خود بہتری سے اعراض کر کے برائی کو اپنے لیے اختیار نہ کر لے۔ و ہر سبعانہ و تعالیٰ شانہ یقول فی کتابہ المیمون: وما کان ربک لیلک اور تمہارا پروردگار کبھی کسی ایسی آبدی القرون بظلم و اہلہا کو ناحق برباد نہیں کرتا جسکے بسنے والے مصلحون (۱۱: ۱۱۷) اعمالہ صالحہ و صحیحہ رکھتے ہوں۔

ہے، جسکو افسوس ہے کہ سلطان عبد الحمید و اشرار یلدز کے استبداد سیاسی نے اعلان ر قوت کے ساتھ کلم کرنے کا موقع نہ دیا۔ یعنی مرحوم شیخ عبد الرحمن الکواکبی -

الکواکبی کی دو کتابیں ”طبائع الاستبداد“ اور ”جمعية ام القرى“ موجود ہیں۔ جمعية ام القرى ایک فرضی ٹانفرنس کی رپورٹ ہے جو گویا ایام حج میں منعقد ہوئی اور تمام علماء عالم اسلامی نے اس میں شریک ہو کر مسلمانوں کے تنزل کے اسباب پر بحث کی۔ نتیجہ تمام مباحثہ یہ ہے کہ اصلاح دینی کے بغیر امید نجات و نفع ملت امید باطل ہے: وقال الرسول يا رب ان قومي اتخذوا هذا القرآن مهجورا۔

سلطان عبد الحمید نے ان دونوں کتابوں کو مملکت عثمانیہ میں ممنوع الاشاعت قرار دیدیا تھا !!

(شیخ عبدالدین ترکستانی)

شیخ محمد عبدہ المصري کا نام ہندوستان میں مشہور ہو چکا ہے، لیکن بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہوگا کہ مسلمانان ترکستان (روس) میں اصلاح و تغیر کی جو حرکت گذشتہ نصف صدی کے اندر شروع ہوئی، اسکا رجحان بھی زیادہ تر ”اصلاح دینی“ ہی کی طرف رہا ہے، اور ابتدائی دو قسموں یعنی سیاسی و افرنجی کا عنصر وہاں بہت مغلوب ہے۔

اگر مصر و عثمانیہ نے اصلاح دینی کی دعوت کیلئے ایک محمد عبدہ کو پیدا کیا تو میں نے ہمیشہ تعجب کیا ہے کہ بلاد روسیہ ترکستان و وسط ایشیا اب تک کئی محمد عبدہ پیدا کر چکے ہیں !

پروفیسر ریمبری نے اپنی کتاب : Western light and Eastern lands کے دوسرے حصے میں بعض ترکستانی مصنفین کا ذکر کیا ہے جنہوں نے تاتاری زبان میں کتابیں تصنیف کی ہیں اور ان میں اصلاح اعمال دینیہ، ملت کو حصول نرفی و ترفع کا اصلی ذریعہ بتلایا ہے، لیکن فی الحقیقت جو مصلحین و مرشدین حقیقی نہ ترکستان میں داعی اصلاح و انقلاب رہے ہیں، ریمبری کو انکی خبر نہ تھی۔ میں یہاں صرف ایک مصلح بزرگ تاتاری کا ذکر کر رہا ہوں، یعنی حضرت الشیخ صدر الدین قاضی القضاۃ بلاد ترکیمہ روسیہ۔

اصلاح و دعوت تجدید کے مسئلہ میں اس عالم خبیر و محترم کا مسلک رہی تھا جو شیخ محمد عبدہ نے اختیار کیا۔ وہ علامہ عالم دینی ہونے کے بہ حیثیت قاضی القضاۃ کے ایک عہدہ جلیلہ شرعیہ بھی رکھتے تھے، اسلیئے انکی صداء اصلاح ایک ایسی مزیت و تاثیر خصومی رکھتی تھی جو افسوس نہ دیگر بلاد اسلامیہ کے مصلحین کو حاصل نہ ہوئی ورنہ نہیں معلوم کتنی مشکلیں اور رکاوٹیں انکی راہ سے ہٹ جاتیں۔ سنہ ۱۳۰۹ ہجری میں انہوں نے ایک نہایت ضخیم اور مبسوط کتاب مسئلہ اصلاح اور اسکے طرق و رسائل پر عربی میں لکھی اور قازان کے ایک روسی مطبع میں چھپوا کر شائع کیا۔ اس موضوع پر یہ بہترین و جامع کتاب ہے جو اب تک لکھی گئی ہے۔ کتاب کے تین حصے ہیں۔ پہلے میں ان تمام اسباب کو بیان کیا ہے جنکی وجہ سے مسلمانوں میں ضعف اجتماعی و تمدنی کی بنیاد پڑی، اور پھر انکو تعلیمات اسلامیہ پر منطبق کیا ہے۔ دوسرے حصے میں علوم دینیہ کے تنزل و انحطاط اور طریق درس و تعلیم کے نقائص پر بحث کی ہے اور صاف لکھ دیا ہے کہ موجودہ طریق تعلیم کی موجودگی میں کسی طرح امید نہیں کی جاسکتی کہ مسلمانوں کے اندر کوئی صحیح دینی تحریک نشوونما پاسکے، کیونکہ یہ کلم صرف علما کا ہے اور علما کو کامل و مفہم تعلیم

دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جنہوں نے غفلت و ظلمت کے بعد یکا یک یورپ کو دیکھا، اسکی حالت سے اپنی حالت کا مقابلہ کیا، اور اس مقابلے کے بعد ایک حرکت اصلاح و تغیر کی انکے اندر پیدا ہو گئی۔ یہ تینوں قسمیں جو اوپر بیان کر چکا ہوں یعنی اصلاح سیاسی و افرنجی و دینی، یہ سب کی سب اسی دوسری قسم میں داخل ہیں۔

چونکہ اصول اصلاح و دعوت پر ایک مستقل مقالہ کسی نہ کسی وقت لکھنا ہے، اسلیئے میں نے اولین قسم پر بحث نہ کی۔ البتہ یہاں اسقدر اشارہ کر دینا ضروری ہے کہ یہ تیسری قسم کی دعوت یعنی ”اصلاح دینی“ کو یورپ کے اثر ہی کا نتیجہ تھی، لیکن تاہم اپنے اصول و طریق کار میں اس اولین جماعۃ مصلحین مجددین کی دعوت سے نسبتاً اقرب، اور بہت سے بنیادی مسائل میں تقریباً ہم آہنگ تھی۔

(اصلاح دینی کے بعض اہم مسائل)

مشہور و معروف شیخ محمد عبدہ مصری کی دعوت اسی قسم اصلاح میں داخل ہے۔ شیخ موصوف کا ابتدائی عہد خالص سیاسی انقلابات کے افکار میں گذرا تھا، کیونکہ انکے استاذ طریقت و معلم ارشاد، سید جمال الدین کی دعوت میں سیاسی عنصر غالب تھا۔ اگر مسٹر بلنت کی روایت تسلیم کر لی جائے، تو شیخ محمد عبدہ عربی پاشا کی تحریک سے پہلے بالکل طیار ہو گئے تھے کہ توفیق پاشا خدیو مصر کو قتل کر ڈالیں، کیونکہ اسنے ولی عہدی میں اصلاح و تغیر کے جو وعدے سید جمال الدین مغفور سے کیے تھے، تخت نشینی کے بعد پورے نہ کیے۔

لیکن اسکے بعد ہی سنہ ۱۸۷۷ میں عربی پاشا کا واقعہ پیش آگیا جس میں خود شیخ محمد عبدہ بھی شریک قرار دیے گئے۔ انگریزی مصری کمیشن نے شیخ کو بھی جلا وطنی کی سزا دی، اور یہ بیروت میں کچھ عرصہ ٹھہر کر سید جمال الدین کے پاس پیرس چلے گئے۔ وہاں ۱۳ مارچ سنہ ۱۸۸۴ کو ایک عربی اخبار ”العروة الوثقی“ نکلا۔ جسکی ایڈیٹری میں سید اور شیخ دونوں شریک تھے۔ فی الحقیقت یہی تاریخ شیخ کی اصلاح دینی کی اولین بنیاد ہے۔

عروة الوثقی کے تیسرے نمبر میں انکا ایک مبسوط مضمون ”ماضي الامة و حاضرها و علاج عللها“ کے عنوان سے نکلا تھا۔ اس میں مسلمانوں کی گذشتہ حیات اجتماعی کے اسباب بتلائے ہیں، پھر موجودہ تنزل پر بحث کی ہے۔ آخر میں لکھا ہے کہ اب عروج بعد از تنزل کا کوئی ذریعہ، بجز اسکے نہیں ہے کہ مسلمانوں کو مذہب کی صحیح اور حقیقی تعلیم دی جائے۔

پانچویں نمبر کے مقالہ افتتاحیہ کا عنوان یہ تھا: ”انحطاط المسلمين و سكونهم و سبب ذلك“، اس میں بتلایا ہے کہ اسکی علت اصلی اسلامی اعتقادات و اعمال کے ضعف و نسخ کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

گیارہویں اور سترہویں نمبر میں دو مضمون ”اسباب حفظ الملك“ اور ”سنن الله في الامم“ کے عنوان سے نکلے تھے۔ انکے مطالعہ سے پورا اندازہ ہو سکتا ہے کہ شیخ کی دعوت ایک خالص اصلاح دینی کی دعوت تھی، جو مسلمانوں کو سب سے پہلے اعتقادات و اعمال دینیہ کی درستگی کی طرف بلاتی تھی۔

(الکواکبی)

علمائے مصر و شام میں شیخ محمد عبدہ مصری کے علاوہ ایک اور فکر صالح و مصلح بھی تحریک اصلاح دینی میں شریک رہا

بریفنگ

سنہ ۱۹۱۵ء کی موتمر السلام

(یعنی صلح کانفرنس)

(از ریویو آف ریویوز - لندن)

سنہ ۱۹۱۵ء کی موتمر السلام (پیس کانفرنس) میں چھوٹی سلطنتوں کی حیثیت ایک خاص اہمیت رکھتی ہے -

ہاں بڑی سلطنتوں کی طرح چھوٹی سلطنتیں بھی رہی کرتی ہیں جسکی رحی انکے مصالح کی طرف سے آتی ہے، مگر اپنے مصالح کی رعایت اور انکی نقصان رسانی سے اجتناب کے لیے دوسری سلطنتوں کو مستعد کرنے کی کامیاب ترس تدبیر یہ ہے کہ وہ اس مقررہ زمانے میں جسمیں موتمر ہیگ (ہیگ کانفرنس) منعقد ہوگی اب یہ ثابت کر دیں کہ جس شے کا علم بلند ہونا چاہیے وہ حق ہے نہ کہ وقت -

ہمیں بوٹوق معلوم ہوا ہے کہ چھوٹی سلطنتیں سنہ ۱۹۱۵ء میں موتمر ہیگ کا انعقاد چاہتی ہیں، کیونکہ انکی مصلحت یہ ہے کہ موانع ایک ایسی شے کو نہ روکیں جسکی ضرورت دول کو پڑتی رہتی ہے، یعنی دنیا کو یہ بتانا کہ وہ (یعنی دول) ایک ایسی مجموعی طاقت ہیں جسکے عناصر و اجزاء میں باہم التلاف و اتحاد ہے -

اسلیے اسے چاہیے کہ اپنے مقررہ اوقات پر اپنے فرائض کو انجام دے، انہیں کسی ایک، دو، تین، یا اس سے زیادہ سلطنتوں کی وجہ سے نہ چھوڑ دے جو لشکر کشی اور کشور کشائی کے عاشق ہیں - غرض کوئی جماعت جو دنیا میں امن پھیلانے کے لیے ترتیب دیجائے، اسکا اولین مقصد یہ ہونا چاہیے کہ امن و سلام کی تیسری موتمر منعقد ہو -

اس مقصد کی تکمیل کے لیے اگر کمیٹیاں نہیں بنی ہیں تو فوراً بننا چاہئیں - لیکن اس نقطہ پر پہنچکر ہم باصرار نہیں کریں گے کہ جو کمیٹی جس قوم کی قائم مقام ہو وہ اسکی صحیح قائم مقام ہو - مگر بین القریبی سیاست میں وزراء خارجہ کا ایسی احتیاطی کارروائیوں کی طرف میلان جو انکے ساتھ مخصوص ہوں، اس راہ میں ضرور حائل ہوگا - کیونکہ خواہ کوئی تجویز یا گفتگو ہو، اسمیں ان تمام گروہوں کی وکالت ہونی چاہیے جن سے قوم مرلب ہے، نہ کہ خاص اس گروہ کی جس سے اس وزیر کا تعلق ہے !

مگر انکے نزدیک اس تجویز کے معنی اپنے اختصاص و امتیاز سے محرومی اور اپنے حقوق پر دست درازی ہونگے - چنانچہ انہیں سے ایک بزرگ نے اس رسالے کے نیکنام بانی سے کہا تھا: ” تم قوم کا کیوں ذکر کرتے ہو ؟ سیاست کے باب میں قوم کا دیا اعتبار ہے ؟ “

یہ وہ مقلوہ ہے جسکو سیاسی حلقوں کی رائے کا ترجمان سمجھنا چاہیے -

اس وقت قوم کو یہ موقع حاصل ہے کہ وہ ان ارباب سیاست کو بتادیں کہ سیاست میں قوم بھی قابل ذکر و لحاظ حیثیت

نہیں ملتی - پھر تیسرے حصے میں خود تعلیم دینی کا ایک پروگرام پیش کیا ہے جو بہت مفصل ہے، لیکن زیادہ تر اسمیں انہی کتابوں سے بحث کی ہے جو ترکستان و تاتار کے مدارس دینیہ میں پڑھائی جاتی ہیں -

شیخ موصوف نے یہ کتاب ” المذانیہ میں شیخ الاسلام کے پاس بھیجی، علماء مصر و شام اور الجزائر و تیونس سے مکاتبات کیے، شیخ ازہر جامع زیتونی کو ترجمہ دلائی مگر:

او خوبشتن کم ست کرا رہبری کند ؟

انکا مقصد یہ تھا کہ اصلاح کیلئے اول ایک مرکزی تحریک ” المذانیہ سے شروع ہو، مگر سلطان عبد الحمید کیلئے لفظ ” اصلاح “ اسقدر خوفناک و مہیب تھا کہ وہ ایک لمحہ کیلئے بھی اسکی سماعت کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا - جب اس طرف سے مایوس ہو گئے تو خود عملی کام شروع کیا اور قازان میں ایک دارالعلوم کی بنیاد ڈالی اور اسکے ساتھ ایک مجلس اصلاح و مراقبہ تعلیم دینی بھی قائم کی - مگر افسوس کہ عمر نے زیادہ مہلت نہ دی اور قبل از تکمیل مشروع، سنہ ۱۳۲۱ میں انتقال کر گئے - رحمۃ اللہ علیہ و شکر اللہ مساعیہ -

(ندوة العلم ۱ ما)

سلسلہ اصلاح و دعوت کی اسی تیسری قسم یعنی اصلاح دینی کا سب سے آخری، مگر سب سے زیادہ صحیح العمل مشروع، ندوة العلماء کی تاسیس اور اسکے مقاصد کا پروگرام تھا، جو سنہ ۱۳۱۱ ہجری میں ظاہر ہوا، اور جسکی موت و حیات کا مسئلہ اس وقت ہمارے سامنے ہے -

(البقیة تتلی)

ان

جلسہ مذاکرہ علمیہ آرہ

اس سال جناب حافظ مولا بخش صاحب ساکن مظفر پور محلہ بھگوان پور نے جلسہ مذاکرہ علمیہ آرہ کو مدعو کیا ہے - چنانچہ حسب استدعا انکے اس سال یہ جلسہ خاص شہر مظفر پور میں (جہاں مدرسہ احمدیہ کی ایک شاخ بھی ہے) تاریخ ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ ماہ فروری سنہ ۱۹۱۴ء روز شنبہ و یکشنبہ کو مذاکرہ علمیہ آرہ کا چوبیسواں سالانہ اجلاس منعقد ہوگا - تہریزی تکلیف گوارہ فرما کر در روز کے لیے مظفر پور میں ضرور تشریف لائیں، اور شریک جلسہ ہوکر جو علماء اور مدرسہ احمدیہ آرہ کے لائق اور ہونہار طلبہ کی حیرت انگیز تعلیم جسکو وہ سنا کرتے ہیں انہوں سے مشاہدہ فرمائیں اور انکی دلپسند تقریروں سے مغلوظ ہوں اور اسلامی محبت اور دینی اخوت کا لطف اٹھائیں - جو صاحب جلسہ میں شرکت کا قصد فرمائیں انکی خدمت میں عرض ہے کہ تاریخ جلسہ سے ایک ہفتہ قبل دفتر مذاکرہ علمیہ آرہ کو اپنے ارادہ کی اطلاع دیں تاکہ طعام و جایں کا انتظام پلے سے درست رہے، اور کسی طرح کی تکلیف نہ ہو - موسم سرما ہے جائے کا کپڑہ و بستر اپنے ساتھ لائیے -

المتمس

نوت

جلسہ کے متعلق تمام کارروائیاں ابرو زید محمد یوسف جالبی درہنگری ناظم مدرسہ احمدیہ و معین مہتمم جلسہ مذاکرہ علمیہ آرہ میں جنفتری کی تاریخوں کا اعتبار ہوگا -

”ہیگ کی یہ دوسری موتمر اس قرار داد یعنی تعدید مصارف جنگ کی تائید کرتی ہے جو اولین موتمر منعقدہ سنہ ۱۸۹۹ء میں طے کی تھی اور چونکہ اس سال سے تقریباً تمام سلطنتوں کے مصارف جنگ بہت بڑھ گئے ہیں اس لیے یہ موتمر اپنی اس شدید خواہش کا اعلان کرتی ہے کہ تمام سلطنتیں اس مسئلہ پر نہایت سنجیدگی اور اہتمام کے ساتھ دوبارہ غور کریں۔“

یہ وہ قرار داد ہے جو دوسری موتمر نے مصارف جنگ کے باب میں طے کی تھی۔

لیکن یہ کوئی ایسا اعجوبہ امر نہیں جسکا مضحکہ اڑایا جائے۔ عالم انسانی کی سلطنتوں کا اعتراف جرم اپنی لغویت و بیکاری میں کلیسا کے ان نمازیوں کے اقرار گناہ سے کم نہیں ہے جو کہا کرتے ہیں کہ ”اے خداوند! ہم نے غلطی کی اور بھٹکی ہوئی بکریوں کی طرح تیری راہ سے ہٹ گئے“ !!

عقل و نقل اور شئون و حالات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری موتمر بھی اپنی کارروائی کا آغاز اسی اعتراف اور خواہش اصلاح سے کرے گی۔ ماضی پر تحسرو پیدمانی کا وقت ابھی تک نہیں گیا ہے۔ تمام سلطنتوں میں مصارف جنگ ہولناک حد تک بڑھ گئے ہیں۔ انگریزی پارلیمنٹ کی ایک آخری اشاعت میں بیان کیا گیا ہے کہ دوسری موتمر کے وقت سے اس وقت تک تمام دول کے بحری مصارف میں خوفناک اضافہ ہو گیا ہے۔ روس نے اپنے بحری مصارف ساڑھے پندرہ ملین پونڈ کر دیے، جس کے معنی یہ ہیں کہ چھ سال قبل اسکے بحری مصارف جتنے تھے اس سے چھ گونہ زیادہ کر دیے گئے۔ اسکے بعد انگلستان کا نمبر ہے۔ انگلستان کے بھی پندرہ ملین پونڈ ہو گئے، یعنی اس نے بھی مصارف میں ۴۸ فی صدی کا اضافہ کر دیا۔ انگلستان کے بعد جرمنی کا نمبر ہے اس نے اپنے مصارف میں ۶۱ فیصدی کا اضافہ کیا ہے۔

سنہ ۱۹۰۷ء میں فرانس کے جس قدر بحری مصارف تھے اس نے ان سب سے پانچ گونہ زیادہ کام کیا۔ اطالیا اور آسٹریا و ہنگری نے بھی اپنے اپنے بحری مصارف دو چنڈ کر دیے۔ خلاصہ یہ کہ آٹھوں بحری سلطنتوں نے اپنے اپنے مصارف بڑھا دیے جنکا سالانہ اوسط گیارہ ملین پونڈ پڑتا ہے !!

بحری مصارف کی طرح بری مصارف کے متعلق اس وقت ہمارے پاس شمار و اعداد نہیں ہیں، لیکن یہ امر یقینی ہے کہ فرانس، جرمنی، روس، اور ان کے علاوہ چھوٹی چھوٹی سلطنتوں نے اپنے اپنے بری مصارف میں بھی بہت اضافہ کیا ہے اور اس لیے ہم غلطی نہ کریں کہ یہ کہیں کہ گذشتہ چھ سال کے اندر آٹھوں بری سلطنتوں کے مصارف کی میزان قریباً چالیس ملین پونڈ ہو گئی۔ اور اگر ہم محافظین (کنسرویٹو) کی زبان میں کہیں تو یہ زیادتی سو ملین سے بھی زیادہ ہو گئی !!

ایک دفعہ نیک نام مسٹر اسٹید نے سنہ ۱۸۹۹ء سے لیکے سنہ ۱۹۰۷ء تک کے اضافہ ہائے جنگی کا شمار کیا تھا۔ یہ اضافہ ۱۲۰ ملین ہوتا تھا۔ پس اس بنا پر تمام سلطنتوں نے اولین موتمر سے لیکے اس وقت تک دو سو پونڈ اس رقم سے زیادہ صرف ایسے جو زار روس کے اس اعلان سے پہلے (کہ مصارف جنگ ہولناک حد تک بڑھ گئے ہیں) وہ صرف کیا کرتی تھیں !!

شاید کوئی یہ کہے کہ تیسری موتمر کے انعقاد سے کیا فائدہ جبکہ دو کے انعقاد اور تیسری کی تیاری کے باوجود چودہ سال کے اندر مصارف جنگ اس قدر ہولناک ہو گئے ہیں ؟

ہم ان جناب ناصح کو یہ جواب دینگے کہ وہ شاید یہ بھول گئے کہ صبح سے پہلے شب کی تاریکی ہمیشہ نہایت شدید ہوتی ہے۔

رکھتی ہے، اور آئندہ اسکی یہ حیثیت اس سے بھی زیادہ قوی تر ہوگی۔

اس لیے چاہیے کہ جن ممالک میں جمہوری (ڈیموکریٹک) اور اشتراکی (سوشلسٹ) فرقوں کو حکومت میں کوئی مستقل یا غیر مستقل جگہ حاصل ہے، وہ اس کے لیے انتہائی کوشش کریں کہ انکا ایک عضو اپنی سلطنت کی مخصوص کمیٹی کا بھی ضرور ہی عضو ہو اور یہ کہ آئندہ خود موتمر ہیگ میں بھی اسکو نشست ملے۔ انگلستان میں حزب العمال (لیبر پارٹی) جس کے ساتھ عمال کی اور بہت سی انجمنیں ہیں، اتنی طاقتور ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنا یہ مطالبہ (یعنی انکا بھی ایک عضو کمیٹی اور موتمر ہیگ میں ہو) حکومت کو نامنظور کرنے نہ دے۔ حکومت کی مخصوص کمیٹی اور آئندہ موتمر ہیگ میں وکالت کا حق ہمارے ان ماوراء بحر مستعمرات (نوآبادیوں) کو بھی حاصل ہے جنکی جنگ کے وقت فوج اور جہازوں سے مدد پر انگلستان کو کامل مسرت کے ساتھ اعتماد ہے۔

لیکن دیکھو کہ ہمارے اردباب سیاست کھڑے ہو جائیں گے اور عمال و نیز مستعمرات کی خود مختار حکومتوں کو اس مخصوص کمیٹی اور ان وکلاء میں شرکت سے محروم کر دینکی ہر ممکن تدبیر اختیار کریں گے، ہاں اگر یہ خود مختار سلطنتیں اور عمال کی انجمنیں اپنی مشہور و معروف صاف گوئی اور مطالبات میں خوش بیانی کے ساتھ اپنی وکالت پر اصرار کر دینکی تو حکومت کو لامحالہ منظور کرنا پڑے گا۔

ہم کو امید ہے کہ سر ایڈورڈ گرے ان رفعت پسندوں پر غالب آئیں گے جنکو اس قسم کی باتیں پسند نہیں آتیں، اور اس طرح عام رائے کے آگے سر تسلیم خم کرنے کا فخر حاصل کریں گے جس کے فیصلوں کو رد کرنا درہمہ یقیناً ناممکن ہے۔ پس اس لیے سنہ ۱۵ء میں جو موتمر السلام منعقد ہو، اس میں انگریزی قوم کی حیثیت یادگار ہونا چاہیے۔

اگر موضوع موتمر سے ہٹ کر اس کے فرد عمل کی طرف آنا چاہیں، اور نیز یہ اندازہ کرنا چاہیں کہ موتمر کی فرد عمل میں کیا کیا ہو سکتا ہے؟ یا غالباً کیا کیا ہو گا؟ تو ہمیں ایک مرتبہ پیچھے لوٹنا پڑے گا اور ان فرد ہائے عمل کی دفعات کو دیکھنا پڑے گا جن کے مطابق پہلی دنوں موتمر کے کام کیا ہے۔

یہ فراموش نہ ہونا چاہیے کہ پہلی موتمر زار روس کے طلب کرنے پر وجود میں آئی تھی۔ اس نے یہ موتمر صرف اس لیے طلب کی تھی کہ وہ اسپر غور کرے کہ آیا دول کی یہ برباد کن و خانہ بر انداز اسلحہ بندی کس حد پر روکی جاسکتی ہے؟ موتمر نے فیصلہ کیا کہ تھوڑے دنوں میں اس آرزو کا پورا ہونا ناممکن ہے۔

جو سلطنتیں اس موتمر میں شریک تھیں، انہیں اپنے اندر جس کام کی قدرت و استطاعت نظر آئی، وہ امن پسندی کی نیت اور ایسے مقصد کا اظہار تھا، جسکی کمان تقویٰ اور ایمان باللہ کے ہاتھ میں ہو۔ چنانچہ اس اولین موتمر نے بالاتفاق یہ پاس کر دیا: ”اس موتمر کی خواہش تمام تر ان مصارف جنگ کے محدود کرنے کی طرف متوجہ ہے، جو اس دنیا کی پشت پر ایک بار گراں ہو گئے ہیں، اور یہ کہ یہ تعدید و تعین صرف نوع انسانی کی مادی اور اخلاقی فائدے کے لیے ہے“

اس کے بعد دوسری موتمر منعقد ہوئی۔ اس نے اس قرار داد کے مضمرن میں کسی قدر توسیع کی اور اس میں ایک ایسی بات شامل کر لی جو دعوت امن کے بالکل برعکس ہے۔ چنانچہ اس نے یہ طے کیا:

شہنشاہ عثمانیہ

۱۰ بار و حوادث

از مراسلہ نگار المرید

تازہ واقعات - عثمانی فرج - عثمانی بیڑا

(عثمانی طلبا کا جلوس)

اس وقت میں آپکو یہ خط لکھ رہا ہوں اور اس سے پہلے یہ منظر دیکھ چکا ہوں کہ ایک خیال جو اس سال اولیں مرتبہ عمل میں ہے، بیزنطینی قیصروں کے اس دارالہ اہلحد میں عثمانی نوجوانوں کو آیا صرفیا، میدان سلطان احمد، دیوان یولی، نور عثمانیہ، باب عالی، اور ان تمام راستوں سے جوق در جوق کھینچے لا رہا ہے جو مدرسہ دارالفنون کو جاتے ہیں۔

خیال یہ ہے کہ عثمانیوں کے استقلال و دستور کی یاد کا و قالم کیجائے!

آج جتنے پرچے نکلے ہیں سب سلطان عثمان بانی دولت عثمانیہ اور انکے مدفن کی تصریروں سے آراستہ اور تاسیس دولت عثمانیہ کے متعلق طویل تاریخی مضامین سے لبریز ہیں۔ ترکوں کی سلطنت کا آغاز سلجوقی ترکوں کے انجام سے ہوا، جب کہ علاء الدین ثانی کی وفات سے آل سلجوق کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

آج صبح جب گھڑی نے ۹ بجائے تو مدرسہ دارالفنون کی شاخہاے ادبیات، دینیات، ریاضیات، مدرسہ حقوق (لا کالج)، مدرسہ طب، مدرسہ زراعت، مدرسہ تجارت، مدرسہ ہندسہ (انجینئرنگ) اور انکے علاوہ دوسرے مدارس عالیہ (کالجوں) کے طلبہ دارالفنون کے لیکچر ہال میں جمع ہوئے، اور ایک طالب علم نے استقلال عثمانی پر تقریر کی۔

جب تقریر ختم ہو چکی تو یہ مجمع دیوان یولی سے میدان بایزید اور وہاں سے دفتر جنگ آیا۔ دفتر جنگ نے عثمانی استقلال و دستور کا علم بلند کیا۔ ایک طالب علم نے بڑھکے تمام مجمع کی طرف سے عثمانی فرج کے لیے ”زندہ باد“ کے نعرے لگائے۔ یہاں سے یہ مجمع ”امانت مدنیات آستانہ“ آیا، یہاں بھی ایک طالب علم نے اس عید کے آنے پر اہالی آستانہ کی طرف سے مبارکباد دی۔

پھر یہ مجمع امانت مدنیات آستانہ سے باب عالی چلا اور یہاں بھی اس موضوع پر تقریریں ہوئیں۔ پھر مجمع پل کی طرف روانہ ہوا اور وہاں سے ہوتا ہوا بک ارغلی، تہہ باشی، تقسیم اور تقسیم سے قصر سلطانی کے سامنے آیا اور سلطان المعظم کے حضور میں راجبات تہنیت و تبریک بجا لایا۔

قصر سلطانی سے واپسی میں قرام کے راستے سے ہوتے ہوئے مجلس المبعوثان (عثمانی پارلیمنٹ) کے ایوان تک آئے، اور قوم کو اس عید دستور و استقلال پر مبارکباد دیکر پھر مدرسہ دارالفنون کو واپس گئے۔

(سلطان المعظم کی صحت)

گذشتہ جمعہ کو صیغہ تحریر نے اطلاع دی تھی کہ نصیب اعدا سلطان المعظم کا مزاج ناساز ہے۔ سردی لگ گئی ہے اس لیے آپ نماز

اور یہ کہ آگسٹس کے عہد سے پہلے روم میں جس قدر بتخانے تھے، اس سے زیادہ خود آگسٹس کے عہد میں بنائے گئے تھے جبکہ ۱۰۰۰۰ کا بانی و موسس اس عالم میں آیا تھا!

ہم اس وقت اپنے قارئین کے سامنے وہ تفصیلی اور دقیق اعداد و شمار نہیں پیش کر سکتے جن سے یہ معلوم ہو سکے کہ اس خوف و ہیجان کی وجہ سے مصارف جنگ میں کتنا اضافہ ہوا، جنہیں اسلحہ کی کمپنی والے اپنے حصر کی صورت میں پیدا کیا کرتے ہیں؟ مگر تاہم ہم نے جو اعداد و شمار ابھی پیش کیے ہیں ان سے بہت سے ارباب سیاست اور اپنے ہاتھوں میں عام حالات کی عنان رکھنے والے یہاں تک متاثر ہوئے ہیں کہ انہوں نے اس اضافہ پر کمال اظہار افسوس و ناامیدی کا کیا ہے۔ اگر یہ اعداد و شمار صحیح ہیں اور اگر یہ زیادتی ثابت ہوگئی تو انہیں نہایت حزن و ملال کے ساتھ اس وقت کا انتظار کرنا چاہیے جبکہ ان طبقوں کے جذبات کا کوہ آتش فشاں پھٹیگا جنکی ہڈیوں کو ناقصے کے کیڑوں نے کھوکھلا کر دیا ہے، اور اب وہ جنوں کی حد تک پہنچ گئے ہیں!

موتمر ہیگ کا یہ کلم ہے کہ وہ اپنے پیہم جلسوں میں ان ارباب سیاست کے لیے ایسے وقائع مہیا کر دے، جنہیں وہ غم و تعسر کے ان شعلوں کو جو انکی پسلیوں میں پھڑک رہے ہیں، اور یاس و ناامیدی کے اسباب کی کشاکش کو جو انکے سینوں کے اندر بیا ہے، ظاہر کر سکیں۔ اور نیز ایسی فرصتیں بھی پیدا کر دے، جنہیں کرپ کے کارخانے کے شرمناک واقعات، وہ خطرات جنکراں شرمناک واقعات کے افشا نے بے نقاب کیا، اور جنکے ذریعہ جنکی مصارف کی وہ زیادتی نیز تغریب و بربادی کے آلات بنانے والی کمپنیوں کے مبلغ عمل کا اعلان کر سکیں۔

اگر ان انگریزی رگلا میں حزب العمال کا بھی کوئی عضو ہو جو اس موتمر ہیگ میں شرکت کے لیے جالینگے، تو عمل کی انجمنوں کیلئے حالت کی خطرناکی و نعرہ سوت کے اعلان کا ایک اچھا موقع ہے۔ ہمیں قری امید ہے کہ حزب العمال کے بعض سرگروہ و کلاء انگلستان میں ہونگے، اور انکو یہ موقع دیا جائیگا۔

نالیہ شبہ ملی

عالی جناب شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی مد ظلہ العالی کی آن (۱۵) نظموں کا مجموعہ جن میں حضرت علامہ مدرج نے بزرگان سلف کے سبق آموز حالات، تاریخی واقعات اور زمانہ حال کی اندرہناک مصائب و آلام اسلامی کو اپنی مشہور جادو بیانی کے ساتھ بغایت مؤثر پیرایہ میں نظم فرمایا ہے اور جو حقیقتاً اس قابل ہے کہ اسلامی اخلاق، اخوة، مساراة، اور حریت جیسی صفات عالیہ کے اعلیٰ معیار اور مکمل نمونوں اور مثالوں کو پیش نظر رکھ کے ہر فرد ملت اسکو خریدے۔ اور ان پاک جذبات کے پیدا کرنے کے لیے اپنے بچوں اور بچیوں کو بطور گیتوں کے یاد کرائے۔

سفید چکنے کاغذ پر نہایت خوشخط طبع ہوا ہے۔ اور علاوہ علامہ موصوف کے شبیہ مبارک کے ڈاکٹر انصاری، ڈاکٹر اسلامی میڈیکل مہس، مسٹر محمد علی، ایڈیٹر کامریڈ و ہمدرد، مسٹر ظفر علی خان، ایڈیٹر زمیندار کے فوٹو بھی نہایت عمدہ آرٹ پیپر پر دیے گئے ہیں، قیمت علاوہ معصول ڈاک کے صرف ۸ - آنہ

انوار احمد - کانفرنس آفس، محمدن کالج علیگڈہ

”حکومت سنیہ ایک قریب نات قسم کے آہن پوش جہاز کی خریداری کی فکر میں تھی، کیونکہ ملک کی حفاظت کے لیے اس کی سخت ضرورت تھی۔ ہم آپکو مزید سناتے ہیں کہ بالآخر حکومت کو ایک قریب نات کی خریداری کا موقع مل گیا جو ایک انگریزی کارخانے میں حکومت برازیل کے نام سے بنا ہے۔ اس کا وزن ۲۸ ہزار ٹن ہے۔ اس کا نام سلطان عثمان اول رکھا ہے۔ اور نام کا مسئلہ سلطان المعظم کی خدمت میں عرض کر دیا ہے۔ بیشک یہ مزید تمام اطراف و حصص ملک میں مسرت و انتہا کے ساتھ سنا جائیگا۔ چونکہ اس کی قیمت میں ابھی نصف ملین پونڈ باقی ہے، اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ آپ چندے کی فراہمی میں ہمت و سعی صرف کریں، اور جو کچھ جمع ہو اس کو فوراً آستانہ بھیج دیں۔“

(طلعت)

مجھے معلوم ہوا ہے کہ بیعنامہ پر ۲۷ دسمبر کو دستخط ہو گئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ رؤف بک اسی لیے لندن گئے تھے تاکہ ارمسٹرونگ کے کارخانہ سے ملکر اس بارے میں گفتگو کریں۔

اس آہن پوش کے اسلحہ یہ ہیں: ۱۴ توپیں ہیں جن کے گولے ساڑھے اکتیس سنٹی میٹر کے ہونگے۔ ۲۰ توپیں رہ ہیں جن کے گولے ۱۵ سنٹی میٹر ہونگے اور ان کی رفتار ۲۳ عقدہ فی کھنڈہ ہوگی۔ اس کی قیمت میں سے حکومت برازیل کو ۲ لاکھ پونڈ دیے گئے ہیں۔ یہ رقم حکومت نے بینک بیریہ ایڈڈ کر کے لی ہے۔ حکومت نے اس آہن پوش کے لیے بیس ہزار کا سامان جنگ بھی خریدا ہے۔

اس آہن پوش کی خریداری کے اثر کے متعلق جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ یونان سمجھا ہے کہ اس خریداری سے مقصود اصلی میں ہی ہوں۔ یونان کی خواہش ہے کہ اس کی اور عثمانی بیرے کی نسبت رہی رہ جو پہلے تھی۔

مگر جو لوگ یہ جانتے ہیں کہ اس آہن پوش برازیل کی خریداری کے لیے کوشش کی ابتداء یونان ہی نے کی تھی مگر روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے نہ لے سکا، انکو معلوم ہے کہ یونان جب تک جدید قرض سے مدد نہ لیا، اس وقت تک اپنے بیوے کی تقویت کے ارادے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

ضمانت قوت کے لیے اکبر اعظم

کارخانہ حبوب کا یا پلت کی گولیاں زمانہ انحطاط میں جوانی کی سی قوت پیدا کر دیتی ہیں۔

کیسا ہی ضعف شدید ہو، ہمارا دعویٰ ہے کہ چالیس روز میں اگر طاقت نہ آجائے تو گولی واپس، قیمت بھی واپس آپ کو اشتہا نہ ہو اس گولی کو کھائیے۔ خون میں فساد ہو انجکشن سے بڑھ کر فائدہ پہنچائے۔ اس گولی کے عجیب عجیب اوصاف ہیں جو خط و کتابت پر پوشیدہ عرض کیا جائیگا۔ الہلال کے پڑھنے والوں کے لیے خاص رعایت۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ معصوم ذمہ خریدار۔ چھ شیشی کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ آنہ۔

آپ سے استدعا ہے کہ ایک مرتبہ آزمائش کر لیں اور میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ آپ ہمارے احسانمند ہونگے۔

المشـــــــــــــــــتہر

منیجر کارخانہ حبوب کا یا پلت پوسٹ بکس

نمبر ۱۷۰ - کلکتہ

Manager, Huboob Kaya Palat Pharmacy, Post Box 170
Calcutta

جمعہ کے لیے تشریف نہیں لائینگے۔ گمان یہ تھا کہ اس اعلان کے دوسرے یا تیسرے دن تک جلالتماب کا مزاج درست ہو جائیگا مگر واقعہ اس کے برعکس ہوا اور اس خط کے لکھنے تک جلالتماب بدستور صاحب فراش ہیں۔ شہر کے عمائد و اعیان اور سفراء اپنے بڑے عہدہ داروں کو روزانہ مزاج پرسی کے لیے مابین بھیجتے رہتے ہیں۔

(مسئلہ جزائر)

جزائر ایجین کا مسئلہ منجملہ ان مسائل کے ہے جس نے دول کے درمجموعوں یعنی اتحاد ثلاثی اور مفاہمت ثلاثی کو مشغول کر رکھا ہے۔

قارئین کرام کو انگلستان کی رائے تو معلوم ہو چکی ہوگی جو اس نے دول کے پاس بھیجی ہے، اور جس کے متعلق اس کا خیال ہے کہ اس گروہ کے سلجھا نے کیلئے کافی ہے۔ لیکن انگلستان کی اس تجویز نے اطالی اور یونانی مصالح میں بحری توازن کا سوال پیدا کر دیا۔ اس لیے اتحاد ثلاثی کے جواب میں تاخیر ہوئی۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اتحاد ثلاثی نے طے کر لیا ہے کہ انگلستان کی تجویز کے اس حصہ کے بارے میں خاموش رہے جس کا تعلق جزائر کے مستقبل سے ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ دول کی دو جماعتیں ہو گئی ہیں۔ ایک جماعت میں مفاہمت ثلاثی اور اس کے ساتھ یونان ہے۔ یہ جماعت چاہتی ہے کہ جزائر اور حدود البانیہ، دونوں مسئلے باہم وابستہ و متحد ہوں۔ دوسری جماعت میں اتحاد ثلاثی ہے جس کا ایک عضو اطالیا ہے۔ یہ جماعت چاہتی ہے کہ یہ دونوں مسئلے علیحدہ رکھے جائیں۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یونان چاہتا ہے کہ مسئلہ البانیہ ایک مسئلہ عنصریہ کی شکل اختیار کر لے، اور جزائر میں سے جو کچھ اس کے ہاتھ سے جائے، وہ اس کا فدیہ ہو جو اسے البانیا میں ملے۔ یونان اس شش و پنج میں پڑا ہے کہ صرف مفاہمت ثلاثی کے ساتھ رہے تاکہ اسے اپنے مقاصد کے حصول میں مدد ملے، یا ان کے ساتھ تو محض دوستی قائم رکھے اور اطالیا کے یہاں تقرب حاصل کر کے بہت زیادہ فائدہ اٹھالے؟

گمان غالب یہ ہے کہ یونان کو ایسی تدبیر اختیار کریگا جس سے وہ اپنے قدیمی مرکز نظر یعنی اتحاد یونانی کی توسیع سے قریب تر ہو سکے۔

(عثمانی بیڑا)

اعلان دستور کے وقت سے عثمانی قوم نے اپنے بیڑے کی تقویت کی ضرورت کو محسوس کیا۔ چنانچہ اس کے لیے مختلف اطراف ملک میں کمیٹیاں قائم کیں کہ وہ چندہ جمع کریں اور ہر شخص کو چندہ کی ترغیب دیں۔ اس طرح سے جو رقم عثمانی بجٹ میں بیڑے کے لیے مخصوص تھی اور جو رقم یورپ سے بیڑے کی تقویت کے نام سے قرض لی گئی تھی، ان دونوں کے علاوہ ایک اور کثیر رقم فراہم ہو گئی تھی۔

اس سے پانچ بارکش اور در آہن پوش جہاز خریدے گئے جن سے ۷ جرمنی کا بیڑا بے نیاز ہو گیا تھا۔ انہی دونوں کا نام ”طورغود“ اور ”باربروس خیر الدین“ رکھا گیا۔

جس دولی حالت میں ہمارے ساحل اور شہر داخل ہو گئے ہیں، ان کے علی الرغم جنگ بلقان اور اس سے پہلے جنگ طرابلس نے عثمانی بیڑے کی تقویت کی ضرورت پر ذہنوں کو متنبہ کیا ہے۔

اسی بیداری کا نتیجہ ہے کہ پہلے رشادیہ کی خریداری کی گئی، اور پھر اس کے بعد آہن پوش برازیل کی خریداری سے اس کی تقویت و تائید ہوئی، اس کے متعلق طلعت بے نے والیوں کے نام جو تا بھیجا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

منہ - عَمَّیَہ

آثار - رب

(۲)

جیسے تعلقات ہوتے، رسی ہی ان حملوں کی رفتار بھی ہوتی تھی۔ مسلمانوں نے اس دریا کو عبور کر کے ان جزائر پر قبضہ کیا اور انکو اپنی آئندہ فتوحات کا مرکز قرار دیا جس طرح کہ تمام درل عظمیٰ آجکل کیا کرتی ہیں۔

انہی جزائر کی راہ سے مسلمان یورپ پہنچے۔ جس شہر کو لیسے لیا، جن میں فوجیں آثار کے آثار میں، اور جن کو تاراج کرنا چاہا تاراج کیا۔

مسلمان بیزنس لیکے گئے جو الجوارمی المنشا فی البحر کا لعلام سے مرکب تھے۔ یہی وہ بیزنس ہیں جنکی تعریف میں شعراء اندلس نغمہ سرا ہوئے ہیں، مگر یہاں ان نغموں کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کہ مبادا بات دوسری طرف نکل جائے اور مقتضایہ مقام سے خارج ہو جائے۔

میں صرف اس امر کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ چر ۱۰۰۰۰۰ اپنی حفاظت اور سر بلندی چاہتی ہے اس کے لیے بحری اقتدار ناگزیر ہے، کیونکہ قوموں کی شان و شوکت اور ایک کی دوسرے پر بجا یا بیجا حکومت میں دریا کو بہت بڑا دخل ہے۔ اس کے لیے کسی مزید دلیل کی ضرورت نہیں بلکہ بحر ابیض متوسط، بحر اریخیل، بحر احمر (جو عربی جغرافیہ کی کتابوں میں بحر قلزم کے نام سے مشہور ہے اور یہ نام شہر قلزم کی مناسبت سے ہے جس کی اصلی جگہ اور اس کے پاس کی زمین پر شہر سویس آباد ہوا) کے متعلق جو کچھ آپ سنتے اور دیکھتے ہیں وہ کافی ہے۔ عربوں نے کشتیوں یا جہازوں کے ایسے مجموعہ کے لیے جو جنگ میں کلم آتا ہو، یونانیوں سے لفظ ”اسطول“ لیا۔ اس طرح جس طرح کہ ہم آج اہل یورپ سے انکی صدها بحری اصطلاحات لے رہے ہیں۔ آپ لوگوں میں سے کون ایسا شخص ہے جس نے دریا کا سفر کیا ہو اور دخانی جہاز کے ”قمرہ“ میں لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھا ہو؟

یہ قمرہ اطالی نژاد لفظ (Camera) ہے جس کے معنی غرفہ یا حجرہ کے ہیں۔ یہ صرف معارضہ اور مکافات ہے۔ جس طرح کہ دریا جب ایک طرف کم ہو جاتا ہے تو سامنے کے ساحل پر بڑھ جاتا ہے۔ یا ایک عام قانون ہے، جس کے مظاہر انسان کے تمام افعال اور تمدن کے تمام حالات میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ (اور میں بھی لفظ ”قمرہ“ حجرے کے معنی میں اسی اطالی لفظ سے آیا ہے۔ الہلال)

صدیوں سے خرد اہل یورپ کی یہی حالت تھی۔ انکی زبانوں میں بہت سے عربی نام بلقی رہ گئے۔ اب ان ناموں کے بدلے کم ان کے پاس کوئی تدبیر نہیں۔ مثلاً ایک نام کا ذکر کرتا ہوں کہ بنیاد اور بمنزلہ سر کے ہے۔

لفظ ”امیرال“ عربی الاصل ہے۔ ہمارے یہاں یہ ”امیر الماء“ ہے جیسا کہ آپ نے مرسوعات نویری میں دیکھا ہوگا۔ تخفیف لیسے ان لوگوں نے ایک حصہ حذف کر دیا جیسا کہ ہم بھی عجب می الفاظ کی تعریف میں کیا کرتے ہیں۔ اب جو ہم آئے، تو ہم بھی اس تعبیر کو اسی ترکیب اور انہی حروف کے ساتھ استعمال کر لے جس طرح کہ وہ کرتے ہیں، اور کہنے لگے امیرال کنتر، او بیروا دیس، امیرال فلان۔

میں تو اصل موضوع بیان کرنے لگا، حالانکہ مجھے پہلے یہ بتانا چاہیے کہ ہم مسلمان یورپ پہنچے کیسے؟

حضرات! اس دریا کو عبور کر کے جو ہم میں اور یورپ میں حد فاصل ہے۔

اس دریا کو اب ہم بحر ابیض کہتے ہیں۔ ترکوں کے یہاں یہ بحر سفید کے نام سے مشہور ہے جو ایک فارسی لفظ سفید سے مرکب ہے جس کے معنی ابیض کے ہیں۔ اسکو پہلے بحر متوسط کہتے تھے۔ کیونکہ یہ افریقہ، ایشیاء، اور یورپ کے درمیان راقع ہے۔ ہمارے اسلاف کے یہاں اسکا نام بحر روم و بحر شام تھا۔ میرے نزدیک اگر وہ اسکو مجریہ اسلامیہ کہتے تو بالکل سچ کہتے اور ایک حقیقی صداقت کو ظاہر کرتے۔ کیونکہ مسلمان اس دریا اور اس کے جزائر جیسے میورقہ اور منورقہ کے (جو اب جزائر بالیار کہلاتے ہیں) پرے مالک تھے۔

اہل اندلس ان جزیروں کو انہی دونوں ناموں سے یاد کرتے تھے اور جزائر شرقیہ بھی کہتے تھے۔ کبھی خالی الجزائر بھی کہہ دیتے۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ الجزائر جو الجیر یا کے نام سے مشہور ہے، اسکا نام اس کے دارا ۱۰۰۰۰ الجیر سے ماخوذ ہے جسمیں جزائر بنی مزغہ یا مزغونہ، صقلیہ، قورسقہ، اور اقربطش (جو اب کرید کے نام سے مشہور ہے) شامل تھے۔ ان جزائر میں اسلامی تمدن پورے عروج کے عالم میں رہ چکا ہے۔ یہ تو بڑے جزیرے تھے، رہ چھوٹے چھوٹے جزیرے جیسے قبرس، مالطہ، رودس، تو انمیں بھی تمدن اسلام کی یہی حالت تھی۔ ان مقامات میں اب بھی اسلام کے آثار باقی ہیں۔

غالباً آپ یہ سنکے خوش ہوئے کہ مالطہ میں عربی علم ادب کا بازار گرم تھا۔ رالی مالطہ جسکا نام قائد بھی تھا، اس کے لیے ایک مہندس (انجینیر) نے ایک ایسا بُست بنایا تھا جس سے معیروں کی مدد سے دن کو وقت معلوم ہو جاتا تھا۔ ابو القاسم بن رمضان مالطی نے عبد اللہ بن سبط مالطی سے کہا کہ اس پر کچھ کہو، چنانچہ اس نے برجستہ کہا:

جاریہ قمری الصبح
بہا النفوس تبتہج
کان من ا- ۱
الی السماء قد عرج
مطالع الانفلاک عن
سر البروج والدرج

خیر یہ تو ایک لطیفہ ادبی تھا۔ اب میں پھر اصل مبحث کی طرف لوٹتا ہوں۔ بحر اریخیل (ایجین) اور اس کے جزائر درحقیقت مسلمانوں کے زیر نگین کبھی بھی نہیں ہوئے۔ البتہ ان پر مسلمانوں کی یورشیں ہوتی رہتی تھیں جو رومیوں اور مسلمانوں کے تعلقات کی یعنی جنگ و صلح ہنگامی کے تابع ہوتی تھیں

(اولین مسلم امیرال کون ہے ؟)

صحابی جلیل القدر علاء بن حضرمی رحمۃ اللہ علیہ ! آپ اولین مسلمان ہیں جو بحری غزوے کے لیے نکلے۔ یہ غزوہ مشرق کی طرف سے خلیج فارس میں براہ عمان و بحرین ہوا تھا۔

اور اولین مسلم امیرال جس نے جنگ کے لیے بحررم کا سفر کیا، معاویہ بن سفیان ہیں۔ یہ غزوہ انہوں نے اس وقت کیا تھا جبکہ حضرت عثمان بن عفان (رض) کے عہد میں شام کے عامل تھے۔ پھر تو مسلمانوں کو بحری جہاد سے ایک شغف ہو گیا اور اس سلسلے میں بعض جزائر کے بھی وہ مالک ہو گئے۔

بہ-۱: مصری ہونے کے ہمیں یہ جاننا چاہیے کہ بحری دارالصناعہ سب سے پہلے سنہ ۱۵۴ ہجری میں جزیرہ مصر یعنی فسطاط ہی میں قائم ہوا، نیز یہ کہ اسطول (بیڑا) اپنے حقیقی معنی میں سب سے پہلے مصر ہی میں بزمانہ عسہ بن اسحاق بنایا گیا جو متوکل باللہ عباسی (جس کا ذکر عنقریب منجذیق کی تقریب سے آلیگا) کے طرف سے مصر کا والی تھا۔ یہ سنہ ۲۲۸ ھ کا واقعہ ہے۔

مصر اپنے بیڑوں سے روموں اور ان کے علاوہ یورپ کی اور قوموں کے حملے روکا کرتا تھا، اور بجز ان خاص صورتوں کے جبکہ اس پر تعدی اور دست درازی کیجائے، اس کا کام یہ نہ تھا کہ وہ خود بھی حملہ کرے۔ یہ اس لیے کہ وسعت مملکت اور استعمار کے لحاظ سے اس کا مطمع نظر روم اور قبرص کے علاوہ اور کوئی جزیرہ نہ تھا۔ کیونکہ اس نے باقی جزیروں کو ان اسلامی ممالک کے لیے چھوڑ دیا تھا جو ان جزائر سے قریب تر تھے۔

چنانچہ تونس کی بحری ہمت ہمیشہ صقلیہ اور سردانیہ کی طرف متوجہ رہتی تھی، اور مغرب اقصیٰ جزائر میرقہ، منرقہ یا (Ibiza) یا (Iviza) یا (Ivica) اور سواحل اندلس و فرانس کا کفیل تھا۔

لیکن تونس مصر سے گئے سبقت لیگیا، چنانچہ سنہ ۶۹ ھ میں ایک اموی تاجدار عبد الملک بن مروان کے حکم سے تونس کے عامل (گورنر) حسان بن نعمان نے بیڑے بنوائے۔

اسلامی بیڑوں کی عظمت اس درجہ تک پہنچ گئی تھی کہ بقول امام مقربزی ”اسمیں کوئی بے پروا یا امور جنگ سے ناواقف داخل نہیں کیا جاتا تھا“ ان کے ملازموں کی خاص وقعت و عزت تھی۔ ہر شخص کی یہ کوشش ہوتی کہ اس کا شمار بیڑے کے ملازموں میں ہو اور اس کے لیے برابر کوشش کرتا رہتا تھا، یہاں تک کہ وہ کامیاب ہو جائے۔ امام موصوف ہم کو یہ بھی بتاتے ہیں کہ مصر میں بیڑوں کیلئے سعی و ترجمہ المعز لدین اللہ کے آنے سے قوی تر ہو گئی۔ امراء و اعیان سلطنت میں سے جو شخص سب سے بڑا اور سب سے زیادہ قوی النفس ہوتا تھا وہی بیڑے کا سردار (امیرال) ہوتا تھا۔ المعز کے زمانے میں بیڑوں کی تعداد آٹھ سو سے زیادہ تھی مگر پھر کھٹنا شروع ہو گئی، تاہم سو سے کبھی بھی کم نہ ہوئی۔ بیڑے کی تیاری اور تنخواہوں کی تقسیم کے وقت خلیفہ خود موجود رہتا تھا۔ بیڑا جب برسر روانگی ہوتا تو خلیفہ وقت اس کے رخصت کرنے کیلئے منظرہ القدس میں (جہاں اب جامع اولاد عمان ہے) ایک شاندار جلوس کے ساتھ چلتا تھا۔ وہ ایک جشن کا دن ہوتا جس کی رونق و خوبی کو بیڑے کی وہ نقل و حرکت، جس کو اب بحری نمائش (Navil Manoer) کہتے ہیں، اور بھی در بالا کر دیتی تھی۔ اس طرف اس درجہ توجہ تھی کہ دارالصناعہ میں خلیفہ کے علاوہ کوئی شخص سوا نہیں جاسکتا تھا، اور وہ بھی صرف افتتاح نیل کے جلسہ کے دن۔ یعنی اس خلیج کے بند کرنے کے لیے جو اب پٹنگلی ہے اور اس پر سے ٹریمے نکلتی ہے !

صلح الدین کے زمانے میں بیڑے کیلئے ایک خاص صیغہ تھا جس کو دیوان الاسطول کہتے تھے۔ یہ صیغہ اس نے اپنے بھائی شاہ عادل کے متعلق کر دیا تھا۔ یہ صیغہ اس صیغہ سے ملتا ہوا تھا جو محمد علی کے زمانے میں دیوان البحر یہ کہلاتا تھا اور کج یورپ میں وزارت بحریہ کے نام سے موسوم ہے۔ مگر آہ، اب تو وہ مصر میں صفر ہے۔ لا عین ولا اثر (نہ اصل ہی باقی ہے اور نہ اس کے نشان) !

مصر میں دمیاٹ اور اسکندریہ جنگی بندرگاہ تھے، اور بعد کو ان کے ساتھ تیس بھی ملحق کر دیا گیا تھا جو اب دہرلن پڑا ہے۔ فسطاط (قدیم مصر) اور قوص (جو صعیقہ کا ایک قصبہ ہے) یہ دونوں نیل کے پورے بندرگاہوں میں سے تھے۔ یہاں بھی جہاز بننے لگے جو انہی سرحدوں میں رہتے تھے اور بحری جنگوں پر اس لیے جانے لگے تھے تاکہ مصر کا بول بالا ہو اور اس کا پرچم ہر طرف لہرائے۔

اسلامی سلطنتوں میں بیڑا کتنے قطعوں سے مرکب ہوتا تھا ؟ اعرادیات، اغریہ، برکوشات، حراریق یا حراقات، ٹلندیات، اور مسطحات سے (یہ سب کشتیوں کے نام ہیں۔ دیکھو مضمون اسلامی بحریات مندرجہ الہلال) ان کے بعد اور کشتیاں ہیں جو اہمیت میں دوسرے درجہ پر ہیں گوانکی بھی سخت ضرورت پڑتی ہے۔ ان پر ہم عنقریب بحث کریں گے۔

”باسم اللہ مجراہا و مرساہا“ پڑھتے ہوئے اسلامی بیڑے روانہ ہوتے، اور جزائر و سواحل یورپ پر جا کر ٹھہرے۔ انہوں نے اپنے مراسی (جمع مرسا یعنی لنگر) ڈالے جسے انجر بھی کہتے ہیں۔ انجر ایک یونانی لفظ ہے، جس کو عربوں نے معرب انجر کیا اور ان سے فرانسیسوں نے لیا تو (Ancre) کر دیا اور پھر اس سے (Anchor) مصدر بنا لیا۔

جب یہاں عرب پہنچے تو انہوں نے اپنے جہازوں کو موڑے موڑے رسوں سے باندھا، جن کو وہ امراس (جمع مرس) اور امرار (جمع مر) کہتے تھے۔ اطالینوں نے ان رسوں کا نام (Amarra) رکھا۔ فرانسیسوں نے اسمیں کیسقدر اور وسعت پیدا کی اور (Amarrer) یا (Amarrage) دو لفظ مشتق کیے جن کے معنی ”ان رسوں سے کشتیوں کو باندھا“ ہیں، بالکل اس طرح جیسے کہ عرب کہتے تھے: الفس الشی یعنی کشتی یا کسی شے کو اس موڑے اور مضبوط رے سے باندھا۔ حبل (رسی) کے ذکر پر میں یہ بھی بیان کیے دیتا ہوں کہ وہ عربی میں اور (Cabbe) فرانسیسی میں، دونوں ایک ہی معنی کے لیے ہیں، اور دوسرا لفظ اسی پہلے عربی لفظ سے ماخوذ ہے۔

نوٹس متعلق اولڈ بوائز کانر

امسال حسب معمول تعطیلات ایسٹر میں بتاریخ ۱۰ - لغایۃ ۱۲ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ - از جمعہ تا اتوار جلسہ سالانہ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے اجلاس بمقام علی گڈہ کالج منعقد ہونگے۔

جملہ اولڈ بوائز کی خدمت میں درخواست ہے کہ حتی المقدور اجلاس ہائے مذکور میں آکر ضرور شریک ہوں، اور اپنے پیارے کالج کی زیارت کریں اور اپنے چھوٹے بھائیوں اور اسٹاف سے ملیں اور کالج میں جو اضافہ ہوا ہے اس کا بھی ملاحظہ کریں۔

ہماری درخواست ان بھائیوں سے جو ابھی تک کسی وجہ سے ایسوسی ایشن کے ممبر نہیں ہو سکے خاص طور پر ہے کہ ضرور تشریف لا کر شریک جلسہ ہوں۔

خاکسار شرکت علی

آئریوی سکریٹری اولڈ بوائز ایسوسی ایشن

اثر عتیقا

حفریات بابل

مہسرلوٹیمیا یعنی درآبہ دجلہ و فرات کی وادیوں میں جرمنی کے علماء آثار نے سنہ ۱۸۹۹ء سے اعمال حفریہ کا سلسلہ (یعنی پرانے کھنڈروں کا کھودنا) شروع کیا ہے۔ ان آثار سے وہ قدیم بابل کی ایک تاریخ مرتب کر رہے ہیں۔

اسلامی بابل کے چند شہر مثلاً ابرجہ، فارا، بابل اور اسیریا کے دار الحکومت اسیر کی نہایت باقاعدہ تنقیب کر کے اسول سائنس کے مطابق معلومات مرتب کیے ہیں۔

اس تمام کام کے نگران ڈاکٹر رابرٹ کولڈ لورٹی ہیں۔ ڈاکٹر موصوف فن عمارت کے ماہر ہیں اور آثار قدیمہ مشرق کے ایک کامل متبحر عالم سمجھے جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ اور چند اشخاص بھی کام کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر مارش نے جو آثار قدیمہ اسیریا کے ماہر ہیں، اسیریا کے کھنڈروں کو نہایت کامیابی کے ساتھ کھود کر ان کے نتائج باقاعدہ مرتب کیے ہیں۔

ان تحقیقات کے واسطے جرمنی میں ایک انجمن قائم ہوئی ہے جسکی اعانت شہنشاہ جرمنی نے ایک بہت بڑے عطیے سے کی ہے۔ وہی انجمن اس جماعت کو روپیہ سے امداد دیتی ہے۔ حکومت جرمنی کا اس طرف اسقدر متوجہ ہونا ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنا اثر درآبہ فرات

و دجلہ میں بڑھانے کیلئے کیسے کیسے طریقوں سے کام لے رہی ہے؟ اسکا مقصد یہ ہے کہ جب بغداد ریلوے جاری ہو جائے تو یہ حصہ ملک جو معدنیات کے لحاظ سے نہایت ہی دولت مند ہے، اس کے قبضہ میں آ سکے۔

(پہلی تنقیب کا نتیجہ)

” ابرجہ “ وسط صوبہ بابل کے آثار میں ایک چھوٹا سا مجموعہ کھنڈروں کا ہے اور ” قارا “ کے جنوب میں چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ان مقامات کی تنقیب سے کچھ زیادہ نتائج مرتب نہیں ہوئے۔ ابرجہ میں جو مقامات کھودے گئے، ان سے بابل کے عہد وسطی کے چند آثار ہی دریافت ہوئے اور اس وجہ سے وہاں کا کام چھوڑ دیا گیا۔

قارا میں ایک تودہ جو نصف میل لمبا اور چوتھائی میل چوڑا تھا، نو ماہ کی متواتر محنت اور کوشش کے بعد کھودا گیا۔ اس تودے پر برابر دس فیت لمبی اور پانچ فیت چوڑی خندقیں کھودی گئیں، اور جب کوئی دیوار نمودار ہوئی تو اسکو اس وقت تک کھودے ہی رہے جب تک کہ اصلی تعمیر کا طرز و نمونہ دریافت نہ ہو گیا۔

بہت سے مٹی کے برتن، کچھ سنگ مرمر کی مراحیل، اور اینٹوں کے ڈھیر بھی برآمد ہوئے ہیں۔ آخر میں ایک نہایت قدیم زمانہ کا محل نکلا۔ اس محل سے خط میخی میں لکھی ہوئی تختیاں نکلیں، جن پر اس شہر کا نام شریاک کندہ تھا، اور بابل کی ان روایات کا بھی تذکرہ تھا،

جو کتاب جلیگمیس میں طرفان کے متعلق موجود ہیں۔ اتفاق سے اسی زمانے میں وہاں کے عربوں میں باہم کچھ لڑائی سی ہو گئی جس میں ایک عرب مارا گیا اور دولت عثمانیہ نے اس کام کو بند کر دیا۔

قارا میں ایک بدرہہ معرابی حصہ نکلا۔ اگرچہ تاریخ یہی بیان کرتی ہے کہ معراب کی طرز تعمیر اہل روم کی ایجاد ہے، مگر یہ معراب عین اصول ریاضی کے مطابق اور نہایت اعلیٰ درجہ کی بنی ہوئی ہے۔ تاریخ تعمیر کے لحاظ سے قبل مسیح سترہ چار ہزار پیشتر کی معلوم ہوتی ہے۔ غالباً یہ اسی زمانہ کی ہے جبکہ شامیوں سے قبل کی اقوام یہاں آباد اور حکمران تھیں۔ جو اینٹیں اس معراب میں لگائی گئی ہیں، وہ

ایک جانب سے مسطح ہیں اور دوسری جانب سے مقعر، اور چھوٹے کلچے کے برابر گول ہیں۔ یہ اینٹیں پختہ اور سرخ ہیں۔ ان سے پیشتر کے زمانہ کے گول پختہ سرخ اینٹ اب تک دریافت نہیں ہوئی۔

اگر یہ سلسلہ تحقیقات جاری رہتا تو امید تھی کہ کچھ اور مفید انکشافات بھی ہوتے، مگر جب یہاں کی تحقیقات بند کر دی گئی تو معجزاً خاص شہر بابل کے آثار کو کھودنا شروع کیا۔

(خاص شہر بابل)

یہ کھنڈر دریائے فرات کے بائیں کنارے بغداد سے ستر میل کے فاصلہ پر واقع ہیں۔ اس کے متعلق تحقیقات کا سلسلہ عرصہ تک



قلعہ بابل کے بقیہ آثار

شیر کا مجسمہ جو قصر بابل سے ۱۸

کھود کر نکالے ہیں سب کے سب اسی بادشاہ کے بنوائے ہوئے ہیں۔
قصر کے متعلق جرمنی سے بننے والے عربوں نے ایک دلچسپ چیز
حاصل کی تھی۔ یہ ایک شیر کا مجسمہ ہے جو ایک کمرے میں
آدمی پر سوار ہے۔ یہ مجسمہ اور آدمی کی تصویر سنگ خارا کی
ہے مگر ناتمام چھوڑ دی گئی ہے۔ شیر کے مجسمے میں عربوں نے
بہت سے سوراخ کھود دیے کہ شاید کوئی خزانہ اندر سے ہاتھ لگے۔

اس مجسمہ پر کسی قسم کا کتبہ وغیرہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر کرلڈیری
نے اینٹوں کے ایک چبوترے پر اسے قلم کر دیا ہے، گویا یہ شیر قلم
آثار بابل کی حفاظت کر رہا ہے!

پہلی چیز جو تاریخی حیثیت سے نہایت دلچسپ ہے،
جرمنیوں کی دریافت میں ایک سیاہ ستون ہے۔ اس قسم کے
ستونوں سے بابل کی ایسے ہی زینت تھی، جس طرح نیویارک اور یورپ کے
دیگر شہروں کی زینت آجکل مصر کے ستونوں سے ہے۔ اس کے ایک
طرف کے چپٹے حصے پر جنگجوؤں کی تصویریں کندہ ہیں جو اپنے
حربی آلے ہوا میں بلند کیے ہوئے ہیں۔ دوسری جانب مدور
حصہ ہے۔ اس پر بعض نقوش لکھے ہوئے ہیں جو اب تک پڑے
نہیں گئے۔

(۱۸۶: ڈیوڈ کا محل)

ڈاکٹر کرلڈیری کے کاروائے نمایاں میں سب سے زیادہ اہم کام
نیچنڈنیزر کے محل کی دریافت ہے۔

یہ محل اندرون قصر میں واقع ہے۔ اب صرف اُسکی بنیاد
ہی بنیاد باقی رہ گئی ہے جو مربع اینٹوں کی بنی ہوئی ہے۔
نیچے کے رخ کی ہر اینٹ پر اس جلیل القدر بادشاہ کا لقب اور
نام کندہ ہے۔

کئی سو حجرے اور کمرے بھی ہیں۔ بعض کمرے عرض و طول
میں صرف ایک چارپائی کے برابر ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ
کمرے جو سب میں بڑا ہے اور جسمیں ایک مرتفع چبوترے اینٹوں کا
موجود ہے، اس بادشاہ کے دربار کا کمرہ ہوگا۔ اس محل اور ہیکل
کے درمیان ایک گذرگاہ بھی تھی جو نہایت متبرک سمجھی جاتی
تھی۔ اس گذرگاہ میں مقدس دیوتاؤں کی تصویریں بنی ہوئی
ہیں۔ اس دروازے کا نام جو اس متبرک گذرگاہ کی طرف محل
کو جاتا تھا ”یشتر“ تھا۔

یہ دروازہ اہل بابل کی طرز تعمیر کا پورا پورا پتہ دیتا ہے۔ اس
دروازے کی اصلی بلندی کا حال تو معلوم نہیں مگر اس وقت بھی
راستے کی سطح سے چالیس فٹ بلند ہے! اسکی پختہ اینٹوں کی

رہا، اور ہر ملک اور ہر قوم کے معقدان آثار یہاں آکر کچھ نہ کچھ
انکشافات کر گئے۔

سورس کا زمانہ گزرا کہ ان آثار میں بے شمار اینٹیں خط میخی
میں لکھی ہوئی ملی تھیں۔ ان پر نیچنڈنیزر کا نام کندہ تھا۔ ان
اینٹوں کی بدولت قبائل عرب کو اکثر تہذیبی بہت رقم یورپین اقوام
سے ملتی رہتی تھی۔

حلقہ جو تقریباً دس ہزار آدمیوں کی آبادی کا ایک قصبہ ہے،
انہی اینٹوں سے تعمیر کیا گیا۔ ان اینٹوں سے اس کے تمام محلوں کی
زمین پختہ کی گئی، اور دریائے فرات کی روک کے واسطے ایک
پشتہ بھی باندھا گیا۔

بابل کے کھنڈر تین بڑے تودوں اور چند چھوٹے چھوٹے تودوں پر
مشتمل ہیں۔ ان تودوں کے گرد مٹی کی ایک دیوار کے آثار
پائے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر پناہ تھی۔

ہیرڈرٹس مشہور یونانی مورخ کا بیان ہے کہ یہ شہر پناہ
۳۳۵ - فیت بلند اور ۸۵ فیت عریض تھی۔ دیگر مورخین بیان کرتے
ہیں کہ یہ دیوار ۴۲ سے ۵۶ میل تک مدور تھی۔ اس دیوار میں
دھائی سو دروازے تھے جن پر پیتل کے کیواڑ چڑھے ہوئے تھے!!

ان تودوں میں شمال کے تودے کا نام اسرقت بھی بابل ہے۔
اسکی شکل مربع ہے اور سر فیت بلند ہے۔ عرب اس تودے کے
کھنڈر کو اینٹوں کے لیے برابر کھودتے رہے ہیں۔ ڈاکٹر کرلڈیری
کا خیال ہے کہ اسی کے نیچے وہ منارہ ہے جس کا نام توریت
میں منارہ بابل آیا ہے۔ عربوں نے کھود کھود کر ان کے نیچے سے بڑی
بڑی محرابیں نکالی ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ بابل کے مشہور
عالم معلق باغونکی محرابیں یہی ہیں۔

ان تودوں کی وسط میں ایک بڑا تودہ ہے جسکو عرب قصر
کہتے ہیں عربوں کا خیال ہے کہ بابل کا اصلی قلعہ یہی تھا۔
اسکی مضبوط دیواریں بھی کہیں کہیں سے ابھری ہوئی نظر آتی
ہیں۔

قصر سے جراثیا برآمد ہوئی ہیں، وہ اس قدر زمانہ قدیم کی
نہیں ہیں جسکی امید علماء جرمنی نے کی تھی۔ یہ قصر نسبتاً
زیادہ قریب تر زمانے کا تعمیر شدہ ہے، کیونکہ اسیریا کا بادشاہ
سناشرب جو ۷۰ سے ۹۸۱ قبل مسیح تک حکمران رہا، یہ دعوا
کرتا ہے کہ آسنے بابل کو بالکل برباد کر دیا تھا۔ پس ضرور ہے
کہ یہ آثار تعمیر مابعد کے ہوں۔

یہ درحقیقت معجم ہے کہ سناشرب سے قبل کی کوئی چیز
یہاں دستیاب نہیں ہوئی۔ بابل جس کے کھنڈر ملتے ہیں
نیچنڈنیزر کا شہر ہے۔ جس قدر محل اور ہیکل علماء جرمنی نے

نیچنڈنیزر کا محل

اور بہت سے اوزار، ہتیار اور سونے چاندی اور پتھر کی آرائشی چیزیں بھی دستیاب ہوئی ہیں۔

اس شہر کے جنوبی حصے میں پتھروں کے مجسمے اور ایک کن ہے۔ ایک پتھر کا ستون جو چار فٹ سے آٹھ فٹ تک لمبا ہے، برآمد ہوا ہے۔ ان یادگاروں اور ستونوں کے بالائی حصے پر اُس بادشاہ یا امیر کا نام اسیرین زبان میں کندہ ہے جس کے لیے وہ قائم کیے گئے تھے۔ ان میں سے ایک پر شمرامست کا نام کندہ ہے جس کے متعلق یہ روایت مشہور ہے کہ اس کا نام شمرامیس تھا اور فاجستے کی صورت میں مسخ ہو گیا تھا!

گذشتہ تین ماہ سے علماء آثار جرمنی بابل کے جنوب کی جانب رقبہ نامی کھنڈر کیلئے گئے ہیں۔ اگر جرمنیوں نے اس مقام کو بھی اس طرح کھودا جس طرح دیگر مقامات کو کھود چکے ہیں، تو یقیناً تاریخ قدیم میں ایک معقول اضافہ اور ہوجائیگا۔ (مقتبس از سالٹنگ امریکن)

رئیس اجلاس ال انڈیا مسلم لیگ کی افتتاحی تقریر (۳)

(جنگ بلقان)

آپ کے لیے یہ امر موجب انبساط ہے کہ جنگ بلقان کا خاتمہ ہو گیا۔ ترکی اپنا بوربا بستر سنبھال کر یورپ سے نہ نکالا جاسکا۔ اگرچہ اس کے یورپین مقبوضات میں کمی ہوگئی ہے تاہم بر اعظم یورپ میں وہ اب تک مضبوطی سے پاؤں جمائے ہوئے ہے۔

ایڈورڈ نوئل پر جو مسلمانان عالم کا مرجع رجحان بن گیا تھا ترکی پھر دہرا لہرا رہا ہے۔ ترکوں کے مصائب میں ایک پہلو یہ اچھا نظر آتا ہے کہ انہوں نے اس قوت کو ظاہر کر دیا ہے کہ مسلمانوں میں آجس میں خواہ کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو، لیکن اسلامی اخوت کا مذہبی جذبہ تمام دنیاے اسلام میں ایک پراثر قوت ہے۔ ترکوں کی مصیبت اور آزمائش کے وقت مسلمانان عالم نے ایثار اور محبت کے ساتھ بڑھکر اپنی مستعدی کا ثبوت دیا۔ یہ اسلام کا ایک زندہ معجزہ ہے کہ اسلامی اخوت کے خیالات ہمارے نبی کے پیروں کے دلوں میں اچھی طرح جاگزیں ہیں، اور صدہا سال گذر جانے پر بھی اس نبی شان تبلیغ میں کسی قسم کا فرق نہیں آیا۔

(مسلمان ہندوستان اور برطانیہ عظمیٰ کی خارجہ پالیسی) اس سختی اور آزمائش کے زمانہ میں مسلمانوں کے خلاف یہ الزام عاید کیے گئے کہ وہ برطانیہ کی خارجہ پالیسی کو اپنی مرضی کے مطابق چلانا چاہتے ہیں اور یہ کہ ان کی یہ خواہش ہے کہ یورپ میں اسلامی سلطنتوں کی حفاظت کی خاطر برطانیہ عظمیٰ جنگ کرنے کو تیار ہوجائے گا اس سے بھی زیادہ اور کڑی بات دور از صداقت ہوسکتی ہے؟ انگلستان کے جو مفاد تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں انہیں مسلمانان ہند بخوبی محسوس کر رہے ہیں، ان کی رر سے وہ اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ انگلستان کو یہ تحریک دینا کہ وہ بغیر سرجے سمجھے ایک خونریز جنگ کریں کیسا خوفناک ہوگا۔ یہ کہنا کہ مسلمان انگلستان کو خارجہ پالیسی کے استعمال کا راستہ سکھانے کا ذرا سا بھی ارادہ رکھتے ہیں، مسلمانوں کے ساتھ انتہائی بے انصافی سے ظم لینا ہے، اور فی الحقیقہ، مسلمانوں کو ایسا کرنے کا کبھی خواب میں بھی خیال نہیں آیا، جس امر پر انہوں نے زور دیا اور میرے خیال سے وہ ایسا کرنے میں بالکل حق بجانب

دیواروں پر جو بارہ فٹ طویل و عریض ہیں، بیل، شیر، اڑدے اور عجیب و غریب جانوروں کی شکلیں ابھری ہوئی بنی ہیں۔ یہ ابھری ہوئی تصویریں چینی کی قلعی کی ہوئی اینٹوں کی ہیں۔ ایک - ایک رنگ مثلاً زرد، نلے، اور سفید کیلئے ہر ہر اینٹ علیحدہ علیحدہ رنگ کی بنی ہوئی ہے، مگر ہر اینٹ کو دوسری اینٹ سے اس طرح وصل کیا ہے کہ پوری تصویر ایک ہی اینٹ کی معلوم ہوتی ہے!

انکا رنگ اس وقت تک نہایت پاکیزہ اور روشن ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابھی طیار ہوئی ہیں۔ یہ فن اُس وقت اپنے کمال تک پہنچ گیا تھا مگر اب بالکل معدوم ہے۔

(عمران کے آثار)

جرمنیوں نے اس سے بھی زیادہ عظیم الشان کام عمران میں کیا ہے۔ یہ تودہ جنوب کے طرف ہے، اور سطح اصلی سے چالیس فٹ نیچے ہے۔ اس شہر کے کھنڈر پر عربوں، عبرانیوں، پارسیوں، اور ایرانیوں نے اپنے اپنے زمانے میں شہر تعمیر کیے تھے جو سب غارت ہو گئے۔ اس تودہ کے نیچے وہ ہیکل جو اساطیل کے نام سے معروف تھا، معلق ہے۔ جرمنیوں کی محنت اور استقلال کا پتہ اس امر سے چلتا ہے کہ ایک ایک زمین کو چالیس فٹ گہرا صرف مٹلٹ نما پھاڑوں سے کھودا گیا ہے۔ اسی ہیکل کی طرف اس کی بنیاد ملی ہے جس سے تمام حجروں اور راستوں کا پتہ لگتا ہے۔

بابل میں جرمنیوں کو تختیاں بہت کم ملی ہیں۔ پارسیوں زمانہ کے کچھ سے، مٹی کے برتن، اوزان کے بٹ کھڑے، پتھر کے اوزار، مجسمے، زیورات، کچھ پوتہ، اور اسی قسم کی بہت سی چیزیں البتہ ہاتھ لگی ہیں۔

(ب۔ ب۔)

مجسمہ ایک چھوٹے سے ڈھیر کا نام ہے۔ اسمیں سے عربوں کو مٹی کی چند تختیاں ملی ہیں جنمیں زیادہ تر عجیبی خاندان کے متعلق حالات مرقوم ہیں۔ عجیبی اہل بابل کی زبان میں حضرت یعقوب کا نام تھا۔ ان تختیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عرصہ دراز تک بابل میں بنی اسرائیل ظم کرتے رہے ہیں۔

ایک نلکی سی بھی نکلی ہے جس پر سائرس شاہ فارس کے بابل پر حملہ کرنے کا حال لکھا ہے۔ یہ چیزیں اکثر چالیس اور پچاس فٹ زمین کے نیچے پائی جاتی ہیں۔

(اسیریا کی تنقیر ب)

اسیریا کے کھنڈر جنکو اس وقت شروعات کہتے ہیں، دریائے دجلہ کے ساحل پر نینوا اور بغداد سے نصف مسافت پر واقع ہیں۔ سنہ ۱۹۰۴ء میں ان کھنڈروں کی تنقیر شروع ہوئی۔ سنہ ۱۹۰۶ء قبل مسیح تک یعنی جیتک کہ نینوا کا سقوط نہیں ہوا تھا، یہ شہر نہایت متبرک سمجھا جاتا تھا۔

ڈاکٹر کوانڈری اور ڈاکٹر مارش نے اس شہر کی دیوار اور کھائی کو بالکل صاف کر لیا ہے۔ شہر کے اصلی دروازوں کا پتہ بھی لگا لیا ہے۔ بعض جگہ برج بدستور قائم ہیں اور انمیں وہ سوراخ بھی موجود ہیں جنمیں سے تیر انداز تیر لگایا کرتے تھے۔ شہر کے اندرونی حصے میں اسیریا کے محلات اور ہیکل ہیں۔ عہدہ داروں کے مکانات سے پانی پہنچانے کے پیچ در پیچ راستے، نالیاں، اور بدررئیں ہیں۔ بازار کا کچھ حصہ بھی نکلا ہے جس کی سڑکوں پر سنگ مرمر کی سلیں بھی ہوئی ہیں۔ امیروں کے مکانات کا سلسلہ اور غریبوں کی گنجائ آبادی، امیروں کے مقابر اور وسیع اور بلند دروازے، جن پر کراڑ اسرقت تک اپنی سنگی چوہوں پر متحرک ہیں، اور ان کے علاوہ

(مسٹر اسکوتھ اور معاہدہ لندن)

خیر تر جیسا کہ آپ کو معلوم ہے لندن کے معاہدہ صلح پر دستخط ہونے کے بعد بلقانی آپس میں جنگ و جدل کرنے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ممالک مفتوحہ کی بھر تقسیم ہوئی۔ ترکی نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر جو خوش قسمتی سے اُسے حاصل ہوا تھا شہر ادرنہ اور اس کے اطراف کی سرزمین پر جس کے ساتھ مسلمانوں کا وجدانی تعلق تھا، دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اس حالت میں کیا مسٹر اسکوتھ کا یہ اعلان دانشمندانہ اور مدبرانہ تھا کہ جہاں تک ترکی کا تعلق ہے وہ انہیں حدود میں رہے، جو صلح لندن کے رد سے مقرر ہوئی ہیں؟ جب والا مرتبت وزراء برطانیہ کی طرف سے ایسے اور اس قسم کے اعلان ہوں تو اگر مسلمانان ہندوستان یہ نتیجہ نکالیں کہ انگلستان ترکی کے لیے بجائے عادل اور منصف بننے کے عداً خلافت اسلام پر تلا ہوا، اور ان دول یورپ کے ہمنوا ہے، جو ترکی کے علانیہ طور پر دشمن ہیں، تو ان کو کوئی برسر خطا نہیں کہہ سکتا۔ ان تمام اشتعالوں پر بھی کیا مسلمانوں کے کوئی ایسی کارروائی کی جس سے ان پر کوئی الزام وارن ہو سکے؟ کیا برطانیہ عظمیٰ کی طرف سے ان کے سچے اور فادارانہ احساس میں ذرہ برابر بھی فرق آیا ہے؟ اس وقت صورت واقعہ کیسی ہے؟ الم آفریں کیوں نہ ہو، مگر انہوں نے نہایت ہی برداشت اور تحمل سے کام لیا ہے، اور ان کا چل چان بجائے مورد الزام ہونے کے قابل نہیں ہے۔

(مسئلہ جنوبی افریقہ)

میں آپ سے اس امر کی درخواست کر رہا ہوں کہ آپ اپنی نکتہ چینیوں میں تحمل اور برداشت سے کام لیں، مگر اس قسم کی صلاح دیتے وقت اس امر کے احساس سے محروم نہیں ہوں کہ ایسے وقتوں میں ان صفات پر عملدرآمد کرنا کس قدر سخت مشکل ہے۔ اہل ہند کے ہم وطن مردوں اور عورتوں کے ساتھ جذری افریقہ میں جو کچھ سلوک ہوتا ہے۔ اُس نے ہندوستان میں ناراضی اور رنج بھیلادیا ہے، اور اسی وجہ سے ایسے الفاظ کے استعمال ہونے لگے ہیں۔ جس پر ایسی حالتوں میں مشکل سے قابو ہو سکتا ہے۔ مگر اس صورت میں جب ہندوستانیوں میں خوفناک اشتعال پھیل رہا ہے، اور ہندی خیالات مشتعل ہیں اس تقریر کے بارے میں اپنا نہایت اطمینان ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتے، جو حضور والہ اسرارے بہادر نے مدراس میں فرمائی تھی۔ اس کی وجہ سے ان پر بعضوں کی طرف سے نکتہ چینی ہو رہی ہے۔

یہ عجیب تناقض ہے کہ وہی نکتہ چیں جو ہم ہندوستانیوں کو یہ اصول تلقین کرنے سے کہہ رہے ہیں چوکتے کہ مقامی حاکم کی آراء کو منظور کرنا چاہیے، اور جو پارلیمنٹ میں اس کے متعلق نکتہ چینی اور سوالات پر خفا ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ اور اس کی وجہ یہ بناتے ہیں کہ مقامی حاکم وہاں کے حالات خوب سمجھتا ہے، اور جو ہندوستانی عہدہ داروں کے خلاف اہل انگلستان کی پابندیوں کو اس لیے قابل حقارت قرار دیتے ہیں کہ واقعات سے ناواقفیت اور لاعلمی پر مبنی ہیں، وہی لوگ اب اس ملک کے اعلیٰ ترین حاکم کی تجویز اور خیالات کی مخالفت کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔

حضور لارڈ ہارڈنگ بہادر کی مدراس والی تقریر کہاں تک عمدہ اثر پیدا کرنے کا سبب ہوئی ہے۔ اس کا اندازہ صرف اہل ہند ہی کو ہو سکتا ہے، حضور لارڈ ہارڈنگ بہادر کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس ملک کے لوگوں کے حالات سے شخصی واقفیت رکھنا چاہتے ہیں۔ اور اس ملک کی رعایا کی خفگی اور نفرت کے وجدان کے متعلق قابل وثوق اطلاعات بہم پہنچاتے ہیں۔ انہوں نے اس تقریر سے تاج انگلستان کی سب سے بڑی خدمت کی ہے۔

تو یہ بھی تھا کہ انگلستان اپنی کرزوں کی تعداد میں مسلمان رعایا کا لحاظ کرے اور ان کے خیالات پر غور کرے اس امر کی کوشش رہے کہ ترکی سے یورپ کی کونسلوں میں منصفانہ سلوک کیا جائے۔

میں نہیں جانتا کہ کوئی شخص بھی یہ بیان کرنے کی جرات کر سکتا ہے کہ یہ درخواست بلکہ یوں کہیے کہ یہ مطالبہ کہ انگلستان وزارت ہائے یورپ میں ترکی سے حتی الامکان معقول مساویانہ اور منصفانہ سلوک کی کوشش کرے کسی طور پر بھی غیر معقول متصور ہونے کے قابل ہے، اور چونکہ وزرائے برطانیہ کی تقریروں سے مسلمانوں پر یہ ظاہر ہوا کہ انگلستان کی ہمدردی ترکی کے خلاف ہے، لہذا مسلمانان ہند کے احساس کو صدمہ پہنچا، اور وہ کبیدہ خاطر ہو گئے۔ نظر میں امور کیا ان کو کسی طرح بھی کوئی خطا وار کہہ سکتا ہے؟ جس وقت ترکی اور ریاست ہائے متحدہ بلقان میں جنگ شروع ہوئی اس وقت سر ایڈورڈ گرے نے دیوان عام میں فرمایا کہ ”نقض امن کے انسداد کے لیے دول عظام جدوجہد کر رہی ہیں کل متحدہ طور پر بالفاظ صریح یہ تجویز پیش کی گئی کہ دول عظام کی طرف سے ان مشکلات کو دور کرنے کے لیے متحدہ طور پر ریاست ہائے بلقان اور ترکی کو یادداشت روانہ ہو، اور ہم سب نے اس پر اتفاق رائے کیا“ سر ایڈورڈ گرے نے جن تدابیر کا ذکر کیا وہ یہ اعلان تھا ”اگر باوجود اس کے تری اور ریاست ہائے متحدہ میں جنگ جاری ہوئی۔ تو ہم اس جنگ کے نتیجہ کے طور پر یورپین ترکی کی حالت موجودہ میں کسی تغیر و تبدل کو منظور نہ کریں گے“

یہ اعلان ابتدائے جنگ میں ہوا تھا۔ اس اعلان سے ہم معقول طور پر یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ اگر ترکی کو اس جنگ میں فتح میسر ہوئی، تو اسکو ممالک مفتوحہ کے کسی حصہ کو اپنے قبضہ میں رکھنے کی اجازت نہ ملتی۔ جس وقت جنگ شروع ہوئی عام طور پر وزارت ہائے یورپ میں اس امر کا احساس ہوا کہ ترکی سپاہی اپنے اطراف کے ان ممالک پر قبضہ کر لیں گے جو ریاست ہائے متحدہ کے قبضے میں ہیں، اور اگر یہ توقعات پوری ہوتیں تو تمام یورپین طاقتیں مع انگلستان اسی امر پر زور دیتیں کہ ترکی اپنی کامیابی کے نتیجہ کے طور پر اپنی سلطنت میں توسیع نہ کرنے پالے۔

مگر مرج ظفر دوسری طرف رواں ہوئی، اور جنگ درحقیقت شروع ہوتے ہی ریاست ہائے متحدہ کو کامیابی ہوئی۔ اس سے وزارت ہائے یورپ کے خیالات سابقہ بالکل بدل گئے، اور ان کو اس امر کا احساس ہوا کہ یورپین ترکی کو اپنی حالت سابقہ پر قائم رکھنا ریاست ہائے متحدہ کے لیے ضرور رساں ہوگا۔ اس وقت وزیر اعظم برطانیہ عظمیٰ نے سب سے پہلے اس اعلان کرنے کا موقع نکالا کہ جنگ کا خواہ کچھ ہی نتیجہ کیوں نہ ہو آمد ہو، متحدہ یورپ فاتح کرائی فٹم کے ثمر سے محروم نہیں رکھا سکتا۔ اس صورت میں اگر مسلمانان ہند کو اس امر کا احساس ہو تو ان کو کون مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے کہ اگر ترک جنگ میں فتوحات ہوتے تو انگلستان دیگر دول یورپ کے ساتھ اس سابقہ پالیسی کا نفاذ کرتا اور اُسے جبراً عمل میں لاتا۔ اور ریاست ہائے متحدہ کے کسی مقبوضہ حصے پر ترکی کو قابض ہونے کی اجازت نہ دیجاتی۔ لیکن اب اگر ریاست ہائے متحدہ کو کامیابی ہوئی تو اُن کو اجازت دیجاتی ہے کہ وہ یورپین ترکی کے قیمتی مقبوضات کو اپنے ساتھ ملحق کر لیں۔ کیا مسلمانان ہندوستان کا یہ احساس دور از عقل ہے کہ ان کے مارواہ البحر برادران دینی کے ساتھ منصفانہ اور عادلانہ سلوک نہیں کیا گیا؟ اور ایسے سلوک کے وجہ و علل میں انگلستان کی بہت بڑی شہولیت تھی!

مختصر

وہ پھول چنے میں جو گیتان میں نہیں ہیں

میں نے گیتان میں تو یہ ہے کہ اسکو چنے سے سب کسان طر پر پند کریں۔ اور یہ
میں نے گیتان میں تو یہ ہے کہ اسکو چنے سے سب کسان طر پر پند کریں۔ اور یہ
میں نے گیتان میں تو یہ ہے کہ اسکو چنے سے سب کسان طر پر پند کریں۔ اور یہ
میں نے گیتان میں تو یہ ہے کہ اسکو چنے سے سب کسان طر پر پند کریں۔ اور یہ

چند مشاہیر ہند کی قبولیت کو ملاحظہ کیجئے

جناب نواب وقار الملک بہادر فرماتے ہیں میں مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ
بیت سے سب سے ایک حد تک کامیاب ہو کر آئے ہیں۔ یہی کامیابی
میں نے گیتان میں تو یہ ہے کہ اسکو چنے سے سب کسان طر پر پند کریں۔ اور یہ
میں نے گیتان میں تو یہ ہے کہ اسکو چنے سے سب کسان طر پر پند کریں۔ اور یہ

مشاہیر اسلام دعائیتی قیمت پر

- (۱) حضرت منصور بن حلاج اصلي قیمت ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲)
- حضرت بابا فرد شکر گنج ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الہی
- رحمة اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ
- رعایتی ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ
- (۶) حضرت شیخ برعلی قلندر پانی پتی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۷) حضرت
- امیر خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ
- (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ
- بن عمر ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ
- [۱۲] حضرت خواجہ حسن بصری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام
- ودانی مجدد الف ثانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۴) حضرت شیخ بہا الدین
- فکر الدین ملتانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سلسوی ۳ آنہ رعایتی
- ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۷) حضرت امام
- بخاری ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ معی الدین ابن عربی ۴ آنہ
- رعایتی ۶ پیسہ (۱۹) شمس العلماء ازاد دہلوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۰)
- نواب محسن الملک مرحوم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۱) شمس العلماء مروی
- نذیر احمد ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۲) آنر بل سرید مرحوم ۵ رعایتی ۲ آنہ
- (۲۳) رائٹ انزبیل سید امیر علی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز
- رحمة اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان مبداء عید خان عازی
- ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت شبلی رحمة اللہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۷]
- کرشن معظ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعید ابوالخیر ۲ آنہ
- رعایتی ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مخدوم صابر المروی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۰]
- حضرت ابو نعیم سہروردی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالد بن
- واید ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۲] حضرت امام غزالی ۶ آنہ رعایتی ۲ آنہ ۲ پیسہ
- [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ
- [۳۴] حضرت امام حاکم ۴ آنہ رعایتی ۶ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعی
- ۶ آنہ رعایتی ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام جفید ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ
- (۳۷) حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ آنہ - رعایتی ۲ آنہ (۳۸) حضرت خواجہ
- قطب الدین بخارا کا ۳ - آنہ رعایتی ۱ - آنہ (۳۹) حضرت خواجہ
- معین الدین چشتی ۵ - آنہ - رعایتی ۲ آنہ - سب مشاہیر اسلام قریباً دو ہزار

جناب سان المعمر سید اکبر حسین صاحب اکبر آبادی فرماتے ہیں۔
میں نے گیتان میں تو یہ ہے کہ اسکو چنے سے سب کسان طر پر پند کریں۔ اور یہ
میں نے گیتان میں تو یہ ہے کہ اسکو چنے سے سب کسان طر پر پند کریں۔ اور یہ
میں نے گیتان میں تو یہ ہے کہ اسکو چنے سے سب کسان طر پر پند کریں۔ اور یہ

ہمارے چنے کے لئے یہ فرما رہا ہے کہ

ہمارے چنے کے لئے یہ فرما رہا ہے کہ

چند مشہور اطباء ہند کے خیالات

جناب حاذق الملک حکیم محمد رحیل صاحب ہند فرماتے ہیں تاج روغن کی دوا
میں نے گیتان میں تو یہ ہے کہ اسکو چنے سے سب کسان طر پر پند کریں۔ اور یہ
میں نے گیتان میں تو یہ ہے کہ اسکو چنے سے سب کسان طر پر پند کریں۔ اور یہ
میں نے گیتان میں تو یہ ہے کہ اسکو چنے سے سب کسان طر پر پند کریں۔ اور یہ

جناب حکیم حافظ محمد عبد الولی صاحب کنبوی سرکاری طبیہ کھنڈ فرماتے ہیں۔
میں نے گیتان میں تو یہ ہے کہ اسکو چنے سے سب کسان طر پر پند کریں۔ اور یہ
میں نے گیتان میں تو یہ ہے کہ اسکو چنے سے سب کسان طر پر پند کریں۔ اور یہ
میں نے گیتان میں تو یہ ہے کہ اسکو چنے سے سب کسان طر پر پند کریں۔ اور یہ

چند مشہور اخبارات ہند کا حسن قبول
الہلال کلکتہ جلد ۱۰ نمبر ۱۰۱ میں شائع ہونے لگا ہے۔

میں نے گیتان میں تو یہ ہے کہ اسکو چنے سے سب کسان طر پر پند کریں۔ اور یہ
میں نے گیتان میں تو یہ ہے کہ اسکو چنے سے سب کسان طر پر پند کریں۔ اور یہ
میں نے گیتان میں تو یہ ہے کہ اسکو چنے سے سب کسان طر پر پند کریں۔ اور یہ
میں نے گیتان میں تو یہ ہے کہ اسکو چنے سے سب کسان طر پر پند کریں۔ اور یہ

روزانہ زمیندار لاہور جلد ۴ - نمبر ۹ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ - ۴۰ - ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۵ - ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ - ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۳ - ۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۱ - ۱۰۰۲ - ۱۰۰۳ - ۱۰۰۴ - ۱۰۰۵ - ۱۰۰۶ - ۱۰۰۷ - ۱۰۰۸ - ۱۰۰۹ - ۱۰۱۰ - ۱۰۱۱ - ۱۰۱۲ - ۱۰۱۳ - ۱۰۱۴ - ۱۰۱۵ - ۱۰۱۶ - ۱۰۱۷ - ۱۰۱۸ - ۱۰۱۹ - ۱۰۲۰ - ۱۰۲۱ - ۱۰۲۲ - ۱۰۲۳ - ۱۰۲۴ - ۱۰۲۵ - ۱۰۲۶ - ۱۰۲۷ - ۱۰۲۸ - ۱۰۲۹ - ۱۰۳۰ - ۱۰۳۱ - ۱۰۳۲ - ۱۰۳۳ - ۱۰۳۴ - ۱۰۳۵ - ۱۰۳۶ - ۱۰۳۷ - ۱۰۳۸ - ۱۰۳۹ - ۱۰۴۰ - ۱۰۴۱ - ۱۰۴۲ - ۱۰۴۳ - ۱۰۴۴ - ۱۰۴۵ - ۱۰۴۶ - ۱۰۴۷ - ۱۰۴۸ - ۱۰۴۹ - ۱۰۵۰ - ۱۰۵۱ - ۱۰۵۲ - ۱۰۵۳ - ۱۰۵۴ - ۱۰۵۵ - ۱۰۵۶ - ۱۰۵۷ - ۱۰۵۸ - ۱۰۵۹ - ۱۰۶۰ - ۱۰۶۱ - ۱۰۶۲ - ۱۰۶۳ - ۱۰۶۴ - ۱۰۶۵ - ۱۰۶۶ - ۱۰۶۷ - ۱۰۶۸ - ۱۰۶۹ - ۱۰۷۰ - ۱۰۷۱ - ۱۰۷۲ - ۱۰۷۳ - ۱۰۷۴ - ۱۰۷۵ - ۱۰۷۶ - ۱۰۷۷ - ۱۰۷۸ - ۱۰۷۹ - ۱۰۸۰ - ۱۰۸۱ - ۱۰۸۲ - ۱۰۸۳ - ۱۰۸۴ - ۱۰۸۵ - ۱۰۸۶ - ۱۰۸۷ - ۱۰۸۸ - ۱۰۸۹ - ۱۰۹۰ - ۱۰۹۱ - ۱۰۹۲ - ۱۰۹۳ - ۱۰۹۴ - ۱۰۹۵ - ۱۰۹۶ - ۱۰۹۷ - ۱۰۹۸ - ۱۰۹۹ - ۱۱۰۰ - ۱۱۰۱ - ۱۱۰۲ - ۱۱۰۳ - ۱۱۰۴ - ۱۱۰۵ - ۱۱۰۶ - ۱۱۰۷ - ۱۱۰۸ - ۱۱۰۹ - ۱۱۱۰ - ۱۱۱۱ - ۱۱۱۲ - ۱۱۱۳ - ۱۱۱۴ - ۱۱۱۵ - ۱۱۱۶ - ۱۱۱۷ - ۱۱۱۸ - ۱۱۱۹ - ۱۱۲۰ - ۱۱۲۱ - ۱۱۲۲ - ۱۱۲۳ - ۱۱۲۴ - ۱۱۲۵ - ۱۱۲۶ - ۱۱۲۷ - ۱۱۲۸ - ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ - ۱۱۳۱ - ۱۱۳۲ - ۱۱۳۳ - ۱۱۳۴ - ۱۱۳۵ - ۱۱۳۶ - ۱۱۳۷ - ۱۱۳۸ - ۱۱۳۹ - ۱۱۴۰ - ۱۱۴۱ - ۱۱۴۲ - ۱۱۴۳ - ۱۱۴۴ - ۱۱۴۵ - ۱۱۴۶ - ۱۱۴۷ - ۱۱۴۸ - ۱۱۴۹ - ۱۱۵۰ - ۱۱۵۱ - ۱۱۵۲ - ۱۱۵۳ - ۱۱۵۴ - ۱۱۵۵ - ۱۱۵۶ - ۱۱۵۷ - ۱۱۵۸ - ۱۱۵۹ - ۱۱۶۰ - ۱۱۶۱ - ۱۱۶۲ - ۱۱۶۳ - ۱۱۶۴ - ۱۱۶۵ - ۱۱۶۶ - ۱۱۶۷ - ۱۱۶۸ - ۱۱۶۹ - ۱۱۷۰ - ۱۱۷۱ - ۱۱۷۲ - ۱۱۷۳ - ۱۱۷۴ - ۱۱۷۵ - ۱۱۷۶ - ۱۱۷۷ - ۱۱۷۸ - ۱۱۷۹ - ۱۱۸۰ - ۱۱

ان تمام ابواب کے ساتھ قانونی نظائر بھی مندرج ہیں جن کی وجہ سے ہر مسئلہ کے سمجھنے میں بیکار سہولت پیدا ہوگئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کا بھی پتہ چل جاتا ہے کہ ایسی حالتوں میں عدالت نے کیا کیا فیصلے صادر کیے ہیں۔

اس کتاب کے دیکھنے سے فاضل مصنف و مترجم کی اعلیٰ علمی قابلیت ظاہر ہوتی ہے۔ مشکل سے مشکل مسئلہ کو بھی اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ نہایت آسانی سے ہر کسی مزید غور و فکر کے ہر انسان کی سمجھ میں آتا ہے۔ علمی اور قانونی اصطلاحات ایسے موقع پر چسپاں ہیں کہ بغیر کسی تکشوری یا ریفرنس بک کی مدد کے ان کے معانی ربط مضمون سے ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ مدت ہوئی کہ اردو میں ایک چھوٹی سی میڈیکل جیورس پرورڈنس شائع ہوئی تھی، جو نہایت نا مکمل اور ناقص تھی اور ایک ایسی کتاب، کی شدید ضرورت ہے جو اپنے موضوع کے لحاظ سے ہر طرح جامع و مکمل ہو۔

خدا کا شکر ہے کہ یہ کمی پوری ہوگئی اور ایسے شخص کے قلم سے پوری ہوئی جو بنظر علمی قابلیت اور ہمہ دانی کے اعتبار سے تمام ہندوستان میں اپنا نظیر نہیں رہتا۔

امید ہے کہ قانون دان اور فوجداری کاروبار والے حضرات اس کتاب کو اپنے کاروبار میں چراغ ہدایت اور خضر رہنما سمجھ کر اس کی ضرورت قدر کریں گے۔ یہ کتاب نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ مطبع تنفید عالم آگرہ میں چھپی ہے اور (۳۸۰) صفحے ہیں۔ اس کی قیمت سابق میں ۶ روپیہ مقرر تھی، مگر اب عام فائدہ کی غرض سے تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک کر دی گئی ہے۔ اردو مولوی عبداللہ خان صاحب کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن سے مل سکتی ہے۔

مولوی غلام علی آزاد بلگرامی کی دو نایاب کتابیں

(از مولانا شبلی نعمانی)

مولانا غلام علی آزاد، ان وسیع النظر محققین میں سے ہیں کہ ان کے ہاتھ کی دو سطریں ہات آجاتی ہیں تو اہل نظر آنکھوں سے لگاتے ہیں کہ ذخیرہ معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوگیا۔ اہل ملک کی خوش قسمتی ہے کہ مولوی عبداللہ خان صاحب (کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد) کی کوششوں سے ان کی تصنیفات، نہایت اعلیٰ درجہ کی تصنیفیں آج کل شائع ہوئی ہیں۔ سرآزاد اور مائثر الکرام - سرآزاد خاص شعرائے متاخرین کا تذکرہ ہے۔ یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھ یہ خصوصیت بھی رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار اس اعلیٰ درجہ کے ہیں، ورنہ آزاد کے متعلق یہ عام شکایت ہے کہ ان کا مذاق شاعری معین نہیں اور خزانہ عامرہ اور ید بیضا میں انہوں نے اساتذہ کا جو کلام انتخاباً نقل کیا ہے۔ اکثر ادنیٰ درجہ کے اشعار ہیں۔

مائثر الکرام میں ان حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتداء عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ دونوں کتابوں میں عام حالات کے ذیل میں ایسے مفید اور نادر معلومات ہیں جو ہزاروں اوراق کے اکتانے سے بھی ہات نہیں آسکتیں۔ میں آزاد کی روح سے شرمندہ ہوں کہ علالت اور ضعف کی وجہ سے ان کی نادر تصانیف کے ریویو کا حق ادا نہ کرسکا، اور صرف چند اشتہاری جملوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ لیکن مجھے امید ہے کہ شائقین فن، شوق خریداری کا ثبوت دیکر ان کی روح سے شرمندہ نہ ہوں گے۔ قیمت ہر دو حصہ حسب ذیل رقمی گئی ہے :-

مائثر الکرام ۳۳۴ صفحات قیمت ۲ روپیہ علاوہ محصول ڈاک
سرآزاد ۴۲۲ صفحات قیمت ۳ روپیہ علاوہ محصول ڈاک
ملنے کا پتہ یہ :-

عبد اللہ خان صاحب - کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن -

تمدن عرب - مولوی سید علی بلگرامی اب مشہور کتاب قیمت سابق ۵۰ روپیہ - قیمت حال ۳۰ روپیہ

فتح الباری - ۱۴ - جلد مجلد قیمت ۵۰ روپیہ

ارشاد الساری - ۱۰ - جلد مطبوعہ مصر - ۳۰ روپیہ

مسند امام احمد ابن حنبل - ۶ - جلد مجلد قیمت ۲۰ روپیہ

المشہر عبد اللہ خان بک سید امتد پبلیشر

کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن

شمس العلماء ڈاکٹر سید علی صاحب بلگرامی

ایم - اے - ڈی لیت پیرسٹر ایت لا کی

میڈیکل جیورس پرورڈنس

علم طب متعلقہ مقدمات عدالت ہر

حکیم سید شمس اللہ قادری - ایم - آر - اے - ایس - ایف

آر - ایچ - ایس - کارپور

قبل اس کے کہ کتاب مذکور کی نسبت کچھ لکھا جائے یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میڈیکل جیورس پرورڈنس کیا چیز ہے۔ کتاب کے شروع میں فاضل مصنف نے وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے میڈیکل جیورس پرورڈنس کے معنی ان الفاظ میں بیان کیے ہیں :-

”میڈیکل جیورس پرورڈنس“ علم طب کی اس شاخ کا نام ہے جس میں قانون اور طب کے باہمی تعلقات سے بحث کی جاتی ہے اور اس علم کا موضوع کل وہ مناحض قانونی و طبی ہیں جو عدالتی انصاف سے متعلق ہیں اور نیز بعض وہ امور جو انسان کی تمدنی حالات سے تعلق رکھتے ہیں غرض مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ میڈیکل جیورس پرورڈنس وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے عام طور پر مسائل طب کا استعمال قانونی ضرورتوں کے واسطے کیا جاتا ہے۔

میڈیکل جیورس پرورڈنس میں علم طب کے ان مسائل سے بحث کی جاتی ہے جن کی ضرورت فوجداری کاروبار میں لاحق ہوتی ہے جیسے (۱) قتل عمد (۲) زنا بالجبر (۳) اسقاط حمل (۴) زہر خورانی وغیرہ کے مقدمات ہیں۔ ان کے متعلق طبی تحقیقات و شہادت کا ہونا ان تمام آدمیوں کے لئے ضروری ہے جو ان مقدمات کے کاروبار میں شریک ہیں۔ مثلاً :-

حکام عدالت - عہدہ داران پولیس - وللاہ پیرورکار وغیرہ اگر کسی حاکم کو ان باتوں سے واقفیت نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی بے گناہ کو سزا ہو جاتی ہے اصل مجرم رہا کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی رکیل یا پیرورکار ان امور کا ماہر نہیں ہے تو شہادت و ثبوت کے موقع پر اس علم کے متعلق جو رموز و نکات بیان ہوتے ہیں ان کے صدق و کذب پر خاطر خواہ جرح نہیں کرسکتا اور اس امر سے ہمیشہ مقدمات کے خراب ہو جانا یا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ میڈیکل جیورس پرورڈنس کے جاننے سے انسان کو نہ صرف واقعات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے بلکہ ان سے واقعات کو ترتیب دینے اور ہر ان سے ایسے صحیح نتائج استخراج کرنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے جنہر

عدل و انصاف کا انحصار ہے

اس کتاب کو اصل میں ڈاکٹر پیٹریک ہیر ایم - ڈی - ایف - آر - ایس نے ملکہ انگریزی میں تصنیف کیا تھا۔ پھر مرحوم شمس العلماء نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور اصل کتاب پر بہت آمد اضافے اور مفید حواشی زیادہ کر دیے ہیں، جسکی وجہ سے کتاب نے ایک مستقل تصنیف کی صورت اختیار کرلی ہے۔

اس کتاب میں طب و قانون کے وہ تمام مباحثات آگئے ہیں جو داری مقدمات میں ہمیشہ درپیش رہتے ہیں مثلاً

مقدمات قتل کے متعلق

(۱) زخم - چرت (۲) ہلاکت کی جوابدہی (۳) شہادت
(۴) لاش سرنے کے مدارج (۵) مختلف اعضاء انسان کے
ضرب (۶) اختناق (۷) دم خفا ہونا (۸) پھانسی یا گلا
وغیرہ۔

عورتوں کے متعلق

(۱) زنا بالجبر (۲) بچہ کشی (۳) اسقاط حمل -
(۴) معدنی سمیات (۲) فلزی سمیات (۳) نباتی سمیات
(۵) حیوانی سمیات - اور ان کے استعمال سے جو اثر ظاہر ہوتے
ان کا بیان -

امور مختلفہ کے متعلق

(۱) زندگی کا بیمہ (۲) جنون (۳) زہر خورانی وغیرہ -

جام جہاں نما

بالکل نئی تصنیف کہی دیکھی نہ ہوگی

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھر کی کسی ایک زبان میں دکھلا سکتا تو

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی کارآمد ایسی دلچسپ ایسی فیض بخش کتاب لاکھ روپے کر بھی سکتی ہے۔ یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علم قبضے میں کر لے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھ لیں۔ دنیا کے تمام سر بسنہ راز حاصل کر لیں صرف اس کتاب کی مروردگی میں گویا ایک بڑی بہاری لائبریری (کتابخانہ) کو مول لے لیا۔

ہر مذہب و ماعت کے انسان کے لیے عامیت و معلومات کا غرائز تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعیات - علم فزکس - علم بیان - علم عراض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر - فلنامہ - خراب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالی قدنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دل میں سرور آگاہوں اور پیدا ہو، بھارت کی آنکھیں راہوں دوسرے صحن میں تمام دنیا کے مشہور آئے عہد بعد کے حالات سوانحی و تاریخی دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کے لیے تندرستی کے اصول و عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فہرست، ان کی قیمتیں، مقام اشاعت وغیرہ بھی - کہاتہ کے قواعد طرز تحریر اشیا پرے انشا پر داری طب انسانی و جسمی علم طب کی بڑی بڑی کتابوں کا عطر کہینچکر رکھ دیا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھی، شتر، گائے، بھینس، گھوڑا، گدھا، بھیر، بکری، کتا وغیرہ جانوروں کی تمام بیماریوں کا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندوں کی دوا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام حکموں کے قوانین کا جوہر (جن سے ہر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فرجدار، قانون مسکرت، مبعوث سماءت رجسٹری، مقامی وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے اب میں تیس ممالک کی برلی ہر ایک ملک کی زبان و طلب کی باتیں اردو کے بالقابل لکھی ہیں آج ہی رہاں جاکر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آج تک کہیں دیکھی نہ سنی ہوگی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہروں کے مکمل حالات رہاں کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے یکہ بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے اسکے بعد ملک برہما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (بڑی راقع ملک برہما) کے تحقیق شدہ حالات رہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں تھوڑے ہی دنوں میں لاکھ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - استریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات رہاں کی درگاہیں دھانی کلیں اور صنعت و حرفت کی بتیں ریل جہاز کے سفر کا معمل تمام کتب کے ملنے کا پتہ - منیجر کارخانہ چندر گپت اوشدھالیہ نمبر ۵۱۳ - تھانہ

احوال کرایہ وغیرہ سب کچھ بتلایا ہے۔ اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ (طرز تحریر ایسی دلایز کہ پڑھتے ہوئے طبیعت باغ باغ ہو جائے دماغ نے کرا کر کہا جالیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگاؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ با وجود ان خریدوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آٹھ

بغیر مدن اُستان انگریزی سہکلائوالی کتاب

حجم ۲۷۵ صفحے

لندن صاحب کا انگلش ٹیچر حجم ۲۷۵ صفحے
وہی تو آجک بلیوں انگلش ٹیچر چپ چکے ہیں۔ مگر لندن صاحب کے انگلش ٹیچر کا ایک بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس میں انگریزی سکھانے کے لیے آسان طریقے اور زائد اصول بتلائے گئے ہیں جنکو پڑھ کر ایک سو دوای لہانت کا آدمی بھی بغیر مدد استاد کے انگریزی میں بات چیت کرنے اور خط و کتابت کرنے کی لہانت حاصل کر سکتا ہے۔ ہر طرح کی بول چال کے فقرے ہر مسئلہ کے اصطلاحی الفاظ ہر زبان و محاورہ جو کسی دوسری کتاب میں نہ مل سکے، انگریز پاس کے برابر خامی نہایت ہر جگہ ہے۔ اور خامی ہی انسانی ہے انگریزی میں ٹیڈو کریمیں دہل و دھڑکے۔ مہار کتب کی قیمت مع معمول صرف ایک روپیہ ۴ تین آٹھ درجہ ۲ روپیہ ۴ چار آٹھ چار جاد ۴ روپیہ -

مفت - کتب انگلش گریڈر ہر ایک خریدار کو مفت ملے گی۔

تصویر دار گھڑی

گارنٹی ۵ سال قیمت صرف چھ روپے
ولایت والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس عجیب گھڑی کے قائل پر ایک خوبصورت نازنین کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ جو ہر وقت آنکھ منکاتی رہتی ہے، جسکو دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ قائل چینی کا پرز نہایت مضبوط اور پائدار - مدتوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمائش کیجئے اگر درست احباب زبردستی چہین نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک منگواؤ دو درجوں طالب کرد قیمت صرف چھ روپیہ -

آٹھ روزہ واچ

گارنٹی ۸ سال قیمت ۶ چھ روپیہ

اس گھڑی کو آٹھ روزہ ہر صرف ایک مرتبہ چابی دیجانی ہے۔ اسکے پرز نہایت مضبوط اور پائدار ہیں۔ اور نام ایسا صحیح دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسکے قائل پر ہزاروں پتیاں اور پھل عجیب لطف دیتے ہیں۔ برسوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - قیمت صرف چھ روپے - زنجیر سہری نہایت خوبصورت اور بکس ہمراہ مفت -

چاندنی کی آٹھ روزہ واچ - قیمت - ۹ روپے چھوٹے سائز کی آٹھ روزہ واچ - جو کلائی پر بند ہسانی ہے مع تسہ چسپی قیمت - ۱۰ روپے

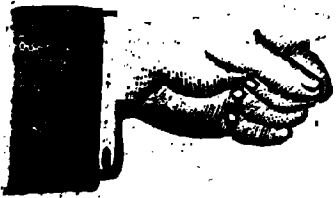
بجلی کے لیمپ

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کارآمد، ایسی ولایت سے بنار ہمارے یہاں آئی ہیں۔ نہ دیا سلائی، اضطرورت اور نہ تیل بنی کی - ایک لیمپ ڈاکٹر اپنی جیب میں یا سرہانے رکھو جو وقت ضرورت ہو فوراً بٹن دباز اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے - رات کی وقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی مرنی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر ہو فوراً لیمپ روشن کر کے خطر سے ہم سکتے ہو - یا رات کو سوئے ہوئے ایکدم کیسوجہ سے اٹھنا پڑے - میکروں ضرورتوں میں کام دیا - بڑا نایاب تحفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم ہوگی - قیمت مع معمول صرف دو روپے -

ضروری اطلاع - علاوہ انکے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں، کلاں اور گھڑیوں کی زنجیریں وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی ہیں - اپنا پتہ صف اور خرشعہ لکھیں انہما مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جاوے گی - جاد منگوا لیں -

تمام کتب کے ملنے کا پتہ - منیجر کارخانہ چندر گپت اوشدھالیہ نمبر ۵۱۳ - تھانہ

جسکا درد وہی جانتا ہے - دوست کو نکر جانتا ہے -



یہ سخت سردی کے موسم میں لندن کے انہی جان بلب ہو رہے ہیں۔
سرمی ہڈائے کیلئے سو سو بندوبست کر کے ہیں۔ لیکن بد قسمتی سے
دماغ کے مرض کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ تکلیف دہ ہے۔ پردہاں ہو رہے ہیں۔

اور رات دن سانس پھولنے کی وجہ سے دم نکلتا ہے۔ اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے۔ دیکھئے! آج لوگوں کی تکلیف ہے۔ لیکن انسوس ہے کہ اس لا علاج مرض کا بازاری ادویہ زیادہ تر نشیلی اجزاء دھڑلہ - ہلک - ہلکا پرٹا سرائی، اڈالڈ دیکر بنتی ہے۔ اسلئے فائدہ ہوتا تو دیکھنا ضرور ہے موت مارا جاتا ہے۔ ڈاکٹر ہوس کی کیمیاوی اومول سے بنی ہوئی - دسہ کی دوا - انمول چور ہے۔ یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے۔ بلکہ ہزاروں مرض اس مرض سے شفاء پا کر اسکے مداح ہیں۔ آپے بہت کچھ خرچ کیا ہوگا۔ ایک مرتبہ اسکو بھی آزما لیں۔ اسمیں نقصان ہی کیا ہے، پوری حالت کی فہرست بلا قیمت بھیجی جاتی ہے۔ قیمت ۳ روپے ۴ آنہ معمول ہ پانچ آنہ۔



ڈاکٹر اس کے برمن - نیشنل ریمڈی اچندوت اسٹ کلکتہ

مدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بھی ہیں اور ہم
دوسرے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے
ہر قسم کا بخار یعنی پڑانا بخار - مرمی بخار - باری کا بخار -
بھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار جس میں روم جگر اور طحال بھی
لحق ہو، یا وہ بخار جس میں مثلی اور رے بھی آتی ہو، سرمی
سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی
ہو - یا بخار - یا آسانی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ گلہاں
بھی ہو سکتی ہیں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو -
ان سب کو حکم خدا ہو کر آتا ہے، اگر تحفا ہائے بعد ہی
استعمال کیجئے تو بہت ہو جائے، اور تمام اعضا میں بھی
سالم پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بھن میں چلتی
رچا لائی آجاتی ہے، لیل اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی
ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹے ہوں، بس میں سستی
اور طبیعت میں کھلی رہتی ہو - کام کرنے کو ہی نہ چاہتا ہو -
امانا ہیر سے دم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال
کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام
اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں۔

قیمت - بڑی بوتل - ایک روپہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ آنہ

ہرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے
۱۰/۱

ایم - ایس - عبد الغنی کمپنٹ - ۷۳/۲۲
کرول ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

اشتم - اذات کیلئے ایک عجیب فرصت

ایک دن میں پچاس ہزار

ایک دن میں پچاس ہزار، یعنی اگر آپ چاہتے ہیں کہ
ایک اشتم صرف ایک دن کے اندر پچاس ہزار آدمیوں کی نظر سے
گذر جائے، جس میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ ہوں، تو آج
کی صرف ایک ہی صورت ہے - یعنی یہ کہ آپ "الہلال کلکتہ"
میں اپنا اشتم چاہو، یہ ہے -

یہ سچ ہے کہ الہلال کے خریدار پچاس ہزار کیا معنی پچاس
ہزار بھی نہیں ہیں - لیکن ساتھ ہی اس امر کی واقعیت سے بھی
اجکل کسی باخبر شخص کو انکار نہ ہوگا کہ وہ پچاس ہزار سے زائد
افراد کی نظر سے ہر ہفتہ گذرتا ہے -

اگر اس امر کیلئے آپ کی مقابلہ قائم کیا جائے کہ آجکل
چھٹی ہری چٹوڑی میں سب سے زیادہ مقبولیت اور سب سے
زیادہ پڑھنے والوں کی جماعت کون رکھتی ہے؟ تو یہ ادنیٰ شک
کے الہلال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مشرق میں پیش آ رہا
ہو سکتا ہے، اور یہ قطعی ہے کہ اسکو اس مقابلے میں ہرگز ہارنا
فہر ضرور ملے گا۔

مطبع الہلال ۷/۱ - مکلاؤ اسٹریٹ - کلکتہ



تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے
لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب
تھذیب رشیستکی ابتدائی حالت میں آتی تو تیل - چربی -
مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لئے کافی سمجھا
جاتا تھا مگر تھذیب کی ترقی کے جب سب چیزوں کی کث
چھانٹ کی تو تیاروں کو پھولوں یا مصالحوں سے بے سار کر - ہمار
ر خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف
کے دلدادہ رہے - لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ
میں معض نمود اور نمائش کو لکنا ثابت کر دیا ہے اور عالم علمین
نمود کے ساتھ فائدے کا بھی حویاں ہے بنابریں ہم نے سالہا سال
کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی روایتی تیلوں کو
جانچ کر "مرہنی کم تیل" تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو
ساری ہی سے مدد ملی ہے بلکہ مرچرہ سائنٹیفک تحقیقات سے
بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا -
یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی لغاسٹ اور
فرشہ کے دیر پا ہونے میں لا جواب ہے - اسکے استعمال سے بال
خرب کہنے آگئے ہیں - چربی مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت
بال سفید نہیں ہوتے دوسرے نزلہ چکر اور دماغی کمزوریوں
کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز
ہوتی ہے نہ تو سردی سے جھٹکا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے
سوتا ہے -

تمام دکان فروشوں اور عطریات فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ معصروں کا -

میتھانی ملریا میا سچر کی پیرافین بخار شرم

مدرسٹان میں یہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مر جا کر گئے
ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے
ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پٹنہ ہوا اور
ایست پر کمر بیٹھے بلکہ طبی دھڑلہ کے میسر آ سکتی ہے - ہمارے
خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو چار سال کی
لوش اور صرف کلیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور مرچرہ کے
قبل بذریعہ اشتمات عام طور پر ہزاروں ہندوستان میں تقسیم کر دی
ہیں تاکہ اسکے فوائد کا وسیع دائرہ ہو - ہمارے مقلد ہوتے ہیں کہ

کسٹمرکٹ و سیشن جیم نیچے لکھنا

[ترجمہ از انگریزی]

مسٹر لی - سی - مٹر - آئی - سی - ایس کسٹمرکٹ

و سیشن جیم ہوگلی و ہورہ

میرے لئے مسٹر ایم - لن - احمد ایڈ سنر [نمبر ۱۵۰۱] رین اسٹریٹ کلکتہ [] سے جو ہفتکین خریدی ہیں، وہ تقابلی ہفتک ہیں - ہفتک ہی ایک ہفتک ہوا کرتی ہے جو اصل دیکھ کر تیار ہوئی ہے - یہ کارخانہ - موجودہ دور میں انتہائی وادارائی کا خود نمونہ ہے - ملک میں اس طرح کے کارخانوں کا ہونا یقیناً ہماری عصب افزائی کا مستحق ہے "

کون نہیں چاہتا کہ میری بیٹائی ہر دن دم تک صبح رہے - اگر آپ اسکی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو صرف اپنی مٹر اور ہورہ و کڑدیک کی بیٹائی کی کیفیت تحریر فرما لیں تاکہ ہمارے تجربہ کار قاکٹروائی تجربہ کارے قبل امداد اصلی پتھر کی ہفتک بطریقہ سی - پی - کے ارسال خدمت کیجئے -

نکل کی کمائی مع اصلی پتھر کی ہفتک ۳ روپیہ ۸ آنہ سے ۵ روپیہ تک اصلی روٹنگولہ کی کمائی مع پتھر کی ہفتک ۸ روپیہ سے ۱۲ روپیہ تک محمول ۱ آنہ -

نمبر ۱۵/۱ رین اسٹریٹ ڈاکخانہ ویلسلی - کلکتہ

اہل قلم کو - ڈیڈ

کیا آپ ملک برہما میں اپنی کتاب میرے ذریعہ فروخت کرنا چاہتے ہیں؟ اگر منظور ہو تو شرائط و کمیشن بذریعہ خط و کتابت طے فرمائیے

منیجر یونیورسل بک ایجنسی

نمبر ۳۲ - بروکنگ اسٹریٹ - رینگون

The Universal Book Agency,

32 Brooking Street

Rangoon

ہندوستانی دواخانہ دہلی

جناب حائق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی

میں ہونے لگی اور دینک ادویہ کا جو مہتمم بلخان دواخانہ ہے وہ عمدگی ادویہ اور غربی کار و بار کے امتیازات کے ساتھ بہت مشہور ہو چکا ہے -

معدہ دارائیں (جو مثل خانہ ساز ادویہ کے صحیح اجزاء سے بنی ہوئی ہیں) حائق الملک کے خاندانی معربات (جو صرف اس کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کار و بار، مغالی، ستہرا پن لیں تمام باتیں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ:

ہندوستانی دواخانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے - فہرست ادویہ مفت، (خط کا پتہ)

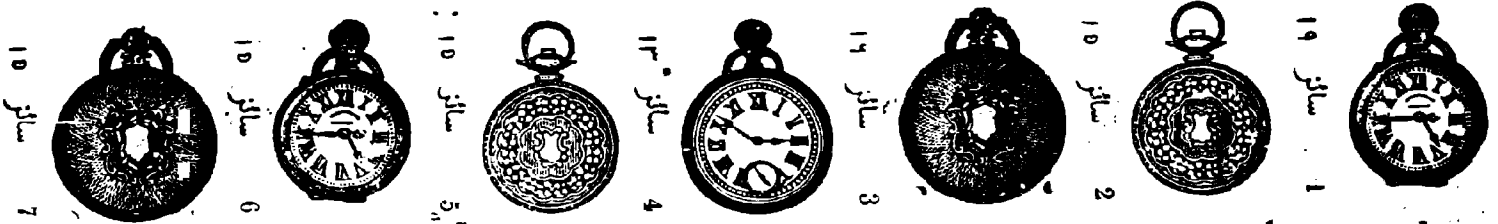
منیجر ہندوستانی دواخانہ - دہلی

کیا آپ پان کھاتے ہیں؟

— :: —

آزاد کمپنی مراد آباد کا تمباکو خوردلی پشاور سے کلکتہ تک پسند کیا جاتا ہے - ارزاں اور نفیس، قیمت ۱۲ آنہ سیر سے ۶ روپیہ سیر تک - گلابی منجوں دانوں کا بہترین محافظ قیمت فی ڈبیہ ۵ آنہ -

المشتہر منیجر آزاد کمپنی مراد آباد

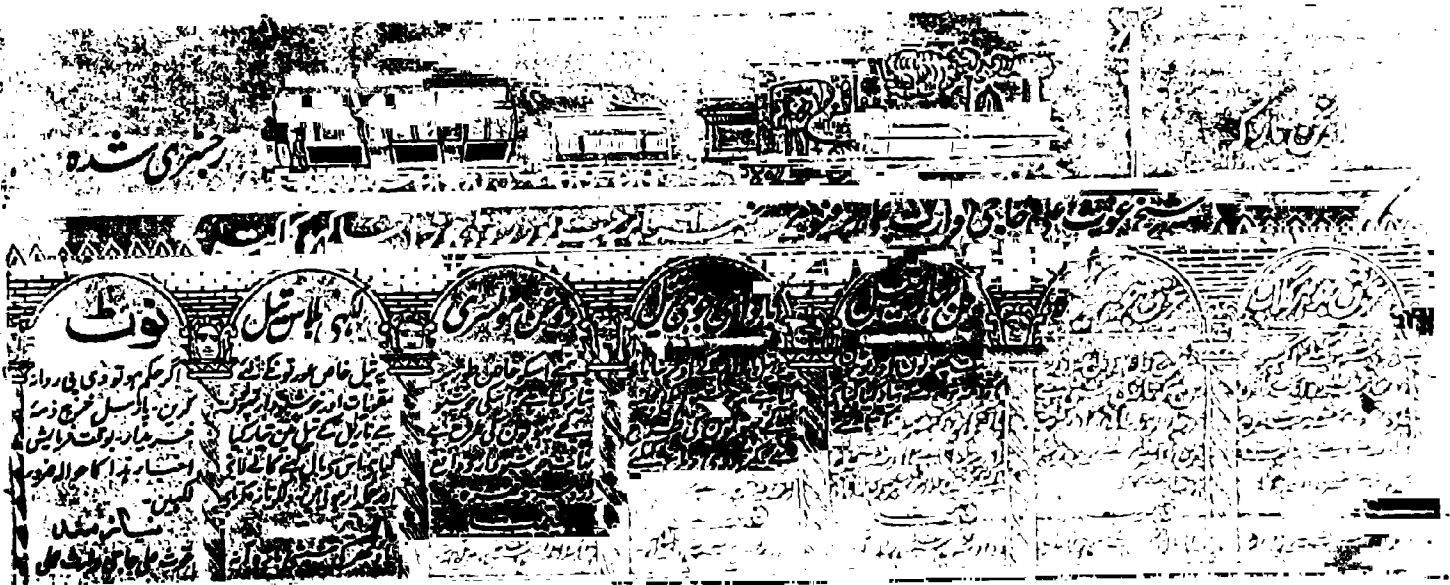


- 1 - سسٹم راسکوپ لیور راج خوبصورت - مضبوط ہوا پر چلنے والی گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول دور ریہہ آٹھ آنہ
- 2 - امیر راج سلنڈر خوبصورت ڈبل مثل کیس ٹائم ڈیٹے والی گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول پانچ روپیہ
- 3 - چاندی ڈبل کیس لیور راج نہایت مضبوط ہر جزو زینر باقوت جزا ہوا گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول بارہ روپیہ
- 4 - چاندی کی لیڈی راج یا ہاتھ کر زیب دینے والی اور خوبصورتی میں یکتا معہ تسمہ گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول چھ روپیہ
- 5 - چاندی ڈبل کیس منڈش علاوہ خوبصورتی کے تمام میں آزمودہ گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول سات روپیہ
- 6 - پٹنٹ راسکوپ سسٹم لیور راج بہت چھوٹی اور خوبصورت گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول تین روپیہ آٹھ آنہ
- 7 - کرو والٹر سلنڈر راج چاندی ڈبل کیس اسکی مضبوطی کی شہرت عام ہے گارنٹی ۳ سال قیمت معہ محصول پندرہ روپیہ

نور خدا کا شکر ہے کہ جسقدر ہمارے معزز خریدار اس اشتہار سے گہریاں منگائے ہیں آجک کسی نے شکایت نہیں کی

المشتہر - ایم - اے - شاکر ایڈ کو نمبر ۱ - ۵ ویلسلی اسٹریٹ پوسٹ آفس دھرمتلا کلکتہ

M. A. Shakoore & Co, No. 5/1 Wellesley Street, P. O. Dharamtollah, Calcutta.



لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ الْكَافِرُ كَيْفَ مَنَعْتُمْ

الهِلَال

قنار کا ہند
"الہلال کلکتہ"
پبلشرز انڈیا

Telegraphic Address,
"Al-Hilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648.

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

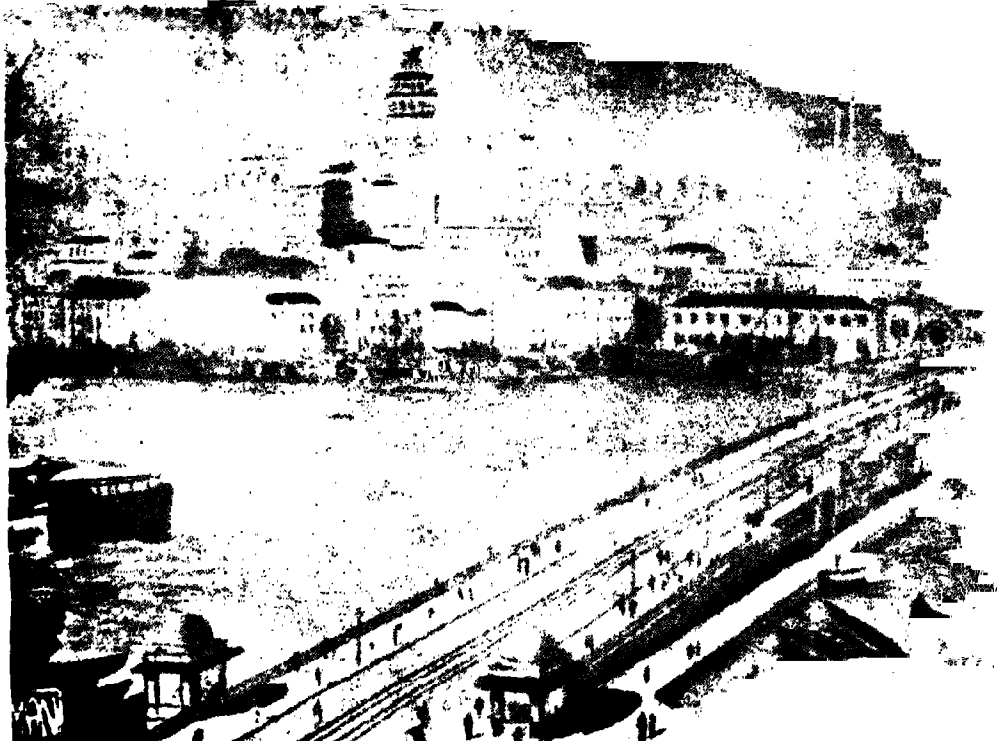
میر سبیل الرحمن
احمد علی خان لکھنؤ

مقام اشاعت
۱-۵ مکلاؤڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ۴

نمبر ۶ : ۱۵ شعبان ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta : Wednesday, February 11, 1914.



سازگار تین آنہ

قیمت فی پرچہ

اطلاع

خط و کتابت میں خریداری کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل حکم کی شکایت نہ فرمائیں

ہندوستان میں ایک نادر ایجنسی

یعنی

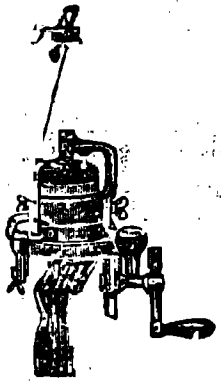
لال ایجنسی

بہت جلد پبلک کے فائدہ کے واسطے مقرر ہوگی - ناظرین
الہلال اسکی تفصیلی حالت کا انتظار کریں اور اپنے سب آدرشگر
سر دست ملقوبی رہیں -

الہلال ایجنسی
منیجر الہلال نمبر ۷-۱ مکلاؤ اسٹریٹ - کلکتہ

S. C. MITRA & CO.
بہترین قیمت اور عمدہ تیاری
ہندوستان میں
کارخانہ
نیشنل لائسنس ہولڈنگ کمپنی
12, NARIKEL BAGAN LANE.
CALCUTTA

ادارہ نیشنل کمپنی



یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ
لے لیں لہذا یہ کمپنی اسور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :-
(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بڈل کڈنگ (یعنی چھاپری تراش) مشین دیگی جس سے ایک روپیہ
روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں -
(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۰ روپیہ میں خورد بانھ موزے کی مشین دیگی جس سے تین روپیہ حاصل کرنا
کھیل ہے -
(۳) یہ کمپنی ۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزہ اور گنجی دھڑن تیار کیا جاسکے
تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -
(۴) یہ کمپنی آپکی بذاتی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتی ہے -
(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہوئے اور جو ضروری ہوں محض ناچرانہ نرخ پر مہیا کر دیتی ہے - کم ختم ہوا - آپے روزانہ کیا
اور اسی دن روپے بھی مل گئے اور پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لئے چیزیں بھی بھیج دی گئیں -

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکیٹ حاضر خدمات ہے -

انریبل ٹربنل ٹربنل علی چودھری (کلکتہ) :- میں حال میں ادارہ نیشنل کمپنی کی چند چیزیں خریدیں اور مجھے ان
چیزوں کی قیمت اور اوصاف سے بہت تسفی ہے -
ای - گورنہ راؤ پلیٹر (بلائی) میں گنز دھڑلے مشین سے آجکی مشین کو ترجیح دیتا ہوں -
مس کشم کاری دوسری - (ندی) میں خرمی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۲۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہوارے ایکہ
تھیلنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں -

— :- —

اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھکر افسوس اور کیا ہو سکتا ہے یہ
پرہیز - - - - - ملکی صنعت و حرفت - تازہ رفتارم - پررکشن یہ سب مسئلہ کا حل کن ہم ہیں یعنی

ادارہ نیشنل کمپنی نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کلکتہ

میرسنوٹ غرضی
ملا مال دلو

AL - H I L A L

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7A1 McLeod Street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs.8

Half-yearly " " 14-2

الہلال

مقام اشاعت

۱-۷ مکلاہ اسٹریٹ

کمار ۱۲

ٹیلیفون نمبر ۶۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

نیم سالہ ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

بر ۶

۱۳۳۲ھ : جمعہ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

Calcutta : Wednesday, February 11, 1914.

ج ۴

کمیشن کے سامنے نیکال کے ایک افسر امتیازات [لائننگ آفیسر] نے یہ بیان کیا کہ "تجارتی امتیازات کے متعلق ہندوستانیوں کو یوروپ کے یوروپ کے برابر حق حاصل ہیں۔ اگر ہندوستانیوں کو حصول امتیاز میں کامیابی نہیں ہوتی تو اسکی وجہ یہ ہے کہ قانون کے شرائط پرورے نہیں ہوتے" !

لیکن اس مخالطہ کی پردہ دہی اس پیش نے کردی جو نیکال انڈین کانگریس کے وفد شہادت میں شریک تھا ۔

اس درپیش نے کہا کہ جب کوئی یورپین مخالف ہوتا ہے تو ہندوستانی کو امتیاز نہیں ملتا ۔ سنہ ۱۹۰۴ میں ہندوستانیوں کے پاس ۷ سر تجارتی امتیازات تھے مگر اب ۳ سے زیادہ نہیں !

قانون ازدواج کے متعلق اس درپیش نے کہا کہ اگر ہم وحدت ازدواج کو منظور کریں تو ہزارہا مسلمان کہیں گے کہ ہم نے انکے حق پیدائش کو فروخت کر دیا ۔

جنرل اسٹیمس نے جنوبی افریقہ کے ایوان مجلس میں دھاتی گھنٹے تک تقریر کی ۔ اثنائے تقریر میں انہوں نے اس پیچیدگی کی سنگینی، ضرورت، اور مفہوم نوید کو واضح کیا ۔ انہوں نے جلا وطن اشخاص کی تقریر کے فقرے نقل کیے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ انکے مقصد انقلاب اور خانہ جنگی ہے ۔ انہوں نے بتایا کہ سنہ ۱۹۱۰ء کے تقریر حفظ امن نیکال کے خطرناک اشخاص کے جلا وطن کرنے کا اختیار انہیں دیدیا ہے ۔ اگر اشخاص کو معمولی عدالت کے حوالہ کیا جاتا تو حکومت کو ایک شخص کے متعلق یہی کامیابی نہ ہوتی ۔

انگلستان میں حزب العافظین کے شام کے اخبارات نے اس تقریر کی تصدیق کی ہے ۔

جلاوطن اشخاص میں سے مسز کرسٹیل، لرنس، اور کینڈل نے ہکاٹے کی کوشش کی، دو اول الذکر کو کامیاب نہ ہوئے، مگر مسٹر لینڈل عین وقت پر نکلے ۔

قوت کے لیے اکبر و اعظم

کارخانہ حبوب کا پلٹ کی گولیاں زمانہ انحطاط میں جوانی کی سی قوت پیدا کر دیتی ہیں ۔

کیسا ہی ضعف شدید ہو، ہمارا دعویٰ ہے کہ چالیس روز میں اگر طاقت نہ آجائے تو گولی راپس " قیمت بھی راپس آپ کو اشتہا نہ ہو اس گولی کو کھائیے ۔ خون میں فساد ہو انجکشن سے بڑھکر فائدہ پہنچائے ۔ اس گولی کے عجیب عجیب اوصاف ہیں جو خط و کتابت پر پوشیدہ عرض کیا جالیگا ۔ الہلال کے پڑھنے والوں کے لیے خاص رعایت ۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصور ذمہ خریدار ۔ چھ شیشی کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ آنہ ۔

آپ سے استدعا ہے کہ ایک مرتبہ آزمائش کر لیں اور میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ آپ ہمارے احسانمند ہونگے ۔

لاہور شہر

منیجر کارخانہ حبوب کا یا پلٹ پوسٹ بکس

نمبر ۱۷۰ - کلکتہ

Manager, Huboob Kaya Palat Pharmacy, Post Box 170 Calcutta

فہرست

- ۱۔ الاسبرج
- ۲۔ انکار و حراست زمیندار پریس اور اعضاء برطان انگلستان
- ۳۔ (سنہ ۱۹۱۴ کی مقررہ امن)
- ۴۔ مقالہ انتحاجیہ (ندوۃ العلماء نمبر ۴)
- ۵۔ مقالات (علم القراء)
- ۶۔ مذاکرہ علیہ (آثار عرب نمبر ۳)
- ۷۔ برید فرنگ (ارض مقدس)
- ۸۔ (اسلام اور سلطنت)
- ۹۔ المراسلۃ و المناظرۃ (اتحاد نیماہین شیعہ و ذی)
- ۱۰۔ مراسلات (معارف قرانیہ)
- ۱۱۔ شکر عثمانیہ (اخبار و حوادث نمبر ۲)
- ۱۲۔ کارزار طرابلس (ختم جنگ کے اسباب)
- ۱۳۔ اخوان الصفا (دار المصنفین)
- ۱۴۔ اشعارات
- ۱۵۔ ۲۳ - ۲۱

تصاویر

- ۱۔ اہل عرب کے اسلحہ ناریہ چھٹی صدی ہجری میں
- ۲۔ ابو عبد اللہ محمد بن علی صاحب غرناظہ کی تلوار
- ۳۔ سلطان صلاح الدین فاتح حروب صلیبیہ
- ۴۔ شاخ زریں کا ایک نظارہ
- ۵۔ شیخ سلیمان البارونی ایک سنوسی شیخ طرابلس کے ساتھ کہتے ہیں
- ۶۔ طرابلس کی عارضی حکومت کے بعض ارکان
- ۷۔ ۱۸

الان : و

یورپ کو معلوم ہوا ہے کہ جزائر ایجیہ کے متعلق دولت عایدہ اور حکومت اطالیا براہ راست گفتگو شروع ہوگئی ہے ۔ حکومت اطالیا چاہتی ہے، کہ تغلیہ جزائر کے میں اسے اقلیہ (ایشیائے کوچک) میں مراعات دیے جائیں ۔ لیکن خوف ہے کہ کہیں برطانیہ مصالح سے تعارض نہ ہو، اور توسیع ریلوے کی تجویز کو مددہ ہے ۔ حکومت اطالیا اس معاملہ کے متعلق برطانیہ کھینچے دوستانہ طور پر کر رہی ہے ۔

بانیہ کے اس حصہ میں جو موٹرسٹ اسفراء (ایجیڈرس کانفرنس) کے البانیوں کو دلوانا ہے مگر ابھی تک یونانی اس پر قابض ہیں یونانی فوج اور البانی چرکوں رابر تصادم ہو رہے ہیں ۔ یہ حالت روز بروز بد سے بدتر ہوتی جاتی ہے ۔ انہیں سوجب ۵ کے معرکے میں ۶۳ البانی کام آئے اور ۲۲ یونانی ۔

عاد ثلاثی کے سفراء نے سرحد البانیہ و ایروس اور جزائر ایجیہ کے متعلق بے گریہ کی یادداشت کا جواب زبانی دیدیا ۔ معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ تجارتی سے اصولاً سب کو اتفاق ہے ۔ یہ مشورہ دیا گیا ہے ۔ رابڈورہ گریہ کا مجبورہ تغلیہ کو یکم مارچ سے لیکے ۳۱ مارچ کے اندر عمل جانا چاہیے ۔

ح علیہ اور یونان کے سفارتی تعلقات یکم فروری سے پھر باقاعدہ شروع ہوئے ۔ آغاز جزائر ایجیہ سے ہوا ۔

ہے کہ نیکال انڈین کانگریس نے خیانت وطن اور عصیان ضدی کی جو ناہاک مثال تھی اسکی تقبیح و تشنیع میں ہندوستانیوں نے تساہل نہیں کیا ۔

ہے اس کی اس حرکت مذموم سے اپنی بیزاری و برات کے اعلان کے باوجود جب وہ انڈیوز کے استقبال کے لیے جمع ہوئے، تو انہوں نے پھر نہایت بلند آہنگی کیا کہ کانگریس جو مٹھی ہوا اشخاص سے عبارت ہے مرکز یہ حق نہیں رکھتی، کے سامنے تمام ہندوستانیوں کی طرف سے شہادت دے، اور مسٹر گاندھی کی

طالب ہو تو جہاں ملے لو، یہ نہ دیکھو کہ چراغ شمع کا فروبی ہے یا مٹی کا دیا؟

پھر جواہر کی جگہ تو زمین کے نیچے ہی ہے۔ اور جس لعل شب تاب کو تم آج تاج شاہی میں چمکتے دیکھتے ہو کل یہی زمین کے نیچے سنگریزوں میں ملا تھا۔

زمیندار پریس کے واقعہ کو اگر صرف واقعے کی حیثیت سے دیکھیے تو وہ اس سے زیادہ کا مستحق نہیں کہ چند سطروں میں لکھے اس کے ساتھ معاصرانہ تاسف و ہمدردی کا اظہار کر دیا جائے۔ لیکن اگر بصیرت کی آنکھوں سے دیکھیے تو وہ ہمارے ماضی و مستقبل کا آئینہ اور عبرت و بصائر کا ایک دفتر ہے۔ جنمیں سے بعض کی طرف گذشتہ نمبر میں اشارہ کرچکا ہوں اور بعض کی طرف اس نمبر میں ترجہ دلانا چاہتا ہوں۔

بعض امور ایسے ہیں جنکو میں بارہا کہچکا ہوں مگر پھر کہتا ہوں اور اس وقت تک کہتا رہونگا جب تک زبان میں قوت نطق اور قلم میں قوت تحریر ہے۔ ممکن ہے کہ انکے اعادہ و تکرار میں آپ کو لطف نہ آئے، لیکن اگر آپ لذت جو اور جدت پسند ہیں تو میں مجبور نہیں کرتا کہ آپ سنیں۔

میں افسانہ گو نہیں کہ ہر بار نیا قصہ سنوں، میں تو حق و صداقت کا داعی ہوں، جو ہمیشہ یکساں رہتے ہیں۔ اسکے علاوہ حق و صداقت کی دعوت تو لطف و لذت کے لیے نہیں بلکہ اصلاح و ارشاد کے لیے ہے۔ پس اگر آپ اصلاح چاہتے ہیں تو آئیے اور اگر دوا تلخ ہے تو منہ نہ بنائیے کہ:

داروے تلخ ست دافع مرض

حق و صداقت کا ایک مسکت و قاطع معجزہ یہ ہے کہ وہ جب اپنی آواز بلند کرتا ہے تو وہ بے اعوان و انصار اور بے ساز و برگ ہوتا ہے۔ مگر زیادہ عرصہ نہیں گزرتا کہ باطل کی جماعت میں سے ایک گروہ نکلے ان کے ساتھ ہو جاتا ہے، اور یہ گروہ بڑھتے بڑھتے اسقدر بڑھ جاتا ہے کہ بالآخر حق کو اپنی ابتدائی بے نوالی و کس میسر سے بے با رجورہ نقم اور باطل کو اپنی ابتدائی سر سامان اور کثرت سواد و جماعت کے با رجورہ شکست ہوتی ہے۔

بالفاظ دیگر اگر آپ حق کے داعی ہیں تو آپ کو اپنی کرشموں میں مصروف رہنا چاہیے، اور ظلم و عدوان کی زور آزمائیوں سے مرعوب یا شکستہ دل نہ ہونا چاہیے، کیونکہ اگر حق آپکے ساتھ ہے تو نا ممکن ہے کہ دنیا آپ کے اعوان و انصار سے خالی ہو۔ وہ وقت ضرور آئیگا جب آپکے گرد پرستاران حق کی فوج جمع ہوگی اور آپ کو ظلم و عدوان کے پنجے سے نجات دلا دیں گے۔ اس خدائے توانا و قدیر کا وعدہ ہے کہ رِ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ۔

ہماری ایک عقل سوز بوالعجبی یہ ہے کہ ہمیں انگلستان کے زیر حکومت آئے ہوئے نصف صدی سے زیادہ عرصہ ہوا مگر آج تک ہم اسکے طرز حکومت سے نا واقف ہیں۔

ہماری حق طلبی اور داد خواہی کا سدرة المفہمی شملہ ہے۔ حالانکہ شملہ کو تو آسمان اول سمجھیے جہاں نفاذ کے لیے احکام اترتے ہیں، ورنہ خود احکام کا مصدر تو اس بر اعظم کے پار ہے۔

پھر جب آپ شان عہدیت کو ہاتھ سے دیتے ہیں اور رضا و تسلیم کو چہرے کے طلب و سوال کے میدان میں آتے ہیں۔ تو کیوں نہ آواز کو اسقدر بلند کیجیے کہ خود عرش تک پہنچے اور وسط کی ترجمانی سے بے نیاز ہو جائے؟ آپ اس سے کیوں سوال کرتے ہیں جو آپ کو دینے کے لیے خود دوسرے کا محتاج ہے؟ اگر سوال کرنا ہے تو خود اس دوسرے سے کیوں نہ کیجیے۔

آپ مظلوم ہیں اور انصاف چاہتے ہیں، بسم اللہ فریاد کیجیے اگر یہاں آپکی فریاد رسمی نہ ہوگی تو اپنی کوتاہ نظری اور پست

افکار و حوادث

زمیندار پریس اور اعضاء بولمان انگلستان

وانتوا البیوت من ابوابها

موعظۃ و تذکرہ

اس کار ساز قدیر و حکیم کی ایک بہت بڑی رحمت یہ ہے کہ اس نے ظلم و جہول انسان کی رہنمائی کے لیے خود اسمیں ایک ایسی قوت و دیعت کی ہے، جسکو وہ اگر استعمال کرے تو اس کو ہر بار عالم کا ایک ایک ذرہ اسکے لیے درس و حقیقت و سبق آموز معرفت ہے۔

انسان حقیقت، اگہی اور راز آشنائی کا تشنہ لب ہے، وہ اسکے لیے کتب و سفار کی، روق گردانی کرتا ہے، مگر اپنی سادہ لوحی سے یہ نہیں جانتا کہ جس شے کو وہ اپنے باہر دھونڈھتا ہے، وہ اسکے اندر ہے۔ وہ معرفت حقائق و اسرار کا طالب ہے۔ اس کو ہر مقصود کو وہ کاغذ کے نقش و نگار میں دھونڈھتا ہے، مگر نادان یہ نہیں جانتا کہ یہ تو ان واقعات میں موجود ہے جو روز مرہ اسکی نظر سے گذرتے ہیں۔

اینا ہمہ راز ست کہ معلوم عوام است

اگر قرآن حکیم کو آپ پڑھتے ہیں تو آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے گوند، گون، طریقوں سے تفکر و تدبر اور استبصار و اعتبار کی تاکید فرمائی ہے۔ بعض آیات میں صاف صاف تفکر و تدبر فرمایا ہے، بعض میں بصیغہ ترجی و امید لعلکم تفکروں ارشاد ہوا ہے۔ کسی جگہ فلا تفکروں سے اظہار تعجب و حیرت کیا ہے، اور کسی مقام پر لہم قلب لا یفقروں بہا رلہم اعین لا یبصرون بہم و لہم آذان لا یسمعون بہا، اوللک لا تعلم بل ہم اضل سے عدم تفکر کی مذمت و تکرہش کی ہے۔

یہ عبارات شتی اور اسالیب متنوعہ صرف اسلیے اختیار کیے گئے ہیں کہ انسان قوت تفکر و اعتبار کی اہمیت کو محسوس کرے۔ اور اس دلیل راہ و مرشد طریقت کی پیروی کرے جو ہر وقت اور ہر حالت میں اسکے ساتھ رہتا ہے، اور شب و روز کے ۲۴ گھنٹوں میں ایک منٹ کے لیے بھی اس سے جدا نہیں ہوتا۔

لوگ ہمیشہ تفکر و اعتبار کے لیے کسی اہم اور عظیم الشان واقعات کے منتظر رہتے ہیں، گویا وہ اپنے قوی کو اس سے ارفع و اعلیٰ سمجھتے ہیں کہ وہ معمولی چیزوں میں مشغول ہوں، یا معمولی واقعات کو اس قبل نہیں سمجھتے کہ اسمیں عبرت و بصیرت ملے۔ مگر یہ ایک دوسری نادانی ہے۔

جیسا کہ میں ابھی کہچکا ہوں اس عالم کا ایک ایک ذرہ اپنے اندر عبرت و بصیرت کا ایک دفتر رکھتا ہے۔ اگر تم نہیں دیکھتے تو یہ تمہارا قصور ہے۔ بقول مرحوم غالب:

معصم نہیں ہے ترمہی نراہائے راز کا

یہاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

اگر ایک واقعہ معمولی ہے تو یہ نہ طے کرلو کہ اسمیں تمہارے لیے عبرت آموزی کا سامان نہیں۔ کیا نہیں دیکھتے کہ خدائے تعالیٰ نے انسان کی ہدایت و ارشاد کے لیے جن چیزوں کو تمثیلاً ذکر فرمایا ہے ان میں مچھڑ، مکھی، ار اور انت بھی ہیں؟

عبرت و بصیرت اگر چاہتے ہو تو یہ علم و ترفع کیوں؟ روشنی کے

ریور آف ریویوز کے مضمون ”سنہ ۱۴ ع کی مہتر السلام“ (نمبر ۵ جلد ۴ الہال) میں آپ نے پڑھا ہوا، کہ مہتر امن کے ہر اجتماع کے بعد دول کے جنگی مصارف میں حیرت انگیز و امید سوز اضافہ ہوا ہے۔ کیا یہی مہتر کے اجتماعات کا نتیجہ ہے ؟

پھر صحراء لیبیا اور جزیرہ نماے بلقان میں جو انسانیت سوز واقعات پیش آئے - انمیں اس مرتمر نے کیا کیا ؟ کیا یہ مرتمر انہی قوموں میں امن قائم کرنا چاہتی ہے جنمیں پہلے سے امن موجود ہے ؟

بہتر ہے کہ اس سلسلہ میں ایک مغالطہ کی حقیقت سے پردہ اٹھا دیا جائے۔

یہ معیم نہیں کہ آج یورپ میں قیام امن کی وجہ اسکی امن پرستی ہے ۔ اگر یورپ ہر حقیقت امن پرست اور انسانیت دوست ہوتا تو اس کے گرجوں کے ممبر، جلسوں کے استیج اور اخبارات کے صفحات پر بلقان کے دشمنان انسانیت کا اس گرمجوشی سے استقبال نہ کیا جاتا، اور وہ خود اپنی آبادی اور خزانے کے ایک کثیر حصہ کو سبعیت و درندگی کی طیاری کے لیے وقف نہ کر دیتا ۔

فبی الحقیقہ - پورپ میں موجودہ قیام امن کا سبب آر ہے ۔
 یورپ کی ہر امان مسلم ہے اور اس طرح مستعد کہ گریا میدان
 جنگ جانے کے لیے آخری بگل کی منتظر ہے ۔ اس لیے دوسرے کر
 جرات دست درازی نہیں ہوتی کہ جواب ترکی بترکی ملیکا ۔
 اس کے ساتھ مشغلہ کے لیے ایشیاء اور افریقہ موجود ہے اس وجہ سے
 یہ نہیں ہوتا کہ قوت پیدا ہو اور تعطل و بیکاری کی وجہ بالآخر
 اندر ہی اندر کام کرنے لگے ۔

پس قیام امن کا اصلی راز یہ ہے - جب یہ مشغلہ ختم ہو جائیگا اور تعطل و بیکاری کا دور شروع ہوگا تو وہ وقت ہوگا کہ قلم کی جگہ تیغ ، ڈپلومیسی کی جگہ سپہ سالاری ، انسانیت و اخلاق کی جگہ بربریت و دہشت گردی ، اور صلح کی جگہ جنگ لیگی ، اور یورپ کے تمدن زار میں رہی نظر آئیگا جو ایشیاء کے وحشت گردہ میں نظر آ رہا ہے -

سنة الله التي قد خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تبديلا -

تقریب تخت نشینی و مسلم قربانی

اس کرۂ ارض پر ہم اکیلے نہیں جن پر بے مصائب و معصن اور شومی و بدبختی کا سیلاب گزر رہا ہے - بلکہ دنیا کی بہت سی قومیں ہماری شریک حال ہیں - لیکن آہ ! یہ ہماری مزیت ہے کہ جب دنیا کو خون کی ضرورت ہوتی ہے تو ہماری ہی رگیں کھولی جاتی ہیں -

سنہ بارہ اور تیرہ انسانیت کی تاریخ میں درخونین سال تھے، مگر یہ کسکا خون تھا، جس نے انہیں رنگین کیا؟ اس کا جواب میں کیا دےں کہ طرابلس کے ریگستان، بلقان کے دشت و جبل، ایران کے میدان لالہ زار، اور کانپور کی سرزمین کا ایک ایک ذرہ جواب دیرھا ہے۔ ذلك لمن كان له قلب او القى السمع وهو شهيد۔

ان دہ سالوں میں مسلمانوں کا جسطہ خون بہا ہے وہ پوری ایک دہائی کے لیے کافی ہے، مگر جو شے بلا معارضہ ہاتھ آئے اس کے استعمال میں کیوں دریغ کیا جائے۔

گذشتہ نمبر کے ”الاسبرع“ میں آپ یہ خبر دیکھ چکے ہیں کہ انقلاب البانیا کے سلسلہ میں کئی عثمانی افسرین گرفتار ہوئے۔ اس ہفتہ کی یہ خبر ہے کہ اس حکم کا نفاذ پرنس والد نے آنے تک ملتوی رکھا گیا ہے تاکہ اس خروشی کے شکریہ میں کہ خدارند نے ایک ۹۵ - فیصدی مسلم آبادی والے ملک کے تخت پر ایک مسیحی شہزادہ کو بیٹھایا ہے۔ وہ خود ان مسلمانوں کو قربانگاہ مسیحیت پر چڑھا سکیں !

ہمتی سے یہ کیوں سوچتے ہیں کہ اس سرزمین میں بھی نہ ہوگی جسے انگلستان کہتے ہیں اور جہاں حق اور مظلوم کے دستگیر معدوم نہیں۔

آپ جب تک آئینی حکومت کے ماتحت ہیں اسوقت تک آپکو فریاد رسی سے مایوسی کی کڑی وجہ نہیں - البتہ شرط یہ ہے کہ آپکی صدائے فغاں سنچ دادرخاہ اگر شملہ کی چونڈیوں سے ناکام واپس آئے تو سمندر کو عبور کر کے ایوان پارلیمنٹ میں غلغلہ انداز ہر -

مسٹر ظفر علی خاں حادثہ ٹائپورے زمانہ میں لندن گئے تھے۔ ابھی تک وہیں مقیم ہیں۔ قیام کے جو نتائج زمیندار پریس کے حادثے کے بعد ظاہر ہوئے ہیں انہیں ہمارے لیے بہت بڑی بصیرت و عبرت موجود ہے۔

زمیندار پریس کی ضبطی کے تار پہنچنے کے بعد انگلستان کے دو مشہور و مقتدر اخبار یعنی ”ڈیلی نیوز اینڈ لیڈر“ اور منچسٹر گارجین کے نامہ نگار مسٹر ظفر علی خاں سے ملے اور دونوں اخباروں نے اپنے اپنے کالموں میں اس واقعہ پر فرٹ لکھے۔

لیکن اس سے زیادہ اہم یہ واقعہ ہے کہ پارلیمنٹ کے ممبروں سے مسرس جان ڈبلن، کیر ہارڈے، جوسیا ریچرڈ، ہربرٹ برورز (ایک مشہور سوشیلسٹ) اور فلپ سنڈرون نے خطوط کے ذریعہ سے اظہار تاسف و ہمدردی کے علاوہ یہ وعدہ کیا ہے کہ اگر وہ پارلیمنٹ میں کوئی خدمت انجام دے سکتے ہیں تو وہ اس کے لیے تیار ہیں۔

آخر میں میں پھر کہتا ہوں کہ اس واقعہ کو سرسری نظر کے حوالے نہ کیجیے کہ اس میں ہمارے لیے عبرتوں اور بصیرتوں کا ایک دفتر موجود ہے، اور سعی و عمل کی صداۃ دعوت آ رہی ہے۔

سنہ ۱۹۱۲ کی موثر امن

انسانی طبائع بھی کس درجہ بر قلمرو ہیں !

ایک طرف تو علم و دانش، اور مدنیت و تہذیب کی اس حیرت انگیز ترقی کے باوجود انسانوں کی ایک کثیر جماعت ان عادات کے ترک کے لیے مستعد نہیں، جو اسکے دور ۱۳۰۵ھ-۱۳۱۰ھ و سببیت ہی یادگار سمجھی جاتی ہیں۔ بلکہ علم جسقدر نوامیس فطرت کو بے نقاب کرتا جاتا ہے اور وسائل و حالات جسقدر وسیع ہوتے جاتے ہیں، اسقدر اسکے تاہب و استعداد، اور ساز و سامان بھی بڑھتا جاتا ہے۔

مگر دوسری طرف اسی آسمان کے نیچے ایک اور جماعت ہے، جو جمالِ امید کے فریب میں گرفتار ہے، اور تجربہ و اختیار کے علی الرغم ان عادات کا استیصال چاہتی ہے، جو انسان کے آب و گل کے ساتھ خمیر ہوئے ہیں۔

حال میں دل دل یورپ نے اپنی بری رہبر فوجوں کی ترقی
میں جو سرگرمیاں دکھائی ہیں وہ تو آپ تلخانات کے سلسلہ میں
پڑھ چکے ہونگے، اور غالباً آپ نے یہ بھی پڑھا ہوگا کہ انگلستان میں
چونکہ فوجی زندگی کی طرف لوگوں کی رغبت کم ہوتی جاتی ہے،
اس لیے قوم کو متحرک تصاویر کے ذریعہ سے فوجی زندگی کے مختلف
مناظر دکھائے جائیں گے تاکہ اسکا جنگی جوش اور فوجی زندگی
قائم رہے۔

اب ایک خبر اس کے بالکل متضاد و متناقض سنئے -

ڈاکٹرولسن رئیس جمہوریت امریکہ نے تیسری موثر امن
 کے لیے دعوت نامے بھیج دیے ہیں، جو اس سال حسب معمول
 ہیگ میں منعقد ہوگی۔

لیکن اس اجتماع کا کیا حاصل ہے ؟

المہلک

۱۵ دھج الاول ۱۳۳۲ ھجری

مدرسہ اسلامیہ

نورۃ العالما

اور احیاء اصلاح

(۳)

گذشتہ تمہید سے مقصود یہ تھا کہ ندوۃ العلما کے مقاصد کی اصلی حیثیت سب سے پہلے صاف ہو جائے، اسلیے کہ اعجوبہ زار ندوہ کے عجائب و غرائب میں سے ایک بوالعجبیہ یہ بھی ہے کہ اُسے نہ صرف باہر کے تماشائیوں ہی نے بلکہ خود اندر کے کار فرماؤں نے بھی بہت کم سمجھا ہے، اور بعض حالتوں میں تو بالکل سمجھا ہی نہیں!

ندوہ کی حالت پر فطرتاً نگار نیشا پوری کا یہ مقطع ٹھیک ٹھیک ملتا آتا ہے:

تو نظیری ز فلک آمدہ ہوسے چو مسیح

باز پس رفتی رکس قدر تو نشناخت دریغ!

ندوہ کی بنیاد کچھ عجیب طرح سے پڑی۔ ایک عمارت بنائی، مگر اس طرح کہ معماروں کی نیت اور ارادے کو اس میں بہت کم دخل تھا، اور بہت سے تو یہ کہتے تھے کہ یہ جو کچھ بن رہا ہے اُس سے کیا کم لیا جائیگا؟ اسکی سرگزشت اگر قفقہ کیل سے بیان کی جائے تو اس امر کی ایک نہایت مؤثر اور قریبی مثال ہوگی کہ دنیا میں بہت سی نیکیاں خود بخود ظہور میں آجاتی ہیں، اور وہ اپنے ظہور میں کم کرتے، والوں کے علم و ارادہ کی بالکل محتاج نہیں۔

بہر حال گذشتہ بیانات سے مندرجہ ذیل امور آپ پر راضع ہو گئے:

(۱) قرون اخیرہ اسلامیہ میں اصلاح و تغیر کی جس قدر تحریکیں پیدا ہوئیں، انکی تین قسمیں تھیں، جنہیں میں نے اصلاح سیاسی، اصلاح اقتصادی، اور اصلاح دینی کے لقب سے یاد کیا ہے۔

(۲) ان سب میں صحیح اور متقین الفرز راہ ”اصلاح دینی“ ہی کی ہے۔ کیونکہ دینوں ابتدائی قسمیں نتائج میں انقلاب پیدا کرنا چاہتی ہیں، اور یہ علل و اسباب کو فہم کرنا چاہتی ہے۔ اس کی بنیاد ایک راسخ و محکم اعتقاد اور روحی الہی کے پیدا کیے ہوئے یقین پر ہے، اور ان دونوں کی بنیاد محض تقلید پر۔

(۳) اسی ”اصلاح دینی“ کی قسم میں ”ندوۃ العلما“ کی تحریک بھی شامل ہے۔

ندوہ العلما نے اگرچہ دعوت و ارشاد کا کوئی اہم کم انجام نہیں دیا، مگر ادبی مزیت و خصمیت یہ ہے کہ وہ بہت جلد اُس اصلی کام کی طرف متوجہ ہو گیا، جو اصلاح دینی کی راہ کے تمام موانع و مشکلات کو دور کرنے والی ہے، یعنی علم اسلامیہ و عربیہ کے طریق تعلیم پر اصلاح اور ایک نئی درسگاہ کی تاسیس۔

یہ راضع ہے کہ میری بحث صرف مقاصد اور اصول تک محدود ہے، طریق عمل اور جزئیات کار کے متعلق ابھی کچھ نہیں کہتا۔ بہت ممکن ہے کہ بہت سی باتوں سے مجھے اختلاف ہو۔

مثلاً یہ کہ اُس درسگاہ نے جو طریق تعلیم اختیار کیا، یا اصلاح نصاب کے اہم اور بنیادی مسئلے کو جس طرح طے کیا گیا، یا تکمیل و علوم کی جو جماعتیں قرار دی گئیں، یا تکمیل کے بعد جو مقصد پیش نظر رکھا گیا۔ لیکن یہ تمام چیزیں اصول اصلاح میں داخل نہیں ہیں۔

میرا ذاتی خیال ان امور کے متعلق جو کچھ ہے وہ پیش نظر حالات سے مختلف ہے اور اس وقت تک انکا بیان کچھ مفید نہ ہوگا جب تک خاص مسئلہ اصلاح پر ایک مستقل مضمون لکھ کر یہ تفصیل اپنے خیالات ظاہر نہ کروں۔

یہاں صرف اس اصول عمل اور اساس کار سے بحث ہے کہ ندوہ نے اصلاح دینی کا طریق اختیار کیا، اور اس طریقہ کے سب سے بڑے اہم اور بنیادی مسئلے کو پوری صحت کے ساتھ سمجھا، یعنی سب سے پہلے موجودہ طریق تعلیم کی اصلاح کرنی چاہیے اور اس کے لیے ایسی درسگاہ قائم کرنی چاہیے جس سے علماء مصلحین اور مرشدین مہتدین پیدا ہو سکیں۔

پس مندرجہ ذیل اصول زیر بحث ہیں، جن میں جزئیات عمل اور اسلوب و طریق عمل کو کوئی دخل نہیں:

(۱) اصلاح دینی کا کام انجام نہیں پا سکتا، جب تک قزم کر اسلام کی صحیح تعلیم نہ دی جائے، اور تمام طبقات امت کا جہل دینی دور نہ ہو۔

(۲) اسکا ذریعہ صرف علماء کاملین و حق ہیں، جو روز بروز ہم میں قلیل و مفقود ہوتے جاتے ہیں، اور جنکی قلت ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ قزم میں حیات دینی کے نتائج و ثمرات مفقود ہیں۔

(۳) انقلاب حالات نے بعض آر ایسی ضرورتیں بھی پیدا کر دی ہیں، جو کل تک نہ تھیں۔ مثلاً علوم حدیثہ و السنۃ اقوام متہمدہ، ضرور ہے کہ علماء حال اسے بھی راقف ہوں۔

(۴) اسکا وسیلہ یہ ہے کہ علوم دینیہ و عربیہ کی تعلیم و طرز تعلیم کی اصلاح و تہذیب و تسہیل کی جائے، اور ایک نئی درسگاہ قائم ہو۔

فی الحقیقۃ، اصلاح دینی کا اصلی اور صحیح راستہ انہی اصولوں میں ہے۔ اس کے سوا اور کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا۔ ندوہ کو اگر وہ اسباب نہ ملے جنکی وجہ سے وہ صحیح و اقرب طریق عمل اختیار کرتا، اور نیز میرے خیال میں ایک بڑی غلطی یہ بھی ہوئی کہ علماء راسخین و حق کی جگہ ”موجودہ ضروریات کے مطابق علماء“ پیدا کرنے پر زیادہ زور دیا گیا، جو دراصل اہمیت کے لحاظ سے دوسرے درجہ کی ضرورت تھی نہ کہ اصل ضرورت۔ تاہم اسنے حقیقت کو سمجھا اور اصولاً جو راہ اختیار کی، وہی اصلی و حقیقی راہ عمل و وسیلہ اصلاح دینی ہے۔

میں کسی قدر اسکی تشریح کرونگا۔

(اصلاح دینی اور اساس عمل)

گذشتہ نمبر میں میں ”اصلاح دینی“ کی تحریک اور اس کے بعد مصلحین کا مختصراً ذکر کرچکا ہوں، لیکن اصلی سوال وہ ہے جو اُس کے بعد سامنے آتا ہے یعنی اصلاح کے عمل و نفاذ کا ذریعہ کیا ہو، اور کیونکر مسلمانوں کے اندر تعلیم اسلامی کی صحیح و حقیقی زندگی پیدا کی جائے؟

اس اصلاح کے حماۃ و دعاۃ متبعین فرنگ اور متلاشیان تمدن و علوم سے کہتے ہیں کہ تم جس مقام کم گشتہ کیلئے سرگرداں ہو، اسکا سراغ بھی اسی راہ سے لگے گا، پھر وہ رسائل عمل کیا ہیں جنکے ذریعہ سے دین الہی کی صحیح رہنمائی، اخلاق و تربیت، علوم و فنون، مصالح و محارف، معاشرت و تہذیب، غرضکہ حیات اجتماعی کے تمام اجزاء صالحہ تک پہنچا دے؟

درحقیقت اسکا جواب ایک ہی ہے۔ یعنی قزم کو مذهب کی صحیح و حقیقی تعلیم دینا، اور ایسے علماء راسخین و حق،

نے روگردانی کی، ہدایت قرآنی کی راہ سے ہٹ گئے، اور صراط مستقیم کو چھوڑ کر تابع ہوا، نفس و خطرات شیطانیہ ہو گئے۔ اور قرآن کہتا ہے کہ خدا کسی قوم کو کوئی نعمت دیکر پھر واپس نہیں لیتا جب تک کہ وہ خود اپنی صلاحیت کو ضائع نہ کر دے! پس علماء راسخین پر کہ فی الحقیقت جسم ملت کیلئے روح اور امة مرحومہ کے قدرتی پیشوا ہیں، فرض ہے کہ سب سے پہلے بیدار ہوں اور غافلوں کو بیدار کریں۔ اللہ نے یہ خدمت ہدایت انکے ذمہ واجب کر دی ہے اور اپنا فرض حقیقی ادا کرنا چاہیے۔

اگر انہوں نے قوم کو بیدار نہ کیا اور اس گزری ہوئی حالت تک نہ لوٹا، جو عصر نبوت و صحابہ کرام کے وقت تھی، اور نیز تمام بدعات و زوائد اور اعمال سنیہ خلاف قرآن و سنت کی ظلمت سے مسلمانوں کو باہر نہ نکالا، تو یہ یقینی ہے کہ وہ وقت آخر اس قوم کیلئے بھی آنے والا ہے، جو امم ماضیہ پر آچکا ہے: فاذا قہم اللہ الغزی فی الحیاء الدنیا ولعذاب الآخرة اکبر لو کانوا یعلمون۔

اس سے ظاہر ہے کہ شیخ محمد عبدہ کے پیش نظر اصلاح و دعوت کے مسئلے میں بھی دو مقاصد مہمہ و اساسی تھے: (۱) مسلمانوں کی موجودہ حالت ترک کقاب و سنت کا نتیجہ ہے۔

(۲) علماء کو کہ روح امة اور قواد ملت ہیں، بیدار ہونا اور قوم کو شریعت کی اصلی و حقیقی تعلیم کی طرف بلانا چاہیے۔

عروۃ الوثقی کے صرف ۱۹- نمبر نکلے اور تمام عالم اسلامی جنبش میں آگیا۔ مجبوراً انگلستان اور فرانس نے متعدد سازش کر کے آئے بند کرایا اور سلطان عبد الحمید نے بھی اسمیں شرکت کی مگر وہ اپنا کام کر چکا تھا۔

اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ سنہ ۱۳۰۴ ہجری میں جبکہ شیخ مرحوم یسروت میں تھے، تو انہوں نے احیاء تعلیم علوم دینیہ اسلامیہ کی ایک مبسوط اور مفصل اسکیم لکھی اور ”لائحۃ الاصلاح والتعلیم الدینی“ کے نام سے بذریعہ شیخ الاسلام سلطان عبد الحمید کے حضور میں پیش کی۔ اسمیں نہایت تفصیل سے اس حقیقت کو راضع کیا تھا کہ دولت عثمانیہ آخری اسلامی حکومت ہے اسلیئے وہ تمام مسلمانان عالم کی اصلاح حالت کیلئے ذمہ دار ہے اس اصلاح کے حصول کا ذریعہ صرف یہی ہے کہ مسلمانوں میں اسلام کی صحیح و حقیقی دعوت و اصلاح کے رسائل پیدا کیے جائیں، اور وہ ممکن نہیں۔ جب تک تعلیم دینی کی اصلاح و تجدید نہ ہو۔ تمہید کے بعد اسمیں تعلیم دینی کے تین درجہ قرار دیے تھے: الابتدائی، الارسط، العالی۔

ابتدائی تعلیم عامۃ مسلمین کیلئے ہونی چاہیے، اور اسکے لیے ایک جامع و سہل الفہم نصاب عقائد و فقہ اور تاریخ اسلام و سیرۃ نبوت و صحابہ کا ہونا چاہیے، جو یکسر تعلیم قرآنی سے ماخوذ اور لا حاصل مباحث خلاف وجدال سے معرا ہو۔

تعلیم درمیانی اس طبقہ خراس و متوسطین کیلئے ہونی چاہیے جو مختلف السنہ ملکی و اجنبی اور علوم و فنون جدیدہ کو حاصل کر کے مختلف مشاغل معاش و ملازمت میں مشغول ہوں۔ انکے لیے ایک دوسرا نصاب ہونا چاہیے جو پہلے سے وسیع تر ہو مگر تمام تر کتاب و سنیت سے ماخوذ، اور صرف عقائد، فقہ سادہ و سہل، اور تاریخ دینی و مدنی اسلام پر مشتمل ہو۔ البتہ ایک کتاب اسمیں ایسی بھی ہونی چاہیے جو علوم اسلامیہ و مذاہب اسلام کی تاریخ سے پروری واقفیت پیدا کرادے۔

آخری درجہ عالی صرف ان لوگوں کیلئے ہے جو بحکم: ولکن منکم امة یدعون الی الخیر ویا مرون بالمرعوف وینہون عن المنکر، قوم کیلئے مرشد و معلم اور داعی و رہبر ہوں۔ انکے لیے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کے جامع و اصلاح یافتہ نصاب تعلیم کی ضرورت ہے۔ جسمیں مندرجہ ذیل علوم داخل ہوں:

و مصلحین و مرشدین کو پیدا کرنا جنکے ذریعہ سے تمام قوم کی اصلاح ہو سکے۔

اصلاح دینی کی ضرورت جن جن مصلحین نے محسوس کی انہوں نے دعوت و ارشاد اور تنبیہ افکار کیلئے صدائیں بلند کیں، درس و وعظ کا سلسلہ شروع کیا، مقالات و رسائل تحریر کیے، اخبارات و مجلات شائع کیے، اور انکی کوششیں بیکار بھی نہ گئیں، لیکن تاہم کوئی انقلاب خیز نظام عمل ہاتھ نہ آیا، جس سے اس قوم کے اندر تبدیلی پیدا ہو سکتی جسکی غفلت صدیوں سے اور جسکی تعداد تیس کرور سے متجاوز ہے۔

مصلحین ہمیشہ مظلوم و قلیل رہے ہیں کیونکہ اصلاح جب کبھی اُٹھتی ہے تو اسکا کوئی ساتھی نہیں ہوتا۔ البتہ وہ خود ہی اپنی فوج ترتیب دیتی ہے۔ پس اصلاح کا اولین کام یہ ہونا چاہیے کہ مصلحین کی تعداد بڑھائی جائے اور سب سے پہلے ایسے لوگ پیدا کیے جائیں جو اصلاح کے کاموں کو انجام دیسکیں۔ ورنہ محض راہ دعوت و مواظب بیداری تو پیدا کر دیگی لیکن قوم کو بدل نہیں سکتی۔

اس سے بھی زیادہ یہ کہ اصلاح دینی کی بنیاد مذہبی اعمال کے انقلاب پر ہے، اور قدرتی طور پر اسکا ذریعہ صرف علما ہی ہو سکتے ہیں۔ پس جب تک علوم دینیہ کی تعلیم اس نہج پر نہوگی، جس سے علماء کاملین پیدا ہو سکیں، اس وقت تک صرف چند مصلحین کا وجود کوئی بڑی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ندۃ العلماء سے پیشتر جن جن مصلحین نے صدائے اصلاح بلند کی، انکا بھی منتہاے فکر یہی تھا کہ علوم دینیہ کی ایک نئی درسگاہ قائم کی جائے، اور علماء کے اندر اصلاح و تغیر کے افکار پیدا کیے جائیں۔

(شیخ محمد عبدہ کی اسکیم)

مرحوم شیخ محمد عبدہ جو اس طریق اصلاح کے ایک بہت بڑے داعی تھے، اور جنہوں نے تمام عمر اسی کی دعوت میں بسر کر دی، انکا منتہاے آمال و کعبۃ مقاصد بھی ہمیشہ یہی رہا کہ ایک دارالعلوم اصلاح طریق تعلیم و نصاب کے بعد قائم کیا جائے۔ گذشتہ نمبر میں انکے مشہور اخبار ”عروۃ الوثقی“ کا ذکر کر چکا ہوں۔ اسکے پانچویں نمبر میں انہوں نے علماء اسلام کو اس طرف توجہ دلائی تھی۔ چنانچہ اپنے مقالہ افتتاحیہ کے آخر میں لکھتے ہیں:

”لو تدبرنا آیات القرآن واعتبرنا بالحوادث اتی أملت بالممالک الاسلامیة لعلمنا أن فینا من حاد عن أرامر اللہ و ضل عن ہدیہ رمننا من مال عن الصراط المستقیم الذی ضربہ اللہ لنا و ارشدنا الیہ و بیننا من اتبع أهواء الانفس و خطرات الشیطان (ذلک بان اللہ لم ینک مغیرا نعمۃ أنعمہا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسہم و ان اللہ سمیع علیم) فعلى العلماء الراسخین و ہم روح الامۃ و قواد الملة المعمدیة أن یہتموا بتنبیہ الغافلین عن ما أوجب اللہ و ایقظ الغالمة قلوبہم عما فرض الدین و یعلموا الجاہل و یزعجوا نفس الذاہل و یذکروا الجمیع بما أنعم اللہ بہ علی آبائہم و یستلغثوہم الی ما أعد اللہ لہم لو استقاموا و یحذروہم سو العاقبة لو لم یتدارکوا أمرہم بالرجوع الی ما کان علیہ النبی (صلى اللہ علیہ وسلم) و اصحابہ (رضی اللہ عنہم) ورفض کل بدعة و الخروج عن کل عادة سیئة لا تطبق علی نصوص الكتاب العزیز و یقصر علیہم أحوال الامم الماضیة و ما نزل بها من قضاء اللہ عند ما حاد عن شرائعہ و نبذت أرامرہ ما ذاقہم اللہ الخزی فی الحیاء الدنیا (ولعذاب الآخرة اکبر لو کانوا یعلمون)“

یعنی اگر ہم قرآن کریم کا تدبر و تفکر کے ساتھ مطالعہ کریں اور پھر ان تمام حوادث و انقلاب پر نظر ڈالیں جنکی وجہ سے آج تمام عالم اسلامی مبتلاے مصائب و آلام ہے، تو ہم پر راضع ہو جائیگا کہ یہ سب کچھ نتیجہ صرف اس امر کا ہے کہ خدا کے حکموں سے ہم

سلطان عبد الحمید کا عقیدہ یہ تھا کہ اصلاح خواہ کسی قسم کا ہو اور خالص دینی ہی کیوں نہ ہو، لیکن اُسکے بعد میری سیاست قائم نہیں رہ سکتی - سیفہ معارف کو حاکم دیدیا گیا تھا کہ جس کتاب میں لفظ ”انقلاب“ یا ”اصلاح“ یا ”تجدید“ ہو، اُس کی اشاعت روک دی جائے !

شیخ جب اس طرف سے مایوس ہو گئے تو انہیں جامع ازہر کا خیال ہوا جو آج سب سے بڑی درسگاہ علوم دینیہ اسلامیہ کی ہے، اور جس میں بہ یک رقت آٹھ ہزار تک طلباء دنیا کے مختلف حصوں کے موجود رہتے ہیں -

انہوں نے درس قرآن شروع کیا، حکومت کو توجہ دلائی، اصلاح کیلئے کمیٹی قائم کی، ریاض پاشا کو اسکا صدر بنایا، دس برس سعی و کوشش کرتے رہے لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلا حتیٰ کہ ازہر سے مستعفی ہو گئے -

اسکے بعد ”مدرسۃ دارالعلوم“ کی اسکیم بنائی - اور محکمۃ اوقاف کو اسکے مصارف کیلئے آمادہ کیا - کورنمنٹ خدیوہی نے مدرسۃ قائم کر دیا، مگر جو مقصود تھا وہ حاصل نہ ہوا - البتہ اتنا ہوا کہ علوم عربیہ کے ساتھ بعض علوم و السنۃ حدیثہ کی تعلیم کی ایک راہ کھل گئی -

اس تفصیل سے مقصود یہ تھا کہ شیخ محمد عبدہ کی تمام حیات اصلاحی کا اصلی نصب العین یہی تھا کہ تعلیم دینی کی اصلاح و تجدید ہو اور علماء و مرشدين مصلعین پیدا کیے جائیں - وہ مصر کے مفتی، حکام اعلیٰ میں داخل، صاحب اثر و سرور، متعدد محاکم و مجالس رسمیه کے ممبر، خدیو مصر اور وزراء کے ہم جلس و ہم سفر اور بالآخر ایک بہت بڑے مسلمان لیڈر کی حیثیت سے تمام عالم اسلامی میں تسلیم کیے جاتے تھے، تاہم وہ کسی ایسے مدرسے کی تاسیس میں کامیاب نہ ہو سکے - انتقال کے وقت یہ اشعار انکی آخری صدا تھی :

رست ابالی ان یقال محمد
اہل از اکتظت الیہ المآثم
ولکن دیناً قد اردت صلاحہ
احاذر ان تقضى علیہ العمائم !

(شیخ صدر الدین ترکستانی)

گذشتہ نمبر میں بسلسلۃ مصلعین و دعاۃ اصلاح دینی شیخ صدر الدین قاضی القضاۃ بلاد ترکئہ روسیہ کا ذکر کرچکا ہوں - میں نے انکی کتاب پڑھی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ انکا رجوع موجودہ عہد کے بزرگ ترین مصلعین امۃ میں سے تھا -

انکی کتاب کا جو صرف موضوع اصلاح پر ہے اور جسکے تین حصے ہیں، اگر ایک سطر میں خلاصہ پوچھا جائے تو اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ ہم میں علماء مصلعین اور دعاۃ مرشدين پیدا ہونے چاہئیں اور یہ ہونی نہیں سکتا جب تک کہ تعلیم دینی و عربی کی اصلاح نہ ہو اور ایک نئی درسگاہ قائم نہ کی جائے -

انہوں نے آخر عمر میں ایک اور مختصر رسالہ اس موضوع پر لکھا تھا اور وہ رسالۃ المنار مصر کی کسی ابتدائی جلد میں شائع ہوا ہے - اس میں تمام علوم اسلامیہ کے کتب تدریس و طریق تعلیم پر فرداً فرداً بحث کی ہے، اور آخر میں لکھا ہے کہ یہ کام نہایت اہم اور اساسی ہے - گاشن حکومت عثمانیہ اسکی طرف متوجہ ہو اور جہاں سب کچھ کر رہی ہے، وہاں ایک چھوٹی سی درسگاہ جدید بھی آستانے میں کھول دے -

انکی اور بعض دیگر ارباب علم و فکر کی سعی سے ترکستان میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی تاکہ مسئلہ تعلیم دینی پر غور کرے - چھ دن تک اُسکے اجلاس ہوئے تھے اور اسکی مفصل رپورٹ اخبار ترجمان سے المريد نے نقل کی تھی - تمام مباحث کا خلاصہ یہی تھا کہ ایک نئی درسگاہ قائم ہو - اسکے سوا اصلاح کا اور کوئی طریقہ نہیں -

(۱) فن تفسیر القرآن اور اسکے تمام متعلقات - لیکن اس سے مقصود جلالین یا بیضاری نہیں ہے بلکہ وہ شے جو قرآن حکیم کے معارف و حقائق، علوم و اخلاق، و اسرار ربانی و حکمت الہامی کے ہم و درہم سے طالب کو قریب کرے، اور اسکی شرح و تفسیر سے اس پر واضح ہو جائے کہ تمام عالم انسانیت کے نجات و فلاح کا تنہا وسیلہ صرف یہی کتاب اور اسکی تعلیمات حقہ ہیں !

(۲) وہ تمام علوم جو ہم و درس قرآن کیلئے ضروری ہیں -

(۳) فنون متعلق لفظ عربیہ -

(۴) حدیث وہاں تک کہ قرآن حکیم کی تفسیر میں اس سے منہلے اور اخلاق و حکمت اور سیرۃ نبوت کے متعلق معلومات حاصل ہوں مع فنون روایت و درایت -

(۵) فن اخلاق و اداب دینی اُس اسلوب پر جو امام غزالی نے انشاء العلوم میں اختیار کیا ہے، مگر قواعد ادبیۃ شرعیہ سے منطبق کرنے کے بعد -

(۶) اصول فقہ مگر نہ اس معنی میں جس معنی میں اب سمجھا جاتا ہے بلکہ ایسی کتابیں جنکے پڑھنے سے صحت استدلال بالنص اور کلیات احکام، اور قواعد اساسیۃ حلال و حرام معلوم ہو سکیں -

(۷) تاریخ قدیم و حدیث - سیرۃ - خاتم النبیین و صحابۃ کرام اسکا جزو اصلی ہے - اسکے علاوہ اسلام کے تمام انقلابات سیاسی و اجتماعی و مدنی کی تاریخ، قرون وسطیٰ کے حوادث اور حرب و صلیبہ کے انقلابات، اور تمام ممالک و اقوام اسلامیہ کے تفصیلی حالات ماضیہ و حالیہ کی کتابیں بھی اسمیں ہونی چاہئیں، اور ہر مرتعہ پر اُن علل و اسباب طبعیہ کو حسب اصول فلسفۃ تاریخ حال واضح کرنا چاہیے، جو اقوال کے عروج و تنزل و ارتقاء و انقراض کا موجب ہوتے ہیں، نیز احکام الہیہ سے انہیں ترفیق و تطبیق دینی چاہیے -

(۸) بقدر ضرورت فن منطق و خطابۃ و اصول مناظرہ -

(۹) فن کلام و عقائد و ملل و نحل و تاریخ عقائد و فرق اسلامیہ، لیکن اس اسلوب پر جس سے مباحث توحید و عقائد پر حسب ادلۃ عقلیہ و مباحث حکمیہ عبور ہو جائے، اور اسرار معارف حکمیہ شریعۃ میں بصیرۃ حاصل ہو - نہ کہ فلسفۃ ارسطو کا ایک شکل دیگر میں مطالعہ -

اسکے بعد انہوں نے لکھا تھا کہ سب سے پہلے ان تمام اقسام و مدارج کی تعلیم کیلئے ایک نصاب تعلیم کو مدرن کرنا چاہیے کیونکہ جوامع آستانہ اور ازہر قاہرہ اس بارے میں کچھ مفید نہیں ہے، اور اسکے لیے بہت سی کتابوں کی تہذیب و تلخیص و تعلیق کرنی پڑیگی، اور بہت سی کتابیں از سرنو مدرن ہونگی -

نیز انہوں نے لکھا تھا کہ مشکلات شدید اور کام اہم و نازک ہے - لیکن ساتھ ہی نتیجہ فوز و صلاح اور اسکے سوا تمام ابواب عمل مسدود - پس ناگزیر ہے کہ تعلیم دینی کے نظام میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کیا جائے -

طریق تعلیم بھی ہمارا بہت کچھ محتاج اصلاح ہے - اساتذہ کو کتابک سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے - ہمارا قدیم املاء جو ٹھیک ٹھیک آج کل کی یونیورسٹیوں کا طریق تدریس ہے، پھر جاری کیا جائے -

آخر میں انہوں نے تجویز پیش کی تھی کہ سب سے پہلے ایک مرکزی جامعۃ اسلامیہ (یونیورسٹی) قائم کی جائے اور شیخ الاسلام کے زیر اہارت ہو - اور اسکے بعد تمام ممالک عثمانیہ و خارجہ بلکہ بلاد بعیدۃ اسلامیہ مثل ہندوستان، جارا، اور چین، ٹک میں اُسکی شاخیں قائم کی جائیں، اور وہ تمام مکاتب و مدارس اور جامعۃ عالیہ اپنے مرکز سے ملحق ہوں -

اگر سلطان عبد الحمید اور اولیاء بلد نے اس مصلح خبیر و مقدس کی تجویز پر عمل کیا ہوتا اور کوئی ایسی یونیورسٹی قائم ہوتی، میں قائم کی جاتی تو آج عالم اسلامی کا نقشہ بدل گیا ہوتا -

مقالہ

۱۔ دم القرآن

از جناب مولانا سلیمان صاحب دسوی

مسلمانوں کے حریف اگر انکے تمام ابواب فضائل و مناقب کی صحت روایت سے انکار کر دیں تو یہی ایک باب یقیناً ایسا رہ جائیگا جسکے انکار کی وہ کبھی جرات نہ کر سکیں گے۔ ہمارا اشارہ اس سے مسلمانوں کے اس شدید جدوجہد و سعی و محنت کی طرف ہے جو انہوں نے ”اپنی کتاب الہی“ کی تشریح و ترمیم، تحقیق و تدقیق اور فہم و تفہیم میں صرف کی۔ دنیا میں متعدد قومیں ہیں جنکے پاس حسب ادعا و زعم کتب الہی محفوظ ہیں، لیکن مسلمانوں نے اپنی کتاب الہی کے لئے جو خدمتیں انجام دیں اور اوسکے متعلق جو ذخیرہ علوم و تصنیفات فراہم کر دیا، کیا اسکا ایک حصہ بھی دوسری قومیں پیش کر سکتی ہیں؟ بلاشبہ بحیثیت ترجمہ، مسیحی قوم کا کوئی قوم مقابلہ نہیں کر سکتی، لیکن ان تراجم سے کیا فائدہ جنہوں نے خود اصل کو کم کر دیا ہو؟

مسلمانوں نے قرآن مجید کے ساتھ جو اعتنا کی اور اوسکے متعلق جو خدمتیں انجام دیں، انکی ہم حسب ذیل جلی تقسیم کر سکتے ہیں :-

(۱) تشریح مسائل عامہ متعلقہ قرآن، مثلاً کیفیت نزول، کتابت قرآن، قرائت و تجرید قرآن -

(۲) تدوین علوم متعلقہ قرآن، مثلاً علم الامثال، علم الاعراب علم المجاز -

(۳) تفسیر معانی و الفاظ قرآن، مثلاً کتب تفاسیر عامہ -

ان امور ثلاثہ میں سے ہر ایک اس لائق ہے کہ اگر اوسکی تفصیل کی جائے تو خود اوسکے متعدد شعبے نکل سکتے ہیں، لیکن بغرض تطویل ہم صرف ضروری اور مایحتاج امور پر اکتفا کریں گے -

(مسائل متعلقہ قرآن)

ان سے وہ مسائل مراد ہیں، جو اختصار مباحثہ کی بنا پر مستقل فن نہیں بن سکتے، اور اسلیئے انکے متعلق مستقل کتابیں نہیں لکھی گئیں۔ اس عنوان کے تحت میں حسب ذیل مسائل علما نے بیان کیے ہیں :-

(۱) معرفت کیفیت نزول قرآن و بدء و انتہائے نزول قرآن، (قرآن آنحضرت صلعم پر کس طرح نازل ہوتا تھا، اور سب سے اول اور سب سے آخر کون سی آیت یا سورت نازل ہوئی)

(۲) معرفت آیات و سور مکہ و مدینہ - (مکہ میں کون کون آیتیں اور سورتیں نازل ہوئیں، اور مدینے میں کون کون؟)

(۳) معرفت اوقات و ازمئے نزول - (یہ آیتیں اور سورتیں کس وقت نازل ہوئیں؟)

(۴) معرفت مقامات و اماکن نزول - (کہاں اور کس مقام پر نازل ہوئیں؟)

(۵) معرفت جمع و ترتیب قرآن - (قرآن کس طرح جمع و مرتب ہوا؟)

(۶) معرفت تعداد سرور آیات و کلمات قرآن - (قرآن میں کتنی سورتیں، کتنی آیتیں اور کتنے حروف ہیں؟)

(۷) معرفت مجمل، ربین، مفید و مطلق، عام و خاص، و منطوق و مفہوم، و محکم و متشابہ قرآن -

(۸) معرفت اقسام دلائل قرآن -

(۹) معرفت طرق مخاطبات قرآن -

(۱۰) معرفت حصر و تخصیص و ایجاز و اطناب قرآن -

دس علی ذلک -

(علوم متعلقہ قرآن)

علمائے اسلام نے قرآن مجید کے متعلق جو خدمات انجام دیے ہیں اوسکی عملی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کے ہر شعبہ کے متعلق اتنے علوم مدون اور اسقدر کتابیں تصنیف کر دی ہیں، کہ انکا حصر بھی مشکل ہے۔ کشف الظنون اور فہرست ابن ندیم میں سینکڑوں علوم و تصنیفات متعلقہ قرآن کا ذکر ہے، جو آج بالکل ناپید ہیں، تاہم تلاش و جستجو سے جن علوم و تصنیفات کا پتہ ملتا ہے، وہ حسب ذیل ہیں :-

رسوم القرآن، تجرید القرآن، اعراب القرآن، مصادر القرآن، افراد القرآن و جمعه، مفردات القرآن، غرائب القرآن، معانی القرآن، اعجاز القرآن، مجاز القرآن، تشبیہ القرآن، امثال القرآن، امثلة القرآن، بدائع القرآن، اسباب النزول، مبہمات القرآن، متشابہ القرآن، اقسام القرآن، مناسبات الايات و السور، مطالع القرآن و مقاطعہ و فواتح السور، اعلام القرآن، ناسخ القرآن و منسوخہ، مشکلات القرآن، حجج القرآن، احکام القرآن، جوہر القرآن، نجوم القرآن -

ان تمام علوم کے متعلق در قسم کی تصنیفات ہیں، ایک وہ جن میں ان تمام علوم و مسائل سے ایک ہی کتاب کے مختلف ابواب میں بحث کی گئی ہے، اور باختصار وہ ان تمام مباحثہ پر مشتمل ہیں۔ اس صنف تصنیفات کو ہم نے ”جوامع علوم قرآن“ دوسری قسم ان تصنیفات کی ہے جن میں ایک ایک علم اور ایک ایک مبحث سے مستقلاً بحث ہے اور وہ صرف ایک ہی علم یا مبحث کے مختلف انواع مسائل نکات اور فوائد کو جامع ہیں -

(جوامع علوم القرآن)

دنیا میں ہر شے اپنی بسیط اور سادہ حالت سے شروع ہوتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ ایک شاندار ترکیبی حالت تک پہنچ جاتی ہے۔ علم قرآن کے متعلق بھی ابتدائی کوششیں انفرادی علوم و مسائل سے شروع ہوئیں، اور ایک مدت کے بعد وہ تکمیل کو پہنچیں۔ یہی سبب ہے کہ علوم قرآن کے متعلق منفرد تصانیف دوسری صدی میں موجود ہو گئی تھیں، لیکن جوامع تصنیفات کا سراغ ہمکو سب سے پہلے پانچویں صدی میں ملتا ہے۔ ہم جوامع علوم قرآن کا پہلا مصنف علی بن ابراہیم الحرفی المتوفی سنہ ۴۳۰ کو جانتے ہیں، جنکی تصنیف کا نام علوم القرآن ہے، اسکے بعد شیخ مکی بن

باقی رکھا ہے، کیونکہ قرآن کو باوجود کثرت نسخ ہمیشہ اسی رسم خط میں لکھا جیسے صحابہ نے قرآن عام مسلمانوں کو سپرد کیا۔ تدریس فن کے لحاظ سے اس باب میں سب سے پہلی تصنیف حسب معلومات موجودہ، ابر عمر عثمان بن سعید الدانی المتوفی سنہ ۴۴۴ کی تصنیف ”الاقتصاد فی رسم الہجۃ“ اور ”المقنع فی رسم الہجۃ“ ہے، المقنع میں باختصار مصاحف بلاد اسلامیہ کے مختلفہ و متفق خطوط کا اور قرآن میں زیر و زبر اور نقطے لگانے کی کیفیت کا بیان ہے۔ علمائے اسلام نے اس تصنیف کی بڑی قدر کی۔ ابر محمد قاسم بن فیرہ شاطبی المتوفی سنہ ۵۹۰ نے بنظر تسہیل حفظ اسکو ایک قصیدہ والیہ میں نظم کر دیا۔ اس رسالہ کا نام ”عقیلہ اتراب القصائد“ ہے۔ برہان الدین ابراہیم بن عمر جعبری المتوفی سنہ ۷۲۳ نے اس قصیدہ کی بنام ”جمیلۃ ارباب المراد“ علم الدین علی بن محمد سخاری المتوفی سنہ ۹۴۳ نے بنام ”الرسیلۃ الی کشف العقیلہ“ شہاب الدین احمد بن محمد بن جبارہ المرداوی المقدسی المتوفی سنہ ۷۲۸ محمد بن قفال شاطبی تلمیذ سخاری اور احمد بن محمد بن شیرازی گزررئی نے سنہ ۷۹۸ میں اور ابو البقا علی بن القاصح المقری المتوفی سنہ ۸۰۱ نے بنام ”تلخیص الفرائد“ اور نیز، نور الدین علی بن سلطان ہریری المتوفی سنہ ۱۰۱۴ نے بنام ”الہیات السنیۃ العلیہ علی ابیات الشاطبیۃ الرالیہ فی الرسم“ مبسوط و مختصر شرحیں لکھیں۔

متاخرین میں خطیب الروم سنہ ۹۵۹ کی ”رسوخ اللسان فی حروف القرآن“ اور ابو العباس مراکشی کی ”عنوان الدلیل فی مرسوم خط التّنزیل“ کا آمد رسائل ہیں، ہندوستان میں مولانا بحر العلوم المتوفی سنہ ۱۲۲۹ ہجری کا مختصر فارسی رسالہ ”رسم مصحف“ اکثر قرآن کے حاشیوں پر چپا ہے۔

(تجوید القرآن)

یعنی قرآن مجید کا صحیح مضارح حروف و تلفظ سے حسن ترتیل کے ساتھ ادا کرنا۔ تجوید کو قرآن کے ساتھ ہی نسبت ہے جو نشید و غنا کو زبور کے ساتھ، تاہم یہود و مسیحی اسکو کوئی فن نہ بنا سکے، اور مسلمانوں نے اسکو بھی ایک فن بنا دیا ہے۔ سینکڑوں ماهر اور امام اس فن کے ازمذہ مختلفہ میں ممالک اسلام میں پیدا ہوئے، اور اب تک موجود ہیں، ممالک عربیہ میں عموماً اور ہندوستان میں کہیں کہیں باقاعدہ اسکی درسگاہیں ہیں، جہاں بواسطہ اساتذہ فن و مدرّسہ قواعد و اصول تجوید کی اب تک خلفاً عن سلف تعلیم ہوتی چلی آئی ہے۔

تدوین فن کی حیثیت سے اس فن کے سب سے پہلے مصنف مرسى بن عبید اللہ خاقانی بغدادی المتوفی سنہ ۲۲۵ ہیں، اسکے بعد مکی بن ابی طالب قدسی المتوفی سنہ ۴۳۷ کی کتاب رعایہ لتجوید القراءۃ تصنیف ہوئی۔ اس فن کی مقبول ترین تصنیف محمد بن محمد جزیری المتوفی سنہ ۸۳۳ کی مقدمۃ جزریہ منظومہ ہے۔

بڑے بڑے علما نے اسکی شرحیں لکھی ہیں، مثلاً زین الدین ازہری المتوفی سنہ ۸۷۰ خالد بن عبد اللہ ازہری المتوفی سنہ ۹۰۵، ابو العباس احمد بن محمد قسطلانی المتوفی سنہ ۹۲۳ شیخ الاسلام زکریا انصاری المتوفی سنہ ۹۲۶، شمس الدین دلجی شارح شفا المتوفی سنہ ۹۴۷، مولیٰ عصام الدین طاشکبری زادہ المتوفی سنہ ۹۶۸، رضی الدین ابن العنبلی العلوی المتوفی سنہ ۹۷۱، برہان الدین جعبری المتوفی سنہ ۹۹۳ کی ”عقود الجمان فی تجوید القرآن بھی اسی فن کی تصنیف ہے۔

(البقیۃ تنذلی)

ابی طالب المتوفی سنہ ۴۳۷ کی ”الہدایۃ الی بلوغ النہایۃ“ کا نام لینا چاہیے، مصنف نے یہ کتاب ۷۰ جزء میں معانی و انواع علوم قرآن پر لکھی ہے اس باب میں تیسری تصنیف مرسى بن بلاغت امام عبد القادر جرجانی المتوفی سنہ ۴۷۵ کے تلمیذ رشید ابر عامر فضل بن اسماعیل جرجانی کی البیان فی علوم القرآن ہے، اسکے بعد ابر موسیٰ محمد بن ابی بکر اصفہانی المتوفی سنہ ۵۸۱ کی مجمع المغیث فی علم القرآن و الحدیث۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے علوم قرآن و حدیث پر یکجا کتاب لکھی۔ علامہ ابن حوزی المتوفی سنہ ۵۹۷ کی ”فنون الافذان فی علوم القرآن“ بھی اس فن کی ایک مبسوط تصنیف ہے۔ بدیع الدین احمد بن بکر بن عبد الرہاب القزرنی الموجد سنہ ۶۲۵ کی الجامع العریز العادی معلم کتاب اللہ العریز اپنی دلالت عنوان کے لحاظ سے ایک قابل قدر کتاب معلوم ہوتی ہے، اسی موضوع پر جمال القراء و کمال القراء علم الدین ابوالحسن علی بن محمد سخاری المتوفی سنہ ۶۴۳ کی بھی تصانیف ہیں، جو قراءت و قصود و ابقاد، فاسخ و مفسوخ و غیرہ مباحث قرآن پر مشتمل ہے۔ محمد بن عبد الرحمن بن شامہ المتوفی سنہ ۷۰۸ کی المرشد الرجیونی علم متعلق بالقرآن العریز بھی اس فن میں ایک کتاب ہے، لیکن ان تمام تصنیفات سے بہتر بدر الدین محمد بن بہادر زکشی المتوفی سنہ ۷۹۴ کی ”البرہان فی علوم القرآن“ جس میں ۴۷ مختلف حیثیات سے قرآن مجید کے متعلق مباحث ہیں، اسکے بعد قاضی جلال الدین بلیقی المتوفی سنہ ۸۲۴ کی مواقع العلوم من مواقع النجوم ہے۔ اس کتاب میں چھ فصل کے تحت میں قرآن مجید کے مختلفہ پچاس مباحث و فنون ہیں۔ سنہ ۸۵۶ میں معی الدین محمد بن سلیمان کامنجی نے ”التیسر فی علم التفسیر“ کے نام سے ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا جسیر کو کامنجی کو فخر تھا مگر اسلام کو فخر نہ تھا۔ سب سے آخر لیکن سب سے جامع اور بہتر اس باب میں جلال الدین سیوطی المتوفی سنہ ۹۱۰ کی ”الاتقان فی علوم القرآن“ جسمیں ۸۰ ابواب کے تحت میں علوم قرآن کے متعلق ۳۰۰ سے زائد مباحث ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اگر حسب عادت سیوطی نے موضوع و ضعیف احادیث و روایات کو اسمیں جگہ ندی ہوتی تو کتبخانۃ اسلام کی یہ ایک بے نظیر تصنیف ہوتی۔

یہ تصانیف مذکورہ جیسا ہم نے پہلے لکھا ہے جوامع علوم قرآن پر مشتمل ہے۔ آئندہ سطور میں ہم ایک ایک فن کا ذکر کرتے ہیں، جسمیں بہ ترتیب (۱) کتابت و قراءت قرآن (۲) الفاظ قرآن (۳) معانی قرآن (۴) مقدمات مقاصد قرآن اور (۵) مقاصد قرآن پر گفتگو ہوگی۔

(رسوم القرآن)

نزول قرآن کے بعد قرآن کے متعلق سب سے پہلا کام یہ تھا کہ قلم سے اسکو لکھا جائے، اور زبان سے ادا کیا جائے۔ نوع اول کا نام ”رسوم القرآن“ ہے جسمیں قرآن مجید کے اصول کتابت اور طریقۃ تحریر سے بحث ہوتی ہے۔ یہ ممکن تھا کہ جسطرح عربی زبان کی تمام کتابیں لکھی جاتی ہیں اسی طرح قرآن بھی لکھا جاتا، اور عہد بعد اصول خط عربی میں جو تبدیلیاں ہوئیں ان سے کتابت قرآن میں بھی کم لیا جاتا، لیکن مسلمانوں نے بسلسلۃ حفظ قرآن ضروری سمجھا کہ جو لفظ عہد قدیم نبوی میں جسطرح لکھ دیا گیا ہے اسی طرح باقی رکھا جائے، تاکہ مسلمان نہ صرف یہ دعویٰ کرسکیں کہ الفاظ قرآن محفوظ ہیں، بلکہ یہ بھی دعویٰ کرسکیں کہ خط و رسم قرآن بھی محفوظ ہیں۔

عملاً مسلمانوں نے اس فن کو عہد نبوت سے اسوقت تک

من عَمَّیَلا

اشار عرب

موجودہ ترقیات بحریہ اور قسطنطنیہ اسلامی

(۳)

مجھے سے یہ نہیں ہوسکتا کہ ساحل کرچہرے کے عرب کے ساتھ ہوں اور پلے یہ بیان نہ کروں کہ جب ان کے قدم ان ساحل میں ہنگے تو انہوں نے دارالصناعہ (کارخانہ سازی) بنائے جیسا کہ میں نے ابھی تونس اور مصر کے متعلق بیان کیا ہے۔

اسی دارالصناعہ کے لفظ کو اطالین نے Darsena بنایا۔ اس وقت تو وہ مثل اہل اسپین اور اہل پرتگال کے یہی کہتے تھے مگر بعد کر جب جب رنگ بدلے۔ Darsena کو Tarsana کیا، پھر Arzana بنایا، پھر Arsenale بولنے لگے۔ چنانچہ اس وقت سے آج تک یہ آخری لفظ ہی استعمال کرتے ہیں۔

فرانسیسیوں کا لفظ Arzena اسی اطالی لفظ سے ماخوذ ہے۔ جب محمد علی پاشا خدیو مصر نے مصر کی عیان حکومت چھ ہاتھوں میں لی، اسے نظر آیا کہ مصر میں سیاسی زندگی بگ بگ رہتی ہے۔



اہل عرب کے اسلحہ ناریہ چھٹی صدی ہجری میں

بیس کے قصب خانے میں یہ مرتع محفوظ ہے۔ اب میں دکھایا ہے۔ کہ فرج جنگ کیلئے جارہی ہے

دارالصناعہ کا اصلی فرض کیا ہے؟
جہازوں کا بنانا اور انہیں جو ”عوام“ یعنی نقص پیدا ہو اس کی مرمت کرنا۔

یورپ نے اس دوسرے لفظ ”عوام“ کو بھی لیا، اور Avarit بنا لیا، پھر اس کا اطلاق نقصان کی تمام قسموں پر کرنے لگے، خواہ وہ جہاز میں ہو یا سامان تجارت میں یا کسی اور شے میں!

یہ معلوم ہے کہ جہازوں کے بنانے میں قلفا کے لیے اس شے کی ضرورت ہوتی ہے جس کو ہم ”قلفہ“ کہتے ہیں۔ اس لفظ کا یہی حال ہوا جو ”دارالصناعہ“ کا ہوا تھا۔

اہل یورپ کے اسلاف نے دارالصناعہ میں مسلمان کاریگروں کو دیکھا کہ ”قلفا“ میں مشغول ہیں تو کہا: Calfa (جو عربی لفظ قلف سے ماخوذ ہے)۔

پھر اسمیں اپنے یہاں کی علامت مصدر اور علامت مصدر سے پہلے تاء لگائی تاکہ دونوں ساکنوں میں ایک ذریعہ نطق پیدا ہو جائے، جس طرح کہ وہ

حالت استفہام میں

کہتے ہیں: Calfa

تاج العروس میں

ہے: ”قلف السفینۃ

قلفا“ یعنی اس کے

تختوں میں سونے

کرے انہیں کہچور کی

چھال سے سیا اور انکی

درازوں میں روغن

رفت بھر دیا۔ حاصل مصدر ”قلفا“ بکسر القاف ہے۔

* * *

ہر بیڑے کے لیے ایسی کشتیاں ناگزیر ہیں جو مال و اسباب وغیرہ اٹھائیں۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جس کو ہم ”نقلات“ (Transports) کہتے ہیں لیکن اسلامی بیڑوں میں یہ خدمت ”قراقیرا“ انجام دیتی تھیں۔ ”قراقیرا“ فروری کی جمع ہے۔ اطالین نے اس لفظ کو لیا اور کہا: Carraca (فرانسیسیوں نے اسی کو لیا اور Carraque) کہا۔ اصل و فرع میں جو بعد نظر آتا ہے اس پر آپ تعجب نہ کریں کہ ایک لفظ جب ایک زبان سے دوسری زبان میں جاتا ہے تو اکثر نہایت بعید و ابعد اصوات و معانی پیدا ہوجاتے ہیں۔ ر لتعلمن نبأ بعد حین۔

آپ جب یہ معلوم کریں گے کہ پرتگالی اسی کشتی کا نام Caraca رکھتے ہیں تو ان کے نزدیک میری صداقت ثابت ہوجائیگی۔

ہم نے آجکل یہ لفظ ان سے واپس لیا ہے مگر ایک فرانسیسی صاحب شکل میں۔ ہم ”کرالہ“ کہتے ہیں جو اطالین نے Carraca

فیر ناممکن ہے۔ اس نے اسکندریہ میں ایک کارخانہ قائم کیا اور میں بہت سے ترک، اطالی، اور ان کے علاوہ دیگر بنی الامم اور لب سناعہ کو ملازم رکھا۔ یہ گویا یورپ کا ایک مقابلہ تھا جو مثل سلاف بعید اور العزم کے ہمارے یہ قریبی اسلاف کرنا چاہتے تھے۔ اس طرح انہوں نے وہ عربی لفظ جو یورپ کو دیا تھا، پھر اس سے لے لیا۔ لیکن افسوس کہ یہ واپسی خالص اور اصلی حالت میں نہ ہوئی۔ اس کے اصلی خط و خال ضائع ہو چکے تھے۔ چنانچہ یہ لفظ اب ”ترسانہ“ کی صورت میں سرکوں کے ذریعہ آیا، اور رساء کے بدلے پھر ”ترسانہ“ ہو گیا جو درحقیقت ایک قسم کا بالغہ ہے۔ مگر سامع کو گمراہ کرنے یا حقیقت کے مٹانے کیلئے! یہ دونوں لفظ اب عام طور پر علوم و خواص بولنے لگے ہیں، اور انکی تصحیح بہت مشکل ہو گئی ہے، حالانکہ اطالی آج تک (یقیناً آج کے بعد بھی) Darsena کہتے ہیں۔ اگرچہ کارخانہ سازی کے لیے نہیں بلکہ صرف بندرگاہ کے اس سے لیے جسمیں مرمت طلب جہاز آلات و اسلحہ سے خالی رہنے کے بعد باندھے جاتے ہیں۔ تاہم لفظ کا تلفظ نسبتاً صحیح ہے۔

یہ تمام نام درحقیقت لفظ ”شرق“ اور ”شرق“ ہی سے ماخوذ ہیں۔

اب لفظ ”موسم“ پر غور کرو! اہل فرانس و انگلستان نے اسے Maussion اور اطالینوں نے Mansone بنایا۔

اسپر تعجب نہ کیجیے کہ آخر لفظ میں انہوں نے میم کی جگہ نون رکھا ہے۔ ایسی تبدیلیاں اختلاف لب و لہجہ کا نتیجہ ہیں۔ کیا آپکو معلوم نہیں کہ شہر ”سواکن“ کوہ Saouakim کہتے ہیں حالانکہ سواکن کے آخر میں نون ہے؟

* * *

اب ہم پھر بیڑے کی طرف عود کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ دریا میں بیڑے پر جو کچھ گزرنا تھی وہ گزرا۔ اسکے بعد وہ بندرگاہ میں داخل ہوا، اور بہ سبب کپتان کی ناواقفیت کے ایک شعب سے ٹکرا گیا۔ اس پر اہل یورپ نے اسے پکی سڑکوں کے ساتھ تشبیہ دیکر Recif کہا (کیونکہ مولدین عرب پختہ راستوں کو رصیف کہتے ہیں۔ اسی رصیف سے Recif بنایا گیا ہے۔ الہلال)

اب بیڑا اس جگہ پہنچ گیا جہاں وہ ہواؤں کی پریشانی اور موجوں کی طوفان خیزی سے مامون و محفوظ تھا۔ اس جگہ کو

اہل اسپین و پرتگال نے Cala کہا، اور فرانسیسیوں نے اسی لفظ کو جوہ کشتی کے لیے استعمال کیا۔ اسکی اصل ایک عربی لفظ ”کلا“ سے مشتق ہے جسکے معنی حفاظت و حراست کے ہیں۔ و ہذا کما تری۔

* * *

بیڑے نے کیا کیا؟

جنگ کے لیے صف بندی کی اور منجذیق نصب کی۔ ”منجذیق“ ایک یونانی لفظ

ہے جسکو عربوں نے ملحق کر لیا اور اسمیں نون داخل کر دیا تاکہ انکے اوزان کے تحت میں آجائے۔

اہل مغرب کی عادت یہ تھی کہ فاء اور قاف کے اوپر اور یاء کے نیچے جبکہ وہ مفرد ہوں یا کسی لفظ کے آخر میں ہوں، نقطہ نہیں دیتے تھے، کیونکہ ان صورتوں میں التباس و تشابہ کا خوف نہ تھا۔ پس اگر ہم یہ سوچیں کہ بعض اشخاص نے اس آلے کا نام بغیر نقطوں کے لکھا ہوگا اور فرض کریں کہ آخری حرف کا نچلا حصہ کسیوجہ سے مٹ گیا اور وہ ”منجنور“ ہو گیا تو اسکے بعد صاف واضح ہر جاتا ہے کہ رومن حروف میں Mangannoan دراصل منجذیق ہی کی ناقص صورت ہے اور وہ یونانی سے نہیں بلکہ اندلس کے عربوں کے واسطے سے آیا ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اسکی موجودہ صورت عربی سے زیادہ اصل یونانی سے قریب ہوتی۔ وہ لڑک ”منجنور“ یعنی نون کو غیر مشدد پڑھتے ہیں اگرچہ لکھتے دو مرتبہ ہیں۔ یہی وہ نام ہے جو فرانسیسیوں کے یہاں منجذیق کے لیے ہے۔

* * *

میں نے دریا اور جنگ کا اسقدر ذکر کیا کہ آپ لڑک تھک گئے ہونگے، حالانکہ آپکو جنگ سے کیا دلچسپی؟ آپ تو امن پسند اور اہل امن ہیں اور جنگ و جدال کے میدان تو اب درسروں کے سپرد کر دیے گئے ہیں۔ اچھا تو کیا یہ بہتر نہیں کہ سرزمین عراق

سے ماخوذ ہے مگر ایک دوسری قسم کی کشتیوں کے لیے جو نہر، تلاب، خلیج، اور بندر گاہوں کے اندر سے مٹی اور ریت نکالنے کے لیے استعمال کیجاتی ہیں، اور جو اس کشتی کی طرح ہیں جنکو فرانسیسی (Pargue) کہتے ہیں۔

* * *

ہر بیڑے کے لیے ایسی کشتیاں بھی ضروری ہیں جو گہرؤں کے لیے مخصوص ہوں۔ یہی کشتیاں ہیں جنکو ”ٹرائڈ“ (جمع طریقہ) کہتے تھے۔ یورپ نے یہ نام بھی لے لیا۔ اطالینوں نے کہا (Tarida)۔ پھر (Tarota) کر دیا۔ فرانسیسیوں نے اسیکو (Tartane) کہا مگر ان مخصوص بادبانی کشتیوں کے لیے جو بحر ابیض متوسط میں عرب کے طرف چلتی ہوں۔

بیڑے کے متعلقات میں ”فلالک“ (جمع فلوکہ) بھی ہیں۔ اسی لفظ کو اطالینوں نے (Feluca) بنایا اور فرانسیسیوں نے (Filauque)

اسی طرح ”شباک“ بھی بیڑے کے متعلقات میں سے ہے۔ اطالینوں نے اسکو (Sciabeco) کہا اور فرانسیسیوں نے (Chebco)۔ بیڑے کی متعلقہ کشتیوں میں ”قوارب“ بھی ہیں (قوارب

جمع ہے قارب کی) اسکو انہوں نے (Corvette) کہا جو انکے واحد قارب کی ایک متغیر شکل ہے۔ مجمع ابھی ”ٹلمندیات“ کے متعلق کہنا باقی ہے جسکا ذکر پھر کے جہازوں میں کرچکا ہوں۔ اسکا واحد ”ٹلندی“ ہے۔ لاطینی زبان میں اسکو (Chalandime) بنایا گیا، روس نے اسکو (Sche!anda) کہا۔ اطالینوں نے (Scialanco) اور فرانسیسیوں نے (Chaland)۔

یہ لفظ بھی ہم نے اب ان سے واپس لے لیا ہے اور ازراہ تعریب و تغریب اسکو ”سندلی“ کہتے

ہیں۔ یہ نام اب مع اپنی ان تمام تحریقات کے جو انکے یہاں اور ہمارے یہاں ہوئیں، ان خاص قسم کی کشتیوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو مال لاتی اور لیجاتی ہیں، جیسے ”مراعین“ جو جمع ہے ماعرن کی کہ اسکو بھی فرانسیسی (Mahann) اطالی (Maona Mahona) اور (Maganne) کہتے ہیں۔

* * *

آئیے، ذرا پھر دریا کی طرف لوٹیں۔ کبھی ایسی ہوائیں چلتی ہیں جنہیں بیڑے پسند نہیں کرتے، اور موجیں اس طرح انہیں الٹ دیتی ہیں کہ نریہ یا نرائیہ (Nauronniet) (یعنی ملاح) کو سخت مہم و پریشانی کا سامنا کر جاتا ہے۔

ان موجوں کے سخت تلاطم کو ”ہول“ یا ”ہولہ“ کہتے ہیں۔ فرانسیسی اسے houle بنا کر موج کیلئے کہنے لگے جو پہاڑ کی طرح بلند ہو۔ کبھی اسکو راہا الٹ دیتی ہے جو ”مشرق“ کی طرف سے چلتی ہے۔ یہ دوسرا نام (یعنی مشرقی) فرنگیوں کے حافظے میں رہ گیا۔ پس اطالینوں نے کہا: Scirocco۔ پھر بنایا: Sirceo۔ پھر اسکے بعد Scilocco مشہور ہوا۔ فرانسیسیوں نے اسے Sicocco کیا پھر Sicoc۔

بریفنگ

ارض مقدسہ

صلیبی امیدوں کا عود !

ہوائے ران کرچنہم Her Von Kirchenheim نے جرمنی کے ایک مقتدر رسالے ڈیوش ریویو Deutsche Revue میں ایک مضمون شائع کیا ہے جس کا عنوان ”ارض مقدسہ“ ہے۔ اس مضمون میں اس سوال پر بحث کی ہے کہ بیت المقدس کس کے پاس رہنا چاہیے؟ پھر خود ہی اس سوال کا جواب دیا ہے کہ نہ نہاد مشرقی سوال میں سب سے زیادہ اہم سوال ارض مقدس ہی کا ہے۔ اس کے بعد مقالہ نگار لکھتا ہے :

”ایسا درخشندہ گھر بے با ہے جس کے قبضے سے نوجوی، سیدھی اور اقتصادی اہمیت حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن بیت المقدس بھی وہ دوسرا لعل جہاں قیمت ہے جس کے حاصل کرنے کے واسطے جنگھائے صلیبی کے خوفناک کارنامے اور رچون شیردل اور عدیم المثال صلاح الدین کے معرکے صفحہ تاریخ پر خونِ حرور ہوں اب تک ماتم سرا ہیں اور گذشتہ ستر سال سے بھی یہی خاک مقدسہ جنگ و فسادات کا سبب اصلی بنی ہوئی ہے۔ بیت المقدس اور فلسطین کے مستقبل کا سوال اگرچہ بہت طوفان خیز نہ ہوگا مگر یہ ضرور ہوگا کہ ماہرین سیاست اس کے حل کی طرف بہت جلد متوجہ ہونگے۔“

[بقیہ صفحہ ۱۰۷]

کارخ کریں اور ایک با امن و امان، شہر امن، مدینۃ السلام، شہر ابی جعفر منصور، یعنی بغداد میں داخل ہوں؟ ابو جعفر منصور کا یہ شہر ہارون اور مامون خصوصاً متوکل کے زمانے میں ایک دنیاوی جنت تھا۔ یہاں ایک شاعر ابو العبر نامی رہتا تھا۔ اس کے عجیب و غریب حالات ہیں۔ بلکہ وہ تو ان دیوانوں میں سے ہے جنکی مثالیں دنیا میں بہت کم ہوتی ہیں۔ تاریخ و ادب کی کتابوں نے اس کے حالات کی تشریح کی کفالت کی ہے۔ یہ شاعر ہر سال اپنے نام کے ساتھ ایک حرف بڑھا لیتا تھا، یہاں تک کہ اس کا نام اتنا بڑا ہو گیا : ”ابو العبر طرد طیل طلیری بک بک بک“ متوکل اس کو حریر کا کرتہ پہناتا تھا اور منجنیق میں بٹھا کے دجلہ کے اندر پھینک دیتا تھا۔ جب منجنیق اس کو ہوا میں پھینکتی تو وہ چلاتا : الطریق الطریق (راستہ در راستہ در جیسے اردو میں کہتے ہیں ہٹو بچو۔ الہلال) اور اسی طرح چلاتا ہوا بانی میں گریزتا تھا۔ پھر غواص آتے تھے اور اس کو نکال لیتے تھے۔ خلیفہ متوکل کے محل میں ایک ”زلاقہ“ تھی (وہ جگہ جہاں سے آدمی پہل پڑے) یہ ”زلاقہ“ تو بوجان (Tobogan) سے کسی قدر مشابہ تھی جو اس وقت مصر جدید میں موجود ہے۔ خلیفہ کے حکم سے اس پر لرگ چڑھتے تھے، پہسلتے تھے۔ اور پہسلتے پہسلتے جب حوض میں گریزتے تھے تو خلیفہ جال ڈال کے انہیں نکالتا تھا۔ جیسے مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں !! اسی کے متعلق شاعر کہتا ہے :

یامربی الملک - فیطرحنی فی البرک
بادشاہ اپنے حکم سے مجھ حوض میں ڈالا دیتا ہے
ثم یصطادنی - کانسی من ال -
پھر مجھ شکار کرتا ہے گویا میں بھی مچھلی ہوں !
(البقیۃ قلم)

سلطان صلاح الدین فاتح حرور صلیبیہ
نور اللہ مرقدہ

یہ تصویر ایک قدیم ترین مرتع کی ہے جو آثار متبقیہ قسطنطنیہ میں محفوظ ہے۔

سنہ ۱۸۳۱ء میں مرلٹک (۱) نے ایک مفصل تجویز شائع کی تھی۔ اُس میں بحث کی گئی تھی کہ ارض مقدسہ کو ایک جرمن ریاست اور بیت المقدس کو ایک جرمن شہر بنا لیا جائے۔ اس تجویز کی رو سے ایک قلعہ، کچھ فوج اور سمندر تک بے دغدغہ جانے کیلئے ایک راستہ قائم کر لینا حصول مقصد کے اہم الامور تھے۔ اس کے بعد اندرونی انتظام، امان کا مسئلہ تھا جس کو آجکل مغربی یورپ کا ساختہ و پرداختہ سمجھا جاتا ہے۔“

صاحب مضمون کی رائے میں دول یورپ کو اس سے زیادہ بہتر مفید اور عمدہ رائے نہیں مل سکتی کہ وہ ”جرمنی کے حقوق کو ارض مقدسہ میں تسلیم کر لیں۔ لیکن پھر یہ سوال ہوتا ہے کہ دول بھی اس کو منظور کر لیں گی کہ جرمنی کو اس ملک پر قبضہ دلا دے؟ اس وقت ایک نہایت عمدہ موقع ہے خصوصاً انگلستان کے ایسے کہ وہاں جرمنی کی خواہشوں کو پورا کرے۔ پھر وہ تجویز پیش کرتے ہیں :

”اول اس امر کی کوشش کرنی چاہیے کہ اس حصہ ملک کو غیر جانب دار مشہور کیا جائے۔ اس طرح ارض مقدسہ کے تمام مسائل صرف حل ہی نہیں ہو جائیں گے بلکہ جنگ کے خطرات بھی جاتے رہیں گے۔ ہیکل مقدس اور زیارت گاہوں کے متعلق جنگ پدید نہ آئے۔ مگر جرمنی کے دوسرے اہم ترین سوالات کا انتظام ہو جائیگا“ صاحب مضمون بیت المقدس کو ایک ضلع تجویز کرتا ہے جس کے حدود یہ مقرر کیے گئے ہیں :

”مشرق میں جرداء تک اور جہیل جیتی سارت و بحر لوط تک، مغرب میں ساحل تک، شمال میں عکہ، اور جنوب میں بیر شعیب، اور موجودہ ضلع کے جو حدود ہیں۔“

ایک ایسا ضلع بنادیا جائے جس سے کسی کو کوئی تعلق نہ ہو۔ خواہ اس طرح آزاد کر دیا جائے جس طرح یورپ کا محل اور اس کی ملحقہ جائداد سلطنت اٹلی کے اقتدار سے باہر ہے۔ ایسے انتظام سے موجودہ انتظام میں کچھ زیادہ فرق نہیں پڑیگا۔ لبنان اس کے لیے اس کا ایک نمونہ ہو سکتا ہے۔ یہاں ایک خود مختار امامت ہو۔ اس کے آئین بالکل جدا ہوں۔ ایک عیسائی گورنر حکومت کرے جس کو باب عالی منتخب کر دے اور جس کی منظوری دول یورپ دے۔ اس قسم کی امامت بہت آسانی سے قائم ہو سکتی ہے۔ یقیناً اس کے موجد ترک بھی ہونگے۔ اس قسم کی تحریک نہایت درجہ مفید ہوگی۔ اس سے صرف ملک کے دفاع ہی کا انتظام نہیں ہوگا بلکہ انتظام، امان، بدلنے کے بعد اقتصادی حیثیت سے بھی اس ملک میں بہت سی اصلاحیں ہوجائیں گی کون جانتا ہے

مرلٹک سنہ ۱۸۷۱ء سے سنہ ۱۸۹۱ء تک زندہ رہا۔ جرمنی کی فوج کی تنظیم اس نے کی، وہ فوج کے ماہر تھے۔ سمجھا جاتا ہے۔ (الہلال)

مسئلہ مذہب

اتحاد فیما بین شیخ و سنی

قربانت شرم - امیدوارم کہ پیوستہ آفات ہر مسند نزع پروری و وطن خواہی و اسلام پرستی متکی و برقرار باشید -

بعد جسارتہ عرض می شود کہ این بندہ ضعیف و ناتوان در ماه سہ کہ بقسط درست عزیزے از قرأت جریدہ فریدہ الہلال مشرف میشدم زلی اکثرین یک در نمہ است کہ بعکس باعث غم و اندرہ گردیدہ و اینہم بواسطہ درج فرمودن معاجہ و مناظرات یا اتحاد شیعہ و سنی است -

چہ قدر جائے افسوس است ، زیرا کہ علما و پیشوایان ملل سالہ از نگر ساختن کار زمین بکلی فارغ شدہ و اکثر بہ آسمان و سیارات پرداختہ و مشغول اند ، لکن از انطرف ما مسلمانان ہم بہ بینید کہ از مقلیہ و قبرس و قزاقہ و اندلس و روم و راز طرف دیگر مصر و اسکندریہ و مراکش بلکہ تمام افریقہ ، و از طرف دیگر تمام ہند و بخارا و خیرہ و شیروان و قیران تا برسد بدیوار چین ، و از طرف دیگر بلغار و سرود و البانیا باز ہم اکتفا نکردیم و در مرتبہ مشغول شدیم تا طرابلس و سلاویک !

اکثرین پرداختہ ایم بہ بقیۃ السیف یعنی دولت عثمانی و ایران و افغانستان - باوجودیکہ ہمہ چیز می بینیم و میشویم ، باز دوس غرض بر نداشتہ - اگر در واقع معنی اتحاد و برادری ہمیں است کہ آقایان محترم فہمیدہ و میدانند جائے افسوس است :

حاجی برہ کعبہ رواں کین رہ دین ست
خرش میورد امارہ مقصود نہ ایس ست

خوب است ، بہ آقایان محترم بفرمائید کہ این سیل اسلام کن و این مرض مہلک در عرب و عجم ہر دو باوجود آنہا بکلی دست کشدند ، لکن در ہندوستان هنوز تا درجۃ قوت دارد - یا این است کہ عرب و عجم بہتر فہمیدہ و دانستہ و مصلحت رقت را ملاحظہ مینمایند یا آنکہ آقایان عظام کہ تربیت یافتہ بلکہ تربیت کنندگان کالج ہا و مدرسۃ العارم ہا ہستند اشتباہ فرمودہ اند ؟

خوب است ، حضرت عالی در جواب آقایان بفرمائید کہ امروزہ مثال ما مسلمانان مثل چند برادر است کہ اموالی بہ ارث از پدر بچنگال شان افتادہ و اکثرین بواسطہ تقسیم آن باہم میجنگند - ناگاہ در بین زد و خورد جماعتی ہم از دزدان برای بردن اموال حاضر و مصمم گشتہ - دران حال چہ کنند ؟ این اول دزدان را از خانہ بیرون و مغلوب و متفرق سازند و متفقاً حفظ اموال و ناموس نمایند یا ، آنکہ ہمیں طور مشغول جنگ و جدال باشد ؟ تاریکیہ معلوم شود کہ از یک طرف تمام اموال شان از کف رفتہ و طرف دیگر خود شانرا تمام و نابود کردہ اند - اگر ما اکثرین شی ثانی را اختیار نمائیم خیلے زود خواہیم فہمید ، و انوقت ہم بشیمانی سودے ندارد و نخواہد داشت -

بغدادے لایزال قسم است کہ بر حسب این اختلافات ننگ آری کہ این اوقات دارد روز بروز افزون میشرد - مثلاً ہمیں اختلاف شیعہ و سنی و اختلافات فیما بین قاید و پیشوایان ہندوستان و جلسہ دہلی و اختلافات داخلی و خارجی ایران و عثمانی - روزے خواہد آمد کہ زبانم از گفتنش لال و لکن است ! !

اگر بواسطہ این طور اختلافات نبرد ، چہ طوری میتوانستند با تن زندہ تشریم و پارہ پارہ بنمایند ؟ ایانہ ہمیں سبب ہاست کہ منطقہ ہائے نفوذ ہمسایگان جنوب و شمال ایران برای خود ہا

اس غریب ملک کے سرحال اور بازار دونوں براعظمونکی دولت سے ایک روز ملا مال ہو جائینگے ؟

اسی رسالے میں سنیدرتی کیلمبرٹی (Signor T. Galimberti) نامی ایک ممبر پارلیمنٹ اٹلی تحریر کرتا ہے :

لکوسید نے (Lacausade) جو اسوقت ریور یورپین کا اڈیٹر تھا ، لکھا تھا کہ یورپ کی تمام جالداد بیت المقدس میں شامل کردی جائے - اور خلیفہ مسیح کی حفاظت پچاس ہزار سپاہیوں سے کی جائے ، جو تمام کیتھر لک اقوام سے جمع کی جائیگی - ترکی بالکل غیر جانب دار رہے - مصر کی آزادی کا اعلان کر دیا جائے - پھر نہ مسئلہ روم رہیگا اور نہ مسئلہ مشرق ادنی -

اسلام اور سلطنت

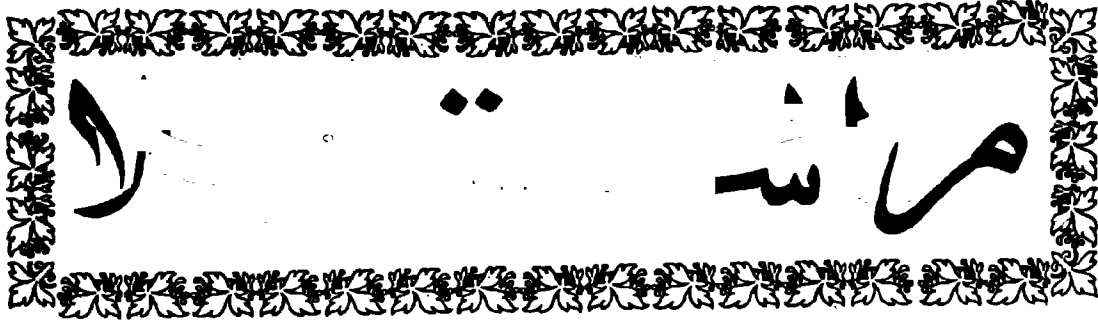
وہ کہ زور دل کے لوگ جو یان اسلامز (عالمگیر اسلامی اخوت) کے نام سے چونک پڑتے ہیں ، راونڈ ٹبل (Round Table) کے ایک مضمون "اسلام اور سلطنت" کو پڑھیں ، جس میں نہایت واضح اور روشن طریقے سے مسلمانوں کی سیاسی بے چینی کا خاکہ کھینچا گیا ہے - کاتب مذکور لکھتا ہے :

"ترکوں کی ہزیمت سے جو عالمگیر بے چینی اسوقت دنیا سے اسلام میں پیدا ہوگئی ہے وہ مقاضاے فطرت ہے - مگر یہ امر کہ ہمیشہ سے باہم جنگ کرنے والے یعنی شیعہ و سنی اپنی جنگ کو اسرجہ روک لینے کہ وہ مغرب پر حملہ کر دیں ، بالکل بعید از قیاس ہے - اگر اٹلی کے سپرہ طرابلس کر دیا جائے تو بہت کم امید اور قرائن ایسے ہیں کہ ایک عام جہاد کا اعلان ہو جو روس کو ایران سے ، اور انگریزوں کو ہندوستان اور مصر سے نکال کر ترکوں کی سلطنت نئے سرے سے قائم کرے - عالمگیر اخوت اسلامی ایک محض دھوکہ ہے ، اس سے انسان کے جذبات کو کسی قسم کی تحریک نہیں ہوتی ، اسمیں کوئی ایسی مقناطیسی جاذبیت نہیں کہ وہ تمام منتشر اجزائے اسلام کو جمع کرے ایک جگہ پھر جمع کرے"

یہ بیان کرے کہ "ہندوستان میں اب کوئی بغارت یا غدر اسوقت تک نہیں ہوگا جب تک کہ مسلمان عمدہ حکومت کے زیر سایہ ہیں اور مذہبی و اداری قائم رکھی جاتی ہے" صاحب مضمون کہتے ہیں : "مسلمان انگلستان کو سب سے بڑی اسلامی طاقت سمجھتے ہیں - اسلام کے متعلق کونسل کے کمروں میں یہ گفتگو کرنا کہ سب سے پیچھے رہنے والی قوم مسلمانوں کی ہے ، خود مسلمانوں کے واسطے مفید ہوگا - وہ اپنی پست حالت دیکھ کر چونک جائینگے اور اپنی نجات کا راستہ آخر کار نکال لینگے - مسلمانوں کو سخت صدمہ اسوقت ہوتا ہے جبکہ وہ یہ سنتے ہیں کہ گورنمنٹ انکے جائز حقوق کی طلب کو نظر انداز کردیتی ہے ، یا ملک معظم کے وزرا سیاسی معاملات میں گفتگو کرتے ہوئے اپنے مذہبی خیالات کی جھلک کر نہیں چھپا سکتے ہیں - مگر اب مسلمان اس بات کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ انکو جو کچھ حاصل کرنا ہے ، مناسب اور ایمانداری کے وسائل اختیار کر کے حاصل کریں ، اور کسی قسم کی بے جا رعایت یا فائدہ نہ آرہائیں -

یہ خیال عام ہوتا جاتا ہے کہ یورپین اقوام ملک گیری کی طمع دولت یا حرمات کے واسطے کرتے ہیں ، بلکہ حقیقت میں انکا منشا یہ ہوتا ہے کہ علوم و فنون کی مشعل لیکر تحقیقات علم و مدنیت کو از سر نو تازہ کریں اور مشرقی اقوام کے مردہ جسموں میں تہذیب کی روح پہونک دیں"

افسوس کہ اس خیال کی اشاعت کے متعلق نیک خیال مضمون نگار کا حسن ظن صحیح نہیں - ایک عرصے تک اقوام یورپ کی نسبت مشرق میں یہ خیال تھا ، مگر اب ہرقہہ آلت چکا ہے اور جو صورت نظر آتی ہے وہ بہت نفرت انگیز ہے -



معارف قرآنی

یک چراغیست درینخانه کہ از پرتوئیں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند
از جناب حکیم غلام غوث صاحب طبیب یونانی - خانپور - دہلی - ہندوستان

کلوا و اشربوا ولا تسرفوا ان الله لا يحب المفسرفین

ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید کا لفظ لفظ رب العالمین کا کلام
ہے اور مرمی و معذری صلیح و فلاح کے اسباب اسی میں موجود ہیں :
جميع العلم في القرآن لكن * تقاصر عذہ انہام الرجال
قرآن حکیم کی تعلیم ایسی زبردست و صداقت لئے ہوئے
ہے کہ جن قوموں اور مذہبوں نے اسے علی الاعلان نہیں مانا، انہوں
نے بھی اپنی کتابوں میں جو سیکڑوں سال سے پہلے ہی
یاسیکڑوں سال بعد کی ہیں، اسی تعلیم کے موجود ہونے کا دعویٰ
کیا ہے، اور جو علوم عالم وجود میں نہیں آئے اور آگے آئیں گے وہ قرآن
حکیم میں موجود ہیں :

رفش خطے کشیدہ در نکرئی
کہ بـہـرـون نیست از ما خبری

جس آیت شریفہ کر میں نے عفوان میں لکھا ہے، ایک وسیع
المعانی اور جامع المعارف ہے - میں اسکی تفسیر صرف تفصیلات
طب کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں -

کلوا واشربوا ولا تسرفوا ان الله يحب المفسرفین - یعنی کھاؤ پیر مگر
حد سے مت بڑھو، کیونکہ خدا حد سے بڑھنے والوں کو درست نہیں
رکھتا۔ یعنی ابھی اشلہا باقی ہو کہ غذا سے ہاتھ کھینچ لو۔ مانا کہ غذا

[بقیہ پہلے کالم کا]

نمی نویسم - گذشت آن زمان کہ در برادر اسلامی فریب دشمنانرا
خورده بازار یکدیگر کمر می بستند - اکڑوں چوں شیر و شکر بہم آمیختہ
بنوای دلکش می سرایند :

من تو شدم تو من شدمی من تن شدم تو جاں شدمی
تاکس نگریسد بعد ازین من دیگر تو دیگری
خاکسار حاجی میرزا ابوالقاسم ایرانی - پروفیسر فارسی
مدرسة العلوم علیگڑہ -

الہلال :

حقیقۃ الامر نہ آنہما نست کہ حضرة عالی تصور فرمودید -
مسئلۂ اشاعت بہالوت در ایران را معض نقلاً و روایتاً عرض کردم نہ
بطور حقیقت الامر - مولانا فدا حسین صاحب در مقالۂ شیعہ و سنی
احتجاج از سفر نامۂ خواجه غلام الثقلین صاحب کردند و نوشتند کہ
ہرۃ - ملانویہ مذہب شیعہ رزہ اشاعت و نفوذ و جالب قلوب
اقوام عثمانیہ و اترک - عرض کردم کہ صحیح نیست، بحالیکہ
روایت جناب خواجه صاحب بر عکس این معاملہ است و لہر ہر دو
را اصلاً صحت نہ باشد -

قرار دادہ اند ؟ ایا تقسیم اقتصادی مملکت اسلامی عثمانی ہمیں
ملاحظات نیست ؟ ایا کشیدن خط آہن در ایران و عثمانی براے
ہمیں جہالت و خود پسندی و اختلافات نیست ؟ اگر بخوایم
ہمیں عقیدہ و خیالات باطلہ بمانیم، بسا خانقاہ و مدارس درین
راہاے خطوط ایران و عثمانی پیش می آید، بلکہ مساجد
و مقامات متبرکہ نیز، ازینہا ہم گذشتہ مکہ شریف و مدینہ منورہ
دوچار خواہد شد - ہر چند بکنار باشد بمیانہ میارزند - اگرچہ مسلمانان
حس شان زیاد است و این طور امتحانات مذہبی ::::: بسیار دادہ اند و تماماً پاس کردہ اند - از انجملہ است قضیہ فجیعہ
بمباردمان گنبد مطہر حضرت ثامن الائمہ و واقعہ ناگوار مسجد کانپور
و دعوت مستورات مسلمانان با غیرت صحیح الاعتقاد شملہ در روز
دوازدهم ماہ رمضان المبارک و تعبیر عادات و سکنات بخصوص لباس
و کلاہ قومی -

گر نویسم شرح این بیحد شود

چیزے کہ دیگر علی النقد باقی ست، ہمیں تجدید اختلاف میان
شیعہ و سنی ست - آن ہم بذریعہ اخبارات کہ فری گوش زد تمام
عالم گردد، تاہر کس ہر کجا کہ هست، دریں فیض عظماء خود شان
شریک و بہیم نماید و بواسطہ جہالت و تعصب دوچار ننگ
و بے شرفی و ذلت و خواری دنیا و عذاب آخرت شود: خسر الدنیا
والآخرہ، ذلک ہر الخسران المبین !

لکن این مطلب دیگر ہم لازم است کہ جسارتاً عرض شود، و آن این
ست کہ دیہ ہر عاقلہ است، زیرا کہ حضرت عالی الحمد للہ بہتر از
ہمہ واقف بمواقف امروزہ و سیاسیات مسلمانان کنونی ہستید، و
خود را مرکز توجہ عامہ و خاصہ، و پیشواے عموم مسلمانان، و طریق
نجات و فلاح قرار دادہ اید - چرا این جور مطالبات نفاق آور و کدورت
انگیز در جریدہ مقدسہ الہلال درج میفرمائید کہ باعث خیالات
بعضی، و رنجش بعضی، و خشنودی دشمنان گردد ؟

اوقات عزیز گراں بہاے محتر خود را باید صرف این طور کارہا نہ
نمایند زیادہ جسارت است امید غفور و اعماض را دارم -

(العبد سید مرتضی ایرانی - سنٹرل انڈیا ہارس اگر مالوا)

مدبر روشن ضمیر جریدہ فریدہ الہلال دامت ایام افاضاتہ
امشب در کلب نشستہ مشغول خواندن صفحہ ۱۹ مورخہ ۹ و
۱۶ ماہ رواں الہلال ہردم کہ چشم بدیں جملہ آتش فشاں افتاد -
(خواجه غلام الثقلین صاحب کا تویہ بیان ہے کہ ایران میں زیادہ تر
بہائیت اندر ہی اندر کلم کر رہی ہے) و چون این یک الزام ناقابل
برداشت بر ملت نجیبہ اثنا عشریہ خودم است با کمال ادب انرا
تردید کردہ نمیگویم کہ خواجه صاحب دیدہ و دانستہ بہتان میگویند
بلکہ عرض میکنم کہ ایشان آگاہی ندارند و سزاوار نبرد کہ بگفتہ یک
و دو تن ہزار نمودہ آشکارا یک ملت باین بزرگی را بد نام فرمایند -
میدارم، بدرج این مختصر رفع اشتباہ فرمائید - اگرچہ بندہ در بعضی
از مطالب این مقالہ شما اختلاف کلی دارم، ولی چون آرردن
نام شیعہ و سنی را در میان مسلمانان گناہ کبیرہ میدانم چیزے

حب الرشاد بقدر کف دست کھانا - ہندی نے کہا کہ تین ہلیلہ سیاه کا روزانہ استعمال -

حبشی نے کہا کہ پانی گرم معدہ کو ڈھیلہ کرتا ہے اور گردہ کی چربی کو پگھلاتا ہے - حب الرشاد مہیج صفرا اور ہلیلہ سیاه مہیج سردا ہے پس وہ دوا کہ جس سے دوسری دوا کی حاجت نہیں پڑتی یہ ہے کہ غذا بعد بھوک کے کھالی جائے اور سیر ہونے کے قبل چھوڑی جائے - سب نے کہا سچ ہے :

ثلاثة مهلكات للانام * رداعیه الصبح الی السقام
دوام منامہ و دوام رطی * و ادخال الطعام علی الطعام

حاصل کلام یہ کہ فیصلہ دہی ہوا جو قرآن مجید نے کیا ہے کہ کلوا واشربوا ولا تسرفوا ان الله لا يعصب المسرفين - اب دیکھنا یہ ہے کہ حد سے تجاوز کرنا اور انداز سے آگے بڑھنا مضر کیوں ہے ؟ اور مضرت کیا ہے ؟ ہاں حدیث شریف میں آیا ہے کہ حرص و هوس سے طعام کھانے والے کا دل حکمت سے محروم کر دیا جاتا ہے اسکا سبب یہ ہے کہ اشتہا سے زیادہ کھانے میں بدنی فساد لازمی ہے اور بدنی فساد سے روحی فساد و خرابی ضروری - پس ماننا پڑیگا کہ دینی و دنیوی کاموں کے قابل نہ رہا - اس سے بڑھکر اور مضرت کیا ہوگئی ؟

کلوا واشربوا ولا تسرفوا سے یہ مطالب بھی نکل سکتا ہے کہ کھاؤ پیو مگر بہت خرچ مت کرو یعنی مکلف غذا لطیف طعام لذیذ شربت میں خرچ زائد نہ کرو - یہ نکتہ بھی بالکل طب کے موافق ہے کیونکہ جو غذا غلیظ ہو اور جوہر اسکا متین - اس کے کھانے والے اور عادت کرنے والے کی عمر دراز اور تندرستی قوی ہوتی ہے کیونکہ قبول آثار و رد تغیر سے بعید ہے -

مانا کہ طعام و شربت لطیف سے غذا حاصل ہوتی ہے لیکن بہت جلد متاثر و متغیر ہوکر مرض کا موجب بھی تو ہو جاتی ہے - تجربہ اور مشاہدہ بھی یہی شہادت دیتا ہے جیسا کہ فلاکت زدگان فستق اور صبرا نشیان و غیر شہری قوت میں زیادہ عمر میں دراز جسم میں تندرست ہوتے ہیں اور شربت نوشان لذیذ و معطر و طعام خروان لطیف و خوش منظر قوت میں ضعیف عمر میں کوتاہ اور گونا گوں امراض میں مبتلا دیکھے جاتے ہیں -

ہاں اس مسئلہ کی دلیل پتھر کر کہ جو لطیف ہے زرد متاثر از غیر اور جو کثیف ہے دیر متاثر از غیر ہوتا ہے کہا جائے گا کہ کثیف دیر و بد ہضم تھا -

تو ایک حد تک یہ مسئلہ صحیح ہے مگر یہ مسئلہ غیر معتاد کی نسبت ہے - جب عادت ہو جائے تو وہی شے زرد ہضم ہو جاتی ہے تولید خلط صالح و مدد صحت لازمی ہو جاتی ہے اور بسبب کثافت کے دیر متغیر و دیر تحلیل ثابت ہوکر درازی عمر کا باعث ہوتا ہے - آیت شریفہ کا منشا یہی ہے کہ طبیعت میں عادت نیک قابل کیونکہ : ان الله لا يعصب المسرفين -

بہر حال "لا تسرفوا" کو ہر جگہ دخل ہے - سخاوت اور فیاضی کے متعلق اکثر لوگ غلطی کرتے ہیں یعنی اسراف اور فضول خرچی کی حد تک پہنچ جاتے ہیں - قرآن حکیم نے ایک اصول قائم کر دیا ہے - کلوا واشربوا ولا تسرفوا ان الله لا يعصب المسرفين - اسی کی تفسیر میں حدیث شریف ہے : خیر الامر اوسطها - فی الجملة صحت قناعت تمدن تہذیب اور اخلاق کا سبق اسی ایک آیت شریفہ مندرجہ عنوان سے ملتا ہے : فاعتبرا یا اولی الابصار -

ما يتعلل في اور تمام معجون بدن اسی سے ہے اور یہ بھی سمجھئے کہ انتعاش حرارت غریزی کا موجب بھی ہے جیسا کہ شعلہ آتش کے لیے ہیزم - لیکن واقعہ یہ ہے کہ افراط بجائے انتعاش کے بچانے کا کم دیتی ہے - جیسا کہ آگ کے ہائے شعلے پر لکڑیوں کا انداز اور بجھتے ہوئے چراغ پر بہت سا تیل -

قانون برعلی سینا میں ہے کہ غذا اگر زیادہ از قدر حاجت وارہ بدن ہو تو وہ زیادتی موجب فساد ہو جاتی ہے - اولاً احداث تخمہ کرتی ہے بعد ازاں احداث سده سده سے عفونت حادث ہوتی ہے اور اس کمیت سے ایک کیفیت غریبہ کا پیدا ہونا لازمی ہے - جب ہضم تک تربت پہنچتی ہے تو زیادتی رطوبت سے (کہ غذا سے حاصل ہوئی) احداث پروردت بھی ہو جاتا ہے اور یہی پروردت جمود و خمود ہے -

چونکہ ارجح و قوی کے روشن رکھنے کا ذریعہ حرارت غریزی ہی ہے اور وہ ضعیف ہے تو ارجح و قوی کی تازگی و لطافت قائم نہیں رہ سکتی - یہی توجہ ہے کہ شکم سیری میں نزول تعلیقات حکمت کا نہیں ہوتا - صدق ما قال رسول الله ررحی فداء و صلی الله علیہ وسلم : من اكل الطعام بشهوة حرم الله تعالى العکمة علی قلبہ - عبادت آخر السلیل کی فضیلت اسی حکمت پر مبنی ہے کہ معدہ غذا سے خالی اور ارجح بخان طبع ہاضمہ سے پاک - دعاے - صریح مناجات نیم شبی و فکر مباهی - شہور اصطلاحیں ہیں - فی العملہ طاب فرنگ و یونان و رینک میں زائد از اشتہا کھانا ممنوع ہے -

حکیم بختیار رح نصرانی ہارون رشید کے زمانہ میں دربار کا طبیب نامی تھا - علی بن حسین بن راقد سے کہا کہ تمہاری کتاب (قرآن) میں کوئی چیز طب سے نہیں - حالانکہ علم درہیں : علم البدان اور علم الادیان - اسنے کہا کہ حق تعالیٰ نے تمام طب کو اس آدمی آیت میں جمع فرمادیا ہے : کلوا واشربوا ولا تسرفوا - اسنے کہا کہ آپ کے رسول سے کوئی چیز طب میں منقول نہیں - علی بن حسین نے جواب دیا کہ ہمارے رسول نے طب کو تھوڑے سے الفاظ میں جمع کر کے فرمادیا ہے : المعدة کل داء والعکمة راس کل دواء - یعنی معدہ - جب بیمار یونکا کا گھر ہے اور پریہیز ہر دوا کا سر ہے -

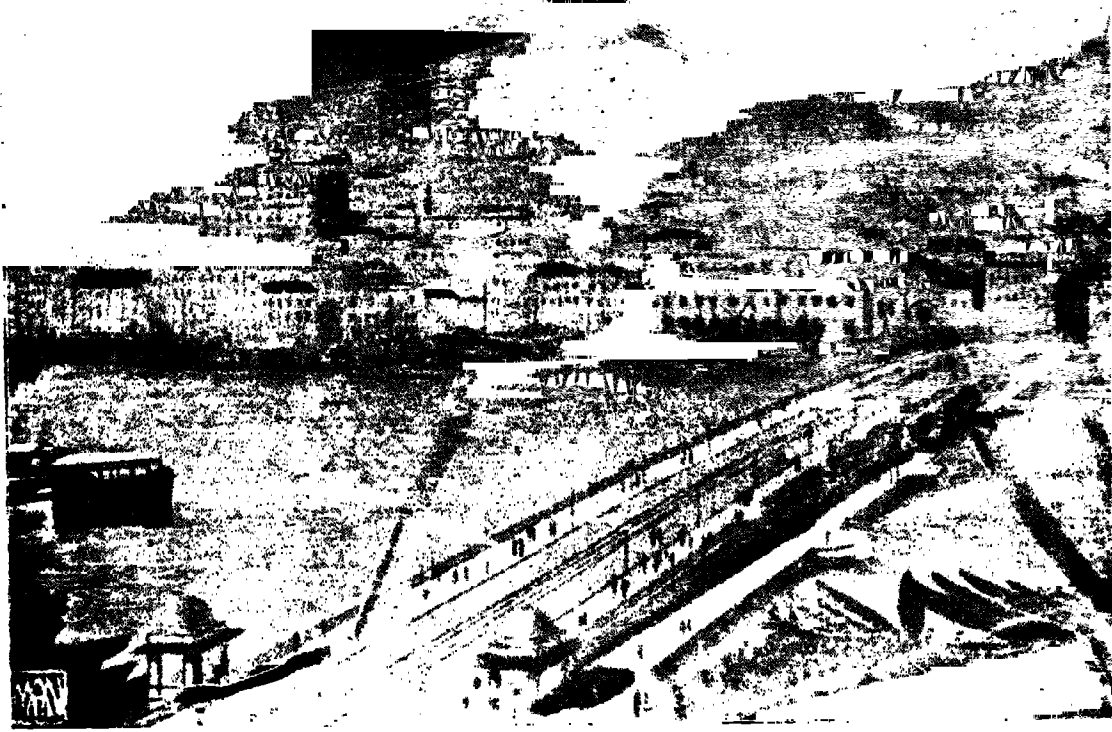
بختیشوع نے کہا کہ سچ ہے - تمہاری کتاب اور تمہارے پیغمبر نے جالینوس کے لیے کچھ بھی نہ چھوڑا - اس تسلیم اور اعتراف کو دیکھکر بے ساختہ متنبی کا یہ مصرع یاد آ جاتا ہے :

الفضل ما شهدت به الاعداء

یعنی بزرگی وہ ہے جسکی دشمن بھی شہادت دیں ! عارف شیراز نے گلستان میں لکھا ہے کہ بعض ملوک نے ایک طبیب کو پیغمبر آخر الزماں کی خدمت میں ارسال کیا وہ مدت تک ٹہرا رہا مگر کسی نے اسکی طرف رجوع نہ کیا اور نہ دوا پرچھی تنگ آنکھ صورت کی خدمت میں شکایت کی - ارشاد ہوا کہ یہ لوگ : موقت محاذ کرتے ہیں جب اشتہا صادق ہوتی ہے اور چھوڑ دیتے ہیں جبکہ اشتہا باقی رہتی ہے - پس یہ مریض نہیں ہوتے - یہ روایت کتب حدیث میں ہماری نظر سے نہیں گذری لیکن اسمیں ایک نکتہ نہایت جید ہے -

بعض قاریوں میں دیکھا ہے کہ نوشیرواں کے پاس چار طبیب عراقی رومی ہندی اور حبشی جمع ہوئے - اسنے پوچھا کہ کونسی دوا ہے جسکے استعمال سے مرض نہرے پائے ؟ عراقی نے کہا کہ تین جرعه پانی گرم کا علی الصباح پینا - رومی نے کہا کہ ہر روز

شہنشاہ عثمانیہ



شاخ زرین کا ایک نظارہ !
قسطنطنیہ کا مشہور محل

میں جو امتیازات ملنے والے ہیں، انکے بعد وہ اس معاملہ میں خاموش ہو جاتیگی، بشرطیکہ اس امر کی ذمہ داری کیجائے کہ عثمانی فوج میں جرمنی کے اثر سے دوسری سلطنتوں کو کڑی نقصان نہ پہنچے گا۔ اغلب ہے کہ امور ذیل کے ذریعہ یہ بات حل ہو سکتی ہے:

(۱) دولت عثمانیہ وعدہ کرے کہ باسفورس، ارددرانیال سے تجارتی جہازوں کے گزرنے کے نظام میں کوئی تغیر نہ ہوگا، نیز ان دوزوں آبنائوں میں کبھی حتیٰ کہ زمانہ جنگ میں بھی تاریخت رکشتیاں نہ لگائی جائیں گی۔

(۲) دولت عثمانیہ سرکاری طور پر وعدہ کرے کہ اگر اس میں یا اور کسی دول عظمیٰ میں سے کسی میں جنگ چھڑے گی، تو اس وقت اس مشن کے ممبر جرمنی واپس چلے آئیں گے۔

(۳) یہ کہ اس جرمنی کمانڈر کو ان آبنائوں کے قلعوں سے بقاعدہ یا عملی طور پر کسی قسم کا تعلق نہ ہو، اور نہ اس کے عثمانی پولیس، دفتر عرفیت، اور قوانین استثنائیہ پر اختیار حاصل ہو۔

یہ بھی بعض اخبارات کے خرد غلط سمجھنے یا غلط سمجھانے کی روش کے علی الرغم یہ مسئلہ ابھی غیر منقطع ہے، اور جب اسکا فیصلہ ہوگا تو ایک دانشمندانہ فرض ہوگا کہ وہ ان ذرائع و رسائل پر سنجیدہ بحث کرے، جن سے یہ مسئلہ جسے یہاں منہوس مسئلہ کہتے ہیں، حل ہوا ہے۔

(عثمانی فوج)

عثمانی فوج عرب، ترک، البانی، کرب، اور چرکس کے متعلق قدیم زمانے سے یہ مشہور ہے کہ وہ ایک ایسی مشہور، نامور اور شجاع فوج ہے کہ تقریباً دنیا کی کوئی فوج اسکی ہمسری نہیں کر سکتی۔ اور اگر بھی اسکو شکست ہوئی ہے تو یہ ناممکن ہے۔ اسکا سبب اسکی بزدلی، یا اسکی شجاعت کی کمی یا اسکی

اخبار و حوادث

از مراسلہ نگار الموبد

(۲)

(جرمنی جنگی مشن)

جرمنی کے جنگی مشن نے ہمارے فوجی حلقوں کی تفتیش شروع کر دی ہے۔ کمانڈر وان ساندرس، جنکو ہماری اول فیلق (آرمی کور) کی کمان ملی ہے، آستانہ اور اس کے گرد و فواح کی عثمانی فوج کی حالت سے واقف ہونے کے لیے نہایت سعی و سرگرمی سے کام کر رہے ہیں۔

پرسوں (یعنی ۲۷ دسمبر کو) در جرمن آفیسر لواء وان ریبر اور لواء بوسلت اور ان کے ساتھ بکاشی ارکان حرب عاصم بک اور ملازم محمد ضیاء آفندی مدرسہ تربخانہ کے ایڈیکانگ، ادرہ، قرق نایسا، دیمرقہ اور شلجا اسلئے روانہ ہوئے ہیں کہ وہاں کے فوجی اور جنگی حالات کی تفتیش کریں۔ اور عنقریب وان ساندرس بھی وہیں جائیں گے۔

یہاں تک تو جرمنی جنگی مشن کے اندرونی کاموں کا تذکرہ تھا، رہا وہ بین الدلی مسئلہ جو اس جرمن کمانڈر کو ہمارے پے فیلق کی کمان پر ملنے پر پیدا ہوا، تو اس کے متعلق سب سے آخری خبر جو مشہور ہوئی ہے، یہ ہے کہ شاہنشاہ جرمنی، شاہ انگلستان، اور زار روس میں اس سیاسی فوقیت کی تلافی کے لیے گفتگو ہو رہی ہے، جو جرمنی کو دولت عثمانیہ میں اس عظیم الشان برابری و تفرق کے حاصل ہونے سے بدل کے مصالح میں پیدا ہوا ہے۔

ان معاملات میں جن نوٹوں کی تیز نظری پر اعتماد کیا جاتا ہے، انکا قول ہے کہ دوسری سلطنتوں کو جرمنی کے امتیاز کے مقابلہ

رہنے دی جو نیپرلین چاہتا تھا۔ اس سے یہ ہوا کہ ایک شخص آتا تھا، دو تین برس قواعد جنگ سیکھتا تھا، اور پھر اچے کم پر چلا جاتا تھا۔ اسکی جگہ نیا سپاہی آتا اور اسی طرح سیکھے چلا جاتا۔ اگر پہلا سپاہی اتنے زمانے تک رہتا جتنے زمانے تک کہ دوسری رہے، تو یقیناً فوجی تعلیم حاصل کرنے والوں کی تعداد اس تعداد سے کم ہوتی جو تخفیف مدت کے زمانے میں تھی۔

یہ ہے تفسیر میرے اس قول کی کہ تجدید کا جو طریقہ اہل جرمنی نے نیپرلین کے وقت میں اختیار کیا تھا، وہی طریقہ فوجی تعلیم کی اشاعت کا ضامن ہے، اور اسی میں ملک کا اقتصادی فائدہ ہے۔ اسکا ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ وہ جدید (سپیکری) کو فوج کی نگاہوں میں محبوب رہا، اور وہ بڑھتا ہے۔

یہ تو فوجی تعلیم کی حیثیت سے بحث تھی، باقی رہا مسئلہ دفاع ملی تو اسکی نئی اسکیم کے متعلق ہم کو کچھ معلوم ہوا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں صرفہ دار خدمت کا مسئلہ ملحوظ رکھا گیا ہے۔ یعنی ہر سپاہی اپنے صرفہ دار میں رہے خدمات انجام دینا اور جو لوگ ایسی عزتوں کے کفیل ہیں جنکا کوئی کفیل نہیں، وہ اپنے اہل عیال سے دور نہ بھیجے جائینگے۔

ایک معافی (جرنلسٹ) سے عزت پاشا نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ فوجی خدمت کی مدت کم کرنے کا ارادہ ہے۔ مگر ابھی تک اسکی مقدار نہیں معلوم۔ (اسکے بعد وزارت جنگ بدل گئی، اور انور پاشا وزیر جنگ ہوئے۔ الہلال)

ان کا اہم قیمت الہلال

الہلال کی معنوی اوصاف سے قطع نظر صرف ظاہری حالت بھی اسکی متقاضی ہے کہ قیمت میں کچھ اضافہ کیا جائے۔

نسخ بلاکن کے ارزانی ضرور

میرے اس بیان میں مبالغہ کا شائبہ تک نہیں ہے کہ ایک نمبر دیکھ لینے کے بعد دوسرے ہفتہ کے الہلال کا انتظار کسی دن سے شروع ہو جاتا ہے۔ اور اگر سزا اتفاق سے تاک میں ایک دن کا بھی ترقف معمول سے زیادہ ہوتا ہے تو وہ استغراق گزرتا ہے کہ الاماں۔ اس کے ساتھ ہر اخبار میں خواہشمند ہے کہ اسکے حجم میں حتی الامکان زیادتی ہو جائے۔ مجھے یقین ہے کہ جس وقت ایسا ممکن ہوگا آپ اس کا حجم بڑھانے میں ایک لمحہ کا بھی وقف نہ کریں گے لیکن جبکہ الہلال کے چھپائی کا غیر معمولی اہتمام اور تصاویر کا التزام حالت موجودہ میں بھی آپ کو زیر بار کر رہا ہے تو یہ خواہش کیونکر کیجا سکتی ہے۔ البتہ اگر اسکی اشاعت میں توسیع ہو جائے اور خرچ سے آمد بڑ جائے تو حجم میں اضافہ کر نیکی خواہش بجا ہوگی۔ میری رائے میں سر دست یہ مناسب ہوگا کہ چند سالانہ میں ہر وریدہ کا اضافہ کر دیا جائے، اور ساتھ ہی ایک پاپرلر ایڈیشن جس کا کاغذ اس سے کم قیمت ہو مگر باقی تمام باتیں اسی کی موافق ہوں جاری کر دیا جائے اور اسکا چندہ بھی رکھا جائے جو اس وقت سے تو خریداران اخبار کو مرکز گراں نہ ہوگا، اور جو لوگ پہلے سے زیادہ ندیسکیں وہ پاپرلر ایڈیشن لیتے رہیں گے۔ اسی کے ساتھ بلندادگان الہلال اسکی توسیع اشاعت کے طرف بھی متوجہ ہوں، لیسٹا ہر خریدار ایک ایک خریدار پیدا کر دے کہ جو مقاصد انکے پیش نظر ہیں اس سے جلد مستفید ہونے کا موقع ملے۔ اگر اضافہ چندہ کی رائے قرار پائے تو میں بلا ترقف بقیہ کمی کو پورا کرنا والسلام مع الکرم۔

نہار مند قلام حسن از اسرودہ

تھوڑے معروف خصوصیات کا نقص ہو۔ بلکہ ہمیشہ اصلی نقطہ ضعف اسکا نظام ہی ہوا ہے۔ نظام کو ان معانی میں سے خواہ کسی معنی کے لیے لیجیے جن پر لفظ نظام دلالت کرتا ہے۔

جن عثمانی اور غیر عثمانی واقف کاروں نے عثمانی فوج کو جنگ اور صلح دونوں حالتوں میں دیکھا ہے، قریباً ان سب کا اس پر اتفاق ہے کہ دولت عثمانیہ کے فوجی نظام میں سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ گرم ملکوں کے سپاہیوں سے سرد ملکوں میں کم لیا جاتا ہے، اور سرد ملکوں کے سپاہیوں سے گرم ملکوں میں۔ اور کسی ایسی غلط فہمی کی بنا پر جو حکمت و تدبیر اور انصاف و عدل کے ذریعہ سے رفع کیجا سکتی ہے، ایک صوبہ کے باشندوں سے مقابلہ کے لیے دوسرے صوبے فوج سے خالی کر دیے جاتے ہیں۔ آج سر برس سے عثمانی فوج کی اصلی مصیبت یہ ہے کہ اہل عثمانیوں سے برسر پیکار کر کے دونوں کو کمزور کر دیا جاتا ہے، حتیٰ کہ جب باہر لڑی دشمن سے جنگ کا وقت آتا ہے تو یہ حالت ہوتی ہے کہ فوج ضعیف القوی ہوتی ہے، ملک اقتصادی مرض فقر الدم (کمی خون) میں مبتلا ہوتا ہے، خزانہ اس خاتمہ جنگی میں صرف ہرجا ہوتا ہے، اور اس پر مستزاد یہ کہ فوجی خدمت کی مدت استقدر طویل ہے کہ اس طویل مدت نے اس فن کو صرف اہل فوج ہی میں محدود کر دیا۔ اگر مدت خدمت کم ہوتی تو چند سال میں ایک دفعہ کے بدلے دو دفعہ فوج بدلی جا سکتی۔ اس سے یہ ہوتا کہ فوجی تعلیم عام ہوتی، اور جس طرح اب ہے اس طرح تھوڑے سے اشخاص تک محدود نہ ہوتی۔

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ قائد اعظم عزت پاشا کو تمام امور اور انکے نتائج اس آخری جنگ میں محسوس ہوئے نظر آگئے، اس لیے انہوں نے ایک نئی اسکیم تیار کی ہے جس کے اور مہمہ حسب ذیل ہیں (۱) اس عیب سے نجات حاصل جو آخری جنگ میں ظاہر ہوا یعنی میدان جنگ تک فوج کی ضرور مقدار نہ پہنچا سکا۔

(۲) فوجی تعلیم کا عام کرنا۔

(۳) ناگہانی سانحات کی طرف سے اطمینان کے لیے ہر جگہ فوج مرابط یعنی ایسی فوج کی کافی تعداد رکھنا جو ہمیشہ رہے۔ یہ تینوں مقصد جس قدر عمدہ ہیں قارئین کرم خود اسکا اندازہ کر سکتے ہیں، اور اسے وقت میں ظاہر کیے گئے ہیں جبکہ لوگ انکی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔

مگر اسوس ہے کہ راضع اسکیم نے ایسا راستہ اختیار کیا جس سے لوگوں میں اضطراب پیدا ہونے لگا ہے، حالانکہ اس نتیجہ تک پہنچنے کے دوسرے ایسے راستے موجود ہیں جو ملک اور فوج دونوں کے مصالح کے جامع اور اسکیم کے مقصد کے ضامن و کفیل ہیں۔ جب آخرین واقعات میں ہماری فوج کا جہل ظاہر ہوا، تو عزت پاشا نے یا عزت پاشا کی وزارت میں اصلاح فوج کی اسکیم کے راضع نے یہ چاہا کہ فوجی تعلیم عام ہو جائے، اور یہ فیصلہ کر دیا کہ فوجی تعلیم لازمی ہوگی، اس سے وہ لوگ بھی مستثنیٰ نہ ہونگے جو ایسی عزتوں کے کفیل ہیں جنکا اور کوئی کفیل نہیں۔ یہاں ہمیں اسکا ضرور اعتراف کرنا چاہیے کہ ہمارے قومی نظام نے طویل مدت اور اسکے علاوہ اور بہت سے اسباب سے باشندوں کو فوجی خدمت سے متنفر سا کر دیا ہے۔

پس یہ ممکن تھا کہ ہماری حکومت بھی تجدید (فوج سازی) کا وہی طریقہ اختیار کرتی، جو اہل جرمنی نے اس وقت اختیار کیا تھا جبکہ انہیں نیپرلین کے تسلط و اقتدار نے فوج کے بڑھانے سے منع کیا تھا۔ انہوں نے مدت خدمت کم کر دی، اور فوج کی تعداد بھی

سزا اسرار ابلس



نہم جنگ کے اسباب

انکشاف حقیقت

شیخ سلیمان البارونی کی تصریح

جنگ بلقان کی مشغولیت نے مظلوم رے نوا مگر مقدس و اولو العزم طرابلس کی طرف سے دنیا کو بالکل بے خبر کر دیا حالانکہ اس سر زمین صحرائی کے فقرا اور بادیہ نشینوں نے جو کچھ کیا، اُسکی قدر قیمت جنگ بلقان کی با ساز و سامان نا کامیوں نے آڑ بڑھا دی ہے !

جنگ بلقان کی وجہ سے جب دولت علیہ مجبور

ہوئی اور اٹلی سے صلح کر لی تو اسکا کڑی اثر اندوز طرابلس کے مجاہدین پر نہ پڑا۔ وہ برابر مصروف دفاع و جہاد رہے۔ چنانچہ کئی سخت معرکوں کی خبریں سننے میں آئیں اور اٹلی کے حملے برابر ناکم و شکست یاب رہے۔

ترک افسر جو وہاں مقیم تھے، ان میں سے اکثر بدستور صلح کے بعد بھی ٹہرے رہے۔ غازی انور پاشا کو اگرچہ اتحاد و ترقی نے بلالیا لیکن اور متعدد رؤساء جنگ وہاں باقی تھے، اور سنوسیوں اور عثمانیوں میں پوری طرح اتحاد تھا۔

منجملہ رؤساء قبائل و جنگ کے، شیخ سلیمان البارونی، عزیز بک مصری، عزیز بک سابق رالی عراق، ایوب بک وغیرہ بھی تھے۔

پچھلے دنوں یکایک یہ خبر مشہور ہوئی کہ مجاہدین طرابلس نے جنگ ختم کر دی، عزیز بک مصری اور دیگر رؤساء و شیوخ قبائل میں باہم اختلاف ہو گیا ہے، اور شیخ سلیمان بارونی مع ایک بڑی جماعت کے جنگ سے دست بردار ہو کر تیونس چلے گئے !

پھر ایک شدید اختلاف روایت شروع ہوا۔ رسالۃ الہدایۃ - المظاہرہ کے مضمون نگاروں نے جو حالات بیان کیے وہ اُس سے بالکل مختلف تھے جو المرید مصر میں شائع ہوئے۔

یہ بھی مشہور ہوا کہ سلیمان بارونی (جنہوں نے آغاز جنگ سے نہایت نامورانہ حصہ تمام مدافعات و مجاہدات طرابلس میں لیا اور جنکی مراسلات بارہا الہلال میں شائع ہو چکی ہیں) اٹلی والوں سے مل گئے اور رشوت لیکر جنگ ختم کر دی۔

بہر حال حالات نہایت تاریکی میں آ گئے۔ ہم نے بارہا ارادہ کیا کہ اس مسئلہ کو صاف کیا جائے لیکن محققانہ ذرائع بحث کا انتظار تھا۔

اب چاہتے ہیں کہ طرابلس کے بعد از صلح اور موجودہ حالات کو مرقع ذرائع سے حاصل کر کے شائع کیا جائے، کیونکہ مسلمانان ہند صلح کے بعد سے بالکل بے خبر ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے خرد شیخ سلیمان البارونی کی ایک چٹھی کا ترجمہ شائع کرتے ہیں جو انہوں نے مسٹر درے محمد ایڈیٹر افریقن ٹائمز لندن کے نام لکھی ہے اور اسکا اصلی عکس اخبار مذکور نے شائع کر دیا ہے۔

شیخ سلیمان البارونی ایک سنوسی شیخ طرابلس کے ساتھ ٹہرے ہیں (واقعہ بنغازی)

مسٹر درے محمد کی بھی مختصر تقریب کر دیں۔ قارئین کرام نے ایک پر اسرار فرقہ کا نام سنا ہوگا جو ”دررز“ کے لقب سے مشہور ہے اور جس کی ایک بہت بڑی جماعت شام اور اطراف بیروت و جبل لبنان میں موجود ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ غالباً یہ لوگ باطنیہ و قرامطہ کا بقیہ ہیں۔

مسٹر درے محمد اسی فرقے سے ہیں۔ انکے والد شیخ سلیم ایک نامور عالم تھے۔ انکی ایک فرانسیسی شخص سے بہت دوستی تھی جسکا نام ”دو سے“ تھا۔ اسیکی یادگار میں انہوں نے اپنے لڑکے کے نام میں بھی ”درے“ کا لفظ شامل کر دیا۔

انہوں نے یورپ میں تعلیم پائی اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔ کچھ عرصے سے ایک انگریزی رسالہ ”افریقین ٹائمز“ کے نام سے نکالا ہے جس کا مقصد اقوام مشرقیہ کی حمایت اور انکے حالات سے اقوام یورپ کو آگاہ کرنا ہے۔ مصر کے متعلق بھی انکی ایک دلچسپ کتاب حال میں شائع ہوئی ہے۔ وہ لندن میں مستقل طور پر مقیم ہیں۔

انہوں نے شیخ سلیمان بارونی سے حالت دریافت کیے۔ اسکے جواب میں وہ لکھتے ہیں :

” آپکا خط موصول ہوا، آپ چاہتے ہیں کہ میں :

(۱) طرابلس میں نئی حکومت کے قائم کرنے اور پھر اسے چھوڑ دینے کا سبب بیان کروں۔

(۲) یہ جو ہمارے متعلق اخبارات نے مشہور کیا ہے کہ ہم نے ایک کثیر رقم رشوت میں لیلی ہے اور اسی لیے جنگ ختم کر دی، اسکی حقیقت بتاؤں۔

(۳) میرے متعلق کہا جاتا ہے کہ مجھے بڑے بڑے چنندے وصول ہوئے مگر میں نے انہیں جنگ میں صرف نہیں کیا بلکہ اپنے لیے رکھ لیا۔ اس الزام سے پردہ اٹھاؤں۔

انمیں سے ہر ایک سوال کا واقعی جواب دیتا ہوں جسمیں کسی طرح شک کی گنجائش نہیں۔ اس امید پر کہ پہلے یہ عربی میں شائع ہونگے پھر اسکا ترجمہ اس رسالہ کی زبان (انگریزی) میں ہوگا :

میں بھی دقتیں پیش آگئیں۔ میں نے مجبور ہو کر یورپ کے مشہور اخبارات کو تار دیے اور جن مقامات سے تعلقات تھے وہاں وہاں شکایتیں کیں۔

مذکورہ بالا حالات جب پیدا ہوئے تو میں نے محسوس کیا کہ اب ہم نہایت ہی سخت خطرے میں ہیں۔ بالآخر ایک وفد یورپ بھیجا تاکہ وہ دول عظمیٰ کو ہماری کارروائیوں سے مطلع کرے۔

بعد کو ہمیں یقین ہو گیا کہ اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا، اس لیے ہم نیچے وفد کی معرفت جو اس وقت مرسلینز میں تھا، اطلاع دے کر اطلاع دی کہ اب ہم اس شرط پر جنگ ختم کرنے کے لیے تیار ہیں کہ وہ ہمکو یورپی طرح انتظام خود مختاری دیدے۔

اور اپنا یہ خط کچھ اس طرح کی عبارت میں رکھا جس سے اٹلی کو کسی طرح ہماری کمزوری کا خیال پیدا نہ ہو اور وہ سمجھے کہ اگر وہ تک ہمیں جواب نہ دینگے جب بھی ہمارا کچھ نقصان نہ ہوگا، اور ہمیں سامان مدد میں سے کسی شے کی ضرورت نہیں ہے۔

لیکن وہ ہماری حالت سے ناواقف نہ تھے، انکو معلوم تھا کہ دولہ عثمانیہ کے اولیاء امور صلح کے بعد چلے گئے، اور سامان و اسلحہ کا آنا بھی بلقان کی

جنگ سے رک گیا

نیز بصر سے بہر

کرتی شے ہمارے

پاس نہیں آئی

پس انہوں نے جواب

میں لیت و لعل

شروع کیا۔ اس سے

بھی بڑھکر نقصان

یہ ہوا کہ بعض

رجوہ سے ہمارا رتبہ

عرصہ تک تونس اور

مارسلینز میں پڑا

اور ہمیں اسکی کچھ

خبر نہ ملی !

طرابلس کی عارض حکومت کے بعض ارکان

نمبر ۸ مہس۔ کولیرا میں جو موسیو کولیرا ایڈیٹر "النیل" قاہرہ کی ہیں اور انکے اخبار کی نامہ نگار جنگ میں۔ اب میں نے اے۔

یہاں کے ارنٹوں اور بکریوں کو رجسٹر کرنے کا حکم دیا تاکہ انکی شرح

زکوٰۃ ارباب نصاب سے لی جائے اور مصارف میں تھوڑی بہت مد

ملے۔ زکوٰۃ تخمیناً بیس ہزار گنی تھی۔ مزروعہ زمینوں کے

قلمبند کرنے کے لیے بھی در شخص مامور کیے۔ اسکی مقدار بہ

بہت اچھی تھی۔

تمام لوگوں نے جوش و مسرت کے ساتھ ان احکام کا استقب

کیا مگر انسوس کہ ان دنوں تجویزوں کو پایہ تکمیل تک

نہ پہنچا سکے۔ کچھ ایسے واقعات پیش آئے اور یکایک حملے ہو گئے

جنمیں مجبوراً ہمیں مصروف ہونا پڑا اور ان دنوں تجویزوں

متعلق کچھ بھی نہ کر سکے۔ انہی حملوں میں ہمارا آخری نہ

جنگ یعنی کارنوس بھی ختم ہو گیا !

اسکے بعد اطالی فوجوں نے بڑے سرو سامان سے بہ یک

دہ یک وقت جندوبہ، عتربہ، منطروس اور قبر زالد پر

کردیا۔ نہایت دہشت انگیز معرکے ہوئے اور اطالیوں نے بہت

آدمی کھائے۔ میسرہ میں ہم فتعیاب تھے اور میمنہ میں

کامیاب۔ لیکن وہ آگے بڑھے اور بڑھے اس پہاڑ پر قابض ہو گئے

ہمارے رابطہ کے مرکز عام تک پہنچا ہوا تھا۔

(۱)

جب دولہ عثمانیہ اور اطالیا میں صلح ہو گئی اور دونوں سلطنتوں کی طرف سے ہمکو سرکاری طور پر اطلاع دی گئی کہ سلطان المعظم نے اہل طرابلس کو کامل انتظامی خود مختاری عطا فرمادی ہے، تو ہم نے بالاتفاق یہ طے کیا کہ اس خود مختاری کی حفاظت کی جائے۔

امرا، طرابلس نے مجھ سے چاہا کہ میں انکی صدارت قبول کروں، اور ایک حکومت قائم کر دوں۔ انہوں نے اس مضمون کی درخواستیں اپنے خط میں اور اپنے دستخطوں سے میرے پاس بھیجیں، اس لیے میں نے اسکو منظور کیا، اور دول عظمیٰ اور مشہور اخبارات کو تار کے ذریعہ اسکی اطلاع بھی دیدی۔

میں نے باقاعدہ حکومتوں کے پردازیر ایک حکومت کی بنیاد ڈالی جس میں متصرف (کمشنر) قائم مقام (ڈپٹی کمشنر) مدیر (کلکٹر) قاضی (جج)، مفتش (انسپکٹر) اور نائب (منشی یا کلرک) مقرر کیے۔ مسلح پولیس، نیز پیادہ، اسپ سوار اور شتر سواروں کی چند پلٹنیں بھی ترتیب دیں اور انہیں یورپ کی

خوشنما وردیاں

پہنائیں۔ مقام

ورخلہ، عداس، اور

مسرزق تک تمام

اطراف میں ڈاک

کا، اور حدود تونس

تک ٹیلیگراف اور

ٹیلیفونکے اسٹیشنوں

کا انتظام کیا۔ اطالیوں

کے سامنے ایک خط

جنگ بنایا جو ورخلہ

سے شروع ہوتا تھا

اور غردیاں، زعترہ،

منطروس، اور بیر

الغشت کے آگے سے

گذرتا ہوا عزیزہ

کی طرف چلا جاتا تھا۔

اس ترتیب سے ہم نے چند، ماہ تک ان مقامات سے اطالی فوجوں کی پیش قدمی کو روک رکھا جن پر وہ اعلان صلح کے بعد قابض ہو گئے تھے۔

اس اثناء میں ہم سے اور اطالیوں سے چھوٹے بڑے معرکے بھی ہوئے جنمیں انکے بہت سے آدمی کھائے اور سخت مالی نقصان ہوا۔ نصرۃ الہی ہمارے ساتھ تھی۔

لیکن بالآخر ہمارے پاس روپیہ ختم ہو گیا۔ اور اسقدر تہدد ہو گئے کہ جو ارنٹ زخمیوں کو لاتے تھے، انکا کرایہ اور نوکریں اور مسلح پولیس کی تنخواہیں، نیز شہداء کے پس ماندوں کے وظائف کیلیے بھی کچھ نہ رہا، علی الخصوص ان پس ماندگان شہداء کرم کا یہ حال تھا کہ انکے پاس ایک دن کے کھانے کا سامان بھی باقی نہ رہا تھا۔ جو ارنٹ روزانہ جنگی مرکزوں تک رسد لیجاتا کرتے تھے، انکا کرایہ بھی ہم نہیں دے سکتے تھے اور یہ بڑی مصیبت تھی۔

اسی اثناء میں چند در چند اسباب کی وجہ سے ایک اور عظیم پیدا ہوئی یعنی تونس کی طرف سے رسد کے لانے

طور پر تونس کے اطالی کونسل جنرل کے ذریعہ ملگئی۔ میں نے اسی وقت اہل طرابلس کو اسکی خبر کردی۔ اسکے بعد اس نے اور حکومت فرانس کے مجھے سے کہا کہ میں لوگوں کو طرابلس واپس جانے کا مشورہ دوں۔ حکومت فرانس نے اسکی وجہ یہ بیان کی کہ تونس کی جنگی کی وجہ سے کسی نئی آبادی کی اسمیں گنجائش نہیں۔ میں نے اہل طرابلس کو لکھا۔ انہیں سے بعض گئے اور بعض وہیں رہ گئے۔ جو لوگ قلمروے تونس میں نہیں آئے تھے، وہ اپنے ہتھیار لیکے اندرون طرابلس چلے گئے اور مجھے میں اور کونٹ میں گفتگو ختم ہوگئی۔

* * *

اس سے آپکو معلوم ہوگیا ہوگا کہ حکومت اسلیے قائم کی گئی تھی کہ اس خود مختاری کی حفاظت کی جائے جو سلطان المعظم نے ہمیں عطا فرمائی ہے، اور اسکے بعد اپنے آپ کو اطالیوں کے حوالے صرف اسلیے کیا کہ ہمارے پاس سامان مدافعت، روپیہ، اور کارٹوس نہیں رہے تھے۔

پس نہ تو ہماری فوج کو الزام دینا چاہیے کہ اس نے بڑی کی یا اسلام اور حقوق وطن کی مدافعت سے گھبرا گئی، اور نہ ہمارے اشخاص میں سے کسی کو یہ الزام دینا چاہیے کہ اس نے خیانت یا طمع سے ایسا کیا۔ باستثناء بعض افراد کے کہ انہوں نے جو کچھ کیا وہ کیا، اور اسکی پاداش میں ہم نے انہیں آخر جنگ تک قید میں رکھا۔ (البقیۃ تلتی)

[بقیہ مراسلہ]

زہینہ دار کی خبریں

زمیندار پریس کی ضبطی سے غیر معمولی نقصان جو ملک و قوم کو ہوا ہے وہ ناقابل برداشت ہوگیا۔ جس طرح سے زمیندار نے اپنی زمانہ اشاعت میں قوم کی نیابت کی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ زمیندار پریس کی ضبطی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ نے اب تک اس اصول پر کافی توجہ نہیں فرمائی کہ حکومت اصلاً دلوں پر ہونا چاہیے اور محض زبان بند کرنے سے اور بھا یا بیجا شکایات اپنے کان تک نہ پہنچنے سے حکومت کا استحکام مشکل ہے۔ جو لوگ گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ ہیں اور جو چاہتے ہیں کہ تاج برطانیہ سے حقیقی الفت و وفاداری ہندوستانیوں میں پیدا ہو، انکا فرض ہے کہ نہایت متانت سے گورنمنٹ کی اس روش پر نکتہ چینی کریں، اور پریس ایکٹ کی تفسیح اور ترجمہ پر کافی زور دیں۔ زمیندار پریس کی ضبطی پر رابنریگل کونسل میں سوال اور ریزولوشن پیش ہونا چاہیے۔ انگلستان میں اس آنت سے نجات حاصل کرنے کے لیے ہارس آف کامفر اور ہارس آف لارڈز کا دروازہ کھٹکھٹانا چاہیے۔ اور سب سے ضروری امر جس پر قوم کو فوراً متوجہ ہونا چاہیے وہ یہ ہے کہ ایک مشترکہ کمپنی چندہ سے قائم کر کے فوراً اسکی سرمایہ سے ایک روزانہ اخبار ایسے ہی اب و تاب کا مولیٰ نشر علیخانصاحب کی اڈیٹری میں نکالا جائے۔ اگر قوم اسوقت غفلت کریگی تو گویا وہ دیدہ و دانستہ اپنے حقوق اور مطالبات سے دست بردار ہوتی ہے۔

محمد سلیمان - از بدایین

۱۱ مئی

کمپنی کی تجویز نہایت عمدہ تھی۔ اور ایک نہیں بلکہ متعدد مصالح و فوائد پر مشتمل، لیکن اب چندے کی فراہمی کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے اور معاونین حق و نامرین حریت کو اب اسی کی تکمیل کیلیے کوشش کرنی چاہیے۔

[۱۹]

اب ہم میں اور ان میں شب کی تاریکی حائل ہوگئی۔ ہمارے پاس اتنے کارٹوس بھی نہ تھے کہ گھنٹہ بھر اور توڑ سکتے۔ اس طرح رسد بھی نہ تھی کہ دو چار دن تک بھی کلم دیں۔ باہر سے بھی رسد، کارٹوس، یا روپیہ کے آنے کی امید نہ تھی۔ لاچار ہوکر راتوں رات ہمیں یفرن واپس آنا پڑا، زخمیوں کو بمشکل کاندھوں پر اٹھا کر لے، کیونکہ کرایے کیلیے ہمارے پاس روپیہ نہ تھا!!

دوسرے دن اطالیوں نے اپنی تلم فوج کے ساتھ دوسرا حملہ کیا کیونکہ انہیں معلوم ہوگیا تھا کہ ہمارے پاس سامان مدافعت میں اب کچھ بھی نہیں رہا ہے۔ اس حملہ میں ہماری فوج کا ایک بڑا حصہ منتشر ہوگیا۔

اسی اثنا میں جو وفد ہم نے بھیجا تھا اسکا جواب آگیا کہ ہمیں خود مختاری دینا حکومت اطالیا کو منظور ہے۔ میں نے تمام سربرکردہ اشخاص کو جمع کیا اور ان سے مشورہ کیا۔ سب نے بالاتفاق طے کیا کہ ہمیں بھی منظور کر لینا چاہیے۔

اب میں نے لڑنے والوں کو حکم دیا کہ وہ سرحد تونس کی طرف چلیں جو ہم سے چار دن کی مسافت پر ہے۔ اسکی اطلاق ساحلی مرکزوں میں دیدی تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اطالی اچانک حملہ کر دیں۔

ان لوگوں نے کوچ شروع کیا۔ جب میں انکے ہمراہ نالوت پہنچا تو مجھے کاؤنٹ سفورزا اور اسکے رفیق مسٹر دوزی کا تار ملا کہ اس قرار داد کی تکمیل کے لیے آؤ جو ہم میں اور وفد میں ہوئی ہے۔

اس سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ ابھی ہماری واپسی سے بے خبر ہیں۔ میں تونس روانہ ہوگیا اور ظاہر کیا کہ کونٹ سفورزا سے گفتگو کرنے کے لیے جا رہا ہوں۔ حالانکہ میں اسلیے جا رہا تھا کہ حکومت تونس سے اسکی قلمرو میں داخل ہونے کی اجازت لیں۔ حکومت نے اس شرط پر اجازت دی کہ ہم لوگ ہتھیار دیدیں۔ میں نے بغوشی اس شرط کو منظور کیا، اور خیال کیا کہ یہ اجازت ہی اسکی بڑی مروت ہے جسے میں کبھی نہیں بھولسکتا۔ کیونکہ اگر وہ اجازت نہ دیتی تو ہمارے زبردستی داخل ہوتے اور اس صورت میں اہل تونس اور انکے ساتھ انکی حکومت سے مقابلہ ہوتا، یا پھر واپس آتے اور اس صورت میں گرفتار ہوتے اور سب کے سب مارے جاتے۔

اسکے بعد میں کونٹ سے ملے بغیر سرحد واپس آیا کیونکہ حکومت کو اس واقعہ کی خبر ہوگئی تھی اور قطع گفتگو کی غرض سے انہیں حکومت نے بلا لیا تھا۔

مگر یہ کونٹ پھر تونس واپس آیا اور مجھے سے کہا کہ انتظامی خود مختاری کو چھوڑنے میں آرر کوئی دوسرا مطالبہ پیش کریں کیونکہ اب اس مطالبے کے لیے تو کوئی وجہ باقی نہیں رہی۔ میں نے اسے ایک نقشہ لکھکے دیا جس میں عام اہل طرابلس اور خصوصاً لڑنے والوں کے فوائد کے متعلق چند مخصوص دفتات تھیں۔

اس نے بالعام واصرار کہا کہ میں کچھ اپنے اور اپنے متعلقین کے لیے بھی طلب کروں۔ علاوہ اسکے کہ وہ خود جو کچھ مناسب سمجھتا میرے لیے حکومت سے اسکی سفارش کرے گی۔ مگر میں نے اسے منظور نہیں کیا اور کہا کہ اسکے بدلے یہ کوشش کرے کہ تلم لڑنے والوں کو عام طور پر معافی دیدیجائے۔ مجھے خاص اپنی ذات کیلیے کچھ نہیں چاہیے۔ چنانچہ اس نے حکومت سے سفارش کی۔ حکومت نے معافی کا حکم صادر کر دیا اور اسکی اطلاع سرکاری

سات آٹھ ہزار روپیہ سے کسی طرح کم نہوگی، دار المصنفین کیلئے وقف کر دینے کیلئے طیار ہوں۔

تقریباً ہر ماہ اسمیں کتابوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

پانچ سو روپیہ کا ایک نیا ذخیرہ مطبوعات یورپ، عنقریب پہنچنے والا ہے۔ اس طرح ممکن ہے کہ پیشکش کے وقت کسی حیثیت موجودہ حالت سے المضاعف ہو۔

انسوس کے نقد اعانتہ سے مجبور ہوں روزہ مولانا کا اتباع کرتا۔

اہم تجویز

خدا کا شکر ہے کہ ملک میں تصنیف و تالیف کا مذاق پھیلنا جاتا ہے اور قابل قدر ارباب قلم پیدا ہوتے جاتے ہیں، لیکن با ایں ہمہ اس گروہ میں زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہے جنکو مصنف کے بجائے مضمون نگار یا انشا پرداز کہنا زیادہ موزوں ہوگا، کیونکہ ان کی مستقل تصنیفیں نہیں ہیں، بلکہ معمولی رسالے یا مضامین ہیں۔ اسکی وجہ یہ نہیں ہے کہ ان کو اعلیٰ درجہ کی تصنیف کی قابلیت نہیں، بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ اعلیٰ درجہ کی تصنیف کے لیے جو سامان درکار ہے وہ مہیا نہیں ہے۔ ان میں سے اکثر کے پاس کتابوں کا ذخیرہ نہیں، جو انتخاب اور استنباط و اقتباس کے کام آئے۔ اتفاق سے اگر کوئی مقامی کتب خانہ موجود ہے تو دل جمعی کے اسباب نہیں کہ اطمینان سے چند روز رہاں رہکر کتابوں کا مطالعہ اور اس سے استفادہ اور نقل و انتخاب کرسکیں۔ ان باتوں کے ساتھ کوئی علمی مجمع بھی نہیں کہ ایک دوسرے سے مشورہ اور مبادلہ خیالات ہوسکے۔

ان مشکلات کے حل اور تصنیف و تالیف کی ترقی کے لیے ضرور ہے کہ ایک وسیع دارالتصنیف اصول ذیل کے موافق قائم کیا جائے:

(۱) ایک عمدہ عمارت ”دارالتصنیف“ کے نام سے قائم کی جائے جس میں ایک وسیع ہال کتب خانہ کے لیے ہو اور جس کے حوالی میں ان لوگوں کے قیام کے لیے کمرے ہوں جو یہاں رہ کر کتب خانہ سے فائدہ اٹھانا اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہنا چاہتے ہوں۔

(۲) یہ کمرے خوبصورت اور خوش وضع ہوں، اور ان مشہور مصنفین کے نام سے موسوم ہوں جو تصنیف کی کسی خاص شاخ کی مجدد اور بانی فن ہیں۔

(۳) ایک عمدہ کتب خانہ فراہم کیا جائے جس میں کثرت تعداد ہی پر نظر نہر بلکہ یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ جس فن کی کتاب ہو، نادر اور کمیاب ہو۔

(۴) تصنیفی وظائف قائم کیے جائیں اور وظیفہ عطا کنندہ کے نام سے موسوم کیا جائے، یہ وظائف یا ماہوار ہونگے یا کسی تصنیف و تالیف کے منہ کے طور پر دیے جائینگے۔

(۵) جو لوگ کم از کم پانسو روپیہ یکمشت عطا فرمائینگے ان کے نام اس عمارت پر کندہ کیے جائینگے۔ میں یہ تجویز بالکل ایک سرسری صورت میں پیش کرتا ہوں، اور چاہتا ہوں کہ سردست بعض ایک خاکہ کے طور پر اسکی بنیاد قائم ہو جائے جو رفتہ رفتہ خود بخود وسعت حاصل کرتی جائیگی۔ اس بات کا مجھکو اطمینان ہے کہ ریاست ہائے اسلامی سے اس کے لیے ماہوار مقرر ہوسکیں گی۔ سردست ہم کو صرف دس ہزار روپیہ درکار ہے جس سے ایک مختصر تعمیر کی بنیاد ڈال دی جائے۔ اصلی نقد کیلئے پچاس ہزار روپیہ کا تخمینہ کیا گیا ہے۔

(۶) دس ہزار کی رقم میں، میں سردست ایک ہزار روپیہ اپنا پیش کرتا ہوں۔ اور میں اس بات کا بھی مستعدی ہوں کہ جن بزرگوں کو میری تجویز سے دلچسپی ہو مجھ سے خط و کتابت فرمائیں، اور مناسبت مشورہ سے میری ہمت افزائی کریں۔ نیز ایڈیٹران ہمدرد، وطن، پیسہ اخبار، مشرق، البشیر، وکیل، وغیرہ سے درخواست ہے کہ اس تجویز کو اپنے اپنے اخباروں میں شام فرمادیں۔ (شبلی نعمانی - لکھنؤ)

اخوان الصفا

دارالافتاء

دو بار زیرک و از بادہ کہن دومی
فراغتی، و کتابی، و گوشہ چمنی
من این مقام بدنیا و عاقبت نہ دهم
اگر چه در پیم آنقدر خلق انجمنی ! (لسان الغیب)

ذیل میں شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کی ایک تحریر درج کی جاتی ہے۔

جو تجویز پیش کی گئی ہے وہ برسوں سے پیش نظر ہے۔ بارہا اس بارے میں مشورے ہوئے اور نقش امید کے بہت سے خانے بنائے گئے:

یک ”کاشکے“ بود کہ بعد جا نرشته ایم !!

مولانا کا خیال تھا کہ دارالعلوم ندوہ کے ساتھ ایک مخصوص عمارت ان مہاجرین علم کی بھی ہوگی جو علم و پرستاری علم کی خاطر اپنے تئیں علم زندگی سے الگ کر لینگے۔ اور اسکا انتظام کچھ مشکل نہ تھا۔ لیکن اب ترخورد دارالعلوم ندوہ ہی کا قیام مشکل ہو گیا ہے:

ار خورشیدن کم ست کرا رہبری کند ؟

فی الحقیقہ... یہ ایک نہایت ہی اہم تجویز ہے جو اگر برہی ہوگئی تو موجودہ سنیں عمل کا ایک عظیم الشان کام ہوگا۔ یہ بڑی ہی غم کرنے کی بات ہے کہ ہم میں بہت سے کثیر المصارف کام ہو رہے ہیں اور بڑی بڑی عمارتیں کھڑی کر دی گئی ہیں، مگر اب تک تمام قوم ایک چھوٹا سا جھونپڑا بھی ایسا نہ بنا سکی جو علم اور مشاغل علمیہ کیلئے مخصوص ہو اور جہاں عشاق علم و شیفتگان فن جمع ہوکر شب و روز تحقیق و مطالعہ اور تصنیف و تالیف پر مشغول رہتے ہوں:

فراغتی و کتابی و گوشہ چمنی !

بڑی مصیبت یہ ہے کہ جسقدر قابلیتیں موجود ہیں، فقدان اسباب و مصعبت کی وجہ سے ضائع جارہی ہیں، اور نئی قابلیت پیدا نہیں ہوتی۔ علم کیلئے پہلی چیز مصعبت و اجتماع ہے۔

چوتھی صدی ہجری میں متوکل عباسی کی بد مذاقی اور تشدد و تعصب نے علمائے بغداد کو ترک وطن پر مجبور کیا۔ مورخین نے اس عہد کو ”ہجرت علم“ کے لقب سے یاد کیا ہے کہ مشرق سے تمام اہل علم مغرب (اندلس و افریقہ) کی طرف چلے گئے۔ اسی زمانے میں بعض علما و حکما کی ایک خفیہ مجلس اس غرض سے قائم ہوئی تھی کہ علوم حکمیہ و الہیہ میں ایسے رسائل مدرن کر دیے جائیں جنکی وجہ سے وہ علوم محفوظ رہیں۔ ”اخوان الصفا“ اس مجلس کا نام تھا، اور اس کے رسالے موجود ہیں۔

آج بھی ضرورت ہے کہ ایک مجلس ”اخوان الصفا“ قائم ہو، ہماری سرزمین سے علم ہجرت کرچکا ہے۔ اب دوبارہ اسے دعوت دیکر بلانا چاہیے:

ہزار بار بر مد ہزار بار بیا !

پچھلے دنوں کسی ایسی مصعبت کا خیال ہوا تھا اور اسی لیے ”اخوان الصفا“ لکھوا کر اسکا ہلاک بھی بنا لیا تھا۔ جناب مولانا کی تجویز اسی کے ذیل میں شائع کر دیتا ہوں۔ اگر قابل اطمینان صورت اختیار کر لے تو میں اپنا پرائیوٹ کتب خانہ جسمیں تقریباً اکثر علوم اسلامیہ و عربیہ کا ذخیرہ ہے اور جسکی قیمت

عائشہ بیگم صاحبہ کا "اعجاز نما چارل"

بالکل نیا۔۔۔ ہو گیا ہے

۱۲ مارچ سنہ ۱۹۱۳ء تک درخواست بھیجنے والے اصحاب کو جناب عائشہ بیگم صاحبہ اپنی عزیزہ الف خاتون سلمہا کی مصحف کی خوشی میں اپنا ایچہ کردہ حیرت انگیز تصحفہ "اعجاز نما چارل" جسپر پوری قل ہو اللہ شریف مع خریدار کے نام کے نہایت خوشخط تحریر فرماتی ہیں بھالے اصلی قیمت گیارہ روپے پانچ آنہ کے بالکل مفت تقسیم فرما رہی ہیں اور ساتھ ہی اس کے ایک چاندی کی قیمتی ڈبیہ جس میں چارل نہایت خوبی کے ساتھ رکھا ہوتا ہے اور ایک خوردبین جس سے ضعیف النظر اصحاب بھی ایک ایک حرف بآسانی پڑھ لیتے ہیں اور در عدد تین کی منقش ڈبیاں وغیرہ بھی عنایت فرما رہی ہیں۔ بعض ان سب چیزوں کی قیمت وہ بھی نہایت رعایتی یعنی صرف ایک روپیہ پانچ آنہ علاوہ محصل ڈاک بذریعہ پی۔ پی۔ طلب فرما رہی ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ قیمت ان اشیاء کی بھی نہیں ہے جو چارل مذکور کے ہمراہ دے رہی ہیں اسلئے ہم ناظرین اخبار الہلال کو بھی آگاہ کرتے ہیں تاکہ وہ اپنی اس عظیم الشان رعایت سے مستفیض ہو کر بیگم صاحبہ کی اس تعظیم خیز کمال کی داد دیں اور ان کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

بیگم صاحبہ یہ بھی وعدہ فرماتی ہیں کہ اگر اعجاز نما چارل کسی صاحب کی ناپسند آئے اور کوئی حرف سرور قل ہو اللہ شریف کا معہ خریدار کے نام کے پڑھنے میں نہ آئے تو وہ بغیر واپسی چاندی کی ڈبیہ وغیرہ کے اپنی یہ معمولی قیمت ایک روپیہ پانچ آنہ بھی ایک ہفتہ کے اندر واپس منگا سکتے ہیں۔ اور ایک خاص رعایت یہ بھی کی گئی ہے کہ نصف درجن کے خریدار کے لیے محصل ڈاک معاف کر دیا ہے اور ایک درجن کے خریدار سے مبلغ ۱۵ روپیہ معہ محصل ڈاک لیے جارہے کے۔ مزید صداقت کیلئے ایک مشہور اخبار زمیندار کے ریویو کی نقل بھی ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

نقل ریویو روزانہ زمیندار لاہور

اول میں گذشتہ موجودہ صداعان ہندوستان کا تذکرہ کرتے ہوئے اور ان کے کمالات سے عائشہ بیگم صاحبہ کے کمال کو ترجیح دیتے ہوئے رقم طراز ہے کہ عائشہ بیگم صاحبہ نے حل میں ایک چارل جسپر پوری سورہ اخلاص نہایت خوشخط حروف میں لکھی ہوئی ہے ہمارے پاس ریویو کی غرض سے روانہ کیا ہے اگر کسی کی قدرتی بینائی علی حالہ ہو تو وہ خالی آنکھ سے ایک ایک حرف پڑھنے پر بخوبی قادر ہو سکتا ہے۔ ضعیف النظر اصحاب خوردبین کی مدد سے ایک ایک حرف بلکہ ایک ایک لفظ صفائی کے ساتھ دیکھ لیتے ہیں۔ عائشہ بیگم صاحبہ کا کمال تعریف و قدر دانی کا مستحق ہے اس کی اصلی قیمت ۱۱ روپیہ ۵ آنہ ہے۔

اخبار رطان کے اڈیٹر صاحب اپنے ریویو میں چارل کی کمال تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کی قیمت معہ ڈبیہ وغیرہ کے گیارہ روپیہ ۵ آنہ کچھ بھی نہیں ہے۔

(نوٹ) پتہ نوٹ کر لیجئے اور ۱۲ تاریخ ماہ مارچ تک طلب فرمالیجئے اس کے بعد اصلی قیمت ۱۱ روپیہ ۵ آنہ لیجالیگی۔

ملنے کا پتہ - عائشہ بیگم صاحبہ قاضی اسٹریٹ امرہہ ضلع مراد آباد

شایقین زبان فارسی کو مژدہ

کتاب مسٹر مورگان دکن شریتر امریکے سابق خزانہ دار ایران مرسہ (آسٹر انگلنگ، آف پرشیا) کا عمدہ با معارف فارسی جدید ترجمہ آقا سید ابوالحسن صاحب طہرانی نے کیا اور (اختناق ایران) اس کا نام رکھا یہ کتاب اس زمانہ کی نہایت صحیح تاریخ ہے اور آج کل کے عمدہ معارفوں سے آراستہ جس کی لطافت زبان دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے از روئے عبارت و انشا یہ کتاب (انوار سہیلی اور ابو الفضل) کے ہم پایہ ہے، ان لوگوں کے لیے جو تکمیل زبان فارسی کے طالب اور اس کے رسمی، یعنی (افیشل) و معمولی معارف کے خواہشمند ہیں اس سے بہتر ذریعہ ملنا دشوار ہے، جو شخص اس کو مطالعہ کرے اس کو حالت ایران سے ایسی واقفیت حاصل ہو جاتی ہے جیسے ایران کی کل تاریخ، کرلی اور ایرانیوں کے صبر و استقلال کی تصویر پیش نظر ہو جاتی ہے۔ ترجمہ دو جلدوں میں مکمل ہوگا ان دونوں جلدوں کی قیمت مع ستر صفحہ تصویر کے صرف دس روپیہ اور بلا تصویر چھ روپیہ ۸ - آنہ اگر غیر مجلد بلا تصویر مطلوب ہو تو پانچ روپیہ قیمت پر مل سکتی ہے ہر صورت میں محصل ڈاک ذمہ خریدار ہوگا۔ یہ قیمتیں ان لوگوں کے لیے ہیں جو سال حال ربیع الثانی کے آخر تک درخواست خریداری ارسال کریں بعد انقضائے مدت مذکورہ حسب مناسب قیمت میں اضافہ کیا جائیگا۔

(پتہ) آقا سید ابوالحسن طہرانی، معلم فارسی نظام کالج حیدر آباد دکن المشہر - حاجی فتح اللہ مفتون یزدی مدرس فارسی گورنمنٹ ہائی اسکول چاندگھاٹ سرکار عالی

زندہ دل نوجوانان کا ایک مہوار رسالہ ریق

اغراض و مقاصد

- (۱) زندہ دلی و ظرافت کی روح پھونکنا۔
- (۲) سنجیدہ مہذب مذاق فراہم کرنا۔
- (۳) مشرقی دماغ کو مغربی مذاق سے آشنا کرنا۔
- (۴) ادبی - مذاق کو نشر و نمادینا۔
- (۵) اخلاقی و روحانی سبق سکھانا۔

چند سالانہ

روسا سے ۵ روپیہ امراء سے ۳ روپیہ عام شایقین ۱ روپیہ ۱۲ آنہ

تعلیم نسوان کے تعالٰی

ہندوستان کے مشہور و معروف عالم دین حضرات مولانا محمد اشرف علی صاحب کا نہایت مدلل و مفصل مضمون جو بارہ صفحہ پر طبع ہوا ہے صرف دو پیسے کا ٹکٹ بھیجنے پر اس کے دو نسخے روانہ ہو سکتے ہیں۔

لال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، کجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے۔ اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے مقاصد ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے۔

جناب سداں العرسید اکبر حسین صاحب اسر ہادی فرماتے ہیں۔
 "زی توں۔ (ادامہ) دینور دے خواں بی کتاں میں منعت میں ہونے چوں کو خوشیوں
 ہا باقی رہی محنت کی ہے یہ ترکیب اپنی ترنیں دی کی کہ کھنکھنی دکنش ہو ہو ہر۔ لیل
 پر لکے لے فرما ہا ہر گے

وہ پھول چنے میں جو گلستان میں نہیں ہیں

یہی شہادت کی حوالہ دیتی ہے۔ کہ اگرچہ جسے بڑے سب کیساں طہر پر پناہ گزین سمجھیں
ایہ قول عام ہوئی۔ البتہ یہ قول خاص و تبدیل نام کی انتہائی کمی نسبت یہ سب کے کسی شے کے حق
منہ طبع۔ البتہ اس کے اثرات و فضائل بہل و پرش و جہ و باہر و سیر و محنت و شغل و مختلف
ایک شے مخصوص کیونکہ یہ طبع انسان ہوتا۔ اس شے پر قیاس خاص قبول کی وجہ سے اس کی جگہ
مضموعہ بلا اجابت کا مضموم ہے۔ وہ اس کوئی تذکرہ ہی نہیں جو۔ بلکہ مندرجہ ذیل انتہا
ہے ثابت کہ اس کا سنا ہو ۶

چند شاہیر مند کی قبولیت کو ملاحظہ کیجئے

جناب نواب وقار الملک بہار فرماتے ہیں میں بہار کا دیتا ہوں کہ آپ
بہت بڑے مقصد میں ایک حد تک کامیاب ہو کر افسوس کے ساتھ دیکھ کر اچھا لگتا
ہے کہ یہ سید شرف الدین صاحب چیت نہیں پائی گشت کلاوت تاج
مروغی گشت دور از کجوبہر آتی ششصد بیس یا گیارہ تاج متعال کیلے جس کا حکم
مروغی سید شرف الدین کو ملے کہ سرور امداد تہری بالی کو نام کہنے کا نام نہ لیا جائے کہ متعلاً
احمد علی کر زنگہ

مشاہیر اسلام دعایتی قیادت پر

(۱) حضرت منصور بن حلیج اصلي قيس ۳ آنه وايٲي ۱ آنه (۲)
حضرت بابا فريد شكر گنج ۳ آنه وايٲي ۱ آنه (۳) حضرت محبوب الهي
رحمة الله عليه ۲ آنه وايٲي ۳ پيسه (۴) حضرت خواجه حافظ شيرازي ۲ آنه
وايٲي ۳ پيسه (۵) حضرت خواجه شاه سلیمان تونسوي ۳ آنه وايٲي ۱ آنه
(۶) حضرت شافع برملي قلندر پاني ٲٲي ۳ آنه وايٲي ۱ آنه (۷) حضرت
امير خسرو ۲ آنه وايٲي ۳ پيسه (۸) حضرت سرمد شهيد ۳ آنه وايٲي ۱ آنه
(۹) حضرت فرث الاعظم جيلاني ۴ الله وايٲي ۱ انه (۱۰) حضرت عبد الله
بن عمر ۳ انه وايٲي ۱ آنه [۱۱] حضرت سلمان فارسي ۲ آنه وايٲي ۳ پيسه
[۱۲] حضرت خواجه حسن بصري ۳ آنه وايٲي ۱ آنه [۱۳] حضرت اصل
واني مجدد الف ثاني ۲ آنه وايٲي ۳ پيسه (۱۴) حضرت شيع بها الدين
ذكريا مللاني ۲ آنه وايٲي ۳ پيسه (۱۵) حضرت شيع سنوسي ۳ آنه وايٲي
۱ آنه (۱۶) حضرت مير خيلام ۳ آنه وايٲي ۱ انه (۱۷) حضرت اصل
بغايي ۵ آنه وايٲي ۲ آنه (۱۸) حضرت شيع محي الدين ابن عربي ۴ آنه
وايٲي ۶ پيسه (۱۹) شمس العلماء اوزاد دهليوي ۳ انه وايٲي ۱ انه (۲۰)
نواب معسن الملك مرحوم ۳ انه وايٲي ۱ انه (۲۱) شمس العلماء مرلوي
نذير احمد ۳ انه وايٲي ۱ انه (۲۲) آنريل سرسيد مرحوم ۵ وايٲي ۲ انه
(۲۳) رالت آنريل سيد امير علي ۲ انه وايٲي ۳ پيسه (۲۴) حضرت شهباز
رحمة الله عليه ۵ آنه وايٲي ۲ آنه (۲۵) حضرت سلطان عبدالصيد خان غازي
۵ انه وايٲي ۲ انه (۲۶) حضرت شبلي رحمة الله ۴ انه وايٲي ۳ پيسه [۲۷]
كرشن معظم ۲ آنه وايٲي ۳ پيسه [۲۸] حضرت ابر سعيد ابراهيم ۲ انه
وايٲي ۳ پيسه [۲۹] حضرت مخدوم مابر گلپوي ۲ انه وايٲي ۳ پيسه [۳۰]
حضرت ابونجيب مهروردي ۲ انه وايٲي ۴ پيسه [۳۱] حضرت خالد بن
وليد ۵ انه وايٲي ۲ انه [۳۲] حضرت امام غزالي ۶ انه وايٲي ۲ انه ۲ پيسه
[۳۳] حضرت سلطان صالح الدين فاتح بيت المقدس ۵ انه وايٲي ۲ انه
[۳۴] حضرت اصل حبل ۴ انه وايٲي ۶ پيسه [۳۵] حضرت اصل شامي
۶ انه وايٲي ۱۰ پيسه [۳۶] حضرت اصل جنيد ۲ انه وايٲي ۳ پيسه
(۳۷) حضرت مير بن عبد العزيز ۵ - آنه - وايٲي ۲ - آنه (۳۸) حضرت خواجه
قطب الدين بخاراكي ۳ - آنه وايٲي ۱ - آنه (۳۹) حضرت خواجه
معين الدين چشتي ۵ - آنه - وايٲي ۲ آنه (۴۰) غازي عثمان ياد شيريلوفا
اصلي قيس ۵ آنه وايٲي ۲ آنه - سب مشاهير اسلام قريباً در هزار صفحه
مي قيمت يك جا خريد كونيے صرف ۲ روپيه ۸ - انه - (۴۰) ياد

چند مشہور اطباء عہ کے خیالات

جناب حاذق ملک اکرم محمد آملی قاضی - یہودی غلام نے جس مسلمان روغن کی صورت
میں سے خود ہی اتنا مال کیا یہ میل صلح کی گواہی ہے کہ اس نے نصرت دی جس پر اچھا قاعدہ
رکھتا ہے اس میں ہاں کے خواب کو نے دلی کوئی چیز نہیں۔ یہ سے ملایا یہ سب کے شہر
دکار غاکو کی دکھاتا ہے۔

چند مستند اخبارات ہند کا حسن قبول

الہلال کلکتہ۔ جہاں ہر صبح ملک میں گونے شہر شہر کی کہانے محل پر قابو ہے۔ بیرونی لوگ اس نئے ملک کی تباہی دیکھ کر خلیج فارس سے تھام پڑے گا۔

میل اللہ کی کاغذ میں نہیں بنتے یونہی کے وجود و حصول قدرت و عظیم درجہ کے ساتھ ملک

در ماسطرح کے کاغذوں کا کھنڈا تھا۔ ماریت انتہائی مستحق ہے۔ “

تاج روغن دایم و فلفله - تاج روغن زیتون و ریاسن
 فی شیشی غیر
 تاج روغن آمله و بنولہ
 فی شیشی ۱۲ ار

(۱) یہ بتیں ملو، مصلحتاً حق پکلیجہ دی پئی کے جس جو فرضی شہادت
کارخانہ گرفتار کیجئے پشیر ستھی سماں میں رگو کا کش کیجئے رسلے گزیردن نور
قرب تمام اطراف ہنسے بری مزی رو کا حق ہے جس عجات ہنسے سماں گزیردن
محاورہ شرت عروج ہنسے کہت تھوڑے مقامات ہیں جہاں
ایجنیون کی ضرورت ہے

۱۱۰
میں بجز دی تلج میں نو فیکری کی ہی دہلی اصد و فترا

رفتگان پنجاب کے ولید کے لوم کے حالات ۱۲ - انہ رعایتی ۶ - انہ (۴۱) آئینہ
 خرد خفا کی تصرف کی مشہور اور لاجواب کتاب خدا بینی کا ممبر ۵ - انہ - رعایتی
 ۲ - انہ - [۲۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آئینہ رعایتی ۶ - انہ - [۴۳]
 حالات حضرت شمس تبریز ۶ - انہ - رعایتی ۲ - انہ - کلاب ذہل کی قیمت میں
 لڑکی رعایتی نہیں - [۲۴] حیات جاودانی مکمل حالات حضرت محبوب
 سبحانی غوث اعظم جیلانی ۱ روپیہ ۸ انہ [۴۵] معقولات حضرت اہل رانی
 مسجد الف تفتی اور ترجمہ قبورہ ہزار صفحہ کی تصرف کی لاجواب کلاب
 ۶ روپیہ ۷ انہ [۴۶] شمس بہشت اور خراجگان چشت اہل بہشت کے
 حالات اور اوصاف ۲ روپیہ ۸ انہ [۴۷] رموز اطبا ہندوستان بہر کے نام
 مشہور حکیموں کے بالتصویر حالات زندگی معہ انکی سینہ بہ سینہ اور صدیقی
 معجزات کے جو کئی سال کی مصنف کے بعد جمع کئے گئے ہیں - اب دوسرا
 ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خریداران کے جن نسخوں کی تصدیق کی ہے انکی
 نام بھی لکھ دئے ہیں - علم طب کی لاجواب کتاب ہے اسکی اصلی قیمت
 چھ روپیہ ہے اور رعایتی ۲ روپیہ ۸ انہ [۴۸] الجردان اسنا مراد مرض کی
 تفصیل تشریح اور علاج ۲ انہ رعایتی ۳ پیسہ [۴۹] صابون سازی کا رسالہ ۲ انہ
 رعایتی ۳ پیسہ - (۵۰) انگلش ٹیچر بغیر مدد استاد کے انگریزی سکھانے والی
 سب سے بہتر کلاب قیمت ایک روپیہ (۵۱) اصلی کیمیا گری یہ مقلب سرے
 کی کان ہے اس میں سونا چاندی رانگ سیسہ - جسدہ بنانے کے طریقہ درج
 ہیں قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ

ملف کا پتہ — منیجر رسالہ صوفی ہندو بہاؤ الدین
ضلع کجرات پنجاب

ہندوستانی دواخانہ دہلی

جذاب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی میں یونانی اور دینک ادیبہ کا جو مہتمم بالشان دریا خانہ ہے وہ عمدگی ادیبہ اور غریبی کار و بار کے امتیازات کے ساتھ بہت مشہور ہو چکا ہے۔ صدھاندرا لیس (جو مثل خانہ ساز ادیبہ کے صحیح اجزاء سے بنی ہوئی ہیں) حاذق الملک کے خاندانی معجزات (جو صرف اس کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کار و بار 'صفائی' ستھرا پن میں تمام باتیں کر اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ :

ہندوستانی درا خانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی گراخانہ ہے۔
(خطا پتہ)
نہرست اعلیٰ مفت
منیجر ہندوستانی درا خانہ - دہلی

شمس العلماء ڈاکٹر سید علی صاحب بلگرامی
ایم - اے - دی لیت بیدرستہ لیت لاکی

میدیکل جیورس پروڈنس

یعنی طب متعلقہ مقدمہ عدالت پر

حکیم سید شمس اللہ قادری - ایم - آر - اے - ایس - ایف
آر - ایچ - ایس - کارپورٹ

قبل اس کے کہ کتاب مذکور کی نسبت کچھ لکھا جائے یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس کیا چیز ہے۔ کتاب کے شروع میں فاضل مصنف نے وجہ القایف بیان کرتے ہوئے میڈیکل جیورس پروڈنس کے معنی ان الفاظ میں بیان کیے ہیں :-

”میڈیکل جیورس پروڈنس“ علم طب کی اس شاخ کا نام ہے جس میں قانون اور طب کے باہمی تعلقات سے بحث کی جاتی ہے اور اس علم کا موضوع کل وہ مباحث قانونی و طبی ہیں جو عدالتی انصاف سے متعلق ہیں اور نیز بعض وہ امور جو انسان کی تمدنی حالات سے تعلق رکھتے ہیں غرض مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے عام طور پر مسائل طب کا استعمال قانونی ضرورتوں کے واسطے کیا جاتا ہے۔

میڈیکل جیورس پروڈنس میں علم طب کے ان مسائل سے بحث کی جاتی ہے جن کی ضرورت فوجداری کاروبار میں لاحق ہوتی ہے جیسے (۱) قتل عمد (۲) زنا بالجبر (۳) اسقاط حمل (۴) زہر خورانی وغیرہ کے مقدمات ہیں۔ ان کے متعلق طبی تحقیقات و شہادت کا ہونا ان تمام آدمیوں کے لئے ضروری ہے جو ان مقدمات کے کاروبار میں شریک ہیں۔ مثلاً :

حکام عدالت - عہدہ داران پولیس - وکلاء پیروکار وغیرہ اگر کسی حاکم کو ان باتوں سے واقفیت نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی بے گناہ کو سزا ہو جاتی ہے اصل مجرم رہا کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی رکیل یا پیروکار ان امور کا ماہر نہیں ہے تو شہادت و ثبوت کے موقع پر اس علم کے متعلق جو رموز و نکات بیان ہوتے ہیں ان کے صدق و کذب پر خاطر خواہ جرح نہیں کر سکتا اور اس امر سے ہمیشہ مقدمات کے خراب ہوجانیکا اندیشہ لگا رہتا ہے میڈیکل جیورس پروڈنس کے جاننے سے انسان کو نہ صرف واقعات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے بلکہ ان سے واقعات کو ترتیب دینے اور پھر ان سے ایسے صحیح نتائج استخراج کرنے کی قابلیت پیدا ہوجاتی ہے جنہر

عدل و انصاف کا انحصار ہے

اس کتاب کو اصل میں ڈاکٹر پیاتبرک ہیر ایم - ڈی - ایف - آر - سی - ایس نے ملکر انگریزی میں تصنیف کیا تھا۔ پھر مرحوم شمس العلماء نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور اصل کتاب پر بہت کار آمد اضافے اور مفید حواشی زیادہ کر دیے ہیں جسکی وجہ سے اس کتاب نے ایک مستقل تصنیف کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اس کتاب میں طب و قانون کے وہ تمام مباحثات آگئے ہیں جو فوجداری مقدمات میں ہمیشہ درپیش رہتے ہیں مثلاً

مقدمات قتل کے متعلق

(۱) زخم - چوٹ (۲) ہلاکت کی جوابدہی (۳) شہادت قرینہ (۴) لاش سرنے کے مدارج (۵) مختلف اعضاء انسان کے زخم و ضرب (۶) اختناق (۷) دم خفا ہونا (۸) پھانسی یا گلا گھونٹنا وغیرہ۔

عورتوں کے ۱۰۱ ق

(۱) زنا بالجبر (۲) بچہ کشی (۳) اسقاط حمل - (۱) معدنی سمیات (۲) فلزی سمیات (۳) نباتی سمیات (۴) حیرانی سمیات - اور ان کے استعمال سے جو اثر ظاہر ہوتے ہیں ان کا بیان -

امور مختلفہ کے متعلق

(۱) زندگی کا بیمہ (۲) جنون (۳) زہر خورانی وغیرہ -

ان تمام ابواب کے ساتھ قانونی نظائر بھی مندرج ہیں جن کی وجہ سے ہر مسئلہ کے سمجھنے میں بے حد سہولت پیدا ہوگئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کا بھی پتہ چل جاتا ہے کہ ایسی حالتوں میں عدالت نے کیا کیا فیصلے صادر کیے ہیں۔

اس کتاب کے دیکھنے سے فاضل مصنف و مترجم کی اعلیٰ علمی قابلیت ظاہر ہوتی ہے۔ مشکل سے مشکل مسئلہ کو بھی اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ نہایت آسانی سے ہر کسی مزید غور و فکر کے اثر انسان کی سمجھ میں آتا ہے۔ علمی اور قانونی اصطلاحات ایسے موقع پر چسپاں ہیں کہ بغیر کسی دشواری یا زحمت کے کسی مدد کے ان کے معانی ربط مضمون سے ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ مدت ہوئی کہ اردو میں ایک چھوٹی سی میڈیکل جیورس پروڈنس شائع ہوئی تھی، جو نہایت نا مکمل اور ناقص تھی اور ایک ایسی کتاب، کی شدید ضرورت ہے جو اپنے موضوع کے لحاظ سے ہر طرح جامع و مکمل ہو۔

خدا کا شکر ہے کہ یہ کمی پوری ہوگئی اور ایسے شخص کے قلم سے پوری ہوئی جو بنظر علمی قابلیت اور ہمہ دانی کے اعتبار سے تمام ہندوستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔

امید ہے کہ قانون دان اور فوجداری کاروبار والے حضرات اس کتاب کو اپنے کاروبار میں چراغ ہدایت اور خضر رہنما سمجھ کر اس کی ضرورت قدر کریں گے۔ یہ کتاب نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ مطبع مفید عالم آگرہ میں چھپی ہے اور (۳۸۰) صفحے ہیں۔ اس کی قیمت سابق میں ۶ روپیہ مقرر تھی، مگر اب عام فائدہ کی غرض سے تین روپیہ علاوہ محصور ڈاک کر دی گئی ہے۔ اور مولوی عبداللہ خان صاحب کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن سے مل سکتی ہے۔

مولوی غلام علی آزاد بلگرامی کی دو نایاب کتابیں

(از مولانا شبلی نعمانی)

مولانا غلام علی آزاد ان وسیع النظر محققین میں سے ہیں کہ ان کے ہاتھ کی دو سطریں ہات آجاتی ہیں تو اہل نظر آنکھوں سے لگاتے ہیں کہ ذخیرہ معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوگیا۔ اہل ملک کی خوش قسمتی ہے کہ مولوی عبداللہ خان صاحب (کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد) کی کوششوں سے ان کی تصنیفات سے دو نہایت اعلیٰ درجہ کی تصنیفیں آج کل شائع ہوگئی ہیں۔ سر آزاد اور مائٹر الکرام - سر آزاد خاص شعراء متاخرین کا تذکرہ ہے۔ یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھ یہ خصوصیت بھی رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں، اعلیٰ درجہ کے ہیں، ورنہ آزاد کے متعلق یہ عام شکایت ہے کہ ان کا مذاق شاعری صعب نہیں اور خزانہ عامرہ اور ید بیضا میں انہوں نے اساتذہ کا جو کلام انتخاباً نقل کیا ہے - اکثر ادنیٰ درجہ کے اشعار ہیں۔

مائٹر الکرام میں ان حضرات صرفیہ کے حالات ہیں جو ابتداء عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ دونوں کتابوں میں عام حالات کے ذیل میں ایسے مفید اور نادر معلومات ہیں جو ہزاروں اوراق کے آگے سے بھی ہات نہیں آسکتیں۔ میں آزاد کی روح سے شرمندہ ہوں کہ علالت اور ضعف کی وجہ سے ان کی نادر تصانیف کے ریزو کا حق ادا نہ کر سکا اور صرف چند اشتہاری جملوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ لیکن میں امید ہے کہ شائقین فن، شوق خریداری کا ثبوت دیکر ان کی روح سے شرمندہ نہ ہونگے۔ قیمت ہر دو حصہ حسب ذیل رکھی گئی ہے :-

مائٹر الکرام ۳۳۴ صفحات قیمت ۲ روپیہ علاوہ محصور ڈاک
سر آزاد ۴۲۲ صفحات قیمت ۳ روپیہ علاوہ محصور ڈاک
ملنے کا پتہ یہ :-

عبد اللہ خان صاحب - کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن -

تمدن عرب - مولوی سید علی بلگرامی کی مشہور کتاب قیمت سابق ۵۰ روپیہ - قیمت حال ۳۰ روپیہ

فتح الباری - ۱۴ - جلد مجلد قیمت ۵۰ روپیہ

ارشاد الساری - ۱۰ - جلد مطبوعہ مصر مجلد ۳۰ روپیہ

مسنند امام احمد ابن حنبل - ۶ - جلد مجلد قیمت ۲۰ روپیہ

اشعار عبد اللہ خان بک سیلر اینڈ پبلیشر

کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

احوال کرایہ وغیرہ سب کچھ بتلایا ہے۔ اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ (طرز تحریر ایسی دلانیز کہ پڑھتے ہوئے طبیعت باغ باغ ہو جائے دماغ نے کراڑ کھجالیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگاؤ آسی رقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ با رجہ ان خریدیں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ

بغیر مدد اُستان انگریزی سہکلائیرالی کتاب

حجم ۲۷۵ صفحے

ٹنڈن صاحب کا انگلش ٹیچر حجم ۲۷۵ صفحے

وہیے تو آجک بیدیں انگلش ٹیچر چھپ چکے ہیں۔ مگر ٹنڈن صاحب انگلش ٹیچر کا ایک بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس میں انگریزی سکھانے کے لیے آسان طریقے اور نادر اصول بتلائے گئے ہیں جنکو پڑھکر ایک معمولی لیاقت کا آدمی بھی بغیر مدد استاد کے انگریزی میں بات چیت کرے اور خط و کتابت کرے کی لیاقت حاصل کر سکتا ہے۔ ہر طرح کی بول چال کے فقرے ہر محکمے کے اصطلاحی الفاظ ہر زبان معارف جو کسی دوسری کتاب میں نہ ملینگے۔ انڈین پاس کے برابر خاصی لیاقت ہو جاوگی۔ اور جلد ہی آسانی سے انگریزی میں گفتگو کرنے قابل ہو جاؤ گے۔ معجلہ کتاب کی قیمت مع محصول صرف ایک روپیہ ۳۔ بین آنہ در جلد ۲ روپیہ ۴ چار آنہ چار جلد ۴ روپیہ -

مفت — کتاب انگلش گریمر ہر ایک خریدار کو مفت ملیگی۔

نصیر دار گھڑی

کارنتی ۵ سال قیمت صرف چھ روپے

ولایت والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس عجیب گھڑی کے ذائل پر ایک خوبصورت ناؤ میں کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ جو ہر وقت آنکھ منکائی رہتی ہے، جسکو دیکھکر طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ ذائل چینی کا، پرز نہایت مضبوط اور پائدار۔ مدتوں بگڑیکا نام نہیں لیتی۔ وقت بہت ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمائش کیجئے اگر درست احباب زبردستی چوبیس نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کرر قیمت صرف چھ روپیہ -

آٹھ روزہ واچ

کارنتی ۸ سال قیمت ۶ چھ روپیہ

اس گھڑی کو آٹھ روزہ میں صرف ایک مرتبہ چابی دیجانی ہے۔ اس پرزے نہایت مضبوط اور پائدار ہیں۔ اور ٹائم ایسا صحیح دیتی ہے نہ کہی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اس کے ذائل پر سبز اور سرخ پٹیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں۔ بوسن بگڑیکا نام نہیں لیتی۔ قیمت صرف چھ روپے۔ زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس ہمارا مفت -

چاندی کی آٹھ روزہ واچ - قیمت - ۹ روپے چھوٹے سائز کی آٹھ روزہ واچ - جو ٹائی پر بند ہوتی ہے - مع تسہ چھوٹی قیمت - ۷ روپے

بجلی کے لیپ

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کارآمد، ابھی ولایت سے بکس ہمارے یہاں آئی ہیں۔ نہ دیا سلائی، ضرورت اور نہ تیل بڑی کی - ایک لپ راتو اینی جیب میں پا رہے، وہ لو جو سرعت ضرورت ہو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے۔ رات کیوقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی مرضی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر ہو فوراً لیپ روشن کر کے خطر سے بے سکت ہو۔ یا رات کو سوئے ہوئے ایکدم کیوجہ سے اٹھنا پڑے۔ بیکڑوں ضرورتوں میں کام دیا۔ بڑا نایاب تحفہ ہے۔ منگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم ہوگی قیمت مع محصول صرف دو روپے -

ضروری اطلاع — علاوہ انکے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں، کلاں اور گھڑیوں کی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی ہیں۔ اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں انکے مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جاوگی۔ جلد منگوائیے۔

تمام کتب کے ملنے کا پتہ - منیجر کارخانہ چندر گپت اوشدھالیہ نمبر ۵۱۳ - ٹوہانہ

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTROBICAL PRNT. & PUBLG. HOUSE, 7/1 MOLEOD STREET, CALCUTTA.

جام جہاں نما

— * —

بالکل نئی تصنیف کہی دیکھی نہ ہوگی

— * —

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھر کی کسی ایک زبان میں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی کار آمد ایسی دلغریب ایسی فیض بخش کتاب لاکھ روپے کو بھی سستی ہے۔ یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علم قبضے میں کر لگے اس کتاب سے درجنوں زبانیں - یکہ لیے - دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیے صرف اس کتاب کی موجودگی میں گویا ایک بڑی بہاری لائبریری (کتابخانہ) کو مل لے لیا۔

— * —

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

— * —

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعیات - علم طبیعیات - علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر فالنامہ - خواب نامہ - گمان سرور - قیافہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز اسے عجیب اور نرالے ذہن سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلیلیں سرور آنہو نہیں نور پیدا ہو، بصارت کی آنکھیں را ہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آنکے عہد ہمد کے حالات سرانجام دہی و تاریخ عالمی خروشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کہلے تندرستی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دلایا بھر کے اخبارات کی فہرست، آنکی قیمتیں، مقام اشاعت وغیرہ بھی - کہاتہ کے قواعد طرز تحریر اشیا ہرے انشایر دازی طب انسانی و جسمی علم طب کی بڑی بڑی کتابوں کا طرہ کھینچ کر رکھ دیا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھی، شتر، گائے، بھینس، گھوڑا، گدھا، بیل، بکری، کتا وغیرہ جانوروں کی تمام بیماریوں کا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرنور کی ہوا نباتات و جمادات کی بیماریاں درر کرنا تمام محکمہ کے قوانین کا جوہر (جن سے ہر شخص کو عمر و کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فوجداری، قانون مسکرات، میعاد سماعت رجسٹری، مقام وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی برلی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی رہاں جاگر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آجک کہیں دیکھی نہ سنی ہوگی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہروں کے مکمل حالات رہاں کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے یکہ بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات راضع کئے اسکے بعد ملک برہما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقت کی کان (روپیہ واقع ملک برہما) کے تحقیق شدہ حالات رہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں تھوڑے ہی دنوں میں لاکھ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - استریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات رہانکی درسگاہیں دخانی کلیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفر کا محمل

تمام کتب کے ملنے کا پتہ - منیجر کارخانہ چندر گپت اوشدھالیہ نمبر ۵۱۳ - ٹوہانہ

دن وہی جانتا ہے - دوسرا کیونکر جانتا ہے -



یہ سخت سردی کے موسم میں تندرست انسان جان بلب ہو رہا ہے۔ سردی ہڈانے کیلئے سرسبز درخت کڑے ہیں۔ لیکن بد قسمتی سے دمہ کے مرض کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ تکلیف دمہ سے پریشان ہوتے ہیں۔

اور رات دن سانس پھولنے کی وجہ سے دم نکلتا ہے۔ اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے۔ دیکھئے! آج اسکو کس قدر تکلیف ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس لا علاج مرض کا بازاری ادویہ زیادہ تر نشیلی اجزاء دھتورہ - بھنگ - بلا دونا - پرتاسرائی - اوڈالڈ دیکر بنتی ہے۔ اسلئے فالسہ ہونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے۔ ڈاکٹر برمن کی کیمیائی ارسول سے بنی ہوئی - دمہ کی دوا انمول چورہ ہے۔ یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے۔ بلکہ ہزاروں مریض اس مرض سے شفاء پانے کے مداح ہیں۔ آپتے بہت کچھ خرچ کیا ہوگا۔ ایک مرتبہ اسکو بھی آزما لیں۔ اسمیں نقصان ہی کیا ہے۔ پوری حالت کی تندرست بلا قیمت بے بوجی جاتی ہے۔ قیمت ۴ روپہ ۴ آنہ محصول ۵ پانچ آنہ۔



ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۱۰ بازار اچندروت اسٹریٹ کلکتہ

ہمارے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچ رہی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی ٹھنڈا بخار - موسمی بخار - ہارپی کا بخار - پھر کر آلے والا بخار - اور وہ بخار جس میں دم جگر اور طحال بھی لاحق ہو، یا وہ بخار جس میں مثلی اور لے بھی آتی ہو۔ سرخی سے ہو یا گرمی سے۔ جنگلی بخار ہو۔ یا بخار میں مردہ سر بھی ہو۔ کالا بخار۔ یا آسامی ہو۔ زرد بخار ہو۔ بخار کے ساتھ کٹھن ہو۔ ہی ہو گئی ہو۔ اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو۔ ان سب کو بحکم خدا دور کرنا ہے۔ اگر شفا پانے کے بعد یہی استعمال کیجئے تو بھوک بڑھ جائے، اور تمام اعضا میں خون سالم پیدا کرنے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آجاتی ہے، نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے۔ اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاهلی رہتی ہو۔ نام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ امانا دیر سے ہضم ہوتا ہو۔ توبہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں۔ اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں۔

قیمت - بڑی بوتل - ایک روپہ - چار آنہ

چھوٹی بوتل بارہ آنہ

ہرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے

تمام درکارنداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المعدہ ۷۳ د ۲۲

ایم - ایس - عبد الغنی کہسک

کولر ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

اشہاد ادا کیلئے ایک عجیب فرست

ایک دن میں پچاس ہزار !!

”ایک دن میں پچاس ہزار“ یعنی اگر آپ چاہتے ہیں کہ اپکا اشتہار صرف ایک دن کے اندر پچاس ہزار آدمیوں کی نظر سے گذر جائے، جس میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ ہوں، تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے۔ یعنی یہ کہ آپ ”الہلال کلکتہ“ میں اپنا اشتہار چھپوا دیجیے۔

یہ سچ ہے کہ الہلال کے خریدار پچاس ہزار کیا معنی پچاس ہزار بھی نہیں ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس امر کی واقعیت سے بھی اچکل کسی با خبر شخص کو انکار نہ ہوگا کہ وہ پچاس ہزار سے زائد انسانوں کی نظر سے ہر ہفتے گذرتا ہے۔

اگر اس امر کیلئے کوئی مقابلہ قائم کیا جائے کہ آجکل چھپی ہوئی چیزوں میں سب سے زیادہ مقبولیت اور سب سے زیادہ پڑھنے والوں کی جماعت کون رکھتی ہے؟ تو بلا ادنیٰ متباہفہ کے الہلال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مشرق میں پیش کیا جا سکتا ہے، اور یہ قطعی ہے کہ اسکو اس مقابلے میں دوسرا یا تیسرا نمبر ضرور ملے گا۔

منیجر الہلال ۷-۱ مکلاؤن اسٹریٹ - کلکتہ -



[۱۹]

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تھل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی کے جب سب چیزوں کی کٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بھرا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے۔ لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متقدم نمود کے ساتھ فالسہ کا بھی جوہاں ہے بنا بریں ہم نے سالہا سال ہی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی روایتی تیلوں جانچ کر ”موہنی کسم تیل“ تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد ملی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا۔ یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی لغاسٹ اور خوشبو کے دیر پا ہونے میں لا جواب ہے۔ اسکے استعمال سے بال خراب گھنے آگتے ہیں۔ جویں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے۔

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصول و اداک -

میجر انٹی ملریا میکسچر
اکسیر وافع بخار فیرم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجھا کر گئے ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی عیسیٰ اور مفید ہٹنٹ دوا اور اس امت پر گھر بٹھنے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے۔ ہمارے خلق اللہ کی ضرورت کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی لڑکتی اور صرف کلیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزار ہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے۔ مقام مسرت ہے کہ

تسٹرکٹ و سیشن جج کے خیالات

[ترجمہ از الکریزی]

مسٹر لی۔ سی۔ مٹر۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ ڈی۔
 ڈیپن جم ہوگلی و ہوز

د سيشن جمع قوگلي و هوږا

میرے لئے مسز ایم۔ بی۔ احمد ایڈیٹر [نمبر ۱۰] میں اسٹریٹ
کالکٹ [۷] جو مینگیس خریدی ہیں، وہ نقدی ہوتی ہیں۔ دیکھتے ہیں ایک
مینک بنوائی ہے جو اعلیٰ درجہ کی تیار ہوئی ہے۔ یہ کارخانہ موجودہ دور
میں ابتدائی و ادائیگی کا خرد نذر ہے۔ ملک میں اس طرح کے کارخانوں
کا بھرتا یقیناً ہماری صنعت افزائی کا متعلق ہے۔

کون نہیں چاہتا کہ میری بیٹائی مولے دم تک صبح رہے۔ اگر آپ اسکی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو صرف اپنی عمر اور دودھ کر دینا ہی بیٹائی کی طبیعت تبدیل نہ ہو کر فرما کر اسے تھکے تھکے کار کا گھروائی نہ ہونے سے قبل اسکا اصلی پتھر کی میٹک بدل دے۔ بی۔ ۷۔ ارسال خدمت کیجئے۔

تکلی کی گمانی ۵۔ مع اصلی پتھر کی میٹک ۳ روپیہ ۸ آنے سے ۵ روپیہ تک اصلی روٹنگولہ کی گمانی ۵۔ مع پتھر کی میٹک ۷۔ ۸ روپیہ سے ۱۲ روپیہ تک

موصول ۶ آنے۔

اصلی روئنگولا کی گمانی مع پلہر کی میٹک ۷-۸ روپیہ سے ۱۲ روپیہ تک
محصول ۶ آنہ۔

نمبر ۱۵/۱ دین اسٹریٹ ۱۳۱ کھانہ ویلسلی - کلکتہ

اهل قلم کو رزقہ

کیا آپ ملک برہما میں اپنی بقیات میرے ذریعہ مرخص کرنا چاہتے ہیں؟ اگر منظور ہو تو شرائط و کمیشن بذریعہ خط و کتابت طے فرمائیے۔“

ضفیر یونیورسٹی بک ایجنسی

فمبر ۳۲ - بروکنگ اسٹریٹ - رنگرون

The Universal Book Agency.

32 Brooking Street

R a n g o o n

بالکمل مفت

مرحوم ظفر علی خاں ایڈیٹر اخبار ”زمیندار“ کی سوانح عمری
معد کلندر سنہ ۱۹۱۳ء کا صرف درپیسہ کا ٹکٹ برائے محصول
ذاک آنے پر روانہ کر رہے ہیں۔ ذیل کے پتہ پر جلد درخواست
کیجیے۔
مدیر میجر جنرل ٹریڈنگ ایجنسی

میدجر میڈر چوئل تریڈنگ ایجنسی

عمرچی دروازہ ٹھہر

مکمل فرست مفت ملا . فراوین

شمال لوئیان

یادین دی لکھنؤ گلوبل

آفت میرپور نوشیان

ایران

پوشین

فولاد ارشد

اونی بارقا سری نگر لکھنؤ

۱۰. **مهرنیدی** | **نقاسی**

مشک و زعفران بهار میره سلامت زیره

۱ - ۱۵ سالز - سلندر راج مٹل چاندي - قبل و خیرصورت کيس - سچا تآلم - گارنٹی ایک سال معہ معقول پانہرو پیتہ -

۲-۱۰ سالہ سیدتی زہرا خاتون جاندی قیل منتش کیس سچا ٹالم - گارنٹی ایکسال معہ معصوم نورزیدہ ۔

۳-۱۵ سالز مٹنگ کیس سلنڈر راج جو نقشہ مد نظر ہے اسے کہیں زیادہ خوبصورت سونیکا پالدار ملمع دیکھنے سے پچاس روپیہ سے کم کی نہیں جھٹی - پرزے پالدار - سچا ٹالم - گارنٹی ایک سال معہ معصوم نور روپیہ ۔

۴-۱۷ سالز - انگما سندر راج - فایٹ (پتلی) - نکل - کیس اڑیں فیس: (کھلا منہ) کسی حرارت سے بند نہ ہوگی۔ کارنٹی ایکسال مغہ محضول پانچر دہہ -

London Watch Syndicate Lever 10 years guarantee Nickel Case size 18 Rs. 6/- only including postage.

۱۸ - سالز - دس سال گارنٹی لیرو لندن واپ معہ محصول چھ روپیہ

۱۶ - سالز - واسکوف . پٹنٹ لیور راج . مضبوط . سچا ٹالم . گارنٹی ایک سال مغہ معمول تین روپیہ . آئندہ

۱۹۰۲ سالز - راسکوف لیورز راج سچا رقت برابر چلے والی - ڈارلنی

المختبر: - ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ دیلسای اسٹریٹ پوسٹ آفس دھرمتلا للکھ

M. A. Shukoor & Co, No. 5/1 Wellesley Street, P. O Dharamtollah, Calcutta.

32



لَا تُهِنُوا وَالِدَيَّ وَيُنَافِئْهُمَا شَيْءٌ إِنَّهُ كَانَ بِمَوَازِينٍ عَدْلٍ

الْهَيْلَال

نار کا ہند
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

Telegraphic Address,
"Alhilaal CALCUTTA"
Telephone, No. 648.

ایک ہفتہ وار مصور سالہ

میرسنول نرگھوڑی

احمد علی خان لکھنؤی

مقام اشاعت
۱۰ - ۱۱ مکلورڈ اسٹریٹ
کولکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۶۲ آٹھ

جلد ۴

۱۲۰۰ : چھ ماہی ۲۲ ویدیع الاول ۱۳۳۲ ہجری

نمبر ۷

Calcutta : Wednesday, February 18, 1914.

خط و کتابت میں خریداری کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل حکم کی شکایت نہ فرمائیں

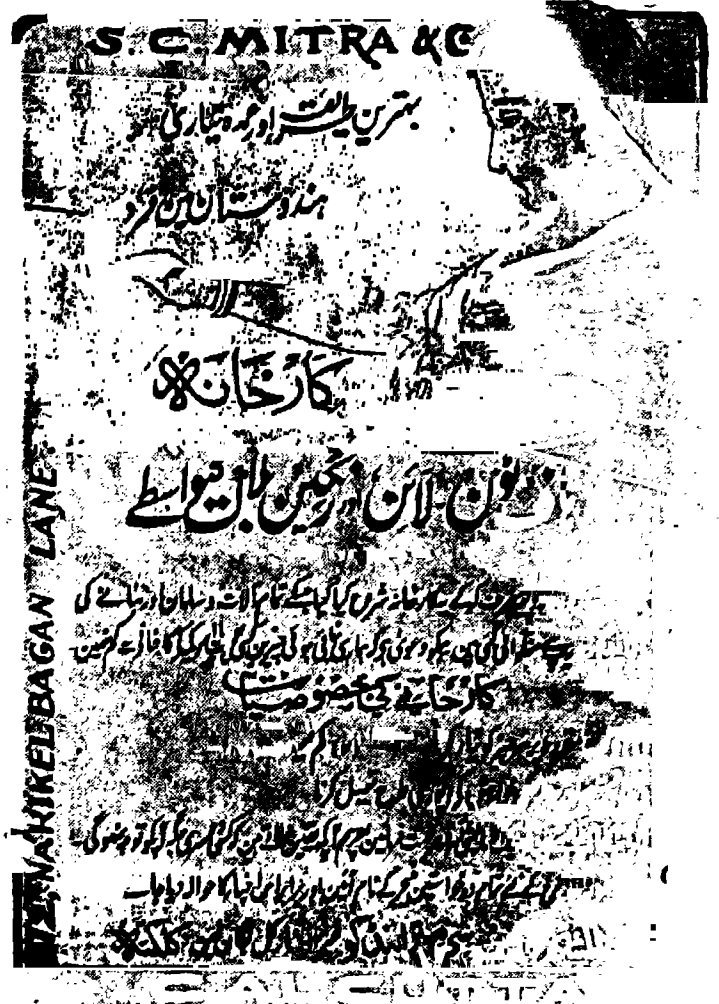
ہندوستان میں ایک نادر ایجنسی

یعنی

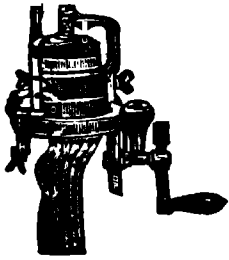
ال ایجنسی

بہت جلد پبلک کے فائدہ کے واسطے مقرر ہوگی - ناظرین
الہلال اسکی تفصیلی حالت کا انتظار کریں اور اپنے سب آگوست
سرست ملٹری رکھیں -

ال ایجنسی
منیجر الہلال نمبر ۴۰۰، مکلا، اسٹریٹ - کلکتہ



ادارہ نیٹنگ کمپنی



یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :-

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹلنگ (یعنی سپاری تراش) مشین دیگی جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں -

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۵ روپیہ میں خود بان مرزے کی مشین دیگی جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کھیل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۶۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے مرزہ ازگنچی دوزن تیار کیا جاسکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی آپکی بڑائی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتی ہے -

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہوئے اور ضروری ہونے والے تاجرانہ نرخ پر مہیا کر دیتی ہے - کم ختم ہوا - آپے روا نہ کیا اور اسی دن روپے بھی مل گئے پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لئے چیزیں بھی بھیج دی گئیں -

لیجٹے دو چار بے مانگے سوئیچ کے حاضر خدمات تھیں -

آنریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :- میں حال میں ادارہ نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں اور مجھے ان چیزوں کی قیمت اور اوصاف سے بہت تشفی ہے -

لی - گروند راؤ پلیٹر - (بلائی) میں گنڈیلر کے مشین سے آپکی مشین کو ترجیح دیتا ہوں -

مس کشم کمار دہری - (نڈیا) میں خروشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہوار، ایکے نیٹنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں -

— :- —

اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھکر افسوس اور کیا ہو سکتا ہے یہ پروہم - سوداگری - ملکی صنعت و حرفت - ترقی و رفارم - پروکشن یہ سب مسئلہ کا حل کن ہم ہیں یعنی

ادارہ نیٹنگ کمپنی نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کلکتہ

AL - H I L A L
Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs.8

Half-yearly " " 14-2

الہلال

پرنسپل اور مدیر خصوصی
علامہ اقبال

مقام اشاعت

۷-۱ مکلاؤ اسٹریٹ

۱۳۸

ٹیلیفون نمبر ۶۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپے

ششماہی ۱ روپے ۱۲ آنے

جلد ۴

۲۲ : چار شنبہ ۲۲ ربيع الاول ۱۳۳۲ ہجری

نمبر ۷

Calcutta : Wednesday, February 18, 1914.

۱۶ ماہ حال کو یونانی وزراء میں بہت سے امور میں مباحثہ ہوا جس میں
بیڑے کی فوری ترقی بھی شامل ہے۔

ایشیاء کوچک میں اصلاحات کے متعلق دولت عثمانیہ روس اور جرمنی میں
آخری فیصلہ ہو گیا ہے۔ بطلس اور اراض روم کی ہنگامی مجالس میں نصف مسلمان
اور نصف غیر مسلمان ممبر ہونگے۔ خریدت، سپلاس، اور دیار بکر کی مجالس
میں اعضاء کی تعداد آبادی کی نسبت سے ہوگی۔

پارلیمنٹ کا افتتاح ہو گیا۔ دارالعلوم اور دارالامراء دونوں میں ہم رول بل کے
متعلق نہایت گرم مباحثے ہوئے۔ مسٹر لریڈ جارج نے کہا کہ "الستر کے
متعلق تجاویز کو حکومت اپنی ذمہ داری پر پیش کریگی یہ ایک گراں ترین ذمہ
داری ہے جو کسی حکومت پر عائد ہوئی ہے۔ اگر مخالف جماعت اسکی مخالفت کرتی
ہے تو وہ اسے نتائج کی ذمہ دار ہے۔" سر ایڈورڈ کیرس نے کہا کہ اگرچہ یہ تجویز
کیا گیا کہ الستر کو علحدہ کر دیا جائے تو میں فوراً الستر سے ہٹا کر اسے متعلق گفتگو
کرنے لیا لیکن اگر الستر کو بزرور قبل پارلیمنٹ کے مانعہ دیا گیا تو شخصی نتائج کو
نظر انداز کر کے میں مقاومت کی پالیسی میں لوگوں کا آخر تک ساتھ دوں گا۔ مسٹر
بزنر لے نے کہا کہ الستر کو بل کے حدود سے ضرور نکالنا چاہیے۔ مسٹر ایسکریٹھ
خانہ جنگی روکتے ہیں اس طرح کے تجاویز ایسے ہوں کہ اہل الستر اسکو منظور
کر سکیں۔ یا خود الستر جائیں۔

بالغریہ طے ہوا کہ روت لیے جائیں۔ مسٹر والٹر لانگ کی ترمیم کے متعلق
ووٹوں کی تعداد کا استقبال مخالف جماعت کی طرف سے استغفار کے نعروں
میں ہوا۔

اما لایع

ایڈیٹر الہلال بعض ضرورتوں سے سفر میں ہیں مقالہ انتتاجیہ
وقت پر مرمول نہیں ہو سکا اسلیئے یہ پرچہ اسکے بغیر نکلتا ہے۔
انشا اللہ تعالیٰ آئندہ نمبر کی ترتیب بدستور سابق ہوگی۔
(سب ایڈیٹر)

الہلال کی ششماہی وجہ اہمیت

قیمت میں ترقی

الہلال کی شش ماہی جلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد
آٹھ روپیہ میں فروخت ہوتی تھیں لیکن اب اس خیال سے کہ
نفع عام ہو، اسکی قیمت صرف پانچ روپیہ کر دی گئی ہے۔
دوسری اور تیسری جلدیں مکمل موجود ہیں۔ جلد نہایت
خوبصورت ولایتی کپڑے کی۔ پشتہ پر سنہری حرفوں میں الہلال
منقش۔ پانچ سو صفحوں سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب جسمیں
سور سے زیادہ ہاف ٹون تصاویر ہیں۔ کاغذ اور چھپائی کی
خرابی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصلہ
بس کرتا ہے۔ ان سب خرابیوں پر پانچ روپیہ کچھ ایسی زیادہ
قیمت نہیں ہے۔ بہت کم جلدیں باقی رکھ گئی ہیں۔
(منیجر)

فہرست

- ۱۔ الاسیر
- ۲۔ انکار و حوادث (شکست مسلم)
- ۳۔ مذاکرہ ملیہ (آثار عرب نمبر ۳)
- ۴۔ کارزار طرابلس (ختم جنگ کے اسباب نمبر ۲)
- ۵۔ آثار عتیقہ (حفریات کریٹ)
- ۶۔ شہن عثمانیہ (سلطان عثمان اول)
- ۷۔ مقالات (علوم القرآن نمبر ۲)
- ۸۔ برید فونک (بلاد عثمانیہ کی زرخیزی)
- ۹۔ طبق فیستاس جو کریٹ کے غاروں سے نکلا ہے
- ۱۰۔ مکہ معظمہ کا ایک اجتماع رسمی جسیں فرمان سلطانی ہوا جا رہا ہے
- ۱۱۔ سید حسین (شریف حال مکہ معظمہ)
- ۱۲۔ تھر ماں مدانمت بھری روٹ ہے

تہ اویر

الایرع

جزائر کے متعلق دول کی یاد داشت قسطنطنیہ اور اتینیس میں پیش ہو گئی،
نیدرلینڈس، امبروس، اور کیستیل زیز کے تمام جزائر یونان کو اس شرط پر دیے گئے
ہیں کہ وہ اس امر کی ضمانت کرے کہ ان جزائر میں بحری مرکز نہ بنائے جائیں گے
اور نیز یہ کہ مسلمانوں کے حقوق کا احترام کیا جائیگا۔

دولت عثمانیہ اور یونان دونوں کے جواب آ گئے ہیں۔ یہ دونوں جواب گول ہیں۔
دولت عثمانیہ کا جواب ہرزور ہے۔ باب مالی نے لکھا ہے کہ اسکو امید تھی کہ جو جزائر
انہ اہل ان کے قریب ہیں یا ایشیاء کوچک کا جزء ہیں انکا فیصلہ دول اس طرح
کریگی کہ جن سلطانوں کا ان سے تعلق ہے انکے مصالح کے موافق ہوگا۔ وہ
(باب مالی) فرائض امن کو مانگا ہے مگر اس وقت تک جب تک مطالبات جائز حدود
سے باہر نہ ہوں۔

نارنقش العینی زینگ کا بیان ہے کہ مسئلہ تحت البانیا کا حل رو بہ ترقی ہے۔
سربیا اور اطالیا نے البانیا کے واسطے قرض کی ذمہ داری لیلی ہے۔ دوسری سلطنتیں
بھی پچاس ہزار اسٹرلنگ تک کی ذمہ داری کے لیے تیار ہیں۔

رینس میں اطالیا کے جنگی جہاز "کورنلر" کا انتظار کیا جا رہا ہے جو اسلیئے
آ رہا ہے کہ ٹارنس کے ہمراہ بفرض حفاظت رہے۔ شہزادہ وائے ٹارنس ہی میں
دور رہ جائیگے۔

ریوٹر نے یہ افواہ مشہور کی تھی کہ اگر بلغاریا اور دولت عثمانیہ کا زیر تھویز
انعام مکمل ہو گیا تو رومانیہ اور سربیا یونان کے ساتھ ہو گئے۔ مگر مرسپر وینرلرس
از براعظم یونان نے اپنے سفر یورپ سے واپس آنے کے بعد وزراء کو یقین دلایا ہے کہ
سربیا، رومانیہ، اور یونان کی مفاہمت کی وجہ سے بلقان کی حالت سابقہ محفوظ
رکھی ہے۔ اب یونان اور دولت عثمانیہ میں پیچیدگیوں کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔

افکار و حوادث

شرکت ماح

اے دوا دوا دوا دوا !!

الحمد للہ کہ حادثہ ”زمیندار“ کے متعلق ہر طرف سے صدائیں اُٹھ رہی ہیں۔ متعدد مقامات میں جلسے منعقد ہو چکے ہیں اور انکا سلسلہ برابر جاری ہے۔ کلکتہ میں ”پریس ایسوسی ایشن“ کے طرف سے ہندو مسلمانوں کا ایک عظیم الشان متحدہ جلسہ تین ہال میں منعقد ہونے والا ہے، جو اب تک منعقد ہو چکا ہوتا اگر بعض موانع پیش نہ آگئے ہوتے۔ علی الخصوص کونسل کی شرکت کی وجہ سے مسٹر سریندر ناتھ بیفرجی کی پیہم غیر موجودگی جو درمیان کے تمام ایام تعطیل میں پیش آتی رہی۔ غالباً اس جلسے کے پریسیڈنٹ ہندوستان کے مشہور فاضل ڈاکٹر راش بہاری گھوش ہونگے۔

اس سے بھی اہم تر اور اصلی کارروائی یعنی دوبارہ اجرا کی سعی بھی برابر جاری ہے، اور کارپردازان زمیندار کا ایک وفد مورہ کر رہا ہے۔ نواب رکار الملک بہادر قبیلہ نے اس بارے میں جو تحریر شائع فرمائی ہے، اور اپنا قابل احترام چندہ پیش کیا ہے وہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

لیکن وقت کا اصلی سوال یہیں تک پہنچ کر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ وہ بدستور باقی ہے :

بائیں کہ کعبہ نمایاں شود زیا منشین
کہ نیم گام جدالی ہزار فرسنگ ست !

بہت سے لوگ ہیں جو اپنے ارد گرد طرح طرح کی مجبوریوں کا حصار پاتے ہیں، اور اسلیے صاف صاف زبان میں اصلیت ظاہر نہیں کرتے یا نہیں کرسکتے، مگر میرے لیے تو اس قسم کی دُری مجبوری نہیں ہے ؟ پھر میں کیوں خاموش رہوں ؟

میرے عقیدے میں ضرورت اور وقت، جب حق کے ساتھ جمع ہو جائیں تو پھر خدا کے اس بناء ہوے سقف نیل گوں کے نیچے کھلی شے ایسی نہیں جو اعلان کیلیے ”مجبوری“ ہو سکے اور اگر ہر تورو تمہارے حس کا قصور ہے۔ ”اعلان حق“ کے وجہ کا بطلان نہیں ہو سکتا۔

میں موجودہ حالات کو کبھی بھی ایسی تعبیرات باطلہ سے مخفی نہیں کر سکتا، جس سے اسکی اصلی حقیقت پر پردے پڑ جائیں۔ اگر تم کسی خوں چکاں نعش پر ایک ریشمی لحاف ڈال دو گے تو کیا لوگ مان لینگے کہ مردہ لاش نہیں ہے، زندگی کی خراب خوشی ہے ؟

ہاں، جیسا کہ میں نے ہمیشہ کہا ہے، آج بھی کہتا ہوں۔

مسلمانان ہند آج اپنی زندگی کی سب سے بڑی مشکل منزل سے گذر رہے ہیں، جہاں خطرے بہت اور کمین گاہیں قدم قدم پر ہیں۔ فرصت مفقود ہے اور مہلت نابود۔ بیداری غیر منقطع اور مستعدی پیہم چاہیے۔ یہ ایک دالمی آزمائش کا مرحلہ ہے

[۲]

جہاں سکون ایک دم کیلیے بھی میسر نہیں۔ ایک آزمائش ختم نہو گی کہ دوسری آزمائش شروع ہو جائیگی۔ یہ جان نثاری کی زندگی اور قربانی کی بستی ہے۔ یہاں زندگی اسی کیلیے ہے جسکا دل قربانی کے ہر سوال کا جواب دے اور جسکا ہاتھ بخشش و نثار سے کبھی بھی نہ تھکے۔ حتیٰ کہ لینے والے لیتے لیتے تھک جائیں پر دینے والوں کو لٹنے اور قربان ہونے سے سیری نہوا سخت جانی تو نہ ہمت ہارو ہنگم قتل دیکھنا ہے، زور کٹنا بازوے قاتل میں ہے !

جنگ کی اصلی گہریاں دھڑی ہوتی ہیں جب مقابلہ شروع ہوتا ہے، اور درخت جب تک ابتدائی نشرو نما کے مرحلے میں ہے، اسی وقت تک زیادہ دیکھ بھال کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کی کشاکش حیات کا معرکہ شروع ہوا ہے، اور بیداری کے بیج نے ابھی صرف چند نازک شاخیں ہی پیدا کی ہیں، پس اگر آج اسکی حفاظت نہ کی گئی جبکہ وہ پیدا ہوا ہے، تو کیا دل کو اس زمین کی حفاظت کر دے جہاں ایک پامال شدہ پردے کے آثار ہلاکت کے سوا اور کچھ نہوگا ؟ فاتقو اللہ یا اول الالباب !

میں نے ابھی کہا کہ یہ آزمائشوں کی منزل اور قربانیوں کی زندگی ہے، اور ایسا ہوگا کہ ایک آزمائش ختم نہو گی کہ دوسری شروع ہو جائیگی۔ اب میں زیادہ کھول کر کہتا ہوں نہ گری ہو گی قوموں کے آٹھنے کا اور سونے والوں کے ہشیار ہونے کا اصلی راز اسی میں ہے۔ وہ جب آٹھنے میں تو سلائے والے مثل اُس خونخوار شکاری کے جو یکایک اپنے صید گرفتار کو آزاد ہوتا دیکھے، پوری قوت اور کامل تیزی سے تعاقب کرتے ہیں، اور پھر یکے بعد دیگرے گرفتاری کی ہر تدبیر عمل میں لاتے ہیں۔

ایسی حالت میں آزادی اسی کو نصیب ہوتی ہے جو بہت نہ ہارے اور برابر دوڑتا ہی رہے، کیونکہ اگر تھک کر گر پڑے گا تو شکاری کے پنجہ سے رہا نہو سکے گا۔ آسے قدم قدم پر دام ملیں گے اور اُسکی ہرجست کے ساتھ ایک کمند بھی پھینکی جائیگی۔ اگر کہیں بھی اُسکا پائوں اُلجھا اور ایک لمحہ کیلیے بھی اُس کی رفتار رکی، تو پھر اُسے کبھی بھی آزادی نصیب نہو گی، کیونکہ قاعدہ ہے کہ جو شکار ایک مرتبہ چھوٹ کر پھر پھنستا ہے، اُسکے ہاتھ پائوں زیادہ مضبوط رسیوں سے باندھے جاتے ہیں۔ اُس کے خود بیدار ہو کر شکاری کو بھی بیدار کر دیا ہے : وتلك الامثال نضربها للناس لعلم یتفکرون !

پس اگر آزمائشیں متواتر ہیں، اور مہلت و فرصت مفقود ہے تو اس سے گہرانا عبث ہے، کیونکہ جس منزل سے گذر رہے ہو، وہاں ایسا ہونا لکھ دیا گیا ہے۔ یہ بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ مرنی زندگی اور حیات سیاسی کی تعمیر ہے۔ یہاں ہم مسلسل اور محنت لگاتار ہونی چاہیے۔ ایک آزمائش کا جواب ابھی نہیں دیچکے کہ ساتھ ہی دوسری صداے جاں طلبی سنائی دیگی۔ یہاں صرف راحت کے دشمن اور فرصت کے فراموشکار ہی قدم رکھ سکتے ہیں۔ جسکی ہمت در چار آزمائشوں ہی سے تھک جانے والی ہو اُسکی بزدلی کے دکھ کا صرف ایک ہی علاج ہے۔ یعنی رات بے رات جاتے تا آوروں کیلیے ٹھونر کا پتھر نہ بنے :

گریزد از صف ما عر کہ مرد غوغا نیست
نسیکہ کشتہ نشد از قبیلہ ما نیست

اور جمع اسباب کے ساتھ کام شروع ہونے والا ہے۔ انیسویں کے میں تعداد امور و اشغال کا مقابلہ کرتے کرتے تک گیا ہی اور اب صرف ایک ہی کا ہو کر رہ سکتا ہوں۔

امردوم یعنی اجراء زمیندار کے لیے بھی کوشش ہو رہی ہے۔ لاہور میں جو نیا ڈکلیپریشن دیا گیا تھا، اس پر ہزاروں روپے کی ضمانت طلب ہوئی ہے۔

دہلی میں ایک جلسہ ہوا اور پانچ ہزار تک زر مالک فراہمی کا وعدہ کیا جا رہا ہے۔

اس وقت دو قوتیں باہم دگر مقابل ہیں۔ ایک زمیندار کو بند کر چکی ہے، دوسری دوبارہ جاری کرنا چاہتی ہے۔ پہلی کے پاس قوت ہے دوسری کے پاس حق۔ دیکھنا یہ ہے کہ دونوں میں کون کامیاب ہوتا ہے؟ واللہ یورد بنصرہ من یشاء۔ ان فی ذلک لآیات لقرم یومنون۔

۱۸ - افسانہ

مسلمانان عالی ہم سے

مسلمانان صوبہ بنگال و دیگر حصص ہند کو غالباً اس بنت کی خبر بغیر یہ اخبارات مل چکی ہوگی کہ مسلمانان موضع برہڑا علاقہ سب ڈیویژن سیٹا مڑھی ضلع مظفر پور میں قریب دس برس کے زمانے سے اپنے یہاں کے ہندوؤں کے ظلم و تعدی سے سختیاں جھیل رہے ہیں۔ فرجدارہی خوں کے مقدمہ میں سزایابی کے بعد جو ہائی کورٹ سے خلاف مسلمانوں کے فیصل ہوا، اب دیوانی مقدمہ کے مظالم میں گرفتار ہیں، جو بصیغہ اپیل اس وقت ہائی کورٹ کلکتہ میں زیر تہریز ہے۔ یہ مقدمہ صرف واسطے استقرار حق قربانی کے مسلمانوں نے منصفی سیٹا مڑھی میں دائر کیا تھا، جہاں سے خلاف آنکے فیصل ہوا، مگر بر طبق اپیل ڈسٹرکٹ جج صاحب مظفر پور نے مسلمانوں کے حقوق قربانی کی نسبت ڈگری دیدی ہے۔ اب ہندوؤں نے اپیل ہائی کورٹ کلکتہ میں دائر کی ہے۔ اسمیں صرفہ کثیر کی ضرورت ہے جسکا انجام بغیر امداد اہل اسلام ہونا غیر ممکن ہے، اسلیے محض اللہ کے واسطے آپلوگوں کی خدمت میں عرض ہے کہ جس سے جو کچھ ہوسکے حضرات ذیل کے پاس عنایت فرما کر عذد اللہ ماجور ہوں۔ رما علینا الا البلاغ۔

اسماء گرامی ارن حضرات جنکے پاس زر چندہ عنایت فرمایا جائے: جناب مولانا حافظ محمد عبد العزیز صاحب محدث - رحیم آباد ڈاکخانہ تاجپور ضلع دربہنگہ۔

جناب مولانا ضیاء الرحمن صاحب امام مسجد نمبر ۶ رتو سرکر لین کولہو تڑلہ کلکتہ۔

جناب مولوی عبد اللہ تاجر چرم - راجو پٹی - سیٹا مڑھی - ضلع مظفر پور۔

المشتہر

شیخ نبی بخش مختار سیٹا مڑھی - ضلع مظفر پور

۱۹ - ع

چونکہ ۲۴ جنوری کے شب کو بد معاشوں نے آگ لگائی اسلیے دفتر پریس اخباران فرمایشوں کی تعمیل سے قدرتا مجبور ہے جسکے لیے ۲۵ جنوری کا روز مقرر تھا۔

ملیجر

تم سوتے سوتے آگے تو دیکھو! تمہارے لیے بھی پیہم آزمائشیں شروع ہو گئیں۔ سب سے پہلے طرابلس کا واقعہ آیا۔ پھر جنگ بلقان شروع ہو گئی۔ اسکے بعد کانپور کا ورق خونیں آلتا اور مسجد مقدس مہلی بازار کا حادثہ پیش آیا۔ اسمیں فی الحقیقہ مدعیان حیات کیلئے بڑی ہی آزمائش تھی۔ تم ان سب سے کسی نہ کسی طرح گذر گئے۔ اب تم نے چاہا تھا کہ کچھ دیر کیلئے سستالیں:

یعنی آگے بڑھیں گے دم لیکر

لیکن آزمائش کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا۔ شاہد اس موسم میں تیز و تند ہوائیں زیادہ چلیں اور آندھیاں اور طوفانوں کا بھی بہت زیادہ زور ہو۔ اس سلسلے کی سب سے پہلی صدمہ ہمت آزما "زمیندار پریس" لاہور کا واقعہ ہے۔

فہل من :- ۹۰

"زمیندار پریس" کے واقعہ کو اسکی اصلی روشنی میں دیکھنا چاہیے۔ وہ نہ تو زمیندار نامی ایک اخبار کا مسئلہ ہے اور نہ ہی کسی فرد واحد کا۔ بلکہ اصولاً قانون کے بیجا استعمال اور جبر و تشدد کے ذریعہ موجودہ تحریک کے مقابلہ کا سوال ہے۔ فرض کر کہ یہ سلوک زمیندار کے سوا کسی دوسرے اخبار کے ساتھ کیا جاتا۔ جب بھی مسئلہ کی صورت بعینہ وہی ہوتی جواب ہے۔ البتہ زمیندار کی مخصوص حالت کے واقعہ کو زیادہ اہم اور موثر بنا دیا ہے۔

میں یہ نہیں جانتا کہ کل کو کیا ہوا مگر بتلا سکتا ہوں کہ کام کرنے والوں کیلئے ترتیب عمل کیا ہوئی چاہیے؟

(۱) یہ مسئلہ دراصل پریس ایکٹ کا مسئلہ ہے اور جب تک حاتم طالعی کے قصہ کا دیر زندہ ہے، اس وقت تک جنگل کے ہر مسافر کو ہلاکت کیلئے آمادہ رہنا پڑیگا۔ پس پریس ایکٹ کے متعلق آخری مرتبہ ایک متحدہ جد و جہد کی ضرورت ہے۔ یہاں بھی اور انگلستان میں بھی جلسے ہونے چاہئیں۔ قانونی پہلو سے بکثرت بحث کرنی چاہیے۔ یکے بعد دیگرے باوجود ناکامی، کونسل میں باشکال مختلفہ اسی سوال کو چھیڑتے رہنا چاہیے۔ ایک مرکزی انجمن ہونی چاہیے۔ اور آئندہ موسم قابل و کارکن آدمیوں کو انگلستان میں بسر کرنا چاہیے۔

(۲) زمیندار کو بہر حال بہت جلد دوبارہ جاری کرنا چاہیے، خواہ کل کروہ پھر بند ہی کیوں نہ کر دیا جائے۔ زندہ آدمی تھوکر لہا کر کرنا ہے مگر پھر اُٹھتا ہے۔ دس مرتبہ گریگا تو دس مرتبہ اُٹھتا ہے۔ لیکن کسی لاش کو اُٹھا کر کھڑا بھی کر دو، جب بھی کھڑی نہ رہ سکے گی۔ قومی جد و جہد حیات کی بعینہ یہی مثال ہے۔

(۳) بہتر تھا کہ اسکے لیے چندہ نہرتا بلکہ ایک کمپنی قائم کی جاتی، لیکن چندہ ہو رہا ہے اور اسکی تکمیل میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے، تاکہ جہاں تک جلد ہوسکے، زمیندار جاری ہو جائے۔ یہ زمیندار نامی ایک اخبار کا سوال نہیں ہے بلکہ اسکا کہ مسلمان جو چاہتے ہیں اسکے لیے کچھ نہ کچھ انتظام کر بھی سکتے ہیں یا نہیں؟

امر اول کے متعلق کوششیں ہو رہی ہیں مگر اصل کام باقی ہے۔ میں نے پچھلے دنوں پریس ایسوسی ایشن کی تحریک کی تھی۔ وہ قائم بھی ہو گئی لیکن اس وقت تک اپنی مجبوزہ کانفرنس منعقد نہ کرسکی۔ اب معلوم ہوا ہے کہ پوری قوت

من - عَمَّیلا

اثار عرب

(۳)

الغازی کو انہوں نے Alguozil کہا (بعض لوگوں کا یہ مسلک ہے کہ یہ لفظ وزیر سے ماخوذ ہے) اس دوسری صورت میں جیم کا اضافہ کوئی تعجب انگیز امر نہیں کہ وہ ان تمام عربی الفاظ کے ساتھ بھی کرتے ہیں جو راز سے شروع ہوتے ہیں - چنانچہ الرضر کو Algard اور رادی الکبیر کو Guadal Kivir -

علیٰ هذا Alguazil سے فرانسیسیوں نے ان معجزوں کی نگرانی کے لیے جمیں قید سخت کی سزا ملی ہو Argausin بنا لیا - اہل یورپ نے عربوں کو سبطانہ استعمال کرتے دیکھا - یہ ایک آلہ ہے جس سے گولی پھینکے پرندوں کو مارتے ہیں - اسے اہل اسپین نے کہا Cerbatana اور Seiratana اور اہل پرتگال نے Sarabatana اور Saravatana کہا - رے اطالی تو انہوں نے Cerbottana کہا اور فرانسیسیوں نے Sarbacane پر اکتفاء کیا - عجب نہیں کہ اہل اسپین کا Zarabande اور فرانسیسیوں کا Sarabande یہ دونوں بھی اسی اصل سے مشتق ہوں -

انہوں نے عربوں کو قاطعہ استعمال کرتے دیکھا - قاطعہ ایک قسم کی چھڑی ہے اسے کہنے لگے Cantean اور کیا عجب ہے کہ یہ Cantena قط، قطع من قط یقط قطاً سے ماخوذ ہو -

باقی خنجر تو اطالوں نے اسے Cangars اور فرانسیسیوں نے Alfange کہا اور زغایہ کو جو ایک قسم کا عربی برچھا ہے Zagaie کہا - قاعدہ یہ ہے کہ فرج برق کی آواز پر جمع ہوتی ہے - لیکن جب اہل اسپین نے اس لفظ کو اپنی زبان میں لیا تو چرراہ کے زمارہ (بہن یا بانسری کی طرح ایک ساز ہے جو منہ سے بجایا جاتا ہے الہلال) کو Albogue کہنے لگے -

جب فرج معانیہ (پیڑ) یا مشق (قزل) کے لیے جمع ہوتی ہے تو ہر سوار کچھ تر اپنے گھوڑے پر اترتا ہے اور کبھی گھوڑا خود ہی کلیل کرتا ہے اور گھومنے لگتا ہے - اسی کو عرب کہتے ہیں کرکر القرس - فرانسیسیوں نے اس لفظ کو لیا اور (Caracoler) بنا دیا -

امر القیس نے بھی ایک مصرعہ میں گھوڑے کی کیا خوب تعریف کی ہے جسکا ہر لفظ ایک مخصوص حرکت پر دلالت کرتا ہے اور سامع کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس کے سامنے کا ایک واقعہ ہے شاعر کہتا ہے -

مکر، مفر، مقبل، مدبر معاً
وہ اس طرح ایک ساتھ گھومتا بھی ہے، ہانکتا بھی ہے، آگے بھی بڑھتا ہے، اور پیچھے بھی ہٹتا ہے -

کچلے مضر خطہ الیل من علی
جیسے ایک بڑا پتھر ہو جسکو سیلاب نے اوپر سے گرا دیا ہو اور وہ نیچے آ رہا ہو - اس زمانے میں تیر ہی ایک ہتھیار تھا جسے لڑنے والے پھینکے مارتے تھے، اور عرب قادر اندازی میں ہمیشہ سے مشہور چلے آتے

ہیں - فرانسیسی اس مفہوم کے لیے Cible کہتے ہیں جو قبلہ سے ماخوذ ہے (قبلہ کے معنی کسی کلم میں قابل ر لاق ہونا، الہلال) -

اس سے تو آپنی معلومات میں کوئی اضافہ نہ ہوگا کہ تیر کناہ (ترکش) میں رکھی جاتے تھے جسکو جعبہ بھی کہتے ہیں - لیکن اسکے بعد آپکو ایک نئی بات معلوم ہوگی - جب عرب ایرانیوں اور ترکوں سے شیر و شکر ہرے تو انہوں نے اپنی زبان کے بدلے غیر زبان کا ایک لفظ اختیار کر لیا - یہ لفظ ترکش ہے جو اسی معنی میں آتا ہے اسکو اطالوں نے Lureasso پھر Carcasso کہا جیسا کہ اہل اسپین Carcas اور اہل پرتگال اور فرانسیسیوں نے Carguasio کہا -

یہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ابھی تھوڑے دنوں پہلے تک ai کا تلفظ oi کی طرح کرتے تھے لیکن اب ایسے مقامات پر انہوں نے oi لکھنا چھوڑ دیا ہے مگر Cargoiu کا رسم الخط تو انہوں نے پرانا رہنے دیا اور اسکا تلفظ جدید طریقے پر کیا، اسلیے اب اس نئے تلفظ والے لفظ میں اور اصل عربی لفظ میں بہت فرق ہو گیا ہے -

یہاں پہنچکر جنگ نے اپنے ہتھیار رکھ دیے، فاتحوں کے قدم جمکے تو انہوں نے اپنے لشکر کا معائنہ کیا، جسکے سر پر رایت علم اور بند لہرا رہے تھے (رایت، علم اور بند تینوں قریباً متعدد المعنی الفاظ ہیں - الہلال) اہل یورپ نے اس آخری لفظ کو لے لیا، اور بند، جو فارسی سے معرب تھا، اسے Bande بنا کے ایک ایسی جماعت کے لیے استعمال جو ایک علم کے نیچے جمع ہوں، پھر اس قید سے بھی آزاد کر دیا - اور صرف جماعت کو Bande کہنے لگے - اسی کو اطالوں نے Bandiere کہا اور فرانسیسیوں نے Banniere اب ہم نے اطالوں سے اپنا معرب لفظ واپس لیلیا چنانچہ ہم اب بندیرہ کہتے ہیں - انکے جہنڈوں کا رنگ کیا ہوتا تھا ؟

دمشق، بغداد، اور قاہرہ بی سلطنتوں کے تابع تھا - بنو امیہ کا شعار پوشاک میں سبز رنگ اور جہنڈوں میں سفید رنگ تھا - یہ رنگ انہوں نے جناب رسالت پناہ کے عمامہ مبارکہ سے اخذ کیے تھے - اور رہے بنو عباسی، تو انکا شعار سیاہ رنگ تھا پوشاک اور علم دونوں چیزوں میں - یہ رنگ انہوں نے ان رنگوں سے اخذ کیا تھا، جسے متعلق کہا جاتا ہے - وہ آپ نے جنگ حنین اور فتم مکہ کے دن انتخاب فرمائے تھے - چنانچہ آپ اپنے عم معتمد کو جو علم دیا تھا اسکا پرچم سیاہ تھا - مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ سیاہ رنگ ابراہیم بن محمد اولین داعی دعوت عباسیہ کے سرگ میں تھا - کیونکہ مروان بن محمد الجعفی نے جسکا لقب حمار تھا (یہ آخرین اموی تاجدار ہے) جب ابراہیم بن محمد کو شہید کرنے کے لیے گلا دبا یا، تو انہوں نے اپنے رفقاء سے کہا ” میرے قتل سے تم گھبرا نہ جانا اور جب تمکو موقع ملے تو بنو عباس کو خلیفہ بنانا “ - جب مروان نے انکو شہید کر دیا تو انکی جماعت نے انکے سرگ و غم میں سیاہ پوشی اختیار کی - جب خلافت بنو عباس کے پاس آئی، تو انہوں نے ہر شے میں سیاہ رنگ کو اپنا شعار قرار دیا - بنو عباس کی فرج مسرودہ (سیاہ پوش) کہلاتی تھی - مسرودہ مبیضہ (سفید پوش یعنی

سازنا سازا بس

تیم جنگ کے اسباب

انکشاف حقیقت

شیخ سلیمان البارونی نے تصریح

(۲)

اخبارات نے یہ جو لکھا ہے کہ میں نے ترک جنگ کے معارضہ میں حکومت اطالیہ سے کوئی رقم لی ہے، نا اسکی فرمائش کی تھی محض جھوٹ ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ عالم صحافت میں ایسے اشخاص موجود ہیں جو ایسے کھلے واقعات سے نا واقف ہوتے ہیں، اور ازراہ تساهل اپنے اخبارات کے لیے ایسے کم درجہ کے لوگوں سے خبریں نقل کرتے ہیں جو سچائی کی قدر و قیمت سے نا آشنا محض ہیں۔

جس زمانے میں کہ ہماری جنگ عثمانی و اطالی جنگ تھی اسی زمانے میں حکومت اطالیہ کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ میرا دامن اخلاق داغوں سے پاک ہے۔ اس لیے اسے کبھی یہ جرات نہ ہوئی کہ جس طرح اور لوگوں سے اس کے رشوت کا تذکرہ کیا ہے اس طرح مجھ سے بھی کرے۔ شروع شروع میں جب اس نے بعض نہایت مخفی اشارے کیے تو میں نے انکا یہ جواب دیا کہ ہم اور ہمارے تمام آدمی صرف اس خود مختاری پر راضی ہو سکتے ہیں۔ جو ہمیں ہمارے سلطان المعظم نے عطا فرمائی ہے۔ ورنہ ہم برابر مدافعت کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ وہ قوت ہم پر غالب ہو اور ہمکو ہمارے وطن عزیز سے نکال دے۔

جو جوابات میں اطالیہ سپہ سالار کو بھیجے تھے ان میں سے ایک یہ ہے:

(حمید و نعت)

حضرت ہمام جذاب سپہ سالار والی حکومت اطالیہ و طرابلس ارشاد اللہ۔

السلام علی حضرتکم - آپکو معلوم ہونا چاہیے کہ میں نہ متلون المزاج ہوں نہ غدار، نہ زرپرست ہوں اور نہ اصلاح و تمدن کا دشمن - اگر آپکا جی چاہے تو یہ آپ ان سرداروں، قائم مقاموں، عدبوروں، اور مجاہدین سے جو میرے ساتھ در شفاغہ، زاوہ، اور نواحی اربعہ میں تھے اور انکے علاوہ دوسرے لوگوں سے دریافت کر دیکھیں، آپکو خود ہی حقیقت معلوم ہو جائیگی۔

میں تو ایک ایسا شخص ہوں جو وطن کی قدر و قیمت، مذہب کی حقیقت، آزادی کی لذت، اور عزت کی فضیلت سے واقف ہے۔ اور یہ تو سب سے زیادہ میری دلی تمنا ہے کہ میرا وطن عزیز جامع ترقی سے آراستہ ہو، اسمیں رہبرے جاری ہو، معدنیات نکالے جائیں، (جو اسوقت تک زمین کے طبقات میں مدفون ہیں) - تجارت کی گرمبازاری ہو، اور موجودہ علوم اور فنون بقدر ضرورت شائع ہوں (بشرطیکہ اسکے باشندوں کی عزت محفوظ ماموں اور انکی جائز خود مختاری باقی رہے)۔

جیسا کہ میں نے اپنے دیوان (البارونی) میں آج سے چند سال پہلے لکھا تھا۔ مجھے یہ دایسند نہیں کہ ایک یورپین خصوصاً ہمارا ہمسایہ اطالی اور ایک طرابلسی پہلو بہ پہلو چلیں، دونوں دوست ہوں اور

امری (مرالید) باہم برسر پیکار ہوتے تھے۔ لوگ دونوں طرف تھے، سفید پوش بھی ہوتے تھے، اور سیاہ پوش بھی۔ یہاں تک پہلے سیاہی سواد عراق پر چھا گئی، اور پھر تمام عالم پر علم بنگے لہرائی۔ باسقتناء اندلس کہ وہ عبد الرحمن داخل کی بدولت پھر امری ہو گیا اور اسکے جہنڈوں کا رنگ سبز ہی رہا۔ جیسا کہ ان پس ماندہ یادگاروں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے، جو مذربہ اور اسپین کے عجائب خانوں میں محفوظ ہیں۔

اہل اندلس نے اپنی سلطنت کے زمانے میں سیاہ رنگ سے یہاں تک نفرت کی، کہ اسکو غم و سرگ میں بھی استعمال نہ کیا۔ وہ سرگ میں صرف سفید پتے پہنتے تھے، تاکہ وہ مصائب و نوائب تک نبو عباسی کے مشابہ نہ ہوں۔

آجکل امریکہ کی ایک نوجوان خاتون کے ہاتھوں اہل اندلس کے سرگ کی یاد تازہ ہوئی ہے چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ وہ ازراہ تبرج سرگ کے زمانے میں سفید کپڑے پہنچکی۔

میرا اشارہ امریکہ کے کرور پتی، سسٹر استوارت کی بیوہ کی طرف ہے۔ اسکا شوہر حال میں ٹائڈنک کے ساتھ غرق ہو گیا ہے وہ خود ابھی عقیقون شہاب میں ہے اس کا خیال ہے کہ دنیا کے عام دستور سے یہ وجہ اسے سیاہ پوش ہونے کے لیے حسن کو بدلنا نہ کرنا چاہیے، اس لیے اس نے سفید پوشی اختیار کی ہے۔

پس کوئی ہے جو مجھ سے کہے کہ وہ مجتہد نہیں بلکہ عرب اندلس ہی مقلد ہے؟

سیاہ پوشی اور عورتوں کے متعلق ایک عجیب واقعہ یہ ہے کہ مصر کے خلیفہ فاطمی ظافر کو جب اسکے وزیر نے قتل کیا، تو اسکی عورتوں نے اپنے بالوں کی ایک لت صالح طلائع بن ازبک کے پاس بھیج دی۔ صالح اسوقت بندر گاہ ابن خصیب میں تھا۔ (یعنی سکا مدیر و منتظم تھا) فوراً مدد کے لیے روانہ ہوا، اور اس کے یہ خیال دیا کہ خلافت کی مدافعت اور حرم کی فریاد رسی کے لیے کسی نہ کسی بتدیبر سے اہل مصر اور مصری فوج کو متوجہ کرنا چاہیے۔ اسکے لیے اس نے یہ کیا کہ نیوزوں کے سرور میں یہ بال اور جہنڈوں میں سیاہ پرچم باندھے تاکہ خلیفہ مقتول اور خاندان خلافت کے اندرہ و غم کا اظہار اور جنگ و انتقام کا اعلان ہو۔ اس عیت لدائی سے وہ فاعرہ میں داخل ہوا۔ یہ ایک عجیب و غریب فال تھی۔ یعنی مصر سیاہ پوشوں (نیر عباس) کے پاس چلا گیا۔ لیکن ۱۵ برس کے بعد عاصد آخرین خلیفہ فاطمی کے تہد میں صلاح الدین کے ہاتھوں پھر وہ انکے پاس چلا آیا۔

امیر المومنین Miramolin کے جہنڈے کی پیروی میں حلاج الدین کے جہنڈوں کا سرکاری رنگ بھی سیاہ تھا۔

یہی حالت رہی یہاں تک کہ حمالیک کی سلطنت قائم ہوئی، اور جہنڈوں کا رنگ زرد ہو گیا۔ انکا ایک بہت بڑا زرد سلطانی جہنڈا تھا جسکا حاشیہ ہرچوڑی تھا، اور اسپر بادشاہ کے القاب لکے ہوتے تھے۔ اسکے بعد ایک اور بہت بڑا زرد جہنڈا ہوتا تھا۔ اسنے سر پر بالوں کی لٹ بھرتی تھی۔ یہی ہے جسکو ”جالیش“ کہتے ہیں۔ اسکے بعد اور چھوٹے زرد جہنڈے ہوتے تھے، جنکو ”سجق“ کہتے تھے۔ جب دولت عثمانیہ قائم ہوئی تو سرکاری رنگ سرخ ہو گیا جسکے وسط میں ہلال محبوب ہوتا ہے، جو ہماری نظروں کو اپنی طرف مہینچتا ہے، اور دونوں اطراف چہار طرف جمع ہوتا ہے۔ پس آؤ اسوقت پر اسی کے نیچے تھوڑے جالیں اور باقی داستان کو تقریر یا تقریروں سے اپنے چہرے دیں جو اگر خدا کے چاہے تو اسکے بعد ہونگی۔

و مددگار! جو خدا نے ہماری راہیں اور ہمارے پہاڑوں کی چوٹیوں میں ودیعت کی ہیں -

مجھے یہ منظر ناگوار نہیں کہ ان دونوں میں سے جاہل عالم سے سیکھ رہا ہے اور عالم اپنے نور علم کی بارش جاہل پر کر رہا ہے -

البتہ مجھے یہ کسی طرح گوارا نہیں کہ ابناء وطن مملوک و غلام ہوں جنکے ہاتھ میں نہ انکا مذہب ہو نہ انکی عزت - کہونکہ اس زندگی سے تو موت زیادہ آسان اور خوش ذائقہ ہے -

اذا لم تکن الا السنہ مرکباً

جب سواری کے لیے مرکب نیزہ می ہوں

فلا یسع المضطر الا رکوبہا

تو ایک مجبور کے لیے اسپر سوار ہونا ناگزیر ہے

آزاد انسان کی قیمت اور اسکی خوشگوار زندگی کا لطف مجھے تجربہ و سفر نے بتایا - غلامی کی تلخی کا یقین مجھے اسی تجربہ و سفر سے ہوا اور اس سے کہ میں نے اپنے شہر اور اپنے گھر میں سودانی غلاموں کو پالتے دیکھا -

میں نے اپنے والد کے پاس نازوں میں پرورش پائی ہے - اور میں اپنے سفر میں ہمیشہ خوشحال رہا ہوں - اسلیے میں جانتا ہوں کہ تمدن کیا ہے؟ ہاں! میں مہلوں میں رہا ہوں، اور شاہی دسترخوان پر بیٹھا ہوں، اور دنیا کی دوسری لذتوں سے واقف ہوں، مگر بایں ہمہ آزادی کی راہ میں ہر مشکل امر کو آسان سمجھتا ہوں -

اسی آزادی کی بدولت میں نے اپنے بھی (سلطان عبد الحمید کے عہد میں) جلا وطنی قید کے مصائب برداشت کیے، اور اب بھی نہایت مرثا جھوٹا کہتا ہوں، اپنے گھوڑے کی زین کا تکیہ لگاتا ہوں، کھاری پانی پیتا ہوں، راتوں کو تاریکی اور بارش میں اور دن کو در پھر کے وقت دھوپ میں پھر تا ہوں - لیکن یہ تمام تکلیفیں مجھے شد سے زیادہ شیریں معلوم ہوتی ہیں، اور ان سے میرے جسم میں، قوت اور دل میں استقلال و ثبات آرزو زیادہ ہوتا ہے -

نفس بالطبع لذائذ زندگی کی طرف مائل ہے - اسلیے میں بھی اسکا مشتاق ہوں، مگر بشرطیکہ عزت و شرف محفوظ رہے - اور یقیناً یہی حالت ہر شخص کی ہوگی جو میرے ہم آہنگ ہوگا -

پس اے جناب رالی! ہماری اور اپنی عزت کی حفاظت کیجیے، اور اپنی سلطنت کو مشورہ دیجیے کہ شاہی فرمان کے بموجب ہماری خود مختاری کی تصدیق کرے - اور آئیے! ہم اور آپ ملکر اس ملک کی سرسبزی اور اسکے باشندوں کی بہبودی کی کوشش کریں، کیونکہ اللہ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ہم اور آپ بھی اسی طرح ہمسایہ بنے رہیں، جس طرح کہ ہمارے آپکے آباء و اجداد رہتے تھے -

دیکھیے! ایسا نہ ہو کہ آپ خود غرض، طمع، اور کم عقل اشخاص کے کہے میں آجالیں - اور اپنی سلطنت کو ہمارے ساتھ ایک نئی جنگ میں مبتلا کر دیں، جسکے انجام کی آپکو کچھ خبر نہیں - کیونکہ مدد و نصرت تو اللہ ہی کے ہاتھوں میں ہے - وہ جسکو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، بارہا ایسا ہوا ہے کہ بہت سی چھوٹی جماعتیں بعض اس کار ساز قدیر کی نصرت بخشی سے بڑی جماعتوں پر غالب ہوئی ہیں -

اے جناب رالی! آپکے پاس ایک عرضی بھیجتا ہوں جو اور عرضیوں کے ساتھ آج میرے پاس آئی ہے - اس سے ان اہل رفقہ کا جھوٹ معاف ہوتا ہے جنکو آپ سچا سمجھتے ہیں - براہ عنایت اسکو اپنے کسی لائق مترجم کی زبان سے سنئے -

میں نے آپکے پلے جواب کے جواب میں اپنے فیصلے اور اعلان سے آپکو مطلع کیا تھا - اور آپ سے اسکا جواب مانگا تھا - مگر آپ نے ترجمہ نہ کی اور اس سوال کو بغیر جواب کے واپس کر دیا -

اسلیے میں نے مجبوراً وہ کیا جو میرا فرض تھا یعنی دل عظمیٰ کو تار کے ذریعہ سے اپنی خود مختاری کی اطلاع دی - اس کارروائی سے پہلے میں نے آپکے جواب کا انتظار کیا، مگر افسوس کہ آپ نے جواب نہیں دیا -

اے جناب رالی! شاید آپکا یہ خیال ہے کہ ہم صرف ترکوں کے بل پر لڑتے تھے، اسلیے آپ چاہتے ہیں کہ ایک ہی معرکہ سہی مگر آپ ہمیں آزما ضرور لیں - اگر یہ ہے تو ہمارے یہاں بھی لوگوں کو یقین ہے کہ آپکی فوج ہمارے سامنے بڑے بڑے مورچوں اور جہازوں کی مدد سے ٹھہر سکی - ایسی حالت میں کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ ان مقامات میں بھی کامیاب ہونگے، جو ساحل سے دور ہیں؟ کیا ہم کو آرزو آپکو محض تجربہ کے لیے طرابلس اور اطالیا کے فرزندوں کے خون سے کھیلنا چاہیے؟ لیکن اگر آپ اسی پر مصر ہیں تو بسم اللہ آئیے ہم مدافعت کے لیے حاضر ہیں واللہ معنا، جو کچھ ہم میں نے لکھا ہے یہ انسداد خونریزی کے لیے ایک قسم کا مشورہ ہے اسکا اظہار مجھے اسلیے مناسب معلوم ہوا کہ داخلہ سے عرضی آئی تھی، جو آپکے پاس مرسل ہے - آپ ہمیشہ سلامت رہیں

۲۰ محرم الحرام سنہ ۱۳۳۱ مرکز جبل
الامیر
سلیمان البارونی

میں نہیں سمجھتا کہ دنیا میں کوئی ایسا عقلمند بھی ہوگا جو مجھے رشوت ستانی کا الزام دے، اور وہ یہ جانتا ہو کہ میں نے تونس میں اسوقت پناہ لی جب میرے پاس سامان جنگ میں سے جو کچھ تھا وہ سب ایسی شدت لڑائی میں صرف ہرجکا تھا جسکے ہول سے بچے بڑھے ہو جاتے ہیں، اور جسمیں اطالیوں کی جان و مال کو میں نے اتنا نقصان پہنچایا کہ آج تک کبھی نہیں پہنچا تھا - پھر اسکے بعد میں نے اسلیے اپنے اسلحہ فرانسیسی افسر کے حوالے کر دیے کہ وہ مجھے سرزمین تونس میں داخل ہونے دے -

آخر یہ سونچیں کہ حکومت اطالیا مجھے اپنا روپیہ کیوں دیتی؟ میں نے تو صلح کی گنجائش ہی نہیں رہنے دی - اسکا برابر مقابلہ کرتا رہا، یہاں تک کہ اس نے فوج اور تربیوں کی کثرت سے بزرور جبر مجھے سے ملک لیلیا -

میں جانتا ہوں اخبارات کے مراسلہ نگاروں نے بعض اطالی اخبار کی تحریر کو بار کر دیا، یا یہ افواہ طرابلس کے ان لوگوں کے منہ سے سنی جنکے ہیئت اطالیوں نے رشوت سے بہر دیے ہیں اسلیے انکی دل کی آنکھیں اندھی ہوئی ہیں، اور وہ مجھکو بھی اپنی طرح سمجھتے ہیں -

اگر اخباروں کے مراسلہ نگار، جنہیں ٹائمس کا مراسلہ نگار بھی شامل ہے، حکومت اطالیا کے اعلیٰ افسروں سے دریافت کرتے تو وہ انہیں اصلی واقعہ بتا دیتے - کیونکہ یقیناً ان افسروں نے سنا یا خود ان رجسٹروں کو دیکھا ہوگا جنہیں رشوت لینے والوں کے نام قلمبند ہیں - وہ ہر اس شخص کو جانتے ہیں جس نے ذلت و خواری کے ساتھ سر جھکا کے شرف و عزت کی قیمت لینے کے لیے اپنا حقیر ہاتھ بڑھایا ہے -

مجھے یقین ہے کہ انہیں میرا نام انہی رجسٹروں کے سرورق میں ملا ہوگا جن میں وہ مشہور معرکے اور شب خون قلمبند ہونگے، جو

خلقنا رجلاً للتجدد والا سي
 هم مرد غم انگیز نے اور صبر کرنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں
 وتلك الايامي للبقاء والماتم
 اور یہ بیوائیں گریہ و ماتم کے لیے

پر عمل پیرا ہوں ۔

ان تمام باتوں سے مجاہدین کا مقصد یہ تھا کہ وہ آجکل کے عرصہ
 وقت کے لیے تیار ہوں جبکہ اطالیا نے دریا اور فرانس نے خشکی کے
 راستے بند کر دیے ہیں ۔ مگر اس عالم کے مالک نے جس کے ہاتھ
 خزانہ رزق کی کنجشیاں ہیں انکے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے
 ہیں (ر فی السماء رزقہم وما ترعدون) اور زمین کے پوشیدہ خزانے
 اس طرح ظاہر کر دیے ہیں کہ انہوں نے صدیوں سے نہیں سنا تھا
 اور جنکے بعد عنقریب وہ تمام مخلوق کی مدد سے بے نیاز ہرجائیگیں گے ۔

ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء ومن يتوكل على الله فهو حسبه

ان لوگوں نے اپنی پامردی کی بدولت اس پانچ مہینے کے
 عرصہ میں آزادی و خود مختاری کا ذائقہ چکھا لیا جسکو تم
 صرف سنتے ہی رہے ۔ اگر خدا نخواستہ اس کے بعد قسمت نے انکے حق
 میں عجز و درماندگی کا فیصلہ کیا تو ان پر کوئی الزام نہیں ۔ لیکن
 ہادی ! تم تو ترکوں کی مذہبی سرداری سے نکلنے ایسی قوم کی
 غلامی میں چلے گئے جس میں بشریت کے علاوہ اور
 کوئی رشتہ نہیں ۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ وہ تمہارے لیے اس
 تعلق کا اقرار بھی کرتے ہوں ، کیونکہ تم انکی نظروں میں اپنی آزادی
 کے بیچنے والے ہو اور وہ خریدنے والے ۔ تم غلام ہو اور وہ آقا ۔ ذرا
 ان دونوں مرتبوں کے فرق کو سونچو تو تمہیں اپنی حیثیت معلوم
 ہو اور اگر تم چاہو تو آئندہ کے لیے تمہاری آنکھیں کھل جائیں ۔
 مگر جو ہونا تھا وہ ہو چکا ۔

مجاہدین کا مرتبہ جنکو تمہارے دل میں جو کچھ آیا ہے تم نے
 بنایا ہے ۔ اسکا خرد اطالیا اور تمام عالم کی نظروں میں ان لوگوں سے
 کہیں زیادہ ہے جنہوں نے صرف طمع کی وجہ سے اپنے آپ کو غیروں
 کے ہاتھ میں دیدیا ہے ۔ آزاد خیل اطالیوں سے پرچہ و رہ اس
 حقیقت سے واقف ہیں ۔

یقیناً ان مجاہدین کے لیے تو تاریخ کے صفحات میں حامیان
 دین ، مردان وطن ، ناموران جنگ کے خطاب رھینگے اور ان
 لوگوں کے لیے غیروں کے خدمتگار ، اور اپنی عزت اور اپنی عزیز
 ترین متاع پر دست درازی کرنے والوں کے مسددگار کے علاوہ کوئی
 دوسرا خطاب نہ ہوگا ۔

عزیزہ کے جلسہ میں تم نے ترک جنگ کی وجہ یہ بیان کی تھی
 کہ تم میں جنگ کی قدرت نہیں ، اور نیز یہ تم باشندوں کی راحت
 سوزی اور خونریزی سے بچنا چاہتے ہو ۔ یہ اب تمہیں کیا ہو گیا ہے
 کہ مجاہدین کو بربادی و ہلاکت اور اہل غریبان کے حملہ کی
 دھمکی دیتے ہو ؟ (ہم کو جہاں تک تحقیق ہے اہل غریبان تو
 مسلمان اور ہمارے ہم وطن ہیں) کیوں ؟ اب وہ وجہ کہاں گئی ؟
 اچھا چونکہ اب تم لڑ سکتے ہو اسلئے اطالیوں سے لڑو اور ملک کو
 اطالیوں سے نجات دو ۔ اگر درحقیقت تم میں قدرت نہیں اور یہ
 محض دھمکی ہے تو گھر میں بیٹھو ، دنیا میں تم لوگوں کی
 زبان سے محفوظ رکھو ، اور آخرۃ کے لیے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد
 کر دو کہ وہ غفور رحیم ہے جو توبہ کرتا ہے اسکے گناہ بخش
 دیتا ہے ۔

کیوں ہادی ! تم اپنا منہ دریا کی طرف کر کے اپنے دشمنوں سے
 لڑو ، کیا یہ اس سے بہتر نہیں کہ تم اپنا منہ اپنے مذہبی ، نسبی
 اور وطنی بہالیوں کی طرف منہ کر کے ان لوگوں کی مدد کے لیے

قصر ہانی اور استحکام مہری پر اولین حملے سے لیکے میرے
 تونس آنے تک رہے ہیں ۔

میں نے آخرین عظیم الشان معرکے اور تونس آنے سے چار دن
 قبل ایک بہت بڑے مقرب بارگاہ اطالیا یعنی ہادی کعبار غرانی
 کے خط کا جواب لکھا تھا جو یہ ہے :

” ہادی ! جس نے تمہیں یہ خطاب دیا تھا اسے یہ خیال نہ تھا
 کہ ایک یہ زمانہ آلیگا جس میں اس کی دلالت اپنے معنی کے نقیض
 پر ہو رہی ۔ اگر اس کے دل میں ذرا بھی اس کا خیال آتا تو وہ
 یہ خطاب تمہیں سے چکنے کے بعد بھی تم سے لیلیتا ۔

تمہیں ہادی کا خطاب اسلئے نہیں دیا گیا تھا کہ تم اپنے وطن
 عزیز کے رخنوں کی طرف غیروں کی رہنمائی کرو ، اور انہیں اپنے
 ہم مذہب اور ہم قوموں کے ساتھ فریب اور مسکاری کے راستے
 بتاؤ ۔ نہیں خدا کی قسم یہ مقصد نہ تھا ۔ بلکہ اس خطاب
 دینے والے کا مقصد یہ تھا کہ تم اپنی قوم کو غلامی سے نجات کے
 طریقے بتاؤ ۔ انہیں اپنے وطن ، مذہب ، اور شرف کے لیے
 مقابلہ کی راہ دکھاؤ ، اور اسلاف کی اس عزت کی راہ مدافعت
 میں جانیں دینے کے لیے پامرد بناؤ جسے تاریخ نے اسلئے محفوظ
 رکھا ہے کہ ہم اس سے سبق حاصل کریں ، اور یہ جانیں کہ یہ عزت
 انہیں صرف اسلئے حاصل ہوئی تھی کہ انہوں نے دنیاوی
 زندگی کو حقیر سمجھا ، عیش و آرام کو خیر باد کہا ، اپنی ہمتوں
 کو بلند رکھا اور اپنی آپ عزت کی ۔ ہمارے ان اسلاف امجاد
 کی پاک روحیں زندہ ہیں اور اپنی کوششوں کے پھل پارہ ہیں ۔
 لا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله اموات بل احياء عند ربهم
 فرحين البته انکے بعض فرزند جو انکی عزت کے قصر بلند کو سمار
 اور اپنے ہاتھوں اپنے گھروں کو ریزان کر رہے ہیں اس سے وہ بیشک
 بیچیں ہونگی اور حسرت و افسوس کرتی ہونگی ۔

میں نے نہایت افسوس کے ساتھ رسا مجاہدین کے نام
 تمہارے وہ خطوط پڑھے جس پر تمہارے دستخط تھے اور جس میں
 تم نے انہیں دھمکایا ہے ، اور آگے کے لیے لڑنے والے ، چور ، وغیرہ وغیرہ
 بنایا ہے ۔ میں نہیں جانتا تھا کہ تمہارے نسیان کی یہ حالت
 ہو جائیگی ۔ یاد کرو ! تم بھی تو انہی کی طرح آقا لیتے تھے اور
 اس کے لیے لڑتے تھے ۔ جب زیادہ ملجاتا تھا تو راضی ہو رہتے تھے ۔ رزہ
 بگڑ جاتے تھے ۔ اسبطرح دن بھر میں کئی مرتبہ راضی اور ناراض ہوا
 کرتے تھے ۔ (یہ اس زمانے کا واقعہ ہے جب کہ ترک بھی جنگ میں
 شریک تھے) اب تم میں اور ان میں اس کے سوا اور کوئی فرق نہیں
 کہ وہ جو آقا لیتے ہیں تو اپنوں ہی سے لیتے ہیں ، اور عنقریب
 وہ اپنی کہیتوں کے عشر سے لینگے ، جنکی وہ مدافعت کر رہے ہیں ،
 اور تم نہایت ذلت و خشوع کے ساتھ ان لوگوں سے لیتے ہو جو تم
 سے بالکل بیگانے ہیں (یعنی اطالی)

ہادی ! کیا تم وہ زمانہ بھول گئے جب تم میرے ساتھ زوارہ میں تھے
 اور سوای ابن آدم آقا لیتے تھے ۔ اب تو تمہاری وہ حالت ہے کہ
 ابسنا انکون فتمیدا ما کان (کتان پہنے ہم اپنی پچھلی حالت
 بھول گئے)

جن لوگوں کو تم مخاطب کرتے ہو ، انہیں جب سے نیکی اور
 بدی میں تمیز ہوئی ہے اسوقت سے انہوں نے اپنے آپ کو آقا کہانے
 کا خاکر صرف اسلئے بنایا ہے کہ خود مختاری کے سکھانے والے ، غلامی
 کی بیڑیاں کاٹنے والے ، حریت و آزادی پھیلانے والے ، اور تمام
 انسانوں کے سردار کے فرمان (اخشروا فان الحضرة لا تدرم) اور
 کسی حکیم کے ریل :

اثر رعتیقا

حفریات کریت

جزیرہ کریت جسکو عربی میں اترنطش کہتے ہیں کوئی غیر معروف مقام نہیں کہ اسکی تعریف کی ضرورت ہو، کیونکہ گذشتہ سال جب سے رپورٹ نے یہ خبر سنائی ہے کہ ”انگلستان کے ایک جہاز نے اپنے سامنے کریت سے عثمانی جہنڈا اترے یونانی جہنڈا نصب کرایا“ اسوقت سے انگلستان کی ”بے تعصبی“ کی یادگار میں لفظ کریت ہر مسلمان کے لوح دل پر نقش ہے۔

ہندوستان ’ مصر‘ اور میوسو پوٹیمیا کی طرح کریت بھی قدیم تمدن کا مدفن اور منقرض اقوام کا مسکن ہے اسلیے اترین (Archeologist) کی ایک جماعت یہاں بھی مصروف کار ہے۔

قریباً نصف صدی سے تنقیب کی گرمبازاری ہے۔ علمائے ایک کثیر جماعت اپنے وطن سے نکلی ہوئی ہے، اور مختلف مقامات میں کام کر رہی ہے۔ اس عرصہ میں بعض نہایت بیش قیمت آثار دستیاب ہوئے ہیں، جن سے تمدن قدیم کے متعلق ہمارے معلومات میں بیحد اضافہ ہوا ہے، اور بعض قوموں کی تو ہوری تاریخ مرتب ہوگئی ہے۔

لیکن کریت میں جو آثار دستیاب ہوئے ہیں انکے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے خصوصیات کے لحاظ سے اس نصف صدی

[بقیہ ۱۱ صفحہ کا]

گولیاں چلاؤ، جو اسلیے آئے ہیں کہ تمہیں اور تمہارے بھائیوں کو تباہ کریں اور تمہارا نام انسانیت کے نقشے سے مٹادیں؟

بیشک اہل اطالیا عقلمند اور روشن خیال ہیں۔ وہ آدمی کی قدر قیمت اس کے اعمال سے معلوم کر لیتے ہیں۔ انکے نزدیک روپے کے بدلے اپنا وطن حوالے کرنے سے زیادہ سنگین کوئی جرم نہیں۔ جو ایسا کرتا ہے وہ اس کے ساتھ بھی ایک نہ ایک دن خاندن کا سا برباد ضرور کریں گے۔ چاہے ایک عرصہ کے بعد کریں۔

میری اس نصیحت کو سونچو جس سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ تم کو زندگی نصیب ہو، اور اپنا عقیدہ تریہ ہے کہ ہر شخص کو ایک دفعہ مرنا ہے۔ اس سے چارہ نہیں، خواہ عمر زیادہ ہو یا کم۔ انکی مقدار مقرر ہے نہ جنگ میں آگے بڑھنے سے کم ہوگی اور نہ پیچھے ہٹنے سے زیادہ ہوگی۔ دونوں حالتوں میں فرق یہ ہے کہ ایک میں شرف لازوال ہے اور دوسرے میں ذلت بے پایاں۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔“

۷ ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۱ھ (سلیمان البارونی)

اس جواب کو غور سے پڑھیے تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ اگر میں روپے کا طالب ہوتا یا میں نے اطالیا سے ایک درہم بھی لیا ہوتا تو اس جواب کی ایک سطر بھی نہ لکھتا، کیونکہ میں جانتا تھا کہ پلے حکومت اطالیا کے پاس یہ جواب اور اسکا ترجمہ جائیگا انکے بعد کہیں ہادی کو ملیگا۔ اس کے ساتھ یہ یقین تھا کہ ہادی نے اطالیوں میں اپنے تقرب کا ذریعہ بنالیا، اور یہ خسوف بھی تھا کہ کہیں اطالی جماعت کے لوگوں کو روپیہ دیکھے ملانے سے مایوس ہوئے دفعۃً اپنی پرری قوت کے ساتھ حملہ نہ کر دیں۔

(البقیۃ تتلی)

کے آثار میں عظیم المثل ہیں، اور طلبہ تاریخ کو ان سے بہت مدد ملیگی۔

جن لوگوں نے یونانی علم الاساطیر (Mythology) کی کوئی کتاب دیکھی ہے وہ (Minotaur) کے نام سے نا آشنا نہ ہونگے۔ یہ وہی منوس شاہ کریت کا عجیب الخلق بیل ہے جسکا بدن نصف انسان کا سا تھا اور نصف بیل کا سا۔ یہ محل کی بھول بھلیاں میں رہتا تھا، اور نوجوان مردوں اور عورتوں کا شکار کیا کرتا تھا۔

انہیں نو سوس کی بھول بھلیاں بھی یاد ہوگی، جہاں وہ نوجوان مرد اور عورتیں ایک غار نما عمیق اور چکنی دیوار والے قید خانے میں بند کی جاتی تھیں، جنکو ماتحت ریاستیں بطور نذرانہ شاہ کریت کے پاس بھیجتی تھیں۔ یہ بد بخت انسان اسی عمیق اور تاریک قید خانے میں زندگی کے دن کاٹتے تھے۔ جب تھوار ہوتا تو یہ شوریہ بخت اس جگہ لائے جاتے جہاں انہیں اس بد تر از مرگ زندگی سے نجات ملتی۔

یہ مقام وہ اکھاڑا ہے جسمیں وہ بیلوں سے زور آزمائی کے لیے لائے جاتے تھے۔

یہاں سے یہ داستان غم نہایت دلدور شکل اختیار کر لیتی ہے۔ ایک طرف ایک نوجوان مرد یا عورت کو قید کے مصائب و شدائد نے پوست و استخوان کر دیا ہے، عرصہ کی بیکاری سے ہاتھ پیر پرری طرح کام نہیں دیتے۔ اس پر یہ مستزاد کہ بے ہتیار ہے اور کٹھرے میں محصور، دوسری طرف ایک قوی الجثہ بیل کھڑا ہے۔ اس بیل کے سینک لمبے اور انکی ترکیب تیز ہیں۔ یہ بیل جوش کے عالم میں سینک ہلاتا ہوا چلتا ہے۔ یہ بد بخت نہایت بیکسی رہے بسی کی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ بیل کے حملے کو کیونکر روکے۔ اتنے میں بیل قریب آجاتا ہے اور وہ گھبرا کے اس کے سینکوں سے لپٹ جاتا ہے۔ بیل اپنے سینک اس کے بدن میں بھونک دیتا ہے پھر نکالتا ہے پھر بھونکتا ہے اسطرح در تین دفعہ کے بعد اسے پھرتا چھوڑ کے چلا جاتا ہے۔ یہ نیم بسمل تھوڑی دیر تک خاک و خون میں پھرتا ہے اور اس کے بعد ہمیشہ کے لیے ساکن ہو جاتا ہے!

سنگدل بادشاہ اور اس کے درباری اس موت کے تماشے کو دیکھتے ہیں اور خوش ہو کر عید مناتے ہیں!

عام خیال کی بناء پر آپ ان قصوں کو بعض افسانہ سمجھنے لگیں گے، مگر آپ کو اپنی راے میں ترمیم کرنا چاہیے۔ کیونکہ تارہ تنقیدات نے تاریخ کا ایک جوائیا دفتر ہمارے سامنے پیش دیا ہے وہ انکی تصدیق کرتا ہے

یہ ہولناک بھول بھلیاں اب نکل آئی ہے۔ اسمیں بڑے دھرت چھوڑے کمرے، ڈوٹھریاں، سبزہیاں، اور غلام گردشیں اس قدر پر اسرار طریقے سے بنائی گئی ہیں کہ ایک اجنبی اندر جائے پھر باہر نہیں آسکتا۔

دیواروں کے استر پر تصویریں بنی ہوئی ملی ہیں، انہیں سے بعض میں نوجوان انسانوں اور بیلوں کی اس لشتی کا نقشہ کھینچا گیا ہے، جو آپ ابھی پڑھ آئے ہیں۔ ان تصویروں کے علاوہ بہت سے اور نقش و نگار بھی ہیں۔ اگر ان نقوش و تصاویر کے سمجھنے میں غلطی نہیں ہوئی ہے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ قصے محض افسانے نہیں بلکہ واقعات ہیں، جنکی تصویر میں شعراء نے مبالغہ و تخیل کا رنگ کسید قدر زیادہ بھر دیا ہے۔

(Minson) وہ قوم ہے جو یونانیوں سے پہلے حکمران تھی یہ قوم صاحب شوکت و صوات تھی۔ اسکو اپنے بیڑے کی قوت پر اس قدر غرور تھا کہ اس نے کبھی اپنے شہروں کے گرد دیوار نہ بنائی حالانکہ اس عہد میں شہر پڑاھیں حفاظت کے لیے ناگزیر سمجھی جاتی تھیں۔

اس طبق کو (Pheastos Disc) کہتے ہیں - یہ مٹی کی ایک ناہموار گول پلیٹ ہے - اسکا قطر قریباً ۷۶ ' ۶ انچ ہے - اس کے دونوں رخوں پر خط تصویری میں کچھ لکھا ہوا ہے - اس طبق میں ۲۴۱ علامتیں اور ۶۱ علامتوں کے گروپ ہیں - ان علامتوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تصویریں کیلے گوندے پر عرصہ عرصہ چھاپی گئی ہیں -

اس طبق کے متعلق سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کس عہد کا ہے ؟

تازہ تنقیبات میں اس طبق کے علاوہ نوسوس کے اور بہت سے آثار نکلے ہیں مگر اس طبق کے نقوش کے چار خمس تو ان آثار کے نقوش بہت ہی مختلف ہیں صرف ایک خمس ان نقوش سے ملتا ہے مگر یہ مشابہت اس اختلاف سے کم ہے -

ذرا غور سے دیکھیے ! اس میں مردوں کی تصویروں میں سر منڈے ہوئے ہیں - عورتوں کی تصویریں چوڑی ' بھدی ' اور بدنما ہیں - ان صورتوں کو ان درشیزہ عورتوں کی تصویروں سے کیا واسطہ جو دوسری تصویروں میں اپنے نازک پیریشیاں (Parisian) لباس دکھائی گئی ہیں اسمیں جہاز کی تصویر بھی اس تصویر سے بالکل علحدہ ہے

جو نوسوس کے کھنڈروں میں ملی ہے ' اور عمارت تو مقبرہ لیشین (Lycian) ہے ' جس کے نمونے ابھی تک برطانی عجائب خانہ میں محفوظ ہیں ' اسقدر ملتی ہوئی ہے کہ دیکھنے حیرت ہوتی ہے ! اس طبق کے متعلق سر ارنہر ایونسکی یہ رائے ہے کہ :
(۱) یہ اہل کریت کا کام نہیں -

(۲) یہ کوئی مذہبی تحریر ہے -

اگر یہ طبق اہل کریت کا نہیں تو پھر کس کا ہے ؟ اس کے جواب میں وہ یہ کہتے

ہیں کہ یہ کسی ایسی تہذیب کی یادگار ہے جو اہل کریت کی تہذیب کے ہم شکل اور اس سے نہایت قریبی طور پر متعدد ہے اس کے لیے وہ جنوب و مغرب ایشیاء کوچک کی لیشین تہذیب کو تجویز کرتے ہیں -

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ یہ مذہبی تحریر ہے تو پھر بھی یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ یہ کیا ہے ؟

اس کے جواب میں سرائتھ ایونس کہتے ہیں کہ کسی دیوی کی تعریف ہے - اسمیں ایک یونانی تصویر میں زمانے سنیے کو خاص طور پر نمایاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے - اس کے بغیر دیکھنے کے بعد یہ نتیجہ بیجا نہیں معلوم ہوتا کہ اسکا اشارہ کسی دیوی کی طرف ہے ' جیسے کبیبی (Kybebe) یا دیانائے ایفیسس (Diana of Ephesus)

دو اور شخص ہیں جنہوں نے اس تحریر کی تشریح کی کوشش کی ہے ' ایک کیلیفورنیا یونیورسٹی کے پروفیسر ہیمل - دوسرے نیرھم کالج کی مس ٹیول - پروفیسر ہیمل کہتے ہیں ' کہ یہ درگاہ میں تاراج شدہ مال کی واپسی کی یاد داشت ہے - مس ٹیول کی رائے ہے کہ یہ کوئی قدیم متروک الاستعمال نظم ہے - مس مورف سرائتھ ایونس کے ہمنیال ہیں - لیکن سچ یہ ہے کہ ابھی کوئی امر قطعی نہیں اور اثریں کی کوشش کے لیے یہ میدان خالی ہے -

لیکن بالآخر اس کے لیے بھی وہ وقت آگیا جو ہر قوم کے لیے آنے والا ہے - دشمنوں نے حملہ کیا اور وہ شاہی نوسوس جہاں انسانوں کی جان کے ساتھ کھیل ہوتے تھے خود تا راج و آتشزدگی کا شکار ہوئے خاکستر کے دھیروں میں روپوش ہوگیا !

اوپر جو قصے آپ پڑھے ہیں وہ اسی عہد کے ہیں - تازہ تنقیبات میں اس عہد کے بہت سے آثار نکلے ہیں ' جنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مغربی تمدن بہت سی حیثیات سے اعلیٰ درجہ کا تھا - اس عہد میں شہروں کے نقشے نہایت عمدہ ہوتے تھے ' اور نہ صرف نقشے عمدہ ہوتے تھے بلکہ بننے بھی خوب تھے - مکان عموماً وسیع اور کشادہ ہوتے تھے ' اور سب سے زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ ان مکانوں میں باقاعدہ نالیوں کا انتظام ہوتا تھا - جو اس تمدن کی ایک حیرت انگیز خصوصیت ہے -

فن تعمیر کے علاوہ دوسرے صنائع میں بھی انکی کامیابیاں قابل ذکر ہیں -

اب تک یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یونانیوں سے پہلے اور خود یونانی ایک عرصہ تک نوشت و خواند سے محروم تھے ' مگر ان نو دریا فت آثار سے اس نظریہ کی تکذیب ہوتی ہے - اس قوم کے پاس ایک خط تھا جو اس زمانے کے لحاظ معقول حد تک ترقی یافتہ تھا -

آپ کو معلوم ہوگا کہ مصریوں میں حروف کے لیے مخصوص نقوش نہ تھے - جس مفہوم کو وہ ادا کرنا چاہتے تھے اگر وہ مادی ہوتا تو خود اس کی تصویر بنا دیتے ' اگر غیر مادی ہوتا تو اس مفہوم کے لیے جو لفظ ہوتا اس کے ہر حرف کے لیے ایک ایسی شے کی تصویر دیتے ' جس کے نام میں پہلا حرف رہی ہوتا - اس رسم الخط کو خط تصویری (Hieroglyphic) اسکی اول ذکر شکل کو خط خیالی (Ideograph) اور ثانی الذکر

مل کو خط صوتی (Phonetic) کہتے ہیں -

مصریوں کی طرح مغربیوں کے یہاں بھی حروف کے لیے مخصوص شے نہ تھے بلکہ تصویروں سے کام لیتے تھے - البتہ ابتداءً اس میں وہ لیم و تنسیق نہ تھے جو مصریوں کے خط تصویری میں تھے - بعد کو اس طرز تحریر نے خط تصویری کی شکل اختیار کر لی - مگر ظاہر ہے کہ خط تصویر ایک دشوار عمل اور دیر طلب خط ہے - اور قدرتاً ایک ذہین اور عملی قوم یہ چاہیگی کہ اپنے موہ کے لیے کوئی آسان اور مختصر رسم الخط ایجاد کرے -

مینیویدوں نے اپنے رسم الخط کو آسان اور سادہ بنایا ' اور خط لینی کے بدلے خط مستقیم (Linear Script) میں لکھنا شروع کیا - نوسوس کی تحریریں زیادہ تر اسی خط میں ہیں - خط قلم خط مسماہی (Cunieform) سے کہیں زیادہ آسان اور سادہ ہے - یسروٹیمیا کے حفريات میں نکلا ہے -

سرقت آپ کے سامنے ایک طبق کی تصویر ہے - اگر اسکی شکل اور بد نما نقوش کو دیکھیے تو لطف و خوبی تو ایک بہت سی نگاہیں اسے نظر بھرے دیکھنا بھی پسند نہ کریں گی ' یہ طبق اپنی قدامت اور تاریخی نتائج کی وجہ سے اس درجہ موجود اور گرانقدر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے اکثر سالوں نے نوٹر شائع کیے ہیں -

شؤون عثمانیہ

سلاطین عثمانیہ

جدید عثمانی قریذات



مکہ معظمہ کا ایک اجتماع رسمی جسمیں ارادہ سنیہ یعنی فرمان سلطانی پڑھا جا رہا ہے

یہ کہنا تو صحیح نہیں کہ ترک اس جنگ سے پہلے اپنے بیڑے کی طرف سے بالکل غافل تھے۔ کیونکہ انکا ایک جہاز اینڈریارڈ میں بن رہا تھا جسے اطالیوں نے اعلان جنگ کے بعد اس بناء پر گرفتار کر لیا کہ وہ دشمنوں (ترکوں) کی ملک ہے۔ البتہ اس جنگ کے اس احساس کو تیز اور اس جہاز کی گرفتاری نے تیز سے تیز کر دیا۔ بیڑے کی تقویت و ترقی کا جوش بیلک میں پھیل گیا اور محصل و سربراہ ترکوں کو (جو قریباً سب اتحادی تھے) ایک نئے جہاز کی خریداری کی فکر دامنگیر ہوئی۔

اس بیان کی تائید کے لیے ہم جمعیت اعانت اسطول عثمانیہ کی طرف اشارہ دیتے۔

اس خیال کی تکمیل کے لیے باب عالی نے نومبر ۱۳ ع تک (نومبر خارج ہے) جو بچہ نیا ہم اسلحے قلم انداز کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اس سلسلہ داستان اولی اہم حلقہ ہیں۔ نومبر ۱۳ ع میں اس قریذات کی



سید حسین شرف حال مکہ معظمہ جنہوں نے گذشتہ فتنہ میں دولت عثمانیہ کی بیش قرار خدمات انجام دی ہیں

دولت عثمانیہ کے نوخرید قریذات کا تذکرہ ہم گذشتہ نمبر میں اخبار و حوادث کے سلسلے میں کرچکے ہیں۔ اس نمبر میں ہم اسے حالات کیسقدر تفصیل سے لکھنا چاہتے ہیں۔

(داستان خریداری)

سنہ ۱۹۰۶ ع میں حکومت برازیل نے یہ طے کیا تھا کہ اسے جنگی بیڑے میں تین قوی ترین جہازوں کا اضافہ کیا جائے۔ چنانچہ حسب اقرار داد حکومت نے جہاز کے کارخانوں سے گفتگو شروع کی۔ اس قریذات کے متعلق کارخانہ ارمسٹرونگ سے معاملہ طے ہو گیا اور جہاز کی تعمیر شروع ہو گئی۔ جہاز ابھی طیار نہیں ہوا تھا کہ اطالیا نے طرابلس پر فوج کشی کی۔ اس جنگ میں ترکوں کو اپنی بحری کمزوری کا خمیازہ کھینچنا پڑا۔ وہ اس مٹھی بھر فوج کو ذرا ہی مدد نہ دے سکے، جو اگرچہ اپنے سے کئی گونہ زیادہ دشمنوں میں گہری ہوئی تھی، مگر با اس ہمداد شجاعت دیرہی تھی۔

(تاریخ : ل)

قطعی طور پر تویہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ جہاز کب تک مکمل ہوئے عثمانی بیڑے میں شامل ہو جائیگا ، کیونکہ حوادث و سوانح اور دول یورپ کی در اندازیں کی کسکو خبر ہے ؟ مگر بیعنامہ کی رو سے اس جہاز کا تجربہ مارچ میں شروع ہو جائیگا تاکہ اپریل میں جہاز بالکل مکمل ہو جائے ، اور آغاز مئی میں دولت عثمانیہ کے حوالے کر دیا جائے ۔

(خریداری جہاز کا اثر)

اس قریب ناک کی خریداری سے یورپ میں عموماً اردو یونان میں خصوصاً جر حیرت و استعجاب اور دہشت و اضطراب پیدا ہوا وہ خطرہ کے متعلق ترکوں اور اہل یورپ کے فرق نظر کی ایک واضح و - بقی آموز مثال ہے ۔

ترکوں کی حالت یہ ہے کہ وہ مشکل سے مشکل خطرات کو نہایت حقارت و کم بینی کی نظر سے دیکھتے ہیں ، اور اس وقت تک انکی پروا نہیں کرتے جب تک کہ انکا سیلاب سر سے نہ گزرنے لگے ۔ اس کے برخلاف یورپ کی حالت یہ ہے کہ اگر اس کے واہمہ کی خلاقی سے بھی اسے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ خطرہ کے آثار نظر آتے ہیں ، تو وہ اس طرح اس کے مقابلہ کے لیے مستعد ہو جاتا ہے کہ گویا وہ ان خطرات میں معصور ہو گیا ہے ۔

دولت عثمانیہ نے جہاز ابھی صرف خریدا ہے ، اور بیعنامہ کی رو سے مئی میں اس کے عثمانی بیڑے میں شامل ہونے کی توقع ہے ۔ کون جانتا ہے کہ فروری سے لیکے مئی تک میں کیا واقعات پیش آئیں ؟ خصوصاً دولت عثمانیہ میں ، جہاں کی سر زمین ہر روز نئے حوادث و سوانح پیدا کرتی رہتی ہے ۔ مگر با اس ہمہ یورپ کے سیاسی حلقوں میں دہشت و اضطراب اور خوف و ہراس چھایا ہوا ہے ۔ انکو یہ نظر آ رہا ہے کہ ” سطح آب ایک میدان کارزار ہے جسمیں عثمانی بیڑا گرم جولان ہے ، اور انسانیت و امن کا خون کر رہا ہے “ انکے دل میں یہ ہول سمایا ہے کہ دولت عثمانیہ جزائر ایجیہ کے متعلق یورپ کے فیصلہ کو نا منظور کر دیگی ، اور قوت کی عدالت سے فیصلہ کرائے پر مصر ہو گی ۔ بلکہ اغلباً اس جہاز پر غرور میں اسقدر بڑھچالیگی کہ دریا کے علاوہ خشکی میں بھی ہنگامہ قتال و جدال گرم کریگی اور جزیرہ نماے بلقان پھر ایک بار میدان جنگ کی شکل میں بدلیجائیگا ۔

اس درید ناک کی خریداری کی خبر نے یونان کی طمانیت و جمعیت خاطر پر ایک برق ہلاکت گرا دی ہے ۔ یونانی اخبارات خوف و ہراس ، اضطراب و پریشانی ، اور تنہ و اعتبار کے لہجہ میں نہایت پر زور مضامین لکھ رہے ہیں ، اور اس تازہ تغیر کے خطرناک و مہلک نتائج سے قوم کو آگاہ کر کے یونانی بیڑے کی مزید تقویت کی ترغیب دیرے ہیں ۔ ایمپروس یونان کا ایک مشہور و مقتدر اخبار ہے وہ اس عالم غیظ و غضب اور تنقید و اعتراض میں موسیو ریزلرس وزیر اعظم یونان کو مخاطب کر کے لکھتا ہے کہ ” تم کہتے تھے کہ ہماری بحری قوت دولت عثمانیہ کی بحری قوت سے زیادہ ہے اسلیے ابھی مزید اضافے کی ضرورت نہیں “ مگر در حقیقت ، تم نے ہمیں اور خود اپنے آپ کو دھوکے میں رکھا ، یہاں تک کہ اب یہ طلسم فریب توڑا گیا اور طرفۃ العین میں بحری تفرق ہمارے ہاتھ سے نکلے ترکوں کے پاس چلا گیا ! ہمارے وزیر اعظم صاحب کو اطمینان ہے کہ انکے چہوٹے چہوٹے جہازوں سے انکا بحری تفرق ہمیشہ قائم رہیگا ۔ مگر وہ براہ مہربانی یہ تو بتائیں کہ سلطنتوں کے بیڑوں میں بڑے جہازوں کے مقابلہ میں چہوٹے جہازوں کا پلہ کب بھاری رہا ہے ؟

خریداری کے متعلق سلسلہ جنبانی شروع ہوئی ۔ محمود پاشا وزیر بحریہ نے کارخانہ آر مسٹرونک کے رکیل سے اس جہاز کی خریداری کے متعلق باب عالی کا ارادہ ظاہر کیا ، اور یہ فرمایش کی کہ یہ معاملہ کارخانہ اپنی معرفت طے کرادے ۔ چنانچہ حکومت برازیل اور باب عالی میں کارخانہ آر مسٹرونک کی معرفت گفتگو ہونے لگی ۔

قریباً تمام امور طے ہو گئے ۔ باب عالی حکومت برازیل کی اس شرط کو بھی منظور کرنے کے لیے تیار تھا کہ جہاز کی اصلی قیمت میں سے دو ملین پونڈ اسکو اس وقت پیشگی دیدیے جائیں ۔ مگر یا اس ہمہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ بیع الفاظ کی دنیا سے گذرے واقعات کے عالم میں آنے والے نہیں ۔ کیونکہ جس سلطنت نے اپنے ملازموں کی تنخواہیں قرض لیکے تقسیم کی ہوں وہ دو سو پونڈ پیشگی کہاں سے دیسکتی ہے ؟ اور اسکی تو امید کسے ہو سکتی تھی کہ دولت عثمانیہ کو جہاز کی خریداری کے لیے یورپ سے قرض ملیگا ۔ اسلیے کہ مفاہمت ثلاثہ کے سرمایہ داروں سے قرض ملنے کی امید خراب و خیال تھی ۔ البتہ اتحاد ثلاثی کے سرمایہ داروں سے اسکی توقع ہو سکتی ، تھی مگر یہ نظر آتا تھا کہ اگر ایسا ہوا تو فوراً موتمن السفرا منعقد جمع ہو گی ۔ اور ایم ساز انوف اور سر ایڈورڈ کرے اپنی انتہائی قوت کے ساتھ اتحاد ثلاثی کے سفرا کو مجبور کرینگے کہ وہ اس قرض کو وکوادیں ۔ لیکن اس خیال کے بالکل برعکس ہوا ، دولت عثمانیہ کو روپیہ ملا اور وہ بھی فرانس سے !

ترک اس جہاز کے لیے بیچیں اور روپیہ کے لیے کوشش کر رہے تھے ۔ انکے بعض وکلا پیرس گئے ہوئے تھے ، اور سرمایہ داروں سے گفتگو کر رہے تھے ، مگر کامیابی نہیں ہوتی تھی ۔ اس نا کامی کے اسباب میں اور امور کے علاوہ انگلستان ہی پس پردہ دراندازی تو یہی شریک سمجھنا چاہیے ۔

اسی اثناء میں عثمانی اوراق تعریلات (بل آف ایکسچینج) کا مسئلہ چھڑ گیا اور پیرس کے ایک بیرہ نامی بینک نے ۲۷ دسمبر سنہ ۱۳ ع کو دو ملین پونڈ کے اوراق تعریلات خرید لیے ۔

دولت عثمانیہ نے یہ رقم فوراً کارخانہ آر مسٹرونک کی معرفت حکومت برازیل کو لندن میں دیدی ۔ اب دولت عثمانیہ کو اسے صرف ایک ملین پونڈ اور دینا ہے ۔

(طول و عرض و اسلحہ وغیرہ)

جہاز کا طول ۱۹۲ میٹر اور ۶ سینٹی میٹر ہے اور عرض ۲۷ میٹر اور ایک سینٹی میٹر ۔ ۸ میٹر اور ۲ سینٹی میٹر ۔ پانی میں غرق رہیگا ۔ حجم ۲۸ ہزار ٹن ہے ۔ اسکی طاقت ۳۲ ہزار گھوڑوں کی ہے ۔ شرح رفتار فی گھنٹہ ۲۲ میل ہے ۔

دیواروں کے اندرونی حصہ پر جو لہا چڑھایا جائیگا وہ نہایت اعلیٰ قسم کا فولاد ہوگا ، جس کا حجم ۲۲۹ ملی میٹر ہوگا ۔ جن کمروں میں رزنی توپیں رہینگیں انکا لہا بعینہ وہی ہوگا ، جو دیواروں کا ہوگا ۔ جن کمروں میں متوسط توپیں رہینگیں انکے لہے کا حجم ۱۵۲ ملی میٹر ہوگا ۔ قالس جس کمرہ میں رہیگا اسکی اہمیت اور شدید تحفظ کی ضرورت ظاہر ہے ۔ اسلیے اس کے لہے کا حجم ۳۰۵ ملی میٹر ہوگا ۔ جہاز کے بیرونی حصہ کے لہے کا حجم سب سے زیادہ یعنی ۴ سو ملی میٹر ہوگا ۔

اس جہاز کے اسلحہ کے متعلق خاص اعتناء و اہتمام ہے ۔ اس میں ۲۴ توپیں ہونگی ، جن میں سے ۱۴ توپیں ۵۰ و ۳۰ سینٹی میٹر ۱۰ توپیں ۱۵ سینٹی میٹر اور ۱۰ زرد کار توپیں ۷۹ ملی میٹر کے پیمانے کی ہونگی ۔

عثمانیہ دونوں موخر الذکر جہاز نہ بھی لیسکے توجہ بہی
دولت عثمانیہ کی بحری طاقت یونانی کی بحری طاقت سے
زیادہ ہوگی۔

(قائد اور فرج)

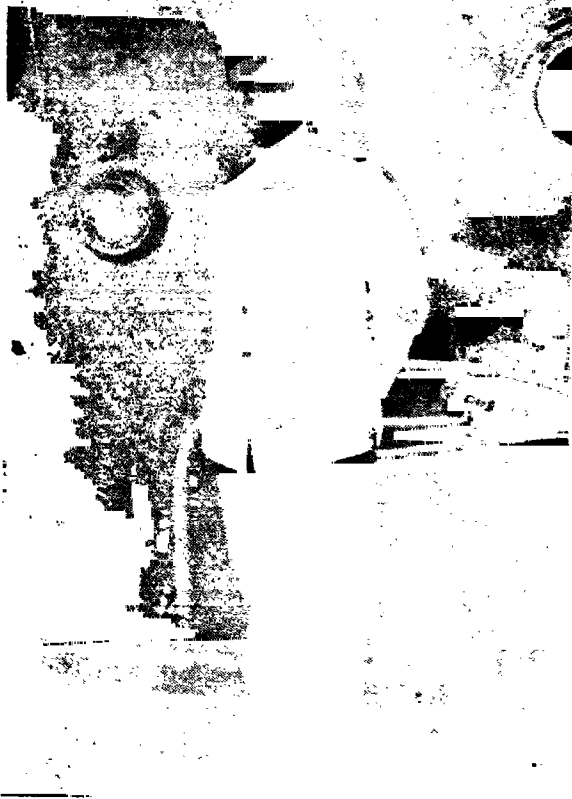
سلطان عثمان اول جس شان و شکوہ کا جہاز ہے، اسکا قائد بھی
اس قابلیت و استعداد کا ہونا چاہیے، اور بالآخر وہی ہوا جسکو
خود قدرت نے اسکے لیے پیدا کیا تھا۔

اس جہاز کی قیادت کا مسئلہ صیغہ بحریہ کے ایک نہایت نازک
اور دشوار حل مسئلہ تھا۔ صیغہ بحریہ کے سامنے تین نام تھے
اسماعیل بے، عارف بے، رؤف بے، اسماعیل بے، آہن پوش
بار بررس خیر الدین کے قائد ہیں، عارف بے صیغہ بحریہ کے ارکان
جنگ کے افسر اعلیٰ ہیں، اور رؤف بے ”حمیدیہ“ کے قائد
ہیں۔ وہ حمیدیہ جسکی پر اسرار نقل و حرکت نے دنیا کو معر
حیرت کر دیا تھا، جو کبھی حریفوں کو تھکا دلا کرتا اور کبھی نظروں
سے غائب ہو جاتا تھا، دم کے دم میں از میسر پہنچتا تھا اور پھر
یکایک بیروت کے ساحل پر نمودار ہوتا تھا،
دن کو بندرگاہ سوریس میں گولے بہوتا تھا،
اور شب کو ساحل بلقان پر چھاپے مارتا تھا
اور پھر غائب ہو کر دمشق اور طرابلس کے
ساحل پر دکھائی دینا تھا۔

رؤف بے کے طلسمی کارناموں کے بعد
کون ہے جو اسکا سپہمد و عدیل ہو سکتا ہے؟
ایک ہفتہ تک کامل غور و خوض کے بعد
بہی انہی کو اس منصب جلیل کے لیے
انتخاب کرنا پڑا۔

اس جہاز میں ۱۱۰۰ فوج رہیگی۔ یہ
طے ہوا ہے کہ اسکو آہستہ عثمانی میں
لانے کے لیے ۹ سو سپاہی برطانی بارکش
جہاز پر سوار ہو کر جائیں۔

غالباً دو سو سپاہی اسوقت سے کارخانہ
آرمسٹرونگ میں بھیج دیے گئے ہیں کہ
یہ لوگ وہاں رکھے اس طرز کے جہاز کے
پر زوں اور انکی جڑے کی ترکیب سے واقف
ہو جائیں۔



تہرمان مدافعت بحری رؤف بے جو سلطان عثمان اول کے
قائد منتخب ہوئے ہیں

نالہ شبلی

عالی جناب شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی مد ظلہ العالی
کی آن (۱۵) نظموں کا مجموعہ جن میں حضرت علامہ مددوح کے
بزرگان ساف کے سبق آموز حالات، تاریخی واقعات اور زمانہ حال
کی اندر ہناک مصائب و آلام اسلامی کو اپنی مشہور جادریانی
کے ساتھ بغایت موثر پیرایہ میں نظم فرمایا ہے اور جو حقیقتاً اس
قابل ہے کہ اسلامی اخلاق، اخوة مسارات اور حریت جیسی صفات
عالیہ کے اعلیٰ معیار اور مکمل نمونوں اور مثالوں کو پیش نظر رہے
کے ہر فرد ملت اسکو خریدے۔ اور ان پاک جذبات کے پیدا کرنے
کے لیے اپنے بچوں اور بچیوں کو بطور گیتوں کے یاد کرائے۔

سفید چکنے کاغذ پر نہایت خوشخط طبع ہوا ہے۔ اور علاوہ علامہ
موصوف کے شبیہ مبارک کے قاتر انصاری، قاتر کٹر اسلامی میڈیکل
مشن، مسٹر محمد علی، ایڈیٹر کامریڈ ر ہمدرد، مسٹر ظفر علی
خان، ایڈیٹر میڈیکل قوتو بھی نہایت عمدہ آرٹ پیپر پر دیے گئے
ہیں، قیمت علاوہ معصوم ڈاک کے صرف ۸ - آنہ

انوار احمد - کانفرنس آفس، محمدن کالج علیگڑہ

یونان تو یونان یورپ کے عفریت اور انگلستان کے معبود و معبود
روس میں بھی اس خبر نے ایک اضطراب و ہیجان پیدا کر دیا ہے۔
روسی اخبار چیخ رہے ہیں کہ قہ ماہانہ کے مشرق میں بحری
تفرق کا نشان امتیاز عنقریب ان سے چھنا چاہتا ہے، روسکو سلافر
(روسی اخبار) لکھتا ہے کہ قہ ماہانہ کے مغرب میں یونان کو
بحری تفرق حاصل تھا، مگر وہ تو اپنا تفرق کھر بیٹھا۔ قہ ماہانہ کے
مشرق میں ہمیں بحری برتری حاصل تھی، مگر کچھ عجب نہیں
ہم بھی یونان کی طرح اپنی برتری ضائع کر دیں۔ خصوصاً اگر باب
عالی کو اپنے ارادے میں کامیابی ہوگئی اور اس نے ”ریفادیا“
اور ”مورینو“ بھی خرید لیے جو اسوقت امریکہ میں بن رہے ہیں۔
بیشک ہم نے یہ طے کیا ہے ایڈرس میری کے طرز کے دو درتہ فائٹ
بنوائے جائیں، مگر ہم اس تجویز کو سنہ ۱۶ سے پہلے پورا نہیں کریں گے“

(قوی بحریہ و موازنہ دولت عثمانیہ و یونان)

یورپ کے ارباب سیاست کا قاعدہ ہے کہ وہ اپنے مخالف کی ہر بات
کو گلی گونہ بڑھا کے دکھاتے ہیں تاکہ ارباب حکومت اور قوم اسکو
حقیر سمجھکے بے اعتنائی نہ کرے، اور قبل
از وقت اس کے جواب کے لیے تیار ہو جائے۔
اسلیے اگر تم دیکھو کہ اہل یورپ تمہاری
کسی بیداری، یا حرکت کو اہمیت دیتے
ہیں، تو اس سے مغرور ہو کر واقعات کی
طرف سے آنکھیں نہ بند کرلو۔

اگر دولت عثمانیہ کی بحری قوت کا
اندازہ کرنا ہے تو اسے یورپ کے سیاسی حلقوں
کے اضطراب، یونانی اخبارات کے شور و غوغا،
اور روسی اخبارات کے انذار و تنبیہ میں
نہیں بلکہ واقعات کے جام حقیقت نما میں
دیکھنا چاہیے۔ اسلیے ہم اسوقت واقعات
کی روشنی میں یہ دیکھنا چاہتے ہیں
کہ آیا درحقیقت دولت عثمانیہ کی بحری
قوت یونان سے زیادہ ہوگئی ہے، یا حسب
عادت یہ یورپ کا شور و غوغا معض ہے۔

جنگ بلقان میں یونان کی بحری
کارروائیں کا دار مدار افیروں، اسپیا، ہیڈرا،
ایسار، ان چار آہن پوش جہازوں پر تھا۔
ان چاروں جہازوں کا مجموعی حجم ہمارے

سلطان عثمان اول کے حجم سے کم ہوگا اور صرف اس ایک جہاز کی
قوت یونان کے چاروں جہازوں سے زیادہ ہوگی۔

جنگ کے زمانے میں ہمارے جہازوں کا مجموعی حجم
۱۰۱۱۸ ٹن تھا، یہ سب ملے ”افیروں“ کے مقابلہ میں نہیں
ٹھہر سکتے تھے جسکی طاقت سے ”سلطان عثمان اول“ کی طاقت
ہوگذا زیادہ ہے۔

یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ ”افیروں“ ایک منت میں ۲۲۷۳۰
کیلو گرام کے تو گولے پھینکتا تھا، اور یہ سب سے زیادہ بھاری گولے تھے
جنکو وہ اس شرح سرعت سے پھینکتا تھا۔ اس کے مقابلہ میں ”سلطان
عثمان اول“ ۳۷۵۴۰ کیلو گرام کے گولے اسی شرح سرعت سے
پھینکتا۔

یہ تو سلطان عثمان اول کی حالت تھی پھر اس کے ساتھ ”رشادیہ“
اور حمیدیہ بھی ہونگے اور اگر توفیق الہی شامل حال رہی تو ریفادیا اور
مورینو بھی۔ پس اگر یونانی بیڑے میں اضافہ نہ ہو اور دولت

مقالہ

(علل القراءات)

۱۸ - رم القرآن

از جناب مولانا سلیمان صاحب دسٹری

(۲)

(قراءات القرآن)

جسطرح علم القراءة میں روایۃ و سماعاً الفاظ قرآن کے متعلقہ اوصاف و احوال سماعیہ کا بیان ہوتا ہے، علل القراءات میں انہیں چیزوں سے اصولاً اور عقلاً بحث ہوتی ہے کہ از روئے اصول صرف و نحو و قواعد و معارف زبان عربی انکو کیونکر ہونا چاہیے۔ ان مباحث پر گفتگو کا سب سے زیادہ حق اہل ادب اور علمائے نحو کو ہے، اسی لیے اس فن کا راضع و مدرن یہی طبقہ ہے، مثلاً ابو العباس احمد بن محمد نحوی، سلیمان بن عبد اللہ نحوی المتوفی سنہ ۴۹۳ ع، ابوالحسن علی بن حسین الباقری المعروف سنہ ۵۳۵ -

(معرفۃ الوقف و الاستدعاء)

انسان کسی حالت میں سانس کی آمد و رفت کو روک نہیں سکتا، اس لیے ضرور ہے کہ کسی طویل عبارت کو پڑھتے وقت سانس کئی کئی بار ٹوٹ جائے، ان سکناات تنفس کیلئے ضروری ہے کہ وہ بے مرقع نہوں، ورنہ عبارت کا سلسلہ اتصال ٹوٹ جائیگا، اور اکثر عبارتوں کا سمجھنا مشکل ہوگا۔ علمائے اسلام نے اسی غرض کیلئے علم الوقف و الابتداء وضع کیا اور قرآن میں جابجا علامات وقف کے نشان لگائے، جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تلاوت قرآن میں کہاں وقف کرنا چاہیے یعنی ٹھہرنا چاہیے، اور کہاں سانس توڑ کر دوسری آیت سے تلاوت کی ابتدا کرنی چاہیے۔ یہ فن گو علم التجوید اور علم القراءة کا ایک جزو ہے لیکن غایت اہمیت کیلئے قراء نے اسکو مستقل فن قرار دیا، اور اسمیں منفرد و مخصوص تصنیفات کیں۔

ابو بکر محمد عیسیٰ مغربی نے ان تمام اوقاف کو ایک رسالہ میں بنام ”وقوف النبی صلعم فی القرآن“ جمع کر دیا ہے۔ مکی بن ابی طالب المتوفی سنہ ۳۰۹ نے صرف اس موضوع پر ایک رسالہ الوقف علی کلا و بلی فی القرآن“ لکھا کہ قرآن میں لفظ ”کلا“ اور ”بلی“ پر وقف کرنا چاہیے یا نہیں؟ انکے علاوہ ”کتاب الوقف و الابتداء“ کے نام سے مشہور ائمہ نحو و ادب مثلاً قدماء میں بھی ہیں، زیاد الفراء المتوفی سنہ ۲۰۷، ابو العباس احمد بن یحییٰ ثعلب نحوی المتوفی سنہ ۲۹۱، مکی بن ابی طالب المتوفی سنہ ۳۰۹، ابواسحاق ابراہیم الزجاج نحوی المتوفی سنہ ۳۱۰، ابو بکر محمد بن قاسم ابن الانباری نحوی سنہ ۳۲۷، ابو جعفر نعاس بغدادی نحوی المتوفی سنہ ۳۲۸، ابو سعید حسن بن عبد اللہ سیرانی نحوی المتوفی سنہ ۳۶۸ اور متاخرین میں معسن عماني اور سجادندی نے مستقل کتابیں تالیف کیں۔

۱۱ - اظا قرآن

مفسرات القرآن

اسلام جب تک جزیرہ عرب میں محدود تھا، قرآن کے حل لغات و تفسیر الفاظ کی کوئی ضرورت نہ تھی، لیکن غیر عربوں میں اشاعت قرآن کیلئے ضروری تھا کہ الفاظ و لغات قرآن کی تشریح کی جائے، اور انکی دکشنری ترتیب دی جائے۔ بعض علمائے

الفاظ قرآن باوجود بقائے معنی مختلف وجوہ حرکات و اوقاف و ادغام و امالہ، و فصل و وصل کے ساتھ پڑھے جا سکتے ہیں، اور یہ تمام طرق متواتر صحابہ سے مروری ہیں۔ ان وجوہ حرکات و طرق مختلفہ سے یا ان میں سے کسی ایک سے بحیثیت روایت و سماع بحث کہ آنحضرت سے کسطرح سنا گیا ہے، اور صحابہ نے کسطرح پڑھا ہے، علم قراءات القرآن ہے، صحابہ کے بعد تابعین اور تبع تابعین میں اس فن کے سات مشہور امام گذرے ہیں۔ تابعین میں عبد اللہ بن عامر بحمی قاری شام المتوفی سنہ ۱۱۸، عبد اللہ بن کثیر قاری مکہ المتوفی سنہ ۱۲۰، عاصم بن بھدلہ قاری کوفہ المتوفی سنہ ۱۲۷، اور تبع تابعین میں حمزہ بن حبیب التیمی قاری کوفہ المتوفی سنہ ۱۵۴، نافع بن عبد الرحمن لیثی قاری مدینہ المتوفی سنہ ۱۶۹، علی بن حمزہ کسائی قاری کوفہ المتوفی سنہ ۱۸۹، اور ابو عمر بن العلاء المازنی قاری بصرہ المتوفی سنہ ۲۴۶، ان سب میں سب سے زیادہ مشہور و مقبول قراء نافع ہے جسکی عملاً تمام بلاد اسلامیہ میں تقلید کی جاتی ہے۔ نافع نے ستر قراء تابعین سے قراءات حاصل کی تھی۔

اس فن کے مصنف اول حسب تحقیق علامہ جزیری، ابو عبید قاسم بن سلام المتوفی سنہ ۲۲۴ ہیں، ”شاطبیہ“ سے (جو اس فن کی مقبول ترین تصنیف) پہلے، ابو علی حسن بن احمد فارسی نحوی المتوفی سنہ ۳۷۷ کی ”الحجۃ فی القراءات“ عبید اللہ بن محمد اسدی المتوفی سنہ ۳۸۷ کی ”المفصع فی القراءات“ ابو عمر و عثمان بن سعید الدانی المتوفی سنہ ۴۴۴ کی ”کتاب التیسیر“ جامع البیان فی القراءات السبع، اور ”المختصر فی القراءات الشواذ“ اور ابو طاهر اسماعیل بن خلف المتوفی سنہ ۴۵۵ کی ”عنوان فی القراءة“ اور ”الاكتفاء فی القراءة“ قابل ذکر تصنیفات ہیں۔ اواسط قرن سادس میں امام القراءة قاسم بن فیرہ شاطبی اندلسی المتوفی سنہ ۵۹۰ نے قصیدہ لامیہ شاطبیہ تصنیف کیا، جسکی شعاع شہرت کے پردہ میں اس سے پہلے کی تمام تصنیفات چھپ گئیں۔ ”شاطبیہ“ کے بعد قراء کبار نے مستقل تصانیف کی بجائے اسکی شرح کافی سمجھی۔ جن میں مشہور اشخاص علم الدین علی بن محمد سخاری المتوفی سنہ ۶۴۳، برہان الدین ابو اسحاق ابراہیم بن عمر جعبری المتوفی سنہ ۶۴۳، ابوالخیر محمد بن محمد جزیری المتوفی سنہ ۸۳۳، اور ابن الفاصم صاحب سراج القاری ہیں۔ علامہ جزیری شیخ شاطبیہ ہونیکے سوا ”النشر فی القراءات العشر“ اور ”تخیر التیسیر فی القراءات العشر“ کے مصنف بھی ہیں۔ علی نوری سفاقی کی ”غیث النفع فی القراءات السبع“ بھی اس فن میں ایک متداول کتاب ہے۔

وہ اصل زبان کے الفاظ قرار پا جاتے ہیں۔ عربی زبان میں بھی اس قسم کے الفاظ ہیں، اور قرآن مجید نے اونکو استعمال کیا ہے۔ مجموعی مباحث میں علماء متقدمین میں سے تو متعدد علماء مثلاً ثعالبی، ابن فارس، ابن جزری، ابن حریر طبری (فی اول التفسیر) وغیرہ نے انکا ایک باب علیحدہ قرار دیکر اونکی تحقیق کی ہے۔ لیکن متاخرین میں جلال الدین سیوطی المتوفی سنہ ۹۱۰ نے ”المذہب فیما وقع فی القرآن من المعرب“ ایک مستقل رسالہ تالیف کیا ہے۔ تاج الدین سبکی المتوفی سنہ ۷۷۱ اور ابن حجر عسقلانی المتوفی سنہ ۸۵۲ نے ان الفاظ معربہ کو نظم کر دیا ہے۔

الوجوه والنظائر فی القرآن

قرآن میں اکثر ایک لفظ متعدد مقامات میں مختلف معنی رکھتا ہے۔ اہل بلاغت ایسے لفظ کو ”مشترک“ کہتے ہیں، لیکن علوم قرآن میں اونکو ”نظائر“ کہتے ہیں، اور بعض الفاظ ایسے ہیں جو متعدد مقامات پر بعینہ مستعمل ہوئے ہیں، اور ہر جگہ ان سے ایک ہی معنی مراد ہیں۔ علماء قرآن اونکو وجوہ کہتے ہیں، وجوہ و نظائر کی واقفیت فہم معانی قرآن کیلئے نہایت ضروری ہے تاکہ معنی صحیحہ میں اشتباہ نہ ہو۔ اس بنا پر علماء اسلام نے وجوہ و نظائر کی مستقل تصنیفات میں توضیح و تحقیق نہیں ضروری سمجھا۔ اس فن کی بناء اسقدر قدیم ہے کہ حضرت ابن عباس سے اونکے در شاگرد عکرمہ اور علی بن ابی طلحہ نے ان سے اس فن کی روایتیں کی ہیں۔ بلحاظ تصنیف سب سے پہلے مقابل بن سلیمان مفسر المتوفی سنہ ۱۵۰ کی تالیف الوجوہ و النظائر کا نام منقول ہے۔

انکے علاوہ احمد بن فارس لغوی المتوفی سنہ ۳۷۵ ابو الفرج بن العزری المتوفی سنہ ۵۹۷، ابو العسین محمد بن عبد الصمد مصری دامغانی، ابو القاسم محمود نیساپوری المعروف سنہ ۵۵۳ کی الوجوہ و النظائر فی القرآن کے نام سے تصنیفات ہیں۔ جلال الدین سیوطی کا رسالہ ”معرب الاقران فی مشترک القرآن“ بھی اسی فن میں ہے۔ البقیۃ تنلی

اسے ضرور پڑھیے

تذکرۃ الاولیاء اردو مولفہ حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب میں ہندوستان کے تمام اولیاء اللہ اسلامی بزرگوں۔ صوفیوں اور ولیوں کے تذکرات زندگی۔ موثر اقوال اور مفید حالات۔ انکی زندگی کے عجیب عجیب اعمال ذکر کئے گئے ہیں۔ اسکے مطالعہ سے طبیعت پر پاک اور حقیقی اثر پڑتا اور خوف خدا پیدا ہوتا ہے۔ ایسے دلچسپ پیرایہ میں لکھی گئی ہے کہ خام کئے بغیر چھڑنے کو ہی نہیں چاہتا۔ قرآن مجید اور حدیث شریف کے بعد بزرگوں کے حالات کا مطالعہ اور انکی قیمتی سخنیں اور ملفوظات سے واقفیت کرنا نہایت ہی ضروری امر ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ حجم ۶۰۰ صفحہ تقطیع کلاس قیمت ۱۔۰ روپیہ ۸۔ آٹھ علاوہ معصوم ڈاک۔

گنج العجب مولفہ عالیجناب شیخ مخدوم علی ہجویری رح المعروف داتا گنج بخش لاہوری: اس کتاب میں سینکڑوں دقیق اور بڑے بڑے لغات علم تصرف و کلام ابھی سرچ کئے گئے ہیں۔ اور بعض اولیائے کرام کی زندگی کے عمل دیان کر کے پر تاثیر نتائج نکلے گئے ہیں۔ جو کہ دل پر نہایت ہی پاکیزہ اثر ڈالتے ہیں۔ ہر ایک مسلمان پر اس کتاب کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ حجم قریباً ۵۰۰ صفحہ قیمت ایک روپیہ ۴۔۰ آٹھ

۶۰۱ ۱۱

غلام مصطفی قادری چشتی منیجر کتب خانہ قادری منڈیالہ ضلع گجرات پنجاب۔

ادب نے تمام الفاظ کا احاطہ کیا اور انکا نام مفردات القرآن رکھا۔ مثلاً مفردات القرآن اسم راغب اصفہانی الموجود سنہ ۵۰۰، مفردات القرآن معی الدین محمد بن علی رزان حنفی، لیکن اکثر علماء ادب نے بجائے احاطۃ الفاظ صرف مشکل لغایت پر اکتفا کی، اور اسکو غریب القرآن کے نام سے موسوم کیا۔

(غریب القرآن)

فن غریب القرآن پر نہایت کثرت سے علماء نے غور و ادب نے تصنیفات کیں، اس موضوع پر سب سے پہلی کتاب غریب القرآن ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ نعوی المتوفی سنہ ۲۰۹ کی ہے، اسکے بعد اس موضوع پر یہ کتابیں لکھی گئیں غریب القرآن احمد بن محمد بن یزید طبری نعوی الموجود سنہ ۳۰۴، غریب القرآن ابن درید لغوی المتوفی سنہ ۳۲۱، غریب القرآن عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ المتوفی سنہ ۳۲۲، غریب القرآن ابوبکر محمد بن قاسم ابن الانباری المتوفی سنہ ۳۲۸، غریب القرآن ابو عمر محمد عمر الزاهد تلمیذ ثعلب المتوفی سنہ ۳۴۵، الاشارة فی غریب القرآن ابو بکر محمد بن حسن نقاش نعوی بغدادی المتوفی سنہ ۳۵۰، غریب القرآن قاضی احمد بن کامل المتوفی سنہ ۳۵۰، غریب القرآن ابوبکر محمد بن عزیزی سجستانی تلمیذ ابن درید، غریب القرآن و الحدیث ابو عبیدہ احمد بن محمد ہروی المتوفی سنہ ۴۰۱، مشکل غریب القرآن مکی بن ابی طالب قیسی المتوفی سنہ ۴۳۷، کتاب الغریب المستدرک علی الہروی ابو موسیٰ محمد بن ابی بکر اصفہانی المتوفی سنہ ۵۸۱، تحفۃ الاریب فیما فی القرآن من الغریب ابو حیان محمد بن یوسف الاندلسی المتوفی سنہ ۷۴۵۔

غریب القرآن کی تدوین میں سب سے زیادہ کارش و تلاش صرف وقت ابن درید اور عزیزی نے کیا، ان دونوں استاد و شاگرد نے تدوین و ترتیب غریب القرآن میں پورے پندرہ برس صرف کیے۔

(مصادر القرآن)

بعض ائمہ لغت نے قرآن کے اسماء جامدہ کو چھوڑ کر صرف مشتقات کیطرف ترجہ کی، اور مصادر قرآن کی تحقیق و تشریح کی، اس قسم کی پہلی تصنیف یعنی بن زیاد القراء المتوفی سنہ ۲۰۷ کی مصادر القرآن ہے، اسکے بعد ابراہیم بن الیزیدی المتوفی سنہ ۳۲۵ نے مصادر القرآن لکھی، ابو جعفر احمد بن علی جعفر المتوفی سنہ ۵۴۴ نے تاج المصادر کے نام سے قرآن و حدیث دونوں کے مصادر یکجا جمع کر دیے۔

(الواحد و الثنئیہ و الجمع فی القرآن)

ہم نے جیسا پہلے بیان کیا ہے کہ جسطرح تمدن اجتماعی میں نئے نئے تکلفات اور مختلف ضرورتوں کے سامان ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے ہیں، اور وہ پھیلنے جاتے ہیں، بعینہ یہی حال تمدن علمی کا بھی ہے کہ ہر شے میں ذرا ذرا سی اضافہ ہوتا ہے، نئے نئے شعبے پیدا ہوتے رہتے ہیں، ہر ثنئیہ اور جمع کی اصلی صورت واحد ہے، اور واحد و مفرد اسماء کی تشریح مفردات و غریب قرآن میں کر ہوتی رہتی ہے، لیکن چونکہ ثنئیہ اور جمع بنائیکے مختلف قواعد و اصول ہیں، بعض جمعیں بلا قاعدہ ہوتی ہیں، بعض جمعیں کی مفرد نہیں ہوتے، ان وجوہ سے علماء نے اس موضوع پر بھی باقاعدہ مستقل رسائل لکھے، جن میں سے سب سے پہلی تصنیف یعنی بن زیاد الفرار المتوفی سنہ ۲۰۷ کی کتاب الجمع و الثنئیۃ فی القرآن اور دوسری اخفش اوسط سعید بن سعدہ نعوی المتوفی سنہ ۲۱۵ کی الواحد و الجمع یا الانفراد و الجمع فی القرآن۔

(معربات القرآن)

ہر زبان میں دوسری زبان سے باہمی اختلاط و تعلقات سیاسی و تجارتی کی بنا پر کچھ الفاظ آ جاتے ہیں، اور تھوڑے تغیر کے بعد

ہم کہ ہمارا مایہ زندگی خدمت رچا کر رہی ہے ان زمینوں کی قیمت کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے، جن سے لوہا، تانبا، وغیرہ خام معدنیات نکلتی ہیں۔ اس لیے یہ مضمون ہمارے لیے اس درجہ مفید نہیں جس قدر کہ اسے ہونا چاہیے، مگر تاہم فائدہ سے خالی بھی نہیں۔ اس سے بلاد عثمانیہ کی معدنی پیداوار، اس کے تفرع اور اس کی مقدار کا تفصیلی علم ہو جاتا ہے، جو بہر حال لاعلمی سے بہتر ہے۔

لیکن اس خطبہ سے ایک اور اہم فائدہ بھی ممکن ہے بشرطیکہ قارئین کرام اس نظر سے اسے پڑھیں۔ وہ یہ کہ بقیہ بلاد عثمانیہ کے متعلق انگریزوں کے کیا مطامع و عزائم ہیں، اور خزانہ اسلام کے وہ اور کون سے گھر ہیں جو تاج انگلستان کے لیے پیش نظر ہیں؟ مسٹر ایڈورڈس نے کہا:

ایشیاء کوچک میں معدنی دولت زیادہ تر اس کے شمالی حصہ میں ہے، جہاں بدقسمتی سے ریلوے وسیع نہیں۔ اس ملک میں کان کنی بہت کم ہوئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں آمد و رفت کے ذرائع مفقود اور بار برداری کی آسانیاں ناپید ہیں۔ شاید ہی دنیا میں کوئی ایسا ملک ہو جہاں کانوں کی اتنی سر بہر دولت موجود ہو اور وہ اپنی ترقی کے لیے صرف ریلوے کا محتاج پڑا ہو۔

کولے کی سب سے زیادہ مشہور اور اہم کان عثمانیہ کے قریب یعنی بحر اسود کے کنارے کنارے ۱۵۰ کے فاصل پر ہرقلیہ میں دریافت ہوئی تھی۔ اس کان کے متعلق یہ اندازہ کیا گیا تھا کہ اس کا رقبہ ۶ سو مربع میل ہے۔ اس کے کولے کی قسمیں مختلف تھیں، مگر بحیثیت اوسط اس کا مقابلہ نیوکیسل کے کولے سے کیا جاسکتا تھا۔

ان کانوں میں دس جدا گانہ کارخانے کام کرتے تھے جن میں سب سے مشہور فرنچ کمپنی تھی۔ اس کے نکلے ہرے کولے کی مقدار ۵ لاکھ ٹن تھی۔ ڈاکٹر ڈرے کے کنسیشن کے لیے جس قدر کولا نکالا جاتا تھا اس کی مقدار ایک لاکھ دس ہزار ٹن سالانہ تھی، اور یہ سب کی سب فرنچ کمپنی خرید لیا کرتی تھی۔ کچی کنسیشن کے کولے کی مقدار (اس کنسیشن کو حال میں فرنچ کمپنی نے ۸ ہزار پونڈ کو خرید لیا ہے) ۸۵ ہزار ٹن سالانہ تھی، اور زیر بجا برادرس سالانہ ۶۰ ہزار ٹن کولا نکالتے تھے۔ یہ تھے اصلی نکالنے والے، علاوہ ان چھوٹی چھوٹی کانوں کے جن میں سے ۵۰ ہزار ٹن کے اندر کولا نکلا۔ اس میدان کی پیداوار کی کل تعداد ۸ لاکھ ٹن سالانہ ہے۔

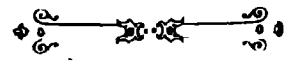
(لوہا)

ایشیاء کوچک میں کچے لوہے کی کانیں بکثرت ہیں۔ یہ کانیں جزیرہ مثلین کے بالمقابل براعظم میں ازمیت کے قریب واقع ہیں۔ ان میں سے سالانہ تقریباً تیس ہزار ٹن لوہا نکلتا ہے۔ شہر زیتون سے شمال کی طرف بیرت کی پہاڑیوں میں جو سب سے بڑا ذخیرہ ۵۰۰ میل تک خلیج الیگزندریا سے ایک خط مستقیم کی شکل میں چلا گیا ہے۔ اس ذخیرہ کا رقبہ وسیع ہے اور اس سے سالانہ ۳ لاکھ ٹن لوہا نکلتا ہے۔

(تانبا)

یہ ذرا بھی مبالغہ نہیں کہ کچا تانبا ایشیاء کوچک کے شمالی صوبوں میں قریباً ہر جگہ ملتا ہے۔ ملک کا اندرونی حصہ۔ کیونکہ باسفرس سے باطرم تک تمام مسافت کی یہی حالت ہے۔ ایک مس خیز خطہ ہے، اور گویا یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ ان کانوں کی رکیں تنگ اور مایہ دار ہیں، جن میں ۲۰ فیصدی بلکہ اس سے بھی زیادہ تانبا ہوتا ہے۔ آغا نا کی کان در حقیقت وسط ایشیاء

بریفنگ



بلاد عثمانیہ کی زر خیزی

معادن و مناجم

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ گذشتہ جلد کے دو نمبروں میں ہم نے بلاد عثمانیہ پر ایک نظر عمومی ڈالی تھی۔ اسمیں ہم نے لکھا تھا کہ ”ترکوں نے جتنی توجہ اپنے یورپین مقبوضات پر کی ہے اگر اس کا ایک عشر بھی وہ اپنے ایشیائی مقبوضات پر کرتے تو آج دنیا کی قومی اور دولتمند سلطنتوں کی صف میں کسی بلند و ممتاز نشست پر نظر آتے۔“ یہ ایک اجمال تھا جس کی تفصیل ہم آج ہم آپکو ایک انگریزی خطیب کی زبان سے سنانا چاہتے ہیں۔

یہ خطیب مسٹر جی۔ میٹلینڈ ایڈورڈس ہیں۔

اب تک عالم اسلامی میں انگریزوں کی سیاسی و اقتصادی سرگرمیاں ہندوستان، ایران، سودان، مصر، اور عراق تک محدود تھیں۔ لیکن اب کہ نیل، بحر ہند، اور خلیج فارس پر انکا پایہ اقتدار راسخ ہو گیا ہے ان کی حوصلہ مندی نئے میدان عمل کی طالب ہے!۔ شام میں ابتداء اقتصادی کام شروع ہوئے تھے۔ جو عموماً اعمال سیاسیہ کا پیش خیمہ ہوتے ہیں، مگر وہ اس غیر رسمی مفاهمت کی بنیاد پر ملترب ہو گئے کہ ”شام فرانس کے لیے ہے اور عراق انگلستان کے لیے۔“

لیکن معاہدہ کربت کے بعد سے انگریزوں کے ایک طبقہ میں نئی حرکت شروع ہوئی ہے۔ یہ طبقہ ارض مبارکہ شام کے ہاتھ سے نکلنے پر سخت ماتم گسار ہے، اور چونکہ ابھی تک اقتدار فرانس کی توثیق کسی معاہدہ سے نہیں ہوئی ہے، اس لیے شام میں فرانس کی سرگرمیوں کو نہایت شرح و بسط، آب و رنگ، اور رشک و تحسّر کے ہاتھ اپنے قوم کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ نیرایست کہ ایک نیم سرکاری پرچہ ہے اس کا مراسلہ نگار برابر بیروت سے اس قسم کے مراسلے بھیجتا رہتا ہے۔

اسی طرح ایک دوسری جماعت ہے، جو یہ چاہتی ہے کہ ایشیاء کوچک کا میدان جرمنی اور روس کے لیے نہ چھوڑ دیا جائے، بلکہ اسمیں انگریزوں کو بھی اترنا چاہیے، تاکہ ہمارے حقوق بھی پیدا ہو جائیں، اور آئندہ تقسیم کے وقت (لا قدر اللہ) ہمیں بھی اس میں حصہ ملے۔ یا اس کا معارضہ کسی دوسری جگہ ملے۔

مختصراً یہ کہ جن اسلامی ممالک میں اس وقت ”انگریزی مصالح“ کی قربانگاہ استقلال و خود مختاری نہیں ہے وہاں اس کے نصب کرنے کے لیے انگلستان میں ایک نئی حرکت شروع ہوئی ہے اور مراسلات، مقالات، اور خطبات کے ذریعہ سے انگریزی سرمایہ داروں کو ان مقامات میں جانے کی ترغیت دی جا رہی ہے۔

یہی نوعیت ہے اس خطبہ کی جو حال میں مسٹر ایڈورڈس نے انسٹیٹیوشن آف مالنگ اینڈ مٹیالری میں دیا ہے اور جس کا خلاصہ ہم اس وقت شائع کرتے ہیں۔

(مٹی کا تھیل)

ایشیاء کوچک میں مٹی کے تیل کے موجود ہونیکے علامتیں تقریباً تمام جزیرہ نما میں پائی جاتی ہیں۔ تیل کی کانوں میں سے درحقیقت صرف صربہائے بغداد و موصل اور ایک حد تک بصرہ ہی کانیں کھرنی گئی ہیں۔ تیل کے سورتوں تعداد کی کرلی ۲ سو تھی اور یہ ۲ سو سورتے کرلی ۲۰ متفرق مقامات میں پھیلے ہوئے تھے۔

یہاں قریباً ۴ خط تے جو ایک دوسرے کے متوازی چلے گئے تھے۔ ان میں سے سب سے بڑا خط ہے جو سلسلہ کوہ جبل العمران کے کنارے کنارے سیندیلی کے شمال و مغرب کی طرف سے شروع ہوتا ہے، اور جہاں تک دجلہ گیا ہے چلا جاتا ہے، اسکے بعد حمان علی سے تقریباً شمال کی طرف مڑ جاتا ہے۔ دوسرا خط ایرانی سرحد پر خانقین کے قریب سے شروع ہوتا ہے اور التین - کفر کے آگے تک چلا جاتا ہے۔ تیسرا خط درحقیقت کوہ قرہ داغ کے بالکل برابر ہے، مگر پہلے خط سے چھوٹا ہے۔ چوتھا اور سب سے آخری خط سلیمانہ سے شروع ہوتا ہے، اور شمال و مغرب کی طرف چلا جاتا ہے۔

شمال کی طرف اور آگے بھی تیل کی کانوں کی علامتیں مل سکتی ہیں۔ جیسے ارض روم کے جانب مغرب ضلع ترخان میں ران (ایک جھیل ہے) اور پلک بحر اسود پر تیس میل کے اندر۔ پلک ہی علامتیں بہت ہی امید افزا تھیں، مگر ذرا آبہ دجلہ و فرات کے تیل کے چمشر کے مقابلہ میں اسکا رقبہ چھوٹا تھا۔ سنوہ کے جنوب میں پچاس میل پر تیل نکلا ہے۔

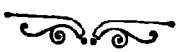
اشتمار

طب جدید اور اپنے چالیس سالہ ذاتی تجربے کی بنا پر دو کتابیں تیار کیں ہیں۔ صحت النساء میں مستورات کے امراض اور معاف الصبیان میں بچوں کی صحت کے متعلق مرثر تدابیر سلیس اردو میں چکنے کاغذ پر خرشخط طبع کرالی ہیں۔ ڈاکٹر کرنیں زید احمد صاحب نے بہت تعریف لکھ کر فرمایا ہے کہ یہ دونوں کتابیں ہر گھر میں ہونی چاہیں۔ اور جذابہ ہر ہالینس بیگ صاحبہ بہرہاں دام اقبالہ نے بہت پسند فرما کر کثیر جلدیں خرید فرمائی ہیں بنظر رفاہ عام چھ ماہ کے لیے رعایت کی جاتی ہے طالبان صحت جلد فائدہ اٹھائیں۔

صحت النساء اصلی قیمت ۱ روپیہ ۱۰ آنہ - رعایتی ۱۲ آنہ
معاف الصبیان، اصلی قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتی ۱ روپیہ -
اردو میڈیکل جورس پرورنس معہ تصاویر اس میں بہت سی کارآمد چیزیں ہیں اصلی قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتی ۱ روپیہ
علاوہ معصوداک وغیرہ۔

ملنے کا پتہ ڈاکٹر سید عزیز الدین گورنمنٹ پبشر میڈیکل افسر درجہ جانہ - ڈاکخانہ بھری ضلع رھتک -

جمہور اردو تفسیر کبیر



جسکی نصف قیمت اعانہ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جالیگی - قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارہ الہلال سے طلب کیجیے۔

کوچک میں ڈھائی سو میل کے فاصلہ پر واقع تھی۔ خود سلطنت کی مملکت تھی، اور وہی اسمیں کام کرتی تھی۔ سنہ ۱۸۹۲ سے لیکے اسوقت تک سیاہ تانبے کی پیداوار ۲۰ ہزار ٹن سے زیادہ ہوئی ہے۔ گورنمنٹ کا تخمینہ ہے کہ اس کان میں ابھی ۷ لاکھ ٹن کچا تانبا اور موجود ہے جس میں عمدہ تانبے کا اوسط دس فیصدی ہوگا۔

ایک اور اہم ذخیرہ سلیمانہ سے ۸۰ میل اور بغداد ریلوے کے اند بازار استیشن سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہندیقہ میں موجود ہے۔ اسکا تانبا سورتاً اس تانبے کے مشابہ ہے جو جرمنی کی مین فاکٹ کے ذخیروں سے نکلا تھا۔ جو تھوڑا سا کم ہوا ہے اور اسکی رپورٹ کی گئی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندیقہ، اوسط ہندیقہ کی کانیں مین فاکٹ کی کانوں سے زیادہ مایہ دار ہیں۔ بہت دفعہ یہ جانچا گیا کہ انمیں خالص تانبا کتنا ہے۔ ۵ فیصدی اوسط ہوتا ہے۔ حال میں ایک مکمل رپورٹ کی گئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خالص تانبے کی مقدار ۷ فیصدی تک ہے۔

(سہسہ، زنک، اور چاندنی)

کچے سیسے (Gatona) کے ذخیرے بہت ہیں اگرچہ تانبے کے ذخیروں سے کم، اور زیادہ تر انہیں مقامات میں جہاں تانبا ہے۔ چاندنی اور سیسے کی کانوں کے لیے سب سے زیادہ مشہور زمین کا وہ قطعہ ہے جو قرہ حصار کے نواح میں ہے۔ ایک مشہور رگ جو درانچ سے کم موٹی تھی۔ یہاں نکلتی تھی۔ یہاں کی ایک ٹن معدنی پیداوار کی قیمت تین سو پونڈ ہوتی ہے، جسمیں سونا اور چاندنی بھی شامل ہوتی ہے۔

حکومت عثمانیہ برقرار دہی کی ایک کان کی مالک ہے اور اسمیں اسکا کم بھی ہوتا ہے اس سے ۴ ہزار پونڈ سالانہ کی آمدنی ہے۔

سیسے کی کانیں زیادہ تر تنگ رگوں میں ملتی ہیں جسکی ضخامت کا اوسط درانچ ہے۔ انمیں سیسے کے ساتھ چاندنی بھی ایک ٹن میں ۶ سو اونس تک ہوتی ہے۔ سب سے عمدہ کان جو اسوقت تک معلوم ہے وہ بالی قرا دین کی ہے۔ یہ کان خلیج ادریاس سے شمال کی طرف تیس میل کے فاصلے پر (جزیرہ مثلین کے بالمقابل) واقع ہے۔ اسمیں لوہے (وہ رگ جسمیں خام معدنیات ہوں) بکثرت ہیں اور انکی ضخامت ایک فٹ سے لیکے ۳۵ فٹ تک ہے۔ ان امتحانات کی رپورٹ کے بموجب جو حال میں ہوئے ہیں ان خام معدنیات میں ساڑھے چھ فیصدی زنک اور بارہ فیصدی سیسہ ہے۔

(سونا)

سونا اور درہ دانیال کے پاس در ضلعوں کے علاوہ اور کہیں کی سونے کی کانوں میں ابھی تک کام نہیں ہوا ہے۔ عرب میں سونے کی کانیں ہیں مگر یہ نہیں معلوم کہ کہاں ہیں؟
در حقیقت، قریب حصار کے پاس ایک کان کے علاوہ تمام شمالی صوبوں میں سونا نہیں ہے۔ سونا کے قریب بعض کانوں میں سونا نکلا ہے۔ کئی سال ہوئے چند کانیں کھرنی گئی تھیں، جنمیں سے زیادہ نفع بخش میندری و آلدین کی کان تھی۔ اس سے دو اونس فی ٹن سونا نکلتا تھا۔ درہ دانیال کے کنارے جنوب چنگالی میں ۵ گھنٹے کی مسافت پر سونا کھریا کی تھوں میں نکلا ہے۔ سونے کے علاوہ کرنے کے لیے جو تجربے کیے گئے انمیں فی ٹن ۳ دینار سے لیکے ۱۵ دینار تک سونا نکلا۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیانی راستے میں سونے کی کانیں ملیںگی مگر اب تک انمیں متعلق یادداشت نہیں ملی ہے۔

HAIR DEPILATORY SOAP

اسکے استعمال سے بغیر کسی تکلیف کے تمام ریشے اتر جاتے ہیں۔

آر۔ پی۔ گھوس

نمبر ۳۰۶ ابر چیت پروردہ - کلکتہ

پچاس برس کے تجربہ کار

راے صاحب ڈاکٹر کے - سی داس کا آڑا لا ساہے -

گولیاں - ایک بکس ۲۸ گولیوں کی قیمت ایک روپیہ -

مستورات کے بیماروں کے لئے نہایت مفید دوا - خط کے آنے سے

پوری کیفیت سے اطلاع کیجالیگی -

سواتھیا سہاے فارمیسی - ۳۰/۲ ہارپسن روڈ کلکتہ

کایا پلٹ

اون اسپروں کیلئے کایا پلٹ کے اسپر

جو جوانی میں ہوئے رنج کے ہاتھوں میں اسپر

حضرات ! انسان چونکہ اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے لہذا انتظام دنیا کیلئے اللہ پاک نے اسکو دل و دماغ بھی خاص قسم کے عطا فرمائے ہیں۔ بہت سے اہم کام اسکے ذمہ عائد کئے ہیں اور اجراء کار کیلئے اسکو بڑی بڑی قوتیں عنایت کی ہیں۔ لیکن تمام کام اور کل قوتیں سلامتی دل و دماغ اور صحت جسم سے تعلق رکھتی ہیں۔ جس انسانی دل و دماغ صحیح اور جسمانی قوتیں قائم ہیں مستعدی اور چستی موجود ہے تو انسان تمام کاموں کو درست اور کل لوازمات زندگی کو بخوبی طے کر سکتا ہے ورنہ بیمار اور مایوس شخص کی زندگی ایک بیکار زندگی سمجھی جاتی ہے۔ حضرات براے مہربانی ہماری تیار کردہ حبوب کایا پلٹ کو ایک مرتبہ آزما دیکھیں کہ یہ گولیاں آپکی دماغی اور جسمانی قوتوں کو تقریباً دینے میں مدد و معاون ہوتی ہیں یا نہیں۔ بڑھاپے میں جوانی اور کم طاقتی میں شہ زور بناتی ہے۔ اگرچہ حبوب کایا پلٹ کی تصدیق کو ہماری اس تحریر کی شہادت کے لئے ہمارے پاس کافی سے زیادہ اعلیٰ اعلیٰ سند یافتہ ڈاکٹروں و دیگر اصحاب کے سرٹیفکٹ کثرت سے موجود ہیں لیکن سب سے بڑا سارٹیفکٹ آپکا تجربہ ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ہمارے جہوت سچ کا تجربہ کر کے لے لے ہی کم از کم ایک مرتبہ ضرور استعمال فرماؤ گے اور ہم آپکو یقین دلاتے ہیں کہ آپ ہمارے احسانمند ہونگے۔ حبوب کایا پلٹ جراثیمات وغیرہ سے مرکب ہیں اور قیمت نہایت ہی کم رکھی گئی ہے ایک روپیہ فی شیشی - ۶ - شیشی کے خریدار کو - ۵ - روپیہ - ۸ - آنہ نمونہ کی گولیاں - ۴ - آنہ کے ٹکٹ آنے پر ورنہ ہونگی پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ دوا مع چند ایسی ہدایات کے دیا جاتا ہے جو بچائے خود وسیلہ صحت ہیں۔

منیجر "کایا پلٹ" ڈاک بکس نمبر - ۱۷۰ - کلکتہ

Manager, Huboobe Kaya Palat Pharmacy, Post Box 170, Calcutta.

ال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام ادب، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے جو ہر چار ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے۔ اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے۔

ہر فرمایش میں الہلال کا حوالہ

دینا ضروری ہے

پوٹن قاتین

— * —

معجز نما ایجاد اور حیرت انگیز شفا - دماغ کی شکایت کو دفع کرنے کیلئے - مزجہاے ہولے دلکو تازہ کرنے کے لیے - ہستہ اور کلرڈ ٹیک کے تکلیفوں کا دفعیہ نور میں قوت پہنچانا - بڑھاپے کو جوانی سے تبدیل - ایام شباب کے مریضوں کا خاص علاج - مرد اور عورت دونوں کے لئے مفید قیمت در روپیہ فی بکس جسمیں چالیس گولیاں ہوتی ہیں -

زینو ٹون

— * —

ضعف باہ کا اصلی علاج - قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ

ڈالین مایند کمپنی - پوسٹ بکس نمبر ۱۴۱ کلکتہ

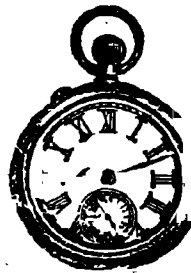
نوفلوت سب سے بہتر

— * —



کہونکہ تمام ہارمونیم سے بڑھکر جسکی سرورتان ایک عجیب اثر پیدا کرتی ہے - ہمارے غہرست کے واسطے بہت جلد درخواست آنا چاہیے -

وان اینڈ کمپنی نمبر ۱۰/۳ لور چیت پروردہ - کلکتہ



کہونکا خاص خزانہ سب سے کم قیمت

آدھ قیمت میں تھوڑے دن کیلئے -

قیمت تین روپیہ پندرہ آنہ اور چار روپیہ

پندرہ آنہ رست راج آدھ قیمت پر -

چار روپیہ پندرہ آنہ اور چہ روپیہ پندرہ آنہ اور دس

روپیہ - چہ کے خریدار کو ایک گھڑی مفت فہرست درخواست پر

بھیجی جائیگی -

کمپنیشن راج کمپنی نمبر ۲۰ مدن مٹر لین - کلکتہ

دافع جنون

— * —

ڈاکٹر ڈبلو - سی - روی کی معجز دوا فوراً سے دماغی خرابی

جاتی رہتی ہے - درخواست پر پوری کیفیت سے اطلاع دیجالیگی -

پانچ روپیہ فی شیشی -

S. C. Roy M. A.

167/3 Cornwallis Street,

Calcutta.

سال ویتی

— * —

یہ دوا ایک عجیب اثر پیدا کرتا ہے - نوجوان بڑھا - معجزہ یا

شادی شدہ سب کے لئے یکساں اثر -

اس - سی - راے نمبر ۳۶ دھرم لہ اسٹریٹ - کلکتہ

مستقبل

وہ چھوٹے بچے ہیں جو گلستان میں نہیں ہیں

کبھی شہزادہ کی طرح جوی ہے کہ کبھی چھوٹے بچے کی طرح ہنس کر رہتا ہے۔
گو قبول ہم ہوئی۔ بعد ہی قبول نام نہان ہوا۔ ہمارے ہاں کی تعلیم کا انتظام جسے کہ جس کے معنی
مستند طبیب مشیر امیر شاہنشاہ اہل ہند ہیں جسے ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ
ایک شے مخصوص کہیں رب انسان ہو تو کسی شے میں شہزادہ کی قبول کی جوتے کہ جسے کہیں
مستند باوجود کا جو نوم ہے وہ معنی کوئی نہ کہہ ہی نہیں دے۔ بلکہ مستند جو لائق
سے ثابت کیا جا سکتا ہو۔

چند مشاہیر ہند کی قبولیت کو ملاحظہ کیجئے

جناب نواب وقار الملک بہادر فرماتے ہیں میں مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ
بہت بڑے مقصد میں ایک حرکت کا مایا بن کر کامیاب ہو کر گئے ہیں۔ دینی کامیابی
جنگل میں سید شرف الدین صاحب جہادیت ہنس پانی کھاتے تھے۔ تاج
درویش گئے تھے اور ان کو جہادیت سے شہزادہ کی قبولیت کیلئے میں نے سکود
موت میں ہی دیکھا کہ وہ سکود سے اسے جہادیت میں لایا۔ ہندوستان میں اسے پہلا
کی خاطر کرتے تھے۔

مشاہیر اسلام رعایتی قیمت پر

- (۱) حضرت منصور بن حلیف اصلی قیمت ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲)
- حضرت بابا فرید شکر گنج ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳) حضرت معبود الہی
- رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ
- رعایتی ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ
- (۶) حضرت شیخ بعلی قلندر بانی بقی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۷) حضرت
- امیر خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ
- (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ
- بن عمر ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ
- [۱۲] حضرت خواجہ حسن بصری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام
- ہاشمی مجدد الف ثانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۴) حضرت شیخ بہا الدین
- ذکریا ملتانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سنوسی ۲ آنہ رعایتی
- ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۷) حضرت امام
- بغابی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ۴ آنہ
- رعایتی ۶ پیسہ (۱۹) شمس العلماء آزاد دہلوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۰)
- نواب معین الملک مرحوم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۱) شمس العلماء دہلوی
- نظیر احمد ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۲) آنریدل سرسید مرحوم ۵ رعایتی ۲ آنہ
- (۲۳) رائٹ آنریدل سید امیر علی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز
- رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبدالعزیز خان غازی
- ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت شبلی رحمۃ اللہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۷]
- کرشن معظم ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعید ابو الخیر ۲ آنہ
- رعایتی ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مخدوم صابر کلیری ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۰]
- حضرت ابونجیب صہروردی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالد بن
- ولید ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۲] حضرت امام غزالی ۶ آنہ رعایتی ۲ آنہ ۲ پیسہ
- [۳۳] حضرت سلطان صالح الدین ناتھ بیضا البقدس ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ
- [۳۴] حضرت امام حنبل ۴ آنہ رعایتی ۶ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعی
- ۶ آنہ رعایتی ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام حنفی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ
- (۳۷) حضرت عمر بن عبد العزیز ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۳۸) حضرت خواجہ
- قلب الدین بختیار کاکی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳۹) حضرت خواجہ
- معین الدین چشتی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۴۰) غازی عثمان یا شا شیریلو نا
- اصلی قیمت ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ۔ سب مشاہیر اسلام قریباً در ہزار صفحہ
- میں ایک جا خرید کر بیسے صرف ۲ روپیہ ۸ آنہ - (۴۰) دیا

جناب سنان ناصر سید اکبر حسین صاحب الکبر الکاوی فرماتے ہیں۔
۲۰ زیتون۔ (۱) امام دہلوی کے خاص بی کتابوں میں مستند ہیں۔ ان چیزوں کو خوشبو میں
ہما بونری محنت کی ہے یہ ترکیب اپنی قرین ہے کیا کسی کو دیکھ کر خوشبو میں سرسید کیل
پر ہونے کے لئے خوشبو میں ہوا ہے۔

مدفوع کیلئے خوشبو میں ہوا ہے۔ درہم ہی مست ہونے کیلئے ہوا ہے۔

چند مشہور اطباء کے خیالات

جناب طابق الملک حکیم محمد اہل خالص صاحب دہلی فرماتے ہیں۔ تاج روغن گہو مدہ
میں سے خود ہی اتھال کیا یہ تیل مدہ کو کارام ہوا ہے اس لئے تقویت دینے میں اچھا لگتا ہے۔
رکتہ میں سے ہاں کے خواب کیلئے والی کوئی چیز نہیں۔ میں سے تاج پیریل کے شہزادہ
کا کارام ہو گیا ہے۔ دیکھا ہے۔

جناب حکیم حافظ محمد عبد الولی صاحب کھنوی سرگزی مدینہ کھنوی فرماتے ہیں۔
بہترین پیریل کو میں نے اکثر دوا کو اتھال کر لایا ہے۔ ہاں اور خوشبو میں تقویت دینے میں ہوا ہے۔
یہ لکھنا چاہتا ہوں کہ یہ ہے۔

چند مستند اخبارات ہند کا حسن قبول

الہلال کلکتہ۔ جہادیت میں شہزادہ کی قبولیت کیلئے میں نے حال پر شاہ
بہترین پیریل کو میں نے اکثر دوا کو اتھال کر لایا ہے۔ ہاں اور خوشبو میں تقویت دینے میں ہوا ہے۔
یہ لکھنا چاہتا ہوں کہ یہ ہے۔

روڈر اندر شہزادہ لاہور۔ جلد ۳۔ نمبر ۹۔ ۳۰ اپریل ۱۹۱۳ء طابق الملک حکیم محمد
خالص صاحب اور شہزادہ الملک حکیم رضی الدین صاحب دہلی۔ تاج روغن گہو مدہ کیلئے
میں قلب لسان ہیں۔ اس لئے یہ دوا چاہئے کہ تاج روغن گہو مدہ کیلئے ہاں کیلئے
میں کام کیا ہے جو ہاں کی آرائشی دیزیاں کا خاص شوق دیکھتے ہیں۔

تاج روغن دام و نفقہ۔ تاج روغن زیتون و یاسمن
نی شیشی عطر
تاج روغن آملہ و بنولہ
نی شیشی ۱۲

(نوٹ) یہ بینین طالعہ صولت خدیج پبلنگ اور دی بی کے ہیں جو ہر نی شیشی ہے۔
کارنامہ کو تلاش کیلئے ہندوستانی سماج میں کارنامہ کیلئے گئے ہیں۔ روغن قریب
قریب تمام اطراف ہندوستان میں ہر دکان میں ملے ہیں۔ تجارت پیشہ صولت گاہ میں ہے کہ
محکمہ اطرین ترمو ہندوستان کے قریب تھوڑے مقامات میں جہان
ایجنسیوں کی ضرورت ہے۔

منیجر۔ دی تلج مینوفیکچرنگ کمپنی ڈبلی (صدر دفتر دہلی)

رفعتان پنجاب کے اولیائے کرام کے حالات ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ - آنہ (۴۱) آنہ
خود شناسی تصرف کی مشہور اور لاجواب کتاب خدا بینی کا رہبر ۵ آنہ - رعایتی
۳ - آنہ [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ - آنہ [۴۳]
حالات حضرت شمس تبریز ۶ - آنہ رعایتی ۳ - آنہ - کتب ذیل کی قیمت میں
کوئی رعایت نہیں - [۴۴] حیات جاردانی مکمل حالات حضرت معبود
سبحانی غوث اعظم جیلانی ۱ روپیہ ۸ آنہ [۴۵] مکتوبات حضرت امام ربانی
مجدد الف ثانی اور ترجمہ ڈیوہ ہزار صفحہ کی تصرف کی لاجواب کتاب
۶ روپیہ ۷ آنہ [۴۶] ہشت بہشت اور خراجگان چشت اہل بہشت کے
حالات اور اشادات ۲ روپیہ ۸ آنہ [۴۷] رموز الاطباء ہندوستان بھر کے تمام
مشہور حکیموں کے باصطبر حالات زندگی مع انکی سینہ بہ سینہ اور صدیقی
مجبوبات کے جو کئی سال کی محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں - اب دوسرا
ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خریداران کے جن نسخوں کی تصدیق کی ہے انکی
نم بھی لکھ دئے ہیں - علم طب کی لاجواب کتاب ہے اسکی اصلی قیمت
چھ روپیہ ہے اور رعایتی ۳ روپیہ ۸ آنہ [۴۸] الجریان اس نا مراد مرض کی
تفصیل تحریر اور علاج ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۴۹] صابون سازی کا رسالہ ۲ آنہ
رعایتی ۳ پیسہ - (۵۰) انگلش ٹیچر بغیر مدد استاد کے انگریزی سکھانے والی
سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیہ (۵۱) اصلی کیمیا گری یہ کتاب سونے
کی کل ہے اسمیں سونا چاندی رنگ - پیسہ - جسٹہ ہڈانے کے طریقہ درج
ہیں قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ

ملفے کا پتہ - منیجر رسالہ صوفی ہندی بہاؤ الدین
ضلع گجرات پنجاب

سعادت فلاح دارین - قرآن کریم - بیش قدر تفاسیر - اکسیر
صفت کتب دین و تاریخی و اسلامی - اور بیسیوں دیگر مفید
و دلچسپ مطبوعات وطن کی قیمتیں یکم مارچ ۱۴ - بروز اتوار -
کیلئے معقول تخفیف ہوگی - مفصل اشتہار مع تفصیل کتب
ہوائی منگا کر ملاحظہ کیجیے - تاکہ آپ تاریخ مقررہ پر فرمایش
بھیج سکیں -

ان تمام ابواب کے ساتھ قانونی نظائر بھی مندرج ہیں جن کی وجہ سے ہر مسئلہ کے سمجھنے میں بے حد سہولت پیدا ہوگئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کا بھی پتہ چل جاتا ہے کہ ایسی حالتوں میں عدالت نے کیا کیا فیصلے صادر کیے ہیں۔

اس کتاب کے دیکھنے سے فاضل مصنف و مترجم کی اعلیٰ علمی قابلیت ظاہر ہوتی ہے۔ مشکل سے مشکل مسئلہ کو بھی اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ نہایت آسانی سے ہر کسی مزید غور و فکر کے ہر انسان کی سمجھ میں آتا ہے۔ علمی اور قانونی اصطلاحات ایسے موقع پر چسپاں ہیں کہ بغیر کسی دشواری یا زبفرنس بک کی مدد کے ان کے معانی ربط مضمون سے ذہن نشیں ہو جاتے ہیں۔ مدت ہوئی کہ اردو میں ایک چھوٹی سی میڈیکل جیورس پورڈنس شائع ہوئی تھی جو نہایت نامکمل اور ناقص تھی اور ایک ایسی کتاب کی شدید ضرورت ہے جو اپنے موضوع کے لحاظ سے ہر طرح جامع و مکمل ہو۔

خدا کا شکر ہے کہ یہ کمی پوری ہوگئی اور ایسے شخص کے قلم سے پوری ہوئی جو بنظر علمی قابلیت اور ہمہ دانی کے اعتبار سے تمام ہندوستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔

امید ہے کہ قانون دان اور فوجداری کاروبار والے حضرات اس کتاب کو اپنے کاروبار میں چراغ ہدایت اور خضر رہنما سمجھ کر اس کی ضرورت قدر کریں گے۔ یہ کتاب نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ مطبع مفید عام آگرہ میں چھپی ہے اور (۳۸۰) صفحے ہیں۔ اس کی قیمت سابق میں ۶ روپیہ مقرر تھی مگر اب عام فائدہ کی غرض سے تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک کر دی گئی ہے۔ اور مولوی عبداللہ خان صاحب کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن سے مل سکتی ہے۔

مولوی غلام علی ازاں بلگرامی کی دو نایاب کتابیں

(از مولانا شبلی نعمانی)

مولانا غلام علی ازاں اُن وسیع النظر محققین میں سے ہیں کہ ان کے ہاتھ کی در سطریں ہات آجاتی ہیں تو اہل نظر آنکھیں سے لگتے ہیں کہ ذخیرہ معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوگیا۔ اہل ملک کی خوش قسمتی ہے کہ مولوی عبداللہ خان صاحب (کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد) کی کوششوں سے ان کی تصنیفات سے نہایت اعلیٰ درجہ کی تصنیفیں آج کل شائع ہوئی ہیں۔ سرآزاں اور مآثر الکرم - سرآزاں خاص شعراء متاخرین کا تذکرہ ہے۔ یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھ یہ خصوصیت بھی رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں اعلیٰ درجہ کے ہیں، زرنہ آزاد کے متعلق یہ عام شکایت ہے کہ ان کا مذاق شاعری صحیح نہیں اور خزائن عامہ اور بد بیضا میں انہوں نے اساتذہ کا جو کلام انتخاباً نقل کیا ہے۔ اکثر ادنیٰ درجہ کے اشعار ہیں۔

مآثر الکرم میں اُن حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتداء عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ دونوں کتابوں میں علم حالات کے ذیل میں ایسے مفید اور نادر معلومات ہیں جو ہزاروں اوراق کے اُلٹنے سے بھی ہات نہیں آسکتیں۔ میں آزاد کی روح سے شرمندہ ہوں کہ علالت اور ضعف کی وجہ سے ان کی نادر تصانیف کے ریویو کا حق ادا نہ کرسکا اور صرف چند اشتہاری جملوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ لیکن میرے امید ہے کہ شائقین فن، شوق خریداری کا ثبوت دیکر اُن کی روح سے شرمندہ نہ ہونگے۔ قیمت ہر در حصہ حسب ذیل رکھی گئی ہے۔

مآثر الکرم ۳۳۴ صفحات قیمت ۲ روپیہ علاوہ محصول ڈاک
سرآزاں ۴۲۲ صفحات قیمت ۳ روپیہ علاوہ محصول ڈاک
ملنے کا پتہ یہ :-

عبد اللہ خان صاحب - کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن -
تملن عرب - مولوی سید علی بلگرامی کی مشہور کتاب قیمت سابق ۵۰ روپیہ - قیمت حال ۳۰ روپیہ

فتح الباری - ۱۴ - جلد مجلد قیمت ۵۰ روپیہ
ارشاد الساری - ۱۰ - جلد مطبوعہ مصر مجلد ۳۰ روپیہ
مسند امام احمد ابن حنبل - ۶ - جلد مجلد قیمت ۲۰ روپیہ

۱۱۰۰ تھو عبد اللہ خان بک سیلر اینڈ پبلشرز
کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

شمس العلما ڈاکٹر سید علی صاحب بلگرامی
ایم - اے - دی لیت بیروستریٹ لا کی

میڈیکل جیورس پورڈنس

یعنی طب متعلقہ مقدمات عدالت ہر

حکیم سید شمس اللہ قادری - ایم - آر - اے - ایس - ایف
آر - ایچ - ایس - کارپور

قبل اس کے کہ کتاب مذکور کی نسبت کچھ لکھا جائے یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میڈیکل جیورس پورڈنس کیا چیز ہے۔ کتاب کے شروع میں فاضل مصنف نے وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے میڈیکل جیورس پورڈنس کے معنی ان الفاظ میں بیان کیے ہیں :-

”میڈیکل جیورس پورڈنس“ علم طب کی اس شاخ کا نام ہے جس میں قانون اور طب کے باہمی تعلقات سے بحث کی جاتی ہے اور اس علم کا موضوع کل وہ مباحثات قانونی و طبی ہیں جو عدالتی انصاف سے متعلق ہیں اور نیز بعض وہ امور جو انسان کی تمدنی حالات سے تعلق رکھتے ہیں غرض مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ میڈیکل جیورس پورڈنس وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے عام طور پر مسائل طب کا استعمال قانونی ضرورتوں کے واسطے کیا جاتا ہے۔

میڈیکل جیورس پورڈنس میں علم طب کے ان مسائل سے بحث کی جاتی ہے جن کی ضرورت فوجداری کاروبار میں لاحق ہوتی ہے جیسے (۱) قتل عمد (۲) زنا بالجبر (۳) اسقاط حمل (۴) زہر خورانی وغیرہ کے مقدمات ہیں۔ ان کے متعلق طبی تحقیقات و شہادت کا ہونا ان تمام آدمیوں کے لئے ضروری ہے جو ان مقدمات کے کاروبار میں شریک ہیں۔ مثلاً :

حکام عدالت - عہدہ داران پولیس - وکلاء پیروکار وغیرہ اگر کسی حاکم کو ان باتوں سے واقفیت نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی بے گناہ کو سزا ہو جاتی ہے اصل مجرم رہا کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی رکیل یا پیروکار ان امور کا ماہر نہیں ہے تو شہادت و ثبوت کے مواقع پر اس علم کے متعلق جو رموز و نکات بیان ہوتے ہیں ان کے صدق و کذب پر خاطر خواہ جرح نہیں کرسکتا اور اس امر سے ہمیشہ مقدمات کے خراب ہرجانیکا اندیشہ لگا رہتا ہے میڈیکل جیورس پورڈنس کے جاننے سے انسان کو نہ صرف واقعات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے بلکہ ان سے واقعات کو ترتیب دینے اور پھر ان سے ایسے صحیح نتائج استخراج کرنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے جنہر

عدل و انصاف کا انحصار ہے

اس کتاب کو اصل میں ڈاکٹر پیٹریک ہیر ایم - ڈی - ایف - آر - سی - ایس نے ملکہ انگریزی میں تصنیف کیا تھا۔ پھر مرحوم شمس العلما نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور اصل کتاب پر بہت کار آمد اضافے اور مفید حواشی زیادہ کر دیے ہیں جس کی وجہ سے اس کتاب نے ایک مستقل تصنیف کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اس کتاب میں طب و قانون کے وہ تمام مباحثات آگئے ہیں جو فوجداری مقدمات میں ہمیشہ درپیش رہتے ہیں مثلاً

مقدمات قتل کے متعلق

(۱) زخم - چوٹ (۲) ہلاکت کی جوابدہی (۳) شہادت قرینہ (۴) لاش سونے کے مدارج (۵) مختلف اعضاء انسان کے زخم و ضرب (۶) اختناق (۷) دم خفا ہونا (۸) پھانسی یا گلا گھونٹنا وغیرہ۔

عورتوں کے

(۱) زنا بالجبر (۲) بچہ کشی (۳) اسقاط حمل - (۱) مبعذنی سمیات (۲) فلزی سمیات (۳) نباتی سمیات (۴) حیوانی سمیات - اور ان کے استعمال سے جو اثر ظاہر ہوتے ہیں ان کا بیان۔

امور مختلفہ کے متعلق

(۱) زندگی کا بیمہ (۲) جنون (۳) زہر خورانی وغیرہ۔

جام جہاں نما

— * —

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

— * —

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھر کی کسی ایک زبان میں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی کار آمد ایسی دلفریب ایسی فیض بخش کتاب لاکھ روپے کر بھی سستی ہے۔ یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علم قبضے میں کر لگے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھ لیں۔ دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیں صرف اس کتاب کی موجودگی میں گویا ایک بڑی بہاری لائبریری (کتابخانہ) کو مول لے لیا۔

— * —

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

— * —

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعیات - علم ہلیمت - علم بیان - علم سرورض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر - فالنامہ - خواب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ذہنک سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلمیں سرور آنکھوں میں نو پیدا ہو بصورت کی آنکھیں راہیں دوسرے فضاء میں تمام دنیا کے مشہور آدمی ان کے عہد بعد کے حالات سوانح عمری و تاریخ دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کھلیے تندرستی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دلایا بھر کے اخبارات کی فہرست - آنکی قیمتیں - مقام اشاعت وغیرہ - بھی کھاتہ کے قواعد طرز تحریر اشیا پرورے انشائیں دازی طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابوں کا عطر کھینچ کر دکھایا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھی - شکر - گالے بھینس - گھوڑا - کدھا بیڑ - بکری - کتا وغیرہ جانوروں کی تمام بیماریوں کا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرنڈرنگی دوا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام معکونے قوانین کا جوہر (جن سے ہر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فرجدارہ - قانون مسکرات - میعاد سعادمت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی رہاں جاگر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آج تک کہیں دیکھی نہ سنی ہوگی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہروں کے مکمل حالات رہاں کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے تک بکھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے ہیں اس کے بعد ملک برہما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یا قوت کی کان (روپی واقع ملک برہما) کے تحقیق شدہ حالات رہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں تھوڑے ہی دنوں میں لاکھ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - استریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات رہانگی درسگاہیں دخانی کلیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفر کا مجمل

نیچر گپتا اینٹ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقام تھانہ - ایس - پی - ریلوے

TOHANA. S. P. Ry, (Punjab)

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTROTYPE PRESS & PUB. HOUSE, 7/1 MOLEOD STREET, CALCUTTA

احوال کرایہ وغیرہ سب کچھ بتلایا ہے - اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ (طرز تحریر ایسی دلانیز کہ پڑھتے ہوئے طبیعت باغ باغ ہو جائے دماغ کے کراز کھجائیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگاؤ آسے وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلبہ فرماؤ با وجود ان خوبوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ معصوداک تین آنے در جلد کے خریدار کو معصوداک معاف

بغیر مدد اُستاد انگریزی سہکلائیوالی کتاب
حجم ۲۷۵ صفحے

ٹنڈن صاحب کا انگلش ٹیچر حجم ۲۷۵ صفحے
وہی تو آجک بیسیوں انگلش ٹیچر چھپ چکے ہیں - مگر ٹنڈن صاحب کے انگلش ٹیچر کا ایک بھی مقابلہ نہیں کر سکتا - اس میں انگریزی سکھانے کے ایسے آسان طریقے اور نادر اصول بتلائے گئے ہیں جنکو پڑھکر ایک معمولی لیاقت کا آدمی بھی بغیر مدد اُستاد کے انگریزی میں بات چیت کرنے اور خط و کتابت کرنے کی لیاقت حاصل کر سکتا ہے - ہر طرح کی بول چال کے فقرے ہر معنی کے اصطلاحی الفاظ ہزاروں معارف جو کسی دوسری کتاب میں نہ ملیں گے - انٹرنس پاس کے برابر خاصی لیاقت ہو جاوے گی - اور جلد ہی اُستاد سے انگریزی میں گفتگو کرنے کے قابل ہو جاؤ گے - معجلہ کتب کی قیمت مع معصود صرف ایک روپیہ ۳ میں آنہ در جلد ۲ روپیہ ۴ چار آنہ چار جلد ۴ روپیہ -

مفت - کتاب انگلش گریمر ہر ایک خریدار کو مفت ملیگی -

تصویر دار گھڑی

گارنٹی ۵ سال قیمت صرف چھ روپے
ولایت والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے ڈائل پر ایک خوبصورت نازنین کی تصویر بنی ہوئی ہے - جو ہر وقت آنکھ منکائی رہتی ہے - جسکو دیکھکر طبیعت خوش ہو جاتی ہے - ڈائل چینی کا پرر نہایت مضبوط اور پائدار - مدتوں بگڑیکا نام نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمائش کیجئے اگر درست احباب زبردستی چہیں نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلبہ کو قیمت صرف چھ روپیہ -

آٹھ روزہ واچ

گارنٹی ۸ سال قیمت ۶ چھ روپیہ

اس گھڑی کو آٹھ روز میں صرف ایک مرتبہ چابی دینی ہے - اسے پرزہ نہایت مضبوط اور پائدار ہیں - اور قائم ایسا صحیح دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اس کے ڈائل پر سبز اور سرخ پٹیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں - برصورت بگڑیکا نام نہیں لیتی - قیمت صرف چھ روپے - زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس ہمارا مفت -

چاندنی کی آٹھ روزہ واچ - قیمت - ۹ روپے چھوٹے سائز کی آٹھ روزہ واچ - جو کلائی پر بند ہوتی ہے مع تسہل چرمی قیمت ست روپے -

بجلی کے لیمپ

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کار آمد لیمپ - ابھی لاہور سے ہمارے یہاں آئی ہیں - نہ دیا سلائی - بصورت اور نہ تیل بقی کی - ایک لمپ ہاتھ اپنی جیب میں یا - مہارے رکھو جسوقت ضرورت ہو فوراً بجن دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے - رات کی وقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی موزی جانور سانپ وغیرہ کا قدم فوراً لیمپ روشن کر کے خطر سے ہم سکتے ہو - یا رات کو سوتے ہوئے ایکدم کیڑچہ سے اٹھنا پڑے - سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیا - بڑا نایاب تحفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم ہوگی - قیمت ۱ مع معصود صرف دو روپے ۲ جسیں سفید سرخ اور زرد تین رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۸ آنہ -

ضروری اطلاع - علاوہ انکے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں - کلاں اور گھوڑوں کی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی ہیں - اپنا پتہ ملے اور خوشحال لکھیں انکے مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جاوے گی - جلد منگوا لیں -

دود بھی جانتا ہے - دوسرا کیونکر جانسکتا ہے -



یہ سخت سردی کے موسم میں تندرست انسان جان بلب ہو رہا ہے - سردی ہٹانے کیلئے سر سو بندوبست کرتے ہیں - لیکن بد قسمتی سے دمہ کے مرض کی حالت ناگفتہ بہ ہے - تکلیف دمہ سے پریشان ہوتے ہیں -

اور رات دن سانس پھرانے کی وجہ سے دم نکلتا ہے - اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے - دیکھئے! آج اسکو کس قدر تکلیف ہے - لیکن انفسوس ہے کہ اس لا علاج مرض کا بازاری ادویہ زیادہ تر نشیلا اجزاء دھوڑے - بھنگ - بلادونا - پوٹاسیائی - اوڈالڈ دیکر بنتی ہے - اسلئے فالسہ ہونا تو درگزار مریض بے مروت مارا جاتا ہے - ڈاکٹر برمن کی کیمپائی اور مول سے بنی ہوئی - دمہ کی دوا انمول جود ہے - یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے - بلکہ ہزاروں مریض اس مرض سے شفاء پا کر اسکی مداح ہیں - آپتے بہت کچھ خرچ کیا - مگر - ایک مرزبہ اسکو بھی آزما لیں - اسمیں نقصان ہی کیا ہے - پوری حالت کی فہرست بلا قیمت بھیجی جاتی ہے - قیمت ۴ روپیہ ۴ آنہ محصول ۵ پانچ آنہ -



ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۵۰۰۰ - چاندوت اسٹریٹ کلکتہ

خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بھی ہیں اور ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی ہڑالا بخار - مرمی بخار - باری کا بخار - پھر آنے والا بخار - اور وہ بخار جسمیں دم جگر اور طحال بھی لاحق ہو - یا وہ بخار جسمیں مثلی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ گلہاں بھی ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے - اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجئے تو پھر بڑے جاتے - اور تمام اعضا میں خون سالم پیدا کرنے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں جستی و چالاکی آ جاتی ہے - نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آ جاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر لڑتے ہوں - بدن میں سستی اور طبیعت میں کاهلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - ہانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تریہ تمام شکایتیں بھی اسکی استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت - بڑی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

ہرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے
۱۶۰۱
۱۶۰۱

ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ - ۲۲ ۷۳ د
کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

اشہارات کیلئے ایک عجیب فر

ایک دن میں پچاس ہزار !!

”ایک دن میں پچاس ہزار“ یعنی اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکا اشتہار صرف ایک دن کے اندر پچاس ہزار آدمیوں کی نظارے گذر جائے جس میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ ہوں - تو اس کی صرف ایک ہی صورت ہے - یعنی یہ کہ آپ ”الہلال کلکتہ“ میں اپنا اشتہار چھپوا دیجیے -

یہ سچ ہے کہ الہلال کے خریدار پچاس ہزار کیا معنی پچاس ہزار بھی نہیں ہیں - لیکن ساتھ ہی اس امر کی واقعیت سے بھی آجکل کسی با خبر شخص کو انکار نہ ہوگا کہ وہ پچاس ہزار سے زائد انسانوں کی نظر سے ہر ہفتے گذرتا ہے -

اگر اس امر کیلئے کوئی مقابلہ قائم کیا جائے کہ آجکل چھپی ہوئی چیزوں میں سب سے زیادہ مقبولیت اور سب سے زیادہ پڑھنے والوں کی جماعت کون رکھتی ہے ؟ تو بلا ادنیٰ مبالغہ کے الہلال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مشرق میں پیش کیا جا سکتا ہے - اور یہ قطعی ہے کہ اسکو اس مقابلے میں دوسرا یا تیسرا نمبر ضرور ملے گا -

منیجر الہلال - ۷۰۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ - کلکتہ -



تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکی ایسے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی کے جب سب چیزوں کی کثرت چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بٹا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متمتع نمود کے ساتھ فالسہ کا بھی جویاں ہے بلکہ ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و لاتی تیلوں جالچکر ”نرہنی کسم تیل“ تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو ساری ہی سے مفید لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور فرشیر کے دیر پا ہونے میں لاجواب ہے - اسکی استعمال سے بال عرب کہنے آگئے ہیں - جو میں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درہ سر - نزلہ - چکر - اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز مرنی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصولات -

سیو انٹی بلڈ ایما پچر اکسیر وافع بخار شرم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجا چکے ہیں - یہ بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے - ہسپتال - ڈاکٹر - اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پٹنک دوا ارزاں قیمت پر گھر پہنچے بلا طبی مہرہ کے میسر آ سکتی ہے - ہمنے ملق اللہ کی ضرورت کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی محنت اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے - اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے - مقام مسرت ہے نہ

[v].

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا إِنَّمَا الْأَعْيُنُ مِنَ الرِّجَالِ وَالرِّجَالُ مِنَ الْقُلُوبِ

الهِلَال

Telegraphic Address,
"Alhila! Calcutta"
Telephone, No. 648.

نار کا ہند
الہلال کلکتہ
لیٹیرر نمبر - ۶۳۸

قیمت
سالانہ ۸ روپہ
ششماہی ۴ روپہ ۱۲ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور سالہ

میرسنول و نرخصوی
بلاکسٹیل اسکول مالوی

مقام اشاعت
۱۰۱ مکلاؤڈ اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ۴

کالہ ۱۴ : جہاوشنبہ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta : Wednesday, February 25, 1914.

نمبر ۸



قیمت فی پرچہ

خط و کتابت میں خریداری کے نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ عدم تعمیل حکم کی شکایت نہ فرمائیں

يعني

بہت جلد پبلک کے فائدہ کے واسطے مقرر ہوگی - ناظرین
الہلال اسکی تفصیلی حالت کا انتظار کریں، اور اپنے سب آدرش کو
سر دست ملتوی رکھیں -

منيجر الهلال نمبر :- ۷۷ مکلاہ استیٹ - کلکتہ

آتشہ فیہ نگا کمپنی

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی اسور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :-

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل کڈاک (یعنی سپاری تراش) مشین دیگی ، جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں ۔

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۵ روپیہ میں خود بان موزے کی مشین دیگی ، جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کھیل ہے ۔

ایبٹ - دو چار بے مانگے سرٹیفکے، حاضر خدمت ہے -

انریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :- میں حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں اور مجھے آنے پرزنی قیمت اور اوصاف سے بہت تشفی ہے۔
ای۔ گروند راؤ پلیدر۔ (بلاری) میں گنزویلر مشین سے آپکی مشین کو ترجیح دیتا ہوں۔
مس کشم کماری دہری۔ (نڈیا) میں خروشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپہ سے ۸۰ روپہ تک ماہوارہ ایکے نیٹنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں۔

اس کمپنی کی پوری حالت آپ کے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چہرہ دیں تو اس سے بڑھ کر انفرس اور کیا ہو سکتا ہے یہ ہر دہم - ہر ادھی - ملکی منعت و حرمت - قارف رفارم - پروٹکشن یہ سب مسئلہ کا حل کن ہم ہیں یعنی

ادوشہ نیٹ ۴ : کمپنی نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کاتہ ۵

AL - H I L A L
Proprietor & Chief Editor,

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs.8

Half-yearly " " 14-2

الهلال

میرسنون غرضی
مسلم لیگ لکھنؤ

مقام اشاعت

۱-۷ مکلاؤ اسٹریٹ

۱۲۴

تذکرہ نمبر ۶۴۸

قیمت

سالانہ ۸ روپہ

نشانہ ۳ روپہ ۱۲ آ

جلد ۴

۲۹ صبح الاول ۱۳۳۲ ہجری

نمبر ۸

Calcutta : Wednesday, February 25, 1914.

حملہ قرار پائیں - ترکی کو یہی ان جزائر کے معافی اشیاء کوچک کی سرحدوں پر قلعہ بندی کی اجازت نہ دیجائے - بوجہ اسلحہ اور اسلحہ میں عیسائیوں کو یہی حقوق دیے جائیں جو مسلمانوں کو اس کے جزائر میں ملنے والے ہیں -
وہ مقابلہ کی پالیسی کو جاری رکھنا نہیں چاہتا ، مگر وہ اپنی ارگرو کیسٹرو میں بعض دیہات کے الحاق پر زور دیتا ہے - ان دیہات کے معاوضہ میں وہ تیار ہے کہ البانیا کو قہاڑی ملین فرنگ دے اور اس طرح میں تخفیف کرے جو ساحل البانیا سے لیکے کینٹ پکینیا تک پھیلائی ہوئی ہے -

چونکہ لغت کمال نے جینیوا میں اپنی جگہ چھوڑ دی تھی ، اس لیے اس پر کوئی مارشل ہوا - ۲۲ فروری کی صبح کو وہ گولی سے ہلاک کیے گئے -

روبرینڈ انڈریوز جنوبی افریقہ سے روانہ ہوئے - روانگی کی شام کو انہوں نے کیمپ ٹائمز میں ایک خط شائع کیا ہے ، جس میں اپنے ساتھ حسن مدارات کے شکریہ کے بعد مسئلہ اہل ہند کے بابت یہ رائے ظاہر کی ہے کہ سابق کی نسبت اس وقت یہاں کی فضا کی حالت بہتر ہے - انکا بیان ہے کہ انڈیا اسٹرائٹ میں مسٹر گاندھی کے طرز عمل اور جنرل بوٹھا کی دانشمندی نے ایک معقول و آتش آمیز روح پیدا کر دی ہے - ان کے نزدیک اصلی نقطہ دو ہیں ایک تین پونڈ ٹیکس اور دوسرا مسئلہ ازدواج - نقطہ اول کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ اگر نزدیک اس کے حل میں کوئی دقت نہ ہوگی - نقطہ دوم کے متعلق انکا یہ خیال ہے کہ اگر حکومت جنوبی افریقہ صرف ایک شادی کو جائز تسلیم کرے تو یہی یہ مشکل حل ہو سکتی ہے لیکن اگر اس حد سے گزرے وہ مسلمانوں کے مذہب پر حملہ کرے گی تو غیر متعادلی مشکلات اور غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں -

برطانیہ مشرقی افریقہ کی سرحدوں میں ہنگاموں کی وجہ سے : مزدور چار ہزار نوے کمزور روانہ کی گئی ہے -

سوریش کپتان کی عمرے اور بلرچی حملہ آوروں سے نام میں جو جنگ ہوئی ہے اس میں کپتان کی میرے آدمیوں میں سے دو مقتول اور دو زخمی ہوئے ہیں -
سیچر نامہ سید کپتان کی عمر کی مدد کے لئے کرمان روانہ ہوئے ہیں -

الهلال کی ششماہی مجلدات

قیمت میں تخفیف

الهلال کی شش ماہی جلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد تھہر پڑیہ میں فروخت ہوئی تھیں لیکن اب اس خیال سے کہ نفع عام ہو ، اس کی قیمت صرف پانچ روپیہ کر دی گئی ہے -
دوسری اور تیسری جلدیں مکمل موجود ہیں - جلد نہایت خوبصورت ولایتی کپڑے کی - پشت پر سنہری حرفوں میں الہلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب جسمیں سے زیادہ ہفت گون تصور ہو سکتی ہے - کاغذ اور چھپائی کی خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصلہ پس کرتا ہے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیہ کچھ ایسی زیادہ قیمت نہیں ہے - بہت کم جلدیں باقی رہ گئی ہیں -
(منیجر)

فہرست

۱	الاسبوع
۲	شذرات
۳	مذاکرہ تلخیص (راہ انکشاف و علم برستی میں ایک اور اقدام)
۹	مقالات (علیم القرآن نمبر ۳)
۱۱	کارزار طرابلس (ختم جنگ کے اسباب نمبر ۳)
۱۳	عالم اسلامی (از اردو تا فلسطین)
۱۵	شعب عثمانیہ (جزائر اربعہ)
۱۸	آثار عذوقہ (حفریات باب)
۱۹	مراسلات
۲۰	نبرد فرنگ

تصاویر

۳	سراپور دست شکنگ
۱۸	قائم راجست کولڈ لائی
۱۸	اسیریا کے شکستہ مقبرہ
۱۸	سائل کی قدیم بنیاد
۱۸	قدیم نعل نمبر
۱۸	نابل صمد ۳۰ قیمت عمیق غار

الاسبوع

۱۸ ماہ کو شہزادہ و قے شاہ و ماہ انگلستان کے ساتھ مصر بیگم میں لانچ کھایا
برازرے اور دیگر سفراء سے گفتگو کی -

انڈیا قیام لندن میں انہوں نے کامل مالی مدد کا وعدہ لیلیا ہے - اس خیال کے شہزادہ کے اتفاق کے کہ البانیا میں اسی ایک سلطنت کے اثر کا بڑھنا البانیا کے معاملے کے لیے مضر ہے -

فرس کے متعلق اپنی کچھ طے نہیں ہوا - امید ہے کہ اسماعیل کمال نے نیشنل کے لیے جو رعایتیں دی تھیں انکا رخ بین القریب کی طرف پھیر دیا جائیگا - شہزادہ انڈیا فرس کو پسند کرتے ہیں جس کی ذمہ داری دل دورب متعدد طرز پر نہ کریں -

۲۲ فروری کو شہزادہ و قے نے احمد شاہی سرگروہی میں ایک وفد کو بار دیا - وفد کے عملی امانت کی طرف سے شہزادہ سے درخواست کی کہ وہ آزاد و خود مختار تخت اور نابل کے لیے شہزادہ کے جواب میں کہا کہ میں اپنی جان و دل کو البانیا کے لیے وقف کر دیتا ہوں - امید ہے کہ البانیا کو ایک درخشاں مستقبل تک لیجائے میں ضرور البانی میری مدد کرے گا -

۱۸ جرمنی اخبار کا بیان ہے کہ ۲۶ فروری کو شہزادہ و قے زار روس سے ملنے جائینگے -

۲۱ فروری کو یونان کی طرف سے دل کی یادداشت کا جواب پیش ہو گیا - یونان نے دل کے اس " مضامین " فیصلہ سے اتفاق اور انکا شکریہ ادا کیا ہے - جزائر کے متعلق وہ دونوں شرطوں کو منظور کرتا ہے مگر یہ چاہتا ہے کہ جزائر ناقابل

شذات

گذشتہ ہفتہ میں سرحد پنجاب سے در نہایت اہم حادثوں کی خبریں موصول ہوئی ہیں۔ جنکی اصلی حقیقت سے دنیا یقیناً تاریکی میں ہے، اور شاید رہے۔ اسلیے کہ ان دونوں حادثوں کے متعلق ذریعہ اطلاع یا انگلر انڈین اخباروں کے مراسلہ نگار خصوصی ہیں یا پھر ایسوسی ایٹڈ پریس۔ اول الذکر کے متعلق تو کچھ کہنا فضول ہے، کیونکہ ان سے توقع ہی کسکو ہے البتہ مورخ الذکر کے متعلق ہم اسقدر کہنا چاہتے ہیں کہ ملک کی بدقسمتی سے وہ اب ایک صاحب گوش و ہوش راہی نہیں بلکہ بے روح و حیات فرنوگراف ہے، جس سے بھی نفعہ نکلتا ہے جو اسمیں بھرا جاتا ہے۔ پس اگر آپ میں کچھ بھی فراست ہے تو پہچان لیجیے کہ یہ لے کسکی ہے۔

پہلا حادثہ ۱۹ فروری کا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ در شبہ کی شب کو گیارہ بجے ایک جماعت نے اٹک کے پل پر حملہ کیا، پولیس نے دونوں جانب آتشباری شروع کی۔ ۸ آدمی نظر آئے، مگر کسی زخمی کا پتہ نہیں ملا۔ ۱۲ بجے آتشباری موقوف ہوئی۔ ٹرین روک لی گئی تھی۔ مگر بعد کر جب اطیڈان ہو گیا تو اسے جانے دیا گیا۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حملہ کا مقصد پولیس کی رالفلیں لوٹنا تھا۔ بعد کی خبر میں بیان کیا گیا ہے کہ اس حملہ میں یار شاہ کے جتے کی کامیابی کار فرما ہے۔ حملہ کرنے والے ماہتاب کے بلند ہونے سے پے غائب ہو گئے۔ انکے حلیہ غیر معلوم ہیں تعداد کا تخمینہ ۵۰ ہے۔

تیسرے تاریخ میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اٹک کے پل پر دربار حملہ ہوا۔ پہلا حملہ جمعہ کی شب کو ہوا تھا۔ جسمیں ترقیقین نے اینٹیں پھینکیں، اور اسکے بعد حملہ آور چلے گئے۔ فریقین میں سے کسی کے آدمی زخمی نہیں ہوئے۔

دوسرے حادثے کی خبر ۲۳ جنوری کی ہے۔ دہلی کا تاریخ: حال میں بنیروال نے برطانوی قلمرو میں در سنگین حملے کیے تھے پہلا حملہ بلد گردھی میں ۴ جنوری کو اور دوسرا چینا میں ۶ جنوری کو ہوا تھا جسمیں برطانوی رعایا میں سے تقریباً ۸ آدمی کالم آئے تھے۔ چنانچہ یہ طے کیا گیا کہ ان حملوں کی پاداش میں آج ملکنڈ کا کالم درہ ملندری سے ہوتا ہوا بنیر میں داخل ہو اور تمام گاؤں میں صرف ان دو کو گھیر لے، جنکو سب سے زیادہ ان حملوں سے تعلق ہے۔ یعنی نواقلی اور لنگی خان بنڈا جو سرحد سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہیں۔ اور دونوں حادثوں کے راجبی تصفیہ کی ضمانت کے طور پر انکی جالداد منقرہ پر قبضہ کر لیا جائے۔

آج صبح کو ۸ بجے ۱۵ منٹ پر تھوڑے سے مقابلہ کے بعد درہ ملندری پر قبضہ ہو گیا۔ فوج نے شب کو نہایت تیز کوچ کیا جسوقت وہ چھوٹی پر پہنچی ہے اسوقت ہر طرف کھرا چھایا ہوا تھا۔ فوج دونوں گاؤں کی تسخیر اور چند اشخاص کی گرفتاری میں کامیاب ہوئی۔ ہماری طرف کسی نقصان کی رپورٹ نہیں کی گئی۔

اس ہفتہ میں دہلی اور لاہور میں بعض خانہ تلاشیوں اور گرفتاریوں عمل میں آئی ہیں۔

دہلی میں امیر چند اور سلطان سنگھ گرفتار ہوئے ہیں۔ امیر چند ایک تعلیم یافتہ آدمی ہے اور مشن اسکول دہلی میں مدرس اور سنسکرت اسکول دہلی میں ہیڈ ماسٹر رہ چکا ہے۔ سلطان سنگھ ایک ۱۴ سالہ لڑکا ہے جسکو امیر چند نے مقبض بنایا تھا۔ امیر چند کی گرفتاری کا تعلق بمب کیس سے بیان کیا جاتا ہے۔ اثناء خانہ تلاشی میں کاغذات کے علاوہ اور روٹی سے بھرا ہوا ایک بکس نکلا، جو ممتحن کیمیاوی کے یہاں بھیج دیا گیا۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ بکس سے اس شبہ کی تصدیق ہوئی ہے جو امیر چند کے متعلق پیدا ہوا ہے۔

امیر چند کے یہاں سے بہت سے خطوط بھی برآمد ہوئے ہیں، جن میں زیادہ تر سلطان سنگھ کے نام ہیں۔

امیر چند کے ساتھ ایک تیسرا شخص بھی گرفتار ہوا ہے جسکا نام اردھہ بہاری بی۔ اے، ہے۔

دہلی میں خانہ تلاشیوں کے متعلق حسب ذیل کمپونک شامل ہوا ہے:

در شبہ اور اسکے دوسرے دن دہلی میں بہت سی خانہ تلاشیوں ہوئی ہیں۔ پولیس نے یہ کارروائی کچھ تو اس وارنٹ کی بناء پر کی ہے، جو علی پور کے جوائنٹ رجسٹریٹ نے راجا بازار بمب کیس کے متعلق جاری کیا ہے، اور کچھ اس وارنٹ کی بناء پر جو دہلی کے ڈپٹی کمشنر نے شرر انگیز نوعیت کی ممنوع الاشاعت تحریروں کی گرفتاری کے متعلق شائع کیا ہے۔ ان تحریروں میں سے بعض راجا بازار بمب کیس میں بطور شہادت کے پیش ہوئی ہیں۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ دیگر کاغذات کی ایک تعداد گرفتار ہوئی ہے، جو ہنوز زیر امتحان ہے۔ شبہ کی بناء پر چند اشخاص بھی گرفتار ہوئے ہیں۔ جنمیں سب سے زیادہ قابل ذکر امیر چند سابق مدرس سینٹ اسٹیفن کالج اور اردھہ بہاری بی۔ اے ہیں۔ تحقیقات ہو رہی ہیں۔

بالآخر امید ریاس کی کشمکش اور سخت انتظار کے بعد زمیندار شائع ہو گیا۔

اے آتش فراق کہ دلہا کباب کرد!

زمیندار کی اشاعت و عدم اشاعت کا سوال ایک روزانہ اخبار کی موت و زندگی کا سوال نہ تھا کہ اگر صرف اسقدر ہوتا تو یہ ایک شخصی حیثیت رکھتا۔ اور ہر ہمدردی و تعزیت یا تبریک و تہنیت جو کی جاتی معض شخصی اور پرائیوٹ تعلقات کی بنا پر ہوتی۔ بلکہ یہ سوال تھا مسلمانان ہند کی بیداری، حس ملی، اور جوش حق پرستی کا، یعنی یہ کہ آیا درحقیقت مسلمانوں میں فرض شناسی و حق پرستی کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے؟ کیا وہ اس ہستی کے لیے کچھ کرسکتے ہیں جسکو طاقت کے عفریت نے صرف اسلیے نیم بسمل کر دیا ہے کہ اس نے مسلمانوں کی حسیات و افکار کی ترجمانی کی اور اس کی زبان پر حق جاری ہوا؟

شکر ہے کہ اس کا جواب نفی میں نہیں ملا۔

لیکن کسی جان بلب مریض کے بیچنے کی اسوقت مسرت ہو سکتی ہے جبکہ اسکے جسم میں روح بھی رہے، ورنہ اگر اسکی لاش ادویہ کے ذریعہ سے محفوظ رکھ لی گئی تو یہ ایک لا حاصل فعل ہوگا۔

ہم اپنے ہمعمر کو دوبارہ اشاعت پر مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا کبرے زمانے کے لطعات اسکے ہاتھ سے عبور و استقامت کا دامن نہ چھڑا سکے، اور وہ ہمیشہ حق و صداقت کی دعوت میں اسی طرح جری و بیدار رہے جس طرح کہ ایک مسلم ہستی کو ہونا چاہیے۔

مذہب و علم

راہ اکتشاف و علم پرستی میں ایک سر فروشانہ اقدام

(یعنی)

قطب جنوبی کے لیے ایک اور مہم

(سرگرمی)

سر ایورینسٹ شیگلٹن

اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ قوموں کی زندگی کے کیا معنی ہیں تو میں کہوں گا کہ حوصلہ کی بلندی اور عزم کی پختگی۔ اس وسیع کرۂ ارض پر صدہا قومیں آباد ہیں اور ہر قوم کے افراد

و تمام کام کرتے ہیں جو حیات ظاہری و مادی کے مظاہر و لوازم سمجھے جاتے ہیں۔ اسی آسمان کے نیچے اور اسی زمین کے اوپر ہم بھی ہیں اور اہل یورپ بھی، پھر ہم میں جاپانی، چینی اور ہندو بھی ہیں اور مسلمان بھی۔ ہم سب اکل و شرب، رفتار و گفتار، مسرت و عیش اور رنج و غم میں شریک ہیں۔

جس طرح انکی نفسیں متحرک ہیں اسی طرح ہماری نفسیں بھی چلتی ہیں اور اگر انکی کون میں خون رواں ہے تو ہماری کون منجمد و ساکن نہیں، مگر ایسے ہمہ پورہ کیا ہے جسکی جہ سے بعض زندہ بعض نیم زندہ بعض جاں بلب کہلاتے ہیں؟

کیا یہ علو حوصلہ اور رسوخ زم کے علاوہ اور کوئی شے ہے؟ جب زندگی کی حقیقت سفر بچ ہو اور مسافر راستہ کی

مشکلات سے کمر کھولے بیٹھے جائے تو اسے کون زندہ کہیگا؟ زندہ تو یہ ہے جسکے کانٹے چبھیں، پتھروں کی ٹھوکریں لگیں، گھاٹیاں رغار حائل ہوں، مگر اس کے پیر کو قرار نہ ہو۔

نالامیوں کا صدمہ، مشکلات کا تصور، خطرات و آفات کا خوف تمام چیزیں انسان کی دشمن ہیں، جو اسکے عزم و حوصلہ حملہ کرتی ہیں، مگر اسی جنگ میں فتح کا نام تو زندگی ہے۔ جو قومیں زندہ ہیں انکے لیے ان میں سے ایک شے بھی مانع نہیں ہوتی۔

قطب جنوبی کے اکتشاف کے لیے کتنی بھی مہمیں لگیں، مگر بھی کامیاب واپس نہ آئی۔ اگر واپس آئی تو ناکام ورنہ برف ناپیدا کنسار سمندر میں غرق ہوتی گئی، مگر یہ زندگی کی

اعجاز نمائی ہے کہ نامرادی و بربادی کی باد ز مہریر حوان ہولناک ہرستانوں میں چلتی ہے۔ سینوں کی آتش شوق کو افسردہ کرنے کے بدلے انکے شعلے اور بلند کرتی ہے!

کپتان اسکات کی مہم کا جو جہر تباہ کن انجام ہوا وہ انسانی ہمت اور ارادے کے لیے ایک سخت ابتلا و آزمائش ہے۔ لیکن ابھی اس حادثہ ہمت شکن و حوصلہ فرسا کو دوسرا سال بھی نہیں ہوا کہ ایک اور جماعت اسی بحر ہلاکت میں سفر کے لیے تیار ہے، جسمیں انسانی ہستی کی صدہا کشتیاں غرق ہو چکی ہیں۔

قطب جنوبی کی سفر کی تاریخ میں سر ای۔ شیگلٹن کا نام نیا نہیں اس سفر میں وہ دس سال تک رہے ہیں، اور قطب جنوبی سے ۱۱۱ میل کے اندر پہنچنے کے

بعد وہ ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۰۹ کو واپس آئے جسکے متعلق وہ اپنی کتاب قلب انٹراٹیک میں لکھتے ہیں:

کہ اب ہم انٹراٹیک کی اس ناقابل تازگی میں رنگرہیلیاں منا رہے تھے، جو معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی ہستی میں سراپا کر رہی ہے، اور جسے اسی واپسی کی خواہش کا ذمہ دار ہونا چاہیے جو قطب کے خطہ سے رتنے والوں پر حملہ کرتی ہے۔ اب وہ پھر قطب جنوبی کی طرف ایک مہم لے جانا چاہتے ہیں۔

(بعض عام حالات)

اس مہم کا نام شاہی مہم مارزاو نیڈراٹک رکھا گیا ہے۔ اسکا مقصد یہ ہے کہ براعظم انٹراٹک کے اس تمام حصہ میں سفر کیا جائے، جو اٹلینٹک کی جانب

واقع ہے۔ یہ حصہ ابھی تک نا معلوم ہے۔ اگر سر شیگلٹن کو اپنے ارادے میں کامیابی ہوئی اور انہوں نے بحر ویدل (Weddell Sea) سے بحر روس (Rass Sea) تک کا دورہ کر لیا تو یہ پہلے شخص ہونگے جو اس ملک میں آیا ہے۔ یہ سفر سمندر ہی سمندر میں ہوگا۔ مسافت کی مقدار تخمیناً ایک ہزار سات سو میل ہوگی۔

یہ تو قطب جنوبی کی طرف کون سا سفر آسان ہے۔ کپتان کا سفر میں کچھ کم مشکلات نہ تھیں، مگر اس سفر کی دقت ایک خاص نوعیت کی ہے۔ اب تک قطب جنوبی کی طرف جسقدر سفر ہوئے ہیں ان میں راستہ میں ایسے مواقع ملتے تھے جہاں رسد کے گردام قائم کیے جاسکتے تھے۔ مگر اس سفر میں رسد

سر ایورینسٹ شیگلٹن

[۳]

پڑا تو پھر اس صورت کہیں آغاز سنہ ۱۶ ع میں مہم کے متعلق خبریں ملیں گی۔

(جہاز اور جہاز ران)

جہاز رانی کے متعلق جنکو ذرا بھی علم ہے وہ جانتے ہیں کہ بحری ریدل میں جہاز رانی بے حد مشکل اور نہایت خطرناک ہے۔ سر شیکلٹن کو امید ہے کہ وہ ایورر Aurora نامی جہاز کے خدمات حاصل کر سکیں گے اور اس نقطہ تک اس جہاز میں سفر ہوگا۔

یہ وہی جہاز ہے جو ڈاکٹر ماسن Dr. Mawsan کی مہم میں تھا۔

ایورر ایک نہایت عمدہ جہاز ہے اس کے قائد کپتان ڈیوس Captain Davis ہیں۔ کپتان مونسون سر شیکلٹن کی آخری مہم کے آخری حصہ میں صاحب مہم کے جہاز کے کپتان رہ چکے ہیں۔ مہم کے ہمراہ جو جہاز ہونگے ان میں سے ایک بھی انڈر وڈک میں موسم سرما بسر نہ کریگا۔ بحری ریدل کا جہاز اپنی جماعت پر اتار دیا۔ اور موسم جہاز رانی کے ختم ہونے کے بعد وہ آئندہ سال بحری ریدل کی جماعت اور لینے جائیگا۔ یہ جماعت اس عرصہ میں نامعلوم خط ساحل کی سراغ رسانی میں مشغول رہیگی۔ اس مہم سے پہلے جو مہمیں گئیں تھیں ان کے ساتھ کے جہازوں میں اسٹیم کے لیے کولا استعمال کیا جاتا تھا۔ مگر صرف اس ایک کولے کی وجہ سے کونہ گرن دقتیں پیش آتی تھیں۔ مگر اس مہم کے ہمراہ جو جہاز جائینگے وہ اس طرح بنائے گئے ہیں کہ آدمیوں کو بے بجائے تیل سے اسٹیم پیدا کی جائیگی۔ تیل کے استعمال سے پہلی سہولت تو یہ ہوگی کہ حفظ توازن کی فکر سے نجات ملے گی، کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ تیل کا وزن کولے کے وزن سے کم ہے اور اس لیے جس قدر وزن کے کولے میں جتنی اسٹیم پیدا ہوگی تھی اب اتنی ہی اسٹیم اس سے کم وزن کے تیل سے پیدا ہوگی۔ دوسری سہولت یہ ہوگی کہ حوضوں (ٹینڈرکس) میں پانی پمپ کے ذریعہ سے بہا جاسکیگا۔ اور جہاز بسہولت و آسانی چلیگا۔ غرض اس دفعہ یہ کوشش کی گئی ہے کہ جہاز تک عام و دانش اور حیلہ و تدبیر کا دست رس ہو رہاں تک جہازوں کے سابق مشکلات میں تخفیف پائی جائے۔

مہم کے دوسرے قائد مسٹر فرینک وائلڈ ہیں۔ مسٹر فرینک اپل درجہ کے پیمائش کرنے والے ہیں۔ ان کا شمار اس عہد کے بہترین اشخاص میں ہے جو قطب جنوبی کی تلاش میں ہیں۔ ان کے تجربہ و مشق کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ سنہ ۱۹۰۷ سے سنہ ۱۹۰۹ تک رہے ہیں۔ اس کے چند دن بعد انہوں نے اسٹریا کی مہم کے ساتھ ایک بہت بڑا سفر کیا۔ مہم کے ہر جہاز میں چند علماء حیات، جغرافیہ و طبیعیات ہوتے تھے کہ جہاں سے گذریں وہاں کے ان معلومات کے متعلق حالات دیکھیں اور قلمبند کرتے جائیں۔

جہاز رانوں کی جماعت بڑی نہ ہوگی۔ دل اسٹاک ۳۰۔ اشخاص ہوگی۔ اس قدر تخفیف کی وجہ یہ ہے کہ جہاز کے بدلے تیل سے چالینگے۔ ان آدمیوں کے علاوہ ساحل جماعت میں ۱۲ آدمی ہونگے۔ اس حساب سے جہاز رانوں جماعت میں کل ۴۲ آدمی ہونگے۔

سر شیکلٹن کے ہمراہ جانے کے لیے جو لوگ آ رہے ہیں سر شیکلٹن اور کامل اعتماد ہے۔ یہ در حقیقت مہم کی کامیابی کے لیے ایک ذل ایک ہے۔ کیونکہ انتظامات خواہ مخواہ ہوں اور ساز و سامان خواہ کتنا ہی ہو مگر پھر بھی مہم کی کامیابی کے لیے اس کے اعضاء و ارکان کی قابلیت پر موقوف رہتی ہے۔ گندہ مہم جو لوگ سر شیکلٹن کے ہمراہ تھے انہوں نے اسے اسے عمدہ سے دیکھا تھا کہ وہ بھی نہ تھا۔ ان کے رفقاء میں بھی ایسے لوگ تھے جن کے لیے ان کے تعلق سے تیار نہیں۔ (تاریخ)

کے گوداموں کے سلسلہ کا موقع نہیں ملیگا۔ یعنی مقامی اور مرسمی مشکلات پر رسد کی صیبت مستزاد ہے۔ مگر رسد کا انتظام ناگزیر ہے، اس لیے یہ تجویز کیا گیا ہے کہ براعظم کے دروں طرف دو جہازیں جو ان لوگوں کو مدد پہنچاتے رہیں۔

البتہ اس مہم کو بعض ایسی علمی مددیں بھی حاصل ہیں جن سے پہلے کی مہمیں محروم تھیں۔ مثلاً تلغراف لاسکلی اور ہوائی جہاز وغیرہ۔

(راستہ)

آغاز اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ ع میں مہم بیونس ایرز (Buenos Aires) سے روانہ ہوگی اور اگر ہوسکا تو عرض البلد میں ۷۸ درجہ جانب جنوب یعنی اس مقام تک سیدھی چلی جائیگی جو جرمنی مہم کے دریافت کیا تھا۔

اگر برف کے حالات سازگار ہوں اور نومبر تک عرض البلد میں ۷۸ درجہ تک جانا ہو گیا تو پھر ساحل کی جماعت فوراً پار روانہ ہو جائیگی۔ بحری ریدل سے اگر قلب تک پہنچنا ہو گیا تو امید ہے کہ پھر قطب سے بحری رس تک آنا مشکل نہ ہوگا۔ لیکن اگر بد قسمتی سے حالات موافق نہ ہوں اور مہم آغاز نومبر تک بحری ریدل میں کسی خشکی تک نہ پہنچ سکی تو پھر مجبوراً موسم سرما سے پہلے مستقل سرمائی مرکز اور رسد کے گودام بنالینگی اور آئندہ موسم میں روانہ ہوگی۔

اس صورت میں پہلا جہاز بحری ریدل میں ساحل گرہم لینڈ (Graham Land) پر کام کرتا رہیگا جب سردی بہت بڑھ جائیگی تو اس وقت جنوبی امریکہ چلا آئیگا اور آئندہ موسم میں بحری ریدل کی جماعت کو لیکے پھر روانہ ہوگا۔

دوسرا جہاز نیوز لینڈ (New Zealand) روانہ ہوگا اور ایک جماعت کو مارواہ براعظم جماعت سے ملنے کے لیے بحری رس میں اتاریگا۔ اور مارواہ براعظم جماعت کو لیکے نیوز لینڈ واپس آئیگا۔

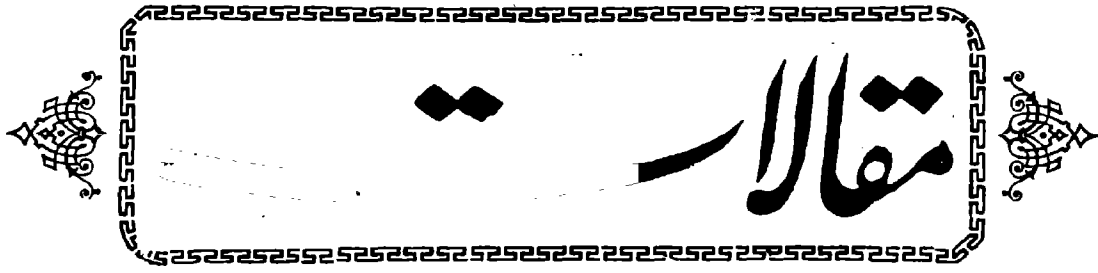
(سفر ما وراء براعظم)

مارواہ براعظم کا سفر بحری ریدل میں ایڈلڈیا کی طرف سے شروع ہوگا۔ لیکن ڈاکٹر بروس (Dr. Brouce) ۱۹۰۴ میں اسکوشیا (Scotia) سے اترے تھے اور سنہ ۱۸۲۳ ع میں ریدل جس کے نام سے بحری ریدل موسوم ہے جنوب میں ۷۴ درجہ تک چلا گیا تھا۔ ممکن ہے کہ علم الحیات، جغرافیہ، طبقات الارض اور طبیعیات کے علماء جو پہلے جہاز میں ہونگے جڑے پھر بحری ریدل میں رہیں اور دوسری تین آدمیوں کی جماعت مشرق کی طرف اس قطعہ کے دریافت کرنے کو روانہ ہو جائے جو هنوز بالکل غیر معلوم ہے۔

مارواہ براعظم کے سفر میں سر شیکلٹن کے ہمراہ جو جماعت ہوگی اس میں پانچ آدمی ہونگے۔ یہ لوگ سیدھے قطب ہی طرف روانہ ہونگے اگر حالات سازگار ہوں تو سر شیکلٹن سلسلہ کوہ راتوریا کو قطع کر کے نئی زمینیں دریافت کرتے ہوئے چلے جائینگے۔ لیکن اگر حالات سازگار نہ ہوں اور انہیں مجبوراً اپنے اس ارادے کو فسخ کرنا پڑا تو پھر مشرقی راستہ پر چل کھڑے ہونگے۔ اس سفر میں غالباً وہ اسکاٹ، ایڈسن، باخود اپنی ابتدائی مہم کے نقشہ ہائے قدم کی پیروی دینگے۔ امید ہے کہ اس طرح وہ بحر رس میں پہنچکے اپنے دوسرے جہاز سے مل سکیں گے۔

(جلد سے جلد خبر کب ملیگی ؟)

مہم اپنے ہمراہ دو سال کا زاد راہ لیکے جائیگی، مگر یہ ضرور نہیں کہ وہ دو سال تک دنیا کے اس عجیب و غریب خطے میں رہے۔ اگر حالات موافق ہوں اور مہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوگی یعنی اس کے ایک ہی سال میں تمام خط کا سفر کر لیا تو ان کے متعلق خبریں اپریل سنہ ۱۵ ع میں معلوم ہو سکیں گی اور اگر موسم بر سر خدایت رہا اور اس وجہ سے ہموار بحری ریدل میں موسم سرما گزرا



معانی بیان بدیع قرآن

معانی القرآن

الفاظ کے بعد قرآن مجید کے معانی معنوی کی بحث ہے کہ قرآن مجید کن معانی پر مشتمل ہے، وہ معانی کن طرق سے ادا ہوئے ہیں، کن معانی کو کن مختلف صلات و حروف روابط سے ادا کیا گیا ہے، اور یہ مختلف صلات و حروف روابط معانی میں کیا اثر پیدا کرتے ہیں، الفاظ کی تقدیم و تاخیر تعریف و تنکیر، اطلاق و تقید وغیرہ سے معانی میں کیونکر اثر پیدا ہوتا ہے، ان تمام امور کی واقفیت کے بغیر ہم مطالب قرآن غیر ممکن ہے۔ اسی لیے علمائے ادب نے جنکو اس موضوع پر قلم اٹھانیکا سب سے زیادہ حق تھا، ان مباحث پر نہایت کثرت سے کتابیں لکھیں، جن میں سے حسب ذیل تصنیفات و مصنفین کے نام ہمکو معلوم ہیں:

معانی القرآن: یونس بن حبیب النحوی المتوفی سنہ ۱۸۲، معانی القرآن علی بن حمزہ کسالی المتوفی سنہ ۱۸۹، معانی القرآن محمد بن متنیر قطرب نحوی المتوفی سنہ ۲۰۶، معانی القرآن ابو الحی بن زیاد الفراء المتوفی سنہ ۲۰۷، معانی القرآن ابو عبیدہ معمر نحوی المتوفی سنہ ۲۰۹، معانی القرآن اسماعیل بن اسحاق ازہبی المتوفی سنہ ۲۲۰، تفسیر معانی القرآن سعید بن مسعدہ اخفش المتوفی سنہ ۲۲۱، معانی القرآن ثعلب نحوی المتوفی سنہ ۲۹۱، معانی القرآن محمد بن احمد بن کیسان نحوی المتوفی سنہ ۲۹۹، معانی القرآن ابو محمد سلمہ بن عامر نحوی المتوفی سنہ ۳۱۰، معانی القرآن ابو اسحاق ابراہیم الزجاج المتوفی سنہ ۳۱۱، معانی القرآن ابو عبد اللہ محمد بن احمد نحوی المتوفی سنہ ۳۲۰، معانی القرآن ابراہیم بن عبد اللہ بن محمد نحوی المتوفی سنہ ۳۲۵، معانی القرآن ابو جعفر نعاس نحوی المتوفی سنہ ۳۲۸، معانی القرآن ابو عبیدہ قاسم بن سلام المتوفی سنہ ۳۲۸، الموضع فی معانی القرآن ابو بکر نقاش نحوی المتوفی سنہ ۳۵۰، مرجز التاریل عن معجز التنزیل احمد بن کامل بن شجرہ المتوفی سنہ ۳۵۰، ایجاز البیان فی معانی القرآن نجم الدین ابو القاسم محمود نيسابوري المتوفی سنہ ۵۵۳ -

(اعجاز القرآن)

انبیا پر خدا کی طرف سے جو کتابیں نازل ہوئیں، وہ اپنے معانی، مقاصد، ارشادات اور ہدایات کی بنا پر ہر زمانے میں معجز رہی ہیں، لیکن یہ قرآن مجید کی ایک خصوصیت ہے کہ وہ اپنے معانی و ارشادات کے ساتھ اپنے الفاظ، ترکیب کلام، ادائے آواز، اور تعبیر مفہوم میں بھی اعجاز رکھتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ صحف قدیمہ گر اپنے معانی کے لحاظ سے اب تک باقی ہیں، لیکن وہ اپنے الفاظ و ترکیب الہامی کے لحاظ سے مدت ہوئی کہ دنیا سے مفقود ہو چکی ہیں۔ مگر قرآن مجید جس طرح اپنے معانی تعلیمات اور ہدایات کے لحاظ سے غیر فانی ہے، اسی طرح اپنے الفاظ و عبارات الہامیہ کے لحاظ سے بھی غیر فانی ہے، قال اللہ تعالیٰ انا لا لعافظن -

۱۔ رم القرآن

از جناب مولانا سلیمان صاحب دستوی

(۳)

(اعراب القرآن)

تمام سامی زبانوں میں سے صرف بابلی اور عربی دو زبانوں میں اجزائے کلام کے باہمی ارتباط و تعلق کے اظہار کیلئے اعراب (یعنی آخر حرف میں زیر، پیش) کا استعمال ہوتا ہے۔ انہیں اعراب کے ذریعہ سے عربی زبان میں فاعل، مفعول، مضاف، مضاف الیہ، حال، تمیز، وغیرہ کا امتیاز ہوتا ہے۔ اسلیے ظاہر ہے کہ ہم معنی کیلئے واقفیت اعراب کی کس قدر ضرورت ہے۔ علمائے اسلام نے یہ بھی ضرورت پوری کر دی ہے قرآن مجید کے اعراب پر بے شمار کتابیں تصنیف کی ہیں، جن میں عموماً ایک ایک سورہ کو بہ ترتیب لیکر انکے اعراب کی تحقیق کی گئی ہے۔

اعراب القرآن ابو حاتم سہل بن محمد سجستانی المتوفی سنہ ۲۴۸، اعراب القرآن ابو مردان عبد الملک بن حبیب قرطبی المتوفی سنہ ۲۴۹، اعراب القرآن ابو العباس مبرد المتوفی سنہ ۲۸۶، اعراب القرآن ثعلب نحوی المتوفی سنہ ۲۹۱، اعراب القرآن ابو جعفر احمد بن محمد النعاس المتوفی سنہ ۳۲۸، اعراب القرآن حسین بن احمد خالویہ نحوی المتوفی سنہ ۳۷۰ (اس کتاب میں بورہ طارق سے آخری تیس سو رقص کے اعراب بیان کیے گئے ہیں) غریب اعراب القرآن احمد بن فارس زکریا لغوی المتوفی ۳۷۵، اعراب القرآن علی بن ابراہیم حوفی المتوفی سنہ ۴۳۰ (یہ کتاب دس جلدوں میں ہے) مشکل اعراب القرآن مکی بن ابی طالب قیسی المتوفی سنہ ۴۳۷ (۳ جزء)، ابو طاهر اسماعیل بن خلف صقلی نحوی المتوفی ۴۵۵ (نوجلدوں میں) اعراب القرآن ابو زکریا خطیب تبریزی المتوفی سنہ ۵۰۲ (چار جلدوں میں) اعراب القرآن قوام السنہ ابو القاسم اسماعیل الطلحی الاصفہانی المتوفی سنہ ۵۳۵، اعراب القرآن ابو البقاء عبد اللہ المعری المتوفی سنہ ۶۱۶ اس فن کی مقبول و مشہور کتابیں ہیں، انکے علاوہ اس فن کی یہ کتابیں بھی قابل ذکر ہیں۔ اعراب القرآن مرفق الدین عبد اللطیف بغدادی المتوفی سنہ ۶۲۹ (صرف اعراب سورہ فاتحہ) کتاب الفرد فی اعراب القرآن المجید حسین بن ابی العز الہمدانی المتوفی سنہ ۶۴۳، المجید فی اعراب کتاب المجید برہان الدین ابراہیم بن محمد سفاقی المتوفی سنہ ۷۴۲ (مخلوط باعراب تفسیر) و اعراب القرآن احمد بن یوسف السمین المصری المتوفی سنہ ۷۵۶، تحفة الاقران فیما قرئ بالتلاویح من حروف القرآن احمد بن یوسف بن مالک الرعینی الاندلسی المتوفی سنہ ۷۷۷ (اس کتاب میں ان الفاظ کا بیان ہے جنکو مختلف معانی کے لحاظ سے جو زیر زیر پیش تینوں حرکات کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہے)

ذہن ان عام معانی کو چھوڑ کر انکے مناسب و مشابہ معنی کی طرف منتقل ہو جائے اور متکلم کا مقصد اس کے جدید، غیر مبتذل اور غیر عامی الفاظ و ترکیب کے ذریعہ سے سمجھ جائے۔

اس تفصیل سے حقیقت و مجاز کی ماہیت اور مجاز کے حسن شرف اور رفعت کے اسباب کا اظہار مقصد تھا کہ حقیقت الفاظ کا اپنے وضع عام و معروف میں استعمال کا نام ہے اور مجاز اس عام و معروف وضع کے ذریعہ سے اس کے مناسب و غیر معروف معنی کو ادا کرنا ہے اور اس غیر معروف معنی کے بے ابتدالی اور جدت ترکیب کی بنا پر مجاز حقیقت سے بہتر اور اشرف قرار دیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں جس کا حسن عبارت، خوبی کلام اور جدت ترکیب حد اعجاز تک ہے بے انتہا مجازات ہیں جو اکثر کتب ساریہ کی خصوصیت خاص ہے۔ فن معانی القرآن میں گو علما نے ایک حد تک اس کے مباحث سے تعرض کیا تھا لیکن ان کی اہمیت ایک مستقل فن کی طالب تھی۔ اس بنا پر مصنفین اسلام نے مجاز القرآن کے نام مستقل و مفرد تصنیفات کا سلسلہ شروع کیا، اس سلسلہ کی پہلی کڑی ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ نحوی المتوفی سنہ ۲۰۹ م کی ”مجاز القرآن“ ہے۔ سلطان العلماء عز الدین بن عبد السلام المتوفی سنہ ۶۰۶ م کی اشارہ الی الایجاز فی بعض انواع المجاز“ اس فن کی بہترین تصنیف جس میں نہایت استیعاب کے ساتھ قرآن کی آیات کا استقصا اور ان کے معانی کی تشریح کی گئی، اس کے بعد علامہ ابن قیم بن جوزیہ کی تصنیف ”الایجاز فی المجاز“ جلال سیوطی المتوفی سنہ ۹۱۰ م نے سلطان العلماء کی ”اشارہ“ کا بنام ”مجاز الفرسان الی مجاز القرآن“ اختصار کیا ہے۔

(تشبیہ القرآن)

سینکڑوں معانی اور مطالب ایسے ہیں جو عام نظروں سے پوشیدہ ہیں اور جن کی تشریح و توضیح کیلئے ایک دفتر درکار ہوتا ہے۔ لیکن سب سے آسان، مختصر اور بہتر صورت اس کی یہ ہے کہ ان کو بذریعہ تشبیہ ادا کیا جائے، یعنی ان کو ایسے معانی و مطالب کے مماثل و مشابہ قرار دیا جائے جو عام طور سے معلوم ہیں اور نظروں کے سامنے ہیں کہ مخاطب ان ظاہر اور واضح معانی سے بواسطہ مماثلت و مشابہت ان مخفی، پیچیدہ، اور دیر فہم معانی و مطالب تک پہنچ جائے۔

مذہب چونکہ ما وراء مادہ سے بحث کرتا ہے اسلئے بیشتر مواقع پر اس کو تشبیہوں سے کام لینا پڑتا ہے۔ قرآن مجید کے تشبیہات پر عام کتب بیان اور نیز فن معانی القرآن، فن اعجاز القرآن اور فن مجاز القرآن میں ان پر کامل بحثیں موجود ہیں۔ اور الحسن فی تشبیہ القرآن لابی القاسم عبد اللہ بن باقیہ البغدادی المتوفی سنہ ۴۸۵ م اس فن پر ایک مستقل کتاب بھی ہے۔

(امثال القرآن)

جو اغراض تشبیہ سے متعلق ہے بعینہ وہی امثال سے مقصد ہیں۔ انبیاء مذاہب اور حکماء اخلاق نے تمام طرق استدلال سے زیادہ ان امثال سے کام لیا ہے کہ یہ استدالات منطقی سے زیادہ موثر اور عام فہم ہیں، اس لیے قرآن مجید میں بھی نہایت کثرت سے امثال ہیں۔ تفسیر کے ضمن میں مفسرین نے ان امثال کی جو تشریح کی ہے ان کے علاوہ ابو عبد الرحمن محمد بن حسین سلمیٰ نيسابوري المتوفی سنہ ۴۰۶ م، ابو الحسن علی بن محمد ماسردي المتوفی سنہ ۴۵۰ م، اور شمس الدین ابن القيم المتوفی سنہ ۷۵۴ م نے امثال القرآن کے نام سے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔

حقیقت اعجاز بیان، اسباب اعجاز کی تشریح انواع اعجاز کی تقسیم و تحلیل، معاصر عبارات قرآن کی تفصیل، نکات و وجوہ بلاغت و فصاحت قرآن کی توضیح، علمائے اسلام نے اس خوبی اور عمدگی سے کی ہے کہ حیرت ہوتی ہے اور اس کے متعلق اس کثرت سے لٹریچر انہوں نے فراہم کر دیا ہے کہ اس کا احاطہ بھی دشوار ہے۔ اس فن کی پہلی کتاب جہاں تک ہمیں معلوم ہو سکا امام ابو الحسن علی بن حسین رمانی المتوفی سنہ ۲۰۴ م کی ”نکت فی الاعجاز“ ہے اور دوسری امام سلیمان احمد بن محمد خطابی المتوفی سنہ ۳۸۸ م کی اعجاز القرآن، اور تیسری شریف ابو عبد اللہ محمد بن زید بن علی الراسطی المتوفی سنہ ۳۰۶ م کی اعجاز القرآن، چوتھی قاضی ابوبکر باقلانی المتوفی سنہ ۴۰۳ م کی اعجاز القرآن ہے۔ شیخ عبد القادر جرجانی المتوفی سنہ ۴۷۴ م نے ”المعتضد“ کے نام سے شریف ابو عبد اللہ کی کتاب کی شرح لکھی۔ شیخ کی اس کے علاوہ اعجاز القرآن پر ایک دوسری تصنیف بھی ہے۔

متاخرین میں زین المشائخ محمد بن ابی القاسم السبقالی الخوارزمی المتوفی سنہ ۵۹۲ م کی التذیہ علی اعجاز القرآن ابواسحاق ابراہیم بن احمد الجزری الخزرجی کی ایجاز البرہان فی اعجاز القرآن، امام فخر الدین رازی المتوفی سنہ ۶۰۶ م کی اعجاز القرآن، زکی الدین ابن ابی الاصبع قیروانی المتوفی سنہ ۶۵۶ م کی البرہان فی اعجاز القرآن، ابوبکر محمد بن محمد بن سراقہ المتوفی سنہ ۶۹۲ م کی اعجاز القرآن، کمال الدین محمد بن علی زمکانی شافعی المتوفی سنہ ۷۲۷ م کی البرہان فی اعجاز القرآن الكبير اور المجید فی اعجاز القرآن المجید الصغیر، اس فن کی نادر تصنیفات ہیں۔ یہ تصنیفات عموماً قرآن مجید کے ان طرق بلاغت و وجوہ فصاحت و انواع معاصر پر مشتمل ہیں جو حد اعجاز تک پہنچ گئے ہیں۔ ضرورت تھی کہ قرآن مجید کے عام معاصر کلام پر بھی گفتگو کی جائے چنانچہ مجاز قرآن، تشبیہ قرآن، امثال قرآن، امثله قرآن اور بدائع قرآن پر ان کے مستقل فن قرار دیکر علحدہ علحدہ بیسوں کتابیں لکھی گئیں۔

(مجاز القرآن)

فطرت انسانی ہے کہ وہ پامال عامیانہ اور کثیر الاستعمال چیزوں سے نفرت کرتا ہے، اور مخصوص الاستعمال نو ایجاد اور دست نارسیدہ اشیا کو پسند کرتا ہے، اسی بنا پر عام اور مبتذل ترکیب و الفاظ فصاحت کی زبان میں مقررک ہیں، لیکن یہ ظاہر ہے کہ اگر ہر متکلم معانی کیلئے خود الفاظ گڑھکر اس کا استعمال شروع کر دے تو ہر شخص کی زبان کیلئے ایک نئی دکشتری کی حاجت ہوگی، اور دنیا میں باہمی فہم و تفہیم کا سد باب ہو جائیگا، کیونکہ الفاظ سے معانی تک انتقال ذہن فقط ملک یا قوم کے متفق علیہ وضع عام کا نتیجہ ہے اس بنا پر ایک طرف یہ ضروری ہے کہ وضع عام سے کنارہ کشی نہ کی جائے اور دوسری طرف یہ ضروری ہے کہ کلام میں جدت ترکیب، خصوصیت استعمال، اور بے ابتدالی پیدا ہو۔ اس شکل کا چارہ کار صرف ایک چیز ہے یعنی تعبیر معنی کیلئے ان غیر مبتذل، غیر عامیانہ اور مخصوص الفاظ کا استعمال کیا جائے جن کا گو ان معانی کیلئے وضع عام نہ ہو کہ ابتدالی پیدا ہو جائے، لیکن ان الفاظ کے معانی موضوعہ اور ان معانی میں جن کو ہم ادا کرنا چاہتے ہیں ایک خاص قسم کی مناسبت و مشابہت ہو جس کی بنا پر جب ہم ان الفاظ کا استعمال کریں ہمارا مخاطب ان کے عام موضوع لہ معنی سمجھے اور پھر جب وہ ان کو کلام کے مقصد اور موقع و محل کے موافق نہ پائے فوراً اس کا

سزا سزا اسباب

(امثلة القرآن)

نہ تم جن گ کے اسباب

انکشاف حقیقت

شیخ سلیمان البارونی کی تصدیق

(۳)

ذرا انصاف کیجئے ! اگر میں رزیہ کا طالب ہوتا تو ایک رقم کثیر کونٹ سفرس اور انکے ہمراہیوں کے فدیہ میں نہ مانگتا جنہیں میں نے رہا کر کے مسلم پولیس کے تیس سواروں کی حفاظت میں نشات بے کے پاس بھیج دیا ؟ کونٹ سفرس ایک مشہور دولتمند اطالی ہے اگر میں اسکے اور اسکے ہمراہیوں کے فدیہ میں لاکھوں رزیہ بھی مانگتا تو خود اسکو اور حکومت کو کراں نہ گزرتا۔ لیکن میں اس حرکت سے باز رہا، کیونکہ یہ لوگ تری جنگ کے قیدی تھے ہماری نئی جنگ کے اسیر نہ تھے۔

ان لوگوں کو رخصت کرتے وقت میں نے کہا تھا کہ ہم نے جو کچھ ملے کیا ہے یعنی مقابلہ کا اعلان و تجدید اسکی اطلاع تم اپنی حکومت کو دیدینا۔

یہ لوگ خود اپنے اور نشاط بے اس یقین کے بعد کہ ہمارے ہاتھ سے ان لوگوں کے نکلنے کی کوئی صورت نہیں جب صحیح و سالم طرابلس پہنچے اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا تو والی طرابلس کے رکیل کو سخت تعجب ہوا، اور اس کے جواب میں یہ خط مجھے لکھا :

”جناب فاضل ادیب سلیمان بیرونی جازاہ اللہ۔“

ہم کو قطعی طور پر معلوم نہیں کہ ۲۴ - اکتوبر کا خط آپ کو ملا ہے بہر حال اطالیہ کی بعثت علمیہ (علمی مشن) کے اعضاء آج بغیریت پہنچ گئے۔ جن کی زبانی ہم نے آپ کے الطاف و عنایات کی داستان سنی، اور اس سے پہلے جو کچھ آپ کے متعلق سنا تھا اسکی پوری تائید ہوئی۔ بیشک ہم میں اور آپ میں علانیہ عداوت کے موجود ہوتے ہوئے آپ کا یہ طرز عمل آپ کی شرافت اور کشادہ دلی کی ایک روشن دلیل ہے۔

مستقبل تو اللہ کے ہاتھ میں ہے، لیکن مجھے آپ کو یہ یقین دلانے کی اجازت دی گئی ہے کہ خواہ واقعات کی رفتار کچھ ہو، مگر ہماری حکومت ایک زمانے سے جانتی ہے کہ عربوں کے دلوں میں آپ کی کتنی وقعت ہے اور بوقت فرصت آپ کے خلوص و لطف کا لحاظ کریگی۔

طرابلس الغرب ۱۴ نومبر
سنہ ۱۹۱۴ ع
جنرل تومارٹون رکیل
والی طرابلس۔

چونکہ کونٹ مذکور کے ساتھ ہمارا برقاؤ یہ رہا تھا اسلیے حکومت اطالیہ نے ہمارے آخری مطالبہ یعنی خود مختاری کے متعلق مرسیلیا میں ہمارے وفد سے ملے گفتگو کرنے کے لیے کونٹ مذکور ہی کو بھیجا۔ پھر جب میں تونس آ گیا تو وہاں بھی کونٹ مذکور ہی مجھ سے گفتگو کرنے کے لیے بھیجے گئے۔ جب اطالوی اخبارات نے مجھے یہ بہتان لگانا شروع کیا کہ میں نے انکی حکومت سے ایک رقم لیکے جنگ ختم کر دی ہے، اور اس رقم کا اندازہ دو ملین کیا، تو انکو نہایت افسوس ہوا اور انہوں نے مجھ سے ایک خط لکھا جو ان دروغ بانوں کی زبان کاٹنے میں تیغ سے زیادہ تیز ہے۔ یہ خط انہوں نے اس وقت لکھا تھا جب میں راقس میں تھا، اور وہ تونس میں گفتگو کے ختم ہو چکی تھی اسلیے عنقریب وہ رومہ جانے والے تھے۔

حکما کے چھوٹے چھوٹے مقررے اور بلغا کے بلیغ فقرے لوگوں کی زبانوں پر چڑھ جاتے ہیں۔ اور وہی تقریباً انشا پرداز کی اور ادب کی جان ہوتے ہیں، اور پھر وہ تقریچہ میں اسقدر سرائیت کر جاتے ہیں کہ ان سے سینکڑوں معارضے اور تلمیحات پیدا ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید ایجاز اور اعجاز کا کاملترین نمونہ ہے، اسکی سینکڑوں چھوٹی چھوٹی آیتیں اور حکیمانہ فقرے عربی علم ادب کے جز بن گئے ہیں، جن کے بغیر عبارت میں بلندی اور کلام میں لطف و شیرینی نہیں پیدا ہو سکتی۔ علمائے ادب عربی نے قرآن مجید کی اس قسم کی تمام آیتیں الگ کر دی ہیں۔ تعالیٰ المتوفی سنہ ۴۳ ع نے کتاب الایجاز والاعجاز میں قاضی ماوردی المتوفی سنہ ۴۵ ع نے امثال القرآن میں۔ جعفر بن شمس الخلافہ نے کتاب الاداب میں، جلال سیوطی المتوفی سنہ ۹۱۰ ع نے الاتقان میں مستقل ابواب قرآن مجید کی ضرب الامثال کو جمع کر دیا ہے۔

(بدائع القرآن)

کلام کے محاسن معنوی کے بعد اس کے محاسن لفظی کا درجہ ہے جنکو عام طور سے ”صنائع و بدائع“ کہتے ہیں، زور بلاغت و فصاحت کے ساتھ اگر یہ چیز کلام میں پیدا ہو جائے تو عجیب لطف دیجاتی ہے۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ تمام علوم و فنون اسلامیہ کے بانی و راضع اول عموماً ارباب خلوت و محراب اور بوریا نشینان کلبہ نقر ہیں لیکن علم بدیع کا مخترع اول ایک عباسی شاہزادہ ابن المعتز المتوفی سنہ ۲۹۲ ع، اس نے ۱۷ بدائع اپنی تصنیف کتاب البدیع میں جمع کیے۔ قدامہ بن جعفر نے جو ابن المعتز کا معاصر تھا نقد الشعر میں ۳۰ تک پہنچایا، ابو ہلال عسکری المتوفی سنہ ۳۹۵ نے کتاب الصنائع میں ۷ کا اور اضافہ کیا، ابن رشیق قیروانی المتوفی سنہ ۴۵۶ نے کتاب العمده میں ۶۵ بدائع شمار کرائے، شرف الدین احمد بن یوسف تیفاشی نے ۷۰ کیا، عبد العظیم بن ابی الاصبع المتوفی سنہ ۶۵۶ نے کتاب التحریر کے نام سے خاص قرآن مجید کے بدائع کی کتاب لکھی، جس میں بدائع ہی تعداد ۱۱۰ تک پہنچادی۔

ہمزاد

لفظ ہمزاد کی حقیقت، ہمزاد کے وجود پر مفصل بحث، عمل ہمزاد کی تشریح اور اسی کا آسان طریقہ امن عمل خزانہ پر تفصیلی گفتگو، تاثیر عمل نہ ہونے کے اسباب، اور انکی اصلاح، ایم سعد و نحس کا بیان، دست غیب کے معنی، دست غیب کا صحیح مفہوم، مشکل کے حل کرنیوالے آسان اور مستند طریقہ بزرگان دین کے جن طریقوں کی تعلیم فرمائی انکا بیان، حب، تعریق، علانی، دشمن کے اعمال کی تشریح، غرضکہ ہندوستان میں یہ سب سے پہلی کتاب ہے جس میں عملیات پر نہایت وضاحت کے ساتھ عقلی و نقلی دلائل سے بحث کی گئی ہے، اور سچے پکے، مستند، آسان عمل ایسے گئے ہیں۔ تین حصوں میں قیمت ہر سہ حصص مع معصول ۱۴ آنہ۔

عرفان کی تعلیمی — حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رح کے حالات میں تمثیل و مختصر تذکرہ قیمت ۴ آنہ۔
حیات غوثیہ — حضرت غوث پاک کے صحیح اور مستند حالات قیمت ۲ آنہ۔

دہلی کے شہزادوں کے دردناک حالات مع واقعات غدر وغیرہ صفحات ۲۵۰ قیمت ایک روپیہ۔

ملنے کا پتہ ہے۔ ایم۔ مقبول احمد نظامی سیرہارہ ضلع بجنور

جو شخص میری اس تحریر کو غور سے پڑھیں اور جنگ اور حکومت کے معاملات سے واقف ہوگا تو اسے یقین ہو جائیگا کہ مجھے جسقدر روپیہ بطریق اعانت ملا تھا یعنی (۲۷۷۷ لیرہ فرانسیسیہ) وہ ایک مہینہ تک ان بارکش اونٹوں کے کرایہ کے لیے بھی کافی نہ تھا جو مجاہدین کا سامان لانے لیجائے تھے اور اسلیے میں نے ضرور اپنے پاس سے ایک رقم کٹیر صرف کی ہے جسکی مقدار میرے علاوہ اور کسی کو معلوم نہیں۔

اگر ضرورت نہ ہوتی تو اپنے خدمات کا ذکر نہ کرتا کیونکہ میں نے جو کچھ کیا ہے وہ وطن و مذہب کی راہ میں کیا ہے اسلیے اس کا کسی پر احسان نہیں۔ لیکن اب جو ذکر آگیا ہے تو اس تقریب سے میں بلا فخر کہتا ہوں کہ میں ہی وہ شخص ہوں جس نے اپنی جان، مال، زبان، اور قلم سے اپنی اور اپنے ہم وطنوں کی پیشانیوں سے داغ ننگ کے مٹانے کی آخر وقت تک کوشش کی اور سوائے ان لوگوں کے جنکا میں نے ذکر کیا ہے اور جنکے احسان کو میں بھی نہیں بھول سکتا، اور کسی غیر کے منت کش نہیں ہوں۔

میں نہیں سمجھتا کہ ان لوگوں کے علاوہ مشرق و مغرب میں ایک شخص بھی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس نے ہمیں ایک درہم بھی دیا یا خود حکومت عثمانیہ یہ کہے کہ اس نے ہماری اعانت کی، بلکہ حکومت عثمانیہ نے تو ہماری یہ مدد کی کہ جو کچھ سامان جنگ موجود تھا وہ بھی منگوا لیا۔ اب میں مع اپنے خاندان کے تونس آگیا ہوں اور مصر و آستانہ جارہا ہوں۔ اگر کسی شخص کو یہ دعویٰ ہو کہ اس نے براہ راست یا کسی وساطت سے مجھے روپیہ بھیجا اور وہ مجھے پہنچ بھی گیا تو میں اسے اجازت دیتا ہوں کہ وہ مجھ سے اس رقم کا مطالبہ کرے۔

مجھے یقین ہے کہ میں ان شہروں میں آؤنگا اور انشاء اللہ کسی سے شرمساری کے بغیر واپس جاؤنگا، کیونکہ تونس آنے کے بعد میرے پاس جسقدر چندہ آئے تھے وہ سب میں نے یہ کہے چندہ والوں کو واپس کر دیے کہ مجھے اب ایسی جنگ کے دوبارہ جاری ہونے کی امید نہیں جس سے اہل ملک کو ذرا بھی فائدہ ہو۔ اسلیے ان چندوں کو لے لینا بے وجہ ہے۔ اس پر بہت سے لوگوں نے مجھے خطوط لکے جس میں اس دیانت و استقامت کی داد دی۔

اگر جنگ سے مقصد اصلی حاصل نہیں ہو اور ہمیں وطن عزیز بالا دست قوت کے حوالہ کرنا پڑا تو میری نزدیک اسمیں کوئی عیب نہیں۔ اسلیے کہ العرب سجال اور ہم تو ہم، ہم سے زیادہ بڑے لوگوں نے دشمن کی قوت کے آگے ہتیار ڈال دیتے ہیں۔ اور غیب کا علم تو اللہ ہی کو ہے۔

تعداد بم نسوان کے متعلق

—

ہندوستان کے مشہور و معروف عالم دین حضرات مولانا محمد اشرف علی صاحب کانہایت مدلل و مفصل مضمون جو بارہ صفحہ پر طبع ہوا ہے۔ صرف دو پیسے کا ٹکٹ بھیجنے پر اس کے نسخے روانہ ہو سکتے ہیں۔

فقیر اصغر حسین عفی عنہ

دفتر رسالہ القاسم - مدرسہ اسلامیہ دیر بند

خط کو عربی میں کونسل جنرل اطالیا کے مترجم نے لکھا تھا۔
وہ خط یہ ہے :
مدیقی !

اس خط کے ہمراہ آپ کے بھائی شیخ احمد کے لیے فرمان پناہ بخشی بھیجتا ہوں، اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ انکو توفیق خیر دے، اور وہ بغیر و عافیت وطن واپس آئیں۔ یہی فرمان ایک چیز ہے جو آپ نے مجھ سے لی ہے، کیونکہ آپ کو ہمیشہ اپنے وطن کے مصالح کی فکر رہتی ہے۔

جس طرح آپ کے اسلاف مال کو ہیچ سمجھتے تھے اسی طرح آپ بھی اسکو حقیر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنی ذات کے لیے ایک حق نہیں لیا، اور اصل یہ ہے کہ مجھے آپ پر جو اسقدر اعتماد ہے وہ آپ کی اسی شان استغنا کی وجہ ہے۔

لیکن باایں ہمہ بد قسمتی سے اخباروں نے آپ پر اعتراضات کیے اور بے اصل بہتان لگائے۔ مگر میں بخوبی جانتا ہوں کہ شاذ و نادر ہی ایسے لوگ ہونگے جو آپ کی طرح یہ دعویٰ کر سکیں کہ اپنے وطن کے فوائد کے سوا نہ کسی شے کا ارادہ کیا اور نہ کوئی شے چاہی۔ والسلام -

کونت اسفرس

۱۶ جولائی

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ایک درہم بھی اس ہاتھ نے لیا ہے، یا اس زبان نے مانگا ہے، یا اس قلم نے ایک حرف بھی لکھا ہے۔ تو میں اسکو آگ کی قینچی سے کاٹ دیتا، بیشک میرے پاس اطالیا کے اور نوٹ تھے۔ یہ بڑے بڑے معرکوں کی غنیمت تھی، جو ہمارے مجاہدین کو ان مقتول و مجروح افسروں اور سپاہیوں کی جیبوں میں ملے تھے، جو میدان جنگ میں پڑے رہ جاتے تھے۔ انکو ہم نے فرانسیسی سکوں سے بدل لیا تھا، کیونکہ ہم نے یہ طے کیا تھا کہ جب تک ہم نئے سکے نہ ڈھالیں گے اسوقت تک ہم فرانسیسی سکے استعمال کریں گے۔

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دولت عثمانیہ نے ہماری مالی مدد کی، اس کے علاوہ ہندوستان، شام، مصر، اور تونس میں ایسی جماعتیں ہیں جو برابر ہماری مالی مدد کرتی رہتی ہیں۔ اسلیے آغاز جنگ سے آپ کے انتہاء جنگ تک مجھے جسقدر روپیہ بعد اعانت موصول ہوا ہے اسکی ایک فہرست دیکھ اس دہم کے چہرے سے نقاب اٹھاتا ہوں۔

اسم معطی جسقدر رقم کہ موصول ہوئی بحساب

فرانسیسی، پونڈ

۱۲۰۰

یورپ سے ایک شخص نے

۸۶۰

مشرق سے ایک شخص نے

۲۰۰

مغرب سے ایک شخص نے (مع اپنے رفقاء کے)

۴۲۰

یورپ سے ایک اور شخص نے

۲۷

اہل مغرب کی ایک متفرق جماعت نے

۱۲

مغرب سے دو شخصوں نے

یہ چندے جن لوگوں نے مجھے لائے دیے تھے۔ میں نے انہیں اپنے ہاتھ سے لکھے رسیدیں دیں، اور اپنی حکومت کے خزانچی کو یہ رقمیں دیدیں، جو کوہ یغری کی مجلس انتظامی کی معرفت صرف ہولیں۔ میرے تونس آنے کے بعد جو چندے آئے وہ میں نے ان ملازمین اور سرداروں میں تقسیم کر دیے، جو میرے ہمراہ تونس آئے تھے۔ ان لوگوں سے میں نے انکی دستخطی رسیدیں لہلیں ہیں جو اسوقت تک میرے پاس محفوظ ہیں۔

عالمِ اسلامی

از اوقیانوس تا قفقاز

انتر: معتمد بک رشاد رئیس معتمد مصر

بسنلسہ سیاست روس

روسی قلمرو میں اردیسا ایک نہایت خوشنما شہر ہے۔ دراصل یہ ایک چھوٹا سا ترکی گاؤں تھا، اس میں ایک قلعہ تھا، جو قلعہ حاجی بک کے نام سے مشہور تھا۔ دیرپاس نامی اسپین کا ایک باشندہ سنہ ۱۷۶۹ء میں روسی بیڑے میں ملازم ہوا، اور ترقی کرتے کرتے امیر البحر کے درجہ تک پہنچ گیا۔ یہی شخص ہے جس نے اس گاؤں پر قبضہ کیا، اور موجودہ شہر کی داغ بیل ڈالی۔ یہ واقعہ کیتھرائٹ درم کے عہد کا ہے۔

اسکے بعد یکے بعد دیگر در فرانسیسی حکومت روس کے ملازم ہوئے۔ ایک دیوک آف ڈاریشیلو اور دوسرے کونت آف دولانجر۔ ان دونوں شخصوں نے اردیسا کے حدود وسیع کیے، اور اسکی رونق و آبادی کو ترقی دی۔ یہاں کی تجارت برابر ترقی کرتی رہی، اور اب تورہ روس کا مرسیلیز ہے۔

یہاں سب سے پہلے روسی، یہودی، اور بلغاریوں کی ایک جماعت معاش کی تلاش میں آئے آباد ہوئی تھی اور اب تو یہاں صدہا اقوام کے لوگ رہتے ہیں۔

اس شہر کا نام ایک قدیم یونان شہر کے نام سے ماخوذ ہے، جو اردیسوس کہلاتا تھا، یہ شہر اسی طرف کہیں قریب تھا۔ اس کا ذکر جنگ طراوند کی تاریخ میں آتا ہے۔ اس شہر کی سڑکوں میں ایک سڑک کا بھی نام دیرپاس ہے۔ جیسے ایک ہائی اسکول بعینہ اسی نام سے موسوم ہے۔ اور اس حصہ شہر کا نام لانجرورن ہے، جس میں دریائی حمام ہیں۔

اردیسا میں متعدد مجسمے ہیں، جن میں ایک کیتھرائٹ درم اور ایک ریشیلو کا ہے۔ لب دریا ایک نہایت عمدہ سڑک ہے۔ اس سڑک کا نام بولفار نیقولا ہے۔

شہر میں بہت سے ہوٹل ہیں، جن میں سے لندن ہوٹل، سنیت پیٹرسبرگ ہوٹل، کونٹی نیٹل ہوٹل، اور ہسٹول ہوٹل قابل ذکر ہیں۔ انکے علاوہ بہت سے بنک، تھیٹر، عجائب خانے، مہرہ خانے، قبرستان ہیں۔ اردیسا کے سب سے بڑے قہرہ خانے زر بینا اور فانکونی ہیں۔ نواح شہر میں حمام ہیں، جنکے متعلق مشہور ہے کہ وہ صحت کے لیے مفید ہیں۔

سب سے پہلے یہاں سنہ ۱۸۱۲ء میں طاعون آیا۔ قریب تھا کہ تمام شہر ویران ہو جائے۔ چنانچہ اموات کی تعداد ۱۳ ہزار تھی۔ دول اتحاد ثلاثی کے بیڑوں نے بسلسلہ جنگ کریمیا اس کا محاصرہ کیا، اور گولہ باری بھی کی۔ یہاں کی آبادی روسی، اطالی، اور یہودیوں کا ایک مخلوط مجموعہ ہے۔ یہاں بعض اطالی خاندان زالی کے برابر دولت مند ہیں، جسکی آمدنی ۴۰ ملین روپل ہے۔ قسطنطنیہ کی طرف اردیسا سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا کوسٹانی جزیرہ ہے، جسے فید وڈیسی یعنی اژدھوں کا جزیرہ کہتے ہیں کفاک اللہ شرہا۔

اردیسا سے میں کریمیا روانہ ہوا جو اعتدال آب رہا اور حسن مناظر طبعی میں مشہور و معروف ہے۔ میرا یہ سفر روسی بار اخوت کمپنی

کے اسٹیمر پر تھا، جسکے اسٹیمرومیاں بار اخوت کمپنی کے اسٹیمروں سے کہیں زیادہ صاف و خوشنما ہوتے ہیں، خصوصاً جبکہ اعلیٰ درجہ کے ہوں۔ یہ اسٹیمر اپنے سیدھے سے پانی کو ہٹاتا ہوا ہمیں لیکے چلا، یہاں تک کہ کریمیا کے پہلے بندرگاہ ارباٹوریا میں لنگر انداز ہوا، جسے تا قاری کوزلورہ اور روسی کوزسوف کہتے ہیں، یہ پہلے ایک نغاس تھا، جس میں غلام اور کنیزیں فروخت ہوا کرتی تھیں۔

کریمیا کو سنہ ۱۴۷۸ء میں ترکوں نے تسخیر کیا اور سنہ ۱۷۸۳ء میں روس نے اسے ترکوں سے لے لیا۔ یہاں ایک جامع مسجد ہے، جو سنہ ۱۵۵۲ء میں قسطنطنیہ کی جامع ایا صوفیا کے طرز پر بنائی گئی تھی۔ اسکی آبادی ۲۵ ہزار ہے، جس میں روسی، تا قاری، اطالی، یہودی ہیں۔ یہاں سے ۲ فرست (ایک روسی معیار مسافت ہے جسکی مقدار ۱۰۳۵ میٹر ہے) پر بحیرہ مونیاک میں اور ۱۸ فرست پر بحیرہ ساک میں صحت بخش حمام ہیں۔ ان حماموں کا موسم ۲۵ مئی سے شروع ہوتا ہے، اور آخر اگست تک رہتا ہے۔ اس اثنا میں ہزاروں بیمار نہانے آتے ہیں۔

ارباٹوریا سے ۶۳ فرست پر سنفیرو پول یعنی کریمیا کا جدید دارالسلطنت واقع ہے۔ یہ ایک نہایت عمدہ شہر ہے اسکی آبادی ۶۰ ہزار ہے۔

ارباٹوریا سے ۵ گھنٹے تک چلنے کے بعد ہمارا اسٹیمر سراسطابول پہنچا۔ یہ ایک بہت بڑا شہر ہے، جسکی سڑکیں بڑی بڑی اور عمارتیں عظیم الشان ہیں، روشنی بڑی ہے۔ سڑکوں پر ٹریموے چلتی ہے۔ بندرگاہ میں بھر اسود کا بیڑا رہتا ہے۔ یہاں روسی محافظ فوج اسقدر ہے کہ نوراد کو اول رولہ میں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے تمام باشندے افسر اور سپاہی ہیں۔ گویہ ایک تجارتی شہر ہے، مگر با ایں ہمہ اول درجہ کا جنگی شہر معلوم ہوتا ہے۔

ریلوے لائنوں نے تمام روس سے اسے ملا دیا ہے۔ یہاں ان تمام افسروں کے مجسمے نصب ہیں جنہوں نے جنگ میں کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں، خواہ یہ افسر بری ہوں یا بھری۔ ان مجسموں کے علاوہ جنگ کی یادگاریں بھی ہیں جو بلجیم میں رائو کی یادگاروں کے مشابہ ہیں۔ یہاں کا سب سے زیادہ لطیف مقام مینوسپل باغ ہے، جو لب دریا واقع ہے۔ باغ میں روزانہ باجا بجاتا ہے۔ افسر اور سپاہی جوق در جوق آتے ہیں، مگر سپاہیوں کو اندر جانے کی اجازت نہیں۔

یہاں کی سڑکوں میں سے ایک مہتم بالشان سڑک کا نام بولغا ہے۔ اس سڑک پر ایک بہت بڑا باغ ہے، جس میں ایک عظیم الشان گول عمارت ہے۔ اس گول عمارت کے اندر ایک دائرے میں جنگ کریمیا کے واقعات اور ان ترکی، فرانسیسی، انگریزی وغیرہ فوجوں کی تصویریں کندہ ہیں، جنہوں نے جنگ کریمیا میں حصہ لیا تھا۔ انکے علاوہ سامان مدافعت، اسلحہ، ذخائر، سامان استحکامات، وغیرہ اس باغ میں بکثرت موجود رہتے ہیں۔

بندرگاہ کے دہانہ سے قریب ایک دوسری سڑک پر ایک نہایت ہی اہم عجائبخانہ ہے۔ یہ عجائبخانہ محاصرہ سراسطابول اور ان تمام تریوں، دیگر انواع اسلحہ، نقشوں، وغیرہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ جو اس محاصرہ میں استعمال کیے گئے تھے۔ سنہ ۱۸۵۴-۵۵ء کے اس محاصرہ نے سراسطابول کو تاریخ میں مشہور کر دیا۔ یہ محاصرہ اسقدر شدید تھا کہ سراسطابول قریباً بالکل برباد ہو گیا تھا۔ مگر اس ٹھوکر کے بعد وہ فوراً سنبھلا اور بسرعت تمام ترقی کے میدان میں چلنے لگا۔ اسوقت اسکی آبادی ۵ ہزار ہے، جس میں نصاریٰ زیادہ اور قاری اور یہودی کم ہیں۔

کریمیا کے حمام والے شہروں میں یالطہ خوشنما ترین شہر ہے۔ اسکی ہوا گرمیوں میں نہایت معتدل اور امراض صدر کے لیے بیحد مفید ہے۔ اسی لیے اسے ”نیس روس“ کہتے ہیں۔ تمام عمارتیں اور راستے بالکل نئے طرز کے ہیں۔ ایک میونسپل باغ ہے۔ اس باغ میں روزانہ باجا بجاتا ہے۔ یہاں کے مشہور ہوٹل رشین فلا ایلن اور میرینو ہیں۔ آبادی ۳۵ ہزار ہے، زیادہ تر نصاریٰ ہیں اور کمتر مسلمان اور یہودی۔ یالطہ کے نواح میں لیفیتی، جہاں زار روس موسم گرما میں بسر کرتے ہیں، الوپکا، اور یاندا وغیرہ نہایت خوش سواد مقامات ہیں۔

یالطہ میں باطوم آیا۔ راستہ میں اسٹیمر بہت سی سرحدوں پر سے گذرا، جن میں اہم یقرو دوزی اور کریمیا کا آخری بندر گاہ کیرش ہے۔ اسے ابغائے کیرش میں آئے بعد از دلف اور بحر اسود دونوں ملتے ہیں۔

غرض ساحل کریمیا باتوریا سے شروع ہوتا ہے، اور کیرش میں آئے ختم ہوتا ہے، اسمیں سے بعض حصہ تر میدان ہے اور بعض حصہ کوهستانی ہے۔ کوهستانی مناظر بیحد دلغریب ہیں۔

کوه قاف کا ساحل اناپا سے شروع ہوتا ہے، اور باطوم میں ختم ہوتا ہے۔ تمام ساحل میں جہازیاں، درخت اور انڈیا درجہ کے خوشنما پہاڑ ہی پہاڑ ہیں۔ اسکی اہم سرحدیں نورور، سیسک، (جو ایک بڑا شہر ہے) اور بلجری ہیں۔ یہ تمام مقامات سبزی و شادابی میں غرق اور موسم گرما کی بہترین و جمیل ترین قیامگاہیں ہیں۔

۱۵۔ فرست کے فاصلہ پر کوه اتروس واقع ہے۔ یہاں ایک خانقاہ ہے، جو پرانے کوه اتروس کے راہبوں کے بنائی تھی۔

سرخوم قلمرو اباطا کا دار السلطنت ہے، یہ بھی میوں اور پھولوں سے پٹا پڑا ہے۔ اسکی ہوا غایت درجہ عمدہ ہے۔ یہاں سے مصر تمباکو بھیجا جاتا ہے۔ اسکے نواح میں پرانے شہروں، ہیگلور، محلوں، قلعوں، اور گڑھوں کے بکثرت کھنڈر ملتے ہیں۔ آبادی ۲۰ ہزار ہے۔ خود قلمرو اباطا کی آبادی نصف ملین ہے۔ تین ربع مسلمان اور باقی ارمنو و دس عیسائی ہیں۔ یہاں کے اکثر مسلمان باشندے ہجرت کر کے ترقی آگئے ہیں۔ اب کوه قاف میں صرف ۳۰ ہزار مسلمان ہیں جنمیں سے ۸ ہزار سرخوم میں ہیں اور باقی بحر اسود کے ساحل پر نورور اور سیک وغیرہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اسکے قبائل ”ارنج“ کہلاتے ہیں۔

جہاز پر ایک سیاح کو جارجیہ سے لینے باطوم تک ساحل قوقاز میں سرسبز و شاداب پہاڑ اور انہی ۲۰۰ میٹر بلند اور برف پوش چوٹیاں نظر آتی ہیں۔ یالطہ سے تین دن تک چلتے رہے کے بعد اسٹیمر باطوم پہنچتا، جو بحر اسود میں روس کا آخرین بندرگاہ ہے۔ باطوم اور اودیسسا میں ۵۶۳ میل کا فاصلہ ہے۔

باطوم جس طرح کہ ایک بجاہری شہر ہے اسی طرح ایک جنگی شہر بھی ہے۔

روس نے اسکے حدود وسیع دیے ہیں۔ نئی سڑکیں نکالی گئی ہیں۔ تمام شہر میں برقی روشنی ہوتی ہے۔ ساحل پر بالکل نئے طرز کا ایک میونسپل باغ ہے، جسکی تمام سڑکیں بالکل سیدھی ہیں۔ باغ میں روزانہ باجا بجاتا ہے۔

باطوم میں اس میونسپل باغ کے علاوہ تینوں کے زمانے کا ایک اور نہایت لطیف باغ ہے، جو ایک چھوٹے بحیرے کے ساحل پر واقع ہے۔ یہ باغ اب الیگزندر پارک کہلاتا ہے۔

یہاں چند ہوٹل بھی ہیں جنمیں سے مشہور ترین کیست ہوٹل جو ساحل پر واقع ہے، اور جہاں ہوٹل ہے۔ ۱۰ کیلومیٹر کے فاصلہ پر خانقاہ مارجرس ہے، جو گروبنے ہوئے اسوقت ایک ہزار سال ہوئے۔ اس خانقاہ کا موقع نہایت ہی عمدہ و خوشنما ہے۔

ریل میں جانے والے کے لیے سوا سٹابول سے کریمیا کے قدیم دارالامان سے باغچہ سرائے تک ۴۳ کیلومیٹر ہیں۔ باغچہ سرائے ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ یہاں عہد قدیم کی چند جامع مسجدیں اور باغ تر ہیں، مگر جدید ترقی کے آثار ذرا بھی نہیں۔ نہ عمدہ سڑکیں ہیں نہ ٹریموے، نہ برقی روشنی، نہ قابل لحاظ ہوٹل۔ ابھی تک خانات کا تار کا قصر موجود ہے، جو سترہویں صدی میں بنایا گیا تھا۔

یہاں کی جامع مسجد کے دروازہ پر یہ عبارت کندہ ہے:

”سلامت کرائے خان ابن العاج سلیم کرائے خان سنہ ۱۱۵۵“

وسط قصر میں ایک فوارہ ہے، جس پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے:

”قیلان کرائے خان ابن العاج سلیم کرائے خان غفر اللہ لہما

و لوالذیہما سنہ ۱۱۶۲ ع“

اس عبارت کے بعد یہ آیت ہے: ”سقاہم ربہم شایاً طہوراً“۔

ان عبارتوں کے علاوہ گلاب کے دو درختوں اور تین قسم کے میوں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔

وسط قصر میں ایک اور فوارہ ہے جس پر یہ آیت لکھی ہوئی ہے ”عیناً فیہا تسمی“ یا ”یلاً“ اور پر کی منزل میں ایک بڑا کمرہ ہے، جسکی دیواروں پر ایک فارسی قصیدہ لکھا ہوا ہے۔ قصیدہ کے علاوہ مختلف قسم کے پھلوں کی پلیٹوں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ یہ ہال اس قصر کا سب سے زیادہ خوشنما حصہ ہے۔

نیچے کی منزل میں ایک ہال ہے جسکی چھت دستکاری

کا جمیل ترین نمونہ ہے۔ اسکے دروازہ پر یہ عبارت کندہ ہے۔

”دروازہ دیوان سلامت کرائے خان ابن العاج سلیم کرائے خان

سنہ ۱۱۵۶“ اس قصر میں ایک باب السلسبیل ہے جس پر یہ لکھا

ہے: ان گھروں کے مالک سلطان اعظم اکرم منکلی کرائے خان ۱۰۰۰ الخ۔

قصر کے اندر اور باہر باغ ہیں۔ یہی باہر کا باغ آجکل میونسپل

کا باغ ہے، جہاں لوگ سیر و تفریح کے لیے آتے ہیں۔ یہاں جامع

سلطانی بھی ہے۔ مٹی میں جبکہ میں یہاں تھا تو عشا کی اذان

ساز ہے تو بجے دیجاتی تھی۔

باغچہ سرائے میں اسماعیل عصر نسکی کا ایک اخبار ترکی

زبان میں شائع ہوتا ہے، جسکا نام ترجمان ہے۔ ایک لڑکیوں کا

مدرسہ بھی ہے۔ جسے انکی بیوی چلاتی ہیں۔ اس مدرسہ میں

لڑکیوں کو ترکی، روسی، عربی، (ابتدائی پیمانہ پر) عقائد

اسلامی، حساب، جغرافیہ، علم الصلحہ، خانہ داری، دستکاری

سکھائی جاتی ہے۔ بعض لڑکیاں قرآن شریف حفظ کرتی ہیں۔

باغچہ سرائے کی آبادی ۱۸ ہزار ہے جسمیں ۱۴ ہزار تا تاری

۳ ہزار نصاریٰ اور ایک ہزار یہودی ہیں۔

سوا سٹابول سے یالطہ تک تین راستے ہیں۔ دریا، موٹرکار، اور

ریل۔ پہلا راستہ عمدہ ہے۔ مسافر کو کریمیا کے ساحل پرے رنگا رنگ

پہاڑیوں کے دلغریب منظر دکھلائی دیتے ہیں، مگر دوسرا راستہ

اس سے عمدہ ہے، خصوصاً ابتداء باب بایدار سے کہ یہاں سے تو پاکیزہ

منظر پہاڑ اور درخت ہی درخت نظر آتے ہیں۔ تیسرے راستہ میں

کڑی امر قابل ذکر نہیں۔

شؤون عثمانیہ

جزائر ایجیہ

بالآخر انگلستان نے نصرانیت کے لیے اسلام سوز جذبات کے سلسلہ میں اس حلقہ کا بھی اضافہ کر دیا، جس کا مزاج سناشوں کو خوف تھا۔

ڈاروننگ اسٹریٹ کے کارکنان قضاء و قدر نے جزائر ایجیہ کا فیصلہ صادر کر دیا جو آپ گذشتہ نمبر کے الاسد مع میں پڑھ چکے ہیں۔

لیکن کیا اس قدر کافی ہے؟ لیکن ظلم ہوا اگر ان جزائر کے حق میں ہمارے وقت کے صرف چند ثانویہ ہمارے جرائد کی چند سطریں اور ہمارے ماتمگساری و حسرت سنجی کے دفتر بے پایاں میں سے صرف ایک لفظ ”افسوس“ ہو۔

یہ صحیح ہے کہ ہم اس کر زمین کے ایسے تکرے کو چکے ہیں جنکے آگے ان جزائر کی کوئی حیثیت نہیں، اور یہ بھی صحیح ہے کہ اس وقت ہماری پیشانی پر شکن تک نہیں پڑی تھی، لیکن اگر اس وقت ہماری پیشانی شکن آلود تک نہیں ہوئی تھی تو اس وقت ہمارے گالوں بلکہ دامنوں کو خونیں آنسو سے لالہ گرن ہونا چاہیے۔

ایک زمانے میں زید کا کیسہ جواہر سے پر رہتا تھا۔ اس وقت اگر ایک لعل بدخشان بھی گرجاتا تھا تو اسے احساس تک نہیں ہوتا تھا، مگر اب کہ اس جواہر سے پر رہنے والے کیسے ہیں چند پیسے رتے ہیں، کیا اب اس کی بھی حالت بھیگی؟ یقین مانیں کہ اگر اب اس کیسے سے ایک پیسہ گریگا تو اس کی آنکھوں سے آنسو کی جھڑی لگ جائیگی۔

اس آشکاری سے آپ اس کے ظرف کو لازم نہ دیجیے کہ وہ بیچارہ صرف ایک پیسے کو نہیں روتا بلکہ اس کو روتا ہے کہ میں کیا سے کیا ہو گیا۔

یہی حالت ہماری ہے، بلکہ اس سے زیادہ درد ناک۔ ہماری جیب خالی ہے، مگر با ایں ہمہ جو کچھ اسمیں ہے وہ بھی اس قدر قیمتی ایک عالم اس کو لچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ پس اگر اس وقت ہماری جیب سے کچھ گرتا ہے تو کیونکر ہوسکتا ہے کہ زبانیں خاموش اور آنکھیں خشک رہیں۔

انگلستان کی تجویز میں صرف جزائر ہی دولت عثمانیہ کے ہاتھ سے نہیں نکلے کہ گورالے عزیز جاتا ہی مگر غم درد سے تو نجات ملتی ہے، بلکہ یا تو اس کو ایسے مصارف برداشت کرنا پڑتے ہیں جن کی وہ اس وقت متحمل نہیں ہوسکتی یا اسے اپنے پس ماندہ سرمایہ حیات کو بھی وقف غارت و تاراج سمجھنا پڑتا ہے، اور افسوس کہ دونوں صورتیں جانکاہ و روح فرسا ہیں!

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جنگی حیثیت سے جزائر ایجیہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) جو دھانہ درہ دانیال پر واقع ہیں، جیسے ایمروز، Imbros، برزجہ اطہ Tenedos، لمنی Lemnos، سمڈیر Samothrace

باطوم کی ہوا معتدل ہے مگر یہاں کے پانی میں صابن پڑی مشکل سے حل ہوتا ہے۔ یہاں سوڈن کا مشہور انعام یاب بریل کے تین کیس کے کارخانہ ہیں۔ یہیں جان باکو سے مٹی کا تیل آتا ہے۔ اتنی مسافت بہت طویل ہے اور ۲۴ گھنٹے میں اکسپریس کے ذریعہ سے طے ہوتی ہے۔ باطوم کے کیس کے مشہور کارخانوں میں مشہور روتشیلڈ اور ماتڈا شیف کے کارخانے ہیں۔ ریل میں باطوم سے افرست پر شکری کے مشہور چائے کے کہیت ہیں۔ باشندوں کی تعداد ۳۷ ہزار ہے۔ یہاں کی آبادی روس، گرج، ارمن، چرکس، اور ترکوں کا ایک مخلوط مجموعہ ہے۔ یہاں کے بہترین ہوٹل مشرق، خوشنما منظر، فرانس، اور امپیریل ہیں۔

میں باطوم سے انڈرون قوقاز، قوطایس، بورجوم اور باکوریانی آیا۔ یہ شہر اگرچہ چھوٹے ہیں مگر اپنے راستوں کے پہاڑوں پہاڑوں کے سبزہ زار، نہرہائے رزاں، اور تالابوں کے لحاظ سے قابل دید ہیں۔ قوطایس میں نہرہائے علاوہ اور کوئی شے قابل ذکر نہیں ہے۔ ہانوں کے پانی کے گرنے کی آواز دور سے سنائی دیتی ہے۔

بورجوم معدنی چشموں کا ایک شہر ہے۔ اسمیں ایک تیزرر اور شدید الصوت نہر ہے، ایک اور نہر ہے، جو اس سے پڑتی ہے۔ حل صابوں کے باب میں اسکا معمولی پانی باطوم کے پانی کے طرح ہے۔ خور باکوریانی تو اس قابل نہیں کہ کوئی اس میں دن بھر یا چند گھنٹوں کے لیے بھی ٹہیرے۔ البتہ بورجوم سے اسکا راستہ نہایت خوش سواد مقامات سے گیا ہے۔ بورجوم سے ایک نہایت خوش منظر راستہ اباسٹومل کر گیا ہے۔ اس راستہ میں سفر موثر و پر ہوتا ہے۔ یہ اباسٹومان بھی شہر ہے جو اپنے اعتدال ہوا اور حسن مناظر کے لحاظ سے مشہور ہے۔

بورجوم سے قوقاز کے دارالسلطنت تغلیس ریل پر آیا۔ تغلیس باطوم اور باکوریہ بحر اسود اور بحر خزا کے وسط میں واقع ہے۔ سطح آب سے اس کی بلندی ۳۰۰ میٹر ہے۔

اشتمار

طب جدید اور اپنے چالیس سالہ ذاتی تجربے کی بنا پر دو کتابیں تیار کیں ہیں۔ صحت النساء میں مستورات کے امراض اور محافظ الصبیباں میں بچوں کی صحت کے متعلق مؤثر تدابیر سلیس اردو میں چکنے کاغذ پر خوشخط طبع کرائی ہیں۔ ڈاکٹر کریم زید احمد صاحب نے بہت تعریف لکھ کر فرمایا ہے کہ یہ دونوں کتابیں ہر گھر میں ہونی چاہئیں۔ اور جذبہ ہر ہالینس بیکم صاحبہ ہریال دام اقبالہ نے بہت پسند فرما کر کثیر جلدیں خرید فرمائی ہیں بنظر رفہ عام چھ ماہ کے لیے رعایت کی جاتی ہے طالبان صحت جلد قالدہ اٹھائیں۔

صحت النساء اصلی قیمت ۱ روپیہ - ۱۰ آنہ - رعایتی ۱۲ آنہ محافظ الصبیباں، اصلی قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتی ۱ روپیہ - اردو میڈیکل جورس پرڈنس مع تصاویر اس میں بہت سی کارآمد چیزیں ہیں اصلی قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتی ۱ روپیہ علاوہ معصوداک وغیرہ۔

ملنے کا پتہ :- ڈاکٹر سید عزیز الدین گورنمنٹ پنشنر میڈیکل افیسر در جانہ - ڈاکخانہ بھری ضلع رھنگ۔

ورنہ اس کے معنی یہ ہو گئے کہ تم جنگ کا ارادہ رکھتے ہو، اور یہ امر حملہ کے لیے محرک ہو سکتا ہے۔

ہم نے اپنی سادہ لوحی سے اعتماد کیا حالانکہ قرآن حکیم نے ہمیں بقا دیا تھا بعض ارباب بعض ' پس اس اعتماد کا نتیجہ ہم نے بھگتا۔ ہماری فوجوں کے منتشر ہوتے ہی ہر چہار طرف سے حملہ ہوا جنہوں نے - اطمینان دلایا وہ پہلے تو تماشائیوں کی طرح خاموشی کے ساتھ تماشا دیکھتے رہے - اس کے بعد اپنی ناطرندری کا اعلان کیا اور اس کے بعد وہ حرکتیں کیں کہ اگر انکا ذکر چھوڑا جائے تو خدا جانے ہم اس موضوع سے کتنی دور نکل جائیں۔

جس طرح کہ آغاز جنگ میں انگلستان نے پیش قدمی کی تھی اسی طرح انجام جنگ میں بھی انگلستان ہی نے پیش قدمی کی۔ اس نے دولت عثمانیہ سے اعتماد کی فرمائش کی اور جب اس نے فرمائش پوری کی تو اس کے صلہ میں اس گھر کے دروازہ دشمنوں کے لیے کھول دیے۔

انگلستان نے اصرار کیا کہ جزائر کا فیصلہ موثر الصلح میں نہ کیا جائے، بلکہ موثر السفراء کے ہاتھ میں دیدیا جائے۔ اس نے دولت عثمانیہ کو یقین دلایا کہ وہ اس کے مصالح کا لحاظ رکھیں گے، مگر جب وقت آیا تو اس کے مصالح کو اس قدر پامال کیا کہ اس سے زیادہ پامال کرنا اختیار سے باہر تھا۔

اس نے یونان کو سماندیر دلایا، جو گیلی پولی کے محاذی اور نہایت ہی قریب ہے۔ لمنی دلایا، جو درہ دانیال کے عین دھانہ پر ہے۔ مدلی دلایا، جو ایروالی سے بہت ہی نزدیک ہے، اور ساقر دلایا، جو خلیج از میر پر واقع ہے۔ مختصراً یہ کہ اس نے یونان کو وہ تمام جزائر دلوائے جنکی راہ سے وہ باسانی قسطنطنیہ اور ایشیا کوچک پر حملہ کر سکتا ہے۔

یہ صحیح ہے کہ امروزی اور یروزہ اطہ یونان کو نہیں دلوائے گئے مگر یہ کیوں؟ اس لیے کہ دولت عثمانیہ کے مقبوضات محفوظ رہیں؟ حاشا رکلا! انگلستان کی یہ دلی خواہش ہو گئی کہ دیگر جزائر کی طرح ان جزائر پر بھی نصرایت کا علم لہراتا، مگر یہ کیونکر ممکن تھا؟ یورپ کی سلطنتیں بلکہ خود انگلستان کی عاقبت اندیشی اب گوارا کرتی کہ کلید عالم یعنی درہ دانیال کو یونان کے رحم پر چھوڑ دیا جاتا؟ انگلستان نصرایت یا نصرانی سلطنت کی بھروسہ کے لیے اسلام کے مصالح کو قربان کر سکتا ہے، مگر کسی یورپ کی سلطنت یا خود اپنی معمولی سی معمولی مصلحت کو بھی صدمہ نہیں پہنچا سکتا۔

* * *

اس تجویز میں یہ جزائر یونان کو اس شرط پر دلوائے گئے ہیں کہ:

(۱) یہاں کے مسلمانوں کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے۔

(۲) اور ان جزائر میں کوئی جنگی مرکز نہ بنایا جائے۔

انگلستان سمجھتا ہے کہ اس نے اس اہلہ فریبی اور طفل تسلی سے مسلمان عالم کے دلوں سے ان وسوسہ رشک کو نکال دیا جو انہیں بیچپن کر رہے تھے، مگر وہ کاش اب ہم کو اس قدر سادہ لوح اور نادان نہ سمجھتا کہ اس کے لیے یہی بہتر تھا!

اس موقع پر سب سے پہلے ہمارے سامنے وعدہ آتا ہے، اور یہ خیال آئے ہی کہ یہ یورپ کا وعدہ ہے ہمارے دلوں میں بے اطمینانی دے اعتمادی کا معشر بپا ہو جاتا ہے، کیونکہ تجربہ نے ہمیں یہ بتادیا ہے کہ یورپ کو اپنے عہد و پیمان کے ٹوٹنے کی اتنی پروا بھی نہیں جتنی کہ برٹ کی لیس کے ٹوٹنے کی ہوتی ہے۔

ہم نے یہ بھی دیکھ لیا کہ دنیا میں عدل و انصاف کا رد و دماغ کے خانہ تخیل اور کاغذ کے صفحات کے علاوہ اور کہیں نہیں

(۲) جو خلیج از میر پر واقع ہیں ان میں مدلی Mytilene اور ساقر Chias سب سے زیادہ اہم ہیں۔

(۳) جو انطولیہ کے ساحل جنوب و مغرب کے طول میں واقع ہیں۔ انہی میں وہ بارہ جزیرے ہیں جن پر اٹالیا قابض ہے۔

اب ذرا آپ جزائر ایجین کے نقشے کو سامنے رکھیے۔ دیکھیے! گیلی پولی کے روبرو ایک جزیرہ ہے۔ یہی سماندیر ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ یہاں سے گیلی پولی پر اور پھر گیلی پولی سے براہ خشکی قسطنطنیہ پر کس قدر آسانی سے حملہ ہو سکتا ہے۔ سماندیر کے بعد امبروز ہے۔ یہ جزیرہ اس طرح واقع ہے کہ سماندیر اور گیلی پولی کو ملنے ایک مثلث شکل پیدا ہوتی ہے۔ یہاں سے بھی گیلی پولی اور ایشیا پر بے سہولت حملہ ہو سکتا ہے۔ امبروز کے بعد درہ دانیال ہے۔ درہ دانیال کے دھانے پر یوزہ اطہ اور لمنی واقع ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ لمنی سے براہ راست درہ دانیال پر اور دراسطہ یوزہ اطہ اور پر پوری طرح حملہ ہو سکتا ہے۔ ان دونوں کے بعد مدلی کا نمبر ہے، جو ایشیاء کو چک کی سرحد سے نہایت ہی قریب ہے۔ اور اس پر حملہ کا بہترین و قریب ترین راستہ ہے۔ اس کے بعد ساقر ہے۔ ساقر خلیج از میر پر واقع ہے، اور از میر میں آنے کے لیے صرف اس خلیج کو عبور کرنا ہے۔ از میر کے بعد ساموس ہے۔ مگر یہ خود مختار ہے۔ اس کے بعد نکیریا ہے۔ نکیریا سے براہ راست یا براہ ساموس الدین پر حملہ ہو سکتا ہے، و ہلم جراً۔

اس تفصیل سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ دونوں اول الذکر قسم کے جزیروں پر سے قسطنطنیہ یا ایشیاء کوچک پر بے تکلف حملہ ہو سکتا ہے۔

ان جزائر میں سے سماندیر، لمنی، مدلی، ساقر، نکیریا وغیرہ یونان کے قبضہ میں ہیں، اور امبروز اور یوزہ اطہ دولت عثمانیہ کے قبضہ میں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ انگلستان نے کیا کیا ہے؟

انگلستان کی تجویز کا جو خلاصہ ریوٹر ایجنسی نے بھیجا ہے وہ یہ ہے کہ باسٹثناء امبروز، یوزہ اطہ، اور تمام جزائر یونان کو دلوائے گئے ہیں۔ یعنی بالفاظ دیگر وہ جزائر جنکو یونان اپنے پرشورکت و قوت بیڑے کے باوجود نہیں لہسکا تھا وہ تو دولت عثمانیہ کے پاس رہنے دیے گئے، مگر جن جزائر میں کہ یونان کی فوج اثر آلی تھی وہ اسی کے پاس رہنے دیے گئے۔

کیا اگر یہ فیصلہ خود یونان کے ہاتھ میں دیا جاتا تو وہ اپنے حق میں اس سے زیادہ مفید کوئی فیصلہ کرتا؟

* * *

ہماری قومی خصوصیت تو یہ تھی کہ المومن لایلدغ من حجر واحد مرتین یعنی مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ ایک سوراخ سے دو بار نہیں کسا جاتا۔ مگر بد قسمتی سے آج ہماری حالت اس درجہ متغیر ہو گئی ہے کہ اب ہماری قومی خصوصیت یہ ہے المومن یلدغ من حجر واحد الف مرۃ یعنی مسلمان وہ ہے جو ہزار بار ایک ہی سوراخ میں کسا جائے! چنانچہ آغاز جنگ میں ہم جس کے قریب میں آئے تھے انجام جنگ میں بھی ہم اسی کے قریب میں آئے اور اسکا خمیازہ کھینچا!!

اعلان جنگ سے پہلے ریاستہائے بلقان سرحدوں پر فوجیں جمع کر رہی تھیں۔ دولت عثمانیہ نے بھی مقدونیہ میں فوج جمع کی اور نمایشی جنگ شروع کرالی، مگر سفیر انگلستان نے آئے ہمیں یقین دلایا کہ اس وقت تک تم پر حملہ نہیں کیا جائیگا جب تک تمہاری طرف سے تحریک نہ ہوگی۔ فوج کو فوراً منتشر کر دو۔

اگر درحقیقت مقصود ان جزائر کی اصلاح و ترقی تھی تو پھر کیوں نہ انکو ساموس کی طرح خود مختار کر دیا گیا، کیونکہ یقیناً بحالت خود مختاری وہ اس سے زیادہ ترقی کر سکتے تھے جتنی کہ اب وہ یونانیوں کے ماتحت رہے کر سکیں گے۔

لیکن یہ تمام باتیں تو اسوقت ہوتیں جب کہ یورپ کے طرز عمل کا معیار حق و عدل ہوتا تھا تو بقول مشہور کاتب سیاسی مسٹر لوبسین ولف ”یورپ نے بلقانی مدبر کی حیثیت سے اپنے طرز عمل کے لیے جس معیار رحید کو شروع سے آخر تک تسلیم کیا ہے وہ خود غرضی اور سختی ہے“

آخری نقطہ بحث یہ ہے کہ انگلستان نے ایشیائی ترکی کو کیوں خطرہ میں ڈالا، حالانکہ اسکا تو یہ دعویٰ ہے کہ ایشیاء میں ایک مستحکم ترکی کا وجود اس کے ایشیائی مصالح کے لیے ناگزیر ہے؟

اس کا جواب انگلستان کے دہائ سیاسی اور آئندہ مقاصد کی ایک سبق آموز بصیرت بخش داستان ہے۔

جولرگ دولت عثمانیہ کی موجودہ تاریخ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ کاروان اسلام کا یہ آخرین نقش یا محض اسلیب اب تک باقی ہے کہ دول یورپ میں شدید رقابت و منافست ہے۔ اگر یہ رقابت نہ ہوتی تو وہ مسائل طے ہو گئے ہوتے جو ہنوز نا طے شدہ ہیں، اور جو واقعات اسوقت پیش آئے ہیں یہ بلکہ اس سے سخت تر آج سے پہلے پیش آچکے ہوتے۔ وہ شخص نصرانیست کا سب سے بڑا فرزند ہوگا، جو دول کی اس رقابت کو دریا کم از کم اس حد تک کم کر دے گا کہ وہ آخذ و اعطا کے اصول پر اس اسکیم کی تکمیل کے لیے متعدد ہوسکیں جس کا آغاز اندلس میں ہوا تھا۔

سراید ردّ کرے جب سے وزیر خارجہ ہوئے ہیں انکی تمام تر کوشش یہ ہے کہ کس طرح یہ رقابت کم ہو، اور دول یورپ متحد ہوئے کلم کر سکیں۔ ہم باب عالی کے نام دول کی یادداشت اور بلقان کی جنگ ثانی کے علی الرغم کہتے ہیں کہ سراید ردّ کرے اپنی ان کوششوں میں نا کام نہیں رہے۔

جدید یورپ کی تاریخ حیات میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ اس نے ازمہ متوسطہ کی طرح اسلام کے مقابلہ میں متحد ہوئے کام کیا۔ پہلی کوشش کے ہمہ وجہ مکمل ہونے کی توقع ایک غلط توقع ہے، اسلیبے اگر اس اتحاد میں جا بجا اختلاف کے رخنے نظر آتے ہیں، تو اسکو نا کامی سے تعبیر کرنا صحیح نہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ دفعۃ چار ریاستوں کا اعلان جنگ، دول یورپ کا اعلان نا طرفداری، اس کے بعد فیصلہ بقاء حالت کے ساتھ، اسکی تہنیک، عدم سقوط کے باوجود تسلیم ادرنہ پر اصرار، وغیرہ وغیرہ یہ تمام واقعات اس طرح پیش نہ آتے اگر سراید ردّ کرے کی سرگرم کوششوں نے یورپ کے اتحاد سیاسی کا درس ادرین نہ دیدیا ہوتا۔ سچ یہ ہے کہ انگلستان اس فخر میں منفرد ہے کہ اس کے ایک فرزند نے یورپ کو اس درجہ معمر کر لیا کہ اس کے اشارے پر سب نے علانیہ صداقت و انصاف کو تہکرا دیا۔

بیشک انگلستان کے ایشیائی مصالح کے لیے ایشیامیں ایک مضبوط ترکی کا رجحان ناگزیر ہے، مگر صرف اسوقت تک جب تک کہ یورپ سبق آموز اتحاد فی العمل اور انگلستان کا پائے اثر اس میں نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ اسکا مابہ الامتیاز حزم و تعویض ابھی اپنے اثر کے استحکام کو نا کافی اور یورپ کو خام کار سمجھتا ہے۔ ایشیائی ترکی کے استحکام کے لیے اس کے بحری درازوں پر یونانی متعین کر دیے گئے ہیں۔ سراید ردّ کرے کے حلقہ تعلیم میں درس اتحاد جاری ہے، اور استحکام نفوذ و اثر کے لیے کوششیں ہو رہی ہیں۔ جب یہ دونوں سلسلے پورے ہو جائیں گے تو وقت آلیگا جس کے دیکھنے کے لیے خدا کرے اس سرزمین پر کوئی مسلمان نہ رہے۔ انہ لقول فصل، وما ہو بالہذل، انہم یکیدون کیداً لیطفؤ نراللہ، واللہ منہ نورہ ولو کرہ الکافرون۔

صرف ایک شے یعنی قوت ہے، جسوقت وہ جلوہ فرما ہوتی ہے تو یورپ اس کے چہرہ پر عدل کا نقاب ڈالے اس کے سامنے سر بسجود ہو جاتا ہے۔ پس جبکہ اس قوت کی دہری نے ہم سے اپنا رشتہ توڑنے یورپ سے باندھا ہے تو پھر کون ہے جو یہ شرائط پورے کرالیکا؟

”مسلمانوں کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے“ یہ کوئی نیا دام فریب نہیں۔ یہ تو وہی فقرہ ہے جو ہمیشہ یورپ نے کسی ملک کو ہلال کی قلمرو سے نکالنے صلیب کی بادشاہی میں داخل کرتے وقت کیا ہے۔ پھر کیا اس کو ارض کی وسیع آبادی میں اسکی ایک عملی مثال بھی پیش کیجاسکتی ہے؟ کیا اس وسیع عالم نصرانیست میں ایک شخص بھی اس باب میں مرد عہد ہونے کے ساتھ مرد ایفاء ہونے کا بھی وعدہ کر سکتا ہے؟

افریقہ، یورپ، اور ایشیا، جاوہاں کے اسلام سے چھنے ممالک میں پھر د اور سنو کہ وہاں کا ایک ایک ذرہ کیا کھرا ہے۔

”جنگی مرکز نہ بنائے جائیں“ مگر اس کا ذمہ کون لیتا ہے؟ انگلستان، جس نے اپنے سامنے کریت سے بین القومی علم اترا کے یونانی علم نصب کرایا! کیا اگر یونان جنگی مرکز بنالیکا تو انگلستان اسے منع کریگا؟ اسپطرح جسطرح کہ اس نے فرانسیسیوں کو عربوں پر ظلم کرنے سے منع کیا تھا یعنی اپنے جہاز جبل طارق سے فرانسیسیوں کی مدد کے لیے بھیجے تھے؟

پھر یہ مانا کہ یونان نے ان جزائر میں مستقل جنگی مرکز نہ بنائے، لیکن اگر خود اس نے چھیڑ کے اعلان جنگ کیا اور گو بعض حصہ اس نے فتح کیا ہو، مگر واقعہ ادرنہ کی طرح انگلستان نے کہا کہ یہ یونان کے مطربہ ملک اسے دیندیے جائیں ورنہ ان جزائر میں ہنگامی مرکز بنائے درہ دانیال اور تمام ایشیائی ترکی پر حملہ کر دیا تو ہم کیا کریں گے؟

اصل یہ ہے کہ انگلستان نے اس طرح دولت عثمانیہ کے سر پر دشمن کو کھڑا کر دیا ہے کہ وہ کبھی اس کے خیال سے اختلاف کی جرات نہیں کر سکتی، ورنہ اسکا لازمی نتیجہ ایشیائی ترکی پر حملہ ہوگا۔

یہ ہے دولت عثمانیہ کے مصالح کا لحاظ، جسکا وعدہ مسئلہ جزائر کو مقرر السفار کے ہاتھ میں دیتے وقت کیا گیا تھا۔

انگلستان نے یہ جزائر یونان کو اسلیبے دلوائے ہیں کہ یونانیوں کے قدیم وطن ہیں، اور بقاعدہ ”وطن اہل وطن کے لیے ہے“ وہی اس کے مستحق ہیں۔ پھر یہاں کی آبادی ایک ایسی حکومت چاہتی ہے جو مہربان و عادل ہو، ان میں تعلیم پھیلائے، شہروں کو آباد و راستہ کرے، تجارت و صنعت کو ترقی دے، اور ملک میں امن و اطمینان کی زندگی پیدا کرے، اور ترک یہ نہیں کر سکتے۔ لیکن غور سے دیکھیے تو ان دونوں دلیلوں میں ایک دلیل بھی صحیح نہیں۔

”وطن اہل وطن کے لیے ہے“ اس قاعدہ کا مرور اسوقت بیشک بہت بلند آہنگی سے پھونکا جاتا ہے، جب کسی ایسے ملک کا سوال درپیش ہو جس کے باشندے نصرانی ہوں اور وہ کسی اسلامی حکومت کے ماتحت ہوں۔ لیکن صورت حال یہ نہ ہو تو پھر یہ اصول طاق فراموشی میں رکھ دیا جاتا ہے۔ مثال کے لیے زیادہ تفصیل و تلاش کی ضرورت نہیں البتہ ابھی آج کا واقعہ ہے۔

پھر ان جزائر میں صرف یونانی ہی آباد نہیں، بلکہ یہودی، مسلمان بلغاری وغیرہ بھی رہتے ہیں۔ خصوصاً مسلمان کہ ان کی ایک کثیر تعداد مدیوں سے بھی رہتی ہے۔ ایسی حالت میں یہ جزائر یونان سے کیوں ملحق کیے گئے حالانکہ ایپریس اور سالونیکا میں یونانیوں نے اپنے مختلف الجنس اخوان مذہب کے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہ اس امر کا ایک قاطع و مسکت ثبوت ہے کہ یونانی سخت متعصب و خونخوار قوم ہے، اور کسی طرح بھی اس نابل نہیں کہ دوسری قومیں اور خصوصاً وہ جو اس سے مذہباً بھی مختلف ہوں اس کے رحم کے حوالے کی جائیں۔

اثر عتیقا

دفن ہوئے تھائی ہزار سال ہوئے ہیں -
اس قدر طویل مدت میں بھی ان ہتھیروں کا
برسیدہ ہوئے خاک نہ ہونا ایک حیرت انگیز
واقعہ ہے !

اس تصویر کے معانی ایک اور تصویر
ہے، جسمیں ایک ایک بیل نظر آتا ہوگا - یہ
تصویر بابل کے اس مشہور مقدس بیل کی
ہے جس کا نام نیبو (Nebbo) تھا -

نور تنقیب آثار میں بابل کی دیوہی تصویر
کے مندر کے کھنڈر نکلتے ہیں - نیبو کی یہ تصویر
اسی مندر کے دروازہ پر بنی ہوئی ہے -

آجکل کی طرح اہل بابل کی عمارتیں
بھی بکی اینٹوں کی ہوتی تھیں اور جڑائی
میں چرلا استعمال کیا جاتا تھا -



اسیریا کے شکستہ مقبرے

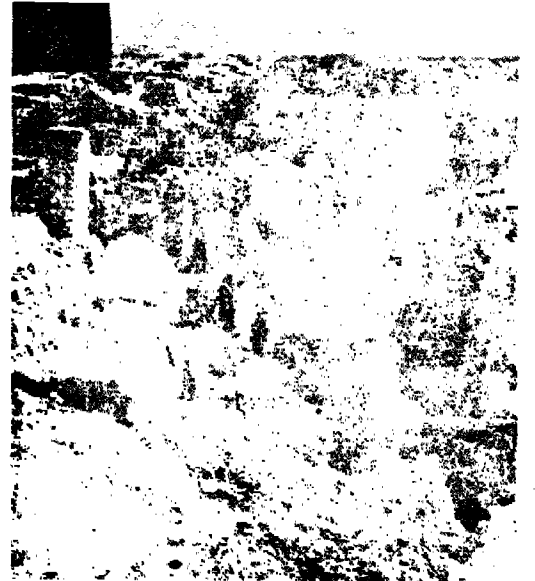


ڈاکٹر رابرٹ کولڈ لوتھی جنکی زبر
نکرونی درآبہ دجلہ و فرات
میں حفاریات کا سلسلہ
جاری ہے -

۵ دیات بابل

حفاریات بابل پر الہلال نمبر ۵ جلد ۲ میں
ایک مفصل مضمون شائع ہو چکا ہے - آج انکے
نور دریافت آثار کا ایک اور مرقع شائع کیا جاتا ہے -
دیکھیے وسط صفحہ میں ایک شخص
کی تصویر ہے - یہی ڈاکٹر رابرٹ کولڈ لوتھی ہیں
جنکی زیر نگرانی درآبہ میں تمام کام ہو رہا
ہے - ڈاکٹر موصوف آثار قدیمہ مشرق کے ایک
کامل و متبحر عالم سمجھے جاتے ہیں - انکے ساتھ
اور چند اشخاص بھی کام کر رہے ہیں، جنمیں
ایک ڈاکٹر مارش بھی ہیں -

اس تحقیقات کے لیے جرمن میں ایک
انجمن قائم ہوئی ہے - جسکی اعانت خود

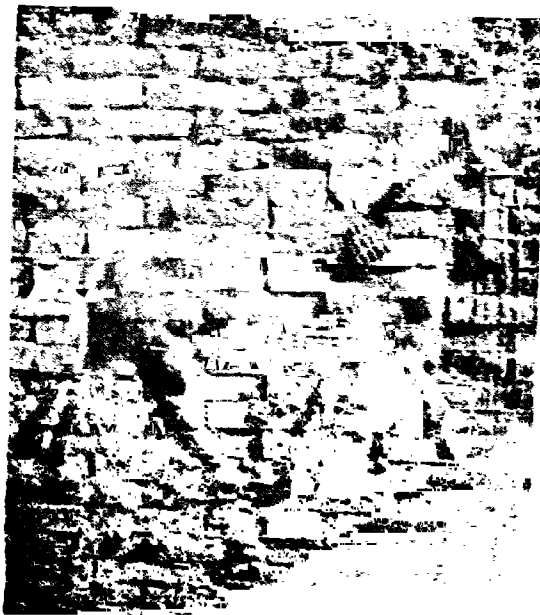


بابل میں ۴۰ فہت عمیق غار

تیسری تصویر نیپچند نیزر کے محل کی نیو
کی ہے - جس طرح آجکل اینٹوں کے رخ پر کارخانے
کا نام یا سنہ ہوتا ہے، اسی طرح اس نیو میں ہر
اینٹ کے ایک رخ پر بادشاہ کا نام اور اسکا
شاہی خطاب خط میخی میں لکھا ہوا ہے اور
دوسرے رخ پر اسکی تصویر بنی ہوئی ہے -

چوتھی تصویر ایک غار کی ہے جو بابل
میں کھودا گیا ہے - یہ ۴۰ قدم گہرا ہے اور
کئی سو قدم تک نیپو چند نیزر کے شاہی
شہر کی پختہ سڑکوں اور نیو تک چلا گیا ہے -

خیال یہ ہے کہ وہ تلم رقبہ کھودا جائے جسمیں
شاہی محلات وغیرہ تھے - اس خیال کی تکمیل
کی طرف یہ غار پہلا اور کامیاب قدم ہے - اس وقت
اس غار میں سو آدمی کام کر رہے ہیں -



۵۰۰ سال پہلے نیپو

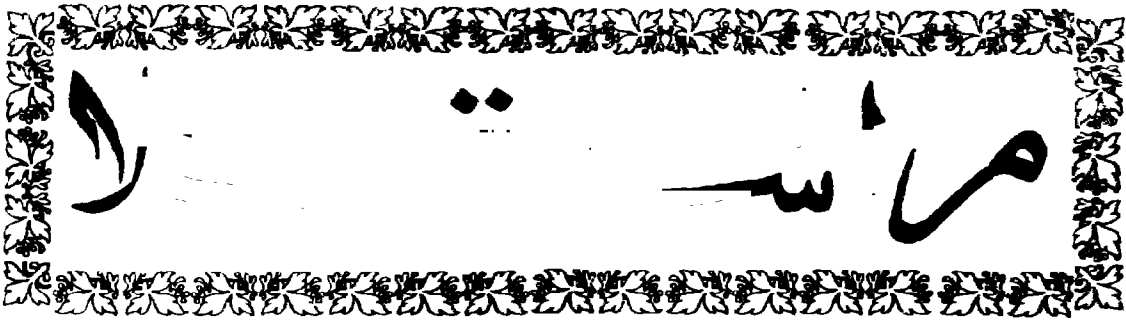
بابل کی قدیم بنیادیں

شاہنشاہ جرمنی نے ایک بہت بڑے عطیہ سے
کی ہے - یہی انجمن اس جماعت کو مالی
مدد دے رہی ہے -

آپکے داہنے طرف ایک تصویر ہے یہ
اشوریوں کے گول چہتوں والے مقبرے ہیں -

اس زمانے میں اینٹوں کے آگ میں پکانے
کا رواج نہ تھا - کچی اینٹیں ہر قسم کی عمارت
میں استعمال کی جاتی تھیں - یہ مقبرے بھی
کچی اینٹوں کے ہیں - یہ اندر سے اس قدر وسیع
ہیں کہ انمیں کئی تابوت بآسانی آسکتے ہیں -
انمیں سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں جن پر سے انسان
مقبروں کی بالکل تہ تک جاسکتا ہے -

مقبروں کے کھودنے پر لاشیں تر نہیں
نکلیں البتہ ہتھیار نکلی ہیں - انکی لاشیں کو



عریضہ تین گان حجاز مکہ مکرمہ

چشم دارم از مسلمانان ہند
عاطفت بر حال ما بیچارگان

حجاز کرم تو یقیناً نہر زبیدہ کے نام اور اسکی مامیت سے واقف ہی ہوئے۔ مگر برادران اسلام! جنکو اب تک شرف زیارت بیت اللہ شریف نہیں حاصل ہوا ہے وہ اس نام اور اسکی اہمیت سے ناواقف نہ ہوئے، اس نہر کا سرچشمہ راندی نعمان ہے، جو مکہ مکرمہ کی سطح سے ۸۰ رار بلند اور تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ (عرفات) سے یہ نہر ۱۲ میل دور ہے، یہ نہر ہارون الرشید کی بیٹی زبیدہ کے بصرف زر کثیر (۱۷ لاکھ مثقال) حجاج کرام کی راحت و سہولت کے لیے بنوائی تھی۔

خلفاء عباسی، رابری، و آل عثمان ہر ایک اپنے زمانہ میں بوقت ضرورت اسکی مرمت کراتے رہے۔ سنہ ۱۲۰۲ ہجری میں مرحوم سیٹھ واحدنا و عبد اللہ میمن نے یہ خدمت جلیل انجام دی۔ انہوں نے اسکی مرمت کے لیے ایک بہت بڑا سرمایہ ہندوستان میں جمع کیا اور شریف مکہ کی اجازت سے کارخانہ و ماہر انجینیروں کی زیر نگرانی اسکی مرمت کرایا۔ اور اسکی بارہ شاخیں تمام شہر میں پھیلا دیں۔ ان ۱۲ شاخوں کے علاوہ بڑے بڑے حوض (تک) بنوائے کہ اسمیں پانی جمع رہے اور ہنگامی و فروری ضرورتوں کے وقت کم آئے۔ سنہ ۱۳۲۴ ہجری تک اسکی حالت بہت اچھی رہی مگر بعد ازاں پانی میں قلت ہونے لگی، یہ حالت دیکھتے حضرت امیر مکہ شریف حسین پاشا نے اسکی تعمیر و ترمیم کے لیے مصری، ترکی، و ہندی وغیرہ معتبر تاجر و ترقی کی ایک کمیٹی جناب سید عبد اللہ زراعی کی زیر ریاست اور نگرانی بنام قسطنطنیہ عین زبیدہ، مقرر کی اس کمیٹی میں ۳۱ ممبر تھے اسکا مقصد یہ تھا کہ مختلف مقاموں سے چندہ جمع کر کے نہر مذکور کی از سر نو تعمیر کرائی جائے۔ کمیٹی مذکور کے اپنا کام شروع کیا اور بہت کچھ اصلاح و درستگی کی، اور اب بھی کچھ نہ کچھ کر رہی ہے، لیکن یہ ظاہر ہے کہ روپے کے بغیر کوئی کام نہیں چل سکتا۔ اور اسی لیے یہاں سخت ضرورت ہے۔ لہذا جو صاحب اس کار خیر میں شریک ہوئے ایک کے بدلے لاکھ کا ثواب لینا چاہیں انکو چاہیے کہ اپنا چندہ حسب ذیل اشخاص کے پاس بھیج دیں:

شہر دہلی چاندنی چوک کوٹھی مرحوم حاجی علیخان صاحب بمبئی نمبر ۱۳ ناگدھوی استریٹ حاجی عبد اللہ ربہائی عبد الرحیم صاحبان۔ کلکتہ نمبر ۱۳۶ لڑا استریٹ جناب حاجی سلیم محمود خنچی صاحب جو منصب ان حضرات کو چندہ بھیجیں وہ انکو یہ بھی لکھ دیں کہ یہ چندہ بعد اصلاح نہر زبیدہ کے و نیز اپنا نام اور پتہ ماتہ تحریر فرمائیں تاکہ رسید کے بھیجنے میں دقت نہ ہو۔

(خاکسار محمد اسمعیل عفی عنہ)

شہر دہلی میں زیر لال قلعہ جو ایک مسجد احمد شاہ بادشاہ کے وقت سے (تقریباً ۱۷۰ سال کی) ایک مسلمان رئیس جاوید خواجہ سرائی بنائی ہوئی سنہری مسجد کے نام سے مشہور ہے وہ بعد ایام بلوہ سنہ ۵۷ ع کے بسبب قرب و جوار میں آبادی نہ رہنے کے غیر آباد ہو گئی تھی، اور گورنمنٹ یا حکام ملٹری نے یقیناً بسبب غیر آباد ہو جانیکے اسپر اپنا قبضہ کر لیا اور اسکی احاطہ کی دیواروں اور حجرہ و حوض وغیرہ کو منہدم و مسمار کرا دیا، اور مسجد کو غیر محفوظ چھوڑ دیا مسجد چار دیواری نہ ہونے کے سبب سے مثل جٹیل میدان کے ہو گئی ہے۔ اسمیں بسا اوقات جانوروں چلے آتے ہیں اور صحن کو اپنی نجاست سے آلودہ کرتے ہیں۔ اور نماز یونکو نماز ادا کرنے میں سخت پریشانی اور دقتیں پیش آتی ہیں، جانوروں کے علاوہ انسانوں کی بھی ایک سرائے یا آرامگاہ ہو گئی ہے۔ ہندو چرواہے مسجد میں بیٹھتے لیٹتے، اور حقہ چلم پیتے ہیں، انٹر دیکھا گیا ہے کہ بلیوں کے سکہ سپاہی مسجد میں بیٹھ کر شراب پیتے ہیں جس سے مسجد کی بے حرمتی کے علاوہ مسلمانوں کے دلوں پر چوٹ لگتی تھی۔ اب تقریباً ایک سال سے مسلمانوں کے رہائے کا مستقل انتظام کر دیا ہے اور باقاعدہ پانچوں وقت وہاں نماز ہوتی ہے۔

خیال یہ ہوا کہ اس جگہ کسی آدمی کا رات دن حفاظت کے لیے رہنا ضروری ہے ورنہ یہاں کا انتظام نہرگا۔ انہیں دنوں میں ایک تنہائی پسند درویش مسمی طالب صفی نامی نہیں سے مسجد میں آگئے، اور شب روز رہنے لگے، جنکے رہنے سے بدکار لوگوں کا مسجد میں آنا اور رات کو رہنا بند ہو گیا۔ اور مسجد کی حفاظت اور خدمت مسلمانوں کے حسب خواہش و منشا ہونے لگی، لیکن نہیں معلوم کہ کیا وجہ ہوئی کہ میجر بیڈن صاحب ڈپٹی کمشنر دہلی کے طالب صفی صاحب کو ۵ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ ع کو اپنی کوٹھی پر بلا کر بیان لکھنے کے بعد حکم دیا کہ تم دو دن میں مسجد سے چلے جاؤ، اور مسجد خالی کر دو۔ اس سے پیشتر بھی انٹر درویش وغیرہ وقتاً فوقتاً مسجد میں مقیم ہوتے رہے اور مسجد کی معائنات کرتے رہے۔

مگر حکم سونے کسی قسم کی ذہنی انسے مزاحمت یا باز پرس نہیں کی۔ ہم نہیں سمجھتے کہ میجر صاحب بہادر نے یہ حکم کس مصلحت اور قانون کی رو سے دیا ہے۔ جسکی وجہ سے خانہ خدا کی ترمیم اور مسلمانوں کے جائز حقوق کی ضبطی اور دل آزاری متصور ہے۔ امید ہے کہ میجر صاحب اپنے اس فیصلہ پر نظر ثانی فرما دینگے اور آئندہ مسجد میں رہنے والے اور نماز پڑھنے والوں سے کسی قسم کی مزاحمت اور سختی اور مسلمانوں کی مذہبی آزادی اور جائز مسلم حقوق میں دست اندازی نہ کریں۔

اے۔ اے۔ بیباک از دہلی

(۳) تیرانا - جو خاندان ٹاڈٹون کا مرکز ہے - میر خاندان اسد پاشا ہے - اگر یہاں اس قبیلہ کا اثر سب سے بالادست نہ ہوتا جسکی وجہ سے شہزادے کا پرزیشن نازک اور اس شک کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہیگا کہ کہیں شہزادہ اس کے ہاتھ میں کھلونا نہ بنجائے، تو اس شہر کے انتخاب کے حق میں نہایت مستحکم دلائل قائم کیے جاسکتے تھے -

(۴) دروز - اسکا موقع مرکزی ہے ، مگر البانیا میں جو شخص سال میں زیادہ ترکیسی ساحلی شہر میں رہتا ہے وہ ان لوگوں کی زندگی اور روح کو نہیں سمجھ سکتا جو اندرون البانیا میں رہتے ہیں -

(۵) الیسن - اگرچہ موجودہ شہر مقتضی ہے کہ اسکی جگہ بدلے - قریب کی پہاڑوں پر ایک نیا شہر آباد کیا جائے، مگر تاہم میرا خیال ہے کہ البانیا کے دار السلطنت کے لیے بڑی حد تک یہ شہر سب سے زیادہ مناسب ہوگا - صرف اس جغرافی مرقع ہی مرکزی نہیں بلکہ یہ ہمیشہ ایک قسم کا دروازہ یا شمال و جنوب کا نقطہ اتصال خیال کیا گیا ہے - اس شہر کو درہیزر اور دہلونا سے ملانے کے لیے ریلوے

لاٹن بنائی جاسکتی
 ہے۔ صرف یہی نہیں
 کہ البیسن جو پست
 پہاڑیوں میں محصور
 اور زیتون کے کنجروں
 میں مستقر ہے کبھی
 اغیار کی قوت کا مرز
 نہیں بنا، بلکہ اس
 شہر میں البانی
 قومیت ہمیشہ ترقی
 پاتی رہی ہے۔

اس ملک کے تمام
شہروں سے زیادہ یہاں
کے مسلمان اور
عیسائی (جراچے عدم
جنون مذہبی کے لیے

(مشہور ہیں) باہم نہایت گہرے دوست ہیں۔

(۶) رولونا - یہ اس حیثیت سے ہنگامی مرکز کہا جاسکتا ہے کہ جب سے کمیشن گذشتہ اکتوبر کو البانیا پہنچا ہے، اس وقت سے اسکا مرکز یہی ہے۔ ڈوریزو کی طرح اسمیں بھی یہ بات ہے کہ یہ بندرگاہ ہے مگر یہ انتہاء جنوب میں ایسا واقع ہے کہ دار السلطنت کے لیے اسکا انتخاب ہر جگہ تیسرے مرغوب ہوگا۔ یہ انتظام جو بالفعل تجویز ہوا ہے کہ شہزادہ ریڈ آئے اور ڈوریزو میں رہے، اسکے غیر مناسب ہونے کا آثار مفقود نہیں۔ اگر یہ تجویز درحقیقت نافذ ہوئی تو یہ ہزر رائل ہائٹنس (شاہزادہ رائڈ) کو اس اعتراض کا ہدف بنادیکے کہ وہ اسد پاشا کی حکومت کی رعایت کرتے ہیں۔ کمزور پالیسی کے اختیار کرنے سے فزبی مشکلات سے نجات ملجائی ہے۔ مگر یہ امر ابھی مشکوک ہے کہ آیا اسد پاشا درحقیقت رنداری کے ساتھ شہزادے کی تائید کریگا؟ خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ ایک راہ سے آرہے ہیں جو موجودہ حالت کے ضروریات کے بہت کم مناسب ہے۔

برید فزنی

البنانیا کا دارالاسلامتہم ان ہوگا؟

اثر: چارلس وڈ سیاح حال بلقان

گریفک ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۱۴

اب کہ فرمانرواے البانیا اپنا کام شروع کرنے والا ہے، ان خیالات کا سمجھ لینا نہایت ضروری ہے جو اس نو پیدا ریاست کے دارالسلطنت کے لیے انتخاب مقام میں خود شہزادہ اور اس کے ارباب ضروری پر اثر فرما ہونگے۔

یوں تو ہر سلطنت
 کے لیے مقام
 دارالامان کا مسئلہ
 سب سے زیادہ اہمیت
 رکھتا ہے، مگر البانیا
 میں جس قسم کے
 حالات ہیں ان کی
 وجہ سے تو یہ ایک ایسا
 مسئلہ ہو گیا ہے جو
 ریاست کے بننے اور بگڑنے
 میں بہت ہی نمایاں
 حصہ لے سکتا ہے۔ بیک
 لفظ البانیا کا آئندہ اور
 دائمی مرکز جہاں ہو
 وہ نہ صرف حتی الامکان
 ایسی جگہ ہو جسے
 باشندگان جنسرب

و شمال اور ملک کے مسلمان و عیسائی سب پسند کریں، بلکہ ایسی جگہ ہو جس سے یہ ترقی ہو کہ وہ غالباً ان مختلف و متعدد حکمرانوں کو متحد کرے گی، جو موجودہ بد نظمی کی ذمہ دار ہیں۔ نظر انتخاب یقیناً چھ شہروں میں سے کسی شہر پر پڑے گی۔ یہ چھ شہر یہ ہیں۔

(۱) سقراطی جو اس ملک میں سب سے بڑا اور سب سے

زیادہ اہم ہے -

یہاں عمارتیں اور پبلک دفاتر موجود ہیں، جو شہزادہ رید اور انکی حکومت کے قیام میں دائمی طور پر کام آسکتے ہیں۔ مگر سقوطی میں بہت بڑا عیب یہ ہے کہ وہ سرحد پر واقع ہے، اسکی آبادی مجنوں اور جاہل ہے، اور سالہا سال سے جو واقعات پیش آئے ہیں ان میں آسٹریا نمایاں حصہ لیتی رہی ہے۔

(۲) کرجا - جو ایک خوش منظر اور دیدنی شہر ہے اور
سقطریہ کے جنوب و مشرق میں ۴۵ میل کے فاصلے پر واقع ہے -
اسکی سفارش کے لیے اسمیں اسے علاوہ اور کڑی وصف نہیں کہ یہ
ایک زمانے میں دار السلطنت تھا -



HAIR DEPILATORY SOAP

اسکے استعمال سے بغیر کسی تکلیف کے تمام زہریلیں اتر جاتے ہیں۔

آر۔ پی۔ گھوس

نمبر ۳۰۶ چیت پور روڈ - کلکتہ

پچاس برس کے تجربہ کار

راے صاحب ڈاکٹر کے - سی۔ اے۔ س۔ کا آرا لا سہاے -

گولیاں - ایک بکس ۲۸ گولیاں کی قیمت ایک روپیہ -

مستورات کے بیماریوں کے لئے نہایت مفید دوا - خطائے آنے سے
پوری کیفیت سے اطلاع کیجائیگی -

سواتھیا سہاے فارمیسی - ۳۰/۲ ہارپسن روڈ کلکتہ

کایا پلٹ

اون اسیروں کیلئے کایا پلٹ ہے اکسیر
جو جوانی میں ہوئے رنج کے ہاتھوں میں اسیر

حضرات ! انسان چونکہ اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے لہذا
انتظام دنیا کیلئے اللہ پاک نے اسکو دل و دماغ بھی خاص
قسم کے عطا فرمائے ہیں - بہت سے اہم کام اسکے ذمہ عائد کئے ہیں
اور اجراء کار کیلئے اسکو بڑی بڑی قوتیں عنایت کی ہیں - لیکن
تمام کام اور کل قوتیں سلامتی دل و دماغ اور صحت جسم سے
تعلق رکھتی ہیں - جس انسان کی دل و دماغ صحیح اور جسمانی
قوتیں قائم ہیں مستعدی اور چستی موجود ہے ، تو انسان تمام
کاموں کو درست اور کل لوازمات زندگی کو بخوبی طے کر سکتا ہے - ورنہ
بیمار اور مایوس شخص کی زندگی ایک بیکار زندگی سمجھی
جاتی ہے - حضرات براے مہربانی ہماری تیار کردہ حبوب کایا پلٹ
کو ایک مرتبہ آزما دیکھیے کہ یہ گولیاں آپکی دماغی اور جسمانی
قوتوں کو تقریباً دینے میں مدد و معارف ہوتی ہیں یا نہیں -
بڑھاپے میں جوانی اور کم طاقتی میں شہ زور بناتی ہے - اگرچہ
حبوب کایا پلٹ کی تصدیق کو ہماری اس تحریر کی شہادت کے
لیے ہمارے پاس کافی سے زیادہ اعلیٰ اعلیٰ سند یافتہ ڈاکٹروں
و دیگر اصحاب کے سرٹیفکٹ کثرت سے موجود ہیں لیکن سب سے بڑا
سارٹیفکٹ آپکا تجربہ ہے - ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ہمارے جھوٹ
سچ کا تجربہ کرنا کے لیے ہی کم از کم ایک مرتبہ ضرور استعمال
فرمائیگی اور ہم آپکو یقین دلاتے ہیں کہ آپ ہمارے احسانمند
ہونگے - حبوب کایا پلٹ جراثیمات وغیرہ سے مرکب ہیں اور قیمت
نہایت ہی کم رکھی گئی ہے ایک روپیہ فی شیشی - ۶ - شیشی
کے خریدار کو - ۵ - روپیہ - ۸ - آنہ نمونہ کی گولیاں - ۴ - آنہ کے
تکٹ آنے پر روانہ ہونگی پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ دوا مع چند
ایسی ہدایات کے دیا جاتا ہے جو بچالے خود وسیلہ صحت ہیں -

المشتمل

منیجر " کایا پلٹ " ڈاک بکس نمبر - ۱۷۰ - کلکتہ

Manager, Huboobe Kaya Palat Pharmacy, Post Box 170,
Calcutta.

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو ، ہنگامہ ، کجراتی ، اور مرہٹی ہفتہ وار
رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے
روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ
ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی
درخواست بھیجیے -

ہر فرمایش میں الہلال کا حوالہ دینا ضروری ہے پوئن ڈائین

— * —

معجز نما ایجاد اور حیرت انگیز شفا - دماغ کی شکایت کو
دفع کرنے کیلئے - مرجہاے ہولے دلکو تازہ کرنیکے لیے - ہستہ
اور کلر ٹیک کے تکلیفوں کا دفعیہ فرار میں قوت پہنچانا - بڑھاپے کو
جوانی سے تبدیل - ایام شباب کے مضر کا خاص علاج - مرد اور
عورت دونوں کے لئے مفید قیمت در روپیہ فی بکس جسمیں چالیس
گولیاں ہوتی ہیں -

زینو ٹون

— * —

ضعف باہ کا اصلی علاج - قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ
ڈالین مایند کمپنی - پوسٹ بکس نمبر ۱۴۱ کلکتہ

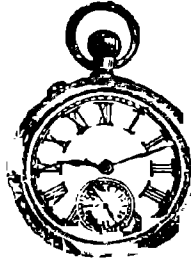
نوفلوت سب سے بہتر

— * —



کہونکہ تمام ہارمونیم سے بڑھکر ہے جسمی سرور تان ایک عجیب
اثر پیدا کرتی ہے - ہمارے فہرست کے واسطے بہت جلد درخواست
آنا چاہیے -

ران اینڈ کمپنی نمبر ۱۰/۳ لور چیت پور روڈ - کلکتہ



کہونکہ خاص خزانہ سب سے کم قیمت
آدھ قیمت میں توڑے دن کیلئے -

قیمت تین روپیہ پندرہ آنہ اور چار روپیہ
پندرہ آنہ رست راج آدھ قیمت پر -

چار روپیہ پندرہ آنہ اور چہ روپیہ پندرہ آنہ اور دس
روپیہ - چہ کے خریدار کو ایک گھڑی مفت فہرست درخواست پر
بھیجی جائیگی -

کمپلیشن راج کمپنی نمبر ۲۰ مدن مٹر لین - کلکتہ

دافع جنون

— * —

ڈاکٹر ڈبلو - سی - رزی کی معجز دوا فوراً سے دماغی خرابی
جاتی رہتی ہے - درخواست پر پوری کیفیت سے اطلاع دیجائیگی -
پانچ روپیہ فی شیشی -

S. C. Roy M. A.

167/3 Cornwallis Street,
Calcutta.

سال ویٹی

— * —

یہ دوا ایک عجیب اثر پیدا کرتا ہے - زوجان بڑھا - معجز دوا
شادی شدہ سب کے لئے یکساں اثر -

اس - سی - راے نمبر ۳۶ دھرم تلہ اسٹریٹ - کلکتہ

[illegible]

قلب نواب وقار الملک بھار فرماتے ہیں میں مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ
بہت بڑے مقصد میں ایک حد تک کامیاب ہو گئے ہوں کہ یہ دینی کامیابیوں
نابینہ ہیں سید شرف الدین صاحب جدیدت جیسے بڑی کوشش کا نتیجہ
ارو عن گئے مورخان کو جو مجھے اتنی شفقت سے پیش کیا گیا تھا۔ سوال کیا ہے یہ ہے کہ وہ
موت پر پہنچے تو خوش ہو جائیں گے اور کوسرہ اور سائبانی ہوں کہ تو ہم کچھ اور دین دیا ہیں اس کے سوا
لیفٹننٹ گورنر کے ذریعہ

جناب سید احمد سعید اکبر حسین صاحب اکبر الہادی۔ فرشتے ہیں۔
 ۱۔ خیر و برکت و دولت و عز و کرامت کے خواہش مند ہیں کتابوں میں مستحق ہیں جن چیزوں کو خوشبو میں
 ملا کر قرآن مجید کی بے حد تکریب و قربان کر دیں اور ایک سو پچاس روپے خوشبو و عطر و مسک و سیل
 پر دے دینے سے یہ شعر اچھا ہو گا۔

چند مشہور اطباء عرب کے خیالات

جناب حاذق اللہ کے حکم پر اہل خانہ صاحب بدھوی فرماتے ہیں: مانج روغن گیہ و دھ
سے خود ہی ہتھال کیا یہ تیل وطن کو آرام پہنچائے، اس سے تقویت دینے میں اس کا فائدہ
کھتا ہے۔ ہر برس ہاوں کے خواب کرنے والی کوئی چیز نہیں۔ اس سے بچاؤ میں تیل کے شمع کے
کارخانہ کا بھی دیکھا ہے۔

جناب حکیم حافظ محمد عبدالولی صاحب بھٹوی سرکاری عدلیہ کھٹو فرماتے ہیں۔
 جس طرح میر نزل کو میں نے اکثر شرمکواں کھال کر یا سفید پایا گیا اور خوشبو میں توبیت ہی مرغوب ہے
 یہ ایک ادنیٰ شفا کا آلہ قدر ہے۔“

المال کلکتہ۔ جلد ہجری ۱۰۱۰ میں شک نہیں کہ نو بیوہ پریشانی کی اپنے حال پر شاہ
ہے بہتر ہوگا کہ لوگ اس نے کارخانہ کی بہت افزائی کریں۔ شلیہ اس جاسیت سے تمام پوروں
تیل اور کی کارخانہ میں نہیں بنے۔ یوں بچے موجود اصول تجارت و تسلیم و تریکے ساتھ ملک
میں ماسٹر کے کارخانوں کے کارخانوں کا کھٹنا یعنی ہماری بہت افزائی کا سہی ہے۔

تلج روغن بادام و بقره - تلج روغن نیتون و یاسمن
 فی شیشی عدد ۱۲
 تلج روغن آمله و بنوا
 فی شیشی ۱۲

(نوٹ) یہ مبینہ طور پر موصولہ تصدیقی ٹیکسٹ کی ایک کاپی ہے جس پر صرف تشریح ہے۔
کارخانہ کو فراہم کیے گئے پیشتر سفارشی کارڈوں میں ان کو تلاش کیے گئے کسی کارڈ کو قریب
قریب تمام اطراف پر منظر کے برعکس دیکھا جاتا ہے۔ چھت چھتیاں صحیح طور پر دکھائی
دیں گی۔ یہ طریقہ کار جو بہت کم وقت میں مقدمات میں جہاں
انجینئروں کی ضرورت ہے

میں بھر دی تلج میں نو فیکری کی بولی ڈولی (اصد و قمر علی)

رشتگان پنجاب کے اولیائے کرام کے حالات ۱۲ - انہ رعایتی ۶ - انہ (۴۱) آئینہ
 خود شناسی تصرف کی مشہور اور لاجواب کتاب خدا بینی کا رمبر ۵ - انہ - رعایتی
 ۳ - انہ - [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ - انہ - [۴۳]
 حالات حضرت شمس تبریز ۶ - انہ - رعایتی ۳ - انہ - کتب ذیل کی قیمت میں
 کوئی رعایت نہیں - [۴۴] حیات جاردانی مکمل حالات حضرت محبوب
 سبحانی غوث اعظم جیلانی ۱ روپیہ ۸ انہ [۴۵] مکتوبات حضرت امام ربانی
 مجدد الف ثانی اردر ترجمہ دیرہ ہزار صفحہ کی نصف کی لا جواب کتاب
 ۶ روپیہ ۷ انہ [۴۶] ہشت بہشت اردر حجاجان چشت اہل بہشت کے
 حالات اور ارشادات ۲ روپیہ ۸ انہ [۴۷] رموز الاطبا ہندوستان بھر کے نام
 مشہور حکیموں کے بانصیر حالات زندگی معہ انکی سیبہ بہ سیبہ اور صدیقی
 معجزات کے جو ٹکی سال کی محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں - اب دوسرا
 ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خریداران کے جن دستوں کی تصدیق کی ہے انکی
 نام بھی لکھ دئے ہیں - علم طب کی لاجواب کتاب ہے اسکی صلی قیمت
 چھ روپیہ ہے اور رعایتی ۳ روپیہ ۸ انہ [۴۸] البجریان اس نامہ وارد مرض کی
 تفصیل تشریح اور علاج ۲ انہ رعایتی ۳ پیسہ [۴۹] صابون سازی کا رسالہ ۲ انہ
 رعایتی ۳ پیسہ - (۵۰) انگلش نیچر بغیر مدد استاد کے انگریزی سکھا کے والی
 سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیہ (۵۱) اصلی کیمیا گری یہ کتاب ۷۰
 کی کل ہے اسمیں سونا چاندی رانگ - پیسہ - جسکہ بڑے کے طریقے درج
 ہیں قیمت ۲ روپیہ ۸ انہ

ملف کا پتہ — منہجر رسالہ صوفی پنتی بہار الدین
ضلع گجرات پنجاب

سعادت فلاح دارین - قرآن کریم - بیش قدر تفاسیر - اکسیر
صفت کتب دین و تاریخی و اسلامی - اور ریسیون دیگر مفید
و دلچسپ، مطبوعات وطن کی قیمتوں میں یکم مارچ ۱۴- بروز اتوار -
کیلئے معقول تخفیف ہوگی - مفصل اشتہار مع تفصیل کتب
برائے منگ کر ملاحظہ کیجیے - تاکہ آپ تاریخ مقررہ پر فرمایش
بہم سکریں -

منیجر وطن لاہور

ان تمام ابواب کے ساتھ قانونی نظائر بھی مندرج ہیں جن کی وجہ سے ہر مسئلہ کے سمجھنے میں بیحد سہولت پیدا ہوگئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کا بھی پتہ چل جاتا ہے کہ ایسی حالتوں میں عدالت نے کیا کیا فیصلے صادر کیے ہیں۔

اس کتاب کے دیکھنے سے فاضل مصنف و مترجم کی اعلیٰ علمی قابلیت ظاہر ہوتی ہے۔ مشکل سے مشکل مسئلہ کو بھی اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ نہایت آسانی سے ہر کسی مزید غور و فکر کے ہر انسان کی سمجھ میں آتا ہے۔ علمی اور قانونی اصطلاحات ایسے موقع پر چسپاں ہیں کہ بغیر کسی دشخیزی یا زبفرنس تک کی مدد کے ان کے معانی ربط مضمون سے ذہن نشیں ہو جاتے ہیں۔ مدت ہوئی کہ اردو میں ایک چھوٹی سی میڈیکل جیورس پورٹنس شائع ہوئی تھی، جو نہایت نا مکمل اور ناقص تھی اور ایک ایسی کتاب کی شدید ضرورت ہے جو اپنے موضوع کے لحاظ سے ہر طرح جامع و مکمل ہو۔

خدا کا شکر ہے کہ یہ لمبی پوری ہوگئی اور ایسے شخص کے قلم سے پوری ہوئی جو بنظر علمی قابلیت اور ہمہ دانی کے اعتبار سے تمام ہندوستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ امید ہے کہ قانون دان اور فوجداری کارروا کے حضرات اس کتاب کو اپنے کاروبار میں چراغ ہدایت اور خضر رہنما سمجھ کر اس کی ضرورت قدر کریں گے۔ یہ کتاب نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ مطبع تغید عام آگرہ میں چھپی ہے اور (۲۸۰) صفحے ہیں۔ اس کی قیمت سابق میں ۶ روپیہ مقرر تھی، مگر اب علم فائدہ کی غرض سے تین روپیہ علاوہ معقول ڈاک کر دی گئی ہے۔ اور مولوی عبداللہ خان صاحب کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن سے مل سکتی ہے۔

مولوی غلام علی ازاں بلگرامی کی دو نایاب کتابیں

(از مولانا شبلی نعمانی)

مولانا غلام علی آزاد اُن وسیع النظر محققین میں سے ہیں کہ ان کے ہاتھ کی دو سطریں ہات آجاتی ہیں تو اہل نظر انہیں سے لگتے ہیں کہ ذخیرہ معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوگیا۔ اہل ملک کی خسرش قسمتی ہے کہ مولوی عبداللہ خان صاحب (کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد) کی کوششوں سے ان کی تصنیفات سے دو نہایت اعلیٰ درجہ کی تصنیفیں آج کل شائع ہوگئی ہیں۔ سرآزاد اور مآثر الکرام - سرآزاد خاص شعراے متاخرین کا تذکرہ ہے۔ یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھ یہ خصوصیت بھی رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں، اعلیٰ درجہ کے ہیں، ررنہ آزاد کے متعلق یہ عام شکایت ہے کہ ان کا مذاق شاعری معین نہیں اور خزانہ عامرہ اور بد بیضا میں انہوں نے اساتذہ کا جر کلام انتخاباً نقل کیا ہے۔ اکثر ادنیٰ درجہ کے اشعار ہیں۔

مآثر الکرام میں اُن حضرات صرفیہ کے حالات ہیں جو ابتداء عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ دونوں کتابوں میں عام حالات کے ذیل میں ایسے مفید اور نادر معلومات ہیں جو ہزاروں اوراق کے اُلٹنے سے بھی ہات نہیں آسکتیں۔ میں آزاد کی روح سے شرمندہ ہوں کہ علالت اور ضعف کی وجہ سے ان کی نادر تصانیف کے ریور کا حق ادا نہ کرسکا اور صرف چند اشتہاری جملوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ لیکن مجھے امید ہے کہ شائقین فن، شوق خریداری کا ثبوت دیکر اُن کی روح سے شرمندہ نہ ہونگے۔ قیمت ہر دو حصہ حسب ذیل رکھی گئی ہے :-

مآثر الکرام ۳۳۴ صفحات قیمت ۲ روپیہ علاوہ معقول ڈاک
سرآزاد ۴۲۲ صفحات قیمت ۳ روپیہ علاوہ معقول ڈاک
ملنے کا پتہ یہ :-

عبد اللہ خان ضلع - کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن -

تعدن عرب - مولوی سید علی بلگرامی کی مشہور کتاب قیمت سابق ۵۰ روپیہ - قیمت حال ۳۰ روپیہ

فتح الباری - ۱۴ - جلد مجلد قیمت ۵۰ روپیہ

ارشاد الساری - ۱۰ - جلد مطبوعہ مصر مجلد ۳۰ روپیہ

مسند امام احمد ابن حنبل - ۶ - جلد مجلد قیمت ۲۰ روپیہ

شاہ شہر عبد اللہ خان بک سیلر اینڈ پبلیشر

کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

شمس العلما ڈاکٹر سید علی صاحب بلگرامی
ایم۔ اے۔ - دی لیت بیرو سٹر ایت لا کی

میڈیکل جیورس پورٹنس

یعنی طب متعلقہ مقدمات عدالت پر

حکیم سید شمس اللہ قادری - ایم - آر - اے - ایس - ایف

آر - ایچ - ایس - کارپوریو

قبل اس کے کہ کتاب مذکور کی نسبت کچھ لکھا جائے یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میڈیکل جیورس پورٹنس کیا چیز ہے۔ کتب کے شروع میں فاضل مصنف نے وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے میڈیکل جیورس پورٹنس کے معنی ان الفاظ میں بیان کیے ہیں :-

”میڈیکل جیورس پورٹنس“ علم طب کی اس شاخ کا نام ہے جس میں قانون اور طب کے باہمی تعلقات سے بحث کی جاتی ہے اور اس علم کا موضوع کل وہ مباحث قانونی و طبی ہیں جو عدالتی انصاف سے متعلق ہیں اور نیز بعض وہ امور جو انسان کی تمدنی حالات سے تعلق رکھتے ہیں غرض مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ میڈیکل جیورس پورٹنس وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے عام طور پر مسائل طب کا استعمال قانونی ضرورتوں کے واسطے کیا جاتا ہے۔

میڈیکل جیورس پورٹنس میں علم طب کے ان مسائل سے بحث کی جاتی ہے جن کی ضرورت فوجداری کاروبار میں لاحق ہوتی ہے جیسے (۱) قتل عمد (۲) زنا بالجبر (۳) اسقاط حمل (۴) زہر خورانی وغیرہ کے مقدمات ہیں۔ ان کے متعلق طبی تحقیقات و شہادت کا ہونا ان تمام آدمیوں کے لئے ضروری ہے جو ان مقدمات کے کاروبار میں شریک ہیں۔ مثلاً :

حکام عدالت - عہدہ فلورن پولیس - رکلاہ پیروکار وغیرہ اگر کسی حاکم کو ان باتوں سے واقفیت نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی بے گناہ کو سزا ہو جاتی ہے اصل مجرم رہا کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی وکیل یا پیروکار ان امور کا ماہر نہیں ہے تو شہادت و ثبوت کے موقع پر اس علم کے متعلق جو رموز و نکات بیان ہوتے ہیں ان کے صدق و کذب پر خاطر خواہ جرح نہیں کرسکتا اور اس امر سے ہمیشہ مقدمات کے خراب ہوجانیکا اندیشہ لگا رہتا ہے میڈیکل جیورس پورٹنس کے جاننے سے انسان کو نہ صرف واقعات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے بلکہ ان سے واقعات کو ترتیب دینے اور پھر ان سے ایسے صحیح نتائج استخراج کرنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے جنہر

عدل و انصاف کا انحصار ہے

اس کتاب کو اصل میں ڈاکٹر پیٹریک ہیو ایم۔ ڈی۔ ایف۔ آر۔ سی۔ ایس۔ نے ملکر انگریزی میں تصنیف کیا تھا۔ پھر مرحوم شمس العلما نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور اصل کتاب پر بہت کار آمد اضافے اور مفید حواشی زیادہ کردیے ہیں، جسکی وجہ سے اس کتاب نے ایک مستقل تصنیف کی صورت اختیار کرلی ہے۔

اس کتاب میں طب و قانون کے وہ تمام مباحثات آگئے ہیں جو فوجداری مقدمات میں ہمیشہ درپیش رہتے ہیں مثلاً

مقدمات قتل کے متعلق

(۱) زخم - چوٹ (۲) ہلاکت کی جوابدہی (۳) شہادت قرینہ (۴) لاش سرنے کے مدارج (۵) مختلف اعضاء انسان کے زخم و ضرب (۶) اختناق (۷) دم خفا ہونا (۸) پھانسی یا کلا کھولنا وغیرہ۔

عورتوں کے ۱۰۱

(۱) زنا بالجبر (۲) بچہ کشی (۳) اسقاط حمل - (۱) معدنی سمیات (۲) فلزی سمیات (۳) نباتی سمیات (۴) حیوانی سمیات - اور ان کے استعمال سے جو اثر ظاہر ہوتے ہیں ان کا بیان -

امور مختلفہ کے متعلق

(۱) زنگی کا بیمہ (۲) جنون (۳) زہر خورانی وغیرہ -

جام جہاں نما

— * —

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

— * —

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھر کی کسی ایک زبان میں دکھلا دو تو:

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی کار آمد ایسی دلفریب ایسی فیض بخش کتاب لاکھ روپے کو بھی سستی ہے۔ یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علم قبضے میں کر لگے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھ لیں۔ دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیں صرف اس کتاب کی موجودگی میں گویا ایک بڑی بھاری لائبریری (کتابخانہ) کو مول لے لیا۔

— * —

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

— * —

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعیات - علم ہلکیت - علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر - قافنامہ - خواب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلمیں سرور آنکھوں میں نور پیدا ہو بشارت کی آنکھیں راہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمی ان کے عہد بعد کے حالات سوانح عمری: و تاریخ دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کے لیے تندرستی کے اصول و عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دلایا بھر کے اخبارات کی فہرست ' آنکھ کی قیمتیں ' مقام اشاعت وغیرہ - بھی کہاتہ کے قواعد طرز تحریر اشیا برے انشا پر دانی طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابوں کا طبع و کھینچ کر رکھ دیا ہے - حیوانات کا علاج - ہاتھی ' شتر ' کا لے بھینس ' گھوڑا ' گدھا ' بھیر ' بکری ' کتا وغیرہ جانوروں کی تمام بیماریوں کا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندوں کی دوا نباتات و جمادات کی بیماریاں درج کرنا تمام محکمات کے قوانین کا جوہر (جن سے ہر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فوجداری ' قانون مسکرات ' میعاد سماعت رجسٹری (اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی رہاں جاکر روزگار کرلو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آج تک کہیں دیکھی نہ سنی ہوئی اول ہندوستان کا دیان ہے ہندوستان کے شہر کے مکمل حالات رہاں کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کوایہ ریلوے یکہ بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے ہیں اسکے بعد ملک برہما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (روپی واقع ملک برہما) کے تحقیق شدہ حالات رہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں توڑے ہی دنوں میں لاکھ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - استریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات رہاں کی درس گاہیں دھانی کلیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفر کا محمل

نیدجر گپتا اینٹ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقام ٹوہانہ - ایس - پی - ریلوے

TOHANA. S. P. Ry, (Punjab)

احوال کرایہ وغیرہ سب کچھ بتلایا ہے - اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ (طرز تحریر ایسی دلایز کہ پڑھتے ہوئے طبیعت باغ باغ ہو جائے دماغ کے کراڑ کھل جائیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگاؤ آبی رقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ با وجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ معصولداک تین آنے دو جلد کے خریدار کو معصولداک معاف

بغیر مدد اُستان انگریزی سہکلائیرالی کتاب
حجم ۲۷۵ صفحے

تقدیر صاحب کا انگلش ٹیچر حجم ۲۷۵ صفحے
رہے تو آجک بیسیوں انگلش ٹیچر چھپ چکے ہیں - مگر نیک صاحب کے انگلش ٹیچر کا ایک بھی مقابلہ نہیں کر سکتا - اس میں انگریزی سکھانے کے ایسے آسان طریقے اور نادر اصول بتلائے گئے ہیں جنکو پڑھ کر ایک معمولی لیاقت کا آدمی بھی بغیر مدد استاد کے انگریزی میں بات چیت کرنے اور خط و کتابت کرنے کی لیاقت حاصل کر سکتا ہے - ہر طرح کی بول چال کے فقرے ہر معنی کے اصطلاحی الفاظ و اراں معارف جو کسی دوسری کتاب میں نہ ملیں گے - انٹرنس پاس کے برابر خاصی لیاقت ہر جاوگی - اور جلدی ہی آسانی سے انگریزی میں گفتگو کر سکیے قابل ہو جاؤ گے - معاف کتب کی قیمت مع معصول صرف ایک روپیہ ۳ - یں آنہ دو جلد ۲ روپیہ ۴ چار آنہ چار جلد ۴ روپیہ -

مفت - کتاب انگلش گریمر ہر ایک خریدار کو مفت ملیگی -

تصویر دار گھڑی

کارنٹی ۵ سال قیمت صرف چھ روپے

ولایت والوں کے بھی کمال کر دکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے ڈائل پر ایک خوبصورت نائین کی تصویر بنی ہوئی ہے - ۱۰ و ہر وقت آنکھ منکائی رہتی ہے ' جسکو دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے - ڈائل چینی کا پرے نہایت مضبوط اور پائدار - مدتوں بگڑنیکا نام نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمائش کیجئے اگر درست احباب زبردستی چھین نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کرو قیمت صرف چھ روپیہ -

آٹھ روزہ واچ

کارنٹی ۸ سال قیمت ۶ چھ روپیہ

اس گھڑی کو آٹھ روز میں صرف ایک مرتبہ چابی دیجانی ہے - اسکے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار ہیں - اور قائم ایسا معیم دیتی ہے کہ کسی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسکے ڈائل پر سبز اور سرخ پتیاں اور پھول عجیب اطف دیتے ہیں - ہر من بگڑنیکا نام نہیں لیتی - قیمت صرف چھ روپے - زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس ہمراہ مفت -

چاندی کی آٹھ روزہ واچ - قیمت ۱۰ روپے چھوٹے سائز کی آٹھ روزہ واچ - جو کلائی پر بند ہوتی ہے مع تسہ چرمی قیمت سات روپے -

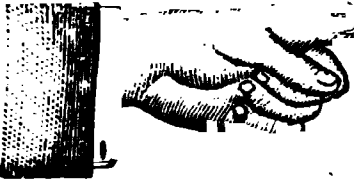
بجلی کے لیپ

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کارآمد لیپ ' ابھی ولیم سے بندر ہمارے یہاں آئی ہیں - نہ دیا سلائی ایضرورت اور نہ تیل بقی کی - ایک لیپ رات کو اپنی جیب میں یا - رہائے رکھو جسوقت ضرورت ہو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سی - سفید روشنی موجود ہے - رات کی وقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی موزی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر ہو فوراً لیپ روشن کر کے خطر سے بچ سکتے ہو - یا رات کو سوتے ہوئے ایڈم کیڑے سے آٹھ پڑے سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیکھ - بڑا نا باب تحفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم ہوگی - قیمت ۱ مع معصول صرف دو روپے ۲ جسمیں سفید سرخ اور زرد تین رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۸ آنہ -

فروری اطلاع - علاوہ ان کے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں کلاں اور گھڑیوں کی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی ہیں - اپنا پتہ صاف اور خوشحال لکھیں انکھا مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جاوگی - جلد منگوا لیں -

مقام ٹوہانہ - ایس - پی - ریلوے

جسکا درد وہی جانتا ہے - دوسرا کیونکر جانتا ہے -



یہ سخت سردی کے موسم میں تندرست انسان جان بلب ہو رہا ہے۔
سردی ہٹانے کیلئے سرسبز بندوبست کرتے ہیں۔ لیکن بد قسمتی سے
دمہ کے مرض کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ تکلیف دمہ سے پریشان ہوتے ہیں۔

اور رات دن سانس پھولنے کی وجہ سے دم نکلتا ہے۔ اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے۔ دیکھئے! آج اسکو کس قدر
تکلیف ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس لا علاج مرض کا بازاری ادویہ زیادہ تر نشیلی اجزاء دھتورہ - بھنگ - بلادونا
پوٹاسیائی - اوڈالڈ دیگر بنتی ہے۔ اسلئے فائدہ ہوتا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے۔ ڈاکٹر برمن کی
کیمیائی ارمول سے بنی ہوئی - دمہ کی دوا اندول جوہر ہے۔ یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے۔ بلکہ
ہزاروں مریض اس مرض سے شفاء پائے اسلئے مداح ہیں۔ آپے بہت کچھ خرچ کیا ہوگا۔ ایک مرتبہ اسکو بھی
آزمائیں۔ اسمیں نقصان ہی لیا ہے۔ پوری حالت کی فہرست بلا قیمت بھیجی جاتی ہے۔ قیمت ۴ روپیہ
۴ آنہ محصول ۵ پانچ آنہ۔



ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۱۲۰۱ - چند دوا اسٹریٹ کلکتہ

دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے
ہر قسم کا بخار یعنی پڑانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار -
پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار جس میں درد جگر اور طحال بھی
لحق ہو، یا وہ بخار جس میں مثلی اور قے بھی آتی ہو۔ سردی
سے ہو یا گرمی سے۔ جنگلی بخار ہو۔ یا بخار میں درد سر بھی
ہو۔ کالا بخار - یا آسامی ہو۔ زرد بخار ہو۔ بخار کے ساتھ گلندیاں
بھی ہو گئی ہوں۔ اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو۔
ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے، اگر قضا پالے کے بعد یہی
استعمال کیجئے تو بہرے ہو جائے۔ اور تمام اعضا میں خون
صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چربی
رچا لگی آ جاتی ہے، نزل، اسکی سابق تندرستی از سر نو آ جاتی
ہے۔ اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں، بدن میں سستی
اور طبیعت میں کھلی رہتی ہو۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو
نہانا ہیر سے ہضم ہوتا ہو۔ توبہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال
کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں۔ اور چند روز کے استعمال سے تمام
امصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں۔

قیمت برمی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ
پروچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام درگاہ داروں کے خانے میں مل سکتی ہے
۱۹۰۱ء
۲۲ دھرم پور لکھنؤ
ایچ - ایس - عہد الغلی لکھنؤ - ۲۲ و ۷۳
بروٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

[6]



12, N. RIKEL BAGAN LANE.

ہزاروں مریضوں کے یہ کارخانہ شروع کیا گیا جسکے تمام آلات و سامان اور بنانے کی
دوا میں کیریوریہ سنگری کی بین بکروہی و کرہائی کی ہر چیز کی پکی کرکے کاغذ سے کھینچیں
کارخانے کی خصوصیتیں

(۱) وقت مقررہ پر جہیز کو تیار کرتا

(۲) ہر قسم اور طرح کی خواہش کی ہر طرح کی تعمیل کرتا۔

اگر آپ اپنا پتہ بتائیں تو آپ کو ہر قسم کی خدمتیں فراہم کی جائیں گی۔ اگر تو جنسوی
خود ادراری کے نام سے دوا کے نام بتائیں اور براہ راست کارخانہ آجائیں۔

ڈاکٹر ایس کے برمن کو نمبر - ۱۲۰۱ - مارک کا پتہ کلکتہ

CALCUTTA.



[3]

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چمکا ہی کرنا ہے تو اسلئے
تیل بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب
تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی -
مسک - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لئے کافی سمجھا
جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی کے جب سب چیزوں کی کٹ
چھانک کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بھا کر معطر
و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف
کے دلدادہ رہے۔ لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ
میں بعض نمونہ اور نمائش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متقدم
نمود کے ساتھ فائدہ کا بھی جویاں ہے بنا بریں ہم نے سالہا سال
کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی روایتی تیلوں
جانبھر "مروہنی" قسم تیل تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو
سازی ہی سے مدد ملی ہے بلکہ مرچرہ سالنٹیفک تحقیقات سے
بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا۔
یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاس اور
خوشبو کے دیر پا ہونے میں لا جواب ہے۔ اسکے استعمال سے بال
غیر کہنے آگئے ہیں۔ جویں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت
بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر اور دماغی کمزوریوں
کے لئے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز
ہوتی ہے نہ تو سردی سے چمکا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے
سوتا ہے۔

تمام دراز فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیخی ۱۰ آنہ علامہ مصطلک -

میخانٹی ملریا میکسچر اکسیر وافع بخار ہر قسم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مر جا چکے
ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے
ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید ہنڈ ہے اور ان
اہستہ پر کمر بہت سے بلا طبی مہرہ کے میسر آ سکتی ہے۔ ہمنے
خلق اللہ کی ضرورت کے خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی
تجربہ اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے
قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزاروں شیخیوں مفید تقسیم کر دی
ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے۔ مقام مسہ ہے کہ
خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بھی ہیں اور ہم

[ترجمہ از الکریزی]

و سیمین جج ہوگلی و ہوزہ

نمبر ۱۵/۱ رین اسٹریٹ ڈاکخانہ ریلوے۔ کلکتہ

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی میں یونانی اور ویدک ادویہ کا جو مہتمم بالشان درآخانہ ہے وہ عمدگی ادویہ اور خربزی کار و بار کے امتیازات کے ساتھ بہت مشہور ہو چکا ہے۔ صدھادوالیں (جو مثل خانہ ساز ادویہ کے صحیح اجزاء سے بنی ہوئی ہیں) حاذق الملک کے خاندانی مہربات (جو صرف اس کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کار و بار، صفائی، ستھرا پن ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ : ہندوستانی درآخانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے۔

فہرست ادویہ مفت،
(خط کا پتہ)

منیجر ہندوستانی درآخانہ - دہلی

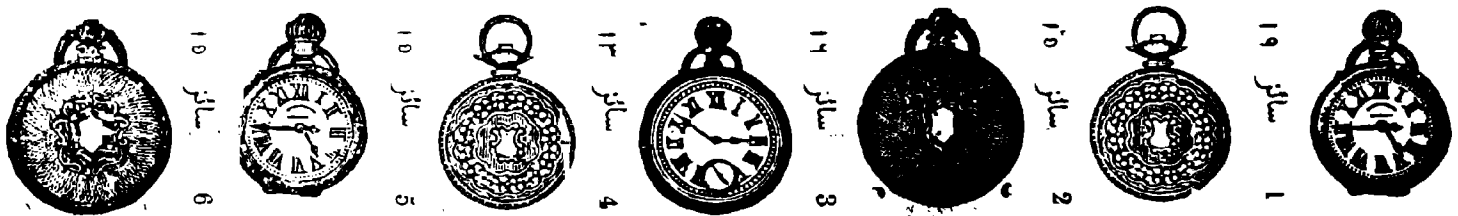
کیا آپ ملک برہما میں اپنی کتاب میرے ذریعہ فروخت کرنا چاہتے ہیں؟ اگر منظور ہو تو شرائط و کمیشن بذریعہ خط و کتابت طے فرمائیے۔“

نمبر ۳۲ - بروکنگ اسٹریٹ - رنگرون

**The Universal Book Agency,
32 Brooking Street
Rangoon**

مولوی ظفر علی خاں ایڈیٹر اخبار ”زمیندار“ کی سوانح عمری
معه کلندر سنہ ۱۹۱۴ع کا صرف درپیسہ کا ٹکٹ برائے مقتدر
ڈاک آنے پر روانہ کر رہے ہیں۔ ذیل کے پتہ پر جلد درخواست
کیجیے۔

’منیجر میو چوئل ٹریدنگ ایجنسی
 موچی دروازہ لاہور



- 1 — سسٹم راسکوپ لیور راج خوبصورت مضبوط برابر چلنے والی گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول در روپیہ آٹھ آنہ
2 — امیر راج سلنڈر خوبصورت ڈبل میٹل کیس ٹھیک ٹائم دینے والی گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول پانچ روپیہ
3 — چاندی ڈبل کیس لیور راج نہایت مضبوط ہر جزو زینر یا قوت جوا ہوا گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول بارہ روپیہ
4 — چاندی ٹی لیوڈی راج یا ہاتھ کوزیب دینے والی اور خوبصورتی میں یکتا معہ تسخہ گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول چھ روپیہ
5 — چاندی ڈبل کیس منٹش علاوہ خوبصورتی کے ٹائم میں آزمودہ گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول سات روپیہ
6 — پگت راسکوپ سسٹم لیور راج بہت چھوٹی اور خوبصورت گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول تین روپیہ آٹھ آنہ
7 — کر وائزر سلنڈر راج چاندی ڈبل کیس اسکی مضبوطی کی شہرت عام ہے گارنٹی ۳ سال قیمت معہ محصول پندرہ روپیہ
نوت خدا کا شکر ہے کہ جسقدر ہمارے معزز خریدار اس اشتہار سے گہریاں متگائے ہیں آجک کسی نے شکایت نہیں کی
المختار :- ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ دیلہاسی اسٹریٹ پرست آفس دھرمتہ کلکتہ

M. A. Shakoor & Co, No. 5/1 Wellesley Street, P. O Dharamtollah, Calcutta.

32



لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ الْإِسْلَامُ كِتَابُ مُنِيْنٍ

الْمِلَال

Telegraphic Address,
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648.

تارک ہند
"الہلال کلکتہ"
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۱ - ۲ مکلارڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۱ روپیہ ۶۴ آنہ

میرسنول غرضوی
احمد علی خان لکھنؤی

جلد ۴

نمبر ۱۰۹ : چاروشنبہ ۱۳، ۶ و ۱۳، ۲ و ۱۳، ۲ ہجری

نمبر ۱۰۹

Calcutta: Wednesday, March 4 & 11, 1914.



سورج نہیں آنہ

نوٹ — قبل نمبر ہر نمبر کی وجہ سے قیمت ۵ آنہ

قیمت فی پرچہ

S. C. MITRA & CO.
 بہترین پلٹری اور عمدہ تیاری
 ہندوستان میں فرد
 کارخانہ
 مانفون لائن انڈین پانچ ماسٹری
 112, BRICKBAGG LANE, CALCUTTA.

تسٹروکٹ و سیشن جیم کے خیالات

[ترجمہ از انگریزی]
 مسٹر بی۔ سی۔ مٹر۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ تسٹروکٹ
 و سیشن جیم ہوگلی و ہوزہ
 میرے لئے مسز ایم۔ ان۔ احمد ایڈ سنز [نمبر 1 - 15 رین اسٹریٹ
 کلکتہ] سے جو عینکین خریدی ہیں، وہ نشئی بخش ہیں۔ میں بھی ایک
 عینک بنوا کر ہے جو اعلیٰ درجے کی تیار ہوئی ہے۔ یہ کارخانہ موجودہ دور
 میں ایمانداری و ارزانی کا خود نمونہ ہے۔ ملک میں اس طرح کے کارخانوں
 کا کھولنا یقیناً ہماری ہمت افزائی کا مستحق ہے۔
 کون نہیں چاہتا کہ میری بینائی مرے دم تک صحت مند رہے۔ اگر آپ اسکی
 حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو صرف اپنی مسز اور دور و نزدیک کی بینائی کی
 کیفیت تحریر فرمائیں تاکہ لائق و تجربہ کار ڈاکٹر کی تجویز سے قابل اعتماد
 اصلی پتھر کی عینک بذریعہ وی۔ پی۔ کے ارسال خدمت کیجاسے۔ اسپر ہی
 اگر آپ کے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدل دیجائیگی۔
 نکل کی گمانی مع اصلی پتھر کی عینک 3 روپیہ 8 آنہ سے 5 روپیہ تک
 اصلی رولڈ گولڈ کی گمانی یعنی سونے کا پتھر چھوٹا ہوا مع پتھر کی عینک 6
 6 روپیہ سے 15 روپیہ تک محصول وغیرہ 6 آنہ۔
 منیجر

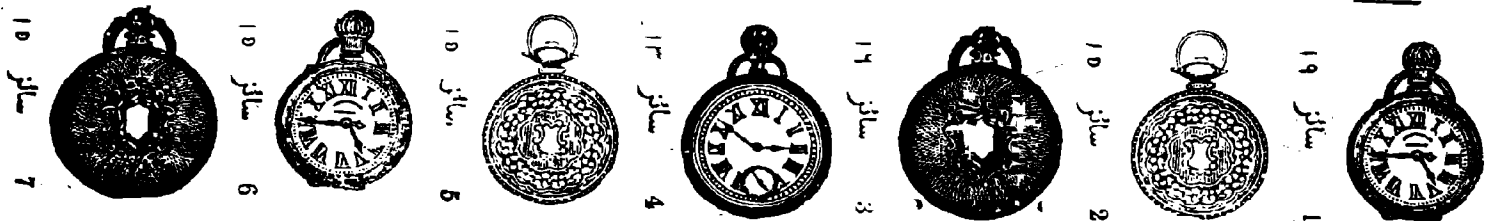
ہندوستانی دواخانہ دہلی

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی
 میں یونانی اور ویدک ادویہ کا جو مہتمم بالشان دوا خانہ ہے وہ عمدگی
 ادویہ اور خوبی کاروبار کے امتیازات کے ساتھ بہت مشہور ہو چکا ہے۔
 مدھادرائیں (جو مثل خانہ ساز ادویہ کے معجم اجزاء سے بنی ہوئی
 ہیں) حاذق الملک کے خاندانی معجزات (جو صرف اس
 کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان دار بار صغالی، ستھرا پن
 ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ:
 ہندوستانی دوا خانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے۔
 فہرست ادویہ مفت،
 منیجر ہندوستانی دوا خانہ - دہلی

کیا آپ پان کھاتے ہیں؟

آزاد کمپنی مراد آباد کا تمباکو خوردنی پشاور سے کلکتہ تک
 پسند کیا جاتا ہے۔ ارزاں اور نفیس، قیمت 12 آنہ سیر سے
 4 روپیہ سیر تک۔ گلابی منجن دانٹوں کا بہترین معطر قیمت
 فی ڈبیہ 5 آنہ۔

آلہ مشہور منیجر آزاد کمپنی مراد آباد



- 1۔ سسٹم راسکوپ لیور راج خوبصورت مضبوط برابر چلنے والی گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول دروڑیہ آٹھ آنہ
 - 2۔ امیر راج سلنڈر خوبصورت ڈبل مثل کیس ٹھیک ٹائم دینے والی گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول پانچ روپیہ
 - 3۔ چاندی ڈبل کیس لیور راج نہایت مضبوط، جوڑ پیر باقوت جزا ہوا گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول بارہ روپیہ
 - 4۔ چاندی کی لیڈی راج یا ہاتھ کو زیب دینے والی اور خوبصورتی میں یکتا معہ تسعہ گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول چھ روپیہ
 - 5۔ چاندی ڈبل کیس منقش علاوہ خوبصورتی کے ٹائم میں آزمودہ گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول سات روپیہ
 - 6۔ پگنٹ راسکوپ سسٹم لیور راج بہت چھوٹی اور خوبصورت، گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول تین روپیہ آٹھ آنہ
 - 7۔ کر وائر سلنڈر راج چاندی ڈبل کیس اسکی مضبوطی کی شہرت عام ہے گارنٹی 3 سال قیمت معہ محصول پندرہ روپیہ
- نور خدا کا شکر ہے کہ جسقدر ہمارے معزز خریدار اس اشتہار سے گھڑیاں منگائے ہیں آج تک کسی نے شکایت نہیں کی
 المشہور: ایم۔ اے۔ شکر ایڈ کو نمبر 1 - 5 ویلسلی اسٹریٹ پوسٹ آفس دھرم تلہ کلکتہ
 M. A. Shukor & Co, No. 5/1 Wellesley Street, P. O. Dharamtollah, Calcutta.

32

بہترین مارکر
 شہر غوث علی حاجی وارث علی بزم نور
 جبریں شدہ
 نوٹ
 لہجہ الاستیل
 دین سوسری
 دین سوسری
 دین سوسری
 دین سوسری
 دین سوسری
 دین سوسری

AL - H I L A L
Proprietor & Chief Editor,

Abul Kalam Azad

7/1 MCLEOD STREET,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs.8

Half-yearly „ „ 4-12

الحلال

میرسنوئل ہر خوسو
سلاطین اسلام الدولی

مقام اشاعت

۱ - ۷ مکلاوہ اسٹریٹ

۱۳۴۱

تیلیفون نمبر ۶۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپہ

شعبان ۱ روپہ ۱۲ آ

ج ۴

۱۳۰۹ : چہاوشنبہ ۱۳۰۹ وید الثانی ۱۳۳۲ مجری

لبر ۱۰۰۹

Calcutta : Wednesday, March 4 & 11, 1914.



۱۸ مقالات (حیدرہ الصلاہ نمبر ۱)
۲۲ عالم اسلامی (از تقییس تا بلاد چوکس)
۲۴ نامور ان غزوہ بلقان (جدید تطورات اشک)
۲۸ جزائر فیلی پائن (امریکا)

قصہ اویس

طلعت ہے وزیر داخلہ جو موجودہ عثمانی وزارت کے رکن ہیں سر لوج
کمال عمر سے شریفہ دار ہذا، اخیر قسطنطنیہ وارد ہند
اسلم عیلتا اچیں
۱۱ یعلیاں کے سات سے اسے شادی ہوئی جس کا نام
۱۲ ایک مندر جو مسیحی ہے اس میں گریبا نماز کے بعد اسلامی میں عبادت
۱۳ شہداء طرابلس کا ایک گروہ شہادت سے ہے
۲۵ غزوہ طرابلس میں مجاہدہ و قوں کی شرکت
۲۵ مجاہدین طرابلس کا ایک گروہ مشہور موسی یک کے زیر قیادت
۲۶ شیم سوزی کا جربوب میں قلعہ
۲۷ مسٹر فنلی سابق گورنر فیلی پائن
۲۸

فہرست

۲ شہزاد (ایک عظیم الشان دینی تعریف کی انتہائی تعریف)
۵ (۱۵ مسجدیں اور ۱۲ - قبرستان خطرے میں)
۹ مقالہ انتقاد (ندوۃ العلماء نمبر ۵)
۱۱ شہید رسم
۱۲ آثار عتیقہ (بعلبک)
۱۳ مذاکرہ علمہ (راہ انتشار و علم ہر سنی میں ایک سر فروشانہ اقدام)
۱۴ حیدر
۱۵ (فاروق لاجل علم الارقام)
۱۶ (ایام ہفتہ کی حقیقت)
۱۷ (سالک عثمانیہ اور نصراہیت)
۱۷ (مادی اور لا ادبی)
۱۷ (امریکا کا منکشف)
۱۸ (ارتفاع - سطح ارضی)

ایک عظیم الشان دینی تہذیب کی انتہائی ترقی و ترقی !

دارالعلوم ندوۃ العلماء کا خاتمہ !

مالا اے مدرسہ کی اسٹرائک

اور

مسلمانوں کی غفلت کا آخری نتیجہ !

اور گھر کے آرام کو چھوڑا ہے اور جو خود اس عمارت کے قیام کا اصلی مقصد اور اس اجتماع کی غرض حقیقی ہے، یعنی تعلیم اور حصول تعلیم، خود اس کی راہ میں موانع پیدا کیے جاتے ہیں اور انکو خلاف قانون و قاعدہ روکا جاتا ہے تاکہ وہ اس سے زیادہ علم حاصل نہ کریں جسقدر مدرسین مدرسہ انہیں مدرسہ کے اندر دے سکتے ہیں۔

مولانا شبلی جب حیدر آباد سے لکھنؤ آئے تو طلباء دارالعلوم نے خواہش کی کہ اوقات مدرسہ سے خارج ایک خاص درس ان سے بھی لیں جیسا کہ ہمیشہ تفسیر وغیرہ کا لیا کرتے تھے۔ چنانچہ مغرب کے بعد صحیح بخاری کا درس شروع ہوا اور طلباء نہایت دلچسپی اور شغف سے شریک ہونے لگے۔

جدید حکم ندوہ کو نہیں معلوم کیوں، طلباء کا پڑھنا ناگوار گذرا اور انہوں نے علانیہ روکنا شروع کر دیا۔ جب اسپر بھی طلباء نے جانا ترک نہ کیا تو باقاعدہ طور پر حکماً و جبراً روک دیا کہ جو شخص دارالعلوم میں پڑھتا ہے وہ دارالعلوم سے باہر کسی شخص سے کچھ نہ پڑھے ! حالانکہ یہ ایک ایسا تمسخر انگیز قانون ہے جو آج تک کسی مدرسے میں جو تحصیل علم کیلئے بنا ہوا، نافذ نہیں ہوا اور کوئی پڑھا لکھا آدمی اس جہالت و فساد پر غصہ میں آئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اسکا سبب بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ طلباء مولانا شبلی کے پاس نہ جالیں حالانکہ اگر وہ ان کے پاس نہ جالیں تو پھر آرر کیا کریں اور کہاں جا کر اپنی تعلیمی آرزوں کو خاک میں ملائیں ؟

اسی اثنا میں طلباء نے چاہا کہ ماہ ربیع الاول میں مجلس ذکر مولد نبوی منعقد کریں اور حسب معمول مولانا شبلی تقریر فرمائیں۔ کسی قاعدہ اور قانون کے بموجب یہ خواہش قابل اعتراض نہ تھی، اور رشک و حسد اور بغض و عناد کتنی ہی شدید اور پاگل بنا دینے والی کیوں نہ ہو، تاہم اس کے بغاوت غلیظہ قانونی دفعات نہیں بن سکتے۔ اگر یہ سمجھا جائے کہ جلسوں میں تقریر کرنا بھی منجملہ خواص نظامت و معتمدی کے ہے جسکی مدعیان نظامت کو مثل از باتوں کے ریس اور نقل کرنی چاہیے، تو اسکا دروازہ بھی کسی نے بند نہیں کیا ہے اور قابلیت جسکے اندر ہو، اپنے چہرہ ہر وقت دکھلا سکتی ہے۔

با ایں ہمہ اسکی بھی مخالفت کی گئی۔ پہلے کہا گیا کہ جلسہ اس شرط سے ہو سکتا ہے کہ مولانا شبلی تقریر نہ کریں۔ پھر جب دیکھا کہ طلباء سے ایسی خواہش کرنا طلب معال ہے تو کہا گیا کہ تقریر ایسی ہو جیسی ہو۔ نئے مدعی نظامت اسکے صدر بنالے جائیں۔ پھر اجلسہ انکے زیر عداوت اظہار عجز و اعتراف عبودیت کرے وغیرہ وغیرہ من الخرافات، والا فلا !

یا سبحان اللہ ! طغیان جہل اور فتنہ غرور کا یہ کیسا عجیب نمونہ ہے ! مولانا شبلی نعمانی دارالعلوم ندوہ کے طلباء کو درس دینے کیلئے اپنا وقت دیتے ہیں۔ وہ طلباء دارالعلوم کے سامنے سیرۂ نبوی پر تقریر کرنے کی درخواست منظور کر لیتے ہیں، لیکن ایک جماعت ہے جسے اسکی منظوری دینے سے انکار ہے اور وہ گویا علم و فضل اور درس و تدریس کے ایک ایسے مرتبہ بلند تک

بالآخر پانی سر سے گذر گیا اور ندوۃ العلماء کی بربادیوں کی طرف سے قوم نے جس طرح آنکھیں بند کر لی تھیں، اسکے انتہائی نتائج معززہ کا ظہور شروع ہو گیا۔ آج ایک تار سے معلوم ہوا ہے کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے تمام طلباء نے اپنی شکایتوں سے عاجز آکر آخری علاج اختیار کیا ہے اور اسٹرائک شروع کر دی ہے :

انا لله و انا الیه راجعون !

* * *

جو غفلت ندوہ کی طرف سے کی گئی تھی اسکا لازمی نتیجہ یہی تھا، اور پچھلے دو تین ہفتے کے اندر بار بار مجھے اسکا خوب ہوا تھا۔ مدارس دراصل ایک چھوٹی سی آبادی ہوا کرتے ہیں جنکے لیے اگر شخصی حکمرانوں کی مطلق العنانیاں مضر ہیں تو خود مختاری اور بے رعیتی کی طوائف الملوک بھی برباد کن ہے۔ اس آبادی کا حقیقی امن یہ ہے کہ اسکے بسنے والے صرف اپنے ایک ہی کام یعنی عشق علم و شیفتگی درس و تدریس میں مشغول رہیں اور اسکے انتظام کو، جسکی درستگی باہر کی اصلاحی قوتوں سے ہوتی ہے، خود اپنے ہاتھوں میں نہ لیں۔

اس بنا پر مدرسوں کی اسٹرائک اصولاً کوئی اچھی چیز نہیں ہے اور امن و نظام کی ایسی غارت ہے جسے کوئی پسند نہیں کریگا۔ تاہم ایسا ہوتا ہے اور خرابیوں اور شکایتوں کا جب کوئی علاج نہ کیا جائے تو اسکا اصلی علاج بالہ مثل خرابی ہی ہے۔ اسکی ذمہ داری حکام مدرسہ پر ہے اور پھر اس سے بھی زیادہ قوم پر جس نے باوجود بصارت رکھنے کے دیکھنے سے انکار کر دیا !

* * *

ابھی ایک ہفتہ بھی پورا نہیں ہوا ہے کہ میں لکھنؤ میں تھا اور طلباء کو نہایت بدستور مضطر پایا تھا۔ وہ قوم کی طرف سے بالکل مایوس تھے اور کہتے تھے کہ ہماری حالت کا اب کوئی پرسان نہیں۔ میں نے انہیں اطمینان دلایا کہ کوئی نہ کوئی صورت اصلاح حال کی بہت جلد اختیار کی جائیگی کیونکہ میں اس وقت تک اپنے اس سردارے خام میں مبتلا تھا کہ ندوہ کی مشکل کو چند ارباب اصلاح کی سعی سے حل کیا جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بے چینیاں زیادہ بڑھ گئیں جنکے لیے یہ تشفی کافی نہ تھی اور بالآخر اس ناگوار صورت میں شکایتوں نے ظہور کیا۔

* * *

بہت زیادہ قریبی حالات جو چند دنوں کے اندر پیش آئے ہوں مجھے معلوم نہیں لیکن اس اسٹرائک کے بعض قوی اسباب تقریباً ایک ماہ سے پیدا ہو گئے تھے۔ ان کی مجھے خبر ہے۔

کالجوں اور مدرسوں میں جب کبھی اسٹرائک ہوتی ہے تو عموماً اسکا سبب کوئی غیر تعلیمی شکایت ہوتی ہے یا کسی انتظامی استبداد کے لوگوں کو مجبور کر دیا ہوتا ہے۔ اس اسٹرائک کیلئے بھی ایسے اسباب موجود ہونگے لیکن سب سے زیادہ قوی سبب اسکا خالص تعلیمی ہے۔ یعنی طلباء ندوہ اپنے کسی اہل و راحت کیلئے نہیں، کسی انتظامی خود مختاری کیلئے نہیں، کسی زیادہ فرصت اور کم محنت کے حصول کیلئے نہیں، بلکہ صرف اسلیئے فریادی ہیں کہ جس مقصد عزیز کیلئے انہوں نے اپنے وطن

اُن طالب علموں کو روٹی نہ کوئی فرضی الزام رکھ کر مدرسے سے خارج کر دینا چاہا جو انکے خیال میں اُنکی بے قاعد گیروں اور لغویوں کو سب سے زیادہ محسوس کرتے تھے۔ چنانچہ اسکی پوری کوشش یہی گئی اور بعض طلباء کو خارج کرنے کیلئے بورڈنگ ہاؤس کے مہتممین پر زور ڈالا گیا۔ لیکن مصیبت یہ تھی کہ جن طلباء کو اپنے مقاصد کے لیے سب سے زیادہ مضر پاتے تھے، وہی علم و شرافت اور اخلاق و تربیت کے اعتبار سے مدرسہ کیلئے سب سے زیادہ مفید تھے۔ اور ایسا ہونا لازمی تھا۔ انسان کی خوردیوں کو درستگی اور دشمنی، دونوں راہوں سے جانچا جاسکتا ہے۔ اگر نیکوں کی درستگی کسی کیلئے معیار نیک ہے تو بدوں کی دشمنی بھی اُسی طرح معیار خوبی ہے۔ جہل و نفسانیت کا جو مبعوض ہوگا، علم و شرافت کا وہی محمود و محترم بھی ہوگا۔

مجھے یہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ بعض طلباء کو خارج کرنے کیلئے جب فرضی الزامات کی تلاش ہوئی تو بورڈنگ ہاؤس کے مہتمم نے صاف کہہ دیا کہ جن لوگوں کو آپ نکالنا چاہتے ہیں، مصیبت یہ ہے کہ وہی لڑکے مدرسے بھر میں اپنے کیریئر کی بے داغی اور اخلاق و شرافت کی فضیلت سے مستاز ہیں۔ الزام تصنیف ہوں تو دیونگر؟

اس معجزہ کی کا کوئی علاج نہ تھا۔ تاہم ایک دمیں قابل طالب العلم کو (جسکا نام شاید محمد حسین یا کچھ اور ہے) بغیر کسی قصور اور جرم کے بورڈنگ سے خارج کر دیا گیا اور وہ بیچارہ اپنی مصیبت زدہ حالت میں اپنی قسمت کو رو رہا ہے! سچ یہ ہے کہ ان لوگوں کے ان اعمال مفسدہ سے اپنی ہلاکت کیلئے خود ہی جلدی کی: فیعلمون من ہر شہر مکان واضع جدا؟

* * *

یہ مختصر حالات یہ ہیں جنکا بلا واسطہ تعلق طلباء سے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ اسٹراٹج میں زیادہ تر انہی کو دخل ہوگا۔ ورنہ خود ندرہ اور ندرہ کی تمام تعلیمی، انتظامی، مالی اور اخلاقی حالت جس طرح برباد ہو رہی ہے، اُسی سرگذشت تو بہت طولانی ہے اور اُسے ”مدارس اسلامیہ“ کے زیرِ تحریر سلسلے میں دیکھنا چاہیے۔

ایسی حالت میں غفلت جرم اور خاموشی مصیبت ہے۔ ندرہ ہماری بیس سال کی محنتوں کا نتیجہ ہے اور وہ سب سے بڑی اصلاح دینی کی تحریک ہے جو گذشتہ صدی کے اندر نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام عالمِ اسلامی میں ظاہر ہوئی ہے۔ پس یہ محال قطعی ہے کہ اس طرح اسکی بربادی دیکھی جائے اور چند بند گان اغراض و پرستاران جہل کو شتر بے مہار چھوڑ دیا جائے کہ وہ اس کے خزن حیات سے اپنی خورد پرستیوں کی پیاس بجھالیں۔ اگر ندرہ کے کاموں کے طرف سے ہم سیر ہو گئے ہیں، تو ضرور نہیں کہ اُسے ان لوگوں کے ہاتھوں برباد کیا جائے۔ اسکا بہتر ذریعہ ہمارے پاس موجود ہے۔ ہم اسکی عمارت میں آگ لگا سکتے ہیں اور اسکی دیواروں کو ڈالنا میت کے گولوں سے اور ڈال دیتے ہیں۔ ایسا ہونا ہزار درجہ بہتر ہوگا اس سے کہ اپنی بیس سال کی کمائی کو چند ارباب فساد کے حرص جہل پر قربان کر دیں!

وہ مخلصین ملت اور محبان قوم جنہوں نے ہمیشہ میری فریادوں کو سنا اور میری معروضات کو قبول کیا اور جنکو گذشتہ تجربوں نے یقین دلا دیا ہوگا کہ میری فریادیں بے وجہ نہیں ہوتیں اور میری صدائیں بلا ضرورت شدید نہیں آتھیں، آج پھر ایک بار انہیں مخاطب کرتا ہوں۔ آج ہمتوں کیلئے پیامِ عمل ہے، عزائم کیلئے دعوتِ کار ہے، اور ندرہ کیلئے فیصلہ کن رقت آگیا ہے۔ زبانوں کو کھلنا چاہیے اور صداؤں کو بلند ہونا چاہیے۔ ہر شہر بلکہ ہر قصبہ میں چاہیے کہ جلسے منعقد ہوں، اور ندرہ کی

موجودہ ہو گئی ہے جہاں سے مولانا شبلی نے صحبت اور تعلیم بالکل بیکار و لا حاصل بلکہ تضحیع رقت اور مضر نظر آتی ہے! مدار روزگار سفلہ پرور را تماشا کن!

طلباء دارالعلوم کو عقل و فہم سے معرا سمجھ لینے کا حق مفروضہ و مزمومہ ناظم ندرہ کو مل گیا ہوگا مگر دنیا اس حق کو خود اس کے لیے بھی استعمال کر سکتی ہے۔ وہ یقیناً پوچھ سکتے ہیں کہ اگر دارالعلوم ندرہ کی مخصوص طرزِ تعلیم کے شوق میں لکھنؤ آکر اور مدرسہ میں شریک ہو کر انہیں مولانا شبلی سے ملنے، انکی صحبت سے مستفید ہونے، اور انکے درس و تعلیم میں شامل ہونے کی اجازت نہیں ہے تو پھر وہ آور کہاں جائیں اور کیوں دارالعلوم میں رہیں؟

اصل یہ ہے کہ ندرہ کے موجودہ قابض کردہ کی جراتیں ہماری غفلت اور عدم احتساب سے اسقدر بڑھ گئی ہیں کہ وہ اپنے تئیں لا بسٹل نما بفعل کے مطلق العنانہ مرتبہ پر سمجھنے لگا ہے اور اپنی قوت کی نسبت ایک غرور باطل اور یقین فاسد میں مبتلا ہو گیا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ جب قوم کی بے حسبی اور غفلت کا یہ حال ہے کہ علانیہ روز روشن میں اسکی ایک متاع عزیز و دیرینہ کو تاخت و تاراج کیا جاسکتا ہے، اور خلاف قاعدہ و قانون اور بغیر استحقاق و صلاحیت ایک شخص ندرہ کا ناظم بذکر مطلق العنان حکمرانی کر سکتا ہے، تو پھر اس کے بعد جو کچھ بھی کیا جائے جائز ہے، اور خواہ انکی ہی اعبوتوں اور جہالتوں سے بھرے ہوئے احکام نافذ کیے جائیں لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں!

جہل و فساد جب کبھی موقعہ پائیگا، اپنے خواص طبعی ظاہر دینگا اسلئے اسکی شکایت عبت ہے۔ البتہ شکایت خود اپنی غفلت کی ہوئی چاہیے کہ کیوں باطل کو اسقدر سر پر چڑھا لیا کہ وہ علانیہ حق کو ہلاک و برباد کرنے کیلئے آٹھا؟

خاموشی ماگشت بسد امور بنال را
و رسد اثرے برد ازیں پیش نعل را

* * *

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان نادانوں نے اپنی قوت کا اندازہ کرتے میں رسی ہی تھوکر کھائی، جیسی کہ وہ ندرہ پر قابض و مسلط ہونے کے جنون دیرینہ کے استیلاء میں روز اول کہا چکے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ قوم نے غفلت کی، لیکن انکو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ جاگ بھی سکتی ہے۔ یہ ضرور واقعہ ہے کہ انہیں فرصت دیدی گئی، لیکن ساتھ ہی انہیں بھولنا نہ تھا کہ احتساب و باز پرس کا دن بھی آ سکتا ہے، اور وہ ایک ایسا یوم الفصل ہے کہ جب آتا ہے تو نیٹوں کے کھرت اور عملوں کے فساد کیلئے ایک بہت ہی بڑا سخت دن ہوتا ہے: ویل یومئذ للمکذبین!

ان لوگوں کو معلوم ہو جانا چاہیے کہ وہ دن جسکی طرف سے انکے نفس خادع نے انہیں مطمئن کر دیا تھا، اب طلوع ہو گیا ہے اور انہوں نے جو کچھ کیا ہے، قریب ہے کہ اسکا حساب اُسے لیا جائے۔ انکی ہلاکت خود انکے کاموں ہی کے اندر تھی اور اب عنقریب اسکا بیج برگ و بار لانے والا ہے۔ جس مہلت کو انہوں نے فرصت عیش سمجھا تھا، وہی مہلت اب انکے لیے موجب عذاب ثابت ہو گئی، اور صرف اتنا ہی نہیں کہ جو کچھ انہوں نے لیا تھا اُسے واپس لیا جائیگا بلکہ اُس کے علاوہ بھی انہیں بہت کچھ اپنی گرو سے دینا پڑیگا۔ نادانوں! اس مہلت کے اندر جو راز مخفی تھا اُسے تم نہ سمجھ، لیکن اب عنقریب سمجھ جاؤ گے: فیعلمون

عداً من الکذاب الاشر؟ (۲۲: ۵۴)۔

* * *

ان لوگوں نے صرف اتنے ہی پر بس نہیں کیا بلکہ اپنی مطلق العنانی کے پرزے کرتب دکھانے چاہے (والہ خیر الما کریں) اور

۱۵ - مسجداں میں اور ۱۲ - قبرستان

رے میں

مسجد لشکر پور (کلکتہ) کا حادثہ

اولا یزوں انہم یفتنوں
فی کل عام مرۃ
لو مرتین ثم لا یقربون
ولا ہم یذکرون !
(۱۲۷ : ۹)

کرتے ہیں اور نہ ان تنبیہوں سے عبرت پکڑتے ہیں !

.....

جبکہ مسجد کانپور کا حادثہ خونیں اپنے جانفوسا واقعات کے ساتھ ابھی ذہنوں سے فراموش نہیں ہوا ہے - جبکہ اس خون کی روانی جو مچھلی بازار میں بہا، اور ان لاشوں کی تڑپ جو مسجد

کی دیواروں کے نیچے
تڑپیں، ہندوستان کا
سب سے آخری واقعہ
ہے - جبکہ ایک قانون
کی امید دلائی گئی
ہے جو عمارت دینیہ
کی حفاظت کیلئے
کامل انتظام کرے گا
اور جبکہ ہندوستان کی
سب سے بڑی حاکم
زبان نے گذشتہ کونسل
کی تقریر میں مقدس
مقامات کے تحفظ کا
پورا اطمینان دلایا ہے
تو لوگ نہایت
تعجب سے سنیں گے

کہ کلکتہ کے اطراف میں سے ایک آباد مقام یعنی لشکر پور میں
مسجد کو منہدم کر دینے کی کوشش کی گئی ہے اور
اسے چار برج بالکل اس طرح گرا دیے گئے ہیں جیسے کسی پرانے
کھنڈر کے آثار سے زمین کو پاک کرنے کیلئے اسکی ٹوٹی ہوئی
دیواریں بے خوف گرا دی جاتی ہیں !

صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ۱۵ مسجدوں اور بارہ قبرستانوں کے
انہدام کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ کئی قبرستان
کھود ڈالے گئے ہیں جنکے اندر سے مردہ لاشوں کی ہڈیاں اور لہریزیاں
نکل کر پامال ہو رہی ہیں - ایک دوسری مسجد کو بھی چاروں
طرف سے مٹی ڈال کر چھپا دینے کی کوشش کی ہے - اگر عین
وقت پر مسلمان ہشیار نہ ہو جاتے تو اکثر مسجدوں کا خاتمہ اور
تمام قبرستانوں کا انہدام درپیش تھا !

اسکی تفصیل یہ ہے کہ کلکتہ کے قریب لشکر پور ایک گاؤں ہے
اور چوبیس پرگنہ میں شامل ہے - اس میں ایک وسیع قطعہ زمین
کے اندر تقریباً ۱۵ - مسجدیں اور ۱۲ - قبرستان قدیم سے موجود
ہیں - کلکتہ پورٹ کمشنری کی جانب سے چھ ہزار بیگہہ زمین
خریدی گئی تاکہ خضر پور ڈک کو وسیع کیا جائے - اسی زمین
میں یہ تمام مسجدیں اور قبرستان بھی آگئے - مسلمانوں کو جب

اسکی خبر ہوئی تو سنہ ۱۹۰۹ء میں اطراف کے تمام مسلمانوں نے
متفق ہو کر ایک عرضداشت لفظنت گورنر بنگال کی خدمت میں
بھیجی کہ اس زمین کے اندر ہماری مسجدیں اور قبرستان ہیں -
اور کئی ایسے بزرگوں کی قبریں بھی ہیں جنکی ہم بہت عزت
کرتے ہیں - ایسی حالت میں ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ انکے
ساتھ کیا سلوک کیا جائیگا ؟

معلوم نہیں اس عرضداشت کا کیا حشر ہوا لیکن یہ نتیجہ تو
اب ہمارے سامنے ہے کہ کئی قبرستان بلا تامل کھود ڈالے گئے اور
۲۳ فروری کو پورٹ کمشنر کے آدمیوں نے ایک مسجد کو نہایت
بے باکی اور بے خونی کے ساتھ منہدم کرنا شروع کر دیا !

اسکے چار برج گرا دیے گئے - پانچواں خود گر گیا اور اسکے نیچے
دبکر ایک مزدور مر گیا - اس اثنا میں مسلمانوں کو خبر ہو گئی اور
وہ عین موقع پر پہنچ گئے - موجودہ حالت یہ ہے کہ انہدام روک
دیا گیا ہے اور مقامی حکام و پولیس نے مداخلت کی ہے -

اس مداخلت کیلئے ہم حکام کی تعریف کرتے ہیں، مگر
اصلی سوال یہیں آ کر ختم نہیں ہو جاتا - سب سے پہلے پورٹ
کمشنر کے حکام کو اس صریح مذہبی توہین و مداخلت کی قانونی
جوابدہمی پہنچانی

چاہیے، جو انہوں نے

اس جرأت اور خود

مختاری کے ساتھ کی -

پھر تمام مقامی حکام

سے پوری باز پرس

ہونی چاہیے کہ کیوں

انہوں نے ایسا ہونے

دیا ؟ اسکے بعد تمام

مساجد کے تحفظ کا

ایک قطعی فیصلہ ہونا

چاہیے - ہم ان تمام

امور کی جانب صریح

کے اعلیٰ حکام کو ترجہ

دلاتے ہیں اور خطہ

سے پہلے خبردار کر دینے

ہیں - اگر بہت جلد ایسا نہ ہو تو مجبوراً مسلمان اس معاملے

کو خود اپنے ہاتھوں میں لے لینگے اور پھر عام پبلک کی قوت

کے ہاتھوں معاملے کو سپرد کرنا ہی پڑیگا -

(بقیہ صفحہ ۱۶)

حفاظت اور اسکی موجودہ خرابیوں کے انسداد کیلئے صدائیں بلند
کی جائیں - سر دست اس کام کے لیے ترتیب عمل یہ ہونی چاہیے :
(۱) ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو بذریعہ مجالس و جرائد
ندہ کی حفاظت و اصلاح کیلئے متحدہ صدا بلند کرنا -

(۲) فوراً ایک کمیشن کا تقرر جو لکھنؤ میں جائے اور دارالعلوم

کے مفاسد کی تحقیق کرے - حاذق الملک حکیم محمد اجمل

خانصاحب، نواب محمد اسحاق خاں صاحب، ڈاکٹر محمد دین

صاحب، ڈاکٹر تعلیمات بہار پور، مسٹر محمد علی کامرید

سید وزیر حسن، مولانا عبد الباقی صاحب فرنگی محل، باہ

نظام الدین صاحب امرتسر، حکیم عبدالولی صاحب لکھنؤ، ڈاکٹر ناظر الدین

حسن، مسٹر مظہر الحق بانکی پور، حضرات دیوبند میں سے کوئی

بزرگ جو شریک ہوں، یہ حضرات میرے خیال میں اس کام کیلئے

نہایت مرزوں ہونگے -

(۳) ایک عظیم الشان جلسے کا انعقاد جو ندوہ کے مسئلہ

آخری فیصلہ کر دے -

[۴]

Y.9

کام ہے نہ کہ صرف خواہش۔ یہ جن لوگوں کی شہرت کو دیکھ کر بیقرار ہوتے ہیں اور انکی سی حالت پیدا کرنے کیلئے مضطرب ہیں، شرط کار یہ ہے کہ انکے صرف اقدام عمل ہی کی نہیں بلکہ اصل عمل کی تقلید کریں۔

* * *

بہر حال یہ ایک اجمالی ماتم تھا اس درد انگیز بربادی کا جو
مرجورہ سنین عمل کی ایک سب سے بڑی دینی تحریک کے ساتھ
کی جا رہی ہے، لیکن اب اس کا علاج صرف ماتم نہیں بلکہ سب
سے پہلے کشف حال و سرائر، اور پھر دفع اشرار و مفسدین، و قلع و قمع
اہل طغیان و جاہلین ہے۔ پس بہتر یہ ہے کہ اسی کی طرف ہم
سب متوجہ ہوں۔

(آئندہ مباحث)

سب سے پہلے میں ندوۃ العلماء کے گذشتہ چند سالوں کے حالات پر ایک اجمالی نظر ڈالوں گا کہ اب قوم کو ایک مرتبہ سب کچھ سمجھ کر آخری فیصلہ کرنا چاہیے - اس کے بعد موجودہ تغیرات کی حقیقت ظاہر کرنا اور واضح کیا جائیگا کہ کس تمسخر انگیز اور طفلانہ بد حواسی کے عالم عین تمام قواعد و اصول اور اہلیت و صلاحیت کو بالائے طاق رکھ کر نیا ناظم اندر منتخب کیا گیا ہے، اور کیسی سازشی کارروائی اس کے اندر مخفی ہے؟

اسکے بعد اندرہ کی نئی قابض جماعت کی طرف مترجہ ہونے کی غیر مطبوع زحمت گورا کرنی پڑیگی کہ وہ کون لوگ ہیں ؟ انکی قابلیت دماغی و نظمی کا کیا حال ہے ؟ اس وقت تک قوم کیلئے انہوں نے کیا کیا ہے ، اور آئندہ کیلئے کیا توقعات ہوسکتی ہیں ؟ اگرچہ یہ لوگ کبھی بھی اس اہمیت کے مستحق نہ تھے کہ انکی نسبت اخبارات میں بحثیں کی جاتیں ، اور وہ لوگ اپنا وقت صرف کرتے جو آر بھی کلم اپنے لیے رکھتے ہیں ۔ تاہم کیا کیجیے کہ خود ہماری غفلت اور خاموشی ہی نے ان لوگوں کو ایک وقتی قبض و تسلط کی مہلت دیدی ہے اور اب اس غلطی کا کارہ یہی ہے کہ اسکے لیے صرف وقت و قلم کیجیے :

ز مرغان حرم در کام زاغان طعمه اندازد

مدار روزگار سفلہ پر زور را تماشا کن !

اسی کے ضمن میں بعض عجیب عجیب واقعات بھی لوگوں کے سامنے آئینگے اور وہ دیکھیں گے کہ ابھی ایک شش مہی بھی ندرہ کی انٹی مزعمہ و مفروضہ نظامت پر نہیں گذری ہے کہ حالت کیا ہے کیا ہوگئی ہے؟ دفتر کا کیا حال ہے؟ مصارف کس بے دردی سے ہو رہے ہیں؟ سفر خرچ کی کس فیاضی سے بخشش ہو رہی ہے؟ موٹر کاروں کو کس شاہانہ جود و سخا کے ساتھ مہانروں کیلئے مہیا کیا جاتا ہے؟ اور پھر سب سے زیادہ یہ کہ جن لوگوں نے بایں جید رجہد ندرے کی مسند نظامت (بزعم باطل و جہل اندیش خود) اور ولایت امور حاصل کی ہے، خود انہوں نے اب تک ندرے سے کس قدر لیا ہے، اور کیا چیز ہے جو اس بد بخت کے حصے میں آئی ہے؟

یہ حالات نہایت عجیب و غریب ہونگے اور ان میں قوم بیلے بہت سی ایسی بصیرتیں ہونگی کہ اگر ان سے سبق عبرت حاصل کیا گیا تو کچھ عجیب نہیں کہ یہ بربادی بھی اس کے لیے موجب فلاح و صلاح ہو جائے !

میں نے ”بربادی“ کا لفظ کہا لیکن انشاء اللہ عنقریب آشکارا ہو جائیگا کہ ندرہ خواہ کچھ ہی دیروں پہرے، رقم خواہ کیسی ہی

اور تمام قوم اسمیں منہدک تھی - پس انہوں نے اس مہلت سے
فائدہ اٹھا یا - ایک نے تحریک کی، دوسرے نے تالیف :

یکے بدزدی دل رفت و پردہ داریکے

خلاف قاعدہ مجالس و مجامع، خلاف اصول و نظم عمومی،
خلاف قانون ندرہ، و بغیر ہیچ گونه مناسبت و اہلیت، ایک شخص
فاطم بن بیٹھا، دوسرے کو مددگار بنالیا۔ امیدوں کو بشارت، اور
آرزوؤں کو پیغام فتح، باب ملا۔ وہ شاہد اغراض جسمی ایک نظر
مہر کی آرزو میں سالہا سال بسر ہو گئے تھے، اب بے غل و غش
زاہدان کہیں سال سے ہم کنار و ہم آغوش تھا۔ فیما سبحان اللہ !

دیدار شد میسر و بوس و کنار هم

از بخت شکر دارم و از روزگار هم !

غرور باطل نے دوبار حکومت آراستہ کیا اور نام نہاد کمی
دیرینہ حسرتیں یکایک ایک ہی بار اربل پزیر - غریب ندوہ اب
حکام جدید و فرمان روایان دارالعلوم کیلئے ایک خوان یغما تھا، اور
کریا سرورہ انفال کے شان نزول میں داخل : یسئلونک عن الانفال -
قلّ الانفال لله وللرسول (۸ : ۱) مدتوں کے بعد اگر کسی بھوکے
پیاسے کو پورا دسترخوان ہاتھ آجائے تو اس سے ادب طعام کی
امید رکھنا لا حاصل ہے - پس مٹی ہوئی حسرتوں اور برسوتی
دبی ہوئی امیدوں کے ناکھانی ظہور نے ایک عجیب طوفان
بے تمیزی بپا کر دیا اور خود مختارانہ حکم رانی کی تمام
• مصیبتیں ایک ہی وقت میں ندوہ پر ٹوٹ پڑیں -

حقیقت یہ ہے کہ اس گروہ کے افسانہ سے زیادہ اسکی نادانی قابل گریہ ہے۔ وہ جو کچھ کر رہا ہے اس سے اسکا پہلا مقصد اپنی غرض پرستی، اور دوسرا مقصد ندرہ سے اصلاح و تجدید کے عنصر کو خارج کرنا ہے۔ وہ شہرت کیلئے بھوکا پیاسا ہے اور ناموری کی ہوس سے پاگل ہو گیا ہے۔ جہل و نادانی نے اس کے نفس پر یہ القاء باطل کر دیا ہے کہ اس مقصد کے حاصل کرنے کیلئے نہ تو علم و فضل کی ضرورت ہے، نہ تزکیہ و تدویر افکار کی۔ نہ خدمت کا۔ چا رولہ چاہیے، اور نہ ایثار نفس کا کوئی نمونہ۔ صرف اتنا ہی کافی ہے کہ کسی نہ کسی طرح ایک بار انجمنوں کی نظامت اور مدرسوں کی معتمدی حاصل کر لی جائے، اور پھر اس حیثیت نمایاں سے جاسوں میں چلے جانا، خکم کی چوکہٹوں کو گاہ بگاہ دیدینا، اپنے چغہ و عمامہ کے ناز و کرشمے کی پدیم نمایش کرتے رہنا، بس یہی وہ صحیح ترتیب عمل ہے، جس کے منازل طے کر لینے کے بعد پیشوائی و ناموری کا بہتر سے بہتر درجہ حاصل ہو جاسکتا ہے۔ پس چونکہ اس نے اپنے زعم باطل میں اس اصل کار کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے، اسلئے صرف انہی اشغال و اعمال میں بے فکر رہتا ہے، بے پروا، مشغول و غرق ہے، اور سمجھتا ہے کہ صحیح ندرہ ملا گیا، اور میں وہ سب کچھ ہو گیا جسکی مجھے برسوں سے آرزو تھی۔ یہی ہر خود غلط جماعت ہے جسکی نسبت لسان الہی نے فرمایا:

الذین یفردون بما آتوا
و یعبرون ان یعمدوا
بما لم یفعلوا (۱۸۵:۳)
کیسے الہی تعریف کی جائے جو انہوں نے نہیں کیے ، تو ایسے
تھک کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے ۔

ان احمقوں کو کروں سمجھائے کہ جس چیز کے یہ بہرے ہیں
یعنی زمرع خلق اللہ اور نام و نمود و شہرت، تو یہ اشخاص کیلیے
فہمی ہے بلکہ اعمال کیلیے ہے اور اسکے حاصل کرنے کا اصلی طریقہ

اسکے در بوس بعد لکھنؤ میں دارالعلوم قائم ہو گیا اور تعلیم شروع ہو گئی۔

(مقامی گورنمنٹ کی بدگمانی)

خدمت انسانی کا کوئی کام آزمائش سے خالی نہیں ہوتا اور مجھے یقین ہے کہ جس طرح دنیا میں ہر شے کیلئے خدا کا ایک نظام و قانون ہے بالکل اسی طرح ایک قانون ابتلا و امتحان بھی ہے: ولہذا انکم حتی نعلم المجاہدین منکم الصابرین۔ (۲۷ : ۳۳)

اب تک ندرہ شرکاء کار کیلئے ایک بے غل و غش مائدہ لڈالڈ اور سفرہ نعالم تھا لیکن اب یکایک اسکی زندگی کی پہلی اور سب سے بڑی آزمائش شروع ہو گئی۔ بعض اسباب (جنکی یہاں تفصیل موجب طرالم ہوگی) ایسے پیش آئے کہ صوبے کی گورنمنٹ کو ندرہ کی طرف سے خواہ مخواہ سیاسی بدگمانیاں پیدا ہو گئیں اور بعض لوگوں نے اس سرے ظن کو آرزو زیادہ قوی کر دیا۔ اس وقت صوبے کا حاکم اعلیٰ سر انٹونی میکڈانل تھا جسکو مسلمانوں کے وجود ہی سے بدگمانی تھی۔ اسکو خیال ہوا کہ علما کا جمع ہونا اور ایک مذہبی تحریک کی پکار ضرور کسی نہ کسی پوشیدہ منصوبے پر مبنی ہے۔ مولانا شبلی بھی اسی لیے ٹکڑے گئے تھے اور صرف اسی لیے مذہب مذہب پکارا جاتا ہے۔ چنانچہ اس نے علانیہ مولانا کی نگرانی کا پولیس کو حکم دیدیا اور مشتبہ اشخاص میں انکا نام لکھ لیا گیا! بدقسمتی سے ایسا ہی خیال مذہبی دعوت کی نسبت آجکل بھی بعض حکام کا ہے۔

وہ اس خیال پر کچھ اس طرح جم گیا کہ اسکا دنیہ معال ہو گیا۔ اسکی نظر بدلتی ہی تھی کہ یکایک ندرہ کا عروج معاق میں آ گیا۔ برنامہ رتبہ کے تمام سامان ایک ایک کر کے فراہم ہو گئے۔ جسقدر امرا و ارباب دول ندرہ کے ساتھ تھے اور دارالعلوم کیلئے روپیہ دینا چاہتے تھے انکے لیے صرف اسقدر علم ہی کافی تھا کہ صوبے کا حاکم اعلیٰ ندرہ کو اچھا نہیں سمجھتا۔ انہوں نے معاً انکار و تبرا شرع کر دیا۔

اسکے بعد شرکاء ندرہ اور عہدہ داران جمعیت کی باری آئی۔ فی الحقیقہ یہی رقت اصلی آزمائش کا تھا مگر پہلا وہ لوگ جنہوں نے ندرہ کو ایک منزل عیش سمجھ کر اپنے اپنے خیمے گاڑ دیے تھے اس طرح کانٹوں سے بھرا دیکھ کر کمب جمنے والے تھے؟ منشی اطہر علی مرحوم نے ندرہ کو خراب کیا تھا۔ ندرہ کے تعلق نے انہیں برباد کیا۔ وہ حیدرآباد چلے جانے پر مجبور ہوئے۔ مولانا محمد علی حج کیلئے چلے گئے اور پھر نظامت سے استعفا دیدیا۔ اب نہ وہ جلسوں کے راعظ تھے نہ مجالس کی صدارت کے خراسنگار۔ وہ غلغلے جنہوں نے تمام ہندوستان کو یکسر اپنی جانب متوجہ کر لیا تھا ایک درسال کے اندر ہی اندر اس طرح بیٹھ گئے گریا کبھی انکا وجود ہی نہ تھا۔ تہوڑے ہی دنوں کے بعد ندرہ ندرہ کا وجود اسکی مجالس اسکا نام اسکا مدرسہ ایک از یاد رفتہ خواب بن کر لوگوں کے ذہنوں سے فراموش ہو گیا!

ناروا برد بہ بازار جہاں جنس وفا

رونقے گشت از طالع دکان رفتہ!

ندہ جب تک رجوع خلافت کا مرکز جمع مال میں کامیاب اور ہنگامہ و نمائش کا وسیلہ تھا اس وقت تک اسکا میدان دلفریب اور اُسکی جیب پر از زر تھی۔ پس وہ اپنی ایک صدا سے سینکڑوں عالموں صوفیوں راعظوں اور خطیبوں کو اپنے علم

غفلت کیوں نہ کرے حالات و حوادث خواہ کتنی ہی مہلت اور سامان فرصت کیوں نہ فراہم نہ کر دیں تاہم ندرہ کو برباد کرنا آسان نہیں ہے اور نہ اس لقمے کا نگلنا اتنا سہل ہے جسقدر ان احمقوں اور نادانوں نے سمجھ لیا ہے۔ یہ جو ایک وقتی کامیابی سی ہو گئی ہے تو اس کے غرور سے اپنے دماغوں کو مختل نہ کرو۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اغراض باطلہ کو تہوڑی سی مہلت دیدی جاتی ہے تاکہ اسکا بلند ہو کر پھر گرنا اور زندوں کی طرح چل پھر کر پھر مرنا دنیا کیلئے وسیلہ عبرت بنے۔ لیکن اب وہ رقت گیا۔ تہوڑی سی مہلت آرزو باقی ہے۔ جب تک ارباب کار متوجہ نہ ہوئے تھے اسی رقت تک کیلئے اسی تار عنکبوت کی عمارت سازی کا دور تھا۔ لیکن اب احتساب کا طوفان سریر آ پہنچا ہے: و ان ارمہن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون!

* * *

الہلال ابتدا سے حق کی قوت کا راعظ ہے اور اللہ علیم ہے کہ مجھے سورج اور چاند کے وجود کا اتنا یقین نہیں جتنا حق کی کامیابی اور باطل کے خسران پر ایمان ہے۔ یہ میری محسوسات و مرئیات ہیں اور ان میں کسی کو مجھ سے لڑنے کی ضرورت نہیں۔ پس اپنے اسی یقین ایمانی کی بنا پر یہ سب کچھ کہہ رہا ہوں: فسیعلمون من ہر شر مکانا و اضعف جندا۔ و تلک الدار الاخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علما فی الارض و لانسادا و العاقبۃ للمتقین۔

(دارالعلوم ندرہ)

ندرة العلماء جب قائم ہوا تو ہر طرح کے علما کا ایک وسیع مجمع اور مدعیان ریاست دینی کا ایک سب سے بڑا عرش جلال نظر آتا تھا مگر دراصل اسکی حقیقت سمجھنے والے معدودے چند اشخاص تھے اور وہی اس تماشہ گاہ کا اصلی گوشہ عمل تھا۔ اکثروں نے اسے ایک دارالوعظ سمجھا بہتوں نے اپنی اظہار و مرامت کیلئے اسے نمائش گاہ قرار دیا بہتوں نے دیکھا کہ مدتوں کے بعد ارباب عمامہ کی مقبولیت و ریاست کا ایک میدان کھلا ہے استقبال و مشائعت کے ہجوم ہیں اور دعوتوں اور سفر خرچ کے منی اوتدروں کا وسیلہ پس وہ اسکی جانب دوڑے۔ لیکن اس سفر بے مقصد میں دو تین آدمی ایسے بھی تھے جو سمجھتے تھے کہ ہمارا مقصد کیا ہے اور اس مجمع سے کیونکر کام لینا چاہیے؟

ابتدا میں اجتماع علما رفع نزاع باہمی اشاعت اسلام تاسیس دارالافتا وغیرہ وغیرہ بہت سے مقاصد ندرہ کے قرار دیے گئے۔ لیکن ارباب فکر نے دیکھا کہ یہ سب بے سود ہے۔ اصلاح و عمل کے تمام ارادے یہاں آ کر رک جاتے ہیں کہ وہ آدمی نہیں جو ان کاموں کو انجام دیں۔ پس اولین کاریہ ہونا چاہیے کہ ایک درس گاہ قائم کی جائے۔

یہ ضرور ہے کہ اصلاح نصاب کا مسئلہ ابتدا سے مقاصد میں رکھا گیا تھا لیکن صرف سالانہ جلسے ہوتے تھے اور لوگ اپنے اپنے گھر چلے جاتے تھے۔ کوئی مقصود عملی سامنے نہ تھا۔

چنانچہ مولانا شبلی نعمانی نے ”دارالعلوم“ کا ایک لائحہ (اسکیم) مرتب کیا اور مولانا محمد علی صاحب کو جو ندرے کے ابتدا سے ناظم تھے دیا کہ اپنی جانب سے چھاپکر شائع کر دیں۔ اسکے بعد میرٹھ میں ندرة العلماء کا سالانہ جلسہ ہوا جس میں تجویز دارالعلوم پر تقریریں ہوئیں اور بڑے جوش و خروش کے ساتھ ہر طرف سے صدا اعانت بلند ہوئی۔

مسیح الزمان مرحوم کی نظامت کے زمانے میں (۱۹ مارچ سنہ ۱۹۰۳ کر) شاہجہانپور میں مجلس انتظامیہ کا ایک اجلاس ہوا تھا جس میں مولانا محمد علی ناظم اول ، مولانا عبد العی مدد کار ناظم ، اور خود مولوی مسیح الزمان مرحوم بھی شریک تھے ۔

اُسی جلسے میں قرار پایا کہ مولانا شبلی دارالعلوم کے معتمد منتخب ہوں ۔ پس گویا اس جلسے نے سابق کی قرار داد کو برقرار رکھا اور دوسرے صیغوں کے لیے بھی معتمد منتخب کر لیے ۔

اسکے بعد مولانا شبلی نے دارالعلوم کیلئے کام شروع کیا ۔ اس وقت میں لکھنؤ میں موجود تھا ۔ اس زمانے کے بہت سے حالات میرے ذاتی مشاہدات ہیں نہ کہ سماعیات و روایات ۔



۱۸ لایع

(۱) الہلال کی گذشتہ تین اشاعتیں اس عاجز کی عدم موجودگی میں نکلیں اسلئے مضامین کی ترتیب خاطرخواہ نہ ہو سکی ۔ در پرچے بغیر مقالہ افتتاحیہ کے نکلے ۔ اسکے لیے نام ہوں ۔ مگر مجبور تھا کہ سفر بھی ضروری اور بعض اہم مقاصد پر مہینہ تھا ۔ دیکھو سال تک میں نے کوشش کی کہ سفر حضر عیالات و پریشانی کسی حالت میں بھی الہلال اپنے درجے سے نہ گرے لیکن اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ میں الہلال کے لیے اس طرح بندھ گیا کہ اگر کسی کام کے لیے وقت نہ نکال سکا ۔

بہر حال اب میں واپس آ گیا ہوں اور پھر اپنے معتمد کدے میں بدستور مصروف و مشغول ۔ قاریین کرام دیکھینگے کہ اس پرچے کی ترتیب پھر اپنے اصلی رنگ پر بلکہ پلے سے بھی زیادہ وسیع و بہتر ہے ۔ انشاء اللہ آئندہ حالت ترقی ہی کرتی رہیگی ۔ و ما ترفیقی الا باللہ ۔

(۲) گذشتہ در پرچوں میں مقالہ افتتاحیہ کیلئے ابتدا میں صفحہ ۵ سے ۸ تک جگہ رکھی گئی تھی لیکن جب وہ وقت پر نہ پہنچا تو بچسہ مطبوعہ اوراق شائع کر دیے گئے ۔ اس سے بعض حضرات کو خیال ہوا ہے کہ صرف انہی کے پاس پرچہ ناقص پہنچا اور چار صفحہ اس سے نکال لیے گئے ہیں ۔ ان حضرات کو اطلاع دیجاتی ہے کہ ان اشاعتوں میں وہ چار صفحہ چھپا ہی نہیں ہے ۔ خاص طور پر اپنے پرچہ کو ناقص تصور نہ فرمائیں اگرچہ جو کچھ بھی اپنے سے ہوتا ہے فی الحقیقت ناقص ہی ہے ۔ احباب کرام کی لطف و قدر دانی کو اپنے لیے ایک متاع یوسفی سمجھتا ہوں جو میری معتمد کے چند کھڑے دراهم معدودہ کے معاوضے میں ہمیشہ مرحمت ہوتی رہتی ہے : شرہ بٹمن بخس دراهم معدودہ ، و کانرا فید من الزا ہدین !

لیجائیے دکھلانے آئے مصر کا بازار

خواہاں نہیں پر کوئی رہاں جنس گراں !

(ایڈیٹر)



کے نیچے جمع کر لیتا تھا ، اور اسکا دسترخوان جب بچھتا تھا تو بڑی بڑی متبرک صفیں اسکے یمنیں ریسار نظر آتی تھیں ۔ پر اب وہ مفلس ہو گیا ، اسکا گھر غربت کدہ اور اسکی جیب خالی ہو گئی ۔ زمانے نے اسکی طرف سے آنکھیں پھیر لیں اور اس سے صاحب سلامت رکھنے والوں کیلئے بحکم حکومت زرک ٹوک ہونے لگی ۔ ایسی حالت میں کسے بڑی تھی کہ اسکی طرف جھانک کر بھی دیکھتا ، اور اس بیکس کے لیے اٹھتا جو اب دینے سے عاجز تھا اور خود محنتوں ، ہمتوں ، قربانیوں ، اور صرف وقت و مال کا طالب تھا ؟

(دوسری نظامت)

مولانا محمد علی کے مستعفی ہوجانے کے بعد ناظم کی تلاش ہوئی مگر اس وقت نہ تو مولوی خلیل الرحمن سہارن پوری نے اپنے احق بالخلافہ ہونے کا دعوا کیا اور نہ انکے کسی دوسرے ہم مقصد نے ۔ مولوی خلیل الرحمن صاحب ایک تاجر آدمی ہیں ۔ دکاندار آدمی ہی اچھی طرح اس نکتے کو سمجھتا ہے کہ خرید و فروخت میں متاع کو قیمت سے زیادہ بہتر ہونا چاہیے ۔ وہ نپال کے جنگل میں جس اصول کو برتتے تھے ، اس کو بازار ندوہ کیلئے بھی استعمال کر سکتے تھے ۔ پھر سب سے زیادہ یہ کہ اس وقت تک ندوہ کی نظامت اتنی کم قیمت بھی نہ ہوئی تھی کہ ہر دکاندار بولی دینے کیلئے آگے کھڑا ہوتا ۔ غرضکہ مولوی مسیح الزمان صاحب مرحوم شاہجہانپوری ندوہ کے ناظم قرار پائے ۔

یہ نظامت محض برائے نام تھی ۔ مولوی صاحب مرحوم ان کاموں کے آدمی نہ تھے ، اور اصلی پیچ کورنمنٹ کے تعلق کا پڑا تھا ۔ وہ خود شاہجہاں پور میں رہتے تھے ۔ دفتر بھی وہیں اٹھوایا اور جیوں توں کچھ زمانہ گذر گیا ۔ مگر ندوہ کی حالت روز بروز بد سے بد تر ہوتی گئی ۔ آمدنی کچھ نہ تھی ۔ چندوں کا سلسلہ بالکل موقوف تھا ۔ فنڈ کا رجود نہیں ۔ اشخاص ناپید تھے ۔

(حیات بعد ا . . . ات)

مولانا شبلی نعمانی اس زمانے میں حیدر آباد میں تھے اور برابر ارادہ کر رہے تھے کہ ندوہ کیلئے اپنا پورا وقت دیدیں ۔ لکنتہ اور مدراس کے جلسوں میں اسکا اعلان بھی ہوا تھا ۔

بالآخر سنہ ۱۸۹۹ میں مولانا شبلی نے آخری فیصلہ کر لیا اور حیدر آباد سے لکھنؤ چلے آئے تاکہ ندوہ کی ازسرنو تحریک شروع کریں ۔

اُسی زمانے میں مولوی مسیح الزمان مرحوم نے استعفا دیدیا اور رجہ بظاہر یہ بتلائی نہ وہ لکھنؤ میں قیام نہیں کر سکتے ۔ آئندہ کیلئے طریق عمل یہ طے پایا کہ کسی دوسرے شخص کو اب ناظم بنانے کی ضرورت نہیں ، اور نہ یہ مسئلہ اس وقت حل ہو سکتا ہے ۔ کاموں کو تقسیم کر دینا چاہیے ۔ ناظم کی جگہ تین مختلف صیغوں کے علاوہ علحدہ سرکاری مقرر ہوں جو اپنے اپنے صیغہ کا کام کریں ۔

اس بنا پر جلسہ انتظامیہ منعقدہ ماہ صفر سنہ ۱۳۲۳ - ہجری نے طے کیا کہ مذکورہ ذیل اصحاب سرکاری مقرر ہوں :

صیغہ تعلیم و دارالعلوم کیلئے : مولانا شبلی نعمانی

صیغہ مراسلات : مولانا عبد العی

مال : منشی احتشام علی

یہاں یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ مولانا شبلی نعمانی اس جلسے سے پہلے بھی دارالعلوم کے معتمد (سرکاری) تھے ۔ مولوی

سلامتی کا آب حیات بند کر رہتی ہیں؟ ان اللہ فائق العجب
والنزی، یخرج الحي من الميت و یخرج الميت من الحي، ذلک
اللہ فانی یرون؟ (۹۵: ۶)

* * *

ایک محب وطن اپنے وطن معذب کیلئے سولی کے تختے پر کھڑا
ہوتا ہے۔ ایک پرستار حق اپنے مقصد کیلئے عیش و آرام کو خیر باد
کہتا ہے۔ ایک عالم و مکتشف راہ کشف و علم میں قربان ہو جاتا ہے۔
یہ سب کے سب اسی ”جہاد فی سبیل اللہ“ اور عشق مرصع
الہی کے مظاہر ہیں۔ البتہ اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اس نے
اس راہ کی بے اعتدالیوں اور گمراہیوں کا بھی علاج کر دیا اور یہ
نہیں کہا کہ تم کسی نیک خیال کیلئے اپنے تئیں قتل کر ڈالو بلکہ
کہا کہ نیک کیلئے اپنی
مخالف خواہشوں کو قتل
کر دو کہ یہی سب سے بڑی
شہادت ہے۔

* * *

محبت انسانیت اور عشق
ملۃ کی پاک قربانیوں کی
ایک ان گنت صف تاریخ کے
سامنے ہے۔ سقراط نے زہر کا
جام پیا، قرطاجہ کے قوم
پرستوں نے آگ جلائی اور
اسمیں کود پڑے، میزینی
نے اپنی ساری عمر کا عیش
و آرام تلف کر دیا، لیکن کیا
اولیٰ العزم رحوں کی اس
معترم صف میں سترہ برس
کی کنواری اسزہیلتا دیبی کو
جگہ نہ ملیگی، جو اپنے
شہر کی وفاداری میں نہیں
بلکہ اپنی قوم کے عشق میں
سٹی ہو گئی؟

اس ظلم آباد ارضی میں،
جہاں شہروں کی رزق،
بازاروں کی چہل پھل، موٹر
کاروں کی گھر گھڑاوت، اونچے
اونچے مکانوں کی آبادیاں،

اور تلاش سود و عشق اغراض کی کشمکش نے ایک شورش
بہیمی پیدا کر رکھی ہے، کیا کوئی سامعہ عبرت ہے جو رات
کے سکون روحانی اور پچھلے پھر کی خاموش فضاء لاہوتی
میں ایک شعلہ محبت قدسی کی صدائے سوزاں سے، جبکہ
حیات انسانی کی حدود سے بالاتر ایک روح ملکوتی، شعلوں
کی چادر کے اندر سے بنی نوع انسانی کی غفلت پر ماتم
کر رہی نہی؟

سوخت بے رجہم، تماشا را نگر!
کشت بے جرم، مسیحا را ببین!
زندہ کش جاں نہ باشد دیدہ؟
گسرنیدیستی، بیا، مارا ببین!

شہید م

الوالعزم اسزہیلتا دیبی

جو خود جل گئی تاکہ ملک کو رسم پرستی کی آگ سے نجات دلاے !!

میں دیکھتا ہوں تو مجھے اسلام کا حکم ”جہاد“ عالم انسانیت کی
تمام نیکیوں اور جذبات انسانی کے تمام مقدس اقدامات کا ایک ایسا
مہر نظر آتا ہے جس کے دائرہ سے کوئی شے باہر نہیں۔

جہاد کی حقیقت یہ ہے کہ حق اور صداقت کے کسی مقصد
کیلئے اپنے تئیں تکلیف و مشقت اور نقصان و آلام میں مبتلا کرنا

پھر دنیا میں کونسا نفع ہے
جو بغیر کسی ذاتی مضرت
کے عالم انسانیت کو پہنچ
سکتا ہے؟

تم انسانوں کے فائدے کی
طرف ایک قدم بھی نہیں
اٹھا سکتے جب تک کہ اپنے
نفس کو کچھ نقصان نہ
پہنچاؤ۔ تم خدا اور اس کے
بندوں کے ساتھ ذرا بھی
پیار نہیں رکھتے اگر اپنے
نفسانی آرام و راحت کے
ساتھ دشمنی نہیں کر سکتے۔

جو لوگ خدمت و محبت
انسانیت کے مدعی ہیں انکو
سب سے پہلے اپنا معاملہ خود
اپنے اندر ہی طے کر لینا چاہیے۔
یونکہ آدم کی اولاد ایک
جیونٹی کی بھی خدمت
نہیں کر سکتی، جب تک کہ
خود اپنی خدمت سے بے
پرا نہ ہو جائے۔ لکڑی کے
ٹکروں میں گرمی نہیں
ہوتی، پر جب وہ جل اٹھتی
ہیں تو انکی سوزش سے قریب
لی ہر چیز تپنے لگتی ہے!

اے متاع درد در بازار جاں انداختہ!

گر ہر ہر سود در جیب زیاں انداختہ!

یہ دنیا جو نفع و سود کی ایک زراعت گاہ ہے، کیا اسکا بیج نقصان
و زیاں کے سوا اور بھی کچھ ہے؟ کتنی پامالیاں ہیں جو شاہادیوں
و باعث ہوتی ہیں؟ کتنی تہرکریں ہیں، جو استقامت کا سبق
دیتی ہیں؟ کتنی ناکامیاں ہیں جو کامرانی کا پیام لاتی ہیں؟ کتنی
”وسایاں“ ہیں جنکی تاریکی سے صبح امید طلوع ہوتی ہے؟ اور پھر
نئے آگ کے جانسوز شعلے ہیں، جنکی جلائی ہوئی راکھ سے نشو و
نہ کی ارواح حیہ و قائمہ پیدا ہوتی ہیں، اور اس دنیا سے شہادت
راہ و فنا آباد میں لٹنی ہی زخموں کی کررتیں، درد کی چیخیں،
احتضار کی بے چینیاں، اور موت و ہلاکت کے خون کی رائیاں
ہیں، جو اشخاص پر طاری ہوتی، مگر اقوام کیلئے زندگی اور

رہنے کیلئے جو کچھ ہے، اُسے قربان کر دیں۔ انکے پاس رہنے کا ایک مکان اور کچھ زمین تھی۔ کرشن کی کہ اسکو گرو رکھ کر رہیہ حاصل کریں، مگر اسکی بھی اچھی قیمت کسی نے نہ لگائی۔ یہ حالت دیکھ کر اُس نے اپنی نسبت ایک مخفی فیصلہ کر لیا۔ اُس نے اپنے دل سے پوچھا کہ اگر ماں باپ میری خاطر فقیر و محتاج ہو جائے کیلئے طیار ہیں، تو کیا میں اپنی تمام قوم کو اس بدترین رسم سے بچانے کیلئے کچھ نہیں کر سکتی؟

اسکے سامنے زندگی کی دلفریبی تھی اور شباب و جوانی کی قدرتی آرزوں کا عزم شکن چہرہ، مگر اسنے ان دونوں کے خلاف فیصلہ کیا، اور عورت، نازک اور ضعیف عورت، خاموش اور ایک پتے کے گرجانے سے در جانے والی عورت، غرضکہ عورت کے دل کا فیصلہ ایک ایسی عظیم الشان طاقت ہے، جسکو سمندروں کی قہار مرجیں، پہاڑوں کی عریض و طویل چٹانیں، زمین کے خارا شکاف زلزلے، اور بادشاہتوں اور فوجوں کے حملے بھی نہیں توڑ سکتے۔ اُس کا دل دنیا کا ایک طلسم مخفی ہے جسکے بھید آج تک نا معلوم ہیں!

* * *

بالآخر ایک دن صبح کو اسکی خوابگاہ کا دروازہ کھلا تو اسنو ہیلتا کی متفکر مسکراہٹ کی جگہ اسکے جسم نو شباب کے جلے ہوئے اعضا اور جسم سوختہ کا غبار خاکستر اپنے چہرہ سورت سے انسان کی خرد پرستیں پر ہنس رہا تھا۔ اسکے بستر پر ایک تازہ لکھا ہوا خط نظر آیا جسکی سیاہی خشک ہو چکی تھی تاکہ اپنے ہر لفظ سے سیلاب ہائے اشک جاری کراے:

”میرے پیارے باپ! میں گوارا نہیں کر سکتی کہ آپ مجھے زندگی کا عیش دینے کیلئے خرد فقیر اور بیکس ہوجالیں۔ آپ مجھے کس محبت سے پالا اور پرورش کیا؟ اب میں کیونکر گوارا کروں کہ آپ مجھے پر قربان ہوجالیں؟ بہتر ہے کہ میں خرد ہی جاکر قربان ہوجاؤں۔“

میں اس بدترین رسم پر اپنے نکلیں قربان کر رہی ہوں جس نے ہزاروں گھروں اور خاندانوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ یہ آگ کا شعلہ جو میرے جسم سے اٹھتا، اگر خدا نے چاہا تو تمام ہندوستان میں بھڑک اٹھتا، اور اس رسم کو بالآخر جلا کر چھوڑ دیتا، جو غریب لڑکیوں کو اپنے شہروں سے ملنے نہیں دیتی۔“

اما لاء

علی گڑھ کالج میں جو انسوس ناک واقعہ بدقسمتی سے شیعہ سنی طلباء کے اختلاف کا پیش آگیا تھا اسکی بابت صدق دل سے کرشن کیلئے کہ معاملہ خوش اسلوبی سے طے ہو جائے اور جو شکایت شیعہ طلباء کو پیدا ہو گئی تھی اسکی تلافی جوبی سے کر دیجائے۔ چنانچہ امید ہے کہ اسی ہفتہ میں جو مفصل کیفیت بغرض اطلاع پبلک کالج گزٹ میں شائع کیجائیگی اس سے انشاء اللہ تعالیٰ پورا اطمینان حاصل ہوجائیگا۔ اور نیز آئندہ ہی بابت اس قسم کے امور کے پیش آنیکا انسداد ہوجائیگا۔

(دستخط) منیجہ سید حسن بلگرامی (دستخط) محمد اسحاق خان جیر میں جلسہ ٹرسٹیان کالج آنریری سکریٹری ٹرسٹیان کالج

ترجمہ اردو و فارسی و کبیہ

جسکی نصف قیمت اعانہ مہاجرین عثمانیہ میں شامل کی جالیگی۔ قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ۔ ادارہ الہلال سے طلب کیجیے۔

اسنو ہیلتا دیبی کا تذکرہ اخبارات میں ہو چکا ہے۔ وہ جگنئی لیکن اُس نے اپنے قومیہ سوز سے ملک و قوم کو زندگی کی راہ بتلا دی۔ یہ واقعہ اس بیداری اور وطن پرستی کے نفوذ و سرخ کا ایک تازہ ترین ثبوت ہے، جو موجودہ ہندوستان کے بہترین فرزند یعنی بنگالیوں کی قوم کی کمسن اور کٹواری لڑکیوں تک میں پیدا ہو گئی ہے۔ پس مبارک وہ قوم جسکی عورتیں ایسی لڑکیوں کو اپنی گرد میں دیکھتی ہیں، اور ہزار حسرت اس قوم پر جسکے مرد بھی ابھی ملت پرستی اور قربانی کی لذت سے نا آشنا ہیں!!

* * *

وہ ایک غریب بنگالی خاندان کی لڑکی تھی۔ اسکے ماں باپ شادی کی فکر میں تھے، لیکن رسم و رواج کی ملعون زنجیروں سے عاجز آ گئے تھے۔ کیونکہ جہاں اُسکی نسبت لگی تھی وہ رسم کے مطابق تین ہزار روپیہ طلب کرتے تھے۔

بنگالیوں میں (اور شاید انڈیا ہندو اقوام میں) رسم ہے کہ شادی کے موقع پر لڑکی والوں کو ایک بہت بڑی رقم لڑکے والوں کو دینی پڑتی ہے۔ کیونکہ ہندو قانون وراثت میں بد نصیب لڑکیوں کو بالکل محروم کر دیا گیا ہے۔ یہ رسم شاید اسی مصلحت سے تھی، لیکن اب اسکا تسلط اسقدر بڑھ گیا ہے کہ ہر لڑکی کا باپ اُسکی شادی کے موقع پر لڑکے والوں کا بدترین غلام بن جاتا ہے، اور اسکی زندگی کا فیصلہ انکے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے۔ اچھے لڑکے کی جسقدر تلاش ہوتی ہے، اتنی ہی اسکی قیمت بھی بڑھتی جاتی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لڑکے والے طرف ثانی کی احتیاج محسوس کر کے قیمت اور بڑھا دیتے ہیں۔

اسکا نتیجہ یہ ہے کہ لڑکی کا وجود ایک غریب بنگالی خاندان کیلئے بربادیوں اور ہلاکتوں کا ذریعہ بن گیا ہے۔ کتنے ہی خاندان ہیں جنہوں نے صرف ایک لڑکی کی شادی کر کے اپنی تمام زمین اور جائداد ضائع کر دی، اور مدۃ العمر کیلئے فقر و فاقہ کی مصیبتوں میں ایڑیاں رگڑتے رہے!

سر زمین بنگال نے پچھلی ایک صدی میں بہت سے اولوالعزم مصلح پیدا کیے، مگر کوئی بھی اس زنجیر سے اپنی قوم کو نجات نہ دلا سکا۔ راجہ رام موہن رائے نے بہت سی اصلاحی فہم بابیاں پالیں، اور کیشیپ چندر سین نے صغرسنی کی شادی کے خلاف تمام عمر عزم کیا، پر اس دشمن حیات ملت کو کوئی بھی شکست نہ دے سکا۔

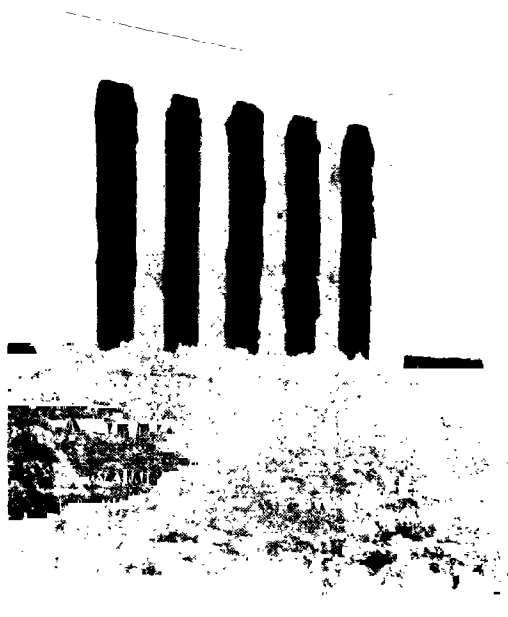
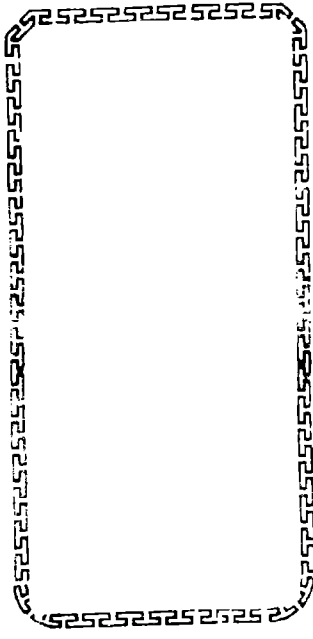
جبکہ بڑے بڑے اولوالعزم مصلح اپنے علم و فضل، قوت و ہیبت، اور جہد و مساعی کی فوجوں کے ساتھ ناکام رہ چکے تو ایک غریب خاندان کی یہ کمسن لڑکی جسپر رسم اباد ہند کی صرف سترو گرمیاں گذری تھیں، تن تنہا اُٹھی۔ اُس کے پاس اس دشمن کے مقابلہ کیلئے کچھ بھی نہ تھا۔ تاہم جس کم کر بڑے بڑے مصلح تمام عمر زندہ رہ کر نہ کر سکے، اُسے اس ہفتہ سالہ جمال آتشیں نے خرد اپنے جسم نو شگفتہ کو جلا کر ایک لمحے کے اندر پورا کر دیا!!

اُہ! دنیا کی گمراہیں اور بدیہیں سے لڑنے والو! اس میدان کا ایک ہی اسلحہ قربانی ہے، اور اسی سے تمہارا ہاتھ خالی ہے۔ اگر کہ اس درسگاہ تفانی و خود فروشی کا تمہیں ایک ہفتہ سالہ حسن صداقت سبق دے!

* * *

اسکو معلوم ہوا کہ میرے ماں باپ کسی اونچی جگہ میری شادی کی فکر میں ہیں مگر اسکے لیے ضرور ہے کہ انکے پاس زندہ

اثر رعتیقا



بعلبک کے سب سے بڑے اشوری مندر کا بقیہ

یہ بڑے مندر تھا - مسیحی عہد میں گرجا بنا ، پھر عہد اسلامی میں مسجد بعلبک کی وہ عمارتیں جو اسکی عظمت و اعجوبگی کی افسانہ طراز ہیں ، زیادہ تر مندر اور مختلف قسم کی عبادت گاہیں ہیں - عیسائیت کی مقہوری و مستوری کا درجہ ختم ہو گیا اور ظہور و استیلاء کا عہد شروع ہوا ، تو اس نے دوسرے بت پرست ملکوں کی طرح بعلبک کو بھی اپنے زیر نگین کر لیا اور بت پرستی کو مٹانے کے خود اسکی جگہ لیلی ، اگرچہ وہ خود بھی بت پرستی کا ایک غیر مکمل طریقہ تھا -

بعلبک پر عیسائیت برابر حکمران رہی ، یہاں تک کہ چھٹی صدی عیسوی کا انقلاب عالم ظہور میں آیا - حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں اسلامی فتوحات کا سیلاب ہر چار طرف بڑھ رہا تھا - شام کی طرف جو جماعت گئی تھی ، اسکے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ جراح تھے - حضرت ابو عبیدہ نے سنہ ۱۴ھ میں دمشق فتح کیا - اسکے بعد سنہ ۱۵ھ میں آگے بڑھے اور حمص ، حماہ ، شیزر وغیرہ سے فراغت کرتے ہوئے بعلبک تک پہنچے - اہل بعلبک نے صلح کی درخواست کی - آپ نے ان سے اس شرط پر صلح کی کہ انکا مذہب ، مال ، اور جان سب محفوظ رہیں گے - ربیع الآخر سے جمادی الاولیٰ تک کی مدت مقرر کی اور حکم دیا کہ جو شخص اس عرصہ میں شہر سے چلا جائیگا اس سے انقضائے مدت کے بعد جزیہ لیا جائیگا -

یہ ہیں مختصر حالات بعلبک کے - تفصیل کے لیے بلا ذریعہ ابن جریر ، یا قوت حمیری وغیرہ مطولات قوم دیکھنا چاہئیں -

* * *

بعلبک کے کھنڈر منجملہ ان آثار کے ہیں جو دنیا کی عظیم الشان قوموں کے مٹنے کے بعد انکی گذشتہ عظمت و شوکت کی یاد گار میں باقی رہ گئے ہیں اور خاموشی کی زبان میں آنے والی نسلوں کو عبرت و بصیرت کا درس دیر ہے ہیں !!

اسمیں کوئی شک نہیں کہ بعلبک ایک عظیم الشان اور نہ صرف عظیم الشان بلکہ پر اسرار و طلسم زار شہر تھا - اسکے کھنڈر کو

بعلبک

تاریخ قدیم اور تمدن اسلامی کا ایک صفحہ

(۱)

دراۓہ دجلہ و فرات میں جرمنی کے مشن کی کوششوں سے جو آثار قدیمہ روشنی میں آئے ہیں ان میں آثار بعلبک بھی ہیں - ان آثار کے حالات امریکہ کے مشہور ہفتہ وار علمی رسالے ” سائنٹفک “ نے شائع کیے ہیں -

بعلبک اسدرجہ معروف و مشہور مقام نہیں کہ بغیر تمہید یہ داستان شروع کر دی جائے ، اسلیئے ہم نہایت اختصار کے ساتھ بعلبک کو قاریین کرام سے پہلے روشناس کرائیں گے -

* * *

دمشق سے ساحل کی طرف ۱۲ فرسخ پر ایک قدیم و پر اسرار خطہ واقع ہے - یہ بعلبک کی رونق رفتہ کا آخری نقش قدم ہے اور اس کی عظمت و پر اسراری کا راز اسکی قدامت اور عظیم الشان عمارتوں میں مضمر ہے -

وجہ تسمیہ کے متعلق عربی جغرافیہ نویسوں نے متعدد اقوال نقل کیے ہیں اور اشتقاق و تحلیل اجزاء میں معنی آفرینیوں کی خرب داد دی ہے ، مگر ہم انکے نقل کرنے میں وقت ضائع کرنا پس چاہتے - بہر حال اسقدر یقینی ہے کہ اس نام کا جزر اول یعنی ” بعل “ ایک بت کا نام تھا جسکی پرستش اہل بابل کیا کرتے تھے ، اور یہ گویقینی نہیں مگر اغلب ہے کہ اس شہر کا نام اسی بت کے نام پر رکھا گیا ہو -

یہاں اشوری (اسیرین) رہتے تھے ، جو سلسلہ تمدن عالم کا ایک ممتاز حلقہ اور اپنے خصائص و خصوصیات کے لحاظ سے ایک جدا گانہ تاریخی حیثیت رکھتے ہیں - اشوری بت پرست تھے ، اسلیئے

(Helipolis) میں یہ عظیم الشان مندر بنایا تھا اور درسری مدنی عیسوی کے آغاز تک دنیا کے عجائب و غرائب میں شمار کیا جاتا تھا۔ لیکن بعلبک کے متعلق جو دوسرے ذرائع معلومات ہیں ان سے اسکی تکذیب ہوتی ہے۔

کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رومیوں نے مسیح کے بعد پہلی صدی میں یہ مندر بنانا شروع کیا تھا۔ اسکی تالیف میچ الوف (Miche Alouf) کی تحریر سے بھی ہوتی ہے جو خود بعلبک کا رہنے والا تھا، اور جس نے ان تمام تحریروں کے مطالعہ میں بڑا وقت صرف کیا ہے جنکا تعلق اس کے وطن کی تاریخ سے تھا۔

بیشک مشرقی مصنفوں نے بعلبک کا ذکر کیا ہے مگر انکی تمام تر تحریروں کا آغاز اسوقت سے ہوتا ہے جب کہ عربوں نے اسپر فوج کشی کی تھی۔ اسلیے ان تحریروں سے بھی بعلبک کی قدیم تاریخ پر روشنی نہیں پڑتی۔

علامہ بلاذری، طبری، ابو حنیفہ دینوری، یعقوبی، یہ تمام مشہور مورخین عرب بعلبک کا ذکر کرتے ہیں مگر اسکی تفصیلی حالات سے خاموش ہیں۔ معجم البلدان حموی ایک بہترین اور جامع و مفصل کتاب ہے مگر قدیمی حالات اس نے بھی نہیں لئے۔ متاخرین میں قرطبی نے کسی قدر اشارے کیے ہیں مگر وہ نا تمام ہیں۔ ہم نے اسی غرض سے ان تمام کتابوں پر نظر ڈال لی ہے۔

* * *

بعلبک ایک بہت بڑا تجارتی شہر تھا۔ اسکی تجارتی اہمیت کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ سقوط دمشق کے بعد جب مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کیا، تو انہوں نے ایک قافلے کو گرفتار کیا جسکے پاس ریشم، شکر، اور دیگر سامانوں کی دوسو گھڑیاں تھیں۔

شہر کے فدیہ میں دس ہزار اونس سونا، چار ہزار اونس چاندی، دس ہزار حلہ ہارے، حریر، اور مدافعیں کے پاس جس قدر اسلحہ تھے، انکے علاوہ دس ہزار تلواریں بھی دی گئی تھیں! اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ شہر کسقدر دولت مند تھا؟ بہت سے سپاہوں کو شکایت ہے کہ بعلبک کے آثار انہیں کچھ عجب پریشان کن اور مغالطہ انگیز معلوم ہوئے، مگر اسکی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ان کھنڈروں کو صرف دور سے دیکھا۔ اگر وہ خود ان میں آئے کھڑے ہوتے، اور ضخیم ستونوں، حاشیہ پر عظیم المثل پجکاری والے سنگ مرمر کے دروازوں، کھڑکیوں اور کانوں وغیرہ کو دیکھتے تو پریشان کن اور مغالطہ انگیز بدلے انکی زبان پر حیرت انگیز و انہماک طلب الفاظ ہوتے! (البقیۃ تملی)

ضرورت

مدرسہ عالیہ عربیہ عثمانیہ اجمیر شریف کو ایک ایسے قابل سفیر کی ضرورت ہے جو مدرسہ کے مقاصد کی اشاعت عملاً تمام اہل اسلام و عقیدتمندان آستانہ عالیہ مقام میں اور خصوصاً رسلہ و اہلایان ملک کی بارگاہوں تک بذریعہ وعظ و تقریر و حسن تدبیر کر سکے۔

امانت و دیانت، مستعدی و دلسوزی سے اس خدمت کو دینی خدمت تصور کر کے انجام دے۔ چونکہ ابتداء ماہ اپریل سے یہ انتظام جاری کیا جائیگا لہذا جو صاحب درخواست کرنا چاہیں وہ اختتام ماہ مارچ تک معہ نقل سارٹیفکیٹ با تصدیق معززین بذمہ نیاز مند روانہ فرمائیں۔

تذخراہ تیس روپیہ سے پچاس روپیہ تک رکھی گئی ہے درخواست میں اسکی تشریح ضرور ہونی چاہیے کہ کس تذخراہ تک کام کر سکیں گے فقط۔

۱۰۰۰۔۔۔۔۔

نیاز مند سید نثار احمد عفا اللہ عنہ معتمد مدرسہ عالیہ عربیہ معہنیہ عثمانیہ متولی درگاہ معلی اجمیر شریف

اب عہد ماضی کے چند مٹے ہوئے نشانوں سے زیادہ نہیں، مگر تاہم آئے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ بعلبک جب تھا تو کیا تھا اور کیسا تھا؟

خصوصاً اس زمانے کا فن سنگ تراشی ایک عجیب صنعت ہے۔ آج اس کے جو نمونے دستیاب ہوئے ہیں وہ اہل نظر میں مشہور ہیں، اور سچ یہ ہے کہ وہ اپنی صفائی اور نزاکت کے لحاظ سے اس شہر کے پرے مستحق ہیں۔

بعلبک کے آثار کا کسقدر تفصیلی ذکر بیجا نہ ہوگا۔ یہ بعض انسانوں کہیں کا اعادہ نہیں ہے بلکہ ان حالات کا تذکرہ ہے جو ڈاکٹر شیبیم اور پروفیسر یسٹلین کی کوششوں سے روشنی میں آئے ہیں اور جن سے عہد گذشتہ کے بہت سے اسرار و حوادث آشکارا ہوئے ہیں۔ اگر کام کرنے والوں کی تعریف بیجا نہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان علمائے آثار نے دنیا کے ایک عظیم الشان اور پر اسرار شہر کی وہ خدمت انجام دی ہے، جو میدیہ نے بابل اور نینوا کی اور تلیمین نے ثوری کیلیس کی تھی۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کر دینا چاہیے کہ یہ تسلیم خالص علمی کوششیں غیر علمی اغراض و مصالح کی آمیزش سے پاک نہیں ہیں، اور جہاں برلن کے عجائب خانہ کی گیلریاں قدیم سنگ تراشی کے بہترین نمونوں سے راستہ ہو رہی ہیں، وہاں میسر یونیورسٹی میں جرمنی کے نفوذ و اثر سیاسی کی بنیاد بھی تیار ہو رہی ہے!

* * *

ارض بابل کے یہ عجیب و غریب آثار جس جگہ ملے ہیں وہ خود شہر بعلبک نہیں بلکہ ایک وادی ہے جو شہر سے جنوب کی طرف تھوڑے سے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ وادی سطح آب سے قریباً سو قدم بلند اور نہایت خوشنما مگر تنگ ہے۔ اسکا نام وادی لیتانا ہے۔ خود شہر بعلبک دمشق و بیررت لائن سے شمال کی طرف دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جو لوگ ان آثار کو دیکھنا چاہتے ہیں انکو بیررت سے المقلہ تک ریل پر اور المقلہ سے آثار تک گاڑی پر جانا پڑتا ہے۔ گاڑی میں ایک اور کبھی دو گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔

یہاں کے قدیم بت پرست شری بال (Bal)، ہیلیاس (Helios) اور جو پیٹر (Jupiter عطارد) کی عبادت کیا کرتے تھے۔ جب عیسائیوں نے یہ ملک زیر نگین کیے تو انہوں نے اس سرزمین کے ایک مشہور مندر کو درگاہ بنا کر اس میں خود بھی خدائے جیہوراء (Jehovah) کی پرستش شروع کر دی، مگر بالآخر یہ عیسائی مسلمانوں کے ہاتھ سے نکالے گئے، اور یہ مندر جو درگاہ بنایا گیا تھا، مسلمانوں نے اسے درگاہ سے ایک قلعہ بنا دیا۔

یہاں کی غاروں سے جو کتبے نکلے ہیں، گو ان سے بعلبک کی تاریخ پر روشنی پڑتی ہے، مگر سچ یہ ہے کہ اس قدیم شہر کے متعلق ہماری معلومات نہایت محدود ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اولاً تو یہ شہر خود اسقدر قدیم ہے کہ قدرتاً اسکی تاریخ قدامت کی تاریکی میں گم ہے۔ ثانیاً وہ عرصہ تک غیر معلوم رہا، اسلیے با ایں ہمہ قدامت جسقدر حالات کا علم ممکن تھا وہ بھی معلوم نہ ہو سکے۔ چنانچہ یونانی اور رومی مصنف جنہوں نے قدیم دنیا کے اکثر حالات لئے ہیں، انکا بعلبک کے متعلق بالکل خاموش ہیں۔

قدیم مصنفوں میں صرف جان آف اینٹیپاچ (John of Antioch) ایک شخص ہے جس نے بعلبک کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اس نے جو حالات لئے ہیں بیشتر حصہ صحیح نہیں۔

جان ان کھنڈروں کو الیارس انٹونیاس پیاس (Antonius Pius) کی طرف منسوب کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ اس نے فینیقیہ (Phoenicia) میں لیبینس (Libanus) کے قریب، ہا، ای، یلس

منہ عجمیہ

ہوتا۔ اس ترقی یافتہ قطب نما کی مدد سے تمام چیزوں کی بالکل صحیح قدر و قیمت معمولی مشاہدات سے بے نیاز حاصل ہو کے حاصل ہوسکتی ہے۔ اسکا اصلی جوہر و کمال اس واقعہ میں پوشیدہ ہے کہ یہ قطب نما مقناطیسی کشش سے متاثر نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ قطب مقناطیس کے جوار میں معمولی قطب نما بہت ہی سست کام دیتے ہیں۔

(کتسوں کا غول)

جن لوگوں نے امدتوں کے لرزہ انداز حالات سفر پڑھے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس خطے میں کتے کس قدر کار آمد ثابت ہوئے ہیں۔ چنانچہ امدتوں اور اس کے ہمراہی ہر فستائی کھڑاؤں پر کتے تیرے ارد گرد یہ کتے انکو کھینچتے تھے۔ انکی شرح رفتار اس قدر زیادہ بیان کی گئی ہے کہ آپ بمشکل اسے باز رکھیں گے۔ بہر حال جس طرح امدتوں کی مہم میں کتے کام کرتے تھے، اس طرح سرشیکلٹن کی اس مہم میں بھی کتے پوری طرح کام کریں گے۔ یہ کتے تربیت یافتہ ہیں۔ انکی تعداد ۱۲۰ ہے۔ ان کتوں کی کارگزاری کا مفصل پروگرام بنا لیا گیا ہے۔

(محکمہ رسد رسانی)

یوں تو بہت سے ابتدائی انتظامات ترتیب دیے جا رہے ہیں مگر ان میں سب سے زیادہ توجہ رسد کے انتظام کیلئے کی جا رہی ہے۔ کیونکہ گذشتہ تجربوں نے بتا دیا ہے کہ بہت سے مہموں کی ہلاکت یا ناکامی کا اصلی سبب یہی تھا کہ انہوں نے رسد کا انتظام عمدہ اصول پر نہیں کیا تھا۔

علم کیمیاء غذا کا باقاعدہ مطالعہ کیا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر ڈیڈ پرچ دنیا کی ایک بہت بڑی تجربہ گاہ کیمیائی کے ڈائریکٹر ہیں۔ غذا کے انتخاب وغیرہ کے کیمیائی مسائل میں انکا مشورہ حاصل کر لیا گیا ہے۔ سرشیکلٹن کو اپنے سنہ ۱۹۰۷ء کے تجارب کی بناء پر یہ آمید تھی کہ اس باب میں بہت کچھ ترقی ہوگی۔ وہ اس کا بھی انتظام کر رہے ہیں کہ مہم میں جتنے اشخاص ہوں سب پکافا جانتے ہوں۔

ساز و سامان کے انتخاب و انتظامات میں سرشیکلٹن کو لندن کے مسٹر ولیم ڈیڈ رچ سے بہت مدد ملی ہے۔ خود سرشیکلٹن کو انتظام میں بے مثل تجربہ ہے۔ کیونکہ انہوں نے سنہ ۱۹۰۱ء کی قومی مہم انڈیا کے لیے دو جہازوں کو، سنہ ۱۹۰۴ء کی مہم ارجنٹائن کو، اور خود اپنی کوساز و سامان سے آراستہ کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے میگلن اور اسٹریس کی مہموں اور سنہ ۱۹۱۰-۱۲ء کی آسٹریائی مہم کی کیمیائی میں بھی ایک مددگار و معین کے اعتبار سے ممتاز شہرت حاصل کی ہے۔

(سرمایہ)

ایسے عظیم الشان کاموں کے لیے سب سے بڑا سوال سرمایہ کا ہوتا ہے۔ پہلی مہم سرشیکلٹن اپنے صرف سے لیگئے تھے جسکی وجہ سے وہ بہت زیادہ قرض دار ہو گئے۔ کم سے کم تخمینہ ۵۰ ہزار پونڈ کیا گیا ہے، اور ایک شخص نے اس قدر رقم دینے کا وعدہ بھی کر لیا ہے۔ یعنی ساڑھے سات لاکھ روپیہ کا انتظام کیا ہے۔ لیکن کافی طور پر ساز و سامان کے لیے ۴۰ بلکہ ۴۷ ہزار روپیہ کی اور بھی ضرورت ہوگی۔ چندہ کے لیے ابھی پبلک سے اپیل نہیں کی گئی ہے لیکن اگر کوئی شخص بیعیدیتا ہے تو شکریہ کے ساتھ قبول کر لیا جاتا ہے۔

راہ اکتشاف و علم پرستی میں از سر فروشانہ اقدام

(۲)

(ساز و سامان)

خوش قسمتی سے اس مہم کو علم سے بعض ایسی اعانڈیں مل چکی ہیں جو اس سے پہلے کسی مہم کو نہیں ملی تھیں۔ فن پرواز میں زیادہ تر ترقی ۱۲-۱۳ صدہ میں ہوئی۔ اس ترقی کے بعد یہ سب سے پہلی مہم ہے جو روانہ ہو رہی ہے۔ اسلئے قدرتا ان ترقیوں سے فائدہ اٹھانیکا موقع انکو حاصل ہے جن سے اسکی پیشرو مہمیں محروم تھیں۔

برف پر چلنے والی گاڑیاں اسکاٹ کی مہم کے ساتھ بھی تھیں مگر انکو کھینچتے تھے۔ صرف ان تھڑوں کی وجہ سے اسکاٹ کی مہم کو جو دقتیں پیش آئی ہیں انکی تفصیل آپ الہلال کی جلد اول میں پڑھیں گے۔ اس مہم کے ہمراہ جو ہر فستائی گاڑیاں ہونگی انمیں ایرروپلین (طیارہ) کا آگے بڑھانے والا آلہ، اس کے انجن، اور خود ایرروپلین بھی ہوگا۔ اس طرح یہ گاڑیاں برف پر پھسل کر چلیں گی۔

اس طرح کی گاڑیاں سرشیکلٹن کی ایجاد نہیں ہیں بلکہ ایک اور تجربہ کی ترقی یافتہ شکل ہیں۔ حال میں بارکش مشینوں کے ایرروپلین سے چلانے کا تجربہ کیا گیا تھا۔ سرشیکلٹن نے اسی تجربہ کو ترقی دیکے یہ گاڑیاں ایجاد کیں جنکا نام انہوں نے ایرروپلین ٹیکسی (Aeroplane Taxi) رکھا ہے۔

سرشیکلٹن کی ”ایروپلین ٹیکسی“ گاڑیاں معمولی ہونگی اور انکا قد معمولی ہر فستائی گاڑیوں سے کس قدر بڑا ہوگا۔ ان گاڑیوں پر ایک ایرروپلین انجن ہوگا اور ایک ایرروپلین پریویلر (یعنی را آلہ جو آگے بڑھاتا ہے)۔ انکا خیال ہے کہ یہ گاڑیاں فی گھنٹہ پانچ سے چھ میل تک کے حساب سے ۲ ہزار پونڈ وزن بھاسکتی ہیں۔

یہ تجربہ ہے کہ دو گاڑیاں بنائی جائیں اور نہایت سخت سردی کے ایام میں سائبریا یا شمالی راطسی کینادا میں انکا اچھی طرح تجربہ کیا جائے۔

(تلفراف لاسلکی)

موجودہ علمی ایجادوں نے جو عظیم الشان فوائد ارباب جستجو پہنچائے ہیں انکی ایک اور مثال یہ تلفراف لاسلکی یعنی بے تاریکی خبر رسانی ہے۔ اس لاسلکی کے استعمال میں سرشیکلٹن منفرد نہیں ہیں۔ ڈاکٹر مارس ان سے پہلے اپنی مہم میں اسے استعمال کر چکے ہیں۔ جس لاسلکی کو سرشیکلٹن استعمال دنا چاہتے ہیں اسکا نصف قطر تقریباً ۵۰ میل کا ہے۔ یہ جہاز استعمال نہیں کیا جائیگا بلکہ جب ہر فستائی گاڑیوں کی جماعت و باہم یا اپنے مرکز سے گفتگو کرنے کی ضرورت ہوگی تو اسوقت استعمال کیا جائیگا۔

جہاز میں قطب نما کی وہ ترقی یافتہ قسم ہوگی جسکو Gyroscope Compass کہتے ہیں۔ جرمنی میں اس کے رواج کی یہ مالت ہے کہ اس کے بیڑے کا کوئی جنگی جہاز اس سے خالی نہیں

تاریخ تکامل علم الارقام

خلاصہ مضمون پروفیسر ایڈمنڈ ٹرنر شنگل یونیورسٹی آف

انسان پر علم کے جو بے انتہا احسانات ہیں انہیں ایک عظیم الشان احسان یہ بھی ہے کہ موهبت و توفیق الہی نے اوسکر علم الارقام یا علم الاعداد و شمار کا فہم عذابت کیا۔ دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں جو عدد و شمار سے خالی ہو۔ کیا دنیا کی آبادیاں دنیا کی اقلیمیں، دنیا کی دولت، ان میں کوئی چیز یہی اسی ہے جسکا اظہار بغیر عدد و شمار کیا جاسکے؟ اس عظیم الشان تجربہ انسانی کی اگر حقیقی عظمت و منزلت کا تصور کرنا چاہتے ہو تو ایک لمحہ کے لیے فرض کرلو کہ یہ علم اوراق عالم سے محروم ہو گیا۔

اگر ایسا ہوا تو پھر کیا ہوگا؟ غریب اپنے مزدوری کے پیسوں کا، امرا اپنے زر پیروں کا، کمپنیاں اپنے سامان کا، بنکر اپنے لین دین کا، جنرل اپنے سپاہیوں کا، اور حکومتیں اپنی مالیات کا حساب بھول جائیں گی۔ دنیا میں کوئی ہستی ایسی نہ ہوگی جو اشیاء مملوکہ کا صحیح علم محفوظ رکھ سکے گی!!

اگر دنیا کی تاریخ کا وہ دن عجیب ہوگا جس میں اظہار مافی الضمیر کیلئے پہلا موضوع لفظ اوسکی زبان سے نکلا ہوگا، تو اوسکا دوسرا عجیب دن وہ ہوگا جب اشیاء عالم کی تعداد و مقدار کیلئے وہ کوئی اصطلاح وضع کرے گا۔

یہ اصطلاحات و علامات جن سے موجودات عالم کی تعداد و مقدار ظاہر ہو سکتی ہے، کیونکر پیدا ہوئے؟ بتدریج انہیں کیونکر ترقی ہوئی؟ یہ موجودہ سہل طریقہ اعداد و ارقام کیونکر مدون ہوا؟ اس مضمون میں انہی سوالات کو حل کیا گیا ہے۔

* * *

بچہ جب آنکھ کھول کر ایک شے سے دوسری شے کا امتیاز شروع کرتا ہے، اسی وقت سے وہ درحقیقت اعداد کا بھی استعمال شروع کر دیتا ہے، اور سمجھتا ہے کہ ایک شے یہ ہے، ایک یہ ہے، اور ایک یہ ہے۔ اس بنا پر سب سے پہلی چیز جو سلسلہ اعداد میں انسان کو ملی، وہ ”ایک“ ہے۔ آئے بڑھ کر جب اوسنے ایک سے زائد اعداد کی ضرورت محسوس کی تو بجز اس کے اور کچھ نہ کر سکا کہ ایک کو چند ایکائیں کا مجموعہ سمجھے۔ مثلاً ۱-۱۱۔ اسی بنا پر آج تک وحشی اور غیر متقدم اقوام عدد کثیر کو ہمیشہ اعداد صغار میں تحلیل و تقسیم کر کے سمجھتی ہیں۔ مثلاً ۲۰ پانچ نہیں جانتی ہیں لیکن تین اور دو کا مجموعہ سمجھ جاتی ہیں۔

اس زمانہ میں بھی وہ شے کا بقیہ اثر یہ موجود ہے کہ جاہل اشخاص سو کر پانچ بیس یا چار پچیس سے تعبیر کرتے ہیں۔

لیکن حاجات انسانی نے جب اس سے بھی زیادہ ترقی کی تو ضرورت محسوس ہوئی کہ اظہار اعداد و شمار کیلئے انہی اصول ابتدائیہ پر اصطلاحات و اشارات وضع کرے، لیکن اسکے لیے سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ ”اعداد و شمار“ کسی خاص انسان، حیران، یا اور اشیاء کیلئے مخصوص نہیں تھے بلکہ انکا تعلق دنیا کی ایک ایک شے اور ایک ایک ذرہ سے تھا، اس لیے وضع حروف و خطوط کا وہ اولین قاعدہ کہ ہر شے کے اظہار کے لیے اوسکی صورت و شکل کی رسم و تصویر بنا دی جائے، کافی نہ تھا، اس لیے جس طرح اعداد کا تصور ایکائیں کے مجموعہ سے ذہن نشیں ہوا تھا، اسی طرح ان کے لیے وضع علامات و اشارات میں بھی انہی رموز و کنایات کی

مطابقت اختیار کی گئی۔ ایک کے لیے ایک لکیر، دو کے لیے دو لکیریں، تین کیلئے تین لکیریں، و قس علی ذلک۔

لیکن چین اور ہندوستان نے کہ علم الاعداد کا گہوارہ اولین ہیں، اسکے لیے مختلف طرق اختیار کیے۔ چین نے خطوط اعداد عرضی اختیار کیے مثلاً —، =، III، وغیرہ اور ہندوستان نے اور اسکے بعد رومان نے طوطی خطوط، جو اب تک یورپ میں مستعمل ہیں، مثلاً I، II، III، وغیرہ۔ لیکن ظاہر ہے کہ اعداد کیلئے اظہار کے لیے یہ طریقہ کس قدر مشکل اور صعب تھا، مثلاً اگر ہم دس کا اظہار کرنا چاہتے تو دس خطوط اور پچاس کیلئے پچاس خطوط یکے بعد دیگرے لکھنے پڑتے، اسی طرح ہم جس قدر عدد میں اضافہ کرتے اسی قدر ہم کو خطوط میں بھی اضافہ کرنا پڑتا، اس لیے اعداد کیلئے بعد کو خاص علامات کے وضع کرنے کی ضرورت ہوئی۔ چنانچہ اہل ہند نے چار کیلئے در متقاطع خطوط کی علامت وضع کی، جسمیں اسکے چار گوشے چار عددوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اور جو رومن رسم الخط کے حرف ایکس (X) سے مشابہ ہے

عبرانی اور یونانی قوموں نے اعداد کیلئے بچے مستقل علامات کے وضع کرنے کے حروف مفردہ سے جو پلے وضع ہو چکے تھے، کلم لیا۔ حرف اول سے ۱- حرف دوم سے ۲- حرف سوم سے ۳- کی طرف اشارہ کرتے تھے، تا حرف دہم جو ۱۰ پر دلالت کرتا تھا۔ اسکے بعد یہ ترتیب حرف یازدہم ۲۰، حرف دوازدہم ۳۰، و علیٰ ہذا القیاس ہوجاتی، تا آنکہ آئیسواں حرف ۱۰۰ پر ختم ہوجاتا تھا، اور بعد کا حرف سو سو عدد کا اضافہ کر کے اٹھائیسواں حرف ہزار پر ختم کر دیتے تھے۔ حرف کی دہنی طرف ایک چھوٹا سا ضمہ (۷) بنا دیتے تھے جو یہ ظاہر کرتا تھا کہ یہ حرف تہجی نہیں ہیں۔

رومانوں نے عبرانیوں اور یونانیوں کے بعد اعداد نویسی کا ایک اور طریقہ وضع کیا جو بعض حیثیتوں سے عبرانیوں اور یونانیوں کے طریق اعداد نویسی سے سہل تھا، یعنی خطوط طوطی موافق قیمت اعداد قائم رکھتے I, II, III, IIII، اور پھر اسی طرح نو تک ایک ایک خط کے اضافہ کے ساتھ اعداد بڑھتے جاتے تھے۔ نو میں نو خطوط اسی طرح متصل ہوتے۔ دس میں نو خطوط طوطی کھینچ کر ایک عرضی خط سے اوسکو کاڈیتے تھے۔

اس کے بعد انہوں نے ترقی کی۔ یہ خطوط صرف چار تک باقی رکھے اور پانچ اور دس کیلئے دو جدید علامتیں وضع کیں۔ پانچ کیلئے جو علامت بنائی وہ عربی کے سات (۷) کے مشابہ ہے، اور جس کی صورت یہ ہے (V) دس کی علامت در متقاطع خط (X) قرار دیے اور اس طریقہ سے دس تک کے اعداد کامل ہو گئے۔ بیس کیلئے دس کی دو علامتیں، تیس کیلئے تین، چالیس کیلئے چار بنائیں، اسکے بعد پچاس کی علامت حرف (M) کی، سو کی حرف (C)، پانچ سو کی حرف (D)، اور ہزار کی حرف (M) وضع کی۔ درمیانی اعداد کا انہیں علامات کے اضافہ و حذف سے کام لیا۔

* * *

اس عقدہ علمی کے حل و کشایش کیلئے یہ مغرب کی کوششیں تھیں، لیکن قدرت نے اسکے حل و کشایش کا حقیقی مجدد و شرف مشرق کیلئے مقدر کر دیا تھا۔ اہل بابل اس فن میں مہارت رکھتے تھے، چینیسوں نے ایک خاص طریق کتابت عدد وضع کیا جو انہیں تک محدود رہا اور اب تک اوسکا استعمال انہیں شائع ہے۔ اسکے بعد اہل ہند نے اعداد و ارقام کی علامتیں مقرر کیں اور بتدریج اوسکو ترقی دیتے رہے۔ یہاں تک کہ عربی نے اس فن کو اہل

مثلاً اگر پانچ کو ہم معیار قرار دیں تو دوسرے خانہ میں جب ہم کوئی عدد لکھینگے تو پہلے خانہ سے صرف پانچ کو نہ قیمت بڑھیکے۔

تعیین معیار عدد کی نسبت اقوام میں مختلف عادتیں جاری رہی ہیں۔ اہل بابل کے ہاں (۶۰) معیار عدد تھا۔ بعض افریقی قبائل کے نزدیک (۶) معیار عدد ہے۔ شاید بعض اہالی جزیرہ نیوزیلینڈ میں اس غرض کیلئے (۱۱) کا عدد ہے۔ یورپ میں درجن (Dozen) کا استعمال عجب نہیں جو اسی بات کی طرف اشارہ ہو کہ وہاں پہلے (۱۲) معیار عدد تھا۔ اس عقیدہ کی تحلیل کہ انسان نے زیادہ تر (۱۰) ہی کو کیوں معیار عدد قرار دیا؟ اس سے بہتر نہیں ہو سکتی کہ پہلے انگلیوں کے اشارے سے اعداد کا کام لیا جاتا تھا جس طرح اب تک لیا جاتا ہے، اس بنا پر ۱۰ کا عدد جو دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کی مجموعی تعداد ہے طبعی طور پر معیار عدد قرار پایا۔ ۵ جو اس کا نصف ہے وہ صرف ایک ہاتھ کی انگلیوں کی تعداد ہے، اور ۲۰ جو ۱۰ کا دونا ہے وہ دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کا مجموعہ ہے، اور اس کے شواہد گذشتہ اقوام کی تاریخ میں مذکور ہیں۔

عرب کے ملک تدمر میں بیس بیس کر کے گنا جاتا تھا۔ سریانی قوم بھی قبل اسلام اس طرح گنتی تھی، امریکا وسطی کے بعض قبائل اب تک ۲۰ کو عدد انتہائی قرار دیتے ہیں۔ فرنچ زبان میں اب تک اس عہد کا بقیہ اثر موجود ہے۔ ۸ کیلئے اس زبان میں جو لفظ ہے، وہ ان الفاظ سے مرکب ہے جن کا مفہوم (چار بیس) ہے۔ یونانیوں نے ایک سے دس تک کیلئے اور اس کے بعد ۲۰-۳۰ وغیرہ مرکب دہائیوں کیلئے خاص الفاظ وضع کیے تھے۔ ان کے علاوہ اور اعداد ترکیبی مثلاً ۳۲، ۳۳، ۳۴ کو دہائیوں پر اعداد مفردہ کے اضافہ سے بذریعہ عطف بناتے تھے، مثلاً دس اور تیس، تین اور تیس۔ رومانیوں کا بھی یہی طریقہ ہے۔ لیکن اہل ہند نے اس پر فطرتاً سے نکی، اور سلسلہ اعداد کو اس قدر ترقی دی کہ ہزار، لاکھ، کروڑ اور ارب تک پہنچ گیا۔

* * *

گروہ تک "اعداد عشری" یعنی اس طریق عدد کو جسمیں دس معیار عدد ہو، اس حد تک ترقی ہو چکی تھی، لیکن طریق کتابت میں رموز و علامات عدد حد کمال تک نہیں پہنچے تھے۔ "جدول عددی" کا جو طریقہ رائج تھا، وہ گروہ طرق قدیمہ سے سہل و آسان تھا، تاہم انسان کی راحت پسندی اس سے سہل تر طریقہ کی طالب تھی۔ جدول عددی کے ذریعہ یہ مشکل تو حل ہو چکی تھی کہ صرف چند ارقام اعداد کے ذریعہ بتقدیم و تاخیر مراتب، قیمت اعداد میں کیونکر کمی و بیشی ممکن ہے، لیکن بڑی مشکل یہ تھی کہ خالی مرتبہ کیلئے سادہ خانہ چھوڑ دینا پڑتا تھا، مثلاً اگر ہم ۵۰۲ لکھنا چاہتے، تو خانہ اول میں ۲، خانہ دوم سادہ، اور خانہ سوم میں ۵ لکھنا پڑتا، لیکن بغرض تسہیل و آسانی اگر ہم جدول سے سبکدوشی حاصل کرنا چاہیں تو یہی عدد یعنی (۵۰۲) بالکل ۵۲ کے ساتھ ملتبس ہو جاتا تھا۔ علمائے ہند قدیم نے اس وقت کو صرف ایک جنبش قلم سے رفع کر دیا، یعنی صفر کا طریقہ وضع کیا جو نہایت آسانی سے خالی مرتبہ سادہ کی جگہ بنا دیا جاتا ہے۔ اس سے پہلا القباس و اشتباہ بالکل مرتفع ہو گیا۔

اصل سنسکرت زبان میں صفر کیلئے لفظ "سنا" ہے جس کے معنی "خالی" کے ہیں۔ عربوں نے جب اس طریق کتابت عدد کو اہل ہند سے لیا تو "سنا" کی جگہ اس کے ہم معنی لفظ "صفر" کا استعمال کیا۔ عربوں کے ذریعہ جب یہ طریقہ

ہند سے لکر تمام دنیائے منعمدن میں پھیلا دیا۔ اسی لیے عرب ان علامات اعداد کو "ارقام ہندیہ" اور اہل یورپ "ارقام عربیہ" کہتے ہیں۔

ان ارقام عددی اہل ہند کا کوئی خاص شخص مجرد نہیں ہے بلکہ صدیوں کی تدریجی ترقی اور سیکڑوں اشخاص کے طویل غور و فکر کے بعد کامیابی ہوئی ہے۔ اہل ہند دسویں صدی کے قریب اسے ارقام عددی لکھتے تھے جن کا حال ہمیں کچھ معلوم نہیں لیکن بعد کے ارقام عددی سے وہ مختلف ضرورتیں۔ علمائے آثار کو ہندوستان میں ایک قدیم کتابہ ملا ہے جو تیسری صدی قبل مسیح کا لکھا ہوا ہے۔ اسمیں جو ارقام عددی منقوش ہیں، وہ بھی ہندوستان کے مشہور ارقام عددی سے بالکل مختلف ہیں۔ یونا کے قریب نانا گھاٹ کے غار میں ایک دوسرا کتابہ پایا گیا ہے جو دوسری صدی قبل مسیح کا ہے۔ اسمیں جو ارقام منقوش ہیں، وہ بھی مشہور ارقام کے مطابق نہیں ہیں۔

* * *

اب تک جو مختلف ارقام وضع لیے گئے تھے، ان سب میں سب سے بڑی دقت اور کمی یہ تھی کہ انہیں اعداد کی زیادت و نقص قیمت، مراتب کتابت پر مبنی نہ تھی، بلکہ ہر ایک کے لیے ایک خاص علامت وضع کرنی پڑتی تھی، اس لیے نہایت کثیر علامات کی ضرورت ہوتی تھی۔ آج ہمارے پاس صرف نو ارقام عددی ہیں جن سے بتقدیم و تاخیر مراتب ہم ہر عدد کو لکھ سکتے ہیں۔ اگر انکو مرتبہ اول (ایکائی) میں لکھیں تو ۲-۱۰ اگر اسکو مرتبہ ثانیہ (دہائی) میں لکھیں تو ۲۰-۱۰۰ اور اگر مرتبہ ثالثہ (سیکڑا) میں لکھیں تو ۳۰۰-۱۰۰۰ اور اگر مرتبہ رابعہ (ہزار) میں لکھیں تو ۳۰۰۰-۱۰۰۰۰ پڑھا جائیگا۔

دیکھو ایک ہی رقم بتقدیم و تاخیر مراتب کس طرح قیمت بدل دیتی ہے؟ لیکن ایام قدیم میں یہ ممکن نہ تھا، اس لیے ہر عدد کیلئے نئی علامت کی حاجت تھی۔ اس منزل کا سب سے پہلا قدم یہ تھا کہ عہد قدیم میں بابل، چین، اور ہندوستان میں جدول عددی کا استعمال شروع ہوا، اور یہاں سے یونانیوں اور رومانیوں میں اس کی اشاعت ہوئی، پھر ان کے ذریعہ تمام یورپ میں پھیلا اور اواخر قرون وسطی تک باقی رہا۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ انگلینڈ کے خزائن شاہی کا خزینہ دار بارہویں صدی عیسوی میں اسی طریق حساب سے مدد لیتا تھا، اور اب تک اس کا استعمال روس میں باقی ہے۔

* * *

جدول عددی کا قاعدہ یہ ہے کہ دہائی، سیکڑا، ہزار، جس قیمت کے اعداد لکھنے ہوں، انہی تعداد کے مطابق ایک جدول بنا لی جائے اور اوس میں اعداد حسب مرتبہ لکھ دیے جائیں۔ مثلاً ہماری جدول میں چار خانے ہیں۔ اگر خانہ اول میں ہم ۲ لکھیں تو وہ ۲ ہوگا۔ اسکو اگر ہم دوسرے خانہ میں لکھیں تو ۲۰ ہو جائیگا، تیسرے خانہ میں اگر اسکو جگہ دیجائے تو ۲۰۰ ہوگا، اور اگر آخری خانہ میں لکھا گیا تو ۲۰۰۰ سمجھا جائیگا۔ اس طریق کتابت سے یہ مسئلہ پیدا ہو گیا کہ کیونکر چند اعداد کے ذریعہ اختلاف مراتب کے اختلاف قیمت پیدا کیا جائے؟

ہم نے اسی تمثیل میں دس کو معیار ترقی عدد قرار دیا ہے حالانکہ ہر زمانہ میں اور ہر قوم میں موجودہ متفقہ طریق حساب کی طرح دس معیار عدد نہ تھا، اس لیے اس جدول میں مرتبہ کی تبدیلی سے قیمت میں اوس قدر اضافہ ہوگا، جس قدر معیار عدد ہوگا۔

(۱) حساب جمل جسکا پروفیسر موصوف نے تذکرہ کیا ہے،
رہی چیز ہے جو مسلمانوں کے پاس بصورت حروف ابجد موجود
ہے، اور جسکو مسلمان علماء ریاضی نے درجات و دقائق و ثقلی
کی تعیین میں، اور علماء جغرافیہ نے طول و عرض بلاد کے ذکر
میں استعمال کیا ہے، اور پھر شعراء متاخرین اس سے مادہ ہائے
تاریخ نکالتے ہیں۔

(۲) مسلمان ان ارقام کو ارقام ہندیہ ضرور کہتے ہیں لیکن
تاریخ کی جہانتک شہادت ہے مسلمان اولاً ارقام کو الفاظ کی
صورت میں لکھتے تھے۔ مثلاً ایک، دو، چار۔ ابتدائے فتوحات سے تا عہد
عبد الملک تمام عربوں کے حسابات خود ان عربوں کے طریق ارقام
کے موافق لکھے جاتے تھے۔ مصر کا حساب قبطی میں، شام کا رومی
میں، عمان و ایران کا فارسی میں۔ عبد الملک کے عہد حکومت
میں دفتر حساب ایک فارسی الامل مسلمان مالک بن عبد الرحمن
نے عربی میں منتقل کیا، اسلیے قرین قیاس یہ ہے کہ ارقام ہندیہ
عربی میں فارسی کی راہ سے آگے ہیں، کیونکہ ہندوستان سے
عربوں کا علمی تعلق عہد منصور عباسی سے شروع ہوتا ہے۔

(۳) موجودہ مستعمل ارقام عربیہ موجودہ یورپین ارقام سے
مختلف ہیں، اسلیے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ موجودہ ارقام
عربیہ مختلف زبانوں میں مختلف طریقوں سے لکھے جاتے تھے۔ وہ
طریق ارقام عربیہ جو اہل یورپ میں پھیلا، محض ابتدائی نقش
ہے۔ ایک شاعر نے ان علامات و ارقام کو چند شعروں میں جمع
کر دیا ہے جن سے مناسب و مشابہت ارقام عرب و ارقام یورپ
ظاہر ہوگی :

الف راء ثم حج بعدہ * عین و بعد العین موصوف
ہاء و بعد الہاء شکل ظاہر * ییدو لہ اء * لہ و ہرہم
صفران تامنہا رقت ضما معاً * والواد تاسعہا بذلک تغلم
اب ان دونوں علامات کا مقابلہ کرو :

(عربی قدیم)	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
(موجودہ عربی)	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
(یورپین)	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹

(ملخص و مقتبس از المقتطف)

[اشتہار]

ہمزاد

لفظ ہمزاد کی حقیقت، ہمزاد کے رجوع پر مفصل بحث
عمل ہمزاد کی تشریح اور اس کا آسان طریقہ فن عمل خوانی
پر تفصیلی گفتگو، تاثیر عمل لہ ہرنے کے اسباب، اور اونکی اصلاح
الام سعد و نحس کا بیان، دست غیب کے معنی، دست غیب
کا صحیح مفہوم، مشکل کے حل کرنیوالے آسان اور مستفید طریقہ
بزرگان دین کے جن طریقوں کی تعلیم فرمائی انکا بیان۔ حب
تفریق، ہلاکی، دشمن کے اعمال کی تشریح، غرضکہ ہندوستان
میں یہ سب نئے پہلے، کتاب ہے جس میں عملیات پر نہایت
وضاحت کے ساتھ عقلی و نقلی دلائل سے بحث کی گئی ہے، اور
سچے پکے - مستند - آسان عمل بیان ایسے کئے ہیں - تین حصوں
میں قیمت ہر سہ حصص مع محصول ۱۴ آنہ۔

عرفان کی تجلی — حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری (ح)
کے حالات میں تمثیل و مختصر تذکرہ قیمت ۴ آنہ۔

حیات غوثیہ — حضرت غوث پاک کے صحیح اور مستند حالات
قیمت ۲ آنہ۔

دہلی کے شہزادوں کے دردناک حالات مع واقعات غدر و بغاوت
صفحات ۲۵۰ قیمت ایک روپیہ۔

ملنے کا پتہ ہے - ایم - مقبول احمد نظامی سیوہارہ ضلع بجنور

یورپ میں رائج ہوا تو ” صفر “ کو اپنی زبان میں بعینہ سالیفر
Cipher بنا دیا جو اب تک مختلف صورتوں میں یورپ کی
زبانوں میں مستعمل ہے، لیکن عرب مفر کو بصورت نقطہ (۰) لکھتے
ہیں اور اہل ہند و یورپ بصورت دائرہ (0) لکھتے ہیں۔ قدیم
قدیم عہد جسمیں صفر بصورت دائرہ لکھا ہوا ملا ہے، سنہ ۷۶-۸ ع ہے۔

* * *

یہ ارقام عدسی یورپ میں کیونکر اور کب پہنچے؟ یہ
مسلم ہے کہ عربوں نے اہل ہند سے یہ ارقام اخذ کیے کیونکہ
اونکے ہاں ان ارقام کا نام ” ارقام ہندیہ “ ہے۔ نویں صدی مسیحی
میں بغداد میں علماء ریاضی انہیں ارقام کا استعمال کرتے تھے۔
اندلس کے عربوں میں ارقام ہندیہ کے جو اشکال رائج تھے، وہ اشکال
بغدادی سے کسیقدر مختلف تھے۔ انکا نام اندلس میں ” ارقام الغبار “
تھا۔ مسلمانوں نے ان ارقام کو اپنے تمام حدود اثر میں پھیلایا، اور
جہاں جہاں انکی حکومت یا تجارت پہنچی یہ ارقام اونکے
ساتھ ساتھ تھے۔

* * *

بعض علماء یورپ کا دعویٰ ہے کہ عربوں سے پہلے جنربی یورپ
میں ارقام رائج تھے اور اسکی دلیل علم ہندسہ کی ایک کتاب کا
ایک قلمی نسخہ ہے جو چھٹی صدی عیسوی میں تصنیف
ہوئی تھی۔ اس کتاب میں انہیں ارقام کا استعمال ہے۔ اگرچہ
وہ تصنیف چھٹی صدی کی ہے لیکن چونکہ یہ نسخہ گیارہویں
صدی کا لکھا ہوا ہے اسلیے تحقیق یہ ہے کہ ناقل نے قدیم ارقام
کی جگہ ان ارقام کو جو اسکے زمانہ میں شائع ہو چکے تھے
لکھ دیا، تاہم اس نسخہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عربوں سے اہل یورپ
میں گیارہویں صدی سے پہلے ان ارقام کا رواج ہو چکا تھا۔

یورپ سلوٹر تانی جب اندلس کے عربوں سے تحصیل علوم
و فنون کے بعد یورپ واپس آیا تو آسنے اندلس کے ارقام غبار پر
ایک مختصر رسالہ لکھا، مگر آسمیں صفر کا ذکر نہیں ہے۔ بارہویں
صدی میں یہ ارقام باختلاط ارقام یونانی و رومانی، مختلف
ممالک و طبقات یورپ میں بے قاعدہ طور پر پھیل رہے تھے کہ
تیرہویں صدی کے اوائل میں اٹلی کے مشہور ریاضی دان
لیونارڈو فیرونائی نے سنہ ۱۲۰۲ میں علم حساب میں ایک
کتاب لکھی جسمیں ارقام ہندیہ کی تشریح کی۔ لیونا رڈو کے بعد
جان ساکر و بوسکر و پیدا ہوا، جس نے ارقام ہندیہ کے طریق استعمال
کی لیونارڈو سے زیادہ تشریح و توضیح کی۔

یوحنا پہلا شخص ہے جس نے ان ارقام کا نام ” ارقام عربیہ “ رکھا۔
اگرچہ شاہ سلی جسکے مسلمانوں سے بہت تعلقات تھے، اسکے عہد
کے چند سکے برآمد ہوئے ہیں جن پر انہیں ارقام میں سنہ ۱۱۳۸
کی تاریخ ثبت ہے۔ بعض اور مقامات میں بھی چند اور سکے ملے
ہیں جنمیں ایک اٹالین ہے اور اس پر سنہ ۱۳۹۰ منقوش ہے۔
ایک دوسرا فرنج سکے ہے جسپر ۱۴۸۵ کی تاریخ لکھی ہوئی ہے۔
جزیرہ برطانیہ میں بھی دو سکے پائے گئے ہیں، ایک اسکات لینڈ کا ہے۔
اسکی تاریخ ۱۵۳۸ ع ہے۔ دوسرا انگلینڈ کا ہے جسکی تاریخ
ضرب ۱۵۵۱ ع ہے۔ ان تمام سکوں کے سنیں انہیں ارقام ہندیہ یا عربیہ
میں منقوش ہیں۔ فرانس میں ایک قلمی کتاب سنہ ۱۲۷۵ ع
سے محفوظ ہے۔ اسمیں ان ارقام ہندیہ پر ایک مقالہ موجود ہے۔
جرمنی میں فیرونائی کی نو لوحیں ملی ہیں، جن میں اول پر
سنہ ۱۳۷۱ اور دوسرے پر سنہ ۱۳۹۸ منقوش ہے۔

(ملاحظت)

پروفیسر موصوف کے اس مضمون کے متعلق ہمکو چند باتیں
کہنی ہیں :

ایام ہفتہ کی حقیقت

سات ستاروں کی ترتیب پر ہونی چاہیے - حالانکہ ان دنوں کی ترتیب میں بہت فرق ہے :

(۱) ترتیب سیارات سببہ : یعنی زحل، مشتری، مریخ، شمس، زہرہ، عطارد، قمر -

(۲) ترتیب ایام سببہ : زحل، شمس، قمر، مریخ، عطارد، مشتری، زہرہ -

ایک مدت تک یہ اعتراض ناقابل جواب تھا، لیکن اب اکتشاف آٹار نے ایک کلدانی کتابہ کے ذریعہ واضح کیا ہے کہ کلدانی دن کے ہر گھنٹہ کو ایک ایک سیارہ کی طرف منسوب کرتے تھے اور ہر دن کا وہی نام رکھتے تھے جو اس دن کے پہلے گھنٹہ کے سیارہ کا ہوتا تھا - اس نظام کو کبھی کی بنا پر دن کے ۱-۸-۱۵-۲۲- زحل کے گھنٹے ہونگے، ۲-۹-۱۶- مشتری کے، ۳-۱۰-۱۷- ۲۴- مریخ کے، اور ۴-۱۱-۱۸- اور دوسرے دن کا پہلا گھنٹہ شمس کا - اسی طرح علی ترتیب ایام تیسرے دن کا پہلا گھنٹہ عطارد، چھٹے دن کا پہلا گھنٹہ مشتری، اور ساتویں دن کا پہلا گھنٹہ زہرہ ہوگا -

اہل ہند جو قدیم ستارہ بین اقوام میں داخل ہیں، انکے ہاں بھی ایام ہفتہ کی تقسیم اسی اصول پر ہے -

جن اشخاص کو قدیم فن جوتش اور نجوم سے واقفیت ہے وہ ان نقشوں اور جدولوں پر نظر ڈالیں جو اب تک احکم سعد و نص نجومی کے استخراج کیلئے لوگ استعمال کرتے ہیں - ان میں ہر دن کے چوبیس گھنٹوں کو مختلف تقسیموں سے مختلف ستاروں میں منقسم کر دیا ہے - یہ تمام چیزیں اسی کلدانی علم کو اکب سے ماخوذ ہیں جو مسیحی اقوام شام کے ذریعہ اسلام میں ترجمہ ہو کر شائع ہوئی تھیں -

مالک مذہب انیس اور مذہب رانیت

• یونانی اخبار نیولوگوس کے اڈیٹر نے اس موصوع پر ایک رسالہ لکھا ہے کہ سلطنت عثمانیہ میں نصرانی جماعتوں کو حقوق حاصل ہیں - تمہیداً دیگر خلفائے اسلام کے عہد و حقوق کو بیان کیا ہے، جسمیں حضرت عمر کے اس عہد کا بھی ذکر ہے جو انہوں نے فتح بیت المقدس کے وقت نصرانی بطریق صفر دنیوس سے کیا تھا -

رسالہ میں تاریخی طور سے دکھایا گیا ہے کہ ترکوں کا طرز عمل نصاریٰ کے ساتھ ہمیشہ کس قدر منصفانہ رہا ہے؟ منجملہ ان واقعات متعددہ کے جنکا صاحب رسالہ نے تذکرہ کیا ہے، عالی پاشا کی اس رپورٹ کا بھی ایک فقرہ ہے جو اوسلے سنہ ۱۸۵۵ میں دول عظمیٰ کے سامنے پیش کیا گیا تھا -

پٹر یارک (بطریق) کا عہدہ اور متعدد حقوق تمدنی و دینی پر اس درجہ مشتمل ہے کہ یہ کہنا ممکن ہے کہ تمدنی قوت کے علاوہ جسکی حکومت اسلامیہ مالک ہے، نصاریٰ کے تمام امور، انکے فیصلے، مقدمات، انکے حالات کی نگرانی وغیرہ اور انکے ہر طرح کے معاملات خود نصاریٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں - حکومت اسلامیہ کو ان سے کوئی تعرض نہیں -

کاش مسلمانوں کو بھی حکومت نصرانیہ کی تاریخ میں اس قسم کے فقروں کے لکھنے کا موقع ملتا !

مادی اور لادری

موجودہ متعدد فلسفی فرقوں میں مادی اور لادری، یہ دو فرقہ بھی ہیں جنکا نام اکثر ہمارے مذہبی لٹریچر میں لیا گیا ہے لیکن ان کی حقیقت سے عام طور پر ناظرین کو واقفیت نہیں ہے -

اوقات کی سب سے بڑی مدت سال ہے، پھر سال کو ہم مہینوں پر، مہینوں کو دنوں پر، اور دنوں کو گھنٹوں، منٹوں، اور سکندوں پر تقسیم کرتے ہیں - دن کی تمام اقسام کی حقیقت، آفتاب و اہلاب کی حرکت سے انکا تعلق، اور حرکت کی مختلف مقداروں کی حیثیت سے انکی مختلف تقسیمات، یہ تمام باتیں واضح اور ظاہر ہیں -

لیکن ہم مہینہ میں چند غیر مساوی تقسیم ہفتوں کی کیوں کر دیتے ہیں جو ہر مہینہ میں چند سال اور چند ایام کی کسر کے ساتھ واقع ہوتے ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح سال بارہ حصوں پر منقسم ہے جن میں سے ہر حصہ کا نام مہینہ ہے، اسی طرح مہینہ بھی متعدد حصوں پر منقسم تھا -

افریقہ کے مختلف قبائل کے نزدیک ایام ہفتہ کی تعداد مختلف ہے - بعض قبائل میں تین تین دن کا ہفتہ ہوتا ہے، بعضوں کے یہاں چار چار دن کا اور بعضوں کے نزدیک پانچ دن کا - اس اختلاف کا اصلی سبب یہ ہے کہ انکے ہاں دیہاتوں میں اور خیموں کی آبادیوں میں مختلف عادات و رسوم قدیمہ کی حیثیت سے ہر تیسرے یا چوتھے یا پانچویں دن بازار لگتا ہے، اس بنا پر انکے نزدیک ہفتہ کا پہلا دن بھی ہوتا ہے جو بازار کا دن ہوتا ہے - کانگو میں مہینہ ہمیشہ ۲۸ دن کا ہوتا ہے، اور ان ۲۸ ایام کو برابر حصوں پر تقسیم کر کے چار چار دن کا ایک ہفتہ فرض کرتے ہیں - باشندگان ایدو کا بھی اسی پر عمل ہے -

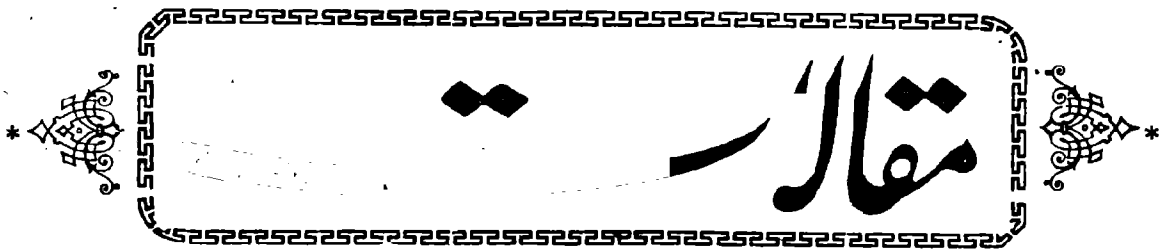
شرقی افریقہ کے بعض مقامات میں ایک مہینہ کو دس دس دن کے تین ہفتوں پر تقسیم کرتے ہیں - اہل یونان بھی تیس دن کا ایک مہینہ فرض کر کے دس دس دن کے تین ہفتے کر دیتے تھے - اہل جارج عربوں کے اختلاط سے پہلے مہینہ کو ۶ ہفتوں پر تقسیم کرتے تھے، اور ہر ہفتہ کو پانچ پانچ دن پر -

لیکن ایک زمانہ بعید سے اکثر دنیا کے معلوم و متمدن میں ہفتہ سات روز کا قرار دیا گیا ہے اور دراصل اسی پر عمل ہے، لیکن غور کرنا چاہیے کہ ہفتہ کے سات دن کیوں مقرر کیے گئے؟ تورات کے سفر تکوین سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کے عہد میں ہفتہ سات ہی دن کا ہوتا تھا - یہود نے کہاں سے یہ سیکھا؟ کلدانیوں سے جو قدیم اقوام میں سب سے پہلے ستارہ بین تھے -

انسان نے سب سے پہلے جب آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو اوسلے دیکھا کہ ایک ستارہ جسکو ہم چاند کہتے ہیں، ایک وقت معین پر طلوع ہوتا ہے - رفتہ رفتہ ۱۴ روز میں وہ بڑھ کر کامل ہوجاتا ہے - اسکے بعد گھٹنا شروع ہوتا ہے اور ۲۸ دن کے بعد عموماً بالکل قریب جاتا ہے - اس بنا پر اسلے مہینہ کے چودہ چودہ دن کے دو ٹکڑے کیے، اور پھر ان دنوں کے بھی دو برابر ٹکڑے کر ڈالے اس طرح مہینہ کے چار ٹکڑے کر کے سات سات دن کے ایک ایک ٹکڑے کا نام ”ہفتہ“ رکھا -

کلدانیوں میں ان ایام ہفتہ کے جو نام تھے، وہ بھی نام ہیں جو سیارات سببہ کے ہیں - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے ہفتوں کے سات دنوں کا تعین سیارات سببہ کی مناسبت سے کیا تھا -

لیکن اس نظریہ کے تسلیم کرنے سے ایک دوسری مشکل پیدا ہوتی ہے - اس سے لازم آتا ہے کہ ایام ہفتہ کے ناموں کی ترتیب



حقیقۃ الام

ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر، و انہا لکبیرۃ الا علی الغاشعین

(۱)

ایمان بالغیب کے بعد قرآن کریم کی سب سے پہلی تعلیم اقامت صلاۃ ہے کہ نماز کو قائم کر۔ ہم کو اس سے بحث نہیں کہ صلاۃ (نماز) کے احکام و اقسام کیا ہیں اور کیوں ہیں؟ ہمارے پیش نظر صرف نماز کی وہ خصوصیت ہے جس کو مسجد نشینوں میں نہ پا کر ایک اہل دل نے میکدہ کے دروازے کھٹکالے تھے کہ:

باشد کہ دریں میکدہا دریابیم

آن نور کہ در صومعہا کم کردیم

اس ذیل میں متعدد امور بحث طلب ہیں:

(لفظ صلاۃ)

(الف) ادبیات عرب میں صلاۃ کسے کہتے ہیں؟

کلام جاہلیت میں یہ لفظ دعا کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ اعمیٰ کا قول ہے:

لہا حارس لا یبرح الدہر بیثہا * ران ذبعت صلی علیہا رزمزما
اصلی علیہا، یعنی بذلک دعاہا (اُس کے لیے دعا کی)
ایک اور جاہلی شاعر کا شعر ہے:

وقابلہا الریح صفی دفہا * و صلی علی دنہا وارتم
یہاں بھی دعا ہی کے معنی ہیں۔ ایک اور قصیدہ میں ہے:

علیک مثل الذی صلیت فاعتصمی
عیناً، فان لعنہ المرء مضطجعاً۔

صلاۃ کے دوسرے معنی لزوم کے تھے۔ عہد جاہلیت کی ایک نظم کا یہ شعر مشہور ہے:

لم ان من جناتہا علم اللہ * رانی بعرہا الیوم صالی
یہاں صالی کے معنی لزوم رکھنے والے کے ہیں۔

کسی شخص کے پیرو کر بھی مصلی کہتے تھے، اور اس پیرو کی اتباع کا نام صلاۃ تھا۔ اصل میں مصلی کا لفظ گھوڑے کے لیے موزع تھا جو کسی دوسرے گھوڑے کے پیچھے پیچھے چلتا ہو۔ بعد میں تخصیص جاتی رہی، معنی میں تعیم آگئی اور ہر قسم کی پیروی کو صلاۃ اور پیرو کو مصلی کہنے لگے۔

یہ تو صلاۃ کے عام معنی ہوئے، لیکن مشرکین عرب میں صلاۃ کا ایک خاص طریقہ تھا، جس کی تشریح قرآن کریم نے کی ہے، سورہ انفال میں ہے:

وما کان صلاتہم عند البیت خانۃ کعبہ کے پاس اُن کی نماز کیا
الا مکاء و تصدیۃ، فذوقوا تہی؟ تالی بجانہ اور سیٹنی دینی،
العذاب بما کنتم تکفرون تم جو کفر کیا کرتے تھے، اب اُس کے بدلے عذاب کا مزہ چکھو۔ (۸: ۳۶)

روایات و آثار سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہے:

(۱) مادی وہ فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ عالم میں صرف دو چیزیں ہیں: وجود مادہ مثلاً لکڑی، پتھر، لوہا۔ اور قوت مادہ مثلاً حرارت، حرکت، کهربالیت۔ یہ تمام قوتیں طول و عرض، بیاض و سواد کی طرح مادہ کو عارض ہیں۔ بلکہ یہ قوتیں بھی خود مادہ کے مظاہر ہیں۔

(۲) لادری کہتے ہیں کہ ہم مادہ اور قوت کے وجود کو جانتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ قوت کو مادہ سے کس قسم کا تعلق ہے؟ جو چیزیں ہمارے ادراک اور احساس میں نہیں آتی ہیں نہ تو ہم انکو جانتے ہیں، اور نہ ہم انکا انکار کرتے ہیں۔ ہم اپنے علم کی نفی کرتے ہیں، لیکن انکے وجود کی نفی نہیں کرتے۔

امریکا کا کتہہ

اب تک براعظم امریکا کا مکتشف ارل کولمبس سمجھا جاتا تھا، لیکن اب ولایات متحدہ میں چند پتھر ملے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کولمبس سے سوا سو برس پہلے یہاں اہل سویتن و ناروے آئے تھے۔ اسے بعد ایک دوسرا پتھر امریکا کے ایک مکانوں میں جسکا نام کنٹسن ہے، اور جو صوبہ بنیسیروٹا میں واقع ہے نکلا، اس پر حسب ذیل عبارت لکھی ہوئی پائی گئی:

”ہم سویتنی اور ۲۲ اہل ناروے اپنے ملک سے نیو اسکاٹلینڈ کی تلاش میں نکلے اور مغرب کی طرف چلے، یہاں تک کہ پانی میں دو چٹانوں کے پاس آئے جو اس پتھر سے ایک دن کی مسافت پر واقع ہے۔ ہم دن بھر شکار کھیلنے رہے۔ راپسی میں ہم دس سرخ رنگ انسانوں سے ملے جو خون کی پوشاک پہنے تھے اور وہ مرچے تھے۔ کفراری مریم! مصیبت سے بچانا! ہمارے ساتھ ۴۱ دن کے فاصلہ پر حفاظت کر رہے ہیں۔ سنہ ۱۳۶۲“

ارتفاع و ارضی

سطح زمین کی بلندی و پستی اور اسکا دوسری زمین کی پستی و بلندی سے باہمی مقابلہ سمندر کی سطح سے کیا جاتا ہے۔ دنیا کے تمام براعظم بلندی و ارتفاع سطح میں باہم برابر نہیں ہیں، سمندر کی سطح سے بلند ترین ٹکڑے، براعظم ایشیا ہے، اور سب سے پست حصہ، براعظم یورپ و آسٹریلیا۔ ترتیب ارتفاع حسب ذیل ہے:

بر اعظم	سطح آب معدل ارتفاع
ایشیا	۹۵۰ میٹر
افریقہ	۶۵۰ میٹر
امریکا جنوبی	۶۳۰ میٹر
امریکا شمالی	۶۰۰ میٹر
آسٹریلیا	۲۸۰ میٹر
یورپ	۲۸۰ میٹر

قدر معذرت کافی سمجھی ہے کہ سجدہ کے شرعی معنی یہاں درست نہیں آتے! [۱]

(اقیمو الصلوۃ)

قرآن کریم میں صلوۃ کا لفظ جہاں کہیں آیا ہے اقامت کے معنیوں کے ساتھ آیا ہے۔ [۲] عربی میں اقامت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کام کو اس کی تمام رکعات و شرائط و حدود کے ساتھ انجام دیا جائے۔ معارفہ میں کہتے ہیں: اقام القوم سوقہم 'اذا لم يعطلوها عن البيع والشراء۔ ایک شاعر اپنے مخصوص قدیم انداز تفاخر میں شکایت کرتا ہے:

اقمنا لاهل العراق سوقا ضربا تعاصموا رولوا جميعا
روایات میں ہے:

اقامة الصلاة تمام الركوع نماز قائم کرنے کے معنی رکوع و سجود والسجود والتلاوة والخشوع اور تلاوت و خشوع کے حق سے نہایت رقبال علیہا فیہا [۳] مکمل طریق پر سبکدوش ہونے اور نماز کی غایت کی جانب اچھی طرح توجہ کرنے کے ہیں۔ [۴]

یعنی ایک مسلمان کے لیے صرف نماز پڑھنا ہی کافی نہیں ہے، نماز کے اغراض و غایات کی تکمیل بھی ضروری ہے۔ قرآن کہیں بھی رسمی نماز ادا کرنے کا حکم نہیں دیتا۔ وہ تکمیل حدود کا خواستگار ہے اور صاف کہہ رہا ہے کہ بغیر اس تکمیل کے نماز نماز ہی نہیں۔

(استعانت بالصبر والصلاة)

قرآن کریم نے استعینوا بالصبر والصلاة کا دو مقام پر حکم دیا ہے (استقلال و شکیبائی اور نماز کے ذریعہ مشکلات میں مدد مانگا کر) یعنی ان چیزوں سے تم کو اعانت ملیگی، تمہاری مشکلات آسان ہو جائیں گی، مہمات امور میں تم کو انہیں سے رجوع کرنا چاہیے) حدیث میں ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزبه امر فزع الى الصلاة [۴] جب کوئی مہم پیش آتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزبه امر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی فزع الى الصلاة [۴] جانب رجوع کرتے۔ [۵]

دوسری روایت میں ہے:

انہما - ای الصبر والصلاة - معونتان استقلال اور نماز، یا یہ دونوں، علیہما - ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔

وینہا (۱) کا فعل امر نہی دونوں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے (۱) -

(د) فحشاء و منکر سے نہ روکنے والی نماز کس حکم میں ہے؟ امام رازی نے اس بارے میں نہایت محققانہ جواب دیا ہے:

الصلاة الصحيحة شرعاً
تنبی عن الامریں
مطلقاً رہی التي
اتی بها المكلف لله
حتى لو قصد بها الرياء
لا تصح صلاته شرعاً
وتجب عليه الاعادة (۲)
دست نہوگی، اُس کو دوبارہ ادا کرنا چاہیے (۲)۔

(ه) بعض مفسرین کے ذوق تدقیق نے اس موقع پر ایک بات یہ بھی پیدا کی ہے کہ نماز انسان کو فحشاء و منکر سے باز نہ رکھتی ہے تاہم حقیقتاً میں یہ فعل نماز کا نہیں ہے۔ آیات قرآنیہ کا ہے جنکی نماز میں تلاوت کی جاتی ہے اور پھر اسکی نسبت طول طویل بحثیں کی ہیں، لیکن ان سب کا ماحصل نزاع لفظی اور بحث مالا یمنع سے زیادہ نہیں۔ علامہ طبری نے کہ فن تفسیر بالروایات کے امام ہیں خوب لکھا ہے:

الصواب عن القول في
ذلك ان الصلاة تنهى
عن الفحشاء والمنكر كما
قال ابن عباس وابن
مسعود، فان قال قائل
ركيف تنهى الصلاة عن
الفحشاء والمنكر ان لم
يكن معنياً بها ما يتلى
فيها؟ قيل تنهى من كان
فيها فتتحول بينه وبين
ايتان الفواحش لان شغله
بها يقطعه عن الشغل
بالمعكر ولذلك قال
ابن مسعود: من لم
يطع صلاته لم يزد من
الله الا بعداً، وذلك
ان طاعته لها اقامته
ايها بعدد ما، وفي
طاعته لها مزدجر عن
الفحشاء والمنكر.....
من اتى فاحشة او عصى
الله بما يفسد صلاته فلا
شك انه لا صلاة له (۳)

کے سب ادا ہو جائیں۔ جب یہ حالت ہوگی اور اس طرح نماز کی اطاعت کی جائیگی، تو اُس اطاعت میں لا محالہ فحشاء و منکر سے باز رہنے اور باز رکھنے کی خصوصیت ہوگی..... اب اگر کسی نے فحشاء کا ارتکاب کیا یا خدا کی کوئی ایسی نافرمانی کی جس سے نماز میں خلل آتا ہو، تو اس کی نماز بے شبہ نماز نہوگی (۳)

(۱) ابن کثیر [علی هامش الفتح] ج ۷ ص ۲۹۱

(۲) تفسیر کبیر - ج ۵ ص ۱۶۳

(۳) ابن جریر - ج ۲۰ ص ۹۲ و ۹۳

ممبر کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ مافات پر غم و اندرہ کرنا ہے سوہ ہے۔ انسان کو ہر ایک مشکل میں مستقل مزاج رہنا چاہیے اور کوشش ہونی چاہیے کہ جو چیز جاتی رہی، پھر اُس کا نعم البدل مل سکے، اور جب تک بہترین صورت میں تلافی نہ ہو جائے سلسلہ سعی و تدبیر میں خلل نہ آنے پائے۔ اسی طرح نماز سے بھی صرف ایک رسم کا پورا کر دینا مقصود نہیں ہے بلکہ خدا سے اپنے تعلقات کا تازہ کرنا اور موثرات دنیاری سے کنارہ کش ہو کر نفس میں ایک اعلیٰ تصور حدسی پیدا کرنا مد نظر ہے۔ ظاہر ہے کہ یہی دونوں چیزیں انسانی زندگی کو کامیاب بنا سکتی ہیں اور یہی کامیابی اسلام کی نظر میں ہے۔ (ممبر کی مزید تحقیق آگے آئیگی)

(۳)

(الف) نماز کی غرض و غایت کیا ہے؟ قرآن کریم نے خود

اس کی تشریح کی ہے۔
اتل ما ارحي اليك من
الكتاب و اقم الصلاة ان
الصلاة تنهى عن الفحشاء
و المنكر، و لذكر الله
اكبر، و الله يعلم
ما تصنعون (۲۹: ۴۱)

(الف - اء ار المنكر)

(ب) فحشاء و منکر (بے حیالی اور برائی) سے کیا مراد ہے؟ اور ان چیزوں سے روکنے کے کیا معنی ہیں؟ اس کی یوں تفسیر کی گئی ہے:

الفحشاء ما قبح من العمل
كالزنا مثلاً و المنكر
ما لا يعرف في الشريعة
اي تمنعه عن معاصي
الله و تبعده منها
و معنى نهيا عن ذلك
ان فعلها يكون سبباً
للعنتهما عنهما (۱)

وہ سبب ہوا کرتی ہے (۱)۔

یہی سبب ہے کہ ہم نے فحشاء کا ترجمہ بد اخلاقی سے کیا ہے کہ لفظ جامع ہے۔

(ج) فحشاء و منکر سے روکنے کا طریق کیا ہے؟ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

قال ابن العالیه فی قوله
تعالی ان الصلاة تنهى عن
الفحشاء و المنكر، قال:
ان الصلاة فيها ثلاث خصال
فكل صلاة لا يكون فيها شی
من هذه الخصال فلیست
بصلاة (۱) الاخلاص (۲)
و الخشیه (۳) و ذکر الله
فالخلاص یا مروه بالمعروف
و النہی عن المنكر
و ذکر الله القرآن یا مروه

نماز فحشاء و منکر سے روکتی ہے،
اس کی تفسیر میں ابن العالیہ کا قول
ہے کہ نماز میں تین خصلتیں
ہیں، ان میں سے اگر کوئی خصلت
بھی کسی نماز میں نہ ہو تو وہ
نماز ہی نہیں ہے۔ وہ خصلتیں یہ
ہیں (۱) خلوص (۲) خوف خدا (۳)
یاد الہی۔ خلوص کا فعل یہ ہے کہ
وہ نماز پڑھنے والے کو نیک کام کا
حکم دیتا ہے، خوف خدا اُسے بدی سے
روکتا ہے، اور یاد الہی (یعنی قرآن)

(۱) فتح البیان [طبع مصر] ج ۷ ص ۱۶۱

(ر) نماز کیا ہے ؟ خدا کے ساتھ تعلقات بندگی کو تازہ کرنا اور اپنے قراء ہیمنہ کے خلاف اپنے قراء ملکو تہ کو قوی رہے کی سعی ہے ۔ دنیا کی جھوٹی ہستیاں جو اپنی شان و شوکت و جبروت و جلالت سے دلوں پر ایک طرح کی مرعوبیت کا نقش بٹھاتی ہیں ، اُن سے تیری و استغفار کر کے صفحہ قلب سے نقش باطل کو دھو ڈالنا اور انسانی زندگی کو روحانی و مادی دونوں حیثیتوں سے بہترین نمونہ سعادت بنانے کے لیے حسن و فقیق کا طلبگار ہونا ۔ پس نماز بندے کیلئے خدا کی ایک معیت اور صحبت ہے اگر اس کے تعلق کو صحبت و معیت کے لفظ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے ۔ یہ معیت اول سے لیکر آخر تک قائم رہتی ہے ۔ یہی وہ مقام ہے جہاں صرف خدا ہے اور خدا کی یاد ہے ، بندے اور خدا کے مابین کوئی چیز حائل نہیں ہوتی : ان الصلاة اربها لفظة " الله " و آخرها لفظة " الله " نبي قوله "شهد ان لا اله الا الله" پر اور انتہا السلام علیکم رحمۃ اللہ پر ہوتی ہے ، یعنی اول میں بھی اللہ ہی کا لفظ ہے اور آخر میں بھی ۔ یہ اس لیے ہے کہ نمازی کو معلوم ہو جائے کہ نماز میں اول سے آخر تک وہ اللہ ہی کے ساتھ ہے ۔

اگر یہ اعتراض ہو کہ نماز میں اِشہد ان محمد رسول اللہ اور "اللہ صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم" بھی ہے ، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ چیزیں اصل نماز کے معنی سے خارج ہیں ۔ یہ ایک اور پری بات کے لیے داخل ہو گئی ہیں ۔ سبب یہ ہے کہ نماز صرف خدا کی یاد کا نام ہے ۔ اس کے علاوہ نماز اور کوئی چیز نہیں ہے لیکن نماز کے ذریعہ بندہ جب خدا تک پہنچ جاتا ہے اور خدا کی قربت اسے حاصل ہو جاتی ہے تو اس کے دل میں یہ خطرہ نہ آنا چاہیے کہ رسول کی ہدایت سے میں آزاد ہو گیا ، مستبد بن بیٹھا ، اب میں تعلیمات رسالت سے بالکل ہی بے نیاز و مستثنی ہو گیا ہوں ۔ [۲]

(ز) نماز کی مواظبت سے کیا بات حاصل ہوتی ہے ؟ حدیث میں ہے :

جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال : ان فلانا يصلي بالليل نادا اصبح رق ؛ فقال : لقتلها ملول [۳] جس چیز کو تم کہہ رہے ہو یعنی ادائے نماز ۔ یہی چیز اُس کو اس حرکت سے روک دیگی [۳]

(ح) یہ بات کیونکر حاصل ہوتی ہے اور اس کا سبب کیا ہے ؟ احادیث میں اس کی جو حقیقت مذکور ہے اور آثار و اخبار سے اس موضوع پر جو روشنی پڑتی ہے ، اس کا اقتباس یہ ہے :

(۲) تفسیر کبیر - ج ۵ - ص ۱۶۵

(۳) رواد الامام احمد بن حنبل قال حدثنا وکیع ، اخبرنا الامش ، قال اری ابا سالم عن ابي هريرة قال جاء رجل الى النبي (صلى الله عليه وسلم) فقال :

في الصلاة منتهي زمردجر عن معاصمي الله (۱) من لم تنه صلاته عن الفحشاء والمنكر لم يزدد بصلاته من الله الا بعدا (۲) قيل لابن مسعود : ان فلانا كثير الصلاة ؛ قال : فانها لا تنفع الا من اطاعها [۳]

من لم تامله صلاته بالمعروف و تنه عن المنكر لم يزدد بها من الله الا بعدا [۴] لا صلاة لمن لم يقطع الصلاة و طاعة الصلاة ان تنهى عن الفحشاء والمنكر قال السفیان : قالوا يا شعيب أصلاتك تاملرك ؟ قال فقال سفیان : ای واللہ تأمره و تنه [۵]

خدا کی قسم ، نماز حکم دیتی ہے اور منع بھی کرتی ہے [۵] جس نے نماز پڑھی مگر اُس نماز نے بد اخلاقی اور برائی سے اُس کو باز نہ رکھا تو جناب الہی سے قرب و تعلق کی جگہ اُس کا اور فاصلہ بڑھ گیا [۶] جس کی نماز اس کو بد اخلاقی اور برائی سے مانع نہ ہوئی تو بجز اس کے کہ اس نماز کی بدولت خدا سے اس کی درجہ بڑھے ، اور کوئی فائدہ نہیں [۷]

یعنی نماز انسان کی زندگی کو پاک کرنے والی ، شریفانہ کرینڈر بنانے والی ، تہذیب نفس و تربیت ضمیر کی روح بڑھانے والی چیز ہے ۔ یہی سبب ہے کہ اسلام نے ادائے نماز پر سب سے زیادہ زور دیا ہے اور ہر جگہ اس کی اہمیت پر دنیا کو توجہ دلائی ہے ۔ کسی قوم یا کسی فرد کی کامیاب زندگی کے لیے ان باتوں کی جیسی کچھ

(۱) رواد علی قال حدثنا قال ثنی معاوية عن علي بن عباس قوله ان الصلاة تنهى عن الفحشاء والمنكر يقول في الصلاة الخ - (۲) القاسم قال حدثنا الحسين قال ثنا خالد بن عبد الله عن العلاء بن المسيب عن ذكره - وقد نسي الراوي اسمه - عن ابن عباس في قوله الله تعالى ان الصلاة تنهى عن الفحشاء والمنكر - (۳) القاسم قال ثنا الحسين قال ثنا خالد قال قال العلاء بن المسيب عن مسرة بن عطية ، قال قيل لابن مسعود الخ - (۴) الحسين قال كناه ابو مصاريه عن الامش عن مالك بن العشر عن عبد الرحمن بن يزيد قال الخ - (۵) الحسين قال ثنا علي بن هاشم بن يزيد عن جرير عن الضحاك عن ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال الخ - (۶) علي بن اسعيل بن مسلم عن الحسن قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ ، و برواية اخري عن يعقوب قال ثنا ابن علية عن نوس عن الحسن قال الخ - (۷) بشر قال ثنا يزيد قال ثنا سعيد عن قتادة و الحسن قال الخ -

خدا کی قسم ، نماز حکم دیتی ہے اور منع بھی کرتی ہے [۵] جس نے نماز پڑھی مگر اُس نماز نے بد اخلاقی اور برائی سے اُس کو باز نہ رکھا تو جناب الہی سے قرب و تعلق کی جگہ اُس کا اور فاصلہ بڑھ گیا [۶] جس کی نماز اس کو بد اخلاقی اور برائی سے مانع نہ ہوئی تو بجز اس کے کہ اس نماز کی بدولت خدا سے اس کی درجہ بڑھے ، اور کوئی فائدہ نہیں [۷]

یعنی نماز انسان کی زندگی کو پاک کرنے والی ، شریفانہ کرینڈر بنانے والی ، تہذیب نفس و تربیت ضمیر کی روح بڑھانے والی چیز ہے ۔ یہی سبب ہے کہ اسلام نے ادائے نماز پر سب سے زیادہ

زور دیا ہے اور ہر جگہ اس کی اہمیت پر دنیا کو توجہ دلائی ہے ۔ کسی قوم یا کسی فرد کی کامیاب زندگی کے لیے ان باتوں کی جیسی کچھ

خدا کی قسم ، نماز حکم دیتی ہے اور منع بھی کرتی ہے [۵] جس نے نماز پڑھی مگر اُس نماز نے بد اخلاقی اور برائی سے اُس کو باز نہ رکھا تو جناب الہی سے قرب و تعلق کی جگہ اُس کا اور فاصلہ بڑھ گیا [۶] جس کی نماز اس کو بد اخلاقی اور برائی سے مانع نہ ہوئی تو بجز اس کے کہ اس نماز کی بدولت خدا سے اس کی درجہ بڑھے ، اور کوئی فائدہ نہیں [۷]

یعنی نماز انسان کی زندگی کو پاک کرنے والی ، شریفانہ کرینڈر بنانے والی ، تہذیب نفس و تربیت ضمیر کی روح بڑھانے والی چیز ہے ۔ یہی سبب ہے کہ اسلام نے ادائے نماز پر سب سے زیادہ

زور دیا ہے اور ہر جگہ اس کی اہمیت پر دنیا کو توجہ دلائی ہے ۔ کسی قوم یا کسی فرد کی کامیاب زندگی کے لیے ان باتوں کی جیسی کچھ

خدا کی قسم ، نماز حکم دیتی ہے اور منع بھی کرتی ہے [۵] جس نے نماز پڑھی مگر اُس نماز نے بد اخلاقی اور برائی سے اُس کو باز نہ رکھا تو جناب الہی سے قرب و تعلق کی جگہ اُس کا اور فاصلہ بڑھ گیا [۶] جس کی نماز اس کو بد اخلاقی اور برائی سے مانع نہ ہوئی تو بجز اس کے کہ اس نماز کی بدولت خدا سے اس کی درجہ بڑھے ، اور کوئی فائدہ نہیں [۷]

یعنی نماز انسان کی زندگی کو پاک کرنے والی ، شریفانہ کرینڈر بنانے والی ، تہذیب نفس و تربیت ضمیر کی روح بڑھانے والی چیز ہے ۔ یہی سبب ہے کہ اسلام نے ادائے نماز پر سب سے زیادہ

عالم اسلامی

از تفلیس تا بلاد چرکس

اثر: محمود رشاد ہے

مسلمانوں کے موجودہ تنزل و مصائب کا سبب انکا باہمی تفرقہ جہانی و معنوی ہے۔ اسلام کو اگر ایک خاندان فرض کیا جائے تو نظر آئیگا کہ اس کے تمام ممبر دنیا کے مختلف گوشوں میں اس طرح متفرق ہو گئے ہیں کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہیں۔

ایک نہایت اہم خدمت قلمی یہ ہے کہ تمام موجودہ عالم اسلامی کے تفصیلی حالات اردو میں شائع کیے جائیں اور مسلمانان ہند کے حالات سے دیگر ممالک کو واقف کیا جائے۔

یہ سلسلہ مضامین جو گذشتہ نمبر سے شروع ہوا ہے، اسے مقصد پر مبنی ہے اور امید ہے کہ قارئین کرام دلچسپی کے ساتھ مطالعہ فرمائیں گے۔

سب سے زیادہ قابل غور چیز اس میں یہ ہے کہ وسط ایشیا روس کے زیر نگین آ کر کس طرح یکایک نسق فحور کا گھر بن گیا ہے؟

تفلیس عصر مسیحی کے ارائل میں ایک ناقابل ذکر چھوٹا سا گاؤں تھا۔ پانچویں صدی عیسوی میں اتفاقاً ایک بادشاہ شکار کھیلتا ہوا ادھر آ نکلا۔ یہاں اس نے پہاڑ میں گرم پانی کا ایک چشمہ دیکھا۔ یہ چشمہ کچھ ایسا پسند آیا کہ اپنا دارالامان مشیخت سے یہاں لے آیا۔ اب ایک چھوٹا سا شہر ہے جو تفلیس سے ریل میں ایک گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے۔ تفلیس میں اگر یہ چشمہ نہ ہوتا تو وہ ہمیشہ گمنامی میں پڑا رہتا اور کوئی اسکا نام بھی نہ سنتا۔ سچ یہ ہے کہ تفلیس کے اقبال کا سرچشمہ یہی چشمہ تھا!

سنہ ۱۳۹۰ ع میں تیمور نے اسے فتح کر کے آگ اور تلواریں گرم بازاری کی۔ مردوں کو قتل کیا، عورتوں کو قید کیا، اور شہر کی عمارتوں میں آگ لگا دی۔ تیمور کے بعد ایرانیوں کا تسلط ہوا۔ وہ عرصہ تک اس پر قابض رہے۔ بالآخر سنہ ۱۸۰۱ میں روس کے زیر نگین آ گیا اور اس وقت سے اس میں نئی ترقی شروع ہوئی، یہاں تک کہ آج وہ ترقی و تمدن کے درجہ پر پہنچ گیا ہے۔

تفلیس کے درجے میں: ایک یورپین۔ دوسرا دیسی۔ یورپین حصہ کے تمام راستے چوڑے اور سیدھے ہیں۔ ان راستوں میں سب سے زیادہ اہم حصہ جالخانکی اور میخاییلو کی ہیں۔ ان دونوں سڑکوں میں برقی روشنی ہوتی ہے۔ قرقاز کے گورنر کی رہتی، سرکاری دفتر، بڑا روسی کلیسا، بڑی دکانیں، عجائب خانہ، باغ اسکندر، ٹھیٹر ہال، اور اریڈرا ہاؤس اسی پہلی سڑک میں ہیں۔ یہ ٹھیٹر بیحد خوشنما ہے۔ اسکو روسی زبان میں کازدلی تیاتر یعنی سرکاری ٹھیٹر کہتے ہیں۔ اس کے بیرونی حصہ میں سب سے زیادہ خوشنما ایک ایرانی انداز کی روکار ہے۔ کازدلی تیاتر سے تھوڑی دور پر ایک اور بڑا ٹھیٹر بھی ہے۔

ضرورت ہے ظاہر ہے۔ قدرت نے مسلمانوں کو ساری دنیا پر حکومت کرنے اور ہر قسم کے روحانی و مادی ترقیات کا مجموعہ بنانے کے لیے پیدا کیا تھا۔ ترقی کا سب سے بڑا اور سب سے موثر ذریعہ کریمتر اور کامل زندگی ہے، اور اسی کی بہترین محرک نماز ہے۔ جس نماز کو تم ایک رسمی چیز سمجھ رہے ہو، جس کے عہد قدیم کا ایک بے کار و بے سود رواج مانتے ہو، جس کے ادا کرنے میں تمہیں کیا کیا موانع پیش نہیں آتے، جسے پڑھتے بھی ہر تو: ”برزبان تسبیح و در دل گاؤں“

کا حال ہوتا ہے۔ وہی نماز ایسی چیز تھی کہ اگر اس کی حقیقت پر تمہیں عبور ہوتا تو اس وقت تمہاری حالت بدلی ہوئی نظر آتی، اور تم یوں مقہور و مغلوب نہ ہوتے۔ کیونکہ تم میں سے ہر فرد ایک ایسا اعلیٰ اور مکمل اخلاقی کریمتر رکھتا جو دنیا میں صرف عزت و عظمت، ہیبت و جبروت، حکومت و فرمانروائی، اور طاقت و طاقت فرمائی ہی کیلیے ہے۔ اسکی مزید تشریح اور معارف صلا کا انکشاف آگے چل کر ایک مستقل عنوان کے تحت میں آئیگا۔ یہ محض ایک سرسری اشارہ تھا۔

چہ ہوئے اور بدل ہیں درد ہم نہاں ہوئے

کہ کار من نہ چنیں ہوئے ارچنناں ہوئے

غور کرو! جو نماز تم پڑھتے ہو، جس عبادت پر تمہیں ناز ہے، جو انداز پرستش تم نے قائم کر رکھا ہے، وہ حقہ سے کس قدر دور ہے؟ کیا اس نے کبھی تمہیں فواحش و منکرات سے روکا؟ کیا اس کے ذریعہ تمہارا کیرنگہ پاک و بلند ہو سکا؟ کیا اس کی مواظبت نے تم میں کوئی روحانیت پیدا کی؟ کیا تمہاری تنزل پذیر حالت اس کے طفیل ایک ذرا بھی بدلی؟ کیا خدا کا تعلق اور مخلوق کا رشتہ تمہارے ہاتھ آسکا؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر کیا یہ وہی نماز ہے جسکی نسبت حضرت فاروق اعظم نے ایک بیخودانہ لہجے میں فرمایا تھا: لاحظ فی العیاء و قد عجزت عن اقامۃ الصلاۃ (ادائے نماز ہی کی استطاعت نہ رہی تو پھر زندگی میں کیا لطف رہا؟) (البقیۃ قتلی)

اکسیر شفا دافع طاعون و وبا

ایک کروڑ انسان یہ مرض مار چکی ہے

یہی ایک دوا ہے جس کے استعمال سے ہزاروں مریض تندرست ہو چکے ہیں اگر وبا زندہ مقامات میں بطور حفظ ماقدم ہر روز ہر بند استعمال کی جائے تو بینے والا حملہ مرض سے محفوظ رہتا ہے۔ ہدایات جس سے مرض دوسرے پر حملہ نہیں کرتا، اور مفید معلومات کا رسالہ ایک سر صفحہ کا مفت آب حیات

کا قصہ مشہور ہے اب تک کسی نے اسکی تحقیقات نہیں فرمائی محققان یورپ حکما سلف خلف کے تحقیق کردہ مسایل وغیرہ و علمی تجربات و مشاہدات اور مختلف عوارض کس طرح دور ہو سکتے ہیں اس کی علمی عملی ثبوت۔

ایک سو ۳۲ صفحہ کی کتاب

لا علاج کہنے بیماریوں۔ مثلاً کمزوری۔ ہر طرح کے ضعف باہ۔ عقر۔ بڑا سیر۔ نواسیر۔ ذیابیطس۔ درد گردہ، ضعف جگر کا شرطیہ ٹھیکہ پر علاج ہو سکتا ہے فارم تشخیص منگواؤ۔

پتہ حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما مصنف رسالہ جوانی دیوانی۔ ذیابیطس نفیس در دگرہ ضیق النفس وغیرہ لاہور موجی دروازہ لاہور۔

نظر خیرہ کن روشنی کی جگمگاہت سے ایسا معلوم ہونے لگتا ہے گویا تمام شہر میں ایک عجیب باقاعدہ چراغاں ہو رہا ہے

تفلیس ہر چہار طرف سے پہاڑوں میں محصور ہے۔ اس لیے مصر میں جس گرمی سے آپ بھاگتے ہیں اس سے یہاں زیادہ سابقہ پڑتا ہے۔ لیکن جب ہوا میں اعتدال پیدا ہو جاتا ہے تو پہاڑوں کی ہوا روح و جسم میں نشاط و تازگی پیدا کرتی ہے، اور مسافر کا جی چاہتا ہے کہ ضرور ٹہرے گو چند دن ہی سہی۔

گورنر کی کوٹھی سے تھوڑی دُور پر ایک میدان ہے جو میدان افریقان کہلاتا ہے۔ اسی میدان میں ٹریمورے کی لالیں منقسم ہوتی ہیں اور شہر کے مختلف اطراف میں جاتی ہیں۔ تفلیس میں بعض مسلمان جیسے بابا نوف اور حصاروف کر درہتی ہیں۔ پیرس کی ڈاک برلن، سینٹ پیٹرسبرگ، موسکو، خارکوف، رومٹوف اور باکو ہوتی ہوئی تفلیس میں آتھیں دن پہنچتی ہے۔ تفلیس کی آبادی ۴ لاکھ ہے جس میں ۳۰ ہزار روسی، ایک لاکھ ۸۰ ہزار ارمنی، ایک لاکھ کرچی، ۹۰ ہزار مسلمان اور ۵ ہزار یہودی ہیں۔

تفلیس میں ایک عجائب خانہ ہے جس میں وہ جہنم کے ابلیس محفوظ ہیں جو قوقاز کے سردار اور ہیرو یعنی شیخ شامل نے روس کے ساتھ جنگ میں استعمال کیے تھے۔ ان جہنم پر ”نصر من اللہ و فتح قریب“ ر بشر المومنین یا محمد“ لکھا ہوا ہے۔ ایک تختی ہے جس میں شیخ شامل کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ ان دونوں کے علاوہ بہت سے ایسے جہنم کے بھی ہیں جن پر قرآن پاک کی بعض آیات اور وسط میں شمیر بکف شیر کی تصویر (جو ایرانوں کا نشان ہے) بنی ہوئی ہے۔ ان جہنموں کے سوا اور قسم کے جہنم بھی ہیں۔

بہت سی تصویریں ہیں جن میں زیادہ تر شیخ شامل کی جنگ کے واقعات دکھائے گئے ہیں۔ پرانے اسلحہ اور توپیں بھی ہیں۔ توپوں پر عربی اور ترکی میں بعض عبارتیں کندہ ہیں۔ ایک بہت بڑی تختی ہے جس میں روس کے داخلے کو دکھایا گیا ہے۔

بعض پرانی ترکی تحریریں اور دیگر نفیس آثار بھی موجود ہیں۔ تفلیس کے نواح میں کدو جوڑ اور مایخلیس ہیں۔ یہ دونوں مقام آب و ہوا کے اعتدال میں مشہور ہیں۔ حتیٰ کہ گرمیوں میں بھی قریباً گرمی کا نام و نشان نہیں ہوتا۔ یہاں میدان افریقان سے موٹر کار پر جاتے ہیں۔

تفلیس میں ایک موٹر کار کمپنی ہے جسکی گاڑیاں تفلیس اور بلاد قوقاز کے مابین نہایت عمدہ راستہ سے سفر کرتی ہیں۔ دس گھنٹہ کا راستہ ہے۔ ان اطراف میں ریل پر سفر کا راستہ دوسرا ہے جہاں نہ مناظر ہیں، نہ خوبی و جمال، اور پھر راستہ ۲۴ گھنٹہ سے کم نہیں۔

موٹر میں سب سے عمدہ نشست اول درجہ کی ہے جو چلانے والے کے پیچھے ہوتی ہے۔ جانے کا کرایہ بیس ساڑھے بیس ریال ہے (یعنی تقریباً پچاس روپیہ) اور واپسی کا بھی اتنا ہی۔

میں چند اور سیاحوں کے ساتھ موٹر پر بیٹھا اور قوقاز کے مشہور سلسلہ کوہ سے گزرا۔ یہ راستہ کورجیہ کا جنگی راستہ کہلاتا ہے۔ کیونکہ روسی فوج نے جنگ کے زمانے میں یہی راستہ اختیار کیا تھا۔

ان پہاڑوں کے رخنے والے اکثر کرجی عیسائی ہیں۔ تاہم ان میں الانکون اور الامیتن بھی رہتے ہیں، مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ سب مسلمان نہیں ہیں۔

دوسری سڑک پر زیادہ تر ہوٹل، تماشہ گاہیں، اور آخر میں ایک باغ ہے جہاں لوگ روزانہ اور خصوصاً شام کو جوق در جوق سیر و تفریح کے لیے آتے ہیں۔ یہاں ارمنیوں کے تخت (طائف یا چوکی) رنگا رنگ کی پوشاکیں پہنے ہوئے نہایت دلگداز گانے گایا کرتے ہیں۔ ان کے پاس خاص قسم کے پیانو، دف، کمزجان، اور آرگن ہوتا ہے۔ اسی سڑک پر اسی باغ سے قریب ایک بڑا قہوہ خانہ بھی ہے۔ اسمیں گرجوں کا ایک تخت ہے جس میں عورتیں اور مرد دونوں ہیں۔ انکی پوشاکیں رنگا رنگ کی ہوتی ہیں جن کے حاشیے کار چربی چھڑیوں سے آراستہ ہوتے ہیں۔ ان کے پاس پیانو، دف، منددا لین اور بہت سے تار والے ساز ہوتے ہیں، جن میں سے ہر ایک کو یہ لوگ جیتارہ کہتے ہیں (غالباً یہ لفظ دراصل سے تارہ ہوا)۔

دیسی حصہ میں باغ، جامع مسجدیں، اور بازار ہیں جو یہاں بازار ہی کہلاتے ہیں۔ ان میں سب سے بڑے بازار میدان بازار، ارمن بازار، اور شیطان بازار ہیں۔ جیسا کہ مشرقی شہروں کا قاعدہ ہے اس حصہ کی سڑکیں تنگ اور اڑدھوں کی طرح پیچیدہ ہیں۔ تفلیس میں ایک چھوٹی سی نہر ہے جسکو کورا کہتے ہیں۔ ایک اور نہر اس سے بھی چھوٹی ہے اسکو فیلا کہتے ہیں۔ پہلی نہر پر لٹی پن چکیاں بھی ہیں۔

یہاں ایک مکان ہے جس میں رات کو (بشرط فرمایش) دیسی ناچ ہوتا ہے۔ دیسی ناچ کی دو قسمیں ہیں: اہل مزج کے ناچ کو مزجیکا کہتے ہیں، اور کرجی ناچ کو کینا داری۔

تفلیس میں ایک مجسمہ ہے جو مجسمہ فارانسراف کے نام سے مشہور ہے۔ فارانسراف قوقاز کا گورنر تھا۔

اس کے قریب ہی دیسی کانوں کی ایک مشہور دکان ہے جس کا نام ناد کو رادیہ ہے۔

تفلیس میں اذان گاہیں بلند نہیں ہوتیں بلکہ تونس کی طرح ہوتی ہیں۔ یہاں بہت سے ہوٹل بھی ہیں جن میں سب سے بڑا اور سب سے زیادہ خوشنما اورنٹیل ہوٹل ہے جو گورنر کی کوٹھی کے قریب ہے اور یورپ کے اول درجہ کے ہوٹلوں سے کسی بات میں کم نہیں۔ اس ہوٹل کا کھانا نہایت عمدہ ہوتا ہے۔ اسکی صفائی، ترتیب، اور انتظام کی عمدگی کی بابہ اسقدر کہدینا کافی ہے کہ اس کا منیجر ایک فرانسیسی ہے۔ بخلاف دوسرے ہوٹلوں کے کہ ان کے منیجر کرجی ہیں اور انکی وہی حالت ہے جو مصر میں یونانیوں کے ہوٹلوں کی ہے۔

اورنٹیل ہوٹل کے آگے اور گورنر کی کوٹھی کے پیچھے کوہ ندیس دارد ہے۔ ۶ - بجے شام سے اس پہاڑ کی ہوا عجیب تازگی بخش و نشاط انگیز ہو جاتی ہے۔ یہاں لوگ جوق در جوق سیر و تفریح کے لیے آتے ہیں۔ خصوصاً شب کو تو بکثرت آتے ہیں اور ایک قسم پ بڑی سیڑھی میں بیٹھ کر چڑھتے ہیں۔ جاتے ہوئے راستہ کوئی س منٹ کا ہے، اور آتے میں تو اس سے بھی کم ہے۔ پہاڑ کے اس تہائی حصہ میں جو شہر کی طرف واقع ہے، قدیس دارد کی خانقاہ ہے۔

یہ پہاڑ تفلیس کی بہترین نرہنگاہ ہے۔ اسمیں تمام برقی روشنی کے کھانے کی دکانیں، قہوہ خانے، اور گانے والوں کے تخت ہیں۔ ان کے نغمے طرب انگیز اور دلگداز ہوتے ہیں۔ ساز میں سے ان کے پاس گ، بانسری، نقرہ، (ایک قسم کا ساز جو انگلیوں کی ضرب سے بنایا جاتا ہے) ہوا کرتے ہیں۔

اس پہاڑ کی چوٹی پر سے تفلیس کے تمام منظر دکھائی دیتے ہیں۔ شہر کا منظر رات کو دن سے زیادہ خوشنما ہوتا ہے، کیونکہ رات کو

ناموران غزوہ بقیان

۱. قطرات اشک

شم ۱۰ء ۱۰ء کی یاد میں

لقد کان فی تصمم عبء لاولی الالباب !

شہداء طرابلس

شدیم خاک و لہکن بیوے قربت ما
تواں شناخت کزیں خاک مردمی خیزد !

آج ایک ضرورت سے الهلال کی پہلی جلد کی ورق گردانی کر رہا تھا کہ متعدد صفحات پر ”ناموران غزوہ طرابلس“ کا عنوان نظر آیا اور اپنی گذری ہوئی صحبت ماتم کی خرنابہ نشانیوں ایک ایک کر کے سامنے آ گئیں :

حلقۂ ماتم زن شیریں ہم داشتن !

۔ الهلال کی پہلی جلد میں یہ باب تقریباً ہر نمبر میں ہوتا تھا۔ اس کے نیچے عموماً ان جانفروشان ملت اور مجاہدین حق کے غزوات مقدسہ کی سرگذشتیں ایک مخصوص انداز میں بیان کی جاتی تھیں جنہوں نے غزوہ طرابلس کے دوران میں اپنی جان و مال اور معنویات و مطلوبات کا تحفہ اپنے خدائے قدوس کے حضور میں پیش کیا۔ وہ خدائے نیرنگ کا روبرو شہ سار، جسکی بارگاہ محبت میں خون شہادت کی روانی اور جسم خونچکان کی ترب اور بیقراری سے بڑھکر اور کڑی تحفہ مقبول نہیں کہ ”انا عند المنکسرۃ قلوبہم“

کوزخم عاشقانہ کہ در جلوہ گاہ حسن
صد چاک دل بتار نگاہ رفو کنند

(غزوہ طرابلس)

جنگ طرابلس کی ایک بڑی خصوصیت یہ تھی کہ وہ ایسی حالت اور ایسے لوگوں کے ساتھ شروع ہوئی جو باقاعدہ فوجیں اور منظم سامان جنگ سے بالکل محروم تھے اور معدودے چند ترکوں کے سوا کوئی جماعت وہاں ایسی نہ تھی جسپر سلطنت کے عسکر و سپاہ ہونے کا اطلاق ہوسکے۔ پھر جنگ کی ابتدا انک ایسے ظلم صریح اور وحشیانہ اقدام سے ہی گئی جسکی نظیر ملکوں اور پادشاہوں کی پرانی وحشیانہ لڑائیوں کے سوا اور کہیں نہیں مل سکتی اور گو یورپ کا ہر حملہ اور قبضہ جو مشرق سے تعلق رکھتا ہے، ظلم و وحشت کی مثالوں سے لبریز ہوتا ہے، تاہم اٹلی نے جو خوفناک درندگی اور بھیمیت اس موقع پر اختیار کی تھی، وہ مشرق اور مغرب کے تعلقات کی جدید تاریخ میں بھی ہمیشہ بے نظیر یقین کی جائیگی۔

ان اسباب نے اس جنگ کی حالت یکایک منقلب کر دی اور اسکو پادشاہتوں اور ملکوں کی ان لڑائیوں سے بالکل مختلف

اسکے مناظر اسدرجہ خورشما ہیں کہ انسان ششدر ہو جاتا ہے۔ سولیرا کے خورشما ترین مناظر بھی اسکے مناظر کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔

راستہ میں ہوٹل اور اسٹیشن پڑتے ہیں۔ پہلا اسٹیشن قازیق ہے (یہ غازی بک کی محرف شکل ہے) جا بجا راستے میں مسافت کے نشان نصب نظر آتے ہیں۔

جب ہم فلاذ یقاقاز پہنچے تو دیکھا کہ یہ ایک نہایت عمدہ خورشما شہر ہے جو تیرک نامی نہر کے ساحل پر واقع ہے۔ وہ سطح آب سے ۸ سو میٹر بلند ہے۔ جبکہ تغلیس میں سخت گرمی پڑتی ہے تو یہاں سخت سردی ہوتی ہے۔

فلاذیقا قازق صوبہ تیرسکی کا دار الحکومت ہے۔ اس میں ایک بڑا میونسپل باغ ہے جسکے ایک طرف نہر تیرسکی بہتی ہے۔ حسن و جمال میں یہ باغ قوقاز بلکہ خود تغلیس کے تمام باغوں سے زیادہ ہے۔ تمام باغ میں برقی روشنی ہوتی ہے۔ روزانہ بالجا بچتا ہے جسکے سفے کے لیے بکثرت لوگ آتے ہیں۔

شہر میں نہر کے ساحل پر ایک عظیم الشان جامع مسجد ہے جس میں در نہایت عمدہ و پر شرکت مینار ہیں۔ ایک بہت بڑی سڑک ہے جسکے بیچ میں ترلوگ چلتے ہیں مگر دونوں طرف سایہ دار درخت ہیں۔ درختوں کے نیچے بنچیں پڑی ہیں۔ چلنے والے ان پر استراحت کے لیے بیٹھ جاتے ہیں۔

یہاں کی آبائی ۳۵ ہزار ہے۔ اسمیں گرینڈ ہوٹل اور امپیریل ہوٹل وغیرہ بڑے بڑے اور عمدہ ہوٹل ہیں۔ یہاں سے شمال روس اور قوقاز کے معدنی حماموں کی طرف ٹرینیں جاتی ہیں۔ یہ حمام بیتابجر رسک (جو فلاذیقا قازق سے چھ گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے) ایسا نترک، کیزلو حردسک (جس سے وہ آب نازراں معدنی نکلتا ہے جو روس میں بکثرت پیا جاتا ہے) اور جلیزلو خردسک ہیں۔ یہ حمام ایک دوسرے کے قریب ہی قریب ہیں اور ہر طرح سے آراستہ ہیں۔ مغالی اور آرام کے لیے یورپ کے حماموں میں جو ساز و سامان ہوتے ہیں، انہیں سے ایک کی بھی یہاں کمی نہیں۔

صوبہ تیرسکی میں چرکسوں کا ایک قبیلہ رہتا ہے جسکا نام قارباطلے ہے۔ اسکی قیامگاہ شہر فلاذ قاقاز سے ریل پر چھ گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے۔

اس صوبہ کا نام تیرسکی نہر تیرک کی مناسبت سے رکھا گیا ہے۔ نہر تیرک سلسلہ کوہ قوقاز کے ایک پہاڑ قازیق (غازی بک) نامی سے نکلتی ہے اور بحر خزر میں گرتی ہے۔

۱. لال:

تغلیس کو ایران سے علحدہ ہونے کے بعد بہت زیادہ زمانہ نہیں گزرا ہے مگر کیسے تغیرات ہو گئے؟ آج بھی ایرانی تاجروں کا یہ بڑا مرکز ہے۔ کراسن نیل کے کنروں کے مالک بکثرت ہیں اور اکثر لکھ پتی ہیں۔ جن لوگوں نے رینڈ کا ناول الہ دیں پڑھا ہے، وہ تغلیس کے حسن و جمال کا یہی اندازہ کر لیں کہ یہیں رینڈ کی جنت تھی !

اولو العزم جماعت تھی، اور اپنے تنخواہ دینے والوں کے لیے نہیں، اپنے پرورش کرنے والوں کے لیے نہیں، اپنے بادشاہ کیلئے نہیں، اپنی شجاعت اور بہادری کی روایات کی خاطر بھی نہیں، بلکہ صرف اُس خدائے حق و صداقت کی رضا و محبت کیلئے اپنے تئیں فدا کرنا چاہتی تھی، جسکی نسبت اسکو یقین تھا کہ وہ اپنے دین میں اور ملتِ قریم کی حفاظت کیلئے جان دینے والوں کو دوست رکھتا اور اسے خوش ہوتا ہے :

ومن الناس من يشرى
نفسه ابتغاء مرضات الله -
ور الله رؤف بالعباد (۱۱ : ۳۲)
اور اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں جو
صرف اسکی رضا اور خوشنودی حاصل
کرنے کیلئے اپنی جانوں کو فدا کر دیتے
ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر بہت ہی
شفیق ہے -

فی الحقیقت یہی معنی ہیں ”جہاد دینی“ کے کہ دشمنان حق و عدالت کے مقابلے میں کسی دنیوی غرض و حاجت سے نہیں بلکہ صرف حق و صداقت اور ملک و ملت کی حفاظت کیلئے اٹھ کھڑا ہوتا، اور اس راہ میں اللہ کے تعلق اور اسکی رضا کو اپنا مقصود سمجھ کر وہ سب کچھ کر گذرنا جو باہمی جنگ و قتال میں کولی ملازم فوج یا جنگی جماعت کیا کرتی ہے -

* * *

صدیوں سے مسلمانوں پر جر انحطاط قراء و جذبات طاری ہے اُس نے ان جذبات مقدسہ سے تقریباً انہیں محروم کر دیا ہے - اسلام پرستی و ملت خواہی کے وہ جذبات جنہوں نے بدر حنین سے لیکر جنگ صلیبی تک مسلمانوں کی قوت و حقانیت کو ہمیشہ برقرار رکھا اور نائنہ تا تار جیسی مہیب بربادیوں کے بعد بھی ممالک اسلامیہ کے طول و عرض کو سمٹنے نہ دیا، اب صرف تاریخ عالم کی سرگذشتوں کا ایک حصہ بن کر رہ گئے ہیں، اور صدیوں سے حفظ ملت و دفاع اعداء اسلام کا فرض افراد و اقوام کی جگہ صرف حکومتوں اور انکی فوجوں کی رو بہ تنزل قوت کے اعتماد پر چھوڑ دیا گیا ہے - حالانکہ اسلام کے نظام

اجتماع کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اُس نے حفظ ملت کے فرض کو ہر فرد ملت پر فرض کر دیا تھا اور اُسی کو دینِ قریم کا ایک بہت بڑا فرض باسم ”جہاد“ قرار دیا تھا - اگر ائمہ مرحومہ کوئی جسم واحد ہے تو اسکی زیر کی ہدیٰ یہی اصول دینی تھا، پر افسوس کہ دستِ تغیر نے سب سے پہلے اسی کو زخمی کیا اور اسکی تفصیل کا یہ موقع نہیں -

لیکن اسکا سبب یہ نہیں ہے کہ جذبات معدوم ہو گئے ہیں اور طبیعتِ اسلامیہ اب اپنے خواص فطریہ کو بالکل کھو چکی ہے -



مجاہدین طرابلس کا ایک گروہ - مشہور موسیٰ بک کے زیر قیادت

شہداء طرابلس کا ایک گروہ شہادت سے پہلے



کر دیا جن میں بیش قرار تنخواہیں لینے والے جنرل اور تنخواہوں کے ذریعہ طیار کی ہوئی فوجیں حریف کے مقابلے میں بوہتی ہیں - دشمن کے داخل پر قبضہ کر لیا تھا اور خشکی کا دروازہ گود دشمن کے قبضے میں نہ تھا مگر دشمن کے ایک ایسے حامی کے زیر تسلط تھا، جو پس پردہ رہ کر تماشا دیکھنا چاہتا تھا - پس نہ تو فوج باہر سے آ سکتی تھی اور نہ ہی سامان جنگ میسر آ سکتا تھا - یہ ممکن تھا کہ ایسی حالت میں کوئی نئی فوج بھرتی کی جاتی اور انہی کو تعلیم دیکر جنگ میں بھیجا جاتا، مگر اسے لیے روپیہ کی ضرورت تھی اور سونے کے سکے ریگستان کے ذروں سے بن نہیں سکتے تھے -

پس اندرون طرابلس میں وہ تمام رسائل و ذرائع نابود تھے جنکے ذریعہ خود غرض اور بندہ احتیاج انسان کو اپنے اور جان دینے پر آمادہ کیا جاسکتا ہے - نشأت بے کے پاس اسقدر روپیہ بھی نہ تھا جسکے ذریعہ وہ اپنی اور اپنے ساتھی ترکوں کی ضروریات کی طرف سے مطمئن ہوتا - وہ چاندی سونے کے خزانے نہاں سے لاتا جن سے تنخواہیں دیکر اور انعامات کی طامع دلا کر کوئی نئی فوج طیار کی جاتی؟

* * *

اس مایوسی اور لاعلاج حالت کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ عالم مادی سے قطع نظر کر کے عالمِ قلب و جذبات کی طرف متوجہ ہونا پڑا اور جبکہ دنیا کے سامانوں نے جواب دیدیا تو

خدا کے دروازے پر دیکسوں کے سر جھک گئے - سب سے پہلے غازی انور بے نے جہاد مقدس اور حفظ وطن و ملت کی دعوت قبائل میں شروع کی، اور اُنکے بعد یکے بعد دیگرے چند اور داعیان حق بھی مشغول تبلیغ ہو گئے - انہوں نے وقت کی مصیبت سے عرب بادیدہ کو خبردار کیا، اور سمجھایا کہ سر زمین اسلام عقیقہ پامال کفر و شرک ہونے والا ہے - پس اُنکے مخفی و مستور جذبات حریت و دینی یکایک اس صدائے جہاد سے حرکت میں آ گئے اور ایک بہت بڑی جماعت اپنے زنگ آلود اور فرسودہ حربے لیکر دشمنوں کی تہوں اور بندوڑوں کے سامنے اُڑتی ہو گئی تاکہ اُس سر زمین کو غبروں کے تسلط سے ملوث نہ ہونے دے، جسکے ایک ایک چپے نو اسلاف کرام نے اپنی صدائے لاشیں دیکر خربدا ہے -

یہ ایک سچا مجاہد گروہ تھا جسکے جذبات خالص اور جسکی نیتیں مقدس تھیں - وہ کولی ایسی جنگی جماعت نہ تھی جسے بادشاہتیں اور حکومتیں تنخواہیں دیکر طیار کرتی ہیں اور وہ دشمنوں سے لڑتی ہیں تاکہ حق نمک ادا کریں - بلکہ وہ خدا پرستی کا ایک پاک مجمع، محبت ملی کی ایک خود پرورش برادری، وطن پرستی کا ایک حلقہ فدا کار، ظلم و سفاکی کے مبدافین، اور اسلام و سر زمین اسلام کے محافظین صادقین کی

سے ؟ ” فرمایا کہ ” ہاں ” مگر ہمارے اس اقرار میں وہ داخل نہیں جو نافرمان ہوں ” اور اسلام کی قربانی سے انکار کریں “

پھر یہی سبق تھا جو جبل بوقییس کی مخفی محبتوں میں دھرایا گیا، اور فتح بدر و تسخیر مکہ کے کشورکشایانہ مجہدوں میں جسکے نتائج نظر آئے ۔

قل ان کان أباءکم و ابناءکم
و اخوانکم و ازواجکم
و عشیرتکم و امسال
اقتربتموها و تجارة تخشون
کسادھا، و مساکن ترضونها
احب الیکم من اللہ
و سولہ و جہاد فی سبیلہ
فترصوا حتی یاتی اللہ
بامرہ و اللہ لا یهدی القوم
الفاسقین (۲۴ : ۹)

اے مسلمانو! اگر تمہارے باپ،
تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری
بیویاں، تمہارا خاندان، تمہاری
دولت جو تم نے کمائی ہے، وہ
کاروبار دنیوی جسکے نقصان کا تم
کو ہر وقت اندیشہ رہتا ہے، اور وہ
مکان و جالندان جو تمہیں مطلوب
و محبوب ہیں، اگر یہ تمام چیزیں
تمہیں اللہ، اسکے رسول، اور اسکی
راہ میں صرف جان و مال کرنے سے
زیادہ محبوب و عزیز ہیں، تو دین الہی کو چھوڑو۔ خدا تمہارا
محتاج نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اللہ کو جو کچھ کرنا ہے وہ گزرے۔
اللہ کی ہدایت انکے لیے نہیں ہے جنکے دل میں حقیقتہً اسلامیہ
کی جگہ فسق و نفاق بھرا ہے !

یہ سبق مومنین اولین اور مسلمین قانتین کے آگے اسلامی
فریانی والہی تقاضی کے ایک اسوہ حسنہ کے ساتھ پیش کیا گیا اور
راستبازروحوں نے اسے قبول کیا۔ صدیق اکبر نے اپنا تمام مال لٹا
دیا، امیر مرتضیٰ نے اپنی جان گرامی ہتیلی پر رکھی۔ مہاجرین
نے اپنے وطن محبوب اور تمام عزیز و اقربا سے رشتہ کاٹا تا خدا اور
اسکی صداقت سے انکا رشتہ جڑ جائے۔ انصار نے اپنے مہاجر بھائیوں
کو اپنی دولت کے نصف حصے کا مالک سمجھا، تا انکا خدا انکو اپنی
پوری محبت و خوشنودی کا مالک بنادے۔ مدینہ کی گلیوں سے
ایک عورت نکلی جس نے اپنا شوہر اور اپنی اولاد ایک ایک کر کے
حفظ اسلام کیلئے گدوا دی، اور اُحد کے دامن میں ایک مومنہ
مخلصہ نے اپنے سینے کو ڈھال بنا کر تیروں کی بارش کو روکا تا کہ
خدا کے داعی برحق کے جسم مطہر کو کوئی گزند نہ پہنچے !

ان اللہ اشتری من المومنین
انفسہم و اموالہم بان لہم
الجنة، یقاتلون فی سبیل اللہ
فیقتلون و یقتلون و عدأ علیہ
حقا فی التوراة والانجیل
والقران - و من ادنی بعہدہ
من اللہ، فاستبشرا بیعکم
الذی بایعتم بہ و ذلک ہو
الفوز العظیم (۱۱۳ : ۹)

بیشک اللہ نے مومنوں کی
جانوں کو اور انکے مال و مقام کو
خرید لیا ہے تاکہ انہیں بہشت
کی دائمی زندگی بخشے۔ وہ
مومن و مخلص جو اللہ کی راہ
میں لڑتے ہیں اور کبھی-
ماتے ہیں اور کبھی خود مرتے
ہیں۔ تمام اسمانی کتابوں میں
اسکا سچا وعدہ کیا گیا ہے۔ اسکا
پورا کرنا خدا نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اور خدا سے بڑھکر اپنے
وعدے کا سچا آور کون ہو سکتا ہے ؟ پس اے مسلمانوں ! اپنے اس
خرید فروخت کی جو تم میں اور تمہارے خدا میں ہوئی ہے
خوشیاں مناؤ کہ اسمیں تمہارے لیے بڑی ہی کامیابی ہے

اے بیع را کہ روز ازل با تو کردہ ایم

اصلا دران حدیث اقالہ نمی رود !

یہ تو اسلام کے بازار جاں فروشی کی ابتدائی خرید و فروخت تھی۔
آگے چلکر یہ حالت قائم نہ رہی، لیکن تاہم صدیقوں تک اسکے شواہد
و مناظر ملتے ہیں۔ حتیٰ کہ اگر صلیبی جنگوں کے زمانے کے حالات

دین الہی کی پیدا کی ہوئی قوتیں افسردہ ہو سکتی ہیں مگر
نابود نہیں ہو سکتیں۔ اگر اسلام کی قوت تعلیمی ایسی ہی
ضعیف و کمزور اثر ہوتی تو وہ اتنی عمر نہ پاتا، جتنی عمر کے
ساتھ باوجود مددھا صدمات مہلکے کے آج موجود ہے۔

اصل یہ ہے کہ انسان اپنے تمام جذبات و قویں کے ظہور کیلئے
خارجی محرکات و موثرات کا محتاج ہے، اور یہی احتیاج طبیعی ہے
جس کو قرآن کریم نے تقدیر اور ” اذن الہی “ سے تعبیر کیا ہے۔
اسکے بغیر دنیا کا ایک ذرہ بھی متحرک نہیں ہو سکتا۔ اسلام پر
چھ سات صدیوں سے عالمگیر تنزل قلبی و دماغی طاری ہے، اور وہ
معلم محرکات و موثرات اور اسباب گرد و پیش مفقود ہو گئے ہیں جو
طبیعتہً اسلامیہ کے اصلی خواص کو نمایاں کرتے، اور حیات مسلم
و مومن کے الہی و قدسی جوہروں کو چمکاتے تھے۔ ان قوتوں کے
ظہور و حرکت کیلئے سنیں اولیٰ کے سے حالات و اسباب پچھلی
صدیوں میں بھی اگر میسر آجاتے، اور اسلام کا حقیقی نظام اجتماعی
و دینی قائم رہتا تو یقین کیجئے کہ آج بھی اسکی سرزمین وہ لعل
و جواہر اکمل سکتی تھی جنکی درخشندگی سے چشم عالم خیرہ ہے :

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید

دیگران ہم بکنند انچہ مسیحا می کرد !

* * *

اسلام نے اپنے پیروں کو سب سے بڑی چیز جو دی ہے وہ راہ حق
و عدالت میں جان فروشی کا سبق ہے۔ اسلام کا پہلا پیکر قدسی
جو خطاب ” مسلم “ سے متصف ہوا، وہ تھا، جس سے کہا گیا کہ
” اسلام ! “ (مسلمان ہوجاؤ) تو اس نے جواب میں سر جھکا دیا کہ :
اسلمت لرب العالمین میں ” مسلم “ ہوا تمام جہانوں کے
پروردگار کے نام پر ! (۵۶ : ۶)

پس اُس نے اپنے ہاتھ میں چھری لی، اور ایک پکے جلاہ
کی طرح اُسے پتھر کی چٹان پر تیز کرنے لگا، تا اپنی اُس محبت
ماسومہ اللہ کی جو اسکے دل میں فرزند محبوب کی ہے، اور اُس
فرزند عزیز کی جسکا عشق حقیقتہً اسلامیہ کی راہ میں آزمائش
بن گیا ہے، اللہ کے نام پر قربانی کر دے :

واذ ابتلی ابراہیم
ربہ بکلمات فاتمہم
اور جبکہ ابراہیم کو انکے پروردگار نے چند
باتوں میں آزمایا اور انہوں نے انہیں پورا
کر دکھایا [۱]

جب ایسا ہوا تو حقیقتہً اسلامیہ درجہ تکمیل تک پہنچ گئی اور
حضرت ابراہیم راسماعیل اس منصب رفیع و جلیل تک مرتفع ہوئے
جو اسلام کا اولین نتیجہ ہے۔ یعنی دنیا میں خدا کی مادی
و معنوی خلافت و نیابت، اور اسکے بندوں کی پیشوائی و امامت :
قال انی جاعلک للناس
اماماً - قال و من
حقیقت کر اپنے اوپر طاری کر لیا تو
فریتی ؟ قال لا ینال
خدا نے فرمایا کہ اے ابراہیم ! ہم تم
کو انسانوں کا امام و مقتدا بنانے والے
عہدی الظالمین !
ہیں۔ اس پر انہوں نے عرض کیا : ” اور میری اولاد اور پیروں میں

[۱] حضرات مفسرین نے اسیر بحث کی ہے کہ اس آیت میں جن آزمائش کی
باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے وہ کیا تھیں ؟ اور ہر یہ راے قائم کی ہے کہ اُس سے مقصد
بعض احکام طہارت وغیرہ ہیں، مثلاً ختنہ وغیرہ۔ لیکن درحقیقت ایسا سمجھنا آزمائش
الہی کی مزید تعقیر کرتا ہے۔ یہاں کلمات سے مراد فی الحقیقت وہ آزمائشیں ہیں
جو حقیقتہً اسلامیہ کے ظہور کیلئے مختلف جسمی و قلبی قربانیوں اور امتحانوں کی
مررت میں حضرت خلیل کر پیش آئیں اور جنکا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔

حفظ ملک و دیانتہ کا ایک مقدس جہاد قرار دیا - غالباً تمام عالم مطبوعات میں الہلال ہی ایک رسالہ ہے جس نے اس حیثیت سے اس واقعہ پر نظر ڈالی ہے -

* * *

یہ ایسی عجیب بات ہے کہ قومی دفاع خاک طرابلس کی ہمیشہ خصوصیت رہی ہے ! کارٹیج کا دفاع دنیا کا سب سے بڑا دفاع تسلیم کیا گیا ہے ، جسمیں اہل کارٹیج نے بے رحم رومیوں کے مقابلے میں آخر تک ثابت قدمی دکھلائی اور باوجود ہر طرح کی بے سروسامانی اور محصور و مقہور ہوجانے کے غارتگران حریت کے آگے سر عبودیت خم نہ کیا -

لیکن شاید آپکو معلوم نہیں کہ جس کا رتہجیم کے دفاع کی داستان آپ الہلال کی دوسری جلد میں پڑھ چکے ہیں ، جس کا رتہجیم کے دفاع ملی کو تاریخ عالم نے آج تک عظمت و جبروت کے اعتراف کے ساتھ یاد رکھا ہے ، جسکی خاک نے جنرل ہنے بال جیسے جانفروش و اولوالعزم مدافع پیدا کیے ، جسکی مٹی سے ہسدر و بال کی تمثال صداقت و حریت بیری کا جسم عالی بنا ،

اور جس نے اپنے
اور اپنے وطن
عزیز کو آگ کے
شعلوں کی نذر
کردیا پر ظالم حملہ
آدریں کی اطاعت
قبول نہ کی ، در
اصل وہ اسی خاک
زار مقدس پر
آباد تھا جسے آج
”طرابلس الغرب“
کہتے ہیں ، اور
پچھلے غزوہ
طرابلس میں
جو کچھ ہوا ، یہ
گویا تاریخ کا
ایک نمایاں
اعادہ تھا جس

نے اپنے گذرے ہوئے اوراق پھر ایک بار سامنے کر دیے !!

اطلاع

امسال وقف کمیٹی آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ فہرست ارقاف شیعان ہندوستان طبع کراے لہذا ہمدردان ارقاف سے یہ خواہش کیجاتی ہے کہ اپنی اپنی ضلع کے ارقاف کی فہرست مع نقل وقف نامہ و دیگر ضروری حالات انریبري سکریٹری وقف کے پاس ارسال فرمائیں تاکہ وہ درج فہرست ہوکر ایک تاریخی کتاب کے حیثیت سے طبع ہو جائے ، اور وہ ایندہ ضروریات قومی کو پورا کرے ، اور حسب موقع صیغہ وقف شیعہ کانفرنس منشائے واقف کے موافق وقف کے چلانے کے کوشش کرتی رہے -

ایزان حسین خان

انریبري سکریٹری سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی
آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ

بیان کیے جائیں ، تو انکے بے شمار واقعات پڑھکر تمہیں تعجب ہوگا کہ کس طرح اسلام کی تاریخ ہمیشہ بدر اور آحد کی جانفروشیوں کو دھراتی رہی ہے ؟

لیکن رفتہ رفتہ تادم فساد نے برگ و بار پیدا کیے اور اسلام کا نظام ملی بکلی درہم برہم ہو گیا - آپ صرف حکومتوں کے اعتماد پر بلاد اسلامیہ کی حفاظت چہرہ دی گئی - صرف گورنمنٹوں کی فوجیں دشمنوں کے سامنے نکلنے لگیں - جہاد کی جانفروش صدائیں غفلت و بے حسی کی خموشی سے بدل گئیں ، اور مسلمانوں کے خود فرشانہ عزائم کے ظہور کیلئے کوئی میدان باقی نہ رہا - یہاں تک کہ وہ زمانہ آگیا جب ایک ملک کے مسلمانوں کو دوسرے ملک کے مسلمانوں کی تباہی اس سے زیادہ محسوس نہ ہوئی جتنی دنیا کے عام حوادث و انقلابات قدرتاً ہر انسان کیلئے ہوا کرتے ہیں - و لسانا کتبنا ملہم ان اقتلوا انفسکم اور خوجا من دیا رکم ، ما فعلوہ الا تلیل منہم ، ولو انہم فعلوا ما یوعظرون بہ ، لکان خیرا لهم و اشد تذبذباً (۶۹ : ۴)

ترجمہ : اور اگر ہم ان مدعیان خدا پرستی کو حکم دیتے کہ حق کیلئے

اپنی جانوں کو قربان
کرر یا اپنا گھر بار
چہرہ کر نکل جاو
تو ان میں چند
آدمیوں کے سوا
کوئی بھی ایسا
نہ کرتا - حالانکہ
جو کچھ انکو
سمجھا دیا گیا ہے
اگر وہ اسکی
تعمیل کرتے تو
انکے حق میں
بہتر ہوتا ، اور
اس جہاد فی
سبیل اللہ کی
رجہ سے وہ اپنی
قوت پر نہایت
مضطرب و مضطرب
مذابت و محکم رہتے !

* * *

جنگ طرابلس اس بیان کی صداقت کیلئے ایک بہترین مثال ہے - عرصے کے بعد یہ ایک ایسی جنگ ہوئی جسکی بے سروسامانیوں نے دولت عثمانیہ کو بالکل مجبور کردیا کہ صداء جہاد بلند کرے ، اور اندرون طرابلس کے عرب قبائل کو اپنی جانفروشیوں کے اظہار کا موقع دے - چونکہ یہ اسلام کی ودیعت و خواص کے ظہور کیلئے ایک محرک و موثر موقع تھا اسلیئے یکایک مخفی جوہر ابھرے اور خوابیدہ قوتیں بیدار ہونے لگیں ، اور جہاد فی سبیل اللہ ، و ابتغاء مرضات اللہ ، و پرستاری ملت ، و عشق و شیفتگی وطن و حریت کے ایسے ایسے امثال مقدسہ دنیا کے سامنے آگئے ، جنکے لیے تاریخ اسلامیہ صدیوں سے تشنہ و بیقرار ہے !!

واقعہ طرابلس کی یہی خصوصیت ہے جس نے اسے قرن اخیر کی تمام جنگوں سے الگ کر دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ابتدائے اشاعت سے ”الہلال“ نے اس واقعہ کو عام لفظ جنگ سے نہیں بلکہ ”غزوہ“ کی اصطلاح مخصوص سے تعبیر کیا ، اور ہمیشہ اسے

جزائر فیلی پائن (امریکا)

اور تبلیغ و دعوت اسلام

حضرت شیخ الاسلام کا مراسلہ

مولانا - السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ - بعذیۃ تعالیٰ بدیار فیلیپین رسیدم - بوقت رسیدن سٹون کشتی بالوائے حشمت نماے عثمانی مزین بود - والی سابق زامبوگا کہ در سال گذشتہ باستانبول آمدہ بود در کنار دریا منتظر من بود و برابر او ہزارہا اہل اسلام استادہ بردند - کنار دریا سرتاپا بالوائے عثمانی آراستہ بود - رفتیکہ از کشتی بیرون آمدم ، نشان ذی شان عثمانی بر سینۃ ناچیز آویختہ بود ، با کمال عزت بخانۃ والی مذکور رسیدیم ، و زیادہ تر مسلمانان را قبول کردیم - کرنیل فنلی کہ والی گذشتہ است ، مرا بحضور مجلس بطور شیخ الاسلام وکیل خلیفۃ اعظم تقدیم کرد ، و بعد از رسیدن مراسم استقبال بختام ، نطقی مناسب حال و مقام ایراد کردم و وظائف اہل اسلام کہ مناسب حال و وقت است با افادۃ سادہ ایضاح کردم - حکومت امریکا این داعی جناب را بطور رئیس مسلمانان و لقب شیخ الاسلام قبول کرد - و بروکات من از جانب خلیفۃ اعظم در امر اقامۃ سٹون دین مبین ابراز حرمت کرد - و امور مذہبیۃ سگان مرور را دیدن بمن حوالہ کرد ، تا با کنون بسیار بلدہ ہاے اسلامی را زیارت کردہ ام - و در نتیجہ تدقیق فہمیم کہ مسلمانان این دیار بسیار جاہل و وحشی و فقیرند ، و برائے تاسیس مساجد و مدارس دینیہ از جانب حکومت مدد ندارند - معیشت اینان علی الاثر بصید ماہی منحصر است - از نابردن مساجد بعض اعدائے دین مبین این مرمغان جاہل را بہ بے دینی گرفتار خواہند کرد ، و این امر در اخبار امریکہ ہم نوشتہ اند -

بنا بریں بسیار مبشرین مسیحیت (مشنری) بجزائر مرور آمدہ اند کہ در میان ایشان یک راہبۃ ملیوندار ہم هست - اکنون ہر مسلمانان چار اقطار عالم واجب است کہ بامداد این اخوان شتاب کنند ، و از جناب مولانا نیازم آنست کہ از ارباب جود و سخاۃ اسلام در ہذا اعانۃ کافی جمع بفرمایند ، و بر جناح شتابی بنام این عاجز بفرستند کہ فی الحال بتاسیس مدارس دینیۃ لازمہ آغاز بکنم - و بتخلیص این اخوان از دندان آرم مسیحیت با صرف نفوذ و تعلیم علوم کوشش بعمل آید - واللہ ولی التوفیق - اعانہ ہاے آیندہ را بر مصالفاۃ اخبار عالم اعلان خواہم کرد - و در انجام ہر سال خلاصۃ اعمال ناچیز را بعالم اسلام خواہم تعریف کرد - والسلام علیکم -

شیخ الاسلام در جزائر مرور :

محمد رجبہ الجیلانی

لال لال :

مندرجہ بالا تحریر حضرتہ الفاضل المحترم ، السید محمد رجبہ النابلسی شیخ الاسلام جزائر فیلی پائن کی ہے جو انہوں نے ایڈیٹر الہلال کے نام جزیرہ مرور واقع فیلی پائن سے روانہ کی ہے - سید مرصوف کا تذکرہ الہلال میں ہو چکا ہے - اگر وہ میں جب آنے

ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا تھا کہ جزائر میں پہنچکر بعض اپنے سرکاری و ذیلیہ پر ہی قناعت نہ کر لیں ، بلکہ ایک داعی اسلام کی حیثیت سے وہاں کے حالات کا مطالعہ کریں ، اور وہاں کے مسلمانوں کی اصلاح دینی و تعلیمی کی اور علی الخصوص دیسی آبادی میں تبلیغ اسلام کی سعی بلیغ کریں -

چنانچہ وہ اس فارسی مراسلہ میں لکھتے ہیں :

”میں جب فیلی پائن پہنچا تو میرے جہاز کے مستولوں پر عثمانی علم لہرا رہے تھے - ساحل پر مسٹر فنلی گورنر جزائر مع ایک جم غفیر کے استقبال کیلئے موجود تھے - راستہ عثمانی بیروقوں اور جہندوں سے مزین تھا - میں نے سب سے زیادہ توجہ اپنے شکستہ حال اخوان مسلمین پر کی - ساحل سے گورنر کی کونٹھی پر گئے - وہاں ایک بڑی مجلس منعقد ہوئی اور گورنر نے بہ حیثیت شیخ الاسلام جزائر و نائب حضرتہ خلیفۃ المومنین مجمع پیش کیا - جسکے بعد میں نے مناسب وقت تقریر کی -

حکومت امریکا نے مجمع یہاں کے مذہبی امور بکلی سپرد کر دیے ہیں اور میں مشغول تحقیق و تفتیش ہوں - یہاں کے مسلمانوں کی حالت بہت افسوس ناک ہے - جہل اور فقر ، درنوں میں مبتلا ہیں - انکی معیشت مچھلی کے شکار پر ہے ، اور یہی خزانہ سمندر انکا راس المال ہے - نتیجہ یہ ہے کہ مسیحی مشنری پہنچ گئے ہیں ، جنکے ساتھ ایک کروڑ پتی کیتھولک سن بھی ہے اور لوگوں کو ترک دین کی دعوت دے رہے ہیں - امریکا کے اخبارات میں بھی یہاں کی مشن کی نسبت مذاکرات شائع ہو رہے ہیں - ایسی حالت میں ہمیں تبلیغ اسلام اور اصلاح حال مسلمین جزائر میں نہایت جلدی دینی چاہیے - میں آپسے التجا کرتا ہوں کہ ہندوستان کے اہل خیر کو اس طرف توجہ دلائیے کہ مجمع مالی مدد دیں ، تاکہ میں یہاں باقاعدہ تعلیم و تبلیغ کا کام کرسکوں ، اور



مسٹر فنلی سابق گورنر فیلی پائن

چند دینی مکاتب جاری ہوں - مجمع جسقدر اعانت عالم اسلامی سے ملے گی ، اُسے اخبارات میں نام بذم شائع کرتا رہوں گا “

یقیناً حضرتہ شیخ کی صدائے طلب مستحق صد توجہ و اعتنا ہے اور یہ اللہ کے ہاتھ میں ہے کہ جس کام نیلے چاہے لوگوں کے دلوں کو کھول دے - یہ تمام کام دراصل اب اس اسلامی مشن کے ماتحت ہونے چاہئیں جسکے قائم کرنے کا آخری وقت گزر رہا ہے - شیخ مرصوف کا پتہ یہ ہے - ٹکٹ ۲ - آئے کا لگانا چاہیے :

H. A. Asseyed Mahammad Wajih Sheikh-ul-Islam in the Moro Province Zomboonga.

Mindanao

(Philippine)

لال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو ، بنگلہ ، گجراتی ، اور مرہٹی ہفتہ وار سالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ، جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی ہی درخواست بھیجیے -

ان کے علاوہ ہمارے پاس انگلٹ ر بے مانگے سرٹیفکٹ موجود ہیں، لیکن آپکا تجربہ سب سے بڑا سرٹیفکٹ ہے آزمائش و لطفم زندگی اٹھالیس ہمارا دعویٰ ہے اگر آپ چالیس روز حسب ہدایہ کا یا پلٹ استعمال کریں گے تو آپ تمام امراض سے شفا کلی حاصل کریں گے۔ اگر آرام نہ ہو تو حلفیہ لکھ دیجیے آپکی قیمت واپس۔ پرچہ ترکیب ہمراہ مع چند مفید ہدایات دیا جاتا ہے جو بجائے خرچہ وسیلہ صحت ہیں۔ ان خوبیوں پر بھی قیمت صرف ایک روپیہ فی شبیہ ۹ اور ۶ شبیہ کے خریدار کو ۵ روپیہ ۸ آنہ نمونہ کی گولیاں ۴ آنہ کے ڈکٹ آنے پر روانہ ہو سکتی ہیں جواب طلب امر کیلئے گت انا چاہئے۔

ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے

المشتہد

منیجر "کایا پلٹ ڈاک بکس نمبر ۱۰۷ کلکتہ"

تین لاکھ روپے

مورنامی چٹھی رسالہ کو جس نے ہماری کمپنی سے صرف ایک نیا ما باند خریدنا تھا انعام بلگیا پریم باند یورپین گورنمنٹوں کے جاری کردہ ہیں، جس طرح کہ تمسکات عثمانیہ اسی گورنمنٹ سرمایہ ہے لاکھوں روپے خریداروں میں تقسیم کیے جاتے ہیں۔ انعام آجائے خریدار مالا مال ورنہ رقم قائم۔ قیمت ایک نیا ما باند ایکسویس ۱۲۰ روپے یا سوا گیارہ روپے قسط ایک سال تک پہلی قسط بھیجنے پر نام خریدار انعام میں شامل ہو جاتا ہے۔ دنیا میں کوئی طریقہ اسقدر مفید روپے لگانیکا نہیں مفصل کتاب و حالات ایک پیسہ کے کارڈ پر ہم مفت روانہ کرتے ہیں۔ درخواست کرو بلام چیف انڈین ایجنٹ پریم باند سلطنت ہائے یورپ اٹار کلی لاہور۔

ہم قیمت یک جا خرید کر بیسے صرف ۲ روپیہ ۸ آنہ - (۴۰) دیا رمضان پنجاب کے اولیائے کرام کے حالات ۱۲ - انہ رعایتی ۶ - انہ (۴۱) آئینہ خود شناسی تصوف ہی مشہور اور لاجواب کتاب خدا بی بی کا رہبر ۵ - انہ رعایتی ۳ - انہ (۴۲) حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - انہ رعایتی ۶ - انہ (۴۳) حالات حضرت شمس تبریز ۶ - انہ رعایتی ۳ - انہ کتب ذہل کی قیمت میں کوئی رعایت نہیں - (۴۴) حیات جاردانی مکمل جالت حضرت مصعب سبحانی غوث اعظم جیلانی ۱ روپیہ ۸ آنہ (۴۵) مکاتبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور ترجمہ دیوہ ہزار صفحہ کی تصوف کی لاجواب کتب ۶ روپیہ ۷ آنہ (۴۶) ہشت بہشت اردو خراجگان چشت اہل بہشت کے حالات اور ارشادات ۲ روپیہ ۸ آنہ (۴۷) رموز الہیہ ہر کے نام مشہور حکیموں کے بانصیر حالات زندگی مع انکی حینہ بہ حینہ اور مصنفی معجزات کے جو کئی سال کی محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں - اب ہر برا ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خردداران نے جن نسخوں کی تصدیق کی ہے انکی نلم بھی لکھ دئے ہیں - علم طب کی لاجواب کتب ہے اسکی اصلی قیمت چھ روپیہ ہے اور رعایتی ۳ روپیہ ۸ آنہ (۴۸) الحیران اس نا مزاد مرض کی تفصیل تشریح اور علاج ۲ روپیہ ۳ پیسہ (۴۹) صابون - ازی کا رسالہ ۲ روپیہ رعایتی ۳ پیسہ (۵۰) انگلش ٹیچر بغیر مدد استاد کے انگریزی سکھانے والی سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیہ (۵۱) اصلی قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ کی کان ہے اسمیں سونا چاندی رانگ سیسہ - جسٹہ بنائے کے طریقے درج ہیں قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ

ملف کا پتہ — منیجر رسالہ صوفی ہندی بہار الدین

ضلع گجرات پنجاب

سعادت فلاح - دارین - قرآن کریم - بیش قدر تفاسیر - اکسیر

صفت کتب دین و تاریخی و اسلامی - اور بیسیوں دیگر کتب

و دلچسپ مبطوعات و طبع کی قیمتوں میں یکم مارچ ۱۴ - بروز اتوار -

کیلئے معقول تخفیف ہوگی - مفصل اشتہار مع تفصیل کتب

یوایسی منگا کر ملاحظہ کیجیے - تاکہ آپ تاریخ مقررہ پر فرمایش

بہیم سکیں -

۵۰۱۱

منیجر وطن لاہور

دیکھیے ؟

ایک نہیں بلکہ تین ڈاکٹر صاحبان فرماتے ہیں

یہ زمانہ حال کی حیرت انگیز ایجاد از کار رفتہ روز ہوں کیلئے عصالے جوانی کمزور رونا ترانوں کیلئے طالم سلیمانی، نرجواروں کیلئے شمشیر امفانی غرض کہ ہر طرح معافظ زندگانی ہیں - معمولی کمزوری کو چند روز میں پورا پورا فائدہ پہنچاتی اور تکان میں حلقے سے اترتے ہی فوراً اپنا اثر دکھاتی ہیں - دل و دماغ کو قوت بخشتی اور عضائے رئیس کو تقویت دیکر لطف زندگانی دکھاتی ہیں - چہرہ کو بارونق و ناممہ درست رہاتہ پاؤں کو چست چالاک کرتی ہیں - مرجائے ہوئے دل کو تازہ کر کے مردہ جسم میں جان ڈالتی ہیں - ایام شباب کی بے اعتدالیوں اور غلط کاریوں کی وجہ سے جو لڑکے مایوس و زندہ درگور ہو چکے ہیں انکے لیے اکیسیر سے زیادہ مفید ہیں - ڈاکٹر سی - سی - ایم - میڈالست ایل - ایم - اس - فرماتے ہیں کہ کایا پلٹ زمانہ حال کی حیرت انگیز کامیاب دوا ڈاکٹری یونی کبیراجی کا نچر ہے - اور ہر قسم کے کمزور مریضوں کیلئے میں رتق و رطل بہرہ سے ساتھ تجویز کرتا ہوں - ڈاکٹر بی - ڈی - معارف مشیر طب شہنشاہی ٹرف کلب وغیرہ فرماتے ہیں کہ کایا پلٹ میں کوئی چیز ضرر رساں نہیں بلکہ نہایت قیمتی و مقوی اجزاء سے مرکب ہیں میں یورپی اطینان کیساتھ بیکار و کمزور مریضوں کیلئے تجویز کرتا ہوں -

ڈاکٹر آر - بی - ایل - ایم - اس کلکتہ فرماتے ہیں کہ کایا پلٹ

نامرادی - ج - ریان و سرعت کے مریضوں کے لیے نہایت مفید

گولیاں ہیں اور زمرہ نے تو اسکی خوبیوں کو بہت کچھ بڑھا دیا ہے

مشاہیر اسلام رعایتی قیمت پر

(۱) حضرت منصور بن حلاج اصلی قیمت ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرد شکر کج ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان ترنسری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ برعلی قلندر بانی بقی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۷) حضرت میر خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سمرق شہید ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۱) حضرت سلمان فارسی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۲) حضرت خواجہ حسن بصری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۳) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۴) حضرت شیخ بہا الدین ذکریا ملتانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سفی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۷) حضرت امام بخاری ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ۴ آنہ رعایتی ۱ پیسہ (۱۹) شمس العلماء ازاد دہلوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۱) شمس العلماء مولوی نذیر احمد ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۲) آنریدل سرسید مرحوم ۵ رعایتی ۲ آنہ (۲۳) رائٹ آنریدل سید امیر علی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبدالعزیز خان غازی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت شبلی رحمۃ اللہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۷) برمن معظم ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۸) حضرت ابو سعید ابوالخیر ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۹) حضرت مخدوم صابر المیر ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۳۰) حضرت ابونجیب مہروردی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۳۱) حضرت خالد بن ولید ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۳۲) حضرت امام غزالی ۶ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۳۳) حضرت سلطان صلاح الدین فاطم بیسہ المقدس ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۳۴) حضرت امام حنبل ۴ آنہ رعایتی ۶ پیسہ (۳۵) حضرت امام شافعی ۶ آنہ رعایتی ۱۰ پیسہ (۳۶) حضرت امام جلیل ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۳۷) حضرت عمر بن عبدالعزیز ۵ - آنہ - رعایتی ۲ - آنہ (۳۸) حضرت خواجہ قطب الدین بخاری کا ۳ - آنہ رعایتی ۱ - آنہ (۳۹) حضرت خواجہ معین الدین چشتی ۵ - آنہ - رعایتی ۲ آنہ (۴۰) غازی عثمان پاشا شیریلونا اصلی قیمت ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ - سب مشاہیر اسلام قریباً در ہزار صفحہ

ان تمام ابواب کے ساتھ قانونی تصدیقی مسدود میں جن کی وجہ سے ہر مسئلہ کے سمجھنے میں بے حد سہولت پیدا ہوگئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کا بھی پتہ چل جاتا ہے کہ ایسی حالتوں میں عدالت نے کیا کیا فیصلے صادر کیے ہیں۔

اس کتاب کے دیکھنے سے فاضل مصنف و مترجم کی اعلیٰ علمی قابلیت ظاہر ہوتی ہے۔ مشکل سے مشکل مسئلہ کو بھی اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ نہایت آسانی سے ہر کسی مزید غور و فکر کے ہر انسان کی سمجھ میں آتا ہے۔ علمی اور قانونی اصطلاحات ایسے موقع پر چسپاں ہیں کہ بغیر کسی دشواری یا زبقرنس تک کی مدد کے ان کے معانی ربط مضمون سے ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ مدت ہوئی کہ اردو میں ایک چھوٹی سی میڈیکل جیورس پروڈنس شائع ہوئی تھی جو نہایت نا مکمل اور ناقص تھی اور ایک ایسی کتاب کی شدید ضرورت ہے جو اپنے موضوع کے لحاظ سے ہر طرح جامع و مکمل ہو۔

خدا کا شکر ہے کہ یہ کمی پوری ہوگئی اور ایسے شخص کے قلم سے پوری ہوگئی جو بنظر علمی قابلیت اور ہمہ دانی کے اعتبار سے تمام ہندوستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔

امید ہے کہ قانون دان اور فوجداری کاروبار والے حضرات اس کتاب کو اپنے کاروبار میں چراغ ہدایت اور خضر رہنما سمجھ کر اس کی ضرورت قدر کریں گے۔ یہ کتاب نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ مطبع مفید عالم آگرہ میں چھپی ہے اور (۳۸۰) صفحے ہیں۔ اس کی قیمت سابق میں ۶ روپیہ مقرر تھی، مگر اب عام فائدہ کی غرض سے تین روپیہ علاوہ معقول ڈاک کر دی گئی ہے۔ اور مولوی عبداللہ خان صاحب کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن سے مل سکتی ہے۔

مولوی غلام علی ازان بلگرامی کی دو نایاب کتابیں

(از مولانا شبلی نعمانی)

مولانا غلام علی ازان اُن وسیع النظر محققین میں سے ہیں کہ ان کے ہاتھ کی دوسری ہات اُجاتی ہیں تو اہل نظر آنکھوں سے لگاتے ہیں کہ ذخیرہ معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوگا۔ اعلیٰ ملک کی خوش قسمتی ہے کہ مولوی عبداللہ خان صاحب (کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد) کی کوششوں سے ان کی تصنیفات سے دو نہایت اعلیٰ درجہ کی تصنیفات آج کل شائع ہوگئی ہیں سرآزاد اور مآثر الکرام - سرآزاد خاص شعراء متاخرین کا تذکرہ ہے۔ یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھ یہ خصوصیت بھی رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں اعلیٰ درجہ کے ہیں، ورنہ آزاد کے متعلق یہ عام شکایت ہے کہ ان کا مذاق شاعری صحیح نہیں اور خزانہ عامرہ اور بد بیضا میں انہوں نے اساتذہ کا جو کلام انتخاباً نقل کیا ہے۔ اکثر ادنیٰ درجہ کے اشعار ہیں۔

مآثر الکرام میں اُن حضرات مرنیہ کے حالات ہیں جو ابتداء عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ دونوں کتابوں میں عام حالات کے ذیل میں ایسے مفید اور نادر معلومات ہیں جو ہزاروں اوراق کے آٹنے سے بھی ہات نہیں آسکتیں۔ میں آزاد کی روح سے شرمندہ ہوں کہ علالت اور ضعف کی وجہ سے ان کی نادر تصانیف کے ربوہ کا حق ادا نہ کرسکا اور صرف چند اشتہاری جملوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ لیکن مجھے امید ہے کہ شائقین فن، شوق خریداری کا ثبوت دیکر اُن کی روح سے شرمندہ نہ ہونگے۔ قیمت ہر دو حصہ حسب ذیل رکھی گئی ہے :-

مآثر الکرام ۳۳۴ صفحات قیمت ۲ روپیہ علاوہ معقول ڈاک
سرآزاد ۴۲۲ صفحات قیمت ۳ روپیہ علاوہ معقول ڈاک
ملنے کا پتہ یہ :-

عبد اللہ خان صاحب - کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن -

تمدن عرب - مولوی سید علی بلگرامی کی مشہور کتاب قیمت سابق ۵۰ روپیہ - قیمت حال ۳۰ روپیہ

فتح الباری - ۱۴ - جلد مجلد قیمت ۵۰ روپیہ

ارشاد الساری - ۱۰ - جلد مطبوعہ مصر مجلد ۳۰ روپیہ

مسند امام احمد ابن حنبل - ۶ - جلد مجلد قیمت ۲۰ روپیہ

لاہور عبد اللہ خان بک سیلر اینڈ پبلیشر

کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

شمس العلما ڈاکٹر سید علی صاحب بلگرامی

ایم - اے - بی بیٹ پیڈرسنر ایٹ لا لی

میڈیکل جیورس پروڈنس

یعنی طب متعلقہ مقدمات عدالت ہر

حکیم سید شمس اللہ قادری - ایم - آر - اے - ایس - ایف

آر - ایچ - ایس - کاروبو

قبل اس کے کہ کتاب مذکور کی نسبت کچھ لکھا جائے یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس کیا چیز ہے۔ کتاب کے شروع میں فاضل مصنف نے وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے میڈیکل جیورس پروڈنس کے معنی ان الفاظ میں بیان کیے ہیں :-

”میڈیکل جیورس پروڈنس“ علم طب کی اس شاخ کا نام ہے جس میں قانون اور طب کے باہمی تعلقات سے بحث کی جاتی ہے اور اس علم کا موضوع کل وہ مباحثات قانونی و طبی ہیں جو عدالتی انصاف سے متعلق ہیں اور نیز بعض وہ امور جو انسان کی تمدنی حالات سے تعلق رکھتے ہیں غرض مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ میڈیکل جیورس پروڈنس وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے عام طور پر مسائل طب کا استعمال قانونی ضرورتوں کے واسطے کیا جاتا ہے۔

میڈیکل جیورس پروڈنس میں علم طب کے ان مسائل سے بحث کی جاتی ہے جن کی ضرورت فوجداری کاروبار میں لاحق ہوتی ہے جیسے (۱) قتل عمد (۲) زنا بالجبر (۳) اسقاط حمل (۴) زہر خورانی وغیرہ کے مقدمات ہیں۔ ان کے متعلق طبی تحقیقات و شہادت کا ہونا ان تمام آدمیوں کے لئے ضروری ہے جو ان مقدمات کے کاروبار میں شریک ہیں۔ مثلاً :

حکام عدالت - عہدہ داران پولیس - وکلاء پیروکار وغیرہ اگر کسی حاکم کو ان باتوں سے واقفیت نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی بے گناہ کو سزا ہو جاتی ہے اصل مجرم رہا کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی رکیل یا پیروکار ان امور کا ماہر نہیں ہے تو شہادت و ثبوت کے مواقع پر اس علم کے متعلق جو رموز و نکات بیان ہوتے ہیں ان کے صدق و کذب پر خاطر خواہ جرح نہیں کرسکتا اور اس امر سے ہمیشہ مقدمات کے خراب ہرجانیکا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ میڈیکل جیورس پروڈنس کے جاننے سے انسان کو نہ صرف واقعات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے بلکہ ان سے واقعات کو ترتیب دینے اور پھر ان سے ایسے صحیح نتائج استخراج کرنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے جنہر

عدل و انصاف کا انحصار ہے

اس کتاب کو اصل میں ڈاکٹر پیٹریک ہیر ایم - ڈی - ایف - آر - سی - ایس نے ملکر انگریزی میں تصنیف کیا تھا۔ پھر مرحوم شمس العلما نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور اصل کتاب پر بہت کار آمد اضافے اور مفید حواشی زیادہ کر دیے ہیں جسکی وجہ سے اس کتاب نے ایک مستقل تصنیف کی صورت اختیار کرلی ہے۔

اس کتاب میں طب و قانون کے وہ تمام مباحثات آگئے ہیں جو فوجداری مقدمات میں ہمیشہ درپیش رہتے ہیں مثلاً

مقدمات قتل کے متعلق

(۱) زخم - چوٹ (۲) ہلاکت کی جوابدہی (۳) شہادت قرینہ (۴) لاش سڑنے کے مدارج (۵) مختلف اعضاء انسان کے زخم و ضرب (۶) اختناق (۷) دم خفا ہونا (۸) پھانسی یا گلا گھونٹنا وغیرہ۔

عنورتوں کے اے - اے - اے

(۱) زنا بالجبر (۲) بچہ کشی (۳) اسقاط حمل - (۱) معدنی سمیات (۲) فلزی سمیات (۳) نباتی سمیات (۴) حیوانی سمیات - اور ان کے استعمال سے جو اثر ظاہر ہوتے ہیں ان کا بیان۔

امور مختلفہ کے متعلق

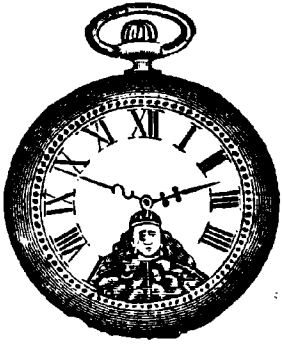
(۱) زندگی کا بیمہ (۲) جنون (۳) زہر خورانی وغیرہ۔

نہیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفر کا مجملہ احوال کرایہ وغیرہ سب کچھ بتلایا ہے۔ اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ (طرز تحریر ایسی دلہیز کہ پڑھتے ہوئے طبیعت باغ ہر جاے دماغ نے کواڑ کھانچا لیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگاؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ باوجود ان خریدوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ معہ رازدک تین آنے دو جلد کے خریدار کو معہ رازدک معاف -

تصویر دار گھڑی

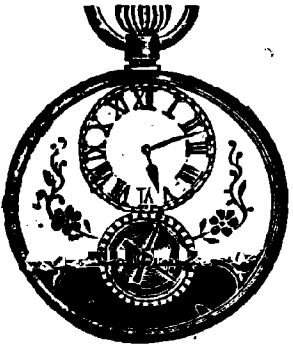
کارنتی ۵ سال قیمت صرف چھ روپے

ولایت والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے ڈائل پر ایک خوبصورت نازنین کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ جو ہر وقت آنکھ منکاتی رہتی ہے، جو دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ ڈائل چینی کا، پرزہ نہایت مضبوط اور پائدار۔ دوتوں بگڑیکا فلم نہیں لپٹی۔ وقت بہت آہیک دہائی ہے ایک خرید کر آزمائش کیجئے اگر درست احباب زبردستی چھین نہ لیں تو ہمارا دمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کرو قیمت صرف چھ روپیہ -



آٹھ روزہ واچ

کارنتی ۸ سال قیمت ۶ چھ روپیہ



اس گھڑی کو آٹھ روز میں صرف ایک مرتبہ چابی دیجاتی ہے۔ اس کے پرزہ نہایت مضبوط اور پائدار ہیں۔ اور ٹائم ایسا صحیح دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسے ڈائل پر سبز اور سرخ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں۔ بھروسہ بگڑیکا فلم نہیں لپٹی۔ قیمت صرف چھ روپے۔ زنجیر سہری نہایت خوبصورت اور بکس ہمراہ مفت۔

چاندی کی آٹھ روزہ واچ - قیمت - ۱۰ روپے چھوٹے سائز کی آٹھ روزہ واچ - جو کلائی پر بند ہوتی ہے مع تسہل چھوٹے قیمت - ۸ روپے

بجلی کے لیپ

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کارآمد لیپ، ادبی و لایف سے بیکر ہمارے یہاں آئی ہیں۔ نہ دیا سلائی، نہ ضرورت اور نہ نیک بقی کی۔ ایک اسپ راتوں اپنی جیب میں یا - رہائے رکھو جس وقت ضرورت ہو فوراً بٹی دباؤ اور چاند سی - فید روشنی موجود ہے۔ رات کی وقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی روشنی جانور سناپ وغیرہ کا ڈر ہو فوراً لیپ روشن کر کے خطرے سے آٹھتا سکتے ہو۔ یا رات کو - رتے ہوئے اقدام کیجئے سے آٹھتا پڑے - یکتوں ضرورتوں میں کام دیکھا - ہونا ناپب تحفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خودی معلوم ہوگی۔



قیمت ۱۰ روپے معہ رازدک صرف دو روپے ۲ جس میں سفید سرخ اور زرد تین رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ۔ ضروری اطلاع - علاوہ انکے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں، کلاک اور گھڑیوں کی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشفہما مل سکتی ہیں۔ اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں انکے مال منگوائے والوں کو خاص رعایت کی جارہی - جلد منگوا لیتے -

جام جہاں نما

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھر کی کسی ایک زبان میں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی کارآمد ایسی دلغریب ایسی فیض بخش کتاب لاکھ روپے کو بھی سستی ہے۔ یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علوم قبضے میں کر لگے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھ لیں - دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیں صرف اس کتاب کی موجودگی میں گویا ایک بڑی بہاری لائبریری (کتبخانہ) کو مول لے لیا -

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعیات - علم ہئیت - علم دیوان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر فالنامہ - خواب نامہ - گیان سرور - قیامہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ذہنک سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلمیں سرور آنکھوں میں نو پیدا ہو بصارت کی آنکھیں راہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمی انکے عہد بعد کے حالات سوانح عمری و تاریخ عالمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کھلیے تندرستی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دلہا بھر کے اخبارات کی فہرست، آنکھ کی قیمتیں، مقام اشاعت وغیرہ - بھی کھاتہ کے قواعد طرز تحریر اشیا برے انشاپردازی طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابوں کا طر کھینچ کر رکھ دیا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھی، شتر، گالے بھیڑ، گھوڑا، گدھا بھیڑ، بکری، کتا وغیرہ جانوروں کی تمام بیماریوں کا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندوں کی دوا نباتات و جمادات کی بیماریاں درر کرنا تمام معکونے قرانین کا جھر (جن سے ہر شخص کو عموماً کم پڑتا ہے) ضابطہ دیرونی فرجدار، قانون مسکرات، میعاد سماعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی برلی ہر ایک ملک کی زبان، مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی رہاں جاکر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آج تک کہیں دیکھی نہ سنی ہوگی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہروں کے مکمل حالات رہاں کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے کی بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح - ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات، راضح کئے ہیں اس کے بعد ملک برہما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یافت کی کان (روپی واقع ملک برہما) کے تحقیق شدہ حالات رہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں نہڑے ہی دہریں میں لاکھ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - آسٹریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفصیل حالات رہاں کی درس گاہیں دھانی

منیجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقام ٹوہانہ - ایس - پی - ریلوے

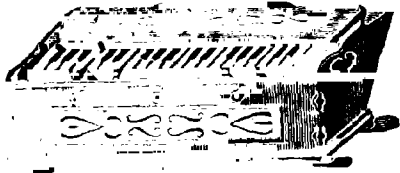
TOHANA. S. P. By, (Punjab)

کلائی وچ اصلی قیمت نو روپیہ چودہ آنہ اور قہرہ روپیہ
چودہ آنہ نصف قیمت - چار روپیہ پندرہ آنہ اور چار روپیہ
پندرہ آنہ باندھنے کا نیکہ مفت مایکا -

کمپنیشن وچ کمپنی نمبر ۱۲۰ [صدر
مٹر لین کلکتہ -

Compritiou Watch Company
No, 20 Madun Mitthra Lane.
Calcutta.

پسند نہونے سے واپس



ہزاروں مہنگی فلورٹ ہارمونیم سربلا فائدہ عام
واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں بی جا رہی ہے
کی لکڑی کی بنی ہے جس سے آواز بہت ہی عمدہ اور
روز تک قائم رہنے والی ہے -

سنگل رت قیمت ۳۸ - ۳۰ - ۵۰ - روپیہ اور نہ
قیمت ۱۰ - ۲۰ - ۲۵ - روپیہ قبل رت قیمت
۷۰ - ۸۰ روپیہ نصف قیمت ۳۰ - ۳۵ - ۳۰ روپیہ
آکر کے ہزار ۵ - روپیہ پوشگی روانہ کرنا چاہیے -
کمر شیل ہارمونیم فیکٹری نمبر ۱۳
لوئر چیت پور روڈ کلکتہ -

Commercial Harmonium Factory
No. 10/3 Lower Chitpur Road
Calcutta

AIR DEPILATORY SOAP

اسکے استعمال سے بغیر کسی تکلیف
تمام روئیں اڑ جائے ہیں -

آر - پی - گھوس
نمبر ۳۰۶ اپر چیت پور روڈ - کل
R. P. Ghose,
306, Upper Chetpore Road.
Calcutta.

پچاس برس کے تجربہ

راے صاحب ڈاکٹر کے - سی داس
آرا لا سہاے -

گولیاں - ایک بکس ۲۸ گریوز
قیمت ایک روپیہ -

Swasthasaya Factory,
30/2 Harrison Road
Calcutta.

مستورات کے بیماروں کے لیے نہایت
درا - خط کے آنے سے پوری کیفیت سے
کیجائیگی -

سواتھیا سہاے فارمیسی -
۳۰/۲ ہارنسن روڈ کلکتہ
Swasthasahaya Pharmacy,
30/2 Harrison Road,
Calcutta.

راما نرجن تیلہ اور ہرنیرانجن تیلہ - اس ہوا کر
میں نے ابا راجدھ سے پایا چر شہنشاہ مغلیہ کے حکیم تھے -
یہ دوا فقط ہنکر معلوم ہے اور کسی کو نہیں اور درخواست
ہر ترکیب استعمال دہیجی جائیگی -

۱۰۰ ڈنڈر فل کانچر " کو بھی ضرور آزمائش کرس -
قیمت دو روپیہ بارہ آنہ -
مسک ہاس اور الکٹریک ویکر ہوسٹ پانچ روپیہ بارہ
آنہ محصول ڈاک ۶ آنہ -

یونانی ڈاکٹ ہاؤس کا سامیل یعنی سرے درد کی
دوا لکھنے پر مفت بھیجی جاتی ہے - فوراً لکھتے -
حکیم مسیح الرحمن - یونانی میڈیکل ہال - نمبر
۱۱۴/۱۱۵ ملہوا بازار اسٹریٹ - کلکتہ

تار کا پتہ " بیگم بہار "

Hakim Masihur Rahman
Yunani Medical Hall No. 114/115
Machubazar Street Calcutta.

پوتن ٹانگن - معجز ندامت اور حیرت انگیز
شفا - دماغ کی شکایت کو دفع کرنے کیلئے - مردہاے ہوئے
دلو تازہ کرلئے لے - ہسٹریہ اور کلرڈیک کے کلپورٹکا
دفعہ لرو میں قوت پہنچانا - بڑھاپے کو جوانی سے تبدیل -
ایام شہاب کے مرضوں کا خاص علاج - مردہ اور عورت
دور کے لیے مفید - قیمت دو روپیہ فی بکس : حسین
چالیس گولیاں ہونی ہیں -

ڈاکٹر اینڈ کمپنی - ہوسٹ بکس نمبر ۱۴۱ کلکتہ
Dathian & Co, P. Box, No 141 Calcutta.

ڈینٹوٹن ضعف باہ کا اصلی علاج - قیمت ایک روپیہ
آٹھ آنہ ڈاک اینڈ کمپنی - ہوسٹ بکس نمبر ۱۴۱ کلکتہ
Dathian & Co, P. Box, No 141. Calcutta.

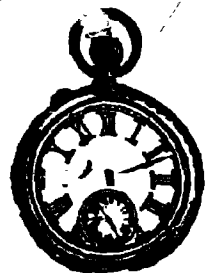
ہائیکرو لین - ہائیڈروسیل کا نہایت تجربہ دوا -
دس دن کے لیے چار روپیہ اور ایک مہینہ کے لئے دس
ڈاکٹین اینڈ کمپنی - ہوسٹ بکس ۱۴۱ کلکتہ -
Dattin & Co, Manufacturing Chemest,
Post Box 141 Calcutta.

ڈاکٹر ڈی - سی - روپی کی مرہب دوا سے فوراً معافی
خوابی جانی رہتی ہے - درخواست پر پوری کیفیت کے اطلاع
دیا جائیگی - پانچ روپیہ فی شیٹ -
S. C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street,
Calcutta.

سال وپتی بہ در ایک معجب اثر پیدا کرتا ہے -
لوموات ہرما - مجرہ ہوا شادی شدہ سب کے لیے
یکل اثر -
S. C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street,
Calcutta.

نصف قیمت پسند نہونے سے واپس

مہرے نئے چال کی جب گولیاں توہی وقت دینے



والی اور دیکھنے میں بھی مدد
فائدہ عام کے واسطے تین ماہ کی
نصف قیمت میں دی جارہی ہیں
چسکی گارنٹی تین سال کے لیے
کی جاتی ہے -

اصلی قیمت سات روپیہ چودہ
آنہ اور نو روپیہ چودہ آنہ نصف

تین دن روپیہ پندرہ آنہ اور چار روپیہ پندرہ آنہ ہر ایک
گولہ کے ہمراہ سنہرا چین اور اینڈ ہونٹون دین اور ایک
چاقو مفت دیے جائیگی -

ہر فرمائش میں الہلال

کا حوالہ دینا ضروری ہے

رینڈے کی مسٹر یز اف دی
کورت آف لندن

یہ مشہور ناول جو کہ سولہ جلدوں میں ہے ابھی
چھپ کے نکلی ہے اور تھوڑی سی دھمکی ہے - اصلی
قیمت کی چوتھائی قیمت میں دیجاتی ہے - اصلی
قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ -
کپڑوں کی جلد ہے جس میں سنہری حرف کی کلاہت
ہے اور ۴۱۶ ہاف ٹون تصاویر ہیں تمام جلدیں
دس روپیہ پی - پی - اور ایک روپیہ ۱۴ آنہ
محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سرگوبال ملک لین -

بہر بازار - کلکتہ

Imperial Depot, 60 Srigopal Mullik Lane
Bowbazar Calcutta.

انڈین آرٹ ات ڈھلی - سنہ ۱۹۰۳ میں جو
دعویٰ میں دربار ہوا تھا اسکی تفصیلی حالات اس
کتاب میں موجود ہے - مولف سر جارج ریت پرسی
براؤن - نہایت چمکا اور چمکیلا کاغذ پر اور سنہری
جلد صفحہ ۶۰۰ اور ۱۰۹ تصاویر اصلی قیمت چھ
روپیہ مایکی قیمت چار روپیہ -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سرگوبال ملک لین -

بہر بازار - کلکتہ

Imperial Depot, 60 Srigopal Mullik Lane
Bowbazar Calcutta.

ٹوٹ کس راجا ستھان - در جلدوں میں ہر ایک
جلد میں ایک ہزار صفحہ نہایت دبیز اور چمکنے کاغذ
میں چھپی - اصلی قیمت چھ روپیہ مایکی قیمت
چار روپیہ علاوہ محصول ڈاک وغیرہ -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سرگوبال ملک لین -

بہر بازار - کلکتہ

Imperial Depot, 60 Srigopal Mullik Lane
Bowbazar Calcutta.

تیلک ٹرائیل - اس کتاب میں بال گنگا دھار
ملک کی تصویر مع انکے مختصر - وائچ عری کے موجود
ہے ، اور آٹھ ٹرائیل کا تفصیلی واقعات موجود ہے - وائل
رو - این صفحہ ۴۵۰ - چند جلدیں دھمکی ہیں -
مر لاٹبرری میں ایک نسخہ موجود ہونا چاہئے -
مایتی قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول -

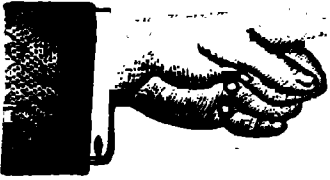
امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سرگوبال ملک لین

بہر بازار کلکتہ -

Imperial Depot, 60 Srigopal Mullik Lane
Bowbazar Calcutta.

بادشاہ و بھگتوں کے دائمی شہاب کا اصلی ہاسٹ -
یونانی - مڈ کال - سائنس کی ایک نمایاں کامیابی - بعض -
مسک سبڈیکا - جسکی خواہش بہت سے ہیں جس
میں خاص خاص باتیں سرای زیادتی - جوانی دائمی -
اور جسم کی راہ - ایک گھنڈہ کے استعمال میں اس
دوا کا اثر آب - مہر - کوہک - ایک مرتبہ کی آزمائش
کی ضرورت ہے -

درد وہی جانتا ہے - دوسرا کیونکر جان سکتا ہے؟



یہ سخت سردی کے موسم میں تندرست انسان جان بلب ہو رہا ہے۔
سردی ہٹانے کیلئے سرسبز دھندلے کرتے ہیں۔ لیکن بد قسمتی سے
دمہ کے مرض کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ تکلیف دمہ سے پریشان ہوتے ہیں۔

اور رات دن سانس پھولنے کی وجہ سے کم نکلتا ہے۔ اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے۔ دیکھئے! آج اسکو کس قدر
تکلیف ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس لا علاج مرض کا بازاری ادویہ زیادہ تر نشیلی اجزاء دھندلے جینگ۔ بلا دونا
پوٹاسیائی، اوڈالڈ، دیگر بلتی ہے۔ اسلئے فائدہ ہونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے۔ ڈاکٹر برمن کی
کیمیائی اصول سے بنی ہوئی۔ دمہ کی دوا انمول ہو رہی ہے۔ یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے۔ بلکہ
ہزاروں مریض اس مرض سے شفاء پا کر اسکی مداح ہیں۔ آپے بہت کچھ خرچ کیا ہوا۔ ایک مرتبہ اسکو بھی
آزمائیں۔ اسمیں نقصان ہی کیا ہے؟ پوری حالت کی فہرست بلا قیمت بھیجی جاتی ہے۔ قیمت ۲ روپیہ
م آنہ معصوم • پانچ آنہ۔



ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۱۰ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچ رہی ہیں اور ہم
دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے
ہر قسم کا بھار یعنی پڑنا بھار - موسمی بھار - بارشی کا بھار -
پھر کر آنے والا بھار - اور وہ بھار جس میں نرم جگر اور طحال بھی
لحق ہو، یا وہ بھار جس میں مثلی اور قے بھی آتی ہو - سردی
سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بھار ہو - یا بھار میں سردی
مرد - کلا بھار - یا آسانی ہو - زرد بھار ہو - بھار کے ساتھ کلنگیاں
بھی ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بھار آتا ہو -
ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے، اگر کھانا پانے کے بعد بھی
استعمال کیجئے تو بہرک ہو جائے، ہے، اور تمام اعضا میں خون
سالم پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی
رہا لگی آ جاتی ہے، نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آ جاتی
ہے - اگر بھار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹے ہوں، بدن میں سستی
اور طبیعت میں کھلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو -
نہانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکی استعمال
کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام
امصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت پوری بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے
۱۹۰۱ء
۲۰۰ روپے روپے

ایم - ایس - عبد الغنی کہسٹ ۲۲۰ ۷۳
کولہ ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

اشہادات کہلے - ایک عجیب فرصت

ایک دن میں پچاس ہزار !!

”ایک دن میں پچاس ہزار“ یعنی اگر آپ چاہتے ہیں کہ
ایک اشہاد صرف ایک دن کے اندر پچاس ہزار آدمیوں کی نظر سے
گذر جائے، جس میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگ ہوں، تو اس
کی صرف ایک ہی صورت ہے - یعنی یہ کہ آپ ”الہلال کلکتہ“
میں اپنا اشہاد چھپوا دیجیے -

یہ سچ ہے کہ الہلال کے خریدار پچاس ہزار کیا معنی پچاس
ہزار بھی نہیں ہیں - لیکن ساتھ ہی اس امر کی واقعیت سے بھی
اجکل کسی با خبر شخص کو انکار نہ ہوگا کہ وہ پچاس ہزار سے زائد
انسانوں کی نظر سے ہر ہفتے گذرتا ہے -

اگر اس امر کیلئے کوئی مقابلہ قائم کیا جائے کہ اجکل
چھپی ہوئی چیزوں میں سب سے زیادہ مقبولیت اور سب سے
زیادہ پڑھنے والوں کی جماعت کون رکھتی ہے؟ تو بلا ادنیٰ مبالغہ
الہلال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مشرق میں پیش کیا
جا سکتا ہے، اور یہ قطعی ہے کہ اسکو اس مقابلے میں دھمکا یا تو سوا
نمبر ضرور ملے گا -

منیجر الہلال ۷-۱ مکلاؤت اسٹریٹ - کلکتہ -



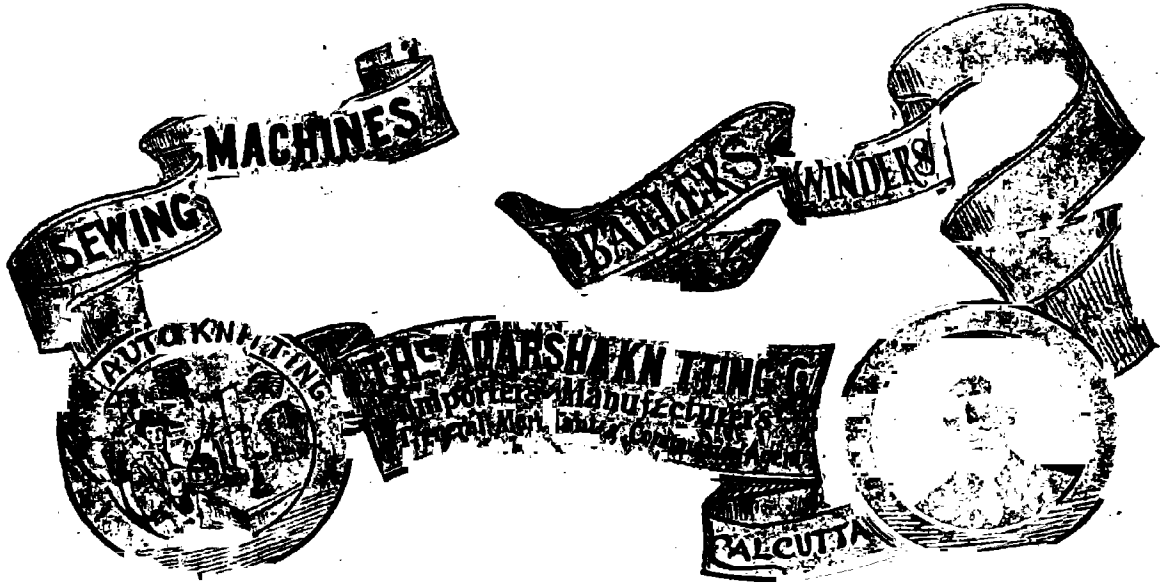
[۱۹]

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکی
بے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب
تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی -
مسک - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لئے کافی سمجھا
جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی کے جب سب چیزوں کی کاٹ
چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بھا کر معطر
و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف
کے دلدادہ رہے - لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ
میں بعض نمرہ اور نمائش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متقدم
نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنا بریں ہم نے سالہا سال
یہی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی روایتی تیلوں
جانچ کر ”مرہنی کسم تیل“ تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو
ساز ہی ہے مدد لی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے
بھی جسٹے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا -
یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور
مشرقی دیر پا ہونے میں لا جواب ہے - اسکی استعمال سے بال
خوب گھنے آگئے ہیں - جو میں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت
بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں
کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز
ہوتی ہے نہ تو سردی سے جھکا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے
سوتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ معصروں کا -

میسو انٹی ملر یا میکسچر
اکسیر وافع بخار شرم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بھار میں مر جا کرے
ہیں اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے
ہیں اور نہ ڈاکٹر اور نہ کوئی حکیمی اور مفید ہٹلک ہوا اور ان
اہمیت پر کمر بٹھنے بلا طبی مشورہ کے مہر آ سکتی ہے - ہمنے
خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کرتے اس عرق کو سالہا سال کی
پرستش اور صرف کلیئر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے
قبل بذریعہ اشہادات عام طور پر ہزاروں شیشیاں مفت تقسیم کر دی
ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے - مقام مسرت ہے نہ



ادارشہ نیٹنگ کمپنی

—:—

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکاریتھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے : —

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل کٹنگ (یعنی سپاری تراش) مشین دیگی جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں ۔

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۵ روپیہ میں خود بانف موزے کی مشین دیگی جس سے تین روپیہ حاصل کرنا بھیل ہے ۔

(۳) یہ کمپنی ۶۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزہ اور گنجی دونوں تیار کی جاسکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے ۔

(۴) یہ کمپنی آپکی بنائی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتی ہے ۔

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہونے والے جو ضروری ہوں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کردیتی ہے ۔ کم ختم ہوا اچھے رول نہ کہا اور اسی میں روپے بھی مل گئے ۱ ہر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لیے چیزیں بھی بھیج دی گئیں ۔

لیجٹ دو چار بے مانگے سوئیڈن : حاضر خدمت ہیں ۔

—:—

آئریل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) : — میں نے حال میں ادارشہ نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مجھے اُن چیزوں کی قیمت اور اوصاف سے بہت تعفی ہے ۔

بی ۔ کرنل راؤ پلندر ۔ (بلقاری) میں گنزویلر کے مشین سے آپکی مشین کو ترجیح دیتا ہوں ۔

مس کھم کمار دیوی ۔ (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہوارہ، آپکی نیٹنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں ۔

شمس العلماء مولانا عطاء الرحمن صاحب کیا فرماتے ہیں ؟

—(*)—

ادارشہ نیٹنگ کمپنی کے موزہ پہنچے اور مجھے اس بات کے کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ اسکی بنارت یورپ کی ساخت سے کسی طرح کم نہیں ۔ میں نے مشین کو چلائے دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہر شخص باسانی اسے سیکھ سکتا ہے ۔

پہننے والے اخبارات ہند کی دے

— * —

بنگالی — موزہ جو کہ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپنی نے بنائے ہیں اور جو سودیشی میلہ میں نمائش کے واسطے بھیجے گئے تھے نہایت عمدہ ہیں اور بنارت بھی اچھی ہے ۔ معنت بھی بہت کم ہے اور لایتی چیزوں سے سرمو فرق نہیں ۔

انڈین ڈیلی نیوز — ادارشہ نیٹنگ کمپنی کا موزہ نہایت عمدہ ہے ۔

جبل المتین — اس کمپنی نے ثابت کر دیا کہ ایک شخص اس مشین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کرسکتا ہے ۔

اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھ کر افسوس اور کیا ہو سکتا ہے ۔

ادارشہ نیٹنگ کمپنی نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کلکتہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ الْكَافِرَاتُ كَيْتُ مِنْهُنَّ

الْهَيْلُ

Telegraphic Address,
"Alhila Calcutta"
Telephone, No. 648.

نار کا ہند
"الہلال کلمہ"
تالیف: نبر - ۶۴۸

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۶۰ آنہ

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میرسنوں پر خصوصی
احسان علی لکھنؤ لکھنؤ

مقام اشاعت
۷۰ مکلورڈ اسٹریٹ
کولکتہ

جلد ۴

۱۲ : جہاں شنبہ ۲۰ ربيع الثاني ۱۳۳۲ ہجری

نمبر ۱۱

Calcutta: Wednesday, March 18 1914.



سیدھا دیو کا افتتاح بغداد میں
قاضی بغداد، گورنر، و حکم و اشراف ہیر۔

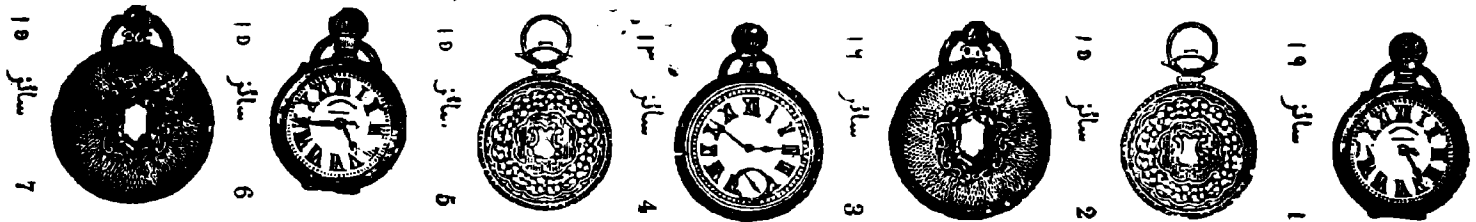
[۸] هندوستانی دواخانہ دہلی

منیجر ہندوستانی درواخانہ - دہلی

[27] زندہ دل نوجوانان ملک کا مہوار رسالہ ” ظریف “
اغراض و مقاصد

- (۱) زندہ دلی و ظرافت کی روح پہنکنا -
- (۲) سنجیدہ مہذب مذاق فراہم کرنا -
- (۳) مشرقی دماغ کو مغربی مذاق سے آشنا کرانا -
- (۴) ادبی - مذاق کو نشر و نما دینا -
- (۵) اخلاقی و روحانی سبق سکھانا -

چند سالانہ رسالے ۵ رزیہ امراء سے ۳ رزیہ عام شائقین ایک رزیہ
۱۲ آنہ ملنے کا پتہ - دفتر رسالہ ” ظریف “ کھلیڈی ہال - لاہور -



- 1 — سسٹم راسکروپ لیور راج خوبصورت مضبوط برابر چلنے والی گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول درریہ آئہ آنہ
2 — امیر راج سلنڈر خوبصورت ڈبل مثل کیس ٹھیک ٹالم دینے والی گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول پانچ درریہ
3 — چاندی ڈبل کیس لیور راج نہایت مضبوط ہر جرور پیر یا قرت جزا ہوا گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول بارہ درریہ
4 — چاندی کی لیڈی راج یا ہاتھ کوزیب دینے والی اور خوبصورتی میں یکتا معہ تسعہ گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول سات درریہ
5 — چاندی ڈبل کیس منقش علامہ خوبصورتی کے قائم میں آزمودہ گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول تین درریہ آئہ آنہ
6 — پٹنٹ راسکروپ سسٹم لیور راج بہت چھوٹی اور خوبصورت گارنٹی ایک سال قیمت معہ محصول تین درریہ آئہ آنہ
7 — کرو والٹر سلنڈر راج چاندی ڈبل کیس اسکی مضبوطی کی شہرت عام ہے گارنٹی ۳ سال قیمت معہ محصول پندرہ درریہ
نرت خدا کا شکر ہے کہ جسقدر ہمارے معزز خریدار اس اشتہار سے گھڑیاں منگائے ہیں آج تک کسی نے شکایت نہیں کی
المختار: ایم۔ اے۔ شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ۵ ریلوے اسٹریٹ پوسٹ آفس دھرمتلا کلکتہ
M. A. Shakoor & Co, No. 5/1 Wellesley Street, P. O. Dharamtollah, Calcutta.



AL - H I L A L
Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs.8

Half-yearly " " 4:12

الاحلام

میرسنوں غرضی
مسلمہ اسلامیہ

مقام اشاعت

۷-۱ مکلاہ اسٹریٹ

کالکٹا

لیلیوں نمبر ۶۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپہ

شعبی ۴ روپہ ۱۲ آنہ

۴

۱۸ مارچ : جہاوشنبہ ۲۰ ویں الٹی ۱۳۳۲ ہجری

لبر ۱۱

Calcutta: Wednesday, March 18 1914.

اُسکے بعد پھر ایک نیا دور شروع ہوا، اور موانع راہ بظاہر ایک ایک کر کے ہٹنا شروع ہوئے۔ قوم نے بھی ترجمہ کی، مالی حالت بھی درست ہو چلی۔ تعمیرات کا سلسلہ شروع ہوا، کچھ اشخاص دارالعلوم سے پیدا ہوئے جنکی قابلیت کا ملک نے اعتراف کیا، اور وہ وقت قریب آیا کہ ملک اسکی جانب پوری ترجمہ کرتا، اسکے اندرونی مفاسد کی اصلاح کی جاتی، اور اسکے باطن کو بھی مثل اسکے ظاہر کے صاف و بہتر بنا یا جاتا۔ لیکن جبکہ امیدیں قریب اور توقعات شاد کام ہوئیں، تو یکایک حوادث و غفلت اور فتنہ و فساد نے واقعات کا دوسرا ورق اڑا دیا، اور مثل بیت المقدس کے ہیکل کے جسکے دو مرتبہ تباہ ہونے کی تورات میں خبر دی گئی تھی، ندرہ پر بھی دوسری تباہی کا دور شروع ہو گیا: بعثنا علیکم عبداً لنا اولی باس شدید، فجاسوا خلال الدیوار کان وعداً مفعولاً (۵: ۱۷)

* * *

بیت المقدس کے لیے دو ہرادیوں کی خبر دی گئی تھی جو بنی اسرائیل کی شامت اعمال سے آنے والی تھیں۔ پہلی بغت نصر کی چوہانگی اور دوسری لیتس شاہ روما کی: وقضینا الی بنی اسرائیل للفسدن فی الارض مرتین، ولتعلن علوا کبیرا (۴: ۱۷)

پہلی ہرادی کے بعد عزیر نبی کی آواز زاری نے سلیمان کے ہیکل اور اسرائیل کے گہرائے کو بچالیا پر دوسرے کے بعد ہمیشہ کیلئے شام کے مقدس مرغزار اجڑ گئے۔

کیا ندوۃ العلماء پر بھی یہ دوسری تباہی آخری ہے، اور کیا یہود ہذہ الامۃ کی بد اعمالیوں سے یہ دوبارہ آجڑ کر پیر آباد نہوگا؟
وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لتبتعن سنۃ من کان قبلكم (ای الیہود) باعاً بباع، وذراعاً بذراع، وشبراً بشبر، حتی لودخلوا فی حجر ضرب، لدخلتم فیہ!!

* * *

خود ندوۃ العلماء کے اعتراف سے لوگوں نے انکار کیا، مگر اسکے مقاصد صحیحہ کے اعتراف سے گریز کرنا زمانے کی طاقت سے باہر تھا۔ انکی حقیقت خود زمانے اور وقت ہی کے حکم کا نتیجہ تھی اور انسان سمندر کی موجوں سے لٹکتا ہے، پہاڑوں کی صفوں کو چیر سکتا ہے، طوفان اور بھلی ہر فتح باہی حاصل کر سکتا ہے، پر زمانے سے لوٹنے کی آگے تلوار نہیں سی گئی ہے۔ وقال علی علیہ السلام: لا تسو العصر، فان العصر هو الله۔

ایک ایم اے م الشان دینی تحریک کی انتہائی قحہ دیب

مسئلۂ بقاء ندوۃ العلماء

طلباۓ دارالعلوم کی استوائت

بیس سال ہوئے جب ندوۃ العلماء نے اپنی پہلی صدا بلند کی۔ اس نے اپنے مقاصد کا اعلان کیا، جنہیں سب سے اہم تین مقاصد یہ تھے: رفع نزاع باہمی، حفظ کلمۃ اسلام و خدمت ملت کے لیے تمام علما کا اجتماع و اتحاد، اشاعت اسلام، اصلاح نصاب قدیم، تدوین علم کلام جدید۔

لیکن اس نے دیکھا کہ مصائب شدید، موانع لا علاج، اور مسائل عمل و نجات مفقود ہیں۔ سب سے پہلے ضرورت جس چیز کی ہے وہ یہ ہے کہ ہم میں ایسے علماء حق پیدا ہوں جو وسعت نظر و تبصر علمی کے ساتھ موجودہ عہد فلاکت کی تمام مصیبتوں کا علاج بھی اپنے اندر رکھتے ہوں۔ سب سے بڑھکر اہم مقصد اشاعت اسلام ہے۔ اس کے لیے ملک کے اندر صاحبان ایثار و فدا کاران مذہب علما چاہئیں، اور ممالک متمدنہ خارجہ کیلئے ایسے روشن ضمیر و کاردار جو علوم حقہ اسلامیہ کے ساتھ یورپ کی زبانوں سے بھی ماہر ہوں، نیز علوم و فنون حدیثہ سے بھی واقفیت رکھتے ہوں۔

لیکن بدبختی یہ ہے کہ ایسے لوگ ہم میں ناپید ہیں۔ یہی حال تمام دیگر مقاصد و اعمال کا ہے۔

پس سب سے پہلے ایک ایسا مدرسہ قائم کرنا چاہیے جسکی تعلیم سے مقصود و مطلوب اشخاص پیدا ہو سکیں۔ چنانچہ مدرسہ قائم ہوا۔

* * *

بہت سے لوگوں کو ندرہ کے مقاصد سے تشفی نہ ہوئی۔ خود موجودہ علماء مہر سے ایک گروہ کو غلط فہمیاں ہوئیں۔ باہمی نزاع کا ایک نیا طوفان اٹھا۔ پھر گورنمنٹ کی سوہ ظنی نے بھی سہی امیدیں بھی خاک میں ملا دیں۔ نئے تعلیم یافتہ اشخاص سمجھے کہ یہ انگریزی تعلیم کا رقیب ہے۔ قدیم گروہ نے کہا کہ نئے خیالات کی ایک دوسری صورت ہے۔ آئے اپنوں میں بھی سوچنا۔ والے اور سچا درد رکھنے والے نہ ملے۔ غرضکہ زمانے نے اپنی ایک قیمتی متاع کو پا کر کھر دینا چاہا، اور غفلت و حواشی نے اسکا سامان مہیا کیا: وکانوا نیہ من الزاہدین!

کا محتاج ہے۔ ہم اُسکی تباہی و بربادی کو گوارا کر رہے ہیں اور اپنی ایک بنی بنالی ہولی متاع عزیز کو اپنے سامنے ضائع ہو دیکھ رہے ہیں؟

اس سے بڑھکر غفلت و سرشاری کی مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ جن مقاصد کیلئے ہمارے ہاتھوں میں نئے پروگرام اور کاموں کے خائے ہوں، عین انہی مقاصد سے خود ہمارا بنایا ایک کام پیشتر سے موجود ہو۔ ہم آئے تو ضائع کر دیں مگر کاموں کی تلاش میں سرگرداں ہوں؟ فمالہا اولاء القوم، لایکان تفقہون حدیثاً؟

* * *

البتہ یہ ضرور ہے کہ بحالت موجودہ ندرہ نہ ترقی کا اور نہ ایسے کسی مرض کا علاج ہے۔ اسکا کوئی نظام صحیح نہیں اس کے دستور العمل میں قوم کی رائے اور قوت عمل کو کوئی دخل نہیں۔ اسکی حکومت کا رشتہ صرف چند آدمیوں کے ہاتھوں میں ہے اور جب تک مشترکہ اور جمہوری کاموں کے اصولوں پر دستور العمل نہ بنے گا، ہمیشہ اشخاص ہی کے ہاتھوں میں رہے اس کے انتہائی تغیرات و اعمال کا حق بھی ایک محدود طبقہ مجلس خاص کو دیدیا گیا ہے، اور اسکا نتیجہ ہے کہ وہ محض مقامی اور قابض آدمیوں کا کھلونا بن گیا ہے، جو جس طرح چاہے اپنے اغراض کیلئے اُس سے کھیل سکتے ہیں۔

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ اُس نے اپنی آخری توقعات و کمودیوں اور چند آدمیوں نے خانہ ساز سازش کر کے نئے عہدہ منتخب کرلیے۔ ایسا کرنا خود ندرہ ہی کے دستور العمل و قواعد کے صریح برخلاف ہے۔ پھر نہ تو قوم اُن اشخاص سے راہ ہے، نہ انکے کاموں کی آئے خبر ہے، اور نہ یہ جانتی ہے کہ مقاصد کا ندرۃ العلما ماتم گذار ہے، اُن سے انہیں کوئی مفاسد و تعلق بھی ہے یا نہیں؟

دارالعلوم ایک ویرانہ و خرابہ ہو گیا ہے۔ گرد و خاک کے چند مدرسوں اور طالب علموں کی مٹی ہوئی صورتیں آتی ہیں، اور وہ بھی قریب فنا ہیں۔ طلباء کی تعداد انتہائی سے زیادہ گھٹ گئی ہے، اور انکے اندر دلورلہ تحصیل اور تدریس کی کوئی روح باقی نہیں رہی۔ انکے دل اف ہو گئے ہیں اور اپنی حالت پر متاسف ہیں۔ انکو ارباب فن محنت و تعلیم سے محض بربنائے بغض ذاتی روکا جاتا ہے، قومی مجلسوں میں شرکت کی اجازت نہیں دی جاتی۔ کہ انہوں نے اسٹرائک کر دی ہے، اور یہ امن مدارس و معہ کی انتہائی غارت ہے!

کسی مدرسے کی معنوی زندگی کیلئے بڑی چیز یہ ہے اس کے طلباء کے اندر اپنی کالم لائف کی محبت اور دلورلہ و نشا ہو۔ یہی دلورلہ انکو سب کچھ بنانے والا ہے، ورنہ محض کتے کے صفوں اور معلموں کی زبانوں میں تو کچھ بھی نہیں ہو لیکن دارالعلوم ندرہ کے اندر اب کسی طالب علم کو زندگی محسوس نہیں ہوتی۔ یہ حیثیت مجموعی انکی اور مدرسہ کی حالت ایسی ہو گئی ہے کہ دیکھنے والے کو زندگی جگہ ایک معنوی موت کے آثار نظر آتے ہیں!

یہ حالت دیکھکر تعلیم کا ایک سرکاری انسپکٹر بھی ماتم میں شریک ہو گیا، اور اس نے افسوس کیا کہ گورنمنٹ کا سروریدہ ماہوار ضائع جا رہا ہے!

کچھ شک نہیں کہ ان حالات کے ساتھ ندرہ کچھ بھی ہے۔ اتنا بھی نہیں جتنا کسی دیہات کا مکتب یا کسی مسجد کے ملا کا صحن درس ہوتا ہے۔ بلاشبہ اگر اسکا مرض

پھر دیکھو کہ خود ندرہ تو بے حس و حرکت پڑا رہا، لیکن اسکی صدائیں کس طرح تمام عالم اسلامی میں جنبش پیدا کرتی رہیں؟ مسلمانان روس نے ٹھیک ٹھیک اُسی کے مقاصد کو اپنے کاموں کا پروگرام بنایا، بخارا میں خود رئیس رقت نے اصلاح نصاب قدیم کیلئے کمیٹی بنالی، مصر میں ”مدرسۃ دعوت و ارشاد“ اسی کی تقلید میں بنایا گیا۔

خود ہندوستان کے اندر بھی دیکھو کہ کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے؟ اور پھر سوچو کہ ندرہ کس طرح اپنا کام چپکے چپکے انجام دیتا رہا؟

درس قدیم کے سب سے بڑے مرکز مدرسۃ عربیہ دیوبند میں ”جمعیۃ الانصار“ قائم کی گئی، اور اس طرح اعتراف کیا گیا کہ مدرسہ میں طلباء کو تعلیم دینے کے علاوہ کچھ اور کام بھی ضروری ہیں جنکے لیے سالانہ اجتماع ہونے چاہیئیں، اور نیز یہ کہ نئی ضرورتوں کے وجود سے انکار نہیں۔ اس سے بھی بڑھکر یہ کہ انگریزی خواں طلباء کیلئے تاکہ انکو علوم عربیہ کی تعلیم دیکر وقت کی ضرورتوں کا علاج کیا جائے!

اندک اندک عشق در کار آورد بیگانہ را!

جنوبی ہند میں مدرسۃ باقیات الصالحات کے اجلاس ہوئے اور اول سے لیکر آخر تک وہی سب کچھ کہا گیا جو ندرہ کہتا رہا ہے۔ خود گورنمنٹ نے شملہ میں مشرقی علوم کے احیاء کیلئے کانفرنس منعقد کی اور کلکتہ یا دہلی میں نئی درسگاہ کی تجویز ہے:

لالہ ساغر گیلور فرکس مست و بر ما نام نسق!

داوری خواہم مگر یارب کرا داور کنم؟

ندوہ کی حقیقت کا سب سے آخری اعلان دہلی کی ایک نئی انجمن ہے جو ”نظارۃ المعارف القرانیہ“ کے نام سے مولانا عبید اللہ صاحب سابق ناظم جمعیۃ الانصار دیوبند نے قائم کی ہے۔ اسکا مقصد یہ ہے کہ انگریزی خواں فارغ التحصیل طلباء کو لیکر قرآن و حدیث اور بعض کتب اسرار الدین کا درس دیا جائے اور اس طرح اشاعت و صیانت اسلام کیلئے نئے علما پیدا کیے جائیں:

خواہم کہ دگر بہ، دہ سازیم حرم را

ندوہ وہی کہتا تھا جو آج کیا جا رہا ہے، لیکن فرق یہ ہے کہ اگر اسکی فریادوں پر اُس وقت کان دھرا ہوتا تو آج اس منزل کا بڑا حصہ طے ہو گیا ہوتا، اور ہم میں ہر طرح کے کاموں کیلئے وہ قحط الرجال نہ ہوتا جو نظر آ رہا ہے۔ لیکن اب حالت یہ ہے کہ بیس پچیس برس کی غفلت کے بعد لوگ وہاں پہنچے ہیں، جہاں سے ندرہ نے ایک قرن پہلے اپنا سفر شروع کرنا چاہا تھا:

انچہ دانا کند کند نادان

لیک بعد از خرابی بسیار

* * *

آج ہر طرف اشاعت اسلام کے کاموں کو لوگ محسوس کر رہے ہیں اور لائق عیدلے کے اسلام لانے کے واقعہ سے لوگوں میں از سر نو اسکا خیال پیدا ہو گیا ہے کہ ممالک یورپ میں اسلام کے داعی بھیجے جائیں تاکہ اسلام کی تبلیغ خارجہ کا کام شروع ہو۔ لیکن کیا یہ کام بغیر انگریزی دان و نئے تعلیم یافتہ علما کے انجام پاسکتا ہے، اور کیا اس کے لیے علما ہم میں موجود ہیں؟

اگر نہیں ہیں تو درسگاہ کی ضرورت ہے۔ پھر یہ کیسی غفلت شدید ہے کہ دارالعلوم ندرۃ العلما صرف اتنی مقاصد کیلئے پیشتر سے قائم ہے۔ وہ اپنی تاسیس و تعمیر کی ابتدائی منزلوں سے گذر چکا ہے۔ اسکا وجود قوت سے فعل میں آچکا ہے اور صرف تکمیل و اصلاح

سے پورا پورا کام لایا گیا ہے۔ ترقیب عمل و تقسیم کار کا وجود نہیں۔
خود دارالعلوم کیلئے کوئی مکمل نظام و دستور العمل نہیں ہے۔
ان تمام اساسی امور کی اصلاح ہونی چاہیے۔

(۳) سب سے آخر ندرۃ کے مقاصد اور اصول عمل کا مسئلہ

۱۔ رہ اصلاح دینی کی ایک تحریک ہے جو درس علوم صحیفۃ اسلامیہ اور طریق ارشاد و ہدایت دینی کی راہ سے کام کرنا چاہتی ہے۔

۲۔ پس اسکا معرور عمل کیا ہونا چاہیے ؟ اس بارے میں میرے بعض خاص خیالات ہیں ، اور میں ندرۃ العلما کے کاموں سے متعدد امور میں اصولی اختلاف کرنے کے رجحان رکھتا ہوں ۔ پس اس مسئلہ پر بھی ایک نظر ثانی ہونی چاہیے ۔

ان امور کے حصول کا طریقہ یہی ہے کہ سب سے پہلے ایک معتمد کمیشن یا مجلس قائم ہو جو موجودہ نقائص کی ترقی کرے۔ اسکے بعد ایک عظیم الشان نیابتی جلسہ منعقد ہو، اور وہ ندرہ کو اسکی زندگی کا آخری فیصلہ سنا دے۔

تمام ارباب درد و کار کو اسکے لیے اپنی صدائیں بلند کر کے
چاہئیں اور جس کار و جوش عمل کا ثبوت دینا چاہیے -
ر ما تشارون الا ان یشاء اللہ - ان اللہ کان علیمًا حکیمًا -

۱۰۰۰ وائے

الحمد لله کہ ندوہ کے معاملات کی طرف سے جوعام غفلت چھائی ہوئی تھی، وہ دور ہونا شروع ہو گئی ہے۔ وقت اور حقیقت کی کوئی صدا بیکار نہیں جاسکتی۔ پچھلا الہال بدہ کے دن ڈاک میں پڑا ہے اور جمعہ یا سنہرے دن باہر پڑھا گیا ہے۔ آج پیر کا دن ہے۔ اس حساب سے جو خطوط اور مراسلات کل سے آج تک دفتر میں پہنچی ہیں، وہ عین اُسی دن لکھ کر ڈاک میں ڈالی گئی ہو گئی جس دن الہال پہنچا ہے۔ تاہم اس طرح کی مراسلات کی تعداد تیس چالیس سے کم نہیں اور یہ بہت بڑا ثبوت تنبیہ و ایقاز غفلت کا ہے۔ واللہ عاقبہ الامور۔

اسٹرائک بدستور قائم ہے۔ ایک مراسلہ نگار کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ طلباء اپنی شکایتوں کے متعلق ایک تحریر شائع کرنے والے ہیں۔ جو حالات ہم تک پہنچے ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو انیسوس کرنا پڑتا ہے کہ اسٹرائک کے بعد سے جو سلوک نئے حکام ندرہ کر رہے ہیں وہ سخت باز پرس کا مستحق ہے۔ انکو چاہیے تھا کہ وہ نرمی سے پیش آئے کہ اصلاح حال کا سب سے بڑا حربہ یہی ہے، اور پھر باقاعدگی کے ساتھ انکی شکایتوں کو سنتے۔ مگر معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے پہلے جبر و تشدد کے اظہار سے کام لینا چاہا، اسمیں ناکام رہے تو کھانا بند کر دیا۔ اس سے بھی کچھ نہوا تو بورڈنگ سے نکل جاتے کی اور پولیس سے مدد لینے کی دھمکی سی، اور صاف انکار کر دیا کہ ہم طلباء سے کچھ سننا نہیں چاہتے۔ اگر واقعی ایسا ہی کیا جا رہا ہے تو ندرہ کی بربادی کی یہ آخری ذمہ داری ہے جو یہ لوگ اپنے سر لے رہے ہیں، اور وہ یاد رکھیں کہ یہ ذمہ داری انکی تمام پچھلی ذمہ داریوں سے بھی بڑھ کر اُنکے لیے خطرناک ہے۔

انکو چاہیے تھا کہ وہ شکایتوں کو سنتے اور اگر انکے رجوع سے انکار ہے تو قبل اسکے کہ باہر سے کمیشن قائم ہو، خود ہی ایک کمیشن غیر متعلق لوگوں کا قائم کر دیتے۔ یہ کمیشن ایسے لوگوں سے مرکب ہوتا جو طلباء اور حکام ندرہ، دونوں کے الگ الگ معتمد ہوتے۔ پھر طلباء کو انکے سامنے پیش کرتے۔ اظہارات لیتے اور معاملہ صاف ہو جاتا۔ دنیا بھر میں کام کرنے کا یہی طریقہ ہے۔

اور اُسکی خرابی نا قابل دفع ہے تو اُسے مٹ ہی جانا چاہیے ،
لیکن مٹنا چاہیے - اس طرح سسک سسک کر دم نہیں توڑنا چاہیے
کہ اسے ماتم گذار تماشا دیکھیں ، اور کسی سے اتنا بھی نہ کہ دست
علاج کی جگہ خنجرِ ہلاکت ہی کر کم میں لے !
گیرم کہ وقت ذبحِ تپیدن گناہ من
دیدنِ ہلاک و رحم نہ کرسن گناہ کیست ؟

لیکن ابھی مرض لا علاج نہیں ہوا اور درستگی ممکن ہے ۔ وہ بیس سال کی کوششوں کا نتیجہ ہے اور ایک ایسا کام ہے جسمیں اصلاح کے سوا اور سب کچھ موجود ہے ۔ اگر ہم اُسکی اصلاح کرسکیں تو زمانہٴ حال کی ایک بہترین درسگاہ بن سکتی ہے ۔ وہ اُن تمام ضرورتوں کو پورا کرسکتی ہے جنکو اب ہر شخص محسوس کر رہا ہے ، کیونکہ اصلاح ملت اور حفظ و تبلیغ اسلام کے تمام کاموں کیلئے وہ ایک بنا بگایا ہوا مرکز ہے ۔

٦: الأصغ مطلب

پس موجودہ وقت کے کاموں میں سب سے زیادہ اہم کام مسلمانوں کیلئے یہ ہے کہ وہ ندوۃ العلماء کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں اور اس کے تمام مفاسد و نقائص کو سمجھ کر ایک فیصلہ کن اور آخری انتظام کر دیں تاکہ وہ ایک باقاعدہ اور منظم درسگاہ کی صورت اختیار کر لے۔

۲۔ پس ہم کو نظر محض ایک در نتیجوں ہی پر نہیں رکھنی چاہیے بلکہ اصلی علتوں اور سببوں کو دور کرنا چاہیے۔

اس امر سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ مولانا شبلی نعمانی نے ندوۃ العلما کو دوبارہ زندہ کیا اور اس کے لیے بہت سی خدمتیں انجام دیں، لیکن افسوس کہ انہوں نے کبھی اس کے اندرونی مفاسد کو دور کرنے کیلئے قوت صرف نہ کی، اور اسکی بے غابطگیوں سے رسوم کو خبردار نہ کیا ورنہ یہ وقت بد کبھی بھی نہ آتا۔ یہ نام انکی ایک ایسی کمزوری تھی جسپر انہیں خود بھی اپنے تئیں ناپسند کرنا چاہیے۔ اب صرف مولانا شبلی سے توقعات رکھنا بھی کم ہے سو وہ جیسا کہ بہت سے لوگ کہہ رہے ہیں۔ کوئی کام جو صرف اشخاص کی امید پر ہو، زندہ نہیں رہسکتا، اور اگر ندوۃ العلما صرف مولانا شبلی ہی کے دم سے ہے تو ندوہ کی قسمت پر رونا کی چاہیے جو ایک ایسے ستون پر کھڑا ہے جو ہمیشہ قائم نہیں رہیگا۔

ار ندوہ کو قوم کے ہاتھ میں آنا چاہیے۔ اب تک وہ ایک ایسی قومی جائداد ہے جسکی سند تو قوم کی جیب میں ہے پر قبضہ امد سکا نہیں ہے۔

اس بارے میں اصلی اور معیم ترتیب عمل یہ ہے :

(۱) سب سے پہلے اسکی موجودہ حالت کا سوال ہے۔ پیری
بے قاعدگی کے ساتھ اس کے لیے نئے عہدہ دار منتخب کیے گئے ہیں
اسکی تفصیلی سرگزشت ”مدارس اسلامیہ“ کے سلسلے میں
بندہ نمبر پیش کریگا۔ اسکا نتیجہ یہ ہے کہ اندر نے اپنے اصلی
نقصد بالکل کھو دیے ہیں، اور جمہور کی آواز اُس میں کوئی چیز نہیں
سی طرح دارالعلوم کا انتظام بالکل ابتر ہو گیا ہے۔ شکایتوں کا ایک
سلسلہ ہے۔ طلباء سے حیات تعلیمی بالکل مفقود ہو گئی
انہوں نے تعلیم چھوڑ کر اسٹرائک کر دی ہے۔

(۲) اسکے بعد اصل ندرہ کے نظام و اساس کا سوال ہے۔ جب تک ایک مرتبہ آئے از اول تا آخر نظر ڈال کر درست نہ کیا جائیگا، یہ بھی نہرگا۔ اسکے قواعد و ضوابط بالکل بدل دیئے گئے ہیں۔ جماعت اسمیں کوئی دخل نہیں۔ ارکان انتظامی کا دائرہ چند خاص بال کے لوگوں، اپنے دوستوں اور رفیقوں، یا ایک ہی خاندان کے سے لوگوں سے بھر دیا گیا ہے۔ تنگ خیالی اور فریقانہ تعصبات

الہلال

۲۰ ویسے الہلال ۱۳۳۲ ہجری

۲۰ ویسے الہلال ۱۳۳۲ ہجری

صدابہ ص ۱۱

مسئلہ قیام الہلال کا آخری فیصلہ

(۱)

از سالہ ام مرنج کہ آخر شدست کار

شمع خورشید رزم در می رود !

الہلال کو نکلے ہوئے اکیس ماہ ہو گئے یعنی تین ماہ کے بعد پورے دو سال ہو جائینگے۔ الہلال مثل دنیا کے تمام کاموں کے ایک کام ہے، جسکا ہر جزو روپیہ کے خرچ سے طیار ہوتا اور انسان کی دماغی و جسمانی محنتوں سے بنتا ہے۔ جس طرح کہ دنیا میں ہر شے قیمت سے ملتی ہے، اسی طرح الہلال کیلئے بھی ہر شے خریدنی پڑتی ہے۔ اس کے لیے پریس قائم کیا گیا ہے، جسکی ہر چیز روپیہ دیکر لی گئی ہے۔ وہ کاغذ پر چھپتا ہے، اسپر سیاہی صرف کی جاتی ہے، تصویروں کے ہلاک بنائے جاتے ہیں، اور یہ تمام اشیا قیمت کے بغیر نہیں ملتیں۔ مثل دنیا کے تمام کاروباری دنا ترے اسکا بھی ایک دفتر ہے، جسکے لیے چاندی اور سونے کے سکے مطلوب ہیں، اور دنیا میں اب تک معاوضہ جنس کا قدیمی اصول بغیر کسی اقتصادی تغیر کے جاری ہے۔

پھر یہ بھی ہے کہ دنیا عالم اسباب ہے، اور کوئی کام قائم نہیں رہ سکتا جب تک کہ اسکا جمع و خرچ برابر نہ ہو، یا اس کے لیے کوئی ایسا خزانہ ہاتھ نہ آجائے، جسکے گھٹ کر ختم ہوجانے کا خوف دور کر دیا گیا ہو۔

اگر یہ تمام حقائق، حقائق اصلیت ہیں، جنکی صحت متعارف اور نا قابل انکار ہے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ الہلال کیلئے روپیہ کا مسئلہ موثر نہ ہوتا اور اسکی مالی حالت کے موضوع کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا، اور وہ کہ سب کیلئے اس کے پاس زبان ہے، ضرور تھا کہ خود اپنے لیے بھی کبھی نہ کبھی کچھ بولتا۔

تاہم احباب کرام سے پوشیدہ نہیں کہ اس بارے میں آج تک وہ بالکل خاموش رہا، اور اس لحاظ سے وہ ملک کے تمام زر طلب تجارتی اور غیر تجارتی کاموں میں شاید ایک ہی کام ہے، جس نے اپنی مالی حالت کے متعلق باوجود مسلسل کام کرنے کے اسدرجہ خاموشی اختیار کی ہے۔ شش ماہی جلدوں کے اختتام اور فاتحہ جلد جدید کے لکھتے ہوئے کئی بار ارادہ ہوا کہ چند کلمات اس بارے میں بھی عرض کروں۔ لیکن ہر مرتبہ طبیعت نے نہایت کراہیت کے ساتھ انکار کر دیا کہ خدا کی تلاش کے ساتھ اس کے بندوں کے آگے ہاتھ پھیلا نا زیبا نہیں۔ پچھلے دنوں ایک دو سطریں اس بارے میں لکھیں بھی تو وہ اسقدر مجمل اور مبہم اشارہ تھیں کہ شاید بہت سے لوگ سمجھے بھی نہ ہونگے۔ گذشتہ جلد کے کسی آخری نمبر میں ”صدابہ صحرا“ کے عنوان سے الہلال کے روز افزوں مخارج کی

مساجد و قبر و لشکر پرورد

بیان کیا گیا ہے کہ اب لشکر پرورد کی مساجد کا مسئلہ صربے کے اعلیٰ حکم کے ہاتھ میں ہے اور وہ بہت جلد اس کا فیصلہ کریں گے۔ لیکن ضرورت اس سے بھی بلند تر حکم کے ترجیح کی ہے، ورنہ یہ معاملہ بھی کانپور کے واقعہ سے کم نہ ہوگا۔

کہا جاتا ہے کہ ابھی ٹیشن نہ کرو۔ پبلک کے سامنے گورنمنٹ کی اطاعت کے سوا اور کچھ زبان سے نہ نکالو۔ اگر ایسا کر دے تو یہ بغاوت ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ خود گورنمنٹ اور علم حکم کے طرز عمل کا کیا حال ہے؟ کیا وہ کسی سچائی کو وقت سے پہلے اور بغیر علم ہیجان کے قبول کر لیتے ہیں؟

اسی لشکر پرورد کے واقعہ سے اس سوال کا جواب مانگنا چاہیے۔ ابتدا ہی میں حکم کو تمام معاملات سے واقفیت ہو گئی تھی اور گورنمنٹ کے سامنے پورا معاملہ رکھ دیا گیا تھا۔ لیکن باوجود اسے کوشش کی گئی کہ غفلت اور التوا سے فائدہ اٹھا کر مسجدوں کو منہدم کر دیا جائے، مثل ان بہت سی مساجد کے جو اسی طرح منہدم ہو چکی ہیں!

اس طرح خود گورنمنٹ ہی پبلک کو سکھلا رہی ہے کہ ہم سے کام نکالنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ مگر ستم یہ ہے کہ جب اس ایک ہی کامیاب طریقہ سے کام لیا جاتا ہے تو پھر حکم آپ سے باہر ہوجاتے ہیں اور چیخ اٹھتے ہیں کہ یہ بغاوت ہے:

دنبال تو برس گنہ از جانب مانیت

با غمزہ بگرتا دل مردم نہ رباید

کانپور کے معاملے کے بعد امید بندھی تھی کہ شاید حکم عبرت پکڑیں اور مسجدیں کہ سڑکوں کی کشادگی اور بحری اسٹیشنوں کی وسعت بغیر خدا کی عبادت گاہوں کو ڈھالے ہوئے بھی ممکن ہے۔ خود ہز ایکسلنسی لارڈ دھارڈنگ نے بار بار اسکا اعلان کیا، اور پھیلی کونسل کی اسپیک کے بعد تو مسجدوں کی طرف سے ہمیں بے فکر ہو کر سوجانا تھا۔ مگر افسوس کہ لشکر پرورد کے معاملے نے یقین دلا دیا ہے کہ وہی اعتقاد سچ تھا جو اس بارے میں ابتدا سے ہے، اور جو ان وعدوں کی دلفریبی سے متزلزل سا ہو گیا تھا!

یہ چہرے حکم جو، ایسا کر رہے ہیں، دراصل گورنمنٹ کے اعلیٰ اعلانات کی صریح توہین کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ہز ایکسلنسی لارڈ دھارڈنگ کے اظہارات کو بالکل ایک بے اثر چیز ہیں۔ پس سوال یہ ہے کہ کب تک مسلمان اس طرح اپنی عبادت گاہوں کی طرف سے بیقرار و مضطرب رہے جائیں گے؟ اور آخری نتیجہ اسکا کیا ہوگا؟ کیا بہت آسانی کے ساتھ ممکن نہیں ہے کہ اسی طرح غفلت میں مسجدیں توڑ دی جائیں، اور قبرستانوں سے پوشیدہ ہڈیاں نکال کر بکھیر دی جائیں؟ ان نظائر سے معلوم ہوتا ہے کہ اب مسجدیں صرف مسلمانوں کی بر وقت ہشیاری ہی سے بچ سکتی ہیں نہ کہ کسی قانون اور سرکاری وعدے سے۔ اگر ایسا ہی ہے تو کیا مسلمانوں کو اب ہر وقت ہشیار اور آمادہ کار رکھنا پڑیگا؟

ہم لوگوں کو ہشیار کرتے رہے ہیں اور اب بھی ایسا ہو سکتا ہے لیکن گورنمنٹ کیلئے اس وقت کا انتظار کرنا دانشمندی کے خلاف ہوگا۔ کاش حکم اس سوال کا جواب اپنے دل سے پوچھیں اور ان کے نتائج سے قریں!

اس موقع پر ہم ان لوگوں کو یاد کیے بغیر نہیں رہ سکتے جو گذشتہ جنوری میں قانون تحفظ مساجد کی منظوری کا وعدہ دلاتے تھے! قانون تو جنوری میں پاس نہوا۔ البتہ فروری میں ایک اور مسجد بھی کرا دی گئی!! فنا لها ولا القوم، لا یسکادون تفقہرون حدیثا!

والے ہیں، چاہیے کہ زمین پر خود اپنے اگے سوال ہو۔ دوست
 و اعلان حق کا کم کرنے والوں کو اچھے نہیں، مگر اچھے کم ہی
 عزت کی خاطر پادشاہوں کی سی نظر اور کھڑے ستاروں کا سا دماغ
 رکھنا چاہیے۔ جو لوگ خدا کے دروازے کے سائل ہیں، دنیا میں
 کس کی ہستی ہے کہ وہ انہیں اپنے سامنے سائل دیکھ سکے؟ انکی
 حیب میں ایک کھوٹا سکھ بھی نہ ہو، لیکن انکے دل میں وہ خزانہ
 مخفی ہے جس سے بڑی بڑی مغرور شہنشاہوں کو خرید سکتے
 ہیں۔ دولت اور ریاست دنیوی اسلیے بذاتی گئی ہے تاکہ اپنے
 آپکو انکے آگے پوری حقارت سے ڈال دے، اور وہ اُسے ٹھکرا کر عزت
 بخشیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو دولت کے پوجاریوں کیلئے بھی بڑا
 شرف ہے۔ کیونکہ انکے پاس جو کچھ ہے وہ ختم ہو جائیگا یا چھین
 لیا جائیگا۔ پر انکے پاس جو خزانہ ہے وہ نہ ترک بھی ختم ہوگا اور
 نہ اس آسمان کے نیچے اُسے کوئی چھین سکتا ہے!

جب حالت ایسی ہو تو خدمت حق کی ترفیق طلبی کے
 ساتھ انسانوں سے اعانت طلبی کا خیال کیونکر جمع ہو سکتا تھا؟
 جو زبان خدا کی حمد و ثنا کیلئے بنی ہے، اسے عاجز و درماندہ
 بندوں کے آگے شکر گزاری اور عجز بیانی سے گندہ کرنا روح کی
 موت اور دل کی ہلاکت ہے!

لب تشنه رفت و دامن پرهیز تر نہ کرد
 زان چشمه که خضر و سکندر رخر کنند

* * *

اعلان حق اور احتیاج و طلب، دونوں ایک ساتھ جمع نہیں
 ہو سکتے۔ خدمت حق کی پہلی شرط یہ ہے کہ خدا سے برتر کے سوا
 اور کسی ہستی کا قلم و زبان پر دباؤ نہ ہو۔ کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو
 بہت ممکن ہے کہ انسانی احسانوں کا بوجھ تمہیں حق کیلئے
 ہلنے نہ دے، اور جن مغرور سرور کو حق کی عزت کیلئے چاہیے
 کہ غرور صداقت اور تکبر الہی سے ٹھکرادے، خود انہی کے آگے
 تمہیں اپنی گردنیں جھکانی پڑیں:

آنکہ شیراں را کند رز بہ مزاج
 احتیاج ست، احتیاج ست، احتیاج

تاریخ اسلام میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تفضل کا
 افسانہ پڑھو۔ تمہیں نظر آلیگا کہ اسکا اصلی سبب یہی تھا کہ علماء
 حق روز بروز کم ہوتے گئے، اور علماء سوء نے امرا و رؤساء کے آگے
 طلب و احتیاج کا سجدہ کرنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جنکے
 دست احسان کے ذالے ہوئے طرق گئے میں پڑتے تھے، انکے سامنے
 اٹھنے کی اُن میں طاقت کیونکر ہو سکتی تھی؟ آج بھی عالم
 اسلامی کو دیکھو تو تمہیں دعوت الی الخیر اور نہی عن المنکر کی
 صدائیں کہیں سے سنائی نہ دینگی، کیونکہ جس فاسق و فاجر اور
 ظالم و مستبد کی حیب میں زر ہے، وہ کتنے کے آگے روٹی کے
 چند ٹکڑے ڈال دینے کا جادو خوب اچھی طرح سیکھا ہوا ہے:

دہن سگ بہ لقمہ درختہ بہ!

پس قلم خاموش ہیں، زبانیں سی سی گئی ہیں، حق کی
 جراتیں طمع و حرص کے مندر پر قربان ہو رہی ہیں، اور وہ خدا
 کی سچائی جسکی قیمت میں لڑا ارضی کے تمام خزانوں بھی
 ہیچ تھے، اور جو اس کے رسولوں اور نبیوں کی پاک امتات تھیں،
 چاندی سونے کے چند سکوں پر فروخت کی جا رہی ہے: اولئک
 الذین اشترو الضلالة بالہدی، فما ربحت تجارتهم و ما کانو مہتدین۔

* * *

حالانکہ خدائے عزیز و برتر کا کچھ اس طرح فضل و کرم ہے کہ جس
 چیز کے پیچھے لوگ چپختے چلاتے، کرتے پڑتے، گرد و خاک میں لڑتے

طرف اشارہ کیا تھا۔ دراصل مقصود اُس سے بھی یہی تھا مگر
 طبیعت کے غیر تجارتی مذاق کے کھل کر صاف صاف کہنے نہ دیا:
 دوش کز گردش بختم گلہ بر روی تو برد
 چشم سرو فلک و روی سخن سرو تو برد!

ہر کام کیلئے طبیعت کی مناسبت اور عادت ضروری ہے۔
 دیا کیجیے کہ کاروباری اور تجارتی باتوں میں اور اپنی طبیعت
 کے مذاق میں اسدرجہ اختلاف و تضاد واقع ہوا ہے کہ مجبوری کے
 اگر کبھی زور ڈالا بھی اور ارادہ بھی کیا کہ درچار لفظ زبان سے
 نکالیے تو ایک انارہی اور نوا موز تاجر کی طرح عین خرید
 و فروخت کے وقت زبان لڑکھڑا گئی:

طفل نا دانم و اول سبق ست!

* * *

یہ خدا ہی خوب جانتا ہے کہ طبیعت کیا چاہتی ہے اور کرنا
 کیا پڑتا ہے؟ میں نے بارہا نفرت اور سخت کراہیت کے ساتھ
 اپنی اس حالت کو دیکھا ہے کہ اصلاح و دعوت کے کاموں کا تو دباؤ
 کرتا ہوں، لیکن حالت یہ ہے کہ ایک کاروباری دفتر قائم کیا ہے،
 جو لوگوں سے قیمت لیتا ہے اور اسکے معارضہ میں ایک رسالہ چھاپکر
 تقسیم کرتا ہے۔ حالانکہ خدمت خلق اللہ کے رولے کے ساتھ تاجروں
 کا سا لین دین کب جمع ہو سکتا ہے؟ خدا کے کام کو تجارت کا بازار
 نہیں بنانا چاہیے۔ یہ ایثار نفوس و صرف جذبات کی ایک قربانگاہ
 ہے جہاں تاجر رنگا گذر نہیں، کیونکہ نفع ڈھونڈنے والوں کیلئے وہاں
 کوئی سامان نہیں ہے۔ وہاں کا پیام دعوت صرف انہی کے لیے ہے
 جو سود کی جگہ زیاں کے، لذت کی جگہ ایذا کے، جمع کی جگہ
 خرچ کے، اور حصول کی جگہ بخشش فرمائی کے متلاشی ہیں!

بدہ بشارت طربی کہ مرغ ہمت ما

بران درخت نشیند کہ بے ثمر باشد!

لیکن پھر سوچتا ہوں تو اسکے سوا چارہ بھی نہ تھا۔ اخبار
 موجودہ زمانے میں ایک ہی وسیلہ اصلاح خیال و دعوت عموم کا
 ہے، اور اسکے جاری کرنے کا ذریعہ یا تو یہ ہے کہ ایک بڑا خزانہ
 اسکے لیے وقف کر دیا جائے، جو میسر نہیں (والحمد للہ علی ذلک)
 اور یا پھر یہ کہ بقدر اخراجات لینے والوں سے قیمت لینا گوارا کیا
 جائے۔ دوسری صورت کے اختیار کرنے پر مجبور تھا اور اختیار کی
 مگر وہ عالم السرائر خوب جانتا ہے کہ اگر اسکی خدمت کی شیفتگی
 غالب نہ آتی تو میں اس طرح کی اخبار نویسی کیلئے کسی طرح
 بھی راضی نہ تھا۔ مرحوم غالب نے میری زبانی کہا ہے جبکہ درد
 اور حسرت میں قوب کر کہا ہے:

ما نبودیم بدین مرتبہ راضی غالب

شعر خود خواہش آن کرد کہ گردد فن ما!

عام طور پر ان معاملات میں جو حالت ہماری ہو رہی ہے اسکو
 سامنے لائیے، اور پھر انصاف کیجیے کہ اب تک الہلال کا کیا رویہ رہا؟
 کبھی درد انگیز اپیلیں لکھی گئیں؟ کبھی خریداروں کو
 کارخانے کی حالت پر ترجہ دلائی گئی؟ کبھی اپنے پے درپے
 نقصانات کا افسانہ سنایا گیا؟ کبھی لوگوں سے درخواست کی گئی
 نہ وہ ایک ایک خریدار ضرور ہی مہیا کر دیں؟ حالانکہ ان کاموں کی
 جو حالت عام طور پر ہو رہی ہے، اسکے لحاظ سے تو الہلال کے ہر نمبر
 کو حسن مطلب کا ایک نیا سوال ہونا تھا۔ لیکن الحمد للہ کہ ایسا
 کبھی نہ ہوا۔ طبیعت گدالی اور دربرزہ گیری کی اعلیٰ سے اعلیٰ
 اور مخفی سے مخفی صورتوں سے بھی بکلی نفور اور تجارتی معارضہ
 کی طلب سے بھی بالکل مستغنی رہے پورا تھی۔ مانگنے کی جگہ
 ایک ہی ہے نہ کہ ہر دینے والا۔ اور وہ جو آسمان پر سوال کرنے

ازانچملہ برادریم میں محکم الدین و محمد امین ایک قدیمی مخلص و نذا کار ہیں جنکو کچھ ایک عجیب طرح کی بے چینی ہر وقت اس فکر سے رہتی ہے کہ میں انہی کچھ مانگوں اور قبول کرلوں۔ اس مخلص شخص کی محبت پر مجھے اس قدر یقین دیا گیا ہے کہ اگر ارات کے درجے میں ایک معمولی نوکر اسکی دکان پر بھیجوں اور کہوں کہ مجھے پندرہ ہزار روپیہ اسی وقت چاہیے تو وہ بلا نام لے آتا کر دیدیگا۔ اسی طرح اخویم شیخ محمد حسین صاحب اور سیر ہیں جو اس عاجز کے خاندان سے چالیس سال سے رشتہ اخوت رکھتے ہیں۔ انہوں نے جب سنا کہ الہلال پریس سے ضمانت لی گئی ہے تو وہ سمجھ کر شاید دس ہزار کی آخری ضمانت ہو گئی کیونکہ وہ الہلال کی حق گوئی کو اتنا کم قیمت نہیں سمجھتے تھے جسکے لیے دو ہزار کی حقیر رقم کافی ہو۔ پس انہوں نے اسی وقت ناگپور سے تار دیا کہ ”دس ہزار روپیہ میری طرف سے خدا کیلئے قبول کرو“ میں نے واپس کر دیا اور لکھا کہ ضمانت دیدی گئی ہے اسکی ضرورت نہیں۔ میں الہلال کو بند کر دوں گا مگر کسی دوسرے کو ضمانت کیلئے زحمت نہ دیں گا۔ اسی طرح برادریم میں احمد علی رئیس گجرات و شیخ غلام رحمن صاحب و میاں زبید علی و میاں مولا بخش صاحبان ایسے مخلصین صادقین ہیں جنکا نام لیے بغیر میں نہیں رہ سکتا اور مال و دولت ترک کیا ہے؟ یہ وہ لوگ ہیں کہ خدا نے انکے دلوں کو اس عاجز کیلئے جان تک دیدینے کا حکم دیدیا ہے اور مجھے تاسف کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اپنے صدھا مخلصین و محبین کو بسا اوقات انکے بیجا اظہار جوش سے روکنے کیلئے ایسی سختی کرنی پڑتی ہے جسپر اپنے تغلیہ کے اوقات میں نہایت ہی سخت نام ہوتا ہوں: فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شیء و الیہ ترجعون!

* * *

یہ مختصر اشارات بعض بطور تجدید نعمۃ کے کیے گئے کہ راما بنعمۃ ربک فحدث، ورنہ قاریین کرام سے پوشیدہ نہیں کہ آج تک کبھی بھی انکا ذکر قلم تک نہیں پہنچا۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ لوگ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے اس عاجز کے لیے ایسے سامان پیدا کر دیے ہیں کہ میں اگر پسند کرں تو بغیر کسی چھین پکار کے اپنے کاموں کیلئے دوسروں کا روپیہ حاصل کر سکتا ہوں۔ مگر جہاں اللہ کے فضل و کرم نے مجھ سے باہر یہ سب کچھ کیا ہے، وہاں ایک دوسری دولت لا زوال اور خزانہ غیر فانی دل کو بھی سپرد کر دیا ہے اور میں کسی طرح راضی نہیں کہ اس نے دست بردار ہوں۔ پس میں نے روز اول ہی سے جن باتوں کا قطعی فیصلہ کر لیا، ان میں ایک یہ بھی ہے کہ اپنے کاموں کیلئے نہ تو کسی انسان کے آگے سوال کروں گا اور نہ کسی انسان کا احسان لینا پسند کروں گا۔ یہ سچ ہے کہ کسی نیک کام کیلئے دوسروں سے مدد لینا انکا احسان لینا نہیں ہے بلکہ ان پر احسان کرنا ہے اور اگر کسی نیکی کیلئے ہم خود اپنے تئیں مستعد کر سکیں تو کوئی حرج نہیں کہ دوسروں کو بھی اسمیں شریک کریں۔ لیکن با این ہمہ میں نہیں چاہتا کہ کسی اچھی سے اچھی قاریل کے ذریعہ بھی الہلال کو زیر بار مفت خلق اللہ بناؤں۔

یہی سبب ہے کہ اللہ کے بخشے ہوئے اس تمام سامان سے جسکا ذکر آرہا کرچکا ہوں میں نے کام لینا کبھی گوارا نہیں لیا اور ہمیشہ دل نے بھی فیصلہ کیا کہ جو آرزو دوستوں کے دلوں میں ہے اسکا قائل رہنا مجھے زیادہ عزیز ہے بہ نسبت اسکے کہ وہ ایک یا دو بار پوری ہو کر ختم ہو جائے۔

[۶]

ہرے درختے ہیں مگر پھر بھی نہیں ملتی، وہ میرے لیے بغیر میری ادنیٰ طلب و خواہش کے موجود ہے اور اگر میں چاہوں تو اپنی جگہ سے ہلے بغیر اپنے دامن حرص و آزم میں آئے ہر وقت مہیا دیکھ سکتا ہوں۔ لیکن الحمد للہ کہ سائل کی جگہ معطی بننے کی لذت سے دل کچھ اس طرح آشنا ہو گیا ہے کہ جو ہاتھ اپنے سامنے پھیلے ہوئے ہاتھوں کو دے سکتا ہے، اسے دوسروں کے آگے لینے کیلئے کبھی پھیلا نہیں سکتا۔ الہلال جب اول اول شائع ہوا ہے تو ایک فیاض رئیس نے دو ہزار روپیہ کا چک بھیجا اور لکھا کہ اٹھارہ سو روپیہ سالانہ آئندہ بھی ہمیشہ بھیجتا رہو گا، البتہ فلاں فلاں باتوں کا خاص طور پر خیال رکھیے گا۔ لیکن میں نے اسکی واپسی میں اتنی دیر بھی گوارا نہ کی جتنی ایک ڈاک کے وقت سے دوسرے وقت تک میں ہوتی ہے۔ اسی وقت اظہار تشکر و امتنان کے بعد واپس کر دیا اور الہلال کے تیسرے یا چوتھے نمبر میں لکھایا کہ ”اس لطف و نوازش کا میں مستحق نہیں۔ خود مجھ کو خریدنا منظور ہو تو اسکے لیے خشک گھانس کی ایک ٹوکری بھی میری قیمت سے زیادہ ہے۔ لیکن اگر میری رائے کی خریداری منظور ہے تو اسکے لیے دنیا کی تمام شہنشاہیاں بھی قیمت نہیں دیں سکتیں۔ اپنی ریاست اور امارت کا تو نام بھی نہ لیجیے!“

دورن حلقہ خرد ہر گدا شہنشاہست

قسم برور منہ از حد خویش و سلطان باش!

ایک نہیں، اللہ کے فضل بیکراں سے متعدد ارباب ریاست و ثروت ایسے موجود ہیں کہ اگر میں خواہش کرں تو وہ بڑی سے بڑی رقمیں الہلال کے کاموں کیلئے وقف کر دیں اور بعضوں نے مجھے بارہا لکھا بھی مگر میں نے ہمیشہ انکار کر دیا۔ یہ صرف اسلیئے لکھتا ہوں، تا لوگ عبرت پکڑیں کہ جس الہلال کو وہ بالکل ایک نئی قسم کی غیر مانوس صدا سمجھتے تھے اور علانیہ فیصلہ کرتے تھے کہ یا تو اپنے تلخ و شدید خیالات کی وجہ سے خود فنا ہو جائیگا یا حکومت کا استبداد اسے آگے بڑھنے نہ دے گا، اسے اللہ کے فضل و کرم نے کس عالم تک پہنچا دیا ہے؟ اس سے بھی زیادہ یہ کہ لوگ تمام اخباروں سے اسکے متمنی رہتے ہیں کہ قیمت گھٹا دیں، لیکن الہلال کیلئے خود بخود ارباب دل لکھتے ہیں کہ قیمت کم ہے۔ زیادہ کیجیے:

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز!

* * *

یہ حالت تو عام طور پر قاریین الہلال کی ہے۔ اپنے خاندان کی مخصوص جماعت اور اپنے اخوان طریقت و سلسلہ کے جوش نذا کاری اور هجوم التفات و محبت کا حال کیا کہیں کہ اپنی نا اہلی و ہیج کاری کے مقابلے میں اسکے لطف و کرم کی کرشمہ سازیاں کچھ عجیب و غریب ہیں:

من رفائے دوست را در بے وفاگی یافتم!

اس نے اپنے لطف ذرہ نواز سے مجھے ایسے مخلصین صادقین عطا فرمائے ہیں کہ سچ سے انہوں نے اپنی جان و مال، دوزن میرے حوالے کر دیے ہیں، کیونکہ انکے دل میں خدا نے ڈال دیا ہے کہ میں اپنی جان و مال کو خود اپنی جان و مال کے ساتھ کسی دوسرے کیلئے وقف کر دینا چاہتا ہوں۔ ان میں ایسے ایسے نذا کار محبت موجود ہیں کہ اگر میں انہیں کہوں کہ اس وقت جو کچھ انکے گھر میں موجود ہے، جمع کر کے میرے دروازے پر دھیر کر دیں تو مجھے پورا یقین ہے کہ وہ مجھ سے در چار مفت کی مہلت بھی نہ مانگیں گے اور اپنے گھر میں اپنے لیے ایک تنکے بھی بقی نہ چھوڑیں گے۔

مدرسہ سلمیہ

ذی حوالہ الہ

ماضی و حال

(۶)

ات بعد الہ ات

(دارالعلوم سنہ ۰۶ - میں)

ایک سرسری نظر اس حالت پر ڈال لینی چاہیے جو سنہ ۱۹۰۶ میں دارالعلوم کی تھی جبکہ مولانا شبلی کی معتمدی شروع ہوئی۔

دارالعلوم کی اس وقت کی حالت کا اگر اندازہ کرنا چاہتے ہو تو ایک مریض جاں بلب کے بستر کو دیکھو، یا کسی لٹے ہوئے اور ہر ہاں ٹانگے کو۔ اگر یہ کافی نہ ہو تو پھر پرانی دھلی کے ان کھنڈ روں کی سیر کر جنکی بہت سی دیواریں گر چکی ہیں اور جو کچھ باقی ہے وہ بھی عنقریب گرنے والا ہے !

افلاس و فقر، بے نوالی و شکستہ حالی، کس میسر و محتاجی، خرابی کار اور بربادی معنت کا ایک ویرانہ تھا جس کے اندر تباہی و ہلاکت کے آثار ہر طرف نمایاں تھے۔ ایک ظاہری صورت ضرور قائم تھی۔ مدرسہ تھا، مدرس تھے، طالب علم تھے، لیکن نہ تو رزیہ تھا جس سے تمام کام زندہ رہتے ہیں، اور نہ کوئی تعلیمی روح تھی جو بہت سے مادی نقصانوں کی بھی تلافی کر دیا کرتی ہے۔

(مالی حالت)

ندوہ کے حیات بعد المات اور عروج بعد از زوال کیلئے پہلا کام یہ تھا کہ اسکی مالی حالت درست کی جائے۔ اس واقعہ کی حقیقت کو کوئی فتنہ نہیں دبا سکتا کہ جب مولانا شبلی نے دارالعلوم کی معتمدی اپنے ہاتھ میں لی ہے تو منشی محمد علی معمر دفتر نے کہا کہ تحویل بالکل خالی ہے !

ریاست حیدر آباد سے سر رزیہ ندوہ کو ملتے تھے اور پچیس رزیہ بعض دیگر ذرائع سے آتا تھا۔ یہی سوا سو رزیہ دارالعلوم کا مایہ حیات تھا اور ”لا یزید و لا ینقص“ ہو کر رہ گیا تھا۔ خرچ بالکل دو گنا تھا یعنی ڈھائی سو رزیہ۔ باقی کمی چندوں سے پوری کی جاتی تھی مگر انکا بھی یہ حال تھا کہ کبھی روزی اور کبھی روزہ !

اعانت کرنے والوں میں امرا گورنمنٹ کے زیر اثر اور گورنمنٹ مخالف - عام و متوسطین ندوہ کے طرف سے افسردہ رونا امید - پس فراہمی زر کا کام نہایت ہی مشکل ہو گیا تھا۔ تاہم مولانا شبلی نے مختلف اطراف میں سعی شروع کر دی۔ سب سے پہلے موجودہ اسلامی ہند کے اولین مبداء فیضان یعنی ریاست بہرپال کا سفر کیا، اور پچاس رزیہ ماہوار رقم مقرر ہو گئی۔ اس سے عام پبلک میں ایک نئی توجہ پیدا ہو گئی اور لوگ یکدمشت اٹھیں بھی بیہچنے لگے۔ اخبارات میں بھی اب ندوہ کے کاموں کا تذکرہ کیا جانے لگا۔

اسکے ساتھ ہی کوشش کی گئی کہ گورنمنٹ کے سوا ظن کو دور کیا جائے اور اس کے ایسے مقامی حکمران سے بھی بالاتر مقامات کو ترجہ دلائی گئی۔ بالآخر یہ مرحلہ بھی طے ہوا۔ سر جان ہیڈلے مولانا شبلی سے پرچہ کہ وہ گورنمنٹ سے کتنی مدد لینا چاہتے ہیں ؟ انہوں نے زمین اور غیر دینی تعلیم کیلئے معقول امداد کی درخواست کی۔ ڈائریکٹر نے تمام حالات تحقیق کر کے یادداشت پیش کی بالآخر پانچ سو رزیہ ماہوار ایک مع ایک وسیع رہائش قطعہ زمین کے دیا گیا۔

پھر اسی ندوہ کے دارالعلوم کی تاسیس کا، جسکو بغاوت کی تحریک سمجھا جاتا تھا، ایک عظیم الشان جلسہ ہوا اور لگژنڈ گورنر نے بنیادی پتھر رکھا۔

اس اثنا میں ریاست رامپور سے بھی مولانا خط و کتابت کر رہے تھے۔ ہزہالڈنس ٹراب صاحب نے اعانت کا وعدہ کیا اور شاید چھ سو رزیہ سالانہ دھان سے بھی مقرر ہو گیا یا کم و بیش۔ ٹھیک رقم یاد نہیں۔

(تعمیرات)

لیکن سب سے بڑا اہم سوال دارالعلوم کی تعمیر کا تھا۔ اب تک مدرسہ جس عمارت میں تھا اسے ابتدا سے عارضی سمجھا گیا تھا اور کسی طرح بھی مدرسہ کیلئے کافی نہ تھا۔ نئی عمارت کیلئے سب سے پہلے زمین اور پھر اتلا ایک لاکھ رزیہ مطلوب تھا۔

مولانا نے تعمیر دارالعلوم کیلئے ایک اپیل شائع کی اور مدرسے کی تعمیر کیلئے پچاس ہزار رزیہ کا ابتدائی اندازہ کیا۔ یہ اپیل ریاست بہار لپور کے خاندان شاہی تک پہنچی اور خدا تعالیٰ نے کچھ اس طرح کی توفیق عطا فرمائی کہ پچاس ہزار رزیہ کے گرانقدر عطیے کا صرف بہار لپور ہی سے اعلان ہو گیا !

برورڈنگ ہاؤس کی تعمیر کیلئے یہ کارروائی کی گئی کہ آٹھ آٹھ سو رزیہ کی لاگت کا ایک ایک کمرہ قرار دیا گیا جو اچھے معطی کے نام پر تعمیر ہوگا۔ اس اعلان نے اکثر ارباب خیر کو ترجہ دلائی اور رزیہ جمع ہونے لگا۔ (اگرچہ وہ تمام رزیہ خلاف نیت عطا کنندگان دوسرے کاموں میں صرف کیا گیا لیکن اسکا ذکر آگے آلیگا)۔

اس طرح مالی مشکلات کی منزل سے ندوہ بہ کمال کامیابی و ترقی گذر گیا۔ مولانا شبلی نے جب اسکو لیا تھا تو سوا سو رزیہ ماہوار آمدنی تھی اور خزانہ بالکل خالی۔ لیکن اب ایک ہزار رزیہ تک ماہوار آمدنی پہنچ گئی اور دارالعلوم اور برورڈنگ کی عمارت کیلئے ستر اسی ہزار رزیہ جمع ہو گیا۔

(اعلان حیات و غلغلہ کار)

ایک شخص جو مر گیا ہے، لوگ کہہ ہی آئے زندہ نہیں۔ یہی آگے بڑھ کر بستر پر چند کسر تیں لیکر اپنی زندگی کا ثبوت دینا چاہیگا۔ کیونکہ دنیا اسکی طرف سے مایوسی کا فیصلہ کر چکی ہے، اور یہ فیصلہ جب ہی ثبوت دیتا ہے جبکہ وہ اٹھ کر اس طرح دروڑے لگے کہ لوگ زندہ مان لینے کے لیے مجبور ہو جائیں۔

یہی حال کاموں اور تحریکوں کا ہے۔ جماعت کی توجہ میں کبھی بھی کوئی ترتیب صحیح یا عقلی باقاعدگی نہیں ہوتی۔ وہ حب کسی کام کے طرف سے مایوس ہو جاتی ہے تو پھر دوبارہ امید کا پیدا کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

مولانا شبلی نے ندوہ کیلئے سب سے بڑی خدمت یہ انجام دی کہ جس چیز کو لوگ بھلا چکے تھے، اسے پھر انکے سامنے کر دیا، اور

(۱) موجودہ طریق مدارس و حسن تقسیم و نظم و ادارہ کے ساتھ ایک مدرسہ عربیہ قائم کرنا۔

(۲) درس نظامیہ جو آجکل تمام مدارس ہند میں علوم عربیہ کا نصاب تعلیم ہے، اسکی اصلاح کرنا اور ایک نیا مکمل نصاب داخل کرنا جو مقتضیات عصریہ اور احتیاجات حالیہ کے مطابق، علوم اسلامیہ صحیحہ پر حازی، غیر ضروری کتابوں اور قدیم طریق ہرashi و شروح سے پاک، اور علوم شرعیہ میں باحسن نہج و باکمال طرق رسوخ و کمال پیدا کرنے والا ہو۔

(۳) بعض علوم عصریہ کی شمولیت اور انگریزی زبان کی تعلیم تاکہ انگریزی دان علما پیدا ہو سکیں۔

لیکن اس وقت تک ان تینوں چیزوں میں سے ایک شے بھی دارالعلوم میں نہ تھی۔ اول تو نیا نصاب در تین سال تک داخل مدرسہ ہو رہی نہ سکا۔ پھر انگریزی زبان کی تعلیم کی مخالفت کی گئی۔ اسکے بعد بمشکل گورا کہا بھی تو اس طرح کہ صرف پندرہ روزیہ تذخواہ کا ایک مدرسہ انگریزی کیلیے رکھا گیا جس سے در چار لڑکوں نے اے۔ بی۔ سی۔ شروع کر دی۔ فن ادب کی باسلوب جدید تعلیم بالکل نہ تھی۔ مضمون نگاری اور تقریر و خطابت کا کڑی سامان نہ تھا۔ طلباء میں بہت سی ذہین طبیعتیں موجود تھیں لیکن برباد جا رہی تھیں۔ یہ تمام باتیں اشخاص پر موقوف ہیں۔ دارالعلوم میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو ان باتوں کو محسوس کرے۔ کرنا اور کرنے کی قابلیت تو بڑی چیز ہے۔

(ادب و تفسیر)

مولانا شبلی نے سب سے پہلے نصاب تعلیم بدلا اور اس نصاب کی تعلیم شروع کی جو مدارس کے اجلاس میں منظور ہوا تھا۔ فن ادب ہماری قدیم تعلیم کی حقیقی روح ہے، اور قرآن و حدیث کے خزائن و علوم اسی کے اندر مدفون ہیں۔ لیکن ہندوستان میں ابتدا سے یہ فن مہجور رہا اور درس نظامیہ کو تو گویا اس سے کچھ واسطہ ہی نہیں۔ مولانا نے فن ادب کیلیے خاص طور پر کوشش کی اور صحت تعلیم فن، و حصول مناسبت نام، و درس کتب قدماء بیان و بلاغت کے ساتھ، صحیح و فصیح عربی میں تقریر و تحریر کا بھی طلباء کیلیے سامان کیا۔ یہ فی الحقیقت ہندوستان کے تمام مدارس عربیہ کے تعلیم ادب میں سب سے پہلی بدعہ حسنہ تھی۔ چنانچہ چند سالوں کے اندر ہی اسکے نتائج ظاہر ہوئے۔ متعدد متعلمین ندرہ کو عربی میں تقریر و تحریر کی ایسی قابلیت پیدا ہو گئی کہ انہوں نے سالانہ مجامع میں فی البدیہہ و برجستہ عربی میں تقریریں کیں!

اس برالعجبی پر ہمیشہ ماتم کیا جالیکا کہ تمام علوم اسلامیہ کی درس و تدریس کا اصل مقصود قرآن تھا، اور سب کے سب اسکے لیے بمنزلہ آلات و وسائل کے تھے، مگر اجرام سماویہ کا مطالعہ کرنے والا دوربین کے بنانے میں ایسا غرق ہو گیا کہ اُسے آسمان کے طرف نظر اٹھانے کی مہلت ہی نہ ملی! یعنی معقولات اور فلسفہ کلام اصل مقصود بن گئے، اور قرآن اور علوم قرآن بالکل نظر انداز کر دیے گئے۔ پھر یہ حالت یہاں تک بڑھی کہ یہ سمجھنا مشکل ہو گیا کہ ہمارے مدارس کا اصل مقصود کیا ہے؟ ارسطو اور اسکے بہت دور کے کچھ ہم ترجمانوں کی پرستش، یا قرآن حکیم و حدیث نبوی کا ہم و درس؟ بعض حامیان نصاب قدیم یہ تاویل کرتے ہیں کہ ہمارا مقصود ہر علم و فن میں بذریعہ مختصرات و مطولات قرآن اسدرجہ مناسبت

جس کے لیے مایوسی کا فیصلہ ہو گیا تھا، اسکے لیے امیدیں سر کر پھر زندہ ہو گئیں!

ایسا ہونے کیلیے صرف ایک ہی شاخ عمل لانی نہیں ہے بلکہ مسلسل اور غیر منقطع کاموں کا ایک پورا سلسلہ چاہیے۔ دارالعلوم ندرہ کے متعلق جو کچھ ہوا، وہ اس قسم کے کاموں کے لیے ایک عمدہ تجربہ ہے۔

ندوة العلماء کے سالانہ اجلاس، مدارس کے جلسے کے بعد بالکل موقوف ہو گئے تھے، کیونکہ نہ تو کم کرنے والے تھے اور نہ لوگوں ہی کو کسی قسم کی دلچسپی باقی رہی تھی۔

مولانا شبلی نے کوشش کی کہ سالانہ جلسوں کا سلسلہ پھر شروع ہو۔

سب سے پہلے بنارس میں اسکی تحریک کی گئی اور برسوں کے بعد ندوة العلماء کے انعقاد کا غلغلہ ہوا۔ پھر دوسرا جلسہ لکھنؤ میں ہوا۔ تیسرا دہلی میں اور پانچواں دارالعلوم ندرہ کی نئی عمارت میں جسکی صدارت کے لیے سید رشید رضا مصر سے آئے، گو علامہ ندرہ نے کہا کہ ہمیں انکی قابلیت معلوم نہیں! دارالعلوم کے سنگ بنیاد نصب کرنے کا جلسہ بھی اسی سلسلے میں شامل ہے۔

ان جلسوں سے ملک میں ندرہ کی صدائیں دوبارہ بلند ہو گئیں اور اسکے متعلق عرصے کی خاموشی سے جو افسردگی پھیل گئی تھی دور ہو گئی۔

(تعلیمی حالت)

ندوہ کے متعلق تمام مباحث کا خلاصہ بھی عنوان ہے۔ اسکی عظمت کسی عمارت سے وابستہ نہیں، اور نہ بہت سا روپیہ ملجانا اسکو قابل قدر بنا دیکتا ہے۔ اصل شے یہ ہے کہ جس قسم کی مخصوص طرز تعلیم کے ذریعہ وہ ایک خاص جماعت پیدا کرنا چاہتا ہے، اور جس بنا پر میں اُسے ”اصلاح دینی“ کی سب سے بڑی تحریک سمجھتا ہوں، اسکے لیے کیا ہوا اور کس قدر کام کیا گیا؟ اس سلسلہ کے کسی گذشتہ نمبر میں لکھ چکا ہوں کہ اصلاح تعلیم کے بارے میں بعض خاص رائیں رکھتا ہوں، اور میں نے ابتدا سے ندرہ پر صرف اس حیثیت سے نظر ڈالنا شروع کی ہے کہ گذشتہ قرون تغیرات و اصلاح میں جسقدر تحریکیں عالم اسلامی میں پیدا ہوئیں ان سب میں ندرہ کا کیا درجہ ہے، اور جو راہ اُس نے اختیار کی ہے وہ اصول و اصلاح کی کس قسم میں داخل ہے؟ پس یہاں بھی اپنی خاص راہ کی بنا پر بحث نہ چھیڑنا بلکہ صرف اس بنا پر کہ ندرہ نے جو تعلیمی اصول قائم کیا، اسکے مطابق اسے اندر کیا کیا کچھ ہوا اور وہ کس نے کیا؟

آخری سوال کا ایک ہی جواب یہ ہے کہ مولانا شبلی نے کیا، کیونکہ واقعہ کر کے جھٹلایا جائے اور حقیقت سے کیونکر انکار کیا جائے؟ وہ جب دارالعلوم میں آئے تو اسکی بربادیاں صرف مالی اور مادی حیثیت ہی سے نہ تھیں، بلکہ سب سے زیادہ مصیبت انگیز حالت یہ تھی کہ وہ اپنی تعلیم و اصول تعلیم کی معنوی روح سے بھی یکسر محروم تھا، اور باوجود ادعاء اصلاح نصاب و غلغلہ تجدید تعلیم، اسکی حالت ان مدارس پر کچھ بھی مزیت نہیں رکھتی تھی جو زیادہ وسیع پیمانے پر ملک میں پیشتر سے موجود ہیں، اور اُس سے زیادہ وسیع جماعت کو تعلیم دے رہے ہیں۔

ندوة العلماء نے اپنے تعلیمی کاموں کیلیے اصولاً تین نئی اصلاحیں کا دھوا کیا تھا:

لیکن اس راہ کی دقتیں بھی کم نہ تھیں۔ انگریزی زبان کی تعلیم کا انتظام آسان تھا مگر عربی داں طلبا کیلئے علوم عصریہ کی تعلیم مشکل تھی۔ اول تو ہماری مشرقی زبانوں میں نئے علوم کی معتمد کتب ناپید، پھر بعض تراجم عربیہ ہیں تو ان کے پڑھانے والے کہاں سے لائے جائیں؟

تاہم اس شاخ میں بھی کوشش بالکل رالیکھ نہ گئی۔ انگریزی تعلیم یافتہ اصحاب کی ایک کمیٹی بنائی گئی جس نے ادب انگریزی کی تعلیم کیلئے ایسا نصاب تجویز کیا جسکی تدریس کے بعد متعلم کو اتنی قابلیت حاصل ہو جائے، جتنی انٹرنس کے درجے تک یونیورسٹی کے طالب علمین کو ہوجاتی ہے۔ حساب، جغرافیہ، اقلیدس، اور ریاضی، جنکو ہمارے علما کے ذریعہ علم میں بہت حقارت کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے اور اس لیے بہت کم انہیں وہاں تک باریابی ملتی ہے، داخل تعلیم کیے گئے۔ دروس الارلیہ وغیرہ بیروت کے بعض تراجم کو باہر کے مخصوص اشخاص کے ذریعہ پڑھایا گیا، اور اس طرح طلباء دارالعلوم اک گروہ نئے علوم سے بھی آشنا ہو گئے۔ کم از کم رحشت و بیگانگی نہ رہی۔

(تصنیف و تالیف)

ندوہ نے جس اصلاح تعلیم کا دعوا کیا تھا، اسکا ایک بہت بڑا نتیجہ یہ ہونا تھا کہ وہ اپنی درسگاہ میں ایسے رسائل و اسباب مہیا کرنا کہ اسکے تعلیم یافتہ گروہ سے مختلف علوم و فنون میں اہل قلم و مصنف پیدا ہوتے۔

تصنیف و تالیف کا مذاق بہت سی چیزوں کا طالب ہے تعلیم رطرز تعلیم کے بعد علمی صحبت و مجامع، مذاکرات و مباحثات علمیہ، مطالعہ و نظر، مشق و مزارعت، اور سب زیادہ کسی مصنف کے زیر نظر کم کرنے سے قدرتی قابلیتوں کو گریبٹ میسر آتی ہے۔ قدیم مدارس میں اسکا سامان ناپید ہے۔ خود مدرسین ہی کو ذوق نہیں، تا بدیگراں چہ رسد؟ وسعت مطالعہ و نظر کا جب سامان ہی نہ تو دماغ میں استعداد اخذ و ترتیب و بحث کیونکر کم دے؟ اسی کا نتیجہ ہے کہ صدہا متخرجین مدارس عربیہ میں دو چار صاحب نظر مصنف بھی نظر نہیں آتے۔

دارالعلوم ندوہ کی ہر چیز معض ابتدا تھی، نیزہ ایک انقلابی سعی تھی جو نئے ساز و سامان سے نئے نتائج پیدا کرنا چاہتی تھی۔ اسلیے ابتدائی تجربوں سے نتائج کاملہ کی امید نہیں کی جاسکتی تھی، تاہم بلا خوف تغلیط کہا جا سکتا ہے کہ آٹھ دس برس کے تعلیمی دور سے جو نتائج اس بارے میں بھی آئے ہیں، وہ بہت حد تک تعجب انگیز اور نہایت قیمتی ہیں۔

مولانا شبلی کے مذاق علم و تصنیف و تالیف نے قدرتی طور پر اسکا سامان مہیا کر دیا۔ ایک مصنف کا وجود خود مدرسہ فن تصنیف ہوتا ہے۔ خاص خاص طلبا جنکو اندر اس کم سے مناسبت موجود تھی مختلف عنوانوں سے تصنیف و تالیف اور انشاء رسائل کے کاموں پر لگائے گئے، اور فکر و مطالعہ کی راہیں انکے سامنے کھل گئیں۔ چنانچہ متخرجین ندوہ میں سے کئی اہل قلم و مصنف پیدا ہوئے جو مصنف حیثیتوں سے آجکل کی اہل قلم جماعت میں امتیاز خاص رکھتے ہیں۔ بہترین مدارس جدیدہ بھی انکے سے نمونے پیدا نہیں کر سکے ہیں۔

پیدا کر دینا ہے کہ متعلم آگے چل کر خود اپنے دوسرے مطالعہ کے لیے راہ پیدا کر لے۔

یہ سچ ہے، دنیا کی ہر زبان کا نصاب تعلیم بھی مقصد رکھتا ہے۔ یہ کچھ ایک آپ ہی کا مقصد نہیں ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر یہی مقصد تھا تو اسکی کیا حلت ہے کہ معقولات قدیم کے لیے تو متون و شرح کے برجہ سے دماغ کو کھل ڈالا جاتا ہے، مگر قرآن و علوم قرآن کیلئے صرف جلالین و بیضاری کے چند اجزا ہی کافی سمجھے لیے گئے ہیں؟

اور پھر کیا ان کتابوں کے ذریعہ قرآن اور علوم و معارف قرآن سے کوئی حقیقی مناسبت پیدا ہو سکتی ہے؟

بہر حال دارالعلوم ندوہ میں فن ادب کی اصلاح کے بعد سب سے زیادہ زور فن تفسیر پر دیا گیا۔ طریق تعلیم میں املا (لیکچرز) کا سلسلہ شروع کیا، قرآن کریم کے مطالب کے مختلف حصے کر کے ہر حصہ پر مستقل درس دینے کی کوشش کی، اور گروہ سب سے بڑی لا علاج مصیبت اشخاص و معلمین کے فقدان کی تھی، تاہم بہت سی مشکلوں سے راہ صاف ہوئی اور تفصیل مفصل محبتوں کی محتاج ہے۔

(درجہ تکمیل)

علوم اسلامیہ کی موجودہ تعلیم کا ایک بڑا نقص یہ ہے کہ فن تعلیم کے ان عمدہ اصولوں سے جو آج انسانی دماغ کی مضفی قوتوں کو ابھار رہے، اور قدرتی قابلیتوں کی نشوونما کر رہے ہیں، اسے کوئی مناسبت نہیں۔ تعلیم کا ایک بڑا اصول یہ ہے کہ سب سے پہلے طلبا کو تمام ضروری علوم سے بقدر ضرورت آشنا کیا جائے، اور گویا اس طرح انکے دماغ کے آگے علم و فن کی تمام جنس و منافع رکھ دی جائے۔ پھر دیکھئے کہ قدرتی طور پر کس طالب علم کو کس چیز سے ذوق خاص ہے؟ اور کون دماغ کس شاخ علم کیلئے اپنے اندر مناسبت طبعی رکھتا ہے؟ جس علم سے جس متعلم کو ذوق خاص ہو، اسی کی تکمیل کا اسکے لیے سامان کرے۔ کیونکہ ہر دماغ قدرتا ایک ہی فن کیلئے مستعد ہوتا ہے، اور ایسے افراد خال خال ہوتے ہیں جو متعدد علوم سے یکساں ذوق رکھتے ہوں۔

یہ میں کچھ اسپنسر کی ایجوکیشن سے نقل نہیں کر رہا ہوں، بلکہ پانچویں صدی میں امام غزالی نے بھی یہی لکھا ہے۔ لیکن ہمارے گہاں تکمیل فن خاص کا مفہوم مفقود ہے۔ طالب علم خود اپنی مناسبت سے کسی فن میں رسوخ خاص حاصل کر لے لیکن مدرسہ اس بارے میں اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہم میں علمائے فن یکسر ناپید ہو گئے ہیں۔

مولانا شبلی نے اس نقص کو دور کیا اور دارالعلوم میں ایم۔ اے کا درجہ ”درجہ تکمیل“ کے نام سے کھولا گیا، تاکہ فرائض کے بعد طلبا اپنے ذوق و مناسبت کو دیکھیں اور ادب، تفسیر و حدیث، علوم جدیدہ، زبان انگریزی، جس فن کو چاہیں، دو سال تک صرف اسی کو حاصل کریں۔

(علوم عصریہ و زبان انگریزی)

ندوہ نے اپنی خصوصیات تعلیم میں ایک بڑی چیز یہ بتلائی کہ وہ علوم عصریہ و السنہ فرنگ کی تعلیم علوم اسلامیہ کے ساتھ شامل کریگا تاکہ اسلام و اہل اسلام کی موجودہ داعیات و ضروریات کیلئے علماء جامع و ذوالیمینین پیدا ہوں:

پنبہ را آشتی اینجا به شرار افتاد است |

دارالعلوم : اودہ

طلبا کی استراٹج

[از قائل نگار لکھنؤ]

طلبا دارالعلوم ندوۃ العلماء نے کل بتاریخ ۷ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء مختلف شکایات کی بنیاد پر جو کچھ عرصہ سے پیدا ہو رہی تھیں استراٹج کر دی۔ اس وقت بظاہر یہ سبب ہے کہ تقریباً ہر ہفتے ہرے کہ ایک در خواست طلباء نے ناظم صاحب کر دی تھی۔ اسکا جواب لینے کے لیے ناظم صاحب کے پاس گئے۔ جناب ناظم صاحب نے بجائے اس کے کہ اس درخواست کے متعلق کچھ فرمائیں نہایت سختی سے اپنی دارالانظام سے نکل جانے کا حکم دیا اور بہت بری طرح پیش آئے۔

اس کے بعد بعض مقامی ارکان مکان پر تشریف لائے اور چند طلباء کو بلا کر دیر تک گفتگو کی، مگر انہوں نے بھی بغیر طلباء کی شکایت دریافت فرمائے ہوئے اسی بات پر زور دیا کہ اگر تم نے کل سے تعلیم شروع نہ کر دی تو تمکو مدرسہ بھجور فوراً خالی کر دینا پڑیگا۔ طلباء نے اسکا جواب کچھ نہیں دیا، اور اس لیے خاموش رہے کہ بغیر ہماری شکایات سنے ہرے جب تک طرفہ فیصلہ کر دیا تو ایسی حالت میں کچھ کہنا بیگار ہے۔ چونکہ اس کے قبل متعلقین دارالعلوم نے موجودہ طلباء کے اخراج کی قرار داد کر لی ہے اور بارہا اسکا اظہار بھی بعض ذمہ دار حضرات کی طرف سے ہوا ہے، اس لیے ہم اس کے فیصلہ کا نہایت بیچینی سے انتظار کر رہے ہیں۔ چونکہ مقامی ارکان کو دارالعلوم کے معاملات سے کسی قسم کی دلچسپی نہیں ہے اس لیے اس موقع پر سربراہانِ قلم سے عموماً اور غیر مقامی ارکان دارالعلوم سے خصوصاً یہ درخواست ہے کہ اس معاملہ کی تحقیقات کیلئے ایک غیر جانب دار کمیشن مقرر کیا جائے، تاکہ وہ صحیح واقعات کو دریافت کرنے کے بعد کوئی معقول فیصلہ کر سکے۔ طلباء کی شکایات کا اکثر حصہ تعلیمی معاملات کے متعلق ہے اس لیے اس استراٹج میں بورڈ اور غیر بورڈ تلم شریک ہیں۔ تفصیلی شکایات غالباً طلباء خود قوم کے سامنے پیش کریں، اس وقت قوم کو انکی مظلومیت و غیر مظلومیت کا پورے طور پر اندازہ ہوجائیگا۔ (بقیہ واقعات مراسلات کے سلسلے میں دیں)

[اشتہار]

اردو ترجمہ رسالہ مسلم انڈیا و اسلامک ریویو لندن - و اخبار پیغام صلح لاہور

جناب خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری لندن کے بے نظیر مضامین جن کی طفیل انگلستان کا اعلیٰ طبقہ اسلام ہا شیدائی ہو رہا ہے، ہر ماہ بطور ضمیمہ اخبار پیغام صلح لاہور رسالہ کی صورت میں چھپا کر دئے۔ قیمت عوام سے تین روپیہ۔ خریداران پیغام صلح سے دو روپیہ سالانہ۔ خواجہ صاحب کے دیگر حالات سفر اور خط و کتابت جو نہایت ہی دلچسپ ہوتی ہے معہ ملکی معاملات اور خبروں کے ہفتہ میں تین بار دیکھنے ہوں تو اخبار پیغام صلح خریدیے۔ قیمت سالانہ چھ روپیہ طلباء سے چار روپیہ آٹھ آنہ نمونہ مفت۔ اردو مسلم انڈیا کا نمونہ ۴۔ آنہ فی کاپی معہ محصل ڈاک

الحمد للہ کہ اخبار پیغام صلح روز افزوں محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی پر ہے۔ ہندوستان کے ہر ایک کونے اور غیر ممالک میں اس کے خریدار موجود ہیں۔ اشتہار دینے والوں کے لیے نہایت عمدہ موقع ہے۔

۱۸/۳/۱۴ تہر خاکسار منیجر اخبار پیغام صلح - لاہور

(بہاشا اور سنسکرت)

ندوہ کا اولین مقصد اشاعت اسلام تھا۔ دارالعلوم اسی لیے قائم ہوا کہ اس کے لیے کم کرنے والے پیدا ہوں۔ آجکل آریا سماج کے نئے مذہبی حلقوں نے مسلمانان ہند کے سامنے ایک نیا حریف پیدا کر دیا ہے۔ ان سے مباحثہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کے علم و الہیات سے واقفیت ہو۔

مولانا شبلی نے چاہا کہ دارالعلوم میں ایک کلاس اس کے لیے بھی کھول دی جائے تاکہ کچھ طلباء ابھی سے اس کے لیے طیار ہونے لگیں۔ چنانچہ ایک پنڈت خاص اسی غرض سے ملائے رکھا گیا، اور چند طلباء نے باقاعدہ پڑھنا شروع کر دیا۔ عرصے تک یہ سلسلہ قائم تھا۔ مجھے معلوم نہیں پھر قائم رہا یا نہیں۔

(جماعت خدام اسلام)

اس سے بھی اہم تر اور نتائج کے لحاظ سے اعظم ترین خیال جو ہوا وہ یہ تھا کہ طلباء دارالعلوم میں سے کمسن بچوں کی ایک جماعت عام طلباء سے الگ کر لی جائے۔ انکا قیام علیحدہ ہو، انکی تربیت خاص طور پر کی جائے، ان کے طرز تعلیم میں تقرر محنت کا زیادہ خیال رہے۔ ایک خاص شخص اس طرح انکی نگرانی کرے کہ ہر وقت انہی کے ساتھ رہے اور شب روز کسی وقت بھی ان سے علیحدہ نہ ہو، تاکہ اس گروہ سے جفاکش، ایذا درست، مذہب پرست، اور اشاعت اسلام و اصلاح ملت کے کاموں میں اپنے تئیں فدا کر دینے والے طلباء طیار ہوسکیں۔

یہ خیال جس آسانی سے ذہنوں میں آجاتا ہے، اس قدر آسان کرنا آسان نہیں ہے، اور اس کے لیے جو سامان مطلوب ہیں وہ خاص اور بہت کمیاب ہیں۔ تاہم مولانا شبلی نے حتی الامکان اسکی ایک ابتدائی بنیاد سی ڈالدینی چاہی اور کمسن طلباء میں سے ایسے لوگوں کو حزم و احتیاط کے ساتھ چن لیا جنہوں نے اس راہ کی تکلیفیں سننے کے بعد خود ہی ان کے جھیلنے کی خواہش کی، اور جنہیں ذہانت و شرافت کے علاوہ اور جوہر بھی آدر رہے زیادہ نظر آئے۔

ان کے قیام کا انتظام مخصوص کیا گیا۔ مدرسین دارالعلوم میں سے ایک معتمد ترین بزرگ کو انکی نگرانی سپرد کی۔ تقریر و بحث کی مشق کرائی جانے لگی۔ چھوٹے چھوٹے بچے جنکی عمریں بارہ تیس برس سے کسی طرح زائد نہ رہی، برجستہ اور رواں و مربوط تقریر کرنے لگے۔ مذہبی اعمال کی پابندی میں بھی انکی سختی بہت زیادہ رکھی گئی۔ پانچ وقت مسجد میں وہ اولین صف کے نمازی تھے۔

میں نے یہ حالات بارہا خود دیکھے اور جب کبھی لکھنوکا آنے سے کسی نہ کسی لڑکے کی نسبت اچھی رائے قائم کرنے کے مواقع ہاتھ آئے۔

یہ ایک صحیح اصول پر محض ابتدا تھی، لیکن اس کے لیے بہت سے نایاب اجزاء عمل مطلوب ہیں۔ و القصہ بطور ہا۔

ال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الهلال پہلا رسالہ ہے، جو بارہ روز ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے۔ اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے۔

مقالہ

حقیقۃ الام لآلة

(۲)

اب الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر، وانها لكبيرة الا على الغافلين

(۳)

ایک خاص نماز کی تحقیق بھی اسی ذیل میں ضروری ہے جس کی تعیین و تعدید کا سوال ایک نہایت معرکہ الارا مسئلہ بن گیا ہے، اور جس کے اصل نماز کے متعلق عجیب عجیب مباحث پیدا کر دیے ہیں۔ یعنی ”صلاة رسطی“ جس کے لیے قرآن کریم کے خاص طور پر تاکید کی ہے :

حافظوا علی الصلوة محافظت کر نماز کی اور علی الاخص نماز رسطی -

(صلاة الرسطی)

نماز رسطی کس نماز کا نام ہے ؟ علمائے تفسیر و حدیث کے متعدد قول اس باب میں ہیں :

(۱) نماز رسطی عصر کی نماز ہے۔ اس کی تائید میں ۶۹ حدیثیں مروری ہیں جن میں ایک خاص حدیث واقعہ احزاب کے متعلق ہے اور بقول محدث ابن جریر یہی حدیث تخصیص عصر کی علة العلل ہے :

شغل المشركون رسول الله مشرکوں نے رسول الله صلی اللہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رسول کر جنگ میں اتنا مشغول صلاة العصر حتى اصفرت کہ نماز عصر ادا کرنے کی مہلت از احمرت - فقال شغلونا نہ ملی، حتی کہ آفتاب کا رنگ عن الصلاة الرسطی ملا زرد یا سرخ ہو گیا - یعنی غروب کا الله اجرائهم وقبورهم وقت آگیا - اس حالت میں انحضرت نے فرمایا : ”خدا ان کے سینے اور قبریں آگ سے بھر دے“ انہوں نے ہم کو نماز رسطی سے روک رکھا “ (۲)

(۲) نماز رسطی ظہر کی نماز ہے۔ اس کی تائید میں ۲۶ حدیثیں مروری ہیں جن میں تخصیص ظہر کی علة العلل در حدیثیں ہیں (۳) :

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي الظهر بالهجرة ولم يكن يصلي صلاة اشد على اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم منها - قال : فنزلت حافظوا على الصلوات والصلاة الرسطی، وقال ان قبلها صلاتين وبعدها صلاتين (۴) -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز درپہر قہلتے ہی پڑھتے تھے۔ آپ جتنی نمازیں ادا فرماتے تھے اس لیے اس سے زیادہ اور کوئی نماز صحابہ پر گراں نہ تھی۔ اسی بنا پر یہ آیت آنری کہ ”نمازوں کی اور نماز رسطی کی محافظت کرو“ راوی حدیث (زید بن ثابت) نے اس کے رسطی ہونے کی یہ بھی ترجیح کی ہے کہ ظہر سے قبل و بعد در دو نمازیں ہیں، پس ظہر وسط میں ہے (۴) -

(۴) نماز رسطی عشاء کی نماز ہے۔ اس کی تائید میں

خصر صیت کے ساتھ اس حدیث سے مدد لی جاتی ہے :

عن عثمان بن عفان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من صلى العشاء الاخرة في جماعة كان كقيام ليلة سمعني جائلي -

حضرت عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے عشا کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اس کی نماز کاں کقیام نہ، ۱۰ لیلۃ سمعنی جائلی -

از روئے عقل اسکے رسطی (درمیانی نماز) ہونے کی یہ علت بھی بیان کی جاتی ہے :

انها مترسطة بين صلاتين نماز عشا مغرب و فجر کی درون تقصران : المغرب و الصبح (۱) چھوٹی چھوٹی نمازوں کے مابین مترسطة درجہ کی نماز ہے (۱)

(۵) نماز رسطی فجر کی نماز ہے۔ اس کی تائید میں ۱۷ حدیثیں مذکور ہیں جن میں سے ایک خاص حدیث یہ ہے :

عن ابن عباس انه صلى صلاة الغداة في مسجد البصرة فقلت قبل السجود وقال : هذه الصلاة الوسطی التي ذكرها الله حافظوا على الصلوات و الصلاة الوسطی وقوموا لله قانتين (۲) نمازوں کی اور نماز رسطی کی محافظت کرو اور اللہ کے لیے قنوت کرتے ہوئے کہتے ہو (۲)

علامہ ابن جریر لکھتے ہیں :

وعلة من قال هذه المقابلة ان الله تعالى ذكره قال : حافظوا على الصلوات والصلاة الرسطی وقوموا لله قانتين، بمعنى وقوموا لله فيها قانتين، قال فلا صلاة مكتوبة من الصلوات الخمس فيها قنوت سوى صلاة الصبح فعلم بذلك انها هي دون غيرها (۳)

جن لوگوں کا قول ہے کہ نماز رسطی فجر کی نماز ہے وہ اس بنا پر یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نمازوں کی اور نماز رسطی کی محافظت کرو، اور اللہ کے لیے قنوت کرتے ہوئے کہتے ہوئے - پس وہ کہتے ہوئے کے معنی عبادت کرنے اور قنوت کرنے کا مطلب نماز میں دعائے قنوت پڑھنا ہے۔ نماز پنجگانہ میں نماز فجر کے علاوہ کوئی ایسی نماز نہیں جس میں دعائے قنوت پڑھتے ہوں، لہذا معلوم ہوا کہ نماز رسطی جس کے ساتھ قنوت کی شرط ہے فجر ہی کی نماز ہے۔ کوئی اور نماز نہیں ہے (۳)

(۶) نماز رسطی یہ تو معلوم نہیں کہ کون سی نماز ہے مگر انہیں پانچوں نمازوں میں سے ایک نہ ایک یہ بھی ہے۔ اس کی تائید میں تین حدیثیں روایت کی گئی ہیں جن میں در یہ ہیں :

(۱) غرائب القرآن - ج ۲ ص ۳۶۵
(۲) ابن بشار قال ثنا عبد الوهاب قال ثنا عوف عن ابي السمال عن ابي العلاء عن ابن عباس انه صلى الخ -
(۳) ابن جریر ج ۲ ص ۳۵۰ -

و الخیار یقبلہما بخلاف التوسط بین الشیئین فانہ لا یقبلہا فلا یبنی منہ افعال التفضیل (۱) رکعتی درنوں حیثیتوں کو قبول کر سکتا ہو۔ ”وسط“ جس کے معنی ”معتدل“ اور ”بہتر“ کے ہیں، ان درنوں (یعنی زیادتی و کمی) کی قابلیت رکھتا ہے (یعنی بصورت زیادت اعتدال و بہتری، اور بحالت نقص بے اعتدالی و بدتری کی گنجائش بھی اس میں نکل سکتی ہے) بخلاف ”توسط“ کے جس سے دو چیزوں کا درمیانی حصہ مراد ہو، کیونکہ اس میں دوسرا پہلو آسکتا ہی نہیں، لہذا صیغہ ”افعل التفضیل“ اس سے نہیں بنا سکتے (۱)

یعنی جن روایتوں کی بنا پر نماز وسطی کے لیے اوقات پنجگانہ میں سے کسی ایسی نماز کی تعدید کی جاتی ہے جو تمام نمازوں کے درمیان میں واقع ہو، یہ تخیل ہی بر خور غلط ہے۔ کیونکہ وسطی کے یہ معنی ہی نہیں ہیں۔

(۵)

اس تحقیق کی تائید میں کہا گیا ہے کہ رار العطف تقتضی المغایرة (رار عطف کا اقتضا یہ ہے کہ معطوف و معطوف الیہ درنوں دو علحدہ چیزیں ہوں) پس حافظوا علی الصلوات و الصلاة الوسطی میں رار عطف موجود ہے، لہذا صلوات سے جو نمازیں مراد ہیں، ان کی ذیل میں صلاة وسطی کیوں کر آسکتی ہے؟ لا محالہ اسے کوئی دوسری نماز فرض کرنا پڑے گا۔

یہ شبہ اگر صحیح ہے تو وہ روایتیں جو اوقات پنجگانہ کی نمازوں میں سے کسی ایک نماز کو وسطی بنا رہی ہیں، یقیناً مانی پڑینگے۔ نماز وسطی کو فرائض خمسہ کے علاوہ ایک دوسری نماز ماننا ہوگا، اور تحقیق کے لیے بحث کی ضرورت ہی نہ رہیگی۔

لیکن اسکا جواب دیا گیا ہے کہ ہر رار کو رار عطف مان لینا ہی غلط ہے۔ رار کی ایک قسم رار زائدہ بھی ہے جس کی متعدد مثالیں خود قرآن کریم میں موجود ہیں، مثلاً: وكذلك تفصل الآيات۔

ولتستبین سبیل المجرمین

وكذلك نرى ابراهيم ملكوت السموات و الارض

ولیکون من الموقنین

خود عطف میں بھی جہاں ایک قسم عطف وصفی کی ہے جس میں معطوف و معطوف الیہ میں مغایرت ضروری ہے، وہاں ایک دوسری قسم عطف ذاتی کی بھی ہے جسے اس تفریق سے کچھ سرکار نہیں۔ آیتوں میں عطف ذاتی کی بکثرت نظائریں وارد ہیں، مثلاً:

ولكن رسول الله و خاتم النبیین

سبح اسم ربك الاعلیٰ، الذی خلق فسویٰ، و الذی قدر نهدیٰ، و الذی اخرج المرعی۔

ان مثالوں میں کوئی ایک بھی ایسی نہیں ہے جسے مغایرت کے ثبوت میں پیش کر سکیں۔ یہ سب عدم مغایرت کے لیے ہیں۔ اسی طرح بے شمار آیتیں نقل کی جاسکتی ہیں، مما لا حاجة الی سرفها لما هو معلوم بالبداهة۔

عرب کا ایک قدیم شعر ہے:

الی الملك القمر و ابن الہمام

و لیث الکثیر فی المزدہم

(۱) فتح البیان - ج ۱ ص ۳۱۵۔

کنا عند نافع و معنا رجاء بن حیاة فقال لنا رجاء سلوا نافعاً عن الصلاة الوسطی فسالناه فقال قد سال عنها عبد الله بن عمر رجل فقال هي فیہن فحفظوا علیہن کلہن (۱) میں ایک نماز یہ بھی ہے پس تم سب کی حفاظت کرو (۱) دوسری حدیث میں ہے:

عن ابی ہریرۃ قال سألت الربیع بن خثیم عن الصلاة الوسطی - قال: ارایت ان علمتها کنت معانفا علیہا و مضیعا سائرہن؟ قلت لا، فقال: فانک ان حافظت علیہن فقد حافظت علیہا (۲)

بھی کر لی (۲)۔

(۷) نماز وسطی ان پانچوں نمازوں کے مجموعہ ہی کا نام ہے۔

اس کی تائید میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے:

ان الوسطی مجموع الصلوات الخمس فان الایمان بضع و سبعون درجۃ اعلاما شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و ادناما امامۃ الانبی عن الطریق و الصلوات المکتوبۃ واسطۃ بین الطریقین (۳) یہ ہے کہ راستے سے اذیت کی چیزیں ہٹا دی جائیں۔ فرائض خمسہ کا درجہ ان درنوں کے درمیان ہے اور یہ ان درنوں کناروں کے کیلیے باہم ملنے کی جگہ ہے پس یہی وسط ہے (۳)۔

(لفظ ”وسطی“)

صلاة وسطی میں لفظ ”وسطی“ کے معنی کیا ہیں؟ علماء لغت

و محققین ادبیات کا بیان ہے:

الوسطی تانیث الوسط، و اوسط الشیء وسطہ خیارہ، و منہ قولہ تعالیٰ: وكذلك جعلنا کم أمة وسطاً - و وسط فلان القوم یسطہم ای صارفی وسطہم و لیست من الوسط الذی معناه متوسط بین شیئین لان فعلی معناها التفضیل و لا یبنی لائۃ فی ل الی ما یقبل الزیادۃ و النقص، و الوسط بمعنی العدل

(۱) یرس بن عبد الاملی قال اخبرنا ابن وہب قال لدی شام بن سعد قال یرضاه منہ نافع الخ۔

(۲) احمد بن اسحاق قال ثنا ابو احمد من قیس بن الربیع من سیرین بن

ملوک من ابی قطیبة قال الخ۔

(۳) غرائب القرآن - ج ۲ ص ۳۶۳۔

بشي من امر الدنيا الا نه كرتي بے كرتي كرتي نه
ناسيا (۲) دنيا كي كسي بات كو جي ميں
لايے اور اكرالے تو بھولے سے لائے (۲)۔

(۳) قنوت سے مراد دعائے قنوت ہے۔ اس كي تاليف ميں ابن عباس كي روايت پلے نقل ہو چكي ہے۔

(۴) قنوت کے معنی اطاعت کے ہیں۔ اس باب ميں ۲۴

حديثیں مرري ہیں جن ميں سے اکثر کے راوي ثقہ ہیں اور احاديث عرب سے بي اس كي تاليف ہوتی ہے۔ علامہ ابن جرير لکھتے ہیں:

اربي هذه الاقوال بالصراب في تاريل قوله وقوموا لله قائلين قول من قال تاريله مطيعين وذلك ان اصل القنوت الطاعة

وقد تكرر الطاعة لله في الصلاة بالسكوت عما نهي الله من الكلام فيها وذلك رجة من رجة تاريل القنوت في هذا الموضع الي السكوت في الصلاة لحد المعاني التي فرضها الله على عباده فيها الا عن قراءة قرآن او ذكر له بما هو اهله..... وقد تكرر

الطاعة لله فيها بالخشوع وخفض الجناح واطالة القيام والبدعاء لان كلا غير خارج من احد معنيين من ان يكون مما امر به المصلي او مما نذبه اليه والعبد بكل ذلك لله مطيع وهو لربه فيه قانت

والقنوت اصله الطاعة لله ثم يستعمل في كل ما اطاع الله العبد فتا ويل الآية اذ حافظا على الصلوات والصلاة الوسطى وقوموا لله فيها مطيعين ... غير عاصين لله فيها بآثية ح حدردها والتفريط في الواجب بعد عليكم فيها رفي غيرهما من فرائض الله [۲]

قوله وقوموا لله قائلين قول من قال تاريله مطيعين وذلك ان اصل القنوت الطاعة وقد تكرر الطاعة لله في الصلاة بالسكوت عما نهي الله من الكلام فيها وذلك رجة من رجة تاريل القنوت في هذا الموضع الي السكوت في الصلاة لحد المعاني التي فرضها الله على عباده فيها الا عن قراءة قرآن او ذكر له بما هو اهله..... وقد تكرر

الطاعة لله فيها بالخشوع وخفض الجناح واطالة القيام والبدعاء لان كلا غير خارج من احد معنيين من ان يكون مما امر به المصلي او مما نذبه اليه والعبد بكل ذلك لله مطيع وهو لربه فيه قانت

والقنوت اصله الطاعة لله ثم يستعمل في كل ما اطاع الله العبد فتا ويل الآية اذ حافظا على الصلوات والصلاة الوسطى وقوموا لله فيها مطيعين ... غير عاصين لله فيها بآثية ح حدردها والتفريط في الواجب بعد عليكم فيها رفي غيرهما من فرائض الله [۲]

قوله وقوموا لله قائلين قول من قال تاريله مطيعين وذلك ان اصل القنوت الطاعة وقد تكرر الطاعة لله في الصلاة بالسكوت عما نهي الله من الكلام فيها وذلك رجة من رجة تاريل القنوت في هذا الموضع الي السكوت في الصلاة لحد المعاني التي فرضها الله على عباده فيها الا عن قراءة قرآن او ذكر له بما هو اهله..... وقد تكرر

الطاعة لله فيها بالخشوع وخفض الجناح واطالة القيام والبدعاء لان كلا غير خارج من احد معنيين من ان يكون مما امر به المصلي او مما نذبه اليه والعبد بكل ذلك لله مطيع وهو لربه فيه قانت

والقنوت اصله الطاعة لله ثم يستعمل في كل ما اطاع الله العبد فتا ويل الآية اذ حافظا على الصلوات والصلاة الوسطى وقوموا لله فيها مطيعين ... غير عاصين لله فيها بآثية ح حدردها والتفريط في الواجب بعد عليكم فيها رفي غيرهما من فرائض الله [۲]

قوله وقوموا لله قائلين قول من قال تاريله مطيعين وذلك ان اصل القنوت الطاعة وقد تكرر الطاعة لله في الصلاة بالسكوت عما نهي الله من الكلام فيها وذلك رجة من رجة تاريل القنوت في هذا الموضع الي السكوت في الصلاة لحد المعاني التي فرضها الله على عباده فيها الا عن قراءة قرآن او ذكر له بما هو اهله..... وقد تكرر

الطاعة لله فيها بالخشوع وخفض الجناح واطالة القيام والبدعاء لان كلا غير خارج من احد معنيين من ان يكون مما امر به المصلي او مما نذبه اليه والعبد بكل ذلك لله مطيع وهو لربه فيه قانت

والقنوت اصله الطاعة لله ثم يستعمل في كل ما اطاع الله العبد فتا ويل الآية اذ حافظا على الصلوات والصلاة الوسطى وقوموا لله فيها مطيعين ... غير عاصين لله فيها بآثية ح حدردها والتفريط في الواجب بعد عليكم فيها رفي غيرهما من فرائض الله [۲]

قوله وقوموا لله قائلين قول من قال تاريله مطيعين وذلك ان اصل القنوت الطاعة وقد تكرر الطاعة لله في الصلاة بالسكوت عما نهي الله من الكلام فيها وذلك رجة من رجة تاريل القنوت في هذا الموضع الي السكوت في الصلاة لحد المعاني التي فرضها الله على عباده فيها الا عن قراءة قرآن او ذكر له بما هو اهله..... وقد تكرر

الطاعة لله فيها بالخشوع وخفض الجناح واطالة القيام والبدعاء لان كلا غير خارج من احد معنيين من ان يكون مما امر به المصلي او مما نذبه اليه والعبد بكل ذلك لله مطيع وهو لربه فيه قانت

والقنوت اصله الطاعة لله ثم يستعمل في كل ما اطاع الله العبد فتا ويل الآية اذ حافظا على الصلوات والصلاة الوسطى وقوموا لله فيها مطيعين ... غير عاصين لله فيها بآثية ح حدردها والتفريط في الواجب بعد عليكم فيها رفي غيرهما من فرائض الله [۲]

قوله وقوموا لله قائلين قول من قال تاريله مطيعين وذلك ان اصل القنوت الطاعة وقد تكرر الطاعة لله في الصلاة بالسكوت عما نهي الله من الكلام فيها وذلك رجة من رجة تاريل القنوت في هذا الموضع الي السكوت في الصلاة لحد المعاني التي فرضها الله على عباده فيها الا عن قراءة قرآن او ذكر له بما هو اهله..... وقد تكرر

الطاعة لله فيها بالخشوع وخفض الجناح واطالة القيام والبدعاء لان كلا غير خارج من احد معنيين من ان يكون مما امر به المصلي او مما نذبه اليه والعبد بكل ذلك لله مطيع وهو لربه فيه قانت

والقنوت اصله الطاعة لله ثم يستعمل في كل ما اطاع الله العبد فتا ويل الآية اذ حافظا على الصلوات والصلاة الوسطى وقوموا لله فيها مطيعين ... غير عاصين لله فيها بآثية ح حدردها والتفريط في الواجب بعد عليكم فيها رفي غيرهما من فرائض الله [۲]

قوله وقوموا لله قائلين قول من قال تاريله مطيعين وذلك ان اصل القنوت الطاعة وقد تكرر الطاعة لله في الصلاة بالسكوت عما نهي الله من الكلام فيها وذلك رجة من رجة تاريل القنوت في هذا الموضع الي السكوت في الصلاة لحد المعاني التي فرضها الله على عباده فيها الا عن قراءة قرآن او ذكر له بما هو اهله..... وقد تكرر

الطاعة لله فيها بالخشوع وخفض الجناح واطالة القيام والبدعاء لان كلا غير خارج من احد معنيين من ان يكون مما امر به المصلي او مما نذبه اليه والعبد بكل ذلك لله مطيع وهو لربه فيه قانت

والقنوت اصله الطاعة لله ثم يستعمل في كل ما اطاع الله العبد فتا ويل الآية اذ حافظا على الصلوات والصلاة الوسطى وقوموا لله فيها مطيعين ... غير عاصين لله فيها بآثية ح حدردها والتفريط في الواجب بعد عليكم فيها رفي غيرهما من فرائض الله [۲]

یہاں کہیں بھی مغالرت نہیں ہے۔

ابن ابی رداد آبادی کے مشہور قصیدے میں ہے :

سلط الموت والمنون عليهم

فلهم في صدی المقابر هام

موت اور مژوں کے درمیان راد عطف سے تفریق کی ہے لیکن

معنی دونوں کے ایک ہیں۔

ارض حيرة کا نامور شاعر اور لقمان بن منذر کا سرپرست عسبی

بن زید عباسی ایک قصیدے میں لکھتا ہے :

نقد مت الاديهم لرا هشيه

فالفسى قولها كذبا ومينسا

”کذب“ اور ”میں“ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔

فارسی میں بھی یہی قاعدہ ہے۔ فردوسی کا شعر ہے :

ور از جوے خلدش بهنگم آب

به بيخ انگبين ريزي و شهد ناب

انگبين اور شهد دونوں دو چیزیں نہیں ہیں۔

سیدوہ کا قول ہے :

يجوز قول القائل ”مررت به كهذا جائز درست ہے کہ ”میں

باخيلك وصاحبك“ ديكون تیرے بھائی اور تیرے رفیق کے پاس

المصاحب هو الراح نفسه سے گزرا ”خواہ جس کو رفیق کہا گیا

ہو رہی بھائی ہو۔ یعنی دونوں ایک ہیں۔ تو نہیں۔

(قنوت)

قنوت کے کیا معنی ہیں ؟ اس مسئلہ میں بھی حسب

معمول متعدد اقوال ہیں :

(۱) قوموا لله قائلين میں قنوت کے معنی سکوت و خاموشی

کے ہیں۔ اس باب میں ۹ حدیثیں مرري ہیں جن میں ایک یہ ہے :

كنا نقوم في الصلاة فنكلم ريسال الرجل صاحبه عن حاجته ويخبره ويردونه عليه اذا سلم حتى اتهم انا فسلمت فلم يردوا علي السلام فاشتد ذلك علي فلما قضى النبي صلى الله عليه وسلم قال : انه لم يمنعني ان ارد عليك السلام الا انا امرنا ان نقوم قائلين لا نكلم في الصلاة والقنوت السكوت (۱)

تھا کہ ہم کو حکم ہوا ہے کہ قنوت کے ساتھ عبادت کریں نماز میں نہ بولیں پس قنوت کے معنی خاموشی کے ہیں (۱)

(۲) قنوت کے معنی خشوع و خضوع کے ہیں۔ اس باب

میں پانچ حدیثیں مرري ہیں جن میں ایک یہ ہے :

ان من القنوت الخشوع و طول الركوع و غص البصر و خفض الجناح من هيئة الله - كان العلماء اذا اقام احدهم يصلي يهابون الرحمن ان يلتفت او ان يقلب العصي او لعبت بشي او يحدث نفسه

قنوت کی ذیل میں خشوع طول رکوع نظر نیچی رکھنی خدا کے خوف سے متواضع رہنا یہ سب باتیں داخل ہیں۔ علمائے صحابہ کی عادت تھی کہ جب ان میں کوئی نماز پڑھنے اٹھتا تو خدا کی آن پر اتنی ہیبت چھا جاتی کہ نہ ادھر التفات کرتے نہ کنکریاں اٹکتے پلٹتے

قنوت کے معنی خشوع و خضوع کے ہیں۔ اس باب میں پانچ حدیثیں مرري ہیں جن میں ایک یہ ہے :

ان من القنوت الخشوع و طول الركوع و غص البصر و خفض الجناح من هيئة الله - كان العلماء اذا اقام احدهم يصلي يهابون الرحمن ان يلتفت او ان يقلب العصي او لعبت بشي او يحدث نفسه

قنوت کی ذیل میں خشوع طول رکوع نظر نیچی رکھنی خدا کے خوف سے متواضع رہنا یہ سب باتیں داخل ہیں۔ علمائے صحابہ کی عادت تھی کہ جب ان میں کوئی نماز پڑھنے اٹھتا تو خدا کی آن پر اتنی ہیبت چھا جاتی کہ نہ ادھر التفات کرتے نہ کنکریاں اٹکتے پلٹتے

قنوت کے معنی خشوع و خضوع کے ہیں۔ اس باب میں پانچ حدیثیں مرري ہیں جن میں ایک یہ ہے :

ان من القنوت الخشوع و طول الركوع و غص البصر و خفض الجناح من هيئة الله - كان العلماء اذا اقام احدهم يصلي يهابون الرحمن ان يلتفت او ان يقلب العصي او لعبت بشي او يحدث نفسه

قنوت کی ذیل میں خشوع طول رکوع نظر نیچی رکھنی خدا کے خوف سے متواضع رہنا یہ سب باتیں داخل ہیں۔ علمائے صحابہ کی عادت تھی کہ جب ان میں کوئی نماز پڑھنے اٹھتا تو خدا کی آن پر اتنی ہیبت چھا جاتی کہ نہ ادھر التفات کرتے نہ کنکریاں اٹکتے پلٹتے

قنوت کے معنی خشوع و خضوع کے ہیں۔ اس باب میں پانچ حدیثیں مرري ہیں جن میں ایک یہ ہے :

ان من القنوت الخشوع و طول الركوع و غص البصر و خفض الجناح من هيئة الله - كان العلماء اذا اقام احدهم يصلي يهابون الرحمن ان يلتفت او ان يقلب العصي او لعبت بشي او يحدث نفسه

قنوت کی ذیل میں خشوع طول رکوع نظر نیچی رکھنی خدا کے خوف سے متواضع رہنا یہ سب باتیں داخل ہیں۔ علمائے صحابہ کی عادت تھی کہ جب ان میں کوئی نماز پڑھنے اٹھتا تو خدا کی آن پر اتنی ہیبت چھا جاتی کہ نہ ادھر التفات کرتے نہ کنکریاں اٹکتے پلٹتے

قنوت کے معنی خشوع و خضوع کے ہیں۔ اس باب میں پانچ حدیثیں مرري ہیں جن میں ایک یہ ہے :

ان من القنوت الخشوع و طول الركوع و غص البصر و خفض الجناح من هيئة الله - كان العلماء اذا اقام احدهم يصلي يهابون الرحمن ان يلتفت او ان يقلب العصي او لعبت بشي او يحدث نفسه

قنوت کی ذیل میں خشوع طول رکوع نظر نیچی رکھنی خدا کے خوف سے متواضع رہنا یہ سب باتیں داخل ہیں۔ علمائے صحابہ کی عادت تھی کہ جب ان میں کوئی نماز پڑھنے اٹھتا تو خدا کی آن پر اتنی ہیبت چھا جاتی کہ نہ ادھر التفات کرتے نہ کنکریاں اٹکتے پلٹتے

قنوت کے معنی خشوع و خضوع کے ہیں۔ اس باب میں پانچ حدیثیں مرري ہیں جن میں ایک یہ ہے :

ان من القنوت الخشوع و طول الركوع و غص البصر و خفض الجناح من هيئة الله - كان العلماء اذا اقام احدهم يصلي يهابون الرحمن ان يلتفت او ان يقلب العصي او لعبت بشي او يحدث نفسه

قنوت کی ذیل میں خشوع طول رکوع نظر نیچی رکھنی خدا کے خوف سے متواضع رہنا یہ سب باتیں داخل ہیں۔ علمائے صحابہ کی عادت تھی کہ جب ان میں کوئی نماز پڑھنے اٹھتا تو خدا کی آن پر اتنی ہیبت چھا جاتی کہ نہ ادھر التفات کرتے نہ کنکریاں اٹکتے پلٹتے

قنوت کے معنی خشوع و خضوع کے ہیں۔ اس باب میں پانچ حدیثیں مرري ہیں جن میں ایک یہ ہے :

ان من القنوت الخشوع و طول الركوع و غص البصر و خفض الجناح من هيئة الله - كان العلماء اذا اقام احدهم يصلي يهابون الرحمن ان يلتفت او ان يقلب العصي او لعبت بشي او يحدث نفسه

قنوت کی ذیل میں خشوع طول رکوع نظر نیچی رکھنی خدا کے خوف سے متواضع رہنا یہ سب باتیں داخل ہیں۔ علمائے صحابہ کی عادت تھی کہ جب ان میں کوئی نماز پڑھنے اٹھتا تو خدا کی آن پر اتنی ہیبت چھا جاتی کہ نہ ادھر التفات کرتے نہ کنکریاں اٹکتے پلٹتے

قنوت کے معنی خشوع و خضوع کے ہیں۔ اس باب میں پانچ حدیثیں مرري ہیں جن میں ایک یہ ہے :

ان من القنوت الخشوع و طول الركوع و غص البصر و خفض الجناح من هيئة الله - كان العلماء اذا اقام احدهم يصلي يهابون الرحمن ان يلتفت او ان يقلب العصي او لعبت بشي او يحدث نفسه

قنوت کی ذیل میں خشوع طول رکوع نظر نیچی رکھنی خدا کے خوف سے متواضع رہنا یہ سب باتیں داخل ہیں۔ علمائے صحابہ کی عادت تھی کہ جب ان میں کوئی نماز پڑھنے اٹھتا تو خدا کی آن پر اتنی ہیبت چھا جاتی کہ نہ ادھر التفات کرتے نہ کنکریاں اٹکتے پلٹتے

قنوت کے معنی خشوع و خضوع کے ہیں۔ اس باب میں پانچ حدیثیں مرري ہیں جن میں ایک یہ ہے :

اثر رعتیقا

سمار کر دیا، اور ان کی جگہ انکے ملبے سے ایک نہایت مستحکم
نصیل بنائی۔

تاریخ نے اپنے آپ کو دھرایا ہے۔ جرمنی کے مشن نے بھی دیوار
دہائے اسی جگہ سیڑھیاں بنائی ہیں جہاں پہلے تھیں۔ اب پھر ایک
شخص اس طرح سیڑھیاں سے مندر میں آتا ہے جس طرح عہد قدیم
کے پوجاری آیا کرتے تھے!!

جرمن مشن کی اس کارروائی کے لیے ہر سیاح اپنے آپ کو
مرہون منت محسوس کرتا ہے، کیونکہ اس دیوار کے ہٹ جانے سے
مندر کا قدیمی نقشہ بالکل واضح ہو گیا ہے۔

اس محراب نما
پہاٹک کے بعد تین
دروازے پہلو بہ پہلو
ہیں۔ ان دروازوں
میں سے بیچ کا دروازہ
بڑا اور مرکزی دروازہ
ہے۔ اس دروازے سے
اندر داخل ہو جاییے
تو ایک چھوٹا سا شش
کوشہ صحن ملتا ہے۔

کسی زمانہ میں
یہ چھوٹا سا صحن ہر
طرف سے ستونوں کی
قطاروں میں محصور
تھا۔ ستونوں کی تعداد

بعلبک کے سب سے بڑے مندر کے بعض آثار و سر بفلک ستون -

قریباً چھ تھیں، جن میں سے چار کے پہلوؤں میں کمرے تھے۔ عربوں
نے اس تیسرے راستہ کو بھی بند کر دیا اور ان دروازوں کو اپنی
قلعہ بندیوں کے سلسلے میں لیلیا۔

ان تین راستوں سے گزرنے کے بعد اب آپ بڑے مندر یا قربانگاہ
کے مندر میں پہنچیں گے۔ اس کی وسعت کا کسی قدر اندازہ اس سے
ہو سکتا ہے کہ وہ ۴۴۰ ہزار فٹ لمبا اور ۳۷۰ ہزار فٹ چوڑا ہے!!
درمیانی اور آگے ایک پہلو کا دروازہ گریزا ہے، مگر انکے اجزاء
پریشان پھر جمع کر کے اسی جگہ رکھ دیے گئے ہیں، جہاں کبھی یہ
دروازے تھے۔

اس صحن کے تین طرف یعنی مشرق، شمال، اور جنوب
میں نیم مربع کمرے ہیں۔ ان کمروں میں مجسموں کے رکھنے کے
لیے طاق بنے ہوئے ہیں۔ انیسویں صدی کے ان مجسموں کا ایک
نمونہ بھی اب موجود نہیں! یہ کمرے ان پوجاریوں کے لیے تھے جو
یہاں پرستش کی غرض سے آئے رہتے تھے۔

کمروں کے آگے مصری ستونوں کا سلسلہ ہے۔ ان ستونوں کے
بالائی سرور پر نہایت نفیس و کمیاب کذبہ کاری ہے۔ انیسویں صدی
کے ستون گریزے ہیں اور انکے اجزاء صحن میں پڑے ہوئے ہیں۔ بڑی
قربانگاہ کا جو کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے وہ ابھی وسط صحن میں ان

بعلبک

تاریخ قدیم اور تمدن اسلامی کا ایک صفحہ

(۱)

یہ آثار جو اس مضمون کا موضوع ہیں، دو بڑے اور ایک چھوٹے
مندروں کے کہنڈر ہیں۔ بڑے مندر میں ایک جو پیٹر (مشرقی) کا
مندر ہے اور دوسرا بیکسش (Bacchus) کا۔ چھوٹا مندر وینس (Venus)
زہرہ) کا ہے۔ گویہ آثار چنداں زیادہ نہیں مگر انکی وجہ سے خود اس

شہر پر نہایت متعلق

سرد ظن نہ کیجیے
جسکی آغوش میں یہ
پس ماندہ نشانیاں ملی
ہیں۔ اسکی عظمت
و وسعت کا تریہ عالم
ہے کہ قدیم روم کے سے
کتنی ہی کہنڈر اسمیں
آ جا سکتے ہیں!!

یہ آثار جس جگہ
پر قائم ہیں وہ معمولی
زمینیں! نہیں بلکہ ایک
معدب اور بختہ چبوترہ
ہے جسکے موجد غالباً
فنیقی ہیں۔ اس کا

طول ۳۲۱ گز، عرض ۲۰۰ گز، اور طول ۱۵ سے ۳۰ قسم تک ہے۔
اس عظیم الشان چبوترے کے نیچے سے مسقف راستے لگے ہیں۔
یہی راستے ہیں جن سے ہو کر مندر میں آنا پڑتا ہے۔
جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے یہ آثار تین مندروں کے
کہنڈر ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ اہم و مقدم وہ کہنڈر ہیں
جن کا تعلق بڑے مندر (جو بیڑے مندر) سے ہے۔

اس مندر میں آنے کا راستہ مشرق کی طرف سے ہے۔ پہلے
سیڑھیاں کا ایک وسیع سلسلہ شروع ہوتا ہے جو ایک پہاٹک پر
جا کر ختم ہوتا ہے۔ یہ پہاٹک دراصل ایک پر شوکت و عظمت
محراب ہے۔ اس کے آگے ستونوں کی قطار ہے۔ مندر کے اندر جانے کا
اصلی راستہ یہی ہے۔ اس کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے تھے، اور
پوجاری نہایت خضوع و خشوع اور جوش عقیدت و فرط اعتقاد
کے ساتھ ان ستونوں میں سے ہو کر اندر جاتے تھے۔ ان ستونوں
میں سے تین کے زیریں حصے میں چند کتبے بھی ہیں۔ ان کتبوں
کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مندر ہیلینز کے جلیل القدر
دیوتاؤں کے نام پر بنایا گیا تھا۔

عربوں نے جب بعلبک فتح کیا تو کسی قدر تغیر و ترمیم کے
بعد اسکو ایک قلعہ بنالیا۔ انہوں نے ان ستونوں اور سیڑھیاں کو

ہیں - اس کے حجرے طول میں زیادہ اور عرض میں کم ہیں - اس کی دیواریں باہر سے بالکل سادہ ہیں - البتہ جس پتھر سے بنائی گئی ہیں وہ خوب درست کر لیا گیا ہے ' اور جوڑ تو اس قدر خوب ملا ہے کہ تعریف نہیں ہو سکتی - دونوں سرور کے اتصال کا یہ عالم ہے کہ چہری کا پھل بھی اندر نہیں جاسکتا - اس حجرے کے دونوں طرف کولی دس فیت کے فاصلے پر چکنے ستونوں کی ایک قطار ہے - یہ ستون مع اپنے بالائی حصہ کے ۵۲ فیت بلند ہیں - چھت کی دیواروں کے ساتھ انہیں پتھر کے ٹکروں کے ذریعہ ملا لیا گیا ہے - ان ٹکروں کی تعداد بہت ہے اور ان پر بادشاہوں اور دیوتاؤں کی تصویریں کندہ ہیں - ان تصویریں کے بیچ بیچ میں پھولوں وغیرہ کی تصویریں بھی بنی ہوئی ہیں - غرضکہ یہ چھت صنعت و قلمکاری کے لحاظ سے عجیب و غریب ہے -

حجرے کی دیواریں تو ابھی سالم و ثابت ہیں البتہ اکثر ستون گر گئے ہیں - جو حصہ ابھی نہیں گرا ہے اس میں شمال کی جانب بہت زیادہ بہتر ہے -

اس مندر کے دروازے کو اسکا درۃ التاج سمجھنا چاہیے - کیونکہ اگرچہ اس عمارت کے آؤر حصوں میں بھی گلکاری کی ہے اور صنعت کے عمدہ عمدہ نمونے دکھائے گئے ہیں ' مگر دروازہ کی صنعت ان سب سے بدرجہا بہتر ہے - یہ دروازہ ۴۳ فیت بلند اور سارے ۱۲ فیت عرض ہے - اس میں جس قدر حصہ پر گلکاری کی ہے اس کی مقدار ۶ فیت کے قریب ہے -

یہ تو آپ کو پتہ ہی معلوم ہو چکا ہے کہ تیسرا مندر زمرہ کا ہے - یہ مندر دوسرے مندروں کے کھنڈر سے ۲ سر میل پر واقع ہے - یہ ایک قرطاجنی روضہ کی عظیم المثل عمارت ہے جسکا

اندرونی حصہ خوب ہی آراستہ ہے - اندرونی ستونوں کی وجہ سے یہ عمارت بالکل ہشت گوشہ معلوم ہوتی ہے - یونانی عیسائیوں نے اس کو سینٹ باربرا کا گرجا بنالیا ہے - گذشتہ صدی میں انہوں نے اس کی تجدید کی کوشش بھی کی تھی جو کچھ زیادہ کامیاب نہیں ہوئی -

دہلی کے خاندانی اطبا اور دوا خانہ

نورتن دہلی

یہ دوا خانہ عرب - عدن - افریقہ - امریکہ - سیلون - آسٹریلیا - وغیرہ ملکوں میں اپنا سکہ جما چکا ہے اس کے معجزات معتمد الملک احترام الدولہ قبیلہ حکیم محمد احسن اللہ خان مرحوم طبیب خاص بہادر شاہ دہلی کے خاص معجزات ہیں -

درا لئی ضیق - ہر قسم کی کھانسی و دمہ کا معجزہ علاج فی یکس ایک توالہ ۲ در روپیہ -

حب قتل دیدان - یہ گولیاں پیت کے کیڑے مار کر نکال دیتی ہیں فی یکس ایک روپیہ -

المشہر حکیم محمد یعقوب خاں مالک دواخانہ نورتن

دہلی فراشخانہ

سیڑھیوں کے قریب استادہ ہے جو آگے مندر کے طرف جاتی ہیں - اس کے دونوں جانب روضے کے لیے چھوٹے چھوٹے حوض بھی ہیں - اب سے پہلے قربانگاہ وغیرہ غیر معلوم تھیں - تازہ حفریات میں جرمنی کے مشن نے یہ قربانگاہ از روہ سیڑھیاں بھی دریافت کر لی ہیں جن پر سے پوجاری قربانی کے لیے آیا کرتے تھے -

قدیم اشوری مندروں میں ترمیم و تغیر کرنے کے مجرم صرف مسلمان فاتح ہی نہیں ہیں - عیسائی کٹر کشاہی اسمیں مسلمانوں کے برابر کے شریک ہیں - البتہ ہر ایک کے مصالح جدا گانہ تھے ' اور جس نے جو تغیر کیا وہ اپنے مصالح کے لحاظ سے کیا -

عیسائیوں نے جب بعلبک فتح کیا تو انکی اولین و آخرین کوشش یہ تھی کہ جس طرح بھی ہو سکے ' قدیم اشوری بت پرستی کو مٹایا جائے اور اس کے آثار اس طرح محو کر دیے جائیں کہ انہی مقامات پر عیسائی مقدس عمارتیں تعمیر ہوں - چنانچہ انہوں نے فتح بعلبک کے بعد قربانگاہ کے ایک حصہ کو کھود کے سطح زمیں کے برابر کر دیا اور دوسرے حصہ پر اس طرح ایک کلیسا بنا دیا کہ اسکا فرش قربانگاہ کی چوٹی کے برابر تھا - دوسرے بڑے مندر کو بھی اسیلے دھا دیا کہ اس کے ملبے سے کلیسا بنالیں -

خیر ' اس طویل و عریض معن سے انسان ایک وسیع زینے پر ہو کے خود مندر کے اندر داخل ہو جاتا ہے - اس مندر کی عمارت میں سے اب صرف ستون باقی رہ گئے ہیں - ان ستونوں کے متعلق پروفیسر ٹالیلر (Prof. Taylor) لکھتے ہیں :

"میرے علم میں قدیم صنعت کے پس ماندہ آثار میں ان ستونوں سے خوبصورت کوئی شے نہیں - ہر رخ سے اور چاند اور سورج ' دونوں کی روشنی میں انکی حالت بالکل یکساں ہے -

ایک عجیب بات یہ ہے کہ اگر کسی قدر فاصلے سے ان ستونوں کو دیکھیے تو اپنے باہمی مکمل تناسب کی وجہ سے جس قدر انکا طول ہے اس سے کہیں زیادہ معلوم ہوتے ہیں !

یہ عظیم الشان و سربلک ستون جس کی چوڑی پر قائم ہیں وہ بجائے خود ایک حیرت انگیز چیز ہے - یہ چوڑی کیا ہے ؟ ایک دیوار ہے جسکی بلندی ۴۰ فیت کی ہے - ان ستونوں کا قطر سارے سات فیت ہے - طول مع قرطاجنی گنبدوں کے ۷۰ فیت -

* * *

یہاں تک تو بعلبک کے مشہور ترین آثار یعنی بڑے مندر کے کھنڈروں کا تذکرہ تھا - اب ہم دوسرے بڑے مندر کے کھنڈروں کے حالات لکھنا چاہتے ہیں -

جیسا کہ ہم اوپر کہہ آئے ہیں دوسرا مندر بیکچش کا مندر ہے - یہ مندر بڑے مندر کے جنوب میں واقع ہے - یہ دونوں ایک دوسرے سے بالکل آزاد و بے تعلق ہیں - اس مندر کی سطح پہلے مندر کی سطح سے کسی قدر پست ہے - اس میں کوئی معن نہیں - مشرق کی طرف سے ایک زینہ ہے - اسی پر چڑھ کے مندر میں جاتے

مطہرہ نبوی سے مشرف ہوئے مدینہ منورہ میں اقامت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ وہیں انتقال کیا۔

شیخ شامل نے تین لڑکے اپنی یادگار میں چھوڑے۔ ایک محمد شافع جس نے روسی مدارس میں تعلیم پائی اور پھر روسی فوج میں بھرتی ہوا اور ترقی کرتے کرتے جنرل کے عہدے تک پہنچا۔ تین سال ہوئے کہ اس نے انتقال کیا ہے۔ دوسرا غازی محمد جس نے مدینہ منورہ میں انتقال کیا۔ تیسرا محمد کمال ہے جو آجکل یہیں موجود ہے۔

شیخ شامل کی قبر مدینہ منورہ میں ابن حجر مکی کی قبر کے آگے اور حضرت ابن عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پہلو میں ہے۔

داغستان کی آبادی ۸ لاکھ ہے۔ ان لوگوں میں بھی وہ تمام صفات عالیہ اور حالات سامیہ پائے جاتے ہیں جو انکے بھائی چرکسوں میں ہیں۔ داغستان کی تہذیب و شایستگی فضائل و کمالات کی روح اور انکے اصلاح و ترقی کا سہرا ایک بخاری عالم شیخ محمد بن سلیمان کے سر ہے جس نے فی الحقیقت اسلام کی سب سے بیش قرار خدمات انجام دیں۔ اسی شیخ جلیل کی صحبت سے ایک بزرگ شیخ منصور نامی آئے جنہوں نے روس کے خلاف جہاد دینی کی دعوت دی اور جنکے ایک شاگرد شیخ شامل بھی تھے۔

چرکس، لزجین، اور ابازا قوقاز کی قدیم ترین قومیں ہیں۔ تاریخ میں ان سے پہلے ممالک قوقاز میں کسی قوم کے رہنے کا پتہ نہیں چلتا۔

یہ قومیں پیدائش مسیح سے تین ہزار سال پہلے وسط ایشیا سے یہاں آئیں اور یہیں رہ گئیں۔ آٹھویں صدی عیسوی میں حلقہ بگوش اسلام ہوئیں اور پھر ان سے اسلام کو نہایت تقویت و تائید ہوئی کیونکہ

انکی شجاعت و رسالت معمولی نہ تھی۔

ان سب کا خاندان قریباً ایک ہی ہے، لیکن جب قوقاز میں یہ قومیں آئیں اور مختلف حصوں میں رہنے لگیں تو زبانوں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور قریباً ہر ایک کی ایک نئی زبان بن گئی۔ یہ تمام زبانیں صرف بولی جاتی ہیں۔ لکھی نہیں جاتیں۔ ان زبانوں کے سب سے زیادہ نمایاں حروف حاء، خاء، سین، شین، قاف، اور عین ہیں۔ ان قوموں کے تمام معاملات عربی میں ہوتے ہیں۔ یہاں کے علماء اور امام عربی پڑھنا اور لکھنا دونوں جانتے ہیں اور داغستان میں تو عربی بولتے بھی ہیں۔

یہ تمام قبائل اپنے گونہ گونہ اختلافات کے باوجود ایک ہی قسم کا لباس پہنتے ہیں جسکو چرکسکا کہتے ہیں۔ چرکسکا ایک جیب سے عبارت ہے جسکو شرخا بھی کہتے ہیں۔ شرخا کے سینہ پر انگلیاں سی بنی ہوئی ہوتی ہیں جسکو کازیری کہتے ہیں۔ کازیری دراصل کارترس کہنے کے لیے تھیں، مگر اب محض نمائش اور حفظ وضع قدیم کے لیے رہ گئی ہیں۔ پیٹ پر ایک خانچہ لٹکا ہوتا ہے۔ اسکو کنجال کہتے ہیں۔ اسکی نیام طلائی مرصع کبھی غیر مرصع اور نقری ہوتی ہے۔ زیادہ تر انکے سروں پر پیاج ہوتی ہے جو ایران کی

عالم سلامی

چوکس، گرج، داغستان، قوقاز، و توری

چوکس، گرج، داغستان، قوقاز، و توری

اثر محمود رشاد ہے

(۳)

قوقاز سے تین گھنٹے کی مسافت پر صوبہ قوبانسکی واقع ہے۔ یہاں اکثر چرکس قبائل رہتے ہیں جنکے نام ابزاج، ما ترقاے، بھدوخ، کمکو، شاخ، اور حکوس ہیں۔ اس صوبہ کا یہ نام نہر قوبان کی مناسبت سے ہے۔ یہ نہر سلسلہ کوہ قوقاز کے کوہ البرز سے نکلتی ہے اور بحر اسود سے جا کے مل گئی ہے۔

امیز کے شمالی پہاڑوں کے دامن میں قرہ جاے کے چرکسی قبائل رہتے ہیں۔ چرکسوں کا ایک اور قبیلہ ہے جس کا نام شہنشاہ ہے۔ یہ قبیلہ بھی پہاڑ کا رہنے والا ہے۔

اس مرقع پر ان قبائل کو نہ بھولنا چاہیے جنکا ذکر بلاد یانی کے تذکرہ میں آچکا ہے۔

اگرچہ چرکسوں کی تعداد ۵ لاکھ سے زیادہ نہیں، مگر بالیں ہمہ تمام اہل قوقاز انکے نام سے تہراتے ہیں کیونکہ وہ شجاعت، جرات، تیر اندازی، اور اسپ سواری میں مشہور ہیں۔ خود حکومت روس خاص انکا بھی خیال کرتی ہے اور دوسروں سے زیادہ عزت کرتی ہے۔

تیرسکی سے شہر شیخ شامل تک ۱۶ گھنٹے کا راستہ ہے۔

۶ گھنٹے گازی میں بیٹھنا پڑتا ہے اور ۱۰ گھنٹے پیدل چلنا پڑتا ہے۔ یہ نامور شخص داغستان کے قبیلہ لزجین میں سے ہے اسکا اصلی نام شمویل ہے مگر عام طور پر ہر طرف وہ شامل ہی کہلاتا ہے۔

شیخ شامل نہ صرف ایک فوجی اور جنگی انسان تھا، بلکہ ایک سہت دیندار اور منتظم شخص تھا۔ اس نے اپنے زمانے میں جامع قوقازیہ بنوائی اور شرعی عدالتیں قائم کیں اور جب روس نے اسے وطن عزیز پر محبوب کر لینا چاہا تو اس نے اسکی مدافعت میں مسلسل ۴۵ سال تک جنگ جاری رکھی۔ ۱۳ سال تک تو ایک دوسرے شخص کے جھنڈے کے نیچے لڑا اور ۳۲ برس تک خود اپنے علم کے نیچے۔ اگر حاجی مراد نامی ایک شخص خیانت نہ کرتا تو یقیناً روس کبھی بھی اسے قید کرنے میں کامیاب نہ ہوتا۔ شیخ شامل جب قید ہو گیا تو روس نے اسے رہنے کے لیے ایک خاص کوٹھی شہر کالوجا میں دیدی جو مرسکو ہے ۴ سو میل کے فاصلہ پر نہر لکا کے ساحل میں واقع ہے۔

شیخ شامل ایک عرصہ تک یہاں نہایت عزت و احترام کے ساتھ رہا۔ اسکے بعد حکومت روس نے اسے جہاز جانے کی اجازت دی۔ شیخ شامل جہاز روانہ ہوا اور حج بیت اللہ اور زیارت روضہ

میں ۲۰ ملین درات عثمانیہ میں ' اور نصف ملین ایران میں -

یہاں ایک قوم رہتی ہے جسکا نام "سوانت" ہے مگر اسکی تعداد معلوم نہیں - یہ ابھی تک بالکل ابتدائی طبیعی حالت پر ہے - چنانچہ اسوقت بھی وہ بھڑوں کی کھالیں پہنتے ہیں -

قوزاق میں بھرادی بھی ہیں ' اور انکی تعداد معقول ہے یعنی ۳ لاکھ -

قوزاق میں دو فوجی چاریناں ہیں - ایک قازہی میں عثمانی سرحد پر ' دوسری تغلیس میں - ان دونوں چارینوں کی ہر بلٹن میں ۷۰ ہزار سپاہی ہوتے ہیں -

میں قلا دیقا ققاز سے تغلیس موٹر کار پر رابیس آیا اور تغلیس سے ریل میں سوار ہوکر ۱۲ گھنٹے سے زائد میں باکو پہنچ گیا -

(باکو)

یہ شہر بحر خزر پر واقع ہے - پہلے یہ ایران کے ماتحت تھا مگر اب روس کے زیر نگیں ہے - تمام شہر بالکل نئے طرز کا بنا ہوا ہے - سڑکیں بالکل باقاعدہ ہیں - روشنی برقی ہے - یہاں کی آب و ہوا نہایت خراب ' اور گرمی تغلیس سے بھی زیادہ ہے - اسکی وجہ یہ ہے کہ یہاں سے ایک گھنٹے کی مسافت پر کراسن تیل کے چشمے ہیں - ہر چند کہ ان چشموں سے درات کے چشمے آبلتے ہیں اور اہل شہر ٹیلیے سونے کے سیلاب بنکر بہتے ہیں ' لیکن انکی وجہ سے گرمیوں میں یہاں کا موسم ناقابل برداشت بھی ہو جاتا ہے -

باکو کراسن تیل اور پٹرول کی سلطنت سمجھا جاتا ہے - چنانچہ خود اسمیں اور اسکے نواح میں جسقدر چشمے اس وقت موجود ہیں انکی تعداد ایک سو ہے - دنیا میں جسقدر گیس بکتا ہے اس کا نصف حصہ انہیں چشموں کے تیل سے بنتا ہے -

باکو میں بہت سے مسلمان لکھپتے ہیں ' مثلاً روسی نامی یوف ۲۰ ملین رزبل (۹ ملین پونڈ) کے آدمی ہیں - حاجی زین العابدین تقی یوف کی حیثیت پچاس ۵۰ ملین کی تھی - مرزا علی یوف شرحہ اور شیخ علی دادا یوف کے پاس ۳۰ ' ۳۰ ملین ہیں - مختار روف کوکی ۲۵ ملین کے سمجھے جاتے ہیں -

(حاجی زین العابدین ایرانی الاصل اور ایک نہایت مخیر وطن پرست شخص تھا - سفر نامہ حاجی ابراہیم بیگ اسی کی تصنیف ہے - وہ اپنے پاس سے پوری قیمت دیکر جبل المتین کلکتہ کی آٹھ سو کاپیاں علماء و مجتہدین ایران و عراق میں برسوں تک کراتا رہا تاکہ وہ رضعیت زمانہ سے واقف ہوں اور ملت و وطن کی بر بادوں کو سمجھیں - فاضل مراسلہ نگار کو اسکی حالات معلوم نہیں نور اللہ مرقہ - الملال)

تقی یوف پہلے شیدا کے نام سے بہت مشہور تھے ' مگر اب انکا نام ہی نام مشہور ہے - انکے کئی اسٹیمر دریا میں چلتے ہیں - انکے علاوہ بنک اور کار خانے ہیں - اپنی قوم پر بھی انکے بشعار احسانات ہیں - کتنی ہی اسپتالیں بنوائیں ' لڑکیوں اور لڑکوں کے لیے مدرسے قائم کیے ' اور طرح طرح کے نیک کاموں میں حصہ لیا - ان کا رہاے خیر سے انکے نام کو زندگی جاریہ حاصل ہوگئی ہے اور انکا ذکر تمام مجلسوں میں لوگوں کی زبانوں پر رہتا ہے - یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ انکو یہ مرتبہ ملا - پہلے تو انکی حالت یہ تھی کہ انکے پاس کچھ بھی نہ تھا -

قدیمی رقع کی مشہور توبی ہے - (عباسیہ کی قانسوہ بھی اسی طرح کی لٹبی اور نکیلی توبی ہوتی تھی - یہ دراصل ایرانی معجزوں کی ایجاد ہے - الہلال) جازے میں سیاہ پوستیں اڑھتے ہیں جو قورکا کہلاتی ہیں -

گرچ مسلمان ہوں یا عیسائی ' اکثر یہی لباس پہنتے ہیں - انکے یہاں جبہ ارخا لوخ کہلاتا ہے - بعض لوگ پیاخ نہیں اڑھتے بلکہ ایک کپڑا سر پر باندھ لیتے ہیں - جسکو انکے یہاں باباماتی کہتے ہیں - بعض لوگ ایک اور قسم کی بنی ہڑی توبی اڑھتے ہیں جو باشلاقی کہلاتی ہے - اسمیں گھنڈیاں سی ہوتی ہیں ' اور اسکے دونوں سرے انکے لمبے ہوتے ہیں کہ رانوں تک آتے ہیں -

گرچ تیسری صدی عیسوی کے آخر اور چوتھی صدی عیسوی کے آغاز میں عیسائی ہوئے - گرچ زبان جس طرح بولی جاتی ہے اسطرح لکھی بھی جاتی ہے - اسکے حروف بالکل نرالی وضع کے ہیں اور اسی لیے کسی زبان کے حروف سے انہیں تشبیہ نہیں دیجا سکتی - یہ حروف نہایت قدیم ہیں - بیان کیا جاتا ہے کہ چوتھی صدی قبل مسیح میں ایجاد ہوئے -

گرچوں میں بہت سے شعرا گذرے ہیں جنہیں سب سے زیادہ مشہور روستا فللی ہے - روستا فللی تیسری صدی عیسوی میں تھا - اسکی بہترین نظم وہ ہے جو " تیندرے کی کھال " کے نام سے مشہور ہے -

قوزاق کے دو حصے ہیں اور دونوں قوزاق کے سلسلہ کوہ کی وجہ سے ایک دوسرے سے عمدہ ہیں - ایک حصہ یورپ میں ہے اور دوسرا ایشیا میں - یورپین حصے میں گرچ ' منچرلی ' انجینی ' سوانی ' شیشانی ' اور انکے علاوہ روسی ' ارمنی ' ترکی ' ایرانی ' غرضکہ کولی تیس مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں -

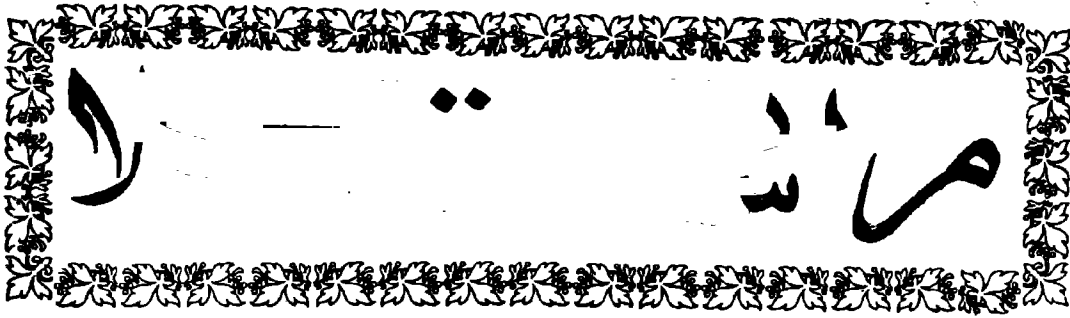
اسکا بعت ۹۷ ملین رزبل (تقریباً ۷۰ ملین پونڈ) ہے - قوزاق میں تجارت کا بیشتر حصہ ارمنیوں کے ہاتھ میں ہے - صنعت میں بھی بڑھی پیش پیش ہیں اور زرگری کی تو یہ حالت ہے کہ خفجرون اور تلواریں کی تمام مرصع اور سادی نیامیں انہی کے ہاتھ کی بنی ہوتی ہیں -

یہاں دیسی فوجی انسر روسی افروں کی طرح فوجی کاسکیت نہیں پہنتے بلکہ عجیبی قلیق پہنتے ہیں ' جس پر طلائی یا نقرلی ایران کا نشان حکومت اور اس کے اوپر روسی تاج بنا ہوتا ہے -

قوزاق میں سردی نہایت سخت پڑتی ہے ' حتی کہ کبھی کبھی مقیاس العبرات (تھرمائیٹر) صفر کے درجے سے نیچے تک اتر آتا ہے -

قوزاق اور تمام وسط ایشیا میں روسی حکومت انیسویں صدی میں قائم ہوئی ' لیکن بخارے کی خرد مختاری ابھی تک روس کے زیر حیات باقی ہے (بعض برائے نام - الہلال) -

قوزاق کے گورنر جنرل کا لقب ہندوستان کے گورنر جنرل کی طرح نائب الملک (والسرائے) ہے - اسکی کل آبادی کوئی سات ملین ہے ' جس میں تین ملین مسلمان ' دو ملین گرچ ' دو لاکھ منچرلیان ہیں - گرچ اور منچرلیان دونوں قومیں مذہباً ارتھوڈکس اور رومن کیتھولک ہیں - زیادہ تعداد ارتھوڈکس کی ہے - گرچوں میں مسلمان بھی ہیں ' جنکی مجموعی تعداد ۹۰ ہزار ہے - ارمنی تمام دنیا میں ۴ ملین ہیں ' جس میں سے دہڑہ ملین قوزاق



دارالعلوم ندوۃ

طلبا کی استراٹجک

طلبا دارالعلوم کے قیام کی تقسیم ہرجہ کسی مستقل مکان فہرہ کے درمکان میں ہے۔ ۷ کی شب کو طلباء اپنے اپنے کمرہوں میں چلے گئے۔ صبح منظمین کے حکم سے تقریباً ۱۵ چھوٹے طالب علم بچہ رہیں روک لیے گئے اور بارگاہ پورے اظہار بے چینی کے ارتکاب یکنوازی اجازت نہیں دی گئی۔ ۸۰ کو بھی طلباء اپنے سابق رویہ پر قائم رہے۔ دس بجے پرنسپل صاحب کی طرف سے بڑے درجن کے سات طالب علموں کے اخراج نام کا حکم صادر ہوا۔ طلباء کی طرف سے بدستور جواب خاموشی سے دیا گیا۔ تعلیم کی وقت حضرات مدرسین کے ذریعہ تعلیم گاہ کے تخلیہ کا حکم دیا گیا۔ چونکہ طلباء حضرات مدرسین کے ہر جائز حکم پر گردن اطاعت خم کرانے کے لیے تیار معلوم ہوتے ہیں، اس لیے انہوں نے اس پر فوراً عملدرآمد کیا اور درسگاہ سے علیحدہ ہو گئے۔ جس وقت منظمین کو معلوم ہوا کہ طلباء مدرسین کے احکام کو بغرضی منظور کر لیتے ہیں، اس وقت یہ کارروائی شروع کر دی۔ مدرسین کو فہمائش کیلیے بھیجا کہ وہ طلباء کو سمجھائیں کہ اس حرکت سے باز آئیں، مگر اسمیں ناکامیابی ہوئی اور طلباء نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا کہ اگر آپ ہماری شکایات کے ذمہ دار ہو جائیے تو البتہ ایسا ممکن ہے۔ مگر چونکہ حضرات مدرسین براہ راست کوئی اختیار نہیں رکھتے تھے اس لیے اس پر سکوت اختیار کیا۔ پرنسپل صاحب نے مدرسین سے کوئی رپورٹ اسکے متعلق لکھوائی جس کے مضمون سے ہم بالکل بے خبر ہیں۔ پرنسپل صاحب نے ایک حکم جاری کیا کہ اگر طلباء اس حرکت سے باز نہ آئے تو ہم بہت جلد کوئی سخت کارروائی شروع کرینگے۔ چار بجے کے بعد انہیں حضرات ارکان میں سے جو اس کے قبل تشریف لائے تھے، دو صاحب دارالعلوم تشریف لائے اور طلباء سے ایک ایسی کمیشن کیلیے دریافت فرمایا جس میں مقامی ارکان کے علاوہ دو صاحب اور شریک کر لیے جائیں۔ چونکہ اکثر طلباء اس وقت موجود نہ تھے، اس لیے یہ عذر پیش کیا کہ ہم مشورہ کرنیکے بعد اس کا جواب بہت جلد دینگے، مگر بجائے اس عذر کی سماعت کے برہمی کا اظہار کیا گیا اور یہ فرما کر جناب ناظم صاحب کے مکان پر واپس تشریف لیگے کہ تمہارے ساتھ بغیر کسی سخت کارروائی کے ہم نہیں چلیگا۔

چند طلباء پھر ارکان کے پاس گئے اور دریافت کرنا چاہا کہ اس کا جواب ہم سے لیا جائیگا، لیکن اس کا جواب بھی سختی سے دیا گیا کہ ہم کوئی جواب نہیں چاہتے۔ اس کے بعد پھر کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

آخر میں ہم یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر اس وقت پریس روبرو اردگان قوم نے فوراً توجہ نہیں فرمائی تو یہ معاملہ بہت ناگوار حد تک پہنچ جائیگا۔ حضرات مقامی ارکان کا برتاؤ ہمیشہ سے طلباء کے ساتھ بہت خراب رہا ہے۔ انہیں اکثر ایسے حضرات بھی ہیں جو عربی خزاں طلباء کو بیحد ذلیل اور ناقابل خطاب سمجھتے ہیں جس کا ثبوت انکا ہمیشہ کا طرز عمل ہے، والسلام۔ ایک نامہ نگار۔ ۹ - مارچ سنہ ۱۴ م

ندوۃ العلماء

علامہ شبلی نعمانی

ہمدرد قوم ملت -

کچھ عرصہ سے قوم کی بیداری کا راگ اعلیٰ سرور میں لا پا جا رہا ہے اور معنای راگ کے ٹیپ رنڈ کا مفہوم یہ ہے کہ قوم کسی بڑی سے بڑی کابالت اور بھلائی کی امید کر رہی ہے۔ ذرائع حصول مدعا؟ وہ جو اپنے کو لیڈر قوم قرار دیکر قوم کے افراد سے اپنا تعارف کرانے کے لیے مستعدی رمتقنی ہیں! سبحان رب العزت عما یصفون!

مولانا شبلی نعمانی مدظلہ کی خدمات پر تھوڑی دیر کے لیے بلا رو رعایت غور فرمائیے۔ کیا مولانا کی خدمات انہیں نکتہ چینیں کی سزا وار تھیں جو کی گئیں اور قوم نے کیا فائدہ اٹھایا؟ جو صاحب مولانا کی نظامت اندر سے علیحدگی کا باعث ہوئے اب وہ کہاں ہیں؟ اندر کی ڈکسمگاتی کشتی کو کچھ تر سہارا دیں۔ کم سے کم کوئی تدبیر ہی تجویز فرمائیں۔

حضرت! آپ اللہ معض اخبار میں ہفتہ وار لیڈر نکالنے پر قناعت نہ کریں۔ اب وقت سر پر آگیا ہے کہ مناسب عملی تجویز پیش ہو اور اس پر اکابر قوم عمل کرنے میں حصہ ضروری ہیں، ورنہ قوم کا ”رہ انسٹیٹوشن“ جس پر نظریں اڑتھیں لگی تھیں اور جس کے ساتھ قوم کی اہم امیدیں وابستہ ہو چلی تھیں، خاک بدھن حاسدین، خلاف رنگ اختیار کر لیگا، اور متلاشیان حق کے حق میں عبرتدہ بن جائیگا۔

خلاصہ کلام۔ میری حقیر رائے جو غایت ادب کے ساتھ پیش ہے، یہ ہے کہ جس صورت سے بھی ممکن ہو مولانا شبلی نعمانی مدظلہ اس پر امداد کیے جائیں کہ گذشتہ را صلوات تمام نکتہ چینیان معذرت فرما کر قومی کشتی کی جو گرداب بلا میں اوجھی ہوئی ہے ناخدا لئی فرمائیں۔ غیر ممکن ہے کہ مولانا اپنے ہمدرد دل کے ساتھ استدعاء قوم قبول نہ فرمائیں اور اسکو ساحل مقصود پر پہنچانے میں ہاتھ پاؤں نہ ماریں اور اپنے ہی نور نہال پودوں کو مرجھاتا ہوا چھوڑ دیں۔ اگر ضرورت ہو تو قومی استدعاء کے ساتھ ایک ڈیپوٹیشن اکابر قوم کا مولانا کی خدمت میں حاضر ہو کر استدعاء پیش کرے۔ جہاں تک میرا خیال ہے مولانا اس کی نوبت خون نہ آنے دینگے۔ زیادہ والسلام۔

ہیچمز۔ شیخ احمد حسین۔ (خان بہادر)

انریبری مجسٹریٹ اجورہ۔ ضلع فتحپور

الهلال:

اب اندر کا معاملہ صرف مولانا شبلی کی معتمدی کا مسئلہ نہیں رہا۔ یہ سوال بعد کا ہے کہ آئندہ کون ہو؟ سب سے پہلے اندر کے تمام معاملات کی اصلاح کرنی چاہیے۔ اور قوم کو مثال تمام کاموں کے اس کام کر بھی اپنے ہاتھوں میں رکھنا چاہیے۔ جو شخص ناظم ہو، قانون، قاعدہ، اہلیت اور قومی فیصلہ سے ہو۔ سوال صرف مولانا شبلی کا نہیں ہے اور نہ صرف اسکے پیچھے وقت ضائع کرنا چاہیے۔ قوم کی قسمت صرف مولانا شبلی کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ سوال اصول کا ہے۔

ایک مزار دیکھا - با وجود اس کے کہ اس وقت ہر طرح کی کرشمہ کرنے آمد و رفت کے لیے راستہ صاف کیا گیا ہے، سڑک بھی بنائی گئی ہے - مگر پھر بھی گریز صرف تین ہی چار مہینے دنیا کے دوسرے حصوں سے رسمِ رزہ رکھتا ہے پھر اس زمانہ میں تو انسان کا وہاں پہنچنا اگر محال نہیں تو دشوار ہے ایک درجہ مشکل تر ضرور رہا ہوگا،

الحمد للہ کہ اس گئی ہوئی حالت میں بھی بعض خدا کے بندے ہندوستان میں ایسے ہیں جو اسلام سے خالص محبت رکھتے ہیں اور طاقت بھرا سکی خدمت کرتے ہیں -

ایک انمیں کے خراجہ کمال الدین صاحب پنجاب کے ہیں جنہوں نے کچھ عرصہ سے اپنی وکالت چھوڑ کر، گھر چھوڑ کر، اعزاز و احباب کو چھوڑ کر اس جزیرہ میں جو آج کل دنیا سے شہرِ شہر ہو رہا ہے، سکونت اختیار کی ہے - کسی تجارتی کام کے لیے نہیں - اپنے نام کے لئے نہیں - کسی سیاحت و تفریح کے شوق کے لیے نہیں بلکہ محض اسلام کی خدمت کے لیے - مد آفریں ہے اس کی ہمت پر -

یہ نہیں کہ اس جزیرے میں اس سے پہلے اسلام کی روشنی نہیں پھیلی تھی - اسلام کی روشنی تو ہر جگہ تیرہ سو برس سے پھیل گئی ہے - یہاں بھی وہ روشنی بلا شبہ پونچھی - یہاں تک کہ یہاں کے پادریوں کو کرشمہ کرنی پڑی کہ یہاں کی خلقت اس سے موثر نہ ہو - یہاں کا ایک بادشاہ فرج و سپاہ لیکر جنگ صلیب میں شریک ہوا - اور وہ جنگ عیسائیت کی سب سے بڑی کوشش تھی تا کہ امن کی روشنی کو گل کر دے - یہاں کی کتابوں کی سیر کرنے والے کی نظر اکثر رسولِ عربیؐ، خیر الناس، اعلیٰ البشر، رحمت العالمین کے لگاڑے ہوئے نام اور ترہین سے بھرے ہوئے کلموں پر پڑتی ہے - کوئی دقیقہ یہاں کے پادریوں نے اس بات کا اٹھا نہ رکھا کہ یہاں کے باشندے اسلام کو ایسی خوفناک اور دہشتناک صورت میں دیکھیں کہ اس کا نام آئے ہی لوگوں کو نفرت ہو جاوے - اسلام کے نام کو بھی مصلحت سے بدایا اور مہمہن یا مہمہن مذہب کہنا شروع کر دیا - ہمارے جاہل کچھ انگریزی جاننے والے ہندو مسلمانوں نے بھی اپنے گراور اپنے اصولوں کو مہمہن کے لفظ سے پکارنا شروع کیا ہے - وہ یہ نہ سمجھے کہ خدا نے اور رسول نے جو مسلمانوں کو مہمہن نہ کہا تو اسمیں کچھ مصلحت ہی ہوگی - یہاں کے پادریوں نے مہمہن جس مصلحت سے کہا وہ یہ تھی کہ یہاں کے لوگوں پر انہوں نے نقش کیا تھا کہ مسلمان کافر اور مہمہن پرست (Leathen) ہیں - مہمہن کے تابوت کو پرجتے ہیں - نماز جب پڑھتے ہیں تو سامنے اونکے تابوت کا نقشہ رکھ لیتے ہیں -

انہوں نے پھیلایا کہ قرآن کہتا ہے، عورتوں کی روح نہیں ہوتی - مسلمان مرد کے لیے لازمی ہے کہ بہت سی عورتوں سے عقد کرے - اسلام بہت ہی خونی مذہب ہے - جس قدر مسلمان دنیا میں ہیں سب بزرور تیغ مسلمان بنائے گئے - حضرت رسول اللہ کی جو واقعی تمام عالموں کے لیے رحمت ہیں ایک خدائی تصریح بھی بنائی تو اسی سینٹ پال کی تصریح کی طرح جو رزم کے گرجے کے دروازے پر بنی ہوئی ہے - یعنی ایک ہاتھ میں کتاب اور ایک میں تلوار -

لیکن اس کا دم بھی یہاں کے پادریوں کو نہ تھا کہ کسی وقت تبلیغ اسلام کا کام بھی یہاں کچھ نہ کچھ شروع ہر جا رہا - یہاں مختلف اوقات پر تبلیغ اسلام کی کرشمیں ہوئیں - ایک ایرانی صاحب نے عرصہ ہوا ایک انجمن قائم کرنے کی کرشمہ

مکتوب لہ

میں نے ایک در سال ہرے لکھا تھا کہ مسلمانوں پر خراب وقت آیا اور اس سے بھی خراب تر آنے والا ہے - جنگِ بلقان نے اس خراب وقت کو بدقسمتی سے ہم سب کو دکھا دیا - خدا ایسا وقت کسی پر نہ لائے - زمین پر جہنم کا نظارہ دیکھنے کی کسے تاب؟ لیکن میں پھر کہتا ہوں کہ اگر ہم غافل رہے تو جلد ہی اس سے بھی خراب وقت مسلمانوں پر آنے والا ہے - ہم کو ہماری غفلت کی سزا دینا فطرت کے قانون کے مطابق ہے - اس لیے اس سزا کا ملنا یقینی ہے اور آثار ظاہر کر رہے ہیں کہ اس کا انتظام ہو رہا ہے - اچھا پھر وہی سوال ہوتا ہے کہ باوجود خدا کے مکرر دعویٰ کے کہ مسلمان مومن و فتحياب ہونگے، یہ بلائیں، یہ شکستیں، ہم کو کیوں نصیب ہوئیں - اور میں آئندہ ان سے بھی بہت سنگین بلاؤں کا کید خوف دلا رہا ہوں؟ نہیں میں پھر کہتا ہوں کہ خدا کا کلام سچا تھا - سچا ہے - اور سچا رہیگا -

ہم نے شکستوں پر شکستیں کھائیں - محض اس وجہ سے کہ ہم دراصل مسلمان نہ تھے - اور اگر ہم مومن نہ ہوتے تو اور سنگین شکستیں کھانگے اور جلد ہی کھانگے - اگر وہ امانت جو ہم کو رب العالمین نے سپرد کی تھی وہ بھی ہم سے جاتی رہے اور کسی دوسری قوم کو نصیب ہو جائے تو عجب نہیں -

جس قدر صدمہ کی بات ہے کہ ہم لوگ جو اسلام کے نام کو روشن کرنے کے لیے خالق ہوئے تھے، آج خود ہمارے ہی ہاتھوں اسلام کے فلکِ رتبہ نام پر خاک ڈالی جا رہی ہے! ہم اس اسلام کو بدنام کر رہے ہیں اپنے اعمال و افعال سے جس کا نام ہمارے اجداد کو جان، مال، اولاد، غرضکہ ہر چیز سے زیادہ عزیز تھا - جس کے نام کی خاطر وہ لوگ فاقہ پر فاقہ کرتے تھے - زخموں پر زخم کھاتے تھے - عورتوں کو بیوہ، بچوں کو یتیم چھوڑتے تھے - جلا وطنیاں اختیار کرتے تھے - زحمتیں اٹھاتے تھے -

وہ زمانہ خیال کرو جب حضرت معین الدین چشتی اجمیر میں آئے تھے - ابتر تم وہاں شاہانہ عمارت اور دربار دیکھتے ہو مگر یقین مانو کہ انکو زندگی میں انہیں یہ نصیب نہ تھا - یہ ریل نہ تھی - یہ ہوٹل نہ تھے - یہ امن و امان بھی نہ تھا - اجمیر ایک زبردست کفرستان تھا - اس وقت تک مسلمانوں سے ہندوستان بہت مانوس بھی نہ ہوا تھا - اور چونکہ وہ وقت ہندوں کے بھی ادبار کا تھا اس لیے جہالتِ تعصب وغیرہ اس وقت بہت زیادہ تھا - پھر بھی اس خدا کے بندہ نے اجمیر میں آکر اپنا بستر جما ہی دیا - بسترِ ترکی کے یا ایرانی کے قالین کا نہ تھا - صرف زمین کے چھوٹے چھوٹے سنگ ریزوں کا - یہ سب تکلیف خراجہ معین الدین چشتی نے محض اسلام کے نام کے لیے اٹھائی -

میں کشمیر میں بہت رہا ہوں - لیکن وہاں کی اور باتوں کے علاوہ جس بات نے میرے دل پر اثر ڈالا، وہاں کے مزارات ہیں - قریب قریب جہاں جہاں میں گیا، وہاں کوئی نہ کوئی مسلمان درویش زمین کے اندر آرام سے سوتے ہیں - مزار شریف و عشق مقام وغیرہ تو مشہور مقامات ہیں - کل مرگ کے پاس بابا مریشی کا مزار ملا، کل مرگ مقابلہ کوئی زیادہ دشوار گزار مقام اس زمانے میں بھی نہ رہا ہوگا جب بابا مریشی وہاں پہنچ کر کسی پتھر کا تکیہ بنا کر تخت زمین پر متمکن ہوئے ہونگے، لیکن تعجب تو مجھے جب ہوا جب کئی اونچے اونچے پہاڑوں سے گذر کر، برف پر چل کر، ملر خاں کے برباد دکن آثار کی تاریخ کو دھوا کر، مقام گریز میں

مسلمان ہی اوس سوسائٹی کے خلاف کوششیں کرنے لگے، بلکہ ہندوستان میں بھی اُسکے خلاف کچھ نہ کچھ شورش اُس مشہور مقام سے نمودار ہوئی جس کو اسلام کی ترقی کا بہت بڑا مرکز ظاہر کیا جاتا ہے۔

میں الحمد للہ کہ ارن لڑکوں میں نہیں ہوں جنکے اعتقادات پر دھمکی کا اثر ہو۔ میں صفائی اور سچائی کے بیانات و تحریریں ہی سے اسباب میں کامیاب ہوا کہ لڑکوں پر جو پان اسلام کے نام سے دہشت سوار ہوتی تھی وہ مٹ گئی۔

مگر میرے چلے آنے کے بعد ہی سوسائٹی ختم ہو گئی اور ایک اسلامک سوسائٹی قائم ہوئی جو اب تک قائم ہے۔ اب یہاں تبلیغی کام خواجہ کمال الدین ہی صاحب کے سر ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ نہ صرف موجودہ لڑکوں سے بلکہ گذشتہ زمانہ سے بھی زیادہ موزونیت اور مستعدی سے کام کر رہے ہیں۔

ارنکی مہنت اور کوشش کے نتائج بہت جلد ظاہر ہوئے ہیں۔ کئی عیسائی مرد اور عورت مسلمان ہوئے ہیں۔ لڑکے ہیڈلے بھی مسلمان ہو گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بیس سال سے مسلمان تھے۔

میں اپنے ہندوستانی بھائیوں سے در باتیں خواجہ کمال الدین صاحب کے متعلق ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں۔ اول تو یہ کہ ارنکے کام کا اندازہ ہرگز اُس تعداد سے نہ کریں جو نو مسلموں کی یہاں ہو۔ دوسرے یہ کہ خدا کے لیے، اور اُس کے رسول کے لیے، قرآن کے لیے اور کعبہ کے لیے، فرقہ بندی یا تفریق کا نام ہی نہ آئے دیں۔ میں پہلے دوسرے امر کی بابت لکھونگا اسلیے کہ وہ اہم ترین امر ہے۔

اسلام کا سب سے بڑا جڑ کرنا ہے؟ یہ کہ وہ کل دنیا کے اور کل زمانوں کے لیے ہے۔ جس خدا کی پرستش کا وہ حکم دیتا ہے وہ

ان کے علاوہ ہمارے پاس انگنت بے مانگے سرٹیفکٹ موجود ہیں، لیکن آپکا تجربہ سب سے بڑا سرٹیفکٹ ہے آزمائش و اطاعت زندگی اٹھالیے ہمارا دعویٰ ہے اگر آپ چالیس روز حسب ہدایت لایا پلٹ استعمال کریں گے تو آپ تمام امراض سے شفا کلی حاصل کریں گے۔ اگر آرام نہ ہو تو حلفیہ لکھ دیجیے آپکی قیمت واپس۔ پرچہ ترکیب ہمراہ مع چند مفید ہدایات دیا جاتا ہے جو بچالے خرد وسیلہ صحت ہیں۔ ان خریدیں پر بھی قیمت صرف ایک روپیہ فی شیشی اور ۶ شیشی کے خریدار کو ۵ روپیہ ۸ آنہ نمونہ کی گولیاں ۴ آنہ کے قیمت آنے پر روانہ ہو سکتی ہیں جو اب طلب امر کیلئے ٹکٹ انا چاہئے۔

ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے

۱۱ - ۱۰ - ۱۱

منیجر * لایا پلٹ ڈاک بکس نمبر ۱۷۰ کلکتہ

۲۵] تین لاکھ روپے

مور نامی چٹھنی رساں کو جس نے ہماری کمپنی سے صرف ایک نیا ما بانڈ خریدا تھا انعام مبلغا پریم بانڈ یورپین گورنمنٹوں کے جاری کردہ ہیں، جس طرح کہ تمسکات عثمانیہ اسی گورنمنٹوں سرمایہ ہے لاکھوں روپے خریداروں میں تقسیم کیے جاتے ہیں انعام آجائے خریدار مالا مال ورنہ رقم قائم۔ قیمت ایک نیا ما بانڈ ایکسریس ۱۲۰ روپے یا سو گیارہ روپے قسط ایک سال تک پہلی قسط بھیجنے پر نام خریدار انعام میں شامل ہو جاتا ہے۔ دنیا میں کوئی طریقہ اس قدر مفید روپے لگا نیکا نہیں مفصل کتاب و حالہ ایک پیسہ کے کارڈ پر ہم مفت روانہ کرتے ہیں۔ درخواست کرو۔ چیف انڈین ایجنٹ پریم بانڈ - اطاعت وائے یورپی انار کلی لکھ

[۲۰]

کی تھی اور کچھ رسالے بھی لکھے تھے۔ نماز وغیرہ کا انتظام شاید مسٹر محمود مرحوم کے زمانہ میں بھی بعض لڑکوں نے کیا تھا۔ لورڈ پرل کا مجمع تو ہندوستان والوں میں شاید سبھی کو معلوم ہو چکا ہے۔

بین اسلامک سوسائٹی نے دس بارہ برس سے ایک خاص تحریک پیدا کر دی جسکے سرپرستی ڈاکٹر سہروردی تھے اور کچھ انگریز یہاں کے مسلمان ہو رہے گئے۔ امراء برطانیہ میں لارڈ اسٹینلی اول مسلمان شخص ہیں جنکو اسلام سے عزت حاصل ہوئی اور جنہوں نے مردانگی سے اپنے کو مسلمان ظاہر کیا۔

جب سنہ ۱۹۰۴ء میں میں یہاں آیا تو اس وقت تک بھی تعصب کی یہ حالت تھی کہ خود مجھکو لرنڈوں نے ڈھیلے مارے، اسلیے کہ میں ترکی ترقی دیتا تھا۔ جہاں میں جاتا تھا، ترک ترک لوگ کہہ آتے تھے۔ جب کوئی لڑکا یہاں زیادہ شیطنیت کرتا تھا تو کہتے تھے کہ وہ ترک ہے (He is a Turk) اخبار ٹائمز وغیرہ اسلامک سوسائٹی کی نوٹس لینے بھی پس پیش کرتے تھے۔

گو سوسائٹی نے بہت اثر کیا۔ لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ اس سوسائٹی کو غلطی سے یہاں کے بعض انگریزوں نے اور ایک آدمہ مسلمان صاحب نے پولیٹکل سمجھ کر اسکے بلکہ اسکے نام کے بھی مٹانے کی کوشش کی اور تھوڑے عرصہ کے لیے اسکا فلم بدلا دیا۔ میں اُس زمانے میں ہندوستان چلا گیا تھا۔ لرت کر پھر میں نے اسی بین اسلامک نام پر سوسائٹی کو لانے کی کامیابی کے ساتھ کوشش کی۔ جب سہروردی صاحب یہاں سے گئے اور میں سوسائٹی کا انگریزی سرپرستی ہوا تو مجھے بہت سی مشکلات سے (اندرنی اور بیرونی) سابقہ پڑا۔ نہ صرف یہاں کے بعض با اثر

دیکھیے ؟

[10]

ایک نہیں بلکہ تین ڈاکٹر صاحبان فرماتے ہیں

یہ زمانہ حال کی حیرت انگیز ایجاد از کار رفتہ روز ہوں کیلئے مصالحے جوانی کمزوروں و ناتوانوں کیلئے طلسم سلیمانی، نورجوانوں کیلئے شمشیر اصفہانی غرضکہ ہر طرح معافیت زندگانی ہیں۔ معمولی کمزوری کو چند روز میں پورا پورا فائدہ پہنچاتی اور آسکان میں حاق سے اترتے ہی فوراً اپنا اثر دکھاتی ہیں۔ دل و دماغ کو قوت بخشتی اور عضائے رئیس کو تقویت دیکر لطف زندگانی دہاتی ہیں۔ چہرہ کو بار رنق ہاضمہ درست رہا تھہ پاؤں کو چست چالاک کرتی ہیں۔ مرجھائے ہوئے دل کو تازہ کر کے مردہ جسم میں جان ڈالتی ہیں۔ ایام شباب کی بے اعتدالیوں اور غلط کاریوں کیلئے جو لوگ مایوس زندہ در گور ہو چکے ہیں اُنکے لیے ابھرے زیادہ مفید ہیں۔ ڈاکٹر سی۔ سی۔ ایم۔ میڈالسٹ ایل۔ ایم۔ اس۔ فرماتے ہیں کہ لایا پلٹ زمانہ حال کی حیرت انگیز کامیاب دوا ڈاکٹر سی۔ یوبانی کبیراجی کا نچوڑ ہیں۔ لور ہرقسم کے کمزور مریضوں کیلئے میں رتوق و کامل بھروسہ کے ساتھ تجویز کرتا ہوں۔ ڈاکٹر بی۔ تی۔ معارف مشیر طبیبی شہنشاہی ٹرف کلب وغیرہ فرماتے ہیں کہ لایا پلٹ میں کوئی چیز ضرر رساں نہیں بلکہ نہایت قیمتی و مقربین اجزاء سے مرکب ہیں۔ میں یورپی اطینان کیساتھ بیگار کمزور مریضوں کیلئے تجویز کرتا ہوں۔

ڈاکٹر آر۔ بی۔ ایل۔ ایم۔ اس کلکتہ فرماتے ہیں کہ لایا پلٹ نامرئی۔ حیران دہش کے مریضوں کے لیے نہایت مفید گولیاں ہیں اور زردی کے قویٰ خریدیں کو بہت کچھ بڑھا دیا ہے

جب سے میں آیا ہوں میں ہر جمعہ کی نماز میں شریک ہوا ہوں اور خواجہ کمال الدین صاحب کے وعظوں کو دلچسپی اور غور سے سنا ہے۔ کبھی کسی وعظ میں سہرے بھی اڑھوں نے احمدی ہونے کا خیال ظاہر نہیں کیا۔ مجھے اُن سے گفتگو ہوئی۔ مجھے معلوم ہوا کہ گورہ احمدی ضرور ہیں مگر اُس کو وہ بعض ایک ذاتی معاملہ سمجھتے ہیں۔

میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ ہم اسلام کی تبلیغ کو خواجہ کمال الدین صاحب پر بلا ذرا سے پس و پیش کے چھوڑ سکتے ہیں جب تک کہ وہ ایسی روش پر قائم رہیں۔ اور جب تک ان کے اسی طرح کے اسلامی خیالات رہیں۔

وہ خاص احمدیت کی تبلیغ ہرگز ہرگز نہیں کرتے۔ حاشا نہیں کرتے۔ وہ اسلام، خالص اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اُس اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں جو قرآن میں ہے۔ یہاں تو تثلیث کو فنا کرنا ہے۔ وحدانیت کا اعلان کرنا۔ اور رسول کی رسالت کا قائل بنانا (مشیر حسین قدوائی ساکن گدیہ از لندن)

چھ روپیہ ہے اور رہائی ۲ روپیہ ۸ آنہ [۲۸] الحیران اس نا مراد مرض کی تفصیل تحریر اور مکتب ۲ آنہ رہائی ۲ پیسہ [۲۹] صابون سازی کا رسالہ ۸ آنہ رہائی ۳ پیسہ (۵۰) انگلش ٹیچر بغیر مدد اسکالہ کے انگریزی سکھانے والی سب سے بہتر کتب قیمت ایک روپیہ (۵۱) اصلی کیمیا کرنی یہ کتب سڑک کی گلیں میں سونا چاندی دانگ سب سے۔ جس کے ہاتھ کے طریقے درج ہیں قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ

ملنے کا پتہ — منیجر رسالہ صوفی ہفت روزہ دارالحدیث
فلج گھوٹ پٹنجاپ

اشعار

طب جدید اور اپنے چالیس سالہ ذاتی تجربے کی بنا پر دو کتابیں تیار کیں ہیں۔ صحت النساء میں مستورات کے امراض اور محافظ الصبیان میں بچوں کی صحت کے متعلق مفید اور سلیس اردو میں چکنے کاغذ پر خوشخط طبع کوئی کتاب نہیں زند احمد صاحب نے بہت تعریف کر دی ہے کہ یہ دونوں کتابیں ہر گھر میں ہونی چاہئیں۔ اور جذبہ ہر مالکس بیکر صاحبہ بھرپور دامن انتہا نے بہت پسند فرما کر کثیر جلدیں خرید فرمائی ہیں بنظر رفاه عام چھ ماہ کے لیے رعایت کی جاتی ہے طالبان صحت جلد فائدہ اٹھالیں۔

صحت النساء اصلی قیمت ۱ روپیہ ۱۰ آنہ - رعایتی ۱۲ آنہ
محافظ الصبیان اصلی قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتی ۱ روپیہ -
اردو میڈیکل جورس پرڈنس مع تصاویر اس میں بہت سی نادر آمد چیزیں ہیں اصلی قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتی ۱ روپیہ علاوہ معصوم لڑکے وغیرہ۔

ملنے کا پتہ :- ڈاکٹر سید عزیز الدین گورنمنٹ ہسپتال میڈیکل افسر درجہ - ڈاکھانہ بھری فلج رھنگ۔

[19] سعادت فلاح دارالحدیث - قرآن کریم - بیش قدر تفاسیر - اکسیر صفت کتب دین و تاریخی و اسلامی - اور بیسیوں دیگر مفید و دلچسپ مطبوعات وطن کی قیمتوں میں یکم مارچ ۱۳ - بروز اتوار - کو ملے معقول تخفیف ہوگی۔ مفصل اشتہار مع تفصیل کتب ہوائی منگ کر ملاحظہ کیجیے۔ تاکہ آپ تاریخ مقررہ پر فرمائش پہنچ سکیں۔

الحدیث

منیجر وطن لاہور

رب العالمین ہے۔ جس نبی کی پیروی کو وہ کہتا ہے وہ رحمۃ للعالمین۔

وہ کل انسان کو بلا خیال اس کے کہ دلے ہیں یا گورے، مشرق کے ہیں یا مغرب کے، ایک خدا کی رسی میں جکڑ دینا چاہتا ہے۔ ہر ایسے مذہب کو تفرقہ سے کیا واسطہ؟ تفرقہ بھی وہ جو خود اسمیں اندرونی سمجھے جاتے ہوں۔ یہاں جو لوگ اسلام کی طرف مخاطب ہوئے ہیں انہیں سے زیادہ تر اپنے مذہب کی فرقہ بندی سے بیزار ہیں اگر ہماری اس حالت کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اسلام کو ہی پارہ پارہ پایا تو ان کے اس طرف تشریق کیسے ہوگی؟

میرا خیال یہ ہے اور خواجہ کمال الدین صاحب سے گفتگو کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ان کا خیال بھی یہی ہے کہ دراصل اسلام میں فرقہ بندی مفقود ہی ہے۔ خدا، رسول، قرآن، کعبہ سب یک ہی ہیں۔ اور بقول اُن کے ان سات باتوں پر سب کا اعتقاد ہے قرآن میں مومن کے لیے ضروری بتائی گئی ہیں۔

مشاہیر اسلام رعایتی قیمت پر

(۱) حضرت منصور بن حلیف اصلی قیمت ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲) رت بابا فرید شکر گنج ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الہی ؑ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ برہمائی قلندر پانی پانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۷) حضرت خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۹) حضرت فرحت الاعظم جیلانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ سر ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۱) حضرت سلیمان فارسی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۲) حضرت خواجہ حسن بصری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۳) حضرت امام محمد الفتاویٰ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۴) حضرت شیخ بہا الدین ملکانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سفوسی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیلم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۷) حضرت امام غزالی ۲ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۸) حضرت شیخ معی الدین ابن عربی ۲ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۹) شمس العلماء ازاد دہلوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۰) محسن الملک مرحوم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۱) شمس العلماء مولوی احمد ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۲) انریل سرمد مرحوم ۵ رعایتی ۲ آنہ (۲۳) رانت انریل سید امیر علی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبدالعزیز حاکم غازی رعایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت شہلی رحمۃ اللہ ۲ آنہ رعایتی ۴ پیسہ (۲۷) معظم ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۸) حضرت ابو سعید ابراہیم ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۹) حضرت مقدم مہر علی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۳۰) ابراہیم صبر رومی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۳۱) حضرت خالد بن ابی رعایتی ۲ آنہ (۳۲) حضرت امام غزالی ۶ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۳۳) حضرت سلطان صالح الدین فاتم بیست المقدس ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۳۴) حضرت امام حنبل ۴ آنہ رعایتی ۶ پیسہ (۳۵) حضرت امام غزالی رعایتی ۱۰ پیسہ (۳۶) حضرت امام جنید ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۳۷) حضرت مر بن عبدالعزیز ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۳۸) حضرت خواجہ الدین بغلیار کا ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳۹) حضرت خواجہ لدین چشتی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۴۰) غازی عثمان پاشا شیر پلیرنا بیست ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ۔ سب مشاہیر اسلام قریباً دو ہزار صفحہ مت تک جا کر بند کر دیے صرف ۲ روپیہ ۸ آنہ - (۴۰) - (۴۱) - (۴۲) - (۴۳) - (۴۴) - (۴۵) - (۴۶) - (۴۷) - (۴۸) - (۴۹) - (۵۰) - (۵۱) - (۵۲) - (۵۳) - (۵۴) - (۵۵) - (۵۶) - (۵۷) - (۵۸) - (۵۹) - (۶۰) - (۶۱) - (۶۲) - (۶۳) - (۶۴) - (۶۵) - (۶۶) - (۶۷) - (۶۸) - (۶۹) - (۷۰) - (۷۱) - (۷۲) - (۷۳) - (۷۴) - (۷۵) - (۷۶) - (۷۷) - (۷۸) - (۷۹) - (۸۰) - (۸۱) - (۸۲) - (۸۳) - (۸۴) - (۸۵) - (۸۶) - (۸۷) - (۸۸) - (۸۹) - (۹۰) - (۹۱) - (۹۲) - (۹۳) - (۹۴) - (۹۵) - (۹۶) - (۹۷) - (۹۸) - (۹۹) - (۱۰۰) - (۱۰۱) - (۱۰۲) - (۱۰۳) - (۱۰۴) - (۱۰۵) - (۱۰۶) - (۱۰۷) - (۱۰۸) - (۱۰۹) - (۱۱۰) - (۱۱۱) - (۱۱۲) - (۱۱۳) - (۱۱۴) - (۱۱۵) - (۱۱۶) - (۱۱۷) - (۱۱۸) - (۱۱۹) - (۱۲۰) - (۱۲۱) - (۱۲۲) - (۱۲۳) - (۱۲۴) - (۱۲۵) - (۱۲۶) - (۱۲۷) - (۱۲۸) - (۱۲۹) - (۱۳۰) - (۱۳۱) - (۱۳۲) - (۱۳۳) - (۱۳۴) - (۱۳۵) - (۱۳۶) - (۱۳۷) - (۱۳۸) - (۱۳۹) - (۱۴۰) - (۱۴۱) - (۱۴۲) - (۱۴۳) - (۱۴۴) - (۱۴۵) - (۱۴۶) - (۱۴۷) - (۱۴۸) - (۱۴۹) - (۱۵۰) - (۱۵۱) - (۱۵۲) - (۱۵۳) - (۱۵۴) - (۱۵۵) - (۱۵۶) - (۱۵۷) - (۱۵۸) - (۱۵۹) - (۱۶۰) - (۱۶۱) - (۱۶۲) - (۱۶۳) - (۱۶۴) - (۱۶۵) - (۱۶۶) - (۱۶۷) - (۱۶۸) - (۱۶۹) - (۱۷۰) - (۱۷۱) - (۱۷۲) - (۱۷۳) - (۱۷۴) - (۱۷۵) - (۱۷۶) - (۱۷۷) - (۱۷۸) - (۱۷۹) - (۱۸۰) - (۱۸۱) - (۱۸۲) - (۱۸۳) - (۱۸۴) - (۱۸۵) - (۱۸۶) - (۱۸۷) - (۱۸۸) - (۱۸۹) - (۱۹۰) - (۱۹۱) - (۱۹۲) - (۱۹۳) - (۱۹۴) - (۱۹۵) - (۱۹۶) - (۱۹۷) - (۱۹۸) - (۱۹۹) - (۲۰۰) - (۲۰۱) - (۲۰۲) - (۲۰۳) - (۲۰۴) - (۲۰۵) - (۲۰۶) - (۲۰۷) - (۲۰۸) - (۲۰۹) - (۲۱۰) - (۲۱۱) - (۲۱۲) - (۲۱۳) - (۲۱۴) - (۲۱۵) - (۲۱۶) - (۲۱۷) - (۲۱۸) - (۲۱۹) - (۲۲۰) - (۲۲۱) - (۲۲۲) - (۲۲۳) - (۲۲۴) - (۲۲۵) - (۲۲۶) - (۲۲۷) - (۲۲۸) - (۲۲۹) - (۲۳۰) - (۲۳۱) - (۲۳۲) - (۲۳۳) - (۲۳۴) - (۲۳۵) - (۲۳۶) - (۲۳۷) - (۲۳۸) - (۲۳۹) - (۲۴۰) - (۲۴۱) - (۲۴۲) - (۲۴۳) - (۲۴۴) - (۲۴۵) - (۲۴۶) - (۲۴۷) - (۲۴۸) - (۲۴۹) - (۲۵۰) - (۲۵۱) - (۲۵۲) - (۲۵۳) - (۲۵۴) - (۲۵۵) - (۲۵۶) - (۲۵۷) - (۲۵۸) - (۲۵۹) - (۲۶۰) - (۲۶۱) - (۲۶۲) - (۲۶۳) - (۲۶۴) - (۲۶۵) - (۲۶۶) - (۲۶۷) - (۲۶۸) - (۲۶۹) - (۲۷۰) - (۲۷۱) - (۲۷۲) - (۲۷۳) - (۲۷۴) - (۲۷۵) - (۲۷۶) - (۲۷۷) - (۲۷۸) - (۲۷۹) - (۲۸۰) - (۲۸۱) - (۲۸۲) - (۲۸۳) - (۲۸۴) - (۲۸۵) - (۲۸۶) - (۲۸۷) - (۲۸۸) - (۲۸۹) - (۲۹۰) - (۲۹۱) - (۲۹۲) - (۲۹۳) - (۲۹۴) - (۲۹۵) - (۲۹۶) - (۲۹۷) - (۲۹۸) - (۲۹۹) - (۳۰۰) - (۳۰۱) - (۳۰۲) - (۳۰۳) - (۳۰۴) - (۳۰۵) - (۳۰۶) - (۳۰۷) - (۳۰۸) - (۳۰۹) - (۳۱۰) - (۳۱۱) - (۳۱۲) - (۳۱۳) - (۳۱۴) - (۳۱۵) - (۳۱۶) - (۳۱۷) - (۳۱۸) - (۳۱۹) - (۳۲۰) - (۳۲۱) - (۳۲۲) - (۳۲۳) - (۳۲۴) - (۳۲۵) - (۳۲۶) - (۳۲۷) - (۳۲۸) - (۳۲۹) - (۳۳۰) - (۳۳۱) - (۳۳۲) - (۳۳۳) - (۳۳۴) - (۳۳۵) - (۳۳۶) - (۳۳۷) - (۳۳۸) - (۳۳۹) - (۳۴۰) - (۳۴۱) - (۳۴۲) - (۳۴۳) - (۳۴۴) - (۳۴۵) - (۳۴۶) - (۳۴۷) - (۳۴۸) - (۳۴۹) - (۳۵۰) - (۳۵۱) - (۳۵۲) - (۳۵۳) - (۳۵۴) - (۳۵۵) - (۳۵۶) - (۳۵۷) - (۳۵۸) - (۳۵۹) - (۳۶۰) - (۳۶۱) - (۳۶۲) - (۳۶۳) - (۳۶۴) - (۳۶۵) - (۳۶۶) - (۳۶۷) - (۳۶۸) - (۳۶۹) - (۳۷۰) - (۳۷۱) - (۳۷۲) - (۳۷۳) - (۳۷۴) - (۳۷۵) - (۳۷۶) - (۳۷۷) - (۳۷۸) - (۳۷۹) - (۳۸۰) - (۳۸۱) - (۳۸۲) - (۳۸۳) - (۳۸۴) - (۳۸۵) - (۳۸۶) - (۳۸۷) - (۳۸۸) - (۳۸۹) - (۳۹۰) - (۳۹۱) - (۳۹۲) - (۳۹۳) - (۳۹۴) - (۳۹۵) - (۳۹۶) - (۳۹۷) - (۳۹۸) - (۳۹۹) - (۴۰۰) - (۴۰۱) - (۴۰۲) - (۴۰۳) - (۴۰۴) - (۴۰۵) - (۴۰۶) - (۴۰۷) - (۴۰۸) - (۴۰۹) - (۴۱۰) - (۴۱۱) - (۴۱۲) - (۴۱۳) - (۴۱۴) - (۴۱۵) - (۴۱۶) - (۴۱۷) - (۴۱۸) - (۴۱۹) - (۴۲۰) - (۴۲۱) - (۴۲۲) - (۴۲۳) - (۴۲۴) - (۴۲۵) - (۴۲۶) - (۴۲۷) - (۴۲۸) - (۴۲۹) - (۴۳۰) - (۴۳۱) - (۴۳۲) - (۴۳۳) - (۴۳۴) - (۴۳۵) - (۴۳۶) - (۴۳۷) - (۴۳۸) - (۴۳۹) - (۴۴۰) - (۴۴۱) - (۴۴۲) - (۴۴۳) - (۴۴۴) - (۴۴۵) - (۴۴۶) - (۴۴۷) - (۴۴۸) - (۴۴۹) - (۴۵۰) - (۴۵۱) - (۴۵۲) - (۴۵۳) - (۴۵۴) - (۴۵۵) - (۴۵۶) - (۴۵۷) - (۴۵۸) - (۴۵۹) - (۴۶۰) - (۴۶۱) - (۴۶۲) - (۴۶۳) - (۴۶۴) - (۴۶۵) - (۴۶۶) - (۴۶۷) - (۴۶۸) - (۴۶۹) - (۴۷۰) - (۴۷۱) - (۴۷۲) - (۴۷۳) - (۴۷۴) - (۴۷۵) - (۴۷۶) - (۴۷۷) - (۴۷۸) - (۴۷۹) - (۴۸۰) - (۴۸۱) - (۴۸۲) - (۴۸۳) - (۴۸۴) - (۴۸۵) - (۴۸۶) - (۴۸۷) - (۴۸۸) - (۴۸۹) - (۴۹۰) - (۴۹۱) - (۴۹۲) - (۴۹۳) - (۴۹۴) - (۴۹۵) - (۴۹۶) - (۴۹۷) - (۴۹۸) - (۴۹۹) - (۵۰۰) - (۵۰۱) - (۵۰۲) - (۵۰۳) - (۵۰۴) - (۵۰۵) - (۵۰۶) - (۵۰۷) - (۵۰۸) - (۵۰۹) - (۵۱۰) - (۵۱۱) - (۵۱۲) - (۵۱۳) - (۵۱۴) - (۵۱۵) - (۵۱۶) - (۵۱۷) - (۵۱۸) - (۵۱۹) - (۵۲۰) - (۵۲۱) - (۵۲۲) - (۵۲۳) - (۵۲۴) - (۵۲۵) - (۵۲۶) - (۵۲۷) - (۵۲۸) - (۵۲۹) - (۵۳۰) - (۵۳۱) - (۵۳۲) - (۵۳۳) - (۵۳۴) - (۵۳۵) - (۵۳۶) - (۵۳۷) - (۵۳۸) - (۵۳۹) - (۵۴۰) - (۵۴۱) - (۵۴۲) - (۵۴۳) - (۵۴۴) - (۵۴۵) - (۵۴۶) - (۵۴۷) - (۵۴۸) - (۵۴۹) - (۵۵۰) - (۵۵۱) - (۵۵۲) - (۵۵۳) - (۵۵۴) - (۵۵۵) - (۵۵۶) - (۵۵۷) - (۵۵۸) - (۵۵۹) - (۵۶۰) - (۵۶۱) - (۵۶۲) - (۵۶۳) - (۵۶۴) - (۵۶۵) - (۵۶۶) - (۵۶۷) - (۵۶۸) - (۵۶۹) - (۵۷۰) - (۵۷۱) - (۵۷۲) - (۵۷۳) - (۵۷۴) - (۵۷۵) - (۵۷۶) - (۵۷۷) - (۵۷۸) - (۵۷۹) - (۵۸۰) - (۵۸۱) - (۵۸۲) - (۵۸۳) - (۵۸۴) - (۵۸۵) - (۵۸۶) - (۵۸۷) - (۵۸۸) - (۵۸۹) - (۵۹۰) - (۵۹۱) - (۵۹۲) - (۵۹۳) - (۵۹۴) - (۵۹۵) - (۵۹۶) - (۵۹۷) - (۵۹۸) - (۵۹۹) - (۶۰۰) - (۶۰۱) - (۶۰۲) - (۶۰۳) - (۶۰۴) - (۶۰۵) - (۶۰۶) - (۶۰۷) - (۶۰۸) - (۶۰۹) - (۶۱۰) - (۶۱۱) - (۶۱۲) - (۶۱۳) - (۶۱۴) - (۶۱۵) - (۶۱۶) - (۶۱۷) - (۶۱۸) - (۶۱۹) - (۶۲۰) - (۶۲۱) - (۶۲۲) - (۶۲۳) - (۶۲۴) - (۶۲۵) - (۶۲۶) - (۶۲۷) - (۶۲۸) - (۶۲۹) - (۶۳۰) - (۶۳۱) - (۶۳۲) - (۶۳۳) - (۶۳۴) - (۶۳۵) - (۶۳۶) - (۶۳۷) - (۶۳۸) - (۶۳۹) - (۶۴۰) - (۶۴۱) - (۶۴۲) - (۶۴۳) - (۶۴۴) - (۶۴۵) - (۶۴۶) - (۶۴۷) - (۶۴۸) - (۶۴۹) - (۶۵۰) - (۶۵۱) - (۶۵۲) - (۶۵۳) - (۶۵۴) - (۶۵۵) - (۶۵۶) - (۶۵۷) - (۶۵۸) - (۶۵۹) - (۶۶۰) - (۶۶۱) - (۶۶۲) - (۶۶۳) - (۶۶۴) - (۶۶۵) - (۶۶۶) - (۶۶۷) - (۶۶۸) - (۶۶۹) - (۶۷۰) - (۶۷۱) - (۶۷۲) - (۶۷۳) - (۶۷۴) - (۶۷۵) - (۶۷۶) - (۶۷۷) - (۶۷۸) - (۶۷۹) - (۶۸۰) - (۶۸۱) - (۶۸۲) - (۶۸۳) - (۶۸۴) - (۶۸۵) - (۶۸۶) - (۶۸۷) - (۶۸۸) - (۶۸۹) - (۶۹۰) - (۶۹۱) - (۶۹۲) - (۶۹۳) - (۶۹۴) - (۶۹۵) - (۶۹۶) - (۶۹۷) - (۶۹۸) - (۶۹۹) - (۷۰۰) - (۷۰۱) - (۷۰۲) - (۷۰۳) - (۷۰۴) - (۷۰۵) - (۷۰۶) - (۷۰۷) - (۷۰۸) - (۷۰۹) - (۷۱۰) - (۷۱۱) - (۷۱۲) - (۷۱۳) - (۷۱۴) - (۷۱۵) - (۷۱۶) - (۷۱۷) - (۷۱۸) - (۷۱۹) - (۷۲۰) - (۷۲۱) - (۷۲۲) - (۷۲۳) - (۷۲۴) - (۷۲۵) - (۷۲۶) - (۷۲۷) - (۷۲۸) - (۷۲۹) - (۷۳۰) - (۷۳۱) - (۷۳۲) - (۷۳۳) - (۷۳۴) - (۷۳۵) - (۷۳۶) - (۷۳۷) - (۷۳۸) - (۷۳۹) - (۷۴۰) - (۷۴۱) - (۷۴۲) - (۷۴۳) - (۷۴۴) - (۷۴۵) - (۷۴۶) - (۷۴۷) - (۷۴۸) - (۷۴۹) - (۷۵۰) - (۷۵۱) - (۷۵۲) - (۷۵۳) - (۷۵۴) - (۷۵۵) - (۷۵۶) - (۷۵۷) - (۷۵۸) - (۷۵۹) - (۷۶۰) - (۷۶۱) - (۷۶۲) - (۷۶۳) - (۷۶۴) - (۷۶۵) - (۷۶۶) - (۷۶۷) - (۷۶۸) - (۷۶۹) - (۷۷۰) - (۷۷۱) - (۷۷۲) - (۷۷۳) - (۷۷۴) - (۷۷۵) - (۷۷۶) - (۷۷۷) - (۷۷۸) - (۷۷۹) - (۷۸۰) - (۷۸۱) - (۷۸۲) - (۷۸۳) - (۷۸۴) - (۷۸۵) - (۷۸۶) - (۷۸۷) - (۷۸۸) - (۷۸۹) - (۷۹۰) - (۷۹۱) - (۷۹۲) - (۷۹۳) - (۷۹۴) - (۷۹۵) - (۷۹۶) - (۷۹۷) - (۷۹۸) - (۷۹۹) - (۸۰۰) - (۸۰۱) - (۸۰۲) - (۸۰۳) - (۸۰۴) - (۸۰۵) - (۸۰۶) - (۸۰۷) - (۸۰۸) - (۸۰۹) - (۸۱۰) - (۸۱۱) - (۸۱۲) - (۸۱۳) - (۸۱۴) - (۸۱۵) - (۸۱۶) - (۸۱۷) - (۸۱۸) - (۸۱۹) - (۸۲۰) - (۸۲۱) - (۸۲۲) - (۸۲۳) - (۸۲۴) - (۸۲۵) - (۸۲۶) - (۸۲۷) - (۸۲۸) - (۸۲۹) - (۸۳۰) - (۸۳۱) - (۸۳۲) - (۸۳۳) - (۸۳۴) - (۸۳۵) - (۸۳۶) - (۸۳۷) - (۸۳۸) - (۸۳۹) - (۸۴۰) - (۸۴۱) - (۸۴۲) - (۸۴۳) - (۸۴۴) - (۸۴۵) - (۸۴۶) - (۸۴۷) - (۸۴۸) - (۸۴۹) - (۸۵۰) - (۸۵۱) - (۸۵۲) - (۸۵۳) - (۸۵۴) - (۸۵۵) - (۸۵۶) - (۸۵۷) - (۸۵۸) - (۸۵۹) - (۸۶۰) - (۸۶۱) - (۸۶۲) - (۸۶۳) - (۸۶۴) - (۸۶۵) - (۸۶۶) - (۸۶۷) - (۸۶۸) - (۸۶۹) - (۸۷۰) - (۸۷۱) - (۸۷۲) - (۸۷۳) - (۸۷۴) - (۸۷۵) - (۸۷۶) - (۸۷۷) - (۸۷۸) - (۸۷۹) - (۸۸۰) - (۸۸۱) - (۸۸۲) - (۸۸۳) - (۸۸۴) - (۸۸۵) - (۸۸۶) - (۸۸۷) - (۸۸۸) - (۸۸۹) - (۸۹۰) - (۸۹۱) - (۸۹۲) - (۸۹۳) - (۸۹۴) - (۸۹۵) - (۸۹۶) - (۸۹۷) - (۸۹۸) - (۸۹۹) - (۹۰۰) - (۹۰۱) - (۹۰۲) - (۹۰۳) - (۹۰۴) - (۹۰۵) - (۹۰۶) - (۹۰۷) - (۹۰۸) - (۹۰۹) - (۹۱۰) - (۹۱۱) - (۹۱۲) - (۹۱۳) - (۹۱۴) - (۹۱۵) - (۹۱۶) - (۹۱۷) - (۹۱۸) - (۹۱۹) - (۹۲۰) - (۹۲۱) - (۹۲۲) - (۹۲۳) - (۹۲۴) - (۹۲۵) - (۹۲۶) - (۹۲۷) - (۹۲۸) - (۹۲۹) - (۹۳۰) - (۹۳۱) - (۹۳۲) - (۹۳۳) - (۹۳۴) - (۹۳۵) - (۹۳۶) - (۹۳۷) - (۹۳۸) - (۹۳۹) - (۹۴۰) - (۹۴۱) - (۹۴۲) - (۹۴۳) - (۹۴۴) - (۹۴۵) - (۹۴۶) - (۹۴۷) - (۹۴۸) - (۹۴۹) - (۹۵۰) - (۹۵۱) - (۹۵۲) - (۹۵۳) - (۹۵۴) - (۹۵۵) - (۹۵۶) - (۹۵۷) - (۹۵۸) - (۹۵۹) - (۹۶۰) - (۹۶۱) - (۹۶۲) - (۹۶۳) - (۹۶۴) - (۹۶۵) - (۹۶۶) - (۹۶۷) - (۹۶۸) - (۹۶۹) - (۹۷۰) - (۹۷۱) - (۹۷۲) - (۹۷۳) - (۹۷۴) - (۹۷۵) - (۹۷۶) - (۹۷۷) - (۹۷۸) - (۹۷۹) - (۹۸۰) - (۹۸۱) - (۹۸۲) - (۹۸۳) - (۹۸۴) - (۹۸۵) - (۹۸۶) - (۹۸۷) - (۹۸۸) - (۹۸۹) - (۹۹۰) - (۹۹۱) - (۹۹۲) - (۹۹۳) - (۹۹۴) - (۹۹۵) - (۹۹۶) - (۹۹۷) - (۹۹۸) - (۹۹۹) - (۱۰۰۰)

ان تمام ابواب کے ساتھ قانونی نظائر بھی مندرج ہیں جن کی وجہ سے ہر مسئلہ کے سمجھنے میں بے حد سہولت پیدا ہوگئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کا بھی پتہ چل جاتا ہے کہ ایسی حالتوں میں عدالت نے کیا کیا فیصلے صادر کیے ہیں۔

اس کتاب کے دیکھنے سے فاضل مصنف و مترجم کی اعلیٰ علمی قابلیت ظاہر ہوتی ہے۔ مشکل سے مشکل مسئلہ کو بھی اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ نہایت آسانی سے ہر کسی مزید غور و فکر کے ہر انسان کی سمجھ میں آتا ہے۔ علمی اور قانونی اصطلاحات ایسے موقع پر چسپاں ہیں کہ بغیر کسی ڈکشنری یا ریفرنس بک کی مدد کے ان کے معانی ربط مضمون سے ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ مدت ہوئی کہ اردو میں ایک چھوٹی سی میڈیکل جیورس پرنٹس شائع ہوئی تھی جو نہایت نا مکمل اور ناقص تھی اور ایک ایسی کتاب کی شدید ضرورت ہے جو اپنے موضوع کے لحاظ سے ہر طرح جامع و مکمل ہو۔

خدا کا شکر ہے کہ یہ کمی پوری ہوگئی اور ایسے شخص کے قلم سے پوری ہوئی جو بنظر علمی قابلیت اور ہمہ دانی کے اعتبار سے تمام ہندوستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔

امید ہے کہ قانون دان اور فوجداری کارروائیاں حضرات اس کتاب کو اپنے کاروبار میں چرلغ ہدایت اور خضر رہنما سمجھ کر اس کی ضرورت قدر کریں گے۔ یہ کتاب نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ مطبع مفید عالم آگرہ میں چھپی ہے اور (۳۸۰) صفحے ہیں۔ اس کی قیمت سابق میں ۶ روپیہ مقرر تھی مگر اب عام فائدہ کی غرض سے تین روپیہ علاوہ محصور ڈاک کر دی گئی ہے۔ اور مولوی عبداللہ خان صاحب کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن سے مل سکتی ہے۔

مولوی غلام علی آزاد بلگرامی کی دو نایاب کتابیں

(از مولانا شبلی نعمانی)

مولانا غلام علی آزاد ان وسیع النظر محققین میں سے ہیں کہ ان کے ہاتھ کی در سطریں ہات آجاتی ہیں تو اہل نظر انہیں سے لگاتے ہیں کہ ذخیرہ معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوگا۔ اہل ملک کی خوش قسمتی ہے کہ مولوی عبداللہ خان صاحب (کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد) کی کوششوں سے ان کی تصنیفات سے نہایت اعلیٰ درجہ کی تصنیفیں آج کل شائع ہوئی ہیں۔ سرآزاد اور مآثر الکرام - سرآزاد خاص شعراے متاخرین کا تذکرہ ہے۔ یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھ یہ خصوصیت بھی رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں اعلیٰ درجہ کے ہیں، رنہ آزاد کے متعلق یہ علم شکایت ہے کہ ان کا مذاق شاعری معید نہیں اور خزانہ عامرہ اور بد بیضا میں انہوں نے اساتذہ کا جو کلام انتخاباً نقل کیا ہے۔ اکثر ادنیٰ درجہ کے اشعار ہیں۔

مآثر الکرام میں ان حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتداء عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ دونوں کتابوں میں علم حالات کے ذیل میں ایسے مفید اور نادر معلومات ہیں جو ہزاروں اوراق کے آلتے سے بھی ہات نہیں آسکتیں۔ میں آزاد کی روح سے شرفیہ ہوں کہ علالت اور ضعف کی وجہ سے ان کی نادر تصانیف کے ریویر کا حق ادا نہ کرسکا اور صرف چند اشتہاری جملوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ لیکن مجھے امید ہے کہ شائقین فن، شرق خریداری کا ثبوت دیکر ان کی روح سے شرمندہ نہ ہونگے۔ قیمت ہر دو حصہ حسب ذیل رکھی گئی ہے۔

مآثر الکرام ۳۳۴ صفحات قیمت ۲ روپیہ علاوہ محصور ڈاک
سرآزاد ۴۲۲ صفحات قیمت ۳ روپیہ علاوہ محصور ڈاک
ملنے کا پتہ یہ :-

عبد اللہ خان صاحب - کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن -

تملن عرب - مولوی سید علی بلگرامی کی مشہور کتاب قیمت سابق ۵۰ روپیہ - قیمت حال ۳۰ روپیہ

فتح الباری - ۱۴ - جلد مجلد قیمت ۵۰ روپیہ

ارشاد الساری - ۱۰ - جلد مطبوعہ نصر مجلد ۳۰ روپیہ

مسند اہل احمد ابن حنبل - ۶ - جلد مجلد قیمت ۲۰ روپیہ

(۱) شہر عبد اللہ خان بک سہار اینڈ پبلیشر

کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

شمس العلما ڈاکٹر سید علی صاحب بلگرامی
ایم - اے - دی لیت بیدرسٹر ایت لا کی

۱۸ میڈیکل جیورس پرنٹس

یعنی طب متعلقہ مقدمات عدالت ہر

حکیم سید شمس اللہ قادری - ایم - آر - اے - ایس - ایف
آر - ایچ - ایس - کارپور

قبل اس کے کہ کتاب مذکور کی نسبت کچھ لکھا جائے یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میڈیکل جیورس پرنٹس کیا چیز ہے۔ کتاب کے شروع میں فاضل مصنف نے وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے میڈیکل جیورس پرنٹس کے معنی ان الفاظ میں بیان کیے ہیں :-

”میڈیکل جیورس پرنٹس“ علم طب کی اس شاخ کا نام ہے جس میں قانون اور طب کے باہمی تعلقات سے بحث کی جاتی ہے اور اس علم کا موضوع کل وہ متباحث قانونی و طبی ہیں جو عدالتی انصاف سے متعلق ہیں اور نیز بعض وہ امور جو انسان کی تمدنی حالات سے تعلق رکھتے ہیں غرض مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ میڈیکل جیورس پرنٹس وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے عام طور پر مسائل طب کا استعمال قانونی ضرورتوں کے واسطے کیا جاتا ہے۔

میڈیکل جیورس پرنٹس میں علم طب کے ان مسائل سے بحث کی جاتی ہے جن کی ضرورت فوجداری کاروبار میں لاحق ہوتی ہے جیسے (۱) قتل عمد (۲) زنا بالجبر (۳) اسقاط حمل (۴) زہر خورانی وغیرہ کے مقدمات ہیں۔ ان کے متعلق طبی تحقیقات و شہادت کا ہونا ان تمام آدمیوں کے لئے ضروری ہے جو ان مقدمات کے کاروبار میں شریک ہیں۔ مثلاً :

حکام عدالت - عہدہ داران پولیس - وکلاء پیروکار وغیرہ اگر کسی حاکم کو ان باتوں سے واقفیت نہ ہو تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی بے گناہ کو سزا ہو جاتی ہے اصل مجرم رہا کر دیا جاتا ہے۔ کسی طرح اگر کوئی رکیل یا پیروکار ان امور کا ماہر نہیں ہے تو شہادت و ثبوت کے موقع پر اس علم کے متعلق جو رموز و نکات بیان ہوتے ہیں ان کے صدق و کذب پر خاطر خواہ جرح نہیں کرسکتا اور اس امر سے ہمیشہ مقدمات کے خراب ہوجانیکا اندیشہ لگا رہتا ہے میڈیکل جیورس پرنٹس کے جاننے سے انسان کو نہ صرف واقعات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے بلکہ ان سے واقعات کو ترتیب دینے اور پھر ان سے ایسے صحیح نتائج استخراج کرنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے جنہیں

عدل و انصاف کا انحصار ہے

اس کتاب کو اصل میں ڈاکٹر پیٹریک ہیر ایم - ڈی - ایف - آر - سی - ایس نے ملکہ انگریزی میں تصنیف کیا تھا۔ پھر مرحوم شمس العلما نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور اصل کتاب پر بہت کار آمد اضافے اور مفید حواشی زیادہ کر دیے ہیں جسکی وجہ سے اس کتاب نے ایک مستقل تصنیف کی صورت اختیار کر لی ہے۔

اس کتاب میں طب و قانون کے وہ تمام مباحثات آگئے ہیں جو فوجداری مقدمات میں ہمیشہ درپیش رہتے ہیں مثلاً

مقدمات قتل کے متعلق

(۱) زخم - جرح (۲) ہلاکت کی جوابدہی (۳) شہادت قریبہ (۴) قتل سزے کے مدارج (۵) مختلف اعضاء انسان کے زخم و ضرب (۶) اختناق (۷) دم خفا ہونا (۸) پھانسی یا گلا گھونٹا وغیرہ۔

عورتوں کے - ۱ - ۲ - ۳ - ۴ - ۵ - ۶ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ - ۴۰ - ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۵ - ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ - ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۳ - ۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعیات - علم فلکیات - علم بیان -
علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر
نالغہ - خواب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اہل اسلام کے حلال
و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ذمہ
لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلیں سرور آنکھوں میں نہ پیدا ہو
بصارت کی آنکھیں را ہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور
آدمی آنکے عہد بعد کے حالات - رانہ عمری و تاریخ عالمی خوشی
حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کھلیے تندرستی کے اصول معذبات
عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے
اخبارات کی فہرست ' آنکے قیمتی ' مقام اشاعت وغیرہ - بھی کہاتہ
کے قواعد طرز تحریر اشیا بروئے انظار دازی طب انسانی جسمیں
علم طب کی بڑی بڑی کتابوں کا غطر کھینچ کر رکھ دیا ہے - حیوانات کا
علاج ہاتھی ' شتر ' گائے بھینس ' گھوڑا ' گدھا بھیڑ ' بکری ' کتا وغیرہ
جانوروں کی تمام بیماریوں کا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندوں کی
دوا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام معجزوں کے قوانین کا
دور (جن سے ہر شخص کو عمر ما کام پڑتا ہے) ضابطہ دہرئی
اردو ' قانون مسکرات ' میعاد سماعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ
وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی رہا جاکر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آج تک کہیں دیکھی نہ سنی ہوئی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہروں کے مکمل حالات رہا کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرہہ ریلوے ایک بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مفادات واضح کئے ہیں اسکے بعد ملک برہما کا سفر اور اس ملک کی معشرت کا مفصل حال یافتہ کی کار (لاہی واقع ملک برہما) کے معذوق شدہ حالات رہا سے جواہرات حاصل کرنے کی ترغیبیں تھیں ہر دنوں میں لاکھ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ مہر فلہند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - استریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفصیل حالات رہا کی درس گاہیں دہلی

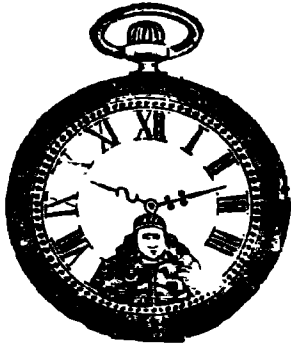
منیجر گپتا اینڈ کمپنی سرداگران نمبر ۵۱۳ - مقام توہانہ - ایس - پی - ریلوے

۲۶۳

نصویر دار گھڑی

گارنتی ۵ سال قیمت صرف ۴۰۰ روپے

ولایت راجوں نے بھی گمال کر دکھایا ہے
اس عجائب گھری کے قائل پر ایک خوبصورت
نازیں کی تصویر بنی ہوئی ہے ۔ - دوسرے وقت
آنکھ منکاتی رہتی ہے ؛ ' جسکو دیکھ کر طبیعت
خوش ہو جاتی ہے ۔ - ڈائل چینی کا ' - یہ
نہایت مضبوط اور پاکدار - مدتوں پگھلیکا فلم
نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دہاتی ہے ایک
خرید کر آزمائش کیجئے اگر درست اطلب
زبردستی چہیں نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک

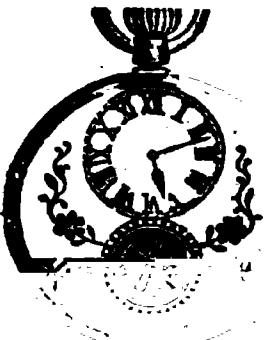


هنگامی که تو در جنس طلب کرر قیمت صرف چه در پیله -

آئندہ روزہ راج

گارفٹی ۸ سال قیمت ۶ روپے ۴۰ روپے

اس گھڑی کو آٹھ روز میں صرف ایک مرتبہ چاہی دیکھائی ہے۔ اسے پررہ نہایت مضبوط اور یادگار ہیں۔ اور قائم ایسا صحیح دہائی ہے کہ کہیں ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اس کے ٹائل پر سبز اور سرمہ پتلان اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں۔ بھروں بگڑنے کا فلم نہیں لیتی۔ قید سے صرف چھ روز ہے۔ زنجیر نہ رہی نہایت خوبصورت اور ہنس ہنسا ہوا ہے۔



چاندنی کی آٹھ روزہ واچ - قیمت - ۱ روپے چھوٹے سائز کی آٹھ
روزہ واچ - چوکائی پر بلند منگلی ۷ روپے تھوڑی قیمت - ۵ روپے

بجلی کے ایמپ

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کارآمد لیمپ ہے اپنی واسطے سے بہتر ہماری یہاں آگئی ہیں۔ نہ دیا گیا کسی کی ضرورت اور نہ بیک ٹیلی بی - ایک لمپ دیگر اپنی جیب میں یا - روم کے دیواروں پر ضرورت ہو فوراً بجھانے والا چاند سی سفید روشنی موجود ہے ۔ رات کی وقت کسی جگہ اندھیرے میں کمر ، دفین جانور سنب وغیرہ کا نور ہو فوراً بسبب روشن کر کے خطر سے ہم سکے ہو ۔ یا رات کو - روئے ہوئے ایکنم کی طرح سے آگیا پڑے - پکڑوں ضرورتوں میں کام لگا - ہوا نا یاب تصفہ ہے ، منگوا کر لیکر اس وقت خوبی معلوم ہوگی ۔ قیمت : مع وصول - فی فروری ۲۰۱۳ء



سرم اور زرد قین رنگ کی روشنی مورتی کے ۳ رخوں سے آئے۔
 ضروری اطلاق — علامہ آفہ صلوٰۃ اللہ علیہ نے مسم کی گھوہلیں کلائی اور
 گھوہلیں کی زنجیریں وغیرہ خریدی ہیں۔ وہ دھنسا مال سنگی ہیں
 اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں انکے مال منگوائے والوں کو خاص رعایت
 کی جارہی ہے۔ جلد منگوا لیے۔

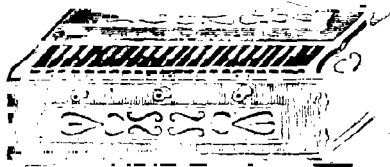
منیجر گپتا اینڈ کمپنی سرداگران نمبر ۵۱۳ - مقام توہانہ - ایس - پی - ریلوے

کلائی راج اصلی قیمت نو روپیہ چودہ آنہ اور تیرہ روپیہ
چودہ آنہ نصف قیمت - چار روپیہ پندرہ آنہ اور چار روپیہ
پندرہ آنہ باندھنے کا فیڈہ مفت مایگا -

کمپنیشن راج کمپنی نمبر ۲۰ مسدن
متر لین کلکتہ -

Competition Watch Company
No. 20 Madun Mitter Lane.
Calcutta.

پسند نہونے سے واپس



ہمارا من موہنی فلورٹ ہارمونیم سربہ فائدہ عام
واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دی جا رہی ہے ساری
کی لکری کی بنی ہے جس سے آواز بہت ہی مدد اور بہ
روز تک قائم رہنے والی ہے -

سینکڑوں روپے قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپیہ اور نصف
قیمت ۱۰ - ۲۰ - ۲۵ - روپیہ قبل زد قیمت ۱۰
۷۰ - ۸۰ روپیہ نصف قیمت ۳۰ - ۳۵ - ۴۰ روپیہ
آؤر کے ہر ماہ ۵ - روپیہ پیچھلی روٹ کرنا چاہیے -

کمرشیل ہارمونیم فیکٹری نمبر ۱۰/۳
لوئر چیت پور روڈ کلکتہ -

Commercial Harmonium Factory
No. 10/3 Lower Chitpur Road
Calcutta

HAIR DEPILATORY SOAP

اسکے استعمال سے بغیر کسی تکلیف -
تعلیم روٹیں اڑاتے ہیں -

آر - پی - گھوس
نمبر ۳۰۶ اپر چیت پور روڈ - کلکتہ
R. P. Ghose,
306, Upper Chitpore Road.
Calcutta.

پچاس برس کے تجربہ

راے صاحب ڈاکٹر کے - سی داس
آر لا ساہاے -

مستورات کے بیماروں کے لیے نہایت
درا - خط کے آنے سے پوری کھفیت سے
کیجا لگی -

گولیاں - ایک بکس ۲۸ گولیاں
قیمت ایک روپیہ -

سواتیا سہاے فارمیسی -

۳۰/۲ ہارنسن روڈ کلکتہ
Swasthushay's Pharmacy,
30/2 Harrison Road,
Calcutta.

راما نرجن قیلہ اور ہرنندیر انجن قیلہ - اس درا کو
میں نے ابا واجدہ سے پایا جو شہنشاہ مغلیہ کے حکیم
یہ درا فقط حکم معلوم ہے اور کسی کو نہیں اور دروغواحد
پر ترکیب استعمال بھیجی جا لگی -

۱۰ دنز دل کا پتھر - کو بھی ضرور آزمائش کریں -
قیمت دو روپیہ بارہ آنہ -
مسک پاس اور الکٹریک ریگر پرسٹ ہاتھ روپیہ بارہ
آنہ محصول ڈاک ۶ آنہ -

یونانی گوتہ ہاؤس کا سامیل ہائی سسرے مرد کی
درا لکھنے پر مفت بھیجی جاتی ہے - فوراً لکھیے -
حکیم مسیح الرحمن - یونانی میڈیکل ہال - نمبر
۱۱۴/۱۱۵ مہرا بازار اسٹریٹ - کلکتہ

تار کا پتہ " بیگم بہار "
Hakim Masihur Rahman
Yunani Medical Hall No. 114/115
Machubazar Street Calcutta.

پوتوں ٹالوں - مہر نامہ ایچ اور ہرنندیر
ہفت - دماغ کی کایہ کو دفع کرنے کیلئے - مردہاے ہرنندیر
دلکو تازہ کرنے کے لیے - مسٹر ہرنندیر اور کارو لک کے لکھنوکا
دفعہ اور میں قوت پورا جانا - بولنے کو جوتی سے تبدیل -
ایام شہاب کے مرنوں کا احساس عاج - مردہ اور مردہ
درا لکھنے کے لیے مفید - قیمت دو روپیہ فی بکس - چوبیس
چالیس گولیاں ہوتی ہیں -

ڈاکٹر ایڈ کمپنی - پرسٹ بکس نمبر ۱۴۱ کلکتہ
Dattin & Co, P. Box, No 141 Calcutta.

زیلوتوں شعل باد کا اصلی علاج - ایک روپیہ
آلہ آنہ ڈاک ایڈ کمپنی - پرسٹ بکس نمبر ۱۴۱ کلکتہ
Dattin & Co, P. Box, No 141. Calcutta.

ہائڈروکلین - عاید روکیل کا نہایت معرب درا -
مس دتے لیے چار روپیہ اور ایک مہینہ کے لیے دس
ڈاکٹین ایڈ کمپنی - پرسٹ بکس ۱۴۱ کلکتہ -
Dattin & Co, Manufacturing Chemist,
Post Box 141 Calcutta.

ڈاکٹر ڈو - سی - دی کی معرب درا سے فوراً مدافہ
خرابی جاتی رہتی ہے - دروغواحد پر پوری کھفیت سے اطلاع
دیجا رہی - ہاتھ روپیہ فی شیشی -
S. C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street,
Calcutta.

س ل ویٹنی، دو ایک معرب درا پتہ: درتا ہے
اوجاوت ہوتا - معرب درا ہادی ہند سب کے لیے
بکس ڈاک -
S. C. Roy M. A. No. 36 Dhurrumtala
Street, Calcutta.

نصف قیمت پسند نہونے سے واپس
مہرے تھے چلتی تھیں جب کہ وہاں ایک وقت دینے



وہی اور دیکھتے ہیں - یہی مدد
فائدہ عام کے واسطے قیمت حد تک
نصف قیمت میں دی جا رہی ہیں
چلتی گرتی تھیں سال تک کے لیے
کی جاتی ہے -
اصلی قیمت سات روپیہ چودہ
آنہ اور نو روپیہ چودہ آنہ نصف
قیمت نیم روپیہ پندرہ آنہ اور چار روپیہ پندرہ آنہ ہر ایک
کمرے کے ہر ماہ - ہر ماہ میں نو ایک نوٹیاں دین اور ایک
چلتی - نصف روپیہ -

ہر فرمائش میں اہلال کا حوالہ دینا ضروری ہے رینڈ کی مسٹر یز اف دی کورت آف لندن

یہ مسٹر ناول جو کہ سولہ جلدوں میں ہے ابھی
چھپ کے نکلی ہے اور تھوڑی سی رہ گئی ہے - اصلی
قیمت کی چوتھائی قیمت میں دیجاتی ہے - اصلی
قیمت چالیس ۳۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ -
لیکھنے کی جلد ہے حسین سنہری حروف کی کلاسیک
۳۱۶ ہاف ٹون تصاویر ہیں تمام جلدیں
مس روپیہ ۲۰ - پی - اور ایک روپیہ ۱۴ آنہ
محصول ڈاک -

ایمپیریکل بک ڈپوٹ - نمبر ۶۰ سریگپال ملک لین -
ہر بازار - کلکتہ

Imperial Book Depot, 60 Srigopal
Mullik Lane, Bowbazar Calcutta.

انڈین آرٹ ڈیلہی - منہ ۱۹۰۳ میں جو
حالی میں دوبارہ ہوا تھا اسکی تفصیلی حالات اس
کتاب میں موجود ہے - مولف سر جارج ریت ریسی
براؤن - نہایت چمکا اور چمکا کاغذ پر اور سنہری
جلد صفحہ ۶۰۰ اور ۱۰۹ تصاویر اصلی قیمت چہ
نویسہ روپائی قیمت چار روپیہ -

ایمپیریکل بک ڈپوٹ - نمبر ۶۰ سریگپال ملک لین -
ہر بازار - کلکتہ

Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullik
Lane, Bowbazar Calcutta.

گوتہ کس راجا ستھان - دو جلدوں میں ہر ایک
جلد میں ایک ہزار صفحہ نہایت دبیز اور چمکنے کاغذ
میں چھپی - اصلی قیمت چہ روپیہ روپائی قیمت
چار روپیہ علقہ محصول ڈاک وغیرہ -

ایمپیریکل بک ڈپوٹ - نمبر ۶۰ سریگپال ملک لین -
ہر بازار - کلکتہ

Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullik
Lane, Bowbazar Calcutta.

نیلک ترانہل - اس کتاب میں بال گنگا دھار
تک کی تصویر مع ایک مختصر سوانح عمری کے موجود
ہے اور آٹھ ترانہل کا تفصیلی واقعات موجود ہے - ڈاک
سیر صفحہ ۳۵۰ - چند جلدیں رہ گئی ہیں -
ڈاکٹری میں ایک نسخہ موجود ہوتا چاہئے -
روپائی قیمت ایک روپیہ علقہ محصول -

ایمپیریکل بک ڈپوٹ - نمبر ۶۰ سریگپال ملک لین -
ہر بازار - کلکتہ

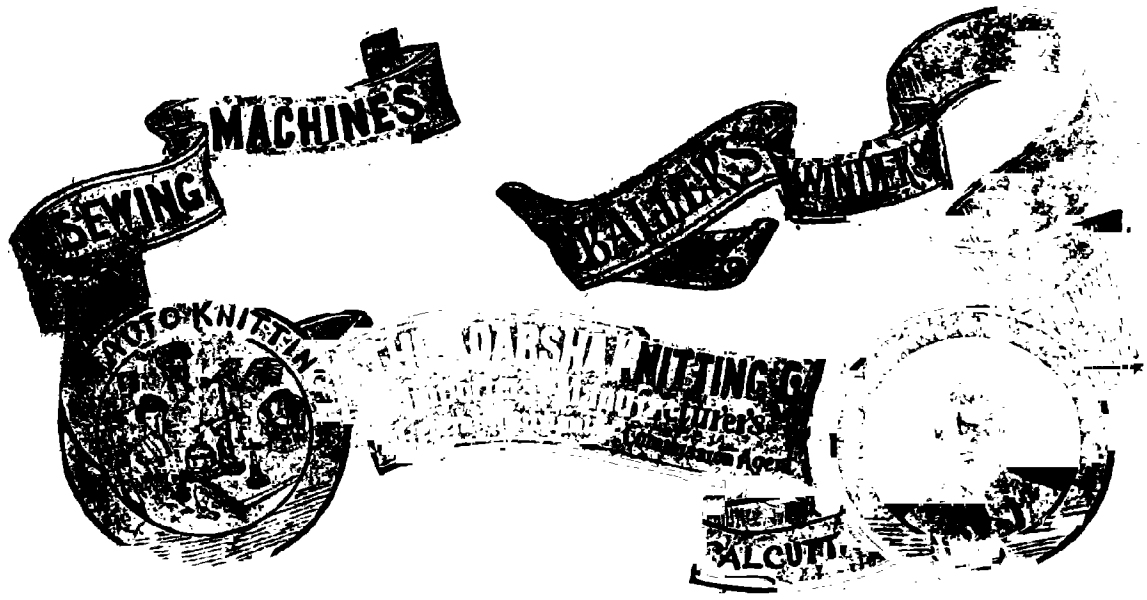
Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullik
Lane, Bowbazar Calcutta.

یادگار و پیکر کے ہاتھ شہاب کا اصلی ہاتھ -
یونانی ماکل - ایجنس کی ایک کتاب کامیابی ہے -
صحتک سبلیکا - جسک خراس بہت سے ہیں جس
میں خراس خاس ہاتھ عمر کی زیادتی جوانی مدافہ -
اور جسم کی راحت - ایک کھٹہ کے استعمال میں اس
کتاب کا اثر اب محسوس کرنے - ایک روپیہ کی آرائش
فی - روپیہ -

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۱۰ تا ۱۴ چند دت اسٹریٹ کلکتہ

سیدھا کا
روٹی کھائیں
سر کے بالوں کے لیے
نہایت مفید اور خوشبودار

معد رستاق میں نہ معلوم کتنے آدمی بیمار میں مرجا چکے
ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے
ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پمپٹ تھا۔ ہوا اڑ رہی
امست پر گہر بھٹے بلا طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے۔ - ہم نے
خلق اللہ ہی ضرورتاً نہ کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی
کڑھتی اور صرف کٹیر کے بعد ایجاد کیا ہے۔ اور فریخت کرنے کے
قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزار ہا شیعیاں مفت تقسیم کر دی
ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ چرچاے - مقام مسرت ہے کہ
خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بددست بھی میں اور ہم



ادرسه نیٹنگ کمپنی

—:—

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور فیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :—
(۱) یہ کمپنی آپ کو ۱۲ روپیہ میں بٹل ٹنگ (یعنی سپاری تراش) مشین دیگی جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی

بانت نہیں

(۲) یہ کمپنی آپ کو ۱۵۵ روپیہ میں خود باف موزم کی مشین دیگی جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کھیل ہے
(۳) یہ کمپنی آپ کو ۶۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موز اور گنچی دونوں تیار کیا جاسکے تیس روپیہ روزانہ بلا تکلف حاصل کیجیے۔

(۴) یہ کمپنی آپ کی بنائی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتی ہے۔
(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کالے ہونے والے جو ضروری ہوں بعض تاجرانہ طرح پر بھیجا کر دیتی ہے۔ کام ختم ہوا آپ کے دروازے پر آتا اور اسی دن روپے بھی مل گئے اور پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لیے چیزیں بھی بھیج دی گئیں۔

ایکڑے دو چار بے مانگے سوڑیہ کا: حاضر خدمت ہے۔

—:—

آنریبل نواب سید نوب علی چرمہری (کلکتہ):— میں حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں اور مجھے ان چیزوں کی قیمت اور اوصاف سے بہت تعجب ہے۔
ای۔ گروند راؤ پلندر۔ (بلاڑی) میں گزریلر کے مشین سے آپ کی مشین کو ترجیح دیتا ہوں۔
مس۔ کھم کمار دہی۔ (ندیا) میں خوشی سے آپ کو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہوار آپ کے نیٹنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں۔

شہس الاء! مولانا عطاء الرحمن کیا فرماتے ہیں؟

—(*)—

ادرسہ نیٹنگ کمپنی کا موزہ ہمیں ملا اور مجھے اس بات کے کہنے میں کوئی رکاوٹ نہیں کہ یورپ کے ساخت سے کسی طرح کم نہیں۔ میں نے مشین کو چلائے دیکھا اور میرا خیال ہے کہ ہر شخص باسانی اسے سیکھ سکتا ہے۔

چند مستند اخبارات ہند کی رائے

—*—

بنگالی — موزہ جو کہ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپنی نے بنائی ہے اور جو سریشی میلہ میں نمائش کے واسطے بھیجا گیا تھا نہایت عمدہ ہے اور بناوٹ بھی اچھی ہے۔ محفلت بھی بہت کم ہے اور ولایتی چیزوں سے سرمورق نہیں۔
انڈین ڈیلی نیوز — ادرشہ نیٹنگ کمپنی کا موزہ نہایت عمدہ ہے۔
میل المٹون — اس کمپنی نے ثابت کر دیا کہ ایک شخص اس مشین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کر سکتا ہے۔
اس کمپنی کی پوری حالت آپ کے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑیں تو اس سے بڑھ کر انسوس اور کیا ہو سکتا ہے۔
ادرسہ نیٹنگ کمپنی نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کلکتہ

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا إِنَّا نَكُونُ مَعَكُمْ

الْهلال

لنار کا ہند
۵۰ انیس سال کا
کولکٹا میں ۱۸۶۵ء

Telegraphic Address
"Alhila Calcutta"
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میرسنول پرنٹری
احمد علی خان لکھنوی

مقام اشاعت
۵-۱ کلکتہ اسٹریٹ
کالکتہ

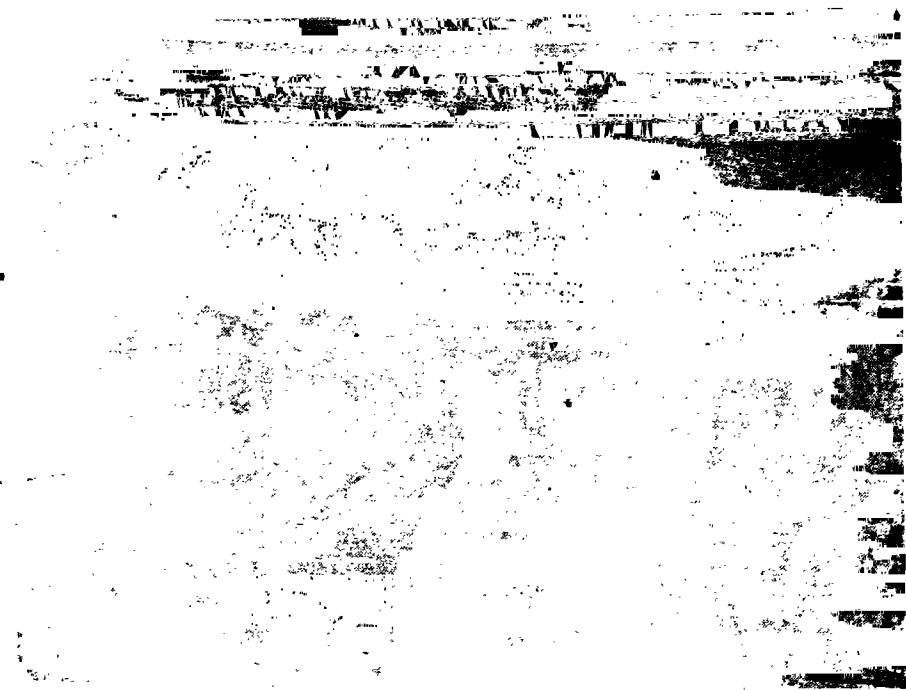
قیمت
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے ۶۲ آ

جلد ۴

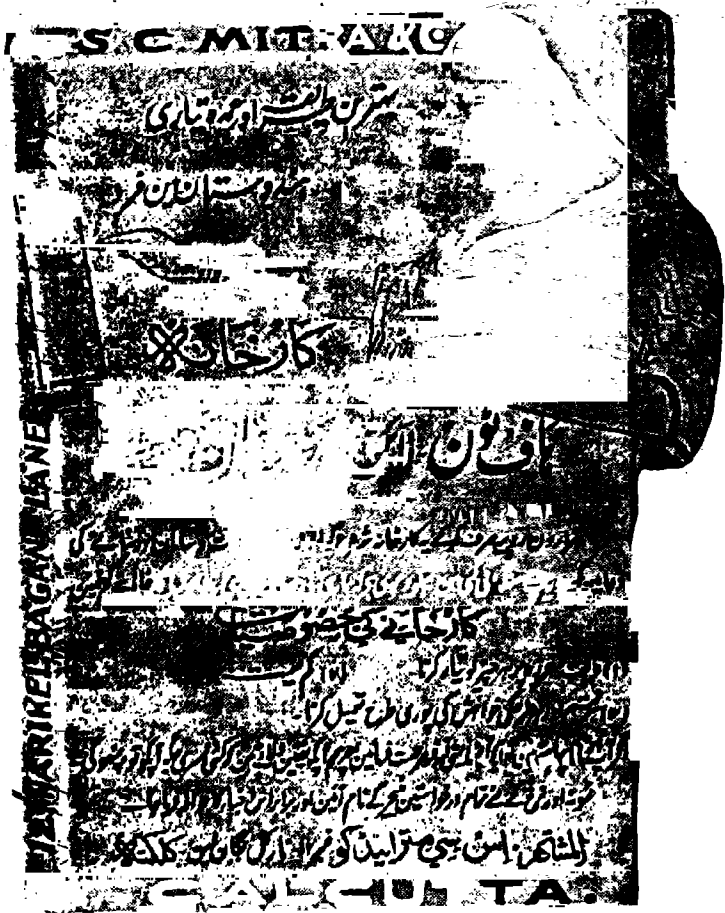
۱۳۳۲ھ : ۲۷ رجب الثانی ۱۳۳۲ھ

نمبر ۱۲

Calcutta: Wednesday, March 25 1914.



مکتب عربیہ قسطنطنیہ کا ایک داخلی منظر



[9]

نی الات ازان

جو اردو ہند پنج کے مشہور اور مقبول نامے نگار علیہذا نے لکھے ہیں۔
 سید محمد خان بہادر - الی - ایس - اے (جنکا فرض نام ۱۹۰۹ء میں
 سے اردو اخبارات میں مولانا آزاد رہا ہے) کے پڑ پڑ قلم جانور رقم کا
 لکھچہ اور اپنی عام شہرت اور خاص دل چسپی سے اردو عالم
 انشا میں اپنا آپ ہی نظیر ہے بار دیگر نہایت آب و تاب سے چھپکر
 سرمہ کش دیدہ دلورابصار ہے - ذیل کے پتے سے ویلو پے ایبل
 پارسل طلب فرمائیے اور مصنف کی سحر بیانی 'رر معجز کلامی
 سے نالیدہ آرٹھالیے خیالات آزاد ۱ روپیہ ۴ آنہ - سوانح عمری آزاد ۱۲ - آنہ
 علامہ معصوم -

سید اختر حسن نمبر ۶۲ قاتلا لیں - کلکتہ

[8] ہندوستانی دواخانہ دہلی

جناب حائق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی
 میں یونانی اور دیک اندیہ کا جو مہتم بالشان دواخانہ ہے وہ عمدگی
 اندیہ اور خوبی کار و بار کے امتیازات کے ساتھ بہت مشہور ہو چکا ہے -
 صدھادوالیں (جو مثل خانہ ساز اندیہ کے معجم اجزاء سے بنی ہوئی
 ہیں) حائق الملک کے خاندانی مہربات (جو صرف اس
 کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کار و بار، صفائی، ستھرائیں
 ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ:
 ہندوستانی دواخانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے -
 فہرست اندیہ مضامین (خط کا پتہ)

منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی

الہلال کی شش ماہی مجلدات بجائے آٹھ روپیہ کے پانچ روپیہ
 الہلال کی دوسری اور تیسری جلدیں مکمل موجود ہیں -
 جلد نہایت خوبصورت ولایتی کپڑے کی - پشت پر سنہری حروف
 میں الہلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیادہ کی ایک ضخیم
 کتاب جسمیں سور سے زیادہ ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں - کاغذ
 اور چھپائی کی خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق
 ملک کا عام فیصلہ بس کرتا ہے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیہ
 کچھ ایسی زیادہ قیمت نہیں ہے - بہت کم جلدیں باقی
 رہ گئی ہیں - (منیجر)

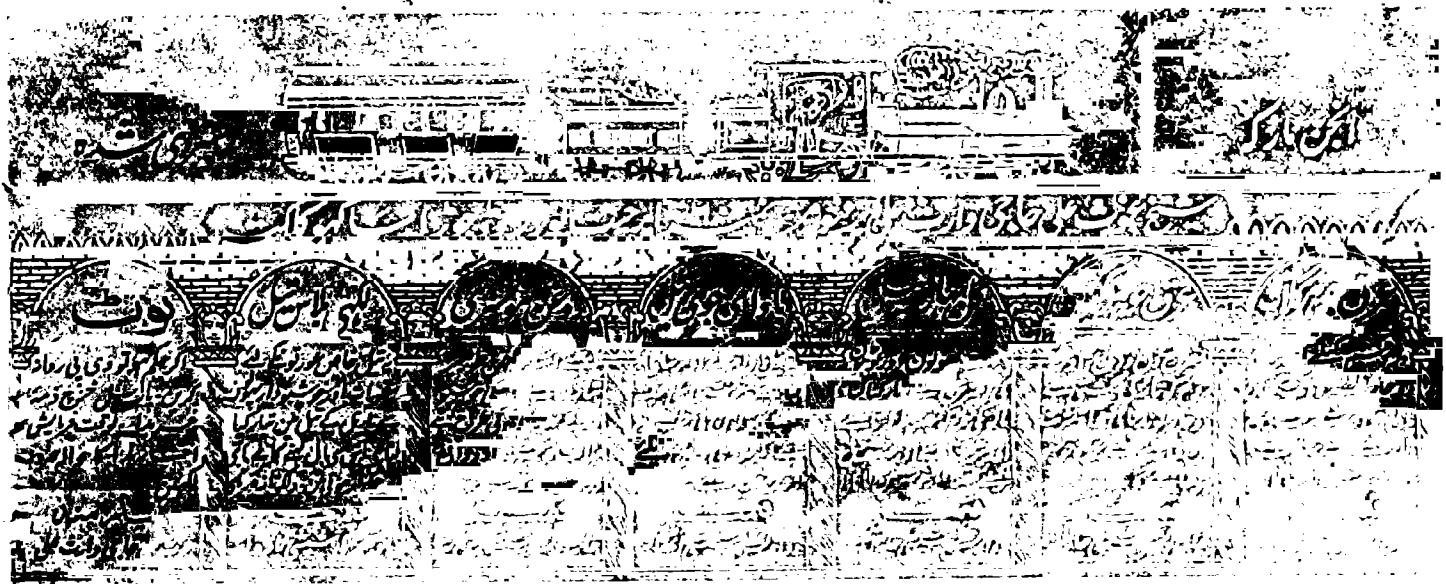


[6]

- 1 - سسٹم راسکوپ لیور راج خوبصورت مضبوط برابر چلنے والی گارنٹی ایک سال قیمت معہ معصوم دور روپیہ آٹھ آنہ
- 2 - امیر راج سلنڈر خوبصورت قبل مثل کیس ٹھیک ٹائم دینے والی گارنٹی ایک سال قیمت معہ معصوم پانچ روپیہ
- 3 - چاندی قبل کیس لیور راج نہایت مضبوط ہر جزو زینر یا قوت جزا ہوا گارنٹی ایک سال قیمت معہ معصوم بارہ روپیہ
- 4 - چاندی کی لیڈی راج یا ہاتھ کو زیب دینے والی اور خوبصورتی میں بکثا معہ تسعہ گارنٹی ایک سال قیمت معہ معصوم چھ روپیہ
- 5 - چاندی قبل کیس منقش علامہ خوبصورتی کے قائم ہیں آزمودہ گارنٹی ایک سال قیمت معہ معصوم سات روپیہ
- 6 - پٹنٹ راسکوپ سسٹم لیور راج بہت چھوٹی اور خوبصورت گارنٹی ایک سال قیمت معہ معصوم تین روپیہ آٹھ آنہ
- 7 - کرور وائز سلنڈر راج چاندی قبل کیس اسکی مضبوطی کی شہرت عام ہے گارنٹی ۳ سال قیمت معہ معصوم پندرہ روپیہ

نورث خدا کا شکر ہے کہ جسقدر ہمارے معزز خریدار اس اشتہار سے گھڑیاں میٹھائے ہیں اچٹک کسی نے شکایت نہیں کی
 المعظم :- ایم - اے - شکور اینڈ کو نمبر ۱ - ریلوے اسٹریٹ پوسٹ آفس دھرمتھہ کلکتہ

M. A. Shakoor & Co, No. 5/1, Wellesley Street, P. O. Dhara stollah, Calcutta.



AL - H I L A L
Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half yearly „ 4-1 2

الحلال

پرسنل مخصوص
مسلمانہ اسلام آباد

مقام اشاعت

۱-۷ مکلاؤ اسٹریٹ

کراچی

لیکچر نمبر ۶۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

شعبی ۴ روپیہ ۱۲ آہ

نمبر ۱۲

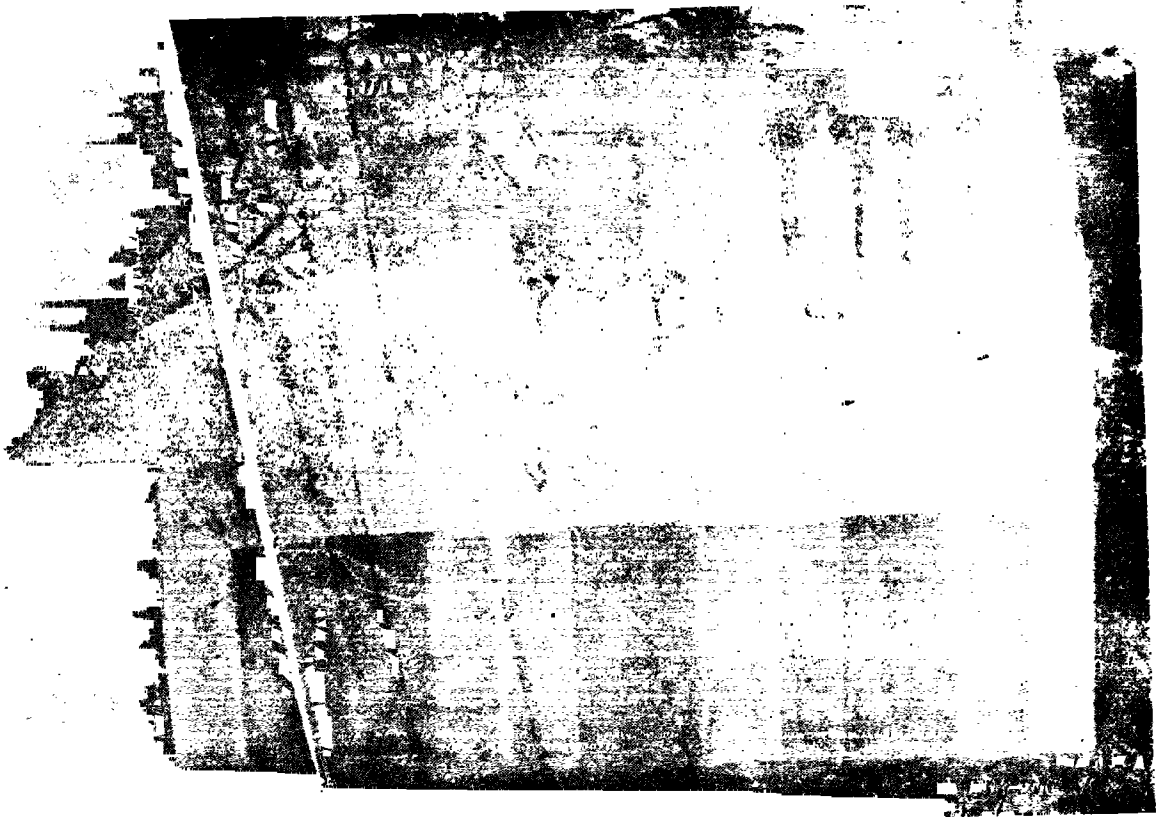
جلد ۴

کھٹہ : چاروشنبہ ۲۷ رجب الثانی ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta: Wednesday, March 25 1914.

قومو! یا اعدان للہ!

”ولا تکرہوا لہم قالوا سمعنا و ہم لا یسمعون“



مسجد مقدس سندھ ی باراڑ کلکتہ

جس کوہرٹ کشتہ کلکتہ نے دیگر مساجد و مقابر کے ساتھ خرید لیا ہے
اور خطرہ میں ہے!

یہ مسجد ابھی محفوظ ہے لیکن اگر مسلمان کونسلوں میں بل پیش کرنے والوں اور حکام کے اعلانات کو روحی راہم کی طرح چشم سر پر جگہ دینے والوں کے اعتماد پر رہے، تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ اس کے ساتھ بھی وہ سب کچھ نہ ہوگا جو لشکر پرور کی ایک مسجد کے ساتھ ہو چکا ہے؟ ہاں، مسلمان ایک ایسی قوم ہے جو بدبختی سے اکثر سڑتی رہتی ہے، لیکن یہ یاد رہے کہ وہ جاگ بھی سکتی ہے۔ علیٰ غصہ ایسی حالت میں کہ مچھلی بازار کانپور کی ارواح شہداء کی صدائیں ابھی بالکل چپ نہیں ہو گئی ہیں۔ گورنمنٹ اور اس کے راکم کو یاد رکھنا چاہیے کہ ایک مسلمان اس کو گوارا کر لے سکتا ہے کہ اس کے پہلو کو چیر کر دل نکال لیا جائے، یا اس کی دھڑکیں آنکھوں کے بلوں کو نشتر کی نوک سے تراش کر اس کی ہتیلیوں پر رکھ دیا جائے، پر یہ اسے کبھی گوارا نہیں ہو سکتا کہ اس کی عبادت گاہ کی ایک اینٹ اس کے سامنے زخمی ہو۔ مبارک ہے وہ حکومت جو تھوکر میں کہا کر سنبھل جائے!!

(نہایت مفصل و تعجب انگیز حالات مع بعض سرکاری مراسلات کے آئندہ)

شنات

بقاء و اصلاح ندوۃ العلماء

طلباء دارالعلوم کی استرائک

پچھلے ہفتے موجودہ مدعی نظامت (کیونکہ حسب دستور العمل ندوۃ العلماء کا کرلی شخص ناظم نہیں ہو سکتا جب تک کہ جلسہ علم منظور نہ کرے) کی جانب سے ایک رپورٹ واقعات استرائک کے متعلق چھاپکر شائع کی گئی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ کسی مدرسہ یا انجمن کے عہدہ داروں کا کرلی بیان انکے مدرسے اور انجمن کے متعلق سب سے زیادہ معتبر بیان سمجھا جاسکتا ہے، مگر چونکہ موجودہ معاملہ خود حکام ندوہ اور طلباء دارالعلوم کے باہمی مفقشہ کا ہے، اسلیے انکی حیثیت ایک فریق سے زیادہ نہیں، اور جس طرح ایک غیر جانب دار شخص کیلئے خود طلبا کا تنہا بیان ایک فرقہ کا بیان ہے اسی طرح یہ رپورٹ بھی دوسرے فرقہ کی ہے، اور قوم کے لیے حقیقت صرف اسی حالت میں متکشف ہو سکتی ہے جبکہ باہر کے لوگوں کا ایک کمیشن نہ صرف رجوہ استرائک بلکہ تمام مفاسد ندوہ کی تحقیقات کرے۔

لیکن ہر تحریر خود اپنی اندرونی شہادتوں سے بھی جانچی جاسکتی ہے اور اس بنا پر اگر اس رپورٹ کو دیکھا جائے تو وہ ان نذرانوں کی حماقت کا ایک تازہ ترین ثبوت ہے جو سمجھتے ہیں کہ اس طرح کی تحریریں شائع کر کے قوم کو دھوکا دیدینگے، اور اصلاح مفاسد کی جو مرجیں انکی طرف بڑھنے لگی ہیں، اور جو انکے اقراض مفسدہ و باطلہ کو پیغام موت دے رہی ہیں، انسے اپنی کشتی بچا لیجائیں گے گو خود مسلمانوں کی ایک عظیم الشان دینی تحریک غرق ہلاکت و تباہی ہو جائے!

لقد استکبرا فی انفسہم و عترو عتورا کبیرا

لہٰذا یہ بالکل تسخیر انگیز ہے۔ اگر ان لوگوں کو ہدایت ملنے والی ہوتی تو یہ اب بھی سنبھلنے کی کوشش کرتے، اور مسلمانوں کی حالت پر رحم کرتے جنکے لیے ندوہ کی بربادی بڑی ہی مصیبت انگیز ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ دلوں کا مرض اور بڑھکیا ہے: فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا۔ بجائے انابت و اعتراق اور سعی اصلاح کے یہ اپنے نفس خانع کے دھوکے میں آگئے ہیں، اور اس شربر قوت کے انکو یہ پٹی پڑھا دی ہے کہ اس قسم کی رپورٹیں چھاپکر اور استرائک کو محض ایک خاص لڑے کا معاملہ بنا کر یا اپنے مقامی معبودوں کے آگے سجدہ ہالے مشرک نہ کرے، اور انہیں پالیٹیکس کا فرضی خطرہ دکھا کر حق کی صداؤں کو شکست دیدینگے: و یحسبون انہم علی شیء الا انہم ہم الخاسرون! خیر، بہتر ہے۔ اپنی آخری قوتوں کو بھی آزمالیں۔ حق کی جواواز بڑی بڑی عظیم الشان قوتوں کو لمحوں اور منٹوں کے اندر شکست دیسکتی ہے وہ شاید چند بر خود غلط اور نا آزمودہ ہستیوں کا فیصلہ کرنے سے عاجز نہیں، اور اگر ندوہ کی اصلاح چاہنے والے اپنی کسی ذاتی غرض سے نہیں بلکہ صرف حق اور صداقت کیلئے آئے ہیں تو عنقریب نتائج خود فیصلہ کردینگے: و یعق الله الحق بکلمتہ و لو کرہ المجرمون!

(یہاں تک لکھا تھا کہ ایک تحریر طلباء دارالعلوم کی طرف سے پہنچی جو انہوں نے اس رپورٹ کے جواب میں شائع کی ہے۔ اسکی اشاعت ضروری سمجھا، ہاں اس میں کیونکہ رپورٹ تمام اخبارات میں شائع ہو چکی ہے اور ضروری ہے کہ خود طلباء کا بیان بھی شائع ہو جائے۔ چونکہ اخبار مرتب ہو چکا ہے اور زیادہ گنجائش ابتدائی صفحات میں نہیں رہی ہے اسلیے خود اپنی تحریر کو ملتوی کر دیتا ہوں۔ آئندہ ہفتے جو کچھ لکھنا ہے لکھونگا۔)

معروضات طلباء دارالعلوم

بجواب

واقعات استرائک وائک موتہ و ناخدا صاحب ندوۃ العلماء

استرائک کے جو واقعات اور ہمارے جو بیانات دفتر نظامت کی طرف سے شائع ہوئے ہیں، انکے متعلق ہماری معروضات بدفعات ذیل ہیں:

(۱) ہمارا یہ بیان ہماری تمام شکایتوں پر جاری نہیں ہے، کیونکہ ارکان نے ہمارے بیان کو کڑی لے کر کافی وقت نہیں دیا، اسلیے ہماری دوسری شکایات پر اس کا اثر نہیں پڑ سکتا۔

(۲) جناب مہتمم صاحب کے ناظم صاحب کی خدمت میں جو رپورٹ مولوی محمد حسن کے اخراج نام کی بھیجی ہے وہ نہایت مبالغہ آمیز ہے، اور جن باتوں سے اس کا اثر کم ہو سکتا تھا اسکو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ مولوی محمد حسن کس غرض سے انکی خدمت میں گئے؟ سلسلہ کلام کیونکر شروع ہوا؟ انہوں نے کن باتوں کی طرف ترجہ دلائی؟ جناب مہتمم صاحب کے اس موقع پر طلباء کی نسبت کیا الفاظ استعمال فرمائے؟ مولوی محمد حسن کے وہ کیا الفاظ تھے جنکو درشت کلامی سے تعبیر کیا گیا ہے؟ فیصلہ اور صحیح رائے قائم کرنیکے لیے ان باتوں کو روشنی میں لانے کی ضرورت تھی۔ مولوی محمد حسن اور تمام طلباء نے جو درخواست اس معاملے کے متعلق دی ہے، اور اس میں واقعہ کی تحقیقات کے متعلق جو زور دیا ہے، اس کا مقصد صرف یہی تھا کہ ان باتوں کی تحقیقات کر کے فیصلہ کیا جائے۔ لیکن جناب مہتمم صاحب ہر موقع پر اس سے تعاشی کرتے ہیں۔ اب ہمارے عرضداشت سے یہ باتیں روشنی میں آجائیں گی، اسلیے رقم کو ہماری عرضداشت کے شائع ہونے سے پہلے اس کے متعلق کرلی رائے نہیں قائم کرنی چاہیے۔ (یہ شائع ہو گئی ہے اور آج کی اشاعت کے آخر میں درج ہے۔ اہلال)

(۳) طلباء نے جناب ناظم صاحب کی خدمت میں جو درخواست دی، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ پہلے جناب مہتمم صاحب کی خدمت میں ایک مفصل درخواست دے چکے تھے۔ واقعات استرائک میں اس درخواست کو شائع نہیں کیا گیا، اسلیے اس سے طلباء کی درخواست دینے کے رجوہ اور انکی مرزوریت نہیں معلوم ہو سکتی۔

(۴) طلباء کی جو درخواست مع رپورٹ مہتمم، ناظم صاحب نے ارکان کی خدمت میں بھیجی اوسمیں مولوی نسیم صاحب لکھتے ہیں کہ ”اگر طلباء استرائک کریں تو درس گاہ ہرے چندے بند کردینا چاہیے“ مولوی اظہر علی نے اسے بھی مولوی نسیم کے مطابق ہے۔ مولوی ظہور احمد صاحب نے بھی اپنی رائے میں استرائک کا ذکر کیا ہے۔ ان تمام رایوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ارکان کو پہلے ہی سے طلبہ کی طرف سے بدگمان کردیا گیا تھا جس سے انکی رائے کی وقعت کم ہو جاتی ہے۔ حکیم عبد الولی صاحب لکھتے ہیں کہ معاملہ غور طلب ہے۔ اور یہ ضرور نہیں کہ میری رائے آدرز کے موافق ہی ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ارکان نے اس اثر کو قبول نہیں کیا تھا۔

(۵) مولوی نسیم صاحب نے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ طلباء احکام کی مخالفت کرتے رہتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکے پہلے قابل مخالفت احکام جاری کیے گئے، اور طلباء نے انکی مخالفت کی۔ ہم نے اپنی عرضداشت میں لکھا ہے کہ جن طلباء نے انکی مخالفت کی وہ ناظم صاحب کی نگاہ میں کھٹکتے لگے۔ اس رائے سے معلوم ہوتا ہے کہ خاص خاص ارکان کو بھی اسکی

دستخط کر دیا۔ یہ رپورٹ مولوی عبد الکریم صاحب نے مرتب کی تھی۔ وہ سرحدی ملک کے رہنے والے ہیں، انکی تحریر و تقریر عموماً سخت ہوتی ہے، جس مدرس کو نسبت اس رپورٹ میں لکھا ہے کہ نہایت شستہ تقریر کی، وہ مولوی عبد الکریم صاحب ہی تھے۔ طالبہ کے فقر و غنا کے نقل کرنے میں ان باتوں کو حذف کر دیا ہے، جنکے جواب میں وہ کہے گئے تھے، مثلاً عبد الجلیل کا یہ فقرہ کہ جو شخص جس طریقہ سے ہمارا مقابلہ کریگا، ہم اس کا اسی طور سے مقابلہ کریں گے، اس وقت کہا گیا جب مولوی عبد الکریم صاحب نے یہ کہا کہ اگر ہم پولیس یا فرج نو بلائیں، تو کیا تملوگ ہمارا مقابلہ کر سکتے ہو؟

(۱۲) ان تمام واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسٹرائک صرف مولوی محمد حسن کے اخراج نام پر ہی گئی ہے، اور یہ ایک شخصی بحث ہے جس میں طلباء کو مداخلت کرنا مناسب نہیں، لیکن یہ بالکل غلط ہے، اسٹرائک ان تمام شکایات کی بنا پر کی گئی ہے جنکی نسبت مولوی نسیم صاحب فرماتے ہیں کہ طلباء احکام کی مخالفت کرتے ہیں۔ مولوی محمد حسن کا واقعہ جیسا کہ ہماری عرضداشت سے ثابت ہوا، ان مسلسل شکایات کی آخری کڑی تھی، اسلیے یہ اسٹرائک شخصی نہیں، بلکہ اس کا اثر تمام طلباء پر پڑ سکتا تھا، مولوی محمد حسن کا نام جس ہذا پر خارج کیا گیا تھا، اس کا تعلق بھی عام طلباء سے تھا۔

اس تحریر سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ بزرگان قوم ان واقعات پر ہماری عرضداشت اور ہماری اس تحریر کو پیش نظر رکھ کر کوئی رائے قائم کریں، ورنہ انکا فیصلہ بالکل عاجلانہ ہوگا جو ہماری موت کا باعث ہو سکتا ہے۔ (طلباء دارالعلوم ندوہ لکھنؤ)

جہ اعتادہ ایک

گذشتہ اشاعت میں ہم مولوی حکیم نور الدین صاحب رئیس جماعت احمدیہ کے انتقال کی خبر درج کرچکے ہیں جو رسالے کے مرتب ہونے کے بعد پہنچی تھی، اب جو واقعات شائع ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جماعت میں مسئلہ خلافت اور تکفیر و عدم تکفیر مسلمین کی بنا پر باہم اختلاف و نزاع پیدا ہو گیا ہے۔

ایک عرصے سے اس جماعت میں مسئلہ تکفیر کی بنا پر دو جماعتیں پیدا ہو گئی تھیں۔ ایک گروہ کا یہ اعتقاد تھا کہ غیر احمدی مسلمان بھی مسلمان ہیں گو وہ مرزا صاحب کے دعوؤں پر ایمان نہ لائے ہوں۔ لیکن دوسرا گروہ صاف صاف کہتا تھا کہ جو لوگ مرزا صاحب پر ایمان نہ لائیں وہ قطعی کافر ہیں: ان لله وانا الیہ راجعون۔ آخری جماعت کے رئیس صاحبزادہ بشیر الدین محمود ہیں۔ اس گروہ نے انہی کو اب خلیفہ قرار دیا ہے، مگر پہلا گروہ تسلیم نہیں کرتا۔

مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے اس بارے میں جو تحریر شائع کی ہے، اور جس عجیب و غریب جرأت اور دلوری کے ساتھ قادیان میں رہ کر اظہار رائے کیا ہے جہاں زیادہ تر پہلے گروہ کے رؤسا ہیں، وہ فی الحقیقہ ایک ایسا واقعہ ہے جو ہمیشہ اس سال کا ایک یادگار واقعہ سمجھا جائیگا!

اس جماعت کا بیان ہے کہ انکی تعداد کم از کم تین لاکھ ہے، لیکن مسلمانان عالم کی تعداد آج چالیس کروڑ تک اندازہ کی گئی ہے۔

پس اگر غیر احمدیوں کو کافر سمجھ لیا جائے تو اس نگی مردم شماری کی بنا پر چالیس کروڑ میں سے انتالیس کروڑ ستائیس لاکھ کی تعداد نکال دینی پڑیگی۔ پھر افسوس آس دین الہی پر جس کا درخت خدا نے لگایا، پر آج اسکی شاخوں میں صرف تین ہی لاکھ پھل باقی رہ گئے ہیں!!

اطلاع دیجیاجی تھی، جس سے ہمارے دعوے کی تصدیق ہوتی ہے۔ (حکیم۔ لب۔ واقعات) ثابت ہوتا ہے کہ ناظم صاحب نے لڑکونکو بیہودہ کہا اور نکل جانیکا حکم دیا۔ ہم نے اپنی عرضداشت میں لکھا ہے کہ ناظم صاحب سخت کلامی کرتے ہیں اور ان سے اشتعال پیدا ہوتا ہے، اس سے اسکی تصدیق ہوتی ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ لڑکونکو ناظم صاحب کے پاس جانیکا کیا حق تھا؟ یہ اونکو ناگوار ہوا ہوگا اور اسکو انہوں نے درخواست پر حکم لکھوانیکا جبری طریقہ سمجھا ہوگا، لیکن اسکی وجہ یہ تھی کہ مہتمم صاحب نے اپنی رائے میں لکھ دیا تھا کہ میرے نزدیک ناظم صاحب کی خدمت میں اس درخواست کا پیش ہونا مناسب نہیں، اسلیے اندراب مہتمم کے توسط کا سہارا نہیں رہا، اور وہ بذات خود مجبوراً ناظم صاحب کی خدمت میں درخواست لیکر گئے۔ (۷) مولوی محمد حسن نے ناظم صاحب کی خدمت میں جو درخواست ۵ - مارچ کو بتوسط مہتمم صاحب دی، اسکو مہتمم صاحب نے ۷ - مارچ کو بھیجا جب کہ اسٹرائک ہو چکی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ درخواست کو دبا لینا چاہتے تھے، لیکن بعد اسٹرائک اسلیے بھیج دی کہ ان پر یہ الزام نہ آنے پائے۔ طلباء نے اسی بنا پر زور دیا کہ یہ درخواست دبا ئی نہ جا سکے۔

(۷) مہتمم صاحب نے اپنی رپورٹ کا یہ فقرہ نقل کیا ہے: ”اس کا (محمد حسن کا) طرز عمل جمیع اساتذہ کیلیے باعث توہین و ہتک ہے“ لیکن اگر مولوی محمد حسن کا طرز عمل جمیع اساتذہ کو ناگوار ہوتا تو وہ انکے داخل کرنیکی سفارش کیوں کرتے؟ حالانکہ متعدد مدرسین نے انکی سفارش کی تھی اگر جمیع اساتذہ سے صرف انگریزی اسٹاف مراد ہے تو کیا اسکے پلے بھی مولوی محمد حسن کے طرز عمل کی کسی ماسٹر نے شکایت کی تھی؟

(۹) ہم نے بیان کیا ہے کہ ہم نے مسجد کانپور کے فیصلہ سننے کیلیے وہاں جانیکی یا مسٹر محمد علی کے استقبال کی کوئی خواہش نہیں کی، اسلیے اسکے ممانعت کا آدرا بلا وجہ تھا، لیکن با اس ہمہ اخبار آئی، قی، ٹی کو یہ اطلاع دی گئی کہ ہم نے یہ اسٹرائک اس بنا پر کی ہے کہ ہمارے پولیٹیکل شرکت سے روکا گیا تھا! اس سے صرف یہ مقصود ہے کہ ہمارے مطالبات کی بے وقعتی ثابت کی جائے اور ہماری نسبت سرکاری حکام کے خیالات سیاسی سوء ظن کی بنا پر خراب ہو جائیں۔

(۱۰) مدرسین کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جب اسٹرائک کے بعد سمجھائے آئے تو طلباء نے انکے ساتھ گستاخی کی، مگر اسکے متعلق امور ذیل کا لحاظ رکھنا چاہیے:

(۱) مدرسین نے عین حالت ہیجان میں طلباء کو بغیر کسی ہمدردی کے سمجھانا شروع کیا تھا، ایسی حالت میں اگر کسی طالب العلم نے انکے ادب کا خاصی لحاظ نہ کیا ہو تو اسکو معذور رہا جا سکتا ہے۔

(۲) مدرسین نے ظاہر کیا تھا کہ ہم بطور خود سمجھانیکے لیے آئے ہیں، حالانکہ انکو پرنسپل نے بھیجا تھا۔ اس بیان کی وجہ سے طلباء پر انکا اثر اچھا نہیں پڑ سکتا تھا۔

(۳) مدرسین نے کہا تھا کہ تعلیم جاری کردو تمام شکایتیں رفع کر دیجائیگی، لیکن وہ اسکے ذمہ دار نہ تھے، اسلیے طلباء نے اسکو قابل التفات نہ سمجھا۔

(۴) مہتمم صاحب نے مدرسین سے بجبر ایسی سخت رپورٹ لکھوائی ہے اور دستخط دینے کیلئے مجبور کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اسکے یہ معنی ہیں کہ تم بھی طلباء کے ساتھ شریک ہو۔

(۵) مہتمم صاحب نے بعض مدرسین پر بھی شرکت اسٹرائک کا الزام لگایا تھا، اسلیے انہوں نے اپنی برات کیلیے اس رپورٹ پر

الہلال

۲۷ ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری

مدا بہ صبرا !!

مسئلہ قیام الہلال کا آخری فیصلہ

(۲)

پہلو بشکافید و بہ بینید دلم را
تا چند بگویم کہ چنانست چنان نیست !

گذشتہ اشاعت کے مقالہ افتتاحیہ میں مختصراً اپنے حالات و افکار کی سرگذشت لکھ چکا ہوں اور بعض اُن اسباب کی تفصیل کی ہے جنکی وجہ سے اب تک الہلال کے مالی مسئلہ کی طرف سے بالکل خاموشی اختیار کی گئی۔ حتیٰ کہ کبھی اسکے نقصانات کا بھی تفصیل کے ساتھ تذکرہ نہیں کیا گیا، اور دنیا میں جسقدر متعارف رسائل و ذرائع اس طرح کے کاموں کو فروغ دینے کے ہیں، اُن میں سے کسی ایک ذریعہ کو بھی اختیار نہیں کیا۔

لیکن فی الحقیقت اس خاموشی اور استغناء کا سبب صرف یہی نہیں ہو سکتا۔ یہ سچ ہے کہ ایک انسان بہتر سے بہتر اور اہل العزم سے اہل العزم ارادے کر سکتا ہے، لیکن وہ اپنے ارادوں کی کشتی کو کنارے تک لے جائے پر قادر نہیں، اور اس بارے میں وہ عالم خلقت کا سب سے زیادہ کمزور جانور ہے۔ وہ موجیں جو باہر کی مشکلات سے اٹھتی ہیں اور پھر ہمارے اندر کے اٹھنے والے طوفانوں میں ملجاتی ہیں، اُنکے آگے صبر اور ارادوں کے بڑے بڑے پہاڑ بھی قلم نہیں رہ سکتے، اور جلب نفع اور دفع ضرر کی طبیعی خواہش کا بھرپور دماغ کی بنیادی ہرٹی عمارتوں کیلئے بڑا ہی خوفناک ہوتا ہے۔

پھر یہ بھی ہے کہ انسانوں کی اعانت سے بے پروا ہو جانے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آزادانہ وسائل ترقی و فلاح کے اختیار کرنے سے بھی آدمی دست بردار ہو جائے۔ ایک شخص سب سے بے پروا و مستغنی رہ کر بھی اپنے کاموں کو اعلیٰ قسم کے تجارتی وسائل سے فروغ دے سکتا ہے۔ لیکن غور فرمائیے کہ الہلال نے ایسا بھی تو نہیں کیا؟ نہ تو کبھی بڑے بڑے اشتہارات دیے گئے، نہ دورہ کرنے کیلئے ایجنٹ بھیجے گئے، نہ تمام شہروں میں ایجنسیاں قائم کرنے کیلئے خاص طور پر کوششیں کیں، نہ اشتہارات حاصل کرنے کیلئے بکثرت خط و کتابت کی گئی، نہ پرائیوٹ خطوں کے ذریعہ خریداروں کو ترسیع اشاعت پر ترغیب دلائی، حتیٰ کہ شاید ہی کسی مقبول عام قلم میں اسدرجہ اغماض اور پہلو تہی کی گئی ہوگی، جیسی کہ الہلال کیلئے برابر ہوتی رہی ہے۔ مثلاً ذرا سی بیجا شکایت پر خریداروں کو قیمت واپس بھیج دی گئی۔ بسا اوقات دفتر کے کسی شخص کی غفلت سے ایسا ہوا کہ تین تین چار چار بار کسی نے خریداری کی درخواست دی، اور اس سے قیمت وصول نہیں کی گئی۔ یہاں تک کہ اس نے رجسٹرڈ خطوط بھیجے اور ارجنٹ نار کے ذریعہ توجہ دلائی !

لوگ چونکہ میری طبیعت سے واقف نہیں ہیں اور عام حالات کے خرگرو ہیں، اسلئے سفر میں اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ہر روز دو چار شخص مجھ سے فرمایش کر دیتے ہیں کہ ہمارے نام اخبار جاری کر دیجیے گا، اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے مجھ پر احسان کیا، حالانکہ مجھے اس سے استقدر تکلیف ہوتی ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔ میں کچھ الہلال کا ایجنٹ نہیں ہوں کہ اسکی خریداری کی درخواست مجھے دیکر خوش کیا جائے۔ یہ امور دفتر کے منتظمین سے متعلق ہیں اور جسکو خواہش ہو وہ ایک پیسے کا کاڑہ بھیج کر اخبار منگوا سکتا ہے۔ بہر حال کئی سو اشخاص ایسے ہیں جنہوں نے مجھ سے زبانی کہا، اور میں نے اس غلطی کا یوں کفارہ کیا کہ کبھی انکے نام اخبار جاری نہ کر دیا :

ہمارا بھی تو آخر زور چلنا ہے گریباں پر !

اسی طرح بے شمار واقعات ہیں جنکو بیان کیا جائے تو لوگوں کو نہایت تعجب و تعذیر ہو۔ پس ان تمام حالات کا سبب اصلی صرف ایک ارادہ ہی نہیں ہو سکتا جو کسی کمزور انسانی دماغ کے اندر پیدا ہوا ہو۔

* * *

اصل یہ ہے کہ اسکا سبب نہ تو محض کوئی الہامی ارادہ ہے اور نہ کوئی نا دانستہ غفلت، نہ تو اس کے اندر انسانی ارادہ کا کوئی شرف ہے اور نہ محض ارادے کے استقلال کا کوئی جوہر، وہ نہایت ہی ادنیٰ قسم کا انسانی عمل ہے جو ایک عاجز و درماندہ بندہ کر سکتا ہے، اور ایک بہت ہی معمولی درجے کا اعتماد ہے جو ہر ایسی روح کو ہونا چاہیے جو اپنے نئیں ایمان اور یقین کے دروازے پر گرا دے۔

میرا اشارہ اُس یقین قلبی اور ایمان روحی کی طرف ہے، جو ہر صدائے حق اور دعوتِ صداقت کی کامیابی اور فتح و نصرت کیلئے ابتداء کے کارے اس عاجز نو دیا گیا ہے، اور جس کے ذکر کو آغاز اشاعت الہلال سے اس وقت تک اتنی مرتبہ دہرا چکا ہوں کہ بہت سے لوگ شاید سننے سننے اُکٹا گئے ہونگے، مگر کچھ ایسا ہر اُن اہل دل و جوش اور ہر دم بھڑانے والی آگ اپنے دل میں پاتا ہوں کہ کسی طرح بھی اسکے بار بار کہنے سے مجھے سیری نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ جی چاہتا ہے کہ اگر بن پڑے تو تمام باتوں اور تذکروں کو یک قلم چھوڑ دوں، دیوانوں اور پاکلوں کی طرح شہروں کی گلیوں اور بازاروں میں نکل جاؤں، اور اپنے خدائے قدوس کی اس شان صدق نواز کا کیت گاؤں کہ وہ کیسا سچاؤں کا مالک اور راست بازوں کا پروردگار ہے، اور اس کے سوا کون ہر طرح کی عاجزوں اور ہر طرح کی چاہتوں اور معجزوں کا مستحق ہو سکتا ہے، جو سچائی کی صداؤں کو اپنے پیادوں کی طرح ہمیشہ پالتا، اور اپنی صداقت کی طرف بسلانے والوں کے ساتھ دستوں اور یاروں کی طرح ہمیشہ وفاداری کرتا ہے !! سبحو قدوس، ربنا رب الملائکۃ والروح !!

* * *

سورج ہر روز مشرق کی جانب سے نکلتا دکھائی دیتا ہے، اور رات جب آتی ہے، تو وہ پچھم کی طرف دُوب جاتا ہے۔ پانی کی خاصیت ہے کہ ہر بوجھل شے آسمیں دُوب جاتی ہے، اور آگ کا قلم یہی ہے کہ وہ گرم کرتی اور جلا دیتی ہے۔ ہر شخص دنیا میں ان مشاہداتِ طبیعۃ اور قوانینِ فطرۃ کو دیکھتا ہے، اور ایک بچہ بھی اس پر اسی طرح عملاً اعتقاد رکھتا ہے، جیسا کہ ایک حکیم عملاً اور حکماً۔

یقین کر کہ تمہیک اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ محکم اور غیر متغیر یقین کے ساتھ میں بھی دیکھتا اور جانتا ہوں کہ سچائی نکلتی ہے، اور اپنے کاموں کو ایک یکساں قانونِ فطرۃ کی طرح ہمیشہ انجام دیتی ہے۔ جس طرح آگ کا خاصہ ہے کہ وہ جب تک آگ ہے

بندوں سے کلام کرتا اور اپنی مقدس شریعتوں کو بھیج رہا ہے تو میں کیا کرتا اگر ایسا نہ کرتا؟ اور اگر میں نے ایسا کیا تو یہ ایک ایسا کام تھا جو ایک بچہ بھی کرتا، اور ایک نادان سے نادان انسان بھی اس کے لیے شہادت دیتا۔

ہاں، کلام اسی کا تھا، وہ سچ تھا، اسکا وعدہ بھی سچ ہے، اور اعتماد کیلئے اس سے بڑھکر کوئی نہیں، پس مجھے کیا پڑی تھی کہ اپنے تئیں تاجروں کی طرح گرفتار غم رکھتا، اور مزدوروں کی طرح محنت و مشقت اٹھاتا جبکہ کام کرنے والا خود ہی اپنے کاموں کو انجام دے دیا؟

* * *

الحمد لله کہ میرے اعتماد نے مجھے دھوکا نہیں دیا، اور اگر اعتماد کا یہ ایک ہی دروازہ بند ہو جائے تو پھر آسمانوں اور زمینوں میں انسان کیلئے کوئی جگہ اعتماد کی نہ رہے۔ مشیت الہیہ اسی کی مقتضی ہوئی کہ الہلال نکلے اور جو کچھ اسے کرنا ہے وہ کرے۔ پس وہ نکلا اور ایک بے پروا اور بے فکر روح کی طرح اپنے کاموں کو انجام دیتا رہا۔ نہ تو اس نے کسی سے مدد چاہی اور نہ کسی کی مدد قبول کی۔ نہ تو کاروبار کی طرح کبھی اپنے لیے فکر و جستجو کی، اور نہ کبھی انسانوں کے آگے عاجزی کا سوال کیا، اور نہ ہی کبھی ان کے شکر کا ترانہ گایا۔ یہاں تک کہ اقل قلیل مدت کے اندر جو اس طرح کے کاموں کیلئے ایک نہایت ناقابل ذکر مہلت ہے، اسکا بیج پھوٹا اور اسکی شاخیں اسقدر دور پھیل گئیں کہ ان کے خیال سے تعجب اور ان کے ذکر سے حیرانی پیدا ہوتی ہے۔ اس نے دنیا میں قدم رکھنے کے وقت ایک دعا مانگی تھی، اور نہ تو وہ اپنے حریفوں سے ہراساں تھا اور نہ اپنے نقصانوں اور مشکلوں سے متفکر تھا، بلکہ صرف اپنی اس دعا کے نتائج کا منتظر تھا۔ اس نے خدا سے مہلت مانگی تھی کہ اپنے بعض مقاصد کو اپنے سامنے دیکھ لے، اور اگر وہ سچی باتوں کی طرف دعوت دینے والا ہے تو کامیابی سے پہلے ہلاک نہ ہو۔ پس دعا قبول ہوئی اور اسے ہلاکت کی جگہ زندگی کا پہل ملا: ذالک بان اللہ هو الحق، وان ما يدعون من دونه الباطل، وان اللہ هو العلیٰ البیرا (۳۱: ۳۰)

* * *

بس اب دیکھتا ہوں تو الہلال اپنا کام پورا کرچکا ہے اور اپنے ”بعض مقاصد“ کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہے۔ میں اسکی تفصیل نہیں کرونگا، مگر صرف اتنا اشارہ کرونگا کہ وہ اصلی کام نہ تھا بلکہ کام کی پکار تھی، تا لڑکے متوجہ ہوں اور راستہ صاف ہو۔ وہ لوگوں کی غفلت کو دور کرنا چاہتا تھا، اور ان کے دلوں میں ان پرانی امیدوں کو زندہ کرنا چاہتا تھا جو ان سے بھلا دی گئی تھیں۔ وہ صرف ”دعوت“ تھی، جو لوگوں کے اندر ایک نئی آرزو پیدا کرنا چاہتی تھی، اور اپنی ملت کی حسیات اور جذبات میں خدا پرستی کی لگن اور دین الہی کی محبت اور اطاعت کا شوق دیکھنا چاہتی تھی۔ وہ عمارت نہ تھی بلکہ اس کے لیے داغ پیل تھی، اور آفتاب مقصود نہ تھا بلکہ صبح صادق کی روشنی تھی جس کے بعد روشنی کو بڑھتے بڑھتے بالکل آجالا ہر جانا چاہیے: یقلب اللہ اللیل والنہار، ان فی ذالک لعبرة لاولی الابصار۔ (۲۴: ۳۵)

* * *

الحمد لله کہ تائید الہی سے یہ سب کچھ ہوچکا ہے، اور الہلال کا کام اپنی ”پہلی منزل دعوت“ سے گذر چکا ہے۔ اب اس کے بعد ”دوسری منزلیں“ ہیں اور انکی راہ پہلی منزل کی راہ سے مختلف ہے۔ اگر اس کے بعد بھی الہلال قائم رہے، اور بیداری کو محکم اور طلب

اس وقت تک ضرور ہی جلا لیگی۔ بالکل اسی طرح میں سچائی کے اس خاصہ کو بھی دیکھتا ہوں کہ وہ جب تک سچائی ہے، اس وقت تک ضرور ہی کامیاب ہوگی۔ اگر دنیا کے تمام شہنشاہ جمع ہوکر کوشش کریں، اگر دنیا کی تمام فوجیں لڑنے کیلئے اکٹھی ہو جائیں، اگر خزانے راستوں میں بچھا دیے جائیں، اور دنیا کے ہر بسنے والے کے ہاتھ میں تلوار دیدی جائے، اور پھر یہ سب کچھ کرے تم چاہو کہ ایک دن، ایک گھنٹے، ایک لمحہ کیلئے بھی آگ اپنا خاصہ چہرہ دے، تو کیا ایسا ہو سکے گا؟ اگر نہیں ہو سکیگا تو یقین کر دو کہ ایسا ہی مجھے بھی یقین دیا گیا ہے کہ اگر دنیا کی تمام دماغی اور مادی قوتیں اکٹھی ہوکر سچائی کے کاموں کو ناکام کرنا چاہیں، جب بھی ایک ساعت، ایک لمحہ، بلکہ ایک لمحہ کے دسویں حصے کیلئے بھی اسکا الہی خاصہ اس سے الگ نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی اسی خدا کا ایک قانون ہے جس نے آگ کو گرمی اور پانی کو برودت بخشی ہے: ولن تجد لسنة الله تحویلا!

* * *

پس چونکہ الہلال کوئی تجارتی دفتر نہ تھا جو عام کاروباری اصولوں پر قائم کیا گیا ہو، بلکہ ایمان باللہ اور عمل بالاسلام کی ایک دعوت دینی تھی جو چند مقاصد کو اپنے سامنے رکھتی تھی، اور خدا کے حکموں اور حکموں کے پیغام ہرور کے طریقے کے ماتحت قوم کو انکی طرف بلاتی تھی، اسلئے مجھے اسکی طرف سے ایک پیغام پورا دل اور ایک بے خوف روح دی گئی، اور مجھے پورا اطمینان ہو گیا کہ اگر یہ بیج کھوٹ اور نقص سے خالی ہے، تو بغیر پھل پیدا کیے اور سرسبز و تنور ہوئے نہیں رہیگا۔

والبلد الطیب یخرج نباته باذن ربہ، والذی عمدہ ہے تو اس کے پروردگار کے حکم سے خبیث لا یخرج الا نکدا۔ اسکی پیدوار بھی عمدہ ہی نکلتی کذالک نصرف الایات ہے۔ اور جو زمین ناقص اور خراب ہے لقوم یشکرون (۵۵: ۱۷) اسکی پیدوار بھی ناقص ہوتی ہے۔ یہ دراصل ایک مثال ہے اور اسی طرح ہم اپنی حکمت کی نشانیاں ان لوگوں کیلئے مثالوں میں بیان کرتے ہیں جو فضل الہی کا شکر ادا کرنے والے ہیں۔

* * *

اگر تجارت کی دکان ہوتی تو میں تاجروں کی طرح کام کرتا، اگر کاروباری معاملات ہوتے تو میں اپنے کام کے فروغ و ترقی کیلئے ہر خریدار کے آگے منت کرتا، اگر میری معاش ہوتی تو مجھے اس کے بڑھنے سے خوشی اور گھٹنے سے دکھ پہنچتا، اور اگر میری محنت اس کے لیے سبب اور میری قوت دھرب اس کے لیے وسیلہ ہوتی تو میں خدا کا نافرمان ہوتا اگر ایسا نہ کرتا، لیکن جبکہ میں چیخ چیخ کر کہتا تھا کہ اسکی سچائی کی دعوت اور اس کے دین میں کی پکار ہے، اور جبکہ مجھے یقین تھا کہ ایسا کہنے میں میں غلطی پر نہیں ہوں اور جو لچہ کہہ رہا ہوں صرف اسی میں سچ ہے، تو پھر میں دیوتا نہ تھا کہ ہشیاروں کی طرح اعتماد نہ کرتا، اور بے ہوش نہ تھا کہ ہوش والوں کی طرح اس کے وعدے کو نہ سمجھتا۔ دنیا میں ایک شخص چند روپیوں کی تنخواہ دیکر کسی انسان کو اپنا کام سپرد دیتا ہے، اور پھر بے پروا ہو جاتا ہے کہ خود مجھے فکر کرنے اور فکر میں گھلنے کی ضرورت نہیں۔ پس اگر انسانوں کے اعتماد پر ایک انسان بے فکر ہونا جانتا ہے تو کیا مجھے خدا پر اعتماد کرنے بے لڑ بے پروا ہونا نہیں آتا تھا؟ جبکہ کام اسی کا تھا، اور جبکہ کے وعدوں کا اس وقت سے اعلان ہو رہا ہے، جس وقت سے کہ وہ

کر ہی نہیں سکتے۔ اسلیے یہ لا حاصل ہوگا اگر میں کہوں کہ اُسکی قیمت بارہ روپیہ سالانہ ہوتی جب بھی وہ اسقدر ارزاں تھا کہ اس سے زیادہ ارزانی ممکن نہیں۔

اسکے مالی مسئلہ کی درستگی کی پہلی صورت یہ ہے کہ آئندہ سے اسکی قیمت بڑھا دی جائے۔ چنانچہ اس کیلئے معارین الہلال کا بڑا حصہ بالکل طیار ہے، اور بغیر اس عاجز کی تحریک اور خواہش کے صدھا بزرگوں نے خود بخود لکھا ہے کہ قیمت پندرہ روپیہ یا اقل بارہ روپیہ کر دی جائے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرے لیے الہلال کی قیمت کی زیادتی کا خیال نہایت تکلیف دہ ہے اور جو چیز لوگوں کو مفت دینی تھی، اسکی قیمت کو دوسرے ملکوں کی نظیر میں زیادہ کرنا کسی طرح گوارا نہیں ہو سکتا۔ میری کوشش ہمیشہ یہی رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح قیمت کم کی جائے، زیادہ تر کسی حالت میں نہ ہونی چاہیے۔

پس یہ صورت تو سردست بھلا ہی دی جائے۔ اسکے بعد الہلال کی توسیع اشاعت کا سوال آتا ہے۔ اگر الہلال کو آئندہ بحالت موجودہ قائم رکھنا ہے تو بس اسی صورت کو حل کرنا چاہیے۔ میں نے مصارف کیلئے ایک نیا بجٹ قرار دیا ہے اور حتی الامکان پوری سعی کی ہے کہ کم سے کم خرچ سے آئندہ الہلال نکل سکے۔ پس اگر ہم کوشش کر کے

الہلال کیلئے دو ہزار نئے خریدار پیدا کر سکیں جو آٹھ روپیہ سالانہ قید

ادا کریں تو اسکے بعد یقیناً الہلال کا مالی

مسئلہ بغیر قید کے برہائے حل

ہو جائیگا، اور صرف یہی نہیں کہ وہ

قائم رہیگا بلکہ اسکے ہر صیغے میں کافی

اور ترقی ہو جائیگی۔

سردست یہی حل الہلال کے مالی مسئلہ کے عقدہ مشکل کا ہے اور چونکہ اسکی قیمت بہت کم اور مصارف نہایت زیادہ ہیں اسلیے موجودہ تعداد اشاعت میں اسکے نقصانات آئندہ کسی طرح برداشت نہیں ہو سکتے۔ میں ان تمام بزرگوں اور دوستوں کے سامنے جو الہلال کو آئندہ بھی اسی حالت میں بلکہ اس سے بہتر حالت میں دیکھنے کی خواہش رکھتے ہیں، آخری مرتبہ اس حل کو پیش کر دیتا ہوں۔ اگر خدا کی مرضی ہوگی اور نئے خریداروں کی فراہمی کیلئے کوشش کی گئی تو میں الہلال کو موجودہ حالت سے بہتر حالت میں جاری رکھوںگا، اور اگر ایسا نہ ہو تو نہ تو کسی کی شکایت ہے اور نہ کسی کیلئے گلہ۔ نہ تو انسانوں پر اعتماد ہے اور نہ انکی ترجہ کی آرزو۔ میں اپنا ”پہلا کام“ کرچکا ہوں اور اب میرے لیے زیادہ تر خاموش کاموں کی ”دوسری منزلیں“ آنے والی ہیں۔ پس میں صرف انہی کاموں میں مشغول ہو جائیگا۔ میرے پاس ایک ہی زندگی ہے اور میں نے بہت چاہا لیکن ایک زندگی بہت سے کاموں کیلئے طیار نہوسکی اور اب تک جو کچھ ہوا یہ بعض اللہ کا ایک مخصوص فضل تھا:

خوش ست انسانہ درد جدائی مختصر غالب
بمعشر می توں گفت آنچه در دل ماندہ است امشب!

و جستجو کو پائدار بنانے کا وسیلہ ثابت ہو تو یہ اس کریم و حکیم کا مزید لطف و احسان ہے، اور اسکا قاعدہ یہی ہے کہ شکر نعمت سے اسکا لطف ہمیشہ بڑھتا، اور عاجزیوں اور التجاؤں سے درگنا ہوتا ہے۔
واللہ شکرتم لازیدنکم، واللہ کفرتم، ان عذابہ لشدید! یہی سبب ہے کہ گذشتہ فاتحہ جلد جدید میں اس عاجز نے اس دعا کو دہرایا اور یاد دلایا اور پھر بہت سے بیانات کاروبار دعوت کے ظہور و تکمیل کے متعلق حوالہ قلم ہوئے کہ ان سے مقصود دراصل پہلی منزل کا تک پہنچنے کا اعلان تھا: نسبح بحمد ربک واستغفرہ، انہ کان توابا۔

* * *

پس اب چونکہ الہلال اپنے مقصد کو پورا کر چکا ہے اور اپنی ”پہلی منزل“ سے گذر چکا ہے، اور خود اس نے اپنے کاروبار کی جو مدت قرار دی تھی، وہ الحمد للہ کہ صرف اسکی التجا اور خفہ ایزہ برحق کی قبولیت سے بلا منت غیرے پوری ہو چکی ہے۔ اسلیے وقت آگیا ہے کہ احباب و مخلصین اور مومنین مقتدین کے آگے الہلال کے آئندہ قائم رکھنے کے مسئلہ کو چند لفظوں میں صرف ایک بار پیش کر دیا جائے، تاکہ جو لوگ اسکی محبت اپنے اندر رکھتے ہیں اور اسکے کاموں کو ملک و ملت کیلئے ضروری اور مفید یقین کرتے ہیں، صرف وہی لوگ اسپر غور کریں، اور ایک قطعی فیصلہ کرنے میں میرے ساتھ شریک ہو جائیں۔ خواہ اسے تکبر سمجھا جائے یا غرور بیجا، لیکن میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب بھی نہ تو کسی سے التجا ہے اور نہ کسی کے آگے سوال، نہ کسی پر بار ڈالنا مقصود ہے اور نہ کسی کیلئے بار خاطر بننا گوارا، میں تن قنہا بغیر دولت و ثروت، بقدر حصول اعانت، بغیر استمداد و استعانت اشخاص و جماعت، تمام مشکلوں کو برداشت کر کے اور تمام موانع و مصائب سے بے پروا رہے، محض نصرت الہی سے اپنا ”پہلا کام“ پورا کر چکا ہوں، اور اب میرے آگے ”دوسری منزلیں“ موجود ہیں اور انکے لیے ”الہلال“ کی اشاعت کا محتاج نہیں ہوں۔ الہلال کے مالی نقصانات اگرچہ انتہائی حد تک پہنچ گئے ہیں اور مجھے تن تنہا رہنے کی وجہ سے اتنی محنت کرنی پڑی ہے کہ میری محنت نے جواب دیدیا ہے اور میری آنکھوں کی بصارت یکا یک ضعیف سے ضعیف تر ہو گئی ہے۔ اس سے بھی زیادہ یہ کہ میں اب متصل چند گھنٹے کام کرتا ہوں تو سر میں درد شروع ہو جاتا ہے اور رات کو جاگ کر کم کرنے کی میری محبوب و لذیذ عادت مجھے مفارقت چاہرہی ہے۔ تاہم مجھے میرے خدا کا کچھ ایسا فضل و کرم ہے کہ اگر الہلال کا کام نا تمام رہا ہوتا اور مجھے میری ”پہلی منزل“ دکھائی نہ دیتی، تو اب بھی پوری خاموشی کے ساتھ برسوں کام کرتا رہتا اور کبھی بھی ان سرگذشتوں کے پڑھنے کی تمہیں تکلیف نہ دیتا۔ کیونکہ خدا حکیم و قدیر ہے اور اسکا فضل اور اسکی ربوبیت ہمارے تمہارے اندازے سے بہت زیادہ ہے: وان نعذرا

نعمۃ اللہ لا تحصرہا!

* * *

لیکن چونکہ ”پہلا کام“ ہو چکا ہے اسلیے میں مجبور نہیں کہ الہلال کو موجودہ حالت میں جاری رکھوں۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے سی فیصلے سے پہلے اپنے دوستوں کو فیصلہ کرنے کی صرف ایک بار دعوت

دیتا ہوں:

فان کنت لا تدیری فقلک مصیبة

وان کنت تدیری فالمصیبة اعظم!

(خلاصہ مطالب)

الہلال اپنے اہتمام و انتظام کے لحاظ سے اردو پریس میں بالکل ایک غلی چیز ہے، اور پوری مشکل یہ ہے کہ آپ اسکے مصارف کا اندازہ

درسِ سلامیہ

ذی قعدة العار

ماضی و حال

(۷)

ات بع ۱۸ الہ ات

(کتب خانہ)

اس سلسلے میں ایک قابل ذکر شے آررہنگی ہے۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی علمی حیثیت کچھ بھی نہوتی اگر علوم اسلامیہ و عربیہ کا ایک عمدہ ذخیرہ اسکی ملکیت میں نہوتا۔ بعض ارباب خیر نے شاہجہانپور آررہنگہ وغیرہ کے اجلاس میں کتابیں وقف کیں لیکن ان میں زیادہ تر عام مطبوعات اور متداول کتب کا ذخیرہ تھا۔ غالباً سنہ ۱۹۰۶ء میں مولانا شبلی نے ندوہ کے متعلق ایک عظیم الشان کتب خانہ قائم کرنے کی تحریک کی اور سب سے پہلے اپنا پورا کتب خانہ جو ایک عمدہ منتخب ذخیرہ علوم اسلامیہ و مشرقیہ کا تھا، ندوہ کو دیدیا۔

اسکے بعد انہوں نے نواب سید علی حسن خاں صاحب کو آمادہ کیا کہ وہ اپنا کتب خانہ بھی ندوہ کیلئے وقف کر دیں۔ انکے پاس انکے والد مرحوم نواب صدیق حسن خاں صاحب کے کتب خانہ کا بڑا حصہ محفوظ تھا اور مطبوعات کے علاوہ بہت سی نادر قلمی کتابیں بھی تھیں، مثلاً متاخرین المئۃ حدیث یمن کی تصنیفات جو نواب صاحب مرحوم نے خاص کوشش سے حاصل کی تھیں۔ از انجملہ امام شروانی اور امیر اسماعیل یمانی رحمۃ اللہ علیہما کی اکثر غیر مطبوعہ کتابیں ہیں کہ انکا حاصل کرنا اب بہت دشوار ہے۔ امام شروانی کی تفسیر فتح القدیر تفسیر بالعیدیت کا ایک بہترین مجموعہ ہے۔ اور اسکا مکمل نسخہ اسمیں موجود ہے۔

چنانچہ نواب صاحب نے اپنا کتب خانہ بھی بعض شرائط کے ساتھ اسمیں شامل کر دیا۔ اسی طرح مولوی سید حسین بلگرامی نے بھی اپنی تمام کتابیں بھجوا دیں۔ اور یہ حیثیت مجموعی ایک عمدہ ذخیرہ علوم و فنون اسلامیہ و عربیہ کا ہو گیا۔

(خلاصہ مطالب)

یہ ایک اجمالی نظر تھی ان واقعات پر جو سنہ ۱۹۰۶ء سے کہ ندوہ کی نئی حیات عمل کا آغاز ہے، گذشتہ سال تک ظہور میں آئے اور یہی اس کی حیات بعد الممات اور عروج بعد از زوال کی سرگذشت ہے۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ ندوہ کے گذشتہ کاموں کی نسبت لوگوں کو ایک مکمل و مرتب معلومات حاصل ہو جائے اور وہ اندازہ کر سکیں کہ کس قدر کام ہو چکا ہے؟ یہی سبب ہے کہ موجودہ حالات کے نقائص کا تفصیلی بیان میں نے ملقمی کر دیا تھا اور چاہتا تھا کہ سب سے پہلے ندوہ کی غرض تاسیس اور گذشتہ کاموں کی مقدار بیان کر دی جائے۔

ایک معجم اور مکمل واقفیت کے بعد جو راسے قائم ہوتی ہے وہی معجم راسے ہوتی ہے۔ ندوہ اب ایسی ہی راہوں کا محتاج ہے۔

دنیا عالم اسباب ہے اور کولی فعل وجود میں آ نہیں سکتا جب تک کہ اسکے تمام اسباب جمع نہ ہو جائیں۔ پس مولانا شبلی

نے دارالعلوم کیلئے یہ جو کچھ کیا، اسکی اصلی علت صرف انہی کی کوششیں نہیں ہو سکتیں۔ یقیناً بہت سے اسباب و علل اسکے لیے فراہم ہوئے۔ لیکن اگر اس تعلیل کا مطلب یہ ہو کہ پیش نظر تذلل کو انکی طرف منسوب نہونا چاہیے تو یہ ایک ایسی سرفسٹائیت ہوگی جسکے بعد دنیا میں کولی نسبت فعل و کار جائز نہر سکے گی!

دنیا جانتی ہے کہ میں مداح نہیں بلکہ معترض ہوں۔ الحمد للہ کہ میرے اعتراف و اقرار کی گردن میرے خدائے قدوس نے بہت ہی متکبر بنالی ہے، اور مجھے انسانوں کے آگے جھکنے کا سبق نہیں ملا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میرے لیے انسانوں کی تعریف سے بڑھکر کولی بھی مکررہ و غیر مطبوع کلم نہیں ہوتا۔ اگر میں ایسا کرنا چاہوں بھی تو خود میرا دل مجھے ملامت کرنے لگتا ہے، اور میرا ضمیر کچھ اسطرح خود بخود معجرب ہو جاتا ہے کہ اُس سے کوئی بڑا ہی شرمناک جرم سرزد ہو رہا ہے! و ذلک فضل اللہ یوتیہ من شاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ غیور و الالعزم عرفی نے میری زبانی کہا ہے:

قصیدہ کارہرس پیشگل بود عرفی

تواز وظیفہ عشقی وظیفہ ات غزل ست!

لیکن باایں ہمہ میں پورے اطمینان اور کامل راحت ضمیر کے ساتھ مولانا شبلی کی ان خدمات کا اعتراف کرتا ہوں جو انہوں نے ندوۃ العلماء کیلئے انجام دیں اور تسلیم کرتا ہوں کہ ان کاموں میں ایک بڑا ہی قیمتی جوہر ایثار نفس کا تھا جو آجکل بہت کم یاب ہے۔

مجھے مولانا شبلی کی کمزوریاں بھی معلوم ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ انمیں کیا خوریاں ہیں اور اسکے ساتھ ہی کیا اوصاف نہیں ہیں جنکے لیے انہیں متاسف ہونا چاہیے۔ میں ندوہ کے متعلق آخری مباحث میں بتلاؤنگا کہ دارالعلوم کیلئے انکا رجوع کن کن امور میں رحمت الہی تھا، کن کن امور میں بے سود، اور وہ کونسی باتیں ہیں جنکی انمیں کمی تھی؟ میں اپنے اظہارات میں بے خوف ہوں، اور اللہ کے فضل سے میری حق گوئی کی چٹان اتنی بلند ہے جہاں سے اشخاص کی تمدیم و تقبیح کی باتیں چیرنٹی کے رجوع سے بھی زیادہ حقیر و صغیر نظر آتی ہیں۔ جو خدا کی صداقت کے آگے جھکنا اور حکومتوں اور گورنمنٹوں کے دبدبہ و سطوت کو ٹھکرا دینے کی توفیق کا طالب ہو، اسکے آگے چند انسانوں کی ہستیاں کے مباحث کیا چیز ہیں؟

میں حقیر گدایان عشق را کین قوم

شہان بے کمر و خسروان بے کلمہ اند!

لیکن کمزوریوں سے کولی انسان خالی نہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ ندوہ جس غرض سے قائم ہوا، جس مقصد کا اُس نے اعلان کیا، جو مقصد وہ کھو رہا تھا، جس کھوے ہوئے کو اُٹھا نے والا، اور گمنامی و فنا سے زندگی و شہرت میں لانے والا کولی نہ تھا، اسکے لیے کس کا رجوع موجب نجات ہوا، اور کس نے اپنا وقت اپنی قابلیت، اپنا دماغ، صرف کر کے پورے ایثار کے ساتھ دارالعلوم ندوہ کو موت کے منہ سے نکالا، اور موجودہ حالت تک پہنچایا؟ صداقت کا اعتراف، اسکا قدرتی حق ہے، اور دماغ و عقل مجبور ہے کہ سفید کی سفیدی کا اقرار کرے۔ پس یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ سب کچھ مولانا شبلی نے کیا، اور انکے رجوع سے ندوہ کی گذشتہ ہستی کو الگ کر کے دیکھیے تو صرف گولاکنج لکھنؤ کا ایک ویرانہ باقی رہ جاتا ہے، جسکے اندر تباہی و بربادی کی خاک اوڑھی ہے!

کیلئے نہ تھی لیکن بعد کویہ عمریت بالکل نکال دی گئی اور ایک دفعہ یہ بڑھا دی گئی کہ ندرہ کے ارکان انتظامی صرف ایک ہی گروہ سے لیے جائیں گے اور اس طرح اسکا دائرہ سمت کربالکل محدود ہو گیا۔

چھوٹی چھوٹی انجمنیں جو آج ملک میں قائم ہیں، ان کے دستور العملوں میں اس سے زیادہ وسعت و عمریت ہوگی جتنی کہ موجودہ حالت میں عظیم الشان ندرہ میں ہے!

مالک اء دارالہوم کی اسٹوائٹ

(۱۰۹۲)

ان تاریخوں میں برابر اسٹوائٹ جاری رہی - ۱۲ کی شام کو جناب خان بہادر نہال الدین صاحب و جناب مسٹر مختار حسین صاحب بیرسٹرائٹ لا و جناب مولوی نظام الدین حسن صاحب رکیل تشریف لائے۔

مگر طلباء سے چند سوالات کرنے کے بعد یہ فرما کر واپس تشریف لیگئے کہ کل بعد نماز جمعہ ہم مفصل شکایات سنیں گے طلباء نے شکریہ ادا کیا، اور بخوشی اسکو منظور کیا۔ حسب قرار داد دوسرے دن اصحاب مذکورہ بالا میں سے دو صاحب اور ڈاکٹر ناظر الدین حسن صاحب بیرسٹر تشریف لائے۔ خان بہادر کسی وجہ سے نہ آ سکے۔

طلباء نے شکریہ کے بعد اپنی شکایات زبانی ہی کہیں جنکو ان حضرات نے نہایت توجہ کے ساتھ سنا، اور ضروری نوٹ بھی کیے۔ بعد کو بطور مشورہ یہ فرمایا کہ آپ لوگ اپنی تعلیم کا سلسلہ بطور خود جاری رکھیں۔ بڑے درجہ کے طلباء ابتدائی درجوں کو تعلیم دیں یا کوئی اور دوسری صورت اختیار کیجیے، بہر حال مشغلہ علمی جاری رہنا چاہیے۔ اسکے بعد واپس تشریف لیگئے، ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان حضرات نے کیا رائے قائم کی۔

۱۴ کی شام کو منشی اعجاز علی صاحب رئیس کاکری جو ندرہ کے ممبر ہیں تشریف لائے، اور چند طلباء سے گفتگو کرنے کے بعد واپس گئے۔ ہمکو معلوم ہوا ہے کہ گفتگو کا طرز جانبدار سے بہت کچھ مناظرانہ رہا۔ اسکی وجہ غالباً یہ ہے کہ مسلم گزٹ کی کسی اشاعت میں انہوں نے کل طلباء دارالعلوم پر دھڑکتے لکھا تھا، جسکے متعلق ایڈیٹر مسلم گزٹ نے ایک نوٹ بھی لکھا کہ اس الزام سے طلباء دارالعلوم میں نہایت برہمی پھیلی ہے۔

ہمکو جہانتک معلوم ہوا ہے اب تک منتظمین کیطرف سے کوئی ایسا طریقہ نہیں اختیار کیا گیا جس سے یہ جوش فرو برد منتظمین کا یہ طرز عمل دیکھ کر سخت افسوس ہوتا ہے کہ بجائے اسکے کہ وہ اسکی اصلاح کی کوشش کریں اسکو اور زیادہ اہم بنا رہے ہیں، اب تمام کوشش اس بات پر صرف کی جا رہی ہے کہ اس اسٹوائٹ کو پریکٹکل ثابت کیا جائے جیسا کہ انڈین ڈیلی ٹیلی گراف سے ثابت ہوتا ہے۔

اکابرین قوم کو بہت جلد اس طرف متوجہ ہونا چاہئے ورنہ بیچارے غریب الوطن طالب علموں کو اس نا عاقبت اندیش گروہ سے بہت کچھ نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے، اسوقت طلباء کی حالت بہت نازک ہے، وہ عجیب کشمکش میں مبتلا ہیں۔

ایک نامہ نگار از لکھنؤ

ترجمہ اردو ذہنی و کبیر

قیمت حصہ اول ۲ - ریپہ - ادارہ الہلال سے طلب کیجیے۔

ہے کہ وہ اسکے کانسنٹی ٹیوشن تک کو بدل ڈال سکتی ہے۔ لیکن نہ تو اسمیں عام انتخاب کو دخل ہے، نہ اسکے ممبروں کی تعداد میں وسعت ہے، نہ اسکے لیے قابل اطمینان ضوابط و قواعد ہیں۔ کوئی شرط، کوئی مہلت، کوئی زمانہ اسکے لیے معین نہیں۔ جب کبھی دو چار انتظامی ممبروں کے نام سے ایک درخواست حاصل کر لی جاسکے یا سکریٹری اپنی کسی خاص غرض سے ایسا کرنا چاہے، فوراً چند اشخاص کی ایک مجلس منعقد کر کے ایک حکمران و فعال ما یرید کی طرح ندرہ کے تمام قوانین و ضوابط کو منسوخ کر دے سکتا ہے!

پھر صرف سکریٹری ہی تک آ کر معاملہ ختم نہیں ہو جاتا۔ نائب سکریٹری بھی اگر چاہے تو دستور العمل نے اسے پورا حق دیدیا ہے!

(شجرہ فساد کا دوسرا تخم)

یہ ظاہر ہے کہ ندرۃ العلما کا مقصد صرف ایک عربی مدرسہ قائم کرنا نہ تھا۔ وہ ایک عظیم الشان دینی تحریک تھی جو حفظ کلمۃ اسلام کیلئے تمام علماء ملت کو متفقہ و متحدہ جد و جہد کرنے کی دعوت دیتی تھی، اور ایک ایسا عام مذہبی مرکز بنا نا چاہتی تھی جو کسی خاص گروہ کے لیے مخصوص نہ ہو، بلکہ وہ تمام عظیم الشان تحریکیں جو کل مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہوں اسکے اندر انجام پا سکیں۔ یہی سبب تھا کہ اس نے ابتدا ہی سے اپنے اہم مقاصد یہ قرار دیے کہ حفظ کلمۃ توحید و خدمت اسلام کیلئے تمام علماء کا اجتماع، اور اصلاح نصاب و تعلیم قدیم۔

پلے مقصد کی بعض حلقوں سے سخت مخالفت ہوئی اور بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو گئیں۔ بعض علما نے رفع نزاع باہمی اور اتحاد علما کا یہ مطلب سمجھا کہ ندرہ اسلام کے مختلف فرقوں کے عقائد کو باہم ملا کر ایک نیا معجون مرکب بنانا چاہتا ہے اور اسکا مقصد یہ ہے کہ ہر فرقہ اپنے ان مخصوص عقائد کو ترک کر دے جنہیں وہ حق سمجھتا ہے، لیکن ندرہ نے اپنے مقصد کو زیادہ واضح کیا کہ اسکا مقصد اختلافات باہمی سے دست بردار ہونا نہیں ہے اور نہ اس طرح کا اتحاد حق پرستی اور امر بالمعروف کے ساتھ کبھی ہو سکتا ہے۔ وہ صرف یہ چاہتا ہے کہ جو امور تمام مختلف گروہوں اور جماعتوں کے مشترک معتقدات ہیں مثلاً حفظ بیضہ شریعت و دفع ہجوم منکرین اسلام، و اصلاح عموم مسلمین، و تبلیغ کلمۃ توحید و رسالت، ان مقاصد کیلئے تمام پیرروان کلمۃ شہادت متفق ہو کر اپنی قوتوں کا ایک مشترک مرکز بنائیں۔ جدید علوم مادہ نے، آری سماج کے مشنریوں نے، عالم مسیحی کے عالمگیر دینی حملوں اور متواتر کوششوں نے جو نقصان اسلام کی قوت دینی و تبلیغی کو پہنچایا ہے، اسکا اثر اسلام کے ہر فرقے پر یکساں پڑتا ہے۔ اگر کلمۃ اسلام سب کو محبوب ہے، تو اسکے لیے سب کو اپنی قوت صرف کرنی چاہیے۔

اسی طرح بہت سے مذہبی معاملات ایسے ہیں جنکا تعلق گورنمنٹ سے ہے اور انکے لیے کسی ایک فرقے کی نہیں بلکہ عموم اہل اسلام کے طرف سے صدا بلند ہوتی چاہیے۔ ندرہ صرف اسلیئے قائم ہوا ہے کہ ان مشترک مقاصد کو انجام دے۔ باقی رہے ہر گروہ کے مخصوص کم، تو انکے لیے پلے سے مختلف انجمنیں قائم ہیں اور ہر فرقہ اپنے مخصوص اعتقادات پر پوری طرح قائم رہ کر ہر طرح کے کم انجام دے سکتا ہے۔

ندره کیلئے یہ اصول ابتدا سے بمنزلۃ ایک بنیاد اور اساس کے تھا اور اسکے قدیمی دستور العمل میں کوئی قید کسی خاص گروہ

مقالہ

حقیقۃ نماز

(۳)

ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر، و انما لكبرة الا على الغافلين

(۸)

حقیقت یہ ہے کہ نماز میں سب سے بڑی مہم اطمینان قلب، حضور نفس، و خشوع طبیعت، و خضوع جوارح ہے کہ انسان اپنے تمام اعضاء اور تمام قویوں و جذبات سے خدا کی جانب متوجہ ہو جائے اور جن اغراض کے لیے نماز کی تاکید کی گئی ہے ان کو نہایت مکمل طریق پر بجالائے۔ حدیث میں ہے :

خمس صلوات افترضهن
اللہ تعالیٰ : من احسن
رضوہن و صلاہن لوقتہن
و اتم رکوعہن و خشوعہن
کان لہ علی اللہ عہد
ان یغفر لہ و من لم یفعل
فلیس لہ علی اللہ عہد
ان شاہ غفر لہ و ان شاہ
عذبہ (۱)

خدا نے پانچ نمازیں فرض ٹہرائی ہیں۔ جس نے اچھی طرح رضو کیا وقت پر نماز پڑھی اور کامل طریق پر رکوع و خشوع کے حقوق سے ادا ہوا تو اللہ کا وعدہ ہے کہ ضرور اس کی مغفرت ہوگی، لیکن جس نے ایسا نہ کیا تو کوئی وعدہ نہیں، چاہے تو اللہ اس کو بخش دے اور چاہے عذاب میں ڈالے (۱)

یہی وہ نماز ہے جسے کامل طریق پر ادا نہ ہوتے دیکھ کر ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹوکتے رہے۔ اس نے تین چار مرتبہ نماز پڑھی مگر ہر مرتبہ آنحضرت (ص) نے یہی ارشاد فرمایا : تم فصل فانک لم تصل (اٹھو اور پھر نماز پڑھو) اس لیے کہ جو نماز تم نے پڑھی ہے وہ نماز ہی نہ تھی (۲)۔

وہ نماز جو انسان میں ایک ذرہ برابر اشراق و نورانیت نہ پیدا کر سکے، وہ خواہ کسی وقت کی نماز ہو مگر اس میں صلاۃ رسطی کا درجہ کیونکر آسکتا ہے ؟ روز مرہ جو نمازیں فرض ہیں یہی صلاۃ رسطی بھی ہیں۔ شرط یہ ہے کہ ہر ایک شرط کی تکمیل پر نظر ہو، نماز کے اغراض و مقاصد ان سے حاصل ہو سکیں، قلب میں طہارت پیدا ہو، بطون میں نورانیت کا ظہور ہو، روحانیت بڑھے، نفس میں تہذیب خصال بلند ہو، اور انسان اس قابل ہو سکے کہ جب نماز پڑھے تو ملکوت السموات و الارض کے اسرار اس پر افشا ہو جائیں : لو کشف الغطاء لما ازددت یقینا (قدرت کے تمام پردے اگر کھل جائیں جب بھی میرا تیقن اس درجہ بلند ہے کہ اس میں کوئی اضافہ نہ ہو سکیگا) علمائے حقیقت لکھتے ہیں :

القلب هو الذی فی وسط
الانسان بین الروح
و الجسد فکانہ قیل :
وسط جسم میں واقع ہے۔ یہ روح اور جسم

(۱) رواہ احمد و ابو داؤد عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خمس صلوات الخ۔
(۲) رواہ البخاری و مسلم عن ابی ہریرہ و قال ان رجلا دخل المسجد و رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس الخ۔

حافظوا علی صلوۃ
الصلوات بشر الطہا
حافظوا علی معانی
الصلوات بحقائقہا بدرام
شہود القلب للرب فی
الصلاۃ و بعد ھا (۱)

میں ٹھیک درمیان کی حالت رکھنا ہے۔
گویا نماز رسطی کی محافظت کا حکم
دیتے ہوئے یہ کہا گیا کہ صورت نماز
کی محافظت کرو، شرائط نماز کی
محافظت کرو، معانی و اغراض نماز
کی محافظت کرو، حقیقت و حکمت
نماز کی محافظت کرو، اور یہ محافظت اس طرح کرو کہ نماز
میں اور نماز کے بعد ہر حالت میں قلب کو بطریق دولہ و استمرار
پروردگار عالم کا شہود حاصل رہے (۱)

رسطی وہی نماز ہوگی جو فضل و شرف میں سب پر فائق ہو۔
ایسی نماز جو دینی و دنیوی ہر قسم کی ترقیوں کی بہترین تحریک
اپنے اندر رکھتی ہو، اس کی فضیلت میں کیا کلام ہو سکتا ہے ؟
یہی نمازیں ہیں جن کو قرآن کریم کی اصطلاح میں رسطی کا لقب
دیا گیا اور انکی محافظت کی تاکید کی گئی تاکہ انسان اس طریق
پر زمانہ بھرگی نعمتوں اور برکتوں کا احاطہ کر سکے، اس کے تفوق
کی سارے عالم پر حکومت ہو۔

(۹)

اس تمام مذکور کا ما حاصل یہ ہے :

(۱) نماز اور اجزائے نماز سے محض خشوع و خضوع و طہارت
نفس مقصود ہے۔ یہ چیز ہی حاصل نہ تو وہ نماز بھی مشرکین
قریش کی نماز جیسی ہوگی جو انسان کو دوزخ میں لے جانے والی
چیز ہے۔

(۲) نماز وہی ہے جو حقیقی معنوں میں ادا کی جائے
ایسی نماز سے انسان کی ہر مشکل آسان ہو سکتی ہے۔
(۳) نماز کی حقیقت یہ ہے کہ فواحش و منکرات سے روکے
اور انسان کی زندگی کو پاک اور ستھرا بنائے، جس نماز سے
یہ خصریعت حاصل نہ ہو وہ نماز، نماز ہی نہیں ہے۔

(۴) نماز کی مواظبت سے انسان درست ہوتا ہے، خدا
کی بارگاہ میں تقرب بڑھتا ہے اور اس درجہ بڑھتا ہے کہ دنیا کی
تمام جھوٹی ہستیوں سے نظر اٹے لگتی ہیں !

(۵) وہ نماز جو ان اوصاف کی جامع ہو، شریعت کی
اصطلاح میں وہی نماز رسطی ہے۔ حدیثوں پر تدبر کرو۔ جب
کسی نماز کا وقت نہ رہا تو یہی شکایت ہوگی کہ نماز...
رہی، یعنی اب اتنی گنجائش باقی نہیں کہ تمام حروف و شرائط
کے ساتھ یہ نماز ادا کی جاتی۔ جس نماز میں کوئی شان
فضیلت دیکھی آئی کو رسطی سمجھ لیا کہ تعظم صلاۃ میں
تخصیص، فضیلت صلاۃ رسطی ہی کے لیے ہے۔

(۶) نماز رسطی کی ایک صفت یہ ہے کہ معتدل ہو،
اسی لیے مغرب و ظہر و عشاء وغیرہ نمازوں کو رسطی کہنے لگے تھے۔
(۷) نماز رسطی کے لیے دعائی قنوت مشروط نہیں ہے،
قنوت البتہ مشروط ہے جس کے معنی خضوع کے ہیں۔

(۲) نیساہری - ج ۲ ص ۳۶۵ -

من - عَمَّيَا

حیات و موت کی تعریف

از جناب مولانا عطا محمد صاحب رئیس امروہر -

عناصر کی ترکیب کیمیائی سے کسی جسم میں جو استعداد نشو و نما کی اندر سے باہر کی طرف بذریعہ اخذ یا انجذاب بیرونی عناصر کے پیدا ہوتی ہے، وہ اُس جسم کے لیے حیات ہے، اور جب وہ استعداد کسی اندرونی یا خارجی اثر سے معدوم یا فنا ہو جاتی ہے تو وہ اس جسم کے لیے موت ہے۔

میرے خیال میں حیات و موت کی یہ تعریف جامع و مانع ہے۔

(روح کی تعریف)

حیات حیوانی میں جو قوت صاحب تعقل و ارادہ ہے، اور ارکان و اعضاء جسم حیوانی و حواس کے استعمال پر بموجب انکی سلطنت کے قادر ہے، وہ روح ہے۔

روح، عناصر کی ترکیب کیمیائی کا اثر نہیں ہے۔ یہ ذیل کی چند منطقی شکلوں سے ثابت ہے :

(شکل اول)

(۱) جو اثر عناصر کی ترکیب کیمیائی سے پیدا ہوتا ہے وہ اس رجوع کے لیے امر طبعی ہوتا ہے۔

(۲) جب تک وہ ترکیب عناصر اُس رجوع میں باقی رہتی ہے وہی اثر پیدا ہوتا رہتا ہے، اور اسکا نہ پیدا ہوئے رہنا محال ہے۔

(۳) اسلیے اس رجوع کے اختیار میں یہ امر نہیں ہے کہ جب تک وہ ترکیب کیمیائی اس رجوع میں باقی رہے، کبھی اُس اثر کو ظاہر ہونے دے اور کبھی ظاہر نہ ہونے دے۔

(مثال شکل اول)

(۱) مقناطیس میں ترکیب کیمیائی عناصر سے جذب آهن کا اثر پیدا ہوا ہے۔ یہ اثر مقناطیس کا طبعی امر ہے۔

(۲) جب تک مقناطیس میں یہ ترکیب کیمیائی عناصر کی باقی رہیگی، یہ اثر جذب آهن کا پیدا ہوتا رہیگا، اور اس اثر کا نہ پیدا ہوتے رہنا محال ہے۔

(۳) اسلیے مقناطیس کے رجوع کے اختیار میں یہ امر نہیں ہے کہ جب تک عناصر کی ترکیب کیمیائی اس میں باقی رہے، وہ اس اثر جذب آهن کو کبھی ظاہر ہونے دے اور کبھی ظاہر نہ ہونے دے۔

(شکل دوم)

(۱) حیوان میں ارادہ و اختیار ہے کہ جس کم کو چاہے کرے چاہے نہ کرے۔

(۲) کیمیائی ترکیب عناصر سے جو اثر پیدا ہوتا ہے، اُس کے اختیار میں نہیں ہوتا کہ کبھی اُس اثر کو ظاہر ہونے دے اور کبھی ظاہر نہ ہونے دے (دیکھو شکل اول کا نتیجہ)۔

(۸) نماز وسطی کے لیے تمام نمازوں کے وسط میں ہونا ضروری نہیں، اور نہ یہ ضروری ہے کہ اوقات خمسہ کے علاوہ یہ کوئی مستقل، راجدا گانہ نماز ہو۔

(۹) نماز وسطی کی محافظت لازم ہے، نہ اسلیے کہ ایک رسم ضروری ہو، بلکہ اس لیے کہ ان میں نماز کی مواظبت سے وہ خصوصیت پیدا ہو کہ سارے جہان کو چھالے اور ہر جگہ اُسکی حکومت ہو :

و نريد ان تمن علي
الذين استضعفوا في
الارض و نجعلهم ايمانا
و اظهرا م الازليين
و نمكن لهم في الارض
و نرمي فرعون و هامان
و جنودهما منهم ما كانوا
يعذرون (۵ : ۲۸)

(البقية تلي)

تستروکت و سیتھ من جج کے خیالات

[ترجمہ انگریزی]

مسٹر بی - سید - مٹر - اُکی - سی - ایس تستروکت
و سیشن جج، بنگلہ دہلی

میرے لئے مسز ایم - ان - احمد ایڈ سنز [نمبر ۱ / ۱۵] رہیں اسٹریٹ کلکتہ [سے جو عینک خریدی ہیں، وہ نشئی بخش ہیں - میں بھی ایک عینک بدلائی ہے جو اعلیٰ درجے کی تیار ہوئی ہے - یہ کارخانہ موجودہ دور میں ایمانداری و ارزائی کا خرد نمونہ ہے - ملک میں اس طرح کے کارخانوں کا کھولنا یقیناً ہماری ہمت افزائی کا مستحق ہے "

دون نہیں چاہتا کہ میری بینائی مرے دم تک صحیح رہے - اگر آپ اسکی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمائیں تاکہ لائق و تجربہ کار ڈاکٹر ٹرونی تجویز سے قابل اعتماد اصلی پتھر کی عینک بذریعہ وی - پی - کے ارسال خدمت کیجائے - اسپر بھی اگر آپکے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدل دیجالیگی -

نکل کی کمائی مع اصلی پتھر کی عینک ۳ روپیہ ۸ آنے سے ۵ روپیہ تک - اصلی رولنگولڈ کی کمائی بٹے ہونے کا پتلا چڑھا ہوا مع پتھر کی عینک ۷ - ۱ روپیہ سے ۱۵ روپیہ تک معمرل وغیرہ ۱ آنہ -

منشی

المال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اُردو، بنگلہ، کچھڑی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الملال پہلا رسالہ ہے، جو ہر چاروں ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے مقلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجئے -

جس قدر اقسام مادہ کے ہم کو معلوم ہیں، روح ان اقسام مادہ سے نہیں ہے، لیکن اگر روح کسی ایسے قسم مادہ سے ہو جو ہم کو معلوم نہیں ہے تو اس کا مادی ہونا اسلام کے کسی مسئلہ کی صداقت پر حرف نہیں لا سکتا۔

حدوث مادہ کے ثبوت میں

(شکل اول)

- (۱) مادے کے لیے صورت کا ہونا لازمی امر ہے۔ یعنی مادے کا بدوں صورت پایا جانا محال ہے۔
- (۲) مادے کی تغیر حالت سے پہلی صورت معدوم ہو جاتی ہے اور دوسری صورت پیدا ہو جاتی ہے۔
- (۳) اس لیے صورت حادث ہے یعنی نر پیدا شدہ ہے۔

(شکل دوم)

- (۱) صورت حادث ہے (دیکھو شکل اول کا نتیجہ)
- (۲) مادے کے لیے صورت کا ہونا لازمی امر ہے۔
- (۳) اس لیے وہ بھی حادث ہے۔

(شکل سوم)

- (۱) فرض کرو کہ مادہ قدیم ہے۔
- (۲) مادے کا بدوں صورت کسی حالت میں پایا جانا محال ہے۔
- (۳) اس لیے صورت بھی قدیم ہے۔ لیکن یہ محال ہے کیونکہ صورت کا حادث ہونا بہ تغیر حالت مادہ کے بداعہ ظاہر ہے۔ اس لیے صورت ایک ہی حال میں حادث بھی ہے اور قدیم بھی ہے۔ پس یہ فرض کہ مادہ قدیم ہے غلط ہے۔

صانع عالم کا ثبوت

شکل اول

- (۱) مادے میں حرکت اور قوت طبیعی امور ہیں لیکن ارادہ نہیں ہے۔
- (۲) مادے میں غیر محدود تغیرات مرتب اور منظم اشکال میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اتفاقہ نہیں ہیں کیونکہ وہ تغیرات پر خاص معلومات کے لیے بطور علت کے ہوتے ہیں۔ رہلم جوا۔
- (۳) اس لیے ان مرتب اور منظم تغیرات کی علت مادہ کی حرکت اور قوت نہیں ہو سکتی بلکہ کوئی اور مرتب صاحب ارادہ ہے جو ان مرتب اور منظم تغیرات کا باعث یا علت ہے اور وہی صانع عالم ہے۔

(شکل دوم)

- (۱) جو چیز مرتب اور مستمر النظام ہے، اور اس ترتیب اور نظام سے ارادہ کیے ہوئے نتائج پیدا ہوتے ہیں، وہ کسی صاحب ارادہ کی پیدا کی ہوئی چیز ہے۔
- (۲) عالم مرتب اور مستمر النظام ہے، اور اس ترتیب اور نظام سے جو اس میں ہے، ارادہ کیے ہوئے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔
- (۳) اس لیے عالم کسی صاحب ارادہ کا پیدا کیا ہوا ہے۔

(شکل سوم)

- (۱) ارادہ صنعت ذی حیات ہے۔
 - (۲) عالم کسی صاحب ارادہ کا پیدا کیا ہوا ہے (دیکھو شکل دوم کا نتیجہ)
 - (۳) اس لیے عالم کا پیدا کرنے والا ذی حیات ہے۔ مردہ نہیں ہے۔
- (شکل چہارم)
- (۱) عالم کا پیدا کرنے والا ذی حیات اور صاحب ارادہ ہے۔ (دیکھو شکل دوم رسم کے نتیجہ)
 - (۲) مادہ ذی حیات نہیں ہے اور نہ صاحب ارادہ۔
 - (۳) اس لیے مادہ عالم کا پیدا کرنے والا نہیں ہے۔

(۳) اس لیے حیوان میں جو ارادہ اور اختیار ہے وہ کسی کیمیائی ترکیب عناصر کا نتیجہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ اگر اس کا نتیجہ ہوتا تو لازم آتا کہ کیمیائی ترکیب عناصر کا یہ اختیار ہے کہ کبھی اس نتیجہ کو ظاہر ہونے دے اور کبھی ظاہر ہونے نہ دے جو محال ہے (دیکھو شکل اول کا نتیجہ)۔

(مثال شکل دوم)

(۱) زید عمرو کے ماریٹکو لکڑی اڑھاتا ہے، اور پھر اس وقت بلا کسی خارجی اثر کے اس کو رکھ دیتا ہے اور عمرو کا مارنا ترک کر دیتا ہے۔

(۲) زید کا لکڑی اڑھانا عمرو کے مارنے کے لیے اور پھر اس وقت اس کا رکھ دینا ترک ارادہ سے، یہ دو متضاد افعال زید کے اختیار سے ہیں۔

(۳) اس لیے زید کے ہر دو متضاد افعال عناصر کی کسی ترکیب کیمیائی کا اثر نہیں ہیں، کیونکہ اگر اس ترکیب کا یہ اثر ہوتے تو لازم آتا کہ اس ترکیب کو اس امر کا اختیار ہے کہ کبھی اپنے اثر کو ظاہر ہونے دے، اور کبھی ظاہر ہونے نہ دے (دیکھو شکل دوم کا نتیجہ)۔

(شکل سوم)

(۱) حیوان میں بعض افعال جیسے دوست دشمن کو تمیز کرنا، اشیاء کی شناخت، خیال وغیرہ یعنی تعقل موجود ہے۔

(۲) عناصر کی کسی ترکیب کیمیائی کا اصول اب تک اس بات پر قائم نہیں ہوا کہ یہ تعقل عناصر کی کسی ترکیب کیمیائی کا اثر ہے۔

(۳) اس لیے لازمی طور پر حیوان میں کوئی ایسی شے موجود ہے جو ان نتائج یعنی تعقل کا باعث ہے، اور جو کچھ وہ شے ہو رہی روح ہے۔

(مثال شکل سوم)

(۱) حیوان کی آنکھ کے سامنے شعاع میں جو چیزیں ہوں ان کے عکس کا طبقات چشم پر منقش ہونا عناصر کی کیمیائی ترکیب اور ترتیب طبقات کا اثر ہے۔

(۲) لیکن ان اشیاء کی شناخت، دوست دشمن میں تمیز، ان اشیاء کا بھلا یا برا لگنا، وغیرہ وغیرہ، عناصر کی ترکیب کیمیائی کا کوئی اصول اس پر دال نہیں ہے۔

(۳) اس لیے لازمی طور پر یقین کیا جاتا ہے کہ حیوان میں کوئی اور شے بھی موجود ہے جو ان نتائج کا باعث ہے، اور جو کچھ وہ شے ہو رہی روح ہے۔

(شکل چہارم)

(۱) فطرت انسانی کسی چیز کی موجودگی ثابت کر سکتی ہے۔

(۲) لیکن کسی شے کی ماہیت کا جاننا خواہ وہ چیز کیسی ہی علم ہو، انسانی فطرت سے خارج ہے۔

(۳) اس لیے فطرت انسانی حیوان میں روح کی موجودگی ثابت کر سکتی ہے لیکن روح کی ماہیت کا جاننا فطرت انسانی کے اختیار سے خارج ہے۔

(شکل پنجم)

(۱) حیوان میں ہم کو روح کا وجود ثابت ہوا ہے (دیکھو شکل سوم کا نتیجہ)۔

(۲) لیکن کسی اور وجود کا ثبوت نہیں ہوا جس کے ساتھ روح اس طرح وابستہ ہو کہ اگر وہ نہ ہو تو روح بھی نہ ہو۔

(۳) اس لیے روح جوہر قائم بالذات ہے۔

(شکل ششم)

(۱) ہمارا تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ کوئی جوہر قائم بالذات کبھی فنا نہیں ہوتا۔

(۲) روح جوہر قائم بالذات ہے (دیکھو شکل پنجم کا نتیجہ)

(۳) روح فنا نہیں ہوگی۔

کے سزا سزا صراہ

روشن و منور جذبات جنکی نظیر پچھلی کئی صدیوں میں نہیں
ملسکتی، بالآخر ناکامی و نامرادی، اور اطاعت و تذلل کی
تاریکی میں ہمیشہ کیلئے کم ہو گئے اور اب انکا سراغ کبھی
نہیں ملے گا؟

* * *

جنگ بلقان کی مشغولیت نے ہمیں ان سوالات پر غور نہیں
کرنے دیا مگر اب غور کرنا چاہیے - اسی لیے کارزار طرابلس
کا عنوان اب مکرر شروع کیا گیا ہے - سب سے پہلے ہم نے
شیخ سلیمان البارونی کی مراسلات کا ترجمہ شائع کیا جو انہوں نے
مسٹر دروے محمد کے نام بھیجی تھیں - یہ ایک سب سے زیادہ
مفصل بیان تھا جو آخری حالات کے متعلق شائع ہوا لیکن
عزیز بک مصری کے بیانات اس کے مخالف ہیں، اور فرہاد بک
نے جو تحریریں بعض عثمانی جرائد میں روانہ کی ہیں اور جن
میں شیخ سنوسی اور انکی جماعت کے تمام حالات بالتفصیل
درج کیے ہیں، ان سے کچھ دوسرے ہی قسم کے حالات معلوم
ہوئے ہیں -

ہم نے ان بیانات پر
اکتفا نہ کر کے خود درجہ کے
بعض ذرائع مرقفہ سے صحیح
حالات کا علم حاصل کرنا چاہا
ہے اور ہمیں امید ہے کہ
ایک دو ہفتہ کے اندر ہم
ان حالات کے متعلق بعض
مستند مراسلات شائع
کر سکیں گے -

* * *

لیکن آج چاہتے ہیں کہ

اس سلسلے میں پہلے شیخ
سنوسی اور انکی جماعت کے حالات شائع کریں جن کے علم کے بغیر
اندرون طرابلس کی موجودہ حالت اور غزوہ طرابلس کی اصلی
حیثیت منکشف نہیں ہو سکتی - شیخ اور انکی جماعت کے حالات
بہی ہمیشہ مثل ایک سرمخفی کے رہے ہیں اور طرح طرح کی غلط
روایتیں ان کے متعلق شائع ہو گئی ہیں - یورپ کے نامہ نگاروں نے
انہیں "افریقہ کے سرمخفی" کے لقب سے یاد کیا ہے اور
ہندوستان میں بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ کوئی پراسرار
طلسم ہیں جنہیں آگ اور پانی سے کوئی نقصان نہیں پہنچ
سکتا - حالانکہ نہ تو وہ کوئی سرمخفی ہے اور نہ زمانہ قدیم کی
روایات کا کوئی طلسم - بلکہ اسلام کے سچے پیروں کا ایک محفوظ
گروہ جس نے بہت سی بدعات و زوائد سے اپنے تئیں الگ رکھا ہے
اور زمانے کے تغیرات انکی طبیعت عربیہ و اسلامیہ کے خواص
میں وہ تبدیلیاں پیدا نہیں کرسکتے ہیں جنکی وجہ سے اسلام کی
قوت و عظیم الشان طلسم ٹوٹ کر اپنے عجائب و خوارق سے
محروم ہو گیا ہے !

(آغاز دعوت "دی")

"سنوسیہ" فی الحقیقت اصلاح اسلامی اور ارشاد و ہدایت
دینی کی ایک افریقی تحریک ہے جو صرفیانہ طریق بیعت کے

غزوہ طرابلس اور اسکا نتیجہ

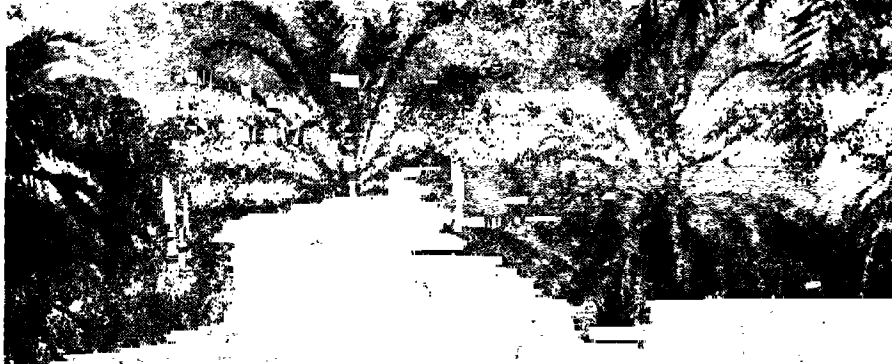
افریقہ کا "سرمخفی"

براعظم افریقہ میں اسلام کی بقیہ امیدیں

شیخ سنوسی اور طریقہ سنوسیہ

گذشتہ اشاعت سے ما قبل اشاعت میں "چند قطرات اشک"
کے عنوان سے غزوہ طرابلس کی ختم شدہ داستان پھر از سر نو چھیڑی
گئی تھی کہ ایک ختم شدہ اقبال کے ماتم گذاروں کے لیے گذری
ہوئی داستانوں کی یاد، اور آئندہ کی حسرت کے سوا اب اور کم
ہی کیا باقی رہ گیا ہے؟

اے جلوں باز بتاراج گریبان برخیز!



اس مضمون میں جنگ
طرابلس کی بعض خصوصیات
پر توجہ دلائی تھی جو عربی
سے اعداء اسلام اور فرزندان
اسلام کے باہمی جنگ
و قتال میں ناپید ہو گئی ہیں
اور لکھا تھا کہ اسلام نے اپنا
نظام اجتماعی و ملکی اس
اصول پر رکھا ہے کہ حفظ
ملت و وطن کی امانت
مقدس حکومتوں کی تنخواہ
دار فوجوں کی جگہ تمام

انفراد ملت کے سپرد کی ہے اور اسی کا نام جہاد دینی ہے -
جنگ طرابلس کیلئے کچھ ایسے اسباب جمع ہو گئے کہ دولت علیہ
کی جگہ بادبہ نشین عربوں کو میدان کارزار میں آنا پڑا اور اس
طرح جنگ طرابلس ایک غزوہ دینی بن کر ان تمام گرانقدر اور
مقدس جذبات و حسیات کے ظہور کا باعث ہو گئی جس سے سرزمین
اسلام عربی سے محروم تھی -

* * *

لیکن بالآخر اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ وہ فرزندان اسلام جنہوں نے
بارجود بیجاگی کے سامانی کے اس طرح حفظ اسلام کیلئے اپنی
جانوں کو وقف کیا کہ اٹلی کی نو ایجاد اور انسان پاش توپوں
کے آگے اپنے سینوں کو ڈھال بنایا، اور اسکی ڈھالی لاکھ سے زیادہ
مقتدین اور باسامان فوجوں کو اپنی زنگ آلود تلواریں اور پرانی
قسم کی فرسودہ بندر قیں لیکر اس طرح رک دیا کہ اٹلی کیلئے
آگ میں کودنا اور سمندر کی موجوں میں غرق ہوجانا آسان تھا
پران بادبہ نشین فقر کی سرزمین میں ایک قدم بڑھنا محال
ہو گیا تھا، کیا بالآخر اپنے مقدس فرض کے پورا کرنے سے اکتا گئے
اور انہوں نے دشمنان ملت اور اعداء الہی کے آگے سر جھکا دیا؟
کیا مقدس جذبات ملی اور خالص عظیم اسلامیہ کے ایسے

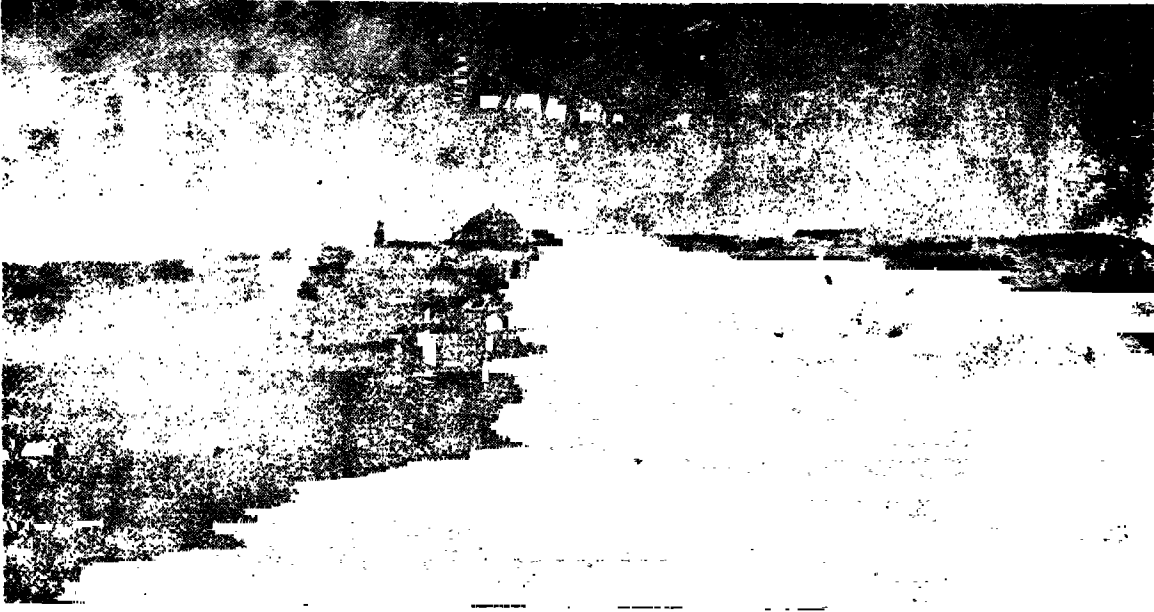
چند خاندان کئی صدیوں سے آباد ہیں۔ اسی قریہ کے ایک فاطمی الذنب خاندان میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا باپ اپنے شدید مذہبی اعمال کی وجہ سے مشہور اور حسنی الفسل سید تھا۔ یہ واقعہ سنہ ۱۲۰۴ ہجری کا ہے۔

بچپن ہی سے اس لڑکے کے عادات و اطوار غیر معمولی تھے اور وہ اپنے خاندان اور قوم کی موجودہ حالت پر غیر قانع نظر آتا تھا۔ وہ جب سن تیز کو پہنچا تو تحصیل علوم دینیہ کے شوق میں ترک وطن پر آمادہ ہوا اور سب سے پہلے مراکش کے دار الحکومت شہر "فاس" میں آیا جو اب بھی افریقہ میں علوم عربیہ کا ایک بہت بڑا مرکز اور اپنی قدیمی یونیورسٹی "جامع ابن خلدون" کی وجہ سے مشہور و ممتاز ہے۔

یہاں وہ عرصے تک مقیم رہا اور تحصیل علوم کے ساتھ علوم فقر و سلوک و معاشدات صوفیہ کی طرف بھی متوجہ ہو کر طریقہ "درقاریہ" میں داخل ہو گیا جو مثل دیگر طرق تصرف مشہورہ کے ایک غیر معروف طریقہ ہے اور زیادہ تر بلاد مغرب و مراکش میں رائج ہے۔

شاذلی طریقہ کے ایک صاحب طریقت بزرگ شیخ درقاری گذرے

ہیں جو گیارہویں صدی کے اوائل میں افریقہ گئے اور اپنے طریقہ کے ارشاد و دعوت میں مشغول ہو گئے۔ جس طرح ہندوستان میں حضرت شیخ احمد سرہندی (رح) نے طریق سلوک تصرف کو ظاہر و سرخ کے تحفظ کے ساتھ رائج کیا اور



جربوب میں جماعت سنوسیہ کی مرکزی خانقاہ اور قلعہ
خود حضرت شیخ سنوسی کا بھی قیام یہیں رہتا ہے

م ۶ - رئیس

مبتدعین کی تمام بدعات و خرافات کی اصلاح کی، چنانچہ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ تمام طرق معروفہ میں معفوظ و معذور ترین طریقہ ہے، اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ شیخ درقاری نے بھی اصلاح و تجدید کے بہت سے مراحل طے کیے تھے اور اپنے طریقہ کی بڑی خصوصیت اعمال شرعیہ و سنت نبوی و آثار سلف صالحہ کی پیروی قرار دی تھی۔

یہ نوجوان حسنی سید مراکش میں اخذ علوم کے ساتھ اس طریقہ کے ذکر و فکر سے بھی مستفید ہوتا رہا، اور اس کے بعد مکہ معظمہ کا قصد کیا تاکہ علمائے حجاز کی خدمت میں علوم دینیہ کی تکمیل کرے۔

مکہ معظمہ میں وہ ایک نہایت متقی اور صاحب روح و صلاح صوفی سے ملا جنکا نام شیخ احمد بن ادريس الفاسی تھا اور جو اس وقت اپنے کمالات باطنی اور طریق سلوک کی فضیلت کے لحاظ سے تمام حجاز و یمن میں یکساں شہرت رکھتے تھے۔ وہ اس نوجوان مغربی کو دیکھتے ہی کرید ہو گئے اور اس کے شوق علم و روح و زہد کا ان پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ بڑے بڑے معجزوں میں اس کی فضیلت کا ایک معمولی شخص کی طرح اعتراف کرنے لگے۔

ساتھ تیرہویں صدی ہجری کے اوائل میں شروع ہوئی اور آہستہ آہستہ افریقہ کے تمام اسلامی حصص میں پھیلتی رہی۔ یہ تحریک ایک ایسے ملک میں شروع ہوئی تھی جو دنیا کے متقدم و معروف حصوں سے بالکل الگ تھاگ ہے اور نئے تمدن کے اثرات وہاں تک پہنچنے میں ہمیشہ ناکام رہے ہیں۔

اس لیے قدرتی طور پر اسے خاموشی و سکون کی قیمتی مہلت موصول ملتی رہی، اور اعلان و ہنگامہ سے جو مقابلے ہر تحریک کو پیش آجاتے ہیں، اور جنکی وجہ سے انکی قوتیں جماعت کے پیدا کرنے کی جگہ اس کے حفظ و دفاع میں صرف ہونے لگتی ہیں، ان سے وہ بالکل محفوظ رہی۔

نہ تو وہاں اخبارات تھے جو اسکا تذکرہ کرتے، نہ اس قسم کا ملک تھا جو خارجی سیاحوں کا جولانگہ ہوتا۔ دولت عثمانیہ کے انحطاط اور اس کے مرکوزوں کے اختلال کا دور تھا۔ مصر میں خدیوی خاندان کی بنا پر چکی تھی مکہ معظمہ میں ترکوں کے خلاف منشور اصلاح کی بنا پر بغاوت ہو چکی تھی۔ ایران و ترکی کا سرحدی مسئلہ جنگ تک پہنچ گیا تھا۔ سلطان محمود مصلح کی اصلاح اور بنکچریوں کے فتنہ نے قسطنطنیہ کو بالکل اپنے اندر مشغول کر رکھا

تھا اور روس کی پیش قدمی روز بروز جنگ کا پیام دے رہی تھی۔ ان تمام اسباب کی وجہ سے سنوسی تحریک کو پھیلانے اور ترقی کرنے کی پوری مہلت مل گئی، اور اس کے لیے خاموشی اور سکون کے ایسے اسباب مہیا ہو گئے کہ بغیر پیررونی دنیا کے خبردار

ہرے وہ پوری قوت کے ساتھ اپنا کام کرتی رہی۔

دولت عثمانیہ کا وجود جہاں گذشتہ چھ صدیوں میں اسلام کی پالیٹیکل قوت کا محافظ رہا ہے، وہاں بہت سی ایسی تحریکوں کیلئے مہلک و قاتل بھی ہوا ہے جنکے اندر مسلمانوں کے اصلاح حال اور عروج بعد از زوال کیلئے بہت سی قیمتی قوتیں مخفی تھیں، اور جنہیں اگر دولت عثمانیہ اپنے سیاسی خطروں سے گھبرا کر ہلاک نہ کرتا تو یہ تو وہ اصلاح دینی و تجدید سیاست اسلامی کی عظیم الشان جماعتیں پیدا کر دیتیں۔

لیکن سنوسی دعوت خورش قسمتی سے افریقہ کے غیر معروف حصص میں قائم ہوئی اور ایسے زمانے میں پھیلی جو دولت علیہ کے مرکزی اختلال و اغتشاس کا وقت تھا۔ اس لیے اولیاء حکومت کو اس پر متوجہ ہونے کی مہلت نہ ملی اور سرزمین افریقہ کے قدرتی خصائص نے اس کے مرکز کو ہمیشہ دنیا کی مہلک نظروں سے چھپائے رکھا۔ یہاں تک کہ اسکا اثر افریقہ اور مصر کے مخفی ریگزاروں سے نکلتا مصر و حجاز اور شام تک پہنچ گیا!

(سنوسی اول)

الجزائر کے اطراف میں ایک چھوٹا سا صحرائی قریہ "بلادیہ مستغانم" ہے جس میں عرب و اندلس کے مہاجرین اولین کے

شہنشاہ عثمانیہ

مکتب حربیہ

ترکی کے گذشتہ عہد استبداد میں قرقی و تزل ' علم و جہل ' نور و ظلمت ' دونوں ایک ہی وقت کے اندر موجود تھے ! ایک سیاح جب قسطنطنیہ پہنچتا تھا ' سرے یدلز کی طلسم سرائیں کو دیکھتا تھا ' سلا ملق کے جلوس میں سلطانی باقی گارڈ

کے طلا پوش سوار اور حمیدیہ رجمنٹ کے انا دولی سپاہی اپنی پر شوکت وردیوں میں نظر آتے تھے ' یا " خستہ خانہ ہمایونی " اور " مکتب حربیہ " کی عظیم الشان ' اور ترقی یافتہ اسباب و اذات سے لبریز عمارتوں کے سامنے سے گذرنا تھا ' تورہ متعجب ہو کر اپنے دل سے پوچھتا تھا کہ جو حکومت نئی ترقیات کی تعمیل میں اس درجہ سریع السیر ہے ' کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ اس کے تزل کا ماتم کیا جائے ؟

لیکن اس کے بعد ہی جب وہ اپنے اسی رہنما سے جو حکم سلطانی سے اس کے لیے مامور کیا گیا تھا ' پوچھتا کہ دار الخلافہ عثمانیہ کی یونیورسٹی کہاں ہے ؟ علم تعلیم کیلئے کتنے کالج قائم ہوئے ہیں ؟ صنعت و حرفت کی درسگاہیں کہاں ہیں ؟ برے برے اخبارات کے

دفاتر کا صحیح پتہ بتلاؤ - میں تخت گاہ بازنطینی کی بڑی انجمنوں اور کلبوں کو دیکھنا چاہتا ہوں - تو ان تمام سوالوں کے جواب میں غریب رہنما حسرت کے ساتھ ایک نگہ خاموش اٹھاتا ' اور پھر ایک پر اسرار اشارے کے بعد بغیر کسی جواب کے اس صحبت کو ختم کر دیتا !

اصل یہ ہے کہ نادان عبد الحمید ایک عجیب طرح مصیبت میں مبتلا ہو گیا تھا - ایک طرف تریہ حالت تھی کہ وہ بیسویں صدی کے یورپ کے قلب میں تھا ' اور چوبیس گھنٹے کی مسافت کے بعد علم و مدنیہ کی وہ لہریں اٹھ رہی تھیں جنکی درگزر مالہ کی قاهر و مقتدر ہوا بڑھنے اور پھیلنے کا حکم دے رہی تھی - پس وہ مجبور تھا کہ ترقی کا اپنے نگلیں دشمن ثابت نہ ہونے سے اور کچھ نہ کچھ اس کے ایسے مناظر اپنے یہاں طیار کردے جن کے نظارے سے اسکی ترقی خواہی کیلئے استدلال کا نام لیا جاسکے -

دوسری طرف وہ دیکھ رہا تھا کہ علم و تمدن اور استبداد و

شخصیت ایک لمحہ کیلئے بھی باہم جمع نہیں ہو سکتے - اور اگر ترکی میں نئی ترقیات و اصلاحات کا دروازہ کھول دیا گیا ' آزادانہ تعلیم کی درسگاہیں قائم ہو گئیں ' اجتماع و اتحاد کے وسائل رائج ہو گئے ' کتب خانے قائم ہوئے ' انجمنیں منعقد ہونے لگیں ' پریس کے برے برے دفتر کھل گئے ' تو ان سب کا اولین نتیجہ یہ ہوا کہ تخت قسطنطنیہ تو بنے سنور جالگا مگر تخت حمیدی قائم نہ رہیگا اور میری شخصیت اور مطلق لعدانی کیلئے پیام اجل آ پہنچے گا -

پس وہ ایک ناقابل حل کشمکش میں مبتلا ہو گیا - مجبوراً یہ طریقہ اختیار کیا کہ ملکی تعلیم و تربیت کے علاوہ جو میدان اظہار ترقی و تمدن کے تھے ' انکو تو یورپ کی بہتر سے بہتر ترقی یافتہ حالت تک پہنچا دیا تاکہ دیکھنے والا بہ یک نظر نئی ترقیات کے مناظر سے مرعوب ہو جائے - لیکن وہ تمام چیزیں جو ملک میں اعلیٰ تعلیم و تربیت پھیلانے والی تھیں اور آزادانہ اشغال و اعمال کا ان سے دروازہ کھلتا تھا ' ان سب کو اس طرح بھلا دیا اور لوگوں کو بھول جانے پر مجبور کیا ' گویا ترکی کے آسمان کے نیچے عالم انسانیت کو ان چیزوں کی ضرورت ہی نہیں ہے !

(۱) مکتب حربیہ کا ایک پورٹریٹ ہاؤس
(۲) مکتب حربیہ کا اصطبل

اس قسم کے اظہار ترقیات کے جو مناظر مدہشہ طیار دیے گئے ' ان سب میں درج ذیل سب سے زیادہ قابل تذکرہ ہیں : شفا خانہ اور فوجی درسگاہ -

[بقیہ مضامین صفحہ ۱۵ کا]

یہاں تک کہ وہ باقاعدہ ان کے سلسلے میں داخل ہو گیا - شیخ نے بھی اپنی خلافت اس کے سپرد کر دی اور اپنے تمام پیروں کو حکم دیا کہ ایندہ سے اس کے تمام احکام کو مثل شیخ کے احکام کے تصور کریں -

اس کے بعد آس نے آبادی کا قیام ترک کر دیا اور جیل بوقیاس کی مقدس اور الہام سرا گھاٹیوں میں ایک خانقاہ بنا کر وہیں رہنے لگا !

* * *

اس نوجوان جزائری کا نام محمد بن علی تھا جو آگے چل کر " الاستاذ محمد بن علی السنوسی الكبير " مشہور ہوا ' اور یہی جماعۃ السنوسیہ کا بانی ارل ہے - (البقیۃ تلی)

تمام بلاد عثمانیہ میں کھل رہی ہیں - داخلہ کی شرطیں بچے کسی قدر سخت تھیں مگر اب عام کر دی گئی ہیں - جس قدر وظائف طلبا کریہ درسگاہ دیتی ہے، شاید ہی کسی دوسرے کالج میں ملے ہوں - یہاں کے طلبا کا تمام ملک میں احترام کیا جاتا ہے -

کالج کی رسمی نہایت خوشنما اور قیمتی ہوتی ہے - کورٹ کے کالر پر کالج کا نام سنہری کلابتوں سے لکھا ہوتا ہے - جب لڑکے شہر کی کسی سڑک سے گزرتے ہیں تو تمام راہگیر محبت و احترام سے انکے لیے راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور دکاندار سلام کرتے ہیں ! یورپ کے بڑے بڑے سیاحوں نے اسے دیکھا اور اسکی عظمت کا اعتراف کیا - حال میں اسکی ایک سو سالہ زیورٹ شائع ہوئی ہے - اسمیں نامور ان عالم کی رائیں ترجمہ اور درج کی ہیں جو سو صفحہ سے زیادہ میں آئی ہیں !

اس وقت ہندوستان کے بھی در طالب علم اس درسگاہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں !

مرحوم حقی بک

مشہور عثمانی اہل قلم، حقی بک، جنکے انتقال کی خبر تار برقیوں میں آئی تھی، گذشتہ عثمانی قاک

میں انکے تفصیلی حالات آئے ہیں - تمام معاصرین، آستانہ نے اس حادثہ کو "حادثۂ ملت" اور "ضائعۂ ملی" سے تعبیر کیا ہے: انا لله وانا الیہ راجعون!

"بابان زادہ حقی بک" جدید سیاست نگاران عثمانیہ اور نشئۂ حدیثۂ آستانہ کے اہلی ترین مجمع مصنف کا ایک ممتاز رکن تھا - انقلاب دستوری کے بعد مشہور روزانہ اخبار "اقدام" میں اسکی نشریات سیاسیہ نے ماحول مہیا دی تھی - بڑے بڑے ارکان انقلاب معترف ہیں کہ اگر حقی بک کا حقائق نگار قلم مساعد نہ ہوتا، تو عثمانی دستور کو علم انکار ملت میں اس درجہ مقبولیت حاصل نہ ہوتی! اسکے بعد "طنین" کی ریاست تحریر اسے حاصل ہوئی اور تمام ادبیات حکومت اسکے قلم کی جنبش سے ہراساں رہنے لگے - اسکے مقالات کی بڑی خصوصیت یہ تھی کہ انشاء حقائق، دنیوں کا مجموعہ ہوتے تھے -

وہ ایک خاص علمی اور تدریسی زندگی رکھتا تھا - ایک طرف تو اسکی پبلک زندگی جرائد و مجلات کے دفاتر میں نظر آتی تھی، دوسرے طرف "دارالفنون" - عثمانیہ کا وہ ایک محترم معلم تھا، اور اسکے علمی درس کی سماعت کیلیے باہر سے لوگ آکر شریک جماعت ہوتے تھے!

اسکی فعالیت سیاسی اور جبروت قلمی کا یہ حال تھا کہ ایک مقالہ نگار کی زندگی سے چند مہینوں کے اندر وزارت تک پہنچا اور محض اُن مقالات کے اثر سے جو "طنین" میں شائع ہوتے تھے!

ان چیزوں کو یورپ کی موجودہ ترقیات کے اصول پر خیر خواہ کتنی ہی ترقی دی جاتی مگر یہ براہ راست سیاست حمیدہ کے لیے مضر نہ تھیں -

"خستہ خانہ" ترکی میں شفا خانے کو کہتے ہیں - یہ گویا قدیم ترکیب "بیمارستان" کا لفظی ترجمہ ہے جسے عربوں نے "مارستان" کہنا شروع کر دیا تھا - سلطان عبد الحمید نے ایک شاہی خستہ خانہ قائم کیا، اور ایسے وسیع پیمانے پر کہ آج یورپ کی بڑے بڑے دارالحکومتوں میں بھی شاید اُس درجہ کا کوئی ہاسپتال تازہ ترین ترقیات طبی و قیماورداری کے ساتھ نہ ہوگا - اسکی سالانہ رپورٹیں با تصویر نکلتی تھیں - میرے پاس کئی رپورٹیں ہیں اور ترقیات عصریہ کا ایک عجائب خانہ نظر آتی ہیں!

یہی حال "مکتب حربیہ" یعنی فوجی تعلیم کے کالج کا ہے - اس کو سب سے پہلے سلطان عبد الحمید نے قائم کیا تھا، مگر سلطان عبد الحمید کے زمانے میں انتہائی ترقی تک پہنچ گیا -

یہ موجودہ زمانے میں عسکری تعلیم کی ایک بہترین درسگاہ ہے جس میں اجمل کا تعلیم یافتہ ترک

سیاہی نشوونما پاتا ہے اور ازل سے لیکر انتہائی مدارج تک کی تعلیم حاصل کرتا ہے - وہ ایک وسیع قطعہ زمین پر قائم ہے جس کے اندر متعدد بورڈنگ ہاؤس مختلف درجوں اور قسموں کے بنائے گئے ہیں اور انکا ہر کمرہ مفالی و نفاست اور نظم و باقاعدگی کا بہترین نمونہ ہے - ایک ایک بورڈنگ میں بہ یک وقت آٹھ آٹھ سر طالب علم رہ سکتے ہیں اور ہر بورڈنگ کی ضروریات و نگرانی کیلیے الگ الگ انتظامی دفاتر قائم ہیں - تمام عمارتوں میں موجودہ زمانے کی آخری علمی ایجادات کو استعمال کیا گیا ہے اور ہر عمارت اپنے وسعت اور خوبصورتی کے لحاظ سے شامی محلات کا مقابلہ کرتی ہے -

گھروں کے لیے بڑے بڑے اصطبل ہیں اور انکی صفائی کا ایسا عمدہ انتظام ہے کہ دنیا کے مشہور صحافی مسٹر اسٹید نے انہیں دیکھ کر کہا تھا کہ انگلستان کے قصر بکنگھم کا اصطبل بھی اسدرجہ صاف و نظیف نہیں ہے!

درس و تعلیم کی متعدد عمارتیں ہیں اور نصاب تعلیم اور طریق تعلیم میں زیادہ تر جرمنی کا اسکول موثر ہے - موجودہ ترکی کے بہترین تعلیم یافتہ فوجی اسی کے تربیت یافتہ ہیں - تعلیم ابتدا سے ہوتی ہے اور تمام مصارف کالج کے ذمے ہوتے ہیں - اسکے تمام پرنسپل ترک ہیں -

انقلاب دستور کے بعد اسکی حالت میں آرز ترقیات بھی ہوئی ہیں - گذشتہ عثمانی قاک سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی شاخیں

ہے کہ ندرہ کے ہر صفحہ میں جس قدر جلد ممکن ہو اصلاح کی جائے اور جدید ناظم صاحب یعنی مولوی خلیل الرحمن پر قلم کو مطلق اعتماد نہیں ہے۔ اس لیے عدم اعتماد کا روت پاس کرتی ہے۔

(۲) یہ انجمن مناسب سمجھتی ہے کہ طلباء کے اسٹرائک کے متعلق اور جدید اصلاحات پر غور کرنے کے لیے مندرجہ ذیل اصحاب کی کمیٹی منتخب کی جائے جو بعد تحقیقات اپنی رپورٹ پبلک کے سامنے پیش کریں، نیز معجزہ اصلاحات کو عمل میں لانے کیلئے سعی بلیغ فرمائیں

(صوبہ پنجاب کی طرف سے)

ڈاکٹر محمد الدین صاحب ڈائریکٹر تعلیمات بہاولپور - کرنل عبد المجید خاں پٹیسالہ - حاجی شمس الدین صاحب انجمن حمایت الاسلام لاہور -

(دہلی)

حافظ الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب - مسٹر محمد علی ایڈیٹر "کامریڈ" -

(صوبجات متحدہ)

آنریبل خواجه غلام الثقلین رکیل میرٹھ - آنریبل سید رضا علی رکیل مراد آباد - صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب بیرسٹریٹ لا علیگڑھ - مسٹر وزیر حسن سکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ لکھنؤ - راجہ صاحب محمود آباد مولانا عبد الباقی صاحب فرنگی محل لکھنؤ - نواب وقار الملک صاحب امرہ -

(بہار)

مسٹر مظہر الحق بیرسٹریٹ لا بانک پور -

(بنگلہ)

مولانا ابو الکلام آزاد - کلکتہ -

(دہلی)

مولانا سید احمد صاحب -

اصلی قیمت ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ - سب مشاہیر اسلام قریباً در ہزار صفحہ کی قیمت یں جا خرید کر بیسے صرف ۲ روپیہ ۸ آنہ - (۲۰) - رفیق پنجاب کے اولیاء کرام کے حالات ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ آنہ - (۲۱) - آگے خود شناسی تصوف کی مشہور اور لا جواب کتاب خدا بینی کا رمبہ ۵ آنہ - رعایتی ۳ آنہ - (۲۲) - حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ آنہ - (۲۳) - حالات حضرت شمس تبریز ۶ آنہ - رعایتی ۳ آنہ - کتب ذیل کی قیمت میں کوئی رعایت نہیں - [۲۴] حیات جاردانی مکمل حالات حضرت محبوب سبحانی فوٹ اعظم جیلانی ۱ روپیہ ۸ آنہ [۲۵] مکملات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اردو ترجمہ قیصر ہزار صفحہ کی تصوف کی لا جواب کتاب ۶ روپیہ ۷ آنہ [۲۶] شمس بہشت اردو خواجهان چشمہ اہل بہشت کے حالات اور اشادات ۲ روپیہ ۸ آنہ [۲۷] رموز الاطبا ہندوستان بھر کے نام مشہور حکیموں کے باتصویر حالات زندگی معہ انکی سینہ بہ سینہ اور صدیقی معجزات کے جو کئی سال کی محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں - اب دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خریداران نے جن نسخوں کی تصدیق کی ہے انکی نام بھی لکھ دیے ہیں - علم طب کی لا جواب کتاب ہے اسکی اصلی قیمت چھ روپیہ ہے اور رعایتی ۳ روپیہ ۸ آنہ [۲۸] الجریان اس نا مراد مرض کی تفصیل تحریر اور علاج ۲ آنہ رعایتی ۳ روپیہ [۲۹] صابون سازی کا رسالہ ۲ آنہ رعایتی ۳ روپیہ - (۵۰) انگلش ٹیچر بغیر مدد استاد کے انگریزی سکھانے والی سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیہ (۵۱) اصلی کیمیا گری یہ کتاب سب کی کان ہے اس میں سونا چاندی رانگ سیسہ - جسکے بنانے کے طریقے در میں قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ

ملنے کا پلہ - منہجر رسالہ صوفی پنڈی بہار الدین

ضلع گجرات پنجاب

[19] سعادت فلاح دارینی - قرآن کریم - بیش قدر تفاسیر - اکسہ صفت کتب دین و تاریخی و اسلامی - اور بیسیوں دیگر مفید و دلچسپ، مطبوعات وطن کی قیمتوں میں یکم مارچ ۱۳ - بروز اتوار کلکتہ معقول تخفیف ہوگی - مفصل اشتہار مع تفصیل کتب برائے منٹا کر ملاحظہ کیجیے - تاکہ آپ تاریخ مقررہ پر فرمایاں پہنچ سکیں -

[۲۰]

۲۸۸

انجمن اصلاح ندرہ

انجمن اصلاح ندرہ

۱۶ مارچ کو لکھنؤ اور باہر کے مسلمانوں کا ایک جلسہ نواب سید علی حسن خاں بہادر کی کونہی پر منعقد ہوا - مولوی نظام الدین حسن صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی - صدر منتخب ہوئے اور ندوۃ العلما کے مفاسد اور خرابیوں کے انسداد کی تدابیر پر غور کیا گیا - مولوی محمد نسیم صاحب رکیل رکن ندرہ نے یہ تجویز کی کہ "اصلاح ندرہ" کی جگہ "معین الندرہ" کے نام سے ایک کمیٹی بنائی جائے، لیکن معاویہ نے اسے منظور نہیں کیا کیونکہ اس سے مقصد ندرہ کی قابل اصلاح حالت کو تاریکی میں ڈالنا تھا - بالآخر کثرت ارا سے طے پایا کہ "چونکہ ندوۃ العلما کی بد انتظامی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ جب تک تمام قوم اسکی طرف متوجہ نہ ہوگی اسکا درست ہونا دشوار ہے - اسلیئے ایک انجمن "اصلاح ندرہ" قائم کی جاتی ہے جو جملہ حالات کی تحقیق کرے اور تمام مسلمانان ہند کے قائم مقاموں کو مدعو کرکے ایک جلسہ عام منعقد کرے" اس انجمن کے ممبر وہ تمام اصحاب قرار دیے گئے جنکی فہرست موجود تھی -

چھاوئی ملتان

ندوۃ العلما کی جدید نظامت کے متعلق جو خیالات قوم میں پیدا ہوئے تھے اور جو بد گمانیاں پیدا ہو رہی تھیں، طلباء ندرہ کے اسٹرائک سے درجہ یقین کر پہنچ گئیں - عام مسلمان بے حد مشوش تھے - آخر ۱۵ - مارچ سنہ ۱۳۴۱ع کو انجمن نصرۃ الاسلام چھاوئی ملتان کا غیر معمولی جلسہ ہوا جس میں مندرجہ ذیل رزلیوشن پاس ہوئے:

(۱) یہ انجمن مسلمانان ملتان کی طرف سے استدعا کرتی

۱۲ مشاہیر اسلام رعایتی قیمت پر

(۱) حضرت منصور بن حلیج اصلی قیمت ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرید شکر گنج ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتی ۳ روپیہ (۴) حضرت خواجه حانظ شیرازی ۲ آنہ رعایتی ۳ روپیہ (۵) حضرت خواجه شاہ سلیمان ترنسوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ برعلی قلندر پانی پتی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ روپیہ (۸) حضرت سہروردی شہید ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۹) حضرت فوٹ اعظم جیلانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۱) حضرت سلمان فارسی ۲ آنہ رعایتی ۳ روپیہ (۱۲) حضرت خواجه حسن بصری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۳) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ۲ آنہ رعایتی ۳ روپیہ (۱۴) حضرت شیخ بہا الدین ذکریا ملتانی ۲ آنہ رعایتی ۳ روپیہ (۱۵) حضرت شیخ سنوسی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیام ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۷) حضرت امام بخاری ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ معی الدین ابن عربی ۳ آنہ رعایتی ۶ روپیہ (۱۹) شمس العلما ازاد دہلوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۱) شمس العلما مولوی تھپڑ احمد ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۲) آنریبل سرسید مرحوم ۵ روپیہ ۲ آنہ (۲۳) ڈاکٹر آنریبل سید امیر علی ۲ آنہ رعایتی ۳ روپیہ (۲۴) حضرت شہباز رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبدالعزیز خان غازی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت شہلی رحمۃ اللہ ۲ آنہ رعایتی ۳ روپیہ (۲۷) [۲۸] حضرت ابو سعید ابراہیم ۲ آنہ رعایتی ۳ روپیہ (۲۹) حضرت مخدوم مہر کلیدی ۲ آنہ رعایتی ۳ روپیہ (۳۰) حضرت ابونجیب سہروردی ۲ آنہ رعایتی ۳ روپیہ (۳۱) حضرت خالد بن ولید ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۳۲) حضرت امام غزالی ۶ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۳۳) حضرت سلطان صالح الدین فتنہ بیست المقدس ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۳۴) حضرت امام حنبل ۲ آنہ رعایتی ۶ روپیہ (۳۵) حضرت امام شافعی ۲ آنہ رعایتی ۱۰ روپیہ (۳۶) حضرت امام جلیل ۲ آنہ رعایتی ۳ روپیہ (۳۷) حضرت مہربن مد العزیز ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۳۸) حضرت خواجه قطب الدین بغلیار کا کی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳۹) حضرت خواجه معین الدین چشتی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۴۰) غلامی مشعل پاشا شیریلپوٹا

مولوی چراغ علی صاحب مرحوم المخاطب

بہ نواب اعظم یار جنگ بہادر کی

لا جواب کتاب

”کریٹکل اسپوریشن آف دی پاپولر جہاد“

کے اردو ترجمہ

ترجمہ یق ا ج ہاں

ترجمہ مولوی غلام الحسین صاحب - پانی پتی مترجم ”فلسہ تعلیم“

ہربرٹ اسپنسر پر حکیم سید شمس اللہ قادری - ایم - آر - ای -

ایس - ایف - آر - ایچ - ایس - عالم آثار قدیمہ کا

دیوبند

عیسائی مصنفین اسلام پر ہمیشہ سے یہ اعتراض کرتے چلے آئے ہیں کہ ”مذہب اسلام دنیا میں بہ زور شمشیر پھیلا گیا ہے“ اسلامی تاریخ میں جو واقعات - غزوات - سرایا اور بعثت کے نام سے مشہور ہیں ان کو یہ لوگ کچھ ایسی رنگ آمیزی و ملمع سازی سے بیان کرتے ہیں جس بنا پر یہ مشہور ہو گیا ہے کہ بانی اسلام اور ان کے اتباع نے ”ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں قرآن لیکر مذہب اسلام نبی اشاعت کی“ - مسئلہ جہاد کے ساتھ غلامی و تسری وغیرہ پر بھی عیسائی دنیا کی طرف سے اعتراضات ہوا کرتے ہیں جن کی تردید ہمیشہ مسلمانوں کی طرف سے ہوتی رہی ہے - ہندوستان کی مسلمہ مشترکہ زبان اردو میں بھی اس موضوع پر متعدد اصحاب تصنیف و تالیف لکچے ہیں - مثلاً مولوی رحمت اللہ مرحوم - مولوی آل حسن مرحوم - مولوی عنایت رسول مرحوم - ہندوستان میں مشہور مناظر گذرے ہیں - فخر قوم سرسید احمد خان مرحوم نے بھی عیسائیوں کے اعتراضات کے نہایت عالمانہ و محققانہ جوابات دیے ہیں - اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم نے بھی مذہب اسلام کی حمایت میں ہمیشہ بے مثل کتب و رسائل تالیف کئے ہیں - ان سب مصنفین کی کتابیں بچائے خود نہایت عمدہ اور بہت قدر کے قابل ہیں - مگر ”ہر گئے را رنگ و بوے دیگر است“ مولوی چراغ علی صاحب مرحوم کی تحریر میں ایک تو یہ خصوصیت ہے کہ طرز ادا نہایت سادہ اور طریقہ استدلال نہایت مستحکم ہوتا ہے - دوسرے ان سے پہلے بہ ظاہر اسی مصنف کے مسئلہ جہاد پر کوئی مستقل کتاب نہیں لکھی - سر سید مرحوم کی تفسیر القرآن جلد چہارم میں اگرچہ غزوات کا ذکر بہت کچھ ہے، مگر وہ بعض نکتہ ہیں جو تفسیر کی جلدوں میں محسوس اور شامل ہیں - سنہ ۱۸۸۵ء میں مولوی چراغ علی صاحب نے خاص اسی موضوع پر مندرجہ عنوان مستقل کتاب تصنیف کی - اس کے تین حصہ ہیں :

(۱) حصہ اول میں مقدمہ مصنف ہے جس میں وہ تمام وجوہ و اسباب درج ہیں جنہوں نے جناب رسالت مآب اور ان کے اصحاب کو لڑائیوں پر مجبور کیا - اس کے ضمن میں مسلمانوں کی ابتدائی تاریخ اور مشرکین عرب کے مظالم کو مفصل بیان کیا ہے، جن کی مدافعت کے لئے مسلمان تلوار اٹھانے پر مجبور ہوئے - اس کے بعد اشاعت اسلام کے واقعات بیان کئے ہیں - اسلام کی تعلیم اور تمدن پر گہری نظر ڈالی ہے - ارا امر و نواہی خصوصاً مسئلہ جہاد کے فلسفہ کو سمجھا دیا ہے اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مذہب اسلام اصول انصاف اور قوانین فطرت کے مطابق ہے، اسلئے آسانی کے ساتھ لوگوں کے دلنشین اور دنیا میں مرجح ہوا - یہ مقدمہ (۱۲۸) صفحات کا ہے -

(۲) حصہ دوم - مقدمہ کے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے - جس میں تمام غزوات کے حالات درج ہیں - قرآن، حدیث، فقہ اور تاریخ کے ناقابل تردید حوالوں سے ثابت کر دیا ہے کہ بانی اسلام کی تمام لڑائیاں دفاعی تھیں - اشاعت اسلام میں اپنے کبھی جبر و اکراہ سے کام نہیں لیا - اسیران جنگ کے متعلق یورپی مورخوں کی افتر پردازیوں کی قلعی کھول دی ہے اور ہرے طور پر ثابت کر دیا ہے کہ آنحضرت نے اسیران جنگ کے ساتھ نہایت رحیمانہ و منصفانہ برتاؤ کیا -

(۳) - حصہ سوم میں تین ضمیمہ ہیں -

جہاد کی مرفی - نذہری اور فقہی قواعد سے تحقیق کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید میں یہ الفاظ بمعنی جنگ و جدل استعمال نہیں ہوئے - دوسرے ضمیمہ میں لوندی علام اور حرم بنا نے کی تردید کی ہے - تیسرے ضمیمہ میں ان آیات کلام مجید کے حوالے درج ہیں جن میں دفاعی لڑائیوں کا ذکر وارد ہوا ہے - ان مباحث کے ذیل میں علامہ مصنف نے تاریخ، تفسیر اور فقہ کے اکثر مسائل حل کئے ہیں - مثلاً قبائل عرب کے انساب و موطن کی تحقیق - رجم و رجم کی لغوی تعریف، بنو نضیر، بنو قریظ اور دوسرے یہودیوں کے قتل کی فرضی داستانیں، غزوہ خندق کے متعلق نعیم بن مسعود کی تقریر پر بحث، جنگ بدر کے اسباب، تعدد زرجات، غلامی تسری کے مباحث خاص طور پر پڑھنے کے قابل ہیں - ربیعانہ - مارہ قبطہ اور بی بی زینب کے حالات پر روایتی ڈالی ہے - غرض کہ یہ کتاب مسئلہ جہاد اور اس کے متعلقات پر اس خوبی سے لکھی گئی ہے جس کی مثال نہیں مل سکتی -

اس کتاب کے پبلیشر مولوی عبد اللہ خان صاحب کے نام سے علم درست اصحاب بخوبی واقف ہیں جنہوں نے گلشن ہند اور مآثر انکرام جیسی عمدہ لٹریچر کتابیں اور اعظم الکلام فی ارتقاء السلام - اور ”تحقیق الجہاد“ جیسی عالمانہ اور مذہبی کتابیں شائع کر کے ملک قوم کی عظیم الشان علمی خدمت انجام دی ہے - خان صاحب مرحوم نے اس کتاب ”تحقیق الجہاد“ کو بصرہ زر کٹیر شائع کر کے اسلامی لٹریچر میں ایک قابل قدر اضافہ کیا ہے -

مولوی غلام الحسین صاحب پانی پتی کا نام نامی ترجمہ کی خوبی و عمدگی کے لیے ایک قابل اطمینان ضمانت ہے - فاضل مترجم نے جا بجا نہایت عمدہ اور قیمتی نوٹ بھی لکھے ہیں، اور اس کے بے مثل مزینا مزید استحکام اور رونق دے رہے ہیں کہ ترجمہ عالی جناب شمس العلماء مولانا الطاف حسین صاحب پانی پتی کی نظر سے گذرا اور ان کی اصلاح سے مزین ہوا ہے -

خود پبلیشر یعنی مولوی عبد اللہ خان صاحب نے بھی خاص طور پر نہایت توجہ و اہتمام کے ساتھ اس کی تہذیب و ترتیب کی ہے - مصنف مرحوم نے انگریزی میں جو حوالے دیے تھے خان صاحب مرحوم نے ان کے صفحات بھی ہڈا دیے ہیں تاکہ تلاش کرنے والے کو آسانی ہو، اور خود دوسرے حوالے تلاش کر کے اضافہ کر دیے تاکہ مصنف کے بیان کو مزید تقویت و تائید ہو - انگریزی میں آیات قرآن کا فقط ترجمہ تھا، خان صاحب نے ترجمہ میں اصل و متن کو جمع کر دیا، اور نصف کالم میں اصل آیت لکھ کر مقابل میں اس کا فصیح و صحیح اردو ترجمہ لکھا ہے - انگریزی سے عربی اسماء و اعلام کے نقل ہونے میں جس قدر دشواریاں ہیں اس کو صرف علمی مذاق رکھنے والے سمجھ سکتے ہیں - خان صاحب نے نہایت قابلیت و محنت کے ساتھ سینکڑوں عربی نقابوں کی مدد سے ان مشکلات کو بھی حل کیا - غرض کہ اپنے اس کتاب کی تصحیح و تہذیب میں نہایت جانکاهی اور عرق ریزی اور کمال تحقیق و تدقیق سے کام لیا ہے، اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یورپ میں جو کم بختی بستی جماعتوں کے ہاتھ سے ہوتا ہے وہ انہوں نے تن نہا انجام دیا، جس کے لئے وہ مبارک باد اور شکر کے مستحق ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ کتب خانہ آصفیہ کا ایسا عظیم الشان بے مثل اور نادر خزانہ کتب اگر موجود نہ ہوتا تو یہ مرحلہ کسی طرح طے ہونا ممکن نہ تھا -

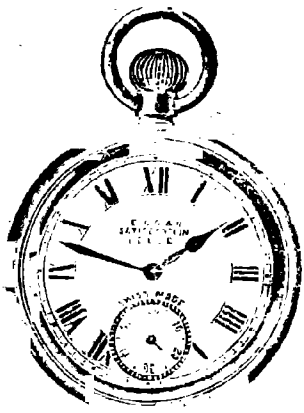
اب پبلک کراس لاجواب کتاب کی خریداری کر کے قدر دانی و امداد کرنی چاہیے تاکہ خانصاحب مرحوم کو دوسری مفید کتابیں شائع کرنے کا آئندہ مرحلہ ہر سہ - صرف مولوی چراغ علی صاحب مرحوم کی بے مثل اور قابل قدر (۳۵) چوٹی اور بڑی مذہبی کتب و رسائل قابل اشاعت موجود ہیں -

اس کتاب کے شروع میں مولانا عبد الحق صاحب بی - اے علیگ کا مختصر مگر دلچسپ و مفید مقدمہ شامل ہے، اور اس کے علاوہ اصل کتاب کے (۴۱۲) صفحات ہیں، اور نہایت عمدگی سے مطبع رنہ عالم لاہور میں چھپی - اس کے قابل قدر خوبیوں کے مقابلہ میں نہایت کم یعنی فقط (۳) روپیہ علاوہ محض ذاک مقرر ہے - اور کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن سے مولوی عبد اللہ خان صاحب کے پتہ سے مل سکتی ہے *

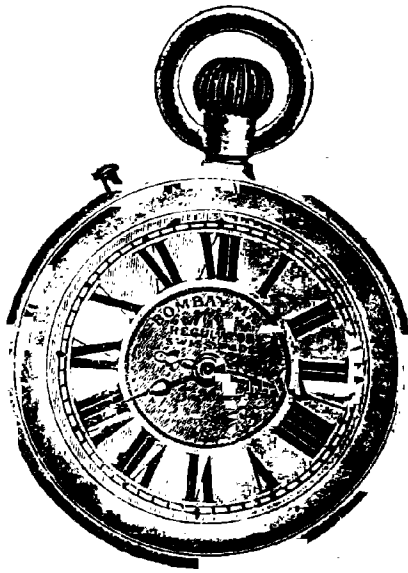
المشتر عبد اللہ خان بک سیلر اینڈ پبلیشر کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

خویداران الہلال کے لئے خاص رعایت

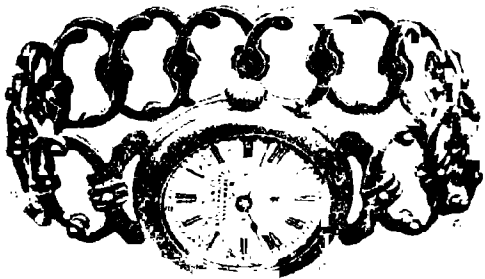
یہ گھڑیاں سویس راج کمپنی کے یہاں
اسی قیمت میں ملتی ہیں جو یہاں اصلی
قیمت لکھی گئی ہے۔ میری رعایتی قیمت
صرف اس وجہ سے ہے کہ میں نے کمیشن سے
زیادہ حصہ خریداران الہلال کو دیدیا۔ اسکی قدر
اسی طرح ہو سکتی ہے کہ ہر خریدار کم سے کم
ایک گھڑی خرید لے۔



یہ گھڑی نہایت عمدہ اور مضبوط - لیور
اسکیپمنٹ - اورین فیس -
اصلی قیمت ۸ - روپیہ ۱۲ - آنہ رعایتی
قیمت ۶ - روپیہ ۶ - آنہ -

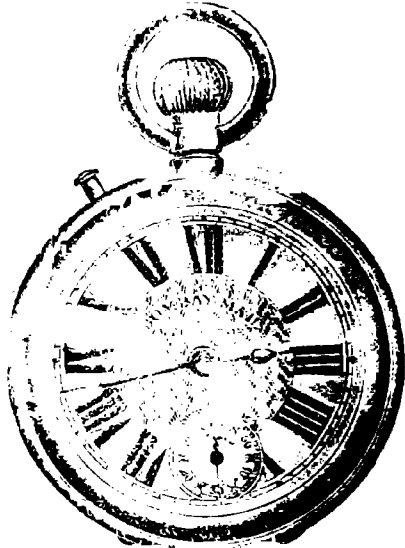


بمبئی میل - سائز ۱۹ - نکل اورین فیس -
بلا کنجی - وینڈنگ اکشن - راسکوپ اسکیمینٹ -
انامل ڈائل - گلاس ڈرم - ہنج باک - پن
ہانڈس ست اکشن - اسٹامپ ریگول لیٹر - مع
ریلوے انجن کی تصویر کے -
اصلی قیمت ۲ - روپیہ ۱۴ - آنہ رعایتی
قیمت ۲ - روپیہ ۲ - آنہ -

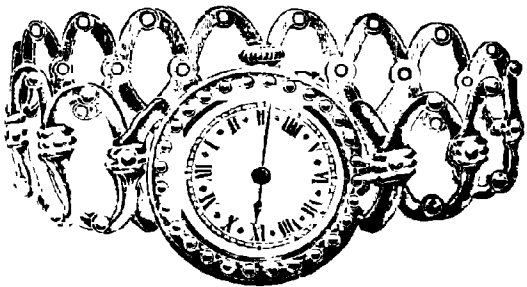


مٹل گولڈ گلت اسپانڈنگ راج - برسٹ -
اورین فیس - تین چوتھائی پلیٹ مرو منٹ
سیلنڈر اسکیمینٹ - پن ہانڈسٹ مکانیزم -
کیس وینڈنگ اکشن - خوبصورت انامل ڈائل
اسٹیل ہانڈس - بزل ست اور مصنوعی
جواہرات - اسپانڈنگ برسٹ بغیر ڈرم -
اسنپ باک -

اصلی قیمت ۷ - روپیہ ۸ - آنہ رعایتی
قیمت ۵ - روپیہ -

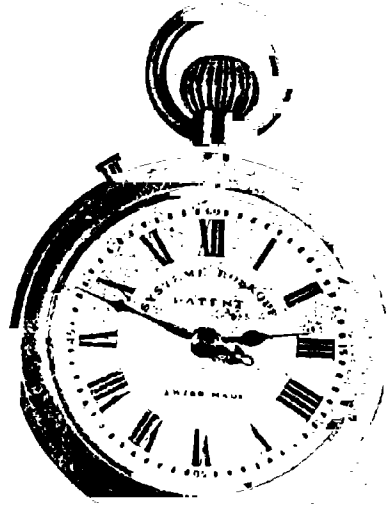


بمبئی میل - سائز ۱۹ - نکل اورین فیس -
بلا کنجی - وینڈنگ اکشن - راسکوپ اسکیمینٹ -
انامل ڈائل - گلاس ڈرم - ہنج باک - پن
ہانڈس ست اکشن - اسٹامپ ریگول لیٹر - مع
ریلوے انجن کی تصویر کے -
بالکل نمبر ۳ کی طرح فرق اتنا ہے کہ سکند
کی سولین زائد -
اصلی قیمت ۳ - روپیہ ۲ - آنہ رعایتی
قیمت ۲ - روپیہ ۶ - آنہ -

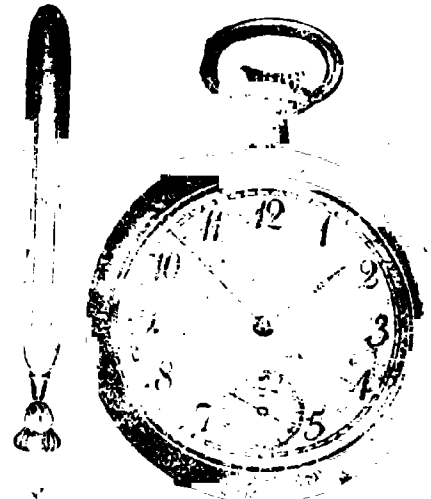


مٹل گولڈ گلت اسپانڈنگ راج - برسٹ -
اورین فیس - تین چوتھائی پلیٹ مرو منٹ
سیلنڈر اسکیمینٹ - پن ہانڈسٹ مکانیزم -
کیس وینڈنگ اکشن - خوبصورت انامل ڈائل
اسٹیل ہانڈس - بزل ست اور مصنوعی
جواہرات - اسپانڈنگ برسٹ بغیر ڈرم -
اسنپ باک -

بالکل نمبر ۶ کی طرح بغیر جواہرات -
اصلی قیمت ۶ - روپیہ رعایتی قیمت
۴ - روپیہ ۸ - آنہ -



سسٹم راسکوپ - سائز ۱۸ - بغیر ڈھکنے کے -
انامل ڈائل - مع قبضہ - نکل کیس - بلا کنجی
گارنٹی تین سال - اسکے ساتھ ایک اسپرنگ
اور گلاس منٹ -
قیمت اصلی ۲ - روپیہ ۱۴ - آنہ رعایتی
۲ - روپیہ -



آرہانہ اکسٹرا فلات ڈرس راج - سنہری
سولین - سائز ۱۸ - اسکرول بالنس - لیور اسکیمینٹ -
پن ست - ہانڈ اکشن - مٹل سلور ڈائل - سکند
اسٹیل ہانڈ - پلین کیس - گارنٹی ۶ سال -
مخمل کے بکس میں مع اکسٹرا اسپرنگ
اور گلاس -

اصلی قیمت ۶ - روپیہ ۶ - آنہ رعایتی
قیمت ۴ - روپیہ ۶ - آنہ -

جن فرمایشوں میں الہلال کا حوالہ نہیں
ہوگا - اس سے پوری قیمت لیجاویگی - اور
آئندہ کسی قسم کی سماعت نہیں ہوگی -



المشتج د کے - بی، سعید اینڈ کمپنی پوسٹ بکس ۱۷۰ کد ۵

جام جہاں نما

بالکل نئی تصنیف کہی دیکھی نہ ہوگی

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھر کی کسی ایک زبان میں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی کار آمد ایسی دلفریب ایسی فیض بخش کتاب لاکھ روپے کو بھی سستی ہے۔ یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علم قبضے میں کر لگے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھ لیں۔ دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیں صرف اس کتاب کی موجودگی میں دنیا ایک بڑی بھاری لائبریری (کتابخانہ) کو مول لے لیا۔

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعیات - علم فلکیات - علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر - فالنامہ - خراب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دل میں سرور آنکھوں میں نور پیدا ہو۔ بصارت کی آنکھیں راہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمی آنکے عہد بعد کے حالات - واقعہ ہستی - تاریخ دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم اہلیے قدرتی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فہرست 'آنکھیں قیچیں' مقام اشاعت وغیرہ - بھی کھاتہ کے قواعد طرز تحریر اشیا بروے انشا پر دازی طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابوں کا طرہ کھینچ کر رکھ دیا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھی 'شتر' گاٹے بھینس 'کھڑا' گدھا بھڑو 'بکری' کتا وغیرہ جانوروں کی تمام بیماریوں کا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندوں کی دوا نباتات و جمادات کی بیماریاں درج کرنا تمام معجزاتی قوانین کا جوہر (جن سے ہر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فرجدارہ 'قانون مسکرات' میعاد سماعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

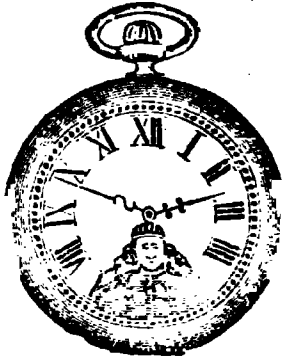
دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی وہاں جاکر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آج تک کہیں دیکھی نہ سنی ہوگی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہروں کے مکمل حالات وہاں کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے کے بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے ہیں اسکے بعد ملک برہما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یا قوت کی کان (روپیہ واقع ملک برہما) کے تحقیق شدہ حالات وہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں نہروڑے ہی دنوں میں لاکھ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - استریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفصیل حالات وہاں کی درس گاہیں دخانی

دوسرے اور معجزاتی و درخت کی باتیں رول جہاز کے سفر کا مجمل ہواڑ لربہ وغیرہ سب کچھ دکھایا ہے - اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ (طرز تحریر ایسی دلایز کہ پڑھتے ہوئے طبیعت باغ باغ ہر جاے دماغ کے کواڑ کھل جائیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک نقاب منگواؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ باوجود ان خریدوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ معصولداک تین آنے دو جلد کے خریدار کو معصولداک معاف -

تصویر دار گھڑی

کارنتی ۵ سال قیمت صرف چھ روپے

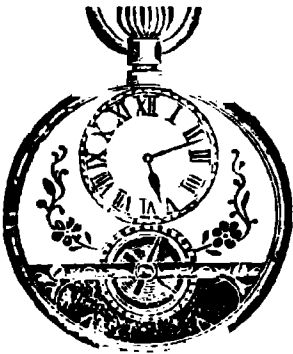
ولایت وائیں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے قائل پر ایک خوبصورت نازنین کی تصویر بنی ہوئی ہے - جو ہر وقت آنکھ منکاتی رہتی ہے! - جسکو دیکھ کر طبیعت خروش ہو جاتی ہے - ڈانک چینی کا - نہایت مضبوط اور پائدار - مدتوں بگڑنیکا فلم نہیں لپتی - وقت بہت ٹھیک دیتی ہے اسی خرید کر آزمائش کیجئے اگر درست احباب زبردستی چھین نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک



منگواؤ تو درجنوں طلب کر قیمت صرف چھ روپیہ -

آٹھ روزہ واچ

کارنتی ۸ سال قیمت ۶ چھ روپیہ

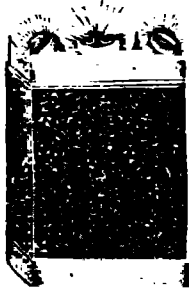


اس گھڑی کو آٹھ روز میں صرف ایک مرتبہ چاہی دیکھنی ہے - اسکے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار ہیں - اور نام ایسا معجز دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پوتا اسکے قائل پر سبز اور سرمہ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں - بصورت بگڑنیکا فلم نہیں لپتی - قیمت صرف چھ روپے - زنجیر سنہری ہسٹ خوبصورت اور بکس صرافہ معص -

چاندنی کی آٹھ روزہ واچ - قیمت ۶ روپے چھوٹے سائز کی آٹھ روزہ واچ - جو کلائی پر بند ہوتی ہے مع تسہ جرمی قیمت سات روپے

بجلی کے لیٹ

یہ تو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کارآمد لیٹ، ابھی ولایت سے بنکر ہمارے یہاں آئی ہیں - نہ دیا سلائی ایضورت اور نہ تیل بلی کی - ایک لپ راتم اپنی جیب میں یا سرھائے رکھلو جسوقت ضرورت ہو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے - رات کی وقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی موٹی جانور سانپ وغیرہ کا قر ہو فوراً لیٹ روشن کر کے خطرے سے بچ سکتے ہو - یا رات کو سوتے ہوئے اہلکم کیسوجہ سے آٹھ پڑے - سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیکھا - ہونا ہلکے تحفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوب معلوم ہوگی - قیمت ۱ مع معصول صرف دو روپے ۲ جس میں سفید



سرم اور زرد تین رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ - ضروری اطلاع - علامہ انکے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں، کلاں اور گھڑیوں کی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشفہا مل سکتی ہیں - اپنا پلہ ملک اور خوشخط لکھیں انکے مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جارہی - جلد منگوا لیں -

نیچر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقام ٹوہانہ - ایس - پی - دہلوے

TOHANA. S. P. By, (Punjab)

۲۰ ہر فرمایش میں الہلال کا حوالہ دینا ضروری ہے

رینلڈ کی مسٹر یزاف دی کورٹ آف لندن

یہ مشہور ناول جو کہ سولہ جلدوں میں ہے ابھی چھپنے لگی ہے اور تھوڑی سی رقم لگی ہے۔ اصلی قیمت کی چوتھائی قیمت میں دیجاتی ہے۔ اصلی قیمت ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ۔ کیڑونکی ہے جس میں سنہری حرور کی کلاہت ہے اور ۲۱۶ ہاف ٹون تصاویر ہیں تمام جلدیں دس روپیہ دی۔ پی۔ اور ایک روپیہ ۱۴ آنہ معصوم ڈاک۔

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سرگوبال ملک لین - بوم بازار - کلکتہ

Imperial Book Depot, 60 Srigopal Mullik Lane, Bowbazar Calcutta.

ہوٹن تائن

— * —

معجز نما ایچاہ اور حیرت انگیز شفا۔ دماغ کی شکایت کو دفع کرنے کیلئے - مردہاے ہوئے دلوں تازہ کرنے کیلئے - مسگریہ اور کلرد لیک کے تکیفونکا دفعہ فرد میں قوت پہنچانا - بڑھاپے کو جوانی سے تبدیل - ایام شباب کے مریض کا خاص علاج - مردہ اور عورت دلوں کے لیے مفید - قیمت دو روپیہ فی بکس - چالیس گولیاں ہوتی ہیں۔

زینوٹن - نفع بہ کا اصلی علاج - اور نہایت تیز بہت دورا کے استعمال کرتے ہی آپ فائدہ محسوس کریں گے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ۔

ہائپرولین - عاید روپیہ کا نہایت معجزہ دورا - دس دن کے لیے چار روپیہ اور ایک مہینہ کے لئے دس ڈالین اینڈ کمپنی - پوسٹ بکس ۱۴۱ کلکتہ۔

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

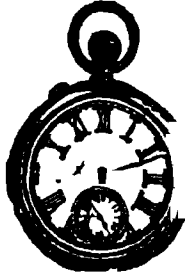
دماغی قوت کا معجزہ دورا

— * —

ڈاکٹر بیلر - پی - دی کی معجزہ دورا سے فوراً دماغی خرابی جاتی رہتی ہے - دماغ پر دوزی کیفیت سے اطمینان دیا جاتی - پانچ روپیہ فی بکس۔

S. C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street, Calcutta.

نصف قیمت پسند نہونے سے واپس مہرے نئے چالیں کریں۔ چھپ گزریں۔ لکھتے رہتے دینے



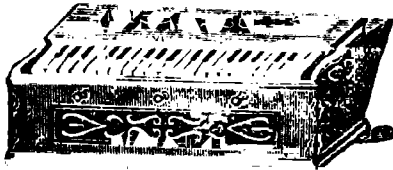
والی اور دیکھنے میں یہی مددہ فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دی جارہی ہیں۔ جسکی کارٹھی تین سال کے لیے دی جاتی ہے۔ اصلی قیمت سات روپیہ چودہ آنہ اور نو روپیہ چودہ آنہ نصف قیمت تین روپیہ پندرہ آنہ اور چار روپیہ پندرہ آنہ ہر ایک گزری کے ہمراہ سنہرا چین اور ایک فونٹین این اور ایک چاقو مفت دی جائیگی۔

کلائی راج اصلی قیمت نو روپیہ چودہ آنہ اور تیرہ روپیہ چودہ آنہ نصف قیمت - چار روپیہ پندرہ آنہ اور چار روپیہ پندرہ آنہ باندھنے کا فیصلہ مفت مایا۔

کمپنیشن راج کمپنی نمبر ۲۰/۲۰ صدن متر لین کلکتہ۔

Competition Watch Company No. 20 Madun Mitter Lane, Calcutta.

پسند نہونے سے واپس



ہزارا من مونی فلورٹ ہارمونیم سولہ فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دی جارہی ہیں۔ یہ سکی کی لکڑی کی بنی ہے جس سے آواز بہت ہی مددہ اور بہت روز تک قائم رہنے والی ہے۔ سینگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپیہ اور نصف قیمت ۱۰ - ۲۰ - ۲۵ - روپیہ قابل ریڈ قیمت ۶۰ - ۷۰ - ۸۰ روپیہ نصف قیمت ۳۰ - ۳۵ - ۴۰ روپیہ ہے آواز کے ہمراہ ۵ - روپیہ پیشگی روانہ کرنا چاہیگی۔

کمر شیل ہارمونیم فیکٹری نمبر ۱۰/۳ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ۔

Commercial Harmonium Factory N.o 10/ 3 Lower Chitpur Road Calcutta

عجیب و غریب مالش

— * —

استعمال سے مردہ لوگوں میں تازگی آجاتی ہے۔ اور کھوئی قوتیں پھر پیدا ہوجاتی ہیں اس کے خارجی استعمال سے کسی طرح کی تکلیف نہیں ہوتی ہے۔ قیمت دو روپیہ فی شیشی - معصوم ڈاک علاوہ۔

HAIR DEPILATORY SOAP

اس کے استعمال سے بغیر کسی تکلیف کے تمام روئیں اتر جاتے ہیں۔

آر۔ پی۔ کھوس تین بکس آٹھ آنہ علاوہ معصوم ڈاک نمبر ۳۰۶ اپر چیت پور روڈ - کلکتہ R. P. Ghose, 306, Upper Chitpore Road, Calcutta.

بادشاہ و بیگم کے داکھی شہاب کا اصلی ہاسہ۔ ہونانی میڈیکل سائنس کی ایک نمایاں کامیابی یعنی۔

صمٹک سبلیکا - جس کے خواس بہت سے ہیں جس میں خاص خاص باتیں ضروری زیادتی - چوڑی دانسی - اور جسم کی راحت - ایک گھنٹہ کے استعمال میں اس موزا کا اثر آپ محسوس کریں گے - اب مرتبہ کی آزمائش ہی ضرورت ہے۔

واما فرنچ تیلہ اور ہرنیرو انجن تیلہ - اس دورا میں نے ابا واجدہ سے پایا جو ہنشاہ مغلیہ کے حکیم تھے۔ یہ دورا فقط حکم معلوم ہے اور کسی کو نہیں اور دماغ پر ترکیب استعمال بھیجی جائیگی۔

۱۰ دنگر فل کاتھیر - کو بھی ضرور آزمائش کریں۔ قیمت دو روپیہ بارہ آنہ۔

صمٹک ہاس اور الگوری دیگر پوسٹ پانچ روپیہ بارہ آنہ معصوم ڈاک ۶ آنہ۔

ہونانی ڈوٹ ہاؤز کا سامیل یعنی سرے دورہ کی دورا لکھتے ہر مفت بھیجی جاتی ہے - فوراً لکھیں۔

حکیم مسیح الرحمن - ہونانی میڈیکل مال - نمبر ۱۱۴/۱۱۵ سہارا بازار اسٹریٹ - کلکتہ

تار ۱ ہند " بیک بہار "

Hakim Masihur Rahman Yunani Medical Hall No. 114/115 Machuabazar Street Calcutta.

پچاس برس کے تجربہ کار

راے صاحب ڈاکٹر کے - سی داس کا آرا لا ساہائے - جو مستورات کے خاص بیماری کے لیے عجیب دورا مبتلاے ایام کے زمانہ میں وغیرہ۔

گولیاں - ایک بکس ۲۸ گولیاں کی قیمت ایک روپیہ۔

مستورات کے بیماروں کے لیے نہایت مفید دورا - خط کے آنے سے پوری کیفیت سے اطلاع کیجائیگی۔

سواتیس سالے گولیاں

مردوں کے نروس بیماری کے لیے نہایت مفید اور معجزہ ہے اب ایک مرتبہ استعمال کریں اگر فائدہ نہ تو میرا ذمہ۔

Swasthasahaya Pharmacy, 30/2 Harrison Road, Calcutta.

سال ویٹی بہ دور ایک عجیب اثر پیدا کرتا ہے نوجوان بوزہ - معجزہ ہوا ہادی شدہ سب کے لیے۔ بکس اتر۔

S. C. Roy M. A.

N.o. 86 Dhurumtala

Street, Calcutta.

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTO. & PUBG. HOUSE, 7/1 MOLEOD STREET, CALCUTTA.

اُسکے قائم رکھنے یا ترقی دینے کا جالز حق حاصل تھا اسلیے اگر اسمیں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کیجاتی ہے تو اس سے قدرتی طور پر مایوسی پیدا ہوتی ہے -

(۳) اگر طلباء کیساتھ ناظم یا مہتمم یا مدرسین ایسا برتاؤ کرتے جو عزت نفس کے منافی ہوتا ، یا انہیں ذلت آمیز تفریق و امتیاز پیدا کرتا ، تو یقیناً یہ طرز عمل مایوسی بخش ہوتا -

ان نتائج کے بعد اب ہم ان شکایات کو بہ تفصیل آپکی خدمت میں پیش کرتے ہیں - ہمکو مذہبی ، تعلیمی ، انتظامی ، اخلاقی ہر قسم کی شکایتوں کے پیش کرنیکا انوسناک موقع پیش آگیا ہے ، اسلیے ہم ہر ایک کا ذکر جدا جدا عنوانات کے تحت میں کرتے ہیں - جناب سے توقع ہے کہ آپ ان تمام پہلوؤں کا لحاظ فرما کر ہماری زندگی کو اور دارالعلوم کی انتظامی حالت کو ایک ایسے معیار پر لانیکی کوشش کریں گے ، جو دارالعلوم کے شایان شان ہوگا -

(تعلیمی شکایات)

تعلیمی حیثیت سے مستطیع و غیر مستطیع طلباء میں سخت تفرقہ قائم کیا گیا ، چنانچہ یہ حکم جاری کیا گیا کہ طلباء غیر مستطیع کو یہ معاہدہ کرنا پڑیگا کہ وہ بعد فراغ پانچ سال تک باقل معارضہ (بیس ۲۰ روپیہ ماہوار) مدرسے کی خدمت پر اپنی زندگی وقف کر دینگے ، نیز اگر بغیر تکمیل پاس کیے یہاں سے چلے جارہنگے تو اور پھر جو کچھ خرچ کیا گیا ہے وہ واپس کرنا پڑیگا ، طلباء غیر مستطیع نے اس ناگوار تفریق کو محسوس کر کے ایک درخواست دی ، جسکا خلاصہ یہ تھا کہ قواعد دارالعلوم میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے ، اور نہ یہ تجویز کسی جلسہ میں منظور ہوئی ہے ، اور نہ کبھی اس پر عمل کیا گیا -

مہتمم صاحب نے ناظم صاحب کی خدمت میں طلباء کے عذرات پیش کیے - انہوں نے جواب دیا کہ یہ تجویز منظور ہوچکی ہے ، میں وہ تحریر بھیجے دوں گا - مہتمم صاحب سے جب دوبارہ ناظم صاحب نے اسکی تعمیل پر اصرار کیا تو انہوں نے حسب وعدہ تحریر مانگی ، لیکن انہوں نے تحریر نہیں بھیجی ، اور فرمایا کہ آپ کو میرے حکم کی تعمیل کرنی ہوگی - اب مہتمم صاحب نے طلباء غیر مستطیع کو بلا کر فرمایا کہ میں اسکی تعمیل پر مجبور ہوں ، رزق آپ لوگوں کو اخراج نام کی تکلیف گزارا کوئی ہوگی - طلباء نے اب مجبوراً ناظم صاحب کی خدمت میں درخواست دی جسکا جواب اب تک نہیں دیا گیا - اس حکم کی ناکواری کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ دارالعلوم میں مصارف طعام کے علاوہ اور تمام مصارف تعلیم سے مستطیع اور غیر مستطیع برابر فائدہ اٹھاتے ہیں ، اسلیے اسکی کوئی وجہ نہیں کہ طلباء مستطیع بالکل آزاد ہدیے جائیں اور غیر مستطیع طلباء کو ایسی سخت پابندی پر مجبور دیا جائے - بعض انتظامات سے طلباء کو یقین ہوگیا کہ اب دارالعلوم نے نظام تعلیمی میں عظیم الشان انقلاب پیدا ہو جائیگا چنانچہ درجہ تکمیل کی اصلی خصوصیت فنا ہوگئی - علم تفسیر پر تقریر کر کے کیلیے جو جلسہ ہوا کسرتا تھا ، بند ہوگیا - طلباء کے کانوں میں یہ صدائیں آنے لگیں کہ اب ملا فاضل اور انٹرنس کے امتحان کی تیاری کا سامان کیا جائیگا ، اور اس کے لیے لڑنے تیار کیے جائیں گے - عملاً جو انقلاب ہوا وہ یہ تھا کہ صرف ایک طالب علم کیلیے درجہ انٹرنس کھولا گیا -

درجہ اعلیٰ کے متعلق قواعد داخلہ میں صاف تصریح ہے کہ ”درجہ اعلیٰ کے دونوں سالوں میں انگریزی بھی پڑھائی جائیگی“ لیکن جب درجہ انٹرنس کھلا تو ایک مدرس کے اضافہ کی ضرورت پیش آئی - بجائے اسکے کہ یہ اضافہ کیا جاتا - درجہ اعلیٰ کی تعلیم کے گھنٹے اس درجہ کو دیدیے گئے ، اور اس درجہ کو انگریزی تعلیم سے محروم کر دیا گیا - اکثر مدرسین نے ان طلباء کے

۱۔ بقاء و اصلاح ندوۃ العلماء

طلباء دارالعلوم ندوہ نے اپنی شکایتوں اور اسٹرائک کے اسباب کے متعلق مندرجہ ذیل تحریر شائع کی -

حامدا و مدد!

جناب والا !

ہم طلباء دارالعلوم کے اسٹرائک کا جو معاملہ آپ کے سامنے پیش ہے ، جب تک آپکی ترتیب و تاریخ و علل و اسباب دریافت کرنیکا کوئی قابل وثوق ذریعہ ہاتھ نہ آئے ، آپ اسکا منصفانہ فیصلہ جیسا کہ آپ کی ذات سے توقع ہے نہیں کرسکتے - اس بنا پر ہم طلباء آپکی خدمت میں یہ تفصیلی عرضداشت پیش کرنیکی اجازت چاہتے ہیں :

دنیا میں راقعات پر مختلف حیثیتوں سے نگاہ ڈالنے سے جو مختلف نتائج مستنبط ہوتے ہیں ، ہمارا معاملہ اسکی بہترین مثال ہے - اس معاملہ کا ایک پہلو یہ ہے کہ یہ اسٹرائک ہماری سرکشی کا نتیجہ ہے ، لیکن واقعہ پر جب اس حیثیت سے نگاہ ڈالی جاتی ہے کہ کیا ایک ضعیف اور معکوم گروہ ایک صاحب اقتدار مہتمم یا ناظم کے ساتھ بغیر سخت ناگوار برتاؤ کے سرکشی کرنیکی جرات کرسکتا ہے ؟ تو واقعہ ہی حیثیت بدلجاتی ہے ، اور خود بخود سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیا شکایت ہیں جنہوں نے اس ضعیف گروہ کو اس خرد کشی پر آمادہ کیا ؟ ہم جناب کی خدمت میں اس معاملہ کو اسی حیثیت سے پیش کرتے ہیں - لیکن آپ کو ہماری شکایتوں سے پہلے یہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ندوہ کیساتھ قوم کو کس قدر دلچسپی ہے ؟ دارالعلوم کن اصولوں پر چل رہا تھا ؟ دارالعلوم کی امتیازی خصوصیات کیا ہیں ؟ یہ عام طور پر مسام ہے کہ ندوہ کیساتھ قوم کو کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے - سالانہ جلسے عموماً بند ہوگئے ہیں ، چندوں کی مقدار کم ہوگئی ہے ، لوکل ارکان کا خود یہ حال ہے کہ بمشکل انتظامی جلسوں میں کورم پورا ہوتا ہے -

یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ اب دارالعلوم کی تعلیمی حالت بہت ترقی کر گئی تھی ، درجہ تکمیل کھل گیا تھا ، نصاب تعلیم میں بہت کچھ تغیر کر دیا گیا تھا ، طریق تعلیم بہت کچھ بدل گیا تھا ، طلباء میں مجتہدانہ تعلیم حاصل کرنیکا ذوق پیدا ہوگیا تھا ، علمی مسائل پر برجستہ تقریر کرنیکی خاص طور پر کوشش کیجاتی تھی - مسرودہ دارالعلوم ، قواعد ندوۃ العلماء ، روڈادہ جلسہ انتظامیہ نے تمام طلباء کو عزت نفس ، مسارات ، بلند ہمتی کا عام سبق دیا ہے ، اور یہی دارالعلوم کی امتیازی خصوصیات ہیں - چنانچہ جلسہ دہلی میں دارالعلوم کی جو رپورٹ پیش کی گئی تھی اوسمیں اسیر خاص طور پر فخر کیا گیا تھا - انہیں خصوصیات کے ہماری حالت کو عام مدارس عربیہ کے طلباء سے مختلف کر دیا ہے ، اور ہماری معروضات کے سننے میں جناب کو خاص طور پر اس کا لحاظ کرنا چاہیے -

ان مقدمات کے عرض کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ آپ کو نتائج ذیل کیطرف ترجہ دلائیں :

(۱) جبکہ ندوہ کے ساتھ قوم کو کوئی دلچسپی نہیں ہے تو ایسی حالت میں ہم کو قورم کی ترجہ حمایت کی توقع بہت کم تھی اسلیے یہ اسٹرائک سخت مایوسی اور مجبوری کی حالت میں کی گئی ہے ، بلکہ درحقیقت یہ ایک قسم کی خود کشی ہے -

(۲) تعلیمی حالت جن اصول پر قائم ہوگئی تھی طلباء کو

کسی خاص کتاب یا فن میں کمزور ہوتے ہیں، یا انکے اسباق چھوٹ جاتے ہیں، یا تیاری امتحان کا زمانہ ہوتا ہے، یا کسی مشہور یا صاحب فن عالم کی ذات سے فائدہ اوقیانیکا موقع ملتا ہے، ایسی حالت میں ان طلباء کو مدرسین کے علاوہ دوسرے لوگوں سے درس حاصل کرنیکی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلیے اس قسم کا حکم طلباء کیلئے ایک ایسی بندش تھی جس کا اثر انکی علم علمی زندگی پر پڑ سکتا تھا۔ چنانچہ اس حکم کے بعد ہی تمام طلباء کے خارجی اسباق بند ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام طلباء نے اس حکم پر متفقہ طور سے عام ناراضی ظاہر کی۔ بعض اساتذہ میں پارا بی فیلڈنگ کا ایسا شدید احساس پیدا ہو گیا ہے کہ وہ اپنا تمام وقت، اسی مشغولہ میں صرف کرتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ پہلے سے کتابوں کا مطالعہ کر کے نہیں آتے، درجہ میں آکر اکثر اسی قسم کی گفتگو کرتے ہیں، جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم کو اپنا ہم آراز بنالیں، اسلیے ہمارا سخت تعلیمی نقصان ہوتا ہے، اور ہمارے جذبات میں ہیجان پیدا ہوتا ہے۔

سکند ماسٹر صاحب عموماً اپنے وقت مقررہ پر تشریف نہیں لاتے، جس سے روزانہ تعلیم کا حرج ہوتا ہے، اور انکے زیر تعلیم درجنکو مسئلہ تعلیمی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔

علم ادب کا ذوق جو خصوصیات دارالعلوم میں ہے، کلیۃً مفقود ہو گیا ہے۔ عربی تحریر کی مشق کی طرف سے بالکل بے پروائی کیجاتی ہے، خطابت کی طرف مطلق توجہ نہیں، درجہ اعلیٰ کیلئے خاص ادب کا کورس مقرر ہے، یہ درجہ صرف اسی فن کی تعلیم حاصل کرنا ہے، لیکن اسکی حالت بھی علم درجوں سے کچھ ممتاز نہیں۔ اس سے ابتدائی اور متوسط درجوں کی تعلیم کا اندازہ کر لینا چاہیے۔

علم دینیہ کی تعلیم نہایت معمولی پیمانے پر دیجاتی ہے، اساتذہ بچے اہم اور نتیجہ خیز باتوں کے ریکارڈ اور دروازہ قارئین سے طلباء کے دلونکو مربوط کرتے ہیں، اصولی مباحث کو چھوڑ کر طلباء میں جزئیات، تفصیل کے متعلق لقب پیدا کرایا جاتا ہے، جو مقاصد دارالعلوم کے بالکل خلاف ہے۔

تحریر و تقریر کا نہ ال خصوصیات دارالعلوم میں ہے، لیکن اب اس کا کوئی سامان نہیں، مدت تک ہمکو عربی اخبارات و رسائل کے ذریعہ سے اس کے تسک و دل کا موقع ملتا تھا، لیکن اب یہ سامان بالکل مفقود ہے۔ مجلس، مکالمہ چند دنوں سے کرائی جاتی ہے، لیکن ارسین نہ تو ہمکو دلاور تقریر بقایا جاتا ہے، اور نہ ہماری معلومات میں کسی قسم کے اضافہ کی کوشش کیجاتی ہے۔ اساتذہ اسمیں شریک ہوتے ہیں، وہ عام سامعین کے طرح ہمارا بیان سنوچے جاتے ہیں۔

ادبی ذوق بڑھانیکے لیے ہم نے بار بار خواہش ظاہر کی، ہمارا درس عربی زبان میں ہو، درجہ تکمیل کے معلم اگرچہ ایک زبان دان عرب ہیں، تاہم ہماری اس درخواست کی طرف توجہ نہیں کیجاتی، تعلیم بالکل کتابوں تک محدود ہو گئی ہے، مجتہدانہ تعلیم کی طرف نسیکو توجہ نہیں۔ اس کا ایک طریقہ یہ تھا کہ مدرسین کسی خاص موضوع پر پہلے سے تیار ہو کر آتے، اور کم از کم ہر مہینے میں اس پر ایک لکچر دیتے، پہلے ہی سے اس طریق تعلیم کی داغ بیل پڑ چکی تھی، مگر اب یہ طریقہ بالکل مفقود ہو گیا ہے۔

معتمد سابق کا یہ دستور تھا کہ وہ ہر مہینے میں کسی نہ علمی مسئلہ پر مجتہدانہ لکچر دیتے تھے، جو طلباء کے علاوہ مدرسین کی رہنمائی کا بھی کام دیتا تھا۔ ہمارے مستقبل اور طرز تعلیم کے متعلق مفید ہدایات کرتے تھے جو ہمیشہ مدرسین و طلباء کے پیش نظر رہتی تھیں۔ اب یہ طریقہ بالکل ناپید ہو گیا ہے۔

جائز حقوق کے دلانیکی کوشش کی، مگر انکو نا کامیابی ہوئی۔ انسپکٹر صاحب نے بھی درجہ انٹرنس کے کھلنے پر اعتراض کیا، اور کہا کہ درجہ انٹرنس کیلئے موجودہ اسٹاف نا کافی ہے اور اب یونیورسٹی الہ آباد نے پرائیورٹ طریقہ امتحان قائم نہیں رکھا، لیکن با ایں ہمہ وہ درجہ اب تک قائم ہے، اور طلباء درجہ اعلیٰ انگریزی سے محروم ہیں۔

انگریزی اسٹاف کی بے توجہی اور نا مناسب برتاؤ کی ہمیشہ سے طلباء کو شکایت رہی، جسکی وجہ یہ ہے کہ یہ اسٹاف ہمیشہ اپنے آپ کو پرنسپل کے اثر سے خارج سمجھتا رہا۔ چنانچہ بعض ماسٹروں کے متعلق جب عام شکایت پیدا ہوئی وہ وقت پر نہیں آتے، اور پورے گھنٹے میں تعلیم نہیں دیتے، تو مہتمم صاحب نے اسکا انتظام سختی سے کرنا چاہا، اسپر بجائے اطاعت کے وہ مہتمم صاحب کے ساتھ نا مناسب طریقہ سے پیش آئے۔ اس خیال کا یہ اثر تھا کہ انگریزی اسٹاف نے طلباء پر اس قسم کی ناجائز سختیاں کیں کہ انکی زبان بند ہو جائے، تاکہ مہتمم صاحب کو مداخلت کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ اس غرض سے مہتمم صاحب و ناظم صاحب کی خدمت میں طلباء کی سرکشی کی شکایتیں شروع کیں، جنکا مقصد یہ تھا کہ انکی آواز بے اثر ہو جائے۔ عملاً انکی سختی کی نوبت بہانہ تک پہنچی کہ ہیڈ ماسٹر نے ایک لڑکے کو بوٹ سے ٹھوکر لگائی، حالانکہ وہ اسوقت دوسرے کلاس میں حساب سیکھ رہا تھا۔ سیکند ماسٹر نے ایک طالب علم کو دوڑا کر مارا، اور پھر ہیڈ ماسٹر سے شکایت کی کہ یہ لڑکا بد تہذیب ہے۔ اس کا نام خارج کر دیا جائے۔

مولانا شبلی نے اپنے استعفا کے بعد ہمکو یقین دلایا تھا کہ وہ اب بھی ہماری خدمت کیلئے تیار ہیں، چنانچہ انکی یہ تحریر اخبار وکیل میں شائع ہو چکی ہے۔ اس توقع کی بنا پر جب وہ تشریف لائے تو ہم نے ان سے بخاری پڑھنے کی درخواست کی، اور وہ بمجبوری تمام آمادہ ہوئے۔ مہتمم صاحب اسپر بالکل راضی تھے۔ چنانچہ جن طلباء نے کتب خانہ سے بخاری شریف لینے کی عرضی دی، اسکی اجازت انہوں نے بخوشی دی۔ لیکن چند ہی روز کے بعد معلوم ہوا کہ ناظم صاحب اسکو پسند نہیں کرتے۔ مہتمم صاحب کا بیان ہے کہ اس سبق کے نہ رکنے کیلئے انہوں نے ایک ہفتہ تک ان سے امتحان کیا۔ طلباء کے ساتھ بعض مدرسین بھی شریک درس ہوتے تھے، انکی نسبت مہتمم صاحب سے ناظم صاحب نے فرمایا کہ میں ان مدرسین کو نکال دوں گا۔ آپ طلباء کو روکیے۔ جب یہ دھمکیاں کارگر نہ ہوئیں، اسوقت یہ حکم جاری کیا گیا کہ طلباء بجز درسی کتابوں کے کوئی غیر درسی کتاب کسی غیر مدرس سے نہیں پڑھ سکتے۔ جب ہم نے اسپر عذر کیا تو مہتمم صاحب کے ذریعہ سے دھمکی دی گئی کہ جو طلباء شرکت درس سے باز نہ آویں گے، انکا نام خارج کر دیا جائیگا، ہم نے باوجود اس اشتعال انگیز طرز عمل کے صرف یہ کیا کہ اس کے خلاف ایک عرضی بھیجی، اور تا انتظار جواب درس بند رکھا۔ جب جواب میں دیر ہوئی تو ہم نے مہتمم صاحب سے اسکی درخواست کی، انہوں نے فرمایا کہ ناظم صاحب نے نہایت مجمل جواب دیا ہے، جسکی ترمیم کی ضرورت ہے، وہ اسوقت نہیں ہیں۔ انکے آنے بعد اسکی ترمیم ہو سکیگی۔ میں اس درمیان میں سبق جاری کرنے کی زبانی اجازت دیتا ہوں۔

اب آپ اس واقعہ پر مختلف حیثیتوں سے غور کرنا چاہیے۔ پہلا سوال یہ ہے کہ بخاری کے درس سے چند طلباء روکے گئے تھے۔ اس سے عام ناراضی کیوں پیدا ہوئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم عام تھا اسلیے اس کا اثر عام طلباء پر پڑتا تھا۔ دارالعلوم میں بلکہ مسلم مدارس میں یہ طریقہ جاری ہے کہ جو طلباء

بلکہ مصروف ہر زندگی میں صرف زندگی - کیا ہماری ذوق کشی کا یہی صلہ ہو سکتا تھا ؟ کیا بد دیانتی ہی اس سے بڑھ کر کوئی نظیر مل سکتی ہے ؟

(انتظامی شکایات)

طلبہ کے اشتعال کا سب سے بڑا سبب وہ انتظامی طریقہ تھا جو ان ریکٹروں کے پیدا کرنے میں عمل میں لایا جاتا تھا - طلباء کے اخراج فلم کی دھمکی ناظم صاحب کا تکیہ فلم تھی - سخت کلامی سے کوئی بات خالی نہیں ہوتی تھی ' بخاری کے درس کے روکنے پر صاف الفاظ میں ناظم صاحب نے فرمایا کہ میں ان مدرسین اور طلباء کو نکال دینگا جو شریک درس ہوتے ہیں -

طلباء غیر مستطیع نے جو درخواست دی اس کے آخری جواب میں مہتمم صاحب نے فرمایا : اب میں مجبور ہوں رزہ آپ لوگوں کو اخراج نام کی تکلیف گوارا کرنی ہوگی

مولانا شبلی کے استقبال پر تدارک کی دھمکی دی گئی ' اور اس کے شورش پسندی سے تعبیر کیا گیا ' کیا یہ طرز عمل اس مدرسہ کیلئے موزوں تھا ' جسمیں عزت نفس کی تعلیم دی جانی ہے ؟

(۲) اشتعال کا ایک بڑا سبب ناظم صاحب کی وہ خفیہ و علانیہ مداخلت ہے ' جو انہوں نے پرنسپل کے اختیارات میں ہر موقع پر کی ' اور جس کا اثر طلباء کی حالت پر پڑا ' اور جس نے مہتمم و طلباء میں سوء ظن پیدا کیا -

ہم اہل پر بیان کر چکے ہیں کہ بخاری کا درس ناظم صاحب کے اصرار سے روکا گیا ' رزہ جناب مہتمم صاحب کو اس پر کوئی اصرار نہ تھا - مولود میں بھی جناب ناظم صاحب کے اشارے سے اس قسم کی راکٹیں پیدا کی گئی تھیں ' چنانچہ جب اس کی اجازت کی درخواست پیش ہوئی تو ناظم صاحب موجود نہ تھے ' مہتمم صاحب نے اس کی اجازت جناب ناظم صاحب کے آنے پر بشرط اجازت دیدی - ناظم صاحب کے صاحبزادہ نے راپسی چندہ کیلئے طلباء کو جو خطوط لکے ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ناظم صاحب کو یہ مولود اس قدر ناگوار تھا - اس مداخلت کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک طالب علم درجہ تکمیل کے کتب لینے کیلئے مہتمم صاحب کی خدمت میں عرضی دی ' اس وقت جناب ناظم صاحب موجود تھے ' انہوں نے عرضی اٹھا کر پھینک دی ' اور غصہ آمیز لہجہ میں فرمایا کہ اس وقت نہیں دیکھی جاسکتی - خود جناب پرنسپل صاحب کو یہ حرکت ناگوار ہوئی ' اور انہوں نے طالب علم مذکور کو سمجھایا کہ ناظم صاحب کی موجودگی میں آپ لوگ عرفیاں نہ لایا کریں - معجب آپ لوگوں کی توہین سے تکلیف ہوتی ہے -

ڈاک ہمیشہ پرنسپل کے یہاں آتی تھی ' ناظم صاحب نے اپنے یہاں منتقل کرالی ' اور اب ڈاک کی بد عنوانی کی طلباء و مدرسین کو عام شکایت پیدا ہو گئی -

یہ مداخلت خود جناب مہتمم صاحب کو ناگوار ہوئی ' اور انہوں نے ڈاک خانہ کو اطلاع دی کہ ڈاک پرنسپل کے پاس آنی چاہیے - ڈاک خانہ سے اس کے تصدیق کے لیے ایک شخص آیا ' تصدیق ہونے پر اس نے وعدہ کیا کہ اب ڈاک پرنسپل کے پاس آئیگی ' لیکن جب ناظم صاحب کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے اس پر ناراضی ظاہر کی ' اور مہتمم صاحب سے ڈاک خانہ میں دوسری اطلاع دلوائی کہ ڈاک ناظم کے پاس آنی چاہیے -

(اخلاقی شکایات)

(۱) ان مذہبی ' علمی ' قومی ' جذبات کے پالمالی کے ساتھ ' ہمارے ان جذبات کو صدمہ پہنچا یا گیا ' جو مقتضائے انسانیت و شرافت تھے - مولانا شبلی نے دارالعلوم پر جو احسانات

(مذہبی شکایات)

مذہبی زندگی اور اشاعت اسلام کا ابتدائی خاکہ قائم کرنے کے لیے چند طلباء کو خاص پابندی کے ساتھ تمام طلباء سے الگ کر لیا گیا تھا - وہ ایک مدرس کی نگرانی میں علیحدہ مکان میں رکھے جاتے تھے - ان طلباء نے اپنی زندگی اس مقدس فلم کیلئے وقف کر دی تھی ' اور ان کے والدین بھی اس پر راضی تھے - انہیں تقریر کرنیکا مادہ بھی پیدا ہو گیا تھا ' عین اس حالت میں جبکہ یہ طلباء اس زندگی کے خوگر ہو چکے تھے ' یہ انتظام درہم برہم کر دیا گیا ' اور ان طلباء کو عام طلباء کے ساتھ مخلوط کر دیا گیا ' جس سے ان کی مذہبی خصوصیت فنا ہو گئی ' اور دارالعلوم کا بہت بڑا مقصد جس کی ابتدا ہو چکی تھی دفعہ برباد ہو گیا -

عموماً ربیع الاول میں ہماروں کی طرف سے ایک مجلس ذکر مولد مرتب کی جاتی ہے ' اس سال بھی ہم نے حسب معمول قدیم مجلس مولد مرتب کرنی چاہی ' اور خیال تھا کہ اس مجلس میں تقریر کرنیکی مولانا شبلی کو تکلیف دی جائے - چونکہ اسمیں بھی کسی قسم کی رکاوٹ نہیں پیدا کی گئی تھی ' قاعدہ پہلے ہی سے چھپا لیا تھا ' اور چندہ بھی جمع کر لیا تھا ' لیکن جب ہم نے مہتمم صاحب سے اس کی اجازت طلب کی تو انہوں نے لیت ر لعل لیا - اسی اثناء میں وہ لاہور تشریف لیگے ' اور مولوی عبد الکریم صاحب قائم مقام کے طور پر عارضی مہتمم قرار پائے -

چونکہ وقت گذرنا جاتا تھا ہم نے قاعدہ مقام مہتمم صاحب سے اجازت مانگی - انہوں نے جواب دیا کہ مہتمم صاحب نے مجھ کو احاطہ مولود نہ دینے کی خاص طور پر ہدایت کر دی ہے ' اس لیے میں اجازت دینے سے مجبور ہوں -

ہم نے مہتمم صاحب کی خدمت میں بذریعہ ڈاک بغرض حصول اجازت خط بھیجا - جب وہ لاہور سے تشریف لائے ' تو ہم نے پھر اس کی درخواست کی - انہوں نے چند شرائط پر اجازت دی ' جو انہیں کے الفاظ میں حسب ذیل ہیں -

(۱) " اجازت مجلس میلاد ہی دی جاتی ہے بشرطیکہ شمس العلماء مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی ہی تشریف آوری اور تشریف لیجانیکی رہی صورت ہو ' جیسے سادگی میں ان کے زمانے میں ہوتی تھی -

(۲) یہ وہ بجز مولانا موصوف کے اور کوئی نفریر نہ کر سکیگا ' کوئی نظم پڑھتی ہو تو رزہ پہلے سے صاف مہتمم صاحب کو دہلا کر اجازت لی لینی چاہیے ' اور فاررانی مجلس میلاد کا نگران مہتمم ہوگا -

ہم نے یہ تمام شرطیں منظور کیں ' جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس سے ہمارا ارادہ کسی قسم کا ناجائز فائدہ اٹھانیکا نہ تھا ' لیکن آخر اس رکاوٹ کا کیا سبب تھا ؟ کیا یہ مولود کی رسم کوئی جدید رسم تھی ؟ کیا مولانا شبلی نے بھی اس مجلس میں اس سے پہلے تقریر نہیں کی تھی ؟ کیا اس کے لیے ان سے زیادہ کوئی اور شخص موزوں ہو سکتا تھا ؟ کیا جلسہ کانفرنس آکرہ میں مولانا شبلی سے سیرۃ نبوی پر تقریر کرنیکی درخواست نہیں لی گئی تھی ؟ اگر کانفرنس کے اوپر اس فلم کیلئے موزوں سمجھا تھا ' تو ہمارا انتخاب کوئی جرم تھا ؟ جس کو اس قدر اہم اور پیچیدہ بنا کر ہمارے مذہبی جذبات میں اشتعال پیدا کیا گیا ؟

نظام مذہبی ' اور مذہبی جذبات کی پالمالی کی نہایت درد انگیز مثال یہ ہے کہ جنگ بلقان کے زمانے میں ہم طلباء نے ایک مہینے تک گوشت بند کر کے جو رقم جمع کی تھی ' اور جس کی مقدار تھمیفاً (۲۵۰ روپیہ) تک پہنچی تھی وہ باوجود ہمارے تقاضے کے بلقان فتنہ میں شامل نہیں کی گئی '

صاحب کی خدمت میں ایک عرضی دی جس کا مقصد یہ تھا کہ اگر امتحان انگریزی میں طلباء درجہ اولیٰ کی شرکت ضروری ہو تو انکو اسکی تیاری کا موقع ملنا چاہیے، ورنہ اسکا قطعی فیصلہ ہونا چاہیے۔ مہتمم صاحب نے آٹھ روز تک اسکا کوئی جواب نہیں دیا، آخری مرتبہ انہوں نے اسکا جواب مانگا، اور اس انسوس ناک طرز عمل کیطرف توجہ دلائی کہ طلباء کی درخواستوں کے جواب میں غیر معمولی تعویق و تساہل سے کلم لیا جاتا ہے، انہوں نے مثال کے طور پر بخاری کے موص، اور مولود کے معاملہ کو پیش کیا جنکا اب تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ فرنگی محل کے مولود و دعوت کی شرکت کیلئے مدرسہ چا گھنٹے کیلئے بند کر دیا گیا، اور خود ہمکو مولود کی اجازت دینے میں استعذاریت و لعل کیا جاتا ہے۔ انکے اس اصرار اور آزادی پر مہتمم صاحب کو غصہ آگیا، اور انہوں نے انکو ناقابل برداشت گالیاں دیں۔ طالب علم مذکور نے بھی اس طرز خطاب کا کسی قدر غصہ آمیز لہجے میں جواب دیا۔ مہتمم صاحب نے ناظم صاحب کی خدمت میں رپورٹ کی اور انکا نام خارج کر دیا گیا۔ ہم طلبہ کو متعدد رجوع کی بنا پر یہ سزا سخت معلوم ہوئی: مولود محمد حسن متعدد حیثیتوں سے طلباء دارالعلوم میں مہذب خیال کیے جاتے ہیں۔ تقریر کرنیکا اونمیں خاص طور پر ملکہ پیدا ہو گیا تھا، انکی تعلیم ختم کرنیکا زمانہ قریب تھا، انکو سزا کا یہ طریقہ بھی ہوسکتا تھا کہ انکا وظیفہ بند کر دیا جاتا، اسکے ساتھ بدگمانی بھی ہوئی کہ نمایاں طلباء۔ اخراج کی جو فکریں ہو رہی تھیں اس رقعہ میں ان کا کافی اثر موجود ہے۔ تاہم ہم نے اب تک اسکے متعلق کوئی کارروائی نہیں کی۔ سب سے پہلے طالب علم مذکور نے خود مہتمم صاحب کی خدمت میں اپنے اخراج نام کے بعد درخواست دی جو نام منظور ہوئی۔ انہوں نے ناظم صاحب کی خدمت میں اپیل کیلئے کیا جسکو انہوں نے قبول نہیں کیا۔ متعدد مدرسین۔ بھی ناظم صاحب اور پرنسپل صاحب کی خدمت میں اونکے داخل کرنیکی سفارشیں کیں، وہ بھی بے اثر رہیں۔ اب ہم تہ طلباء کے رجوع بالا کی بنا پر مہتمم صاحب کی خدمت میں متفقہ درخواست دی، جسکا جواب انہوں نے یہ دیا کہ ”میں فیصلہ پر نظر ثانی نہیں کرسکتا“ ہم نے ناظم صاحب کی خدمت میں اسکا اپیل کیا۔ لیکن دو تین روز تک اسکا جواب نہیں دیا، یہ انتظار شاق گذر رہا تھا، اسلیئے چند طلباء نے ناظم صاحب کے دفتر میں جا کر اسکا جواب طلب کیا، انہوں نے طلباء ساتھ نہایت سخت کلامی کی، اور انکو اپنے کمرے سے نکال دیا، جسکے بعد ہم سب طلباء نے اسٹرائک کر دی۔

اسٹرائک کے بعد جو واقعات پیش آئے وہ بھی کچھ کم اشہر انگیز نہ تھے۔ اسٹرائک کے رکنے کیلئے سب سے پہلا جبری طور پر اختیار کیا گیا کہ کھانا بند کر دیا گیا، اور بارچی خانہ بند ہو گیا۔ شام کے وقت چند ارکان جمع ہوئے، جنہوں نے سرسری ہر ہمارے عذرات سنے اور حکم دیا کہ اگر تم نے کل تک درس شرکت نہ کی تو تمہارا نام خارج کر دیا جائیگا، دوسرے روز اپنے تحقیقاتی کمیشن بٹھائے کیلئے چند ارکان کا نام پیش کیا کہ طلباء چونکہ غیر جانبدار کمیشن چاہتے تھے انہوں نے اسکو نامزد کیا، اسپر انکو دھمکی دی گئی کہ پولیس کے ذریعہ سے انکو تھام لیا جائیگا۔

غیر مستطیع طلباء کے والدین کے نام خطوط جاری کیے گئے اگر انہوں نے ان طلباء کو نہ روکا تو انکے وظائف بند کر دیے جائینگے۔

عام طور پر یہ خیال پھیلایا گیا کہ اسٹرائک پولیس آڑاسی اور اسکی زرک تھام کا نتیجہ ہے۔

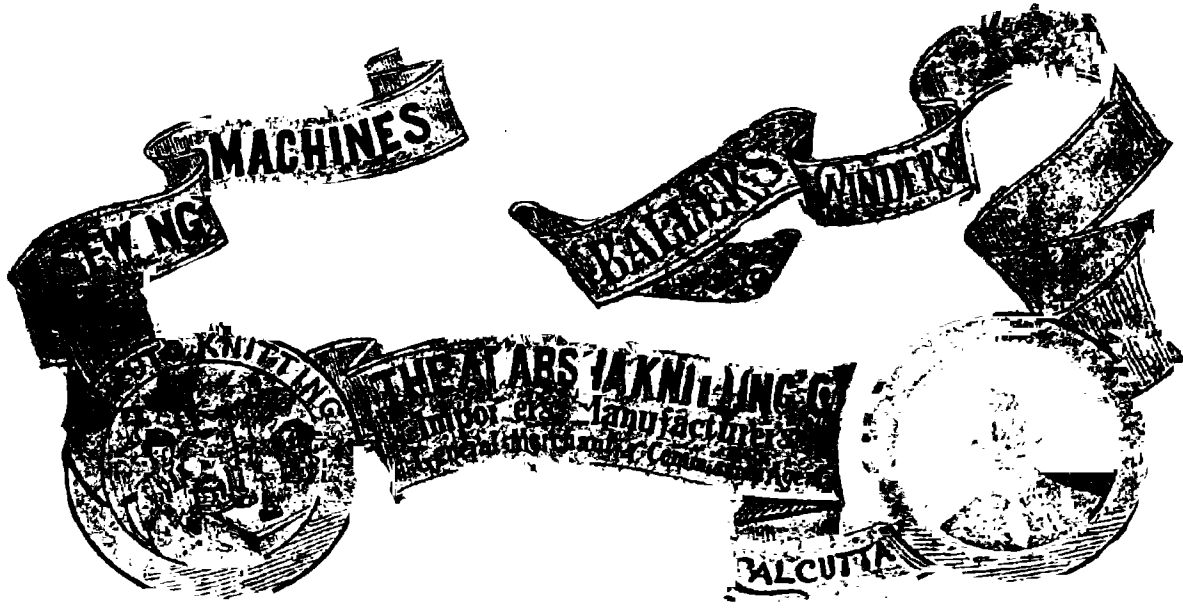
کیے ہیں، ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ قوم اور ارکان کو اس کا اعتراف ہے یا نہیں، لیکن انہوں نے ہماری جو علمی خدمت کی ہے ہم اس احسان سے سر نہیں اٹھا سکتے، لیکن اس کے اظہار کیلئے انکی تشریف آوری پر ہم نے انکا جو استقبال کیا، اور انکے احترام میں جو پارٹی دی، اسکو جناب ناظم صاحب نے نہایت ناگواری کے ساتھ دیکھا۔ بلکہ یہ پہلا موقع ہے جس نے ناظم صاحب کے دلمیں ہماری طرف سے مخاصمانہ خیالات پیدا کیے، اور اسی دن سے ناظم صاحب کی سخت کلامی اور ذلت آمیز برتاؤ کی ابتداء ہوئی۔ اسلیئے جناب کو سب سے پہلے اس مسئلہ پر غور کر لینا چاہیے کہ کیا یہ استقبال ہمارے طرز عمل کے خلاف تھا؟ انتظامی، قانونی، تمدنی، کسی حیثیت سے ناموزوں تھا، کیا یہ دارالعلوم کے عام طرز عمل کے خلاف تھا؟

پہلے سوال کا جواب خود ہمارے طرز عمل سے مل سکتا ہے، دارالعلوم میں جب مولانا شبلی کے استعفاء کی خبر مشہور ہوئی، اس وقت ہم نے جلسہ کر کے بذریعہ تار درخواست کی کہ وہ استعفاء واپس لیں، بالآخر جب استعفاء منظور ہوا، تو ہم نے اظہار انسوس کا جلسہ کیا، اور اخبارات میں اسکی رپورٹ شائع کی، مولانا شبلی کے منصب میں اضافہ ہوا، تو ہم نے اظہار خوشی میں ایک جلسہ کیا، اکثر ان جلسوں کے پریسڈنٹ جناب مہتمم صاحب تھے۔

ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے، کہ طلباء کو ابتداء ہی سے مولانا شبلی کے ساتھ عقیدتمندی ہے، اور انکے اس استقبال میں بھی اس قدیم عقیدتمندی کا اظہار کیا گیا۔ مولانا شبلی کے آنر میں جو پارٹی دی گئی، اسمیں مہتمم صاحب تمام مدرسین اور اکثر ارکان مثلاً (مولوی عبدالحی صاحب، مولوی اظہار علی صاحب، مسٹر نسیم صاحب اور خود مسٹر نسیم صاحب نے اسکی صدارت فرمائی) شریک تھے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ طلباء کی یہ روش انتظامی اور قانونی حیثیت سے قابل اعتراض نہ تھی۔ دوسرے سوال کا جواب بھی صاف ہے، جس شخص نے اپنی عمر کا بہترین حصہ ہماری علمی خدمت اور دارالعلوم کی ترقی میں صرف کر دیا ہو، جس شخص نے بعد استعفاء بھی ہماری خدمت کرنیکا وعدہ کیا ہو، کیا وہ ہماری اس اظہار عقیدتمندی کا مستحق نہ تھا؟

(سلسل شکایات کا آخری نتیجہ)

ہم نے ان تمام مظالم کو اگرچہ نہایت صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کیا، تاہم ہر موقع پر نہایت آزادی کے ساتھ ان احکام کی نامرور تیت ثابت کی، ان رکارڈوں پر ناراضی ظاہر کی، ان کو نظام دارالعلوم کے مخالف ثابت کرنیکی کوشش کی، جسکا مخالف نتیجہ یہ ہوا کہ جن طلباء نے ان موقعوں پر عام طلباء کی روائے کا فرض ادا کیا تھا، وہ جناب ناظم صاحب کی نگاہ میں کھٹکنے لگے، اور واقعات کی پیچیدگی نے ہمکو خود یہ یقین دلایا کہ معاملات کو اسی غرض سے اس قدر طول دیا جاتا ہے کہ نمایاں اور پرورش اور سریع الانفعال طلباء کا پیمانہ صبر لپیٹا ہوا ہے، اور انکی کوششیں کو کس طرح قانون کے تحت میں لاکر انکا نام خارج کر دیا جائے۔ مولوی محمد حسن طالب علم درجہ تکمیل اس قسم کے طلباء میں امتیاز خاص رکھتے تھے۔ طلباء غیر مستطیع سے معاہدہ لینے کا جو حکم صادر ہوا تھا اسکی مخالفت میں انہوں نے نمایاں حصہ لیا تھا۔ بخاری کے درس میں انہوں نے شرکت کی تھی، اور اسکی رازت پر خاص طور سے ناراضی ظاہر کی تھی، مولود کے معاملے میں بھی انہوں نے نہایت کوشش کی تھی، درجہ انٹرنس کے کھانے سے خود انکی انگریزی تعلیم کے گھنٹے لے لیے گئے تھے، جنکے واپس دلانے کیلئے وہ مدت سے کوشاں تھے۔ اب چونکہ سالانہ امتحان کا زمانہ قریب آتا جاتا تھا، انہوں نے مہتمم



ادرسہ نیٹنگ کمپنی

—:—

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :—

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل کٹنگ (یعنی سپاری نراش) مشین دیگی جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کر سکتے ہیں۔

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۵ روپیہ میں خرد بان مرزے کی مشین دیگی جس سے تین روپیہ حاصل کرنا ہلکا ہے۔

(۳) یہ کمپنی ۶۰۰ روپیہ میں ۲۰ ایسی مشین دیگی جس سے روزانہ ۱۰ روپیہ دینا شروع کر سکتے ہیں۔

(۴) یہ کمپنی آپکی بنائی ہوئی چیزوں کو خریدنے کی ذمہ داری لیتی ہے۔

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاموں اور مرزوں میں محض تاخیر اور خرچہ نہ کرتی ہے بلکہ کام جلد سے لے کر آپ کے دروازے پر اور اسی میں روپے بھی مل گئے اور ہر لطف یہ کمپنی ہی بننے کے لیے چیزیں بھی بھیج سکتی ہیں۔

لیجئے دو چار بے مانگے سرٹیفکے، حاضر خدمت ہیں۔

—:—

آنریبل نواب سید نواب علی چودھری (کاکڑ) :— میں نے حال میں ادرسہ نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مجھے چھوڑنے کی قیمت اور اوصاف بہت تعجب ہے۔

آئی۔ کورنہ راؤ پلیٹر۔ (بلائی) میں گنزویلر مشین سے آپکی مشین کو ترجیح دیتا ہوں۔

میں کچھ کامیابی دیتی۔ (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہوار کامیابی دیتی ہوں۔

شہس الاء : مولانا عطساء الرحمن صاحب کیا فرماتے ہیں ؟

—(*)—

ادرسہ نیٹنگ کمپنی کے روز پندرہ اور مجھے اس بات پر کہنے میں کوئی تاخیر نہیں کہ اسکی بناوٹ یورپ کی ساخت سے کہ طرح کم نہیں۔ میں نے مشین کو چلایا دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہر شخص باسانی اسے سیکھ سکتا ہے۔

چند وقت : اخبارات ہند کی رائے

—*—

بنگلہ :— روزانہ ۲۰ کالج اسٹریٹ کمپنی کے بنائے ہوئے ہیں اور جو سرکاری میلہ میں نمائش کے واسطے بھیجے گئے تھے انہیں منسلک اور بناوٹ بھی اچھی ہے۔ مضبوطی بہت کم ہے اور لائینی چیزوں سے مراد فرق نہیں۔

نکین دہلی :— ادرسہ نیٹنگ کمپنی کے روز پندرہ منسلک ہیں۔

جہل المین :— اس کمپنی نے ثابت کر دیا کہ ایک شخص اس مشین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کر سکتا ہے۔

اس کمپنی کی ہر حال آپ کے سامنے موجود ہے تاکہ آپ ایسا موقع چھوڑ دیں تو اس سے بڑھ کر افسوس اور کیا ہو سکتا ہے۔

ادرسہ نیٹنگ کمپنی نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کاکڑ

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ رَبِّكُمْ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ مُنْجِينَ

الْهَيْلُ

نار کا ہلکے
"الھیل" کا لکھنا
لیکھنے کے لیے - ۷۷۸

Telegraphic Address
"Alhila! CALCUTTA"
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور سالہ

میرسنوں کی شخصیات

احمد علی خان لکھنؤ

مقام اشاعت
۵ - ۱ مکلارڈ اسٹریٹ
کولکٹہ

قیمت
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۱ روپے ۶۴ آ

جلد ۴

کے مکمل : چار شنبہ ۴ جادی الاول ۱۳۳۲ ہجری

CALCUTTA : Wednesday, April 1 1914.

نمبر ۱۳



نار کے تین آنہ

قیمت فی پرچہ



آدرشہ نیٹنگ کمپنی

—*—

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :—

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل کٹنگ (یعنی سپاری تراش) مشین دیگی جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کرلی جات نہیں۔

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۵ روپیہ میں خود باف موزے کی مشین دیگی جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کہیں ہے۔

(۳) یہ کمپنی ۶۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزے اور گنجی دونوں تیار کی جاسکے تیس روپیہ روزانہ بے تکلف حاصل کیجیے۔

(۴) یہ کمپنی آپکی ہائی موبل چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتی ہے۔

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کاتے ہوئے اور جو ضروری ہوں بعض تاجرانہ نرخ پر مہیا کر دیتی ہے۔ کم ختم ہوا۔ آپچے روا نہ کیا اور ایسے ہی مل گئے ۱ ہر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لیے چیزیں بھی بھیج دی گئیں۔

لیجنڈ دو چار بے مانگے سوئیڈش :۔ حاضر خدمت ہیں۔

—*—

آنریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :۔ میں نے حال میں آدرشہ نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزوں کی قیمت اور اوصاف سے بہت تعجب ہے۔

ای۔ گریٹ واپلینڈر۔ (بلاری) میں کنزرویلر کے مشین سے آپکی مشین کو ترجیح دیتا ہوں۔

مس کھم کمار دیوی۔ (ندیا) میں خروشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہوارم آپکی نیٹنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں۔

شمس الہاء ! مولانا عطاء الرحمن صاحب کیا فرماتے ہیں ؟

—(*)—

آدرشہ نیٹنگ کمپنی کے موزے پہنچے اور مجھے اس بات کے کہنے میں کرلی شامل نہیں کہ اسکی بھارت یورپ کی ساخت سے کسی طرح کم نہیں۔ میں نے مشین کو چلائے دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہر شخص باسانی اسے سیکھ سکتا ہے۔

چندی مستند اخبارات ہند کی دے

—*—

ہنگائی — موزے جو کہ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپنی نے بنائے ہیں اور جو سرڈیشی میلہ میں نمائش کے واسطے بھیجے گئے تھے نہایت عمدہ ہیں اور بھارت بھی اچھی ہے۔ معیت بھی بہت کم ہے اور رلائی چیزوں سے سرمو فرق نہیں۔

انڈین ڈیلی لیوز — آدرشہ نیٹنگ کمپنی کا موزے نہایت عمدہ ہے۔

جبل المتین — اس کمپنی نے ثابت کر دیا کہ ایک شخص اس مشین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کرسکتا ہے۔

اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھ کر افسوس اور کیا ہوسکتا ہے۔

آدرشہ نیٹنگ کمپنی نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کلکتہ

AL - H I L A L
Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half yearly „ 4-1 2

الاحلام

میر سہول غرضوی
مدیر اخبار اسلام آباد

مقام اشاعت

۱۰۷ مکلاہ اسٹریٹ

کامکھ

ٹیلیفون نمبر ۶۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپے

شعبی ۴ روپے ۱۲ آنے

جلد ۴

۱۳۳۲ ہجری : چار شنبہ ۴ جادی الاولیٰ ۱۳۳۲

نمبر ۱۳

Calcutta : Wednesday, April 1 1914.

کہ بہت وسیع مجمع تھا، اور تقریباً ہر صوبے اور ہر طبقہ کے اشخاص شامل تھے۔ اگرچہ:

سرشتہ در کف از نی گویے طور بود!

خاص امتیاز کی بات یہ ہے کہ اس عطر مجموعہ میں ہر طرح کی خوشبوئیں شامل تھیں۔ پیران کہن سال بھی تھے، اور جوانان عہد بھی۔ خرقہ زہد بھی تھا، اور قبائے زندگی بھی۔ سرہائے سجدہ پیشہ بھی تھے اور نگہ ہائے عشوہ طراز بھی۔ پیلے کیلیے عذری کی ضرورت نہیں۔ دوسرے سے اگر سوال و جواب کی ضرورت ہو تو مفتی آزرہ مرحوم کی زبانی جواب پیلے سے سن لیجیے:

میں اور بزم بندہ کشی؟ لیکن مجھے

یہ کم نگاہیاں تیری بزم شراب میں

مجھے معلوم ہوا ہے کہ ممبران وفد میں سے اگرچہ صرف ۸۴ حضرات موقعہ پر جمع ہو سکے، لیکن اصلی فہرست دو سو ممبروں پر مشتمل تھی۔ یہ تمام لوگ ڈیپوٹیشن میں شرکت کیلئے آمادہ تھے مگر کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔ البتہ صرف دو آدمیوں کی نسبت جاننا ہوں جنہوں نے شرکت سے باوجود عزم شکن اصرار کے قطعی انکار کر دیا:

بندہ را کہ بفرمان خدا راہ رود نگزارند کہ در بند زلیخا ماند

ایڈریس میں بنیاد کا یہ قرار دی گئی تھی کہ مسلمان اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ بیکار ٹرکی کے مصائب پیش آگئے۔ اس سے انکے حواس مختل اور دل بے قابو ہو گئے۔ یہ بڑا نازک وقت تھا اور:

ہست این قصہ مشہور و ترہم می دانی!

لیکن با این ہمہ اختلال حواس، و پراگندگی طبع، و تعطل دماغ، و هجوم آلام و مصائب، وفاداری و اطاعت کیسی کی ”جبل المتین“ انکے ہاتھوں سے نہ چھوٹی، اور جادہ رضا و تفویض پر پورے قیامت و استقامت سے قائم رہے۔ گویا و اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لا تفرقوا۔ انکے نامہ اعمال کا عفران جلی اور دندر عقیدت کا سرخط الہامی ہے:

شنیدہ ام کہ سگان را قلادہ می بندی

چرا بہ گردن حافظ نمی نہی رسنے؟

جواب میں ارشاد ہوا کہ ہاں سچ ہے۔ اپنی نظر ہوشمند و گارداں سے یہ امر مخفی نہیں۔ آپ نہ کہیں جب بھی معلوم ہے:

در حضرت کریم تقاضا چہ حاجتست؟

البتہ یہ جو کہیں کہیں ”سخت الفاظ“ بھی استعمال کیے گئے تھے اس عرض نیاز اور قبولیت خسروئی سے اُسے مستثنیٰ کر دیجیے۔ ایسا نہوتا تو بہتر تھا کہ آبگینہ عبدیت کیلئے یہ حرف گراں بھی

دہلی ڈیپوٹیشن

نازم فریب صلح کہ غالب زکوے دوست
نا کام رفت و خاطر امید وار برد!

بالآخر وہ ڈیپوٹیشن جسکا تذکرہ بعض اخبارات میں شروع ہو گیا تھا، ۲۵ مارچ کی سہ پہر کو ہزاروں اکسلنسی لارڈ ہارڈنگ کے سامنے پیش ہوا:

بتوں کی دید کو جاتا ہوں دیر میں قائم

مجھے کچھ اور ارادہ نہیں خدا نہ کرے!

ایک مفصل ایڈریس کے ذریعہ مسلمانوں کی امن پسندی اور وفا داری کے میثاق قدیم کی زبان معترف اور سر اطاعت کے ساتھ تجدید کی گئی:

یقین عشق کن و از سرگماں برخیز!

ایڈریس میں اسکے سوا اور کچھ نہ تھا اور ہونا بھی نہیں چاہیے تھا:

جز سجدہ متاعے دگر از کس نہ پذیرفت

خاکے کہ ز نقش قدم او اثرے داشت!

ایک واقعی بات کے دھرا دینے میں چنداں ہرج نہیں اور ارباب محبت جانتے ہیں کہ کسی کے لب جاں بخش سے اگر ایک بار بھی جواب مہر ملنے کی امید ہو تو سردانیان عشق کو ہزار مرتبہ پکارنے سے بھی انکار نہیں ہوتا:

گورہ سننے نہیں پر ہم تو کسی حیلے سے

ایک دو بات محبت ہی سنا آئے ہیں!

سوال عجز کے جواب میں جتنی مرتبہ نگاہ مہر کا نظارہ حاصل ہوجائے، عشق کا اندر خنہ اور امیدوں کا خزانہ ہے:

یاں عجز بے رہا ہے نہ واں ناز دلفریب

شکر بجا رہا گلے بے سبب تلک!

تاہم موقعہ پر کوئی دل پسند شعریاد آجائے تو ضیافت ذوق سے باز نہیں رہ سکتا۔ مولانا فیض الحسن مرحوم عربی کے ادیب تھے۔ اردو کے شاعر نہ تھے۔ تاہم کبھی کبھی اچھے شعر بھی کہہ جاتے تھے۔ ایک انکا پر معاملہ شعر مجھے نہیں بھولتا:

پیلے ہی اپنی کونسی تھی قدر و منزلت

پر شب کی منتوں نے ڈبڑی بھی سہی!

ڈیپوٹیشن کی طویل فہرست ہم نے کسی دوسری جگہ انگریزی معاصر دہلی سے نقل کر دی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے

سخت تہ :

نسیم صبح جو چہر جاے، رنگ ہر میللا !
یہ ایک واقعی بات تھی جو ایڈریس میں کہی گئی، لیکن اگر آپ چاہتے تو دوسری سچائیوں کو صدمہ پہنچاے بغیر بھی اسے پیش کر سکتے تھے۔ یہ کہنا کہ مسلمانوں کی پچھلی بے چینی کا سبب اصلی صرف باہر کے اسلامی مصائب تھے، محض غلط ہے، اور اتنا غلط کہ دروغ مصلحت آمیز بھی نہیں ہے۔ مسلمان اس قدر احمق اور عقل باختہ نہ تھے کہ اٹلی اور ریاست ہائے بلقان کا غصہ انگلستان پر نکالتے۔ ایسا کہنا خود اپنی زبان سے اپنے پاگل ہونے کا اقرار کرنا ہے۔ انکی بے چینی باہر کے مصائب سے بھی تھی، اور اندرونی مصیبتوں سے بھی۔ وہ سر ایڈورڈ گرے کو اٹلی اور بلقان کے دعوے میں شریک پاتے تھے، اور مسٹر ایسکوئٹھ ایک صلیبی مجاہد کی طرح اس جنگ کو اسلام اور مسیحیت کے رنگ میں ظاہر کر کے خوشیاں مناتے تھے۔ پہلے خود کہا کہ یہ جنگ جغرافیہ سیاسی نہیں بدل سکتی۔ پھر خود ہی ”ثمرات فتح“ چن چن کر بلغاریا کے صلیبی دامن میں پھینکے لگے۔ یہ سچ ہے کہ مسیح خود اپنی جان کی طرح انکی بھی مدد نہ کر سکا، اور بد بخت بلغاریا کے دامن میں فتح کا ایک دانہ بھی نہ آیا۔ قہم انہوں نے تو اس چیز کے لیے کوشش کی جسے وہ نہ پاسکے، اور حق کے مقابلے میں کفر کی بھی علامت ہے۔ فہموا بما لم یزالو۔

در کان عاقبتہ امرہا خسرا !

اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ کانپور کا واقعہ خونیں پیش آیا۔ ایک ایسی ظالمانہ خونریزی کی گئی جس کا سرخ دھبہ کبھی بھی دامن حکومت سے معور نہیں ہو سکتا۔ پھر کیا کانپور کی مسجد اور پیروان اسلام کی خونچکاں لاشوں کا نظارہ بھی صرف ”باہر ہی کے مصائب اسلامی“ میں داخل ہے؟ اور اسکے لیے جس قدر بے چینی مسلمانوں میں پیدا ہوئی، کیا وہ بھی ترکوں ہی کی ہمدردی کی وجہ سے تھی؟ فوہل لہم ما کذبت ایدیم و ریل لہم مما یکسبون !

ولا تبسرو الحق بالباطل حق کو باطل کے ساتھ مشتبہ نہ کرور
و تکتمرو الحق وانتہم اور حق کو نہ چھپاؤ حالانکہ تم سب
تعلّمون (۲: ۴۰) آئے جانتے ہو !

ایڈریس کے جواب میں ہزاکسلنسی نے مرحوم سر سید احمد کی پالیسی کا بھی ذکر کیا ہے، اور ہم خوش ہیں کہ ہندوستان کے ایک بہت بڑے آدمی کا انہوں نے عمدہ خطاب کے ساتھ ذکر کیا۔ لیکن اگر اس سے انکا مقصود مرحوم ای۔ پولیٹیکل پالیسی ہے تو انسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارا نیک دل دوسرے ایک ایسی بات کی امید رکھتا ہے جسکے رکھنے کا وقت گذر گیا۔ مسلمانوں کی اس سے پہلے کوئی بھی پولیٹیکل پالیسی نہ تھی، اور اگر تھی بھی تو الحمد للہ کہ مرچکی ہے، اور وہ جنت نصیب اب در بارہ دنیا میں نہ آئیگی :

نکل گئی ہے وہ کوسوں دیار حرماں سے !

جواب کا خاتمہ ان لفظوں پر ہوا :

”میں پروری امید ہے کہ خدا کی وحدانیت اور حکمران کی وفاداری کی بابت آئیکے پاک اور خالص مذہب کا جو عقیدہ ہے وہ ہمیشہ ایک شعلے کے مانند روشن رہیگا“

ہم مسلمان ہیں اور تیرہ سو برس سے صرف اسلیے ہیں کہ خدا کی وحدانیت کا وعظ کریں اور ہر طرح کی باطل پرستیوں کو جو اس راہ میں مانع ہوں، اپنی خدا پرستانہ طاقت سے مٹادیں، پس اپنے نیک دل اور انصاف دوست حاکم کی زبانی عقیدہ توحید

کے ایسے سچے اعتراف کو سنکر ہمیں جس قدر بھی فخر مندانہ خوشی ہو رہی کم ہے۔ ہم ان قیمتی جملوں کی اپنے دل میں پروری محبت و رقت محسوس کرتے ہیں۔

تاہم ایک غلط فہمی جو اسکے ساتھ مل گئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہزیکسلنسی کو اسلام کے بنیادی عقائد کی صحیح خبر نہیں دی گئی۔ انہوں نے عقیدہ توحید کے ساتھ ”حکمران کی وفاداری“ کا بھی اس طرح ذکر کیا ہے، گویا یہ بھی مثل عقیدہ توحید کے اسلام کا کوئی اساسی اعتقاد ہے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں اور بہت جلد اسکی غلطی انہیں محسوس فرما لینی چاہیے۔ اسلام کا اصل اصول صرف عقیدہ توحید ہے۔ اسکے بعد اعتقاد رسالت و قرآن، اور بعض ضروری اعمال و عبادات۔ ”حکمران کی وفاداری“ ان میں داخل نہیں ہے اور نہ تو قرآن میں بتلائی گئی ہے اور نہ احادیث میں اسے مسلمانوں کا بنیادی اعتقاد قرار دیا ہے۔ البتہ بعض جاہل اور خبیث روہیں کبھی کسی کو خوش کرنے کیلئے کہہ دیا کرتی ہیں کہ اسلام کا بنیادی اصل ”وفاداری“ ہے، مگر: کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا۔ بیشک ”وفاداری“ ہی وہ چٹان ہے جس پر اسلام کی عمارت قائم کی گئی ہے، مگر خداے واحد کی وفاداری، نہ کہ کسی اور کی۔ البتہ مسلمانوں کو امن پرستی، اور حق کے تحفظ کے ساتھ اطاعت و کھشی کا حکم مثل آرد، مدھا جزئی اور عام اخلاقی احکام کے دیا گیا ہے، مگر نہ تو یہ دوئی اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور نہ عقیدہ توحید کی حرمت اسکو گوارا کر سکتی ہے کہ خدا کی وفاداری کے ساتھ اسکے بندوں کی وفاداری کا ذکر کیا جائے :

صنیہ در دل ما یافتہ راہ * نحن لا نعبد الا ایاہ

بہر حال اب ان باتوں کا کرن موقع ہے؟ سوال و جواب، شک و شکایت، اور عرض و قبول تو ہرچکا۔ اب بہت سے لوگ منتظر ہیں کہ دست شرق کیلئے اسکے بعد بھی دوئی مرحلہ باقی ہے یا نہیں؟ کیا پروری رات صرف اسی میں بسر ہو جائیگی؟

برسٹ لپ تو دیا، کیا کہنا

کہیے، کچھ بڑھکے بھی ہمت ہوگی؟

بیچارے غالب کی بھی ایک رات اسی طرح سوال و جواب میں ضائع جا رہی تھی۔ بالآخر غریب سے صبر نہرسکا اور چیم اٹھا:

گذشتہ از گلہ، در وصل فرصتم بادا

زبان کوتہ و دست دراز می خورام !

اچھا۔ گاہ گاہ یہ بھی ہوتا رہے۔ جو جانا چاہتے ہیں، آپ انہیں کیوں روکیں؟ اعتراف وفاداری میں ہرج می کیا ہے، اور مقصر اپنے اعتراف سے کہیں زیادہ انکا اقرار تازہ تھا۔ یہ بھی ہو گیا چلیے فرصت ہوئی۔ مرگروہ کو اپنا اپنا کم کرتے رہنا چاہیے :

دو خور عشق حقیقی ہیں یہ اہل تقری

ہم سے لوگوں کیلئے عشق بتاں اچھا ہے

البتہ ڈیپریژیشن گیا اور واپس آیا۔ اب خدا را اسکو تبریک و تہنیت کو بھی اسی طرح جلد ختم کر دیجیے۔ بے فائدہ اس سے طبیعت کو خلجان ہوتا ہے۔ نہیں معلوم کیوں، مگر آجی چاہتا ہے کہ صرف شعر ہی پڑھتا رہیں :

بالتفات نگارم چہ جائے تہنیت ست؟

دعا کنید کہ نوعے ز امتعناں نبوت

و تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون في الارض علوا

فسادا - و العاقبة للمتقين !

مسئلہ اسلامیت " لشکر پور "

صوبے کی گورنمنٹ کیلئے آخری فرصت

ہذاکسلنس کی لائن کاروائی

اور اس کے بعد کہہ دیا جائے کہ گورنمنٹ اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتی، یا صبر کر اور چھوڑ دو۔ آئندہ غور کیا جائیگا!!
تاہم راجعات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں یہ صورت بھی نہیں ہے۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اس زمین کے متعلق صوبے کی گورنمنٹ سے سنہ ۱۹۰۹ اور سنہ ۱۹۱۰ میں مراسلات ہوئی تھیں جبکہ یہ زمین مع مسجدوں کے خرید کی گئی تھی۔ اب اُن سرکاری مراسلات کا خلاصہ دینا چاہتے ہیں جو ہم نے حاصل کیے ہیں، اور جس سے پبلک اندازہ کر سکے گی کہ گورنمنٹ خطرہ سے پہلے کس طرح خطرہ کی اطلاعات کو بے پروائی سے ٹال دینا چاہتی ہے، اور پھر جب اس کے افسوس ناک نتائج ظاہر ہوتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ یہ بد امنی ہے، یہ شورش ہے، اور اس الزام کے منانے کیلئے ایک بہت بڑے وفاداری کے پیامبر ڈیپوٹیشن کی ضرورت ہے جو دہلی میں آکر سرطاعت خم کرے!

مگر اندواں دیارے کہ تولی و فانا باشد!

(سنہ ۱۹۱۰ کی مراسلات)

اپریل سنہ ۱۹۱۰ میں جب لشکر پور، اندری، مرجی کھولا، کرسٹوپور، اور سنگی بازار وغیرہ کی زمینیں مع مساجد و قبور کے پورٹ کمشنر نے خرید لیں اور چند زر پرست راہمان فروش متولیان نے (قبضہ اللہ) حکام پورٹ کمشنر کا ساتھ دیا، تو ان آبادیوں کے مسلمانوں نے ایک میموریل ہزاروں سربیکر لفٹنٹ گورنر بنگال کی خدمت میں روانہ کیا جس کا خلاصہ یہ تھا:

”پورٹ کمشنر کلکتہ نے چھ ہزار بیگہ زمین مندرجہ صدر موضعوں کی خضر پورڈک کی رعیت کیلئے لی ہے جس میں متعدد مسجدیں اور مسلمانوں کے قبرستان واقع ہیں۔

میموریل بھیجنے والوں نے معتبر علماء اسلام سے فوری طلب کیا اور قانون اسلامی کی کتابیں بھی دیکھیں۔ وہ پوری قوت اور اطمینان سے ظاہر کرتے ہیں کہ شریعت اسلامی کے مطابق مسجدوں اور قبروں کی زمین پر آؤں کوئی دوسری عمارت نہیں بن سکتی۔ بعض قبریں اُن بزرگان دین کی بھی ہیں، جن کی مسلمان بہت عزت کرتے ہیں، اور انکا منہم کر دینا ان کے جذبات کیلئے بہت درد انگیز ہوگا

ہم چند قریبی مثالیں اسی شہر کی پیش کرتے ہیں۔ کلکتہ مڈیکل کالج کے احاطے کے اندر ایک مسجد آگئی تھی لیکن اسے بچسنہ چھوڑ دیا گیا، اور وہ باوجود احاطہ کے اندر ہونے کے آباد و قائم موجود ہے۔ اسی طرح سیالہ میں بھی اس کی نظیر دیکھ لی جاسکتی ہے۔

ہم نہایت عاجزی اور ادب سے درخواست کرتے ہیں کہ حضور اس درخواست پر توجہ فرمائیں اور مسجدوں اور قبرستانوں کو معفوظ کر دیں“

(جواب)

۲۶ - اپریل سنہ ۱۹۱۰ کو گورنمنٹ بنگال کے سکریٹری نے اسکا جواب دیا وہ نہایت غور و فکر کے ساتھ مطالعہ کرنے کی چیز ہے۔

بالآخر مساجد و قبور کلکتہ کا مسئلہ خطرناک حد تک پہنچ گیا۔ درخواستوں سے اگماض کیا گیا، عرضداشتیں شنوائی سے محروم رہیں، مہلتیں ضائع کی گئیں اور فرصت کی قدر نہ کی۔ گذشتہ تجارب سامنے ہیں اور عبرتوں کی صدائیں غفلت شکن، مگر نادان انسان کی خمیر میں ٹھوکریں کھانے کے سوا کچھ نہیں ہے، اور شاید عبرت کی ایک نئی عمارت اُس گرد و خاک اور ٹوٹی ہوئی اینٹوں سے بنائی جائیگی، جو ۲۳ فروری کو مسجد لشکر پور کی محترم برجیاں گرا کر جمع کی گئی ہے: **وَاللّٰهُ يَوْمَ الْخُرُوجِ!**

پھر کیا رقت آگیا ہے کہ ہم مایوس ہو جائیں اور قانون اور سرکاری وعدوں کی بے اثری کا آخری فیصلہ کر لیں؟

اس میں شک نہیں کہ اس سوال کے آخری جواب کا وقت آگیا ہے۔ انتظار تابک اور التوا تا چند؟ حادثہ سر پر ہے اور خدا کی مقدس عبادت گاہیں انہدام و بربادی کو اپنے سامنے دیکھ رہی ہیں، پس ضرور ہے کہ جو کچھ کرنا ہے، کیا جائے۔ اب یہ معاملہ کلکتہ سے گذر کر تمام اسلامی ہند تک پہنچ گیا ہے۔ اور ہمارے لیے مشکل ہو گیا ہے کہ پبلک کو صرف خاموش بیٹھے رہنے ہی کی تلقین کرتے رہیں۔ تاہم قبل اس کے کہ خطرہ کا سرشتہ بالکل ہاتھ سے نکل جائے، بہتر ہے کہ گورنمنٹ کو دانشمندی و فرزانگی کے بہترین اور محبت اثر اظہار کا ایک موقع آؤ دیا جائے، اور اسی لیے تمام ممبروں کو اس ڈیپوٹیشن کے جواب پر ملوثی کر دیا گیا ہے جو ”انجمن دفاع مساجد و عمارات دینیہ“ ہذاکسلنس لائن کار مالیکل کی خدمت میں بھیجنا چاہتی ہے، اور جس کے متعلق ایک ریزولوشن ۲۹ مارچ کے عام جلسہ انجمن میں منظور ہوا ہے۔ یہ آخری موقع ہے کہ گورنمنٹ ہماری خیر خواہی اور دوستی پر یقین کرے، اور سمجھے لے کہ جو مشورہ دیا جا رہا ہے، وہی عاقبت اندیشی اور امن پرستی کا تنہا مشورہ ہے، اور غریب مسلمانوں کو اس قدر جلد جلد اپنے مذہبی جذبات کی حفاظت پر مجبور کرنا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

اس موقع پر ایک نہایت اہم سوال یہ ہے کہ کیا جو کچھ ہوا یہ صرف پورٹ کمشنر ہی کی کارروائی ہے، اور صوبے کی گورنمنٹ اس امر سے بالکل بے خبر تھی کہ مسجدیں منہدم اور قبریں اکھاڑی جائیں گی؟

اگرچہ گورنمنٹ کسی ایک شخص کا نام نہیں ہے بلکہ حکومت کے اُس تمام کارفرما مجمع سے عبارت ہے جو نیچے سے لیکر اوپر تک چلا گیا ہے، اور اگر قانون کی خلاف ورزی کسی خاص ہیئت کے حکام کے سر تھوپ کر گورنمنٹ پر ہو جاسکتی ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ پینل کوڈ کوئی شے نہیں، اور برٹش گورنمنٹ میں رہنے والوں کو اپنی جان و مال کی طرف سے بھی مطمئن نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ بہت ممکن ہے کہ باوجود چوری کے جرم ہونے کے کسی خاص ہیئت کی کارروائی سے چوری ہو جائے،

مسئلہ بقاؤ اصلاح ندوہ

کلکتہ میں جلسہ

نہایت مختصر لفظوں میں تین باتیں کہنی ہیں کیونکہ ڈیپوٹیشن کے افسانے نے جگہ لیلی ہے اور اشاعتِ انبیہ میں ”مدارس اسلامیہ“ کے علاوہ بھی ایک مفصل تحریر نکلنے والی ہے۔

(۱) ۲۶ کو ارکان دارالعلوم نے اسٹرائک کا فیصلہ کر کے کیلیے انتظامی ارکان کو بلایا تھا۔ اسکی تفصیلی رزلٹداد اینسک معلوم نہیں ہوئی۔ البتہ اسقدر معلوم ہوا کہ وہی فیصلہ ہوا جسکی ترقع تھی۔ یعنی چند آدمی اکٹھے ہوئے اور کہدیا کہ شکایات کرلی نہیں سننا۔ طلباء چپ چاپ داخل ہو جائیں ورنہ سب کے نام کاٹ دیے جائیں۔

جلسہ انتظامیہ کی حقیقت آپ ”مدارس اسلامیہ“ کے سلسلہ میں پڑھیے۔ میں بحالت موجودہ آئے کرلی چیز نہیں سمجھتا۔ تاہم عقل کو ہر مغز میں ہونا چاہیے، اور جہل و ناعاقبت اندیشی ہی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ بہتر تھا کہ یہ لوگ سمجھتے کہ کام لیتے۔ ایسا فیصلہ کر کے انہوں نے سچ مچ دارالعلوم کو غارت کردیا۔ اس سے کیا فائدہ کہ تمام طالب علم اپنے گھروں کو چلے جائیں اور مدرسے میں خاک اترنے لگے؟

(۲) میں ابھی ندوہ کے متعلق صرف اصول و قواعد کی بحث کر رہا ہوں، لیکن اب بہت جلد ایک ایک شخص کے متعلق لکھنا پڑیگا۔ خدا جانتا ہے کہ یہ میرے لیے بہت ہی مکروہ کام ہے اور اپنے وقت کی ایک بہت ہی ادنیٰ قسم کی بربادی۔ تاہم کیا کیجیے کہ ایسا ہونا ناگزیر ہے۔

(۳) کلکتہ میں ندوۃ العلماء کے معاملات کے متعلق کل شام کو ایک جلسہ زیر صدارت جناب انریڈل چودھری نواب علی صاحب منعقد ہوا۔ سب سے پہلے صدر صاحب نے نواب بہادر سر سلیم خاں بالقابہ (دھاکہ) کا تار پڑھکر سنایا، جسمیں انہوں نے جلسے کے اغراض سے پوری ہمدردی اور اتفاق ظاہر کیا تھا۔ اُسکے بعد حسب ذیل در تجویز منظر کی گئیں :

(الف) یہ جلسہ انجمن ”اصلاح ندوہ“ لکھنؤ کی بر وقت کوششوں کا شکریہ ادا کرتا ہے، اور اُس سے درخواست کرتا ہے کہ بہت جلد تمام صوبوں کی باقاعدہ اسلامی انجمنوں سے نیابتی اصول پر ناموں کو طلب کر کے ایک ہئیت تفتیش (کمیشن) مقرر کرے۔ تاکہ وہ تمام معاملات ندوہ کی باقاعدہ تحقیقات کرے۔

معبرک — جناب مولانا نجم الدین احمد صاحب ریٹائرڈ پٹی کلکٹر آنریری مجسٹریٹ کلکتہ۔

مرید — اے۔ احمد اسکوائر بیرسٹر ایٹ۔

(ب) یہ جلسہ منتظمین و ارکان دارالعلوم سے درخواست کرتا ہے کہ وہ خدا را مسلمانوں کے ایک عظیم الشان دینی مدرسہ کو موجودہ مشکلات سے نکالنے کیلیے دانشمندی اور عاقبت بینی سے کام لیں اور اپنی بزرگانہ حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے محمد حسین طالب العلم کی درخواست معافی کو (جو وہ بارہا پیش کرچکا ہے) منظور کر لیں۔ ساتھ ہی یہ جلسہ طلباء دارالعلوم سے بھی امید رکھتا ہے کہ اس صورت میں وہ ایذا اور بے نفسی سے کام لیں گے، اور مجوزہ کمیشن پر اعتماد کر کے اسٹرائک ختم کر دیں گے۔

معبرک — ڈاکٹر عبد اللہ سہروردی ایم۔ اے۔ بیرسٹر ات۔ لا۔
مرید — مولانا ہدایت حسین صاحب پروفیسر عربی پریسیڈنسی کالج کلکتہ۔

آخر میں قرار پایا کہ صدر مجلس اس بارے میں ارکان دارالعلوم اور طلباء سے مراسلات کریں۔

درخواست یہ تھی کہ شریعت اسلامیہ کا لحاظ رکھا جائے جیسا کہ متعدد مقامات پر کیا گیا ہے۔ اسکے جواب میں ارشاد ہوتا ہے :

”آپکے میموریل کے جواب میں یہ کہنے کی مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ اُن انسرروں نے جو زمین کے متعلق کام کر رہے ہیں، پورٹ کمشنر کی رائے سے اس بارے میں پوری طرح تشفی کر لی ہے، اور وہ اُن آدمیوں سے بھی گفتگو کرچکے ہیں جو اُن مسجدوں کے متولی ہیں۔ گورنمنٹ یقین کرتی ہے کہ آئندہ کچھ مشکلات نہیں ہیں اور اگر اسپر بھی کر لی بات ہوئی تو مقامی کلکٹر درست کر لے گا“

(گورنمنٹ کی پالیسی)

اس خط کے پڑھنے کے بعد بھی کیا کسی کو اس بات کے بارے کرنے میں شک باقی رہیگا کہ رقت سے پہلے خطرہ اور مشکلات کی اطلاع اعلیٰ حاکموں کیلیے معض بے سود ہوتی ہے، توفیقہ وہ خطرہ، کانپور کے سے حالات کے ساتھ سر پر نہ آجائے؟

جو بے پروائی اور غفلت اس جواب سے مترشح ہوتی ہے وہی بنیاد ہے ان مسائل کی ساری مصیبتوں کی، اور اگر ایسی ہی غفلتیں اور لاپرواہیاں قائم رہیں تو ہمیں ہر مہینے کانپور کے سے راقعات کا منتظر رہنا چاہیے۔

(حادثہ کی سرکاری رپورٹ)

گذشتہ ۲۳ فروری کو جب رات کی جرائم پیش تاریکی میں چھپ کر پورٹ کمشنر کے آدمی پہنچے اور مسجد کو منہدم کرنا شروع کیا، تو اسکے بعد مسلمانوں نے ایک باقاعدہ درخواست حادثے کے متعلق مقامی مجسٹریٹ مسٹر ڈنلاپ کو دی، جو ایک نہایت دانشمند اور انصاف دوست حاکم ہیں، اور جنکی ہر وقت مداخلت اور ہمدردانہ رویہ نے تمام مسلمانوں کے دلوں میں انہیں معبرب بنا دیا ہے۔

انہوں نے اس حادثہ کے متعلق فوراً ایک سرکاری رپورٹ گورنمنٹ میں بھیج دی۔ رپورٹ کی مستند نقل ہم نے حاصل کر لی ہے اور وہ حسب ذیل ہے :

” ۳۱ ماہ گذشتہ کو ایک درخواست مجھے ملی، جس پر مسلمانان مواضع لشکر پور وغیرہ کے دستخط تھے۔ اسمیں لکھا تھا کہ پورٹ کمشنر کے قلی مسجدوں کو منہدم کر رہے تھے اور قبروں کو اکھاڑ رہے تھے جس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات نہایت درجہ زخمی ہیں، اور وہ باقاعدہ داد خواہی چاہتے ہیں۔

میں نے صدر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کو موقع واردات پر متعین کیا۔ وہ فوراً وہاں گیا اور چند انسان کی کھوپریاں اور ہڈیوں کے ٹکڑے جو ایک قبر کو کھود کر نکالے گئے تھے، اُس نے منتشر پائے، اور قلیوں کو دیکھا کہ زمین کھود رہے ہیں۔ اسکا یہ بھی بیان ہے کہ چند مسلمان جو اُس وقت موجود تھے، اُن میں کچھ ایسا جوش نہ تھا، تاہم بہت زیادہ ممکن ہے کہ اطراف کے مسلمان کسی وقت جوش میں آجائیں، اور ایسا ہوا تو امن میں سخت خلل پڑیگا۔

آپ اس واقعہ کو پورٹ کمشنر کے سامنے پیش کریں تاکہ وہ مسجدوں اور قبروں کو ہاتھ نہ لگائیں اور بجنسہ چھوڑ دیں۔ میں معبرن ہونگا اگر آپ جلد جواب دیں اور بتلائیں کہ پورٹ کمشنر کے اس بارے میں کیا رائے قائم کی ہے؟“

(دستخط) جے۔ سی۔ ڈنلاپ۔ مجسٹریٹ



ہیں اور جو اپنی ممتاز خصوصیات نے اندر لوگوں کے لیے ایک دعوت جالب اور پیغام جاذب تھے۔

لیکن درجہ بری طرف جب ظاہر و سرور کا پردہ اٹھتا تھا اور خود ندرہ کا باطن سامنے آتا تھا تو اسکی جماعت حل و عقد اپنے تمام آلات مفسدہ اور اسلحہ باطنہ کے ساتھ جبرہ فروش ہوتی تھی۔ ان ببرد آزمایان فضیلت و تقدس میں کا ہر مجاہد فخر کرتا تھا کہ اسکی سیف غزاة جہل نے ”اصلاح و عمل“ کی کسی نہ کسی ایک ہستی کو عین اسکی پیدائش کے وقت ضرور ہی خاک و خرم میں ترپایا ہے !!

آفتے برد این شکار انکس کزین صعدا گذشت !

ایسا ہونا ناگزیر تھا کیونکہ جماعۃ مفسدین نے انہی مقاصد کیلئے ندرہ میں جماعت اور جمہور کی شرکت کا موقعہ نکال دیا اور اسکی مجلس انتظامیہ کو اس خود مختارانہ اسلوب پر ڈال دیا جسکے بعد سوا چند خاص مذاق اور عقیدے کے لوگوں کے اور کوئی گروہ اسمیں شریک ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ اب جو کچھ تھا وہ انہی لوگوں کے ہاتھ میں تھا۔ ارباب فکر و اصلاح ابتدا ہی سے قلیل و مغلوب تھے اور نئی شرکت کی راہیں بالکل بند کر دی گئی تھیں۔ یہ جب ہی ہوتا جب جلسہ عام میں انتخاب ہوتا اور مسلمانوں کی رائے عام کو اسمیں دخل دیا جاتا لیکن اسکی قید اور آبی گئی تھی اور ”جلسہ خاص“ کے نام سے ایک امری تخت گاہ دمشق بنا لیا گیا تھا جو جو کچھ چاہتا تھا چشم زدن میں کر لے سکتا تھا۔

پس ضرور تھا کہ صرف چند آدمیوں کی اکثریت قابض ہر جائے اور وہ جو کچھ چاہے پاس کرالے یا اصلاح اور عمل کے جس کام کو روکنا چاہے روادے۔ جب ”قواعد“ اور ”قانون“ کو اسطرح چند لوگوں نے شکست دیدی تھی تو اب قانون خود انکا دماغ تھا اور قاعدہ کے معنی ایک جتھے کے تھے جو ایسے موقعوں کیلئے بنا لیا جاتا تھا۔

سب سے بڑی ناجائز طاقت جو اس ”حزب الانساد“ کے ہاتھ آگئی وہ یہ تھی کہ ”جلسہ انتظامیہ“ کے ممبروں کے انتخاب اور شرکت کے مسئلہ پر قابض ہو گئے اور اس طرح کارڈاں روشن خیال اور اصلاح طلب لوگوں کی شرکت کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

(ارکان مجلس انتظامیہ)

مجلس انتظامیہ کے ارکان میں بلا شبہ متعدد اشخاص اصلاح کو پسند کرنے والے اور استبداد و مطلق العنانی کے مخالف تھے اور ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے اکثر ممبروں کا یہی حال ہے۔ خود مقامی ممبروں میں بھی بعض اشخاص مستبدین و مفسدین کی گارروالیوں کے ہمیشہ مخالف رہے اور اس طرح ممکن تھا کہ آہستہ آہستہ خود اندر ہی سے اصلاح کا سامان پیدا ہو جاتا۔ لیکن چند اسباب ایسے پیدا ہو گئے جنکی وجہ سے ”حزب الانساد“ ہمیشہ نشرو نما پاتا رہا۔

سب سے اول تو میں افسوس کے ساتھ اسکا سبب مولانا شبلی کی کمزوری خیال کررنگا کیونکہ وہی ایک شخص تھے جو سب سے زیادہ ان کاموں کا دود رکھتے تھے اور ضرور تھا کہ وہی سب سے زیادہ کمزوری اور عدم استعمال رسائل گارے جوابدہ بھی ہوں۔ انہوں نے نہ تو کبھی اپنی پوری قوت کا استعمال کیا اور نہ وہ رسائل اختیار کیے جنسے ندرہ کی مجلس انتظامیہ کے اندر ہی ایک قوی حزب اصلاح پیدا ہو جاتی۔ جو لوگ عمدہ خیالات رکھتے تھے نہ تو ان سے

المہل



۲ جادی الاول ۱۳۳۲ ہجری

درس سلامیہ

ذی القعدة ۱۴۱۱ھ

ماضی و حال

(۸)

”ان ارید الاصلاح ما استطعت“

(استبداد و افساد کار کا نتیجہ)

ان تغیرات مفسدہ و بدعات منکرہ سنیہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ ندوة العلماء سے روح عمل و اصلاح بالکل مفقود ہو گئی اور جیسا کہ یہ مفسدین مضلین چاہتے تھے وہ محض چند آدمیوں کا ایک خانہ ساز کھلونا بنکر رہ گیا۔ پبلک اسکے نام کو عزت کے کانوں سے سنتی تھی لوگ اسکے مقاصد کو یاد کر کے اس سے حسن ظن رکھتے تھے ارباب فکر و اصلاح سمجھتے تھے کہ وہ اصلاح دینی کا تمام عالم اسلامی میں ایک ہی عملی کام ہے۔ حتیٰ کہ قسطنطنیہ کی مشیخہ اسلامیہ اسکے حالات تحقیق کرتی تھی اور سید رشید رضا اپنے تمام مقاصد اصلاح کیلئے اسکو ایک اسرا حسنہ بتلاتا تھا لیکن جبکہ یہ سب کچھ سمجھا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا تو عین اسی وقت خود ندرہ کے ارباب حل و عقد کا یہ حال تھا کہ اصلاح کے نام پر تبرا بیچتے تھے اور انکے نفوس مفسدہ سے بڑھکر دنیا میں کوئی گروہ اصلاح و دعوت کے عمل صالح اور اقدام صحیح کا الدانخصام دشمن نہ تھا ! سبحان النبی ہر اسعد و اشقی !

قبلہ کم شد محاسب میخانہ را آباد کن !

متضاد صورتوں اور متخالف حقیقتوں کا شاید ہی کوئی ایسا تسخیر انگیز اجتماع ہوگا جیسا کہ بدبخت ندوة العلماء تھا ! تہذیبی دیر کیلئے اس منظر کا تصور کرو ! ایک طرف تو ندرہ کی ظاہری مسیحانہ صورت تھی جسکی زبان پر ہر دم اصلاح اور عمل کا ورد جاری تھا۔ اسکی صدائیں قسطنطنیہ تک پہنچتی تھیں اور قاہرہ کے اندر اسکی تقلید میں ایک نئی بنیاد ڈالی جا رہی تھی۔ اسکے جلسے ہوتے تھے اور اسکے سب سے بڑے کام یعنی دارالعلوم کا سرقیری مسئلہ اصلاح تعلیم اور اجتماع نقالہ قدیم و جدید پر تقریر کرتا تھا۔ لوگ سنتے تھے اور آمال اصلاح و قرب حصول نقالہ کے تصور سے خوش ہوتے تھے۔ اسکے بعد بعض اُن فارغ التحصیل طلبہ کی صورتیں تھیں جو دارالعلوم کے اولین دور کے نقالہ قائمہ

انسوس کہ اس کے بعد بھی مولانا شبلی ہشیار نہوے ' اور صاف صاف قوم کو حالت بتلا کر غل نہ مچایا۔ حالانکہ اس آخری کارروائی کے بعد اندرونی اصلاح کی امیدیں بالکل خواب و خیال ہو گئی تھیں۔ اور مجلس انتظامیہ بالکل مفسدین کے ہاتھ چلی گئی تھی۔

انکو سمجھنا تھا کہ اب اس کے بعد رہا ہی کیا جسکی بنا پر کڑی امید قائم کی جائے؟ مجلس انتظامیہ میں باہر کے ممبر ہمیشہ آ نہیں سکتے۔ صرف ندرہ ہی نہیں بلکہ تمام کاموں کا یہی حال ہے کہ زیادہ تر مقامی اور قریب تر مقامات کے لوگ عموماً جلسوں کا کورم ہوتے ہیں۔ اس بنا پر "حزب الانساد" پیشتر ہی سے پورا قریب تھا، مگر اب تو یہ کیا گیا کہ پندرہ ممبر خاص اس طرح کے چھانت کر منتخب کیے گئے جو زیادہ تر مقامی اور ایک ہی حلقہ کی متفرق الاشکال کڑیاں تھیں۔ باہر کے بھی وہی لوگ تھے جو بالکل انکے ہم خیال اور انکی ایک صدا پر لبیک کھلے ہوئے والے تھے۔ پس اس طرح انہوں نے اپنا جتہا اس درجے قریب و غالب بنا لیا کہ اگر مجلس انتظامیہ کا پورا جلسہ ہر جب بھی انہیں اپنے مقاصد کے ہاتھ سے جانے کا کچھ خوف نہیں: میکرورن و میکر اللہ، واللہ خیر العاکرین۔

"حزب الانساد" کی ان کارروائیوں نے ندرہ کو جس طرح قسم کی عین توجہ اور عہد عروج میں تباہ و برباد کیا، اسکا افسانہ بہت طویل ہے، اور اگر اس کے مختلف مالی، انتظامی، تعلیمی، میمن کی تمام باتریاں ایک ایک کر کے بیان کی جائیں تو ان میں سے ہر واقعہ کے لیے پوری ایک صحت چاہیے۔ میں ان سب کو انشاء اللہ بیان کرونگا کیونکہ عمارت اندر سے کھو رہی ہے اور باہر کی دیواروں کے بجائے اب کڑی فائدہ نہیں۔ لیکن چونکہ موجودہ سلسلہ بحث ندرہ کے اصول و قوانین اور کانستٹی ٹیوشن کی ایک امری مبحث ہے، اس لیے پہلے اس سلسلے کو آخر تک پہنچا دینا ضروری ہے۔ اس پر بادی کا انتہائی اور آخری منظر نئے عہدہ داروں کے تقرر کا عجیب و غریب تاریخی افسانہ ہے۔

دھلی کے خاندانی اطبا اور دوا خانہ نورتن دھلی

یہ دوا خانہ عرب - عدن - افریقہ - امریکہ - سیلون - آسٹریلیا وغیرہ ملکنمیں اپنا سکھ جما چکا ہے اس کے معجزات معتمد الملک احقرام الدولہ قبیلہ حکیم محمد احسن اللہ خان مرحوم طبیب خاص بہادر شاہ دھلی کے خاص معجزات ہیں۔

نوالی فیک - ہر قسم کی کھانسی و دمہ کا معجزہ علاج فی بکس ایک تولہ ۲ سو روپیہ۔
حب قتل دیدان - یہ گولیاں پیٹ کے کپڑے مار کر نکال دیتی ہیں فی بکس ایک روپیہ۔

المشہر حکیم محمد یعقوب خاں مالک دواخانہ نورتن دھلی فراشخانہ

ال لال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام آرڈر، بنگلہ، کچراتی، اور موہنی ہفتہ رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو بارہویہ ہفتہ راز ہونے۔ روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے۔ اگر ایک عہدہ اور کامیاب تجارت کے متعشی ہیں تو ایجنسی کو ضرور بھیجیے۔

کبھی انہوں نے مراسلات کیں، نہ خاص مشورہ و صحت کا سلسلہ قائم کیا، اور نہ ہی باہر سے لوگوں کو اپنے ساتھ لینے کی کوشش کی۔ برخلاف اس کے وہ لوگ پوری سازشیں کرتے رہتے تھے، اور سعی و کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے تھے۔

دوسرے نمبر پر اسکا سبب یہ بھی تھا کہ لوگوں کو کاموں کا ذوق کم، اور ایثار کی عادت ناپید ہے۔ عموماً جلسہ انتظامیہ میں باہر کے لوگ کم شریک ہوتے تھے، اور زیادہ تر ایک ہی خیال کے آدمی بلا لیے جاتے تھے۔ صحیح الخبال ممبروں میں کوئی شخص باہمت اور کارکن نہ تھا جو اس طرح کے کاموں سے بھی واقف ہو۔ ایک جماعت ضعیف القلب اور تذبذب مغرب لوگوں کی تھی: لا الیٰ ہا اولاء ولا الیٰ ہا اولاء۔ وہ عین مرقعہ پر مفسدین کا ساتھ دیدیتی تھی، اور اس طرح کوئی اصلاح نہیں ہوسکتی تھی۔

تیسرا سبب یہ بھی تھا کہ مفسدین کے کاموں کو دیکھ کر بہت سے لوگ افسردہ ہو گئے اور انہوں نے دلچسپی لینا چھوڑ دیا۔ پس اس طرح اس نغمہ نساد کی بار آوری کی راہ میں کوئی بھی قریب روک پیدا نہ ہوئی۔

(حزب الانساد کا دوسرا دور)

کاش "حزب الانساد" کی باطل پرستانہ امنگیں اتنے ہی تک پہنچ کر ختم ہوجاتیں، مگر جس بیج کیلئے پانی اور دھوپ کے ملنے میں رک نہ ہوگی وہ یقیناً بڑھتا ہی رہیگا۔ اس جماعت نے دیکھا کہ باایں ہمہ اب تک اتنی حالت ایک مفسد اور سنگ راہ ہستی سے زیادہ نہیں ہے۔ وہ کاموں میں دقتیں اور ارجحائو پیدا کر دینے میں تو کامیاب ہوجاتے ہیں، پر انکو کامیابی کے ساتھ فائدہ نہیں کر دیتے۔ کیونکہ مجلس انتظامیہ میں اصلاح طلب اور عمل خورہ عنصر بھی موجود ہے، اور اسکی موجودگی ہر مرقعہ پر سامنے آجاتی ہے۔

پس اس شریر قوت نے جو انسانوں کو اپنا مرکب بنا کر ہمیشہ دنیا میں حق و صداقت کا مقابلہ کرتی ہے، انکے نفس پر یہ القا کیا کہ اب کوئی نہ کوئی ایسی چال چلنی چاہیے جس سے مجلس انتظامیہ میں نہایت کافی اور قطعی الثبوت حد تک "حزب الانساد" کی اکثریت (مجاہڑی) پیدا ہوجائے، اور پھر بے فکر و مطمئن ہو کر اپنے ارادوں کو پورا کریں۔

حسب دستور العمل ندوة العلماء، مجلس انتظامیہ کے ممبروں کی تعداد ۳۵ رکھی گئی تھی، اور ہمیشہ یہی تعداد قائم رہی تھی۔ لیکن لکھنؤ میں یکایک ایک جلسہ منعقد کر کے اپنی سازش کی تکمیل کے بعد یہ ترمیم پیش کر دی، اور خود ہی منظور بھی کر لی کہ آئندہ سے ممبروں کی تعداد بجائے ۳۵ کے ۵۱ ہو۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ ایسا کرنا بالکل قانون کے خلاف تھا۔ نہ تو ممبروں کو ایک لمحے پہلے اسکی خبر دی گئی تھی، اور نہ اس طرح کرنے کا کسی کو حق تھا۔ اس جلسے میں مولانا شبلی نے تھے۔ اور لوگوں کی مخالفت کی شنوائی نہ ہوئی، اور ضعف و مذہبیتوں نے خاموشی اختیار کی۔

پھر اس پر بھی اکتفا نہ کیا۔ اسی وقت اپنے قہب کے پندرہ نام بھی کر لیے، اور کسی کو قانون اور قواعد کی اس شرمناک ترمیم پر شرم نہ آئی۔ اس طرح انکا جتہا کامل درجے پر قریب اور غالب ہو گیا، اور وہ اس طرح مضبوط ہو گئے کہ جب تک مجلس انتظامیہ کی از سر نو اصلاح نہ ہو، اسے اندر دھکر انہیں کوئی مغلوب نہیں کرسکتا۔

مرحوم طالب اعلیٰ نے ندوۃ العلماء کے متعلق کیونکو سو برس پہلے
پیشین گوئی کردی حالانکہ وہ کہتا ہے :

خانۂ شریع خرابست کہ ارباب صلاح
در عمارت گسری گنبد دستار خسروند !

اس بنا پر اس مشکل کا بہترین حل یہی تھا جو کیا گیا کہ
سرے سے اسکی ضرورت ہی باقی نہ رہی۔ تین کم جسے ندوہ
عبادت ہے، الگ الگ اپنی اپنی معتمدیوں میں چلنے لگے۔
چنانچہ جب کبھی جلسۂ انتظامیہ کے اجلاس ہوئے
اور یہ مسئلہ چھیڑا گیا تو باوجود بعض مفسدین و اشرار کی
مخالفانہ جال توڑ کوششوں کے بالآخر یہی فیصلہ ہوا کہ یہی انتظام
مکمل رہے۔

نومبر ۱۹۰۸ میں جلسۂ انتظامیہ کا ایک اجلاس ہوا جس میں
تمام ممبر شریک تھے۔ اس جلسے کے روزناموں میں لیا گیا "تینوں
معتمد ایک جگہ کر کے آئے ہیں ہمیں انپر پورا اعتماد ہے۔"
پھر ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۱۰ کو جلسۂ انتظامیہ نے یہ تجویز
پاس کی کہ "اس وقت کوئی شخص موجود نہیں جو ناظم مقرر
کیا جا سکے" پس جب تک کوئی ایسا شخص نہ ملے اس وقت تک
اس مسئلے کو ملتوی کر دینا چاہیے اور جس طرح کام چل رہا ہے
اسی طرح چلتا رہے۔

ان حوالوں کو جلسہ ہائے انتظامیہ کی رودادوں میں دیکھ لیا
جاسکتا ہے۔

اس قدر معلوم کر لینے کے بعد اب بعد کی سرگذشت
غور سے سنئے :

(گزشتہ انتظام میں انقلاب)

۲۰ جولائی سنہ ۱۹۱۳ کو ایک جلسۂ خاص منعقد کیا گیا
جس میں ۵۱ ممبران ندوہ میں سے صرف کچھ ممبر موجود تھے۔
اس جلسے میں مولوی سید عبد العی صاحب نے ایک
تحریری تجویز پیش کی کہ :

(۱) تینوں معتمدیان توڑ دی جائیں۔

(۲) ایک پیچہ مددگار ناظم قرار دیا جائے۔

(۳) صیغہ تعلیم کے سکرٹری کے فرائض پرنسپل دارالعلوم
کو تفویض ہوں اور صیغہ مال اور مراسلات براہ راست ناظم کے
متعلق ہو جائیں۔

(۴) البتہ منشی احتشام علی بدستور صیغہ تعمیرات کے
اچھارج رہیں۔

چنانچہ فوراً اسکو منظور کیا گیا۔ اس کے بعد ہی "حسب تحریر
بالا طے پایا کہ مولوی خلیل الرحمن سہارنپوری ندوۃ العلماء کے ناظم
قرار پالیں" اور وہ قرار پا گئے :

عیشم بکم ست با یار دلخواہ

الحمد لله، الحمد لله !!

اس کے بعد ہی مددگار ناظم کا بھی تقرر کیا گیا اور مولوی
عبد الرحیم نامی کوئی بزرگ چالیس روپیہ ماہوار تنخواہ پر بحال
کر دیے گئے :

بودند و برادرانہ قسمت کردند !

چنانچہ اس وقت سے مولوی خلیل الرحمن صاحب کا خیال
ہے کہ وہ ندوہ کے ناظم ہیں۔

(اصولی بحث)

نہایت تہنکے دل سے غور کرنا چاہیے کہ اگر ایک باہر کا خلی
الغرض شخص بالکل بے طرفہ اور محض ایک تیسرے شخص

مولود فساد کا کامل بلوغ

نئے عہدہ داروں کا انتخاب

مزعومہ و مفروضہ نظامت ندوۃ العلماء

ناجوان مردان فراعسم کردہ بودند انجمن
زود در هنگامه بطلان فتور انداختیم

بالا خر وہ تھم فساد جسکو انسان کے سب سے بڑے قدیمی
دشمن نے ندوہ کی بنیاد کی سطح پر برباد کیا، بڑھتے بڑھتے برگ
و بار لایا اور اسکی سب سے بڑی اونچی ٹہنی کا پہلا پہل "نئے
عہدہ داروں کا خود مختارانہ تقرر تھا : انا للہ و انا الیہ راجعون
اب ابلیس افساد کی امیدیں پوری ہو گئیں جس نے پہلے ہی من
حلف اٹھا کر کہا تھا : فیروزک لاغرینہم اجمعین۔ الا عبادک المخلصین
(مسئلہ نظامت ندوہ)

ندوۃ العلماء جب قائم ہوا تو مولوی محمد علی صاحب اس کے ناظم
تھے۔ وہ مستعفی ہو گئے اور ندوہ کا دور فلاکت و معتربی شروع ہوا۔
وقت کسی نہ کسی طرح کاٹنے کیلئے مولوی مسیح الزمان مرحوم
کے سر نظامت ڈالی گئی کہ حیثیت دنیوی بھی رکھتے تھے۔ اس کے بعد
جب وہ بھی مستعفی ہو گئے تو ماہ صفر سنہ ۱۳۲۳ ہجری کے
جلسۂ انتظامیہ نے یہ طے کیا کہ آئندہ کیلئے بجائے ناظم کی تلاش
کے تین مختلف صیغوں کے علاوہ علاحدہ سکرٹری مقرر ہوجائیں
اور اپنے کاموں کو جاری کریں۔

فی الحقیقت یہ ایک نہایت عمدہ تقسیم عمل تھی اور مسئلہ
نظامت کی تمام مشکلات کا اس سے خاتمہ ہوجاتا تھا۔

"میں نے یہاں "مشکلات" کا لفظ لکھا۔ شاید بہت سے لوگ
اسے نہ سمجھیں اور معترض ہوں کہ اسمیں مشکلات کیا تھیں؟
علی گڑھ کالج کو سکرٹری مل جاتا ہے۔ حمایت اسلام لاہور کیلئے
سکرٹری شب کوئی مصیبت نہیں۔ مسلم لیگ کیلئے سکرٹری
مل ہی گئے۔ اسی طرح ندوۃ العلماء کیلئے بھی ایک سکرٹری
منتخب کر لیا جاتا۔

لیکن افسوس ہے کہ ایسے اصحاب اپنی بد بختیوں کو نظر انداز
کر دینے لگے اگر ایسا سمجھیں گے۔ ندوۃ العلماء کیلئے فی الواقعہ
سکرٹری شب کا مسئلہ لا ینحل نہ تھا کہ بہت ہی اہم اور عظیم
التالیف تھا، لیکن جن افسوس ناک حالات سے ہم گہرے ہوئے
ہیں، انہوں نے اسے مشکل سے مشکل تر بنا دیا۔ غریب ندوہ
بد قسمتی سے ندوۃ العلماء ہے، یعنی علما کی مجلس ہے۔ پس اس کے
سکرٹری کو فرقہ علما میں سے ہونا چاہیے۔

حضرات علماء میں سے جو لوگ ندوہ کے ساتھ موجود تھے
ان میں کوئی بھی نہ تھا جو علم و فضل اور وقعت و عزت کے ساتھ
ندوہ کے مقاصد کا بھی اندازہ دیا جاتا تھا اور ساتھ ہی قوت نظم
و ادارہ بھی رکھتا ہوتا۔ پھر جو لوگ موجود تھے، ان میں سے متعدد
اشخاص باوجود کمال نا اہلی و ہیج کاری اس "سقیفہ بنی
ساعہ" کے مدعی خلافت تھے اور صرف اتنا ہی نہیں کہ "مقا
امیر و متکم امیر" پر اکتفا کر لیں بلکہ ان میں کا ہر فرد بیعت لینے
کیلئے اپنا ہاتھ ہر دم بڑھاتے ہوئے تھا۔ ایسی حالت میں محال
تھا کہ ندوہ کی زندگی کے تحفظ کے ساتھ اسکی نظامت کا مسئلہ
بھی طے ہو جاتا۔ اسمیں شک نہیں کہ یہ بڑی ہی رنج کی بات ہے
مگر حقیقت ہے اور اسکا اظہار ناگزیر۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ حالت بھی
بڑی جگہ کے ماتم کیلئے ہم سب جمع ہوئے ہیں۔ حیران ہوں کہ

قاعدہ اور قانون کو تو ہاتھ سے اندیچے اور جو کچھ لیجیے اصول اور ضابطہ عمری کے ماتحت لیجیے - گذشتہ عہد کے ایک حدم صاحب اپنے مریضوں کو ہلاک بھی کرتے تھے تو قاعدے کے ساتھ آپ غریب ندرہ کا بھی قواعد کے ساتھ چلکر خاتمہ کیجیے :

آدمی چاہیے کہ کچھ کرے ؟

(۳) خیر ان دنوں دفعات بحث کو بھی جانے دیجیے استحقاق و اہلیت ایک مہمل لفظ ہے - ندرہ کے مقاصد اور اسکے تعلیمی اور دینی کاموں کا بقا کوئی شے نہیں - عام مجالس و معامع کے قواعد و قوانین کو کوئی نہیں پوچھتا - خود ندرہ کا قدیمی دستور العمل بھی تقویم پارینہ ہے ، اور اُسکی دفعات کو یاد کرنا نری حماقت :

رسم کہنے بون بعدے تو برفاتاد !

تاہم خود ندرۃ العلما کا جو دستور العمل اس وقت بھی ہم سب ماتم گذاران ندرہ کے ہاتھ میں موجود ہے ، اور جسپر آجکل ندرہ نے تمام کام چل رہے ہیں ، آخر وہ بھی کوئی شے ہے یا نہیں ؟ جانے دیجیے دنیا کی تمام مجالس کے قواعد کو - لیکن خود آپ جو قواعد اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں اس کا روایتی کو کم از کم اسکے تو مطابق ہونا چاہیے ؟ آپ ایک اونت کو کھدیجیے ، وہ بھی ندرہ کا مالک ہے - ہم مان لیتے ہیں - لیکن آخر کوئی مہار تو اسکے لیے ہے ؟ اور نہیں تو صرف ندرہ کے موجودہ اور آپکے قرار دادہ دستور العمل ہی کے مطابق اس کا روایتی کو جائز معلوم کر کے فقرئے جواز دیں -

* * *

میں نہیں سمجھتا کہ اس کے علاوہ اور بحث و نظر کا کیا پہلو ہوتا ہے ، اس طریقہ بحث کے اختیار کرنے میں خاتمہ سخن کی انتہائی سے انتہائی سرحد تک پہنچ گئے ، اور اگر اس سے بھی اور نیچے اترنے کی فرمائش کی جائے ، تو پھر سب بحث و نظر کی ضرورت ہی آیا ہے ؟ جلسوں کے قائم کرنے اور انتظامی ممبروں کے اجلاس منعقد کرنے کی زحمت کیوں گوارا کی جائے ؟ سب سے بہتر اور آسان بات یہ ہے کہ قدیم روایتوں کے وارث تاج و تخت کی طرح باہم ملکر قرار دیدیجیے کہ آج صبح طلوع آفتاب کے بعد سب سے پہلے جو حیوان گواہ گنج لکھنوی گذریگا ، ندرہ کی نظامت کا تاج اُسی کے سر پر رکھ دیا جائیگا - پھر آگے ندرہ کی قسمت ، جو متعرج صورت آئیکو سب سے پہلے بڑھتی ہوئی نظر آئے ، اسی کا ہاتھ پکڑیے اور ندرہ کی نظامت کی پکڑی حوالے کیجیے :

سپر دم بتر مایۃ خورش را !

اگر آپ کہیں کہ اصل کی بحث ہے - تمسخر کا لون مرقع ہے ؟ تو میں کہوں گا کہ تمسخر نہیں بلند حقیقت ہے - اگر آپ ایسا نہیں کرتے اور باقاعدہ کاموں کی طرح کارروائی کرتے ہیں تو پھر کسی نہ کسی اصول اور قاعدے کے ماتحت تو ضرور ہی رہنا پڑیگا - کوئی نہ کوئی اصول ضرور آپکے ساتھ ہونا چاہیے - آخر براہ خدا جواز عدم جواز کا کوئی معیار بھی ہے یا نہیں ؟ سب سے پہلے استحقاق اور صلاحیت ہے اور فی الحقیقت ، یہی اصل شے ہے اور یہی اصل انتخاب حقیقی کا ہے - لیکن اسکو بھی چھوڑیے - علم قواعد اور خود ندرہ کا اصلی دستور العمل لیجیے - یہ بھی اسی تر موجودہ دستور العمل ہی سہی - اگر یہ آخری طریق بحث بھی آپکے لیے موثر نہیں تو پھر خدا کیلئے باقاعدہ کاموں کا نام لیکر دنیا کو مبتلا مصیبت نہ کیجیے - یا تو مبعس پہلی آنے والی چیز کیلئے وصیت کر دیجیے - یا کسی جسم و فریہ خرکش کو مسند نظامت پر لا کر بیٹھا دیجیے - اسمیں اور آپکی نام نہاد باقاعدہ کارروائیں میں کوئی فرق نہ ہوگا - سرکاری انسپکٹر دارالعلوم کو ” خرکش خانہ “ قرار دے ہی چکا ہے -

کی حیثیت سے اس رافعہ پر یا مثل اسکے کسی دوسرے رافعہ پر نظر ڈالے ، تو اسکے لیے قدرتی طور پر طریق نظر و بحث کیا ہوگا ؟ فرض کر کہ یہ کارروائی ندرہ میں نہیں ہوئی بلکہ کسی دوسری باقاعدہ انجمن میں ہوئی - ایسی حالت میں اگر ہم اسکے جواز عدم جواز پر بحث کرنا چاہینگے تو صحیح اسلوب بحث کیا ہے ؟

میں سمجھتا ہوں کہ ہر صاحب فہم اس بارہ میں میرے ساتھ ہوگا کہ اس کا روایتی پر مندرجہ ذیل طریقے سے بحث کی جاسکتی ہے - اسکے سوا جانچنے کا اور کوئی محتاط و بے خطر طریقہ ہو نہیں سکتا :

(۱) سب سے پہلے محض بر بنائے حقیقت و اصلیت غیر اضافی و مطلق حیثیت سے نظر ڈالنی چاہیے ، نہ کہ بر بنائے قواعد و قوانین رسمہ - یعنی اس لحاظ سے کہ جو کارروائی کی گئی ، قطع نظر عام قواعد مجالس و اصول کار کے فی نفسہ کیسی ہے اور از روئے عقل و نقد حکمت جائز و انساب تھی یا نہیں ؟

اس حیثیت بحث میں مقدم سوال یہ ہوگا کہ ندرۃ العلما ایک عظیم الشان مجلس ہے ، جسکے خاص خاص اساسی و اصولی مقاصد ہیں ، اور ندرہ اُسی وقت تک باقی ہے جب تک کہ ان مقاصد کو قائم رکھا جائے - علمی ، تعلیمی ، اصلاحی ، انتظامی ، اور اخلاقی حیثیتوں سے بھی وہ ایک خاص حیثیت رکھتی ہے اور وہی حیثیت اسکی اصلی روح ہے - پھر مختلف شاخوں میں اسکے مختلف کام ہیں جنہیں ایک سب سے بڑا کام دارالعلوم اور اسکی خاص طرز کی تعلیم ہے -

پس جو شخص اسکا سرپرستی منتخب کیا گیا - آیا اس عہدہ کیلئے واقعی صلاحیت و اہلیت بھی رکھتا ہے یا نہیں ، اور جن جن اوصاف و امور کی قدرتی اور لازمی طور پر اسکے لیے ضرورت ہے ، وہ بھی اسمیں ہیں یا نہیں ؟

(۲) اسکے بعد عام قوانین و قواعد کا سوال سامنے آتا ہے - ندرۃ العلما محض چند آدمیوں کی ایک نا جائز بھیڑ یا چند یاران صحبت کا صحن مکان نہیں ہے جسکے کاموں کیلئے ” قاعدہ “ اور ” قانون “ کا لفظ غیر ضروری ہو ، بلکہ مثل تمام باقاعدہ مجالس و معامع کے وہ بھی ایک مجلس ہے ، اور اس طرح کی مجالس کیلئے عام طور پر قوانین و قواعد موجود ہیں - پس مان لیجیے کہ اہلیت و استحقاق کوئی شے نہیں ، اور قابلیت و اوصاف یا مقاصد ندرہ کے تحفظ و بقاء کے خیال کی بھی یہاں کوئی سماعت نہیں ہونی چاہیے ، لیکن تاہم یہ تو ضروری ہے کہ جو شخص بھی سرپرستی منتخب کیا جائے ، قاعدے اور قانون کے مطابق کیا جائے اور استحقاق و اہلیت کی بنا پر نہ تو اقل قانون کی بنیاد پر ہو ؟ شخصی حکمرانوں میں اپنی اغراض شخصہ سے بسا اوقات لوگ پادشاہوں کو معزول کر کے چھوٹے بچوں کو تخت پر بٹھا دیتے تھے ، اور دنیا جانتی تھی کہ یہ بچہ تخت پر کھیلنے کے - وا آرکسی کم کا نہیں - تاہم اسکی تخت نشینی اسی طرح کرائی جاتی تھی جیسے کسی عاقل و بالغ اور مستحق تاج گزار پادشاہ کی ہوا کرتی ہے - یہ ایک کھیل ہوتا تھا مگر اس عہدہ کھیل تھا اسلئے لوگ گردن جھکا دیتے تھے -

ندرۃ العلما کے تحت نظامت کیلئے بھی ہم نہ صرف استحقاق و صلاحیت سے ، بلکہ درجۃ انسانیت سے بھی قطع نظر کھے لیتے ہیں - آپ ایک بیل کے سر پر نظامت کی پکڑی باندھ دیجیے ، اور اسکے گلے میں ایک گھنٹی ڈال دیجیے - وہ سر ہلائیگا اور گھنٹی کی آواز سنکر ہم سب وجد کریں گے کہ ناظم صاحب ندرہ کی ضرورت پر کیا دلکش وعظ فرما رہے ہیں - یہ نہیں تو ایک لاکھ کا پتلا بنا کر اسی کو رب الندرہ یقین کیجیے - ہمیں کوئی غبر نہیں - اسی کو مسند نظامت پر بیٹھا دیکھ کر روز صبح سلام کر آئیں گے - لیکن خدا را

سینا کا سفر



جربوب میں قبائل سنوسیہ کا اجتماع

تراسکا ظہور نہیں ہوا مگر اسکندریہ پہنچ کر شیخ کو خبر ملی کہ شیخ الاسلام قسطنطنیہ سخت مخالف ہو گیا ہے۔ تہرے ہی دنوں کے بعد عثمانیہ سے شیخ الاسلام کا حکم پہنچا کہ محمد بن علی السنوسی کی خانقاہ میں شریک ہونا کسی شخص کیلئے جائز نہیں۔

اس فقرے نے عوام و خواص سب کو بھڑکا دیا، اور شیخ مجبور ہوا کہ فوراً مصر چھوڑ دے۔ چنانچہ وہ اسکندریہ سے پرشیدہ قاہرہ آیا، اور قاہرہ سے براہ سلوم و درنہ شمالی افریقہ کی سرزمین میں پہنچا جو ہمیشہ اولو العزم ارادوں کا مامن و ملجا رہی ہے۔

(شمالی افریقہ میں آغاز دعوت)

طرابلس الغرب کا ایک بڑا حصہ جبل الاخضر کے کنارے واقع ہے اور اس کے بعد ہی بنغازی کا ساحلی حصہ ہے۔ دولت عثمانیہ نے اسے برقہ کے ضلع میں شامل کر دیا ہے اور طرابلس کا اطلاق اس کے علاوہ دیگر حصص ملک پر کیا جاتا ہے۔ سنہ ۱۲۵۵ ہجری میں شیخ محمد بن علی جبل الاخضر پہنچا، اور اس سرزمین کی گمنامی، علحدگی، اور قدرتی حفاظت اسے بہت ہی پسند آئی۔ اس نے سب سے پہلے اس حصے میں اپنے افریقی اعمال کی اولین بنیاد ڈالی اور متعدد خانقاہیں بنا کر مقیم ہو گیا۔ وہ اطراف کے تمام بادیہ نشین قبائل کو جمع کرتا اور اوقات نماز کے علاوہ تمام وقت انکی تلقین و ہدایت میں صرف کر دیتا۔ یہیں اس نے ایک سید زادی سے نکاح بھی کر لیا، اور سنہ ۱۲۶۱- اور سنہ ۱۲۶۳ میں بالترتیب درلڑے پیدا ہوئے، جن میں سے پہلے کا نام ”محمد المہدی“ رکھا اور دوسرے کا ”محمد الشریف“

(حجاز کا دوسرا سفر)

سات برس تک وہ مسلسل یہاں مقیم رہا۔ اس کے بعد جب تحریک یورپی طرح قائم ہو گئی تو پھر نکلا، اور حجاز کا دوسرا سفر

غزوہ طرابلس اور اسکا مستقبل

شمالی افریقہ کا دو سر مخفی
بر اعظم افریقہ میں اسلام کی بقیہ امیدیں

شیخ سنوسی اور طریقہ سنوسیہ

(۲)

محمد بن علی السنوسی عمرے تک جبل بوقیس کی خانقاہ میں مقیم رہا۔ اس کی طبیعت ابتدا سے زاہدانہ و راز دارانہ واقع ہوئی تھی، اور اب اس کی نشرو نما کا اصلی مرقعہ آگیا تھا۔ وہ اکثر تنہا رہتا۔ صرف ہفتے میں ایک بار باہر نکلتا تاکہ ارادت مندوں کو اصلاح و تزکیہ نفس کیلئے اپنی صحبت میں شریک کرے۔

اسی اثنا میں اس کا دماغ بہت سے مہتم بالشان امور پر غور و خوض کرتا رہا۔ اس نے بعض مقاصد کے ظہور و تکمیل کا ارادہ کیا، اور یکا یک مکہ معظمہ سے مصر روانہ ہو گیا۔ اسکندریہ پہنچ کر ایک خانقاہ بنالی اور اسمیں مقیم ہو کر دعوت و ارشاد کا سلسلہ شروع کرنا چاہا۔

(شیخ الاسلام کی مخالفت)

مکہ معظمہ کے قیام کے زمانے میں گورہ معض ایک گوشہ نشین اور خالص دینی زندگی رکھتا تھا، مگر اس کا اثر اس درجہ بڑھ گیا تھا کہ حج کے ایام میں ہزاروں آدمی اس کی زیارت کیلئے جمع ہوتے اور ایک نظر دیکھ لینے کی تمنا رکھتے۔ استبدادی حکومتوں میں کسی شخص کا مرجع خلائق ہونا سب سے بڑا جرم ہوتا ہے۔ گورنر مکہ کو یہ بات خورش نہ آئی اور اس نے حکم قسطنطنیہ کو بہت سی خلاف اطلاعات دیکر شیخ کا مخالف بنادیا۔ مکہ معظمہ میں

جسمیں لکھا تھا کہ ممالک حریہ سے زمانہ امن میں لوندی غلاموں کو لانا اور فروخت کرنا شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے۔

یہ فرمان جب مکہ معظمہ پہنچا اور حرم شریف میں پڑھ کر سنایا گیا تو تمام عربوں میں سخت ناراضی اور مخالفانہ جوش پھیل گیا۔ ساتھ ہی بجلی کی سرعت سے یہ خبر تمام اطراف و قبائل حجاز میں پہنچ گئی اور بدوں کے گروہ مکہ میں پہنچ کر چلانے لگے کہ ”سلطان نصرانی ہو گیا اور نصرانیوں کے حکموں کے آگے جھک گیا“

یہ تو ایک سبب ظاہری تھا جو اعراب حجاز کی سرکشی کا موجب سمجھا جاتا ہے۔ مگر اس کے علاوہ اور بھی بہت سے اسباب تھے جو مدت سے اندر ہی اندر جمع ہو رہے تھے اور کسی قوی محرک کے منتظر تھے۔ دولت عثمانیہ کا بیان ہے کہ ان اسباب مخفیہ میں ایک سبب اس وقت کے شریف ”عبد المطلب“ کا ارادہ خروج تھا، اور دوسرا جبل بوقیس کی پر ”اسرار خانقاہ“ کا سر مخفی۔

لیکن شریف عبد المطلب نے آخر تک اس سے انکار کیا۔ وہ اس تحریک کے وقت مکہ میں موجود بھی نہ تھا۔ طائف میں تھا۔ اس کے بے طرفانہ حالات جس قدر معلوم ہوئے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مصلح خیال، ازلو العزم، اور شجاع و جانباز سید تھا، اور جس قدر اثر اور نفوذ اس کی ذات کو تمام قبائل حجاز اور اعراب بادیه میں حاصل تھا، آج تک کسی شریف کو حاصل نہیں ہوا، اور نہ ہی کوئی شریف اس درجہ صاحب علم و فضل اور جامع قابلیت صوری و معنوی مکہ میں آیا ہے۔

بہر حال اس واقعہ کی زیادہ تفصیل یہاں غیر ضروری ہے۔ تمام قبائل اعراب مکہ و اطراف مکہ میں بہت جلد برہمی پھیل گئی اور بعض

ترک افسروں کے بے موقعہ سلوک نے اُسے آرتیز کر دیا۔ یہاں تک کہ موسم حج کے قریب ہی قتل و غارت کی آگ بھڑکی، اور بدوں نے ترکوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ ترک گورنر بھاگ گیا، فوج برباد ہو گئی اور تمام مکہ پر بدوں کا قبضہ ہو گیا۔

بعض اسباب کی وجہ سے دولت عثمانیہ شریف عبد المطلب سے پہلے ہی براہِ گنہگار تھی مگر اس کے اثر و نفوذ کی وجہ سے معزول نہیں کر سکتی تھی۔ شریف اس وقت طائف میں تھا۔ غدر کے بعد اس نے بالا ہی بالا نکل جانے کی کوشش کی، مگر بدوں نے جاکر گھیر لیا اور مجبور کیا کہ آپ ہمارے امیر و شریف ہیں۔ ہم کو چھوڑ کر نہیں جاسکتے۔ مجبوراً اُسے مکہ معظمہ آنا پڑا۔

حج کا موسم شروع ہوا تو تمام حجاز میں ترکی حکومت کا نام و نشان نہ تھا۔ بدوں نے ترک حاجیوں کو اس شرط سے آنے کی اجازت دی کہ حاکمانہ اقتدار کو خیر باد کہے آئیں، اور سلطان کا نائب جبل عرفات پر خطبہ نہ پڑھے جیسا کہ ہمیشہ پڑھا کرتا ہے۔ ایک رقم بطور ٹیکس کے بھی ترکوں کیلئے لگا دی تھی جو تمام ترک حاجیوں کو دینی پڑی۔

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارہ اہلال سے طلب کیجیے۔

کیا۔ مکہ معظمہ میں پہنچتے ہی ”جبل بوقیس کے گوشہ نشین“ کی آمد ہی خبر تمام حجاز و یمن میں پھیل گئی اور نجد تک سے لوگ اس کی زیارت کیلئے آنے لگے۔ اس مرتبہ بھی وہ اپنی اُسی خانقاہ میں رہتا تھا جو جبل بوقیس میں پہلی مرتبہ بنا چکا تھا، اور رجوع خلائق و ہجرت مسترشدین و مریدیں پہلی مرتبہ سے بھی در چند ہو گیا تھا۔ اس مرتبہ سلوک و تصرف کے ساتھ فقہ و حدیث کا درس بھی شروع کر دیا۔ اس کا انداز درس عام طریقوں سے بالکل مختلف تھا، اور اپنی جاذبیت و تاثر اور حسن بیان و جمع لطائف کے لحاظ سے حجاز کے تمام بڑے بڑے حلقہ ہائے درس پر فوقیت رکھتا تھا۔

اس کی شہرت اس سرعت کے ساتھ تمام عرب میں پھیل گئی کہ اب اس کا روکنا حکومت کی طاقت سے بھی باہر ہو گیا تھا۔ لوگ یمن کے اندرونی حصوں اور نجد و حساء کے دور دراز خطوں سے کشاں کشاں شوق و ارادت میں کوہنچتے تھے، اور جبل بوقیس کی خانقاہ کو اپنا معبود و مطلوب سمجھتے تھے!!

(یمن میں تاسیس دعوت)

لیکن اسی اثنا میں شیخ کے مرشد احمد بن ادیس نے دیار یمن کا سفر کیا اور شیخ کو بھی اپنے ہمراہ چلنے کیلئے کہا۔ ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ یہ دونوں بزرگ مکہ

معظمہ سے روانہ ہو گئے، اور کچھ عرصے تک صرف شیخ احمد بن ادیس اور محمد السنوسی تنہا یمن کے مختلف شہروں میں پھرتے رہے۔ اس سفر کا خاتمہ شیخ احمد کی وفات پر ہوا۔ شیخ محمد سنوسی نے وہاں خانقاہ بنائی۔ اسی کے ایک حصے میں اپنے مرشد کو دفن کیا اور پھر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

شیخ احمد کا مقبرہ اور خانقاہ اب تک یمن میں موجود ہے، اور ہزارہا اشخاص دور درور سے اس کی زیارت کیلئے آتے ہیں۔ یمن میں سنوسی طریقہ کی اشاعت کا مرکز یہی خانقاہ ہوئی۔

(ثور حجاز سنہ ۱۲۵۷ - ع)

کیسی عجیب بات ہے کہ جس سال ہندوستان کا مشہور غدر ہوا ہے یعنی سنہ ۱۸۵۷ - ٹھیک اُسی زمانے میں مکہ معظمہ کے اندر بھی ایک بہت بڑا ہنگامہ قتل و خون ہوا، جو ”ثور حجاز“ کے نام سے مشہور ہے۔ میں نے اُس کے عجیب و غریب حالات حضرت والد مرحوم کی زبانی سنے ہیں۔ جو اس کے آٹھ سال بعد پہلی بار مکہ معظمہ گئے تھے۔

اس غدر کے اسباب مختلف قسم کے تھے اور ان کا سرچشمہ بھی ایک ہی نہ تھا۔ یہ غدر ترکوں کے خلاف اعراب حجاز نے کیا اور شریف عبد المطلب اس کے سرغنہ سمجھے گئے کہ اس سید عظیم و جلیل (نور اللہ مرقدہ) نے ہمیشہ اس سے انکار کیا۔

یہ زمانہ سلطان محمود مصلح کا تھا جس نے عثمانی ممالک میں متعدد نئی اصلاحات سب سے پہلے رائج کیں۔ از انجملہ بورہین لباس کا اختیار کرنا، نئے طریق پر عدالتوں اور دفاتر کا کھولنا، اور فرانسیسی اصول پر سب سے پہلے فرج نظام مرتب کرنی، وغیرہ وغیرہ۔ ان اصلاحات کا آخری درجہ وہ ”منشور اصلاح“ تھا جو سلطان محمود کے دستخط سے تمام ممالک عثمانیہ میں شائع کیا گیا، اور

شؤون عثمانیہ



عسائی طیارہ چپ : فتھی بے

شہداء راہ کشت و سیاحت

نور اللہ مرقد ہما

جبکہ یورپ کی سرزمین جانفروشان ملت و فدا کاران کشف و علم کی یکسر شہادت گاہ ہے، اور جبکہ پیروان اسلام اپنی جانفروشی کے اولین سبق کو بھلا چکے ہیں، تو ان جانفروشان سیاحت، ان شہداء علم، ان فدا کاران ملت و وطن، یعنی الوالعزم فتھی بے و صادق بے کی روحیں سامنے آکر ماتم گذاران ملت کو مایوسی سے روکتی ہیں!

اخبارات میں انکی سیاحت اور درد انگیز شہادت کا حال چھپ چکا ہے، اور الهلال میں مرحوم فتھی بے کی تصویر بلقیس شرکت خانم کے ہوائی جہاز کو چلاتے ہوئے آپ دیکھ چکے ہیں۔ یہ دونوں جانباز قسطنطنیہ سے روانہ ہوئے تاکہ افریقہ تک کا سفر ہوائی جہاز میں سب سے پہلے طے کریں۔

بلاد اسلامیہ کی اس ساکن اور افسردہ فضا میں جو فتح یاب جہندوں، اور بلند قامت نیزوں کو دیکھنے کی جگہ اب عرصے سے صرف ناکامی کی آہوں اور مظلوموں کی چیخوں ہی کو سن رہی ہے، یکایک ہوائی عزم و الوالعزمی کے در آسمان پدما عقاب طیران علم و اکتشاف کے پرروں سے بلند ہوئے ہوئے اور اڑتے ہوئے نظر آئے:

و یصعد حتی یظن الررمی

بان له حاجة فی السماء!

یہ سیاح فضائی مختلف شہروں میں قیام کرتے ہوئے بیروت پہنچے اور ہر جگہ انکے استقبال کا عظیم الشان اہتمام کیا گیا۔ مصر میں خبر پہنچی

طیارہ چپ صادق بے

کہ عنقریب تخت گاہ فراعنہ کی پر اسرار فضا میں بھی نمودار ہونے والے ہیں۔ اس خبر نے تمام ادنی و اعلیٰ حلقوں میں ایک ہنگامہ انتظار پیدا کر دیا۔ پرنس عمر طوسون پاشا کی زیر ریاست ایک کمیٹی قائم ہوئی تاکہ ان اولوالعزم مہمانوں کا استقبال کرے۔

لیکن عین شوق و انتظار کے اس ہجوم میں تاریکیوں نے خبر سنائی کہ بیت المقدس کی طرف اڑتے ہوئے مقام سمرائے قریب ایک خاتمہ کن حادثہ ہو گیا، اور ۱۵۸ کیلومیٹر کی بلندی سے دونوں سیاح گر کر شہید ہو گئے! انا للہ و انا الیہ راجعون!

اس خبر نے تمام بلاد عثمانیہ میں تہلکہ مچا دیا۔ قسطنطنیہ میں چارستوں انکی یادگار میں نصب ہوئے۔ مصر کی کمیٹی چندہ جمع کر رہی ہے تاکہ در ہوائی جہاز دولت عثمانیہ کو نذر کرے۔ انمیں سے ایک کا نام ”فتھی“ اور ایک کا ”صادق“ ہوگا۔ یہ ہوائی سیاحت تاریخ طیران انسانی میں ہمیشہ یادگار رہیگی۔

جرمنی اور فرانس کے بڑے بڑے ماہرین فن طیران کی رائیں شائع ہوئی ہیں جنمیں اس سیاحت کی اولوالعزمی کا اعتراف کیا ہے۔

ایک جرمن اخبار لکھتا ہے کہ ”جسقدر مساحت فتھی بے نے ایک ہی سفر میں طے کی، آج تک ہم بھی نہ

کر سکے۔ اس نے ۹۸ - کیلر میٹر

صرف ۵۳ منٹ میں طے کیا!“

ایک امریکن نامہ نگار لکھتا ہے:

”میں نے ایسی خوفناک پہاڑیوں

کے اندر سے اُسے نکلتے ہوئے دیکھا، جنکے

تصور سے انسان کانپ اٹھتا ہے۔ وہ جس

حیرت انگیز مشاقی سے نیچے اترتا تھا،

اسکی نظیر یورپ میں بھی اب تک

نہیں دیکھی گئی“

۲۱۴

مقالہ

ہوائی جہاز

اختراعات نے انسانی ہستی کے لیے موت کا نیا دروازہ کھول دیا تھا، اس طرح ہوائی جہازوں کی اختراع نے بھی کشت و خون اور قتل و سفاکی کا ایک نیا دروازہ کھول دیا ہے جو گذشتہ تمام دروازوں سے کہیں زیادہ ہولناک اور نظیع و مہیب ہے۔ یہ ایک عالمگیر خیال ہے کہ اگر ہوائی جنگ ہوگی (اور ایک نہ ایک سن یقیناً ہوگی) تو اس وقت اتنی شدید خونریزی ہوگی جسکی نظیر انسان کے اس دور زندگی میں بھی نہیں مل سکتی جسکی تاریخ کا ہر صفحہ میدان جنگ کے خون سے رنگین ہے!

امانتوں میں عام طور پر دہشت و خوف اور سرگرمی و مستعدی کی ہوا چل رہی ہے۔ ہر سلطنت اپنے انسان پاش اور جہنمی سامان جنگ کے لیے ہوائی جہاز اور ہوائی جہازوں کے انتظام میں مصروف و منہمک ہے۔

* * *

اس استعداد و تیاری میں فرانس کا قدم سب کے آگے ہے۔ اس نے سنہ ۱۱ م میں ۲۴۸۰۰۰ پونڈ اور سنہ ۱۲ میں ۱۸۰۰۰۰۰ پونڈ آلات پرراز پر صرف کیے۔ اس سال ۱۷۰۰۰۰۰ صرف کرکے۔



ہوائی جہاز میں مبتدل اور مزبور ہوا کے حامل کرے کا آلہ جو تیاری نامی سے لیا ہے

فرانس کے بعد جرمنی کا نمبر ہے۔ جرمنی اس سال اپنے آلات پرراز پر ۱۸۰۰۰۰۰ پونڈ صرف اپنے خزانے سے اور اس کے علاوہ ۳۵۰۰۰۰۰ صرف کرکے جو قوم کے ہوائی بیڑے کے لیے کیا ہے!

جرمنی کے بعد برطانیہ

کا نمبر ہے۔ اس نے بھی اپنے سالانہ بجٹ میں ایک کثیر رقم آلات پرراز کے لیے رکھی ہے۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب ہوائی جہازوں کا بھی ایک خاص جنگی صیغہ ہوگا، اور اس پر کم و بیش اسبقہ صرف ہوگا جسقدر کہ اس وقت جہازوں پر صرف ہو رہا ہے۔

* * *

اس وقت تک جسقدر ہوائی جہازوں کا تجربہ ہو چکا ہے وہ پانچ قسم کے اندر بیان کیے جاسکتے ہیں:

(۱) وہ جنکے دونوں پہلوں کی کمائیاں (جنکو ضلع یا پسلی کہتے ہیں) سخت ہوتی ہیں۔

(۲) جنکے پہلو میں یہ پسلیاں یا کمائیاں نہیں ہوتیں۔

(۳) ایک سرچہ والے "لبرر پلین"

(۴) دوسرے سرچہ والے "لبرر پلین"

ابھی کل کی بات ہے جب ہم کہتے تھے کہ "فلاس شخص ہوا میں لڑتا ہے" اس کے معنی ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ وہ اپنی قوت کو ایک ایسی جد و جہد میں ضائع کرتا ہے جو "ہمی" خیالی اور بے بنیاد رہا حاصل ہے۔

لیکن کیا آج بھی ہوا میں لڑنے کے بھی معنی ہیں؟

* * *

اسرار و فرامیس فطرت کے انکشاف نے نوع انسان کی تاریخ میں کس قدر حیرت انگیز انقلاب پیدا کر دیا ہے! انسان کے ہزار ہا خیالات جنگی رہ کل تک نہایت شغف و شیفتگی کے ساتھ تمنا کرتا تھا، اور انکو اپنے دسترس سے باہر پا کر اپنے تخیل سے مدد لیتا تھا،

رہی خیالات واقعیت کے لباس میں آج اسکی روزانہ زندگی کے اندر

موجود ہیں، اور اسدرجہ

معمولی اور پیش پا افتادہ

معلوم ہوتے ہیں، گویا ان

میں کوئی اعجب و عجیب و حیرت

افزائی نہیں یا وہ ہمیشہ سے

اسی طرح ہوتے آئے ہیں!

تبارک الذی بیدہ الملك

وہو علی کل شیء قدیر!

مثال کے لیے کہو یا بغار

کی طرف اشارہ کافی ہے۔ کیا

آج سے چند صدی قبل کسی

بڑے سے بڑے حکیم کے تخیل

میں بھی یہ آسکتا تھا کہ

ایک شخص جس پر نہ

ملائکہ آسمانی نازل ہوتے

ہوں، نہ جن و عفریت

اس کے تابع ہوں، اور نہ بحرم

و رمل کے حساب و تقوش سے واقف ہو، ایسا شخص صرف پانچ منٹ میں ۸ ہزار میل کا قطر رکھنے والے کرہ کے ہر گوشے کی خبر معلوم کر سکتا ہے؟

یا یہ کہ باد رفتار گھوڑے جس راہ کر ہفتوں میں طے کرتے ہوں انکو ایک بے روح و رواں آہنی جسم بغیر کسی طاقت معجزہ نما کے چند گھنٹوں میں قطع کر سکتا ہے؟

ہاں اس وقت کے ایک بڑے سے بڑے حکیم کے تخیل میں بھی یہ نہیں آسکتا تھا، لیکن اب ٹیلیگراف آفس کے ایک کلرک اور ترین کے ایک قریب و دور کی کم قیمت زندگی کا ایک معمولی مشغلہ ہے!

* * *

بیشک ابھی چند سال قبل تک "ہوائی جنگ" محض ایک خیالی استعارہ تھا مگر اب ایک حقیقت ہے جو اگر آج واقع نہیں ہوئی تو دل ضرور ہی ہرگز رہیگی۔

جسطرح کہ بغار (اسٹیم) کے انکشاف اور فن جہاز سازی کی ترقی

(اسٹیٹسکوپ) کہتے ہیں۔ اس آلہ سے نہایت صحیح طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ اب جہاز سطح آب سے کس قدر بلندی پر ہے۔ اس آلہ سے جہاز کو حسب ضرورت دست و بلند کرنے میں بھی بہت مدد ملتی ہے۔

جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے پہلے جرمنی نے ہوائی جہازوں کی تمام قسموں سے صرف زیلن طرز کے ان جہازوں کی طرف توجہ لی تھی جو غبارہ کے ساتھ آتے ہیں، اور فرانس نے اسے جواب میں ایرو پلین کو اپنی کوششوں کا مرکز قرار دیا تھا، مگر چونکہ دونوں سلطنتوں میں عداوت شدید اور مقابلہ رومسری کا سخت جوش ہے، اس لیے اب ان میں سے ہر ایک اسی قسم کے جہازوں کے انتظام میں سرگرم ہے جو دوسرے نے بنوائے ہیں تاکہ اگر مبادا جنگ کے وقت ایک قسم کے جہاز نا کامیاب ثابت ہوں تو حریف بازاری نہ لیجاسکے، اور فوراً دوسرے قسم کے جہازوں سے اسکا مقابلہ کیا جاسکے۔

برطانیہ ایک بحری سلطنت ہے اس لیے قدرتا رہ ان ہوائی جہازوں کی طرف مائل ہے جو سطح آب پر گردش کرے ہوا میں بلند ہوتے ہیں۔ امید ہے کہ اس سال کے ختم ہوتے ہوئے اس کے پاس اس قسم کے ۷۵ جہاز ہوجائیں گے۔

برطانیہ اپنے آپ کو سر ایرو پلن اور زیلین، دونوں سے بے نیاز سمجھتی ہے۔ اسکا خیال ہے کہ اگر اس کے بیڑے کے یاس ان گردش کن جہازوں کی کافی تعداد ہو جائے تو پھر اسے دشمن کا خطرہ نہیں، چنانچہ اسکا ارادہ ہے کہ اپنی مقبوضات میں اس ترتیب سے ہوائی جہازوں کے اسٹیشن بنائیں کہ اس کے تمام مقبوضات کے گرد ایک منطقہ یا دائرہ سا بنجائیں گے اور

دولت عثمانیہ کا نیا زیلین قسم کا ہوائی جہاز

جس طرح کہ قلعوں میں دشمن کی نقل و حرکت کی نگرانی ہوتی رہتی ہے، اسی طرح ان اسٹیشنوں سے دشمن کے ہوائی جہازوں کی نقل و حرکت کی نگرانی ہوتی رہیگی۔

برطانیہ اپنے حریف جرمنی اور اپنے حلیف فرانس، دونوں سے ہوائی جہازوں میں پیچھے ہے، حالانکہ دونوں اس کے گہرے دروازے پر ہیں اور ہر وقت حملہ کر سکتے ہیں۔ اس لیے انگریزی اخبارات مضامین اور تصاویر کے ذریعہ اپنی قوم کو اس اہم نقص کی طرف متوجہ کر رہے ہیں۔ کڑی ہفتہ ایسا نہیں آتا کہ انگریزی قاک میں ہوائی جہازوں کے متعلق مضامین یا طرح طرح کی تصاویر نہ ہوں۔

انگریزی اخبارات کا خیال ہے کہ غباروں سے آنے والے ہوائی جہازوں کی نسبت ایرو پلین زیادہ قابل اعتماد ہیں۔ کیونکہ ایک غبارے والا جہاز جتنے صرف سے تیار ہوتا ہے، اتنی رقم میں ۵۰ ایرو پلین بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایرو پلین کا بلانا آسان ہے اور ایک وقت میں بہت سے بن جاسکتے ہیں، لیکن غبارے والے جہاز میں یہ دونوں امر مفقود ہیں۔

ایک اور بہت بڑا فرق یہ بھی ہے کہ غبارے والے جہاز میں جہاں کڑی لگی اور سارا جہاز برباد ہو گیا۔ لیکن اگر ایرو پلین کے دو

(۵) وہ "ایرو پلین" جو سطح آب پر گہومتے ہیں اور اس کے بعد ہوا میں بلند ہوتے ہیں۔

ان پانچ قسموں میں سے در اول الذکر قسم کے جہاز خود نہیں اڑتے بلکہ ایک ایک غبارہ ان میں اڑتا ہے۔

ان غباروں سے آنے والے جہازوں میں ایک قسم زمین کے جہازوں کی ہے۔ زمین کے جہازوں کی حقیقت یہ ہے کہ پہلے ایک غبارہ گیس سے بھرا جاتا ہے۔ اس غبارہ میں ایک ہوائی جہاز بندھا ہوتا ہے۔ اس میں ایک پنکھا ہوتا ہے جو نہایت تیز چلتا ہے۔ غبارہ جب چھوڑا جاتا ہے تو وہ ہوا میں بلند ہوتا ہے، اور اپنے ساتھ اس جہاز کو بھی بلند کر دیتا ہے۔ جب جہاز سطح زمین سے کس قدر اونچا ہوجاتا ہے تو یہ پنکھا چلنے لگتا ہے۔ اس پنکھے کے چلنے سے جہاز آگے بڑھتا ہے۔ اس طرز کے ہوائی جہاز کی شرح رفتار پچاس میل فی گھنٹہ ہے۔

پہلے حکومت جرمنی نے نامتر توجہ اسی طرز کے جہاز پر کی، مگر اب وہ ایک اور قسم کا جہاز تیار کر رہی ہے جسکی رفتار امید ہے کہ ۵۰ میل فی گھنٹہ ہوگی۔ یعنی ریل کی تیز ترین میل کے برابر اور دریائی جہازوں سے دو چند تیز!

جرمنی نے اس سے پہلے ایک اور اہم پوش ہوائی جہاز بنایا تھا۔ اسکی شرح رفتار ۵۰ میل فی گھنٹہ تھی۔ ابھی اس میں ترقی کی کوشش ہو رہی ہے اور امید ہے کہ ۶۰ میل تک اسکی شرح رفتار ہوجائیگی۔

اس وقت ہوائی جہازوں کے لیے آندھی ایک شدید ترین خطرہ ہے لیکن اگر ترقی رفتار کی کوشش میں کامیابی ہوگی اور حسب امید ہوائی جہاز ۶۰ میل فی گھنٹہ چلنے لگے تو پھر غالباً

یہ خطرہ باقی نہ رہیگا، اور نفاذ جو کی حالت خوارہ کتنی ہی ناسازگار کیوں نہ ہو، مگر ہوائی جہاز بے خوف و ہراس سفر کر سکیں گے۔

* * *

جس طرح کہ دریائی جہازوں میں توپیں رہتی ہیں، اسی طرح ہوائی جہازوں میں بھی توپیں رکھی جاتی ہیں۔ آگے گولے نفا میں پھٹتے ہیں اور ان سے لڑنے کے لئے تکتے تکتے پھیلنے ہیں۔ ان گولوں میں گیس ہوتا ہے، اور ان کے پھٹنے کے بعد ایک دھول سا پھیل جاتا ہے اور سامنے کی چیزیں نظر نہیں آتیں۔ نیز وہ گولے بھی پھینکے جاسکتے ہیں جن میں دایفا میت ہوتا ہے۔ غرض کہ ہر قسم کے گولے ان توپوں سے پھینکے جاسکتے ہیں۔

یہاں قدرتا سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس قدر بلندی اور بعد مسافت کے باوجود کیا توپوں کی شست صحیح ہوتی ہے؟ بیشک بظاہر یہ مشکل معلوم ہوتا ہے۔ صحراء لیویا میں ہوائی جہازوں کو اسی لیے کامیابی نہ ہوئی مگر اب کوشش نے اس مشکل کو بھی آسان کر دیا ہے۔ اب شست نہایت آسانی سے بانٹھی جاسکتی ہے، اور اگر پہلی دفعہ نشانہ خطا کریگا تو دوسری مرتبہ یا تیسری مرتبہ ضرور ہی لگیگا۔

ہوائی جہازوں کے پاس ایک آلہ ہوتا ہے جسکو ارتفاع نما

اثر عتیقا

علم آثار مصر

اجتہاد لہجہ

دوآبہ مجلہ و فرات کی طرح مصر بھی تمدن کا دیرینہ گہوارہ اور عجائب و غرائب تعمیر کا ایک شہر آباد ہے۔ البتہ آثار وراثہ کے برخلاف مصر کے تمام آثار زبرخاک مدفون نہیں ہیں بلکہ اُس کے سب سے بڑے آثار سطح زمین پر سربلک استادمہ صافے نظر کی دے رہے ہیں جس کے جواب میں ہزارہا سیاح اکناف واقطار عالم سے ہر سال مصر آتے رہتے ہیں۔

تمام قدیمی سرزمینوں میں مصر کو متعدد وجوہ سے خاص خصوصیات حاصل ہیں جو نہ یونان کو حاصل ہوئیں نہ ہندوستان کو اور نہ روم الکبریٰ کے پر عظمت تمدن کو:

(۱) جس قدر کثرت کے ساتھ مختلف قدیمی تمدنوں کے آثار یہاں ہیں اس درجہ کہیں نہیں۔ یہ پوری سرزمین ایک شہر آثار ہے۔

(۲) اس کے زیادہ تر آثار فن تعمیر سے تعلق رکھتے ہیں جو عرصے سے حوادث کے حملوں سے اپنے تئیں بچائے ہوئے ہیں۔ برخلاف دیگر مقامات کے کہ غیر تعمیری آثار زائد تھے اور اس لیے ضائع ہو گئے۔

(۳) فن تعمیر کے جو نمونے مصر پیش کرتا ہے، استحکم اور عظمت کے لحاظ سے دنیا کا کوئی تمدن اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

(۴) اس کی تعمیرات اس درجہ بلند و محکم، یا زمین کی بلند ترین حصوں پر، یا سربلک میدانوں کی سورتوں میں ہیں جن کو ارضی تغیرات اپنے اندر چھپا نہ سکے۔ اس لیے وہ اب تک انسان کی نئی تعمیرات کی طرح زمین کے اوپر قائم ہیں۔ حفريات (یعنی زمین کھودنے اور نقب لگانے) کی مصیبتوں کی اس کے لیے ضرورت نہیں۔

(۵) مٹی کے انہوں نے لاشوں کو محفوظ رکھا جو اب عصر قدیم کا سب سے زیادہ قیمتی خزانہ ہے۔ ایسا قیمتی اثر کوئی ملک نہیں رکھتا۔

(۶) اس کی اکثر تعمیرات منقش ہیں جن سے تمدن قدیم کے معنی حل ہوتے ہیں۔ باستثناے ایران، کوئی ملک اس قدر منقوش و منقوب عمارتیں نہیں پیش کر سکتا۔ اسی بنا پر علمائے آثار نے " آثار مصر " کی خاص طور پر تحقیقات کی اور اس کو ایک خاص فن بنا دیا جو اچیتیا لوجی کے نام سے مشہور ہے۔

لیکن اب تک کھد کا خزینہ علم آثار مصر کے نواسر و غراب سے خالی ہے، اور اگر بعض آثار کے حالات شائع ہوئے ہیں مگر ان کا ماخذ تمام تر قدیم تصانیف ہیں۔ اس لیے ہم آج آثار مصریہ کا ایک سلسلہ شروع کرتے ہیں، جن میں زیادہ تر ان حالات کا ذکر کریں گے جو تازہ حفريات کے نتائج ہیں، اور یورپ کے رقعہ و مقتدر مصر و غیر مصر رسالوں میں شائع ہوئے ہیں۔

بازر گولیوں سے چھلنی بھی ہو جائیں، جب بھی اس کے باقی حصے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

پھر یہ کچھ ضروری نہیں کہ ہوائی جہاز دن ہی کو آئیں۔ کبھی شب کو بھی تو ضرورت ہوگی؟ مگر روشنی صرف ایروپلین ہی میں ہو سکتی ہے۔ ایروپلین میں نہایت آسانی سے برقی روشنی کا سامان رکھا جاتا ہے اور اس سے آپ زمین کو پوری طرح دیکھ کر جہاں مناسب موقع محل ہو رہا اتر سکتے ہیں۔ مگر غبارے والے جہازوں میں دھند بانیں ممکن نہیں۔ خصوصاً آترنا اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک کہ زمین پر چند آدمی موجود نہ ہوں اور اس کی مہار کو نہ کہینچیں۔ اگر اتفاق سے کسی ایسی جگہ آترنا ہے جہاں کوئی مہار کہینچنے والا نہیں ہے تو آترنا محال ہوگا۔

البتہ غبارے والے جہاز میں یہ فائدہ بہت بڑا ہے کہ جنگ میں پانچ ڈائنامیٹ تک اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے، حالانکہ اتنے ڈائنامیٹ کے لیے کم از کم ۳۵ ایروپلینوں کی ضرورت ہوگی۔

لیکن ایروپلین مسلسل ۶ سو میل کا سفر بھی کر سکتا ہے۔ یعنی یہ بالکل آسانی سے ممکن ہے کہ وہ دشمن کی قلمرو میں دور تک چلا جائے، گولہ باری کرے، اور پھر بغیر اترے واپس چلا آئے۔ یہ معین ہے کہ کبھی کبھی دشمن کو اس کا علم ہو جاتا ہے اور اپنی ترپوں کے دھانے اس کی طرف پھیر دیتا ہے، مگر یہ نقصان غبارے والے جہازوں کے متعدد نقصانات کے مقابلے میں بالکل ہیچ ہے۔ فرض کرو کہ دس ایروپلین دشمن پر حملہ کرنے گئے جنہیں سے پانچ کو اس نے ضائع کر دیا، تو اس صورت سے تو یہ بہر حال بہتر ہے کہ ایک ہی غبارے والا جہاز گیا اور ضائع ہو گیا۔ کیونکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ایک غبارے والے جہاز اور ۳۵ ایروپلینوں کے مصارف یکساں ہوتے ہیں۔

* * *

آجکل فرانس اور جرمنی کی تمام تر توجہ کا محور و مرکز ہوائی جہاز ہیں اور دونوں سلطنتوں میں نہایت زور و شور اور سرگرمی و انہماک سے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ فرانس نے مقام تول، رورڈین، شانن، سیرین، بالو دیک، اور ایینال میں ایروپلین کے اسٹیشن بنوائے ہیں۔ ان کے علاوہ جا بجا کثرت سے غبارے والے جہازوں کے بھی اسٹیشن کیس کے سفری کارخانے، نیز ان جہازوں کے رکھنے کے لیے سفری گھر طیار کرائے ہیں۔

با ایں ہمہ جرمنی اس میدان میں فرانس سے آگے ہی ہے۔ اس کے پاس اس وقت زمین کے طرز کے چار بڑے آہن پوش غبارے والے جہاز ہیں، جو اس طرح ہر وقت اترتے رہتے ہیں گویا دشمن دروازوں تک آگیا ہے!

ان چار جہازوں میں سے دو فرانسیسی سرحد پر رہتے ہیں اور دو روسی سرحد پر۔ ان میں سے ہر جہاز ہر وقت اس طرح تیار رہتا ہے کہ دشمن پر حملے کے لیے ایک معمولی اشارہ کافی ہے۔ جرمنی اس سال ۹ غبارے والے جہاز اور بنانا چاہتی ہے اور غالباً آئندہ سال اس سے دو چند بنالیکگی۔

(ابر الہول)

اس سلسلے کی ابتداء ہم ابر الہول سے کرتے ہیں۔ سلسلہ کو لبریا کے امتداد سے فیوم اور نیل کے مثلث جزیرے (Delta) کے مابین، اور رد نیل کی معاذات میں، ایک وسیع میدان نرے میل تک پھیلتا ہوا چلا گیا ہے، اور دریا کی طرف سے ایک عظیم الشان مجمعے تک پہنچ کر ختم ہوتا ہے۔ یہی وہ مجسمہ ہے جسے عربی میں ابر الہول اور انگریزی میں (Sphinx) کہتے ہیں۔ قدیم مصری اسے مور نعش کہتے تھے۔

ابر الہول مصری بس تراشی کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ یہ ایک عظیم الشان چٹان کو تراش کے بنایا گیا ہے جو دامن کوہ میں واقع تھی۔ یہ بت کر سن تک انسان کا سا ہے اور اس کے نیچے سے اس کی شکل شیر کی ہے۔ اس کی بلندی چوٹی سے لیکے زمین تک ۷۰ فیت اور تہذیبی تک ۳۰ فیت ہے۔ اس کا مجموعی قطر ۱۵۰ فیت ہے، اور چاروں اُتارنگیں اور پچھلے ۵۰ فیت کی ہیں۔ عرض ۳۳ فیت ہے۔ چہرہ ۱۴ فیت، منہ ۷ فیت، ناک ۵ فیت ۶ - انچ، اور کان ۴ فیت ۶ - انچ کے ہیں!!

ابر الہول کے دیکھنے والے کو سب سے پہلی شے جو اپنی طرف متوجہ کریگی وہ اس کی عظمت اور اس کا لازمی اثر ہے، لیکن اس کے بعد وہ ایک اور شے بھی محسوس کریگا جو اُسے حیرت و اعجاب میں ڈال دیگی۔ ابر الہول جس قدر عظیم الشان ہے، اس کا اندازہ آپ اس تفصیل سے کر لیا ہوگا جو ابھی اس کے ابعاد ثلاثہ کے ذکر میں گذر چکی ہے۔ مگر با ایں ہمہ اس کے تمام اعضاء میں ایک عجیب و غریب تناسب ہے جو بالکل دسا ہی ہے جیسا کہ خود قدرت شیر کے جسم اور انسان کے چہرہ میں رکھتی ہے!

حیوان کے چہرہ میں آنکھ، ناک، کان، منہ وغیرہ، ان تمام اعضاء میں نہایت دقیق و نازک تناسب ہوتا ہے، اور در حقیقت اسی تناسب کا دوسرا نام حسن ہے۔ ابر الہول کے چہرہ میں یہ تناسب تمامہ محفوظ ہے، اور اسی لیے دور سے دیکھنے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ چہرہ اپنی اصلی حالت میں ہوگا تو نہایت جمیل و خوش منظر ہوگا۔ چنانچہ جب ایک بہت بڑے اثری (ارکیالوجسٹ) سے یہ دریافت کیا گیا کہ اس نے مصر میں سب سے عجیب شے کوں سی دیکھی؟ تو اس نے ابر الہول کا نام لیا، اور جب ابر الہول کی ترجیم کی وجہ دریافت کی گئی تو اس نے کہا کہ با ایں ہمہ عظمت جثہ و کبر حجم، اس کے اعضاء میں ایسا عجیب و غریب تناسب ہے کہ آج تک میری نظر سے نہیں گذرا۔ اس نے کہا کہ مجھے سخت حیرت ہے کہ اس کا بنانے والا اس دقیق و نازک تناسب کو اتنے بڑے بت میں کیونکر محفوظ رکھ سکا، جس قدر قدرت انسان اور شیر کے مختصر اور چھوٹے سے جسم میں محفوظ رکھتی ہے؟

معلوم ہوتا ہے کہ بنانے وقت مرد کا چہرہ پیش نظر رکھا گیا تھا کیونکہ تمام مراعات حسن و جمال کے ساتھ تھیں، نیچے ڈاڑھی بھی تھی جس کو انگریزوں کی وطن پرستی مصر سے انگلستان

لیگتی ہے، اور جبکہ خود مصر کا عجائب خانہ خالی ہے تو برطانی عجائب خانہ کی گیلریاں اس سے آراستہ ہیں!

دنیا میں کتنی چیزیں ہیں جو زمانے کے دست برد سے محفوظ رہ سکی ہیں؟ ابر الہول کے چہرہ کو کچھ تو طول عہد اور امتداد زمانہ نے بگاڑا اور کچھ بعض لوگوں کے جاہلانہ اقدامات نے جنہوں نے اس اثر قدیم کی قدر و قیمت نہ سمجھی۔

سنہ ۷۸۰ میں محمد نامی ایک شخص تھا جس کا تعلق خانقاہ ملاحیہ سے تھا۔ اس شخص کو خیال ہوا کہ ابر الہول کی اہل مصر پرستش کرتے ہوئے، بہتر ہے کہ اس بت کو توڑ دیا جائے۔ توڑنا تو آسان نہ تھا مگر اُس نے اُس کا چہرہ بگاڑ دیا۔

بد قسمتی سے اس اثر علمی کا مٹانے والا صرف یہی نہ تھا بلکہ اس عہد کے بعض پادشاہ بھی اس اہم علمی میں شریک تھے۔ یہ زمانہ امراء ممالیک کا تھا۔ یہ جاہل اس کے سر کو نشانہ بنا کے تیر اندازی کی مشق کیا کرتے تھے!

جیسا کہ آپ اس تصویر میں دیکھا ہوگا جو آج شائع کی جا رہی ہے، اب ابر الہول کا چہرہ بالکل بگڑ گیا ہے۔ ناک اور کان

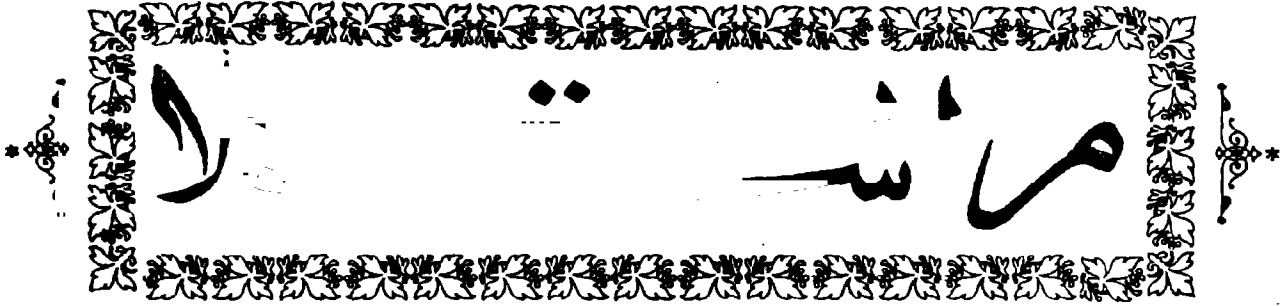
ٹوٹ گئے ہیں۔ آنکھیں بالکل بگڑ گئی ہیں اور کینٹی، گال، اور گردن میں خطوط پڑ گئے ہیں۔ جب کہ خود چہرہ ہی درست نہیں تو اس روغن کا کیا ذکر جو اس کے گالوں پر لگا ہوا تھا اور جس کی وجہ سے ڈبڑوں نے (جو سنہ ۱۷۴۷ اور سنہ ۱۸۲۵ کے درمیان میں تھا) ابر الہول کا حلیہ بیان کرتے ہوئے لکھا کہ یہ ”گشت اور زندگی ہے“۔

(ابر الہول اور حوادث ارضیہ)

آپ جانتے ہیں کہ مصر افریقہ میں ہے اور سرزمین افریقہ کے میدانوں میں بحر انطلاطیق کی طرح رینگ کے طرفان اٹھتے رہتے ہیں۔ اس لیے قدرتا ابر الہول کے

اکثر حصوں کو بارہا تودہ ہائے رنگ نے چھپا دیا اور ہر بار کسی نہ کسی شخص کی ہمت نے تودوں کو صاف کیا۔

ابر الہول کی یہ خدمت جس شخص نے سب سے پہلے انجام دی وہ مصر کا قدیم بادشاہ تعرتمس (Thotmes) رابع ہے۔ وہ تعرتمس (Smenhetep II) کا بیٹا تھا مگر اس کی ماں شاہی خاندان سے نہ تھی، اس لیے اس کو امید نہ تھی کہ باپ کا تخت لے سکے گا۔ ایک دن تعرتمس شکار کھیلتا ہوا نکلا اور کھیلتے کھیلتے ادھر آ نکلا۔ وہ ماندگی سے چور چور ہو رہا تھا اس لیے استراحت کے واسطے لیٹ گیا۔ اٹنے میں اس کی آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ واسلفکس اُس کی ماں آئی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ اگر تو اس کو صاف کر دیگا تو اس خدمت کے صلے میں تجھے باپ کا تخت حکومت ملیگا۔ تعرتمس کی آنکھ کھل گئی اور اس کے بعد ہی اس نے اس کی صفائی شروع کر لی۔ جب بالو بالکل ہٹا دیا گیا اور ابر الہول کا ہر حصہ نظر آنے لگا، تو اس نے ایک ۱۴ فیت کی آہنی تختی میں یہ تمام واقعہ خط تحریری (ہیرو گلیف) میں کندہ کر کے اسے ابر الہول کی چاروں اگلی ٹانگوں کے درمیان نصب کرا دیا جو اس وقت تک موجود ہے۔ اس کے بعد یہ وعید پورا ہوا اور



دستکرت مسلم لیگ بریلی دکت ۱۷۱۰ م لیگ بریلی

دستکرت مسلم لیگ بریلی کا ایک جلسہ بتاریخ ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء زیر صدارت جناب مولوی ظہور الدین صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی - رکیل ہائی کورٹ منعقد ہوا اور بالاتفاق مندرجہ ذیل رزلوشن پاس کیے گئے -

(۱) یہ جلسہ انجمن اصلاح ندوہ کے اغراض و مقاصد سے دلی ہمدردی ظاہر کرتا ہے جو حال میں اصلاح ندوہ العلماء کے لیے لکھنؤ میں قائم کی گئی ہے اور اس امر کی سخت ضرورت محسوس کرتا ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو مسلمانان ہند کا ایک قائم مقام جلسہ طلب کیا جائے جو ندوہ کی موجودہ خرابیوں اور بد انتظامیوں کے رفع کرنیکی تجاویز پر غور کرے -

(۲) دستکرت مسلم لیگ بریلی نے لشکر پور کلکتہ کی مسجد اور قبرستان کی ترمیم کے حادثہ کو سخت افسوس کے ساتھ سنا - یہ لیگ نہایت زور کیساتھ اپنے اس احساس کو معرض تحریر میں لانا چاہتی ہے کہ یہ سخت بدنصیبی کی بات ہے کہ کانپور کا المذاک حادثہ بے احتیاط حکم کے لیے سبق آموز نہ ہو سکا -

دستکرت مسلم لیگ بریلی ان مسلمان لیڈروں کی غفلت شعاری پر نہایت افسوس ظاہر کرتی ہے جنہوں نے فیصلہ کانپور کے رقت اور اس کے بعد مسلمانان ہندوستان کو یہ یقین دلایا تھا کہ عنقریب امپیریل کونسل میں مسودہ قانون تحفظ معابد پیش کیا جائیگا اور انہیں یہ دریافت کرنا چاہتی ہے ”کہ ان کے ان خوش آئند وعدوں کے پورا ہونیکا رقت کب تک آئیوالا ہے ؟“

دولہا

مسلمانان ردلی ضلع بارہ بنکی کا ایک جلسہ بصدارت مولوی فرید الدین صاحب نعمانی بتاریخ ۲۲ مارچ سنہ ۱۴ء منعقد ہوا جس میں بکثرت ہر طبقہ کے حضرات شریک تھے - بالاتفاق تجویز ہوا کہ یہ جلسہ ندوہ العلماء کی حالت کو سخت نازک و پرخطر دیکھکر بیحد متاسف ہے اور اراکین ندوہ العلماء سے مستعدی ہے کہ براہ خدا قوم پر رحم فرماکر اور فوراً ایک غیر جانبدار کمیشن کے ذریعہ بے لاگ تحقیقات فرماکر اس کے نتیجہ سے قوم کو آگاہ فرمائیں اور بعد اس کے ارکان ندوہ ایک جلسہ عام منعقد فرمائیں جس میں تمام دلچسپی لینے والے حضرات شریک ہوں ایک قطعی فیصلہ ندوہ کے متعلق فرمائیں کہ قوم کو آگاہی کے روح فرما واقعات سے نجات ملے کیونکہ مایوسی بھی ایک سکون ہے - بیدار اقوام کو مسرت و انبساط کے جلسے مبارک - ہم کو جلسہ عزاداری ہی سہی -

ایک ہنگامہ یہ موقوف ہے کہہ کی رونق

نالہ غم ہی سہی نغمہ شادی نہ سہی

مسئلہ بقاء و اصلاح ندوہ

پٹنہ

مسلمانان پٹنہ کا ایک جلسہ بمکان جناب انریبل مولوی فخر الدین صاحب رکیل بتاریخ ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء منعقد ہوا اور آسمیں مندرجہ ذیل تحریکیں بہ اتفاق رائے پاس ہوئیں :

(۱) چونکہ مسلمانان پٹنہ نے طلباء دارالعلوم ندوہ العلماء کی اسٹرائک کی خبر نہایت رنج و افسوس کیساتھ سنی ہے جس سے احتمال ہے کہ اس برے اسلامی درسگاہ میں نقصان عظیم واقع ہو اس لیے اس جلسہ کی رائے ہے کہ ایک کمیشن ایسے اشخاص کا جنکو ندوہ العلماء کے انتظامات سے کوئی سرکار نہ رہا ہو اس غرض سے مقرر کیا جائے کہ تمام امور متعلق ندوہ العلماء کی تحقیقات کرے اور ایک اسکیم بغرض اصلاح اسکے تیار کرے نہایت جلد قوم کے سامنے پیش کرے -

محرک - جناب مسٹر مظہر الحق صاحب بیرسٹر -

مولدین - جناب خان بہادر آنریبل مولوی فخر الدین

صاحب و جناب مولوی محمد حسین صاحب رکیل -

ایک عام جلسہ معاملات ندوہ کے تصفیہ کیلئے طلب کیا جائے -

محرک - جناب مولوی مبارک کریم صاحب -

مولدین - جناب مسٹر مظہر الحق صاحب بیرسٹر - سید

نور الحسن صاحب رکیل -

انجمن خادم الاسلام گودھوا

انجمن خادم الاسلام گودھوا کا ایک جلسہ بتاریخ ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل رزلوشن پیش ہوکر باتفاق رائے پاس ہوئے :

(۱) یہ جلسہ طلباء ندوہ العلماء لکھنؤ کی اسٹرائک پر اپنا دلی رنج و افسوس ظاہر کرتا ہے -

(۲) یہ جلسہ اکابرین قوم سے بادب مگر پر زور درخواست کرتا ہے کہ ہمدردان قوم کا ایک قائم مقام کمیشن ندوہ العلماء کی موجودہ خرابیوں کی تحقیقات کیلئے مقرر کیا جائے اور پوری سعی و کوشش کیجائے کہ قوم کی یہ مفید درسگاہ آفات سے محفوظ رہے -

(۳) یہ جلسہ مولوی خلیل الرحمن صاحب مدعی ناظم جدید ندوہ کے طریقہ جبر و استبداد کو نہایت افسوس و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے -

(۴) یہ جلسہ علامہ شبلی نعمانی کی اسلامی اور قومی خدمات کا دل سے معترف ہے اور انہیں اپنا دلی اعتماد ظاہر کرتا ہے -

خاکسار یحییٰ آنریبل سیکریٹری انجمن

گ : ۱

اکبر پور

ضلع فیض آباد کے مسلمانوں نے ۲۰ - مارچ سنہ ۱۴۱۹ ع کو ایک جلسہ عام منعقد کر کے حسب ذیل رزلویشن پاس کیے :

(۱) ہم مسلمانان اکبر پور ' لشکر پور کی مسجد کے انہدام پر سخت رنج و اندوہ کا اظہار کرتے ہیں اور آمید کرتے ہیں کہ حضور رابسرائے ہند اس پر توجہ مبذول فرمائیں گے ۔

(۲) طلباء دارالعلوم ندوہ کی اسٹرائک اور اراکین کی باہمی مخالفت اور قومی ایوان کو نقصان پہنچنے پر اظہار غم والہ کرتے ہیں ۔

(۳) ہم قوم کے بھی خواہ اور سچے درد مندوں سے بالتحا ملتئم ہیں کہ دارالعلوم میں جا کر غیر جانبدارانہ طریق سے طلبہ کی شکایت کو سنیں اور رفع کرنے میں کوشش فرمائیں اور پردہ حجاب کو جو متعلمین اور اراکین کے درمیان حایل ہو گیا ہے اٹھادیں ۔ نیز اس امر میں سعی بلیغ فرمائیں کہ دارالعلوم کا حال قابل اطمینان اور اسکا اسکا مستقبل شاندار نظر آئے ۔

د : ۱

ندوہ کی موجودہ حالت زار سے متاثر ہو کر سکریٹری انجمن اصلاح سنہ ۲۰ مارچ کو ایک جلسہ منعقد کیا اور مندرجہ ذیل رزلویشن پاس ہوئے :

(۱) یہ جلسہ طلباء دارالعلوم کی اسٹرائک کو دارالعلوم کے حق میں فال بد تصور کرتا ہے ۔ اس اسٹرائک کے اسباب میں متعلمین اور منتظمین کے ناجائز دباؤ اور غیر اخلاقی برتاؤ کو داخل سمجھتا ہے ۔

(۲) یہ جلسہ ان لوگوں کا صدق دل سے شکریہ ادا کرتا ہے جن کی ترجمہ سے ایک کمیٹی بنام " اصلاح ندوہ " قائم ہوئی ہے ۔ اور امید کرتا ہے کہ جلسہ عام میں ہر صوبہ سے کثرت سے لوگ شریک ہو کر ندوہ کی اصلاح و فلاح کی بہترین صورت قائم کریں گے ۔ (راقم عبد الحکیم)

دستورکت اور سشن جج کے خیالات

[ترجمہ از انگریزی]

مسٹر بی ۔ سی ۔ مٹر ۔ آئی ۔ سی ۔ ایس دستورکت

و سیشن جج ہوگلی و ہوزہ

میرے لئے موزر ایم ۔ لن ۔ احمد ایڈ سنر [نمبر ۱ / ۱۵] دین اسٹریٹ کلکتہ [سے جو عینکین خریدی ہیں ، وہ تشفی بخش ہیں ۔ مٹے بھی ایک عینک بنوائی ہے جو اعلیٰ درجے کی تیار ہوئی ہے ۔ یہ کارخانہ موجودہ دور میں ایمانداری و ارزائی کا خود نمونہ ہے ۔ ملک میں اس طرح کے کارخانوں کا کھولنا یقیناً ہماری ہمت افزائی کا مستحق ہے ۔

کون نہیں چاہتا کہ میری بینائی دورے دم تک صحیح رہے ۔ اگر آپ اسکی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمائیں تاکہ لائق و تجربہ کار ڈاکٹر کوئی تجویز سے قابل اعتماد اصلی پتھر کی عینک بدریغہ دی ۔ پی ۔ کے ارسال خدمت کیجائے ۔ اسپر بھی اگر آپکے ۔ رائق نہ آئے تو بلا اجرت بدلہ لیا لگی ۔

تک کی کمانی مع اصلی پتھر کی عینک ۳ روپیہ ۸ آنہ سے ۵ روپیہ تک ۔ اصلی رولڈ گولڈ کی کمانی یعنی سونے کا پترا چڑھا ہوا مع پتھر کی عینک ۷ ۔ ۶ روپیہ سے ۱۵ روپیہ تک محصول وغیرہ ۶ آنہ ۔

ندوہ کے موجودہ خطر ناک حالات اخبارات سے معلوم کر کے معززین شہر گیا کا ایک عام جلسہ خاص طور پر انجمن ترجمۃ القرآن معروف گنج کے زیر اہتمام گیا کے مشہور وکیل جناب مولوی نور الدین صاحب بلخی کے مکان پر ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۱۴ ع کو منعقد ہوا ۔ جس میں علامہ دیگر حضرات کے شاہ عبد العزیز صاحب کلرک دستورکت بورڈ ۔ جناب مولوی اکرم صاحب پیدشکار ۔ جناب مولانا مولوی ابرو المعاسن محمد سجاد صاحب سکریٹری مدرسہ انوار العلوم ۔ جناب مولوی حکیم قطب الدین صاحب ۔ جناب مولوی انجم صاحب شریک تھے ۔ جلسہ مذکور میں جو رزلویشن باتفاق رائے پاس ہوئے یہ ہیں :

" یہ جلسہ طلباء ندوہ کے افسوسناک واقعہ اسٹرائک پر اظہار رنج و افسوس کرتا ہوا یہ تجویز کرتا ہے کہ ایک غیر جانب دار تحقیقاتی کمیشن تفتیش معاملات کے لیے جلد از جلد مرتب ہو ۔ معرک ۔ جناب مولانا مولوی ابرو المعاسن محمد سجاد صاحب ۔ مرید ۔ جناب مولوی حکیم قطب الدین صاحب ۔

(۲) یہ جلسہ مولانا ابرو الکلام و دیگر اصحاب کے اس طرز عمل سے اختلاف رائے ظاہر کرتا ہے کہ کمیشن کے ارکان مشخص کرتے ہوئے کسی عالم کا نام نہیں لیا ، یا لیا بھی تو دیوبند کے صرف ایک عالم کا ۔ (یہ صحیح نہیں ۔ مولانا عبد الباقی کا بھی نام لیا گیا تھا ۔ الہلال)

معرک ۔ جناب سید شاہ عبد العزیز صاحب کلرک ۔

مرید ۔ جناب مولوی انجم صاحب ۔

(۳) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ کمیشن میں فدایان قوم و علما کی تعداد مساوی ہو ۔ اس کے خلاف صورت میں قوم کی کمیشن کی کاروائیوں پر ہرگز پورا اعتماد نہ ہوگا ۔

معرک ۔ جناب سید مولوی نور الدین صاحب بلخی وکیل

مرید ۔ مولوی اکرم صاحب پیدشکار ۔

(۴) یہ جلسہ طلباء کے ان نقصانات کے متعلق جو ان اسٹرائک کے باعث ہرج المہاج کی صورت میں اٹھا نا پڑا ۔

ہمزاد

لفظ ہمزاد کی حقیقت ' ہمزاد کے وجود پر مفصل بحث عمل ہمزاد کی تشریح اور اس کا آسان طریقہ فن عمل خواد پر تفصیلی گفتگو ، تاثر عمل لہ ہونے کے اسباب اور اونکی اصلاح ایام سعد و نحس کا بیان ، دست غیب کے معنی ، دست غیب ۲ صحیح مفہوم ، مشکل کے حل کرنیوالے آسان اور مستند طرز بزرگان دین کے جن طریقوں کی تعلیم فرمائی اونکا بیان ۔ حب تفریق ، ہلاکی ، دشمن کے اعمال کی تشریح ، غرضکہ ہندوستان میں یہ سب سے پہلے کتاب ہے جس میں عملیات پر نہایت وضاحت کے ساتھ عقلی و نقلی دلائل سے بحث کی گئی ہے ' سچے پکے ۔ مستند ۔ آسان عمل بیان کیے گئے ہیں ۔ تین حصہ میں قیمت ہر حصہ حصص مع محصول ۱۴ آنہ ۔

عرفان کی تعلیمی ۔ حضرت خواجه غریب نواز اجمیری

کے حالات میں تمثیل و مختصر تذکرہ قیمت ۴ آنہ ۔

حیات غوثیہ ۔ حضرت غوث پاک کے صحیح اور مستند حا

قیمت ۲ آنہ ۔

دہلی کے شہزادوں کے دردناک حالات مع واقعات غدر و

مفحات ۲۵۰ قیمت ایک روپیہ ۔

ملنے کا پتہ ہے ۔ ایم ۔ مقبول احمد نظامی سیوہارہ ضلع بجنور

روزنامہ

روز یکشنبہ ۲۲ - ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۴ ع کو ایک اہم جلسہ احمدیہ بلڈنگز لاہور میں منعقد ہوا جس میں سلسلہ احمدیہ کے بہت سے اعیان و اکابر و کلا بعض عہدہ داران انجمن ہائے پنجاب و سرحد شامل ہوئے۔ علاوہ دیگر حضرات کے سات ٹرسٹیوں صدر انجمن احمدیہ قادیان بھی شامل تھے۔ یہ جلسہ بہت کامیابی سے ہوا۔ بہت سے حضرات نے تقریریں فرمائیں اور اصحاب مضافات کے خطوط اور تاریں جو موصول ہوئیں تھیں پڑھ کر سنائی گئیں اور ذیل کے رزلوشن متعہ طور پر منظور ہوئے۔

مجلس نے صاحبزادہ صاحب کے انتخاب میں جو یک طرفہ کارروائی ہوئی اسکو ناپسند کیا۔ (رزلوشن حسب ذیل ہیں)

(۱) الرصیت کی رو سے چالیس مومنین کے اتفاق رائے سے بیعت لینے والے بزرگوں کا انتخاب ہو سکتا ہے۔ اور جماعت کی رائے میں یہ ضروری ہے کہ بڑی بڑی جماعتوں میں ایسے بزرگ بیعت لینے کے لیے منتخب کیے جائیں۔

(۲) صاحبزادہ صاحب کے انتخاب کو اس حد تک جائز سمجھتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں سے احمد کے نام پر بیعت لیں یعنی سلسلہ احمدیہ میں انکو داخل کریں لیکن احمدیوں سے دوبارہ بیعت لینے کی ہم ضرورت نہیں۔ ۱۹۰۰ء - اس حیثیت سے ہم تسلیم کرنے کے لیے طیار ہیں۔ لیکن اس کے لیے بیعت کی ضرورت نہ ہوگی اور نہ یہ امیر اس بات کا مجاز ہوگا کہ جو حقوق و اختیارات صدر انجمن احمدیہ کو ابتدا سے حاصل ہیں اس میں کسی قسم کی دست اندازی کر سکیں۔

مندرجہ بالا رزلوشن کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مفصلہ ذیل دیگر رزلوشن بھی اتفاق رائے سے پاس ہوئے :

(۳) ایک وفد منتخب ہوگا۔ صاحب کا صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر مذکورہ بالا رزلوشن پیش کرے اور انکو رزلوشنوں سے اتفاق کرنیکی درخواست کرے۔ ممبران ڈپوٹیشن کو تعداد بڑھانے کا بھی اختیار دیا گیا ہے۔

ایک سنیاسی مہاتما کے دو نادر مایات

حبوب مقربی — جن اشخاص کی قوی زائل ہو گئے ہیں وہ اس دوائی کا استعمال کریں۔ اس سے ضعف خواہ اعصابی ہو یا دماغی یا کسی اور وجہ سے بالکل نیست نابود ہو جاتا ہے۔ دماغ میں سرور و نشاط پیدا کرتی ہے۔ تمام دلی دماغی اور اعصابی کمزوریوں کو زائل کر کے انسانی تھکنہ میں معجز نما تغیر پیدا کرتی ہے۔ قیمت ۵۰ گولی صرف پانچ روپیہ۔

منجن دندان — دانتوں کو مرتیوں کی طرح آبدار بناتا ہے۔ امراض دندان کا قلع قمع کرتا ہے۔ ہلکے دانتوں کو مضبوط کرتا ہے۔ دانت نکلنے وقت بچے کے مسرور میں پر مالا جارحہ تو بچہ دانت نہایت آسانی سے نکالتا ہے۔ منہ کو معطر کرتا ہے۔ قیمت ایک پیسہ صرف ۸ آنہ۔

ترباق طحال — تب تلی کیلئے اس سے بہتر شاید ہی کوئی دوائی ہوگی۔ تب تلی کو ریخ دینے سے ناپورہ کڑے بتدریج جگر اور قوی کی اصلاح کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۴ روپیہ ۴ آنہ۔

ملنے کا پتہ - جی - ایم - قادیانی انڈیا کو - غفلت نہ کیجیے

منکھانہ ضلع گجرات پنجاب

اظہار ہمدردی کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی ان کی اس حرکت کو جو کالجوں اور سکولوں کی کرانہ تقلید میں عمل میں آئی ہے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی تمام شکایات قوم کے سامنے بلا استراٹک کے بھی پیش کر کے اصلاح کے لیے اپیل کر سکتے تھے۔

محرک — جناب منشی نظام الدین صاحب پنجابی۔

مرید — جناب حکیم سعید الحسن صاحب۔

سکریٹری انجمن ترجمۃ القرآن معروف گنج - کیا

ان

انجمن اسلامیہ ملتان کے جلسہ منعقدہ ۲۲ مارچ میں حسب ذیل رزلوشن پاس کیا گیا :

”معزز مسلمانوں کا ایک کمیشن اس امر کے لیے مقرر کیا جائے کہ متعلمین ندوۃ العلماء کے استراٹک کے متعلق پوری تحقیقات کر کے تجاویز اصلاح قوم کے سامنے پیش کرے۔

سید میر حسن رانس پریسیڈنٹ انجمن اسلامیہ ملتان۔

پیشکش امروہہ اذیۃ علیہ سابقہ

بنام مسلمانان ہند

مہتمم

جميع برادران اسلام ! قسمت اس کے خلاف ہے کہ میں آئندہ آپ لوگوں میں رہنے کا کام کروں۔ جب سے بمبلی آیا ہوں مجھے کبھی صحبت نصیب نہ ہوئی۔ اس لیے عثمانی سفارت عامہ سے مستعفی ہونے پر مجبور ہوں۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ میں ہندوستان سے جاتا ہوں، مگر آپ یقین کریں کہ میں ہمیشہ مسلمانان ہندوستان کے معاملات میں ہمدردانہ دلچسپی لیتا رہوں گا اور جہاں جاؤں گا وہاں اسلام کے نشات ثانیہ کے لیے وقف خدمت رہوں گا۔ میں اب معاملات سفارت کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ آپ سب کو میرے سلام پہ صحبت آگے۔

پکا برادر ملی - خلیل خالد بے

اکبر و شفا دافع طاعون و وبا

ایک کروڑ انسان یہ مرض مار چکی ہے

یہی ایک دوا ہے جس کے استعمال سے ہزاروں مریض تندرست ہو چکے ہیں اگر دبا زہ مقامات میں بطور حفظ مائع ہر روز ہ ہوند استعمال کی جائے تو پینے والا حملہ مرض سے محفوظ رہتا ہے۔ ہدایات جس سے مرض دوسرے پر حملہ نہیں کرتا اور مفید معلومات کا رسالہ ایک سر صفحہ کا مفت

آب حیات

کا قصہ مشہور ہے اب تک کسی نے اس کی تحقیقات نہیں فرمائی محققان یورپ حکما سلف خلف کے تحقیق کردہ مسائل وغیرہ علمی تجربات و مشاہدات اور مختلف عوارض کس طرح دور ہو سکتے ہیں اس کی علمی عملی ثبوت۔

ایک سو ۳۲ صفحہ کی کتاب

لا علاج کہنے بیماریوں - مثلاً کمزوری - ہر طرح کے ضعف بہ - عفر - بواسیر - بواسیر - ذیابیطس - درد گردہ - ضعف جگر کا شرطیہ ٹیکہ پر علاج ہو سکتا ہے فارم تشخیص منگواؤ۔

پتہ حکیم غلام نبی زبڈۃ الحکما مصنف رسالہ جوانی دیوانی - ذیابیطس نفوس در نگردہ ضیق النفس وغیرہ لاہور موچی دروازہ لاہور۔

تصدیق فرمائی اسلیے اتفاق رائے سے یہ فیصلہ قرار پایا کہ جب تک نتیجہ ڈپوٹیشن سے اطلاع نہ ہو - ارکان انجمن مضامین سے رویہ ارسال نہ کریں -

(۸) یہ بھی اتفاق رائے سے پاس ہوا کہ در صورت انکار جناب صاحبزادہ صاحب ممبران ڈپوٹیشن حضرات ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب مولوی محمد علی صاحب ایم اے - شیخ رحمہ اللہ صاحب و ڈاکٹر سید محمد حسن شاہ صاحب سے ملکر جو فیصلہ سلسلہ کے انتظام کے متعلق قرار دیں وہ قوم کیلئے - راجح العمل سمجھا جائے -

راقب
سکرٹری مجلس توری لاہور

ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خریداران نے جن نسخوں کی تصدیق کی ہے انہی لم بھی لکھ دئے ہیں - عام طب کی لاجواب کتاب ہے اسکی اصلی قیمت چھ روپیہ ہے اور رعایتی ۳ روپیہ ۸ آنہ [۴۸] البچریاں اس نا مراد مرض کی تفصیل تحریر اور علاج ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۴۹] صابون سازی کا رسالہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ - (۵۰) انگلش ٹیچر بغیر مدد استاد کے انگریزی سکھانے والی سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیہ (۵۱) اصلی کیمیا کری یہ نقاب سرے کی کان ہے اسمیں سونا چاندی رانگ سیسہ - جستہ بنائے کے طریقہ درج ہیں قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ

ملنے کا پتہ — منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین
ضلع کجرات پنجاب

مژدہ وصل

یعنی عمل حب و بغض بہ ہر در عمل ایک بزرگ کامل سے معہکوعطا ہوئی ہیں لہذا بغرض رفاه عام نوٹس دیا جاتا ہے اور خاکسار دعویٰ کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ جو صاحب بموجب ترکیب کے عمل کرینگے ضرور بالضرور کامیاب ہونگے - ہدیہ ہر ایک عمل بغرض فاتحہ آن بزرگ ۱ روپیہ - ۴ آنہ معہ معصوم ڈاک -

اسم اعظم — یا بدرہ یعنی بیس کا نقش اس عمل کی زیادہ تعریف کرنا فضول ہے کیونکہ یہ خود اسم با اثر ہے - میرا آزمودہ ہے کہ صاحب ترکیب کے موافق کرینگے کبھی خطا نہ کریگا اور یہ نقش ہ کام کیواسطے کام آتا ہے ہدیہ بغرض فاتحہ آن بزرگ ۱ روپیہ ۴ آنہ معہ معصوم ڈاک -

(نوٹ) فرمایش میں اخبار کا حوالہ ضرور دینا چاہئے -
خاتم الفقرا فیض احمد محلہ تلیسا جھانسی -

زندہ درگور مریضوں کو خوشخبری

یہ گولیاں ضعف قوت کیلئے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہیں زمانہ انحطاط میں جرانی کبی سی قوت پیدا کر دیتی ہیں کیسا ہی ضعف شدید کیوں نہ دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتی ہیں اور ہمارا دعویٰ ہے کہ چالیس روز حسب ہدایت استعمال کرنیسے اسقدر طاقت معلوم ہوگی جو بیان سے باہر ہے ٹوٹے ہوئے جسم کو دوبارہ طاقت دیکر مضبوط بناتی ہے اور چہرہ پر رونق لاتی ہے - علاوہ اسکے اشتہا کی کمی کو پورا کرنے اور خوراک صاف کرنے میں بھی عظیم النظیر ہیں ہر خریدار کو دوا ملی - ہمراہ بالکل مفت بعض ایسی ہدایات بھی دیجاتی ہیں کہ بچا لے خود ایک وسیلہ صحت ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ معصوم بذمہ خریدار چھ شیشی کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ آنہ ۴ آنہ کا ٹکٹ بھیجیدین آپکو نمونہ کی گولیوں کے ساتھ ساتھ ہر بھی تحریر کیا جائیگا -

۱۱ - ۵

منیجر کارخانہ حبوب کا یا پلٹ پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکتہ

(۴) بموجب السرمیت جناب خان صاحب غلام حسین خان صاحب کو جو کہ ہمارے سلسلہ کے ایک پاک نفس رکن ہیں - بیعت لینے کے لیے منتخب کیا گیا جو اتفاق رائے سے پاس ہوا - (۵) سید حامد شاہ صاحب کو جو سلسلہ کے ایک مہم پارسا اور متقی بزرگ ہیں وہ بھی کئی اتفاق رائے سے اسکے مجاز قرار دیئے گئے -

(۶) ایسے ہی خواجہ کمال الدین صاحب بھی بیعت لینے کے منصب کے لیے معین کیے گئے -

(۷) چونکہ بعض احباب نے بیان فرمایا ہے کہ صاحبزادہ صاحب نے احباب سلسلہ کو کہا ہے کہ ترسیل زر انکے نام ہوئی چاہیے اور جس بات کی میر قاسم علی صاحب اڈیٹر الحق نے

۱۲ مشاہیر اسلام رعایتی قیمت پر

(۱) حضرت منصور بن حلاج اصلی قیمت ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرید شکرگنج ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجہ حافظ شیرازی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۶) حضرت شمع برعلی قلندر بانی بٹی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن مر ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۱۲] حضرت خواجہ حسن بصری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۴) حضرت شیخ بہا الدین ذکریا ملقانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سنوسی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۶) حضرت مر خیل ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۷) حضرت امام کاوی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ۴ آنہ رعایتی ۶ پیسہ (۱۹) شمس العلماء ازاد دہلوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۰) نواب محسن الملک مرحوم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۱) شمس العلماء مولوی نذیر احمد ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۲) آنریبل سرسید مرحوم ۵ رعایتی ۲ آنہ (۲۳) رائٹ آنریبل سید امیر علی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبدالعزیز خان عازی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت شہلی رحمۃ اللہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۷] کرشن معظم ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعید ابوالخیر ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مخدوم صابر المیری ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۰] حضرت ابونجیب صہروردی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالد بن ولید ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۲] حضرت امام غزالی ۶ آنہ رعایتی ۲ آنہ ۲ پیسہ [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتح بیست القدس ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۴] حضرت امام حنبل ۴ آنہ رعایتی ۶ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعی ۶ آنہ رعایتی ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام جنید ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۳۷) حضرت مرین عبد العزیز ۵ آنہ - رعایتی ۲ آنہ (۳۸) حضرت خواجہ قطب الدین بغیار کاکی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ - (۳۹) حضرت خواجہ معین الدین چشتی ۵ آنہ - رعایتی ۲ آنہ (۴۰) غازی عثمان پاشا شیر پلویا اصلی قیمت ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ - سب مشاہیر اسلام قریباً در ہزار صفحہ کی قیمت یک جا خرید کر نیسے صرف ۲ روپیہ ۸ آنہ - (۴۰) رنگان پنجاب کے اولیائے کرام کے حالات ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ - آنہ (۴۱) آئینہ خود شناسی تصوف کی مشہور اور لاجواب کتاب خدا بیذی کا رہبر ۵ آنہ - رعایتی ۳ - آنہ [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آنہ - رعایتی ۶ - آنہ [۴۳] حالات حضرت شمس تبریز ۶ - آنہ - رعایتی ۳ - آنہ - کتب ذیل کی قیمت میں کوئی راجب نہیں - [۴۴] حیات جاودانی مکمل حالات حضرت محبوب سہانی عوث اعظم جیلانی ۱ روپیہ ۸ آنہ [۴۵] مکملیات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور ترجمہ قیومہ ہزار صفحہ کی تصوف کی لاجواب کتاب ۶ روپیہ ۷ آنہ [۴۶] ہشت بہشت اردو خراجگان چشم اہل بہشت کے حالات اور ایشادات ۲ روپیہ ۸ آنہ [۴۷] رموز الاطبا ہندوستان بھر کے تمام مشہور حکیموں کے بتصریر حالات زندگی معہ انکی سینہ بہ سینہ اور صدیقی معجزات کے جو کئی سال کی مہنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں - اب دوسرا

علمی فن : ۵

اس میں نہایت قدیم زمانہ سے لیکر زمانہ حال تک ہندوستان میں جس قدر اقوام گذرے ہیں ان کی تاریخ، تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے حالات لکھے ہیں خصوصاً مسلمانان ہند کا حال تفصیل کے ساتھ مندرج ہے - قیمت (۵۰) روپیہ -

(۱۲) - تمدن عرب - قیمت سابق (۵۰) روپیہ - قیمت حال (۳۰) روپیہ -

(۱۳) - داستان ترکستان ہند - جلد ۵ جس میں مسلمانوں کے ابتدائی حملوں سے دولت مغلیہ کے انقراض تک تمام سلاطین ہند کے مفصل حالات منضبط ہیں - اعلیٰ کاغذ پر نہایت خوش خط چھپی ہے - حجم (۲۰۵۶) صفحہ قیمت سابق ۲۰ روپیہ - قیمت حال ۶ روپیہ -

(۱۴) مشاہیر الاسلام - قاضی احمد ابن خلکان کی مشہور عالم کتاب و فیات الاعیان کا ترجمہ جس میں پہلی صدی سے ساتویں صدی تک کے مشاہیر علما و فقہاء و محدثین و مورخین و سلاطین و حکماء و فقراء و شعراء و راضع و غیرہ کے حالات ہیں - اس کتاب کے انگریزی مترجم موسیو سیلان نے ابتدا میں چار عالمانہ مقدمے اور کثیر التعداد حواشی لکھے ہیں - مترجم نے ان کا بھی اردو ترجمہ اس کتاب میں شامل کر دیا ہے - قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۱۵) الغزالی - مصنفہ مولانا شبلی نعمانی - امام ہمام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی کی سوانح عمری اور ان کے علمی کارناموں پر مفصل تبصرہ - حجم (۲۷۲) صفحہ طبع اعلیٰ - قیمت ۲ روپیہ -

(۱۶) جنگل میں منگل - انگلستان کے مشہور مصنف ادیارتھ کپلنگ کی کتاب دی جنگل بک کا ترجمہ - مترجم مولوی ظفر علی خان بی - اسے جس میں انوار سہیلی کی طرز پر حیرانات کی دلچسپ حکایات لکھی گئی ہیں - حجم ۳۶۲ صفحہ قیمت سابق ۴ - قیمت حال ۲ روپیہ -

(۱۷) دکر ارمی - سنسکرت کے مشہور ڈراما نویس کالیداس کے ڈرامائیں کا ترجمہ - مترجم مولوی عزیز میرزا صاحب بی - اسے مرحوم - ابتدا میں مرحوم مترجم نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں سنسکرت ڈراما کی تاریخ اور مصنف ڈراما کے سوانحی حالات مذکور ہیں قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۱۸) حکمت عملی - مصنفہ مولوی سجاد میرزا بیگ صاحب دہلوی - فلسفہ عملی پر مبسوط اور جامع کتاب ہے - جس میں افراد انسانی کی روحانی ارتقا کی تدابیر کے ساتھ ساتھ قریبی ترقی اور عزت حاصل کرنے کی اصول و ضوابط بیان کئے ہیں - حجم ۴۵۰ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۱۹) افسر اللغات - عربی فارسی کی متداول الفاظ کی کارآمد ڈکشنری حجم (۱۲۲۶) صفحہ - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

(۲۰) قرآن السعیدین - جس میں تذکیر و تانیث کے جامع قواعد لکھے ہیں، اور کئی ہزار الفاظ کی تذکیر و تانیث بتلائی گئی ہے - قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۲۱) کلیات قدر بلگرامی - جس میں جمیع اصناف سخن کے اعلیٰ نمونے موجود ہیں - مطبوعہ مفید علم پریس آگرہ - حجم (۴۲۰) صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۲۲) دربار اکبری - مولانا آزاد دہلوی کی مشہور کتاب جس میں اہل دربار اس کے اہل دربار کا تذکرہ مذکور ہے قیمت ۳ روپیہ -

(۲۳) فہرست کتب خانہ آصفیہ - عربی فارسی و اردو کی کئی ہزار کتابوں کی فہرست جس میں ہر کتاب کے ساتھ مصنف کا نام سنہ وفات - کتابت کا صد - تصنیف - مقام طبع و کیفیت وغیرہ مندرج ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زرگان سلف نے علم و فن کے متعلق اخلاف کے لیے کس قدر ذخیرہ چھوڑا - جو لوگ کتابیں جمع کرنے کے شائق ہیں انہیں اس کا مطالعہ کرنا لازمی ہے - حجم ۵۰۰ صفحہ - قیمت ۲ روپیہ -

(۲۴) دبدبہ امیری - ضیاء الملة والدین امیر عبد الرحمن خان عازی حکمان دولت خدا داد افغانستان کی سوانح عمری - مترجمہ مولوی سید محمد حسن صاحب بلگرامی - نہایت خوشخط کاغذ اعلیٰ - حجم (۵۶۲) صفحہ (۸) تصاویر عکسی - قیمت ۴ روپیہ -

(۲۵) نغان ایران - مسٹر شریتر کی مشہور کتاب "اسٹرننگ آف پرشیا" کا ترجمہ - حجم (۵۰۰) صفحہ (۵۰) تصاویر عکسی - قیمت ۵ روپیہ -

(۱) - مآثر الکرام - حسان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی کی تصنیف ہے - جس میں ہندوستان کے مشاہیر فقراء و علما کے حالات ہیں - مطبوعہ مفید علم پریس آگرہ حجم ۳۳۸ صفحہ قیمت ۲ روپیہ -

(۲) - سرور آزاد - مآثر الکرام کا دوسرا حصہ ہے - اس میں شعراء متاخرین کے تذکرے ہیں - مطبوعہ رفاه عام اسٹیم پریس لاہور - صفحات ۴۲۲ قیمت ۳ روپیہ -

مولانا شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں کہ سرور آزاد خاص شعراء متاخرین کا تذکرہ ہے یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھ یہ خصوصیت رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں اعلیٰ درجہ کے ہیں - مآثر الکرام میں ان حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتداء عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوئے -

(۳) گلشن ہند - مشہور شعراء اردو کا نادر و نایاب تذکرہ جس کو زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان گلگوست نے سنہ ۱۸۰۱ء میں میرزا علی لطف سے لکھوایا ہے - بوقت طبع شمس العلما مولانا شبلی نعمانی نے اس کی تصحیح کی ہے اور مولوی عبد الحق صاحب بی - اے - کے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے - جس میں زبان اردو کی ابتدائی تاریخ اور تذکرہ ہذا کے خصوصیات مذکور ہیں - صفحات ۲۳۲ قیمت ایک روپیہ -

(۴) تعقیق الجہاد - نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم کی کتاب "کریٹکل ایکسپوزیشن آف دی پاپیولر جہاد" کا اردو ترجمہ - مترجم مولوی غلام العسین صاحب پانی پتی - علامہ مصنف نے اس کتاب میں یورپین مصنفین کے اعتراض کو رفع کیا ہے کہ مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلا گیا ہے - قرآن حدیث، فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور معقنہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم کے تمام غزوات و سرایا و بعوث معض دفاعی تھے اور ان کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جائے - حجم ۴۱۲ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۵) زر تفس نامہ - قدیم پارسیوں کے مشہور پیغمبر اور رفیقار کی سوانح عمری جس کو مشہور مستشرق عالم جھکسن کی کتاب سے اقتباس کر کے مولوی خلیل الرحمن صاحب نے تالیف کیا ہے - صفحات ۱۹۸ - قیمت ایک روپیہ -

(۶) الفاروق - شمس العلما مولانا شبلی نعمانی کی لائٹنی تصنیف جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانح عمری اور ان کے ملکی، مالی، فوجی انتظامات اور ذاتی فضل و کمال کا تذکرہ مندرج ہے - قیمت ۳ روپیہ -

(۷) نعمت عظمیٰ - امام عبدالرہاب بن احمد الشعرانی المتوفی سنہ ۹۷۳ ہجری کی کتاب لواقح الانوار فی طبقات الخیار کا ترجمہ جس میں ابتداء ظہور اسلام سے دسویں صدی کے واسطہ ایام تک جس قدر مشاہیر فقراء گذرے ہیں ان کے حالات اور بڑی اقول مذکور ہیں - مترجم مولوی عبد الغنی صاحب دارنی قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۸) آثار الصمد - مرحوم سر سید کی مشہور تصنیف جس میں دہلی کی تاریخ اور رہار کے آثار و عمارات کا تذکرہ مندرج ہے - پریس کانپور کا مشہور ادیشن - قیمت ۳ روپیہ -

(۹) قواعد العروض - مصنفہ مولانا غلام حسین قدر بلگرامی نام عروض میں اس توضیح و تفصیل کے ساتھ عربی و فارسی میں بی کوئی کتاب لکھی نہیں گئی ہے - اس کے اخیر میں ہندی و فارسی کے اصول و ضوابط بھی مذکور ہیں، اور اس کو شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی نے اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے - حجم ۴۷۴ صفحہ - قیمت سابق ۴ روپیہ - قیمت حال ۲ روپیہ -

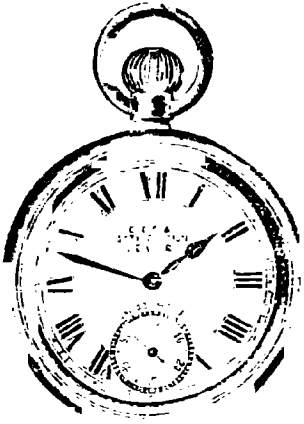
(۱۰) میڈیکل جیورس پریڈنس - یعنی طب متعلقہ مقدمات و تدابیر ہے - مترجمہ شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی - اس مفصل و نوبہ لہلال میں عرصہ تک چھپ چکا ہے - قیمت سابق ۲ روپیہ قیمت حال ۳ روپیہ -

(۱۱) - تمدن ہند - موسیو کستا وایان کی فرانسیسی کتاب کا مترجمہ شمس العلما ڈاکٹر سید علی بلگرامی یہ کتاب نہ عربی طرز پر ہندوستان کے متعلق لکھی گئی ہے - اور

المشہر عبد اللہ خان بک سیلر اینڈ پبلیشر کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

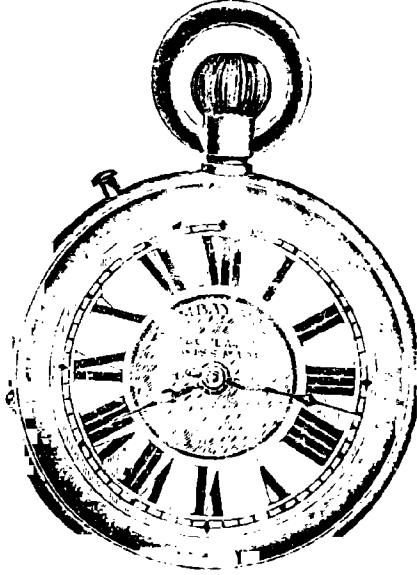
خویداران الہلال کے لئے خاص رعایت

یہ گھڑیاں سویس رچ کمپن کے یہاں
اسی قیمت میں ملتی ہیں جو یہاں اصلی
قیمت لکھی گئی ہے۔ میری رعایتی قیمت
صرف اسرحہ سے ہے کہ میں نے کمیشن سے
زیادہ حصہ خویداران الہلال کو دیدیا۔ اسکی قدر
اسی طرح ہو سکتی ہے کہ ہر خریدار کم سے کم
ایک گھڑی خرید لے۔



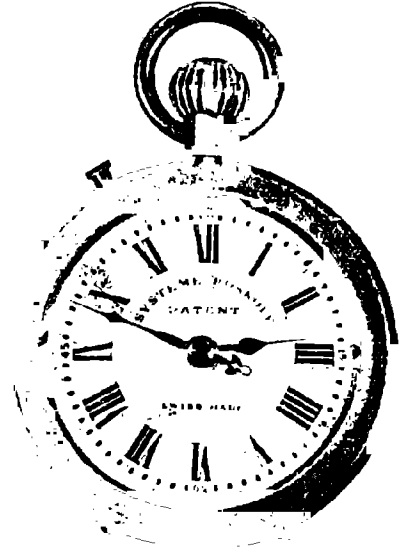
یہ گھڑی نہایت عمدہ اور مضبوط۔ لیور
اسکیمنٹ۔ ارپن فیس۔

اصلی قیمت ۸۔ روپیہ ۱۲۔ آنہ رعایتی
قیمت ۶۔ روپیہ ۶۔ آنہ۔



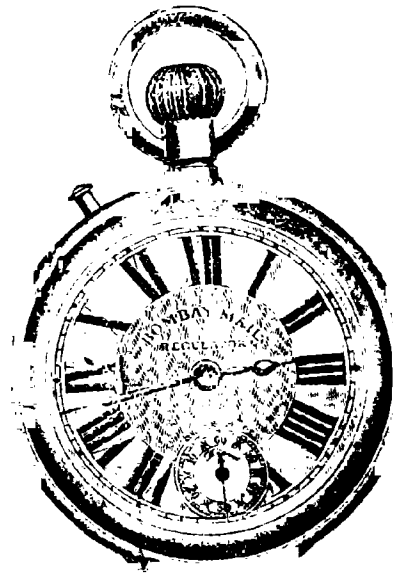
بمبئی میل۔ سائز ۱۹۔ نکل ارپن فیس۔
بلا کنجی۔ واینڈنگ اکشن۔ راسکوپ اسکیمنٹ۔
انامل ڈائل۔ گلاس ڈرم۔ ہنج باک۔ پن
ہانڈس ست اکشن۔ اسٹامپ ریگور لیٹر۔ مع
ریلے انجن کی تصویر ہے۔

اصلی قیمت ۲۔ روپیہ ۱۴۔ آنہ رعایتی
قیمت ۲۔ روپیہ ۲۔ آنہ۔



سسٹم راسکوپ۔ سائز ۱۸۔ بغیر ڈھکنے کے۔
انامل ڈائل۔ مع قبضہ۔ نکل کیس۔ بلا کنجی
گارنٹی تین سال۔ اسکے ساتھ ایک اسپرنگ
اور گلاس مفت۔

قیمت اصلی ۲۔ روپیہ ۱۴۔ آنہ رعایتی
۲۔ روپیہ۔

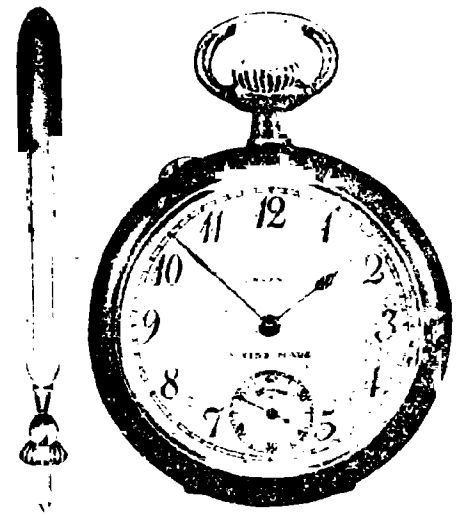


بمبئی میل۔ سائز ۱۹۔ نکل ارپن فیس۔
بلا کنجی۔ واینڈنگ اکشن۔ راسکوپ اسکیمنٹ
انامل ڈائل۔ گلاس ڈرم۔ ہنج باک۔ پن
ہانڈس ست اکشن۔ اسٹامپ ریگور لیٹر۔ مع
ریلے انجن کی تصویر ہے۔

بالکل نمبر ۳ کی طرح فرق اتنا ہے کہ سکند
کی سولیں زائد۔

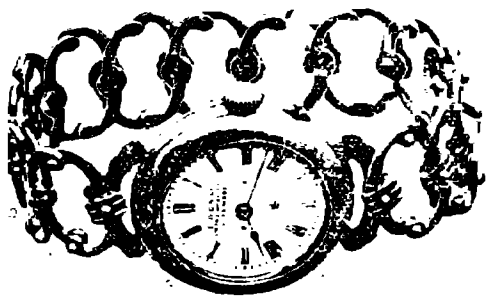
اصلی قیمت ۳۔ روپیہ ۲۔ آنہ رعایتی
قیمت ۲۔ روپیہ ۶۔ آنہ۔

جن فرماییشن میں الہلال کا حوالہ نہیں
ہوگا۔ اس سے پوری قیمت لیجاریگی۔ اور
آئندہ کسی قسم کی سماعت نہیں ہوگی۔



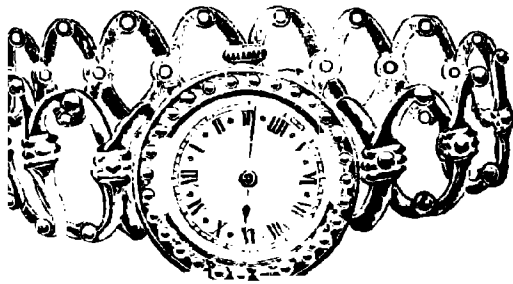
آربانہ اکسٹرا فلات ڈرس راج۔ سنہری
سولیں۔ سائز ۱۸۔ اسکر بالانس۔ لیور۔ کیچ۔
پن ست۔ ہانڈ اکشن۔ مثل سلور ڈائل۔ سکند
اسٹیل ہانڈ۔ پلیٹ کیس۔ گارنٹی ۶ سال۔
مضمحل کے بکس میں مع اکسٹرا اسپرنگ
اور گلاس۔

اصلی قیمت ۶۔ روپیہ ۶۔ آنہ رعایتی
قیمت ۴۔ روپیہ ۶۔ آنہ۔



مثل گولڈ کلت اسپانڈنگ راج۔ برسٹ
ارپن فیس۔ تین چوتھالی پلیٹ مور منڈ
سیلنڈر اسکیمنٹ۔ پن ہانڈسٹ مکانیزم
کیس واینڈنگ اکشن۔ خوبصورت انامل ڈائل
اسٹیل ہانڈس۔ بزل ست اور مصفری
جواہرات۔ اسپانڈنگ برسٹ بغیر ڈرم
اسنپ باک۔

اصلی قیمت ۷۔ روپیہ ۸۔ آنہ رعایتی
قیمت ۵۔ روپیہ۔



مثل گولڈ کلت اسپانڈنگ راج۔ برسٹ
ارپن فیس۔ تین چوتھالی پلیٹ مور منڈ
سیلنڈر اسکیمنٹ۔ پن ہانڈسٹ مکانیزم
کیس واینڈنگ اکشن۔ خوبصورت انامل ڈائل
اسٹیل ہانڈس۔ بزل ست اور مصفری
جواہرات۔ اسپانڈنگ برسٹ بغیر ڈرم
اسنپ باک۔

بالکل نمبر ۶ کی طرح بغیر جواہرات۔
اصلی قیمت ۶۔ روپیہ رعایتی قیمت
۴۔ روپیہ ۸۔ آنہ۔

المشتی کے بی۔ بی۔ ڈا۔ اینڈ کمپنی پوسٹ بکس ۱۷۰ ۱۶۰ ۱۵۰

جام جہاں نما

— * —

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

— * —

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھر کی کسی ایک زبان میں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی کار آمد ایسی دل فریب ایسی فیض بخش کتاب لکھ روپے کو بھی سستی ہے۔ یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علوم قبضے میں کر لگے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھ لیں۔ دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیے صرف اس کتاب کی موجودگی میں دنیا ایک بڑی بہاری لائبریری (کتابخانہ) کو مول لے لیا۔

— * —

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

— * —

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعیات - علم ہائیکس - علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر - فالنامہ - خواب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلیلیں سرور آنکھوں میں نو پیدا ہو بشارت کی آنکھیں راہوں در سے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمی آنکے عہد بعد کے حالات سوانح عمری: و تاریخ عالمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کے لیے قدرستی کے اصول و عملیات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فہرست - آنکے قیمتیں - مقام اشاعت وغیرہ - بھی کہاتہ کے قواعد طرز تحریر اشیا پر سے انشائیں دانی طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابوں کا طر کھینچ کر رکھ دیا ہے - حیرانات کا علاج ہاتھی - شکر - گائے بھینس - گھوڑا - گدھا بھیر - بکری - کتا وغیرہ جانوروں کی تمام بیماریوں کا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندوں کی دوا نباتات و جمادات کی بیماریاں در کرنا تمام محکمات قوانین کا جوہر (جن سے ہر شخص کو عمر ما کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فرجدارہ - قانون مسکرات - میعاد سماعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی برلی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی رہاں جاکر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آج تک کہیں دیکھی نہ سنی ہوگی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہروں کے مکمل حالات رہاں کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ زیلے یکہ بکھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے ہیں اسکے بعد ملک برہما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال باقوت کی کان (روپی واقع ملک برہما) کے تحقیق شدہ حالات رہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں تحریر ہیں دنوں میں لاکھ بقی بننے کی حکمتیں دلیذیر پیرایہ میں نمونہ کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلیف - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - استریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات رہاں کی درساہیں سخانی

منیجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقام ٹوہانہ - ایس - پی - دہلوے

TOHANA. S. P. Ry, (Punjab)

[۲۳]

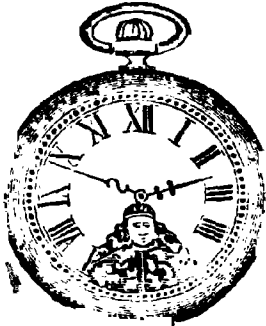
۳۲۳

کاہیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفر کا مجملہ احوال کریمہ وغیرہ سب لکھ دیا ہے۔ اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ (طرز تحریر ایسی دلایز نہ پڑھے ہرے طبیعت باغ باغ ہر جگہ دماغ کے کراؤ کھل جائیں دل ر جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک نقاب منگاؤ اسی وقت تمام احباب لی خاطر درجنوں طلب فرماؤ باوجود ان خریدوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ معصودا ک تین آنے در جلد کے خریدار کو معصودا ک معاف -

تصویر دار گھڑی

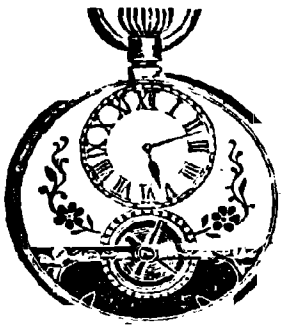
کارنٹی ۵ سال قیمت صرف چھ روپے

ولایت راہوں کے بھی کمال کر دکھایا ہے اس معائب گھڑی کے قائل پر ایک خوبصورت نازنین کی تصویر بنی ہوئی ہے - جو ہر وقت آنکھ منکائی رہتی ہے - جسکو دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے - قائل چینی کا پرر - ایسٹ - مضبوط اور پائدار - مدتوں بگڑیکا نام نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دیتی ہے ایک حد تک آزمائش کیجئے اگر درست احباب زبانی چھپیں نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک منگاؤ تو درجنوں طلب کر قیمت صرف چھ روپیہ -



آٹھ روزہ واچ

کارنٹی ۸ سال قیمت ۶ چھ روپیہ



اس گھڑی کو آٹھ روز میں صرف ایک مرتبہ چاہی دیتی ہے - اسکے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار ہیں - اور نام ایسا معین دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسکے قائل پر سبز اور سرمہ پٹیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں - بھوں بگڑیکا نام نہیں لیتی - قیمت صرف چھ روپے - رجسٹر - سنہری نہایت خوبصورت اور بکس - ہمارا معص -

چاندی کی آٹھ روزہ واچ - قیمت ۹ روپے چھوٹے سائز کی آٹھ روزہ واچ - جو لائی پر بند ہوتی ہے مع تسہ چرمی قیمت سات روپے

بجلی کے لیڈ

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کارآمد ایسے - ابھی ولایت سے بنکر ہمارے یہاں آئی ہیں - نہ دیا سلائی بیضرورت اور نہ بیل بقی کی - ایک لپ راتو ابھی عیب میں یا سرھائے رہلو جسوقت ضرورت ہو فوراً بنیں دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے - رات کیوقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی موڈی جانور سانپ وغیرہ کا قر ہو فوراً لیڈ روشن کر کے خطرے سے بچ سکتے ہو - یا رات کو سوتے ہوئے ایڈم سیوجہ سے اٹھنا پڑے سیکڑوں ضرورتوں میں کا دہکا - بڑا نایاب تحفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب حوبی معلوم ہوگی - قیمت ۱ مع معصول صرف دو روپے - جس میں سفید



سرم اور زین تین رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ

ضروری اطلاع - علاوہ ان کے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی ہوائی لای اور کھوپڑی زنجیریں وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی ہیں - اپنا پتہ مال اور خرچ لکھیں انکا مال منگوائے والوں کو خاص رعایت کی جاوے گی - جلد منگوا لیں -

بادشاہ و دیگروں کے دائمی شہسوار اصلی ہوتی ہے۔
یونانی معذرت - اینس کی ایک نمایاں کامیابی ہے۔

مسک سبلیکا — جس کے خواص بہت سے ہیں جس میں خاص خاص باتیں مری زیادتی - جراثیم دائمی - اور جسم کی راحت - ایک گھنٹہ کے استعمال میں اس کو کا اثر آپ محسوس کریں گے - ایک مرتبہ کی آزمائش ہی ضرور ہے۔

اما نرجس تیلہ اور ہرنیمیرانہن تیلہ - اس دوا کو میں نے ابا واجد سے پایا جو شہنشاہ مغلیہ کے حکیم تھے۔ یہ دوا فقط ہنر معلوم ہے اور کسی کو نہیں اور درخواست ہر ترکیب استعمال بھیجی جائیگی۔

۱۰ رقم دل کاٹھنہ، کو بھی ضرور آزمائش کریں۔ قیمت دو روپیہ بارہ آنہ۔

مسک ہنس اور الکتریک دیگر ہرسٹ ہانچ روپیہ بارہ آنہ محصول ڈاک ۶ آنہ۔

یونانی ڈاک ہاؤس کا سامیل یعنی سر کے درہ ہی دوا لکھنے پر مفت بھیجی جاتی ہے۔ فوراً لکھیں۔
حکیم مسیم الرحمن - یونانی میڈیکل ہال - نمبر ۱۱۳/۱۱۵ مچھوا بازار اسٹریٹ - کلکتہ

تار کا پتہ "بیم ہار"

Hakim Masihur Rahman
Yunani Medical Hall No. 114/115
Machubazar Street Calcutta.

پچاس برس کے تجربہ کار

راے صاحب ڈاکٹر کے - سی داس کا آرا لا ساہاے - جو مستورات کے خاص بیماری کے لیے عجیب دوا مبتلاے ایام کے زمانہ میں وغیرہ۔

گولیاں — ایک بکس ۲۸ گولیوں کی قیمت ایک روپیہ۔

مستورات کے بیماریوں کے لیے نہایت مفید دوا - خط کے آنے سے پوری کیفیت سے اطلاع کیجائیگی۔

سواتیسہ سالے گولیاں

مردوں کے نرس بیماری کے لیے نہایت مفید اور معجب ہے اب ایک مرتبہ استعمال کریں اگر ناکہ نہر تر میرا ذمہ۔

Swasthasahaya Pharmacy,
30/2 Harrison Road, Calcutta.

سال ویٹی بہ دو ایک معجب اثر پیدا کرتا ہے۔

نرجس ہرزا - معجب ہو رہا شادی شدہ سب کے لیے بکس اثر۔

S. C. Roy M. A.

No. 36 Dhurrumtala

Street, Calcutta.

نصف قیمت پسند نہونے سے واپس
میرے نئے چالاک کی جیب گھڑیاں ٹھیک وقت دینے



والی اور دیکھنے میں بھی عمدہ
فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک
نصف قیمت میں دی جا رہی ہیں
جسکی گارنٹی تین سال تک کے لیے
کی جاتی ہے۔
اصلی قیمت سات روپیہ چودہ

آنہ اور نورویہ چودہ آنہ نصف

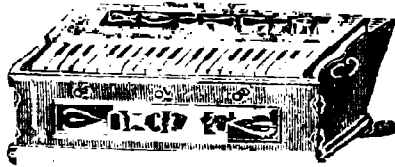
قیمت تین روپیہ پندرہ آنہ اور چار روپیہ پندرہ آنہ ہر ایک
گھڑی کے ہمراہ سفر چین اور ایک فونٹین دین اور ایک
چاقو مفت دیے جائیں گے۔

کلائی راج اصلی قیمت نورویہ چودہ آنہ اور تیرہ روپیہ
چودہ آنہ نصف قیمت - چار روپیہ پندرہ آنہ اور چار روپیہ
پندرہ آنہ باندھن کا فائدہ - مفت مایکا۔

کمپنیشن راج کمپنی نمبر ۲۰ صدن
متر لین کلکتہ۔

Competition Watch Company
No. 20 Madun Mitter Lane, Calcutta.

پسند نہونے سے واپس



ہمارا من موہنی غارٹ ہارمونیم سربہ فائدہ عام کے
واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دی جا رہی ہے ساکن
کی لکڑی کی بنی ہے جس سے آواز بہت ہی عمدہ اور بہت
روز تک قائم رہنے والی ہے۔

سینگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۳۰ - ۵۰ - روپیہ اور نصف
قیمت ۱۰ - ۲۰ - ۲۵ - روپیہ قبل ریڈ قیمت ۱۰ -
۷۰ - ۸۰ روپیہ نصف قیمت ۳۰ - ۳۵ - ۴۰ روپیہ ہے
آڈر کے ہمراہ ۵ - روپیہ پیشگی روانہ کرنا چاہیے۔

کمپنیشن ہارمونیم فیکٹری نمبر ۱۰/۳
لوگر قیمت پور روڈ کلکتہ۔

Commercial Harmonium Factory
No. 10/3 Lover Chitpur Road
Calcutta

عجیب و غریب مالش
جسکے

استعمال سے مردہ لوگوں میں زندگی آجاتی ہے۔
اور کھوئی قوتیں پھر پیدا ہو جاتی ہیں اس کے خارجی
استعمال سے کسی طرح کی تکلیف نہیں ہوتی ہے۔
قیمت دو روپیہ فی شیشی - محصول ڈاک علاوہ۔

HAIR DEPILATORY
SOAP

اس کے استعمال سے بغیر کسی تکلیف کے
تمام زلیں اڑ جاتے ہیں۔

آر - پی - گھوس

تین بکس آٹھ آنہ علاوہ محصول ڈاک

نمبر ۳۰۶ چیت پور روڈ - کلکتہ

R. P. Ghose, 306, Upper Chitpore Road,
Calcutta.

۲۰ ہر فرمائش میں الہلال کا حوالہ دینا ضروری ہے

رینڈ کی مسٹر یز اف دی
کورت آف لندن

یہ مشہور ناول جو کہ سولہ جلدوں میں ہے ابھی
چھپ کے نکلی ہے اور تھوڑی سی رقم کی ہے - اصلی
قیمت کی چوتھائی قیمت میں دی جاتی ہے - اصلی
قیمت چالیس - ۳۰ روپیہ اور اب دس - ۱۰ روپیہ -
کیونکہ جلد ہے جس میں سنہری حروف کی کتابت
ہے اور ۱۶ ہاف ٹون تصاویر ہیں تمام جلدیں
مس روپیہ دی - پی - اور ایک روپیہ ۱۴ آنہ
محصول ڈاک۔

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین
بور بازار - کلکتہ

Imperial Book Depot, 60, Srigopal
Mullik Lane, Bowbazar Calcutta.

پوتن قائن

— * —

معجز نما ایچا اور حیرت انگیز ہفتا -
دماغ کی شکایت کو دفع کرنے کیلئے - درہائے ہوئے
دلکرتازہ کرنے کے لیے - ہسٹریہ اور کلرورک کے تکلیفوں کا
دفعہ نر میں قوت پھرانا - بڑھاپے کو جوانی سے تبدیل -
ایام شباب کے مریضوں کا خاص علاج - مردہ اور عورت
دلوں کے لیے مفید - قیمت دو روپیہ فی بکس -
چالیس گولیاں ہوتی ہیں۔

زینوٹن - ضعف ہا کا ادویہ علاج - اور نہایت تیر
بہت دوا کے استعمال کرتے ہی آپ فائدہ محسوس
کریں گے۔
قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ۔

ہلیمینولین — عاید روکیل کا نہایت معجب دوا -
نس دیکھنے کے لیے چار روپیہ اور ایک مہینہ کے لئے دس
ڈالین اینڈ کچنی - پوسٹ بکس ۱۴۱ کلکتہ۔

Dattin & Co, Manufacturing Chemist,
Post Box 141 Calcutta.

دماغی قوت کا معجب دوا

— * —

ڈاکٹر قبلہ - سی - دی کی - جرب دوا سے فوراً دماغی
خوابی جاتی رہتی ہے - درخواست پر ہر روزی کیفیت سے اطلاع
دیجائیگی - ہانچ روپیہ فی شیشی۔

S. C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street,
Calcutta.

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRG. & PUBLG. HOUSE, 7/1 MOLEOD STREET, CALOUTTA.

جسکا دای وہی جانتا ہے - دوسرا کیونکو حانسکتا ہے -



یہ سخت سردی کے موسم میں فطرت انسان جان بلب ہو رہا ہے۔ سردی ہٹانے کیلئے سوسر بندھتے ہوئے ہیں۔ لیکن ان قسمتی سے دمہ کے مرض کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ تکلیف دمہ سے پریشان ہوئے ہیں۔

اور رات دن سانس پھولنے کی وجہ سے دم نکلتا ہے۔ اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے۔ دیکھئے! آج اسکو کس قدر تکلیف ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس لا علاج مرض کا بازاری ادویہ زیادہ تر نشیانی اجزاء دھتورہ - بھنگ - بلا دونا - پوٹاسرانی - اوڈالڈ دیکر بنتی ہے۔ اسلامیہ فائدہ ہونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے۔ ڈاکٹر برمن کی کیمیائی اور اصول سے بی ہوئی۔ دمہ کی دوا اندول چرہر ہے۔ یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے۔ بلکہ ہزاروں مریض اس مرض سے شفاء پانے کے مداح ہیں۔ آپے بہت کچھ خرچ کیا ہوگا۔ ایک مرتبہ اسکو بھی آزما لیں۔ اسمیں نقصان ہی کیا ہے۔ پوری حالت کی مہرست بلا قیمت بھیجی جاتی ہے۔ قیمت ۲۰ روپہ ۴ آنہ معصل ۵ پانہ آنہ۔



ڈاکٹر ایس کے - نیش تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

دعویٰ کے ساتھ یہ سنتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی لہانا بخار - مرمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آئے واہ بخار - اور وہ بخار جسمیں درم جگر اور طحال بھی لقم ہو - یا وہ بخار جسمیں ملتی اور قے بھی آتی ہو - سردی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر ہو - ہو - کلا بخار - نا اعلیٰ ہو - زرہ بخار ہو - بخار کے ساتھ گلٹیاں بھی ہو گئی ہوں - اور عصبانی ہو رہی کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو حکم حذا درز ہوتا ہے - اگر قضا ہائے کے بعد بھی استعمال لیجئے تو بہت ہو جاتا ہے - اور تمام اعضا میں خوں صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک دم کا جوش اور بدن میں چستی و چالائی آ جاتی ہے - نیز آسانی سابق تندرستی از سر نو آ جاتی ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں - بدن میں سستی اور طبیعت میں کھلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - ہانا ہیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعضاء مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت - بڑی بوتل - ایک روپہ - چار آنہ

چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے

تمام درکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے

المعتبر دھور دھور انڈیا

ایچ - ایس - عبد الغنی کمپنی - ۲۲ و ۷۳

[24] یونانی فارمیسی کی نایاب دوائیں

حب حیات یہ دوا اسیسیر ہے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے ایام شباب میں بد پرہیزی کے وجہ سے کسی مرض میں مبتلا ہو گئے - چاہے وہ مرض پرانا ہو یا نیا - ہر قسم کے مزاج والیکو نہایت مفید ہے نہ عمر اور موسم کی قید سے عزتوں کے لیے بھی از حد مفید ہے ۲۱ روز میں صحت کامل ہو جاتی ہے اور فائدہ دائمی ہوتا ہے - قیمت فی شیشی چار روپہ علاوہ معصل ڈاک -

حب براسیر - اس زمانہ میں نرے فی صدی اس مرض موزی میں مبتلا ہیں - اس خاص مرض میں یہ گولیاں عجیب الٹر ہیں - خونی ہو یا بادی ہو - نئی ہو یا پرانی سب کو جز سے کھر دیتی ہے - اور خالص نباتی اجزاء سے تیار کی گئی ہے - پندرہ دن کے استعمال میں بالکل زائل ہو جاتی ہے -

قیمت فی ڈبہ ۳ روپہ آٹھ آنہ علاوہ معصل ڈاک

سفوف مفرج - دل - دماغ - معدہ - جگر - اور تمام اندرونی اور عام نقاحت جسمانی کیلئے از حد مفید ہے - خوں کے پیدا کرنے میں نہایت موثر - اور تبخیر معدہ کے لیے از حد مفید - تمام اطباء اسکی تصدیق کر چکے ہیں زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں ہے - قیمت فی ڈبہ ۵ روپہ علاوہ معصل ڈاک

نوت - تمام مذکورہ بالا ادویہ زہریلے اور رسائیں اجزاء سے پاک ہیں پرچہ ترکیب ہمراہ ادویہ - قیمت پیشگی - یا ری - ہی بشرطیکہ چوتھائی قیمت پیشگی آئے - اخبار کا حوالہ ضرور دیں - فرمایش اس پتہ سے ہوں :

مینچر یونانی فارمیسی گول بنگلہ افضل گلن - حیدر آباد دکن

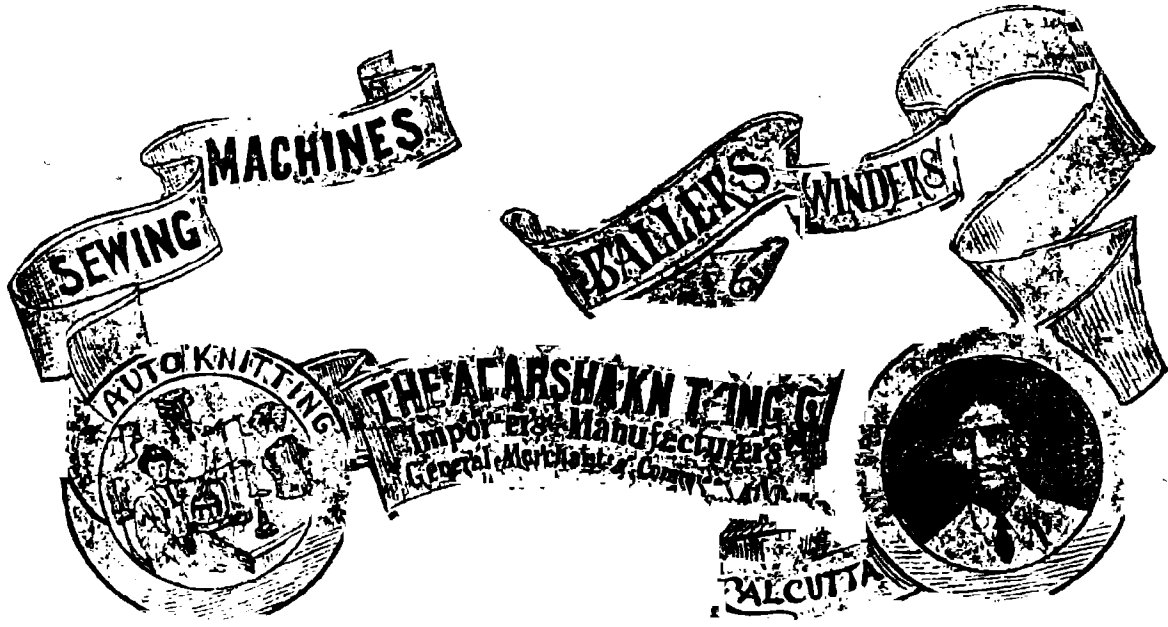


تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی کے جب سب چیزوں کی کثرت چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمائش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متمدد نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابراین ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و لاتی تیلوں جانچ کر "مرہنی کسم تیل" تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد ملی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی لغافت اور خوشبو کے دیر پا ہونے میں لا جواب ہے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے آگتے ہیں - جویں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر - نزلہ - جگر - اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ معصل ڈاک -

میسنری انٹی مارڈیامکسیچر اکسیروافع بخار فیرم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجھا کر رہے ہیں اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر اور نہ کوئی حکیمی اور معین ہلنٹ دوا اوزار قیمت پر کہہ بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آ سکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی ترقی اور ترقی کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزار ہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بچ رہی ہیں اور ہم



ادرسہ نیٹنگ کمپنی

—:—

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :—

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل کٹنگ (یعنی سپاری تراش) مشین دیگی جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کرلی

فات نہیں ۔

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۵ روپیہ مہر خود باف موزے کی مشین دیگی جس سے تین روپیہ حاصل کرنا ہیل ہے ۔

(۳) یہ کمپنی ۶۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزہ اور گنچی دونوں تیار کی جاسکے تیس روپیہ روزانہ

بہ تکلف حاصل کیجیے ۔

(۴) یہ کمپنی آپکی بنائی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتی ہے ۔

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کٹے ہوئے آن جو ضروری ہوں بعض تاجرانہ نرخ پر مہیا کر دیتی ہے ۔ کم ختم ہوا ۔ آپچے روا نہ کیا

اور اسی دن روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لیے چیزیں بھی بھیج دی گئیں ۔

لیجسٹ دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر خدمات ہیں ۔

—:—

انریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :— میں نے حال میں ادرسہ نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مگر ان

چیزوں کی قیمت اور اوصاف سے بہت تعجبی ہے ۔

ای ۔ گروند راؤ پلیڈر ۔ (بلاری) میں گنزریلر کے مشین سے آپکی مشین کو ترجیح دیتا ہوں ۔

مس کشم کمار دیوی ۔ (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہوارہ، آپکی نیٹنگ

مشین سے پیدا کرتی ہوں ۔

شمس الہ ! مولانا عطاء الرحمن صاحب کیا فرماتے ہیں ؟

—(*)—

ادرسہ نیٹنگ کمپنی کے موزہ پہنچے اور مجھے اس بات کے کہنے میں کرلی تامل نہیں کہ اسکی بناوٹ یورپ کی ساخت سے کسی

طرح کم نہیں ۔ میں نے مشین کو چلائے دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہر شخص باسانی اسے سیکھ سکتا ہے ۔

چند اہم اخبارات ہند کی رائے

—:—

بنگالی — موزہ جو کہ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپنی نے بنائے ہیں اور جو سودیشی میلہ میں نمائش کے واسطے بھیجے گئے تھے

نہایت عمدہ ہیں اور بناوٹ بھی اچھی ہے ۔ معنیت بھی بہت کم ہے اور ولایتی چیزوں سے سر مرقہ نہیں ۔

انڈین ڈیلی نیوز — ادرسہ نیٹنگ کمپنی کا موزہ نہایت عمدہ ہے ۔

جبل المتین — اس کمپنی نے ثابت کر دیا کہ ایک شخص اس مشین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کرسکتا ہے ۔

اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھ کر افسوس اور کیا ہو سکتا ہے ۔

ادرسہ نیٹنگ کمپنی نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کلکتہ

لَا تُقْبَلُ فِيهِ إِلَّا الْإِسْلَامُ وَفِيهِ الْإِيمَانُ وَفِيهِ الْوَحْدَانِيَّةُ وَفِيهِ الْوَحْدَانِيَّةُ وَفِيهِ الْوَحْدَانِيَّةُ

الْأَلْبِلَالُ

نار کا ہند
"الْبِلَالُ" کا نام
الْبِلَالُ نمبر - ۶۴۸

Telegraphic Address,
"Albiral CALCUTTA"
Telephone, No. 648.

ایک منقہ وار مصور سالہ

پرسنل پر مشتمل

مسلم تنظیمات کے لئے

منام اشاعت
۱ - ۵ کلارڈ اسٹریٹ
کولکٹہ

سالانہ ۸ روپے
شمار ۴ روپے

جلد ۴

۱۲ کلا : چارشلہ ۱۱ بجے ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

Calcutta : Wednesday, April 8 1914.

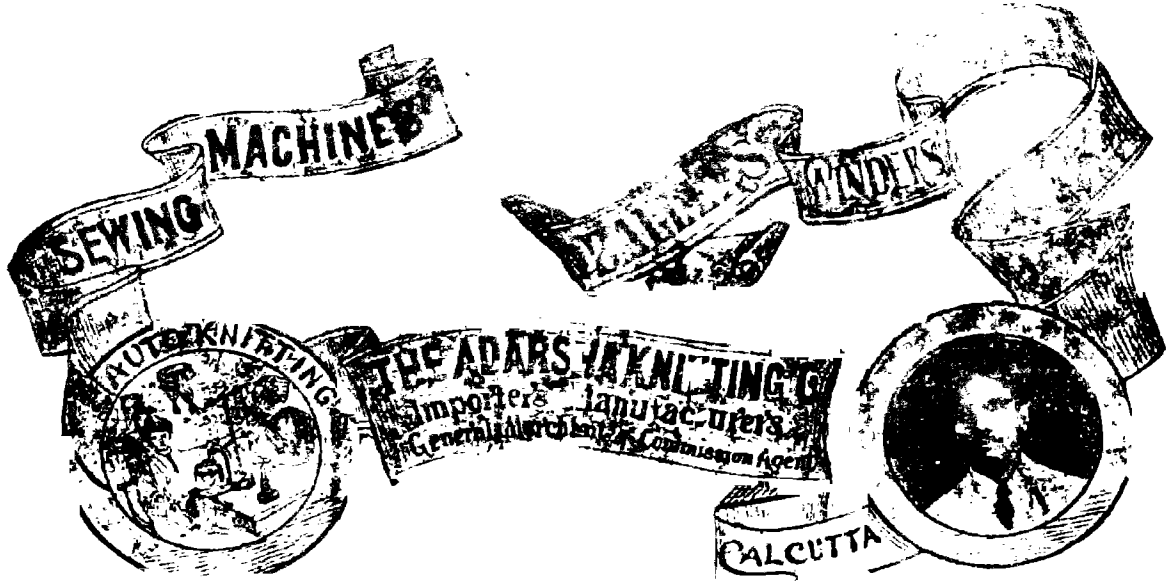
نمبر ۱۲

مملکت چین اور پیروان اسلام

پبلکن ڈائرکٹوریٹ میں "مکتب رشادیہ" کی تاسیس
جس میں چینی زبان کے علاوہ زبانی عربی اور علم اسلامیہ کی بھی تعلیم دی جاتی ہے

شارعہ تین لکھ

تیمسٹر فروری



آدرشہ نیٹنگ کمپنی

— : —

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی سسترات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل ٹنگ (یعنی سیاری تراش) مشین دیگی جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کرے بات نہیں -

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۰ روپیہ میں خود بانٹ موزے کی مشین دیگی جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کمیل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۶۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزہ اور گنچی دونوں تیار کی جاسکے تیس روپیہ ہفتہ حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی آپکی ہنگامی چیزوں کے خریدنے کی دہانہ داری لیتی ہے

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کپڑے اور جو مرد و عورتوں میں مقصود تاجرانہ نوع پر مہیا کر دیتی ہے - کم ختم ہوا - آچہ رونا نہ کیا فوراً اسی میں روپہ بھی مل گئے ۱ ہر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لیے چیزیں بھی بھیج دی گئیں -

ایجنٹ دو چار بے مانگے سوئیچنگ حاضر خدمت ہیں -

— : —

آنریبل نواب - نواب علی چودھری (کلکتہ) - میں نے حال میں آدرشہ نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مجھے ان چیزوں کی قیمت اور اوصاف سے بہت تعجب ہے -

ای - گرونگ راؤ پلیٹر - (بللاری) میں گنزدیلرے معین سے آپکی معین کو ترجیح دیتا ہوں -

مس کھم کمار دیر - (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہر اپنی اپنی معین سے پیدا کرتی ہوں -

شمس البراء ! مولانا عطاء الرحمن صاحب کیا فرماتے ہیں ؟

— (*) —

آدرشہ نیٹنگ کمپنی کے موزہ پہنچے اور مجھے اس بات کے کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ اسکی بنارٹ یورپ کی ساخت سے کسی طرح کم نہیں - میں نے مشین کو چلائے دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہر شخص باسانی اسے سیکھ سکتا ہے -

چند اہم اخبارات ہند کی دے

— * —

بنگلہ — موزہ جو کہ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپنی نے بنائے ہیں اور جو سودیشی میلہ میں نمائش کے واسطے بھیجے گئے تھے نہایت عمدہ ہیں اور بنارٹ بھی اچھی ہے - معینت بھی بہت کم ہے اور ولایتی چیزیں سے سو فرق نہیں -

انڈین ڈیلی فیوز — آدرشہ نیٹنگ کمپنی کا موزہ نہایت عمدہ ہے -

جبل المتین — اس کمپنی نے ثابت کر دیا کہ ایک شخص اس مشین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کرسکتا ہے -

اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بوجھ انفرس اور کیا کرسکتا ہے -

آدرشہ نیٹنگ کمپنی نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کلکتہ

AL - H I L A L
Proprietor & Chief Editor.

Abul Hasan Ali Nadwi

7/1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half yearly „ 4-1 2

الہلال

میر رسول غفر موسیٰ
مسلکینہ دار اسلام الدہلوی

مقام اشاعت

۱۰۷ مکلاہ اسٹریٹ

کد ۴۵

ایلیسبر نمبر ۶۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپے

شعبی ۱ روپے ۱۲ آد

جلد ۴

کلکتہ : چارگلہ ۱۱ جنوری ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta : Wednesday, April 8 1914.

نمبر ۱۲

افکار و حوادث

۱۰۰ تا ۵ بقا و اصلاح : ۱۰۰

” شریعت “ اور علمائے ندوہ

عالما الی کلمۃ سراء بیننا و بینکم !

۲۶ کو موجودہ حکم ندوہ نے جلسہ انتظامیہ کے ممبروں کو جمع کیا تھا تاکہ طلباء کے اسٹرائک کے قضیہ کا فیصلہ کریں۔ یہ جلسہ بھی عجیب تھا جس میں خود مدعا علیہ جج بنکر آئے تھے۔ یہ سارا فساد اسی عجیب و غریب جلسہ انتظامیہ کا نہیں ہے تو اور کس کا ہے؟ اگر ایک باقاعدہ مجلس آئندہ نافذ موجودہ ہوتی تو بد بختہ ندوہ کا یہ حال ہی کیوں ہوتا؟

خود کوزہ و خود کوزہ گرد خود گل کوزہ !

یہی سبب ہے کہ سب سے پہلے میں نے ” جلسہ انتظامیہ “ کی حالت پر توجہ کی اور اس کی حقیقت سے ارباب کار کو واقف کر دیا۔ میں عدالت، قانون، قواعد اور جماعت کے نام سے یہ عقیدہ رکھنے کا حق رکھتا ہوں کہ ندوۃ العلماء کی موجودہ مجلس انتظامیہ ایک بے قاعدہ بھیڑ سے زیادہ نہیں ہے جو چند شخصوں نے قانون و جماعت کی بدترین تہدیں کر کے ایک خانہ ساز مسجد بادہ و طرب کی طرح بنالی ہے۔ اور کسی گھر کی تقریب پر محلے والوں کو نیرتہ بھیج کر نہ بلایا، ندوہ کے ” عظیم الشان انتظامی ممبروں “ کو کراہہ بھیج کر جمع کر لیا۔ فرق ہے تو صرف اتنا ہے کہ وہاں دلفریب مشاغل اور دلپسند مناظر کا بھی دارالعلوم کے سابق مکان کی محبتوں کی طرح کچھ سامان ہوجاتا ہے۔ اس بے قاعدہ بھیڑ کی بے لطف غرض پرستیوں اور بے مزہ نفسانیت کے ہنگامہ باطل میں یہ بھی نہیں !

ایک نواب صاحب نے ہاں مجلس طرب منعقد تھی اور شہر کی ایک نستعلیق اوز بذلہ سنج طوائف مہرا کر رہی تھی۔ جلسے میں ایک مقدس صورت مولوی صاحب بھی کہیں سے آنکلیے۔ کبھی کبھی ایسے اتفاقات حسنہ بھی پیش آجایا کرتے ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ دارالعلوم ندوہ کے سابق مکان میں فتنہ گروں بازاری کا اجتماع ہوا تھا اور مقدس ناظم صاحب ندوہ مع حلقہ

فہرست

- ۱ افکار و حوادث (مسئلہ بقا و اصلاح ندوہ)
- ۲ تاریخ حیات اسلامیہ (مسئلہ قیام الہلال)
- ۳ مقالہ انتخابیہ (مولود نساد کا کامل بلوغ)
- ۴ مذاکرہ علمیہ (ابتدائی تعلیم)
- ۵ مقالہ (انجمن اصلاح ندوہ)
- ۶ عالم اسلامی (مشرق اقصیٰ اور دعوۃ اسلام)
- ۷ کارزار طرابلس (شمالی افریقہ کا سر مضفی)
- ۸ مراسلات (میرٹھ)
- ۹ ” (ندوہ کا جلسہ انتظامیہ)
- ۱۰ ” (ایک تعلیم گاہ علوم معاش کی تجویز)
- ۱۱ - ۲۱ اختصارات

اوپر

- ۱ تعلیم و تربیت اطفال کا طبعی طریقہ
- ۲ بیکس دار الحکومت چین میں ” مکتب رشادہ “ کی تاسیس
- ۳ جاہات کی مجلس اسلامی کا ایک قدر
- ۴ مجمع الجزائر میں ایک مقدس مجمع کا عکس
- ۵ جہوپ کی جامع مسجد جو شیخ سنوسی اول نے تعمیر کی

الامع

اگر معاونین الہلال کوشش کر کے
الحل کیا۔ دو ہزار نئے خریدار
پیدا کر سکیں جو آٹھ روپیہ سالانہ
قیمت ادا کریں تو اسکے بعد یقیناً الہلال
کا مالی مسئلہ بغیر قیمت کے برہائے
حل ہوجائیگا، اور صرف یہی نہیں
کہ وہ قائم رہیگا بلکہ اسکے ہر صیف
میں کافی وسعت اور ترقی ہو جائیگی۔
نتیجہ

اور ہم یہ حیثیت علمائے دین اور مفتیان شرع متین ہونے کے اس کے خلاف فتنی دیتے ہیں؟ سبحان اللہ! ندرہ کے ممبروں اور حکام کو آج برسوں کے بعد شریعت یاد آگئی، اور صرف اسی کے تحفظ کیلئے طلباء کے خلاف فیصلہ کرنے پر مجبور ہوئے! وہ ندرہ کہ سر سے لیکر پیر تک اسکا رجوع شریعت کی توحید اور دین مقدس کے احکام الہیہ کی تذلil ہے، طلباء کی اسٹرائک کو خلاف شرع قرار دینے کا اپنے تئیں اہل سمجھتا ہے! اگر آج شریعت اسلامی کا سرشتہ افتا ایسے ہی ہاتھوں میں ہے، تو اس شریعت پر ہذا افسوس اور اس دین کیلئے صد ہزار حیف جسکے حامل و مفتی احبار و رہبان یہود کے ایسے بروز ہوں! انامرون الفاس بالبر و تفسرون انفسکم، و انتم تثلون الکتاب افلا تعقلون؟

قرآن کریم نے جا بجا علمائے یہود و نصاریٰ کے اخلاق و عادات بتلائے ہیں، اور مسیح نے اپنے زمانے کے صدوقیوں اور فریسیوں کی تصویر کھینچی ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ ان لوگوں سے کچھ بھی برے نہ تھے، جو آجکل باوجود ادعائے علم و ریاست دینی، خود تو شریعت کے مقدس احکام کو ٹھکرا رہے ہیں مگر دوسروں کو شریعت کی خلاف ورزی کا مجرم بتلاتے ہیں۔ غرور باطل اور نفس خاسع نے انہیں یہ پٹی پڑھا دی ہے کہ چونکہ ہمارے سرور پر پگڑیاں اور ہمارے کاندھوں پر جبے ہیں، اور زمانہ مسیح کے فریسیوں کی طرح ہم عوام ملت کے سامنے مقدس و محترم سمجھے جاتے ہیں، اسلیئے ہم جو چاہیں کر سکتے ہیں۔

مسیح نے کتنی سچی بات کہی تھی: ”شریعت اسلیئے ہے تاکہ اسکے ذریعہ یہ دوسروں کو سزا دیں، پر اسلیئے نہیں ہے کہ اسکے حکموں کی بنا پر خود انہیں بھی سزا دی جائے“ قرآن حکیم نے بھی انکا قول نقل کیا ہے کہ ”یقولون سیغفر لنا“ وہ شریعت کو توڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے لیے گناہ کوئی شے نہیں۔ وہ تو معاف ہی ہو جائیگا: اولئک الدین طبع اللہ علی قلوبہم و سمعہم و ابصارہم، اولئک ہم الغافلون! (۱۶: ۱۰۹)

آہ! اے گرفتاران نفس و مدعیان شریعت! یہ تم نے کیا کہا کہ شریعت کے خلاف ہے؟ کیا واقعی تمہارے دل میں شریعت کا درد ہے؟ اور کیا سچ مچ تم اس شریعت پر ایمان رکھتے ہو جو محمد بن عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو پھر یہ کیا ہے جو ہو رہا ہے؟ ندرہ کی ساری مصیبتیں کس کے ماتم میں ہیں؟ آہ! اگر ایک لمحہ اور ایک عشر لمحہ کیلئے بھی تمہیں خدا کی شریعت اور خدا کی قائم کی ہوئی امت کا پاس ہوتا تو ندرۃ العلما کو یہ روز بد کیوں دیکھنا پڑتا؟ تم اپنے پانوں سے تو شریعت کو کچل رہے ہو، پر زبان سے کہتے ہو کہ ہم شریعت کا حکم چاہتے ہیں۔ تمہارے تمام کم یکسر شریعت کی توحید ہیں، مگر طلباء سے کہتے ہو کہ اپنی اسٹرائک تو شریعت سے ثابت کریں۔ ”یہ رکھو کہ جس شریعت کا مقدس نام لیکر تم نے میرے دل کو زخمی کیا ہے“ میں بھی صرف اسی شریعت کیلئے تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں کہ خدا را فساد سے باز آجا۔ یہ ممکن ہے کہ مولانا شبلی کو دارالعلوم کی تعلیم کا غم ہو۔ ممکن ہے کہ بابو نظام الدین صاحب کو حساب و کتاب کا رونا ہو۔ بہت ممکن ہے کہ ساری دنیا مجلسی قواعد و اجتماعی اصولوں کی خاطر تم سے لڑے، مگر یقین کر رکھو کہ مجھے ان تمام باتوں میں سے کسی بات کا غم نہیں ہے۔ تم دوسال سے دیکھ رہے ہو کہ میں کسی

مصابین و طلباء مدرسہ کے رونق افروز تھے شاید اسلیئے کہ سو چار سبق اس مدرسے کے بھی گاہ گاہ ہر جایا کریں تو خشکی صماغ اور یبوست طبع کیلئے اچھا نسخہ ہے:

یارب بہ زاهدان چہ دہی خند رالگاں؟
ذوق بتناں نہ دیدہ، ر دل خوں نکرده کس!

بہر حال مجلس طرب گرم تھی۔ طوائف گاتے گاتے ایک پر معاملہ شعر پر پہنچی اور آسکے بتاتے کیلئے کسی قدر بے پردہ اور زہد شکن اشارات سے کلم لیغا پڑا۔ بھلا مولانا امربالمعرف اور نبی عن المنکر نے فرض مقدس سے کیونکر غفلت کرتے؟ راعظانہ و مفتیانہ فتوا دیا کہ یہ حرکت بالکل شرع کے خلاف ہے۔ طوائف نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ ”قبلہ رکعبہ! اگر یہ شرع کے خلاف ہے تو آؤر جو کچھ ہو رہا ہے یہی کون مستحب اور سنت ہے؟“

یہی حال اس جلسہ انتظامیہ کا بھی تھا جو ۲۶ کو لکھنؤ میں کرایہ کے ممبروں سے بھری گئی تھی۔ سنا گیا ہے کہ سب سے پہلے ممبران کرام نے یہ بحث کی کہ اسٹرائک شرع کے مطابق بھی ہے یا نہیں؟ پھر خود ہی فتوا دیا کہ بالکل شرع کے خلاف ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ سرے سے خود جلسہ انتظامیہ جو کچھ کر رہا ہے، وہی کونسا شریعت کا اسوہ حسنہ ہے؟

جو جلسہ انتظامیہ سرے سے شریعت اسلامیہ کے اصل اصول ”شوری“ کا تباہ کن ہو، جس نے ”و شارہم فی الامر“ اور ”امرہم شوری بیذہم“ کے مقدس احکام کی ایسی منکرانہ توحید لی ہو جس سے ہتھکڑ اور کرلی توحید نہیں ہو سکتی، جس نے ندرہ کی ریاست و نظامت کے حق شرعی کو جماعت اور اجماع امت سے غصب کر کے چند مفسدین و اشرار کے سپرد کر دیا ہو، جسکی مجلس انتظامی کے ممبروں کے انتخاب میں عام مسلمانوں کی آواز کو کوئی حق نہ دیا گیا ہو جو انکا حق دینی ہے، جو شریعت کے احیاء کے دشمن اور امت مرحومہ کی اصلاح و ارشاد صحیح کے اعدی عدر ہوں، جسکے صیغہ مال کو بغیر مشورہ و حصول آرا معض ایک شخص اپنی ذاتی جالداد کی طرح بے دریغ خرچ کر دالے، حالانکہ بیت المال سے ایک بالشت کپڑا لینے کا بھی عمر فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو حق نہ ہو، جسکی تعمیرات کا حساب مانگتے مانگتے لرگ تھک جائیں مگر انہیں نہ دکھلایا جائے اور آجکل شائع نہوا ہو، جسکا ناظم نوجوان طالب علموں کو لیکر رنڈیوں کے جمگٹے میں بیٹھنے سے نہ شرمائے اور اپنی اس معفل طرازی سے طالب علموں کے پر آرزو دلوں کو جرات دلائے، جسکے ممبر بڑی بڑی رقمیں لیکر اور نذرانے وصول کر کے جلسوں میں آئیں اور اس طرح ندرہ کا تمام اندرختہ اسی میں آڑ جائے، جس کے ارکان کے اخلاق دینی کا یہ حال ہو کہ ندرہ سے تو یہ کہہ کر رویہ وصول کریں کہ تمہاری طرف سے لکھنؤ کانفرنس میں رکیل بنکر جاتے ہیں، اور نواب معسن الملک سے بھی کرایہ منگوائیں کہ کانفرنس کیلئے آتے ہیں! جو برسوں تک کرنیل عبد المجید کے ذاتی فرالند کیلئے اپنے ایک پیسہ سفیر کو وقف کر دیں چھارنویں میں وہ گورنمنٹ کی پرستش اور پوجا کا عطا کرے اور پچاس سے ۷۰ روپیہ تک تنخواہ بد بخت ندرہ دے! جسکا ناظم اپنے رہنے کا مکان بھی ندرہ کے رویہ سے لے، اور لکھنؤ سے آکر وہ تک کا سفر کرے تو ۴۹ روپیہ کی لعنت ندرہ کے سر دالے، غرضکہ جس جماعت کی شریعت پرستی اور تدبیر و تقصیر کے اعمال حسنہ کا یہ حال ہو، آج اُسے یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ اسٹرائک شرع کے خلاف ہے،

تمہارے پاس کوئی گوشہ نہیں - میں جو کچھ سمجھ رہا ہوں اگر یہ غلط ہے تو خدا را شریعت ہی کے نام پر آؤ اور مجھے بتلا دو - میں خداے شریعت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم نے اپنے تئیں شریعت کے مطابق ثابت کر دکھایا تو سب سے پہلے جو شخص تمہارے ہاتھوں پر جوش احترام سے بوسہ دیگا وہ میں ہوں - چہرے پر مولانا شبلی کی معتمدی کے قصے کو اور انکی سرگذشتوں کو - جماعت کا سوال اس سے بہت زیادہ معقد ہے کہ ایک درہستوں کا نام لیا جائے اور میرے عقیدہ میں تو وہ بھی تمہارے ساتھ ان تمام مفاسد کے جوابدہ ہیں - آؤ ' صرف اسی شریعت کے نام پر ہم تم فیصلہ کر لیں جسکی بنا پر تم نے اسٹرائک کیلئے فتوا دیا ہے -

ہم میں اور ہم میں شریعت کے سوا کوئی حکم نہی: تعالوا الی کلمۃ سوا بیننا و بینکم! آؤ اور آئیں! تاکہ اس دروس میں حق اور راست بازی کے سچے فیصلوں کی ایک نئی نظر قائم کر دیں اور دنیا کو دکھلا دیں کہ مدعیان علم و پیشوائی میں اب بھی خوف الہی اور راست بازی باقی ہے ' اور انما یخشى الله من عباده العلماء کا حکم اب بھی انکی دلوں کو نرم کر سکتا ہے - ساری تعویضوں اور تمام اخبارات کے مضامین کو یک قلم ملوثی کر کے ہم تم ایک مقام پر جمع ہو جائیں ' اور شریعت کی کتاب کو سامنے رکھ کر اس پر قسم کھا لیں کہ " اللہ کو حاضر و ناظر سمجھ کر اور ہر طرح کی نفسانیت اور ذاتی غرضوں کی نجاست سے ضمیر کو پاک کر کے ' شریعت اور آسمان کی بھڑکی کو اپنے سامنے رکھیں گے ' اور سچی رگوں اور راست باز انسانوں کی طرح جو کچھ کہلا کہلا شریعت کا حکم ہوگا ' آئے فوراً مان لینگے - اگر ایسا نہ کریں تو: لعنة الله علی الکاذبین! "

اگر تم نے ایسا کیا تو سارے جھگڑے لمحوں میں ختم ہو جائینگے - پھر اسے وہ لوگوں کو اپنی شریعت پرستی پر مغرور ہو ' کیا تمہیں یہ فیصلہ منظور ہے ؟

آخر میں ان علماء سے جنہوں نے ۲۶ کے جلسے میں اسٹرائک کو خلاف شریعت قرار دیا ہے ' درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنا فتوا شائع کر دیں تاکہ معلوم ہو کہ قرآن و حدیث کے کن دلائل کی بنا پر یہ فتوا دیا گیا ہے ؟

سات نئے طلباء کے اخراج کا حکم

جلسۃ انتظامیہ کے فیصلے کا بقیہ حصہ اب معلوم ہوا ہے کہ علاوہ مولوی محمد حسین صاحب کے سات دیگر طلباء کیلئے بھی اخراج کا فیصلہ کیا گیا ہے - انا للہ وانا الیہ راجعون - خیر ' یہ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں کر لیں - چند روزہ حکومت آر باقی ہے - عنقریب کھل رہیگا کہ اپنی قرۃ کی نسبت یہ کیسے دھوکے میں گرفتار تھے ؟ طلباء نے اسٹرائک کرنے کے بعد اب تک نہایت امن پسندی اور عمدہ رویہ کا ثبوت دیا ہے - انہیں قوم پر اعتماد کرنا چاہیے اور یقین کرنا چاہیے کہ انکے فیصلے کی اپیل کیلئے ابھی بہت سی عدالتیں باقی ہیں ' اور یہ جو کچھ ہوا قانون نہیں بلکہ قانون کا مضحکہ تھا - کلکتہ کی مجلس نے اسٹرائک کے ختم کر دینے اور محمد حسین کے داخل کر لینے کا مشورہ دیا تھا ' اور یہ حالت موجودہ اس سے زیادہ باہر کے لوگ حکم دار العسرم کا ساتھ نہیں دے سکتے - بہتر تھا کہ وہ اس مشورہ پر عمل کرتے - انتہائی ذلت و خسران کے بعد گزرے ہوئے وقت کو یاد کرنا کچھ مفید نہ ہوگا : فیعلمون من ہر شر مکافا و اضعف جدا ؟

کلم کر بھی عام انسانی قواعد و اصولوں کی بنا پر نہیں کرنا چاہتا ' اور میرے تمام کاموں اور صداؤں کا معرور صرف شریعت ہی کا حکم ہے ' اور کچھ نہیں - بہت سی ایسی باتیں ہیں جنکے کہنے میں نئے دور کے بعض ارباب اصلاح بھی میرے شریک ہیں ' مگر مجھے میں اور انہیں بڑا فرق بھی ہے کہ وہ قانون ' سیاست ' حریت ' اجتماعیت ' اور آداب و تمدن کی بنا پر کہتے ہیں ' پر میں صرف شریعت کی بنا پر - میں سچ سچ کہتا ہوں (واللہ علی ما اقول شہید و ہو یعلم سرب و علا نیقی) کہ جب کبھی کوئی معاملہ ملک میں چھڑتا ہے تو میں عرصے تک خاموش رہتا ہوں ' اور اپنے دل سے فتوا طلب کرتا ہوں کہ ایمان اور شریعت کیا کہتی ہے ؟ پھر جب یورپی طرح مطمئن ہو جاتا ہوں تو اپنی آواز بلند کرتا ہوں - وہ آواز میری نہیں ہوتی بلکہ حق اور شریعت کی آواز ہوتی ہے ' اور دنیا میں کوئی نہیں جو خداے شریعت کو شکست دے : بل نقذف بالحق علی الباطل ' فیدفعہ اذا ہو ذائع ' و لکم الربل مما نصفون! (۱۹ : ۲۱)

ندوة العلماء کے متعلق بھی تم جانتے ہو کہ میں عرصے تک خاموش رہا اور اپنے ضمیر سے سوال کرتا رہا - جب تک مجھے حالات شخصی جھگڑوں اور فریقانہ تنازعات کی شکل میں نظر آئے میں کچھ نہ بولا اور ایک حرف بھی نہیں لکھا ' کیونکہ خدا تعالیٰ کے فیصلے مجھے جو تروت کا عطا فرمائی ہے ' یقین کر رہے ہیں آئے چند حقیر اور فانی ہستیوں کے منافع کیلئے ضائع نہیں کر سکتا ' اور اگر ایسا کروں تو خدا مجھے اپنا رشتہ کاٹ لے ' اور مجھے جنگل کی ایک سوکھی لکڑی کی طرح آگ میں ڈال دے - میں حق کی خاطر دشمنوں میں گھرا ہوا ہوں ' اور ایسی ایسی قوتیں میری دشمن ہیں جنکے ہاتھ میں قانون کا آلہ ' جیلخانے کی کوٹھریاں ' اور سولی کے تختے ہیں - پر باوجود اسکے کہ اس نصف صدی کے اندر کسی انسان کو بھی ایسی بے پردہ صاف بیانی کی توفیق نہیں ملی جیسی کہ اس عاجز کو بارگاہ الہی سے مرحمت ہوئی ہے ' وہ مجھے قابو نہ پاسکے اور خدا کے مجھے چھوڑ دیا تاکہ میں اپنے کاموں کو پورا کر لوں - انہوں نے ان لوگوں کو پکڑا جنہوں نے کوئی ادنیٰ سا اشارہ کر دیا تھا ' پر وہ اس سے متعرض نہ ہوئے جسے صاف صاف انا لعن کے نعرے لگائے تھے - بہت ممکن ہے کہ اب ایسا ہو ' مگر بیچ ہونے کی فرصت تو مجھے مل ہی گئی - وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون!

پھر کیا تمہاری عقل اسے قبول کرتی ہے کہ جس شخص کا یہ حال ہو ' وہ چند انسانوں کی خاطر اپنے کاموں کو بالکل بھلا دے گا ' اور لوگوں کو اس سے کی طرف بلا لے گا ' جسکی تصدیق اس کے اندر سے نہیں ہوتی ؟ نہل عندکم من علم فتختر جوہ لنا ؟

ہاں ' تم شریعت کے حامل اور مفتی ہو تو میں بھی صرف شریعت ہی کیلئے رہتا ہوں - اسکے سوا میرا کوئی مطالبہ نہیں - میں دیکھ رہا ہوں کہ ندوة العلماء کے کاموں میں شریعت کو مٹایا جا رہا ہے ' اور وہ سر سے لیکر پیر تک اپنے کسی کلم میں بھی شریعت کے مطابق نہیں - جب مجھے اسکا اطمینان ہو گیا تو میں نے زبان کھولی اور قلم کو دل سے اٹھ کر اسے تابع کر دیا - اب میرا اور تمہارا معاملہ صرف شریعت ہی کیلئے ہے - جب تک شریعت کے احترام کا اندرہ یقین نہ دلا دے گا ' میں تمہیں چھوڑ نہیں سکتا - تم کسی طرح بھی مجھے بھاگ نہیں سکتے - مجھے بچنے کیلئے



۱۸۸۰ء کی ام الهلال

الهلال میں ”مسئلہ قیام الهلال کا آخری فیصلہ“ پڑھکر اس نیازمند کو اور نیز تمام احباب شہر کو جس قدر صدمہ ہوا اسکا بیان کرنا الفاظ کی قدرت سے باہر ہے۔ حضرت خود اندازہ فرمائیں کہ جن کم گشتگان ضلالت کو عرصے کی تاریکی کے بعد ایک ہدایت کا ستارہ نظر آیا ہو، اسکے بھی غروب ہو جانے کی خبر سنکر اسکی ہلکی کا کیا حال ہوگا؟

یہ بالکل سچ ہے کہ الهلال اپنی دعوت مقدسہ کا فرض اولین ایک معجزانہ قوت الہی کے ساتھ تہرے ہی عرصے میں ادا کرچکا اور یہ بھی بالکل درست ہے کہ ایک عالم بیداری اور ولولہ عمل بالاسلام کو اس نے قوم کے ہر طبقہ میں پیدا کردیا ہے اور کوئی نہیں جسکے سامنے ایک مرتبہ بھی اسکی صداد حق پہنچی ہو اور اسکے دلوں نے اسکا استقبال نہ کیا ہو۔ تاہم الهلال کا صرف اتنا ہی کام نہ تھا، اور جہاں اس تعریک کی عملی تکمیل کیلیے ہمہ کی خاموش منزلوں کی ضرورت ہے، وہاں اسکی بھی تو ضرورت ہے کہ صداد غفلت شکن جاری رہے، اور جو آگ سلگ اٹھی ہے اسے بڑا ہوا ملتی رہی؟ پھر اس سے بھی قطع نظر الهلال صرف ایک دعوت دینی ہی کی حیثیت نہیں رکھتا، بلکہ وہ تمام قوم میں ایک ہی ادبی رسالہ، ایک ہی علمی رسالہ، ایک ہی آزاد سیاسی آرگن، اور ایک ہی یورپ کے اعلیٰ نمونے کا جرنل ہے۔ اس وقت تک جس جس شاخ پر اس نے توجہ کی ہے، اس سے بڑھکر مضامین کسی دوسرے قلم سے نہیں نکلتے ہیں۔ پھر اگر جناب کا اولین فرض دعوت پورا ہوچکا، تو کیا قوم کیلیے ایک بہترین علمی، ادبی، اخلاقی اور سیاسی جرنل کی ضرورت بھی ختم ہوگئی۔ حالانکہ الهلال کو الگ کردینے کے بعد تمام ملک میں ایک رسالہ بھی اس درجہ کا نہیں نظر آتا۔

میری معلومات ممالک اسلامیہ کی نسبت زیادہ نہیں ہے، مگر جہاں تک مجھے معلوم ہے ترکی اور مصر سے بھی کوئی ماہوار رسالہ اسقدر مختلف مذاقوں اور مختلف حیثیتوں کا جامع نہیں نکلتا۔

پس فی الحقیقۃ... الهلال نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام عالم اسلامی میں ایک ہی ہفتہ وار رسالہ ہے۔ خدا کیلیے، اسکے رسول مقدس کیلیے اُس دین برحق کیلیے جس سے بڑھکر آپکو دنیا میں کوئی شے معبود نہیں، اُس قرآن کریم کیلیے جسکے عشق میں آپ کا ایک ایک حرف قربا ہوا ہے، ہم عاجزوں کی اس درخواست کو منظور کیجیے کہ الهلال برابر اسی آب و تاب سے جاری رکھا جائے، اور حضرت کی زندگی تک (جسکی طوالت و برکت کیلیے نہیں معلوم کتنے دلوں سے روز دعائیں نکلتی ہیں) وہ جاری رہے۔

رہا اسکا مالی مسئلہ تو خدا را اسقدر بے پروائی نہ کیجیے۔ اور ایک سچے قومی کام میں اگر قوم مدد کرنا چاہے تو اسے قبول

کر لیجیے۔ بڑی مصیبت یہ ہے کہ آپ کسی کو خدمت کا موقع دیتے ہی نہیں۔ میں تو قسم خدا کی الهلال کیلیے اپنا سب کچھ لٹائے کیلیے ہر وقت طیار ہوں، اور یقین فرمائیے کہ جو کچھ جناب نے اپنے سلسلے کے خاص خدام کا حال لکھا ہے، اس سے بڑھکر ہم مہجور طیار و آمادہ ہیں۔ میں جس مکان میں رہتا ہوں وہ تقریباً دس ہزار روپے میں بنکر طیار ہوا تھا۔ میں بخوشی اسے الهلال کی خدمت کیلیے نذر کرتا ہوں۔ آپ مجھے اجازت دیجیے میں اسے فروخت کرکے روپیہ بھیج دیتا ہوں، اور خود کرایہ دیکر مکان میں رہتا ہوں۔

اے مولانا! آپکو ابھی اپنا اثر اور اپنی قوت معلوم نہیں۔ اگر خدا نے کوئی امتحان کا موقع دیا تو آپکو معلوم ہوگا کہ جو لوگ آپ سے صدمہ کرس کے فاصلے پر ہیں، وہ شب و روز آپکا تصور اور آپکی یاد اپنے لیے کس طرح عبادت سمجھتے ہیں؟ مصروفین کے آخر میں آپ دو ہزار نئے خریداروں کیلیے لکھا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ صرف اس سے کیا ہوگا، اور کب تک آپ اسکا انتظار کریں گے۔ جی قدر رہا ہے کہ کہیں جلد آپ کوئی فیصلہ نہ کر بیٹھیں۔ ہم تو اپنی جان و مال لٹانا چاہتے ہیں، اور آپ صرف خریداروں کا ذکر کرتے ہیں۔ خیر دس خریداروں کی فہرست منسلک عریضہ ہذا ہے، انکے نام یہی ہیں۔ پی۔ بیجیدیجیے۔ گرمیوں کی پوری تعطیل میں دورہ کرونگا اور کانوں کانوں پھرونگا۔ لیکن ان باتوں سے میرے خیال میں تو کچھ ہوتا نہیں۔ الهلال کے مصارف بے شمار ہیں، اور ضرورت ہے کہ ایک بار کئی لاکھ روپیہ صرف کرے آپ اسکو اسدرجہ وسیع و قری کر دیں کہ ہمیشہ کیلیے وہ مستحکم ہو جائے۔ آخر میں پھر یہ ہزار منہ و عجز سالل ہوں کہ میری درخواست بالا کو قبولیت عطا ہو۔

محمد حسین ہڈ کلرک صاحب انجنیر بمبئی۔

۱۸۸۰ء لال:

پچھلے ہفتے جو تحریرات آ رہی ہیں ان میں سے صرف اس تحریر گرامی کو درج کیا گیا۔ جزا کم اللہ خیر الجزاء۔ آپکی محبت دینی اور جوش فداکاری کا صلہ صرف خدا ہی سے ملسکتا ہے۔ لفظوں میں میں کیا لکھوں؟ باقی جو عطیہ محبت آپے پیش کیا ہے، اسکی سر دست کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جس حال میں ہوں مجھے اُسی میں رہنے دیجیے۔ صرف خریدار بہم پہنچا کر آپ اس مسئلہ کو بہتر طریقہ سے حل کر دینگے۔ اُس سے زیادہ کا طالب نہیں اور نہ ضرورت ہے۔ اپنے اصول سے معذور ہوں، ورنہ آپکی محبت فرمائی بڑی ہی کشش رکھتی ہے۔ اللہ ایسے قیمتی جذبات سے بہت جلد کام لے کہ ملکہ قریمہ کا اصلی خزانہ بھی ہے۔

۱۸۸۰ء لال کی ایجنڈہ:



ہندوستان کے تمام اُردو، بنگلہ، بھارتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الهلال پہلا رسالہ ہے، جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے۔ اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے۔

اسکی ہستی کی اصلی روح ہوتی ہیں ۔ منطق کی اصطلاح میں انہیں ”فصل“ کہیے ۔

انجمن ’ مدرسہ ’ کلب ’ مسجد ’ تماشا گھر ’ سب کے سب انسانوں کے جمع ہونے کے مقامات ہیں ۔ لیکن انجمن کا اجتماع اور ہے ’ مدرسہ کا اور ’ مسجد کا اور ’ اور فت ہال کے میدان کا اور ۔

پھر ان میں بھی ہر قسم کا اجتماع باہم یکدگر خصوصیات رکھتا ہے ۔ انجمن حمایت اسلام ’ ندوۃ العلماء ’ ایجوکیشنل کانفرنس ’ مسلم لیگ ’ سب انجمنیں ہی ہیں ۔ لیکن ان میں سے ہر انجمن کی الگ الگ خصوصیات بھی ہیں ’ اور وہی انکی زندگی کی بنا اور انکی ہستی کی ضرورت ہیں ۔

پس اہلیت اور قابلیت کے جانچنے کیلئے ہمیشہ یہی دو طریقے ہونگے کہ عام حیثیت سے ایسے کاموں کیلئے جس قسم کی قابلیتوں کی ضرورت ہو ’ پہلے انکو تلاش کیا جائے ۔ اسکے بعد اس کام کی خصوصیات اور مختص امور کو پیش نظر لاکر اسکے انجام دینے کی قابلیت جانچی جائے ۔

میں شرمندہ ہوں کہ ایسی بے حقیقت کارروائیوں کیلئے ایسی اصولی اور عظیم الشان تمہیدوں کے بیان کرنے میں رقت ضائع کر رہا ہوں اور اس طرح نا اہلوں کو انکی حیثیت سے زیادہ اہمیت دے رہا ہوں ’ مگر کیا کروں کہ قوم کی غفلت سے یہ معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے اور اب اسکو صاف کرنے کے لیے قیمتی رقت اور باتوں کو ضائع کرنا ہی پڑتا ہے ۔

بہر حال اہلیت جانچنے کے یہی دو قدرتی وسائل ہیں ۔ البتہ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ قوم میں قطع الرجال ہے ’ اور ہماری موجودہ قابلیتیں ایسی نہیں ہیں کہ ہم کسی انجمن کا عہدہ دار تلاش کرنے کیلئے بہت ہی بلند معیار اپنے سامنے رکھیں ۔ ایسا کرینگے تو ہمیں آدمیوں کا ملنا مشکل ہو جائیگا ۔ پس ندوۃ العلماء کے ناظم کیلئے بھی کو بعض اصول ہی بنا پر ہو ’ لیکن قابلیت کا معیار بہت بلند نہ رکھا جائے ’ اور ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا مستحق ناظم بھی اگر ہمیں ملجائے تو بلا تامل قبول کر لینا چاہیے ۔

آخر علی گڑھ کالج کو ہر سرکاری سر سید احمد کا ساتر نہیں ملا ؟ حقیقت اور قابلیت کا کہاں تک پاس کیجیگا ؟ جی چاہتا ہے کہ آج قوم کا ہر فرد غزالی و ذراہی ہو ’ اور اپنی ہر انجمن کا ناظم اسی کو بنالیں جو سرے لیکر پیر تک علم و اہلیت کا پیکر و مجسمہ ہو ’ لیکن ایسا چاہنے سے کیا ہوتا ہے ؟ جب قابلیت کا قطع ہے اور ہرجانے والا اپنی خرابیوں کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے تو اسکے سوا چارہ نہیں کہ اپنی نظر بلند نہ کیجیے اور خود ہی معیار انتخاب آسان بنا دیجیے ۔ کم سے کم بھی جو کچھ ملجائے ’ آئے اس طرح پسند کر لیجیے ’ گویا آپکے لیے بہتر سے بہتر یہی ہے ۔

(نظامت عام نظر سے)

یہ سب کچھ سمجھ لیئے کے بعد اب غور کیجیے کہ ندوۃ العلماء کیلئے ناظم قرار دیا جاتا ہے ۔ ندوۃ عام حیثیت سے ایک انجمن ہے ’ اور اپنی خصوصیات کے لحاظ سے احیاء ملت و دعوت دینی کی ایک تحریک جو علوم عربیہ و دینیہ کی اصلاح کردہ تعلیم کے ذریعہ موجودہ زمانے کیلئے جامع حیثیات علما پیدا کرنا چاہتی ہے ۔ اس بنا پر اس نے ایک مدرسہ قائم کیا ہے ۔ جسمیں :

(۱) نصاب قدیم کی اصلاح کی ہے ۔

(۲) علوم ادبیہ و دینیہ کی تعلیم کا خاص اہتمام کیا ہے ۔

(۳) نئی ضرورتوں کی بنا پر نئے علوم اور زبانوں کو شامل

کیا ہے ۔

المِلال

جلد اولیٰ ۱۳۳۲ ہجری

جلد اولیٰ ۱۳۳۲ ہجری

مدرس سلامیہ

بہ سلسلہ ”ندوۃ العلماء“

مولوں فساد کا کامل بلوغ

نئے عہدہ داروں کا سازشی تقرر

مزعومہ و مفروضہ نظامت ندوۃ العلماء

(۲)

اے معتمد ! زاہدہ ندوۃ کمالی ؟

از پردہ داروں آئے کہ ما محرم رازیم !

گذشتہ اشاعت میں بعض ر نظر کیلئے بالترتیب تین طریقے پیش کرچکا ہوں جنکے علاوہ دنیا میں جواز عدم جواز کے معلوم کرینکا اور کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا ۔ آج چاہیے کہ بالکل اصول اور بحث حقیقت پر نظر رکھکر اس کارروائی کو الگ الگ ان ہر طریقہ سے جانچیں ۔

ابھی بحث و انکشاف کا بہت بڑا میدان باقی ہے ۔ علی الخصوص صیغہ مال اور تعمیرات کی داستان ’ اسلیے بحث مختصر ہوگی اور بالکل دفعہ وار ’ تاکہ نتیجہ بہت جلد سامنے آجائے ۔

۲۰ جولائی کے جلسہ انتظامیہ میں نئے عہدہ داروں کو مقرر کیا گیا ہے ۔ اس کارروائی کی صحت و عدم صحت اور جواز عدم جواز کو تین حیثیتوں سے جانچنا چاہیے جو در اصل در اصولوں سے عبارت ہیں ۔ یعنی :

(۱) استحقاق و اہلیت کے لحاظ سے ۔

(۲) قوانین و قواعد کی بنا پر : ایک قواعد عمومی ہیں ۔

ایک خود ندوۃ کے قواعد ۔

(۱)

اہلیت کے معنی یہ ہیں کہ جس کام کیلئے جس شخص کو مقرر کیا جائے ’ اسکے انجام دینے کی اقل ضروری قابلیتیں اس میں موجود ہوں ۔

یہ ایک ایسا بات ہے جسکے ماننے سے کسی صاحب عقل کو ٹکار نہوگا ۔

قابلیتوں پر تفرقہ دالنے کی بھی دو صورتیں ہیں ۔ ایک یہ کہ اس قسم کے کاموں کیلئے عام اوصاف و صفات جو ہرے چاہلیں ’ انکی جستجو میں نکلیں ۔

دوسری یہ کہ ہر کام اپنے اندر بعض خصوصیتیں رکھتا ہے ’ اور ان خصوصیات اس کام کو دوسرے کاموں سے الگ کرتی ہیں اور

چاہیے جنہوں نے انکی آرزوئے نظامت کو شرف قبولیت عطا فرمایا ہے۔

پس جسقدر معلوم ہے پہلے آئے سن لیجیے۔ اسکے بعد غیر معلوم فضائل کیلئے محرک و مریدین کی خدمت میں چلیے گا۔

(مولوی خلیل الرحمن صاحب)

(۱) مولوی خلیل الرحمن صاحب کے متعلق چند حالات عام طور پر معلوم ہیں وہ یہ ہیں کہ اسکے والد ایک مشہور غلام مولانا احمد علی مرحوم سہارنپوری تھے جنہوں نے صحیح بخاری کو ایڈٹ کر کے شائع کیا، اور پھر صحیح مسلم مع شرح نورانی کے اپنے مطبع میں صحت و خوبی کے ساتھ طبع کی۔ لیکن میں جہاں تک سمجھتا ہوں اس وصف سے اندرہ کی نظامت کے مسئلہ میں کچھ مدد نہیں مل سکتی۔

اسکے بعد وہ تاجر ہیں۔ ”خلیل الرحمن منظور الغنی“ نامی فرم کے مالک ہیں اور لکڑی کا کاروبار کرتے ہیں۔ بہت دولت مند ہیں، مگر دولت کی صحیح مقدار کے تعین میں اختلاف ہے۔ منشی محمد علی معمر مال اندرہ کی روایت سات لاکھ کی ہے۔ لیکن مولوی صاحب کے ایک دوست جو اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہیں، اس روایت کو موقوف قرار دیکر جرح کرتے ہیں، اور خود انکی مرفوع متصل روایت یہ ہے کہ چار لاکھ روپیہ سے زیادہ بینک میں نہیں ہے۔ الہم زد فزد۔

میں یقین کرتا ہوں کہ اس وصف سے بھی مسئلہ نظامت کے حل کرنے میں کوئی مدد نہیں مل سکتی، اور اگر مدد لیجائے تو کلکتہ کا ایک معمولی مازرادی جو لفظ ”اندرہ“ کا تلفظ بھی ٹھیک نہیں کر سکتا، مولوی صاحب سے زیادہ نظامت اندرہ مستحق ہے۔

قوت انتظامی کے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں کیونکہ وہ اب تک کسی جماعتی کام کے رکن کارفرما رہے ہی نہیں۔ قوم میں انکا وقار نہیں، کیونکہ قوم انہیں کسی پبلک کام کی حیثیت سے جانتی ہی نہیں ہے۔ لکھ رہے نہیں سکتے، بول رہے نہیں سکتے، چار آدمیوں کے سامنے اگر اپنی مجلس ہی کو پیش کرنا پڑے تو سوائے ایک تنہا مسلسل اور موت منحنی منقطع کے آواز کچھ سنائی نہ دے گا۔

اے ہم نفس! نزاکت آواز دیکھنا!

رہی علمی قابلیت تو جہاں تک مجھے معلوم ہے میں بہت شک کے ساتھ لکھتا ہوں کہ وہ کسی لڑکے کو کافیہ بھی اچھی طرح پڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر وہ اپنے حدود سے باہر قدم نہ نکالیں تو یہ اُنکے لیے کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ جو شخص جس کام میں نہیں رہتا اُس سے بے خبر ہی رہتا ہے۔ وہ اگر مولانا عبد اللہ قونوی سے لکڑی کی قسمیں دریافت کریں تو شاید چار نام بھی نہیں بتلا سکیں گے۔ فی نفسہ اُنکے لیے یہ تعریف کی بات ہے کہ انہوں نے باوجود علما کے خاندانی سے ہونے کے اپنا بار علمائے اندرہ کی طرح قوم کے اندرختہ پر نہ ڈالا، اور ایک شریف شہری کی طرح کاروبار تجارت میں مشغول رہے۔

جب حالت یہ ہو تو علم عربیہ و دینیہ کا ترانس نہایت ہی نام لینا بھی علم کی ایک ایسی بے حرمتی ہے جس سے زیادہ تصور میں آ نہیں سکتی۔ عمر بھر وہ اپنے کاروبار میں رہے، نیپال کے جنگلوں میں درخت چرواے اور سہارنپور میں لکڑی فروخت کیا۔ علمی زندگی کا کبھی اُن پر سایہ بھی نہیں پڑا۔ نہ تو کسی فن کو حاصل کیا ہے اور نہ کتابوں کو دیکھا ہے۔ نہ وہ جانتے ہیں کہ درس و تدریس کیا ہے، اور تعلیم و نصاب تعلیم کس قسم کی لکڑی کا نام ہے اور اُسکا نرخ کیا ہے؟

(۲) جب ایک شخص کی عام قابلیت کا یہ حال ہو تو پھر

اندرہ کی خصوصیات کے لحاظ سے بھٹ کرنا محض فضول ہے۔

وہ باقاعدہ انجمن ہے۔ مسلمانوں کا ایک عظیم الشان کام ہے۔ قوم کی خدمت کرنے والوں کا میدان عمل ہے۔ مختلف شاخوں کے عملہ اور کارکنوں کا مجموعہ ہے۔ مدرسہ ہے۔ تعلیم و تربیت کی جگہ ہے۔ اور اپنی خاص و ممتاز خصوصیات بھی رکھتا ہے۔

پس ضرور ہے کہ اُسکا ناظم ایسا شخص منتخب کیا جائے جو صاحب علم و فضل، منظم و مدبر، کاردان و باخبر، اور قوت عملی و اداری رکھتا ہو۔ نیز قوم کی نظروں میں اپنے ان اوصاف کے لحاظ سے معروف ہو تا کہ وہ اس پر اعتماد کر سکے۔

سب سے زیادہ یہ کہ قوم کی خدمت کا سچا رولہ اسکے اندر ہو۔ ایثار اور قربانی کیلئے طیار ہو۔ قوم اور اسکے کاموں کیلئے کچھ نہ کچھ اپنا کھڑے۔ کیونکہ یہ نہیں تو پھر باوجود ہر طرح کی قابلیتوں کے ایک جسد بے روح ہوگا۔

ساتھ ہی اسکی بھی ضرورت ہے کہ وہ ایک انجمن کا افسر اعلیٰ ہو کر اس کے دست و زبان نہ ہو کہ محض ایک ملبوس دتلی کی طرح جلسوں میں بٹھا دیا جائے۔ وہ ایک قومی انجمن کا سکریٹری ہوگا جس کے تمام کام قوم کی توجہ اور تعلقات ہی سے چل سکتے ہیں۔ پس ضرور ہے کہ صاحب قلم و صاحب زبان ہو۔ اعلیٰ درجہ پر نہیں تو سب سے سادہ طریقہ ہی سے لکھ سکے اور بول سکے۔ علی الخصوص ایسی حالت میں کہ وہ ملک کی ایک عظیم الشان کانفرنس کا سکریٹری اور ایک تعلیمی مجلس کا افسر کل ہوگا۔ یہ اوصاف عام حیثیت کے لحاظ سے ہیں کہ تعلیمی و دینی انجمنوں کے ناظم میں ان اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔

(خصوصیات اندرہ)

اسکے بعد اندرہ کی خصوصیات سامنے آتی ہیں۔ اندرہ محض انجمن ہی نہیں ہے بلکہ ایک خاص طرح کی انجمن ہے۔ پس اسکے سکریٹری میں بھی اوصاف مندرجہ صدر ایک خاص صورت میں ہونا چاہئیں۔ معیار ادنیٰ سے ادنیٰ درجے کا قائم کیجیے جب بھی اندرہ کے ناظم کیلئے ضروری ہوگا کہ وہ ”مسئلہ تعلیم معلوم اسلامیہ“ اور ”مسئلہ اصلاح“ کا اندازہ دیا ہو جو اندرہ کے سب سے بڑے کام کا جو اصل ہے۔ دار العلوم اندرہ دعا کرتا ہے کہ وہ اپنے اصلاح یافتہ طریق تعلیم اور نصاب تہذیب سے ایسے علما پیدا کرے جو قدیم مدارس عربیہ سے پیدا نہیں ہو سکتے۔ من ادب اور من تعمیر کے قدیم طریق تعلیم پر وہ معزز ہے اور اپنا ایک خاص طریقہ پیش کرتا ہے۔ پس یہ بھی ضروری ہے کہ اُن کا تنزل نہ ایسا شخص ہو جو دارالعلوم کی تعلیم و طرز تعلیم کی نگرانی کر سکے

(موجودہ مدعی نظامت)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ مولوی خلیل الرحمن صاحب نامی ایک بزرگ کو اندرہ کا ناظم قرار دیا جاتا ہے۔ یہ کون صاحب ہیں؟ کوئی مشہور صاحب علم و فضل ہیں؟ نہیں۔ کسی درسگاہ کے معلم ہیں؟ نہیں۔ کسی انجمن کے مشہور عہدہ دار ہیں؟ نہیں۔ عربی کے ماہر ہیں؟ نہیں۔ انگریزی کے گریجویٹ ہیں؟ نہیں۔ مسئلہ تعلیم و مسئلہ اصلاح سے خاص دلچسپی رکھنے والے ہیں؟ نہیں۔ خیر کم از کم اصلاح اور تجدید کے معتقد ہیں؟ نہیں۔ اچھا قوم انکوں کاموں کی حیثیت سے جانتی ہے؟ یہ بھی نہیں۔ آخر وہ کیا ہیں؟ یہ بھی معلوم نہیں۔ پھر کہاں جائیں؟ اسکا بھی جواب یہی ہے کہ نہیں!

خیر۔ اگر قوم انہیں اب تک نہیں جانتی تھی تو اب جاسکتی ہے۔ اور یہ کچھ ضروری نہیں کہ صرف صاحب شہرت اشخاص ہی صاحب حقیقت بھی ہوں۔ کتنی شہرتوں کے غلاف میں جئے اندر کچھ نہیں ہے، اور کتنی ہی علم و اہلیت کے خزانے ہیں جو خاک گم نامی کے اندر چھپے ہوئے ہیں؟ ہمیں فیصلہ کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ جتنے حالات معلوم ہو سکے ہیں انکے سامنے لانا چاہیے، اور مزید حالات اُن لوگوں سے پوچھنا

کہیں مل ہی جالیگی - لیکن یہ مقام عزیز تر بڑی ہی نایاب ہے -
اسے کہو دینگے تو پھر کہاں سے ہاتھ آلیگی ؟ ایک شخص قابل
آدمیوں کو اپنے ماتحت رکھ کر کام نکال لے سکتا ہے - مصر کے تخت پر
کاغور حکومت کرتا ہی رہا جو ایک حبشی خواجہ سرا تھا ' اور متنبی
جیسے مغرور عرب بادشاہ نے آسکی مدح میں قصیدے لکھے - یہ کوئی
ایسی بات نہیں جس کا اس درجہ خیال کیا جائے - اصل شے یہ ہے
جذبات اور جوش ابقار و جاں نثاری ہے - یہ اگر مل جائے تو پھر
تمام باتوں سے آنکھیں بند کر لیجیے -

اچھی بات ہے - آئیے - اب اسی راہ چل کر دیکھیں کہ ہمارے
”ناظم صاحب“ کہاں تشریف رکھتے ہیں ؟ اگر ایک جبارہ حقیقت
بھی نظر آگیا تو کم از کم میں تو وعدہ کرتا ہوں کہ ندرہ کی نظامت
بلا غل و غش و بلا شرکت غیرے آنکے حوالے کر دینے کا مشورہ درنگا -
اور اتنا ہی نہیں بلکہ انکے سپرد کر کے اندر سے لندنی بھی لگا دوں گا
تا کہ آؤر کوئی دوسرا نہ نہ کر لے - پھر سکندر اعظم اگر ارسطاطالیس
کو بھی بھیجے گا کہ دروازہ کھولدے جب بھی دروازہ نہیں کھلے گا :
متفق گردیدے رائے بر علی با رائے من !

مولوی صاحب کا اولین وصف امتیازی جو تمام جنس علما
میں انکے لیے بمنزلہ فصل ہے ' یہ ہے کہ وہ دولت مند ہیں ' اور
باختلاف روایت چارے سات لا تھہ رریدہ تک انکا بینک میں
موجود ہے - ندرہ کی نظامت کے وہ ایسے عاشق زار ہیں کہ برسوں
سے اسکے فراق میں مضطر و بیقرار ہو رہے ہیں ' اور بارہا حاشیہ
نشینان بارگاہ کے آگے آہ و زاری کر چکے ہیں کہ خدا را ' آؤر نہیں
تو صرف ایک ہی رات کیلئے اس شاہد بے پروا کو میرے حوالے
نہر کہ برسوں کی دبی ہوئی حسرتوں کیلئے ایک شب خلوت
بھی بہت ہے !

ایک بوسے پہ یہ لڑائی ؟ حیف !
دس نہیں ' سو نہیں ' ہزار نہیں !
پس اس راہ میں ایثار جان سے پہلے ایثار مال کی جستجو کرنی
چاہیے کہ آج تک کس قدر انفاق ندرہ کیلئے کیا جا چکا ہے ؟
افسوس کہ ہمارے مولانا کو عشق پیشہ ہیں لیکن عمل
اس پر ہے :

گر جاں طلبد مضائقہ نیست
زر می طلبد ' سخن در نیست !
دنیا نہایت تعجب اور حیرت سے سنے گی کہ جس ندرہ کی
شیفتگی میں حضرت کا یہ حال ہے ' اس بد بخت کے دامن
معبودیت کو انکی جیب عشق سے آج تک ایک پوٹٹی کر رہی
بھی نصیب نہیں ہوئی ہے ' اور اب مقررہ نظام کے حصول کے
بعد تو دست شوق کی جگہ دست سوال بے غل و غش بڑھ رہا ہے !
ان هذا من اعاجیب الزمن !

اصل یہ ہے کہ دولت سے کہیں زیادہ اس جان نثار ندرہ
و خدمت ملت کے بغل کا ہے ' اسکی دولت بینک میں رہتی
ہے مگر بغل کا آشیانہ اسکے دل میں ہے ' اور زر پرستی جب
ایسی نردولت طبائع میں بڑھتی ہے تو لازمی نتیجہ بغل ہی
ہوتا ہے :

زر پرستی می کند دل را سیاه
آخر ایں صغرا بہ سودا می کشد !

یہ سچ ہے کہ ندرہ کی نظامت کے چشم و ابرو بڑے ہی دلربا
ہیں ' مگر معبودہ لکشمی کی تیکھی چٹوڑوں کے مقابلے میں
تو ہمارے ادا شناس و نقاد حسن مولانا اس حسن سادہ و بے نمک
کے کھائل نہیں ہو سکتے !

تم سے جہاں میں لکھ سہی ' تم مگر کہاں !
اس شخص کے بغل کے جو حالات میں نے سنے ہیں ' اگر
بیان کروں تو کئی صفحے اسی میں صرف ہو جائیں - اسکا معصوم
انداز صرف اس ایک ہی بات سے کر لیجیے کہ ندرہ کی نظامت

میں پورے اطمینان کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ لکھ پتی تاجراتنا
بھی نہیں جانتا کہ ندرہ کے مقاصد و اغراض کیا ہیں ' اور اصلاح
دینی و تعلیمی سے مقصود کیا ہے ؟ انکو سمجھنا اور انکے مطابق
ندہ کو چلانا تو ایک بہت ہی بڑی بات ہے - البتہ یہ ضرور جانتا
ہے کہ ندرہ میں اصلاح کے نام سے کچھ باتیں ہیں ' اور جہاں تک
ممکن ہو معیہ انکی مخالفت کرنی چاہیے ' اور انہیں مٹانا چاہیے -
چنانچہ اصلاح کی ہر تحریک و تجویز کا وہ ہمیشہ اشد شدید منکر
رعد رہا ' اور اسکی ایک بڑی فہرست عند الضرورت پیش کی
جاسکتی ہے -

اسکے معلوم کرنے کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ اہل علم کی
ایک مجلس منعقد کی جائے اور اس دولت مند آدمی سے کہا
جائے کہ ندرہ کے اغراض و مقاصد بیان کرے - ساتھ ہی ایک دن
پیشتر سے آئے خبر بھی دیدنی جائے ' اور کہدیا جائے کہ جس کسی
سے پوچھا سکتا ہے پوچھا لے ' اور جس قدر ندرہ کی رپورٹیں اور تقریریں
چھپی ہیں ' ان سب کو چاٹ لے - میں سچ سچ کہتا ہوں کہ باوجود
اسکے بھی وہ اس شے سے اس قدر ابعد و اجہل ہے کہ کسی طرح بھی
بیان نہ کر سکے گا - اور گوجیختے چیختے تھک جائے ' اور اسکی گردن
کی رگیں زخمی ہو جائیں ' مگر پھر بھی ندرہ کی حقیقت اسکے
گٹے سے نہ نکل سکے گی !

(سو روپیہ کا انعام)

مجھے اس پر اس درجہ رتق ہے کہ اگر مولوی خلیل الرحمن
صاحب اسے منظور کر لیں تو میں سو روپیہ کے انعام کا اعلان کرتا
ہوں جلسے سے پہلے منشی احتشام علی صاحب یا مولوی محمد
نسیم صاحب کے پاس (کہ موجودہ نظامت کی گاڑی اسی جوڑی
سے چل رہی ہے) امانت رہو دوں گا - انعام کا ذکر اسلئے کیا کہ
مولوی صاحب کو یہ شے ندرہ کی نظامت سے بھی زیادہ محبوب
ہے ' اور جب کبھی حضرت کے درنوں معشوقوں کے حسن میں
مقابلہ آہوتا ہے ' تو اول الذکر ہی کی معبودیت آنکے عشق کہں
حال پر فتح یاب ہوتی ہے !

ہست ایں قصہ مشہور و تو ہم می دانی !

یا سبحان ! اللہ ! انقلاب دہر کا اس سے بڑھ کر آؤر عبرت انگیز
منظر کیا ہوگا کہ ندرہ العلماء کی نظامت کا دعوا ایک ایسے شخص
کو ہو جو تمام اوصاف و فضائل ضروریہ ایک طرف رہے ' بدبخت
ندہ کی حقیقت ہی سے بے خبر ہو ' اور جس قدر جانتا بھی ہو اسکا
اشد شدید منکر و مخالف ہو ' پھر مولوی عبد العی صاحب
تحریک کریں اور دس آدمی بیٹھکر (جنکو غریب قوم کا جمع کردہ
روپیہ کرایے کیلئے دے دیکر بلایا گیا ہو) منظوری کا پرانہ لکھ دیں ؟
مدار روزگار سفلہ پرور را تماشا کن !

(اخلاق و ایثار)

(۲) خیر - اسکو بھی جائے دیجیے - اگر علم و قابلیت نہیں
ہے تو نسبی - ایک دوسرا عالم اقلیم اخلاق و جذبات کا بھی ہے
جس کا ایک ذرہ فضل بھی حاصل ہو جائے تو دماغی قابلیتوں
کے بڑے بڑے خزانے آسپر نثار کر دینے چاہئیں - ہر شخص عالم
نہیں ہوتا مگر ہر شخص کے پہلو میں دل ضرور ہوتا ہے - ایک
جامل شخص بھی اپنے اندر ایسے اخلاقی جوہر رکھ سکتا ہے جسکے
اگے بڑے بڑے المون اور فاضلوں کے دعوے ہیچ ہوں - مان لیجیے
کہ وہ ان دماغی قابلیتوں سے محروم ہیں جو ندرہ کی سکونتری
شب کیلئے ضروری ہیں ' لیکن اگر ان میں قومی خدمت کا سچا
دلہ ہے ' اگر قوم کی شیفتگی و محبت نے انکے دل پر قبضہ
کر لیا ہے ' اگر وہ اسکی راہ میں قربانیوں کیلئے طیار ہیں ' اگر اسکے
لیے اپنے مال و متاع کا ایک تھوڑا سا حصہ بھی لٹا سکتے ہیں '
یعنی اگر ان میں ایثار و فدویت کا جذبہ موجود ہے ' تو پھر انہیں
بڑھ کر اس میدان کا مرد آؤر کون ہو سکتا ہے ؟ قابلیت کہیں نہ

دفتر نظامت کے نام سے لیا گیا ہے - اسمیں وہ خود بھی رہتے ہیں اور انکا لڑکا بھی رہتا ہے اور اُسکا کرایہ غریب ندرہ سے وصول کیا جاتا ہے ' جسکی آمدنی بند ہوگئی ہے اور جسکی عمارت نا تمام پڑی ہے ! اور پھر یہ وہ حیا فرش شخص ہے جسکے کئی لاکھ روپیے بینک میں محفوظ ہیں !

تفریر تر اے چرخ گرداں تفر !

آگے سنیے - حضرت کے سفر کے تمام مصارف بھی غریب ندرہ ہی کے سر ڈالے گئے ہیں - اس دور نظامت میں جو مصیبت آئی ہے وہ سب سے پہلے بد بخت انوری ہی کا کھرتلاش کرتی ہے :
برزمیں فارسینہ می پرسد :
خانہ انوری کجا باشد ؟

دسمبر میں لیگ اور کانفرنس کا آکرہ میں اجلاس تھا - مولوی صاحب کو خوف ہوا کہ کہیں میری نظامت کے خلاف وہاں کرلی تجویز پاس نہ ہو جائے - لکھنؤ سے چلکر آکرہ آئے اور اسکا کرایہ ۴۶ روپیہ ندرہ کے سر ڈالا گیا - پھر صرف اپنا ہی نہیں بلکہ اپنے ساتھ اپنے ایک مصاحب کا بھی !

اب ذرا اس ایثار کی تشریح بھی سن لیجیے - حضرت کے بخل کا یہ حال ہے کہ اسقدر مدارج قارئین طے کرنے کے بعد بھی جب کبھی اپنی گرو سے سفر کرتے ہیں تو تہجد کلاس میں کرتے ہیں ' یا بہت جوش فیاضی و امارت کے بے قابو کردیا تو انٹر کلاس میں - لیکن ناظم ہونے کے بعد جب غریب ندرہ کے سر بارڈالکر سفر کیا جاتا ہے تو سکینڈ کلاس میں ' اور اس دولت مند بخیل کو ذرا شرم نہیں آتی کہ اگر میں نے تیس چالیس روپیے جیسی حقیر و نا قابل ذکر رقم قوم کے مال سے نہ لی تو میرا کونسا دیوالہ نکل جائیگا ؟

یا للعجب ! دل کا تو یہ حال کہ چالیس روپیے بھی ندرہ کیلئے گرو سے نہیں نکلتے ' اور اسپر ولوں کا یہ ہجوم کہ ندرہ کے ناظم بنکر نازر کوشہ دکھلائیگے ! نادان اور زر پرست انسان ! اس چیز کیلئے کیں اپنے تئیں رسوا کرتا ہے جسکے لیے تیرا دل نہیں بنایا گیا ہے ؟ یہ ایک قومی انجمن ہے - یہاں اپنے تاجرانہ حساب و کتاب کو پہلے خیر باد کہہ لے ' پھر قدم رکھ - ایک ایک تگے اور ایک ایک پالی کا جمع و خرچ یہاں نہیں چل سکتا :

تو دولت حسنی ! ز تو این کار نیاید !

ندره کی نظامت کا آغاز مولوی محمد علی صاحب سے ہوا ہے - انکا یہ حال تھا کہ نواب وقار الامرا نے سو روپیے انکے لیے مقرر کیے - انہوں نے اپنے نام کی جگہ ندرہ کے نام مقرر کرا دیے - حالانکہ بینک میں چار لاکھ کی جگہ شاید چار ہزار بھی آئے نہ تھے - آج ندرہ کے ناظم مولوی خلیل الرحمن عیس جو با وجود لکھ پتی ہونے کے ۴۶ روپیہ دیکر اُسکے لیے سفر بھی نہیں کر سکتے ' اور لطف یہ کہ اسکے لیے سفر تھا بھی نہیں !

افسوس کہ ندرہ کا تمام اندوختہ ابتدا سے اسی میں برباد ہوا - نہ تو کوئی کام بنا ' اور نہ کوئی آرزو اُسکی پوری ہوئی - جو کچھ ملا وہ یا تو علما نے اپنے کرایوں میں لٹایا یا واعظوں کے نام ایسے منی آرڈر بھیجے گئے ' جنکی رسید تو آگئی مگر خود راعی صاحب نہ آئے : ان کثیرا من الاحبار و الربان لیاکلون اموال الناس بالباطل ' و یصدرون عن سبیل اللہ - بپشرم ہم بعد از الیم !

یہ تو استحقاق و اہلیت کا حال تھا - اب آئندہ نمبر میں قواعد و قوانین اور علی الغصص خود ندرہ کے موجودہ دستور العمل کی بنا پر نظر ڈالی جائیگی - مجھے مولوی صاحب سے کوئی خصوصیت نہیں ہے مگر ایک عظیم الشان کام کی محبت ضرور ہے - میں ایک شخص کی خاطر کروڑوں مسلمانوں کے کام کو غارت نہیں کر سکتا - انہوں نے خود ہی اپنے تئیں پبلک حیثیت میں رو نما کیا ہے - پس اب انکا سوال شخص کا نہیں ہے بلکہ جماعت کا ہے -

کا شوق اسے جلوں کی حد تک پہنچ گیا ہے - کئی بار مجھے خیال ہوا کہ لاکھ بخیل سہی ' مگر اس شوق کے ہیجان میں آکر کچھ نہ کچھ خرچ کر ہی بیٹھے گا - لیکن کئی سال ہوگئے - بارہا سخت سے سخت مواقع ندرہ کی مالی ضرورتوں کے پیش آئے - مفلس اور بے زر ارکان نے اپنی گرو سے رقمیں پدش کیں - لیکن اس شیخ البخلہ نے جسکے کئی لاکھ بینک میں جمع ہیں ' کبھی بھولے سے اتنا بھی نہ کیا کہ ایک ہزار روپیہ کا چند گھڑی کیلئے اعلان ہی کر دیتا جیسا کہ بنارس کے اجلاس ندرہ میں بعض مولویوں نے جھوٹے اعلان کیے تھے -

" ایک ہزار روپیہ !! " اللہ اکبر !! ہزار کا لفظ ستر تر میر نہیں سمجھ سکتا کہ اس شخص کے ہوش و حواس بھی قائم رہینگے یا نہیں ؟ اُسکے بخل کا تو یہ حال ہے کہ دس بیس روپیے بھی ندرہ کیلئے خرچ کرنا پڑیں تو اُسی دن سے اُن تمام حرفوں کا بولنا چھوڑ دے جو " ندرہ " کے جاں طلب نام میں آئے ہیں ! نعوذ باللہ من عذاب البطل ! یہی وہ دولت کے پجاری ہیں جنکے لیے خدا نے سرورِ نساء میں فرمایا ہے : الذین یبخلون و یامرون الناس بالبخل (۴ : ۳۱) مگر انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ جس دولت کو وہ اسقدر چھپا چھپا کر اور اپنی ساری عمر تکلیف و مشقت میں بسر کر کے جمع کرتے ہیں ' اور جسمیں خدا کیلئے اور اُسکے کاموں کیلئے کوئی حصہ نہیں ' وہ انکے لیے دولت و نعمت نہیں ہے بلکہ ایک بہت بڑا نقذہ ہے اور قریب ہے کہ اُس سے بجبر جدا کیے جائیں : و لاتعسبن الذین یبخلون جن لوگوں کو خدا نے اپنے فضل و کرم بما اناہم اللہ من فضلہ سے مقدر دیا ہے ' اور باوجود اسکے ہو خیر لہم ' بل ہو شر لہم ' سیطر قرون میں بہتر سمجھ کر خوش نہوں - بہتر و للہ میراث السموات نہیں بلکہ انکے حق میں نہایت ہی رالارض - و اللہ بما تعملون برا ہے - کیونکہ جس مال کیلئے بخل خیبر - (۳ : ۱۷۵) کرتے ہیں ' عنقریب قیامت کے دن اُسکا طوق بنا کر انکے گلے میں پہنایا جائیگا - اور آسمان اور زمین سب کا وارث خدا ہی ہے اور جو تم کچھ کر رہے ہو ' اُس سے وہ بے خبر نہیں ہے !

(دو واقعے)

چنانچہ حضرت کے ایثار نفس اور انفاق مال کا پہلا کارنامہ یہ ہے کہ جب تک نظامت پر قبضہ نہیں ہوا تھا ' اُس وقت تک صرف اسی کا رونا تھا کہ ندرہ کو کچھ ملتا نہیں ' لیکن ناظم ہونے کے بعد بڑی مصیبت یہ آگئی کہ جو کچھ بچی بچالی پونجی غریب کے پاس رہگئی ہے ' وہ بھی اب اس لکھ پتی ناظم کی راہ فتح یابی میں قربان ہو رہی ہے !

ندره کے ناظم یا معتمد کے قیام کا اب تک کوئی بار ندرہ کے سر نہ تھا - مولوی سید عبد العی صاحب اپنے مکان کا کرایہ نہیں لیتے تھے - منشی احتشام علی صاحب کو اسکی ضرورت ہی کیا تھی - مولانا شبلی لکھنؤ میں ندرہ کیلئے رہنے لگے تو اپنے مکان کا کرایہ ہفتہ خورہ دیا - اور سب نے یہی سمجھا کہ بیس پچیس روپیہ کی ادنیٰ اور ذلیل رقم کیلئے ندرہ کے سر پر آنت ڈالنا کوئی شرافت کی بات نہیں ہے - البتہ مجبوری ہو تو یہ دوسری بات ہے -

مولانا عبد العی اگر لیتے تو ایک بات تھی - انکا مطب ابتدا سے اسقدر کامیاب نہ تھا - انکی زندگی محض فقیرانہ تھی - مولانا شبلی کو صرف سو روپیہ حیدر آباد سے ملتے تھے - پندرہ بیس روپیے ہر ماہ وہ کہیں خرچ کرتے ؟ تاہم ان لوگوں نے ایسا نہیں کیا - لیکن جس دن سے مولوی خلیل الرحمن صاحب ناظم سمجھے گئے ہیں ' اسی دن سے پندرہ بیس روپیہ ماہوار کرایہ کا ایک مکان

منہ عجمیہ

ہوتے ہیں جنکے لیے کام کی اور راہیں مسدود ہوتی ہیں اور گرو انہیں سے بعض افراد با ایں ہمہ عسرو تنگی و سوء حال و واژوں طالعہ بہت کچھ کر سکتے ہیں، مگر نہیں کرتے کہ اپنی محنت و سعی کو نذر ناقدری و بے اعتنائی سمجھتے ہیں۔

لیکن اگر قوم میں اس شعبہ کے متعلق کم بینی و بے اعتنائی کے بدلے قدر شناسی اور حوصلہ افزائی ہے، تو پھر بہت سے صاحب فضل و کمال دل و دماغ اس شعبہ میں قدم زن ہوتے ہیں۔

اس لیے قدرتا یورپ میں بہت سے اشخاص پیدا ہوئے جنکا میدان عمل ابتدائی تعلیم تھا۔

انہوں نے اس میدان میں کارہائے جلیل انجام دیے اور تاریخ نے از راہ قدردانی انہیں دارم ذکر اور بقاء نام کا صلہ دیا۔

* * *

اسی گروہ میں سے وہ اطالوی خاندان ہے جسکا طریق تعلیم اس مضمون کا عنوان بحث ہے۔

اس اطالوی خاندان کا نام میریا مونتسوری (Maria Montessori) ہے۔ یہ سنہ ۱۸۷۰ میں روما میں پیدا ہوئی اور وہیں کی یونیورسٹی میں پڑھنا شروع دیا۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں اس نے ڈاکٹری کا تمغہ (ڈپلوما) حاصل کیا۔ اور اسی یونیورسٹی میں اس ڈاکٹریکی سدکار مقرر ہوئی جو امراض عقلی کا علاج کرتا تھا۔

ایک عرصہ تک وہ اسی شاخ سلاج میں رہی۔ اسی اثناء میں امراض عقلی کے ہزارہا بیمار اسکی نظر سے گزرے، مگر ان گنوں گسں امراض میں سے اسے سب سے زیادہ دلچسپی بلاغت یعنی سادہ لوجی اور بیوقوفی کے مریضوں سے ہوتی تھی چنانچہ وہ ایسے بیمار کو نہایت اعتناء و اہتمام سے دیکھا کرتی تھی۔

سنہ ۱۸۹۸ء میں تعلیم و تربیت کے متعلق گورنر میں ایک عظیم الشان مقرر (کانفرنس) منعقد ہوئی۔ اس موقع میں میریا مونتسوری نے بھی تقریر کی۔ اس زمانے سینوار تشلے وزیر تعلیم تھا۔ اسے یہ تقریر اسقدر پسند آئی کہ اس نے اس خاتون سے روما میں مدرسین پر تقریر کی فرمایش کی۔ اس تقریر کا یہ نتیجہ نکلا کہ خاص بیوقوف اور کند ذہن لڑکوں کے لیے ایک مدرسہ قائم کیا گیا، اور وہی اسکی پرنسپل مقرر ہوئی۔

میریا مونتسوری کی کوششیں بار آور ہوئیں اور اس مدرسہ میں بیوقوف اور کند ذہن بچوں کی تعلیم نہایت کامیابی کے ساتھ

ادب: اسی کا

میری مونتسوری

(مقتبس از سائنٹفک امریکا)

اگر مشرق و مغرب کی تعلیم اور اسکے نتائج کا موازنہ کیا جائے یعنی یہ دیکھا جائے کہ دونوں جگہ تعلیم کتنی ہے اور نتائج کا کیا اوسط ہے تو غالباً مشرق کے نام صفر نکلیگا۔

اسکا ایک بہت بڑا سبب یہ ہے کہ مشرق میں ابتدائی تعلیم کو کوئی اہمیت نہیں دیجاتی، اس لیے قدرتا یہ کام ایسے لوگوں کے ہاتھ میں رہتا ہے جو ناقابل اور نااہل ہوتے ہیں، یا ذہنی علم و صاحب کمال مگر پریشان روزگار اور آشفتمند حال ہوتے ہیں۔ وہ اس میدان میں آتے ہیں مگر اس لیے نہیں کہ یہ میدان عمل و شعبہ استعمال مواہب طبیعی ہے، بلکہ اس لیے کہ یہ کسب معاش و حصول ما یحتاج کا آخرین و سہل ترین ذریعہ ہے۔

مگر مغرب کی حالت بالکل اسکے برعکس ہے۔ وہ ابتدائی تعلیم کی اہمیت کو سمجھتا ہے ورنہ صرف سمجھتا ہے بلکہ سکی اس حیثیت کو سمجھتا ہے، بلکہ ملحوظ رکھتا ہے۔ اسکے بازار قدردانی میں اس شعبہ عمل کی بھی وہی ہمت ہے جو دوسرے شعبہ ہائے زکی ہے۔ اس لیے وہاں جو لوگ میدان میں اترتے ہیں وہ

بے اس لیے نہیں اترتے کہ یہاں انکے لیے اپنے نفس اور اپنے اندان کے تکفل کا سامان ہوگا۔ بلکہ اس لیے کہ یہ بھی سعی و عمل استعمال قوی کا ایک نہایت اہم و ضروری میدان ہے، اس دان میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ قوم اور ملک بلکہ عالم انسانی نائدہ پہنچاتے ہیں، اور اسکے صلے میں خلوت ذکر اور بقاے دارم مل کرتے ہیں۔

قوم کو ایک بازار سمجھیے۔ بازار میں جب عمدہ جنس کی ل ہوگی تو بہتر سے بہتر مال ضرور آلیگا۔ لیکن اگر متاع کی عمدگی بدلے قیمت کی ارزانی کا سوال ہوگا، تو پھر یقیناً وہ آنے والی ہں بدتر سے بدتر ہوگی۔ قوم جب کسی شعبہ عمل کو ایہ ہیچ میوز سمجھتی ہے۔ تو اس میں نہ آنے والے بھی لوگ



تعلیم و تربیت اطفال کا طبیعی طریقہ

میریا مونتسوری کا مدرسہ جس میں نہ بچوں کے سامنے کتاب ہے اور نہ کنڈرگارٹن کے تعلیمی کھلونے۔ بلکہ ہر ذی آزادی اور خود مفقاری کے ساتھ انہیں چھوڑ دیا گیا ہے اور صرف کھیل رہے ہیں لیکن اس کھیل کے اندر ہی انکی ایسی ہائدار تعلیم دی جا رہی ہے جو چپکے چپکے ایک سادہ و معصوم دماغ میں گہر بنا رہی ہے!

جنس کا نمونہ بنیگا، فقر و فاقہ، گندگی و ناپاکی، اور بدبختی و بد اخلاقی سے جہنم کا ٹکڑا بن گیا۔ یہ حالت دیکھ کر روم کے اہل درد نے ایک انجمن اس محلہ والوں کی اصلاح و فلاح کے لیے قائم کی۔ اس انجمن نے اپنے یہاں ایک صیغہ خاص ان بچوں کی تعلیم کے لیے بھی رکھا جن کی عمر تین اور نو سال کے درمیان تھی۔ اسکے لیے چند مدرسے قائم کیے۔ ان مدارس کا انتظام اسی اطالی خاتون کے ہاتھ میں دیا گیا۔ اب اسے اپنے مجوزہ طریق تعلیم کے تجربہ کا پورا مرقعہ تھا۔ چنانچہ ان مدارس میں اس نے وہی طریقہ رائج کیا، اور ہر معلم کے لیے لازمی قرار دیا کہ جس خاندان کے لڑکوں کو پڑھائے اسی کے قریب رہے۔

عام مدارس کا قاعدہ یہ ہے کہ درس کے چند مقررہ گھنٹے ہوتے ہیں۔ ان گھنٹوں میں چند مخصوص عنوانوں کے متعلق استاد درس دیتا ہے۔ جو بچے محنتی اور شوقین ہوتے ہیں ان کی تحسین و تعریف ہوتی ہے، اور جو بدشوق اور سست یا کند رہتے ہیں ان کی سرزنش بید، رول، یا گوش مالی سے ہوتی ہے۔ یعنی بچہ جو کچھ پڑھتا ہے وہ اس لیے پڑھتا ہے کہ استاد بھی پڑھا رہا ہے۔ استاد جو کچھ پڑھاتا ہے وہ اس لیے پڑھاتا ہے کہ حسب قاعدہ آج کا یہی سبق ہے۔ سبق کے یاد کرنے کے لیے جو شے معرک ہوتی ہے وہ زیادہ تر سرزنش کا خوف اور کمتر تحسین و تعریف کا شوق ہوتا ہے۔ غرضکہ عام طریقہ میں جو روح کار فرما ہوتی ہے وہ جبر و اکراہ اور مجبورانہ پابندی نظام و آئین ہے۔

لیکن دماغ کا اقتضاء اسکے بالکل برعکس ہے۔ اس کی حالت بالکل معد، کی سی ہے۔ جس طرح معدہ صرف اسی غذا کو قبول کرتا ہے جو انسان کو مرغوب ہوتی ہے، اور اسیرقت غذا کو پوری طرح ہضم کر سکتا ہے جبکہ بھوک کے وقت اور بقدر خواہش دیکھائی ہے اسی طرح دماغ بھی صرف انہی معلومات کو لیتا ہے جو میلان طبع کے موافق ہوتی ہیں، اور ذہن کی بھوک اور مدرکہ کی پیاس کے وقت سامنے آتی ہیں۔

عام طریقہ تعلیم میں ایک طرف تو بہت سے پرشیدہ قوی اس لیے ظاہر نہیں ہوتے کہ ان کو اظہار کا مرقع ہی نہیں ملتا۔ دوسری طرف بعض قوی جو ظاہر بھی ہوتے ہیں، ان پر اتنا بار پڑ جاتا ہے کہ اپنے طبعی حد نمو ترقی تک نہیں پہنچ سکتے، اور سادہ و عام زبان میں ٹھٹھارے رہ جاتے ہیں!

ایسی حالت میں خلاف طبیعت استعداد فطری بچہ جو کچھ سیکھ لیتا ہے، اسے رنگ راز پر ایک سبکرو مسافر کا نقش یا سمجھئے، جسے مرور ایام، ہوا کے جھونکے، اور دوسرے راہرو کے نقش قدم باسانی مٹا دیسکتے ہیں۔

اور یہ نتیجہ ناگزیر ہے کیونکہ عام طریقہ تعلیم اس قدرتی طریقہ تعلیم کے بالکل خلاف ہے جس کے مطابق انسان مل کی آغوش سے لیکے قبر کی خوابگاہ تک تعلیم حاصل کرتا رہتا ہے۔

انسان پیدائش سے لیکے موت تک برابر درس لیتا رہتا ہے مگر یہ درس آموزی و تعلیم تعدید وقت، تعین موزع، اعانت کتاب، اور خوف تعذیب یا امید تحسین سے آزاد ہوتی ہے۔ اس سلسلہ درس کا ماحصل یہ ہے کہ جو چیزیں انسان کے حواس خمسہ کے سامنے آتی ہیں، وہ اپنا اپنا عمل کر کے اسکے نتائج سے دماغ کو اطلاع دیدیتی ہیں۔ دماغ اگر ان نتائج کو سمجھ جاتا ہے تو فوراً ان اطلاعات کو اپنے خزانے یعنی حافظہ میں بھیج دیتا ہے، اور اگر شکوک پیدا ہوئے تو پھر کوشش و تلاش شروع ہو جاتی ہے۔

ہونے لگی حالت یہ تھی کہ لڑکے اسپتال سے لائے جاتے تھے اس مدرسہ میں پڑھتے تھے اور جب امتحان میں شریک ہوتے تھے تو ذہین اور عقلمند لڑکوں کے درس بدوش ہوتے تھے۔

اس کامیابی سے اسکا خیال عقلمند بچوں کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ ایک مقام پر لکھتی ہے:

”میں اپنی کوششوں کی بار آوری اور بیوقوف بچوں کی تعلیمی کامیابی پر غور کر رہی تھی کہ دفعتاً میرے دل میں خیال آیا کہ آخر عقلمند اور ذہین لڑکے بیوقوف اور کند ذہن لڑکوں سے کیوں نہیں بڑھ سکتے؟ حالانکہ انہیں یقیناً آگے ہونا چاہیے کیونکہ فطرت نے انہیں ذہن رسا اور عقل سلیم بخشی ہے“

غور کرنے کے بعد اسے خیال آیا کہ کند ذہن بچوں کو یہاں مدرسے میں اس طرح تعلیم دیجاتی ہے کہ اس سے ان کے عقلی قوی کو نشور و نما میں مدد ملتی ہے، مگر غالباً عام مدارس کا طریق تعلیم اپنے نقص کی وجہ سے دماغی قوی کو مدد دینے کے بدلے ان کی بالیدگی کر رکھتا ہے، اور اس لیے وہ اپنی طبعی حد تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔ پس اگر عام طریق تعلیم کی اصلاح کی جائے اور اسمیں بھی وہ اصول روشناس کیے جائیں جن کے مطابق اس وقت کند ذہن بچوں کی تعلیم ہو رہی ہے تو یقیناً نتائج اس سے بہتر ہونگے۔

* * *

اسکے دل میں یہ خیال کچھ ایسا جاگزیں ہو گیا کہ اس نے صحیح العقل اور ذہین لڑکوں کی تعلیم کے باقاعدہ مطالعہ کا عزم کر لیا۔ چنانچہ اس نے مدرسہ کو خیر باد کہے روم کی یونیورسٹی میں فلسفہ پڑھنا شروع کیا، اور علم النفس کے عملی مباحث پر خاص طور سے ترجہ کی۔ اسی اثناء میں وہ ابتدائی مدارس میں تعلیم کا تجربہ بھی حاصل کرتی جاتی تھی۔

چند سال تک تعلیم کے تجربہ اور بچوں کی طبیعت کے مطالعہ کے بعد اسے معلوم ہوا کہ بچوں کو اس طرح تعلیم دینا چاہیے کہ خود ان میں حقائق کے سمجھنے اور دریافت کرنے کی استعداد قابلیت پیدا ہو، نہ یہ کہ وہ استاد کے کورانہ پیرو ہوں، اور اونت کی طرح جدھر ساربان لیجائے اودھر چلے جائیں!

اب وہ شب و روز ایک ایسے طریق تعلیم کی پخت و پز میں رہنے لگی جو بچے کے دماغ کے لیے صرف معین و مددگار ہو نہ کہ ایک زبردستی کہینچنے والی رسی۔ یعنی اس تعلیم کا مقصد صرف یہ ہو کہ دماغ کو اپنے نشور و نما میں مدد ملے رہی یہ بات کہ اس نمو کی رفتار کا رخ کیا ہو؟ اسمیں وہ اپنے میلان طبعی کا پیرو ہو، نظام تعلیم یا معلم کو اس سے کوئی سرکار نہ ہو۔ جس طرف وہ جائے نظام تعلیم اور معلم دونوں اسی طرف ہی کو لیجائیں۔

* * *

حسن اتفاق سے سنہ ۱۹۰۷ ع میں اپنے اس خیال کی تکمیل کا ایک عجیب و غریب موقع ہاتھ آگیا۔ مکان والوں نے شہر کے محلے میں نہایت عالیشان اور پر تکلف عمارتیں بنوانا شروع کیں۔ اس امید پر کہ یہاں امراء و روساء رہا کریں گے، انہیں مقابلہ شروع ہو گیا، اور عمارتوں کی وسعت و تکلف میں ایک دوسرے سے مسابقت کی کوشش ہونے لگی، لیکن جب عمارتیں بننے تیار ہوئیں تو یہ خیال غلط ثابت ہوا اور بالآخر انہیں فوراً تمام عمارتیں مزدوروں اور غریبوں کو کرایہ پر دینا پڑیں۔

تھوڑے ہی عرصے میں یہ محلہ جسکے متعلق امید تھی کہ کامیابی کے ساز و سامان زندگی اور حله ہائے عیش و طرب سے

مقالہ

انجمن ان اصلاح : ندرۃ

”ان اريد الا لاصلاح ما استطعت“

[از جناب صفی الدولہ حسام الملک ، سید ملی حسن خاتما صاحب خلد المصیق
نواب صدیق حسن خان مرحوم رکن انتظامی ندرۃ العلماء و سابق ممبر مجلس تمہید
دارالعلوم - سکریٹری ”انجمن اصلاح ندرۃ“]

~ ا ~ ا ~ ا ~ ا ~ ا ~ ا ~ ا ~ ا ~ ا ~

ندرة العلماء میں اگرچہ مدت سے متعدد خرابیاں پیدا ہو گئیں
تھیں جنکی اصلاح ضروری تھی ، لیکن چونکہ عام طور پر انکا کوئی
اثر محسوس نہیں ہوتا تھا اسلیے کسی نے انکی طرف توجہ نہیں
کی ۔ اس بے توجہی کا نتیجہ یہ ہوا کہ دفعتاً ان کے صفی اثر
نے ندرۃ العلماء کے نظام کو درہم برہم کر دیا ۔ اب یہ کوئی صفی
راز نہیں رہا ہے ۔ اسلیے پبلک نے اسکی طرف توجہ کی ہے ۔
اخبارات نے اس انقلاب کے متعلق مضامین لکھے ہیں ۔ کلکتہ ،
امرتسر ، پونا ، قصور ، دہلی ، بانکی پور ، بمبئی ، بریلی ، ملتان ،
اور دوسرے مقامات میں پبلک جلسوں کے ذریعہ ندرۃ کی موجودہ
حالت پر بے اطمینانی ظاہر کی گئی ہے ۔ انسپکٹر تعلیمات نے
دارالعلوم ندرۃ العلماء کا معائنہ کیا ، اور اس معائنہ کی نہایت
انسوس فاک رپورٹ لکھی ، جسکا اندازہ صرف اس فقرے سے
ہو سکتا ہے :

”اگر یہی ردی حالت قائم رہی تو گورنمنٹ اپنا ہڈ زیادہ
عرصے تک نہیں دیسکتی“

اب ندرۃ العلماء کی اصلاح کا مسئلہ خاص طور پر قوم کی توجہ
کا مستحق تھا ۔ اسلیے خیال پیدا ہوا کہ اسے لیے ایک خاص
کمیٹی قائم کرنے کی اشد ضرورت ہے ، چنانچہ میں نے اور جناب
حکیم حافظ عبد الولی صاحب ممبر ندرۃ نے گذشتہ تھارپ
ر معلومات کی بنا پر خاص طور پر اسکی ضرورت محسوس کی
اور اسے متعلق بتدریج عملی کام کرنا شروع کیا ۔ پچھلے متعدد ارکان
ندرة العلماء سے اسکی ضرورت و مقاصد کے متعلق ۲۴ جنوری سنہ
۱۹۱۴ع کو بذریعہ خط کے استصواب کیا جسکی نقل حسب ذیل ہے :

”جناب من — السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ اسوقت میں
آپ کی توجہ ایک نہایت ضروری قومی معاملہ کی طرف
منعطف کرنا چاہتا ہوں ۔ آپ کو معلوم ہے کہ ندرۃ العلماء پر قریب
لاکھوں روپیہ صرف ہو چکا ہے ، اور موجودہ حالت میں اسکی ہزار
روپیہ ماہوار مستقل آمدنی اور ایک لاکھ کی لاگت کی عمارت
موجود ہے ۔ ندرۃ سے بہت کچھ ترقعات تھیں ، لیکن پچھلے ایک
دو سالوں سے جو ابتقریاں پیدا ہو گئیں ، اور اب اسکی جو موجودہ
حالت ہے ، اس نے تمام قوم میں بے اعتباری پیدا دی ہے ۔ میں
ایک زمانہ دراز سے ندرۃ العلماء کا ممبر ہوں اور مقامی ممبر
ہونیکے وجہ سے ندرۃ کے تمام حالات سے مطلع ہونے کا مجھکو موقع
ملتا رہا ہے ۔ اس بنا پر میں چاہتا ہوں کہ ایک اصلاحی کمیٹی
قائم کیجائے جسکے حسب ذیل کام ہوں :

اس قدرتی طریق تعلیم میں قابل لحاظ امر یہ ہے کہ یہ
طبیعت پر بار نہیں ہوتا ۔ اس سے نہ تو کوئی قوت پامال ہوتی ہے
اور نہ افسردہ ۔ بلکہ جو قوی پوشیدہ ہیں وہ آشکارا ، اور جو آشکارا
ہیں وہ نمود پذیر ہو جاتے ہیں ۔

اس اطالی خاتون کی حقیقت شناس طبیعت نے اس اصلي
رخنے کو پالیا جو عام طریق تعلیم میں ہے ۔ یعنی قدرتی طریق
تعلیم کی مخالفت ہوتی ہے ۔ اسلیے اس نے اپنے طریق تعلیم کا
سنگ بنیاد یہ قرار دیا کہ ”بچہ جو کچھ سیکے وہ از خود سیکے“ ۔

”بچہ جو کچھ سیکے وہ از خود سیکے“ اس کا یہ مطلب نہیں
ہے کہ وہ اعانت استاد کا منہ کش بھی نہ ہو ۔ بلکہ اس سے مقصد
یہ ہے کہ نہ تو رقت کی تحدید ہو نہ عنوان کا تعین ۔ نہ کتابت کی
قرات ہو نہ استاد کی تلقین ۔ نہ سرزنش کی تخریفات ہو اور نہ
تحسین و آفریں کی تشویق ، بلکہ صرف ایسے مواقع پیدا کیے جائیں
جہاں بچہ آئے اور اپنے پسند کی چیزوں میں مصروف ہو جائے ۔
استاد نگرانی کے لیے موجود ہوں ۔ بچہ جو کچھ از خود سمجھلے
اسمیں مداخلت نہ کریں ، جو نہ سمجھ سکے اسے سمجھا دیں ۔ جن
امور کی طرف اسکی توجہ نہ ہو انکی طرف اسے متوجہ کریں ۔ اس
مشغول کا محرک امید و بیم نہ ہو ، بلکہ وہ تجسس جو انسانی
خاصہ ہے ، اور وہ مسرت جو مساعی علمیہ کا بہترین اور حقیقی
صلہ ہے !

چنانچہ میریا مرنٹسوری کے طریق تعلیم کے مطابق جو مدارس
قائم ہوئے ، انکی یہ حالت تھی کہ انمیں ہر لڑکے کو اختیار تھا کہ
جو چاہے کرے ۔

اب ایک لڑکا آیا ۔ اس نے دیکھا کہ لڑکوں کی چھوٹی چھوٹی
گولیاں ادھر ادھر پہیلی ہوئی کھیل رہی ہیں ۔ پس کھیل سے اسے
زیادہ رغبت ہوئی اور وہ اسی طرف چلا گیا اور انہیں کے ساتھ
کھیلنے لگا ۔ اس کھیل سے بھی گہرا تڑپ دوسرے کھیل میں شریک
ہو گیا ۔ ہر طرف استائیاں موجود ہیں ۔ جو بات دیکھی کہ لڑکوں کے
سمجھ میں نہیں آتی ، وہ انہیں سمجھا رہی ہیں ۔ بچے ہیں کہ
کھیل میں لگے ہوئے ہیں ۔ نہ اکتاتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں ۔ گویا
ہشت کی حقیقی زندگی کا ایک نمونہ ہے ، جسکے اندر یہ روحانی
جسام معصومہ دائۃ فطرت کی گرد میں کھیل رہے ہیں !

یہ مدارس عبارت سے چند کمروں سے جنمیں چھوٹی چھوٹی
رہلکی پہلکی کرسیاں پڑی رہتی تھیں ۔ کرسیوں کے علاوہ زمین کا
ش بھی تھا کہ لڑکے چاہے بیٹھیں ، چاہے لیٹیں ، چاہے ٹیک
اسے کھڑے رہیں ۔ کرسیوں کے علاوہ چھوٹی چھوٹی میزیں بھی
ہوتی تھیں ۔ چند کمروں میں سامان تعلیم ہوتا اور چند کمرے
آبی پڑے رھتے تاکہ اگر زیادہ کشادہ جگہ میں آری لڑکوں سے علحدہ
ہو کر کھیلنا چاہیں تو کھیل سکیں ۔

میریا مرنٹسوری نے ان علمی کھیلوں کی طرح ہزار ہا کھیلوں
سے ہیں ، مگر انکی تفصیل اس مختصر مضمون میں ناممکن
۔ اسلیے ہم اسے قلم انداز کرتے ہیں اور نفس طریق تعلیم کا
شروع کرتے ہیں ۔ (باقی آئندہ)

پہنایا جائے۔ ندرہ میں پیش کر کے کمیٹی قائم کرا دیجیے۔ ندرہ کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔

(جناب مولانا عبد السبعان صاحب تاجر مدراس)
میں آپ بزرگواروں کے ساتھ پورے طور سے اتفاق کرتا ہوں کہ ندرہ کی موجودہ مشکلات میں اسکی اصلاح کرنا نہ صرف اپنا منصبی فرض ہے بلکہ بہت بڑا قومی فریضہ ہے۔ آپ کے جو واقعات اسکی اصلاح کے متعلق قلم بند کیے ہیں اور جس پیرایہ میں ”اصلاحی کمیٹی“ قائم کرنے کا خیال ظاہر فرمایا ہے، اس سے مجھے سر مر اختلاف نہیں۔

(جناب مولوی حافظ فضل حق صاحب پرنسپل مدرسہ عالیہ راجپور)

بیشک آپ کی اس بارہ میں جو رائے ہے وہ نہایت مناسب ہے، پورے طور پر مجھے ان امور سے اتفاق ہے۔

(جناب مولوی سید محمد صاحب ارجین)
جو اسکیم اصلاح و ترقی کے متعلق آپ نے قائم کی ہے خاکسار اس سے متفق ہے۔

(جناب خان بہادر سید جعفر حسین صاحب انجنیئر ریاست بہوپال)

بذریعہ تار مینے اپنے اتفاق رائے سے اطلاع دی ہے، اور امید ہے کہ خدارند کریم اس جلسہ کو کامیاب کریگا۔

(انجمن اصلاح ندرہ)

جب یہ ابتدائی مراتب طے ہو چکے اور حالات زیادہ بہتر ہوئے گئے، تو زیادہ التوا مناسب نظر نہ آیا، اور ۱۵- مارچ کو غور و مشورہ کیلئے ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ اس جلسے کی روئداد اخبارات میں چھپ چکی ہے۔ یہاں وہ تحریر درج کرتا ہوں جو میں نے اس جلسے میں حضرات شرکاء مجلس کے سامنے پیش کی تھی :

(تقریر جلسہ ۱۵ مارچ)

فالہ را هر چند می خواهم کہ پنهان بر کشم
سینه می گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن !!

جناب صدر انجمن !

قبل اسکے کہ جو مدعا آج کے جلسہ کا ہے وہ بیان کیا جائے۔ میں یہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ شکستہ دلوں کی ایک ناچیز کمزور صدا کو جس دلی ترجیح کے ساتھ آپ بزرگوں نے اپنے گوشہ دل میں جگہ دی، اسکا شکریہ کس طرح زبان و قلم سے ادا نہیں ہو سکتا۔ یہ معض ایک رسمی شکریہ نہیں ہے بلکہ صمیم واقعہ کا اظہار ہے۔ فجزا کم اللہ خیر الجزاء۔

(گذشتہ پر ایک نظر)

حضرات ! آپ کو یاد ہوگا کہ ندرہ کو قائم ہونے ابھی صرف بیس اکیس سال ہوئے ہیں۔ وہ مبارک زمانہ ابھی تک ہماری آنکھوں میں پھر رہا ہے جبکہ چند روشن ضمیر علماء نے سنہ ۱۸۹۳ء میں باضابطہ مجلس ندرہ کے قائم ہونے کا اعلان کیا، اور جناب مولانا محمد علی صاحب اسکی مسند نظامت پر متمکن ہوئے۔ ندرہ کے وہ رفیع الشان مقاصد جو بمنزلہ بنیادی اصول کے ہیں، ابھی تک ہم سب کے دلوں پر نقش ہیں، ان مقاصد کو تین مختصر جملوں میں ادا کیا جا سکتا ہے :

(۱) معاملات ندرہ کی تحقیقات کرے۔

(۲) ارکان اور غیر ارکان دلوں کے لڑکے کمیٹی میں انتخاب کیے جائیں، اور ایک مشترکہ کمیٹی تحقیقات کامل کے بعد ایک رپورٹ مرتب کرے کہ بد نظمی اور ابتری کے کیا رجحان ہیں، اور ان کی کیونکر اصلاح ہو سکتی ہے؟

(۳) یہ کمیٹی فریقین کی جنبہ داری سے بالکل آزاد رہ کر کم کرے۔

(۴) یہ رپورٹ تمام اخبارات میں شائع کی جائے، اور قوم کو متوجہ کیا جائے کہ وہ اپنی قومی عظیم الشان درسگاہ کو خطرہ میں نہ آنے دیں۔

راقم — محمد علی حسن خاں - حکیم محمد عبد الولی -

(ضرورت اصلاح کا اعتراف)

اس خط کے جواب میں ارکان ندرہ کی جو رائیں موصول ہوئیں ان میں سے بعض یہ ہیں :

(جناب مولوی محمد الدین صاحب جج چیف کورٹ بہاول پور)
مجھے اس امر میں آپ کے ساتھ پورا اتفاق ہے کہ ندرۃ العلماء کی حالت قابل اصلاح ہے، اور تجویز اصلاح صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ ایک کمیٹی بلا رو و رعایت تحقیقات کرے اور اچھے نتائج بغرض آگاہی عام شائع کیے جائیں۔

(جناب نواب اسحاق خاں صاحب انجیری سکریٹری علیگڑہ کالج)
مجھے آپ کی اس رائے سے اتفاق ہے۔ البتہ میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اس اصلاح کی نیت سے جو کمیٹی مرتب ہو، اسکی مقصد کی واقعی کامیابی کا مدار اسپر ہوگا کہ منتظمین ندرۃ العلماء کی ہمدردی یا کم سے کم انکا مشورہ بھی شامل حل ہو۔ میرا دوسرا مشورہ یہ ہے کہ درمیانی اصلاحی کارروائیوں کو قبل از وقت اخبارات میں شائع نہ کیا جائے، ورنہ بحث کا طولانی سلسلہ شروع ہو جائیگا۔

(جناب مولوی حمید الدین صاحب پروفیسر میمر کالج الہ آباد)
جس کمیٹی کے متعلق جناب نے لکھا ہے امید ہے کہ نہایت مفید ہوگی اور بہر حال اسکی ضرورت ظاہر ہے۔ مگر میں اسکا رکن بننا اپنے خاص حالات کے لحاظ سے مناسب نہیں سمجھتا۔

(جناب حاذق الملک حکیم اجمل خاں صاحب دہلی)

آپ نے ندرہ کے متعلق ایک کمیٹی قائم کرنیکی رائے ظاہر فرمائی ہے۔ میں اس تجویز کے ساتھ بالکل متفق ہوں۔

(جناب شمس العلماء مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی)

سرائے اس تجویز کے کہ ایک کمیٹی بغرض اصلاح مقرر ہو اور نہایت آزادی اور ایمانداری سے تمام معاملات ندرہ کی تحقیقات کرے اور اسکی اطلاع برابر پبلک کو دے اور پوری قوت سے تمام خرابیاں عملی طور سے دور کرنے کی کوشش کرے، اور کوئی صورت اب ندرہ کے بقا کی خیال میں نہیں آتی۔ میں ایسی کمیٹی کے مقرر ہونے سے دل سے متفق ہوں اور ہر طرح آپ کی اس تجویز کا شریک ہوں۔

(جناب بابو نظام الدین صاحب تاجر چرم امرتسر)

تجویز جناب کی نہایت معقول ہے، اسے ضرور عملی جامہ

(عروج بعد از زوال)

یہاں تک کہ ندرہ کی خوش قسمتی سے زائدہ آہا جبہ مولوی مسیح الزمان خان صاحب نے لکھنؤ میں دینم بدہ دسٹے کی وجہ سے عمدہ نظام سے استعفا دیدیا اور حسب اقتضا وقت بچاے۔ ممدول ناظم مقرر ہوئے کے تقسیم عمل کی بد پر یہی مضمحلین قلم ایکنیں:

(۱) معتمد دارالعلوم جناب علامہ سیدی نعمانی (۲) معتمد مراسلات جناب مولوی عبد العی صاحب (۳) معتمد مال جناب مدشی احتشام علی صاحب۔

اس زمانے کو ندرہ نے سیدہ لایونے کا زمانہ سمجھنا چاہیے۔ اس زمانے میں اور اسے مابعد کے زمانے میں ہوریا اور ہارلیپور سے پیش فرار عطیات و وظائف مقرر ہوئے۔ پچاس ہزار روپیہ کی رقم جذب بیگم صاحبہ ہارلیپور کے بغرض تعمیر دارالعلوم مرحمت فرمائی۔ صربے کے کورنمنٹ کے بھی ازراہ مہربانی ندرہ کی جانب اپنی برجہ مبدول کی اور ایک قطعہ اراضی جو لکھنؤ میں آہنی پل کے دھنی جانب واقع ہے دارالعلوم کے لیے عطا کرے کا حکم دیا۔ اور ہزار سر جان ہیروٹ صاحب ہارے اپنے دست خاص سے دارالعلوم کا سنگ بنیاد نصب فرمایا۔ سنہ ۱۹۰۸ ع میں بمزید عنایت کورنمنٹ نے اس فیاضانہ اصول پر کہ ندرہ کی طرز تعلیم اور نصاب تعلیم میں کسی قسم کے تغیر و تبدل کی کورنمنٹ کی جانب سے خواہش نہ کیجاریگی۔ پاسورپیہ ماہوار کا عطیہ دینا منظور فرمایا۔ سنہ ۱۹۰۹ ع میں درجہ تکمیل ہر لایا گیا اور علم نلام اور علم ادب کا نصاب مقرر ہوا۔ اور بہت سے ہمدرد اور مقتدر حضرات نے مثل جناب علامہ سبلی اور جناب نواب عماد الملک ہارے کے اپنے دابل قدر یقیم خانے مرحمت فرمائے (خود جناب مقرر نے بھی اپنا گراندر لقب خانہ مرحمت فرمایا۔ الہلال)

عرض بیکنس مریض ندرہ کے بظاہر تندرست ہوکر اپنے آثار حیات نمایاں کرتا شروع کیے اور پھر وہی اٹلی سے چہل پہل نگر آئے لگی۔ بلکہ اس سے بھی نہیں زیادہ عشاق علم رقم کے ساتھ ہارلوسان شہر و نمود کی جماعت کے بھی ملکر در بالا کرمی بازار پیدا کر دی۔ مکر افسوس اور نعل انوس کے ساتھ مچھکر ہوا پرتا ہے:

خواب نہا جر بچہ نہ دیدھا۔ جرسنا افسانہ نہا!

ندوہ کی اس ترقی کے جسم میں بھی علالت کی جراثیم پرشیدہ تھیں۔ اس زمانے کو اس کی خرابی اور ندرت کا پیش خمیہ سمجھنا چاہیے۔ نفع نظر ان خرابیوں کے جوہر مقرر العمل ندرہ اور اس کی انتظامی ہارولیں سے علاوہ رہتے ہیں بد نہیں خرابی یہ تھی کہ خود ہار ندر اور ندرہ نے دمہ دار اسرور میں مقاصد ندرہ کے متعلق لکری متفق عقیدہ مرجسود نہ تھا۔ اور نہ لکری متعہدہ اصول انکی ہارولیں کی تھ میں پایا جاتا تھا۔ بلکہ ان نابینا لوگوں کی طرح جو عانی لراپے ہاتھ سے ٹٹول ٹٹول کر ہر ایک اپنی ایک نئی تشخیص کا طالب داد ہوتا تھا۔ ان لوگوں میں بھی خود مقاصد ندرہ کے بارے میں سرتاسر اختلاف خیالات موجود تھا۔ اس امر کا اندازہ کارکنان ندرہ اور ارکن سے ملکر اور گفتگو کرے کے بعد اب بھی غالباً بھری ہو سکتا ہے۔ کس قدر مضحلہ انگیز اور تعجب خیز بات ہے کہ وہ جماعت جو اصلاح نصاب تعلیم اور نشر علوم ربانی کی علم بردار بنکر آئی تھی وہ خود اپنی تصحیح خیالات نہ کرسکی اور وہ جماعت جسے رفع نزاع باہمی اپنا اہم مقصد قرار دیا تھا خود ہی آپس میں نزاع و فساد کی تضم ربزی کی بانی ہوئی (البتہ تلی)

(۱) اصلاح نصاب تعلیم (۲) دارالافتاء کا قائم ہونا
(۱) رفع نزاع باہمی۔

یہ نہیں جملے جس قدر مختصر ہیں۔ ارسقدر اپنے مفہوم اور ہر کے اعتبار سے نہایت وسیع طور عظیم و اہم میں۔ وہ خود مقاصد کا ندرہ کے اظہار کیا۔ اس وقت ملک میں مختلف لکری ترقی پھیلے ہوئے تھے۔ بعض لوگ مغربی زبان و علم کی تعلیم میں سرگرم و مشغول تھے بعض تحصیل مدرسہ ہارلوسان اور دوسرے رہے تھے۔ بعض لوگ سیاسی معلومات کو معیار ترقی سمجھتے تھے۔ بعض مذہبی تعلیم کے طریقہ قدیم ہی کو مابہ ناز سمجھتے رہے تھے۔ یہ سب چیزیں ایک حد تک بچاے خود مقاصد کے ہاروزم ترقی سے ہیں مگر وہ اصل چیزیں نہیں تھیں۔ خود ان کے پاس موجود تھی مگر خود ان کو اسکی مطلق ندرہ تھی۔ یعنی مذہب اسلام کی حقیقی اور صحیح دعوت و شاد جو صرف اصلاح نصاب تعلیم ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔

سایا دل طلب جام جم از مامی کرد

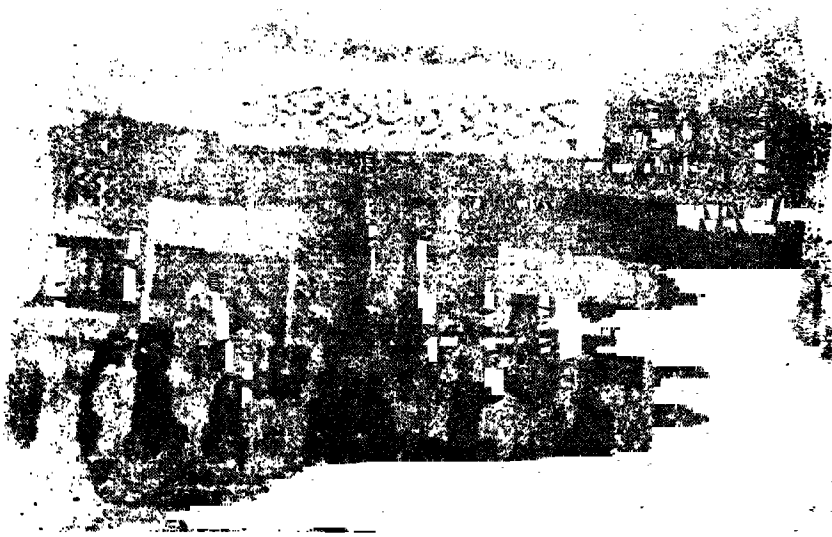
انچہ خود داشت زبکا نہ تمنا می کرد

اسکی عملی تدبیر وہی تھی جو ندرہ نے سوچی۔ یعنی غیر ضروری رسمی علوم کے بجائے ضروری اور حقیقی علوم رائج کیے جائیں۔ اور ایک عظیم العان دارالعلوم اس غرض سے قائم لایا جائے تاکہ علوم دینیہ میں تازہ جان پیدا ہو۔ اور اس دارالعلوم سے ایسے طلباء نکلیں جو ایک نہ ایک فن میں مجتہدانہ نمل پڑھتے ہوں۔ نیز وسیع الضیال ہوں۔ جدید علوم سے بھی آشنا ہوں۔ اپنے ملک اور بیرونی ملکوں میں اسلام کی خدمت انجام دیسکیں۔

دوسرا مقصد رفع نزاع باہمی تھا۔ اسکا طریقہ ندرہ کے یہ لایا کہ بدرجہ جلسہ علم علماء میں ربط و اتصال کا سلسلہ قائم کیا جائے اور طلباء میں تہذیب نفس اور شائستگی اخلاق پیدا کیجائے تاکہ اظہار عقائد و مسائل کے وقت اور مناظروں میں ہر طرف سے سب و شتم اور تکفیر سے زبان رقم کو پاک رہیں۔ سنہ ۱۸۹۸ ع ۱۳۱۶ھ میں دارالعلوم کی ابتدائی شاخ کا لکھنؤ میں افتتاح ہوا۔ سنہ ۱۹۰۰ ع مطابق سنہ ۱۳۱۸ھ میں بچریز ہولی ہارلوسان میں زان ہارور زبان قانی داخل درس کیجائے۔ بعض معزز لکری ندرہ کے اسکی سخت مخالفت کی دارالعلوم کے توڑ دیئے کی ہمکنی دی۔ با ایں ہمہ روشن ضمیرانہ استقلال سطحی مخالف پر غالب آیا۔ اور سنہ ۱۹۰۱ ع مطابق سنہ ۱۳۱۹ھ میں لکری زبان کی تعلیم بھی جاری ہوگئی اور بچہ دنوں کے بعد لکری کر دیگئی۔

(ابتلاء عظیم)

یہاں یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ بعض اسباب سے لکری تفصیل کا یہ موقع نہیں صوبہ کی کورنمنٹ کو ندرہ کی لکری سے سیاسی بدگمانیاں پیدا ہوگئیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ لکری کے مدعیان حمایت ندرہ جدا ہوئے لکری خطباء اور لکری کے اپنا عصا سنبھالا اور صدارت مجالس کے دعوے ہاروں سے لکری کے کنارہ دینچا۔ جناب مولانا محمد علی صاحب ہمد فراغ حج میں آکر نظامت سے مستعفی ہوگئے اور جناب مسیح الزمان صاحب مرحوم ناظم قرار پائے۔ اس وقت سے ندرہ کی حالت بد سے بدتر ہونا شروع ہوئی۔ آمدنی پلے سے بھی بچہ نہ تھی۔ اب عام لکری کا سلسلہ بھی ٹوٹنا شروع ہوگیا۔ محض اتفاقی چندوں پر لکری کو موقوف رہا۔



عالمِ اسلامی

ذوقِ اقصیٰ اور دعوتِ اسلام

مسلمانانِ چین کی تعلیمی ترقیات

جاپان میں تبلیغِ اسلامی کی تحریک

اچکی اشاعت میں تین تصویریں علی الترتیب شائع کی جاتی ہیں۔ پہلا گروپ دار الحکومت چین یعنی پکن کے ایک اسلامی مدرسے کا ہے، جس میں مسلمان بزرگے علومِ دینیہ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ پہلی صفحہ اساتذہ ہیں جو چینی ہیں اور سب کے سب مسلمان ہیں۔ اسکے بعد آئی دو تصویریں جاپان کے متعلق ہیں جو انگریزی رسالے ”اسلامک یونائیٹڈ“ یعنی ”الراحدۃ الاسلامیہ“ سے نقل کیے گئے ہیں۔ اس رسالے کے ایڈیٹر مسٹر حسن یوسفی اور ایک جاپانی نو مسلم ہیں۔ سالانہ قیمت صرف دو روپیہ ہے اور اس پتہ سے خط و کتابت کی جاسکتی ہے:

Hosni U. Hatabo No. 41, Daimachi Akasaka, Tokyo
JAPAN



ان دو تصویروں میں پہلا مرقع جاپان کی مجلسِ اسلامی کے ایک دفتر کا ہے، جس میں بڑے بڑے مشاہیر وقت شریک ہوئے ہیں جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

مسٹر ایم ماہ ایک مشہور جاپانی عالم اور ایڈر (ڈائریکٹر) ڈاکٹر ٹورایو (ہارٹس آف پیس) کے ایڈر (ڈائریکٹر) ڈاکٹر کوشی (ایک ملکی امیر) ڈاکٹر ان نندا، ڈاکٹر کیوہ، ڈاکٹر کوکو، ڈاکٹر جی، ڈاکٹر مسٹر اریک (ممبر پارلیمنٹ) مسٹر ایٹو (ممبر پارلیمنٹ) ان کے علاوہ بہت سے ترک، مصری، اور ہندو معززین شریک تھے۔

سب سے زیادہ نمایاں حیثیت اس مجمع میں ڈاکٹر سعد الدند نے رکھی، جو امریکہ سے صلح و یگانگت کا پیغام لیکر تمام عالم کا سفر کر رہے ہیں، اور جو اس مجلسِ اسلامی سے یہ معلوم کر کے نہایت متاثر ہوئے کہ یہ پیغام وحدت و صلح اب سے آدھ سو برس سے

ترجمہ اردو تفسیر کبیر

قیمت حصہ اول: ۲ روپیہ - ادارہ الہلال سے طلب کیجیے -

ریگستان حجاز میں اولین مرتبہ سنایا جا چکا ہے: ان ہذا استم
امہ راحدہ وانا زہم فاعبدون!

ڈاکٹر موصوف تواریق سے پکینگ ہوکر ہندوستان آئینگے اور
وہاں سے مصر جائینگے۔

دوسرا مرقع ایک نہایت محترم اور مقدس مجمع کا عکس
کراہی ہے جو مجمع الجزائر حجاز میں مریضان نوحید کی پہلی
جماعت اور ہم سے روشناس ہوا ہے۔ ان شاء اللہ امتثالہم: رمی
احسن قولاً مومن دعا الی اللہ وعمل صالحاً وفال انسی

ممن المسلمین؟ (۳۱: ۳۴)

یہ جاپانی مریضوں اور مومن کا مجمع اس تقریب سے مستند
ہوا تھا کہ ایک بڑے طالب حق دانشور والہارپ کے قبل
اسلام کے مرقع پر موجود رہے۔ دانشور موصوف کا اسلامی نام
”عبد الصمد“ رہا کیا۔ وہ بائیس جانب کی آخری دوسری ہر روز
افر رہے ہیں۔

یہ تمام نقالہ حصہ در اصل ڈاکٹر براءت اللہ کی کوششوں کا
ابتدائی ثمرات ہیں جس کا خدا تعالیٰ نے جاپان میں اولین نعم
نوحید کے ذریعے چن لیا تھا۔

جاپان، انگلستان، امریکہ، جزائر، قبا، پال، اور سب سے پہلے
خود ہندوستان دعوتِ ربانہ اسلام کے لئے نشہ ہو رہا ہے، اور اصل
الہی کے خود بخود ان ممالک کے دروازے کھول دیے ہیں
پھر کیا اب بھی ایک عظیم الشان مہم کی مشن سے واپس نہ آئے
رفت نہیں آیا؟ اور کیا مسلمانوں کو باہمی تعاون و تعلق سے
مہلت نہ ملے گی؟

کوش آؤ، کوش توڑو، فالہ آؤ، فالہ من،

انچہ اللہ نہ جائے نہ رسد دریا دست!

مہل من مہذب؟



سرسراہر ابللس

عزوة طرابلس اور اسکا مستقبل

شمالی افریقہ کا " سر متخفی "

شیخ سنوسی اور طریقہ سنوسیہ

(۳)

لیف عبد المطلب کی گرفتاری
مع ختم ہوا۔ مکہ معظمہ
شریف عبد المطلب کے ہاتھ
میں تھا اور درالہ علیہ اس
خوف سے کہ کہیں تمام بدر بھوک
نہ لٹیں، کوئی کارروائی نہیں
کرسکتی تھی۔ آخر جنگ
مرب کی جگہ مکرر خدع سے
مکمل کیا چاہا، اور اس کے سوا چارہ
فرہی نہ تھا۔ عثمان پاشا
یک جنگی جہاز بغیر فرج اور
مکان جنگ کے لیکر جدہ آیا
اور مہرر کیا کہ بعض رسد
ہے اور زیارت کرنے کی غرض
لے لکر انداز ہوا ہے۔ اس وقت
جسکی جہاز اہل عرب کیلئے
یک عجیب و غریب تماشا تھا۔
عثمان پاشا کے جدے سے
شریف کے پاس ایک خط بھیجا
جس میں بطور ایک عالی شان
پیشہ کے اسکو مخاطب کیا تھا
اور بی حاجت اور عاجزی سے
نہ اے اور حرم کی زیارت کی
نہ طلب کی تھی۔ شریف نے
بجائے، اور وہ مکے پہنچا۔
وہ روز شریف کی محبت
میں شریک ہوتا اور بحری
پلیں کے تعجب انگیز واقعات
پہلے کرتا۔ ایک دن کہا کہ
میں جہاز میں آیا ہوں، وہ اتنا
پڑے کہ ایک پورا شہر معلوم
ہوتا ہے، اور اس میں عجیب
عجیب طرح کے سامان راحت
ریش مہیا کیے گئے ہیں۔
شریف کو تعجب ہوا اور وہ

تعب بڑھاتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک دن شریف نے جہاز
پہننے کی خواہش کی اور اپنے ساتھ صرف بارہ خاص



جہاز کی جامع مسجد جو شیخ سنوسی اول کے نمبر پر

علام لیکر جدہ آیا۔ عثمان پاشا
کے دعوت رضیامت ہرے
تکلف سے اہتمام کیا تھا
جس میں وہ جہاز کے اندر رہی
حصے میں پہنچ کر کھائے پینے میں
مشغول ہوا، کپتان کے لنگر کھول کر
مسلطہ طیبہ کا رخ کر دیا

جہاز بہت بڑا تھا۔ عمرے تک
شریف کو حرکت محسوس
نہ ہوئی۔ اس کے بعد
وہ قصد ایسا تو عثمان پاشا

رات بھر قیام ہی دیکھ رہا تھا۔
صبح کو سادہ دل۔ شریف اٹھا تو
سمندر کی موجوں میں جہاز
نازی سے جا رہا تھا

مسلطہ طیبہ پہنچ کر شریف
عبد المطلب نظر بند کر دیا گیا اور
ایک محل میں رہنے والے رہا۔
(عسود الی المفسرود)

شیخ محمد بن علی
السنوسی عدین اسی زمانہ میں
مشغول دعوت تھے، اور انہی
حائقاء مرجع خلافت تھے۔ درالہ
عثمانیہ اور اسی رجحان سے بعض
ہر کیا کہ شیخ کا ہاتھ نہ ہو اس
عذر میں ہے اور اس کے شریف
عبد المطلب کی پرشیدہ اعانت
ہی ہے

جب صرف مسعودیہ
میں اور اندھو کہ وہ
دوای حکومت لٹکے شریف نے
دفعہ کے بعد مکہ میں عالم ہوئی
اور مسلطہ طیبہ سے شریف کی
کئی اہ شیخ کی حلقہ کے اثر
تو اسی طرح تم پیدا ہے
اور اسی نے اسی بہانے خود
شیخ کو بھی گرفتار کر لیا جائے

لیکن قبل اس کے کہ ایسا ہو، خود شیخ کو اسکا علم ہو گیا، اور وہ
دوبارہ مکہ معظمہ سے دیار مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔

(مصر میں دوسرا قیام)

اس زمانے میں مصر کی عثمانی حکومت عباس پاشا الاول کے ہاتھ میں تھی۔ وہ عید محمد بن علی کے فضائل کا غلغلہ سن چکا تھا۔ مصر پہنچتے ہی خدیو مصر کی جانب سے نہایت شاندار استقبال عمل میں آیا اور ”قریہ شیخ قلی“ کے قریب اس کے ایک زاریہ بنا دیا کہ یہاں مقیم رہیے اور اپنے اعمال و اشغال کو شروع کیجیے۔

مگر شیخ نے حکومت کا احسان لیذا گوارا نہیں کیا اور قاہرہ کے قریب ایک گاؤں میں جس کا نام ”کرداسہ“ ہے خود اپنے لیے خانقاہ بنائی۔ ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ اس کی شہرت سے تمام رادہ نیل گونج اٹھا اور ہزاروں آدمی اطراف اور قاہرہ و اسکندریہ سے آکر اس کے درس اور حلقہ مجاہدات میں شریک ہونے لگے۔ اس کی صحبت عجیب و غریب تھی اور اس کی تقریری فعالیت کا بڑے بڑے زبان اور مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ جو شخص ایک مرتبہ بھی اس کی آواز سن لیذا تھا پھر اس کے اختیار سے باہر تھا کہ دوبارہ اس کی طرف نہ پہنچے !

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کا قیام اسے اپنے مقاصد کے حصول کیلئے بے سود نظر آیا اور وہ بہت جلد برداشتہ خاطر ہو کر دوبارہ طرابلس کی طرف روانہ ہو گیا۔

(العزبات کی آبادی)

اس مرتبہ اس نے اپنی قدیمی خانقاہ کو تو بدستور رہنے دیا لیکن اس کے علاوہ جبل اخضر کے قریب ایک دوسری وسیع اور محفوظ جگہ تلاش کی جہاں کوئی وسیع آبادی بس سکے۔

طرابلس کا اندرونی حصہ ایک تاریخی سرزمین ہے جہاں اب تک گذشتہ قرون مدنیہ کے بہت سے آثار باقی ہیں۔ کارہیم یہیں آباد تھا سارائیکا یونانیوں کی ایک بہت بڑی مملکت اسی سرزمین میں تھی اور فتح مند رومیوں نے بڑی بڑی عمارتیں اسی کے ریک زار پر بڑی بڑی تعمیریں کی تھیں۔ جبل اخضر کے قریب اب تک سارائیکا کے بڑے بڑے کھنڈر باقی ہیں۔ ازاجملہ ایک بہت بڑا قلعہ ہے جو کسی وقت دنیا کے بڑے بڑے قلعوں میں سے ہوا۔ سید محمد بن علی السنوسی نے اسی قلعہ کے کھنڈروں کو اپنی خاص آبادی کیلئے پسند کیا اور چند نئی عمارتیں بنا کر اس کا نام ”عزبات“ رکھا۔

عزبات کی آبادی روز بروز بڑھنے لگی اور ”شیخ سنوسی اول“ کی صحبت اور حصول قرب کی کشش نے تمام افریقہ و عرب اور یمن و حجاز سے ہزار ہا ارادتمندوں کو وہاں جمع کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ اندرون طرابلس اور صحرا کی ایک بہت بڑی آبادی ہو گئی جو اب تک موجود ہے اور گذشتہ غزوہ طرابلس کے دوران میں بارہا اس کا نام لیا گیا ہے۔

(جبروب)

عزبات ایک آباد مقام ہو گیا مگر دراصل اباسی سے بڑھ کر شیخ کے مقاصد کیلئے اور کوئی بے مضر نہ تھی۔

تین چار سال کے عرصے میں تمام شمالی افریقہ پر شیخ کی روحانی حکومت قائم ہو گئی صحراے لیبیا کے تمام قبائل اس کے مرید ہو گئے اور اس کے خلفاء اور داعی دور دور تک پھیل گئے جو شیخ کی جانب سے عمل بالکتاب و السنۃ کیلئے ہر طالب سعادت مسلم سے بیعت لیتے تھے۔ یہاں تک کہ جاری اور سینکا پور میں اس کے داعی پہنچے اور جزیرہ سیلون اور بولہ پور میں اس کے نام پر بیعت لی گئی۔

یہ حالت دیکھ کر حکومت عثمانیہ کو از سرار بوجہ ہوئی اور طرابلس اور مصر سے بڑی بڑی دستخط شدہ روانہ کی گئی شیخ کے عقیدت مند مصر اور فلسطین ہر جگہ موجود تھے۔ ان کے خبر دہی نہ حکومت دسی معالمانہ کارروائی کا عزم کر رہی تھی یہ حالت دیکھ کر شیخ نے اپنے اہل خانہ کو روانہ کر دیا اور اپنی اور شہر کے اپنے مراکز اور بالذات ایک مدرسہ اور عزبات ایک صدر مقام کی حیثیت سے رہے مگر خود اس کی قیادت اس نے ہی رہا اور دور اور محض نوکری میں ہو۔ اس کے سجدہ لیبیا کے مہلک اور بھاری کے حصے کی طرف بوجہ دی

”صحراء لیبیا“ درہ ارضی کے ان عجیب و غریب مقامات میں سے ہے جس کی مہلک خصوصیات پر آج تک انسان کی فہم فتح نہ پاسکیں۔ یہ سب سے بڑا صحراء ہے جو شمالی افریقہ خوفناک ترین قطعہ سے عبارت ہے اور ایک محض کا ایک ایسا سمندر ہے جس کے طوفان رنگ و غبار کے آنے آؤانس اور انطوائیل کے بحری طوفان کچھ حقیقت نہیں رہتے۔ وہ ایک سرریکٹار ہے۔ نباتات اور آثار حیات کا اسے کسی گرتے میں پتہ نہیں۔ یہیں سفر کرنے والے مگر پانی کا ایک نظریہ میسر نہ آئیگا۔ شمالی افریقہ میں بڑی بڑی اولوالعزم قومیں آباد ہوئیں۔ رومن امپائر اور یونانیوں کے عظیم الشان شہر بسائے لیکن صحرا کے اندر نہ رہنے کی سبب کو جرات نہیں ہوئی اور وہ بڑی آبادی انہیں وہاں قائم کر سکی۔

اگر نقشہ آہستہ پاس ہو تو اپنے سامنے رکھ لیجیے۔ آپ بنغازی کے قریب ”جبل مشرق“ کی چوٹیوں کو دیکھیں گے اور اس کے قریب ہی برہہ کی سرحدی آبادی ”اولاد خرابی“ نظر آئیگی۔ پس اس بعد ہی صحراے بدری کا حصہ شروع ہو جاتا ہے اور کچھ دور نہ چھوڑے چھوٹی آبادیاں پادیسہ نشیں وہاں کی ملتی ہیں جو ”واحد“ کے نام سے مشہور ہیں اور انہی کے مجموعہ کو ”الواحد صحراء“ کہتے ہیں جو لیبیا کی اصلی آبادی ہے۔

اسی علاقے میں ایک مقام ”جبروب“ یا ”جبروب“ ہے جو ”عزبات“ سے دس دن کے مسافت پر اور صحرا کی اہل آبادی ”الواحد سیرا“ سے تین دن کے فاصلے پر واقع ہے۔ صحرا میں بڑے بڑے تہذیبی طور پر بنے ایک محفوظ مقام تھا ”سنوسی اول“ کے عزبات کا قیام ترک کر دیا اور ابدیدہ لیبیا اپنی قیام گاہ اسی مقام پر قرار دی۔ یہ واقعہ سنہ ۱۲۷۳ ہجری کا ہے۔

سب سے پہلے اس کے ایک نہایت عالی شان اور وسیع مسجد بنائی جس کے صحن کے اندر ایک لائے سے زیادہ آدمی بدیل رہ سکتے ہیں اور جس کی چار دیواری مڈل قلعہ کے نہایت بلند اور محکم ہے۔ اسے صحن کی بیرونی جانب محراب دار برآمدہ ہے اور ہر محراب کے اندر ایک وسیع حجرہ جس میں نئی شخص بارگاہ راحت رکھتے ہیں اسی طرح صرف مسجد ہی کے اندر نئی ہزار آدمیوں کے رہنے کا سامان ہو گیا۔

مسجد کے ساتھ ہی اس کے ایک بہت بڑی خانقاہ بھی بنائی جس کے اندر نئی نئی عمارتوں اور زاریوں کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ اب وہ بالکل مطمئن ہو کر یہیں مقیم ہو گیا تھا اور اپنے انکار میں غرق تھا۔ لوگ ہر طرف سے لہجہ ہرے جبروب آئے اور یہ اپنے طریقہ کے رعب و ہدایت اور ارشاد و سلوک میں مشغول رہتا۔ تمام قبائل پیشتر ہی سے مرید ہو چکے تھے۔ باہر کیلئے صدھا داعی اور خلفاء بھیجتے جاتے تھے اور نورلوحہ مسافروں کیلئے مختلف اقطاع افریقہ میں رہنا متعین تھے جو انہیں بارگاہ

مرآت

مستأ و بقاء و اصلاح ندوہ

میرٹھہ

مسلمانان میرٹھہ ریبررنجات کا ایک عام جلسہ زیر صدارت مولوی محمد علی صاحب ادیٹر کامریڈ و ہمدرد ہجرم نوجندی میں منعقد ہو کر ندوۃ العلما لکھنؤ کے متعلق حسب ذیل رزلوشن پاس ہوا :

”مسلمانان میرٹھہ ندوۃ العلما لکھنؤ کی موجودہ شورش اور بد نظمی پر دلی تاسف کا اظہار کرتے ہیں اور انکی خواہش ہے کہ ندوہ کے معاملات کی جانچ و پرتال و نیز درستی کیلئے مسلمانوں کا قائم مقام مگر آزاد کمیشن مقرر کیا جائے جس میں حسب ذیل اصحاب شامل ہوں :

سراجہ صاحب محمود آباد، نواب وقار الملک بہادر امرہہ، مسٹر محمد علی ادیٹر کامریڈ، حکیم محمد اجمل خان صاحب دہلی، مسٹر مظہر الحق بیرسٹرایٹ لا بانکی پرور، حاجی رحیم بخش صاحب بہار پور، خراجہ حسن نظامی صاحب دہلی، آئربیل سر ابراہیم رحمت اللہ بیررنٹ بمبئی، مولانا ابوالکلام صاحب آزاد لکھنؤ، مولانا عبد الباقی صاحب فرنگی محل لکھنؤ“

۱۰۷۱ کا جلسہ اذتہ

اور

طلباء کے قسمت کا آخری فیصلہ

۲۶ - مارچ سنہ ۱۹۱۴ ع گرجی خاص تقریب سے ہندوستان میں ممتاز نہرو، لیکن وہ اس حیثیت سے ایک قابل یادگار تاریخ ہے کہ اس دن ہماری قسمت کا آخری فیصلہ ہو گیا تھا۔ آخر کار بہزار انتظار و ہزار کشمکش امید و یاس یہ یوم الفصل آگیا اور اس نے ہماری تقدیر کا یکطرفہ فیصلہ سنا دیا۔

اس یادگار تاریخ کے خام کر جلسہ انتظامیہ ہو گیا تھا، لیکن ۲۵ مارچ کے شام ہی سے ارکان کے تشریف آوری کا سلسلہ شروع ہوا اور ۲۶ مارچ کی صبح تک ہماری نگاہیں مولوی عبد الرحیم ریواڑی، مولوی نظام الدین جہنجیری، مولوی ناظر حسین جہٹاروی، مولوی احمد علی محدث میرٹھی، مولوی ظہور الاسلام فتحپوری، مولانا سیف الرحمن پشاور، قاری عبد السلام پانی پتی، مولانا فضل حق صاحب رامپوری کے عقیدتمندانہ زیارت سے نور افروز ہو چکیں۔ یہ وہ بزرگ تھے جنکی ذات سے ہمارے منصفانہ فیصلہ کے ساتھ رفق و ملاحظت اور ذاتی دلجوئی کی بھی توقع تھی۔ انکے علاوہ نواب اسحاق خان، کرنل عبد المجید خان، مولوی حبیب الرحمن خان شیروانی، شریک جلسہ مولانا خاندان کاکوری کے تمام ممبر منشی احتشام علی صاحب کے کوٹھی میں بٹھے ہی سے موجود تھے۔ قانون دان ممبروں کا سلسلہ جن میں مولوی نسیم صاحب، مولوی

جربوب تک پہنچا دینے۔ نہ تو اسے کسی دنیاری حکومت سے اب خوف تھا اور نہ جاسوسوں کی مراقب نظروں سے۔

(وفات اور تصنیفات)

اُس نے اپنی زندگی ہی میں اپنی دعوت کو کمال عروج و رفعت ذکر کے عالم میں دیکھ لیا اور سنہ ۱۲۸۶ ہجری میں جب پیام اجل پہنچا تو وہ نہایت طمانینہ اور دل جمعی کے ساتھ اس کے استقبال کیلئے طیار تھا۔

شیخ سنوسی اول کے علم و فضل اور دعوت و طریق ارشاد کا اندازہ اسکی تصنیفات سے ہو سکتا ہے جن میں سے بعض حسب ذیل ہیں :

(۱) ایفاظ الرسنان فی العمل بالسنة و القرآن - مصر میں چھپ گئی ہے، مگر اب مطبوعہ نسخہ نہیں ملتا۔ میرے کتب خانے میں موجود ہے۔ والد مرحوم نے قسطنطنیہ میں ایک سنوسی داعی سے لی تھی۔ اس کتاب سے شیخ کی دعوت کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے اور یہی کتاب ہے جس نے سب سے پہلے میرے دل میں انکی نسبت حسن ظن پیدا کیا۔ موضوع یہ ہے کہ صدر اول کے بعد سے مسلمانوں میں عملی تنزل شروع ہوا، تا آنکہ بدعات و زوائد اور خرافات و سلیات نے اعمال صحیحہ شرعیہ کی جگہ لیلی۔ اب پوری سعی اسمیں صرف ہونی چاہیے کہ قرآن و سنت کی تعلیم کا احیاء کیا جائے۔ اس کتاب پر آگے چل کر بحث کرونگا۔

(۲) الشمس الشارقة فی سماء مشائخ المغاربة و المشارقة - بمبئی میں ایک سنوسی کے پاس اسکا قلمی نسخہ دیکھا تھا، مگر اسکا بیان ہے کہ تیونس میں چھپ گئی ہے۔ یہ تصوف اور سلاسل سلوک کی ایک نہایت ہی جامع کتاب ہے۔ تمام طریقوں کا مختلف ابواب و فصول میں تذکرہ کیا ہے اور علی الخصوص اُن طریقوں کا جو بلاد مغرب و افریقہ میں رائج ہے۔

(۳) العقیدہ - عقائد محدثین و سلف صالح میں ایک چھوٹی سی کتاب ہے۔ عبارت نہایت صاف ہے۔ کہیں کہیں متکلمین کا رد بھی کرتے گئے ہیں۔ مصر میں چھپ گئی ہے اور ملتی ہے۔ (۴) المعین فی الطریق الاربعین - میں نے نہیں دیکھی۔ نام سے جو کچھ معلوم ہو سمجھ لیجیے۔

(۵) المنہل الرائق فی الاسانید و الطرائق - اس کتاب میں وہ تمام اسانید جمع کیے ہیں جن سے شیخ نے سلوک و تصوف اور مختلف علوم دینیہ حاصل کیے۔ اساتذہ کے حالات بھی دیے ہیں۔ انداز تصنیف بھی ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ کے استاد شیخ ابراہیم کردی المدنی نے اپنی اسانید میں اختیار کیا ہے۔ تیونس میں چھپ گئی ہے اور میرے پاس موجود ہے۔

اسکے علاوہ اور بہت سی تصنیفات ہیں جو تیونس اور الجزائر کے پریسوں میں چھپوائی گئیں، مگر انکا حال معلوم نہیں۔ فرانس میں بھی ایک مختصر رسالہ چھپا ہے جس میں نئے مریدوں کیلئے ضروری تعلیمات ہیں۔ مدت مولیٰ اسکا خلاصہ ایک شخص نے اخبار المرید مصر میں چھپوایا تھا اور میں نے اسکا خلاصہ اخبار وکیل کے کسی نمبر میں دیا تھا۔

سے اسٹرائک کو ایک مضر چیز ثابت کیا، تاہم انہوں نے موجودہ دور کی خصوصیت کو نظر انداز نہیں کیا، جس نے جذبات و خیالات میں آزادی پیدا کر دی ہے، اس لیے انہوں نے اسٹرائک کو اس قدر قابل نفرت اور حقیر چیز ثابت کرنیکی کوشش نہیں کی، جس کا اثر کرنل صاحب کے تقریر کے ہر لفظ سے ظاہر ہوتا تھا۔ حکیم صاحب کے بعد مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب شیروانی نے ایک موثر تقریر کی، اور کرنل صاحب کی تقریر پر سنجیدہ نکتہ چینی کے بعد وہ طریقہ اختیار کیا، جو طلباء پر اثر ڈال سکتا تھا۔ انہوں نے بہت سے تاریخی واقعات سے ثابت کیا کہ علماء کا کم صرف طلب علم تھا، اور طلباء دارالعلوم کو اس غرض کیلئے موجودہ ناگوار حالت چھوڑ کر اپنے بہترین سلسلہ تعلیم کو شروع کر دینا چاہیے۔ ارکان کے تقریر کا سلسلہ ختم ہوا، تو طلباء کی طرف سے مولوی حسن الہی اور تقریباً درگھنٹے تک ایک پر اثر تقریر کی۔ اس تقریر کا بعض ارکان پر یہ اثر ہوا کہ مولوی فضل حق صاحب نے اسی وقت اعتراف کیا کہ طلباء کا بیان بھی قابل لحاظ ہے، اور اکثر ارکان نے مختلف طریقوں سے ظاہر کیا کہ طلباء کے شکایات نظر انداز کرنیکی قابل نہیں، بلکہ قابل تحقیقات ہیں۔ بہر حال چونکہ جلسہ میں طلباء کے عذرات نہیں سنے گئے، اور نہ کمیشن تحقیقات کے بٹھانیکا وعدہ کیا گیا، بلکہ کرنل صاحب نے صاف طور پر ظاہر کیا کہ یہ قطعی فیصلہ ہے، اس لیے طلباء نے اس یکطرفہ فیصلہ کے قبول کرنے سے انکار کیا، لیکن مولوی فضل حق صاحب نے اپنی ذاتی ہمدردی کی بنا پر طلباء کو امید دلائی کہ وہ جلسہ میں انکے شکایات سننے کی تحریک کریں گے، چنانچہ صبح کو جب جلسہ شروع ہوا، تو در طلباء العلم کو بلائے، قائم مقام طلبہ بلایا گیا۔ ان طلبہ نے جلسہ میں شکایات بیان کیں، لیکن جلسہ میں خاندان کا کوری، اور طبقہ علماء کے بعض ممبروں کی حالت بالکل فریقانہ حیثیت رکھتی تھی۔ یہہ لوگ انکے بیانات پر جرح و گروہ کرنیکی لیے مسابقت کرتے تھے۔ جلسہ میں اس قدر بدنظمی پیدا کر دی کہ مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب کو صاف صاف کہنا پڑا کہ ”رات کو طلباء نے اپنے جلسہ میں جس تربیت و حسن نظام کو قائم رکھا تھا، اسوس ہے کہ اب اس قدر ترتیب بھی قائم نہیں رکھ سکتے۔“ آخری نتیجہ یہہ

ایک سنیاسی مہمانما کے دو نادر مایہ

حبوب مقوی — جن اشخاص کی قوی زائل ہو گئے ہوں وہ اس دوائی کا استعمال کریں۔ اس سے ضعف خواہ اعصابی ہو یا دماغی یا کسی اور وجہ سے بالکل نیست نابود ہو جاتا ہے۔ دماغ میں سرور و نشاط پیدا کرتی ہے۔ تمام دلی دماغی اور اعصابی کمزوریوں کو زائل کر کے انسانی دھانچہ میں معجز نما تغیر پیدا کرتی ہے۔ قیمت ۵۰ گولی صرف پانچ روپیہ۔

منجن دندان — دانتوں کو موتیوں کی طرح ابدار بناتا ہے۔ امراض دندان کا قلع قمع کرتا ہے۔ ہلکے دانتوں کو مضبوط کرتا ہے۔ دانت نکلنے وقت بچے کے مسرور ہوں پر ملا جارہے تو بچہ دانت نہایت آسانی سے نکالتا ہے۔ منہ کو معطر کرتا ہے۔ قیمت ایک دینیہ صرف ۸ آنہ۔

ترباق طحال — تب تلی کیلئے اس سے بہتر شاید ہی کڑی دوائی ہوگی۔ تب تلی کو بیخ و بن سے نابود کر کے بتدریج جگر اور قوی کی اصلاح کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۴ روپیہ ۴ آنہ۔

ملنے کا پتہ — جی۔ ایم۔ قادری انڈیا کو۔ شفاخانہ حیدرہ منڈیالہ ضلع کجرات پنجاب

ظہور احمد صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں، انہی الگ تھا۔ اس مختلف الارصاف اجتماع سے ہم کو ایک ایسے فیصلے کی توقع تھی، جو قانون، انتظام، شریعت، رفق و ملاحظت کا بہترین مجموعہ ہو سکتا تھا، لیکن مولانا فضل حق صاحب رامپوری کی ہمدردی، مولانا حبیب الرحمن خاں شیروانی کے معتبت آمیز انداز، ان کے الگ کرنیکے بعد ہماری دامن امید میں کیا ایا واقعات کی ترتیب اسکا فیصلہ کر سکتی ہے۔

ترتیب نزل کے لحاظ سے ۲۶ - کی صبح تک علماء کا اجتماع ہر چکا تھا۔ یہ تمام بزرگ دارالعلوم کے متصل فروکش تھے۔ صبح سے شام تک طلباء سے ملنے جلنے اور انکے خیالات کے دریافت کرنیکا کافی موقع مل سکتا تھا، لیکن ایک بزرگ بھی ایسے نہ تھے، جو دارالعلوم میں آئے، اور طلباء کی اخلاقی دلجوئی کرتے۔ اس بنا پر طلباء انکے اخلاقی کشش سے متمتع نہ رہ سکے، جو قانونی فیصلہ سے بہت زیادہ موثر ہو سکتی تھی۔ دوسرے ممبروں کو انہی بھی بالاتر سمجھنا چاہیے۔ چار بجے شام کو ان بزرگوں کا اجتماع ہوا، اور سب سے پہلے اسٹرائک کا معاملہ پیش کیا گیا۔ اس معاملہ کے فیصلہ کیلئے یہ بعض چہلپوٹی گئی کہ شرعی حیثیت سے اسٹرائک جائز ہے یا نہیں۔ تمام لوگوں کے متفقہ فتویٰ دیا کہ اسٹرائک ناجائز ہے۔ اس فتویٰ کے حاصل کرنیکے بعد یہہ یکطرفہ فیصلہ کر دیا گیا کہ طلباء کو بلا شرط اطاعت قبول کر لینی چاہیے، ورنہ انکا نام خارج کر دیا جائیگا۔ یہہ اس معاملے کا آخری فیصلہ تھا، لیکن با ایں ہمہ دارالعلوم کی قومی خصوصیت کا اس قدر لحاظ رکھا گیا کہ اخلاق آمیز تمہید کے ساتھ طلباء کو سنایا گیا۔ اس غرض سے کرنل عبد المجید خاں صاحب، حکیم عبد الولی صاحب، مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب شیروانی، مولوی فضل حق صاحب رامپوری، مولوی احمد علی صاحب محدث میرٹھی، دارالعلوم میں تشریف لائے۔ طلباء اس فیصلہ ناطق کے سننے کیلئے پہلے سے موجود تھے۔ کرنل صاحب نے سب سے پہلے تقریر شروع کی، اور تمہید میں اپنی عظیم الشان شخصیت کو نمایاں کیا، دارالعلوم پر اپنے احسانات گنائے، گورنمنٹ کے تعلقات بتائے، اسٹرائک کو شرعی حیثیت سے ناجائز قرار دیکر یہہ فیصلہ سنایا۔ اس کے بعد حکم عبد الولی صاحب نے تقریر کی۔ حکیم صاحب نے اگرچہ انتظامی حیثیت

اکسیر و شفا دافع طاعون و وبا

ایک کردار انسان کو یہ مرض مار چکی ہے

یہی ایک دوا ہے جس کے استعمال سے ہزاروں مریض تندرست ہو چکے ہیں اگر وبا زدہ مقامات میں بطور حفظ مانتقم ہر روز ۵ بوند استعمال کی جائے تو پینے والا حملہ مرض سے محفوظ رہتا ہے۔ ہدایات جس سے مرض دوسرے پر حملہ نہیں کرتا، اور مفید معلومات کا رسالہ ایک سو صفحہ کا مفت

آب حیات

کا قصہ مشہور ہے اب تک کسی نے اسکی تحقیقات نہیں فرمائی محققان یورپ حکما سلف خلف کے تحقیق کردہ مسائل وغیرہ و علمی تجربات و مشاہدات اور مختلف عوارض کس طرح دور ہو سکتے ہیں اس کی علمی عملی ثبوت۔

ایک سو ۳۲ صفحہ کی کتاب

لا علاج کہنے بیماریوں - مثلاً کمزوری - ہر طرح کے ضعف باہ - عقر - بواسیر - بواسیر - ذیابیطس - درد گردہ - ضعف جگر کا شرطیہ ٹیکہ پر علاج ہو سکتا ہے فارم تشخیص منگواؤ۔

پتہ حکیم غلام نبی زبدۃ العکما مصنف رسالہ جوانی دیوانی - ذیابیطس نفرس درد گردہ ضیق النفس وغیرہ لہور مروجی دروازہ لہور۔

کیا تھا، اس لیے طلباء کو ان بزرگوں کی ہمدردی کے اعتراف کے ساتھ اس پر تسکین نہیں ہوئی۔ اب بھی فیصلہ قائم رکھا گیا ہے اور طلباء کو ارکان و جلسہ انتظامیہ کے یکطرفہ فیصلہ سے بالکل مایوسی ہوگئی ہے، ان کو اب صرف قوم کا بھروسہ ہے۔ یہ ارکان کا آخری فیصلہ تھا، جس میں ڈیپلن، قانون، انتظام، جلسہ و ارکان کی پوزیشن، غرض مختلف خارجی اسباب کا لحاظ رکھا گیا، لیکن طلباء کے مطالبات کا رجحان اسٹراٹک کا، مہتمم اور ناظم کی حیثیت کا، ارکان کے انفرادی حالت کا اثر اس سے بالکل مختلف ہے۔ اثر ارکان نے ذاتی حیثیت سے احساس کیا، اور بعض دلیر طبع لوگوں نے اس کو ظاہر بھی کر دیا کہ طلبہ کے مطالبات قابل لحاظ ہیں، اور مہتمم و ناظم میں طلباء پر اثر ڈالنے اور انتظام قائم رکھنے کی قابلیت نہیں۔

(طلباء دارالعلوم ندوۃ العلماء - لکھنؤ)

امیروں کیلئے موسم سرما کا عجیب تحفہ

مفوح بے نظیر

شانی مطلق کے عجیب اثر اس جوہر بے نظیر میں مخفی رکھا ہے۔ نازک مزاج آدمی یا امرا جنگی طبیعت قدرتی طور پر موسم گرما کی شدت کی متحمل نہیں ہو سکتی طرح طرح کے امراض مثلاً ڈھرا، کڑی حرارت مٹانہ، وجع المعده، خفقان، مالخولیا، غشی، خرابی خورن، پیریشانی، ارداسی، کھلی اور تساہلی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس شربت کے استعمال سے یہ تمام شکایات بالکل رفع ہو جاتی ہیں۔ اگر حالت صحت میں اس شربت کو استعمال کیا جائے تو موسم گرما کی گرمی قطعی اثر نہ کرے۔ طبیعت میں ہر وقت سرور و نشاط رہے ارداسی و کھلی نام کو بھی نہ آئے۔ غم و الم پاس نہ ہو سکے۔ دل و دماغ میں طرب و نشاط کا جمگٹا رہے۔ یہ شربت ذائقہ میں نہایت لذیذ اور شیریں ہے۔ عہدہ داروں، ججوں، کلرکوں، استادوں اور دماغی محنت کرنے والوں کے لیے نعمت عظمیٰ ہے۔ قیمت تین پاؤ شربت تین روپیہ صرف محصول ڈاک ۱۲۔ آٹھ نصف قیمت پیشگی آبی چاہیے۔

۱۰۰ ۲۰ تہر

مرلوی غلام حیدر اینڈ کو منڈیالہ ضلع گجرات پنجاب

حرم مدینہ منورہ کا تاریخی خاکہ

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ یا (Plan) ہے جو ایک مسلمان انجینئر نے موقعہ کی پیمائش کر کے پیمانے سے بنایا ہے نہایت دلچسپ متحرک اور عجیب چیز ہے۔ مسجد نبوی میں جہاں جہاں ستون ہیں نقشے میں ان جگہوں پر چھوٹے چھوٹے دائرے بنے ہوئے ہیں جہاں نقشے میں ستونوں کا رنگ گلابی ہے۔ مسجد میں بھی وہ گلابی رنگ کے ہیں۔ ریاض جسٹ کا ٹکڑا جس کے ستون موقعہ پر زرد رنگ کے ہیں نقشے میں بھی انکو زرد رنگ دیا ہے۔ حضرت سیدہ زکات رسول کریم صلعم کے عید مبارک میں مسجد کی جس قدر حد تھی اسکو سبز رنگ دیا ہے۔ حضرت عمر خطاب، عثمان غنی، اور دیگر خلفائے وقت میں مسجد کے ساتھ جس قدر گھر آباد کر کے ملائی گئی وہاں تک علاحدہ رنگ سے دیکھائی گئی ہے۔ بیر فاطمہ، بستان فاطمہ، باب الرحمت، باب النسا، باب مجیدی باب الجبریل، منیر، جالے تکبیر، روضہ شریف، مزار حضرت عمر، حضرت ابابکر صدیق، معراج النبی صلعم دیگر سب ضروری مقامات نقشے میں صاف طور سے دیکھا دی گئی ہیں۔ روزنامی نقشہ معہ رول و کپڑا پانچ رنگوں سے چھپا ہوا، پیمانہ ۱:۱۰۰، سطح پر مطابق موقعہ تیار کیا قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصول میں ملتا ہے

دیگر کتابیں

(۱) مشاہیر اسلام چالیس صوفیائے کرام کے حالات زندگی در ہزار صفحہ کی کتابیں اصل قیمت معہ رعایتی ۲ روپیہ ۸ آنہ ہے۔ (۲) مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی پندرہ سو صفحہ قیمتی کاغذ بڑا سا قیمت ۶ روپیہ ۱۲ آنہ

ملنے کا پتہ — منیجر رسالہ صوفی ہندی بہار الدین

ضلع گجرات پنجاب

نکلا کہ طلبہ کو نواب اسحاق خان صاحب پریسیڈنٹ جلسہ نے یہ فیصلہ سنایا کہ اگر آپ لوگوں نے بلا شرط اسٹراٹک نہ ختم کر دی، تو آپ لوگوں کے نام خارج کر دیے جائیں گے، طلباء نے اس حکم کو نہایت ضبط و تحمل کے ساتھ سنا، اور درحقیقت یہ ان کے استقامت کا آخری امتحان تھا۔ اب صرف اخلاقی قوت کا اثر ڈالا جاسکتا تھا۔ اس لیے صرف ان ارکان نے اس موثر قوت سے کام لیا چاہا جنکو طلباء کے ساتھ ہمدردی تھی۔ چنانچہ اس غرض سے مرلوی حبیب الرحمن خان صاحب شیرانی اور مرلوی فضل حق صاحب رامپوری بعد نماز جمعہ دارالعلوم میں تشریف لائے۔ مرلوی عبد الرحیم صاحب بھی ساتھ آئے تھے۔ ان بزرگوں نے چند طلباء کو ایک کمرہ میں جمع کر کے پراثر طریقہ سے گفتگو کی، اور امید دلائی کہ اگر وہ فیصلہ قبول کر لیں تو وہ لوگ شکایات کی تحقیقات پر جلسہ کو ترجیح دلائیں گے، لیکن چونکہ انہوں نے ذاتی ہمدردی سے یہ طریقہ اختیار

زندہ دہگور مریضوں کو خوشبری

یہ گولیاں ضعف قوت کیلئے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہیں، زمانہ انحطاط میں جوانی کی سی قوت پیدا کر دیتی ہیں، کیسا ہی ضعف شدید کیوں نہ دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتی ہیں، اور ہمارا دعویٰ ہے کہ چالیس روز حسب ہدایت استعمال کرنیسے اس قدر طاقت معلوم ہوگی جو بیان سے باہر ہے۔ ٹوٹے ہوئے جسم کو دوبارہ طاقت دیکر مضبوط بناتی، اور چہرے پر رونق لاتی ہے۔ علاوہ اسکے اشتہا کی کمی کو پورا کرنے اور خورن صاف کرنے میں بھی عظیم النظر ہیں، ہر خریدار کو دوا لابی کے ہمراہ بالکل مفت بعض ایسی ہدایات بھی دیجاتی ہیں، جو بچائے خرد ایک رسیلہ صحت ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصول بذمہ خریدار چھ شیشی کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۴ آنہ کا ٹکٹ بھیج دین آپکو نمونہ کی گولیوں کے ساتھ ساتھ راز بھی تحریر کیا جائیگا۔

۱۰۰ ۲۰

منیجر کارخانہ حبوب کا یا پلٹ پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکتہ

دیار حبیب (صلعم) کے فوٹو

گذشتہ سفر حج میں میں اپنے ہمراہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے بعض نہایت عمدہ اور دلچسپ فوٹو لایا ہوں۔ جن میں بعض تیار ہو گئے ہیں اور بعض تیار ہو رہے ہیں۔ مکانوں، کوسجائے کے لئے بہرہ اور مغرب احلاق نصاریٰ کی بجائے یہ فوٹو چوکھٹوں میں چڑھا کر دیواروں سے لگائیں تو علاوہ خوبصورتی اور زینت کے حیرت برکت کا باعث ہوگے۔ قیمت فی فوٹو صرف تین آنہ۔ سارے پچھلے دس عدد فوٹو جو تیار ہیں انھیں منگائے کی صورت میں ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ خرچ ڈاک۔ یہ فوٹو نہایت اعلیٰ درجہ کے آرٹ پیپر پر لاپتی طرز پر دبوائے گئے ہیں۔ بیٹکی وغیرہ کے بازاروں میں مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے جو فوٹو بکے ہیں۔ وہ ہاتھ کے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اب تک فوٹو کی تصاویر ان مقدس مقامات کی کوئی شخص تیار نہیں کر سکا۔ کیونکہ بدوی قبائل اور خدام حرمین شریفین فوٹو لینے والوں کو فوٹو سمجھ کر انکا خاتمہ کر دیتے ہیں۔ ایک ترک فوٹو گرافر وہاں بہت زور حاصل کر کے یہ فوٹو لے (۱) کعبۃ اللہ، بیت اللہ شریف کا فوٹو سیاہ ویشی علاق اور اسپر سہری حروف جو فوٹو میں بڑی اچھی طرح پڑے ہیں (۲) مدینہ منورہ کا نظارہ (۳) مکہ معظمہ میں نماز جمعہ کا سب سے پہلا نظارہ اور ہجوم خلائق (۴) میدان منامین حاجیوں کے کمپ اور مسجد حنیف کا سین (۵) شیعان نو کنر مارے کا نظارہ (۶) میدان عرفات میں لوگوں کے جیسے اور قاصی صاحب کا جبل رحمت پر خطبہ پڑھنا (۷) جنت البقیع واقعہ مکہ معظمہ جس میں حضرت حدیجہ حرم رسول کریم صلعم اور حضرت آمنہ والدہ حضور سرور کائنات کے مزارات بھی ہیں (۸) جنت البقیع جس میں اہل بیت و اہل بیت السرمیدین و بنات النبی صلعم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہداء بقیع کے مزارات ہیں (۹) دعبۃ اللہ کے گرد حاجیوں کا طواف کرنا (۱۰) کوہ صفا و مروہ اور وہاں جو کلام ربانی کی آیت منقش ہے فوٹو میں حرف بحرف پڑھی جاتی ہے۔

منیجر صوفی ہندی بہار الدین - ضلع گجرات - پنجاب

ایک تعلیمگاہ علوم معاش کی تجویز

خادم الاسلام خاکسار معذوب الرحمن جملہ اہل اسلام کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ ضروریات زمانہ کے لحاظ سے کچھ عرصہ سے ہمارا یہ خیال ہے کہ دیوبند جیسے متبرک مقام پر جو کہ بفضلہ تعالیٰ شہرہ آفاق ہے، ایک ایسی تعلیمگاہ قائم کی جائے جس کے ذریعہ علوم معاش کی عملی تعلیم مسلمانوں کو دیجائے۔ اس تعلیمگاہ میں حسب ضرورت زمانہ و وسعت سرمایہ مختلف شعبے صنعت و حرفت زراعت و تجارت و دستکاری وغیرہ کے قرار دیے جائیں۔ بلا لحاظ ذات و پیشہ وغیرہ مسلمانوں کو عملی طور پر اس تعلیمگاہ میں کام سکھایا جائے۔ یہ تعلیمگاہ اپنے فوائد اور داخلہ طلبہ کے لحاظ سے عام ہوگی۔ یعنی ہر مسلمان خواہ کسی صوبہ کا ہو بلا لحاظ عمر و سکونت وغیرہ اس میں داخل ہو سکے گا، اور جس صیغہ کام کے قابل سمجھا جائیگا اسی میں تعلیم پاسکے گا۔ اس معروضہ بالا مفید تجویز کو ہمنے حتی الامکان عملی طور پر پورا کر نیکا عزم کر لیا ہے، مگر چونکہ اس کام میں سرمایہ کی بہت زیادہ ضرورت ہے لہذا جمیع اہل اسلام کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ استدعا ہے کہ حتی السرع امداد سے دریغ نہ فرمائیں۔ یہ مجوزہ تعلیم گاہ علوم معاش مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند کی طرف سے نہیں ہے بلکہ علیحدہ مستقل کام ہے۔

خاکسار معذوب الرحمن قادری دچشتی دیوبندی دیوبند ضلع سہارنپور

دہلی کے خاندانی اطباء اور دوا خانہ نو رتن دہلی

یہ دوا خانہ عرب - عدن - افریقہ - امریکہ - سیلون - آسٹریلیا - وغیرہ وغیرہ ملکوں میں اپنا سکھ جما چکا ہے اس کے معجزات معتمد الملک احترام الدولہ قبلہ حکیم محمد احسن اللہ خان مرحوم طبیب خاص بہادر شاہ دہلی کے خاص معجزات ہیں۔ دوائی ضیق - ہر قسم کی کھانسی و دمہ کا معجزہ علاج فی بکس ایک تولہ ۲ در روپیہ۔ حب قتل دیدان - یہ گولیاں پیٹ کے کیتے مار کر نکال دیتی ہیں فی بکس ایک روپیہ۔ المشہر حکیم محمد یعقوب خاں مالک دواخانہ نورتن دہلی فراشتخانہ

ترکی سے پیغام

برادران اسلام کی خدمت میں

ہم بذریعہ اعلان ہدا اپنے ہندوستانی مسلمان بھائیوں کو آگاہ کرتے ہیں کہ ہمارے پیچ پنجاب کے ایجنٹ جنکا نام "کامریڈ" میں مشہور ہو چکا ہے۔ اب باقاعدہ طور پر تمام ہندوستان کے سول ایجنٹ مقرر کر دیے گئے ہیں۔ اپکا اسم شریف شیخ سلطان محمد مالک تجارت خانہ ہوشیار پور ہے۔

چشتی اینڈ کمپنی دہلی جو ہمارے پیچ سول ایجنٹ تھے اب وہ سول ایجنٹ نہیں رہے اور ان کے جو اشتہارات اس دعوے کی تائید میں شایع ہوں وہ جھوٹے تصور کئے جائیں، کیونکہ اس سے ان کی غرض محض دھوکا دینا ہوگی اس مسلمان پبلک کو جس کے ہمارے خالص ترکی اور اسلامی صنعت مثلاً ترکی ٹریپیاں اور ہوسری خالص ترکی اشیاء کی ترویج کے لئے نہایت اہتمام سے کام لیا ہے۔ آئندہ جو چیز ترکی سے آگے کی وہ شیخ سلطان محمد مالک تجارت خانہ سلطان ہوشیار پور سے مل سکے گی۔

ترکی ٹریپروں اور دیگر ترکی ساخت اشیاء کے بارے میں جملہ استفسارات شیخ صاحب مرصوف سے یا ان کے مقرر کردہ ایجنٹوں سے ہونے چاہئیں۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے ہندوستانی بھائی اس خالص اسلامی صنعت کو فروغ دینے میں کوشش فرمائیں گے۔

آپ کا مخلص

ظفر کامل منیجنگ ڈائریکٹر شرکت مایہ عثمانیہ سول ایجنٹ کارخانہ شاہی ہرک - قہرمانیہ

اطلاعات

برادران میں تعینات و سلام !

برادران دور افتادہ کے اجتماع و ارتباط کی جو تحریک میں نے کی تھی اور آپ نے جسکا خیر مقدم کیا تھا، اس کے استحکام کے لیے ۱۳-۱۴-۱۵ اپریل سنہ ۱۹۱۳ء کو ایک عظیم الشان جلسہ کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا ہے، جسمیں آپ کی شرکت کی ضرورت صرف اس لیے نہیں کہ آپ اس سلسلہ ربط و اتحاد کی ایک کڑی ہیں بلکہ اس کے لیے بھی کہ اس جلسہ میں نہایت ضروری مسائل طے کئے جائیں گے جنکا اثر ہماری ذات سے متعلق ہو کر اندر پر بھی پڑیگا، اور وہ مسائل حسب ذیل ہیں:

(۱) انجمن کے لئے قواعد کی ترتیب سرکاری اور عہدہ داروں کا باضابطہ انتخاب۔

(۲) معاملات - اثرائت پر غور و فکر کرنا اور معاملات کے اصلاح کی کوشش کرنا۔

(۳) اپنے حقوق کو متعین کر کے ان کا ندرۃ العلماء کی خدمت میں پیش کرنا۔

امید کہ آپ اس جلسہ میں تشریف لا کر صحیح معنوں اور ان مقاصد کو کامیاب بنائیں، کوشش کریں گے تشریف آوری کی اطلاع تاریخ جلسہ سے ایک ہفتہ پیشتر ہونی چاہئے اور جو تجاویز آپ پیش کرنا چاہیں اس کو بھیج دیجیے *

مسعود علی ندوی عارضی سرکاری انجمن طالباء قدیم دارالعلوم

احاطہ خام فقیر محمد خان - لکھنؤ

روغن بیگم بہار

حضرات اہلکار امراض دماغی کے مبتلا و گرفتار وکلا طلبہ مدرسین معلمین مولفین مصنفین کی خدمت میں التماس ہے کہ یہ روغن جسکا نام آپ نے عنوان عبارت سے ابھی دیکھا اور پڑھا ہے - ایک عربی کی فکر اور سرنج کے بعد بہترے مفید ادویہ اور اعلیٰ درجہ کے مقربی روغنوں سے مرکب کر کے تیار کیا گیا ہے، جسکا اصلی ماخذ اطباء یونانی کا قدیم مجرب نسخہ ہے، اس کے متعلق اصلی تعریف بھی قبل از امتحان و پیش از تجربہ مبالغہ سمجھی جاسکتی ہے صرف ایک شیشی ایکبار منگوا کر استعمال کرنے سے یہ امر ظاہر ہو سکتا ہے کہ آجکل جو بہت طرح کے ڈاکٹر کبراجی تیل نکلتے ہیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بھی کرتے ہیں آیا یہ یونانی روغن بیگم بہار امراض دماغی کے لیے بمقابلہ تمام سرج تیلوں کے کہانتک مفید ہے اور نازک اور شرقین بیگمات کے گیسورونکو نرم اور نازک بنانے اور دراز و خوشبودار اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کہانتک قدرت اور تاثیر خاص رکھتا ہے - اکثر دماغی امراض ابھی غلبہ بردت کی وجہ سے اور کبھی شدت حرارت کے باعث اور کبھی کثرت مشاغل اور معذرت کے سبب سے پیدا ہو جاتے ہیں، اس لیے اس روغن بیگم بہار میں زیادہ تر اعتدال کی رعایت رکھی گئی ہے تاکہ ہر ایک مزاج کے موافق ہر مرطوب و مقربی دماغ ہرنیکے علاوہ اس کے دلچسپ تازہ پھولوں کی خوشبو سے ہر وقت دماغ معطر رہیگا، اس کی بو غسل کے بعد بھی ضائع نہیں ہوگی - قیمت فی شیشی ایک روپیہ محض ڈاک ۵ آنہ درجن ۱۰ روپیہ ۸ آنہ۔

مصنک بٹی کا

بادشاہ و بیکوں کے دائرے، جناب کا اصلی نام - یونانی میڈیکل سائنس کی ایک نمایاں کامیابی ہے۔

مصنک بٹیکا - جس کے خواص بہت سے ہیں جس میں خاص خاص باتیں سر کی زیادتی - جوانی دائمی - اور جسم کی راحت - ایک گھنٹہ کے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کریں گے - ایک مرتبہ کی آزمائش کی ضرورت ہے - رما نرین تیل اور ہرنیر انجن تیل - اس دوا کو میں نے ابا واجداد سے پایا جو شہنشاہ مغلیہ کے حکیم تھے - یہ دوا فقط حکم معلوم ہے اور کسی کو نہیں اور درخواست پر ترکیب استعمال بھیجی جاوے گی۔

۱۰ دنکار فل کالہر، کو بھی ضرور آزمائش کریں - قیمت دو روپیہ بارہ آنہ - مصنک ہلس اور الکتریک و دیگر ہرسٹ ہانچ روپیہ بارہ آنہ محض ۱۵ روپیہ ۶ آنہ - یونانی گرت ہاؤز کا سامیل یعنی سر کے درد کی دوا لکھنے پر صحت بھیجی جاتی ہے - فوراً لکھئے۔

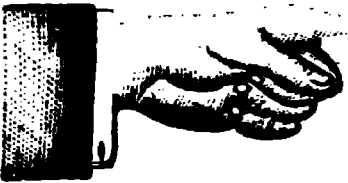
حکیم مسیح الرحمن - یونانی میڈیکل مال - نمبر ۱۱۵/۱۱۴ مہرا بازار اسٹریٹ - کلکتہ

Hakim Masihur Rahman Yunani Medical Hall

No. 114/115 Machuabazar Street

Calcutta.

جسکا دل وہی جانتا ہے - دوسرا ایونکر جانسکتا ہے -



یہ شخص "سرمی" کے موسم میں قندروسف اند ان جان بلب ہو رہا ہے۔
سرمی ہٹانے کیلئے سرسوفندروسف کرتے ہیں۔ لیکن بد قسمتی سے
دمہ کے مرض کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ تکلیف دہ ہے۔ پریشان ہوتے ہیں۔

اور رات دن سانس پھولنے کی وجہ سے دم نکلتا ہے۔ اور نیکل تک حرام ہو جاتی ہے۔ دیکھئے! آج اسکو کس قدر
تکلیف ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس لاعلاج مرض کا بازاری ادویہ زیادہ تر نفیسی اجزاء دھتورہ - جینک - بلادونا
پوٹاسری - اڈالڈ دیکر بنتی ہے۔ اسلئے فائدہ ہوتا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے۔ ڈاکٹر برمن کی
کیمیائی اصول سے بنی ہوئی - دمہ کی دوا انمول جوہر ہے۔ یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے۔ بلکہ
ہزاروں مریض اس مرض سے شفاء پائے اسلئے مداح ہیں۔ آج بہت کچھ خرچ کیا ہوا۔ ایک مریض اسکو بھی
آزمائیں - اس میں نقصان ہی کیا ہے؟ ہوری حالت کی فہرست بلا قیمت بھیجی جاتی ہے۔ قیمت ۳ روپیہ
۴ آنہ معصوم ہ پانچ آنہ۔



ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۱۰۱ - ہندوستان کی نکل

دمہ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے
مرقس کا بخار یعنی پڑنا بخار - سرمی بخار - ہاری کا بخار -
پھر کر۔ لے والا بخار - اور وہ بخار - جس میں دم جگر اور طحال ہی
لحق ہوں - یا وہ بخار - جس میں مقلی اور لہ بھی آتی ہو۔ سرمی
سے ہو یا گرمی سے۔ جنکلی بخار ہو۔ یا بخار میں دم سرمی
ہو۔ یا بخار - یا آسانی ہو۔ زہر بخار ہو۔ بخار کے ساتھ کلکھان
بھی ہو سکتی ہیں۔ اور اہل شاکی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو۔
ان سب کو بحکم خدا دور کرنا ہے۔ اگر قفا پالے کے بعد بھی
استعمال کیجئے تو بہرہ ہو جائے۔ اور تمام اعضا میں خون
سالم پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور پس میں چسپی
رچا لگی آ جاتی ہے۔ نیز، اسکی سابق تندرستی از سر نو آ جاتی
ہے۔ اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹرگے ہوں، پس میں سسپی
اور طبیعت میں کھلی رہتی ہو۔ کم کرنے کو جی نہ چاہتا ہو
بھانا ہر سے ہضم ہوتا ہو۔ اور یہ تمام شکایات بھی اسلئے استعمال
کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں۔ اور چند روز کے استعمال سے تمام
اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں۔

قیمت - ہری بول - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بول - آٹھ
پھرہ ترکیب استعمال، بول کے ہمراہ ملکا ہے
تمام دکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے
۱۹۰۱ - ہری دہرہ راکھ
ایچ - ایس - عہد الطبی ہند - ۲۲ و ۷۳
بول ٹولہ اسٹریٹ - دہلی

[8]



THE NARIKEE BAGAN LANE.

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجا چکے
ہیں اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو ہوا خالص
ہیں اور نہ ڈاکٹر اور نہ کوئی حکیمی اور مفید ہتھک ہوا اڑیں
اسلئے ہر کمر بھٹے بلا طبی مہرہ کے میسر آ سکتی ہے۔ ہمنے
خلق اللہ کی ضرورت کا خیال کرتے اس عرق کو سالہا سال کی
لرقتی اور صرف کلیر کے بعد ایجاد کیا ہے اور فروخت کرنے کے
قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزار ہا شہیدانِ مفسد تقسیم کر دی
ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے۔ مقامِ مہرہ ہے کہ
خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بھی ہیں اور ہم

میسکانٹی ملریا میکسچر اکسیر دافع بخار ہشتم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجا چکے
ہیں اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو ہوا خالص
ہیں اور نہ ڈاکٹر اور نہ کوئی حکیمی اور مفید ہتھک ہوا اڑیں
اسلئے ہر کمر بھٹے بلا طبی مہرہ کے میسر آ سکتی ہے۔ ہمنے
خلق اللہ کی ضرورت کا خیال کرتے اس عرق کو سالہا سال کی
لرقتی اور صرف کلیر کے بعد ایجاد کیا ہے اور فروخت کرنے کے
قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزار ہا شہیدانِ مفسد تقسیم کر دی
ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے۔ مقامِ مہرہ ہے کہ
خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بھی ہیں اور ہم

مکہ دکت اور سشن جج کے خیالات

[ترجمہ از انگریزی]

مسٹر بی۔ سی۔ مٹر۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ ٹسٹرٹ
و سیشن جج ہوگلی و ہوز

میرے لوگ نے مسٹر ایم۔ ای۔ احمد ایڈوکیٹ [نمبر ۱ / ۱۵] دین اسٹریٹ کلکتہ سے جو مینکین خریدی ہیں، وہ نشی بخش ہیں۔ میں بھی ایک مینک بنوا لی ہے جو اعلیٰ درجے کی تیار ہوئی ہے۔ یہ کارخانہ موجودہ دور میں اہم قدرتی و ارزائی کا خود نمونہ ہے۔ ملک میں اس طرح کے کارخانوں کا ہونا یقیناً مہابی عمت افزائی کا مستحق ہے۔

کون نہیں چاہتا کہ میری بیٹائی مرے دم تک صحیح رہے۔ اگر آپ اسکی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمائیں تاکہ لائق و تجربہ کار ڈاکٹر کی تجویز سے قابل اعتماد اصلی پتھر کی عینک خریدیں۔ پی۔ کے ارسال خدمت کیجئے۔ اسپر بھی اگر لائقے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدل دیا جائیگا۔

تکلی کی کمائی مع اصلی پتھر کی عینک ۳ روپیہ ۸ آنے سے ۵ روپیہ تک۔ اصلی ڈولنگٹول کی کمائی یعنی سونے کا پتلا چڑھا ہوا مع پتھر کی عینک ۷ روپیہ سے ۱۵ روپیہ تک معقول وغیرہ ۶ آنے۔

منیجر

لال کی شش ماہی و جہاںات

قیام میں قنفیہ

الہال کی شش ماہی جلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد آٹھ روپیہ میں فروخت ہوتی تھیں لیکن اب اس خیال سے کہ نفع عام ہو، اسکی قیمت صرف پانچ روپیہ کر دی گئی ہے۔ الہال کی دوسری اور تیسری جلدیں مکمل موجود ہیں۔ جلد نہایت خوبصورت و لائق کپڑے کی۔ پشتہ پر سنہری حرفوں میں الہال منقش۔ پانچ سرمفحور سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب جسمیں سونے زیادہ ہفت تون تصویریں بھی ہیں۔ کاغذ اور چھپائی کی خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصلہ بش کرتا ہے۔ ان سب خوبییوں پر پانچ روپیہ کچھ ایسی زیادہ قیمت نہیں ہے۔ بہت کم جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔ (منیجر)

مژدہ و ل

یعنی عمل حب و بغض بہ ہر دور عمل ایک بزرگ کامل سے مجھکو عطا ہوئی ہیں لہذا بغرض رفاه عام نوٹس دیا جاتا ہے اور خاکسار دعویٰ کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ جو صاحب بموجب ترکیب کے عمل کرینگے ضرور بالضرور کامیاب ہونگے۔ ہدیہ ہر ایک عمل بغرض فاتحہ ان بزرگ ۱ روپیہ ۴ آنے معہ معقول ڈاک۔

اسم اعظم — یا بدوہ یعنی بیس کا نقش اس عمل کی زیادہ تعریف کرنا فضول ہے کیونکہ یہ خود اسم با اثر ہے۔ میرا آزمودہ ہے جو صاحب ترکیب کے موافق کرینگے کبھی خطا نہ کریگا اور یہ نقش ہر کام کی واسطے کام آتا ہے ہدیہ بغرض فاتحہ ان بزرگ ۱ روپیہ ۴ آنے معہ معقول ڈاک۔

(نوٹ) فرمائش میں اخبار کا حوالہ ضرور دینا چاہیے۔

خاتم انقرا فیض احمد محلہ تلیسا جھانسی

جو اردو پتے کے مشہور اور مقبول نامہ نگار عالیجناب نواب

سید محمد خان بہادر۔ آئی۔ ایس۔ آر۔ (جلکا قرضی نام ۳۵ برس سے اردو اخبارات میں مولانا آزاد رہا ہے) کے پرزور قلم جلدورقہ کا نتیجہ اور اپنی عام شہرت اور خاص دل چسپی سے اردو کے عالم انہما میں اپنا آپ ہی نظیر ہے بار دیگر نہایت آب و تاب سے چھپکر سرمہ کش دیدہ والا بصر ہے۔ ذیل کے پتے سے ویلو پے ایبل پارسل طلب فرمائیے اور مصنف کی سحر بیانی اور معجز کلامی سے فائدہ اورتھالیے خیالات آزاد ۱ روپیہ ۴ آنے۔ سوانح عمری آزاد ۱۲ آنے۔ معقول معقول۔

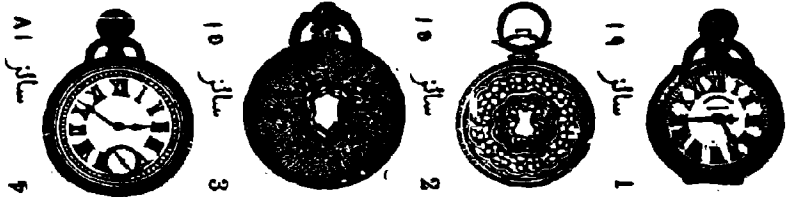
۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

سید اختر حسن نمبر ۹۲ تاللا لین۔ کلکتہ

[8] ہندوستانی دواخانہ دہلی

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی میں یونانی اور ہندک ادویہ کا جو مہتمم بالشان دواخانہ ہے وہ عمدگی ادویہ اور خوبی کاروبار کے امتیازات کے ساتھ بھی مشہور ہو چکا ہے۔ صدھا مولیٰ (جو مثل خانہ ساز ادویہ کے صحیح اجزاء سے بنی ہوئی ہیں) حاذق الملک کے خاندانی معجزات (جو صرف اس کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کاروبار، مغالی، ستھرا پن ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ: ہندوستانی دواخانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے۔ فہرست ادویہ مفت، (خط کا پتہ)

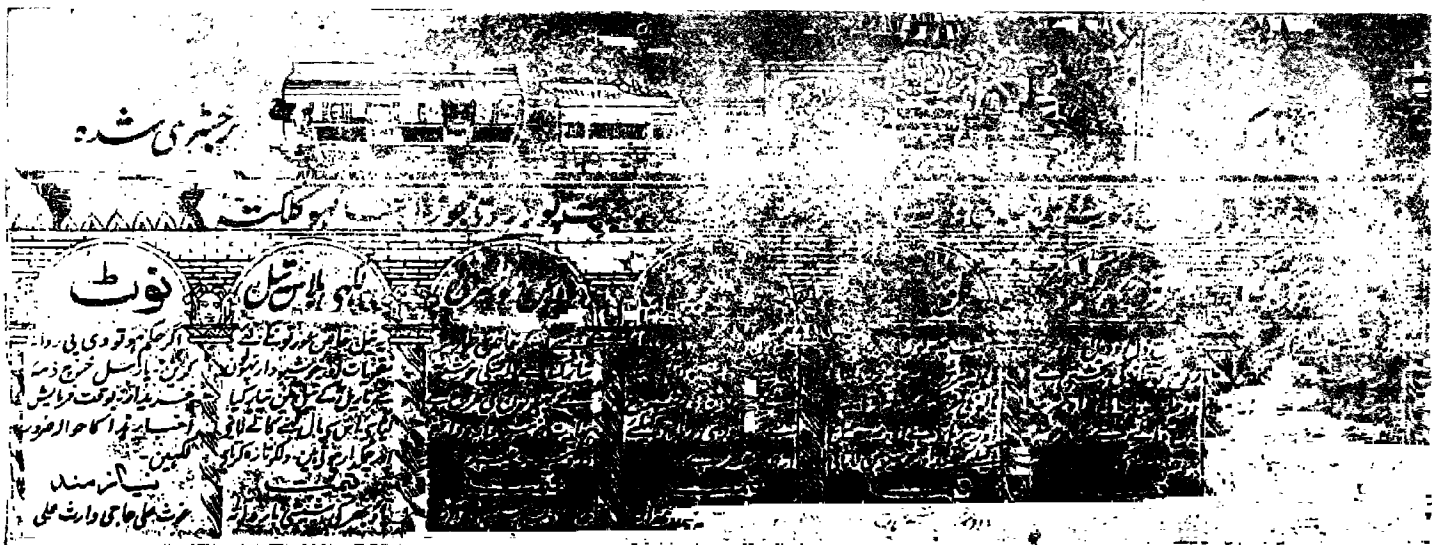
منیجر ہندوستانی دواخانہ۔ دہلی



- (۱) راسکوب فلیور وچ گارنٹی ۲ سال معہ معقول دور روپیہ آٹھ آنے
 - (۲) مٹاڈبلیس سلاندر وچ گارنٹی ۳ سال معہ معقول پانچ روپیہ
 - (۳) چاندیکوڈبلیس سلاندر وچ گارنٹی ۳ سال معہ معقول دس روپیہ
 - (۴) تکلیس انگما سلاندر وچ گارنٹی ۳ سال معہ معقول پانچ روپیہ
- نوٹ حضرات اپنی خوبصورت مضبوط سچاقت برابر چلندہ رالی گھڑیوں کی ضرورت ہے تو جلد منگا لیں اور نصف یا رعایتی قیمت اور دس بارہ سال کی گارنٹی کے لالچ میں نہ پڑیں۔

ایم۔ اے۔ شکور اینڈ کو نمبر ۵/۱ ویلسلی اسٹریٹ دھرم تلا کلکتہ۔

M. A. Shukor & Co 5/1, Wellesly Street P. O. Dharamtalla Calcutta.



لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

الْهَيْلُ

Telegraphic Address
"Alhila Calcutta"
Telephone, No. 648

تاریخ پید
"الهیال کلکتہ"
تلفون نمبر - ۶۴۸

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۱ - ۱۰ مکلا روڈ اشرف
کلیکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۶۴ آٹھ

میر رسول بخش
مسئول ادارہ کلامی

نمبر ۱۵ - ۱۶

کلکتہ : چاروشنبہ ۱۸ - ۲۵ جادی الاولیٰ ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta : Wednesday, April, 15 - 22, 1914.

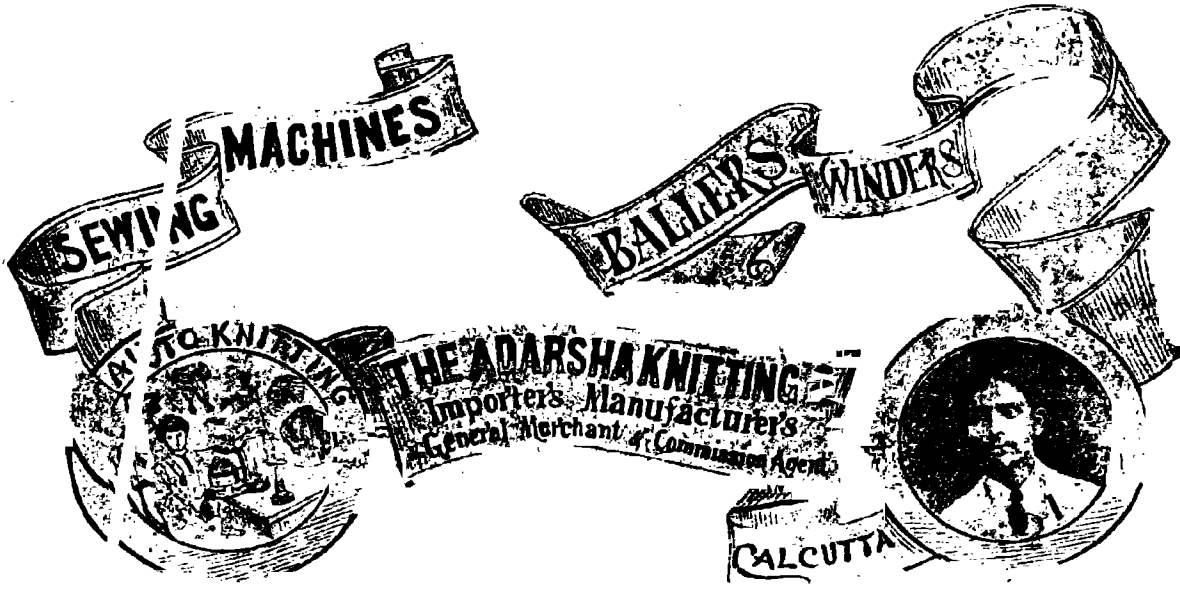
جلد ۴



قیمت فی پرچہ

سارے تین آنے

نوٹ - قبل نمبر ہونیکی وجہ سے قیمت ۵ - آنے



آدرشہ نیڈنگ کمپنی

— :: —

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :—

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل کٹنگ (یعنی سپاری تراش) مشین دیگی جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی

بات نہیں -

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۵ روپیہ میں خورد باف موزے کی مشین دیگی جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کھل ہے -

(۳) یہ کمپنی ۶۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزہ اور کنگھی دونوں تیار کی جاسکے قیس روزانہ

بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی آپکی بنائی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتی ہے -

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کٹے ہوئے آن جو ضروری ہوں معطر، تام، انہ نرغہ، مہیا کر دیتی ہے - کم ختم ہوا - آپچہ روا نہ کیا

اور اسی سے روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لیے چیزیں بھی بھیج دی گئیں

لیجئے دو چار بے مانگے سوئیچکے : حاضر خدمت ہیں -

— :: —

انریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :— میں نے حال میں آدرشہ نیڈنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مجھے ان

چیزوں کی قیمت اور اوصاف سے بہت تعجب ہے -

لی - گروند راؤ پلیڈر - (بلاری) میں کنزرویٹر کے مشین سے آپکی مشین کو ترجیح دیتا ہوں -

مس کھم کاماری دیوبی - (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہوار آپکی نیڈنگ

مشین سے پیدا کرتی ہوں -

شمس اللہ ! مولانا عطاء الرحمن صاحب کیا فرماتے ہیں ؟

— (*) —

آدرشہ نیڈنگ کمپنی کے موزہ پہنچے اور مجھے اس بات کے کہنے میں کوئی تاخیر نہیں کہ اسکی بناوٹ یورپ کی ساخت سے کسی

طرح کم نہیں - میں نے مشین کو چلائے دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہر شخص ہسانی اسے سیکھ سکتا ہے -

پیشکش : اخبارات ہند کی رائے

— * —

بنگالی — موزہ جو کہ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپنی نے بنائے ہیں اور جو سوشی میلہ میں نمائش کے واسطے بھیجے گئے تھے

نہایت عمدہ ہیں اور بناوٹ بھی اچھی ہے - معیت بھی بہت کم ہے اور ولایتی چیزوں سے سرفراز نہیں -

انڈین ڈیلی بیروز — آدرشہ نیڈنگ کمپنی کے موزہ نہایت عمدہ ہے -

جبل الملوہ — اس کمپنی نے ثابت کر دیا کہ ایک شخص اس مشین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کرسکتا ہے -

اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چہرے دیں تو اس سے بھر افسوس اور کیا ہو سکتا ہے -

آدرشہ نیڈنگ کمپنی نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کلکتہ

AL - H I L A L
Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half yearly .. 4-1 2

الاحلام

میرسنال غرضوی
مسلم تحریک اسلام آباد

مقام اشاعت

۱-۷ مکلاہ اسٹریٹ

کلاکتہ

نمبر ۱۲۸

قیمت

سالانہ ۸ روپے

شعبان ۴ روپے ۱۲ آہ

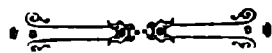
جلد ۴

۱۸ - ۲۵ جانی الاولیٰ ۱۳۳۲ ہجری

نمبر ۱۵ - ۱۶

Calcutta : Wednesday, April, 15 - 22, 1914

۱۰ روۃ ۱-۱۱ کی قسمت کا فیصلہ



۱۰ مئی کو معاملات ۱۰ روۃ کیلئے دہلی میں عظیم الشان اجتماع

۱۰ - ۱۱ - ۱۲

احساس دینی و فرض ملی کے اظہار کا اصلی موقعہ !!

ندوہ کے معاملات پر غور کرنے اور اسکی اصلاح کی تجاویز سونچنے کیلئے مسلمانوں کا ایک عام جلسہ (جسمیں مختلف اسلامی انجمنوں کے قائم مقام اور صوبوں کے سربراہان اہل الرائے جمع ہوئے) ۱۰ مئی سنہ ۱۹۱۴ کو صبح ۷ بجے دہلی میں منعقد ہوا۔ جن حضرات کو ندوہ سے ہمدردی ہے، امید ہے کہ وہ اپنی شرکت اور اظہار رائے سے فائدہ پہنچالینگے اور ہمیں ممنون فرمالینگے۔

النداء

خان صاحب بشیر علیخان سکریٹری انجمن اسلامیہ لاہور - حاجی شمس الدین سکریٹری انجمن حمایت اسلام لاہور - میجر سید حسن بلگرامی (علی گڑھ) - قادر بھائی پریسیڈنٹ انجمن ضیاء الاسلام بمبئی - حاجی یوسف سربانی پریسیڈنٹ انجمن اسلام بمبئی - آنریبل چودھری نواب علی ممبر کونسل بنگال - نواب سید علی حسن خان (لکھنؤ) - حکیم عبد الرزاق (لکھنؤ) - حاذق الملک حکیم معتمد اجمل خان (دہلی)

اما الاع

خاموشی کے بعد اس معاملے کو چھیڑنا پڑا اور جب شروع ہو چکا اب درمیان میں نہیں چھوڑ دیا جاسکتا تاریک تحریک اصلاح ایک عملی صورت اختیار نہ کرے - جب تک اپنی دلچسپیوں کا کچھ ایثار نہ کریں گے، کوئی اہم کام انجام نہیں پاسکتا - امید ہے کہ ۱۰ - مئی کا جلسہ کسی عملی تجویز تک پہنچنے میں کامیاب ہو، اور اس بحث کا حصول مقصد کے ساتھ جلد خانہ ہرجائے -

(لکھنؤ)

۱۰ مئی

رہورت انجمن ہلال احمر کے ممبرانہ

انجمن ہلال احمر کے ممبرانہ نے اپنی تمام کارگزاریوں کی ایک جامع رپورٹ ترکی زبان میں شائع کی ہے جس میں حضور سلطان المعظم ولی عہد عثمانیہ اور بائیان انجمن کی تصریحات بھی دی گئی ہیں اور ابتدا میں ہلال احمر اور صلیب احمر کی تاریخ بھی درج کی ہے -

گویہ کتاب ترکی میں ہے تاہم مسلمانان ہند اس خیال سے خرید سکتے ہیں کہ اسکی فروخت سے مستفید ہونے والے کارخیز ہی میں صرف ہوا - انجمن ہلال احمر نے ہمیں اس اعلان کی اشاعت کیلئے لکھا ہے - کتاب کی قیمت سو روپیہ ہے - سکریٹری انجمن سے مل سکتی ہے، غالباً اسے کچھ نسخے فروخت کیلئے دفتر ہلال میں بھی کسی آئندہ ذاک سے پہنچ جائینگے (پھر)

(۱) آجکی اشاعت دو نمبروں کی یکی اشاعت ہے -
(۲) ٹائٹل پیج پر جو تصریح چھپ گئی ہے وہ اس ہفتہ کے مضامین سے تعلق نہیں رکھتی - غلطی سے دیدی گئی - آئندہ اشاعت میں اسکا تذکرہ ہوگا -
(۳) اس ہفتہ ضروری مضامین کی کثرت کی وجہ سے تمام تصریحات نہیں دی جاسکیں اور با تصویر مضامین کی گنجائش بھی نہیں نکلی - ورنہ آجکی اشاعت کیلئے دس سے زیادہ تصریحات الگ کر دی گئی تھیں - انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں اسکی تلافی ہوجالگی -

(۴) مجھے یہ بات پسند نہیں کہ ہلال کے زیادہ صفحات ایک ہی موضوع میں صرف ہوجالیں - کچھ دنوں سے ندوۃ العلما کے معاملات بہت بڑا حصہ رسالے کا لے لیتے ہیں - کئی ہفتہ سے مدارس اسلامیہ کے علاوہ مقالہ افتتاحیہ لکھنے کی بھی مہلت نہ ملی - بہت ممکن ہے کہ بعض احباب کرام اسے محسوس فرماتے ہوں - لیکن انہیں ہلال کی معذرتوں پر بھی نظر رکھنی چاہیے - جب تک کسی معاملے کے متعلق پوری طرح مراد ہم نہ پہنچایا جائے اس وقت تک اسکی تحریک سے کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہو سکتا - ندوۃ العلما کو میں اپنے عقیدے میں ایک اہم کام سمجھتا ہوں - نیز مجھے یقین ہو گیا ہے کہ وہ بر باد کیا جا رہا ہے - عرصے تک کی

بقاؤ اصلاح ندوہ

فریب سکوت اور فساد تجاھل !

سب سے بڑی مصیبت ارباب رائے کی بے خبری و غلط فہمی ہے اور وہ معذور ہیں۔

۱۰ مئی کو دہلی میں عام جلسہ

ندوۃ العلماء کے موجودہ معاملات کے متعلق چند امور غور طلب ہیں، بغرض اختصار و عدم گنجائش صفحات دفعہ وار عرض کرونگا: (۱) پروری چالاکی اور مفسدانہ ہوشیاری سے کوشش کی جا رہی ہے کہ کسی طرح ندوہ کی اصلاح اور اس کے اصلی مفاسد کے مسئلہ کو قلم کی نظروں سے ہٹا لیا جائے اور اس کی جگہ بعض طلباء کی اسٹرائیک کے معاملے کو یا بعض دوسرے حالات کو پیش کر دیا جائے۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ تمام لوگ ان معاملات میں اولچہہ جائینگے اور حزب الافساد کے اصلی مفاسد کی طرف کسی کو توجہ نہ ہوگی۔

میغۃ تعمیرات اور مال کے متعلق بار بار کہا جاتا ہے مگر اس کا کچھ جواب نہیں دیا جاتا۔ معتمدیوں کے غور دینے کی ناجائز کارروائی پر اعتراض کیا جاتا ہے مگر اس کا کوئی تذکرہ نہیں کرتا۔ نئے عہدہ داروں کے تقرر کو دستور العمل کے خلاف اور بالکل سازشی بتلایا جاتا ہے، مگر گویا انہوں نے سنا ہی نہیں۔ جلسۃ انتظامیہ منعقد بھی ہوتا ہے تو صرف اسٹرائیک پر بحث لی جاتی ہے، اور خطوط پڑھے جاتے ہیں کہ اسٹرائیک مولانا شبلی کی ایما سے ہوئی یا مولوی عبد السلام کے خط لکھا۔

مولانا شبلی نے اخبارات میں ایک تحریر شایع کرائی ہے اور خط کے اُس ٹکڑے سے انکار کیا ہے جس میں مولوی عبد السلام نے انکی طرف اپنے مطالب کو نسبت دی ہے، اور ساتھ ہی لکھا ہے کہ لعنة الله علی الکاذبین۔

پھر یہ خطوط بہت پیشتر کے ہیں۔ اسٹرائیک اب ہوئی ہے اور طلباء نے اپنی شکایتیں بیان کر دی ہیں جن کا جواب ملنا چاہیے۔ تاہم ہم تسلیم کیے لیتے ہیں کہ واقعی اسٹرائیک انہیں کارروائیوں کا نتیجہ ہے، اور بعض لوگوں نے طلباء کو ابھار کر اسٹرائیک کیلئے آمادہ کیا، لیکن اس واقعہ سے دوسرے واقعات تو مٹائے نہیں جاسکتے؟ کیا میغۃ تعمیرات و مال کے مسائل اسی وقت تک صاف ہوئے؟ جب تک کہ اسٹرائیک بغیر کسی وقت ہو؟ اور کیا دستور العمل ندوہ کے بموجب

ناظم نبوہ اور بعض چند آدمیوں کا سازش کر کے ندوہ کے اصلی مقاصد کو مٹانے کیلئے انہیں ناظم بنا دینا بھی اسی وقت تک قابل لحاظ ہے؟ جس وقت تک اسٹرائیک بغیر مولوی عبد السلام کے خط لکھنے کے سمجھی جانی؟ کیا دستور العمل ندوہ کی تنسیخ، حق انتخاب و عزل کی تحریف، ایک ناجائز اور خلاف اصول کمیٹی کی یاسم "مجلس خاص" تاسیس، اور بابر نظام الدین صاحب کے میغۃ مال کے متعلق تمام اعتراضات بھی اس وجہ سے مٹ جاسکتے ہیں کہ مولوی عبد السلام صاحب نے اسٹرائیک کرا دی؟

(۲) یہ بالکل دیسی ہی بات ہے جیسے مچھلی بازار کا نیور کی مسجد کی دیوار کو مسٹر ٹالیر نے گرا دیا اور ہزار سر جیمس مسٹن نے کہا کہ کانپور کے مسلمانوں میں کرلی جوش نہیں۔ صرف باہر کے چند مفسدین ہیں جو کانپور کے مسلمانوں کو بہڑکا رہے ہیں۔ حالانکہ اگر مسجد کی زمین کا مطالبہ شرعی و قانونی مطالبہ تھا تو وہ اس الزام کے مان لینے کے بعد بھی دیسا ہی قابل جواب تھا جیسا کہ دوسری صورت میں۔

مولوی عبد السلام صاحب کے خط میں دو باتیں واقعی قابل اعتراض ہیں۔ ایک تو انکا غلط طور پر اپنے بیانات کو مولانا شبلی کی طرف نسبت دینا جس کا وہ خود اقرار کرتے ہیں۔ یقیناً ایسی غلط بیانی بڑے ہی افسوس بلکہ شرم کی بات ہے۔ دوسرا خط کا طرز بیان کہ جتنے لفظ لکھے ہیں، ان میں سے کوئی لفظ بھی کسی عقلمند آدمی کا لکھا ہوا معلوم نہیں ہوتا۔ رہی یہ بات کہ انہوں نے طلباء کو اپنے حقوق کے مانگنے پر ابھارا، تو دنیا میں فرضی اخلاق، رعب و نظام، اور ادب و نگونساری کا وعظ کرنے والے تو بہت ہیں اور یہ واعظ خوشنما بھی معلوم ہوتا ہے، لیکن اصلیت یہ ہے کہ ایسی حالت خود ان واعظوں یا ان کے دائرہ کار کی عمارتوں کو پیش آجائے تو اُس وقت حقیقت کھلے کہ خود انکا مشورہ بھی ایسا ہی ہوتا ہے یا نہیں؟

یہ سب کہنے کی باتیں ہیں اور ان میں حرف و اصوات کے علاوہ مفہوم عملی کچھ بھی نہیں ہے۔

جس دن طلبائے اسٹرائیک کی، اسی دن میں نے الہلال میں لکھا کہ یہ اچھا نہیں کیا۔ "مدرسہ مثل ایک مملکت ہے۔ جس طرح شخصی حکومت کا جبر و استبداد ملک کو خراب کرتا ہے اسی طرح طوائف الملکی اور بے حکمرانی بھی اس کے لیے مہلک ہے۔" نیز یہ لکھا کہ "اسٹرائیک امن و نظام کی ایک ایسی غارت ہے جس کو کسی حالت میں بھی اچھا نہیں کہا جاسکتا۔"

تاہم جو واقعات دنیا میں ہوتے ہیں، انہیں صرف اخلاق کی کتابوں کے اندر ہی نہیں دھونڈنا چاہیے، اور کسی شخص کو اس کا حق حاصل نہیں ہے کہ حق و باطل، انصاف اور بے انصافی، عدل و ظلم، اور طلب و داد کو کسی خاص گروہ کیلئے مخصوص کر دے۔ ندوہ کے طالب علموں نے اخبارات میں مضامین لکھے۔ اخبار وکیل امرتسر کے قابل صد تعریف مستعدی سے اپنے صدھا صفحات اس بحث کیلئے وقف کر دیے، اندرونی طور پر ہر شکایت کیلئے حکام ندوہ کو عرضیاں دی گئیں اور بار بار جواب طلب کیا گیا۔ لیکن ان تمام باتوں کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا اور وہ ہر طرف سے مایوس ہو گئے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک پروری پارٹی ندوہ پر قابض تھی، اور دوسرے خیال کے لوگ اصلاح کی طرف سے مایوس ہو کر تھک گئے تھے، اور اسیلئے کچھ دلچسپی نہیں لیتے تھے۔ ایسی حالت میں اگر طلبائے آخری علاج سے کام لیا، اور خرابی و بد نظمی کا علاج بالمثل خرابی ہی سے کرنا چاہا، تو گھر ہماری اخلاقی مصطلحات کتنی ہی ہمیں گریدہ رکھیں تاہم ہمیں انکی نسبت فیصلہ کرنے میں زیادہ سختی نہیں کرنی چاہیے، اور انکی مجبوری و بے بسی پر بھی نظر رکھنی چاہیے۔

اگر اسٹرائیک اچھی چیز نہیں تو اس کا سب سے پہلے الزام قوم کے سر، اور علی الخصوص قوم کے ان نمایاں اشخاص کے سر ہے جو ہمیشہ ان معاملات میں پہلی صف ہوتے ہیں۔ کیوں انہوں نے اخبارات کے مضامین نہیں پڑھے؟ کیوں اخبار وکیل کے بے شمار کالموں پر کبھی نظر نہیں ڈالی؟ کیوں ان انصاف طلب صداؤں سے کان بند کر لیے جو ہر ہفتے مصالح ندوہ کیلئے بلند ہوتے تھے؟ جب ایک شے پبلک میں آگئی اور اخبارات میں مسلسل مضامین لکھے جاتے ہیں تو پھر بے خبری کا عذر مسموع نہیں ہو سکتا۔ جب کسی نے خبر نہ لی تو انہوں نے اپنی قسمت کو خود اپنے ہاتھوں میں لیا، اور وہ آخری علاج کرنا چاہا، جو گویا ہی برا ہو لیکن اسکی علت خود ہماری ہی غفلت تھی۔ یہ علاج کارگر ہوا اور اب سرکشگل غفلت نے در چار کر دیں لیں۔ پس جن لوگوں نے یہ آخری علاج کر کے تمہیں ہوشیار کیا ہے، انکی بخشی ہوئی ہشیاری سے بیدار ہو کر سب سے پہلے انہی کو الزام دینا انصاف سے بعید ہے!

دور کرائیں - میں نے بلقان و طرابلس، کانپور و معاملہ زمہدار اور خود ندرہ کے متعلق علانیہ الہلال میں بار بار لکھا کہ ہر شہر کے مسلمان جلسے کریں اور اپنی زندگی اور احساس کا ثبوت دیں -

(۶) ایک تیسرے ممبر نے کہا کہ ”جو جلسے ہوئے ہیں وہ ضلع بارہ بنسکی کے چھوٹے چھوٹے مراعات میں کیے گئے ہیں“ کیا کوئی وقت ایسا بھی آنے والا ہے جب ان لوگوں کو اپنی کذب بیانیوں کی جرات پر ندامت ہوگی؟ ندرہ کی اصلاح کیلئے اس وقت تک پچاس کے قریب جلسے تمام ہندوستان میں ہو چکے ہیں - بمبئی، کلکتہ، دہلی، ملتان، بانکپور، مدراس، قنوج، بریلی، گوا، میرٹھ، گودھرا، پیللی ہیٹ، لکھنؤ، یہ تمام مقامات شاید ندرہ کے جغرافیہ ہند میں بارہ بنسکی ہی کے مواضع ہیں!

(۷) ایک سب سے زیادہ دلچسپ لطیفہ یہ ہے کہ جو لوگ طلباء کو سمجھانے گئے تھے، انہی طلباء نے خواہش کی کہ ایک غیر جانب دار کمیشن قائم کیا جائے - اسے جواب میں سفراء ندرہ نے کہا: ”ارکان انتظامیہ ملک کے منتخب اصحاب ہیں اور تمام ذمہ داری کا ملک نے ارکان انتظامیہ پر بہروسہ کیا ہے“

مگر افسوس ہے کہ ایسی شاندار اور مسکت دلیل کو بھی ”طلبہ نے نہیں مانا“

یا للعجب! ندرہ العلماء کی سرزمین میں بھی ”ملک کے انتخاب کردہ اصحاب“ کا لفظ بولا جاتا ہے، اور ایسے ارکان ندرہ دل کے جری اور ہمت کے مضبوط موجود ہیں جو ندرہ کے ارکان انتظامیہ کو ”ملک کی انتخاب کردہ“ جماعت کہنے کی جرات رکھتے ہیں! پھر طلباء کے جواب میں متعیر ہیں کہ انہوں نے ایسی صریح اور سچی بات کو بھی منظور نہیں کیا؟

یا سبحان اللہ! جس جلسہ انتظامی کے ممبروں کے انتخاب کرنے میں نہ تو قوم کی آواز کو دخل ہو اور نہ قوم کو کسی طرح کا حق دیا گیا ہو، حتیٰ کہ برسوں سے قوم کو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ کب الگ نالاب منتخب ہوتے ہیں، اور کون انہیں منتخب کرتا ہے؟ جنکے انتخاب کا یہ حال ہو کہ ہر تین سال کے بعد انہی میں سے چند آدمی بیٹھ کر پچھلے آدمیوں کو اپنی مرضی کے مطابق دھرا لیتے ہوں، اور جب چاہتے ہوں ”مجلس خاص“ کا تخت بچھا کر اپنے پندرہ پندرہ آدمیوں کو صرف ایک شخص کی تحریک پر ممبر بنا لیتے ہوں، جنکے لیے نہ تو کوئی قاعدہ ہے اور نہ قانون، نہ کوئی اصول ہے اور نہ کوئی رائے، آج اس مجلس انتظامی کے ممبر بے دھڑک طلباء کے سامنے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قوم کے انتخاب کردہ نالاب ہم سے بڑھ کر اور کون ہونگے، اور پھر اتنا ہی نہیں بلکہ غریب قوم کی جانب سے ”بہروسہ“ کا پروانہ بھی اپنے جیب میں لٹولنے لگتے ہیں! ان ہذا لشی عجاب!

غفلت سے روکنا :

(۸) اصلی مصیبت یہ ہے کہ لوگوں کو اصلی حالات معلوم نہیں - ندرہ سے دلچسپی لینے والے ہمیشہ خاص خاص لوگ تھے - نہ تو لوگوں کے اسکی رپورٹیں پڑھی ہیں نہ دستور العمل دیکھا ہے، اور نہ کبھی ان مضامین کو پڑھا ہے جو ندرہ کے معاملات کے متعلق اخبارات میں نکلتے رہے ہیں - اب ندرہ کا معاملہ انکے سامنے آیا ہے اور وہ رائے دیتے ہیں تو ادھر ادھر کی سنی ہوئی باتیں پر معجزاً اعتماد کر لیتے ہیں، اور بالکل سمجھ نہیں سکتے کہ اصلی ماتم کیا ہے؟

دہلی میں جو جلسہ ابھی ۱۳ - اپریل کو منعقد ہوا تھا اس میں مولانا عبید اللہ صاحب سابق ناظم جمعیت الانصار دیوبند نے اپنی تقریر میں کہا: ”میں ایک مرتبہ ندرہ کے انتظامی جلسے میں بلایا گیا تھا تاکہ بعض حضرات کے موافق رائے دوں، لیکن جب

خود مولانا شبلی نے ندرہ کے معاملات سے قوم کو بے خبر رکھا، اور اسکا سب سے بڑا الزم انہی کے سر ہے - اسکے بعد اخبارات میں - زمیندار، ہمدرد، پیسہ اخبار، وطن، الہلال، ان میں سے کسی کے بھی وقت سے پہلے خبر نہ لی - اب یہ کوئی انصاف کی بات نہیں ہے کہ اپنی غفلت کی ندامت صرف طلباء کو الزام دیکر مثالی جائے -

چار۔ ۲۶ انتظامیہ مارچ

(۴) کذب بیانی، باطل اندیشی، مکرر حیل، فریب و دسائس کا ایک پورا مجموعہ وہ رپورٹ ہے جو ۲۶ مارچ سنہ ۱۴ میں جلسہ انتظامیہ کی فرضی ناظم ندرہ نے شائع کی ہے - اب میں کہاں تک اپنے وقت اور الہلال کے صفحات کو ان لوگوں کے پیچھے خراب کروں؟ مختصراً چند کلمے لکھونگا:

اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو باہر کے لوگوں کو اصلی حالات کے معلوم کرنے کا موقع دیا گیا اور نہ اصلی مسائل انکے سامنے پیش ہوئے - نہایت چالاکانہ سے صرف اسٹراٹک ہی کے معاملہ کو پیش کیا گیا، اور کہہ دیا کہ اسکے سوا قوم میں اور کوئی بے چینی نہیں -

اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ جلسے میں مندرجہ ذیل امور بیان کیے گئے:

(۱) مولوی عبد السلام اور مولانا شبلی کے در خط جسکا حال اہل لکھا جا چکا ہے -

(۲) ایک نیا عہدہ ”حامی ندرہ“ کا وضع کیا گیا، اور اسپر نرنیل عبد المجید پٹیالہ کا تقرر ہوا - اس خدمت عظیم کے صلے میں تین چار سال سے وہ مولوی غلام محمد شملوی سے چاروں طرفوں میں گورنمنٹ کی غلامی کا وعظ کراتے ہیں، اور ۸۰۰ روپیہ انکی تنخواہ بدبخت ندرہ دیتا ہے!

(۳) ایک کانگریسی ممبر نے کہا کہ ندرہ سے ”ابنک معزز حضرات کو رسی ہی ہمدردی ہے، جیسی پہلے تھی“ معجب ہے کہ اسقدر صریح غلط بیانی کیونکر ایک تعلیم یافتہ شخص نے جائز رکھی - معزز حضرات سے اگر مقصد کانگریسی کا خاندان مولوی خلیل الرحمن اور انکے حواری ہیں، تو اسمیں شک نہیں - نہ صرف بیشتر جیسی ہی ہمدردی ہے بلکہ ہزار درجہ مضاعف ہو گئی ہے، مگر اسکے لیے ”معزز حضرات“ کی تلمیح روزی نہ تھی -

لیکن اگر معزز حضرات سے مقصد وہ لوگ ہوں جو کسی نہ کسی بٹیم سے قوم میں ”معزز“ تسلیم کیے جاتے ہیں تو ان میں جنوں کو صحیح حالات کے معلوم کرنے کا موقع ملا ہے، وہ سب سب موجودہ حالات پر متاسف، اور اصلاح کی ضرورت مضطرب ہیں - اگر میں انکی فہرست یہاں دوں تو کوئی صرف ہر جالیں - انجمن اصلاح ندرہ کی رپورٹ اٹھا کر دیکھیے - ندرہ کے ارکان انتظامی کا کیا خیال ہے؟ یقیناً ہر مالک صاحبہ بھرپال دام اقبال بھی اس شخص کے خیال میں معزز نہ ہونگی، جنہوں نے اپنا ماہوار عطیہ تا اصلاح ندرہ ملتوی کیا ہے!

(۴) یہ بھی اسی ممبر نے کہا کہ ”ناظم اور پرنسپل پر کوئی راض صحیح نہیں کیا گیا“ لیکن ”ناظم پر بہ حیثیت ناظم مذکور اعتراض ہوا“ پہلے انکی نظامت کو تو جائز ثابت کر دیا جائے - (۵) ایک اور ممبر نے کہا کہ میرٹھ میں قاضی نجم الدین صاحب خط لے جیسے جلسہ کرنے کی تحریک تھی - لیکن سمجھ نہیں آتا کہ اس سے ندرہ کے مسائل پر کیا اثر پڑتا ہے؟ اگر لوگ ایک مسئلہ کو از روئے ایمان و بصیرت ضروری سمجھتے تو انکا فرض ہے کہ اسکی طرف قوم کو توجہ دلائیں، اور غفلت

کرنا چاہیے - انہوں نے ندرہ کی اس وقت مدد کی جب کڑی اسکا پرسان حال نہ تھا - پھر انہوں نے اپنے عطیہ میں اضافہ کیا اور ۵۰ کی جگہ ڈھائی سو تک مقرر ہو گئے - بلاشبہ یہ ایک ایسی شاہانہ فیاضی تھی جو صرف ریاست بہوپال ہی سے ہو سکتی ہے - لیکن تاہم میں پورے یقین کے ساتھ انکی خدمت میں عرض کروں گا کہ ندرہ کی حقیقی زندگی اور مسلمانوں کی دینی تحریک کی اصلی ہستی، اس ڈھائی سو میں اس درجہ نہ تھی جو وہ برسوں سے عطا فرما رہی ہیں، جس قدر اس ڈھائی سو کے بند کر دینے میں ہے جو انہوں نے آج سے شروع کیا ہے -

اخلاق کا ہر جوہر اعراض و اثرات سے وابستہ ہے - فیاضی بہ معنی نہیں ہیں کہ روپیہ دیا جائے - فی نفسہ روپیہ دینا کڑی تعریف کی بات نہیں ہے - ڈاکٹر نکا سردار اپنے ماتحت چورر کو روپیہ دیتا ہے - کئی قمار باز دولت مندوں نے بڑے بڑے چندے دیکر کارلو کا قمار خانہ قائم کر رکھا ہے - ایک ظالم حکمران جب مظلوموں کو برباد کرنا چاہتا ہے تو قتل و خونریزی کیلیے خزانے کا منہ کھول دیتا ہے -

پس محض روپیہ دینا کڑی تعریف کی بات نہیں - اصلی شے اسکا طریق صرف و بخشش ہے کہ کار خیر و عمل صحیح کیلیے دیا جائے - اگر ایسا نہیں ہے تو ایک بخیل جو مسجد بنانے کیلیے روپیہ نہیں دیتا، یقیناً اس فیاض سے ہزار درجہ بہتر - جس کے روپیہ سے قمار خانہ چل رہا ہو - پیرے کار خیر کو روکا ہو دوسرے کے ہزاروں انسانوں کو ٹھوکر کھلائی

آج ہندوستان کی مصیبت یہ نہیں ہے کہ فیاضی نہیں کی جاتی - مصیبت یہ ہے کہ فیاضی کا صحیح مصرف و موقعہ لوگوں کو معلوم نہیں - اگر یہ مصیبت دور ہو جائے تو یقین کیجیے کہ ہماری ضرورتوں سے زیادہ قومی روپیہ اس وقت خرچ ہو رہا - سرکار عالیہ کا جو دستخط جس طرح تمام رؤساء و ارباب ہمد کیلیے ایک اسوہ حسنہ تھا، ٹھیک اسی طرح انکا اس عطا کر روک دینا بھی ہمارے لیے ایک بہترین درس حقیقت ہے، انہوں نے جس قدر احسانات اس وقت تک عطا فرما کر قوم پر یکہ ہیں، ان سے کہیں زیادہ اس بندش و القوا کے ذریعہ احسان فرما ہے - جو متاع جتنی نایاب ہو اتنی ہی قیمتی بھی ہوتی ہے دینے والے اور بھی ہیں، لیکن دینے کا صحیح محل و طریقہ بتلا دینا کڑی نہیں -

حقیقت یہ ہے کہ سرکار عالیہ موجودہ اسلامی نسل کی ایک غیر معمولی فرد ہیں اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ روز بروز میرے دل میں انکی عزت بڑھتی جاتی ہے - میں رؤسا اور ارباب دول (الحمد للہ) ایک مستغنی اور بے پروا زندگی رکھتا ہوں، میری مذمت کے اسراف کے بعض لوگ شاکھی ہیں، مگر یہ تعریف میں کبھی بھی اسراف نہیں کر سکتا -

اگر اسی طرح ہندوستان کی ریاستیں قومی درسگاہوں حالات پر نظر رکھیں اور انہیں اصلاح کیلیے مجبور کریں تو جلسوں کے ریزولوشن اور اخباروں کے صفحات ایک طرف ایک بخشش گاہ کا عارضی کا سد باب ایک طرف! ندرہ کی زندگی کا سہارا گورنمنٹ کی اعانت کے بعد ریاست بہوپال کی اعانت تھی - اسکے بعد ریاست رامپور کی مہوار مدد ہے، اور حیدر آباد بھی سو روپیے ملتے ہیں - کاش یہ دونوں ریاستیں بھی اس طرح مترجم ہوں، علی الخصوص ریاست رامپور جسے کاروان و دانش مجمع اعیان و حکام میسر ہے -

مفسدین ندرہ کو بان رکھنا چاہیے کہ وہ ندرہ کو کسی طرح نہ مٹا سکتے مگر خود یقیناً مٹ جائیں گے -
قوم دوسرا ندرہ بنا سکتی ہے لیکن وہ اس قوم کی آواز کو نہ کرے دوسری قوم اپنے لیے نہیں لاسکتی -

پہنچا تو اصلی حالت دوسری ہی نظر آئی، اور میں بغیر کارروائی میں حصہ لینے واپس آیا -

اسی جلسے میں اصول و قواعد کی بنا پر ندرہ کے مفاسد بیان کیے گئے تو میرے عزیز دوست مسٹر محمد علی نے کہا کہ میرے لیے یہ تمام معلومات بالکل نئی ہیں - اب تک یہ باتیں بالکل معلوم نہ تھیں -

مجھ کو یقین ہے کہ خود ندرہ کے غیر مقامی ارکان انتظامیہ بھی جو گاہ گاہ جلسوں میں آکر شریک ہو جاتے ہیں، ندرہ کے مفاسد سے بالکل بے خبر رکھے گئے ہیں، اور بالکل یہی وجہ ہے کہ وہ انکا ساتھ دینے میں یا خاموش ہو جاتے ہیں - مولانا سیف الرحمن صاحب جو پچھلے جلسہ انتظامیہ کے صدر بنائے گئے تھے، مولانا فضل حق صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ عالیہ رامپور جو ایک بہت ہی معاملہ فہم اور صاحب فکر و رائے بزرگ ہیں، نواب محمد اسحاق خاں صاحب سکریٹری کالج، مولوی احمد علی صاحب میٹر تھی، اور اسی طرح بعض دیگر ارکان انتظامیہ کو میں شخصاً جانتا ہوں، اور یقین کرتا ہوں کہ ندرہ میں جو کچھ ہو رہا ہے، اگر اسکے معلوم کرنے کا انہیں موقعہ دیا جائے یا ندرہ کے مفاسد کے مضامین ازل سے آخر تک وہ دیکھ ڈالیں، تو ایک لمحہ کیلیے بھی مفسدین ندرہ کا ساتھ نہیں دیں گے -

لیکن اصلی مصیبت یہ ہے کہ واقعی حالات معلوم نہیں - ندرہ کے موجودہ حکام کے ہاتھ میں ایک بڑا حربہ مذہبی الزام کا ہے - جب کبھی علما سے ملتے ہیں تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ ہم صرف طلباء کو العاد و نیچریت سے بچانے کیلیے ایسا کر رہے ہیں اور ہمیں خواہ مخواہ الزام دیا جاتا ہے - یہ سن کر وہ لوگ متاثر ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ واقعی آپ لوگ بڑے ہی اچھے آدمی ہیں! اور اخبارات کا بھی یہی حال ہے - ان میں سے بعض خاموش ہو جاتے ہیں - ایک دورے ضرورت اصلاح سے انکار کر دیا ہے - مجھ کو یقین ہے کہ ان لوگوں کو بھی اصلی حالات معلوم نہیں اور اس دھوئے میں ڈال دیے گئے ہیں کہ محض شخصی معاملہ ہے - اگر ندرہ کے مفاسد سے یہ لوگ واقف ہو جائیں تو پھر مجھے سے بھی بڑھ کر اصلاح کیلیے سعی کریں -

الہلال کے سلسلہ مضامین کو اگر یہ اصحاب مطالعہ فرمائیں تو انہیں واقعات معلوم کرنے میں مدد ملے گی -

درحقیقت ان تمام دقتوں کا علاج بحالت موجودہ ایک ہی تھا، اور الحمد للہ کہ بزرگان دہلی کے قابل صد تعریف مستعدی کے ساتھ اسے پورا کر دیا یعنی جلسہ عام کا انعقاد - جب تک عام لوگوں کا یک جا اجتماع نہوار اور اپنا وقت صرف اسی مسئلے کیلیے صرف نہ کریں، اس وقت تک محض اخبارات میں لکھنے سے کچھ نہیں ہو سکتا -

ریاست بہوپال اور ندرہ

(۵) لیکن پچھلے دو ہفتوں کا سب سے زیادہ قابل ذکر واقعہ یہ ہے کہ ڈھائی سو روپیہ مہوار کی جو رقم ندوۃ العلما کو ریاست بہوپال سے ملتی تھی، وہ ہر ہالینس سرکار عالیہ دام اقبالہا نے (تا اصلاح ندرہ) ملتوی کر دی -

جو سرکاری خط پریسڈنٹ انجمن اصلاح ندرہ لکھنؤ کے نام آیا ہے، اس میں لکھا ہے کہ چند ماہ سے ندرہ کے حالات نہایت افسوس ناک ہو رہے ہیں، اور ایسے تغیرات ہو رہے ہیں جنکی وجہ سے اسکی حالت قابل اصلاح ہے، اسلیے ریاست کی مہوار رقم ملتوی کر دی جاتی ہے تا آنکہ ندرہ کی اصلاح ہو جائے -

یہ واقعہ سرکار عالیہ کی روشن ضمیری اور تدبیر عالی دماغی کا سب سے آخری مگر سب سے زیادہ موثر ثبوت ہے، اور ایک ایسا احسان عظیم ہے جسکا تمام مسلمانوں کو صدق دل سے شکریہ ادا

کی بفا پر نا کامی ہوگی تو قانون اور قواعد کا گوشہ ڈھرنڈھیں گے۔
یہاں سے بھی نکالے گئے تو خود ندرہ کے دستور العمل کی دھالی
دینگے۔ یہاں بھی شغرائی نہ ہوئی تو اسے معرہ و موجودہ
دستور العمل کا دروازہ کھٹکٹالینگے۔ اگر یہ بھی نہ کھلا تو پھر یا
تسمت یا نصیب !

کیا شکر تم ہے ' رویے اپنے نصیب کو !

بہر حال میں تسلیم کیے لیتا ہوں کہ پچھلی اشاعت میں جو
کچھ لکھا گیا ' یکسر لغو اور بے معنی تھا۔ استحقاق اور اہلیت
کیا ہے اور ایثار و اخلاق کو کون پرچھتا ہے ؟ اصل سے قانون
اور قاعدہ ہے۔ فاسق و فاجر و بی من کل ذنب و اقرب الیہ !

کریم ہزار بار توبہ !

صرف مجالس و مجالع کے قوانین عمومی اور خود ندرہ کے
دستور العمل ہی کے مطابق اب نظر ڈالتا ہوں :

گر تو دامن بکشی ' دست کسے کو تہ نیست !

(نظامت جدید اور قواعد مجالس)

قواعد کا یہ حال ہے کہ ایک تو عام طور پر باقاعدہ انجمنوں کے
قوانین ہیں اور تمام مجالس کیلئے بطور ایک مشترک اصول کے
تسلیم کیے جاتے ہیں۔ ایک خود ندرہ کا دستور العمل ہے۔ علم
قوانین کا اگر ذکر کیا گیا تو یہ کہہ کر بآسانی ٹال دیا جائیگا کہ ندرہ
علم قوانین مجالس کی پیروی پر مجبور نہیں۔ اگر تمام دنیا
میں ایسا ہوتا ہے تو کیا ضرور ہے کہ ندرہ بھی ایسا ہی کرے ؟

پس بہتر ہے کہ صرف ندرہ ہی کے دستور العمل کے مطابق
نظر ڈالی جائے۔

لیکن ندرہ کا دستور العمل بھی دو مختلف صورتوں میں موجود
ہے۔ ایک تو اسکا اصلی اور قدیمی دستور العمل ہے دوسرا معرہ
موجودہ دستور العمل جس پر آجکل ادعائی عمل کیا جاتا ہے۔

کسی گذشتہ صحبت میں تفصیل کے ساتھ لکھ چکا ہوں کہ
اصلی دستور العمل کی منعمات مہمہ کیا تھیں ' اور پھر کس طرح
اُن میں نئی نئی ترمیمیں اور اضافے کیے گئے ؟ پس موجودہ
حالت میں ہر اہل ندرہ کا دستور العمل کڑی چیز نہیں ' اور
مسئلہ اصلاح ندرہ میں اصلی ما بہ النزاع رہی دستور العمل ہے۔
تاہم جو کچھ بھی ہے ' چاہیے کہ صرف اُسی کو پیش نظر رکھا
جائے۔ کیونکہ اگر اصلی دستور العمل بنا پر بحث کیجیگا تو
کھدیا جائیگا کہ اس منسوخ شدہ دستور العمل کو اب تسلیم ہی
کون کرتا ہے ؟

ذکر تو منسوخ کرد عشق اوائل !

(رعایت کی انتہا)

غور کیجیے کہ نقد و محاکمہ میں اس سے زیادہ رعایت اور
نرمی کیا ہو سکتی ہے ؟ علم قوانین اصل بحث ہیں۔ اگر اُسے
نام لیا جائے تو ایک مفت کے اندر پوری کارروائی کو ناجائز قرار
دیسکتے ہیں۔ لیکن اُن سے بالکل قطع نظر کر لی جاتی ہے۔ اُسے بعد
ندره کا اصلی دستور العمل ہے اور اس میں جس قدر تبدیلیاں کی
گئی ہیں ' یکسر ناقابل تسلیم و خلاف قانون ہیں ' لیکن
آپ کی خاطر سے اُسے بھی چھوڑ دیا گیا۔ صرف وہی معرہ و مبدل
دستور العمل اپنے سامنے رکھتے ہیں جو ندرۃ العلماء کا موجودہ مسلمہ
نظام ہے اور ندرہ کی طرف سے چھاپکر تقسیم کیا جاتا ہے !

(انتخاب نظامت حسب دستور العمل)

۱۸ سے ۲۰ - جو کئی تک ایک جلسہ انتظامیہ لکھنؤ میں
منعقد ہوا ' اور اسی میں گذشتہ نظام عمل کو توڑ کر نیا ناظم
منتخب کیا گیا۔ یہ ضروری جو قانون اور قاعدہ کے نام سے کی
گئی ' قاعدہ اور قانون کی بدترین تہیں تھیں۔ اسی تہیں جس
سے زیادہ کڑی ناجائز مجمع اور بے قاعدہ جتھا نہیں کر سکتا۔

المہلال

۱۸ - ۲۵ جانی الاول ۱۳۳۲ ہجری

مدرس سلمیہ

مولود فساد کا کامل بلوغ

عہدہ داروں کا سازشی تقرر

مزعومہ و مفروضہ نظامت ندوة العلماء

(۳)

ایک ایسا شخص فرض کیجیے جو نئے عہدہ داروں کا نہ صرف
دوست و رفیق بلکہ شیفتہ و فدا کار ہو ' اور اُنکی نظامت و نیابت
کو اپنے ایمان و ضمیر سے بھی زیادہ معصوب رکھتا ہو۔ نیز اُس نے
قسم کھا لی ہو کہ جب تک بعثت و ثبوت کا ذرا سا سہارا بھی
باقی رہیگا ' مرلوی خلیل الرحمن صاحب کی نظامت کو ہاتھ
سے ندرنگا :

یا تن رسد بجاناں ' یا جاں ز تن بر آید !

اچھا ' تو اب فرض کیجیے کہ وہ ایسے موقع پر کیا کریگا جبکہ اُسے
سامنے اہلیت اور استحقاق علمی و اخلاقی ہی وہ تمام بحث پیش
کی جائیگی جو پچھلی اشاعت میں نکل چکی ہے ؟

یقیناً وہ جوش حمایت میں کہے گا کہ خیر ' مان لیجیے کہ
مرلوی خلیل الرحمن صاحب نہ تو علمی قابلیت کے لحاظ سے
اس عہدے کیلئے کڑی چیز ہیں ' اور نہ ہی کسی اخلاقی خرابی
کے اعتبار سے مستحق ہیں۔ لیکن آخر مجالس اور انجمنوں کے
قوانین و قواعد بھی کڑی شے ہیں یا نہیں ؟ اگر وہ قانون و قواعد
کے مطابق ناظم بنادیے گئے ہیں ' اور ایک انجمن کی ایگزیکٹو
کمیٹی نے انہیں قانوناً عہدہ دار تسلیم کر لیا ہے ' تو پھر خواہ وہ کیسے
ہی نااہل کیوں نہیں ' لیکن قاعدہ چاہتا ہے کہ انہیں تسلیم
کر ہی لینا چاہیے۔ نہ کیجیے گا تو دنیا میں قانون اور قواعد کی
توہین کی ایک بہت ہی بڑی مثال قائم ہو جائیگی۔ استحقاق
نہیں ' نسبی ' کم از کم قانون تو ہے ؟ انہوں نے استحقاق و صلاحیت
کا پاس نہیں کیا۔ آپ قانون کی عزت پر نظر رکھیے۔ کسی کی
علمی و اخلاقی حالت پر بحث کر نیکا آپ کو کس نے حق دیدیا
ہے ؟ یہ تو " ذاتیات " ہے۔ جو کچھ کہنا ہے قاعدہ اور قانون کی
بنا پر کہیے۔

غرض کہ استحقاق و اہلیت کے بعد گر اصلاً بحث کا خاتمہ ہو جاتا
ہے لیکن ایک ایسے شخص کیلئے جو اصول کی بنا پر نہیں ' بلکہ
اپنے کسی ذاتی فیصلے کی بنا پر اُنکی نظامت کا خواہشمند ہو ' کہنے
کیلئے قانون اور قواعد کا سہارا ابھی باقی ہے۔

اچھی بات ہے۔ آئیے اپنے تئیں ایک ایسا ہی ارادت کیش
شخص فرض کر لیں اور پوری کوشش کریں کہ کسی نہ کسی طرح
مرلوی صاحب کو ندرہ کا ناظم بنا نا ہی چاہیے۔ استحقاق و اہلیت

معمدیاں قائم رہیں، اور جلسہ انتظامیہ اس انتظام پر پورا اعتماد کرتا ہے۔

پھر ۲۳ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء کے جلسے میں بھی یہی مسئلہ پیش ہوا اور بالاتفاق طے پایا کہ :

”اس وقت کوئی شخص ایسا موجود نہیں ہے جسکا

تقرر خدمت نظامت کیلئے ہو سکے۔ پس جس طور پر کام چل رہا ہے، یعنی تین معمدیوں کی تقسیم میں، اسی طرح چلتا رہے“

جلسہ انتظامیہ کا یہ رزلٹیشن قابل غور ہے۔ یہ جس جلسے نے بالاتفاق منظور کیا اسمیں مولوی خلیل الرحمن، مولوی سید عبد العی، مولوی شاہ سلیمان پهلواروی، اور مولوی مسیح الزمان مرحوم شاہجہانپوری موجود تھے۔ اسلیے اس سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ ان اشخاص میں سے کوئی شخص جلسہ انتظامیہ کے نزدیک ناظم بننے کے لائق نہ تھا، کیونکہ اگر لائق ہوتا تو وہ ان اشخاص کی موجودگی میں یہ رزلٹیشن کیوں منظور کرتا کہ ”کوئی شخص خدمت نظامت کیلئے نظر نہیں آتا“؟

پس معمدیوں کی تقسیم ایک ایسا انتظام تھا جو برسوں سے چلا آتا تھا اور اسکو جلسہ ہائے انتظامیہ نے بارہا قابل اعتماد و عمل تسلیم کر لیا تھا۔ جن جلسوں نے اسپر اعتماد و قیام کے روت پاس کیے، وہ کامل اور عظیم الشان اجلاس تھے، یعنی انہیں تقریباً تمام ممبران انتظامی شریک تھے۔ ایک ایسے مسلم و معتمد انتظام کو یکا یک توڑ دینے کا ایک ایسے جلسے کو کیا حق ہو سکتا ہے جو محض کورم کا ایک رسمی مجمع تھا، اور سب سے زیادہ یہ کہ اسکی کوئی اطلاع حسب قاعدہ دستور العمل ممبروں کو نہیں دی گئی تھی؟

اگر اسی طرح ایک شخص دس بارہ ممبروں کو اکٹھا کر کے انجمنوں کا کانسٹی ٹیوشن اولٹ دیا کرے تو پھر قاعدہ اور قانون ایک ایسا لفظ ہے جسکے کوئی معنی سمجھ میں نہیں آسکتے !

اول تو یکایک معمدیوں کو توڑ دینے کی تجویز پیش کی گئی اور منظور کر لی گئی۔ حالانکہ یہ جلسہ انتظامیہ کا ایک مسلمہ و معتمدہ انتظام تھا، اور اسکے توڑ دینے کیلئے ایک کامل اجلاس کی ضرورت تھی نہ کہ چھ سات آدمیوں کی سازش کی۔ پھر اسپر بھی اکتفا نہ کر کے ایک شخص کو نظامت کیلئے تجویز بھی کر دیا گیا۔

یہ کون شخص ہے؟ علم و صلاحیت کا کوئی نو مولود مغارق ہے جو یکایک مولوی سید عبد العی صاحب کو اپنے مطب میں کھیلتا ہوا مل گیا ہے، اور وہ جلسہ انتظامیہ کے سامنے اٹھائے گئے آئے ہیں؟ یا دارالعلوم ندوہ میں کوئی نئی تربیت گاہ کھل گئی ہے جو کہن سال ممبران ندوہ کو بھی چند سالوں کے اندر اپنے نفوذ علمی و اخلاقی سے بالکل بدل دیا کرتی ہے، اور اس تربیت گاہ میں ایک شخص علم و صلاحیت کا چولا بدل کر جلسہ انتظامیہ کے سامنے آگیا ہے؟

نہیں، یہ مولوی خلیل الرحمن صاحب سہارنپوری ہیں جو ابتدا سے ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامیہ کے ممبر، اور برسوں سے نظامت ندوہ کے غزال رعنا کے پیچھے کوہ و بیابان مسامی و متاعب کی گھوکریں کھا رہے ہیں :

کہ سر بکھو و بیابان تو دادہ مارا !

لیکن یہ بزرگ تو اس وقت بھی جلسہ انتظامیہ میں موجود تھے، جب وہ یہ رزلٹیشن پاس کر رہا تھا کہ ”کوئی شخص عہدہ نظامت کیلئے موزوں موجود نہیں ہے، اسلیے تین معمدیوں کی تقسیم کے ساتھ ہی کام جاری رکھا جائے“؟

کیوں اس جلسہ انتظامیہ نے جسمیں خود مولوی خلیل الرحمن

اسلیے نہیں کہ حقیقت و قوانین عمری کے خلاف تھی، بلکہ صحت اسلیے کہ اس طرح کی کارروائی کر کے جلسہ انتظامیہ نے خود لغوہ کے دستور العمل کو پرزے پرزے کر دیا۔

(دفعہ ۲۲ دستور العمل)

(۱) دستور العمل حال کی دفعہ ۲۲ میں ہے :

”مجلس ہائے انتظامیہ کی تاریخ کا تعین ناظم ندوۃ العلماء کرے فہرست امور تصفیہ طلب کی در ہفتہ پہلے ارکان انتظامیہ کے پاس بھیج دیا“

عام طور پر تمام انجمنوں کی کمیٹیوں کا قاعدہ ہے کہ فیصلہ طلب امور کو ایک در ہفتہ پہلے ممبروں کے پاس بھیج دیئے ہیں جسکو اجندا کہتے ہیں، تاکہ وہ ان پر غور و فکر کر کے بحث و رائے کیلئے مستعد ہوجائیں۔ ندوہ کے دستور العمل نے اسکے لیے در ہفتہ کی مدت قرار دی ہے۔

اب تحقیق طلب یہ ہے کہ ۲۰ جولائی کے انتظامی جلسے میں ایک ایسا اہم اور عظیم الشان مسئلہ پیش ہونے والا تھا جو ندوۃ العلماء کے ہفت سالہ طریق انتظام کو منسوخ کر کے اور تینوں معمدیوں کو توڑ کے ایک شخص کو ناظم قرار دینا چاہتا تھا، اور یہ وہ کارروائی تھی جس پر ندوہ کی انتظامی و تعلیمی ہستی کا دار و مدار تھا۔ پس ضرور تھا کہ حسب دفعہ ۲۲ دستور العمل ندوہ در ہفتہ پہلے اسکی اطلاع تمام ممبروں کو دیدی جاتی، اور لکھ دیا جاتا کہ معمدیوں کے توڑنے اور نئے شخص کے ناظم مقرر ہونے کی نسبت انہیں اپنی رائے دینی پڑیگی، لیکن اس قسم کی کوئی اطلاع ممبروں کو نہیں دی گئی، اور نہ اجندا میں ناظم کا ذکر کیا گیا۔ دفعۃً ایک ممبر نے تجویز کی کہ معمدیاں توڑ دی جائیں اور ۵۱ ممبروں میں سے دس یا گیارہ حاضر الوقت ممبروں نے اسپرقت منظور بھی دیدی ! اسکے بعد معاً ایک شخص کو نظامت کے لیے پیش کیا گیا، اور وہ ناظم بھی قرار پا گیا !!

کیا حسب قاعدہ دستور العمل دفعہ ۲۲ کسی جلسہ انتظامیہ کی ایسی ناگہانی کارروائی جائز قرار دی جاسکتی ہے؟ کوئی شخص بھی جسے مجلسوں کے قواعد و قوانین کا علم ہو، کیا اس درجہ شرم و حیا کو خیر باد کہہ سکتا ہے کہ اس کھلی سازش کو باقاعدہ قرار دیکے؟

اگر باقاعدہ طور پر سچائی اور حقیقت کے ساتھ کام کرنا تھا تو کیا وجہ ہے کہ در ہفتہ پہلے ممبروں کو اطلاع نہیں دی گئی، اور اجندے میں اس تجویز کی تصریح نہیں کی؟ کونسی ضرورت اخفا اور پردہ داری کی پیش آگئی تھی؟ اور وہ کونسا عذر ہے جسکی بنا پر ایک ایسے اہم اور عظیم الشان انقلابی مسئلہ کو یکا یک پیش کر کے منظور کرا لیا گیا؟

اصل یہ ہے کہ یہ لوگ فساد و ضلالت میں کتنے ہی پختہ مغز ہوں، مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان کاموں میں ابھی نا تجربہ کار ہیں۔ اگر ایسا نہوتا تو ایسی صریح اور کھلی بے ضابطگی کر کے اپنی ہلاکت کا سامان خود فراہم نہ کرتے، اور ممبر احتیاط کے ساتھ ایک کامل درجہ کی قاعدہ نما بے قاعدگی کرتے جیسا کہ آور بہت سے مقامات میں کیا جاتا ہے۔

(حادثہ غریب)

(۲) پھر یہ بھی واضح رہے کہ معمدیوں کی تقسیم اور نظامت ندوہ کا مسئلہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے۔ خود جلسہ انتظامیہ میں بارہا پیش ہو چکا ہے۔ اور ایسے جلسوں میں جو جلسہ عام کے موقع پر منعقد ہوئے اور اسلیے صرف کورم ہی کے جلسے نہ تھے بلکہ تقریباً تمام ممبروں کا کامل اجلاس تھا۔

نومبر سنہ ۱۹۰۸ میں مجلس انتظامیہ کا ایک وسیع اجلاس ہوا جسمیں مولوی خلیل الرحمن اور مولوی سید عبد العی صاحب بھی موجود تھے۔ جلسے نے بالاتفاق یہ تجویز پاس کی کہ تینوں

(معتمدیوں کی ۷۴۰ - ۱۰)

یہ کارروائی بے قاعدگی اور بے نظمی کا ایک ایسا کامل درجہ کا نمونہ ہے جسکی نظیر پیدا کرنے کیلئے بڑی جد و جہد کرنی پڑیگی۔ معتمدیوں کے توڑنے کا جلسہ انتظامیہ کو اس طرح قانوناً کوئی حق ہی نہ تھا۔ اگر معتمدین نے اپنے اپنے استعفیٰ بھیج دیے تھے تو جلسہ انتظامیہ صرف اس ایک ہی فیصلہ کیلئے مجبور تھا کہ جلسہ عام تک انکی منظوری و عدم منظوری کو ملوث کر دیتا اور جلسہ عام کا انتظام کرتا۔ اس عرصے میں سابق انتظام برقرار رکھا جاتا۔ دنیا جہاں کی انجمنوں کا یہی قاعدہ ہے اور خود ندرہ کا دستور العمل بھی یہی ہے۔ لیگ کی صدارت سے ہڑھانس سر آغا خان نے بارہا استعفا دیدیا، لیکن لیگ کی کونسل اسے سزا اور کچھ نہ کر سکی کہ جلسہ عام میں پیش کر دے۔ جلسہ عام کے انتہائی اختیارات تمام انجمنوں میں صرف اسی لیے رکھے گئے ہیں تاکہ اشخاص و معدودہ جماعت کو کسی طرح کی سازش کا موقع نہ ملے جیسا کہ بد بخت ندرہ سازش کا شکار ہوا۔

پس اول تو جلسہ انتظامیہ اسے سزا اور کوئی کارروائی کر ہی نہیں سکتا تھا، لیکن چونکہ ہماری بحث ابتدا سے اس درجہ پر ہے کہ ہر موقع پر آخری سے آخری صورت جواز کو بھی تسلیم کر کے مسئلہ کے عدم جواز کو ثابت کر دیتے ہیں اور ابتدا ہی میں لکھ آئے ہیں کہ آجکی صحت میں ہمارا پوزیشن ایک ایسے شخص کا ہوگا جو تغیر نظام کا نہایت خواہشمند ہے اور ایک ذرا سا سہارا بھی ناخن اٹکانے کا ملجاء تر اسیر اپنے مقصود و مطلوب کے جواز و ثبوت کا ایک پہاڑ بھرا کر دینا چاہتا ہے، اسلئے علی سبیل الغرض تسلیم کیے لہتے ہیں کہ جلسہ انتظامیہ معتمدین کی علیحدگی کے مسئلہ کا فیصلہ کر سکتا تھا اور ایسا کرنے کیلئے صحیح وجوہ اپنے سامنے رکھتا تھا، لیکن پھر بھی انتخاب نظامت کا عقدہ حل نہیں ہوتا، کیونکہ اسے سامنے ایک صاف اور باقاعدہ کارروائی کا راستہ کھلا تھا۔ وہ ان معتمدوں کی جگہ عارضی طور پر دوسرے معتمد مقرر کر دیتا اور آئندہ کیلئے معتمدیوں کے قیام و عدم قیام یا تقرر نظامت کے مسئلہ کو حسب قاعدہ جلسہ عام میں پیش کرتا۔

اسکی مجبور و کرنسی آپری تھی کہ چپ چپائے بکا یک ایک ایسے شخص کو ناظم مقرر کر دیا جائے جو برسوں سے اپنے تئیں ناظم بنانے کی آرزو رکھتا ہے مگر ہر مرتبہ جلسہ انتظامیہ اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیتا ہے اور کسی جلسہ عام میں اسکی نظامت کا مسئلہ پیش نہیں کیا جاسکتا اور پھر جسکی موجودگی اور خواہش جنون نماے نظامت کے باوجود جلسہ انتظامیہ یہ فیصلہ کر دیتا ہے کہ ”عہدہ نظامت کیلئے سرے دست کوئی شخص موجود نہیں؟“

اُس شخص نے ناظم بننے کیلئے کیا کیا کرشمیں نہیں کیں اور کیسی کیسی سازشیں نہیں ہوئیں؟ نا جائز طور پر لوگوں کو جمع کیا گیا، راز دارانہ خطوط لکھ لکھ کر اور دورے کر کے آدمی بلائے گئے اور ایک مرتبہ ترہ قیامت برپا کی جس کی ناکامی کا ایک لمحہ کیلئے بھی ”حزب الافساد“ کو خوف نہ تھا۔ تاہم قانون، قاعدہ، اہلیت، استحقاق اور حق کی بمقابلہ باطل قدرتی طاقت نے ہمیشہ تمام کرشموں کو ناکام رکھا اور خود جلسہ ہائے انتظامیہ نے فیصلہ کیا کہ ناظم بننے کیلئے کوئی شخص اہل موجود نہیں ہے۔ موجودہ انتظام جس طرح چل رہا ہے اسی طرح چلنا چاہیے۔

(۲۰ مارچ کا عجیب و غریب جلسہ)

جس جلسہ انتظامیہ میں کارروائی کی گئی اسکی چھپی ہوئی رپورٹ میرے سامنے ہے۔ اسمیں شرکا مجلس کی جو فہرست دی گئی ہے اسکا نہ کہل کہنا

اور انکے اعران و انصار قدیمہ و جدیدہ شریک تھے، علی رغم انف خلیل الرحمن و اخوانہ، ایسا رزلیوشن پاس کیا اور کیوں خود مولوی خلیل الرحمن نے اپنے اداء سے ”انا الحق بالخلافة“ سے کفارہ کشی کر لی؟ اگر ۲۳ جولائی سنہ ۱۹۱۰ تک جلسہ انتظامیہ میں کوئی شخص ناظم بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا، حالانکہ مولوی خلیل الرحمن، مولوی شاہ سلیمان، مولوی مسیح الزمان، مولوی سید عبدالحی صاحب، وغیرہ وغیرہ حضرات اسمیں موجود تھے، تو ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۱۳ کو وہ کونسا انقلاب انسانی ذہن و جذبات کے اندر ہو گیا کہ یکایک انہیں میں سے ایک شخص تمام آلات و اسلحہ نظامت سے لیس ہو کر سامنے آ گیا اور پھر اس طرح سامنے آیا کہ جلسہ انتظامیہ کے تمام منکر و متمدن ارکان اپنے انکار و تمرد گذشتہ کو بھول کر یہ کہتے ہوئے سجدے میں اتر پڑے ہو گئے کہ ”تا لله لقد افرق الله علينا و ان کذا لغاطلین“ اور گویا مولوی خلیل الرحمن صاحب نے مولوی سید عبدالحی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا: ”یا ایت! هذا تاریل رویای من قبل، قد جعلها ربی حقاً؟“

(التحول الفجائی)

جن حضرات کو ”قانون ارتقا“ کے مباحث سے دلچسپی ہے انہیں معلوم ہوگا کہ اس نظریہ کے بنیادی مسائل مہمہ میں سے ایک مسئلہ انقلاب طبیعی اور تحول یعنی Metamor Phasis کا بھی ہے۔

اس سے مقصود وہ تغیرات و انقلابات ہیں جو حسب سنن طبیعہ موجودات عالم کے آثار و خواص، اور اشکال و اجسام میں ہوتے رہتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ انکا مجموعی نتیجہ ایک نوعی تغیر تک پہنچ جاتا ہے۔

ان تحولات میں سے ایک انقلاب ”تحول فجائی“ کا ہے۔ یعنی ایسے مستثنیات تحول جو یکا یک اور ناگہانی ظہور میں آجائے ہیں۔ اخیر دور کے علماء ارتقا نے اس تحول کا وجود اکثر حالتوں میں تسلیم کیا ہے اور پچھلے دنوں ڈاکٹر شیفر نے اسپر لیکچر دیتے ہوئے اس کے نظائر و مشاہدات گنوائے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ تحول فجائی کی ایک عمدہ نظیر ۲۰ مارچ کے جلسہ انتظامیہ ندرہ العلماء کی یہ کارروائی بھی ہے جس سے لندن کی امپریل اکیڈمی کا بے خبر رہنا (جسمیں ڈاکٹر شیفر نے لیکچر دیا تھا) اسکی بہت بڑی بد قسمتی ہوگی۔ ایسی کھلی اور انسانی تحول فجائی کی شہادت اور کہیں نہیں مل سکتی! واقعہ یہ ہے کہ سنہ ۱۹۱۳ سے پیشتر تک جسقدر ارکان ندرہ بشمولیت مولوی خلیل الرحمن صاحب موجود تھے، جلسہ انتظامیہ نے بشمولیت مولوی خلیل الرحمن و مولوی سید عبدالحی و منشی احتشام علی و مولوی شاہ سلیمان صاحب وغیرہ وغیرہ ان ضروری شرطوں سے انہیں کلاً یا جزاً خالی پایا جو ندرہ کی نظامت کیلئے مطلوب ہیں اور بار بار یہی فیصلہ کیا کہ معتمدیاں قائم رہیں کیونکہ انپر اعتماد ہے اور کوئی شخص ایسا موجود نہیں جو ندرہ کا ناظم ہو سکے۔

لیکن: ایں قصہ عجب شنو از دور انقلاب:

کہ ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۱۳ کی صبح کو تحول فجائی کا ایک عجیب و غریب نمونہ نظر آیا کہ وہی مولوی خلیل الرحمن صاحب جنکی موجودگی میں جلسہ انتظامیہ عہدہ نظامت کیلئے ناظم کی تلاش میں ناکام رہ چکا تھا اور اس طرح بار بار تسلیم کر چکا تھا کہ وہ باوجود خواہش و طلب شدید اس عہدے کیلئے اہل نہیں ہیں، یکایک کسی ترقی انقلاب مخفی، اور قانون تحول فجائی کے ماتحت آکر اس طرح منقلب اور متغیر و متحول ہو گئے، گویا وہ کل تک کے مولوی خلیل الرحمن ہی نہیں ہیں اور مذہب ارتقا نے انہیں ہکسریکر انقلاب و تغیر کر دیا ہے!! فسبحان الذی اذا اراد شیئاً ان یقول له کن! فیکون!!

۵۱ ممبران انتظامیہ میں سے صرف حسب ذیل ۱۲ - اشخاص شریک ہوئے تھے :

(۱) منشی احتشام علی صاحب کا کوری (۲) منشی اعجاز علی صاحب کا کوری (۳) منشی اظہر علی صاحب کا کوری (۴) مولوی محمد نسیم صاحب (۵) مولوی خلیل الرحمن صاحب (۶) مولوی سید عبد انعی صاحب (۷) حکیم عبد الرشید صاحب (۸) مولوی سید ظہور السلام صاحب (۹) مولوی عبد العی صاحب رکیل چندی (۱۰) مولوی عبد الرحیم صاحب ریوازی (۱۱) قاری عبد السلام صاحب (۱۲) سید ظہور احمد صاحب رکیل -

ان بارہ میں سے دو شخص نکال دیجیے جو عہدہ نظامت و نیابت پر فائز ہوں۔ یعنی مولوی خلیل الرحمن اور مولوی عبد الرحیم - اب باقی اشخاص جنہوں نے انکی نسبت فیصلہ کیا، صرف ۹ رہ گئے - ان نو میں بھی ایک تہائی تو صرف ایک ہی خاندان کا کوری کی صورت اشکال مور تیں ہیں :

ہر لحظہ بطرز دیگران یار بر آمد !

اس اقلیم ثلاثہ کو مسیحی علم ریاضی کے اصول پر ایک ہی

سمجھیں :

ماسہ جانے آمدہ در یک بدن ا
اب باقی جسقدر حضرات تشریف فرما ہیں انہیں شمار کیجیے - کلم چہ باقی رہ گئے - ان چہ میں ایک تو مولوی سید عبد العی صاحب ہیں جنہوں نے تجویز پیش کی :
در پس آئینہ طوطی صفم داشتہ اند

باقی پانچ میں سے تین مقامی ممبروں اور دو بیرونی ممبروں نے، اور کوری کے اقلیم ثلاثہ کے تعداداً تین مگر حکماً ایک نے تجویز سنی، اور ندرة العلماء کی سکرٹری شپ کا، اس ندوہ کی سکرٹری شپ کا جو تمام عالم اسلامی میں اصلاح دینی اور احیاء علوم اسلامیہ کی ایک ہی تحریک ہے، ایک آن واحد میں فیصلہ کر دیا !

پھر لطف یہ ہے کہ یہ چہ حضرات بھی در اصل ایک صدارت واحد سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے، کیونکہ فی الحقیقہ، یہ سب کے سب معاملات ندوہ میں ایک ہی اصول اور اعتقاد کے اخلاف اور ایک ہی شجر طریقت کے برگ و بار ہیں - اسی لیے نہ تو کسی نے مخالفت کی اور نہ کسی کو ندرة العلماء کے مسلمہ دستور العمل کی اس کھلی توہین پر کچھ شرم و حیا آئی - ادھر تجویز پیش ہوئی اور ادھر سب لبیک کہتے ہوئے قورے :

بیار بادہ کہ ما ہم غنیمتیم بسے !

خدارا لوگ انصاف کریں کہ یہ کون لوگ ہیں - جو اس طرح علانیہ قانون اور قواعد کو پاؤں تلے روند رہے ہیں اور پھر یہ کہتے ہوئے نہیں شرماتے کہ جلسہ انتظامیہ نے ایسا کیا؟ کیا اس سے بھی بڑھکر قوم کو احمق بنانے کی کوئی مثال مل سکتی ہے؟ اگر جلسہ انتظامیہ ایسے ہی جلسوں کا نم ہے اور باقاعدہ کاروائیوں کا یہی مطلب ہے تو اس جلسہ انتظامیہ سے دھقانیوں کی وہ بہتر ہزار درجہ افضل و ارجح ہے جہاں علم کو ایک حقہ لیکر کاشتکار جمع ہرجائے ہیں اور مل جلکر بغیر کسی سازش اور ایمان فروشی کے اپنے جھگڑوں کو مٹا دیتے ہیں -

(آخری اور فیصلہ کن سوال)

(۴) اچھا، ان تمام باتوں کی بھی جانے دیجیے - صرف ناظم کے انتخاب کے مسئلہ کو لیجیے - علم قوانین مجالس میں نہیں، ندوہ کے پرانے دستور العمل میں نہیں، خود موجودہ دستور العمل میں دفعہ ۱۱ - موجود ہے جو اٹھ گنر چکی ہے :

” ناظم کا انتخاب کامل جلسہ انتظامیہ کی تجویز اور

ندرة العلماء کا کانسٹی ٹیوشن - مل عام مجالس کے یوں ہے کہ اسکے در طرح کے ممبر ہوتے ہیں - ایک وہ جو در ریہ سالانہ دیتے ہیں اور عام جلسے میں شریک ہوتے ہیں - دوسرے وہ ارکان انتظامی جو اسکی منیجنگ کمیٹی یا ایگزیکٹو کونسل کے ممبر ہیں - ندوہ کے اصلی دستور العمل میں تھا کہ جلسہ عام ناظم کو منتخب کریگا نیز اسے معزول کر دینے کا بھی حق آسے کرے - نئے دستور العمل میں معزولی کے حق کو تو سلب کر لیا ہے لیکن اتنا ٹکڑ بچنسہ موجود ہے کہ ” منیجنگ کمیٹی کہ کامل اجلاس تجویز کرے اور جلسہ عام منظور کرے “

پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ سرے سے ناظم کی منظوری کا اختیار جلسہ انتظامیہ کو ہے ہی نہیں - اسکا کامل اجلاس کسی شخص کو تجویز کر سکتا ہے - لیکن نصب آسے وقت ہوسکتا ہے جبکہ سالانہ جلسہ عام میں کثرت رائے اسکا ساتھ دے -

اگر فی الحقیقت یہ دفعہ دستور العمل میں موجود ہے، اور میں غلط حوالہ نہیں دے رہا تو وہ تمام ارکان انتظامی جنہوں نے ۲۹ مارچ کو یہ سازشی ایمان فروشی کی ہے، باہر نکلیں اور مجمع بتلائیں کہ کیونکر انہوں نے بغیر کامل جلسہ انتظامی کی تجویز اور بغیر جلسہ عام کی منظوری کے ایک شخص کو ناظم قرار دیدیا؟ اور کیوں نہ انکی اس تمام کارروائی کو قوم ایک بدترین قسم کی شرمناک بے قاعدگی قرار دے؟

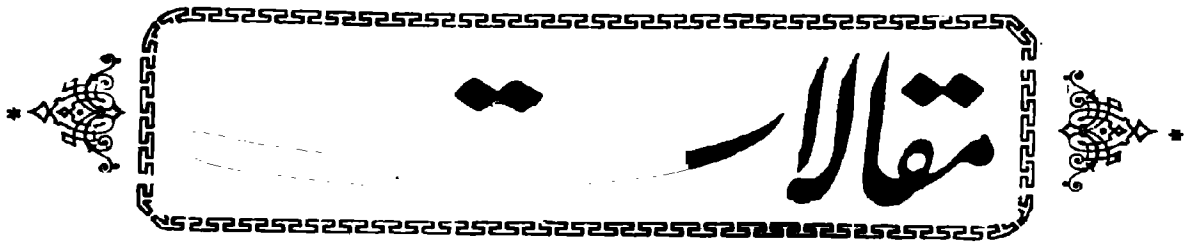
کیا انہیں اس دفعہ کی خبر نہ تھی؟ اگر خبر نہ تھی تو ہزار شرم ان ارکان مجلس کیلیے جو صاحبان حل و عقد بندر ندوہ کی قسمت کا فیصلہ کرتے ہیں، مگر اتنا بھی نہیں جانتے کہ خود ندوہ کا دستور العمل کیا کہتا ہے؟

نہ تو مجلس انتظامی کا کامل اجلاس ہوا، اور نہ جلسہ عام کے نئے ناظم کو منظور کیا - پھر کس قانون کی بنا پر مولوی خلیل الرحمن اپنے تئیں ناظم سمجھتے ہیں اور اپنی فرضی نظامت کے مصارف کی لعنت ندوہ کے سر والے ہیں؟ اور کہوں اس نام نہاد جلسہ انتظامیہ کی پوری کارروائی کو حق، قانون، اور دستور العمل ندوہ کے نام سے ہم کالعدم نہ سمجھیں؟

یقیناً کالعدم ہے - اس جلسے کو جو اسدرجہ قوانین مسلمہ مجلس کی علانیہ خلاف ورزی کرے، جلسہ انتظامیہ کہنا انتظام کے لفظ کی مریم توہین ہے - یہی سبب ہے کہ میں ابتدا سے ندوہ کے جلسہ انتظامیہ کو ایک جگہ اور چند یاران سازش کا مجمع نا جائز کہتا آیا ہوں، اور عام اعلان کرتا ہوں کہ اگر میرے بیانات صحیح نہیں ہیں اور نئے ناظم کے تقرر کی کارروائی کسی طرح بھی دستور العمل ندوہ کے مطابق ثابت ہو سکتی ہے تو خدا را کوئی شخص بھی سامنے آجائے، اور صرف اتنا ہی کرے کہ خود ندوہ کے دستور العمل سے ثابت کر دے - ذاتی خصوصیت کا کوئی معاملہ نہیں ہے - قاعدے اور قانون کی بحث ہے - میں اسی وقت مولوی خلیل الرحمن کی نظامت کا اعتراف کر لوں گا، اور پھر اگر استحقاق و اہلیت اور لیاقت و صلاحیت کا نام بھی لوں تو مجھے بڑھکر کوئی مجرم نہیں -

رہی یہ بات کہ خواہ اہلیت و لیاقت ہو یا نہ ہو، قواعد اور قانون کے مطابق تقرر کیا جائے یا نہ کیا جائے، مگر تاہم مولوی خلیل الرحمن ندوہ کے ناظم ہیں، کیونکہ وہ برسوں سے اپنی نسبت ایسا سرہ ظن رکھنے کے مرض میں گرفتار ہیں اور بعض ستم ظریفوں نے بھی انہیں ناظم صاحب، ناظم صاحب، کہہ کہہ کے ہمیشہ بنایا ہے اور اس طرح انکا مرض مزمن ہو گیا ہے، تو اسکا جواب واقعی کوئی نہیں - ”النبی نبی و لولاک فی بطن امہ“ سنا ہے، لیکن یہ اب تک نہیں سنا کہ کسی مجلس کا ناظم بھی بنا، بنایا، ترشا ترشا ماں کے پیٹ سے پیدا ہو سکتا ہے - ویسے عجائب آباد ندوہ میں

کے ختم عادت ہوا کہ معلوم نہیں -



انجمن اصلاح ندوۃ

”ان اريد الا اصلاح ما استطعت“

[از جناب صفی الدولہ حسام الملک ، سید ملی حسن خان صاحب خلف الصدق نواب صدیق حسن خاں مرحوم رکن انتظامی ندوۃ العلماء و سابق ممبر مجلس تعمیرات دارالعلوم - سیکریٹری ”انجمن اصلاح ندوۃ“]

(۲)

(تہذیب و تمدن)

چونکہ ہر شے کی ایک انتہا ہوا کرتی ہے، ان مخالفوں کا بھی آخری نتیجہ ایک جدید انقلاب کی صورت میں نمودار ہوا، جسکو ابھی چند مہینے ہی ہوئے ہیں اور جس نے ملک کے مختلف حصوں میں بیچینی پیدا کر دی ہے۔ مطالعۂ اخبارات اور موجودہ حالات سے واضح ہے کہ اکثر مقامات میں اس جدید انقلاب پر بے اطمینانی کا اظہار کیا گیا ہے، اور متعدد انجمنوں نے اس جدید انقلاب پر اظہار ناراضی کے رزولوشن پاس کیے ہیں۔ انہیں رجوہ کی بنا پر ہم خادمان قوم کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ندوہ کی تحقیق حال اور اسکی اصلاح و فلاح کی جلد تر کوشش کی جائے۔ چنانچہ آپ حضرات تک ہم لوگوں نے اپنی ناچیز صدا پہنچانا اپنا فرض سمجھا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہماری صدا والکل نہ کٹی، اور مصلحان و ہمدردان قوم و اسلام نے اپنی قومی اور اسلامی تعلیم کاہ ندوہ کے ساتھ دلی سرگرمی کا اظہار کیا۔ جو خواہش در بارہ اصلاح ندوہ پیش کی گئی تھی، اسکی تائید میں بکثرت جلسے ہو چکے ہیں، اور بہ تعداد کثیر خطوط موصول ہوئے ہیں۔

(آئندہ کی مہمات اصلاح)

اس موقع پر بغرض مزید آگاہی سرسری طور پر ان مشہور اور زبان زد خرابیوں کا بھی بیان کر دینا ضروری ہے جنہوں نے ملک میں بے اطمینانی اور بیدلی پیدا رکھی ہے۔ یہ خرابیاں جو عرصے سے قائم ہیں اور بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں، ندوہ کے نشور نما اور اسکی ترقی کی راہ میں ایک دیوار آہنی کا حکم رکھتی ہیں :

(۱) ندوہ کا کانسیٹوشن ناقص ہے اور خود جلسۂ انتظامیہ نے اسکو ناقص تسلیم کیا ہے اور اسکی اصلاح کے متعلق تقریباً در سال سے زائد ہوا کہ تجویزیں بھی پاس کی گئیں، مگر افسوس کہ ہنوز رزائل ہے، اور معلوم نہیں کہ کن رجوہ کی بنا پر اسقدر صریح بے اعتنائی روا رکھی گئی ہے۔

(۲) معتمدین کی شکست کا جو واقعہ ظہور میں آیا وہ نہایت عجیب و غریب ہے۔ عجیب تر یہ کہ اس معاملہ میں ایک ایسی فوری تجویز اور ساتھ ہی اسکی منظوری عمل میں لائی گئی جو بلاشبہ کمیٹی اصلاح کی سب سے زیادہ توجہ اور تحقیق کے قابل ہے۔

(۳) اگر آپ آغاز قیام ندوہ سے اسوقت تک ندوہ کے دستور العمل اور اسکی نظام و اصول کار پر غور کریں گے تو آپ کو نمایاں طور پر معلوم ہو جائیگا کہ کہاں تک اسہر ایک پبلک انٹیشن ہونیکا اطلاق ہو سکتا ہے؟ سچ یہ ہے کہ اپنی نوعیت

اور بنائے اعتبار سے تو وہ پبلک انٹیشن کہا جاسکتا ہے لیکن عمل درآمد کے اعتبار سے وہ محض چند اشخاص کی ملکیت نزعی اور مجلس خانہ ساز ہے۔

(۴) مجلس تعمیرات کے رکن ہونے کی تو مجھکو بھی عزت حاصل رہی ہے، مگر میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر عرض کر سکتا ہوں کہ جب تک میں ممبر رہا، باوجود متواتر تحریری یاد دہانیوں کے کبھی ایک جلسہ بھی کمیٹی تعمیرات کا منعقد نہیں ہوا، اور نہ اسکی مصارف کے تفصیلی حالات کا علم پورے طور پر ہو سکا۔ آخر کار میں مستعفی ہونے پر مجبور ہوا۔ میں اپنی حد تحقیق اور معلومات کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ شاید اسوقت تک کوئی حساب بھی شائع نہیں ہوا ہے، اور نہ غالباً اسوقت تک کوئی اسکا جلسہ منعقد ہوا ہے۔ غور کیا جائے کہ دنیا میں اس سے بڑھکر بھی کسی پبلک انجمن کیلئے بد نظمی اور خود مختاری ہو سکتی ہے کہ نہ تو اسکا حساب کبھی شائع کیا جائے اور نہ کبھی برائے نام ممبروں کو جمع کیا جائے؟

(۵) مختلف معظیروں نے جو رویہ بغرض تعمیر بورڈنگ وغیرہ وقتاً فوقتاً دیا ہے، اسکی متعلق یہ امر تحقیق طلب ہے کہ آیا وہ رویہ انہیں کاموں کے لیے محفوظ ہے یا خلاف مرضی معظیروں کے اور خلاف قاعدہ جلسۂ انتظامیہ کے صرف کیا گیا ہے؟ ایسا بارر کرنے کے رجوہ موجود ہیں کہ جواب نفی میں ہے۔

(۶) سنا جاتا ہے کہ دارالعلوم دی تعمیر کا کم (جسکو ۴ سال گزر چکے ہیں اور ہنوز ناقص ہے) اب بہت آہستگی کے ساتھ جاری ہے، مگر عمل کی تذخروں میں بلا ضرورت کثیر رویہ بدستور صرف ہو رہا ہے، اور چونکہ محض شخصی اقتدار ہے اسلیے کوئی پرسن حال نہیں۔

(۷) مالی صیغہ کی ابتری اخبارات میں شائع ہو چکی ہے، اور بابر نظام الدین صاحب جو ایک سرگرم رکن ندوہ تھے، انکی رپورٹ قابل ملاحظہ ہے۔

(۸) بورڈنگ اور دارالعلوم کی موجودہ حالت اسقدر خراب ہے کہ انسپکٹر صاحب مدارس جو حال میں معائنۂ دارالعلوم کیلئے تشریف لائے تھے، انہوں نے اسکو ”خرگوش خانہ“ سے تعبیر کیا ہے، اور اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ اگر ایسی ہی خراب حالت رہی تو سرکاری اعانت زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔ ظاہر ہے کہ اسکا اثر ندوہ کے حق میں کسقدر مضر اور پبلک میں کسقدر باعث بے وقعتی اور بد نامی ہوا؟

(خاتمہ)

حضرات ! یہ وہ سرسری خرابیاں ہیں کہ اگر انہیں سے درچار بھی تسلیم کر لیجائیں تو وہ فوری تدارک و اصلاح کے قابل ہیں، اور اگر انکا بڑا حصہ یا کلیۃ سب خرابیاں صحیح ہوں تو اس سے زیادہ داغ رسوائی قوم کے لیے کیا ہو سکتا ہے؟ مجھکو امید ہے کہ آپ حضرات بست سالہ روایات ندوہ اور اسکی معتد بہ سرمایہ کو حالیہ خطرہ میں رکھنا اور اسکا غارت ہو جانا کبھی گوارا نہ فرمائیں گے، اور اپنی اسلامی اور تعلیمی درسگاہ کو تباہی و بربادی سے بچانے میں پوری کوشش سے کام لیں گے : و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین - و العاقبۃ للمتقین -

باب التہذیب

اساطیر الاولین

[از جناب مولانا السید سلیمان الدہلوی پروفیسر ہونا کالج]

اس غریب نصرانی کو کیا معلوم کہ اس کے قلم سے جو حرف نکل رہا ہے وہ جہل و نامعلومی کا ایک دفتر ہے !

قرآن میں بیشک لفظ ”اساطیر الاولین“ متعدد مقامات پر آیا ہے، لیکن تم کو کس نے بتایا کہ یہ ایک کتاب کا نام ہے ؟ اگر یہ استدلال صحیح ہے کہ قرآن میں کسی لفظ کا متعدد بار استعمال اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کسی قدیم کتاب کا نام ہے تو خود لفظ اسلام، رسول اللہ، اور صلوة کرکسی قدیم کتاب کا نام کیوں نہیں قرار دیتے کہ لفظ اساطیر سے زیادہ تو یہ الفاظ قرآن میں بار بار آئے ہیں ؟

(اساطیر الاولین کی لفظی تشریح)

”اساطیر الاولین“ ”نو لفظوں سے مرکب ہے“ ”اساطیر“ اور ”اولین“

اساطیر، اسطور ہی جمع ہے جس کے معنی داستان اور قصہ ہے ہیں ”اولین“ ”اول“ کی جمع ہے جس کے معنی گذشتہ، پہلے اور اگلے کے ہیں۔ دونوں لفظوں کے مرکب معنی ہیں، اگلے کے قصے، پہلوں کی کہانیاں، گذشتہ اقوم و اشخاص کی داستانیں !

قال الراغب ما سطر الاولون فی الكتاب من القصص والحادیث قال الجوهري الاساطیر الاباطیل القهرات قال السدي اساجیع الاولین قال ابن عباس احادیث الاولین وقال قتادة کذب الاولین و باطلهم - ابن عباس فرماتے ہیں ”اگلوں کے قوائی“ ہیں، ”اگلوں کے باطلہم - ابن عباس فرماتے ہیں ”اگلوں کے جھوٹ اور کذب“ اس کے معنی ہیں -

اُور تعجب ہے کہ اسطور جو اساطیر کا واحد ہے کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے ایک یورپین محقق نا آشنا ہو۔ کیا اس نے کسی لفظ کو انہی معانی کے ساتھ لاطینی اور جرمنی، میں ہسٹوری (Historia) اور انگریزی میں ہسٹری (History) اور اسٹوری (Story) کی صورت میں نہیں پڑھا ہے اور گر پڑھا ہے اور یقیناً پڑھا ہے تو یہ کیا تعجب و عداوت ہے کہ قرآن کے اس لفظ کو اس معنی میں نہیں لیتے۔

(اساطیر الاولین کی معنوی تشریح)

انسان کی فطرت یہ ہے کہ واقعات ماضیہ کی تاریخ، اقوام فانیہ کی سرگذشت، اور اشخاص گذشتہ کی داستان زندگی سے نہایت دلچسپی لیتا ہے، اور اس سے عبرت و نصیحت حاصل کرتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ دنیا میں جس کثرت سے تاریخ اقوام اور سرگذشت اشخاص کی کتابیں پڑھی جاتی ہیں کسی دوسرے علم و فن کی کتابیں نہیں پڑھی جاتی ہیں۔ اسی بنا پر قرآن مجید میں بغرض اعتبار و استنباط نہایت کثرت سے اقوام ماضیہ کے اخبار تاریخی، اشخاص گذشتہ کے واقعات زندگی، اور ممالک قادیہ کے حالات بقاؤ فنا بیان ہوئے ہیں۔ کفار و ملحدین جو چشم بصیرت اور گوش اعتبار سے محروم تھے، کہتے تھے کہ قرآن میں قصص پارینہ اور افسانہ ہائے کہنہ، سرا اور دنیا دہرا ہے ؟ قیامت، معاد، اور حالات ماراے مادہ کو بےید از عقل سمجھکر اونکو ”داستان بہن“ کے نام سے تعبیر کرتے تھے۔ چنانچہ بہ ترتیب قرآن سب سے پہلی آیت جسمیں ”اساطیر الاولین“ کا لفظ ہے، سورۃ انعام کی آیت ہے۔ جسکی شان نزول میں مذکور ہے :

یورپ جس طرح علم کا مغزن ہے وہ جہل کا بھی مرکز ہے، جس ذرہ سے اس کو اپنے ادعا میں کچھ بھی فائدہ کی توقع ہوتی ہے اس کو وہ پتھر کی چٹان نظر آتا ہے، اور جس پتھر کے چٹان سے اس کے شیشہ ادعا کو ذرا بھی ٹھیس لگنے کا خطرہ ہوتا ہے وہ اس کو ذرہ سے بھی کم نظر آتا ہے۔ اس کے نزدیک صحت واقعہ کا معیار دلائل کا ضعف و قوت نہیں ہے، بلکہ یہ ہے کہ اس واقعہ کی تسلیم و انکار سے اس پر یا اس کے حریف پر کیا فوائد و نقصانات مرتب ہونگے ؟

سررلیم میور کو منابع القرآن (Sources of Alkoran) کا انگریزی میں ترجمہ کرتے ہوئے اس ثبوت سے ایک خوشی محسوس ہوتی ہے کہ ”قرآن مختلف ادیان و مذاہب کے خیالات و اعتقادات کا مجموعہ ہے“ لیکن اس واقعہ کو اگر ہم یوں دھراتے ہیں کہ اوقات مختلفہ میں دنیا کے ہر گوشہ میں خدا کا ایک مناسی اور داعی آیا، ران من امة الا خلا فیہا نذیر (۳۵ - ۲۴) اور قرآن ان تمام مذاہبوں اور دعوتوں کا مجموعہ ہے : رانہ لغی زبیر الاولین (۲۶ - ۱۹۶) تو دفعۃً ہم دیکھتے ہیں کہ یورپین نصرانی کا سرخ و سفید چہرہ زرد پڑ جاتا ہے کہ کہیں اس چٹان سے اس کے نازک شیشہ اعتقاد کو ٹھیس نہ لگ جائے۔

مشہور مورخ گبن نے ایک موقع پر لکھا تھا :

”محمد کا مذہب شک و شبہ سے پاک ہے، اور قرآن خدا کی وحدانیت پر ایک شاندار شہادت ہے۔ پیغمبر مکہ نے، بلوں کی، آدمیوں کی، ستاروں کی اور سیاروں کی پرستش اس دلیل سے رد کر دی کہ جو طلوع ہوا وہ غروب ہوا، جو پیدا ہوا وہ مر گیا، اور جو حادث ہوا وہ نانی ہوا..... عقل کے اصول اول یعنی توحید کی نالید میں محمد کی آواز بلند ہوئی، اور اس کے پیرو مرائش سے ہندوستان تک، ”مرحدین“ کے لقب سے ممتاز ہیں، اور بت پرستی کا خوف اب محمد کے پیروروں سے بالکل دور ہے (۱)۔ (خلاصہ)“

ہمارے ایک نصرانی دوست اولیفنٹ سمیٹن - ایم - اے - (Oliphant Smeaton, M. A.) جنہوں نے تاریخ زوال روم کی تصحیح و تہشہ کی تکلیف اٹھائی ہے، حقیقت و صداقت کے اس چٹان کو دیکھ کر کانپ اُٹھے، اور چاہا کہ اس اساس محکم اور بنیاد غیر متزلزل کو آلات جہل و افترا سے منہدم کر دیں، وانی لہم التناش من مکان بعید -

ہمارا یورپین نصرانی محقق، گبن کے ان منصفانہ الفاظ سے بیتاب ہو کر اس موقع پر حسب ذیل حاشیہ لکھتا ہے :

”گبن کا بیان محمد (صلعم) کے نظام مذہب اور اسکی جدت کی نسبت نہایت مہربانانہ ہے، حالانکہ محمد (صلعم) نے ترو سادگی سے ایک نظام میں ان امور کو جمع کر دیا جو اس کے چاروں طرف دماغوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ قریش خود محمد (صلعم) کو الزام دیتے تھے کہ اسکی تمام تعلیمات ایک کتاب سے ماخوذ ہیں جسکا نام ”اساطیر الاولین“ ہے، جسکا چند مقامات میں قرآن میں ذکر آیا ہے، اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حشر و معاد کے واقعات پر مشتمل ہے“

(۱) تاریخ زوال روم ج ۵ ص ۲۳۶

و اباؤنا من قبل ان کچھ نہیں یہ تو صرف اگلوں کی
 هذا الاساطير الاولين - کہانی ہے -
 (۲۷ - ۷۰)

(۷) والذی قال لوالدیہ (۷) جس کافر نے اپنے مسلمان
 اُن لکھا ' اتعد انفی ان ماں باپ کو جھڑک کر کہا ' کیا تم
 اُخرج ' وقد خلت القرون دونوں اسکا مجھے وعدہ کرتے ہو
 من قبلی رہما یستغیثن کہ قبر سے اُٹھایا جاؤنگا ' مجھے
 اللہ ویکل آمن ' ان وعد اللہ پیلے کتنی قومیں گذر گئیں ' (اور
 حق ' فیقول ما هذا اساطیر اُنکا نشان بھی نہیں) اُسکے
 الاولین ' اولئک الذین حق ماں باپ ارسکر خدا کا واسطہ
 علیہم القول (۳۶ - ۱۶) دیکر کہا کہ اے بد بخت ایمان لا! خدا
 کا وعدہ سچا ہے ' بیٹا کہتا ہے ' کہ یہ صرف پرانے لوگوں کی کہانی
 ہے ' یہی وہ لوگ ہیں جنہر خدا کا عذاب راجب ہو چکا -

(۸) ولتطع کل حلاف مہین - (۸) تو انکی اطاعت نہ کر جو ذلیل
 ہماذ مشاء بھنہم ' مناع ہیں اور قسمیں بہت کھایا کرتے
 للخیر معتد ائیم ' عدل بعد ہیں ' جو عیب جو اور غماز ہیں
 ذلک زئیم ' ان کان ذامال جو اسلیے کہ صاحب فرزند و مال
 ربین - اذا تعلق علیہ ہیں ' نیکی سے لوگوں کو رولتے
 آیتنا قال اساطیر الاولین ہیں ' جو حد سے متجاوز ہیں ' جو
 گنہگار ہیں ' اور جو بد نہاد و بد
 (۹۸ - ۱۵) اصل ہیں ' اور جو جب ہماری آیتیں پڑھکر سنائی جاتی ہیں تو
 (بے پروائی سے) کہتے ہیں کہ یہ اگلوں کی کہانیاں ہیں -

(۹) وما یكذب به الاکل معتد (۹) قرآن کی تکذیب بھی کرتے
 ائیم ' اذا تعلق علیہ آیتنا ہیں جو ظالم اور گنہگار ہیں '
 قال اساطیر الاولین (۸۳ - ۱۳) اور جو جب ہماری آیتیں پڑھکر
 سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں -
 (خلاصہ)

قرآن مجید کی ان آیات کریمہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ
 اساطیر کسی کتاب دینی کا نام نہیں ہے ' جس سے قرآن ماخوذ ہو
 بلکہ کفار کا اس سے مقصد کہیں تو یہ ہے کہ اسمیں قصے اور
 کہانیوں کے سوا اور کچھ نہیں ' اور کہیں یہ مقصد ہے کہ قیامت
 معاد اور حیات بعد الموت ' کچھ معقول بات نہیں - صرف اگلوں
 کی بیہودہ کہانی ہے - جس پر پرانے لوگ اپنی بیوقوفی سے یقین
 رکھتے تھے -

بد قسمتی دیکھو کہ یہ بعینہ بھی اعتقاد فاسد ہے جو کبھی
 کفار کا تھا ' اور آج ان مسلمان متفرنجین کا ہے جو قیامت کے دن
 پر یقین نہیں رکھتے ' جو خدا کے ظہور جلال کے منکر ہیں ' جو
 اعمال کے مواخذہ سے بے پروا ہیں ' مرے والو! کیا موت تمہیں
 کبھی نہ آئیگی ؟ ہاں ایک بار آئیگی ' جسکے بعد تمکر زندہ چہرے
 کر پھر کبھی نہ آئیگی :

قد خسر الذین کذبوا بقاء (۱) خسر الذین کذبوا بقاء
 اللہ حتی اذا جاءتهم الساعة بغتۃ قالوا یا حسرتنا علی
 ما فرطنا فیہ ' یعملون اوزارہم علی ظہورہم ' الاساء ما
 یزرون ' وما العیوة العینا لا لعب رلہر ' ولا الدار الآخرة
 خیر الذین یتقون ' افلا تعقلون (۲)

(انعام کریم ۳) بوجہ ہے - مغرور و اتم جس
 دنیا کی زندگی پر مغرور ہو ارسمیں لہو و لعب کے سوا اور کیا
 دھرا ہے - دار آخرت نہیک لوگوں کی ایسے بہترین محل اقامت
 ہے ' نادانوں ! کیا نہیں سمجھتے ؟

قال ابن عباس حضر عند رسول اللہ صلعم ابن سفيان والوليد بن المغيرة والنضربن العارث وعقبة وعقبة وثبيبة ابنا ربیعة وامية وابی ابنا خلف والعارث بن عامر واستمعوا الی حدیث الرسول صلعم فقالوا للنضر ما یقول محمد - فقال لا ادري ما یقول لكنی اراه یحک شفتیه یرتکلم باساطیر الاولین کالذی کذت احدکم به عن اخبار القرون الاولی - قال ابوسفیان انی لاری بعض ما یقول حقاً فقال ابوجہل کلا ' فانزل اللہ تعالیٰ تلک الایہ -

ابن عباس فرماتے ہیں (شدید ترین کفار مکہ) ابوسفیان ' ولید ' نضر ' عقبہ ' عقبہ ' شبیبہ ' امیہ ' ابی اور حارث ' حضرت کے پاس آئے اور آپکا کلام سنا ' لوگوں نے نضر سے پوچھا کہ محمد کیا کہتا ہے ؟ ارسنے جواب دیا کہ یہ تو میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کہتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ لب ہلاتا ہے ' اور اگلوں کے قصے کہتا ہے ' جس طرح میں تمکو گذشتوں کے قصے بیان کیا کرتا تھا - ابوسفیان نے کہا کہ محمد جو کہتا ہے اسمیں سے بعض باتیں تو سچی معلوم ہوتی ہیں - ابوجہل نے کہا ہرگز نہیں اس واقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی -

خود ان آیات پر غور کرنا چاہیے جن میں یہ الفاظ آئے ہیں -

(اساطیر الاولین کے مواقع)

قرآن مجید میں یہ لفظ نہ جگہ آیا ہے ' لیکن ہر جگہ ان معانی کے سوا جو ہم نے بیان کیے ہیں کوئی اور معنی نہیں بن سکتے ' چہ جائیکہ کسی کتاب کے نام کی طرف اشارہ ہو - ہم ان تمام آیتوں کو نقل کرتے ہیں :

(۱) یقول الذین کفروا (۱) کافر کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) ان هذا الاساطیر الاولین - تو صرف اگلوں کی کہانی ہے -

(۲) واذا قالوا علیہم آیتنا قالوا قد سمعنا لولنشاء لقلنا مثل هذا ان هذا الاساطیر الاولین (۸ - ۳۲)

(۳) واذا قيل لهم ماذا انزل ربکم قالوا اساطیر الاولین - (۱۶ - ۲۶)

(۴) قالوا اذا متنا وكنا ترابا وعظاما انا لمبعوثون لقد وعدنا نحن و اباؤنا ' هذا من قبل ' ان هذا الاساطیر الاولین - (۱۳ - ۸۵)

(۵) قال الذین کفروا ان هذا الا فلک افترا به راعانه علیہ قوم آخرون ' وقالوا اساطیر الاولین اکتبتمہا ' فہی ' تملی علیہ بکرۃ ' امیہ (۲۵ - ۶)

(۶) وقال الذین کفروا ' اذا كنا ترابا و اباؤنا ائنا لمخرجون ' لقد وعدنا هذا نحن (۶) کافر کہتے ہیں کہ کیا جب ہم اور ہمارے اسلاف مٹی ہو جائینگے ' ہم پھر قبر سے نکالے جائینگے ؟ یہ تو ہم سے اور ہم سے پہلوں سے بھی وعدہ کیے گئے تھے '

یہ ایک سوال ہے جس کا جواب گونہ گونہ واقعات کا ذکر اور پھر ان سے نقالہ مستنبط کریگا۔

(اسس مخفی)

اگر ایک چھوٹی سی مکھی ہمارے ہاتھ کی پشت پر چلتی ہے تو اسکی رفتار ہمارے احساس میں کسی قسم کا ہیجان پیدا نہیں کرتی، بلکہ اسکی رفتار محسوس تک نہیں ہوتی۔ لیکن اگر ایک کے بجائے چھ ہوں تو وہ ہمیں ضرور محسوس ہونگی۔ تو گویا ”لاشے“ جب چھ گونہ ہو تو اس سے ”شے“ پیدا ہو جاتی ہے یا یوں کہیے کہ احساس کی ایک مقررہ مقدار ایک محرک سے پیدا ہوتی ہے، لیکن جب اس محرک میں سے پانچ سدس (چھٹا حصہ) کم کر لیتے جالیں تو احساس کے ایک سدس باقی رہنے کے بجائے کچھ بھی نہیں رہتا۔

بالفاظ دیگر ایک دھلیز ہے بظاہر اس دھلیز کے نیچے ایک محرک کوئی احساس پیدا نہیں کرتا، لیکن ہمارا قیاس ہے کہ یہ محرک گو ”محسوس“ احساس پیدا نہ کر سکے، مگر ایک غیر محسوس اور مخفی احساس (Subliminal Sensation) ضرور پیدا کرتا ہے۔

ہم میں کوئی ایسی شے ضرور ہے جو ایک مکھی کو بھی محسوس کرتی ہے گو معمولی نفس اسے محسوس نہیں کرتا۔ یہ شے خواب مقناطیسی کے مختلف تجربات سے ظاہر ہوئی ہے جسمیں بقول پروفیسر جیمس (Prof. James) اشیاء سطح عام پر آجاتی ہیں۔ (پروفیسر مورف کے خاص الفاظ ”on tap“ ہیں) ”اکھی“ (Consciousness) ایک اسپیکٹرم بینڈ ہے (Spectrum-band) ایک آلہ ہے جسمیں نور کے وہ الوان منتشر بھی آجاتے ہیں، جنکو یوں نظریں نہیں دیکھ سکتیں) جس طرح روشنی کی بہت سی ایسی شعاعیں ہیں جنکو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں، اسی طرح بہت سے احساسات ہیں جن سے معمولی طور پر ہم آگاہ نہیں ہوتے، مگر روشنی کی ان غیر مرئی شعاعوں کی طرح وہ بھی اس احساسات کے اس اسپیکٹرم بینڈ (احساس مخفی) میں اتر آتے ہیں۔

(ادراک مخفی)

ادراک مخفی (Subliminal Intellection) کے لیے بکثرت شہادت موجود ہے۔ اس میں تو شک ہی نہیں کہ ہم میں ایک ایسی قوت موجود ہے جو ”معمولی اکھی“ کی محض لاعلمی میں سونچتی ہے، دلائل قائم کرتی ہے، اور پھر انکے نقالہ نکالتی ہے۔ اس نقطہ بحث کے متعلق ڈاکٹر برامویل (پورا نام Dr. J. Milne Bramwell) کے تجربات سب سے زیادہ حیرت انگیز ہیں۔ ڈاکٹر مورف نے اپنے معمولی کو حکم دیا کہ وہ فلاں کام اپنے خواب سے بیدار ہونے کے اتنی دیر کے بعد کریں۔ مثلاً یہ کہ کاغذ کے ایک پرزے پر چیلک بنالیں۔ بیداری کی معمولی حالت میں تو معمول کو حکم کا ذرا بھی علم نہ تھا مگر ایک مخفی طبقہ دماغ (Mental stratum) اس سے باخبر تھا، اور وقت مقررہ کا انتظار کر رہا تھا۔ جب اسے محسوس ہوا کہ وقت مقررہ آگیا ہے تو اس نے معمول سے وہ حکم پورا کر لیا۔ وقت مقررہ کی مقدار منٹوں سے لیکر مہینوں تک تھی۔ مثلاً ایک دفعہ ڈاکٹر مورف نے اپنے ایک معمول سے کہا کہ تمہیں فلاں وقت یہ معلوم ہوگا کہ جیسے کاغذ کے پرزے پر چیلک بنانے کے لیے کوئی مجبور کر رہا ہے اور تم بلاوگے۔ اس کے ساتھ انہوں نے وقت بھی بتادیا۔ چنانچہ انہوں نے

وَدِّيقٌ وَجَفَّالٌ

نفس انسانی کا ناقابل پیمائش عمق

[ابراہیم فاضل خواجہ ابو العلاء ندوی]

(مترجم از نوا لہج)

(۱)

غالباً ہمیشہ سے ارباب تفکر کو یہ شک ہے کہ ہم (نوع انسانی) جس قدر بڑے معلوم ہوتے ہیں، اس سے زیادہ بڑے ہیں۔ یہ خیال اردو تو ہمارے قدرتی غرور، اور اگر اسکی تعبیر نرم و عنایت آمیز الفاظ میں کی جائے تو ہماری امیدوں، خواہشوں، اور حوصلوں کی خوشامد کرتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ ایک مہمان نواز پناہ گاہ ہے۔ جہاں مصائب و شدائد کے وقت، جو ہماری پابندیوں کا نتیجہ ہیں، ہمیں بکثرت ہوا اور وسیع گنجائش ملتی ہے۔

اس خیال کا اظہار گونہ گونہ شکلوں میں بہت سے مواقع پر ہوا ہے۔ انجیل میں انسانوں کا ذکر خداوند کی حیثیت سے کیا گیا ہے۔ مسیحی متکلمین نے خدا اور انسانوں کو ملا دیا ہے، اور پھر نہ صرف کسی فقید المثال موقع پر بلکہ ہر جگہ۔ افلاطون کی ”جمہوریت“ میں روح انسانی آسمانی سلطنتوں سے آتی ہے، اور دریائے لیٹھی (Lethe) یونانی میتھولوجی میں ایک دریا ہے، جو شخص اس دریا کا پانی پیتا ہے اس کے حافظے سے تمام باتیں معر ہو جاتی ہیں (اس کا پانی پیکر اپنے تمام گزشتہ تجربات کو بہل جاتا ہے۔

یہ نظریہ ہندوں کے یہاں بعض تعلیمات سے بہت مشابہ ہے۔ اس خیال کی موجودہ بلند پایہ تعبیر وہ ہے جو وردس ورثہ نے Wordsworth اپنے قصیدے (ode) میں کی ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے :

ہم خدا کے پاس سے آگے ہیں جو ہمارا گھر ہے، نہ بالکل فراموشی کے عالم میں اور نہ ہمہ تن عریانی کی حالت میں بلکہ عظمت و شان کے بادل اپنے پیچھے کھینچتے ہوئے۔

یہی شاعر ایک اور سانت کو (انگریزی نظم کی ایک قسم ہے) اس کثیر الاستشہاد فقرہ پر ختم کرتا ہے ”ہم محسوس کرتے ہیں کہ اپنے آپ کو ہم جس قدر بڑا سمجھتے ہیں اس سے زیادہ بڑے ہیں“ اب تک یہ خیالات فلاسفہ، شعرا، اور انبیاء کی قلمروں میں داخل سمجھے جاتے تھے، مگر گذشتہ ربع صدی یا اس سے کم و بیش عرصہ میں انہوں نے ارباب علم (سائنس) کی توجہ پر استحقاق کے دعویٰ پر دعوے کیے ہیں، اور اس باب میں انہیں ایسے واقعات سے مدد پر مدد ملی ہے جو اصلی ہیں اور علمی (سائنٹفک) طور پر مشاہدہ میں آگے ہیں۔

(۲)

اگر درحقیقت ہمارے اندر کوئی ایسی جسمانی یا دماغی شے ہے جو ہمارے روح یا نفس سے خارج ہے جیسا کہ ہمیں خود آگہی (Self consciousness) کی حالت میں محسوس ہوتا ہے تو اسے ہم کیونکر دریافت کر سکتے ہیں؟

ہر سرکار ہوتے ہیں تو یہ ”کم شدہ“ چیزیں پھر واپس آجاتی ہیں۔ یا پھر وہ لوح صغیر (Planchette) (۱) کی ایک غیر ارادی Automato (۲) تحریر کی صورت میں منتقل ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ حال کے ایک واقعہ میں جسکی اطلاع سوسائٹی نور فزیکل ریسرچ کر سی گئی ہے، ایک کاتب غیر ارادی (Automatist) زر ایک ”روح“ سے سلسلہ مضامرات تھا جو اپنے آپ کو (Blanche Proyings) کہتی تھی، اور بہت سے ایسے تاریخی واقعات کی تفصیل بیان کرتی تھی جس سے یہ شخص خود واقف نہ تھا۔ بعد کر معلوم ہوا کہ یہ روح ایک فارل کا کیریئر ہے جسے عرصہ ہوا اس لکھنے والے نے پڑھا تھا، اور یہ تمام تفصیل اسمیں موجود تھی۔ یہ شخص اس کو بھول گیا تھا مگر وہ سرک کے ”دھلیز“ کے نیچے آگئی تھی۔ مخفی طبقات نے انہیں محفوظ رکھا تھا اور جب ایسا سوراخ کیا گیا جو آگہی کی بالائی سطح سے پار ہو گیا (یعنی ”آگہی“ کا پردہ پھٹ سے ہٹ گیا) تو پھر ان طبقات نے اسے غیر ارادی تحریر کے ذریعہ حاضر کر دیا!

(جذبات کا ہیجان مخفی)

جذبات کا مخفی ہیجان (Sublimnal Emotion) بھی ایک حقیقت ہے اگرچہ شاید بہت کم قابل ثبوت ہے۔ ضروری شہادت کی ایک دلچسپ مثال وہ واقعہ ہے جو چند دن ہوئے مسز ویرل کو غیر ارادی تحریر کے ایک تجربہ میں پیش آیا تھا۔ (مسز ویرل کمبرج میں السہ قدیمہ کی خطیبہ یعنی کلا سکل لیکچرر ہیں اور (Pausanias) کی مترجمہ ہیں۔ اُنکے مرقی شہر انگریزی پروفیسر شب موسومہ باسم بادشاہ ایدورڈ ہفتم پر مامور تھے) مسز موصوفہ جب اپنی نظم آگہی (Semi-consciousness) کے عالم سے نکلیں جسمیں کہ وہ بلا ارادہ (Automagically) لکھ رہی تھیں تو باوجودیکہ انکے جذبات میں خبردارانہ ہیجان (Conscious emotion) نہیں ہوا تھا، مگر پھر بھی انکے رخسارے سرشک آلود تھے۔ امتحان

[۱] جاندار اور بیجان چیزوں میں ایک وجہ امتیاز یہ ہے کہ جاندار چیزوں کے کام ارادہ اور علم کی حالت میں ہوتے ہیں۔ لیکن بیجان چیزوں کے کسی ایک کام میں یعنی ارادہ یا علم کو دخل نہیں ہوتا۔ فونو گراف، زور انساں، دونوں بولتے اور دونوں کی گفتگو معنی خیز اور قابل فہم ہوتی ہے، اور بعض بہتر قسم کے فونو گرافوں کی تو یہ حالت ہے کہ اگر سننے والے کو معلوم نہ ہو کہ فونو گراف بج رہا ہے تو وہ بھی سمجھتا ہے کہ کوئی انسان بول رہا ہے۔ مگر انساں کے بولنے میں علم و ارادہ کو دخل ہوتا ہے اور فونو گراف کے بولنے میں نہ ارادہ ہوتا ہے اور نہ علم۔ اسی لیے ایک آہن گویا اور دوسرا صرف آہٹک ساز ہے۔

لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنی اس مزید سے غلغلہ ہوجاتا ہے۔ وہ سب کچھ دھڑکتا ہے جو چپ کرنا تھا، مگر اسکی اس حالت کے تمام حرکات و سکنات کا شمار ایک جاندار کے حرکات و سکنات میں نہیں ہوتا۔ وہ اسوقت بالکل ایک مشین کی طرح ہوتا ہے جو کہ ایک جاندار کی طرح کام کرتی ہے مگر زندگی کی اصلی مزید یعنی علم و ارادہ سے محروم ہوتی ہے۔

کچھ انسان ہی کی خصوصیت نہیں۔ یہ حالت دوسرے جانداروں کی بھی ہوتی ہے۔ کوئی جاندار ہے جب اس حالت میں ہو تو اسکو (Automaton) کہتے ہیں اور اس حالت کے حرکات و انمال کو (Automatic)۔ آٹو میٹن کا لفظی ترجمہ خود رو ہے لیکن ہماری زبان میں خود رو دوسرے معنی میں مستعمل ہے۔ مربی میں آٹو میٹن کا ترجمہ متحرک بلا ارادہ ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں آٹو میٹن کا ترجمہ غیر ارادی کیا جاسکتا ہے۔

[۲] یہ ایک فرانسیسی نژاد لفظ ہے جسکے لغوی معنی چھوٹا سا تفتہ ہیں مگر اصطلاح میں ایک خاص قسم کی تفتی کو کہتے ہیں۔ یہ ایک قلب نما یا مثلہ لکڑی کا تفتہ ہوتا ہے۔ اسکے نیچے تین ہائے ہوتے ہیں۔ ان ہایوں میں دو پیسے لگے مرنے ہیں اور ایک نوکدار پنسل۔ جب پنسل کے بالائی سرے پر ہاتھ رکھا جاتا ہے تو وہ اس طرح چلنے لگتی ہے گویا از خود چل رہی ہے۔ پنسل کی رفتار سے نیچے کے کاغذ میں لقرش ہتے جاتے ہیں۔ خواب مقناطیسی کے معمول کو بھی تفتی ہی جاتی ہے۔ مربی میں اسکا ترجمہ ”لوح صغیر“ ہوتا ہے جو اصل لفظ کا بعینہ ترجمہ ہے۔

کہا کہ یہ واقعہ ۲۴ گھنٹے اور ۲۸۸۰ منٹ پر ہونگا۔ یہ وقت کا تعین بھی منجملہ اسباب اصلیہ کے ہے۔ یہ حکم اٹھارویں دسمبر یوم شنبہ کو ۳ بجے ۴۵ منٹ پر دیا گیا تھا، اور اکیسویں دسمبر کو ٹھیک ۳ بجے ۴۵ منٹ پر اسکی تعمیل ہوئی۔ دوسرے تجربوں میں ۴۴۱۷، ۸۶۵۰، ۸۷۰۰، ۱۱۳۷۰، ۱۰۰۷۰ منٹ کی مدت مقرر کی گئی تھی۔ ان تمام احکام کی تعمیل عین وقت پر ہوئی۔

ہم میں سے اکثر اشخاص کی طرح معمول بھی بیداری کے عالم میں اس قابل نہ تھا کہ وہ دماغی طور پر حساب لگا کے معلوم کرسکتا کہ یہ مدت کب ختم ہوگی؟ مگر طبقہ خواب مقناطیسی (Hypnotic stratum) اس قابل ضرور تھا، اور وہ اس امر کی ضمانت کرسکا کہ جونہی وقت مقررہ آلیگا، فوراً حکم کی تعمیل ہوجالگی۔ ایک تجربہ میں یہ وقت رات کو آیا، معمولہ نے (اس تجربہ میں معمول ایک عورت تھی) ٹھیک اسی وقت چیلک کا نشان کاغذ کے ایک پرزے پر بنایا جو اسکے پلنگ کے پاس پڑا تھا۔ بظاہر وہ اسوقت بیدار نہیں ہوئی کیونکہ جب وہ اٹھی ہے تو اسے چیلک بنانا یاد نہ تھا (۱)

اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ صرف یہی نہیں کہ نفس کا ایک ایسا مخفی حصہ ہے جو حساب لگا سکتا ہے، بلکہ یہ حصہ عالم بیداری کی ”معمولی آگہی“ سے بہتر حساب لگا سکتا ہے۔

یہی نتیجہ حساب کے عجیب و غریب سوالات کے حل پر غور کرنے سے نکلتا ہے۔ بارہا دیکھا گیا ہے کہ ان عجیب المزاج اشخاص نے (یعنی وہ لوگ جنہیں قدرت نے عجیب و غریب دماغی قوی عطا کیے ہیں) چند سکند کے اندر ایسے سوالات حل کر دیے ہیں جن کے آگے معمولی تعلیم یافتہ اشخاص کی عقلیں خیرہ رہ جاتیں اور متوسط درجہ کے حساب دان کو بھی انکے حل میں کاغذ، پنسل، اور جلد جلد حساب لگانے کے باوجود نصف گھنٹہ لگے۔ تاہم یہ عجائب المخلوقات لوگ (جنکا وجود خلقت انسانی کی عبارت میں بطور جملہ متعوضہ کے ہے) جیسے بکسٹن (Buxton) ڈاس (Dase) مابندیر (Mandoux) ذرا نہیں بنا سکتے کہ وہ کیونکر اسقدر جلد حساب لگا لیتے ہیں؟ کیونکہ وہ جو کچھ کرتے ہیں دانستہ نہیں کرتے بلکہ سوالات کو اپنے نفس کے اندر اترنے دیتے ہیں اور اسکے بعد اندر سے جواب کے آنے کے منتظر رہتے ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ فلم پدینگ کو (ایک قسم کا انگریزی کھانا ہے) گرم چشمہ میں جوش دینے کے لیے رکھیے، یا بکری کے بچے کو چکا گو مشین میں ڈالیں کہ اندر جاتا ہوا تو بکری ہے مگر نکلتا سنہرسا ہے! درمیان کی تمام کارروائی ہم سے پوشیدہ رہتی ہے۔ عالیٰ ہذا حساب بھی ”معمولی آگہی“ کی دھلیز کے نیچے ہی لگتا ہے!

(حافظہ مخفی)

تجارب خواب مقناطیسی کے نتائج، اور شکستہ شخصیتوں کے تشہی حالات کا مطالعہ اس امر کے اثبات کے لیے کافی ہے کہ معمولی حافظے سے حافظہ مخفی (Sublimnal-memory) کا وسیع تر ہونا سوال کی سرحد سے باہر ہے۔

بہت سی باتیں جو ہم ”بھول جاتے ہیں“ معلوم ہوتا ہے کہ سرک کے ”دھلیز“ کے نیچے آ رہتی ہیں، اور اسطرح گھر ہماری ”معمولی آگہی“ کے لیے وہ ”کم شدہ“ ہوجاتی ہیں مگر خواب مقناطیسی کی ان تک رسائی ممکن ہوتی ہے۔ یا یوں کہیے کہ عالم خواب میں جب خود ”آگہی“ غالب اور دوسرے طبقات نفس

[۱] دیکھو (والدہ) سوسائٹی نور فزیکل ریسرچ صفحہ ۱۸۵

اسراء لام

۱۱- ریتہ فی الام

حریت اور حیات اسلامی

قرآن حکیم کی تصریحات

یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوا مہن بالقسط شہداء (میں) خدا کے گواہ رہو، گویہ گواہی للہ والو علی انفسکم اور خود تمہارے اپنے نفس یا والدین یا والدین والاقربین (نساء) عزیز و اقارب کے خلاف ہی کیوں نہو۔

اگر یہ سچ ہے کہ قومی زندگی کی جان اخلاق ہے تو یہ بھی سچ ہے کہ اخلاق کی جان حریت ہے، استقلال فکر، اور آزادی قول ہے۔ لیکن اخلاق ملی کی یہ روح مہالک و خطرات کی موت سے گہری ہوئی ہے: حفص الجنة بالمکارہ۔ اس آب حیات کے حصول کیلئے زہر کا پیالہ بھی پینا پڑتا ہے: الموت جسر الی الحیۃ!

قوم کے نظام اخلاق و نظام عمل کیلئے اس سے زیادہ کوئی خطر ناک امر نہیں کہ موت کا خوف، شدائد کا ڈر، عزت کا پاس، تعلقات کے تیور، اور سب سے آخر قوت کا جلال و جبروت، افراد کے انکار و آرا کو مقید کر دے۔ اور انکا آئینہ ظاہر، باطن کا عکس نہر، انکا قول اور لکے اعتقاد قلب کا عنوان نہر، انکی زبان اور دل کی سفیر نہر۔ یہ وہی چیز ہے جسکو اسلام کی اصطلاح میں ”نفاق“ اور ”کتمان حق“ کہتے ہیں اور جس سے زیادہ مکررہ اور مبغوض شے خدا کے اسلام کی نظر میں کوئی نہیں۔ اسلام کی بے شمار خصوصیات میں سے ایک خصوصیت کبریٰ یہ ہے کہ اسکی ہر تعلیم موضوع بحث کے تمام کناروں کو محیط ہوتی ہے۔ ہم نے تورات کے اسفار دیکھے ہیں، زہر کی دعالیں پڑھی ہیں، سلیمان (عم) کے امثال نظر سے گذرنے ہیں، یسوع کی تعلیمات اخلاقیہ کے وعظ سنے ہیں۔ ہم نے ان میں ہر جگہ خاکساری، انکساری، تحمل ظلم، درگذر، تسامح اور عفو و کرم کے ظاہر فریب اور سراب صفت مناظر کا تماشا دیکھا ہے، لیکن کیا ان میں ان اصول اخلاق کا بھی پتہ لگتا ہے جو قوموں میں خود داری، سر بلندی، اور حق کوئی کا جوہر پیدا کرتے ہیں؟

[بقیہ مضمون صفحہ ۱۳ کا]

کرنے پر معلوم ہوا کہ تحریر میں دو دوستوں کا تذکرہ ہے جنہیں نہایت غمناک حالات میں موت آئی تھی۔ لیکن خود مسز ویرل نے جب تک اپنی تحریر نہیں پڑھی، اسوقت تک وہ اسکی مضمون سے واقف نہ ہوئیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ نفس کا کوئی حصہ صرف یہی نہیں کرتا کہ خبردارانہ ہدایت Camacious direction کے بغیر سونچتا، یاد کرتا، اور انگلیں کر لکھواتا ہے، بلکہ بغیر اسکی کہ نفس آگاہ Canacious mindy کو سبب معلوم ہو، وہ آنکھوں سے آنسو کے دریا بھی بہا دیتا ہے! (دیکھو رولداد سوسالٹی فور فزیکل ریسرچ ۲۰ صفحہ ۱۵) (باقی آئندہ)

جنکی نظر میں بمقابلہ حق، آقاؤ غلام، بادشاہ و گدا، عالم و جاہل، قریب و بعید، اور سب سے بڑھکر یہ کہ خود اپنا نفس اور غیر، سب برابر نظر آتا ہے؟ جنکی راستگوئی، حریت پسندی، اور حق پرستی کی عروۃ الوثقیٰ کو نہ تو تلواریں کٹ سکتی ہے، نہ آگ جلا سکتی ہے، اور نہ محبت و خوف کا دیو توڑ سکتا ہے؟

نقد ا۔ ۱۰، ۱۱، بالعرۃ الوثقیٰ کیونکہ اسفردہ مضبوط قبضہ پکڑا ہے الی لا انفصام لہا (بقرہ) جسکے لیسے کبھی ٹوٹتا ہے ہی نہیں۔ اسلام ایک طرف مسلمانوں کی تعریف یہ بتاتا ہے کہ:

المسلم من سلم المسلم من لسانہ و یدہ (بخاری) مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچے۔

دوسری طرف مسلمانوں کی حقیقت یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگر خدا و شیطان، حق و باطل، معروف و منکر، اور خیر و شر کا مقابلہ ہو تو وہ رضائے خدا، نصرت حق، امر معروف، اور دعوت خیر کیلئے: لا یضافون لومة لائم آسمان کے نیچے کی کسی ہستی کی پروا نہیں کرتے! (مائدہ)

غربت سرائے دہر میں حق کا ٹھکانا صرف ایک مسلمان ہی کا سینہ ہونا چاہیے، لیکن کیا بد بختی ہے کہ آج ہمارے سینے باطل کا نشیمن، ہمارے دل نفاق کا مامن، اور ہمارا باطن اخفائے حق کا ملجاء بن گیا ہے، حالانکہ ہم وہی ہیں جنہیں حکم دیا گیا تھا کہ: کونوا قوامین بالقسط شہداء اللہ (نساء) دنیا میں خدا کے گواہ رہیں۔ ہم تقولون ما لا تفعلون؟ اور انکا قول و عمل ہمیشہ برابر ہو۔

تغشی الناس واللہ احق ان تخشاه اور انکا دل اور زبان ہمیشہ ایک ہو، جنکو خدا کے سوا کوئی ہستی مرعوب نہیں کر سکتی۔

(تسامح اور قبول حق)

عفو و درگذر، عیب کو دھانکنا، خطاؤں سے چشم پوشی کرنا، بلا شبہ ایک بہترین وصف ہے، لیکن اگر کسی شہر کی پولیس ان مسامحانہ اخلاق پر عمل شروع کر دے یا بڑے بڑے مجرموں کی طاقت سے مرعوب ہوکر اپنے فرائض میں کوتاہی کرے تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ تھوڑے ہی دنوں میں نظام و امن درہم و برہم ہو جائیگا، اور معمورہ شہر مٹی کا ڈھیر بن جائیگا۔ ہر آزاد راہ اور حر الفکر انسان خدا کی آبادی کا کونوال ہے۔ اسکا فرض ہے کہ ہر غلط رو کو روک دے، ہر خطا کار کو روک دے، اور حمایت حق و نصرت خیر کیلئے ہمہ تن آمادہ رہے تاکہ حق و باطل کے جوڑ و ستم سے اور نور ظلمت کے حملہ سے محفوظ رہے، اور سوسالٹی کا شیرازہ نظام منتشر نہر جائے۔

شریعت اسلامیہ نے اسی خاص فرض کا نام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر قرار دیا ہے، اور ملت اسلامیہ کا خاص وصف یہ بیان کیا ہے کہ:

کنتم خیر امۃ اخرجت کیلئے نمونہ بنائی گئی۔ اچھی باتوں للناس تاملون بالمعروف

یقولون بانوا ہم مالیس منہ سے وہ بات کہتا ہے جو
فی قلوبہم (آل عمران) اس کے دل میں نہیں ہے ۔

(حریت رائے اور قول حق کی تعریف)

حریت رائے اور قول حق کیا شے ہے ؟ اس کا جواب آیات حاشیہ
نے بتایا ہے۔ یعنی جو بات حقیقتاً صحیح ہو۔ دل سے اس کا اعتقاد زبان
سے اس کا اقرار اور ہاتھ سے اس پر عمل۔ اگر غلطی سے حق کی منہیت
اوس سے مخفی ہو تو جب اس کا علم ہو اپنی غلطیوں کا اعتراف کرے۔
غیر اگر اس حق کا معارض اور اس صداقت کا دشمن ہو تو اس کی
عظمت و جبروت سے اس کے ہاتھ میں رعشہ اس کے پاؤں میں
لغزش اس کی زبان میں لکنت اور اس کے قلب میں خوف ہو۔
رسالتی کی شرم اور اقارب و احباب کی محبت اس کی زبان
حق کو اور اس کے دس صداقت شعار کو بیکار کر دے۔ دولت و مال
کی حرص اور عزت و جاہ کی طلب اس کی جاہ حریت پرستی اور
راہ صداقت پسندی میں سنگ گراں بن کر حائل ہو۔ اغراض ذاتی
اور ہوائے نفسانی کے سحر سے مسحور ہو۔ رضائے خدا اور طلب
حق کے سوا اس کا کوئی مطلوب نہ ہو کہ مذہب حق پرستی میں
بھی شرک ہے : ان الشرک لظلم عظیم ۔

(ہر مسلمان کو فطرتاً آزاد کو اور حق پرست ہونا چاہیے)

ہر مسلم مرحد ہے اور ہر مرحد آستانہ احدیت کے سوا تمام
آستانوں سے بے نیاز اور واحد القہار کے سوا ہر ہستی سے بے خوف
ہے اس لیے وہ فطرتاً اپنے قول و فعل میں آزادی و حق گوئی سے
نہیں ڈرتا ۔ مصائب کرم کو دیکھ کر یہ خاک نشین قیصر و کسری
کے دربار میں بے دھڑک جاتے ہیں اور قائم و حریر کی مسندوں
کو آلت کر زمین پر بیٹھ جاتے ہیں ۔ وہ فرش دربار جو روم
و ایران کا سجدہ گاہ تھا برچھنی کی انی اور گھوڑوں کے سموں سے
اونٹے جبروت و استبداد کے پرزے اڑا دیے گئے ۔ جن درباروں
میں زبان کی حرکت بھی سزا دہی رہی وہاں حمایت حق کیلئے
گرتے ہوئے قبضے اور چھڑوں سے بندھی ہوئی تلوار جنبش میں
آجاتی ہے ! اور پھر کیوں ایسا نہ ہو جبکہ ایک مرحد کا اعتقاد یہ ہے
کہ ” لا نافع ولا ضار الا اللہ “ خدا کے سوا نفع و ضرر کسی کے
ہاتھ میں نہیں ۔

(ہر مسلم خدا کا گواہ صادق ہے)

ہر مسلم خدا کی طرف سے دنیا میں ایک گواہ صادق اور شاہد
حال ہے کہ :

و کذلک جعلناکم امة وسطاً لتکونوا خدا کے حکم ایک شریف قوم
شہداء علی الناس (بقرہ) بنایا ہے تاکہ لوگوں پر گواہ رہو۔
کیا اوس سے زیادہ کوئی بدبخت ہو سکتا ہے ؟ جس کو خدا نے
محکمہ عالم میں اپنی طرف سے گواہ بنا کر بھیجا ہو اور وہ اس حق
کی گواہی سے خاموش رہے یا اس کے اخفا کی کوشش کرے ؟
و من اظلم ممن کتم شہادۃ اور اوس سے بڑھ کر ظالم ہوگا
عندہ من اللہ (بقرہ) جس کے پاس خدا کی کوئی گواہی
ہو اور وہ اس کو چھپائے ؟

کیونکہ مسلم کے خدا کا حکم ہے کہ :

ولا تکتُموا الشہادۃ (بقرہ) شہادت ربانی کا اخفا نہ کرو !

(اداۓ شہادت ربانی اور حریت رائے ایک شے ہے)

پس جو شخص شہادت ربانی کا اخفا نہیں کرتا اور خدا کی
طرف سے جو علم اس کے قلب میں القا کیا گیا ہے وہ علی الاعلان اور
بلا خوف لومة لائم اس کا اظہار کرتا ہے رہی ہے جس کو دنیا صادق

و تفسرون عن المنکر کی ہدایت کرتے ہو اور بری باتوں
سے منع کرتے ہو ۔

ولکن منکم امة یدعون الی الخیر و یأمرون بالمعروف و ینہون عن المنکر اولئک ہم المفلحون (آل عمران)
تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی دعوت دے اچھی باتوں کی ہدایت کرے بری باتوں سے روکے اور یہی گروہ کامیاب ہے ۔

(ایک شبہ کا ازالہ)

غلط ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ صداقت اور حق گوئی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دعوت الی الخیر اور منع عن الشر کے سلسلہ میں اگر دوسروں کے حرکات و افعال کا نقد کیا جائے تو وہ اوس تجسس احوال غیر کا ملزم ہوگا جس کو قرآن نے منع کیا ہے :

یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ۔ ولا تجسسوا ولا یغتب بعضنا بعضا ۔ ایحب احدکم ان ینکح اخیہ میتاً فکرمھم ؟ راتقوا اللہ ۔ ان اللہ تواب رحیم (حجرات)
مسلمانوں ! بہت بدگمانیاں کرنے سے اجتناب کیا کرو ! دوسروں کے حالات کی جاسوسی نہ کیا کرو ! ایک دوسرے کی پیچھے میں بدگوئی نہ کرو ! کیا تم پسند کرتے ہو کہ کسی بھائی کی لاش پڑی ہو اور تم اس کا گوشت نرچ نرچ کھاؤ ؟ کیا تم کو گھن نہ آگئی ؟ خدا کا خوف کرو کہ خدا توبہ قبول کرنے والا اور رحمت والا ہے ۔

لیکن اس سے مراد وہ شخصی حالات ہیں جو امور دین اور مصالح ملت میں موثر نہیں ورنہ فریضہ امر معروف اور نہی منکر کیلئے کیا چیز باقی رہ جائیگی ؟ اور معاشرت کی اصلاح معائب کے ازالہ اور منکرات کے ابطال کیلئے کونسا ہتھیار ہمارے پاس ہوگا ؟ اگر ہمارے عظماء محدثین حدیث میں رواۃ کے معائب و اخلاق کی تنقید نہ کرتے اور حق کے مقابلہ میں بڑے بڑے ارباب عیال اور جبارہ حکومت کے زور و قوت سے مرعوب ہو جائے تو کیا آج ہمارے پاس اقوال حقہ کے بجائے صرف روایات کا ذبہ کا ایک ڈھیر نہ ہوتا ؟

اس سلسلہ میں ہم کو یہ بھی بالا اعلان کرنا چاہیے کہ سب سے پہلی ہستی جس سے سب سے پہلے محاسبہ کرنا چاہیے جس کے افعال کی سب سے پہلے تنقید کرنی چاہیے جس کے معائب کی سب سے پہلے مذمت کرنی چاہیے وہ خود اپنی ہستی ہے ۔ بہادر رہ نہیں ہے جو میدان قتال میں دشمن سے انتقام لے ۔ جب تم کسی دوسرے کی اخلاقی صورت کی ہجو کر رہے ہو تو ذرا اپنے دل کے آئینہ میں بھی دیکھ لو کہ خود تمہاری صورت تو ویسی نظر نہیں آتی ؟ جب حق کے اظہار کیلئے تمہاری زبان دلائل کا انبار لگا رہی ہو تو جہانگیر دیکھ لو کہ کہیں تمہارے خرم دل میں تو یہ جنس موجود نہیں ہے ؟ کیونکہ :

لم تقولن ما لا تفعلون کیوں کہتے ہو جو تم خود کرتے نہیں ؟ (الصف)

کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون خدا کو یہ بات نہایت ناپسند ہے کہ جو تمہارا قول ہو وہ فعل نہ ہو ۔ (الصف)

اتأمرون الناس بالبر وتنسون أنفسکم (بقرہ) تم دوسروں کو تو نیکی کی بات بتاتے ہو لیکن خود اپنے کو بھول جاتے ہو ؟

اس لیے مسلمان کا ظاہر و باطن ایک ہو ۔ وہ زبان سے جس کا اقرار کرتا ہو دل نے اس کا اعتقاد بھی رکھتا ہو ورنہ وہ منافق ہے جو :

ہم کو اکثر عداوت اور ضد بھی حق بینی سے مجبور کر دیتی ہے - حالانکہ مسلم کا دل حق پرست اپنے نفس سے بھی انتقام لیتا ہے اور حق کیلئے دشمن کا بھی ساتھ دیتا ہے -
(موانع حق گوئی)

ہم نے بتا یا کہ وہ کیا چیزیں ہیں جو ہماری زبان کو حق گوئی سے ہمارے پاؤں کو حق طلبی سے باز رکھتی ہیں؟ نا جائز حسن اعتقاد، محبت باطل، خوف، طمع، اور عداوت - قرآن مجید نے مختلف مقامات میں نہایت شدت کے ساتھ ان موانع حریت اور عرائق حق کو بیان کیا ہے اور تنبیہ کی ہے کہ کیونکر ہم ان سے محفوظ رہ سکتے ہیں -

(ناجائز حسن اعتقاد)

حسن اعتقاد کوئی بری شے نہیں، لیکن انبیاء علیہم السلام نے سوا جو سفیر اور ربانی ہیں، کسی انسان کو اتنا رتبہ دینا کہ اس کا ہر قول و فعل آئین تسلیم اور معیار صحت ہو، درحقیقت شرک فی الذبوت ہے - اعیان کرام کی عزت انسان کا ایک جوہر ہے، لیکن یہ حق کیسے نہیں پہنچتا کہ وہ ہمارے قلوب پر اس حیثیت سے حکمرانی کریں کہ وہ انسان کی ایک ایسی نوع ہیں جنکے احکام دائرۃ انتقاد سے خارج اور ضعف بشری سے مبرا ہیں - اور اگر یہ سچ ہے تو پھر اس احکم العاکمین کیلئے کیا رہ گیا، جس کا اعلان ہے کہ ان الحكم الا لله (الانعام) حکومت صرف خدا ہی کی ہے؟ کیا خدا نے ان نصاریٰ کو جو پوپ اور قسپسین کے احکام کو بلا حجت تسلیم کرتے تھے اور ان کے اقوال و اعمال کو بری عن الخطا اور خارج از نقد سمجھتے تھے، یہ نہیں کہا:

اتخذوا احبارهم و رهبانهم نصاریٰ نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور باباؤں سے اللہ اور راہبوں کو خدا بنا لیا ہے -
(توبہ)

اور کیا قرآن نے ان کو دعوت توحید اس طرح نہیں دی؟
قل يا اهل الكتاب اے آسمانی کتاب والو! آؤ ایک امر جو ہم میں تم میں اصولاً متفق علیہ ہے،
تعالوا الی کلمۃ سواہ بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نلشک بہ شیئاً
ہم میں تم میں اصولاً متفق علیہ ہے،
آسپر عمل کریں کہ ہم صرف خدا ہی کو پوجیں، اور کسی کو اس کا شریک نہ بنالیں، اور نہ خدا کو چھوڑ کر ہم ایک دوسرے کو خدا بنالیں -
(آل عمران)

ایک دوسرے کو خدا بنانا کیا ہے؟ یہ ہے کہ ہم اپنے قرآن فکر کو معطل کر دیں، اور حق و باطل کا معیار صرف اشخاص معتقد فیہ کے غیر ربانی و غیر معصوم حکموں کو قرار دیدیں - ہماری پچھلی چند صدیوں کا زمانہ ایک بہترین مثال ہے، جب ہم پر رب ناموں سے مرعوب ہو جاتے تھے، اور جب ہم حق و باطل کا معیار افراد کی شخصیات قرار دیتے تھے - تمام امور سے قطع نظر کر کے دیکھو کہ ہمارے علم و فنون کو اس سے کتنا نقصان پہنچا؟ ہر علم و فن میں ہمارا رجحان رجحان معطل رہ گیا، زبانیں نہیں لہکن بولتے نہ تھے، دل تھے مگر سمجھتے نہ تھے - قید تحریر میں جو چیز آگئی وہ تنسیخ کے لائق نہ تھی - ہر کتابی مخلوق جو کسی خالق ممکن کی طرف منسوب تھی، صداقت و معصومیت کا پیکر تھی - ہر سابق العہد رجحان انسانی، بعد کے آنے والوں کی عقول و آرا پر حکومت کرتا تھا، الغرض ہر سابق ہستی کا حکم اس قدیم ہستی کے حکم کی طرح تسلیم کیا جاتا تھا جسکی شان یہ ہے کہ:

لا یاتیہ الباطل من بین باطل نہ آسکے آسکتا ہے اور نہ آسکے
یدبہ ولا من خلفہ پیچھے آسکتا ہے -

اللہجہ، مستقل فکر، حر الضمیر، اور آزاد گو کہتی ہے - پھر کیا ہر شخص حر الضمیر اور آزاد گو نہیں، وہ نہیں جو شہادت کر چھپاتا ہے اور حق کی گواہی سے اعراض کرتا ہے؟ حالانکہ وہ وجود اقدس جو عالم الغیب و الشہادۃ ہے، بتصریح فرماتا ہے:

یا ایہا الذین آمنوا کروا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین ان یکن فنیاً او فقیراً فاللہ اولیٰ بہما فلا تتبہم الہویٰ ان تعدلوا و ان تلوا او تعرضوا فان اللہ کان بما تعملون خبیراً (نساء)
مسلمانو! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہو اور خدا کی طرف سے حق کے شاہد رہو، گویہ شہادت خود تمہاری ذات کے یا تمہارے اعزاء و اقارب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، اور وہ خواہ دولت مند ہوں یا فقیر، اہل شہادت میں ارتکبی پروا نہ کرو کہ خدا دونوں کو بس کرتا ہے، اور نہ متبع ہوں ہو کر حق سے انحراف کرو - اگر تم بالکل انحراف کر گئے یا دبی زبان سے شہادت دو گے تو جان لو کہ خدا سے کوئی امر مخفی نہیں - وہ تمہارے ہر عمل سے واقف ہے -

اللہ اکبر! آج مسلمان خدا کے اتنے بڑے فرص کو بھولے ہوئے ہیں! وہ مسلمان جن کو صرف ایک سے ڈرنا تھا، اب ہر ایک سے ڈرنے لگے ہیں - وہ اظہار حق میں دولت مند سے ڈرتے ہیں کہ شاید اسکی جیب کرم باریکی چند چھینٹیں ہمارے دامن مقصود میں کبھی پڑ جائیں! اے دولت کے دیوتاؤں سے ڈرنے والو! کیا تم تک رزاق عالم کا یہ فرمان نہیں پہنچا کہ: نحن نرزقہم و ایاکم (الانعام) " ہم ہیں جو ارتکو اور تمکو، دونوں کو رزق پہنچاتے ہیں؟ " وہ حمایت حق کیلئے کمزوروں کا ساتھ نہیں دیتے - لیکن اے کمزوروں کی مدد کرنے والو! جانکے ہو کہ کمزوروں کا سب سے بڑا مدد کار کیا کہتا ہے؟

ونہد ان نمین علی الذین اتواہم فی الارض و نجعلہم الامۃ و نجعلہم الولاۃ (القصص)
ہم ان لوگوں پر احسان کرنا چاہتے ہیں جو دنیا میں کمزور سمجھے گئے اور انہیں کر اب دنیا کا پیشرو اور زمین کا وارث بنالینگے -

وہ حکومت کی تلوار سے ڈرتے ہیں - مگر اے حکومت کی تلوار سے ڈرنے والو! کیا تم نے نہیں سنا کہ حق پرستان مصر نے فرعون کو کیا کہا تھا؟

فاقص ما انت قاض - توجو کر سکتا ہے وہ کر گذر، اور تو بجز انما تقضیٰ ہذہ العیرۃ اس کے کہ ہماری اس ذلیل دنیوی زندگی دنیا - (طہ) کو ختم کر دے اور کرہی کیا کر سکتا ہے؟

ہمارا دل کیوں آزاد نہیں؟ ہم حق کے کیوں حامی نہیں؟ ہم استقلال فکر کے کیوں طالب نہیں؟ تقلید اشخاص کی زنجیروں کو کیوں ہم اپنے پاؤں کا زبور سمجھتے ہیں؟ ہم طرق غلامی کو تمغے شرف کیوں جان رہے ہیں؟ اسلیئے کہ حسن اعتقاد کو ہم نے معصومیت کی سدۃ المنتہیٰ تک پہنچا دیا ہے، حالانکہ ایک ہی ہے (یعنی خدا) جسکی ذات ہر نقص سے پاک اور ہر خطا سے مبرا ہے، اور ایک ہی جماعت ہے (یعنی انبیاء) جو گناہوں سے معصوم بنائی گئی ہے - اور پھر اسلیئے کہ غیر کی محبت نے ہمارے احساس حق کو مسلوب کر لیا ہے، حالانکہ وہ جو سراپا محبت ہے، اسکی رضا جوئی میں ہر محبت غیر مرتبۃ عداوت ہے - اور اسلیئے کہ ہم دنیا کے ذرہ ذرہ سے خوف کرتے ہیں حالانکہ ایک ہی ہے جسکا آسمان و زمین میں خوف ہے - یعنی وہ جو دنیا کے ذرہ ذرہ پر قابض ہے - اور اسلیئے کہ انسانوں سے ہم کو طمع خیر ہے، حالانکہ خیر کی کنہیاں صرف ایک ہی کے ہاتھ میں ہیں -

منہ عید سیدنا

ہوائی جہاز

(۲)

جنگ میں ہوائی جہازوں کا ایک بہت بڑا استعمال یہ ہے کہ دشمن پر اوپر سے گولہ باری کی جائے۔ آپ نے جنگ طرابلس کے حالات میں پڑھا ہوا کہ بارہ اطالویں نے عثمانی مجاہدین پر اوپر سے گولے برسائے۔ ان اطالوی تجارب کا نتیجہ تو ناامی نکلا کیونکہ قریباً ہر نشانے نے خطا کی اور ہر دار خالی گیا۔ البتہ جرمنی کے تجارب اس باب میں کامیاب ثابت ہوئے، گو ابتدا میں اسے بھی ناامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ بحیرہ جنیوا میں ایک کشتی کھڑی کی گئی اور جنگی جہاز نے تین ہزار فیت بلندی پر سے گولے اتارنا شروع کیے۔ پہلا اور دوسرا گولا تو نشانہ پر نہیں پڑا مگر اسکے بعد جتنے گولے پھینکے گئے، سب ٹھیک نشانے پر لگے۔ اس تجربہ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آندھی شست کے معین بندھنے یا گولے کے نشانے پر پڑنے سے مانع نہیں ہوتی۔

اس سلسلے میں ایک اور واقعہ قابل ذکر ہے۔ زلیں کے تیسرے جہاز نے ۶ ہزار فیت کے بلند نشانے پر گولے پھینکنا شروع کیے۔ یہ نشانہ ایک بڑے گاؤں کا نقشہ تھا۔ ۱۷ منٹ میں اسکے پرزے پرزے اڑ گئے!

تجربے سے یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ اوپر سے جو گولیاں پھینکی جاتی ہیں، وہ اس فولاد کر ٹرز کے نکل جاتی ہیں جو آہن پوش اور معارف ہوتے ہیں۔

* * *

ایروپلین اور غبارے والے جہازوں سے قابضیت کے گولے

پھینکنا اب ایک عام بات ہے۔ اسمیں بڑی سہولت یہ ہے کہ پھینکنے والا شست نہایت معین باندھ سکتا ہے، اور اگر قادر انداز ہو تو دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ اسکا گولا ضرور ہی نعلے پر بیٹھیکا۔ اسلیئے کارخانہ اسلحہ سازی کی توجہ اس طرف ہوئی اور بالآخر کارخانہ کرب نے ایک خاص قسم کا گولہ ایجاد کیا۔ یہ گولہ جب زمین پر گرتا ہے تو کڑے روشن ہو جاتا ہے، اور یہ روشنی اسقدر تیز ہوتی ہے کہ اسکے گرد ریش جتنی چیزیں ہوتی ہیں وہ سب غبارے والوں کو نظر آجاتی ہیں۔ اس گولے کی ایجاد سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ سخت سے سخت تاریکی میں بھی اب گولے اتارے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ جب گولہ انداز کو یہ معلوم ہو گیا کہ اسکے نشانے کا مقصد فلاں جگہ ہے تو وہ پھر کامیابی کے ساتھ اس پر گولے پھینک سکتا ہے۔

اسکے علاوہ روشنی کا ایک اور انتظام بھی کیا گیا ہے۔ جہازوں میں ایک برقی لمپ آویزان کیا جاتا ہے۔ یہ چراغ اس قسم کا ہوتا ہے جسکی روشنی نیچے کی طرف منعکس ہوتی ہے۔ لمپ جہاز سے سرفیت کے فاصلے پر رہتا ہے۔

آپ سوچتے ہوئے کہ چراغ کو جہاز سے ۵ سرفیت دور رکھنے سے کیا حاصل؟ مگر اس لمپ کا کمال اس درجہ ہی میں مضمر ہے۔ ہم ابھی لکھ آئے ہیں کہ لمپ کی ساخت اس طرح کی ہوتی ہے کہ اسکی روشنی نیچے کی طرف منعکس ہوتی ہے، اسلیئے اوپر والے تو نیچے کی ہر چیز دیکھ لیتے ہیں مگر نیچے والوں کو اڑتار کی کوئی شے نظر نہیں آتی۔ اسلیئے اس لمپ کی بدولت اہل جہاز کے لیے تورات دن ہوجاتی ہے مگر زمین والوں کیلئے رات رات ہی رہتی ہے۔ اہل جہاز جہاں چاہتے ہیں

اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا ہر عام ر فن دست شل ہو کر رہ گیا۔ پہلوں نے جو کچھ لکھا، بعد والے اوپر ایک حرف نہ بڑھا سکے۔ پھر کیا اگر ایک فقیہ تاتار خانہ کو، ایک طبیب سیدی و قانون کو، ایک نعوی کافہ و مفصل کو، ایک متکلم مواقف و مقاصد کو، ایسی کتاب فرض کرتا ہے کہ باطل جسکے نہ آئے نہ پچھے۔ نہ داہنے نہ بائیں، تو کیا یہ شرک فی القرآن نہیں، اور ہم نے انکے مصنفین کو ایسی ہستی نہیں تسلیم کر لیا، جذکر قرآن پاک نے اربابا من درن اللہ کہا ہے؟

ہماری گذشتہ چہل سالہ عمر جو ہماری قومیت کا دور طفرات تھی، بدترین زمانہ استبداد اور بدترین مثال حسن اعتقاد تھی۔ ہم ہر تیز زبان کو مصلح اکبر اور ہر تیز رو کو رہبر سمجھتے تھے، اور اسکے مہر و فرمان کو اسی خشوع و خضوع کے ساتھ تسلیم کرتے تھے، جس خشوع و خضوع کے ساتھ قرآن مجید نے بنایا ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنے احبار اور پوپ کے احکام کی تعمیل کرتے تھے۔ پس اب وقت آگیا ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کو یہ دعوت الہی دیں:

تعالوا الی کلمۃ سواء
بیننا و بینکم الا نعبد
الا اللہ و لا نشکر بہ شیئاً
ولا یتخذ بعضنا بعضاً
ارباباً من درن
اللہ (آل عمران)

دارالعلوم دارالافتاء

مولوی محمد حسین طالب العلم کا قصور جو کچھ بھی ہو اسکی تحقیق و تفتیش ضرور ہونی چاہیے کہ آئندہ پھر ویسی حرکات کا طلبا میں سے کوئی مرتکب نہ ہو۔ مگر سوال یہ ہے کہ مولوی محمد حسین کے اخیر امتحان کا زمانہ ایسا محدود ہے کہ اگر کمیشن کی نشست کے انتظار و قلم کے فیصلہ پر یہ معاملہ رکھا گیا تو مدت گذر جائیگی، اور غریب محمد حسین کی تمام عمر کی معذرت رائے جائیگی۔ اسواسطہ میری ناچیز رائے یہ ہے کہ تفتیش و تحقیق کے انتظار میں اس معاملہ کو نہ چھوڑا جائے۔ محمد حسین بدستور دارالافتاء و دارالعلوم میں داخل کر لیا جائے۔ اور امتحان میں شریک کیا جائے۔ فیصلہ جو کچھ بھی ہو اسکی تعمیل لازمی ہوگی۔ اگر ایسا نہ ہوا اور فرض کیا کہ محمد حسین بعد تحقیق و تفتیش بیقصور ثابت ہوا، تو اس کے انتظار میں جو کچھ خرابی اور تباہی بد نصیب طالب علم کی ہوجائیگی اسکی قلافی غیر ممکن و معال ہوگی۔ مجھے امید ہے کہ ناظم صاحب و پرنسپل صاحب دارالعلوم اپنے شاگرد پر نظر رحم و محبت کی ڈالکر اسکی ادخال دارالعلوم و دارالافتاء و شرکت امتحان کا حکم دینگے۔ بلا انتظار فیصلہ اخیر جس کی پابندی متخاصمین پر لازمی ہوگی۔

آخر میں التجا کرتا ہوں کہ آپ میری ناچیز رائے کی تائید فرمادینگے اور غریب محمد حسین کے داخلہ و امتحان کا انتظام شرط فیصلہ اخیر فرمادینگے اور امید کرتا ہوں کہ پرنسپل صاحب مدرسہ ندوہ بحق طالب علم مولوی محمد حسین طرز رحم و درگذر سے دریغ نہ فرمادینگے۔

ذیاز مند شیخ احمد حسین خان بہادر آنریری مجسٹریٹ فٹچرر۔

سرور پر سے گذرتا ہوا چلا جاتا ہے، اور وہ بہری ہوئی تریس لیے
 کے لیے رہ جاتے ہیں - دھوین کا ابر غلیظ جب تک چہٹے،
 اسوقت تک جہاز انکی زد سے بہت دور نکل جاتا ہے !

* * *

لیکن یہ تمام ایجادیں اس ایجاد کے مقابلہ میں معض ہیں،
 جس کے متعلق یورپ کے پیش بین و انجام اندیش فسانہ نگار فرض
 کیا کرتے تھے مگر اب وہ عالم خیال سے عالم رجوں میں آگلی ہے - یہ
 ایجاد کیا ہے ؟ گولے ہیں جنہیں نہایت سہی گیس بہرے ہوتے ہیں -
 جب یہ پھینکے جاتے ہیں تو پھٹتے ہیں اور ان سے زہریلا گیس نکلے
 چاروں طرف پھیل جاتا ہے - اسکا دائرہ انتشار سر میٹر بلکہ اس سے
 بھی زیادہ وسیع ہوتا ہے - اس دائرہ کے اندر جتنے ذی حیات وجود
 ہوتے ہیں، وہ جب سانس لیتے ہیں تو یہ گیس ہوا کے ساتھ ملے
 انکے اندر چلا جاتا ہے، اور جاتے ہی انہیں ہلاک کر دیتا ہے !
 نعرۃ باللہ من شر الانسان و من شر العلم !

* * *

اس ذیل میں ٹوکیو کا ایک واقعہ کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ

ہوگا - ٹوکیو میں ایک
 کتا ایک ٹوکیو
 میں رکھا گیا، اور
 ٹوکیو جہاز میں
 اس طرح لٹکالی
 گئی کہ وہ جہاز سے
 ۳ سو فٹ پر رہتی
 تھی - اس کے بعد
 جہاز اڑا - جب
 جہاز کی قدر بلند
 ہو گیا تو نیچے
 سے گولا پھینکا گیا -
 گولا حسب قاعدہ پھٹا
 اور اسکا زہریلا گیس
 پھیلا - گیس کے
 پھیلنے ہی کتا مر گیا -
 کتے کا جسم جب چیرا
 گیا تو اس کے دونوں



غبار والا طیارہ جو اپنی قسم کا سب سے زیادہ کامیاب جہاز ہے

بہ پھرتے اس گیس سے پرتے -

مگر اس ایجاد میں ابھی ایک بڑا نقص باقی ہے - جو تریس
 ان لوگوں کو پھینکتی ہیں، انکی طاقت زیادہ نہیں ہے - یہ گولے
 صرف ۲ ہزار فٹ تک جا سکتے ہیں - لیکن ایجاد، جس نے
 ہزار ہا اعجاز ناکرشم دکھائے ہیں، اس سے کچھ بعید نہیں کہ
 جلد یا بدیر اس نقص کی بھی تلافی کر دے -

* * *

ہوائی جہازوں کے متعلق ایک اہم سوال یہ ہے کہ آیا بلندی
 کی زیادتی اور کمی کا اثر نشانے کی صحت و خطا پر پڑتا ہے
 یا نہیں ؟ اہل جرمنی کے تجارب کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اگر جہاز
 ۵ ہزار فٹ تک بلند ہو تو اس کا اثر نشانے کی صحت یا غلطی
 پر نہیں پڑتا - چنانچہ زیبلین قسم کا ایک بہت بڑا جہاز فضا میں
 ٹہرا - اسکی بلندی ۴ اور ۵ ہزار فٹ کے درمیان تھی - اس نے
 ایک لشکر گاہ پر گولہ باری شروع کی - گولے بالکل تیار تھے اور سپاہی
 نشانوں کے پاس کھڑے تھے - ہر گولہ ٹھیک نشانے پر آئے لگتا تھا -
 مگر باوجود کوشش کے ان سپاہیوں کو جہاز نظر نہیں آیا -

[۱۸]

جاسکتے ہیں اور جس پر گولے پھینکنا چاہیں پھینک سکتے ہیں،
 مگر زمین والے کچھ نہیں کر سکتے، کیونکہ اولاً تو انہیں یہ غلط
 فہمی ہوتی ہے کہ جہاں یہ لیمپ ہے وہیں جہاز بھی ہوگا، اور
 اگر کسی طرح یہ معلوم بھی ہو گیا کہ یہ روشنی اس خاص لیمپ
 کی ہے تو پھر بھی یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس سے جہاز کتنے فاصلے پر
 ہے ؟ اس لیے کہ جہاز کا ۵ سو فٹ پر ہونا کچھ ضرور نہیں - ممکن
 ہے کہ اس سے کم فاصلہ پر ہو -

پھر اگر یہ بھی فرض کر لیا جاے کہ نہیں، جہاز ۵ سو فٹ ہی
 پر ہے، جب بھی یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ ہے کہاں ؟ اور جب تک
 یہ معلوم نہ ہو اسوقت تک کچھ بھی نہیں ہو سکتا - تو یہ خواہ
 کتنی ہی ہوشیار ہو اور تو پچی خواہ کتنا ہی قادر انداز، مگر جب
 تک اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اسکا نشانہ فلاں جگہ ہے، اسوقت تک
 شست نہیں باندھ سکتا، اور بغیر شست باندھے گولے پھینکنا اپنے
 سامان کو ضائع کرنا ہے -

* * *

اب تک تو ہم نے یہ بیان کیا تھا کہ اگر تاریکی ہو تو اسمیں

روشنی کا انتظام
 کیا گیا ہے - مگر یہ
 بھی تو ہے کہ ہمیشہ
 روشنی ہی کی
 ضرورت نہیں
 ہوتی - بسا اوقات
 تاریکی بھی درکار
 ہوتی ہے - مثلاً فرض
 کر کہ ایک ہوائی
 جہاز اڑتا ہوا آ رہا ہے
 اور نیچے دشمن
 کی فوج تریس لیے
 مستعدی سے کہڑی
 ہے کہ جہاز زد پر
 آجائے اور وہ فائر
 کریں - وہ دیکھتا ہے
 کہ ان پر سے ہونے
 گذرنا ناگزیر ہے - جب

ان پر سے گزریگا تو لامحالہ زد پر ہوگا، اور ادھر وہ زد پر آیا نہیں
 کہ تریس ایک دم سے سر ہو گئیں - پھر کیا اتنے گولوں میں سے
 ایک بھی نہ لگیگا ؟ اگر ایک بھی لگ گیا تو اس کے تباہ ہونے کے
 لیے کافی ہے - ایسی حالت میں قدرتا وہ چاہیگا کہ کسی طرح
 میں اپنے دشمنوں کی نظر سے چھپ سکتا -

مگر رات نہیں ہے جسکی قدرتی تاریکی پردہ پوشی کرے - پھر
 کیا وہ نہ چاہیگا کہ کسی طرح تھوڑی دیر کے لیے اس دن کو
 رات بنا سکتا ؟

ایجاد جو ہر موقع پر انسان کی دستگیری کرتی ہے، اس نے
 اس محال کو بھی واقع کر دیا - اہل جرمنی نے جو ہوائی جنگ
 میں غیر معمولی سرگرمی و شغف دکھا رہے ہیں، آخر ایک قسم کا
 گولہ بنا لیا جو ایسے نازک مواقع پر پردہ پوشی کر سکے - یہ گولہ جب
 پھینکا جاتا ہے تو ہوا ہی میں پھٹتا ہے اور اسمیں نہایت کثیف
 دھواں نکل کے تمام فضا میں پھیل جاتا ہے - فضا بالکل تیرہ
 رتا ہو جاتی ہے اور اسمیں خواہ کتنی بڑی شے کیوں نہ ہو، مگر
 زمین والوں کو نظر نہیں آتی - جہاز اس عالم ظلمت میں انکے

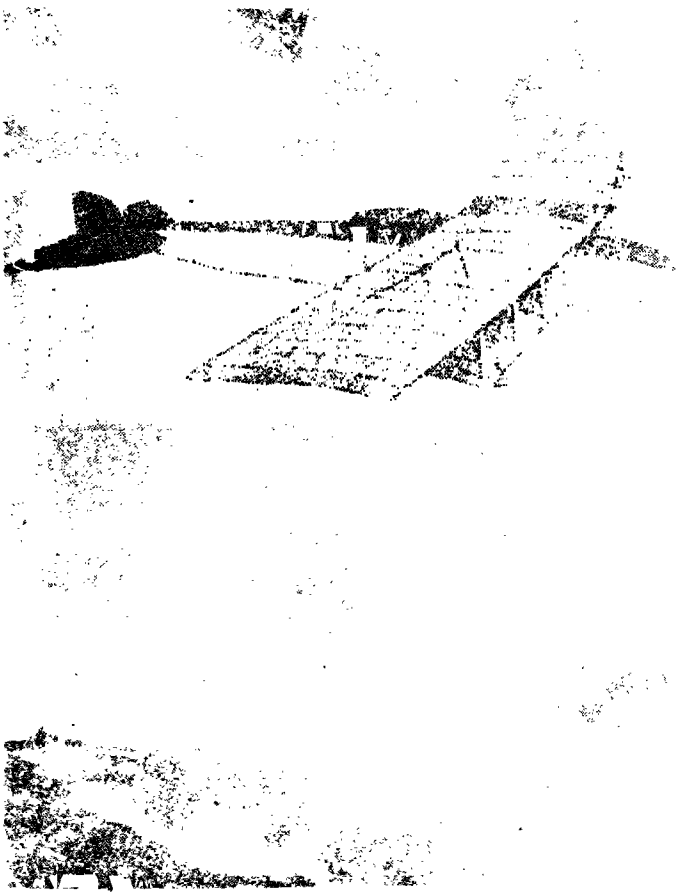
کرتا - بلکہ موم کی طرح پگھل کے اس پر پھیل جاتا ہے - اس کے علاوہ اس سے گولے مارے بھی نہیں جاسکتے، کیونکہ اگرچہ اس کا طرل در سو فیت تک ہوتا ہے مگر جب وہ بہت اونچا ہو جاتا ہے تو زمین سے ایک معمولی پنسل سا معلوم ہوتا ہے، اور ایک لمحہ بھی ایک جگہ نہیں ٹھہرتا -

* * *

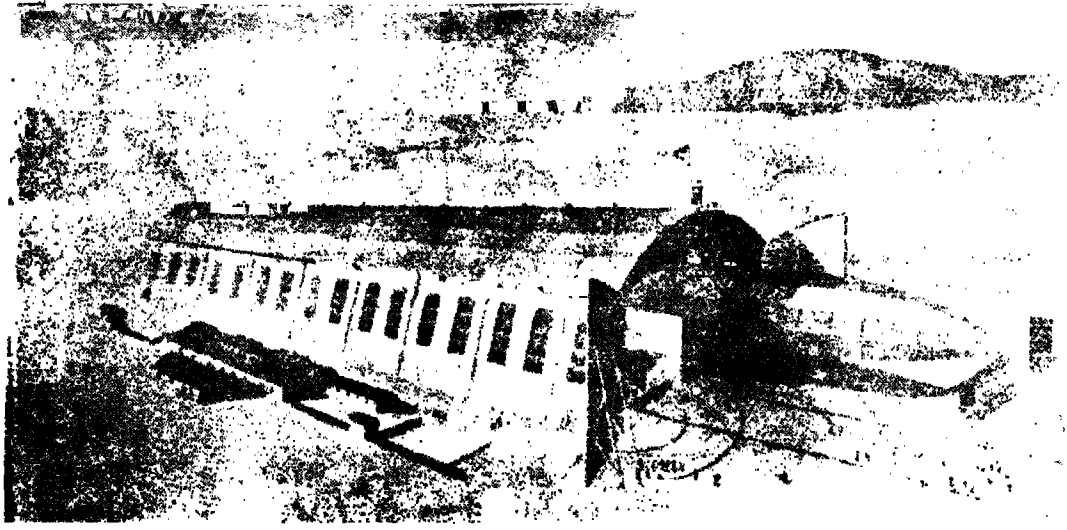
ہوائی جہاز کی ضرورت سانی کولہ باری تک محدود نہیں، بلکہ وہ اس سے بھی کہیں زیادہ خطرناک

طور پر نقصان پہنچا سکتا ہے - مثلاً یہ کہ ارسیمیں مشعلیں باندھ دی جائیں، اور وہ کہیں، گارن، اور شہروں کو جلاتا ہوا چلا جائے - باشندے بچھانا چاہیں تو اپنی انسان پاش توپوں کے دھانے بولندے، یا یہ کہ اسمیں تار اور تاروں میں آنکڑے بندھے ہوں، اور وہ لکڑی کے مکانات اور ریل کی پٹریوں کو اکھیڑتا ہوا چلا جائے - یا یہ کہ ان آنکڑوں کے ساتھ مشعلیں بھی ہوں کہ ایک طرف تو ان پٹریوں کو گرما کے از کار رفتہ کر دے - دوسری طرف انکو الٹ پلٹ کر برباد کر دے - اسٹیشنوں کے چربی مکانات، بارود خانوں، اور گیس کے کارخانوں میں آگ لگاتے ہوئے نکل جانا اس کے لیے ایک ادنیٰ قسم کا مشغلہ ہوگا !!

غرضکہ ہوائی جہاز کی ایجاد اپنے جلو میں انسان کے لیے تباہی و بربادی کی فرج در فرج لائی ہے، اور جو کچھ اس وقت تک ہوا ہے، وہ اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں جو آئندہ ہوتا نظر آتا ہے - فقریصرانی معکم من المقتربصین -



ایروپلیں، قسم کا ایک جنگی طیارہ جو اس وقت تک چار کامیاب سفر کرچکا ہے اور جسکی شرح رفتار ۳۸۵ میل فی یوم ہے -



وٹوریہ لوئس نامی جہاز جو فلما میں ہروی خدمت رہا ہے

* * *

مگر اس واقعہ سے آپ یہ نتیجہ نہ نکالیں کہ ہوائی جہاز کی انتہا، پر راز ۵ ہزار فیت ہی ہے، کیونکہ وٹوریہ لوئس نامی جہاز ۷ ہزار فیت تک اڑ چکا ہے - اترتے وقت وٹوریہ لوئس نے عجیب کمال دکھایا - پہلے تو وہ زادیہ حادثہ (Seul) پر نہایت تیزی کے ساتھ اتر رہا تھا - مگر آتے آتے جب زمین کے قریب پہنچا تو بجائے زمین پر آنے کے وہ پلنگر امیر کا نامی جرمنی جہاز پر جا پہنچا - آئے یہ دیکھنا منظور تھا کہ اگر وسط دریا میں کسی قسم کے سامان کی ضرورت ہو تو یہ ضروری نہیں کہ وہ زمین ہی پر آئے، بلکہ اگر کوئی سامان کا جہاز دریا میں کہڑا ہو تو وہ اسی جہاز سے سامان لے سکتا ہے - بغیر اس کے کہ زمین تک پہنچے !!

* * *

جرمنی کے ہوائی بیڑے میں ہنسا نامی جہاز بھی قابل ذکر ہے - جب یہ تیار ہو گیا تو کونٹ زیلن اس میں اڑا اور بحر شمال کو عبور کرتا ہوا کونیا کن، لمر، اور اسوج تک پہنچ گیا - اسکی شرح رفتار ۳۷۵ میل فی یوم تھی - اس سفر کے خاتمے پر تمام جرمنی سے شاد مانی و کامرانی کے غلغلے بلند ہوئے - اور اخبارات نے لکھا کہ یہ جہاز جب چاہے، لندن یا کسی اور انگریزی شہر پر سے سلا مزاحمت گزر جا سکتا ہے !

* * *

یہ صحیح ہے کہ جرمنی غبارے والے جہازوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں سرگرم ہے - مگر با این ہمہ ایروپلیں سے غافل بھی نہیں - کونٹ زیلن اب یہ انتظام کر رہا ہے کہ اس کے ہر غبارے والے جہاز کے ساتھ ایروپلیں بھی ہو - یہ ایروپلیں اسے چھوڑ کے جہاں چاہیں چلے جائیں، اور پھر اس کے پاس واپس آجاسکیں - گویا جہاز کے بڑے بڑے جہازوں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی دھانی دستیاب ہوتی ہیں - اس طرح غبارے والے ہوائی جہازوں کے ساتھ ایروپلیں بھی ہوا کریں، اور ان میں در انداز توپیں ہوں کہ اگر دشمن کے ہوائی جہاز غبارے والے جہاز پر حملہ کرنا چاہیں، تو قبل سے کہ وہ اپنے اس ارادے میں کامیاب ہوں، یہ انہیں برباد کر دیں -

* * *

زیپلن کے جہاز میں تین توپیں ہوتی ہیں - ان توپوں میں ایک عجیب و غریب خصوصیت یہ ہے کہ جس زاویہ پر چاہیں اسکی شست باندھ سکتے ہیں - ان توپوں، انکی برجوں، اور غبارے کی جہاز پر ایک خاص قسم کا فولاد منڈھا ہوتا ہے - یہ فولاد نہایت ہی باریک ہے، مگر با این ہمہ اسمیں یہ معمولی گولہ اثر نہیں

سنہ اسطر ابا



چرواہے میں قبائل سنوسیہ کا سالانہ اجتماع جو پہلی شوال کو منعقد ہوتا ہے

شمالی افریقہ کا سر . خ . فی



شیخ سنوسی اور طریقت سنوسیہ

(۴)

(شیخ محمد المہدی السنوسی)

شیخ سنوسی اول کے انتقال کے بعد اُسکا بڑا لڑکا ”محمد المہدی“ سلسلہ سنوسیہ کا جانشین ہوا۔ جانشینی کے وقت اُسکی عمر صرف سولہ برس کی تھی !

شیخ اول نے اپنے دونوں لڑکوں کی تعلیم و تربیت خود کی تھی۔ اُس نے اپنی تصنیفات میں جا بجا تصریح کی تھی کہ میری تربیت ضائع نہ ہوگی اور اس سے خدا تعالیٰ بڑے بڑے کام لےگا۔ اُسکی حسن تعلیم و تربیت کا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ بڑے لڑکے کی عمر سولہ برس کی اور چھوٹے ”محمد الشریف“ کی صرف تیرہ برس کی تھی، مگر تھم شیخ کے انتقال کے بعد انہوں نے پورے سلسلہ کو سنبھالے رکھا، اور درس و تدریس، ارشاد و ہدایت، بیعت و مباہلہ، دعوت و تبلیغ، اور ترقی و استحکام جماعت کا کار بار چلتے ہی زیادہ وسیع و قوی ہو گیا !

پندرہ برس کی عمر میں وہ تمام علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کر چکا تھا، اور سولہویں برس جب شیخ اول نے انتقال کیا، تو وہ انکی زندگی ہی میں درس و ارشاد شروع کر چکا تھا۔

جانشینی کے بعد پانچ برس تک مجاہدات و ریاضات میں مشغول رہا۔ وہ ہمیشہ جامع سنوسی کے ایک چہرے میں تھا

رہتا اور صرف نماز کے اوقات میں باہر نکلتا۔ صبح کی نماز کے بعد درس دیتا، ظہر کے بعد رخصت کرتا، عصر کے بعد جماعت کے مختلف کاموں کی نسبت احکام دیتا، اور مختلف اطراف کے داعیوں اور خلفاء کی معروضات سنتا۔ مغرب کے بعد نئے طالبین کو مرید کرتا، اور عشاء کے بعد حلقہ ذکر و فکر قائم ہوتا۔

ان اشغال کے معین اوقات کے بعد اسکی صورت باہر نظر نہ آتی اور نہ کوئی شخص اُس سے مل سکتا۔

پانچ سال کے بعد (جبکہ اسکی عمر اکیس بالیس برس کی تھی) اس نے خلوت گزینی کو کسی قدر کم کیا اور جماعت کی توسیع اور سلسلے کے رفع ذکر کیلئے زیادہ وقت صرف کرنے لگا۔ پہلی شوال سنہ ۱۲۹۲ کو ایک عظیم الشان جلسہ جامع سنوسی میں منعقد ہوا جس میں تمام داعیان طریقت اور مبشرین سلسلہ سنوسی جمع ہوئے تھے، اور اطراف و جوانب کے شیوخ قبائل اور منادی جماعت کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ شیخ نے اس مجلس میں شیخ اول کے حالات زندگی بیان کیے، اور انکی دعوت کے مقاصد کی تشریح کی۔ پھر ارکان جماعت سے درخواست کی کہ ان مقاصد کے حصول و تکمیل کو اپنا نصب العین بنائیں، اور ایک نئی مستعدی اور جوش و کار سے سنوسی دعوت کا اعلان شروع کر دیں۔ اسی محبت میں طے پایا کہ داعیوں کی جماعت کو زیادہ وسیع کرنا چاہیے، اور عرب و افریقہ سے باہر بھی کام اُسی مستعدی سے کرنا چاہیے، جیسا کہ خود شمالی افریقہ کے اندر ہو رہا ہے۔ پھر ایسے لوگوں کا انتخاب ہوا جو بیعت لینے اور ارشاد و ہدایت کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں، اور اس طرح جماعت سنوسیہ میں جوش و کار کی ایک نئی تحریک پیدا ہو گئی۔

چند برسوں کے اندر ہی نئے تحریک کے نتائج عظیمہ ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ شیخ اول کے عہد میں سلسلہ بہت وسیع ہو چکا

[۲۰]

جلد ہر مصرائی و شہری سنوسی ختم کر لیتا ہے۔ اس سے زیادہ کی اگر آئے خواہش ہو تو مرکزی درسگاہ یعنی جامع جربوب کا مدد کرے۔

ہرزادیہ کے ساتھ ایک بہت بڑا نگرہ زرعی زمین کا ہوتا ہے جس میں ملکی پیداوار کی کاشت کی جاتی ہے۔ اس کا حق صرف شیخ کو ہوتا ہے جو حسب حالت و ضرورت تقسیم کرتا ہے۔ اس کے شاگرد و مریدین اور طلباء مدرسہ اسمیں کاشتکاری کرتے ہیں اور تمام خدمات زراعت انجام دیتے ہیں۔ جب زراعت کا موسم آتا ہے تو تعلیم و ارشاد کے اوقات کے بعد طلباء اور مرید نکل جاتے ہیں اور دن بھر کام کرتے رہتے ہیں۔ یہی سب سے بڑی انکی ریاضت ہے۔

اس زمین کی پیداوار سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے، اس کو شیخ زادیہ دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ ایک حصہ خود اپنے اور اپنے زادیہ کے متعلقین کیلئے رکھتا ہے۔ دوسرا حصہ مرکزی یعنی جربوب میں بھیج دیتا ہے تاکہ سنوسی بیت المال میں جمع کیا جائے۔ اس طرح ہر سال شیخ اعظم کے پاس ایک مرکزی خزانہ قائم رہتا، اور روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ اس کے ایجنٹ شہروں میں آتے ہیں اور جنس و اشیاء کو چاندی سونے کے سکوں میں بدل لیتے ہیں۔

(بعض - شہر افریقی زاویا السنوسیہ)

ان زاویوں کی پوری تعداد کا پتہ لگانا دشوار ہے۔ افریقہ و عرب اور یمن و سواحل کے تمام بڑے بڑے شہروں، قصبوں، قریوں میں سنوسی زوایہ موجود ہیں اور نہایت خاموشی اور سکون سے ایک دینی و صوفیانہ زندگی کے کاروبار میں مشغول نظر آتے ہیں۔ مگر خاص برفہ و طرابلس اور بنغازی اور حدرد مصر کے درمیانی حصے میں جو مشہور زوایہ ہیں، اور جو غزہ و طرابلس کے درمیان میں عظیم الشان، مات انجام دیکھے ہیں، ان میں سے بعض کے نام یہاں درج کیے جاتے ہیں :

نام زاویہ	خلیفہ زادیہ	قبیلہ
بنغازی	صالح العوامی	
درفہ	محمد الغمری	غفیفہ۔
سقہ	علی الغمری	عبدالہ
الہویس	نواثی الخلیلی	عائلۃ داغر
ام شیخند	محمد ابن علی	فوارس
توقرہ	عبد اللہ الفیل	برغٹہ
طولمیثہ	الامین الخلیلی	عائلۃ الشلمانی
سدوت	ابو زید	دورسہ
ہانیہ	احمد العیساری	دورسہ
حمامہ	السنوسی الغمری	دورسہ
سوسہ	حاج محمد کور	دورسہ
اسسہ	عمران الشکری	دورسہ
کسمان	محمد العربی	دورسہ
نوسور	عمرو المنفی	دورسہ
بیت عمار	حبیب	عبیدات
ارغوب	جاد اللہ بن عمر	دورسہ
مار	احمد بن ادیس	عبیدات
بشری	ابن عمر	عبیدات
تارت	محمد العزالی	"
شاہات	محمد الدردنی	حسا
الفدنا	صالح بن اسماعیل	براسہ
البیضاء	رفاعہ العلی الغمری	"

تھا اور دور دور تک معتقد موجود تھے، مگر اب اس کی تعداد حد شمار و قیاس سے بھی افزوں ہو گئی، ارداعیان سنوسیہ کی خاموش کرشموں نے ان مقامات تک اپنا اثر پہنچا دیا، جو صحراء جربوب سے کئی کئی ماہ کے فاصلے پر واقع تھے، اور جنکو جغرافیہ ارضی کی تقسیمات نے نا پیدا کنار سمندروں، بڑے بڑے صحراؤں، اور سر بفلک پہاڑوں کے سلسلوں کے ساتھ افریقہ و عرب سے بالکل جدا کر دیا تھا !!

خود افریقہ کا یہ حال ہوا کہ جنوب کی طرف کی تمام آبادیاں اور قبائل اس کے زیر اثر آ گئیں۔ صحرائے کبریٰ اور ما درائے صحراء میں اس کے مریدین وہابی، کانم، باجرمی، اور دارفور تک پھیل گئے۔ طرابلس الغرب، تیونس، الجزائر، مراکش، اور سرقا، میں تو یہ بتلانا مشکل ہو گیا کہ کون شخص اور قبیلہ ایسا ہے جو اپنے اندر مذہبی جوش اور عملی زندگی رکھتا ہے اور باوجود اس کے سنوسی نہیں ہے، اور ایک مخفی رشتہ ارادت جربوب کی خانقاہ اعظم سے نہیں رہتا ؟

(افریقی زوایا کی تاسیس)

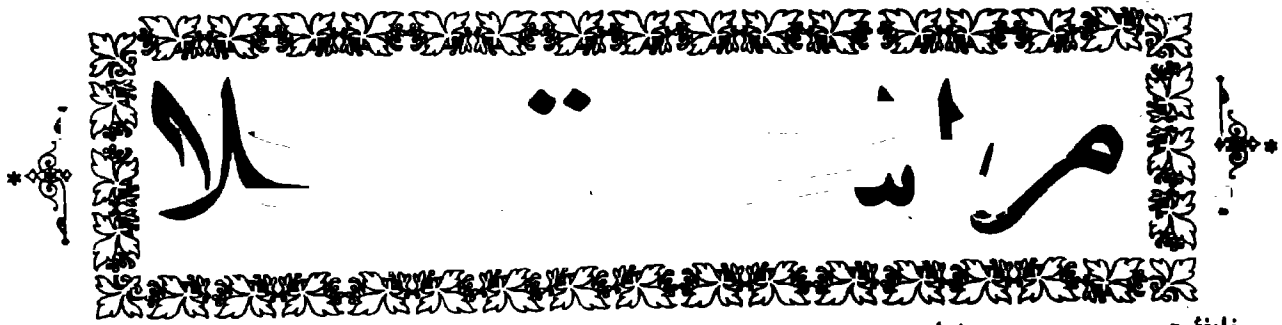
اس کے بعد شیخ سنوسی درم اپنے سلسلے کے بقا اور استحکام کی طرف متوجہ ہوا، اور حکم دیا کہ تمام شمالی افریقہ اور اندرون صحراء میں سنوسی طریقہ کی خانقاہیں بنائی جائیں جنکو عربی میں " زاویہ " کہتے ہیں۔

" زاویہ " ایک وسیع عمارت مثل مسجد یا مدرسہ کے ہوتی ہے جس میں رہنے کیلئے کم و بیش بہت سے حجرے بنائے جاتے ہیں، اور وسط میں شیخ زادیہ کیلئے ایک مخصوص حجرہ ہوتا ہے۔ باہر سے ایک اونچی چار دیواری اس کی حفاظت کرتی ہے، اور دیکھنے والا قیاس کرتا ہے کہ شاید یہ کوئی مصرائی کڑھی اور چھوٹا سا ایک قلعہ ہے۔

چنانچہ تمام قبائل اور شیوخ مریدین نے اس کا اہتمام شروع کر دیا اور رفتہ رفتہ سیکڑوں چھوٹے چھوٹے قلعے زاویہ کے نام سے تعمیر ہو گئے۔ بڑے بڑے شہروں میں جیسے تیونس، فاس، اور الجزائر، یا اسکندریہ و قاہرہ میں جو زوایہ بنائے گئے، وہ مثل مدرسے اور مساجد کے تھے۔ ان کی وسعت و استحکام میں قلعہ نما صورت ملحوظ نہیں رکھی گئی کیونکہ یہ مصالح کے خلاف تھا، مگر اندرون افریقہ و صحراء کے تمام زارے قلعہ نما تعمیر ہوئے اور ان کی تعداد برابر بڑھتی گئی، حتیٰ کہ اب صحیح تعداد کا بتلانا مشکل ہو گیا ہے !

ان زاویوں کی صورت یہ ہے کہ اطراف کی تمام آبادی کیلئے ایک مرکزی عمارت کی حیثیت رکھتے ہیں، اور اپنے اپنے حلقوں کی جماعت کی تعلیم و ارشاد اور نظم و ادارہ کی تمام قوت و حکومت اسی کے اندر ہوتی ہے۔ ہر زاویہ میں سلسلہ ایک شیخ ہوتا ہے جسے شیخ اعظم سے وابستہ و خلافت کی اجازت ملتی ہے، اور وہ اپنے حلقہ کے تمام جماعتات کے مدبر و افسر کی ہوتا ہے۔ اگر آپ " خلیفہ " کے لفظ سے پوچھتے ہیں تو وہ اپنے ائمہوں سے شیخ اعظم کی نیاست میں بیعت بھی سے سنتا ہے۔

عمارت کی تقسیم یہ ہے کہ سب سے پہلے مسجد بنائی جاتی ہے تاکہ پانچ وقت کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جاسکے۔ اس کے ساتھ ایک مدرسہ ہوتا ہے جس میں علوم دینیہ کی آسان اور سادہ تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ تعلیم اکثر حالتوں میں ابتدائی ہوتی ہے اور تمام سنوسی جماعت اور اس کی اولاد کیلئے جبری ہے۔ قرآن کریم آسان و سادہ تشریح کے ساتھ، ضروری مبادی صرف و نحو و ادب، اخلاق و تزکیہ نفس کے بعض رسائل جو اس سلسلے کیلئے تصنیف کیے گئے ہیں، بس یہی کورس ہے جس کو بہت



۱۔ قیام الهلال

سب سے پہلے دو چار ماہ قبل ”مدا بہ صحرا“ کے عنوان سے جو مضمون الهلال میں شائع ہوا تھا نہایت معنی خیز تھا۔ میں نے ایک خط کے ذریعہ گزارش کی تھی کہ فی الحال خریداران ”الهلال“ دو روپیہ چندہ میں اضافہ کریں اور اسکی تعمیل خود اس خادم نے بھی کر دینی ”الهلال“ کی مہتمم بالشان خدمات کا تمام ملک صدق دل سے اعتراف کر رہا ہے۔ اسلیے توقع تھی کہ قوم خود بخود اضافہ چندہ میں پیش قدمی کریگی اور اس مضمون سے زیادہ واضح مطالب کے لکھنے کی نوبت نہ آئیگی، مگر اب در سلسلہ سے جو مضامین نکل رہے ہیں، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ قوم نے ابھی تک اس جانب پورا التفات نہیں کیا، حالانکہ اوسکی حیات اسی تحریک میں پنہاں تھی کہ زندگی بڑھانے کا پرتائیر علاج ”الهلال“ ہی سے ہو سکتا ہے۔ اگر قوم ”الهلال“ کو کہو دیگی تو پھر ترقی و رفقا میں ہزاروں میل پیچھے پڑ جائیگی۔ کیا غضب کی بات ہے کہ ایک ایسے شخص کی خالص رہے رہا پکار پر اب تک کان نہ لگائے گئے، جو انکی صلاح و فلاح کے لیے خود کو ہزاروں مصائب و آلام کے لیے وقف کر دیتا ہے؟

حضرت من ! بلا شبہ آپ حق پرست ہیں اور حق کی رہ صحیح تعلیم دے رہے ہیں جس سے مسلمان بدبختانہ محروم ہیں۔ آپکا رولہ دینی ہے، آپ کے جذبات پاک ہیں، آپکا دل وہ توبہ رکھتا ہے جسکی لذت دردمند ہی جانتا ہے۔ بے شک صداقت یہی ہے کہ ہمیں رہ سکتی۔ دو ہزار خریداروں کا پیدا ہونا کیا بڑی بات ہے؟ اگر ہر خریدار ”الهلال“ تہرتی سی سعی کرے تو ہر شخص درود خریدار بہم پہونچا سکتا ہے۔ اس طرح دو ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ تعداد ایک ماہ کے اندر فراہم ہو سکتی ہے۔

ہم کو نہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ الهلال نے پہلی مرتبہ اپنی مالی حالت کے مسئلہ کو ہمارے سامنے پیش کیا ہے اور سخت افسوس کی بات ہو اگر ہم اسکا استقبال نہ کریں۔

میں تمام خریداران ”الهلال“ کو نیز تمام مسلمانوں کی خدمت میں عاجزانہ التماس کرتا ہوں کہ وہ خدا را اس عظیم الشان مقصد کے طرف فوراً متوجہ ہو جائیں۔ اپنے دوست و احباب اور نذرانوں کی خدمت میں خطوط لکھ کر اور ہر مقررہ ذریعہ سے اس امر کی کوشش کریں کہ بہت جلد یہاں تک کہ دو تین ہفتہ کے اندر تین چار ہزار خریداروں کو پیدا کر کے اپنے خدا و رسول کی سچی محبت اور نیز اپنی قومیت کا ثبوت پیش کریں۔ اگر ہم اس بزرگ

نام زادی	خلیفہ زادی	نبیلہ
غفنتہ	حمیدہ بن عمر	”
درنہ	محمد الخواجه	ابی منصور
مروتبا	عبد اللہ فرقاس	بزیات
دفتہ	حسن الغریانی	عبیدات
المطیلی	الامین الغمری	”
الزیات	الحسین	”
لم رجل	مرسی	”
حجاج اغبا	صالح الجری	قطاع
المقتان	محمد علی	”
امکابا	رفاعہ	”
نخیلہ	صالح الخواجه	حراطہ
اغبا	مرسی	ارلاد علی
زمیمہ	عبد اللہ فخری	” دستور
طرقانا	عبد اللہ ابر عامر	عشییات
العرش	محمد الحسن	ارلاد علی
تلمون	مصطفیٰ معجرب	عراجر
ام سوس	سنوسی	”
کتغیہ	عبد اللہ نعاس	اغارہ
سرت	محمد بن الشفیع	”
ارجیلہ	صالح بو شوشہ	—
جالو	عبد اللہ طرانی	—
بشر	محمد علی	—
جفارة	عبد الکریم بن احمد زادیہ	—
الکفرہ	احمد الشریف المہدی	مغبرا
ار جنیقا	الغریبہ عبد ربہ	عبید
”	الشرقیہ عبد الرزاق	”
قارر	محمد سقفة	”
عوان	عبد الحفیظ	”
عراضہ	القادر محمد رعبید	”
القلعة	البرانی	”
کافی درسی صالح	”	”
حرسی	الاشعث	”
المسالیط	محمد المنفی	”
زادی	محمد الفضیل	”

الهلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام آدمی، بنگلہ، تجارتی اور مہتمی ہفتہ وار رسالوں میں الهلال پہلا سالہ ہے جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے۔ اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے۔

السلام علیکم - بھواب ”مدا بصحرا“ یعنی قیام الهلال‘ پانچ اصحاب کے نام ارسال خدمت کیے جاتے ہیں۔ انکے نام ایک سال کیلئے الهلال کا ری - پی - جاری فرما کر منسور فرماویں‘ نیز خاکسار کو مطلع فرماویں - کہ کس کس تاریخ کو ری - پی - بھجوائے گئے ہیں۔ میں انشاء اللہ مزید کوشش کرے بعد میں بھی اطلاع دوں گا۔ ایک بات ضروری قابل التماس یہ ہے کہ الهلال کی ترقی رفتار خریداران یا عام حالت کی بابت اگر کم از کم ماہواری رپورٹ شائع ہوا کرے تو میرے خیال میں بہت مناسب ہے۔ اس سے شائقین الهلال کو اپنے عزیز پرچہ کی حالت کا صحیح اندازہ تازہ تازہ معلوم ہوتا رہیگا‘ اور یہ انکے لیے مزید تحریک و کوشش کا باعث ہوگا۔ زیادہ طول طویل امر کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف اسقدر کافی ہوگا کہ ماہ گذشتہ میں تعداد خریداران یہ تھی - ماہ زیر رپورٹ میں اسقدر جدید خریدار ہوئے‘ اور اسقدر خارج ہوئے - باقی تعداد یہ ہے۔ اسقدر گنجائش تو ہر ماہ کے آخری پرچہ یا دوسرے ماہ کے شروع کے پرچہ میں ضرور نکال لی جائے۔ والسلام -

خریدار نمبر ۳۸۹۱

السلام علیکم - مسئلہ قیام الهلال کے اشارات سے معلوم ہوا کہ اسکا قیام خطرے میں ہے - خدا ایسا نہ کرے - لیاقت کی حد پر ذمہ داری کی حد منحصر ہے - اگر اسوقت تک صرف آپ ہی بہترین خدمت (مسلمانوں کی موجودہ ضرورت کے لحاظ سے) ادا کر سکتے ہیں تو اسکے معنی یہ ہیں کہ آپ ہی میں اسوقت تک اسکی بہترین لیاقت ثابت ہوئی ہے‘ اور میں اسکا گواہ ہوں کہ ہاں ایسا ہی ہے - پس معاف فرمائیے اگر میں یہ عرض کروں کہ آپ خدا کے سخت گنہگار ہونگے اگر خدا کی عطا کی ہوئی امانت یعنی خدا داد لیاقت سے بنی اہم کی اسی نسبت سے خدمت کرنا چھوڑ دیں - مسئلہ مالی ایک نہایت ذلیل اور آسان کام ہے بمقابلہ اُس قابل قدر قدرت الہی کے جسکی جھلک آپکے قلم سے وقتاً فوقتاً نظر آتی رہتی ہے -

چندہ آپ لینا چاہتے نہیں - صرف خریدار ہی آپ چاہتے ہیں - اگر آپ چندوں کو (جو قیام الهلال یعنی اہم ترین اغراض قلم کے خیال سے جمع کیا جاسکتا ہے) قبول فرمائیں تو مجھے یقین ہے کہ نہایت کم ميعاد میں اتنا روپیہ جمع ہو جسکی سالانہ آمدنی سولہ ہزار روپے کے قریب قریب ہو جائے - مگر آپ صرف خریدار ہی چاہتے ہیں‘ اور وہ دو ہزار کم از کم - خیر‘ اسر آپ پھر سونچیں -

کاغذ کی‘ تصویر کی‘ ٹائپ کی‘ وغیرہ وغیرہ کی خوبیوں کے لیے اسمیں شک نہیں کہ زیادہ مالی آمدنی کی ضرورت ہے - لیکن قوم کو جسکی ضرورت ہے اور آپکی جو فضیلت ہے‘ وہ مضامین ہی ہی ہے‘ اور خصوصاً آپ کے قلم سے آشکارا ہوتی رہتی ہے - لہذا ملتیں میں کہ جب تک آپ میں اس خاص مذکورہ ثروت کو ندرستی حاصل ہے آپکا فرض ہے کہ آپ الهلال کو جاری رکھیں - خواہ وہ بد تصویر ہو یا اڑاں کاغذ پر چھپے یا لیتھوگراف سے چھپے -

مجھے آمید ہے کہ اس عریضہ کو آپ اپنے اخبار میں شائع فرما دینگے - میں یہ خالص اسلیئے چاہتا ہوں کہ شائع ہوجانے کے بعد آپ کو اپنا احساس فرض اور بھی زیادہ محسوس ہوتا رہیگا - خاکسار آپکا خبر اندیش -

غلام مصطفیٰ خطیب از تھانہ - بمبئی

ترین خدمت کی انجام دہی سے بے فکر ہو جائیں‘ تو سمجھ جاؤ کہ ہمارا خدا ہی حافظ ہے -

میں نے اپنی کوشش شروع کر دی ہے‘ اور بہ تالید کردگار امید ہے کہ نہ صرف دو خریدار بلکہ جسقدر ہو سکیں فراہم کر لوں گا واللہ الموفق و نعم الوکیل -

ایک خادم الهلال از حیدرآباد دکن

توسیع اشاعت کے متعلق جو تحریک کی گئی ہے اسکو دیکھ کر نہیں کہہ سکتا کہ کسقدر اضطراب و الم ہوا؟ خیر فی الحال ایک صاحب آمادہ ہوئے ہیں انکے نام الهلال جاری فرما دیجیے -

الراقم عارف - فتح پور -

سردست دو خریدار حاضر ہیں -

محمد انور علی فاروقی دکن خریدار نمبر ۳۱۴۶

مجھکو افسوس ہے کہ ایسے رسالہ کے واسطے بھی جد و جہد کی ضرورت ہے - حالانکہ اسکی خوبیوں کے اعتبار سے چاہیے تھا کہ اسکی اشاعت اسقدر ہوتی کہ اسکی آمدنی سے بہت سے مفید مذہبی کاموں میں آپ اعانت کر سکتے - بہر حال یہ رسالہ ہمیشہ کے لیے جاری رہنا چاہیے اور اسکے بند کرنیکا خیال تک بھی کسی دماغ میں آنا نہ چاہیے - سردست جو دو ہزار کی اشاعت کا اعلان منیجر صاحب نے کیا ہے امید ہے کہ جلد پورا ہو رہیگا - چار صاحبوں کے نام الهلال جاری فرماویں اور ہر ایک صاحب کے نام تمام رسائل الهلال جلد چہارم کے ری - پی - بھیج کر مشکور فرمائیں - میں امرتسر میں کوشش کروں گا کہ اور خریدار بہم پہنچا سکوں -

خاکسار عطا محمد عفی عنہ گورنمنٹ پبلیشر - امرتسر

میں چاہتا ہوں کہ الهلال قائم رہے‘ اور آپ کے دو ہزار مطلوبہ خریداروں کے فراہم کے سعی میں ایذا نام پیش کرتا ہوں - راقم نیاز شیخ احمد حسین رکیل ٹائیکورٹ حیدرآباد

الهلال کا فیصلہ اضافہ قیمت یا مزید خریدار پیدا کرنے پر رکھا گیا ہے - اضافہ قیمت بھی منظور ہے اور توسیع اشاعت کیلئے بھی حاضر ہوں - سردست ایک خریدار حاضر ہے -

خاکسار علی شاہ نائب تحصیلدار - پاک پٹن

مضمون دوبارہ توسیع اشاعت اخبار الهلال پڑھا - اہ! مضمون تھا یا ایک پیام اضطراب! مطالعہ سے دل کو ایسی چوٹ لگی کہ انکھوں سے بے اختیار آنسو نکل آئے - دو خریدار سردست حاضر ہیں - اب سے اس نیازمند کے قطعی ارادہ کر لیا ہے کہ آپ کے اخبار کی توسیع میں نگہ تار کوشش جاری رہوگا - مجمع قرآن حکیم کا عشق ہے‘ میں نے الهلال میں اسکے ایسے ایسے عجیب نکات دیکھے ہیں کہ نہ کبھی پڑھے اور نہ کبھی سنے - سبحان اللہ! احقر دعوت سے کہتا ہے کہ اگر تمام ہندوستان میں ایسے اخبار دوچار اور ہوں تو مسلمانوں کی قسمت حقتہ بیدار ہو جائے - کوئی شک نہیں کہ آپ ایذا کم پوری طرح انجام دے رہے ہیں - محبت کرنے سے آپ معبودیت کے درجہ پر پہنچ جائینگے - مندرجہ ذیل چار اصحاب کے نام اخبار جاری فرماویں -

غلام حسین کلرک محکمہ نہر مالکندہ خریدار نمبر ۲۸۳۰

انجمنہائے اسلامیہ سے بھی درخواست کرتا ہے کہ وہ بھی اس قسم کا ریزولوشن جلد پاس کر کے اس ریزولوشن کو مناسب وقت تقریرت بخشیں۔ اقامت نیاز مند عبد الرؤف آنریری سکریٹری

۵ : ۵

جناب من ! کل شام کو انجمن اصلاح دسندہ کا ایک غیر معمولی جلسہ زیر صدارت مولوی شمس الحق صاحب (علیگ) معاملات ندرہ پر غور کرنے کے لیے منعقد ہوا۔ سب سے پہلے طلباء کی اسٹرائیک پر نظر ڈالی گئی۔ مولوی سعید رضا صاحب نے اپنی ذاتی واقفیت کی بنا پر اسٹرائیک کے رجوع حقیقی کر بیان کیا۔ کل حاضرین نے متفقہ طور پر طلباء کو اسٹرائیک کرنے میں حق بجانب ٹھہرایا۔ مولوی عبد العظیم صاحب ہیڈ مولوی مدرسۃ اصلاح دسندہ کی تحریک اور جملہ حاضرین کی تائید سے مندرجہ ذیل ریزولوشن پاس ہوا :

”یہ جلسہ اس امر کے بارے میں کہ طلباء دارالعلوم کی موجودہ اسٹرائیک ناظم رہنمائی کی مسبدانہ روش اور ناجائز دباؤ کا نتیجہ ہے، ذرہ برابر شک و شبہ کی گنجائش نہیں پاتا، اس لیے ۲۶ مارچ کے جلسہ انتظامیہ کے فیصلہ کو منصفانہ تصور نہیں کرتا، اور امید کرتا ہے کہ انجمن اصلاح ندوہ اسٹرائیک کے معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لیگی اور طلباء کے اخراج کو تا انقضاء جلسہ عام اپنے آن اختیارات سے کام لیکر جو تمام صوبوں کی باقاعدہ اسلامی انجمنوں کے نیابتی اصول پر اسکو بذریعہ ریزولوشن تقریرت کیے ہیں، رکرا دیگی“

مولوی محمد یونس صاحب کی تحریک اور جمیع حاضرین کی تائید سے دوسرا ریزولوشن یہ پاس ہوا :

”یہ جلسہ طلباء کے اخراج جبریہ کے لیے پولیس بلانے والے کی حرکت کو نہایت حقارت اور رنج و غصہ کی نظر سے دیکھتا ہے، اور جمیع ہوا خواہان ندرہ کی خدمت میں یہ تحریک پیش کرتا ہے کہ قبل اس کے کہ ندرہ کا خرگوش خانہ ”حزب الانساد“ کی ناجائز طاقت اور خود غرضانہ پالیسی کے ہاتھوں ایکدم ریزانہ ہو جائے، اسکو قبضہ ناجائز سے جلد از جلد آزادی دلانے کے لیے زبردست سے زبردست متفقہ آواز سے کام لینا چاہیے، اور عام رائے کی جو بے وقعتی کی جا رہی ہے، اسکی حفاظت جلد کرنی چاہیے“ (سید عبد العظیم سکریٹری انجمن اصلاح دسندہ)

مسلمانان ریاست میلا واٹکنگ

آج ۲ - اپریل سنہ ۱۹۱۴ء کو بصدارت حکیم مظہر حسین صاحب انجمن اخوان الصفا کا جلسہ منعقد ہوا جس میں حسب ذیل ریزولوشن پاس ہوا :

(۱) یہ جلسہ طلباء ندرہ کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا ہے اور خواہش کرتا ہے کہ مندرجہ ذیل اشخاص کا ایک غیر جانب دار کمیشن طلباء کی شکایات سننے کیلئے بہت جلد مقرر کیا جائے :

نواب وقار الملک بہادر، مولانا ابوالکلام صاحب آزاد، مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی، مولانا عبد الباقی صاحب فونگی مٹلی، راجہ صاحب محمود آباد، سعید جمل خاں صاحب، مسٹر مظہر الحق صاحب بانکی پور، حکیم عبد الولی صاحب، نواب علی حسن خاں صاحب، محمد علی صاحب ایڈیٹر ہمدرد۔

(۲) یہ جلسہ ان اصحاب کا شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے ندرہ کی اس ناگفتہ بہ حالت پر تاسف اور براہ فلاح و ہمدردی ”انجمن اصلاح ندرہ“ کی بنا ڈالی ہے، اور امید کرتا ہے کہ اصلاح کی ہر بہترین صورت کو عمل میں لائینگے۔

(۳) یہ جلسہ موجودہ نظامت پر بے اعتمادی ظاہر کرتا ہے۔

”ہانی حسن“

مسئلہ ندوہ و اصلاح ندوہ

عظیم الشان جلسہ کا انعقاد

۱۰ - مئی کو دہلی میں عام جلسہ

جناب من تسلیم - ۱۳ اپریل کی شام کو معززین دہلی کا ایک جلسہ عالیجناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کے دولت خانہ پر منعقد ہوا تا کہ ندوۃ العلماء کی اصلاح کے مسئلہ پر غور و مشورہ کرے۔ شمس العلماء مولانا سید احمد صاحب اہل مسجد جامع صدر منتخب ہوئے۔

سب سے پہلے جناب حاذق الملک نے جلسہ کے اغراض و مقاصد پر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل ریزولوشن پیش کیا گیا :

”یہ جلسہ دارالعلوم ندرہ کی اسٹرائیک سے نہایت افسردہ ہے، اور امید کرتا ہے کہ طلباء پوری کوشش کے ساتھ اسٹرائیک ختم کر دینگے۔ نیز یہ جلسہ منظمین ندرہ سے درخواست کرتا ہے کہ وہ مہربانی فرما کر طلباء کیلئے سہولتیں بہم پہنچائیں“

مولانا عبد الاحد صاحب مالک مجتہبی پریس نے تائید کی اور منظور کیا گیا۔ اس کے بعد جناب مولانا مولوی عبد اللہ صاحب ناظم نظارۃ المعارف القرآنہ دہلی نے دوسرا ریزولوشن پیش کیا :

”یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ ۱۰ مئی کو ایک عام جلسہ دہلی میں منعقد کیا جائے اور اوس میں تمام صوبوں کے اہل الرائے اصحاب جمع ہوں تا کہ ندوۃ العلماء کی اصلاح کیلئے ایک اختتامی تجویز عمل میں لائی جائے۔“

جناب مولوی محمد میاں صاحب نے اسکی تائید کی۔ مسٹر محمد علی صاحب ایڈیٹر کامریڈ نے ترمیم پیش کی کہ بجائے کسی ایسے جلسہ کے خود ندرہ کے عام جلسہ کیلئے درخواست ر سہ کی جائے کہ وہ لکھنؤ کے علاوہ کسی دوسرے مقام پر منعقد ہو۔ مگر کثرت رائے اصل تجویز کی تائید میں تھی اسلئے منظور کی گئی۔ اس کے بعد معززہ جلسہ کیلئے ایک سب کمیٹی مندرجہ ذیل حضرات کی قرار پائی اور انہیں اختیار دیا گیا کہ اور حضرات کو بھی شریک کر سکتے ہیں :

حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب، مسٹر محمد علی ایڈیٹر کامریڈ، شمس العلماء مولوی سید احمد صاحب، ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاری، مولوی عبد الاحد صاحب مالک مجتہبی پریس، مولانا عبد السلام صاحب، مولانا عبد اللہ صاحب ناظم نظارۃ المعارف، پیر زادہ مولوی محمد حسین صاحب ایم۔ اے، حاجی عبد الغنی صاحب میونسپل کمشنر، حکیم احمد علی صاحب، نواب سراج الدین احمد صاحب سائل، مرزا محمد علی صاحب، مولوی محمد میاں صاحب، مسٹر فضل الدین صاحب، شیخ مظاہر علی صاحب، مولوی قطب الدین صاحب، جی مظہر علی صاحب، شیخ عزیز الدین صاحب۔

انجمن ضیاء الاسلام لام بمبئی

نے حسب ذیل تجویز منظور کی :

انجمن ضیاء الاسلام بمبئی کا یہ جلسہ اصلاح ندرہ کی کمیٹی نے نہایت خلوص سے یہ درخواست کرتا ہے کہ وہ تحقیقات حالانہ ندوۃ العلماء میں اپنا فرض منصبی نہایت ایمانداری و دیانت و جرات اسلامی سے ادا کرے تا کہ ندوۃ العلماء جیسا دارالعلوم ذاتی اثرات سے محفوظ رہ کر قوم و مذهب کیلئے مفید ثابت ہو۔ نیز دیگر

لام لندن میں

فتح محمد احمدی ایم - اے اور ایک احمدی طالب علم چودھری ظفر اللہ خاں صاحب بی - اے نے بھی اسی امام کے پیچھے نماز پڑھی - یہاں عملی صورت میں بھی فرقہ بندی کا نام نہیں ہے ، اور مسارات کا اصول اسلامی ہی نمایاں رہتا ہے -

گر سید امیر علی صاحب یا توفیق پاشا یا مشیر الملک اپنا مذہبی فرض ادا کرتے نہیں آتے ، مگر مسلمانان ہند یہ سیکر خوش ہونگے کے مرزا عباس علی بیگ صاحب جو انڈیا کونسل میں مسلمانوں کے نائب ہیں ، اکثر شریک جمعہ ہوتے ہیں - خوجہ کمال الدین صاحب جب ہوتے ہیں تو رہ خرد ، در نہ کوئی اور قرآن کریم کی کوئی آیت یا کوئی جزو عربی میں تلاوت کرے اسکا انگریزی میں ترجمہ کرتا ہے جس سے یہاں کے باشندوں پر اچھا اثر پڑتا ہے - عموماً عیسائی اور اسلام کے اصولوں کا مقابلہ اور اسلام کے محاسن اور ان باتوں کی تردید ہوتی ہے جو پادریوں نے یہاں اسلام کے خلاف شائع کر رکھی ہیں - حسب طریق مائتروں تھوڑا سا قیام ہوتا ہے - پھر خطیب قرآنی دعاؤں اور درود شریف پر خطبہ کو ختم کرتا ہے - بعد میں نماز ادا ہوتی ہے - نماز کے بعد خیر الدین افندی عثمانی امام عربی میں اسلام اور خلیفہ اسلام کے لیے دعا مانگتے ہیں - خاتمہ پر لارڈ ہید لے بالقابہ انگریزی میں دعا مانگتے ہیں جو مسلم انڈیا کے جنوری سنہ ۱۴ نمبر میں چھپی ہے - میرے سامنے خوجہ صاحب نے ایک عیسائی خاتون کو مسلمان کیا ، اور ذیل کے الفاظ انہوں نے نو مسلمہ سے بطور اقرار دہرائے :

” لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ “

میں شہادت دیتی ہوں کہ میں سوائے اللہ کے اور کسی کو پرستش اور عبادت کے قابل نہیں مانتی - میں شہادت دیتی ہوں کہ محمد (صلعم) اللہ کے رسول تھے - میں مسیح کی الٰہیت پر ایمان نہیں رکھتی بلکہ میں مسیح کو جناب ابراہیم ، نوح ، داؤد ، سلیمان وغیرہ کی طرح خدا کا ایک نبی مانتی ہوں ، اور ان خدا کے مرسلوں میں جن میں مسیح بھی شامل ہے میں کوئی تمیز اور فرق نہیں کرتی - میں یہ بھی اقرار کرتی ہوں کہ میں ایک مسلمہ زندگی اختیار کرونگی اور ان تمام احکام پر چلوں گی جو قرآن کریم میں ہیں - خدا مہری مدد کرے - آمین “

امیروں کیلئے موسم سرما کا عجیب تحفہ

مفرج بے نظیر

شانی مطلق نے عجیب اثر اس جرہ بے نظیر میں مخفی رکھا ہے - نازک مزاج آدمی یا امرا جنکی طبیعت قدرتی طور پر موسم گرما کی شدت کی متحمل نہیں ہو سکتی ، طرح طرح کے امراض مثلاً دھڑکا ، گرمی حرارت مٹانہ - رجع المعده - خفقان - مالخولیا - غشی - خرابی خون - پیریشانی - ارداسی - کاهلی اور تساہلی میں مبتلا ہو جاتے ہیں - اس شربت کے استعمال سے یہ تمام شکایات بالکل رفع ہو جاتی ہیں - اگر حالت صحت میں اس شربت کو استعمال کیا جائے تو موسم گرما کی گرمی قطعی اثر نہ کرے - طبیعت میں ہر وقت سرور نشاط رہے ارداسی ر کاهلی نام کو بھی نہ آئے - غم و الم پاس نہ بہنکے - دل و دماغ میں طرب و نشاط کا جمگھٹا رہے - یہ شربت ذائقہ میں نہایت لذیذ اور شیریں ہے - عہدہ داروں - ججوں - کلرکوں - استادوں اور دماغی محنت کرنے والوں کے لیے نعمت عظمی ہے - قیمت تین پاؤ شربت تین روپیہ صرف معصوم ڈاک ۱۲ - آٹھ نصف قیمت پیشگی آبی چاہیے -

الہ شہ

مرلوی غلام حیدر اینڈ کو منڈیالہ ضلع گجرات پنجاب

میں گذشتہ جمعہ کو آخری ڈاک سے ایک لمبا نمونہ حسب عادت الهلال کو بھیج چکا ہوں - میں نے اسی دن عجلت میں گھسیٹ دیا تھا اور جو کچھ کہنا چاہا تھا اسے ختم نہ کر سکا تھا - اب میرے اس ہفتہ الهلال کا وہ مضمون ملا جس میں مسئلہ تبلیغ اسلام کے ذیل میں مختار احمد خاں صاحب لکھنوی کے جواب میں خود مولانا ابو الکلام نے اس مسئلہ کو لکھا ہے - مولانا نے جس صفائی اور مضبوطی سے اصولی بحث کی ہے ، یقین ہے کہ مختار احمد خاں صاحب اور دیگر حضرات کو تسکین ہو گئی ہوگی -

میں نے گذشتہ خط میں لکھا تھا :

(۱) اس کام کا اندازہ محض اس تعداد سے نہ کرنا چاہیے جو یہاں مسلمانوں کی اس کے ذریعہ پیدا ہوگی -

(۲) فرقہ بندی کے مسئلہ کو بالکل الگ رکھنا چاہیے - اس فرقہ بندی کی اصولی بحث کو میں اپنے سے زیادہ قابل لوگوں پر چھوڑتا ہوں - البتہ خود میرا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن کریم اور نبی (صلعم) کی تعلیم نے اسلام اور اصول اسلام کو ایسا بین اور واضح کر دیا ہے کہ کوئی گنجائش اصولاً فرقہ بندی کی اسلام میں نہیں ہے ، اور یورپ میں اگر کسی اسلام کو پیش کرنے کی ضرورت ہے تو اسی اسلام کی -

چنانچہ جب ڈاکٹر سہروردی اور میں نے یہاں چند سال سے صدائے اسلام بلند کی تو ہمارے ساتھ کئی شیعہ مسلمان بھی تھے - سید امیر علی کو اپنے آپ کو معتزلی کہتے ہیں مگر وہ شیعہ اعتقاد کے مسلمان ہیں - ہم سب ان دنوں میں ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھتے تھے ، اور یہاں اگر اپنی قدیمی اور کہنا چاہیے کہ خاندانی پشتینی فرقہ بندی کو بالکل بھول گئے تھے - آج کل یہ صورت ہے کہ ہم لوگ سب خوجہ کمال الدین صاحب کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ، اور خود انہوں نے نماز عید گذشتہ ایک حنفی امام کے پیچھے مع اپنے رفقاء پڑھی - پچھلے جمعہ کو (خوجہ صاحب) برجہ علالت نہ آسکے تو عثمانی امام خیر الدین افندی نے نماز پڑھائی ، اور خوجہ صاحب نے ایک ساٹھی چودھری

زندہ درگور میضوں کو خوشبری

یہ گولیاں ضعف قوت کیلئے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہیں ، زمانہ انحطاط میں جوانی کی سی قوت پیدا کر دیتی ہیں ، کیسا ہی ضعف شدید کیوں نہ ہو دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتی ہیں ، اور ہمارا دعویٰ ہے کہ چالیس روز حسب ہدایت استعمال کر نیسے اسقدر طاقت معلوم ہوگی جو بیان سے باہر ہے - ٹوٹے ہوئے جسم کو دوبارہ طاقت دیکر مضبوط بناتی ، اور چہرے پر رونق لاتی ہے - علاوہ اسکے اشتہا کی کمی کو پورا کرنے اور خون صاف کرنے میں بھی عظیم النظر ہیں ، ہر خریدار کو درالمی کے ہمراہ بالکل مفت بعض ایسی ہدایات بھی دی جاتی ہیں ، جو بچائے خود ایک رسیاہ صحت ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ معصوم بزمہ خریدار چہ شیشی کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ آنہ - ۴ آنہ کا ٹکٹ بھیج دین آپکو نمونہ کی گولیوں کے ساتھ ساتھ راز بھی تحریر کیا جائیگا -

۱۱ - ۵

ہر

منیجر کارخانہ حبوب کا یا پلٹ پرست بکس ۱۷۰ کلکتہ

(۱) حضرت منصور بن حلاج اصلي قيس ۳ آنه رايي ۱ آنه (۲)
حضرت بابا نريد شكر گنج ۳ آنه رايي ۱ آنه (۳) حضرت محبوب الهي
رحمة الله عليه ۲ آنه رايي ۳ پيسه (۴) حضرت خواجه حافظ شيرازي ۲ آنه
رايي ۳ پيسه (۵) حضرت خواجه شاه سليمان تونسوي ۳ آنه رايي ۱ آنه
(۶) حضرت شيخ بوعلي قلندر باني بتي ۳ آنه رايي ۱ آنه (۷) حضرت
امير خسرو ۲ آنه رايي ۳ پيسه (۸) حضرت سرمد شهيد ۳ آنه رايي ۱ آنه
(۹) حضرت غوث الاعظم جيلاني ۳ آنه رايي ۱ آنه (۱۰) حضرت عبد الله
بن عمر ۳ آنه رايي ۱ آنه [۱۱] حضرت سلمان فارسي ۲ آنه رايي ۳ پيسه
[۱۲] حضرت خواجه حسن بصري ۳ آنه رايي ۱ آنه [۱۳] حضرت امام
واني مجدد الف ثاني ۲ آنه رايي ۳ پيسه (۱۴) حضرت شيخ بهاء الدين
ذکريا ملتاني ۲ آنه رايي ۳ پيسه (۱۵) حضرت شيخ سنوسي ۳ آنه رايي
۱ آنه (۱۶) حضرت مير خيل ۳ آنه رايي ۱ آنه (۱۷) حضرت امام
کهي ۵ آنه رايي ۲ آنه (۱۸) حضرت شيخ محي الدين ابن عربي ۳ آنه
رايي ۶ پيسه (۱۹) شمس العلماء ازاد دهلوي ۳ آنه رايي ۱ آنه (۲۰)
نواب محسن الملک مرحوم ۳ آنه رايي ۱ آنه (۲۱) شمس العلماء مولوي
نذير احمد ۳ آنه رايي ۱ آنه (۲۲) آنريل سرسيد مرحوم ۵ رايي ۲ آنه
(۲۳) راث آنريل سيد امير علي ۲ آنه رايي ۳ پيسه (۲۴) حضرت شهباز
رحمة الله عليه ۵ آنه رايي ۲ آنه (۲۵) حضرت سلطان عبدالحميد خان غازي
۵ آنه رايي ۲ آنه (۲۶) حضرت شبلي رحمة الله ۲ آنه رايي ۳ پيسه [۲۷]
کرشن معظم ۲ آنه رايي ۳ پيسه [۲۸] حضرت ابو سعيد ابوالخير ۲ آنه
رايي ۳ پيسه [۲۹] حضرت مخدوم مابرکليبي ۲ آنه رايي ۳ پيسه [۳۰]
حضرت ابوجايب مهروردي ۲ آنه رايي ۳ پيسه [۳۱] حضرت خالد بن
وليد ۵ آنه رايي ۲ آنه [۳۲] حضرت امام غزالي ۶ آنه رايي ۲ آنه ۲ پيسه
[۳۳] حضرت سلطان صلاح الدين فاتم بيگ المقدس ۵ آنه رايي ۲ آنه
[۳۴] حضرت امام حنبل ۴ آنه رايي ۶ پيسه [۳۵] حضرت امام شافعي
۶ آنه رايي ۱۰ پيسه [۳۶] حضرت امام جنيد ۲ آنه رايي ۳ پيسه
(۳۷) حضرت مير بن عبد العزيز - ۵ - آنه - رايي ۲ - آنه (۳۸) حضرت خواجه
قطب الدين بغلدار کا کي - ۳ - آنه رايي ۱ - آنه (۳۹) حضرت خواجه
معين الدين چشتي - ۵ - آنه - رايي ۲ آنه (۴۰) غازي عثمان يا خا شيريليدو
اصلي قيس ۵ آنه رايي ۲ آنه - ۵ - مشاهير اسلام قريباً در هزار صف
کي قيس ۱۵ جا خرد کرنيے صرف ۲ روپيه ۸ - آنه - (۴۰)
رفتگان پنجاب کے اولياء کرام کے حالات ۱۲ - آنه رايي ۶ - آنه (۴۱) آکيند
خود شافعي تهر کي مشهور اور اجواب کلام خدا بيني کا رهبر - آنه رايي
۳ - آنه [۴۲] حالات حضرت دولانا روم ۱۲ - آنه رايي ۶ - آنه [۴۳]

بیداری کی مخلصانہ روح پھونکیگا۔ وہ تاج اور حکومت کا دلی خیر خواہ ہوگا اور فرد گداشتوں پر جرات اور دلیری سے متنبہ کریگا۔ وہ ہمیشہ قوم کا ہوگا۔ اسکی حیات و سمات محض قوم کیلئے ہوگی۔ وہ اپنے معاصرین کا قوت بازو بنے گا اور حریت و صداقت میں ہمیشہ انکی ہمنوائی کریگا۔ وہ ابتداءً اسی ناچیزے اینڈیٹری سے نکلیگا۔ اور پھر آسمیں ملک کے مایہ ناز احرار اور قابل ترین نوجوانوں کی متفقہ طاقت کام کریگی۔ اسکی سالانہ قیمت ۳ تین روپیہ ہوگی۔ اسکی اجرا اور پریس کیلئے درخواست دیہی گلی ہے جو انشانہ منظور ہوکر رہیگی۔

اب دیکھنا ہے کہ ملک کے کتنے حریت اور صداقت پسند اصحاب اس جاں فرورشانہ سعی و کوشش کو بار آور بنانے میں عملی حصہ لیتے ہیں؟ جو صرف یہی ہے کہ پیشتر سے درخواست خریداری ارسال فرمائیں (تمام درخواستیں اور جملہ خط و کتابت ذیل کے پتہ پر کیجئے)۔

حکیم رکن الدین دانا - نمبر ۱۶۹ - لور سرکلر روڈ کلکتہ

دوغن بیگم بہار

حضرات اہلکار امراض دماغی کے مبتلا و گرفتار، رگلا، طلبہ، مدرسین، معلمین، مرفیقین، مصنفین، کی خدمت میں التماس ہے کہ یہ دوغن جسکا نام آپ نے عنوان عبارت سے ابھی دیکھا اور پڑھا ہے، ایک عرصہ کی فکر اور سوچ کے بعد بہتر سے مفید ادویہ اور اعلیٰ درجہ کے مقوی روغنوں سے مرکب کر کے تیار کیا گیا ہے، جسکا اصلی ماخذ اطباء یونانی کا قدیم معرب نسخہ ہے، اسے متعلق اصلی تعریف بھی قبل از امتحان و پیش از تجربہ مبالغہ سمجھی جاسکتی ہے صرف ایک شیشی ایکبار منگواکر استعمال کرنے سے یہ امر ظاہر ہو سکتا ہے کہ آجکل جو بہت طرح کے ڈاکٹر کدیراجی تیل نکلے ہیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بھی کرتے ہیں آیا یہ یونانی روغن بیگم بہار امراض دماغی کے لیے بمقابلہ تمام سرورج تیلوں کے کہانتک مفید ہے اور نازک اور شوقین بیگمات کے گیسورنگو نرم اور نازک بڈانے اور دراز و خوشبودار اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کہانتک قدرت اور تاثیر خاص رہتا ہے۔ اکثر دماغی امراض کبھی غلبہ برودت کیوجہ سے اور کبھی شدت حرارت کے باعث اور کبھی کثرت مشاغل اور محنت کے سبب سے پیدا ہو جاتے ہیں، اسلیے اس روغن بیگم بہار میں زیادہ تر اعتدال کی رعایت رکھی گئی ہے تاکہ ہر ایک مزاج کے موافق ہو و مطرب و مقوی دماغ و تھیکے علاوہ اسکی دلفریب تازہ بھولوں کی خوشبو سے ہر وقت دماغ معطر رہیگا، اسکی ہر غسل کے بعد بھی ضائع نہیں ہوگی۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ معصوم ڈاک ۵ آنہ درجن ۱۰ روپیہ ۸ آنہ۔

بادشاہی دوا کا

بادشاہی دوا کے دالھی شہاب کا اصلی ہاسٹ - یونانی میڈیکل سائنس کی ایک نمایاں کامیابی ہے۔

مسک بیگم - جسے خراس بہت سے ہیں جن میں خاص خاص ہانڈیں ہر کی زیادتی، چوڑی دالھی، اور جسم کی راحت، ایک گھنٹہ کے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کریں گے۔ ایک مرتبہ کی آزمائش ہی ضرور ہے۔

اما فرجن تیل اور ہرنیور انجن تیل - اس دوا کو میں نے ابا و اجداد سے پایا جو ہنشاہ مملیہ کے حکم سے - یہ دوا فقط ہیکر معلوم ہے اور کسی کو نہیں دیکھا۔ ہر ترکیب استعمال ہونے لگی۔

”دلاور لکھنوی“ کو بھی ضرور آزمائش کریں۔ قیمت دو روپیہ بارہ آنہ مسک ہاس اور الکتریک ریگر ہوسٹ پانچ روپیہ بارہ آنہ معصوم ۱۵ آنہ۔ یونانی ٹوٹ پاتھر کا سامیل یعنی سر کے درد ہی دوا لکھنے پر مفید ہونے لگی۔

حکیم - سید الرحمن - یونانی میڈیکل ہال - نمبر ۱۱۴/۱۱۵ - مہاراجا بازار اسٹریٹ - کلکتہ

Hakim Masihur Rahman Yunani Medical Hall
No. 114/115 Machubazar Street
Calcutta.

عصر جدید

جامعۃ اسلامیہ کی ہیئت فعال کا آرگن

ہفتہ وار اخبار کی صورت میں دو بارہ جاری ہوتا ہے

زمانہ میں سینکڑوں نئے نئے خیالات اور نئی نئی تحریکیں پیدا ہو رہی ہیں۔ ملک اور قوم میں مختلف اور ایک دوسرے سے مخالف آوازوں نے پبلک کے کانوں کو بھرا کر دیا ہے۔ اخباروں اور رسالوں، لکچروں اور تعزیروں، خوالدہ آدمیوں کے خیالات اور ناخواندہ لوگوں کے توہمات سے ایک عجیب ہنگامہ برپا ہے۔ کسی کو خبر نہیں کہ ہم کیا ہیں، کدھر جا رہے ہیں، کیا کرتے ہیں، اور دراصل کس راستہ پر چلنا ہمارا فرض ہے؟

مگر امید جو ایمان کا ایک جزو اور زندگی کا سکان ہے، ہم کو اطمینان دلاتی ہے کہ اگر ایک بنا کن پروگرام قوم کے سامنے آئے اور پبلک کو قومی مقاصد و اغراض بخوبی سمجھانے، اور اپنے خلوص کا یقین دلانے کے بعد ایک زبردست قومی آرگن کے ذریعہ سے عملی کام شروع کرے تو قوم نہ صرف غفلت کی موت سے بچ جائیگی بلکہ اسکا جوش و شمع اور فعال طریقوں پر چلکر باقی اسلامی دنیا کیلئے رہبری کا کام کریگا۔

اس خیال سے ہم نے خدائے تعالیٰ کی توفیق اور پبلک کی نالید پر ہوسہ کر کے ارادہ کیا ہے کہ پانچ برس کی خاموشی کے بعد رسالہ عصر جدید کو ہفتہ وار اخبار کی صورت میں دو بارہ جاری کیا جائے۔ خواہش یہ ہے کہ عصر جدید ہر ایسے پڑھنے لکھنے والے مسلمان کے ہاتھ میں پہنچے جو قوم کا درد رکھتا اور اس کے لیے کچھ کرنا چاہتا ہے۔ یہ ظاہر کرنیکی ضرورت نہیں کہ ہم کسی دوسرے اخبار یا رسالے کی رقابت میں داخل نہیں ہوتے۔ یہ سب اپنا اپنا فرض اب سے بہتر ادا کر سکیں گے اور ہم بھی اپنے مقدر کے موافق اظہار حق میں دریغ نہ کریں گے۔ عصر جدید کے سابق اینڈیٹر انریبل خوجہ غلام الثقلین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی دیگر مصروفیتوں کی وجہ سے اگرچہ اینڈیٹری کیلئے کافی رقت نہیں دی سکیں گے، مگر اخبار کی عام پالیسی کی باگ بدستور سابق انہیں کے تجربہ کار ہاتھ میں رہیگی۔ لائق اور گریجویٹ اینڈیٹر اور صائب الراے اعلیٰ قلم انکی ماتحتی میں اور ان کے مشورہ سے کام کریں گے۔

ہمارا یقین یہ ہے کہ سعی تن آسانی سے ضرور بہتر ہے، خواہ اس سعی میں کتنی ہی ناکامیابی کیوں نہ ہو۔ مقصد میں کامیاب ہونا انعام نہیں ہے، بلکہ کامیاب ہونے کی کوشش میں جو جفا کشی اور تہذیب نفس ہوتی ہے وہ خود ایک اجر ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آج جو چیز قوم و ملک کو بے فائدہ معلوم ہوتی ہے کل وہی اسکو مفید ثابت ہو، اور ہمارا بویا ہوا تخم ایک زمانہ کے بعد پھل لائے، جبکہ شاید ہمارا نام بھی صفحہ ہستی پر نہ رہے۔

عصر جدید کا پہلا نمبر انشاء اللہ یکم مئی کو شائع ہو جائیگا فی الحال ۱۸ - ۲۲ کے ۲۴ صفحے رہیں گے۔ کاغذ لکھائی چھپائی و لائٹری رسالوں کی طرح اعلیٰ درجہ کی ہوگی۔ قیمت پیشگی معہ معصوم سالانہ ۴ روپیہ ۸ آنہ - ششماہی ۲ روپیہ ۱۰ - سہ ماہی ۱ روپیہ ۸ آنہ - راہی گئی ہے۔

درخواستیں بنگام محمد انوار ہاشمی منبجہ عصر جدید - سعید منزل میرٹھہ - آنی چاہئیں۔

آفتاب صداقت کا کتبہ کی افق سے

عنقریب طلوع ہوگا۔ جو اخباری صورت میں اولاً ہفتہ میں ایکبار، پھر دوبار، اور بالا آخر روزانہ حریت اور صداقت کی خالص روشنی سے ہند کے تمام تیرہ تاریک ظلمت کدوں کو روشن کریگا۔ وہ راستی و صداقت کا حامی ہوگا حریت و آزادی کا علم بردار ہوگا۔ ملک و ملت کی مخلصانہ خدمات اپنا نصب العین بنالیا۔ وہ ملک و قوم کا سچا خادم ہوگا۔ اور انہیں زندگی اور

جام جہاں نما

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھر کی کسی ایک زبان میں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی کار آمد ایسی دلفریب ایسی فیض بخش کتاب لاکھ روپے کو بھی سستی ہے۔ یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علوم و ہنر میں کر لگے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھ لیں۔ دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیں صرف اس کتاب کی موجودگی میں دنیا ایک بڑی بہاری لائبریری (کتابخانہ) کو مل لے لیا۔

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعیات - علم کلیات - علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر - فالنامہ - خراب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلیں سرور آنکھوں میں نور پیدا ہو جھارت کی آنکھیں راہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمی آنے عہد بعد کے حالات سوانح عمری: و تاریخ عالمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کھلیے تندرستی کے اصول عجالات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فہرست - آنکھ کی قیمتیں - مقام اشاعت وغیرہ - بھی کہانہ کے قواعد طرز تحریر اشیا ہرے انشاپردازی طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابوں کا طرز کھینچ کر رکھ دیا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھی - شتر - گائے بھینس - گھوڑا - گدھا بیل - بکری - کتا وغیرہ جانوروں کی تمام بیماریوں کا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندوں کی ہوا نباتات و جمادات کی بیماریاں درج کرنا تمام ممکنہ قوانین کا جوہر (جن سے ہر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی موجوداری - قانون مسکرات - میعاد سماعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

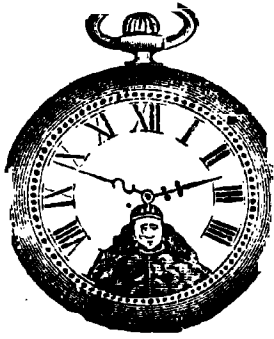
دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی وہاں جا کر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آج تک نہیں دیکھی نہ سنی ہوئی اول مدرسستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہروں کے مکمل حالات وہاں کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے بکے بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح نئے ہیں اسکے بعد ملک بھر کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال باقوت کی کان (وہی راقع ملک بھر) کے تحقیق شدہ حالات وہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں تحریر ہیں دنوں میں لاکھ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - استریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات رہائشی درسگاہیں سفارتی

کلیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفر کا مکمل احوال کرایہ وغیرہ سب کچھ بتلایا ہے - اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ (طرز تحریر ایسی دلایز کہ پڑھتے ہوئے طبیعت باغ ہر جاے دماغ کے کراڑ کھجالیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگواؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ باوجود ان حربوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ معصروں کا تین آنے در جلد کے خریدار کو معصروں کا معاف -

تصویر دار گھڑی

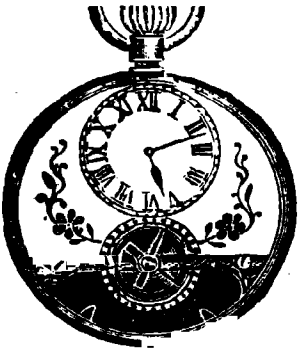
کارنتی ۵ سال قیمت صرف چھ روپے

ولایت والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس مجالب گھڑی کے قائل پر ایک خوبصورت نازنین کی تصویر بنی ہوئی ہے - جو ہر وقت آنکھ میں دکھائی دیتی ہے! جسکو دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے - ڈائل چینی کا ہرگز نہایت مضبوط اور پاکدار - مدتوں بگڑیکا نل نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دکھائی دے ایک خرید کر آزمائش کیجئے اگر دوسرا احباب زبردستی چھین نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کر قیمت صرف چھ روپیہ -



آٹھ روزہ واچ

کارنتی ۸ سال قیمت ۶ چھ روپیہ

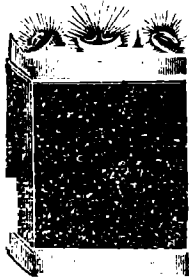


اس گھڑی کو آٹھ روز میں صرف ایک مرتبہ چابی دینی ہے - اسکے ہرگز نہایت مضبوط اور پاکدار ہیں - اور ٹائم ایسا صحیح دکھائی دے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسکے قائل پر سبز اور سرمہ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں - ہر صبح بگڑیکا نام نہیں لیتی - قیمت صرف چھ روپے - زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس ہمراہ مضم -

چاندی کی آٹھ روزہ واچ - قیمت ۹ روپے چھوٹے سائز کی آٹھ روزہ واچ - جو کلائی پر بند ہسانی ہے - مع تسہ جیسی قیمت سات روپے

بھلی کے لیمپ

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کارآمد لیمپ، ابھی ولایت سے نکل ہمارے یہاں آئی ہیں - نہ دبا سلائی، بصورت اور نہ تیل بلی کی - ایک لیمپ دانو اپنی جیب میں یا سرھانے رکھو جسوقت ضرورت ہو فوراً بلیں دباؤ اور چاند سی - سفید روشنی موجود ہے - رات کیوقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی مودی - اور سانپ وغیرہ - فر ہو فوراً لیمپ روشن کر کے خطر سے ہم سکتے ہو - یا رات کو سوتے ہوئے اندھیرے سے بچ سکتے ہو - یا رات کیوقت ضرورتوں میں کام دیکھ - ہوانا یا ہاتھ دھو - منگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم ہوگی - قیمت ۱ روپہ مع معصروں صرف دو روپے ۲ جس میں سفید



سرم اور زرد تین رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ - ضروری اطلاع - علاوہ انکے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں، کلاک اور گھڑیوں کی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی ہیں - اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں انکے مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جارہی - جلد منگوا لیں -

نیچر و گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقام ٹوہانہ - ایس - پی - ریلوے

TOHANA. S. P. Ry, (Punjab)

زبان خلق

قل وقل کی مطابقت کی جستجوئی انسان کا فطری حق ہے جس میں ہر وجہ و خیال کا آئینہ دیا ہو۔ جب تک کسی سے کوئی ملت ادا نہ کرتے ہیں تو وہ اندازہ کرنا چاہتا ہے کہ آپ اصل قل کے مطابق ہے یا نہیں۔ اور اسی تجربہ پر قائل کی وقت کا فیصلہ ہوتا ہے۔

جناب نواب وقار الملک بشار

جناب نواب مہدی محمد اسحق خاں صاحب

جناب آرمین سید شرف الدین صاحب جسٹس ہائی کورٹ کلکتہ۔

جناب سان الصمد سید اکبر حسین صاحب۔ آکٹو آبادی

جناب مولانا مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب مدرسہ خانی دہلی۔

جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب۔ اقبال۔ ایم۔ اے۔ لاہور۔

جناب مولانا مولوی محمد عبدالحق صاحب شریک کنوی۔

جناب صادق الملک حکیم محمد اعلیٰ خاں صاحب دہلی

جناب شفا الملک حکیم رضی الدین احمد خاں صاحب دہلی

جناب لغت کرن۔ ڈاکٹر ریڈ۔ اے۔ اے۔ صاحب ایم۔ ڈی۔ ڈی۔ ایم۔ ایس۔

جناب حکیم حافظ محمد عبدالحق صاحب کنوی

جناب پرنسٹن مان سنگھ صاحب دیکھو آل انڈیا ویک اینڈ پوائنٹ ہائی کورٹس دہلی۔

ایڈیٹر صاحبان اخبارات۔ الملل۔ زمیندار۔ وطن۔ پیسہ

ادوہ۔ توحید۔ یونین۔ افغان۔ وگلڈاز۔ اردو۔ مغل

ان اہل کی عظمت اور فلاح کی اہمیت مغضی بیان کرنا ہمارے موضوع سے

مکہ پر مشتمل کہ وہ ذات خود ایک اہم ترین جزو تاریخ جو تمام انسانیت کا ہیضہ فطری

ہے کہ عام کہیں کے کاموں میں ان صاحب کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں پھر ان کی ہی

لا معلوم کرنا کہ ان میں ان شوقین میں شاید ہی کوئی صاحب گنہگار ایسا ہو جس میں دلتے

توں کا دلچسپی و بات ہو کہ وہ بالوں کو محض پکانے کیلئے عارضی خوشبو کے تیل میں

تاج روغن گیسو ورنہ پور آپ کو بھی پوچھ معلوم کرنا کہ صرف ہندوستان کی عام بات

زور دے دیکھیں اس سے یہ حق مقرر کرنا کہ تری جنت ملک کے رائے اکثر اخبارات میں پیش

کیا اور حضرت الخلیفہ برسر پیر بھی روئے کیا سکتی ہے جتنا تاج روغن گیسو ورنہ کی چیز

کی بترین تصدیق ہے۔

اکسیر شفا! دافع طاعون و وبا

ایک کروڑ انسان کو یہ مرض مار چکی ہے۔ یہی ایک درہم جس کے استعمال سے ہزاروں مرض تندرست چکے ہیں اگر وبا زدہ مقامات میں بطور حفظ مائع ہر روز ہ ہوند استعمال کی جائے تو پینے والا حملہ مرض سے محفوظ رہتا ہے۔ ایات جس سے مرض دوسرے پسر حملہ نہیں کرتا، اور مفید اوقات کا رسالہ ایک سو صفحہ کا مفت

آب حیات

کا قصہ مشہور ہے اب تک کسی نے اسکی تحقیقات نہیں فرمائی تھان یورپ حکما سلف خلیفے نے تحقیق کردہ۔ سایل وغیرہ لمی تجربات و مشاہدات اور مختلف عوارض کس طرح دور کرتے ہیں اس کی علمی عملی ثبوت۔

ایک سو ۳۲ صفحہ کی کتاب

لا علاج کہنے بیماریوں۔ مثلاً کمزوری۔ ہر طرح کے ضعف باہ۔

براسیر۔ نواسیر۔ ذیابیطس۔ درد گردہ، ضعف جگر کا شرطیہ

پر علاج ہو سکتا ہے فارم تشخیص منگواؤ۔

بہ حکیم غلام نبی زبدۃ العکما مصنف رسالہ جوانی دیوانی۔

طس فقرس درد گردہ ضیق النفس وغیرہ لہرور مروجی دروازہ لہرور۔

کا ہر کوئی فطری کا تو کچھ علاج ہی نہیں اس کثرت سے دوا میں موجود ہیں کہ جہاں کوئی با

موجود ہے۔ لیکن اگر آپ کو اس قول اور شرت عام کا کچھ پس کی پھر نہوستان سلطنت ہوا

دیکھو وغیرہ ملک کے اہل نظر و دین ہوا کی پوری کرنا مقصود تو یاد رکھئے کہ جسطرح اس

کے کاموں میں ایک سوکھنا اور سرسراہٹ اور دماغ میں جودت کا ہر لازمی ہے کہ طرح

بتدو دماغ اسکی کیفیت و جذبات کیلئے تاج روغن گیسو ورنہ کا استعمال ہی ضروری ہے۔

اب یہ بعض صاحب کی شکایت عرصہ سے آتی تھی کہ تاج روغن گیسو ورنہ کی قیمت میں قدرے

زیادہ ہو۔ اور یہی شکایت کے عید المثال موقع پر تھی۔ مثلاً دوشاہ سلامت کا۔

نفس فیس قدم بچہ فرمانا جو سلطان مغرب کیلئے سکند اعظم کے بعد دوسری تاجی واقعہ سے

پھر ہندوستان کے ہولنڈز و انڈس کے لارڈ ڈارڈنگ بہادر باقاعدہ کا ایک حادثہ تھا

کے بعد عمل صحت فرمانا اور کیا۔ بالور کیا۔

و تمام مواقع اگرچہ اہم اور شرت کے مواقع تھے لیکن تاج روغن گیسو ورنہ کی قیمتوں میں

کچھ کمی نہ ہوئی اور یہی تاج روغن گیسو ورنہ کے اس سے کہ یہ ترتیب منسوب ہی کی قیمت تک

ہوئے ہیں اور یہی تاج روغن گیسو ورنہ کا خواستہ کرتا ہوئے۔ تو پھر پریشان ہو کر شائیں پر پڑ جاتے

اور کہہ کا اہم معلوم فیسکان وجہ سے چشم بصیرت کا تو یہی اشارہ تھا

نرخ بالا کن کر ارفانی حسوز

لیکن ہمارے بعض ہلوزم ہلوزم صاحبان میران مقابلہ سے بچا کر کہہ دیتے تھے کہ

کچھ بوجھ سے ترسے گیو جو کر تک ہوئے

حسن اتفاق سے اس مرتبہ کچھ نیت ہی بند ہوئی۔ اور صاحب دفتر نے بھی ایک جود پتھر

کی اجازت دیدی کہ ہمارے چند پتھر میں اور کئی کی شرائط میں کچھ تخفیف کی جا

اور ساتھ ہی خوشبو میں بھی کچھ اضافہ کر دیا جائے۔

جن مرکبات پر ادویہ کی قدرتی اور فطری اثر چھایا ہوا ہو۔ ان پر ایک دھڑب بھم

کے ساتھ خوشبو کا جانا ایک محال حکمت ہی نہیں ہے جو صرف اہل فن کی خصوص دلی

باعث ہوئی ہو کہ قاتلہ ایک مرتبہ کیا باعث ہو۔

اجاب نے یہ تو تازہ کی ہی ہوگا۔ اور اگر نہیں کیا تو اب کرینگے کہ تاج روغن

گیسو ورنہ کی خوشبو کی بول کی بجائے ایک کی خوشبو سے بہت زیادہ مشابہ

جو خوشبو ہی دفع میں کچھ سے کچھ بوجھ یا کرتی اور دراصل یہ تاج روغن گیسو ورنہ کی

ادویہ کی کہ ایک قدرتی تغیر جو اس کی ملک کو ایک خاص وقت تک کی طرح اپنے

داس میں چھپائے رکھتا ہے لیکن بعض دوستوں کا شدید تعاضا تھا کہ اس مرتبہ جو

خوشبو میں کچھ اضافہ کر دیا جائے۔ اور کہہ کہ اس ملک کی قبول میں بوجھ میں کچھ

ساتھ شیشی کی مقدار گھٹائش سے موجود شیشی کی مقدار گھٹائش ۱ حصہ پہلے ہی

بڑا دی جائے گی جو بیکل میں کچھ کمی تاہم

قیمتوں میں موجود تخفیف

مضربانہ چند اور صرف اس امید پر کیا ہے کہ پھر کوئی شریف اور مذہب گھر

بہادر ہونے سے خالی نہ رہا ہے۔

یہاں یہ عرض کر دینا بھی شاید بیوقوف نہ ہوگا کہ بیسے عارضی طور پر مل دلت

کے فائدے سے محروم کی امید رکھنا قرین عقل نہیں ہے بہت ہی طرے سے تلی

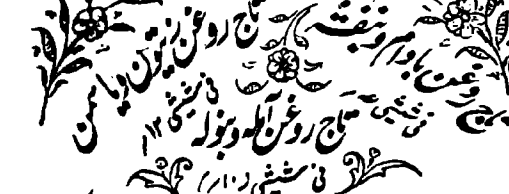
کے فائدہ کا حکم المثال اندازہ جواب محتاج تفصیل نہیں رہا ہے۔ ۱۰۰ کا ۱۰۰ کا

تین ہی شیشیوں کے بعد گانا ملک کی ایک درد انگیز و زکلف ہوگی کہ گانا

نسبنا اس ناچیز کا فائدہ کر دینا بدداشت کن پڑ جائے۔

تلیق روغن گیسو ورنہ میں مختلف انواع و اقسام مختلف خوشبو و ملا

تخفیف شدہ قیمتوں کے سب ذیل روغن ہیں۔



تمام بچے سوداگر و سب بڑا ہر راست کارخانہ سے طلب کیے

(تلیق) کارخانہ کو قیمت طلب باسل کی فراش وصول ہونے پر خرچہ پکنگ و

موصولہ ایک شیشی پر ہر خوشبو جو ہر رات تین شیشیوں پر ہر خرچہ فراز کر دیا

فراہمات کی کفایت کی نظر سے یہ بہتر کہ کارخانہ کو فراش کٹنے سے پیشتر عارضی سٹارڈ

تاج روغن گیسو ورنہ کے نام سے ان تیلوں کو فراش کرینگے اس سے

کہ بہت شائے چند مقامات کے قریب قریب تمام اطراف ہند کی مشہور دکانوں پر

یہ مال کارخانہ کی قیمت پر باسالی دستیاب ہو سکتا ہے۔

دلی (تلیق) جن مقامات پر باقاعدہ ایجنٹ موجود نہیں وہاں سے دو دو شیشیوں

کی فراش پر خرچہ پکنگ و وصول دیا اور ایک دو شیشیوں پر صرف خرچہ پکنگ

مضافات اور فراش کی ایک تلیق قیمت شیشی کے آئے ہر دو حالتوں میں یعنی دو شیشیوں

کی فراش خواہ ایک دین کی فراش یا ایک شیشی یا تلیق قیمت پر کیا جاتی ہے۔

تجارتیہ ہمہ ترتیب تخفیف شدہ شرائط جلد ملگائیں اس کے لئے کوٹہ

مقامات میں جہاں مال خریدنے والے ایجنٹوں کی ضرورت ہے

(اخبارات کا حوالہ دیکر فراش منسل اوپر خط لکھ کر یہ حالت میں تلیق مگر تین نہیں ہے)

تلیق

مینجر وی تاج روغن گیسو ورنہ کی بی بی و سلی صد و قدرتی

تلیق

تلیق

تلیق

تلیق

تلیق

تلیق

تلیق

تلیق

تلیق

تلیق

تلیق

تلیق

تلیق

تلیق

تلیق

تلیق

تلیق

تلیق

تلیق

تلیق

تلیق

تلیق

علمی فن: روح

عبد اللہ خان ہک سیلر اینڈ

(۲۵) نغان ایران - مسٹر شوستر کی مشہور کتاب "اسٹرننگلک
آف پرسیا" کا ترجمہ - حجم (۵۰۰) صفحہ (۵۰) تصاویر عکس
قیمت ۵ روپیہ -

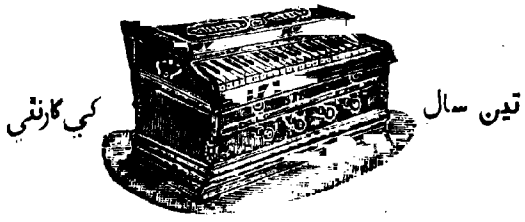
A detailed illustration of a pocket watch. The watch has a round case with a large, ornate ring at the top. The face is white with black Roman numerals for the hours. The text "E. & O. B. & CO. PATENT LEVER" is printed in the center. There is a small seconds sub-dial at the 6 o'clock position with the text "SWISS MADE" above it. The watch is shown in a three-quarter view, highlighting its depth and the texture of the case.

A black and white photograph of a wristwatch. The watch has a round, dark dial with a textured, possibly leather or fabric, face. The dial features a star logo at the 12 o'clock position and the words "SWISS MADE" at the 6 o'clock position. The watch is attached to a metal link bracelet. The background is plain white.

A detailed illustration of a pocket watch. At the top is a large, ornate ring for a chain. Below the ring is a small, textured, spherical component. The main body of the watch is circular with a textured, possibly metal, finish. The watch face is visible through a clear lens, showing Roman numerals for the hours. In the center of the face, there is a small circular area containing the text "BOMBAY" and "REGULATED SWISS MADE". The hands of the watch are visible, and the overall image has a high-contrast, grainy appearance.

۲۸۴

سنکاری فلوٹ



کی گارنٹی

تین سال

بہترین اور سریلی آواز کی ہارمونیم
سنگل ریڈ C سے تک F یا C سے F تک
قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۴ - ۲۵ روپیہ
ڈبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیہ
اسکے ماسوا ہر قسم اور ہر صفت کا ہارمونیم
ہمارے یہاں موجود ہے -
ہر فرمایش کے ساتھ ۵ روپیہ بطور پیشگی
آنا چاہیے -

R. L. Day.

34/1 Harkata Lane,
Calcutta.

پچاس برس کے تجربہ کار

راے صاحب ڈاکٹر کے - سی داس کا
آرا لا سہاے - جو مستورات کے خاص بیماری
کے لیے عجیب دوا مبتلاے ایام کے زمانہ
میں وغیرہ -
گولیاں - ایک بکس ۲۸ گولیوں کی
قیمت ایک روپیہ -
مستورات کے بیماریوں کے لیے نہایت مفید
دوا - خط کے آنے سے پوری کیفیت سے اطلاع
کیجائیگی -

سوائیم اے گولیاں

مرد کے نرس بیماری کے لیے نہایت مفید اور
مجبور ہے اب ایک مرتبہ استعمال کریں اگر ناکام
نہو تو میرا ذمہ -

Swasthasahaya Pharmacy,
30/2 Harrison Road, Calcutta.

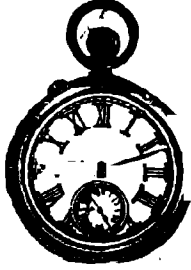
سلوائٹ

بہت قوت دار ہے اور ضعف کیلئے بہت
مفید ثابت ہوا ہے جسم کو قوت بخشنا ہے
جوان اور سن رسیدہ اور لڑکوں کیلئے غرض کے
ہر عمر والوں کو نہایت فائدہ مند ثابت
ہوا ہے ہر ایک شخص کو فائدہ کریگا کیسکہ
نقصان نہیں کرتا ہے قیمت فی شیشی
ایک روپیہ

S. C. R. ay, M. A.

36 Dharamtallah Street,
Calcutta.

نصف قیمت پسند نہونے سے واپس
مہرے نئے چال کی جیب گھڑیاں تھپک وقت دینے

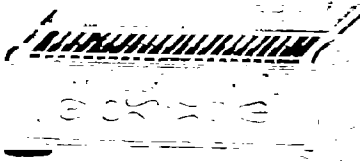


والی اور دیکھنے میں بھی مدد
فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک
بک قیمت میں دی جا رہی ہیں
جسکی گارنٹی تین سال تک کے لیے
کی جاتی ہے -
اصلی قیمت - ۱۰ روپیہ چودہ

آٹھ اور نو روپیہ چودہ آٹھ نصف
قیمت تین روپیہ پندرہ آٹھ اور چار روپیہ پندرہ آٹھ ہر ایک
کس کے ہر ماہ سنہرا چین اور ایک فرنیچر دس روپیہ اور ایک
چاقو مفت دیے جائینگے -
کلائی راج اصلی قیمت نو روپیہ چودہ آٹھ اور تیرہ روپیہ
چودہ آٹھ نصف قیمت - چار روپیہ پندرہ آٹھ اور چار روپیہ
پندرہ آٹھ باقیہ کے تینہ - مفت مایا -
کمپنیشن راج کمپنی نمبر ۲۰ صدف
متر لہن کلکتہ -

Competition Watch Company
No, 20 Madun Mitter Lane, Calcutta.

پسند نہونے سے واپس



ہمارا من موندی فلوٹ ہارمونیم سریلا فائدہ عام کے
واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دی جا رہی ہیں یہ سائی
کی لکڑی کی بنی ہے جس کے آواز بہت ہی مدد اور بہت
روز تک قائم رہنے والی ہے -
سنگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپیہ اور نصف
قیمت ۱۰ - ۲۰ - ۲۵ اور ۲۵ - روپیہ ڈبل ریڈ قیمت ۶۰ -
۷۰ - ۸۰ روپیہ نصف قیمت ۳۰ - ۳۵ - ۴۰ روپیہ ہے
آڈر کے ہر ماہ ۵ - روپیہ پیشگی روانہ کرنا چاہیگی -
کمر شیل ہارمونیم فیکٹری نمبر ۱۰/۳
لوئر چیت پور روڈ کلکتہ -

Commercial Harmonium Factory
No 10/3 Lower Chitpur Road
Calcuttaعجیب و غریب مالش
جسکے

استعمال سے مردہ لوگوں میں تازگی آجاتی ہے -
اور کھوئی قوتیں پھر پیدا ہوجاتی ہے اسکے خارجی
استعمال سے کسی طرح کی تکلیف نہیں ہوتی ہے -
قیمت دو روپیہ ۴ آنہ فی شیشی - محصول ڈاک علاوہ -

HAIR DEPILATORY
SOAP

اسکے استعمال سے بغیر کسی تکلیف کے
تمام روئیں اڑ جاتے ہیں -

آر - پی - گھوس

تین بکس آٹھ آنہ علاوہ محصول ڈاک

نمبر ۳۰۶ اپر چیت پور روڈ - کلکتہ

R. P. Ghose, 306, Upper Chitpore Road,
Calcutta.۲۰ ہر فرمایش میں الہلال
کا حوالہ دینا ضروری ہےرینڈے کی مسٹر یز اف دی
کورت آف لندن

یہ مشہور ناول جو کہ سولہ جلدوں میں ہے ابھی
چھپ کے نکلی ہے اور تھوڑی سی رہ گئی ہے - اصلی
قیمت کی چوتھائی قیمت میں دی جاتی ہے - اصلی
قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ -
کھوئی جلد ہے جس میں سنہری حروف کی کتابت
ہے اور ۴۱۶ صفحہ ٹن تصاویر ہیں تمام جلدیں
مس روپیہ ۱۰ - پی - اور ایک روپیہ ۱۴ آنہ
محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سرگرمال ملک لین -
بہر بازار - کلکتہImperial Book Depot, 60 Sriganpal
Mullik Lane, Bowbazar Calcutta.

ہوتن تائن

مہر نسا ایچاء اور حیرت انگیز شفا -
دماغ کی شکایت کو دفع کرنے کیلئے - مردانہ ہر
ملک تازہ کر کے لیے - ہسٹریہ اور کلرڈ لک کے کلینک
دفعہ نور میں قوت پہنچانا - بڑھاپے کو جوانی سے تبدیل -
ایام شباب کے مرضوں کا خاص علاج - مرد اور عورت
دونوں کے لیے - مفید - قیمت دو روپیہ فی بکس جس میں
چالیس گولیاں ہوتی ہیں -

رنگوٹن - ضعف ہا کا اصلی علاج - اور نہایت تیر
بہت دوا اسکے استعمال کرتے ہی آپ ناکام محسوس
کریں گے -
قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ -

ہائپرولین - ہائڈ روئیل کا نہایت مہرب دوا -
مس دن کے لیے چار روپیہ اور ایک مہینہ کے لئے دس
۱۵ لیں اپنی کمپنی - ہرسٹ بکس ۱۴ کلکتہ -

Dattin & Co, Manufacturing Chemist,
Post Box 141 Calcutta.

انسانگی

یعنی جنوں کی مجرب دوا

ڈاکٹر ڈبلو سی راے کی پچاس برس کی
آزمودہ دوا یہ دوا ہر قسم کے مجنونیت کیلئے
مخصوص ہے بے عقل والیکو عقلمند بناتی ہے
کم خرابی کر دور کر کے نیند لاتی ہے - اور ہر
طرح کے رعشہ کو چند خرواک میں دور کرتا ہے
بہت مفید ہے جلد طلب کر قیمت فی شیشی
پانچ روپیہ -

S. C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street,
Calcutta.

جسکا دلون وہی جانتا ہے - دوسرا کیونکر جانتا ہے -



یہ سخت سردی کے موسم میں تندرست انسان جان بلب ہو رہا ہے۔ سردی مٹانے کیلئے سرسبز دوسرے کرتے ہیں۔ لیکن بد قسمتی سے دمہ کے مرض کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ تکلیف دمہ سے پریشان ہوتے ہیں۔ اور رات دن سانس پھرنے کی وجہ سے دم نکلتا ہے۔ اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے۔ دیکھئے! آج اسکو کتنی تکلیف ہے۔ لیکن انیسویں صدی کے اس علاج مرض کا بازاری ادویہ زیادہ تر نشیلی اجزاء دھتورہ - جھنگ - بھونڈا - پوٹاسرانی - اڈالڈ دیکر بنتی ہے۔ اسلئے فائدہ ہوتا تو قدر نثار مریض بے موت مارا جاتا ہے۔ ڈاکٹر برمن کی کیمیائی اور صول سے بنی ہوئی - دمہ کی دوا انمول جوہر ہے۔ یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے۔ بلکہ ہزاروں مریض اس مرض سے شفاء پانے والے مداح ہیں۔ آپ بے بہت کچھ خرچ کیا ہوگا۔ ایک مرتبہ اسکو بھی آزما لیں۔ اسمیں نقصان ہی کیا ہے؟ ہوری حالت کی فہرست بلا قیمت بھیجی جاتی ہے۔ قیمت ۲ روپیہ ۴ آنہ محصول ۵ پانچ آنہ۔

ڈاکٹر ایس کے برمن - نمبر ۱۵۵ بازار اجنٹ روت اسٹریٹ کلکتہ

دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے مرقم کا بخار یعنی ہڑانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھر کرانے والا بخار - اور وہ بخار جسمیں درم جگر اور طحال سے تعلق ہو، یا وہ بخار جسمیں متلی اور قے سے بھی آتی ہو۔ سردی سے ہونا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں سردی ہو - یا بخار - یا آسانی ہو - زہ بخار ہو - بخار کے ساتھ گلہاں بھی ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو - ان سب کو بھگت خدا ہو کر آتا ہے، اگر خفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجئے تو بہرہ بڑھ جائے۔ اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی و چالاکی آ جاتی ہے، نیز، اسکی سابق تندرستی از سر نو آ جاتی ہے۔ اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر لڑکتے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کاهلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - لیانا ہیر سے ہضم ہوتا ہو - توبہ تمام شکایات بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں۔ اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں۔

قیمت ہوری بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
پھولی بوتل بارہ - آنہ
پھرہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے
۱۹۰۱
ایچ - ایس - عہد الغلی بھوسہ - ۲۲ ۷۳
پورٹوولہ اسٹریٹ - کلکتہ



تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی کے جب سب چیزوں کی کثرت چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے۔ لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمائش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متمدن نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جوہر ہے بذاتی ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی روایتی تیلوں جانچکر "موہنی کسم تیل" تیار کیا ہے اسمیں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد ملی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسٹے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا۔ یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی لغاسف اور خوشبودار دیر پا ہونے میں لا جواب ہے۔ اسکے استعمال سے بال خوب گھنے آگئے ہیں۔ جوہر مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درہ سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جھٹکا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ہے۔

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ محصول ذاک۔

میو انٹی مار یا میکسچر اکسیر دافع بخار فہرتم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مر جا چکے ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں قیمت پر گھر بٹھنے بلا طلبی مشورہ کے میسر آ سکتی ہے۔ ہم نے خلق اللہ کی ضرورت کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی برقت اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کر کے بے لیل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزار ہا شیشیاں مفت تقسیم کر رہی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے۔ مقام مسکہ ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بدولت بھی ہیں اور ہم

کارخانہ
بافون لائن اور مجن ملان کے واسطے
CALCUTTA

[ترجمہ از انگریزی]

مسٹر بی - سی - مٹر - آئی - سی - ایس تسترکٹ
و سیشن جیم ہوٹلی رھوڑہ

میرے لوگ نے مسٹر ایم - ان - احمد اینڈ سنز [نمبر ۱ / ۱۵] ریس اسٹریٹ
کلکتہ [تے جو مینکین خریدی ہیں، وہ تھپی بخش ہیں - میں بھی ایک
مینک ہوا ہوں ہے جو اعلیٰ درجے کی تیار ہوئی ہے - یہ کارخانہ موجودہ دور
میں ایسناداری و ارزانی کا خرد نونہ ہے - ملک میں اس طرح کے کارخانوں
کا کھولنا یقیناً ہماری حسد افزائی کا مستحق ہے

کون نہیں چاہتا کہ میری بیٹائی مرے دم تک صحیح رہے - اگر آپ اسکی
حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی بینائی کی
کیفیت تحریر فرمائیں تاکہ لائق و تجربہ کار ڈاکٹر کوئی تجویز سے قابل اعتماد
اصلی پتھر کی مینک بذریعہ وی - پی - کے ارسال خدمت کیجائے - اسپر بھی
اگر آپ کے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدل دیجا لیگی -

نکل کی کمائی مع اصلی پتھر کی مینک ۳ روپیہ ۸ آنہ سے ۵ روپیہ تک -
اصلی رولنگولڈ کی کمائی یعنی سوئے کا پتلا چڑھا ہوا مع پتھر کی مینک کے
۶ روپیہ سے ۱۵ روپیہ تک معصوم وغیرہ ۶ آنہ -

مینجر

الہلال کی ششماہی مجلدات

قیمت میں تخفیف

الہلال کی شش ماہی جلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد
آٹھ روپیہ میں فروخت ہوتی تھیں لیکن اب اس خیال سے کہ
نفع عام ہو، اسکی قیمت صرف پانچ روپیہ کر دی گئی ہے -
الہلال کی دوسری اور تیسری جلدیں مکمل موجود ہیں -
جلد نہایت خوبصورت دلائی کپڑے کی - پشنہ پر سنہری حروف
میں الہلال منقش - پانچ سرصفحوں سے زیادہ کی ایک ضخیم
کتاب جسمیں سرے زیادہ ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں - کاغذ
اور چھپائی کی خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق
ملک کا عام فیصلہ بش کرتا ہے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیہ
کچھ ایسی زیادہ قیمت نہیں ہے - بہت کم جلدیں باقی
رہ گئی ہیں - (مینجر)

مژدہ وصل

یعنی عمل حب و بغض بہ ہر دور عمل ایک بزرگ کامل سے
مچھکو عطا ہوئی ہیں لہذا بغرض رفاه عام نوٹس دیا جاتا ہے اور
خاکسار دعویٰ کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ جو صاحب بدرجہ ترکیب
کے عمل کرینگے ضرور بالضرور کامیاب ہونگے - ہدیہ ہر ایک عمل
بغرض فاتحہ آن بزرگ ۱ روپیہ - ۴ آنہ معہ معصوم ڈاک -

اسم اعظم - یا بدرہ یعنی بیس کا نقش اس عمل کی زیادہ
تعریف کرنا فصول ہے کیونکہ یہ خرد اسم با اثر ہے - میرا آزمودہ ہے جو
صاحب ترکیب کے موافق کرینگے کبھی خطا نہ کرینگا اور یہ نقش ہر
کام کی واسطے کام آتا ہے ہدیہ بغرض فاتحہ آن بزرگ ۱ روپیہ ۴ آنہ
معہ معصوم ڈاک -

(نوٹ) فرمایش میں اخبار کا حوالہ ضرور دینا چاہیے -
خادم الفقرا فیض احمد محلہ تلیسا جہانسی

جوانمہ پنج کے مشہور اور مقبول نامہ نگار عالیجناب نواب

سید معین خان بہادر - آئی - ایس - آر - (جنکا فرضی نام ۳۴ برس

سے اردو اخبارات میں مولانا آزاد رہا ہے) کے پرزور قلم جادو رقم کا

نتیجہ اردو اہلی عام شہرت اور خاص دل چسپی سے اردو کے عالم

انشا میں اپنا آپ ہی نظیر ہے بار دیگر نہایت آب و تاب سے چھپکر

سرمہ کش دیدہ والا بصار ہے - ذرا کے پتے سے ریلوے پے ایبل

پارسل طلب فرمائیے اور مصنف کی سحر بیانی اور معجز کلامی

سے فائدہ آؤ گالیے خیالات آزاد ۱ روپیہ ۴ آنہ - سرائے معصومی آزاد ۱۲ - آنہ

علاوہ معصوم -

۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

سید اختر حسن نمبر ۶۲ تاللا لین - کلکتہ

[8] ہندوستانی دواخانہ دہلی

جناب جاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی

میں یرنانی اور دینک ادویہ کا جر مہتم بالشان دواخانہ ہے وہ عمدگی

ادویہ اور خوبی کار بار کے امتیازات کے ساتھ بہت مشہور ہو چکا ہے -

مدھادرائیں (جو مثل خانہ ساز ادویہ کے صحیح اجزاء سے بنی ہوئی

ہیں) جاذق الملک کے خاندانی معربات (جو صرف اس

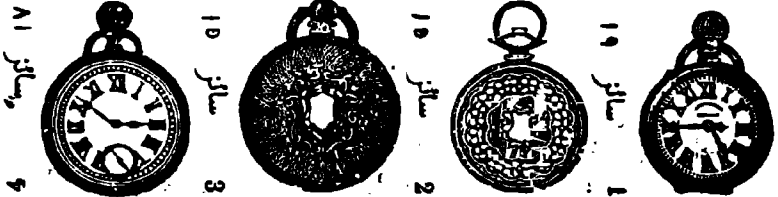
کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کار بار، صفائی، ستھرا پن

ان تمام باتیں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ:

ہندوستانی دواخانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے -

فہرست ادویہ مفت، (خط کا پتہ)

مینجر ہندوستانی دواخانہ - دہلی



(۱) راسکوپ فلیور راج کارٹھی ۲ سال معہ معصوم دو روپیہ آٹھ آنہ

(۲) ٹائڈ بلیس سلنڈر راج کارٹھی ۳ سال معہ معصوم پانچ روپیہ

(۳) چاندیکہ بلیس سلنڈر راج کارٹھی ۳ سال معہ معصوم دس روپیہ

(۴) ٹکلیس انکما سلنڈر راج کارٹھی ۳ سال معہ معصوم پانچ روپیہ

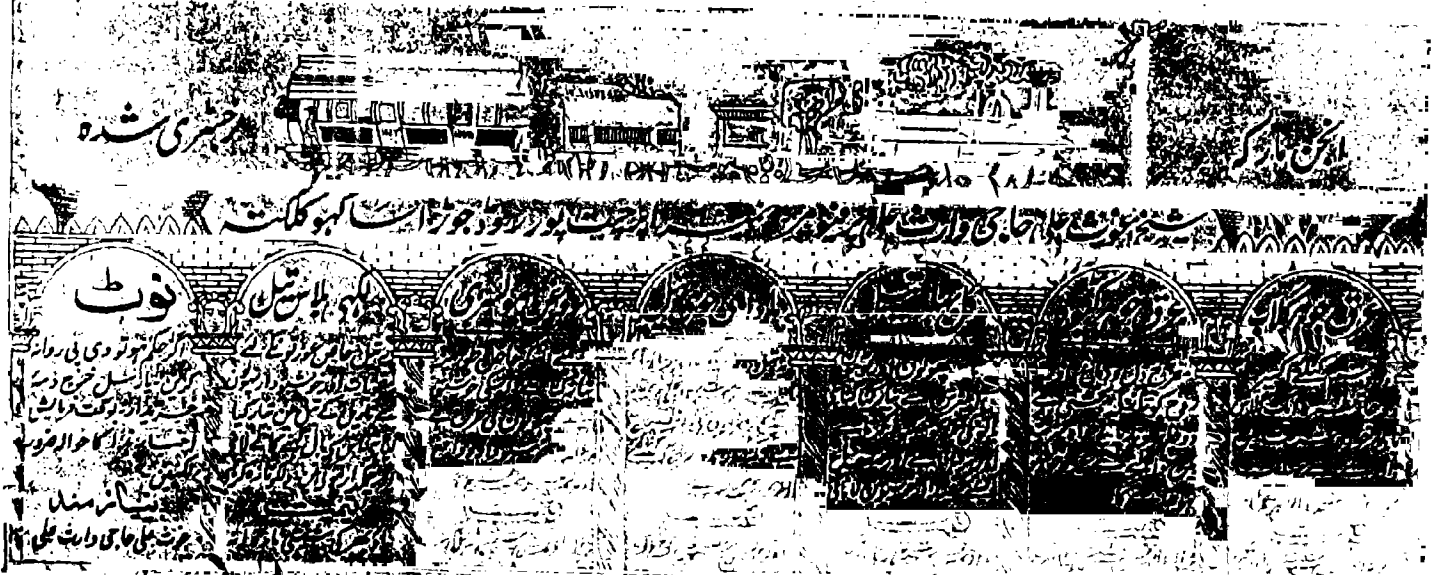
نوٹ حضرات ایکو خوبصورت مضبوط سچا وقت برابر چلنیوالی

گھڑیوں کی ضرورت ہے تو جلد منگا لیں اور نصف یا رعایتی

قیمت اور دس بارہ سال کی کارٹھی کے لالچ میں نہ پڑیں -

ایم - اے شکور اینڈ کو نمبر ۵/۱ ویلسلی اسٹریٹ دھرم تلا کلکتہ -

M. A. Shukoor & Co 5/1 Wellesly Street P. O. Dhurmalla Calcutta.



لَا تَقْبَلُوا لَهُمْ دَعْوَتَهُمْ فَاتَّبِعُوا أَمْرَكُمْ وَارْمُوا قُرْبَانَكُمْ

الْهَيْلُ

Telegraphic Address,
"Alhilaal OANAGTA"
Telephone, No. 648

تارک ہند
"الہلال کلکتہ"
لیکچر نمبر - ۶۳۸

قیمت
سلاطین ۸ روپہ
شمالی ۴ روپہ ۶۷ آہ

ایک ہفتہ وار مصور سالہ

میرسنول پرنٹرز
احمد علی پور لکھنؤ

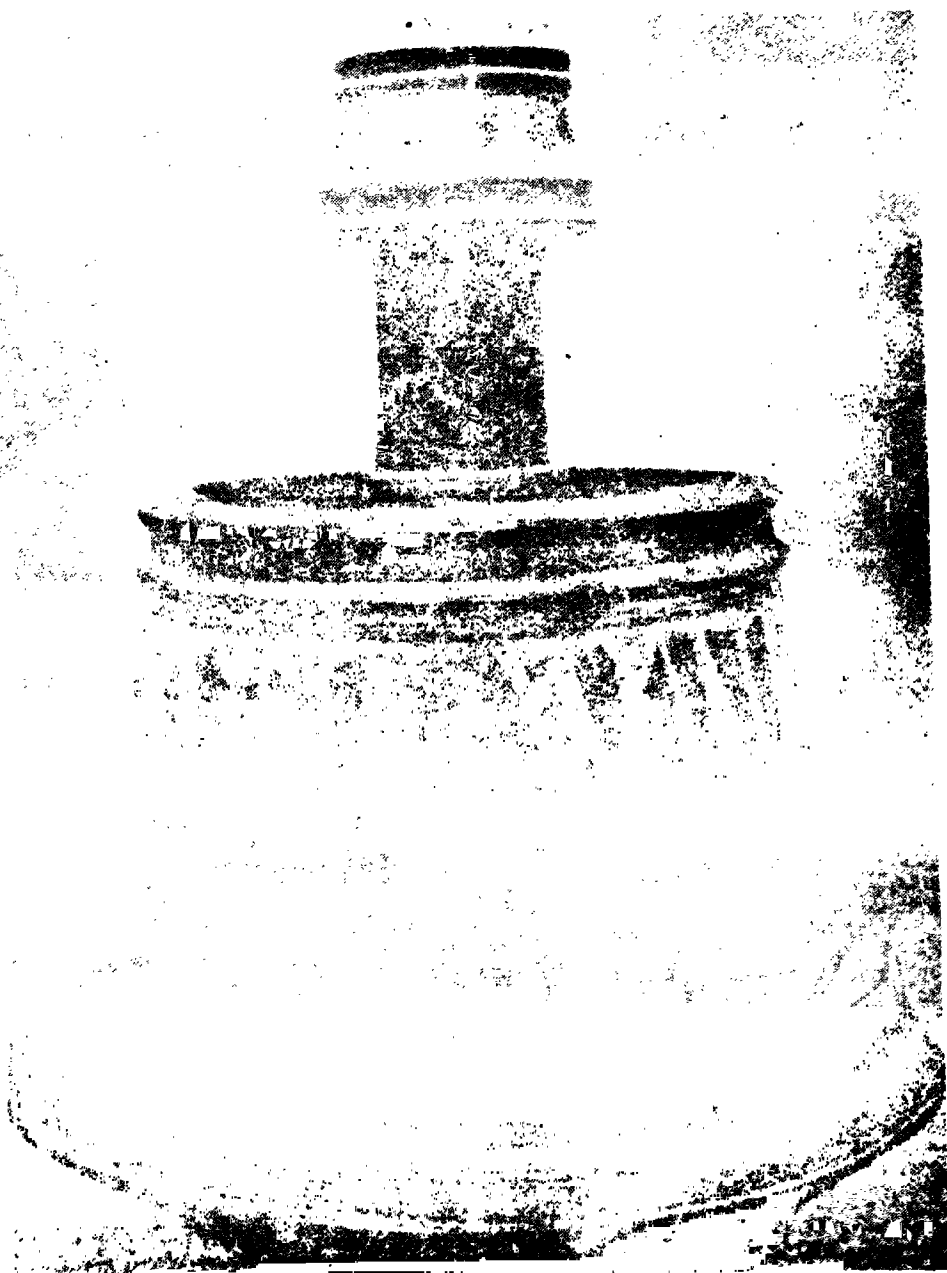
مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کولکتہ

جلد ۸

اسکالہ: چھوٹے نمبر ۳ جلدی

Wednesday, April, 29, 1914

نمبر ۱۷



— ❖ —

—(*)—

— * —

۲۸۸

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8

Half yearly „ 4-12

الاحلام

میرسنول غرضی
مسلم تنظیم اسلام آباد

مقام اشاعت

۱۰۰۷ مکلاہ اسٹریٹ

کدہ ۴۲

پبلشرز نمبر ۱۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپے

شعبان ۴ روپے ۱۲ آہ

نمبر ۱۷

کلکتہ : چاروشنب ۳ جلدی اتنی ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta : Wednesday, April, 29, 1914

ج ۴

”نارنگ ندوہ“ کے ”نارنگ ق ۱۰ مٹی کو دھلی میں عام اجتماع!!“

یونیورسٹی کے آخری فیصلہ کیلئے کسی ایک جماعت کو تنہا نہ چھوڑ دیا جائے۔

لیکن آج وقت ہے کہ ایسی ہی دلچسپی کا ثبوت ایک سچے دینی کام کیلئے بھی دیا جائے جو فی الحقیقت مسلمانوں کی احیاء و ترقی کیلئے اصلی اور حقیقی کام ہے اور ہماری غفلتوں سے سنبھل کر پھر گر جانے والا ہے۔

یہ پہلے سے معلوم ہے کہ جلسے کیلئے وقت موزوں نہیں۔ کوئی سرکاری تعطیل نہیں ہے اور گرمی بھی شدت سے شروع ہوگئی ہے۔ تاہم کام کرنے والوں کیلئے ایسی رکاوٹیں دامگیر نہیں ہو سکتیں اور درد مند دلوں کے اندر محبت ملت کی جو حرارت ہوتی ہے اس کے آگے موسم کی گرمی کی کوئی حقیقت نہیں۔ ہم ایک ایسے عہد میں ہیں جبکہ ہم نے کام کرنے کا نیا نیا دعوہ کیا ہے۔ پس کچھ عرصے تک ضرور ہے کہ اسکی آزمائشوں سے بھی کامیاب گذریں۔ اگر ایسے عذر ہماری راہ میں مانع ہو سکتے ہیں تو ہمارے لیے اپنے شاہکار دعوت کے واپس لے لینے کا دروازہ کھلا ہے۔ کوئی ہمیں سولی پر نہیں چڑھا دیگا اگر ہم کہیں گے کہ قوم و مذهب سے اپنے آرام و راحت کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں!

ندوہ کے موجودہ ارکان و منتظمین اگر اب بھی اصلاح و تلافی مافات کیلئے آمادہ ہو جائیں تو ان کے لیے وقت باقی ہے۔ انہیں چاہیے کہ اس جلسے میں سب سے پہلی صف اپنے تئیں ثابت کریں اور اس طرح صداقت و حسن نیت کے ساتھ طریق اصلاح و دفع مفساد کیلئے متحدہ و متفقہ کوشش کی جائے۔ اسی میں ہم سب کیلئے بہتری ہے: ہذا تذکرہ ”فنن شاہ اتخذ الی ربہ سبیلا“

۱۸۱ الاع

۱۰ مٹی کے جلسے کے انتظام کیلئے معززین دھلی کی ایک استقبالی کمیٹی قائم ہوگئی ہے۔

جو حضرات شریک جلسہ ہونا چاہیں وہ اپنے ارادے کی نسبت فوراً ”سکریٹری استقبالی کمیٹی“ دولت خانہ جناب حافظ الملک - دھلی کو تار دیں تاکہ ان کے قیام کا بندوبست کیا جائے۔

بالآخر قوم کی صدائیں بیکار نہ گذریں، ارباب اصلاح کی سعی نالغ نہ رہی، ندوہ کا نام واپسین بے اثر کیسے نہ رہا، مسلمانوں کی سب سے بڑی اصلاح دینی کی تحریک مٹنے اور برباد ہونے کیلئے نہیں چھوڑ دی گئی، اور وقت آگیا کہ اسکی داستان الہ سننے کیلئے ہمدردان ملت یک جا جمع ہوں، اور دھلی مرحوم کی اس خاک مقدس پر جہاں علوم اسلامیہ کے خزان پیدائیں مدفون ہیں، اپنی آن امیدوں کو ایک بار آور دھرا لیں جو بیس سال سے امتیاء علوم اسلامیہ اور دعوت اصلاح دینی کیلئے ”ندوۃ العلما“ کے نام سے غفلتہ انداز عالم اسلامی ہیں!

تمام ارباب درد کیلئے پیام کار اور مددیان خدمت ماضی کیلئے ہمت عمل ہے۔ یہ آخری فرصت ہے جو ندوہ کے بقا کیلئے ہمیں دی گئی ہے اور اگر اس موقع پر بھی قوم نے خبر نہ لی تو پھر رشذ کار سیشہ کیلئے ہاتھ سے نکل جائیگا۔ ندوہ کے معاملات محض اخباروں کے مضامین اور انجمنوں کی تجویزوں سے حل نہیں ہو سکتے تھے۔ اسکی صرف ایک بھی تدبیر تھی کہ تمام ارباب فکر و رائے ایک قلم پر جمع ہوں اور ایک اختتامی تجویز اصلاح کیلئے عمل میں لیں۔ خدا جزاء خیر دے تمام بزرگان دھلی کو، اور علی الخصوص جناب لائق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب کو جنہوں نے ایک بے عام جلسے کا دھلی میں انتظام کیا ہے اور تمام بزرگان ملت کو بت دی ہے۔ اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان دھلی کے علاوہ کمزوروں کے بھی بعض سربرآوردہ اشخاص شریک دعوت ہیں، اگر اللہ کا فضل معین و موفق ہوا تو امید ہے کہ یہ اجتماع بچہ خیز اور موصل الی المقصود ہو۔

فی الحقیقت ان بزرگوں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اب ہمدردان ملت کا فرض ہے کہ وہ ایک عظیم الشان اسلامی کام کیلئے اپنے اپنے آرام، اور اپنے مال کا تھوڑا سا ایثار گوارا فرمائیں اور جلسے میں شریک ہو کر حصول مقصد کیلئے سعی کریں۔ ہم گذشتہ دو تین سالوں کے اندر پولیٹیکل کاموں سے اپنی سچی پسپی کے متعدد ثبوت دیے ہیں۔ ہم آکرہ میں بکثرت جمع ہوں تاکہ لیگ کی پالیسی کو آزادانہ اقدام سے ہٹنے نہ دیں، الکت کی گرمیوں میں علی گڑھ پہنچے ہیں تاکہ مسلم

عقیدہ میری زندگی کی اصلی روح ہے جو اگر مجھ سے لیلیٰ جائے تو میں اسی وقت ہلاک ہو جاؤں۔ ہر چہوٹے سے چہوٹے معاملے کو بھی میں اسی عقیدہ ایمانی کی روشنی میں دیکھتا ہوں۔ گذشتہ دو تین سال کے اندر الهلال کی اس دعوت کے بہت سے تجربے اہل بصیرت دیکھ چکے ہیں۔ اگر آنکھیں ہوں تو اب کسی مزید روشنی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

(ایک جواب)

ہاں اس تعلم مدت کی پوری خاموشی کے بعد ایک جواب مجھے ضرور ملا ہے، اور یہ جھوٹ ہوگا اگر کلیتاً نفی کروں کہ مجھے مضامین اصلاح کا کوئی جواب نہیں ملا۔

یہ ایک گمنام خط ہے اور لکھنے سے آیا ہے۔ اسمیں اول سے لیکر آخر تک مجھے مخاطب کر کے نہایت فحش اور ادنیٰ درجہ کی بازاری گالیاں دی ہیں، اور اسکا لکھنے والا اس فن میں اس شخص سے بھی باڑی لیکتا ہے جس نے مدت ہوئی لکھنے سے ایک گمنام خط لکھا تھا۔ گالیوں سے اگر کچھ جگہ بچے ہے تو وہ صرف چند مقامات ہیں جہاں مولوی خلیل الرحمن صاحب کا نام مجبوراً آگیا ہے، اور مجھے جرم کی نوعیت بتلانے کیلئے ضرور تھا کہ ایسا کیا جاتا۔

اسمیں لکھا ہے کہ تم مولوی خلیل الرحمن پر اعتراض کرتے ہو، اور لکھتے ہو کہ وہ بڑے دولت مند ہیں مگر ندوہ کو آج تک ایک ٹکہ بھی نہیں دیا بلکہ خود اسکی کمائی کھا رہے ہیں۔ تم ایسا کہنے والے کون ہو؟

اسکے بعد یکسر ماں بہن کی گالیاں ہیں۔

یہ بھی لکھا ہے کہ اگر ابکے لکھنے والے تو ہماری ایک جماعت تمہیں خوب پیٹتیگی۔ وغیرہ وغیرہ۔

بہر حال غنیمت ہے کہ خاموشی ختم ہوئی اور کچھ تو جواب ملا۔ وہی جواب کی نوعیت، تو یہ اپنا اپنا اصول ہے اور اپنا اپنا طریقہ۔ جن لوگوں کے پاس اسکے سوا اور کچھ جواب نہ ہو دوسرا جواب کہانے لائیں؟ اسکی نسبت تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اس اخبار کے ذریعہ لکھنے کی اس جماعت کو خبر دیدیتا ہوں کہ میں عقربہ یعنی مٹی کے پیلے ہفتے میں لکھنے آئے والا ہوں۔ مٹی کے بعد سے وہ انتظار کریں۔

اس دھالی سال کے اندر کتنے ہی لوگوں اور جماعتوں نے اس طرح کی اطلاعاتیں دیں، پر افسوس کہ شرافت و انسانیت ایک طرف رذالت کی شرم رکھنے والا بھی کرلی نہ نکلا!

میں ایسے لوگوں کو جو گمنام خطرو یا مضامین لکھیں، بالکل ہی ناکارہ سمجھتا ہوں۔ علم و قابلیت اور شرافت و اخلاق کے کم تو یہ کہہ کرینگے؟ بد معاشی اور پانچ پتے کے کاموں میں بھی میرے اتنے کسی بلند اور بڑے کام کی توقع نہیں۔ اسکے لیے بھی ہمت چاہیے۔ قول کا پاس چاہیے۔ نذر اور بے خوف دل کی ضرورت ہے۔ یہ جوہر ان میں ہوتے تو پھر آدمی ہی بن جاتے؟

ندوہ کے متعلق بعض اشخاص اخباروں میں ادھر ادھر کی باتیں انتہائی ترے کچھ بھیجتے رہے ہیں تو وہ بھی گمنام، اسی اندازہ کرلیجیے کہ اصلیت کیا ہے؟ جن لوگوں کو اتنی ہمت ہو نہ کہ اپنا نام ظاہر کریں، انکے ضمیر کے اطمینان کا کیا حال ہوگا اصلاح ندوہ کے مسائل میں مسئلہ نظام سے ختم ہو گیا۔ اب آئندہ نمبر سے دیگر مسائل کے طرف مترجم ہونگے: فبشر عباسی الذہر يستمعون القول فيتعرون احسنه، اولئك الذين هدام الله دوالك ہم اولوالباب !!

شذرات

مآثر بقا و اصلاح ندوہ

فرب سکوت و افکار ان تجاہل

غلط بیانی کی انتہا - ادعاء باطل - اشاعت مفسدہ - اولاد رائے کی پیروی و غلط فہمی -

(القسم - ۱)

شاید ہی آج تک کسی قومی مجلس کے متعلق اسقدر مفصل، اسقدر مدلل، اسقدر اشکاف، اسدرجہ مسکت و ملزم، اور سب سے زیادہ یہ کہ اسدرجہ علانیہ حقیقت طلب اور جواب خواہ بصرف کی گئی ہوگی، جیسی کہ بعد اللہ ندوہ العلماء کے متعلق کی جا چکی ہے، اور شاید ہی کسی جماعت کے اہلک اسدرجہ بے پردہ سکوت الزامات صریحہ کے مقابلے میں کیا ہوگا، جیسا کہ حکم ندوہ (ہدایہ اللہ تعالیٰ) کر رہے ہیں۔ سکوت بہت سی بلاؤں کو ڈالنے والا ہے، اور دانائوں نے ضرور نصیحت کی ہے کہ مصیبتوں سے چپ رہ کر محفوظ رہو، تاہم ندوہ کا معاملہ تو اب اس حد سے گذر چکا ہے۔ یہ نسخہ ہمارے نادان دوستوں کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ چپ رہ کر آپ سب کچھ کر سکتے ہیں پرواغات کو نہیں بدل سکتے۔ اور حق جب ظاہر ہو جائے، تو باطل کو اپنا دھن فساد بند ہی کرنا پڑتا ہے۔ تم اگرچہ چپ رہ کر صرف اپنی زبان کو بند دیکھنا چاہتے ہو، مگر مدت سے میں تمہارے دلوں کو بھی مقفل اور تمہارے کانوں کو بھی بہرا یقین کرچکا ہوں: صم بکم عمی فہم لا یبصرون! اگر ایسا نہ ہوتا تو اپنے جہل و اصلاح دشمنی، اور رولہ اغراض شخصہ پر اس جرات باطل، اس جسارت افساد، اور اس بے پردہ دلیری کے ساتھ مسلمانوں کے ایک بہت ہی قیمتی کام کو قبول نہ کرتے: و هو الہدی جعل لکم السمع و الابصار والافئدہ، قلیل ما تشکرون!

پس مجھے بے اختیار ہنس کر کہنا پڑتا ہے کہ یہ فرب سکوت اور افساد تجاہل بالکل بے فائدہ ہے، اور مدعا حق و اصلاح کی اہل قوتوں کا کبھی بھی ان بھڑوں کی سی بے جہت ضد اور شرح عورتوں کی سی بلا دلیل "نہیں" کے حربے سے مقابلہ نہیں ہو سکتا ہے۔ جب کہ وقت آجائے اور حق کھل جائے، جبکہ سچی نیکیوں اور صادقانہ اغراض کے ساتھ اصلاح کی سعی ہو، جبکہ واقعات اور حقیقت اصلاح طلبوں کا ساتھ دے، تو پھر وہ سمندر رنکی موجوں اور پہاڑوں کی چٹانوں کی سی قوت ہے، جسے بڑی بڑی انسانی دانائیاں اور شہنشاہیاں بھی نہیں روک سکتیں۔ چہ جائیکہ غرور داخل اور فساد جہل کا ایک شرمندہ قلیل جسکو خود ہمارے ہی دوست اور زمبابا کی جہل پروردی نے اسکا سرور سے ہٹا دیا ہے۔ یہ بظاہر اسکو مخاطب کر کے اپنا وقت صرف کرنا پڑا، درہم ذہن کا بھی اہل نہ تھا!

پس معاملے کا فیصلہ آسان، اور حکم دینے کا وقت قریب ہے۔ میں ندوہ کے متعلق جو کچھ لکھ رہا ہوں، اگر اسمیں شخصی اعتراض کی خباثت کا کوئی جزو بھی شامل ہے، اور اگر اسکی بنیاد علم صحیح، بصیرت قلبی، حق و صداقت، واقعیت و خلوص کی جگہ کوئی دوسری شے ہے، تو بہت جلد دنیا کو فیصلے کا مرتعہ مل جائیگا، اور خدا کی عطا کردہ کامیابی و ناکامی خود ہی آکر بلا دیگی کہ حق کس کے ساتھ ہے؟ یہ میرا ایمان ہے، اور یہی

اور شرمیلی عزتوں کی طرح پیچھے رہ کر اشارے کرنے کی ضرورت نہیں ہے، تو پھر کرنسی وجہ ہے کہ میں ریاست بھرپال کی اعانت کو ملتوی کرانے کیلئے چورس کی طرح مخفی کوششیں کرتا؟

نادانرا! یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ تمہاری طرح ہر شخص بزدل ہو، اور جہل و باطل جس طرح قدرتاً لرزان و ترسلا رہتا ہے، اسی طرح صدا فرمایاں حق و حقیقت بھی کرتے ہوئے اور مجرموں کی طرح کام کریں۔ تم اپنی حالت پر دوسروں کو قہقہے نہ کرو اور مان لو کہ دنیا میں قوت، اطمینان، اور روحانی عالمہ کام کرنے والے انسان بھی بستے ہیں۔ انسانیت کا پیمانہ اخلاق صرف تمہارے ہی دل کو ناپ کر نہیں بنایا گیا ہے!

واقعہ یہ ہے کہ ندرہ کے تغیرات باطلہ عرصے سے آشکارا ہیں۔ اخبارات میں برابر تذکرہ ہو رہا ہے، اور علی الخصوص راجیل امرتسر میں مہینوں تک مضامین نکلتے رہے ہیں۔ مسئلہ کانپور کی مشغولیت اور بعض اور وجوہ سے دیگر اخبارات نے اس پر توجہ نہ کی تھی، اور میں نے خود بھی متوجہ ہونے میں بہت دیر کر دی۔

بالآخر توجہ ہوئی اور لکھنؤ میں نواب علی حسن خان اور حکیم عبد الولی صاحب جو کوشش پیشتر سے کر رہے تھے، وہ بھی اس منزل تک پہنچ گئی کہ باقاعدہ انجمن اصلاح ندرہ کا اعلان ہو گیا۔

یہ حالات دیکھ کر ہر ہالفس سرکار عالیہ بھرپال دام اقبالہا، جو ایک نہایت ہوشمند و مدبر اور اصلاح پسند و حقیقت شناس فرماں روا ہیں اور ہمیشہ ملک کے حالات پر نظر رکھتی ہیں، اور زیادہ مفسد ندرہ پر خاموش نہ رہ سکیں، اور انہوں نے بلا کسی مخفی تحریک کے خود بخود ایک رائے قائم فرما کے مہاراجا اعانت بند کر دی۔ فی الحقیقت یہ انکی قابلیت و روشن ضمیری کا سب سے بڑا ثبوت تھا، اور اس کے ذریعہ انہوں نے ایک نہایت اعلیٰ اسوۂ حسنہ تمام والیان ملک کیلئے قائم کر دیا ہے۔ انکی نظر ہوشمند اس سے ارفع و اعلیٰ ہے کہ وہ کسی کی مخفی تحریکوں کی محتاج ہو۔

السوا کی اطلاع ریاست نے دفتر ندرہ کو دی، اور بجسہ اسکی ایک نقل صدر انجمن اصلاح ندرہ لکھنؤ کو بھی بھیج دی۔ میں جب لکھنؤ پہنچا تو واقعہ معلوم ہوا اور اسکی اطلاع اوسے رقت اخبارات کو دیدی۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ حکام ندرہ اس واقعہ کو بالکل چھپا دینے کی کوشش کریں گے۔

یہ سچ ہے کہ سرکار عالیہ اس عاجز کی نسبت حسن ظن رکھتی ہیں جیسا کہ ارباب فضل و کرم کا شیوہ ہے اور آج برسوں سے میرے بعض اعزا انکی ملازمت میں ہیں، تاہم بھرپال نے تمام احباب جانتے ہیں کہ باوجود ان تعلقات کے میں اجتناب کبھی بھرپال گیا بھی نہیں، اور کبھی سرکار عالیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی کوشش بھی نہیں کی۔

اصلاح ندرہ مجھے عزیز ہے مگر اس سے بھی بالاتر اپنی زندگی کے چند اصول رکھتا ہوں۔ انہیں اس کے لیے نہیں توڑ سکتا۔ میں ہمیشہ ایسے مقامات سے بھاگتا ہوں جہاں میری موجودگی کو مخاطب کسی ذاتی غرض یا طلب رسوائی پر معمول کر سکے اور مجھے اسکی تغلیط کرنی پڑے۔ میں ندرہ کیلئے ریاستوں میں مارا مارا نہیں پھر سکتا۔

البتہ یہ مقام دوسرا ہے جسے میرے مخاطب ابھی برسوں تک نہیں سمجھ سکتے۔

دیا۔۔۔ بھرپال اور ندرہ

ندہ کی بد انتظامیاں اور مفسدانہ تغیرات اس درجہ آشکارا ہو گئے کہ ریاست بھرپال نے اپنا مہوار عطیہ تا اصلاح حالات ملتوی کر دیا۔

چاہیے تھا کہ موجودہ حکام ندرہ اب بھی اپنے مفسدانہ اعمال سے باز آ جائے، اور ندرہ پر رحم کرتے ہوئے برپادی کے بعد انہیں کچھ دین و دنیا کے خزانے نہیں مل جائیں گے بلکہ دائمی ذلت و خسران ہی میں گرفتار ہوں گے، لیکن نفس خاں جسکی شرارت بے پناہ اور جسکے مکران گنت ہیں، اس موقع پر بھی سامنے آیا اور اس نے بجائے شرمساری و خجالت کے اور خیرہ سرب کی تعلیم دی:

فریل لہم ثم ریل لہم!

انہوں نے دیکھا کہ ندرہ کی سب سے بڑی غیر سرکاری اعانت کا بند ہو جانا، مفسد ندرہ کا ایک کھلا ثبوت ہے جسکے بعد فریب دینے کیلئے کوئی شرارت کارگر نہیں ہو سکتی۔ پس ضرور ہے کہ بہت جلد کوئی ایسا جھوٹا قصہ کہہ کر مشہور کر دیا جائے جس سے اپنی رو سیاہی دوسروں کے حصے میں آجائے۔ چنانچہ ایک گمنام مراسلت ایک اخبار میں شائع کی گئی ہے جس میں لکھا ہے کہ ایڈیٹر الہال نے مخفی کوششیں کر کے یہ رقم بند کرائی، اور ثبوت یہ دیا ہے کہ اسکی اطلاع صرف (فرضی) ناظم ندرہ کے پاس آئی تھی۔ ایڈیٹر الہال نے بعینہ اس کے الفاظ کیونکر معلوم کر لیے اور اخبارات کو تار دیدیے اگر وہ خود اس کام میں نہ تھا؟ سبحانک ہذا بہتان عظیم! میں نہیں سمجھتا کہ یہ لوگ کیوں شر و فساد کے بت کے آگے اس طرح اندھے بہرے ہو کر ارنڈے ہو گئے ہیں؟

ان نادانوں کو معلوم نہیں کہ اگر میں اپنی علانیہ اور بے پردہ کارروائیوں کے علاوہ کسی مقصد کیلئے مخفی کوشش کرنا بھی جائز رکھوں، تو الحمد للہ فضل الہی سے اتنا اثر ضرور رکھتا ہوں کہ بہت سے معاملات زیادہ عرصے تک طول ہی نہ پکڑیں۔

مگر اس طرح کرنے کی مجھے ضرورت ہی کیا ہے جب میں علانیہ سب کچھ کہنے کی قوت رکھتا ہوں؟ میں ندرہ کی موجودہ حالت کو علانیہ پر از مفسد بتلا رہا ہوں۔ میں اس کے کانٹے ٹیوشن کو قاء دے اور اصول کی بنا پر لغو و نامعقول کہتا ہوں، اور نام نہاد مجلس انتظامی کی کارروائیوں کو خود ندرہ کے دستور العمل کی بنا پر باطل ثابت کرتا ہوں۔ علانیہ خود بھی کوشش کرتا ہوں اور لوگوں سے بھی کہتا ہوں کہ ہر جگہ جلسے کریں، مضامین لکھیں، اور پوری طرح ساعی ہوں کہ انکی ایک قیمتی متاع چند مفسد و ہوا پرست اور اعداء اصلاح و تجدید لوگوں کے ہاتھوں برباد نہ ہو۔

میں اپنی بصیرت اور اپنے ایمان کی بنا پر ندرہ کو وہ ندرہ ہی نہیں سمجھتا جو ایک اچھی چیز ہے، اسلئے علانیہ میرا مشورہ گورنمنٹ کو، والیان ریاست کو، اور تمام قوم کو یہی ہے کہ جب تک ندرہ درست نہ ہو، اسوقت تک ایک کوڑی آئے نہ دیں اور اپنی تمام اعانتیں بند کر دیں۔ اگر موجودہ دارالعلوم درست نہ ہو تو انہیں اعانتوں سے (بقول مسٹر محمد علی) دوسرا ندرہ بنائیں، اور اس طرح روپیہ کو ایک بیکار و لغو شے کے پیچھے ضائع نہ کیا جائے۔

جبکہ میں یہ سب کچھ علانیہ لکھتا ہوں اور کہہ سکتا ہوں اور مجھے ترے، گمنام مراسلات کے لکھنے، مفہ پر ستر اخفا کا برقع ڈالنے،

مولانا شبلی کی اور ندوۃ

.....

سچ یہ ہے کہ حق کے کاموں میں ذاتی محبت و عناد سے بڑھکر کوئی سنگ راہ نہیں۔

ندوۃ کی اصلاح اور دفع مفاسد و مفسدین کا مسئلہ چھڑا۔ اسکا جواب مفسدین کے پاس کچھ نہ تھا۔ پس مجبور ہو کر انہوں نے دوسروں کے سہارے اٹھنا چاہا۔ انہوں نے دیکھا کہ بعض لوگ مولانا شبلی کے مخالف ہیں۔ سو نہ چاہا کہ انہیں لوگوں کی ہمدردی حاصل کر لو۔ پس مشہور کرنا شروع کیا کہ یہ تو صرف مولانا شبلی کی معتمدی کا سوال ہے: واللہ يعلم انہم لکا ذہن!

ان لوگوں کی حماقت و نادانی پر رونا چاہیے۔ کیونکہ وہ حق اور حقیقت کی طاقت کے متعلق بالکل دھوکے میں ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ اس طرح کی کذب بائیسوں سے واقعہ اور حق چھپ نہیں سکتا۔

ممکن ہے کہ ندوۃ کے متعلق مولانا شبلی کی معتمدی کا کوئی سوال ہو لیکن کیا الہلال جو کچھ لکھ رہا ہے، وہ بھی اس سوال سے متاثر ہو سکتا ہے؟ کیا کانسٹی ٹیوشن کی بحث کا کوئی جواب ہے؟ کیا ندوۃ کے دستور العمل کے بدلدینے کی کوئی تاریخ ہو سکتی ہے؟ کیا مجلس خاص کی غیر شرعی و قانونی کارروائی صرف قانون اور حقیقت کا سوال نہیں؟ کیا ناظم کے انتخاب کی کارروائی بدترین قسم کی شرمناک قانون شکنی نہ تھی؟ کیا فرضی نظام کیلئے مکان کا کرایہ لینا کوئی غلط واقعہ ہے جسکی تغلیط کی جانگی؟ کیا صیغہ مال کے وہ تعلم مباحث متبت سکتے ہیں جو بابر نظام الدین کرچکے ہیں اور آؤر کرنے کیلئے طیار ہیں؟

پھر آج سے چھ سات ماہ پیشتر سرکاری انسپکٹر کا آنا اور دارالعلوم کو خرگوش خانہ سے تشبیہ دینی اور رپورٹ کرنی کہ مدرسہ سرکاری اعانت کے لائق نہیں ہے، اور اسکی اطلاع خود مولوی خلیل الرحمن صاحب کا ارکان کر دینا، کیا یہ واقعہ بھی مولانا شبلی کی شخصیت پر ہی کا سوال ہے؟

اصل یہ ہے کہ میری پوری بحث اصول اور حقیقت کی بنا پر ہے اور میں نے پہلے ہی دن کہ دیا ہے کہ یہ تمام خرابیاں خود مولانا شبلی کی کمزوری اور باطل پر سکوت کا نتیجہ ہیں اور سب سے پہلے قوم کے آگے وہی اسکے لیے جواب دہ ہیں کیونکہ انہوں نے ان مفاسد سے قوم کو مطلع نہیں کیا۔ اگر دل کی طرف آنکھوں پر بھی پردہ نہیں پڑ گیا ہے تو الہلال کے پرچے اٹھا کر دیکھ لو۔

دہلی کے جلسے میں مولانا نے اسکا یہ جواب دیا کہ میں ناظم نہ تھا۔ صرف دارالعلوم کا معتمد تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ یہ جواب قابل تسلیم نہیں۔ مانا کہ وہ ناظم نہ تھے لیکن اُسی مجلس کے ایک رکن عامل تو ضرور تھے جو شریعت اسلامی اور قانون مجالس اور حق و جماعت کے سچے اصولوں کو ٹھکرا رہی تھی؟ پھر کیا عند اللہ وعند الناس انکا فرض نہ تھا کہ قوم کو باخبر کر کے بری الزمہ ہو جائے؟

یہ سچ ہے کہ انہوں نے دارالعلوم کو زندہ کیا اور اسکو لڑ چھڑ کے ہمیشہ نام نہاد مجلس انتظامی اور حزب الانساد کے حملوں سے بچایا، لیکن ساتھ ہی انہیں سونپنا تھا کہ قوم صرف میرے ہی اعتماد پر ندوۃ کی مدد کر رہی ہے اور جب اسکی اصلی

کل ہی بگڑی ہوئی ہے تو اس طرح للہ پتو کر کے کب تک کلم چلے گا؟

بہر حال میں تو ندوۃ کو رہ ندوۃ دیکھنا چاہتا ہوں جسکا اسنے اعلان کیا۔ اور اس کلم میں جن جن لوگوں سے قصور ہوئے، میرے نزدیک سب یکساں جوابدہ ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ یہ سب کچھ مولانا شبلی کا کیا دھرا ہے تو جب بھی چشم ما درخمن اور دل ما شاد - لیکن سول یہ ہے کہ اب اصلاح کیوں نہ کی جائے؟ اسی اخروی سوال پر آکر مفسدوں کے دل ہل جاتے ہیں اور رنگ فق ہرجاتا ہے۔ حالانکہ ابتو یہ سوال چھڑ ہی گیا ہے اور آج جس خوف سے انکا رنگ فق ہے، کل اسکا پندجہ آنکی گردنوں تک پہنچ کر رہیگا۔ فانتظروا، انی معکم من المظفرین!!

معاصر اتاؤ

اس عاجز کا ہمیشہ سے یہ اصول رہا ہے کہ جب تک کوئی قابل ترجمہ بات معاصرین کے صفحوں میں نہیں آتی، ایذا وقت عمل انکے قال اقوال میں ضائع نہیں کرتا۔ مسئلہ ندوۃ کے متعلق اب تک کسی نے بھی اصل امور کا جواب نہیں دیا، اسلیے میرا عمل بھی: ر اذاً مرر باللغو مروا کراما - پڑھا۔ لیکن پچھلے ہفتہ جناب مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر البشیر نے چند نوٹ لکھے ہیں جنہیں مولانا شبلی کے بعض خطوط کا ذکر کیا ہے جو انکے ہاتھ آگئے ہیں اور ابھی صرف دھمکی ہی دی ہے کہ اگر مسئلہ اصلاح ندوۃ سے ہاتھ نہ اٹھا یا تو انہیں شائع کر دیا جائیگا۔

معلوم نہیں وہ کونسے خطوط ہیں اور انسے مسئلہ اصلاح پر کیا اثر پڑتا ہے؟ تاہم چونکہ بحث چھڑ گئی ہے، اسلیے سب کچھ پبلک کے سامنے آئی جائے تو بہتر ہے۔ پس میں اپنے معزز دوست کو ترجمہ دلاتا ہوں کہ وہ خدا کیلئے ان خطوں کی اشاعت میں جلدی کریں اور صرف انذار و تحریف ہی میں معاملے کو نہ ٹالیں۔ اب قوم کو ندوۃ کے متعلق سب کچھ معلوم ہو جانا چاہیے۔ یہ بہت بڑا احسان ہوگا اگر اللہ اشاعت کے ابشیر میں وہ تمام خطوط شائع کر دے جائیں گے۔

اگر مولانا شبلی نے بھی ندوۃ کے کاموں میں ایسے ہی خلاف قانون کلم کیے ہی تو کوئی وجہ نہیں کہ انسے بھی باز پرس نہ کی جائے۔ لیکن پہلے ان خطوط کی اشاعت سے رقعات تو سامنے آجائیں۔

ان خطوں کے ذکر میں بعض بعض اشارے ایسے موجود ہیں جنسے میں سمجھ گیا ہوں کہ کن واقعات کا انسے تعلق ہے؟ میں یہ سمجھ کر اپنے جی میں خوب ہنسا اور افسوس ہوا کہ مولوی بشیر الدین صاحب کو اصلی حالات معلوم نہیں ہیں، اور بعض ارکان فساد نے انہیں غلط سلط باتیں کہہ کر دھوکے میں ڈال دیا ہے۔ وہ خطوط شائع ہو جائیں۔ پھر خود ہمارے تجربہ کار دوست پر اصلیت منکشف ہو جائیگی۔

ندوۃ کی اصلی مصیبت یہ ہے کہ باہر کے لوگوں کو حالات معلوم نہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ وہ مفسدین کے دھوکے میں آجائے ہیں۔ مولوی بشیر الدین صاحب ایک با اصول آدمی ہیں مگر ناواقفیت کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ ندوۃ کی موجودہ حالت بڑی اچھی ہے اور یہ سب کچھ مولانا شبلی کا سوال ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اندر اصلیت ظاہر ہوگی تو قطعاً رائے بدلنے پر مجبور ہو جائیں گے۔



الاملا

۳ - جمادی الاخر ۱۳۳۲ ھ

عالم الامی

آثار قونیہ

تاریخ آل سلجوق کا ایک صفحہ

آثار ملوکانہ و علمیہ - خانقاہ مولویہ - جامع علاء الدین -

کے سب سے بڑے انقلاب عالم کا سرچشمہ ہے، اور جس کے اندر بوقیاس اور نور کی وہ پہاڑیاں موجود ہیں، جنکی غاروں کے اندر کی روشنی نے ایک طرف الہام کے چوئیں تک اپنی شعاعیں پہنچائیں اور دوسری طرف ہمالہ کے سب سے بڑے کڑھی طول و عرض کی تاریکی کو روز روشن کی طرح منور کر دیا۔

افریقہ میں شمالی افریقہ عہد قدیم کے تمدنوں کا سب سے بڑا گہوارہ رہا ہے۔ کاتھیم کی حکومت اسی سرزمین پر عرصے تک قائم رہی۔ یونانی دولت سارانیکا نے اپنی عظیم الشان عمارتیں یہیں کھڑی کیں۔ رومیوں کے فتح باب غول اسی پر سے گذرے اور اپنی ایسی پالدار اور مستحکم یادگاریں چھوڑ گئے کہ آج بھی اسکے ریتلے تہوں کے اندر سے عظیم الشان ستونوں کے ٹکڑے اور منقش و مخطط معراہوں کے حلقے برآمد ہو رہے ہیں۔

اس سے بھی بڑھکر مصر کی پرہیز و عجائب سرزمین جس کی تاریخی اور تمدنی حیثیت کے لیے کچھ کہنا فضول ہے۔ کرا ارض کے تینوں براعظموں کے یہ پر عظمت ٹکڑے دولت عثمانیہ کے حصے فتح و اقبال میں آئے، اور اس جامعیت کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو دنیا کی کوئی موجودہ حکومت اسکی اس خصوصیت میں شریک و مقابل نہیں ہو سکتی۔

لیکن افسوس کہ غفلت و تنزل نے گذشتہ ایک صدی کے اندر یورپ کا سب سے بڑا حصہ اُس سے چھین لیا، اور افریقہ کی تقریباً تمام عثمانی مقبوضات دول یورپ کے قبضے میں چلی گئیں۔ مصر کے بعد سب سے بڑا افریقی علاقہ طرابلس کا تھا، لیکن پچھلی جنگ نے اسکا بھی تمام ساحلی حصہ اٹلی کے سپرد کر دیا۔

تاہم اب بھی یورپ کا سب سے بڑا تاریخی شہر اسکا دارالحکومت ہے، اور ایشیا میں بڑے بڑے آثار و نوادر کی سرزمینیں اسکے زیر حکومت باقی ہیں۔ یورپ کے سیاح اور محققین آثار آتے ہیں اور ان خزان تاریخ و علم کو کوزلوں کے منول لیچھتے ہیں۔ اگر دولت عثمانیہ نے اپنے عہد عروج میں علم و تمدن کی طرف توجہ کی ہوتی تو آج اس سے بڑھکر دنیا کے آثار علم و تمدن کے خزانے کا ملک اور کوئی نہوتا، اور لندن، پیرس، وائنا، برلن، ہیٹل اور

دولت عثمانیہ کو یورپ، ایشیا، افریقہ، تینوں براعظموں کے سب سے زیادہ عظیم الشان، متمدن، اور پراز آثار و نوادر حصہ زمین کو زیر نگین رکھنے کی عظمت حاصل ہوئی۔ وہ ایک ہی وقت میں یورپ، ایشیا، اور افریقہ کی بہترین زمینوں کو اپنے قبضہ حکومت میں دیکھتی تھی۔

یورپ میں رومن امپائر اور یونان تمدن و علوم کا منبع و مولد تھے۔ ایشیا میں سرزمین دو آبہ عراق، بابل و نینوا کی پر عظمت داستانوں کی راوی ہے۔ شام کی مقدس سرزمین بنی اسرائیل کی تاریخ کا دفتر مکمل اور سریانی اقوام کا موطن ہے جو لہ قرون متوسطہ میں یورپ اور ایشیا کے تمدنی تعلقات کا ایک ضروری حلقہ رہی ہے۔ اسی طرح یمن کا پر اسرار خطہ جو روز بروز اپنے اسرار علمیہ پر سے پردہ اخفا الٹ رہا ہے، اور مملکت معینیہ اور تمدن حمورابی کے آثار نے تاریخ قدیم کے مسلمات کو منقلب کر دیا ہے۔ پھر عرب کا ریگ زار حجاز جو چھٹی صدی



سلطان علاء الدین کا کھنک اور عسکریہ برج
پنا کردہ سنہ ۱۹۵۳ء - مہر

جلال الدین رومی صاحب مثنوی معنوی کی خانقاہ اور اسکے آثار۔
(اجمال تاریخی)

قرنیہ ایشیائے کوچک کا ایک مشہور صدر مقام اور تاریخی حیثیت سے کئی اسلامی حکومتوں کا دارالحکومت ہے۔ تمدن اسلامی کے عہد متوسط کے متعدد صاحبان علم و کمال اسکی خاک سے اُٹھے اور تقریباً ہر علم میں اپنی بیش بہا خدمات یادگار چھوڑیں۔ مگر ان سب میں جو شہرت حضرت مولانا روم کو انکی مثنوی کی وجہ سے ہوئی، وہ کسی کو نہ ہوئی۔ ”روم“ کی نسبت سے وہ اسی لیے مشہور ہیں کہ قرنیہ میں چلے آئے اور مقیم ہو گئے۔ ایشیاء کوچک کا یہ حصہ بلاد اسلامیہ میں روم کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔
(دولة سلجوقیہ)

چوتھی صدی ہجری میں جبکہ بغداد کا سیاسی مرکز ضعیف ہو گیا، تو جیسا کہ عام قاعدہ ہے، تمام بلاد اسلامیہ میں لڑائی،

برلن کے عجائب خانوں کی گیلریوں کا سب سے بڑا حصہ قسطنطنیہ کے ”عتیق خانہ“ میں نظر آتا۔

(آثار و تمدن اسلامی)

تمدن قدیم سے قطع نظر، خود عہد اسلامی کے جو آثار قدیمہ جابجا مملکت عثمانیہ میں موجود ہیں، علی الخصوص اواخر عہد عباسیہ سے لیکر درر اخیرہ اسلامیہ تک کے آثار و نوادار، اگر صرف انہی کے جمع و تحقیق کی کوشش کی گئی ہوتی، تو آج تاریخ اسلام کے بہت سے غیر معلوم سلسلے مکمل ہو جاتے۔ لیکن وہ صرف تلوار ہی کی دوسرا رہی، کیونکہ اسنے اپنے دشمنوں کو کبھی بھی تلوار کے بغیر نہ دیکھا۔ افسوس کہ اس ایک ہی رفیق نے بھی اسکے ساتھ حق رفاقت ادا نہ کیا!

(عثمانی دارالآثار)

انقلاب دستوری کے بعد جو مختلف علمی صیغے نئے کھلے گئے تھے، ان میں ایک خاص صیغہ اس غرض سے بھی قائم ہوا تھا



جامع مسجد سلطان علاء الدین لقیباز کے ایک برج کا نقشہ

حکومتیں قائم ہونے لگیں؟ اور بعینہ وہی حال ہو گیا جو سترہویں صدی عیسوی میں دہلی کے ضعف سے ہندوستان کا ہو گیا تھا۔ ہر شخص جو تلوار کے قبضے کو مضبوطی سے پکڑ سکتا تھا، حکومت کے رولے اور فرمانروائی کی امنگیں لیکر اُٹھتا، اور خلافت بغداد کا ایک رسمی تعلق و اعتراف قائم رکھ کر اپنی نئی حکومت جمالیتا۔ ان حکومتوں میں سب سے زیادہ قریب اور متہدن حکومت، خاندان آل سلجوق کا سلسلہ تھا۔

ایک تاتاری خاندان اپنی حکومت سے ناراض ہو کر بھاری چلا آیا اور مسلمان ہو گیا۔ اسکے مورث اعلیٰ کے مرنے کے بعد اسکا لڑکا اپنی جماعت کا سردار ہوا۔ یہ رقت تاتاریوں کے ظہور اور آہستہ آہستہ عروج کا تھا۔ تمام سرحدی ممالک انکی تاخت و تاراج کا جواں گاہ تھے۔ یہ تاتاری نو مسلم خاندان انکے حملوں کا جواب دینے لگا، اور اس طرح ایک جنگی جماعت طیار ہو گئی

کہ عثمانی ممالک کے بقیہ آثار و نوادار کی تفتیش کرے، اور انکے متعلق سالانہ رپورٹیں مرتب کرتا رہے۔ لیکن بد قسمتی سے اسکے بعد ہی یورپ کے حملوں کا سلسلہ شروع ہو گیا، اور دولت و ملک کی تمام قوت جنگ طرابلس اور بلقان کی ناکامیوں کی نذر ہو گئی۔ بربادیوں اور تباہیوں کے بعد اب امن و فرصت کا ایک نیا دور شروع ہوا ہے جو نہیں معلوم کتنی عمر لیکر آیا ہے۔ تاہم کام کرنے والے اپنی ہوشیاری اور مستعدی کا ثبوت برابر دے رہے ہیں۔ صرف یہی نہیں ہے کہ ”رشادیہ“ اور ”عثمان اول“ تعجب انگیز آماجگی سے خرید لیا گیا ہے، بلکہ علمی صیغے بھی نہایت تعجب انگیز سرعت سے ترقی کر رہے ہیں!

حال میں عثمانی تفتیش آثار عتیقہ کے صیغے نے ایشیاء کوچک کی بہت سی تاریخی اشیا کا پتہ لگایا ہے اور انکے حالات و نتائج مرتب ہو رہے ہیں۔ اسی سلسلے میں مشہور تاریخی مقام ”قرنیہ“ کے آثار اسلامیہ ہیں۔ علی الخصوص حضرت مولانا

(علاء الدین سلجوقی)

اس سلسلہ کا ایک فرمانروا علاء الدین ابوالفتح کیکاؤ بن کیخسرو ثانی بھی تھا۔ ثانی اسلیے کہ ایک کیکاؤ اس سے پہلے بھی اسی خاندان میں گذر چکا ہے، اور اسی کا زمانہ اس خاندان کا پورا عہد عروج تھا۔

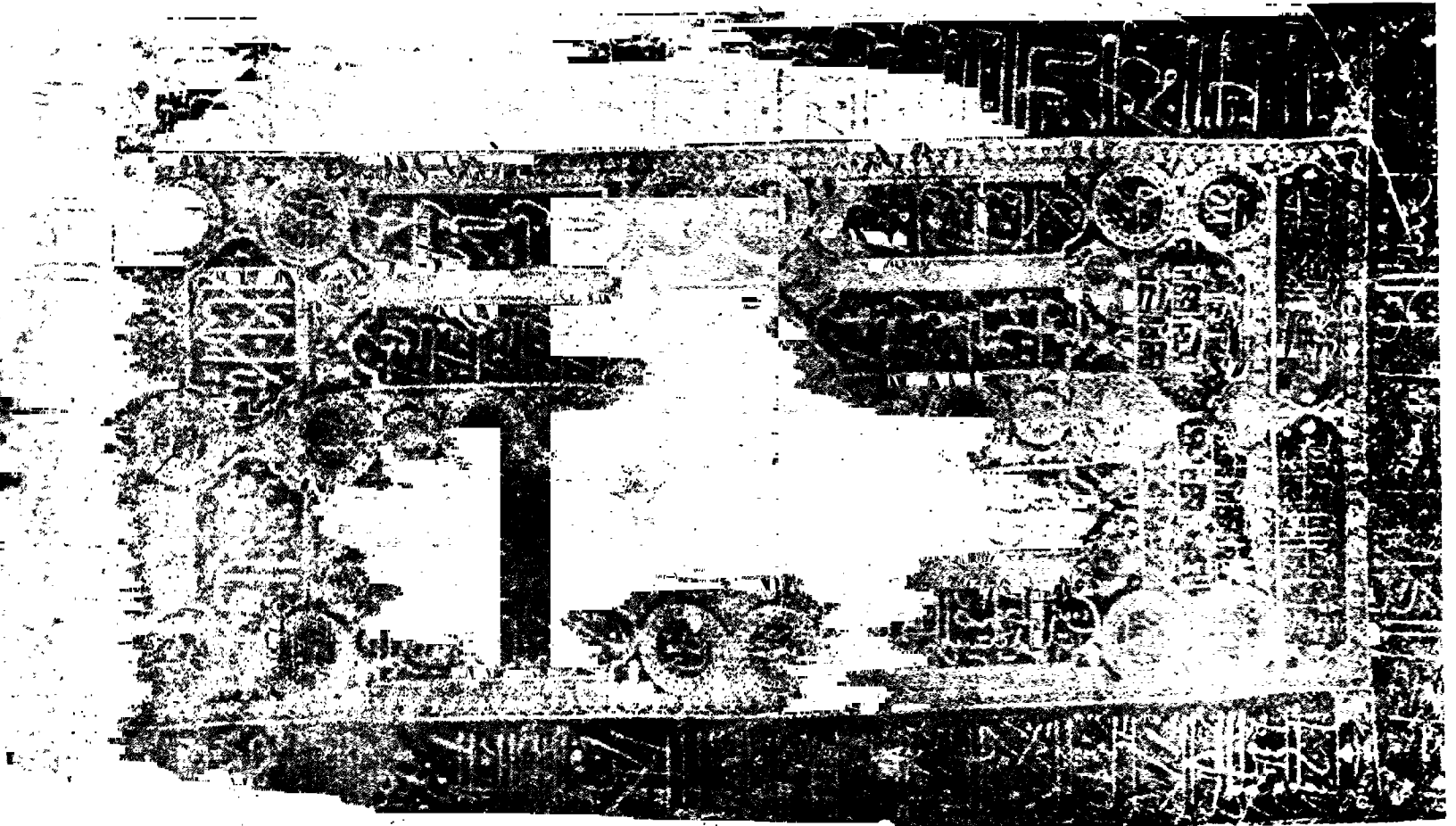
علاء الدین اپنے والد کیخسرو کے انتقال کے بعد سنہ ۶۵۴ میں تخت نشین ہوا۔ یہ زمانہ تاریخی فتح کے انتہائے عروج کا تھا۔ منکو خان قراقرم میں تخت نشین ہو چکا تھا اور اسکا بھائی ہلاکو خان خون اور ہلاکت کا پیغام لیکر بلاد اسلامیہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اسی اثنا میں عراق عرب و عجم کی تسخیر کی خبر مشہور ہوئی، اور اس کے بعد ہی تاریخ اسلام کا وہ حادثہ کبریٰ ظہور میں آیا، جس میں شش صد سالہ مرکز اسلامی یعنی دار الخلافہ بغداد کا تمام خشک و تر حصہ انسانی لاشوں اور خون کے سیلابوں سے معمور ہو گیا تھا:

فلا تسألن عما جرى يوم حصرهم و ذلك مما ليس يدخل في حصر!

جو روز بروز بڑھتے لگی۔ پھر وہ مرگیا اور بیگو، طغرل، داؤد، اس کے جانشین ہوئے۔ وہ تاتار گئے۔ مسعود بن سلطان محمود غزنوی سے مقابلے ہوئے۔ اور متعدد تغیرات و حوادث کے بعد ایک مستقل حکومت قائم ہو گئی۔ مشہور الپ ارسلان اور اسکا وزیر نظم الملک سلجوقی اسی خاندان کا ایک حکمران اور وزیر تھا جس کے بعد ملک شاہ سلجوقی تخت نشین ہوا۔

یہ خاندان سلجوقیہ ایران کی نسبت سے تاریخ میں مشہور ہے۔ لیکن ایک دوسرا سلجوقی سلسلہ ایشیاء کوچک کا بھی ہے۔ یہ خاندان پہلے خاندان کی شاخ ہے، اور اس طرح قائم ہوا کہ ایک سلجوقی ترک قتلہش نامی ایشیاء کوچک میں چلا آیا اور قونیہ پر قابض ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس خاندان کو ”بنوقتلہش“ بھی کہتے ہیں۔

یہ سلجوقی خاندان سنہ ۴۵۶ ہجری سے سنہ ۷۱۸ ہجری تک قائم رہا۔ البتہ اسکا آخری زمانہ محض برائے نام تھا، کیونکہ



قونیہ کی خانقاہ مرلیہ میں حضرت مولانا روم کا مخطوط و منقوش سجادہ

اسی زمانے میں خان تاتار منکو خان نے اپنا ایک امیر ایشیاء کوچک بھی بھیجا اور وہ اکثر شہروں پر قابض ہو گیا۔ یہ حالت دیکھ کر علاء الدین کیکاؤ مضطرب الحال ہوا، اور ہر طرف سے مجبور ہو کر قصد کیا کہ تاریخی دارالحکومت میں پہنچے، اور خاص تاتار کو اپنی اطاعت کا یقین دلا کر اپنی حکومت کی حفاظت کا پروانہ لے لے۔

چنانچہ وہ تحفہ تحائف لیکر روانہ ہوا۔ لیکن قبل ان کے کہ قراقرم تک پہنچے، راہ ہی میں پیام اجل آپہنچا اور اس کے ساتھی قونیہ واپس آ گئے۔

(مولانا روم)

حضرت مولانا روم کا سال وفات ۶۷۰ ھ۔ علاء الدین کیکاؤ کے عہد سے پہلے قونیہ آئے، اور غیاث الدین کیخسرو بن رکن الدین قلیچ اس کے عہد تک زندہ رہے۔ علاء الدین کے بعد اسکا بھائی عزالدین تخت نشین ہوا۔ عزالدین کے بعد رکن الدین قلیچ

تاتاری کفار تمام عالم اسلامی پر قابض ہو گئے تھے۔ آخری فرمانروا مسعود بن کیکاؤ تھا جس کی برائے نام حکومت کے بعد پوری طرح تاریخی مسلط ہو گئی۔

لیکن پھر اس کے بعد ہی انقلاب ہو گیا اور موجودہ دولت عثمانیہ ایشیاء کوچک میں شروع ہو کر رفتہ رفتہ تمام اطراف و ماحقات پر قابض ہو گئی۔

اس سلجوقی خاندان کا دارالحکومت ہمیشہ قونیہ رہا اور اکثر بادشاہ علم پرور اور علما درست ہوئے۔ وہ گونٹاری النسل تھے جن کا کم رحشت و جہل کے سوا کچھ نہ تھا، مگر اسلام نے ان کے خوص قومی کو بدل دیا تھا۔ اور قوموں اور جماعتوں کی قلب ماہیت کر دینا اس کی تعلیمات کا اصلی جوہر ہے۔ موجودہ دولت عثمانیہ کی بنیاد بھی وہیں پڑی، اور گویا وہ اسی خاندان کی بلا فصل جانشین ہوئی۔ اسلیے قونیہ اور اس کے آثار دولت عثمانیہ میں ایک خاص تاریخی اثر رکھتے ہیں۔

اسکا عکس بھی شائع کیا جاتا ہے۔ فی الحقیقت یہ فن پارچہ باقی کی اعلیٰ ترین صنعت کا ایسا نمونہ ہے جسکی نظیر شاید دوسری نہیں ملیگی۔

یہ خطوط و حروف جو اسمیں نظر آتے ہیں، دراصل اسکی بنیاد میں مختلف رنگ کے ابریشم اور اون کی آمیزش سے بنے گئے ہیں۔ اسطرح کی بنیاد تو ایک عام بات ہے لیکن جیسا اعلیٰ ترین خط نسخ و ثلث مع حروف کے دوائر اور انکے نازک ترک و پلسک کے قالم رکھا گیا ہے، وہ اس فن کی نہایت تعجب خیز صنعت ہے، اور جس عہد میں یہ کام ہوتا تھا یقیناً اس صنایعی کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ عہد تھا۔

غور سے دیکھیے۔
اسکے چاروں طرف سورہ فتح کی ابتدائی آیات ہیں۔ درمیان میں اسماء متبرکہ کے دوائر ہیں۔ انسے بنی ہوئی جدولوں کے اندر پوری سورہ فاتحہ لکھی ہوئی ہے۔ کاغذ اور زمینی پر بھی ایسا اعلیٰ ترین خط نسخ و ثلث ہر خوشنویس نہیں لکھ سکتا۔ چہ جائیکہ کھڑے کے اندر بنا جائے؟

(جامع سلطان علاء الدین)

سلطان علاء الدین تخت نشین ہوتے ہی فتنہ تاتار میں مبتلا ہو گیا۔ تعجب ہے کہ ایک بہت بڑی عظیم الشان مسجد کے بنانے کا آئے کب وقت ملا؟ بہر حال یہ مسجد اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ اب تک موجود ہے، اور عربی و ایرانی طرز عمارت کی مزوج خصوصیات کا ایک

عجیب و غریب نمونہ ہے!

اسکے گنبد نصف دائرہ کے بالکل ایرانی طرز کے ہیں، لیکن محرابیں اور منارے عربی طرز کے بنائے گئے ہیں۔ ایک سب سے بڑا برج جو صدر دروازے پر ہے، اسپر منارہ قطب دہلی کی طرح ابھرے ہوئے حروف میں کتبے کندہ ہیں۔ انسے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۶۵۴ ھ (۱۲۵۶ء) میں (کہ یہی اسکا سال جانشینی ہے) سلطان علاء الدین کی قیادت کے حکم سے تعمیر ہوا۔

چنانچہ ایک جانب کے کتبے کا عکس لیا گیا ہے جسکی نقل ہم بھی شائع کرتے ہیں۔ ایک لفظ نہیں پڑھا جاتا۔ باقی عبارت حسب ذیل ہے:

”بنی هذا البرج بامر السلطان العظيم علاء الدين الدنيا والدين ابو الفتح كيقباد بن كيقصر و ناصر امير المومنين“

[البقية تكملي]

ارسال، اور اسکے بعد غیاث الدین - گویا انہوں نے تخت قونیہ کے پانچ حکمرانوں کا زمانہ پڑا۔

(خانقاہ مولویہ)

مثلاً دیگر سلاسل تصرف کے ایک سلسلہ ”مولویہ“ بھی ہے جو مولانا روم کی طرف منسوب ہے اور اب تک اسکا مرکز ارشاد خانقاہ مولویہ ہے۔ بلاد روم و ایشیاء کوچک میں اس طریقہ کے ارادتمند ہزارہا مسلمان ہیں۔ خون قسطنطنیہ میں مولویہ درویشوں کا رقص کنال ذکر تکیہ مولویہ میں ہوا کرتا ہے اور یورپین سیاحوں نے ہمیشہ تعجب و شوق سے اسکا ذکر کیا ہے۔

خانقاہ مولویہ قونیہ کی بہت بڑی تاریخی عمارت ہے جس میں



حضرت مولانا روم کا خاندان اب تک سجادہ نشین چلا آتا ہے۔ مولانا کے مزار کے علاوہ اسمیں ایک بہت بڑی مسجد بھی ہے جو علاء الدین کی قبیلہ نے بنائی تھی، اور اپنی وسعت اور طرز عمارت کے لحاظ سے ایک مخصوص شکل کا اثر تاریخی ہے۔

(اثر قونیہ)

حال میں قونیہ کے جن آثار پر ترجمہ کی گئی ہے، انمیں سب سے زیادہ قیمتی شے ایک طلائی شمعدان ہے جسے سلطان علاء الدین کی قیادت نے بنایا تھا اور جامع علاء الدین میں اب تک موجود ہے۔ اسکی شکل اسکی تصویر سے معلوم ہو جائیگی۔ وہ بالکل مربع اور منقش ہے اور اسقدر نازک اور باریک نقش و نگار کیا گیا ہے کہ موجودہ زمانے کی بہتر سے بہتر

صنایعی بھی اسکے آگے ہیچ نظر آتی ہے۔ اسکے چاروں طرف محرف حروف میں سلطان کا نام اور دعائیہ فقرے کندہ ہیں، اور اُنسے جسقدر جگہ بچتی ہے، اسمیں طرح طرح کے بیل برتنے کھود کر بنائے گئے ہیں۔

اسی طرح اوپر کے درجہ پر جو خاص شمع کی نشست کی جگہ ہے، ابھرے ہوئے نقش و نگار ہیں، اور درمیانی گردن پر دونوں طرف خط کرنی میں مقدس اسماء کے در دائرے منقش ہیں۔

(مولانا کا سجادہ)

دوسرا تاریخی اثر، مولانا روم کا وہ سجادہ ہے جو اُسکی درگاہ میں اب تک موجود ہے، اور جو یکسر آیات و سر کلام اللہ اور اسماء متبرکہ سے منقش و مضبوط ہے۔



نہیں کہ دنیا کی ہر چیز جس سے ہم ڈرتے ہیں خدا کی مخلوق ہے ؟ دلوں کی عذاب حکومت صرف ایک کے ہاتھ میں ہے ہواقاہر نوق عبادہ اور وہ جدھر چاہتا ہے اسیکو پھیر دیتا ہے یقلب کیف يشاء ؟ پھر کیوں ہمارے دل اپنے ہی جیسی بے بس اور بے اختیار مخلوقوں سے ڈرجاتے ہیں ؟ ہم مصائب سے ڈرتے ہیں لیکن کیا ہمارا یہ اعتقاد نہیں کہ ما اصاب من مصيبة الا باذن الله (تغابن) ہر مصیبت خدا ہی کے حکم سے آتی ہے ؟ ہم موت سے ڈرتے ہیں پھر کیا ہمارا یہ ایمان نہیں کہ :

اذا جاء اجلهم لا جب موت آتی ہے تو نہ آگے بڑھ سکتے ہیں نہ پیچھے ؟

اور جو راہ صداقت پرستی میں مرجاتے ہیں ، وہ مرتے کب ہیں ؟ وہ تو فانی زندگی چھوڑ کر دائمی زندگی حاصل کر لیتے ہیں ۔ کیا تم اسکو مرنا کہتے ہو ؟ نہیں :

لا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله شهيداً راه خدا کو مردہ نہ اموات بل هم احياء (بقرہ) کہہ - وہ تو زندہ ہیں !

وہ دنیا میں بھی زندہ ہیں ۔ قوم انکے نام کا ادب کرتی ہے ، دنیا زبان احترام سے انکا نام لیتی ہے ، تاریخ انکے نام کو بقائے دوام بخشتی ہے ۔ وہ نہ صرف خود ہی زندہ ہیں بلکہ انکا مسیحانہ کارنامہ دوسروں کو بھی زندہ کرتا ہے (باذن الله) قوم انکے مرنے سے جیتی ہے ۔ ملک انکی موت سے زندگی حاصل کرتا ہے کیونکہ :

يخرج الحي من الميت خدا - مردہ شے سے زندہ شے اور يخرج الميت من الحي زندہ شے سے مردہ شے کو پیدا کرتا ہے ۔ (انعام)

اتخشی الناس والله احق (پھر) کیا انسانوں سے ڈرتے ہو ؟ ان تخشاه (احزاب) حالانکہ سب سے زیادہ خدا کو اسکا حق حاصل ہے کہ اُس سے تم ڈرو !

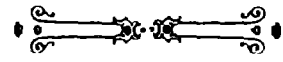
ومن يعمل من الصالحات وہو مومن فلا يخاف ظلماً کسی ظلم و نا انصافی سے ڈرنا نہ ہضماً (طہ) نہ چاہیے ۔

(طمع)

سالک راہ حریت و صداقت کے پاؤں میں اُسکے دشمن لوہے کی زنجیریں ڈال دیتے ہیں تاکہ وہ آئندہ کے منازل طے نہ کر سکے ، لیکن اکثر ایسا یہ زنجیر لوہے کی جگہ سونے کی بھی ہوتی ہے ۔ وہ اس طلسمی زنجیر کو دیکھ کر راہ و رسم منزل صداقت پرستی سے بیخبر ہو جاتا ہے ، اسکے لیے دوڑتا ہے اور مسکراتا ہوا خود دشمن کے ہاتھ سے لیکر اپنے پائوں میں ڈال لیتا ہے ۔ یہ طلسمی زنجیر کیا ہے ؟ امید زر اور طمع جاہ !

لیکن آہ ! کس قدر دنی الجود اور کم ظرف ہے وہ انسان جو صرف حب مال اور الفت زر کیلئے خدا کی محبت کو ٹھکرا دیتا ہے ، اور ایک فانی شے کیلئے حق و صداقت کی باقی اور لازوال دولت کو ہمیشہ کیلئے کھو دیتا ہے ! وہ چاندنی سونے کے سکر

التحریر فی الام



حریت اور حیات اسلامی

قرآن حکیم کی تصریحات

(۲)

(محبت باطل)

دنیا میں محبت باطل سے بڑھ کر بے حق کوش کیلئے سخت زنجیر نہیں کہ "حبك الشيء يعمى و يعمى" (حدیث صحیح) محبت باطل قبول حق سے آنکھوں کو اندھا اور کانوں کو بھرا کر دیتی ہے ۔ ہم اپنے نفس کو محبت رکھتے ہیں اسلئے ہم اپنے نفس کے مقابلہ میں شہادت حق سے عاجز ہیں ۔ ہم عزیز و اقارب سے محبت باطل رکھتے ہیں اسلئے ہم انکے خلاف حق کیلئے گواہی دینے پر آمادہ نہیں ہوتے حالانکہ اُس شاہد حقیقی کا فرمان ہے :

واذا قلتم فاعدوا راو جب ہولو انصاف کی بات بولو اگرچہ ان ذا قرین (انعام) تمہارے کسی عزیز کے مخالف ہی کیوں یا ایہا الذین آمنوا نہر - مسلمانو ! اپنے نفس کے مقابلہ میں ' کونرا قوامین بالنفسط اپنے ماں باپ کے مقابلہ میں ' اور اپنے شہداء للہ و لرسول علی اعز و اقارب کے مقابلہ میں بھی انصاف نفسم ار الوالدین پر مضبوطی سے قائم رہو اور خدا کے گواہ و الاقربین (نساء) بنے رہو ۔

اسلئے سرگرمہ احرار اور سر خیل قائلین حق رہے جو اس راہ میں اثر محبت سے مسحور نہیں ، جو ان علائق ظاہری سے آزاد ہے ، جو اپنے نفس سے بھی حق کیلئے اسطرح انتقام لیتا ہے جسطرح اپنے دشمن سے ۔ جو اپنا شر حق کے سامنے اسطرح جھکا دیتا ہے ، جسطرح وہ غیر کا سر جھکا ہوا دیکھنا چاہتا ہے ۔ کتنے انسان ہیں جاہد حق گولی میں خطرات و شدائد سے نہیں ڈرتے ؟ اور کتنے ہیں جو آزادی حق کیلئے اپنی جان فدیہ میں دینے کیلئے طیار ہیں ، لیکن اس آیت پاک کے صدق پسندی اور حریت پرستی کی جو راہ قرار دیدی ہے اوسپر چلتے ہوئے اکثر پاؤں کانپ گئے ہیں اور اکثر دل بیٹھ گئے ہیں ، فان ذلک ہوا لبلاء المبین ' کیونکہ یہ سب سے بڑی آزمائش ہے ۔ اس آزمائش میں جو پورے آترے اور اس امتحان میں کامیاب ہو ، وہی میدان حریت کا شہسوار اور معرکہ حق و صداقت کا فاتح ہے :

رجال صدقوا ما عاهدوا یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا سے اللہ علیہ (احزاب) جو عہد کیا تھا اوسپر پورے آترے ۔

(خوف)

مہم غیر سے ڈرتے ہیں اور قدر حق کی گواہی سے باز آجاتے ہیں ، حالانکہ ایک ہی ہے جس سے ڈرنا چاہیے ۔ کیا ہمارا یہ اعتقاد

خبیث ہے جو بڑے بڑے پاک جسموں، بڑی بڑی مقدس صورتوں، بڑے بڑے پر از علم و عمل دلوں کے اندر حلول کر گئی ہے، اور فرشتہ سیرتوں نے شیطانوں کے، اور ملکوتی صفات ہستیوں نے خونیخوار عفریتوں کے سے کلم کیے ہیں !

وہ مقدس عالم جو کتب نقہ کو حیلہ تراشیدیں کیلیے اڑتا ہے، وہ مفتی شریعت جو جرائم و معاصی کو جائز بنا دینے کیلیے ابلیسانہ فکر و غور کے ساتھ نئی نئی پرفریب تاریلین سرنچتا ہے، وہ واعظ جو سامعین کے آگے ان تعلیمات کے پیش کرنے سے گریز کرتا ہے جو انکے اعمال سیئہ کی مخالف ہیں، وہ صاحب قلم جو اپنی حق پرستانہ سختی کو نفاق آمیز نرمی سے، اور حریت خواہانہ جہاد حق کو زمزمہ صلح باطل سے بدل دیتا ہے، آخر کس سحر و انیسوں سے مسحور اور کس دام سخت کا شکار ہے؟ کونسا جادو ہے جو اسپرچل گیا ہے، اور خدا سے روٹھ کر شیطان کے تخت کے آگے سجدہ کرنا چاہتا ہے؟ کونسی قوت ہے جسکے آگے شریعت کے احکام، ضمیر کا فتوا، اور حق کا الہام بیکار ہو گیا ہے؟

آہ! کوئی نہیں مگر طمع کا انیسوں باطل، اور کچھ نہیں مگر زرپرستی، حب مال، جاہ طلبی، کا عمل السحر: اولئك الذين يلعنهم الله ويلعنهم اللاعنون !

من کان یرید العاجلۃ جو دنیا کے خیر عاجل کا طالب ہو تو
عجلنا لہ فیہا ما نشاء لمن ہم جسے چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے
نرید، ثم جعلنا لہ جہنم ہیں اسی دنیا میں دیدیتے ہیں،
یصلہا مذموراً مگر آخر کار اسکے لیے جہنم ہی ہے
مدحوراً (اسرائیل) جسمیں وہ حقیر و ذلیل ہو کر رہیگا

(عداوت)

لیکن یاد رہے کہ جس طرح محبت آنکھوں کو بصارت حق سے اندھا اور شنوائی صداقت سے بہرا کر دیتی ہے، بالکل اسی طرح عداوت بھی آنکھوں کو اندھا اور کانوں کو بہرا بنا دیتی ہے۔ صداقت کی روشنی نظر آتی ہے لیکن وہ نہیں دیکھتا، حق کی آرازیں بلند ہوتی ہیں لیکن وہ نہیں سنتا، کیونکہ عداوت نہیں چاہتی کہ انسان غیر کی صداقت و حقیقت کا اعتراف کرے۔ سفر حریت کی ایک پرخطر اور دشوار گزار منزل یہ بھی ہے جسکو صرف وہی قطع کر سکتا ہے جو اس میدان کا مرد اور اس معرکہ کا بہادر ہے۔ اگر انسان کیلیے یہ دشوار ہے کہ اپنی غلطی اور انحراف عن الحق کا اعتراف کرے، تو یہ دشوار تر ہے کہ اپنے دشمن کی سچی رائے اور سچے عمل کا اپنے دس و زبان سے اقرار کرے۔ لیکن مسلم و مومن زندگی کے فرائض حریت کی ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ اگر انصاف و عدل اور حق و صداقت اسکے سب سے بڑے دشمن کے پاس بھی ہو، جب بھی اوس روح ایمان کیلئے جو اسکے ساتھ ہے، اپنا سر نیاز اوسکے آگے جھکا دے کہ ”در مع الحق کیفما دار“:

یا ایہا الذین آمنوا کولوا مسلمانو! کھاؤ اور حق
قوامین للہ شہداء بالقسط کیلیے گواہ رہو! دیکھو کسی قوم کی
ولا یجرمنکم شأن قوم عداوت و دشمنی تمکو حق و عدل سے
علی الا تعدلوا - اعدلوا کہیں باز نہ رکھے۔ حق و عدل سے کم لو
ہو اقرب للقری - ان اللہ کہ وہ تقویٰ سے قریب تر ہے اور خدا
خبیر بما تعملون (المائدہ) تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے۔

کیا اسکے بعد بھی کسی مسلمان کو عداوت و کینہ پروری اعتراف حق سے باز رکھ سکتی ہے؟ اگر رکھ سکتی ہے تو خالص و امتیازات اسلام سے محروم ہے۔

کو اگر خدا کیلیے اور اسکی سچائی کیلیے کھو دے تو خدا اسے سچائی کے ساتھ واپس دلا سکتا ہے، پر جس خدا کی محبت کو دولت کیلیے کھوتا ہے، وہ تو اسے دولت نہیں دلا سکتی؟ پھر انسانیت کیلیے کیسی درد انگیز موت ہے کہ انسان آسمان کی سب سے بڑی عزت و زمین کی سب سے زیادہ حقیر شے کیلیے کھو دے؟

وہ دولت اور دولت کے کرشمے جس سے طمع کی لعنت اور لالچ کی پھٹکار نکلتی ہے، کیا ہے؟ کیا انسان کی عمر کو بڑھا دینے والی اور عیش حیات کو موت کے قدر سے بے پروا کر دینے والی ہے؟ کیا وہ زندگی کی تمام مصیبتوں کا علاج اور انسان کی تمام راحت جوڑیوں کا وسیلہ ہے؟ نہیں! ان میں سے کوئی بات بھی اس میں نہیں ہے۔ چاندنی اور سورن کے محل سراؤں میں رہنے والے بھی اسی طرح موت کے پنجہ میں گرفتار، مصالح حیات کے ہجوم سے محصور، تکلیف اور دکھ کے حملوں سے زخمی، اور توپ اور بے چینی کی چیخوں سے الم ناک دیکھے جاتے ہیں، جیسا کہ ایک فقیر و غفلت فاقہ مست، یا ایک پتوں کے جھونپڑے میں بیماری کے دن کاٹنے والا محتاج و بیخس مسکین !

پھر کیا ہے جسکے لیے حق کی عزت کو برباد، اور خدا کی صداقت کو ذلیل کیا جاتا ہے؟ وہ کونسی ایسی طاقت ہے جو خدا کو چھوڑ کر ہم حاصل کر لینے؟ وہ یہ نہ تو ہمیں زمین کی رسوائی سے بچا سکتا ہے اور نہ آسمان کی لعنت سے، مگر حب زر سے فرض صداقت کی خیانت ہمیں دونوں جہانوں میں عذاب دے سکتی ہے۔

کتنے بڑے بڑے پر ہیبت فائق، عظیم الشان سپہ سالار، نامور معرب وطن، اور محبوب القلوب و ملت پرست انسان ہیں، جنکے حق پرستانہ عزائم کی استقامت کو اسی لعنت طمع نے قکما دیا۔ انہوں نے اپنے ملک، اپنی قوم، اپنی فوج، اور دراصل اپنے خدا اور اسکی صداقت سے غداری کی، اور دشمنوں کیلیے درستوں کو، غیروں کیلیے اپنوں کو، ظالموں کیلیے مظلوموں کو، بے رحم فاتحوں کیلیے بیکس مفتوحوں کو، اور شیطان کے تخت کی زیب و زینت کیلیے خدائے رحمان کے دربار اجلال کی عزت و عظمت کو چھوڑ دیا! تاریخ کے صفحات ہمیشہ سے اسی درد کے ماتمی ہیں۔ قوموں اور ملکوں کی داستانیں ہمیشہ اسی ناپاک سرگذشت پر خوں کے آنسو بہاتی ہیں، اور دولت پرستی کی ملعون نسل آغاز عالم سے ناصیۃ انسانیت کیلیے سب سے بڑا بے عزتی کا داغ رہی ہے!

فی الحقیقۃ - - - - - راہ حق پرستی کی سب سے بڑی آزمائش چاندنی کی چمک اور سورن کی سرخی ہی میں ہے، اور اگر اس منزل پر خطرے تم گزر گئے تو پھر تمہاری ہمت بے پروا اور تمہارا عزم ہمیشہ کھلچے بے خوف ہے۔ یہی طمع کا خبیث دیو ہے جسکا ہنہ بڑا ہی زہرست اور جسکی پکڑ قلب انسانیت کیلیے بڑی ہی مضبوط ہوتی ہے۔ اسی نے فرزند ان ملت سے غیروں کے آگے مغربی کرالی ہے۔ یہی پکڑ پکڑ کے ابنائے وطن کو لے گیا ہے، اور غیروں کے قدموں پر اخلاق کی ناپاکی اور جذبات کی کثافت کے کیچڑ میں گرا دیا ہے، تاکہ اپنے وطن، اپنی سرزمین، اپنے مذہب، اپنی قوم، اور اپنے بھائیوں کے خلاف جاسوسی کریں! اسی نے بڑے بڑے مدعیان خدمت ملک و ملت کی برسوں کی کمالی ایک آن کے اندر ضائع کر دی ہے، اور انہیں چار پابونگی طرح گرا دیا ہے تاکہ برسوں کی سچائی کو ایک لمحہ کی طمع پر قربان کر دیں۔ آہ! یہی انسانیت کیلیے وہ روح

وَدِّيقٌ وَحَقِيقٌ

نفس انسانی کا ناقابل پیمائش معنی

(مترجم از نوالیہ)

(۲)

(تخلیق مخفی)

تخلیق مخفی Subliminal creation سب سے زیادہ گہب ہے کیونکہ ہم میں ہر شخص ہر شب کر اس کا ثبوت دیتا ہے۔ وہ طم خواب میں ایک ناول یا ڈراما نویس بن جاتا ہے اور ایسے حالات تراشتا ہے جو بیداری کی حالت میں نفس کو بالکل غور معلوم ہوتے ہیں اور ہمارے تجربہ کے لحاظ سے بالکل انوکھے ہوتے ہیں اسکی تصدیق اسکاٹ بھی کریگا جس نے برلڈ آف لامر مور (Bride of Lammermoor) اپنے مرض اور دماغ کی غیر معمولی حالت میں لکھوائی، اور جب یہ قصہ کتاب میں پڑھا تو اس کا ہوا حصہ اسے بالکل نیا معلوم ہوا۔

اگر دعویٰ کی اس سے بلند تر سطح پر قدم رکھنا ہو تو بلا خوف رہا جاسکتا ہے کہ ذہن کے تمام اعمال اور تخلیقات انہی مخفی چشموں سے جوش زن ہوتے ہیں۔ یہ چیزیں خیالات کے اخذ سے پیدا نہیں ہوتیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسکا طریقہ اس قوت کے طریقہ سے بالکل مختلف ہے جو دانستہ سونچتی اور دلائل قائم کرتی ہے۔ یہاں عمل سے زیادہ انتظار ہوتا ہے۔ گیتے (Goethe) کہتا ہے کہ ”گریاسپ کچھ دیا ہی گیا ہے (Alles ist als wie geschenkt) اور الہام ”دھلیز“ کے نیچے سے آتا ہے۔ بہت سے اجلہ اہل قلم گیتے کے مقولے کی تائید کرتے ہیں۔

چنانچہ اسبین (Isbeen) نے سخت بخار کی حالت میں تین ہفتہ کے اندر برینڈ (Brand) لکھی۔ وہ نیم خرابی کے عالم میں اپنے بستر مرض سے ان سطروں کے لکھنے کے لیے ہاتھ پڑھایا کرتا تھا جو ہنگامہ معشر بیا کرتی ہوئی اس کے نفس کی سطح تک پہنچتی تھیں۔ شیرلٹ برنٹے (Charlotte Bronte) کی یہ حالت تھی کہ وہ پلے تو چند دنوں تک نہایت آزادی سے لکھتی تھی، مگر اس کے بعد تحریر ملتوی ہو جاتی تھی اور ہفتوں تک در بارہ جاری ہونے کا نام نہیں لیتی۔

اس کے بعد پھر کوہ آتش فشاں پہنچا تھا اور وہ نہایت جوش و خروش کے ساتھ لکھنا شروع کرتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ کثرت محنت کی وجہ سے آخر بیمار پڑ جاتی تھی۔ اس نے ”ایمیلیز ریٹرننگ ہائٹس“ (Emily's wuthiring Hhieghts) میں جہاں یہ بحث کی ہے کہ ہیٹھلف (Heathcliff) کے کرینگر کا پیدا کرنا بچا ہے، وہاں وہ اپنی بہترین زبان میں اس واقعہ کو بیان کرتی ہے:

”مگر اسکر میں جانتی ہوں جو انشا پرداز کہ قوت تخلیق رکھتا ہے۔ اس کے پاس ایک ایسی شے ہوتی ہے جس کا وہ ہمیشہ مالک نہیں ہوتا۔ جو بسا اوقات نہایت عجیب و غریب طور پر چاہتی ہے اور اپنے لیے کام کرتی ہے۔ وہ قواعد بنا سکتا ہے، اصول وضع کر سکتا ہے، شاید سالہا سال تک انکی محکومی میں پڑا بھی رہے، لیکن پھر ایک وقت آتا ہے جب یہ قوت بغاوت کی اطلاع کے بغیر رادیوں کی جتنی ہوئی زمین میں ہینگا یا سران پھیرنے یا ہل میں جتنے کو قبول نہیں کرتی۔ جبکہ یہ شہر کے مجمع پر خندہ

(خلاصہ مطالب)

ان تمام مباحث کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر حقیقی مسلم کا وجود دنیا میں حق کی شہادت اور حریص کا نمونہ ہے۔ نہ تو ناجائز حسن اعتقاد اسکی عقل صداقت شعار کو سلب کر سکتا ہے نہ محبت اسکو حق کو ٹپ سے اندھا اور بہرا بنا سکتی ہے۔ نہ خوف جان و مال اسکو حق سے باز رکھ سکتا ہے، اور نہ حرص و طمع اور حب زر و جاہ کے سحر سے مسحور ہو کر منکر صداقت ہو سکتا ہے۔ نہ ہی کسی عداوت و دشمنی سلوک راہ حق میں اس کے لیے رنجیر یا ہوسکتی ہے۔ وہ حق کا شیدا ہے اور حق کا طالب۔ وہ مہیت کا دلدادہ اور حریت کا جویاں ہے۔ وہ ہر جگہ، جہاں اسکو پاسکتا ہے اس کے لیے جاتا ہے۔ اور جس طرح وہ مطلوب حقیقی اسکو مل سکتا ہے اس کے لیے کوشاں ہوتا ہے۔ ایک مسالم کی شان یہ ہے کہ اسکو ہمیشہ باطل سے نفرت اور حق کی جستجو رہتی ہے۔ دنیا میں اسکی متاع مطلوب اور معشوق اصلی سچائی اور حق کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

اگر آج ہم حقیقی طور سے مسلم ہوں، حق کے طالب ہوں، حریت کے دلدادہ ہوں۔ حق کیلئے اور اداۓ شہادت کیلئے جو ہر مسلم کے وجود کا مقصد ہے، نہ تو ہم دوستوں کی محبت کی پورا کریں اور نہ جبابرہ حکمران کے جبروت و جلال سے مرعوب ہوں۔ نفاق کا ہم میں وجود نہ ہو۔ طمع و خوف ہماری استقامت کو متزلزل نہ کر سکے تو حسب وعدہ الہی اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے نام اعمال صالح اور ہمارے تمام گناہ مغفور ہوں گے۔

بِإِلَهِ الدِّينِ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ مُسْلِمِينَ خِدَا سَ دَرَرِ اور سچی بات پڑھاؤ قولاً شدیداً یصلح لکم کہو، تا کہ خدا تمہارے اعمال کو صالح بنالکھ و یغفر لکم ذنوبکم کرے اور تمہارے گناہ بخشدے! (۷-۳۳)

پریس نوٹ

بجائے چہا بہ سنگی (لیتھو گراف) ٹالپ استعمال کرنیکا مسئلہ عرصہ سے سرکار عالی (ہزہائٹس) نظام گورنمنٹ کے زیر غور آگیا چونکہ نستعلیق ٹالپ کے اعلیٰ درجہ کے نمونے دستیاب ہوئے، لہذا اس خصوص میں کرلی کارروائی نہوسکی۔ میں چند اولو العزم کمپنیوں نے عمدہ نستعلیق ٹالپ دیکھے ہیں، اور خاص وضع کے ٹالپ ڈھالنے پر بھی آمادہ ہیں۔ سرکار عالی نے ایک کمیٹی زیر صدارت معتمد صاحب تار کوٹوالی و امور عامہ (ایجوکیشنل سیکرٹری) قلم کی سر موجودہ نظام یق ٹالپ کے نمونوں کے حسن و قبح و دیگر مسائل کے متعلق تفصیلی تحقیقات کر کے رپورٹ پیش

چونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں زبان اردو کے تمام بھی ان کو دلچسپی ہے، اس لیے کمیٹی نہایت خوشی سے ان کی آراء پر غور کریگی جنہیں اس مسئلہ پر غور کرنیکا اتفاق ہے۔ ٹالپ کے فروخت کرنے اور بنانے والے اور ٹالپ ڈھالنے کی بنانے والے بھی اپنے ٹالپ کے نمونے وغیرہ بھیج سکتے ہیں۔

بشیر احمد مددگار معتمد

الہ لال کی ایجنسی

لہستان کے تمام آرڈر، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار میں الملال پہلا رسالہ ہے، جو ہر جمعہ ہفتہ وار ہونے کے اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے۔ اگر آپ سہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی مت بھیجیے۔

قول نقل کیا ہے، کہتا ہے کہ ”ہم خدا ہیں“ یعنی ایک نظر خیر کن ہستی، اور ایک نقش حیرت خیال !

لیکن خواہ ہم اسقدر بلند جالیں یا نہ جالیں، لیکن بہر حال یہ کرلی ایسی بہت بڑی بات نہیں کہی گئی ہے۔ کیونکہ ہم بننا اور نازے کے بہت سے معبودوں سے کہیں زیادہ تعجب انگیز مخلوق ہیں۔ ہم کم از کم ذیل کے دانشمندانہ مثاث (Triplet) میر ایمرسن (Emerson) کے ہم نوا ہوسکتے ہیں جو ان امور کے متعلق انبیاء کا سا احساس رکھتا ہے۔ وہ کہتا ہے :

”اگر تجھے ہوسکے تو تو وہ پر اسرار خط کہینچ جو صحیح طور پر ”تجھے“ ”اس“ سے جدا کرے اور یہ بتا دے کہ کون انسان ہے اور کون خدا ؟“

(۳)

متوفی پروفیسر ولیم جیمس کہا کرتا تھا کہ فلسفہ کا سب سے اہم مسئلہ وحدت و کثرت کا ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جو ”کل“ یا ”ایک“ ہو، وہی ایک ”عالم“ بھی ہو جس میں مادی اور مادی ہر قسم کی چیزیں شامل ہیں ؟ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ہی شے ایک ہی وقت میں ایک بھی ہو اور کئی بھی ؟ اگر برعکس ہم کثرت کی طرف سے شروع کرتے ہیں۔ مثلاً یہ اور درخت اور مکان، پہاڑ اور ملک، خورد بینی کپڑے اور گھاناس، پتیاں یا نقلی، تو یہ چیزیں جو بلا اختلاف ایک دوسرے سے علو ہیں، انہیں ہم کیونکر ”ایک“ دیکھ سکتے ہیں ؟ اسوقت یہ مسئلہ ناقابل حل ہے۔ ہم دونوں سرور میں کسی ایک سے شروع کرے ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ درمیان میں کرلی ملتی (fitting place) نہیں ہے۔ ”ایک“ ہمیشہ ایک رہیگا اور ”کئی“ ہمیشہ کئی رہینگے۔

لیکن اس مسئلہ کے حل کی طرف کم از کم اشارہ تو ضرور نفس، یا ذات مخفی (Subliminal self) کے جدید اصول میں ملتا ہے جسے ۲۵ برس ہوئے، سب سے پہلے میرس (Myers) نے پیش کیا تھا جسکا استقبال جیمس نے علم النفس میں ”سب سے بڑا جدید ترقی“ کے نام سے کیا، اور جسکی تائید تازہ ترین واقعہ سے ہو رہی ہے۔

یہ صحیح ہے کہ نفوس انسانیہ بہت ہیں، مگر انہ بہت ہی مشابہت ہے اور ان تمام علوم میں جنکا تعلق الحیات سے ہے، یہ دیکھا گیا ہے کہ مشابہت کا اشارہ ایک عام سرچ کی طرف ہوتا ہے۔ اسلیے ایک طرح سے یہ نتیجہ نکالنا چاہ کہ تمام نفوس انسانیہ کا سرچشمہ صرف ایک ہی ہے۔

مگر تحقیقات طبیعی کے مشاہدات جیسے (Telepathy) معلوم ہوتا ہے کہ تمام نفوس انسانیہ جو یہاں ہیں اور اسے موجود ہیں، ان میں باہم کچھ اسطرح کا تعلق کامل ہے کہ تمام طریقوں سے خارج اور بالا تر ہے جنکو حواس معلومہ سمجھتے ہیں۔ اس یقین کے لیے رجوع موجود ہیں کہ وہ اور اسکے مشاہدات میں اصلی کار فرما وہی نفس کا حصہ مخفی ہے۔ دلائل اسقدر پیچیدہ ہیں کہ انکی تفصیل یہاں نہیں ہوسکتی۔ یہ اور اسی قسم کے غور و فکر کا اشارہ اس طرف ہے ہماری معمولی طبیعی آگہی ایک دوسرے سے جدا اور بظاہر نظر آتی ہے، اور اسلیے مغایرات میں نطق اور تحریر کے ذرائع بے حد کام لینا پڑتا ہے، تاہم مخفی سطحوں میں ہم باہم وابستہ ہیں۔

بتغیر استعارہ، ہم میں سے ہر شخص پانی کی ایک دھرا جو ایک شہر کی ہزارہا نلوں میں سے کسی ایک نل سے ہے، مگر پانی وہی ہے اور اسی ایک خزانہ آب (Reservoir) آہا۔ اس طرح وہ، ایک روح ہے جو ہم سب کو

روں ہوتی ہے اور ہنگامے والے کی آواز کے ساتھ بے پردائی کرتی ہے۔ جبکہ وہ سمندر کی ریپ کی رسیاں (ریت کی رسی یعنی کمزور اور غیر استوار رشتہ یا رابطہ) بنانے سے انکار کرتی ہے اور ہم تراشی شروع کردیتی ہے۔ چنانچہ تمہیں ”قسم“ یا ”الہامی ہادی“ کی حیثیت سے ایک (Pluto) یا ایک (Jove) یا ایک (Tisiphone) یا ایک (Payceh) یا ایک (Mermaid) یا ایک (Madonna) ملیگا۔ یہ کام خواہ ہیبت ناک ہو یا شاندار، ابلیسی ہو، یا قدوسی، تمہیں انتخاب کا اختیار نہیں۔ تمہارے لیے صرف یہی رہنما ہے کہ اسے خاموشی کے ساتھ اختیار کرلو۔ رہے تم، تو ایک برائے نام صنم کی حیثیت سے تمہارا حصہ صرف اتنا ہی ہے کہ خاموشی کے ساتھ ان ہدایات کے اندر کم کر دو جو نہ تو تم نے دیے ہیں اور نہ جملے متعلق تم دریافت کرسکتے ہو۔ جو نہ تو تمہاری نماز جنازہ میں بیان کیے جائینگے اور نہ تمہارے خیال کے وقت چہلے یا بدلے جائینگے۔ نتیجہ دلچسپ ہوا تو دنیا تمہاری تعریف کریگی۔ تم کہ تعریف کے مستحق نہیں ہو دنیا تمہاری تعریف کریگی، اور اگر نا پسند ہوا تو تم تعریف کی طرح الزام کے بھی سزاوار نہیں۔ دنیا الزام دیگی !“

اسکاٹ کی طرح اسٹیرنسن (Stevenson) بھی اسکی تائید کریگا، جسکا بیان ہے کہ اس نے ”ٹریژر آئیلینڈ“ (Treasure Island) کے پندرہ باب پندرہ دن میں لکھ ڈالے۔ مگر اسکے بعد یہ کارروائی رک گئی، اور خاص اسکے الفاظ میں ”میرا منہ بالکل خالی تھا اور میرے سینے میں ٹریژر آئیلینڈ کا ایک حرف بھی نہ تھا“ مگر اس جزرے بعد پھر مد ہوا، اور ”دیکھو! وہ میرے اندر سے چھوٹی چھوٹی نالیوں کی طرح جاری ہوئی“ چنانچہ اس نے ہر روز ایک باب کے حساب سے کتاب پوری کر دی !

اس سلسلے میں یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیے کہ وہ اپنے انسانوں کے خاکے (پلاٹ) خراب میں دیکھا کرتا تھا، جیسا کہ اس نے ایکروس دی پلینس (Across the Plains) میں بیان کیا ہے۔ اس قسم کے تجربے دوسرے فنون کے میدانوں سے بھی منتخب کئے جاسکتے ہیں جہاں قوت تخیل کام کرتی ہے۔ غالباً یہ فن ادب سے زیادہ موسیقی میں نظر آئےگا۔ مثلاً (Mozart) کے ذہن میں الہام کی اجنبی (کیونکہ الہام ”نفس آگاہ“ کے لیے اجنبی ہی ہے) نوعیت کا ایک روشن تخیل تھا۔ مصرورں میں سے Watteau ایک عجب انداز کے ساتھ کہتا ہے کہ وہ اپنی نادرہ روزگار صنائی پر خود شہد ہے ! یہ ظاہر ہے کہ وہ ذرا بھی نہیں جانتا کہ وہ کیونکر کرتا ہے ؟

فی الواقع کرلی ذہن نہیں جانتا کہ ”وہ کیونکر کرتا ہے ؟“ اگر وہ جانتا تو دوسروں کو بھی بتا سکتا۔ مگر یہ شے تو نہ نفس کا جائزہ والا حصہ ہے، اور نہ کرلی دوسرا حصہ جسے ”آگہی“ سمجھ سکتے۔ یہ تو ایک قوت ہے جو مخفی طبقات میں بہت نیچے مدخل ہے، اور یہ جو ہمیں نظر آتا ہے صرف اسکے نتائج و آثار ہیں۔ غرض اب یہ ثابت ہو گیا ہے کہ احساس، ادراک، حافظہ، ہیجان، جذبات، تخلیق، وغیرہ وغیرہ کے متعلق ایسے اعمال جسمانی و دماغی ہوسکتے ہیں جو ان تمام چیزوں سے بالا تر ہو، جن سے نفس آگاہ واقف ہے۔ سائنس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہم اپنے آپ کو جسقدر جانتے ہیں، اس سے زیادہ بڑے ہیں۔ نفس کے اشار فرما ابر کے ٹکرے چھٹ گئے ہیں، اور مابعد الطبیعی میں نئے مناظر کا دروازہ کھلا ہے۔ ہماری روح بے پایاں اور ناقابل پیمائش نکلی ہے، اور دفعتاً ہمیں وہ خانوں سے نکالکر ناپیدا کنار مرغزاروں میں لیا گیا ہے۔ ہم صرف یہی نہیں جانتے کہ ہم آئندہ چلے کیا ہونگے ؟ بلکہ ہم کو یہ بھی نہیں معلوم کہ ہم کیا ہیں ؟

اسلیے ہم (Malvolio) کی طرح روح کا تصور عزت کے ساتھ کرتے

من - عَمَّیَہ

ابۃ : ائنی تھا : م

میری مونستوری

(۶)

- اسلئے کیلئے جلد حال ملاحظہ ہو الہلال نمبر (۱۳)

اس طریق تعلیم میں سب سے پہلے جس شے پر توجہ کی جاتی ہے وہ اولاً قوت لامسہ اور اس کے بعد قوت باصرہ و سامعہ کی ترقی ہے۔ اس کے لئے پہلے مختلف قسم کے کھیل بچوں کو کھائے جاتے ہیں۔ اس کے بعد جو اشیاء کہ ان کھیلوں میں استعمال ہوتی ہیں، انکی اور انکے ناموں اور عقلی صورتوں کے باہمی ربط و تعلق کی طرف بچوں کی قوت انتباہ کو مترجہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک استانی نے چند بچوں کو بلایا کہ آؤ پانی سے کھیلیں، اور ایک جگہ میں لٹکا یا گرم پانی لیکے انکے ہاتھ پر ڈالنا شروع کر دیا۔ اب بچے خوش ہو کر نچے طشت میں ہاتھ دھو رہے ہیں۔ جب وہ پانی ختم ہو گیا تو اور منگوا دیا۔ مگر ابکی دفعہ پہلی مرتبہ کے برعکس گرم کے بدلے ٹھنڈا یا ٹھنڈے کے بدلے گرم منگوا دیا۔ ظاہر ہے کہ جب جلد پر در متضاد کیفیتیں یکے بعد دیگرے طاری ہونگی تو قوت لامسہ میں ایک قسم کا ہیجان یا انتباہ شدید پیدا ہوگا۔ چنانچہ بچوں میں ایک خفیف سی حرکت پیدا ہوئی اور بعض کی زبان سے جلد غیر مریض آرازیں نکل گئیں۔ معلم نے فوراً پوچھا کہ کیا ہے؟ وہ بچے کیا بتا سکتے ہیں جنہوں نے ابھی اپنی عمر کا تیسرا سال بھی پورا نہیں کیا ہے؟ (کیونکہ اس طریقہ تعلیم میں داخلہ کی عمر صرف ڈھائی سال ہے) اسلئے استانی نے استفہام تقریری کی صورت میں دریافت کیا کہ کیا پانی گرم ہے؟ بچوں نے سر ہلا دیا کہ ہاں! پھر پوچھا کہ پیلے بھی ایسا ہی تھا؟ انہوں نے سر کے اشارے سے کہا ”نہیں“ یا کہا: ہاں وہ ٹھنڈا تھا۔

یا مثلاً اس نے مختلف قسم کی دفنیاں (پیسٹ بورڈ) لیں۔ بعض نرم اور لچکاتی ہوئی، بعض سخت جیسے لکڑی کا تختہ۔ اور یہ بچوں کو دس کہ انہیں لچکاؤ۔ نرم تو لچک گئی مگر سخت نہیں لچکی۔ ان سے پھر کہا اور بچوں نے بار بار کوشش کی، مگر انکی سختی انکے نرم و نازک ہاتھوں کی طاقت سے زیادہ تھی۔ وہ اس استانی کا منہ دیکھنے لگے۔ استانی نے سمجھایا کہ پہلی دفنی نرم تھی اسلئے لچک گئی۔ دوسری سخت ہے۔ وہ تم سے نہیں لچکے گی۔

(قوت باصرہ کی تربیت)

اب فرض کرو کہ قوت باصرہ کو ترقی دینا منظور ہے، اور اسمیں بھی خصوصاً مختلف شکلوں کا باہمی امتیاز اور انکے اسماء تعلیم تو اس کے ایسے وہ مختلف شکلوں کے لکڑی کے ٹکڑے اور انکے خانے لالگی۔ یہ خانے اس طرح بنے ہوئے ہیں کہ انہیں سے ہر ایک میں وہی ٹکڑا جاسکتا ہے جس کے لیے وہ خانہ بنایا گیا ہے۔ وہ بچوں سے کہیں کہ ان ٹکڑوں کو ان خانوں میں ڈالو! کئی بچے ایک کیس میں لپٹ گئے اور انکے خانوں میں لکڑی کے ٹکڑے ڈالنا شروع کیا۔ جس نے اپنا ٹکڑا ٹھیک اس کے خانے میں ڈال دیا وہ تو پوگیا، اور جس نے دوسرے خانے میں ڈالنا چاہا اس سے نہیں پڑا۔

ہے۔ ”ایک“ ”کئی“ ”ار“ ”کئی“ ”ایک“۔ ممکن ہے کہ کہاجائے، یہ ایک ایسا نتیجہ ہے جس کا مبذی خیال اور جس کا رجحان صرف ذہن میں ہے، مگر اس کے برعکس حالت یہ ہے کہ یہ بالکل عملی شے ہے، کیونکہ اسے اعمال انسانیہ سے بہت بڑا تعلق ہے۔

دیکھو! ہم اپنے بھائی اور بھنوں کا کیسا درد رکھتے ہیں؟ کیا انکے درس و تدریس نہیں کہتے رہتے کہ خاندان کا فائدہ ایک عام فائدہ ہے، اور اس کے لیے کیا ہم میں سے ہر شخص کو اس کا رزار ہستی میں جنگ نہیں کرنا چاہیے؟ دیکھو، کسی قدر توسع کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ افراد کی بہبودی خاندان کی بہبودی کے ساتھ وابستہ ہے، اور جو ایک جزء کے لیے بہتر ہے وہی دوسرے اجزاء کے لیے بھی بہتر ہے؟ پس اب غور کرو کہ کیا سے کیا ہو جائے اگر سب لوگ یا کم از کم متمدن اور تعلیم یافتہ آدمی سمجھنے لگیں کہ انسانیت ایک بڑا خاندان ہے اور فوائد کے لحاظ سے نیز اصلیت و حقیقت کے لحاظ سے ”ایک“ ہی ہے۔ جو فرق ہمیں نظر آتا ہے وہ افسردہ نفس آگاہ کا قریب ہے۔ اس کا سبب صرف ہماری اصلی فطرت کا جہل ہے۔ اگر واقعی ایسا ہو جائے تو کیا اس سے ایک انقلاب برپا نہ ہو جائیگا؟ مجھے تو یقین ہے کہ جلد یا بدیر ایسا ضرور ہوگا۔

مذہب کی تعلیم اخوت ایک شریفانہ اخلاقی ترقیب تھی مگر اسکی اپیل محبت کے جذبات سے تھی۔ اسلئے وہ سرد مہر دماغ کے مقابلے میں بے اثر ثابت ہوئی۔ لیکن اب اسے علم (سائنس) سے مدد مل رہی ہے۔ اب علم عقیدہ اور محبت کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چل رہا ہے اور مشرق میں اسکی شعاعیں پہنچنے کے لیے ایک نئی پو پھٹ رہی ہے۔ اب نیکی کا در قریب ہی ہے۔ اب ہمیں یہ نظر آنے لگا ہے کہ ہم ”معرکہ“ آرا اجزاء دی مقراطی“ کا ایک انبار ہی نہیں ہیں بلکہ اجزاء وسیع کا ایک مجموعہ ہیں جو آپس میں لڑتے اور ایک جسم تیار کرتے ہیں۔ پس جو اس جسم کے لیے اچھا یا برا ہے، وہ اجزاء کے لیے بھی اچھا یا برا ہے۔ ہمارا شعار ہم جنسی اور یکجہتی ہونا چاہیے۔ شخصیت حد سے زیادہ تیز ہوگئی ہے۔ ہمیں انسانیت کو استقلال کے ساتھ پیش نظر رکھنا چاہیے اور اس کے ایک ایک مجموعہ کو تمام کائنات کے وسیع تر مجموعہ کے لحاظ سے مجموعہ در مجموعہ سمجھنا چاہیے۔

الہلال:

یہ تحریر اس عظیم الشان روحانی لٹریچر کے علمی مباحث کا نمونہ ہے جو یورپ اور امریکہ کی موجودہ روحانیت (اسپیڑیچولیزم) کے معتقدین نے مرتب کیا ہے اور اسی لیے بغیر ترجمہ کر دیا گیا ہے، لیکن قارئین کرام اس کے دعائی اور اظہارات کی نسبت رائے قائم کرنے میں جلدی نہ کریں اور اس مضمون کا انتظار کریں جو اس موضوع پر الہلال میں نکلنے والا ہے۔ اسکی تصویریں مدت سے بنی پڑی ہیں اور بکثرت مواد سامنے ہے لیکن اب تک لکھنے کی مہلت نہیں ملی۔ یہ گویا اس مضمون کا تہہ ہوگا جو پچھلے دنوں ڈاکٹر رسل ریلز ایک طبیعی روحانی کے متعلق شائع ہوا تھا۔

مس مونتسٹوری کی ابتدائی تعلیم

اس طریقہ کے سب سے بڑے کامیاب اسکول کے چھ کلاس جسکی معلمہ مس جارج ہیں



پوچھتے ہیں کہ کیسی ہے ؟ اچکے بعد پٹی کہ-ول دی جاتی ہے ، اور بچہ دیکھ کر معلمہ کرلیتا ہے کہ اسکا اندازہ صحیح تھا یا نہیں (۳) بہت سے چھوٹے چھوٹے لکڑی کے ٹکڑے ہیں جنکی بلندی اور عرض باہ مختلف ہے - معلمہ بچوں سے کہتی ہے کہ انہیں تلے اوپر رکھتے چلے جاؤ - اسطرح انکا طول و عرض اور حجم و ضخامت اشیا کے عد کی مشق کرائی جاتی ہے -

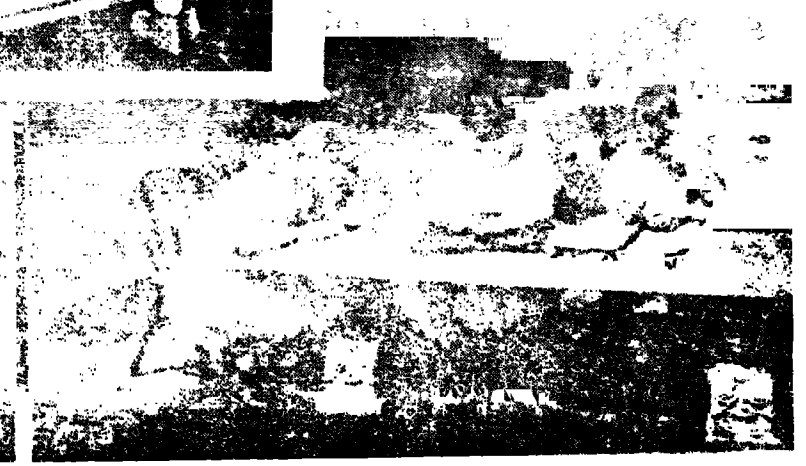
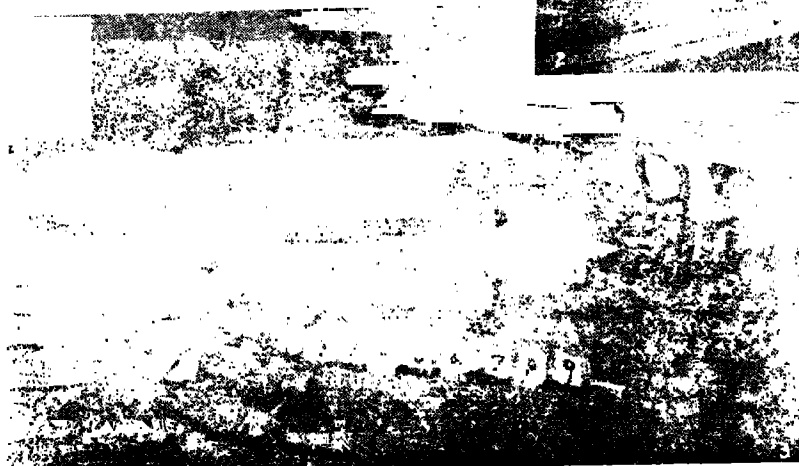
(۴) رنگوں کے بکس ہیں جنکے عکس سے مختلف قسم کے ملے جلے رنگوں کے تلاء اور کھیل بڈتے ہیں اور بچہ نہایت دلچسپی سے ان میں مشغول ہو جاتا ہے - رنگوں کی تعداد ۸ ہے - اور انکے عکس اپنی اصل ترتیب میں اسطرح نظر آتے ہیں کہ یک بعد دیگرے انکا باہمی تدریجی فرق نمایاں ہو جاتا ہے - موضوع تعلیم رنگوں کی شناخت اور انکی ترکیبی حالتوں کا علم ہے - رنگ



یہ پانچ تصویریں مس مونتسٹوری کی ایجاد کردہ ابتدائی تعلیم کے متعلق ہیں - (۱) مس جارج معلمہ بیٹھی ہیں بچوں کے سامنے کاغذ کے ٹکڑے ہوتے حروف رکھدیے ہیں جنسے الفاظ ترکیب پاتے ہیں - بچوں کو بتا رہی ہیں کہ الفاظ کے کیونکر مجھے کیے جائیں ؟

دو خانے اسکے ایسے بنائے جاتے ہیں جنکے اندر تمام حروف کاغذ کے ٹکڑے ہوتے آجاتے ہیں ، اور تعلیم حروف میں ابجد کے پانچ ست استعمال کیے جاتے ہیں -

(۲) معلمہ بچوں کو بتا رہی ہے کہ ضخامت ، قد ، اور قطر و عرض کی بنیاد پر کیونکر اشیا کو شناخت کیا جا سکتا ہے ؟ موضوع تعلیم یہ ہے کہ قوت لامسہ کے ذریعہ مختلف اشیا کی شکلیں معلوم کی جائیں - طریقہ تعلیم یہ ہے کہ بچے کی آنکھوں پر پٹی باندھ دیتے ہیں اور اسکو کڑی تعلیمی چیز دیر



باہم ملا کر رکھ دیتی ہے اور بچے کو انکے خوشنما و مختلف رنگ کی ترتیب دکھلا دیتی ہے - بچہ جب اچھی طرح دیکھ لیتا تو پھر اس سلسلے کو منتشر کر دیتی ہے اور اس سے کہتی ہے اب اسی طرح تم بھی ملا کر دکھلاؤ - رنگوں کا اختلاف ، انکی باہم آمیزش کی طبیعی خوشنمائی ، انکی ترتیبی حالت کا سہارا ، اسقدر دلچسپ ہوتا ہے کہ بچہ پوری دلچسپی سے انہیں جوڑ کے رکھنے کا شائق ہو جاتا ہے - موضوع تعلیم حساب کا ابتدائی درس ہے - اس رنگین کھیل سے پھر کر خود بخود تعداد اور ابتدائی عشرہ حساب کا علم حاصل ہو جاتا ہے -

کا فطری حسن خود بخود بچے کو اپنی طرف متوجہ کرلیتا ہے ! (۵) اس مرقع میں بالیں جانب کا بچہ رائٹر کلاس رنگ بھر رہا ہے - درمیان میں جو لڑکی بیٹھی ہے وہ لیس بن رہی ہے - تیسری لڑکی بٹن لگا رہی ہے - اس کھیل کا موضوع درس یہ ہے کہ انگلیوں کی مشترکہ حرکت کو ضماً ترقی دی جائے - اس طریق تعلیم میں ریاضی ورزش کی ابتدا انگلیوں سے کرائی جاتی ہے کیونکہ تمام اعمال ید میں انگلیاں ہی اصلی قوت کار ہیں - (۶) لکڑی کے نو ٹکڑے ہیں جنپر مختلف رنگوں میں ایک سے لیکر نو تک کے عدد منقوش ہیں - معلمہ پہلے ان ٹکڑوں کو

پیروں کی نادانستہ ورزش کے لیے یہاں تک کیا جاتا ہے کہ کپڑے پہننا، جوتوں کی لیس باندھنا، ہاتھ منہ دھونا، نہانا وغیرہ وغیرہ تمام کام استانیان اپنی موجودگی میں ان بچوں سے لیتی ہیں۔ جو کام ایسے ہیں جنہیں ہر بچہ خود کر لے سکتا ہے، وہ تو خود کرتا ہے اور جو کام وہ تنہا نہیں کر سکتا، اسمیں دوسرے بچے اسکی مدد کرتے ہیں۔

(طریق کتابت)

یہ اس طریق تعلیم کی اولین منزل ہے۔ عام طور پر ابتدا پڑھانے سے کی جاتی ہے، مگر اس تعلیم میں کتابت قرأت پر مقدم ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ہندوستان کی طرح بچوں کو حرف کی شکلیں بچے دینی جاتی ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ انکے نام، شکل، اور پھر لکھنا، یہ تینوں کام ایک ساتھ ہی کر۔

نہیں، اس تعلیم کی تمام چیزوں کی طرح کتابت کی تعلیم بھی کھلونے ہی کے ذریعہ دی جاتی ہے۔ دھنی کے ٹکڑوں پر ورق سنبادہ (emery paper) کے حروف کٹے ہوئے چسپان ہوتے ہیں۔ یہ حروف بچوں کو دیدیے جاتے ہیں۔ وہ ان سے کھیلتے ہیں۔ کھیل اس انداز سے ترتیب دیے گئے ہیں کہ بچوں کو ان حروف پر لازمی طور پر انگلی پھیرنا پڑتی ہے۔ اس طرح قبل اسکے کہ بچہ قلم اور روشنائی لیکر لکھنے بیٹھے، اسکی انگلیاں ان تمام گردشوں کی عادی ہو جاتی ہیں، جنکی ضرورت حروف کے لکھنے میں پڑتی ہے !!

پھر صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا جاتا، بلکہ جس طرح ہمارے یہاں قدیم طرز تعلیم میں میانجی بچوں کو کٹھن بنائے دیتے ہیں کہ بچے اس پر ہاتھ پھیریں، اسی طرح ان لڑکوں کو بھی بڑے بڑے حروف دیے جاتے ہیں جنکا حروف خالی ہوتا ہے۔ وہ انہیں رنگ بھرتے ہیں۔ جب بچے اچھی طرح حروف کی شکلیں پہچاننے لگتے ہیں تو پھر مرکبات بنائے جاتے ہیں۔

(تعلیم کتابت کی مدت)

مسٹر ہولمز مفتش (انسپکٹر) تعلیمات انگلستان لکھتے ہیں:

” لکھنے کے لیے اس طرح سے تیار ہونے میں ان بچوں کا ذہن مہینے سے زیادہ صرف نہیں ہوتا جنکی عمر ابھی صرف چار ہی سال کی ہے۔ جب یہ مدت گذر جاتی ہے تو وہ روشنائی سے سادہ آواز بسیط مرکبات لکھنا شروع کرتے ہیں۔ اگر مشق جاری رہے تو تین مہینے نہیں گذرنے پائے کہ بچے کا خط نہایت خوشنما ہو جاتا ہے !

جب بچے کو لکھنا آ جاتا ہے تو اسے پڑھنے پر لگایا جاتا ہے۔ پڑھنے میں وہ صرف انہی الفاظ کو نہیں پڑھتا جنکو وہ خود لکھتا ہے، بلکہ اسے ہر قسم کی تحریر پڑھائی جاتی ہے، خواہ وہ مطبوعہ ہو یا قلمی، اور خود اسکی لکھی ہوئی غیر کی۔

بچے کو جس زبان کی تعلیم دی جاتی ہے، وہ اگر ایسی زبان ہے جس میں تمام حروف پڑھے جاتے ہیں، یعنی کوئی حرف بھی سائلینٹ یا غیر ملفوظ نہیں ہوتا، تو اسکے سیکھنے میں بچے کو بہت سہولت ہوتی ہے۔ چنانچہ تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ بچوں کو اطالی زبان انگریزی، فرانس، اور جرمن وغیرہ کی نسبت جلد آ جاتی ہے۔ کیونکہ اطالی میں سائلینٹ (حروف غیر ملفوظ) کا جھگڑا نہیں ہے۔

پڑھنے کی ابتدا مفرد اسماء سے کرائی جاتی ہے۔ اسکے بعد مفرد صفات اور صفات کے بعد جملے بنائے جاتے ہیں۔ تمام الفاظ

کامیاب خوش و خرم اور ناکام کھسیانے ہوئے۔ استانی نے ان ناکام بچوں کو تسلی دی، اور چمکار کے ایک لڑکے سے کہا کہ تمہارا ٹکڑا اس طرح کا مثلاً گول ہے۔ جب گول خانے میں ڈالو گے جب ہی پڑے گا۔ پھر کہا کہ دیکھو اس کیس میں گول خانہ کہاں ہے؟ اس نے تھوڑی دیر تک تلاش کیا، اور اسکے بعد ڈھونڈا، نکالا۔ اس بچے کو کہا کہ اسمیں ڈالو۔ بچے نے جب ٹکڑا ڈالا تو اندر چلا گیا۔ وہ باغ باغ ہو گیا۔ اسی طرح اور بچوں کو بھی بتایا، یہاں تک کہ سبکی شرمساری و ناکامی کامرانی کی مسرت سے بدل گئی، اور اس طرح بغیر کسی باقاعدہ تعلیم کے انہیں ریاضی و اقلیدس کے بڑے مسائل معلوم ہو گئے !

یا مثلاً شکل کے بدلے رنگوں کے باہمی فرق اور انکے نام بتانا مقصود ہیں۔ وہ لکڑی کی رنگیں تختیاں بچوں کے آگے رکھ دیگی اور رنگ برنگ کی ریشمی پٹیاں انکو دیگی کہ ان تختیوں پر باندھ دیں۔ پٹریوں کے دینے میں ایسی ترتیب ملحوظ رکھیگی کہ بندھنے کے بعد ایک عجیب و غریب منظر پیدا ہو جائے۔ بچے اسے دیکھ دیکھ خوش ہونگے، اور اسی سلسلہ میں انہیں ایک ایک رنگ کا نام یاد کرا دیگی !

(لامسہ و سامعہ)

اس طریق تعلیم میں بعض کھیل ایسے ہیں جن سے قوت لامسہ اور قوت سامعہ، دونوں کی ایک ساتھ پرداخت و بالیدگی ہوتی ہے۔ یہ کھیل اندھیرے میں ہوتا ہے۔ اسکے تمام کھلونے پتھریا سی اور وزن دار شے کے ہوتے ہیں۔

فرض کر کہ استانی یہ کھیل کھلانا چاہتی ہے تو وہ ایک بچے کو بلا لگی، اور اسے ایک ایسی میز کے پاس کھڑا کرائیگی کہ اس لڑکے کا ہاتھ ایک طرف سے دوسری طرف جاسکے۔ اسکے بعد اسکی آنکھوں پر پٹی باندھ دیگی، اور اس میز پر پتھر کے چند ٹکڑے جو ایک دوسرے سے وزن اور قد و قامت میں مختلف ہوتے ہیں، بچے کو رکھے جائیں گے کہ انہیں چننے اس طرح رکھ دے کہ جو پتھر جس پتھر سے وزن میں کم ہو وہ اسکے بعد ہی رکھا جائے۔ بچے کی آنکھوں بند، وہ نہیں جانتا کہ کون کونسا کدھر کیا ہے؟ پھر وہ پتھر معلوم کریگا کہ سب سے زیادہ وزندار کون کون ہے اور کدھر کیا ہے؟

استانی بچے کو ہدایت کریگی کہ وہ ان ٹکڑوں کی آواز غور سے سنے۔ ظاہر ہے کہ جوش بہاری ہوگی اسکے کرنے کی آواز بھی بہاری ہوگی، اور جو چیز ہلکی ہوگی، اسکے کرنے کی آواز بھی ہلکی ہوگی۔ اسی آواز سے بچہ نہ صرف ٹکڑوں کی جگہ کو بلکہ انکا وزن بھی معلوم کریگا، اور اگر وہ اسمیں کامیاب نہ ہو تو پھر وہ ٹٹولکے سے کریگا اور دونوں ہاتھوں میں تولکے انکے وزن کو معلوم کریگا۔ غرض اس کھیل میں قوت لامسہ اور قوت سامعہ، دونوں کی تربیت و ترقی ہوتی ہے۔

(جسمانی ورزش)

اس طریق تعلیم میں صرف حواس ہی کی پرداخت و بالیدگی پر توجہ نہیں کی جاتی، بلکہ حواس کے ساتھ ساتھ اعضا و جوارح یعنی ہاتھ پیر وغیرہ کے نشوونما کا بھی بڑا بڑا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

ہر بچے کے کھلونے اور دوسری ضرورت کی چیزیں ایک جگہ قریب سے رکھی ہوتی ہیں۔

لکے لانے کے لیے نوکر نہیں ہوتا۔ بچہ اپنے کھلونے خود ہی لٹا کر لاتا ہے۔ جب کھیل سے فارغ ہو جاتے ہیں تو جہاں سے وہ شے لے گئے ہیں وہیں رکھ آتے ہیں۔ کام کی عادت ڈالنے اور ہاتھ

اسلیے قدرتا اس طریق تعلیم کی کامیابی کا دار و مدار پڑھا والوں کی لیاقت و قابلیت پر ہوتا ہے اور اس کے لیے جس قسم کی نوعیت اور جس مقدار کی قابلیت کی ضرورت ہے وہ اس سے بالکل مختلف اور بہت زیادہ ہے جو عام مدارس کے لیے در ہوتی ہے۔

چنانچہ جس مدرسہ کو بدقسمتی سے قابل استانیوں یا استاد کی کافی تعداد نہیں ملتی اسے مجبوراً بند کر دیا جاتا ہے۔ مرنہ زکھتے ہیں:

”میں نے پانچ مدرسے جو اس طریق تعلیم کے لیے قائم کی گئے دیکھے۔ مگر ان میں سے چار کو کامیاب اور ایک کو ناکام پایا اسکی وجہ مہتممہ کا اس طریقہ کے تفصیلی حالات سے جہل تھی۔ اسکی اصلاح کی بہت کوشش کی مگر بالآخر مدرسہ ہی کر دینا پڑا“

(موانع رواج تعلیم جدید)

قابل استانیوں کے قحط کے علاوہ اس طریق تعلیم کی میں ایک دوسرا سنگ گراں اسکی گرانی بھی ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اسمیں عام طریق تعلیم کی نسبت جگہ زیادہ درکار ہوتی۔ عام تعلیم میں فی بجہ ۹ فیکٹ جگہ کافی ہوتی ہے مگر اسکے کم از کم ۱۵ فیکٹ چاہیے۔ کیونکہ اول تو یہاں بچے آزاد اور مضطرب ہوتے ہیں۔ چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے کے متعلق کسی قسم روک ٹوک نہیں ہوتی۔ دوسرے اس کے لیے ساز و سامان بھی در ہوتا ہے جسکے لیے وسیع جگہ کی ضرورت ہے۔ پھر اسمیں استاد بھی بہت چاہیے کیونکہ ایک استانی مشکل سے بیس لڑکے پڑھا سکتی ہے۔

با این ہمہ امید ہے کہ بہت جلد یہ طریقہ تمام یورپ اور امیر رائج ہو جائیگا۔ کیونکہ یہ اب تجربہ کی حد سے گزر چکا ہے اسکے فوائد منظر عام پر آچکے ہیں۔

(گورنمنٹ ہند اور مسئلہ تعلیم)

لیکن کیا گورنمنٹ ہند بھی اس طریق تعلیم کے فوائد کے بدلے بدبخت ہندوستانیوں تک آئے پہچانے کی کوشش کرے کیا جو گورنمنٹ اپنے تئیں ہندوستان کا تربیت فرما دینا کرتی رہ چند امتحان لینے والی یونیورسٹیوں کو قائم کر کے تمام تربیت سے سبکدوش ہوگئی ہے؟ افسوس کہ اسکے جواب میں ہر موجودہ مایوسی کے سوا اور کچھ نہیں ہے!

مسئلہ اصلاح ندوۃ

بتاریخ ۳ - اپریل جامع مسجد کھل گاؤں میں بعد نماز ایک عام جلسہ مسلمانان کھل گاؤں کا زیر مہارت جناب اب صاحب بی۔ اے بدیں غرض منعقد ہوا کہ ندوہ کی موجودہ کے متعلق قوم کو ترجیح دلائے۔

لائق صدر انجمن نیز جناب حافظ مولوی منظر علی نے بہت ہی اچھے پیرایہ میں ندوۃ العلماء کی سرگذشت اور مقاصد بیان کیے۔ اسکے بعد حسب ذیل تجویزیں باقاعدہ منظور ہوئیں جو بغرض آگاہی قوم روانہ کیجانی ہیں:

(۱) یہ جلسہ طالبائے دارالعلوم ندوۃ العلماء کی استراک نہایت افسوس کی نظر سے دیکھا ہے اور اس نازک وقت بہت ہی غور طلب معاملہ سمجھتا ہے۔

(۲) یہ جلسہ بھی خواہاں قوم سے درخواست کرتا رہ بعد کافی اور غیر جانبدارانہ تحقیقات کے اپنی ترجیح و استقلال ندوہ کی طرف منعطف فرما کر قوم کو متشکور فرمے (۳) یہ جلسہ موجودہ ناظم ندوۃ العلماء سے غیر مطمئن انہیں اس عہدہ کیلئے موزوں نہیں سمجھتا۔

ناچیز شرف الد

کارڈوں پر لکے ہوئے ہیں۔ کارڈ کی بھی شکل ہوتی ہے جو اس پر لکے ہوئے لفظ کے مطابق کی ہوتی ہے۔ مثلاً ایک کارڈ پر لکھا ہوا ہے تو یہ کارڈ خود بھی لکے ہی کی شکل کا ہوگا۔ رقص علی ہذا۔

جب تک مفردات کی تعلیم ہوتی رہتی ہے اسوقت تک ان بچوں کی کتاب بھی کارڈ ہوتے ہیں۔ لیکن جب یہ دور ختم ہو جاتا ہے اور جملوں کا وقت آتا ہے تو ان کارڈوں کے بدلے سیاہ تختے استعمال کیے جاتے ہیں۔ جملے زیادہ تر اکیلے کے سوالات یا احکام ہوتے ہیں۔ استانی اس قسم کے جملے تختے پر لکھے بچوں سے پڑھواتی ہے اور پھر اسکی تعدیل کراتی ہے۔

اس طریق تعلیم میں غیر معمولی کامیابی ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ بچے جنکی عمر ابھی ساڑھے تین برس کی تھی بغیر اسکے کہ وہ ایک منٹ کے لیے بھی یہ سمجھ کر دل گرفتہ ہوں کہ وہ پڑھ رہے ہیں انہوں نے انگریزی لکھنا اور پڑھنا سیکھ لیا!!

یہ کوئی مستثنیٰ واقعہ نہیں بلکہ اس تعلیم کا ایک مسلم نتیجہ ہے۔ چنانچہ مسٹر ہولڈز جنہوں نے اس طریق تعلیم کو نہایت وقت نظر سے دیکھا ہے کہتے ہیں کہ اس تعلیم کے بعد یہ کوئی تعجب انگیز امر نہیں کہ بچہ اسقدر جلد نوشت و خواند سیکھ لیتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ چلتا پھرتا اور بولتا چلتا ہے!

(حساب)

پڑھنے کے بعد حساب کی باری آتی ہے۔ حساب بھی بالکل کھیل ہی کھیل میں سکھایا جاتا ہے۔ میری مرنٹسوری نے بعض ایسے کھیل ایجاد کیے ہیں جنہیں گنتی کا ہونا ناگزیر ہے۔ اس قسم کے کھیلوں کے لیے اس خاتون نے بعض خاص قسم کے کھلونے بھی بنائے ہیں جن پر گنتی لکھی ہوتی ہے۔ یہ کھلونے بچوں کو دیکھے جاتے ہیں اور وہ ان سے کھیلنا شروع کرتے ہیں۔ یہی کھیل گنہیں حساب سیکھا دیتا ہے!

اس طریق تعلیم کا تجربہ اسوقت صرف ان لڑکوں پر کیا گیا ہے جو ابھی طفولیت کے دور میں تھے لیکن امید ہے کہ ان لڑکوں کی تعلیم میں بھی کامیاب ہوگا جو اس منزل عمر سے گزر چکے ہیں۔

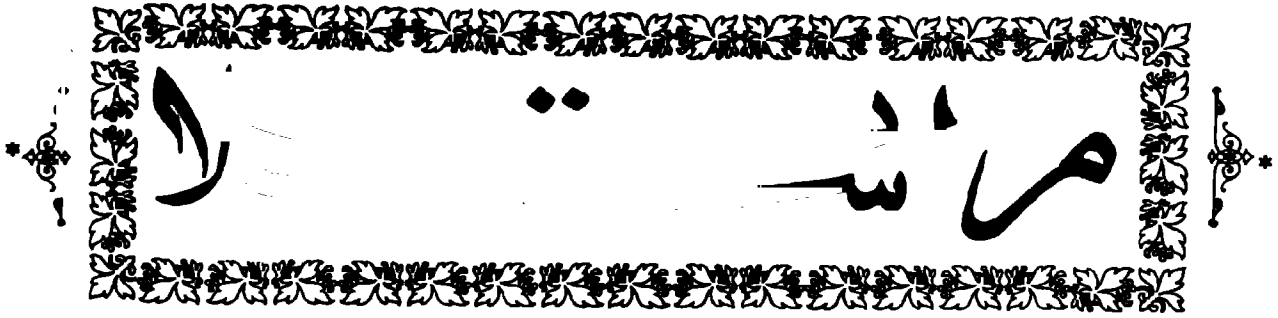
(ملاحظات)

یہاں تک تو فن تعلیم کے متعلق بحث تھی۔ اب ہم چند کلمات استادوں اور استانیوں کے متعلق کہنا چاہتے ہیں۔

عام طور پڑھانے والوں کا قاعدہ ہے کہ جب وہ بچے کو کوئی نئی چیز شروع کرتے ہیں تو پہلے اسے بتا دیتے ہیں پھر اس سے کہتے ہیں کہ اسکی نقل کرے۔ یا اگر دیکھتے ہیں کہ بچہ ایک کام کر رہا ہے مگر اس سے نہیں ہوتا تو فوراً اسکی مدد کرنے لگتے ہیں۔ یا اگر اس نے کرتولیا مگر اسمیں کسی قسم کی غلطی رہ گئی ہے تو خود ہی اسے درست کر دیتے ہیں۔

لیکن اس طریقہ تعلیم کی استانی جب کوئی نئی شے شروع کرانا چاہتی ہے تو اسے مواقع پیدا کرتی ہے کہ بچے کو خود بخود کام کی طرف توجہ ہو۔ جب انکو متوجہ دیکھتی ہے تو منظر رہتی ہے کہ وہ خود بخود اسکو کرنا چاہے۔ البتہ اسوقت اسے یہ محسوس ہوتا ہے کہ بچہ خود نہیں کر سکتا کیونکہ اپنی کوشش ختم کرچکا ہے تو پھر اسوقت بتا دیتی ہے۔

اسی طرح اگر وہ غلطی کرتا ہے تو کوشش کرتی ہے کہ خود اپنی غلطی پر متنبہ ہو جائے۔ اگر نہیں ہوتا تو پھر ٹوکتی ہے اور کوشش کرتی ہے کہ وہ خود ہی اسے درست کر دے۔ جب اسمیں بھی کامیابی نہیں ہوتی تو پھر مجبوراً خود ہی بتا دیتی ہے۔



۱۱ لال:

اردو پریس کی تہذیب

ایک اہم تجویز

صوبہ پنجاب و اگرتہ و اودھ کے اسلامی اخبارات

اس عاجز کا بھی یہ مقصد نہ تھا کہ آپ کو ان اخبارات کی خبر نہیں، لیکن چونکہ آپ نے مطلق نفی سے کام لیا تھا، اس لیے میں نے بھی صرف اثبات ہی کو کافی سمجھا۔

آپ کا یہ خیال کہ ”صوبجات متحدہ سے جو مسلمان اخبارات نکل رہے ہیں ان کا جوہر و عدم برابر ہے“ میرے عقیدے میں اس درجہ افسوس ناک خیال ہے کہ اگر اس کی تغلیط کر دینے کا ارادہ نہرتا تو میں اسے شائع بھی نہ کرتا جیسا کہ آگے چلکر دس بارہ سطریں مجبوراً کات دی ہیں۔ اختلاف رائے دوسری چیز ہے۔ ہر ایک اپنی بصیرت کے مطابق اپنی رائے کو ترجیح دینے یا حق سمجھنے کا پورا حق حاصل ہے۔ مگر دوسروں کی نسبت یہ سمجھ لینے کا کہ ان کا جوہر محض بیکار و لا حاصل ہے، کسی کو حق نہیں پہنچتا۔ صوبجات متحدہ سے جس قدر اخبارات نکل رہے ہیں، وہ بھی مثل تمام اخبارات کے بقدر اپنی طاقت اور سمجھ کے ملک و قوم کی خدمت کر رہے ہیں، اور جب تک صریح واقعات سامنے نہ ہوں اس وقت تک نیٹوں کے لیے عدالت ٹھولنا اور فیصلہ کرنا بہت نازیبا انسانی جسارت ہے۔

بیشک میں نے البشیر اور مشرق وغیرہ کی تعریف کی تھی لیکن اس کے وجوہ بھی لکھ دیے تھے، اور ان اعتبارات سے اب بھی ان اخبارات کو اچھا سمجھتا ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ ان کا جوہر مفید ہے اور وہ اپنی قوت کے مطابق خدمت کر رہے ہیں۔ اسی طرح مسارات، قیصر ہند، مسلم گزٹ، بار دم، یہ تمام اخبارات بھی اسی صوبے سے نکل رہے ہیں، اور میں نہیں سمجھتا کہ آپ کے پاس اس کے لیے کیا وجوہ ہیں کہ انہیں کلیتاً نظر انداز کر دیں؟ میں ان سب میں کچھ نہ کچھ خوبیاں پاتا ہوں، اور ان میں ہر شخص اسی طرح خدمت قوم کی سعی کر رہا ہے جس طرح آپکے پیش نظر اشخاص۔

رہی پالیسی اور اصول نگارش و آراء، تو یہ اپنی اپنی سمجھ ہے اور اپنی اپنی بصیرت۔ جس طرح اور جس قوت سے ایک شخص آپ کو مفید نظر آ رہی ہے، بہت ممکن ہے کہ بالکل اسی طرح دوسرے کو مضر نظر آتی ہو۔ آپ کو چاہیے کہ آپ جس عقیدہ کو حق سمجھتے ہیں اس کا اعلان کیجیے، اس کے مخالف خیالات کا پوری قوت سے رد کیجیے، معروف کی دعوت دیجیے اور منکر سے لوگوں کو بچالیے اور اسمیں کسی کی پررہا نہ کیجیے۔ لیکن یہ اس کے لیے مستلزم نہیں کہ آپ ان کی دوسری خوبیوں سے انکار کر دیجیے یا ان کے جوہر ہی کو کالعدم سمجھ لیں۔

البتہ اگر آپ کے پاس ایسے وجوہ موجود ہیں جن کی بنا پر آپ نیٹوں کو اغراض سے آلودہ پاتے ہیں، تو ایسی رائے رکھ سکتے ہیں، مگر میرے سامنے تو ابھی وہ وجوہ نہیں ہیں۔

رہا اردو پریس کی تنظیم و وحدت کا خیال تو بلا شبہ یہ بہترین خیال ہے۔ متعدد واقعات نے بتا دیا ہے کہ اخبارات کو اشخاص کے ہاتھ میں چھوڑ دینا بہتر نہیں۔ پریس ایکٹ ایک شخص کے پریس کو ضبط کرنے کی جگہ بہتر ہے کہ صدها اشخاص کے مشترکہ مال کو ضبط کرے، اور اس طرح جو کچھ نقصان ہو رہا ہے اس شخص

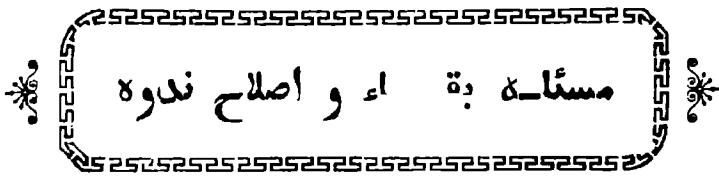
جناب نے ازراہ نرازش نیازمند کی تحریر الہلال جلد حال نمبر ۱۲ میں درج فرما کر جو جواب مرحمت فرمایا ہے، اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے لکھا تھا کہ صوبہ متحدہ مسلمانوں کے بڑے بڑے کاموں کا مرکز ہے مگر یہاں سے کوئی با وقعت اخبار نہیں نکلتا۔ جناب نے اس پر تعجب کیا ہے اور لکھا ہے کہ اخبارات تو نکل رہے ہیں۔ پھر خود ہی یہ رائے دی ہے کہ روزانہ کیلئے کوشش کرنی چاہیے اور بہتر ہے کہ اخبار مشرق یا کوئی اور اخبار روزانہ ہو جائے۔

لیکن گزارش ہے کہ میں اس قدر دنیا سے بے خبر نہیں ہوں کہ مجھے ایک صوبے کے مشہور اخباروں کا حال معلوم نہ ہو اور سمجھتا ہوں کہ وہاں سے کوئی اخبار نہیں نکلتا۔ مجھے معلوم ہے کہ علی گڑھ گزٹ اردو کا سب سے پہلا رقیع اخبار رہیں سے نکلتا ہے۔ البشیر اور مشرق بھی وہیں سے نکلتے ہیں۔ جناب نے ان کی تعریف کی ہے۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو مگر میرا مقصد تو یہ تھا کہ گو بہت سے اخبار نکل رہے ہیں، لیکن ہمارے لیے ان کا جوہر و عدم برابر ہے۔ کوئی آزاد مسلمان اخبار نہیں نکلتا۔ ان سب کی پالیسی کا حال دنیا کو معلوم ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ اس صوبے میں ایک کمپنی قائم کی جائے لیکن اسے نیا اخبار نکالنا چاہیے۔ ایک ہفتہ وار ایک روزانہ۔ ملک میں اب آزاد اخبارات کا کافی ذوق پیدا ہو گیا ہے، اور ازاں قیمت ہو تو کمپنی کو نقصان کا خوف بھی کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ آپ جن اخبارات کو بتلائے ہیں، ان سے مسلمانوں کی موجودہ سیاسی حالت کو نفع نہیں پہنچ سکتا۔ وہ انہیں آگے لیجانے سے قاصر ہیں اور اپنی اغراض کی بنا پر سعی کرتے ہیں کہ ہوسکے تو پھر پیچھے لیچائیں۔ مجھے آپ کا ایسا خیال پڑھ کر سخت تعجب ہوا..... میرا تریہ خیال ہے کہ اب حالت بدل گئی ہے، اور اسلامی پریس کا صرف اشخاص کی قوت پر چھوڑ دینا ٹھیک نہیں۔ چاہیے کہ ہر صوبے میں کمپنیاں کھل جائیں۔ ہر کمپنی ایک روزانہ اور ایک ہفتہ وار اخبار ایک ہی اصول اور پالیسی کے ماتحت جاری کر دے۔ اس طرح تمام مسلمانان ہند ایک ہی طرح کی صدائیں سننے لگیں گے۔ ایسا ہونا کچھ مشکل نہیں ہے۔ جو لوگ زمیندار فتنہ میں بار بار چندہ دیکر اپنی بیداری کا ثبوت دیجئے ہیں، کیا وہ ایک مرتبہ سو پچاس روپیہ دیکر کمپنی میں شریک نہیں ہوسکتے؟

میں پہلے لکھ چکا ہوں اور اب پھر اعادہ کرتا ہوں کہ اگر کمپنی قائم ہو تو صوبجات متحدہ کی کمپنی میں ایک معقول حصہ سب سے پہلے میں خریدونگا۔ جناب اس تجویز پر غور فرمائیں اور اہل الرائے بزرگوں سے مشورہ کریں۔ اگر آپ کا قلم ساتھ دے تو ایسے صدها کلم ہوسکتے ہیں۔

نیاز مند - ن - ح -



مولوی عبدالسلام صاحب کا خط

از جناب مولانا سید فضل الرحمن صاحب حسرت مرہانی

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الہلال - تسلیم !

معاملات ندوہ کے متعلق آجکل تقریباً کل اسلامی اخباروں میں جو بحث جاری ہے باوجود دیگر مشاغل ' راقم حسرت کے بڑی دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کیا - میں اس مرقعہ پر علامہ شبلی یا انکے مخالف گرہ کی تالیف یا تردید کرنا نہیں چاہتا ' لیکن سلسلہ بحث میں در ایک باتیں ایسی پیش آگئی ہیں جنکی نسبت چند کلمے عرض کرنا ضروری معلوم ہوئے ہیں - کیونکہ انکے متعلق میرے خیال میں اسوقت تک کسی نے بے لاگ رائے قائم نہیں کی ہے -

مثلاً مولوی عبدالسلام صاحب ندوی نے اپنے ایک خط میں طلباء ندوہ کو اسٹرائک کرنے کی جو تحریک کی ہے اسے تمام لوگوں نے ' عام اس سے کہ وہ مولوی شبلی صاحب کے موافق ہوں یا مخالف ' حد درجہ مذموم اور قابل ملامت فعل قرار دیا ہے - اور الہلال نے بھی سخت ملامت کی ہے -

مجھکو چونکہ بفضلہ تعالیٰ کسی گرہ سے تعلق نہیں ہے اسلیے بلا خوف تردید و لومۃ لائم اس رائے کا ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ تحریک اسٹرائک کو علامہ شبلی کے ایما سے منسوب کرنے کے سوا باقی اور کوئی بات مولوی عبدالسلام صاحب کے خط میں قابل اعتراض نہیں ہے -

جو لوگ انکی تحریر کو جنوں ' شکایت ' یا فتنہ پرداز قرار دیتے ہیں ' انہیں پہلے یہ بات ثابت کرنا چاہیے کہ بحال مجبوری اسٹرائک کرنا یا اسکی تحریک کرنا کوئی نامعقول فعل ہے - ہم کہتے ہیں کہ زبردست کے مقابلے میں کمزوروں کا اسٹرائک کرنا انکا ایک قدرتی حق ہے جسکو بلا دلیل ناجائز قرار دینے کا کسی شخص کو کوئی منصب حاصل نہیں - اگر کسی کو اس بات کا دعویٰ ہو تو وہ اسے پیش کرائے - اسکا مسکت جواب دیا جائیگا - انشاء اللہ تعالیٰ -

مولوی عبدالسلام صاحب نے اسٹرائک کی جو تحریک کی تھی وہ بالکل صحیح تھی ' اور اگر وہ پختہ کار یا صاحب استقلال ہوتے تو اپنی تحریر پر اطمینان اور صداقت کے ساتھ قائم رہ سکتے تھے - لیکن افسوس کہ اعتراض کی کثرت سے گھبرا کر انہوں نے خود ہی اپنے ایک بالکل جائز فعل کو ناروا تسلیم کر لیا - تحریک اسٹرائک کو مولوی شبلی صاحب کے نام سے منسوب کرنے کو ہم اچھا نہیں کہتے ' لیکن وہ بھی کوئی اسدرجہ مذموم فعل نہیں ہے کہ اسکی بنا پر مولوی عبدالسلام صاحب پر گالیاں کی برچھاڑ کر دی جائے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تحریک اسٹرائک کے متعلق مولوی شبلی صاحب نے کوئی علانیہ ایما نہ کیا ہوگا ' لیکن نعرائے کلام سے ایسا ضرور دریافت ہو سکتا ہوگا کہ مولانا اس تحریک کو قابل اعتراض نہیں سمجھتے ' جیسا کہ اب بھی انکی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بحالت مجبوری اسٹرائک کو جائز قرار دیتے ہیں - پس ایسی حالت میں اپنی تحریک کو پر زور بنانے کے لیے علامہ شبلی کے نام کا حوالہ دے دینا گناہ کبیرہ یا کفر کی حد تک نہیں پہنچتا -

بانت کر برداشت کرے - پھر خیالات کی طوائف الملوکی سے بہتر ہے کہ کم از کم کسی ایک اصول میں تو لوگ متحد ہو جائیں -

(تجویز)

میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب اور سرحدات متعددہ سے اس کام کو شروع کیا جائے ' اور اس طرح کیا جائے کہ جو عمدہ اخبارات اس وقت نکل رہے ہیں ' وہ سب ' یا ان میں سے جو منظور کریں ' ایک خاص قرار دادہ شرط کے ماتحت یک جا ہو جائیں ' اور اعلان کر دیا جائے کہ یہ سب ایک ہی سلسلہ کے اخبارات ہیں - ہر اخبار کوئی خاص خصوصیت اپنے اندر رکھتا ہے - جس شخص کو وہ خصوصیت مطلوب ہو وہ اسی اخبار کو خریدے - کچھ ضرور نہیں کہ وہ ہر معاملہ میں متعدد رائے بھی ہوں - ایسا ہونا ممکن نہیں اور حق پرستی کے ساتھ جائز بھی نہیں - البتہ قرارداد کے مطابق ایک اصول مشترک ان میں ضرور ہونا چاہیے -

مثلاً لاہور میں عمدہ حلقہ اشاعت رکھنے والے اخبارات بہت سے ہیں - اخبار وطن لاہور اسلامی ممالک کے عام حالات ' عربی اخبارات کے اقتباسات ' اور انگریزی جرائد کے عثمانی و مشرقی مراسلہ نگاروں کے تراجم جس کثرت کے ساتھ دیتا ہے کوئی نہیں دیتا ' اور اس شاخ میں وہ سب سے زیادہ دلچسپ ہے - روزانہ پیسہ اخبار ایک عام روزانہ اخبار کی حیثیت سے ہر طرح کا مواد ہم پہنچاتا ہے ' اور تمام روزانہ معاملات پر چھوٹے چھوٹے نوٹ دیتا ہے - زمیندار اپنی خصوصیات معلومہ و شہرہ کے لحاظ سے پوری شہرت رکھتا ہے اور لوگ اسکے بہت گرویدہ ہیں - یہ تینوں اخبار تین مختلف مذاق کی جماعتیں کیلیے ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ باہم رقیب ہوں - جس شخص کو جس طرح کے اخبار کی ضرورت ہو خریدے - یہ سب ایک ایسوسی ایشن کے ماتحت ہو سکتے ہیں -

وطن اور پیسہ اخبار ملک کو تعلیم دیں - زمیندار ملک کی شکایاتیں گورنمنٹ کے آگے پیش کرے -

اگر ہم چاہیں تو سب کچھ کر سکتے ہیں اور بہت تھوڑے سے ایشار کی ضرورت ہے - قوم کی خدمت کا سب کو درد ہے - نہ تو وہ صرف زمیندار کے دفتر میں مقفل ہے ' نہ کارخانہ وطن اور پیسہ اخبار میں ' یہ تمام لوگ اپنے اپنے دائرہ خدمت کو مشخص کر کے بغیر تصادم کے خدمت کر سکتے ہیں -

اسی طرح سرحدات متعددہ کے کچھ اخبار باہم متحد ہو جائیں - پھر آؤ سرحدات کے - لیکن بمبلی ' بنگال ' مدراس ' اور بہار سے اخبارات نہیں نکلتے - وہاں نئے بھی جاری کرنے چاہئیں -

میں سمجھ نہیں سکتا کہ آپ ایسا تعلیم یافتہ اور صاحب اثر بزرگ کیوں علانیہ سعی نہیں کرتا ؟ آپ اپنے صوبے میں کم شروع کر دیں - سب سے پہلے موجودہ اخبارات کے مالکوں سے ملیں اور مشورہ کریں - اگر آپکا مقصد حاصل نہ ہو تو پھر دوسری راہ اختیار کریں - پھر کی چھپائی بہت ارزاں ہے ' اور ایک عمدہ ہفتہ وار اخبار پانچ چھ ہزار روپیے کے ابتدائی سرمایہ سے نکل سکتا ہے -

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ یا (Plan) ہے جو ایک مسلمان انجینئر نے مرقعہ کی پیمائش کر کے پیمانے سے بلایا ہے نہایت دلچسپ مہر کی اور روغنی معہ رول و کھڑا پانچ رنگوں سے طبع شدہ قیمت ۱ روپیہ - علاوہ محصول ۵۰۰ -

منیجر مرقی ہنکی ہاؤس الدین - ضلع کجرات - پنجاب

اور ندرہ کی بہتری کے ذرائع پر غور کریں، تو میرے خیال میں ایسے جلسے کو بے ضرورت یا مضر بنانے سے یہ بہتر ہوگا کہ اس میں شرکت کیجئے، اور صرف انصاف اور اعتدال کے ساتھ مصافحہ اور موافق بیانات کو سن کر ان پر صحیح رائے قائم کیجئے۔

میں یہ بھی ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے دوستانہ تبادلہ خیالات کی کوشش کیجالیگی۔ اگر اسیں بدقسمتی سے کامیابی نہوی تو انصاف کیساتھ رائے قائم کرے (خدا ہمیں اسیں توفیق عطا فرمائے) اصلاح کا مطالبہ کیا جائے گا (بشرطیکہ اسکی ضرورت ہوگی)۔ اور مطالبہ اصلاح کا طریقہ بھی امید ہے کہ معتدل ہی ہوگا۔

میں نہایت افسوس کے ساتھ ان معزز دوستوں سے جن کا یہ خیال ہے کہ قوم کو ندرہ سے مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، اختلاف کرتا ہوں۔ مطالبہ قوم کو کرنیکا پورا حق حاصل ہے جس طرح کہ اس مطالبہ کو قبول کرنے یا نہ کرنے کا ارکان ندرہ کو حق حاصل ہے۔ اگر اسکے عوض یہ کہا جاتا کہ قوم کو ارکان ندرہ کے معجز کرنیکا حق حاصل نہیں ہے تو بے شک میں بھی اسکے ساتھ اتفاق کرتا۔

اس وقت جن بزرگوں کے ہاتھ میں ندرہ کے انتظام کی باگ ہے، وہ سب خدا کے فضل سے مسلمان اور ہمارے اخوان دین ہیں، اور ندرہ کے ساتھ دل چسپی بھی رکھنے والے ہیں۔ اسیلئے ہمیں پوری امید ہے کہ وہ مہربانی فرما کر اصل مسئلہ پر غور کریں گے۔ اور حق پسندی کی راہ کو ہر حال میں ترجیح دیں گے۔

مجھے اس کے ساتھ ہی ان بزرگوں سے جو ۱۰ - مئی سنہ ۱۲ کو دہلی میں تشریف لائینگے، امید ہے کہ وہ بھی فرقہ بندی کے خیالات سے پاک ہونگے اور صرف انصاف اور راستی کی پیروی کریں گے۔ علی گڑھ کالج ہر لحاظ سے باقی اسلامی درسگاہوں میں ایک بہتر کالج ہے جو بہتر انتظام اور بہتر سرمایہ کیساتھ بہتر منظمین کے زیر سایہ چل رہا ہے۔ لیکن میں نہیں سمجھ سکتا کہ اگر اسیں کوئی بات بنیادی اصول کے خلاف ہو تو کیوں قوم کو اصلاحی مطالبہ سے معزوم رکھا جائے جب کہ اس کا تمام سرمایہ قومی سرمایہ ہے؟

حال ہی میں اہل اسلام کے ایک چھوٹے گروہ نے اپنے حقوق کے متعلق مطالبات پیش کرتے ہوئے (یہاں اس بات کا موقع نہیں ہے کہ مطالبات سے بحث کیجئے) ایسی خواہشیں بھی کی ہیں جو کالج کے اندرونی انتظام سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن میرے معزز دوست نواب محمد اسحاق خاں صاحب آنریری سکریٹری نے ان مطالبات کے جواب میں یہ نہیں کہا، اور نہ ابھی تک کسی اہل الرائے نے ایسا ظاہر کیا ہے کہ اہل تشیع کو کوئی حق ان مطالبات کا نہیں ہے۔ بلکہ برخلاف اسکے ان کے مطالبات پر غور ہو رہا ہے، اور کوشش کی جا رہی ہے کہ صحیح مطالبات کو منظور کیا جائے۔ ایسی حالت میں ندرہ کے مطالبات کے متعلق یہ کہنا کہ انکا حق قوم کو حاصل نہیں ہے کم سے کم میرے خیال میں کسی صحیح دلیل پر مبنی نہیں ہے۔

میری رائے میں ۱۰ - مئی کے جلسہ کے متعلق اس وقت کوئی موافق یا مخالف رائے دینے سے یہ بہتر ہوگا کہ اسکی روداد پڑھنے یا اسیں شریک ہونے کے بعد کوئی خیال ظاہر کیا جائے ممکن ہے کہ یہ جلسہ جو اسوقت غیر ضروری سمجھا جاتا ہے ۱۰ مئی کو مفید ثابت ہو۔

اسکے علاوہ مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ دہلی کی انتظامی کمیٹی ارکان ندرہ میں سے بھی ایک جماعت کو دعوت بھیج رہی ہے، اور یہ تجویز اگرچہ ہمارے بعض معزز اسلامی پرچے بھی پیش کر رہے ہیں لیکن خود کمیٹی کا اس سے پہلے بھی خیال تھا۔ امید ہے کہ اس جلسہ میں ہر گروہ کے اصحاب موجود ہونگے، اور ہر ایک گروہ کے بیانات روشنی میں آنے کے بعد جلسہ کوئی مناسب رائے قائم کرے گا۔

بلکہ میرا گمان تو یہ ہے کہ جو لوگ مولوی عبد السلام صاحب کو محض اس بنا پر گالیاں دے رہے ہیں وہ خود اس قسم کے گناہوں کا ارتکاب بارہا کرچکے ہونگے، اور میرا دعوہ ہے کہ غالباً آئندہ بھی ضرور کریں گے۔ مثال کے لیے دہلی مسلم ڈیپوٹیشن کا واقعہ کافی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مختلف خیال لوگوں کو شمول ڈیپوٹیشن کی ترغیب و تحریص میں جو پرائیوٹ خطوط لکھے گئے ہونگے یا زبانی گفتگو کی گئی ہوگی، اسیں اس سے زیادہ دروغ مصلحت آمیز حرف پیش آیا ہوگا۔ اور یقیناً یہ ظاہر کیا گیا ہوگا کہ خود ریسرے کا منشا ہے کہ ایک ایسا ڈیپوٹیشن آئے، یا سر علی امام کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ ریسرے کی یہ خواہش ہے۔ رقص علی ہذا۔

اصل یہ ہے کہ ہم لوگ دوسروں کی اخلاقی کمزوریوں پر طعن کرنے میں بہت بے باک ہیں لیکن خود اسی قسم کی کمزوریوں میں مبتلا ہوجانے کیلئے باندنی تحریک آمادہ رکھتے ہیں۔ مثلاً کیا یہ واقعہ حیرت انگیز نہیں ہے کہ نواب صاحب رامپور کے ڈیپوٹیشن کے متعلق جن جن باتوں پر سنگین سے سنگین اعتراض کیے جاتے تھے، بعینہ اسی قسم کی باتوں کی تائید میں اب جدید دہلی ڈیپوٹیشن کے ضمن میں قومی سے قومی دلائل پیش کیے جا رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حق کی اعانت اور اسپر استقلال کی توفیق اور تلون سے احتراز کا حوصلہ عطا فرمائے۔

دہلی میں ۱۰ مئی

ندوۃ کے اجتماع ۱۰ مئی کا اجتماع

(از حلقہ الہک حکیم محمد اجمل خالص)

۱۰ - مئی کو دہلی میں جو جلسہ ہونے والا ہے، اسے متعلق مختلف قومی جرائد میں موافق اور مخالف بھٹیں ہو رہی ہیں جنہیں میں قومی بیداری کی ایک علامت سمجھتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ کسی مسئلہ میں جب اختلاف ہوتا ہے تو عام طور سے یہ اختلاف کبھی تو واقعات پر کم غور کرنیکی وجہ سے ہوتا ہے، اور کبھی اسلیئے ہوتا ہے کہ دو گروہ جو مختلف خیالات کے ہوتے ہیں، اپنے اپنے نصب العین کی روشنی میں اس مسئلہ کے مختلف پہلوں کو دیکھتے ہیں۔

میں ان سطور میں یہ کہنا نہیں چاہتا کہ ندرۃ العلماء کے اصلاحی جلسہ کے متعلق جو اختلاف ہے، وہ ان دونوں قسموں میں سے کس قسم کا ہے؟ کیونکہ اسے میں آپ کے اخبار کے پڑھنے والوں کھلیے چھوڑتا ہوں، اور سمجھتا ہوں کہ یہی طریقہ زیادہ بہتر اور زیادہ مناسب ہے۔

ندرة العلماء اس لیے قائم کیا گیا تھا کہ اسکے طلبہ ایک اعلیٰ نصاب تعلیم اور اعلیٰ تربیت سے مستفید ہوسکیں، اور اسکے بعد وہ خدمت اسلام کو مختلف ضرورتوں کے لحاظ سے انجام دیسکیں۔ یہ شریف اور اعلیٰ مقصد اس وقت پورا ہو رہا ہے یا نہیں؟ اور اسکے پورا ہونیکی ہندوستان کے اہل اسلام توقع کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کا فیصلہ صرف مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔

گو ندرۃ العلماء کا انتظام پست حالت میں ہو، گو قواعد کی خلاف ورزی بھی اسیں ہوتی ہو، اور گو اسکا مالی انتظام بھی قابل اطمینان نہ ہو، لیکن سب سے زیادہ اس بات کا فکر ہے کہ وہ اپنے اساس سے روز بروز دور ہوتا جاتا ہے، اور اس بات کے خوف کرنیکے وجہ سے پائے جاتے ہیں کہ وہ ایک معمولی مدرسہ کی صورت نہ اختیار کر لے۔ اگر اس خیال سے چند اہل الرائے ایک جگہ جمع ہوں

جام جہاں نما

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھر کی کسی ایک زبان میں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپہ نقد انعام

ایسی کار آمد ایسی دلفریب ایسی فیض بخش کتاب لاکھ روپے کر بھی سستی ہے۔ یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علم قبضے میں کر لے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھ لیں۔ دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیں صرف اس کتاب کی موجودگی میں دیا ایک بڑی بھاری لائبریری (کتابخانہ) کو مول لے لیا۔

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعیات - علم کلیات - علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر فالنامہ - خراب نامہ - گیان سرود - قیامہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلمیں سرور آنکھوں میں نو پیدا ہو بصارت کی آنکھیں را ہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمی اُنکے عہد بعد کے حالات - و انصہری: و تاریخ دائمی - خروشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کھلیے تندرستی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فہرست ' اُنکی قیمتیں ' مقام اشاعت وغیرہ - بھی کھاتہ کے قواعد طرز تحریر اشیا برورے انہار دازی طب انسانی جسموں علم طب کی بڑی بڑی کتابوں کا طر کھینچ کر رکھ دیا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھی ' شتر ' گائے بھینس ' گھوڑا ' کدھا بیڑ ' بکری ' کتا وغیرہ جانوروں کی تمام بیماریوں کا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندوں کی ہوا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام محکمات قرآنین کا جوہر (جن سے ہر شخص کو عمر کا پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فرجدارہ ' قانون مسکرات ' میعاد سماعت رجستری استامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی برلی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اُردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی رہاں جاکر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آج تک نہیں دیکھی نہ سنی ہوئی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہروں کے مکمل حالات رہاں کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے بکے بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے ہیں اسکے بعد ملک برہما کا سفر اور اُس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (رومی راقع ملک برہما) کے تحقیق شدہ حالات رہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں تھوڑے ہی دنوں میں لاکھ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ مہی قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - استریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات رہانکی درس گاہیں سخانی

کلیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفر کا مہمل احوال کرایہ وغیرہ سب کچھ بتلایا ہے - اخیر میں فہرست مطالعہ دنیا کا خاتمہ (طرز تحریر ایسی دلایز کہ پڑھتے ہوئے طبیعت باغ ہر جاے دماغ کے کراڑ کھجالیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگوا اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ با رجود ان خریدوں کے قیمت صرف ایک - روپہ - ۸ - آٹھ معصوداک تین آئے دو جلد کے خریدار کو معصوداک معاف -

نصیر دار گھڑی

کارنتی ۵ سال قیمت صرف چھ روپے

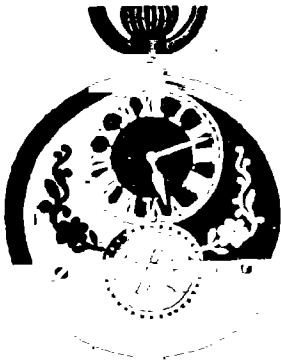
ولایت والوں کے بھی کمال کر دکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے قائل ہر ایک خصوصیت نازنین کی تصویر بنی ہوئی ہے - جو ہر وقت آنکھ منکائی رہتی ہے ' جسکو دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے - قائل چینی کا ہر زہ نہایت مضبوط اور بالدار - مدتوں بگڑنے کا نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمائش کیجئے اگر درست احباب زبردستی چھو نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک متکوا تو درجنوں طلب کر قیمت صرف چھ روپہ -



آٹھ روزہ واچ

کارنتی ۸ سال قیمت ۶ چھ روپہ

اس گھڑی کو آٹھ روز میں صرف ایک مرتبہ چاہی دیکھانی ہے - اسکے ہر زہ نہایت مضبوط اور بالدار ہیں - اور قائل ایسا معجزہ دیتی ہے کہ کبھی ایک ملک کا فرق نہیں پڑتا اسکے قائل ہر سبز اور سرخ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں - بھوں بگڑنے کا نہیں لیتی - قیمت صرف چھ روپے - زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور ہنس میراہ مفت -



چاندی کی آٹھ روزہ واچ - قیمت ۱۰ روپے چھوٹے سائز کی آٹھ روزہ واچ - جو کلائی پر بند ہسکتی ہے مع تسہ چرمی قیمت سات روپے

بجلی کے لیے

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کارآمد لیمپ ' اپنی ولایت سے ہنر ہمارے یہاں آئی ہیں - نہ دبا سلائی کی ضرورت اور نہ نیل بنی کی - ایک لیمپ ہاتھ اپنی جیب میں یا سرخانے رکھو جسوقت ضرورت ہو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے - رات کی وقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی مرنی جانور سانپ وغیرہ کا ڈر ہو فوراً لیمپ روشن کر کے خطر سے بچ سکتے ہو - یا رات کو سوئے ہوئے ابدیم کیوجہ سے اٹھنا پڑے سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیا - پورا نایاب تحفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم ہوگی - قیمت ۱ مع معصود صرف دو روپے ۲ جس میں سفید



سرخ اور زرد تین رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۳ روپہ ۸ آنہ - ضروری اطلاع - علاوہ انکے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں کلائی اور گھڑیوں کی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی ہیں - اپنا پتہ ملک اور خرشتہ لکھیں انکے مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جارہی - جلد منگوا لیں -

منیجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقام تھانہ - ایس - پی - ریلوے

TOHANA. S. P. Ry, (Punjab)

علمی فن : ۵

(۱) - مآثر الکرام - حسان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی کی تصنیف ہے - جس میں ہندوستان کے مشاہیر فقرا و علما کے حالات ہیں - مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ حجم ۳۳۸ صفحہ قیمت ۲ روپیہ -

(۲) - سرآزاد - مآثر الکرام کا دوسرا حصہ ہے - اس میں شعراے متاخرین کے تذکرے ہیں - مطبوعہ رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور - صفحات ۴۲۲ قیمت ۳ روپیہ -

مولانا شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں کہ سرآزاد خاص شعراے متاخرین کا تذکرہ ہے یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھ یہ خصوصیت رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں اعلیٰ درجہ کے ہیں - مآثر الکرام میں ان حضرات مرقیہ کے حالات ہیں جو ابتداء عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوئے -

(۳) گلشن ہند - مشہور شعراے اردو کا نادر و نایاب تذکرہ جس کو زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان گلکرسٹ نے سنہ ۱۸۰۱ء میں میرزا علی لطف سے لکھوایا ہے - بوقت طبع شمس العلام مولانا شبلی نعمانی نے اس کی تصحیح کی ہے اور مولوی عبد الحق صاحب بی - اے - کے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے - جس میں زبان اردو کی ابتدائی تاریخ اور تذکرہ ہذا کے خصوصیات مذکور ہیں - صفحات ۲۳۲ قیمت ایک روپیہ -

(۴) تحقیق الجہاد - ثواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم کی کتاب "کریگل اکسپوزیشن آف دی پاپیولر جہاد" کا اردو ترجمہ - مترجمہ مولوی غلام العسین صاحب پانی پتی - علامہ مصنف نے اس کتاب میں یورپیوں مصنفین کے اعتراض کو رفع کیا ہے کہ مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلا گیا ہے - قرآن حدیث فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور محققانہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم کے تمام غزوات و سرایا و بعثت معصی دفاعی تھے اور ان کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جائے - حجم ۴۱۲ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۵) زرتشت نامہ - قدیم پارسیوں کے مشہور پیغمبر اور رہنما کی سوانح عمری جس کو مشہور مستشرق عالم جیکسن کی کتاب سے اقتباس کر کے مولوی خلیل الرحمن صاحب نے تالیف کیا ہے - صفحات ۱۹۸ - قیمت ایک روپیہ -

(۶) الفاروق - شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کی لاثانی تصنیف جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانح عمری اور ان کے ملکی، مالی، فوجی انتظامات اور ذاتی فضل و کمال کا تذکرہ مندرج ہے - قیمت ۳ روپیہ -

(۷) نعمت عظمیٰ - امام عبدالرہاب بن احمد الشعرانی المتوفی سنہ ۹۷۳ ہجری کی کتاب لواقح الانوار فی طبقات الاخیار کا ترجمہ جس میں ابتداء ظہور اسلام سے دسویں صدی کے واسطہ ایام تک جس قدر مشاہیر فقرا گذرے ہیں ان کے حالات اور زوہد اقوال مذکور ہیں - مترجمہ مولوی عبد الغنی صاحب وارثی قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۸) آثار الصنفیہ - مرحوم سر سید کی مشہور تصنیف جس میں دہلی کی تاریخ اور رہاں کے آثار و عمارات کا تذکرہ مندرج ہے نامی پریس گانپور کا مشہور ادیشن - قیمت ۳ روپیہ -

(۹) قواعد العروض - مصنفہ مولانا غلام حسین قدر بلگرامی - علم عروض میں اس توضیح و تفصیل کے ساتھ عربی و فارسی میں بھی کوئی کتاب لکھی نہیں گئی ہے - اس کے اخیر میں ہندی عروض و قافیہ کے اصول و ضوابط بھی مذکور ہیں اور اس کو شمس العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی نے اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے - حجم ۴۷۴ صفحہ - قیمت سابق ۴ روپیہ - قیمت حال ۲ روپیہ -

(۱۰) - میڈیکل جیورس پرنسپل - یعنی طب متعلقہ مقدمات فوجداری ہے - مترجمہ شمس العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی - اس کا مفصل ریویو الہلال میں عرصہ تک چھپ چکا ہے - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۳ روپیہ -

(۱۱) - تمدن ہند - مرسیر کستا و لہیان کی فرانسیسی کتاب کا ترجمہ - مترجمہ شمس العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی - یہ کتاب تمدن عرب کی طرز پر ہندوستان کے متعلق لکھی گئی ہے - اور

اس میں نہایت قدیم زمانہ سے لیگژ زمانہ حال تک ہندوستان میں جس قدر اقوام گذرے ہیں ان کی تاریخ، تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے حالات لکھے ہیں خصوصاً مسلمانان ہند کا حال تفصیل کے ساتھ مندرج ہے - قیمت (۵۰) روپیہ -

(۱۲) - تمدن عرب - قیمت سابق (۵۰) روپیہ - قیمت حال (۳۰) روپیہ -

(۱۳) - داستان ترکناز ہند - جلد ۵ جس میں مسلمانوں کے ابتدائی حملوں سے دولت مغلیہ کے انقراض تک تمام سلاطین ہند کے مفصل حالات منضبط ہیں - اعلیٰ کاغذ پر نہایت خوش خط چھپی ہے -

حجم (۲۹۵۶) صفحہ قیمت سابق ۲۰ روپیہ - قیمت حال ۶ روپیہ -

(۱۴) - مشاہیر الاسلام - قاضی احمد ابن خلکان کی مشہور عالم کتاب رفاہیات الاعیان کا ترجمہ جس میں پہلی صدی سے ساتویں صدی تک کے مشاہیر علما و فقہاء و محدثین و مورخین و سلاطین و حکماء و فقراء و شعراء و رفاہ و غیرہ کے حالات ہیں - اس کتاب کے انگریزی مترجم مرسیر ڈی سیلان نے ابتدا میں چار عالمانہ مقدمے اور کثیر التعداد حواشی لکھے ہیں - مترجم نے ان کا بھی اردو ترجمہ اس کتاب میں شامل کر دیا ہے - قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۱۵) الغزالی - مصنفہ مولانا شبلی نعمانی - امام ہمام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی کی سوانح عمری اور ان کے علمی کارناموں پر مفصل تبصرہ - حجم (۲۷۲) صفحہ طبع اعلیٰ - قیمت ۲ روپیہ -

(۱۶) جنگل میں منگل - انگلستان کے مشہور مصنف ادیارد کپلنگ کی کتاب دی جنگل بک " کا ترجمہ - مترجمہ مولوی ظفر علی خان بی - اے - جس میں انوار سہیلی کی طرز پر حیوانات کی دلچسپ حکایات لکھی گئی ہیں - حجم ۳۶۲ صفحہ قیمت سابق ۴ - قیمت حال ۲ روپیہ -

(۱۷) دکرہ ارسی - سنسکرت کے مشہور ڈراما نویس کالیداس کے ڈراما لکھن کا ترجمہ - مترجمہ مولوی عزیز میرزا صاحب بی - اے - مرحوم - ابتدا میں مرحوم مترجم نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں سنسکرت ڈراما کی تاریخ اور مصنف ڈراما کے سوانحی حالات مذکور ہیں قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۱۸) حکمت عملی - مصنفہ مولوی سجاد میرزا بیگ صاحب دہلوی - فلسفہ عملی پر مبسوط اور جامع کتاب ہے - جس میں افراد انسانی کی روحانی ارتقا کی تدابیر کے ساتھ ساتھ قوی ترقی اور عزت حاصل کرنے کی اصول و ضوابط بیان کئے ہیں حجم ۴۵۰ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۱۹) افسر اللغات - عربی فارسی کی متداول الفاظ کی کارآمد دیکشنری حجم (۱۲۲۶) صفحہ - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

(۲۰) قرآن السعیدین - جس میں تذکیر و تانیث کے جامع قواعد لکھے ہیں اور کئی ہزار الفاظ کی تذکیر و تانیث بتلائی گئی ہے - قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۲۱) کلیات قدر بلگرامی - جس میں جمیع اصناف سخن کے اعلیٰ نمونے موجود ہیں مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ - حجم (۴۲۰) صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۲۲) دربار اکبری - مولانا آزاد دہلوی کی مشہور کتاب جس میں انبر اور اس کے اہل دربار کا تذکرہ مذکور ہے قیمت ۳ روپیہ -

(۲۳) فہرست کتب خانہ آصفیہ - عربی فارسی و اردو کی کئی ہزار کتابوں کی فہرست جس میں ہر کتاب کے ساتھ مصنف کا نام سنہ وفات - کتابت کا سنہ - تصنیف - مقام طبع و کیفیت وغیرہ مندرج ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان سلف نے علم و فن کے متعلق اخلاف کے لیے کس قدر ذخیرہ چھوڑا - جو لوگ کتابیں جمع کرنے کے شائق ہیں انہیں اس کا مطالعہ کرنا لازمی ہے - حجم ۵۰۰ صفحہ - قیمت ۲ روپیہ -

(۲۴) دبدبہ امیری - ضیاء الملک والدین امیر عبد الرحمن خان غازی حکمران دولت خدا داد افغانستان کی سوانح عمری - مترجمہ مولوی سید محمد حسن صاحب بلگرامی - نہایت خوشخط کاغذ اعلیٰ - حجم (۵۶۲) صفحہ (۸) تصاویر عکسی - قیمت ۴ روپیہ -

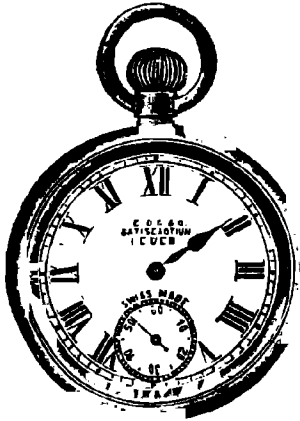
(۲۵) نغان ایران - مسٹر شوستر کی مشہور کتاب " اسٹرننگلگ آف پرسیا " کا ترجمہ - حجم (۵۰۰) صفحہ (۵۰) تصاویر عکسی - قیمت ۵ روپیہ -

الہ آباد ہر عبد اللہ خان بک سیلر اینڈ پبلیشر کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

خریداران الہلال کے لئے خاص رعایت

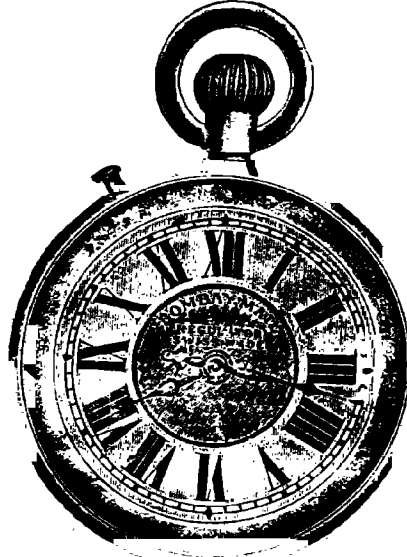


یہ گھڑیاں سویس راج کمپنی کے یہاں اسی قیمت میں ملتی ہیں جو یہاں اصلی قیمت لکھی گئی ہے۔ میری رعایتی قیمت صرف، سوجہ سے ہے کہ میں نے کمیشن سے زیادہ حصہ خریداران الہلال کو دیدیا۔ اسکی قدر اسی طرح ہو سکتی ہے کہ ہر خریدار کم سے کم ایک گھڑی خرید لے۔

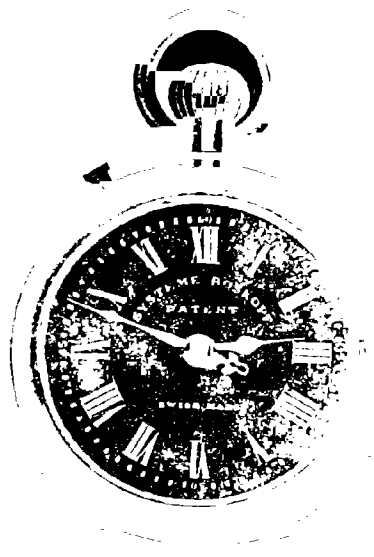


یہ گھڑی نہایت عمدہ اور مضبوط - لیور اسکیمینٹ - اربن فیس -

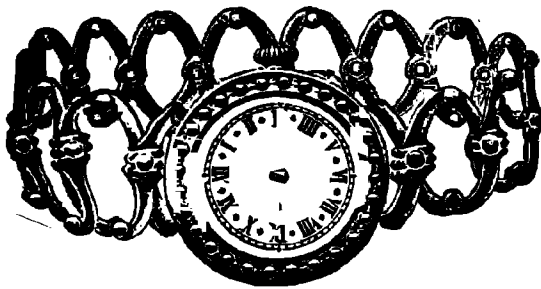
اصلی قیمت ۸ - روپیہ ۱۲ - آنہ رعایتی قیمت ۶ - روپیہ ۶ - آنہ -



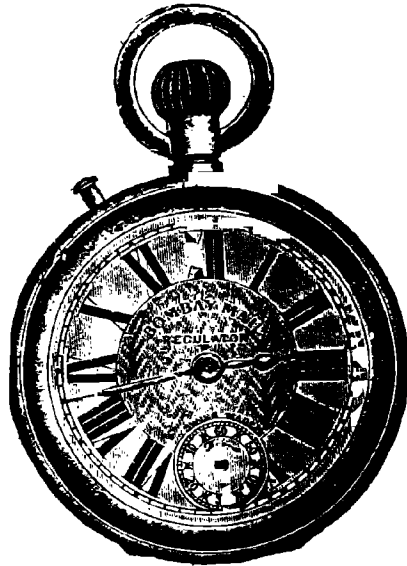
بمبئی میل - سائز ۱۹ - نکل اربن فیس - بلا کنجی - وینڈنگ اکشن - راسکوپ اسکیمینٹ - ۱۳ - انامیل ڈائل - گلاس ڈرم - ہنج باک - پن ہانڈس سٹ اکشن - اسٹامپ ریگولر لیٹر - مع ریلوے انجن کی تصویر ہے - اصلی قیمت ۲ - روپیہ ۱۴ - آنہ رعایتی قیمت ۲ - روپیہ ۲ - آنہ -



سٹم راسکوپ - سائز ۱۸ - بغیر ڈھکنے کے - انامیل ڈائل - مع قبضہ - نکل کیس - بلا کنجی گارنٹی تین سال - اسکے ساتھ ایک اسپرنگ اور گلاس مفت - قیمت اصلی ۲ - روپیہ ۱۴ - آنہ رعایتی ۲ - روپیہ -



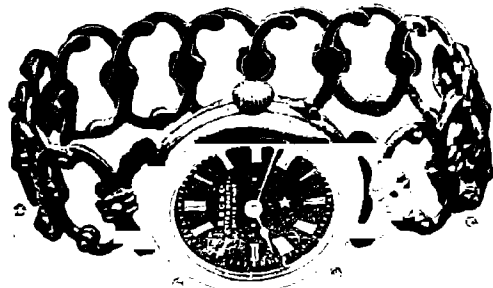
مڈل گرلز کلت اسپانڈنگ راج - برسلس - اربن فیس - تین چوتھالی پلیٹ مور منف سیلنڈر اسکیمینٹ - پن ہانڈسٹ مکانیزم - کیس وینڈنگ اکشن - خوبصورت انامیل ڈائل اسٹیل ہانڈس - بزل سٹ اور مصروفی جواہرات - اسپانڈنگ برسلسٹ بغیر ڈرم - اسٹمپ باک - اصلی قیمت ۷ - روپیہ ۸ - آنہ رعایتی قیمت ۵ - روپیہ -



بمبئی میل - سائز ۱۹ - نکل اربن فیس - بلا کنجی - وینڈنگ اکشن - راسکوپ اسکیمینٹ - ۱۳ - انامیل ڈائل - گلاس ڈرم - ہنج باک - پن ہانڈس سٹ اکشن - اسٹامپ ریگولر لیٹر - مع ریلوے انجن کی تصویر ہے - بالکل نمبر ۳ کی طرح فرق اتنا ہے کہ سکند کی سولین زائد - اصلی قیمت ۳ - روپیہ ۲ - آنہ رعایتی قیمت ۲ - روپیہ ۶ - آنہ -



آربانہ اکسٹرا فلات ڈرس راج - سنہری سرلیں - سائز ۱۸ - اسکر بالانس - لیور اسکیمینٹ - ۱۳ - پن سٹ - ہانڈ اکشن - مڈل سلور ڈائل - سکند اسٹیل ہانڈ - پلیٹ کیس - گارنٹی ۶ سال - مضمحل کے بکس میں مع اکسٹرا اسپرنگ اور گلاس - اصلی قیمت ۶ - روپیہ ۶ - آنہ رعایتی قیمت ۴ - روپیہ ۶ - آنہ

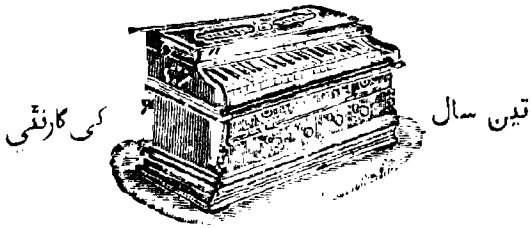


بالکل نمبر ۶ کی طرح بغیر جواہرات - اصلی قیمت ۶ - روپیہ رعایتی قیمت ۴ - روپیہ ۸ - آنہ -

جن فرمایشوں میں الہلال کا حوالہ نہیں ہوگا - اس سے پوری قیمت لیجاویگی - اور آئندہ کسی قسم کی سماعت نہیں ہوگی -

الہلال کے - بی محکمہ - اینڈ کمپنی پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکتہ

سنکاری فلوٹ



تین سال کی گارنٹی
بہترین اور سربیلی آواز کی ہارمونیم
سنگل ریڈ سے تک C یا F سے F تک
قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیہ
قبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیہ
اسکے ماسوا ہر قسم اور ہر صفت کا ہارمونیم
ہمارے یہاں موجود ہے -
ہر فرمایش کے ساتھ ۵ روپیہ بطور پیشگی
آنا چاہیے -

R. L. Day.
34/1 Harkata Lane,
Calcutta.

پچاس برس کے تجربہ کار

ڈاکٹر رائے - صاحب کے - سی - داس کا ایجاد
کردہ - آرا سہالے - جو مستورات کے کل امراض کے
لیے تیر بہدف ہے، اسکے استعمال سے کل امراض
متعلقہ مستورات دمع ہو جاتی ہے اور نہایت
ہی مفید ہے - مثلاً ماہوار نہ جاری ہونا -
دفعاً بند ہو جانا - کم ہونا - بے قعدہ آنا -
تکلیف کے ساتھ جاری ہونا - متواتر یا زیادہ
مدت تک نہایت زیادہ جاری ہونا - اس کے
استعمال سے بانج عورتیں بھی باردار ہوتی
ہیں -
ایک بکس ۲۸ گولیوں کی قیمت ایک روپیہ -

سوا تسہائے گولیان

یہ دوا ضعف قوت کے واسطے تیر بہدف کا
حکم رکھتی ہے - کیسا ہی ضعف کیوں نہ
ہو اسکے استعمال سے اسقدر قوت معلوم ہوگی
جو کہ بیان سے باہر ہے - شکستہ جسموں کو
از سرنو طاقت دیکر مضبوط بناتی ہے اور
طبیعت کو بشاش کرتی ہے -
ایک بکس ۲۸ گولیوں کی قیمت ایک روپیہ
Swasthasahaya Pharmacy,
30/2 Harrison Road, Calcutta.

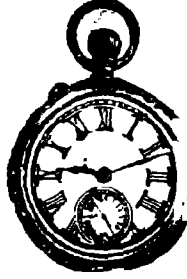
وائٹ

اس دوا کے استعمال سے ہر قسم کا ضعف
خواہ اعصابی ہو یا دماغی یا اور کسی وجہ سے
ہوا ہو دفع کر دیتی ہے اور کمزور قوتی کو
نہایت طاقتور بنادیتی ہے - کل دماغی اور
اعصابی اور دلی کمزوریوں کو دفع کر کے انسان
میں ایک نہایت ہی حیرت انگیز تغیر پیدا
کر دیتی ہے - یہ دوا ہر عمر والے کے واسطے نہایت
ہی مفید ثابت ہوئی ہے - اسکے استعمال سے
کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا ہے سوائے فائدہ کے
قیمت فی شیشی ایک روپیہ

C. Roy, M. A. 36 Dharamtallah Street,
Calcutta.

نصف قیمت پسند نہونے سے واپس

مہرے نئے چالان کی جیب گھڑیاں تھپک وقت دینے



والی اور دیکھنے میں بھی عمدہ
فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک
نصف قیمت میں دی جا رہی ہیں
جسکی گارنٹی تین سال تک ہے لیکن
کی جاتی ہے -

اصلی قیمت سات روپیہ - چودہ

آٹھ اور نو روپیہ چودہ آٹھ نصف -

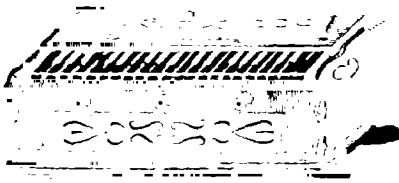
قیمت تین روپیہ پندرہ آٹھ اور چار روپیہ پندرہ آٹھ ہر ایک
گروہ کے ہمراہ سنہرا چین اور ایک فرنٹین این اور ایک
چاقو مفت دیے جائینگے -

کلائی راج اصلی قیمت نو روپیہ چودہ آٹھ اور تیرہ روپیہ
چودہ آٹھ نصف قیمت - چار روپیہ پندرہ آٹھ اور چار روپیہ
پندرہ آٹھ باندھنے کا ذیلہ مفت مایگا -

کمپنیشن راج کمپنی نمبر ۲۰ مدن
متر لین کلکتہ -

Competition Watch Company
No. 20 Madun Mitter Lane, Calcutta.

پسند نہونے سے واپس



ہمارا من مردنی فلوت ہارمونیم سربہ فائدہ عام کے
واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دی جا رہی ہے سوائے
کی لکڑی کی بنی ہے جس سے آواز بہت ہی عمدہ اور بہت
روز تک قائم رہنے والی ہے -

سنگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپیہ اور نصف
قیمت ۱۵ - ۲۰ - ۲۵ اور ۳۵ - روپیہ قبل ریڈ قیمت ۶۰
۷۰ - روپیہ نصف قیمت ۳۵ - ۳۵ - ۳۵ - روپیہ ہے
آواز کے ہمراہ ۵ - روپیہ پیشگی روانہ کرنا چاہیگے -

کمر شیل ہارمونیم فیکٹری لمبر ۱۰/۳
لوئر چیت پور روڈ کلکتہ -

Commercial Harmonium Factory
No 10/3 Lower Chitpur Road
Calcutta

مجید و غریب مالش

اس کے استعمال سے گھڑی ہر وقت بہتر اور بارہ پڑتی
ہو جاتی ہے - اسکے استعمال میں کسی قسم کی تکلیف
نہیں ہوتی - مایوسی مبدل بفرہی کر دیتی ہے
قیمت فی شیشی دو روپیہ چار آٹھ ملکہ معمول ڈاک -



اسکے استعمال سے بغیر کسی تکلیف اور بغیر کسی قسم
کی جلد پر داغ آنے کے تمام روئیں اتر جاتی ہیں -
قیمت تین بکس آٹھ آٹھ ملکہ معمول ڈاک -
آر - پی - گورس

B. P. Ghose, 306, Upper Chitpore Road,
Calcutta.

ہر فرمایش میں الہلال

کا حوالہ دینا ضروری ہے

رینلڈ کی مسٹر بزا ف دی کورت آف لندن

یہ مشہور ناول جو کہ سولہ جلدوں میں ہے ابھی
چھپ کے نکلی ہے اور تھوڑی سی دھلکی ہے - اصلی
قیمت کی چوٹا کی قیمت میں دی جاتی ہے - اصلی
قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ -
لہذا لکھی جلد ہے جسمیں سفیدی حروف کی کثافت
ہے اور ۴۱۶ ہاف ٹون تصاویر ہیں تمام جلدیں
دس روپیہ دی - پی - اور ایک روپیہ ۱۴ آٹھ
معمول ڈاک -

امپیریل بک ڈپوٹ - نمبر ۶۰ سربگپال ملک لین -
بہر بازار - کلکتہ

Imperial Book Depot, 60 Srigopal
Mullik Lane, Bowbazar Calcutta.

یوتن تائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز شفا، یہ دوا
کل دماغی شکایتوں کو دفع کرتی ہے - ہر مردہ دلبر کو نازہ
کرتی ہے - یہ ایک نہایت موثر لائف ہے جو کہ ایکسان مرد
اور عورت استعمال کر سکتے ہیں - اسکے استعمال سے
امضاء رئیسہ کو قوت پھر نہتی ہے - ہستریہ وغیرہ کو بھی
مفید ہے چالیس کو لہذا کی بکس کی قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے بیرونی استعمال سے ضعف بلہ ایک بار کی دفع
ہو جاتی ہے - اس کے استعمال کر کے ہی آپ فائدہ
معمول کرینگے قیمت ایک روپیہ آٹھ آٹھ -

ہائی تارولین

اب نشتر کرانے کا خوف جا تا رہا -
یہ دوا آب نزل - فیل یا دیگر کے واسطے نہایت مفید
ثابت ہوا ہے - موٹ اندرونی و بیرونی استعمال سے شفا
حاصل ہوتی ہے -

ایک ماہ کے استعمال سے یہ امراض بالکل دفع ہو جاتی ہے
قیمت دس روپیہ اور دس دیکے دوا کی قیمت چار روپیہ -

Dattin & Co, Manufacturing Chemist,
Post Box 141 Calcutta.

ہر قسم کے جنون کا محبوب دوا

اسکے استعمال سے ہر قسم کا جنون خواہ
نہتی جنون، مرگی والہ جنون، غمگین رہنے
کا جنون، عقل میں فتور، بے خوابی و
مزمن جنون، وغیرہ دفع ہوتی ہے اور وہ
ایسا معجم رسالہ ہو جاتا ہے کہ کبھی ایسا
کمان تک بھی نہیں ہوتا کہ وہ کبھی ایسے
مرض میں مبتلا نہ ہو -

قیمت فی شیشی پانچ روپیہ علاوہ
معمول ڈاک -

S. C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street,
Calcutta.

جلاب کی گولیاں

یہ

در درالین

ہمیشہ

اپنے

پاس

رکھیں

اگر آپ قبض کی شکایتوں سے پریشان ہیں تو اسکی در گولیاں رات کو سوتے وقت نکل جائیے صبح کو دست خلاصہ ہوگا اور کام کاج کھانے پینے نہانے میں ہرج اور نقصان نہ ہوگا کھانے میں بدمزہ بھی نہیں ہے۔

قیمت سولہ گولیوں کی ایک ڈبہ ۵ آنہ معصوم ڈاک ایک ڈبہ سے چار ڈبہ تک ۵ آنہ

درد سو ریا کی دوا

جب کبھی آپکو درد سر کی تکلیف ہو یا ریا کے درد میں چھت پٹاتے ہوں تو اسے ایک ٹیپہ لگنے ہی سے پل میں آگے پہاڑ ایسے درد کو پانی کر دیگی۔ قیمت بارہ ٹیکونکی ایک شیشی ۶ آنہ معصوم ڈاک ایک سے پانچ شیشی تک ۵ آنہ۔ نرت — یہ دونوں درالین ایک ساتھ منگائے سے خرچ ایک ہی کا پریگا۔

ڈاکٹر ایس کے برمن - نبشتار اچند دت اسٹریٹ کلکتہ

دعوت کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بھار یعنی پڑنا بھار - موسمی بھار - باری کا بھار - پھر کر آنے والا بھار - اور رہ بھار، جسمیں درد جگر اور طحال بھی لاحق ہو، یا رہ بھار، جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو - سرخی سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بھار ہو - یا بھار میں درد سر بھی ہو - کلا بھار - یا آسامی ہو - زرد بھار ہو - بھار کے ساتھ گللیاں بھی ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بھار آتا ہو - ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے اگر قضا پالے کے بعد بھی استعمال کیجئے تو بھوک بڑھ جائے، اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چسلی رچا لگی آجاتی ہے، لہذا اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے - اگر بھار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں، بدن میں سسلی اور طبیعت میں کالہی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا ہیر سے ہضم ہوتا ہو - ٹوہ تمام شکایتیں بھی اسکی استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں۔

قیمت ہر بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ چھوٹی بوتل بارہ آنہ

ہرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے تمام درکار داروں کے ہاں سے مل سکتی ہے (۱۰-۱۱) ہر دھروہرا لٹر

ایچ - ایس - عبد الغنی لیمٹڈ ۲۲۰ ۷۳ د کولر ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

[8]

S. C. MITRA & CO.
بہترین طبیعت اور عمدہ تیاری
ہندوستان میں فرد
کارخانہ
ہائف ٹون - لائن اور ٹین بلانک واسطے
ہزاروں روپیہ صرف کر کے کارخانہ شروع کیا گیا جسکے تمام آلات و سامان اور آلات کی دوائیں گریو پیرسنگ کی ہیں جو دھرمی کو کماؤ کی بنیاد پر بنی ہوئی ہے جسکی ہر چیز کا نوازت کہیں
کارخانہ کی خصوصیت
(۱) وقت مقررہ پر ہر چیز کو تیار کرنا
(۲) کم قیمت
(۳) ہر قسم اور طرح کی غائبی کی ہر طرح کی تیسل کرنا
آپ اپنے اپنے تین تو ایک لائن کو جو چاہیں ہر طرح کی تیسل کرنا
نوٹ: اور غرض کے تمام درکار سامان اور درکار سامان اور درکار سامان
الٹاگر این سی ٹرانزیشن کو نوٹ کرنا
CALCUTTA.



تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چمکا ہی کرنا ہے تو اسکی لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بنا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں بعض نمونہ اور نمائش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم تمدن نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابرین ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی روایتی تیلوں جاکھکر "مروہنی کسم تیل" تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد ملی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاس اور خوشبو کے دہرا ہونے میں لا جواب ہے - اسکی استعمال سے بال خوب کھنے آگئے ہیں - جویں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جھٹکا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے -

تمام دوا فروشیوں اور عطر فروشیوں کے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ معصوم ڈاک -

میں جاکا نئی ملدیا میکسچر اکسیردافع بخار ہشتم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بھار میں مر جاتا کرتے ہیں اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر اور نہ گولی حکیمی اور مفید پلنگ دوا ارزاں قیمت پر کہہ بھٹے بلطبی معورہ کے میسر آسکتی ہے - ہمنے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے اور فروخت کر کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اسکی فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانبیں اسکی بدولت بھی ہیں اور ہم

ڈسٹرکٹ اور سشن جج کے خیالات

مسٹر بی۔ سی۔ مٹر۔ آئی۔ سی۔ ایس ٹریکٹ
ریشن جم ہوکلی و ہوزہ

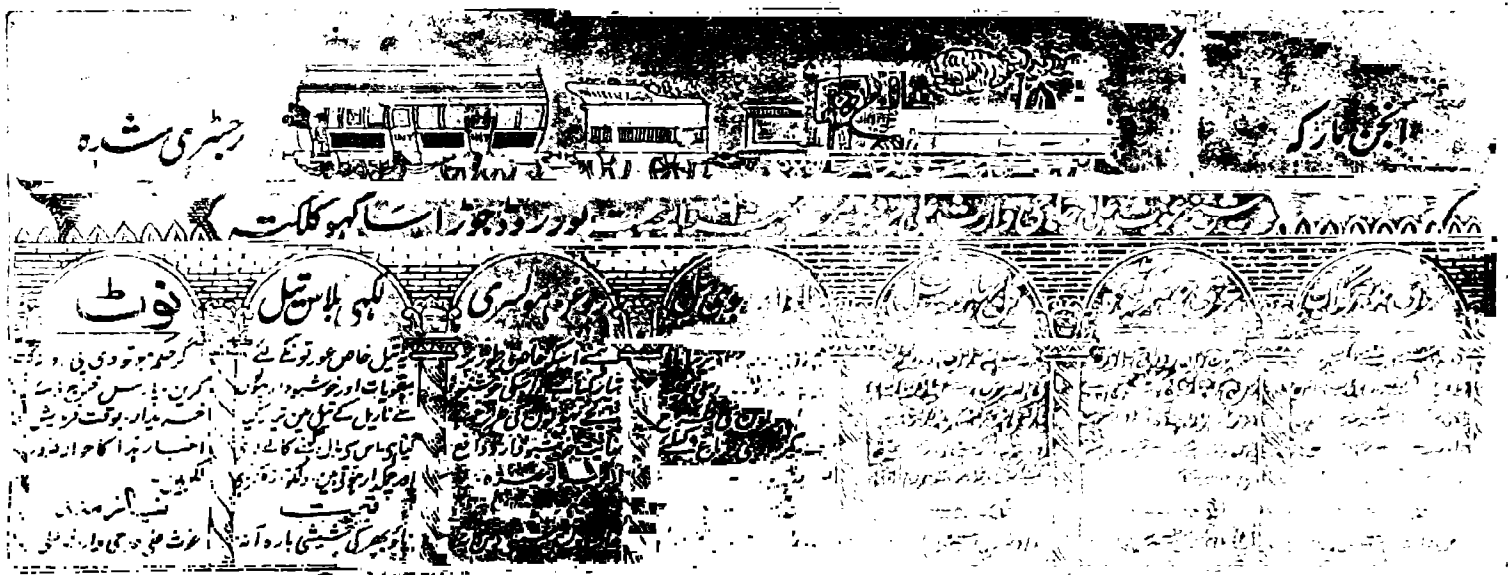
فصل کی کمائی مع اصلی پتھر کی عینک ۳ روپیہ ۸ آنہ ہے ۵ روپیہ تک۔
اصلی رولنگولڈ کی کمائی یعنی سونے کا پترا چھوڑا مع پتھر کی عینک ۷۔
۶ روپیہ سے ۱۵ روپیہ تک محصور وغیرہ ۶ آنہ ۔

(نوٹ) فرمایش میں اخبار کا حوالہ ضرور دینا چاہیے۔
خادم الفقرا فیض احمد محلہ تلیسا جھانسی

توباق طحال — قہد قلی کیلئے اس سے بہتر شاید ہی کوئی
 مرقی ہوگی۔ تب قلی کو بیخ و بن سے نابود کرنے کے بعد یہی جگر اور
 توباق کی اصلاح کرتا ہے۔ قہد قلی شیشی ۱ روکھ ۳ آنہ۔
 ملنے کا پتہ — جی۔ قہم۔ قاسمی انڈیز — شفاخانہ محمودہ
 ملتانوالہ قلعہ کجرات پنجاب



- ایم - اے شکور اینڈ کو نمبر 5/1 ویلسلی اسٹریٹ دھرم تلا کلکتہ -
M. A. Shakoor & Co 5/1 Wellesly Street P. O. Dhurmatala
Calcutta.



لَا تَقْرَأُوا الْقُرْآنَ وَلَا يَتْلُوهُ وَلَا يَذْكُرُ آيَاتِهِ لِيَسْتَعِزَّ بِهِ لَكُمُ الْعَذَابُ أَلِيمٌ

الهلال

تارک ہند
"الهلال" کلکتہ
ٹیلیفون نمبر - ۶۴۸

Telegraphic Address,
"Alhila Calcutta"
Telephone, No. 648

قیمت
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے ۶۵ آء

ایک ہفتہ وار مصور سالہ

میرسنول نورخصوی
اسلامی خط و کتابت کے لئے

مقام اشاعت
۱ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

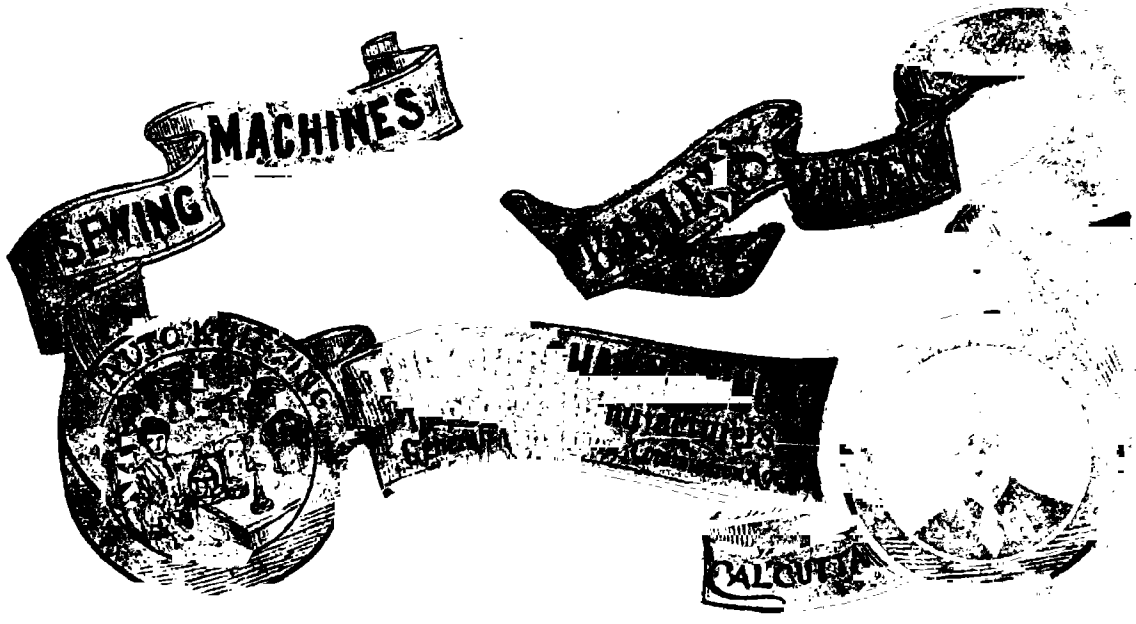
جلد ۸

۱ - چار شنبہ - ۱ جادی الثانی ۱۳۳۲ ہجری

نمبر ۱۸

Calcutta : Wednesday, May, 6. 1914.





ادرسه نیٹنگ کمپنی

—:—

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ هندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور فہل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :—

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بقل کٹنگ (یعنی سپاری تراش) مشین دیگی جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کرلی

یاں نہیں۔

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۵ روپیہ میں خود بانف موزے کی مشین دیگی جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کھل ہے۔

(۳) یہ کمپنی ۶۰۰ روپیہ میں ایک لمبی مشین دیگی جس سے موزہ اور کنجی دونوں تیار کی جاسکے تو اس روپیہ روزانہ

کے کلف حاصل کیجئے۔

(۴) یہ کمپنی آپکی ہنگامی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتی ہے۔

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کٹے ہوئے اور جو ضروری ہوں بعض تاجرانہ نرخ پر مہیا کر دیتی ہے۔ تم ختم ہوا۔ آجے روا نہ کیا

اور کسی سے روپے بھی مل گئے! پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لیے چیزیں بھی بھیج دی گئیں۔

ایچ آئی دو چار بے مانگے سرٹیفکیٹ: حاضر خدمت ہیں۔

—:—

آنریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ):— میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مجھے ان

چیزوں کی قیمت اور اوصاف سے بہت تعجب ہے۔

لی۔ کرنل راؤ پلیٹر۔ (بلائی) میں گنزویلر کے مشین سے آپکی مشین کو ترجیح دیتا ہوں۔

مس کیم کمار دیوی۔ (ندیہ) میں خرسی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک مامرائی آپکی نیٹنگ

مشین سے پیدا کرتی ہوں۔

شمس اللہ! مولانا عطاء الرحمن صاحب کیا فرماتے ہیں؟

—(*)—

ادرسہ نیٹنگ کمپنی کے موزہ پہنچے اور مجھے اس بات پر کہنے میں کوئی تاویل نہیں کہ اسکی بناوٹ یورپ کی ساخت سے کسی

طرح کم نہیں۔ میں نے مشین کو چلائے دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہر شخص باسانی اسے سیکھ سکتا ہے۔

پین ۱۹، ۱۸، ۱۷ اخبارات ہند کی رائے

—*—

ہنگامی — موزہ جو کہ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپنی نے بنائے ہیں اور جو سودیشی میلہ میں نمائش کے واسطے بھیجے گئے تھے

بہت عمدہ ہیں اور بناوٹ بھی اچھی ہے۔ معیت بھی بہت کم ہے اور ولایتی چیزوں سے سرفراز نہیں۔

انڈین ڈیلی نیوز — ادرشہ نیٹنگ کمپنی کا موزہ نہایت عمدہ ہے۔

ہبل المین — اس کمپنی نے ثابت کر دیا کہ ایک شخص اس مشین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کرسکتا ہے۔

اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھ کر افسوس اور کیا ہو سکتا ہے۔

ادرسہ نیٹنگ کمپنی نمبر ۲۶ ایچ۔ گرانٹ اسٹریٹ کلکتہ



بہ: یاسی میں عام جلسہ

مسئلہ ندوہ

۳۰ - اپریل سنہ ۱۹۱۴ء کو مسلمانان راء بریلی کا ایک عام جلسہ ندوۃ العلماء کے موجودہ معاملات پر غور کرنے کیلئے بمقام مسجد دائرہ منعقد ہوا - جس میں ہر طبقہ کے لوگ شریک تھے - یہ تحریک جناب حافظ سید محمد صاحب و بتاؤد جناب منشی حبیب احمد صاحب جناب ایتان علی محمد خان صاحب سردار بہادر - آنریری مسٹر ریت و مدیر مینوسپل بورڈ ورڈیس راء بریلی بالاتفاق صدر جلسہ قرار پائے اور حسب ذیل رزولوشنز پیش ہو کر بالاتفاق پاس ہوئے :

(۱) اس جلسہ کو اس بات کا نہایت صدمہ ہے کہ ایک مذہبی درسگاہ میں ایسا ناگوار واقعہ پیش آیا - یہ جلسہ ان ذمہ دار حضرات سے جنکی کارروائی کا یہ نتیجہ ہے نہایت منہ و التجا کے ساتھ درخواست کرتا ہے کہ حسبہ اللہ اپنی ذاتی خواہشات کو چھوڑ دیں اور معاملہ کو خوش اسلوبی سے طے کر دیں -

محرک - جناب صدر جلسہ

(۲) یہ جلسہ طالب علموں کو مشورہ دیتا ہے کہ اسٹرائک ختم کر دیں اور منتظمین دارالعلوم ندوۃ العلماء سے درخواست کرتا ہے کہ وہ قوم کی موجودہ حالت اور اس بات کا خیال کر کے کہ کسی طالب علم کا نکالنا سخت نقصان کا باعث ہوگا، کل طالب علموں کو بلا استثناء داخل کر لیں اور طلباء کی شکایات و اسباب اسٹرائک کی تحقیقات کے لئے ایک بے تعلق کمیشن مقرر کر دیں -

محرک - جناب شیخ شہاب الدین احمد صاحب وکیل

مرید - جناب شیخ سجاد حسن صاحب ہیڈ کلرک عدالت

سیشن جم

(۳) یہ جلسہ ندوۃ العلماء کی اصلاح کے لئے ضروری سمجھتا ہے کہ ندوۃ العلماء کے معاملات کی تحقیقات کے لئے ایک پبلک آزاد کمیشن بٹھائی جائے -

محرک - جناب شیخ محمد شعیب - بی - اے - ایل - ایل - بی - مرید - جناب حکیم مولوی سید اسرار حسن صاحب چشتی -

(۴) یہ جلسہ ان تمام کارروائیوں پر جو خلاف قاعدہ دستور العمل کی گئی ہیں اظہار افسوس کرتا ہے اور موجودہ نظامت پر جو خلاف قاعدہ دستور العمل رجود میں آئی ہے بے اعتدالی ظاہر کرتا ہے -

محرک - جناب منشی سجاد حسین صاحب -

مرید - جناب منشی حبیب احمد صاحب معانظ دفتر عدالت سشن جم بہادر -

(۳) یہ جلسہ ان تمام بزرگان قوم و اخبارات کا جنہوں نے نیک نیتی سے معاملات ندوۃ العلماء پر بحث کی ہے اور اصلاح ندوۃ العلماء کے خواہشمند ہیں دلی شکر یہ ادا کرتا ہے -

محرک - جناب منشی نعمت خان صاحب

مرید - جناب منشی حبیب احمد صاحب

اطلاع

الہلال کا ایندہ نمبر نہیں نکلیگا

(۱) گواحباب کرام اسے محسوس نہ فرماتے ہوں اور کر الہلال کی مالی حالت کسی ہی کیوں نہ ہو تاہم مجھے دیکھا نہیں جاتا کہ الہلال نکلے اور اسکی صورتی و معنوی خصوصیات میں تھوڑا سا نقص بھی پیدا ہو جائے - یہی وجہ ہے کہ گذشتہ قہالی سال کے اندر متعدد گراں قیمت تغیرات اسکی اندر کیے گئے اور اکثر ایسا ہوا کہ لوگوں کو انکی خبر بھی نہیں دی گئی -

(۲) ٹالپ کی چھپائی میں سب سے بڑا اہم اور گراں مسئلہ حرفت کی خوبی اور خوش سوادگی کا ہے - جس قسم کی خوبی میں چاہتا ہوں وہ چہہ مہینے کے بعد باقی نہیں رہتی - اسی لیے الہلال کا ٹالپ ہر شش ماہی کے بعد بدل دیا جاتا ہے اور آئینک تین مرتبہ بدلا جا چکا ہے - جس ٹالپ میں آجکل الہلال چھپتا ہے یہ گذشتہ نمبر کے آغاز میں لیا گیا تھا - اب پورے چہہ مہینے اسپر گذر گئے -

(۳) گوا اب تک ٹالپ صاف ہے اور غیر دقیق نظر سے کچھ ایسا زیادہ بد نما نہیں ہوا ہے تاہم پچھلا نمبر دیکھ کر میں نے نصلہ کر لیا کہ اب الہلال کو بالکل نئے ٹالپ میں چھپنا چاہیے - پچھلی اشاعت کی بد نمائی و بد خطی کا مجھے سخت رنج ہے -

(۴) نیا ٹالپ ایک ہی مرتبہ نہیں مرتب ہو جانا بلکہ رفتہ رفتہ اسے حسب ضرورت ترتیب دیا جاتا ہے - اقل ایک ہفتہ اسمیں ضرور لگے گا - علاوہ اسکی پریس کا ایک مکان بھی بعض وجوہ سے بدلا گیا ہے اور تمام سامان درجہ ری جگہ رکھا جا رہا ہے - اسکی وجہ سے بھی انتظامات ابتر اور بے نظم ہو رہے ہیں -

ان مجبوریوں کی وجہ سے دفتر ایک ہفتہ کی مہلت کا طالب ہے تا کہ نیا ٹالپ مرتب ہو جائے اور پریس کے انتظامات بھی درست ہو لیں - پس آئندہ ہفتہ کی اشاعت کا قاریوں کرام انتظار نہ کریں - اسکی بعد دو پرچوں کی یکجا ضخامت میں نئے ٹالپ اور نئے انتظامات صورتی و معنوی کے ساتھ انشاء اللہ حاضر ہوگا -

(۵) یہ سچ ہے کہ احباب کرام کو یہ غیر حاضری بہت شاق گذریگی - مجھے ایسے سچے دوستوں اور مخلصوں کے دل کا حال معلوم ہے جنہیں الہلال کے آئے میں ایک دن ہی دیر بھی بہت دکھ پہنچاتی ہے - مگر کیا کروں مجبور ہوں - بری حالت اور مسخ حرفوں میں میں الہلال کے صفحات دیکھ کر سخت صدمہ پہنچتا ہے - اور ایسی حالت میں اسکا نکالنا مجھے برداشت نہیں ہو سکتا - امید ہے کہ ان امور کو پیش نظر رکھ کر جو معذرت کی گئی ہے وہ قبول کی جائیگی - احباب کرام کے ہمیشہ میری کمزوریوں اور معذرتوں کو سنا ہے اور اپنے لطف و کرم سے معاف فرمایا ہے -

(ایڈیٹر)

مسئلہ بقا و اصلاح ندوۃ

مسئلہ اصلاح کے مہمات امور

اتقوا لہ یا ادبی اللباب !

قبل اسکے کہ میں ندوہ کے متعلق بقیہ مسائل و مباحث کو شروع کروں، چاہتا ہوں کہ جو کچھ لکھا جا چکا ہے، اسکا خلاصہ ایک جامع کردہں، تاکہ بیک نظر ارباب فکر و رائے کو معلوم ہو سکے کہ ندوہ کے متعلق کیا کیا امور توجہ طلب ہیں؟

میں ایک حرف نہیں لکھتا جب تک کہ اسکے تمام پہلو میرے سامنے نہیں ہوتے، اور وہ عالم الہدایہ خوب جانتا ہے کہ اپنی غلطی کے اعتراف اور حق کے آگے جھک جائے کیلیے ہمیشہ طیار رہتا ہوں بشرطیکہ حق اپنے تئیں مجھے دکھلا دے۔

الہلال میں ندوہ کے متعلق سلسلہ مضامین گذشتہ جنوری سے شروع ہوا ہے۔ اسکو پورے چار مہینے ہو گئے۔ سب سے پہلا مضمون ۱۶ - جنوری کی اشاعت میں نکلا تھا۔

میں نے اسی لیے ندوہ کے متعلق ابتدا سے جامع بحث کی۔ سب سے پہلے اسکے مقاصد پر نظر ڈالی۔ پھر اسکے تغیرات ماضیہ کی سرگزشت لکھی۔ اسکے بعد اسکے کانسٹی ٹیوشن کو پیش کیا، اور ان نقائص کو دکھلایا جنکی وجہ سے وہ جماعت کی جگہ محض چند اشخاص کے ہاتھوں میں پڑ گیا ہے اور اپنے مقاصد کے حصول سے بالکل محروم ہے۔

پھر اس جماعت کے کاموں پر نظر ڈالی، جو مجلس انتظامیہ کی فرضی نسبت سے اپنے مخفی و شخصی مقاصد انجام دیتی ہے، اور علی الخصوص نئے عہدہ داروں کے تقرر کے مسئلہ کو استحقاق و اہلیت اور قوانین و قواعد، دونوں پہلوؤں سے علی الاعلان باطل قرار دیا۔

جن لوگوں کو مسئلہ ندوہ کے متعلق الہلال کی معروضات سے اختلاف ہے، انکا فرض تھا کہ اس تمام سلسلہ مضامین پر ایک نظر ڈال لیتے جو ندوہ کے مقاصد، اصلاح دینی کی تاریخ، اور خود ندوہ کے گذشتہ حالات کے متعلق نکل چکے ہیں، اور پھر اپنے بیانات میں انہیں ملحوظ رکھتے۔ مدقذ نیٹوں سے اگر بحث کی جائے اور مقصود محض انکار و جھوٹ نہ ہو، تو ایسا ہی ہونا چاہیے۔ نیکی اور انصاف کی طلب ہر انسان کا قدرتی حق ہے۔ مگر افسوس کہ بعض لوگ ایسی باتیں کہہ اٹھتے ہیں جنکے متعلق نہایت تفصیل سے الہلال لکھا چکا ہے اور پھر اسکے دہرانے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو انہوں نے ان مضامین کو نہیں دیکھا ہے۔ یا دانستہ ایسا کر رہے ہیں۔

مثلاً ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اگر یہ مفاسد ندوہ میں موجود تھے، تو مولانا شبلی پر سب سے پہلے الزام آتا ہے کہ کیوں انہوں نے دور نہیں کیا؟

گویا انکے خیال میں اس بارے میں الہلال نے کچھ نہیں لکھا ہے اور اسکے لیے یہ بالکل ایک نئی دلیل قاطع ہے!

ایک دوسرے صاحب کہتے ہیں کہ اگر ندوہ میں خرابیاں تھیں تو یہ کیا بات ہے کہ آج ہی انکا افسانہ سنایا جاتا ہے؟

گویا اس شخص کے خیال میں الہلال نے اسکے رجوہ و اسباب کی نسبت اب تک ایک حرف نہیں لکھا ہے، اور اب ضرورت ہے کہ اسکا جواب دیا جائے!

پھر کہا جاتا ہے کہ جب مولوی عبد السلام کا خط نکل آیا تو اب اسکا جواب کیا ہے؟

کرنا الہلال ندوہ کے جو مفاسد بیان کر رہا ہے، وہ یہ ثابت ہونے کے بعد بالکل معدوم ہو گئے کہ مولوی عبد السلام نے اسے

چہہ سنت مہینے پہلے امٹراٹک کرنے کیلیے خط لکھا تھا!

حقیقت میں یہ بہت ہی افسوس کی بات ہے اور اس سے یہ درد انگیز نتیجہ نکلتا ہے کہ ان لوگوں میں سچائی کی طرف کوئی جنبش نہیں پائی جاتی۔ اگر انہوں نے الہلال کے تمام مضامین نہیں پڑھے ہیں تو انکی غفلت پر افسوس، اور اگر باوجود علم و مطالعہ کے ایسا کر رہے ہیں تو اللہ انکے دلوں کو صداقت کی قدراست کیلیے کھول دے!

(۲)

پھر ان مباحث کے ضمن میں مفاسد ندوہ کی تاریخ، مولانا شبلی کی معتمدی دارالعلوم، اصلاح کی کوششیں، انکی نا کامیابیاں، قوم کو بے خبر رکھنا، مستبدانہ قانون کی وجہ سے مجلس انتظامیہ کا نا قابل مقابلہ ہونا، اندرونی اصلاح کی تمام کوششوں کا نا کام رہنا، تاہم مولانا شبلی کی کمزوری اور باطل پر سکوت، اور اسکے افسوس ناک نتائج کا ظہور، یہ اور اسی طرح تقریباً تمام وہ مطالب جو اب بعض لوگوں کو یاد آئے ہیں، پوری تفصیل و توضیح سے پہلے ہی بیان کر دیے گئے ہیں

اب ایک طالب حق کا کام یہ ہونا چاہیے کہ وہ انہیں پڑھے، اور جن جن مطالب کو جن جن دلائل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، ویسے ہی دلائل سے انکا جواب بھی دے۔ اگر ندوہ کے مقاصد اور مسلمانوں کی اصلاح و تجدید کی بحث ہے، تو وہ بتلائے کہ کیوں وہ صحیح نہیں؟ اگر ندوہ کے مختلف عہدوں کی تاریخ بیان کی گئی ہے تو وہ ثابت کرے کہ بیان کردہ واقعات غلط ہیں اسی لیے انکے نتائج بھی قابل تسلیم نہیں! اگر ندوہ کے نظام و اساس (کانسٹی ٹیوشن) پر بحث کی ہے، تو وہ سچائی اور دلیلوں کی روشنی میں آئے اور دکھلا دے کہ حق و جماعت اور شریعت و قوانین کے نام سے جو کچھ پیش کیا گیا ہے، وہ انہیں صداقتوں کی بنا پر بالکل رد کر دینے اور جھٹلا دینے کا مستحق ہے!

پھر اسی سلسلے میں چند آدمیوں کی ایک جماعت سے قوم کا تعارف کرایا گیا ہے، اور علانیہ اسے اصلاح دینی کے مقاصد صالحہ و اغراض صحیحہ کا منکر و مخالف بتلایا ہے۔ پس اگر یہ سچ نہیں ہے تو وہ ویسے ہی دلائل و استشادات کے ساتھ جیسے کہ اس بیان میں موجود ہیں، اٹھے اور انکی غلط بیانی آشکارا کر دے!

اسکے بعد ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۱۳ء کی کارروائی پر بحث کی ہے جبکہ چند آدمیوں نے جمع ہو کر ندوہ کا انتظام درہم برہم کر دیا اور ایک شخص کو آئندہ کیلیے ناظم مقرر کیا۔ اس بحث کے طے کرنے کیلیے صرف درہم طریقے ہو سکتے تھے: استحقاق و اہلیت اور قواعد و قوانین۔ پس سب سے پہلے استحقاق و اہلیت کی بنا پر بحث کی گئی، اور ندوہ کی نظامت کیلیے ادنیٰ سے ادنیٰ معیار قرار دیکر دیکھا گیا کہ مقرر کردہ ناظم کسی طرح بھی اس خدمت کیلیے موزوں ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس حصہ میں اول سے لیکر آخر تک جسقدر لکھا گیا ہے، صرف اصول اور واقعات کی بنا پر لکھا گیا ہے۔ اسکے بعد قوانین و قواعد کی طرف توجہ کی، اور خود ندوہ ہی کے دستور العمل کو ہاتھ میں لیکر اس کارروائی پر نظر ڈالی، نیز جن جن واقعات کی بنا پر بحث کی، انکا برابر حوالہ دیا۔

پھر ان تمام مباحث کے بعد علانیہ یہ نتیجہ نکالا گیا کہ کسی معیار، کسی اصول، کسی قانون، اور جواز و عدم جواز کے کسی طریق بحث سے بھی جو دنیا میں انسانوں کیلیے ذریعہ حصول صحت اور وسیلہ علم و اطلاع صداقت ہو، یہ کاروائی درست ثابت نہیں ہو سکتی، اور ان تمام واقعات و شہادات اور دلائل صریحہ و براہین واضحہ کی بنا پر جو ان بیانات میں پیش کیے گئے ہیں، از سرتابا باطل اور یکسر ناجائز و کالعدم ہے۔ استحقاق و اہلیت کی بحث میں علم ہے، فضیلت ہے، رافقیہ ہے، تجربہ ہے، اور ان سب سے بڑھکر ایثار نفس و جذبہ خدمت ملک و ملت ہے۔ اسی طرح

اگر یہ سب کچھ سچ نہیں ہے تو کیوں جراتیں مفقود ہو گئی ہیں، صورتیں مستور ہیں، اور زبانیں خاموش؟

(۵)

البتہ کچھ اور لوگ ہیں جو ندرہ کے معاملات کے متعلق لکھتے ہیں۔ میں نے ان کو بھی دیکھا اور خدا جانتا ہے کہ طلب حق اور تلاش جواب کی نظر سے دیکھا، لیکن افسوس کہ انکے پاس بھی ان امور کا کوئی جواب نہیں پایا۔ یہ تمام لوگ زیادہ تر قریب بیانیوں کا شکار ہوئے ہیں، اور اصلیت اسے چھپا دی گئی ہے۔ وہ عموماً انہی باتوں کو لکھنا شروع کر دیتے ہیں جنکو میں پہلے ہی بار بار لکھ چکا ہوں، یا یہ ایسی افسوس ناک غلط بیانیوں کو صحیح سمجھ کر درج کر دیتے ہیں جنکو پڑھ کر سوا اسکے کہ افسوس کیا جائے اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

(۶)

سچ یہ ہے کہ حقیقت اور واقعات کا کوئی جواب نہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا میں کبھی بھی نفس انسانی کو اپنی شرارتوں کی سزا نہیں ملتی۔ مجھے گمنام خطوط کا لکھنا اور گالیاں دینا بالکل بے فائدہ ہے۔ اگر اس سے لکھنے والوں کو کچھ دیر کیلئے خوشی اور راحت مل جانی ہو تو میں انکی خوشی میں خلل ڈالنا پسند نہیں کروں گا۔ دوسروں کی اس خوشی پر مجھے کیوں اعتراض ہو جو میری خوشی کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی؟ تاہم اگر وہ اپنی خوشی کے اس عمدہ ذریعہ کو جاری رکھ کر، ساتھ ہی میری غلطیوں کو ظاہر کرنے اور میری غلط بیانیوں کو واضح کرنے کیلئے بھی ایک سطر لکھ دیتے تو میں انکا سچے دل سے شکر گزار ہوتا۔

میرے اطمینان کیلئے یہ کافی ہے کہ میں جو کچھ لکھ رہا ہوں اسمیں الحمد للہ میرے ضمیر کیلئے کوئی شرمندگی نہیں۔ میں خدا کے رجوع پر ایمان رکھتا ہوں، اور اُسے انسان کے چہرے ہرے رازوں اور دل کے اندر کے بہیدوں کا جاننے والا یقین کرتا ہوں۔ میرے دل میں کاموں کی محبت ڈالی گئی ہے، اور مجھے مضبوط ارادہ اور راسخ اعتقاد بخشا گیا ہے۔ مجھ کو یقین ہے کہ ندرہ ایک مفید کام تھا مگر اسے برباد کیا جا رہا ہے، اور اسکی بربادی مسلمانوں کیلئے درد انگیز ہے۔ پس میں جن لوگوں کو ایسا کرنے والا دیکھتا ہوں، انکی مخالفت کرتا ہوں، اور انسے مسلمانوں کے فوائد کو بچانا چاہتا ہوں۔ اگر اس جذبہ و اعتقاد کے سوا اس کام میں اور بھی کوئی خیال شامل ہے، اور اشخاص کے فوائد کی خباثت اور مت دھرمی اور فساد طبعی کی لعنت کو۔ میں نے حق جوئی کی چادر ڈال کر چھپا دی ہے، تو بہت جلد دینا اسے دیکھ لیگی۔ کیونکہ ناپاکی اور غلاظت کو کیسے ہی خوبصورت درشالے سے چھپا یا جائے، پر وہ زیادہ عرصے تک نہیں چھپ سکتی۔ یا تو ہوا کا جھونکا اسے الٹ دینا یا خود ہی اسکی بدبو لڑکوں سے مٹھری کر دیگی!

(۷)

ہاں، میں اپنے نفس سے دھوکا کھا سکتا ہوں، ازہر میری قوت فیصلہ، مجھے فریب دے سکتی ہے۔ میں ایک عاجز انسان ہوں اور انسان ہی ہمیشہ تھوکر کھاتا ہے۔ لیکن اگر ایسا ہی ہے تو کیوں میری غلطی مجھ پر نہیں کھول دی جاتی؟ اور کیوں مجھے میرے غلط بیانات سے واقف نہیں کر دیا جاتا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مجھے غلطی کے مان لینے میں کوئی شرم نہیں۔ اگر مجھے بتلا دیا جائے کہ میرا یقین غلط اور میرا اعتقاد باطل ہے، تو آج میں نے جن لوگوں کو مفسد اور مغرب سمجھ کر برا کہا ہے، یقین کر رہا کہ کل انہیں مصلح سمجھ کر معافی مانگوں گا، اور انکے ہاتھوں کو بوسہ دوں گا۔ پھر ایسا کیوں نہیں کیا جاتا؟

والعقبۃ للمتقین!

قانون کی بحث میں مسلمہ قواعد مجالس ہیں اور خود ندرۃ العلما کا دستور العمل ہے۔ لیکن فلاں فلاں اور فلاں فلاں واقعات کی بنا پر بغیر کسی تاویل و بحث کے ثابت ہوتا ہے کہ کسی حیثیت سے بھی یہ کارروائی جائز نہیں سمجھی جاسکتی۔ پس اگر اُس طالب حق کو راستبازی کے ساتھ کشف حقیقت اور حصول حق و صداقت کی تلاش ہے، تو چاہیے کہ جن جن دلائل اور واقعات کو پیش کیا گیا ہے اور جن جن اصولوں کے ماتحت نتائج نکالے ہیں، ان سب کو اپنے سامنے لائے اور انکی غلطی کو اسی طرح ثابت کر دے۔

(۳)

کوئی چیز ہر ضرور ہے کہ کسی نہ کسی معیار اور اصول کے ماتحت ہوگی۔ ندرۃ العلما کے کاموں کیلئے بھی کوئی نہ کوئی اصول قرار دینا پڑیگا۔ ان مضامین میں اصول پیش کیے گئے ہیں، اور کارروائی کے جواز و عدم جواز کیلئے معیار سامنے رکھا ہے۔ پس چاہیے کہ ان اصولوں کو غلط ثابت کیا جائے، اور ان معیاروں کے مقابلے میں دوسرے معیار پیش کیے جائیں۔ دنیا میں بھی ایک طریقہ اختلاف اور نزاع کے فیصلہ کرنے کا ہے۔

پھر واقعات کی قوت سب سے بالاتر ہے، اور جب وہ سامنے آجائیں، تو جب تک انکے وجود کا بظاہر نہر جائے، انکے حکم سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ندرہ کے مباحث میں جا بجا واقعات پیش کیے گئے ہیں، اور اسکے تمام صیغوں کے متعلق ابتری و بے قاعدگی کا دعوا مطبوعہ کاغذوں اور پبلک تحریرات میں کیا گیا ہے۔ پس ہر اُس شخص پر جو اصلیت و حقیقت کا جو یاں ہو، فرض ہے کہ یا تو ان واقعات کے واقع ہونے سے علانیہ انکار کرے، یا انکی واقعیت کے آگے نیک رجحان اور سچے مومنوں کی طرح سر جھکا دے۔

(۴)

رہی یہ بات کہ جو کچھ لکھا گیا، اسکا طرز تحریر و الزام سخت تھا یا نرم؟ تو اسکے متعلق مجھے شکایت کرنا لا حاصل ہے، اور میری نسبت یہ رونا بسے نہیں ہے بلکہ آغاز اشاعت الہلال سے ہے۔ اس مسئلہ کو بھی میں الہلال میں اتنی مرتبہ اور اتنی تفصیل سے لکھ چکا ہوں کہ اب زیادہ لکھنا تکلیف دہ اعادہ ہے، اور تعجب ہے کہ لوگ بہت کھڑے سے پہلے تھوڑا سا پڑھ کر یوں نہیں لیتے؟ خواہ اسے کچھ ہی سمجھا جائے لیکن میں ایک یقین بخش بصیرۃ کے ماتحت اپنے اصولوں کو قرار دیکھا ہوں، اور جن لوگوں کو حق اور صداقت کا مخالف یقین کر لیتا ہوں، انکے بارے میں جو کچھ میرے خیالات ہوتے ہیں، خواہ وہ اندرائیں کے پہل سے زیادہ کڑے اور تلوار کے زخم سے زیادہ تکلیف دہ کیوں نہ ہوں، لیکن بغیر کسی نفاق اور ظاہر آرائی کے سچ سچ اور صاف صاف کہہ دیتا ہوں۔ میں نے اپنی بصیرۃ کے مطابق اطمینان کرایا ہے کہ اسلام کا بھی حکم ہے، اور شریعت کے پاک حاملوں اور سچائی کے برگزیدہ نوازوں کی بھی تعلیم رہی ہے۔ جب تک کہ میرے اس عقیدے کی غلطی مجھ پر راضع نہ کر دی جائے، میں اسکے مطابق کام کرنے پر مجبور ہوں، اور کسی اعتراض اور کسی مخالفت سے متزلزل نہیں ہو سکتا: فالحمد لله الذی هدانا لهذا لما كنا لنهتدی لولا ان هدانا الله!

اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر یہ تمام بیانات صحیح نہ تھے، تو جب غیر صحیح باتوں کو اس دعوے اور علانیہ طریقہ سے بیان کیا جاسکتا ہے، تو صحیح باتوں کا ظاہر کرنا تو بالکل ہی آسان تھا؟ اور جب حق پر چلنے والوں کو اس طرح باطل پرست جھٹلا دیسکتے ہیں، تو حق والوں کیلئے تو اپنی حقانیت کا دکھلا دینا کچھ بھی مشکل نہ تھا۔ علی الخصوص ایسی حالت میں جبکہ اسکا علانیہ مطالبہ کیا جائے، اور غلطی پر ٹوکنے والے کیلئے بڑی آرزوں اور التجاؤں سے پکار ہو!

اسدرجہ اصح الحدیث اور کالرحی و القرآن سمجھا جاتا ہے کہ اگر انکو بے اصل کہیے تو لوگ جنگ و جدل کیلئے آستینیں چڑھا لیتے ہیں !

(قصاص و واعظین)

یہ قصاص و رعاظ کئی صدیوں سے مسلمانوں کیلئے سب سے بڑی مصیبت ہیں اور موجودہ عصر جہل نے اس مصیبت کو اور زیادہ عام و شدید کر دیا ہے ۔ نہ تو انہیں قرآن کی خبر ہے نہ حدیث و آثار کی ۔ نہ کتابیں پڑھی ہیں اور نہ علم و فن کی صورت دیکھی ہے ۔ صرف چند قصے اور اشعار یاد کر لیتے ہیں جو یا تو اپنے بزرگوں سے سنتے آئے ہیں یا کسی رعظ کی کتاب میں دیکھ لیتے ہیں !

رعظ کی اصلی قوت دماغ کی جگہ انکے گلے میں ہوتی ہے ۔ ایک مطرب و مغنی کی طرح گانا شروع کر دیتے ہیں ، اور پھر عربی کا ہر غلط سلاط جملہ جو انکی زبان سے نکل سکتا ہے ، بے تکلف اور بے خوف ”حدیث“ کے لقب سے بیان کر دیا جاتا ہے ۔ غریب سننے والے جو موسیقی کے قدرتی قاتر سے پہلے ہی مرعوب ہو چکے ہیں ، شوق اور عقیدت سے سنتے ہیں ، اور انکی تمام خرافات کو حدیث رسول یقین کر لیتے ہیں ! فنعوذ باللہ من شر الجہل و الفساد !

آج اصلی مصیبت یہی ہے کہ قرآن و حدیث ہی اسلامی تعلیم کا اصلی سرچشمہ ہیں مگر انکی صحیح و حقیقی تعلیمات حاصل کرنے کا عوام بیچاروں کے پاس کوئی وسیلہ نہیں ۔ واعظین جاہلین اور قصاص دجالین نے ہر طرف سے انکا معاشرہ کر لیا ہے ۔ علماء حق اول تو قایل ہیں ، پھر جتنے بھی ہیں ، اصلاح عوام کی اصلی تدابیر سے بے پروا :

کار از در گذشتہ و افسوس نکرده کس !

(احادیث احیاء)

آپنے حضرت حجة الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی احیاء علوم الدین کا ذکر کیا ہے ، اور ان احادیث کی نسبت خاص طور پر پوچھا ہے جو بکثرت اسمیں درج کی گئی ہیں ۔ احیاء العلوم ایک ایسی کتاب جلیل و عظیم ہے کہ اگر تاریخ اسلام کی تمام تصنیفات سے صرف اعلیٰ ترین کتابوں کی ایک بہت ہی منتخب فہرست بنالی جائے ، تو بلاشبہ احیاء العلوم ان سب میں ایک خاص ممتاز کتاب ہوگی ۔

تاہم یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر عالم و مصنف کی حیثیت علمی کا ایک خاص دائرہ ہوتا ہے اور اس سے باہر اسکی وہ حیثیت باقی نہیں رہتی ۔ امام مالک محدث تھے اور فقیہ ، لیکن مورخ نہ تھے ۔ پس تاریخ میں انکا قول بمقابلہ مورخ کے ارجح نہوگا ۔ اسی طرح ابن خلدون بہت بڑا مورخ ہے ، لیکن اگر حدیث و فقہ میں اسکی سند دی جائے تو اسے کوئی بھی تسلیم نہیں کریگا ۔ ابن خلدون نے مقدمہ میں لکھ دیا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ کو صرف سترہ حدیثیں معلوم تھیں مگر آپ اسے تسلیم نہیں کرسکتے ۔ ہر فن اپنی بحث و نظر کیلئے ایک خاص جماعت رکھتا ہے اور اسکے خاص خاص اصول ہیں ۔ فن تاریخ کی بحث ہو تو مورخین کی سند لالئے ۔ ادب کے مسائل ہوں تو ائمہ ادب کی طرف رجوع کیجیے ۔ یہ نہ کیجیے کہ بحث و فقہ کی ہو ، لیکن معتبر سمجھیں آپ کسالی اور سیدیہ کو کیونکہ وہ فن انھو میں امام تھے ! اکثر لوگ اس نکتے کو بھول جاتے ہیں اور سخت ٹھوکر کھاتے ہیں ۔

حضرت امام غزالی فلسفہ و لٹام کے ماہر ، منقول و معقول میں تعابیق دینے والے ، تصرف و سلوک کے سب سے بڑے اور سب سے بہتر معبر و ترجمان ، اور علم اسرار الدین کے بہترین ذخیرہ کے جامع ہیں ، مگر محدث نہیں ہیں ۔ محدثین و ارباب نقد نے صاف صاف

[۲]

الہلال

۱۰ - جمادی الاخر ۱۳۳۲ ھ

۱ - ملۃ واجوبتھا

بعض احادیث و ہورہ

موضوعات کی اشاعت

احادیث مندرجہ احیاء العلوم

حضرت مولانا - السلام علیکم - چند احادیث کی صحت و عدم صحت کے متعلق بعض علما سے دریافت کیا لیکن مختلف اور متضاد باتیں کہی گئیں ۔ یعنی اکثر نے تو صحیح کہا اور بعض نے ضعیف ۔ یہ حدیثیں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی احیاء العلوم میں میں نے پڑھی ہیں ، اور اکثر واعظان دین نے بھی بیان کیا ہے ۔ اب جناب سے ملتئم ہوں کہ انکی نسبت محققانہ جواب مرحمت ہو ۔ کیونکہ بعض علما فرماتے ہیں کہ بڑی بڑی مشہور کتابوں میں یہ حدیثیں موجود ہیں جو تمہاری نظر سے نہیں گذریں ۔ آپ جو کچھ فرمائیے اس پر سب سے زیادہ مجھے اعتماد ہے ۔ (اسکے بعد وہ احادیث نقل کی ہیں اور بعض کا صرف مطلب لکھ دیا ہے ۔ چونکہ جواب میں وہ سب آجائینگے اسلئے یہاں مکرر نقل نہیں کی گئیں ۔ الہلال)

خاکسار محمد علی پیش امام و خطیب ۔ از بہار نگر ۔

۲ - لال:

احادیث کی صحت و عدم صحت کا معاملہ بہت نازک اور محتاج علم و نظر ہے ۔ جب تک اس فن عظیم و مقدس سے واقفیت نہ ہو ، اور تمام علوم متعلقہ حدیث پر نظر نہ ہو ، نیز تمام کتب معتبرہ قریب و طبقات محدثین و رواۃ پیش نظر ، و تصدیقات ائمہ فن و طریق تخریج و نقد و درایت کی پوری پوری من الیاب الی المعراب خبر نہ ہو ، اس وقت تک کچھ پتہ نہیں چلتا ۔ محض چند کتب حدیث کا سامنے رکھ لینا اس بارے میں مفید نہیں ۔

آجکل بڑی مصیبت یہ ہے کہ علم و جہل میں کچھ تمیز نہیں رہی ۔ ہر واعظ محدث اور ہر خواندہ زبان محقق ہے ۔ نتیجہ یہ ہے کہ عوام میں اس کثرت سے موضوع و بے اصل حدیثیں مشہور ہو گئی ہیں کہ اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو ایک نئی کتب الموضعات لکھنی پڑے ۔ یہ ایک بڑی آفت ہے اور قریب کی ضلالت دینی کا بہت بڑا سبب قریب ۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر آفت یہ ہے کہ ہر عربی کا جملہ جو کسی واعظ کی زبان سے نکل جائے اور اس نے کتب مواظ و قصص میں پڑھ لیا ہو ،

بہر حال یہ جملہ معنیٰ تو بالکل صحیح ہے، مگر لفظاً حدیث نہیں ہے۔

(۲) مارسعنی ارضی ولا سمالي رلکن رسعنی قلب عبدی المؤمن - یعنی خدا کہتا ہے کہ نہ تو مجھے زمین اٹھاسکی نہ آسمان، مگر میرے مومن بندے کے دل میں میں سما گیا :

در دل مومن بکنجم اے عجب
گر مرا جڑی دران دلہا طلب

معنیٰ یہ جملہ بہت صحیح اور قرآن کریم کی اس آیت کا بیان ہے : انا عرضنا لامانة على السموات والارض والجبال فابدين ان يعملن ما فاشققن منها فعملها الانسان - لیکن حدیث نہیں ہے۔ کسی کا قول ہے - محدثین نے تو اسے اسرائیلیات میں سے شمار کیا ہے۔

(۳) ”گوشت کو چہری سے کاٹ کر لہاے کی ممانعت“ غالباً آپ کا مقصد اس حدیث سے ہوگا : لا تقطعوا اللحم بالسیکین فان ذلك من صنيع الاعاجم - یعنی گوشت کو چہری سے کاٹ کر نہ کھاؤ کیونکہ یہ عجمیوں کی ایجاد ہے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں اسے روایت کیا ہے۔ نیز ابو داؤد نے سنن میں، لیکن امام شریفی لکھتے ہیں :

قال احمد: ليس امام احمد کہتے ہیں کہ یہ حدیث بصحیح وقد كان النبي صحيح نہیں کیونکہ آنحضرتؐ کا ہر کسی بجز من لحم الشاة کے گوشت کاٹنا ثابت ہے۔

پھر اس کی روایت میں ابو معشر ہے اور امام احمد کہتے ہیں کہ ”لیس بشی“ وہ کوئی چیز نہیں۔

(۴) العلم علماں : علم الابدان و علم الاديان - علم دو ہیں : ایک وہ علم جس سے بدن انسانی کا تعلق ہے یعنی فن طب، اور ایک وہ جو شریعتوں اور دینوں کا علم ہے۔

اسکی بھی کوئی اصلیت نہیں۔ ضعیف سے ضعیف سند سے بھی کسی نے روایت نہیں کیا۔ تعجب ہے کہ کیونکر یہ جملہ حدیث مشہور ہو گیا ؟

(۵) ”رجب حدا کا مہینہ ہے اور شعبان پیغمبر کا اور رمضان میری امت کا“

فضائل ایام مشہور میں موضوعات کا بڑا ذخیرہ ہے۔ غالباً آپ کا مقصد اس حدیث سے ہوگا : رجب شہر اللہ و شعبان شہر نبی و رمضان شہر امی فمن صام فی رجب یومین فنه من الفجر ففعل الخ -

لیکن محققین و ثقافت فن نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ اس کے اسناد میں ابوبکر بن الحسن النفاس ہے جو متہم ہے۔ اور کسائی نامی بھی ایک راوی ہے جو مجہول ہے۔

(صلاة التيسيم)

(۶) ”صلاة التيسيم اور اس کے فضائل“

”صلاة التيسيم“ سے مقصود ایک خاص نماز، نفل ہے جو چار رکعتوں میں ختم ہوتی ہے۔ ہر رکعت میں فاتحہ اور سورۃ کے بعد ”سبحان اللہ“ و الحمد للہ“ و لا الہ الا اللہ“ و اللہ اکبر“ پندرہ پندرہ مرتبہ پڑھتے ہیں۔ پھر رکوع اور قنوت اور دونوں سجدوں میں بھی دس دس مرتبہ یہی کلمات پڑھے جاتے ہیں۔ اس طرح ہر رکعت میں ۷۵ مرتبہ کلمۃ تیسیم پڑھا جاتا ہے۔

اس نماز کے متعلق متعدد طرق سے حدیث مروی ہے۔ سب سے زیادہ مشہور دو طریقہ ہیں : ایک حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے، دوسرا ابی رافعؓ کی روایت سے۔ پہلی روایت کو

کہا گیا ہے کہ احیاء العلوم میں اکثر حدیثیں ضعیف، اور بہت زیادہ بے اصل و سند ہیں۔ اسی لیے شارحین احیاء نے ان احادیث کی تخریج میں بڑی محنت اٹھائی، اور صحیح کو ضعیف سے اور حدیث کو غیر حدیث سے الگ کرنا چاہا۔ علامہ ابن تیمیہ کا یہ قول احیاء کی نسبت مشہور ہے :

کلامہ فی الاحیاء غالبہ جید امام غزالی کا اکثر بیان احیاء العلوم لیکن فیہ اربع مواد فاسدة : میں عمدہ اور معتبر ہے الا چار مادة فلسفیه و مادة کلامیہ باتیں جو بطور مواد فاسد کے ترہات صرفیہ و الاحادیث اسمیس شامل ہو گئی ہیں : فلسفیانہ مطالب، کلامیہ انداز،

ترہات صرفیہ، اور موضوع حدیثیں۔

علامہ موصوف کو مسلمان فلسفیوں اور متکلموں کے گروہ سے سخت نفرت تھی، اور انکی غیرت شریعت بعض متصرفین کے ترہات و شطہیات کی سماعت کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی، اس لیے انہوں نے ابتدائی تین چیزوں کو بھی احیاء کا مواد فاسد قرار دیا، مگر درحقیقت یہ بڑے زیادتی سے خالی نہیں۔ البتہ لٹری چیز یقیناً قابل ذکر ہے، یعنی نقل احادیث میں بے احتیاطی۔ حضرت امام ہی پر موقوف نہیں۔ عموماً صرفیاء کرام نے نقل احادیث میں بڑی بد احتیاطیاں کی ہیں، اور یہی سبب ہے کہ انکے مخالفین کو تشدد و تعصب کا زیادہ موقع مل گیا ہے، اور حق یہ ہے کہ محدثین کرام اپنے اس تشدد میں حق بجانب ہیں۔

(کتب موضوعات)

پس آپ احیاء العلوم وغیرہ پر اس بارے میں اعتماد نہ کریں، اور اقل بعض کتب موضوعات ضرور پیش نظر رکھ لیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے حجة الله البالغة میں طبقات حدیث و محدثین پر جو کچھ لکھا ہے بہت نافع ہے۔ محدث ابن جوزی، حافظ سیدوطی، ملا علی قاری، اور امام شریانی کی کتب موضوعات چھپ گئی ہیں، اور ان میں عام زبانوں پر چڑھی ہوئی حدیثوں کا تذکرہ آگیا ہے۔ صاحب سفر السعادة کے تشدد کی اس بارے میں شکایت کی جاتی ہے مگر حقیقت اس کے خلاف ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی شرح سفر السعادة منکرا لیجیے۔ مع رد کے اسکا خاتمہ نظریے گذر جائیگا اور فائدہ بخشے گا۔ شیخ عبد الرحمن بن علی شیبانی کی ”التمیز فی ما یدر علی السنة الناس من الحدیث“ بھی چھپ گئی ہے، اور اسمیں تمام مشہور حدیثوں کی کامل طریقہ پر تخریج کی گئی ہے۔ علامہ ابن تیمیہ اور ابن قیم کی تصنیفات میں بھی اسکا مواد بہت ہے۔ علی الغرض مجمع الفتاویٰ اور مجموعۃ رسائل جلد اول و دوم میں جو حال میں مصر میں چھپ گئے ہیں۔

امام شریانی کی موضوعات میں قدماء کی تمام کتابوں کو ضبط و اعتدال کے ساتھ جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر اسے آپ دیکھ لیں تو عام و مشہور احادیث کے متعلق اچھی بصیرت حاصل ہو جائیگی۔

(احادیث مسئلہ عنہا)

اب میں فرداً فرداً آپنی تحقیق کردہ احادیث کی نسبت عرض کرتا ہوں :

(۱) حب الدنيا راس لل خطیة - یعنی دنیا کی محبت نام خطاؤں کی چیز ہے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں حسن بصریؒ سے روایت کی ہے۔ برنیم حلیۃ الارلیا میں اسے حضرت عیسیٰؑ کا قول کہتے ہیں دیکھو حلیہ ترجمۃ ابوسفیان (مالک ابن دینار کی طرف بھی منسوب ہے۔ علامہ ابن تیمیہ نے اسے جندب البجلی کا قول کہا ہے۔

حکم نماز قصر بحالت امن و راحت

فقہ و حدیث کی ایک بات

ریل کے سفر میں نماز کا قصر کرنا

ایک مستند اور بزرگ عالم نے نماز قصر کے متعلق فرمایا کہ ریل کے سفر میں قصر کرنا جائز نہیں، کیونکہ قصر کا حکم اُس وقت ہوتا تھا جبکہ خوف و جنگ اور شداہد و تکالیف کے ساتھ سفر ہوتا تھا۔ اب ریل کے سفر میں وہ حالت کہاں باقی رہی ہے؟ اسکی نسبت احقر نے جناب سے استفسار کیا تھا۔ جناب نے ارقام فرمایا کہ احادیث صحیحہ سے قصر کرنا ہر حال میں ثابت ہے۔ چنانچہ میں نے اسے بیان کیا۔ لیکن اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ احادیث میں تو اختلاف ہے۔ حضرت عثمان اور حضرت عائشہ کی نسبت ثابت ہے کہ وہ قصر نہیں کرتے تھے۔ اتنے بڑے جلیل القدر اصحاب نے جب قصر نہیں کیا تو پھر کیونکر سنت ہو سکتا ہے؟ میں نے آپ کا حوالہ دیا تو انہوں نے کہا کہ انہیں حدیث کی کچھ خبر نہیں۔ وہ اس بحث سے واقف ہی نہیں ہیں۔ ان کے مقابلے میں ایک اور عالم مصر ہیں کہ قصر کرنا واجب ہے اور ثابت ہے۔ اب احقر نیز یہاں کے مسلمان حیران ہیں کہ کیا کریں؟ امید ہے کہ جناب میری تشفی فرمادینگے اور خط کی جگہ الہلال میں مفصل بحث کریں گے۔

احقر العباد احمد علی

الہلال:

جواب کر چند دفعات میں بالترتیب عرض کرونگا :

(القرآن الحکیم)

(۱) قرآن کریم میں سفر اور خوف کے وقت نماز کے نہ کرنے کا حکم سورہ نساء میں یہ تصریح موجود ہے :
واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوة ان خفتکم ان یقتکم الذین کفروا۔ ان الکافرین کانوا لکم عدوا مبینا۔
اور مسلمانوں ! جب تم جہاد کیلئے سفر کرو اور تم کو خوف ہو کہ نہ پڑھنے میں کانر حملہ کریں گے اور تم پر کچھ گناہ نہیں اگر نماز میں کچھ گناہ دیا کرے۔ بے شک کہ تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

پھر اس کے بعد جنگ اور خوف کی حالت کے متعلق یہ تفصیلاً فرمایا :۔

واذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوة فلتقم طائفة منہم معک ولیاخذوا اسلحتہم فاذا سجدوا فلیکونوا من الذلک ولتات طائفة آخری لم یصلوا فلیصلوا معک ولیاخذوا حذرہم واسلحتہم۔
”اور اے پیغمبر ! جب تم فوج کے ساتھ ہو اور نماز پڑھانے لگو تو اس ترتیب سے نماز پڑھی جائے : پہلے ایک جماع تمہارے ساتھ کھڑی ہو اور اپنے ہتھ لیے رہے۔ جب وہ سجدہ کر چکا تو پیچھے ہٹ جائیں اور دوسرے جماعت جواب تک شریک نہ نہیں ہوئی تھی“ آگے بڑھ کر تمہارے ساتھ نماز میں شریک ہو جائے اور ہوشیار رہے۔ نیز اپنے اسلحہ ہی لیے رہے۔“

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر اور خوف کے حالات میں نماز کر گھٹا کر یعنی قصر کر کے پڑھنا چاہیے۔

ابو داؤد، ابن ماجہ، اور حاکم نے درج کیا ہے۔ دوسری ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے۔ دار قطنی نے بھی حضرت عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

لیکن اس حدیث کے متعلق محققین فن میں اختلاف ہے۔ محدث ابن جوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ حافظ ابن حجر اسکا رد کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ابن عباس والی روایت مضبوط اور شرط حسن پر ہے۔ نیز ابن داؤد نے اسے اسناد ”لاباس“ بہ سے روایت کیا ہے اور فضل بن عباس، ابن عمر، علی ابن ابی طالب، جعفر ابن ابی طالب، ام سلمہ، ان سب سے ررا یتیں موجود ہیں۔ ایسی حالت میں ابن جوزی کا موضوع کہنا کس قدر زیادتی کی بات ہے؟ چنانچہ لکھا ہے کہ ”وقد اساء ابن الجوزی یدکر فی الموضوعات“

علامہ حافظ ابن حجر نے ابن مندہ، خطیب، ابن الصلاح، اور نوری نے بھی اسے صحیح یا حسن قرار دیا ہے اور اسکی تصریح کی ہے۔ تاہم ایک بڑی جماعت محدثین کی اسے ضعیف بھی کہتی ہے اور موضوع کہنے والوں میں ابن جوزی کے علاوہ عقیلی بھی ہیں :

وقال العقیلی : لیس فی صلوۃ التسبیح حدیث یثبت۔
وقال ابن العربی : لیس فیہا حدیث صحیح ولا حسن (الفوائد المجمعۃ للشوکانی)
اور عقیلی نے کہا کہ صلوۃ تسبیح کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔ نیز ابن عربی کہتے ہیں کہ اس بارے میں نہ تو کوئی حدیث صحیح مروری ہے اور نہ حسن۔

حتی کہ حافظ سیوطی الالی میں لکھتے ہیں :

والحق ان طرقہ کلہا ضعیفہ وان حدیث ابن عباس یقرب من شرط الحسن الا انه شاذ لشدة الفردیۃ فیہ وعدم المتابع والشاہد من وجہ معتبر، ومخالفة ہیلتہا لہیلۃ باقی الصلوۃ۔
”اور حق یہ ہے کہ اس حدیث کے تمام طریقے ضعیف ہیں۔ ابن عباس والی حدیث البتہ شرط حسن کے قریب پہنچتی ہے مگر اسمیں بھی یہ کمی ہے کہ شاذ ہے، کیونکہ کمال درجہ اپنے بیان میں فرہ ہے، اور اسکا تابع اور شاہد کوئی نہیں جو کوئی وجہ معتبر رکھتا ہو۔ نیز یہ بات بھی ہے کہ جس نماز کی اسمیں ترکیب بتلائی گئی ہے اسکی صورت باقی نمازوں کے مخالف ہے“

حافظ موصوف کا قول اس حدیث کیلئے سب سے بہتر اور معتدل قول فیصل ہے۔ اسی سے آپ رائے قائم کر لیں۔ رہا صلوۃ تسبیح کا حکم اور فضائل، تو رہ بہر حال ایک نفل نماز ہے اور اس طریق تسبیح سے عبادت کرنا کسی دوسرے نص کا معارض بھی نہیں۔ مختصر یہ کہ اسپر عمل کرنا قابل اعتراض نہیں ہو سکتا !
وہذا هو الحق عندی۔

(بعض دیگر موضوعات : شہ رزہ)

(۷) ”حب الوطن من الایمان“ محبت وطن کی ایمان

میں سے ہے۔

یہ ایک اچھا اور صحیح جملہ ہے، مگر اسے حدیث کہنا بالکل کذب و افتراء ہے۔ کسی خبر معروف سند سے بھی مروری نہیں۔

(۸) ”عندہ ائمی، ہدیہ، بی، ارضیں“ دیری امت کے علماء ایسے ہیں جیسے نبی ارضیں کے نبی۔

بالکل بے اصل ہے۔ حافظ ابن حجر نے صاف لکھ دیا ہے کہ ”اصل لہ“ البتہ ”العلماء ورثة الانبیاء“ کو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

باب ماجاء فی القصر) کہا کہ ہاں ایک عہدہ ۔

صرف صحیحین ہی کو اٹھا کر دیکھ لیجیے ۔ خلفاء اربعہ اور تمام اجلۃ صحابہ کا ہمیشہ ایک عمل اسی پر رہا ۔

مسلم میں بروایت مجاہد حضرت ابن عباس کا قول صاف صاف موجود ہے : فرض اللہ الصلوۃ علی لسان نبیکم فی العشر اربعہ فی السفر رکعتین ، وفی الخوف رکعة - (کتاب صلوۃ المسافر و قصرها)

(حکمت بقاء حکم قصر مع فوت علت)

(۳) البتہ یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ جب قصر کا حکم ایک خاص علت کی وجہ یعنی جنگ و خوف کے سبب سے ہوا تھا ، تو پھر دفع علت کے بعد تیسوں قائم رہا ؟ - آپکے سوال میں اسی پر زور دیا گیا ہے ۔ لیکن قبل اسکے کہ آج اس کی نسبت شبہ پیدا ہو ، خود اسی عہد مقدس میں یہ شبہ پیدا ہوا اور اسکا جواب بھی دیا گیا ۔ یعلیٰ بن امیہ نے یہی سوال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کیا تھا :

عن یعلیٰ بن امیہ قال : قلت لعمر ابن الخطاب : ” لیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ ان خفتکم ان یقتلکم الذین کفروا “ فقد امن الناس - فقال : عجبت مما عجبت فسالت صلی اللہ علیہ وسلم عن ذالک ، فقال : صدقة تصدق اللہ بها علیکم فاقبلوا صدقة - کیا ۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ خدا کا تم پر صدقہ ہے ۔ اسکے بظنی ہرے صدقہ کو قبول کرلو ۔

یہ حدیث میں نے صحیح مسلم سے نقل کی ہے ۔ لیکن نسائی نے بھی اسے یعلیٰ بن امیہ کی روایت سے باختلاف رواۃ مابعد لیا ہے ۔ اصل یہ ہے کہ شریعت کے تمام احکام میں آسانی اور سہولت ملحوظ رکھی گئی ہے ۔ ” الدین یسر “ شریعت حقہ کی بڑی پہچان ہے ۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی کمزوری پر رحم فرماتا ہے تو پھر اسے راپس نہیں لیتا ۔ اس حدیث کا مطلب یہی ہے ۔ کہ حکم جنگ اور خوف کی بنا پر ہوا تھا ، لیکن جب خدا نے آسانی عطا فرمادی تو یہ اسکی بخشش ہے ، اور خدا کی بخشش کو کون ہے جو رد کرنے کی جرات کر سکتا ہے ؟ پروردگار بکرم البسر ولا یرید بکم العسر ! وقال ایضاً سبحانه وتعالى : وما جعل علیکم فی الدین من حرج - انسان کیلئے سچا قانون بھی ہو سکتا ہے جو اسے ضعف ، اسکی مجبوریوں ، اور اسکی طبیعتی کمزوریاں دیکھ کر رعایات کا پورا پورا لحاظ کرے ۔

(حضرت عثمان اور حضرت عائشہ)

(۴) نماز قصر کے متعلق صحابہ کرام کے اس علم اجماع سے صرف حضرت عثمان اور حضرت عائشہ محدثانہ پاسے جاتے ہیں اور بوجہ ناواقفیت و عدم نظر کے بزرگ موصوف نے اس سے احتیاج کیا ہے لیکن اس اختلاف کی حقیقت انہیں معلوم نہیں ۔ اس اختلاف میں بھی پہلا اختلاف معض جزائی ہے ۔

حضرت عثمان کو حالت سفر میں قصر سے اختلاف نہ تھا ۔ مثل حضرات شخین و اجلۃ صحابہ کے وہ بھی قصر کیا کرتے تھے ۔ صحیح مسلم میں عاصم بن عمر کا قول ہے کہ میں نے آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھی ، حضرت ابوبکر کے ساتھ پڑھی ، حضرت عمر کے ساتھ

سفر کی تصریح ” و اذا ضربتم فی الارض “ میں موجود ہے ۔ لیکن چونکہ اسکے بعد حالت خوف و جنگ کا ذکر کیا گیا ہے اسلیے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے سفر سے مقصود خاص بھی سفر ہوگا جو جہاد و قتال کفار کی غرض سے کیا جائے ۔

اس آیت سے ضمایاً یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قصر کی حالت میں دو رکعتیں پڑھنی چاہئیں ، کیونکہ فرمایا کہ ایک جماعت جب سجدہ کرچکے تو مت جائے اور دوسری جماعت آکر پڑھے ۔ ایک سجدہ سے مقصود ایک رکعت ہی ہوگا ۔

نماز کا جب حکم ہوا تو صرف دو رکعتیں ہی فرض ہوئی تھیں ۔ احادیث سے ثابت ہے کہ ہجرت تک آنحضرت نماز مغرب کے سوا اور تمام نمازیں دو دو رکعت پڑھتے تھے ۔ ہجرت کے بعد چار رکعت قرار دی گئی ۔ پس چونکہ اصل نماز کی دو رکعت تھی ، اور اصل کسی حالت میں بھی ساقط نہیں ہو سکتی ، اسلیے جنگ اور خوف کے وقت میں بھی وہ قائم رہی ۔

چنانچہ عمرہ بن زبیر کی روایت سے حضرت عائشہ کا قول مشہور ہے :

فرضت الصلوۃ رکعتین رکعتین نماز در اصل دو دو رکعتیں ہی فی العشر اربعہ ، فاقرت صلاۃ فرض ہوئی تھی ۔ لیکن اسکے السفر و زید فی صلاۃ العشر بعد وہ سفر کی حالت میں (صحیح مسلم کتاب صلاۃ قرار پائی اور قیام کی حالت المسافریں صفحہ ۲۵۷) میں زیادہ ہو گئی ۔

معلوم ہوتا ہے کہ جن بزرگ نے آپسے نماز قصر کی نسبت کہا ہے ، انکی نظر صرف اس آیت ہی کے طرف ہے ، اور بلاشبہ یہ درست ہے کہ قصر کا حکم جنگ اور خوف ہی کی وجہ سے ہوا ، کیونکہ لڑائی کے عالم میں زیادہ عرصے تک نماز میں مصروف رہنا ہوشیاری اور حفاظت کے خلاف تھا ۔

لیکن جو نتیجہ انہوں نے اس سے نکالا ہے ، وہ کسی طرح صحیح نہیں ۔

(سنۃ ثابتہ اور آثار صحیحہ)

(۲) بلاشبہ اس آیت میں جنگ اور خوف کی حالت کا ذکر اور حکم ہے ، لیکن یہ بھی بالکل قطعی اور یقینی طور پر احادیث و آثار سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ سفر کی حالت میں نماز قصر پڑھی ، گو وہ سفر امن اور بغیر جنگ ہی کے ہو ۔ کبھی بھی چار رکعت پڑھنا اُن سے ثابت نہیں ۔ اسی طرح خلفاء اربعہ کی نسبت بھی ثابت ہے کہ انہوں نے ہمیشہ اور ہر طرح کے سفر میں قصر کیا ، اور یہ امر اس درجہ حد تواتر و شہرت تک پہنچا ہوا ہے ، اور صدر اول و عہد صحابہ کا تعامل اس درجہ متیقن ہے کہ اس سے انکار کرنا کسی طرح ممکن نہیں ۔ اور جس شخص نے ایک نظر بھی کتب حدیث پر ڈالی ہے وہ اسکی کبھی جرات نہیں کر سکتا ۔

یہ معراج ستہ کے ابواب صلاۃ میرے سامنے ہیں اور اسکے شواہد کثیرہ سے لبریز ہیں ۔ پھر قول جمہور بھی اسی کا مرید ہے ، اور تمام ائمہ و فقہاء کا بھی یہی مذہب ہے ۔ میں کتنی حدیثیں نقل کر رہا ہوں ، اور ایک صریح اور مسلم بات کیلئے دلائل تلاش کرنے سے کیا فائدہ ؟ حضرت انس ہی کی روایت اس بارے میں کافی ہے اگر وہ حدیث کے طالب ہیں :

خرجنا مع البز (صلعم) ہم آنحضرت (صلعم) کے ساتھ مدینہ سے من المدینۃ الی مکة مکہ روانہ ہوئے ۔ وہ برابر دو دو رکعت نماز پڑھتے رہے ۔ یہاں تک کہ مکہ میں قیام کر کے پھر مدینہ واپس پہنچ گئے (یعنی مدینہ آئے تک یہی حالت رہی ۔ یحییٰ بن ابی اسحاق رازی نے پوچھا کہ مکہ میں کچھ قیام بھی کیا تھا ؟ عشر (بخاری جزہ ثانی

عائشہ نے بھی اسکی تائید کر لی تھی جیسی کہ عثمان نے کی تھی۔ عروہ نے قول میں حضرت عائشہ کی تائید کر حضرت عثمان کی تائید سے تشبیہ دی ہے۔ یہ تشبیہ نفس تائید میں بھی ہو سکتی ہے کہ جس طرح حضرت عثمان نے قصر الصلوٰۃ بمنی میں تائید کی تھی، ویسی ہی حضرت عائشہ نے نفس مسئلہ قصر میں بھی کی۔ اور اسی طرح مسئلہ قصر میں بھی ہو سکتی ہے کہ جس طرح حضرت عثمان نے تائید کر کے منی میں قصر ترک کر دیا تھا، اسی طرح حضرت عائشہ نے بھی منی کے قصر کی تائید کر لی۔

(۶) اگر اس حدیث میں عروہ کے قول کا آخری مطلب سمجھا جائے تو نفس قصر کے متعلق حضرت عائشہ کا اختلاف باقی نہیں رہتا۔ اس صورت میں ایک اور حدیث سامنے آئیگی جو امام شافعی نے روایت کی ہے: ”کل ذلک قد فعل النبی قصر الصلوٰۃ راتم“ لیکن اس حدیث کی صحت بالکل مشتبہ ہے۔ اسکی روایت یوں ہے: ”شافعی عن ابراہیم بن محمد عن طلحہ بن عمرو عن عطاء“ لیکن ابراہیم بن محمد اور طلحہ بن عمرو باتفاق محدثین ضعیف الروایۃ ہیں، اور ان دونوں کا ایک روایت میں جمع ہوجانا اسکی تضعیف کیلئے کافی ہے، جیسا کہ ارباب فن پر مخفی نہیں۔

بہر حال حضرت عائشہ کا اختلاف اگر صریح و عمومی صورت میں متحقق بھی ہو جائے، جب بھی تمام اجلہ صحابہ اور احادیث معروفہ و مشہورہ ندویہ کے مقابلے میں صرف انکا اختلاف کیونکر مقبول ہو سکتا ہے؟ علی الخصوص جبکہ خود انکا قول موجود ہے کہ سفر کی حالت میں دو رکعت قرار دی گئی، اور خود انکی بہانچے (یعنی عروہ) نے جو اس بارے میں اعلم الذلٰں ہیں، صاف صاف کہہ دیا کہ وہ کسی تائید کی بنا پر ایسا کرتی تھیں، نہ کہ کسی سنت کی بنا پر؟ اگر حضرت عائشہ کے پاس کوئی دلیل سنت موجود ہوتی، تو عروہ اس سے کیونکر بے خبر رہتے؟ فغافل و تدبر۔

(حکم نماز قصر)

(۷) اس بارے میں اختلاف ہے کہ حالت سفر میں قصر کرنا کس حکم میں داخل کیا جائے؟ اور اگر پوری چار رکعت کر لی پڑھے تو اسکا حکم کیا ہے؟ آیا وہ حرام ہوگا، مکروہ ہوگا، یا یہ کہ اسکا ترک ارثی ہے؟ امام شافعی کا مذہب انکے ایک قول کے بموجب یہ ہے کہ قصر جائز ہے مگر اتمام افضل۔ لیکن اس سے زیادہ معتبر و مسلم قول انکا وہ ہے جس میں قصر کو افضل بتلایا گیا ہے۔

امام مالک سے بھی دو مختلف قول منقول ہیں۔ ایک میں قصر و اتمام دونوں کو یکساں بتلایا ہے۔ ایک میں قصر کے وجوب کے قائل ہیں۔ امام سخزون کی روایت وجوب ہی کی تائید کرتی ہے۔ امام احمد بھی ایک قول میں قصر کو افضل اور دوسرے میں اتمام کو مکروہ بتلاتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ قصر کے وجوب کے قائل ہیں۔ یعلیٰ بن امیہ کی حدیث میں انحضرت نے مثل امر کے فرمایا ہے کہ قبول کرلو۔ اسلیئے احناف کہتے ہیں کہ وجوب ثابت ہو گیا۔ لیکن ”ذقبلو“ کو اس طرح کا امر نصی قرار دینا جسکو وجوب کیلئے مستلزم قرار دیا گیا ہے، ضروری اور قطعی نہیں۔ سب سے زیادہ اصح اور اوسط مسلک یہی ہے کہ قصر سنت ہے اور اتمام مکروہ۔ ائمہ مذاہب کے مختلف اقوال میں سے ایک ایک قول سب کا بالاتفاق اسی کی تائید کرتا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ باوجود وجوب کے فرماتے ہیں کہ قصر کی نیت واجب نہیں۔ اگر نیت واجب نہیں تو وجوب قطعی تو نہ ہوا۔

(ریل میں نماز)

(۸) الحاصل آجکل کے سفر میں بھی قطعاً نماز قصر کا حکم باقی و قائم ہے، اور حالت خوف اور شدائد کا نہونا اسپر کچھ موثر نہیں ہو سکتا۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ارث کی پیٹھ پر جب نماز ثابت ہے تو ریل کے اندر کیوں جائز نہ ہوگی

پڑھی، لیکن یہ سب قصر کیا کرتے تھے، اور آخری وقت تک انکا عمل اسی ہو رہا۔ روایت میں حضرت عثمان کی نسبت بھی اسی جزر و یقین کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ”فام یزد علی رکعتین حتی قبضہ اللہ“ یعنی میں نے حضرت عثمان کی بھی صحبت پائی، لیکن انہوں نے بھی سفر کی دو رکعتوں کو کبھی زیادہ نہیں کیا، یہاں تک کہ وفات پا گئے!

پس دیکھو، اس روایت سے کس طرح صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ عام طور پر نماز قصر کے متعلق انہیں کوئی اختلاف نہ تھا۔ وہ اسی طرح قصر کرتے تھے جس طرح کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کرتے رہے، اور نیز یہ کہ وہ آخر تک اسی پر قائم رہے۔ البتہ اپنی خلافت کے دوسرے سال انہیں ایک جزئی اختلاف اس مسئلے میں پیدا ہوا، اور وہ بھی قصر کے ایک خاص موقعہ اور سفر کی ایک مخصوص صورت کی نسبت۔ انحضرت کا طرز عمل دیگر اجلہ صحابہ کے سامنے یہ تھا کہ وہ منی میں بھی مثل دیگر مواقع سفر کے قصر پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عثمان بھی اپنی خلافت کے ابتدائی عہد میں ایسا ہی کرتے رہے۔ مگر دوسرے سال انہوں نے اختلاف کیا اور منی میں پوری نماز پڑھی۔ صحیحین میں عہد اللہ بن عمر اور عبد الرحمن بن یزید وغیرہ سے مروی ہے:

صلی اللہ علیہ وسلم مع النبی بمنی میں نے انحضرت کے ساتھ منی میں دو رکعتیں رابی بکر عمر رکعت پھر ابوبکر کے ساتھ اور عمر کے جمع عثمان صدرا من ساتھ۔ اسی طرح عثمان کے ساتھ بھی امارہ ثم اتھما انکی خلافت کے ابتدائی عہد میں۔ اسکے بعد انکی رائے بدل گئی اور پوری پڑھنے لگے۔ (بخاری)

پس حضرت عثمان کا جو اختلاف ہے، وہ عام مسئلہ قصر پر کچھ موثر نہیں۔ صرف قصر الصلوٰۃ بمنی کی نسبت انہوں نے رائے بدل لی تھی اور اسکی ایک تائید کر لی تھی جسکی تفصیل قلب شہیرہ فقہ و حدیث میں موجود ہے۔

ہمارے لیے اسقدر کافی ہے کہ منی میں بھی انحضرت اور شیخین کا قصر ثابت ہے۔ نیز اجلہ صحابہ مثل ابن مسعود و ابن عمر بھی اسی پر عامل تھے۔ صرف ایک حضرت عثمان کا اجتہاد اس بارے میں کیا موثر ہو سکتا ہے؟

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا)

(۹) البتہ حضرت عائشہ کا اختلاف اس معاملے میں بہت مضطرب اور عجیب ہے۔ ایک طرف تو خود انکا قول اوپر گذر چکا ہے کہ: فرضت الصلوٰۃ راعتین رکعتین فی العصور السفر، فاقرت صلوٰۃ السفر و زید فی صلاة العصر۔ (نماز اصل میں دو در رکعت فرض ہوئی تھی۔ پھر وہ سفر میں قرار پا گئی اور حضر میں زیادہ یعنی چار رکعت ہو گئی) دوسری طرف یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ قصر کی قائل نہ تھیں!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جنکا اجتہاد اور بصیرت و علم تمام صحابہ میں امتیاز خاص رکھتا تھا، سخت تعجب ہے کہ اس صاف اور صریح مسئلہ میں بغیر کسی سبب قری کے ایسا مضطرب عمل رکھیں! میں سمجھتا ہوں کہ حضرت عائشہ کو بھی مثل حضرت عثمان کے صرف منی ہی کے قصر میں اختلاف ہوگا۔ عام طور پر نفس قصر سے اختلاف نہ فرماتی ہوگی۔ اس کی تائید مسلم کی ایک مشہور حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ زہری سے حضرت عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ کا یہ مشہور قول جب نقل کیا کہ ”سفر میں دو رکعت نماز قرار پائی“ تو زہری نے سوال کیا:

فقلت ما بال عائشہ تم فی زہری کہتے ہیں کہ میں نے یہ السفر؟ قل انہا تاولت سکر عروہ سے کہا کہ پھر عائشہ کو کما ناول عثمان کیا ہو گیا تھا کہ وہ سفر میں پوری پڑھتی تھیں؟ انہوں نے کہا کہ

اسرار

الحیۃ فی الامور احادیث و اشار

قال النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) من راعی منکم منکرًا فلیتکر بیدہ ومن لم یستطع فیلسانہ ومن لم یستطع فیلقلبہ وذلک اضعف الایمان (الترمذی و المسلم)

رسول اللہ فرماتے ہیں: جو مسلمان کسی برائی کو دیکھے، چاہیے کہ اپنے ہاتھ کے زور سے اسے مٹا دے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے برا کہے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے برا سمجھے۔ اور یہ ضعیف ترین درجہ ایمان ہے۔

گذشتہ نمبر میں تصریحات قرآنہ کی بنا پر ہم نے ایک اجمالی نظر حریت و فرائض حریت پر ڈالی تھی۔ آج احادیث و اشار کی بعض اہم تصریحات پیش کرنا چاہتے ہیں۔ (سوسائٹی اور امر بالمعروف)

ایک حقگو اور راست باز انسان، ہیئت اجتماعی اور مجتمع انسانی (یعنی سوسائٹی) کا محافظ اور نگراں کار ہے۔ اگر ملک و حکومت کو حفظ امن اور تہدید اشرا کیلئے پولیس کی ضرورت ہے، تو یقیناً مجتمع انسانی اور ہیئت اجتماعی کے بدکار اور شریر ہستیوں کی تہدید و تعریف کیلئے حقگو اور راست باز انسانوں کی بھی سخت ضرورت ہے۔ وہ راست باز انسان جنکی آواز حق گو دلوں کو نہرا دے، جنکی راستبازی شریروں کو مرعوب کر دے، جنکی صدق شعاری مبتلایان اعمال سیٹھ کیلئے ایک صدمہ تذبہ ہو، جو عملاً اس عقیدے کی تصریح ہوں کہ ہر تنہائی اور تاریکی میں ایک ایسا حاضر اورنگے پاس موجود ہے جو کبھی غالب نہیں ہوتا، اور ہر پردے اور دیوار کی اترت میں ایک ایسا ناظر اورنگے دیکھ رہا ہے جسکی نظر سے کبھی اوجھل نہیں ہو سکتے۔ ان رنگ لبا لمرصاد افسوس ہے اس ہیئت اجتماعی پر، اور ہزار حیف ہے اس مجتمع انسانی پر، جس میں کسی حقگو اور راست باز روح کا وجود نہ ہو، جس کی آواز سوسائٹی کیلئے باعث حفظ امن اور موجب قلع و قمع مفسد و ضلالت نہ ہو۔ اسکی ہلاکت نزدیک آئی اور اسکی بربادی کے دن قریب آگئے:

عن ابی بکر رض: انی سمعت رسول اللہ یقول ان الناس اذ رأوا ظالم فلم یأخذوا علی یدہ، اوشک ان یرحمہم اللہ بعقاب منہ (رواہ الترمذی)

ابوبکر صدیق فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ہے کہ ”لوگ جب ظالم و بدکار کو دیکھیں اور اسکا ہاتھ نہ پکڑیں، تو عنقریب خدا ایذا عذاب اور سب پر نازل کریگا“

(راست بازی کی ہیبت اور خدا کا ڈر)

قوموں کی حیات و ممات سوسائٹی کی زندگی اور بربادی پر موقوف ہے، اور سوسائٹیوں کی زندگی و بربادی افراد کے صلاح و فساد اور معاشرت و اخلاق پر مبنی ہے۔ اخلاق و آداب معاشرت کی نگراں و محافظ صرف درہمی چیزیں ہیں: خشیت الہی اور خوف انسانی۔ مبارک ہیں وہ جنکے قلوب خشیت الہی کے نشیمن ہیں، اور ہر حال میں ان آنکھوں کو دیکھتے ہیں جو تاریکی و روشنی دونوں حالتوں میں یکساں دیکھنے والی ہیں، اور جو خلوت و جمعیت، دونوں میں یکساں نظر رکھتی ہیں!

لیکن وہ جو خشیت الہی سے محروم ہیں، انکا نگراں اعمال کون ہوگا؟ اگر انہیں کوئی راست باز نہیں، اگر انہیں وہ نہیں جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خدمت انجام دیتا ہے، تو پھر ان شریر و زحور کو ہدایت پر مجبور کرنے والی قوت اور کون ہو سکتی ہے؟ پس ضرور ہے کہ ہر جماعت میں نوع انسانی کے ایسے سچے خدمت گزار موجود ہوں جو ہر باطل و ضلالت کو ہاتھ سے مٹا دینے پر آمادہ ہوں۔ یہ نہیں تو وہ ہوں جو انگریز زبان سے برا کہہ کر ہدایت کرتے ہوں۔ اگر ایسے بھی نہیں تو پھر غضب الہی کی رک، انسانیت کے بقا، اور فطرۃ کے غصہ سے بچنے کیلئے کم از کم ایسے تو ہوں جو طاعت اور اختیار نہ پا کر دل ہی دل میں برائی کو برا سمجھیں، اور اس طرح بروں میں ہیں، پر نیکی کے لیے بروں سے اپنے تئیں الگ کر لیں؟ یہی معنی ہیں مسلم اور ترمذی کی اس مشہور حدیث مقدس کے کہ:

من راعی منکم منکرًا فلیتکر بیدہ ومن لم یستطع فیلسانہ ومن لم یستطع فیلقلبہ وذلک اضعف الایمان (رواہ الترمذی)

جو مسلمان کسی برائی کو دیکھے وہ اسے اپنے ہاتھ کے زور سے مٹا دے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو زبان سے برا کہے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے برا سمجھے۔ مگر یہ ایمان (رواہ الترمذی) پست ترین درجہ ایمان ہوگا۔

(فرد کی محبت اور قوم سے عداوت)

جو لوگ حق گوئی سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ اس سے بدکار انسانوں کے دل دکھتے ہیں، اور خالفین ملت کو برا کہنا برا جاننے ہیں کہ اس سے بعض گنہگار ملت کے دلوں میں تیس آٹھتی ہے۔ کیا انہیں یہ نہیں معلوم کہ چند بدکاروں اور گنہگاروں کے ساتھ محبت کرنا پوری قوم و ملک کے ساتھ عداوت کرنا ہے؟ کیا تم چپ رہ کر مالک مکان کے ساتھ دشمنی نہیں کر رہے ہو، جبکہ تم دیکھ رہے ہو کہ چور قفل توڑ چکا ہے اور اندر داخل ہونا چاہتا ہے؟ تم اس چور پر رحم کرتے ہو اور مالک مکان کو نہیں جگاتے، مگر اس طرح صرف ایک مالک مکان کے ساتھ ہی عداوت نہیں کرتے ہو، بلکہ اس شہر کے تمام انسانوں کے ساتھ عداوت کر رہے ہو! چور کی ہمت کو تم نے بڑھا دیا۔ خوف انسانی جو پیلے ڈرا دیتی تھی اب نہیں ڈرائیگی!

(کشتی کی تمثیل)

کشتی جب ایک معصوم اور نیک کردار انسانوں کی جماعت کو لیے ہوئے ساحل کی طرف آہستہ آہستہ آ رہی ہے تو تم ایک خائن و گنہگار انسان کو دیکھتے ہو کہ اپنی نا جائز عداوت کی بنا پر کشتی کے ایک تختے میں سوراخ کر رہا ہے۔ لیکن تم ترس کھاتے ہو اور اسکا ہاتھ نہیں پکڑتے۔ کیا اسکا نتیجہ یہ نہیں کہ ایک گنہگار انسان کے ساتھ محبت کر کے تم سینکڑوں قابل رحم اور نیک انسانوں کے ساتھ عداوت کر رہے ہو؟ لیا تم یہ سمجھتے ہو کہ کشتی قرب جالیگی پر تم محفوظ رہو گے؟ دیکھو، تمہارا رہنما سفینہ نجات اپنی مبارک تمثیل میں کیا بقاتا ہے؟

قل النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل القائم علی حدرد اللہ والمداهن فیہا کمثل قوم استہموا علی سفینۃ فی البحر فاصاب بعضهم اعلاھا وصاب بعضهم اسفلھا، فکان

ان لوگوں کی تمثیل جو حدرد خداوندی میں مداخلت کرتے ہیں اور بیچار عایت ایسی ہے جیسے ایک جماعت جس نے ایک کشتی میں حصہ لگایا۔ بعضوں نے حصے میں اوپر کا طبقہ آیا اور

(رواہ ابوداؤد) پھر فرمایا: خدا کی قسم تم اے مسلمانوں! امربالمعروف اور نہی المنکر کا فرض ادا کرو اور ظالموں کا ہاتھ پکڑو اور انکو حق و انصاف پر چلنے کیلئے مجبور کرو!

پھر کئی ھ جو اس صدائے حق کو جو قلبِ نبوت سے آگئی، اور اس زبان سے نکلی جو ”ما یطق عن الہوی“ کی شہادت ربانی سے مقدس اور ”ان ہو الا رحمی یوحی“ کی توثیق سے پاک کی گئی تھی، سنے، اور اس اطاعتِ معصیت اور رفاہی ظلم و عدوان کے پردہ فریب کو چاک کر دے، جسٹے آج کزوریں پیروانِ اسلام کی نظروں سے خدا اور اسکی عدالت کی صورت چھپا دی ھ؟

کیا تم نہیں سنئے کہ اسلام کا داعی مقدس تم سے کیا کہہ رہا ھ، اور تم کو قائم کرنے والا تم سے کیا چاہتا ھ؟ کیا صاف صاف وہ نہیں کہتا کہ ظالموں کا ہاتھ پکڑو، اور انہیں حق اور عدالت پر چلنے کیلئے مجبور کرو؟ پھر کیا تم نے کبھی انکا وہ ہاتھ پکڑا جو خدا کے بندوں پر ظلم و جبر کیلئے اٹھتا ھ؟ اور کیا کبھی اپنے جہادِ صافقت و حریت سے انکا مقابلہ کیا کہ وہ حق کی پامالی سے باز آجائیں اور خدا کی پاک عدالت کیلئے مجبور ہوں؟ اگر تم مومن و مسلم ہو، تو تم کو وہ ہونا چاہیے جنہیں اس حکم الہی کے تعاطب سے پاک بنایا گیا۔ نہ کہ وہ جو معصیت کی اطاعت اور ظلم و عدوان کی رفاہی کی لعنت سے نا پاک کیے گئے؟ تم حق کیلئے بنائے گئے ہو۔ پس حق ہی کے ہو کر رہو! تم کو ظلم و ضلالت پر چپھنے، چلانے، ہاتھ کو حرکت دینے، اور زبان کو وقف جہادِ لسانی کر دینے کا حکم دیا گیا ھ۔ پس خدا کی مغضوب و مردود قوموں کی طرح شیطانی رُسوسوں کے ماتحت نہ آؤ اور اپنے کاموں کو انجام دو! سچا مسلم رہی ھ جو اس حکم پر عامل ہو، اور وہ ظلم پرست روح کبھی مومن نہیں ہوسکتی۔ جو فاطر السموات و الارض کے حکم اور ختم المرسلین کی دعوت کو بھلا دے۔ تم سے پہلے جتنے برباد ہوئے انکی بربادی صرف اسی کا نتیجہ تھی کہ انہوں نے اس حکم الہی کو بھلا دیا، اور ظلم کے دوست اور غاصب و جابر قوتوں کے غلام بن گئے۔ بنی اسرائیل کی رحمت لعنت سے بدل گئی، اور سلیمان کا تخت اور داؤد کا ہیکل خروندوار ظالموں سے بھر گیا۔ یہ سب کیوں ہوا؟ صرف اسلیئے کہ انہوں نے ٹھیک ٹھیک اسی طرح خدا اور اسے مقدس رسولوں کا حکم حق پرستی و حق پڑھ ہی بھلا دیا جس طرح کہ اے رے زمین کے سب سے بہتر انسانوں تم بھلا رہے ہو!!

اور اے علمائے امتِ محمدیہ! ر اے رؤسا ملتِ اسلامیہ!! آٹھو کہ رقت آگیا، ہاتھ بڑھاؤ کہ صداقت طالب اعانت اور اسلام اپنے فرض کیلئے پکار رہا ھ! سنو، صدائے حق کیا کہتی ھ؟ کیا علماء رؤساء بنی اسرائیل کی طرح تمہارا بھی ارادہ اس عہد شر و شرم میں خاموشی و سکوت کا ھ تاکہ تمام قوم کی ہلاکت و بربادی کا سامان ہو؟ کیا تم سب سے پہلے اس بات کیلئے جوابدہ نہیں ہو جسکے لیے تمام امت جوابدہ ھ؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بنی اسرائیل کا پہلا گناہ اسکے عالموں اور پیشواروں ہی سے نکلا تھا؟ آہ سنو کہ مغبر صادق کی آواز بے ایف کیا کہہ رہی ھ؟

والذی نفس محمد بیدہ
لقامرن بالمعروف و تنہرن
عن المنکر اولیوشکن اللہ ان
یبعث علیکم عقاباً من عندہ
ثم لتدعونہ فلا یستجاب لکم
(رواہ احمد و الترمذی)

اور اس ذاتِ اقدس کی قسم جسکے ہاتھ میں محمد کی جان ھ، تم فرضِ امربالمعروف اور نہی عن المنکر ادا کرو، ورنہ خدا تم پر اپنا عام عذاب بھیجیگا پھر تم پکارو گے، لیکن قبول نہ کیا جائیگا!

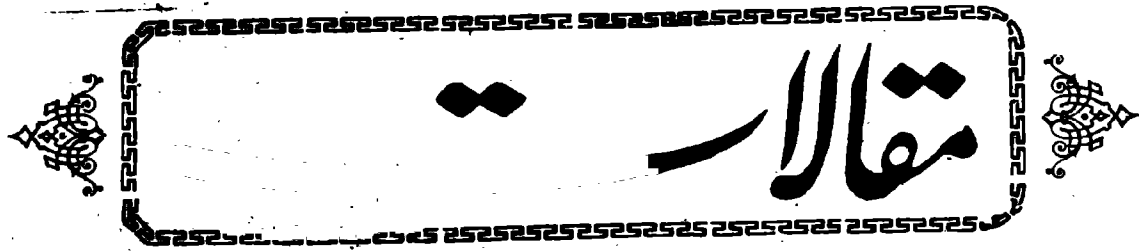
الذین فی البصر اسفلہا
یصعدون فیستقرون الماء
فیصبرون علی الذین اعلاھا -
فقال الذین فی اعلاھا لا ندعم
نصعدون فترذرننا، فقال
الذین فی اسفلہا فانا
ننقبھا فی اسفلہا، فان اخذوا
علی ایدیہم فمغمروہم، فجوا
جمیعاً، و ان ترکوہم غرقوا
جمیعاً! (رواہ البخاری
و الترمذی و احمد)
تو سب محفوظ رہینگے - اور اگر چھوڑ دیا تو سب ہی قاربِ جالینگے

(امم گذشتہ اور عذاب الہی)

تم سے پہلے بھی دنیا میں قومیں پیدا ہوئیں اور اپنے اعمالِ سیئہ کی پاداش میں آخر کار تباہ و برباد ہو گئیں۔ انکے حالات و راقعات ہمارے لیے تازیانۂ تنبیہ و عبرت ہیں، لیکن کیا تم نے کبھی جاننے کی کوشش کی کہ انکی بربادی اور ہلاکت کا سبب کیا تھا؟ ایک قوم کے چند افراد پہ عصیانِ الہی، خیانتِ ملی، اور منافقتِ قومی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ قوم کے اہل دانش و فہم اور اربابِ ایمان و اخلاص اگر اسی رقتِ متنبہ ہو جائیں، اور فرضِ الہی جو انکے ذمہ عائد ھ اوسکے ادا کرنیکی کوشش کریں، تو یقیناً یہ سیلِ بلا چند لمحوں میں تم جالینگا، اور سفینۂ نجاتِ قومی غرق ہونے سے محفوظ رہیگا، لیکن اگر سوہ اعمالی نے بد بختی اور سیئہ کاری نے سیئہ نصیبی کی صورت اختیار کر لی ھ، تو اداے فرض کی جگہ مسامحت و مہاکت لے لیگی، جو گنہگاروں کو بے باک اور بد کاروں کو پھیلیر بنا دیگی، اور اس طرح اس تاریکی کا باریک پردہ جسٹے پہلے صرف چند قلوب ہی کو فرض شناسی، اطاعتِ ربانی، اور ایثارِ ملی سے محروم کیا تھا، اب آؤ زیادہ غلیظ و کثیف ہو جائیگا۔ تا آنکہ آنکھیں دیکھنے سے ہاتھ نہ اٹھائیں گے، پاؤں چلنے سے مجبور ہو جائینگے، اور پھر اسی پردہِ ظلمت میں صاعقۂ عذاب چمک چمک کر اور کڑک کڑک کر ہلاکت کی خبر دیگا اور تمام قوم پر کر کے موت اور بربادی پھیلا دیگا۔ بنی اسرائیل کی ہلاکت و بربادی کا افسانہ تم نے سنا ھ؟

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان ازل ما دخل النقص علی بنی اسرائیل، کان الرجل یلقى الرجل، فیقول یا هذا اتق اللہ و دع ما تضع فائہ لا یصل لک، ثم یلقاہ من الغد و لا یمنعہ ذلک ان یكون اکیلہ و شریبہ و قعیدہ، فلما فعلوا ذلک ضرب اللہ قلوب بعضہم علی بعض۔ ثم قال ”لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد و عیسیٰ بن مریم“ الی قولہ ”فاسقون“ ثم قال: کلا و اللہ لتا من بالمعروف و تنہون عن المنکر، و لتاخذن علی یدی الظالم و لتا طرنہ علی العق اطرا، و لتقرنہ علی الحق قصرا!

آنحضرت صلعم نے فرمایا: سب سے پہلے بنی اسرائیل میں جو نقص پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ ایک شخص دوسرے شخص سے ملتا جو مبتلائے گناہ تھا اور کہتا کہ اے شخص خدا سے ڈر، اور اس کلم سے باز آجا کہ تجھے جائز نہیں۔ پھر جب اُس گنہگار سے ملاقات ہوتی تو اُسے گناہ سے روکنا ترک کر دیتا کیونکہ وہ اُسکا ہم نوالہ و ہم پیالہ ہو جاتا۔ جب بنی اسرائیل ایسا کرنے لگے تو خدے (اثرِ صعبیت سے) انکے دل یکساں کر دیے۔ پھر آنحضرت نے قرآن کی یہ آیت پڑھی ”داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے وہ ملعون کیے گئے جنہوں نے بنی اسرائیل میں سے کفر کیا“



مشہور و بھول مصروف کی ہنگامی ہولکی ایک تصویر جو ایک لاکھ
۴۰ ہزار روپے کو فروخت ہوئی !

یورپ اور قدیم زمانہ

چند مہینوں کی بات ہے - ریوٹر نے سفربجٹ عورتوں
کے جنگی اقدامات کے سلسلے میں یہ خبر سنائی تھی کہ لندن کے
شاہی عجائب خانے کی گیلری پر حملہ کیا گیا اور ایک نہایت
قیمتی قدیم تصویر خراب کر دی گئی جسکی قیمت ایک لاکھ پاونڈ
کے قریب تھی

اس تاریخی تصویر کو پڑھ کر بہت سے لوگوں کو تعجب ہوا تھا کہ کیا
ایک پرانی تصویر اتنی قیمت کی بھی ہر سکتی ہے ؟

اسی زمانے میں ہم نے چاہا تھا کہ قدیم تصاویر کے متعلق ایک
مضمون شائع کیا جائے اور اس کے اہم واقعات جمع کر کے تاکہ قاریوں
الہلال کو موجودہ یورپ کی اس سب سے بڑی قیمتی جنس اور
تجارت کا حال معلوم ہو جائے - آج اس مضمون کو شائع کرتے ہیں -

* * *

ابھی چند دنوں کی بات ہے کہ یورپ پر فلاکت و افلاس چھایا
ہوا تھا اور ہزار ہا انسان ایک گلاس بید یا ایک انگلیٹھی کر لئے
کے نہ ملنے سے بیکسانہ دم توڑ کر رہی ملک عدم ہوئے تھے !

مگر اب موسم بدل گیا ہے اور وہ نسیم مراد جو کل تک
ایشیا میں چلتی تھی آج مغرب میں چل رہی ہے - دولت کے
چشمے جو ایشیاء میں کبھی ابل کر تھے اب بھی جوشن ہوئے
ہیں مگر ان سے جو سیلاب جاری ہوتا ہے اسکا رخ صرف یورپ
ہی کی طرف ہے - صنعت و تجارت اپنی مقناطیسی کشش سے
ایک ایک چپہ کرا ایشیاء کے گوشے گوشے سے کھینچ کر مغرب پہنچا رہی
ہے اور آج مغرب میں بے شمار انسان ایسے موجود ہیں جنکی
آمدنی کا حساب ایک ایک گھنٹے کی آمدنی سے لگایا جاتا ہے !

اس غیر معمولی دولت مند کا قدرتی نتیجہ ہے کہ ضروریات
اور کمالات تمدن سے گزر کے اب امتیازات میں مسابقت و مباہات
شروع ہو گئی ہے - ایک شے کو کتنی ہی بیکار ہو لیکن اگر اپنے اندر
کوئی ندرت یا اعجوبگی رکھتی ہے تو اسکی قیمت میں اتنی بڑی
بڑی رقمیں دیجاتی ہیں کہ اگر وہ بدبخت انسانوں کے اطعام
و فاقہ شکنی میں صرف ہوتیں تو ایشیاء کی وہ ہزار ہا ہستیاں
راتوں کو آرام سے سو سکتیں جنکی شب ہائے حرماں کر دینے بدلتے یا
ستارے گنتے بسر ہوا کرتی ہیں !!

* * *

اس قسم کی چیزیں زیادہ تر عام نیلاموں میں فروخت
ہوتی ہیں - گذشتہ ربع صدی میں اس قسم کے جو بڑے بڑے
نیلام ہوئے ہیں انمیں سے بعض یہ ہیں :

نیلام	تاریخ	مقدار اشیا	ایام	قیمت بحساب روپے
جاک در سے	۱۹۱۲	۳۶۷	۴	۵۵۵۳۰۰
قصر ہملٹن	۱۸۸۲	۲۲۱۳	۱۷	۳۹'۵۶۲
میتھ یولج	۱۹۰۲۳	۲۸۲۰	۳۰	۳'۹۳۱۴
ایریڈرک اسٹیزر	۱۸۹۳	۳۳۶۹	۳۷	۳۶۴۳۱
جون ٹیلر	۱۹۱۱	۱۵۴۵	۱۲	۳۵۸۴۹۹
یارکس	۱۹۱۰	۱۹۸	۳	۳۰۵۳۳۵
ایڈر ڈریور	۱۹۱۲	۳۶۴	۳	۲۱۹۵۲۵

نیلام	تاریخ	مقدار اشیا	ایام	قیمت بحساب روپے
میتھ رسل	۱۹۱۲	۳۱۳	۴	۲۱۸۸۲۶
سرکیز کارکنڈیر	۱۹۱۲	۲۷۲	۳	۱۵۷۷۶۱
الگزینڈر نونگ	۱۹۱۰	۶۸۳	۳	۱۵۳۸۹۱
جان ڈلفس	۰۰۱۲	۵۹۴	۶	۱۴۱۰۰۴
اسٹیفن	۱۸۹۵	۱۲۴۹	۹	۱۴۱۰۰۴
ہولڈ	۱۹۰۸	۴۳۲	۳	۱۳۸۱۱۸
بیرن شرڈر	۱۹۱۰	۴۲۳	۳	۱۳۰۰۵۸
رونڈیمر	۱۹۱۲	۱۷۶	۲	۱۳۲۰۲۱
لورڈ ڈیڈلی	۱۸۹۲	۱۹	۱	۱۰۱۳۲۰

یہ صرف چند تاریخی نیلاموں کی فہرست ہے ورنہ اس قسم
کے عام نیلام تو ہمیشہ ہوا کرتے ہیں -

(قدیم تصاویر)

اس قسم کے نیلاموں میں جو چیزیں زیادہ تر فروخت ہوتی
ہیں وہ قدیم تصاویریں اور پرانی قلمی کتابیں ہیں - اسوقت
ہم صرف تصاویر کو لیتے ہیں اور کتابوں کو آئندہ فرصت
لیے ملتوی رکھتے ہیں -

نام تصویر	نام مضمون	نیلام	قیمت
مریم اور مسیح (علیہما السلام) انڈریا منانیا	ویر	۲۹۵۹۰	
ایک بڑھیا	فرنیس ہوس برکس	۶۷۴۶۰	
تیر اور انوار نیلگورن	قرنر	۵۸۹۰	
دی وال لابیوی	دی لائور	۴۴۰۰	
مسز ولیمس	ریڈرن	۳۴۱۵	
مسز ہائے	،،	۲۴۶۰	
ایک بڑھیا جو پرند کے پر نچ رہی ہے	رمیرنٹ	۶۸۰۰	
سالمی	رنیہلٹ	۹۲۰۰	
امیرہ ٹیلیرنڈ	میتھ ریڈبرن	۰۰۰	

ملی ہے - چنانچہ آپ ابھی پڑھ آئے ہیں کہ ”ارض را شخص“ تصویر ۲۱ پونڈ کو لی گئی تھی اور ۱۱۲۵ کو فروخت ہوئی ! ایک اور تصویر جو لیویہ کے نیلام میں ۵۶۰ پونڈ کو ایک گئی تھی ۱۹۸۰۰ پونڈ کو فروخت ہوئی - کارکانو کے نیلام میں جو تصویر ۱۴۶۰۰ پونڈ کو فروخت ہوئی، وہ دراصل ۸۸۴ پونڈ کو خریدی گئی تھی - وہر کے نیلام میں جس تصویر کے ۲ ہزار پونڈ آئے، وہ صرف ۲۳۱ پونڈ کو خریدی گئی تھی !!

(تصاویر کی انتہائی قیمت)

میدان عمل میں ہزاروں آدمی اترتے ہیں اور ان میں بہت سے ایک حد تک کمال بھی پیدا کر لیتے ہیں - مگر ایسے لوگ جنہیں انتہاء کمال اور قبول عام کی سند ملے صرف چند ہی ہوتے ہیں - لیکن جنہیں یہ مرتبہ بلند ملتا ہے انکی قدردانی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ کسی شے کا انکی طرف منسوب ہو جانا ہی اس شے کے بیش بہا ہونے کے لیے کافی ہوتا ہے - چنانچہ ہولینڈ، امریکا، ڈینمارک، جرمنی، اطالیا وغیرہ کے جن مصوروں نے شہرت کمال حاصل کی ہے، انکی تصویروں کی قیمتوں میں برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے - مثلاً یورپ میں رمبرنٹ مصور بہت مقبول ہے - اسکی تصویریں کی جو قیمت چند روز پہلے تھی وہ آج نہیں ہے، اور جو آج ہے وہ یقیناً کل نہ ہوگی - مارکولس آف لینڈن کے یہاں رمبرنٹ کی تصویروں کی جو آس نے نہایت بڑی قیمت پر لی تھی - اسکے بعد جب فروخت کی گئی تو ایک لاکھ پونڈ کو فروخت ہوئی ! یہ تصویروں فیور شام کے پاس پہنچی اور جب اُس نے فروخت کی تو اسکو قیمت ۵ لاکھ پونڈ ملی !

جان اسٹین بھی ایک مشہور مصور ہے - اسکی ایک تصویر سنہ ۱۸۷۷ ع میں ۸۷۰ پونڈ کو فروخت ہوئی تھی، مگر سنہ ۱۹۱۳ ع کے موسم گرما میں ۲۱۵۲ پونڈ کو بکی ! کیرارڈ دیوڈ کی ایک تصویر سنہ ۱۸۹ ع میں ۱۲۰ پونڈ کو فروخت ہوئی تھی لیکن گذشتہ سال دیفرس کے نیلام میں اسکی قیمت ۱۴۶۰ پونڈ ملی ان تمام واقعات سے بھی زیادہ تعجب انگیز یہ ہے کہ مرینا تریزا البین کے ایک مشہور مصور دلا سکونا کی لڑکی تھی، اسکی تصویر بیسویں صدی کے آغاز میں ۲۰ پونڈ کو خریدی گئی تھی - ادھی وہی وہر کے نیلام میں ۲۲۵۰ کو فروخت ہوئی ہے !

ذیل میں ایک فہرست دی جاتی ہے جس سے معلوم ہو سکیگا کہ کن کن مصوروں کی تصویروں کی کیا کیا قیمت ملی ہے ؟

نام تصویر	نام مصور	خرید	فروخت
تی رال تھی بونی	دی لائور	۲۰۸	۲۴۰۰۰
امیرہ تلیرنڈ	میدم دی برور	۶۴۰	۱۶۰۰۰
قربانی	فراگونار	۲۱۲	۱۴۴۰۰
تعلیم	”	”	۱۰۰۰۰
تعظیم	”	۸۰۰	۲۸۴۰
شاگرد	ڈروہ	۴۸	۸۲۰۰
بانی قصر	شاردن	۴	۷۲۰۰

(مصورین انگلستان)

ہم نے ابھی تک انگریزوں کی تصاویر کا ذکر نہیں کیا ہے اس سے آپ یہ نتیجہ نہ نکالیں کہ انگریز اس میدان میں بالکل نہیں اترے یا اترے مگر کوئی کمال پیدا نہ کر سکے - صرف ایک گذشتہ سال کے اندر انگریز مصوروں کی کہینچی ہوئی تصویریں جو فروخت ہوئی ہیں، انکی فہرست یہ ہے :

لیڈی ٹریل	ریبرن	۱۷۰۰
ہمشیر رمبرنٹ (مشہور مصور رمبرنٹ)	کارکانو	۱۴۶۰۰
ایک لڑکی مع بیچ	ہر کر	۱۴۱۰۰
خلوت	کوآرڈ	۱۴۰۰۰
پینا	مٹانیا	۱۲۹۱۵
بازار جانا	گردن	۱۲۱۰۰
سینٹ زیو بیوس کی زندگی	ہوجلے	۱۱۳۴۰
ایک یہودی بی	رمبرنٹ	۱۰۲۸۰
تعلیم سب کچھ کرتی ہے	ڈروہ	۱۰۰۰۰

اس فہرست میں آچے دیکھا ہوا کہ بعض بعض تصویریں کی قیمت ۲۹ پونڈ سے زیادہ دی گئی - آپ شاید اسی قیمت کو انتہائی خیال کریں گے ؟ مگر ذرا انتظار کیجیے - عنقریب ایک اور تصویر کا تذکرہ آپکی نظر سے گزرے گا جسے متعلق خود یورپ نے تسلیم کر لیا ہے کہ یہ گراں ترین تصویر ہے جو آج تک فروخت ہوئی ہے -

(قدیم تصاویر کی تجارت)

قاعدہ ہے کہ جب کوئی کام چلنے لگتا ہے تو پھر لوگ اسے بطور پیشے کے اختیار کر لیتے ہیں - چنانچہ جب بعض لوگوں نے دیکھا کہ نوادر تحف کا مذاق بڑھ رہا ہے اور لوگ عام طور پر اسے متلاشی و جویا ہوتے ہیں، تو انہوں نے پیشہ کے طور پر یہ کام شروع کر دیا - اسوقت یورپ اور امریکہ میں بہت سی کمپنیاں نہایت وسیع پیمانے پر قائم ہیں - جہاں صرف نوادر عجایب فروخت ہوتے ہیں - انکے رکیل (ایجنٹ) تمام اقطار عالم میں پھیلے ہوئے ہیں - جہاں کوئی عجیب یا نادرہ روزگار شے انہیں نظر آ جاتی ہے، فوراً اپنی کمپنی کو اطلاع دیدیتے ہیں -

نوادر عجائب کی تجارت کسقدر نفع بخش ہے ؟ اسکا اندازہ ذیل کی فہرست سے ہو سکتا ہے جس میں صرف چند تصاویر کا ذکر ہے جو ان نوادر فروشوں نے لی تھیں اور اسکے بعد پھر فروخت کیں :

نام تصویر	نام مصور	خرید	بعت
مریم (علیہا السلام)	اندريا مٹانیا	۴۰۰۰	۲۹۵۰۰
مدیسی	انجیلو برنزیو	۷۰۰۰	۱۱۳۴۰
ایک جوان	”	۲۰۰۰	۶۰۹۰
مسیح	پول، ویرنیز	۱۲۰۸	۷۲۲۰
زمین اور انسان	ٹچیان	۲۱	۱۱۲۵
مریم (علیہا السلام)	کار لوکریولی	۹۰	۲۸۰۰
”	دی بلٹر منیاردی	۱۹۹	۲۵۰۰
وہنس کے قریب ایک جزیرہ	فرنسکو گارڈی	۱۷	۲۱۰۰

اس فہرست میں ۹۰ پونڈ کو جو تصویر خریدی گئی تھی وہ اٹھائیس سو پانڈ کو فروخت کی گئی !

غرضکہ یورپ کی تمام تجارتوں میں نوادر فروشی کی تجارت سب سے زیادہ نفع بخش ہے - اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ بعض نوادر نہایت کم قیمت مل جاتے ہیں - کیونکہ انکے بے خبر مالک انکی قیمت سے واقف نہیں ہوتے - تھوڑے عرصہ کے بعد جب وہ بکنے لگتے ہیں تو اصلی قیمت سے اتنے زیادہ دامن پر فروخت ہو جاتے ہیں کہ دوسری تجارتوں میں اتنے نفع کا تصور بھی نہیں ہو سکتا - بعض تصویروں کی تو یہ حالت ہے کہ انکی قیمت ایک ایک لاکھ پونڈ

سازنہا سطر ابا

افریقہ کا سر مخطفی

شیخ سنوسی اور طریقہ سنوسیہ

(۲)

(شیخ سنوسی دوم اور متمدنی سوزانی)

شیخ سنوسی دوم کے عہد کے سب سے بڑے واقعات در ہیں :

(۱) محمد احمد سوزانی کا ادعاء مہدویت اور سوزانی تحریک -

(۲) فرانسیسی سرحد تک سنوسی حکومت کا پہنچنا اور باہمی جنگ رپیکار -

مہدی سوزانی اور شیخ کے تعلقات کا واقعہ اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ شیخ اول و دوم کی نسبت ہی ادعاء مہدویت کا گمان کیا جاتا تھا - نیز اس لیے بھی کہ اس سے شیخ کے طریقہ اور مقصد دعوت پر روشنی پڑتی ہے -

محمد احمد سوزانی نے جب مہدویت کا دعوا کیا اور تمام سوزان اور اطراف افریقہ شمالی میں اس کے خلفا پھیلنے لگے تو شیخ نے ایک ناظرانہ اور خاموش حالت اختیار کر لی - نہ تو انہوں نے اسکو روکنا چاہا اور نہ اپنے عظیم الشان حلقہ اثر کو اسکی اعانت کا حکم دیا - وہ دیکھ رہے تھے کہ یہ ابتدا ہی سے ایک جنگی تحریک ہے اور اسکا اجتماع دفع کفار و اعداء اسلام کیلئے بہر حال مفید ہے - پس اسکو روکنا اور اسکی عملاً مخالفت کرنی مصلحت ملی کے خلاف ہے - البتہ اسکی اعانت بھی نہیں کی جاسکتی کیونکہ اسکی بنیاد دعوت پر رکھی گئی ہے اور وہ دعوا صحیح نہیں ہے -

لیکن سوزانی کیلئے ضروری تھا کہ وہ شمالی افریقہ و مصر بلکہ تمام عالم اسلامی اور تمام براعظم افریقہ و جزیرہ عرب کے اس عظیم الشان حلقہ دعوت کی طرف جلد سے جلد متوجہ ہوتا اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا - خود شیخ سنوسی اول کی نسبت ادعاء مہدویت کا ذکر کیا جاتا تھا اور بہت سے لوگ آئندہ ظہور میں آنے والے واقعات کی نسبت اسکی پیشین گوئیاں بیان کیا کرتے تھے - یہ بھی مشہور تھا کہ وہ خود اپنے تئیں موعود و منظور قرار نہیں دیتا لیکن عالم الہی کی بنا پر کہتا ہے کہ اسی کے نسل سے کوئی ظہور ہوگا - ان حالات میں محمد سوزانی نے سمجھا کہ اگر یہ سلسلہ اسکا ساتھ دے تو وہ اپنے کاموں کیلئے تمام دنیا سے مستغنی ہو جائیگا اور ایسا ہونا ممکن بھی ہے - کیونکہ اسی قسم کے خیالات اسکی نسبت بھی بیان کیے جاتے ہیں -

چنانچہ سنہ ۱۸۸۳ میں جبکہ سوزانی کی تحریک ابتدائی منزلوں سے گذر چکی تھی اسنے ایک لنڈا چوڑا خط شیخ سنوسی کے نام لکھا اور اسمیں آئے دعوت دی کہ اگر وہ ساتھ دیگا تو سوزانی اسے اپنے مخصوص تربی خلیفہ میں جگہ دینے کیلئے طیار ہے - یہ مراسلہ شیخ عبد اللہ نامی ایک سوزانی عالم کے ذریعہ روانہ کیا گیا تھا -

نام تصویر	نام مصور	خرید بھساب پونڈ	فروخت بھساب پونڈ
خروج	پونگتن	۳۴۰۰	
مصور کی لڑکیاں	گانیبرد	۸۴۰۰	۵۸۸۰
مسز پزل بیچلی	"	۴۶۲۰	
جان الد	"	۴۲۰۰	
مسز گرانفل	جان ہیز	۳۵۷۰	
کوینتھ و ملٹین	سر طامس لارنس	۱۷۴۰۰	
سر چارلس لادر	"	۴۶۴۰	
مسز ہاے	سر ایچ بریبرن	۲۲۲۶	
جنرل ہاے	"	۵۲۵۰	
مسز لونی ڈیوڈ سن	"	۳۲۶۰	
مسز طامسن	"	۴۶۷۲	
لارڈ نیوٹن	"	۷۱۲۰	
مس مانٹلو	"	۵۰۴۰	
مسز آکینس لو	"	۴۹۰۵	
ایک لیکٹی کی تصویر	"	۳۹۹۰	
مسز میکرتنی	"	۳۲۶۶	
مسز دنکن	"	۳۳۲۰	
حنہ لیکٹی اسٹکھاپ	سر بریٹکلڈز	۶۴۰۵	
لیکٹی سارا وینگری	"	۸۶۱۰	
لیکٹی بلیک	"	۵۲۵۰	
تایین رعزیت کی لوکیاں	"	۹۰۳۰	
برنس میں ایک بڑا تالاب	گرٹر	۳۱۰	۳۲۸۰

اس فہرست سے جو صرف سال گذشتہ کی فروخت شدہ تصاویر کی ہے، ایک اندازہ ہوگا کہ انگریزی قوم باکمال اور مقبول عام مصوروں سے خالی نہیں ہے - گذشتہ صفحات میں آپنے پڑھا ہوگا کہ بعض بعض تصاویر کی قیمت ایک ایک لاکھ پونڈ ہے مگر جیسا کہ ہم لکچکے ہیں اسکو گراں بہالی کی انتہائی سرحد تصور کرنا درست نہرگا - ابھی حال میں ایک تصویر (جو آپکو اس مضمون کے صفحہ اول کی ابتدا میں نظر آتی ہے) ایک لاکھ ۴۰ ہزار پونڈ کو فروخت ہوئی ہے - یہ تصویر پنڈیشیگر میدونا کی ہے اور اسکی بنانے کا نعر ریفل کے قلم کو حاصل ہے - یہ تصویر لیکٹی کوپر کے پاس تھی - لیکٹی کوپر کے پاس سے لیکٹی ڈیونشائر کے پاس پہنچی جو لیکٹی کوپر کی رشتہ دار ہیں - اور لیکٹی ڈیونشائر سے ڈیورین کی معرفت امریکہ کے مشہور اور بہت بڑے دولت مند تاجر مسٹر پی - اے - بی - ونڈر نے خریدی ہے -

الہ کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو بنگلہ گجراتی اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے جو بارہ ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے -

ولا زال المساکین الذین لم یدلوا باللہ بما فاتہم من المعرب
یزدادون، وفيما عند اللہ یرغبون -

حتیٰ ہجعت المہدیۃ الکبریٰ من اللہ ورسولہ علی العبد العقیق
فاخبرنی سید الوجود (صلعم) بانی المہدی المنتظر و خلفی علیہ
الصلاۃ والسلام علی کرسیہ مراراً بحضورۃ الخلفاء الاربعۃ والاقطاب
والخضر علیہ السلام -

ولا زال التائب یزداد من اللہ ورسولہ وانس مذا علی بال
حتیٰ جاء نا الاخبار فیئک من النبی (صلعم) انک من الوزراء لی
ثم ما زلنا ننتظرک حتیٰ اعلما النبی الخضر علیہ السلام باحوالہ
وبما انتم علیہ - ثم حصلت حضرۃ عظیمة عن النبی (صلعم) نہ
خلفہ من اصحابہ ومن اصحابی فان اجلس احد اصحابی علی
کرسی ابی بکر الصدیق و احدہم علی کرسی عمر، و اوقف کرسی
عثمان فقال هذا الکرسی لابن السنوسی الی ان یاتیکم بقرب ار طول
واجلس احد اصحابی علی کرسی علی رضوان اللہ علیہم، ولازالہ
ورحانیئک تعضر معنا فی بعض العشرات مع اصحابی الذین ہ
خلفاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم -

فاذا بلغک جوابی هذا
اما ان تصاد فی جہاتک الی
مصر و نواحہا ان لم یسلموا
واما ان تہاجر الینا - و لکم
الہجرة احب الینا لما علمت من
فضل الہجرة من زیادة الثواب
والمقابلة ان تیسرت - و علی کا
حال ترہ الینا منک الافادۃ ب
سیصیر الیہ عزملک من جہاد
ہجرة و مثلک تکفیہ الاشارة
خط کا خلاصہ یہ ہے کہ " قد
اظہار مہدیت کے میں اور میر
اعوان و احباب آپکا انتظار کرتے
اور اسی لیے ایک خط بھی آپ
طرف بھیجا گیا تھا - اسکا سہ
یہ تھا کہ ہم نے آپکی استقامت
اور خدمت دین و ملت کا
سنا ہے، اور ہم جانتے ہیں کہ آ
دین اسلام کو زندہ کرنے اور سز

نبوی کی تازگی کیلئے نہایت استقامت اور قوت سے کوشش
کر رہے ہیں، اور اس لیے ہمارا اور آپکا اس مقصد کیلئے ج
ہو جانا بہت مبارک اور بہتر تھا - ہم اُس خط کے جواب کے مذا
تے لیکن غالباً وہ آپ تک نہیں پہنچا اور اسی لیے کوئی جواب
حاصل نہیں ہوا -

اسکے بعد میں نے اس مقصد کیلئے بڑے بڑے لوگوں سے ذکر کیا
لیکن حب دنیا دین پر غالب آئی اور سوا غریب اور مسکین لوگ
کے کسی نے میرا ساتھ نہ دیا - یہاں تک کہ مہدیۃ کبریٰ کا ظ
ہوا - اللہ اور اسکے رسول کے طرف سے یہ درجہ مجھے عطا کیا کہ
اور حضرۃ سید الوجود صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ م
ہی مہدی منتظر ہوں - چنانچہ بار بار مجھے آنحضرت کے خلفاء اربعہ
اقطاب و اولیا، اور خضر علیہ السلام کے حضور میں کرسی مہدیۃ
بٹھا یا، اور روز بروز میری قوت بڑھتی جاتی ہے -

اسی اثنا میں مجھے آپکی نسبت بھی نبی صلی اللہ
رسلم نے خبر دی کہ وہ تیرا وزیر ہوگا - میں برابر ظہور خد
انتظار کر رہا تھا کہ پھر خضر علیہ السلام نے آپکے تمام حالات م

(سودانی کا خط شیخ کے نام)

یہ خط گن مختلف کتابوں میں نقل کیا گیا ہے جو فتح سودان
کے بعد مصر میں شائع کی گئیں - نعوم بک نے تاریخ سودان
کو رخصت مصر کے سرکاری کاغذات سے مرتب کی ہے، اور اس خط
کی نسبت لکھا ہے کہ اسکی نقل خرطوم میں سنوسی کے خزان
میں ملی - ہمیں اُس دینی و سیاسی تعصب کا حال بھی معلوم
ہے جو گورنمنٹ مصر اور مصر کے انگریزی اثر کے حلقوں میں
سودانی تحریک کی نسبت قدرتا موجود ہے، اور اسلیے پورے
رقوع سے لہجہ نہ کیا جاسکتا کہ ان نیم سرکاری کتابوں کے پیش کردہ
کاغذات کہاں تک صحیح اور درست ہیں؟ تاہم اس واقعہ کی
صحت میں بھی شک نہیں - کیونکہ خود سنوسی اعیان و اکابر نے اس
واقعہ کو بیان کیا ہے، اور ظن غالب یہی ہے کہ اس خط کی
نقل بھی صحیح ہوگی -

اس خط میں حمد و نعت کے بعد پہلے اپنے اُن حالات کو لکھا
ہے جو ادعاء مہدیت سے پہلے پیش آئے اور جو آئے والے ظہور کی
خبر دیتے تھے - اسکے بعد حکم الہی سے دعوا کرنے کا حال لکھا ہے



یہ پہلی اور ایک ہی تصویر ہے جو موجودہ حضرۃ شیخ سنوسی اور انکے خلفاء حاس بی بی دی ہے -
موجودہ شیخ بالکل دومیام میں کہتے ہیں

اور وہ تمام دلائل لکھتے ہیں، جو اسکے خیال میں اثبات مہدیت
کیلئے قاطع ہیں - مثلاً یہ کہ میرا نام محمد ہے - میری ماں کا
نام آمنہ تھا اور باپ کا عبد اللہ - حدیثوں میں آیا ہے کہ آنے
والے مہدی کا نام اور اسکے والدین کا نام وہی ہوگا جو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم اور انکے والدین کا ہے - وغیرہ وغیرہ
اسکے بعد شیخ سنوسی کو مخاطب کر کے کہتا ہے :

" و اعلم یا حبیبی قد کنا من معنا من الاعوان، ننتظرک لاقامۃ
الدین قبل حصول المہدیۃ المعبد الذلیل، وقد کاتبناک لما سمعنا
باستقامتک و دعایتک الی اللہ علی السنۃ النبویۃ و تاہبک لالحیاء
الدین لنجتمع معک - لیکن لم ترد لنا المکاتبة و اظن ذالک من
عدم وصولها الیکم - حتیٰ انی ذاکرت جمیع من اجتمع معہ من اهل
الدین و الشیوخ و الامراء المشہورین فابوا ذلک لہوان الدین عندہم
و تمکن حب الوطن و الحیاء فی قلوبہم و قلۃ توحیدہم حتیٰ بایعنی
الضعفاء علی الفرار بالدین، و اقامتہ علی ما یطلب رب العلمین،
و قنص نفوس من بایعناہ من الحیاء الدنیا لما یرون للدین
من المنامات -



مسئلہ قیام الہلال

الہلال کی گذشتہ اشاعتوں میں ”مسئلہ قیام الہلال کا آخری فیصلہ“ دیکھ کر بے حد رنج ہوا۔

قوم کی اس تیرہ و تاریک گھٹا میں الہلال اور صرف الہلال ہی کی روشنی ایسی ہے جو کم گشتگانِ بادیدہ گمراہی کی صحیح رہنمائی کرسکتی ہے۔ الہلال اور صرف الہلال ہی ایک سچا ہادی اور ایک ایسا رہبر و رہنما ہے جو کشتی قوم کو گردابِ ضلالت سے نکال کر سچی راہ پر لگا سکتا ہے، اور جسکے سچی اور بے لاگ صلاح پر قوم کی دینی و دنیاوی فلاح منحصر ہے۔ اگر اسکی ضرورت ہے کہ مسلمان زندہ رہیں، اگر یہ ضروری ہے کہ اسلام صرف نام ہی کر باقی نہ رہے بلکہ ہر مسلم ہستی کو سچا مسلمان ہونا چاہیے، تو یقین فرمائیے کہ میرا یہ ایمان ہے کہ الہلال کو زندہ رہنا اور قوم کی رہنمائی کرنا چاہیے!

مانا کہ الہلال اپنی ”پہلی منزلِ دعوت“ سے گذر چکا ہے، لیکن قوم ابھی پوری طرح سے بیدار نہیں ہوئی اور میں اس تباہ کن غفلت کے خیال سے لرز رہا ہوں جو نیم باز آنکھوں پر چھا جایا کرتی ہے۔ پس قطعی ضروری ہے کہ یہ صدائے غفلت شکن برابر جاری رہے۔

انجذاب نے جو صورت الہلال کے مالی مسئلہ کی درستگی کی تجویز فرمائی ہے، وہ اس خیال سے کہ مسلم پبلک شاید زیادتی قیمت کی متحمل نہ ہوسکتی، نہایت مناسب ہے، لیکن میں چونکہ اپنے زمانہ قیامِ کلکتہ میں (جب ڈاکٹری و علم حیوانات پڑھتا تھا) الہلال پریس کے وسیع انتظامات دیکھ چکا ہوں، اسلیے میری رائے یہ ہے کہ زیادتی قیمت ہی بہتر تھی اور الہلال آگے ریڈیہ میں بالکل مفت ہے۔ بہر حال میں کوشش میں ہوں کہ خریدار پیدا کروں اور میرا ارادہ ہے کہ ان اطراف میں درہ کروں اور لوگوں کو خریداری پر آمادہ کروں۔ بہتر تھا کہ جناب قواعد ایجنسی بھی روانہ کرنیکی ہدایت فرما دیتے تاکہ شہروں میں ایجنسیاں قائم کرلے کی کوشش کرتا۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ در ہزار خریدار بہت جلد پیدا ہوجائینگے اور خدا آپکے مشن کو ہر طرح سے کامیاب کریگا۔ نیاز مند رحم حسین قدرائی - بارا بٹکی -

گذشتہ الہلال میں (صدا بہ صحرا) کے عنوان سے جو مضمون شایع ہوا ہے اسنے ہمدردانِ ملت اور علی الخصوص ناظرین الہلال کے دل دھلا دیے، اور اب تک بھی اسکا انتشار باقی ہے۔ لیکن خدائے قادر و توانا سے ہمیں امید کامل ہے کہ مولائے خیالات کے موافق در ہزار خریدار دو ہفتہ میں ملجائینگے، بشرطیکہ ہر ناظر الہلال اس رسالہ کی سچی خدمت پر کمر بستہ ہو (جو مہرہ خیال ناقص میں اسکا فرض اولین اسلامی ہے) کیونکہ یہی ایک وہ اخبار ہے جو احیاء شریعت کا مرید اور صدائے حق سے موجد ہے۔ ہمارے مردہ دل اس کی آواز سے زندہ ہیں۔ اگر یہ نہ ہوگا (خدا

نخواستہ) تو دیکھ لینا ہم پھر مردہ ہوجائینگے۔ ہم اس کی توسیع کے لیے ہزار جان سے کوشاں ہونگے۔ اگر سو مرتبہ بھی ہو سکے تو اسکے خریدار کا شرف غلامی حاصل کرنے کے لیے تیار ہوں!

بہر حال میرے ایک عزیز اسوقت ایک پرچہ کے خریدار ہو چکے ہیں ایک اور اخبار ذیل کے پتہ پر ارسال فرما دیجیے۔

سید امیر الدین رکھل مدھول علاقہ نظلم دکن

(بقیہ مضمون کے لیے صفحہ ۱۸ ملاحظہ ہو)

بتلائے اور اسکے بعد خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں مجھے حضوری نصیب ہوئی اور میں نے دیکھا کہ انکے اصحاب کے ساتھ ساتھ میرے اصحاب کے مقامات بھی قرار دیے گئے ہیں۔ چنانچہ مجھے نظر آیا کہ حضرت ابوبکر صدیق کی کرسی پر میرے ایک اصحابی کو جگہ دی گئی ہے، اور اسی طرح حضرت عمر کی کرسی پر میرے دوسرے صاحب کو۔ حضرت عثمان کی کرسی کی نسبت مجھے کہا گیا کہ وہ ابن السنوسی کیلئے ہے۔ (یعنی آپکے لیے) پھر میں نے حضرت علی کی جگہ دیکھی اور اسپر اپنے ایک دوسرے رفیق کو متمکن پایا۔

میں نے ہمیشہ آپکی روحانیت کو اپنے بعض اصحاب کے ساتھ اپنے ہمراہ پایا ہے۔

آخر میں لکھا تھا:

”جب میرا یہ خط آپکو ملے تو چاہیے کہ دو راستوں میں سے ایک راستہ اختیار کریں۔ یا تو آپ مصر اور اسکے نواحی کی طرف متوجہ ہوں۔ یا ہماری طرف ہجرت کریں۔ یہ دونوں صورتیں آپکے سامنے ہیں۔

البتہ مجھے ہجرت زیادہ محبوب ہے اور آپکو معلوم ہے کہ ہجرت کا ثواب سب سے زیادہ ہے۔“

(شیخ سنوسی کا جواب)

شیخ سنوسی نے اس خط کو پڑھ کر کیا جواب دیا؟

یہ ظاہر ہے کہ یہ مرقعہ شیخ کی صداقت اور راست بازی کے لیے ایک کامل درجہ کی آزمائش تھی۔ اگر اسکے دل میں جھوٹے دعویٰ اور غلط اعلانات کا کچھ بھی کھوت ہوتا تو وہ اس مرقعہ پر یا تو سودانی کا ساتھ دیتا یا اسکے سامنے ایسے ہی روحانی دعوے پیش کرتا۔

سودانی اسکی نسبت شہادت دے رہا تھا کہ اسکا مرتبہ غیر معمولی اور علم انسانی کمالات سے ارفع ہے، اور اسکی جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور خلفاءِ جانشین میں آئے نظر آئی ہے۔ پس اگر اسکے دل میں سچائی نہوتی تو ضرور تھا کہ اس بڑی شہادت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا۔

لیکن جونہی اسنے خط کو پڑھا اور اس حصے تک پہنچا جہاں سودانی نے لکھا تھا کہ ”میرے ساتھ ہیں کو آنحضرت کے خلفاء و اصحاب کی جگہ دی گئی“ تو وہ غصہ سے بھر گیا، اور اسکے بعد جب یہ پڑھا کہ ”حضرت عثمان کی کرسی تمہارے لیے مخصوص کی گئی ہے“ تو اسکے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ اس نے خط پھینک دیا اور چلا کر کہا:

”استغفر اللہ! جس خاک پر سے اصحاب رسول اور حضرت عثمان گذرے ہیں، ہم تو اسکا درجہ بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ کچھ نہیں۔ یہ ہفوات و خرافات ہیں، دین کی تحقیر اور شارع مقدس کا مقابلہ! !“

اس نے سودانی ایلچی کو نا کام واپس کر دیا اور کہا کہ میرے پاس تمہارے متمہدی کیلئے کچھ نہیں ہے۔ اگر وہ کفار سے مقابلہ کی طیاری نہ کرتا اور سرزمین اسلام کو دشمنانِ ملت سے پاک کرنے کی تحریک نہوتی تو میں اسکی پوری پوری مخالفت کرتا۔

ایڈیٹر الہلال کی دالے

میں ہمیشہ کلکتہ کی یورپین فرم جیمس مرے کے یہاں سے عینک لیتا ہوں۔ اس مرتبہ مجھے ضرورت ہوئی تو مسرز ایم۔ این۔ احمد اینڈ سنز (نمبر ۱۵/۱ - رہن اسٹریٹ کلکتہ) سے فرمائش کی۔ چنانچہ در مختلف قسم کی عینکیں بجا کر انہوں نے دی ہیں اور میں اعتراف کرتا ہوں کہ وہ ہر طرح بہتر اور عمدہ ہیں، اور یورپین کارخانوں سے مستغنی کر دیتی ہیں۔ مزید برآں مقابلتاً قیمت میں بھی ارزاں ہیں۔ کلم بھی جلد اور وعدے کے مطابق ہوتا ہے۔

(ابوالکلام آزاد - ۲ مئی سنہ ۱۹۱۳ء)

منزل - عیدِ مسیحا



رانی جی

(۳)

ہوائی جنگ کے عنوان سے جو دو نمبر الہلال میں نکلے ہیں ، یہ دو تصویریں انکا تلمہ ہیں ۔ پہلی تصویر سب سے زیادہ طاقتور ایئروپیلین کوالہر جین سن نامی کی ہے جو حال میں فرانس کے طیار کیا ہے ۔ اسکی شکل کشتی کی سی ہے ، اور تصویر اس طرح لی گئی ہے کہ اسکی اندرونی حالت نظر آجائے ۔ اسمیں برخلاف عام ہوائی جہازوں کے دو انجن ہیں ، اور انکی مجموعی طاقت چار سو گھوڑدھنی ہے ۔ ہوائی جہازوں میں سب سے زیادہ اہم آلہ پراپلر (Prapeller) نامی ہوتا ہے جو جہاز کو آگے بڑھاتا ہے ۔ اسمیں پراپلر کے آگے ایک اور آلہ بھی لگا یا گیا ہے جس سے مستقیم

شعاعیں نکلتی ہیں ۔ اسلیے تاریکی میں وہ ہوائی جنگ کو جاری رکھ سکتا ہے اور اپنی شعاعوں کے اندر کی ہر چیز دیکھ سکتا ہے ۔ دوسری تصویر سے یہ دکھانا مقصود ہے کہ ہوائی جہازوں میں کس طرح توپوں سے کلم لیا جاتا ہے ؟ یہ ایک ایئروپیلین ہے اور اسکی بالائی سطح پر پورے آگے ایک مشین گن رکھی گئی ہے ۔ توپچی کہتا ہے تاکہ ایسا کلم شروع کرے ۔ وہ ہوائی سفر کا لباس پہنا ہوا ہے ۔ طیارہ چپی (ڈرائیور) اسکے پیچھے سر نکالے ، اور ہوائی سفر کی عینک چوہاے غور سے دیکھ رہا ہے ۔

یہ تجربہ گذشتہ فروری کو کپتان ڈاروشے (Destawches) نے ویلا کوریلہ واقع جرمنی میں کیا تھا ، اور فالز کرنے اور گولوں کے ٹھیک آتار نے میں پوری کامیابی ہوئی تھی ۔

یہ سب سے آخری خدمت ہے جو بنی نوع انسانی کی ہلاکت کھلیے علم رتھمن نے انجام دی ہے !!

اثر عتیقہ

اثر قونیہ

(۲)

اثر ملوکانہ و عا و ی

(منارہ ساعت)

ایک عجیب عمارت منارہ ساعت ہے جو اسی علاقہ لدین نے تعمیر کیا تھا۔ اور جسکی تصویر گذشتہ نمبر کے مضمون میں چلے صفحہ پر نکل چکی ہے۔

نیچے ایک بہت بڑی کرسی قلعہ کے دروازوں اور حصار کے برجوں کی طرح تعمیر کی ہے۔ اس کے اوپر دو درجے معرابوں کے بنائے ہیں۔ تیسرا درجہ اس سے چھوٹا ایک مربع کمرہ کی شکل کا ہے۔ اس کے اوپر گھڑی کا برج ہے۔

کلاک ٹاور آجکل کی ایجاد ہے اور جہاننگ میرا خیال ہے دمشق اور بغداد کی دو عجیب و غریب گھڑیوں کے سوا عام طور پر قدیم عمارتوں میں اسکی نظیر نہیں ملتی۔

زیادہ تر برج بنائے جاتے تھے جن پر ہر ایک پہرے کے بعد یا ایک ایک گھنٹے کے بعد نوبت بجاتی تھی لیکن اسمیں گھڑی کا لگانا اسی وقت سے رائج ہوا ہے جس وقت سے کہ موجودہ گھڑیاں ایجاد ہوئی ہیں۔

غالباً ابن جبیر نے دمشق کی جامع اموی کی ایک طلسمی گھڑی کا حال لکھا ہے اور خطیب نے بغداد کے ایک برج کی نسبت بھی روایت کی ہے جس میں ایک عجیب الہیۃ گھڑی لگائی گئی تھی۔ جامع اموی کی گھڑی فن آلات و حیل (مشیفری اور میکانک) کا عجیب و غریب نمونہ تھی۔ اس کے اندر چند پتلے بنائے گئے تھے جو گھنٹہ بھا کر پھر اپنے خانے کے اندر واپس چلے جاتے تھے۔

لیکن اس منارے کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گھڑی کا وجود اس زمانے میں اس قدر محدود و خاص نہ تھا جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ اس منارہ میں چاروں طرف مختلف اللون شیشے لگے تھے۔ اس کے اندر شب کو روشنی کی جاتی تھی اور بالکل آجکل کی بڑی بڑی گھڑیوں کی طرح اس قسم کے آلات لگائے گئے تھے کہ ہر گھنٹے کے بعد نہایت بلند اور دور دور تک پہنچنے والی آواز میں خود بخود گھنٹا بجاتا تھا!

حوادث و تغیرات نے اس گھڑی کو اب نا پید کر دیا ہے لیکن سرکاری کاغذات سے معلوم ہوتا ہے کہ اب سے دو سو برس پہلے تک موجود تھی۔ متعدد مورخین عثمانیہ نے اپنی اپنی تاریخوں میں اسکا حال لکھا ہے۔ قدیم شعراء ترک نے آواز کی بلندی، دالعی ہوشیاری، تغیر الزمان، اور شب بیداری کیلئے اس گھڑی کے وجود سے ایک محسوس تمثیل کا کام لیا ہے۔ سلطان سلیم کے عہد کے مشہور مصنف شیخ زادہ برسہ ای نے خاص اس کے حالات میں ایک مختصر رسالہ بھی لکھا تھا جسکا احمد مدحت نے اپنی تاریخ آل عثمان میں تذکرہ کیا ہے۔

(کوشک ۱۰۰ تا ۱۱۰ انی)

اس عہد کی اولوالعزمیوں کا تصور کر کے امن و فرمت کے

ایام راحت و عیش ہی میں نہیں، بلکہ جنگ و خوف اور بے امنی و سراسیمگی کی پر آشوبیوں میں بھی عظیم الشان محل سراؤں کی تعمیر، مدارس و مساجد کی بنا، اور بڑے بڑے تمدنی و علمی کاموں کا سلسلہ براہِ جاری رہتا تھا!

وہ لوگ حوادث و مصائب سے کس درجہ نڈر تھے اور مصیبتیں اور پریشانیوں کس طرح ان کے ارادوں کو معطل کر دینے میں ناکام رہتی تھیں؟ انکی ہمت پر کو دیکھو جو بالکل نڈر تھے اور ان کے عزموں کو یاد کرو جو کسی وقت بھی ہیکار نہیں ہوتے تھے!

ایک نوجوان بادشاہ جسے تخت پر بیٹھتے ہی پیام جنگ سننا پڑا، اور بربادی و ہلاکت کا وہ سیلاب عظیم اسکی طرف امڈ آیا جو تمام عالم اسلامی کی بڑی بڑی شہزادہوں کو تھکوں اور خشک پتوں کی طرح بہا لے گیا تھا، پھر اس عالم میں بھی چند مہینوں سے زیادہ مہلت آئے نہ ملی اور وہ اپنا تخت چھوڑ کر دور دراز سفر پر نکل گیا۔ تاہم ایسی پر آشوب ہمت فراموش، عزائم شکن، ہوش و حواس افکن، اور پر از آلم و مصائب زمانے میں وہ ایک طرف جنگ و مقابلہ کی طیاریاں بھی کرتا ہے، اور دوسری طرف بڑی بڑی عظیم الشان عمارتوں کو مکمل بھی کر دیتا ہے!!

یہ وہ اولوالعزمی تھے جسکے نظائر و شواہد سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے اور جسکا آج کل کے عالم اسلامی کی منقلب و مبدل حالت سے مقابلہ کرنا چاہیے۔ فشتان مابین الیوم و الامس!

سلطان علاء الدین کے اقل قیل اور پر آشوب زمانے کی یادگار ہی کیا ہو سکتی تھی؟ مگر ان دو چار مہینوں کے اندر ہی اس نے عظیم الشان جامع مسجد بنائی، منارہ ساعت تعمیر کیا، اور اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز یہ کہ ایک وسیع و عظیم قصر سلطانی بنایا جو اب تک "علاء الدین کوشک" کے نام سے قریب میں موجود ہے اور جسکی تصویر گذشتہ نمبر میں پانچویں صفحہ پر نکل چکی ہے۔

یہ کوشک دراصل ایک ناتمام قلعہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اپنے رہنے کا محل بناکر اس کے بعد رفتہ رفتہ پورا قلعہ تعمیر کرنے کا ارادہ تھا۔ عمارت کے اندر داخل ہو کر سب سے پہلے ایک شکستہ برج ملتا ہے جس کے پہلے درجہ کی صرف ایک معرابہ ہی باقی رہ گئی ہے۔ اس کے بعد دروازہ قلعہ کی طرح نشیب میں اتر کر صدر دروازہ ملتا ہے اور اندر کا حصہ مختلف عمارتوں اور محل سراؤں میں منقسم ہے۔ عمارت میں ایرانی طرز غالب ہے جسکی بنیاد اس وقت پڑ چکی تھی۔ البتہ ایک چیز بالکل نئی قسم کی ہے۔ یعنی مخروطی شکل کا ایک مدور گنبد جو مثل ہندوستان کے مندروں کے معلوم ہوتا ہے۔ تمام بلاد اسلامیہ کے آثار و بقیہ میں کہیں بھی اس طرز کا گنبد نہیں پایا جاتا۔

اسلامی طرز تعمیر میں گنبد کی دولہی شکلیں تھیں: ایرانی اور عربی۔ ایرانی طرز کا گنبد کرہ کا نصف اول یا اس سے بھی کچھ کم ہوتا تھا، جیسا کہ جامع امفیہان، مساجد قسطنطنیہ، اور آثار شاہان مشرقیہ جونپور میں پایا جاتا ہے۔ عربی طرز میں کرہ کا در تہالی حصہ یا نصف سے زائد لیا جاتا تھا اور بہت خوشنما ہوتا تھا۔ تاج آگرہ، جامع مسجد دہلی، مقبرہ منصور، اور العمراء اندلس وغیرہ کے گنبد اسی طرز کے ہیں۔

لیکن مخروطی مدور گنبد کہیں بھی نہیں بنائے گئے۔

حکومت عثمانیہ نے حکم دیا ہے کہ ان تمام آثار کی حفاظت ایک مستقل میونسپلٹی کے سپرد کی جائے، اور ہمیشہ انہیں اصلی حالت میں برقرار رکھا جائے۔

۱۱ لال:

جواب تفصیل کا طالب ہے - اس آیت کو اس موقع سے کوئی تعلق نہیں - اسکی ایسی تفسیر کرنا بڑی ہی سخت باطل و برباد ہے جسارت ہے - میں ایندہ کسی اشاعت میں فرصت پاتے ہی مفصل جواب دوں گا - ایک مرتبہ اس مسئلہ کو بالکل صاف کر دینا چاہیے -

مسیحائے ملت - روحی فداک - الہلال اسلام اور فرزندان اسلام کی جو کچھ کرانقدر خدمت انجام دے رہا ہے وہ اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں - کوئی مسام قلب یہ سلف کی تاب نہیں لاسکتا کہ خدا نخواستہ الہلال کی اشاعت بند ہو جائیگی -

میرے خیال میں جن دلوں میں درد ہے وہ کب کے صدا بھرا کے گوش زد ہوتے ہی بیچپن ہو گئے ہونگے بلکہ عملی طور سے مصروف ہو گئے کہ مسئلہ قیام الہلال کے متعلق جو کچھ جناب نے تجویز فرمائی ہے اسکی تکمیل ہو جائے - اس قصہ میں مسلمانوں کی تعلیمی حالت نہایت اہتر ہے - اور قومی احساس کیسے ہو سکتا ہے جب تک کہ انکو عام نہر تھام میں شبانہ روز اسی فکر میں ہوں کہ جہاں تک ہو سکے اس مفید تجویز کی تکمیل میں کچھ خدمت کروں - مجھے اس کا خیال بہت دنوں سے ہے کہ الہلال ہر مسلم ہاتھ میں رہنا چاہیے اور کم از کم جنکو کچھ بھی علمی مذاق ہے یا اخباری ذوق اور مذہبی احساس انکے ہاتھ تو کبھی بھی الہلال سے خالی نہ رہیں - بحمدہ کہ جناب کی اس مفید تجویز نے اور آمادہ اور طیارہ کر دیا انشاء اللہ میں برابر کوشش کروں گا لیکن خدا کیلئے آپ کوئی فیصلہ ایسا نہ کر بیٹھیں کہ مسلمانوں کی آرزوں کی خلاف ورزی ہو - سر دست سات خریدار حاضر ہیں - اندر علی فاروقی از پر بھنی دکن -

زندہ در گور میضوں کو خوشخبر دی

یہ گولیاں ضعف قوت کیلئے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہیں زمانہ انحطاط میں جوانی کی سی قوت پیدا کر دیتی ہیں کساحی ضعف شدید کیوں نہر دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتی ہیں اور ہمارا دعویٰ ہے کہ چالیس روز حسب ہدایت استعمال کرنیسے اسقدر طاقت معلوم ہوگی جو بیان سے باہر ہے - ٹوٹے ہوئے جسم کو دوبارہ طاقت دیکر مضبوط بناتی ہیں اور چہرے پر رونق لاتے ہیں - علاوہ اسکے اشتہا کی کمی کو پورا کرنے اور خون صاف کرنے میں بھی عظیم النظر ہیں ہر خریدار کو درالمی کے ہمراہ بالکل مفت بعض ایسی ہدایات بھی دجاتی ہیں جو بچائے خود ایک وسیلہ صحت ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ معصوم بدمہ خریدار چہ شیشی کے خریدار کے لئے ۵ روپیہ ۸ آنہ - ۳ آنہ کا ٹکٹ بھیج دین آپکو نمونہ کی گواہی کے ساتھ ساتھ راز بھی تحریر کیا جائیگا -

۱۱ - ۱۱

منیجر کارخانہ خوب کا یا پلٹ پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکتہ

توجہ اردو تفسیر کیسے

۱۱ - ۱۱

قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارہ الہلال سے طلب کیجیے -

[۱۸]

بقیہ "قیام الہلال"

میں نے نو آدمیوں سے ذکر کیا - انہوں نے خواہش کی کہ میں آئے لیے اپنی خدمت میں تحریر کر دوں - محمد اکبر خاں - ارشد منزل - کیمیل پور -

سر دست تین خریدار حاضر ہیں -

نذر محمد کورٹ انسپکٹر ہوشیار پور

۳ جمادی الاولیٰ کا پرچہ پڑھنے سے کمال پریشانی ہوئی کہ پرچہ نقصان مالی کے کہیں ایسا نہ ہو کہ الہلال بند ہی ہو جائے پھر آگے جب خریداروں کی بابت پڑھا تو اس سے بھی زیادہ گہراہت ہوئی - میں بہ حیثیت ایک مسکین ہونے کے اپنے مال سے امداد کرنے پر طیار ہوں - اگر اجازت ہو تو حاضر خدمت کیا جائے -

نیز یہ بھی عرض ہے کہ آپ نے جو حضور و انبرائے جواب ایدرس میں اشارہ اسطرف کیا ہے کہ حاکم کی وفاداری کوئی چیز اسلام یا احکام قرآن میں داخل نہیں - اور نہ قرآن میں اسکا ذکر کیا ہے تو عرض ہے کہ میں کچھ زیادہ علم نہیں رکھتا - صرف ترجمہ لفظی پڑھا ہے - مگر جو ہمارے مولیٰ صاحبان ہیں وہ آیت کریمہ اطہر اللہ و اطہر الرسول و الامر منکم کی تفسیر میں یہی تعلیم دیتے ہیں کہ حاکم کی اطاعت محکم پر فرض ہے بلکہ جس طرح خدا و رسول کی اطاعت فرض ہے اسی طرح یہ بھی فرض ہے - اب مہربی سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ آپکا اشارہ غیر اسلام حاکم کیطرف ہے یا کہ علم طور پر - تفسیر آیت کریمہ کی کس طرح ہوگی ؟ آپ فہم کو جواب باصواب سے بذریعہ اخبار مہرور فرمائیے - حافظ چراغ الدین قریشی از تراب تحصیل تہ ضلع الیک

ہندوستانی دواخانہ دہلی

جناب حافظ الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی میں دہلی اور دینک ادویہ کا جو مہم بالغان دواخانہ ہے وہ ممکنہ ادویہ اور خوبی کار بار کے امتیازات کے ساتھ بہت مشہور ہو چکا ہے - دواخانہ دہلی (جو ملل خانہ ساز ادویہ کے معیم اجزاء سے بنی ہوئی ہیں) حافظ الملک کے خاندانی مہجرات (جو صرف ایسی کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کار بار صفائی ستھرا ہیں ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ : ہندوستانی دواخانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے - نہجست ادویہ مفت (خط کا پتہ) منیجر ہندوستانی

رسالت

اس نام کا ایک ماہوار اردو رسالہ قابل ترین ایدورنگی ایدوری میں کلکتہ سے شایع ہونے والا ہے - مضامین - مذہبی - اخلاقی تمدنی تاریخی - طبی وغیرہ زعفران ہوا نہیں گئے - مقصد اعلیٰ توحید و رسالت کی تبلیغ ہے - خط و مددہ کاغذ و چھپائی اعلیٰ حجم ۳۸ صفحہ - نہایت لا جواب و قابل دید رسالہ ہوگا - قیمت ہارچہ ہر شمار خریدوں کے عام خریداروں سے مع - محصول ذاک دروز پے آتھ آئے سالانہ لچھالیگی - پہلا نمبر نمونے کے طور پر بلا قیمت روانہ ہوگا - مابعد چار آنے کے ٹکٹ آئے پر -

ترسیل زرر جملہ خط و کتابت اس پتہ پر ہونی چاہئے - منیجر رسالت نمبر ۱۰۵ سندریہ پٹی بازار - کلکتہ

کہ ۲۴ - اپریل جمعہ گذشتہ کو مسجد گیلان ہائی میں ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ یورپین شخص اور بڈارس اسٹیک کا چیف انجینئر مسٹر سی - ایف - لٹن صاحب بہادر بعد نماز جمعہ ایک بہت بڑے عظیم الشان مجمع کے سامنے - شرف بہ اسلام ہوئے اور انہوں نے خود اپنا اسلامی نام محمد اسماعیل پسند فرمایا۔ اس سارے واقعہ کی کامیابی کا سہرا جناب مولانا مولوی محمد عظیم صاحب مقربان کھڑے ضلع کوجرا نوالہ (پنجاب) کے ہوئے۔ جن کی فیض صحبت سے متاثر ہو کر صاحب موصوف کے اسلام قبول فرمایا۔ صاحب موصوف ایک معزز انگریز خاندان سے ہیں۔ اور خاص علمی مذاق رکھنے کے علاوہ بہت بڑے انجینئر ہیں۔ چنانچہ آجکل بڈارس اسٹیک ریلوے کی تعمیر کا کام ان کے سپرد ہے۔ جسمیں انہیں بارہ سو روپے ماہوار تنخواہ علاوہ الاؤنس کے ملتی ہے۔ قبول اسلام سے پہلے تلاش حق میں مصروف تھے۔ اتفاقاً مولوی صاحب سے سابقہ ہو گیا۔ اور یہ سعادت خداوند کریم کے فضل سے انہیں نصیب ہوئی۔

نیاز مند نذیر علی - نمبر ۳۳ - جھاڑی بڈارس

دوغن بیگم بہار

حضرات املاک امراض دماغی کے مبتلا و گرفتار، رکا، طابہ، مدرسین، معلمین، مولفین، مصنفین، کی خدمت میں التماس ہے کہ یہ دوغن بیگم نام آپ کے عنوان عبارت سے ابھی دیکھا اور پڑھا ہے، ایک عرصے کی فکر اور سوچ کے بعد بہترے مفید ادویہ اور اعلائی درجہ کے مقوی روغنوں سے مرکب کر کے تیار کیا گیا ہے، جسکا اصلی ماخذ اطباء یونانی کا قدیم معرب نسخہ ہے، اس کے متعلق اصلی تعریف بھی قبل از امتحان پیش از تجربہ مبالغہ سمجھی جاسکتی ہے صرف ایک شیشی ایکبار منگوا کر استعمال کرنے سے یہ امر ظاہر ہو سکتا ہے کہ آجکل جو بہت طرح کے ڈاکٹر کدیراجی تیل تیلے ہیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بھی کرتے ہیں ابابہ یونانی روغن بیگم بہار امراض دماغی کے لیے بمقابلہ تمام مروجہ تیلوں کے کھاننگ مفید ہے اور نازک اور شوقین بیگمات کے کیسوں کو نرم اور نازک بنانے اور دراز و خوشبودار اور خوبصورت کرنے اور سفورنے میں کھاننگ قدرت اور تاثیر خاص رکھتا ہے۔ اکثر دماغی امراض بھی غلبہ برودت کی وجہ سے اور کبھی شدت حرارت کے باعث اور کبھی کثرت مشاغل اور محنت کے سبب سے پیدا ہو جاتے ہیں، اسلیئے اس روغن بیگم بہار میں زیادہ تر اعتدال کی رعایت رکھی گئی ہے تاکہ ہر ایک مزاج کے موافق ہو، مرطوب و مقوی دماغ ہرنیکے علاوہ اس کے دلفرب تازہ پھولوں کی خوشبو سے ہر وقت دماغ معطر رہیگا، اسکی بو غسل کے بعد بھی ضائع نہیں ہوگی۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ معصوم ڈاک ۵ آنہ درجن ۱۰ روپیہ ۸ آنہ۔

Hakim Masihur Rahman Yunani Medical Hall
No. 114-115 Machubazar Street
Calcutta.

دہلی کے خاندانی اطباء اور دواخانہ نورتن دہلی

یہ دوا خانہ عرب - عدن - افریقہ - امریکہ - سیلون - آسٹریلیا - وغیرہ وغیرہ ملکوں میں اپنا سکہ جما چکا ہے اس کے معجزات معتمد الملک احترام الدولہ قبلہ حکیم محمد احسن اللہ خان مرحوم طبیب خاص بہادر شاہ دہلی کے خاص معجزات ہیں۔
دوائی ضیق - ہر قسم کی کھانسی و دمہ کا معرب علاج
فی بکس ایک تراز ۲ روپیہ -
حب قتل دیدان - یہ گولیاں پیت کے کپڑے مار کر نکال دیتی ہیں فی بکس ایک روپیہ -
المشتر حکیم محمد یعقوب خان مالک دواخانہ نورتن دہلی فراشخانہ

انجمن

انجمن اصلاح المسلمین قصبہ گنیشپور ضلع بستی کا پہلا جلسہ بتاریخ ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ مئی سنہ ۱۹۱۴ء یوم جمعہ و شنبہ و یکشنبہ قرار پایا ہے۔ علماء کرام و ملک کے قابل حضرات کے خدمت میں استدعا ہے کہ شریک جلسہ ہو کر کار کڈان انجمن کو مشکور فرمائیں۔ جو صاحب کوئی مضمون نثر یا نظم انجمن میں پڑھنا چاہیں۔ وہ در ہفتہ قبل سکرٹری انجمن کو عنوان مضمون سے اطلاع دیدیں۔ شریک ہونے والے حضرات کے قیام و طعام کا انتظام منجانبہ انجمن ہو گا بشرطیکہ ایک ہفتہ قبل اطلاع دیجائے۔
قصبہ گنیشپور اسٹیشن بستی سے قریب ہے۔

المعلن

ابو الاعجاز عرشی - سکرٹری انجمن اصلاح المسلمین قصبہ گنیشپور ضلع بستی پوسٹ صدر - یو۔ پی۔

ایک اہم خوشخبری

حضرت مولانا و مقتدانا - السلام علیکم ورحمۃ اللہ و بركاتہ !
غالباً آپ اس خبر مسرت اثر سے بہت ہی خوش ہوئے

مصنفات النساء و محافظ الصبیان

طب جدید اور اچھے چالیس سالہ ذاتی تجربے کی بنا پر دو کتابیں تیار کی ہیں - مصنفات النساء میں مستورات کے امراض اور محافظ الصبیان میں بچوں کی صحت کے متعلق مترتدایسر سلیس اردو میں چمکنے کاغذ پر خوشخط طبع کرائی ہیں - ڈاکٹر - کرنیل زید احمد صاحب نے بہت تعریف لکھ کر فرمایا ہے کہ یہ دونوں کتابیں ہر گھر میں ہونی چاہئیں - اور جنابہ ہر ہالینس بیگم صاحبہ بھرپال دام اقبالہ نے بہت پسند فرما کر کثیر جلدیں خرید فرمائی ہیں - بنظر رفاه عام چھ ماہ کے لیے رعایت کی جاتی ہے - طالبان صحت جلد فائدہ اٹھالیں -

مصنفات النساء اصلی قیمت ۱ روپیہ ۱۰ آنہ - رعایتی ۱۲ آنہ
محافظ الصبیان اصلی قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتی ۱ روپیہ -
ملنے کا پتہ :- ڈاکٹر سید عزیز الدین گورنمنٹ پنشنر میڈیکل افسر در جانہ - ڈاکخانہ بھری ضلع رھتک -

المہل کی ششماہی مجلدات

— *

قیمت میں تخفیف

المہل کی شش ماہی جلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد آٹھ روپیہ میں فروخت ہوتی تھیں لیکن اب اس خیال سے کہ نفع عام ہو اسکی قیمت صرف پانچ روپیہ کر دی گئی ہے۔
المہل کی تیسری جلد مکمل موجود ہے - جلد نہایت خوبصورت ولایتی کپڑے کی - پشتہ پر سنہری حرفوں میں المہل منقش - پانچ سو صفحوں سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب جسمیں سو سے زیادہ ہاف ٹرن تصویروں بھی ہیں - کاغذ اور چھپائی کی خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق بلک کا عام فیصلہ بس کرتا ہے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیہ کچھ ایسی زیادہ قیمت نہیں ہے - بہت کم جلدیں باقی رہ گئی ہیں - (منیجر)

جام جہاں نما

— * —

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

— * —

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھر کی کسی ایک زبان میں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپہ نقد انعام

ایسی کار آمد ایسی دلفریب ایسی فیض بخش کتاب لاکھ روپے کو بھی سستی ہے۔ یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علم قبضے میں کر لیں اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھ لیں۔ دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیں صرف اس کتاب کی موجودگی میں دیا ایک بڑی بہاری لائبریری (کتابخانہ) کو مول لے لیا۔

— * —

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لئے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

— * —

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعیات - علم فلکیات - علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر - فالنامہ - خواب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلیلیں سرور آنکھوں میں نو پیدا ہوتی بصارت کی آنکھیں راہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمی ان کے عہد بعد کے حالات سوانح عمری: و تاریخ دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کھلیے تندرستی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دلہا بھر کے اخبارات کی فہرست ' آنکی قیمتیں ' مقام اشاعت وغیرہ - بھی کھاتہ کے قواعد طرز تحریر اشیا برزے انشاپر دازی طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابوں کا طر کھینچ کر رکھ دیا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھی ' شتر ' گائے بھینس ' گھوڑا ' گدھا بیڑو ' بکری ' کتا وغیرہ جانوروں کی تمام بیماریوں کا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندوں کی مرا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام محکمہ کے قوانین کا جوہر (جن سے ہر شخص کو عمر ما کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فرجدارہ ' قانون مسکرات ' میعاد ساعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی رہاں جاگر روزگار کر لے اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آج تک کہیں دیکھی نہ سنی ہوگی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہروں کے مکمل حالات رہاں کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ زیلے یکہ بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے ہیں اسکے بعد ملک برہما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (روپی واقع ملک برہما) کے تحقیق شدہ حالات رہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں تحریر ہیں دوسرے میں لاکھ پتی بننے کی حکمتیں دلچسپ ہیں میں قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا نقشہ ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - اقصیٰ - آسٹریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات رہاں کی درس گاہیں دہائی

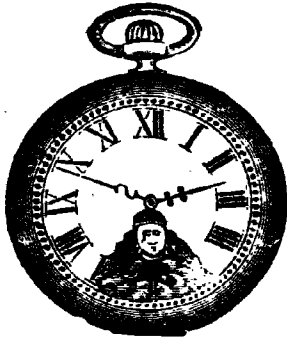
الف

کلیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفر کا مہمل احوال کرایہ وغیرہ سب کچھ بتلایا ہے - اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ (طرز تحریر ایسی دلانیز کہ پڑھتے ہوئے طبیعت باغ ہر جاے دماغ کے کواڑ کھل جائیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگواؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ باوجود ان خوبئیں کے قیمت صرف ایک - روپہ - ۸ - آنہ مصروف لاک تین آنے دو جلد کے خریدار کو مصروف لاک معاف -

تصویر دار گھڑی

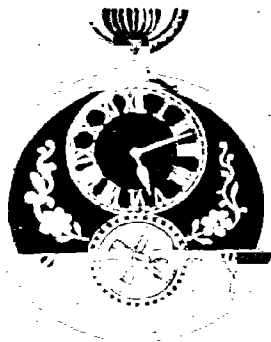
گارنٹی ۵ سال قیمت صرف چھ روپے

ولایت والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس مجالب گھڑی کے قائل پر ایک خوب صورت نازنین کی تصویر بنی ہوئی ہے - جو عورت کا آنکھ منکائی رہتی ہے ، جس کو دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے - قائل چینی کا ہرزہ نہایت مضبوط اور بالدار - مدتوں بگڑنے کا نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دکھائی دیتی ہے ایک خرید کر آزمائش کیجئے اگر درست احباب زیروستی چھین نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کر کر قیمت صرف چھ روپہ -



آٹھ روزہ واچ

گارنٹی ۸ سال قیمت ۶ روپہ



اس گھڑی کو آٹھ روز میں صرف ایک مرتبہ چاہی دیا جاتی ہے - اسے ہرزہ نہایت مضبوط اور بالدار ہیں - اور قائل ایسا صمیم دکھائی دے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسے قائل پر سبز اور سرخ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں - بھروسہ بگڑنے کا نام نہیں لیتی - قیمت صرف چھ روپے - زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس ہمارا مفت -

چاندی کی آٹھ روزہ واچ - قیمت ۶ روپے چھوٹے سائز کی آٹھ روزہ واچ - جو کلائی پر بند ہو سکتی ہے مع تسمہ چرمی قیمت سات روپے

بجلی کے لیڈ

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کارآمد لیڈ ، ابھی ولایت سے بنکر ہمارے یہاں آئی ہیں - نہ دبا سلائی کی ضرورت اور نہ ٹیل بلی کی - ایک لمپ واکر اپنی جیب میں یا سرھانے رکھ کر جوتے ضرورت ہو فوراً پتلی دباؤ اور چاند سی سفید روشنی مچھو ہے - رات کیوقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی موفی جانور سانپ وغیرہ کا قر ہو فوراً لیڈ روشن کر کے خطر سے بچ سکتے ہو - یا رات کو سوتے ہوئے اقدام کسی جگہ سے اٹھنا پڑے سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیا - پڑنا یا پتہ تصفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوبئی معلوم ہوگی - قیمت ۱ معہ مصروف صرف دو روپے ۲ جس میں سفید رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۳ روپہ ۸ آنہ -



۴ - علامہ انکے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں کلائی اور این وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی ہیں - زر خوشخط لکھیں آٹھ مال منگوانے والوں کو خاص رعایت - جاد منگوانے والے -

نیچر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقام تھانہ - ایس - پی - دہلوی

TOHANA. S. P. Ry. (P.)

علمی فن : ۵۰

(۱) - مآثر الکرام - حسان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی کی تصنیف ہے - جس میں ہندوستان کے مشاہیر فقرا و علما کے حالات ہیں - مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ حجم ۳۳۸ صفحہ قیمت ۲ روپیہ -

(۲) - سر آزاد - مآثر الکرام کا دوسرا حصہ ہے - اس میں شعراء متاخرین کے تذکرے ہیں - مطبوعہ رفاه عام اسٹیم پریس لاہور - صفحات ۲۲۲ قیمت ۳ روپیہ -

مولانا شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں کہ سر آزاد خاص شعراء متاخرین کا تذکرہ ہے یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھ یہ خصوصیت رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں اعلیٰ درجہ کے ہیں - مآثر الکرام میں ان حضرات صوفیہ کے حالات ہیں جو ابتداء عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوئے -

(۳) گلشن ہند - مشہور شعراء اردو کا ناصر و نایاب تذکرہ جس کو زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان گلگرسٹ نے سنہ ۱۸۰۱ء میں میرزا علی لطف سے لکھوایا ہے - بوقت طبع شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی نے اس کی تصحیح کی ہے اور مولوی عبد الحق صاحب بی - اے - نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے - جس میں زبان اردو کی ابتدائی تاریخ اور تذکرہ ہذا کے خصوصیات مذکور ہیں - صفحات ۲۲۲ قیمت ایک روپیہ -

(۴) تحقیق الجہاد - نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم کی کتاب ”کریکل اکسپوزیشن آف سی ہاپیوٹر جہاد“ کا اردو ترجمہ - مترجمہ مولوی غلام الحسن صاحب پانی پتی - مقدمہ مصنف نے اس کتاب میں یورپیوں مصنفین کے اعتراض کو رفع کیا ہے کہ مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلا گیا ہے - قرآن جدید سے فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور معقنہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم کے تمام غزوات و سرایا و بعثت میں دفاعی تھے اور ان کا یہ مقصد مرکزہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جائے - حجم ۴۱۲ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۵) زرتشت نامہ - قدیم پارسیوں کے مشہور پیغمبر اور ریفارمر کی سوانح عمری جس کو مشہور مستشرق عالم جیکسن کی کتاب سے اقتباس کر کے مولوی خلیل الرحمن صاحب نے تالیف کیا ہے - صفحات ۱۹۸ - قیمت ایک روپیہ -

(۶) الفاروق - شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کی لائق تصنیف جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانح عمری اور ان کے ملکی، مالی، فوجی انتظامات اور ذاتی فضل و کمال کا تذکرہ مندرج ہے - قیمت ۳ روپیہ -

(۷) نعمت عظمیٰ - امام عبدالوہاب بن احمد الشعرانی المتوفی سنہ ۹۷۳ ہجری کی کتاب اوراق الانوار فی طبقات الخیار کا ترجمہ جس میں ابتدائے ظہور اسلام سے دسویں صدی کے اواسط ایام تک جس قدر مشاہیر فقرا گذرے ہیں ان کے حالات اور زہن اقوال مذکور ہیں - مترجمہ مولوی عبد الغنی صاحب رارٹی قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۸) آثار الضادہ - مرحوم سر سید کی مشہور تصنیف جس میں دہلی کی تاریخ اور وہاں کے آثار و عمارات کا تذکرہ مندرج ہے نامی پریس کانپور کا مشہور ایڈیشن - قیمت ۳ روپیہ -

(۹) قواعد العروض - مصنفہ مولانا غلام حسین قدر بلگرامی - علم عروض میں اس ترمیم و تفصیل کے ساتھ عربی و فارسی میں بھی کوئی کتاب لکھی نہیں گئی ہے - اس کے اخیر میں ہندسی عروضی رقائبہ کے اصول و ضوابط بھی مذکور ہیں اور اس کو محسن العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی نے اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے - حجم ۲۷۳ صفحہ - قیمت سابق ۴ روپیہ - قیمت حال ۲ روپیہ -

(۱۰) میڈیکل جیورس پروفنس - یعنی طب متعلقہ مقدمات فرہادی ہے - مترجمہ شمس العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی - اس کا مفصل ریویو الہال میں عرصہ تک چھپ چکا ہے - قیمت سابق ۲ روپیہ قیمت حال ۳ روپیہ -

(۱۱) - نمدن ہند - مسٹر کستا ولبان کی فرانسیسی کتاب کا ترجمہ - مترجمہ شمس العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی - یہ کتاب نمدن عرب کی طرز پر ہندوستان کے متعلق لکھی گئی ہے - اور

اس میں نہایت قدیم زمانہ سے لیکر زمانہ حال تک ہندوستان میں جس قدر اقوام گذرے ہیں ان کی تاریخ، تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے حالات لکھے ہیں خصوصاً مسلمانان ہند کا حال تفصیل کے ساتھ مندرج ہے - قیمت (۵۰) روپیہ -

(۱۲) - نمدن عرب - قیمت سابق (۵۰) روپیہ - قیمت حال (۳۰) روپیہ -

(۱۳) - داستان ترکستان ہند - جلد ۵ جس میں مسلمانوں کے ابتدائی حملوں سے دولت مغلیہ کے انقراض تک تمام سلاطین ہند کے مفصل حالات منضبط ہیں - اعلیٰ کاغذ پر نہایت خوش خط چھپی ہے -

حجم (۲۹۵۹) صفحہ قیمت سابق ۲۰ روپیہ - قیمت حال ۶ روپیہ -

(۱۴) مشاہیر الاسلام - قاضی احمد ابن خلکان کی مشہور عالم کتاب و فیات الاعیان کا ترجمہ جس میں پہلی صدی سے ساتویں صدی تک کے مشاہیر علما و فقہا و محدثین و مررخین و سلاطین و حکما و فقرا و شعرا و راضع وغیرہ کے حالات ہیں - اس کتاب کے انگریزی مترجم مسٹر ڈی سیٹان نے ابتدا میں چار عالمانہ مقدمے اور کثیر التعداد حواشی لکھے ہیں - مترجم نے ان کا بھی اردو ترجمہ اس کتاب میں شامل کر دیا ہے - قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۱۵) الغزالی - مصنفہ مولانا شبلی نعمانی - امام ہمام ابرہامد محمد بن محمد الغزالی کی سوانح عمری اور ان کے علمی کارناموں پر مفصل تبصرہ - حجم (۲۷۲) صفحہ طبع اعلیٰ - قیمت ۲ روپیہ -

(۱۶) جنگل میں منگل - انگلستان کے مشہور مصنف ادیارتہ کیلنگ کی کتاب ”جنگل بک“ کا ترجمہ - مترجمہ مولوی ظفر علی خان بی - اے - جس میں انوار سہیلی کی طرز پر حیوانات کی دلچسپ حکایات لکھی گئی ہیں - حجم ۳۹۲ صفحہ قیمت سابق ۴ - قیمت حال ۲ روپیہ -

(۱۷) وکرمر ارمی - سنسکرت کے مشہور ڈراما نویس کالیداس کے ڈراما لائن کا ترجمہ - مترجمہ مولوی عزیز میرزا صاحب بی - اے - مرحوم - ابتدا میں مرحوم مترجم نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں سنسکرت ڈراما کی تاریخ اور مصنف ڈراما کے سوانحی حالات مذکور ہیں قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۱۸) حکمت عملی - مصنفہ مولوی سجاد میرزا بیگ صاحب دہلوی - فلسفہ عملی پر مبسوط اور جامع کتاب ہے - جس میں افراد انسانی کی روحانی ارتقا کی تدابیر کے ساتھ ساتھ قری ترقی اور عزت حاصل کرنے کی اصول و ضوابط بیان کئے ہیں حجم ۴۵۰ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۱۹) انسر اللغات - عربی فارسی کی متداول الفاظ کی کارآمد ڈکشنری حجم (۱۲۲۶) صفحہ - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

(۲۰) قرآن السعدین - جس میں تذکیر و تانیث کے جامع قواعد لکھے ہیں اور کئی ہزار الفاظ کی تذکیر و تانیث بتلائی گئی ہے - قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۲۱) کلیات قدر بلگرامی - جس میں جمیع اصناف سخن کے اعلیٰ نمونے موجود ہیں مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ - حجم (۴۲۰) صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۲۲) دربار اکبری - مولانا آزاد دہلوی کی مشہور کتاب جس میں اکبر اور اس کے اہل دربار کا تذکرہ مذکور ہے قیمت ۳ روپیہ -

(۲۳) فہرست کتب خانہ آصفیہ - عربی فارسی و اردو کی کئی ہزار کتابوں کی فہرست جس میں ہر کتاب کے ساتھ مصنف کا نام سنہ وفات - کتابت کا سنہ - تصنیف - مقام طبع و کیفیت وغیرہ مندرج ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان سلف نے علم و فن کے متعلق اخلاف کے لیے کس قدر ذخیرہ چھوڑا - جو لوگ کتابیں جمع کرنے کے شائق ہیں انہیں اس کا مطالعہ کرنا لازمی ہے - حجم ۵۰۰ صفحہ - قیمت ۲ روپیہ -

(۲۴) دبدبہ امیری - ضیاء الملة والدین امیر عبد الرحمن خان غازی حکمران دولت خدا داد افغانستان کی سوانح عمری - مترجمہ مولوی سید محمد حسن صاحب بلگرامی - نہایت خوشخط و اعلیٰ - حجم (۵۹۲) صفحہ (۸) تصاویر عکسی - قیمت ۴ روپیہ -

(۲۵) نقان ایران - مسٹر شرسٹر کی مشہور کتاب ”اسٹرنلنگ آف پرشیا“ کا ترجمہ - حجم (۵۰۰) صفحہ (۵۰) تصاویر عکسی - قیمت ۵ روپیہ -

لاہور عبد اللہ خان بک سیلر اینڈ پرنٹر کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

خریداران "ا" "ب" کے لئے خاص رعایت

A detailed illustration of a pocket watch. The watch has a round case with a ring at the top for a chain. The face is white with black Roman numerals for the hours. There are two main hands, an hour hand and a minute hand. In the center of the face, there is text that reads "J. W. B. & CO. NEW YORK". At the bottom of the face, there is a small circular sub-dial with its own hand, likely for seconds. The watch is shown in a slightly angled perspective.

A large, detailed pocket watch with Roman numerals on the face and a decorative ring at the top. The watch is shown in a high-contrast, black and white style, emphasizing its intricate details and ornate design.

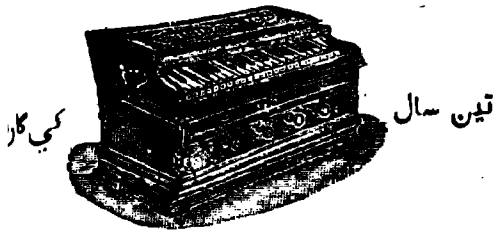
A detailed black and white illustration of a vintage wristwatch. The watch has a round, ornate case with a textured bezel. The dial is light-colored with dark, stylized hour markers and a central hand. The bracelet is made of dark metal links, possibly a 'fig-link' or 'oval-link' design, which are connected by small circular rivets. The watch is shown from a slightly elevated, front-facing perspective.

A detailed illustration of a pocket watch. The watch has a round case with a prominent ring at the top for a chain. The face features Roman numerals for the hours and a small sub-dial at the 6 o'clock position. The hands are ornate, and the overall design is classic and elegant.

A vintage pocket watch with a leather strap and a metal ring, shown next to a small, dark, rectangular object. The watch has a round face with a black dial, white numerals, and a small seconds sub-dial at the 6 o'clock position. The brand name 'WELLS' is visible on the dial. The watch is shown next to a small, dark, rectangular object, possibly a piece of jewelry or a small box.

جن فرمایشوں میں اللہ کا حوالہ نہیں ہوا۔ اس سے پوری قیمت لیجاویگی۔ اور ایلندہ کی قسم کی سماعت نہیں ہوگی۔
 المشرقہ کے بی ۱۵۷۰ سعید اینق کمپنی پوسٹ بکس ۱۷۰ لکھ ۵

سنکاری فلوٹ



بہترین اور سریلی آواز کی ہارمونیم
سنگل ریڈ C سے تک F یا C سے F تک
قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیہ
قبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیہ
اسکے ماسوا ہر قسم اور ہر صفت کا ہر مرد
ہمارے یہاں موجود ہے -
ہر فرمایش کے ساتھ ۵ روپیہ بطور پیشگم
آنا چاہیے -

R. L. Day.
34/1 Harkata Lane,
Calcutta.

پچاس برس کے تجربہ کار

ڈاکٹر رائے - صاحب کے - سی - داس کا ایم
کردہ - آلا سہائے - جو مستورات کے کل امراض -
لیمے تیر بہدف ہے - اسکے استعمال سے کل امراض
متعلقہ مستورات دفع ہو جاتی ہے - اور نہایت
ہی مفید ہے - مثلاً ماہوار نہ جاری ہونا
دنمنا بند ہو جانا - کم ہونا - بے قاعدہ آنا
تکلیف کے ساتھ جاری ہونا - متواتر یا زیادہ
مدت تک نہایت زیادہ جاری ہونا - اس -
استعمال سے بانج عورتیں بھی باردار ہوتی
ہیں -

ایک بکس ۲۸ گولیوں کی قیمت ایک روپیہ

وا تسہائے گولیان

یہ دوا ضعف قوت کے واسطے تیر بہدف
حکم رکھتی ہے - کیسا ہی ضعف کیوں
ہو اسکے استعمال سے اسقدر قوت معلوم ہوگی
جو کہ بیان سے باہر ہے - شکستہ جسموں
از سرنو طاقیت دیکر مضبوط بناتی ہے - اور
طباعت کو بشاش کرتی ہے -

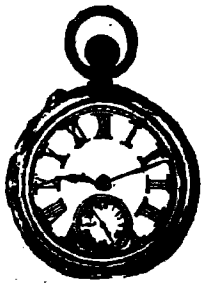
ایک بکس ۲۸ گولیوں کی قیمت ایک روپیہ
Swasthasahaya Pharmacy,
30/2 Harrison Road, Calcutta.

وائٹ

اس دوا کے استعمال سے ہر قسم کا ضعف
خواہ اعصابی ہو یا دماغی یا اور کسی وجہ سے
ہوا ہو دفع کر دیتی ہے - اور کمزور قوتوں کو
نہایت طاقتور بنا دیتی ہے - کل دماغی اور
اعصابی اور دلی کمزوریوں کو دفع کر کے انسان
میں ایک نہایت ہی حیرت انگیز تغیر پیدا
کر دیتی ہے - یہ دوا ہر عمر والے کے واسطے نہایت
ہی مفید ثابت ہوگی ہے - اسکے استعمال سے
کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا ہے سوائے فائدہ کے
قیمت فی شیشی ایک روپیہ

S. C. Roy, M. A. 36 Dharamtallah Street,
Calcutta.

نصف قیمت پسند نہونے سے واپس
مہرے نئے چالوں کی جب گھڑیاں تھک رہی ہوں



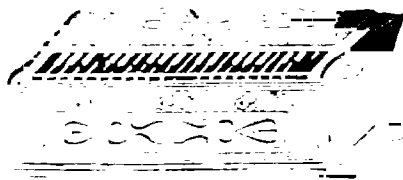
والی اور دیکھنے میں بھی عمدہ
فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک
نصف قیمت میں دی جا رہی ہیں
جسکی گارنٹی تین سال تک ہے لیکن
کی جاتی ہے -
اصلی قیمت سات روپیہ چودہ
آٹھ اور نو روپیہ چودہ آٹھ نصف
قیمت تین روپیہ پندرہ آٹھ اور چار روپیہ پندرہ آٹھ ہر ایک
گھر کے ہزارہ سہرا چین اور ایک فوٹلیں دس اور ایک
چانو مفت دیے جائیں گے -

کلائی راج اصلی قیمت نو روپیہ چودہ آٹھ اور تیر روپیہ
چودہ آٹھ نصف قیمت - چار روپیہ پندرہ آٹھ اور چار روپیہ
پندرہ آٹھ ہندوستان کا نیکہ مفت مایہ -

کمپنیشن راج کمپنی نمبر ۲۰ صدی
متر لین کلکتہ -

Competition Watch Company
No. 20 Madun Mister Lane, Calcutta.

پسند نہونے سے واپس



ہمارا من مہرہ فلوٹ ہارمونیم سربہ فائدہ عام کے
واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دی جا رہی ہے سالی
کی لکڑی کی بنی ہے جس سے آواز بہت ہی مدد اور بہت
روز تک قائم رہنے والی ہے -

سنگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپیہ اور نصف
قیمت ۱۵ - ۲۰ - ۲۵ - روپیہ قبل ریڈ قیمت ۱۰
۷۰ - ۸۰ روپیہ نصف قیمت ۳۰ - ۳۵ - ۴۰ روپیہ ہے
آٹھ کے ہزارہ ۵ - روپیہ پیشگی روانہ کرنا چاہیے -

کمر شیل ہارمونیم فیکٹری لمبر ۱۰/۳
لوئر چیت پور روڈ کلکتہ -

Commercial Harmonium Factory
No 10/ 3 Lower Chitpur Road
Calcutta

مجبوب و غریب مالش

اس کے استعمال سے گھڑی ہر قوت پھر در بارہ پیدا
ہو جاتی ہے - اسکے استعمال میں کسی قسم کی تکلیف
نہیں ہوتی - مایوسی مبدل بفرہی کر دیتی ہے
قیمت فی شیشی دو روپیہ چار آٹھ ملکہ معصوم ڈاک -



اسکے استعمال سے بغیر کہہ - کلف اور ہر قسم کی قسم
کی جلد پر دائم ہے -
قیمت تین

S. C. Roy, M. A. 36 Dharamtallah Street,
Calcutta.

ہر فرمایش میں الہلال

کا حوالہ دینا ضروری ہے

رینڈ کی مسٹر یز اف دی
کورت آف لندن

یہ مشہور ناول جو کہ سولہ جلدوں میں ہے ابھی
چھپ کے نکلی ہے اور تھوڑی سی رھنکی ہے - اصلی
قیمت کی چوتھائی قیمت میں دی جاتی ہے - اصلی
قیمت چالیس ۳۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ -
پورنکی جلد ہے جس میں سنہری حروف کی کتابت
ہے اور ۳۱۹ صفحہ ہیں تصاویر ہیں تمام جادیں
دس روپیہ دی - بی - اور ایک روپیہ ۱۳ آٹھ
معصوم ڈاک -

امپریل بک ڈپوٹ - نمبر ۶۰ سربہ مال ملک لین -
ہر بازار - کلکتہ

Imperial Book Depot, 60 G. S. Road,
Mullick Lane, Bowbazar Calcutta

یوتی قاتین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز شفا - یہ دوا
کل دماغی شکایتوں کو دفع کرتی ہے - ہر مردہ دل کو تازہ
کرتی ہے - یہ ایک نہایت موثر لگانک ہے جو کہ ایکس مرد
اور عورت استعمال کر سکتے ہیں - اسکے استعمال سے
اضافہ رکھتے کو قوت پھر نکلتی ہے - ہسٹریہ وغیرہ کو بھی
مفید ہے چالیس گولیوں کی بکس کی قیمت دو روپیہ -

زینو تون

اس دوا کے بیرونی استعمال سے ضعف باہ ایک بار کی دفع
ہو جاتی ہے - اس کے استعمال کر کے ہی آپ فائدہ
معصوم کرینگے قیمت ایک روپیہ آٹھ آٹھ -

ہائی قارولین

اب نشتر کرائے کا خوف جاتا رہا -
یہ دوا آپ نوزل - فیل یا وغیرہ کے واسطے نہایت مفید
ثابت ہوا ہے - صرف اندرونی و بیرونی استعمال سے شفا
حاصل ہوتی ہے -

ایک ماہ کے استعمال سے یہ امراض بالکل دفع ہو جاتی ہے
قیمت دس روپیہ اور دس دن کی قیمت چار روپیہ -

Dattin & Co, Manufacturing Chemist,
Post Box 141 Calcutta

ہر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے ہر قسم کا جنون خواہ
نوبلی جنوں ' مرگی والہ جنوں ' غمگین رہنے
کا جنوں ' عقل میں فتنہ ' بے خوابی و
مزمزم جنوں ' وغیرہ وغیرہ دفع ہوتی ہے - اور وہ
ایسا معصوم رسالہ ہو جاتا ہے کہ کبھی ایسا
کمال تک بھی نہیں ہوتا کہ وہ کبھی ایسے
مرض میں مبتلا نہ ہو -

قیمت فی شیشی پانچ روپیہ علاوہ
معصوم ڈاک -

S. C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street,
Calcutta.

دوں سر دیاج کی دوا

دور درازیں
مہذبہ
اپنے
پاس
رکھیں

اگر آپ قبض کی شکایاتوں سے پریشان ہیں تو اسکی
دو گولیاں رات کو سوتے وقت نکل جائیے صبح کر دست
خلاصہ ہوگا اور کام کاج کھانے پینے میں ہرج اور
نقصان نہ ہوگا کھانے میں بدمزہ بھی نہیں ہے۔

قیمت سولہ گولیاں کی ایک ڈیبہ ۵ آنہ معصوم
ڈاک ایک ڈیبہ سے چار ڈیبہ تک ۵ آنہ

موسیقی و سیمفونی
نهایت مفید و خوشنودار

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چمکا ہی کرنا ہے تو اس کے لئے بہت سے قسم کے تیل اور چمکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گہی اور چمکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لئے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے ہسا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے - لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں معض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متقدمین نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جوہر ہے بذاتیں ہم کے سالہ اسال ہی کرشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی دروایتی تیلوں جالھکر " موہنی کسم تیل " تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے مدد ملی ہے بلکہ مرچودہ سالنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نہاتا تہی تیل ہر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خوشبودارے دیر پا ہونے میں لا جواب ہے - اس کے استعمال سے بال خوب گہلے آگے ہیں - جو میں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل ازرقہ بال سفید نہیں ہوتے درہ سر " نزلہ " چکر " اور دماغی کمزوریوں کے لیے باز بس مفید ہے اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھلے سے سوتا ہے -

تمام دریا فرزشیں اور عطر فرزشیں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاقہ محصل لداک -

میسو انٹی ملڈ ایما پیچر
اکسیر دافع بخار ہشتم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بھار میں مرجا چکے ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو درخانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پنکٹ ہوا ارزان اہستہ پر کمر بٹھنے بلکہ طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے۔ ہمارے خلق اللہ نے ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی لڑکتوں اور صرف کٹھن کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزاروں شیشیاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے۔ مقام مسیحہ ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانوں اسکی بدولت بھی ہیں اور ہم

قیامت بڑی بڑل - ایک روپیہ - چار آنہ
 چھوٹی بڑل بارہ - آنہ
 پچھ ترقیب استعمال بڑل ے ہمراہ ملقا ے
 تمام مہکالداروں ے ہاں سے مل سکتی ے
 المصلحہ رہبر رہبر انٹر
 ایچ - ایس - عبد الغنی کیسٹ - ۲۲، ۷۳
 انور ٹولہ اسٹریٹ - للکھہ

[6]





اما لاء

اگر معاونین الھلال کوشش
کرم الھلال کیا۔ دو ہزار
نئے خریدار پیدا کرسکیں
جو آٹھ روپیہ سالانہ قیمت
ادا کریں تو اسکے بعد یقیناً
الھلال کا مالی مسئلہ بغیر
قیمت کے برہائے حل ہو
جائیگا۔ منیجر

کسٹمرکٹ اور سٹیشن جمع کے خیالات

[ترجمہ از انگریزی]

مسٹر بی۔ سی۔ مٹر۔ آئی۔ سی۔ ایس کسٹمرکٹ
و سٹیشن جمع ہوگلی و ہوزہ

میرے لوگ نے مسز ایم۔ این۔ اینڈ سنز [نمبر 1/10] میں اسٹریٹ
کلکتہ [جسے جو مینکین خریدی ہیں، وہ تھپی بخش ہیں۔ ہٹے بھی ایک
مینک بنوائی ہے جو اعلیٰ درجے کی تیار ہوئی ہے۔ یہ کارخانہ موجودہ دور
میں اہمیت رکھتی ہے اور ان کی کارخانہ نمونہ ہے۔ ملک میں اس طرح کے کارخانوں
کا کھولنا یقیناً ہماری خدمت افزائی کا مستحق ہے۔

کون نہیں چاہتا کہ میری بیٹی کے لیے دم تک صحیح رہے۔ اگر آپ اسکی
حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو صرف اپنی مراد دور و نزدیک کی بیٹی کی
کیفیت تحریر فرمائیں تاکہ لائق و تجربہ کار ڈاکٹر کی تجویز کے قابل اہتمام
اصلی پتھر کی مینک بدلیجے۔ پی۔ کے ارسال خدمت کیجئے۔ اس پر بھی
اگر آپ کے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدل دیجائیگی۔

نکل کی کمائی مع اصلی پتھر کی مینک ۳ روپیہ ۸ آنے سے ۵ روپیہ تک۔
اصلی رولنگ کی کمائی بٹے سے ۱ روپیہ ۶ آنے سے ۲ روپیہ تک۔
۱ روپیہ سے ۱۵ روپیہ تک معصوم وغیرہ ۶ آنے۔

مژدہ و مل

یعنی عمل حب و بغض بہ ہر دو عمل ایک بزرگ کامل ہے
مجھ کو عطا ہوئی ہیں لہذا بغرض رفہ عام نوٹس دینا چاہتا ہے اور
خاکسار دعویٰ کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ جو صاحب بموجب ترکیب
کے عمل کریں گے ضرور بالضرور کامیاب ہوں گے۔ ہدیہ ہر ایک عمل
بغرض فاتحہ آن بزرگ ۱ روپیہ ۴ آنے مع معصوم ڈاک۔

اسم اعظم — یا بدرہ یعنی بیس کا نقش اس عمل کی زیادہ
تعریف کرنا فضل ہے کیونکہ یہ خود اسم با اثر ہے۔ میرا آزمودہ ہے جو
صاحب ترکیب کے موافق کریں گے کبھی خطا نہ کریگا اور یہ نقش ہر
کلم کی واسطے کلم آتا ہے ہدیہ بغرض فاتحہ آن بزرگ ۱ روپیہ ۴ آنے
مع معصوم ڈاک۔

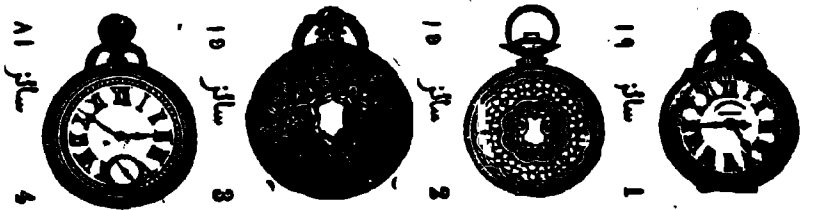
(نوٹ) فرمائش میں اخبار کا حوالہ ضرور دینا چاہیے۔
خادم الفقرا فیض احمد محلہ تلیسا جھانسی

ایک سنیاسی مقامات کے دو نادر عطیہ

حبیب مقوی — جن اشخاص کی قریبی زائل ہو گئے ہیں وہ
اس موائی کا استعمال کریں۔ اس سے ضعف خواہ اعصابی
ہو یا جسمانی یا کسی اور وجہ سے بالکل نیست نابود ہو جاتا
ہے۔ دماغ میں سرور نشاط پیدا کرتی ہے۔ تمام دلی
دماغی اور اعصابی کمزوریوں کو زائل کرتے انسانی ڈھانچہ میں
معجز نما تغیر پیدا کرتی ہے۔ قیمت ۵۰ گولی صرف پانچ روپیہ۔

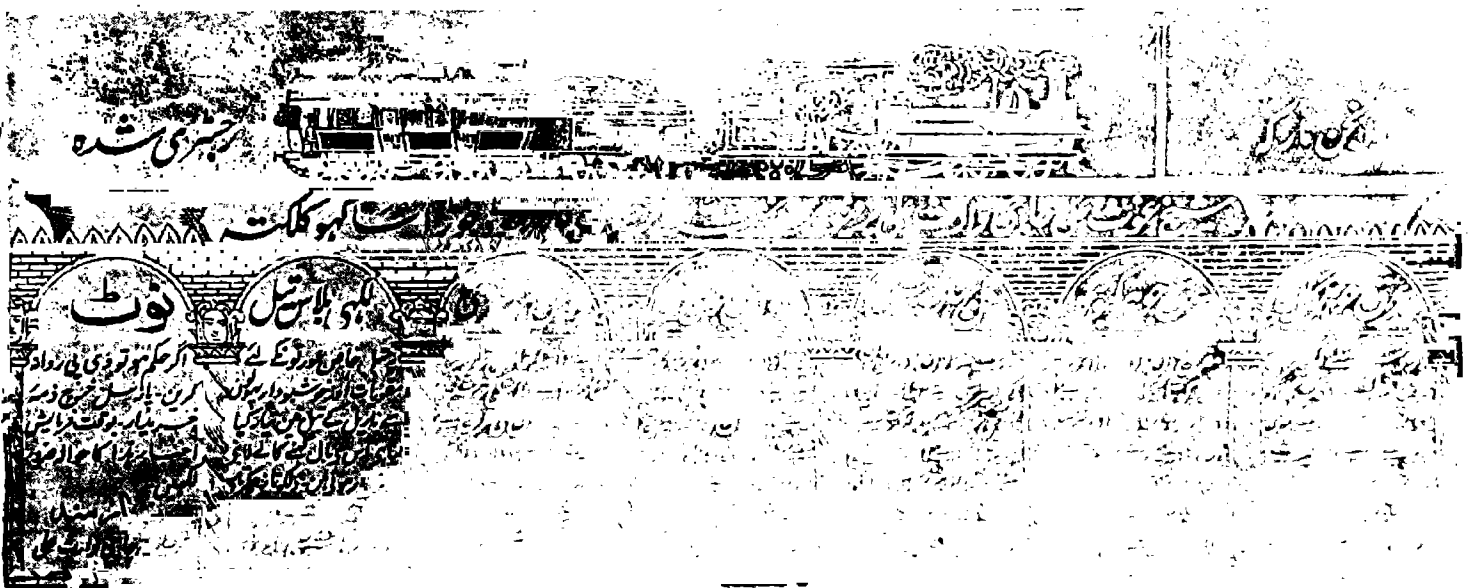
ملحق دندان — دانتوں کو مرتبہ کی طرح آباد بناتا ہے۔
امراض دندان کا قلع قمع کرتا ہے۔ ہلکے دانتوں کو مضبوط کرتا ہے۔
دانت نکلنے وقت بھیجے کے مسرور میں ہر ملا جارہے تو بچہ دانت
نہایت آسانی سے نکالتا ہے۔ منہ کو معطر کرتا ہے۔ قیمت ایک
دیکھ صرف ۸ آنے۔

ترباتی طحال — تب تلی کیلئے اس سے بہتر شاید ہی گولی
ہوئی ہوگی۔ تب تلی کو پیچ رہن سے نابود کر کے بدترین جگر اور
قویٰ کنی اصل کرتا ہے۔ قیمت فی شبھی ۱ روپیہ ۴ آنے۔
ملیہ کا پتہ۔ جی۔ ایم۔ قادری انڈیا کو۔ شفاخانہ حمیدہ
مندپالہ ضلع کجرات پنجاب



- (1) راسکوپ فلیور راج کارنٹی ۲ سال مع معصوم دو روپیہ آٹھ آنے
- (2) ۱۰/۱۰ اس سلنڈر راج کارنٹی ۳ سال مع معصوم پانچ روپیہ
- (3) چاندیکیک بلکس سلنڈر راج کارنٹی ۳ سال مع معصوم دس روپیہ
- (4) ٹکلیس انکما سلنڈر راج کارنٹی ۳ سال مع معصوم پانچ روپیہ

نوٹ حضرات اپکو خوبصورت مضبوط سچاقت برابر چلنیوالی
کھڑکی کی ضرورت ہے تو جلد منگا لیں اور نصف یا رعایتی
قیمت اور دس بارہ سال کی کارنٹی کے لالہ میں نہ پڑیں۔
ایم۔ اے۔ شکور اینڈ کو نمبر ۵/۱ ویلسلی اسٹریٹ دھرم ٹا کلکتہ۔
M. A. Shukoor & Co. 5/1 Wellesly Street P. O. Dharmtalla
Calcutta.



لَا تَتَّبِعُوا فِي الْقُلُوبِ الْحَسَنَاتِ ۖ إِنَّمَا إِلَهُكُمُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ

الْهَيْلُ

نار ۵
"الهلل كلكه"
نيليفرت نمبر - ۶۳۸

Telegraphic Address,
"Alhila Calcutta"
Telephone, No. 68

قیمت
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے ۶۲ آہ

ایک ہفتہ وار مصور سال

میرسنول نرخصوی
احمد علی خان لکھنؤ لکھنؤ

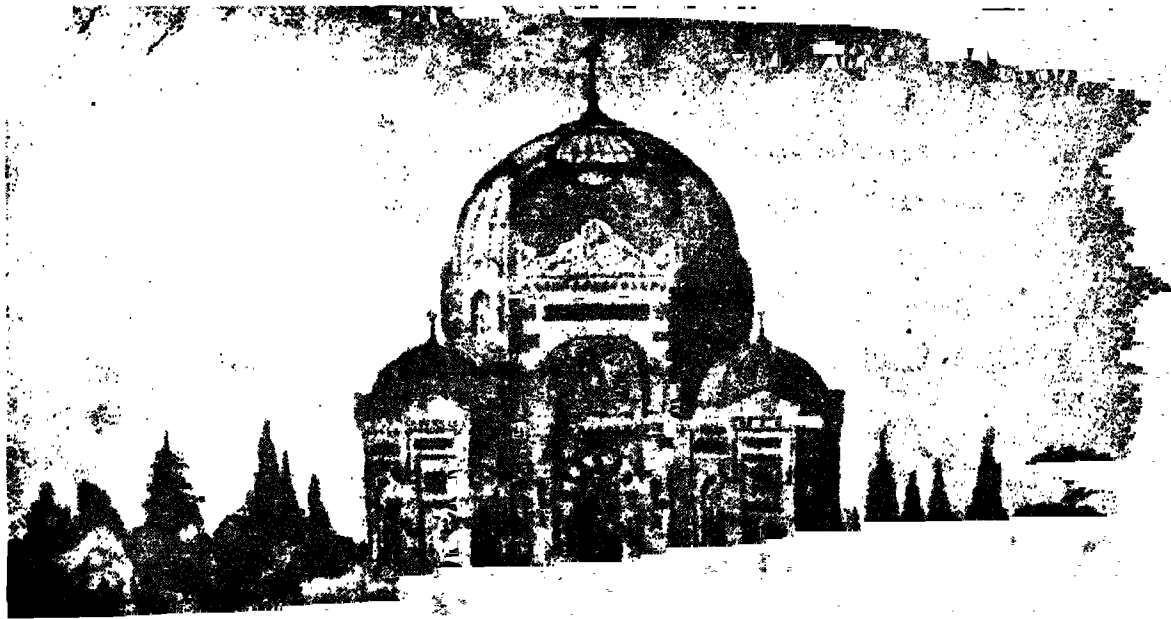
مقام اشاعت
۱ - ۵ کلارڈ اسٹریٹ
کولکتہ

جلد ۴

کلکتہ : چاروشنبہ ۱۷ - ۲۳ جادی الثانی ۱۳۳۲ ہجری

نمبر ۱۹ - ۲۰

Calcutta : Wednesday, May, 13 & 20. 1914.



سازہ تھیں نہ

نوٹ — ذیل نمبر ہونے کی وجہ سے قیمت ۵ - آہ -

قیمت فی پرچہ

۲۴۳



ادرسه نیڈن ۱۴ کپنی

— :- —

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :-

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بڈل کٹنگ (یعنی سپاری تراش) معین دیگی ، جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں ۔

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۵ روپیہ میں خرد باف موزے کی معین دیگی ، جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کھیل ہے ۔

(۳) یہ کمپنی ۶۰۰ روپیہ میں ایک ایسی معین دیگی جس سے موزہ اور گنجی دونوں تیار کی جاسکے تیس روپیہ روزانہ بہ تکلف حاصل کیجیے ۔

(۴) یہ کمپنی آپکی بنائی ہوئی چیزوں کے خریدنے کی ذمہ داری لیتی ہے ۔

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کالے ہونے اور جو ضروری ہوں معض تاجرانہ نرخ پر مہیا کر دیتی ہے ۔ تم ختم ہوا ۔ آجے روا نہ کیا اور اسی میں روپے بھی مل گئے ! یہ لطف یہ کہ ساتھ ہی ۱۱۱ کے لیے ۷۷۷ کا پتہ بھی آگیا ۔

لیجئے دو چار بے مانگے سوچیندے ، حاضر خدمت ہیں ۔

— :- —

آئینل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :- میں نے حال میں ادرشہ لیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مجھے لیں چھوڑی قیمت اور اوصاف سے بہت تعفی ہے ۔
 لی ۔ گرگہ راؤ پلیٹر ۔ (بلقاری) میں گنزویلر کے معین سے آپکی معین کو ترجیح دیتا ہوں ۔
 مس کھم کامری دبیری ۔ (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہوار آپکی لیٹنگ معین سے پیدا کرتی ہوں ۔

شمس ۱۹ ! مولانا عطاء الرحمن صاحب کیا فرماتے ہیں ؟

— (۵) —

ادرشہ لیٹنگ کمپنی کے موزہ پہنچے اور مجھے اس باتے کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ اسکی بھارت یورپ کی ساخت سے کسی طرح کم نہیں ۔ میں نے معین کو چلائے دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہر شخص باسانی اسے سیکھ سکتا ہے ۔

پتہ :- ۱۴ ، اخبارات ہندی کی دالے

— * —

ہنگلی — موزہ جو کہ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپنی نے بنائے ہیں اور جو سودیشی میلہ میں نمائش کے واسطے بھیجے گئے تھے نہایت عمدہ ہیں اور بھارت بھی اچھی ہے ۔ معینت بھی بہت کم ہے اور دلیتی چیزوں سے سرفراز نہیں ۔
 انڈین ڈیلی ، نیوز — ادرشہ لیٹنگ کمپنی کا موزہ نہایت عمدہ ہے ۔
 جہل الملوں — اس کمپنی نے ثابت کر دیا کہ ایک شخص اس معین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کرسکتا ہے ۔
 اس کمپنی کی یورپی حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھ کر انفرس اور کیا ہوسکتا ہے ۔

ادرسه نیڈن ۱۴ کپنی نمبر ۲۶ ایچ ۔ گوانت اسٹریٹ کراچی

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad

7/1 McLeod Street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription Rs. 8

Half yearly „ 4-12

الہلال

میرسنوٹ غرضی
سلامت لہذا

مقام اشاعت

۱-۷ منارہ استریت

سال ۱۳۳۲

لیلیہ نمبر ۶۳۸

قیمت

سالانہ ۸ روپے

شعبی ۴ روپے ۱۲ آ

جلد ۴

۱۳۳۲ جلدی الثانی ۱۷ - ۲۲ جہوشہ ۲۲ - ۱۷

Calcutta: Wednesday, May, 13 & 20, 1914

نمبر ۱۹-۲۰

شذرات

..... ثانیاً قیام الہلال

”صدا بہ صحرا“ کے عنوان سے الہلال کے مالی مسئلہ پر نظر ڈالی گئی تھی۔ احباب کرام اور مخلصین ملت نے جس درد اور محبت کے ساتھ اسکا جواب دیا، وہ اس امر کا ایک تازہ ترین ثبوت ہے کہ احیاء ملت اور دعوت دینی کے اعلان و اشاعت کا احساس اب اپنی ابتدائی منزلوں سے گذر چکا ہے، اور میری امیدیں کچھ بیدار نہیں اگر میں سمجھتا ہوں کہ موسم میں تبدیلی ہو گئی ہے اور الہلال کی دعوت نے اپنے پہلا کام پورا کر دیا ہے۔ واللہ در ما قال:

کسیکے معمر باد صباست، رمی داند
کہ با رجود خزاں برے یا سمن باقیست!

جو خطوط اور مفصل مکتوبات اس بارے میں بکثرت دفتر میں پہنچے، انسوس ہے کہ انکی اشاعت کیلئے کافی جگہ نہ نکل سکی، اور صرف گذشتہ دو تین اشاعتوں میں بعض مکتوبات کے مقتبس ٹکڑے شائع کر دیے گئے۔ ان سے ایک سرسری اندازہ احباب و معارفین کرام کے جوش و محبت کا کیا جا سکتا ہے۔ فالحمد لله علی ذلک۔

ان مضامین میں ظاہر کیا گیا تھا کہ الہلال کی اشاعت سے مقصد جس تیقظ و بیداری کا پیدا کرنا اور جس فراموش کردہ سنت مقدس حریت و دعوت اسلامیہ کی طرف توجہ دلانا مقصد تھا، الحمد للہ کہ وہ اس اقل قلیل مدت ہی میں فضل الہی سے حاصل ہو گئی ہے، اور اس طرح دعوت دینی اپنی پہلی منزل سے گذر چکی ہے۔ اس کے بعد زیادہ تر خاموش اور مستغرق کاموں کی منزلیں ہیں، اور میں مضطرب ہوں کہ کسی طرح جلد یکسرگی حاصل کرے صرف آنے والی منزلوں ہی کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

پس جبکہ میری محسوسات کا اس بارے میں یہ حال ہے، تو میں اپنے مقصد حقیقی کی بنا پر مجبور نہیں کہ آئندہ بھی الہلال کو جاری ہی رکھوں۔ رہا اعلان و دعوت کا تسلسل، اور ایک اعلیٰ مذاق اور پیمانے کے علمی و مذہبی رسالے کی ضرورت، نیز ان تمام صوبی و معنوی خصوصیات کے بقا بلکہ ترقی کا سوال جو الحمد للہ الہلال کو حاصل ہیں، تو یہ سب باتیں دنیا میں تقسیم عمل کے قدرتی اصول ہی پر ہو سکتی ہیں۔ ایک فرد واحد کئی سال تک کام کرے، کاموں کو ایک ہی وقت میں انجام دینے کیلئے ہاتھ پائی مارتا رہا، اور جو کچھ اس سے ہو سکا

- ۱ شذرات [مسئلہ قیام الہلال]
- ۲ ” [روزانہ معاصر دہلی]
- ۳ منقوب لندن
- ۴ مسلم کڑ
- ۵ مقالہ اقتصاد [اصول رد و دفاع مطاعن منکرین]
- ۶ مقالات [منقوب آستانہ]
- ۷ احرار اسلام [احادیث و آثار ۲]
- ۸ مدارس اسلامیہ [مسئلہ اصلاح و بقا ندرہ]
- ۹ شئون عثمانیہ [طرابلس اور بلقان کے بعد]
- ۱۰ آثار متفقہ [آثار مصر]
- ۱۱ تاریخ حبشہ [مسئلہ قیام الہلال]
- ۱۲ مراسلات [نظارت المعارف دہلی کی مجوزہ تعریف]
- ۱۳ ” [منقوب لندن]
- ۱۴ ” [۱۰ مئی کا جلسہ دہلی]
- ۱۵ ” [ریاست بھوپال اور مسئلہ ندرہ]
- ۱۶ ” [کھلی چٹھی کا جواب]
- ۱۷ اشتہارات

اوپر

- ۱۰ ایڈریا نوبل کی ایک یادگار مسجد
- ۱۰ مسیحی وحشت کا ایک نیا منظر
- ۱۸ دولت ملیہ کا ڈیسرا آہن برش جہاز ” سلطان عثمان “
- ۱۹ تسطنطیہ کا جدید دارالصنائع
- ۲۰ عثمانی صنائع نفیسہ کا دارالصنائع
- ۲۱ شاہ ایسی نم ثالث فرعون مصر کے منارے کی چوٹی
- ۲۱ ریسیس ثانی فرعون مصر کا بت
- ۲۲ ایسی نوٹس فرعون مصر
- ۲۳ فراغت کی مقدس قربانی کے بیورو کے دوسرے

خود ارادان الہلال

جن حضرات کی قیمت آئندہ جوں میں ختم ہو جائیگی، انکی خدمت میں اطلاعی کارڈ حسب معمول روانہ کیے جا رہے ہیں تاکہ جوں کا پہلا پرچہ دی۔ یہی روانہ کرنے کی اجازت دیدیں۔ جن صاحبزادوں کو کسی وجہ سے آئندہ الہلال کی خریداری منظور نہ ہو، اگر وہ ایک کارڈ لکھ کر دفتر کو اطلاع دیدینگے تو باعث تشکر و معذرت ہوگا۔

ایسے مواقع پر دفتر نے کبھی بھی احباب کرام سے اصول نہیں کیا کہ وہ آئندہ بھی الہلال کو ضرور ہی خریدیں۔ یہ امر صرف دلی خواہش اور طبیعت کے پسند پر موقوف ہے اور اس میں کسی دوسرے کو مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ تاہم چونکہ آجکل قیام الہلال کا مسئلہ درپیش ہے اور اکثر ارباب درد توسیع اشاعت کیلئے سعی فرما رہے ہیں، اسلئے بیجا نہ ہوگا اگر ان دوستوں کو بھی اس طرف توجہ دلائی جائے جنکی سابقہ قیمت ختم ہو گئی ہے۔ الہلال مقررہ قیمت کے سوا اور کسی اعانت کا طالب نہیں ہے۔ اگر اس میں بھی تساهل و انکار ہو تو کچھ نہ کچھ انسوس ضرور ہونا چاہیے۔ (منہجر)

روزانہ معاصر دہلی

”ہمدرد“ کو بالآخر قایم سے کنارہ کش ہو کر پھر وہی قدیم راہ اختیار کرنی پڑی، جسمیں انقلاب پیدا کرنے کی دیرینہ آرزوئیں لیکر ہم اور وہ نکلے تھے :

ناروا برد بہ بازار جہاں جنس وفا

رونقے گشتم راز طالع دکان رفتہ !

چنانچہ اس کے اعلان کر دیا ہے کہ بہت جلد پتھر کی چھپائی میں نکلنا شروع ہو جائیگا۔ اس کے لیے نئی لیتو مشینیں خریدی گئی ہیں اور نئے انتظامات ہو رہے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ کوئی انقلاب بھی ہو لیکن انقلاب کی بے مہر دیہی بغیر قربانیوں کے راضی نہیں ہوتی۔ انسان کیلئے رسم و رواج کی زنجیریں سب سے زیادہ بوجھل ہیں، اور رسم کہن کی محبت اس درجہ اس کے اندر رکھی گئی ہے کہ مذہب کی بھی اس کے آگے بسا اوقات نہیں چلتی۔ انا وجدنا ابائنا علی امۃ وانا علی آثارہم مہتدون کی صدائیں گو مذہبی انقلابات کے سلسلے میں سنی گئی ہیں مگر صرف اسی عالم تک محدود نہیں۔ انسان اپنی ہر عادت اور ہر خواہش میں رسم پرستی کا بندہ ہے :

خلاف رسم دریس عہد خرق عادت داں

کہ کارہائے چنیس از شمار ہرالعجبی ست !

دفتر ہمدرد غیر معمولی ارادوں اور انتظامات کے ساتھ وجود میں آیا، اور آسنے اردو طباعہ کے انقلاب کی راہ میں اپنے تئیں مالی قربانی کیلئے پیش کر دیا۔ یقیناً ہر شخص اس قابل تعریف و ستائش کا اعتراف کریگا جسکا نمونہ مسٹر محمد علی نے اس راہ میں پیش کیا ہے، اور واقعی بات یہ ہے کہ محض ایک خاص طرح کی چھپائی کو رواج دینے کیلئے شدید ترین مالی نقصانات کو مردانہ وار برداشت کرنا ایک ایسا شاندار اور موثر واقعہ ہے، جسکو معمولی باتوں کی طرح نہیں دیکھنا چاہیے۔

مگر معلوم ہوتا ہے کہ ٹائپ کے مسئلہ کیلئے یہ ابتدائی قربانیاں کافی نہیں، اور اس شاهد امتحان طلب کے رام کرے کیلئے ابھی اور بہت کچھ لٹانا پڑیگا :

عالمے کشتہ شد و چشم تو درناز ہماں !

اس سوال نے ہمدرد میں ٹائپ اور لیتھر کے موازنہ کی بحث

چھیڑ دی :

فاذا ہم فریقان پس معاً دو فریق ہو گئے اور آپس میں بحث (۲۷ : ۴۶) بحث کرنے لگے۔

ان میں سے جو لوگ ٹائپ کی چھپائی کے مخالف تھے، وہ ان دقتوں کو پیش کرتے تھے جو ہمدرد کے مطالعہ میں انہیں پیش آتی ہیں، اور جو موافق تھے وہ اصولاً ٹائپ کی وہ خوبیاں پیش کرتے تھے جو پتھر کے مقابلہ میں انکی سمجھ میں آتی تھیں۔ یہ بحث ضرور دلچسپ تھی، مگر دفتر ہمدرد جو ہزارہا روپیہ کے نقصانات برداشت کرتے کرتے عاجز آ گیا تھا، اتنی فرصت اور انتظار کہاں سے لاتا کہ اس دلچسپ اور طولانی مناظرہ کے آخری نتیجہ، انتظار کرتا ؟

اس بحث ناصواب میں کیونسدرہ جاے دل

میں دل کو آزمائوں مجھے آزمائے دل !

درحقیقت اس بحث میں بڑی غلطی یہ تھی کہ ہمدرد کی موجودہ حالت کو ٹائپ کا نمونہ قرار دیا جاتا تھا، حالانکہ اول نہ

اُس نے کیا۔ لیکن اب کہاں تک ضمنی فوائد کے آگے اپنے سب سے بڑے مقصد کو فراموش کر دے، اور کب تک اصلی اور حقیقی کاموں کی عدم تکمیل کے تصور سے بیکراری و بیتابی کے انگاروں پر لوگے ؟ اس شب فراق و اضطراب کی سحر کب ہوگی ؟ اور اس انتظار و جستجو کی تاریکی میں کب تک طلوع مقصود و صبح مطلوب کیلئے چشم و دل وقف امتحان رہیں گے ؟ و لنعم ما قیل :

فراق دوست اگر اندک ست اندک نیست

دور دیدہ اگر نیم مویست، بسیار ست !

مالی مسئلہ اصلاً کوئی شی نہیں ہے، اور زمانہ جانتا ہے کہ اس بارے میں توفیق الہی سے الہلال نے ہمیشہ غیورانہ خاموشی کے نقصانات کو گدایانہ طلب و سوال کے انعامات پر ترجیح دی ہے، لیکن اب کہ اپنے اولین کام کو مکمل پاتا ہوں جس کے بعد اُس اصل مقصد کے لحاظ سے الہلال کی اشاعت ناگزیر نہیں رہی ہے۔ نیز نقصانات بھی حد برداشت و تحمل سے افزوں ہو گئے ہیں، اسلئے میں نے ضروری سمجھا ہے کہ اس کے قیام و عدم قیام کا مسئلہ ایک بار احباب کرام کے سامنے پیش کر دوں، اور صاف صاف عرض کر دوں کہ آئندہ قیام بغیر مالی مسئلہ کی درستگی کے ممکن نہیں۔

اسکی مختلف صورتیں تھیں۔ از انجملہ یہ کہ قیمت میں اضافہ کیا جائے، لیکن میں نے اسے پسند نہیں کیا، اور صرف اسکی خواہش کی کہ دو ہزار نئے خریدار الہلال کے فراہم ہو جائیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوا تو دفتر کی بعض جدید تخفیفات کے ساتھ ملکر الہلال کا جمع خرچ برابر ہو جائیگا۔

بلاشبہ احباب کرام کے لطف و محبت کا اعتراف کرنا چاہیے، جنہوں نے اس تحریر کو پڑھتے ہی توسیع اشاعت کی سعی شروع کر دی اور اسکا سلسلہ برابر جاری ہے۔ حتیٰ کہ بعض بعض ارباب درد نے پہلے ہی خط میں سات سات اور دس دس خریداروں کے نام روانہ کیے، اور بعض حضرات نے تو خریداروں کی جگہ اپنی جانب سے اعانت مالی یا اضافہ قیمت کی نسبت بھی مزید اصرار کیا۔ اس کے لیے میں تہ دل سے اُنکا شکر گزار ہوں اور ایسے دوستوں کی موجودگی کو اپنے لیے اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا احسان یقین کرتا ہوں، اگرچہ اسکی تعمیل نہیں کرسکتا۔

تاہم جو رفتار توسیع اشاعت کی اس تمام عرصے میں رہی ہے، اسکی نسبت اتنا عرض کر دینا ضروری رہنا گزیرے کہ وہ اس درجہ تک نہیں پہنچی جو اس مسئلہ کے کسی انقطاعی فیصلہ کیلئے معین ہوتی۔ بہر حال مشیت الہی کو جو کچھ منظور ہوگا وہ ہر حال میں ہو رہے گا۔ سردست میں نے آخری رائے قائم کر لی ہے کہ آئندہ جولائی سے نئی ششماہی جلد شروع ہونے والی ہے، اور درمیان میں ایک مہینہ اور دو ہفتے فرصت کے موجود ہیں۔ اگر اس عرصے میں مطلوبہ تعداد کا ایک بڑا حصہ پورا ہو گیا تو فہما۔ نہیں تو ایک بار اور عام مشورہ کر کے اپنی راہ اختیار کرنا :

آن نیست کہ من ہم نفسان را نہ شناسیم

با آبلہ پایاں چہ کنم، قافلہ تیزست !

نوا گران نغورہ گزند را چہ خبر؟
اسمیں شک نہیں کہ پبلک کی شکایت درست ہے مگر ہم
میں سے ہر شخص صرف سعی و کوشش ہی کرسکتا ہے۔ ضرورتوں
کے پورا کرنے کیلئے اپنی مطلوبات کا خالق نہیں بن سکتا۔ برے
ارادے پہلے ہی دن پورے نہیں ہوتے، اور تنہا کام کرنے والوں کے
قصور کیلئے چاہیے کہ صبر اور برداشت کے ساتھ فیصلہ کیا جائے:

نفس نہ انجمن آرزو سے باہر کھینچ!

اگر شراب نہیں انتظار ساغر کھینچ!!

اب ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ادارہ ہمدرد صرف ٹائپ ہی کی
تبدیلی کا نہیں بلکہ اخبار کے مضامین اور انکی کمیت و حیثیت
میں بھی بہت بڑی تبدیلی کرنے کا انتظام کر رہا ہے۔ ہماری
دلی التجا ہے کہ وہ اپنے ارادوں میں احسن و اکمل طریقہ سے جلد
کامیاب ہو، اور ہم تمام ہمدردان ملت کا ایک اہم فرض یہ سمجھتے
ہیں کہ اس موقع پر اسکی توسیع اشاعت اور اعانت مالی کیلئے
بڑی سی بڑی کوشش عمل میں لائیں تاکہ اردو پریس کی
ترقی کا ایک بہت بڑا عزم خدا نخواستہ ناکام رہ کر قوم کیلئے دلف
خجالت ثابت نہ ہو۔

مکہ و ب ان

مسٹر مشیر حسین قدوائی بیسٹریٹ لا اس مرتبہ جب سے
لندن گئے ہیں اکثر مراسلات لکھتے رہتے ہیں۔ اشاعت اسلام کے کاموں
کے متعلق انکی بعض دلچسپ تحریریں الهلال میں نکل چکی
ہیں۔ پچھلی ڈاک میں مسلم ڈیپوٹیشن دہلی کے متعلق انکا
ایک سخت مخالفانہ مضمون پہنچا ہے جسے ہم بلا تامل حسب عادت
شائع کر دیتے ہیں۔ مگر ہمیں تعجب ہے کہ ہمارے دوست کو اس
مضمون کی اشاعت کے متعلق کیوں شبہ ہوا اور خط میں کیوں
اصرار کیا گیا؟ حالانکہ ہم نے مختلف مسائل کے متعلق اس سے
بھی زیادہ سخت تحریریں شائع کر دی ہیں۔

ڈیپوٹیشن کا واقعہ گذر چکا اور اخبارات میں اسکی بحثیں
ہو چکیں، البتہ مسٹر قدوائی مسٹر شوکت علی معتمد خدام کعبہ کے
متعلق شخصاً معترض ہیں کہ وہ اس حیثیت سے کیوں شریک
رہ رہے؟

مسٹر مرصوف ہی اسکو بہتر سمجھ سکتے ہیں، تاہم جہاں تک
ہمیں علم ہے، ہم کہہ سکتے ہیں کہ انکی شرکت غالباً ایک تعلیم
یافتہ مسلمان اور عام طور پر قومی کاموں میں سرگرم حصہ لینے
والے شخص کی حیثیت سے تھی، نہ کہ معتمد خدام کعبہ ہونے
کی حیثیت سے، اور جبکہ جناب مولانا عبد الباقی صاحب کی
نسبت تعدد حیثیات کو اس بارے میں خود ہمارے دوست قابل
اعتراف تسلیم کرتے ہیں تو پھر مسٹر شوکت علی اگر اپنی عام
حیثیت سے ڈیپوٹیشن میں شریک ہوئے ہوں تو یہ کیوں قابل
اعتراض سمجھا جائے؟

بہر حال مسٹر قدوائی خود بھی خدام کعبہ کے بانیوں اور عہدہ
داروں میں سے ہیں اور انہیں ذمہ دارانہ حیثیت سے لکھنے کا حق
حاصل ہے ہمارا خیال جو کچھ تھا وہ ہم نے ظاہر کر دیا۔

م گزرت

عین اُس وقت جبکہ پریس ایکٹ کی سختیوں سے ہندوستان
کی عدالت ہائے عالیہ، کونسل کے ہال، اور پارلیمنٹ کے ایوان
یکساں طور پر گونج چکے ہیں، یہ خبر تعجب اور عبرت کے کاغذوں سے
سنی جائیگی کہ ابھی اسکے مذہب پر آرڈر ٹی قربانیوں کی ضرورت

وہ ایک خاص قسم کا ٹائپ ہے، پھر بہت کھس جانے کی وجہ سے
بالکل ناقابل قرات ہو گیا ہے۔ اگر ٹائپ کی چھپائی آئندہ جاری
رکھی جاتی تو یقیناً ٹائپ بدلا جاتا۔ ایسی حالت میں جو
اصحاب ہمدرد کی تبدیلی سے آزرہ تھے، انکا فرض صرف یہی نہ
تھا کہ اس کاغذی مناظرہ میں سرگرم حصہ لیں، بلکہ ہمدرد کے
مالی مسئلہ کے حل کرنے کیلئے بھی کچھ نہ کچھ کرنا ضروری تھا
جو اس راہ میں بڑی سے بڑی قربانی کرچکا۔

اصل یہ ہے کہ اس بارے میں ابتدا ہی سے ہمارے دوست
نے غلطی کی اور ٹائپ کا سرشتہ اپنے حد رسائی کے اندر رکھنے کی
جگہ سمندر پار کی سرد مہر مخلوق کے رحم پر چھوڑ دیا۔ ٹائپ
جس قسم کا بھی ہو، اسکی اصلی مصیبت یہ ہے کہ جلد جلد
بدلنا چاہیے اور اسکا حقیقی طریقہ ذاتی فونڈری کا قیام ہے
یا اقل از اسے ٹائپ کو اختیار کرنا جو ہمیشہ باآسانی مل سکے۔ جو لوگ
ہمدرد کے ٹائپ سے گھبرا گئے تھے، انکے حق بجانب ہونے میں
کچھ شک نہیں۔ واقعی اسکا ٹائپ بہت ہی خراب ہو گیا تھا،
اور حرفوں کے دائروں اشکال اسدرجہ مندرس ہو گئے تھے کہ انکا پڑھنا
مشکل ہو گیا تھا۔ مگر ہمدرد بھی اس مشکل میں گرفتار تھا کہ پرانے
ٹائپ کو بدلے تو کیونکر بدلے؟ نیا ٹائپ اگر بیروت سے منگرایا جائے
تو اسکے لیے علاوہ مصارف کثیرہ کے صبر و انتظار کی ایک ٹٹی
عمر کہاں سے لائے؟ خود فونڈری قائم کرے تو اسکے لیے بھی کئی ماہ
مطلوب اور پھر بھی نمونے کے مطابق ٹائپ کا دھلنا مشکوک!

غرض دو گونہ عذاب بست جان معجزوں را!

بہر حال ٹائپ کتنا ہی ضروری ہو، مگر تین سال کے اولین
تجربے کے بعد خود ہماری بھی رائے یہی ہے کہ پتھر کے مقابلے
میں اسکا صرف نہایت کثیر اور مشکلات طباعت و تفریق کار تعدد
مطلوبات کی دقتیں بہت زیادہ ہیں، پس بحالت موجودہ رہی
بصلہ بہتر تھا جو دفتر ہمدرد کے کیا، اور آئندہ کیلئے پتھر کی
چھپائی منظور کر لی۔

ہمدرد کی اشاعت کی تجویز جن بلند ارادوں پر مشتمل تھی،
اور جیسا وسیع پیمانہ اسکے بلند نظر مجوزے پیش نظر تھا، اگر
اسکی تکمیل کے سامان میسر آجائے تو فی الواقعہ اردو پریس
کی سب سے بڑی ضرورت پوری ہوتی۔ روزانہ اخبارات پریس
کی پہلی منزل ہیں، اور ہمارا پریس اب تک اسی اولین راہ میں
درماندہ ہے۔

لیکن افسوس کہ جسقدر اسباب و رسائل اس مقصد کی تکمیل
کیلئے ضروری تھے، اُن میں سے ایک بھی وقت پر میسر نہ
آیا۔ سب سے پہلے ٹائپ کے مصائب شروع ہوئے۔ پھر ٹائپ وغیرہ
سے بھی اہم تر بلکہ جان مقصد ایڈیٹوریل اسٹاف کا مسئلہ تھا۔
اخبار صرف عمدہ چھپے ہوئے اوراق ہی کا نام نہیں ہے بلکہ اصلی
نہ وہ معنوی روح ہے جو اسکے جسم صورت میں زندگی پیدا کرتی
ہے۔ لیکن یہ وہ مسئلہ ہے جو شاید ابھی برسوں تک حل نہ ہوگا۔
اس کی دقتیں کوئی ہم سے پوچھے:

کہ من بخویش نمودم صد اہتمام و نشد!

ایک تنہا مسٹر معتمد علی کی اولوالعزمی کیا کرسکتی تھی؟
نئی مشغولیت کیلئے کامریت پہلے ہی سے زنجیر پا ہے۔ نتیجہ یہ
تھا کہ پبلک نے ہمدرد کو توقع سے کم پایا، اور دنیا میں صنایع
ی مصیبتوں کو محسوس کرنے والے کم مکرر و قبول کا فیصلہ کرنے
کے بہت ہوئے ہیں:

جنابن !

آپ کے خط مورخہ ۲۸ - اپریل بنام پرائیوٹ سکرٹری ہزاکسلنسی گورنر کا جواب دینے کیلئے مجھے ہدایت کی گئی ہے جس میں آپ نے تحریر کیا ہے کہ ہزاکسلنسی کی خدمت میں ایک وفد قائم مقام مسلمانوں کا قانون اسلامی متعلق مساجد کیلئے حاضر ہونا چاہتا ہے - ہزاکسلنسی اس معجزہ وفد کا کوئی فائدہ مند نتیجہ نہیں خیال کرتے ، کیونکہ ہزاکسلنسی کے پاس کل واقعات موجود ہیں ، اور قانون اسلامی متعلق مسئلہ ہذا کے متعلق انہوں نے کافی اطلاعات حاصل کر لی ہیں -

اس پر بھی ہزاکسلنسی قانون اسلامی متعلق مساجد کے متعلق ہر قسم کی تحریرات کو دیکھ کر بہت خوش ہونگے جو آپ کی ایسوسی ایشن انکے پاس روانہ کریگی ۔

ہمارے لیے اس خبر سے بڑھ کر اور کوئی مسرت انگیز خبر نہیں ہوسکتی کہ گورنمنٹ بنگال کے سامنے لشکر پور کی مساجد کے تمام واقعات موجود ہیں ، اور اسلامی قانون کی آسے پوری اطلاع حاصل ہے جس کا اس چٹھی میں اعتراف کیا گیا ہے - یقیناً اس کے معنی وہی ہونگے جو اس بارے میں ایک اور صوف ایک ہی ہوسکتے ہیں - کیونکہ قانون اسلامی کے احکام واضح اور غیر مشتبہ ہیں ، اور ان کے متعلق کبھی بھی مختلف قسم کی صحیح اطلاعات نہیں ہوسکتیں - اس کا صاف منشا جیسا کہ اس قانون کے تمام پیرو یقین کرتے ہیں ، یہی ہے کہ جو زمین مسجد کے نام سے وقف کر دی گئی اور خدا کی عبادت کیلئے پکار دی گئی ، وہ نہ تو فروخت کی جاسکتی ہے اور نہ کسی دوسرے کام میں لائی جاسکتی ہے - پس ہمیں یہ معلوم کر کے نہایت خوشی ہوئی کہ ہزاکسلنسی کی گورنمنٹ کو اس قانون اسلامی کا پوری طرح علم حاصل ہے -

لیکن اس کے ساتھ ہی ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس علم صحیح کا کوئی فیصلہ کن نتیجہ کیوں نہیں ظاہر ہوتا ، اور کیوں تمام مسلمانوں کو اضطراب و پریشانی کے عالم میں مبتلا چھوڑ دیا گیا ہے ؟ وہ اطلاع جو ہزاکسلنسی نے حاصل فرمائی ہے ، بلاشبہ نہایت قیمتی وسائل سے ملی ہوگی اور اس کی صحت و واقعیت کا ہم بلا تامل اعتراف کرتے ہیں - تاہم صرف اطلاع کامل اور معلومات مرتقہ کے وجود کا علم اس زخم کا اصلی مرہم نہیں ہے جو مسجد لشکر پور کے مناروں کے انہدام سے تمام مسلمانوں کے دلوں پر لگا ہے اور جسے پوری بے پروائی کے ساتھ چھوڑ دیا گیا ہے تاکہ اچھے طرح گہرا ہو کر ناقابل اندمال ناسور بن جائے !

معجزہ ڈیپوٹیشن اسلیے نہیں جاتا تھا کہ اُس نے فرض کر لیا تھا کہ ہزاکسلنسی کو واقعات کا علم نہیں ہے ، اور نہ اس کا ہونا اس امر کیلئے مسئلہ تھا کہ گورنمنٹ کے پاس قانون اسلامی کے متعلق اطلاعات حاصل کرنے کے ذاتی ذرائع نہیں ہیں ، مقصود اُس مسئلہ کو پیش کرنا تھا جو باوجود ان اطلاعات و معلومات کے خطروں اور بے چینوں کیلئے چھوڑ دیا گیا ہے ، جس کے آخری فیصلے کے انتظار میں عام پبلک کے جوش کو دمہ لوگوں نے اس وقت تک بمشکل رکا ہے -

بہتر تھا کہ گورنمنٹ انجمن دفاع مساجد کی اس سعی اس کی اصلی جگہ دیتی ، اور اُن امن درست اور خیر مسلمانوں کے وفد کی ملاقات سے انکار نہ کرتی جو اس بارے نہایت قیمتی مشورے اپنے ساتھ رکھتے ہیں - اس کارروائی کے معاملہ کی صورت دوسری ہوگئی ہے ، اور اصلاح و درسنگی نہایت قیمتی فرصت افسوس ناک نا عاقبت اندیشی کے ضائع کی جارہی ہے - ہم ایندہ نمبر میں اس کے متعلق مفصلاً پر لکھینگے -

باقی ہے ، اور جب تک یہ ایکٹ قائم ہے اس وقت تک پالیسی کی تبدیلیوں کے سرگوشانہ مراعات اور صلح و صفائی کے بڑے بڑے کام کچھ بھی مفید نہیں ہوسکتے !

مسلم گزٹ لکھنؤ کے نذر استبداد غیر قانونی ہونے کے بعد کئی صاحبوں نے اس کے دوبارہ اجراء کی کوششیں کی تھیں - بالآخر بعض حضرات کی سعی سے دوبارہ جاری ہوا - ہم نے اس کا پہلا نمبر دیکھا تھا مگر اس کے بعد اخبارات دیکھنے کی مہلت نہ ملی -

اب ایک تار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی پچھلی اشاعت کے کسی مضمون کی بنا پر دو ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی گئی ہے - جب تک وہ مضمون ہم دیکھ نہ لیں کوئی قطعی رائے نہیں دے سکتے - تاہم پریس ایکٹ کے گزشتہ تجارب سامنے ہیں اور پنجاب اور پوری لی گورنمنٹوں کا اصول حکومت ہمیں معلوم ہے - یہ ظاہر ہے کہ اُس مضمون میں بغارت اور قتل و غارت کا اعلان نہیں کیا ہوا ، اور نہ غریب مسلم گزٹ نے ہم بنانے کا حکم دیا ہوگا - زیادہ سے زیادہ کسی معاملہ پر غیر عاجزانہ نکتہ چینی کی ہوگی - مگر جس ایکٹ نے ہر مقامی حاکم کو مالک و قاب ام بنا دیا ہے ، اس کے لیے یقیناً ہر آواز جرم اور ہر رائے بغارت ہوسکتی ہے !

ہم ایندہ تفصیلی بحث کریں گے - ہر دست اس کے سوا اور کیا کہیں کہ ہم دفتر مسلم گزٹ کی خدمت کیلئے ہر طرح طیار ہیں اگر وہ ضمانت کی رقم کا بندوبست کرنا چاہے -

۱۔ اہل مساجد و قبور اہل ر پور

ڈیپوٹیشن کی ملاقات سے انکار !

آر . ام . جے

اس مسئلہ پر بظاہر خاموشی کے چند ہفتے گزر گئے ، مگر دراصل ہم اُس کارروائی کے نتائج کا انتظار کر رہے تھے جو " انجمن دفاع مساجد و عمارات دینیہ کلکتہ " اس بارے میں کر رہی تھی ، اور جو دراصل امن و سکون اور صلح جویمانہ کوششوں میں سب سے زیادہ قیمتی اور شاید آخری کوشش تھی -

قاریین کرم کو یاد ہوگا کہ انجمن مذکور کے ایک عام جلسہ کے متعلق الہلال میں اطلاع دی گئی تھی ، جس میں باتفاق عام یہ تجویز منظور ہوئی تھی کہ اس مسئلہ کے متعلق منتخب مسلمانوں کا ایک وفد ہزاکسلنسی لارڈ کارمائیکل بہادر کی خدمت میں حاضر ہو ، اور اس فیصلہ کے حاصل کرنے کی کوشش کرے جو اس مسئلہ کا ایک ہی فیصلہ ہے ، اور خواہ وقت سے پہلے غور و فکر اور دانشمندی و عاقبت بینی کے ساتھ کیا جائے ، یا گزشتہ تجربوں کی طرح وقت کے گزر جانے کے بعد ، جو گورنمنٹ اور رعایا ، دونوں کیلئے سخت افسوس ناک واقعہ ہوگا -

چنانچہ ایڈیٹر الہلال نے بہ حیثیت صدر انجمن مذکور اس بارے میں گورنمنٹ سے مراسلت کی ، اور اس تجویز کی نقل بھیج کر درخواست کی کہ ایک ڈیپوٹیشن کو حاضر ہونے کی اجازت دی جائے -

۶ - مئی کو دارجلنگ سے حسب ذیل جواب چیف سکرٹری گورنمنٹ بنگال کی جانب سے اس مراسلت کا موصول ہوا :
" ازجے - جی - کمنگ سی - آئی - ای - آئی - سی - ایس -
چیف سکرٹری گورنمنٹ آف بنگال -

بنام پریسیڈنٹ سی موسک ڈیفنس ایسوسی ایشن کلکتہ -

دہلی ۲۱ مئی ۱۹۱۴ء

وہ کہتا ہے کہ یہ واقعہ معتبر کتب میں موجود ہے اور اس بنا پر اعتراض کرتا ہے کہ کیا ایسا اخلاق انبیاء کا ہو سکتا ہے؟ میں نے اپنے یہاں کے بعض علما سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ہاں بیشک یہ واقعہ کتب معتبرہ میں آیا ہے۔ پھر جناب..... کر لکھا انہوں نے بھی اسکی تصدیق کی۔ اب جناب سے مستدعی ہوں کہ خدا را ایذا تھوڑا سا رقت صرف کر کے مجھے واقعہ کی حقیقت سے مطلع فرمائیں بلکہ الهلال میں درج کریں۔ تاکہ تملہ مسلمانوں کیلئے ذریعہ علم ہو اور مخالفوں کے دلم تزیروے بچیں۔ نیز اسکی نسبت بھی تحریر فرمائیں کہ کیا احادیث کے متعلق اس اصول کو آپ تسلیم کرتے ہیں جو میں نے مخالف کے سامنے پیش کیا؟

خاکسار غلام سرور شاہ عفی اللہ عنہ

الهلال

۱۷ - ۲۴ جمادی الآخر ۱۳۳۲ ھ

۱۔ نلہ واجوتھا

اصول رد و دفاع مطاعن منکرین

واقعہ از لاء و تہ : د

روایات ضعیفہ و مرغرہ

انکار حدیث و احادیث متفقہ میں

حضرت مولانا - السلام علیکم - میرے ایک نوجوان دوست (جنکا نام لکھنا ابھی مناسب نہیں سمجھتا اور غالباً انکے خاندان سے جناب بھی ضرور واقف ہیں) آجکل عیسائی مشنریوں کے دلم میں پھنس گئے ہیں اور رفتہ رفتہ انہیں اسلام کی جانب سے بدظن کیا جا رہا ہے۔ وہ روز اپنے نئے عیسائی رفیقوں کے یہاں سے کڑی نہ کڑی اعتراض سیکھ کر آتے ہیں اور ہم لوگوں سے جواب طلب کرتے ہیں۔ ایک کتاب ادھر کی ٹگپ میں لکتن کی چھپی ہوئی بھی انہیں دی گئی ہے جسکو وہ بطور حرز جل کے ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور اس میں بھی اس طرح کے اعتراضات جمع کئے گئے ہیں۔ الحمد للہ کہ آج تک انکے ہر اعتراض کا میں نے مسکت جواب دیا اور اسکا جواب دھانے وہ کڑی نہ لائے۔ البتہ ایک واقعہ انہوں نے ایسا بیان کیا جس کے متعلق بوجہ عدم علم و واقفیت میں پوری طرح تشفی نہ کرسکا لیکن چونکہ اسکا حوالہ احادیث کی بنا پر دیا گیا تھا اسلیے میں نے صاف کہہ دیا کہ ہم صرف انہی اعتراضات کے جواب دہ ہیں جو قرآن کریم کی بنا پر کیے جالیں۔ صرف وہی حقیقی اور ایک ہی مجموعہ ہمارے تمام اعتقادات و عبادات کا ہے۔ حدیثیں تو کڑی یقینی درجہ حاصل نہیں اور اسلیے اس کے ہم ذمہ دلوں نہیں ہیں۔ یہی زریں اصول سر سید احمد خاں مرحوم نے خطبات احمدیہ اور مضامین تہذیب الاخلاق میں قائم کیا ہے۔ اس پر انکے عیسائی دوست نے جواب میں کہلایا کہ قرآن میں بھی اسکا ذکر کیا گیا ہے۔

انہوں نے حضرت سرور کلثبات (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق بیان کیا ہے کہ ایک مصری عورت حضور کے پاس آئی تھی اور اسے بطور لونتی کے آچے رکھ لیا تھا۔ ایک دن آپ اس کے ساتھ خلعت میں تھے کہ یکایک آپکی بیویں میں سے ایک عیسوی چلی آئیں اور دیکھ کر سخت ملامت کی، اس پر آپ معذرت کی اور کہا کہ اس واقعہ کا ذکر دوسری بیویوں سے نہ کرنا ورنہ مشکل ہوگی۔ مگر انہوں نے ذکر کر دیا اور آپ ایک مہینے تک اپنی تمام بیویوں سے نوازش ہو کر بالکل الگ رہے، اور اس قدر اسکا صدمہ ہوا کہ مہینے بھر تک اپنی کمرہ میں سے بالکل نہ نکلے۔

۲۔ لال

(۱) آپ جس کتاب کو اپنے قابل رحم دوست کے ہاتھ میں دیکھا ہے وہ غالباً پادری عمار الدین کی میزبان الحق وغیرہ ہوگی جو لکتن میں چھپی تھی۔ ازالۃ الہام، استفسار، لسان الصدق، انظار الحق وغیرہ انہی کتابوں کا جواب ہے۔ لیکن جس واقعہ کا آپ ذکر کیا ہے اسے ان کتابوں سے کڑی تعلق نہیں۔

(۲) جن لفظوں اور جس صورت میں آپ کے دوست نے یہ واقعہ بیان کیا ہے، وہ قطعاً بے اصل اور حتماً کذب و افتراء ہے۔ آپ پورے رشتہ اور تصنیف کے ساتھ انکار کر دیں اور ثبوت طلب کریں۔ جن حضرات علما سے آپ تحقیق فرمایا اور انہوں نے اس واقعہ کی تصدیق کی، انکی نسبت بجز اس کے کیا کہی کہ اللہ انہیں رحم کرے۔ ایسے افسوس کا وجہ دشمنوں سے زیادہ مہلک ہے۔ فغزوہ باللہ من شر الجہل و الجاهلین۔

(۳) البتہ بیان کردہ صورت واقعہ سے اگر قطع نظر کر لی جائے تو یہ دراصل واقعہ لاء و تہ کی بعض روایات کی ایک مسخ شدہ صورت ہے، اور جس مصری لونتی کی طرف اشارہ کیا ہے اس سے مقصد مارہ قبطیہ ہیں۔ بلاشبہ کتب سیر و تفسیر میں بعض روایات لاسی موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لڑکچہ کی خاطر مارہ قبطیہ کو اپنے لہو حرم کر لیا تھا اور حضرت حصہ یا حضرت زینب سے کہا تھا کہ اس واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔ انہوں نے حضرت عائشہ سے ذکر کر دیا اور اس پر سرور تعزیم کی آیات نازل ہوئیں۔

لیکن اول تو آپ کے دوست نے مسیحی معلم کا یہ کہا کہ یہ واقعہ قرآن کریم میں بھی موجود ہے، بالکل غلط ہے۔ قرآن کریم میں کوئی واقعہ بیان نہیں کیا گیا، بلکہ صرف ایک رز کا ذکر کیا گیا ہے جو آنحضرت نے بعض لڑکچہ پر ظاہر کیا تھا اور اسکا ذکر دوسری سے کر دیا گیا، پھر جو روایتیں اس بارے میں موجود ہیں انکا کتب معتبرہ حدیث میں نہیں ذکر نہیں۔ معلم کے تلمذ اور اب نکاح و طلاق و ایلا و تفسیر ایسے خالی ہیں، اور طبری وغیرہ میں انکا ہونا کڑی دلیل صحت نہیں جب تک کہ اصل مقولہ حدیث کے مطابق ثابت نہ ہو جائے۔ علاوہ برہین متعدد وجوہ سے موجود ہیں جن سے یہ تمام روایات موضوع اور پایۃ اعتبار سے ساقط ثابت ہوتی ہیں اور محققین فن کی بھی یہی رائے ہے۔ کما سہو فی انشاء اللہ۔

لیکن آپ ساتھ ہی ایک نہایت اہم اور اصولی موضوع بھی چھوڑ دیا ہے جسے ا- لاء و تہ کے انکار و تسلیم کا سوال۔ پھر ایک مستقل مبسوط مضمون کے اسکا تھنی بخش جواب تو ممکن

نہیں۔ البتہ اصل سوال کے جواب سے پہلے سرسری طور پر لچھہ لکھی نکت بھی عرض کرتا ہوں۔

(معترضین اسلام کی ایک اصولی تقسیم)

مخالفین و اعداء اسلام جسقدر اعتراضات اسلام اور حضرة داعی اسلام کے متعلق کرتے ہیں، خواہ وہ آج پادری، عماد الدین، پادری فنڈر، سرولیم میوز، اور مار گولیتھ وغیرہ کے کیے ہوں، یا اب سے صدہا سال پہلے ان معترضین نے جنکے جوابات ابن حزم نے ملل و النعل میں، غزالی نے تعفہ الاربیب میں، ابن تیمیہ اور ابن قیم نے ارشاد العیالون وغیرہ میں دیے ہیں (رحمہم اللہ) مگر اصولاً انکی درہی قسمیں ہیں :

(الف) وہ اعتراضات جو محض سر، تفہم یا دانستہ تبلیہ و اعراض عن الحق کا نتیجہ ہیں۔ مثلاً قرآن کریم کے احکام جہاد و نکاح و طلاق وغیرہ کے متعلق جسقدر اعتراضات کیے جاتے ہیں، یا اختلاف بیانات قرآن و کتب مقدسہ کی بنا پر جو کچھ کہا جاتا ہے انکی بنیاد ایک صحیح اور راقعی تعلیم پر ہے، اور یقیناً وہ احکام قرآن کریم میں موجود ہیں، لیکن یا تو انکی نسبت تعصب و جہل سے غلط نہجیل پیدا ہوگئی ہیں۔ یا دانستہ انکے رد و بطلان کی کوشش کی گئی ہے۔ یا سب سے اس اصل ہی کو قابل اعتراض قرار دے دیا ہے جسپر وہ تمام تعلیمات و احکام متفرع ہیں۔ غرضکہ اسلام کو ان باتوں کیلئے الزم دیا ہے جنکے وجود سے تو وہ منکر نہیں، لیکن جن وجوہ و دلائل کی بنا پر الزم دیا گیا ہے انکا منکر مبدل ہے۔

(ب) یا پھر وہ اعتراضات ہیں جنکی بنا نہ تو کسی اسلامی تعلیم پر ہے، اور نہ کسی اسلام کے مسلمہ واقعہ پر۔ نہ تو خود قرآن کریم میں انکا وجود ہے، اور نہ احادیث صحیحہ و معتبرہ میں۔ انکا دلو و مدلو صرف ان بیانات اور روایات پر ہے جو بعض مسلمان مصنفین نے اپنی کتابوں میں کسی نہ کسی حیثیت سے درج کر دیے ہیں یا عام طور پر مسلمانوں میں بیان کی جاتی ہیں، اور افواہ عوام پر چڑھ گئی ہیں۔ مثلاً قصہ غزالیق، اور واقعہ حضرة زینب و غیرہ، یا مثلاً یہی واقعہ مایہ قطبیہ جو آپکے دوست کو ایک نہایت مکررہ و معروف صورت میں دکھایا گیا ہے۔

ان دو قسموں کے علاوہ بے شمار اعتراضات ایسے بھی ہیں جو محض افتراء و بہتان ہیں، جیسے صلیبی لڑائیوں کے زمانے میں مشرقی پادریوں نے مسلمانوں کی بت پرستی کے اکاذیب مشہور کر دیے تھے، اور جنکو مرسیر کستری نے "اسلام اور بائی اسلام" میں مفصل بیان کیا ہے۔ یا آج بھی ایسی صدہا باتیں اسلام کی طرف منسوب کر دی جاتی ہیں جنکی کوئی ادنیٰ اور ضعیف اصلیت بھی روایات اسلامیہ میں نہیں ہے۔ لیکن یہ تمام اعتراضات یکسر عدولت و تعصب اور جہل و فساد کا نتیجہ ہیں جنکو خود صاحب نظر معترضین بھی تسلیم نہیں کرتے، اور یہاں مقصود صرف قابل ترجمہ اقوال ہیں نہ کہ افتراء محض و بہتان صرف۔

(سب سے زیادہ خطرناک قسم)

جن لوگوں نے مخالفین و معترضین کے اسفار و کتب سے واقفیت حاصل کی ہے، وہ تسلیم کریں گے کہ اعتراضات کا سب سے زیادہ حصہ مر اصل دوسرے ہی قسم پر مشتمل ہے، اور پہلی قسم کے اعتراضات کو اس سے زیادہ اہم ہیں، لیکن انکی تعداد بہت کم ہے اور اعداء اسلام کو اسلام کی تہذیب و تعقیر میں بھی اسے نسبتاً بہت کم مہم ملتی ہے۔ یہ صدہا کتابیں جو اسلام کی مخالفت میں لکھی گئی ہیں یا لکھی جا رہی ہیں، انہیں اٹھا کر دیکھیے، اور ان تمام اعتراضات پر نظر ڈالیے جو ان میں پیش کیے گئے ہیں۔ ان میں

بہت تھوڑا حصہ ان اعتراضات کا ہوگا جو براہ راست قرآن کریم کی تعلیمات یا احادیث معتبرہ و مسلمہ کی بنا پر کیے گئے ہیں، اور تمام مجملات یکسر انہی مطاعن و معائب سے لبریز ہونگی، جو عام روایات مفسرین و کتب سیرۃ و مغازی کی بنا پر کیے گئے ہیں، اور جنہیں ضمناً یہ مقدمہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ اسلام و پیروان اسلام کیلئے ہر مسلمان مصنف کا بیان حجة اور برہان ہے !

سب سے بڑا ابلیسی دسیسہ اعداء اسلام کے پاس یہ ہے کہ حضرة داعی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ و مقدسہ کو دنیا کے سامنے ایسی مکررہ و معیوب شکل میں پیش کیا جائے جسکے دیکھتے ہی طبائع میں نفرت و کراہیت پیدا ہو جائے، اور اسلام کے متعلق کسی حسن ظن کے پیدا کرنے کا موقع ہی نہ ملے !

یہ مقصد پہلی قسم کے اعتراضات سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم میں جہاد کا حکم ہے۔ تعدد ازواج کی اجازت ہے۔ طلاق کو جائز بتلایا ہے۔ قوم عاد و ثمود کے تاریخی مقامات کا ذکر ہے۔ حضرة ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کا خانہ کعبہ بنانا بیان کیا گیا ہے۔ حضرة مریم علیہا السلام کو ملامت کرنے والوں نے "یا لخت ہارون" کہا ہے۔ معترضین انپر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ احکام جہاد کو ظالمانہ بتلاتے ہیں۔ تعدد ازواج اور طلاق کو اخلاقاً معیوب کہتے ہیں۔ قوم عاد و ثمود کے متعلق تاریخی ثبوت طلب کرتے ہیں۔ حضرة ابراہیم کے بنائے کعبہ کا ثبوت تورات سے مانگتے ہیں۔ حضرة مریم کا "لخت ہارون" ہونا انکی سمجھ میں نہیں آتا۔ تاہم ان تمام اعتراضات سے اسلام کے معاسن و فضائل پر بالکل پردہ نہیں پڑ جا سکتا، اور سننے والے کیلئے یہ باقی رہ جاتا ہے کہ وہ اسکے دیگر احکام و تعلیمات کے متعلق حسن ظن قائم کرے، یا بعض دیگر شراعی سے مقابلہ کر کے تسلی حاصل کر لے۔ حضرة موسیٰ نے تلوار سے کام لیا۔ حضرة داؤد و سلیمان نے صدہا بیویاں رکھیں۔ اگر مخاطب ان الزامات کو صحیح مان بھی لے جب بھی زیادہ سے زیادہ یہی نتیجہ حاصل کر سکتا ہے کہ قرآن کریم اور کتب مقدسہ عتیقہ کو ایک درجہ میں رکھنا چاہیے۔

لیکن برخلاف اسکے دوسری قسم کے اعتراضات و مطاعن اپنی معاندانہ تاثیر و نفوذ میں ان اعتراضات سے بالکل مختلف ہیں۔ ان میں اس زندگی کی تصویر دکھلائی جاتی ہے جو تعلیمات اسلامیہ کا حامل ہے، اور جسکی رسالت و نبوت کی صداقت پر قرآن و اسلام کی حقانیت موقوف ہے۔ یہ تصویر نہایت مکررہ ہوتی ہے، اور شیطان کفر و ضلالت اعداء اسلام کے اندر حلول کر کے اسکے خال و خط درست کرتا ہے۔ نعوذ باللہ انسانی معاصی و زناکاروں کے تمام اعمال سنگینہ اسمیں جمع کیے جاتے ہیں، اور ایسے ایسے قبائح و فضائح کو اسکی طرف منسوب کیا جاتا ہے جو انسانی بد اخلاقی کی انتہا ہیں، اور درجۂ نبوت و رسالت تو بہت ارفع و اعلیٰ ہے، ایک شریف و نیک اعمال شخص کی زندگی بھی اسے ملوث نہیں ہو سکتی۔ کذا لک یوسف الدین کاوا بایات اللہ یجحدون (۴۰ : ۶۵)

آج یورپ اور امریکہ میں عام طور پر جو ترخش و تنفر اسلام کی طرف سے پھیلا ہوا ہے، وہ زیادہ تر اسی تبلیہ و شیطنت کا نتیجہ ہے۔ ان مغتربات کو ستر ایک سادہ ذہن مخاطب اسدرجہ اسلام سے متوحش ہو جاتا ہے کہ اسکے کسی حسن و فضیلت کا اسے تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ اور ہمیشہ کیلئے حسن ظن و تلاش حقیقت کا سد باب ہو جاتا ہے۔

پس فی الحقیقت قسم اول کے اعتراضات اسدرجہ اسلام کیلئے مضر نہیں ہیں جسقدر دوسری قسم کے، اور آج اعداء اسلام کے ہاتھ میں سب سے زیادہ خطرناک حربہ یہی مغتربات ہیں۔ کسی

ہی فکر واقف کرتا جو سامان مہیا کرتا۔ نہ تو اسے علم اسلامیہ کی خبر تھی نہ فن حدیث و اثر پر نظر تھی۔ نہ اصول فن سے اسے واقفیت حاصل کی اور نہ اسفار و مصنفات محققین و ائمہ قریہ پر نظر ڈالی۔ جس طرح اسلام کے حریفوں نے اسپر طعن کرتے ہوئے اپنے جہل پر اعتماد کیا، اسی طرح اسلام کے ان حامیوں نے انکا جواب دیتے ہوئے صرف اپنے بے خبرانہ اجتہاد ہی کو کافی سمجھا۔ چونکہ انہیں اپنی قوت کی خبر نہ تھی اور صرف اپنی فکر و رائے ہی پر اعتماد تھا، اسلیئے وہ حریفوں کی سطوت سے مرعوب ہو گئے، اور قابل اعتراض روایات و بیانات کا انبار دیکھ کر اس طرح گھبرا گئے کہ ان میں رد و تحقیق کیلئے کوئی قوت فعال باقی نہ رہی۔ اور انکا رشتہ کار حریفوں کی قوت اور استیلاء اثر کے ہاتھوں میں چلا گیا۔

اس گھبراہٹ میں انہوں نے اپنے تئیں بالکل مجبور پایا، اور اسے سرا کوئی چارہ نہ دیکھا کہ اپنے کسی جدید خود ساختہ اصول کی بنا پر احادیث و روایات کی صحت ہی سے قطعی انکار کر دیں، اور اس طرح انکے جواب کی ذمہ داری سے بآسانی سبکدوش ہو جائیں۔ پس بجائے اس کے کہ وہ ان روایات کی حقیقت و اصلیت کو راضع کرتے، انہوں نے اس قسم کے مجتہدانہ اصول وضع کرنا شروع کر دیے جنکو اگر صحیح تسلیم کر لیا جائے تو معترضین کے فتنہ سے بھی بڑھ کر ایک داخلی فتنہ عظیم اسلام میں پیدا ہو جائے۔ اعاذنا للہ من شرنا الجہل و الفساد!

مثلاً انہوں نے ان اعتراضات سے بچنے کیلئے جو احادیث کی بنا پر کیے جاتے ہیں، سرے سے فن حدیث ہی کی تضعیف و تعقیر شروع کر دی، حتیٰ کہ صاف فیصلہ کر دیا کہ چونکہ حدیثیں اکثر خبر احاد ہیں اور خبر احاد مفید یقین نہیں۔ اسلیئے حدیث فی الواقعہً حقیقہً کوئی شے نہیں ہے۔ اسکے جواب کے ہم ذمہ داری نہیں! انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اس طرح انہوں نے ایک فتنہ سے بچنے کیلئے اپنے وجود کو دوسرا فتنہ بنا دیا، اور دشمن نے چونکہ مکان کے شاگرد پیشہ پر قبضہ کر لیا تھا، اسلیئے اسکے ہلاک کرنے کیلئے پوری عمارت میں آگ لگائی! عزیز من! یہ اسلام کی حمایت نہیں ہے، بل ہی فتنہ، لیکن اکثر الناس لا یعلمون۔

وقت تفصیل کا متحمل نہیں اسلیئے میں نہایت سرسری اشارات کروں گا۔ اگر فن و ادب فن پر ان بے خبروں کی نظر ہوتی تو وہ سمجھتے کہ مخالفین کے حملوں سے بچنے کیلئے اس مہلک اجتہاد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ایک معفوظ و مصنون طریق کار پیشتر سے موجود ہے، اور بغیر اسکے کہ کسی جدید مصلح و مجدد کو اپنے غراء اجتہاد کے اعلان کی ضرورت ہو، خود محققین فن نے اس رباے میں جو اصول و قواعد وضع کر دیے ہیں انہی کے مطابق چل کر ہم بہتر سے بہتر حق تحقیق و دفاع ادا کر سکتے ہیں۔

(اصول بحث و مسلک صحیح و مستقیم)

اصل یہ ہے کہ یہ تمام نتائج جہل و بے خبری کے ہیں، اور وہ بے خبری ہمارے مخالفین اور ہمارے نئے حماۃ و مصلحین، دونوں کے حصے میں آئی ہے۔ ہمارا اولین فرض یہ ہے کہ ہم معترضین کو بتا دیں کہ قرآن کریم کے بعد ہمارے لیے حجتہ و دلیل کون کون سے مصادر علم و اعتماد ہو سکتے ہیں؟ نیز یہ کہ کیا کسی روایت کا کسی کتاب میں درج ہونا اسکے لیے کافی ہے کہ وہ مسلمانوں کیلئے حجتہ ہو سکے اور اس بارے میں ائمہ سلف نے کچھ اصول مقرر کیے ہیں یا نہیں؟

درحقیقت انہی دو سوالوں کا جواب آجکل کے صدھا داخلی و خارجی مباحث و اختلافات کیلئے بمنزلہ اصل راسل ہے

مذہب کے متعلق یہ کہنا کہ وہ بزور شمشیر پھیلا، سننے والے کو اسدرجہ متاثر نہیں کرسکتا جسقدر اس افترا کا پیش کرنا کہ (نعوذ باللہ) اسکا بانی اپنے متبذی کی بیوی کو برونہ غسل کرتے دیکھ کر فریفتہ ہو گیا، اور بالآخر اس سے طلاق دلا کر خود اپنے نکاح میں لے آیا۔ یہ ایک نہایت دقیق نکتہ ہے جو میں کہہ رہا ہوں اور اس وقت تک بہت کم اسپر توجہ کی گئی ہے۔

(ان مطاعن کا سرچشمہ)

اس قسم کے تمام مطاعن و معائب میں جو واقعات بیان کیے جاتے ہیں، انکا ایک بڑا حصہ تو خود معترضین کے القاء کفر و ضلالت کا نتیجہ ہوتا ہے جسکی کوئی اصلیت نہیں، البتہ معاندانہ حذف و اضافہ اور تعریف و تلبیس کو الگ کر دینے کے بعد دیکھا جائے تو اسکی بنیاد میں کوئی بات ایسی ضرور نکل آتی ہے، جو یا تو کسی مسلمان مصنف کا بیان ہے، یا کوئی روایت اور اثر ہے، یا پھر کوئی قصہ ہے جو عام مسلمانوں کی زبانوں پر چڑھ گیا ہے۔

معترضین عموماً یہ کرتے ہیں کہ اسلامی تصنیفات کے متعلق ایک سطحی اور سرسری واقفیت حاصل کر کے چند کتابیں تفسیر اور سیرۃ یا قصص و فضائل کی اپنے سامنے رکھ لیتے ہیں، اور اسمیں جسقدر روایتیں اس قسم کی پاتے ہیں جنکی بنا پر اسلام کی صداقت اور بانی اسلام کی زندگی پر طعن و قبح کیا جاسکتا ہے، انہیں کامل ابلیسانہ ہوشیاری اور پوری مفتریانہ چالاکی کے ساتھ یک جا کر لیتے ہیں۔ پھر اپنے اکاذیب و مفتریات کا انپر اضافہ کرتے ہیں، اور مفید مطلب ترجیہ و تعلیل کے ساتھ ترتیب دیکے اس طرح پیش کر دیتے ہیں کہ ناراضگ انکے استدلال اور استشہاد سے مرعوب ہو جاتا ہے۔

وہ عموماً کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں اور بعض اوقات ان روایات کو نقل بھی کر دیتے ہیں جنسے انکا استدلال ہوتا ہے۔ امریکن مشن نے عربی زبان میں جو کتاب بلاد مصر و شام کیلئے شائع کی تھی، جو چار ضخیم جلدوں میں ختم ہوئی ہے اور جسکا نام الہدایہ ہے، اسمیں اول سے لیکر آخر تک ہر اعتراض کے ساتھ کوئی نہ کوئی روایت بھی پیش کی ہے۔ غیروں کے علاوہ خود نا واقف مسلمانوں پر بھی ان حوالوں کا بہت اثر پڑتا ہے، اور وہ کہتے ہیں کہ جب خود اسلامی روایات میں یہ واقعات موجود ہیں تو اسے کیونکر انکار کیا جاسکتا ہے؟

اس قسم کی روایات زیادہ تر تفاسیر اور عام کتب سیر و تاریخ میں ہیں، یا حضرة شاہ ولی اللہ کی تقسیم مدارج کتب حدیث کے مطابق، تیسرے اور چوتھے درجے کی کتابوں سے لی جاتی ہیں۔

(فتنہ اصلاح و اجتہاد جدید)

یہ ایک نہایت اہم اور اصولی بحث ہے کہ اس قسم کے اعتراضات اور مطاعن کیلئے صحیح اور حقیقی طریقہ جواب رد کا کیا ہے؟

ہمارے زمانے میں ایک نیا گروہ مصلحین و متاخرین کا پیدا ہوا ہے جس نے اپنی قابل تعریف بیداری و باخبری سے پہلے پہل ان اعتراضات سے واقفیت حاصل کی، اور چاہا کہ ان مطاعن کی آلودگی سے اسلام کے دامن کی تزیہ و تقدیس ثابت کرے۔ اسکی مستعدی مستحق اعتراف ہے، اور اسکی نیت سعی قابل تحسین، لیکن افسوس ہے کہ جس کام کو وہ کرنا چاہتا تھا، اسکے لیے مستعدی اور آمادگی تو اسکے پاس ضرور تھی، پر اسباب و وسائل یکسر مفقود تھے۔ اسکا دماغ کا رکن اور اسکا فہم طالب اجتہاد تھا، لیکن نہ تو اسکے پاس نظر علم پیدا تھی جو معین مقصد ہوتی، اور نہ

ابن عساکر وغیرہ وغیرہ - عام کتب تفاسیر و دلائل و خصائص و قصص کا سرچشمہ یہی کتابیں ہیں۔

ان بزرگوں نے اپنا مقصد کتب صحاح کے جامعین سے بالکل مختلف قرار دیا تھا۔ اس مقصد کی بے خبری ہی سے تمام مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ انہوں نے کبھی بھی یہ دعوا نہیں کیا کہ جسقدر حدیثیں وہ پیش کرتے ہیں، سب کی سب قابل اعتماد ہیں۔ انکا مقصد صرف احادیث کو کسی خاص سلسلے سے جمع کر دینا تھا، اور اس کے نقد و بحث کو انہوں نے دوسروں کے لیے چھوڑ دیا تھا۔

چنانچہ اسکا سب سے بڑا واضح ثبوت یہ ہے کہ محققین فن حدیث نے ہمیشہ اپنی تصنیفات میں انکی جمع کردہ حدیثیں کر اسی وقت قبول کیا جبکہ وہ اصول مقررہ حدیث کے مطابق جانچ لی گئیں، اور ہمیشہ ان پر اپنے اپنے اصولوں کے ماتحت رد و قسح اور نقد و جرح کرتے رہے۔ سب سے بڑا ذخیرہ حدیث اس قسم کا امام ابن جریر طبری کی تفسیر ہے جنہوں نے قرآن کریم کی ہر آیت کے نیچے روایات کے جمع کرنے کا التزام کیا ہے، اور واقعہ مارۃ قبطیہ کے متعلق جو روایت آپ کے دوست نے نسخہ اضافہ کے بعد پیش کی ہے، وہ بھی امام موصوف ہی نے سورۃ تحریم کی تفسیر میں درج کی ہے۔ یا پھر طبرانی کے معجم ہیں، اور حاکم کی مستدرک، ابن حمید و ہارمی کی مسانید، اور ابونعیم و دیلمی کی تصنیفات ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر عسقلانی اور حافظ ذہبی جیسے مسلم محدثین اپنی تصنیفات میں جا بجا انکی مرویات پر جرح و نقد کرتے ہیں، اور کسی روایت کو بحث و نظر کے بعد قبول اور کسی کو مردود قرار دیتے ہیں۔ صرف فتح الباری اور عینی ہی اٹھا کر دیکھ لیجیے کہ اس رد و قبول کا کیا حال ہے؟

امام ابن تیمیہ سے بڑھکر فن حدیث کا اور کون حامی اور غواص ہوگا، جنہوں نے اس راہ میں بے شمار متاعب و شدائد بھی فقہاء متقشفین کے ہاتھوں برداشت کیے، مگر جن خوش نصیبوں کو امام موصوف کی تصنیفات کے مطالعہ کرنے کی توفیق ملی ہے، وہ اندازہ کر سکیں گے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں؟ منہاج السنہ وغیرہ میں صحاح کی متعدد احادیث کو انہوں نے صاف صاف رد کر دیا ہے!

یہ ہمارے پاس علامہ ابن قیم کی زاد المعاد اور اعلام الموقنین وغیرہ مصنفات شہیرہ موجود ہیں۔ ایک نہیں متعدد مقامات پر علامہ موصوف ان کتابوں کی بیان کردہ احادیث کو بلا تکلف رد کر دیتے ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ کتب صحاح کی مرویات پر بھی روایت و درایت کے مقررہ اصول کے بموجب نظر انتقاد ڈالتے ہیں، اور کسی سے استدلال کرتے ہیں اور کسی کو اعتماد کیلئے غیر مفید بتلاتے ہیں۔ پھر فقہاء حنفیہ کا طرز عمل تو اس بارے میں ایک صاف شہادت ہے جو احادیث صحیحین تک کو بلا تکلف اپنے قبیل و درایت کے مقابلہ میں تسلیم نہیں کرتے۔

پس یہ ایک صریح اور مسلم بات ہے کہ احادیث کے تسلیم کرنے کیلئے طریق نقد و نظر سے کام لینا ضروری اور ناگزیر ہے اور اس بارے میں ہمیشہ اکابر فن کا یکساں طرز عمل رہا ہے۔ اس امر کیلئے کسی شہادت کے پیش کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ میں نے اسلئے زور دیا کہ مخالفین اسلام یہ نہ سمجھیں کہ انکے اعتراضات سے بچنے کیلئے یہ کر لی نیا اصول قرار دیا جا رہا ہے۔ یہ اصول ہمیشہ سے موجود ہے، اور جس طرح ہم اب سے اٹھ سو برس پہلے صرف انہی احادیث کو تسلیم کرتے تھے جو قواعد مقررہ فن سے ثابت ہو جائیں، اسی طرح آج بھی صرف انہی روایتوں کو تسلیم کریں گے جو خود ان روایات کے جمع کرنے والوں کے مقررہ اصول کے مطابق ثابت کر دی جائیں۔

اور جسقدر مشکلات ہمیں نظر آتی ہیں اور جسقدر ٹھوکریں نئے مصلحین نے کھائی ہیں، وہ تمام تر اسی اصولی بحث کے افراط و تفریط کا نتیجہ ہے۔

ان سو سوالوں کا مختصر جواب یہ ہے کہ قرآن کریم کے بعد یقیناً اور حتماً احادیث صحیحہ کا درجہ ہے، اور بغیر کسی خوف اور تامل کے اسکا اعتراف کر لینا چاہیے کہ حدیث صحیح ایک ایسا مصدر علم ضرور ہے جو ہمارے لیے دلیل اور حجت ہو سکتا ہے۔ اور جس طرح ہم اپنے داخلی اعمال میں احادیث کے معترف و معتقد ہیں، بالکل اسی طرح خارج کے اعتراضات میں بھی انکی حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں۔

لیکن حدیث ایک مدبر و منضبط فن ہے جس کے اصول و قواعد ہیں، اور اسکی جمع و ترتیب کا کم صدیوں تک جاری رہا ہے۔ اس لیے صحت و اعتبار کے لحاظ سے احادیث، طبقات و مدارج میں منقسم ہو گیا ہے۔ اسکی بنیاد انسانوں کی روایت پر تھی اسلئے اصول شہادت و روایت کی بنا پر ضرور تھا کہ نقد و درایت کے اصول وضع کیے جاتے اور وضع کیے گئے۔ اس پرورے کو ارضی کے اندر جسمیں انسان نے ہزار ہا برس کے تجارب و معن کے بعد صفا علم و فہم تک رسائی حاصل کی ہے، اور ہر قوم نے علم کی تفتیش و تدوین میں حصہ لیا ہے، بے خوف دعوے کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ کسی علم و فن کو بھی انسانی دماغ نے اسدرجہ منضبط، اور سعی و کوشش کی انتہائی حد تک مرتب و مہذب نہیں کیا جیسا کہ علمائے سلف نے فن حدیث کو، اور یہ ایک مخصوص شرف و عزت علمی ہے امت مرحومہ کی جسمیں دنیا کی کوئی قوم شریک و شہم نہیں۔ واقعہ بطور لہا۔

پس ضرور ہے کہ جس حدیث سے ہمارے سامنے استدلال کیا جائے، اسکی صحت اصول و قواعد مقررہ فن اور علم متعلقہ حدیث سے ثابت بھی کر لی جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہمارے لیے کسی طرح بھی دلیل و حجت نہیں ہو سکتی۔

(ایک عام غلط فہمی)

ایک بہت بڑی غلط فہمی یہ پھیل گئی ہے کہ فن حدیث کے طبقات و مدارج اور محدثین کے طریق جمع و اخذ پر لوگوں کی نظر نہیں۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ تفسیر و سیر اور مغازی و ملاحم کی کسی کتاب میں بسلسلہ اسناد کسی روایت کا درج ہونا اسے لیے کافی ہے کہ اسے تسلیم کر لیا جائے۔ حالانکہ یہ صریح غلطی ہے، اور خود محدثین نے اس غلطی کو کبھی جائز نہیں رکھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حجتہ اللہ البالغہ وغیرہ میں جو تصریحات اس بارے میں کر دی ہیں، وہ قدما کی تصنیفات سے مستغنی کر دیتی ہیں۔ انہوں نے باعتبار صحت و شہرت و قبول کتب احادیث، کو چار درجوں میں تقسیم کیا ہے۔ اول درجہ میں وہ موطا امام مالک اور صحیحین کو قرار دیتے ہیں، اور بقیہ کتب صحاح ستہ کو دوسرے درجہ میں رکھتے ہیں۔ اس کے بعد دارمی، ابو یعلیٰ ابن حمید، طیلانی، ابن عساکر، ابن ابی شیبہ، حاکم، بیہقی، اور طبرانی وغیرہ کے درجہ ہیں۔ انہیں تیسرے درجہ میں قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اسمیں رطب و یابس ہر طرح کا ذخیرہ ہے، پہلی تک کہ مخرج حدیثیں بھی شامل ہیں۔ شاہ صاحب نے سنن ابن ماجہ کو بھی اسی درجہ میں قرار دیا ہے۔ مگر اس کے خلاف راہیں زیادہ ملیں گی۔

چوتھے درجہ میں کتب حدیث کا تمام بقیہ حصہ داخل ہے۔ علی الخصوص تماتیف حاکم ابن عساکر، ابن مرددہ، خطیب، تفسیر ابن جریر طبری، فردوس دیلمی، ابونعیم صاحب حلیہ،

مقالہ

رب انہ انہ لا

ناخلف شاگرد

یہ امر اب عام طور پر مسلم ہے کہ یورپ (یا نصرانیات) اپنی تمام اقسام کی ترقیا میں مسلمانوں کا ممبر احسان ہے۔ جس قدر علوم اس وقت رائج الوقت ہیں، یا جو کچھہ اکتشافات زمانہ حال میں ہو رہے ہیں، انکی ابتدا اسلام ہی کے کسی قابل فرد کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ یہ ضرور ماننا پڑے گا کہ بعض اکتشافات میں مسلمانوں نے بالکل نقش اول چھوڑے، اور یورپین اقوام نے انہیں اپنی ترقیا سے نقش ہٹا دیا۔ لیکن ”الفضل للمقدم“ ابتداء کا فخر مسلمانوں ہی کو ہے، اور موجودہ دنیا سے نصرانیات بجا طور پر مسلمانوں کی شاگرد ہے۔

مسلمانوں نے اپنے زمانہ عروج میں غیر مذاہب کے ساتھ جو نیک سلوک کیا، اسکی مثال غیر مسلمانوں میں آجکل کے مہذب توہین زمانہ میں بھی نہیں پائی جاتی۔ یہی وہ تعلیم تھی جو اسلام نے اپنے پیروں کو دی تھی، اور یہی وہ تعلیم تھی جس پر عمل پیرا ہونے سے مسلمان دنیا کے تخت و تاج کے مالک بنے تھے۔ اب چونکہ مسلمانوں نے اس تعلیم کی پیروی چھوڑ دی ہر جگہ فقر مذلت میں گر رہے ہیں۔

برخلاف اسکے غیر مسلمانوں علی الخصوص یورپین عیسائیوں نے جو سلوک اپنے استادوں (مسلمانوں) کے ساتھ کیا، اسپر نظر ڈالنے سے رنگتے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ صرف چند تاریخی واقعات کے صرف اشارہ کرتا ہوں۔

ان دنوں آپ جا کر اسپین (اندلس) کی سیر کیجیے۔ آپ کو تمام سفر میں کوئی چیز بھی ایسی دکھائی نہ دیگی، جس سے اسکا پتہ چلے کہ اس علاقے میں کبھی بھی مسلمانوں کا قدم آیا تھا۔ تاریخ میں جو واقعات آپے ملاحظہ کیے ہونگے، اُس سے آپ ضرور نتیجہ نکالینگے کہ مورخین نے مبالغہ سے کم لیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان تاریخی واقعات میں ذرا بھی مبالغہ نہیں۔ غرناطہ جو اندلس میں مسلمانوں کا دار الخلافہ سات سو بیسی سال تک رہا، اور سنہ ۸۹۷ء میں ایک عرصہ دراز کے معاہدے کے بعد انکے ہاتھ سے نکلا، اب اسیں سوائے قصر العمراء کے کوئی علامت مسلمانوں کی باقی نہیں ہے۔ وہاں کی بے نظیر جامع مسجد کو گرجا بنادیا گیا، جس میں اب تک توحید کی جگہ تثلیث کی تعلیم دی جاتی ہے!

اسی طرح ”اشبیلیہ“ کی جامع مسجد کو گرجا بنادیا گیا جو اس وقت کلیسائے اعظم روم کے بعد دوسرے درجہ پر دنیا میں شمار ہوتا ہے۔ بلکہ بقول بعض دنیا میں سب سے بڑا گرجا ہے!

عبد الرحمن بن معاویہ بن هشام کے (جس نے اندلس میں پچاس سال کے قریب حکومت کی) اپنے دار الخلافہ قرطبہ میں ایک عالی شان مسجد کی بنا ڈالی۔ جسے اسکے بچے نے سنہ ۱۸۳ میں پورا کیا۔ اسکے بعد تمام مسلمان سلاطین اس پر کچھ نہ کچھ

یہ بالکل ایک کھلی ہوئی بات ہے۔ علی الخصوص کتب تفسیر و سیرۃ و مغازی اور قصص انبیاء سابقین و اسرائیلیات کے متعلق ابتداء سے ائمہ فن نے یہی رائے دی ہے، اور حضرت امام احمد کے زمانے سے جبکہ انہوں نے ”ثلاثہ کتب لیس لہا اصل: المغازی و الملحم و التفسیر“ کہا تھا، حفاظ حدیث کے آخری عہد تک جبکہ ابن حجر، ابن قیم، ابن قیم، اور حافظ ذہبی و محم المہدی نے کتابیں تصنیف کیں، تمام محققین فن کا طرز عمل اسی کا مرید رہا ہے۔

(۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳

ہی کی رہی - حالانکہ اسپین پر جب عیسائی قابض ہوئے تو نصف صدی کے اندر ہی اندر مسلمانوں کے نام سے بھی ملک خالی کر دیا گیا -

دوسرا علاقہ جو عیسائیوں کی مہربانی سے اس وقت اسلام کے پیروں سے خالی ہے، جزیرہ سیلی (مقلیہ) ہے جو ازروے مساحت گیارہ ہزار دو سواکھانوے مربع میل ہے، اور مامون الرشید کے زمانہ میں فتح ہوا ہے - آہستہ آہستہ وہاں کے باشندوں نے خروشی سے اسلام قبول کیا، اور اس جزیرہ میں بہت سی عالیشان مساجد بنائی گئیں - تقریباً دوسو سال بعد سنہ ۲۰۶ ہجری سے سنہ ۳۹۳ھ تک مسلمانوں نے اس جزیرہ پر حکومت کی - لیکن رفتہ رفتہ ان سے چھینا گیا، اور سنہ ۴۸۴ ہجری میں باضابطہ مسلمان اس سے بے دخل ہو گئے - یہ جزیرہ اچل اٹلی کے زیر حکومت ہے - اب اگر کوئی سیاح اس جزیرہ میں جا کر تلاش کرے تو اسے اسلام کی کوئی علامت نظر نہ آئیگی، وہ گمان بھی نہ کر سکیگا کہ اس زمین پر کبھی مسلمان بھی حکومت کر چکے ہیں !

اسی طرح الجزائر کو لیجیے جسکی آبادی چھ کروڑ کی کہی جاتی ہے - سنہ ۱۲۴۷ ہجری میں اسپر فرانس نے قبضہ کیا اور بے انتہا مظالم کرنا شروع کیے - مسلمانوں کی طاقت کم کرنے کے لیے انکو شہروں سے نکال کر خود فرانسیسی قابض ہو گئے -

اسی طرح ٹیونس پر جب فرانس نے سنہ ۱۲۹۹ ہجری میں قبضہ کیا، اور اصلاح و تہذیب کے مشہور بہانے سے دست ظلم دراز کیا تو ان سے بھی یہی سلوک کیا گیا جو الجزائر میں ہوا تھا - فرانس جو جمہوریت کے لباس میں ہے، جب اسکا یہ حال ہے تو روس جو کسے کم ہے - چنانچہ روس کے قزم اور قازان کے علاقہ میں مسلمانوں کو عربی ترکی یا فارسی میں گفتگو کی اجازت نہیں - اسلامی نام وہ نہیں رکھ سکتے - اگر کہیں تو اسکا تلفظ روسی طرز سے ہونا چاہیے - کوئی نئی مسجد مسلمان نہیں بنا سکتے - بلکہ اس علاقہ میں مرمت طلب مساجد کی مرمت کی بھی اجازت نہیں - اکیس برس کی عمر سے پہلے اولاد کو ختنہ کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے - اکیس سال کی عمر کے بعد لڑکے کو عدالت میں حاضر کیا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ عیسائیت اور اسلام میں سے جس مذہب کو چاہے اختیار کرے - اسکو طرح طرح سے عیسائی ہونے کی ترغیب دی جاتی ہے - یہاں تک کہ

ایڈریا نوپل کی ایک یادگار مسجد جسے بلغاریا کے صلیوں نے اپنے قیام کے زمانے میں گرجا بنا دیا تھا اور فتح اورنگ کے بعد دوبارہ مسدود و توحید سے مقصد کی گئی !



اضافہ کرتے رہے - آج وہی مسجد گرجا کا کام دے رہی ہے ! اس مسجد کی وسعت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اسکا طول تین سو تیس گز اور عرض دو سو پچاس گز ہے - اور چودہ سو ستون سنگ مرمر وغیرہ کے منقش و مشجر اسمیں استعمال کیے گئے ہیں ! غرناطہ اندلس میں آخری شہر تھا جو مسلمانوں کے ہاتھ سے گیا - چونکہ محاصرہ نے بہت طول پکڑا، اسلیے مسلمانوں نے عیسائیوں کے ساتھ ۹۷ شرائط منظور کر کے اپنے آپکو ان کے حوالہ کر دیا - ان میں سے بعض شرائط یہ ہیں :

- (۱) تمام مسلمان امان میں رہیں - ان کی جان و مال کی حفاظت کی جائے -
 - (۲) مسلمان اپنے مذہب میں آزاد رہیں، اور انپر اسلامی شریعہ کے مطابق حکومت کی جائے -
 - (۳) مساجد اور دیگر اوقاف بدستور قائم رہیں -
 - (۴) اسلامی احکام کی نگہداشت کی خاطر انپر کوئی بھروسہ یا عیسائی حاکم مقرر نہ کیا جائے -
 - (۵) ان کے کل سیاسی قیدی آزاد کیے جائیں -
 - (۶) انکو اجازت ہو کہ اگر چاہیں تو یہاں سے ہجرت کر جائیں -
 - (۷) ایام جنگ میں اگر کوئی عیسائی کسی مسلمان کے ہاتھوں مارا گیا ہو تو اس سے مواخذہ نہ کیا جائے - وغیرہ وغیرہ -
- اب غور کر کہ صلح کے بعد یہاں تک ان شرائط پر عمل کیا گیا ؟ افسوس کہ بجائے ان شرائط پر عمل کرنے کے مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنایا گیا اور یہاں تک سختی کی گئی کہ بحکم شاہی جو مسلمان عیسائی ہونا منظور نہ کرتا، بے دریغ قتل کیا جاتا - اس ظالمانہ حکم سے جو مسلمان پہاڑی علاقہ میں پناہ گزین ہو گئے تھے، ان کو بھی بالاخر اس علاقہ سے بھاگنا پڑا - پھر اس پر بھی اتفاق نہ کی گئی، بلکہ نئے عیسائی شدہ مسلمانوں کی نسبت فتوا دیا گیا کہ وہ دل سے مسلمان ہیں اور اسلیے انہیں طرح طرح کے عذاب دیے گئے - یہاں تک کہ بعض کو زندہ جلا دیا گیا !!
- سنہ ۱۰۱۰ ہجری سے اب وہاں ایک فرد متنفس بھی مسلمان نظر نہیں آتا جہاں آٹھ سو برس تک توحید کی حکومت رہی !!

لطیف یہ ہے کہ مسلمانوں پر یہ لوگ اسلام کو بزور شمشیر پھیلانے کا ناپاک الزم لگانے سے نہیں چرکتے - حالانکہ یورپین ترکی پر آٹھ سو سال سے مسلمان قابض ہیں، لیکن ابھی تک رعایا کی تعداد میں کثرت عیسائیوں ہی کی ہے - ہندوستان پر آٹھ سو سال مسلمانوں نے حکومت کی، لیکن کثرت ہندوؤں

مسیحی رحمت کا ایک نیا منظر !

یعنی سائیک کی ایک قدیمی اور تاریخی مسجد جو اب گرجا بنا دی گئی ہے !

اسلام

الہ دینہ فی الامم

۱۔ ادیت و آثار

(۲)

(امیر بالمعروف اور برکۃ الہی)

کیا تم اظہار حق، اعانت حریت، اور اعلان صداقت میں اڑنے کرتے ہو جو اس دنیا میں برے ہیں؟ آہ، اندر کہ وہ آخرت میں چھوٹے ہونگے۔ کیا تم اس لیے کرتے ہو کہ تم چھوٹے ہو؟ مگر یقیناً کرو کہ مستقبل میں تم ہی برے ہو گے۔ پھر کیا تم اس لیے حق سے باز رہتے ہو کہ انسانوں سے کرتے ہو؟ لیکن کیا تم انسانوں کے مالک سے نہیں کرتے جس کا مقدس پیغامبر فرمایا ہے؟

لیتقررب احدکم لنفسہ ان یری امراللہ تعالیٰ علیہ نیہ مقال فلا یقول نیہ نقلقی اللہ ر قد اضاع ذلک فیقول اللہ ما منعک ان تقول نیہ؟ فیقول یا رب خفیۃ الناس - فیقول فابیہ کنیت الحق ان تضحی (رواہ احمد وابن ماجہ) تم میں سے کوئی اپنے آپ کو اس امر میں حقیر نہ سمجھے کہ وہ کسی بات کو دیکھے جس کے متعلق اس کا فرض ہو کہ امر حق کو ظاہر کرے مگر اپنی کمزوری کے خیال سے چپ رہے۔ قیامت میں خدا نے رہبر جو حاضر ہوا اور وہ اس موقع کو بھول چکا ہوا، تو خدا اُس سے پوچھے گا کہ تیرے کیوں راستی اور صداقت کی بات نہ کہی؟ وہ کہے گا: ”پرویزگار! لوگوں کے خوف سے“ خدا فرمائے گا کہ ”کیا خدا تیرے سامنے غف تھا جس سے تو ڈرتا؟“

اس وقت کہیں ہوا جو اس عرش جلال و قدسیت کے آگے جھوٹ بول سکیگا؟ اے رابے اس اعتراف پر ”جب خجاست و شرمندگی کے ساتھ ہم اقرار کریں گے کہ ہاں اے قادر علی الاطلاق! ہاں اے دانائے اسرار قلوب! ہم انسانوں سے ڈرتے ہیں تو تم سے ڈرتے“ ہم نے مغلوب کے سامنے سر جھکایا پر تم سے سر بلند کی کیا ہم نے حق کو چھوڑ کر باطل کو سجدہ کیا۔ ہم غیروں سے آشنا ہو کر تم سے بیگانہ ہو گئے۔ اس وقت کہا جائیگا کہ کیا تم نے میرے مناد صادق اور داعی حق کی اس آواز کو نہیں سنا تھا جبکہ کہا گیا تھا کہ:

ایہا الناس! ان اللہ تعالیٰ یقول: امروا بالمعروف ونہوا عن المنکر قبل ان تدعونی فلا أجیبکم، و تسألونی فلا اعطیکم، و تستغفرونی فلا اغفر لکم۔ (رواہ الدیلمی) لوگو! خدا فرماتا ہے: اچھی باتوں کا حکم کرو، اور بری باتوں سے منع کرو! قبل اسکے کہ تم پکارو اور میں نہ بولوں، تم مانگو اور میں نہ دوں، تم مغفرت چاہو اور میں مغفرت نہ کروں! (یعنی اگر تم نے امر بالمعروف کا فرض ادا نہ کیا تو میں اپنا وعدہ تم سے کٹ لوں گا)

اس لیے ہر مسلم کا فرض ہے کہ وہ حق کا طالب، باطل کا دشمن، عدل و حریت کا عاشق، اور جور و ظلم سے متنفر ہو۔ اس کا فرض ہے کہ طلب صداقت میں اپنے عزیز ترین سیاحان حیات کو بھی لٹا کر دے کہ اس کے لیے طیارے۔ حق پڑ رہی اور عدل دوستی اس کا جہر ایمانی اور اس کے لیے روح اخلاقی ہو۔ وہ راہ حق میں موت سے نہ ڈرے کہ یہی اس کی زندگی ہے، اور سچائی کے عشق میں وہ سب کچھ

اس سے کہا جاتا ہے کہ اگر عیسائی ہوگا تو حکومت کی طرف سے اسپر مہربانی کی جائیگی۔ اور اگر مسلمان رہے گا تو سب سے اول جو سلوک اس سے کیا جائیگا وہ یہ ہوگا کہ یدردی کے ساتھ اس کا ختنہ کیا جائیگا۔

الغرض ان ناخلف شاگردوں نے جو سلوک اپنے استادوں کی اولاد کے ساتھ یورپ، ایشیا، اور افریقہ میں کیا یا کر رہے ہیں وہ انسانیت اور تہذیب کیلئے باعث ہزار شرم ہے۔

مرا کر میں اب کیا ہوگا؟ اٹلی ٹرینزلی میں کیا سلوک کریگی؟ جن اصلاحات کی بنیاد طرابلس میں ابراہیم پاشا نے قائم کی تھی، ان کا کیا حشر ہوگا؟ ریاستہائے بلقان تو مفتوحہ علاقوں پر کس طرح حکومت کریں گی؟ البانیہ کا وہ قبل کیا ہوگا؟ ان سوالوں کے جوابات واقعات سے ظاہر ہیں۔ اور جو کچھ ڈھکا چھپا رکھا ہے وہ عفریب معلوم ہو جائیگا۔

عزیز ملک کے تنگ در کنار زند

کہ برسہ بر لب شمشیر آبدار زند

(مراسلہ نگار خصوصی - آستانہ علیہ)

انجمن ترقی اردو

جناب من تسلیم — گزشتہ اجلاس انجمن ترقی اردو میں جو ۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۴۳ء کو بمقام آگرہ زیر صدارت جناب انریبل خواجہ غلام القلیوں بی۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی۔ رکیل میرٹھ منعقد ہوا تھا حسب ذیل رزلوشن بالا اتفاق پاس ہوا تھا۔

رزلوشن نمبر (۸) ”یہ انجمن تمام مالکن اخبار و مطابع و دیگر مصنفین اور اہل قلم سے درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنے اخبارات و رسائل اور تالیفات، انجمن کے دفتر میں ارسال فرمایا کریں تاکہ جدید ادبی تحریک کے متعلق جامع اور مکمل معلومات جمع کرنے میں مدد ملے“

آپ کی خدمت میں اس رزلوشن کی بناء پر التماس ہے کہ آپ جو کچھ شایع فرمائیں اس کا ایک نسخہ دفتر انجمن میں ارسال فرماتے رہیں تاکہ جو مفید مقصد انجمن کے پیش نظر ہے اس میں آپ کی توجہ و امداد سے کامیابی ہو سکے اور خود آپ کی مطبوعات انجمن کی رپورٹوں کی ذریعہ سے ملک میں عام طور پر مشہور ہو سکیں۔ انجمن کی رپورٹ میں جہاں اس کی سال بہر کی کارگزاری کا بیان ہوا وہاں ارادہ یہ ہے کہ رپورٹ کو خاص طور پر دلچسپ بنانے کے لئے ”اردو زبان“ کے متعلق ہر قسم کا ذخیرہ - - - - - بھی جمع کیا جائے، تاکہ رپورٹ کے ناظرین کو اس کے مطالعہ سے اپنی مادری زبان کے متعلق کافی واقفیت ہو جائے اور جن لوگوں کو اپنی ملکی علم ادب کی ترقی اور نشور نما سے دلچسپی ہو ان کے لیے یہ رپورٹ بمنزلہ تاریخی سرمایہ کے بن جائے۔

لیکن کوئی کم ایک شخص کی کوششوں سے سرانجام نہیں پا سکتا، اس لیے نا ممکن ہے کہ آپ کی توجہ اور عنایت کے بغیر یہ مقصد پورا ہو سکے۔ پس امداد ایسے آزادانہ ترازش و کرم و ہمدردی زبان آورد آپ اس قسم کی امداد دینے سے دریغ نہ فرمائیے جس کی اس رزلوشن میں آپ سے درخواست کی گئی ہے۔ انجمن آپ کی اس عنایت کی دل سے قدر کریگی اور آئندہ اجلاس میں جو رپورٹ پیش ہوگی اس میں اس امداد و اعانت کا تفصیل ذکر کیا جائیگا، جو اس معاملہ میں آپ سے ملے گی فقط۔

انوری سکرٹری

تقربوا الی اللہ ببغض اہل
المعاصی * رلقوہم بوجہ
مکفرۃ * والتمسوا رضاء اللہ
: سلام * ر تقربوا الی اللہ
تمہیں حاصل ہوا : ہد
منہم (رواہ ابن شامہ)
ظالموں سے عدولت رکھو تاکہ خدا
کی محبت تمہیں نصیب ہو
اور اے ساتھ تلخ روئی سے
پیش آؤ تاکہ خدا کی رضا تمہیں
حاصل ہو * اور سے دور رہو تاکہ
خدا سے نزدیکی اور اس کی درگاہ
میں تقرب پاؤ ۱۱

میں بغض و نفرت اہل جور و ظلم کے مناظر میدانوں میں دیکھنا
نہیں چاہتا بلکہ دلوں کے گوشوں میں * آبادیوں میں دیکھنے کا طالب
نہیں ہوں بلکہ قلوب کے خلوتوں میں : و ذلک اضعف الایمان :

(اقسام جہاد)

میں تم سے فتنہ کا طالب نہیں کیونکہ فتنہ خدائے اسلام کو
محبوب نہیں ہے۔ میں تم سے صرف قول حق کی * رغوا * کرتا ہوں
کہ یہی اعلیٰ ترین میدان * ہے۔ میں تم سے صرف کلمہ
حق کا طالب ہوں کہ وہی افضل ترین جہاد ہے :

قتل الدینی ملعم : احب
الجہاد الی اللہ کلمۃ حق
یقال لاسلم جائز
(رواہ احمد و الطبرانی)
افضل الجہاد کلمۃ حق
عند سلطان جائز (احمد
و ابن حاتم و الطبرانی
والہیثمی)

ان من اعظم الجہاد کلمۃ
عند سلطان جائز
(رواہ ابن حاتم و ابن
کلبہ)

یہ کسی عالمگیر غلطی ہے کہ اسلام کے جہاد کو صرف جنگ
و قتل ہی میں محدود سمجھا جاتا ہے ؟ افسوس کہ غیروں کے ساتھ
تم بھی ایسی غلطی میں مبتلا ہو * حالانکہ صحیح ترمذی اور سنن
ابن ماجہ کی یہ تین حدیثیں جو آپر کفر چکی ہیں * اس خیال
کو یکسر غلط ثابت کرتی ہیں ۔ و صاف صاف شہادت دیتی
ہیں کہ جہاد مقدس صرف اس سعی اور جہد صالح کا نام ہے جو
ایثار و جان نثاری کے ساتھ حق و صداقت میں ظاہر ہو * اور اسکا
سب سے بڑا میدان امر بالمعروف اور نہی عنکر و عدل ہے ۔ فرمایا
کہ " افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائز " سب سے افضل جہاد
یہ ہے کہ ایک ظالم و انصاف دشمن بادشاہ اور حکمران کے سامنے
حق اور عدل کا بے خوف اظہار کیا جائے ۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ
سچا معاهدہ وہی راست باز انسان ہے جو انسانی قوتوں کی ہیبت
اور سطوت کے مقابلے میں کہڑا ہوجائے * اور خدا کی عدالت اور
صداقت کی محبت اس پر اس درجہ چھا جائے کہ وہ اس کے بندوں کی
ہیبت کی کچھ پروا نہ کرے !

یہی جذبہ صداقت و حق پرستی ہے جسکو آج دنیا کی
قوموں * ناموں سے پکارتی ہیں مگر اسلام نے اسکا نام جہاد رکھا
اور ایک مومن و مسلم زندگی کا اے اصلی شعار بنالایا ۔ افسوس کہ
خود مسلمانوں ہی نے اس شعار کی توحید کی * اور خود اپنے
ہی کے غیروں کی خاطر خدا و رسول کے اس پاک حکم کو مٹانا
چاہا ۔ لیکن وقت آگیا ہے کہ آج پھر اسلام اپنے ہر فرزند سے اس حکم
کی تعمیل کا مطالبہ کرے * اور العبد للہ کہ الہال کو آغاز اشاعت
سے اس اصل اساسی حکم اور اولین حکم اسلامی کے اعلان و فکر کی
تخلیق ہی گئی * اور اسکی دعوت کی تمام شاخوں کی پھول و پھل
صرف یہی حکم جہاد فی سبیل اللہ ہے ۔

لٹا ہے جو آدم کی اولاد اس زمین پر لٹا سکتی ہے ۔ یہی تعلیم
ہے جو ہمارے معلم ربانی نے ہمیں دی ہے :
تعدو الصدق وان راہم فیہ راستی و صدق کو تلاش کرو * کو
الہکۃ فان فیہ النجاة (رواہ) اس میں تمہارے لیے ہلاکت ہی
ابن ابی الدنیا مرسل) کہوں نہ کہ اسی ہلاکت میں
تمہارے لیے نجات ہے ۔

کہوں ہے جو اس ہلاکت کا طالب نہیں جو موجب نجات ہے ؟
کہوں ہے جو اس زہر آلود پیالہ سے نفرت کرتا ہے جو اسکی زندگی
کیلئے آب حیات ہے ؟ شہید راہ حق پرستی نہ صرف تنہا زندہ ہے
بلکہ وہ تمام قوم کو بھی زندہ کر دیتا ہے ۔ اے مردہ قلوب میں روح
حرکت کرنے لگتی ہے * اور اسکی بلند رگوں میں خوں حیات اپنی آمد
و رفت شروع کر دیتا ہے ۔ پھر کیوں لوگ اس موت سے ڈرتے ہیں ؟
کہا وہ قوم کی زندگی کے آرزو * نہیں ؟ کیا وہ حیات جاوید کے
طالب نہیں ؟

و خدا کی راہ میں ان انسانی باتوں سے ڈرتے ہیں * جو سونے
چاندی کی کڑیوں پر خدا بٹکر بیٹھے ہیں * جو لاپرواہی فرج کی چند
صغیر سے قہر الہی کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں * جو محض جانوں
کی ظلم و قہر کی مٹی پر قربانی چڑھاتے ہیں * جو کمزوروں کو
ستاتے ہیں کیونکہ انکے نالہ و فریاد کی لے انہیں پسند ہے * جو بے گناہوں
کو قتل کرتے ہیں کیونکہ انکے دھن تھلہ کیلئے خوں کے چند قطرے
کی ضرورت ہے * جو مصیبت زدوں کی فریاد نا پسند کرتے ہیں تاکہ
انکی مصطل عیش و امن منقطع نہ ہو ۔ جو مظلوموں پر ظلم کرتے
ہیں تاکہ انکی مجلس عدالت مدد رسی کیلئے محسوس کش نہ ہو ۔

(مہم میں پیش قدمی)

لیکن ہر مسئلہ کو آج یقین کر لیتا چاہیے کہ اسے بغیر
مقدس لے اپنی امت کے پاس اس موقعہ کیلئے ایک عظیم
بیج دیا ہے اور گوشت اسکی رکت کیلئے اسکی رانی رحی پھیل
گئی ہے :

اللہ سبک علیکم اللہ
تعمروا و تفسروا * من
انکر فہو ہری و من کرہ
قد سلم * و لکن من
رضی و تابع ملک (رواہ
احمد و الترمذی)
سیکون امراء فتمرضون
و تکرہون * من کرہ ہری
و من انکر سلم * و لکن
من رضی و تابع ملک
(رواہ مسلم و ابو داؤد)
باقی کو پسند کرے گا اور انکی متابعت کرے گا و ہلاک ہوگا ۔

(الی الجہاد فی سبیل اللہ)

پس کیا جور و ظلم کی رضا کا اور باطل و منکر کی اطاعت کا
لواہ ہے ؟ نہیں تم مسلم ہو * اور مسلم دنیا میں صرف اسلامیے آیا
ہے تاکہ عالم کو ہر طرح کے ظلم و فساد اور عدول و طغیان سے نجات
دے * پس جس طرح کفار و مشرکین نے اپنے اعمال سیلہ اور مقاصد
شہدہ سے دنیا کو جو ر و ظلم سے بھر دیا ہے * اسی طرح تم بھی اور
عدل و صداقت سے بھر دو ۔ ہاں اے فرزند ابراہیم ! آئو اور ان
مہکوں کو جن میں سنگ مرمر کے انسانی بت بستے ہیں توڑ
ڈالو * اور اس منہ آباد کے " منہ کیپر " کو جسکو تمہارے باپ
ابراہیم نے اسلامیے چھوڑ دیا کہ وہ اپنے بندوں کو معبودان صغار کی
تباہی کا افسانہ سنائے * سب سے بڑے بڑے تانہ و تکی تباہی کا
افسانہ ہی نہ سنا کے ۔ توڑ و ضعف کا سولہ * کہو کہ تم نہ تو پتھر
سے کھڑے ہو * اور نہ وہ نعرہ ہے کہ تم نہیں تو

درس سلامیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۔ اَمَّا الْاَمْرُ بِالْاِحْوَاسِ وَبِقِيَامِ الدَّوَةِ

مروعة و ذكرى لبقوم يذكرون ا

قل رب احکم بالحق و رزنا

الردى السلف على ما تمفرون ا

بالاخر مسئلة اصلاح ندرہ کا معجزہ جلسہ ۱۰۔ مئی کو دہلی میں منعقد ہوا اور گواسکے انعقاد سے پہلے اور خود اسکے اندر سب کچھ کیا گیا جو اعمال انسانہ کی اصلاحی کوششوں کی تاریخ میں ہمیشہ ہوا ہے اور کو غلط فہمیوں اور دروغ سرانہوں کے وہ تمام حربے اسکی مخالفت میں استعمال کیے گئے جو انسانوں کی کوئی جماعت اپنی انتہائی جد و جہد کو صرف کرے ایسے مواقع میں کر سکتی ہے، تاہم اسکو منعقد ہونا تھا اور وہ منعقد ہوا اور ایک خاص نتیجہ تک پہنچنا تھا اور بے خوف و خطر پہنچا۔ جسقدر کوششیں اسکی مخالفت میں کی گئیں، اتنا ہی اور زیادہ رفع ذکر ہوا اور جسقدر اسکی فاسدی و نامرادی کی آرزوئیں کی گئیں، اتنی ہی زیادہ اسکی کامیابی نمایاں ہوئی۔ سچائی کے شعلے مخالفت کے طوفان سے آرزو زیادہ بھڑکتے ہیں اور یہ معجزہ صرف صداقت ہی کے درخت میں ہے کہ جسقدر اسے چھانٹا جائے اتنا ہی اور زیادہ نشر و نما پاتا ہے۔ پس خدا کی مرضی یہی تھی کہ اس کام کی کامیابی اور عظمت کا کام مخالفوں کے ہاتھوں لیا جائے اور جن خدمات کے انجام دینے کی مہلت اس کام کے دوستوں کو میسر نہ تھی، وہ اسکے مخالفوں کی جانکاہ معذرتوں اور تاب کسل مشقتوں کے ذریعہ انجام پا جائیں۔ جس خدائے عجائب ساز کی نیرنگیاں ظلمت سے روشنی کو اور موت سے حیات کو پیدا کرتی ہیں، اسکے لیے کچھ مشکل نہ تھا کہ وہ دشمنی سے محبت کو اور نامرادی کی کوششوں سے مقصد و مراد کے نتائج حسدہ پیدا کر دے: يخرج العی من المیت و يعرج الميت من العی و يعی الارض بعد موتها و كذلك تخرجون (۳۰: ۳۵) غور کیجیے کہ جلسے کا اعلان کیسے قلیل اور ناموافق موقع پر ہوا تھا؟ رقت کس قدر کم تھا، اور موسم کس درجہ مخالف تھا؟ پھر ندرہ کے مسئلہ سے چنداں دلچسپی بھی قوم کو نہیں رہی تھی، اور کڑی تعطیل بھی ایسی نہ تھی جسکی وجہ سے کاروباری اشخاص کو آنے میں سہولت ہوتی۔ یہ تمام حالات ایسے تھے جنہے جلسے میں اجتماع کثیر کا ہونا اور ایک نمایاں اور ناقابل انکار حیثیت اکثریت و نیابتی کا پیدا ہونا بالکل غیر مترقب تھا۔ پھر اسکی کامیابی کیلئے ایسے لوگوں کی ضرورت تھی جو یکسر وقف کار ہو جائے اور اپنا پورا وقت سرگرمی و استغراق سے اسکے لیے وقف کر دیتے۔ رقت کی قلت سے ایسی محنتوں اور مشقتوں کا حصول بھی مشکل ہو گیا تھا، اور جسقدر کوشش استقبالی کمیٹی کے سرگرم ممبر کر رہے تھے، انکے نڈلج بھی ضیق وقت کی وجہ سے کچھ زیادہ امید افزا نہ تھے نیز زیادہ سے زیادہ انکی انتہائی سرحد اخبارات کے اعلانات یا دعوت و طلب کی مراسلات تھیں، اور ظاہر ہے کہ صرف اسقدر تحریک ایسے اجتماع عظیم کیلئے کسی طرح بھی کافی نہ تھی۔

کیا ہمارے لیڈر اس جہاد کیلئے طیار ہیں؟ کیا یونسلوں کے مسلمان ممبر اس شجاعت کا نمونہ دکھانے کو آمادہ ہیں؟ کیا صحافت اسلامیہ کے معزز و مدیر اس میدان میں آہٹیں؟ مطلب یہ رہنا چاہیے کہ اس "افضل الجہاد" کیلئے ہاتھ کی ضرورت نہیں دل کی ضرورت ہے۔ اس بہترین مظہر شجاعت کا آلہ عمل تلوار نہیں بلکہ قلم ہے اس جنگ کیلئے ابھی اسلحہ آملین نہیں چاہئیں، صرف چند پارہ ہائے گوشت درکار ہیں جن میں حرکت صحیح از جنیش صادق ہو!

تم مواقع جہاد کو میدانوں اور معرکوں میں ڈھونڈتے ہو؟ لیکن میں کہتا ہوں کہ تم انکو اپنے دل کے گوشوں میں ڈھونڈو۔ ضعف ارادہ و باطل پرستی کی اصلی کمینگاہ یہیں ہے۔ و قال رسول اللہ صلع:

الجہاد اربع: الامر بالجہاد چار چیزیں ہیں: اچھی باتوں کا بالمعروف والنہی عن حکم کرنا، بری باتوں سے منع کرنا، المنکر والصدق فی صبر و آزمائش کے موقع پر سچ بولنا، موافق الصبر و رشان اور بدکار سے عداوت رکھنا۔ الفاسق (رواہ ابو نعیم)

انواع جہاد میں سے کون سی نوع ہے جسکا مظہر دل نہیں؟ ہاں دل درست کر کے تمہارے ارادوں میں قوت، انکار میں صداقت، حوصلوں میں استقلال اور پائے عمل میں ثبات پیدا ہو۔ دل اور یہی دل جسکا مضغہ گوشت تمہارے پہلو میں ہے، یقین کر دو کہ تم سے باہر تمام علم کی اصلاح و فساد کی اصلی کنجی یہی ہے: قال النبی صلع: ان انسانکے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑہ فی الجسد مضغۃ اذا صاحب صالح الجسد کله و اذا فسد فسد الجسد کله، الا رھی القلب! ہاں جاننے ہو وہ گوشت کا ٹکڑہ کیا ہے؟ (صالح)۔ "دل"۔

دیوان وحشت

(یعنی مجرور کلام اردو و فارسی جناب مولیٰ رضا علی صاحب - وحشت) یہ دیوان فصاحت و بلاغت کی جان ہے، جس میں قدیم و جدید شاعری کی بہترین مثالیں موجود ہیں، جسکی زبان کی نسبت مشاعر عصر متفق ہیں کہ دہلی اور لکھنؤ کی زبان کا عمدہ نمونہ ہے، اور جو قریب قریب کل اصناف سخن پر معنوی ہے۔ اسکا شائع ہونا شعور شاعری بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اردو لٹریچر کی دنیا میں ایک اہم واقعہ خیال کیا گیا ہے۔ حسن معانی کے ساتھ ساتھ سلاست بیان، چستی بندش اور پسندیدگی الفاظ نے ایک طلسم شگرف باندھا ہے کہ جسکو دیکھ کر نکتہ سنجان سخن کے بے اختیار تعسین و آفرین کی صدا بلند کی ہے۔

مولانا حالی فرماتے ہیں..... "آئندہ کیا اردو کا فارسی دلوں زبانون میں ایسے نئے دیوان کے شائع ہونے کی بہت ہی کم امید ہے..... آپ قدیم اہل کمال کی یادگار اور انکا نام زینتہ کرنے والے ہیں۔" قیمت ایک روپیہ۔

ع۔ ا۔

عبد الرحمن، اثر - نمبر ۱۶ - کراہہ روڈ - ڈاکخانہ ہائیکلف - ۷۷۱۰۰

غرضکہ ان تمام مسائل و حوادث میں سے جو ملکی و جماعتی مقاصد سے تعلق رکھتے ہیں اور جو چھپے ہوئے اوراق میں لکھے جاتے یا مجلسوں اور صحیفوں میں بیان کیے جاتے ہیں، کوئی بھی واقعہ ہو، میرے پاس انکے دیکھنے کیلئے صرف ایک ہی روشنی ہے۔ اور میری نظریں صرف اسی میں سے ہوتے ہیں کہ انکے پہنچ سکتی ہیں۔ یہی اعتقاد میری زندگی اور قیام کی وہ مستحکم چٹان ہے جسپر میں بیخوف کھڑا ہوں حالانکہ میرے ہر طرف موت اور ہلاکت کی خوفناک غاریں کھودی جاتی ہیں۔ اگر ایک لمحہ اور ایک دقیقہ کیلئے بھی اس اعتقاد کی روح مجھ سے لپٹی جائے تو میں ہلاک ہو جاؤں کیونکہ کوئی جسم بغیر روح کے زندہ نہیں رہ سکتا!

یہ اعتقاد کیا ہے؟ یہ صداقت اور سچائی کی نتج مندی اور انجام کار کی کامیابی کا وہ قانون الہی ہے جسکی حکومت قوانین مادہ سے زیادہ محکم اور جسکی طاقت آگ اور پانی کے خواص طبیعیہ سے بھی زیادہ غیر متزلزل ہے۔ جسکے وجود کو کوئی غفلت سرشت انسان بھول جائے، مگر اسکی قوت نافذ اپنے کاموں کو نہیں بھول سکتی، اور جو کوہ خدا پرست قلب کے سامنے موجود ہے کیونکہ اس راہ کی پہلی منزل یہی ہے، مگر افسوس کہ خدا پرستی کے بہت کم گھر ایسے ہیں جنہوں نے اس روشنی کو صرف دیکھ لیا ہے۔ کافی نہ سمجھا ہو بلکہ اپنے اندر جگہ بھی دی ہو، اور یہی وہ قانون ہے جسکا قرآن کریم نے بار بار ”العاقبة للمتقين“ کے جامع ترین جملے میں اعلان کیا ہے: و تلک الدار الاخرۃ نجعلها للذین لا یزعمون علوا فی الارض ولا فسادا، و العاقبة للمتقین!

میں نے ابتدا سے ہر واقعہ اور ہر حادثہ کو اسی اعتقاد کے ساتھ دیکھا ہے، اور اس وقت بھی میں دیکھتا ہوں تو ۱۰- مئی کے جلسہ دہلی کے اندر (اس اعتقاد کے ہزارہا تعارب گذشتہ عالم کی طرح) ایک نیا تجربہ مجھے نظر آ رہا ہے۔

(ہجوم مخالفت و حصار مخالفین)

ندوة العلماء کی اصلاح کی تحریک کے شرع ہوتے ہی اسکی مخالفت مختلف جہتوں اور مختلف رشتوں سے شروع ہو گئی۔ سب سے پہلے تو موجودہ قابض کسرہ نے مخالفت کی اور ایسا ہونا ناگزیر تھا۔ پھر بعض وہ لوگ ایک دوسری سمت سے نمایاں ہوئے جنہیں ندوہ کی حیات و ممات سے تو چنداں دلچسپی نہ تھی لیکن اصلاح طلبی کی آواز کا اصولاً ان پر بھی اثر پڑتا تھا، اور پہلے مخالف گروہ کیلئے یہ اعانت ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہو گئی۔ ان دو گروہوں کے علاوہ ایک گروہ ان حضرات کا بھی آئہ کھڑا ہوا جس نے اس تحریک کو غلط فہمیں اور بد فہمائیاں کی نظر سے دیکھا، اور یہ یقین کرے کہ اس کے اندر انکی کسی مخالفت ہستی کا فروغ پرشددہ ہے، اپنی پریمی قوتیں وقف مخالفت و انکار کر دیں، علم پبلک کو نہ تو ندوہ کے متعلق معلومات تھیں اور نہ تعلیم یافتہ طبقہ کو اس قسم کے مذہبی کاموں سے زیادہ دلچسپی رہی ہے، اسلئے وہ اس مسئلہ کی اصلیت و حقیقت کے اندازہ دل نہ تھے اور ہمیشہ جلد غلط بیانیوں اور مخالف اظہارات سے متاثر ہوجاتے تھے۔ ان سب سے زیادہ یہ کہ مخالفین اصلاح نے غلط فہمیوں کی اشاعت میں بھی اپنی انتہائی قوت صرف کر لی، اور ایسی ایسی شدید غلط فہمیاں پھیلائی گئیں جنکا انسداد کسی ایسے باقاعدہ محکمہ سے بھی ممکن نہ تھا، جو صرف ان روز و روز کی غلط بیانیوں کی تغلیط کیلئے قائم کیا جاتا، اور شب و روز صرف یہی ایک کام کرتا۔

پس اگر اس نام میں سچائی تھی تو ضرور تھا کہ توفیق الہی اس کے تمام کاموں کو خرد اپنے ہاتھوں میں لے لیتی اور ایسے مستعد خادموں اور مددگاروں کا کھلی گروہ باہر سے بھیج دیتی، جو کم کرنے والوں کے تمام ہرجہ کو خرد بخود اپنے سر اٹھا لیتا، اور جلسہ کو ابدرجہ عظیم و رقیع بنا دیتا، گویا صیہون کی کرشمیں کا نتیجہ، اور اڑی بڑی جماعتوں کی سرگرمیوں کا حاصل ہے!

چنانچہ اس صداقت نواز قدس نے جسکا دست نصرت صرف حق و راست بازی ہی کے لیے اٹھتا ہے، خرد بخود اسکا تمام سامان مہیا کر دیا، اور ان لوگوں کو جو اپنی فیتوں میں مخالف لیکن اپنے کاموں میں سب سے بڑے جلسہ کے معین و مددگار تھے، یکایک اسطرح آمادہ کار کر دیا کہ وہ اس جلسے کیلئے راتوں کو فکر و اضطراب میں جا گئے، اپنے دن کے کاروبار سعی و تدابیر میں محفل کر دیے، اخباروں میں اعلانات شائع کر دیے، لوگوں کو شرکت کی مسلسل دعوتیں دیں اور دروازے کیلئے خوش بیاں راعظروں کو بھیج دیا جو کہ اپنے خیال میں اس جلسہ کی مخالفت پہلے سے تھے مگر فی الحقیقہ... خدا تعالیٰ آئے اس جلسے کی بہترین خدمت لے رہا تھا۔ قصہ مختصر اسکی رونق و اظہار قوت کیلئے تمام مسائل مخالفت ایک ایک کر کے عمل میں لائے گئے، تا ظلمت کی شدت سے روشنی کی قدر، اور سیاہی کے تقابل سے سپیدی کی چمک زیادہ کھل کر نمایاں ہو، اور اس طرح جلسہ میں امید سے زیادہ اجتماع، توقع سے زیادہ فروغ، اور اندازے سے زیادہ کامیابی کا خرد بخود ظہور ہوجاے: فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شیء و الیہ ترجعون!

(بصائر و عبرا)

دنیا کا کوئی واقعہ ہو، لیکن چاہیے کہ تمہارے سامنے ایک اعتقاد ہو، جسکی صداقت اور راستی کو اس کارگاہ عمل کے ہر حادثے میں تلاش کرو اور اسکی کوئی حرکت ایسی نہ ہو جسکے اندر اس اعتقاد کی روشنی تمہیں نظر نہ آئے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو دنیا کا تماشا گاہ تمہارے لیے کچھ مفید نہیں، حالانکہ سپر نظارہ کے علاقہ اس کے اندر از رہی کچھ ہونا چاہیے۔ نظر غفلت اور دیدہ اعتبار میں یہی فرق ہے: و کاین من آتة فی السموات والارض یحور علیہا و ہم علیہا معرضون!

۱۰- مئی کے جلسہ کی مرافق مخالف روئدادیں روزانہ اخبارات میں چھپ گئی ہیں اور جبکہ پیش نظر مقصد حاصل ہو چکا ہے تو اب صرف سرگندش مجلس کی جزئیات و روایات کی تنقیح اور جرح و تعدیل میں وقت ضائع کرنا بے سود ہے، میں بعض روئداد جلسہ کے لکھنے میں اپنا وقت ضائع کرتا لیکن چاہتا۔ البتہ اپنی عادت اور اصول کے مطابق جو بصائر و عبر اس واقعہ میں دیکھ رہا ہوں، چاہتا ہوں کہ ان میں سے بعض حوالے قلم کریں: و ذکر فان الذکر تلغی المرملین۔

(الحق ۱ - ۱۰ - روا یعنی)

الحمد لله، میں مثل ہر مومن و مسلم قلب کے اپنے تمام کاموں کیلئے ایک اعتقاد اپنے سامنے رکھتا ہوں۔ خواہ وہ جنگ و خونریزی کے آلم ہو اور خواہ امن و عافیت کے اشغال، خواہ ہندوستان کے باہر کے ممالک ہو یا خود ہندوستان کے اندر کے حوادث و تغیرات، خواہ وہ مسلمانوں کے تزلزل کا ماتم ہو یا تدابیر عروج کے سقم و نساد کا نالہ و انہاس، خواہ وہ سیاسی حقوق و آزادی کا پیچیدہ اعلان ہو یا لغو کے تعلیمی مسئلہ کی اصلاح کی معتبہ اور شرک الود بعض،

(مخالفت کا دوسرا طوفان)

اس جلسہ کے اعلان کے ساتھ ہی غلط فہمیوں کی اشاعت کا ایک نیا طوفان اٹھا اور وہ تمام باتیں معجزین جلسہ کے سر تھریں گئیں جو ان کے خواب و خیال میں بھی نہ تھیں۔ ظن و گمان کا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کا اظہار لیا جائے جنکی نسبت ظنون پیدا ہوئے ہیں، مگر مخالفین جلسہ کیلئے یہ طریقہ بالکل بے سود تھا اور بارہود بار بار مقاصد انعقاد کے اعلان کے وہ ہر طرح کی غلط بیانیوں اور غلط فہمیوں سے کام لے رہے تھے۔ کبھی مشہور کیا گیا کہ یہ جلسہ طلباء دارالعلوم کی اسٹراٹک کی حمایت میں منعقد ہونے والا ہے۔ کبھی کہا گیا کہ اسکا مقصد صرف یہ ہے کہ مولانا شبلی کو نندہ کا ناظم مقرر کیا جائے۔ پھر اس پر بھی اکتفا نہیں کیا بلکہ ایک ایسے کام کے متعلق جو علانیہ کہلے بندوں ہو رہا تھا اور جو عام دعوت تمام پبلک کو دے رہا تھا، کہا گیا کہ ایک راز دارانہ سازش ہے اور اس طرح پوری کوشش کی گئی کہ جلسہ کے متعلق انعقاد سے پہلے ہی پبلک اچھی طرح مخالفانہ رائے قائم کر لے۔

یہ تو عام مخالفانہ کوششوں کا حال تھا۔ لیکن خاص خاص کوششیں جو جلسہ کو نا کام رکھنے، تمام لوگوں میں طرح طرح کی اشاعتیں مہیجہ کے ذریعہ جوش پیدا کرنے، خود دہلی میں اسکی مخالفت کرانے اور مقامی پارٹی فیلڈنگ سے فائدہ اٹھانے کیلئے کی گئیں، اگر انکو اجمال و ابھار سے قلمبند کیا جائے تو بھی کئی صفحے صرف اسی سرگذشت میں صرف ہو جائیں۔ مثلاً ندوۃ العلماء کے اُن تلخوادار سقیروں کے ذریعہ جنکو اسی اسی رویہ تلخواد صرف اسلیئے دی جاتی ہے کہ اشاعت اسلام کا کام یا مقاصد ندوہ کے اشاعت کریں، ایک ماہ پیشتر سے بھیج دیا گیا کہ اس جلسہ کی مخالفت و شکست کیلئے کوششیں کریں اور اس طرح اشاعت اسلام کی خدمت ان سے لی گئی!

یہ اور اسی طرح کی بہت سی باتیں ہیں جو علامہ مخالفانہ تدابیر کے تذکرہ کے خود ندوہ کے متعلق بھی نہایت ضروری سوالات ہیں۔ لیکن چونکہ اصلاعی کمیٹی کے قائم ہونے کے بعد میں بالکل غیر ضروری سمجھتا ہوں کہ مزید بعض اخبارات میں کی جائے، اسلیئے انہیں نظر انداز ہی کر دینا بہتر ہے۔

(انعقاد کے بعد)

پھر جب جلسہ منعقد ہوا تو خود اس کے اندر بھی جنگ جویانہ طیاروں اور معرکہ آرایانہ سامانوں کے ساتھ حضرات مخالفین شریک ہوئے اور سفرائے ندوہ کی کوششوں، باقاعدہ مطبوعہ اعلان اور مسلسل مراسلات و مکاتیب کے ذریعہ ایک بڑی جماعت مختلف اطراف سے مخالفت کیلئے جمع کی گئی اور وہ بھی جلسہ میں مستعدانہ شریک ہوئی۔ ابتدا میں خبر دی گئی تھی کہ صرف ایک لکھنؤ ہی سے تین سو حضرات مخالفت کیلئے تشریف لائے ہیں مگر بعد کو معلوم ہوا کہ ساٹھ ستر اشخاص وہاں تشریف لائے تھے اور انکے علاوہ ایک جماعت خود شہر کی، اور ایک بڑی جماعت دیگر مقامات کی بھی (جنکی نسبت مجھے یقین ہے کہ محض غلط فہمیوں سے متاثر ہو کر اس غرض میں انکی شریک ہو گئی تھی اور سمجھتی تھی کہ مولانا شبلی کو ناظم بنانے کی مخالفت کا مسئلہ درپیش ہے) شریک کار و معین مقصد تھی۔

کارروائی کے شروع ہوتے ہی طیاروں کا ظہور ہوا اور جلسے کو دھرم دھرم کرتے کیلئے ایک ہی مرتبہ پوری فرج کے حلقہ گردیا:

حضرات علماء کرام کا بڑا گروہ ابتدا سے ندوہ سے الگ رہا ہے، اور اب ان میں سے بہت سے بزرگوں کو اس سوہ ظن میں مبتلا کیا گیا تھا کہ ندوہ کو اتحاد اور بد دینی کا گھر بنانے کیلئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے اور وہ مختلف اسباب سے اسے جلد تسلیم کر لیں گے اور انکی اعانت کیلئے طیار ہو جائے تھے۔ ان اسباب سے اصلاعی تحریک ایک عجیب کشمکش میں تھی کہ اصل کام کی طرف متوجہ رہے یا غلط فہمیوں کے انسداد کیلئے ایک دفتر کھولے!

(الہلال اور تحریک اصلاح)

مجھے اور نئے دلوں کی خبر نہیں، لیکن با ایں ہمہ خود میرے دل کو تو کامل طمانیۃ تھی، اور الحمد للہ کہ بغیر کسی تزلزل کے اب تک وہ طمانیۃ قائم ہے۔ میں اس تحریک میں جو کچھ حصہ لے رہا تھا، اسکو کسی شخص یا جماعت کی طرفداری سے تعلق نہ تھا بلکہ صرف اپنے یقین اور بصیرت کے ماتحت جو کچھ سچ دیکھتا تھا لکھتا تھا۔ غلط فہمیاں آج پھیلائی جاسکتی ہیں، اور نیتوں کو شک اور بدگمانی کی نظر سے دیکھا جاسکتا ہے، مگر کل تک انہیں قائم رکھنے پر کوئی قادر نہیں اور خدا کا ہاتھ سب سے زیادہ زبردست ہے۔ وہ جس طرح نیتوں کے کھوٹ کو فلاح نہیں دیتا، اسی طرح غلط فہمیوں اور بیجا شکوک کو بھی زندگی اور طاقت نہیں بخش سکتا۔ میرے لیے یہ یقین اور اعتقاد کافی ہے کہ اگر میں ندوہ کی اصلاح کی خواہش کسی فرد واحد کی حمایت یا کسی جماعت کی ذاتی عداوت کیلئے کر رہا ہوں تو میری ہلاکت خود میرے کام کے اندر ہی سے پھوٹ نکلتی ہے، اور میری آواز کو کبھی سچی آوازیں کی کسی عمر نصیب نہ رہی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے امراء العزیز سے جو کچھ کہا تھا، وہ ہمیشہ کیلئے دنیا کو بس کرتا ہے: انہ لا یفلح الظالمون!

(عام جلسہ کا اعلان)

لیکن ان تمام کوششوں میں جو مسئلہ اصلاح ندوہ کی تحریک میں ظاہر ہوئیں، سب سے زیادہ قابل ذکر انجمن اصلاح ندوہ لکھنؤ جسکا قیام خود بعض ارکان انتظامیہ ندوہ کے مساعی حسنہ سے وجود میں آیا، اور جو گذشتہ ستمبر سے اس کے متعلق ارکان ندوہ و عام اہل الرائے اشخاص سے خط و کتابت کر رہی تھی۔ اس انجمن نے اپنے اولین جلسہ ہی میں یہ تجویز منظور کی کہ معاملات ندوہ پر غور و فکر کرنے کیلئے کسی شہر میں ایک عام جلسہ طلب کیا جائے، اور ملک کے ہر حصے سے جو صدائیں غیر جانبدارانہ تحقیقات کیلئے آئیں وہی تھیں، وہ بھی بغیر اس کے ممکن نہ تھی کہ کسی ایسی جماعت کا کسی عام جلسہ میں عام رائے سے انتخاب کیا جائے۔ پس ضرور تھا کہ کسی مرکزی اور غیر جانب دار مقام پر عام جلسہ طلب کیا جاتا۔

(بزرگان دہلی)

موجودہ حالت میں مشکل ہے کہ اس خدمت عظیم و جلیل کا صحیح اندازہ کیا جائے جو بزرگان دہلی نے ۱۰ مئی کے جلسے کو منعقد کر کے مخلصانہ و بے غرضانہ دین و ملت کی انجام دی ہے، تاہم مجھے یقین ہے کہ اس کام کی عزت اور اصلی قدر و قیمت کے کامل اعتراف کیلئے ہمیں زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑیگا، اور وہ زمانہ کچھ زیادہ دور نہیں ہے جب اس کام کی غیر مشتبہ صداقت اور ناقابل انکار عزت ہر زندہ چشم و لب کے سامنے ہوگی۔ انی لا اذیع عدل عامل منکم خدا کا وعدہ ہے: و کان وعدہ مفعولا!

شؤون عثمانیہ

طرابلس اور باقہ ان کے بعد

.....

خلافت علیہ اور مسیحیوں کے قریب

.....

یورپ کی مقراض سیاست دولت عثمانیہ کی تقسیم میں ہمیشہ متحرک رہتی ہے گروہیں اپنی کوقہ نظری اور ظاہر بینی کی وجہ سے بظاہر اس پر سکون و امہال کا پردہ پڑا نظر آئے۔ طرابلس اور بلقان کے واقعات اس قدر قریب العہد ہیں کہ ایک کمزور سے کمزور حافظہ بھی انہیں نہیں بھول سکتا۔ خصوصاً جبکہ معاهدین مصر نے لیبیا اور قریب خردگان البانیا کے حملے اس وقت تک گذشتہ غریب واقعات کو یاد دلانے رہتے ہیں۔

یہ دواں زخم ابھی غیر مندمل ہیں۔ زخموں سے جس قدر خوں بہتا ہے اس قدر پانی بھی اب تک اٹک دھوئے میں نہیں بہایا گیا۔ مگر قاضی مسلمانوں کو کہ یکسر زخم زخم و جراحت ہیں، نئے زخموں کے لیے مستعد رہنا چاہیے جو علی الترتیب سے بعد دیگرے دولت عثمانیہ کے جسم نزار اور تمام عالم اسلامی کے دلہلے حد چاک پر لگنے والے ہیں (لا قدر اللہ)

یعنی مسئلہ شلم و عراق۔

اخفاء مطالع اور اخذ تدابیر سر یہ انگلستان کی ایک مشہور مزیت ہے۔ یعنی اپنی حریص آرزوؤں کو حیرت انگیز ضبط و تحمل سے چھپائے رکھنا اور پوچھتے تدابیر میں جانور گروں کی سی قوت سے کام لینا۔ یہ پیش نظر رکھنے کے بعد اب ذرا ایضاً کا نقشہ سامنے رکھیے۔ اگر آپ میں کچھ بھی فراست و تہمت ہے تو خلیج فارس کے نئے اہل کلمات کو دیکھ کر پہچان لیجیگا کہ ان کا مقصد کیا ہے؟ البتہ یہ یقینی ہے کہ انگریزی مطالع کا اعلان اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک کہ (لا قدر اللہ) شلم کا بھی حشر نہ ہو جائے جو اس کے ہمسایہ طرابلس کا ہوجا ہے۔ اور جو صرف اسی لیے ہوا تا کہ انگلستان کے لیے مسئلہ مصر کو خصوصاً اور دیگر عثمانی مسائل کو عموماً صاف اور بے خطر کر دیا جائے۔

مگر شلم کی قسمت نے تو اپنے نقاب کے بند ابھی سے کھول دیے ہیں۔ گو نقاب ابھی بالکل نہیں اٹھی گئی تاہم پیشانی سے تو ضرور سرک لگی ہے۔ شلم میں احتلال فرانس (یعنی قبضہ غیر قانونی) کے سامنے آ رہے ہیں۔

گذشتہ صدی کے وسط کا زمانہ تھا کہ بعض نالائق عثمانی عہدہ داروں کی وجہ سے فرانسیسی سیاست میں ایک حرکت پیدا ہوئی جس کے نتائج اس وقت بالکل غیر معلوم تھے۔ کفنی ہی برابری ہیں جو اسی طرح کی لاعلمی کے پردہ میں آتی ہیں؟ لیکن فراہ پاشا نے اپنی مشہور و معروف پالیسی یعنی عرب یورپ کی باہمی رقابت و منافات سے فائدہ اٹھا کر اس

حرکت کو رد کر دینا چاہا اور گورکی نہیں لیکن سست ضرور ہو گئی۔

اس کے بعد ہی شلم کی تاریخ میں ایک نیا دور شروع ہوا۔ و نصرانی مبشرین (مشنریز) کا جولانہا بن گیا جو ہمیشہ یورپ کے احتلال و تاخت و تاراج کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔ سلطانوں کے مبشرین فوج و فوج شلم میں پھیل گئے اور ایک قیامت خیز ہنگامہ فساد پیدا کر دیا۔ گوراسکا نام اشاعت تعلیم اور تبلیغ مذہب رکھا جاتا ہے مگر درحقیقت وہ موجودہ عہد کی سب سے بڑی حملہ اور فوج کا ایک بے امان کوچ ہوتا ہے۔ یورپ کے کہ ایک سچے موجد کی طرح صرف سیاست ہی کا پرستار ہے، ان مذہبی کوششوں پر تعصیب و آفریں کا غلغلہ بلند کرنے میں محض ایک دوسرے سے مسابقت کی، اور ہر سلطنت کی طرف سے اپنے اپنے مشن کے لیے مدد و اعانت کا ہاتھ بڑھایا۔

دمشق اور بیروت کے والوں نے اپنی آنکھوں سے ان مبشرین کو حشرات الارض یا دھاتی امراض کے جراثیم کی طرح پھیلنے دیکھا مگر نہرا نہ کی۔ وہ سمجھے کہ جس دھاتی پرہیز سے کئے لوگ لگے ہیں وہ انہیں سے کسی کو بھی نہیں ملتی۔ مگر نہ سمجھے کہ اتحاد مقصد کہی نہ کہی تمام باہمی اختلافات کو رفع کر دیں گے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ دنیا میں اس شخص سے زیادہ احمق کوئی نہیں جو اپنی قوت کے بدلے دشمن کے ضعف پر بہرہ ور کرے۔

سال پر سال گزر نے لگے۔ اس عرصے میں عرب یورپ کی نظر طمع کی غمت اور بھگلی اور اب دولت عثمانیہ کے دوسرے حصوں کے لینے کا بھی خیال پیدا ہو گیا۔ اس وقت مصر میں ہوا کہ اگر بھی باہمی رقابت و منافات رہی تو کہی بھی کامیابی نہ ہوگی۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ ہر سلطنت اپنا اپنا دائرہ مقرر کر لے اور اس میں کوئی دوسرا رخ نہ انداز نہ ہو۔

اب فرانس کے لیے میدان خالی تھا۔

فرانسیسی سرگرمی اندر ہی اندر اپنا اثر پھیلاتی رہی اور گوراسکا کی سطح پر سکون معلوم ہوتا تھا مگر اس کے قعر میں ایک شدید حرکت جاری تھی۔ اسی اثنا میں فرانس نے مصر پر پیش کر دیا کہ مذہبی سیاست کی وجہ سے اسے مغربی کیتھولک عیسائیوں کی حمایت کا حق حاصل ہے جو شام میں آباد ہیں۔ اگرچہ یہ تقو کہی بھی اس کی زبان سے اگر لینڈ کے متعلق نہ نکلا جسکی زیادہ تر ابلیسی سے اسے ہمیشہ بھی رشتہ حاصل ہے، اور جو تیس سال سے انتظامی و اصلاحی خرد مضامین کے لیے اپنا لہر پڑھاتی رہی ہے

عمرے تک فرانس بظاہر اپنے اسی دعوے پر قائم رہا، لیکن اب وہ اس منزل سے گھڑچکا ہے اور علاقہ کہتا ہے کہ اسے نصیب و احتلال کا وقت آ گیا۔ فرانس کے وزیر اعظم اور وزیر خارجہ مسیو مورج فرانس کی مجلس النواب (جمہوریت ڈیپارٹمنٹ) میں فرماتے ہیں:

[۱۷]

کی تدبیر رنکی شکست میں بھی صرف کیا ہوتا، اور آج باشندے بجائے اسکے کہ اپنے درمان و چارہ گری کے لئے اجانب و اغیار کے پاس جانے کا بہانہ نکالیں، خود ہمارے ہی پاس آئے۔ لیکن افسوس کہ ان کوتاہ نظر و ناعاقبت اندیشوں نے اس سیاسی رقابت پر اس قدر اعتماد کیا کہ وہ اس اصل تدبیر سے بالکل غافل ہو رہے جس کے بعد اغیار کو اس سرسبز و شاداب حصہ ملک کی طرف نظر اٹھانے دیکھنے کی بھی جرات نہ ہوتی!

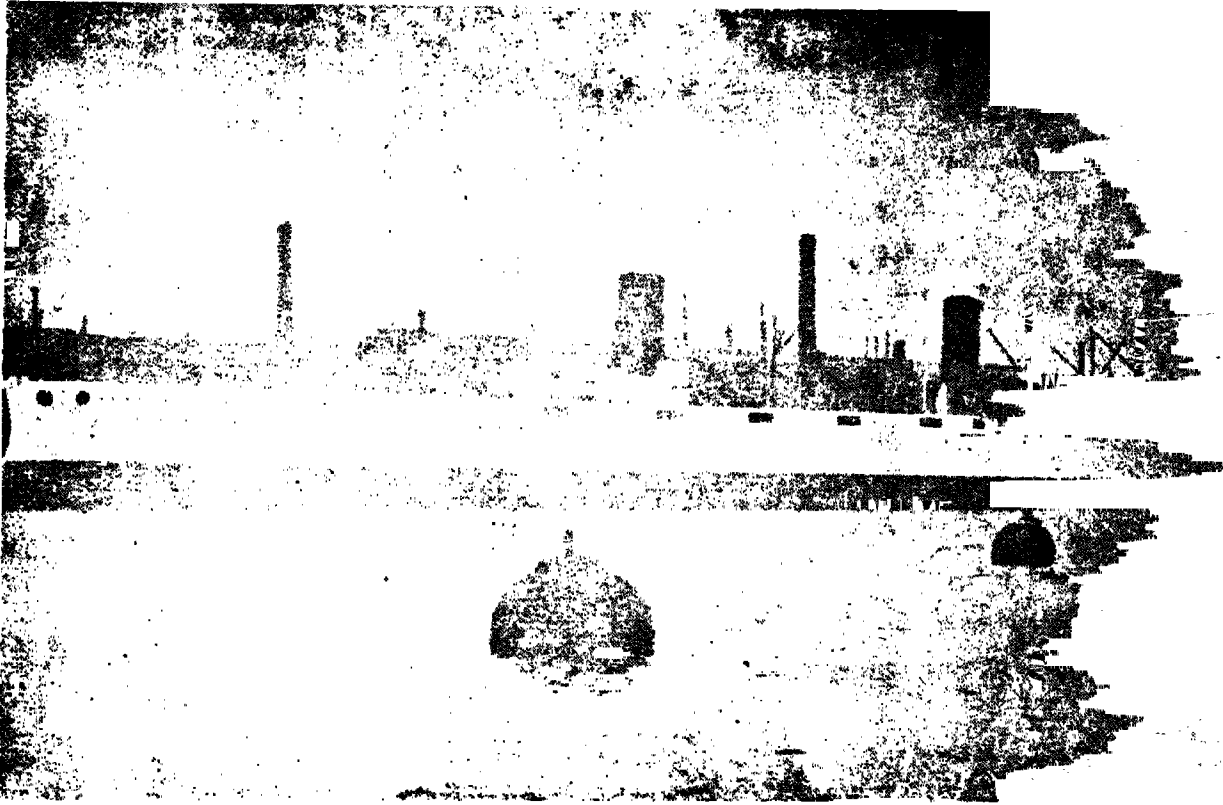
یہ سپر جس پر ہم نے ہمیشہ اعتماد کیا اور جس کو اپنے بقاء و حیات کا دار و مدار قرار دیا، اس کا وجود اب کہاں تک ہے؟ اور وہ آئندہ کس حد تک ہمارے لیے مفید ہو سکتی ہے؟ اس کا اندازہ ان فقرات سے ہوگا جو موجودہ یورپ کا سب سے بڑا ساحر سیاست یعنی سرائیڈرڈ کرے مارچ کے اول ہفتہ کے اجتماع پارلیمینٹ میں کہہ چکا ہے:

”فرانسیسی اخبارات یہ افواہ اڑا رہے ہیں کہ شام میں انگریزی دائرہ اثر کے پیدا کرنے میں بعض انگریزی افسروں کا ہاتھ ہے۔ لیکن

”شام میں فرانس اپنے اثر کے پھیلانے اس اثر سے پیدا ہوئے والے حقوق، ان حقوق کی پیدا کی ہوئی قوت، اور اشاعت تعلیم و تمدن کے ذریعہ اپنے اثر کی تائید و تقویت میں برابر سرگرم سعی کر رہا ہے۔ وہ ان تمام مختلف مشنوں میں فرق نہیں کرے گا جو مشرق میں فرانسیسی تہذیب کی اشاعت کے لیے چاہیئے۔ ان کی حفاظت و حمایت ہمیشہ اپنے مال اور اثر سے کریگا۔“

اس سے پہلے بیروت کے فرانسیسی قونصل مرسو کو جہ نے جو کچھ کہا ہے، وہ بھی سن لیجیے۔ ”گذشتہ ماہ فروری میں لبنان کا بطریق مارونی مغرب اقصیٰ جا رہا تھا کیونکہ اس وقت فرانس کو شام سے زیادہ مغرب اقصیٰ میں اس کی ضرورت تھی۔ اسکے وداعی جلسہ میں فرانسیسی قونصل نے بھی تقریر کی۔ اثناء تقریر میں اصلاح لبنان کے لیے بطریق مذکور کی خدمات جلیلہ و مساعی مشکورہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

”فرانس کا منزل (رکیل) شام سے مغرب اقصیٰ جا رہا ہے، مگر وہ ایک آدمی ہے جو جاتا ہے۔ اس کی جگہ کوئی دوسرا آدمی



دولۃ علیہ کا تیسرا آہن پوش جہاز ”سلطان عثمان“ جو موجودہ عہد کا بہترین آہن پوش ہے۔

اصل واقعہ وہی ہے جس کا اعلان میں اس سے پہلے کرچکا ہوں۔ میں نے نہایت سطحی کے ساتھ اس قسم کی ان تمام افواہوں کی تغلیط کی تھی جو ہماری طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ شام میں فرانس کے اقتصادی مصالح کیا ہیں؟ خصوصاً اس لیے کہ اس کی ریل رهاں موجود ہے۔ اسی لیے ہم ہر ایسی کوشش کو جس کا مقصد شام میں انگریزی دائرہ اثر کا پیدا کرنا ہو، ان تعلقات دوستانہ کے خلاف سمجھتے ہیں جو ہم میں اور فرانس میں قائم ہیں۔“

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مسئلہ شام میں انگلستان فرانس کا ساتھ دیکھا ہے اور اس کی حمایت کا فیصلہ کرچکا ہے۔

ہماری رائے میں آج شام کی جو حالت ہے (جس پر ہر فرزند توحید کی آنکھیں اشک فشاں اور زبان خسرت سنج ہوگی) وہ یقیناً دولۃ عثمانیہ کی داخلی اور خارجی سیاست کی متعصب و مشترکہ غفلت کا نتیجہ ہے۔ حکومت نے فلسطین میں جرمنی کی مستعمرانہ (۱) سرگرمیوں کے ساتھ غفلت کی اور حکم نے دیکھا۔ جرمنی کے یورپی فلسطین کے عثمانی عیسائیوں اور مسلمانوں کو [۱] نو آبادی کر رہی ہیں مستعمرانہ ہیں۔

آجلیگا۔ فرانس کی پالیسی نہ بدلی ہے اور نہ بدلیگی۔ قونصل آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں مگر ان کے جانے سے قنصل خانے میں تغیر نہیں ہوتا۔ وہ حسب دستور باقی رہتا ہے۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کو بارر کیجیے اور کرشش کیجیے کہ یہ جدائی ہمارے لیے زیادہ شاق نہ ہو۔“

یہ چند اقوال جو بطور نمونے کے اپنے پڑے کسی اخبار کے ایڈیٹر یا اسکے مقامی مراسلہ نگار یا کسی چند روزہ قیام کے خیالات نہیں ہیں، بلکہ ان لوگوں کے خیالات ہیں جو اپنے ساتھ ”گراہ“ و ذمہ داری کا رزن اور حکومت کی تمثیل و ترجمانی کی اہمیت رکھتے ہیں۔ کیا اسکے بعد بھی کسی کو شک ہے کہ فرانس شام کے مسئلہ کو اب زیادہ توقف میں نہیں رکھنا چاہتا؟

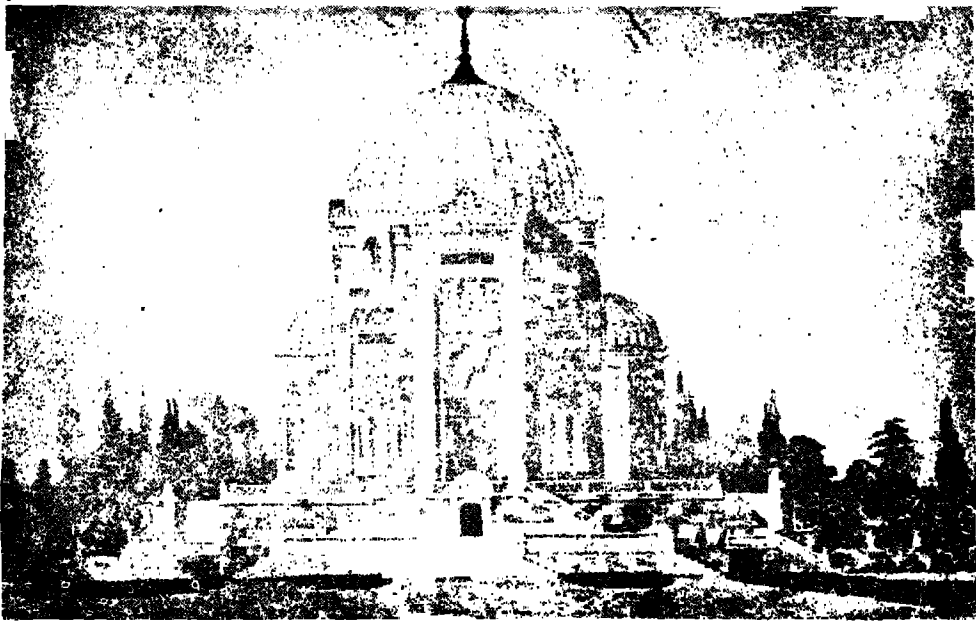
جیسا کہ ہم پہلے کہچکے ہیں، اب تک دولۃ علیہ کے ارباب، سیاست کا اسلحہ وحید دول کی سیاسی رقابت اور اختلاف مصالح تھا۔ یہی وہ سپر تھی جس پر انہوں نے یورپ کے حملوں کو روکا۔ اس بات پر ہم انہیں ملامت نہ کرتے اگر انہوں نے اس فرصت مغنم کو ملک کی اصلاح و ترقی، باشندوں کے جلب قلوب اور اغیار

اسکے ساتھ ان ادبی اور سیاسی اشارات کو بھی ملا لیجیے جو شام میں فرانس کے بحری اور ہوائی جہازوں کی آمد اور ان کے لیے عظیم الشان تزک و احتشام اور جوش و خروش کے ساتھ جلسوں کی زبان خال بیان کر رہی ہے۔

تیار آفندی ممبر مجلس اعیان عثمانی نے اخبار جون ترک کو لکھا ہے کہ ہماری غفلت اور فرانس کی فرصت شناسی کی یہ حالت ہے کہ جب کبھی ہماری طرف سے شامیوں کی حملات میں ذرا بھی کوتاہی ہوتی ہے تو وہ فوراً انکی مدد کے لیے مستعد ہو جاتا ہے۔ اور یہ سب کچھ کر دیتا ہے جو دراصل ہمارا فرض ہونا ہے۔ اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اہل شام کے تعلقات فرانس کے ساتھ قری اور ہمارے ساتھ کمزور ہو رہے ہیں۔

مسئلہ شام کا حقیقی راز اس واقعہ میں ہے کہ شام کی اصلی آدمی عیسائی اقوام کی ہے اور وہ پچاس برس سے برابر خفیہ سازشوں اور رشہ دوانیوں میں مشغول ہے۔ وہ گواپے تکیں عثمانی کہتے ہیں اور دولت عثمانیہ کے تعلق کو ہمیشہ بڑی بڑی قسموں اور حلفوں کے ذریعہ ظاہر کرتے رہتے ہیں، لیکن عثمانی حکومت میں

میں ہمیشہ سے ایک فاحش و شدید غلطی تھی، مگر ہم نے اس سے بھی شدید تر غلطی کی جو اگر نہ کی ہوتی تو اس غلطی کا تدارک ممکن ہوتا۔



قصر السلطانیہ کا جدید دار الصنائع

دولت ملیہ کے جدید ملکی اعمال میں بے غور و نفیس کے دار الصنائع (فائن آرٹس کیلری) کی یہ خوبصورت عمارت ہے جس کے دو مختلف حصے مکس آجکی اشاعت میں شائع کیے جاتے ہیں۔ ان میں وہ تمام بیش بہا صنائع جمع کی گئی ہیں جو دولت ملیہ کے مالک گذشتہ و حال کے تعلق رکھتے ہیں۔

فرانس کا سیاسی اقتدار قائم ہو گیا۔ اب وہاں کی تمام مسیحی آبادی اس وقت کا نہایت بے قراری سے انتظار کر رہی ہے جب وہ اسلامی خلافت کی اطاعت سے آزاد ہو جائیگی، اور فرانس نے اسے یہ فریب دیدیا ہے کہ اندرونی خورہ مختاری کے نام سے تحریک شروع کرے فرانس کی اعانت سے فائدہ اٹھا سکتی ہے۔

البتہ اگر دولت عثمانیہ کو اندرونی اعمال کی فرصت ملتی اور سب سے زیادہ یہ کہ کاربان اور صادق الہیۃ اشخاص ہاتھ آتے تو وہ نہایت آسانی سے ان مواقع کو نا بود کر دیتے جو مسیحی رعایا کو شور و شر کے بہانے بہم پہنچا دیتے ہیں۔ لیکن شکایتیں ہمیشہ پیدا ہوئیں اور ان کے لیے بظاہر مسکین شامی تو فرانسہ میں قنصل کا دروازہ کھٹکنا پڑا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ فرانس کا سیاسی اثر علاقہ نام کرنے لگا اور اب وہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے زیادہ صبر کرتا نظر نہیں آتا۔

آہ وہ فرصت زریں اور مہلت عظیم جو سلطان عبد الحمید نے محض اپنی کی حفاظت و بقا میں ضائع کر دی تھی اور وہ ایک قرن کا مل کا زمانہ ان تمام مفاسد کی اصلاح کیلئے کافی ہے بھی زیادہ فرصت تھی!

ناخت و تازاج کر رہے ہیں مگر انہوں نے اپنی آنہیں اس طرح بند کر لیں گویا ان خونریزیوں کا رجوع ہی نہیں ہے یا جو کچھ ہو رہا ہے وہ عثمانی غیر عثمانیوں کے ساتھ کر رہے ہیں!

قدرتاً اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ فرانس کی رگ سیاست میں جنبش ہوئی۔ قبل اسکے کہ وہ مراکش کا لقمہ کلگیر نگل چکے، شام میں مستعمرانہ کوششوں کے از سر نو شروع کرنے کا پھر شوق پیدا ہو گیا۔ اس کے دوسرے حلیف یعنی اطالیا کا بعدیہ ایجنے کے بارہ خزانوں پر قبضہ اور اپنی سلطنت کی توسیع میں شبانہ روز سرگرم کوششیں سمند شرق کیلئے تازیانہ ہو گئیں، اور بالاخر فرانس کی سرگرمی میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا۔ پس اگر ہم نے اس چشمہ فساد کا دھانہ پلے ہی بند کر دیا ہوتا یعنی جرمنی کی مستعمرانہ کارروائیوں اور جرمن یہودیوں کے ناخت و تازاج کے ساتھ تسامح و چشم پوشی نہ کی ہوتی، تو غالباً اس قدر جلد یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا!

یہ تو ہماری سیاست خارجی کی ایک فاحش و شدید غلطی تھی، مگر ہم نے اس سے بھی شدید تر غلطی کی جو اگر نہ کی ہوتی تو اس غلطی کا تدارک ممکن ہوتا۔

یہ ہماری سیاست داخلی کی غلطی ہے۔ عثمانی حکام نے اپنے فرائض کے انجام دینے میں ہمیشہ تغافل کیا۔ انہوں نے کبھی توشش نہ کی کہ ملک میں بتدریج اصلاح ہو اور باشندے خود بھی فائدہ اٹھالیں اور حکومت کو بھی پہنچالیں، نیز دوسری طرف انکا تعلق دولت عثمانیہ سے بھی استوار و مستحکم ہو۔ یہی وہ اصلی کوتاہ عملی ہے جس کے سہارے پر فرانس کے وزیر اعظم کو یہ کہنے کا موقع ملا:

”فرانس شام میں اشاعت تعلیم کے لیے اٹھ کھڑا ہو۔ خصوصاً اس لیے کہ وہ یہ چاہتا تھا کہ شام سے ان ہجرت کرنے والوں کے سیلاب کو روکے جو وہاں کے باشندے ہیں اور جو ہمیشہ فرانس کے زیر حمایت رہینگے“

سچ یہ ہے کہ فرانس کو کیوں نہ ادعاء حمایت ہو جب کہ حالت یہ ہو کہ برازیل (جنوب امریکا) میں وہ سر شامیوں کو صلت منق پر حملے کا خطرہ ہو۔ وہ اپنی سلطنت سے خراستگار ہو کہ انکی حمایت و اعانت کیلئے قسطنطنیہ میں معتمد برازیل سے گفتگو کرنے انکی جان و مال کی حفاظت کا انتظام کرایا جائے مگر انکی یہ درخواست حمایت و اعانت ناکم ہو۔ اسکے بعد وہ بصلام یاس و قلوب پیوس میں عثمانی ایول تجارت کو لکھیں کہ حکومت فرانس سے کہہ کہ مذہبی رشتہ کے نام پر ہماری دستگیری کرے، اور ہمیں اس مصیبت سے نجات دے۔ اس پر فرانسیسی حکومت فوراً مستعد ہو جائے، اور مسیور و مرج اپنے سفیر رفو کو جانورو کر لکھ کر انکی جان و مال کی حفاظت کا انتظام کرادیں!!

عراق

معاصر العجاز لکھتا ہے :

لنچ نامی ایک انگریزی کمپنی نے دریائے فرات میں ایک چھوٹے اسٹیمر کے چلانے کے لیے سلطان عبدالحمید سے اس شرط پر حکم حاصل کیا تھا کہ اسٹیمر پر عثمانی علم نصب رہیگا - تھوڑے عرصہ کے بعد اس نے کسقدر وسعت اختیار کی اور ایک چھوٹے اسٹیمر کی جگہ دو بڑے اسٹیمر بنوائے گئے جو دجلہ و فرات میں چلنے لگے - اسکے بعد اس نے عثمانی علم کو بھی خیر باد کہا اور اپنا قومی علم یعنی یونین جیک بلند کیا لیکن سلطان نے کچھ خبر نہ لی - اسکے بعد اس نے ایک اسٹیمر اور بڑھا دیا - اس تیسرے اسٹیمر کے بعد پھر ایک اور اسٹیمر کا بھی اضافہ کیا گیا - جب پورے چار بڑے اسٹیمر ہو گئے تو اس نے چاہا کہ دجلہ و فرات میں جسقدر عثمانی اسٹیمر ہیں وہ سب کے سب خود خرید لے - اگر جرمنی نے ۱۹۰۸ء کی ہوتی تو اس انگریزی کمپنی نے تمام عثمانی اسٹیمر لیلے

ہوتے کیونکہ سلطان عبدالحمید انکے فروخت کرنے پر راضی ہو گیا تھا -

حال کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ بالآخر اس کمپنی نے تمام عثمانی اسٹیمر خرید لیے ہیں - اب اگر دولت عثمانیہ ان اطراف میں اپنی فوج لیجانا چاہے تو اسکے پاس کوئی ذریعہ بجز انگریزی اسٹیمروں کے نہیں

ہوگا اور اگر کبھی انگریزوں کا اقتصادی یا سیاسی مقصد گوارا نہ کرے کہ عثمانی فوج ان اطراف میں آئے تو دولت عثمانیہ کو بجز اسکے اور کوئی چارہ نہ ہوگا کہ فوج نہ بھیجے -

عراق کے ارباب قلم اس واقعہ سے بیحد بیچیں ہیں اور حکومت کو ان عظیم الشان خطرات کی طرف متوجہ کر رہے ہیں جو اس کمپنی کے تنہا اختیارات سے پیدا ہوتے نظر آتے ہیں - وہ لکھتے ہیں کہ اس لنچ کمپنی کی حالت بالکل ایسٹ انڈیا کمپنی سے ملتی ہوئی ہے جو ایک تجارتی کمپنی کی طرح کام کرتے کرتے ایک دن تمام ہندوستان کی مالک ہو گئی - پس حکومت کو چاہیے کہ اس وقت بیدار ہو، ورنہ عراق کا بھی حشر ہوگا جو ہندوستان کا ہوا !

اواخر اپریل میں بغداد ریلوے جاری ہو جائیگی - پچھلے ہفتے میں ساحل فرات سے دو سو کلومیٹر تک سامان لے جائیگی اور آئندہ مکی میں بغداد اور سامرا کے درمیان بھی چلنے لگیگی -

نوآبادی کی تمام سرکونکی کی کشت لکٹی گئی تھی -

[مقتبس از معاصر العجاز]

[بقیہ مضمون کے لیے صفحہ ۲۱ دیکھیے]

۱۰۰ : ن

—

فلسطین میں دول یورپ کی مستعمرانہ کوششوں کی باہمی کھاکش ایک تفصیل طلب داستان ہے جسکو آئندہ نمبروں میں ہم پورے شرح بسط سے لکھیں گے -

بیلجیئم کے " الاستقلال اسرائیلی " نامی یہودیوں کا ایک پرچہ نکلتا ہے - اس کے " روس " نامی اخبار کے مراسلہ نگار بیت المقدس کا خط نقل کیا ہے جس میں نہایت تفصیل کے ساتھ فلسطین میں روسی اثر پر بحث کی گئی ہے - اس خط کے آخر میں لکھا ہے کہ روسی قونصل کے ترجمان موسیو سلومیاک نے اس مراسلہ نگار سے کہا :

" حکومت روس کو چاہیے کہ استعمار فلسطین میں روسی یہودیوں کی ہر طرح معارفت و حوصلہ افزائی کرے " کیونکہ اسکے ذریعہ ہم جرمنی کے سیلاب اثر کو روک سکیں گے "

ہماری بد
۱۰۰ : ن
ی اور
درماندگی کا
اصلی منظر یہ
ہے کہ اچھے گھر
میں بھی ذلیل
و رسوا ہیں - وہ
جو ہمارے
مستور ہیں اور
خدا کے ہمیشہ
کے لیے انکی
پیشانی پر ذات
وہ کہ وہ
لگا ہوا ہے آج
ہمیں خود ہمارے
گھر کے اندر ذلیل
و رسوا کر رہے
ہیں !

یافہ کے ایک

نوجوان تعلیم یافتہ نے ایک مفصل تار باب عالی کو بھیجا ہے جس میں وہ لکھتا ہے :

" صیہونی یہودیوں نے جنکی دولت عثمانیہ کے اندر ایک چھوٹی سی ریاست ہے " تل ابیب کی نوآبادی کے اندر ایک قید خانہ بنایا ہے - اسمیں وہ ہر اس مسلمان کو قید کر دیتے ہیں جس سے کسی یہودی سے لڑائی ہو، اور خواہ وہ حق ہی پر کیوں نہ ہو - سابق معارف نیابت نے ایک بدبخت مسلمان کو ان یہودیوں کے قید فرعون سے نجات دلائی تھی، مگر کوئی عالمی انتظام نہیں کیا "

اس تار میں اسی قسم کے جابرانہ و مغرورانہ واقعات کو تفصیل بیان کرنے کے بعد تار دینے والوں نے نہایت ادب کے ساتھ مگر پر زور لفظوں میں لکھا ہے کہ اگر دولت عثمانیہ صیہونیوں کی تادیب و سرزنش سے عاجز ہے تو ہمیں کوئی جگہ بتائے کہ ہم ہجرت کرے رہاں چلے جائیں، ورنہ جسقدر جلد سے جلد ممکن ہو فوراً انکی تادیب کی جائے تاکہ یہ حد سے نہ بڑھیں - کیونکہ اگر حکومت نے فکر نہ کیا اور یہ یونین بڑھتے رہے تو ملک کی آزادی اور دولت عثمانیہ کی عزت، دونوں شدید ترین خطرہ میں پڑ جائیگی -

شاہ ایمنی نم ثالث فرعون مصر کے مزارے کی چرٹی جو عجائب خانہ مصر میں موجود ہے



اثر عتیقا

اجتیا لوجی

امینوفس کی جلالت و عظمت فترحات ملکی تک محدود نہ تھی بلکہ اسکی زندگی کے بعض اور معیر المعقول اعمال کا اثر بھی اسیں شریک تھا۔ چنانچہ اس نے ایک بت ایسا بنوایا تھا جس سے طلوع آفتاب کے وقت آواز نکلتی تھی۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ امینوفس نے رود نیل کے بائیں جانب ایک عبادت خانہ بنوایا جس میں بہت سے بت تھے اور ایک خود اسکا بھی تھا۔ یہ بت ایسے پتھر سے تراش کے بنایا گیا تھا جسکی طبیعی خاصیت یہ تھی کہ شبہم کے بعد جب اس پر آفتاب کی شعاعیں پڑتی تھیں تو اس میں آواز پیدا ہوجاتی تھی۔ عرصہ ہوا کہ یہ مندر برباد ہو گیا۔ صرف دو بت باقی رہ گئے تھے۔ ان میں سے ایک تو سنہ ۵۹۵ء کے زلزلہ نے ضائع کردیا۔ اور دوسرا خرد بخرد کر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

اس وقت جو تصویر آپ کے پیش نظر ہے، وہ انہیں دونوں میں سے ایک کی ہے۔ ان میں دھن طرف امینوفس کی بیوی بیٹھی ہے اور بائیں طرف خود امینوفس بیٹھا ہے۔ جن چدرتوں پر دونوں بیٹھے ہیں ان کے دونوں کناروں اور وسط میں اسکی تینوں لوکیوں کی بھی تصویر تھی۔ سنہ ۱۹۰۶ء اور ۸- کے درمیان میں یہ گروپ بالکل ٹکڑے ٹکڑے ملا تھا جسکو ماہرین آثار نے جمع کر کے پھر اصلی شکل میں کھڑا کردیا اور جو حصے ضائع ہو گئے تھے وہ از سرنو تراش کے لگا دیے۔

دوسری تصویر رعمسیس ثانی کی ہے جسکے متعلق یقین کیا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل کا ابتدائی عہد اسی کے عہد ظلم و استبداد میں بسر ہوا تھا۔ چونکہ اس کے مفصل حالات جلد سوم نمبر ۱۰-۱۱ میں نکلچکے ہیں اسلئے تفصیل کی ضرورت نہیں۔

دیر البھاری (مصر) میں دو مجسمے ملے تھے، ان میں سے ایک امیپیٹو کا ہے جو ہیپیو کا لڑکا تھا اور دوسرا مرقع در مقدس بھیڑوں کے سرورنگا ہے جو فراعنہ مصر کی پرستش گاہوں میں قربان کیے جاتے تھے۔ اس مرقع کی آخری تصویر ایک گائے ہے۔ یہ بھی دیر البھاری میں ملی تھی۔ در اصل یہ مصر کی ایک دیوی ہے جو گائے کی شکل میں ہے۔ اس دیوی کا نام ہیتر تھا۔

یہ مجسمہ جو اپنی کمال صناعتی و رنگ سازی کی وجہ سے ایک زندہ وجود معلوم ہوتا ہے، ایک قبہ نما کینڈ میں نصب ہے۔ اس گائے کے تمام جسم پر ہلکا ہلکا زرد رنگ اور دونوں پہلوؤں پر سرخ رنگ لگایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جسم پر گل بھی ہیں۔ جنکی شکل لونگ کی سی ہے۔ سر کے نیچے بادشاہ کی تصویر ہے۔ گائے پر امنیت ثانی لکھا ہے۔

(ملاحظیات)

ان آثار کے شائع کرنے سے ہمارا مقصد صرف مصر کے بعض آثار عتیقہ کی نسبت سرسری معلومات فراہم کرنا ہی نہیں ہے بلکہ بعض اہم مقاصد بھی پیش نظر ہیں:

(۱) قرآن کریم کا طرز تعلیم و ارشاد ہمارے عقیدے میں یہ ہے کہ وہ ہر مقصد کیلئے پہلے ایک اصول پیش کرتا ہے اور پھر اس کے

”ابوالہول“ کی تمہید میں ہم نے لکھا تھا کہ چند سلسلہ وار نمبروں میں ہم مصر کے ان عجیب و نادر روزگار آثار پر ایک نظر عام ڈالنا چاہتے ہیں، جنکی کشش شائقین آثار کو اکناف و اطراف عالم سے کھینچ کر قاہرہ لاتی ہے۔ ابوالہول اس سلسلہ کی پہلی کڑی تھی۔

آجکے نمبر میں پانچ مجسموں کی تصویریں شائع کی جاتی ہیں۔ یہ تمام تصاویر مصر کے عجائب خانہ میں موجود ہیں جسکو یورپ متفقہ طور پر علم آثار مصر کی بہترین تعلیم گاہ تسلیم کرتا ہے۔ ان میں پہلی تصویر ایک نگے منارے کی ہے جسکی چوٹی حال میں نکلی ہے۔ دوسری شاہ امینوفس ثالث کی ہے۔ اس کے باپ کا نام توتومیس رابع ہے۔ امینوفس کے حالات ایک محل کی شکستہ دیواروں پر کندہ ملے ہیں۔ ان حالات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امینوفس فراعنہ مصر کے اٹھارویں خاندان کا ایک جلیل القدر اولوالعزم اور نام آور تاجدار تھا۔

انہیں کتبوں میں لکھا ہے کہ امینوفس کے پیدا ہونے سے پہلے مصر کے سب سے بڑے کاہن نے اسکی ماں کو بشارت دی تھی کہ تیرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ اور جب امینوفس پیدا ہوا تو اس نے مکرر پیشین گوئی کی کہ یہ اقبال مند و فرخندہ انجام ہوگا۔ اسکی قلمرو اتنی وسیع ہوئی کہ آج تک کسی کی نہیں ہوئی۔ وہ سارے عالم کا مالک ہوگا۔

سنہ ۱۳۰۹ قبل مسیح میں امینوفس نے عزان حکومت ہاتھ میں لی اور درحقیقت وہ ایک جلیل القدر، اولوالعزم اور وسیع الممالک بادشاہ ہوا۔ اس نے بہت سے مقامات خصوصاً نوبہ اور سوہان پر فوج کشی کی اور فتحیاب و فیروز مند واپس آیا۔ ساز و سامان دنیوی اور قوت و شوکت مادی کے کھنڈ میں ہمیشہ انسان نے یہ بہلا دیا ہے کہ اسکی حقیقت کیا ہے اور جب کبھی اسے عظمت و بزرگی نصیب ہوئی ہے تو اس نے عہد سے معبود بننے کی کوشش کی ہے۔

امینوفس اپنی عظمت و شوکت کے غرور میں اس درجہ بد دماغ ہو گیا کہ اپنے تئیں انسانیت سے ایک ارفع و اعلیٰ ہستی سمجھنے لگا اور اپنا لقب روس (آفتاب ربیع) اور شاہ چار دانگ عالم رکھا۔

[بقیہ مضمر منفعہ ۲۰ کا]

لال

اگر معاصر مرموف کی روایت معین ہے تو اس خطرناک بے خبری پر جسقدر افسوس کیا جائے کم ہے۔ لیکن پچھلے دنوں بعض عثمانی جرائد میں صرف انگریزی کمیٹی کی اس خواہش کا ذکر کیا گیا تھا نیز برٹش لکھا تھا کہ مولف عثمانیہ نے بالکل نا منظور کردیا۔ خدا نہ کرے کہ اس کے بعد یہ واقعہ ظہور میں آیا ہو۔

ریسیس ثانی فرعون مصر کا بت

ایسی فرانس ثالث فرعون مصر



عملی نتائج کے متعلق یقین و بصیرت پیدا کرنے کیلئے کسی ایک قوم یا ایک فرد کی زندگی کے واقعات بطور نمونے کے بیان کرتا ہے۔ گویا اسکی ہر تعلیم اصول اور تجربہ، در چیزوں پر مبنی ہوتی ہے۔ جسقدر قصص قرآن کریم میں موجود ہیں، سب کے سب کسی نہ کسی ایک اصولی تعلیم کو تجربہ گاہ عالم کے نتائج کی صورت میں ممثل و مشکل کرتے ہیں۔ الهلال میں باب تفسیر شروع ہو گیا تو یہ مطالب بتفصیل شائع ہونگے۔

قرآن کریم نے ایک خاص اصولی تعلیم کیلئے فرائض مصر اور بنی اسرائیل کی تاریخ کو لیا ہے اور جا بجا انکے واقعات و حالات اور نتائج و عبرتیں درج کر دی ہیں۔

اس تعلیم میں اصولی طور پر ”قانون حیات و ممات اقوام و امم“ دروض کیا گیا

انقلابات میں بہہ گئے، اور اب ان سرزمینوں میں انکے وجود کا کوئی نشان نہیں جہاں کبھی سربفلک عمارتوں کے اندر اپنے تئیں زمین کا سب سے بڑا مالک یقین کرتے تھے۔ تاہم تورات اور قرآن کی تصدیق کرنے کیلئے مصر کی حیرت انگیز سرزمین اب تک اپنے نشان ہائے عظمت و جبروت کے ساتھ موجود ہے، اور دنیا میں سب سے بڑا دارالانار یقین کی جاتی ہے!

اسکے سربفلک مناروں کو کوئی فضا نہ کرسکا جو ان لوگوں کی عظمت کی حی و قائم شہادت ہیں جنہوں نے بنی اسرائیل کو معکرمی و غلامی کی زنجیروں سے مقید کیا تھا پر خود کرتباہی و ہلاکت سے آزاد نہ کرسکے۔ انکی مہمی کی ہوئی نعمتیں، انکے زمین دوز مندر، اور انکے قابل تسخیر میدانوں کے اندر کے کتبے اب تک صحیح و سالم موجود ہیں جو بتلاتے ہیں کہ وہ کیسی عظمت و جبروت مالکی و قومی تھی جو ان فراعنہ کو حاصل تھی مگر قانون الہی کی خلاف ورزی و سرکشی نے بالآخر اسطرح نابود و فدا کردیا کہ آج انکے جمع کیے ہوئے پتھر اور تراشے ہوئے بت موجود ہیں، لیکن نہ تو انکی عظمت ہے جسکے غرور باطل نے انہیں خدائے قدس سے سرکش کر دیا تھا، اور نہ وہ قوت حکومت ہی ہے جو خدا کے مظلوم بندوں کو اپنا غلام بناتی تھی اور انکے آگے خدا کی سی کبریاہی کے ساتھ تخت غرور طغیان بچھا کر بیٹھتی تھی!

فاسکبر ہو و جبروت فی الارض بعید الحق و ظوا انہم الینا

لا یرجعون۔ فاحمدنا و جندنا
فبدنا ہم فی الیم، فانظر
لیف کان عابدة الطالمین!
(۲۸: ۳۱)

ترجمہ — فرعون اور اسکی فوج نے ملک میں بغیر حق و قانون کے بہت سرکشی کی اور سمجھے کہ مرنے کے بعد انہیں جوابدہی کیلئے ہمارے سامنے نہیں آنا ہے۔ پس ہم نے فرعون اور اسکے گروہ کو اپنے عذاب میں گرفتار کر لیا اور دریا میں غرق کر دیا۔ نظر عبرت سے دیکھو کہ ظلم کرنے والوں کا انجام کار کیسا ہوتا ہے؟



قربانی کے مقدس ہیروں کے سرچکے بت دیرالبعاری [مصر قدیم] کے حال میں ملے ہیں

ہے اور بتلایا ہے کہ معض علم و تمدن اور عظمت ملکی کسی قوم کیلئے وسیلہ حیات نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ مفاسد اجتماعی و اخلاقی سے محفوظ نہ رہے۔ قرائے مادیہ اور مانیل دنیویہ کا افراط اور اسکا گھمنڈ جب قوموں کو عیوبیہ الہی سے بے پروا کر دیتا ہے تو اسکا لازمی نتیجہ شر طغیان اور عدوان و معاصی کا ظہور ہوتا ہے جو بہت جلد انہیں ہلاکت تک پہنچا دیتا ہے۔ ظلم و استبداد اور شخصی حکمرانی کا غرور خدا کی مقدس طاقتوں کا مقابلہ کرنا ہے اور اسکا نتیجہ خسران ہے۔ ایک ظالم قوم مظلوم قوموں کو معکوم بنا کر کس طرح ذلیل خوار کرتی ہے اور پھر خدا اسی معکوم قوم کے ہاتھوں کس طرح حاکموں سے انتقام لیتا ہے؟ قومی معکومی اور غلامی ایک ایسا عذاب ہے جس سے ہر فکر خدا کے نزدیک انسان کیلئے کوئی شقارت دنیوی نہیں۔ غلامی تمام انسانی صفات حسنہ سے قوموں کو معکوم کر دیتی ہے اور ہمت و سربلندی، اولوالعزمی و علر پسندی، صبر و ثبات، اور استقلال و جفا کشی، نیز اسی طرح کے تمام اخلاق حسنہ جو انسانیت کا مرتبہ اعلیٰ ہیں، ان قوموں کے اندر فنا ہو جاتے ہیں جو عرصے تک فتنہ اقوام کی غلامی میں رہتے ہیں۔

ان تمام تعلیمات کیلئے قرآن کریم نے فرائض مصر کی تمدنی ترقیات اور استبداد و ظلم کو نمونہ قرار دیا اور جا بجا انکے حالات بیان کیے۔ قصص القرآن میں ایک سوال یہ سامنے آتا ہے کہ صرف فراعنہ ہی کو اس غرض کیلئے کیوں منتخب کیا گیا؟ اسکے متعدد وجوہ و حکم

ہیں۔ از انجملہ یہ کہ ان تمام امور کی تمثیل کامل کیلئے کوئی ملک اس درجہ موزوں نہ تھا جیسا کہ مصر، اور مصر کا سلسلہ حکومت فراعنہ۔

علم آثار مصر اسکی تصدیق کرتا ہے۔ کئی ہزار سال دنیا آگے بڑھ گئی ہے۔ مدما ارضی و بحری انقلابات ہرچکے ہیں جنہوں نے زمین کے گزشتہ خزانوں کو نابود اور اسکی سطح کو نئے آثار کیلئے صفحہ سارے بنا دیا۔ بڑی بڑی عظیم الشان قوموں کے خزانے عظمت ان

تاریخ تیار است



مسئلہ قیام الہلال

مسئلہ قیام الہلال جو کئی نمبروں میں شائع ہوا اور ہر رہا ہے ہر ناظر الہلال کیلئے از خصراً خریداروں کیلئے نہایت رنجیدہ ہے۔ کوئی خریدار ایسا نہوگا جو اس کے متعلق اپنی ایک ہی رائے ظاہر کرنے کیلئے بیقرار نہ ہو۔ میں اس قابل ہی نہیں ہوں کہ اس اہم مسئلہ کی نسبت کوئی رائے ظاہر کروں۔

لیکن جناب ان سب کو دیکھ کر اور حالات قوم کو ملحوظ خاطر رکھ کر اس سوال کا جواب عنایت فرمائیں کہ قیام الہلال کیواسطے حضرت کو مالی امداد کا لینا منظور نہیں۔ صرف اسقدر خواہش ہے کہ نئے خریدار جس سے جتنے ہو سکیں بہم پہونچا کر تعداد مقررہ پوری کر دیجائے۔

میں ہمیشہ اس نیک ظن اور مقدس فرض کا ارادہ کرتا رہا ہوں۔ مگر ایک خیال میرے ارادہ اور ہمت کو بالکل پست کر دیتا ہے۔ یعنی یہ نئے خریدار جو ہماری کوششوں کے نتائج ہونگے۔ دایمی ہونگے یا عارضی؟

قوم کے حالات سے مجھ کو دایمی ہونیکا یقین آنا ہی نہیں۔

بلحاظ حالات کیا اسکا یقین ہو سکتا ہے کہ قوم ایسے مقدس و محترم رسالہ کی خریداری کو ترجیح دیگی۔ یا ”مسٹریز آف لندن“ اور ”حسن کے قادی“ کو۔

واللہ باللہ ایک صمیم اور سچے واقعہ کا شرمندگی کیساتھ اظہار کرتا ہوں۔ ایک عنایت فرما کے روزبرو قوم کا تمام دکھڑا رہا۔ الہلال کے حالات بیان کیے۔ اپنے قول کی تصدیق کیلئے اپنے پاس سے الہلال کو ایک روز رشب کیلئے جدا بھی کیا اور اسکی مفارقت بامید انشاء اللہ گزارا کر کے ان حضرت کو دے بھی دیا کہ دیکھیے آپ مسلمان ہیں اور اس رسالہ کی مقدس و پاک تعلیم سے بے بہرہ۔ آجکل کونسا مسلمان روزانہ یا ہفتہ وار تلاوت اور مطالعہ خطبات کرتا ہے۔ اس رسالہ میں یہ سب چیزیں اس خوبی سے آپکے روزبرو پیش کی جاتی ہیں کہ آپ گھنٹوں اور دنوں ان مضامین کو پڑھیے۔ مگر نہ تو دل رکتا ہے اور نہ ہی طبیعت کو سیرجی ہوتی ہے۔

پس فراعنہ کی عظمت و شوکت کے جسقدر آثار نکل رہے ہیں، انکے اندر ایک بہت بڑی عبرت و بصیرت پوشیدہ ہے اور انکا مطالعہ ان لوگوں کیلئے خاص اہمیت رکھتا ہے جو قرآن حکیم کے تمثیلی بیانات کے حقائق کے متلاشی ہیں۔ انسے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کیسی عجیب و غریب انسانی عظمتیں تھیں جنکے آگے شریعت الہیہ پیش کی گئی اور اسکی نافرمانی کے نتائج الیمہ سے قرارا گیا۔ پر انہوں نے سرکشی کی اور انکار کیا۔ پس بربادی آئی اور دائمی ہلاکت نے قانون الہی کے وعید کو پیش کر دیا۔ آج یورپ کی قوموں اور حکومتوں کو بھی مشرق کے مقابلے میں وہی حیثیت حاصل ہے جو فراعنہ کو بنی اسرائیل کے ساتھ تھی۔

(۲) یہ ایک تاریخی مہم ہے کہ حضرت یوسف کے زمانے میں کون فرعون تخت مصر پر تھا جبکہ بنی اسرائیل مصر میں آباد ہوئے اور پھر حضرت موسیٰ کی پیدائش کس کے عہد میں ہوئی اور وہ کون تھا جسکا مقابلہ آنسے ہوا اور بالآخر بحر احمر میں غرق ہوا؟

اکثر علماء آثار مصر یقین کرتے ہیں کہ ربمسیس ثانی ہی وہ فرعون تھا جسکے عہد میں بنی اسرائیل پر سب سے زیادہ مظالم ہوئے: یسومونکم سر العذاب: یدبکون ابناکم و یستکبون نساکم و فی ذلکم بلاء من ربکم عظیم۔

اسکے حالات ہم مع ایک بڑے مرقع کے چلے بھی شائع کرچکے ہیں۔

لیکن وہ فرعون جسکے عہد میں حضرت موسیٰ نے پرورش پائی، بظن غالب امیندوس تھا۔ کیونکہ حال میں جو کتبے اسکے متعلق نکلے ہیں، انسے اُن تمام بیانات کی تصدیق ہوتی ہے جو تورات میں بیان کیے گئے ہیں۔ ہم اس بارے میں تفصیلی بحث قص

بنی اسرائیل کے سلسلے میں کرینگے۔ صرف اسکے مجسمہ کا عکس آجکی اشاعت میں شائع کر دیتے ہیں۔ اسکے حالات میں آپ پڑھچکے ہیں کہ دروازے نیل کے کنارے ایک مندر بنایا تھا اور اسکے بت کے اندر سے خرد بخرد آواز نکلتی تھی۔ تورات کے بیان سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے۔

(۳) گائے کی عظمت آریں اقوام کیلئے مخصوص سمجھی جاتی ہے۔ ہندوستان کے سوا ایران کے آثار سے بھی اسکا پتہ چلتا ہے لیکن علماء آثار کے سامنے اب مصر بھی آگیا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ یہاں بھی گائے کے وجود کو ایک خاص ناسرتی عظمت حاصل تھی۔

(۴) تورات میں لکھا ہے کہ مصری اپنے مندروں میں بھیڑوں کی قربانی کرتے تھے۔ ان آثار میں قربانی کے دو بھیڑوں کی شکلیں موجود ہیں۔

قابل توجہ عسوم مسلمانان ہند

ملک میں مدت سے ترقی کا غلغلہ بلند تھا۔ اخبار بھی جاری تھے اور اپنے اپنے حوصلہ کے موافق قوم کی خدمت کیلئے جد و جہد میں مصروف تھے۔ مذہبی، علمی، اور پولیٹیکل مجلسوں کو ناز تھا کہ قومی فلاح و بہبودی کا حل صرف انہی کی کوششوں پر منحصر ہے۔ یہ سب کچھ تھا مگر قوم پر بیخودی کی ایک کیفیت طاری تھی۔ اسکا مستقبل نہایت تیرہ رتار ہو رہا تھا۔ ہر طرف سے مشکلات احاطہ کیے ہوئے تھے۔ نہ لیڈران قوم ہی اپنے فرائض سے آگاہ تھے اور نہ قوم ہی یہ جانتی تھی کہ لیڈروں سے کس طرح کام لیا جاتا ہے۔ افراد قوم کے دلہن میں تنگ عمل کی کاشت تو کی گئی تھی مگر بر وقت آبیاری کے نہرونیکی وجہ سے شجر عمل نمودار ہو کر خشک ہو چکا تھا۔

بیک وقت رفتار زمانہ نے کورٹ بدلی۔ پولیٹیکل حقوق کے حصول میں پوری قوت صرف کیجانی لگی۔ قوم کو اپنی قوت کا اندازہ ہو گیا۔ شجر عمل جو خشک ہو چلا تھا اب تر و تازہ ہو چلا۔ بظاہر اس فوری انقلاب کی کوئی صریح وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ قوم کے طرز عمل میں اب تک کوئی عظیم الشان تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے، اور لیڈروں نے اپنے پروگرام میں بھی کچھ تغیر نہیں کیا ہے۔ اب بھی ہمارے خیالات اسی آب و ہوا میں نشور نما پاتے ہیں جس میں کہ اس سے پہلے نشور نما پاتے تھے۔ ہاں اتنی تبدیلی ضرور ہوئی ہے کہ سنہ ۱۹۱۲ء سے دعوت صداقت الہلال کی شکل میں نمودار ہوئی جس نے قوم کے دلہن سے رہ زنگ دور کر دیا جو برسوں کی جمود اور غفلت نے پیدا کر رکھا تھا، اور جسکی پر تاثیر تحریرات نے اہل ملک کے دلوں کو مسخر کر ڈالا۔ ہر دل نے نہایت خلوص کیساتھ اسکا خیر مقدم کیا اس کے ایک ہاتھ میں مذہب اور دوسرے میں سیاست تھی۔ اس نے ان دونوں میں ایسی تطبیق کی کہ ارباب دانش و علم و فضل کو بھی سوائے تسلیم کے چارہ نہ رہا۔ استبداد اور غلامی کی بوجھل بیڑوں سے قوم کے پاؤں آزاد ہو گئے، اور حریص اور مسارات کا سبق ہر متنفس کی زبان پر جاری ہو گیا۔ اگر یہ سچ ہے تو اے برادران ملت! کیا تم نہیں چاہتے کہ اس دعوت الہی کا سلسلہ اس طرح جاری رہے؟ اور کیا تمہیں اب اسکی ضرورت نہیں رہی؟

گویہ بالکل سچ ہے کہ الہلال نے اپنی پہلی منزل طے کر لی ہے مگر ابھی اسکو اور کئی منزلیں طے کرنا ہے، اور ایسے صدھا معاملات ہیں جنکی رہنمائی کیلئے صرف الہلال ہی کی ضرورت ہے۔ اگر ہم نے مثل دیگر امور کے الہلال کے معاملہ کو بھی طاق نسیان کے سپرد کر دیا تو اپنے ہاتھوں ایک ایسے قابل قدر شی کو کھو دینے کی جتنی تلافی شاید آئندہ کبھی نہ ہو سکے۔

خاکسار محمد عبد اللہ - سکریٹری انجمن اصلاح تمدن - ناندیہ دکن

مسئلہ قیام الہلال کے آخری فیصلہ سے موثر ہو کر اہل جزاء الاحسان والا احسان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ملتئم ہوں کہ بالفعل مفصل ذیل چار اصحاب کے نام پرچہ موصوف بذریعہ دی۔ پی روانہ فرما دیں۔

ایسے بے ریا اور حق پرست رسالہ کی جو سر بسر قرآن پاک کے احکم کی تعمیل کی دعوت دیتا ہے جان و دل اور ایمان و ارادہ سے خدمت کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

حکیم محمد اشفاق - ہاسپٹل اسٹنٹ - ہاتھی دروازہ - امرتسر

تین روز امید و بیم کی حالت میں کامیابی و ناکامیابی کے تصور میں گئے۔ اس کے بعد ان حضرت سے جا کر دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ”ابھی تو مجھے مسٹریز آف دی کورٹ آف لندن کی ضرورت ہے جسکا اشتہار الہلال میں شائع ہوتا ہے پہلے وہ منگوا دیجیے“ مجھکو سکہ ہو گیا۔

اب بتلائیے کہ جس قوم کی یہ حالت ہو، اس قوم کی نسبت کیونکر یقین ہو سکتا ہے کہ دائمی خریداری قبول ہوگی۔ پہلے مجھے اسکا خیال ہی خیال تھا، اب واقعہ مذکورہ بالا سے یقین ہو گیا۔ آپ الہلال کی قیمت میں ایک پالی کا اضافہ منظور نہ فرمائیے۔ مگر جو صاحبان اولوالعزم خود اضافہ کرنا چاہیں، آپ کیوں انہیں روکتے ہیں؟ کیا یہ ممنوع ہے؟ قاعدہ کی بات ہے کہ جو شخص جس سے خوش ہوگا یا فائدہ اُرتا ایسا اس کے قیام و بقا کا بھی خواہشمند ہوگا، اگر اضافہ قیمت الہلال نا منظور ہے تو یہ طریقہ بتلائیے جس سے دائمی اور قابل اعتماد خریدار الہلال کے واسطے با اطمینان اس قوم کے مجھکو دستیاب ہو سکیں، اور ان پر پورا بھروسہ بھی ہو سکے۔ فقط

راقم طالب جواب - نمبر ۲۸۳ - حیدر آباد دکن

دو ہزار نئے خریدار پیدا کرنیکی کوشش کے متعلق آپکا اطلاع نامہ دیکھ کر بہت جی چاہا کہ میں بھی اسمیں حصہ لوں، مگر خوبی قسمت سے ہمارا خاندان لوگوں کی نظروں میں ایسا مبغوض ہے کہ کسی پر کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔ دکن کی قیمت پر ایک پرچہ خریدنا آپ کے منشا کے خلاف ہے۔ لہذا یہ ضرورت ہو سکتی ہے کہ ایک اور پرچہ اپنے ہی نام پر جاری کراؤں۔ اور اسکی قیمت کے آٹھ روپیہ ادا کر دوں۔ لہذا اس خط کے دیکھتے ہی ایک اور پرچہ میرے نام بذریعہ ریلو روانہ فرما کر آٹھ روپیہ وصول فرمائیے، اور دونوں پرچے ایک ہی پیکیٹ میں یا علاحدہ علاحدہ جیسا مناسب ہو ارسال فرماتے رہیں۔ عین نوازش ہو گی۔

ابراہیم ولد شیخ صاحب مدعو از بھونڈی بنبلی

الحال:

جزاکم اللہ - آپکی محبت دینی اور جوش مای کا شکر گزار ہوں۔ لیکن اسے کیونکر گوارا کروں کہ آپ نقصان اٹھا کر بیکار دوسرا پرچہ خریدیں؟ افسوس ہے کہ آپکی فرمائش کی تعمیل نہ کی جاسکی۔

سرمست پانچ خریدار حاضر ہیں۔ انشاء اللہ ۲۵ خریداروں تک عنقریب اپنی سعی کو پہنچاؤنگا۔ سخت نادم ہوں کہ بعض گزشتہ جہکروں کی وجہ سے دیر ہو گئی۔

سید ظہیر حسن - ضلع محبوب نگر - دکن

الحال ثانی

چند غیر معمولی وجہوں سے انجمن اصلاح المسلمین - قصبہ گنیشپور - ضلع بستی نے اپنی جلسہ کے تاریخ میں بجائے۔ ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - مئی سنہ ۱۹۱۴ء کے ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - مئی سنہ ۱۹۱۴ء قرار دیا ہے۔ استدعا ہے کہ برادران اسلام شریک ہو کر اراکین انجمن کو موقعہ شکر گزار عطا فرمائیں۔

نیا زمند - ابراہیم عجاز - عرشی - سکریٹری -

انجمن اصلاح المسلمین قصبہ گنیشپور -

ضلع - بستی - پوسٹ صدر - یو - پی

مآستلا

نظارۃ المعارف دہلی کی مجوزۃ تحریک

اسوقت اسلام اور مسیحیت میں جو زبردست اور خطرناک معنوی معرکہ آرائیاں ہو رہی ہیں انہیں دیکھ کر بلا شبہ یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ چند دنوں کے بعد ان دونوں مذہبوں میں سے کسی ایک کا مطلع بقا ضرور مکدر ہونے والا ہے۔ خصوصاً فرزندان اسلام کی باہمی جنگ و جدال اور نا اتفاقی - پھر اسلام اور اوسکی اشاعت سے بے توجہی اور اصلاحی قوت کو بے موقع و محل صرف کرنے اور غیر ضروری مواقع پر حمیت و غیرت کے جوش دکھانے اور اسلام پر زور مال کے نثار کرنے میں بطل اور تنگ نظری سے تم لینے کے مشاہدات و واقعات - ان سبکو مد نظر رکھنے سے معاملہ کی صورت اور زیادہ خطرناک ہو جاتی ہے۔

ایسے عہد پر آشوب میں اگر فرزندان اسلام کی مذہبی رگوں میں غیرت و حمیت کا خون جوش مارے اور اونکو جان و مال سے لے کر مذہب و ملت کی حمایت اور اشاعت پر آمادہ کردے، تو ایسے پر جوش اور غیر مسلمانونکا تہ دل سے خیر مقدم ادا کرنا ضروری ہے۔ مدینہ بھنور مورخہ ۲۶ ربیع الاول میں ”بلاد غریبہ میں اشاعت اسلام“ کا عنوان دیکھ کر مجھے نہایت خوشی ہوئی۔ خصوصاً جب اس اہم تحریک کو ایک عالم مذہب کے دماغ کا نتیجہ کہا جاتا ہے اور پھر قوم کے ان افراد کو جنکے قبضہ میں موجودہ مسلمانان ہند کے ایک مقتدر طبقہ کی باگ سمجھی جاتی ہے، اس تحریک کا نہ صرف مجدد بلکہ سرپرست بتایا جاتا ہے۔

لیکن اسوقت ہم نہایت بے تعصبی اور نیک نیتی سے مولانا عبید اللہ صاحب اور قوم کے ان برگزیدہ افراد کو جنکا نام نامی ہم اس تحریک کے موبدین اور سرپرستوں میں لکھا ہوا دیکھتے ہیں، مخاطب کر کے چند سوالات کرنا چاہتے ہیں، اور اس تحریک کے بعض پہلوں پر آزادی مگر حق پرستی سے نظر ڈالتے ہوئے یہ دریافت کرنے کی جرات کرتے ہیں کہ کیا اشاعت اسلام کے تمام پہلوؤں پر غور کر لینے کے بعد یہ تحریک قوم کے سامنے پیش کی گئی ہے؟

اس وقت جو تحریک مسلمانوں سے کی گئی ہے وہ انگلستان میں خواجہ کمال الدین کی تحریک اشاعت اسلام کو تقویت پہونچانے کیلئے مسٹر انیس احمد و ڈاکٹر محمد علی شاہ کا بھیجا جانا ہے جنکے در سالہ صرہ کی مقدار تیس ہزار روپیہ بتائی گئی ہے۔ اس تحریک میں مندرجہ ذیل امور قابل غور ہیں:

(۱) یہ تحریک بذاتہ کیسی ہے؟ یعنی مسٹر انیس احمد و ڈاکٹر محمد علی شاہ کو لندن میں خواجہ کمال الدین کے ساتھ ملکر کام کرنے کیلئے بھیجا چاہیے یا نہیں؟

(۲) مسٹر انیس احمد و ڈاکٹر محمد علی شاہ اپنی مفروضہ خدمت کو دورے طور پر انجام دیکھنے کے قابل ہیں یا نہیں؟ ان سوالات پر غور کر کے کیلئے پہلے ایک اور سوال کا جواب دے لینا چاہیے یعنی اس وقت لندن یا دیگر ممالک میں تبلیغ اسلام

انسوس اور سخت انسوس! الهلال کا پرچہ ہمیشہ باعث دلجمعی خاطر نا، شاد و مونس و سہیم تنہائی ثابت ہوا، وہ ایک قومی و مذہبی اخبار اور دینی راقفیت کا مجموعہ، معلم انہا پرداز و مضمون نگار، کلام الہی کا ترجمان، مذہب اسلام کو از سر نو زندہ کرنیوالا، مسلم آبادی کا پاسبان، اور نور بخش چشم مومنین و مسلمین ہے لیکن اس ہفتہ کے نمبر نے وہ جانکاخبر سنائی جس نے دل ہلا دیا اور دماغ کو پریشان کر دیا۔

یقین فرمائیں کہ اس آخری نمبر کے دیکھنے سے وہ بے چینی ہوئی ہے کہ بغیر اپنا فرض ادا کیے ہوئے کسی طرح نہیں رہونگا اور ہفتہ عشرہ میں ضرور دو چار خریدار پیدا کر کے حاضر کرونگا۔ ساتھ ہی یہ بہتر ہوگا کہ الهلال کی سالانہ قیمت میں بھی کچھ اضافہ کر دیا جائے۔ انشا اللہ اعلان کے ہوتے ہی بندہ سب سے اول زربکف نظر لے لے گا۔

الراقم حافظ عبد الغفار عفی عنہ
- سوداگر چرم دہلی دروازہ - اجمیر

آج کا پرچہ دیکھ کر از حد رنج و غمگینی و پرمردگی پیدا ہوئی۔ جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ جب تک دو ہزار خریدار نئے پیدا نہیں الهلال کا جاری رہنا مشکل ہے۔ جو کچھ آچے فرمایا ہے بجا ہے۔ کیونکہ بنسبت آوروں کے جناب پر اسکا بوجھ بھی بہت بھاری ہے۔ ملنے پہلے ہی خدمت اقدس میں عرض کیا تھا کہ حسب حیثیت خالصتہ کی پیشکش کو منظور فرمائیں۔ میرے طرف سے آپ آئندہ پرچہ میں درج کردیں کہ نئے خریدار جہاں تک ہو سکے پیدا کیے جائیں، مگر جن جن صاحبوں کی خدمت میں پرچہ پہونچتا ہے وہ فی الحال بجائے آٹھ روپیہ سالانہ کے ۱۶ روپیہ ادا کریں، برائسی ڈاک جناب ایک پیسے کا کارڈ تحریر فرمائیں تو بندہ یہ سال جو شروع ہوا ہے اس کے باقی ۸ روپیہ جناب کی خدمت میں روانہ کر دے۔

حکیم ملک امام الدین کے زلی شفاخانہ نصیم - قصور

امام الہی کی شہادت

قیہ - میں نے تجھ کو

الهلال کی شش ماہی جلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد آٹھ روپیہ میں فروخت ہوتی تھیں لیکن اب اس خیال سے کہ نفع عام ہو، اسکی قیمت صرف پانچ روپیہ کر دی گئی ہے۔ الهلال کی دوسری اور تیسری جلد مکمل موجود ہے۔ جلد نہایت خوبصورت ولایتی کپڑے کی۔ پشتہ پر سنہری حروف میں الهلال منقش - پانچ سو صفحوں سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب جسمیں سر سے زیادہ ہاف ٹرن تحریریں بھی ہیں - کاغذ اور چھپائی کی خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصلہ پس کرتا ہے - ان سب خوبیوں پر پانچ روپیہ کچھ ایسی زیادہ قیمت نہیں ہے - بہت کم جلدیں باقی رہ گئی ہیں - (منیجر)

اور یسر کی تعلیم دی ہے ' وہ یہ ہے کہ انسان بندوں سے آزاد ہو جائے - نفس کے شکنجے سے چھوٹ جائے ' اور صرف خدائے واحد کا نیاز مند رہ کر جائز طرق سے ضروریات زندگی حاصل کرے اور صرف اسی کی عبادت و اطاعت میں مصروف رہے - آزادی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جس مذہب و ملت کی کوئی بات اپنی خواہش کے موافق پسند آجائے ' اسکو اسلام میں داخل کر کے ہم بیفکری سے اُسکے عامل بنجاریں -

ناظرین اب آپ اپنی توجہ کو اس طرف مبذول فرمائیے کہ مسٹر انیس احمد و محمد علی شاہ جو اس کام کے لیے منتخب کیے گئے ہیں ' وہ اس خدمت کو کہاں تک انجام دینے کے قابل ہیں ؟ ۷ - جنوری سنہ ۱۹۱۳ء کے انسٹیٹوٹ گزٹ علیگڑہ میں "تبلیغ اسلام کانفرنس" کے عنوان سے جس جلسہ کا حال شائع کیا گیا ہے ' اس میں مسٹر انیس احمد ' ڈاکٹر محمد علی شاہ ' و خواجه عبدالحی (اُنکی موجودہ جماعت کے ایک رکن ہیں) کے علمی حالات کو بیان کرتے ہوئے بعض حاضرین جلسہ کے ریمارک پر خود اپنا حال اس طرح بیان کرتے ہیں کہ "میں بھی مذہبی تعلیم پا چکا ہوں - علیگڑہ کالج کا گریجویٹ ہوں اور کانفرنس اور کالج دونوں جگہ سے تقریر و تحریر میں اول درجہ کے در طلبی تمغے حاصل کر چکا ہوں "

چونکہ یہ حالات مسٹر انیس احمد صاحب نے خود اپنی زبان سے بیان فرمائے ہیں اس واسطے اسی کو نقل کرنا میں نے مناسب سمجھا - میں بھی مسٹر انیس احمد صاحب سے اچھی طرح واقف ہوں - اُنکی علمی اور قابلیت کی مجھے بخوبی اطلاع ہے - مسٹر مرصوف فرماتے ہیں کہ میں مذہبی تعلیم پا چکا ہوں - مگر ذرا وہ بتلائیں کہ کہاں تعلیم پاچکے ہیں ؟ کیا چند دنوں تک مدرسہ عالیہ دیوبند میں قیام کر کے اور صرف میڈرینج کالج تک عربی پڑھ لینے اور پھر مولانا عبید اللہ صاحب کے ساتھ چند روز رہ کر کوئی شخص مذہبی تعلیم یافتہ بن سکتا ہے ؟ وہ قرآن کی ایک آیت کا بھی صحیح ترجمہ نہیں کر سکتے مگر اسی قدر کہ آندو داں مترجم قرآن کو دیکھ کر کرسکتا ہے - اسی حدیث سے وہ واقف نہیں - کوئی معمولی سے معمولی مسئلہ وہ نہیں بتا سکتے ' اور پھر بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مذہبی تعلیم پا چکے ہیں - مسٹر انیس احمد گریجویٹ تو واقعی ہیں مگر جس چیز کی بڑی ضرورت ہے اُس میں ابھی ناقص ہیں -

کانفرنس و عاب گڈہ کالج سے تحریر و تقریر میں اُنکو طلائی تمغے ملے ہونگے - مگر قوم کو اس سے کیا فائدہ پہنچا ' اور اس تبلیغ و اشاعت کے کام میں اس سے کیا اہمیت پیدا ہوئی ؟

خاکسار محمد نور الہدی قیس - درہنکری

ہندوستانی دوا خانہ دہلی

جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی میں یونانی اور ویدک ادویہ کا جو مہتمم بالشان دوا خانہ ہے وہ عمدگی ادویہ اور خوبی کار و بار کے امتیازات کے ساتھ بہت مشہور ہو چکا ہے - صدہا دوائیں (جو مثل خانہ ساز ادویہ کے صحیح اجزاء سے بنی ہوئی ہیں) حاذق الملک کے خاندانی معجزات (جو صرف اسی کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کار و بار ' مبالغی ' ستھرا پن ' ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ :

ہندوستانی دوا خانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے - فہرست ادویہ مفت (خط کا پتہ)

منیجر ہندوستانی

کرفی چاہیے یا نہیں ؟ اسپر مختلف حیثیتوں سے نظر کیجاسکتی ہے - ایک مسلمان سب سے پہلے اس مسئلہ کو مذہبی نقطہ نگاہ سے دیکھتا ہے ' اور فرامین الہیہ و اسوۂ حسنہ محمدیہ (صلی اللہ علیہ و سلم) کا بنظر امعان مطالعہ کریگا کہ اُن سے ہم کو اسباب میں کیا سبق ملتا ہے ؟ قرآن مجید اس بارہ میں ہمکو جو تعلیم دیتا ہے ' وہ یہ ہے کہ سب سے پہلے انسان اپنے نفس کا تزکیہ کرے - خصائل سیئہ سے اپنے قلب کو پاک کرے - اخلاق حسنہ کے زیور سے آراستہ ہو ' عقائد کو العاد ' زندہ ' اعتزال و دیگر مہلکات ایمانیہ سے سنبھال کرے ' اعمال کو خدا و رسول کی طاعت گزاری کے سانچے میں ڈھال کر اسلام کا نمونہ بنجائے " یا ایہا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرم من ضل اذا اہتدیتم " (مسلمانوں تم اپنی خبر رکھو - دوسروں کا گمراہ ہونا تم کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اگر تم ہدایت پر ہو)

اپنے نفس کی اصلاح کے بعد اپنے اہل و عیال اور خویش و اقارب کی اصلاح اور دعوت کا درجہ ہے - " قوا انفسکم و اہلیکم نارا " اس کے بعد کتبہ اور برادری کی اصلاح کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے " وانذر عشیرتک الاقربین " اور جب ان کے انذار اور تبلیغ سے فرصت ملے تو خاص اپنے ملکی بھائیوں اور ہمسایہ اقوام کا حق ہے کہ اُن کو راہ راست پر لائیکے کوشش کیجائے - اُن سب کے بعد یہ مرتبہ ہے کہ " وما ارسلک الا کافۃ للناس " (اور آپ کو ہم نے تمام لوگوں کے واسطے رسول بنا کر بھیجا ہے)

پس آج جو مسلمان اپنے رسول کے اس منصب عظمیٰ کی خلافت کا دعویٰ دار ہو ' اس پر فرض ہے کہ سنت نبویہ و طریقہ محمدیہ کی جبل المبین کو ہاتھ سے نہ چھوڑے - ہندوستان کا مبلغ سب سے پہلے اپنے اور اپنے والدین اور عزیز اقارب کے مسلمان بنانے کی طرف متوجہ ہو اور پھر ہندوستان میں اپنی قوت جد و جہد کو صرف کرے - جو حضرات اس وقت تبلیغ اسلام کے لیے کمربستہ ہوئے ہیں (خدا اُنکی ہمت میں برکت اور نیت میں خلوص عطا فرمائے) وہ ہیں یہ تو بتائیں کہ کیا ہندوستان میں اُنکو اپنے مذہبی فرائض سے فراغت ہوگئی ' جو وہ لندن یا جرمنی کی زمین ناپے کو آگے بڑھے ہیں ؟

اس تحریر سے ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ تبلیغ اسلام کا دائرہ وسیع نکلیا جائے ' اور کبھی ہندوستان سے باہر قدم نہ نکالا جائے - بلکہ ہندوستان میں جن انجمنوں ' جن تعلیم گاہوں ' اور جن افراد کے ذریعہ یہ مبارک کام انجام پا رہا ہے ' پہلے انہیں انہی قوت کا مجتمع کر دینا ضروری ہے کہ پورے پیمانہ پر وہ اپنا کام کر سکیں ' اور اُنکے تمام سامان و رسائل مہیا ہو جائیں ' پھر اُسکے بعد جو حضرات واقعی اس کام کے قابل ہوں وہ شرق سے دیگر ممالک میں جا کر اپنی خدمت انجام دیں ورنہ :

تو کار زمین را نکو ساختی * کہ با آسمان نیز پرداختی
کے مصداق ہونگے -

تیسرا امر کہ خواجہ کمال الدین کے ساتھ ملکر کام کرنا چاہیے یا نہیں ؟ تو اگر لندن میں تبلیغ اسلام کی ضرورت تسلیم کر بھی لی جائے جب بھی خواجہ کمال الدین کی ماتحتی میں کام کرنا اسلامی تحریک کے پردہ میں قوم کو کسی دوسری مذہبی قوت کی حمایت پر آمادہ کرنا ہے - خواجہ کمال الدین قادیانی ہیں - اور علمائے اسلام کے نزدیک قادیانی طبقہ کا جو درجہ ہے وہ سب کے آگے روشن ہے - اسلام کا دائرہ بہت وسیع ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ارسیم العاد ' زندہ ' کفر ' ارتداد ' بد دینی ' تمام امور داخل ہوسکتے ہیں - اسلام کے آزادی اور یسر کی تعلیم دی ہے ' مگر جس آزادی

کتب و زبان

مذہب انہوں کا تیپ و نقشہ

از مشیر حسین قدوائی اسکرانر بیرسٹر اٹ - نزل للہ

کون کہتا ہے کہ مسلمانوں میں اختراعی قابلیت باقی نہیں رہی ؟ اُس سے کہو کہ مسلمانوں کی اس جدت طرازی کو دیکھ کہ معض اظہار وفاداری و عقیدت کیشی کے لیے ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے بدھ اور جوائنوں کا ایک ڈیپوٹیشن مرتب ہوا - کیسا اختراع اور کیسا حسن انتظام ؟ پھر کس صنعت سے مرصع کاری کی ؟

ایڈریس کے لکھنے والوں کو اس طباعی و صورت آفرینی کا خود بھی غرور ہے اور فخر کے ساتھ اسکا ذکر کیا ہے کہ یہ ہم نے ایک غیر معمولی بات کی ہے، اور معض اسلیے کی ہے کہ کوئی چیز ہم کو اس سے زیادہ عزیز نہیں کہ ہماری وفاداری تسلیم کی جائے -

عام خیال تھا کہ خدا کی تمام خلقت میں صرف ایک ہی قسم کے جانور کو یہ بے غیرتی بخشی گئی ہے کہ اسکا مالک ارے چاہے جوتیوں سے مارے، تب بھی وہ قدموں ہی پر لڑتا رہیگا - یہ خیال اس حد تک ایسیالیوں پر غالب ہوا کہ غریب کتے کو اس خلعت کے باعث بدترین مخلوق سمجھنے لگے - اونکے نزدیک دوسرے جانور بھی اس انتہائی وفاداری کے جوش سے معرا ہیں -

لیکن کچھ زمانہ ہوا کہ ایک ایسے وجود نے جسکے عقیدت کیش اے اشرف المخلوقات میں بھی اشرف تر شمار کرتے تھے، ہندوستان میں ایسی ہی وفاداری کو رواج دیا، اور بہت سے انسان نمائش نے اسکو اختیار کیا - بلکہ اُس طبقہ اشرف المخلوقات کی یہ پالیسی ہی قرار پاگئی، جسکو سب سے زیادہ واقعی اشرف و ممتاز ہونا چاہیے تھا اگر وہ اپنے مذہب کا واقعی پابند ہوتا -

اب تہوڑے عرصہ سے یہ خیال ہو چلا تھا کہ وہ طبقہ اپنی حالت سے کچھ نہ کچھ باخبر ہو گیا ہے، اور اپنے شعار حقیقی پر چلنے کا ولولہ کچھ نہ کچھ اسیں آچلا ہے - لیکن اس نئی اپج نے ثابت کر دیا کہ وہ خیال غلط تھا -

جو شخص ایڈریس پر دستخط کرنے والوں کی فہرست پڑھیگا اُسے کم حیرت نہ ہوگی - اسلیے کہ اسیں بعض بعض ایسے نام بھی ملیں گے جو اپنے کو سگی وفا پیشہ کی جگہ شیروں سربلند کا ہم ہستار سمجھتے تھے - مگر بقول غالب :

میرے تغیر رنگ پر مت جا

انقلابات ہیں زمانے کے

میں نے ایڈریس کو غور سے پڑھا، مگر مجھے اسیں ایک جملہ، ایک لفظ بھی ایسا معلوم نہ ہوا جس سے میں یہ قیاس کر سکتا کہ یہ مسلمانوں کا ایڈریس ہے - بہت سے لوگ تو اسیں ایسے تھے جنہوں نے یہ سن لیا ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ اگر حبشی غلام بھی، مسلمانوں پر حکمران مقرر ہو تو اوسکی بھی اطاعت انہیں کرنا چاہیے (۱) - یہ حدیث اونکے نزدیک اتنی ہر طرح کی وفاداری کو جائز کر دیتی ہے، بلکہ بعضی مسلمان اراکین فرض کر دیتی ہے - ایسے خوش عقیدہ مگر جہالت مآب شرکاء وفد معذور تھے، اور اونسے باز پرس کی کوئی وجہ نہیں - دعا ہے کہ خدا انکی جہالت کو دفع کرے - لیکن میں اُن شخصوں میں شمس العلماء

[۱] قطع نظر اس حدیث کی حقیقت و اصحاح سے، اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ وہ حبشی غیر مسلم بھی ہو ؟ کیا ایک حبشی مسلمان حکمران نہیں ہو سکتا ؟ (الهلال)

ارز فرنگی مصلیوں کو بھی پاتا ہوں، اور اونسے پوچھتا ہوں کہ اونہوں نے ایڈریس کا ترجمہ سن لیا تھا کہ نہیں ؟ اونکو اگر بھول گیا ہو تو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ یاد دلاتا ہوں - جب آپے لوگوں سے کہا کہ اگر میں کچھ دیکھ کر تو تم میرے ساتھ کیا برتاؤ کرر گے ؟ مسلمانوں نے جواب دیا کہ ہم تمکو تکلے کی طرح سیدھا کر دیں گے - یہ اسلامی وفاداری تھی !

کیا میرے مخدوم مولانا عبد الباری صاحب اور شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی صاحب کو بھی اُس وفاداری کا جال معلوم نہ تھا جسکی خدا قرآن میں تعلیم دیتا ہے، اور جسکی رسول خدا نے اور اصحاب رسول نے اپنے امثال و اعمال سے تعلیم دی تھی ؟ کیا وہ بھی وفاداری تھی جسکا ذکر ایڈریس میں تھا، اور جسپر ان حضرات نے دستخط کیے تھے ؟

مولانا ابوالکلام نے الهلال میں اسپر تعجب کیا ہے کہ لڑکھارہنگ نے اسلام کے ارکان میں سے خداے واحد کی پرستش کے ساتھ بادشاہ کی وفاداری کیوں قرار دی ؟

میں اُسے کہتا ہوں کہ وہ اسکا جواب انسے مانگیں - اور نہیں تو مولانا شبلی نعمانی وغیرہ تو ضرور دیں - انہیں لوگوں کے دستخطوں نے دھوکا دیا - اللہ ان پر رحم کرے - میں کہتا ہوں کہ ایڈریس کے ایک لفظ سے بھی یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ یہ واقعی مسلمانوں کا ایڈریس ہے - لڑکھارہنگ کو مد آفریں کہ اونکے جواب سے اس بات کی کچھ بر آتی ہے کہ وہ مسلمانوں کے ایڈریس کا جواب دے رہے ہیں - کم بختے کم اونکے آخری جملہ کے اُس حصہ سے تو ضرور، جہاں انہوں نے مسلمانوں کے خاص شعار خدا کی وحدانیت کا اشارہ کیا ہے - مگر ایڈریس میں تو کہیں اسکا بھی اشارہ نہیں ہے -

لڑکھارہنگ نے خود ہی مقدس مقامات اسلامی کی حرمت و عزت کا بھی ذکر کیا ہے - مسلمانوں کا ایڈریس کسی ایسے ذکر سے بھی خالی ہے !

مجھے ایڈریس کے دستخط کرنے والوں میں جہاں بہت سے ناموں کے نہ ہونے پر تعجب ہوا وہاں کم بختے کم دو ناموں کے ہونے پر تو بڑا ہی تعجب ہوا - وہ دو نام یہ ہیں :

(۱) مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محل -

(۲) شوکت علی صاحب معتمد خادم الخدم انجمن خدام کعبہ -

مجھے ان دو ناموں پر تعجب خاص کر اسلیے ہوا کہ یہ انجمن خدام کعبہ کے عہدہ دار ہیں -

مولانا عبد الباری صاحب کے نام کے آگے اونکا عہدہ نہیں لکھا گیا ہے - اسلیے میں انپر نکتہ چینی نہیں کرنا - ؛ ؛ ؛ فرنگی محل کے ایک عالم ہونے کے اگر انہوں نے اسکا ارادہ کر لیا ہے کہ وہ اس قابل عزت جگہ کی بے عزتی کریں تو اُن لوگوں کو افسوس ضرور ہوگا جو فرنگی محل کو ہمیشہ عزت کی نظر سے دیکھتے رہنا چاہتے تھے - کاش وہ مولانا ناصر حسین صاحب اور دیگر شیعہ مجتہدین و علماء ہی سے سبق لیتے، جنہیں سے ایک کا نام بھی دستخط کرنے والوں میں نہیں ہے - مجھے مولانا عبد الباری صاحب پر بہت افسوس ہے - مگر میں شوکت علی صاحب پر اس سے بھی سخت اعتراس کیے بغیر نہیں رہ سکتا، اسلیے کہ اونہوں نے اپنے نام کے آگے معتمد خدام الکعبہ لکھنے کی دلیری فرمائی ہے -

جسوقت اونہوں نے انجمن خدام الکعبہ کی خدمت کا حلف اڑھایا تھا اور عہدہ دار مقرر ہوئے تھے، اُسوقت میں یہ سمجھا نہ کہ وہ اُسوقت تک تو انسان کی رضا چولی سے مستغنی ہو جائیگا، جب تک کہ وہ اس انجمن کے عہدہ دار ہیں -

اپنے خدا پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ میں جانتا ہوں کہ انگریزی قانون یا قانون بین الاقوام کعبہ کی خدمت و حفاظت کے لیے ترکوں کو روک دینے سے باز نہیں رکھ سکتا۔ لیکن بغرض محال اگر یہ قوانین ہم کو باز رکھنا بھی چاہیں پھر بھی کیا ہم باز رہ جاؤ گے؟ کیا ہمارا حلف اور ہمارا عہد فضول ہی تھا؟

میں آرزو نہی بابت نہیں جانتا۔ لیکن ایک شخص کا نام جانتا ہوں جس کو دنیا کا کوئی قانون اس مذہبی خدمت سے باز نہیں رکھ سکتا جس کا اس نے حلف اٹھایا ہے اور اس شخص کا نام جس کے نزدیک کسی دنیاوی حاکم کی وفاداری ہیچ و بدتر از ہیچ ہے اگر اس سے احکم الحاکمین کی وفاداری میں فرق آئے۔

مشیر حسین قندلانی

۱۰ مئی کا جلسہ

۱۳ - مئی سنہ ۱۳۱۹ھ کو ایک مرتبہ معتمدین ہال میں مسلمان چھاؤنی ملتان کا ایک غیر معمولی جلسہ منعقد ہو کر مندرجہ ذیل رزلیشن باتفاق آراء پاس ہوئے:

(۱) انجمن نصرت الاسلام ملتان چھاؤنی کا یہ جلسہ دہلی کے ۱۰ - مئی والے جلسہ کو بنظر اعتماد دیکھتا ہے۔ اور جو کمیٹی بغرض اصلاح ندوہ بنالیکٹی ہے اس پر پورا اعتماد رکھتا ہے۔ اور استدعا کرتا ہے کہ اصلاحی کمیٹی جلد سے جلد اصلاحی رپورٹ تیار کرے فورم کی آگاہی کیلیے شائع کرے۔

محرک مولوی عبد الکریم صاحب امام جامع مسجد۔

مرید حاجی حکیم الہ بخش صاحب۔

(۲) جلسہ اراکین ندوہ سے ملتجی ہے کہ اصلاحی کمیٹی کو ہر قسم کی امداد و بارہ اصلاح کے دینے سے دریغ نہ فرمائیں اور مذاہات کو نظر انداز فرما کر قومی مفاد کو ملحوظ رکھیں۔

(۳) رزلیشن مندرجہ بالا کی نقول اخبار ہندوہ - زمیندار - پیسہ اخبار - الہلال - مسلم گزٹ - رکیل - اور سکرٹری صاحب کمیٹی اصلاح ندوہ کے پاس بھیجی جاویں۔

محرک - بابو حفیظ اللہ صاحب۔

مرید - سید عبدالکریم صاحب۔

زندہ در گور مریضوں کو خوشخبری

یہ گولیاں ضعف قوت کیلیے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہیں زمانہ انصاف میں جوانی کی سی قوت پیدا کر دیتی ہیں کساحی ضعف شدید کیوں نہ دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتی ہے اور ہمارا دعویٰ ہے کہ چالیس روز حسب ہدایت استعمال کر نیے اس قدر طاقت معلوم ہوگی جریبان سے باہر ہے۔ بڑے ہرے جسم کو دوبارہ طاقت دیکر مضبوط بناتی ہے اور چہرے پر رونق لاتی ہے۔ علاوہ اسکے اشتہا کی کمی کو پورا کرنے اور خون صاف کرنے میں بھی عظیم النظر ہیں ہر خریدار کو درائی کے ہمراہ بالکل مفت بعض ایسی ہدایات بھی دیجاتی ہیں جو بچائے خود ایک وسیلہ صحت ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ معصوم پندہ خریدار چہ شیشی کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ آنہ۔ ۴ آنہ کا ٹکٹ بھیج دیں آپر نمونہ کی گولیوں کے ساتھ ساتھ راز بھی تحریر کیا جائیگا۔

منیجر کارخانہ حرب کا یا پلٹ پرسک بکس ۱۷۰ کلکتہ

انجمن خدام کعبہ کی عزت کو بھی اپنے اس فعل سے گزند پہنچانا چاہا۔

انجمن خدام کعبہ کے ممبر کو اور سب سے زیادہ اس کے عہدے داروں کو۔ اس کے ممبر ہونے سے سوا خالق مطلق کی رضا جوئی کے اور کسی دنیاوی حاکم کی رضا جوئی سے واسطہ نہیں ہے۔ وہ دنیاوی حاکم جارج پنجم ہی نہیں۔ چارے شاہ خامس ہی کہیں نہ ہوں۔

اگر انجمن خدام کعبہ کو اس سے بھٹ ہی نہیں ہونا چاہیے کہ اس نام کے انجام دینے میں جس کا انہوں نے حلف اٹھایا ہے اور عہد کیا ہے کسی حاکم دنیاوی کی وفاداری ہوتی ہے یا غیر وفاداری اور وہ کسی ایسے کاغذ پر تو دستخط کر ہی نہیں سکتے جس میں غیر معرورہ و قانونی کسی حاکم دنیاوی کی ہر اسلیے کہ ممکن ہے لٹکا جلتا اور عہد خدمت جرمین لوس کے خلاف کبھی معہور کرے۔ بلکہ۔۔۔ ممبر انجمن خدام کعبہ لوگوں کو سواست سے واسطہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ لوگ کی حیثیت صرف مذہبی ہے جس میں انسانی کی وفاداری و غیر وفاداری کا کوئی سوال ہی نہیں۔ سوال ہے تو صرف خدا کی وفاداری کا اور خاتمہ خدا کی وفاداری کا۔

بلکہ۔۔۔ لوگ علی گڑھ کے متعلم ہونے کے یا اولاد بولڈ اسٹریٹ کے سکرٹری ہونے کے۔ یا مسٹر محمد علی صاحب کے پھلے ہونے کے یا کسی دوسری صورت کے مجھے شوکت علی صاحب کے دستخط کرنے پر مطلق کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں صرف خدام کعبہ کو روکتا ہوں۔

میں مرکز انجمن خدام کعبہ کے متبرک نام کو اس طرح فیل ہونے نہیں دیکھ سکتا اور اپنی آواز ضرور بلند کرتا ہوں۔ لوگوں چاہیے کہ اسکا اعلان کر دیں کہ وہ انجمن خدام کعبہ کے معتمد کی حیثیت سے نہیں شریک ہوئے بلکہ کسی دوسری حیثیت سے۔ انجمن خدام کعبہ کے ممبر یا عہدے دار کی حیثیت خدا کی رضا جوئی کو سب سے مقدم گردانتی ہے اور کسی کی پرواہ نہیں کرتی۔

میں اونسے بہ ادب یہ بھی عرض کرونگا کہ جہاں انہوں نے اس لٹاکر نقش اور مصلحت سے اس انجمن کی خدمت کی ہے جو انہوں نے قائم کی، جہاں اب وہ اس تذبذب اور خدشہ سے بھی اپنے کو پاک کر لیں جو کبھی کبھی ان سے ظاہر ہو جاتا ہے۔

انہوں نے اور اور ممبروں نے ایسے مسئلے بھی اپنے پیش نظر کر لیے ہیں کہ ایسا گورنمنٹ کی رعایا دوسری گورنمنٹ کو مالی مدد قائل نہیں ہے یا نہیں: وہ ایسے معاملات کو گورنمنٹ سے رجوع کرنا چاہتے ہیں اور شاید اسی لالچ میں وہ ایسے معتمد کے واسطے سے سامنے آئے ہیں اور کامریڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملہ میں انجمن خدام کعبہ کے بعض ممبر وائسرائے کے جواب سے بہت خوش ہوئے۔

میں اونسے اور اپنے سب بھائیوں سے عرض کرتا ہوں کہ اگر انکو ہمایابی حاصل کرنا ہے تو وہ پہلا نام یہ کریں کہ اپنے کو اس قسم کے تمام خرچوں سے بری کر لیں۔ بلکہ انکا خیال بھی نہ لڑیں۔ ہمارے سامنے ایک ہی مقصد ہے جو ہمارا مذہبی مقصد ہے۔ اس مقصد سے ہم کو کوئی قوت الگ نہیں کر سکتی۔

اب ہم کو اسکی تکیوں کیوں ہو کہ ہماری گورنمنٹ کیا کپیگی یا عثمانی دولت کیا کپیگی؟ یا کوئی قوم کیا کپیگی؟ راستی، صفائی، مضبوطی سے ہم کو اپنے مقصد کے پیچھے ہٹنا چاہیے۔ اور

بھی قائم ہوئی تو میں نہیں سمجھتا کہ کونسی وجہ ہو سکتی ہے کہ ندوہ کی بد نظمیوں کے متعلق شبہ نہ کیا جاتا ۔

میں یہ بھی پورے زور اور رتق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مولانا ابوالکلام آزاد بھی اس الزام سے اسی قدر اور اسی طرح بری ہیں جسقدر اور جس طرح کہ خود مولانا خلیل الرحمن صاحب ہو سکتے ہیں ۔

مجھے امید ہے کہ آپ مندرجہ بالا سطور کو جو میں اپنی ذاتی حیثیت سے لکھ رہا ہوں ، اپنے معزز اخبار میں شائع فرما کر معذرت فرمائیگی ۔

خادم محمد امین مہتمم تاریخ - ریاست بہوپال

کھلی پتھر کی کاہ و اب

از ناظم نظارة المعارف

میری جمعیۃ الانصار سے علیحدگی اور نظارة المعارف کے قائم ہونے پر جس قدر سوالات بعض اراکین جمعیۃ الانصار یا دیگر حضرات کی طرف سے اخبارات میں شائع ہو رہے ہیں ان کے جوابات میری طرف سے صرف اس لیے نہیں دیے گئے کہ میں اس قسم کے مناقشات کا صحیح اور مفید حل بھی تصور کرتا ہوں کہ بذریعہ تحکیم فیصلہ کرا لیا جائے ۔ دفتر جمعیۃ الانصار نے جلسہ انتظامیہ کا فیصلہ میرے پاس القاسم کے نمبر صفر سے پہلے نہیں پہنچا ۔ القاسم دیکھ کر میں دیوبند گیا اور مولانا حبیب الرحمن صاحب امیر جمعیۃ الانصار کی خدمت میں دارالعلوم کی مجلس اعلیٰ (الجامعۃ القاسمیہ) تک مراجعہ کی درخواست پیش کی ۔ اس کا جواب نہ ملنے پر المشیر مراد آباد میں اس کی نقل شائع کرائی ۔ اب تک سکوت دیکھ کر فقط ایک درجہ کوشش کا باقی نظر آتا ہے یعنی الجامعۃ القاسمیہ کے معظم اراکین خصوصاً مولانا اشرف علی صاحب اور مولانا عبد الرحیم صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ معاملہ پیش کروں ۔ اگر خدا نخواستہ میرا یہ مراجعہ قابل سماعت نہ سمجھا گیا ، تو ممکن ہے کہ واقعات کا ایک حصہ اخبارات میں بھیج دوں ۔

عبید اللہ - سابق ناظم " جمعیۃ الانصار "

ریاست بہوپال اور مسئلہ ندوہ

جناب من تسلیم -

یہ امر بالکل غلط ہے کہ مولانا شبلی کی تحریک پر بہوپال کی امداد بند ہوئی ۔ میں پورے رتق اور کامل معلومات کی بنا پر یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں ۔ اسی طرح یہ امر بھی غلط ہے اور قطعی غلط ہے کہ مولانا نے ہر ہالڈنس حضور سرکار عالیہ دلم اقبالہ کو ندوہ کے معاملات پر ترجیح دلائی ، یا یہاں کے قیام میں اس کے متعلق نکتہ چینیاں یا برائیاں کیں ۔ مولانا اپنے اتنا قیام میں غالباً درتین دفعہ باریاب ہوئے اور سو تذکرہ سیرۃ اور علمی مباحث و مسائل کے کوئی امر معرض بحث میں نہیں آیا ۔ ان مواقع پر اول سے آخر تک میں خود بھی ساتھ رہا ہوں ۔ میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ جب مولانا کو اس بات کا علم ہوا کہ ہر ہالڈنس لکھنؤ تشریف لائے والی ہیں ، تو انہوں نے اس امر کی پوری کوشش کی کہ حضور ممدوحہ ندوۃ العلما کا معاملہ فرمالیں اور طلباء و اساتذہ اور جماعت منظمہ کو استقبال کا موقع عطا کریں ۔

واقعہ یہ ہے کہ ہر ہالڈنس تمام ملکی اور بالخصوص قومی معاملات سے واقف رہتی ہیں ۔ وہ خود اخبارات ملاحظہ فرماتی ہیں اور ان کو جزئی سے جزئی اختلافات کا بھی حال معلوم رہتا ہے جس کا اندازہ پبلک نے اسٹریچی ہال کی مشہور اسپیکر سے کر لیا ہوگا ، اور ان خاص اصحاب کو جن کے ہاتھوں میں کالج کا نظم و نسق ہے پرائیویٹ گفتگوؤں سے جو مختلف اوقات میں اور مختلف اصحاب سے برابر تین دن تک ہوئیں ، خود اندازہ ہو گیا ہوگا ۔

حضور ممدوحہ کا یہ خیال ضرور ہے کہ جن مدارس اور قومی انسٹیٹیوشنوں کو وہ امداد عطا فرماتی ہیں ان کے متعلق حالات بھی معلوم کریں ، اور اس بات کا اندازہ فرمالیں کہ جو روپیہ عطا کیا جاتا ہے اس کا مصرف کس طور پر ہے ، اور آیا اس سے وہ فائدہ حاصل ہوتا ہے یا نہیں جس فائدہ کیلئے روپیہ دیا جاتا ہے ؟

ندوہ کے متعلق جسقدر مضامین اخبارات میں شائع ہوئے وہ ضرور ایسے تھے کہ ان سے بے اطمینانی پیدا ہو ، اور پھر جبکہ مطالبہ اصلاح کیلئے زیر صدارت مولوی نظام الدین حسن صاحب ایک انجمن

رخ گلگون کو بچاؤ !

قدرتی حسن کیا ہے ؟ ایک احسان ہے ۔ جس کا بہترین پیرائہ شکر گذری ۔ اس کی نگہداشت ہے ۔ سر و مالک کی مرطوب آب ہوا مانع نہ ہو ۔ تو نہو لیکن ہندوستان جیسے گرم ملک میں مروجہ پوشیدہ اسپرٹس مل جل کے ہونے لگوں گا استعمال گلگون خدوں کے لئے جس قدر خطر ہوگا اس کا اندازہ آپ خود ہی فرمائیں ۔

تاج گلگونہ عنبر ۔ ہر قسم کی اسپرٹ ۔ چربی اور رنگ کی آمیزش سے پاک ہے ۔ ادھی وجہ ہے کہ تھوڑے ہی زمانہ استعمال میں یہ انسانی چہرہ میں ملاحظہ ۔ بالوں میں ملائیت مادہ چمک ۔ جلد میں ایک خطراتی ہلک پیکر دیتا ہے ۔ اور مروجہ پوشیدہ کی شیشی سے ڈیڑھی مقدار میں خوبصورت بیل لگی ہوئی شیشی میں محفوظ ہے ۔ قیمت فی شیشی پانچ آنہ (۵)

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہو
دی تاج مینوفیکچری (پبی و بی) صدر دفتر محل

خانہ زامین !

جس طرح نیم سخی کا پہلا جھوکا ۔ سوچ بوسے گل سے ہم خوش ہو کر ایک عالم کوست است کردیے تب بعینہ اسی طرح تاج گل عنبر کی توجہ حرکت شام دلم کو مس کر کے انسان کو از خود رفتہ کر دیتی ہے ۔ اس لئے نہیں معلوم ہوتا کہ خود جن جن میں ہے ۔ یا جن جن کی سیمائی قوت سے من و باغ میں قتل ہو گیا ۔ اگر سنگسار کی دستکداریاں قدسی حسن میں رعنائی اور ناز انداز اضافہ کرتی ہیں تو بلاشبہ تاج گل عنبر کی شکوہ کا ہی ایک ہی دلیل ملاتی ہے ۔ سمند تازہ پرتا نہ بجا تہی ہے ۔

ایک اونٹ کے خوبصورت کمر میں جو بیٹوں کو کافی ہے قیمت ۴۰

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانے طلب کیجئے
ایجنٹوں کی ضرورت ہے
دی تاج مینوفیکچری (پبی و بی) صدر دفتر محل

بہشتی قطر !

ہندوستان کے باغ جنت کے چیدہ اوتان پھولوں کی نوع بچلے کے لئے کشت زعفران ایک نئی وضع کے ٹانگ اور خوشنما شیشیوں میں سنہری ٹوپ کے اندر رکھی ہوئی تین مختلف خوشبوئیں ہیں ۔ اور جو مزین عطریات ہیں ان کی محبوب ہیں ۔ بلکہ ہر طبقہ کے باذائق اور نازک دماغ مہاب حکماء ۔ اطباء ۔ ایڈیٹرز ۔ مشاہیر واکا برا کو قدسیان اہم کا تحفہ ہوتے ہیں ۔

تاج قطرہ نسیم ۔ تاج روح نسیم ۔ فی شیشی ایک ڈرام ۱۲
تاج موی نسیم ۔ ۱۲
فی شیشی ایک ڈرام ۱۲
تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

دی تاج مینوفیکچری (پبی و بی) صدر دفتر محل

٢٦٢

دہلی کے خاندانی اطباء اور دوا خانہ

نورتن دہلی

یہ دوا خانہ عرب - عدن - افریقہ - امریکہ - سیلون - آسٹریلیا - وغیرہ ملکوں میں اپنا سکہ جما چکا ہے اسکے معجزات معتمد الملک احترام الدولہ قبلہ حکیم محمد احسن اللہ خان مرحوم طبیب خاص بہادر شاہ دہلی کے خاص معجزات ہیں -

دوائی ضیق - ہر قسم کی کھانسی دمہ کا معجز علاج
فی بکس ایک تولہ ۲ دو روپیہ -

حب قتل دیدان - یہ گولیاں پیٹ کے کپڑے مار کر نکال
دیتی ہیں فی بکس ایک روپیہ -

المشتر حکیم محمد یعقوب خاں مالک دواخانہ نورتن
دہلی فراشخانہ

دوغن بیگم بہار

حضرات اہلکار امراض دماغی کے مبتلا و گرفتار، رکا، طلبہ، مدرسین، معلمین، مرفین، مصنفین، کی خدمت میں التماس ہے کہ یہ روغن جسکا نام آپ نے عنوان عبارت سے ابھی دیکھا اور پڑھا ہے، ایک عرصہ کی فکر اور سوچ کے بعد بہترے مفید ادویہ اور اعلیٰ درجہ کے مقوی روغنوں سے مرکب کر کے تیار کیا گیا ہے، جسکا اصلی ماخذ اطباء یونانی کا قدیم معجز نسخہ ہے، اسکے متعلق اصلی تعریف بھی قبل از امتحان و پیش از تجربہ مبالغہ سمجھی جاسکتی ہے صرف ایک شیشی ایکبار منگوا کر استعمال کرنے سے یہ امر ظاہر ہو سکتا ہے کہ آجکل جو بہت طرح کے ڈاکٹر کبیراجی تیل کلمے ہیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بھی کرتے ہیں آیا یہ یونانی روغن بیگم بہار امراض دماغی کے لیے بمقابلہ تمام مروج تیلوں کے کھانٹک مفید ہے اور نازک اور شوقین بیگمات کے کیسورنگو نرم اور نازک بنانے اور دراز و خوشبودار اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کھانٹک قدرت اور تاثیر خاص رکھتا ہے - اکثر دماغی امراض کبھی غلبہ برودت کی وجہ سے اور کبھی شدت حرارت کے باعث اور کبھی کثرت مشاغل اور محنت کے سبب سے پیدا ہو جاتے ہیں، اسلیے اس روغن بیگم بہار میں زیادہ تر اعتدال کی رعایت رکھی گئی ہے تاکہ ہر ایک مزاج کے موافق ہر مرطوب و مقوی دماغ ہونیکے علاوہ اسکے دلغوب تازہ پھولوں کی خوشبو سے ہر وقت دماغ معطر رہیگا - اسکی بو غسل کے بعد بھی ضائع نہیں ہوگی - قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصل ڈاک ۵ آنہ درجن ۱۰ روپیہ ۸ آنہ -

بچہ کا

بادشاہ و بکس کے دائمی شباب کا اصلی باسف - یونانی مقبک ساینس کی ایک نمایاں کامیابی ہے -

بچہ کا - غراس بہت ہے ہیں، جن میں خاص خاص باتیں صریح زیادتہ، جوانی دائمی، ۱۰ درجہ کی راحت ہے، ایک گھنٹہ کے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کریں گے - ایک مرتبہ کی آزمائش کی ضرورت ہے -

راما نرجن تیلہ اور ہرنندیر انجن تیلہ - اس دوا کو میں نے اپنا و اجدا ہے پایا جو ہنشاہ مقلید کے حکیم تھے - یہ دوا فقط مکر معلوم ہے اور کسی کو نہیں دوسراست پر ترکیب استعمال بھیجی جائیگی -

”دکتر فل کالیہو“ کو بھی ضرور آزمائش کریں - قیمت دو روپیہ بارہ آنہ صحت پاس اور الکتریک ریگر ہوسٹ ہانچ روپیہ بارہ آنہ محصل ڈاک ۶ آنہ یونانی ٹوٹ ہاؤس کا سامیل یعنی سرے درد کی دوا لکھنے پر صفت بھیجی جاتی ہے - فوراً لکھیے -

حکیم صاحب الرحمن - یونانی مقبک مال - نمبر ۱۱۴/۱۱۵ مہرا بازار اسٹریٹ - کلکتہ

Hakim Masihur Rahman Yunani Medical Hall
No. 114/115 Machuabazar Street
Calcutta

امام لاع

مدرسہ ارشاد العلوم ٹکڑی ضلع گیدا کا سالانہ جلسہ ہوجہ مرض طاعون ہونے قصبہ ہذا میں اپنی تاریخ معینہ پر منعقد نہر سکا جسکا ہم خدام مدرسہ کو سخت افسوس ہے - لہذا شائقین انتظار کی اطلاع دینا چاہتے ہیں، اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جلد اپنے بندوں پر رحم اور فضل فرمائے والسلام فقط -

عبد الغنی ناظم مدرسہ -

سمن بنابر انفصال مقدمہ

(اوتبرہ قاعدہ ۱، ۵)

نمبر مقدمہ ۹۱۹ سنہ ۱۹۱۳ ع
بعدالت منصفی سوبی ضلع بدایوں باجلاس بابو منموہن
سنپال صاحب بہادر منصف -

برج کھنور پسر نابالغ و جانشین ننہر مل دایں متوفی برنات
مساء جہندیری مادر خود قوم مہاجن ساکن حال قصبہ آنرہ محلہ
کثرہ پختہ مدعی -

بذام عبد القادر ولد حافظ کریم بغش قوم شیخ ساکن قصبہ آنرہ
محلہ کثرہ پختہ متعلقہ منصفی آنرہ فرید پور مقام بریلی مدعا علیہ -
ہر گاہ کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت ۹۹۷ روپیہ
آپہ آنہ کے دائرہ کی ہے لہذا تمکو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۶ ماہ مئی
سنہ ۱۹۱۳ ع وقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو
مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو، اور جو کل امور
اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دیتے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص
ہر کہ جواب ایسے سوالات کا دیتے حاضر ہو، اور جواب دہی دہی کی
کرے - اور ہر گاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے
انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تمکو لازم ہے کہ اسی
روز اپنے جملہ گواہوں کو جن کی شہادت پر نیز تمام دستاویز جن پر
تم اپنی جواب دہی کے تالید میں استدلال کرنا چاہتے ہو اسی
روز پیش کرے - تمکو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر
نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسرور اور فیصل ہوگا -
یہ ثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۱۷ ماہ اپریل
سنہ ۱۹۱۳ ع جاری کیا گیا -

(۵-۱۰ ج)

اطلاع

(۱) اگر تمکو یہ اندیشہ ہو کہ تمہارے گواہ اپنی مرضی سے
حاضر نہ ہونگے، تو تم عدالت ہذا سے سمن بہ این مراد جاری
کرا سکتے ہو کہ جو گواہ نہ حاضر ہوگا وہ جبراً حاضر کرا دیا جائے اور
جس دستاویز کو کسی گواہ سے پیش کرانے کا تم استحقاق رکھتے ہو
وہ اس سے پیش کرائی جائے بشرطیکہ تم خرچہ ضروری عدالت
میں داخل کر کے اس امر کی درخواست گذرانے -

(۲) اگر تم مطالبہ مدعی کو تسلیم کرتے ہو تو تمکو لازم ہے
کہ روپیہ مع خرچہ نالش عدالت میں داخل کرو تاکہ کارروائی
اجراء ترقی جو تمہاری ذات یا مال یا دوش پر ہو کرنا نہ پڑے -
(مہر عدالت)

النساء و محافظ العربی ان

طب جدید اور اپنے چالیس سالہ ذاتی تجربے کی بنا پر
کتابیں تیار کی ہیں - مصت النساء میں مستورات کے امراض اور
محافظ الصبیان میں بچوں کی مصت کے متعلق مؤثر تدابیر
سلیس اور میں چکنے کاغذ پر خوشخط طبع کرائی ہیں - ڈاکٹر
دربیل زید احمد صاحب نے بہت تعریف لکھ کر فرمایا ہے کہ یہ
دو کتابیں ہر گھر میں ہونی چاہئیں، اور جنابہ ہر حال میں بیگم
صاحبہ بھرپال دام اقبالہ نے بہت پسند فرما کر کثیر جلدیں خرید
فرمائی ہیں - بنظر رفاه علم چہ ماہ کے لیے رعایت کی جاتی ہے -
طلبان مصت جلد فائدہ اٹھائیں -

مصت النساء اصلی قیمت ۱ روپیہ ۱۰ آنہ - رعایتی ۱۲ آنہ
محافظ الصبیان، اصلی قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتی ۱ روپیہ ۱۰
ملنے کا پتہ :- ڈاکٹر سید عزیز الدین گورنمنٹ پھنر و میڈیکل
افیسر شجرہ خانہ - ڈاکخانہ بھری ضلع رھنگ -

مشاہیر اسلام رعایتی قیمت پر

—*—

(۱) حضرت منصور بن حلیج اصلی قیمت ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرید شکر گنج ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجه حافظ شیرازی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجه شاہ سلیمان ترنسری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۶) حضرت شیخ برعلی قلندر بانی بانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۱۲] حضرت خواجه حسن بصری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۴) حضرت شیخ بہا الدین ذکریا ملتانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شیخ سنوسی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۶) حضرت مہر خدام ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۷) حضرت امیر بغاوی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ معی الدین ابن عربی ۳ آنہ رعایتی ۲ پیسہ (۱۹) شمس العلما ازاد دہلوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۰) لواب معین الملک مرحوم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۱) شمس العلما مولوی نذیر احمد ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۲) انریل سرسید مرحوم ۵ رعایتی ۲ آنہ (۲۳) راکٹ انریل سید امیر علی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبدالحمید خان غازی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت شہلی رحمۃ اللہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۷] کرخی معظم ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابو سعید ابوالخیر ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۹] حضرت مخدوم صابر کلینی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۰] حضرت ابو نعیم مہروردی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالد بن ولید ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۲] حضرت امام غزالی ۶ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین فاتم بیعت المقدس ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۴] حضرت امام حنبل ۴ آنہ رعایتی ۶ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعی ۶ آنہ رعایتی ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام حنفی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۷] حضرت مہر بن عبد الوہاب ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۳۸) حضرت خواجه قطب الدین بغلیار کا کی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳۹) حضرت خواجه معین الدین چشتی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۴۰) غازی عثمان پاشا شیریلیونا اصلی قیمت ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ - سب مشاہیر اسلام قریباً دو ہزار صفحہ کی قیمت یک جا خرید کر بیسے صرف ۲ روپیہ ۸ آنہ - (۴۰) رنگارنگ پنجاب کے اولیائے کرام کے حالات ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ - آنہ (۴۱) آئینہ خرد شناسی تصوف کی مشہور اور لاجواب کتاب خدا بینی کا رہبر ۵ آنہ - رعایتی ۳ - آنہ [۴۲] حالات حضرت مولانا روم ۱۲ - آنہ رعایتی ۶ - آنہ [۴۳] حالات حضرت شمس تبریز ۶ - آنہ - رعایتی ۳ - آنہ - کتب ذیل کی قیمت میں کوئی رعایت نہیں - [۴۴] حیات جاردانی مکمل حالات حضرت محبوب سہانی غوث اعظم جیلانی ۱ روپیہ ۸ آنہ [۴۵] مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اردو ترجمہ قبوہ ہزار صفحہ کی تصوف کی لاجواب کتاب ۹ روپیہ ۷ آنہ [۴۶] شمس بہشت اردو خواجگان چشتی اہل بہشت کے حالات اور اشادات ۲ روپیہ ۸ آنہ [۴۷] رموز الاطبا ہندوستان بھر کے تمام مشہور حکیموں کے ہاتھ پر حالات زندگی مع انکی سینہ بہ سینہ اور صدیقی مہربان کے جو کئی سال کی محنت کے بعد جمع کئے گئے ہیں - اب دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے اور جن خریداران نے جن نسخوں کی تصدیق کی ہے انکی نام بھی لکھ دیے ہیں - علم طب کی لاجواب کتاب ہے اسکی اصلی قیمت چھ روپیہ ہے اور رعایتی ۳ روپیہ ۸ آنہ [۴۸] الجریان اس نا مراد مرض کی تفصیل تھریم اور علاج ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۴۹] صابون سازی کا رسالہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ - (۵۰) انگلش ٹیچر بغیر مدد استاد کے انگریزی سکھانے والی سب سے بہتر کتاب قیمت ایک روپیہ (۵۱) اصلی کیمیا کرہ یہ کتاب سوے کی کل ہے اس میں سونا چاندی رنگ سیسہ - جستہ بنائے کے طریقے درج ہیں قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ

—*—

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ یا (Plan) ہے جو ایک مسلمان انجنیر نے موقعہ کی پیمائش سے بنایا ہے - نہایت دلچسپ متبرک اور روغنی معہ رزل رکیڑا پانچ رنگوں سے طبع شدہ قیمت ایک روپیہ - علاوہ معصوم ڈاک -

ملنے کا پتہ — منیجر رسالہ صوفی ہندی بہاؤ الدین ضلع گجرات پنجاب

سوانح احمدی یا تواریخ حبیبہ

یہ کتاب حضرت مولانا سید احمد صاحب بریلوی اور حضرت مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید کے حالات ہیں - اب آئی ہے باطنی تعلیم شغل بر رخ - اور بیعت کا ذکر دیباچہ کے بعد دیا گیا ہے - پھر حضرت رسول کریم صلعم کی زیارت جسمی - اور توجہ بزرگان ہر چہار سلسلہ مروجہ ہند کا بیان ہے - مدعا عجیب وغریب مضامین ہیں جس میں سے چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے - ایک گھوڑیکی چوری کی گھاس نہ کھانا - انگریزی جنرل کا عین موقعہ جنگ پر ایک لشکر میں لے آنا - حضری قلب کی ناز کی تعلیم - صوفی کی خیال مخالفونکا افسانہ میں مبتلا ہونا - سکھوں سے جہاد اور کئی لڑائیاں - ایک رسالدار کا قتل کے ارادے سے آنا اور بیعت ہو جانا - شیعوں کی شکست - ایک ہندو سیٹھ کا خراب ہولناک دینہ کر ایسے بیعت ہونا - ایک انگریز کی دعوت - ایک شیعہ کا حضرت سرور کا نفایت کے حکم سے ایک ہاتھ پر بیعت کرنا - حج کی تیاری - اور غیبی آزمائش کا عدل پہنچانا باوجود آئی ہوئی کے ایک پادری کو اقلیدس کی مسائل دقیقہ کا حل کر دینا سمندر کے کھڑی پانی کا شیریں ہو جانا سلوک اور تصرف کے نکات عجیبہ وغیرہ حجم ۲۲۴ صفحہ قیمت دو روپیہ علاوہ معصوم -

دو حبیب (صلعم) کے فوٹو

گذشتہ سفر حج میں میں اپنے ہمراہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے بعض نہایت عمدہ اور دلچسپ فوٹو لایا ہوں - جن میں بعض تیار ہو گئے ہیں اور بعض تیار ہو رہے ہیں - مکانوں کو سجانے کے لئے بیہودہ اور مغرب اخلاق نصاریٰ کی بجائے یہ فوٹو چوکٹوں میں ڈرا کر دیواروں سے لگاؤں - تو علاوہ خوبصورتی اور زینت کے خیر و برکت کا باعث ہوئے - قیمت فی فوٹو صرف تین آنہ - سارے بچے دس عدد فوٹو جو تیار ہیں اکٹھے منگائے کی صورت میں ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ خرچ ڈاک - یہ فوٹو نہایت اعلیٰ درجہ کے آرٹ پیپر پر لائینی طرز پر بنوائے گئے ہیں - بیکٹی وغیرہ کے بازاروں میں مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے جو فوٹو بکے ہیں - وہ ہاتھ کے بنے ہوئے ہوتے ہیں - اب تک فوٹو کی تصاویر ان مقدس مقامات کی کوئی شخص تیار نہیں کر سکا - کیونکہ بددی قبال اور خدام حرمین شرفین فوٹو لینے والوں کو فوٹو کی سمجھ بکھار کا خاتمہ کر دیتے ہیں - ایک ترک فوٹو گرافر نے وہاں بہت رسوخ حاصل کر کے یہ فوٹو لے - (۱) کعبۃ اللہ - بیعت اللہ شریف کا فوٹو سیاہ ریشمی غلاف اور اس پر سنہری حروف جو فوٹو میں بڑی اچھی طرح پڑے جاسکتے ہیں (۲) مدینہ منورہ کا نظارہ (۳) مکہ معظمہ میں نماز جمعہ کا دلچسپ نظارہ اور ہجوم خلافت (۴) میدان منامین حاجیوں کے کھپ اور مسجد حنیف کا سین (۵) شیطان کو کھنکھارنے کا نظارہ (۶) میدان عرفات میں لوگوں کے خیمے اور قاضی صاحب کا جبل رحمت پر خطبہ پڑھنا (۷) جنسہ السعای واقعہ مکہ معظمہ جس میں حضرت خدیجہ حرم رسول کریم صلعم اور حضرت آمنہ والدہ حضور سرور کائنات کے مزارات بھی ہیں (۸) جنسہ البقیع جس میں اہل بیت زمامات البرمیدین و بنات النبی صلعم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہداء بقیع کے مزارات ہیں (۹) کعبۃ اللہ کے گرد حاجیوں کا طواف کرنا (۱۰) کوہ صفا و مرورہ اور وہاں جو کلام ربانی کی آیت منقش ہے فوٹو میں حرف بحرف پڑھی جاتی ہے -

دیگ و کتابیں

(۱) مذاق العارین ترجمہ اردو احیاء العلوم مولفہ حضرت امام غزالی قیمت ۹ روپیہ - تصوف کی نہایت نایاب اور بے نظیر کتاب [۲] ہشت بہشت مجہورہ حالات و ملفوظات خواجگان چشتی اہل بہشت اردو قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - [۳] رموز الاطبا علم طب کے بے نظیر کتاب موجودہ حکماء ہند کے ہاتھ پر حالات و معجزات ایک ہزار صفحہ مجلد قیمت ۴ روپیہ - [۴] نفعات الانس اردو حالات اولیائے کرام مولفہ حضرت مولانا جامی رح قیمت ۳ روپیہ -

(۵) مشاہیر اسلام چالیس صوفیائے کرام کے حالات زندگی دو ہزار صفحہ کی کتابیں اصل قیمت معہ رعایتی ۲ - روپیہ ۸ آنہ ہے - (۷) مکتوبات و حالات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی پندرہ سو صفحہ قیمتی کاغذ بڑا سا بڑا ترجمہ اردو قیمت ۶ روپیہ ۱۲ آنہ

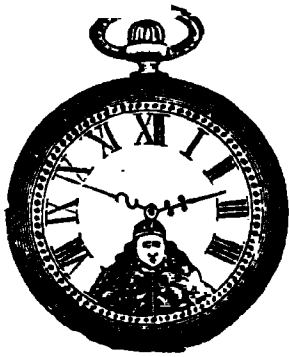
منیجر رسالہ صوفی ہندی بہاؤ الدین ضلع گجرات پنجاب

کلیں اور صنعت و حرفت کی بائیں ریل جہاز کے سفر کا مہم
احوال کرایہ وغیرہ سب کچھ بتلایا ہے۔ اخیر میں دلچسپ مطالعہ
دنیا کا خاتمہ (طرز تحریر ایسی دلاریز کہ پڑھتے ہوئے طبیعت باغ
باغ ہو جائے دماغ کے کواڑ کھل جائیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں
ایک کتاب منگاو اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجوں طلب
فرماؤ باوجود ان خریدوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ
محمولداک تین آنے دو جلد کے خریدار کو محمولداک معاف -

نصویر دار گھڑی

گارنٹی : سال قیمت صرف ۴۹۹ روپے

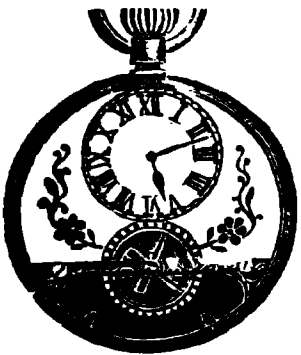
ولایت والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے قائل پر ایک خوبصورت نازنین کی تصویر بنی ہوئی ہے - جو ہر وقت آنکھ منکائی رہتی ہے ' جسکو دیکھکر طبیعت خوش ہو جاتی ہے - قائل چینی کا ' پرزہ نہایت مضبوط اور بالدار - مدتوں بگڑیکا نلم نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمائش کیجئے اگر درست احباب زبردستی چہیں نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک قیمت صرف چھ روپیہ -



آٹھ روزہ راج

گارفنلی ۸ سال قیمت ۶ روپہ

اس گھڑی کو آٹھ روز میں صرف ایک مرتبہ چابی دیجاتی ہے ۔ اُسے ہرزہ نہایت مضبوط اور یادگار ہیں ۔ اور قالم ایسا صمیم دہکتی ہے کہ کبھی ایک ملک کا فرق نہیں پڑتا اُسے قائل پر سبز اور سرمہ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں ۔ ہر صورت بگڑنے کا نام نہیں لیتی ۔ قید میں صرف چہرہ درج ۔ زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور ہنس ہنسا ہفت ۔



چاندی کی آٹھ روزہ واچ - قیمت - ۹ روپے چھوٹے سائز کی آٹھ روزہ واچ - جو کلائی پر بند ہو سکتی ہے - قیمت - ۱۲ روپے

بجلی کے لیمنپ

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کارآمد لیمپ، ابھی دلا ہوا ہے بنگلہ ہمارے
 یہاں آگئی ہیں۔ نہ دبا سلائی کی ضرورت اور نہ ٹیل بٹنی کی۔ ایک لمپ دکانو
 ابھی چمپ میں ہا سرہانے رکھلو جسوقت ضرورت
 ہو فوراً ہٹیں دباؤ اور چاند سی - سفید روشنی مروجہ ہے۔
 رات کیوقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی مرنی جانور
 سانپ وغیرہ کا قہر ہو فوراً لیمپ روشن کر کے خطرے سے
 بچ سکتے ہو۔ یا رات کو سڑکے ہوئے اقدام کیوجہ سے آگ لگنا
 پرے سینکڑوں ضرورتوں میں کام دیتا۔ پڑانا باب نصف
 ہے۔ منگرا کر دیکھیں تب خوبی معلوم ہوگی۔
 قیمت ۱ معہ معصول صرف دو روپے ۲ جس میں سفید
 سرم اور زرد تین رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ۔



ضروری اطلاع — علاوہ ان کے ہمارے یہاں سے مرنے کی گھڑیاں، گلاب اور گھوہر لکی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی ہیں۔ اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں ان کے مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جارہی ہے۔ جلد منگوا لیں۔

بالکل نئی تصنیف کہی دی، ہی نہ ہوگی

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتیں اور مفید کتاب دنیا بھر کی کسی ایک زبان میں دکھلا دو تو

ایسی کار آمد ایسی دلغریب ایسی فیض بخش کتاب لاکھ روپے کو بھی سستی ہے - یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علوم نبضے میں کر لئے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھ لیں - دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیں صرف اس کتاب کی موجودگی میں رہا ایک بڑی بھاری لائبریری (کتبخانہ) کو مول لے لیا -

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا
خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعیات - علم فلکیات - علم بیان -
علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر
فالنامہ - خواب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اہل اسلام کے حلال
و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ
سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلمیں سرور آنکھوں میں نو پیدا ہو
بصارت کی آنکھیں را ہوں درجہ ضمن میں تمام دنیا کے مشہور
آدمی آنکے عہد بعد کے حالات سوانح عمری: و تاریخ عالمی خوشی
حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کا کلیسے نندرستی کے اصول عجائبات
عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دلایا بھر کے
اخبارات کی فہرست ' آنکی قیمتیں ' مقام اشاعت وغیرہ - بھی کہاتہ
کے قواعد طرز تحریر اشیا برے انظار دازی طب انسانی جسمیں
علم طب کی بڑی بڑی کتابوں کا عطر کہینچکر رکھ دیا ہے - حیوانات کا
علاج ہاتھی ' شتر ' گائے بھیانس ' گھوڑا ' گدھا بھیڑ ' بکری ' کتا وغیرہ
جانوروں کی تمام بیماریوں کا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندوں کی
دوا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام محکموں کے قوانین کا
دور (جن سے ہر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی
نوجداری ' قانون مسکرات ' میعاد سماعت رجسٹری استناصپ وغیرہ
وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی رہا حاکم روزگار کرلو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آج تک کہیں دیکھی نہ سنی ہوئی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہروں کے مکمل حالات رہا کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے بکے بکھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے ہیں اسکے بعد ملک برہما کا سفر اور اُس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (ربی واقع ملک برہما) کے تحقیق شدہ حالات رہا سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں نوزے ہی دنوں میں لاکھ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میر قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - استریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات رہا کی درس گاہیں دھانی

منیجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقام تھوانہ - ایس - پی - دہلوی

TOHANA. S. P. Ry. (Punjab)

علمی ذبیحہ

(۱) - مآثر الکرام - حسان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی کی تصنیف ہے - جس میں ہندوستان کے مشاہیر فقرا و علما کے حالات ہیں - مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ حجم ۳۳۸ صفحہ قیمت ۲ روپیہ -

(۲) - سرآراد - مآثر الکرام کا دوسرا حصہ ہے - اس میں شعراء متاخرین کے تذکرے ہیں - مطبوعہ رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور - صفحات ۴۲۲ قیمت ۳ روپیہ -

مولانا شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں کہ سرآراد خاص شعراء متاخرین کا تذکرہ ہے یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھ یہ خصوصیت رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں اعلیٰ درجہ کے ہیں - مآثر الکرام میں ان حضرات مرقیہ کے حالات ہیں جو ابتدائے عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوئے -

(۳) گلشن ہند - مشہور شعراء اردو کا نادر و نایاب تذکرہ جس کو زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان گلرست نے سنہ ۱۸۰۱ ع میں میرزا علی لطیف سے لکھوایا ہے - نعت طبع شمس الہی مولانا شبلی نعمانی نے اس کی تصحیح کی ہے اور مولوی عبد الحق صاحب بی - اے - کے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے - جس میں زبان اردو کی ابتدائی تاریخ اور تذکرہ ہذا کے خصوصیات مذکور ہیں - صفحات ۲۳۲ قیمت ایک روپیہ -

(۴) تحقیق الجہاد - نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم کی کتاب "کریگل اکپوزیشن آف دی پاپیوار جہاد" کا اردو ترجمہ - مترجم مولوی غلام الحسنین صاحب پانی پتی - علامہ مصاف نے اس کتاب میں یورپین مصنفین کے اقتراض کو رفع کیا ہے کہ مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلا گیا ہے - قرآن حدیث فقہ اور تاریخ سے علما اور محققانہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم کے تمام غزوات و سرایا و بعوث معض دفاعی تھے اور ان کا یہ مقصد مرکزہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جائے - حجم ۴۱۲ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۵) زر تفسیر نامہ - قدیم پارسیوں کے مشہور پیغمبر اور رفقاؤں کی سوانح عمری جس کو مشہور مستشرق عالم جیکسن کی کتاب سے اقتباس کر کے مولوی خلیل الرحمن صاحب نے تالیف کیا ہے - صفحات ۱۹۸ - قیمت ایک روپیہ -

(۶) الفاروق - شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کی لائبریری تصنیف جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانح عمری اور ان کے ملکی، ملی، فوجی انتظامات اور ذاتی فضل و کمال کا تذکرہ مندرج ہے - قیمت ۳ روپیہ -

(۷) نعمت نظامی - امام عبدالوہاب بن احمد الشعوانی المتوفی سنہ ۹۷۳ ہجری کی کتب اربعہ الانوار فی طبقات الخیار کا ترجمہ جس میں ابتدائے ظہور اسلام سے دسویں صدی کے احوال امام تک جس قدر مشاہیر فقرا تذکرے ہیں ان کے حالات اور ذریعہ انول مذکور ہیں - مترجم مولوی عبد الغنی صاحب دارنی قیمت ہر در جلد ۵ روپیہ -

(۸) لآل الصدود - مرحوم سر سید کی مشہور تصنیف جس میں دہلی کی تاریخ اور رہن کے آثار و عمارات کا تذکرہ مندرج ہے فامی پریس کانپور کا مشہور اڈیشن - قیمت ۳ روپیہ -

(۹) قواعد العروض - مصنفہ مولانا غلام حسین قدر بلگرامی - علم عروض میں اس ترمیم، تفصیل کے ساتھ عربی و فارسی میں بی کرلی کتاب لکھی نہیں گئی ہے - اس کے اخیر میں ہندی عروض و قافیہ کے اصول و ضوابط بھی مذکور ہیں اور اس کو شمس العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی نے اپنے اتمام سے چھپوایا ہے - حجم ۴۷۴ صفحہ - قیمت سابق ۴ روپیہ - قیمت حال ۲ روپیہ -

(۱۰) میڈیکل جیورس پروڈنس - یعنی طب متعلقہ مقدمات لوجسٹری ہے - مترجم شمس العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی - اس کا مفصل ریویو الہال میں عرصہ تک چھپ چکا ہے - قیمت سابق ۹ روپیہ قیمت حال ۳ روپیہ -

(۱۱) تمدن ہند - مرید گستا و بیان کی فرانسیسی کتاب کا ترجمہ - مترجم شمس العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی - یہ کتاب تمدن عرب کی طرز پر ہندوستان کے متعلق لکھی گئی ہے - اور

اس میں نہایت قدیم زمانہ سے لیکر زمانہ حال تک ہندوستان میں جس قدر اقوام گذرے ہیں ان کی تاریخ، تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے حالات لکھے ہیں خصوصاً مسلمانان ہند کا حال تفصیل کے ساتھ مندرج ہے - قیمت (۵۰) روپیہ -

(۱۲) تمدن عرب - قیمت سابق (۵۰) روپیہ - قیمت حال (۳۰) روپیہ -

(۱۳) داستان ترکستان ہند - جلد ۵ جس میں مسلمانوں کے ابتدائی حملوں سے دولت مغلیہ کے اقتراض تک تمام سلاطین ہند کے مفصل حالات منضبط ہیں - اعلیٰ کاغذ پر نہایت خوش خط چھپی ہے - حجم (۲۰۵۹) صفحہ قیمت سابق ۲۰ روپیہ - قیمت حال ۶ روپیہ -

(۱۴) مشاہیر الاسلام - قاضی احمد ابن خلکان کی مشہور عالم کتاب رذیات الاعیان کا ترجمہ جس میں پہلی صدی سے ساتویں صدی تک کے مشاہیر علما و فقہا و محدثین و مورخین و سلاطین و حکما و فقرا و شعرا و ضام و غیرہ کے حالات ہیں - اس کتاب کے انگریزی مترجم مرسیوٹی سیلان نے ابتدا میں چار عالمانہ مقدمے اور کثیر التعداد حواشی لکھے ہیں - مترجم نے ان کا بھی اردو ترجمہ اس کتاب میں شامل کر دیا ہے - قیمت ہر در جلد ۵ روپیہ -

(۱۵) الغزالی - مصنفہ مولانا شبلی نعمانی - امام ہمام ابرہام محمد بن محمد الغزالی کی سوانح عمری اور ان کے علمی کارناموں پر مفصل تبصرہ - حجم (۲۷۲) صفحہ طبع اعلیٰ - قیمت ۲ روپیہ -

(۱۶) جنگل میں منگل - انگلستان کے مشہور مصنف اڈیارد کپلنگ کی کتاب دی جنگل بک کا ترجمہ - مترجم مولوی ظفر علی خان بی - اے - جس میں انوار سہیلی کی طرز پر حیرانات کی دلچسپ حکایات لکھی گئی ہیں - حجم ۳۹۲ صفحہ قیمت سابق ۴ - قیمت حال ۲ روپیہ -

(۱۷) وکرم ارجمی - سنسکرت کے مشہور ڈراما نویس کالیداس کے ڈرامائیں کا ترجمہ - مترجم مولوی عزیز میرزا صاحب بی - اے - مرحوم - ابتدا میں مرحوم مترجم نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں سنسکرت ڈراما کی تاریخ اور مصنف ڈراما کے سوانحی حالات مذکور ہیں قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۱۸) حکمت عملی - مصنفہ مولوی سجاد میرزا بیگ صاحب دہلوی - فلسفہ عملی پر مبسوط اور جامع کتاب ہے - جس میں افراد انسانی کی روحانی ارتقا کی تدابیر کے ساتھ ساتھ قری ترقی اور عزت حاصل کرنے کی اصول و ضوابط بیان کئے ہیں حجم ۲۵۰ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۱۹) انسر اللغات - عربی فارسی کی متداول الفاظ کی کارآمد ڈکشنری حجم (۱۲۲۹) صفحہ - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

(۲۰) قرآن السعدین - جس میں تذکیر و تائبیت کے جامع قواعد لکھے ہیں اور کئی ہزار الفاظ کی تذکیر و تائبیت بتلائی گئی ہے - قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۲۱) کلیات قدر بلگرامی - جس میں جمیع اصناف سخن - اعلیٰ نمونے موجود ہیں - مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ - حجم (۴۲۰) صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۲۲) دربار اکبری - مولانا آزاد دہلوی کی مشہور کتاب جس میں ابراہار اس کے اہل دربار کا تذکرہ مذکور ہے قیمت ۳ روپیہ

(۲۳) فہرست کتب خانہ آصفیہ - عربی فارسی و اردو کی کئی ہزار کتابوں کی فہرست جس میں ہر کتاب کے ساتھ مصنف کا نام سنہ وفات - کتابت کا سنہ - تصنیف - مقام طبع و کیفیت وغیرہ مندرج ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زرگان ساف - علم و فن کے متعلق اخلاف کے لیے کس قدر ذخیرہ چھوڑا - لوگ کتابیں جمع کرنے کے شائق ہیں انہیں اس کا مطالعہ کم از کم ہے - حجم ۵۰۰ صفحہ - قیمت ۲ روپیہ -

(۲۴) دبدبہ امیری - فیاض الملک والدین امیر عبد الرحمن خا غازی حکمران دولت خدا داد افغانستان کی سوانح عمری - مترجم مولوی سید محمد حسن صاحب بلگرامی - نہایت خوشخط و اعلیٰ - حجم (۵۹۲) صفحہ (۸) تصاویر عکسی - قیمت ۴ روپیہ

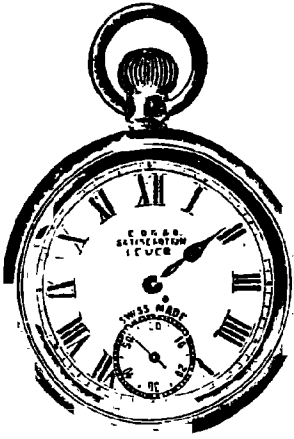
(۲۵) نغان ایران - مسٹر شوستر کی مشہور کتاب "اسٹرنڈا آف پرشیا" کا ترجمہ - حجم (۵۰۰) صفحہ (۵۰) تصاویر عکسی قیمت ۵ روپیہ -

آلہ تہذیب عبد اللہ خان بک سیلر اینڈ پبلیشر کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

خریداران الہلال کے لئے خاص رعایت

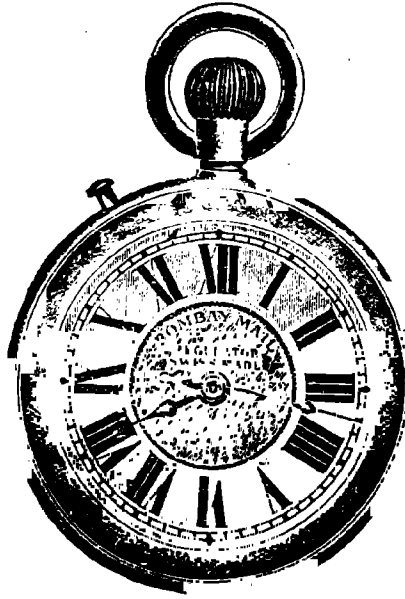


یہ گھڑیاں سویس راج کمپنی کے یہاں اسی قیمت میں ملتی ہیں جو یہاں اصلی قیمت لکھی گئی ہے۔ میری رعایتی قیمت صرف سوجہ سے ہے کہ میں نے کمیشن سے زیادہ حصہ خریداران الہلال کو دیدیا۔ اسکی قدر اسی طرح ہوسکتی ہے کہ ہر خریدار کم سے کم ایک گھڑی خرید لے۔

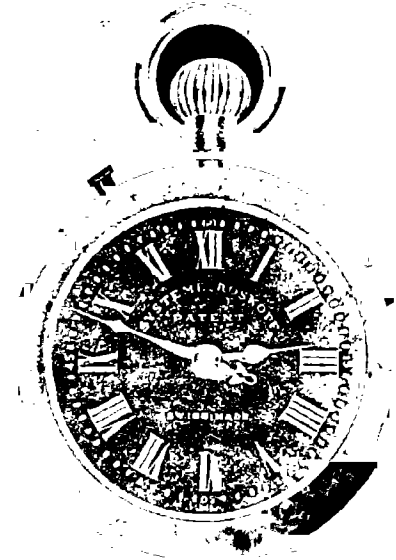


یہ گھڑی نہایت عمدہ اور مضبوط۔ لیور اسکیمینٹ۔ اربن فیس۔

اصلی قیمت ۸ - روپیہ ۱۲ - آنہ رعایتی قیمت ۶ - روپیہ ۶ - آنہ۔

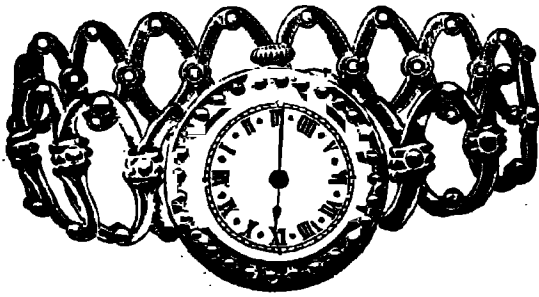


بمبئی میل - سائز ۱۹ - نکل اربن فیس - بلا کنجی - وینڈنگ اکشن - راسکوپ اسکیمینٹ - ۱۵ - انامیل ڈایل - گلاس قزم - ہنج باک - پن ہانڈس سٹ اکشن - اسٹامپ ریگڈر لیٹر - مع ریلوے انجن کی تصریر ہے۔
اصلی قیمت ۲ - روپیہ ۱۴ - آنہ رعایتی قیمت ۲ - روپیہ ۲ - آنہ۔



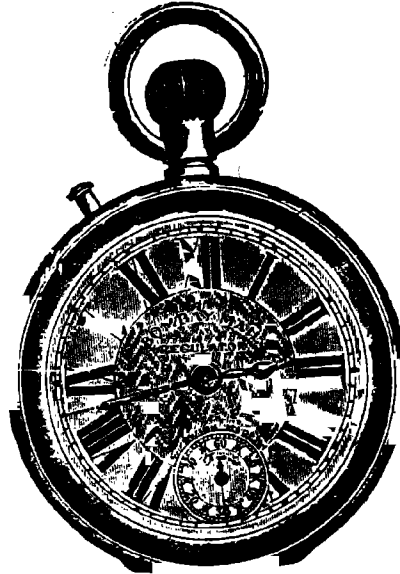
سٹم راسکوپ - سائز ۱۸ - بغیر ڈھنگے کے - نامل ڈایل - مع قبضہ - نکل کیس - بلا کنجی - انٹی تین سال - اسکے ساتھ ایک اسپرنگ رگلاس مفت۔

قیمت اصلی ۲ - روپیہ ۱۴ - آنہ رعایتی - روپیہ ۴ -



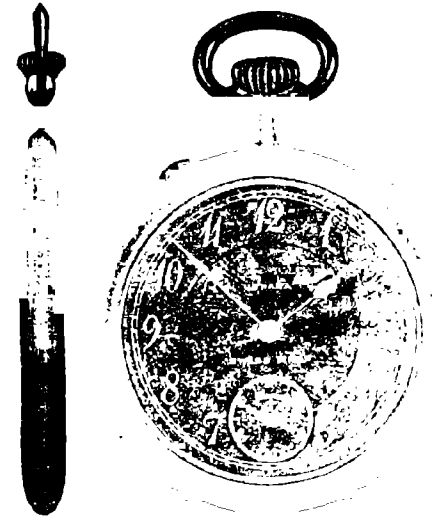
مثل گرلڈ گلت اسپانڈنگ راج - برسٹ - اربن فیس - تین چوتھالی پلیٹ مرو منہ سیلنڈر اسکیمینٹ - پن ہانڈسٹ مکانیزم - کیس وینڈنگ اکشن - خوبصورت انامیل ڈایل اسٹیل ہانڈس - بزل سٹ اور معنوی جواہرات - اسپانڈنگ برسٹ بغیر قزم - اسٹیل باک -

اصلی قیمت ۷ - روپیہ ۸ - آنہ رعایتی قیمت ۵ - روپیہ ۵ -



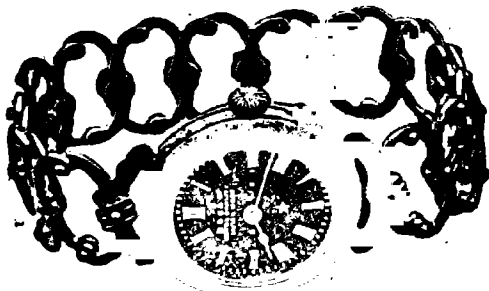
بمبئی میل - سائز ۱۹ - نکل اربن فیس - بلا کنجی - وینڈنگ اکشن - راسکوپ اسکیمینٹ - انامیل ڈایل - گلاس قزم - ہنج باک - پن ہانڈس سٹ اکشن - اسٹامپ ریگڈر لیٹر - مع ریلوے انجن کی تصریر ہے۔
بالکل نمبر ۳ کی طرح فرق اتنا ہے کہ سکند کی سولین زاید۔

اصلی قیمت ۳ - روپیہ ۲ - آنہ رعایتی قیمت ۲ - روپیہ ۶ - آنہ۔



آربانہ اکسٹرا فلات قزم راج - سنہری رلین - سائز ۱۸ - اسکر بالنس - لیور اسکیمینٹ - سٹ - ہنڈ اکشن - مثیل سلور ڈایل - سکند ٹیل ہانڈ - پلین کیس - کارنٹی ۶ سال - محل کے بکس میں مع اکسٹرا اسپرنگ رگلاس۔

اصلی قیمت ۶ - روپیہ ۶ - آنہ رعایتی ۴ - روپیہ ۶ - آنہ

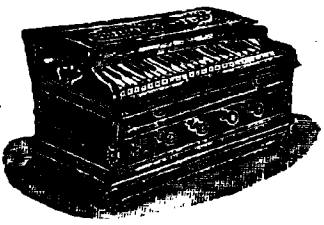


بالکل نمبر ۶ کی طرح بغیر جواہرات - اصلی قیمت ۶ - روپیہ رعایتی قیمت ۴ - روپیہ ۸ - آنہ۔

جن فرمایاں میں الہلال کا حوالہ نہیں ہوا - اس سے پوری قیمت لیجاویگی - اور آئندہ کسی قسم کی سماعت نہیں ہوگی۔

المشتہ ز کے - بی ۱۵۰۰ - ۱۸ - اینٹی کمپنی پوسٹ بکس ۱۷۰ ۱۵۰

سنکاری فلوٹ



کی گار

تین سال

بہترین اور سربلی آواز کی ہارمونیم
سنگل ریڈ سے تک C یا F سے F تک
قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیہ
قبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیہ
اسکے ماسرا ہر قسم اور ہر صفت کا ہر مرز
ہمارے یہاں موجود ہے -
ہر فرمایش کے ساتھ ۵ روپیہ بطور پیشکش
آنا چاہیے -

R. L. Day.

34/1 Harkata Lane,
Calcutta.

پچاس برس کے تجربہ کا

ڈاکٹر رائے - صاحب کے - سی - داس کا ایم
کردہ - آرا سہلے - جو مستورات کے کل امراض
لیے تیر بہد ہے اس کے استعمال سے کل امراض
متعلقہ مستورات دفع ہو جاتی ہے اور نہایت
ہی مفید ہے - مثلاً ماہوار نہ جاری ہونا
دفعاً بند ہو جانا - کم ہونا - بے قعدہ آنا
تکلیف کے ساتھ جاری ہونا - متواتر یا زبا
مدت تک نہایت زندہ جاری ہونا - اس
استعمال سے بانج عورتیں بھی باردار ہوا
ہیں -
ایک بکس ۲۸ گولیوں کی قیمت ایک روپیہ

وا تسہائے گولیان

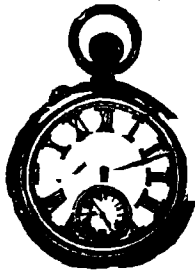
یہ دوا ضعف قوت کے واسطے تیر بہد
حکم رکھتی ہے - کیسا ہی ضعف کہیں
ہو اس کے استعمال سے اس قدر قوت معلوم ہو
جو کہ بیان سے باہر ہے - شکستہ جسم
از سرنو طاقت دیکر مضبوط بناتی ہے
طبیعی کر بغاٹ کر رہتی ہے -
ایک بکس ۲۸ گولیوں کی قیمت ایک روپیہ
Swasthasahaya Pharmacy,
80/2 Harrison Road, Calcutta.

وائٹ

اس دوا کے استعمال سے ہر قسم کا فحش
خواہ اعصابی ہو یا دماغی یا اور کسی وجہ
ہوا ہو دفع کر دیتی ہے اور کمزور قوت
نہایت طاقتور بنا دیتی ہے - کل دماغی
اعصابی اور دلی کمزور ہو تو دفع کر کے اس
میں ایک نہایت ہی حیرت انگیز تغیر
کر دیتی ہے - یہ دوا ہر عمر والے کے واسطے نہایت
ہی مفید ثابت ہوئی ہے - اس کے استعمال
کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا ہے سوائے فائدہ
قیمت فی شیشی ایک روپیہ

C. Roy, M. A. 36 Dharamtallah Street,
Calcutta.

نصف قیمت - پسند نہونے سے واپس
مہرے نئے چالان کی جیب گولیاں ٹھیک وقت دینے



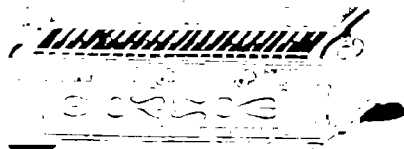
والی اور دیکھنے میں بھی عمدہ
فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک
نصف قیمت میں دی جا رہی ہیں
جسکی گارنٹی تین سال تک کے لیے
کی جاتی ہے -
اصلی قیمت سات روپیہ - چودہ
آنہ اور نو روپیہ چودہ آنہ نصف
قیمت تین روپیہ پندرہ آنہ اور چار روپیہ پندرہ آنہ ہر ایک
گولے کے ہوا سنہرا چوٹ اور ایک فرنگیوں دین اور ایک
چاقو مفت دیے جائینگے -

کلائی راج اصلی قیمت نو روپیہ چودہ آنہ اور تیر روپیہ
چودہ آنہ نصف قیمت - چار روپیہ پندرہ آنہ اور چہ روپیہ
پندرہ آنہ باندھے کا نیکہ - مفت مایک -

کمپنیشن راج کمپنی نمبر ۲۰ مدر
متر لہن کلکتہ -

Competition Watch Company
No. 20 Madun Mitter Lane, Calcutta.

پسند نہونے سے واپس



ہمارا من مہنی نارت ہارمونیم سربلی فائدہ عام کے
واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دی جا رہی ہے سائی
کی لکڑی کی بنی ہے جس سے آواز بہت ہی عمدہ اور بہت
روز تک قائم رہنے والی ہے -

سینگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ روپیہ اور نصف
قیمت ۱۰ - ۲۰ - ۲۵ روپیہ قبل ریڈ قیمت ۱۰
۷۰ - ۸۰ روپیہ نصف قیمت ۳۰ - ۳۵ - ۴۰ روپیہ ہے
آواز کے ہوا ۵ - روپیہ پیشگی روٹ کرنا چاہیے -

کمزور ہارمونیم فیکٹری نمبر ۱۰/۳
لوگر قیمت پور روٹ کلکتہ -

Commercial Harmonium Factory
No 10/ 3 Lower Chitpur Road
Calcutta

عجیب و غریب مالش

اس کے استعمال سے کھڑی ہوئی قوت پھر در بارہ پیدا
ہو جاتی ہے - اس کے استعمال میں کسی قسم کی تکلیف
نہیں ہوتی - مایوسی مبدل ہو رہی کر دیتی ہے
قیمت فی شیشی دو روپیہ چار آنہ ملارہ معمول قاک -

HAIR DEPILATORY SOAP

اس کے استعمال سے بغیر کسی تکلیف اور بغیر کسی قسم
کی جلد ہر داغ آنے کے تمام زردیوں اور جاتی ہیں -
قیمت تین بکس آٹھ آنہ ملارہ معمول قاک -
آر - ای - کرش

R. P. Ghose, 306, Upper Chitpur Road,
Calcutta.

۲۰ ہر فرمایش میں الہلال

کا حوالہ دینا ضروری ہے

رینڈ کی مسٹر یز اف دی
کورٹ آف لندن

یہ مشہور ناول جو کہ سولہ جلدوں میں ہے ابھی
چھپ کے نکلی ہے اور تھوڑی سی رہ گئی ہے - اصلی
قیمت کی چوتھائی قیمت میں دی جاتی ہے - اصلی
قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ -
کھڑکی جلد ہے جس میں سنہری حروف کی کتابت
ہے اور ۲۱۶ صفحوں تصاویر میں تمام جلدیں
دس روپیہ دی - پی - اور ایک روپیہ ۱۴ آنہ
موصول قاک -

امپیریل بک ڈپوٹ - نمبر ۶۰ سربگول ملک لہن -
بہر بازار - کلکتہ

Imperial Book Depot, 60 Srigopal
Mullik Lane, Bowbazar Calcutta.

پوتن ٹائین

ایک محبوب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز شفا یہ دوا
کل دماغی شکایتوں کو دفع کرتی ہے - ہر مردہ دلونکر قاز
کرتی ہے - یہ ایک نہایت موثر گانک ہے جو کہ ایکساں مرد
اور عورت استعمال کر سکتے ہیں - اس کے استعمال سے
اضلاع رکھنے کو قوت پھر نکلتی ہے - ہستہ وغیرہ کو بھی
مفید ہے چالیس گولیوں کی قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے بیرونی استعمال سے ضعف باہ ایک بار کی دفع
ہو جاتی ہے - اس کے استعمال کر کے ہی آپ فائدہ
موصول کرینگے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ -

ہائی قدریون

اب نشتر کرانے کا خوف جا تا رہا -

یہ دوا آب نزل - نزل یا وغیرہ کے واسطے نہایت مفید
قابہ ہوا ہے - صرف اندرونی و بیرونی استعمال سے شفا
حاصل ہوتی ہے -

ایک ماہ کے استعمال سے یہ امراض بالکل دفع ہو جاتی ہے
قیمت دس روپیہ اور دس دیکے دوا کی قیمت چار روپیہ -

Dattin & Co, Manufacturing Chemist,
Post Box 141 Calcutta.

ہر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اس کے استعمال سے ہر قسم کا جنون خواہ
لڑتی جلیں ' مرگی والہ جلیں ' غمگین رہنے
کا جنون ' عقل میں فلور ' بے خوابی و
مزمن جلیں ' وغیرہ وغیرہ دفع ہوتی ہے اور وہ
ایسا معین و سالم ہو جاتا ہے کہ کبھی ایسا
کسان تک بھی نہیں ہوتا کہ وہ کبھی ایسے
مرض میں مبتلا تھا -

قیمت فی شیشی پانچ روپیہ علاوہ
موصول قاک -

S. C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street,
Calcutta.

42

در درانی

همیشه

اپنے

پاس

رکھیں

42

همیشه

اپنے

پاس

رکھیں

42

همیشه

اپنے

پاس

رکھیں

[6]

همیشه

اپنے

پاس

رکھیں

42

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ الْكَافِرَةُ كَذِبَتْ

الْهَيْلُ

نار کا ہفتہ
”الہلال کلکتہ“
ٹیلیفون نمبر ۶۳۸

Telegraphic Address,
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور سالہ

فیسٹ
سالانہ ۵ روپے
اشتمالی ۱ روپے ۵۰

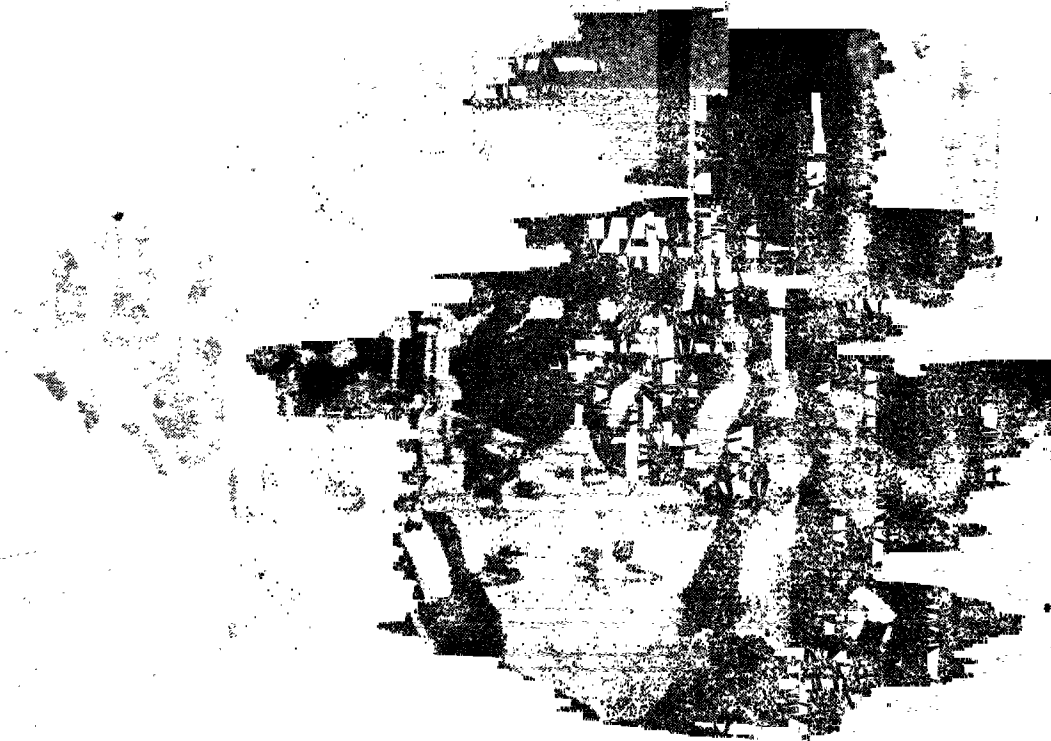
میرسنول پرنٹری
احمد علی

مقام اشاعت
۱۰ مکلود اسٹریٹ
کلکتہ

جلد ۴

کلکتہ: چہلو شنبہ یکم رجب ۱۳۲۲ ہجری
Calcutta: Wednesday, May, 27, 1914

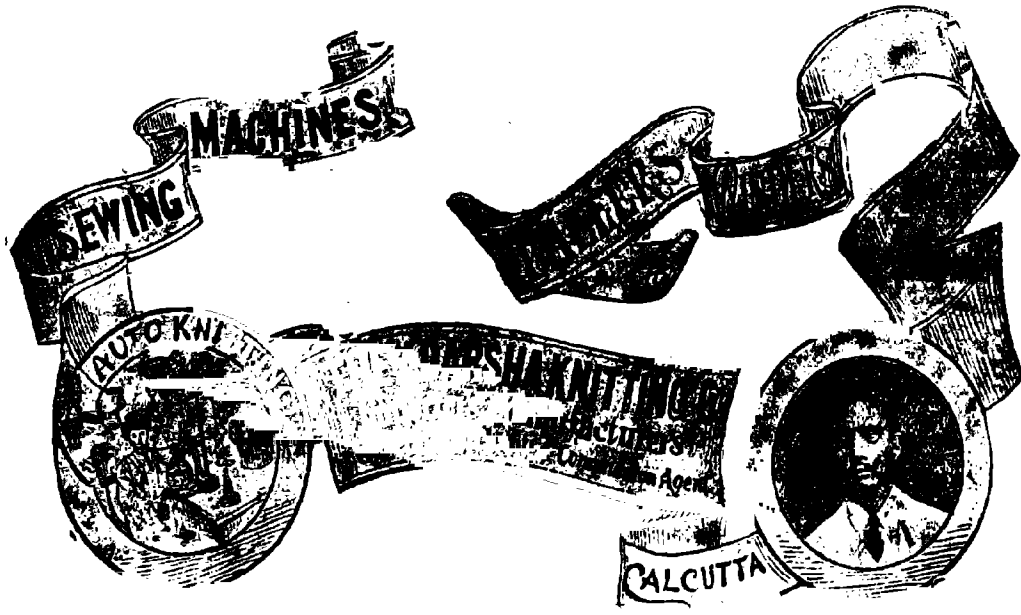
نمبر ۲۱



لکھنؤ میں عثمانی مہمانان محترم کے اعزاز میں یادگار دُور
چر ڈاکٹر عدنان ہے اور عمر کمال ہے صدر و مفتش ہلال احمر قسطنطنیہ کی - دلاخت ہند
کے مرقعہ پسر راجہ صاحب معمر آباد کی طرف سے دیا گیا تھا -

سازشہ نہیں آئے

قیمت فی پرچہ



[۵]

آدرشہ نیڈن ۱۴ کمپنی

نار کا پلس - آدرشہ

—:—

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ ہندوستان کی مستورات بیکاریتھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی امور ذیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :-
(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل کٹنگ (یعنی سیاری تراش) مشین دیگی جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی

بات نہیں -

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۵ روپیہ میں خود باف موزے کی مشین دیگی جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کھیل ہے -
(۳) یہ کمپنی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین بھیجے گی جس سے موزے اور کنگھی موزوں تیار کی جاسکے تیس روپیہ روزانہ

بلا تکلف حاصل کیجیے -

(۴) یہ کمپنی ۹۷۵ روپیہ میں ایسی مشین دیگی جس میں گلیجی تیار ہوگی جس سے روزانہ ۲۵ روپیہ بلا تکلف حاصل کیجیے -
(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کتے ہرے اور جو ضروری ہیں محض تاجرانہ نرخ پر مہیا کر دیتی ہے - تم ختم ہوا - آچے روزا نہ کیا
پور اسی میں روپے بھی مل گئے ! پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بلے کے لیے چھڑیاں بھی بھیج دی گئیں -

ایجنٹ کے دو چار بے مانگے سرٹیفکٹ حاضر :-:۔۔۔ ہیں -

—:—

آنریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :- میں نے حال میں آدرشہ نیڈنگ کمپنی کی چند چٹاڑیاں خریدیں مجھے اس چیز کو بہت پسند ہے -
لی - کورنہ راؤ پلیٹر - (بلاری) میں گنز ویلر کے مشین سے آپکی مشین کو ترجیح دیتا ہوں -
مس کم کامری دبوی - (ندیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک مافروشی آپکی نیڈنگ مشین سے پیدا کرتی ہوں -

نواب نصیر اللہ الک موزا صاحب امت علی بیگ قونہ ل ایوان

—(۵)—

آدرشہ نیڈنگ کمپنی کو میں جانتا ہوں - یہ کمپنی اس وجہ سے قائم ہوئی ہے کہ لوگ محنت و مشقت کریں - یہ کمپنی نہایت اچھی کام کر رہی ہے اور موزے وغیرہ خود بنواتی ہے - اس کے ماسوائے کم قیمت کی مشین منگا کر ہر شخص کو مفید ہونے کا موقع دیتی ہے - میں ضرورت سمجھتا ہوں کہ عوام اسکی مدد کریں -

چند ۷۰۰۰۰۰ اخبارات ہند کی دے

—*—

ہنگلی - موزے جو کہ نمبر ۲۰ کالج اسٹریٹ کے کمپنی نے بنائے ہیں اور جو سو بھی مہلہ میں نمائش کے واسطے بھیجے گئے تھے
مہاراجہ سندھ میں اور بنارت بھی اچھی ہے - محنت بھی بہت کم ہے اور روایتی چیز سے مزین ہے -
انڈین ٹیلی نیوز - آدرشہ نیڈنگ کمپنی کا موزہ نہایت عمدہ ہے -
جبل المظہر - اس کمپنی نے ثابت کر دیا کہ ایک شخص اس مشین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کر سکتا ہے -
اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقع چھوڑ دیں تو اس سے بڑھ کر اسوس اور کیا ہو سکتا ہے -
برنج سول کورٹ روڈ سنگاپور -

نوٹ - پراسپیکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیج دیا جائیگا -

آدرشہ نیڈن ۱۴ کمپنی نمبر ۲۶ ایچ - گوانت اسٹریٹ کراچی

لَا تُهِنُوا كَلِمَةَ اللَّهِ وَتَكْفِرُوا بِمَدِينِهِ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

الہلال

تار کا پتہ
”الہلال کلکتہ“
ٹیلیفون نمبر ۶۳۸

Telegraphic Address
"Alhila Calcutta"
Telephone, No. 64

ایک ہفتہ وار مصور سالہ

قیمت
سالانہ ۸ روپے
شہائی ۴ روپے ۶۷ آہ

میرسہ ول نرگھون
احمد الحسنی لکھنؤ لکھنؤ

منام اشاعت
۱۰ مئی ۱۹۱۴

جلد ۴

۲۷: جہوشیہ یکم وجب ۱۳۳۲ ہجری

Calcutta: Wednesday, May, 27, 1914

نمبر ۲۱

۱۰۰۰ قیام الہلال

فہرست

ممکن ہے کہ بعض بزرگوں کا یہ خیال ہو کہ اگر کسی وجہ سے الہلال کی اشاعت آئندہ ملتوی کر دی گئی، تو ان نئے خریداروں کی قیمت کا کیا حشر ہوگا جو اس دو ہزار کی تعداد پوری کرنے کی سعی میں مہیا کیے جا رہے ہیں؟

ہمیں امید ہے کہ خدا نے الہلال کو جیسے احباب و مخلصین عطا فرمائے ہیں، انکا اعتماد اس سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے کہ اس طرح کی بدگمانیاں انکے دلوں میں گذریں۔ تاہم ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اسکے متعلق پبلک کا اطمینان کر دیں۔

اگر کسی وجہ سے الہلال کی حالت میں تغیر کیا گیا یا بالفرض بند ہی کر دیا گیا، تو صرف ان نئے خریداروں ہی کی قیمت کا سوال سامنے نہیں آتا بلکہ بقیہ خریداروں کی بقیہ قیمتیں بھی انہیں بغیر کسی نقصان کے واپس ملنی چاہئیں۔

اگر ایسا ہوا تو ہم دوستوں کو اطمینان دلاتے ہیں کہ انشاء اللہ اس بارے میں بھی الہلال حسن معاملہ کی ایک ایسی نظیر چھوڑ جائیگا جو اردو پریس کی تاریخ میں بغیر کسی شرمندگی کے بیان کی جاسکے گی، اور ایک لمحہ کیلئے بھی پسند نہیں کریگا کہ کسی شخص کا مالی حق دفتر کے ذمے باقی رہے۔ جو شخص حق کے ساتھ سوال کرنا پسند نہیں کرتا، اسکے لئے یہ سونپنا بالکل غیر ضروری ہے کہ ناحق کا بار اپنے اوپر لینا گوارا کریگا۔

- ۱۱ شذرات (مسئلہ قیام الہلال)
- ۲ (باز از نجد و از یاران نجد)
- ۳ (اسد پاشا کی گرفتاری)
- ۳ (مسئلہ مساجد و قبور لشکر پور)
- ۵ مقالہ افتتاحیہ (واقعہ ایلاء و تخییر)
- ۱۰ مدارس اسلامیہ (مسئلہ بقا و اصلاح ندوہ)
- ۱۳ مذاکر علمیہ (صفحہ من تاریخ الکیما)
- ۱۵ برید فرنگ (کارزار السٹر)
- ۱۸ مسلمان اب بھی ہوشیار ہوں
- ۲۰ - ۱۹ اشتہارات

ادبیات

- ۳ اسد پاشا
- ۴ مساجد مقدس لشکر پور
- ۱۶ ادرتہ کارسن السٹر کے بندرگاہ میں
- ۱۷ السٹر کی فداکار عورتوں کی رجحمت



شذات

باز از نجد و از یاران نجد!

الہلال کی مخالفت میں جو مضامین اخبارات میں لکھے جاتے ہیں، انکی نسبت ابتدا سے ایک خاص اصول کا پیش نظر ہے، اور بلا استثناء اب تک اسی پر عمل رہا ہے۔

کام کرنے والوں کیلئے پہلی چیز کام کا استغراق ہے۔ اگر انسان اپنا تمام وقت مخالفین کے رد و جواب میں صرف کرے تو ایک دوسری زندگی کام کرنے کیلئے کہاں سے لے؟

پھر جو طریقہ رد و مناظرے کا جاری ہے، اسکا حال پیشتر ہی سے معلوم ہے۔ اصول پر کبھی بھی نظر نہیں ہرتی۔ زیادہ تر اغراض و مقاصد مخفیہ انکے اندر کام کرتے ہیں۔ پس کام کرنے والوں کیلئے یہی بہتر ہے کہ وہ کام کریں۔ دیکھنے والے مقابلہ و موازنہ کرنے کی فرصت نکال لینگے۔

الہلال ابتدا سے اسی اصول پر عامل ہے۔ وہ جب کسی معاملہ پر قلم اٹھاتا ہے تو پہلے بقدر اپنے فہم و بصیرت کے اسپر غور کر لیتا ہے، اور قلب و ضمیر کا فتویٰ حاصل کر لیتا ہے۔ اسکے بعد اپنے خیالات ظاہر کرتا ہے اور صرف اسی کام میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ نہ تو سامنے کے حریفوں پر اسکی نظر ہرتی ہے، اور نہ یمن و یسار کی صداؤں پر۔ نہ مخالفین کی معاندانہ سرگرمیاں اسکی رفتار میں حارج ہوسکتی ہیں اور نہ معاصرین کرام کی بیخبرانہ مداخلت۔ اسکا اعتماد صداقت پر ہوتا ہے، اور وہ دلائل و واقعات کی قوت کو اسقدر کمزور نہیں سمجھتا جسقدر افسوس ہے کہ اسکے بہت سے مخاطبین سمجھتے ہیں۔

حق سبحانہ نے اپنے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و سلم) کو شوریٰ کا حکم دینے کے بعد طریق کار کی یوں تعلیم دی تھی کہ فاذا عزمت فتوکل علی اللہ۔ اور جب کام کا عزم کر لیا تو پھر صرف اللہ پر بھروسہ کر اور اسمیں بے خوف و توقف مشغول ہو جا۔ یہی اسوہ حسنہ تمام مومنوں کیلئے اصلی طریق عمل و اصول کار فرمائی ہے۔

چنانچہ قارئین کرام بحمد اللہ اسکی تصدیق فرمائینگے کہ جب سے الہلال شائع ہوا ہے، آج تک کبھی بھی اُس نے اس اصول کو فراموش نہ کیا۔ علی الخصوص معاصرین کرام کے متعلق ہمیشہ اسکی روش خاموشی اور اعراض کی رہی۔ اس تین سال کے اندر کیسی کیسی مخالفین ظہور میں نہ آئیں، اور کیا کچھ اسکی نسبت نہیں لکھا گیا؟ با ایں ہمہ کبھی بھی رد مطاعن و مقابلہ بالمثل کی کوشش نہ کی گئی، اور بالآخر اس بحر رواں کی ہر موج اٹھ کر خود ہی بیتھ بھی گئی۔

البتہ اس اعراض سے ایک حالت ہر حال میں مستثنیٰ ہے۔ انسان کو اپنے نفس کی کمزوریوں سے ہر وقت لرزاں و ترساں رہنا چاہیے، اور جس طرح کام کرنے والوں کا فرض ہے کہ بے نتیجہ و غرضانہ مخالفتوں کی سطح سے اپنے ہمت عمل کو ارفع و اعلیٰ رکھیں، اسی طرح یہ بھی فرض ہے کہ اصلاح و نصیحت کی ہر سچی آواز کا پوری کشادہ دلی اور معترفانہ آمادگی سے خیر مقدم بجا لائیں۔ دین کی حقیقت ہمیں یہ بتلائی گئی ہے کہ وہ ”صیحہ“

ہے: الدین الصیحہ۔ اور اسلام کا بنیادی اصول یہ ہے کہ: وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ پس جب توصیہ حق و صداقت اور نقد معیہ و واقعی سامنے آجائے، تو خواہ اسکا پیش کرنے والا مخالف ہو یا موافق، دشمن ہو یا عدو، مومن باللہ ہو یا مومن بالکفر، لیکن معاً سر تسلیم و اعتراف خم کر دینا چاہیے، اور اسکا ایک بضشت

کرنے والے کریم اور مالا مال کر دینے والے پادشاہ کی طرح استقباحت کرنا چاہیے، تاکہ وہ مقام رفیع ایمانی اور مرتبہ اشرف دائر ایمانی حاصل ہو، جسکے حاصل کرنے والوں کیلئے سلام الہی۔ بشارت دی ہے: ربشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبغیر احسنہ، اولئک الذین ھداهم اللہ و اولئک ہم اولو الالباب!!

البتہ یہ مقام بہت بلند ہے اور اسکا حاصل کرنا آسان نہیں نفس کی شرارتیں اس راہ میں حائل ہوتی ہیں، اور اسکا ابلیساز گھمنڈ اور غرور اعتراف قصور و تسلیم نصائح سے بچنے کیلئے طرح طرح کے دھوکوں میں ڈالتا ہے۔ ہم اس بارے میں کچھ اس طرح مجبور ہیں کہ برے برے ارادے اور عزائم بھی کام نہیں دیتے۔ صرف توفیق الہی اور اسکے فضل و کرم ہی سے یہ مقام حاصل ہوسکتا ہے۔ اسکا دعوا کوئی نہیں کرسکتا۔ البتہ اپنی پوری طاقت اسکے لیے وقف کر دینی چاہیے اور ہر وقت اسکے لیے خدا سے مدد مانگنی چاہیے۔

مسئلہ ندرہ کے متعلق جو تحریریں الہلال کی مخالفت میں شائع ہوتی رہی ہیں، ان میں سے اکثر میری نظر سے گذریں اور میر نے بہت چاہا کہ ان سے اپنے لیے کوئی نہ کوئی واقعی جواب اور سچی نکتہ چینی حاصل کروں۔ لیکن افسوس ہے کہ مجھے کوئی بات ایسی نہیں ملی۔ عموماً ان میں وہی باتیں دہرائی گئی تھیں جنکے متعلق پہلے ہی الہلال میں لکھا جا چکا ہے۔ یا صرف ظن اور تخمین کی بنا پر الزامات دیے گئے تھے۔ یا بہت زیادہ پھیلا کر صرف اسی ایک مسئلہ پر بار بار زور دیا گیا تھا کہ میں لچھا آدمی نہیں ہوں، اور مجھے بہت برا سمجھنا چاہیے۔ شغماً مجھے اس حقیقت کا اُن سے بھی زیادہ علم و اعتراف ہے۔ مگر مسئلہ ندرہ پر تو اس حقیقت کے انکشاف سے چنداں اثر نہیں پڑتا۔

لیکن حال میں ایک دو تحریریں میری نظر سے گذری ہیں جو مسئلہ ندرہ اور الہلال کے متعلق بعض بزرگوں نے لکھی ہیں۔ اور مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ وہ اس عام انداز بحث سے مستثنیٰ ہیں جو مخالفین الہلال کی تحریرات میں نظر آتا ہے۔ میں نے انہیں اول سے آخر تک پڑھا اور میں انکا ذکر کرونگا۔

ان میں ایک تحریر ترجمان صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب کی ہے جسکا پہلا ٹکڑہ ہمدرد میں نکلا تھا اور اب دوسرا ٹکڑہ انسٹی ٹیوٹ گزٹ میں نکلا ہے۔ دوسری تحریر ایک دوست نے مجھے دکھلائی ہے جو مساوات الہ باد میں نکلی ہے اور لکھنؤ کے کسی بزرگ نے لکھی ہے۔ تیسرا مضمون حافظ محب الحق صاحب عظیم آبادی کا ہے جو البشیر آثار میں نکلا ہے۔

ان تحریروں میں الہلال کی نہایت سختی کے ساتھ مخالفت کی گئی ہے۔ تاہم میں انکا معرف اور مداح ہوں، کیونکہ مجھے نظر آتا ہے کہ اصول کے ماتحت لکھی گئی ہیں، اور سچائی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

حافظ محب الحق صاحب سے میں واقف ہوں۔ وہ ایک مخلص اور ملت خواہ بزرگ ہیں، اور انہیں جیسی اور جس قسم کی معلومات اس بارے میں حاصل ہوئی ہیں بغیر کسی تعاند و فریقانہ انکار کے ظاہر کی ہیں۔ اگرچہ اسمیں غلط فہمی کی آمیزش بہت زیادہ ہے مگر یہ بالکل دوسری بات ہے۔

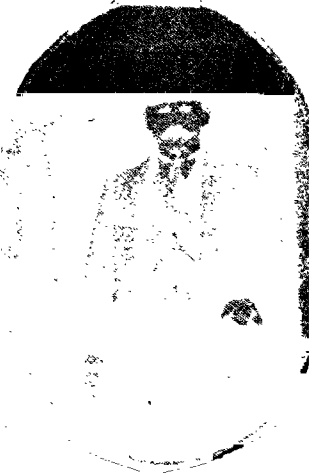
جناب صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب نے بھی الہلال کے تمام مضامین ملاحظہ فرمائے ہیں، وقت صرف کیا ہے، اور اپنے کسی اصول اور عقیدے کے ماتحت لکھا ہے۔ پس انکا کام بھی ہر طرح قابل وقعت ہے، اور مجھے اسکا اعتراف ہے۔

میں اس وقت ایک سفر کیلئے پا برکاب ہوں اسلیئے زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ واپس آکر ان تحریرات کے متعلق لکھوں گا۔ میں نے انہیں علحدہ رکھ لیا ہے۔

اسد پاشا کی گرفتاری

اسد پاشا کا ذکر معاملات البانیا کے ضمن میں اتنی مرتبہ آچکا ہے کہ بغیر کسی تمہید کے اسکا ذکر کرنا چاہیے۔

یہ وہی شخص ہے جس نے اپنے تئیں البانیا کا پادشاہ تسلیم کرانا چاہا تھا، اور اس کے بعد دولہا پرپ کے اغراض کا رفیق و معارف ہو گیا تھا۔ اس کی حیثیت ابتدا سے عجیب رہی ہے اور اس کے کاموں کا انداز بسا اوقات مبہم اور پیچیدہ رہا ہے۔ اس کے تمام ظاہری



اسد پاشا

ات بتلاتے ہیں کہ وہ ایک دشمن اسلام، عدوے خلافت علیہ، تفرش، اور اغراض پرست شخص ہے۔ وہ بعض اپنی غرض کیلئے خلافت علیہ کے دشمنوں کے قدموں پر گرا، اور تاکہ ایسے خاندین ملت کا ایک ہی نتیجہ ہوا ہے، پرپی ت اور نامرادی کے ساتھ اب ٹھکرا یا گیا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی زندگی کے متعلق بعض ایسی لہجہات بھی حاصل ہوتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گروہ میں اسماعیل بے کی سی اغراض مفسدہ رکھتا ہو، لیکن بعد اس کے ترکی کے ساتھ پوشیدہ تعلقات رکھتا تھا، اور انقلاب وزارت کے اسکا پوزیشن یہ نظر آتا تھا کہ بظاہر تو دولہا کے اغراض کی حمایت ہے، لیکن باطن میں اس کی سعی یہ ہو کہ اگر ترکی کیلئے البانیا کو کڑی مفید پہلو باقی نہیں رہتا تو اقل ایک مسلمان اور عثمانیوں کی پادشاہت تو قائم ہو جائے۔

لیکن اس کے بعد اس کے اعمال میں نیا اضطراب شروع ہوا۔ وہ اس تھریک و خیر مقدم کا رئیس بنکر آگیا جو نئے مسیحی فرمانروا کو کیلئے البانیا سے روانہ ہوا تھا۔

اب تازہ انقلابات یہ ہیں کہ اسٹریا کا ایک جہاز یکایک پہنچا اسد پاشا کو مع اس کی بیوی کے گرفتار کر کے نیپلز پہنچا دیا۔ اس نے حلف آگیا نا پڑا ہے کہ البانیا کے معاملات میں دخل نہ لگے۔

ما الم البانیا

لیکن اس واقعہ سے بھی زیادہ دلخراش اور ہوش افکن خبر ان بنیانہ مظالم کی ہے جو البانی مسلمانوں پر عیسائیوں نے شروع کیے ہیں۔

قاعدہ ہے کہ جب انسان بہت رو لیتا ہے تو اس کے آنسو خشک ہو جاتے ہیں۔ یہی حال اب مسلمانان عالم کا بھی ہو گیا ہے۔ طرابلس بلقان کے مظالم پر اسقدر آنسو بہ چکے ہیں کہ اب ان رحمت اور حواس پاش مظالم کو سنکر سمجھ میں نہیں آتا کہ کس ماتم کریں، اور کن لفظوں کے ساتھ فرزندان ترحید کے اس عام پر آنسو بہائیں؟

یہ خبریں ریوٹر ایجنسی کی ہیں اور یہ کہنا ضروری نہیں کہ کس قدر کم ہونگی؟ صدہا مسلمانوں کو ایپرس میں کیا گیا ہے۔ صلیب پر چڑھا یا گیا ہے۔ مکانوں کو جلا دیا گیا ہے، اور اب کچھ ہوا ہے جو اس نئی مسیحی کورسید کی دوندگی سعیت کی مشہور و مسلمہ خصوصیات ہیں۔

کل کی خبر ایک نئے انقلاب حالت کا غیر متوقع طور پر یقین دلاتی ہے۔ کچھ عجب نہیں کہ البانیہ کے مسئلے میں ایک عظیم الشان اور حیرت انگیز تبدیلی پیدا ہو جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کئی ہزار مسلمانوں نے عاجز آکر اعلان جنگ کر دیا ہے، اور کہتا ہے کہ یا تو انہیں ترکی کی حکومت دی جائے۔ یا ایک مسلمان پادشاہ۔ پرنس لریڈ ایک جہاز میں پناہ گزیں ہے۔

آہ، جبکہ خون کے سیلاب بہ چکے، جبکہ یورپ سے اسلام کا قافلہ نکل چکا، جبکہ دولت عثمانیہ کے آخری نقش قدم مٹ چکے، تو اب البانیا کے نا عاقبت اندیش اور فریب خوردہ مسلمانوں کو ترکی، مظلوم اور بیگس ترکی یاد آئی!!

۱۔ مساجد و قبور لشکر پور

آج کی اشاعت میں ہم تمام مساجد لشکر پور کا ایک مرقع شائع کرتے ہیں جو خاص طور پر عکس لیکر ہم نے طیار کیا ہے۔ تاکہ ان کی ہیئت مقدسہ نظروں میں محفوظ اور دلوں پر منقش ہو جائے، اور آئندہ ان کی ہستی کے متعلق کوئی فریب اور غلط بیانی کلم نہ دیکھے۔

ان میں پہلی تصویر اس قطعہ زمین کو پیش کرتی ہے جسمیں یہ تمام مسجدیں واقع ہیں۔ بقیہ تصویریں ان مساجد کی ہیں جو اس قطعہ اور اس کے حوالی میں واقع ہیں۔ جس مسجد کی بوجیاں گرائی گئی ہیں، وہ بھی ان میں موجود ہے۔ ناظرین، آئے یہ یک نظر پہچان لینگے۔

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ہز ایکسلنسی لارڈ کار مائیکل عنقریب کلکتہ تشریف لانے والے ہیں۔ اب بھی وقت ہاتھ سے نہیں گیا ہے اور فرصت باقی ہے۔ اگر انہوں نے کسی وجہ سے انجمن کے ڈیپوٹیشن کی ملاقات ضروری نہ سمجھی، تو کم از کم اس موقع ہی پر لشکر پور کو ملاحظہ فرما کر مسلمانوں کی خواہشوں کو معلوم کر سکتے ہیں، اور اس آئے والی مصیبت کو تدبیر و دانشمندی سے دور کر سکتے ہیں جو مسلمانوں اور حکومت، دونوں کیلئے یکساں طور پر درد انگیز ہے۔ الہلال ابتدا سے اتمام حجت کے تمام مراحل طے کر رہا ہے۔ اور اب بھی آخری علاج کا گورنمنٹ کو مشورہ دیتا ہے!

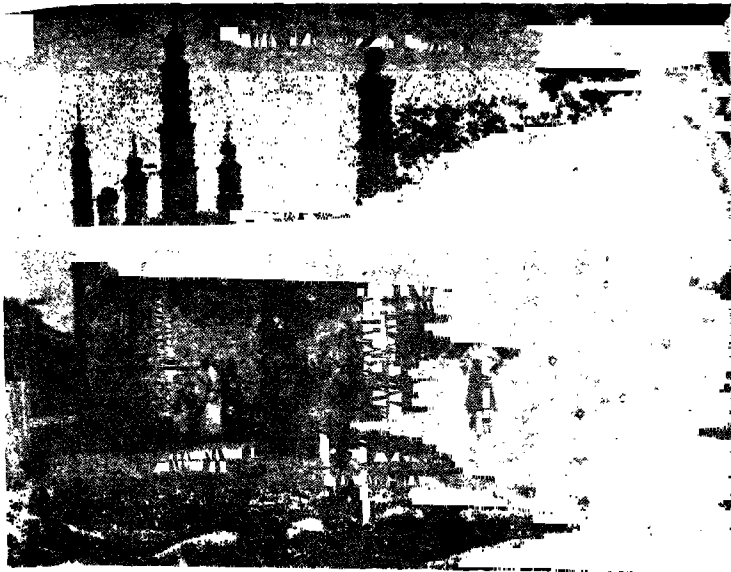
صحت النساء و محافظ الصبیان

طب جدید اور اپنے چالیس سالہ ذاتی تجربے کی بنا پر دو کتابیں تیار کی ہیں۔ صحت النساء میں مستورات کے امراض اور محافظ الصبیان میں بچوں کی صحت کے متعلق مرثر تدابیر سلیس اردو میں چکنے کاغذ پر خوشخط طبع کرائی ہیں۔ ڈاکٹر کرنیل زید احمد صاحب نے بہت تعریف لکھ کر فرمایا ہے کہ یہ دونوں کتابیں ہر گھر میں ہونی چاہیں، اور جنابہ ہر ہالینس بیگم صاحبہ بھرپال دام اقبالہ نے بہت پسند فرما کر کثیر جلدیں خرید فرمائی ہیں۔ بنظر رفاه عام چھ ماہ کے لیے رعایت کی جاتی ہے۔ طالبان صحت جلد فائدہ اٹھائیں۔

صحت النساء اصلی قیمت ۱ روپیہ - ۱۰ آنہ - رعایتی ۱۲ آنہ
محافظ الصبیان، اصلی قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - رعایتی ۱ روپیہ -
ملنے کا پتہ :- ڈاکٹر سید عزیز الدین گورنمنٹ پبلیشرز میڈیکل افسر درجہ - ڈاکخانہ بھری ضلع رھٹک۔

مساجد مہاراشٹر پروردگار

فصل اول



الہلال

بیم رجب ۱۳۳۲ ہجری

۱۔ ملت واجوبتھا

واقعہ ایلاء و تخییر

حدیث ، تفسیر ، اور سیرۃ کی

ایک بحث

گفتہ افادہ کے مقالہ انتظامیہ کے بعد

(اصل مسئلہ مسئلہ عنہا)

یہاں تک تو صرف اس تکرر کا جواب تھا جو جناب نے ۱-ایلاء کے اعتماد و عدم اعتماد کی نسبت دریافت فرمایا تھا اور جو ضمناً اصول رد و دفاع منکرین اسلام کے متعلق ایک نہایت اہم اور رقت کی بحث تھی۔ اب آپ کے اصل سوال کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

آپ کے نوجوان دوست کے مسیحی معلم نے جس واقعہ کو اپنی معاندانہ و ابلیسیانہ تعریف و اضافہ کے ساتھ پیش کیا ہے وہ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک کے اس واقعہ سے تعلق رکھتا ہے جو کتب تفسیر و سیرۃ میں ”واقعہ ایلاء و تخییر“ کے نام سے مشہور ہے۔

(۱) ”ایلاء“ اصطلاح فقہ و حدیث میں شوہر اور بیوی کی اس علحدگی کو کہتے ہیں جو بغیر طلاق کے عمل میں آئے اور جسکی صورت یہ ہے کہ شوہر غصہ کی حالت میں کوئی قسم کہا بیٹھے کہ میں اپنی بیوی کے پاس نہ جاؤں گا۔ اسکا ملخذاً قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ ہے :

لِّلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصًا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ فَنَافِلَهُمْ فَإِن فَاتُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ - وَلَن عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (بقرہ: ۲۸)

جو لوگ اپنی بیویوں کے پاس جانے کی قسم کہا بیٹھیں، ان کیلئے چار مہینے کی مہلت ہے۔ اگر اس عرصے میں رجوع کر لیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے، اور اگر طلاق کا ارادہ کر لیں تو یہی اللہ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے !

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ایلاء کریں یعنی اپنی بیوی سے علحدگی کی قسم کہا بیٹھیں، انہیں چار مہینے کے اندر ملاب کر لینا چاہیے۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو ایلاء ساقط ہو جائیگا۔ البتہ قسم کا کفارہ دینا پڑیگا۔ اس امر میں اختلاف ہے کہ اگر شوہر نے چار ماہ کے اندر رجوع نہ کیا تو بعض ایلاء کی مدت کے اختتام سے طلاق پڑ جائیگی یا نہیں؟ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ اس صورت میں بیوی طلاق نہیں پڑتی اور عورت مرد سے نہیں چھوڑتی۔ اگر مرد عورت کو بالکل معلق چھوڑ دینا چاہیگا، تو اُسے قید رکھا جائیگا۔ یہاں تک کہ وہ عورت کی طرف رجوع کرے یا طلاق دیکر فیصلہ کرے۔ مگر فقہائے حنفیہ کے نزدیک بعض انتضائے مدت ہی عورت کے حق میں طلاق بالائے ہے۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی ایک مرتبہ ایلاء کی صورت پیش آئی۔ آپ نے عہد فرمایا تھا کہ ایک ماہ تک ازواج مطہرات سے کوئی تعلق نہ رکھیں گے۔ واقعہ ایلاء سے یہی واقعہ مقصود ہے اور یہی شان نزول ہے آیات سورۃ تحریم کا۔

(۳) یہ واقعہ بہ تفصیل صحاح ستہ میں موجود ہے اور علی الخصوص صحیحین کے ساتھ ابواب و کتب میں متعدد روایات و اسناد سے بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ اس واقعہ کی حقیقتیں تھیں اور وہ شانہ قسم کے احکام ان سے نکلے تھے اسلئے حضرت امام بخاری (رضی اللہ عنہ) نے اپنی عادت کے مطابق مختلف ابواب میں اسے درج کیا ہے، اور وہ شانہ احکام نکالے ہیں۔ ابواب نکلح و طلاق اور ایلاء میں تو اصلي حقیقت سے آیا ہے مگر کتب التفسیر میں بہ ضمن سورۃ تحریم کیونکہ اسکا شان نزول یہی واقعہ ہے۔

میں نے ان تمام ابواب کی احادیث پیش نظر رکھ لی ہیں۔ نیز صحیح مسلم، بقیہ کتب صحاح، تفسیر امام طبری، ابن کثیر، اور در منثور، بھی سامنے ہیں۔ صحیحین کی شرح میں سے فتح الباری، عینی، اور ترویج شرح مسلم بھی پیش نظر ہیں۔ ان سب سے جو مشترک اور صحیح واقعہ ثابت ہوتا ہے، پلے آئے بیان کرتا ہوں۔ اُس کے بعد آپ کے پیش کردہ واقعہ کی نسبت مع بعض اہم متعلقہ باتوں کے عرض کروں گا۔

(ازواج مطہرات کا مطالبہ)

(۴) اگر کسی مدعی انسان کی زندگی کے حالات و واقعات اُسکی صداقت و تقدیس کیلئے معیار ہو سکتے ہیں، تو اس آسمان کے نیچے فی الحقیقہ، ایک ہی انسانی زندگی کے جسکے سوانح و حالات میں سے ہر شے اُسکی صداقت و رہانیت کیلئے معجزات قلم و براہین قاطعہ ہیں۔ یعنی: محمد رسول اللہ، و الذین معہ! جس وجود القدس کے ظہور نے دنیا کی بڑی بڑی شہنشاہیں کو نابود کر دیا، جسکی ہیبت الہی اور سطوت ربانی کے آگے تاجداران عالم کے تخت اکٹ گئے، جسکے غلاموں کے سامنے کسروں کا خزانہ آئے والا، اور قیصر کا خراج پہنچنے والا تھا، جو اپنی حیا طیبہ ہی کے اندر عرب و ریں کی شہنشاہی کو اپنے قدموں پر دیکھتا تھا، اور فی الحقیقہ، جسکے لیے دنیا کے تمام خزانے اور طاقتیں وقف، اور جسکی مرضی کیلئے رب السموات و الارض کی تمام پیدا کردہ قوتیں سر بسجود تھیں، با ایں ہمہ اُس نے خود اپنے لیے جو دنیوی زندگی اختیار کی تھی، اسکا حال یہ تھا کہ تمام عمر کبھی بھی دسویں رقت شکم سیر ہو کر غذا تناول نہ فرمائی، اور دو دن تک آپ کے حجرہ فقر میں غذا کی طیاری کے نشانات یکسر معدوم و مفقود رہے! صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم!

اس بارے میں تصریحات سیرۃ و احادیث اسدرجہ مشہور ہیں کہ یہاں دھرانے کی ضرورت نہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ مہمان آجاتے تھے اور آپکا مطبخ کئی کئی رقتوں سے بالکل سرد ہوتا تھا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: مجھے یاد نہیں کہ کوئی دن آنحضرت پر ایسا کٹا ہو کہ صبح و شام، دسویں رقت شکم سیر ہو کر غذا میسر آئی ہو!

اس روح الہی اور پیکر صفات ربانی کی غذا اس خاکدان ارضی پر نہ تھی جسکی آئے ارضی اور جستجو ہوتی۔ اسکا سفر لذائذ و نعمات مہل بچھتا تھا جہانکے لیے جسم کی تشنگی آب زلال، اور معدہ کی بھوکہ غذائے حیات ہے کہ:

ایبت عند ربی، یطعمنی میں اپنے پروردگار کے ہاں شب رستقینی (روایۃ البخاری) باتس ہوتا ہوں، جو مجھے کھلاتا ہے اور سیراب کرتا ہے!

ابتدائی فقرات اسلامہ کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا جاتا تھا، اور مال غنیمت اس کثرت اور افراط سے آتا تھا کہ اسکا صرف ایک

اس آیت میں تفسیر کا سیغہ "ان تقربا" اور "قلوبکما" میں آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کرنے والیں دو بی بیوں ہیں لیکن نام کی تصریح نہیں ہے۔ اس بارے میں اختلافات حدیث کا ذکر آگے آگیا، لیکن اوجہ خبر یہی ہے کہ وہ دو بی بیوں حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ تھیں، جیسا کہ خود حضرت عمر نے حضرت ابن عباس سے فرمایا۔

(۸) غرضکہ ازواج مطہرات کا یہ مطالبہ غیر معمولی طور پر سخت ہوا اور آنحضرت کے سکون خاطر اور حیات فقر واستغنا پر بہت بار گذرا۔ انکی زندگی روحانی استغراق اور اصلاح عالم و انسانیت کے مہمات مقاصد سے اس طرح لبریز تھی کہ اسمیں اس فکر مال و اسباب دنیوی کو گنجائش نہیں مل سکتی تھی۔

(شان نزول لم تحریم ما احل اللہ)

(۹) اسی اثنا میں ایک اور رنجیدہ واقعہ بھی پیش آیا جو کراہت بالکل علحدہ اور مستقل واقعہ ہے، مگر اس کے امتزاج و خلط نے واقعہ الہ میں پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں۔ یعنی سورہ تحریم کی ان ابتدائی آیات کا شان نزول:

یا ایہا النبی لم تحریم ما احل اللہ لکم فی مرضات ازواجکم؟ واللہ غفور رحیم۔ قد فرض اللہ لکم تحلة ایما نکم واللہ مولکم، و هو العليم الخبر (۱: ۶۶) اے پیغمبر! تم اپنی بیویوں کی خوشی کیلئے اس چیز کو اپنے اوپر کریم حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کر دی ہے؟ اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔ بیشک اللہ نے تمہارے لیے یہ فرض کر دیا ہے کہ اپنی قسمیں کو کھلو۔ وہ تمہارا دوست ہے اور سب باتوں کو جاننے والا اور انکی حکمتوں پر نظر رکھنے والا

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی ایسی بات اپنے اوپر حرام کر لی تھی جو اللہ کے طرف سے حلال تھی، اور اس کے لیے کئی قسم بھی کہا لی تھی۔ نیز یہ کہ صرف اپنی ازواج کی خوشی کیلئے ایسا کیا تھا۔

(۱۰) وہ کیا بات تھی؟ کس بات کیلئے قسم کھائی تھی؟ ازواج کی خوشی کو اس سے کیا تعلق تھا؟ ان سوالات کے جوابات احادیث سے ملتے ہیں، اور اسی کے متعلق وہ بعض روایات کتب تفسیر و سیر میں درج ہو گئی ہیں جنکو ایک مسح و بدنامی شکل میں احمد اسلام نے بیان کیا ہے اور جسکی نسبت آپ نے دریافت فرمایا ہے۔

تفصیلی بحث ان روایات مختلفہ پر آگے آئیگی۔ یہاں صرف اصلی اور محقق واقعہ کو بیان کر دیتا ہوں۔

بخاری و مسلم کے ابواب نکاح و طلاق و تفسیر میں یہ واقعہ بالکل صاف اور غیر پیچیدہ موجود ہے۔

ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت کا قاعدہ تھا۔ عصر کے بعد ازواج مطہرات کے ہاں تھوڑی تھوڑی دیر کیلئے تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک بار آپ کئی دن تک حضرت زینب کے ہاں معمول سے زیادہ بیٹھے۔ حضرت عائشہ نے اسکا سبب دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ آپ کو شہد اور شیرینی بہت پسند ہے۔ حضرت زینب کے پاس کہیں سے شہد آگیا ہے۔ وہ آپکی خدمت میں پیش کرتی ہیں۔ اس کے تناول فرمانے میں معمول سے زیادہ دیر ہو جاتی ہے۔

رشک اور غیرت محبت جنس انات کا وہ فطری جذبہ ہے جس کے آگے کسی جذبہ کی نہیں چلتی۔ حضرت عائشہ کو یہ معلوم کر کے باقتضا ضعف بشریت رشک ہوا۔ وہ سمجھ گئی کہ حضرت زینب نے یہ تدبیر آنحضرت کو زیادہ عرصے تک ٹہرانے کی نکالی ہے۔ پس کئی نہ کئی تدبیر اس کے تڑکی بھی کرنی چاہیے۔ انہی نے ایک تدبیر سوچی اور حضرت حفصہ بھی اسمیں شریک

حصہ پا کر علم مسلمان خوشحال و صاحب مال بن جائے تے، مگر خود اس سلطان کوئیں اور معبود رب المشرقین کو ایک فقیر الحال زندگی کی بھی ضروریات و ما یحتاج حاصل نہ تھیں!

(۵) ان حالات کو مصائب کرام دیکھتے تے، اور جوش محبت و جاں نثاری سے بیقرار ہو رہے جاتے تے۔ سب سے زیادہ اسکا اثر آپکی ازواج مطہرات پر پڑتا تھا، جنہوں نے گرو دنیوی جاہ و جلال پر اس معبود رب العالمین کے حق فقر و فاقہ کو ترجیح دی تھی، تاہم وہ انسان تھیں، انسانی خواہشیں اور ضرورتیں رکھتی تھیں۔ عیش و آرام کے ساز و سامان نسبی، لیکن ایک فقیر سے فقیر زندگی کیلئے بھی کچھ نہ کچھ سامان حیات و منزل کی ضرورت ہوتی ہے؟ اسکا خیال تو انہیں ضرور ہونا تھا۔ ان میں سے اکثر بی بیوں ایسی تھیں جو امارت و ریاست کے گہروں میں پرورش پا چکی تھیں، اور انکے ماں باپ امرا و رؤساء رقت میں محسوس تے۔ حضرت صفیہ خدیجہ کے امیر اعظم کی صاحب زانی تھیں جو ایک طرح کا شاہی اقتدار رکھتا تھا۔ حضرت ام حبیبہ ابوسفیان کی صاحبزادی تھیں جو اپنے عہد میں جمہوریت حجاز کا پریسیڈنٹ تھا اور قریش کی پوری ریاست رکھتا تھا۔ اسی طرح حضرت جویزہ ایک بڑے قبیلہ کے رئیس رقت کی بیٹی تھیں جس کا نام غالباً (اس رقت ٹھیک یاد نہیں) بنو المصطلق تھا، حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ بھی ایسے گہروں میں پرورش پائی ہوئی تھیں جنہوں نے گرو اپنے مال و متاع کو راہ محبت الہی میں لٹا دیا ہو، مگر صاحب مال و جاہ اور دارالے شرکت و احتشام ضرور تے۔ یعنی حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما۔

یہ تمام خواتین محترمہ آنحضرت کے گھر میں آئیں اور اپنے قدیمی شان و شکوہ دنیوی کو انکی عظمت و سطوت روحانی کے آگے بھول گئیں، تاہم وہ بشر تھیں اور ضرورتیں رکھتی تھیں، ہر بیوی کو دوسری بیوی کے مقابلہ میں اقتضائے طبیعت نسائی سے اپنی حالت کی بہتری و رفعت کا بھی خیال ہوتا تھا۔ عام مسلمانوں اور صحابہ کو مال و متاع غنیمت سے آسودہ حال دیکھتی تھیں اور مال غنیمت میں اپنے لیے کچھ نہ پاتی تھیں۔ ان تمام حالات کا قدرتی نتیجہ یہ تھا کہ انہیں اپنی تنگ دستی اور غربت و فقر کا احساس ہوتا، اور جو شہنشاہ تمام دنیا کو سب کچھ دے رہا تھا، اس سے کچھ نہ کچھ اپنے لیے بھی مانگتیں۔ علی الخصوص جبکہ اسکی محبت و عشق کا ان میں سے ہر ایک کو ناز تھا، اور جو کچھ اپنے لیے مانگنے والی تھیں، وہ بھی دراصل اسی کے لیے طلب کرنا تھا۔

(۶) چنانچہ ازواج مطہرات کے طرف سے آپ پر توسیع نفقہ کیلئے تقاضے شروع ہوئے، اور ایک مرتبہ تمام بی بیوں نے ملکر زور دیا کہ ہماری حالت اس فقر و غربت میں کیسے بسر ہو سکتی ہے؟ آپ کو سب کا خیال ہے، مگر خود اپنے گھر کا خیال نہیں۔ ہماری ضرورتوں کے پورا کرنے کا بھی کچھ سامان کیجیے۔

(۷) یہ مطالبہ اگرچہ تمام بی بیوں کی طرف سے تھا مگر دو بی بیوں نے خاص طور پر باہم ایجا کر کے زور دیا تھا کہ ہماری معروضات پوری کی جائیں۔ چنانچہ انہی کی نسبت سورہ تحریم کی یہ آیت نازل ہوئی:

ان تقربا الی اللہ فقد صفت قلوبکما، و ان تظاہرا علیہ فان اللہ ہو مولاهم و جہیل و صالم المومنین و المومنات بعد ذلک ظہیر۔ اور تم دونوں خدا کی طرف رجوع کر رہی ہو یہ تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ تمہارے دل مکمل ہو چکے ہیں، اور اگر وہ دل اللہ کے مقابلہ میں ایجا کر کے تو جہل المومنین و المومنات ہو، اور خدا انکا مدد کرے۔ جہیل اور بعد ذلک ظہیر۔ نیک مسلمان بھی انہی کے ساتھ ہیں، اور ان کے بعد ملائکہ الہی بھی انہی کے مددگار ہیں!

علیہ وسلم نے اپنی بعض ازواج سے کوئی راز کی بات فرمائی اور تاکید کر دی کہ اسکا ذکر اور کسی سے نہ کرنا۔ لیکن ان سے ضبط نہوسکا اور ایک دوسری بیوی سے ذکر کر دیا۔ اسی کے متعلق سورہ تعزیم کی یہ آیت نازل ہوئی :

واذا اسرا للنبي الي بعض
ازواجه حديثاً، فلما نبأت
به راضيه الله عليه عرف
بعضه راعرض عن بعض
فلما نبأها به قالت من
انباك هذا؟ قال نبائي
۱۰۱ - ثم الله : را
نے اسکی خبر دی ؟ فرمایا کہ اُس خدا نے جسکے علم اور خبر
سے کوئی بات پوشیدہ نہیں !

بخاری و مسلم کی تمام روایات کے جمع کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ ”بعض ازواج“ سے یہاں مقصد حضرت حفصہ ہیں۔ انہوں نے ہی حضرت عائشہ سے راز کھینچا تھا۔ اسی سے بعض جزئی و اختلافات بھی ہیں جن پر حافظ ابن حجر نے مفصل بحث کی ہے۔ لیکن محقق و جامع بھی ہے کہ حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ ہی سے اسکا تعلق ہے۔ جن حضرات کو یہ بعض تفصیل سے دیکھنا ضرور فتح الباری جلد (۹) شرح کتاب الطلاق - صفحہ (۳۲۹) کو ملاحظہ فرمائیں۔ ہم اختصار کیلئے مجبور ہیں۔ البتہ اس واقعہ کے بعض اہم و متعلقہ روایات آگے آئیں گے۔

(عہد ایلاء اور سی روزہ علعذگی)

(۱۲) غرضکہ توسیع نفقہ کیلئے تمام ازواج نے متفق ہو کر اسرار کرنا شروع کیا۔ آنحضرت (صلم) کے استغراق روحانی پر یہ دنیا طلبی اسقدر شاق گذری کہ آپ عہد کر لیا کہ ایک ماہ تک تعلیم بیویوں سے کوئی تعلق نہ رکھوں گا۔

جب کچھ زمانہ اس علعذگی پر گذر گیا تو صحابہ کرام کو سخت تشریش ہوئی۔ ان میں سے اکثر کو خیال ہوا کہ عجب نہیں آپ تمام ازواج کو طلاق دیدی ہو۔ مگر ہیبت نبوت و سطوت رسالت اجازت نہیں دیتی تھی کہ اس بارے میں آپ سے سوال کیا جائے، حتیٰ کہ خواص صحابہ و مقربین بارگاہ رسالت بھی ہم بخود اور خاموش تھے۔

(۱۳) سورہ اتفاق یہ کہ اسی زمانے میں آپ کوڑے سے گریز اور ساق مبارک پر زخم آ گیا۔ اسکی تکلیف چلنے پھرنے سے ممانعت تھی اسلیئے کئی روز تک آپ بالا خانے سے اتر کر مسجد میں بھی تشریف نہ لائے۔ صحابہ دریافت حال کو آئے تو وہیں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ جب ایک مہینے کے قریب مدت اسی حالت میں گذر گئی تو صحابہ کی تشریش اور زیادہ بڑھ گئی، اور ان حالات کو دیکھ کر اکثروں کو یقین ہو گیا کہ آپ طلاق دیدی ہیں، اور اب ازواج مطہرات سے نہیں ملیں گے۔

(حدیث عمر فاروق رضی)

(۱۴) یہ حالت کیونکر ختم ہوئی ؟ کس کی جرات معصومہ نیاز نے اس تشریش کا خاتمہ کیا ؟ اور کیونکر آیت تخییر نازل ہوئی ؟ ان تمام سوالوں کا مفصل جواب اُس مشرح و مطول روایت میں ہے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں منقول ہے۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ وہ پوری حدیث یہاں نقل کر دیں، اور خود حضرت فاروق کی زبانی اس تمام واقعہ کو معلوم کیا جائے۔ یہ روایت صحیح بخاری میں مختلف طریقوں سے مروي ہے، اور مختلف ابواب میں اس سے استخراج نتائج و معارف کیا گیا ہے۔ امام مسلم نے بھی چار مختلف طریقوں سے کتاب الطلاق میں درج کی ہے۔ بالاتفاق اسکی راوی اول حضرت عبد اللہ ابن عباس ہیں، اور ان سے عبید بن حنیس، سہاک ابن زمیل، اور عبید اللہ بن ابی ثور وغیرہ نے روایت کی ہے۔ ان روایات میں ایک

ہو گئیں۔ قرار پایا کہ آنحضرت جب وہاں سے اٹھ کر ہمارے یہاں آئیں تو کھانا چاہیے کہ آپکے منہ سے مغفیر کی بو آتی ہے۔ مغفیر ایک قسم کا درخت ہوتا ہے جسکے پھولوں سے عرب کی مکھیاں رس چوس کر شہد جمع کرتی ہیں۔ اسکا پھل لوگ کھاتے بھی ہیں مگر اسکی بو اچھی نہیں ہوتی۔

اسکے بعد اس تدبیر کی آرزوی بیوں کو بھی خبر دیدی گئی اور وہ بھی اسی شریک ہو گئیں۔

چنانچہ آنحضرت حسب معمول جب حضرت حفصہ کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے کہا : کیا آپ مغفیر کھایا ہے ؟ آپ فرمایا نہیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ آپکے منہ سے تو مغفیر کی بو آ رہی ہے۔

آر بی بیوں نے بھی مغفیر کی بو کا اناظر کیا۔ یہ دیکھ کر آپ قسم کھائی کہ آئندہ شہد نہ کھاؤں گا۔ شہد ایک حلال غذا تھی اور اسکے نہ کھانے کی قسم کھانا ایک حلال شے کو اپنے اوپر حرام کر لینا تھا۔ پس سورہ تعزیم کی یہ آیت نازل ہوئی کہ ”لم تعزم ما حلل الله لك ؟“ آپ اس شے کو کیوں اپنے اوپر حرام کرتے ہیں جو خدا نے آپکے لیے حلال کر دی ہے ؟

یہ واقعہ خود حضرت عائشہ کی روایت سے امام بخاری نے کتاب الطلاق اور کتاب التفسیر سورہ تعزیم میں درج کیا ہے :

قالت (عائشہ) : کل رسول الله صلى الله عليه وسلم يشرب عسلاً عند زينب ابنة جحش ر ۲ - ۱۰۰ - عندها نوا طيب انا وحفصه عن ابتنا دخل عليها فلنقل له اكلم مغفیر ؟ انى اجد ریح مغفیر - قال لا ولكنى كنت اشرب عسلاً عند زينب فلى امره له وقد حلف - لا تخبري بذلك - (بخاری کتاب التفسیر جزء ۹ - صفحہ ۱۵۹ مطبوعہ مصر)

لیکن بخاری نے باب الطلاق میں ” هشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ “ کی روایت سے ایک دوسری حدیث بھی موجود ہے، جو اس سے زیادہ مفصل اور بعض جزئیات میں مختلف ہے۔ مثلاً حضرت زینب کی جگہ شہد کا کھانا خود حضرت حفصہ کے ہاں بیان کیا ہے، اور حضرت سورہ کی نسبت کہا ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے مغفیر کی بو کی نسبت کہا تھا۔ روایت بالا میں صرف حضرت عائشہ اور حفصہ کا ذکر ہے۔ لیکن اسی بیان کیا گیا ہے کہ آر بی بیوں کو بھی اسکی خبر دیدی گئی تھی، اور آنحضرت اس دن جسکے ہاں تشریف لیگئے، اس نے بھی بات کہی کہ مغفیر کی بو آتی ہے۔ ایسا ہونا درایتاً بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اکثر بی بیوں نے ملکر فرداً فرداً کہا ہوا، جبھی تو آپ قسم کھا لی۔ ورنہ صرف ایک بی بی کے کہنے سے قسم کھا لینا مستبعد معلوم ہوتا ہے۔ م نے بعض ضروری جزئیات اس روایت سے بھی لیلی ہیں اور سب کا مشترک ماحصل بیان کر دیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے نسخ الباری میں اس اختلاف پر نہایت عمدہ بحث کی ہے اور بہر تطبیق بیان کر دیے ہیں۔ خوف طرالت سے ہم نقل نہیں سکے (دیکھو فتح الباری جلد ۹ - صفحہ ۳۲۹ مطبوعہ مصر)

(واقعہ ” واذا اسرا للنبي “)

(۱۱) اسی اثنا میں ایک اور واقعہ پیش آیا۔ آنحضرت صلی اللہ

متفق علیہ روایت عبید اللہ بن حنین کی ہے جو حضرت عباس کے غلام تھے۔ ہم اُسی روایت کو یہاں اپنے نقل کر دیتے ہیں :

عن عبيد بن حنبل انه سمع ابن عباس رضى الله عنهما يحدث - انه قال : مكثت سنة اريد ان اسال عمر بن الخطاب عن اية فما استطعت ان اسأله هيبة له ، حتى خرج حاجا فخرجت معه ، فلما رجعت وكنا ببعض الطريق عدل الى الاراك لحاجة له - قال : فوقف له حتى فرغ ثم سرت معه ، فقلت يا امير المؤمنين ! من اللتان تظاهرتا على النبى صلى الله عليه وسلم من ازواجه ؟ فقال تلك حفصة وعائشة - قال : فقلت والله ان كنت لا اريد ان اسالك عن هذا منذ سنة ، فما أستطيع هيبة لك - قال : فلا تفعل ما ظننت ان عندى من علم فاسألنى ، فان كان لى علم خبرتك به - قال ثم قال عمر : والله ان كنا فى الجاهلية ما نعد للنساء امراً حتى انزل الله فيهن ما انزل ، وقسم لهن ما قسم ، قال : فبينما انا فى امر اقامته اذ قال امرأتى لم صنعت كذا وكذا قال : فقلت لها ما لك ، لما ههنا فيما تكافك فى امر اريد ، فقلت لى عجباً لك يا ابن الخطاب ! ما تريد ان ترجع انت و ان ابنتك لترجع رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يظل يومه غضبان ! فقام عمر فأخذ رداءه مكانه حتى دخل على حفصة ، فقال لها يا بنية ! انك لترجعين رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يظل يومه غضبان ؟ فقلت حفصة : والله انا لترجعه ، فقلت تعلمين انى احذرك عقوبة الله وغضب رسوله صلى الله عليه وسلم - يا بنية لا تغرنك هذه التى اعجبها حسنهاب رسول الله صلى الله عليه وسلم لانها (يريد عائشة -) قال : ثم خرجت حتى دخلت على ام سلمة لقربايتى منها فكلمتها ، فقالت ام سلمة : عجباً لك يا ابن الخطاب ! دخلت فى كل شى حتى تبغى ان تدخل بين رسول الله صلى الله عليه وسلم وازواجه ؟ فخذقني والله لخذاك سرتنى عن بعض ما كنت لجد - من عندها وكان لى صلح من الانصار اذا غيب ، لقانى بالخير ، و اذا غاب كنت انا آتية بالخير ، ونحن نتخوف ملكا من ملوك غسان ذكر لنا انه يريد ان يسير الينا فقد امتلأت صدورنا منه - فاذا صلحى الانصارى يهق الباب - فقال افتح افتح فقلت جاء الغسانى ؟ فقال بل اشد من ذلك - اعتزل رسول الله صلى الله عليه وسلم ازواجه - فقلت رغم انك حفصة وعائشة - فاخذت ثوبى فأخرج حتى جئت فاذا رسول الله صلى الله عليه وسلم فى مشربة له يرقى عليها بعجلة وغلم لرسول الله صلى الله عليه وسلم اسود على راس الدرجة - فقلت له قل هذا عمر بن الخطاب فاننى لى - قال عمر : فقصص على رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا الحديث ، فلما بلغت حديث أم سلمة تبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم - و انه لعلى حصى ما بينه وبينه شى ، و تعصب راسه وساعة من لعم حشوها ليف و ان عند رجله قرطاً مصبواً و عند راسه لخب معلقة ، فذابت اثر الحصى فى جنبه فبكى فقال ببكىك ؟ فقلت يا رسول الله ! ان كسرى رقيص فيما هما فيه و انت رسول الله ! فقال اما ترمى لى كسرى لهم الدنيا و لنا الآخرة ؟

(خلاصہ بیان)

لیکن اسی واقعہ کو امام بخاری نے کتاب العلم میں عبید اللہ
 بن ابی ثور کی روایت سے بھی درج کیا ہے۔ وہ جزئیات بیان میں
 زیادہ مشروح و مفصل ہے علی الخصوص حضرت عمر اور آنحضرتؐ کا
 مکالمہ زیادہ تفصیل سے اس میں بیان کیا گیا ہے۔ امام مسلم کی
 روایات میں بھی بعض زیادہ تفصیل ہیں۔ ہم بخلاف طوالت
 کتاب العلم والی روایت کو نہیں نقل کر سکتے، مگر ان تمام روایات کو
 سامنے رکھ کر انکا مشترک اور مربوط و مرتب خلاصہ بلحاظ درج
 کردیتے ہیں۔ بہ نسبت ایک ہی روایت کے ترجمہ کردینے کے
 یہ زیادہ مفید ہوگا۔ علاوہ اصل واقعہ کے جو ضمنی روشنی اس
 روایت سے آنحضرتؐ کی سیرۃ طیبہ، فقر و استغنا، عورتوں کے حقوق،
 اسلام کی حمایت، حقوق نسروں، زنان عرب کی حالت میں انقلاب،

معاہدہ کا عشق رسولؐ، حضرة عمرؓ کے مدارج علیہ اور راہ محبت رسولؐ میں یوسفزادانہ سرشاری، اور اسی طرح کے بے شمار امور مسائل پر پڑتی ہے، اسکے لحاظ سے بھی اس کا مفصل رجوع خلاصہ درج کرنا بہت ضروری تھا :

”حضرت عبد اللہ ابن عباس (رض) کہتے ہیں کہ میں سال بھر تک اروانہ کرتا رہا کہ حضرت عمر (رض) سے قرآن کریم کی ایک آیت کی نسبت پوچھوں، لیکن انکی ہیبت و رعب سے میری ہمت پست ہو جاتی تھی اور پوچھنے کی نوبت نہیں آتی تھی۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت عمر حج کیلئے نکلے اور میں بھی انکے ہمراہ روانہ ہوا۔ جب حج سے فارغ ہو کر ہم لوگ واپس آ رہے تھے تو راستے میں ایک اچھا مرقعہ گفتگو کا ہاتھ آگیا اور میں نے اس مہلت کو غنیمت سمجھ کر اپنے قدیمی اروانے کو پورا کرنا چاہا۔ میں نے عرض کیا کہ امیر المومنین! آنحضرت کی رہ کر وہ بیویاں نہیں جنہوں نے اپنے مطالبات کیلئے لٹکا کرے آنحضرت پر زور ڈالا تھا“ اور جس کا ذکر خدا تعالیٰ نے ”و ان تظاہر علیہ“ میں کیا ہے؟ حضرت عمر نے فرمایا ”عاشقہ اور حفصہ“ اس پر میں نے کہا کہ واللہ۔ میں ایک سال سے اروانہ کر رہا تھا کہ اس بارے میں آپ سے پوچھوں مگر آپکے رعب سے میری زبان نہیں کھلتی تھی۔

حضرت عمرؓ نے کہا: ”اسکا کچھ خیال نہ کر۔“ جوابات مجھے معلوم ہے میں بیان کرنے کیلئے موجود ہوں۔“

اسکے بعد حضرة عمرؓ نے اس واقعہ پر ایک مفصل و مشرح تقریر کی۔ انہوں نے کہا کہ ”ایلم جاہلیۃ میں ہم لوگوں کا عورتوں کے ساتھ یہ سلوک تھا کہ کسی طرح کے حقوق انہیں حاصل نہ تھے۔ ہم سمجھتے تھے کہ عورتیں کڑی چیز نہیں ہیں۔ لیکن جب اسلام آیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حقوق کے متعلق آیات نازل کیں اور ان کا حق ہم پر قرار پا یا، تو ہماری عورتوں کی حالت بالکل بدل گئی اور اپنا حق مانگنے میں وہ نہایت جوی ہو گئیں۔“

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ کسی بات پر حسبِ علتِ قدیمی میں نے اپنی بیٹی کو قاتل اور بلامِ تکرار سی ہو گئی۔ اُس نے آلت گر رہا ہی جواب دیا اور سختی سے بات کی۔ میں نے کہا : تمہیں کیا ہو گیا ہے ؟ میری بات کا اس طرح جواب دیتے ؟ وہ بولی کہ سبحانِ اللہ ! تم کیا ہو کہ میں تمہیں جواب نہ دوں۔ تمہاری بیٹی (حقمہ) ترخورد رسولِ اللہ صلعم کو برابر کا جواب دیتی ہے۔ حتیٰ کہ من دن پھر قے رڑھی رھتی ہے !

یہ سکر میں نے اپنے دل میں کہا ' یہ تو عجیب بات ہوئی -
 فریاً آتھمرفضہ (حضرت عمر کی ۱۰ - ۱۱ ہجری اور آنحضرت کی زوجہ مطہرہ)
 نے پلس پہنچا اور پوچھا کہ بیٹی! کیا یہ سچ ہے کہ تم آنحضرت سے
 سوال جواب کرتی ہو اور میں تو بیروڑی رہتی ہو؟ اور کیا اور
 بیویاں بھی ایسا ہی کرتی ہیں؟ حضرت نے کہا کہ ہلی بیشک ہم
 ایسا کرتے ہیں۔ مجھے سخت غصہ آیا اور میں نے کہہ تجھے اللہ کی
 سزا اور اس کے رسول کے غضب سے قویا چاہیے۔ رسول اللہ کی ناراضی
 عین خدا کی ناراضی ہے۔ یہ کیا ہے جو تم اسطرح انہیں ناراض
 کرتی ہو؟ تجھے حضرت عائشہ کی کوئی نظیر دیکھ کر یہول نہ جانا
 چاہیے جس سے آنحضرت بہت محبت فرماتے ہیں۔ واللہ اگر انہیں
 میرا خیال نہرہا تو وہ تجھے طلق بیچکے ہوتے۔ تبھکر جو کچھ

مانگنا ہو مجھ سے مانگ - آنحضرت کو کیوں تکلیف دیتی ہے ؟
اسکے بعد میں لم سلبہ (آنحضرت کی دوسری زوجہ مطہرہ)
نے ہاں لایا کیونکہ قرابت کی وجہ سے مجھے زیادہ مرقعہ دریافتیہ حال
اور ملاقات کا حامل تھا - میں نے اسے بھی وہ تمام باتیں کہیں
جو اپنی بیٹی سے کہی تھیں - لیکن انہوں نے سنتے ہی جواب دیا کہ
اے ابن خطاب ! تمہاری حالت تو بڑی ہی عجیب ہے ! تم ہر
معاملے میں تاخیر فرماتے ہو - اور اب یہ نوبت آگئی کہ رسول اللہ
اور انکی بیویوں نے معاملے میں بھی تاخیر دینے لگے ہو ؟

(بعض نتائج و بصائر)

اس حدیث طویل کے نقل کرنے سے مقصد اصلی واقعہ ایلاہ تغیر کے متعلق معلومات صحیحہ کا حصول تھا ، لیکن ضمناً جن امور و مسائل پر اس سے روشنی پڑتی ہے ، نہایت مختصر لفظوں میں انکی طرف اشارہ کرونگا ۔

شامحین بخاری نے اس حدیث سے بے شمار باتیں پیدا کی ہیں ۔ خود امام بخاری نے تحصیل علم ، تحقیق و سوال ، احکام نکاح ، احکام طلاق ، یتیم ، والدین وغیرہ متعدد مسائل میں اسی ایک روایت سے حسب عادت ترویج کی ہے ۔

(۱) اسلام سے قبل عورتوں کی کیا حالت تھی اور اسلام نے کس طرح اُس میں انقلاب پیدا کر دیا ؟ حضرت عمر کہتے ہیں کہ اسلام سے پہلے ہم عورتوں کا کوئی حق اپنے اوپر نہیں دیکھا تھا ۔ تھے ۔ اسلام نے جب ان کے حقوق گنواے تو ہمیں تسلیم کرنا پڑا ۔

(۲) حضرت ابن عباس کے اس شوق تحقیق و تلاش علم اسناد کو دیکھیے کہ صرف ایک آیت کے متعلق تحقیق کرنے کیلئے کامل سال بھر تک کوشش کرتے رہے ۔ اس سے فن تفسیر کے متعلق بھی ان کے جد و جہد کا حال معلوم ہوتا ہے ۔ جب ایک آیت کے شان نزول کیلئے یہ حال تھا تو پورے قرآن کرم کے معارف کو کس سعی و جہد سے حاصل کیا ہوگا ؟

(۳) اللہ اکبر ! یہ کیا چیز تھی کہ خلفاء راشدین رہتے تو تھے اس مسارت اور فقر و زہد کے ساتھ کہ کوئی تمیز اعلیٰ و ادنیٰ کی نہ تھی ، مگر پھر بھی ہیبت و صرلت ربانی کا یہ حال تھا کہ عمر فاروق کے آگے خود صحابہ کی زبانیں نہیں کھلتی تھیں ! ولعم ماقیل :

ہیبت حق ست ، اس از خلق نیست !

ہیبت ابن مسعود صاحب دلق نیست !

(۴) حضرة سرور کائنات کی اُس حیا مقدسہ کا نقشہ سامنے آجاتا ہے جو ایک طرف تو سوجہاں کی پادشاہت اپنے سامنے دیکھتی تھی ، دوسری طرف چارپائی پر بچھائے کیلئے ایک کمر بھی پاس نہ تھا :

مقام اُس بزرگ کبریٰ میں تھا حرف مشدد کا

(۵) صحابہ کی محبت اور جلال فلانی کہ شمع رسالت پر پروانہ صفت لٹارتے ۔ حضرة عمر نے کہا کہ اپنے ہاتھ اپنے اپنی بیٹیکا سر

قام کر دینگا ۔ ہمیں اپنے دلوں کو تگولنا چاہیے کہ کیا حال ہے ؟

(۶) حضرة عمر (رض) کی جلالت مرتبہ اس سے واضح ہوتی ہے ۔

نیز وہ تقرب جو دربار رسالت میں انہیں حاصل تھا ۔ حضرة ام سلمہ نے جہنمہ کر کہا کہ تم سب باتیں میں سخیل ہو گئے ۔ اب آنحضرت کے گھر کے معاملے میں بھی دخل دینے لگے ہو ؟ جب آپ یہ واقعہ بیان کیا تو آنحضرت متبسم ہوئے !

(۷) اس سے یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ باپ کا اپنی بیٹی کے مکان میں بلا اجازت شوہر جانا درست ہے ۔ حضرة عمر حضرة حفصہ کے ہاں بلا اذن آنحضرت کے تشریف لیگئے ۔

(۸) ایک بڑا اہم نکتہ یہ حل ہوتا ہے کہ اُس وقت مدینہ کس طرح دشمنوں کے نرغے میں تھا ، اور ہر وقت حملوں کا خوف تھا ؟ حتیٰ کہ جب انصاری ہمسایے نے کہا کہ دروازہ کھولو تو حضرت عمر بول اٹھے کہ کیا دشمن مدینہ پر چڑھ آئے ہیں ؟ پھر جو لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے قیام مدینہ کے زمانے میں خود حملے کیے ، اتنا یہ کہنا کس قدر غلط اور خلاف واقعہ ہے ؟

(۹) آنحضرت کی ملوثی زندگی کی شفقت و نرمی ، تحمل و صبر ، رفق و لینت ، اور بیوقوفوں کے ساتھ صبر و برداشت کا سلوک ۔ اس سے جہاں اُس خلق عظیم کی زندگی سامنے آتی ہے ، وہاں اتنا کسرا حسہ ہم سے مطالبہ بھی کرتا ہے کہ اپنی بیویوں سے محبت و نرمی کریں ، اور ہمیشہ شفقت و سلوک اور درگزر و رفق سے پیش آئیں کہ یہ آپ کیلئے بہت ہی نادر ہے !

انہوں نے یہ بات اس زور سے کہی کہ مجھے کوئی جواب نہ دیا گیا اور میں خاموش آنکھ چلا آیا ۔

اسی زمانے کا واقعہ ہے کہ میرے ہمسایے میں ایک انصاری رہتا تھا ۔ ہم اور وہ دونوں باری باری ایک دن درمیان دیکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے ۔ اور ایک دوسرے کو اپنی حاضرین کے حالات سنا دیا کرتے تھے ۔ یہ وہ وقت تھا کہ مدینہ میں دشمنوں کے حملوں کی ہر وقت توقع کی جاتی تھی اور خود میرے ملک غسان میں سے ایک پادشاہ کی طرف سے کھٹکا تھا کہ وہ حملہ کرنے والا ہے ۔

ایک دن رات کو میرے انصاری ہمسایے نے بالکل نا وقت دروازے پر دستک دی اور پکارا کہ دروازہ کھولو دروازہ کھولو ! میں کھیرایا ہوا گیا اور پوچھا خیر ہے ، کیا غسانی مدینہ پر چڑھ آئے ؟ اس نے کہا کہ نہیں ، مگر اس سے بھی بڑھکر حادثہ ہوا ، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی !

میں نے کہا کہ یہ سب کچھ حفصہ و عائشہ ہی کی لہجوں سے ہوا ہوگا جو وہ آنحضرت کے ساتھ کیا کرتی تھیں ۔ میں نے لپڑے پہنے اور سیدھا مدینہ پہنچا ۔ آنحضرت نماز صبح کے بعد بالاخانے پر تشریف لیگئے ۔ مسجد میں لوگ بیٹھے تھے اور غمگین تھے ۔ مجھے صبر نہ ہوا ۔ بالاخانے کے نیچے آیا اور آنحضرت کے حبشی غلام سے کہا کہ میری اطلاع دو ۔ مگر باریابی کی اجازت نہ آئی ۔ کچھ وقفہ کے بعد پھر دوبارہ آیا اور غلام سے کہا کہ میری حاضری کیلئے اجازت طلب کر ۔ جب کچھ جواب نہ آیا تو مجھے صبر نہ ہوا ۔ بے اختیارانہ پکار اٹھا کہ شاید رسول اللہ خیال فرماتے ہیں کہ میں اپنی لڑکی حفصہ کی سفارش کرتے آیا ہوں ۔ خدا کی قسم ! میں تو صرف رسول اللہ کی رضا کا بندہ ہوں ۔ اگر وہ حکم دیں تو خود اپنے ہاتھ سے حفصہ کی گردن اڑاؤں !

غرض اس بار اُن ملکیا اور میں بالاخانے کے اوپر پہنچا ۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سرور کائنات ایک کھری چارپائی پر لیٹے ہیں اور آپ کے جسم اقدس پر بانوں کے نشان پڑ گئے ہیں ۔ گھر کے سازر سامان کا یہ حال ہے کہ ایک طرف مٹی بھر جوئے دہلے پڑے ہیں ۔ ایک کونے میں کسی جانور کی کھال رکھی ہے ۔ دوسری کھال ایک طرف لٹک رہی ہے !

یہ حالت دیکھ کر میرا دل بے قابو ہو گیا اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے ۔ آنحضرت نے فرمایا کہ عمر ! تم روتے کیوں ہو ؟ عرض کی کہ رونے کی اس سے زیادہ بات کیا ہوگی ؟ آج قیصر اور کسریٰ عیش و راحت کے مزے لوٹ رہے ہیں حالانکہ خدا کی بندگی سے غافل ہیں ، مگر آپ سرور سوجہاں ہو کر اس حالت میں ہیں کہ گھر میں ایک چیز بھی آرام کی میسر نہیں اور کھری چارپائی کے نشان جسم مبارک پر نمایاں ہیں !!

حضور نے فرمایا کہ ہاں ٹھیک ہے ۔ لیکن کیا تم اس پر راضی نہیں کہ قیصر و کسریٰ دنیا لیں اور ہمیں آخرت نصیب ہو ؟

میں نے پوچھا کہ کیا حضور نے ازراہ کر طلاق دیدی ؟ فرمایا نہیں ۔ یہ سنتے ہی میں استقدر خوش ہوا کہ میری زبان سے اللہ اکبر کا نعرہ نکل گیا ۔ پھر میں نے آپ کی تفریح خاطر کیلئے عرض کیا کہ ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب تھے لیکن یہاں آکر دیکھا کہ رنگ دوسرا ہے ۔ اسپر آپ متبسم ہوئے ۔ پھر میں نے اپنی وہ گزشتہ عرض کی جو حفصہ اور ام سلمہ کے ساتھ پیش آئی تھی ۔ اسپر آپ دوبارہ متبسم ہوئے ۔ آخر میں عرض کی کہ مسجد میں لوگ مغموم بیٹھے ہیں ۔ اجازت ملے کہ انہیں بھی جا کر خبر دیدیں کہ طلاق کا خیال غلط ہے ۔

اس کے بعد آپ حضرة عائشہ کے ہاں تشریف لیگئے ۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ نے ایک مہینے تک ایلاہ کرنے کا عہد کیا تھا ۔ ابھی اس میں ایک دن باقی ہے ۔ آپ نے کہا کہ انیس دن کا بھی تو مہینا

ہوتا ہے ؟

درسِ اسلامیہ

بقا و اصلاح ندوۃ

۱۰ مئی سے پہلے اور اسکے بعد

رب احکم با نصق و رزنا
الرحمن المستعان علی ماتصفر!

گذشتہ اشاعت میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے وہ جلسے کے حالات و نتائج پر ایک عام نظر تھی۔ آج بعض خاص حیثیتوں سے ایک دوسری نظر ڈالنا چاہتا ہوں۔ یہ جلسہ ہمارے لیے عذرت و تذکیر کا ایک عظیم الاثر واقعہ ہے اور ہمارے عام معامع اور مجلسی کاموں کیلئے اسمیں بڑی بڑی عبرتیں پرشیدہ ہیں۔ ایسے واقعات کا نہایت غور و فکر سے مطالعہ کرنا چاہیے۔ انسان کی سب سے بڑی عقلمندی عبرت پذیری، مگر سب سے بڑی غلطی غفلت و اغماض ہے: ان فی ذلک لذرکری، لمن کان له قلب او القی السمع دھو شہید۔

(طریق انعقاد و دعوت کار)

ہم آج نصف صدی سے بڑے بڑے مجلسی کاموں میں منہمک ہیں۔ بیس برس سے کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں، اور بڑی بڑی انجمنوں کے علاوہ وقتی مصالح و ضروریات کیلئے عظیم الشان مجلسوں کا اعلان ہوتا ہے۔ لیکن انسوس ہے کہ اب تک ہمارے پاس طریق انعقاد مجالس و محنت کار کیلئے نہ تو کوئی متفقہ اصول ہے اور نہ کوئی معیار۔ جس جلسے کو لوگ چاہتے ہیں، قاعدہ کھدیتے ہیں، جسکو چاہتے ہیں خلاف قاعدہ کھدیتے ہیں۔ ایک ہی جماعت کو کچھ لوگ تسلیم کر لیتے ہیں، کچھ لوگ انکار کر دیتے ہیں۔ نہ تو تسلیم کرنے والوں کے پاس کوئی اصول ہے اور نہ انکار کرنے والوں کے پاس کوئی معیار۔

کبھی اسپر بہت زور دیا جاتا ہے کہ "رازداری" کوئی شے نہیں اور جمہوری کاموں کے یہ معنی ہیں کہ بالکل علانیہ ہوں اور انہیں کوئی راز نہ ہو۔ لیکن پھر بعض عقلمند لوگوں کو اصرار ہوتا ہے کہ اس عام کلیہ میں استثناء ضرور ہونا چاہیے۔ حقیقی عہدیت و جمہوریت ایک مفہوم ذہنی یا ادعا خیالی ہے، اور کبھی بھی اسکا وجود خارج میں نظر نہ آیا۔ اس عموم میں کچھ نہ کچھ خصوص کی گنجائش رکھنی ہی پڑیگی اور ذمہ داری کے کاموں میں رازداری کے بغیر چارہ نہیں۔

پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر جماعت کے فوائد کا پاس کرنے والے رازداری سے کام کریں تو وہ عین جمہوری کم ہے، لیکن جن لوگوں کو جماعت کے فوائد عزیز نہیں، انکے لیے رازداری جائز نہیں ہو سکتی۔

مگر اسپر سوال ہوتا ہے کہ اشخاص کی اس حیثیت کا کیونکر فیصلہ ہو کیونکہ بعض ادعا تو اسے لیے کافی نہیں۔

غرضتہ کوئی متفقہ اصول اس بارے میں قوم کے سامنے نہیں ہے، اور ایک انسوس ناک طوائف الملوک اس بارے میں پھیلی ہوئی ہے۔

لیکن ۱۰۔ مئی کا جلسہ فی الحقیقۃ اس بحث و مناقشہ کا ایک عملی فیصلہ ہے، اور ایسا فیصلہ ہے جسکو اگر تسلیم نہ کیا

جائے تو اس مبحث کا کوئی فیصلہ بھی عملاً ممکن نہ ہوگا۔ باوجود قلت وقت و فقدان فرصت، جس طرح اسکی تجویز ہوئی، اور جس طرح اسکے انعقاد کا سامان کیا گیا، وہ اسے لیے ایک بہتر نمونہ ہے کہ عام قومی مجالس کو کس طرح منعقد ہونا چاہیے۔ (وہ ایک بہت بڑی بصیرت ہے جو اس جلسے سے ہم ہمیشہ کیلئے حاصل کر سکتے ہیں۔)

(ایک خطرناک اور مہلک سعی)

سب سے پہلے ہمارے سامنے وہ کثیر التعداد جلسے آئے ہیں جو ہندوستان کے مشعلہ، حصوں میں مسئلہ ندوۃ کے متعلق منعقد ہوئے، اور جنکی نسبت پرورے اعتماد کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت تک کسی بڑے سے بڑے مسئلہ کے لیے بھی اس سے زیادہ عام آواز نہیں اُٹھی ہے، جسقدر کہ اصلاح ندوۃ کیلئے اور ایک آزاد کمیٹی یا کمیشن کیلئے ہندوستان کے ہر گوشے سے متفقہ اُٹھی، اور ایک ہی وقت میں اُٹھی۔

لیکن کچھ لوگ ہیں جو ان جلسوں کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ کوئی چیز نہیں، اور انہیں کسی طرح بھی علم رائے کا خطاب نہیں دیا جاسکتا۔ انکی بڑی دلیل یہ ہے کہ خود کسی رچی آسانی یا اہم قلبی کی بنا پر انکا انعقاد نہیں ہوا بلکہ بعض لوگوں کی کوشش اور سعی سے ہوا۔ ایسے جلسے جب چاہیں ہر جگہ کرادیسکتے ہیں۔ انکی کوئی وقعت نہیں ہو سکتی۔

لیکن قطع نظر اس منطق کے جو ان کی تضعیف و تعقیر میں اختیار کی گئی ہے، سب سے پہلا سوال ان بزرگوں سے یہ ہونا چاہیے کہ انکے ایسا کہنے میں اور اس منطق میں جو مسئلہ مسجد کانپور کے متعلق حکم کم میں لائے تھے، کیا فرق ہے؟ سرجمس مسٹن کی گورنمنٹ بھی بعینہ یہی کہتی تھی کہ خود عام پبلک کو کوئی خیال نہیں ہے۔ صرف چند آدمی ہیں جو ہر جگہ جلسے کراتے ہیں اور جتنی مختلف مدالیں اُٹھ رہی ہیں وہ دراصل ایک ہی صدا کی سازشی باز گشت ہے!

پھر کرنسی وجہ ہے کہ یہ منطق اس وقت تو تسلیم نہیں کی گئی اور اسکو قوم کی تعقیر اور اسلامی اتحاد کی توہین سمجھا گیا، مگر آج ندوۃ کے مسئلے میں بلا تکلف اسی حربے سے کم لیا جا رہا ہے؟

مجھے انسوس ہے کہ اس استدلال سے کم لینے میں میں نے ان بزرگوں کو بھی تیز زبان پایا ہے جنہوں نے مسئلہ مسجد کانپور میں علم رائے کی وکالت میں خاص حصہ لیا تھا۔ پھر کیا مناسب نہ ہوگا کہ وہ اس سوال پر غور کریں؟

اصل یہ ہے کہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں، اسے خود اتنا نہیں سمجھتے جتنا دوسرا سمجھ سکتا ہے اور سمجھتا ہے۔ اگر مسئلہ ندوۃ کے متعلق وہ پچاس سے زائد اسلامی جلسے کوئی چیز نہیں، جو ہندوستان کے تمام شہروں بلکہ قصبوں، اور دیہاتوں تک میں منعقد ہوئے، تو اسے یہ معنی ہیں کہ آپ گورنمنٹ کو، حکم کر، انکے پرستاروں کو، اور قومی و ملکی خراشوں اور حقوق کے ہر مخالف کو وہ خطرناک اور مہلک حربہ سے رہے ہیں، جسکا قاتل وار آپنی تلم سیاسی و ملکی زندگی کو نیست و نابود کر دینا، اور آپ اس سب سے زیادہ کارگر اور حقیقی و اصلی دلیل کو خود ہی رد کر دینا، جسکا رد ہوجانا انکے مخالفوں کا بہترین مقصد ہے، اور جسکے بھروسے پر آپ اپنے مقاصد کی ہستی قائم کی ہے!!

اگر وہ جلسے کوئی چیز نہیں جو مسئلہ ندوۃ کے متعلق ہندوستان میں منعقد ہوئے تو پھر مجھے بتلایا جائے کہ "قومی رائے" اور

کی کرسٹانی ہے " مگر خدا نے اسے قانون صداقت کے زمانے کی طاقت کے اور پیش آنے والے واقعات و نتائج کے اس الزم کو جھٹلایا اور " عام رائے " کے آگے بڑے بڑے سرکشیوں کو بالآخر عاجزانہ گردن جھکا دینی پڑی ۔

ہم عمل اور حرکت کے عہد میں ہیں ، ہمارے اصلی کم ندرہ کے مسئلہ سے زیادہ اہم ہیں ۔ ہم کو آئندہ چپ ہو کر بیٹھ نہیں جانا ہے بلکہ کم کرنا ہے ، اور ہمارے مقاصد کے مخالف و منکر بڑے ہی ہوشیار اور چالاک ہیں اور وزارتوں کے پیکر ہیں ۔ پس خدا کیلئے اصلاح ندرہ کی ضد میں آکر ایسے ہفوات منہ سے نہ نکالو جو نہ صرف یہ کہ واقعیت کے خلاف ہیں ۔ بلکہ کل کر مخالفوں کے ہاتھ میں ہمارا سر کھلنے اور ہماری آوازیں کو جھٹلانے اور رد کردینے کیلئے ایک بڑا بھاری پتھر دیدینے والے ہیں ۔ ندرہ کا مسئلہ دس مٹی کر تھا ، لیکن ملک اور قوم کا مسئلہ روز ہمارے سامنے آتا ہے ۔ ہم اپنی خواہشوں کو گورنمنٹ سے منوانا چاہتے ہیں ، اور اپنی عام رائے کو اس کے ہاتھوں ذلیل کرنا پسند نہیں کرتے ۔ ہمیں بہت کچھ لینا ہے اور بہت سے کم ہیں جنکے لیے عام صدائیں بلند کرنی ہیں ۔ اگر آج تم نے یہ کہہ دیا کہ پچاس سے زائد جلسوں کا ہونا " عام رائے " نہیں تو بتلاؤ کہ کل کو کسی بڑے سے بڑے مسئلہ کیلئے بھی جسے تم بڑا سمجھتے ہو ، کس طرح عام رائے کا ثبوت ہوگے ، اور ان جلسوں کی تعقیب کر کے اور کرنے جلسے لڑکے جنکی تجویزوں کے ذریعہ گورنمنٹ کے سامنے کھڑے ہوگے ؟

جبکہ وہ کہیں کہ جلسوں کا ہونا عام رائے کا ثبوت نہیں ، تو اسکا جواب ہمارے پاس کیا ہوگا کیونکہ تمام ملک کے پچاس سے زائد باقاعدہ مجالس کوئی شے نہیں ہیں ؟

اصل یہ ہے کہ جو لوگ ان جلسوں کی تعقیب کرتے ہیں ، انہیں شاید اسکی چنداں پروا بھی نہیں ہے کہ اسکا اثر عام اسلامی و ملکی فوائد پر کیا پڑیگا ، نیز گورنمنٹ اور حکم کے مقابلے میں قوم کی کامیابی کے کچھ ایسے شائق بھی نہیں ۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر ایسے لوگوں کو اسپر توجہ دلانا بیکار ہے ۔ البتہ اصحاب فکر رائے کو سونپنا چاہیے کہ عام مجالس کی تعقیب کا خیال کس درجہ مہلک اور خطرناک غلطی ہے !

اگر میں ان جلسوں کے متعلق فرداً فرداً بحث کروں تو اتنی اہمیت کا مسئلہ پوری طرح روشنی میں آجائے ، مگر اصولاً اس طریق بحث کی ضرورت نہیں سمجھتا ۔ یہ جلسے کیسے بھی ہوں ، باقاعدہ ہوں یا بے ضابطہ ، الہام آسانی سے منعقد ہوئے ہوں ، یا اشارہ انسانی سے ۔ انکے لیے الہال نے زور دیا ہو یا کامیاب نہ ۔ لیکن ہمارے جلسے بھی ہیں ۔ ہماری صدائیں انہی میں سے آہتی ہیں ۔ ہماری موجودہ علم رائے انہی سے عبارت ہے اور انکو الگ کر دینے کے بعد ہمارے پاس اور کچھ نہیں رہتا ۔ بلقان و طرابلس کے تمام مسائل کے متعلق انہی کے ذریعہ ہم نے کم کیا ، مسجد کانپور کا مسئلہ انہی کی صداؤں سے عبارت ہے ۔ ہمارے کاموں کی بنیاد اور ہمارے اجتماع کی قوت صرف انہی میں پوشیدہ ہے ۔ پس جسکا جی چاہے انہیں تسلیم کرے ، جسکا جی چاہے تسلیم نہ کرے ، مگر جب کم کا وقت آگیا تو تسلیم قوم اور گورنمنٹ مجبور ہوگی کہ انہی کو تسلیم کرے ، اور انہی کو سب کچھ قرار دے ۔ انکار کرتے والے آفتاب کے وجود سے عین ہر پھر کر بھی انکار کردے سکتے ہیں لیکن روشنی کا سلسلہ تاریکی کا سوال نہیں بن جا سکتا : فقہروا و شیعہ یا اہل البیاب ۔

" علم خواہش " کس شے کا نام ہے ، جسکا اسقدر شور مچایا جاتا ہے اور جسکے بڑے پر گورنمنٹ سے اپنے مقاصد حاصل کرنے کی آرزو ہے ؟ اگر " عام رائے " کے معلوم کرنے کا وسیلہ یہ جلسے نہیں ہیں تو مسلمانوں کے اندر عام رائے کا وجود ہی نہیں ہے ، حالانکہ گذشتہ چند سالوں کے اندر سب سے زیادہ دعوا عام رائے کا قوت و عمل مسلمانوں ہی نے کیا ہے ۔ میں پوچھتا ہوں کہ جسقدر جلسے طرابلس اور بلقان کیلئے ہوئے ، جسقدر تجویزیں صلیبی مظالم اور مسلمانان مقدونیا و البانیا کی مظلومی کے متعلق پاس کی گئیں نیز جسقدر صدائیں ایدریا نریل کے عہد کے بعد اسلامی ہند نے بلند کیں ، وہ کن جلسوں سے آئی ہیں ؟ اور کن لوگوں نے انہیں منعقد کیا تھا ؟ اگر کسی مسئلہ کی تحریک کرنے کا یہ مطلب ہے کہ خود ملک میں کوئی خیال نہیں تو اس دلیل سے تو طرابلس و بلقان کے جلسے تک بالکل ملیا میٹ ہو جاتے ہیں ، کیونکہ نہ صرف انکے لیے اخباروں نے تحریک ہی کی بلکہ واقعہ یہ ہے کہ خاص خاص لوگوں ہی نے جوش اور هیجان پیدا کر دیا ۔ شاید یہ کہنا کسی کے نزدیک بھی مبالغہ نہ ہوگا کہ طرابلس و بلقان کے مسئلہ میں الہلال نے تحریک و دعوت کا کم خاص طور پر کیا ہے ۔ پھر اگر اس وقت الہلال کا لکھنا اور ہر طرح ظاہر و باطن کوشش کرنے " عام رائے " کی صحت کو نقصان نہ پہنچا سکا تو العجب ثم العجب کہ آج ندرہ کے متعلق اسکا سعی کرنا یہ مطلب رکھے کہ جو کچھ ہوا صرف اسی کی تحریک سے ہوا ، اور خود کسی جلسے کے انعقاد کیلئے فرشتے آسمان سے نازل نہ ہوئے ؟

میکر عزیز نادانوں ! فرشتے تو اب کسی جلسے کا بھی پیام لیکر نہیں آتے ، اور وہی الہی سے کوئی بھی جلسہ منعقد نہیں کرتا ۔ انسانوں ہی کی تحریک ہر جگہ کم کرتی ہے ۔ ہندوستان ہی نہیں بلکہ تمام اور جمہوری اصول پر چلنے والے ممالک کا بھی یہی حال ہے ۔ عام رائے اسی کو کہتے ہیں کہ کسی مسئلہ کی اہمیت کو محسوس کر کے چند اشخاص سب سے چلے لوگوں کو توجہ دلاتے ہیں ، اور جس شے کو اپنے عقیدے میں ضروری اور اہم سمجھتے ہیں ، اسکی اہمیت کا عام اعتراف کرانے کی سعی کرتے ہیں ۔ پھر لوگ انکی سنتے ہیں اور انکے بیانات پر کان دھرتے ہیں ۔ یہاں تک کہ تحریک کی قوت اپنا کم کرتی ہے ، اور ایک ہیجان و جوش عام پیدا ہو جاتا ہے ۔ پھر وہی صدا جو پہلے محدود تھی عام ہو جاتی ہے ، اور وہی خیالات جو پہلے ایک یا چند شخصوں کے نام سے نکلتے تھے ، ہر مجمع اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے لگتے ہیں ۔ اسی کا نام عام رائے ہے اور دنیا کی تمام قوتیں مجبور ہیں کہ اسی کو عام رائے سمجھیں اور اس کے آگے سر جھکا دیں !

یہ کانپور کی مسجد کا معاملہ ہمارے سامنے ہے ۔ یقیناً الہلال نے اس کے لیے اپنے نکلیں وقف کر دیا ، اور علاوہ اخبار کے شخصاً بھی ہر طرح کوشش کی ، مختلف مقامات میں لیکچر دیے ، چندے کی تحریکیں کیں ، انجمنوں کو خراب غفلت سے چونکا یا ، اور بالکل اسی طرح بعض اور ارباب غیرت و قوت نے بھی اپنی تمام کوششوں کو اس راہ میں وقف کر دیا ۔ لیکن ایسا ہونا نہ تو علم رائے کے وجود سے انکار کی وجہ ہو سکتا تھا ، اور نہ کن جلسہ اور جماعتوں نے محض چند اشخاص کے کہہ دینے سے ایسا کیا تھا ۔ مسئلہ اہم ، واقعی ، اور سچا تھا ، خانہ خدا کی محبت ہر مومن دل میں تھی ، اور شہداء راہ الہی کے درد سے ہر دل بیقرار تھا ۔ پس چونکہ بات سچی اور حقیقی تھی ، اسلئے سب نے اسی اور برد بنارہی نہ تھا ، اسلئے کوئی نہ تھا جسکے منہ سے جوش نہ نکلی ۔ سر جیمس مسٹن کی گورنمنٹ نے کہا کہ یہ " چند مفسدین

(عام جلسہ کی ضرورت کا اعتراف)

پس ٹھیک ٹھیک اُسی اصول کار کی بموجب جواب تک
 متفق و متضاد طور پر ہم کرتے آئے ہیں، ہندوستان کے ہر حصہ کے
 اصلاح ندرہ کے لیے ایک عام جلسہ کی مدالیں اٹھیں، اور نفس
 اصلاح کا تقریباً ہر حلقہ اور ہر گروہ نے اعتراف کیا۔ شاید ہی
 دو چار ماہ کے اندر کسی تعلیمی مسئلہ کے متعلق اس قدر عام انکار
 کی قوت میسر آئی ہے، جیسی کہ بعد اللہ اس مسئلہ میں
 حاصل ہوئی۔ اس قدر سرعت سے مطالبہ اصلاح کی قوم نے حمایت
 کی کہ اس کو کسی بڑی سازش سے تعبیر کرنے کے سوا مفکرین
 اصلاح کوئی ترجمہ نہ کر سکے۔

عام جلسے کی ضرورت کے عام اعتراف کے بعد یہ سوال سامنے آتا تھا کہ وہ عام جلسہ کہاں منعقد ہو؟

مخالفین اصلاح کہتے ہیں کہ اسے لکھنؤ ہی میں منعقد ہونا تھا، اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ جہاں کا معاملہ ہو، وہیں سعی اصلاح زیادہ مرزوں اور نقیحہ خیز ہو سکتی ہے۔ جو لوگ یہ خیال اپنے فریقانہ مقاصد کی بنا پر ظاہر کرتے ہیں، انہیں مخاطب تو مفید نہ ہوگا، البتہ غیر جانب دار لوگوں کو ذرا سونچنا چاہیے کہ ایسا کہے وہ ایک کھلی اور روشن بات ہے کس طرح تعادل و انصاف کر رہے ہیں؟ ندرۃ العلما کا سارا ماتم اسی میں ہے کہ چند حضرات نے اُسے اپنے شخصی اقتدار کا گھر بنا لیا ہے، اور ملک کے قابل اور کارکن اشخاص کیلئے اس میں کوئی جگہ نہیں رہی ہے، اور صرف یہی بات مبداً اصلی ہے اُن تعلم خرابیوں کا جنکے ذریعہ کولی کرش اندرونی اصلاح کی کامیابی نہیں ہو سکتی۔

پس ایسی حالت میں اصلاح کے مسئلہ پر غور کرنے کے لیے
خود لکھنؤ میں جلسہ کرنا جو مدعا علیہ فریق کا مرکز ہے، کھونکر
اُس خواہش کو پورا کر سکتا تھا، جو عام طور پر غیر جانب دار کمیٹی
کے قیام پر زور دے رہی تھی؟ اسکے تو صاف معنی یہ تھے کہ
جن لوگوں کے خلاف یہ سارا شور و غل ہے، پھر خود اُنہی کے قدموں
پر مسئلہ اصلاح دفعہ کو گرا دیا جائے، اور چھوڑ دیا جائے کہ جس
طرح چاہیں وہ اسکا سر کھل ڈالیں۔

اصل یہ ہے کہ لکھنؤ کا نام صرف اسی لیے بار بار لیا جاتا ہے کہ وہاں حضرات ندوہ اپنی مجازتی پیدا کرنے کے عمدہ وسائل اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں، جس کا ایک چھوٹا سا نمونہ ایک مرتبہ عہدہ داروں کے انتخاب جدید میں نظر آچکا ہے۔ اگر لکھنؤ میں جلسہ ہوتا، تو بآسانی ممکن تھا کہ ہزار پانچ سو آدمی شہر اور اطراف سے بلا لیے جاتے، اور وہ شروع مچائے کہ اصلاح کوئی چیز نہیں۔ ہم کو کارکنان ندوہ پر پورا اعتماد ہے۔ چونکہ اس کا موقع لکھنؤ سے باہر حاصل نہیں ہے اس لیے اس کا ہمارے دوستوں کو بڑا ہی رنج ہے۔ پس لکھنؤ میں تو اس جلسے کا ہونا کسی طرح بھی ممکن نہ تھا، اور اسے ہر صاحب بصیرت حتیٰ کہ خود لوگ ندوہ بھی تسلیم کریں گے، اگر وہ انصاف اور عدالت سے کلم لیں، اور وقتی مخالفت اور شک کو چھوڑ دیں۔ رہی یہ بات کہ لکھنؤ کے علاوہ کسی دوسرے شہر میں ہو تو کہاں ہو؟ تو اس کا جواب صاف یہ ہے کہ جس شہر کے لوگ اپنا رقت، اپنا رویہ، اپنا دماغ، اور اپنی ہمدردی بٹا کر جلسہ طلب کریں اور فریق مخالف کے علاوہ عام پبلک اس پر کوئی معقول اعتراض نہ کرے، نیز بہت اچھا ہو اگر کوئی مرکزی مقام اور ہر طرف کے آدمیوں کی شرکت کیلئے سہولت رکھتا ہو۔

جبکہ جلسے کی ضرورت اور کمیشن کے انتخاب کی مدالیں
 ہر جانب سے اٹھ رہی تھیں تو کسی شہر سے بھی ایسے جلسے

کیلیے آسانی و مستعفی ظاہر نہ ہوے، اور غریب ندرہ کیلیے پوری بھئی کسے تھی کہ اس گرمی میں اپنا کاروبار معطل کرے کسی عظیم الشان جلسے کا انتظام کرتا ؟

لیکن خدا کی مرضی یہی تھی کہ باوجود اُن تمام باتوں کے کلم ہو، اور مسئلہ فقہیہ غفلت رہے تو جہی کی نذر نہ ہو جائے۔ پس اُس نے بزرگان دہلی کے دلہن میں اس خدمت جلیل و عظیم کا خیال پیدا کر دیا۔ اور ہر طرح کی تکالیف اور صرف مال و رقت کرنے کیلئے مستعد ہو گئے۔ انہوں نے ایک جلسہ اپنے اہل الرائے اور کارکن حضرات کا منعقد کر کے جلسے کی تجویز منظور کی اور اسکا عام اعلان اسی وقت تمام اردو انگریزی اخبارات میں کر دیا۔ صریحات متعدد، بنگال، بمبئی، اور پنجاب کے بعض مشاہیر و عہدہ داران مجالس بھی انکی تجویز سے متفق ہوئے اور انہوں نے اجازت دی کہ اعلان میں انکے دستخط بھی ہوا دیے جائیں۔ بمبئی میں انجمن اسلامیہ مسلمانوں کی سب سے بڑی انجمن ہے۔ پنجاب میں انجمن حمایت اسلام اور انجمن اسلامیہ کی حیثیت تسلیم کرنے سے کسی کو انکار نہ ہوا۔ الہ آباد کی پرائیویٹ مسلم لیگ اپنے صوبے کی باقاعدہ جماعت ہے۔ ان تمام مجالس کے عہدہ داروں نے اپنے دستخط سے اعلان کی اشاعت منظور کر کے شرکت فرمائی۔

کسی ایسے جلسہ کیلئے اس شہر کی خواہش اور ...
 کے بعد صرف یہ دیکھنا ضروری تھا کہ وہاں کے لوگوں کی مثل
 لکھنؤ کے کوئی فرقانہ حیثیت تو نہیں ہے ؟

چونکہ واقعات نے باوجود ہزار سعی و جہاد مخالفت، مخالفین اصلاح کے مقاصد کا ساتھ نہیں دیا، اس لیے ظاہر ہے کہ اب وہ اس کے سوا کرہی کیا سکتے ہیں کہ جلسے کی غیر جانب دارانہ حیثیت سے انکار کریں، اور کہیں کہ دھلی کی تمام مظلوق، نیز وہ تمام انسانوں کا کردہ عظیم جرائم کے مدعہ کردہ جلسے میں شریک ہوا، بیشتر ہی کے مخالف تھا۔

یہ علم قاعدہ ہے کہ جب عدالت میں کرلی فلسفی فریق ہار جاتا ہے تو یہ کھراچے دل کو تسکین دیتا ہے کہ جج کو کچھ دے دلا کر میرے مخالف نے اپنے ساتھ ملا لیا۔ ہوا۔ پس یہ کہنے کا تو ہمیں چند خیال نہیں کرنا چاہیے۔ البتہ یہ بات قابل غور ہے کہ اگر اتنی بڑی جماعت واقعی مخالفین اصلاح کی مخالف ہے اور ابتلاہی سے مخالفانہ راے رکھتی ہے، تو پھر لوگوں نے اس بیان کے تسلیم کرنے سے کیوں انکار کرتے ہیں کہ علم راے الہی ساتھ نہیں ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ اگر اس مسئلہ کے حل کیلئے کسی غیر جانب دار مقام کی جلسہ کیلئے ضرورت تھی تو دہلی کی مرزونیہ میں کسی صاحب انصاف کو عذر نہرنا چاہیے۔ دہلی کے بزرگوں نے کبھی بھی اب تک اندر کے مناقشات میں کوئی حصہ نہیں لیا اور نہ کبھی انہوں نے کوئی ایسی کارروائی کی جو فریقانہ جلیلیہ پر دلالت کرتی ہو۔ وہ نہ تو مخالفین اصلاح کے معہرہ فی الذہن دشمنوں کی قوت اور اثر کی کوئی جگہ ہے اور نہ دیگر مقامات کے مقابلے میں وہاں داعیان اصلاح کو کوئی خاص باک حاصل ہے۔ بلکہ جو لوگ اصلاح کے مخالف اور منکر تھے، انہی میں سے بعض بزرگوں کا وہاں اثر ہونا چاہیے کہونکہ وہیں کے رہنے والے ہیں اور قدرتی طور پر لائی کوئی جماعت اور حلقہ اثر رکھتے ہونگے۔ چنانچہ اس جماعت سے کم لینے کی پوری کوشش کی گئی اور ۱۰ کی صبح تک جاری رہی۔

منہ عجمیہ

مرثیہ من تاریخ الکی و :

(تقسیم علوم)

اگر علوم جدیدہ کی کوئی تاریخ ترتیب اصلی کے ساتھ لکھی جائے تو اُس میں سب سے پہلا باب تقسیم علوم کا ہوگا۔

قدما کی ایک بنیادی غلطی یہ تھی کہ وہ علوم کی کوئی صحیح تقسیم اور تعین حدود نہ کر سکے اور طبیعیات کو جسے فی الواقعہ تجربہ اور مشاہدات کا نتیجہ ہونا تھا، اُن چیزوں سے ملا دیا جو بعض زمانہ قدیم کے ظنون مقصرہ اور قیاسات ابتدائیہ کا نتیجہ تھیں۔ مثلاً زمین کو نئی راہ کا سراغ مل گیا اور انہوں نے سب سے پہلے علوم کی تقسیم صحیح اور تعین حدود میں کامیابی حاصل کی۔ دراصل یہی اولین کام حکماء جدیدہ کی اصلی مزیت اور شرف ہے۔

اب علوم کے اقسام کا نقشہ بالکل بدل دیا گیا ہے اور کوہ نسبت اعصار قدیمہ کے بے شمار نئی نئی شاخیں پیدا ہو گئی ہیں، تاہم اصولاً انکی تقسیم وحدود ایک صحیح بنیاد پر قائم اور اپنی مختصر تعداد میں بالکل غیر متاثر ہے۔

چنانچہ موجودہ زمانے میں دس بارہ غیر اصولی قسموں کی جگہ صرف ان تین حصوں میں تمام علوم تقسیم کر دیے گئے ہیں :

(۱) علوم حیاتیہ -

(۲) علوم نفسیہ -

(۳) علوم طبیعیہ -

ان تینوں قسموں میں سے ہمارا موضوع بحث آخر الذکر علم اور سب سے پہلے صرف اسکی ایک ہی شاخ، یعنی علم کیمیا ہے۔ اسم قدیمہ میں سے جن جن قوموں کی تاریخ میں ہمیں علم کیمیا کا تذکرہ ملتا ہے، وہ مصری، فنیقی، یہودی، یونانی، رومی، اور عرب ہیں۔ ان قوموں میں سے مصری سب سے پہلے گذرے ہیں، اسلیے غالباً فن کیمیا کا اولین سرچشمہ مصر ہی ہے۔

(لفظ کیمیا)

”کیمیا“ کس زبان کا لفظ ہے اور اسکے کیا معنی ہیں؟ اسمیں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کا بیان ہے کہ کیمیا ”کمی“ سے مشتق ہے جسکے معنی سیاہ زمین کے ہیں۔ قدیم زمانے میں مصر کا یہی نام تھا اور چونکہ اس فن کا گہوارہ مصر تھا، اسلیے اسکا بھی یہی نام پڑ گیا۔ اسکی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ کیمیا کو ”فن مصری“ بھی کہتے ہیں۔

مگر بعض کا خیال ہے کہ یہ ایک عبرانی نژاد لفظ سے مشتق ہے جسکے معنی راز یا اخفاء کے ہیں۔ اصل میں یہ لفظ غالباً شامان ہے۔ اہل یونان مصر کو سام ابن نوح کی نسبت سے شامیا کہتے تھے۔

ایک تیسری جماعت کو ان دونوں راہوں سے اختلاف ہے۔ اسے نزدیک یہ دراصل ”سیمیا“ تھا۔ سیمیا کے معنی بھی اخفاء و پوشیدگی کے ہیں۔

بہر نوع لفظ کیمیا کا مشتق منہ خواہ کچھ ہی ہو اور اسکے معنی خواہ سیاہ زمین کے ہوں یا اخفاء کے، اسقدر پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک پوشیدہ فن تھا جسے صرف رسام مذہبی ہی جانتے تھے اور اسکی بڑی دلیل یہ ہے کہ خود ہیکلوں اور عبادت خانوں کے اندر یا انکے قرب و حوار میں کیمیاری دار العمل (لبرٹوری) لگے تھے۔

(کیمیا کی ابتدا)

جس طرح دنیا میں تمام علوم کی ابتدا افراد انسانہ کی غیر منضبط اور توہمات آمیز معلومات سے ہوئی ہے اور رفتہ رفتہ تمدن و عمران کی ترقی نے اُن میں ترتیب اور انضباط پیدا کیا ہے، اسی طرح فن کیمیا کی بھی ابتدا ہوئی۔

البتہ اسکی ابتدا اس لحاظ سے ایک خاص اور غیر معمولی حالت بھی رکھتی ہے۔ شاید ہی کسی علم کی ابتدا اسدرجہ توہمات اور خلاف مقصد کوششوں سے آلودہ رہی ہوگی، جیسی کہ اس نہایت قیمتی اور ضروری فن شریف کی ہوئی ہے !

آگے چل کر فن کیمیا کے مختلف دوروں کی سرگذشت آگئی یہاں ہم صرف اسقدر اشارہ کردینا چاہتے ہیں کہ اسکی ابتدا نہ صرف غلط فہمیں اور غلط مقاصد کے اعتماد کے ساتھ ہوئی جیسا کہ انقلاب ماہیت معدنیات کی کوشش سے ظاہر ہوتا ہے، بلکہ بہت کچھ انسانی جراثیم و معاصی کی افسوسناک سرگذشتوں سے بھی اسکا تعلق رہا ہے جو دنیا کے گذشتہ تاریخی زمانوں کی وحشت انگیز یاد گاریں ہیں، اور جسے اس افسوس ناک صداقت کی تصدیق ہوتی ہے کہ بہتر سے بہتر اور اشرف سے اشرف آلہ و وسیلہ بھی انسان کے ہیمنی جذبات کے قبضہ میں آکر بدترین لعنت و عذاب بن جا سکتا ہے !

فن کیمیا کے جس قدر ابتدائی تجارب ہیں، وہ دنیا نے صرف دو طریقوں سے حاصل کیے ہیں :

(۱) بہت سے لوگوں کو خیال پیدا ہوا کہ اندر درجہ کی دھاتوں کو کسی خارجی ذریعہ سے اعلیٰ درجہ کی دھاتوں میں منقلب کر دیا جائے۔ مثلاً تانبے کو سونا بنا دیا جائے یا قلعی اور پارہ کو چاندی کی صورت اور خواص میں بدل دیا جائے۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کیلئے بڑی بڑی علمی اور تصاریبی کوششیں شروع ہوئیں اور صدیوں تک بڑے بڑے حکماء اور علمی حلقے اس مقصد کے تجربوں میں مشغول رہے۔ وہ اپنے مقصد میں تو کامیاب نہ ہو سکے لیکن انکے تجربوں سے ضماً بہت سے قیمتی مسائل معلوم ہو گئے جو ایک عمدہ ابتدائی سرمایہ اصلی فن کیمیا کا ثابت ہوا !

(۲) پہلا ذریعہ تو یہ غلط فہمی اور غلط تلاش تھی۔ دوسرا ذریعہ انسانی وحشت و جراثیم کے مقتدر اور مہلکی حلقوں کا علمی وسائل سے مقصد برآی کی کوشش کرنا ہے جو عصر قدیم سے لیکر ازلہ مظلمہ (مڈل ایجز) کے بعد تک براہ جاری رہی۔ تاریخ کے مطالعہ سے اُن شریر اور جراثیم پیدہ اشخاص اور جماعتوں کا پتہ چلتا ہے جو اپنے علم و حکمت کو اس راہ میں صرف کر کے اپنے بڑے بڑے ذاتی فوائد حاصل کرنا چاہتی تھیں۔ یہ وہ لوگ تھے

جانوروں کے اعضا سے زہر نکالتے اور دوندوں کو زندہ لٹکا کر اور انکے پیٹ چاک کر کے طرح طرح کے حیوانی مائے اور آنتریوں کے عرق کھینچتے !

یہ ایک وحشیانہ اور خونخوارانہ تجربہ تھا، لیکن اسکی وجہ سے فن کیمیا کے بہت سے تجربے معلوم ہو گئے اور گو پرشیدہ علوم اور ہر اسرار معلومات ہونے کی وجہ سے انکا بڑا حصہ غیر معلوم ہی رہا، تاہم جسقدر بھی معلوم ہو سکا، وہ اس فن کی ابتدائی معلومات کا قیمتی ذخیرہ ہے۔

(۱) - ۱ کے مسئلہ (دور)

دنیا میں جب تک کرلی شے زندہ رہتی ہے، اسوقت تک برابر اس میں تغیر و انقلاب کا سلسلہ جاری رہتا ہے، لیکن جب وہ مرجاتی ہے تو یہ سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ یہی حالت علوم کی بھی ہے۔ علوم جب تک زندہ رہتے ہیں اسوقت تک ہمیشہ ان میں حذف و اضافہ اور ترمیم و اصلاح ہوتی رہتی ہے۔

یہ مضمون کیمیا کی مکمل تاریخ نہیں بلکہ صرف اس کا ایک صفحہ مطالعہ ہے، اسلیے ہم مجبور ہیں کہ فن کیمیا کے صرف اہم دوروں کو لے لیں اور ان پر نہایت اختصار و اجمال کے ساتھ بحث کریں۔ کیمیا کے اہم دور چار ہیں :

(۱)

اس دور میں لوگوں نے علمی یا کم از کم باقاعدہ تجارب کے ذریعہ کیمیائی ظواہر و آثار کا مطالعہ نہیں کیا۔ اور اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے سب کے سب غلط نتائج نکالے۔ اس دور میں لوگوں کا تامل مقصد یہ تھا کہ جس طرح ہو سکے، کم قیمت دھاتوں کو قیمتی دھاتوں مثلاً چاندی یا سونے کی صورت میں منتقل کر دیا جائے۔ یہ کوشش اہل مصر میں پہلی صدی عیسوی تک جاری رہی۔ یہاں تک کہ کہا جانے لگا کہ کیمیا اسی علم کا نام ہے جسکے مطابق چاندی اور سونا بنایا جاسکے !

اسکے بعد ہی مسلمانوں کا عہد علمی شروع ہوا اور ان میں بھی گو ابتدا میں اس غلط خیال کو اشاعت ہوئی اور اسکا سلسلہ برابر قائم رہا، لیکن انہی کے حکماء محققین نے سب سے پہلے اسکی تغلیط بھی کی اور فن کیمیا کو اصلی مقاصد اور علمی شکل کے ساتھ مدون کرنا چاہا۔

مگر یورپ میں یہ دور سولہویں صدی عیسوی کے وسط تک برابر قائم رہا چاندی سونا بنانے کے مدعی شعبہ ہزارہا انسانوں کو دھوکا اور فریب دیکر لڑتے رہے۔

(۲)

اسکرم دور طبی بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس میں حالات یکسر ہو گئے اور بجائے اسکے کہ ارباب فن کا مقصد عملاً چاندی اور سونے کے ساتھ مخصوص ہوتا، اب انکے پیش نظر صرف ادویہ کی تیاری آگئی۔ اس دور میں طب اور کیمیا پہلو پہلو تھے۔ علم طور پر خدیل کیا جاتا تھا کہ صحت و مرض، تغیرات کیمیائی ہی کا کم ہے۔ اسلیے جب کرای شخص بیمار پڑ جائے تو اسکی صحت یابی کے لیے ضروری ہے کہ اسکے بدن میں کوئی اثر کیمیائی پیدا کیا جائے۔ سیرا سلنس (Saracene) سب سے پہلا شخص ہے جس نے اس اصول کا سرورہونکا۔ اس زمانے کے لوگوں میں سے وین ہیل منٹ (Van Helmont) جیسے زبردست عالم تک نے اس مذہب کو قبول کر لیا تھا۔ اس انقلاب کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے مرکبات کیمیائیہ خصوصاً فلزی مرکبات ایجاد ہوئے۔ یہ دور سترہویں صدی کے وسط میں ختم ہو جاتا ہے اس میں سب سے زیادہ کامیاب اور علمی حصہ مسلمانوں کے عہد طبی و کیمیائی کا ہے۔

جواہر بعض ذاتی مقاصد کے طاقتور دشمن رکھتے تھے اور انکو مہنی اور نالابل گرفت ذرائع سے ہلاک کرنے کیلئے نئے نئے زہروں اور قاتل ادویہ کے تلاشی تھے۔

ہوئی بڑی اقتدار طلب اور حکومت خواہ جماعتیں تھیں جو ایسی ادویات اور مرکبات طیار کرتی تھیں جنکے ذریعہ ان تمام طاقتور اشخاص کو پرشیدہ ہلاک کر سکیں جنکا وجود انکے مقاصد میں حارج ہے۔ متعدد بت پرست اقوام کی مذہبی جماعتیں اور انکے بعد قرونِ میسوطہ کے متعصب اور جرائم پیشہ مسیحی خانقاہیں بھی اس سلسلے کی ایک مشہور کڑی ہیں جنہوں نے اپنے گرجوں اور قلعہ نما خانقاہوں کے تہ خانوں میں انسانی ہلاکت و وحشیانہ جرائم کو صدیوں تک قائم رکھا، اور جنکے مظالم کی لعنت سے صرف چند صدی پیشتر ہی دنیا کو نجات ملی ہے !

زمانہ گذشتہ کی ہر اسرار کھانت اور مذہبی پیشواؤں کی خوفناک قوتیں بھی بہت کچھ اسی فن کے پرشیدہ تجربوں کا نتیجہ تھیں۔ یہ لوگ پہاڑوں کی غاروں کے اندر اور قلعوں اور گرجوں کے تہ خانوں میں اپنے علم و تلاش کو ان چیزوں کیلئے صرف کرتے تھے اور ایسے ایسے مرکبات اور ادویات دریافت کر لیتے تھے جنکے خواص اُس زمانے میں عام طور پر معلوم نہ تھے اور پھر انکے ذریعہ اپنے تئیں غیر معمولی اور ہر اسرار قوتوں کا مالک ظاہر کرتے تھے۔ روم اور جرمنی کے قدیم پادریوں اور رومن کیتھولک راہبوں کی خوفناک قوتوں کا تفصیلی تذکرہ تاریخ میں موجود ہے۔ انکے پاس عجیب عجیب قسم کے قاتل زہر ہوتے تھے جو مختلف غیر محسوس طریقوں اور معین زمانوں کے اندر مقدس جماعت کے دشمنوں کو ہلاک کر دیتے تھے۔

روم میں کارڈنیل پادریوں کا گروہ (جن میں سے نیا پوپ منتخب کیا جاتا ہے) عجیب الخواص ادویات مہلکہ کے لحاظ سے پرشیدہ اور علمی جرائم کی ایک پوری تاریخ ہے۔ ان میں سے جو لوگ اپنے تئیں پوپ اور روم کا تاجدار قرار دینا چاہتے تھے، انکے بڑے بڑے پرشیدہ حلقے موجود تھے اور انہوں نے اُس عہد کے پرشیدہ علوم و حکمت کے جاننے والوں کی مدد حاصل کر کے ایسی مرکبات حاصل کر لی تھیں جنکے استعمال کے نتائج اُس عہد میں بالکل غیر معلوم تھے۔ مسلمانوں کے بعد اسپین میں مسیحی حکومت قائم ہوئی اور اس نے مشہور و معروف عدالت روحانی (انکویزیشن) کے ذریعہ انسانوں کیلئے سب سے بڑی مسیحی لعنت کا وحشت ناک سلسلہ شروع ہوا۔ اس عدالت کے خوفناک کارندے اور ممبر تمام مسیحی یورپ میں پھیل گئے تھے اور انکے خوفناک اقتدار کا ذریعہ منہصلہ دیگر مہنی اسباب و طاقت کے ایک فن کیمیا کے غیر معلوم تجارب بھی تھے۔

اسی طرح چودھویں صدی مسیحی سے لیکر سولہویں صدی کے اولیٰ ترک روم اور جرمنی میں پادریوں کی ایک مہنی اور خوفناک عدالت کی شاخیں پھیلی ہوئی تھیں اور اُسے ممبر اور کارندے پرشیدہ تمام یورپ میں منتشر اور پادشاہوں سے لیکر عام باشندوں تک پر اقتدار رکھتے تھے۔ انہیں نسبت بے شمار شہادتیں موجود ہیں جنسے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی ہلاکت کیلئے بہت سے کیمیائی عرقیات کا انہیں علم تھا اور اُسکی تجربہ گاہیں اُس عہد کے رہبان قلعوں اور بڑے بڑے گرجوں اور خانقاہوں کے اندر موجود تھیں۔ وہ طرح طرح کے خوفناک طریقوں سے مفردات و عناصر کی ترکیب و تجزیہ کا تجربہ کرتے تھے اور انہوں نے ایسے ایسے آلات بھی ایجاد کر لیے تھے جو آجکل کیمیائی تجارب میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ وہ زہریلے

(۳)

بریدفرنگ

کارزار السٹر

فتائج و : د

غالباً یاد ہوگا - الهلال جلد ۳ نمبر ۲۵ میں السٹر کی فوجی تیاریوں کے متعلق ایک مضمون مع چند اہم تصاویر کے شائع کیا گیا تھا - اس مضمون میں جن قومی اور جنگی تیاریوں کی اطلاع دی گئی تھی وہ اب بڑی حد تک مکمل ہو گئی ہیں - قائلز کا ایک جنگی مراسلہ نگار لکھتا ہے :

” اس وقت تک جتنے ندا کار السٹر کی قومی فوج میں داخل ہو چکے ہیں ، انکی تعداد قریباً ایک لاکھ دس ہزار ہے ، اور روزانہ نئے نئے امیدوار جوق جوق تمام اطراف و اکناف ملک سے چلے آ رہے ہیں !

چونکہ اس فوج میں ہر شخص داخل ہو سکتا ہے اسلیے قدرتا بہت سے داخل ہونے والے بچے ، بوزے ، اور مریض و کمزور اشخاص بھی ہونگے - اس بنا پر یہ خیال چنداں صحیح نہ ہوگا کہ سوا لاکھ کی تعداد سے جسقدر خوف و عظمت کا اندازہ ہوتا ہے ، فی الواقع اسکی فوجی قوت بھی اتنی ہی ہوگی -

مگر اس خیال کو زیادہ وسعت دینا اور اس فوج کو جس کا ہر فرد نہ بر بناء ملازمت و قانون ، بلکہ محض جوش قلبی و عزت و محبت وطنی کیلئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہادری کیلئے تیار ہے ، ہیروں کا ایک گلہ سمجھ لینا بھی صحیح نہ ہوگا - کیونکہ جس شخص کو خوش قسمتی سے اس فوج کی پلٹوں کے دیکھنے کا موقع ملا ہے ، وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ ہر پلٹن کا بیشتر حصہ وہی لوگ ہیں ، جنکی رگوں میں ابھی غفلت و شباب کا خون درز رہا ہے ، اور جو اس سے زیادہ تندرست اور چاق و چوبند ہیں ، جسکی توقع انکو دیکھنے سے پلے ہو سکتی ہے -

وہا جوش اندام و سر فروشی ، تو اسکی متعلق صرف یہ کہہ دینا کافی ہوگا کہ ظفر و فیروز مندی کی روح تو انہیں خود پادشاہ کی فوج سے بھی کہیں زیادہ ہے - پادشاہ کی فوج کی مہینوں تنہا کی ترغیب اور قانون کی قوت سے چلتی ہے ، مگر یہاں اسکی جگہ جوش و ملیت اور حمیت و غیرت قومی انکے اندر دم کر رہا ہے ! رشتان بینہما ”

(حکومت کی بیچارگی)

جو لوگ اس ملکی فوج کے نظام سے واقف نہیں ، وہ سمجھتے ہیں کہ اگر حکومت اس وقت سفلی اور چہرے کم لے تو اس حرکت کو فوراً روک سکتی ہے - وہ اسکی مرکز اعلیٰ (ہیڈ کوارٹر) کا معاشرہ کرے ، اور اسکی جتنے زعماء و رؤساء تعینک ہیں ، سب کو گرفتار کرے - مگر وہ نہیں غور کرتے کہ اگر اس فتنہ کا انسداد صرف اسی جرات اور قانونی قوت پر موقوف ہوتا ، تو کیا ۲۰ لاکھ تلخ کیمی بھی ان کو نہ کورن اور تہدید آمیز ؟ ” ان میں نہ الجھنے دیتی ، اور آج سے بہت قبل وہ سب کچھ کر چکی ہوتی ، جو آج ہمارے دماغ میں گردش کر رہا ہے -

اس کو ہم دور احتراق (Phlogistoc Period) (عربی میں اس کا ترجمہ عصر السعیر کیا گیا ہے) کہہ سکتے ہیں - یہ سترھویں صدی کے وسط سے شروع ہوتا اور اٹھارویں صدی کے آخر میں ختم ہو جاتا ہے - اس عرصے میں بہت سے علماء کیمیا نے ایک مستقل فن بنانے کی کوشش کی - اس سعی کے لحاظ سے کیمیا کی تاریخ رز برٹ بول (Robert Boyle) کے وقت سے شروع ہوتی ہے - رز برٹ بول کا یہ اصول تھا کہ اس فن کا مقصد ترکیب اجسام کا علم ہے اور بس -

اس دور میں ارباب بحث و تحقیق کے خیالات پر چند خاص مسائل چھا گئے تھے جنہیں سب سے زیادہ اہم مسئلہ احتراق کا ہے اور اسی لیے ہم نے اس دور کا نام ” دور احتراق ” رکھا ہے - اس دور کے علماء کیمیا کا یہ اعتقاد تھا کہ جب کوئی شے جلتی ہے تو اس سے ایک عنصر نکلتا ہے جسے فلو جسٹن (Phlogiston) کہتے ہیں - فلو جسٹن ایک فرضی عنصر ہے جسکے متعلق فرض کیا گیا تھا کہ وہ خالص آگ ہے اور آتشگیر مادوں میں ملا ہوا رہتا ہے - یہ اعتقاد عرصہ تک قائم رہا - یہاں تک کہ ایک مشہور عالم کیمیاری (Lavoisier) نے اس خیال کو باطل ثابت کیا ، اور اسوقت سے چوتھا یا موجودہ دور شروع ہوا -

یہ دور لازماً بے عظیم الشان و دقیق کارناموں سے شروع ہوتا ہے - اس کیمیاری جلیل نے اپنے تجارب سے ثابت کر دیا کہ اشیاء کے جلنے میں ہوا کو بہت بڑا دخل ہے ، نیز یہ کہ احتراق اور فلو جسٹن کے متعلق قدماء کے جوا اعتقادات تھے ، وہ وہم و محض سے زیادہ نہیں ہیں - اسی ایک اصول کے دریافت ہو جانے سے دفعتاً نظریہ احتراق کی بنیادیں اسطرح ہل گئیں کہ پھر قائم نہ رہ سکیں -

جیسا کہ بعد کے مباحث سے آپکو معلوم ہوگا ، ہر حقیقت لوزاں نے وہ عظیم الشان خدمات اس فن کی انجام دی ہیں جسکی وجہ سے اسکا نام ہمیشہ تاریخ کیمیا کے صفحات میں محفوظ رہیگا - اس کے اس کار نامہ کی عظمت کا اندازہ صرف اسی سے ہو سکتا ہے کہ اہل فن نے اسے ” موجودہ فن کیمیا کے باپ ” کا لقب دیا ہے ! مگر افسوس کہ قسمت نے اسکا ساتھ نہ دیا - انقلاب فرانس کے عہد کشف و خرم میں حکومت فرانس نے اسے قتل کر دیا !

اس عہد کے ارباب فضل میں ڈلٹن (Dalton) اور برزلیوس (Berzelius) بھی ہیں - اول الذکر ایک انگریز حکیم ہے جس نے ذرات کا وہ عظیم الشان نظریہ وضع کیا جو آج علوم کیمیاریہ کا سب سے بڑا معرکہ ہے - ثانی الذکر سویڈن کا باشندہ تھا - اس کا سب سے بڑا کار نامہ مختلف عناصر کے اوزان ذری کا (یعنی اُس وزن کا جو ذرات سے پیدا ہوتا ہے) اندازہ کرنا ہے -

اسکے بعد عہد آخر کے ارباب کمال کی جماعت ہے جنہیں سویڈن کا ازنی نس (Arrhenius) ہالینڈ کا وائٹ ہف (Vant Hoff) جرمنی کا برٹولت Bertolet اور استرلڈ Ostwald ، انگلستان کا فرینکلینڈ Frankland اور سیر ولیم رامزے Sir W. Ramsay مشہور صنادید فن ہیں - ان میں سے چار اول الذکر علماء نے کیمیا کی ایک نئی شاخ کی بنیاد رکھی جسکو کیمیائے طبیعی کہتے ہیں - کیمیائے طبیعی میں مرکبات کے خواص طبیعی اور ترکیب کیمیاری کے جامعی تعلق سے بحث ہوتی ہے -

ترجمہ : اردو قلمیہ ز کبیر

قیمت حصہ اول ۲ روپیہ - ادارہ الهلال سے طلب کیجیے

اصولاً ہر ریجمنٹ میں ۴ سو سے لیکے ۲ ہزار سپاہی تک ہونے چاہئیں ، مگر چونکہ انکی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں مختلف مقامات پر بھیج دی گئی ہیں تاکہ اہل آئر لینڈ کے حملوں کا سدراک کر سکیں (جو چاہتے ہیں کہ السٹر بھی ڈبلن پارلیمنٹ میں ضرور ہی شامل ہو) اسلیے اب کسی ریجمنٹ میں بھی ایک ہزار سپاہی سے زیادہ نہیں ہیں ۔

ان کمپنیوں اور ریجمنٹوں کو مرکز سے ہر قسم کے سامان جنگ و خور و نوش کی برابر مدد ملتی رہتی ہے ۔ اسکے علاوہ طبی امداد کا سامان بھی وسیع اور عمدہ پیمانہ پر ہے ۔ تیمار داری کے لیے السٹر کی پرورش خانوں میں ہیں ۔ علاج کے لیے اعلیٰ قابلیت کے

پارٹیشن کے اختلافات کی وجہ سے ایسی جہازات (جسٹس) کے اسٹر والے کا ایک قطرہ خون بھی نہ گیا تو اسکو ہلکی سی جھڑپ ہو گئی ہے پر ہیبت ناموں سے موسوم کیا جائے گا ۔ اگر وہ اسقدر بد اندیش ہو رہی جائے گی جسکی وہاں کی حالت اسدرجہ قریب ہے کہ اس تحریک کی سرکوبی و پامالی میں کبھی کامیاب نہ ہوگی ۔ اس تحریک کے بانڈوں نے فوج کا نظام ایسے اصول پر رکھا ہے جس میں ان خطرات و آفات کے لیے پورا حفظ و بقا کا سامان موجود ہے اور پھر یہ ایک عظیم الشان داخلی جنگ ہوگی جو قرون گذشتہ کی باہمی خونریزیوں کے واقعات انگلستان میں تازہ کردیگی ۔

(عدم تمرکز)

السٹر کی ملکی فوج کا نظام اصولاً مرکوزیت پر مبنی ہے ۔ یعنی اسکا کوئی مرکز عمومی نہیں جسکے ساتھ پوری فوج کا وجود یا عدم وابستہ ہو ۔ اسلیے اگر اس تحریک کا بڑے سے بڑا سرغنا بھی گرفتار کر لیا جائے جب بھی اسے کوئی ایسا مدد نہ پہنچے گا جو اسکی ہستی کے لیے فیصلہ کن ہو ۔

اس قسم کی تمام قومی تحریکوں کو محض مرکوزیت ہی کی وجہ سے نقصان پہنچتا ہے ۔ اسکی قوت صرف چند لیڈروں کے ہاتھ میں ہوتی ہے جنکو گورنمنٹ گرفتار کر لیتی ہے اور پھر انکی تحریک ضعیف ہوجاتی ہے ۔ پس ان تمام تحریکوں کیلئے جو قانون وقت کے حملوں سے محفوظ رہنا چاہیں ضروری ہے کہ اپنا ایک مرکز کبھی بھی نہ رکھیں ۔ انکی قوت سندروں کی طرح پھیلی ہوئی ہو چکی سطح کا ہر حصہ مرکز اور جسکی برجوں کی چھوٹی طاقتور ہوئی ہے ۔

السٹر کی موجودہ نظم یہ ہے کہ تمام فوج متعدد مرکزوں میں تقسیم ہے ۔ ہر مرکز میں متعدد کمپنیاں ہر کمپنی میں متعدد

ریجمنٹ ہیں ۔ ریجمنٹوں میں سپاہیوں کی تعداد مختلف ہے ۔ جس مقام پر جنسٹینر ندا کا جمع ہونے والا ہے انہیں ہی انہیں کا رہاں ریجمنٹ بنا دیا گیا ۔

(قومی فوج کی تقسیم)

تمام السٹر میں کل ۹ فوجی مرکز ہیں ۔ ان ۹ مرکزوں میں ۹۵ ریجمنٹیں ہیں ۔ باغ ۱ ، ۲ ، ۳ ، ۴ ، ۵ ، ۶ ، ۷ ، ۸ ، ۹ میں جو اس تحریک کا صدر مقام ہے ۔ ۸ - ریجمنٹ ہر وقت موجود رہتی ہیں ۔ ان ریجمنٹوں کے علاوہ بقیہ فوج تمام صوبہ میں پھیلی ہوئی ہے ، بعض میں ۴ ریجمنٹ ہیں ، بعض میں تین بعض میں دو اور بعض میں صرف ایک ہی سواروں کی پلٹن ہے ، مگر اس سے ضعف یا کمزوری کا نتیجہ نہ نکالنا چاہیے ۔ کیونکہ جو مرکز جس وقت چاہے گھوڑوں اور سائیکل سواروں کی پلٹن فوراً تیار کر لے سکتا ہے ۔



اندرے کاسی السٹر کے بندرگاہ میں کھڑا ہے اور فریجی اسٹاکامس کیلئے احکام دے رہا ہے !

ڈاکٹر اور مریضوں کے لیجانے کے لیے کافی مقدار میں گاڑیاں موجود رکھی گئی ہیں !

السٹر کی ملکی فوج کے نظام میں لا مرکزیت کے ساتھ جمہوریت بھی شامل ہے ۔ چنانچہ تمام ذمہ دار عہدوں کا تقرر بذریعہ انتخاب ہوتا ہے ۔ چھوٹی چھوٹی ٹولیاں یا رسالے اپنے اپنے کمانڈروں کو خود منتخب کر لیتی ہیں ۔ پھر یہ انتخاب شدہ کمانڈر ریجمنٹ کے قائد کا انتخاب کرتے ہیں ۔ وہ اپنے افسروں کو ماتحت کر لیتے ہیں ۔ بڑے کمانڈر کے بعد جو کمانڈر ہوتا ہے اسے انتخاب کا اختیار کبھی تو بڑے کمانڈر کو دیدیا جاتا ہے ۔ کبھی فوج خود اپنے ہی ہاتھ میں رکھتی ہے ۔

السٹر کے بڑے بڑے روساء اور عمائد کے متعلق فوج کی نگرانی کر دی گئی ہے ۔ اگر انہیں سے کسی کی غفلت دیکھی ہو تو

کی جہنڈیاں بنائی ہیں اور فوجی وضع کا چست و آسان لباس اختیار کیا ہے۔ پال مال کڑے نامہ نگاروں نے جب اسے گفتگو کی تو انکی قومی جاں نثاری کے رولوں کو ستر حیرت زدہ اور مبہوت ہو گئے۔ ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ السٹر کی اٹھارہ برس کی لڑکی وہاں کے چھ سالہ باہمت جوان سے کسی طرح جوش راولوالعزمی میں کم نہیں ہے !

(مسٹر اڈورڈ کارسن)

اس سلسلے میں سب سے زیادہ عبرت انگیز منظر جو ہندوستانیوں کیلئے ہو سکتا ہے، اس تحریک کے مشہور لیڈروں کی عجیب و غریب حالت ہے۔

مثلاً اڈورڈ کارسن ہی کو دیکھیے۔ یہ شخص فوجی تحریک کا مشہور سرغنہ ہے۔ ابتدا سے گورنمنٹ کا مقابلہ کر رہا ہے، صاف صاف طور پر کہتا ہے کہ تلوار اور بندوق سے مقابلہ کیا جائیگا۔ پھر کہنے کا عہد بھی گذر گیا اور کرنے کا دور شروع ہوا۔ تمام السٹر نے فوجی طیاریاں شروع کر دیں، اور اُسکی روک کیلئے جتنی کوششیں کی گئیں، سب کی سب بالکل بے اثر رہیں۔ اب السٹر یورپی طرح آمادہ جنگ رہ چکا ہے !

بااں ہمہ اڈورڈ کارسن کے ساتھ گورنمنٹ کچھ بھی نہیں کر سکتی۔ گرفتار کرنا یا گرفتاری کا وارنٹ جاری کرنا تو بڑی بات ہے۔

اتنی قوت بھی نہیں رکھتی کہ اسکی نگرانی ایلیس پولیس کے جاسوسوں کو متعین کرے۔ وہ بلا تکلف لندن کی گلیوں سے گذرتا ہے، اور اسکے بڑے بڑے ہوٹلوں میں آرام کی نیند سوتا ہے۔

صرف اتنا ہی نہیں بلکہ حالیہ ہلک میں



السٹر کی فدا کار مرزوں کی ریجنٹ جر قومی جہنڈیاں ہاتھ میں لیے ہوئے آ رہی ہیں !

ہزاروں انسانوں کے سامنے شرر بار اور شعلہ خیز تقریریں کرتا ہے۔ گورنمنٹ کو اعلیٰ جاگ دیتا ہے، اور اسکی مخالفانہ تدبیریں اور مصلحتی اظہار اقامہ پر لٹھیا مار مار کر ہلستا ہے۔ مسٹر ایسکریٹھ اور رزراے حکومت کچھ فاصلے پر کھڑے رہ کر سب کچھ سنتے ہیں، اور خاموش رہے حرکت چلے جاتے ہیں !

یہ حالت ہے اس ملک کی جو حقیقت میں آزادی کا گہر اور حریت کی مملکت ہے !

اسکے مقابلے میں ہندوستان کی حالت پر بھی ایک نظر قابل لیجیے تاکہ انتہا کے درمیان سرے سامنے آجائیں۔ گورنمنٹ کے مقابلے یا تصغیر کا خیال تو خراب میں بھی آنا مشکل ہے۔ البتہ کچھ لوگ ہیں جو ملک کی بنیادی پر روتے ہیں اور جبراً ان قوانین کے نفاذ پر ماتم کرتے ہیں۔ انکے ہاتھ میں تو تلوار ہے، اور نہ ہی انکی زبان پر جلدگ کا لفظ۔ بغارت کا ایک بہت بڑا اشارہ بھی کہہ انکی زبان سے نہیں نکلتا، اور فداکاری پکارتے پکارتے انکی زبانیں سرکھ گئی ہیں۔ تاہم پولیس کی ایک رپورٹ یا کسی جاسوس کا ایک حرف مخفی بھی انکی زندگی اور زندگی کی قدرتی آزادی کے سلب کیلئے کافی ہے۔ پھر یا تو جیل خانوں کی دیواروں کے اندر نظر آتے ہیں، یا عدالتوں کے سامنے مجرمانہ سر جھکاتے ہوئے !

ثابت ہوتی ہے تو وہ فوراً معزول کر دیا جاتا ہے، اور اسکی جگہ دوسرا شخص مقرر کیا جاتا ہے۔

انگریزی فوج کے بہت سے افسروں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس ملکی فوج کی ہر طرح مدد کریں گے۔ چنانچہ ان میں سے بعض تو گورنمنٹ کی فوج سے مستعفی ہوئے آ بھی گئے ہیں اور بعض نے اگرچہ ابھی استعفاء نہیں دیا ہے مگر تاہم جب ضرورت پڑیگی فوراً داخل کر دیں گے۔

مسٹر اسکریٹھ خواہ کتنا ہی چہیلے کی ناکم کوشش کریں، مگر یہ واقعہ اب سبکے پیش نظر ہے کہ پچھلے دنوں انگلستان کی فوج نے اپنے السٹر کے بہائوں پر تلوار اٹھانے میں ایک سپاہی کی طرح آمادگی ظاہر نہ کی تھی اور بہتوں نے تو اسی وقت اپنا اپنا استعفا پیش کر دیا تھا۔ اس وقت یورپی گورنمنٹ اس واقعہ سے بدحواس ہو گئی تھی سپہ سالار کو بالآخر خود بھی مستعفی ہوجانا پڑا ! ان فدا کاروں کے ساتھ پادری بھی شریک ہیں جنہیں سے بعض تو محض قوم کو تحریض و ترغیب دینے کے فرائض انجام دیتے ہیں، اور بعض سپاہیانہ حیثیت سے بھی حصہ لے رہے ہیں۔

ایک کمپنی خبر سانی کے لیے بھی مخصص ہے۔ چونکہ اسکا تعلق تمام مرکزوں سے ہے اسلیے اسمیں ہر مرکز کے چیدہ چیدہ اشخاص شامل ہیں۔ اس کا سرخیل بلفاسٹ کا ایک مشہور رئیس ہے۔

اس کمپنی کے پاس ۴ سو موٹر کار اور ۲ سو موٹر بائیسکل ہیں۔ انکے علاوہ جہنڈیاں، لیمپ، وہ آلات جنگ کے ذریعہ محض دھوپ کی رساطت سے خبر بھیجی جا سکتی ہے، وغیرہ وغیرہ تعلم سامان مخابرہ کافی مقدار میں موجود ہے۔ تجربہ سے

معلوم ہوا ہے کہ ۴ گھنٹہ کے اندر صوبہ کے اس گوشے سے اس گوشے تک خبر بھیجی جا سکتی ہے !

تحقیقات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس کمپنی میں انگریزی فوج کے افسروں کی طرح کھانا کے بھی بہت سے اعلیٰ ملازم شریک ہیں !

(عورتوں کی شرکت)

عورت جو انسان کی ہر خدمت اعلیٰ اور فضیلت وطنی و ملکی میں ہمیشہ شریک رہی ہے، السٹر کی اس قومی تحریک کے اندر بھی ہر طرح مشغول نظر آتی ہے !

ملکی فدا کاری کی لہروں نے مردوں اور عورتوں، دونوں کو یکساں طور پر ہلا دیا۔ السٹر کی عورتوں نے بھی اس دفاع کی ریسپی ہی طیاریاں کی ہیں جیسی کہ مردوں نے۔ انکی فدا کار فوج کی بھی خاص خاص پلٹنیں مرتب ہوئی ہیں، اور میدانوں میں انکے غول کے غول صف آرائیوں اور قواعد جنگ کے سیکھنے میں مشغول نظر آتے ہیں !

فوج کے ان تمام کاموں کیلئے جو عام نقل و حرکت، تیمارداری، بار برداری، پہنچان رسانی، اور جاسوسی و مخبری سے تعلق رکھتے ہیں، عورتوں ہی سے مدد لی جا رہی ہے۔ نوجوان اور سالخورہ، ہر طرح کی عورتیں اسمیں شریک ہیں۔ انہوں نے اپنے لیے خاص طرح

مسلمان اب بھی ہوشیار ہوں!

مظالم البانیا

حضرت ہمدرد قوم مرحوم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل کے انگریزی روزانہ اخبارات میں یہ خبر مجمل درج تھی کہ ایپرٹس یعنی ایپریس کے عیسائی باشندوں نے مقام کردہ پر دوسو مسلمانوں کو نہایت بے رحمی سے انواع و اقسام کی عقوبتوں کے ساتھ مار ڈالا اور گرجا کو آگ لگا دی۔ آج جو خبر کسقدر تفصیل کے ساتھ لندن سے شائع ہوئی ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اس خبر کی مختلف ذرائع و رسائل سے تصدیق ہوئی ہے کہ کردہ میں نہایت بے رحمی اور ایذا رسانی کی گئی ہے۔ مظلوموں کی چھاتیوں، ہاتھ، پاؤں میں کیلیں یعنی میضہاے آہنی تھونکی گئیں۔ ہارمسردا میں بچے ملے جنکے ساتھ سخت بے رحمی کی گئی تھی۔ بہتوں کی انگلیاں کاٹ ڈالی گئی تھیں۔ یہ ظاہر ہوا ہے کہ کیدارچ کے قریب دوسو اور دیگر مقامات میں البانی مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا ہے اور انکو انکے گھروں میں ایپرٹس کے لوگوں نے آگ لگا کر جلا دیا۔

یہ لفظی ترجمہ ۷- مئی کی خبر کا ہے جو رائٹر کے ذریعہ ہمکو آج ۹ مئی کو وصول ہوئی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ایسی خبریں کس احتیاط کے ساتھ یورپ کے اخباروں میں نکلتی ہیں اور کسقدر اُن میں کٹ چھانت کی جانی ہے؟ ہندوستان میں تو اور بھی زیادہ ہوشیاری و احتیاط سے کام لیا جاتا ہے بائیں ہمہ اس خبر کا آنا اسکی محنت کیلئے دلیل قاطع ہے بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ اصلیت سے بدرجہا کم ہے۔

اب ہندوستان کے مسلمانوں سے پوچھتا ہوں کہ سکوت کب تک؟ کیا رقت نہیں آگیا ہے کہ مدعیان اسلام کے جگر شق ہوجالیں اور سکون و صبر انہیں جواب دیدے؟ اگر ایسا نہیں تو پھر ایمان کا دعوا کیوں؟ اگر حکومت ترکی کے زمانہ میں مسلمان عیسائیوں کے ساتھ ایسا کرتے تو عیسائی حکومتوں کے جہاز اسوقت تباہ و برباد ہوتے۔ جو لوگ ایک خدا کو پوجتے ہیں اور خدا سے مصلوب و متعدد پر ایمان نہیں رکھتے، وہ اس قابل کہاں کہ انکی قابل نفرت وجود کے تلف ہونے پر مطالبہ کیا جائے؟ یورپ کا ان مظالم کے نسبت یہ خیال ہے کہ اگر یہ نہ ہوتا تو البانیا میں ایک عیسائی بادشاہ کیوں مقرر کیا جاتا؟ حالانکہ تعداد مسلمانوں

کی رعیت میں بہ نسبت نصاریٰ کے بہت زیادہ ہے۔ پس اصل مدعا یہ ہے کہ ان بدترین کفار یعنی مسلمانوں کا کسی طرح مقدس زمین یورپ میں خانہ کیا جائے۔ اگر کوئی مسلمان البانیا کا فرمانروا ہوتا تو عیسائیوں کی جان و مال اور حقوق کی حفاظت کے لیے کل نصرانی یورپ کے سلطنتوں اپنی مجموعی قوت کے ساتھ موجود تھیں۔ کسی مسلمان کی کیا مجال تھی کہ اُنکے آٹھا کر بھی اونکی طرف دیکھ سکتا، لیکن اس صورت میں مسلمانوں کا قلع قمع کیونکر ہوسکتا تھا۔ اسلئے جو اصلی مقصد تھا اسکا پہلا باب یہ خوں ریز حالات ہیں۔ اصلی کتاب آئندہ شروع ہوگی۔

مگر سوال مقدم یہ ہے کہ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کو اسلام کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ اسلام کی اصلی بنا فتح مکہ سے پڑی، اور جب تک مسلمانوں نے جہاد کو نہ چھوڑا وہ ذلیل نہ ہوئے۔ جب سے انہوں نے تلوارِ الدی وہ پامال ہوگئے ہیں۔ ترکی اور کابل کو دیکھ لو کہ کیا کرتی ہے۔ یہاں ہم مسلمانوں کے لیے جہاد شمشیری کا موقع نہیں ہے تو نہیں ہم ہندوستان کے مسلمان جہاد مالی کسے ایک بقیۃ السیف سلطنت کو بچانے کی کوششیں کرسکتے ہیں، پس براے خدا آٹھ کروڑ مسلمانوں کو جگاؤ کہ وہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ اگرچہ وہ کیسا ہی خفیف ہو ترکی کی بھری اور بری طاقت کے لیے وقف کر دیں۔

اگر ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان ایک روپیہ بلکہ ایک پیسہ بھی ماہوار اس غرض کے لیے وقف کر دیں تو کیا کچھ ہوسکتا ہے۔ یہ موقع ہے کہ کلسکے، بمبئی، لکھنؤ، دہلی، لاہور وغیرہ شہروں میں جلسہ ہائے عامہ منعقد کیے جالیں اور قوم سے فوجی اور بھری امداد سلطنت اسلامی کے لیے اعانت طلب ہو اور عام تحریک پیدا کیجائے۔ پھر جب یہ تحریک شروع ہو تو یہ ضروری ہوگا کہ راجہ صاحب محمود آباد اور سر کریم بھائی وغیرہ معتمدین ملک اسکے امین و محافظ بنیں اور قوم کو اپنی اعانت کی نسبت پورا اعتماد رہے۔

میں ایک ملازم پیدہ شخص ہوں، میں اس کام میں کوئی بڑا حصہ لینے کی طاقت اپنے میں نہیں پاتا۔ اسلئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ نمرہمت باندھیں اور اگر آپ مناسب خیال کریں تو خدام کعبہ کے کام کو اپنے ذمہ لے لیں۔ اسلام و مسلمانوں کی نجات اسی میں ہے بشرطیکہ ایمانداروں سے کام کیا جائے۔ (خاکسار۔ م۔ ۱۔)

بہشتی قطر!

ہندوستان کے باغِ جنت کے حیدر اوتان پھولوں کی فوج بچوں کے لئے کشتِ زعفران ایک نئی وضع کے نازک اور خوشنما شیشیوں میں سنہری ٹوپ کے اندر رکھی ہوئی تین تین خوشبوئیں ہیں۔ اور جو صفتِ عطریہ ستوں کی محبوب ہیں۔ بلکہ ہر طبقہ کے ہذاق اور نازک دماغ صواب حکما، اطباء، ایڈیٹرز، مشاہیر و اکابر کو قدسیانِ اہلِ حقہ بخشتے ہیں۔

تاجِ قطرہ شمیم
فی شیشی ایک ڈرام
تاجِ مویج شمیم
فی شیشی ایک ڈرام
تمام بچے بچے دوکانداروں سے یا براہِ راست کافانے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

دی تاج مینوفیکچرری اینڈ ڈسٹریبیوٹری

خانہ زائچین!

جس طرح نیم سحری کا پہلا جھوکا، موجِ بوسے گل سے ہم خوش ہوکر ایک عالمِ کومت است کرتا ہے بعینہ اسی طرح تاجِ مویج شمیم کی توجہ حرکتِ شام دماغ کو مسرور کر کے انسان کو از خود رفتہ کر دیتی ہے۔ اور اسے نہیں معلوم ہوتا کہ جو جن جن میں ہے۔ یا چین کی کسی سیما کی قوت سے صحن دماغ میں متقل کیا گیا اگر سنگھار منیر کی دستک لایاں قدسی حسیں رعنائی اور ناز انوار اضافہ کرتی ہیں تو بلاشبہ تاجِ مویج شمیم کی شکوہ کاری ایک ہی دیالسانی سے سمندرِ ناز پر تازہ بخاتی ہے۔

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

ایک اونس کے خوبصورت بکس میں جو بیسوں کو کافی ہے قیمت ۴۴ تمام بچے بچے دوکانداروں سے یا براہِ راست کافانے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

دی تاج مینوفیکچرری اینڈ ڈسٹریبیوٹری

رخِ گلگون کو بچا!

قدسی حسیں کیسے؟ ایک احسان ہے جسکا بہترین پیریشگر گذری۔ یہی تھلاشت ہے۔ سر و مالک کی مرطوب آب ہوا ملخ ہو۔ تو نہ تو لیکن ہندوستان جیسے گرم ملک میں مروجہ پرمیٹیاں ہر شے میں مل کے ہوئے رنگین استعمالِ گلگون خنداں کے سے جقدر خیر و گلاس کا اندازہ آپ خودی فرمائیں۔

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تاجِ مینوفیکچرری اینڈ ڈسٹریبیوٹری

آڈیٹر الہلال کی رائے

(نقل از الہلال نمبر ۱۸ جلد ۴ صفحہ ۱۵ [۳۶۱])

میں ہمیشہ کلکتہ کے یورپین فورم جیسے سرے کے یہاں سے سینک لیٹاموں - اس مرتبہ مجھے ضرورت ہوئی تو میسرز - ایم اے - احمد - ایڈٹ سنز [نمبر ۱۵/۱] سے فرمائش کی - چنانچہ دو مختلف قسم کی عینکیں بنا کر انہوں نے دی ہیں ، اور میں اعتراف کرتا ہوں کہ وہ ہر طرح بہتر اور عمدہ ہیں اور یورپین کارخانوں سے مستثنیٰ کر دیتی ہیں - مزید برآں مقابلہ قیمت میں بھی لڑاں ہیں ، کم بھی جلد اور عمدہ کے مطابق ہوتا ہے -

[ابو القلم آزاد ۲ مئی سنہ ۱۹۱۴]

صرف ایسی عمارتوں اور نوادہ کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمائے ہر بار لائق و تجربہ کار ڈاکٹر ونگٹن تجربیز سے اصلی پتھر کی عینک بذریعہ وی - پی ارسال خدمت کی جائیگی - اس پر بھی اگر آپ کے موافق آئے تو بلا اجرت بدل دی جائیگی -

عینک نکل کمائی مع اصلی پتھر کے قیمت ۳ روپیہ ۸ آنہ سے ۵ روپیہ تک - عینک رولڈ گولڈ کمائی مع اصلی پتھر کے قیمت ۶ روپیہ سے ۱۲ روپیہ تک - عینک اسپیشل رولڈ گولڈ کمائی مع اصلی سونے کے ۱۰ تا ۱۲ چوڑی خوبصورت حلقہ اور شاخیں نہایت عمدہ اور دییز مع اصلی پتھر کے قیمت ۱۵ - ۲۰ روپیہ معصوم وغیرہ ۶ آنہ -

ایم - ان - احمد ایڈٹ سنز تاجران عینک و گھڑی - نمبر ۱۵/۱ رین اسٹریٹ ڈاکھانہ دہلی - کلکتہ

ہندوستانی دوا خانہ دہلی

جناب حائق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی میں یونانی اور ویدک ادویہ کا جو مہتمم بالغان دوا خانہ ہے وہ عمدگی ادویہ اور خوبی کار و بار کے امتیازات کے ساتھ بہت مشہور ہو چکا ہے - مددگاروں (جو مثل خانہ ساز ادویہ کے معیجہ اجزاء سے بنی ہوئی ہیں) حائق الملک کے خاندانی معربات (جو صرف اسی کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کار و بار ، مغلی ' ستراہن ' ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ : ہندوستانی دوا خانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے - فہرست ادویہ مفت ، (خط کا پتہ)

منیجر ہندوستانی دوا خانہ دہلی

دیوان و شاعری

(یعنی معجمہ کلام اور و فارسی جناب مولوی رضا علی صاحب - صفحہ)

یہ دیوان فصاحت و بلاغت کی جان ہے ، جس میں قدیم و جدید شاعری کی بہترین مثالیں موجود ہیں ، جسکی زبان کی نسبت مشاہیر عصر متفق ہیں کہ دہلی اور لکھنؤ کی زبان کا عمدہ نمونہ ہے ، اور جو قریب قریب کل اصناف سخن پر مشتمل ہے - اسکا شائع ہونا شعر و شاعری بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ادب و تہذیب کی دنیا میں ایک اہم واقعہ خیال کیا گیا ہے - حسن معانی کے ساتھ ساتھ سلاست بیان ، چستی بندش اور پسندیدگی الفاظ نے ایک طلسم شگرف باندھا ہے کہ جسکو دیکھ کر نکتہ سنجان سخن نے بے اختیار تعسین و آفرین کی صدا بلند کی ہے -

مولانا حالی فرماتے ہیں :..... " آئندہ کیا ادب کیا فارسی سوزن زبانوں میں ایسے نئے دیوان کے شائع ہونے کی بہت ہی کم امید ہے آپ قدیم اہل کمال کی یادگار اور انکا نام زندہ کرنے والے ہیں - " قیمت ایک روپیہ -

۵۰۱۱

عبد الرحمن اثر - نمبر ۱۶ - کراہہ روڈ - ڈاکخانہ بالیگنج - ۱۰۰ ۱۰۰

زندہ در گور مریضوں کو خوشخبری

یہ گولیاں ضعف قوت کیلئے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہیں ، زمانہ انصاف میں جرانی کی سی قوت پیدا کر دیتی ہیں ، کیسہی ضعف شدید کیوں نہ دس روز کے استعمال سے طاقت آجاتی ہے ، اور ہمارا دعویٰ ہے کہ چالیس روز حسب ہدایت استعمال کرنیے اسقدر طاقت معلوم ہوگی جو بیان سے باہر ہے - ٹوٹے ہوئے جسم کو دوبارہ طاقت دیکر مضبوط بناتی ، اور چہرے پر رونق لاتی ہے - علاوہ اسکے اشتہا کی کمی کو پورا کرنے اور خون صاف کرنے میں بھی عظیم النظیر ہیں ، ہر خریدار کو ہوائی کے بجائے خود ایک رسالہ معصوم ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ معصوم بذمہ خریدار چھ شیشی کے خریدار کے لیے ۵ روپیہ ۸ آنہ - ۴ آنہ کا ٹکٹ بھیجیدیں آپکو نمونہ کی گولیوں کے ساتھ ساتھ راز بھی تحریر کیا جائیگا -

منیجر کارخانہ حبوب کایا پلٹ پوسٹ بکس ۱۷۰ کلکتہ

جوہر مغربی و چوب چینی

یورپ کے بنے ہوئے ہمارے مزاجوں کے ساتھ اس لیے موافق آتے ہیں کہ وہ روح شراب میں بنائے جاتے ہیں ، جو گرم مزاج اور گرم ملک کے باشندوں کو بچائے اس کے کہ گرم خون کو ٹھنڈا کریں خون کو اور تیز کر دیتے ہیں - ہم نے اس جوہر میں سرگ قنا ، چوب چینی وغیرہ مبتدل و میرہ خون دوائیں شامل کر دی ہیں - جن کی شمولیت سے عشبہ کی طاقت دو چند ہوگئی ہے - چند خوراک تجربہ کر کے دیکھ لیجیے - سیاہ چہرے کو سرخ کر دیتا ہے - بدنما داغ ، پھوڑے ، پیمسی ، بیقاعہ کی حیض ، درد نل ، ہڈیوں کا درد ، سود اعضا ، وغیرہ میں مبتلا رہتے ہیں اسکو آزمالیں - یاد رکھیگا کہ دوا سازی میں یہ نکتہ دل میں جگہ دینے کے قابل ہے کہ ایک دوائی جو نا تجربہ کار بنائے مضر رہے عمل ہو جاتی ہے - اور دوا مناسب اجزاء و ترکیب سے واقف کار بنائے تو مختلف حکمی عمل و عجیب و غریب خواص و فوائد ظاہر کرتی ہے - دوا سازی میں قاعدہ ہے کہ جب تک دوا سازان اجزاء کے افعال و خواص سے باخبر نہ ہوں ، کبھی اسکا ترکیب دیا ہوا نسخہ سریع اثر حکمی فائدہ نہ کریگا - یہی وجہ ہے کہ جاہل دواکاروں نے نسخے جو دوا سازی کے اصول سے معصوم نا آشنا ہوتے ہیں بچائے فائدہ دینے کے نقصان کرتے ہیں ، لہذا ان سے بچنا چاہیے - قیمت شیشی کلاں ۳ روپیہ - شیشی حورہ ایک روپیہ ۸ - آنہ -

۵۰۱۱

حکیم ، ڈاکٹر ، حاجی غلام نبی زبدۃ العکما شامی سند یافتہ
مروجی دروازہ لاہور

اعلان

ایک ہیڈ کلارک کی انگریزی دفتر کے لیے ضرورت ہے - اعلیٰ علمی قابلیت تحریری لیاقت - دفتر کے کم کا تجربہ سابقہ - بی - اے پاس ہونا لازمی شرائط ہیں ، تنخواہ پچھتر روپیہ سے سرورپیہ ماہوار تک حسب لیاقت دیجا سکتی ہے درخواست مع نقر اسناد جلد آئی چاہئیں - پتہ ذیل میں مندرج ہے -

ہوم سکریٹری ہز ہالینس نواب صاحب بہادر

ریاست رامپور - یو - پی -

سوانح احمدی یا تواریخ مجیدہ

یہ کتب حضرت مولانا سید احمد صاحب بریلوی اور حضرت مولانا مولوی
مصدق اسماعیل صاحب شہید کے حالات ہیں۔ اپ آئی تو باطنی تعلیم
شغل پر روح اور بیعت کا ذکر دیباچہ کے بعد دیا گیا۔ پھر حضرت رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت جسمی - اور توجہ بزرگاں ہر چہار سلسلہ - روجہ ہند کا پیدائش
ہے - مدھا - ۱۰۰ رفری - مضامین ہن جسمی سے چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا
ہے - ایک گہرائی چربی کی گہاس نہ کہتا - انگریزی جنرل کا عین موقع جنگ
برائیک لکڑیوں میں لے آنا - حضوری قلب کی نماز کی تعلیم - صوفی کی خیال
مخالفینا افس میں مبتلا ہوا - سکھوں نے جہاد اور کئی لڑائیاں - ایک راندراک
قتل کے ارادے سے آنا اور بیعت ہو جانا - شیونکی شکست - ایک ہندو سینہ کا
خواب ہولناک دیکھ کر ایسے بیعت ہونا - ایک انگریز کی دعوت - ایک شیعہ کا
حضرت سرور کائنات کے حکم سے ایک ہاتھ پر بیعت کرنا - حج کی تیاری -
اور غیبی آوٹرنکا عدم پہنچانا بلوجرد آئی ہرنیکے ایک پختی کواکلیس کی
مسلول دقیقہ کا حل کر دینا - سندھ کے کھائی پانی کا شیریں ہوجنا سارک اور تصرف
کے نکات عجیبہ وغیرہ حجم ۲۲۴ صفحہ قیمت دو روپیہ علاوہ معصوم -

دیارِ حرم (صلعم) کے فتور

گمشدہ سفر حج میں میں اپنے ہمراہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے بعض نہایت عمدہ اور دلغریب فوٹو لیا ہوں۔ جن میں بعض تیار ہو گئے تھے اور بعض تیار ہو رہے ہیں۔ مکانوں کو سجاوے کے لئے بے پردہ اور مغرب اخلاق تصاویر کی بجائے یہ فوٹو چوکنٹوں میں جڑوا کر دیواروں سے لگائیں تو علامہ خوبصورتی اور زینت کے خیر و برکت کا باعث ہو گئے۔ قیمت فی فوٹو صرف تین آنہ۔ سارے یعنی سس عدد فوٹو جو تیار ہیں اکٹھے منگائے کی صورت میں ایک روپیہ آٹھ آنہ علامہ خرچ قاک۔ یہ فوٹو نہایت اعلیٰ درجہ کے آرٹ پیپر پر لکھتی طرز پر بنوائے گئے ہیں۔ بمبئی وغیرہ کے بازاروں میں مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے جو فوٹو بکے ہیں۔ وہ ہاتھ کے بننے ہوئے ہوتے ہیں۔ اب تک فوٹو کی تصاویر اُن مقدس مقامات کی کوئی شخص تیار نہیں کر سکا۔ کیونکہ بدوی قبائل اور خدام حرمین شریفین فوٹو لینے والوں کو فرتنی سمجھ کر انکا خانہ کر دیتے ہیں۔ ایک ترک فوٹو گرافر نے وہاں بہت رسوخ حاصل کر کے یہ فوٹو لے۔ (۱) کعبۃ اللہ - بیت اللہ شریف کا فوٹو سیاہی رنگی غلط اور اس پر سنہری حروف جو فوٹو میں بڑی اچھی طرح پڑے جاسکتے ہیں (۲) مدینہ منورہ کا نظارہ (۳) مکہ معظمہ میں نماز جمعہ کا دلچسپ نظارہ اور ہجرم خلیق (۴) میدان مقامین حاجیوں کے کپ اور سجد حنیف کا سین (۵) شیطان نو کفر مارنے کا نظارہ (۶) میدان مرفت میں لوگوں کے خمیے اور قاضی صاحب کا جبل رحمت پر خطبہ پڑھنا (۷) جنت البقیع واقعہ مکہ معظمہ جہیں حضرت خدیجہ حرم رسول کریم ص اور حضرت آمنہ والدہ حضور سرور کائنات کے مزارات بھی ہیں (۸) جنت البقیع جہیں اہل بیت و اہل بیت سومیین و بنات النبی ص حضرت عائشہ غلی رضی اللہ عنہا شہداء بقیع کے مزارات ہیں (۹) کعبۃ اللہ کے گرد حاجبوں کا طواف کرنا (۱۰) درہ صفا و سرورہ اور وہاں کلام رات کی آیت منقش ہے فوٹو میں حرف بعرف پڑھی جاتی ہے۔

دیر و کتابیں

(۱) مطابق العارفين ترجمہ اردو احیاء العلوم مولفہ حضرت اہل غلام
قیمت ۹ روپیہ - تصرف کی نہایت نایاب اور ۶۰ نظیر کلاب [۲] قیمت
بہشت مجبورہ حالت و مفروضات خراجگان چشت اہل بہشت اردو قیمت
۲ روپیہ ۸ آنہ - [۳] رموز الطب علم طب کے ۶۰ نظیر کلاب و مجرودہ حکما
ہند کے بہتصویر حالت و چہرہ ایک ہزار صفحہ جلد قیمت ۴ روپیہ
[۴] نفعات الانس اردو حالت اولیائے کرام و رفہ حضرت مولانا جامی
قیمت ۳ روپیہ -

(۵) مقامیر اسلام چالیس حرفیات کرم لکھت (زندگی و مزار ص ۵۰)
 کہ کتابیں اصل قیمت معہ روایتی ۲۰ روپیہ ۸ آنہ ۲ - (۷) مکتوبات و حالات
 حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی پندرہ سو صفحے قلمی کاغذ ہوا سا
 تیرہ سو روپیہ ۶ روپیہ ۱۲ آنہ

منیجر رسالہ صوفی پنڈی بہار الدین

ضلع گجرات پنڈیپ

دہلی کے خاندانی اطبا اور دوا خانہ

نودن دہلی

یہ نوا خانہ عرب - عدن - افریقہ - امریکہ - سیلون - آسٹریلیا -
 وغیرہ وغیرہ ملکوں میں اپنا سکہ جما چکا ہے اس کے مجربات معتمد الملک
 اعتراف التبرکۃ قبیلہ حکیم محمد احسن اللہ خان مرحوم طبیب
 خاص بہادر شاہ دہلی کے خاص مجربات ہیں۔

موتالی ضیق - هر قسم کي کھانسي رومہ کا مجرب علاج
فی ہکس ایک تولہ ۲ در روپیہ -

حب قتل دیدار - یہ گولیاں پیٹ کے کیڑے مار کر نکل
 مہتی ہیں فی بکس ایک روپیہ -

المفتي حكيم محمد يعقوب خاں ملك درالخانة نورتن
محلې نوابخانه

دوغن ییگم بهار

حضورات اعلیٰ امراض دماغی کے مبتلا و گرفتار، مگر طلبہ، مدرسین، معلمین، مریضین، مصنفین، اور ... میں التماس ہے کہ یہ روش جسکا نام آپ نے عنوان عبارت سے ابھی دیکھا اور پڑھا ہے، ایک عربی کی فکر اور سوچ کے بعد بہترے مفید ادویہ اور اعلیٰ درجہ کے مقوی دواؤں سے مرکب کر کے تیار کیا گیا ہے، جسکا اصلی ماخذ اہلکے یونانی کا قدیم معرب نسخہ ہے، اسے متعلق اصلی تعریف بھی قبل از امتحان پیشی از تجربہ مبالغہ سمجھی جاسکتی ہے صرف ایک شبھی ایکبار منگوائے استعمال کرنے سے یہ امر ظاہر ہو سکتا ہے کہ آجکل جو بہت طرحکے ڈاکٹر کیدراجی تیل تلے ہیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بھی کرتے ہیں آبا یہ یونانی روغن بیگم بہار امراض دماغی کے لیے بمقابلہ تلم مروج تیلو کے کہاننگ مفید ہے اور نازک اور شوقین بیگمات کے گیسورنگو نرم اور نازک ہانے اور دراز و خوشبو دار اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کہاننگ قدرت اور تاثیر خاص رکھتا ہے۔ اکثر دماغی امراض بھی غلبہ ہر دت کیوجہ سے اور کبھی شدت حرارت کے باعث اور کبھی کثرت مشاغل اور محنت کے سبب سے پیدا ہو جاتے ہیں، اسلیے اس روغن بیگم بہار میں زیادہ تر اعتدال کی رعایت رکھی گئی ہے تاکہ ہر ایک مزاج کے موافق ہر مرطوب و مقوی دماغ ہونیکے علاوہ اسکے مغرب تازہ پھولوں کی خوشبو سے ہر وقت دماغ مضطرب رہے، اسکی ہر غسل کے بعد بھی ضائع نہیں ہوگی۔ قیمت فی شبھی ایک روپیہ محصول ڈاک ۵ آنہ وزن ۱۰ روپیہ ۸ آنہ۔

١٢

ہاشم اور بیگم کے دائرے شہاب: ۱۔ اصلی ہاشم: ۲۔ یوٹیلیٹی ہاشم: ۳۔ ایک ہاشم کا ہاشم: ۴۔

ہلکا — ۷ خرواس بہت ہیں جن میں خاس خاس ہلکی
مصر کی زبانہنی، چروانی دانسی، اور جم کی راحت ہے، ایک گھنٹہ کے استعمال میں
اس کو آٹا ہلکا ہر آپ محسوس کریں گے۔ ایک مرتبہ کی آزمائش کی ضرورت ہے۔

رہا لڑکپن، نیک اور پرستار اللہ تبارک - اس دور کو میں نے ابا و اجداد سے پایا جو
عشق و محبت کے حکیم تھے۔ یہ دور فقط حکمرانوں کے اور کسی کو نہیں دیکھا۔
نیک و استعمال کے دور کی جگہ

۲۔ "محقق غل کا پتہ" کو بھی ضرور آزمائش کریں۔ قیمت دو روپیہ بارہ آنہ
مسک پاس اور انگریف دیگر برصغیر پانچ روپیہ بارہ آنہ محصول ۱۱ ک ۶ آنہ
پولانی گوت کا پتہ کار ساسیل پستی سڑک ۷۰ روپہ ٹی دوا لکھنؤ پر مفت پوسٹی چلتی
۲۔ فوراً لکھیے۔

حکم - سیم الرحمن - یونانی مہذکل حال - نمبر ۱۱۳/۱۱۵ مہما بازار اسٹریٹ - کلکتہ

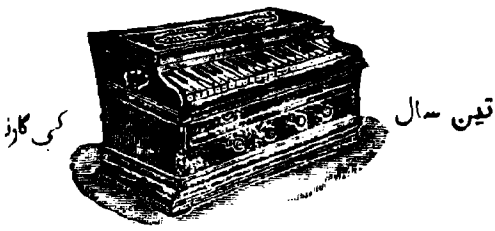
Hakim Masihur Rahman Yunani Medical Hall

No. 114/115 Machnabazar Street

Calote.nt

△.△

سنکاری فلوٹ



بہترین اور سریلی آواز کی ہارمونیم
سنگل ریڈ C سے تک یا F سے F تک
قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیہ
قبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیہ
اسکے ماسوا ہر قسم اور ہر صفت کا ہر مرزا
ہمارے یہاں موجود ہے -
ہر فرمایش کے ساتھ ۵ روپیہ بطور پیشہ
آنا چاہیے -

R. L. Day.

34/1 Harkata Lane,
Calcutta.

پچاس برس کے تجربہ کا

ڈاکٹر رائے - صاحب کے - سی - داس کا ای
کردہ - آڑا سہائے - جو مستورات کے کل امراض
لیے تیر بہدف ہے اسکے استعمال سے کل امر
متعلقہ مستورات دفع ہوجاتی ہے اور نہا
ہی مفید ہے - مثلاً ماہوار نہ جاری ہ
دفعاً بند ہو جانا - کم ہونا - بے قعدہ
تکلیف کے ساتھ جاری ہونا - متواتر باز
مدت تک نہایت زیادہ جاری ہونا - امر
استعمال سے بانج عورتیں بھی باردار ہ
ہیں -

ایک بکس ۲۸ گولیوں کی قیمت ایک رو

وا تسہائے گولیاں

یہ دوا ضعف قوت کے واسطے تیر بہدف
حکم رکھتی ہے - کیسا ہی ضعف کیوں
ہو اسکے استعمال سے اسقدر قوت معلوم
جو کہ بیان سے باہر ہے - شکستہ جسم
از سر نو طاقت دیکر مضبوط بناتی ہے
طبیعت کو بکاش کرتی ہے -

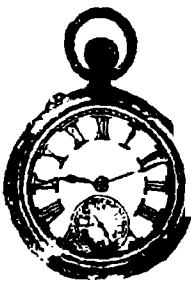
ایک بکس ۲۸ گولیوں کی قیمت ایک
Swasthasahaya Pharmacy,
30/2 Harrison Road, Calcutta.

۱ وائٹ

اس دوا کے استعمال سے ہر قسم کا
خواہ اعصابی ہو یا دماغی یا اور کسی
ہوا ہو دفع کردیتی ہے اور کمزور ق
نہایت طاقتور بنا دیتی ہے - کل دماغ
اعصابی اور دلی کمزور ہونکو دفع کر کے
میں ایک نہایت ہی حیرت انگیز تقی
کردیتی ہے - یہ دوا ہر عمر والے واسطے
ہی مفید ثابت ہوئی ہے - اسکے استعم
کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا ہے سوائے
قیمت فی شیشی ایک روپیہ

Boy, M. A. 36 Dharamtallah Street,
Calcutta.

نصف قیمت - پسند نہونے سے واپس
مورے نئے چالان کی جیب گھڑیاں ٹھیک وقت دینے

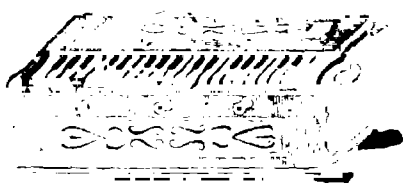


والی اور دیکھنے میں بھی عمدہ
مائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک
نصف قیمت میں دی جارہی ہیں
اسکی گارنٹی تین سال تک کے لیے
دی جاتی ہے -
اصلی قیمت سات روپیہ چودہ
آٹھ اور نو روپیہ چودہ آٹھ نصف
قیمت تین روپیہ پندرہ آٹھ اور چار روپیہ پندرہ آٹھ ہر ایک
کمرے کے ہمراہ سنہرا چین اور ایک فونٹین این اور ایک
چاقو مفت دیے جائینگے -

نلائی راج اصلی قیمت نو روپیہ چودہ آٹھ اور تیر روپیہ
چودہ آٹھ نصف قیمت - چار روپیہ پندرہ آٹھ اور چار روپیہ
پندرہ آٹھ باندھے کا نیکہ مفت مایا -

کمپنیشن راج کمپنی نمبر ۲۰ مدر
متر لین کلکتہ -Competition Watch Company
No, 20 Madun Mitter Lane, Calcutta.

پسند نہونے سے واپس



ہمارا من مورنی فارم ہارمونیم سریلا فائدہ عام کے
واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دی جارہی ہے سائی
کی لکڑی کی بنی ہے جس سے آواز بہت ہی عمدہ اور بہت
روز تک قائم رہنے والی ہے -

سنگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - ۵۵ روپیہ اور نصف
قیمت ۱۵ - ۲۰ - ۲۵ اور ۳۵ روپیہ قبل ریڈ قیمت ۱۰
۷۰ - ۸۰ روپیہ نصف قیمت ۳۰ - ۳۵ - ۴۰ روپیہ ہے
آرڈر کے ہمراہ ۵ روپیہ پیشگی روانہ کرنا چاہیے -

کمپنیشن راج کمپنی نمبر ۱۰/۳
لوئر چیت پور روڈ کلکتہ -Commercial Harmonium Factory
No 10/ 8 Lower Chitpur Road
Calcutta

مجبور و غریب مالش

اس کے استعمال سے کھڑی ہوئی قوت پھر دو بارہ پیدا
ہوجاتی ہے - اسکے استعمال میں کسی قسم کی تکلیف
نہیں ہوتی - مایوسی مبدل بھرہی کر دیتی ہے
قیمت فی شیشی دو روپیہ چار آٹھ ملارہ معصوم ڈاک -

HAIR DEPILATORY
SOAP

اسکے استعمال سے بغیر کسی تکلیف اور بغیر کسی قسم
کی جلد پر داغ آنے کے تمام روئیں اڑ جاتی ہیں -
قیمت تین بکس آٹھ ملارہ معصوم ڈاک -
آر - پی - گوش

R. P. Ghose, 306, Upper Chitpore Road,
Calcutta.۲۰ ہر فرمایش میں الہلال
کا حوالہ دینا ضروری ہےرینلڈ کی مسٹر یز اف دی
کورت اف لندن

یہ مشہور ناول جو کہ سولہ جلدوں میں ہے ادبی
چھپ کے نکلی ہے اور تھوڑی سی دیکھی ہے - اصلی
قیمت کی چوتھائی قیمت میں دیجاتی ہے - اصلی
قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ -
پورٹولی جلد ہے جس میں سنہری حروف کی کلاسیک
ہے اور ۴۱۶ ہاں تین تصاویر ہیں تمام جلدیں
پس روپیہ ری - پی - اور ایک روپیہ ۱۴ آٹھ
معصوم ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگپال ملک لین -

ہر بازار - کلکتہ

Imperial Book Depot, 60 Srigopal
Mullik Lane, Bowbazar Calcutta.

پوٹن قاتین

ایک محبوب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز شفا - یہ دوا
کل دماغی شکایتوں کو دفع کرتی ہے - ہوسردہ دلونکو نازہ
کرتی ہے - یہ ایک نہایت موثر لائف ہے جو کہ ایکساں مرد
اور عورت استعمال کر سکتے ہیں - اسکے استعمال سے
بمشافہ روئے کو قوت پھر نہتی ہے - ہسگرہ و غیرہ کو بھی
مفید ہے چالیس کو لیونکی بکس کی قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

یہ دوا کے پورونی استعمال سے ضعف باد ایک بار کی دفع
ہو جاتی ہے - اس کے استعمال کر کے ہی آپ فائدہ
میں پس کرینگے قیمت ایک روپیہ آٹھ آٹھ -

ہائی تدرولین

اب نشتر کرائے کا خوف جاتا رہا -

یہ دوا آب نوزل - فیل یا وغیرہ کے واسطے نہایت مفید
ثبت ہوا ہے - صرف اندرونی و بیرونی استعمال سے شفا
حاصل ہوتی ہے -

ایک ماہ کے استعمال سے یہ امراض بالکل دفع ہو جاتی ہے
قیمت دس روپیہ اور دس بکس دوا کی قیمت چار روپیہ -Dattin & Co. Manufacturing Chemist,
Post Box 141 Calcutta.

ہو قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے ہر قسم کا جنون خواہ
لپٹلی جنون - مرگی والہ جنون - غمگین رہنے
کا جنون - عقل میں فتور - بے خوابی و
موسم جنون - وغیرہ دفع ہوتی ہے اور وہ
ایسا صحیح و سالم ہوجاتا ہے کہ کبھی ایسا
کسی تک بھی نہیں ہوتا کہ وہ کبھی ایسے
مرض میں مبتلا تھا -

قیمت فی شیشی پانچ روپیہ علامہ
معصوم ڈاک -S. C. Roy M. A. 167/8 Cornwallis Street,
Calcutta.

جام جہاں نما

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھر کی کسی ایک زبان میں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی کار آمد ایسی دلفریب ایسی فیض بخش کتاب لاکھ روپے کو بھی سستی ہے۔ یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علم قبضے میں کر لے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھ لیں۔ دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیں صرف اس کتاب کی موجودگی میں دیا ایک بڑی بہاری لائبریری (کتابخانہ) کو مل لے لیا۔

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعیات - علم فلکیات - علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر - فالنامہ - خواب نامہ - گیان سرود - قیامہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالی دھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلیلیں سرور آنکھوں میں نو پیدا ہو بصرات کی آنکھیں را ہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمی آنکے عہد بعد کے حالات سوانح عمری: و تاریخ دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کھلیے تندرستی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فہرست - آنکی قیمتیں - مقام اشاعت وغیرہ - بھی کھاتہ کے قواعد طرز تحریر اشیا برے انشا پر دازی طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابوں کا عطر کھینچ کر رکھ دیا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھی - شتر - گائے بھینس - گھوڑا - گدھا بھڑ - بکری - کتا وغیرہ جانوروں کی تمام بیماریوں کا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندوں کی مرنات و جمادات کی بیماریاں در کرنا تمام محکمات کے قوانین کا جوہر (جن سے ہر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فوجداری - قانون مسکرات - میعاد سماعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

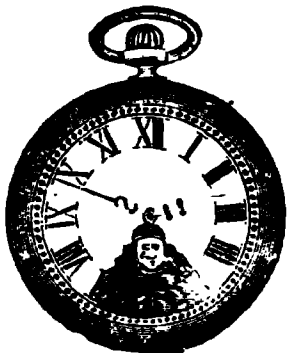
دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی رہاں جاکر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آج تک کہیں دیکھی نہ سنی ہوگی اول، ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہروں کے مکمل حالات رہاں کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے یکہ بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے ہیں اسکے بعد ملک بھر کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (رہی واقع ملک بھر) کے تحقیق شدہ حالات رہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں فہرست میں دنوں میں لاکھ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - استریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفصیل حالات رہاں کی درس گاہیں سخانی

کلیں اور صنعت و حرفت کی باتیں رول جہاز کے سفر کا مکمل احوال کرایہ وغیرہ سب کچھ بتلایا ہے۔ لکھن میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ (طرز تصویر ایسی دلایز کہ پڑھتے ہوئے طبیعت باغ ہو جائے دماغ کے کراڑ کھچائیں دل و جگر چٹکناں لہنے لگیں ایک کتاب منگواؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجی طلب فرماؤ با وجود ان خریدوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ معصولداک تین آنے در جلد کے خریدار کو معصولداک معاف -

تصویر دار گھڑی

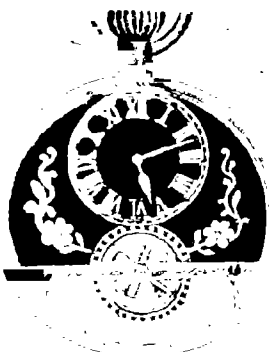
کارنتی ۵ سال قیمت صرف چھ روپے

ولیم والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے قائل پر ایک خوبصورت نائیں کی تصویر بنی ہوئی ہے جو ہر وقت آنکھ منکائی رہتی ہے جسکو دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ قائل چینی کا پرزہ نہایت مضبوط اور پاکدار۔ مدتوں بگڑنیکا فلم نہیں لپٹی۔ وقت بہت ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمائش کیجئے اگر درست احباب زیر دستی چھوٹے نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کر کر قیمت صرف چھ روپیہ -



آٹھ روزہ واچ

کارنتی ۸ سال قیمت ۶ چھ روپیہ



اس گھڑی کو آٹھ روز میں صرف ایک مرتبہ چاہی دیکھنی ہے۔ اسکے پرزہ نہایت مضبوط اور پاکدار ہیں۔ اور قائل ایسا مضبوط دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسکے قائل پر سبز اور سرمہ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں۔ بھروسہ بگڑنیکا فلم نہیں لپٹی۔ قیمت صرف چھ روپے - زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس ہرگز مفید -

چاندی کی آٹھ روزہ واچ - قیمت ۱۰ روپے چھوٹے سائز کی آٹھ روزہ واچ - جو کلائی پر بند ہسکتی ہے مع تسہ چرمی قیمت سات روپے

بجلی کے لیپ

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کارآمد لیپ، ابھی ولیم سے بنکر ہمارے یہاں آئی ہیں۔ نہ دبا سلائی کی ضرورت اور نہ تیل بٹی کی۔ ایک لیپ واکو اپنی جیب میں یا سرھانے رکھلو جسوقت ضرورت ہو فوراً بٹی دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے۔ رات کی وقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی مرنی جانور سانپ وغیرہ کا قر ہو فوراً لیپ روشن کر کے خطر سے بچ سکتے ہو۔ یا رات کو سوتے ہوئے اندام کیسیرجہ سے اٹھنا پڑے سینکڑوں ضرورتوں میں کام دیکھا - ہونا یا ب تھفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم ہوگی۔ قیمت ۱ مع معصول صرف دو روپے ۲ جس میں سفید



سرم اور زرد تین رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ - ضروری اطلاع - ملاوٹ انکے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں، کلاں اور گھڑیوں کی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی ہیں۔ اپنا پلہ مال اور خوشخط لکھیں انکے مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جاوے گی۔ جلد منگوا لیں۔

نیپجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقام تھانہ - ایس - پی - ریلوے

TOHANA. S. P. By, (Punjab)

اس میں نہایت قدیم زمانہ سے لیکر زمانہ حال تک ہندوستان میں جسقدر اقوام گذرے ہیں ان کی تاریخ، تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے حالات لکھے ہیں خصوصاً مسلمانان ہند کا حال تفصیل کے ساتھ مندرج ہے۔ قیمت (۵۰) روپیہ۔

(۱۲) - تمدن عرب - قیمت سابق (۵۰) روپیہ - قیمت حال (۳۰) روپیہ۔

(۱۳) - داستان ترکستان ہند - جلد ۵ جس میں مسلمانوں کے ابتدائی حملوں سے دولت مغلیہ کے انقراض تک تمام سلاطین ہند کے مفصل حالات منضبط ہیں - اعلیٰ کاغذ پر نہایت خوش خط چھپی ہے۔ حجم (۲۰۵۶) صفحہ قیمت سابق ۲۰ روپیہ - قیمت حال ۶ روپیہ۔

(۱۴) مشاہیر الاسلام - قاضی احمد ابن خلکان کی مشہور عالم کتاب رفاہیات الاعیان کا ترجمہ جس میں پہلی صدی سے ساتویں صدی تک کے مشاہیر علما و فقہاء و محدثین و مورخین و سلاطین و حکماء و فقہاء و شعراء و ضام وغیرہ کے حالات ہیں۔ اس کتاب کے انگریزی مترجم موسیو سیلان نے ابتدا میں چار عالمانہ مقدمے اور کثیر التعداد حواشی لکھے ہیں۔ مترجم نے ان کا بھی اردو ترجمہ اس کتاب میں شامل کر دیا ہے۔ قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ۔

(۱۵) الغزالی - مصنفہ مولانا شبلی نعمانی - امام ہمام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی کی سوانح عمری اور ان کے علمی کارناموں پر مفصل تبصرو - حجم (۲۷۲) صفحہ طبع اعلیٰ - قیمت ۲ روپیہ۔

(۱۶) جنگل میں منگل - انگلستان کے مشہور مصنف اکیارڈ کپلنگ کی کتاب دی جنگل بک کا ترجمہ - مترجم مولوی ظفر علی خان بی - اے جس میں انوار سہیلی کی طرز پر حیوانات کی دلچسپ حکایات لکھی گئی ہیں۔ حجم ۳۶۲ صفحہ قیمت سابق ۴ - قیمت حال ۲ روپیہ۔

(۱۷) دگرم اررمی - سنسکرت کے مشہور ڈراما نویس کالیداس کے ڈرامائیں کا ترجمہ - مترجم مولوی عزیز میرزا صاحب بی - اے مرحوم - ابتدا میں مرحوم مترجم کے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں سنسکرت ڈراما کی تاریخ اور مصنف ڈراما کے سوانحی حالات مذکور ہیں قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ۔

(۱۸) حکمت عملی - مصنفہ مولوی سجاد میرزا بیگ صاحب دہلوی - فلسفہ عملی پر مبسوط اور جامع کتاب ہے - جس میں افراد انسانی کی روحانی ارتقا کی تدابیر کے ساتھ ساتھ قوی ترقی اور عزت حاصل کرنے کی اصول و ضوابط بیان کئے ہیں حجم ۴۵۰ صفحہ قیمت ۳ روپیہ۔

(۱۹) انسر اللغات - عربی فارسی کی متداول الفاظ کی کارآمد ڈکشنری حجم (۱۲۲۶) صفحہ - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ۔

(۲۰) قمران السعدین - جس میں تذکیر و تانیث کے جامع قواعد لکھے ہیں، اور کئی ہزار الفاظ کی تذکیر و تانیث بتلائی گئی ہے - قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ۔

(۲۱) کلیات قدر بلگرامی - جس میں جمیع اصناف سخن کے اعلیٰ نمونے موجود ہیں مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ - حجم (۴۲۰) صفحہ قیمت ۳ روپیہ۔

(۲۲) دربار اکبری - مولانا آزاد دہلوی کی مشہور کتاب جس میں ابرار اور اس کے اہل دربار کا تذکرہ مذکور ہے قیمت ۳ روپیہ۔

(۲۳) فہرست کتب خانہ آصفیہ - عربی فارسی و اردو کی کئی ہزار کتابوں کی فہرست جس میں ہر کتاب کے ساتھ مصنف کا نام سنہ وفات - کتابت کا سنہ - تصنیف - مقام طبع و کیفیت وغیرہ مندرج ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نزرگان سلف نے علم و فن کے متعلق اخلاف کے لیے کس قدر ذخیرہ چھوڑا - جو لوگ کتابیں جمع کرنے کے شائق ہیں انہیں اس کا مطالعہ کرنا لازمی ہے - حجم ۵۰۰ صفحہ - قیمت ۲ روپیہ۔

(۲۴) دبدبہ امیری - ضیاء الملة والدین امیر عبد الرحمن خان غازی حکمان دولت خدا داد افغانستان کی سوانح عمری - مترجمہ مولوی سید محمد حسن صاحب بلگرامی - نہایت خوشخط کاغذ اعلیٰ - حجم (۵۶۲) صفحہ (۸) تصاویر عکسی - قیمت ۴ روپیہ۔

(۲۵) نغان ایران - مسٹر شوستر کی مشہور کتاب "اسٹرننگلنگ آف پرشیا" کا ترجمہ - حجم (۵۰۰) صفحہ (۵۰) تصاویر عکسی قیمت ۵ روپیہ۔

علمی و تاریخی

(۱) مآثر الکرام - حسان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی کی تصنیف ہے - جس میں ہندوستان کے مشاہیر فقہاء و علما کے حالات ہیں - مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ حجم ۳۳۸ صفحہ قیمت ۲ روپیہ۔

(۲) سرور آزاد - مآثر الکرام کا دوسرا حصہ ہے - اس میں شعراء متاخرین کے تذکرے ہیں - مطبوعہ رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور - صفحات ۴۲۲ قیمت ۳ روپیہ۔

مولانا شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں کہ سرور آزاد خاص شعراء متاخرین کا تذکرہ ہے یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھ یہ خصوصیت رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں اعلیٰ درجہ کے ہیں - مآثر الکرام میں ان حضرات مرقیہ کے حالات ہیں جو ابتداء عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوئے۔

(۳) گلشن ہند - مشہور شعراء اردو کا نادر و نایاب تذکرہ جس نے زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان گلگرسٹ نے سنہ ۱۸۰۱ ع میں میرزا علی لطف سے لکھوایا ہے - بوقت طبع شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی نے اس کی تصحیح کی ہے اور مولوی عبد الحق صاحب بی - اے - نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے - جس میں زبان اردو کی ابتدائی تاریخ اور تذکرہ ہذا کے خصوصیات مذکور ہیں - صفحات ۲۳۲ قیمت ایک روپیہ۔

(۴) تحقیق الجہاد - نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم کی کتاب "کریٹکل اکسپوزیشن آف دی پاپیولر جہاد" کا اردو ترجمہ - مترجمہ مولوی غلام العسین صاحب پانی پتی - علامہ مصنف نے اس کتاب میں یورپین مصنفین کے اعتراض کو رفع کیا ہے کہ مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے - قرآن حدیث، فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور معقنہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعہ کے تمام غزوات و سرایا و بعوث بعض دفاعی تھے اور ان کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جائے - حجم ۴۱۲ صفحہ قیمت ۳ روپیہ۔

(۵) زرتشت نامہ - قدیم پارسیوں کے مشہور پیغمبر اور ریفاور کی سوانح عمری جس کو مشہور مستشرق عالم جیمسن کی کتاب سے اقتباس کر کے مولوی خلیل الرحمن صاحب نے تالیف کیا ہے - صفحات ۱۹۸ - قیمت ایک روپیہ۔

(۶) الفاروق - شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کی لائق تصنیف جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانح عمری اور ان کے ملکی، مالی، فوجی انتظامات اور ذاتی فضل و کمال کا تذکرہ مندرج ہے - قیمت ۳ روپیہ۔

(۷) نعمت عظمیٰ - امام عبدالوہاب بن احمد الشعرانی المتوفی سنہ ۹۷۳ ہجری کی کتاب لواقع الانوار فی طبقات الفخار کا ترجمہ جس میں ابتداء ظہور اسلام سے دسویں صدی کے اواسط ایام تک جس قدر مشاہیر فقہاء گذرے ہیں ان کے حالات اور زہد و اقوال مذکور ہیں - مترجمہ مولوی عبد الغنی صاحب دارنی قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ۔

(۸) آثار الصفاہد - مرحوم سر سید کی مشہور تصنیف جس میں دہلی کی تاریخ اور وہاں کے آثار و عمارات کا تذکرہ مندرج ہے لایم پریس کانپور کا مشہور ادیشن - قیمت ۳ روپیہ۔

(۹) قواعد العروض - مصنفہ مولانا غلام حسین قدر بلگرامی - علم عروض میں اس توضیح و تفصیل کے ساتھ عربی و فارسی میں بھی کئی کتاب لکھی نہیں گئی ہے - اس کے اخیر میں منہجی عروض و قافیہ کے اصول و ضوابط بھی مذکور ہیں اور اس کو شمس العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی نے اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے - حجم ۴۷۴ صفحہ - قیمت سابق ۴ روپیہ - قیمت حال ۲ روپیہ۔

(۱۰) میڈیکل جیورس پرنسپل - یعنی طب متعلقہ مقدمات فوجداری ہے - مترجمہ شمس العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی - اس کا مفصل ریویو الہلال میں عرصہ تک چھپ چکا ہے - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۳ روپیہ۔

(۱۱) - تمدن ہند - مسٹر گستا ولبان کی فرانسیسی کتاب کا ترجمہ - مترجمہ شمس العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی - یہ کتاب تمدن عرب کی طرز پر ہندوستان کے متعلق لکھی گئی ہے - اور

آلہ اور عبد اللہ خان بک سیلر اینڈ پبلیشر کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

جلاں کی گولیاں

اگر آپ قبض کی شکایتوں سے پریشان ہیں تو اسکی درگولیاں رات کو سوتے وقت لگ ل جائیے صبح کو دست خلاصہ ہوگا ، اور کام کاج کھانے پینے نہانے میں ہرج اور نقصان نہ ہوگا کھانے میں بدمزہ بھی نہیں ہے ۔

قیمت سولہ گولڈن کی ایک ڈیہ ۵ اُنہ معصوم
 ڈاک ایک ڈیہ سے چار ڈیہ تک ۵ اُنہ

یہ
در درالین
ہمیشہ
اپنے
پاس
رکھیں

درد سر دیاح کی دوا

جب کبھی آپکو درد سر کی تکلیف ہو یا ریلج ے
درد میں چھت پٹانے ہوں تو اسے ایک چم نکلے ہی
سے پل میں آپکے پہاڑ اسے درد کو پانی کر دیگی ۔
قیمت بارہ ٹکیرنگی ایک شہشی ۶ آنہ محصل
ڈاک ایک ے پانچ شہشی تک ۵ آنہ ۔
نرت — یہ دونوں درالیاں ایک ساتھ منگائے سے
خزچ ایک ہی کا پریگا ۔

ڈاکٹر ایس کے برمن - نیشنل تارا چند دت اسٹریٹ بمبئی۔



تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اس کے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گہی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بے سارے معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے۔ لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم تمدن نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جویاں ہے بنابرین ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربہ سے ہر قسم کے دیسی روایتی تیلوں جالچکر " مرہلی کسم تیل " تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو ملتی ہے بلکہ مرہودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جس کے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا۔ یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاس اور خوشبودار دیر پا ہونے میں لاجواب ہے۔ اس کے استعمال سے بال خوب گہلے اگتے ہیں۔ جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے و دوسرے نزلہ، چکر، آرز و مافی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اس کی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے۔

تمام ہوا فروریں اور عطر فروریں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاقہ محصلہ لداک -

میسو انٹی مارڈیا میکسچر
ایسیر دافع بخار ہشتم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مر جا کر گئے ہیں، اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر، اور نہ کوئی حکیمی اور مفید ہسپتال دوا اڑاؤں لیسٹ پر گھر بٹھنے بلا طبی مشورہ کے میسر آ سکتی ہے۔ ہمارے خالق اللہ ہی ضروریات کا خیال کرے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے، اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزار ہا پیشیاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے۔ مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی ہسپتال بھی ہیں اور ہم

دوسرے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے
 ہر قسم کا بخار یعنی پُرانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار -
 پھر کرائے والا بخار - اور وہ بخار جس میں زرم جگر اور طحال بھی
 ملحق ہو یا وہ بخار جس میں مثلی اور قلب بھی آتی ہو - سرخی
 سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی
 ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زرد بخار ہو - بخار کے ساتھ گلہاں
 بھی ہو سکتی ہیں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو -
 ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ہے اگر خفا پانے کے بعد بھی
 استعمال کیجئے تو بہرک ہو جائے . ہے اور تمام اعضا میں خون
 صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بھس میں چلتی
 رہ چلائی آ جاتی ہے ، نیز اس کی سابق تندرستی از سر نو آ جاتی
 ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں ، ہنس میں سسکی
 اور طبیعت میں کھلی رہتی ہو - کلم کرنے کو جی نہ چاہتا ہو -
 کھانا ہیر سے ہضم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایات بھی اس کے استعمال
 کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام
 اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

فہرست
 پہلی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
 چوتھی بوتل بارہ آنہ
 پچھلے ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
 تمام دواخانہ داروں کے ہاں سے مل سکتی ہے
 ۱۹۰۱ء
 در دہرورہوالٹر
 ایچ - ایس - عبد الغنی کیمسٹ
 ۷۳، ۲۲
 کولر ٹریڈ اسٹریٹ - کلکتہ

[6]





اگر معاونین الہلال کوشش
کرتے الہلال کیا ہے دو ہزار
نئے خریدار پیدا کوسکیں
جو آٹھ روپیہ سالانہ قیمت
ادا کریں تو اسکے بعد یقیناً
الہلال کا مالی بحالہ بغیر
قیمت کے بڑھائے حل ہو
جائیکا۔

ایک سنیسی مہمان کے دو نادر عطیہ

حبیب مقربی — جن اشخاص کی قریب زائل ہو گئے ہیں وہ

اس مہمانی کا استعمال کریں۔ اس سے ضعف خواہ اعصابی
ہو یا مہمانی یا کسی اور وجہ سے بالکل نیست نابود ہو جاتا
ہے۔ دماغ میں سرور و نشاط پیدا کرتی ہے۔ تمام دلی
مہمانی اور اعصابی کمزوریوں کو زائل کر کے انسانی تھکنہ میں
مہم نما تھن پیدا کرتی ہے۔ قیمت ۵۰ کروی صرف پانچ روپیہ۔

منہیں دندان — دانتوں کو موتیوں کی طرح ابدار بناتا ہے۔
اسرائیل دندان کا قلع قمع کرتا ہے۔ ہلکے دانتوں کو مضبوط کرتا ہے۔
دانت ہلکے وقت بھی بھلے مسرور ہیں ہر ماہ جارحہ توجہ دانت
نہایت آسانی سے نکالتا ہے۔ منہ کو مضبوط کرتا ہے۔ قیمت ایک
روپیہ صرف ۸ آنہ۔

توپاق طحل — تب تلی کیلئے اس سے بہتر شاید ہی کولی
ہوئی ہوگی۔ تب تلی کو تلخ رہیں سے نابود کر کے بتدریج جگر اور
فہم کی اصلاح کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱ روپیہ ۴ آنہ۔
ملنے کا پتہ — جی۔ ایم۔ قادری الہد کو۔ شفا خانہ حمیدہ
منڈیالہ ضلع گجرات پنجاب

[ترجمہ لڑانگریزی]
مسٹر بی۔ سی۔ مٹر۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ کسٹمرک
و سیٹھ جیم ہوگلی دھورہ

میرے لوگ نے مسٹر ایم۔ لن۔ احمد اینڈ سنز [نمبر ۱ / ۱۵ رین اسٹریٹ
کلکتہ] سے جو مینکین خریدی ہیں، وہ تغنی بغض ہیں۔ منہ بھی ایک
مینک ہوا ہے جو اعلیٰ درجے کی تیار ہوئی ہے۔ یہ کارخانہ موجودہ دور
میں ایمانداری و ارزائی کا خود نمونہ ہے۔ ملک میں اس طرح کے کارخانوں
کا کھولنا یقیناً سماجی خدمت افزائی کا مستحق ہے۔

کون نہیں چاہتا کہ مہمانی مرنے دم تک صحیح رہے۔ اگر آپ اسکی
حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو صرف اپنی سرور و نور و نزدیک کی بینائی کی
کیفیت تحریر فرمائیں تاکہ لائق و تجربہ کار ڈاکٹر کی تجویز سے قابل اعتماد
اصلی پتھر کی مینک بشپہ وی۔ بی۔ کے ارسال خدمت کیجئے۔ اس پر بھی
اگر آپ کے وفاق نہ آئے تو بلا اجرت بدل دیا جائیگا۔

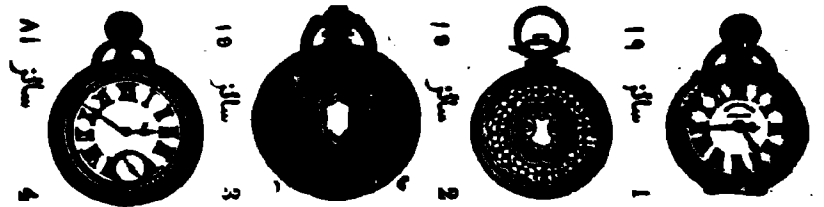
نکل کی کمائی مع اصلی پتھر کی مینک ۳ روپیہ ۸ آنہ سے ۵ روپیہ تک۔
اصلی رولنگولڈ کی کمائی ہلے سونے کا پتھر چڑھا ہوا مع پتھر کی مینک ۷۔
۶ روپیہ سے ۱۵ روپیہ تک محصول وغیرہ ۶ آنہ۔

مژدہ وصل

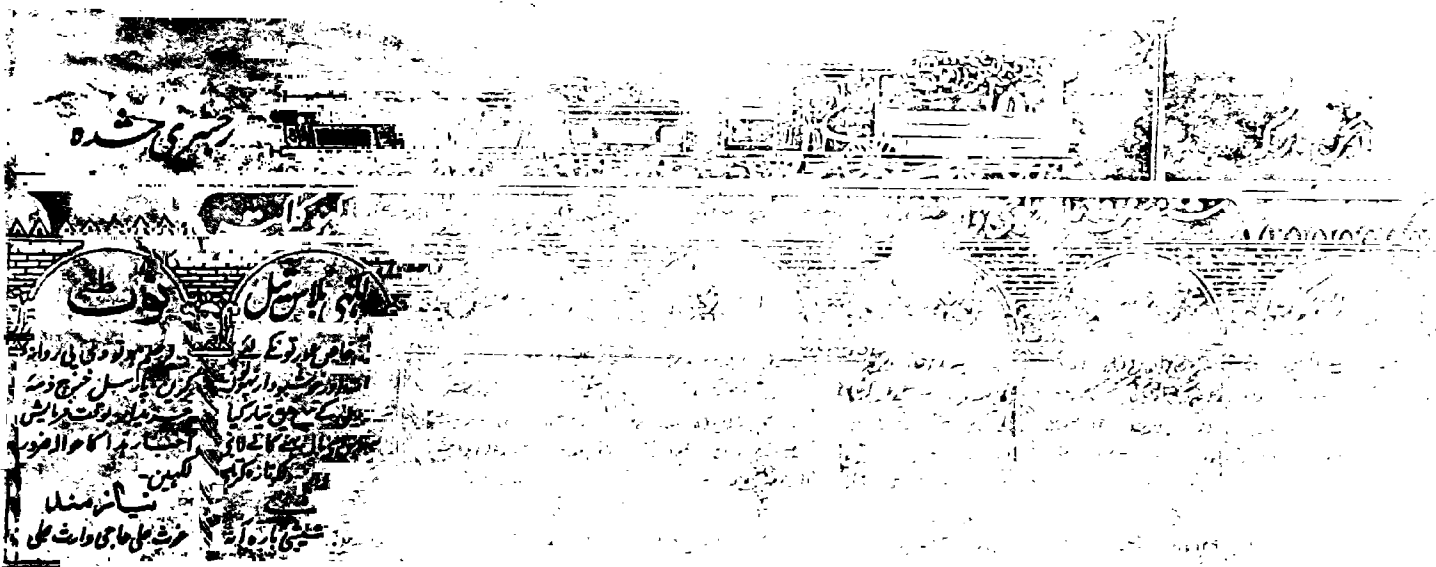
یعنی عمل حب و بغض بہ ہر دو عمل ایک بزرگ کامل ہے
مجھ کو عطا ہوئی ہیں لہذا بغرض رفاه علم لوٹس دیا جاتا ہے اور
خاکسار دعویٰ کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ جو صاحب بموجب ترکیب
کے عمل کریں گے ضرور بالضرور کامیاب ہوں گے۔ ہدیہ ہر ایک عمل
بغرض فاتحہ آن بزرگ ۱ روپیہ ۴ آنہ مع محصول ڈاک۔

اسم اعظم — یا بدو یعنی بیس کا نقش اس عمل کی زیادہ
تعریف کرنا فضول ہے کیونکہ یہ خود اسم با اثر ہے۔ میرا آزمودہ ہے جو
صاحب ترکیب کے موافق کریں گے کبھی خطا نہ کریگا اور یہ نقش ہر
کلم کی واسطے کلم آتا ہے ہدیہ بغرض فاتحہ آن بزرگ ۱ روپیہ ۴ آنہ
مع محصول ڈاک۔

(نوٹ) فرمایش میں اخبار کا حوالہ ضرور دینا چاہیے۔
خاتم الفقرا فیض احمد معملہ تلیسا جہانسی



- (۱) راسکوپ فلپور راج گارنٹی ۲ سال مع محصول دو روپیہ آٹھ آنہ
 - (۲) مٹاگلا سلنگر راج گارنٹی ۳ سال مع محصول پانچ روپیہ
 - (۳) چاند پکڑا راج سلنگر راج گارنٹی ۳ سال مع محصول دس روپیہ
 - (۴) کلکس الگما سلنگر راج گارنٹی ۳ سال مع محصول پانچ روپیہ
- نوٹ حضرات اپکو خوبصورت مضبوط سجاوشت بڑا پر چلندہ والی
گھڑیوں کی ضرورت ہے تو جلد منگا لیں اور نصف یا رعایتی
قیمت اور جس بارہ سال کی گارنٹی کے لالچ میں نہ پڑیں۔
ایم۔ اے۔ شکور اینڈ کو نمبر ۵/۱ ویلسلی اسٹریٹ دھرم تلا کلکتہ۔
M. A. Shukoor & Co 5/1 Wellesly Street P. O. Dharmtalla
Calcutta.



لَا تُقْبَلُ إِلَّا الْحَقُّ وَالْحَقُّ لَا يُقْبَلُ إِلَّا بِالْحَقِّ

الْهَيْلُ

نار کا ہفتہ
"الہلال کلتہ"
ٹیلیفون نمبر ۶۳۸

Telegraphic Address
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مضمون رسالہ

دیرستول ہفت روزہ

مسکاتینا لکھنؤ لکھنؤ

مقام اشاعت
۱ مکتوبہ اشاعت
۱۰۰۰

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۶۰ آہ

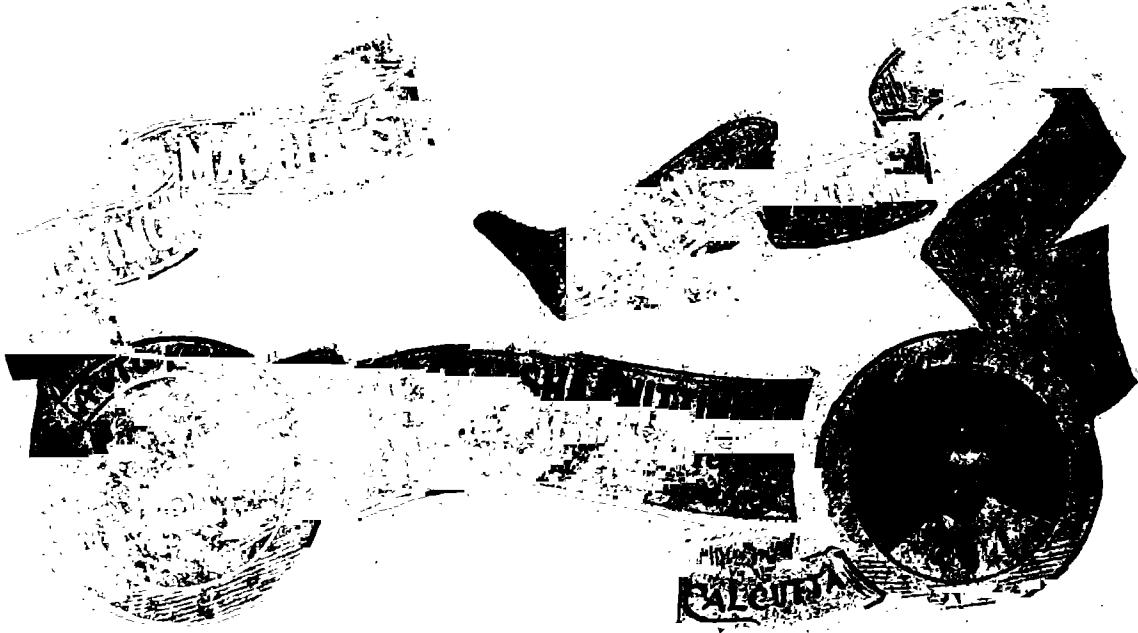
جلد ۴

کلیںکلہ: جہولہ ۸ رجبہ ۱۳۳۶ ہجری

Calcutta: Wednesday, June 3, 1914

نمبر ۲۲





آدرشہ نیرتہ ۱۲ کمیٹی

نور کا پاس - ادرشہ

یہ کمیٹی نہیں چاہتی ہے کہ فائدہ رسانی کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور منسلک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمیٹی امور فیل کو آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :-
(۱) یہ کمیٹی آپکو ۱۲ روپیہ میں بٹل ٹنگ (یعنی سیاری تراش) معین دیگی جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں۔

(۲) یہ کمیٹی آپکو ۱۵۰ روپیہ میں خود باف موزے کی معین دیگی جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کھیل ہے۔
(۳) یہ کمیٹی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسی معین دیگی جس سے موزہ اور گنجی موزوں تیار کی جاسکے قیس روپیہ روزانہ بے تکلف حاصل کیجیے۔

(۴) یہ کمیٹی ۹۷۵ روپیہ میں ایسی معین دیگی جس میں گنجی تیار ہوگی جس سے روزانہ ۲۵ روپیہ بے تکلف حاصل کیجیے۔
(۵) یہ کمیٹی ہر قسم کے کاتے ہرے آٹھ جو ضروری ہوں معین نامہ راہ نرخ پر مہیا کر دیگی ہے۔ تم غلم ہوا۔ آپ روا نہ کیا نور اسی میں روپے بھی مل گئے! پھر لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لیے چیزیں بھی پہنچ دی گئیں۔

ایک بڑے نو چار بے مانگے سرکاریہ کا حاضر ۱۲ کمیٹی

اکرمیل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :- میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمیٹی کی چند چیزیں خریدیں مجھے اس چیز کی قیمت اور اوصاف سے بہت تعجب ہے۔
اس کی کڑواہ راؤ پلٹر (بلاری) میں گزریلے معین سے انکی معین کو ترجیح دیتا ہوں۔
مجھے کھم کھامی ہوئی۔ (کدیا) میں خوشی سے آپکو اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۹۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہوارہ انکی نیٹنگ معین سے پیدا کرتی ہوں۔

نواب نصیر اللہ، الک موزا، امت علی بیگ قونہ ل ایوان

(*)

ادرشہ نیٹنگ کمیٹی کو میں جانتا ہوں۔ یہ کمیٹی اس وجہ سے قائم ہوئی ہے کہ لوگ محنت و مشقت کریں۔ یہ کمیٹی نہایت چھی کم کر رہی ہے اور موزہ وغیرہ خود بلراتی ہے۔ اسے ماسوائے کم قیمتی مشین منگا کر ہر شخص کو مفید ہونے کا موقع دیتی ہے۔ میں ضرورت سمجھتا ہوں کہ عوام اسکی مدد کریں۔

چند اہم اخبارات ہند کی رائے

(*)

ہنگوی :- موزہ جو کہ نمبر ۲۰ عالم اسٹریٹ کے کمیٹی کے بنائے ہیں اور جو سودیشی مہلہ میں نمائش کے واسطے بھیجے گئے تھے نہایت عمدہ ہیں اور بلاوت بھی لگی ہے۔ محنت بھی بہت کم ہے اور روپائی چیز سے سوسو قریب نہیں۔
الذین کتالی ٹیورز :- ادرشہ نیٹنگ کمیٹی کا موزہ نہایت عمدہ ہے۔
جہل امتیاز :- اس کمیٹی کے ثابت کر دیا کہ ایک شخص اس معین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کر سکتا ہے۔
اس کمیٹی کی پوری حالت آپ کے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑیں تو اس سے بڑھ کر انوسس لو کر کیا ہو سکتا ہے۔
برنج سول کورٹ روڈ سنگاپور :-

نور :- پراسپیکٹس ایک آنہ کا گتہ آئے پر پیچ دیا جیگا۔

ادرشہ نیرتہ ۱۲ کمیٹی نمبر ۱۲ ایچ - گرائٹ اسٹریٹ ۱۲

اور اسکا بنایا ہوا کوئی قانون ہمیں اپنے مذہبی اعمال سے نہیں روک سکتا۔

مسیح آوروں کے دلوں کی خبر نہیں۔ نہ میں جانتا ہوں کہ انکی ہمت کا پیمانہ اتنا وسیع ہے یا نہیں کہ اس بارے میں انکا دل اور زبان ایک ہو۔ تاہم اپنی نسبت تو صاف صاف کہتا ہوں کہ جنگ بلقان میں جنگ کے لیے روپیہ نہ بھیجنا کچھ اس سبب سے نہ تھا کہ اعلان نا طرفداری نامی کسی قانون کو ہم نے اس خدائی قانون پر ترجیح دیدی تھی جو کہتا ہے کہ: جاهدوا فی سبیل اللہ باموالکم و انفسکم! کیونکہ اگر ہم ایسا کرتے تو اس کے صاف معنی یہ ہوتے کہ انسانوں کے لیے ہم نے اپنے خدا کو چھوڑ دیا جس نے ہمیں ہر ایسے حکم اور قانون کی تعمیل سے روک دیا ہے جو اس کے حکم اور قانون کے خلاف ہو:

الم ترالی الذین یزعمون "اے پیغمبر! کیا تم نے ان لوگوں کو انہم امنوا بما انزل نہیں دیکھا جنکا زعم باطل یہ ہے کہ ایک رما انزل من وہ قرآن پر اور خدا کی ان تمام کتابوں قبلک، یریدون ان پر ایمان لاچکے ہیں جو قرآن سے پہلے یتحکموا الی الطاغوت، نازل ہوئیں۔ مگر ساتھ ہی ان کے عمل وقد امرنا ان یغفروا کا یہ حال ہے کہ اپنے معاملات کا فیصلہ بہ، یرید الشیطان ان الہی احکام و قوانین کی جگہ خدا کی یضلمہم ضلالاً بعیداً - مخالف قوتوں اور شریر سرکش انسان کے حکم اور قانون سے کرانا چاہتے ہیں، (۴: ۶۱)

حالانکہ انکو حکم دیا جاچکا ہے کہ وہ اس کے حکم سے انکار کر دیں؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ شیطان کی گمراہیاں ہیں جو چاہتا ہے کہ انہیں انتہا درجہ کی ضلالت میں مبتلا کر دے۔

قرآن کریم کی اصطلاح میں ہر وہ شے اور ہر وہ قوت جو خدا اور خدا کی صداقتوں کی مخالف ہو "طاغوت" ہے۔ خواہ وہ کوئی بت ہو جو مکہ کے قریش نے خانہ کعبہ میں رکھ دیا ہو، یا کوئی انسان ہو جو شریر قوتوں اور نفسانی طاقتوں کے گھمنڈ میں آکر حق سے سرکش ہو گیا ہو، یا پھر کوئی گورنمنٹ اور بادشاہت ہو جو خدا کے بندوں کو اپنے جبر و استیلاء کے آگے سر بسجود دیکھنا چاہتی ہو۔ "من شغلک عن اللہ فہر ضلک" و "من الہاک فہر مزلک" جن بزدل اور کفر پرست روموں کو باوجود ادعاء اسلام و توحید اس حقیقت سے انکار ہو، ان کے نفاق و کفر مضفی کے متعلق اسی آیت کے بعد ہمیں بتلایا گیا ہے:

و اذا قیل لهم: اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ آؤ تمام تعالوا الی ما انزل حکم اور طاقتوں سے انکار کردو، اور خدا کے اللہ والی الرسول آثارے ہوئے قانون اور اس کے رسول کی تعلیم رأیت المناقیین پر عمل کرو، تو تم ان منافقوں کو دیکھتے ہو یصدرون عنک کہ کس طرح تم سے اپنا دامن بچا کر الگ صمد (۴: ۶۵) ہو جاتے ہیں اور پیچھے ہٹنے لگتے ہیں؟

پس ایک مومن کیلئے جو اپنے تمام کاموں میں صرف اپنے خدا ہی کے حکم کا فرمانبردار ہے، کسی طرح بھی ممکن نہیں کہ وہ ایک سخت مصیبت انگیز جنگ کے موقع پر جبکہ بلاد اسلامیہ اور مرکز خلافت علیہ خطرات شدیدہ سے دوچار ہو، صرف اس خوف سے مجاہدین مقدسین اسلام کی اعانت نہ کرے کہ کسی انسانی قانون نے اسے روک دیا ہے، اور اس طرح خدا پرستی کا دعوہ کر کے پھر طواغیت باطلہ کو بھی اپنا حکم اور سلطان بنائے۔

البتہ چونکہ یہ ظاہر تھا کہ اس جنگ عظیم کیلئے وہ اعانتیں کچھ مفید نہیں ہو سکتی تھیں جو مسلمانان ہند بہ ہزار مصیبت اس موقع پر جمع کر سکتے تھے، اور موجودہ عہد کی لڑائیوں میں (جبکہ برقی ترپوں کی گولہ باری کیلئے فی ساعت کئی لاکھ روپیہ مطلوب ہوتے ہیں) بیس تیس لاکھ روپیہ ایک دن بھی پورا جنگی خرچ نہیں تھا۔ اسلئے اس غرض سے روپیہ بھیجنا کچھ زیادہ مفید نظر نہ آیا، اور یہی بہتر سمجھا گیا کہ ممبروں

نے پاس اشاعت کیلئے بھیج دیا تھا اور نہایت تفصیل سے یہ تمام امور اس میں بیان کر دیے تھے۔ افسوس ہے کہ کسی وجہ سے وہ خط اب تک شائع نہیں کیا گیا۔

بہر حال ہمارے مقامی معاصر کو اس بارے میں غالباً غلط فہمی ہوئی ہے، اور اس نے ایک ایسا پولیٹیکل الزام اپنے مسلمان ہم وطنوں کو بے خبرانہ دیا ہے جسکی ذمہ داری بڑی ہی شدید ہے، اور جس کے متعلق اگر ثبوت کا مطالبہ کیا گیا تو اسے اپنی مشکلات پر افسوس کرنا پڑیگا۔

ہم مسلمان ہیں۔ ہم اپنے کاموں کیلئے سرکاری قوانین سے بھی بالا تر اپنا مذہبی قانون رکھتے ہیں، اور وہ ہمیں اس درجہ عزیز ہے کہ اسکی تعمیل سے کوئی دنیوی قانون ہمیں نہیں روک سکتا۔ اس قانون نے یقیناً ہم پر فرض کر دیا ہے کہ دنیا کے کسی حصہ میں بھی جب دشمنان توحید و عدالت مسلمانوں پر حملہ کریں، تو انکی ہر طرح کی اعانت کیلئے ہم سب آتھہ کہتے ہوں، اور جو کچھ ہم سے ہو سکتا ہے اس سے دریغ نہ کریں۔ ہم کو ہندو پیٹریٹ کے ایڈیٹروں نے مسجدوں میں نماز پڑھتے بارہا دیکھا ہوگا۔ ہم بلا کامل اسے اطلاع دیتے ہیں کہ جس طرح ہم پر نماز فرض کی گئی ہے، بالکل اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر ہمارے لیے مسلمانوں کی ہر طرح کی اعانت بھی فرض کر دی گئی ہے۔ علی الخصوص جب کہ وہ دشمنوں کے نرغے میں پھنس جائیں، اور اسلام کی آبادی اور بستیاں چھین کر شوک و ضلالت اور ظلم و ستم کی معکم بفاٹی جائیں!

ہمارے انگریزی ہم قلم کر معلوم ہونا چاہیے کہ اسی کا نام "حکم جہاد" ہے جو اسلام کے اولین اور بنیادی احکام میں سے ہے۔ گو اس مقدس حکم کو غلط فہمیوں اور بد گمانیوں سے آلودہ دیکھ کر بد قسمتی سے بعض مسلمان اپنی زبانوں پر جگہ نہ دیتے ہوں، مگر العمد للہ، ہم اپنے اندر اتنی قوت پاتے ہیں کہ پورے فخر و امتیاز کے ساتھ اسکا علانیہ اعتراف کریں۔ اور اب ایسے مسلمان بھی ہندوستان کے آسمان کے نیچے بسنے لگے ہیں جو اس حکم کی پیہم اور متصل دعوت دیتے رہنا اپنے تمام کاموں کا سب سے پہلا مقصد بیان کرتے ہیں!

پس یہ کہہ رہیں قوالے کی کوشش کچھ بھی سردمند نہیں ہو سکتی کہ ہم پر اسلام کی آخری حکومت کو جنگی امداد دینے کا الزام لگایا جائے۔ جنگ کیلئے چند لاکھ روپیوں کا بھیجنا کیا ہے؟ زیادہ سے زیادہ اس الزام کا مطلب اتنا ہی ہو سکتا ہے کہ ہندوستان میں خود چین و آرام سے بیٹھ کر ہم نے دولت عثمانیہ کو روپیہ بھیج دیا تاکہ اس کی قیمت سے خرید کر کسی دن اپنے دشمنوں پر دو چار گولے بھیجندے۔ اور یہ جائز نہ تھا جبکہ ہم ایک اعلان نا طرفداری کرتے والی گورنمنٹ کی رعایا تھے۔

اگر اس الزام سے صرف اتنا ہی نتیجہ نکلتا ہے تو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے حریفوں نے اپنی قوت کچھ زیادہ شدید طریقہ سے استعمال نہیں کی۔ کیونکہ روپیہ بھیجنا کونسی ایسی بڑی بات ہے؟ ہم تو علانیہ یہ تک کہنے کیلئے موجود ہیں کہ اگر قسمت یاروی کرے اور ہمت ذلت پسند بلند ہو تو اپنی جانوں اور گردنوں سے بھی خلیفہ اسلام کے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کیلئے طیار ہیں، اور ہمارے جسم کا گوشت اور خون ہمارے لیے خدا کی لعنت اور پھٹکار ہے، اگر وہ اسلام کی مصیبت کے وقت اسکی حفاظت کی راہ میں کام نہ آیا!

یہ بالکل غلط اور مزید تہمت ہے کہ مسلمانوں نے روپیہ جنگ کیلئے بھیجا۔ مگر ہم بغیر کسی تامل کے اعلان کرتے ہیں کہ اگر پھر کبھی وقت آگیا اور ضرورت پڑی تو ہم جنگ کے لیے بھی روپیہ بھیجیں گے۔ اور اس سے زیادہ ضرورت ہوئی تو اپنی جانوں کو بھی ہتھیلیوں پر لیکر نکلیں گے۔ ہم اس بارے میں صرف اپنے خدا کے حکموں کو جانتے ہیں اور دنیا کی کوئی گورنمنٹ

۱۔ مساجد و قیور اور دور

ہذا ایک انسی کا ورود اور نئی درخواست

پزانشل لیگ اور انجمن دفاع مساجد کی
متحدہ اور آخری سعی !

کانپور کی مسجد کا معاملہ جب اُن تمام حوادث و مصائب کے ساتھ شروع ہوا جو ایک ایک کر کے اب لشکر پور کے مسئلہ کی وجہ سے یاد آ رہے ہیں، تو ہمارے سامنے ناموں اور مشورہ فرماؤں کی ایک بڑی جماعت رونما ہوئی، اور مسلمانوں کی اُن غلطیوں اور بے اعتدالانہ و سرکشانہ گمراہیوں کو واضح کیا گیا جو اگر نہ ہوئی ہوتیں، تو نہ تو مسٹر ٹائیلر کو فالٹ کرنے کا حکم دیکر گورنمنٹ کے قیمتی سامان جنگ کو ضائع کرنا پڑتا، اور نہ ہزاروں سرجمیس کو آگرو تشریف لیجا کر اس جنگی اسراف مگر فیاضانہ عمل سیاست کے مناقب و فضائل بیان کرنے پڑتے !

ان امریکہ فرماؤں میں پہلا گرہ حکام کا تھا - انکو افسوس تھا کہ ”باہر کے چند سرکش اور مفسد“ مسلمانوں کے عام پبلک کو خطرناک مذہبی جوش میں مبتلا کر کے یہ تمام درد انگیز مصائب پیدا کیے - ہزاروں سرجمیس مسٹن کے یادگار الفاظ میں، ان مفسدوں نے بدامنی پیدا کر کے اور بہت سا ناحق خون بہا کر ”خدا اور اس کے بندوں“ دونوں کے سامنے اپنے تئیں جوابدہ قرار دیا“

لیکن دوسرا گرہ ناصحین اور مجمع واعظین خود ہمارے ہی قلم کے اُن سنجیدہ و متین ”عاقبت اندیش“ معاملہ فہم، سرد و گرم چشیدہ، امن دوست، وفا پیشہ، اطاعت فرما، اور سرعظیم ”اولوالامر منکم“ کے محرومان راز بزرگوں کا تھا، جو ابتداء میں تو اپنی پر وقار علیحدگی اور مصلحت اندیش خاموشی کی زبان پنہاں سے حق نصیحت و رخصت ادا فرماتے رہے، لیکن جب مسجد کی منہدمی دیوار کی شکستہ اینٹیں گرد و غبار بنکر اڑ گئیں، جب شہداء جنوں مذہب اور دیوانگان جہل مسجد پرستی کے خون کی چھینٹوں سے مسجد کی در دیوار رنگیں ہو چکیں، جب کانپور کا جیل خانہ ایک سوسائٹ گرفتاران بغارت کے ہجوم سے بالکل رک گیا، اور جبکہ ”چند باہرے“ مفسدوں کی شرارتیں اور ”مذہبی جہل و جنون“ کے فسادات یہاں تک طاقتور اور فتح مند ہو گئے کہ اس کے لیے شملہ کی چوٹیوں سے آکر کرہندستان کے سب سے بڑے حکمران کو کانپور آنا پڑا، تو پھر صدائے سکوت اور نصاب خاموشی کا عہد غیبیت و پنہانی ختم ہوا، اور اُس تبریک مسرت میں سب سے پہلے شریک ہونے کے بعد جسکی تعزیت غم میں احکام مصالح اور اسرار اطاعت کے شریک کی آپہیں اجازت نہیں دی تھی، بعض نصاب حکیمانہ اور مراعات بزرگانہ زبان و قلم پر بھی جاری ہوئے، اور ناقدر شناس و کم راس قوم کو پر امن و با اعتدال کاموں کا طریقہ بتلایا گیا !

ان نصیحتوں کی اہم دفعات یہ تھیں کہ جوش اور ہیجان سے کام لینا عقل اور دانشمندی کے خلاف ہے - ادب اور عاجزی کے ساتھ مثل رعایا اور محکوموں کے التجائیں کرنی چاہئیں - ہمیشہ چاہیے کہ ذمہ دار جماعتیں اندر ہی اندر کام کریں، اور عوام کو انکے بیجا جوش اور خطرناک ہیجان سے ہم لینے کا موقع نہ دیں - وغیرہ وغیرہ -

یہ نصیحتیں کتنی ہی قیمتی ہوں مگر مسجد کانپور کے مسئلے کیلئے تو بالکل غیر ضروری تھیں - کیونکہ اگر یہ کوئی صحیح طریق کار تھا تو اس نہایت قیمتی اور صحیح ترین دستور العمل کو کامل طریقہ سے پہلے ہی مسلمانان کانپور اختیار کر چکے تھے، اور جس قدر طریقے طلب و سوال، عاجز و نیاز، منت و زاری، نالہ و فغاں، اور ادب و رعایت کے ساتھ کام کرنے کے ہو سکتے ہیں، اُن سب کا ایک ایک

جنگ کے علاج اور شہداء اسلام کے پس ماندوں کی اعانت میں یہ رویہ صرف ہر اور کوشش کی گئی کہ اگر اس رویہ کے ذریعہ دشمنان اسلام کے سینوں پر مہلک زخم نہیں لگے جاسکتے، تو کم از کم جاں نثاران توحید کے زخموں پر مرہم ہی لگا دیا جائے - اگر سوال کیا جائے (جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ بعض اپنے ہی حلقوں میں چھیڑا جا رہا ہے) نہ خود دولت علیہ کے بھی اُس رویہ کو ہلال احمر کے کاموں میں خرچ کیا یا نہیں؟ تو اس کے جواب میں اور کسی کو یہ کہتے ہوئے تو معلوم ہو تو ہو، مگر مجھے تو کوئی قائل نہیں کہ ہم نے یہ رویہ ہلال احمر کے کاموں کیلئے بھیجا تھا - اس کے سوا بھیجنے والوں کا کوئی مقصد نہ تھا - لیکن اگر حکومت اور وزراء کے حکومت نے اس قلیل و حقیر رقم کو ہلال احمر کی جگہ کسی ایسے کام میں صرف کیا ہو جو ہلال احمر سے بھی زیادہ اُس زمانے میں اہم ہو، تو تمام مسلمانان ہند کیلئے جنکے دل اپنی نارسائی کے غم سے اندوہگین اور اپنی معرومی کے ماتم سے زخمی ہیں، اس سے بڑھکر فخر و مسرت کی اور کیا بات ہو سکتی ہے؟ زہر قسمت ہم معرومان دور افتادہ کی، اور مد عز و افتخار ہم بد بختان بے دست و پا کیلئے، اگر ہمیں یقین ہو جائے کہ ہماری حقیر و لاشے اعانتیں اس حادثہ کبریٰ اور مصیبت عظمیٰ کے موقع پر مجاہدین مقدسین اسلام اور قاتلین اہل صلیب و عبدة الارثان کی راہ میں ٹھکانے لگیں، اور ہلال احمر کی مرہم پٹی کی جگہ اصلی میدان غزا میں کام آئیں !!

بریں مزیدہ گر جاں فشام روا ست !

البتہ افسوس ہے کہ اسکا کوئی ثبوت وہ لوگ نہیں پیش کرتے، جنکے بدترین الزام بھی فی الہ وقت... ہمارے لیے بہترین بشارتیں ہیں - کاش ہندو پیٹریٹ اور اس کے ہم مشرب ہمیں اسکا یقین دلا سکتے کہ ہماری کم ہمت نیت کے خلاف ہمارا رویہ ہلال احمر کی جگہ اصلی جہاد مقدس میں صرف کیا گیا ہے !

آخر میں ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارا معزز مقامی معاصر اپنے کاموں میں اس غلطی کی بہت جلد اصلاح کر دے گا - ہم خود تو ایسے الزاموں سے کچھ متاثر نہیں ہوتے - بجز اس کے کہ مثل صدھا غلط باتوں کے اسے بھی غلط سمجھ لیں - لیکن اسکا اثر عام طور پر تمام مسلمانوں پر پڑتا ہے، اور ایک سخت غلط فہمی پیدا ہوتی ہے -

ہمارا ابتدا سے جو اصول ہندو مسلمانوں کے باہمی تعلقات کے مسئلہ کی نسبت رہا ہے، وہ زمانے سے پوشیدہ نہیں - حتیٰ کہ ہم نے ہمیشہ نہایت شدت اور سختی کے ساتھ اُن مسلمان لیڈروں کو الزام دیا ہے جو ہندوؤں کو ملکی اشغال کی وجہ سے گورنمنٹ کے سامنے ملزم بنانا چاہتے تھے، اور انکے مقابلے میں اپنی خورشامد اور غلامی پر ناز کرتے تھے - بہت سے مسلمان ہم سے ناخوش ہیں کہ ہم کیوں انکی طرح ہندوؤں سے علیحدگی اور مخالفت کی دعوت نہیں دیتے -

ایسی حالت میں ہمارے لیے یہ بڑی ہی دہش کن بات ہوگی اگر مسلمانوں کو ایک نئے مگر بے اصل سیاسی الزام کا مورہ بنائے کیلئے ہندو پریس کے کسی وقیع رزن کی طرف سے کوشش ہو، اور با وجود کشف حقیقت کے وہ تصحیح و اعتذار سے انکار کر دے - ہم اُسے یقین دلاتے ہیں کہ جو لڑک ہلال احمر کی رپورٹ کی بنا پر بحث کرتے تھے اور جنکا اس کے حوالہ دیا ہے، وہ خود بھی یہ کہہ ہی پسند نہ کریں گے کہ انکے مضامین کا وہ نتیجہ نکالا جائے جو ہندو پیٹریٹ نے نکالا ہے - انکا مقصد صرف تحقیقات تھا - یا اور جو کچھ بھی ہو - لیکن یہ تو کہہ ہی نہ تھا کہ انکے مضامین کو ایک نئے پولیٹیکل الزام کا آلہ بنایا جائے، اور کہا جائے کہ لوگوں نے ہلال احمر کے نام سے جنگی اغراض کیلئے رویہ جمع کیا اور ترکی کو پوشیدہ پوشیدہ روانہ کر دیا! رویہ بھیجنے والوں نے ہمیشہ اعلان کیا ہے کہ وہ خود حکومت کے نام بھیجتے رہے ہیں - یہ کوئی ایسا راز نہ تھا جو اب رپورٹ کی اشاعت سے یکایک آشکارا ہو گیا ہو !

صرف ایک آخری موقعہ اور باقی رہ گیا ہے جس کے نتائج کا ہمیں انتظار ہے۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ پچھلے انتظاروں کی طرح یہ آخری انتظار بھی نا کام ثابت نہر !

یہ معلوم ہوا ہے کہ عنقریب ہزاکسلنسی گورنر بنگال کلکتہ تشریف لائے والے ہیں۔ پرانشیل مسلم لیگ کا ایک خاص جلسہ پچھلے ہفتے منعقد ہوا جس میں انجمن دفاع مساجد کلکتہ کے ارکان بھی شریک تھے۔ اس جلسے میں بالاتفاق اس مضمون کی تجویز منظور ہوئی کہ از سر نو پھر اس معاملہ کے متعلق ایک دوسری درخواست پیش کی جائے اور خواہش کیجائے کہ ہزاکسلنسی کلکتہ تشریف لائے ہیں۔ اس موقعہ پر اجازت دی کہ مسلم لیگ اور انجمن دفاع مساجد کے چند منتخب قائم مقام حاضر ہوں اور مساجد لشکر پور کے متعلق عرض مقاصد کریں۔ گذشتہ واقعات کیسے ہی تاریک ہوں۔ تاہم آخری مایوسی ابھی نہیں آئی ہے، اور امید کی روشنی بالکل غروب نہیں ہوئی۔ ہزاکسلنسی کی گورنمنٹ اپنی دانشمندی و تدبیر اور رعایا کی جائز خواہشوں کی مستعدانہ سماعت کے لحاظ سے جو شہرت حاصل کر چکی ہے، وہ مسلمانوں کیلئے کامیابی کا بہت بڑا سہارا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس درخواست کو منظور فرما کر تمام مسلمانان ہند کی سچی شکر گزاری حاصل کرنے میں تامل نہ فرمائیں گے۔ اور معاملہ خیر و عافیت کے ساتھ ختم ہو جائیگا۔

۶۰۰

تین ہفتے سے الہال کی اشاعت میں غیر معمولی تاخیر ہو رہی ہے۔ اس ہفتے امید تھی کہ ٹھیک بدھ کے دن حسب معمول نکل جائیگا۔ پھر بھی ایک دن کی تاخیر ہو ہی گئی۔ امید ہے کہ آئندہ ہفتہ تک یہ ایک دن کا بل بھی نکل جائیگا۔

پچھلے دنوں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ناگزیر سفر پیش آئے رہے۔ دہلی سے واپس آیا تو بزرگان بہار اپنے در سال کے متصل اصرار اور مزاحمت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ خیال تھا کہ دہلی سے واپسی میں ایک دن کیلئے اتر جاؤنگا، لیکن اسٹیشن چھوٹ گیا اور مجبوراً کلکتہ آکر پھر نکلنا پڑا۔ پورے تین دن اس میں صرف ہو گئے۔ رہا رہے واپس آیا اور ابھی دو دن بھی کام نہیں کیا تھا کہ عین اخبار کی اشاعت کے دن کلکتہ سے تیس میل کے فاصلے پر ایک دیہات میں جانا پڑا۔ وہاں جانا بھی ناگزیر تھا۔ واپسی میں گازی نہیں ملی۔ مجبوراً پچیس میل خام سڑک کا سفر رات بھر کے اندر پانچویں کے ذریعہ طے کر کے کلکتہ آیا۔ بارش کی وجہ سے بخار میں مبتلا ہو گیا تھا لیکن اسی حالت میں معاً اخبار کی فکر کرنی پڑی !

غرض کہ ایسے حالات پیش آجائے ہیں اور معیت و رفاقت سے محروم ہوں۔ ان معذوریوں کی وجہ سے اگر سال بھر میں ایک دو ہفتے اشاعت میں تاخیر ہو جائے تو کو ایک اخبار کے دفتر کیلئے کتنا ہی بڑا جرم ہو، لیکن میری کمزوری اور معذوریوں کو دیکھتے ہوئے قابل معافی ضرور ہے۔

یہی سبب ہے کہ پچھلی اور آج کی اشاعت میں تمام ضروری ابواب و مضامین نہ آسکے اور با تصدیق مضامین کی بھی گنجائش نہ نکل سکی۔ صرف پرچے کو کسی طرح نکال دینا اور اس تاخیر کو آئندہ کیلئے متعدي نہ ہونے دینا پیش نظر تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ الہال کے مضامین مختصر ہوں اور تقریباً اتمام ضروری ابواب اپنی اپنی جگہ قائم رہیں۔ اس ہفتہ چونکہ کئی دن کی تاخیر نکل گئی ہے اور امید ہے کہ آئندہ وقت پر کام ہو، اسلئے انشاء اللہ العزیز آئندہ اشاعت میں مضامین و تصاویر بکثرت ہونگے اور ہر باب و عنوان کے متعلق درج ہونگے : رافضی امری الی اللہ - ان اللہ بصیرا بالعباد -

کرنے تجربہ کیا جا چکا تھا۔ جب یہ تمام باتیں بے سود نکلیں اور ۲۔ جولائی کی صبح کو مسجد کی دیوار تیشوں کے ضرب سے گرائی جا چکی، تو اس کے بعد مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں، اور انہیں اس سنجیدہ و پر امن دستور العمل کی جگہ قانون فتح و ظفر کی وہ ایک ہی ہنگامہ خیز دفعہ یاد آگئی، جسکی بے حسن صداقت ان نصاب کی ظاہر فریبی سے زیادہ محکم ہے، اور جو ہمیشہ سے یکساں طور پر نصیحت کرتی آئی ہے کہ ”اعتراف صرف قوت ہی کا کیا جاتا ہے، اور عجز مزید کا جواب ہمیشہ تشدد مزید سے ملتا ہے، پر تشدد کا نتیجہ نرمی اور عاجزی ہوتا ہے“ !

تاہم کانپور میں جو کچھ ہونا تھا سر ہو گیا۔ اب لشکر پور کی مساجد کا معاملہ عرصے سے ہمارے سامنے ہے۔ بہتر ہے کہ خواہ کچھ ہی ہو، لیکن ان نصاب و مراعات پر اتمام ججت کیلئے پورا پورا عمل کیا جائے۔

ہم نے ابتدا سے اس معاملے میں صبر و تحمل کا طریقہ اختیار کیا ہے، اور جس قدر وسائل امن و سکون کے ہو سکتے ہیں، وہ سب ایک ایک کر کے عمل میں لائے ہیں۔ اس مسئلہ کی ابتدا سنہ ۱۸۹۹ء سے ہوتی ہے۔ اسی وقت مسلمانوں نے کمال عجز و نیاز اور ادب و تذلل کے ساتھ گورنمنٹ کو ترجہ دلائی، اور ایک میموریل سر بیکر کی خدمت میں روانہ کیا جو اس وقت صوبے کے لفٹننٹ گورنر تھے۔ مگر اس کے جواب میں کہا گیا کہ یہ کوئی ایسی قابل ترجہ بات نہیں ہے۔ متولیوں نے حکام کو اطمینان دلادیا ہے، اور گورنمنٹ اچھی طرح معاملہ کو سمجھ چکی ہے !

اس کے بعد گذشتہ فروری میں جب مساجد کی انہدام کا کام شروع ہوا تو مسلمانوں کے دل بے قابو ہو گئے۔ اسی وقت متعدد واقف حال مسلمان مقامی حکام سے ملے، مودبانہ اور عاجزانہ تجویزوں اور عرضداشتوں کا دوسرا سلسلہ شروع ہوا، یکے بعد دیگرے جلسے بھی منعقد ہوئے، جن میں گورنمنٹ کو ترجہ دلائی گئی اور رزلوشنوں کی نقلیں بھیجی گئیں۔

پھر انجمن دفاع مساجد نے ایک خاص جلسہ اس غرض سے منعقد کیا کہ ہزاکسلنسی گورنر بنگال کی خدمت میں ایک قائم مقام وفد لیجائے اور معاملہ کی اہمیت پر ترجہ دالے۔ اس کے متعلق خط و کتابت کی گئی، مگر جواب آیا کہ وفد کا آنا کچھ مفید نہ ہو، اور گورنمنٹ کی نظر سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے !

اب سوال یہ ہے کہ جو نصیحت فرما مسلمانوں کو صبر و اعتدال کی نصیحت کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ عام ایجی ٹیشن غیر ضروری ہے، وہ خدا را بتلاہیں کہ جب یہ تمام رسائل بے سود ثابت ہو جائیں تو پھر مسلمان کیا کریں، اور کیونکر اپنی عبادت گاہوں کو گرد و خاک بنکر نابود ہونے سے بچائیں؟ جو لوگ مسجد کانپور کے حادثہ کے زمانہ میں، عام مسلمانوں کو الزام دیتے تھے، کیا وہ اس موقعہ پر باہر نکلنے کی زحمت گوارا فرمائیں گے، اور ہمیں بتلائیں گے کہ اب مسلمان کیا کریں اور کہاں جائیں؟

یہ بالکل سچ ہے کہ کام خاموشی اور سکون کے ساتھ ہونا چاہیے، مگر علاج مفیبت یہ ہے کہ گورنمنٹ اس قسم کے کاموں سے کچھ متاثر نہیں ہوتی، اور جب تک ایجی ٹیشن نہر، اس وقت تک اپنی جگہ سے حرکت کرنا نہیں چاہتی۔ یہی خطرناک طریق عمل ہے جو عام طور پر ملک کو ایجی ٹیشن بلکہ اس سے بھی زیادہ افسوس ناک باتوں کی دعوت دے رہا ہے، اور امن و سکون کے ساتھ کوئی سچا سے سچا اور اہم سے اہم مطالبہ بھی پورا نہیں ہوتا !

تمام رسائل عمل میں لائے جا چکے۔ وقت سے بچے خطرات کی اطلاع دینے والوں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ عام پبلک صرف ذمہ دار اشخاص کے روکنے سے بمشکل سکون میں ہے اور انہیں سمجھایا جا رہا ہے کہ جوش و ہيجان کو کم میں نہ لائیں۔ اب

آزمایش تھی ۔ دنیا کو دکھانا تھا کہ جن لوگوں کو خدا نے رسول
نے اپنے زندگی میں شریک کیا ہے ، انکے تزکیہ باطنی اور خدا
پرستی کا کیا حال ہے ؟ اگر اس طرح کے واقعات پیش نہ آتے تو
ازواج مطہرہ کا تزکیہ نفس اور انکے دلونکی محبت الہی کیونکر دنیا
کے سامنے واضح ہوتی ؟

چونکہ توسیع نفقہ کی خواہش میں حضرت عائشہ اور
حضرت حفصہ نے سب سے زیادہ حصہ لیا تھا اسلیے
انحضرت (صلعم) سب سے پہلے حضرت عائشہ کے ہاں تشریف لے
اور اس آیت کے حکم سے مطلع کیا ۔ ساتھ ہی فرمایا کہ اس
معاملہ میں جلدی نہ کرو ۔ بہتر ہوگا کہ اپنے والد سے بھی مشورہ کرلو ۔
حضرت عائشہ نے اختیار بول اٹھیں کہ بھلا اسمیں مشورہ کرنے کی
کیا بات ہے ؟ جب خدائے در راہیں میرے سامنے کر دی ہیں تو
اسکا جواب ہر حال میں صرف ایک ہی ہے دنیا اور دنیا کی
نعمتیں آپکی رفاقت کے سامنے کیا شے ہیں ؟ میں سب کچھ
چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول کی معیت اختیار کرتی ہوں ۔ اسکے بعد
اور تمام بی بیوں سے آپ پرچھا اور سب نے یہی جواب دیا ۔

خود حضرت عائشہ کی روایت سے صحیحین میں مرقی ہے :
مسلم عن مسروق عن عائشہ ۔ قالت : خیرنا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فاختارنا للہ ورسولہ فلم يعد ذلك علينا شيئاً
(بخاری ۔ کتاب الطلاق ۔ باب من خیر ازواجہ)

صالح کی دوسری روایتوں میں حضرت عائشہ کا بیان زیادہ
تفصیل سے منقول ہے ۔ ہم نے واقعہ بیان کرتے ہوئے انہیں
بھی پیش نظر رکھ لیا ہے ۔ مثلاً امام مسلم و نسائی نے ابو سلمہ
بن عبد الرحمن سے جو روایت اس بارے میں نقل کی ہے ،
اسمیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں :

پس انحضرت نے مجھے گفتگو کی اور
فرمایا کہ میں تجھے ایک امراہ کا
ذکر کرتا ہوں لیکن کر لی مضائقہ نہیں اگر
اسکا جواب دینے میں جلدی نہ کریں
اور اپنے والدین سے بھی انکی رائے پرچھ
لیں ۔ انحضرت کو عام تھا کہ میرے
والدین کبھی انے عہد کی کی رائے نہ
دینگے ۔ بہر حال اسکے بعد آیت تخییر آپ
پڑھی اور دنیا اور آخرت کی دونوں
راہیں پیش کر دیں ۔ میں نے عرض
کیا : کیا یہی بات تھی جسکے لیے حضور
فرماتے تھے کہ اپنے والد سے بھی پرچھ
لیں ؟ بھلا اسمیں پرچھنے کی کونسی
بات ہے ؟ اسکا جواب تو صرف یہی ہے
کہ میں اللہ اور اس کے رسول کا ساتھ
دیتی ہوں اور دنیا کی جگہ آخرت کو لیتی ہوں ۔

یہ حکم اگرچہ صرف ازواج مطہرات کے متعلق تھا مگر دراصل
اسمیں اس راہ کیلئے ایک عام بصیرت بھی پوشیدہ ہے ۔ اس واقعہ کے
ضمن میں خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا ہے کہ در چیزیں ایک دل
میں جمع نہیں ہو سکتیں ۔ جو دل خدا اور اسکی رسول کی محبت
اور موفات کے طالب ہوں ، انہیں چاہیے کہ پہلی ہی نظر میں
دنیا اور اہل دنیا کی طرف سے دست بردار ہو جائیں ۔ یہ نہیں
ہو سکتا کہ ایک طرف تو خدا کی محبت کا بھی دعوا ہو دوسری
طرف بخلاف دنیاوی کے پلچھے بھی سرگردن رہیں ! واللہ در ما قال :

الملک



۸ وجب ۱۳۳۲ ہجری

۱۔ 'لمت واجوتھا

واقعة ابلاء و نسخہ :

۱۔ ر ، حدیث ، اور سیرۃ کی

ازواج مطہرات کی

(۲)

(آیت تخییر : ر)

غرض کہ اس کے بعد ہی سورہ احزاب کی آیت تخییر نازل ہوئی :
یا ایہا النبی قل لازواجک اے پیغمبر ! اپنی بی بیوں کو کہند
ان کنتن تردن الحیاۃ الدنیا کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اسکی
رزقنتھا ، فتعالین امتنعن زینت چاہتی ہو تو صاف صاف
داسرحکن سراحاً جمیلاً ۔ وان کہدرا ! میں تمہیں اچھے طریقہ سے
کنتن تردن اللہ ورسولہ رخصت کر دوں ۔ اور اگر تم اللہ ، اسکے
و الدار الاخرۃ ، فان رسول اور آخرت کی طالب ہو تو
اللہ اعد للبعثات منکن پھر اسی کی ہو رہو ، اللہ نے تم میں
اجرا عظیمہ سے نیکی کرنے والی عورتوں کیلئے
بہت ہی بڑا اجر طیار کیا رکھا ہے ۔ (۳۳ : ۳۰)

ازواج مطہرات کے متعلق یہ آخری اور الہی فیصلہ تھا ۔ چونکہ
توسیع نفقہ اور طلب اسباب ارام و راحت کیلئے انہوں نے انحضرت
(صلعم) پر زور ڈالا تھا ، اور اس مطالبہ میں تمام بی بیوں متفق
ہو گئی تھیں ، حتیٰ کہ انحضرت نے ایلاء کر کے ایک ماہ کیلئے انہیں
کنارہ کشی کر لی تھی ، اسلیے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ایک مرتبہ
ہمیشہ کیلئے اسکا فیصلہ ہو جائے ، اور دونوں راستے انکے آگے پیش
کر دیے جائیں ۔ یا تو اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ارام و راحت
دنیاوی کو بالکل خیرداد کہیں ، یا دنیا کے نعالم و لذائذ کیلئے اللہ
کے رسول کی رفاقت ترک کر دیں !

چنانچہ اس آیت میں فرمایا کہ دنیا اور آخرت ، دونوں تمہارے
سامنے ہیں ۔ اگر دنیا کی طلب ہے تو صاف صاف کہدو ۔ تمہیں
رخصت کے عہدہ عمدہ جوڑے پہنا کر اپنے گھر سے بعزت و احترام
رخصت کر دوں ۔ لیکن اگر خدا اور اس کے رسول کی معیت چاہتے ہو تو
ان بخلاف دنیاوی کی خواہشوں کو یک قلم جواب دیدو کیونکہ
ایسا کرنے والوں کیلئے خدا کے ہاں بڑا ہی اجر اور ثواب ہے ۔

(مصالح و حکم تخییر)

اس حکم کے نازل میں فی الہیۃ بہت سی عظیم الشان
مصلحتیں پوشیدہ تھیں ۔ یہ ازواج مطہرات کیلئے بہت بڑی

سرمد گلہ اختہ - ارمی باند کرد
یک کارازین نوکار می باید کرد
یا تن برضای دوست می باید داد
یا قطع نظر زیار می باید کرد !

حق و صداقت کی محبت ہی میں خدا اور اس کے رسول کی محبت پوشیدہ ہے۔ اس راہ میں جتنی کشمکشیں پیدا ہوتی ہیں اور جستجو گہور گہری لگتی ہیں، وہ صرف اسی بات کا نتیجہ ہیں کہ راہروں نے سواہروں میں سے ایک راہ اختیار کرنے کا کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا ہے، اور بغیر اس کے کہ ایک کے ہورہنے کا فیصلہ کر کے قدم اٹھالیں، ویسے ہی جوش میں آکر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں !

(قصہ ماریہ قبطیہ اور روایات موضوعہ)

یہاں تک تو ہم نے ایلاہ تغیر کا اصلی واقعہ بیان کر دیا جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ اب ہم ان روایات کی جانب متوجہ ہوتے ہیں جنکی آمیزش سے اس صاف واقعہ کو مکدر و مشتبہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اور جسکی ایک معروف رسم صورت آپکے مسیحی معلم نے پیش کی ہے۔

ان تمام روایات سے صحاح ستہ خالی ہیں۔ البتہ ابن سعد، ابن مرد، ربیعہ، واقعی، ابن جریر طبری، طبرانی، بزار، اور ہیثم بن حلیم وغیرہ نے درج کیا ہے، اور ان سے عامہ مفسرین و ارباب سیرۃ نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کر دیا ہے۔

ان روایات کا تعلق واقعہ تحریم سے ہے۔ اگر انہیں تسلیم بھی کر لیا جائے، جب بھی واقعہ ایلاہ پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ”لم تعمر ما احل اللہ“ کا شان نزول یہ واقعہ نہ تھا کہ آنحضرت نے شہد کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا، بلکہ ماریہ قبطیہ سے اسکا تعلق ہے جو آپکی لوندی تھی اور آپ نے ازواج کی خاطر اسے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔

ہم ان روایات کیلئے امام طبری کی تفسیر کو سامنے رکھ لیتا گئی۔ وجہ یہ ہے کیونکہ انہوں نے سرور تحریم کی تفسیر میں حسب عادت تمام روایتوں کو جمع کر دیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں :

اختلاف اہل العلم فی	اہل علم نے اس بارے میں اختلاف
احلال الذی کان اللہ	کیا ہے کہ وہ کونسی بات تھی جو خدا
احلہ لرسولہ و نعرہ علی	نے اپنے رسول کیلئے حلال کی تھی
نفسہ ابتغاء مرضاة ازواجه	اور انہوں نے اپنی بیویوں کی خوشی
نقال بعضهم : کان ذلک	کیلئے اپنے اوپر حرام کر لی ؟ ان میں
ماریہ مملوکتہ القبطیہ	سے بعض کا یہ بیان ہے کہ وہ ماریہ قبطیہ
حرمہا علی نفسہ	لوندی تھی۔ اُسے اپنے اپنے لیے حرام
بیمیں انہ لا یقرہ بہا	کر لیا تھا۔ ایک قسم کا کر کہ کبھی اس کے
طلبا بذالک رضا حفصہ	پاس نہ جاؤنگا۔ اور ایسا حفصہ بنت عمر
زوجتہ۔ (تفسیر طبری)	کی خوشی کیلئے کیا تھا جو آپکی
جلد ۲۸ - صفحہ ۱۰۰)	زوج مطہرہ تھیں۔

لیکن امام موصوف نے جن ”بعض اہل علم“ کی یہ راے نقل کی ہے، اکثر ائمہ حدیث مثل امام بخاری و مسلم بل جمیع مصنفین کتب صحاح کے مقابلے میں انکی کیا وقعت ہو سکتی ہے جنہوں نے سرے سے اس واقعہ کو نقل ہی نہیں کیا ہے ؟

بہر حال اس کے بعد امام موصوف نے وہ تمام روایتیں جمع کر دی ہیں جو اس بارے میں ان تک پہنچی ہیں۔ ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ ماریہ قبطیہ آنحضرت (صلعم) کی لوندی تھیں۔ ایک دن حضرت حفصہ آئیں تو انہوں نے دیکھا کہ انہی کے مکان میں آنحضرت

(صلعم) ماریہ کے ساتھ خلوت میں ہیں۔ آپ اس پر آرزوہ خاطر ہوئیں۔ اور کہا کہ میرے ہی مکان میں اور میری ہی باری کے دن آپ نے ایسا کیا ؟ آنحضرت نے فرمایا کہ آئندہ کیلئے قسم کھاتا ہوں کہ ماریہ سے کوئی تعلق نہ رکھوں گا لیکن اس قسم کھانے کا ذکر کسی دوسری بیوی سے نہ کرنا۔ حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ تمام ازواج مطہرہ میں باہم رازدار اور دوست تھیں۔ ان سے صبر نہوسکا۔ انہوں نے حضرت عائشہ سے کھدیا۔ اس پر یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں کہ لم تعمر ما احل اللہ لك ؟ اور راذ اسر النبی الی بعض ازواجه۔ پس جو چیز آپ نے اپنے اوپر حرام کر لی تھی وہ یہی ماریہ قبطیہ تھی جسے خدا نے آپ کیلئے حلال کیا تھا، اور جو راز بعض ازواج نے ظاہر کر دیا تھا وہ بھی یہی آپکا قسم کھانا تھا۔ بعض روایتوں میں اتنا آرزوہ ہے کہ علاوہ قسم کھانے کے آپ نے حضرت حفصہ سے یہ بھی کہا تھا کہ میرے بعد حضرت ابوبکر اور تمہارے والد میرے جانشین ہونگے !!

امام طبری نے اس واقعہ کے متعلق متعدد روایتیں درج کی ہیں۔ یہی روایتیں ہیں جو محمد ابن سعد، ہیثم، ابن مرد، ربیعہ، اور طبرانی نے عشرۃ النساء اور مسند وغیرہ میں درج کی ہیں۔ ان میں باہم سخت اختلاف ہے اور ایک ہی واقعہ کو مختلف صورتوں میں بیان کیا ہے۔ لیکن جب سرے سے انکی اسناد ہی قابل قبول نہیں تو اضطراب و اختلاف متروں پر کیا بحث کی جائے ؟

(تحقیق و نقد روایات)

لیکن ہم پورے وثوق اور زور کے ساتھ ان روایات کی صحت سے قطعاً انکار کرتے ہیں۔ اور اس کے لیے کافی وجوہ موجود ہیں کہ انہیں یک قلم نا قابل قبول و اعتبار قرار دیا جائے۔

بالا اختصار اس کے وجوہ حسب ذیل ہیں :

(۱) سب سے پہلے اُس بیان کو پیش نظر رکھیے جو اس مضمون کے پہلے نمبر میں احادیث و کتب حدیث کے متعلق لکھ چکا ہوں۔ محققین و ائمہ فن نے طبقات و مراتب محدثین کے متعلق کافی تصریحات کر دی ہیں اور اس بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ (رح) کی تقسیم قدماء محققین کی آراء کی بہترین ترجمان ہے۔ انکا بیان پہلے گذر چکا ہے کہ کتب حدیث چار درجوں میں منقسم ہیں۔ پہلا درجہ صحیحین کا ہے۔ دوسرا بقیہ کتب صحاح کا، تیسرا تصانیف دارمی، عبد الرزاق، بیہقی، طبرانی وغیرہ کا۔ چوتھا ابن مرد، ربیعہ، ابن جریر طبری، ابونعیم، ابن عساکر، ابن عدی وغیرہ کا۔ تیسرے اور چوتھے درجہ کی کتابوں میں صحت کا التزام نہیں کیا گیا ہے اور ہر طرح کا رطب و یابس ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔

یہ محققانہ تقسیم باعتبار صحت، شہرت، اور قبول کے کی گئی ہے۔

”صحت“ کے معنی یہ ہیں کہ اس کتاب کے مصنف نے صحیح حدیث کے جمع کرنے کا اسمیں التزام کیا ہو اور اگر کوئی حدیث اس درجہ کی نہ ہو تو اس کے نقص کی بھی تصریح کر دی ہو۔ ”شہرت“ سے یہ مقصود ہے کہ ہر زمانے میں ارباب فن نے اسے درس و تدریس میں رکھا ہو اور اس کے تمام مطالب کی شرح و تفسیر اور چہاں بین ہو گئی ہو۔

”قبول“ سے مراد یہ ہے کہ علماء فن نے اس کتاب کو معتبر اور مستند تسلیم کیا ہو اور کسی نے اس سے انکار نہ کیا ہو۔

اب غور کر کہ قصہ ماریہ قبطیہ کی جتنی روایتیں ہیں، وہ نہ تو پہلے درجہ کی کتابوں میں ہیں، نہ دوسرے درجہ کی۔ بلکہ تمام تر تیسرے اور چوتھے درجہ کی کتابوں میں روایت کی گئی

رسول اللہ لعنہ لا یقرب بن منصور نے سند صحیح سے
امتہ وقال علی حرام - (جلد ۱) جو مسروق تک پہنچتی ہے
۸ - صفحہ ۵۰۳ مطبوعہ مصر) روایت کیا ہے کہ اسکا سبب وہ
قسم تھی جو انحضرت نے حفصہ کیلئے کھالی تھی کہ اپنی لڑکتی
کے پاس نہ جاؤنگا اور وہ مجھ پر حرام ہے -

حافظ موصوف نے ان تمام روایات میں سے صرف اس ایک
روایت ہی کی توثیق کی ہے اور اسے سند صحیح سے قرار دیا ہے -
باقی روایات جو طبرانی، ابن مردیہ، اور مسند ہیثم وغیرہ سے
مروری ہیں اور عموماً قرطبی اور واحدی وغیرہ نے اپنی اپنی
تفسیروں میں درج کر دی ہیں، انکو صرف اس خیال سے نقل
کیا ہے کہ جب مسروق والی حدیث معتبر قرار دیلی گئی تو ان
روایتوں سے اسکی تقویت کا کام لیا جاسکتا ہے گوئی نفسہ
ان میں سے کسی کی سند بھی قابل اعتنا نہ ہو۔ چنانچہ آخر میں
لکھتے ہیں:

وہذا طرق کلھا یقری اور یہ تمام مختلف طریق باہم ایک
بعضھا بعضاً فباحتل ان دوسرے کو قوت پہنچاتے ہیں۔ پس
تكون الایة نزول فی یہ احتمال پیدا ہوتا ہے کہ ممکن ہے
السببین معاً (جلد ۸) سورہ تحریم کی پہلی آیت دونوں واقعوں
صفحہ ۵۰۳) کے متعلق ایک ساتھ نازل ہوئی ہو۔

اس قول میں حافظ موصوف نے دونوں واقعات کے باہم تطبیق
کی کوشش ہے، اسکی نسبت ہم آگے چلکر لکھیں گے۔ یہاں صرف
اسقدر دکھانا مقصود ہے کہ تمام روایات ماریہ قطیبہ میں صرف
مسروق والی روایت ہی سے حافظ موصوف متاثر ہیں اور دیگر اسناد
و طرق کو اسلیئے پیش کرتے ہیں کہ روایت مسروق کی ان سے
تقویت مزید ہو جاتی ہے۔ پس اس بارے میں عرۃ الوثقی
صرف مسروق ہی کی روایت ہری

اس روایت کے ایک دوسرے طریق کی حافظ ابن کثیر نے
بھی اپنی تفسیر میں توثیق کی ہے، اگرچہ وہ خود بھی اس واقعہ
کا شان نزول سورہ تحریم ہونا تسلیم نہیں کرتے جیسا کہ آگے نقل
کیا جائیگا۔

چنانچہ حافظ موصوف نے سورہ تحریم کی تفسیر میں حسب
عادت وہ تمام روایات نقل کر دی ہیں جو امام طبرانی وغیرہ نے اس
بارے میں درج کی ہیں، لیکن چونکہ انکی اسناد کا حال ان پر
واضح تھا اسلیئے کسی طریق و سند کی بھی توثیق نہیں کی۔
البتہ جو روایت ہیثم بن جلیب نے اپنی مسند میں درج کی
ہے، اسکو نقل کر کے لکھا ہے کہ اسکی سند صحیح ہے:

قال الہیثم فی مسندہ ثنا قال الہیثم فی مسندہ ثنا
ابو قلابہ عبد الملک بن عمر سے بواسطہ ابن رقاشی وغیرہ روایت
محمد الرقاشی ثنا مسلم کی ہے کہ انحضرت صلعم نے حفصہ سے
بن ابراہیم - (الخ) کہا کہ کسی کو اس بات کی خبر نہ
عن عمر قال قال النبی دینا ابراہیم کی مان مجھ پر
صلعم لعنہ لا تخبری حرام ہے - حفصہ نے کہا: کیا آپ
احدا ران ام ابراہیم اس چیز کو حرام کرتے ہیں جسکو آپ
علی حرام فقالت لیے خدا نے حلال کیا ہے؟ فرمایا کہ
اتحر ما احل اللہ لك؟ قسم خدا کی، میں کبھی اس سے
قال فواللہ لا اقر بها۔ پاس نہ جاؤنگا - اس روایت
هذا اسناد صحیح - ولم کی اسناد صحیح ہے - لیکن معالج ستہ
یخرجه احد من اصحاب نے جامعین میں سے کسی نے بھی
الکتب الستہ - واختاره اسے روایت نہیں کیا - البتہ حافظ
الحافظ الضیاء المذنبی ضیاء مقدسی نے اپنی مستخرج میں
(بر حاشیہ فتح البیان اسے لیا ہے -

جلد ۱۰ صفحہ ۱۸)

ہیں - پھر صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اول درجہ کی صحیح کتب
حدیث یعنی کتب صحاح اور علی الخصوص صحیحین کی
روایات انکے صریح مخالف بھی ہیں - اور جو سبب نزول آیت تحریم
کا ان سب میں بیان کیا گیا ہے، اس سے ان روایات کے بیان کردہ
قصہ کو کوئی تعلق نہیں -

(۲) یہ تمام روایتیں طبرانی، ابن سعد، ابن جریر
طبرانی وغیرہ کی ہیں - ان مصنفوں کے متعلق لکھ چکا ہوں کہ
انکا مقصود صرف روایات کو جمع کر دینا اور ہر طرح کے ذخیرہ
احادیث و آثار کو ضائع ہونے سے محفوظ کر دینا تھا - نہ تو انہوں نے
کبھی یہ دعوا کیا کہ انکی تمام روایات صحیح ہیں اور نہ محققین
نے انہیں یہ درجہ دیا - پس طبرانی اور طبرانی وغیرہ کی روایات
صرف اسی وقت قبول کی جاسکتی ہیں جبکہ انکی صحت کی
دیگر وسائل سے بھی تصدیق ہو جائے - یا حسب اصول مقررہ حدیث
انکی صحت پایہ ثبوت تک پہنچا دی جائے -

علی الخصوص جبکہ کتب معتبرہ حدیث مثل بخاری و مسلم
نکے مخالف ہوں، اور تمام صحاح ستہ خاموش -

(۳) ان روایتوں میں لم تحریم ما احل اللہ لك - اور روایت
اسر النبی الی بعض از راجک کا شان نزول بیان کیا گیا ہے، لیکن امام
بخاری و مسلم انہیں آیات کا شان نزول دوسرا واقعہ بیان کرتے ہیں
یعنی جس حلال شے کو اپنے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا اسکی نسبت خود
حضرت عائشہ کا قول متعدد روایات و اسناد صحیحہ سے موجود ہے کہ
وہ شہد تھی نہ کہ ماریہ قطیبہ - امام بخاری نے پانچ چھ بابوں میں
اس واقعہ کو لیا ہے لیکن کہیں بھی ماریہ قطیبہ کو اپنے اوپر حرام
کر لینے کا واقعہ نظر نہیں آتا - پھر ہم اس بارے میں امام بخاری
و مسلم اور مصنفین صحاح کی روایت کو تسلیم کریں یا راقدی،
ابن سعد، طبرانی، اور طبرانی کی؟

(۴) قطع نظر اسکے اصول فن کے لحاظ سے بھی یہ روایات پایہ
اعتبار سے ساقط ہیں - طبرانی، ابن مردیہ، اور ابن جریر وغیرہ نے
مختلف طریقوں سے انہیں روایت کیا ہے - لیکن ان میں سے کسی
روایت کی بھی اسناد صحیح نہیں - آگے چلکر محققین فن کی
تصریحات اس بارے میں درج ہونگی -

(۵) البتہ صرف ایک مبہم و مجمل روایت ہے جس سے ان
روایات کی تقویت کا کام لیا جاتا ہے - اسکے در مختلف طریقوں کی
بعض محدثین نے توثیق کرنی چاہی ہے، اور صرف یہی روایت
ہے جو قصہ ماریہ قطیبہ میں نسبتاً بہترین اسناد سے سمجھی جاتی
ہے - ہم صرف اسی پر نظر ڈالینگے اور اس سے ظاہر ہو جائیگا کہ جب
بہترین اور اقوی روایت کا یہ حال ہے تو پھر ان روایتوں اور انکے اسناد
کا کیا حال ہوگا جنکو خود انکے حامیوں نے بھی پیش کرنے کے قابل
نہ سمجھا؟

قیاس کن زگلستان من بہار مرا!

(روایۃ مسروق و رقاشی)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے کتاب التفسیر کی شرح میں ان
تمام روایتوں پر بحث کی ہے اور جتنے مختلف اسناد سے مروری
ہیں سب کو پیش نظر رکھا ہے:

و اختلاف فی المراد بتحریمہ فی حدیث عائشہ ثانی
حدیثی الباب انی ذالک بسبب شرہ (صلعم) العسل
عند زینب بنت جحش رقع عند
سعید بن منصور باسناد صحیح الی مسروق قال: حلف
جس شے تر انحضرت نے اپنے اوپر
حرام کر لیا تھا اسکے تعین میں
اختلاف ہے - عائشہ کی حدیث
میں جو اس باب کی دوسری
حدیث ہے، یہ ہے کہ اسکا سبب
انحضرت کا شہد تدارل فرمانا تھا
جو زینب بنت جحش کے یہاں
آپے کھایا تھا لیکن سعید

”بلغني عن شيخنا ابي القاسم انه قال : عندي عن ابي قلابہ عشرة اجزاء ما منها حديث مسلم اما في اذکار اما في المتن -
کن يحدث من حفظه فكثر الزعم فيه“ فتامل !

چنانچہ اسی بنا پر بعض محدثین نے اس حدیث سے انکار کر دیا ہے، جو ابرقلاہہ رقاشی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ ”ان النبی صلی علیہ وسلم حقاً تورمت قدماء“ جیسا کہ حافظ موصوف نے تہذیب میں تصریح کی ہے۔

پس ان تمام تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ ابرقلاہہ کی اسناد میں کثرت خطا و اہام روایت و اغلاط متن کی ارباب جرح و تعدیل نے صاف صاف شکایت کی ہے، اور ظاہر ہے کہ زاری کی شخصی ثقافت اور موصوف بالخیر و الصلاح ہونا (کما قال الخطیب) کچھ مفید نہیں ہو سکتا جبکہ اسکے حفظ و اتقان اور صحت اسناد و متن کے متعلق مخالف تصریحات موجود ہوں۔ اور علی الخصوص ایسے مرقعہ پر کہ صرف اسناد کی قوت ہی مطلوب ہے اور دیگر اسناد معتبرہ و مرفوعہ و متصلہ اسے مخالف ہیں۔

(قصہ ماریہ اور محققین فن)

(۶) حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں کوئی روایت بھی صحیح موجود نہیں ہے۔ جو شان نزول حضرت عائشہ نے بیان کر دیا ہے اور جسکو بالاتفاق ائمہ حدیث و اساطین فن نے درج اسفار معتبرہ و صحیحہ کیا ہے، وہی اصلی اور صحیح واقعہ ہے اور صرف وہی قابل قبول ہے۔

چنانچہ خود حافظ ابن کثیر باوجود رقاشی ہی روایت کی توثیق کرنے کے، آگے چلکر اسکا اعتراف کرنے پر مجبور ہوئے :

والصحيح ان ذالك كن
في تعريمة العسل كما
قال البخاري عند هذه
الاية (ابن كثير
جلد ۱۰ - صفحہ ۱۹) آية کی تفسیر میں لکھا ہے۔

صرف حافظ موصوف ہی پر موقوف نہیں، دیگر ارباب نظر و تحقیق نے بھی صاف صاف لکھ دیا ہے کہ ماریہ قبلیہ کے اس واقعہ کے متعلق کوئی صحیح روایت ثابت نہیں ہے۔ علامہ عینی شرح بخاری میں ان تمام روایات کا ذکر کر کے لکھتے ہیں :

والصحيح في سبب نزول
الاية انه في قصة العسل
لا في قصة مارية المروية
في غير الصحيحه (عيني
جلد ۹ - صفحہ ۵۴۸) کتب صحاح کے علاوہ دیگر کتب میں مروي ہے۔

یہی رائے قاضی عیاض کی بھی ہے۔ بلکہ جو الفاظ علامہ عینی نے لکھے ہیں دراصل قاضی موصوف ہی کے ہیں۔ امام نورانی نے شرح صحیح مسلم میں انکی رائے انہی الفاظ میں نقل کی ہے۔ خود امام موصوف کی بھی رائے یہی ہے :

ولم تات قصة مارية
من طريق مروي - صحیح طریق سے مروي نہیں ہے۔
(نورانی جلد ۱ - مطبوعہ مولانا احمد علی مرحوم - صفحہ ۴۷۹)

ایسی مزید اور صاف تصریحات کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ ماریہ قبلیہ کا قصہ صحیح ہے؟ اور کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ کسی بنا پر معتزین اسلام اپنی معاندانہ تلبیس اور ابلیسانہ فریب کاری کے ساتھ اس واقعہ کو ہمارے سامنے بطور حجت اور دلیل کے پیش کریں؟

در اصل یہ روایت بھی مروي رہی مسروق والی روایت ہے مگر دوسرے طریق سے مروي ہے۔ پس ان تمام روایتوں میں جن میں ماریہ قبلیہ کا حضرت حفصہ کے مکان میں آنحضرت کے ساتھ ہونا، انکا عتاب کرنا اور آزردہ ہونا، پھر آنحضرت کا قسم کھانا وغیرہ وغیرہ بیان کیا گیا ہے، صرف یہی ایک روایت ہے جسکے ایک طریق کی حافظ ابن حجر نے اور دوسرے طریق کی حافظ ابن کثیر نے توثیق کی ہے اور کہا ہے کہ اسناد صحیح سے مروي ہے، لہذا انکے علاوہ اور جسقدر طریق ہیں، انکا ذکر کرنا فضول ہوگا۔ کیونکہ انکی صحت کے متعلق کوئی تصدیق ہمارے سامنے نہیں ہے۔

(روایۃ مسروق و رقاشی کی حقیقت)

اب آئیے، اس روایت پر نظر ڈالیں کہ اصل فن کے لحاظ سے یہ کہاں تک قابل اعتبار و تسلیم ہے؟ اور اسکا اثر اصل واقعہ پر کہاں تک پڑ سکتا ہے؟

سب سے پہلے اسپر غور کرنا چاہیے کہ اس روایت میں نہ تو ماریہ قبلیہ کا ذکر ہے اور نہ واقعہ کے وہ تمام اہم حصے منقول ہیں جو امام طبری وغیرہ نے اپنی روایت میں درج کیے ہیں۔ صرف اسقدر بیان کیا ہے کہ آنحضرت (صلم) نے حضرت حفصہ سے فرمایا کہ میں اپنی لونڈی کے پاس نہ جاؤنگا۔ اسکے لیے قسم کھاتا ہوں۔ پس اگر یہ روایت تسلیم بھی کر لی جائے، جب بھی ان تفصیلات کی تصدیق کیلئے قیاس معض کے سرا اور کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ ثانیاً۔ اس روایت کا پہلا سلسلہ مسروق تک منتهی ہوتا ہے۔ مسروق صحابی نہ تھے۔ تابعی تھے۔ (یعنی انہوں نے آنحضرت کو دیکھا نہیں تھا) لیکن وہ کچھ نہیں بتلائے کہ انہوں نے یہ واقعہ کس صحابی سے سنا؟ اور جس سے سنا وہ کس حیثیت سے بیان کرتا ہے؟ صرف انکا بیان ہے جو بعد کے راویوں نے روایت کر دیا ہے۔ اسکو اصطلاح حدیث میں ”منقطع“ کہتے ہیں۔ یعنی اسکا سلسلہ آنحضرت تک نہیں پہنچتا۔ ایک ایسی منقطع روایت کو بخاری و مسلم اور کتب صحاح کی متصل اور کثیر الطرق روایات صحیحہ کے مقابلہ میں کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے؟

یہ کہنا کہ دونوں میں تطبیق محتمل ہے، کسی طرح صحیح نہیں۔ آگے چلکر ہم اسے واضح کریں گے۔

وہاں اس روایت کا دوسرا طریقہ جسکی حافظ ابن کثیر نے توثیق کی ہے، تو وہ بھی اپنے اندر کوئی ایسی قوت نہیں رکھتا جو اسے اس حالت میں قائم کر سکے جبکہ امام بخاری و مسلم کی صحیح روایتیں سورہ تحریم کا شان نزول دوسرے واقعہ کو بیان کر رہی ہیں اور تمام کتب صحاح اسکی مرید ہیں۔

اسکے اسناد میں سب سے پہلے جو زاری ہمارے سامنے آئے ہیں، وہ ابرقلاہہ عبد الملک بن محمد الرقاشی ہیں۔ حافظ ابن حجر نے تہذیب میں انکا ترجمہ لکھا ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ متعدد ثقات نے انکی توثیق کی ہے، اور ابن حبان نے ثقات میں انکا ذکر کیا ہے۔ نیز ابن جریر وغیرہ انکے حفظ کا اعتراف کرتے ہیں۔ با این ہمہ دار قطنی جیسے شخص کی انکی اسناد کی متعلق یہ رائے تھی :

کثیر الخطاء في الاسانيد
والمتمون - کن يحدث
من حفظه فكثر الزعم
في روایۃ (۱) اپنے حفظ کی بنا پر حدیث بیان کرتے تھے۔ اسلئے انکی روایت میں بہت اہام پیدا ہو گئے۔

پھر اسی تہذیب میں دار قطنی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ”لا يصح بما ينفرد به“

آخر میں خود حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :

(۱) حافظ ابن حجر کی تہذیب الخلیفہ حال میں دائرۃ المعارف حیدر آباد نے چھاپی ہے۔ مین نے اسی کے یہ عبارت نقل کی ہے۔ (دیکھو جلد ۱ - صفحہ ۴۲۰)

من - عید -

اسکے بعد سنہ ۴۴۰ ق م - میں امیبد کیلیس آیا - اُس نے یہ خیال ظاہر کیا کہ عناصر اصلی چار ہیں: آب و آتش اور خاک و ہوا۔ انہی سے تمام اجسام مرکب ہوتے ہیں۔ یہ خیال ارسطو کی طرف بھی منسوب کیا جاتا ہے۔ بہر حال، یہ مذہب خواد ارسطو کا ہوا کسی دوسرے حکیم کا، لیکن دونوں میں سے کسی نے بھی ان عناصر اربعہ کے مابین خمیر میں فرق نہیں کیا۔ یعنی دونوں اپنی اپنی جگہ پر یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان چاروں کا قولم ایک ہی مادے سے ہے اور تعداد و اختلاف محض خاصیت کے اختلاف کا نتیجہ ہے۔

ان مختلف خواص میں سے جن اہم خاصیتوں تک قوت لامسہ کا دسترس ہے وہ چار ہیں: رطوبت، یبوست، حرارت، برودت۔ ہر عنصر اصلی میں در دو خاصیتیں ہیں۔ مثلاً آگ گرم و خشک ہے۔ ہوا گرم تر ہے، پانی سرد تر ہے، خاک خشک و سرد ہے۔ اس تفصیل میں آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ ہر خاصیت گویا در عنصر میں مشترک ہے۔

ہم نے ابھی بیان کیا ہے کہ ہر عنصر میں در دو خاصیتیں ہیں، لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ دونوں مساوی نہیں ہیں۔ کسی عنصر میں ایک خاصیت زیادہ ہے کسی میں دوسری خاصیت۔ چنانچہ ہوا میں رطوبت اور حرارت دونوں ہیں، مگر حرارت کی مقدار رطوبت سے زیادہ ہے۔ پانی میں برودت اور رطوبت دونوں ہیں، لیکن برودت رطوبت پر غالب ہے۔ خاک یبوست و برودت کی جامع ہے، مگر یبوست غالب ہے۔ آگ یبوست اور حرارت دونوں اچھے اندر رکھتی ہے لیکن غلبہ حرارت کو حاصل ہے۔

انہی خواص کی قلت و کثرت کے ساتھ عناصر کی نوعیت بدلتی رہتی ہے۔ مثلاً اگر پانی کی رطوبت پر آگ کی یبوست غالب آگنی تر اس سے ہوا پیدا ہو جالگی۔ یا اگر خاک کی برودت پر ہوا کی حرارت غالب آگنی تر اس سے پانی پیدا ہو جالگا۔ یا اگر آگ کی یبوست پانی کی رطوبت پر غالب ہوگی تو اس سے خاک پیدا ہوگی۔ اسی طرح اگر پانی کی رطوبت آگ کی حرارت پر غالب ہوگی تو اس سے ہوا پیدا ہوگی۔ غرض جسم کے ہر قسم کے تغیرات انہی خواص کے تغیر کے ساتھ وابستہ ہیں۔

چونکہ بظاہر ان عناصر میں سے بعض عناصر کا بعض کی شکل میں منتقل ہو جانا ممکن تھا، اسلیے اگر قدماء اس کے قائل تھے کہ بعض مادے دوسرے مادوں کی شکل میں منتقل ہو سکتے ہیں تو یہ کوئی تعجب انگیز امر نہیں ہے۔

مثلاً پانی اور ہوا رطوبت میں مشابہت ہیں اسلیے یہ ممکن ہے کہ حرارت کے ذریعہ اسے ہوا بنا دیا جائے۔

مگر ظاہر ہے کہ یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ پانی اور خاک رطوبت میں مشترک ہیں مگر نہ تو خاک کو ہم کسی طرح پانی بنا سکتے ہیں اور نہ پانی کو خاک، صرف اس ایک ہی مثال سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قدیمہ جزئیات سے کیونکر کلیات بنائے گئے تھے اور کس طرح غلطیوں میں مبتلا ہو جاتے تھے؟

مگر ارسطو نے یہ محسوس کیا کہ عناصر اربعہ تمام عالم کے کیمیائی و طبیعی ظواہر کی تفسیر کے لیے کافی نہیں ہیں۔ اسلیے

سنہ ۴۴۰ ق م من تاریخ الکیمیا

(۲)

فن کیمیا کے ان مختلف دوروں کی یہ ایک سرسری تقسیم تھی۔ اب ہم کسی قدر تفصیل کے ساتھ ان پر نظر ڈالتے ہیں تاکہ ہر دور کی ترقیات و انقلابات سامنے آجائیں۔

دور اول

[تسم نظری]

اس عہد کے لوگوں نے اپنے اعمال کیمیائیہ میں ہمیشہ نہایت طبعی اور نظری امور کے مطالعہ پر اکتفا کی۔ وہ کبھی بھی کسی صمیم اور علمی تجربہ میں مشغول نہ ہوئے۔ ان کے قاعدہ یہ تھا کہ وہ کلیات سے جزئیات مستنبط کرتے تھے۔ حالانکہ اسنڈیٹ و اخذ نتائج کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ تجربہ و مشاہدے سے جو جزئی راتعات نظر آئیں، ان سے کلیات اور عام قوانین بنائے جائیں۔ اسی لیے ان کی کوششوں کا ماحصل بجز ناکامی اور ضیاع عمر و محنت کے اور کچھ نہ ہوا۔

(مسئلہ تخلیق و عناصر)

اس عہد کے علما کے پیش نظر سب سے زیادہ اہم مسئلہ یہ تھا کہ عالم اور مافی العالم (یعنی دنیا میں جو کچھ ہے) اسکے عناصر علیہ کیا ہیں؟

انکو یقین تھا کہ عمل کیمیائی کے ذریعہ بعض کم قیمت دھاتوں سے دوسری بیش بہا دھاتیں بنائی جا سکتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے چاندی اور سونے کے بنائے کی بار بار کوشش کی۔

عناصر اصلیہ کیا ہیں؟ اسکے متعلق چھٹی صدی قبل مسیح کے علماء میں اختلاف تھا۔ بعض کا مذہب یہ تھا کہ ہر شے کی اصل آگنی ہے (فلسفۂ اسلام میں سے ابن رشد کا مذہب بھی یہی تھا۔) اپنی تقلید میں قرآن حکیم کی یہ آیت: وجعلنا من الماء لشیء حی - پیش کرتا تھا (اس جماعت کا سرگروہ طالیس تھا۔) ایک دوسرے جماعت کہتی تھی کہ عناصر اصل میں صرف دو ہیں: آگ اور ہوا۔

تیسرا گروہ ان دونوں پر خاک کا بھی اضافہ کرتا تھا۔

دیمقراطیس جو پانچویں صدی قبل پیدائش مسیح میں تھا، بتاتا تھا کہ عنصر اصلی صرف ایک مادہ خاکی ہی ہے۔ یہ مادہ کی نہایت چھوٹے چھوٹے ذرات میں منقسم ہے۔ یہ ذرات اگرچہ ہم میں باہم مختلف ہیں مگر ان کا مابہ خمیر اور شکل یک ہی ہے۔ یہ ذرات ہمیشہ گردش کرتے رہتے ہیں۔ جسم میں ہر تغیرات ہوتے ہیں، وہ انہی ذرات کے اجتماع و انفرق کا نتیجہ ملنے اور الگ ہونے کا) نتیجہ ہیں۔

دیمقراطیس کی یہ رائے ذرات کے موجودہ نظریہ سے فی الجملہ ملتی ہے۔

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

مبادیات کا ایک سرسری مطالعہ

(۱)

(فلسفہ کی مہیہ)

عام خیال ہے کہ فلسفہ نہایت دقیق اور مشکل مضمون ہے جو صرف بعض خاص دماغوں ہی کیلئے موزوں ہے ' یا ایک ایسا غیر مفید اور بے نتیجہ علم ہے جس سے صرف اونہی لوگوں کو سرکار ہونا چاہیے جو کاروباری دنیا کے لایق نہ ہوں ' اور جو ہر وقت اپنے خیالات میں معور اور اپنے توہمات میں غرق رہتے ہوں ۔ مگر ایسا خیال کرنا سخت غلطی ہے ۔

انسان اشرف المخلوقات ہے ۔ کیوں ؟ اسلیے کہ عقل یا قوت ممیزہ اسمیں ردیعت کیگئی ہے جسکا وجود اور جانداروں میں نہیں پایا جاتا ۔ بیشک دیگر حیوان سنتے ' دیکھتے ' اور یاد بھی رکھتے ہیں ' مگر اونکی قوتیں صرف عین ضرورت کیوقت ہی استعمال میں آتی ہیں ۔ برخلاف اسکے انسان مشاہدات عالم کا مطالعہ کرتا ہے ' اونکی نسبت اپنے خیالات قائم کرتا ہے ' پھر ان خیالات ایک دوسرے سے مقابلہ کر کے اونمیں ایک باہمی ربط اور نسبت دریافت کرتا ہے ۔ تاکہ اونپر من حیث الکل نظر ڈالے اور حقایق اشیا سے رو شناس ہو ۔

یہی فلسفیانہ عمل ہے ۔

ہم جب کسی چیز کی نسبت خیال قائم کرتے ہیں ' عام اس سے کہ وہ چیز مادی ہو یا غیر مادی ' تو ذیل کے سوال ہمارے ذہن میں ضرور پیدا ہوتے ہیں :

اول یہ کہ وہ چیز جو ہمارے ذہن میں ہے کیا ہے ؟ دوسرے یہ کہ اسکی ابتدا کب سے ہے ؟ تیسرے یہ کہ اسکا تعلق دیگر اشیا یا خیالات کیساتھ کس قسم کا ہے ؟ یعنی ہم اشیا یا خیالات کی کیفیت اور اونکی ابتدا اور اونکا باہمی اتحاد و تناسب دریافت کرنا چاہتے ہیں ۔

(۱۰ فی)

ہر شخص کو اپنی عمر میں اس قسم کے تفکر کا کبھی کبھی ضرور موقع ملا ہوگا ۔ لہذا کہا جاسکتا ہے کہ ہر شخص کم و بیش ایک فلسفی فکر ضرور رکھتا ہے ۔

لیکن سات ہی اسکے ہر ذہنی عقل جو صرف کبھی کبھی غور و فکر اور تجسس و تلاش کا عادی ہو اور اپنی رائے بھی قائم کرنا صحیح معنوں میں فلسفی نہیں بھی کہا جاسکتا ' جس طرح کہ اگر شخص کو جو لڑے کے اوزار کو درست کرنا جانتا ہو ایک باقاعدہ لوہار نہیں کہہ سکتے ' یا اس شخص کو جو شیشونکی عارضی مرمت کر سکتا ہو ' شیشہ گر نہیں کہا جاسکتا ۔ پیشہ ور شیشہ گر یا لڑے رہی ہے جسنے اپنے کام کو اپنا پیشہ قرار لیا ہو ' جسنے باقاعدہ تربیت کے علاوہ اپنی دلچسپی جد و جہد اور مہارت سے اس میں کمال حاصل کیا ہو ' اور جو بہ نسبت ایک نو کار آدمی اپنا کام کم وقت میں مگر زیادہ خوبی کیساتھ انجام دے سکتا ہو ۔

یہی مثال ایک باقاعدہ فلسفہ دان کی ہے جسنے حقایق کا مطالعہ کرنا اور اونکی تلاش و تحقیق کرنا اور اونکے اسباب و علل دریافت کرنا اپنا منشاء زندگی قرار دے لیا ہو ۔ جس طرح ایک نو کار آدمی کی ضرورت ہوتی ہے ' اس طرح فلسفی کو بھی ہوتی ہے ۔ اسے آلات اسکے خیالات ہیں ۔ محض مشق اور عمل کے ذریعہ

[۱۰]

اس نے ایک اور عنصر کا اضافہ کیا ۔ اسطور نے یہ پانچویں عنصر ائیر نکال دیا ہے اور اسے ائیر کہا ہے ۔

اسطور نے بعد جو لوگ آئے انہوں نے اس پانچویں عنصر کو مادہ سے علیحدہ کر کے دیکھنا چاہا مگر ان کوششوں میں کامیابی نہ ہوئی اور کیونکر ہوتی جبکہ ائیر (ایتھر) کوئی واقعی شے نہیں ہے بلکہ ایک دھمی وجود ہے جو علماء طبیعتہ فرض کر لیتے ہیں ۔ محض اسلیے کہ اس کے فرض کرنے کے بعد ان بہت سے ظاہر و عملیات کی تفسیر آسان ہو جاتی ہے جو مشاہدہ میں آتے رہتے ہیں ۔

مثلاً تلغراف لاسٹکی میں کهربالیت ایک جسم سے دوسرے جسم میں جاتی ہے ' مگر ان دونوں جسموں کے درمیان کوئی مادی واسطہ نظر نہیں آتا ' اور یہ مسلم ہے کہ کوئی مادی طاقت ایک جسم سے دوسرے جسم تک بغیر واسطہ کے نہیں جاسکتی ۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قوت کهربالی کو الگ کر کے بطور ایک عنصر کے دیکھا جا سکے ۔

دوسرے دور میں بھی ایک جماعت کا ایسا ہی خیال تھا کہ اصلی عنصر پانی ہے ۔ اس خیال کی بنیاد ران ملبنت کے تجارب تھے جن میں سے ایک تجربے کا تذکرہ ہم یہاں کرینگے ۔

ملبنت کا بیان ہے کہ اس نے ایک پردہ جسکا وزن پندرہ پونڈ تھا ' تھوڑی سی مٹی میں بردیا ۔ اس مٹی کو پلے ایک تنور میں اس خیل سے خشک کر لیا گیا تھا کہ جب اسمیں کوئی شے بولی جائے تو خالص مٹی کا وزن معلوم ہو سکے ۔ کیونکہ اگر مٹی کیلی ہوگی تو ظاہر ہے کہ اسمیں مٹی کے ساتھ پانی کا وزن بھی شامل ہوگا ۔ خشک کرنے کے بعد مٹی کا وزن ۲ پونڈ تھا ۔ پانچ سال تک وہ اس پورے کو پانی دیتا رہا ۔ اسکے بعد جب تولا گیا تو اسکا وزن ۱۶۹ پونڈ اور ۳۰ اونس ہو گیا تھا ۔ پھر جب مٹی کو خشک کر کے تولا تو اس کا وزن دو اونس کم تھا !

اس تجربے سے بظاہر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس درخت میں جسقدر ترقی ہوئی ' تمام تر پانی ہی سے ہوئی ۔ اسلیے عرصہ تک ایک جماعت اس کی قائل رہی کہ عنصر اصلی پانی ہے ۔ لیکن جب انجنوز (Ingenhous) اور لوزیہ پیدا ہوئے تو انہوں نے اپنے قاطع و مسکت تجارب سے اس خیال کو بالکل باطل کر دیا ۔

اہل یونان میں بعض لوگ صرف آگ کو بھی عنصر اصلی مانتے تھے ۔ مگر یہ خیال غالباً کلدانی ' ایرانی ' اور قدیم ہندو کی آفتاب پرستی کی راہ سے آیا ہوگا ۔ ایک گروہ صرف خاک کو عنصر اصلی کہتا تھا اور اپنے اس خیال کی تائید میں یہ دلیل پیش کرتا تھا کہ تمام اشیا جب مٹ جاتی ہیں تو خاک ہو جاتی ہیں ۔ ایک اور جماعت صرف ہوا کو عنصر اصلی مانتی تھی ۔ اسکے مذہب کی بنیاد انا کسمینس کے اس قول پر تھی کہ پانی ابر کے تکاثف سے پیدا ہوتا ہے اور ابر ہوا کے تکاثف سے ' نیز یہ کہ پانی کو چونکہ ہوا سے جاسکتا ہے اسلیے ہر شے کی اصل ہوا ہی ہے ۔

ان فرقوں میں ہر ایک کسی ایک عنصر کو عنصر اصل سمجھتا تھا ۔ یہاں تک کہ اسطور آیا اور اس نے عناصر اربعہ کا اصول رو شناس کیا ۔

ترجمہ اردو تفہیم و کبیر

قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارہ المثل سے طلبہ کرے ۔

پریکلز فلسفہ کے یہ معنی بتاتا ہے :

”تہذیب نفس کیواسطے کوشش کرنا“۔

بہر صورت اس لفظ کے ابتدائی معنی اعتراف جہل اور تحصیل علم کے ہیں۔ حکیم فیثا غورث کا (بعض کا خیال ہے کہ سقراط کا) مقولہ ہے :

”عقل صرف خداوند جل و علی کے واسطے ہے۔ انسان صرف جاننے کی کوشش کرتا ہے۔ البتہ وہ عقل کا عشق اور علمِ حق کا جویا ہے“

یہی لفظی معنی ”فلسفی“ اور ”فلسفر“ کے یہی ہیں جو یونانی لفظ ”فیلرس“ (عاشق) اور ”سوفیا“ (عقل) سے مرکب ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ ابتدا میں ”سوفلس“ (عقل) اور شخص کو کہتے تھے جو کسی ہنر یا دستکاری کا ماہر ہو۔ مثلاً ایک گویا یا بارچی یا ملاح یا پڑھائی، مگر رفتہ رفتہ یہ لفظ علوم عقلیہ کے ماہروں کے واسطے استعمال ہونے لگا۔ اسی کا دوسرا مشتق ”سوفست“ (سوفسطالی) ہے جو ان لوگوں کے واسطے استعمال ہوتا تھا جو مثل بازار میں سودا بیچنے والوں کے ساتھ علوم و فنون کو بھی بقیعت بیچتے تھے۔ چنانچہ سقراط نے اپنے تئیں فلسفی کہا ہے نہ کہ سوفسطالی !

(۱۰۱۰)

یوں تو فلسفہ تمام عالم کے مسائل پر حاوی ہے مگر آسانی ترتیب کے خیال سے یہ تمام مسائل بلحاظ اپنے موضوع کے تین اقسام پر تقسیم کیے جاسکتے ہیں :

(۱) مسئلہ وحدت۔ یعنی اصل اصول۔ وہ قادر اور مبدع قوت جو تمام عالم کی روح ہے۔ اس کے بارے میں ما بعد الطبیعہ کہتے ہیں۔

(۲) مسئلہ کثرت یا تنوع۔ اس کے بارے میں اسکر فلسفہ طبیعی کہتے ہیں۔

(۳) فلسفہ انسانی (انٹروپالوجی) جس کے ذیل میں فزیا لوجی (علم البدن) اور سائکالوجی (علم النفس) ہیں۔ پھر سائیکا لوجی کے ذیل میں منطقی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسانی استنباط کیونکر کرے اور صحیح نتائج تک کیونکر پہنچے؟ پھر فلسفہ جمال اور فلسفہ اخلاق ہے۔

پروفیسر سیلی کا قول ہے :

”ہمارے مدرکات پر بنا ہوا علم منطق کی جو انفرادے متعلق ہے جن سے ہم نہ جانچ سکتے ہیں کہ ہمارا خیال یا ہماری بصیرت صحیح ہے۔ اسی طرح ہمارے جذبات پر بنیاد ہے فلسفہ جمال کی جس سے ہم اس چیز کیلئے ایک معیار قائم کرسکتے ہیں جو ہماری ذہن میں حسین اور قابل فریفتگی ہے۔“

اعمال انسانیہ کیواسطے ”تاکہ وہ نیکی تک پہنچ سکے“ یہ ضروری ہے کہ کچھ فرایض منضبط کیے جائیں۔ فرایض کا وہ لازمی ہے۔ اور قانون یا قنونی ہے یا انسانی۔ اس کے علاوہ کچھ ایسے مسائل بھی ہیں جو افراد کے رشتہ باہمی سے متعلق ہیں۔ انکو سوشیا لوجی (علم الاجتماع) کہتے ہیں۔ اس میں فلسفہ تاریخ بھی داخل ہے۔

پس اس بنا پر فلسفہ کی آٹھ قسمیں حسب ذیل ہوں گی :

(۱) ما بعد الطبیعہ

(۲) طبیعی

(۳) نفس

(۴) منطق

(۵) جمال

(۶) اخلاق

(۷) سوشیا لوجی

(۸) علم تاریخ اور فلسفہ

اسکر تفصیل اشیا میں بہت جلد دستگاہ حاصل ہوجاتی ہے۔ جس طرح - ۱۰۱۰ - پیشہ وران اور دستکاروں کی ضرورت ہوتی ہے کہ اچھے کام کی جزئیات سے کماحقہ واقف ہوں، نیز ان کے پیشہ کے متعلق جدید انکشافات و ایجادات ان کے پیش نظر رہیں، اسی طرح ایک باقاعدہ فلسفی کیواسطے بھی اشد ضروری ہے کہ ان چیزوں کے متعلق جو اس کے ذہن میں گذرتی ہیں، دریافت کرے کہ اس کے پیشروں نے ان کے متعلق کیا خیالات قائم کیے ہیں ؟

(فلسفہ کی غرض)

فلسفہ کی غرض کیا ہے ؟ اور اس سے ہم کو کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے ؟

ارسطو کے نزدیک فلسفہ کی ابتدا صرف تعجب و تعیر سے ہوئی۔ جب انسان اس عالم میں آتا ہے تو تغیرات سے دوچار ہوتا ہے۔ زندگی کی نیرنگیاں اور کائنات کے عجائبات اسکو معر حیرت دیدیتے ہیں۔ پس یہ تفاضل فطرۃ ہے کہ وہ چیز کو دیکھے اور اپنے دل سے سوال کرے کہ یہ کیوں ہے ؟ کب سے ہے ؟ اور کب تک ہے ؟ یہ عالم مع اپنے تمام کائنات کے انسان کے واسطے ایک معما ہے۔ اس کے حل کرنیکی کوشش ہی کا نام فلسفہ ہے۔

پہلی چیز جو انسان کو دریافت حقایق کی طرف مائل کرتی ہے، مفاد اور نفع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ علم ہیئت کی ابتدا قدیم مصر میں اسوجہ سے ہوئی کہ انکو دریائے نیل کی طغیانی کے بعد اپنی زمینیں ناپنا پڑیں۔ بیابان نورد کلدانیوں نے ستارہ شناسی اسواسطے سیکھی کہ اپنے ملکوں میں رہنمائی کرسکیں۔

انسان زندگی کے معے کو حل کرنیکی کوشش بھی اسوجہ سے کرتا ہے تاکہ اپنے فائدوں اور حقوق کی حفاظت کرسکے۔ علم اس سے کہ وہ مادی ہوں یا غیر مادی۔ مگر ان پیچیدہ مسائل کی بھی کوئی حد نہیں ہے۔ زمین سے آسمان تک سب انہی سے ملکر ہے۔ انسان قزوق اسے فکر میں رہتا ہے کہ وہ فطری راز جو مدت سے سر بستہ چلے آئے ہیں، انہیں یکے بعد دیگرے دریافت کرنا چاہے، اور یہ عجیب بات ہے کہ گورہ دریائے علم سے سیراب ہوتا جاتا ہے، پھر بھی اسکی پیاس نہیں بجھتی بلکہ اور زیادہ بڑھتی جاتی ہے !

یہ تلاش و تفتیش کی عادت انسان میں فطری ہے۔ یہ کسی طرح اس سے الگ نہیں ہوسکتی اور نہ ہی مٹ سکتی ہے۔ اسکی ذریعہ عقل کی ترقی کے ساتھ وابستہ ہے۔ جس میں عقل ترقی کرتی جاتی ہے، اسیقدر حقایق اشیا کی تلاش بھی بڑھتی جاتی ہے۔ اسکو اپنی لاعلمی کا علم ہوتا ہے، اپنی نواقضیت سے واقف ہوتا ہے، اور حقائق کو صرف جاننا ہی نہیں چاہتا بلکہ انہیں حل بھی کرنا چاہتا ہے۔

پس فلسفہ کی مختصر تعریف اس طرح کیجا سکتی ہے کہ ”وہ اشیا کے اسباب مخفیہ کے تجسس کا علم ہے جس سے غرض ہے کہ ہمارے افکار اور اعمال میں ایک کامل ربط و اتحاد پیدا ہو“ اور جس طرح ہمارے خیالات ہوں، اسی طرز کے ہمارے اعمال بھی برجائیں۔ جہل سے گریز کرنا، حقائق دریافت کرنا، اور غلطیوں سے مطلع ہونا، وہ غلطیوں جو شاہد حقیقت کے چہرہ پر نقاب بلی ہوئی ہیں، یہی اصلی غرض زندگی کی ہے۔ اور یہی غرض فلسفہ کی ہوسکتی ہے۔“

(۱۰۱۱)

خود لفظ ”فلسفہ“ کی ابتدا اور تاریخ ہمارے اس دورے کی دلیل ہے۔ یونانی مورخ ہیروڈوٹس رقمطراز ہے کہ کریس نے سارن سے کہا تھا :

”میں نے سنا ہے کہ تو ملکی ملکی دنیا زد، کی طرح (یعنی تش علم میں) پھرتا ہے۔“

یورپین اقوام پر مشتمل ہے۔ انگریز، فرنج، جرمن، تقریباً اکثر اقوام یورپ یہاں آباد ہیں اور وہ اس ٹیلی فون سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے جسے مرکز میں احکم کی تعمیل کرنے والے صرف ترکی زبان ہی کا مطالبہ کریں!

اس وقت کے دور کرنے کیلئے کمپنی نے (جو دراصل خود حکومت ہی ہے) یہ شرط قرار دی ہے کہ ٹیلی فون کے مرکزی اسٹیشنوں کے تمام کلرک اقلاً تین زبانوں سے ضرور واقف ہوں۔ بالیں ہمہ اس صیفہ میں عثمانی لڑکیوں کا ہونا اس امر کا یقین ثبوت ہے کہ یہ لڑکیاں عام ترک مردوں سے بھی زیادہ زبان دل ہیں۔ کیونکہ ان میں سے ہر لڑکی اقلاً تین زبانیں علاوہ اپنی مادری زبان کے ضرور ہی جانتی ہے!

یہ صیفہ ایک انگریز لیتی کے ماتحت کھولا گیا ہے۔ اس

وقت تک ہندو لڑکیاں سیکھ کر نکل چکی ہیں اور کافی تعداد زیر تعلیم ہے، انگریزی معلمہ کہتی ہے کہ ان سے زیادہ جفا کش، معنتی اور دھمیں طلبا میں نے یورپ میں بھی نہیں دیکھے۔ ان کے ارادے بلند اور انکا نسرانی کیونکر نہایت اعلیٰ ہے۔

اس فرانسیسی رسالے کے ایک مرقع بھی دیا ہے جس میں ٹیلی فون کے مدرسے کی بعض متعلقات کھلے چہروں کے ساتھ موجود ہیں۔ ہم اس کی نقل شائع کرتے ہیں۔ یہ ان چہ لڑکیوں کی تصویر ہے جو عنقوب فارغ ہو کر نکلیں گی۔ درمیان میں انگریز لیتھی بیٹھی ہے جو اس اسکول کی معلمہ اور منتظمہ ہے۔ اس کے بالیں جانب تپالی کے سامنے وہ ترک خاتون ہے جو اسی اسکول کی تعلیم یافتہ ہے مگر اب اس کی تعلیم میں مدد دیتی ہے۔ دونوں جانب در متعلمہ بیٹھی ہیں اور ان کی پشت پر چار لڑکیاں کھڑی ہیں۔

اس رسالے کے مراسلہ نگار کا بیان ہے کہ یہ تمام مسلمان لڑکیاں ہیں۔ وہ تعجب کے ساتھ اس تبدیلی کا ذکر کرتا ہے جو عورتوں کی حالت میں ہوئی ہے۔

ان تصویروں میں عورتوں کے چہرے اگرچہ بالکل بے نقاب ہیں لیکن جسم پر ترکی برقعہ کا وہ تمام حصہ موجود ہے جو نقاب الگ کر دینے کے بعد بھی بطور ایک بالائی فرغل کے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو نقاب اتار کر ابھی رکھ رہی ہے یا اسکول کے اندر اس کی چنداں ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ بہر حال خواہ ان جفاکش اور حیلوں معاش چہروں پر نقاد

عالم سلامی

ترکی اور تعلیم و حریت نسواں

مسئلہ حریت نسواں پر ایک ضمنی نظر

یورپ میں حریت نسواں کا مقام اور ترقی کا مقام

دفتر اہل سال میں جو مصرور و غیر مصرور اخبارات و رسائل یورپ سے منگوائے جاتے ہیں ان میں پیرس کا مشہور "الستریشن" (L'Estre) فرانسیسی زبان کا بہترین مصرور رسالہ ہے۔ اور

مطالعین کی کثرت، مواد کے تنوع، تصاویر کی صناعت و طباعت کے لحاظ سے گریفک، السترینڈ لندن، فیروز، اسفیر وغیرہ تمام انگریزی رسائل پر ہر طرح فوقیت رکھتا ہے۔ بلاد مشرقیہ اسکا ایک خاص مصرور موضوع ہے۔ چنانچہ ۲۸ اپریل کی اشاعت میں ایک پورے صفحہ کا مرقع دیتے ہوئے لکھتا ہے:

"ترکی کی تمدنی حالت میں روز بروز انقلابات ہورہے ہیں۔ ایک سیاح کو انکی سست رفتاری سے اگرچہ ناامیدی ہوتی ہے، تاہم وہ اسکی رفتار سے انکار نہیں کر سکتا اور ایک ہی موسم میں چند بار سفر کر کے اس حرکت کے نتائج اپنے سامنے نمایاں دیکھ سکتا ہے۔

ایک ماہ سے زیادہ عرصہ ہوا کہ ہمارے ہاں ایسے طریقے استعمال کرنے کیلئے ٹیلی فون لگایا گیا ہے۔ آپ

نہایت تعجب سے سنیں گے کہ بہت سی ترک لڑکیاں ٹیلی فون کے مرکزی دفتر میں کم کر رہی ہیں اور بہت سی لڑکیاں کم سیکھ رہی ہیں!

ترکی میں ٹیلی فون اور ٹیلی گرام کے دفتر انگلستان اور فرانس کی طرح نہیں ہوسکتے جہاں صرف مقامی زبان کا جاننے والا اچھی طرح کم کر سکتا ہے۔ یہ مغربی اسلامی پایہ تخت ایک عجیب و غریب مخلوط آبائی سے عبارت ہے، جہاں یورپ اور ایشیا کی متعدد زبانیں بولنے والی مخلوق بستی ہے۔ وہ جس طرح ایک ترک کا گھر ہے جو اپنے کوربار میں بلا ضرورت دوسری زبان اختیار کرنا پسند نہیں کرتا، اسی طرح ایک یونانی کا بھی وطن ہے جو یونانی زبان کو ہر طرح عثمانی زبان پر ترجیح دیتا ہے۔ پھر اسکا یورپین حصہ جو ان تمدنی مسائل سے زیادہ تر کم لینے والا ہے، مختلف



قسطیہ میں ٹیلی فون کا اسکول - اسکی منتظمہ اور ترک متعلقات

یا کارخانوں کی ایک مضطرب الحال مزدور یا پھر ایک انسی مظلوق جو مثل مردوں کے روزی اور کپڑے کیلئے مصروف سرے عالم کی تکلیفیں اور مصیبتوں میں کود پڑی ہے۔ البتہ مرد مصنف و مشفق اپنی بیوی اور اس کے بچوں کیلئے کرتا ہے۔ یہ صرف اپنے نفس کیلئے کر رہی ہے!

بہر حال وہ کوئی ہو، لیکن قطعاً عورت تو نہیں ہے۔ مرد بھی نہیں ہو سکتی۔ پس وہ ایک تیسری جنس ہے جسے خدا کی جگہ شریعہ اور گستاخ انسان نے پیدا کیا ہے!

عورت اور مرد کے فرائض بالکل الگ الگ تھے۔ انکی نسبت جو کچھ ابتدا سے ہو رہا تھا، وہی خدا کا قانون تھا مگر آج توڑ ڈالا گیا۔ عورت نزع انسانی کی تکثیر اور اسکی پرورش و تربیت کیلئے تھی۔ کارخانوں میں مزدوری تلاش کرنے کیلئے نہ تھی۔ نہ اسلیئے تھی کہ مدۃ العمر محدود رہے۔ سوائی کا ایک کم قیمت کھانا یا سڑکوں اور تفریح گاہوں کے اندر ایک الگ رول کی طرح متحرک رہے!

جبکہ یہ حدود توڑ دیئے گئے اور عورت پر وہ فرائض ڈال دیئے گئے جو صرف مردوں کیلئے مخصوص تھے، تو اسکا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ عورت اپنے جسم سے وہ کام لینے لگی جو اسکا اصلی کام نہ تھا۔ اس حالت نے اسے محسوسات بدل دیئے، اسے جذبات میں تغیر عظیم ہو گیا، اسکا نازک جسم معنوں اور مشقوں سے کھلا گیا، بلکہ اسے اندر ایک عضوی انقلاب کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ اب نہ اسکا عورت کا سا چہرہ ہے اور نہ عورت کا سا دل (یعنی جذبات) وہ تمام اپنے جذبات لطیفہ و رقیقہ سے محروم ہو گئی ہے۔ وہ مرد بھی نہ بنی جسکے بننے کے شوق میں اس نے اپنا سب کچھ کھریا تھا۔ پس یقیناً اسے ایک تیسری جنس ہی کہنا چاہیئے جو خلقت انسانی کا ایک نیا نمونہ ہے، اور جسکا وجود سوسائٹی اور خاندان کیلئے ہلاکتوں اور بربادیوں کا پیام ہے۔

* * *

صرف اسی ایک رائے پر موقوف نہیں۔ یہ ماتم عام ہے اور یورپ کے تمام اجتماعی حلقے ان مصائب انگیز نتائج کو محسوس کر رہے ہیں۔

مگر یہ احساس و علم جو دنیا کے اس ترقی یافتہ حصے کو اب ہوا ہے، ان لوگوں کو ایک ہزار تین سو برس پہلے سے معلوم تھا جنہوں نے قرآن حکیم کی ہدایات و تعلیمات کو اپنی زندگی کا دستور العمل قرار دیا تھا۔

قرآن حکیم نے اسی شے کو ”حدود اللہ“ سے تعبیر کیا ہے جسکو آج حکماء اجتماعی ہر مظلوق اور ہر انسانی گروہ و جنس کے ”قدرتی فرائض“ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں اور انکی نافرمانی کو انسانیہ کیلئے ہلاکت بتلاتے ہیں۔ ایک جگہ کہا کہ:

”تلك حدود الله فلا تقربوها (۱: ۱۸۷)“ یہ خدا کی قرار دی ہوئی حدیں ہیں۔ انکی نافرمانی کے قریب بھی نہ جاؤ۔ پھر کہا: ”تلك حدود الله فلا تعتدوها (۲۲۹: ۱۰)“ یہ خدا کی حدود ہیں۔ ان حدود کو نہ توڑو۔ اسی طرح سورہ طلاق میں فرمایا: ”تلك حدود الله من يتعد حدود الله فقد ظلم نفسه (۱: ۹۵)“ یہ اللہ کی قرار دی ہوئی حدیں ہیں۔ جو شخص ان سے باہر قدم نکالے گا وہ اپنے ہی اوپر ظلم کرے گا۔

اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ مومنوں کی سب سے بڑی تعریف سورہ توبہ میں یہ بتلائی: ”العاقلون لحدود الله (۱۱۴: ۹)“ وہ خدا کی قرار دی ہوئی حدود کی حفاظت کرتے ہیں۔

[۱۳]

رہتی ہو یا نہ رہتی ہو، تاہم ہمیں افسوس کرنا پڑے گا اگر ترکی میں بھی عورتوں نے اپنی معاش کے مسئلہ کو عام طور پر اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ اور یورپ اور امریکہ کے ان عورتوں کی ہونے والی مثالیں پیدا ہو گئیں جو آج متمدن دنیا کی مجیدہ، مفیدی و سب سے زیادہ گہرا مرض ہیں، اور جسکے درد سے وہاں کے بڑے بڑے حکماء اجتماعی چیخ اٹے ہیں!

* * *

عورت کو قدرت نے جن فرائض کے انجام دینے کیلئے پیدا کیا ہے، انکو وہ کبھی بھی نہیں چھوڑ سکتی۔ انکی حقیقت اب بھی ویسی ہی مسلم ہے جیسی کہ کسی ابتدائی عہد رحمت میں رہی ہوگی۔ وہ انسان کی ماں بننے کیلئے پیدا کی گئی ہے۔ اسکی نازک اور منفعل خلقت کبھی بھی ان کاموں کیلئے موزوں نہیں جو گہر کی زندگی کے باہر انجام دیئے جاتے ہیں۔ موجودہ تمدن نے اس قدرتی حد بندی کو توڑ دیا اور عورت کو گہر کی شہنشاہی سے نکل کر اپنی غذا حاصل کرنے کے لیے آوارہ گردی کرنی پڑی، تاہم اسکا نتیجہ وہی نکلا جو احکام قدرت کی ہر خلاف ورزی کا ہونا چاہیئے۔ آج یورپ اور امریکہ میں عورتیں (بقول ایڈیٹر سائینس پروگریس) ایک معنوی کلرک یا کسی ورزشی کھیل کے میدان میں اول درجے کا چاندی کا کپ لینے والی ضرور ہیں، مگر نہ تو وہ ایک اچھی ماں ہیں جو بچوں کی پرورش کرتی ہے، اور نہ اپنے نسوانی فرائض ادا کرنے والی بیوی ہیں، جسکے کاموں کا میدان گھر کے اندر بنایا گیا ہے!

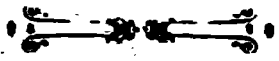
موجودہ عہد کا ایک بہت بڑا سرشیالست حکیم (مسٹر پرورتن) اسے بارہ سال پہلے ان عورتوں کی حالت پر ماتم کرتا ہوا لکھتا ہے:

”خلقت انسانی کا وہ جمیل و لطیف نصف حصہ جسکا شگفتہ چہرہ کائنات کا اصلی حسن اور جسکی مسکراہٹ عالم ارضی کی حقیقی مسرت تھی، افسوس کہ آج دنیا سے چھینا جا رہا ہے اور گویا ارادہ کر لیا گیا ہے کہ اب دنیا میں مرد بغیر عورت کے رہینگے اور فطرت نے مرد اور عورت کو درجنس قرار دینے اور اس تفریق کی ضرورت سمجھنے میں ایک سخت غلطی کی تھی جسکی تصحیح سے اب زیادہ غفلت نہیں ہونی چاہیئے!

وہ وقت بہت قریب ہے جب ”عورت“ کا وجود صرف گذشتہ زمانے کے شعرا کے تخیلات اور عہد قدیم کے مصانف و اوراق سے باہر نہیں ملیگا۔ لوگ آہ سرد بھر کر کہینگے کہ ملٹن نے اپنی نظم میں ”عورت“ کے محسوسات بتلائے ہیں، یا ڈکنس نے اپنے قصہ میں ایک در شیزہ لڑکی کی تصویر کھینچی ہے۔ وہ بڑی ہی دلغریب اور دلربا چیز ہے مگر افسوس کہ اب زمین پر عورتوں کا پیدا ہونا موقوف ہو گیا!

یہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں محض ایک شاعرانہ تخیل نہیں ہے۔ یہ واقعات و حقائق ہیں جن پر متمدن دنیا کا ہر باشندہ میری ہی طرح رو سکتا ہے بشرطیکہ وہ دنیا کو دیکھنے میں میرے برابر آکھڑا ہو۔ اس آئے والے زمانے کو چھوڑ کر جسکو ہمارے موجودہ تمدن کی غلط کاریاں اور ضلالت پیدا کرینگی۔ موجودہ عہد ہی میں تلاش کر کہ متمدن دنیا کے بڑے بڑے دارالعلوموں میں ”عورتیں“ کتنی ہیں اور کہاں بستی ہیں؟ کیا تم اس جدید مظلوق کو بھی ”عورت“ کہنے کی جرات کر سکتے ہو جو لندن اور نیویارک کے کارخانوں میں پھر کی کی طرح حرکت کر رہی ہیں؟ نہ تو وہ ماں ہیں نہ بیوی۔ نہ تو انکا سرکسی قدرتی رفیق کے سینے پر ہے اور نہ انکی گرد میں کوئی محبت اور نسوانی جذبات کا مرکز ہے۔ وہ محنت و مشقت کی ایک تھکی ہوئی روح ہے

برید فنک



ایک ایڈیٹر اور وزیر فرانس!

یورپ میں پریس کی قوت

مشق کی پہلی غلطی!

تاریخیں کرام کو یاد ہوگا کہ پچھلے دنوں رائٹر ایجنسی کی تاریخوں میں پریس کے ایک سخت حادثہ کی خبر سی گئی تھی جو وہاں کے مشہور روزانہ اخبار ”نگار“ کے دفتر میں واقع ہوا تھا، اور جس میں فرانس کے وزیر مال کی بیوی نے ایڈیٹر ”نگار“ کو خاص اس کے دفتر میں جا کر ریوالور سے قتل کر دیا تھا۔

شاید عام نظروں نے اس واقعہ کو زیادہ اہمیت نہ دی ہو مگر فی الحقیقہ مختلف نتائج و اطراف کے لحاظ سے یہ ایک نہایت اہم اور قابل غور و تفکر واقعہ تھا۔

پچھلی ڈاک میں فرانس کے جو اخبارات و رسائل آئے ہیں، ان میں اس حادثے کی پوری تفصیل درج ہے۔ پریس کے مصور رسالہ ”ال سٹریشن“ نے ایڈیٹر ”نگار“ اس کے خاندان، اس کی بیباک قاتلہ، اور قاتلہ کے شوہر کی تصویریں بھی سی ہیں اور پوری تفصیل سے قتل کے اسباب پر بحث کی ہے۔

* * *

مقدم کا بیوجس نے ایڈیٹر ”نگار“ کو قتل کیا، پریس کی موجودہ اعلیٰ رسوائی کی ایک حسین، فیشن ایبل، اور طرحدار لیتھی ہے۔ اس کا حسن و جمال کو اس درجہ کا نہیں ہے کہ اس کی مثالیں کم یاب ہوں، تاہم یہ حیثیت ایک شیوہ طراز اور مجلس آرا لیتھی ہونے کے اعلیٰ رسوائی کے ہمبھہ اس کی دلربائیوں اور سحر اداہوں کا اعتراف کیا ہے، اور ابتدا سے اس کے قدر دانوں اور امیدواروں کا حلقہ وسیع ہے۔

خوبی ہمیں کرشمہ و ناز و خرام نیست
بسیار شیوہ هاست بتاں واکہ نام نیست!

[بقیہ مضمون بعد کلام]

ہے۔ ضرور ہے کہ اس کے نتائج ظاہر ہوں، اور واقعات کہتے ہیں کہ ظاہر ہو گئے۔

پس یہ ایک سخت خطرناک غلطی ہے کہ مشرق یورپ کی ثقافتی کے شوق میں ان چیزوں کی طرف بھی بڑھا ہے جسے خود یورپ اکتا گیا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی طرح پیچھے رہے۔ مسلمانوں کے پاس اس بارے میں ایک سچی اور حقیقی تعلیم موجود ہے۔ عورتوں کو تعلیم دینے اور عام حقوق و مقاصد حیات میں برابر سمجھنے کیلئے تمہیں یورپ کی شاگردی و ثقافتی کی ضرورت نہیں۔ تمہارے پاس وہ سب کچھ موجود ہے جو بہتر اور اصلی ہے اور ان مضمرات سے پاک ہے جن کو یورپ الگ کر کے عورتوں کے مسئلہ کو حل نہ کر سکا۔ پھر اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہوگی کہ تم اپنی ہستی کو بھول جاؤ اور یورپ کے سامنے اس کے لیے ہاتھ بڑھاؤ؟ حالانکہ خود یورپ اپنی اس حالت پر راضی نہیں ہے۔

یہی ”حدود اللہ“ نظام انسانیت کی اصلی بنیاد ہیں، اور انسانی مصلحت جب کبھی ان کو توڑتی ہے تو اس کا لازمی نتیجہ خسار و ہلاکت ہوتا ہے۔

درحقیقت ”اسلام“ بھی عبارت انہی ”حدود اللہ“ کے قیام سے ہے ”مسلم“ وہی ہے جس کی زندگی ان حدود کی ایک عملی اور کامل تصویر ہو۔ مستقل مضمون اس موضوع پر لکھیں تو یہ حقیقت واضح ہو۔

پس مرد اور عورت کے فرائض کے متعلق بھی خدا کے حدود قرار دیے، اور ان تمام حکمتوں اور دانائیوں کے جاننے والوں سے زیادہ کامل اور زیادہ بہتر طریقہ سے ان کی تصریح کر دی، جو آج تمدن و علم کے مسائل و حلقوں میں ان کی حقیقت بیان کر رہے ہیں۔

دیکھو، سورہ روم میں جہاں خدا کے احسانات و نعمات گناے ہیں، وہاں ایک سب سے بڑی نعمت خدا کی یہ بتلائی:

ومن آياته ان خلق لكم من انفسكم ازواجاً لتكنوا اليها رجلاً بيئكم مودة ورحمة (۲۱: ۳۰) اور خدا کی حکمت و قدرت کی نشانیں میں سے ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس کی ساتھی عورتیں پیدا کیں تاکہ تمہیں اپنی زندگی میں سکون اور امن و راحت ملے، اور پھر شوہر اور بیوی کے رشتے کو باہمی محبت و رحمت سے مسرت بخش بی بنا دیا، تاکہ تم خوشی اور راحت کے ساتھ زندگی بسر کرو۔

یہ آیت کریمہ فی الحقیقہ اس بحث کا آخری فیصلہ ہے۔ عورتوں کے پیدا کرنے اور حیات ازدواجی کی غرض و غایت یہ بتلائی کہ ”لتكنوا اليها“ تاکہ تم سکون اور چین پاؤ۔ یعنی عورت مرد کی رفیقہ زندگی، اور اس کی کامل زندگی کا وہ بقیہ نصف ٹکرا ہے جس کے ملے بغیر اس کی زندگی پوری نہیں ہو سکتی۔ پھر کہا کہ ”جعل بيئكم مودة ورحمة“ اس رشتے کی بنیاد ”محبت اور رحمت“ پر رکھی۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس زندگی کی اصلی شے محبت اور رحمت ہے۔ لیکن وہ پیدا ہو نہیں سکتی جب تک اس طرح کا باہمی اشتراک جذبات و قریں میں پیدا نہ ہو جائے کہ مرد عورت کیلئے ہو، اور عورت مرد کیلئے۔ یعنی بالفاظ کامل تر:

ہی لبس لکم و انتم تم عورتوں کی زینت ہو اور عورتیں لبس لہن (۱۸۷: ۴) تمہارے لیے زینت ہیں!

اللہ اکبر! کہیں ہے جو کلام الہی کے ان حقائق کیلئے اپنے فکر و دماغ کو وقف کرے، اور غور کرے کہ اسے ایک ایک لفظ کے اندر حیات انسانیت اور اسرار زندگی کی کیسے بڑے بڑے مصالفاں و مفکر موجود ہیں؟ انسان کی زندگی اور حیات مدنی کی جس قوت و غایت کو آج بڑے بڑے مدین علم میں نہیں بتا سکتے، ان حکم کے اس ایک جملے میں بتا دیا کہ ”جعل بيئكم مودة ورحمة“ نیز کہا کہ ”لتكنوا اليها“ صرف ان دو جملوں کی پوری تفسیر کی جائے اور اس کے ہم مطلب دیگر آیات کریمہ بھی جمع کی جائیں تو مسئلہ حیات اجتماعی و عائلی پر ایک پوری کتاب مرتب ہو جائے!

لہذا یہی اشتراک جنسی اور باہمی مودت و رحمت ہے جس سے یورپ و امریکہ کی سر زمین خالی کی جا رہی ہے۔ کیونکہ عورت اپنے فرائض کے حدود سے باہر نکل گئی ہے اور مرد و عورت کے فرائض و وظائف کی قدیمی اور قدرتی حد بندی بکسر توڑ ڈالی گئی۔

موسیو کایپر وزیر مال فرانس

لیکن یہ طرز زندگی بھی زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہ سکی اور بہت سے معاملات طشت از بام ہو گئے۔ آخر عدالت کے قانون سے مدد لینی پڑی اور تین سال کے بعد اس مقدس معاہدہ محبت کا جر قربانگاہ کے سامنے ہاتھ میں ہاتھ دیکے دائمی زندگی کیلیے کیا گیا تھا، یہ نتیجہ نکلا کہ قانون طلاق کے ذریعہ دونوں علحدہ ہو کر آزاد ہو گئے !

اس طرح ”پہلی غلطی“ کا علاج کیا گیا۔ مگر عشق کی غلطی کا کون علاج کر سکتا ہے ؟ یہ زخم دوا پذیر نہیں :
کے گفتہ بود کہ بدوش دوا پذیر مباد !

* * *

اب پھر امید و اربوں کا ہجوم، طلب گاروں کا انبوه، عشق کی فریادیں، حسن کی خود داریاں، سرسالتی کیلیے روز بازار و قبول کا ہنگامہ گرم، اور مسابقت و رقابت کی کشمکش کی صلا عام تھی :
سر دوستان سلامت کہ تر خنجر آزمائی !

بالآخر اس معرکہ عظیم میں موسیو کایپر وزیر مال فرانس اپنی فتح مندی سے محسوسدانہ بازی لی گئے اور طلاق کے ایک سال بعد ہی دوزخ کا باقاعدہ عقد ہو گیا۔

* * *

حال میں بعض پولیٹیکل مسائل کے متعلق مختلف جماعتوں میں جوش و هیجان پیدا ہوا اور اسکا اثر ان اشخاص و افراد تک پہنچا جنکا ان مسائل سے خاص تعلق تھا۔ اسی سلسلے میں اخبار ”نگار“ موسیو کایپر کا سخت مخالف ہو گیا اور اپنے حریف کو شکست دینے کیلیے ہر طرح کے حربے کام میں لانے لگا۔

اسنے مخالفانہ مضامین کا ایک پورا سلسلہ شروع کر دیا جسے ہر نمبر میں کوئی نہ کوئی سخت اعتراض اور طعن ہوتا اور پبلک طور پر اسکا جواب طلب کیا جاتا۔ یہاں تک کہ ایک بار صاف صاف لکھ دیا : ”میرے پاس اس قسم کی تحریری شہادتیں موجود ہیں جن سے اس مغرور وزیر کی زندگی کے بڑے بڑے راز آشکارا ہوتے ہیں۔ میں انہیں عنقریب شائع کرونگا اگر وہ اپنے کاموں سے باز نہ آیا“

* * *

اس دھمکی کے شائع ہونے ہی تمام پبلک میں آن رازوں کا تذکرہ شروع ہو گیا۔ یورپ میں پریس کی قوت سب کچھ کر سکتی ہے۔

تاہم حسن و عشق کی ہر زندگی کیلیے ”محبت کی پہلی غلطی“ ہمیشہ درد ناک رہی ہے اور اس راہ میں جب کبھی ٹھوکر لگتی ہے تو پیٹے ہی قدم کر لگتی ہے :
طفل نادانم و اول سبق است !

میدم کایپر کے دل عشق خراہ کیلیے بھی اُسکی ”پہلی غلطی“ کی یاد زخم حسرت بنی۔ اسکے لیے تلافی کا مرہم بنایا گیا مگر اس راہ کی پہلی غلطی ہمیشہ لاعلاج ثابت ہوئی ہے۔ اسکا زخم جب گہرا ہو جائے تو پھر اُسکا کوئی علاج نہیں :
جرم را این جا عقوبت هست و استغفار نیست !

یہی پہلی غلطی تھی جس نے بالآخر اسے عدالت کے سامنے مجرموں کی طرح پہنچا دیا، حالانکہ کتنے ہی مجرمان عشق اور گنہ گاران محبت ہونگے جنہوں نے اس قہر مان نازر عشرہ کے سامنے اپنی زندگی کا آخری فیصلہ سننے کیلیے سر جھکا دیا ہوگا !

* * *

جون سنہ ۱۹۰۰ میں اسکی پہلی شادی ہوئی۔ یہی اسکی ”پہلی غلطی“ تھی۔ بسا اوقات محبت چہرے پر نقاب ڈال کر آتی ہے جو بہت دلفریب ہوتا ہے، مگر اسکی دلفریبی کو چہرے پر چہرے کی دلفریبی سمجھ لینے میں ہم غلطی کر جاتے ہیں۔ میدم کایپر پر بہت جلد ہی ظاہر ہو گیا کہ اس تعلق میں اسکے لیے خوشی نہیں ہے اور انتخاب کرنے میں اسکے دل پرستش طلب نے جلدی کی۔ وہ اپنے شہر کیلیے امید و اربوں کی ایک بہت بڑی صف کو جواب دیجی تھی۔ اب ایک ایک کر کے تمام دلدادگان عشق یاد آنے لگے۔ نظروں کا جب اصلی ٹھکانا تاراج نا کامی ہو جاتا ہے تو وہ عشق کے دوسرے آشیانوں کی جستجو شروع کر دیتی ہیں۔ محبت کا خاتمہ ہوا اور تاجرانہ معاہدے شروع ہوئے۔ بالآخر دونوں نے باہم راضی نامہ کر لیا کہ ایک دوسرے کے معاملہ میں دخل نہ دینگے اور اپنی اپنی دلچسپیوں کی راہیں الگ الگ نکال لینگے :

بس لیجیے سلام، اپنا بھی وعدہ ہے کسی سے !

آج کل یورپ اور امریکہ کے اعلیٰ طبقوں کی از دلجوئی زندگی اپنے ہی باہمی راضی ناموں پر بسر ہو رہی ہے !

* * *

میدم کایپر ایڈیٹر نگار کی قاتلہ

اس واقعہ سے متعدد اہم نتائج حاصل ہوئے ہیں :

(۱) یورپ کے اعلیٰ طبقہ کی موجودہ زندگی سامنے آجاتی ہے جسکی حیاۃ ازدواجی عیش معیت سے یکسر محروم ہوگئی ہے اور گر اسکا ظاہر کتنا ہی روشن ہو لیکن اسکے اندر خوفناک رازیں اور اخلاقی جرائم کی تاریکی پوشیدہ ہے !

(۲) دنیا کی قدیمی اخلاقی صداقتیں اب بالکل بے اثر ہوگئی ہیں ۔ یورپ کی زندگی روز بروز جس طرف جارہی ہے اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ بڑی بڑی معزز زندگیاں بھی اس قسم کے راقعات کو چنداں اہم نہیں سمجھتیں ۔ محض سوسائٹی کے اعتبار مجلسی قواعد کے رقرار اور رسمی ضوابط کے اعتراف پر ہر شے منحصر ہے ۔ فی نفسہ نہ تو اخلاقی اصول کوئی شے ہیں اور نہ عصمت و عفت کوئی چیز ہے ۔

(۳) یورپ کے پریس کی قوت جسکے آگے کسی قوت کی نہیں چلتی ۔ جب وہ کسی شخص کا مخالف ہو جائے تو خواہ وہ کتنا ہی بڑا آدمی ہو لیکن اسکے سرا کوئی علاج اپنے پاس نہیں رکھتا کہ یا تو خود اپنی زندگی سے ہاتھ اٹھالے یا اپنے مخالف کو قتل کر دالے ۔ اس واقعہ میں دوسرا طریقہ اختیار کیا گیا لیکن بے شمار راقعات اس قسم کے بھی ہوچکے ہیں جنہیں بڑے بڑے آدمیوں نے پریس کی مخالفت سے عاجز آکر خود کشی کر لی ہے ۔



۱۔ قیام الہلال

الہلال میں دیکھا گیا کہ الہلال کے بقاء کا مسئلہ درپیش ہے اور دو ہزار خریدار بہم پہنچانے کی خواہش کی گئی ہے ۔ اسکی تعمیل میں آپ کے خادم مصروف ہیں ۔ میں بھی فی الحال دو خریدار حاضر کرتا ہوں ۔ انشاء اللہ عنقریب آدھ بھیجوں گا ۔

خدا آپکے اخبار کو کامیاب کرے اور آپ کی عمر و اقبال میں ترقی دے ۔ آپ کے اخبار کا مجھکو بے حد انتظار رہتا ہے ۔ ڈاک ۲ بجے رات کو آتی ہے ۔ میں اخبار کے انتظار میں ہر ہفتے انی راتیں دو دو بجے تک انتظار میں کٹ دیتا ہوں !

اپنے بچوں کی خیریت کے خط کا مجھے اسقدر انتظار نہیں ہوتا جسقدر آپ کے اخبار کا ۔

آپکا خادم محمد عبد الرزاق ۔ تعلقہ کہیم ضلع مدگل (علاقہ نظام)

چھہ خریدار سروسٹ حاضر ہیں ۔ تین کی قیمت بذریعہ منی لوتیر بھیجتا ہوں اور تین کے نام دی پی روانہ ہو ۔

عقیدت مند

محمد خلیل اللہ شریف ۔ منہاسب ضلع روٹکل دکن

سروسٹ ہفتہ خریدار ان اطراف کے حاضر ہیں ۔ مزید کوشش جاری ہے ۔

سندھ غور حسن کشتوافرر کمیشن ایجنٹ جالم پٹہ ۔ ضلع محبوب نگر (دکن)

در مطبوعات کی آزادی کی آگے خود حکومت اور اعلیٰ ترین مکالمہ روزا حتیٰ کہ خود پریسیڈنٹ جمہوریت کی بھی کچھ نہیں چلتی ۔ اگر وہاں پریس کسی شخص کا مخالف ہو جائے تو اسکا مرض لا علاج ہوتا ہے ۔

”فگارو“ کے مضامین نے وزیر فرانس کی زندگی تلخ کردی اور اسکی وقعت و عزت کا یکایک خاتمہ ہو گیا !

* * *

دھمکی کے اعلان سے پانچ دن بعد دن کا وقت تھا ۔ بارہ بج چکے تھے ۔ دفتر فگارو میں چیف ایڈیٹر اپنی میز کے سامنے بیٹھا تھا ۔ یکایک آئے ایک کارد ملا جس پر ”میدم کایور“ کا نام لکھا تھا ۔ وہ میراں ہوا کہ اسکے سب سے بڑے مخالف کی بیوی کا اس سے کیا نام ہو سکتا ہے ؟ بہر حال اس نے نوکر سے کہا کہ میز پر کمرہ تک معزز ملاقاتی کو پہنچا دو ۔

میدم کایور نہایت سنجیدگی اور ایک معمولی ملاقاتی کی طرح بڑھی اور ایڈیٹر کی میز کے سامنے آئے کھڑی ہوگئی ۔ وہ صاف کرنے کیلیے آئی اور اپنے خوبصورت ملاقاتی کے رک جانے پر چھہ کہنا چاہا ۔ یکایک میڈم کی حسین آنکھیں خوفناک روشنی سے ہمک آئیں ۔ اس نے اپنا دھنا ہاتھ گرن کی جیب سے نکالا جس میں بھرا ہوا تینچہ تھا ۔ قبل اسکے کہ اس حیرت انگیز واقعہ کو سمجھنے کی اسکے مخاطب کو مہلت ملے تینچہ کے چھوٹنے کی آواز سنائی دی اور بے خبر ایڈیٹر میز کے نیچے فرش پر لڑنے لگا ۔۔۔

* * *

پولیس نے فوراً قاتلہ کو گرفتار کر لیا ۔ اس نے ذرا بھی مزاحمت نہ کی ۔ اس حادثہ کے بعد یہ راز کھلا کہ جو دھمکی فگارو نے تحریری شہادتوں کی نسبت دی تھی وہ دراصل قاتلہ نے اس نا جائز مسن و عشق کے تعلقات کے متعلق تھیں جو اس کے پیلے شہر کے مانے میں موسیو کایور اور اسمیں باہم جاری رہے تھے ۔ یہ عاشقانہ فطرت کا ایک بہت بڑا بندل تھا جو کسی طرح ایڈیٹر فگارو یا اسکے ماتھیں کے حاصل کر لیا تھا ۔

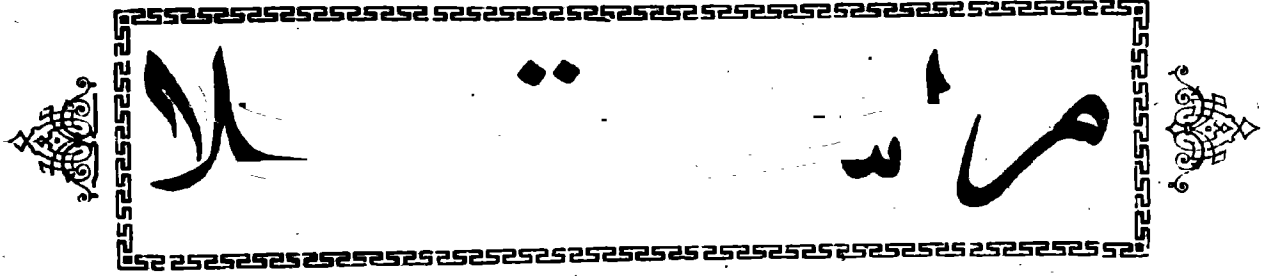
ان خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ شامی سے پہلے بھی یہ دونوں اہم ہر طرح کے تعلقات رکھتے تھے اور حالت یہاں تک بڑھگئی تھی کہ بالآخر پہلا بد نصیب شہر مجبور ہو گیا کہ عدالت تک معاملہ پہنچا کر باقاعدہ طور پر علحدہ ہو جائے اور اپنی بیوی کو نئے رستوں کیلیے خود مختار چھوڑ دے !

ان میں وہ خطوط بھی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مانے کے تعلقات صرف موسیو کایور ہی تک محدود نہ تھے بلکہ شاق اور طلبکاروں کا پورا حلقہ کامیاب لطف و کرم تھا اور اس فیاض سن کی بخشش کی عمریت امتیاز و خصوصیت کے بغل سے اک تھی !

جب ”فگارو“ نے تحریری شہادت کی دھمکی دی تو میڈم کایور کو یقین ہو گیا کہ اب تمام معاملات طشت ازبام و جالیں گے ۔ اسکا علاج کچھ نہ تھا جبکہ ایک اخبار حریف و مقابل رکھا تھا ۔ مجبور ہو کر اس نے اولاد کر لیا کہ قبل اسکے کہ اسکے دشمن کا قلم کلم کرے خود اسکی زندگی ہی کا خاتمہ کر دیا جائے ۔

معاملہ با قاعدہ عدالت کے سامنے ہے ۔ میڈم کایور جیل خانے میں ہے ۔ اسے رکلا ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ اقدام جنوں اور ایک روح کی دیوانگی کا نتیجہ ہے جس میں قاتلہ مرے سے مبتلا تھی ۔ مگر ساتھ ہی ایڈیٹر فگارو کو جو مقصد تھا وہ حاصل ہو گیا کہ اسکی ہلکی جاتی رہی ۔ یعنی روزی و ریل نے استعفا دیدیا !

* * *



کتاب مفتوح بنام

ایڈیٹر الہلال از عبدالسلام ندوی

جناب مولانا محترم زاد اللہ بسالتکم شدہ و قوۃ - تحیت و سلام - میرا خط جس کو طالبائے دارالعلوم ندوۃ العلماء نے اعتصاب کا محرک قرار دیا گیا ہے اور جس کا ذکر جناب نے بھی اپنے جریڈہ میں ضمنی طور پر کیا ہے، میں اس کے متعلق اخبارات میں مختلف حیثیتوں سے نہایت تفصیلی بحث کرنا چاہتا تھا، لیکن احباب نے مشورہ دیا کہ اب تمام مباحث کو چھوڑ کر جلسہ دہلی کے نقالم کا انتظار کرنا چاہیے۔ میں اگرچہ حقائق شریعت کے اظہار میں مصلحت وقت کا لحاظ خدع نفس کی بدترین شکل خیال کرتا ہوں، تاہم جب یہ مشورہ اصرار اور اصرار سے جبر و اکراہ کی صورت میں بدل گیا، تو مجھے مجبوراً خاموش ہونا پڑا، لیکن اب جب کہ قوم کے اس جوش ملی کے اظہار کا زمانہ ختم ہو گیا، میں آپ کے اخبار کے ذریعہ ان مباحث کو چھیڑنا چاہتا ہوں۔ میں اس خط کے متعلق صرف شرعی اور اخلاقی حیثیت سے بحث کرنا چاہتا ہوں۔ اس لیے میں نے الہلال کو منتخب کیا ہے کہ اس پر دہ غراء کا عروۃ الوثقی صرف شریعت ہی ہے۔

سب سے پہلے آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ میں نے بمبئی سے ایک خط بھیجا اور وہ مکتوب الیہ تک نہیں پہنچا، آپ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ مولوی اعجاز علی صاحب نے اخبار مساوات مورخہ ۲۰ نومبر میں یہ خط شائع کیا، وہ براہ راست انکو کوری میں نہیں مل سکتا تھا، اس بنا پر بظن غالب (جس پر تمام دنیا کے کاروبار کا دار مدار ہے) یہ خط انکو متعلقین دفتر نظامت یا دفتر اہتمام کے ذریعہ ملا ہوا جن کے ہاتھ میں ڈاک کا انتظام تھا۔ بہر حال یقینی طور پر کوئی ذریعہ متعین نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم یہ یقینی ہے کہ اس معاملہ میں تردید و امانات الی اہلہا کے محکم اصول کی خلاف ورزی کی گئی۔ قرینہ آپ نے بحیثیت مدعی امر بالمعروف والنہی عن المنکر ہونے کے کشف حقیقت کا (اس معاملہ میں) فرض کیوں نہیں ادا کیا؟ اور شریعت کے اس اصل مہم کی توہین کیوں گوارا کی؟ یہاں تک تو امر بالمعروف و احتساب دینی کا فرض صرف اشخاص کی ذات تک محدود تھا، لیکن یہ خط جلسہ انتظامیہ میں پیش کیا گیا۔ اور اس کے ذریعہ اسٹراٹک کا قطعی فیصلہ کیا گیا، مجھے اگرچہ قانون سے واقف نہیں ہے تاہم عقل سلیم بتاتی ہے کہ اس خط کے متعلق تمام مباحث کا فیصلہ اسی جلسے کو کر کے ملک و قوم کے سامنے ایک موثق صورت میں پیش کرنا تھا۔ لیکن جلسہ انتظامیہ کی روک تھام سے یہ نہیں معلوم ہونا کہ وہ خط کیوں ناظم صاحب کے ہاتھ آیا؟ اور مولوی اعجاز علی تک کیوں پہنچا؟ جلسہ نیز میں اصل خط پیش کیا گیا یا اس کی نقل سے کام لیا گیا؟ بہر حال جب ایک جلسہ نے ان تصدیقات باطلہ کو جائز رکھا تو اس نے نہی حیثیت سے ایک امر منکر کا ارتکاب کیا، اس حالت میں

آپے بحیثیت ایک نامی منکر ہونے کے اس شرمستیز کی طرف کیوں نہیں توجہ کی؟ معلوم ہوتا ہے کہ ارس قانون کے اتباع سے جس نے کسی مدرسہ کے ناظر یا مدیر کو خطوط کھولنے کا اختیار دیا ہے، آپ نے شریعت کے اس اخلاقی اصول کو نظر انداز کر دیا ہوگا، لیکن آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مولوی خلیل الرحمان صاحب نے اخبارات میں ایک تحریر شائع کی ہے جس میں اس خط کے کھولنے سے انکار کیا ہے، اور غالباً مہتمم صاحب بھی انکار کرینگے اور اس قانون کی رو سے صرف انہی دو بزرگوں کو یہ حق حاصل تھا۔ ان کے علاوہ جس شخص نے یہ جرأت کی ہوگی، وہ یقیناً اخلاقی شرعی، بلکہ قانونی مجرم ہوگا۔

اگرچہ اس قسم کی عام فریب تحریروں سے حقیقت نہیں چھپ سکتی۔ ناظم صاحب نے جب اس خط کو جلسہ میں پیش کیا تو انکو کھولنے والے کے نام سے ضرور واقفیت ہوگی، اس لیے وہ شرعی حیثیت سے کتمان شہادت کے مجرم ہیں، اور اس نے آپ کے احتساب دینی کے فرائض میں ایک دوسرے فرض کا اور اضافہ کر دیا ہے جو ہر حیثیت سے آپ کی توجہ کا محتاج ہے، لیکن میرے نزدیک تو اس بے توجہی اور اغماض کا حقیقی سبب آپ کی بیجا خود داری، اور مغرور بلند خیالی ہے۔ آپ غرور و غرور کے لہجہ میں اکثر کہا کرتے ہیں کہ ”میں مقاصد مہمہ پر نظر رکھتا ہوں یہ تو یہ جزئی بات ہے۔“ ”میں کلیات سے بحث کرتا ہوں“ اصول کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ ہمیں فروعات سے کیا بحث۔ فلاں شخص قابل خطاب نہیں“ غالباً اسی بنا پر آپ نے اس خط کے متعلق بھی تمام جزئی مباحث کو نظر انداز کر دیا ہوگا۔ میں آپ کی ہمت بلند کا معترف ہوں، لیکن جب خود خدا کہتا ہے: ان اللہ لا یستہی ان یضرب مثلاً ما بعدہ فما فوقہا“ ”من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یروہ و من یعمل مثقال ذرۃ شر یروہ“ ”تبت ید ابی لہب“ تو پھر ایک مصلح دینی و محتسب عمومی کا یہ عذر بارد کہاں تک بجا ہو سکتا ہے؟ اگر ایک مصلح دینی بت پرستی و شرک سے دنیا کو نجات دلانا چاہتا ہے، تو جسطرح اس کا یہ فرض ہے کہ بت خانوں کے کنگرہ ہائے مرتفع کو منہدم کرے، اسی طرح اس کا یہ فرض بھی ہے کہ اس حجر المس کو بھی ٹھکرائے، جو باعتبار طول و عرض کے سطح ارض سے ملحق و متصل ہے مگر ایک بندہ خدا کی جبین عبودیت کو داغدار بناتا ہے۔ میں اب آپ کی خاطر اصول شریعت کو چھوڑ کر صرف عقلی حیثیت سے بحث کرتا ہوں۔ کیونکہ کوئی طریقہ عقل و نقل سے باہر نہیں۔ آپ بتائیں کہ کلیات و اصول کا دنیا میں کہاں رجود ہے؟ قابل خطاب اشخاص تو ہر زمانے میں چھوڑ ہی رہتے ہیں، باقی عام لوگ ہیں جن کو جمہور امت کہا جاتا ہے، اور شریعت انہی لوگوں کیلئے نازل ہوتی ہے، پھر خدا تیراں کو قابل خطاب سمجھتا ہے، اور آپ ان سے اس بنا پر قطع نظر کرتے ہیں کہ اس خط کو کسی عظیم الشان آدمی نے غالب نہیں کیا، بلکہ منشی محمد علی یا عبد الغفور یا کسی اور شخص نے غالب کیا ہوگا، اور یہ لوگ قابل التفات نہیں۔ پھر وہ خط بھی مولانا شبلی کا نہیں تھا، بیچارے عبد السلام کا تھا جو قابل توجہ نہیں ہے۔

و اخلاقی دونوں حیثیتوں سے سوال ہوتا ہے کہ نقل میں کچھ اضافہ یا تغیر و تبدیل تو نہیں کیا گیا ؟ جب تک اصل خط چند معتبر اشخاص کے سامنے نہ پیش کیا جائے یہ شبہ قائم رہے گا ۔ میرے خط کا مضمون یاد ہے ، مگر اس کے الفاظ محفوظ نہیں ۔ جان سخن یہ فقرہ ہے ” مولانا کا حکم ہے “ مگر میرے اسمیں شبہ ہے ۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ میرے ان الفاظ کو بدل دیا گیا ہے تو جعل سازی ربد دیانتی ناظم صاحب کی ثابت ہو جائیگی ، کیونکہ انجیل کے معارف ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ ہر لفظ میں تعریف کی گئی ہو ۔ کسی کے نام سے جعلی خط بنا کے عدالت میں پیش کرنا ، یا کسی کے خط میں تغیر کر کے عدالت کو دکھانا ، میرے نزدیک اخلاقی حیثیت سے دونوں برابر ہیں ۔ قانون کو میں نہیں جانتا ۔

(۳) اس خط کی عجیب و غریب خصوصیت یہ ہے کہ اگر وہ مکتوب الیہ کے پاس پہنچتا تو اسٹرائک نہ ہوتی ، لیکن نہیں پہنچا اسلئے اسٹرائک ہو گئی ، مولانا خلیل الرحمان کے ہاتھ میں مولانا شبلی کی بدنامی کی دستاویز ہاتھ آ گئی ، اس کے بھروسے پر انہوں نے طلباء پر سختیاں کیں کہ اگر دب گئے تو میرا رعب قائم ہو جائیگا ، اور اسٹرائک کی بنا پر اس خط کے ذریعہ سے مولانا شبلی کو بھی بدنام کرونگا ، طلباء کی اسٹرائک کو بھی سازشی ثابت کر کے بے اثر کرونگا ۔ پس فی الحقیقہ اسٹرائک کا بانی صرف وہی شخص ہے جس نے مولانا خلیل الرحمان کو یہ خط دیا ۔

(۴) یہ خط مولانا خلیل الرحمان کو نیک نیتی سے نہیں دیا گیا بلکہ اس کا مقصد نہایت وسیع تھا ۔ جس شخص نے اونکو یہ خط دیا ہوگا وہ اُنکے دل میں رسوخ و محبت پیدا کرسکتا تھا ۔ اس خط کے ذریعہ مولانا شبلی کو بد نام کر سکتا تھا ، اور میرے موقف کو سکا تھا ، غرض کہ اس قسم کے مختلف اغراض شخصہ کو پورا کر سکتا تھا ۔

میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ ندرہ کی اس وقت تک اصلاح نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس شخص کا پتہ نہ لگایا جائے جس نے میرا خط اڑایا ۔ اسی فتنہ انگیز نے اس قسم کے ناجائز مخفی ذرائع سے ندرہ کی اینٹ سے اینٹ بچا دی ہوگی ۔ پس آپ کا فرض ہے کہ فرض اصلاح کے اتمام کیلئے اس کا پتہ لگائیں ۔ ارکان ندرہ کو اس کی طرف متوجہ کریں ، جو کمیٹی تمام معاملات جزئیہ ندرہ کی تحقیقات کرے ، وہ تمام ملازمین مدرسہ کی اخلاقی خصوصیات کو بھی پیش نظر رکھے ۔ ہر قومی مدرسہ میں اپنے اغراض شخصہ کی تکمیل کیلئے اس قسم کے مفسد پیدا ہو جاتے ہیں ، اور ندرہ میں بھی اس قسم کے مفسد ہیں ، اور اُنکے جال میں پھنسکر اور لوگ بھی نادانستہ فتنہ گری کرتے ہیں ۔ میرے توقع ہے کہ آپ اس خط کو شائع کر کے تمام مراتب کی تحقیقات کریں گے ۔

پتنہ یونیورسٹی اور مسالہ ان

پتنہ یونیورسٹی کے متعلق تمام امور پر غور کرنے کے لیے جو کمیٹی قائم کی گئی تھی ، اس کی رپورٹ شائع ہو گئی ۔ اسکے دیکھنے سے ابتدائی نظر میں اس کا فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ یہ یونیورسٹی گورنمنٹ یونیورسٹی ہوگی یا ہندو ، یا عیسائی یونیورسٹی ؟ کیونکہ جہاں ایک طرف کینگ کالج کی عمارت کی بنیاد پڑتی ہے ، وہاں اس کے مقابل میں ایک سنسکرت کالج کی عالیشان عمارت بھی جو ایک لاکھ چونسٹھ

مقصد اس تطویل کا یہ ہے کہ اس معاملہ میں آپ کے فرائض احتساب عمومی پر جائز نکتہ چینی کی جائے ، ورنہ اگر آپ اپنے احتساب و مخاطبین کا دائرہ محدود کر دیں تو مجھ کو کبھی اعتراض نہیں : ولکل قسوم ہاد ۔ آپ صرف طبقہ امرا و افاضل و اجلاء کے ہامی کہے جالینگے ، اور اس تعدید سے آپ کی خود داری اور فخر و غرور میں بھی اضافہ ہو جائیگا ۔

آپ اکثر یہ بھی کہتے ہیں کہ ” فلاں مسئلہ کے چھیڑنے کا وقت نہیں تھا ۔ یہ چیز مصالح وقت کے خلاف ہے “ غالباً اس خط کے متعلق تمام مباحث بھی اسی مصلحت آمیز اصول کے تحت میں آگئے ہونگے ۔ لیکن میں نہیں سمجھ سکتا کہ فرض احتساب دینی وقت کا کیوں پابند ہے ؟ آنحضرت کی ہدایات و ارشادات تو سفر ، حضر ، جنگ ، امن ، جلوت ، خلوت ، غرض تمام اوقات میں جاری تھیں ۔ پھر آپ وقت کی تعدید کس اصول کی بنا پر کرتے ہیں ؟ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عبادات شریعت کا وہ جزو ہے جو اخلاق سے الگ ہے ، اور اخلاقی فرائض میں رخص و عزیمت کا مسامح نہیں ۔ مقصد یہ ہے کہ اس خط کی نسبت بحث کا اصلی وقت بھی تھا جب وہ ورداد میں شائع ہوا ۔ آپ نے وہ فرصت نہ دی ، لیکن اب بھی وقت ہے ۔ کتمان شہادت ، اور خیانت اخلاقی جرم ہیں ، اور احتساب کیلئے ہر شخص اور ہر زمانہ برابر ہے !

بہر حال اس ضروری و مخلصانہ نکتہ چینی کے بعد میں اپنے خط کے متعلق چند بحث طلب امور کی طرف اشارہ کرتا ہوں :

(۱) میرا خط مکتوب الیہ کو نہیں ملا ، ناظم صاحب مجاریہ رجسٹر کی رو سے اخبارات میں تحریر شائع کرتے ہیں کہ میں نے ڈاک کا انتظام ۷ - اگست کو اپنے ہاتھ میں لیا ، اور وہ خط ۲۵ جون کا چلا ہوا تھا جو اس سے پہلے پہنچا ہوگا ، اسلئے میں اس خط کو ٹھونکر کھول سکتا تھا ۔ اب صرف مہتمم صاحب کی شہادت درکار ہے کہ ڈاک اب تک اُنکے پاس آئی تھی ، اگر وہ بھی انکار کر دیں ، تو ہمیں منشی محمد علی کو شہادت میں طلب کرنا ہوگا جس کے مختلف رجوع ہیں ۔ وہ اپنی ڈاک براہ راست منگوائے ہیں ، قالیہ سب سے پہلے اُنکے پاس جاتا ہے ، وہاں سے ہوکر مہتمم صاحب کی باری آتی ہے ۔ مولانا شبلی کی کتابیں بھی فروخت کرتے ہیں ، ندرہ کی خط و کتابت بھی اُنہی کے متعلق ہے ، اسلئے تمام فرمالشی خطوط اُنکے پاس جاتے ہیں ۔ اس بنا پر اُنکی شہادت شرعی نہایت ضروری ہے ۔

مولوی عبد الغفور معزز دفتر نظامت کی شہادت بھی مفید ہوگی کہ دفتر کے تعلق سے اونکو اس خط کے متعلق علم ہوگا ، بہر حال میرا مقصد یہ نہیں کہ کسی کو اس فعل شنیع کے ساتھ ملہم کروں ۔ ناظم صاحب کے انکار کے بعد نفس واقعہ کے انکشاف کیلئے ان تینوں صاحبوں کی شہادت ضروری ہے ۔ خود ناظم صاحب نے اس خط سے بڑی ہیں ، لیکن مولانا شبلی نے ۱۶ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ء کو جو خط میرے حیدر آباد سے بھیجا تھا اور جو میرے نہیں ملا مگر جلسہ میں پیش کر کے ہرج و مرج پیدا کیا گیا ، اس کی نسبت اُنکا یہ عند کافی نہیں کہ ” میں نے ۷ اگست سنہ ۱۹۱۳ء کو ڈاک کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا “ وہ اس خط کے غالب کرنے والے کا نام بتلائیں ۔ بظاہر تو وہی اس کے مجرم معلوم ہوتے ہیں ، کیونکہ اس وقت ڈاک اُنہی کے ہاتھ میں آگئی تھی ۔

(۲) میرے خط کی نقل جلسہ انتظامیہ میں پیش کی گئی ، حالانکہ اصل خط کے ہوتے ہوئے اس کی ضرورت نہ تھی ۔ اب قانونی

دہلی ، ڈنگ ایپریٹس

یعنی

دستی : ۵ روپیس

سوداگران - متعین - رکیلوں - بیرسٹروں اور دیگر پبلک کیلیے ایک نہایت عجیب بکار آمد چیز ہے 'اسمیں سریش وغیرہ کا کربلی جز نہیں ہے ، کاغذات چپک جائیں اور نہ اسمیں یونٹسل (Utencil) کاٹنے کا جھگڑا ہے ، ہاتھ سے حرر لکھ کر مضمون پریس پر جما دیجیے اور جسقدر کاپیاں درکار ہوں چھاپ لیجیے -
قیمت چھوٹا لیٹر ساٹھ روپیہ - بڑا کراٹر ۱۲ روپیہ - علاوہ محصول ڈاک - مندرجہ ذیل پتہ سے طلب فرمائیے -
حکیم مہرالدین - منشی عالم - امرتسر -

جواہر عشبہ مغربی و چوب چینی

یورپ کے بننے والے ہمارے مزاجوں کے ساتھ اس لیے موافق آتے ہیں کہ وہ روح شراب میں بنائے جاتے ہیں ، جو گرم مزاج اور گرم ملک کے باشندوں کو بچائے اس کے کہ گرم خوں کو تھنڈا کریں خوں کو اور تیز کر دیتے ہیں - ہم نے اس جواہر میں سرک ٹڈا ، چوب چینی وغیرہ مبتدل و مبدل خوں دوائیں شامل کر دی ہیں - جن کی شمولیت سے عشبہ کی طاقت دو چند ہو گئی ہے - چند خوراک تجربہ کر کے دیکھ لیجیے - سیاہ چہرے کو سرخ کر دیتا ہے - بدنما داغ ، پھوڑے ، پھنسی ، بیقاعدگی حیف ، درد نل ، ہڈیوں کا درد ، درد اعضا ، وغیرہ میں مبتلا رہتے ہیں آسکر آزمائیں - یاد رکھیے کہ دوا سازی میں یہ نکتہ دل میں جگہ دینے کے قابل ہے کہ ایک دوائی جو نا تجربہ کار بنائے مضر و بے عمل ہو جاتی ہے - اور دوا مناسب اجزاء و ترکیب سے واقف کار بنائے تو مختلف حکمی عمل و عجیب و غریب خواص و فوائد ظاہر کرتی ہے - دوا سازی میں قاعدہ ہے کہ جب تک دوا سازان اجزاء کے افعال و خواص سے باخبر نہ رہیں ، کبھی اسکا ترکیب دیا ہوا نسخہ سریع الاثر حکمی فائدہ نہ کریگا - یہی وجہ ہے کہ جاہل درکانداروں کے نسخے جو دوا سازی کے اصول سے محض نا آشنا ہوتے ہیں بچائے فائدہ دینے کے نقصان کرتے ہیں ، لہذا ان سے بچنا چاہیے - قیمت شیشی کلاں ۳ روپیہ - شیشی خورد ایک روپیہ ۸ - آنہ -
المشہر
حکیم ، ڈاکٹر ، حاجی غلام نبی زبدۃ الحکما شاہی سند یافتہ
موجی دروازہ لاہور

ہزار کی لاکھ سے تیار ہوئی ہے ، سارے نو ہزار کے فرنیچر اور پچیس ہزار کی کتب سنسکرت سے بھی آراستہ نظر آتی ہے - اس میں دوسرے طالب علموں کو مفت تعلیم دینے کی تجویز منظور کی گئی ہے جنہیں سے سر طالب عامر کو بلا کسی معارضہ کے ہوسٹل میں جگہ بھی دی جائیگی اور ان کے لیے خود یونیورسٹی قوم سے سائل ہو کر انکی خور و نوش کا سامان کریگی - نیز بعد فراغت اچار جیا کر ۲۰ روپیہ ماہوار کا تین سال تک وظیفہ ملے گا -

لیکن کمیٹی کے راز سربستہ سے ایک نا واقف شخص چپ یہ دریافت کرتا ہے کہ گورنمنٹ نے اپنی مسلمان رعایا کے ساتھ جنکو ایسہ کی ہندو آبادی کے ساتھ ضم ہوجانے سے بہت سے حقوق میں محروم ہوجانا پڑا ہے ، تعلیم میں کیا مراعات دیں ؟ تو اسکو نہایت مایوسانہ جواب ملتا ہے ، اور مسلمانان بھار کو یکسر گویا اخراج کا حکم دیدیا جاتا ہے !!

کمیٹی کے ہندو اور یورپیوں ممبر برابر حصہ تقسیم کر لیتے ہیں ، کیونکہ جہاں ہندو کیلئے ایک کالج قائم کیا گیا ہے اور ... ۲۷ ہزار سالانہ کی رقم دی گئی ہے ، وہاں ہندو ممبروں نے اپنی فیاضی سے اضافہ کے ساتھ یورپیوں ممبروں کو پرنسپل اور پروفیسر کے عہدہ کی طمع دیتے ہوئے تیس ہزار سالانہ کا ایک عہدہ (وائس چانسلر) کا نذر کیا ہے جو کسی یونیورسٹی میں نہیں ہے ، اسپر یورپیوں منصف مزاج ممبروں نے بھی اپنے حصہ میں سے اس کالج کے کل عہدے ہندو کو دیکر برابر کا سہیم بنا لیا ہے !

پھر ایسی صورت میں ہم کیونکر بارر کرسکتے ہیں کہ یہ یونیورسٹی اسی گورنمنٹ کی ہے جسکی سلطنت کا قیام ان دونوں ستونوں (ہندو مسلمانوں) پر ہے ؟ عربی تعلیم گاہ کے قائم کرنیکی تجویز نام بھی تو اسکا ذمہ دار کون ہوگا ؟ آنریبل مولوی فخر الدین صاحب اور مسٹر نور الدین صاحب مسلمانوں کو اس بارے میں واقفیت بخشیں ورنہ قوم کی جانب سے یورپی ذمہ داری انہی پر عائد ہوگی -

سید ابوالحسن از محلہ گذری - پٹنہ

رخ گلگون کو بچا !

قدی حسن کیا ہے ؟ ایک احسان ہے - جسکا بہترین پیرایہ شکر گداری - سبکی ٹھکانہ اشت ہے - سرو مالک کی مرطوب آب ہوا مان نہو - تو نہو لیکن ہندوستان جیسے گرم ملک میں مردہ پوسیدہ اسپرٹوں مل کے ہوتے رنگو کا استعمال گلگون خالوں کے لئے جقدر ضرر ہوگا اس کا اندازہ آپ خود ہی فرمائیں -

تاج گلگونہ عنبر - ہر قسم کی اسپرٹ - چربی اور رنگ کی آمیزش سے پاک ہے - ادویہ وجہ ہے کہ تھوڑے ہی زمانہ ہستمال میں یہ انسانی چہرہ میں ملامت - بالوں میں ملامت - ہلک - چلدر میں ایک فطرتی ہلک پیدا کر دیتا ہے - اور مردہ پوسیدہ کی شیشی سے ڈیوڑھی مقداریں - خوبصورت لیل لگی ہوئی شیشی میں محفوظ ہے - قیمت فی شیشی پانچ آنہ (۵) تمام بڑے بڑے سودا گروں سے یا براہ راست کاشانے سے کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے
تاج مینو فیکری (دہلی) صد دفتر محل

خانہ زائچین !

جس طرح نیم حری کا پہلا جھوکا - موج بوسے گل سے ہم خوش ہو کر ایک عالم کو مست کرتا ہے - بعینہ اسی طرح تاج گلگونہ عنبر کی قوی حرکت شام و صبح کو مسو کر کے انسان کو از خود خستہ کر دیتی ہے - اور اسے نہیں معلوم ہوتا کہ جو جن جن میں ہے - لاچین ہی کسی سیمائی قوت سے صحن و صحن میں منتقل ہو گیا ہے اگر سنگسار نہ کر کے سنگساریاں قدی صحن میں رعنائی اور ناز انداز اضافہ کرتی ہیں تو بلاشبہ تاج گلگونہ عنبر کی شکوہ کاری ایک ہی دلیاسلانی سے سمند ناز پر تازہ بن جاتی ہے - ایک اونس کے خوبصورت کبس ہیں جو مبینوں کو کافی سبقت ہے تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے براہ راست کاشانے سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تاج مینو فیکری (دہلی) صد دفتر محل

بہشتی قطر !

ہندوستان کے باغ جنات کے حیدرستان پھولوں کی روح بچوں کے لئے کشت زعفران لیک نئی وضع کے نازک اور خوشنما شیشیوں میں سنہری ٹوپ کے اندر رکھی ہوئی تین تین خوشبوئیں ہیں - اور جو نہ صرف عطر چستوں کی محبوب ہیں - بلکہ ہر طبقہ کے با مذاق اور نازک داغ و آہاب ہمارے اطباء ایڈیٹرز مشاہیر و اکابر کو قدسیان اہم کا تحفہ بھیجتے ہیں -
تاج قطرہ سنیم - تاج روح شمیم - فی شیشی ایک ڈرام - فی شیشی ایک ڈرام - تاج روح شمیم - فی شیشی ایک ڈرام - علاوہ فرچ پکنگ و محصول ڈاک تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے براہ راست کاشانے سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تاج مینو فیکری (دہلی) صد دفتر محل

اقبتر الہ کی دے

(نقل از الہال نمبر ۱۸ جلد ۴ صفحہ ۱۵ [۲۶۱])

میں ہمیشہ کلکتہ کے یورپین فرم جیس سرے کے یہاں سے عینک لیا کرتا تھا۔ اس مرتبہ مجھے ضرورت ہوئی تو میسرز۔ ایم۔ این۔ احمد۔ اینڈ سون [نمبر ۱۵/۱ رین انٹریٹ کلکتہ] سے فرمائش کی۔ چنانچہ دو مختلف قسم کی عینکیں بنا کر انہوں نے دی ہیں۔ اور میں اعتراف کرتا ہوں کہ وہ ہر طرح بہتر اور عمدہ ہیں اور یورپین کارخانوں سے مستثنیٰ کر دیتی ہیں۔ مزید برآں۔ بجا بلے قیمت میں بھی اور ان میں کلم بھی جلد اور عمدہ کے مطابق ہوتا ہے۔

[ابر الکلام آزاد ۲ مئی سنہ ۱۹۱۴]

صرف اپنی عمر اور دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرماتے پر ہمارے فکری و تجربہ کار ڈاکٹر ونگ کی تجویز سے اصلی پتھر کی عینک بلزیرہ ری۔ پی ارسال خدمت کی جائیگی۔ اس پر بھی اگر آپ کے موافق نہ آئے تو بلا اجرت بدل دی جائیگی۔

عینک نکل کمانی مع اصلی پتھر کے قیمت ۳ روپیہ ۸ آنہ سے ۵ روپیہ تک۔ عینک رولڈ گواڈ کمانی مع اصلی پتھر کے قیمت ۶ روپیہ سے ۱۲ روپیہ تک۔ عینک اسپیشل رولڈ کمانی مع اصلی پتھر کے ۴ ناک چوڑی خوبصورت حلقہ اور شاخیں بہت عمدہ اور دییز مع اصلی پتھر کے قیمت ۱۵ روپیہ معصوم وغیرہ ۶ آنہ۔

ایم۔ این۔ احمد اینڈ سون تاجرن عینک و گھڑی۔ نمبر ۱ / ۱۵ رین انٹریٹ ڈاکٹر نہ ویلسلی۔ کلکتہ

ہندوستانی دوا خانہ دہلی

جناب حانق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی میں یونانی اور ہندک ادویہ کا جو مہتمم بالشان دوا خانہ ہے وہ عمدگی ادویہ اور خوبی کار و بار کے امتیازات کے ساتھ بہت مشہور ہو چکا ہے۔ صفا دوائیں (جو مثل خانہ ساز ادویہ کے صحیح اجزاء سے بنی ہوئی ہیں) حانق الملک کے خاندانی معجزات (جو صرف اسی کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کار و بار، صفائی، ستھرا پن، ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ : ہندوستانی دوا خانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے۔ فہرست ادویہ مفت، (خط کا پتہ)

منیجر ہندوستانی دوا خانہ دہلی

دیوان و شہادت

(یعنی مجسمہ کلام و فارسی جناب مولیٰ رضا علی صاحب - وحشت)

یہ دیوان فصاحت و بلاغت کی جان ہے، جسمیں قدیم و جدید شاعری کی بہترین مثالیں موجود ہیں، جسکی زبان کی نسبت مشاعر عصر متفق ہیں کہ دہلی اور لکھنؤ کی زبان کا عمدہ نمونہ ہے، اور جو قریب قریب کل اصناف سخن پر معتمدی ہے۔ اسکا شائع ہونا شعر و شاعری بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ادب و تہذیب کی دنیا میں ایک اہم واقعہ خیال کیا گیا ہے۔ حسن معانی کے ساتھ ساتھ سلاست بیان، چستی بندش اور پسندیدگی الفاظ نے ایک طلسم شگرف باندھا ہے کہ جسکو دیکھ کر نکتہ سنجائی سخن نے بے اختیار تعسین و آفرین کی صدا بلند کی ہے۔

مولانا حالی فرماتے ہیں..... "آئندہ کیا اور کیا فارسی دونوں زبانوں میں ایسے نئے دیوان کے شائع ہونے کی بہت ہی کم امید ہے..... آپ قدیم اہل کمال کی یادگار اور اسکا نام زندہ کرنے والے ہیں۔" قیمت ایک روپیہ۔

عبد الرحمن، اثر - نمبر ۱۶ - کزایہ ررہ - ڈاکخانہ بالیگنج - ۱۰۰ ۱۰۰

سوانح احمدی یا تواریخ حبیبہ

یہ کتاب حضرت مولانا سید احمد صاحب بریلوی اور حضرت مولانا مولیٰ محمد اسماعیل صاحب شہید کے حالات ہیں۔ آپ آدمی تھے باطنی تعلیم شغل ہرج - اور بیعت کا ذکر دیبلچہ کے بعد دیا گیا ہے۔ پھر حضرت رسول کریم صلعم کی زیارت جسی - اور ترجمہ بزرگاں ہر چار سلسلہ مروجہ ہند کا بیان ہے۔ مہا عجیب و غریب مضامین ہیں جسیوں سے چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔ ایک گھڑی چوری کی کہاس نہ کہانا - انگریزی جنرل کا عین موقعہ جنگ پر ایک لشکر میں لے انا - حضوری قلب کی نماز کی تعلیم - صوفی کی خیال مخالفینکا اذیت میں مبتلا ہونا - سکھوں سے جہاد اور کئی لڑائیاں - ایک راجا کا قتل کے ارادے سے انا اور بیعت ہو جانا - شیرونی شکست - ایک ہندو سینہ کا خراب ہولناک دیکھنا - بیعت ہونا - ایک انگریز کی دعوت - ایک شیعہ کا حضرت سرور کا نفایت کے حکم سے ایک ہاتھ پر بیعت کرنا - حج کی تیاری - اور قیامی آرٹھرنا عدن پہونچنا باوجود آدمی ہونیکے ایک ہندو کو قلعیدس کی مسایل دقیقہ کا حل کر دینا - ہندو کے کھانے پانی کا شیریں ہوجانا سلوک اور تصرف کے نکات عجیبہ وغیرہ حجم ۲۲۴ صفحہ قیمت دو روپیہ علاوہ معصوم۔

دیاز حبیب (۱ - ۲) کے فوٹو

گذشتہ سفر حج میں میں اپنے ہمراہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے بعض نہایت عمدہ اور دلغریب فوٹو لایا ہوں۔ جن میں بعض تیار ہوئے ہیں اور بعض تیار ہو رہے ہیں۔ مکانوں کو سجانے کے لئے بیہودہ اور مغرب اخلاق تصاویر کی بجائے یہ فوٹو چواہٹوں میں جوڑا کر دیواروں سے لگاؤں تو علاوہ خوبصورتی اور زینت کے خیر و برکت کا باعث ہوئے۔ قیمت فی فوٹو صرف تین آنہ - سارے پچیس دس عدد فوٹو جو تیار ہیں انکے منگائے کی صورت میں ایک روپیہ آٹھ آنہ علاوہ خرچہ قاک - یہ فوٹو نہایت اعلیٰ درجہ کے آرٹ پیپر پر لائے طرز پر بنوائے گئے ہیں۔ بدلتی وغیرہ کے بازاروں میں مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے جو فوٹو بکتے ہیں - وہ ہاتھ کے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اب تک فوٹو کی تصاویر ان مقدس مقامات کی کوئی شخص تیار نہیں کر سکا۔ کیونکہ بدلتی قبائل اور خدام حرمین شریفین فوٹو لینے والوں کو فرنگی سمجھا کر انکا خانہ کر دیتے ہیں۔ ایک ترک موٹو گرافر نے وہاں بہت رسوخ حاصل کر کے یہ فوٹو لے - (۱) کعبۃ اللہ - بیت اللہ شریف کا فوٹو سیاہ ریشمی غلاف اور اس پر سنہری حروف جو فوٹو میں بڑی اچھی طرح پڑے جاسکتے ہیں (۲) مدینہ منورہ کا نظارہ (۳) مکہ معظمہ میں نماز جمعہ کا دلچسپ نظارہ اور مجرم خلائی (۴) میدان مقام میں حاجیوں کے کپ اور مسجد حنیف کا سین (۵) شیطان کو کنکر مارنے کا نظارہ (۶) میدان عرفات میں لوگوں کے خیمے اور قاضی صاحب کا جبل رحمت پر خطبہ پڑھنا (۷) جنت المعالی واقعہ مکہ معظمہ جسیں حضرت خدیجہ حرم رسول کریم صلعم اور حضرت آمنہ رادہ حضور سرور کائنات کے مزارات بھی ہیں (۸) جنت البقیع جسیں اہل بیت وامہات السرمیدیین و بنات النبی صلعم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہداء بقیع کے مزارات ہیں (۹) کعبۃ اللہ کے گرد حاجیوں کا طواف کرنا (۱۰) کوہ صفا و ممرہ اور وہاں جو کلام ربانی کی آیت منقش ہے فوٹو میں حرف بصرہ پڑھتی جاتی ہے۔

دیاز حبیب

(۱) مذاق العارفین ترجمہ اردو احیا العلوم مولفہ حضرت املم غزالی قیمت ۹ روپیہ - تصرف کی نہایت نایاب اور بے نظیر کتاب [۲] ہشت بہشت مجسمہ حالات و ملفوظات خواجگان چشم اہل بہشت اور قیمت ۲ روپیہ ۸ آنہ - [۳] رموز الطب علم طب کے بے نظیر کتاب موجودہ حکماء ہند کے باتصویر حالات و معجزات ایک ہزار صفحہ - جلد قیمت ۴ روپیہ - [۴] نفحات الانس اردو حالات اولیاء کریم - مولفہ حضرت مولانا جامی رح قیمت ۳ روپیہ۔

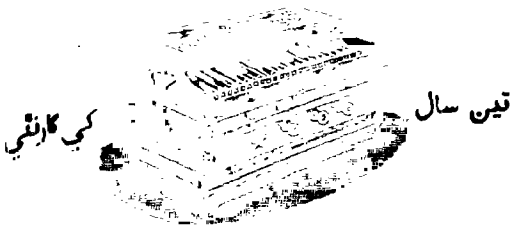
(۵) مشاعر اسلام چالیس صوفیائے کرام کے حالات زندگی دو ہزار صفحہ کی کتابیں اصل قیمت معہ رعایتی ۲ - روپیہ ۸ آنہ ہے - (۷) مکتوبات و حالات حضرت املم و ننی مجدد الف ثانی پندرہ سو صفحہ ڈمٹی کاغذ بڑا سائز ترجمہ اردو قیمت ۶ روپیہ ۱۲ آنہ

منیجر رسالہ صوفی پندہی بہار الدین

صلع گجرات پنجاب

০২২

سنکاری فلوٹ



بہترین اور سریلی آواز کی ہارمونیم
سنگل ریڈ C سے تک یا F سے F تک
قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیہ
ڈبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیہ
اسکے ماسوا ہر قسم اور ہر صفت کا ہارمونیم
ہمارے یہاں موجود ہے -
ہر فرمایش کے ساتھ ۵ روپیہ بطور پیشگی
آنا چاہیے -

R. L. Day.
34/1 Harkata Lane,
Calcutta.

پچاس برس کے تجربہ کار

ڈاکٹر رائے - صاحب کے - سی - داس کا ایجاد
کردہ - آدلا سہل - جو مستورات کے کل امراض کے
لیجے تیر بہدف ہے - اسکے استعمال سے کل امراض
متعلقہ مستورات دفع ہو جاتی ہے - اور نہایت
مہی مفید ہے - مثلاً مہوار نہ جاری ہونا -
دفعاً بند ہو جانا - کم ہونا - بے قعدہ آنا -
تکلیف کے ساتھ جاری ہونا - متواتر یا زیادہ
مدت تک نہایت زیادہ جاری ہونا - اس کے
استعمال سے بانج عورتیں بھی باردار ہوتی
ہیں -
ایک دس ۲۸ گولیوں کی قیمت ایک روپیہ -

سوا تسہائی گولیاں

یہ دوا ضعف قوت کے واسطے تیر بہدف کا
حکم رکھتی ہے - کیسا مہی ضعف کیوں نہ
ہو اسکے استعمال سے اس قدر قوت معلوم ہوگی
جو کہ بیان سے باہر ہے - شکستہ جسموں کو
از سر نو طاقت دیکر مضبوط بناتی ہے - اور
طبیعت کو بشاش کرتی ہے -
ایک دس ۲۸ گولیوں کی قیمت ایک روپیہ
Swasthasahaya Pharmacy,
30/2 Harrison Road, Calcutta.

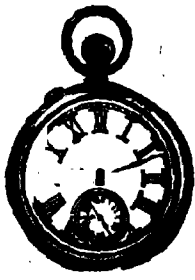
وائٹ

اس دوا کے استعمال سے ہر قسم کا ضعف
خواہ اعصابی ہو یا دماغی یا اور کسی وجہ سے
ہوا ہو دفع کر دیتی ہے - اور کمزور قوتی کو
نہایت طاقتور بنا دیتی ہے - کل دماغی اور
اعصابی اور دلی کمزور ہونکو دفع کر کے انسان
میں ایک نہایت مہی حیرت انگیز تغیر پیدا
کر دیتی ہے - یہ دوا ہر عمر والے کے واسطے نہایت
مہی مفید ثابت ہوئی ہے - اسکے استعمال سے
کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا ہے سوائے فائدہ کے
قیمت فی شیشی ایک روپیہ

I. C. Roy, M. A. 36 Dharamtallah Street,
Calcutta.

نصف قیمت - پسند نہونے سے واپس

مہرے نئے چالنے کی چوب کھریاں تھپ رتہ دینے



والی اور دیکھنے میں بھی عمدہ
نائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک
نصف قیمت میں دی جا رہی ہیں
جسکی گارنٹی تین سال تک ہے لیکن
کی جاتی ہے -

اصلی قیمت ماہ روپیہ چودہ

آٹھ اور نو روپیہ چودہ آٹھ نصف

قیمت تین روپیہ پندرہ آٹھ اور چار روپیہ پندرہ آٹھ ہر ایک

کھریے کے ہمراہ سنہرا چین اور ایک فرنیچر دیں اور ایک
چاقو مفت دیے جائینگے -

کلائی راج اصلی قیمت نو روپیہ چودہ آٹھ اور تیر روپیہ

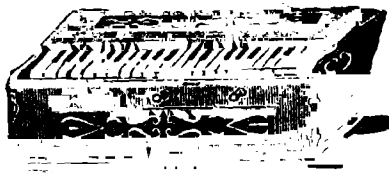
چودہ آٹھ نصف قیمت - چار روپیہ پندرہ آٹھ اور چار روپیہ

پندرہ آٹھ باندھنے کا نیکہ - مفت مایا -

کمپنیشن راج کمپنی نمبر ۲۰ مدرن
مٹر لین کلکتہ -

Competition Watch Company
No. 20 Madun Mitter Lane, Calcutta.

پسند نہونے سے واپس



ہمارا من موہنی فلرٹ ہارمونیم سریلا فائدہ عام کے
واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دی جا رہی ہے سائی
کی لکڑی کی بنی ہے جس سے آواز بہت مہی عمدہ اور بہت
روز تک قائم رہنے والی ہے -

سینگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ روپیہ اور نصف
قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ اور ۲۵ روپیہ ڈبل ریڈ قیمت ۶۰
۷۰ | ۸۰ روپیہ نصف قیمت ۳۰ ۳۵ ۴۰ روپیہ ہے
آڈر کے ہمراہ ۵ روپیہ پیشگی روانہ کرنا چاہیگے -

کمزور ہارمونیم فیکٹری نمبر ۱۰/۳
لوکر چیت پور روڈ کلکتہ -

Commercial Harmonium Factory
No 10/ 3 Lower Chitpur Road
Calcutta

مہی و غریب مالش

اس کے استعمال سے کھریاں ہوتی قوت بہت زیادہ پیدا
ہو جاتی ہے - اسکے استعمال میں کسی قسم کی تکلیف
نہیں ہوتی - مایوسی مبدل ہوجاتی کر دیتی ہے
قیمت فی شیشی دس روپیہ چار آٹھ ملارہ معصوم قادی -



اسکے استعمال سے بغیر کسی تکلیف اور بغیر کسی قسم
کی جلد پر داغ آنے کے تمام روئیں اڑ جاتی ہیں -
قیمت تین دس آٹھ آٹھ ملارہ معصوم قادی -
آر - بی - گوش

R. P. Ghose, 306, Upper Chitpore Road,
Calcutta.

ہر فرمایش میں الہلال

کا حوالہ دینا ضروری ہے

پنڈت کی مسٹر یز اف دی کورٹ اف لندن

یہ مشہور ناول جو کہ سولہ جلدوں میں ہے ابھی
اچھپ کے نکلی ہے اور تھوڑی سی رہ گئی ہے - اصلی
قیمت کی چوتھائی قیمت میں دی جاتی ہے - اصلی
قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ -
پنڈت کی جلد ہے جس میں سنہری حروف کی کتابت
ہے اور ۴۱۶ صفحہ ہیں تصاویر ہیں تمام جلدیں
دس روپیہ دی - پی - اور ایک روپیہ ۱۳ آٹھ
معصوم قادی -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سرگوبھال ملک لین -

ہر بازار - کلکتہ

Imperial Book Depot, 60 Srigopal
Mullick Lane, Bowbazar Calcutta.

پوٹن قاتین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز ہذا - یہ دوا
کل دماغی حکمتوں کو دفع کرتی ہے - ہر مردہ دل کو تازہ
کرتی ہے - یہ ایک نہایت موثر ٹانگ ہے جو کہ ایکساں مرد
اور عورت استعمال کر سکتے ہیں - اسکے استعمال سے
اضلاع رگبہ کو قوت پہنچتی ہے - ہر غریب و غریب کو یہی
مفید ہے چالیس گولیوں کی قیمت دس روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے بیرونی استعمال سے ضعف باہ ایک بارگی دفع
ہو جاتی ہے - اس کے استعمال کر کے ہی آپ فائدہ
معصوم کر دیکے قیمت ایک روپیہ آٹھ آٹھ -

ہائی قارولین

اب نشتر کرائے کا خوف جاتا رہا -

یہ دوا آپ لوزل - ذیل یا رفیرہ کے واسطے نہایت مفید
ٹانگ ہوا ہے - صرف اندرونی و بیرونی استعمال سے ہفا
حاصل ہوتی ہے -

ایک ماہ کے استعمال سے یہ امراض بالکل دفع ہو جاتی ہے
قیمت دس روپیہ اور دس دیکے دوا کی قیمت چار روپیہ -

Dattin & Co, Manufacturing Chemist,
Post Box 141 Calcutta.

ہر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے ہر قسم کا جنون خواہ
نریتی جنون ' مرگی ' والہ جنون ' غمگین رہنے
کا جنون ' عقل میں فقر ' بے خوابی و
موزن جنون ' وغیرہ دفع ہوتی ہے - اور وہ
ایسا معصوم و سالم ہو جاتا ہے کہ کبھی ایسا
کسان تک بھی نہیں ہوتا کہ وہ کبھی ایسے
مرض میں مبتلا تھا -

قیمت فی شیشی پانچ روپیہ علاوہ
معصوم قادی -

S. C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street,
Calcutta.

جام جہاں نما

بالکل نئی تصنیف کہی دیکھی نہ ہوگی

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھر کی کسی ایک زبان میں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی کار آمد ایسی دلچسپ ایسی فیض بخش کتاب لاکھ روپے کو بھی سستی ہے۔ یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علم قبضے میں کر لئے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھ لیں۔ دنیا کے تمام سر بستہ راز حاصل کر لیں صرف اس کتاب کی موجودگی میں دیا ایک بڑی بہاری لائبریری (کتابخانہ) کو مول لے لیا۔

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعیات - علم فلسفہ - علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر - فالنامہ - خراب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جائز و غیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نوالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلتیں سرور آنکھوں میں نو پیدا ہو بسمارت کی آنکھیں راہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمی اُنکے عہد بعد کے حالات سوانح عمری: و تاریخ دائمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کھلیے تندرستی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دلایا بھر کے اخبارات کی فہرست ' آنکی قیمتیں ' مقام اشاعت وغیرہ - بھی کھاتہ کے قواعد طرز تحریر اشیاء پرے انشا پر دازی طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابوں کا طر کھینچ کر رکھ دیا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھی ' شتر ' گاؤں بھینس ' گھوڑا ' گدھا بھیڑ ' بکری ' کتا وغیرہ جانوروں کی تمام بیماریوں کا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندوں کی ہوا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام ممکنہ قوانین کا جوہر (جن سے ہر شخص کو عمر ما کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فرجدارہ ' قانون مسکرات ' میعاد سماعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

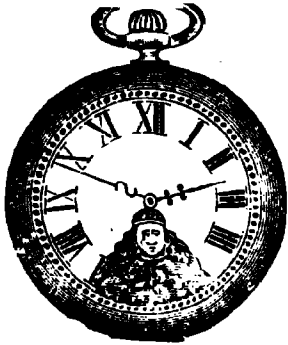
دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی رہاں جا کر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آج تک کہیں دیکھی نہ سنی ہوئی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہروں کے مکمل حالات رہاں کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے تکہ بھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے ہیں اسکے بعد ملک برہما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (روپی واقع ملک برہما) کے تحقیق شدہ حالات رہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں تحریر ہیں دنوں میں لاکھ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - استریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات رہاں کی درس گاہیں سخانی

کلیں اور صنعت و حرفت کی بائیں ریل جہاز کے سفر کا مجملہ احوال کرایہ وغیرہ سب کچھ بتلایا ہے - اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ (طرز تحریر ایسی دلایز کہ پڑھتے ہوئے طبیعت باغ باغ ہو جائے دماغ کے کواڑ کھجائیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگواؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ با وجود ان خریدوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ معصولڈاک تین آنے در جلد کے خریدار کو معصولڈاک معاف -

نصیر دار گھڑی

گارنٹی ۵ سال قیمت صرف چھ روپے

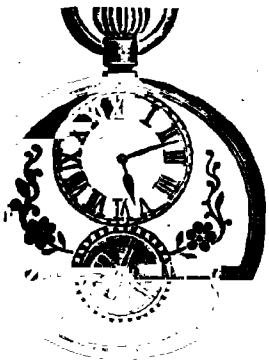
ولیس والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے قائل پر ایک خوبصورت نازنین کی تصویر بنی ہوئی ہے - جو ہر وقت آنکھ منکاتی رہتی ہے ' جسکو دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے - قائل چینی کا پرزہ نہایت مضبوط اور پائدار - مدتوں بکونیکا نام نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمائش کیجئے اگر درست احباب زبردستی چھین نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک



منگواؤ تو درجنوں طلب کر کر قیمت صرف چھ روپیہ -

آٹھ روزہ واچ

گارنٹی ۸ سال قیمت ۶ چھ روپیہ

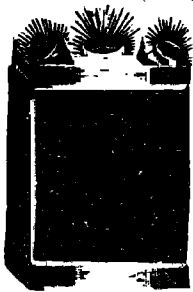


اس گھڑی کو آٹھ روز میں صرف ایک مرتبہ چابی دیکھانی ہے - اسکے پرزہ نہایت مضبوط اور پائدار ہیں - اور ٹائم ایسا صحیح دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اسکے قائل پر سبز اور سرمہ پتیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں - بھوں بکونیکا نام نہیں لیتی - قیمت صرف چھ روپے - زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس میراہ مفت -

چاندی کی آٹھ روزہ واچ - قیمت ۱۰ روپے چھوٹے سائز کی آٹھ روزہ واچ - جو کلائی پر بند ہوتی ہے مع تسہل چرمی قیمت سات روپے

بجلی کے ایہ -

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کارآمد لیمپ ' ابھی ولیم سے بنکر ہمارے یہاں آئی ہیں - نہ دیا سلائی کی ضرورت اور نہ تیل بٹی کی - ایک لیمپ واکو اپنی جیب میں یا سرہانے رکھو جو وقت ضرورت ہو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سی سفید روشنی مچو ہے - رات کی وقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی موزی جانور سانپ وغیرہ کا قر ہو فوراً لیمپ روشن کر کے خطر سے بچ سکتے ہو - یا رات کو سوتے ہوئے اندام کی سیرجہ سے آٹھ پوسے سینکڑوں ضرورتوں میں کام دیک - ہونا نایاب تحفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوب معلوم ہوگی - قیمت ۱ مع معصول صرف دو روپے ۲ جسمیں سفید



سرم اور زرد تین رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ - ضروری اطلاع - علامہ انکے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں کلائی اور کھوپڑیاں زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی ہیں - اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں انکے مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جاوے گی - جلد منگوا لیں -

ویبجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقام تھانہ - ایس - پی - دہلوی

TOHANA. S. P. By, (Punjab)

علمی ذخیرہ

۱۴۰۹ عبد الله خان بک سیلر ایندی

کتاب خانہ اصفیہ حیدر آباد دکن

جلاب کی گولیاں

اگر آپ قبض کی شکایتوں سے پریشان ہیں تو اسکی دوا گولیاں رات کو سوتے وقت لگ لگائے صبح کو دست خلاصہ ہوگا اور کام کاج کھانے پینے نہانے میں ہرج اور نقصان نہ ہوگا کھانے میں بد مزہ بھی نہیں ہے۔

قیمت: سولہ گولیوں کی ایک ڈبیہ ۵ آنہ معصوم ڈاک ایک ڈبیہ سے چار ڈبیہ تک ۵ آنہ

یہ

درد زائیں

ہمیشہ

اپنے

پاس

رکھیں

درد سو ریا کی دوا

جب کبھی لہو درد سر کی تکلیف ہو یا ریا کے درد میں چھٹ پٹائے ہوں تو اس کے ایک ٹکڑہ نکلنے ہی سے دل میں آگے پہاڑ ایسے درد کو پانی کر دیگی۔ قیمت: بارہ ٹکڑوں کی ایک شیشی ۶ آنہ معصوم ڈاک ایک سے پانچ شیشی تک ۵ آنہ۔

نوٹ: — یہ دونوں دواؤں ایک ساتھ منگائے سے خچ ایک ہی کا پریگا۔

ڈاکٹر ایس کے برمن۔ نیشنل راجستھان اسٹریٹ کلکتہ



تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اس کے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تھذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - سکھ - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تھذیب کی ترقی کے جب سب چیزوں کی کٹ پھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بھا کر معطر خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے۔ لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں مضمین نمود اور نمائش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متقدموں کے ساتھ فائدے کا بھی جوہر ہے بغیر اس کے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی دواؤں تیلوں بالٹھکر - پھر مہنی کسم تیل - تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبو مانی ہے بلکہ مدد ملی ہے بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے جس سے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا۔ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاس اور برقرار کے دیر پا ہونے میں لاجواب ہے۔ اس کے استعمال سے بال رپ کھنے آگئے ہیں۔ جوڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت ل سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اس کی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جھٹکا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے بوتا ہے۔

تمام دوا مرزوں اور عطر مرزوں کے ہاں سے مل سکتا ہے۔ ہفت فی شیشی ۱۰ آنہ علامہ معصوم ڈاک۔

میسو انٹی ملر یا میکا پھر
اکسیر وافع بخار فیرم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجا یا کرتے ہیں اس کا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خالے ہیں اور نہ ڈاکٹر اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں ہے پھر کھر بھٹے بلطبی مہرورہ کے میسر آسکتی ہے۔ ہفتے ملق اللہ ہی ضرورتاً کا خیال کرے اس عرق کو سالہا سال کی رقت اور صرف کٹیر کے بعد ایجاد کیا ہے اور فروخت کرنے کے ل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزار ہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اس کے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے۔ مقام مسہ ہے کہ ان کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اس کی بدولت بھی ہیں اور ہم

دعوت کے ساتھ بہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی لڑانا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھر کر آنے والا بخار - اور وہ بخار جسمیں ررم جگر اور طحال بھی لاحق ہو یا وہ بخار جسمیں متلی اور قے بھی آتی ہو۔ موسمی سے ہو یا گرمی سے۔ جنگلی بخار ہو۔ یا بخار میں درد سر بھی ہو۔ کالا بخار - یا آسامی ہو۔ زرد بخار ہو۔ بخار کے ساتھ کللیاں بھی ہو گئی ہوں۔ اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو۔ سب کو بحکم خدا دور کرنا ہے اگر قضا پائے کے بعد بھی استعمال کیجئے تو بہرک ہو جائے۔ اور تمام اعضا میں خون سالم پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چلتی رچا لگی آجاتی ہے، لہذا اس کی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے۔ اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر لڑتے ہوں، بدن میں سستی اور طبیعت میں کالمی رہتی ہو۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ امانا ہیر سے ہضم ہوتا ہو۔ تو یہ تمام شکایات بھی اس کے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں۔ اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں۔

قیمت: ہر بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
چھوٹی بوتل بارہ آنہ

ہرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام دوا کالڈازوں کے ہاں سے مل سکتی ہے
۱۰۰/۱۱۰

ایم - ایس - عبد الغنی کیمسٹ ۷۳ د ۲۲
کولکٹہ اسٹریٹ - کلکتہ

[6]

S. C. MITRA & CO
بہترین طبیعت اور عمدہ تیاری
ہندوستان میں نرد
کار خاب
ہاتف نون لائن اور نجین بلات واسطہ
ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجا یا کرتے ہیں اس کا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خالے ہیں اور نہ ڈاکٹر اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پٹنٹ دوا ارزاں ہے پھر کھر بھٹے بلطبی مہرورہ کے میسر آسکتی ہے۔ ہفتے ملق اللہ ہی ضرورتاً کا خیال کرے اس عرق کو سالہا سال کی رقت اور صرف کٹیر کے بعد ایجاد کیا ہے اور فروخت کرنے کے ل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزار ہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اس کے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے۔ مقام مسہ ہے کہ ان کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اس کی بدولت بھی ہیں اور ہم

VARIKED BAGAN LANE
CALCUTTA.

اگر معاویہ اللہ کو بخش کرے اللہ کیلئے - دو ہزار نئے خریدار پیدا کر سکیں جو آٹھ روپیہ سالانہ قیمت ادا کریں تو اس کے بعد یقیناً اللہ کا مالی مسئلہ بغیر قیمت کے برہائے حل ہو جائیگا - منہ بھر

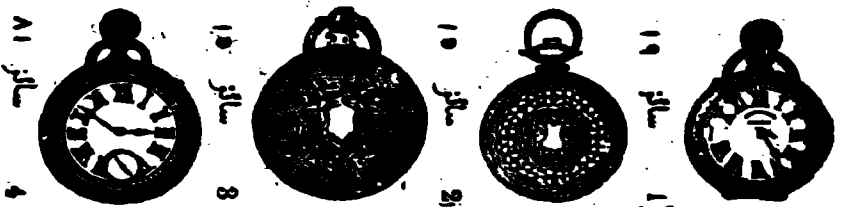
تقریباً ۱۰۰۰ میں ۱۰۰۰

روزانه ۵۱۴

بی کشمیر کو اچریندو سوسائٹی - سری نگر کشمیر

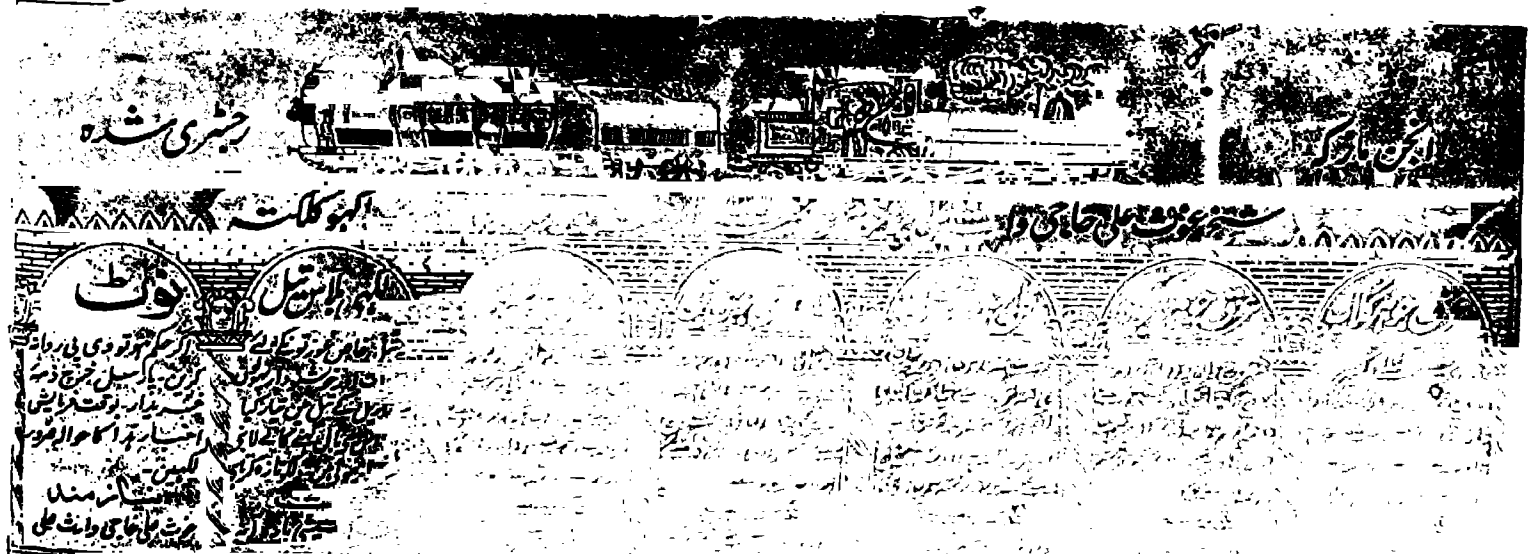
حبيب مقوي — جن اشخاص کی قوت زائل ہو گئی ہو وہ اس دوا کی کامیابی کا استعمال کریں۔ اس سے ضعف، رخاوا، اعصابی ہو یا صفاغی یا کسی اور وجہ سے بالکل نیست نابود ہو جاتا ہے۔ دماغ میں سرور و نشاط پیدا کرتی ہے۔ تمام دلی صفاغی اور اعصابی کمزوریوں کو زائل کر کے انسانی جہانچہ میں معجزہ نما تفریح پیدا کرتی ہے۔ قیمت ۵۰ گولی صرف پانچ روپیہ۔

تربیتی طحال۔ تب تلی کیلئے اس سے بہتر شاید ہی کرلی
 مرثیہ ہوگی۔ تب تلی کو لطف رتن سے ناپید کر کے بتدریج جگر اور
 قند کی اصلاح کرتا ہے۔ قیمت فی شیخی ۱ روپیہ ۴ آنہ۔
 ملنے کا پتہ۔ جی۔ ایم۔ قاسمی انڈیا کو۔ شالیمارہ صوبہ
 منڈیالہ ضلع کجرات پٹنہ



- (1) راسکوب فلیور راج گارنٹی ۲ سال معہ معصوم در رویہ آئہ آنہ
(2) مثلد بلیس سلنڈر راج گارنٹی ۳ سال معہ معصوم پانچ رویہ
(3) چاندیکڈ بلیس سلنڈر راج گارنٹی ۳ سال معہ معصوم دس رویہ
(4) تکلیس انکما سلنڈر راج گارنٹی ۳ سال معہ معصوم پانچ رویہ
نوٹ حضرات اپکو خوبصورت مقبرہ سچاقت بزابر چلنیوالی
گھریوں کی ضرورت ہے تو جلد منگا لیں اور نصف یا رعایتی
قیمت اور دس بارہ سالہ گارنٹی کے لالچ میں نہ پڑیں ۔
ایم ۔ اے شکر اینڈ کونٹری ٹریڈنگ کمپنی پرائیویٹ لمیٹڈ
ایم ۔ اے شکر اینڈ کونٹری ٹریڈنگ کمپنی پرائیویٹ لمیٹڈ ۔

M. A. Shukoor & Co 5/1 Wellesly Street P. O. Dharmatalla
Calcutta.



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الاحلام

شارع
"الاحلام"
تيليفون ١٢٥

Telegraphic
"Alhila Calcutta"
Telephone No. 648

ایک ہفتہ وار مصور سالہ

قیمت
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے

پرنسپل ماسٹر
اسکول لائبریری

مقام اشاعت
۱۰ مغل روڈ
کولکٹا

جلد ۴

۱۰۰۰: چھ لکھ ۱۵ وجہ ۱۳۳۲ ہجری

۲۳

June 10, 1914



شارع تھن آنہ

لہست فی ہجہ



آبادی و شہ فیڈنگ کمپنی

— 34 —

(۲) یہ کمپنی اپرو ۱۵۰ روپیہ عہدہ ہارڈ باف موزے کی مشین دیگی جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کہیں ہے۔
(۳) یہ کمپنی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسی مشین دیگی جس سے موزہ اور گڈھی دونوں تیار کی جاسکے تیس روپیہ ورنہ

(۴) یہ کہلی ۹۷۵ روپیہ میں ایسی چھٹیں (۱۰) چھٹیں کھجور، نیار مرگ، جس سے روزانہ ۲۵ روپیہ بھ کلف حاصل کیجیے۔

(۵) یہ کہلی ہر قسم کے کالے مرگ، ان جو سردی اور معض ناجوانہ طرح پر چا لڑی ہو ہے۔ جسم صاف ہے۔ روزانہ ۱۰ روپیہ بھ کلف حاصل کیجیے۔

در ایسی مرگ ہے جس میں مل کے ۱ پور لطف یہ کہ ساتھ ہی بننے کے لیے چیزیں بھی بھیج دی گئیں۔

SECRET

—(*)—

ادرسه : ۴ ، عینی مبر ۲۶ ایچ - گراف استریٹ کاراکہ

الہلال

ایک ہفتہ وار مضمون رسالہ

میر سید سید محمد رفیع
ملائیہ ۱۱۰ سالہ

مقام اشاعت
نمبر ۱۴، مکلاہ اسٹریٹ
کلیکتہ
لیلیوں نمبر ۲۳۸
قیمت

سالانہ ۸ روپے
شعبی ۴ روپے ۱۲ آ

ج ۴

۲۳: چہار شنبہ ۱۵ وجب ۱۳۲۲ ہجری

Calcutta: Wednesday, June, 10, 1914.

ہندوستان میں کچھ عرصہ سے ”شیعہ کانفرنس“ قائم ہے۔ افسوس ہے کہ شخصی مسائل کی بنا پر اختلافات و نزاعات سے وہ بھی محفوظ نہ رہ سکی۔ ایک عرصہ تک نفس و مروت کا جھگڑا جاری رہا۔ اس سال یہ بحث چھڑ گئی ہے کہ آئندہ اجلاس کیلئے جو صدر منتخب ہوا ہے، اسکی جگہ کوئی دوسرا شخص ہو۔ انکا اجتہاد مسلم نہیں ہے۔ اب ہر جگہ موافق و مخالف جلسے ہو رہے ہیں۔ اگر ہمارے رائے دینے کو مداخلت بیجا نہ سمجھا جائے (اور امید ہے کہ ایسا نہ سمجھا جائے گا) تو ہم کہیں گے کہ خدا کیلئے اس بحث کو ختم کر دیا جائے۔ یہ بتی ہے افسوس ناک اور لا حاصل بحث ہے۔ ایک شخص کو ہندوستان میں منتخب کر کے پھر الگ کر دینا کسی طرح بہتر نہ ہوگا۔ اور صدر کیجیے گا تو انکے مخالفین کانفرنس کے مخالف ہو جائیں گے۔ پس بہتر ہے کہ اس سال شیعہ کانفرنس عراق اور عتبات عالیات سے کسی مجتہد مسلم کو دعوت دیکر طلب کرے۔ اور اسی کو جلسہ کا صدر بنائے۔ اگر ایسا کیا گیا تو موزوں اشخاص کے متعلق بھی ہم مشورہ دے سکتے ہیں جنکی نسبت ہمیں ذاتی واقفیت حاصل ہے۔

سفریجت عورتوں کی جدوجہد روز بروز بڑھ رہی ہے اور ہندوستان کے مردوں کیلئے انکا ہر اقدام تازیانہ عبرت ہے۔ پرسوں کی تاروں میں ایک عجیب واقعہ کی خبر دی گئی ہے۔ لندن میں پادشاہ کے ہاں ڈرائنگ روم کا دربار تھا (یعنی صرف عورتوں کی لیوی) ایک مشہور کرنیل کی لڑکیاں بھی پیش ہوئیں جنکے سفریجت ہو جانے کے متعلق انکی ماں کا بیان ہے کہ اسے کوئی خبر نہ تھی۔ جونہی وہ پیش ہوئیں۔ اُن میں سے ایک کہنے لگی کہ کھڑی ہو گئی اور پکار کے کہا: ”حضور ہم پر ظلم نہ کریں اور اپنی فوج کو ہماری مخالفت میں کام نہ لائیں!“ پادشاہ اور ملکہ متحیر رہ گئیں اور کچھ جواب نہ دیا۔ بالآخر رئیس تشریفات (چمبر لین) نے انہیں باہر کر دیا۔

حال میں انہوں نے کئی عمارتیں بھی جلا دی ہیں۔ دربار کی نسبت پہلے سے افواہیں اڑ رہی تھیں کہ کچھ نہ کچھ کیا جائیگا۔ مسز پنکھرست کی نسبت تو یہاں تک شبہ کیا گیا ہے کہ وہ خود پادشاہ کے متعلق کوئی کارروائی کرنا چاہتی ہے۔ اس نے قصر شاہی کے سامنے ایک مکان لیا ہے جسکی جنگی پولیس نگرانی کر رہی ہے۔ پادشاہ نے صبح کی چہل قدمی بھی اسی خیال سے ترک کر دی!

ہارس اف لارڈ میں ایک بل کا مسودہ بھی عورتوں کے حقوق کے متعلق پیش کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نازک بدن عشوہ گروں نے اپنی جدوجہد سے بالآخر مغرور مردوں کو تھکا ہی دیا۔ ایک ہم ہیں کہ اپنی غفلت و سرشاری ہی کا مقابلہ کرتے کرتے تھک گئے ہیں!

فہرست

- ۱۔ اشعار
- ۲۔ ہذرات [مسئلہ مساجد - یا لاسف!]
- ۳۔ مسلم ہندوستانی - اصلاح ندوہ - البانیا
- ۴۔ ہندوستان اور کنیتا - وغیرہ [
- ۵۔ مقالہ انقلابیہ [اب یورپین کونٹیس اور عرب]
- ۶۔ اسئلہ و اجر بقہا [واقعہ اہلہ]
- ۷۔ مذاکرہ علمیہ [نامہ بر کدوٹر]
- ۸۔ شہر و مشاہیر [اسلام کی بیسی]
- ۹۔ مقالہ (عرب کی بقیہ حکومتوں کا خاتمہ)
- ۱۰۔ عالم اسلامی [مجمع الجزائر مالدیپ]
- ۱۱۔ مراجعات [مکتوب لڈن - نظارہ المعارف دہلی]
- ۱۲۔ اعلانات

تہ اویر

- ۱۔ کونٹیس مولیڈر
- ۲۔ نامہ بر کدوٹر
- ۳۔ کدوٹر کی بارک اور درگاہ
- ۴۔ سلطان مالدیپ کا محل
- ۵۔ مالدیپ کا ایک دوسرا منظر

الہلال

پچھلے دنوں ریوٹر ایجنسی کے ذریعہ یہ خبر آئی تھی کہ کیمبرج یونیورسٹی میں ڈاکٹر منگنا نے ایک قدیم مسودہ کی بنا پر قرآن کریم کے کسی ابتدائی ایڈیشن کا پتہ لگایا ہے اور وہ موجودہ نسخہ سے مختلف ہے۔ اس کے متعلق اخبارات میں بحث چھڑ گئی ہے اور اس ہفتہ کی ولایت ڈاک میں بعض مزید معلومات آئی ہیں۔

حب تک ڈاکٹر منگنا اپنی کتاب شائع نہ کرے، اس کے متعلق کچھ لکھنا ضرور ہے۔ البتہ تاریخی حیثیت سے ہم چاہتے ہیں کہ الہلال میں ”تاریخ جمع و تنزیل قرآن“ کا سلسلہ شروع کر دیں جس کے لکھنے کا عرصہ سے خیال کر رہے تھے اور جس کے لیے اس واقعہ سے ایک تحریک مزید پیدا ہو گئی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

شذات

مساجد و قبور لشکر پور

تین ہال کا ۱۰۰ روزہ جلسہ

مقامی معاملات و جماعات کے متعلق الہلال
مسلم لیگ کلکتہ
کبھی صرف وقت و قلم نہیں کرتا - عام مسائل
کے انہماک سے اسے فرصت نہیں:

مرا کہ شیشہ دل در زیارت سنگ ست

کرا دماغ مئے ناب و نغمہ و چنگ ست ؟

لیکن اس ہفتہ ایک ایسا واقعہ پیش آیا ہے جو مسئلہ مساجد
لشکر پور سے تعلق رکھنے کی وجہ سے نہایت اہم ہے اور ہم مجبور
ہو گئے ہیں کہ چند کلمات اسکی نسبت لکھیں:

مساجد لشکر پور کا مسئلہ گذشتہ فروری سے ملک کے سامنے ہے۔
اس وقت سے متصل اور پیہم اس کے لیے کوشش کی جا رہی ہے۔
مسئلہ مسجد کانپور کے زمانہ میں ”انجمن دفاع مسجد کانپور“
کلکتہ میں قائم ہوئی تھی۔ فیصلہ کانپور کے بعد جب اسکا جلسہ
تین ہال کلکتہ میں منعقد ہوا تو ایک تجویز اس مضمون بی
بالاتفاق منظور کی گئی کہ ”کانپور کا مسئلہ کو بظاہر ختم ہو گیا ہے
لیکن اس انجمن کو آئندہ بھی بدستور باقی و قائم رہنے دیا جائے“
اور ”کانپور“ کا لفظ نکال کر اسکا نام صرف ”مرسک ڈیفنس ایسوسی
ایشن“ یا ”دفاع مساجد و عمارات دینیہ“ رکھا جائے

چنانچہ انجمن قائم تھی۔ اس نے مساجد لشکر پور کے متعلق
بھی کارروائی شروع کی۔ پہلے مختلف جلسے منعقد ہوئے۔ پھر
ایک ڈیپوٹیشن لیجانے کی تجویز ہوئی۔ جب اس کے متعلق ایک
طرح سے انکار کا جواب آ گیا تو اس نے خیال کیا کہ اب اتمام حجت
ہرچکی ہے اور وقت آ گیا ہے کہ تین ہال میں عظیم الشان جلسہ
منعقد کیا جائے۔

تین ہال میں جلسہ کرنے کی یہاں دو صورتیں ہیں۔ ایک
آسان طریقہ تو یہ ہے کہ کوئی ذمہ دار شخص کلکتہ کارپوریشن کے
چیرمین کو خط لکھ کر ہال طلب کرے اور معمولی کرایہ دیکر جلسہ
کرنے۔ اسمیں وقت کم خرچ ہوتا ہے۔ ہم نے جس قدر جلسے پہلے
دنوں تین ہال میں کیے۔ عموماً انہی طرح کیے۔ ایک موقع پر
ترچیرمین نے ازراہ لطف پولیس اور روشنی کی معمولی رقم
ہی پر ہال دیدیا اور کرایہ بھی طلب نہ کیا۔

دوسرا زیادہ باقاعدہ طریقہ یہ ہے کہ پبلک کی طرف سے
شریف آف کلکتہ سے درخواست کی جائے کہ وہ جلسہ طلب کرے
اور پھر شریف جلسہ کا اعلان کرے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ جو
درخواست بھیجی جائے اس پر پبلک کی جانب سے ایک اچھی
تعداد میں دستخط ہوں۔

چنانچہ انجمن نے حسب معمول تین ہال کیلئے چیرمین کو
خط لکھا اور دریافت کیا کہ فلاں فلاں تاریخ کے اتواروں میں ہال
خالی ہوگا یا نہیں؟

جواب آیا کہ لشکر پور کی مساجد کا معاملہ کوئی ایسا معاملہ
نہیں ہے جس کے لیے تین ہال میں جلسہ کیا جائے اور رپورٹ کمشنر
کی مخالفت ہو۔ نہایت افسوس ہے کہ ہم اس غرض سے ہال
نہیں دیسکتے!

بالآخر انڈیا کونسل کی اصلاح کا بل ہارس آف لازمز میں پیش
کر دیا گیا۔ اس بل سے سکریٹری آف اسٹیٹ اور پارلیمنٹ کے
تعلقات پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ صرف انڈیا کونسل کی حالت میں
چند بے اثر تبدیلیاں ہوجائیں گی۔ مثلاً ممبروں کی تعداد چودہ سے
دس کر دی جائے گی، تین ممبروں کو زیادہ تنخواہ دی جائے گی،
کمیشنرز کی جگہ ۱۲۰۰ میمبروں کا کام خاص خاص ممبرانجام
دینگے، دو ممبر ہندوستانی ہونگے، وغیرہ وغیرہ۔

تفصیلی بحالات ابھی معلوم نہیں، لیکن اینگلو انڈین پریس
ابھی سے بدحواس ہو رہا ہے کہ کہیں ان تبدیلیوں سے ہندوستان
کو کوئی بڑا فائدہ نہ پہنچ جائے۔ کانگریس کے وفد نے اس کے متعلق
اپنی خواہشیں پیش کی ہیں جن میں وہ تمام دفعات شامل
ہیں جو اس کے متعلق مسٹر جینا نے کرانچی کانگریس میں پیش
کی تھیں۔ بہر حال ہندوستان کا اصلی دکھ ان نمائشی اشک
شرکیوں سے دور نہیں ہو سکتا۔

ہر اس شخص کیلئے جو ملک کے امن کا طالب ہے، یہ بڑے
ہی رنج کی بات ہے کہ مقدس عمارات کے تحفظ کیلئے بڑے بڑے
اعلانات اور مراعات تو کیے جاتے ہیں لیکن گورنمنٹ کی جانب
سے عملی کام کچھ نہیں ہوتا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ اب مسلمانوں
کے علاوہ سکھوں کے جذبات کی بھی پامالی شروع ہو گئی ہے!

گورنر وکٹ کنگ دہلی میں سکھوں کی ایک تاریخی اور
مقدس عمارت ہے۔ اسکا کچھ حصہ گورنمنٹ نے لینا چاہا اور
امرتسر کے چیف خالصہ دیوان کے ذریعہ کارروائی کی گئی۔ اس نے
۳ مئی کو ایک جلسہ منعقد کر کے بالکل اسی طرح گورنمنٹ کو
اسکی اجازت دیدی، جس طرح ایک دو مسلمان کانپور کی
مسجد کا ایک حصہ دیدینے کیلئے طیارے اگر خدا انکو مہلت
دیدیتا، مگر خدا کا ہاتھ ہمیشہ جماعت ہی کے پشت پر رہتا ہے
اور اسی میں سے ہوئے کام کرتا ہے: ید اللہ علی الجماعہ!

لیکن یہ سکھ پبلک کی آواز نہ تھی۔ عام پبلک کے
پچھلے ہفتہ لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا اور اس کے
خلاف آواز بلند کی۔ ہم کو پوری امید ہے کہ گورنمنٹ اس معاملہ
میں ایک ایسی جماعت کی دلازاری کبھی روا نہ رکھیں گی جسکی
تلوار کا وہ اپنے تئیں بہت بڑا قدردان ظاہر کرتی ہے۔
لیکن سوال یہ ہے کہ عمارات دینیہ کا مسئلہ کم تک اسی
عالم میں چھوڑ دیا جائیگا؟ کاش لازماً ہارڈنگ کی دانشمند گورنمنٹ
ہندوستان چھوڑنے سے پہلے ملک اور حکومت، دونوں کی اس سب
سے بڑی اہم خدمت کو انجام دیدے!

نینی تال میں برٹش انڈیا فارن بائبل سوسائٹی کا جلسہ زیر
صدارت ہزار سر جیمس مسٹر منعقد ہوا۔ سکریٹری نے بتلایا
کہ سنہ ۱۹۱۳ میں ۳۳، ۲، ۵۸، ۸۹ لاکھ انجیل کی جلدیں
مفت تقسیم کی گئیں۔ یعنی قریب ایک کروڑ کے۔ اور اب تک
۴۵۶ زبانوں میں اسکا ترجمہ ہو چکا ہے!

قرآن کریم کا اب تک ایک انگریزی صحیح ترجمہ بھی شائع
نہیں کیا اور تقسیم تو شاید سر نسخے بھی نہ ہوئے ہونگے۔ تعلیم
یافتہ اصحاب کو مسئلہ تعلیم سے اور علما کو مسئلہ تکفیر سے فرصت
نہیں ملتی۔ قرآن کو شائع کرے تو کون کرے؟ قال الرسول
یا رب ان قومی اتخذوا هذا لقرآن مہجورا!

بہر حال اب حالات میں یکا یک تغیر شروع ہوا اور لشکر پور کی مساجد کا مسئلہ اسدرجہ غیر اہم نہیں رہا جیسا کہ اس سے پہلے تھا۔ اودھر مسٹر اسٹوارٹ جواب کیلئے مہلت لیچکے تھے، اودھر آمد و رفت اور فہم و تفہم کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوا۔ مقامی مسلم لیگ کے چند عہدہ دار اور ممبر ایک دن شپ کو جمع ہوئے، اور ایک صاحب نے یہ تحریک پیش کر کے پاس کرانی چاہی کہ ”مجوزہ ٹون ہال کا جلسہ ملتوی کر دیا جائے، اور ہمیں اس سے کوئی تعلق نہیں!“

یہ تحریک جسقدر بے معنی اور تمسخر انگیز تھی، اسکا ٹھیک ٹھیک اندازہ کرنے کیلئے مقامی لیگ کی پوری تاریخ سامنے لانی پڑتی ہے مگر اسقدر تضحیق وقت کی ہمیں فرصت نہیں۔ صرف اسقدر کہدینا کافی ہے کہ کسی ایسی تجویز کے منظور کرنے کا لیگ کو کوئی حق حاصل نہ تھا۔ جلسہ عام پبلک طلب کر رہی تھی جو مقامی لیگ کے وجود ہی سے یکسر غیر متاثر ہے۔ جلسہ لیگ کے اہتمام سے نہیں ہو رہا تھا جس نے اب تک مسئلہ مساجد کے متعلق کوئی کارروائی نہیں کی۔ پھر اسکے التوا کی تجویز پاس کر کے گورنمنٹ میں بھیجنے کا اے کیا حق تھا؟ اور کسی پوشیدہ حکم کی تعمیل کے سوا عام پبلک پر اسکا کیا اثر پڑ سکتا تھا!

اس صحبت میں انجمن دفاع مساجد کے سکریٹری (آر بیل مولوی فضل الحق) اور پریسیڈنٹ (ایڈیٹر اہلال) نیز بعض دیگر ممبر بھی موجود تھے۔

لیکن خود بنگال لیگ کے جوائنٹ سکریٹری مولانا نجم الدین صاحب ریٹائرڈ پٹی کلکٹر نے نہایت زور کے ساتھ اس تجویز کی مخالفت کی، (جو انجمن کے بھی ایک سرگرم ممبر ہیں) اور مجاز پٹی نے انکا ساتھ دیا۔ بعض وجوہ معاومہ کی بنا پر معرک کو اس کی منظوری پر بہت اصرار تھا۔ لیکن جب ایڈیٹر اہلال نے صاف صاف کہدیا کہ اگر ایسا کیا گیا تو ا۔ کا نتیجہ صرف یہی نکلے گا کہ بجائے ایک دو ہفتہ بعد کرنے کے (جیسا کہ خیال ہے) آئندہ ہفتے ہی ٹون ہال میں جلسہ منعقد کیا جائیگا، تو مجبور ہو کر انہیں اپنی تجویز واپس لے لینی پڑی، اور ویسے بھی مجاز پٹی کی وجہ سے نا منظور ہی ہوتی۔

اسکے بعد باہمی اتفاق اور یکسوئی کے ساتھ قرار پایا کہ اس بے معنی تجویز کو بالکل ہلا دیا جائے، اور صرف درزر لیوشن اتفاق عام سے منظور کر کے گورنمنٹ میں بھیج دیے جائیں۔ ان کا مضمون یہ ہو کہ ہزار کلسنسی کلکتہ آ رہے ہیں۔ اس موقع پر وہ مسلمانوں کے چند نکالا کو اس مسئلہ کے متعلق گفتگو کرنے کا موقعہ دیں، اور وہ نکالا لیگ اور انجمن دفاع مساجد کے منتخب کردہ اشخاص ہوں۔

صرف یہی کارروائی تھی جو اس صحبت میں ہوئی اور چونکہ فی الحقیقہ خود لیگ کیلئے بھی یہ بات نہایت ناموزوں تھی کہ اسمیں ایک عام پبلک اور اسلامی جلسے کے خلاف اسقدر مہمل، اسقدر تمسخر انگیز، اسقدر بے موقعہ، اسقدر خلاف وقت، اور اسدرجہ پبلک میں جائز بدگمانیاں پیدا کرنے والی تجویز شائع کی جائے، اسلئے یہی بات مناسب نظر آئی کہ جو تجویز آخر میں عام اتفاق سے قرار پا گئی ہیں، صرف انہی کو شائع کیا جائے اور اس تجویز کا کچھ تذکرہ نہ ہو۔ البتہ آخر میں تجویز کے معرک نے خواہش کی تھی کہ انکا نا کام درزر لیوشن کم از کم لیگ کے دفتر میں ضرور درج کر دیا جائے تاکہ انکے لیے کسی سے یہ کہنے کا موقعہ باقی رہے کہ

یہ پہلا موقعہ تھا کہ اس بے معنی اور بے اصول طریقہ سے ایک پبلک ہال اور میونسپلٹی کی ملکیت کے دینے سے انکار کیا گیا، اور ”ٹون ہال کلکتہ“ کا مسئلہ مستقل طور پر چھیڑا گیا۔

اب ہمارے لیے پبلک کے حقوق اور ٹون ہال کو ایک یورپین چیئرمین کی ملکیت نہ بننے دینے کیلئے ضروری ہوا کہ ”ٹون ہال“ کے مسئلہ پر متوجہ ہوں، لیکن چونکہ اصل معاملہ سامنے تھا اور ابھی بذریعہ شریف کلکتہ کے جلسہ ہوسکتا تھا، اسلئے یہی بہتر معلوم ہوا کہ اس انکار کی تلخی کو چند روزوں کیلئے برداشت کر لیں، اور اصل معاملہ سے فارغ ہو کر اسکی طرف متوجہ ہوں۔

پرنس غلام محمد کے بعد مسٹر اسٹوارٹ کلکتہ کے شریف ہوئے ہیں۔ مساجد لشکر پور کا مسئلہ اگر چند شخصوں کا بنایا ہوا نہیں ہے اور انجمن صرف عام پبلک کے جذبات کی ترجمان ہے، تو ضرور ہے کہ اسکا احساس ہر شخص کو ہو۔ چنانچہ دوسرے ہی دن شریف کے دفتر میں جلسے کی درخواست پہنچ گئی جس پر مسلمانان کلکتہ کے ہر طبقہ کے لوگوں کے دستخط تھے، اور تمام معززین و متوسطین و عوام شہر جلسہ کے انعقاد کا مطالبہ کرتے تھے! اب صورت معاملہ بالکل دوسری ہو گئی۔ شریف کو کوئی اختیار نہیں ہے کہ عام پبلک کی ایک ایسی قوی درخواست کی وقعت سے انکار کر دے۔ اسکا کام کلکتہ ٹون کی پبلک کی نیابت ہے۔ بہر حال انہوں نے کہا کہ ”جواب کیلئے چند دنوں کی مہلت چاہیے۔ اس قسم کا جلسہ شریف کی شرکت بغیر نہیں ہوسکتا۔ پہلے شریف مسلمان تھا۔ اتوار کے دن شریک ہوسکتا تھا۔ میں مسیحی ہوں۔ اتوار کے دن نہیں آسکتا۔ پھر مسئلہ بھی اہم ہے“ اسپرہم نے کہلا دیا کہ جس دن فرصت ہو اسی دن جلسہ کیجیے۔ اس مہلب طلبی کو ہم خوب سمجھ گئے تھے۔ مسٹر اسٹوارٹ کو قطعی جواب دینے کیلئے انہ دن کی مہلت ضرور ملنی چاہیے تھی، جسمیں کلکتہ سے کسی قریبی گرمائی مقام تک مسٹر بنجمن فرینکلین کی قیمتی ایجاد ڈاک کا تھپلا لیجا سکے اور پھر ویسا ہی ایک تھپلا واپس لائے پہنچا بھی دے!

سر این رشتہ ز جالیست کہ من می دادم!

بہر حال ہم نے بھی اصرار نہیں کیا اور بخوشی مہلت دیدی کہ ذرا آن بلند نشینان غفلت و بے خبری کو بھی حقیقت حال معلوم ہو جائے جو زمین کی سطح سے آٹھ ہزار فٹ بلندی پر رہتے ہیں، اور نہیں جانتے کہ زمین پر بسنے والوں کے دلوں کا کیا حال ہے؟

ز دامنه که کشادیم ما تھی دستار

تو میرو سر شاخ بلند را چہ خبر؟

کم از کم اتنا تو معلوم ہو جائیگا کہ خدا کی عبادت گاہوں کے انہدام کا مسئلہ صرف ”انجمن“ کے بعض عہدہ داروں ہی کا طبع زاد نہیں ہے۔ بلکہ انکے پیچھے ایک دوسری طاقت بھی موجود ہے۔ اس طاقت سے وہ غریب بھی اسی طرح مجبور ہیں جس طرح خود گورنمنٹ کو مجبور ہوجانا پڑتا ہے۔ گو ابتدا میں وہ کتنا ہی ناک بہوں چڑھائے۔

ہاں! یہ تو آسان ہے کہ انجمن کے وفد کو ”غیر مفید“ بتلادیا جائے، اور اسکے لیے ایک چٹھی بھی ضرورت سے زیادہ ہے، لیکن شاید ”مسلمانوں کا سوال“ اس آسانی کے ساتھ ”غیر مفید“ نہیں سمجھا جا سکتا، اور اسکے لیے یہ بیخبرانہ و ناعاقبت اندیشانہ اغماض بالکل بے باک ہے ”غیر مفید“ ہے، جس طرح قانون اسلامی کی ”صحیح واقفیت و معلومات“ کی موجودگی میں کسی قائم مقام ڈیپوٹیشن سے گفتگو کرنا ”غیر مفید“ ہے!

شکست و فتح نصیبوں سے ہے، رے اے میر
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا؟

چنانچہ اسی بنا پر گذشتہ اشاعت میں ہم نے ان تمام واقعات کا کچھ بھی تذکرہ نہیں کیا۔ صرف وہی کارروائی درج کی جو بالاتفاق قرار پائی تھی، اور پسند نہ کیا کہ ایک اہم اور اسلامی مسئلہ کے متعلق ناگوار اور اغیار پرستانہ کوششوں کا ذکر کریں۔

لیکن افسوس ہے کہ اسکے بعد ہی ہم نے وہ تار دیکھا جو لیگ کے اُس جلسے کے متعلق اخبارات میں بھیجا گیا ہے اور نیز گورنمنٹ میں بھی اسی کی نقل گئی ہے۔

اس تار کا مضمون یہ ہے کہ جلسہ میں یہ مسئلہ پیش ہوا کہ مجوزہ جلسہ تین سال میں لیگ حصہ لے یا نہ لے؟ بالآخر قرار پایا کہ سر دست جلسے کو نہ ہونا چاہیے۔ اسکا انعقاد بالکل خلاف مصلحت ہے۔

مگر یہ تار صریح غلط اور سرتا سر خلاف واقع ہے۔ اول تو تین سال کے جلسے کی تحریک کے مناقشہ کے متعلق بالاتفاق طے پایا تھا کہ اسے شائع نہ کیا جائیگا اور اسی بنا پر بہت سے اہم امور قرار پائے اور منظور کیے گئے۔ پھر یہ تو بالکل ہی غلط ہے کہ اسکے متعلق لیگ میں کوئی تجویز قرار پائی۔ ایسا لکھ کر غلط بیانی کی ایک ایسی نظیر قائم کی گئی ہے جس سے زیادہ شدید غلط بیانی سمجھ میں نہیں آتی اور جس پر یقیناً اس صحبت کا ہر شریک انگشت بدندان ہوگا!

اگر لوگوں کو اس امر کا افسوس تھا کہ جس بات کا ذمہ لیکر ہم آئے ہیں اسکے نہونے سے ہمیں شرمندگی و خجالت کا سامنا ہوگا، تو بہتر یہ تھا کہ خود جلسے ہی میں آخر تک قائم رہتے۔ یہ کیا کہ جلسے کے اندر تو صرف ایک گرم لہجہ میں یہ جملہ کہہ دینے سے کہ ”جلسہ ہوگا اور آئندہ اتوار ہی ہوگا“ سارے عزائم اور مراعی ختم ہو گئے اور تجویز واپس لیلی، لیکن پھر اسکے بعد خلاف وعدہ، خلاف واقعہ، خلاف صداقت، بالکل ایک فرضی کارروائی اخباروں میں بھیجی گئی؟

افسوس کہ یہ تار دیکھ کر ہمیں مجبور ہوجانا پڑا کہ اصلی واقعات پبلک تک پہنچا دیے جائیں۔ اس بارے میں ہم پر کوئی الزام نہیں۔ ہم نے گذشتہ اشاعت کے الہلال میں ایک حرف نہیں لکھا تھا۔ یہ اس امر کا صریح ثبوت ہے کہ ہم بے فائدہ بحث کر طول دنیا نہیں چاہتے تھے۔ لیکن ”البادی اظلم“۔ جب خود بعض حضرات نے عہد شکنی کی۔ نیز خلاف واقعہ اور فرضی کارروائی شائع کر کے پبلک فوائد و قوت کیلئے اُس نہایت مضر کارروائی کو نا کامی کے بعد کامیاب کرنا چاہا جس کے لیے یہ صحبت منعقد کی گئی تھی، تو بالکل مجبور ہو کر ہمیں قلم اُٹھانا اور وقت صرف کرنا پڑا۔

ہم جناب مولوی نجم الدین احمد صاحب جوائنٹ سکریٹری لیگ کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اخبارات کو دوسرا تار بھیج دیا ہے جس میں اصلی حقیقت بے کم و کاست بیان کر دی ہے۔

خدا کی مسجدوں کا معاملہ نہ تو ایڈیٹر الہلال کا ذاتی معاملہ ہے اور نہ کسی دوسرے شخص کا۔ یہ ایک دینی و اسلامی اور تمام مسلمانوں سے یکساں تعلق رکھنے والا مسئلہ ہے۔ پس ہمارے لیے اس سے زیادہ کوئی نا زیبا بات نہیں ہوسکتی کہ ہم چند صاحب حکومت انسانوں کی خاطر خدا کی عبادت گاہوں اور تمام مسلمانوں کے حق دینی کی طرف سے بالکل آنکھیں بند کر لیں: رالعا قبة للمتقين !!

یالاسف ویاللعار صلیبی لڑائیوں کے زمانے میں عیسائیوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام کی نسبت ایسی ایسی مفتریات و مکذوبات شائع کی تھیں کہ انکے تذکرہ سے آج خرد مورخین یورپ کو شرم آتی ہے۔ موسیو کاسٹری کی ایک کتاب کا مصرعے زغلزل پاشا نے ترجمہ کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ یورپ کو یقین تھا کہ مسلمان ایک سنہری بت کو پوجتے ہیں جو مکہ میں ہے!

غالباً سب سے پہلے گبن نے ان مفتریات کی جگہ اسلام کو نسبتاً صحیح صورت میں دیکھنا چاہا اور اب کہا جاتا ہے کہ مشرق اور مغرب باہم مل رہے ہیں۔ لیکن افسوس کہ واقعات تو اب تک ایسے ہی پیش آتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحی یورپ کیلئے تیرہویں صدی ہی کا زمانہ وحشیانہ تعصب و جنون کا نہ تھا، بلکہ اسکا دماغ ایک دائمی کورسید میں مبتلا ہے!

کل کے اسٹیسمن میں اسکے نامہ نگار کرائچی نے اس قسم کے ایک وحشیانہ مسیحی افتراء کی خبر دی ہے جسکا اگر فوراً انسداد نہ ہوا اور آئندہ کیلئے بھی اطمینان نہ دلایا گیا، تو رہ صرف کرائچی ہی کا نہیں بلکہ سات کروڑ مسلمانوں کے ایک عظیم الشان اور ناقابل تسخیر ایچی ٹیشن کا معاملہ ہوجائیگا، از رہ مجبور ہونگے کہ ایک بار اپنی ہستی کا سب سے زیادہ تلخ ثبوت پیش کریں!

وہ لکھتا ہے کہ ”کرائچی میں سینی میٹر گراف (صورت متحرک) کی ایک یورپین کمپنی ہے۔ حال میں اس نے ولایت سے ایک نئی فلم منگوائی ہے جس میں ”عظیم“ نامی ایک قصہ کے مختلف حصے دکھلائے گئے ہیں۔ قصہ (حضرة) پیغمبر اسلام (صلعم) کے ایک خیالی واقعہ کے متعلق ہے۔ فرض کیا گیا ہے کہ وہ ایک عورت ”سالک“ نامی پر (نعون باللہ) عاشق تھے جو آپ کے ایک سپہ سالار کی بیوی تھی۔ اُسی زمانے میں ایک جنگ پیش آ گئی۔ آپ سپہ سالار کو میدان جنگ میں بھیج دیا اور کچھ عرصے کے بعد مشہور کر دیا کہ وہ مارا گیا۔ اسکے بعد آپ اسکی بیوی کے طرف متوجہ ہوئے مگر اسے انکار کر دیا۔ قصہ کا خاتمہ یہ ہے کہ سپہ سالار زندہ و سلامت واپس آتا ہے اور اپنی بیوی کو لیجاتا ہے“ (سبحانک ہذا بہتان عظیم!)

کمپنی نے بے دھڑک اس فلم کا تماشا دکھانا شروع کر دیا اور کرائچی کے غیر مسلم لکڑوں نے اس میں بڑی ہی دلچسپی لی۔ مسلمانوں کو معلوم ہوا تو وہ برا فرخندہ ہوئے اور کمپنی کے مالک سے شکایت کی مگر اس نے کچھ خیال نہیں دیا اور کہہ دیا کہ جسے برا معلوم ہو رہے تماشہ نہ دیکھے۔ بالآخر مجبور ہو کر سیٹھ محمد ہاشم صاحب نے باقاعدہ عدالت میں توہین مذہب و انتہال انگیزی کی نالاش کر دی اور تا انفصال مقدمہ تماشے کو روک دینا چاہا۔ مجسٹریٹ نے درخواست منظور کر لی ہے اور کمپنی نے نام سفینہ نکالا ہے۔ عام مسلمانوں میں سخت جوش پھیل گیا ہے۔ سنے میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ سو آدمی جمع ہو کر چلے تھے کہ تماشہ گاہ پر منہدم کر دیں“

اسکے بعد نامہ نگار لکھتا ہے: ”اگر تماشہ بند نہ ہوا تو بہت ممکن ہے کہ مسلمانان کرائچی کسی دن ایسا ہی کر بیٹھیں“

مگر ہم نامہ نگار مذکور سے کہنا چاہتے ہیں کہ ایسا ہونے کی نسبت بے فائدہ شک و شبہ نہ کرے۔ اگر یہ تماشہ بند نہ ہوا اور اس علانیہ ترہیں مذہبی اور ابلیسانہ تہمت و افتراء کیلئے کمپنی کو سزا نہ دی گئی تو صرف کرائچی کے مسلمانوں ہی پر اس معاملہ کو نہیں چھوڑ دیا جائیگا، بلکہ انسانوں کا ایک ایسا گرہ عظیم آئے بڑھیکا جسکے سات کروڑ متحد ہاتھ حرکت کریں گے۔ اور جسکی اتنی ہی صدائیں اٹھ کر پورے براعظم ہند کو ہلا دیں گی!!

گريجوئيت سے مقصد وہ لوگ ہیں جنہوں نے کسی یونیورسٹی سے بی۔ اے، یا منشی فاضل اور مرلوی فاضل کی سند حاصل کی ہو، اور حصول سند پر پانچ سال گذر چکے ہوں۔

زمیندار، جاگیردار، اور ٹیکس پیرز سے ہر طرح کی جائداد و ملکیت رکھنے والے اور انکم ٹیکس دینے والے مسلمان مقصود ہیں۔

یہ بات طے پاچکی ہے کہ ایک ہی شخص کو اگر مختلف حیثیتیں حاصل ہوں تو وہ اپنی ہر حیثیت کے لحاظ سے الگ الگ فیس ادا کرے، بہ یک وقت مختلف جماعتوں کیلئے مختلف رٹ دینے کا حق حاصل کرے۔ مثلاً آپ صاحب جائداد ہیں، گريجوئیت ہیں، زمیندار ہیں، ٹیکس پیر ہیں، پس آپ کو حق حاصل ہے کہ یونیورسٹی فنڈ کی اعانت کیجیے، اور چار رٹوں کی فیس بیس روپیہ سالانہ ادا کرے، ان چار مختلف حقوق کے لحاظ سے چار رٹ حاصل کرلیجیے۔

ہمیں اس کے متعلق چند امور عرض کرنا ہیں :

(۱) یہ ایسوسی ایشن جو بن رہی ہے، مسلم یونیورسٹی کیلئے اصلی کارکن جماعت ہوگی، اور گورنمنٹیشن کمیٹی اب تک باقی ہے اور آخری حق منظوری و عدم منظوری صرف اسی کو حاصل ہے، تاہم قوم کے تیس لاکھ روپیہ کا نفع کالج پر یہی جماعت لگائیگی اور یونیورسٹی بنی تو اس کے لیے بھی ایک باقاعدہ جماعت پیشتر سے صوف یہی موجود ہوگی۔ پس چاہیے کہ مسلمان غفلت نہ کریں اور اس کی شرکت کیلئے پوری سعی و جہد کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں۔

جس یونیورسٹی کیلئے انہوں نے اس فراخدلی سے روپیہ دیا، اور پھر جس کی ازادانہ تاسیس کیلئے اپنی عام رائے کی فتح کی ایک ایسی تاریخی نظیر قائم کی جس کا ثبوت ہندوستان کے زیادہ آزاد حلقے بھی اب تک نہیں دیکھ سکے ہیں، اس کے عین اصلی کام کے موقع پر اس طرح غفلت رہے خبری کا چھا جانا بڑے ہی افسوس اور رنج کی بات ہوگی۔

تمام مسلمان پانچ سالہ گريجوئٹ اصحاب، زمیندار، جاگیردار، اور عموم ٹیکس ادا کنندگان فوراً بیدار ہوں اور سب سے پہلے اپنے تئیں الکٹوریٹ رجسٹر میں درج کرائیں۔ صرف ۱۰ روپیہ داخلہ اور پانچ روپیہ فیس سال اول، کل پندرہ روپیہ درخواست کے ساتھ ”صدر دفتر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ“ کے نام جانا چاہیے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا اور ایک خاص خیال کے لوگوں ہی کی مجاہدی ہوگئی تو کل کو انہیں شکایت کا کوئی حق نہوگا۔

(۲) اسی طرح مسلمان اخبارات کو بھی اپنا نام بھیج کر بہت جلد رجسٹر میں درج کرانا چاہیے۔

(۳) صدر دفتر یونیورسٹی سے ہم درخواست کریں گے کہ وہ معاملہ کی اہمیت پر نظر رکھ کر دفتر رجسٹر کو ابھی کچھ دنوں اور کھلا رہنے دے اور ۱۵ جون تک ناموں کے پہنچنے کی جو قید لگائی گئی ہے، اسے چند ہفتے آدر بڑھا دیا جائے۔ جہاں کئی ماہ نکل گئے ہیں وہاں چند دن آدر سہی۔ لوگوں کو اب تک توجہ نہوئی تھی۔ بہتر ہے کہ کچھ دنوں اور مہلت دیدی جائے اور ممبروں کا اولین انتخاب زیادہ سے زیادہ وسیع راؤں سے ہو سکے۔ امید ہے کہ ہماری اس درخواست پر توجہ کی جائیگی۔

(۴) حضرات علماء کرام کے ۱۰ قائم مقاموں کے انتخاب کا کام کمیٹی نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کے لیے بھی بڑے الکٹوریٹ علماء کی فہرست مرتب کی جاتی اور انہی کی رائے سے قائم مقام علماء منتخب ہوتے تو یہ زیادہ بہتر تھا۔

مسلمانوں کا مذہب کڑی راز نہیں ہے۔ ان کے پیغمبر کی حیات مقدسہ انا جیل اربعہ کے پیش کردہ مسیح کی سی نہیں ہے جو (بروایت متی و لوقا) جب کبھی برور شلیم میں آتا تھا تو گنہ گار عورتوں ہی کے یہاں مہمان رہتا تھا اور زانیہ عورتوں کی بڑی حمایت کرتا تھا۔ پس ہم بالکل نہیں چاہتے کہ ہمارے مخالفین ہماری مخالفت نہ کریں۔ صرف یہ چاہتے ہیں کہ اس درجہ اپنے تئیں شیطان کی غلامی میں نہ دیدیں کہ جہوت اور افترا پردازی کو واقعات کے نام سے پیش کریں، اور دنیا میں انسانی خباثت اور ابلیسی زحالت کے شجرہ ملعونہ کو ہمیشہ تروتازہ رکھنے کا کام ترقی کرتا رہے۔

یقیناً یہ قصہ اور اس کی فلم کسی مشنیری حلقہ کی تصنیف ہے، اور چونکہ وہ بائبل میں پڑھ چکا ہے کہ حضرت داود (ع) نے ایک فوجی افسر کو اس کی بیوی کیلئے مراد دیا تھا (نعوذ باللہ) اس لیے اس شیطان لعین سے جس نے اس کے معصوب خدا کو کئی دن تک آزمایا اور حریفانہ مقابلہ کیا تھا، اپنی اختراع و افتراء کے ابلیسی الہام کو نہایت آسانی سے حاصل کر سکا ہے، اور یہ قصہ گھڑے کوشش کی ہے کہ تفریح و تماشے کے ضمن میں بھی اس صلیبی خدمت کو انجام دے، جو اس کے بھائی بند تاریخ کے صفحوں، سڑکوں اور باغوں کے لیکچروں، اور پھر کبھی کبھی البانیا اور مقدونیا کے خونریز میدانہائے جنگ میں انجام دیا کرتے ہیں۔

ہمیں انتظار کرنا چاہیے کہ کرائچی کا مجسٹریٹ اس بارے میں کیا کرتا ہے۔ اور پھر اس کے بعد بالکل طیار رہنا چاہیے کہ صرف تماشہ کو بند ہی کرے نہ چھوڑ دیا جائے بلکہ اس صریح قانونی جرم کی پاداش میں اس شریر شخص کو پوری پوری سزا بھی دی جائے جس نے کئی دن تک ایک تماشہ گاہ کے اندر اس جرم عظیم کو انجام دیا ہے۔

مسلم یونیورسٹی ایسوسی ایشن کے متعلق مسلمان جس غفلت سے کام لے رہے ہیں، عجب نہیں کہ بہت جلد اس پر انہیں متاسف ہونا پڑے !

علی گڑھ کے یونیورسٹی فارنڈیشن کے جلسہ میں قرار پایا تھا کہ ایک نئی جماعت ”مسلم یونیورسٹی ایسوسی ایشن“ کے نام سے قائم ہو اور تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لے لے۔ نیز اس کے لیے دوسرے ممبر مختلف انتخاب کنندہ جماعتوں میں سے منتخب کیے جائیں۔ غالباً چھ یا سات جماعتیں اس کے لیے منظور ہوئی تھیں۔

پچھلے دنوں صدر دفتر یونیورسٹی نے جو اعلانات شائع کیے تھے، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کانفرنس، ٹرسٹیز، اولڈ بوائز، اور اسلامیہ کالج کمیٹی وغیرہ کے ۱۲۵ قائم مقام منتخب ہو چکے ہیں اور اب صرف ۷۵ ممبروں کا انتخاب مسلمان گريجوئٹس گلد، زمیندار، جاگیردار، ٹیکس ادا کنندگان، پرائشیل مجالس، مسلمان اخبارات، اور علماء کرام کی جماعت سے باقی ہے۔

ان جماعتوں میں مسلمان گريجوئٹس، زمیندار، جاگیردار، اور ٹیکس پیرز کیلئے سب سے پہلے الکٹوریٹ یعنی انتخاب کرنے والوں کی کوئی جماعت ہونی چاہیے۔ جب تک ایسا نہوگا، ان کے قائم مقام کیونکر ہوگا؟ ہونگے اور کون منتخب کریگا؟

اس کے لیے یہ اصول قرار پایا تھا کہ ان تمام جماعتوں میں سے جو لوگ دس روپیہ فیس داخلہ اور پانچ روپیہ سالانہ دنیا منظور کریں گے، نیز اپنا نام انتخاب کنندہ جماعت کے رجسٹر میں درج کرادیں گے، صرف انہی کو حق حاصل ہوگا کہ مسلم یونیورسٹی ایسوسی ایشن کیلئے اپنی اپنی جماعتوں میں سے قائم مقام منتخب کریں۔

بعض اخبارات میں غلطی سے شائع ہو گیا ہے کہ اصلاح ندوہ ۱۰ - مئی کے جلسہ دہلی میں جو کمیٹی مسئلہ اصلاح ندوہ کی تکمیل کیلئے منتخب ہوئی، اس کے ممبروں میں ایڈیٹر الہلال کا بھی نام ہے۔ حالانکہ اس کی کوئی اصلیت نہیں۔ غالباً یہ غلطی سب سے پہلے روزانہ معاصر لاہور پیسہ اخبار کے نامہ نگار سے ہوئی ہے۔ اسی سے اور لوگوں نے نقل کر لیا۔

واقعہ یہ ہے کہ جلسہ میں جب ممبروں کے نام پیش ہوئے تو پہلے صرف مولانا ثناء اللہ، نواب سید علی حسن، حکیم عبدالولی، مولوی نظام الدین حسن، بابو نظام الدین، پیرزادہ محمد حسین، اور مولانا عبید اللہ کے نام لیے گئے تھے۔ اس کے بعد ہی تمام جلسے کی طرف سے متفقاً اصرار ہوا کہ بچہ نام اور بھی بڑھائے جائیں۔ جن ناموں کا جلسہ اضافہ کرنا چاہا تھا، خود ان لوگوں کو شرکت سے انکار تھا۔ وہ کہتے تھے کہ ہماری عدیم الفرستی اور کثرت اشغال کو پیش نظر رکھ کر اس خدمت سے ہمیں معاف رکھا جائے۔ لیکن جلسے کا اصرار نہایت شدید تھا۔ بالآخر مجبور ہو کر ان میں سے اکثر بزرگوں کو قبضہ دل ہی کرنا پڑا اور اس طرح حاذق الملک، مسٹر محمد علی، آنریبل خواجه غلام الثقلین کے ناموں کا اضافہ ہوا۔

چنانچہ اس موقع پر ایڈیٹر الہلال کی شرکت کیلئے بھی اصرار کیا گیا تھا۔ علی الخصوص بزرگان دہلی اسپر بہت مصر تھے۔ حتیٰ کہ ایک بزرگ نے (جنکا نام انسوس ہے کہ مجھے معلوم نہیں) جلسہ میں تقریر بھی کی، اور کہا کہ ہمیں سخت شکایت ہے کہ ہماری خواہش کو پورا نہ کیا گیا، لیکن میں اس اظہار کرم و لطف کو بوجہ نا منظور کرنے پر مجبور تھا، اسلئے برابر انکار کرتا رہا۔ بالآخر صرف مندرجہ صدر حضرات ہی کی تعداد کافی قرار دی گئی۔

ممکن ہے کہ اس وقت ایڈیٹر الہلال کا نام سن کر بعض اشخاص کو غلط فہمی ہوئی ہو اور انہوں نے سمجھا ہو کہ میرا نام بھی بعد کو بڑھادیا گیا ہے، لیکن اگر وہ اسے تحقیق کر لیتے تو بہتر تھا۔

الحمد للہ، اس موقع پر الہلال کی شہادت بالکل ادارہ الہلال باقاعدہ ہو گئی ہے۔ ٹھیک بندے کے دن تمام اخبار داک میں ڈالے گئے۔ حسب معمول جمعرات، جمعہ، اور بہت دور کے احباب کو سنیچر کے دن اخبار مل جائیگا۔ اگر ایسا نہ ہو تو وہ یقین کریں کہ ڈاکخانے میں کوئی بد نظمی ہوئی ہے اور مقامی پوسٹ آفس سے تحقیق کرنا چاہیے۔

متصل شب و روز کام کر کے چار دن کی تاخیر دور کی گئی! ٹائپ بھی بالکل بدل دیا گیا ہے۔ پورا پرچہ نئے ٹائپ میں کپڑا ہوا ہے۔ مضامین کے اختصار، تنوع، اور ترتیب میں بھی جو نمایاں تبدیلی ہوئی ہے، یقین ہے کہ محسوس ہو گئی ہوگی۔ تین سال سے گرمیوں کا موسم میرے لیے ایک پیام آزمائش ہے۔ اختلاج دائمی دوران رزج سر، نفث الدم، ضعف بصارت، جتنی بھی شکایتیں ہیں، سب کا موسم بہار بھی زمانہ ہوتا ہے۔ اس پر لکھتے کی آب و ہوا کے مسئلہ کا بھی اضافہ کر دیجیے کہ جس قدر میرے کاموں کیلئے بہتر موزوں ہے، اتنی ہی میزبانی محبت و طبیعت کیلئے مہلک و قاتل ہے، بلکہ یوں کہیے کہ شمالی ہند اور پنجاب کے ہر باشندے کیلئے:

کمند کوہ و بازوے سست و بام بلند

بمن حوالہ، و نو میدیم گنہ گیرند !!

ربنا لا تجعل علينا مالا طاقة لنا به، و اعف عنا و اغفر لنا،

و ارحمنا، انت مولانا، فانصرنا علی القوم الکافرين !!

الہانیا کی حالت بدستور ہے۔ ایک طرف وحشیانہ مظالم کی خبر خود یورپ کے ذریعہ پہنچتی ہے۔ دوسری طرف اب گورنمنٹ یونان کا پیام بھی سنایا جا رہا ہے کہ وہ صحیح نہ تھیں! مسلمان پوری قوت کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے مطالبات دول کے پاس بھیج دیے ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ یا تو ایک مسلمان پادشاہ دیا جائے یا دولت عثمانیہ ہی محکومی!

کچھ نامی ایک قصبہ پر بھی انہوں نے قبضہ کر لیا اور فوجی پولیس کو شکست دیکر چلے جانے پر مجبور کر دیا ہے۔ ۶ جون کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بین الملی کمیشن گفتگو کرنے کیلئے گیا تھا وہ نا کام رہا اور واپس آ گیا۔ وہ اپنی اس خواہش سے کسی طرح ہٹنا نہیں چاہتے کہ کسی مسلمان کو الہانیا کا پرنس بنایا جائے۔ الہانیا کی سب سے بڑی جماعت مالیسوریوں کی ہے جنہوں نے پچھلے دنوں اپنی مفسدانہ اور باغیانہ شرارتوں سے جنگ بلقان کی بنیاد رکھی تھی۔ گورنمنٹ نے انہیں حکم دیا کہ انقلابی گروہ کا مقابلہ کریں لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا اور مجبور ہو کر حکم واپس لینا پڑا۔

دول کا رویہ اب تک مضطرب ہے۔ کڑی قطعی کارروائی نہیں کی گئی۔ کل کے تار میں ظاہر کیا گیا ہے کہ حالات نے اجازت دی تو جہاز بھیجے جائیں گے: ر لعل اللہ يحدث بعد ذلك امرا!

جنوبی افریقہ کی داستان مصیبت ختم کھنڈا اور ہندوستان نہیں ہوئی تھی کہ اب کینیڈا کی گورنمنٹ کے تشدد و مظالم کا مسئلہ سامنے آ گیا ہے!

کیسی عجیب بات ہے! غلامی و محکومی اور ذلت و نکبت کے نقال کا کیسا موثر منظر ہے! ہندوستان میں دنیا کے ہر حصے کے باشندے آسکتے ہیں، اس کی زر خیز زمین کی دولت سے اس کے بدبخت فرزندوں کو محروم کر کے اپنے اپنے ملکوں کی دولت بڑھا سکتے ہیں۔ ایک آزاد شہری کی طرح رہتے ہیں، اور ان کے آرام و اسلشی کے آگے خود اس ملک کی آبائی بھی کوئی چیز نہیں سمجھی جاتی۔ لیکن اگر ہندوستان کے باشندے جنوبی افریقہ میں جائیں تو ان کے لیے دروازہ بند ہے۔ اگر کینیڈا میں جائیں تو تارک الوطنی کا قانون ساحل ہی پر رک دیتا ہے۔ لٹے، برباد ہوتے، اور غلام بن جاتے۔ صرف ہندوستان ہی ہے مگر اپنی سرزمین کے فوائد کو صرف اپنے ہی لیے مخصوص کرنے کیلئے تمام دنیا جو انگلستان اس کے سب کچھ کا مالک ہے، وہ صرف اس سے مانگ ہی سکتا ہے۔ دینے کیلئے اس کے پاس بھی کچھ نہیں!

گورنمنٹ کینیڈا کی اس ظالمانہ بندش کا عملی مقابلہ کرنے کیلئے پچھلے دنوں ایک مرد غیرور محترم سردار گوردت سنگھ ایک خاص اہواز چھ سر ہندوستانی نو آباد کاروں کا لیکر کینیڈا روانہ ہوئے تھے۔ جب جہاز ساحل رینیکو پر پہنچا تو گورنمنٹ نے روک دیا اور کسی شخص کو اترنے نہیں دیا۔ حتیٰ کہ وہاں کے ہندوستانیوں کو بھی اسے جا کر ملنے کی اجازت نہ ملی!

اسپر سردار گوردت نے گورنمنٹ کینیڈا سے درخواست کی کہ تارک الوطن ہندوستانیوں کے حقوق پر غور کر کے کیلئے ایک کمیشن بٹھایا جائے۔ لیکن اس سے بھی صاف انکار کر دیا گیا اور جواب ملا کہ قانون کی سخت پابندی کے ساتھ سلوک کیا جائیگا!

بعد کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ باقاعدہ تحقیقات کیلئے ایک جماعت مقرر ہوئی ہے جس میں ایک ہندوستانی قائم مقام بھی شامل ہے۔ لیکن جب تک تحقیقات کا نتیجہ نہیں نکلے گا، مصیبت زدہ مسافروں کو ساحل پر قدم رکھنے کی اجازت بھی نہیں ملیگی!

کیا گورنمنٹ ہند ان ہندوستانیوں کیلئے کچھ بھی نہیں کرے گی اور بالکل خاموش رہے گی؟

کونٹیس مولیٹر عربی برقعہ میں !

الملال



۱۵ وجب ۱۳۳۲ ہجری

ایک یورپین کونٹیس اور جنوبی عرب کی سیاحت !

Gauntess Molitor Explorer.

سیر فی الارض اور السالعون العابدون !

رسالہ ”گریفک“ لندن نے ایک دولت مند انگریز لیتھی کونٹیس مولیٹر (Molitor) کی تصویر شائع کی ہے، جو حال میں جنوب عرب کے اندرونی اور پر خوف و خطر مقامات کی سیاحت کیلئے لندن سے روانہ ہوئی ہے، اور عرب کے ان دور دراز گوشوں تک جانا چاہتی ہے جہاں سے بڑے بڑے یورپین سیاح ناکام واپس آچکے ہیں !

اسکے اس اولو العزمانہ سفر کی کئی خصوصیات ایسی ہیں جن کی وجہ سے یورپ کے تمام علمی حلقوں میں اس سیاحت کا خاص طور پر چرچا ہو رہا ہے۔ اول تو ایک امیرزادی نے جس نے یورپ کے بہترین دار الحکومت میں پرورش پائی ہے، غیر معلوم اور پرخطر ریگستان عرب کے سفر کا قصد کیا ہے۔ پھر وہ تمام سفر میں بالکل تنہا رہیگی۔ اپنے ہمراہ کسی شخص کو نہیں لیجاتی۔ اس قسم کے سفر موجودہ عہد کی باقاعدہ اور باسر سامان سیاحتوں میں بالکل مفقود ہو چکے تھے۔

سب سے زیادہ یہ کہ وہ عربی لباس اور برقعہ پہن کر سفر کرے گی، تاکہ غیر متدین قبیلوں اور بادیہ نشین عربوں میں سے بلا تکلف گزر سکے، اور انکے تعصب اور مخالفت سے ناکامیوں اور مصیبتوں میں گرفتار نہ رہے !

چنانچہ سفر سے پہلے اس نے عربی برقعہ پہن کر جو تصویر کھنچوائی تھی، وہ ہم گریفک سے نقل کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح مغرب کا ایک مسیحی چہرہ عرب کے اسلامی لباس سے چھپا دیا گیا ہے، اور عجب نہیں کہ اس سیاحانہ اور مفتشانہ مکر و فریب سے صحرا کے نادان عرب اور قبائل کی خیمہ نشین عورتیں دھوکا کھا جائیں !

* * *

عربی کے مشہور راوی ابن نواس نے ایک بوڑھے باغبان کا ذکر کیا ہے جسکا شگفتہ باغ آجڑ چکا تھا، اور جسکے ماتم حسرت کا یہ حال تھا کہ گلیوں اور کوچوں میں آوارہ گردی کرتا، اور جنب کبھی کوئی سبزیت یا سرخ پھول نظر آجاتا تو بے اختیار چیخ اٹھتا کہ ہاے میرا شگفتہ اور سرسبز شاداب باغ !!

[۵]

یہی حال ہمارا ہے۔ ہمارے اقبال و عروج کا باغ آجڑ چکا ہے۔ اسکے بڑے بڑے شاداب تختے تاراج خزان غفلت و طوفان انقلاب ہو چکے ہیں۔ تاہم ابھی اسکی یاد باقی ہے اور ہم اسکی دلفریب بہاروں کو کسی طرح نہیں بھلا سکتے۔ اب بھی جب کبھی ترقی یافتہ قوموں کے باغ و بہار کی سیر کرتے ہوئے کوئی شگفتہ ورق گل نظر آ جاتا ہے تو ابن نواس کے ماتم زندہ باغبان کی طرح اپنے اقبال رفتہ کو یاد کر لیتے ہیں کہ :

گذر چکی ہے یہ فصل بہار ہم پر بھی !!

* * *

قومی دشمنی اور العزم میں کا کوئی واقعہ ہو، مگر اسکے نظارے میں کوئی رسی ہی اپنی گذری ہوئی یاد ضرور پائے ہیں۔ آج یورپ کے سیر فی الارض اور سیاحت و سفر کا دور ہے، کرا ارضی کے گوشے گوشے کو متلاشیان علم و حقائق نے چھانڈا ہے، افریقہ کے لق و دق صحراؤں کی پیمائش ہو چکی ہے، نائجریا اور سودان کے وحشی حصوں میں سیاحان مغرب کے صدہا قافلے گذر چکے ہیں، قطب شمالی و جنوبی کی مہموں کی سرگذشتیں سب کے سامنے ہیں۔ پہاڑوں کی چوٹیاں، قہار و متلاطم سمندروں کی ناپیدا کنار مرجیں، صحراؤں اور میدانوں کی مہلک اور خوفناک روایتیں، زندگی کا فطری عشق اور نفس کی مسخرانہ دامگیریاں، کوئی چیز بھی انکے شوق سفر اور ہوائے تحقیق کیلئے مانع نہیں ہو سکتی۔ یہاں تک کہ قافلے کے قافلے لگتے ہیں۔ جہازوں کے جہاز تڑپتے ہیں۔ صدہا سیاح مفقود الخبری یا موت اور تباہی سے درچار ہوتے ہیں۔ تاہم ہر بربادی خوف کی جگہ ایک نئی عزیمت، اور ہر ناکامی بے ہمتی کی جگہ آرزو زیادہ تحریک و ولولہ کا کلمہ دیتی ہے، حتیٰ کہ وہ مقامات تک ان سیاحوں کے حملوں سے محفوظ نہ رہے جہاں اجنبیوں اور غیروں کیلئے موت اور تباہی کا اعلان صدیوں سے چلا آ رہا ہے !

ایک وقت تھا کہ ہمارے سیاحان ارض اور جہاں نوزدان علم کا بھی یہی حال تھا۔ انکے ولولہ سیاحت کیلئے بھی کوئی رک مانع کار نہ تھی، انکے عشق جہاں پیمائی کا مرکب بھی بھر رہا، کے چپے چپے پر سے گذر چکا تھا۔ چونکہ انکے تمام کاموں کا مرکز تعلیم اسلام، اور انکے ہر جذبے کے اندر حکم الہی کی اطاعت و فرمان برداری کام کرتی تھی۔ اسلیئے جس طرح وہ اپنے گھروں کے اندر بیٹھ کر خدا کی عبادت کرتے تھے، بالکل اسی طرح خدا کی زمین میں بھی پورے اور اسکے پیدا کردہ سمندروں اور پہاڑوں پر سے گذرے، اسکے حکموں کی تعمیل کرتے تھے، اور جسم راعضا کی عبادت کے ساتھ فکر و ذہن کی بھی عبادت انجام دیتے تھے :

دشت و جبل طے کر کے ملتان اور پنجاب کی مقصوب اور پر خطر سرزمین کو برسوں تک اپنا موطن و ملجا بنائے رکھا !

* * *

مسلمانوں کی سیر و سیاحت کے واقعات اگر قلمبند کیے جائیں تو ایک بہت بڑی ضخیم مجلد صرف اسی موضوع پر مرتب ہو جائے۔ دنیا کا چپہ چپہ انکی سیر و سیاحت کا شاہد ہے۔ مغرب و مشرق کے ہر حصے میں اسلام کے آثار خالده انکی جہاں نوردیوں کا انسانہ سنا رہے ہیں۔ ابن حوقل، البیرونی، ابن جبیر، ابن بطوطہ، علامہ مقدسی، اور قزوینی صاحب اثار البلاد کے سفرنامے اور تصنیفات اب تک دنیا کے علمی ذخیرہ کا سرمایہ ناز ہیں۔ ابو العباس نباتی کا تذکرہ تاریخوں میں پڑھا جا سکتا ہے، جس نے فن طب کی تکمیل اور مفردات و عقاقیر کی قدریں کیلیے آٹھ مرتبہ مشرق و مغرب کا سفر کیا۔ پھر آنند کارن راہ تبلیغ حق اور مبشران صداقت و ہدایت کا شمار تو ممکن ہی نہیں، جو پیغام توحید لیکر اپنی اپنی سرزمینوں سے آئے، اور دنیا کے بڑے بڑے حصوں کو مسخر کر لیا !

کونٹیس مریٹر ایک عورت ہے اور یورپ کی علمی و سیاسی اغراض کی تکمیل کیلیے بڑی الرعز می کا کام کر رہی ہے، لیکن ہم کو بھی اُن مسلمان سیاح عورتوں کا حال معلوم ہے جو عہد گذشتہ میں محض علم و تحقیق کیلیے دنیا کے بڑے بڑے سفر میں نکلتی تھیں، اور یہ متاع بھی ایسی نہیں جو ہم نے اپنے بازار علم و تمدن میں نہ رکھی ہو !

علامہ مقری نے نفع الطیب میں اُن سیاحوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے ممالک مشرقیہ سے اندلس (اسپین) تک کا سفر کیا تھا، اور انکی تعداد تقریباً تین سو بتلائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ان میں سات سے زیادہ مسلمان عورتیں بھی تھیں جنہوں نے محض تحصیل علم و حصول معلومات کیلیے سفر کیا تھا ! (۱)

جب صرف ایک عہد اور ایک حصے کے سیاحین و سیاحات کا یہ حال تھا، تو ظاہر ہے کہ تمام عہد اسلامی میں سیر و سیاحت کی کیا حالت رہی ہوگی ؟

* * *

لیکن افسوس کہ اب یہ ذکر ہمارے چہروں پر نہیں کھلتا۔ ہماری موجودہ حالت تمام خصوصیات ملی و اسلامی سے محروم ہے۔ ہم میں قرآنی خصائص اور ربانی اعمال بالکل مفقود ہو گئے ہیں، اب ہم میں نہ ”وہ راکعون الساجدون“ ہیں جو ”امرؤ بالمعروف“ اور ”ناہون عن المنکر“ تھے۔ اور نہ وہ ”سائحون العابدون“ ہیں جو خدمت انسانیہ و کشف حقائق و سرائر کی راہ میں ارض الہی کی سیر و سیاحت کرتے تھے۔ ہم غیروں میں ان دلوں کو دیکھ کر متعجب ہوتے ہیں، حالانکہ دنیا کیلیے تعجب و تعیر کا تماشہ کبھی ہماری ہی اولوالعزمیوں اور سرگرمیوں کے اندر تھا۔ غلامی و محکومی، ذلت و رنجش، فلاکت و عسرت، ادبار و تسفل کی مصیبتیں اٹھانیکے لیکن اپنی اُس سرزمین کو کبھی نہ چھوڑینگے جو ہمارا بار اٹھانے سے اب عاجز آگئی ہے۔ ہمارے خدا نے اپنی تمام زمین کو ہمارا وطن اور اپنی تمام مخلوق کو ہمارا کنبہ بنایا تھا۔ عزت و کامیابی ہی ہمارا اصلی گھر تھا۔ جہاں یہ نصیب ہوتی، وہی ہماری زندگی کی اصلی بستی ہوتی :

یا عباسی الذین آمنوا ! اے وہ لوگو کہ اللہ پر ایمان لائے ہو !
ان ارضی واسعہ ! جان رکھو کہ خدا کی زمین بڑی

[۱] دیکھو نفع الطیب جلد ۲ - صفحہ ۳۲۱ -

الذین یدکرون اللہ
قیاماً و قعوداً و علی
جنوبہم، و یتفکرون
فی خلق السموات
والارض : ربنا ما خلقت
ہذا باطلا !
و عورے ساتھ مطالعہ کرتے ہیں، اور انکے اسرار و مصالح کو تلاش کرتے
ہوئے زبان حال سے کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ترے یہ
عجائب و غرائب کائنات یقیناً بیکار و لا حاصل نہیں بنائے ہیں !

اس آیت کریمہ میں جہاں اُس عبادت کا ذکر کیا ہے جو جسم و اعضا سے کہتے رہ کر اور بیٹھ کر کی جاتی ہے یعنی نماز، وہاں اُس عبادت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے جو ”خلق السموات والارض“ میں تفکر کرنا اور عالم اور مافی العالم کی اشیا کی حقیقت و مصالح کو معلوم کرنا ہے، اور ظاہر ہے کہ اسکے لیے سیر و سیاحت ناگزیر ہے۔

دنیا میں کون مذهب ہے جس نے عام روحانی احکام کے ساتھ سیر و سیاحت پر بھی اس طرح جا بجا زور دیا ہو؟ حالانکہ قرآن حکیم ہر جگہ کہتا ہے کہ ”سیروا فی الارض“ زمین میں پھرو اور سقر کرر تاکہ تمہیں بصیرت و حکمت حاصل ہو !

سیر و سیاحت کے ذکر میں یہ آیتیں اکثر پیش کی گئی ہیں۔ مگر سخت تعجب ہوتا ہے کہ ان سب سے بھی بڑھ کر سیر و سیاحت کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے۔ اس پر آجکل بہت کم نظریں پڑتی ہیں۔ سورہ توبہ میں خدا نے سچے مومنوں کی فضیلتیں بیان کی ہیں اور بتلایا ہے کہ ایمان و ہدایت کے یکے بعد دیگرے مدارج کتنے ہیں ؟

التائبون العابدون
الحامدون السائحون
الراکعون الساجدون
الامرؤ بالمعروف
والناہون عن المنکر
و العافون لحدود
اللہ - و بشر المومنین
کرنے والے جو اللہ نے مقرر کر دی ہیں !
(۹ : ۱۱۳)

اس آیت کریمہ میں سب سے پہلے توبہ کرنے والوں کا ذکر ہے۔ پھر عبادت گزاروں کا، پھر حمد الہی میں رطب اللسان رہنے والوں کا، پھر تیسرے درجہ پر ان لوگوں کا جو ”السائحون“ میں سے ہیں۔ یعنی سیر و سیاحت کرنے والے ہیں، اور جنکے رولہ سیاحت و سیر فی الارض میں اپنے وطن کی دامنگیری، عزیز و اقربا کی محبت، گھر کا آرام و راحت، سفر کے شوائد و مصائب، کوئی چیز بھی مانع نہیں ہوتی۔ علم و انسانیہ کی خدمت اور تبلیغ حق و صداقت کی راہ میں انکے قدم ہمیشہ دشت پیما، اور رضاء الہی کی خاطر انکی زندگی ہمیشہ در چار خطرات و مہالک رہتی ہے !

اس سے بڑھ کر سیر و سیاحت اور سیر فی الارض کیلیے اور کیا حکم ہو سکتا تھا؟ اسی حکم ربانی کا نتیجہ تھا کہ مسلمانان سلف چند صدیوں کے اندر ہی اندر تمام دنیا کے گوش گوشوں میں پھیل گئے، اور کبھی ”طارق فاتح“ نے اپنا گہر و مغرب و مشرق کے درمیانی سمندر میں ڈال کر جبل الطارق پر علم توحید نصب کیا، اور کبھی ”بیرونی“ نے شرق و علم و تحقیق میں عرب و عجم کے

۱۔ 'لمۃ واجوبہا'

واقعہ ایلاء و تخریب : د

۴۔ فہرہ، حدیث، اور سیرۃ کی

ایک مشہور رکبہ

(۴)

(تطبیق و ترجیحہ)

(۷) رہی یہ بات کہ کیا یہ ممکن نہیں کہ آیت تحریم کے شان نزول میں یہ دونوں واقعات جمع کیے جاسکیں، اور کوئی وجہ تطبیق پیدا کی جائے؟

حافظ ابن حجر نے اسکی خفیف سی کوشش کی ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ ایسا کرنے کی ہمیں ضرورت ہی کیا ہے؟ ایک واقعہ کے متعلق صاف صاف اور صحیح و مستند روایتیں ان کتابوں میں موجود ہیں جن سے زیادہ صحیح اس آسمان کے نیچے حدیث کی کوئی کتاب نہیں۔ انکے خلاف جو روایتیں پیش کی جاتی ہیں وہ نہ تو صحاح ستہ میں مروج ہیں نہ اصول فن کے اعتبار سے انہیں کوئی وقعت حاصل ہے۔ صرف ایک روایت ہے جسکی اسناد کو صحیح کہا جاتا ہے لیکن اول تو اسمیں ماریہ قبطیہ کا قصہ بیان نہیں کیا گیا ہے، پھر اسکی سند بھی منقطع ہے، اور روایت منقطع احادیث صحیحہ مقبولہ کے مقابلے میں حجت نہیں ہوسکتی۔ (کما صرح بہ ابن الصلاح فی المقدمہ والنور فی شرح الصحیح) دوسرے طریق کا بھی یہی حال ہے۔ اسکا راوی کثیر الخطا فی الاسانید و المترن ہے۔

پس ایسی حالت میں ہمارے لیے کونسی مجبوری ہے کہ ہم ان روایات کے تحفظ کیلئے تطبیق و ترجیحہ بارہ و رکیکہ کی زحمت اٹھائیں، اور بے فائدہ احتمالات پیدا کریں؟ صاف بات یہ ہے کہ حسب اصول و قواعد فن ان روایات کا کوئی اعتبار نہیں۔ جب صحیح و غیر صحیح میں تعارض ہے تو غیر صحیح کو بلا تامل ساقط کیجئے۔ اسمیں تکلف کیوں ہے؟

یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہوگی کہ جو تغالف و تعارض ان روایات کے نا قابل قبول ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے، اسی کو انکے تحفظ کیلئے محرک تطبیق و ترجیحہ بنا یا جائے؟

پھر اسپر بھی غور کررہے کہ تطبیق کیلئے جو احتمال پیدا کیا جاتا ہے وہ کہاں تک موزوں اور قرین اعتبار ہے؟ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: "فیحتمل ان تکرر الایۃ نزلت فی السببین معاً" یعنی ان دونوں روایتوں کو یوں ملایا جاسکتا ہے کہ شہد کو حرام کرنے کا واقعہ بھی ہوا ہوگا، اور ماریہ قبطیہ کا قصہ بھی پیش آیا ہوگا۔ سرورہ تحریم کی آیات ایک ہی وقت میں دونوں کیلئے آئیں۔

لیکن یہ ترجیحہ کسی طرح بھی تسلیم نہیں کی جاسکتی۔ صحیح بخاری و مسلم وغیرہ کی روایات میں صاف صاف تصریح ہے کہ آیت تحریم شہد کے واقعہ کے متعلق آئی۔ مردہ حضرت عائشہ جنکا اس واقعہ سے حقیقی تعلق ہے اور جو اسے لیے اعلم الناس ہو سکتی ہیں، صاف صاف فرماتی ہیں کہ آیت کا شان

نایابی فاعبدن !! ہی وسیع ہے۔ اسکے کسی ایک گوشہ دل نفس ذائقۃ الموت، اور کونے ہی کے ہو کر نہ رہجاؤ۔ ثم الینا تر جعون ! اگر سیرر سیاحت میں موت سے ڈرتے ہو تو موت کا مزہ تو ہر نفس کیلئے چکھنا ضروری ہے، اور ایک مرتبہ تم سب کو ہمارے سامنے واپس آنا ہے !

* * *

کوننٹیس مریتھر کے سفر میں کئی باتیں قابل غور ہیں:

(۱) یورپ کا شرق سیاحت اور راہ تحقیق و کشف میں اولوالعزمی کہ عورتوں تک میں یہ رولہ سرایت کر گیا ہے۔ ہمارے مرد گھر سے ایک دن کے فاصلہ پر بھی کہیں جانے کیلئے قدم نکالتے ہیں تو دس دس مرتبہ رک رک کر پیچھے دیکھتے ہیں، اور ایک ایک عزیز سے گلے مل ملکر رخصت ہوتے ہیں کہ دیکھیے اب کیا ہو؟ کوننٹیس مریتھر ایک نوجوان عورت ہے۔ آرام و راحت کا وقت اور عیش حیات کی عمر رکھتی ہے، لیکن تن تنہا ایک پر خطر سفر کیلئے طیار ہوگئی ہے !

(۲) عرب کی سرزمین یورپ کی سیاسی طماعیوں کا عرصے سے نشانہ بنی ہوئی ہے۔ کچھ تو قدرتی اور سرزمینی موانع تھے۔ کچھ مذہبی بندشیں تھیں، زیادہ تر عربوں کی اجنبیوں سے نفرت تھی جس کے مدت تک اسکا دروازہ یورپ پر بند رکھا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ یورپ کی غلامی کی لعنت سے اسکا اندرونی حصہ اب تک پاک ہے۔

لیکن بیس پچیس برس سے اب یہ سرزمین بھی اجنبیوں کا جولانگہ بن گئی ہے۔ طرح طرح سے بھیس بدلے اور مکر و فریب کے طریقوں سے کام لیکر یورپین سیاح پہنچتے ہیں اور آہستہ آہستہ اپنی راہ نکال رہے ہیں۔ اب ایک عورت مسلمان خاتون کے لباس میں نکلی ہے۔ آمد و رفت اور تحقیق و تفتیش میں عورتوں کیلئے جو آسانیاں ہیں، وہ مردوں کے لیے نہیں ہو سکتیں۔ وہ ہر مقام پر جاسکتی ہیں۔ قبیلوں اور گھروں میں رہسکتی ہیں۔ عورتوں سے مل سکتی ہیں۔ اس قسم کی سیاحتیں صرف اسلیئے ہیں تاکہ عرب کے بقیہ محفوظ حصے کا طلسم کسی طرح ٹوٹے: یومرون و یومرالہ، و اللہ خیر الما کریں !

(۳) یورپ کا کوئی کام سیاست سے خالی نہیں ہوتا۔ اسکی علمی خدمتیں، مذہبی جماعتیں، اشاعت علم و تمدن، تحقیق و سیاحت، مجالس و مجامع، مالیات و اقتصادیات، جسقدر بھی عملی شاخیں ہیں، ان میں سے کوئی شے بھی ایسی نہیں جس سے کوئی خاص سیاسی مقصد حاصل نہ کیا جاتا ہو۔ اس قسم کی سیاحتیں بھی گو بظاہر محض علمی و جغرافیائی تحقیق نظر آتی ہیں لیکن دراصل سیاسی اغراض و فوائد ان میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔ کوننٹیس مریتھر اگر کامیاب ہوئی تو انگلستان کے عربی مطامع کیلئے (لا قدر للہ) یقیناً کوئی بڑا کام انجام دیگی۔

(۴) اس کارگاہ عمل کی امیرزادیاں اور محلات عیش کی پرورش یافتہ نازک عورتیں بھی کام کر رہی ہیں مگر ہمارے عمال اور مزدور سرورہ ہیں ! انکی مجلس طرب و عیش جسقدر مستعد ہے، کاش ہمارے سپاہی اسقدر سرگرم ہوں !



ایک مستقل فن بن گیا تھا جسمیں متعدد کتابیں بھی تصنیف کی گئیں۔ انکا ذکر تاریخوں میں موجود ہے۔

حال میں رسالہ ”سائنٹفک امریکن“ کے ایک مضمون نگار نے نامہ بر کبوتروں کے متعلق ایک نہایت دلچسپ مضمون لکھا ہے اور بہت سی تصویریں بھی دی ہیں۔ اسے دیکھ کر مسلمانوں کے عہد گذشتہ کی وہ ترقیات یاد آئیں جنکا تفصیلی تذکرہ سیوطی اور مقریزی وغیرہ نے مصر کی تاریخوں میں کیا ہے۔ ہم سب سے پہلے اس مضمون کا ترجمہ ہدیۂ قاریین کرام کرتے ہیں۔ اسکے بعد دوسرے نمبر میں مسلمانوں کے عہد کی ترقیات تفصیلی طور پر درج کریں گے اور ان واقعات کا بھی حال لکھیں گے جن میں مسلمانوں نے نامہ بر کبوتروں سے بڑے بڑے کام لیے تھے اور انکی پرورش و تربیت کر ایک باقاعدہ فن بنا دیا تھا۔

* * *

(فرانس میں نامہ بر کبوتروں کی درسگاہ)

سائنٹفک امریکن کا مقالہ نگار لکھتا ہے :

”یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ موجودہ عہد علمی میں جبکہ تاریخی اور ہوائی طیارات کی ایجادات نے دنیا کے تمام گوشوں کو ایک کر دیا ہے، ان تیزرو اور فادار پیغامبروں کی کچھ ضرورت نہ رہی

بھاپ اور بجلی کے انجام سے لیتی تھی، جس طرح آج قدم قدم پر ان عظیم الشان طاقتوں سے ہم مدد لیتے ہیں اور ان پر مفرور ہیں !

* * *

یہ کیسی عجیب مگر دلچسپ بات ہے کہ جو کام آج انسان بجلی اور بھاپ کی حیرت انگیز قوتوں سے لینے پر نازاں ہے، وہ کسی زمانے میں ایک نہایت معمولی اور حقیر جانور سے لیا جاتا تھا، اور جبکہ دہل کی گاڑیاں ڈاک کے تھیلے لیکر نہیں جاتی تھیں اور تاریخی سلسلوں کے دروازوں میں باہم خبر رسانی کو اس طرح آسان نہیں کر دیا تھا، تو نامہ بر کبوتروں کے غول تھے جو اپنی نازک نازک گردنوں میں خطرہ کی امانت لیکر اور بڑے بڑے مہدائوں اور دریاؤں پر سے گذر کے مکتوب الیہ تک پہنچتے تھے اور جس طرح آج تاریخی کے ہر جگہ اسٹیشن ہیں، بالکل اسی طرح اس بے زبان پیغام بروں کے اڑنے اور اترنے کیلئے بلندیوں پر اسٹیشن بنائے جاتے تھے !

نامہ بر کبوتروں کا وجود عہد قدیم کی ایک نہایت مشہور اور بڑی ہی دلچسپ کہانی ہے۔ اسکا سلسلہ نصف صدی پیشتر تک بڑی بڑی آبادیوں میں جاری تھا۔ اب بھی دنیا سے بالکل مفقود نہیں ہوا ہے۔ بڑی بڑی لڑائیوں اور جنگی حصاروں کے



اصلی نسل اور قسم کے نامہ بر کبوتر چند فرانس میں باقاعدہ طور پر نامہ بر کی کیلئے طیار کیا جاتا ہے !

جنہوں نے جنگ جرمنی و فرانس میں بڑی بڑی گرانقدر خدمات انجام دی تھیں (۱)۔ حقیقت یہ ہے کہ بہت سے لوگوں کا یہی خیال ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ نئی ایجادات کے حالت بدلدی ہے اور اب نامہ بر کبوتر صرف چند بڑے شکاریوں ہی کے کام کے رکھتے ہیں ! مگر ایسا خیال کرنا بہت بڑی غلطی ہوگی۔ جو توجہ کہ اس وقت یورپ کی حکومتیں خصوصاً حکومت فرانس ان پرندوں پر کر رہی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک وہ خدمت فراموش نہیں ہوئی ہے جو ان مسکین پرندوں نے حملہ جرمنی کے زمانے میں معصومین پیرس کی انجام دی تھی !

اس وقت فرانس کے یہاں ۲۸ فوجی کبوتر خانے ہیں جو اسکے تمام قلعوں میں علی الخصوص ان قلعوں میں جو مشرقی سرحد میں واقع ہیں، پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ کبوتر خانے جو انجینیئرنگ کور کے زیر انتظام ہیں، افزائش نسل اور تربیت کے لیے وقف کر دیے گئے ہیں۔ معین ان فوجی کبوتر خانوں میں جانے کے لیے اور خاص اجازت حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی جو پیرس کے قلعوں کے قریب مقام (Vaugirard) میں واقع ہیں۔ یہاں کے حکمران افسر نے معین اس عجیب جانور کی فزائش اور تربیت کا نظام سمجھا دیا۔ قارئین کرام

زمانے میں اسے کام لینا ہی پڑتا ہے جب نئی دنیا کی بڑی بڑی قیمتی اور مغرورانہ ایجادیں کام دینے سے بالکل عاجز ہو جاتی ہیں۔ حکومت فرانس نے تو اب تک انکے باقاعدہ اہتمام اور پرورش کے کام کو باقی رکھا ہے !

ان امانت دار پیغامبروں نے دنیا میں خبر رسانی کی عجیب عجیب خدمتیں انجام دی ہیں اور احسان فراموش انسان کو بڑی بڑی ہلاکتوں سے بچایا ہے۔ جہاں انسان کی قوتیں کام نہ دیکھیں، وہاں انکی حقیر ہستی کام آگئی !

* * *

ہمارے عالم حسن و عشق کے راز دارانہ پیغاموں کیلئے اکثر انہیں سفیروں سے کام لیا گیا ہے۔ عشاق بے صبر کو انکا انتظار قاصد بے مہر کے انتظار سے کچھ کم شاق نہیں ہوتا۔ شعرا کی کائنات خیال میں بھی خبر رسانی و پیغامبری صرف انہی کے سپرد کر دی گئی ہے، اور فارسی شاعری میں تو ”عظیم الشان“ بلبل کے بعد اگر کسی دوسرے و جرد کو جگہ ملی ہے تو وہ بھی مسکین کبوتر ہے !

* * *

مسلمانوں نے بھی اپنے عہد تمدن میں ان پیغامبروں سے بڑے بڑے کام لیے تھے۔ جتنی کہ نامہ بر کبوتروں کے اقسام و تربیت کا کام

صحت اور غذا کی نگرانی کے خیال سے چنے ۴ یا ۵ دن تک انکی دیکھ بھال رہتی ہے۔ اسکے بعد خانے سے نکلنے اور اندر ادھر اترنے پھرنے میں اسطرح حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ بغیر تیرے ہرے (تاکہ وہ اپنے داخلے کا دروازہ پہچان سکیں) نکل بھاگنے کا انہیں موقع دینا جاتا ہے۔ یہ تربیت روز ۳ بجے دن کو کی جاتی ہے۔ جب اس نو آبائی میں جوان کبوتر ملا دیے جاتے ہیں تو یہ مشق بہت دیر تک جاری رہتی ہے۔ بازو وارد کبوتر پلے تو ایک معتدبہ زمانے تک علحدہ بند رہتے ہیں۔ اسکے بعد پرانے رہنے والوں کے ساتھ ملا دیے جاتے ہیں۔ آخر میں انکی اگلی پانچ یا چار چار کلیاں دو دو انچ کے قریب کتر دی جاتی ہیں تاکہ موسم بھر آرنہ سکیں۔ جب پر جھارنے کا زمانہ آتا ہے تو ان کتری ہولی کلیوں کی جگہ پوری پوری نئی کلیاں نکل آتی ہیں۔

قابل خدمت تقریب میں (گروپاں فوجی اصطلاح میں کورپس کہلاتی ہیں) ماہ مئی کے قریب ۲ برس کے لیکے ۸ برس تک کے ۱۰۰ کبوتر ہوتے ہیں۔ انمیں اکثر تک ۶ محفوظ کبوتر اور ۱۸ مہینے کے ایسے ۲۳ پٹم نوجوان بڑھا دیے جاتے ہیں جو تعلیمی معرکوں میں حصہ

لیچکے ہیں۔

کھانے کے لیے سیم، مٹر، اور مسور کا اکرا دیا جاتا ہے جو برابر سال بھر تک جمع ہوتا رہتا ہے۔ اکرے کی مقدار فی کبوتر قریباً دیرھہ اونس ہوتی ہے جو تین وقتوں میں یعنی صبح، دوپہر، اور ۳ بجے دن کو دی جاتی ہے۔ اسکے علاوہ مٹی، چونا، دریا کی عمدہ بالر، اندے کے چھلکے، اور گھونگے بھی ہم وزن پسے ہوئے ملتے ہیں۔ یہ مرکب جسے نمک آمیز زمین (Salted Earth) کہتے ہیں،

ہمیشہ انکے پنجروں میں پڑا رہتا ہے۔

بہار کے زمانے میں اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ در ہلکے یا در بہت ہلکے رنگ کے کبوتروں میں، یا نہایت ہی قریبی رشتہ دار کبوتروں میں، یا ایک دوسرے سے بیحد ملتے ہوئے کبوتروں میں جوڑا نہ لگنے پائے۔ جوڑا صرف انہی کبوتروں میں قائم کرنا چاہیے جنکی آنکھوں اور پرروں کے رنگ مختلف ہوں۔ چہرے بڑے، جوان بوزے، باہم مانوس اور غیر مانوس کبوتروں میں لوٹ ضرور بنا دینی چاہیے۔

جب چند دنوں تک ایک ساتھ علحدہ بند رہنے سے جوڑا لگ جائے تو پھر انہیں کمرہ میں آزادی سے پھرنے دینا چاہیے۔ جوڑا لگنے کے بعد سے ۴۰ دن کے اندر مادہ اندے دیتی ہے، اور اسکے بعد ۱۷ دن تک سیکتی ہے۔ جب بجے ۴ یا ۵ ہفتے کے ہو جاتے ہیں اور دانہ چکنے لگتے ہیں تو مل/باپ سے علحدہ کر کے ایک ایسے جنوب روئے کمرہ میں رکھ دیے جاتے ہیں جس میں زائد دھوپ آتی ہو۔ کسی دوسری جھولی کے یا موسم خزاں کے اندے نہیں رکے جاتے۔ کیونکہ انکے بچے مرنے ہوئے ہیں اور بیقاعدہ پر جھارنے لگتے ہیں (لہا بقیۃ سالۃ)

کو یہ سنکے تعجب ہوگا کہ ان پرندوں پر اسقدر رویہ صرف کیا جا رہا ہے۔ سیاہی ان نئے نئے جانوروں کو بہت چاہتے ہیں اور انکی تعلیمی ترقی کو سرگرم دلچسپی کے ساتھ دیکھتے رہتے رہیں۔

مقام ریجیورڈ اور اسطرح دوسرے مقامات میں کبوتروں کی ڈھابلیاں مکن کی چھت پر ہوتی ہیں۔ ہر ایک ڈھابلی ایک روش کے ذریعہ دو حصوں میں منقسم ہوتی ہے۔ فرش پر پلاستر اور اس پر خشک اور متوسط درجہ کی خوشنما چٹائیوں کی ایک تہہ ہوتی ہے تاکہ انکے پنجے نجاست میں آلودہ نہ ہوں۔ پانی کے برتن چھوٹے بنائے گئے ہیں تاکہ کبوتر نہانے میں زیادہ پانی نہ پھینک سکیں۔ لیکن جب کبھی ان ڈھابلیوں کی چھت پر بہتے ہوئے پانی کا سامان ہو جاتا ہے تو بڑے برتن رکھ دیے جاتے ہیں تاکہ وہ انمیں آزادی سے نہا دھو سکیں، اور اسطرح مہلک جراثیم سے محفوظ ہو جائیں۔

عرخانے میں ہوا کی آمد و رفت کا عمدہ انتظام کیا گیا ہے۔ ہر کبوتر کے جوان جوڑے کو ۳۵ فیت مکعب، اور ہر بچہ کو ۹ فیت

مکعب جگہ دی گئی ہے۔ اس خیال سے کہ ہوا کی گردش میں سہولت ہو، پہاڑی یا سرد ملکوں کے علاوہ اور کہیں ڈھابلیوں کی چھتوں پر استرکاری نہیں کی جاتی۔ ان ڈھابلیوں کا مشرق رو ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔ قریباً تمام فرانسیسی ڈھابلیوں کا رخ شمال اور شمال و مشرق نیز طرفان آب کے تمام رخوں کے بالکل مخالف ہوتا ہے۔ اس کا خیال رکھا جاتا ہے کہ یہ ڈھابلیاں ٹیلیگراف یا ٹیلیفون کے دفتر کے پاس نہ بنائی جائیں جنکے تار آرنے میں ٹکرا کے انہیں زخمی کر سکتے ہیں۔

بڑے بڑے درخت اور اونچی اونچی عمارتیں بھی قابل اعتراض سمجھی جاتی ہیں۔ کیونکہ انکی وجہ سے ان کبوتروں کو آسانی بیٹھنے کے مواقع ملجائے ہیں اور آرنے سے جی چڑانے لگتے ہیں۔ کترے والے جانوروں مثلاً (ordents) کی روک کے لیے شیشہ دار پنجرے چوکنٹوں میں رکے جاتے ہیں۔ پاس کی چمنی پر لوہے کا جال تنا رہتا ہے تاکہ چمنی میں بجے نہ گرسکیں۔ تمام کبوتر خانوں اور انجینیئرنگ کور کے دفاتروں میں ٹیلیفون لگا ہوا ہے۔

یہ قاعدہ ہے کہ ہر کبوتر خانے میں ۱۰۰ کبوتر ایسے ہوتے ہیں جو فراہمی فوج میں شرکت کے لیے تیار کیے جاتے ہیں۔ اس مفید طاقت کے قائم رکھنے کے لیے در کمرے ایک سو تیس جوان کبوتروں کے، ایک کمرہ دو سو بچوں کا جو اسی سال پیدا ہوئے ہوں، ایک جنوب رز شفا خانہ (Infirmary)، اور ایک دار التجربہ (Laboratory) درکار ہوتا ہے۔

ان خانوں میں رکھنے کے لیے کبوتران بچوں میں سے انتخاب کیے جاتے ہیں جنکی عمر ابھی ۴ ہفتہ ہی کی ہوتی ہے، اور جوابی تک اپنے ان پیدائشی خانوں سے نہیں نکلے ہوئے جنمیں وہ پیدا ہوئے ہیں۔

شؤون عثمانیہ

اسلام کی بیکہ ن اپنے گھر میں

فلسطین میں صہیونی یہودی اور مسلمان

ہم روتے ہیں کہ اسلام ان ممالک میں ذلیل و پامال ہو رہا ہے جو ہماری بد اعمالیوں کی بدولت مسیحی استعمار (یعنی نو آبادیوں) کی بد بختی میں گرفتار ہیں، لیکن اگر ہم موجودہ شئون و حالات کا ایک غلط انداز نظر سے بھی مطالعہ کریں تو صاف نظر آجائے کہ اب ہمارے ضعف و انحطاط کا یہ عالم ہو گیا ہے کہ فرزندان اسلام خود اپنے گھر میں اور اپنے زیر دستوں کے ہاتھوں بھی مقہور و مظلوم ہو رہے ہیں! فلسطین وہ مقام ہے جس پر ایام مظلمہ میں مسیحیت کی خرفناک خرنیں کوششوں اور موجودہ عہد تمدن میں یورپ کے پر فریب سیاسی دسائس کے باوجود آج تک اسلام کا پرچم توحید لہرا رہا ہے۔

با ایں ہمہ وہاں کی موجودہ حالت نہایت درد ناک اور ماتم انگیز ہے۔

فلسطین اس سلسلہ مضامین کی ایک مستقل کڑی ہے جو ہم بقیہ "عالم اسلامی" کے عنوان سے شائع کرنا چاہتے ہیں۔ مختلف دول یورپ کا نفوذ، ان کے مصالح و اغراض کا تعارض و تضاد، یہودیوں کا ہجوم و استیلاء، مسلمانوں کی حسرتناک مغلوبیت و کس میرسی، اس کے ضروری مگر دل نگار و گرہ انگیز نقطہ ہائے بحث ہیں جنہیں سر دست نہیں چھیڑینگے۔ صرف دو ایک واقعات کے بیان پر اکتفا کریں گے جو تازہ عربی داک میں مرمول ہوئے ہیں:

ملکوں کے انقلابات اور قوموں کی بیداری کی تاریخ کا یہ ایک متواتر مسلم واقعہ ہے کہ ظلم و فشار کی زیادتی، ہجوم و استیلاء کی شدت، جبر و عدوان کی کثرت، اور چیرہ دست و غالب قوم کی سببیت و بدننگی، یعنی تاخت و تاراج، خونریزی سفاکی، اور اسی طرح کے تمام مظالم کسی خاموش و انسرہ ملک میں عالمگیر حرکت و بیداری اور ایک غافل و خرابیدہ قوم کے اندر عام احساس و تنبہ پیدا کردیتے ہیں۔ بشرطیکہ اسکے پہلے دن آنے والے ہوں۔

گذشتہ نصف صدی سے عالم اسلامی پر ایک عام جمود و انسرنگی طاری تھی۔ گو اسکے مختلف حصوں میں احساس و شعور کے آثار نمایاں ہوئے مگر درحقیقت وہ ابتدائی لہریں تھیں جنکا رجحان صرف سطح سمندر ہی پر ہوتا ہے۔ اسکے نیچے یعنی وسط و قعر حسب سابق خاموش و ساکن رہتے ہیں!

لیکن گذشتہ دو خونی سالوں نے عالم اسلامی کی حالت یکسر بدلدی۔ اب عربوں نے بھی جمود و تعطل اور معض ترکوں کے ساتھ معرکہ آرائی کرنے کی سطح سے کس قدر بلند ہوئے نظریں ڈالی ہیں، اور انہیں اپنے وطن عزیز اور گہوارہ اسلام میں اجنبی قوتوں کے اثر کا غلبہ، پرانے دشمنوں کا تسلط، اور زمین کے بھرے فرنگیوں کا چاروں طرف ازسماں نظر آ رہا ہے۔ یہ منظر قدرتاً انکی ایک نئی حرکت کا ذریعہ ہوا۔ انہوں نے اس عرصے میں وقتاً فوقتاً اپنی موجودہ حالات پر مقام اور اس سے نجات کے لیے استغاثہ و فریاد کی چیخیں بلند کیں۔ مگر یورپ کی مصری ذریات یعنی المود، المقطم، اور لسان الحال وغیرہ ان علام و آثار کو ایسے خرفناک عنوانوں کے ساتھ شائع

کرتے ہیں جن سے عربوں اور ترکوں کے تعلقات کی پرانی دشمنی کو ہمیشہ غذا ملتی رہے، اور اختلاف کی وہ خیل وسیع سے وسیع تر ہو جائے جسکے پانی سے یورپ کی امیدوں کا شجرہ ملعونہ و خبیثہ سیراب ہوتا رہتا ہے!

چنانچہ گذشتہ حرکت عربیہ اور اسکے طرفداروں کے نزدیک لنچ کمپنی کے دائرہ اقتدار کی توسیع پر اہل عراق کی بے چینی، مسلمانان فلسطین کی داخلی تدابیر، مقارمت اور ملک و حکومت کی اطلاع کے لیے ضرور فغاں کرنا اسی کا نتیجہ ہے۔

صہیونی یہودیوں کے روز افزوں تسلط اور اقتدار و مظالم کا تذکرہ اس جلد کے کسی گذشتہ نمبر میں آچکا ہے۔ آج ایک اور واقعہ نقل کیا جاتا ہے جسکو اس ظلم و ستم اور توہین و تذلیل کے صدہا واقعات کا نمونہ سمجھنا چاہیے جو یہاں برابر پیش آتے رہتے ہیں۔

"محمد عمر آفندی ایک پر جوش و غیر شخص مقام زوارہ کا دولتمند تھا۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ یہودی رفتہ رفتہ تمام شہر پر قبضہ کرتے جاتے ہیں۔ اس لیے جب یہودیوں نے زوارہ کا تھیکہ لینا چاہا تو اس نے سخت مخالفت کی۔ مگر افسوس کہ اسکی کچھ نہ چلی۔ یہودیوں کو اپنی کوشش میں کامیابی ہوگئی۔"

حال میں اس پر بعض ایسے ناگہانی مصائب آپڑے کہ اسے اپنی جائداد رہن رکھنا پڑی۔ فلسطین میں مسلمان اسقدر دولتمند کہاں ہیں کہ وہ رہن رکھسکتے؟ مجبوراً یہودیوں ہی کے ہاتھ گرو رکھنا پڑی۔ ان ظالموں نے پہلے تو روپیہ نہایت خندہ پیشانی سے دیا، مگر تھوڑے ہی دنوں کے بعد نہایت سختی سے تقاضا شروع کیا۔ جب وہ روپیہ نہ دیسکا تو اسکو گرفتار کر کے مارنے پیتنے لگے اور جب اچھی طرح زد و کوب کچکے تو ایک قلعہ میں نظر بند کر دیا اور اسکی جائداد نیلام کر کے خود ہی خرید لی۔ وہ بیچارہ اب قیدی ہے۔ اسکے اہل و عیال دانے دانے کو محتاج ہیں۔ اہل شہر نے والی بیروت کے پاس فریاد کی۔ گورانی نے ہنوز قطعی طور پر پاس انگیز جواب نہیں دیا ہے مگر تاہم وہ برابر قال رہا ہے۔ اسکی وجہ بظاہر یہی معلوم ہوتی ہے کہ مجرم یہودی جرمنی اور روس کی رعایا ہیں۔ والی کو خوف ہے کہ اگر اس نے کسی قسم کی عملی کارروائی کی تو دونوں سلطنتیں حفظ حقوق کے نام سے مداخلت کریں گی۔ یہاں یہ بھی افزا ہے کہ انہوں نے اپنی اپنی سلطنتوں کو اس واقعہ کی اطلاع دیدی ہے اور وہاں سے انکو اطمینان دلایا گیا ہے کہ "یہ حالت ہے اس ملک کے مسلمانوں کی جہاں خود ہماری حکومت ہے!"

روزانہ الہلال

ہرگز ابھی شائع نہیں ہوا ہے، اس لیے بذریعہ ہفتہ وار مشہر کیا جاتا ہے کہ امبرالیکری یعنی سوزنی کم کے گل دار پلنگ پوش، میز پوش، خوان پوش، پردے، کامدار چوئے، کرتے، رفل پاریجات، شال، الزان، چادریں، لڑکیاں، نقاشی میٹا کاری کا سامان، مفک، زعفران، سلاجیت، میوہ، جوار، زیوہ، کل بلغغہ وغیرہ وغیرہ ہم سے طلب کریں۔ فہرست مفت ارسال کی جاتی ہے۔ (سی کمپیر کو اپریٹیر سوسائٹی - سری نگر - کشمیر)

مقالا

عرب کی بقیہ ازاں حکومتوں کا خاتمہ

مسقط، عمان، یمن، حضر موت

تاریخ و عبرت

حتیٰ کہ ساحلی شہروں سے ایک ہزار فوج مدد کے لیے آئی جس نے دشمن پر حملہ کر دیا۔ حملہ کے اثنا میں برٹش ریزلنٹ ہندی انگریزی رعایا کو مقابلہ میں لے گیا۔ شام تک اور کدک بھی آگئی۔ آخر باغی بھاگ گئے اور غریب سلطان کو انگریزی رعایا کے نقصان کا خسارہ دینا پڑا !

سنہ ۱۸۹۲ میں مسقط میں فرانسیسی قنصل خانہ قائم ہوا جس کا مدعا صرف سیاسی تھا۔ انہوں نے بہت سی سازشیں کیں۔ لیکن انگریزی رقابت سے کوئی اثر ہونے نہ پایا۔ انگریزوں نے البتہ فرانس کے مقابلے میں بہت سی مراعات حاصل کر لیں۔ چنانچہ سلطان مسقط نے بحر قلزم کا سلسلہ تار قائم کرنے کے لیے پانچ جزیرے دیدیے۔ یہ جزیرے بہت زر خیز ہیں۔

سنہ ۱۸۹۱ میں انگریزی کمشنری نے مسقط اور زنجبار کی حکومت کے دو دعویداروں کے درمیان ثالثی کی اور سلطانی علاقہ کو دو قسموں میں منقسم کر دیا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد آخر الذکر حکومت برٹش ایسٹ افریقہ میں جذب ہو گئی ! پھر سنہ ۱۸۷۳ ع میں عمان پر بھی دست آزدرازا ہوا اور اپنی عالمگیر انگریزی پالیسی کے مطابق بالآخر سلطان کو وظیفہ خوار بنائے چھوڑا !! عمان کی موجودہ پولیٹیکل حالت یہ ہے کہ جنگ بلقان کے آخر سے عمان میں پھر بغاوت کی حرکت شروع ہوئی۔ ابھی بغاوت فرر نہ ہوئی تھی کہ سلطان فیصل بن ترکی کا انتقال ہو گیا۔ اس کشمکش میں انگریزی طماعی بھلا کب اس بات کی متقاضی تھی کہ خاموش رہے ؟ سلطان کے طرف سے کچھ ہندوستانی فوج مسقط میں اتار دی گئی اور انگریزی بیڑے کو بھی اشارہ ہوا کہ برقع اور ساحل سہار پر گولہ باری کرے !

بغاوت ابھی تک فرر نہیں ہوئی ہے۔ انگریزوں کا اقبال بر سر اوج ہے اور عمان کو شکنجہ میں کسنے کے لیے ایک نیا پیچ گھمایا گیا ہے۔ ٹرکس گورنمنٹ سے جو معاہدہ خلیج فارس کے لیے ہوا تھا، مجھے خیال ہوتا ہے کہ اس میں ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ ترکی عمان کے قانونی دعوے سے دست بردار ہوگئی۔

مچکر خوف ہے کہ اسی طرح کل کریمن، پھر حجاز، پھر شام و عراق سے بھی دست بردار ہونا نہ پڑے۔ ہاں اس معاہدہ سے اتنا پتہ ضرور چلا کہ عمان بھی کسی وقت ترکی کے زیر سیادت ہونے کا فخر رکھتا تھا۔

عمان اور مصر کی حالت ایک سی ہے۔ عمان کے قریب ہی جزیرہ نما القوس و بحرین، اور اس کے متصل ایک مشہور مرتبوں کا جزیرہ ہے۔ ساتھ ہی خلیج فارس کے قبرس کی طرف سے بھی آئے انگریزوں کے حوالہ کر دیا ہے۔ بحرین جس کا نام ہم شروع اسلام سے سنتے آئے ہیں اور تاریخ میں اس کی اہمیت اکثر مطالعہ کرچکے ہیں، آج یونین جیک کے زیر سایہ ہے اور خلیجی میں یہ جزیرہ تمام عرب میں بے مثل ہے اور اپنی قدامت میں تو بابل کا همسر سمجھا جاتا ہے۔ یہاں اُن قبرروں کا پتہ چلتا ہے جو قحطان کے بتوں کی ہیں، اور یہی پھلا مستقر اقوام عرب یا قبیلہ عدنان کا ہے۔

کویت اور القطار بھی انگریزوں کے زیر اثر ہے۔ عربی کو بھی اس بات کا فخر حاصل ہے کہ اس نے پہلے سفید جنس کی

سنہ ۱۷۹۸ ع میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے سلطان مسقط سے عہد کیا کہ وہ فرانسیسیوں کو عمان سے خارج کر دے گا۔

سلطان سعید سنہ ۱۸۰۴ سے سنہ ۱۸۵۶ ع تک حکمران رہا۔ اس نے انگریزوں کے ساتھ ملکر عربی قزاقوں سے جنگ کی اور غلامی کے انسداد کے لیے تین عہد نامے تحریر کیے۔ سعید کی وفات پر عمان سے اس کے مارا البحر مقبوضات جدا ہو گئے۔ سید سیوانی مسقط میں اور اس کا چھوٹا بھائی زنجبار میں حکمران تھا۔ سیوانی سنہ ۱۸۶۶ ع میں بمقام سیار قتل ہوا۔ اس کا بیٹا سلیم جانشین ہوا۔ اس کے بعد سنہ ۱۸۷۱ ع میں سید ترکی سعید کا ایک بیٹا تخت نشین ہوا۔ اس کے وقت میں اکثر بغاوتیں ہوتی رہیں۔ انگریزوں کے کہنے سے اس نے افریقہ اور زنجبار میں غلاموں کی تجارت مسدود کر دی۔ اس کے معارضہ میں انگریز آئے چھ ہزار پونڈ سالانہ دیتے رہے۔

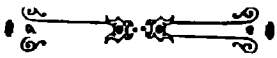
سنہ ۱۸۸۸ میں اس نے وفات پائی اور اس کا بیٹا فیصل بن ترکی جانشین ہوا۔ اس کے زمانے میں بھی بغاوتیں بند نہ ہوئیں۔ فروری سنہ ۱۸۹۵ میں بدویوں نے بغاوت کر کے شہر مسقط لوٹ لیا۔ سلطان خوف سے قلعہ بند ہو گیا۔ بنائے فساد یہ تھی کہ سلطان نے ایک شیخ صالح محمد نامی سے خراج طلب کیا۔ وہ مطلوبہ رقم سے کم دیتا تھا۔

نومبر سنہ ۱۸۹۴ ع سے ۱۲ فروری سنہ ۱۸۹۵ ع تک باغی اسلحہ اور فوج جمع کرتے رہے۔ ۱۲ فروری کو عبد اللہ بن شیخ صالح ۲۰۰ مسلح بدوی لیکر سلطان مسقط سے ملاقات کرنے گیا۔ اس کی سلامی ہوئی اور سلطان نے چار سو پونڈ نقد تحفہ دیا۔

مسلح بدویوں کو شہر میں جانے کی اجازت دیدی گئی تھی۔ اُدھی رات گزرنے پر باہر سے آکر انہوں نے حملہ کر دیا۔ شہر کے دروازے کھول دیے اور بہت سے بدوی گھس آئے۔ بازار کا دروازہ اور بڑا مغربی دروازہ دونوں بدویوں نے مسخر کر لیے۔ پھر سلطان کے محل پر حملہ کیا۔ سلطان نے جاگتے ہی دو حملہ آوروں کو گولی سے مار دیا، اور خود ایک پوشیدہ دروازے سے قلعہ میں چلا گیا جہاں سے شہر اور بندر گاہ پر گولہ باری ہو سکتی تھی۔ اس کا بھائی بھی ایک دوسرے قلعہ میں چلا گیا۔ دونوں قلعوں میں پچاس پچاس آدمی اور بارہ پونڈ کی چند ترپیں تھیں۔

محل پر گولہ باری شروع ہو گئی جس پر بدوی قابض نہ ہو سکے۔ مگر ۱۲ فروری کو بدویوں نے شہر کے دروازے بند کر کے اوسپر قبضہ کر لیا۔ محل سلطانی بالکل لوٹ لیا۔ سلطان نے قلعوں کی توپوں پر بندووقوں سے آتش افغانی شروع کی۔ تین روز تک اپنے ہی محل پر گولے برساتا رہا۔ باغیوں نے قلعہ پر حملہ نہ کیا، اور شہر میں بھی نہ پھیلے۔ انگریزی حصہ بالکل محفوظ رہا۔

عالم اسلامی



مجموعہ معالجہ زائر مالہ

عربی ہند میں عربوں کا ابتدائی ورود

محیط ہند میں ایک عرب سلطان!

مالدیپ (جسکو عربی جغرافیہ نویس ملائیپ یا ملدیپ کہتے ہیں) بحر ہند کے بے شمار چھوٹے چھوٹے جزیروں کا ایک مشہور مجمع الجزائر ہے جو اپنی بحری پیداوار کی وجہ سے ہمیشہ دور دور کے تاجروں اور متلاشیان دولت کیلئے ایک پرکشش خطہ رہا ہے۔ اس کے جزیرے گروہت چھوٹے چھوٹے ہیں حتیٰ کہ ہر جزیرہ کا طول و عرض ایک میل سے زیادہ نہیں، لیکن چونکہ انکی تعداد بے شمار ہے۔ اسلئے مجموعی حیثیت سے ایک بڑی وسیع آبادی پیدا ہوگئی ہے، اور بیس سے تیس ہزار تک بیان کی جاتی ہے۔

یہاں کی مشہور پیداوار عنبر، مرارید، اور زیادہ تر موتی ہیں جنکی وجہ سے اس کے بندرگاہ ہمیشہ تاجران عالم کا جہانگاہ رہے ہیں۔

* * *

یہاں کی تمام آبادی تقریباً مسلمان ہے اور ایک خاص مقامی زبان بولتی ہے۔ تاریخ و آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب کے سب عربی النسل ہیں، اور ان عرب تاجروں اور داعیان اسلام کی اولاد میں سے ہیں جو تاریخ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں ہندوستان کے جزائر عربی کی طرف پہنچے، اور بحکم: یا عبادي الذين امنوا! ان ارضي راسعة، فایامی فاعبدون! یہیں آباد ہو گئے!

یہاں کی حکومت ابتدا میں دیسی آبادی کے ہاتھ میں تھی جو چنگلی قوم کے نام سے مشہور ہے، لیکن اسلام ایک قوت ہے جو اگر ضائع نہ کر دی گئی ہو تو صرف حکومت اور فرمانروائی ہی کیلئے بھیجی گئی ہے، اور وہ کبھی بھی محکوم و غلام ہو نہ سکتا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ہی ایک عربی سلطنت قائم ہوگئی جسے مختلف زمانوں میں قرب و اطراف کے بت پرستوں، قرور متوسط ہند کے دریائی ڈاکوؤں، یورپ کے ولندیزیوں، اور تاجروں کے فوجی حملوں سے اپنی سرزمین کی مدافعت کی اور مرکز اسلامی سے ہزارہا فرسخ کے فاصلے پر، عام بحری گذرگاہوں سے الگ رہکر، اور محیط ہندی کی ہلاکت خیز موجوں اور طوفانوں کے اندر، دعوۃ توحید اور صدام مقدس لا الہ الا اللہ کو عظمت و حکمرانی کے ساتھ قائم رکھا!

* * *

یہاں تک کہ ہندوستان میں ایسٹ انڈین کمپنی پہنچی، آہستہ آہستہ تمام اطراف و جوانب بحری بھی قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ اپنی بحری پیداوار کی وجہ سے یہ مجمع الجزائر ہر اجنبی قوم کی طمع و آرزو قدرتی طور پر دعوت دیتا تھا۔ رفتہ رفتہ انگریزی تجارت کے جہازوں نے آمد و رفت شروع کی اور قبل ازاں کہ ہندوستان کے اندر میدان پلاسی اس کے مستقبل کا فیصلہ کرتے انگریزی نفوذ نے حسب عادت مالدیپ پر قبضہ کر لیا!

* * *

گیارہویں اور بارہویں صدی ہجری میں یہاں کا مسلمان حکم بالکل خوں مختار تھا۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے تاریخ ”سب

قدم ہوسی کی۔ لیکن حضر موت کو بھی اس بات سے کم فخر نہیں ہے کہ اس کے سلاطین نصارا کے ید بیضا کا معجزہ دیکھ رہے ہیں! ابھی دہلی میں ہز ہائلس سلطان مقالہ کو ہم نے دیکھا ہے کہ شہنشاہ جارج خامس کے آگے اپنی عزت کو نثار کر رہا تھا!

حضر موت وہ خطہ ہے جس کے باشندوں کی بدولت آج چالیس ملین انسان جزائر سوماٹرا اور جاوا میں مسلمان نظر آتے ہیں! یہیں کے عرب وہ مشنری اور تاجر ہیں جو ایست انڈیا میں پہنچے تھے۔ اور اب بھی وہاں ایسے سلاطین ہیں جن کا رشتہ حضر موت سے ہے۔ مارب کے عظیم الشان کنہدر اسی حضر موت میں ہیں۔ یہ خطہ کئی سلاطین میں منقسم ہے۔ مقالہ سنگ سرخ کے پہاڑوں کے اندرونی جانب واقع ہے۔ یہاں کا حاکم القاسی خاندان کا ایک سلطان ہے۔ اس خاندان کا سات منزلہ قلعہ ایک ایکڑ رقبہ پر اب تک موجود ہے، جس کے مورچے اور دیواریں بہت ہی مضبوط ہیں۔

شیام رانی حضر موت کا سب سے بڑا شہر اور تیل کا رنگ بنانے کے لیے مشہور ہے۔ اسی کا ایک شہر شہیر قدیم زمانے میں تجارت کا مرکز تھا۔ یہاں خاندان القاس کا ایک وارث نواب ہے جس کا باپ نظام حیدر آباد کی عربی فوج کا سپہ سالار ہے۔

حضر موت یمن کا ایک حصہ ہے۔ ترکی فوج ایک بار یمن سے گذر کر یہاں پہنچ بھی گئی تھی مگر کمزور و بزدل باب عالی نے انگریزی اعتراض کے آگے سر تسلیم خم کر دیا، اور اس خطہ کو جو اسکی عربی مقبوضات کے لیے ایک لعل بے بہا تھا، غیروں کے ہاتھ چھوڑ دیا!

اندرون عرب میں ایک خطہ رانی دار سیر اور نجدران کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں عبداللہ بن سبا کے فرقے کے لوگ ہیں۔ رانی دار سیر ۳۰۰ میل لمبی اور ایک سو میل چوڑی ہے۔ یمن کا سب سے بڑا زر خیز خطہ یہی ہے۔ دار سیر میں تین منزل تک کھجور ہی کے باغ ہیں۔ ان ملکوں میں گو ابھی تک کسی یورپی طاقت کا گذر نہیں ہوا لیکن ترکی بھی اس پر متوجہ نہیں، اور شاید کبھی بھی نہ ہو۔ (رفیقی)

جوہر مشرق مغربی و چوب چینی

یورپ کے بنے ہوئے ہمارے مزاجوں کے ساتھ اس لیے مرافق آہن۔ ہمارے وہ روح شراب میں بنائے جاتے ہیں، جو سخت معرک خورن درم ہے جو گرم مزاج اور گرم ملک کے باشندوں کو بجائے اس کے کہ گرم خورن کو ٹھنڈا کریں خورن کو اور تیز کر دیتے ہیں۔ ہم نے اس جوہر میں برگ حنا، چوب چینی وغیرہ مبتدل و مبدل خورن درائیں شامل کر دی ہیں۔ جن کی شمولیت سے عشبہ کی طاقت در چند ہوگئی ہے۔ چند خوراک تجربہ کر کے دیکھ لیجیے۔ سیاہ چہرے کو سرخ کر دیتا ہے۔ بدنما داغ، پھوڑے، پھنسی، بیقاعدگی ایام، درد نل، ہڈیوں کا درد، درد اعضا، وغیرہ میں جو لوگ مبتلا رہتے ہوں اسکو آزمائیں۔

یاد رکھیگا کہ دوا سازی میں یہ نکتہ دل میں جگہ دینے کے قابل ہے کہ ایک درالی جو نا تجربہ کار بنائے مضروبے عمل ہرجاتی ہے۔ اور وہی دوا مناسب اجزاء و ترکیب سے واقف کار بنائے تو مختلف حکمی عمل و عجیب و غریب خواص و فوائد ظاہر کرتی ہے۔ دوا سازی میں قاعدہ ہے کہ جب تک دوا سازان اجزاء کے افعال و خواص سے باخبر نہ ہوں کبھی اسکا ترکیب دیا ہوا نسخہ سریع الاثر حکمی فائدہ نہ کریگا۔ یہی وجہ ہے کہ جاہل درکنداروں کے نسخے جو دوا سازی کے اصول سے محض نا آشنا ہوتے ہیں بجائے فائدہ دینے کے نقصان کرتے ہیں، لہذا ان سے بچنا چاہیے۔ قیمت شیشی کلاں ۳ روپیہ۔ شیشی خورد ایک روپیہ ۸۔ آنہ استعمال سے پلے جسم کا وزن کرر اور ایک ماہ کے بعد خون دیکھ لو۔

الحمد للہ

حکیم، ڈاکٹر، حاجی غلام نبی زبدۃ العکما شامی سند یافتہ مرجی دروازہ لاہور مصنف کتب طبی ۲۵ عدد

المسکین الساکنین بہا کلہم مکتوبۃ عذد رئیس النصارى !!
(دیکھو سبحة المرجان - مطبوعۃ بمبئی - صفحہ ۲۳)

گویا ولندیزی اور مسیحی حاکم مسلمانوں کی مذہبی زندگی کا احتساب کرتا تھا - آج ہندوستان میں خود مسلمان اپنے احتساب دینی سے غافل ہیں !

انکے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی سلطان عثمانی اور شہنشاہ دہلی، درنوں کیلئے خطبہ میں دعا مانگی جاتی تھی !

* * *

لیکن اب اسلام کے تمام بہترین خزانوں کی طرح یہ موتیوں کے جزائر بھی انگریزوں کے قبضے میں ہیں - اپنی مشہور مستعمرانہ پالیسی کے مطابق حکمران خاندان کو برائے نام باقی رکھا ہے جو "سلطان مالدیپ" کے لقب سے مشہور ہے - موجودہ سلطان ہڑھائیس محمد شمس الدین اسکندی ہے جو چند سال ہرے، اپنے باپ سلطان سابق کے ساتھ حج کیلئے مکہ معظمہ گیا تھا - رہائے رابہی میں اسکا باپ مصر آیا اور اسکندریہ میں انتقال کر گیا - اسی وقت سے مالدیپ کا سلطان یہی قرار دیا گیا ہے -

ان لوگوں کی رنگین بدل گئی ہیں - زبان دوسری ہو گئی ہے - عادات و خصائل میں بھی بہت سے تغیرات ہو گئے - تاہم عربی خصائص اب تک مٹے نہیں، اور اس قافلے کے نقش قدم باقی ہیں جو خشکی اور تری، درنوں میں اپنی نہ مٹنی والی یادگاریں چھوڑ گیا ! عربی حکومتیں مٹ گئیں اور جو برائے نام باقی ہیں وہ بھی بظاہر چراغ سحری نظر آ رہی ہیں، تاہم ان عربوں کا نام تو دنیا کبھی نہیں مٹا سکتی جو چند صدیوں پیشتر تک دنیا کے سب سے بڑے تمدن، سب سے بڑے علم و حکمت، سب سے زیادہ حصہ ممالک، اور سب سے زیادہ خدا اور اس کے بندوں کے تعلقات کے مالک تھے !

تلك الجنة التي ثورث من عبادنا من كان تقيا ! (۱۹ : ۶۴)

ایچ - احمد دیدی صاحب مالدیپ مقيم لکھنے نے ہمیں در تصویریں اشاعت کیلئے دی ہیں - جنہیں سے ایک سلطان مالدیپ کے محل شاہی کی تصویر ہے، دوسری وہاں کی ایک مشہور سڑک کو پیش نظر کرتی ہے - یہ سڑک دار الحکومت کی سب سے بڑی سڑک ہے - سلطان کا محل، جامع مسجد، شمس الدین کا مزار، مشہور تاریخی منارہ، تمام بڑی بڑی عمارتیں اسی سڑک میں واقع ہیں - ان تصویروں کو ہم نے اس لیے شائع کر دیا کہ مالدیپ کے ذکر میں مسلمانوں کی گذشتہ اولو العزمیاں اور عربی حکومت کی عالمگیر قوت کی یاد پوشیدہ ہے، اور یہ جو چند مٹے ہوئے اور مٹنے کے قریب نشانات دنیا کے مختلف حصوں میں نظر آ رہے ہیں، فی الحقیقہ عبرت و تنبیہ کی صدائیں ہیں، اور ایک ایسی قوم کے لیے جو اپنا اقبال و تمدن تاراج غفلت کر چکی ہے، انکے مطالعہ و نظر سے بڑھکر اور، وئی وسیلہ بیداری و اعتبار نہیں ہو سکتا :
لن کان له قلب ار القی السمع و هو شهید !!

ہم احمد دیدی صاحب کا ان تصویروں کیلئے شکریہ ادا کرتے ہیں -



المرجان فی آثار ہندستان " میں اُس زمانے کے حالات نہایت دلچسپ لکے ہیں - شیخ اسماعیل شانعی السورتی نامی ایک سیاح نے یہاں کے حالات ان سے بیان کیے تھے - اور سنہ ۱۱۷۵ میں سید قمر الدین اورنگ آبادی نے بھی ان جزیروں کو اپنی سیاحت حجاز کے اثنا میں دیکھا تھا - وہ لکھتے ہیں کہ نہایت خوبصورت اور آباد جزائر ہیں - آبادی مسلمانوں کی ہے جو حد درجہ صوم و صلوة اور جمیع احکام اسلامیہ کے پابند ہیں - تین جمعوں کی نماز بھی میں نے یہاں کی جامع مسجد میں پڑھی - خطبہ میں سلطان عثمانی اور شاہنشاہ دہلی کیلئے دعا مانگی جاتی ہے - سلطان عثمانی کا ذکر اسلئے کیا جاتا ہے کہ لکھنہ خادما للعرشین الشریفین زاد ہما لله جاہا - یعنی اسلئے کہ وہ خادم العرشین الشریفین ہیں !

اس سے اندازہ کر کہ اسے قیڑہ سر برس پہلے ان سمندروں کے بے تعلق جزیروں کے اندر بھی سلطان عثمانی کا نام خطبوں میں لیا جاتا تھا، اور تھیک اسی بنا پر لیا جاتا تھا جس حیثیت سے آج ہم لینا چاہتے ہیں، اور جسے تسلیم کرنے پر بعض ہندوستانی پیشواؤں کو اسلئے اعتراض ہے کہ انگریز اس سے خوش نہیں ہوتے !

سنہ ۱۱۷۵ میں مالدیپ کے جزیروں کے اندر خلافت عثمانیہ کیلئے دعا مانگی جاتی تھی، مگر سنہ ۱۳۳۱ میں جامع مسجد دہلی کے اندر یا علی گڑھ کی سب سے بڑی اسلامی تعلیم گاہ کی مسجد میں اس کے لیے دعا مانگنے کی چنداں پورا نہیں کی جاتی !

اسی سلسلے میں سید قمر الدین اورنگ آبادی نے ایک بات نہایت عجیب لکھی ہے - وہ جب جزیرہ سیلوں کے بندر گاہ کالی میں گئے تو اُس زمانے میں وہاں ولندیزیوں کا قبضہ پایا مگر مسلمان آباد تھے اور ایک شاندار جامع مسجد موجود تھی -

جمعہ کے دن مسجد میں گئے تو دیکھا کہ ایک ولندیزی افسر دروازہ پر بیٹھا ہے، اور ایک بہت بڑا رجسٹر اس کے ہاتھ میں ہے -

ہر مسلمان جو نماز پڑھنے کیلئے آتا ہے، اسکا نام پوچھتا ہے اور رجسٹر میں درج کرتا ہے - تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہاں کے ولندیزی حاکم کے پاس تمام مسلمانان جزیرہ کے نام دفتر میں لکے ہوئے ہیں - جمعہ کے دن ایک افسرانکے ناموں کے رجسٹر کو ساتھ لیکر آتا ہے اور تمام آنے والوں کے نام رجسٹر میں دیکھتا ہے، تاکہ اگر کوئی مسلمان بلا عذر جمعہ کی نماز کیلئے مسجد نہ آئے تو معلوم ہو جائے، اور اسے سزا دی جاسکے : ان رئیس ولندیز یعین شخصاً من النصارى یوم الجمعة، یجلس علی باب المسجد و یکتب اسماء الذین یعصرون الصلوة فان لم یعصر احدا من المسلمین، یواخذہ - واسما

مکتوب لندن

از مشیر حسین قذافی اسکوٹر نژد لندن

علاقات بھی رکھتا ہوں اور یہاں دیکھ رہا ہوں کہ گروانکے ساتھ بعض ہمارے سرغناؤں نے یہاں کے قیام کے دوران میں اچھا برتاؤ نہیں کیا اور انکے کام میں اور مشکلات ڈال دیں، پھر بھی وہ بیچارے پریس ایکٹ کا بہت سا کام کرچکے ہیں۔ ترکوں کے معاملہ میں بھی انہوں نے شاید سب سے زیادہ عملی کام ہندوستان میں کیا۔ الغرض ذاتی طور پر میں انکی وقعت کرتا ہوں۔ اور کم نہیں کرتا۔ لیکن اگر زمیندار کا معاملہ ذاتی رکھا جائے تو میں اس اخبار کو ایک کاغذ کے رزے کے مثل سمجھوں گا جسکا پارہ پارہ کر دینا ہی تھیک اور مقابلتا بہتر ہے۔ اگر انکو صرف اپنی منفعت ہی کا خیال اور اپنے پریس ہی کی واپسی مقصود ہے تو میں سچ کہتا ہوں کہ غیر دل میں انکی کچھ بھی وقعت نہ ہوگی !

آپ کی رائے بہت صائب تھی۔ آپ نے بالکل درست لکھا کہ یہ بھی غلطی کی گئی کہ اسے دوبارہ جاری کرنے کیلئے چندہ کیا گیا۔ مشترکہ سرمایہ سے جاری کرنا تھا۔ اسمیں بھی ذاتی منفعت ہی جھلک نظر آتی ہے۔ حالانکہ اسکا قومی بنا دینا بہتر اور مضبوط ترین چیلنج ہوتا۔

خدا را آپ اپنی آتشیں زبان سے میری قوم کو اور اپنی قوم کو یہ سمجھا دیں کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلا کر انسانوں کو سجدہ کرنا چھوڑ دے۔ وہ اپنے پیروں پر آپ کھڑا ہونا سیکھے۔ وہ اپنے حقوق پر مضبوطی، استقلال، اور پامردی کے ساتھ جم جائے۔ وہ ذاتی غرض کو قومی اور مذہبی غرض میں فنا کر دے۔ پھر دیکھ کہ دنیا کی کونسی قوت ہے جو اسکی کامیابی میں حائل ہر سکتی ہے؟ زمین اور آسمان ملکر بھی سچے مسلمان کے حصول مقصد میں حائل نہیں ہو سکتے !!

مجھے آپ کو اتنا اسوقت اور لکھ دینا ہے کہ انجمن خدام الکعبہ کے متعلق بھی مجھے اسی کا اندیشہ ہو رہا ہے۔ کہیں ارسمیں بھی وہی ہاتھ جوڑنے کی پالیسی نہ اختیار کی جاوے۔

مجھے آپ پر بھی اُس میں مجنونانہ دلچسپی نہ لینے کا بڑا اعتراض ہے جو میں کسی دوسرے وقت لکھوں گا۔ خدا کے لیے ارسمیں در آئیے۔ اور پوری طرح در آئیے۔

میں مستقل خط پھر لکھوں گا۔ مسلمان ابھی بہت بڑے خطروں میں ہیں۔ آثار بہت خراب ہیں۔ بلائیں اُمنڈ رہی ہیں۔ وہ اب تک غافل ہیں گو قہر انگیز آتش فشاں بجلی کی گرج اور تڑپ کانوں کے پردے اُڑا دیتی ہے۔ نہ صرف ہندوستان کے مسلمان بلکہ ترک بھی غافل ہیں۔ بالکل سوے ہوئے۔ آپ کی خدمت میں میری گزارش ہے کہ خدام کعبہ کو اسوقت کا اہم ترین کام سمجھیے اور خدا کیلئے ارسمیں در آئیے۔

کیا اچھا ہو اگر آپ الہلال کو کسی دوسرے اہل پر چھوڑ کر یہاں آجائیں اور میں اور آپ حجاز اور ترکی کے قریہ قریہ میں دورہ کریں۔ اگر یہاں آپ نہ آئیں تو میں کہیں آپ سے مل لوں۔ میرے نزدیک کئی مصلحتوں سے آپ کا ایک نظر اس ملک کو بھی دیکھ لینا بہتر ہوگا۔

آئیے۔ وقت تنگ ہے اور تنگ تر ہو رہا ہے۔ بلکہ معدوم ہونے میں کچھ بھی کسر باقی نہیں رہی۔ آئیے۔ اور جلد آئیے۔ میں تو دل بیمار بھی رکھتا ہوں۔ فرصت جب تک ہے۔ ہے۔ آئیے اور بہت ہی بہت جلد آئیے۔ والسلام۔

ترجمہ اردو تفسیر کبی

قیمت حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارہ الہلال سے طلب کیجیے

محترم مولانا - افسوس کہ ہم میں غلامی کی عادت اسقدر سرائے کر گئی ہے کہ ہمارا اس سے آزاد ہونا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ ہمارے سرغنہ اور تعلیم یافتہ لوگ بھی اس سے علحدہ نہیں ہو سکتے۔

میں نے ہمیشہ یہ خیال کیا کہ اگر مسلمان موجودہ تمدن سے الگ نہ رکھے جائیں تو انکو ہندو بھائی نیچے رکھنا کیا معنی؟ مجبور ہونے کے اپنا سرغنا بنائیں۔ میرا یہ خیال محض اسلیئے تھا کہ مجھے اسلام کی قوت پر اعتماد ہے۔ موجودہ تمدن میں جو کچھ خوبیاں ہیں، وہ سب کی سب اسلام میں موجود ہیں۔ ایک مسلمان کو نئے سبق کی کچھ ضرورت نہیں۔ کسی طرح نئی عادات پیدا کرنا نہیں۔ ارسے لیے نئی راہوں میں ذرا بھی رکاوٹیں نہیں ہیں۔

اگر اسکی عملی مثال کی ضرورت ہو تو ایڈیٹر الہلال کی مثال موجود ہے۔ ایڈیٹر الہلال انگریزی زبان اور تمدن یورپ سے ریے واقف نہیں جیسے اور نئے تعلیم یافتہ بزرگ اور مشہور لیڈر۔ قادم ایک زمیندار کی ضبطی ہی کے معاملہ کو دیکھیے۔ اسمیں صائب ترین رائے صرف ایڈیٹر الہلال ہی کی رہی ہے۔ کیوں؟ اسلیئے کہ وہ سچے اسلام سے واقف ہیں۔ انکے کاموں کی بنیاد تعلیم اسلام پر ہے۔ زمیندار کی ضبطی کے متعلق میں نے الہلال دیکھا۔ اور دیگر اخبارات بھی دیکھے۔ شروع ہی سے یہ فرق نظر آیا کہ جس اصول پر الہلال نے اس معاملے کو اڑھا یا ہے وہ پورا مدبرانہ ہے۔ اور جس نظر سے دیگر مشہور آزاد اخبارات نے اس معاملے کو دیکھا وہ بالکل حقیر و ذلیل ہے اور پست ہمتی پر مبنی ہے۔ بلکہ بعض لوگوں نے تو یہ کمال کیا کہ صاف صاف لکھ دیا کہ عدالت میں مقدمہ لیجانے کی جگہ (یعنی بجائے حق پر لڑنے کے) صرف لفٹنٹ گورنر صاحب سے غلامانہ عرض معروض کی جائے تو بہتر ہے۔ مجھے اس اختلاف رائے کا نہایت ہی صدمہ ہوا۔ اور چونکہ میرا مسلک :

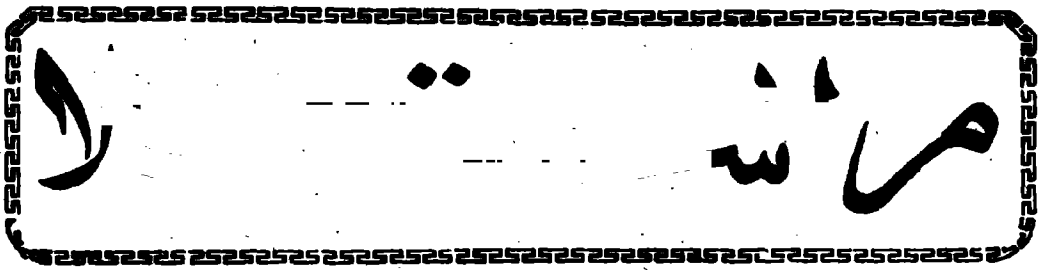
فاش میگویم راز گفتہ خود دلشادم

بندۂ عشقم راز جملہ جہاں آزام

ہے، اسلیئے میں آپ سے کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ خدا نے آپکو اسلامی دل دیا ہے۔ اور یہی راز ہے کہ آپ بالطبع غلامی اور غلامی کے طریقوں سے گھبرا تے ہیں۔ مانا کہ ہندوستان کی عدالتیں بالکل آزاد نہیں ہیں۔ پھر بھی عدالت میں لیجانا اصولاً ضروری تھا۔ یہاں کے حالات بھی اسی کے مقتضی تھے۔

میں نہیں سمجھتا کہ لفٹنٹ گورنر صاحب کے ہاں دورے سے اگر کامیابی بھی ہو۔ اگر استبداد اور پرسیج کو دھکا لگنے کا بہانہ جواب کے لیے نہ بھی دھونڈھا جاوے۔ اگر ضبط شدہ چھاپہ خانہ نہیں بلکہ اسی کے ساتھ زمیندار کے مالک کو اور پچیس ہزار کا انعام بھی دیدیا جاوے جس طرح کہ اودہ کے بادشاہ نے پانچ سو کے فدیہ سے شاہی فیاضی کا نمونہ دکھایا تھا۔ تب بھی کیا حاصل ہوگا؟

میں زمیندار کی خدمت کا قائل ہوں۔ حیات بخش الہلال کی طرح ارسے بھی قومی خدمات کیں۔ میں ظفر علی خاں سے ذاتی



مرآة المعارف دہلی

اور تبلیغ اسلام کی معجزہ تحریک

(۴) اب رہا یہ دعویٰ کہ مولوی انیس احمد کو قرآن کی ایک آیت کا ترجمہ کرنے کے بھی قابلیت نہیں۔ اس کے متعلق میں اپنی یا مولانا عبید اللہ صاحب ناظم نظارۃ المعارف کی رہے نقل کرنے کے بجائے صرف شیخ الغیث حضرت مولانا معصود حسن صاحب دیوبندی مد ظہم العالی کے الفاظ نقل کر دینا کافی سمجھتا ہوں:

”مولوی انیس احمد صاحب بی۔ اے (کالج علیگڑھ) شریف و خوش خلق، نہایت فہمیدہ و سنجیدہ، تقریر و تحریر میں چست، امور اسلامیہ میں پختہ اور درست ہیں (علامہ قیام دیوبند کے) مولانا عبید اللہ صاحب کی خدمت میں رہ کر اسے کلام مجید اور کتب حدیث ترجمہ اور شوق اور محنت کے ساتھ پڑھتے رہے۔ مولوی صاحب موصوف بندہ کے نزدیک تبلیغ اسلام کی خدمت کے لیے جس کی ضرورت ممالک غیر اسلامیہ میں درپیش ہے، نہایت مناسب اور لائق ہیں۔ امید ہے کہ مولوی صاحب موصوف امور اسلامیہ کو پورا ملحوظ رکھتے ہوئے اس بھاری خدمت کو لوجہ اللہ انجام دیکر دارین کی سرخروئی حاصل کرنے میں پوری جانفشانی فرمائیں گے، اور اس کے انعام خداوندی سمجھ کر ہر طرح اس کی شکر گزاری کرنے میں کوتاہی نہ کریں گے:

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی

مبت شناس از کہ بعد منت بداشت

اللہ تعالیٰ ان کو کامیابی عطا کرے۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔

۲۱ مفر سنہ ۱۳۳۲ھ

(۵) میرے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا کے ارشاد کی نقل کے بعد نواب وقار الملک سابق آئرینی سیکرٹری علیگڑھ کالج کی وہ تقریر بھی نقل کر دوں، جو اب سے تین سال پیشتر اخباروں میں شائع ہو چکی ہے:

”مولوی انیس احمد صاحب چار سال سے کالج میں تعلیم پڑھ رہے ہیں۔ مذہبی تعلیم نے ان پر یہ اثر کیا ہے کہ یہ اپنے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ڈپٹی کلکٹر یا سب جج ہوسکے تھے مگر انہوں نے اشاعت اسلام کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا ہے، اور آج کل وہ علی گڑھ کالج میں اپنے آپ کو اس دینی خدمت کیلئے تیار کر رہے ہیں۔ ... سالہا سال کے تجربہ سے اور رات دن کے ایک جگہ رہنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ جو شخص اس قسم کے وعدے اور ارادے کرتا ہے، درحقیقت اس کے فیملنگ کا کیا حال ہے؟ اور یہ میں اپنے ذاتی تجربہ سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے انیس احمد میں سوائے صداقت اور سچے جوش اسلامی کے اور کچھ نہیں پایا“

مولوی انیس احمد صاحب کی مذہبی تعلیم شروع کرتے وقت نواب وقار الملک کی راے اور تعلیم ختم کرنے کے قریب زمانہ میں حضرت مولانا کی راے ملا کر پڑھی جائے، تو اس اشاعت اسلام کی تحریک میں مولوی انیس احمد صاحب کی ناہی، ایسی راضع ہو جاتی ہے کہ کسی صاحب فہم کو اعتراض کی گنجائش مطلقاً نہیں رہتی۔

(۱) عنوان مندرجہ بالا سے ایک مضمون الہلال مورخہ ۱۳-۲۰ مئی سنہ ۱۹۱۴ء میں مولوی نور الہدی صاحب در بھنگوی کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اس مضمون کے تین جزو ہیں: اول تو صاحب مضمون نے اپنی اس راے کا اظہار کیا ہے کہ مسلمانوں کے لیے ہندوستان ہی میں بے شمار فرائض ادا کرنے کو ہیں۔ لہذا اشاعت اسلام کے لیے انگلستان یا جرمنی جانا فضول ہے۔ دوسری راے صاحب مضمون کی یہ ہے کہ جو مسلمان مبلغ انگلستان جائیں، ان کو خراجہ کمال الدین کی ماتحتی میں کام کرنا مناسب نہیں۔ تیسرا جزو مضمون کا مولوی انیس احمد صاحب بی۔ اے کی ذات پر حملہ ہے۔ مولوی نور الہدی فرماتے ہیں کہ ”مولوی انیس احمد صاحب قرآن کی ایک آیت کا بھی صحیح ترجمہ نہیں کر سکتے۔ کسی حدیث سے راقف نہیں، کوئی معمولی سے معمولی مسئلہ وہ نہیں بنا سکتے۔ ... کانفرنس اور علیگڑھ کالج سے تقریر و تقریر میں انہیں طلائی تمغے ملے ہونگے مگر قوم کو اس سے کیا فائدہ پہنچا، اور اس تبلیغ و اشاعت کے کام میں اس سے کیا اہمیت پیدا ہوئی“

(۲) مضمون کے پہلے دو جزو ایسے مسایل سے وابستہ ہیں جن کے متعلق میں اس موقع پر بحث کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ لیکن تیسرے جزو میں چونکہ مولوی انیس احمد صاحب کی ذات پر حملہ ہوا ہے، لہذا میں بلحاظ تعلق نظارۃ المعارف اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مولوی نور الہدی صاحب کو ان کی غلطی سے آگاہ کروں۔

(۳) انیس احمد صاحب کی کالج لائف کے متعلق جو کچھ صاحب مضمون نے نقل کیا ہے وہ غیر مکمل ہے۔ علیگڑھ کالج کے اعلیٰ پروفیسر نے ان کی کالج لائف کے متعلق جو سند ان کو دی ہے، وہ حسب ذیل ہے:

”انیس احمد ہمارے کالج کے چار سال تک طالب علم رہے۔ اپنے پہلے سال میں انہوں نے انگریزی میں اول انعام حاصل کیا، اور اپنے درجہ کے صیفہ آرٹس میں اول رہے۔ بعدہ انہوں نے بہترین تقریر کے صلہ میں اول درجہ کا ڈیوٹی پرائز حاصل کیا۔ دوسرے سال یونین کلب میں اپنے درجہ کے طلباء کے ساتھ تقریری مقابلہ میں اول انعام حاصل کیا۔ گذشتہ سال مسلم یونیورسٹی کے مبعوث پر بہترین تقریر کرنے کے صلہ میں ان کو اول درجہ کا طلائی تمغہ ملا، اور اس سال تاریخی مضمون نویسی کے مقابلہ میں ان کو اول درجہ کا انعام اور طلائی تمغہ عطا ہوا ہے۔ ان کا علمی مذاق بہت اچھا ہے اور میرا خیال ہے کہ اگر ان کا مطالعہ جاری رہا تو وہ فاضل بن جائیں گے“

مولوی انیس احمد صاحب کو انعام اور تمغے ملنے سے صرف یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ تقریر و تقریر میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ مذہبی مبلغ کی کامیابی میں تقریر و تقریر کی مہارت کو بہت دخل ہے۔

کیا جاسکا اور انہیں اطلاع دینی گئی کہ صرف اسکا خلاصہ شائع ہوسکتا ہے۔ انہوں نے اصرار مزید کیا اور اختصار کی اجازت دی۔ چنانچہ بعد اختصار شائع کردیا گیا کہ ہر طرح کی رائیں بغیر کسی فریق کا ساتھ دیے شائع کردینی چاہئیں۔ بہرحال ہم سمجھتے ہیں کہ حضرت مولانا معمود حسن صاحب قبلہ کی تحریر مبارک کی اشاعت کے بعد یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ جس سختی کے ساتھ مخالفانہ رائیں بعض حضرات نے دی ہیں، راقیت اس کے خلاف ہے۔ موجودہ عہد قابلیتوں کے فقدان و قحط الرجال کا بتلایا جاتا ہے اور اس قسم کے کاموں کیلئے تو واقعی جامع حیثیات مبلغین کا بہت ہی قحط ہے۔ ایسی حالت میں چاہیے کہ کم کسی نہ کسی طرح شروع کیا جائے، اور اپنا معیار اتنا بلند نہ کیا جائے کہ کام کے آغاز کی نوبت ہی نہ آئے۔ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ خلوص و صداقت ہی سب سے بڑی چیز ہے اور اگر یہ ہو تو بہت سی علمی کوتاہیوں کی بھی تلافی کردیتی ہے۔

حصہ دوم حبس و نفاس کے احکام نماز کے مفصل مسائل و ترکیب

حصہ سوم روزہ، رکۃ، قربانی، حج، منی، وغیرہ کے احکام۔

حصہ چہارم طلاق، نکاح، مہر، ولی عدت وغیرہ۔

حصہ پنجم معاملات، حقوق معاشرت زوجین، قواعد تعزیر و قرات۔

حصہ ششم اصلاح و تردید رسوم، سرورجہ شادی غمی میلاد عرس چہارم دسراں وغیرہ۔

حصہ ہفتم اصلاح باطن تہذیب اخلاق ذکر قیامت جنت و نار۔

حصہ ہشتم نیک بی بیوں کی حکایتیں رسالت و اخلاق نبوی۔

حصہ نہم ضروری اور مفید علاج و معالجہ تمام امراض عورتوں اور بچوں کا۔

حصہ دہم دنیوی ہدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ و قواعد ذاک۔

گیارہواں حصہ بہشتی گھر ہے جس میں خاص مردوں کے مسائل معالجات اور معجز نسخہ مذکور ہیں۔ اس کی قیمت ۷ آنہ۔ اور صفحات ۱۷۴ ہیں۔ پورے گیارہ حصوں کی قیمت ۲ روپیہ ساڑھے ۱۰ آنہ اور معصوم ۷ آنہ ہے۔ لیکن پوری کتاب کے خریداروں کو صرف ۳ روپیہ کا مارروانہ ہوگا، اور تقویم شرعی و بہترین چیز مفت نذر ہوگا۔

بہترین چیز - رخصت کے وقت بیٹی کو نصیحت حضرت مولانا کا پسند فرمایا ہوا رسالہ قیمت دو پیسہ۔

تقویم شرعی - یعنی طراز جدید اسلامی جاتی سنہ ۱۳۳۲ھ جسکو حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے مضمین کے عزت بخشی ہے۔ دیندار حضرات کا خیال ہے کہ آبدک اسی جتنی مرتب نہیں ہوئی قیمت دیر ۱۰ آنہ۔

راہ

فقیر اصغر حسین ہاشمی - دارالعلوم مدرستہ اسلامیہ دیوبند ضلع سہارنپور

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ مولوی انیس احمد صاحب جیسا تقریر و تحریر میں ممتاز، نواب رتار المنک کا معتمد، حضرت مولانا معمود حسن صاحب کا پسندیدہ، دوسرا گریجوالت نذر نہیں آتا۔ پھر کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ ایک شخص دینی خدمات کے لیے آمادہ کیا جا رہا ہے، بجائے اس کے کہ اُس کی ہمت انزائی کی جائے، بعض حضرات اپنی تمام تر جگہ اُس کی بے بنیاد عیب چینی میں صرف کردیتے ہیں؟ کیا یہی طریقہ ہے جس سے نوجوان تعلیم یافتہ حضرات دینی خدمات کیلئے راضی کیے جائیں گے؟ خاکسار ضیاء الدین - ایم - اے - پروفیسر نظارۃ المعارف دہلی -

المجلد لال:

مولوی قیس صاحب درہنگری کا وہ مضمون عرصہ ہوا بغرض اشاعت پہنچا تھا لیکن چونکہ بہت طویل طویل تھا اس لیے شائع نہ

مسلمان مستورات کی دینی، اخلاقی، مذہبی حالت سنوارنے کا بہترین ذریعہ

نہایت عمدہ ضرورت ایک ہزار صفحہ سے زیادہ کی کتاب بہشتی زور قیمت ۲ روپیہ ساڑھے ۱۰ آنہ معصوم ۷ آنہ۔

جسکو ہندوستان کے مشہور معروف مقدس عالم دین حکیم الامتہ حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی نے خاص مستورات کی تعلیم کے لیے تصانیف فرمائیں عورتوں کی دینی و دنیوی تعلیم کا ایک معتبر نصب مہیا فرما دیا ہے۔ یہ کتاب قرآن مجید و مصالح ستہ (احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) و فقہ حنفی کا اردو میں لب لباب ہے۔ اور تمام اہل اسلام خصوصاً حنفیوں کیلئے بے حد مفید و نافع کتاب ہے۔ اس کے مطالعہ سے معمولی استعداد کے مرد و عورت اردو کے عالم دین بن سکتے ہیں۔ اور ہر قسم کے مسائل شرعیہ اور دینی امور سے واقف ہو سکتے ہیں۔ اس نصاب کی تکمیل کیلئے زیادہ عمر اور زیادہ وقت کی ضرورت نہیں۔ اردو بڑھی ہوئی عورتیں اور تعلیم یافتہ مرد بلا حد و استناد اسکو بہت اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں۔ اور جو لڑکیاں یا بچے اردو خراں نہیں رہ تہرے عرصہ میں اس کے حصہ اول سے ابجد پڑھ کر اردو خراں بن سکتے ہیں۔ اور باقی حصوں کے پڑھنے پر قدر ہو سکتے ہیں۔ لڑکیوں اور بچوں کے لیے قرآن مجید کے ساتھ اس کی بہی تعلیم جاری کر دی جاتی ہے، اور قرآن مجید کے ساتھ ساتھ یہ کتاب خدمت دہ جاتی ہے (چنانچہ اکثر مکاتب و مدارس اسلامیہ میں یہی طرز جاری ہے)۔ اس کتاب کو اس قدر قبولیت حاصل ہوئی ہے کہ اس وقت تک بار بار چھپکر ساتھ ستر ہزار سے زیادہ شائع ہو چکی ہے۔ دہلی، لکھنؤ، کانپور، سہارنپور مراد آباد وغیرہ میں گھر گھر یہ کتاب موجود ہے۔ ان کے علاوہ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں صدعا جلد اس کتاب کی پہنچ چکی ہیں، اور بعض جگہ مسجد کے اماموں کے پاس رکھی گئی ہے کہ نماز کے بعد اہل محلہ کو سزا دیا کریں۔ اس کتاب کے دس حصے ہیں اور ہر حصے کے ۹۶ صفحات ہیں اور ساڑھے ۴ آنہ قیمت۔

حصہ اول الف باتا - خط لکھنے کا طریقہ - عقائد ضروریہ - مسائل ضروریہ وغیرہ۔

مشا ھیر اسلام رعایتی قیمت پر

—*—

(۱) حضرت منصور بن حلاج اصلي قيمت ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲) حضرت بابا فرید شکر الخ ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳) حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۴) حضرت خواجه حافظ شیرازی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۵) حضرت خواجه شاہ سلیمان ترمذی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۶) حضرت شاہ برہائی قلندر بانی بقی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۷) حضرت امیر خسرو ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۸) حضرت سرمد شہید ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۹) حضرت غوث الاعظم جیلانی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمر ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۱] حضرت سلمان فارسی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۱۲] حضرت خواجه حسن بصری ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ [۱۳] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۴) حضرت شام بہ الدین ذکریا ملتانی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۱۵) حضرت شاہ سہروردی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۶) حضرت عمر خیلم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۱۷) حضرت اما بخاری ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۱۸) حضرت شیخ محیی الدین ابن عربی ۴ آنہ رعایتی ۶ پیسہ (۱۹) شمس العلما اراد دہلوی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۰) نواب معین الملک مرحوم ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۱) شمس العلما مرادی نذیر احمد ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۲۲) انوریل سرمد مرحوم ۵ رعایتی ۲ آنہ (۲۳) رائٹ انوریل سید امیر علی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۲۴) حضرت شہباز رحمۃ اللہ علیہ ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۵) حضرت سلطان عبدالحمید خان غازی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۲۶) حضرت شہابی رحمۃ اللہ ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۷] برحق معظم ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۸] حضرت ابوسعید ابوالخیر ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۲۹] حضرت محمد مابراہیمی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۰] حضرت ابن نجیب سہروردی ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ [۳۱] حضرت خالد بن ولید ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۲] حضرت امام غزالی ۶ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۳] حضرت سلطان صلاح الدین قاتم بسند المقدس ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ [۳۴] حضرت امام حبل ۴ آنہ رعایتی ۶ پیسہ [۳۵] حضرت امام شافعی ۱ آنہ رعایتی ۱۰ پیسہ [۳۶] حضرت امام جلیل ۲ آنہ رعایتی ۳ پیسہ (۳۷) حضرت عمر بن عبدالعزیز ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۳۸) حضرت خواجه لطف الدین بغدادی ۳ آنہ رعایتی ۱ آنہ (۳۹) حضرت خواجه معین الدین چشتی ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ (۴۰) غازی عثمان پاشا شیریلینا اصلي قيمت ۵ آنہ رعایتی ۲ آنہ - سب مشہور اسلام فرمایا در ہزار صفحہ کی قیمت یک جا خرید کرنا صرف ۲ روپیہ ۸ آنہ - (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ

حرم مدینہ منورہ کا سطحی خاکہ یا (Plan) ہے جو ایک مسلمان انجینئر نے موقعہ کی پیمائش سے بنایا ہے۔ نہایت دلغریب متبرک اور زرغینی معہ رزل رکپڑا پانچ رنگوں سے طبع شدہ قیمت ایک روپیہ - علاوہ معقول ڈاک -

ملنے کا پتہ — منیجر رسالہ صوفی پندہ بہاؤ الدین ضلع گجرات پنجاب

ھز مجسٹی امیدر صاحب افغانستان کے ڈاکٹر

نبی بخش خان کی محبوب ادویات

بیس روپیہ ماشہ والا خالص معبرہ ہی جو اھر نور العین جو اھر نور العین کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور دیگر سرمہ جات تو اسکے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ اس کی ایک ہی سلائی سے ۵ منٹ میں نظر درگنی دھند اور شکروری دزر، از رکڑے چند روز میں، از پورہ، ناخونہ، پڑبال، موتی بند، ضعف بصارت عینک کی عادت اور ہر قسم کا اندھا پن بشرطیکہ آنکھ پورتی نہ ہو ایک ماہ میں رفع ہو کر نظر بحال ہو جاتی ہے۔ اور آنکھ بڑھانے اور عینک لگانے کی ضرورت نہیں رہتی، قیمت فی ماشہ درجہ خاص ۱۰ روپیہ - درجہ اعلیٰ ۴ روپیہ - درجہ اول ۲ روپیہ -

حبوب شباب اور دنیا بھر کی طاقتور دواؤں سے اعلیٰ اور افضل، مولد خون اور محرک اور

مقوی اعصاب ہیں۔ طاقتی اور پورہ جوان کی ہر قسم کی کمزوری بہت جلد رفع کر کے اعلیٰ درجہ کا لطف شباب دکھاتی ہیں۔ قیمت ۲ روپیہ نمونہ ایک روپیہ -

ما لہ م شہ ہر قسم کا دردنی اور دردنی درد اور

سائب اور بچہ اور دیوانہ کتے کے کاٹنے سے زخم کا درد چند لمحہ میں دور، اور بدھمی، نئے، اسہال، منہ آرز، زبان، حلق اور مسوڑوں کی زخم اور زخم اور جلدی اور امراض مثلاً چنیل، داد، خارش، پتی، آچھلنا، خناق، سرکان، دانٹ کی درد، گڈھیا اور نقرس وغیرہ کیلئے ازحد مفید ہے۔ قیمت ۲ روپیہ نمونہ ایک روپیہ -

ن افروز ایک منٹ میں سیاہ فام کو گلہم بنا کر کر کے چاند سا مکہ ہوا بناتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۲ روپیہ نمونہ ایک روپیہ -

نریاق سگ دیوانہ اس کے استعمال سے دیوانہ کتے کے کاٹے ہوئے مریض کے پیشاب کے واسطے معبرہ کے برابر دیوانہ کتے کے بچے خارج ہو کر زہر کا اثر زائل، اور مریض تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۰ روپیہ نمونہ ۳ روپیہ -

طلائے مہانسه چاروں کے دلوں کی درد، درد اور سرخی رفع، اور پکڑا اور پھوٹنا مسدود کر کے انہیں تحلیل کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ -

حبوب مہانسه ان کے استعمال سے چہرہ پر تیاروں کا نکلتا، وقفہ ہو جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ -

اکسیر ہیضہ ہضہ ایک ایسی ادنیٰ مہض نہیں ہے کہ ہر ایک حکیم ازرداکٹر کاسیابی کے ساتھ انکا علاج کر سکے۔ لہذا ایک واحد دوا اس کے علاج کیلئے کافی نہیں ہوا کرتی۔ اسکے ۳ درجہ ہوتے ہیں۔ ہر درجہ کی علامات اور علاج مختلف ہے۔ پس جس کے پس اکسیر ہیضہ نمبر ۱ نمبر ۲ نمبر ۳ موجود نہ ہوں وہ خواہ کیسا ہی قبل اور مستند ڈاکٹر کیوں نہ ہو اس مہض کا علاج درست سے نہیں کر سکیگا۔ لہذا وبا کے دنوں میں ہر سہ قسم کی اکسیر ہیضہ تیار رکھنی چاہئے۔ قیمت ہر سہ شیشی ۳ روپیہ -

پتہ : — منیجر شفاخانہ نسیم صحت

دھلی دروازہ لاہور

اپنا فاضل وقت روپیہ حاصل کرنے میں صرف کیجیے



اپنے مکان پر فرصت کے وقت کام کر کے روپیہ زیادہ حاصل کیجیے - نا تجربہ کاری کا خیال نہ کیجئے - اگر آپ اپنی آمدنی میں ترقی کرنا چاہیں تو ہملوگ آپکو مدد دے سکتے ہیں - اتنا جتنا کہ تین روپیہ روزانہ چست و چالاک کاریگروں سے کیا جاسکتا ہے - ہر جگہ - ہر مذہب - ہر فرقہ اور ہر قوم کے ہزاروں آدمی اپنا فاضل وقت روپیہ حاصل کرنے میں صرف کر رہے ہیں - پھر آپ کیوں نہیں کرتے ؟

پوری حالت کیواسطے لکھیں - اسکو چھوڑ نہ دیں - آج ہی لکھیں - اماہانہ ان شدہ کاریگروں ہر جگہ کیا کہتے ہیں ؟ پڑھیے :



جہر ضلع ررھتک
۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ ع

میں نے کل خط آپکا پایا جسکا میں سمجھوں ہوں - دو درجن جوڑہ مردانہ جرابیں حسب ہدایت آنجناب ٹھیک بنا کر روانہ کرتا ہوں - یقین ہے کہ یہ سب منظور ہونگی - میں آپکے اس حسن سلوک کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں - میں خوشی کیساتھ دریافت کنندہ کو سفارش کرونگا اور اگر آپ اپنے نئے خریداروں کو ہمارا حوالہ دیں تو انکو بھی سفارش کرونگا - ہم ان لوگوں کو جو آپکے خواستگار ہیں سکھلا سکتے ہیں - میں آپکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں -

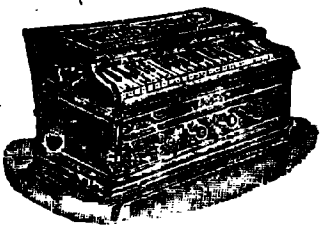
دستخط بی - اس - امیر حسن (علیگ)

گ : ڈو ہیملر ایڈز، کمپنی ڈپارٹمنٹ : ۵۵، ۱۱-۲

ایڈز، سی اسٹریٹ - ۱۷، ۱۷

Dept. No. 3.

سنکاری فلوٹ



کی گارنٹی

تین سال

بہترین اور سریلی آواز کی ہارمونیم
سنگل ریڈ C سے تک یا F سے F تک
قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیہ

ڈبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیہ
اسکے ماسوا ہر قسم اور ہر صفت کا ہارمونیم
ہمارے یہاں موجود ہے -

ہر فرمایش کے ساتھ ۵ روپیہ بطور پیشگی
آنا چاہیے -

R. L. Day.

34/1 Harkata Lane,
Calcutta.

پچاس برس کے تجربہ کار

ڈاکٹر رائے - صاحب کے - سی - داس کا ایجاد
کردہ - آرا سہلے - جو مستورات کے کل امراض کے
لیے تیر بہدف ہے - اسکے استعمال سے کل امراض
متعلقہ مستورات دفع ہو جاتی ہے - اور نہایت
ہی مفید ہے - مثلاً ماہوار نہ جاری ہونا -
دفعلاً بند ہو جانا - کم ہونا - بے قعدہ آنا -
تکلیف کے ساتھ جاری ہونا - متواتر یا زیادہ
مدت تک نہایت زیادہ جاری ہونا - اس کے
استعمال سے بانج عورتیں بھی باردار ہوتی
ہیں -

ایک لکس ۲۸ گولیوں کی قیمت ایک روپیہ -

سوا تسہائیے گولیان

یہ دوا ضعف قوت کے واسطے تیر بہدف کا
حکم رکھتی ہے - کیسا ہی ضعف کیوں نہ
ہو اسکے استعمال سے اسقدر قوت معلوم ہوگی
جو کہ بیان سے باہر ہے - شکستہ جسموں کو
از سر نو طاقت دیکر مضبوط بناتی ہے - اور
طبیعت کو بشاش کرتی ہے -

ایک لکس ۲۸ گولیوں کی قیمت ایک روپیہ
Swasthasahaya Pharmacy,
30/2 Harrison Road, Calcutta.

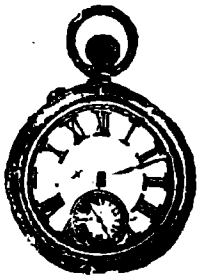
وائٹ

اس دوا کے استعمال سے ہر قسم کا ضعف
خواہ اعصابی ہو یا دماغی یا اور کسی وجہ سے
ہوا ہو دفع کر دیتی ہے - اور کمزور قوتی کو
نہایت طاقتور بنادیتی ہے - کل دماغی اور
اعصابی اور دلی کمزور ہونکو دفع کر کے انسان
میں ایک نہایت ہی حدت انگیز تغیر پیدا
کر دیتی ہے - یہ دوا ہر عمر والے کے واسطے نہایت
ہی مفید ثابت ہوئی ہے - اس کے استعمال سے
کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا ہے سوائے فائدہ کے
قیمت فی شیشی ایک روپیہ

S. C. Roy, M. A. 36 Dharamtallah Street,
Calcutta.

نصف قیمت - پسند نہونے سے واپس

مہرے نئے چال کی جیب گولیان لیک وقت دینے



والی اور دیکھنے میں بھی مدد
فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک
نصف قیمت میں دی جا رہی ہیں
جسکی گارنٹی تین سال تک کے لیے
کی جاتی ہے -

اصلی قیمت سات روپیہ - چودہ
آنہ اور نو روپیہ چودہ آنہ نصف

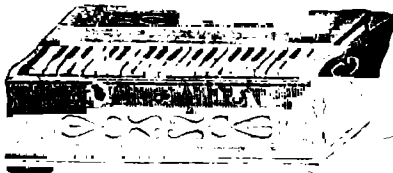
قیمت تین روپیہ پندرہ آنہ اور چار روپیہ پندرہ آنہ ہر ایک
گہری کے ہمراہ سنہرا چین اور ایک فونٹین ہیں اور ایک
چاقو مفت دیے جائینگے -

کلائی واچ اصلی قیمت نو روپیہ چودہ آنہ اور تیرہ روپیہ
چودہ آنہ نصف قیمت - چار روپیہ پندرہ آنہ اور چار روپیہ
پندرہ آنہ باندھنے کا فیڈ مفت مایکا -

کمپنیشن واچ کمپنی نمبر ۲۰ مدر
متر لیں کلکتہ -

Competition Watch Company
No. 20 Madan Mitter Lane, Calcutta.

پسند نہونے سے واپس



ہمارا من مہرہ فلوٹ ہارمونیم سربلا فائدہ عام کے
واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دی جا رہی ہے ساگر
کی لکڑی کی بنی ہے جس سے آواز بہت ہی مدد اور بہت
روز تک قائم رہنے والی ہے -

سنگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپیہ اور نصف
قیمت ۱۵ - ۲۰ - ۲۵ - روپیہ ڈبل ریڈ قیمت ۶۰
۷۰ - ۸۰ روپیہ نصف قیمت ۳۰ - ۳۵ - ۴۰ روپیہ
آرڈر کے ہمراہ ۵ - روپیہ پیشگی روانہ کرنا چاہیگی -

کمر شیل ہارمونیم فیکٹری نمبر ۱۰/۳
لوکر چیت پور روڈ کلکتہ -

Commercial Harmonium Factory
No. 10/ 3 Lover Chitpur Road
Calcutta

مہرہ و غریب مالش

اس کے استعمال سے کھڑی ہوئی قوت پھر دو بارہ پیدا
ہو جاتی ہے - اسکے استعمال میں کسی قسم کی تکلیف
نہیں ہوتی - مایوسی مبدل ہو جاتی ہے -
قیمت فی شیشی دوا روپیہ چار آنہ - علاوہ معصوم ذاک -

HAIR DEPILATORY SOAP

اس کے استعمال سے بغیر کسی تکلیف اور بغیر کسی قسم
کی جلد پر داغ آنے کے تمام زائیں اڑ جاتی ہیں -
قیمت تین لکس آٹھ آنہ علاوہ معصوم ذاک -
آرڈر ہی - گوش

R. P. Ghose, 306, Upper Chitpore Road,
Calcutta.

ہر فرمایش میں الہلال

کا حوالہ دینا ضروری ہے

رینڈ کی مسٹر پز اف دی
کورٹ اف لندن

یہ مشہور ٹاول جو کہ سولہ جلدوں میں ہے ابھی
چھپ کے نکلی ہے اور تھوڑی سی رھگئی ہے - اصلی
قیمت کی چوتھائی قیمت میں دی جاتی ہے - اصلی
قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ -
ٹھوڑی جلد ہے جس میں سنہری حروف کی کتابت
ہے اور ۴۱۶ صفحہ ٹون تصاویر ہیں تمام جلدیں
مس روپیہ دی - بی - اور ایک روپیہ ۱۴ آنہ
معصوم ذاک -

بمبئی ہلک ڈپو - نمبر ۶۰ سربگوال ملک لیں -
بہر بازار - کلکتہ

Imperial Book Depot, 60 Srigopal
Mulik Lane, Bowbazar Calcutta.

پوتن تائین

ایک مہرہ و غریب ایجاد اور حیرت انگیز ہفا - یہ دوا
کل دماغی شکایتوں کو دفع کرتی ہے - بڑے دیرینہ تازہ
کرتی ہے - یہ ایک نہایت مہرہ لائق ہے جو کہ ایکساں مرد
اور عورت استعمال کر سکتے ہیں - اسکے استعمال سے
بغیر دیکھ کر قوت پھر لہتی ہے - ہلکے وغیرہ کو بھی
مفید ہے چالیس گولیوں کی قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے پھر دینی استعمال سے معد باہ ایک بار کی دفع
ہو جاتی ہے - اس کے استعمال کر ۲ ہی آپ فائدہ
معصوم ذاک قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ -

ہائی کارولین

اب نشتر کرانے کا خوف جاتا رہا -
یہ دوا آپ بزرگ - بیل یا وغیرہ کے واسطے نہایت مفید
ثابت ہوا ہے - صرف اندرونی و بیرونی استعمال سے ہفا
حاصل ہوتی ہے -

ایک ماہ کے استعمال سے یہ امراض بالکل دفع ہو جاتی ہے
قیمت دس روپیہ اور دس روپیہ کی قیمت چار روپیہ -

Dattin & Co, Manufacturing Chemist,
Post Box 141 Calcutta.

ہر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اس کے استعمال سے ہر قسم کا جنون خواہ
نہایتی جنون، مرگی والہ جنون، غمگین رہنے
کا جنون، عقل میں فتور، بے خوابی و
مؤمن جنون، وغیرہ وغیرہ دفع ہوتی ہے - اور یہ
ایسا معصوم رسالہ ہو جاتا ہے کہ کبھی ایسا
کسی تک بھی نہیں ہوتا کہ وہ کبھی ایسے
مرض میں مبتلا تھا -

قیمت فی شیشی پانچ روپیہ علاوہ
معصوم ذاک -

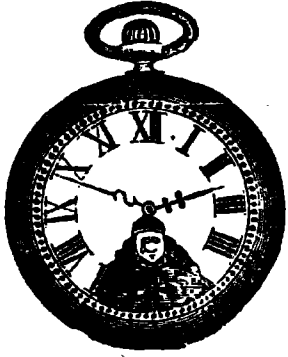
S. C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street,
Calcutta.

کلیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفر کا مجملہ احوال کرایہ وغیرہ سب کچھ بتلایا ہے۔ اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ (طرز تحریر ایسی دلچیز کہ پڑھتے ہوئے طبیعت باغ باغ ہو جائے دماغ کے کواڑ کھل جائیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگواؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ باوجود ان خریدوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ معصودا دک تین آنے در جلد کے خریدار کو معصودا دک معاف -

نصیر دار گھڑی

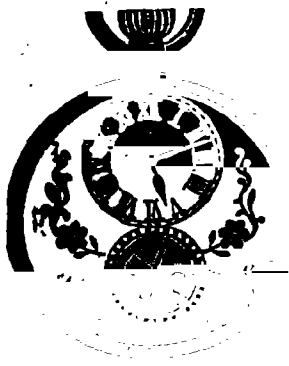
کارنتی ۵ سال قیمت صرف چھ روپے

ولایت والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس عجائب گھڑی کے قائل پر ایک خوبصورت نائین کی تصویر بنی ہوئی ہے - جو ہر وقت آنکھ متکاتی رہتی ہے - جسکو دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے - قائل چینی کا پرزہ نہایت مضبوط اور پائدار - مدنیوں بگڑیکا نل نہیں لیتی - وقت بہت ٹھیک دیتی ہے ایک خرید کر آزمائش کیجئے اگر درست احباب زبردستی چھین نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کر قیمت صرف چھ روپیہ -



آٹھ روزہ واچ

کارنتی ۸ سال قیمت ۶ چھ روپیہ



اس گھڑی کو آٹھ روز میں صرف ایک مرتبہ چابی دیجانی ہے - اس کے پرزے نہایت مضبوط اور پائدار ہیں - اور ٹائم ایسا صحیح دیتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پڑتا اس کے قائل پر سبز اور سرمہ پٹیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں - بھوس بگڑیکا نل نہیں لیتی - قیمت صرف چھ روپے - زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس میراہ مضبوط -

چاندی کی آٹھ روزہ واچ - قیمت ۹ روپے چھوٹے سائز کی آٹھ روزہ واچ - جو کلائی پر بند ہوسکتی ہے مع تسہل چرمی قیمت سات روپے

بجلی کے لیمپ

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کارآمد لیمپ، ابھی ولایت سے بنگر ہمارے یہاں آئی ہیں - نہ دبا سلائی کی ضرورت اور نہ تیل بلی کی - ایک لیمپ رات کو اپنی جیب میں یا سرخانے دکھلو جسوقت ضرورت ہو فوراً بلیں دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے - رات کیوقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی مرنی جانور کا سانپ وغیرہ کا قر ہو فوراً لیمپ روشنی کر کے خطرے سے بچ سکتے ہو - یا رات کو سوتے ہوئے ایک دم کسیرچہ سے اٹھنا لایزے سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیتا - ہوا ناپاب تصفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم ہوگی - قیمت ۱ روپے معصود صرف دو روپے ۲ جس میں سفید سرم اور زرد تین رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ -



ضروری اطلاع - ملاوٹ انکے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں، کلائی اور گھڑیوں کی زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشگیا مل سکتی ہیں - اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں انکے مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جارہی - جلد منگوا لیں -

جام جہاں نما

— * —

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

— * —

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھر کی کسی ایک زبان میں دکھلا دو تو

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی کارآمد ایسی دلچسپ ایسی فیض بخش کتاب لاکھ روپے کر بھی سستی ہے - یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علم لہجے میں کو لگے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھ لیں - دنیا کے تمام سرستہ راز حاصل کر لیں صرف اس کتاب کی مرچدگی میں دیا ایک بڑی بھاری لائبریری (کتابخانہ) کو مل لے لیا -

— * —

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

— * —

نہرسہ مختصر مضامین - علم طبیعیات - علم کلیت - علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر - خالنامہ - خواب نامہ - گیارہ سرود - قیافہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلیلیں سرور آنکھوں میں نو پیدا ہو بصارت کی آنکھیں راہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمی انکے عہد بعد کے حالات سوانح عمری: و تاریخ عالمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کیلئے تندرستی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دلچاہہ ہر اخبارات کی فہرست ' آنکی قیمتیں ' مقام اشاعت وغیرہ - بھی کہانہ کے قواعد طرز تحریر اشیا برورے انشا پر دازی طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابوں کا عطر کھینچ کر رکھ دیا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھی ' شتر ' گائے بھینس ' گھوڑا ' گدھا بیڑ ' بکری ' کتا وغیرہ جانوروں کی تمام بیماریوں کا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرنڈر کی مرا نہاتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تعلم معکم کے قوانین کا جوہر (جو سے ہر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی فوجداری ' قانون مسکرات ' میعاد سماعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اُردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی وہاں جا کر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آج تک نہیں دیکھی نہ سنی ہوئی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہروں کے مکمل حالات وہاں کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے تک بگھی جہاز وغیرہ بالتحریر ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے ہیں اس کے بعد ملک برہما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان (رومی واقع ملک برہما) کے تحقیق شدہ حالات وہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں نہروڑے ہی دنوں میں لاکھ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ میں قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتحریر بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - استرلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات رہانگی درسگاہیں سخانی

ایجنٹر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقام تھانہ - ایس - پی - ریلوے

TOHANA. S. P. Ry. (Punjab)

علمی ذبیحہ

(۱) - مآثر الکرام - حسان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی کی تصنیف ہے - جس میں ہندوستان کے مشاہیر فقرا و علمائے حالات ہیں - مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ حجم ۳۳۸ صفحہ قیمت ۲ روپیہ -

(۲) - سر آزاد - مآثر الکرام کا دوسرا حصہ ہے - اس میں شعراء متاخرین کے تذکرے ہیں - مطبوعہ رفاہ عام انسٹیم پریس لاہور - صفحات ۴۲۲ قیمت ۳ روپیہ -

مولانا شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں کہ سر آزاد خاص شعراء متاخرین کا تذکرہ ہے یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھ یہ خصوصیت رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں اعلیٰ درجہ کے ہیں - مآثر الکرام میں ان حضرات مرقیہ کے حالات ہیں جو ابتدائے عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوئے -

(۳) گلشن ہند - مشہور شعراء اردو کا نادر و نایاب تذکرہ جس کو زبان اردو کے مشہور محسن سرپرست مسٹر جان گلگرسٹ نے سنہ ۱۸۰۱ ع میں میرزا علی لطف سے لکھوایا ہے - بوقت طبع شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی نے اس کی تصحیح کی ہے اور مولوی عبد الحق صاحب بی - اے - کے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے - جس میں زبان اردو کی ابتدائی تاریخ اور تذکرہ ہذا کے خصوصیات مذکور ہیں - صفحات ۴۴۲ قیمت ایک روپیہ -

(۴) تحقیق الجہاد - نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم کی کتاب ”کریٹکل اکیوریشن آف دی پاپیڈار جہاد“ کا اردو ترجمہ - مترجم مولوی غلام العزیز صاحب پانی پتی - علامہ مصنف نے اس کتاب میں یورپین مصنفین کے اعتراض کو رفع کیا ہے کہ مذہب اسلام بزرر شمشیر پھیلا گیا ہے - قرآن حدیث فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور محققانہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم کے تمام غزوات و سرایا و بعثت بعض دفاعی تھے اور ان کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزرر شمشیر مسلمان کیا جائے - حجم ۴۱۲ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۵) زر تشعشع نامہ - قدیم یارسیوں کے مشہور پیغمبر اور بشارت کی سوانح عمری جس کو مشہور مستشرق عالم جیکسن کی کتاب سے اقتباس کر کے مولوی خلیل الرحمن صاحب نے تالیف کیا ہے - صفحات ۱۹۸ - قیمت ایک روپیہ -

(۶) الفاروق - شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کی لائٹنی تصنیف جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانح عمری اور ان کے ملکی، مالی، فوجی انتظامات اور ذاتی نضل و کمال کا تذکرہ مندرج ہے - قیمت ۳ روپیہ -

(۷) نعمت عظمیٰ - ام عبدالوہاب بن احمد الشعرانی المتوفی سنہ ۹۷۳ ہجری کی کذب ارقام الانوار فی طبقات الخیار کا ترجمہ جس میں ابتدائے ظہور اسلام سے دسویں صدی کے اواسط ایام تک جس قدر مشاہیر فقرا گذرے ہیں ان کے حالات اور زین اقوال مذکور ہیں - مترجم مولوی عبد الغنی صاحب دارنی قیمت ہر درجاد ۵ روپیہ -

(۸) آثار الصنند - مرحوم سر سید کی مشہور تصنیف جس میں دہلی کی تاریخ اور وہاں کے آثار و عمارات کا تذکرہ مندرج ہے نامی پریس کانپور کا مشہور ادیشن - قیمت ۳ روپیہ -

(۹) قواعد العروض - مولانا غلام حسین قدر بلگرامی - علم عروض میں اس ترمیم و تفصیل کے ساتھ عربی و فارسی میں بھی کوئی کتاب لکھی نہیں گئی ہے - اس کے اخیر میں ہندی عروض و قافیہ کے اصول و ضوابط بھی مذکور ہیں اور اس کو محسن العلماء ڈاکٹر سید عابدی بلگرامی نے اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے - حجم ۴۷۴ صفحہ - قیمت سابق ۴ روپیہ - قیمت حال ۲ روپیہ -

(۱۰) میڈیکل جیورس پیرڈنس - یعنی طب متعلقہ مقدمات خرجداری ہے - مترجم شمس العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی - اس کا مفصل ریویو الهلال میں عرصہ تک چھپ چکا ہے - قیمت سابق ۴ روپیہ قیمت حال ۳ روپیہ -

(۱۱) - تمدن ہند - مرسیو گستا واپیان کی فرانسیسی کتاب کا ترجمہ - مترجم شمس العلماء ڈاکٹر - سید علی بلگرامی - یہ کتاب تمدن عرب کی طرز پر ہندوستان کے متعلق لکھی گئی ہے - اور

اس میں نہایت قدم زمانہ سے لیکر صحنہ حال تک ہندوستان میں جس قدر اقوام گذرے ہیں ان کی تاریخ، تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے حالات لکھے ہیں خصوصاً مسلمانان ہند کا حال تفصیل کے ساتھ مندرج ہے - قیمت (۵۰) روپیہ -

(۱۲) - تمدن عرب - قیمت سابق (۵۰) روپیہ - قیمت حال (۳۰) روپیہ -

(۱۳) - داستان ترکستان ہند - جلد ۵ جس میں مسلمانوں کے ابتدائی حملوں سے دراصل مغلیہ کے انقراض تک تمام سلاطین ہند کے مفصل حالات منضبط ہیں - اعلیٰ کاغذ پر نہایت خوش خط چھپی ہے - حجم (۲۰۵۶) صفحہ قیمت سابق ۲۰ روپیہ - قیمت حال ۶ روپیہ -

(۱۴) مشاہیر الاسلام - قاضی احمد ابن خلکان کی مشہور عالم کتاب رفاہیات الاعیان کا ترجمہ جس میں پہلی صدی سے ساتویں صدی تک کے مشاہیر علما و فقہا و محدثین و مورخین و سلاطین و حکما و فقرا و شعرا و ضاع وغیرہ کے حالات ہیں - اس کتاب کے انگریزی مترجم مرسیو گستا واپیان نے ابتدا میں چار عالمانہ مقدمہ اور کثیر التعداد حواشی لکھے ہیں - مترجم نے ان کا بھی اردو ترجمہ اس کتاب میں شامل کر دیا ہے - قیمت ہر درجاد ۵ روپیہ -

(۱۵) الغزالی - مصنفہ مولانا شبلی نعمانی - امام ہمام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی کی سوانح عمری اور ان کے علمی کارناموں پر مفصل تبصرہ - حجم (۲۷۲) صفحہ طبع اعلیٰ قیمت ۲ روپیہ -

(۱۶) جنگل میں منگل - انگلستان کے مشہور مصنف ادیارد کپلنگ کی کتاب دی جنگل بک کا ترجمہ - مترجم مولوی ظفر علی خان بی - اے - جس میں انوار سہیلی کی طرز پر حیرانات کی دلچسپ حکایات لکھی گئی ہیں - حجم ۲۶۲ صفحہ قیمت سابق ۴ - قیمت حال ۲ روپیہ -

(۱۷) زکرم ارسی - سنسکرت کے مشہور ڈراما نویس کالیداس کے ڈرامائیں کا ترجمہ - مترجم مولوی عزیز میرزا صاحب بی - اے - مرحوم - ابتدا میں مرحوم مترجم نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں سنسکرت ڈراما کی تاریخ اور مصنف ڈراما کے سوانح حالات مذکور ہیں قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۱۸) حکمت عملی - مصنفہ مولوی سجاد میرزا بیگ صاحب دہلوی - فلسفہ عملی پر مبسوط اور جامع کتاب ہے - جس میں افراد انسانی کی روحانی ارتقا کی تدابیر کے ساتھ ساتھ قری ترقی اور عزت حاصل کرنے کی اصول و ضوابط بیان کئے ہیں حجم ۲۵۰ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۱۹) اسرار اللغات - عربی فارسی کی متداول الفاظ کی کارآمد ڈکشنری حجم (۱۲۲۶) صفحہ - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

(۲۰) تیران السعدین - جس میں تذکیر و تانیث کے جامع قواعد لکھے ہیں اور کئی ہزار الفاظ کی تذکیر و تانیث بتلائی گئی ہے - قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۲۱) کلیات قدر بلگرامی - جس میں جمیع اصناف سخن کے اعلیٰ نمونے موجود ہیں مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ - حجم (۴۲۰) صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۲۲) دربار اکبری - مولانا آزاد دہلوی کی مشہور کتاب جس میں اہل دربار اس کے اہل دربار کا تذکرہ مذکور ہے قیمت ۳ روپیہ -

(۲۳) فہرست کتب خانہ آصفیہ - عربی فارسی و اردو کی کئی ہزار کتابوں کی فہرست جس میں ہر کتاب کے ساتھ مصنف کا نام سنہ وفات - کتابت کا سنہ - تصنیف - مقام طبع و کیفیت وغیرہ مندرج ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نزرگان سلف نے علم و فن کے متعلق اخلاف کے لیے کس قدر ذخیرہ چھوڑا - ہر لوگ کتابیں جمع کرنے کے شائق ہیں انہیں اس کا مطالعہ کرنا لازمی ہے - حجم ۵۰۰ صفحہ - قیمت ۲ روپیہ -

(۲۴) دبدبہ امیری - ضیاء الملة والدين امیر عبد الرحمن خاں غازی حکمران دولت خدا داد افغانستان کی سوانح عمری - مترجم مولوی سید محمد حسن صاحب بلگرامی - نہایت خوشخط کاغذ اعلیٰ - حجم (۵۶۲) صفحہ (۸) تصاویر عکسی - قیمت ۴ روپیہ -

(۲۵) دغان ایران - مسٹر شرستری کی مشہور کتاب ”اسٹرننگلنگ آف پرشیا“ کا ترجمہ - حجم (۵۰۰) صفحہ (۵۰) تصاویر عکسی قیمت ۵ روپیہ -

مولانا عبد اللہ خان بک سیلر اینڈ پبلیشر کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

جلاب کی گولیاں

اگر آپ قبض کی شکایتوں سے پریشان ہیں تو اسکی دوا گولیاں رات کو سوتے وقت لگال جائیے صبح کو دست خلاصہ ہوگا اور کم کالج کھانے پینے نہانے میں ہرج اور نقصان نہ ہوگا کھانے میں بدمزہ بھی نہیں ہے۔

قیمت سولہ گولیاں کی ایک ڈبیہ ۵ آنہ معصوم
ڈاک ایک ڈبیہ سے چار ڈبیہ تک ۵ آنہ

یہ
دورالیں
ہمیشہ
اپنے
پاس
رکھیں

درد سر دیا کی دوا

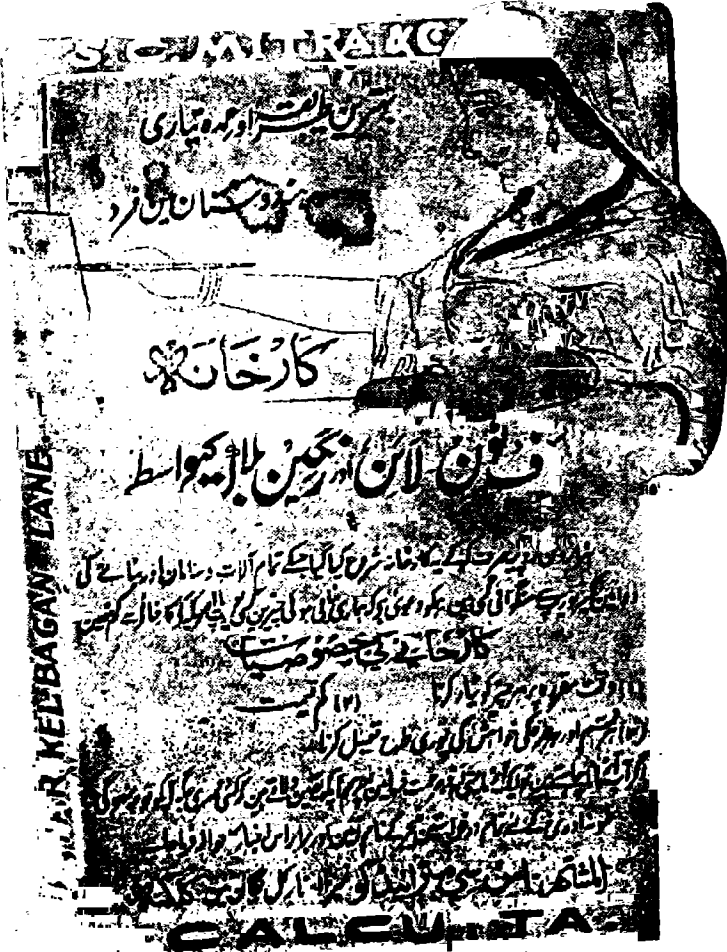
جب کبھی آپکو درد سر کی تکلیف ہو یا ریاخ کے درد میں چھٹ پٹانے ہوں تو اسکی ایک ٹکیہ نکلنے ہی سے پل میں آپکے پہاڑ ایسے درد کو پانی کر دیگی۔
قیمت بارہ ٹکیوں کی ایک شیشی ۶ آنہ معصوم
ڈاک ایک سے پانچ شیشی تک ۵ آنہ
نوٹ — یہ دونوں دواں ایک ساتھ منگائے سے
خرچ ایک ہی کا ہوگا۔

ڈاکٹر ایس کے برمن - نبشتار اچندوت اسٹریٹ کلکتہ

دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے ہر قسم کا بخار یعنی ہڑالا بخار - موسمی بخار - باری کا بخار - پھر کرانے والا بخار - اور وہ بخار جس میں ررم جگر اور طحال بھی لاحق ہو یا وہ بخار جس میں منلی اور قے بھی آتی ہو۔ سرخی سے ہو یا گرمی سے۔ جنگلی بخار ہو۔ یا بخار میں درد سر بھی ہو۔ کالا بخار۔ یا آسامی ہو۔ زہ بخار ہو۔ بخار کے ساتھ کلثیاں بھی ہو گئی ہوں۔ اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو۔ اس سب کو جھک خدا ہو کر آتا ہے اگر خفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجائے تو بہت بڑھ جاتا ہے اور تمام اعضا میں خون سالم پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چلنی و چلائی آجاتی ہے نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے۔ اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پیر ٹوٹتے ہوں بدن میں سستی اور طبیعت میں کھلی رہتی ہو۔ کم کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ لہذا ہر سے ہضم ہوتا ہو۔ تریہ تمام شکایات بھی اسکی استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں۔ اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں۔

قیمت ہر بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ
پھر گولی بوتل بارہ - آنہ
ہرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے
تمام ہر کالہاری کے ہاں سے مل سکتی ہے
۱۰۰/۱
ایچ۔ ایس۔ عہد الغلی ہسپتال ۷۳، ۲۲
کولکٹہ اسٹریٹ - کلکتہ

[6]



تیل کا مصرف اگر صرف بالوز کو چکنا ہی کرنا ہے تو اسکی لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - کھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی کے جب سب چیزوں کی کثرت چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بھا کر معطر و خوشبودار بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے۔ لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں معض نمود اور نمائش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متقدم نمود کے ساتھ فائدے کا بھی جوہاں ہے بذریعہ ہم نے سالہا سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی روایتی تیلوں جالچکر "مرہنی قسم تیل" تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خوشبودار سازی ہی سے مدد ملی ہے بلکہ مرجمہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھی جسکی بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کم چل نہیں سکتا۔ یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاس اور خوشبودار ہونا ہونے میں لا جواب ہے۔ اسکی استعمال سے بال خوب کھنے آگئے ہیں۔ جوہن مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے درد سر، نزلہ، چکر، اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے اسکی خوشبودار نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے۔

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاوہ معصوم ڈاک -

میشا نی ملریا میکسچر اکسیر وافع بخار ہشتم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بخار میں مرجھا پاتے ہیں اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر اور نہ گولی حکیمی اور مفید پلٹن دوا ارزاں قیمت پر کھر بھٹے بلکہ طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے۔ ہمنے خلق اللہ کی سرور یافتہ کا خیال کر کے اس عرق کو سالہا سال کی تجربت اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے اور فرخست کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اسکی فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے۔ مقام معصوم کے خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی بھلائی سے بھی ہیں اور ہم



اجلا

اگر معاونین الہلال کوشش کر کے الہلال کیلے دو ہزار نئے خوبدار پیدا کر سکیں جو آٹھ روپیہ سالانہ قیمت ادا کریں تو اسکے بعد یقیناً الہلال کا مالی مسئلہ بغیر قیمت کے بڑھائے حل ہو جائیگا۔

الہلال کی شش ماہی اہلیات

الہلال کی شش ماہی مجلدیں مرتب و منسلک ہونے کے بعد آٹھ روپیہ میں فروخت ہوتی ہیں لیکن اب اس خیال سے کہ آٹھ روپیہ اسکی قیمت صرف پانچ روپیہ کر دی گئی ہے۔ الہلال کی دوسری اور تیسری جلد مکمل موجود ہے۔ جلد نہایت خوبصورت و قیمتی کی۔ پشتہ پر سلیب پر منسلک ہونے والی الہلال منقش۔ پانچ سو صفحوں سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب جس میں سو سے زیادہ ہاف ٹن تصویروں بھی ہیں۔ کافد اور چھپائی کی خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق ملک کا عام فیصلہ سن کرتا ہے۔ ان سب خوبیوں پر پانچ روپیہ کچھ ایسی زیادہ قیمت نہیں ہے۔ بہت کم جلدیں بنائی ہوئی ہیں۔

روزانہ الہلال

چونکہ ابھی شائع نہیں ہوا ہے، اسلیئے بتدریج ہفتہ وار مشہور کیا جاتا ہے کہ اہل اللہ کی یعنی سوزنی کلم کے کل داؤد پلنگ پش، میز پش، خوان پش، پردے، کامدار چوغے، کرے، رتلی پارچات، شال، الوان، چادرین، لڑکیاں، نقاشی، میٹھا کاری کا سامان، مشک، زعفران، سلیمہ، جدرار، ریزہ، گل بلفشہ وغیرہ وغیرہ ہم سے طلب کریں۔ ہر روز ایک رسالہ ارسال کی جاتی ہے۔ یہی کشمیر کو اپر یٹیر سوسائٹی۔ سری نگر کشمیر

حسان اسلام

یہ ایک ہفتہ وار رسالہ عربی ترکی اور اردو میں شائع ہوتا ہے۔ مذہبی، سیاسی، ادبی، معاشیات پر بحث کرتا ہے۔ چاند سالانہ ۸ روپیہ۔ ہندوستانی اور عربوں سے تعلق رکھنے والے ایک ایک اخبار کی قیمت ضرورت ہے اور اگر کسی نے اس کی قیمت میں کوشش کی گئی تو ممکن ہے کہ یہ اخبار اس کی ضرورت پر پورا کرے۔

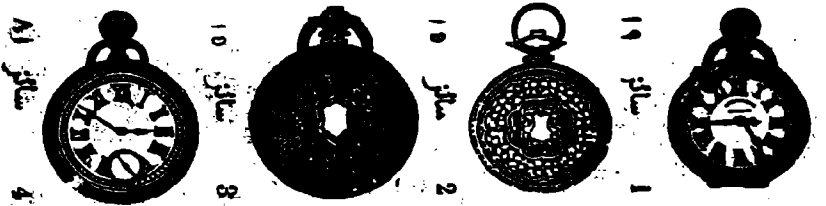
ملنے کا پتہ: ادارۃ الجریئہ فی المطبعة العثمانیہ جندری طاشی نمبر ۵ صندوق البوسنہ ۱۷۳ استانبول Constantinople

ایک سیاسی مہماتما کے دو نادر عطیہ

حبیب مقرب۔ جن اشخاص کی قری زائل ہو گئے ہوں وہ اس ہوائی کا استعمال کریں۔ اس سے ضعف خوار اعصابی ہو یا ہماغی یا کسی اور وجہ سے بالکل نیست نابود ہو جائے۔ ہماغ میں سرور نشاط پیدا کرے۔ تمام دلی ہماغی اور اعصابی کمزوریوں کو زائل کرے۔ انسانی ڈھانچہ میں معجز نما تغیر پیدا کرے۔ قیمت ۵۰ روپیہ۔ پانچ روپیہ

ملین دندان۔ دانتوں کو موتیوں کی طرح آبدار بناتا ہے۔ امراض دندان کا قلع قمع کرتا ہے۔ ہلے دانتوں کو مضبوط کرتا ہے۔ دانت لگنے وقت بچے کے مسوڑوں پر ملا جا رہے تو بچہ دانت نہایت آسانی سے نکالتا ہے۔ منہ کو معطر کرتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ صرف ۸ آنہ۔

ترویج طحال۔ تب تلی کیلئے اس سے بہتر شاید ہی کوئی ہوائی ہوگی۔ تب تلی کو پیچ رہیں سے کارآمد کر کے بتدریج جگر اور لہوں کی اصلاح کرتا ہے۔ قیمت فی شیفتی ۱ روپیہ ۴ آنہ۔ ملنے کا پتہ: جی۔ ایم۔ قادری اینڈ کو۔ شفاخانہ حمیدیہ منڈیالہ ضلع کجرات پنجاب



- (1) راسکوپ فلپور راج گارنٹی ۲ سال معہ معصوم بد روپیہ آٹھ آنہ
 - (2) ۱۰ تا ۱۵ سال سلنڈر راج گارنٹی ۳ سال معہ معصوم پانچ روپیہ
 - (3) چاندی کے راج گارنٹی ۳ سال معہ معصوم دس روپیہ
 - (4) انکلیپی انکھا سلنڈر راج گارنٹی ۳ سال معہ معصوم پانچ روپیہ
- نوٹ حضرات! کوئی کوئی مضبوط ۱۰ سال گارنٹی چنگیز راجی کہیں کی ضرورت ہے تو جلد منگا لیں اور نصف یا رعایتی قیمت اور دس بارہ سال کی گارنٹی کے لالچ میں نہ پڑیں۔ ایم۔ اے۔ شکور اینڈ کو نمبر ۵/۱ ویلسلی اسٹریٹ دھرم تلا کلکتہ۔

M. A. Shakoor & Co 5/1 Wellesly Street P. O. Dharmtalla Calcutta.



لَا تُقَاتِلُوا الرِّسَالَةَ وَلَا تُقَاتِلُوا رَسُولَهَا إِنَّهَا عِزٌّ مُبِينَةٌ

الْهَيْلَال

نار کا ہفتہ
”الہلال کلکتہ“
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

Telegraphic Address,
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648

ایک ہفتہ وار مصور سال

قیمت
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے ۶۷ آء

مقام اشاعت
۱-۵ مکلاود اسٹریٹ
کولکتہ

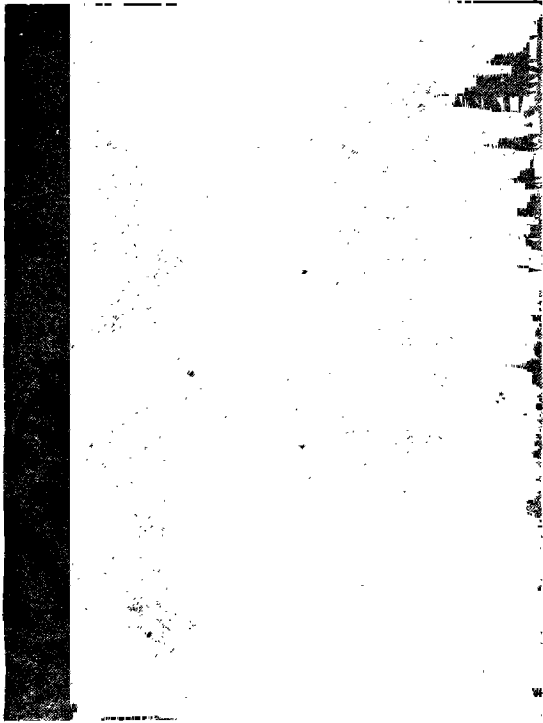
پرسنل نمبر
اسٹیشننگ: علامہ علی

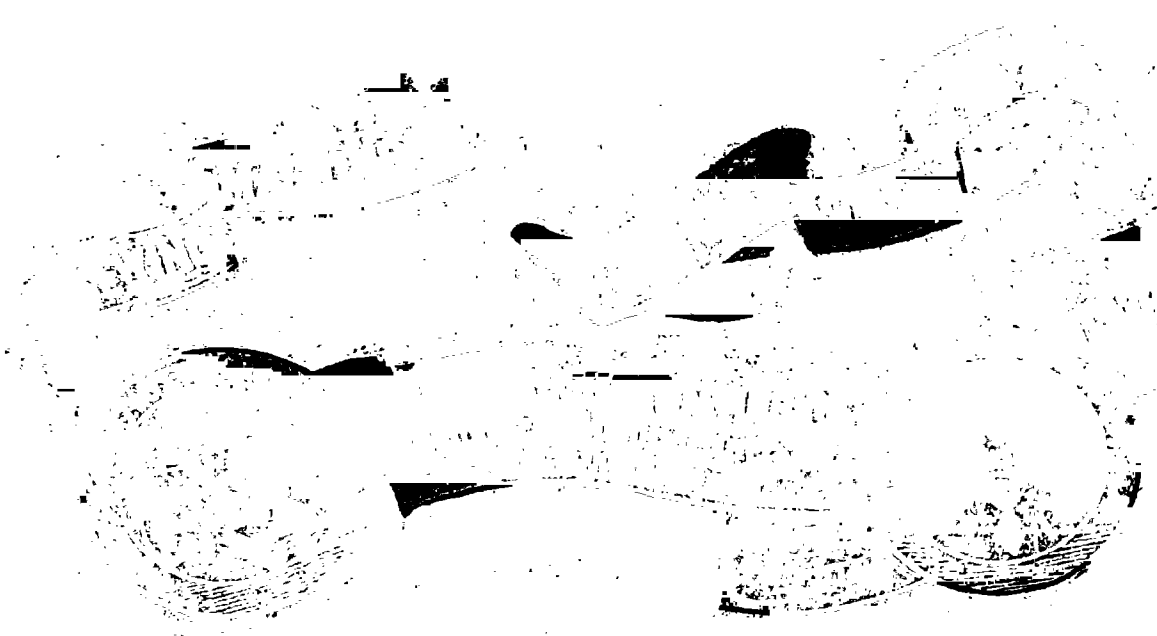
جلد ۴

۱-۴: چارونچلہ ۲۲ وجب ۱۳۲۲ مجری

نمبر ۲۳

Calcutta: Wednesday, June, 17, 1914.





نار کا پتہ - ادیشہ

ادیشہ نیٹنگ کمپنی

—:—

یہ کمپنی نہیں چاہتی ہے کہ هندوستان کی مستورات بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی ضرور ہیل کر آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :-

(۱) یہ کمپنی آپکو ۱۲ روپیہ میں نٹل ٹینٹنگ (یعنی سیڑھی تیار) معین دیگی جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں۔

(۲) یہ کمپنی آپکو ۱۵۰ روپیہ میں خود ہاف سوزے کی معین دیگی جس سے آپن روزانہ حاصل کرنا ہیل ہے۔

(۳) یہ کمپنی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسی معین دیگی جس سے روزانہ ۱۲ روپیہ کمائی کرنا ہیل کی جاسکتی ہے۔

(۴) یہ کمپنی ۹۷۵ روپیہ میں ایسی معین دیگی جس میں کچھ تیار ہوگی جس سے روزانہ ۲۵ روپیہ تک حاصل کیجیے۔

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کپڑے اور ہر قسم کے معین تیار کر دیتی ہے۔ تم ختم ہوا۔ آپ روزانہ کما کر اسی سے روزانہ بھی کما سکتے ہیں۔

ایچ۔ دو چار بے مانگے سرگزیدہ: حاضر خدمت ہیں۔

—:—

انریبل نواب سید نواب علی چودھری (کلکتہ) :- میں نے حال میں ادیشہ نیٹنگ کمپنی کی چند چیزیں خریدیں مگر ان چیزوں کی قیمت اور اوصاف سے بہت تعجب ہے۔

ای۔ گورنر راج ہلیکٹر (ہلاری) میں کلز ونگ کے معین سے آپکی معین کو ترجیح دیتا ہوں۔
مس کیم کمار دیوی :- (ہندیا) میں نے آپکی اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک مامراہی آپکی نیٹنگ معین سے پیدا کرتی ہوں۔

نواب نصیر الممالک مرزا ایچ۔ اعلیٰ بیگ قوہ۔ ل ایران

—(۵)—

ادیشہ نیٹنگ کمپنی کو میں جانتا ہوں۔ یہ کمپنی اس وجہ سے قائم ہوئی ہے کہ لوگ محنت و مشقت کریں۔ یہ کمپنی نہایت اچھی کم کر رہی ہے اور مرزہ وغیرہ خود بنواتی ہے۔ اس کے ماسوائے کم قیمتی معین منگوانے کو مفید ہونے کا موقع دیتی ہے۔ میں ضرورت سمجھتا ہوں کہ علم اسکی مدد کریں۔

ایچ۔ دو چار بے مانگے سرگزیدہ: اخبارات ہند کی رائے

—:—

بنگالی — مرزہ جو کہ نمبر ۲۰ عالم اسٹریٹ کے کمپنی کے بنائے ہیں اور جو سرکاری میلہ میں نمائش کے واسطے بھیجے گئے تھے نہایت عمدہ ہیں اور بناوٹ بھی اچھی ہے۔ محنت بھی بہت کم ہے اور قیمتی چیزوں سے سرمو فرق نہیں۔

انڈین ڈیلی نیوز — ادیشہ نیٹنگ کمپنی کا مرزہ نہایت عمدہ ہے۔

جہل الملک — اس کمپنی نے ثابت کر دیا کہ ایک شخص اس معین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کر سکتا ہے۔

اس کمپنی کی پوری حالت آپکے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا مرقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھ کر کسی اور کا ہو سکتا ہے۔
پرنس ٹول کورٹ رڈ سنگاپور۔

نوٹ — پراسپیکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیج دیا جائیگا۔

ادیشہ نیٹنگ کمپنی نمبر ۲۶ ایچ۔ گرانٹ اسٹریٹ کلکتہ

الہلال

میرسون ریس قلم کار
بسم اللہ الرحمن الرحیم
مقام اشاعت
۱۴ - مکھوڈا سٹریٹ
کے ایک تہ
پٹی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ ۸ - روپیہ
شش ماہی ۴ - روپیہ
۱۲ - آنہ

ج ۴

۲۲ رجب ۱۳۳۲ ہجری

نمبر ۲۳

Calcutta: Wednesday, June, 17, 1914

الاسبوع

کو ہر حال میں قائم رکھیں اور ایک لمحہ کیلیے بھی ان لوگوں کی مہلک کوششوں کو کامیاب ہونے نہ دے جو معض اپنے وقتی اور شخصی منافع کیلیے آمادہ ہو گئے ہیں کہ کسی طرح اس جلسہ کی قوت سے انکار کر دیں اور اس طرح مسلمانوں کو انکے اعمال حیات کے سب سے بڑے آلہ سے محروم کر دیں۔

پس ہم انتظار کر رہے ہیں کہ اصلاحی کمیٹی کو حضرات ندرہ کی جانب سے قطعی جواب کیا ملتا ہے؟ اسکے بعد اپنی راہ اختیار کریں گے۔

ہم نے سنا ہے کہ طرح طرح کی کوششیں کی جا رہی ہیں کہ کسی طرح سعی اصلاح و اصلاح سے پیلے ریاست بھوپال اور ریاست رامپور کے ملحقہ شدہ مظالم کھل جائیں۔ سنا ہے کہ اس غرض سے بعض لوگ بھوپال جا چکے۔

لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ جن لوگوں نے ۱۰ - مئی کے عام قومی فیصلہ کا ساتھ دینے اور اسکی مخالفت کے خیال خام سے باز آجانے کا اہتک اعلان نہیں کیا، انہیں کیا حق ہے کہ وہ ان اعانات کے لیے دست طلب بڑھائیں جو ”تا وقت اصلاح“ کی شرط کے ساتھ ملتوی کر دی گئی ہیں!

بالآخر ۱۲ - جون کو ”زمیندار لاہور“ کی اپیل چیف کورٹ لاہور میں پیش ہوئی۔ گورنمنٹ کی جانب سے مسٹر پت میں اور ایپلنٹ کی جانب سے مسٹر فضل حسین بیرسٹروں کی پیروی کرتے۔

اس مقدمہ کیلیے انتظام کیا گیا تھا کہ مشہور مسٹر نارٹن کی خدمات حاصل کی جائیں۔ خود مسٹر مرصوف کو بھی اس مقدمہ سے اسقدر دلچسپی تھی کہ وہ نہایت شوق سے لاہور جانے کیلیے مستعد تھے۔

لیکن افسوس ہے کہ وقت پر اطلاع نہیں دی گئی اور ۱۵ - جون تک کیلیے وہ ایک دوسرے بڑے مقدمے کے واسطے روک لیے گئے۔

کارروائی در سن تک جاری رہی۔ ان تمام مضامین کے قابل اعتراض حصوں پر بحث ہوئی جو دوسری ضمانت اور آخری ضبطی کا موجب قرار دیے گئے ہیں۔ ضمناً یہ مسئلہ بھی چھڑ گیا کہ ”گورنمنٹ“ کا مفہوم حقیقی کیا ہے؟ وہ حکام و اشخاص جو ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں یا کوئی آرڈر ہے جو ایک بالائے تر نظامی قوت ہے؟ مسٹر فضل حسین نے بمبئی لا رپورٹ سے ایک مقدمہ کا فیصلہ سنایا جس میں لکھا ہے کہ ”گورنمنٹ“ کے خاص خاص افراد کے متعلق تنفر پھیلانا خود گورنمنٹ کے خلاف نفرت پھیلانا نہیں ہے، کیونکہ افراد آتے جاتے رہتے ہیں، مگر گورنمنٹ ہمیشہ مستقل رہتی ہے۔“

فیصلہ ابھی محفوظ ہے۔ ہم آئندہ اشاعت میں تفصیلی طور پر لکھیں گے۔

”مسئلہ ندرہ“ کے متعلق بعض بزرگوں نے ہمیں لکھا ہے کہ الہلال کیوں خاموش ہے؟ کیا مقصد اصلی حاصل ہو گیا؟ جو اباً گذارش ہے کہ مقصد اصلی تو حاصل نہیں ہوا لیکن حصول مقصد کا جو عملی وسیلہ ہو سکتا تھا اور جو اس درجہ ضروری تھا کہ اسکی تلاش بھی کم از تلاش مقصد حقیقی نہ تھی، الحمد للہ کہ وہ حاصل ہو گیا ہے۔ ۱۰ - مئی کو مسلمانوں کی ایک ایسی عظیم الشان جماعت نے جو ہندوستان میں کسی اہم مسئلہ کیلیے یک جا ہو سکتی ہے، ۹ - آدمیوں کی ایک کمیٹی منتخب کر لی ہے۔

الہلال کا مقصد حصول نتائج ہے نہ کہ معض تسلسل مباحث و ہنگامہ تحریر و نگارش۔ ایک باقاعدہ اور معتمد کمیٹی کے قائم ہوجانے کے بعد ہم نے یہی مناسب سمجھا کہ اب اسکے نتائج کا انتظار کریں اور دیکھیں کہ کیا صورت حال پیش آتی ہے؟

دو ہی صورتیں ہیں جو ہمارے سامنے ہیں:

یا تو حضرات ندرہ اصلاحی کمیٹی کا ساتھ دینے کیلیے طیار ہوجائیں گے اور اسکے کاموں میں خارج نہ ہوں گے۔ یا (خدا نخواستہ) بعض نا سمجھ اور نادان لوگوں کے طفلانہ خیالات سے متاثر ہوکر کرکش کریں گے کہ اپنے استبداد اور شخصیت کے آگے جماعت کی خواہشوں اور کوئی چیز نہ سمجھیں۔

پہلی صورت میں انشاء اللہ مقصد اصلاح حاصل ہے اور کچھ ضرورت نہیں کہ جو کام ایک کمیٹی کے ہاتھ میں دیدیا گیا ہے وہ اخبار کے صفحوں پر لایا جائے۔

لیکن اگر خدا نخواستہ دوسری صورت پیش آئی تو پھر مجبوراً ہم سب کا فرض ہوگا کہ ”مسئلہ اصلاح ندرہ“ کی طرف پیلے سے بھی زیادہ متوجہ ہوں اور جو لوگ نادانی سے سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی عظیم الشان جماعت کی منتخب کردہ کمیٹی کی قوت سے باسانی انکار کر دیا جاسکتا ہے، انہیں بتلا دیں کہ مثل آر بہت سی پچھلی راپوں کے آنکی یہ راے بھی صحیح نہیں ہے اور ایک ایسی امید کو اپنے دماغ میں جگہ دینا ہے جس کا نتیجہ نامرادی کے سوا اور کچھ نہ ہوگا۔

ایسا کرنا نہ صرف اصلاح ندرہ ہی کیلیے ناگزیر ہوگا بلکہ اسلیے بھی کہ بہتر سے بہتر قومی اجتماع اور بڑا سے بڑا جلسہ جو کسی قومی مسئلہ کیلیے منعقد ہو سکتا ہے، وہ بھی تھا جو ۱۰ - مئی کو دہلی میں منعقد ہوا۔ پس ہر اس شخص کا جو ہندوستان میں کام کرنا چاہتا ہے اور اپنے مدعا سیاسی و غیر سیاسی مقاصد کو محبوب رکھتا ہے، فرض ہے کہ جماعت کی قوت کے تحفظ اور عام راے کے احترام کے بقا کیلیے اس جلسہ کی واقعی ہستی و وقعت

شذات

۱۲۰۰

دولت اور یونان

۱۲۰۰ کے آثار و عظم

صدیوں کی اسلامی آبادیاں لت گئیں، ظلم و غارت اور وحشت و سفاکی کا نشانہ بنیں، لاکھوں مسلمان بے سر و سامانی کے ساتھ ترک وطن پر مجبور ہوئے، ریاست ہائے بلقان و یونان کی فوجی و غیر فوجی جماعتوں نے اُنکے ساتھ جو کچھ سلوک کیا، وہ تمام عالم کو معلوم ہے، اور اسکو ایک بار آریاد کر لینے کیلئے سینٹ پیٹرز برگ کے نیم سرکاری اخبار ”نروی ریمیا“ کے نامہ نگار موسیو مشکوف کا یہ بیان کافی ہوگا:

”آج تک کسی وحشی سے وحشی ملک و قوم نے بھی اپنے بے بس اور مظلوم محکوموں کو اس تباہی و بربادی اور وحشت و سفاکی کے ساتھ ترک وطن پر مجبور نہ کیا ہوگا، جس طرح ہزاروں فاقہ مست مسلمان عورتیں اپنے شیر خوار بچوں کو گرد میں لی ہوئیں اور چھوٹے چھوٹے بچوں کی انگلیاں پکڑی ہوئیں، ناگہانی فرار پر مجبور کی گئیں، اور جنکا وجود فی الحقیقت انسان کی محبت حیات کا ایک درد انگیز ترین نمونہ ہے۔ وہ ان مصائب میں گرفتار ہو چکی ہیں جن سے زیادہ تلخی موت میں بھی نہ ہوگی، تاہم موت سے بچنے کے لیے نئی زمینوں کو تلاش کر رہی ہیں!“

یہ سب کچھ ہوا اور ہو رہا ہے، مگر نہ تو ”انسانی مصیبت“ کے مفہوم کا اس تمام عرصہ وحشت و سفاکی میں خود یونان کو احساس ہوا، اور نہ یورپ کی دارالحکومتوں ہی میں اسے چنداں اہمیت دینی لگی۔

لیکن اب جبکہ اس قومی ہجرت اور ترک وطن کا ایک خفیف سا سبق یونان کو دیا گیا اور تھریس و ایشیائے کوچک سے یونانی نکلنے پر مجبور ہوئے، تو یکا یک دنیا کا کم گشتہ ”اخلاق“ پھر نمودار ہو گیا۔ ”انسانیہ“ اور ”انصاف و عدالت“ کے فراموش شدہ الفاظ جنکے معانی کے سمجھنے کی اینٹھنس یا لندن و پیرس میں کبھی کوشش نہیں کی گئی تھی، یکایک یونان کو یاد آگئے، اور ”ظلم و سفاکی“ کا مرتبہ جسکے غم آلود ترانوں کیلئے سرزمین مغرب میں کل تک ایک نا تمام آہ بھی نہ تھی، اب اس درد و حسرت کے ساتھ شروع ہو گیا کہ عجب نہیں، یورپ کی وزارت خارجہ کی تمام مجلسیں صف ماتم بچھا دیں، اور ہر طرف سے آہ و بکا کے نعرے بلند ہو جائیں!

شاید آج تک دنیا کی نظر عبرت کیلئے اس سے زیادہ دلچسپ تماشہ کر لی نہ ہوا ہوگا کہ یونان، یعنی گزشتہ در سالوں کے سوانح مظلمہ و حوادث الیمہ کا یونان، اپنے ایک وزیر کی زبانی ۱۳ - جون کو یونانی چیمبر میں اعلان کرتا ہے: ”ترک جس تشدد اور جبر کے ساتھ یونانیوں کو اُنکے گھروں سے نکال رہے ہیں اسکی نظیر تاریخ میں نہیں ملے گی۔ انکا ارادہ ہے کہ وہ رعایا جو ایک زمانہ دراز سے وہاں بستی آئی ہے، یکایک نکال باہر کی جائے!“

اللہ اللہ، یونان کی زبان بھی اب ”تشدد اور جبر“ کے لفظ سے آشنا ہو گئی، اور اُسے بھی ایسے مظالم کی شکایت ہے جسکی ”نظیر تاریخ میں نہیں ملے گی“؟

ویل للمطففین الذین
اذا اکتالوا علی الناس
یستوفون و اذا کالوا ہم
و زبوا ہم یخسرون! الا
یظن اولئک انہم مبعوثون
لیوم عظیم؟ (۱:۸۳)
انہیں اس بات کا کچھ خیال نہیں کہ
ایک بڑا ہی سخت دن آنے والا ہے، اور اسمیں جواب دہی کیلئے
کھڑا ہونا پڑے گا؟

مسیحی دنیا نے اگر صداقت اور راست بازی میں تمدن و علوم کی طرح اتنی ترقی نہیں کی ہے کہ مسلمان و مومن بن جائے، تو کاش وہ مسیح ہی کی سچی پیرو ہو جاتی جسکا مقدس قول مٹی نے ہمیں سنایا ہے: ”تو اپنے بھائی کے ساتھ رہی کر جو تو چاہتا ہے کہ وہ تیرے ساتھ کرے!“

۱۲ - سے ۱۴ - تک کی تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت یونان یونانیوں کی جلا وطنی کے واقعہ کو نہایت رنگ آمیزی کے ساتھ شائع کر رہی ہے۔ چھ جہاز یونانی جلا وطنوں کو جزائر ایجیوں میں پہنچا رہے ہیں۔ بیس ہزار سے زیادہ ایشیائے کوچک سے ایران چلے آئے ہیں۔ پچاس ہزار کے قریب وسط ایشیا کے سواحل پر آمادہ سفر ہیں۔

لیکن جو تاریخ ۱۲ کو قسطنطنیہ سے آیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یونانی اظہارات کو باب عالی کے اندر چنداں اہمیت نہیں دی گئی۔ طلعت بے نے اعلان کیا ہے کہ بلا شبہ ایوالی میں بعض ترک افسروں سے کچھ زیادتی ہوئی تھی لیکن انہیں موقوف کر دیا گیا۔ باقی تشدد اور سختی کے جو اظہارات اینٹھنس سے کیے جا رہے ہیں، وہ مبالغہ آمیز ہیں!

۱۴ - کا تاریخ کہ یونان کے سفیر نے باب عالی میں ایک نوٹ پیش کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ اگر تشدد کا انسداد نہوا تو اسکے نتائج کے ہم ذمہ دار نہیں!

یونانی وزیر اعظم نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر حالات میں تبدیلی نہ ہوئی تو یونان فقط رونے ہی پر اکتفا نہیں کریگا!

بہر حال ترکی اور یونان کے ایک قریبی جنگ کا جو ظن غالب تمام یورپ میں کیا جا رہا تھا، یقین کیا جاتا ہے کہ اسکے سریع النتائج آثار شروع ہو گئے ہیں، اور جونہی دولت عثمانیہ کے آخری جنگی جہاز بوسفورس میں پہنچ جائیں گے، اعلان جنگ ہو جائیگا۔

اصل یہ ہے کہ جس دن سے پرنس سعید حلیم کی وزارت نے اپنے تعجب انگیز اور معیر العقول عسکری انتظامات اور فوری اصلاحات شروع کیں، اور پھر جس دن سے انور پاشا کی وزارت جنگ کا اعلان ہوا، اسی وقت سے یہ امر قطعی سمجھ لیا گیا تھا کہ ان طیاروں کا مقصد یقیناً کوئی قریبی جنگ ہے اور ترکی نے فیصلہ کر لیا ہے کہ حکومت کی بقیہ ہستی کو برقرار رکھنے کیلئے ایک مرتبہ آرمیدان جنگ میں نکلے اور اپنے نئے بحری ہمسایہ سے ایک فیصلہ کن مقابلہ کر لے: وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ۔
ان اللہ کان علیماً حکیماً۔

سے دکھ پہنچتا ہو، وہ تماشہ گاہ سے نکل جائیں۔ ہم نے یہ پڑھ کر کہا کہ سچ ہے۔ جس قوم کو اسکی قسمت نے اپنے تخت اقبال و عزت کے چھوڑنے پر مجبور کیا ہو، اسے لیے اس شریعہ منیجر کا یہ کہنا بالکل ٹھیک ہے کہ میرے تماشہ گاہ کو چھوڑ دو۔ اصل میں یہ سب باتیں قومی ذلت و ادبار کا نتیجہ ہیں۔ جو قوم ذلیل سمجھ لی جاتی ہے، اسے مسلط قوم کا ہر ادنیٰ سے ادنیٰ فرد بھی ذلیل و حقیر سمجھتا ہے۔ اسکی کوئی ہستی ہی تسلیم نہیں کی جاتی۔ جذبات و معتقدات کا پاس کرنا تو بڑی بات ہے:

جرم منست پیش تو کر قدر من کم ست
خود کردہ ام پسند خریدار خویش را!

یہ واقعہ کوئی تازہ واقعہ نہیں ہے۔ غالباً سنہ ۱۸۸۰ء میں ایک تھیٹر ریکل کمپنی نے کسی مشنیری شخص سے ایک ڈراما لکھوایا تھا، اور اُس میں واقعہ انک کی بنا پر ایک اہلیسانہ تہمت تراشی کی گئی تھی۔ اسی طرح گذشتہ سال دہلی میں بھی ایک کمپنی نے حضرت اسماعیل (ع) کے متعلق ایک فرضی قصہ کی فلم منگوائی اور پینلک میں اس سے سخت جوش پھیل گیا۔ قانون موجود ہے جو کہتا ہے کہ ہر مذہب کے جذبات کا پاس رکھا جائے۔ پینل کوڈ بھی ہے جسکی دفعہ ۱۵۱، ۱۵۲ اور ۲۹۸ کہتی ہے کہ کوئی فرقہ کسی دوسرے فرقہ کی مذہبی توہین نہ کرے اور قوموں کو باہم اشتعال نہ دلایا جائے۔ بے طرفدار حکومت بھی اپنے دبدبہ و سطوت کے ساتھ قائم ہے اور اسے اصول حکومت کی پہلی سطر یہ ہے کہ کسی مذہب کی تحقیر و تذلیل نہ ہو۔ یہ سب کچھ ہے تاہم اسکو کیا کیجیے کہ ان میں سے ہر شے بیکار ہے جب تک اس سے کام لینے والے بھی اپنے اندر قوت نہ رکھتے ہوں۔ قومی ذلت و ادبار ایک ایسا زخم ہے جسکے لیے کوئی مرہم مفید نہیں ہو سکتا۔ قوت ہو تو پھر قانون کی بھی ضرورت نہیں۔ یہ روح حیات نہیں تو تمام چیزیں بیکار ہیں۔ مردہ لاش سامنے پڑی ہو تو مغرور اور سرشار نخوت قدموں کو تھکانے سے کون روک سکتا ہے؟ قانون بہت کریگا تو بعد کر سزا دیدیگا، لیکن جو شیشہ ٹوٹ چکا اسے جرنے کیلئے مرہم پٹی بیکار ہے!

آہ! تم نے قرآن کو بالکل بھلا دیا، جس نے ملکہ سبا کی زبانی ان تمام مصائب کی اصلی علت پہلے ہی بتلا دی تھی: ان الملوك اذا دخلوا قرية افسدوها وجعلوا اعزة اهلها اذلة و كذا لك يفعلون! (۲۷: ۳۲)

تھام مسٹر گرین فیلڈ زخمی شیر کو زخمی سمجھ لینے میں تو کوئی غلطی نہیں ہے، لیکن زخمی شیر کو زخمی ہیڑیا سمجھ لینا صحیح نہوگا۔ مسلمان اپنی غفلت و ترک عمل کے ہاتھوں خواہ کتنے ہی ذلیل و حقیر ہو گئے ہوں، تاہم ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی بے داغ زندگی کے متعلق ایسی ناپاک جسارتیں دیکھیں اور اپنے تئیں طاقت سے محروم پا کر خاموش ہو رہیں۔ دنیا میں گو سب سے بڑی طاقت حکومت و فرمان روائی سمجھی جاتی ہے، لیکن حکومت کے بغیر بھی دنیا میں بہت کچھ ہو سکتا ہے اور ہوا ہے۔

وہ اس قسم کی مغفريات پر محض اس وجہ سے غضبناک نہیں ہوتے کہ انکا مذہبی اعتقاد اس سے زخمی ہوتا ہے، بلکہ صرف اسلیئے کہ سچائی کے عالمگیر اصول پر حملہ کیا جاتا ہے، اور محض افتراء اور بہتان کے ذریعہ اپنے مذہبی عداوت و بغض کا مقصد حاصل کرنے کی ناپاک کوشش کی جاتی ہے۔ وہ اپنے مخالفوں سے رعایت کے طالب نہیں ہیں بلکہ صرف سچ بولنے کے!

مساجد و قبور اور ہور

بنگلہ مسلم لیگ پرسوں شب کو مسلم لیگ بنگال کا ایک جلسہ منعقد ہوا، اور اسی میں یہ مسئلہ باقاعدہ پیش ہوا کہ ۵- جون کے جلسے کی جو فرضی اور مصنوعی کرروائی اخبارات میں بذریعہ قار بھیجی گئی ہے وہ کیوں بھیجی گئی اور کس نے بھیجی؟

سکرٹری صاحب نے بیان کیا کہ انہیں اس تاریکی کوئی خبر نہیں اور نہ کسی دوسرے ذمہ دار شخص نے لیگ کے دفتر سے بھیجا ہے!

بہر حال ایک باقاعدہ تجویز اس کے متعلق منظور ہو گئی، اور قرار پایا کہ سکرٹری اسکی تغلیط اخبارات میں بھیج دیں۔ جب اس تار کے مضمون کی مصنوعیت و کذب بیانی تسلیم کر لی گئی، تو اب ہمیں اس سے کچھ بحث نہیں کہ وہ تار کس نے بھیجا اور کیوں بھیجا؟

مسئلہ مساجد کی موجودہ حالت یہ ہے کہ اب تک کوئی باقاعدہ جواب ہزار سالہ مسئلہ کی جانب سے نہیں آیا ہے۔ غالباً جولائی کے پہلے ہفتہ میں کلکتہ تشریف لائینگے۔ یہ بالکل آخری فرصت ہے جو انکے سامنے ہے۔ امید ہے کہ وہ اپنی مشہور دانشمندی کا اس موقع پر بھی ایک یادگار نمونہ پیش کریں گے اور انجمنی دفاع کے قائم مقاموں سے ملکر مسلمانوں کو لگی سب سے بڑی بیچینی کے طرف سے اطمینان دلا دیں گے۔

ایسوسی ایشن کے متعلق گذشتہ اشاعت مسلم یونیورسٹی میں ہم نے خواہش کی تھی کہ صدر دفتر ۱- جون کی جگہ کوئی دوسری تاریخ مقرر کر دے تاکہ کافی لوگوں شریک کار ہونے کا موقع ملے۔ ہم نہایت خوش ہیں کہ اس سے مل ہی مسٹر محمد علی کی درخواست پر ایک ماہ کی مہلت رہنمائی گئی ہے، اور اب آخری تاریخ الٹوریت کے درج رجسٹر کے کی ۱۵- جون کی جگہ ۱۵- جولائی قرار پائی ہے۔ ہم کریٹری کمیٹی کی اس فراخ دلی اور قابل تعریف مستعدی کے نگر دار ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اپنا انتہائی فرض ادا دیا۔ اب عام تعلیم یافتہ حضرات اور زمینداران و ٹیکس ادا نگار کا فرض ہے کہ اس مہلت سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور اس داخلہ و سال اول بھیج کر بکثرت شریک کار ہوں۔

ممکن ہے کہ بعض اصحاب کو خیال ہو کہ فیس کی بھی قید دی گئی ہے۔ لیکن ایسا خیال کرنا بڑی ہی چھوٹے درجہ کی ہوگی۔ ان طبقوں کے حضرات کو ایسے منسوبات سے بھی اپنے محفوظ رکھنا چاہیے۔ دس روپیہ سالانہ کوئی ایسی بڑی نہیں جو ٹیکس پیورز اور زمینداروں کیلئے قابل ذکر ہو۔

ادنیٰ قسم کا ہونا سگار بھی دس روپیہ سیکڑ سے کم میں نہیں کتنے ہی ارباب استطاعت ہیں جو ہر ماہ دو چار تہے ضرور سگار کے پھونک ڈالتے ہونگے۔ یہی سمجھ لیں کہ سال میں سوسو سگار کم پیسے!

جی بالکسکوپ کمپنی بعد کی خبروں سے معلوم ہوا کہ کرانچی کی جس سینی میٹروگراف کمپنی نے تنظیم نامی قصہ کی فلم دکھلا کر اسلام و پیروان اسلام کی آری کی ایک نہایت شرمناک کوشش کی ہے، اس کے جنگ ڈائرکٹر کا نام مسٹر گرین فیلڈ ہے۔

بعض واقعات جو مقامی اینگلو انڈین معاصر میں شائع ہوئے، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک نہایت سرکش اور مغرور آدمی اور نہایت بے پرواہی سے کہتا ہے کہ جن لوگوں کو میرے تماشے

مقدس نوشتوں اور تاریخ کلیسا کے مسلم واقعات سے لہذا کی جائیں گی جنکی تصدیق خود مسٹر گرین فیلڈ کے روحانی آباء و اجداد کر چکے ہیں۔

آخر میں ہم کہنا چاہتے ہیں کہ اسلام حضرت مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا احترام کرنے میں تنگ دل نہیں ہے۔ یہ جو کچھ لکھا جاتا ہے اس سے مقصود صرف بائبل کے پیش کردہ یسوع کی زندگی ہے۔ جو لوگ کالج کے گھر میں رہ کر لڑے کے ستونوں پر پتھر پھینکتے ہوں انہیں اپنی ہستی کی قوت بھی معلوم ہو جانی چاہیے۔

پریس ایکٹ کانگریس کا ڈیپوٹیشن انگلستان میں مجوزہ اصلاحات انڈیا کونسل کے متعلق سعی و جہد کرنے کے علاوہ پریس ایکٹ کے متعلق بھی قابل قدر خدمات انجام دے رہا ہے۔ حال میں مسٹر مظہر الحق نے پریس کانفرنس کے سامنے اس ایکٹ کے متعلق ایک مفصل تقریر کی تھی جس کا خلاصہ ہم درج کرتے ہیں:

”میں قانون مطابعت سنہ ۱۹۱۰ء کے عملی نتائج پریس کانفرنس کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں ہندوستان میں ایسے جرائم کی کثرت ہو رہی تھی جن میں جبر و اشتداد سے کام لیا گیا تھا۔ اس وقت مناسب خیال کیا گیا کہ اخبارات کی تحریریں پر سرکاری نگرانی قائم کی جائے۔ لہذا منظور شدہ اصلاح یافتہ کونسل کا سب سے پہلا کام یہی تھا۔ مگر جو قانون نافذ کیا گیا وہ اس قدر سخت تھا کہ سرلانس جنکسن کا (جن کا ممتاز ترین ججوں میں شمار کیا جاتا ہے) قول ہے کہ بائبل جیسی مقدس کتاب بھی اس قانون کی گرفت میں لائی جا سکتی ہے۔ اس زمانہ میں جو لوگ رائسراے کی کونسل میں اہل ہند کی طرف سے قائم مقام تھے وہ بھی سخت شش و پنج میں تھے۔ انہیں اس امر کا علم تھا کہ اخبارات کی شورش انگیز تحریریں پر نگرانی رکھنے کی ضرورت ہے۔ مگر وہ اس کے ساتھ اس بات کے بھی خواہشمند تھے کہ ہماری جائز آزادی میں کسی طرح کا فرق نہ آئے پائے۔ اگرچہ اس بارہ میں حکام کو مطلوبہ اختیارات عطا کر دیے گئے، مگر اس امر کی بھی کوشش کی گئی کہ جن لوگوں پر اس قانون کا اثر پڑتا تھا انہیں اس امر کا اختیار دیا جائے کہ عمال کی کارروائی کے جائز یا حق بجانب ہونے کی آزمائش کر سکیں۔ مسٹر سنہا نے جو اس زمانہ میں قانونی ممبر تھے، اس بات کی دھمکی بھی دی تھی کہ اگر اس ایکٹ میں اس مضمون کی شرط داخل نہ کی گئی اور اہل ہند کو ہائی کورٹوں میں اپیل کرنے کا اختیار نہ دیا گیا تو میں استعفا دیدرنگا۔

بدقسمتی سے وہ خطرے بعد میں صحیح ثابت ہوا۔ اس ایکٹ کی تحت میں اس قسم کی کارروائی عمل میں لائی گئی جس کا قانون وضع کرتے وقت کسی کو ہم رگمان بھی نہ تھا۔ مثال کے طور پر اخبار لامرید دہلی کا معاملہ پیش کیا جاسکتا ہے جس نے بدقسمتی سے ایک پمفلٹ کو جو یورپ میں شائع کیا گیا تھا دوبارہ چھاپ دیا۔ گورنمنٹ ہند نے ظاہر کیا کہ اس پمفلٹ کی اشاعت سے ہر مجسٹری کی مسیحی رعایا کی توہین و تذلیل مقصود ہے۔ اس بنا پر اس نے اخبار لامرید کے وہ تمام پرچے جن میں پمفلٹ شائع کیا گیا تھا، سرکاری طور پر ضبط کرلیے۔ حکام کی اس کارروائی کا ہائیکورٹ کلکتہ میں ممانعہ کیا گیا۔ ہائیکورٹ کے تین ممتاز ججوں نے جنہیں سرلانس جنکسن بھی شامل تھے، اپیل کی سماعت کی اور یہ فیصلہ کیا کہ ہماری رائے میں ایڈیٹر لامرید نے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا ہے، بلکہ اس پمفلٹ کو دوبارہ چھاپنے میں ایک قابل تعریف مقصد اسکے پیش نظر تھا۔

کیا انگریزی قوم کا کوئی فرد ایک دن کے لیے بھی اس قسم کے قانون کو قلمرو برطانیہ کی ”ٹیچر“ میں رکھنا گوارا کر سکتا ہے؟

الحمد للہ کہ پیغمبر اسلام کی زندگی بائبل کے یسوع کی طرح ایک مجہول و مخفی زندگی نہیں ہے جسکی زندگی کے تیس سالوں میں سے صرف آخری دو سالوں کے متفرق حالات دنیا کو معلوم ہوئے ہیں، اور وہ بھی اس قدر بے اصل، باہم متضاد، باہم متعارض، متضاد، الرایۃ، اور توہم آمیز ہیں کہ انکی تصحیح و تطبیق کے عاجز اگر امریکہ کے بعض آزاد حلقوں نے سرے سے یسوع کے وجود ہی سے انکار کر دیا ہے! اس کو اوزی پر صرف پیغمبر اسلام ہی کی زندگی ایک تنہا زندگی ہے، جو ایک کھلی ہوئی کتب کی طرح تیرہ سو برس سے دنیا کے سامنے ہے، اور اسکی حیۃ مقدسہ و مطہرہ کا ایک چھوٹا سا واقعہ بھی مخفی و مستور نہیں ہے!

وہ نہ تو یسوع کی طرح اپنے ملک سے آغاز عمر ہی میں مفقود الخبر ہو گیا، نہ اس نے مصر کی متمدن و عیش پرست آبادیوں میں ایک طویل و مجہول زندگی بسر کی، اور نہ ہی اس نے یسوع کی طرح اپنی زندگی کا حصہ شباب اور امتحان و آزمائش کا سب سے بڑا دور دنیا کی نظروں سے اوجھل رہ کر صرف کیا۔ جس طرح اسکی واضح اور سادہ تعلیمات میں تثلیث و کفارہ کے سے عقل دشمن رموز ہیں نہیں، بالکل اسی طرح خود اسکی زندگی میں بھی یسوع کے سی سالہ اسرار حیات کی طرح کوئی راز نہیں۔ وہ انسانوں میں رہا اور ایک کامل ترین انسان کی بے داغ اور معصوم زندگی بسر کی۔ جس طرح اسکی زندگی اس وقت سب کے سامنے تھی، اسی طرح آج بھی سب کے سامنے موجود ہے!

پس ایک ایسی عالم اشکارا زندگی کیلئے جو دوسرے سورج کی طرح سب کے سامنے ہو اور جسکی زندگی کی کوئی بات بھی غیر معلوم نہ رہی ہو، جھوٹے قصے گوہنا اور انہیں علانیہ تماشہ گاہوں میں دکھانا، نہ صرف کسی خاص قوم ہی کے جذبات کی تذلیل ہے، بلکہ فی الحقیقت بیسیوں صدی کی ادعائی روشنی کے اندر لخلق کو ذبح کرنا اور راستی و حقیقت کو علانیہ شیطان کے مذبح پر قربان کرنا ہے۔ یہ انسان کے اخلاقی مروت کا ایک ناپاک منظر ہے جسپر کوئی راستی پسند انسان ماتم کیے بغیر نہیں رہ سکتا!

اگر لوگوں کو قدیم زمانے کے مشہور اور عظیم المرتبہ انسانوں کے متعلق شرمناک حکایتوں کے دیکھنے کا شوق ہے، تو اس ابلیسی مکر و افتراء کی جگہ کیوں نہیں اُن واقعی قصوں اور مستند حکایتوں کے عظیم الشان ذخیرہ کی طرف بڑھتے ہوئے جو خیر سے خود بائبل کی کی مجلدات کے اندر موجود ہے، اور جو اس پر فخر تاریخ کے عظیم آثار کے علاوہ ہے جسکی اخلاقی فتح مندیاں پہلی صدی عیسوی سے لیکر پندرہویں صدی تک برابر جاری رہیں، اور جو دراصل انسانی نفس پرستی و ہیمنیت کی ایک ایسی مکررہ سرگذشت ہے، جسکی نظیر دنیا کی وحشی سے وحشی قوموں میں بھی نہیں مل سکتی۔

جس زندگی کے تیس سال مجہول و غیر معلوم ہیں، وہی پر اسرار زندگی ایسی حکایتیں کیلئے زیادہ موزوں ہو سکتی ہے۔ اگر کسی وجہ سے اسے مستثنیٰ کر دیا جائے، جب بھی اُن ہزارہا مسیحی رلیوں اور مقدس پیشواؤں کی خانقاہوں کے اخلاقی اسرار و خفا یا بے حد شمار ہیں، جو گزشتہ ایک ہزار سال تک تمام مسیحی یورپ میں خدا کے اکلوتے بچے کی اخلاقی وراثت کے مالک رہے ہیں، اور روم اور ہسپانیہ کے چروں کی تاریخ تو ابھی دنیا سے محروم نہیں ہوئی ہے!

ہم آئندہ کسی قدر تفصیل سے اس موضوع پر لکھیں گے، اور مسٹر گرین فیلڈ کے تماشہ گاہ کیلئے بعض دلچسپ قصے و حکایات کا ذخیرہ پیش کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ وہ انہیں سے چند نیا نیا روایات چھانت کر فلم بنا کر کیلئے رلیس روانہ کر سکیں۔ وہ ”عظیم“ کے فرضی قصے کی طرح محض افتراء و کذب پر مبنی نہ ہونگی، بلکہ

ایڈیشن ' دونوں میرے پاس موجود ہیں ' مگر دونوں کے قصائد
و غزلیات و قطعات وغیرہ کی تعداد میں بہت بڑا فرق ہے - چلے
ایڈیشن میں ملکہ وکتوریا کی مدح کا قصیدہ :

دور روزگارہا نتراند شمار یافت

خود روزگار انچہ دری روزگار یافت

اور ۳۳ - اس قصیدہ سر اکلینڈ کالون والا :

بہر کس شیرہ خاصی در ایثار ست اررانی

ز من مدح و زلارہ ایلن بر اگنجینہ افشانی

اور لارڈ کینینگ کے دربار آگرہ اور عطائے خطابات کی تبریک :

ز سال نو دگر لبے بری کار آمد

و غیرہ قصائد ہیں - اسی طرح سر سالار جنگ اعظم کی مدح کا
مشہور قصیدہ :

شرطست کہ داستان نہ گویم

بہی نہیں ہے کہ یہ غدر کے بعد لکھا گیا -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فارسی کلیات نظم کے ہر ایڈیشن
میں نیا کلام شامل کر دیا جاتا تھا -

مگر افسوس کہ اردو دیوان کی قسمت اس بارے میں نارسا
رہی اور نیا کلام اسمیں شامل ہوتا نہ رہا - اسکا ثبوت وہ متعدد
غزلیں ' قطعات ' رباعیاں ' اور بعض اردو قصائد ہیں جو بعض
حضرات کے پاس قلمی موجود ہیں اور مطبوعہ دیوان میں انکا
پتہ نہیں -

اس قسم کے غیر مطبوعہ کلام میں سے دو اردو رباعیاں میں نے
اُس مطبوعہ نسخہ کے حاشیہ پر خود میرزا صاحب کے ہاتھ سے
لکھی ہوئی دیکھی ہیں ' جو انہوں نے خواجہ فخر الدین حسین
دہلوی مصنف سرش سخن کو دیا تھا - اور دو قصیدے ' دو قطعے '
ایک قطعہ تاریخ ' تین غزلیں دیوان اردو کے اُس قلمی نسخہ
میں ہیں جو نواب سعید الدین احمد خان صاحب طالب رئیس
دہلی کے پاس موجود ہے - اس مرتبہ دہلی میں وہ نسخہ چند
دنوں تک میرے پاس رہا اور میں نے تمام غیر مطبوعہ کلام کی نقل
لیلی - اسے لیے میں نواب صاحب موصوف کا شکر گزار ہوں -

ان نظموں میں اردو کا ایک مختصر قصیدہ ہے جسے آج بسلسلہ
ادبیات شائع کیا جاتا ہے - یہ بالکل نئی چیز ہے اور علامہ غیر
مطبوعہ ہونے کے اس سے مرزا مرحوم کے حالات و سوانح پر بھی مزید
روشنی پڑتی ہے -

(قصیدہ)

اس قصیدے کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانے میں
کوئی سرکاری دربار ۱۳ - جنوری کو منعقد ہوا تھا جس میں حسب
معمول مرزا صاحب کو بھی مدعو کیا گیا - لیکن جب وہاں پہنچے
تو انکی عزت قدیمانہ کے مطابق نشست و ترقیب کا کوئی انتظام
نہ تھا - حتیٰ کہ انہیں نہایت ہی ادنیٰ صف میں کرسی ملی
یہ دیکھ کر سخت متاسف ہوئے کہ قدیمی باتیں خراب و خیال
ہو گئی ہیں :

اُس بزم پر فروغ میں اس تیرہ بخت کو

نمبر ملا نشست میں از روئے تہ - ام

" از روئے اہتمام " یعنی از روئے قاعدہ و ترقیب دربار جس میں

یہ بہت پیچھے اور عام مغز میں بٹھائے گئے ہوئے -

اس حالت کو دوسروں نے بھی معسوس کیا اور اشارہ ہوئے کہ :

دربار میں جو مجھ پہ چلی چھٹک عزم

المجلد

۲۲ وجہ ۱۳۳۲ ہجری

ادبیات

مرزا غالب

مرزا غالب مرحوم کا غیر مطبوعہ کلام

مصابغ غدر ' قلعة معلیٰ کی تباہی ' وفاداری و بغاوت کی
ایک قدیمی حکایت !

مرزا غالب مرحوم کا سال وفات " آہ غالب بمر " ہے - یعنی
سنہ ۱۲۸۵ ہجری -

اس لحاظ سے فی الحقیقت انکا شمار موجودہ عصر جدید کے
عہد میں ہونا چاہیے - ہندوستان میں پریس سترھویں صدی
عیسوی کے اواخر میں رائج ہو چکا تھا اور غدر سے پہلے خود دہلی
میں حاجی قطب الدین وغیرہ تجار کتب کے بعض پریس قائم کر دیے
تھے - پس انکو اپنی تصنیف و تالیف کیلئے ابتدا ہی سے پریس
موجود ملا ' اور اپنے حاصل عمر کو اشاعت و طباعت کیلئے غیروں پر
چھوڑ کر دنیا سے چلے جانے کی مصیبت سے دو چار ہونا نہ پڑا جو
فی الحقیقت کسی صاحب کمال کیلئے زمانہ گذشتہ کی سب سے
بڑی مصیبت اور سب سے بڑا جانکاہ صدمہ رہا ہے -

انکی کلیات نظم و نثر اور مکاتیب و رسائل اردو و فارسی کی
تمام کتابیں باستثناء اردو معلیٰ (جو انکے انتقال کے بعد مرتب
ہوئی) انکی زندگی میں خود انہیں کی زیر نگرانی شائع ہو چکی
ہیں - دیوان فارسی غالباً سب سے پہلے مطبع اردو اخبار
لکھنؤ (نولکشوری پریس) میں خود چھپوایا - اسی طرح پہلے مہر
نیمروز ' پھر مع دستنبور مکاتیب فارسیہ باسم پنچ اہنگ شائع
ہی - قاطع برہان ' درفش کاویانی ' فامہ غالب ' تیغ تیز وغیرہ
دہلی میں چھپوائیں - دیوان اردو بھی غالباً پہلے مطبع اردو
خبر میں اور پھر مکرر سے کر دہلی و لکھنؤ میں چھپوا کر
نائج کیا -

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانے میں جسقدر اردو کلام
ہا گیا ' وہ نئے ایڈیشنوں میں دخل نہیں ہوا - جو پہلا ایڈیشن
در سے پہلے دہلی میں چھپا تھا ' اسی کی نقلیں چھپتی رہیں -
مخلاف کلیات نظم فارسی کے جسکا پہلا ایڈیشن اور موجودہ

غدر کی تمام برادیاں اور آس قلعہ دہلی کی تمام خونریزیوں
ایک ایک کر کے انکے آنکھوں کے سامنے گذریں، جو ہندوستان میں
شش صد سالہ حکومت اسلامی کا آخری نقش قدم تھا، اور گو
بہادر شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) خود کچھ نہ تھا لیکن اسکے بقا سے
عظمت و جبروت اسلامی کی ایک بہت بڑی روح زندہ تھی۔
اسکے مٹنے سے اکبر و شاہجہاں کا گھر بے چراغ ہو گیا! اسکا مٹنا
درحقیقت سلالہ تیمور و آل بابر کا مٹنا تھا۔ معتصم عباسی خود
کچھ نہ تھا لیکن جب فتنہ تاتار میں بغداد کے محل لوٹے گئے تو
معتصم کی جگہ ہارون و ماموں کی عظمت لت رہی تھی!

و ما کان قیسا ہلکے ہلکے واحدا
ولکنہ بنیان قوماً تہدما!

مرزا غالب نے عمر بھر بہادر شاہ کی لا حاصل مداحی کی تھی،
اور وہ قصیدے جو عرفی اور نظیری کے قصائد سے مقابلہ کا دم رکھتے
تھے، ایک ایسے مخاطب کے سامنے ضائع کیے تھے جسکے سر پر جہانگیر
و شاہجہاں کا تاج تو ضرور تھا، پر نہ تو عرفی و نظیری کی قدر
شناسی کا ہاتھ تھا اور نہ کلیم کو زر خالص سے تلو کر بخشش کرے
والا خزانہ۔ تاہم وہ جو کچھ لکھتا تھا، اسکا مخاطب خود بہادر شاہ
سے نہرتا تھا۔ بلکہ آس تخت اعظم کی روح صولت و عظمت
اسکے سامنے ہوتی، تھی جسپر کبھی بیٹھکر اکبر نے فیضی سے،
جہانگیر نے عرفی و طالب سے، اور شاہجہاں نے کلیم سے مدحیہ
قصائد سنے تھے، اور جواب بھی جشن نوروز عید کے دن آس
زرد زرد دھوپ کی طرح جو غروب آفتاب سے کچھ پہلے اونچی
دیواروں اور محرابوں پر دکھائی دیتی ہے، دیوان عام ر خاص کے
طلائی ستروں کے نیچے چند لمحوں کیلئے نظر آ جاتی تھی!

کہ با وجود خزان بوسے یاسمن باقیست!

چنانچہ انکے اکثر قصائد مدحیہ کی تشبیہوں میں اور
علی الخصوص اس مدحیہ نثر میں جو مہر نیم روز کے دیباچہ میں
حضرت بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے لکھی ہے، اس
سوز درونی اور آس آتش پنهانی کی گرمی صاف محسوس ہوتی
ہے، جسکا شعلہ کا روان عظمت کے اس آخری مسافر کو دیکھ کر
اختیار انکے دل میں بھڑک اٹھتا تھا، اور جسکو وقت کی نزاکت
اور انگریزی حکومت کے ذریعہ وظیفہ حاصل کرنے کے تعلق، نیز
ایک حد تک طبیعت کی شاعرانہ طماعی و ارسنگی نے غالب
آکر بظاہر پوشیدہ و افسردہ کر دیا تھا!

فتح دہلی کے بعد جو عالمگیر اور عدیم النظیر مصیبت اشرف
و اعیان شہر پر نازل ہوئی، اور جس طرح شاہجہاں آباد کی
آن سڑکوں پر جہاں کبھی صاحبقران اعظم کی سواری کیلئے جمنائے
پانی کا چھڑاؤ کیا جاتا تھا، مسلمانوں کے خورن کے فوراً بھسے، مرزا
غالب نے دہلی میں رہ کر اسکے تمام مناظر خونیں اپنی آنکھوں سے
دیکھے، اور ان چیخوں کو اپنے کانوں سے سنا جو عرصے تک دارالخلافہ
کی گلیوں اور کوچوں سے بلند ہوتی رہی تھیں:

فلا تسئلن عما جرى یوم حصرہم
و ذالک مما لیس یدخل فی حصر!

علی الخصوص تلعہ معلی کی برادیاں جن کے لیے
تمام حیوانات ارضی کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں، اور جنکے
میں اگر آسمان سے پانی کی جگہ خون برستا، جب بھی انکے ماتم
حق ادا نہ ہوتا۔ وہ اجساد معترتہ و رفیعہ، جو تیمور و بابر کی یاد
اور اکبر اعظم و صاحبقران ثانی کی خورن عظمت و جبروت کے حامی
تھے، جنہوں نے چھ صدیوں سے متصل شہنشاہی اور فرمانروائی
کی گرد میں پرورش پائی تھی، جنہیں حکم و سلطنت کے عیش

دربار کے بعد انہوں نے چاہا کہ لفٹننٹ گورنر پنجاب سے ملیں
اور عرض حال کریں لیکن ریل کا وقت کم رہ گیا تھا اور درباریوں کا
عجروم بھی بہت تھا۔ ملاقات کا موقع نہ ملا:

آیا تھا وقت ریل کے کھلنے کا بھی قریب
تھا بارگاہ خاص میں خلقت کا ازدحام
اس کشمکش میں ”آپکا“ مداح نامور
”آقائے نامور“ سے نہ کچھ کرسکا کلام

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دربار دہلی کے علاوہ کسی دوسری
جگہ ہوا ہوگا کیونکہ ریل کے وقت کا ذکر کرتے ہیں۔ ”آپکا مداح
نامور“ میں پنجاب کے لفٹننٹ گورنر سے خطاب ہے۔ معلوم نہیں
”آقائے نامور“ سے بھی خود بھی مراد ہیں یا کوئی اور؟ مخاطب
کے بعد اس طرح کے ضمیر نما وصف سے تر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ
کوئی دوسرا شخص ہوگا۔

آس زمانے میں لدھیانہ سے کوئی اخبار نکلتا تھا۔ اس نے دربار
کی روئداد چھاپتے ہوئے یہ تمام باتیں لکھ دیں۔ اسپر مزید ستم
یہ کیا کہ انکا نام اور لقب لکھنے میں کچھ ایسی غلطیاں کر دیں
جسے دیکھ کر انکا رنج اور درگنا ہو گیا:

اخبار لدھیانہ میں میری نظر پڑی
تحریر ایک، جس سے ہوا بندہ تلخ کام
تکرے ہوا ہے دیکھ کے تحریر کو جگر
کاتب کی آستیں ہے مگر تیغ بے نیام
وہ فرد جسمیں نام ہے میرا غلط لکھا
جب یاد آگئی ہے کلیجہ لیا ہے تھام!

معلوم ہوتا ہے کہ دربار میں انہیں معمولی خلعت بھی نہیں
دیا گیا اور نہ نذر دینے والوں میں شمار کیے گئے:
سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یک قلم
نمبر رہا، نہ نذر، نہ خلعت کا انتظام!

لیکن قصیدے سے تھیک معلوم نہیں ہوتا کہ کس زمانے کا یہ
واقعہ ہے اور کس دربار کا ذکر کر رہے ہیں؟ صرف اسقدر معلوم
ہوتا ہے کہ غدر کے بعد کا دربار ہے۔ کیونکہ لفٹننٹ گورنر پنجاب
کی مدح کی ہے۔ نیز اس وقت انکی عمر ستر برس کی تھی۔

میں نے اس وقت مولانا حالی کی یادگار غالب دیکھنا چاہی
مگر کتابوں میں ملی نہیں۔ غالباً اس واقعہ کے متعلق اسمیں
کوئی ذکر نہیں ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ شاید یہ قصیدہ غدر کے
بعد کے آس سہ سالہ عہد سے تعلق رکھتا ہے، جبکہ قیام دہلی
تعلق قلعہ اور فتح کے بعد عدم حاضری کی وجہ سے انکا سرکاری
وظیفہ بند ہو گیا تھا۔ انکی وفاداری مشتبہ سمجھی گئی تھی اور
بڑی ہی تکلیف و شائد کی زندگی بسر کرتے تھے۔

(مصائب غدر اور مرزا غالب)

غدر میں مرزا گھر سے باہر نہیں نکلے اور آخر تک بند رہے۔
مہاراجہ پٹیالہ کی سرکار سے سپاہی متعین ہو گئے تھے جو غفران ماب
حکیم محمود خان مرحوم اور مرزا غالب، دونوں کے مکانوں کی
حفاظت کرتے تھے (۱)

(۱) بلی ماروں میں حکیم صاحب کے مکان کے سامنے مسجد
ہے۔ بالکل اس سے متصل مرزا مرحوم کا کوٹھا تھا جہاں غدر سے
پیشتر آ رہے تھے۔ آجکل ہندوستانی دواخانہ جس مکان میں ہے۔
تھیک اسکے مقابل مرزا صاحب رہتے تھے۔ میں جب کبھی وہاں سے
گذرتا ہوں تو شوق و عقیدت کی ایک نظر ڈال لیتا ہوں۔ اسی
مسجد کے قرب کی نسبت کہا تھا:

مسجد کے زیر سائے اک گھر بنالیا ہے
یہ بندہ کمینہ ہمسایہ خدا ہے!

بعد کو اپنی بریت کیلئے انہوں نے اس عدم حاضری کے بہت سے وجوہ بیان کیے تھے، مگر اصل حقیقت یہی تھی کہ دل دردمند کے ہاتھوں پانوں بندھ گئے اور مصلحت و ضرورت کی عاقبت انڈیشیونکی بھی کچھ نہ چلی، بعد کو ہوش آیا تو عذر بنا کر پیش کرتے پڑے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ سرکاری حلقوں میں عام طور پر اس حذر سے ان کے سب سے بڑے شاعر کی نسبت ٹھیک اسی طرح "غیر وفاداری" کا یقین ہو گیا، جس طرح آجکل بہت سے نثر نویسوں کی نسبت یقین کیا جاتا ہے جو اپنے دلی جذبات و حسیات کے ہاتھوں مجبور ہیں۔ انکی وہ پنشن بھی بند ہو گئی جو انکی زندگی کا اصلی آذوقہ تھی اور چند جام ہائے "فرنج" گلاب آمیز (۱) کا وسیلہ تھی۔ انگریزی درباروں میں پرسش و طلب اور عام تعلقات لطف و ترازش بھی یک قلم موقوف ہو گئے اور پوری طرح نیم باغیوں میں شمار ہونے لگا!

مرزا مرحوم کیلئے یہ حالت بڑی ہی سخت مصیبت تھی۔ ایک شاعر ان کڑی منزلوں کا مرد نہیں ہو سکتا۔ انوری نے صاف کہہ دیا ہے:

حکیم و شاعر ملا چکونہ جنگ کنند؟

قلعہ کے پرہیز ہونے سے وہ چند روپیے بھی جاتے رہے جو بہ تعلق تاریخ نویسی و شاعری ملا کرتے تھے۔ اسپر سرکاری وظیفہ کا بند ہو جانا قیامت تھا۔ شام کی سرشاری اور صبح کی خماری شکنی دونوں سے محروم ہو گئے۔ ساری زندگی آزادانہ داد و ستد اور یک گونہ فارغ البالی میں بسر ہوئی تھی۔ اب فاقہ مستی تک نوبت پہنچ گئی، اور صرف دوستوں اور شاگردوں کی خدمت گزاری پر تن کٹنے لگے۔ اس زمانے کے خطوط اردوے معلیٰ میں موجود ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی سے تنگ آ گئے تھے اور سرکاری وظیفہ کی راگزاری اور الزام بغاوت سے بریت کیلئے بڑی بڑی کوششیں کرتے تھے۔

(غیر مطبوعہ قصیدہ)

یہ زمانہ تین سال تک رہا اور صفائی کی کوئی کوشش سرد مند نہ ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اردو کا یہ غیر مطبوعہ قصیدہ بھی اسی زمانے سے تعلق رکھتا ہے۔ دربار خلعت کا نہ ملنا، نذر وغیرہ کا سلسلہ بند ہو جانا، قدیمی عزت و احترام کی یاد، اپنی بے آبروئی و بے عزتی پر حسرت و انسرس، یہ تمام باتیں جو اس میں پائی جاتی ہیں، صرف اسی زمانے کی شکایتیں ہو سکتی ہیں۔ غالباً لژد کیننگ نے جنوری سنہ ۱۸۶۰ میں جو دربار آگرہ میں لب درباے جمنا کیا تھا، اسی کی طرف اس میں اشارہ کیا گیا ہے۔ دہلی سے اس میں شریک ہونے کیلئے شاید آگرہ گئے ہونگے۔ "لب دربا" خیموں کے لگنے اور ریل کا وقت کم ہونے کے ذکر سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ اسکی تصدیق آنکے بعض فارسی قصائد و قطعات سے بھی ہوتی ہے جو اسی زمانے میں لکھے گئے تھے، اور جو بالکل اس آرڈر قصیدے کے ہم معنی و ہم مطلب ہیں۔

(۱) مرزا مرحوم اپنے فارسی خطوں میں ولایتی شراب کو "فرنج" لکھا کرتے ہیں۔ فرانس اور اسپین شراب سازی کا مرکز ہیں۔ کوئی فرانسیسی شراب لی ہوگی جسکو ساختہ فرانس ہونے کی وجہ سے "فرنج" کہہ دیا ہوگا۔ انہوں نے اپنے عالم و ارستگی میں یہی نام رکھ لیا۔ قاعدہ تھا کہ اسکی تیزی کم کرنے کیلئے گا، گاہ عرق گلاب ملا لیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک غزل کے مقطع میں کہتے ہیں:

آسودہ باد خاطر غالب کہ خورے اوست

آمیختن بہ باد صافی گلاب را!

و اجلال کے سوا کسی مصیبت کا کبھی تصور بھی نہیں ہوا تھا، اور جو ہمیشہ ان کزوروں انسانوں کو جنگی آبادیاں کابل کے کوہستان سے لیکر آسام کے جنگلوں تک پھیلی ہوئی تھیں، اپنے سامنے سر بسجود پاتے تھے، کون تھا جو سنگ و آہن کا دل و جگر پیدا کرے بھی یہ دیکھ سکتا تھا کہ وہ چوروں اور ڈاکوؤں کی طرح گلیوں میں مارے جائیں، اور انکی لاشیں آس عظمت رفتہ کا افسانہ ماتم سنائیں، جو چند روز پیشتر تک دنیا میں صرف انہی کیلئے تھی؟

غدا سراً بین الانام حدیفہم

رذا سمریدمی المسمع کالسمرا!

تعییة مشتاق رالف ترحم

علی الشہداء الطاہرین من الزرا

آن الملوك اذا دخلوا قرية، افسدوها جعلوا اعزة اهلها اذلة
و کذ لك تفعلون (۲۷: ۳۴)

لیکن یہ سب کچھ دیکھنے اور سننے کیلئے مرزا غالب دہلی میں زندہ تھے اور دیکھتے رہے تھے۔ یہ وہ حوادث ہیں جن پر غیروں کی آنکھوں سے بھی آنسو نکل آتے ہیں۔ ممکن نہ تھا کہ مرزا غالب جیسے غم دوست شاعر نے یہ سب کچھ دیکھا ہو اور اس کے دل و جگر کے ٹکرے ٹکرے نہ ہو گئے ہوں!

گو ضرورت و احتیاج نے انہیں انگریز حکام اور گورنروں کی چوکیوں پر گردایا تھا اور مدحیہ قصائد لکھوائے تھے، تاہم "مرزا صاحب مشفق و مہربان" کے خطابات اور ساتھ ستر روپیہ کا خلعت اس زخم کاری کا مرہم تو نہیں ہو سکتا تھا جو حوادث غدر سے انکے دل پر لگا ہوا؟ ایک ضعیف الارادہ انسان وقت و احتیاج سے مجبور ہو کر صدھا باتیں اوپر سے دل سے کر بیٹھتا ہے مگر کچھ اس سے دل کے اصلی معسوسات و جذبات مت نہیں سکتے۔ علی الخصوص ایسے حادثہ کبریٰ اور مصیبت عظمیٰ کے موقع پر جسکو دیکھ کر بڑے بڑے غدار و ملت فروش دلہن سے بھی آہیں نکل گئی ہونگی!

(الزام بغاوت!)

چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ ان سب باتوں کا جو اثر ایک مسلمان ہندوستانی کے قلب پر پڑتا تھا، مرزا مرحوم پر بھی پڑا، اور انکی غیرت و حمیت نے گوارا نہ کیا کہ فتح دہلی کے بعد فاتح حکام کے سامنے جاکر خوشامد و عاجزی کریں، اور اس عیش و نشاط تازہ کا تماشہ دیکھیں جو دہلی مرحوم کی بربادی و تباہی کے غم و ماتم سے حاصل کی گئی ہے۔ وہ خود ہی کہہ چکے تھے:

ہر جادہ کہ از نقش پئے تست بہ گلشن

چاکبست بجیب ہوس انداختہ ما!

انکے تعلقات حکام انگریزی کے ساتھ ابتدا سے خوشامدانہ رہے تھے۔ انکا وظیفہ انہی کے ہاتھ میں تھا۔ اس کمبخت وظیفہ کے واگذار کرنے کیلئے انہیں بیسیوں قصیدے انگریزوں کی مدح و ثنا میں اس جوش سے لکھنے پڑے گویا اکبر و جہانگیر کی مدحی ہو رہی ہے! پھر رقت بھی ایسا پر آشوب تھا کہ مارشل لا جاری تھا، اور سولی کے تختوں اور درختوں کی ٹہنیاں ہمیشہ لاشوں سے بھری رہتی تھیں۔ ان حالات کی وجہ سے وہ بڑی ہی مجبور یوں میں پھنس گئے تھے۔ تاہم انکی طبیعت کچھ اس طرح بیزار ہوئی کہ فتح کے بعد قلعہ میں وفاداران سرکاری جمع ہوئے۔ انعامات و سندات ملیں۔ ان تمام لوگوں نے بڑی بڑی کوششیں کر کے اپنے تئیں نمایاں کیا جنہوں نے غدر میں حصہ نہیں لیا تھا اور اسکے صلہ و اکرام سے مالا مال ہوئے، مگر مرزا غالب اپنے بیت العز سے نہ نکلے، اور کسی حاکم کے آگے جاکر اسکا منتقم و قاهر چہرہ نہ دیکھا!

یعنے غدر کی باد سر سرے مصائب کا غبار چھا گیا - اس زمانے میں میری بے گناہی کا بڑا ثبوت یہی ہے کہ میرے خلاف کوئی ثبوت نہ ملا اور اس لیے کوئی مخالفانہ کارروائی میرے مخالف حکام نہ کر سکے -

اسکے بعد کہتے ہیں کہ اب آپے طالب لطف و کرم و تلافی مافات ہیں :

کنوں کہ شد ز تر زینت فزائے رے زمیں
سراں ہند کہ چوں زلف تار مار آمد
خطاب و خلعت و پنشن ز شاہ می خواہم
ہم از نخست بدیں راہ ام قرار آمد
پس از سہ سال کہ درونج و پیچ و تاب گذشت
سر گذارش اندرہ انتظار آمد

یہاں بھی انہی چیزوں کو طلب کیا ہے اور لکھا ہے کہ تین سال اس حالت پر گذر چکے ہیں -

غالباً اس قصیدے کے گذرانے کے بعد شملہ سے تحقیقات کی گئی اور جب انکی بے گناہی ثابت ہو گئی تو بدستور پنشن جاری کر دی گئی - تین سال کی پچھلی مجموعی رقم بھی دیدی گئی تھی - اس سے مرزا صاحب بہت خوش ہوئے تھے - چنانچہ اردوے معلیٰ میں اسکا ذکر موجود ہے -

جن لوگوں نے مرزا مرحوم کی صفائی کیلئے خاص طور پر کوشش کی تھی ' مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ ان میں سر سید مرحوم بھی تھے - اس واقعہ سے سید صاحب اور مرزا مرحوم میں صفائی بھی ہو گئی جنکے باہمی تعلقات قدیمانہ آئین اہری کی تقریظ کے قصہ سے کچھ مکدر ہو گئے تھے -

بہر حال اس غیر مطبوعہ قصیدے کے متعلق میرا خیال ہے کہ یہ سنہ ۱۸۶۰ میں لکھا گیا ہے اور ۳ جنوری کے دربار سے مقصود دربار آگرہ ہے - اعیانہ ہے کہ مرزا مرحوم نے ان عقیدتمندان کمال کیلئے جنکی تعداد اب ملک میں روز افزوں ہو رہی ہے ' یہ غیر مطبوعہ قصیدہ بہت دلچسپ ہوگا - گوشاوری کے اعتبار سے چنداں اہم نہر - رحمۃ اللہ علیہ و غفر اللہ ذنوبہ !

الانسان

مولوی سجاد مرزا بیگ صاحب دہلوی مصنف حکمت عملی کے نام سے ناظرین ناواقف نہیں ہیں - حال میں انہوں نے ایک کتاب علم " الانسان " پر شائع کی ہے - جس کا نام الانسان ہے - کتاب بڑی جامعیت سے لکھی گئی ہے جس کے مطالعہ سے انسان کے تمام قواء نفسانی اور جسمانی اور خصوصیات طبعی کی کیفیت اچھی طرح منکشف ہو جاتی ہے - علم الانسان اور مشاہدہ ذات کی تعریف اور کیفیت بیان کرنے کے بعد انسان کی جسمانی ساخت ' ارتقا ' قدامت ' انواع و اقسام وغیرہ کے متعلق زمانہ حال کی تحقیقات کو نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے اور پھر احساسات اور نطق کی حقیقت بیان کرتے حیات نفسیہ کی کیفیت اور نفس کی تمام قوتوں کا حال مشرح بیان ہوا ہے - مذہب ' اختلاف معاشرت و تمدن کا فلسفہ بھی نہایت خوبی سے بیان کیا ہے - اردو زبان میں کوئی کتاب اس فن پر اس سے بہتر نہیں لکھی گئی - طرز بیان نہایت دلچسپ اور زبان با محاورہ اور شستہ ہے - علوم جدیدہ کی اصطلاحات معنی و تلاش سے قائم کی گئی ہیں ' اور دقیق مضامین کو اس خوبی سے بیان کیا ہے کہ سمجھنے میں ذرا دشواری نہیں ہوتی - غرض اس کتاب کے مطالعہ سے نئی اور مفید معلومات حاصل ہوتی اور خیالات میں بیش بہا ترقی ہوتی ہے - عنقریب اس کتاب پر الہلال میں ریویو نکلے گا - کتاب عمدہ کاغذ پر صاف اور خوشنما چھپی ہے تصاویر اور نقشے مرقع بمرقع دیے گئے ہیں - مصنف سے در روپیہ قیمت پر ذیل کے پتہ سے مل سکتی ہے :

سجاد مرزا بیگ دہلوی - بازار عیسوی میان - حیدر آباد دکن

مثلاً غدر کے بعد جو فارسی قطعہ مسٹر اڈمنسٹن بہادر لفتننٹ گورنر صوبہ شمال و مغربی کو مخاطب کر کے لکھا ہے ' اور جسکا پہلا شعر :

فرزانہ یگانہ ' اڈمنسٹن بہادر
کا موخت دانش از رے آئین کردانی

ہے - اسمیں اپنی مصیبتوں کا افسانہ سنا کر الزام شرکت بغاوت سے اپنی بریت کی ہے ' اور کہا ہے کہ حکام کے دل میری جانب سے پھر گئے ہیں - آپ مدد کیجیے اور میری صفائی کرا دیجیے ! چنانچہ لکھتے ہیں کہ میرے تعلقات انگریزی حکومت سے نہایت قدیمی ہیں - میں ہمیشہ حکام کی مدد میں قصاد لکھتا رہا اور صلہ و انعام سے شاد کام ہوا :

از حضرة شهنشه خاطر نشان من بود
در مژد مدح سنجي صد گونه کامراني

یہی حالت تھی کہ :

ناگہ تند بادی کل خاست در قلمرو
برہم زد آن بنا را نیرنگ آسمانی !

یعنے غدر کا ظہور ہوا -

در وقت فتنہ بودم غمگین و بود بامن
زاری رہے نوائی ' پیری و ناتوانی
حاشا کہ بودہ باشم " باغی " باشکارا
حاشا کہ کردہ باشم ترک وفا نہانی !
از تہمتی کہ بر من بستند بد سگال
حکام راست بامن یک گونه سر گرانی

یعنی غدر کے زمانے میں پیری و ناتوانی کی وجہ سے کہیں آجا نہ سکا اور اظہار وفاداری نہ کر سکا - باغیوں سے مجھے کوئی تعلق ظاہر و باطن نہ تھا - محض تہمت تراشی سے مقامی حکام مجھ سے بدظن ہو گئے ہیں -

اسی طرح سنہ ۱۸۶۰ میں جب لارڈ کینینگ گورنر جنرل نے دربار کیا ہے ' تو در مطلعوں کا ایک پر زور قصیدہ لکھ کر پیش کیا :

ز سال نو دگر آئے ہرے کار آمد
ہزار رشت صد رشت در شمار آمد

اس قصیدہ کے آخر میں وہ سب شکایتیں ایک ایک کر کے لکھی ہیں جنکے لیے اس غیر مطبوعہ اردو قصیدے میں لفتننٹ گورنر پنجاب سے فریادی ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ ٹھیک ایک ہی وقت کی لکھی ہوئی دونوں چیزیں ہیں - فارسی قصیدہ و سرائے کے پاس بھیجا ہوگا ' اور یہ اردو کا غیر مطبوعہ قصیدہ لفتننٹ گورنر پنجاب کے پاس اردو قصیدے میں نمبر کرسی ' خلعت و نذر ' وظیفہ و انعام ' تین چیزوں کے بند ہو جانے پر افسوس کیا ہے :

نمبر رہا نہ نذر ' نہ خلعت کا انتظام

یہی دکھتا اس فارسی قصیدہ میں بھی رہا ہے - اپنی قدیمی مداحی و وظیفہ خوار کی ذکر کے بعد لکھتے ہیں :

بہ نا گرفت چناں سر سرے وزید بدھر

کزاں بر آئینہ آسمان غبار آمد

شرارہ بار غبارے ز مغز خاک انگیزخت

سیاہ رو سپہے کاندہیں دیار آمد

دوین جگر گسل آشوب کز معرفت آں

سپاہدار سپہے بہ زینہار آمد

گواہ دعویٰ غالب بعرض بے گنہی

ہمیں بس ست کہ ہر گونه رستگار آمد

ادبیات

شعر علی گشت

مرزا غالب مرحوم کا ایک غیر ۱۰۰: روعہ قصیدہ

کرتا ہے چرخ روز بصد گرنہ احترام * فرماں رواے کشور پنجاب کو سلام
حق کو رحق پرسہ رحق اندیش رحق شناس * نواب مستطاب امیر شاہ شاہ ام
جم رتبہ منکلو بہادر کہ وقت رزم * ترک فلک کے ہاتھ سے وہ چہیں لیں حسام !
جس بزم میں کہ ہو انہیں آئیں میکشی * راں آسمان شیشہ بنے ' آفتاب جام !

۱ - ۱ - ۱

چاہا تھا میں نے تم کو مہ چارہ کہوں * دل نے کہا کہ یہ بھی ہے تیرا خیال خام
نور رات میں تمام ہے ہنگامہ ماہ کا * حضرت کا عز و جاہ رہیگا علی الدوام
سچ ہے تم آفتاب ہو جس کے فروغ سے * دریائے نور ہے فلک آباؤ ابناء نام
میری سنو کہ آج تم اس سرزمین پر * حق کے تفضلات سے ہو مرجع انام
لخبر لردھیانہ میں میری نظر پڑی * تحریر ایک ' جس سے ہوا بندہ تلخ کام
نگرے ہوا ہے دیکھ کے تحریر کو جگر * کاتب کی آستیں ہے مگر تیغ بے نیام
وہ فرد جس میں نام ہے میرا غلط لکھا * جب یاد آگئی ہے ' کلیجہ لیا ہے تھام !
سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یک قلم * نمبر رہا ' نہ نذر ' نہ خلعت کا انتظام !
ستر برس کی عمر میں یہ داغ جاگداز * جس نے جلا کے راکھ مجھے کر دیا تمام
تھی جنوری مہینے کی تاریخ تیر ہوئی * استاد ہو گئے لب دریا پہ جب خیام
اُس بزم پر فروغ میں اس تیرہ بخت کو * نمبر ملا نشست میں از روئے اہتمام
۱۰۰۰ اے گراب ہوا پاش پاش دل * دربار میں جو مجھ پہ چلی چشمک عوام
عزت پہ اہل نام کے ہستی کی ہے بنا * عزت جہاں گئی تو نہ ہستی رہی نہ نام
تھا ایک گرنہ ناز جو اپنے کمال پر * اُس ناز کا فلک نے لیا مجھ سے انتقام
آیا تھا رقت ریل کے کھلنے کا بھی قریب * تھا بارگاہ خاص میں خلقت کا از تمام
اس کشمکش میں آپکا مداح درمند * آقاے نامور سے نہ کچھ کرسکا کلام
جو رل نہ کرسکا وہ لکھا حضور کو * دیں آپ میری داد کہ ہوں فالز المرام
۱۰۰۰ سپہ نہ تو نہر ' کچھ ضرر نہیں * سلطان پر بھر کے در کا ہوں میں غلام
رکڑیا کا دھرم میں جو مدح خوار ہو * شاہان عصر چاہیے لیں عزت اُس سے رام
خود ہے قدارک اسکا گورنمنٹ کو ضرور * بے وجہ کیوں ذلیل ہو ' غالب ہے جسکا نام
امر جدید کا تو نہیں ہے مجھے سوال * بارے قدیم قاعدے کا چاہیے قیام
ہے بندہ کو اعادہ عزت کی آرزو * چاہیں اگر حضور تو مشکل نہیں یہ کام
دستور فن شعر بھی ہے قدیم سے * یعنی دعا پہ مدح کا کرتے ہیں اہل نام
ہے یہ دعا کہ زیر نگین آپ کے رہے * اقلیم ہند و سندھ سے تا ملک روم و شام

۱۔ امانت و اجوبہ

امانہ داف و تحقیق مؤد

تہ "واقعة" غ ای "لا"

(یکے از افاضل و ارباب علم - از تہلی)

حضرة مولانا مد فیوضہ -

سچ سچ عرض کرتا ہوں کہ واقعہ ایلاہ پر آپکا محققانہ مضمون دیکھ کر جو فی الحقیقہ ... فن حدیث و سیر کا ایک بہترین رسالہ ہے ' آپکی جانب سے میرے خیالات بالکل ہی بدل گئے ' اور یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپکے دل کو علم و خدمت علم کیلئے کھول دیا ہے -

این سعادت بروز بازار نیست

تانه بخشد خدای بخشنده

البتہ اس بحث میں ابھی چند سوالات کی آر گنجائش باقی رہ گئی ہے - اگر ان پر بھی بحث ہو جائے تو مسئلہ بالکل صاف ہو جائے ' اور پورا مضمون الگ ایک رسالہ کی صورت میں شائع کر دیا جائے - وہ سوالات یہ ہیں :

(۱) یہ بات تعجب انگیز معلوم ہوتی ہے کہ آنحضرت نے صرف حضرت حفصہ کے کہنے سے شہد اپنے اوپر حرام کر لیا ہو - اسکی مزید توضیح کرنی چاہیے -

(۲) حضرت عائشہ پر الزام سازش کا اور آنحضرت کو اذیت دینے کا عائد ہوتا ہے ' جس سے ازواج مطہرات کو پاک ہونا چاہیے - (۳) سائل نے مسیحی معترض کا قول نقل کیا تھا کہ آنحضرت اس واقعہ کی وجہ سے اسقدر آزرہ ہوئے کہ ایک ماہ تک گھر سے نہ نکلے - جناب نے اسکا کوئی مدلل جواب نہیں دیا -

الملال:

اظہار لطف کیلئے شکر گذار اور مستدعی دعا ہوں - جناب نے غالباً خیال کیا کہ یہ بحث ختم کر دی گئی حالانکہ ابھی باقی ہے - عدم گنجائش کی وجہ سے پچھلی اشاعت میں بقیہ تکرر نہ نکل سکا - جن سوالات کو جناب نے لکھا ہے ' اس عاجز نے خود ہی انکو ضروری سمجھا تھا اور انپر مستقل عنوانات سے نظر ڈالی تھی - چنانچہ بقیہ تکرر آج درج کیا جاتا ہے ' اسے ملاحظہ فرمائیں :

(واقعہ تحریم شہد کی اہمیت)

ایک معترض یہ شبہ پیدا کر سکتا ہے کہ تم قصہ ماریہ سے انکار کرتے ہو اور جو چیز آنحضرت صلعم نے اپنے اوپر حرام کر لی تھی ' آئے موطوءہ لوندی کی جگہ شہد بتلاتے ہو ' لیکن اول تو محض بڑے مغائیر کی شکایت کرنے سے شہد نہ کھانے کی قسم کھا لینا ایک ایسی بات ہے جو قرین عقل نہیں معلوم ہوتی - پھر اگر ایسا ہوا بھی ہر تو ایک معمولی کھانے پینے کی چیز کے نہ کھانے کی قسم کھا لینا کونسی ایسی بڑی بات تھی جسکی وجہ سے خدا نے تذبذب ضروری سمجھی اور ایک خاص آیت نازل کی ؟

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور وہ کرنی بڑی ہی اہم بات ہوگی اور وہ بھی ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کر لینا ہے -

لیکن یہ شبہات بھی صرف اسی دماغ میں جگہ پا سکتے ہیں جو سیرۃ حضرت سید المرسلین ' و خصائص نبوت عظیمہ ' و مصالح و اسرار شریعت ' و رجوع تنزیل کلام الہی و احکام دینیہ سے واقف نہ ہو - رونہ فی الحقیقت یہ امر بالکل واضح و عین قرین عقل و درایت ہے - آنحضرت (صلعم) کا شہد کیلئے قسم کھا لینا کچھ بھی خلاف عقل نہیں ہے جبکہ روایات صحیحہ سے معلوم ہو گیا ہے کہ اس بارے میں تمام بیوروں نے ایک کر لیا تھا ' اور ایک ہی چیز کے متعلق ' ایک ہی زمانے میں ' ایک ہی انداز سے ' سب نے شکایت کی تھی - امام بخاری کی تمام روایات کو جمع کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس تدبیر میں تمام بیویاں شریک کر لی گئی تھیں - کتاب الطلاق والی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ نے سب کو اطلاع دیدی اور سب سے پہلے حضرت سہلہ نے اظہار کیا -

پس ظاہر ہے کہ آنحضرت (صلعم) یکے بعد دیگرے تمام بیویوں سے ملے ہوئے - ان میں سے سب نے شکایت کی ہوگی کہ مغائیر کی ہو آتی ہے - آپ حضرت زینب کے ہاں معمول سے زیادہ تشریف فرما رہتے تھے اور وہیں شہد تنازل فرمایا تھا - آپ تو رسم نبوت سے سمجھ گئے ہوئے کہ اس شکایت کی تہ میں رقابت کا جذبہ محبت مخفی ہے - ازواج مطہرات سے آپ کمال محبت و شفقت فرماتے تھے اور عورتوں کے ساتھ عموماً آپکا سلوک نہایت رضا جوئی اور سلوک و تسامح کا تھا - یہ حالت دیکھ کر انکی خوشی کیلئے آپ نے قسم کھا لی ہوگی کہ اگر ایسا ہی ہے تو لو میں اب شہد کبھی نہ کھاؤنگا -

اس میں تعجب و انکار کی کونسی بات ہے ؟

وہی یہ بات کہ محض کھانے پینے کی ایک چیز میں کونسی ایسی اہمیت تھی کہ خدا کو آیت نازل کرنی پڑی اور " لم تحرّم ما أحلّ اللہ لک ؟ " کے الفاظ میں آپکو متنبہ فرمایا ؟ سر یہ شبہ احکام شریعت کے اصول و مصالح جاننے والوں کی زبان سے تو کبھی نہیں نکل سکتا - شریعت الہی ایک قانون ہے جو بہت سے کاموں کا حکم دیتا اور بہت سی چیزوں سے روکتا ہے - قانون کا تمام تر دار و مدار اصول (پرنسپل) پر ہے ' اور اسکی ہر فرعی اور ہر جزئی سے جزئی بات کا بھی اثر اس کے اصل اصول پر پڑتا ہے - مانا کہ شہد فی نفسہ کوئی اہم چیز نہ تھی ' لیکن کیا قانون الہی کی حلال کردہ شے کو کسی انسان کی خوشی کیلئے اپنے اوپر حرام کر لینے کی نظیر بھی اہم و رقیع نہ تھی ؟ اللہ سبحانہ نے دیکھا کہ آپ نے ایک حلال شے کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے - اس نظیر کا اثر شریعت کے عام قانون حلت و حرمت پر پڑے گا - آپکا رجوع شریعت کا عملی پیکر اور اسوہ حسنہ ہے - اس نظیر کی وجہ سے احکام الہی کی قطعیت مشتبہ ہو جائیگی - اور لوگ حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیا کریں گے - پس نہایت ضروری تھا کہ فوراً ائمہ پر راضی کر دیا جاتا کہ کوئی انسان خدا کی حلال کردہ شے کو اپنے اوپر حرام نہیں کر سکتا - اور جو کھانے پینے کی چیزیں اس نے اپنے بندوں کیلئے حلال کر دی ہیں ' وہ ہر حال میں حلال ہیں - اس نظیر کو نظر انداز کر دیا جائے اور قانون پر اسکا اثر نہ پڑے -

پھر اس واقعہ سے یہ سوال بھی پیدا ہو گیا تھا کہ اگر کوئی شخص ایسا کر بیٹھے تو اس کے لیے شریعت کا حکم کیا ہوگا ؟ کیا واقعی اس کے حرام کر لینے سے وہ حلال کردہ شے اُس پر حرام ہو جائیگی ؟ اسکو بھی صاف کر دینا قانون کی تکمیل و حفظ کیلئے ضروری تھا - پس خدائے صاف کر دیا کہ ہر معاہدہ ' ہر قسم ' اور ہر وعدہ جو قانون شریعت کے خلاف ہو ' شریعت کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے - تم ہزار کسی حلال شے کو اپنے اوپر حرام کر لو لیکن چونکہ قانون الہی نے تم پر حرام نہیں کیا ہے اسلیے وہ کبھی حرام نہ ہوگی ! اسمیں ضمناً یہ پہلو بھی ملحوظ تھا کہ اسلام نے انسان کیلئے جائز اور غیر مضر لذتوں اور راحتوں کا دروازہ بالکل کھول دیا ہے -

فیہا ایذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؟ قلت کانت عائشہ صغیرۃ مع انہا رقت منها من غیر قصد الایذا بل علی ما ہومن حیلۃ النساء فی الغیرۃ علی الضرایر - (عینی جلد ۹ - صفحہ ۵۴۹)

خلاف ایک اس طرح کی سازش کریں جس میں آپکو تکلیف پہنچے ؟ تو اسکے جواب میں کہوگا کہ اول تو حضرت عائشہ کم سن تھیں - کم سنی میں انسان بہت سی باتیں ایسی کر بیٹھتا ہے - پھر انکا مقصد اس سے کچھ آنحضرت کو اذیت پہنچانا نہ تھا - صرف دوسری بی بیوں کے مقابلہ میں ایک تدبیر تھی جیسا کہ عورتیں اپنی سونکوں کے ساتھ رشک و غیرت میں آکر کیا کرتی ہیں -

(آنحضرت کی عزت گزینی)

آپکے دوست نے مسیحی معلم نے کیسی سخت شیطنیت کی ہے جبکہ کہا ہے کہ ”یہودیوں کی ناراضگی کا آپکو اسقدر صدمہ ہوا کہ ایک مہینہ تک اپنی کوٹھری سے باہر نہ نکلے“ !

اول تو ایک ماہ تک آپکا یہودیوں سے علحدہ رہنا محض طلب نفقہ کی وجہ سے تھا نہ کہ واقعہ تحریم کی وجہ سے - پھر یہ کہنا کہ ”آپ اپنی کوٹھری سے ایک ماہ تک بالکل باہر نہ نکلے“ اور اس عزت گزینی کا سبب ازواج سے ناراضگی کو قرار دینا تو سرتا سر افتراء محض اور بہتان عظیم ہے -

اصل واقعہ یہ ہے کہ نہ تو آپ اس طرح کی خلوت گزینی اختیار کی، اور نہ ایلاہ کیلئے اسکی ضرورت تھی - علی الخمرص نماز کی جماعت اور اسکے قیام سے آپکو کون شے رک سکتی تھی ؟ چونکہ اسی زمانے میں آپ گھوڑے سے گر گئے تھے اور ساق مبارک پر چوٹ لگ گئی تھی اسلئے کچھ عرصے تک آپ کوٹھے ہی میں تشریف فرما رہے -

امام بخاری نے ”باب الصلاة فی السطوح و المنبر و الخشب“ میں حضرت انس بن مالک کی روایت درج کی ہے : عن انس بن مالک : ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سقط عن فرسہ - فحجشت ساقہ او کتفہ و آلی من نساہ شہرا ، فجلس فی مشربۃ لہ درجتها من جذوع النخل فاتاہ اصحابہ یعودونہ فصلی بہم جالساً و ہم قیام - الخ (صحیح بخاری کتاب الصلاة - صفحہ ۸۱ -)

اسکا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت (صلعم) نے اپنی ازواج سے ایک ماہ کیلئے ایلاہ کیا تھا - اسی زمانے میں آپکے ساق مبارک پر چوٹ لگ گئی اور آپ کوٹھے میں مقیم ہو گئے - صحابہ عیادت کیلئے آئے تو وہیں نماز جماعت بیٹھکر پڑھائی -

اب آپ غور کیجیے کہ واقعہ کی اصلیت کیا ہے ؟ اور اسے معاندین شیاطین کس صورت میں پیش کرتے ہیں ؟

(تائید مزید)

یہاں تک لکھ چکا تھا کہ ایک نئی کتاب کا پارسل پہنچا - قاضی ابوبکر ابن العربی الاندلسی کی احکام القرآن اپنے موضوع میں ایک بہترین کتاب ہے اور بعد کی تصنیفات کا ماخذ مشہور - حال میں مولائی حفیظ سابق سلطان مراکش نے اپنے صرف سے اسے مصر میں چھپوادیہ ہے، اور میرے پاس آگئی ہے - شکراً للہ مساعیہ - مجھے نہایت خوشی ہوئی کہ قاضی موصوف کی بھی روایات قصہ ماریہ کی نسبت وہی راے ہے جو علامہ عینی اور نوروی وغیرہ کی ہے - چنانچہ تمام روایات کے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

وانما الصحیح انہ کان فی العسل اور دراصل صحیح یہی ہے کہ رائہ شربہ عند زینب آیتہ تحریم کا شان نزول شہد و تظاہرت علیہ عائشہ و حفصہ کا واقعہ ہے، اے حضرت زینب فیہ رجس ما جرئ - کے ہاں آپ پیا تھا، اسیر حضرت (جلد ۲ - صفحہ ۲۷۲) عائشہ و حفصہ نے مظاہرہ کیا اور وہ سب کچھ پیش آیا جو معلوم ہے -

اس نے دیگر قوموں اور مذہبوں کی اس غلطی کو جائز نہ رکھا جو خدا کی پیدا کردہ جائز لذتوں کو انسانوں پر حرام گردینے لگی اور اسے اسکی جناب میں وسیلہ تقرب و عبادت سمجھنے لگی : قل من حرم زینۃ اللہ الّتی اخرج لعبادہ و الطیبات من الرزق ؟ (۷ : ۳۱) - پیغمبر کہتے کہ یہ جو جوگیوں اور راہبوں نے خدا کی پیدا کردہ نعمتوں اور لذتوں اور عمدہ غذاؤں کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے، تو کون ہے جو ان لذتوں اور نعمتوں کو حرام کرسکتا ہے جنہیں خدا نے اپنے بندوں ہی کے برتنے اور تمتع اٹھانے کیلئے پیدا کیا ہے ؟

یہ اسلام کا ایک بڑا اصولی کارنامہ ہے - پس چونکہ اس واقعہ میں بھی ایک ایسی جائز و حلال اور مفید و نافع غذا کو اپنے اوپر حرام کر لیا گیا تھا جو خدا نے انسانوں کیلئے حلال کر دی ہے، اسلئے اسکا اثر ضمناً اسلام کے اس رہبانیت شکن قانون پر بھی پڑتا تھا، اور ضروری تھا کہ اسکی تصحیح کر دی جائے -

(حضرت عائشہ اور حفصہ - رض -)

خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ حضرت عائشہ و حضرت حفصہ نیز دیگر ازواج مطہرات کیلئے کیا یہ جائز تھا کہ وہ آنحضرت (صلعم) کو حضرت زینب کے ہاں زیادہ بیٹھنے سے باز رکھنے کیلئے اس طرح کی سازشیں کرتیں اور جھوٹ موت مغایر کی بو کا قصہ گڑھ لیتیں ؟

اسکا جواب یہ ہے کہ جذبہ رقابت و غبطہ و رشک عورتوں کی طبیعت میں داخل ہے، اور جہاں محبت ہوتی ہے وہاں رشک کا قدم ضرور ہی آتا ہے :

با سایہ ترا نمی پسندم !

عورتوں کو اس بارے میں خود شریعت نے معذور رکھا ہے کہ وہ اپنی طبیعت کے بدلنے پر قادر نہیں - ازواج مطہرات صحابہ کرام کے خاندان میں رہنے اور صحبت و رفاقت نبوت کی وجہ سے یقیناً اپنے تمام اعمال و جذبات میں مرکزی و مطہر تھیں، تاہم عورت تھیں، محبت کرنے والی تھیں، ان میں سے ہر ایک کو آنحضرت کے عشق و فریفتگی پر ناز تھا، اور ضرور تھا کہ رشک و رقابت کے قدرتی جذبے کی بہرہ سے مجبور ہو جایا کرتیں -

انکے باہمی رشک کے دیگر واقعات بھی مروجی ہیں اور صحیحین میں موجود ہیں - خود حضرت عائشہ پر نظر خاص رکھنے کا تمام ازواج کو گلہ رہتا تھا - ایک مرتبہ حضرت سیدۃ النساء اور حضرت زینب بنت جحش (رضی اللہ عنہما) ازواج کی طرف سے بھیجی گئی تھیں کہ آنحضرت سے بمقابلہ عائشہ یکساں محبت و نظر کا مطالبہ کریں - چنانچہ صحیح مسلم کے باب ”نفل عائشہ“ میں خود حضرت عائشہ سے متعدد روایات اس بارے میں مروجی ہیں اور لکھا ہے کہ حضرت زینب نے تمام ازواج کے طرف سے ان لفظوں میں پیام پہنچایا تھا کہ ان ازواجک ارسلننی الیک، یسالک العدل فی ابنتہ ابی قحافہ !

بہر حال اسی رشک و رقابت کے جذبے نے حضرت عائشہ کو بیناب کر دیا جب انہوں نے دیکھا کہ آنحضرت (صلعم) زینب بنت جحش کے یہاں معمول سے زیادہ تشریف رکھتے ہیں، اور اسی جوش میں آکر انہوں نے یہ تدبیر گھڑی اور دیگر بی بیوں کو بھی شریک کر لیا - پس اس واقعہ کو محض اخلاقی صدق و کذب اور قانونی اصول شہادت کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے، بلکہ خاص حالات اور اس کے اطراف پر بھی نظر رکھنی چاہیے -

علامہ عینی کی نظر بھی اس خدشہ پر پڑی تھی - چنانچہ شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں :

فان قلت کیف اکر کوئی کہے کہ حضرت عائشہ جاز لعائشۃ الذہب کیلئے یہ کیونکر جائز تھا و المرواطۃ اللّتی کہ وہ جھوٹ بولیں اور آنحضرت کے

مقالہ

تاریخ قدیم کا ایک فراموش شدہ

م ف م

نا۔ ہرکے و نر!

عہد قدیم کی تاریخی اور طیارات!

نامہ ہر کبوتروں کی فوجی تربیت کا آغاز اس طرح ہوتا ہے کہ پہلے انہیں کبوتر خانوں کے گرد و پیش گارے دیے جاتے ہیں۔

ہر کبوتر نے یہ چاہا جاتا ہے کہ وہ ہر روز گھنٹے دن بھر میں سو بار آڑیں۔ ان آزمائشی لڑائیوں کی نگرانی نہایت تجربہ سے کی جاتی ہے۔ پنچروں کی کھڑکیاں جب کھولی جاتی ہیں تو سپاہی: مستعد رہتے ہیں اور ان کبوتروں کو ڈھابلیوں کی چھت پر بیٹھنے نہیں دیتے۔ جو چند کبوتر پاس کی چھتوں پر بیٹھنے لگے ان کے مقابلے سامنے نافرمانی کی بری مثال پیش کرتے ہیں، انہیں بلا تکلف فوراً گولی سے مار دیا جاتا ہے۔

اعلیٰ درجہ کے تربیت یافتہ کبوتر غول باندھے آتے ہیں، جسکی وجہ سے وہ کبھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے پاتے۔

کورے پٹے پہلے چند منٹ آتے ہیں، پھر بتدریج بڑھتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ تین مہینہ کی عمر میں گھنٹے گھنٹے بھر تک اڑنے لگتے ہیں۔

ایک طرح کی نقل و حرکت کے لیے ہمیشہ ایک ہی قسم کے اشارے کیے جاتے ہیں تا کہ کبوتر سمجھ سکے کہ اسے کیا کہا جا رہا ہے؟ کبوتروں کو پنچروں سے نکلنے کے لیے چیخیں، تالیاں اور کمروں کی نرمیانی اڑتیں کھڑکڑائی جاتی ہیں واپس بلانے کے لیے کونڈوں میں پانی بھرنے اور زمین پر دانہ ڈالنے کے بعد سیٹی بجائی جاتی ہے۔

(نامہ بری کی مشق)

پرواز کے ساتھ ساتھ نامہ بری کی مشق بھی شروع کرائی جاتی ہے۔ مسافت کی مقدار بتدریج بڑھتی رہتی ہے۔ فراہمی افواج کی حالت میں کبوتر کسی ایسے مقام پر رکھے جاتے ہیں جس میں اور فوج میں حملے کے وقت سلسلہ نامہ و پیام ضرور رہنا چاہیے۔

جو مقامات ایسے ہیں کہ بعض ذرائع مراسلت کی برابری کے بعد کبوتروں کو وہاں رکھا جاسکتا ہے، ان کے متعلق سلسلہ تعلیم

کا جاری رکھنا ایک منطقی نتیجہ ہے، مگر اسکی قسمت میں پابندی نہیں۔ کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ کبوتر ڈھابلیوں کے ہر طرف اڑائے جاتے ہیں۔ بارش، کھر، اور برف کے زمانے میں اڑانے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ جائزے کے زمانے کو بالکل غیر مناسب سمجھا جاتا ہے۔ فروری، مارچ، اور اپریل کے مہینے پٹھوں کی نگرانی و پرداخت کے لیے وقف ہوتے ہیں۔

عمر کے لحاظ سے کبوتروں کے دو درجے ہوتے ہیں۔ پہلے درجے کے کبوتر یا تمام افواج کی کور جسکی عمر ۱۸ مہینے سے لیکے ۸ برس تک ہوتی ہے، روزانہ اپنی ڈھابلی سے اڑے وہاں تک جاتے ہیں، جہاں وہ جنگ کے زمانہ میں رکھے جائینگے۔ یہ یا تو چھوٹی چھوٹی گڑبڑوں میں اڑتے ہیں یا

کبھی ایک دم سے چھوڑ دیے جاتے ہیں، مگر ہر صورت انہیں سے ہر ایک کے کارن کا خیال رکھا جاتا ہے تا کہ ہر کبوتر کی مشق اچھی طرح ہو جائے۔ بعض کبوتر عرصہ تک فوجوں کی اجتماع گاہوں میں بند رہتے ہیں۔ نیز ایک زمانے تک کسی خاص راہ پر باقاعدہ ہر روز اڑائے جاتے ہیں۔

مسافت کی مقدار پہلے دن ۲۰ کیلومیٹر (سارے ۱۲ میل) ہوتی ہے۔ تیسرے دن ۳۰ کیلومیٹر چھٹے دن ۵۰ کیلومیٹر۔ چودھویں دن ۸۰ کیلومیٹر۔ بیسویں دن ۱۳۰ کیلومیٹر۔ ستائیسویں دن ۲۱۰ کیلومیٹر۔ اور چونتیسویں دن ۳۰۰

نامہ ہر کبوتروں کے سفری اشیائے

کیلومیٹر کر دی جاتی ہے۔

ایک سال کی عمر کے پٹھوں کو بھی چھ ہفتے میں قریب یہی مشق کرائی جاتی ہے۔ ڈھابلی کے آس پاس چند ابتدائی کاڑوں کے بعد اولاً ۱۰۔ کیلومیٹر تک جاتے ہیں، اس کے بعد مسافت بتدریج بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ چھٹے ہفتے کے آخر میں ۲۰۰ کیلومیٹر پورے ہو جاتے ہیں۔

پرواز کی مشق خشکی یا دریا میں، جس پر کبوتر خانوں کی مقامی حالت اجازت دے، کرائی جاتی ہے۔ دھوپ کی گرمی کے خیال سے کبوتر بہت ہی تیز چھوڑے جاتے ہیں مرسم سرما میں شرح پرواز ۸۰ سے لیکے ۹۰ میٹر (دو تیرہ میل) فی منٹ ہوتی ہے۔ ان مشقوں کے نتائج، کم شدہ کبوتر دیگر سازعات، یہ سب چیزیں قلمبند ہوتی ہیں۔

چونکہ ان مشقوں کا مقصد کبوتروں کو باقاعدہ نامہ بری کی تعلیم دینا ہے، اس لیے ان کے ساتھ ایسے خطوط بھی کر دیے جاتے ہیں، خاص طور پر اسی غرض سے ہلکے اور محفوظ بنائے جاتے ہیں تا بحفاظت و سہولت جاسکیں۔

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان مادی سامانوں کو بھی بیان کر دیا جائے جو فرانس کے فوجی کبوتروں کی تربیت میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ اسی نامہ بری کا سامان مع کبوتر کے سامان کے شامل ہے۔

چونکہ کبوتروں کو صرف چند مقررہ گھنٹوں ہی میں خانوں سے نکالا جاتا ہے، اس لیے ہر حصہ (کمپارٹمنٹ) کے دروازے پر خاص داخلہ کے پنجرے رکھ رہتے ہیں۔ یہ پنجرے اس طرح کے بنے ہوتے ہیں کہ کبوتر اندر جا تو آسانی سے سکتا ہے مگر نکل نہیں سکتا۔

پنجرے عموماً ۲ انچ اونچے، ۲۳ انچ لمبے، ۲۸ انچ گہرے ہوتے ہیں۔ انکے پہلو آہنی قیلیوں کے ہوتے ہیں جن میں ڈیڑھ ڈیڑھ انچ باہم فصل ہوتا ہے۔ اوپر آہنی جال ہوتا ہے جس کا ہر حلقہ ۵-۴ انچ کا ہوتا ہے۔ یہ گنجائش ایسی ہے کہ اندر جانے کے لیے تر کافی ہے مگر باہر نکلنے کے لیے بالکل نا کافی ہے۔ سامنے کا بالائی حصہ بالکل درنوں پہلوں کی طرح ہوتا ہے مگر زبریں حصہ بدنما تاروں کے ایک متحرک چوکھٹے سے بند

کر دیا جاتا ہے۔ یہ چوکھٹا ایک قلابہ میں جھولتا رہتا ہے جو اس چوکھٹے کی بالائی سلاخ میں جڑا ہوتا ہے، اور زیریں سلاخ اس طرح بنی ہوتی ہے کہ اس بدنما تاروں کے چوکھٹے کو اندر جانے دیتی ہے مگر باہر آنے نہیں دیتی۔ جب کبوتر راپس آتے ہیں تو پنجرے کے سامنے والے تختے پر بیٹھکے اس چوکھٹے کو دھکیلتے ہوئے اندر چلے جاتے ہیں۔ جب نکلنا ہوتا ہے تو در سے کھڑکی اٹھا دیتے ہیں۔ وہ تختہ جس پر کبوتر آئے بیٹھتے ہیں، اس لیے لمبا بنایا گیا ہے تاکہ بچونکو اپنے خانے کا راستہ ملنے میں سہولت ہو۔

وہ آشیانے جنہیں بیٹھکے مادہ اندے سینی ہے، بالائی خانوں میں بنائے جاتے ہیں۔ ہر خانے میں دو آشیانے ہوتے ہیں کیونکہ پہلی

جھول کے بچوں کے نکلنے کے بعد سے تین ہفتے کے اندر (یعنی قبل اسکے کہ بچے خرد دانا چھننے کے قابل ہو جائیں) جوڑے دوسری جھول کے اندے دیدیتے ہیں۔ ان خانوں کا بالائی حصہ اس طرح بنایا جاتا ہے کہ کبوتروں کے لیے ایک روش سی نکل آتی ہے۔ سامنے کا حصہ لکڑی کی ہلکی جالی سے بند ہوتا ہے جو آشیانے کی صفائی کے وقت باسانی ہٹا لی جاتی ہے۔

کبوتروں کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر موٹی موٹی شاخوں کے پنجروں میں لیجاتے ہیں۔ جب آنے کے لیے چھوڑنا ہوتا ہے تو اس چور دروازے کو کھول دیتے ہیں جو پنجرے کے اوپر ہوتا ہے۔ یہ پنجرے تین مختلف پیمانوں کے ہوتے ہیں، جنہیں علی الترتیب ۲۵ سے ۳۰، ۱۲ سے ۱۵، اور ۴ سے ۶ کبوتر تک آسکتے ہیں۔ پنجرے یا توریل کی گزیریں میں جاتے ہیں یا خچر پر رکھ کر لیجاتے ہیں۔

فوجی حکم جہاں تک ہوسکتا ہے نامہ بر کبوتروں کی پرورش کی حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں۔ فرانس کے ملکی (سول)

(مراسلات)

مراسلات یا تو تحریری ہوتی ہیں یا عکسی۔ اول الذکر نہایت باریک کاغذ پر ہوتے ہیں جو ۳- سے ساڑھے ۴- انچ تک ہوتا ہے۔ کاغذ کو بیچ سے موڑ کے پٹی کی طرح لپیٹ دیتے ہیں۔ لپٹنے کے بعد اسکی ضخامت کڑی ڈیڑھ انچ کی ہوتی ہے، اور ایک سرے کی طرف گار دم ہوتی چلی جاتی ہے۔

عکسی مراسلات ۱۱ x ۱۴ انچ کی قلمی تحریروں سے ۱ x ۲ کی جھلی پر لپلی جاتی ہیں۔ عکسی مراسلات جب پہنچتی ہیں تو اس جھلی کو ایک شیشہ کی پلیٹ پر منڈھکے خوردبین (Glass magnifying) سے یا طلسمی لالٹین کے ذریعہ اسکا پرتو ڈالکے پڑھتے ہیں۔ مشقی مراسلات میں یہ فرمایش ہوتی ہے کہ اس کبوتر کے پکڑنے کی اطلاع فوجی حکام کو دیدی جائے۔ اس کے علاوہ اس کبوتر کی منزل مقصود، جتنے کبوتر چھوڑے گئے ہیں انکی تعداد، انکے سلسلہ وار نمبر، نیز علم الجور کے متعلق چند عملی نوٹ درج کیے جاتے ہیں۔

مراسلات دو قسم کے چونگور میں بھیجے جاتے ہیں۔ ایک قسم کا چونگا قاز کے پروں کا ہوتا ہے جس کا طول ڈیڑھ انچ اور قطر آدھ انچ ہوتا ہے۔

مراسلات روانہ کرنے والا اپنے بائیں ہاتھ سے کبوتر کو پکڑے اسکے سینے کو اپنے سینے سے لگا دیتا ہے اور اسکی دم کے درمیانی پروں میں سے ایک کو علیحدہ کر کے اسمیں قاز کا پردا دیتا ہے، اور بقیہ پر کے درنوں طرف کے ریشوں کو اس طرح دبا دیتا ہے کہ جب مراسلت نکال لی جاتی ہے تو پھر اپنی اصلی حالت میں آجاتے ہیں۔ اس کے بعد اس پر کی دندنی کے اندر جو خول ہوتا ہے اس میں مراسلت ڈالکے دیا سلائی سے نکلے سے بند کر دی جاتی ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ الیومینیم کا ایک چونگا کبوتر کی ٹانگ میں باندھ دیتے ہیں، اور مراسلت ایک

دوسرے چھوٹے چونگے میں رکھکے اس بڑے چونگے کے اندر ڈال دیتے ہیں۔ ہر فوجی نامہ بر کبوتر پر بعض خاص نشانات ہوتے ہیں جن سے وہ فوراً پہچان لیا جاتا ہے۔ بائیں پیر میں الیومینیم کا ایک حلقہ ہوتا ہے جس پر تاریخ، کبوتر خانے کا پتہ، اور نمبر شمار منقش ہوتا ہے۔ یہی نقش مع حرف "ن" یا "م" کے بغرض اظہار جنس اسکے بازو پر بھی چھپے ہوتے ہیں۔ اسکے علاوہ اجتماع گاہ افواج اور کبوتر کی جنس کا علم اس رنگین مصنوعی ہاتھی دانت (Celluloid) کے حلقہ سے بھی ہو جاتا ہے، جو کبوتر کے دھن پیر میں ہوتا ہے۔ یہ حلقہ بٹی ہوئی رسی کی طرح بنائے جاتے ہیں اور کئی تاروں کے ان میں بل دیے جاتے ہیں۔ دھائی بل نر کی اور اور ڈیڑھ بل مادہ کی علامت قرار دی گئی ہے۔ اسکے علاوہ سیاہ، سفید، نیلا، سرخ، زرد، سبز، بنفشی کے سات طرح کے رنگ لگے ہوتے ہیں، جن سے مختلف اطراف کی علامتوں کا کام لیا جاتا ہے۔

(اسباب و وسایل)

طریق تربیت کے اس مختصر خانے کی تکمیل کے لیے یہ

عالم سلاہی

یورپ و امریکہ اور مذہب بہائیت

موجودہ رئیس البہائیت کا سفر ہند !

جبکہ انگلستان اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کی تحریک از سر نو شروع ہو گئی ہے اور توفیق الہی نے اس کے لیے غیر متوقع رسائل ہم پہنچا دیے ہیں، تو یہ ذکر یقیناً قابل توجہ سمجھا جائیگا کہ موجودہ صدی کا ایک نیا ایرانی نژاد مذہب جو برسوں سے اپنی خاموشی اور بے صدا دعوت کو مشرق و مغرب میں پھیلانے کیلئے غیر معمولی جدوجہد کر رہا ہے اور جس کے تفصیلی حالات سے ایران کے باہر بہت کم دلچسپی لی گئی ہے، امریکہ کی جدت پسندی اور تلاش مذہب سے فائدہ اٹھانے میں بہت کامیاب ہوا ہے، اب انگلستان میں بھی اپنی دعوت کی تحریک کا سامان کر رہا ہے۔ یعنی محمد علی باب کی موسسہ اور شیخ بہاء اللہ کی ترقی دادہ بہائی تحریک جسکی ابتدا اگر ادعاء مہدیہ سے ہوئی ہو لیکن اب وہ ایک بالکل مستقل اور مدعی تجدید شریعت و کتاب مذہب ہے، اور ایران کے علاوہ بھی اس کے پیروں کی اچھی تعداد ہندوستان، برما، مصر، کردستان، امریکہ، بغداد، اور عراق عجم میں موجود ہے ابھی چند ہفتوں کی بات ہے کہ ایک امریکن بہائی لیدی نے ہندوستان کا سفر کیا تو تاکہ بہائی مذہب کی تبلیغ و تقویت پہنچائے اور عرصے تک کلکتہ میں مقیم رہی تھی ولایت کی تازہ آواز سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ عباس افندی یعنی موجودہ رئیس بہائیت علقہ ریب ہندوستان آئے والا ہے۔

حال میں ہم سے ایک صاحب علم بزرگ نے مذہب بہائی کی تاریخ و عقائد کے متعلق استفسار کیا ہے۔ اسکا تفصیلی جواب ”اسئلہ و اجرتہا“ کے سلسلے میں لکھنا چاہتے تھے لیکن واقعہً ابلا۔ کئی ہفتہ سے تمام گنجائش رک لی ہے، اسلئے دیگر سوالات طرف متوجہ ہونے کا موقع نہیں ملا۔ ہمارے پاس اس مذہب کی صحیح تاریخ اور تمام عقائد و مختصات و تغیرات کا بہتر مراد عرصے سے موجود ہے، اور متعدد مشاہیر علماء بہائیت سے بمبئی کے قیام میں نہایت مفصل صحبتیں رہ چکی ہیں۔ بہائی عقائد و اصول کی کتابیں عرصہ تک بالکل قلمی تھیں اور اجنبیوں کیلئے انکا دیکھنا تقریباً محال تھا۔ پھر بغداد و عکہ اور مصر و امریکہ میں بعض بعض طبع ہوئیں، لیکن انکو بھی اجنبیوں میں تقسیم نہ کیا گیا اور سوائے ”مقالہ سیاح“ وغیرہ کتب دعوت و تبلیغ کے وہ

افسروں میں بہت سے لوگوں کے پاس کبوترخانے ہیں جنہیں بہت سے تربیت یافتہ نامہ بر کبوتر ہیں، اور جو براہ راست صیغہ جنگ کی نگرانی میں داخل ہیں۔

فرانس کے نامہ بر کبوتروں کو سرکاری طور پر تعلیم دینے کی تاریخ سنہ ۱۸۷۰ کی جنگ جرمنی و فرانس سے شروع ہوتی ہے۔ گو اسوقت ان مسکین پرندوں کی تربیت بہت ہی معمولی ہوئی تھی، مگر انہوں نے ایسے عجیب و غریب کام انجام دیے کہ اب آئندہ جنگ میں انکی اعانت پر پورا پورا اعتماد کیا جاتا ہے۔

(نامہ بر کبوتر اور طیارات)

غالباً عنقریب کبوتر ائیر پلین یعنی ہوائی جہازوں پر بھی جایا کریں گے، اگرچہ طیارچروں کو ان سے طبعی نفرت ہے کیونکہ وہ کبوتروں کو اپنا ایک خطرناک دشمن سمجھتے ہیں۔ انکا خیال ہے کہ ایک تیزور ائیر پلین کی رسی کو پھڑپھڑانے والے کبوتروں سے سخت صدمہ پہنچتا ہے اور پرندے کا پروپلر (Propeller) (ہوائی جہاز کے سامنے کا ایک آلہ) نجس کرنا تو اور بھی خطرناک ہوگا۔

ان امور کے انسداد کے لیے یہ تجویز کیا گیا ہے کہ کبوتروں کو چھوڑتے وقت انکا سر نیچے کی طرف کر کے کسی اتنی لمبی نالی میں سے چھوڑا جائے کہ جب تک یہ حیرت زدہ پرند سنبھل کر اڑنا شروع کرے، اسوقت تک طیارہ ان سے بہت دور ہو جائے۔ اس تجویز کا آئندہ موسم سرما میں تجربہ کیا جائیگا۔

یہاں تک سائنٹفک امریکن کے مقالہ نگار کے مضمون کا ترجمہ تھا۔ بہت کم لوگوں کو یہ بات معلوم ہوگی کہ اس وقت تک یورپ کی ایک بڑی حکومت نامہ بر کبوتروں کی تعلیم و تربیت کا ایک ایسا باقاعدہ جنگی صیغہ رکھتی ہے، اور جو فرانس اس عہد دستان برق میں اپنے ہوائی طیارات سے شہرت حاصل کر چکا ہے، وہ ان قدرتی اڑنے والے نامہ بر

کی طرف سے بھی غافل نہیں ہے، اور بہتر سے بہتر ہوائی جہاز بھی اسے کبوتروں سے بے نیاز نہ کرے گی!

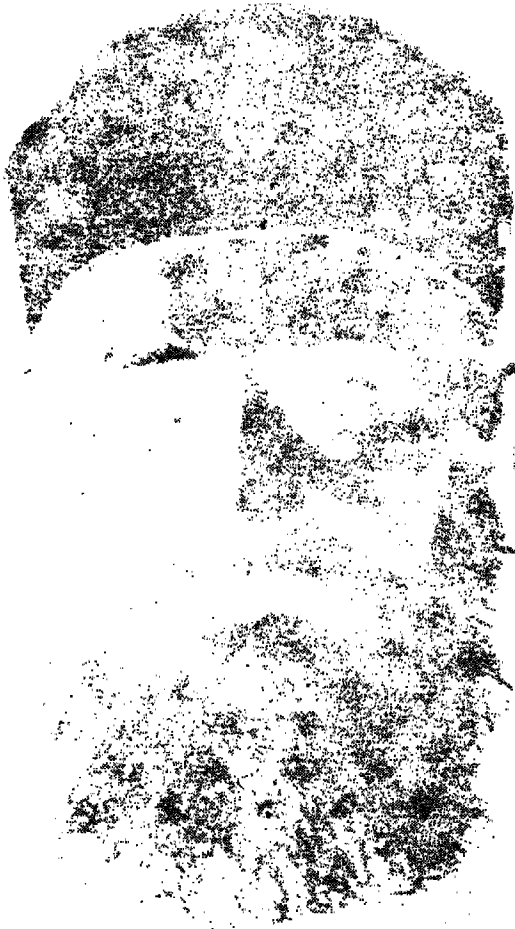
اسکے بعد ہم نامہ بر کبوتروں کی تاریخ گذشتہ کی طرف متوجہ ہونگے، اور علی الخصوص اسلامی عہد کی ترقیات و انتظامات کا تذکرہ کریں گے۔ کیونکہ یہ فن بھی مسلمانوں کے عہد عروج کا کچھ کم ممنون نہیں ہے۔

دورانہ الہ

چونکہ ابھی شائع نہیں ہوا ہے، اسلئے بذریعہ ہفتہ وار مشہر کیا جاتا ہے کہ ایمبرائیڈری یعنی سوزنی کم کے گل دار پلنگ پوش، میز پوش، خوان پوش، پردے، کامدار چوغے، کرتے، رفلے پارچات، شال، الران، چادریں، لوٹیاں، نقاشی میٹھا کاری کا سامان، مشک، زعفران، سلاجیت، میوہ، جدرار، زیرہ، گل، نقشہ وغیرہ وغیرہ ہم سے طلب کریں۔ فہرست مفت ارسال کی جاتی ہے۔ (سی کشمیر کو ایلریٹیو سوسائٹی - سری نگر - کشمیر)

شیخ عبد البہا عباس آفندی

مرجورہ رئیس البہائیہ جو مقرب ہندوستان آنے والے ہیں -



پچھلے دنوں غالباً چند کرد و ایرانی بہائیوں نے قاہرہ میں ایک عمدہ پریس جاری کیا ہے جسکا نام مطبع ”کردستان العلمیہ“ ہے۔ اس پریس میں بھی متعدد کتابیں نئی طبع ہوتی ہیں۔ از انجملہ مرجورہ رئیس بہائیہ شیخ عباس آفندی کے عربی و فارسی رسائل و خطوط ہیں جو مختلف سرالٹ کے جواب میں لکھے گئے تھے۔ اسکا قلمی نسخہ بعض بہائی دعا کے پاس پلے دیکھ چکا ہوں۔ اب چھپنے کی وجہ سے بآسانی ہاتھ آگئی ہے۔

اسی طرح ”گپ سیریز“ میں مسٹر آدورد برارن نے ”تاریخ بہائیہ“ شائع کر کے جو دراصل ”مقالہ سیاح“ کا اصلی نسخہ ہے اسکی ابتدائی تحریر و تھور کی پوشیدہ تاریخ بھی شائع کر دی ہے۔ پس ایک نہایت مفصل اور دلچسپ مضمون مذہب بہائی کی تاریخ پر لکھا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ لکھنے کی مہلت ملے۔

* * *

اصول و عقائد اور تاریخ و سوانح کی کتابیں صرف بہائی حلقہ ہی میں محدود رہیں۔ علی الخصوص کتاب ”البیان“ جو محمد علی باب نے بطور ایک الہامی کتاب کے پیش کی تھی اور جسے اب بہائیہ منسوخ قرار دیتے ہیں اور کتاب ”اقدس“ جو شیخ بہاء اللہ نے پیش کی تھی اور جو اب مذہب بہائی کا اصل الاصول اور کتاب رحی آسمانی ہے، نیز عبادات و اعمال کے رسائل، باہمی مشاجرات و مخاصمات کی مصنفات، بہاء اللہ اور صبح ازل کے مناظرات، وغیرہ وغیرہ صرف مشاہیر علماء بہائیہ ہی کے پاس رہتی تھیں اور عوام بہائیہ کو بھی سوائے کتب احکام و عقائد کے اصلی ذخیرہ بہت کم دیا جاتا تھا۔

لیکن ہمارے پاس یہ تمام ذخیرہ موجود ہے۔ کتاب ”البیان“ اور ”اقدس“ اور کتاب الصلوة وغیرہ قلمی ہیں جنکی نقل بمشکل حاصل کی تھی۔ انکے علاوہ تیس چالیس چھوٹے بڑے مطبوعہ رسالے بھی ہیں جنسے تمام اصلی اور اندرونی حالات پر روشنی پڑتی ہے۔

شون عثمانیہ

دولت عثمانیہ کی موجودہ مالی حالت

قرض اور آمدنی

کسی سلطنت کے عام حالات پر کسی مالی حالت کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ خصوصاً دولت عثمانیہ کہ یورپ کے ضغط و فشار اور اسکی عاجز درماندگی کی اصلی وجہ اسکی مالی حالت ہی ہے۔ اسلیئے ضروری ہے کہ جب آپ دولت عثمانیہ پر نظر عام ڈالتے ہوئے اسکی مشکلات پر غور کریں، تو اسکی مقروضیت کی وسعت اور اسکی آمدنی کی قلت کو بھی پوری تفصیل کے ساتھ پیش نظر رکھیں۔

دولت عثمانیہ پر یورپ کے جس قدر قرض ہیں، انکی در قسمیں کی گئی ہیں:

(۱) وہ جو کسی نظام و آئین کے ماتحت ہیں۔

(۲) جو اس قید و بند سے آزاد ہیں۔

پھر منتظم اور باقاعدہ قرضوں کی بھی ۳ - محرم کے اتفاق (اگریمینٹ) کی رو سے دو قسمیں ہیں۔

(۱) وہ جو صیغہ قرضہ ہائے عام یعنی (صندوق الدین) کے ذریعہ سے ادا ہونگے۔

(۲) وہ جو دولت عثمانیہ نے کسی اجنبی بینک سے اس شرط پر لیے ہیں کہ وہ خود براہ راست ادا کر دیگی۔

وزیر مال نے اپنے صیغہ کی جو رپورٹ سب سے آخر میں شائع کی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر فروری سنہ ۱۹۱۱ع تک دونوں طرح کے باقاعدہ قرض حسب ذیل تھے:

” دولت عثمانیہ نے یورپ سے جو قرض اس شرط پر لیے تھے کہ وہ صیغہ قرضہ ہائے عام یا صندوق الدین کے ذریعہ سے ادا ہونگے، انکی مجموعی تعداد ۹,۱۳,۵۶,۳۲۸ عثمانی پونڈ ہے۔ یہ صیغہ جس وقت سے قائم ہوا ہے اس وقت سے لیکر سنہ ۱۹۱۱ع تک اس رقم میں سے کچھ اوپر نو ملین ادا ہو چکے ہیں۔ اب عثمانی خزانہ کے ذمہ ۸۲ ملین ۱۰ ہزار ۳ سو ۵۰ ملین پونڈ باقی ہیں۔ (ایک ترکی پونڈ ۱۲ - روپیہ کا ہوتا ہے)

اصلی قرض میں ۵,۷۹,۰۸,۳۲۰ پونڈ کی رقم بھی ہے، جسکا شمار ان قرضوں میں ہے جو ریلوے کی آمدنی سے ادا ہونگے۔ اسکا سود ۴ فیصدی ہے، اور یہ ۳ محرم کے اتفاق میں منظور بھی ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ باقی ۲,۳۴,۴۸,۰۰۸ پونڈ میں مندرجہ ذیل رقمیں شامل ہیں: سنہ ۱۸۹۰ء، ۱۹۰۳ء، ۱۹۰۴ء اور ۱۹۰۵ء کے قرض جنکا سود ۴ فیصدی ہے۔ وہ رقمیں جو دوبارہ سنہ ۱۹۰۵ء اور سنہ ۱۹۰۸ء میں بغداد ریلوے کی ضمانت پر لی گئی ہیں۔ انکا سود بھی ۴ فیصدی ہے۔ سنہ ۱۸۹۶ء کا قرض جسکا سود ۵ فیصدی ہے۔

دولت عثمانیہ نے یورپ کے بینکوں سے جو قرض اس شرط پر لیے تھے کہ وہ خود براہ راست ادا کر دیگی، انکی مجموعی تعداد ۴,۸۵,۹۴,۵۲۴ عثمانی پونڈ ہے۔ جسمیں سے آخر فروری سنہ ۱۹۱۱ء تک قریباً ۴ ملین پونڈ ادا ہو چکے ہیں، اور ۴,۴۶,۰۸,۸۷۲ پونڈ ابھی عثمانی خزانہ کے ذمہ راجب الاداء ہے۔

سلطان عبد الحمید نے میرزا یعقوب کا شانی ملقب بہ ”صبح ازل“ کو ایڈریا نرپل میں اور بہاء اللہ کو عکہ میں رکھا تھا۔ یہی عکہ بہائی مذہب کا موجودہ مرکز ہے۔ شیخ بہاء اللہ کے بعد اسکا بڑا لڑکا ”عباس افندی“ جانشین ہوا۔ وہ ایک صاحب علم و وسیع المعلومات، اور نہایت فصیح و بلیغ شخص ہے۔

دستوری حکومت کے اعلان تک رئیس بہائیہ کو عکہ سے باہر نکلنے کی اجازت نہ تھی۔ اعلان مشروطہ کے بعد آزادی دیدی گئی۔ اس وقت سے اب تک شیخ عباس نے متعدد سفر کیے ہیں، پہلے مصر گیا۔ پھر امریکہ کا سفر کیا جہاں کئی ہزار امریکن بہائی موجود ہیں اور متعدد شہروں میں انہوں نے اپنی مذہبی سوسائٹی (بیت العدل) قائم کر رکھی ہے۔

پچھلے دنوں وہ انگلستان آیا اور متعدد صحبتیں تحریک و دعوت کی منعقد کی گئیں۔ مگر اس بارے میں انگلستان اور امریکہ بالکل مختلف آبادیاں ہیں۔ یہاں مذہبی تحریکیں اس قسم کی سیاحتوں سے قائل نہیں ہوسکتیں۔ تاہم بعض اخبارات میں ایک نئے ایرانی مذہب کا ذکر کیا گیا، بعض رسائل نے اپنے نامہ نگاروں کو تحقیق عقائد کیلئے بھیجا، بعض نے انکی اور انکے امریکن اور ایرانی ساتھیوں کی تصویریں شائع کیں۔ غرض کہ کچھ نہ کچھ چرچا ہو گیا۔

متعدد امریکن عورتیں انکے ہمراہ تھیں جو بہائی ہو گئی ہیں۔ انہی میں سے ایک نوجوان داعیہ حال میں کلکتہ آئی تھی۔

خیال کیا جاتا ہے کہ شیخ عباس افندی اب ہندوستان کے سفر کا ارادہ کر رہے ہیں جو تمام دنیا میں مسلمانوں کا سب سے بڑا مرکز ہے اور جہاں گذشتہ بیس پچیس سال سے بہائی داعی متصل مگر بالکل خاموش کام کر رہے ہیں۔ غالباً وہ عنقریب سیلرن و برما ہو کر ہندوستان پہنچیں۔

مقامی معاصر ”ہندو پیڈریٹ“ نے شیخ عباس اور انکے ساتھیوں کی تصویریں بضمن سفر انگلستان و تذکرہ داعیہ امریکہ شائع کی ہیں۔ ہم نے انکے بلاک اشاعت کیلئے منگوا لیے تھے جو آجکی اشاعت میں درج ”الہلال“ کرتے ہیں۔

ان میں پہلی تصویر ایک امریکن بہائیہ کی ہے۔ اسکا نام مسز اسٹے نرڈ ہے۔ وہ شیکاگو (امریکہ) میں بہائی ہوئی اور پھر تکمیل و تربیت کی غرض سے پانچ سال تک عکہ میں مقیم رہی۔ پچھلے سال بہائی مذہب پر لکچر دینے کیلئے اُس نے مصر کا سفر کیا اور وہاں سے گذشتہ دسمبر میں بمبئی پہنچی۔ بمبئی میں کچھ دنوں رہ کر انچھی آئی اور کانگریس کے اجلاس میں شریک ہوئی۔ وہاں سے مدراس گئی اور مدراس سے کلکتہ آئی۔

بہائی مذہب کے داعی جس سرگرمی اور سکوت و سکون کے ساتھ کام کرتے ہیں، اسمیں ہمارے لیے بڑی ہی عبرت و بصیرت ہے۔ رنگرن، بمبئی، کلکتہ، اور مدراس میں ایک بڑی تعداد ہندوستانی بہائیوں کی موجود ہیں جنہیں میں شخصاً جانتا ہوں، لیکن آج تک نہ تو اخبارات میں انکا کبھی تذکرہ ہوا اور نہ عام طور پر لوگوں کو حالت معلوم ہے!

بریفنگ

تاریخ و اقتباس

اسد پاشا کی گرفتاری کے متعلق تازہ انگریزی ڈاک میں تفصیلات آگئی ہیں مگر بیانات باہم مختلف ہیں - معلوم نہیں ہوتا کہ دونوں وزارتوں سے اسد پاشا کا استعفا شہزادہ رید کی ملاقات کا نتیجہ ہے یا محافظ فوج میں اضافہ ہونے کا ؟ بہر حال ہوا یہ کہ تپچ جندرمہ (جنگی پولیس) کے افسر اعلیٰ نے اسد پاشا کو حکم دیا کہ اپنی فوج کو منتشر کر کے ہتھیار حوالے کر دے - اس نے انکار کیا - بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے بعد اسد پاشا کی فوج نے آتشباری شروع کر دی تھی جس کا جواب اس فوجی توپخانہ نے دیا جو چلے سے بنظر احتیاط موقع (پوزیشن) پر رکھ دیا گیا تھا - مگر اس کے بعد اسد پاشا نے صلح کا سفید جھنڈا بلند کر دیا -

ایک مشترکہ فوج اسد پاشا کے گھر کی طرف بڑھی اور گرفتار کر کے آسٹریا ہنگری کے ایک کروزر پر لے آئی - یہاں سے وہ ایک اطالی سفارتی جہاز پر سوار کر کے برنڈزی بھیج دیا گیا -

اسد پاشا نے ایک اعلان پر دستخط کر دیے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ البانیا کے معاملات میں شہزادہ رید کے بغیر اجازت دخل ندیگا !

ایپرس میں دول کی مداخلت کامیاب ثابت ہوئی - البانیا پر قبضہ کے متعلق بین الملی کمیشن اور ایپرس کی عارضی حکومت کے درمیان کارروائی میں ایک اتفاق ہوا ہے - اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ملک دو انتظامی ضلعوں (کوائٹرز) میں تقسیم کر دیا جائے جو رالیوں (Prefect) کے ماتحت ہوں - جس قدر یونانی مذہبی و غیر مذہبی عمارات ہیں، وہ سب بدستور قائم رہیں - عام مدارس کے ابتدائی تین درجوں میں تعلیمی زبان البانی اور یونانی دونوں ہوں - اسطرح مقامی، انتظامی، اور قانونی کارروائیوں میں بھی یونانی زبان البانی زبان کے پہلو بہ پہلو رکھی جائے - اہل ایپرس سے ہتھیار نہ لیے جائیں - جندرمہ (جنگی پولیس) کے لیے اشخاص نہیں سے فراہم کیے جائیں - اس جندرمہ کی خدمات کسی دوسری جگہ کے لیے صرف اسی وقت لی جاسکیں گی جبکہ کسی بڑی طاقت سے مقابلہ کی صورت پیش آجائے اور اس کا فیصلہ بین الملی کمیشن کریگا - یہی کمیشن تنظیم و ادارہ داخلی اور نئی حکومت کے قیام کا بھی ذمہ دار ہوگا - آخر میں یہ ہے کہ اہل ایپرس کو عام معافی دی جائیگی -

گذشتہ مئی کے دوسرے ہفتہ میں بلغاری ایوان شوریٰ کے اندر نہایت گرم صحبتیں رہیں - موضوع بحث یہ تھا کہ بلغاریا کے آخرین مصائب اور نامرادیوں کے لیے گورشف اور دینف کی وزارتیں کہاں تک ذمہ دار ہیں ؟ اعضاء (ممبرس) نے اپنی اپنی جماعتوں کے خیالات بیان کیے - بالآخر ہنگامہ مباحثہ و مناقشہ کا خاتمہ اس پر ہوا کہ تمام مختلف جماعتوں نے بلغاریا کی تقویت اور اس کے لیے متحدہ سعی و کوشش کو اپنا نصب العین قرار دیا، اور باہمی مناقشات کو مخالفت تک پہنچانے سے باز آگئے -

اس سلسلے میں اس حقیقت کا بھی انکشاف ہو گیا جو الہلال آج سے بہت پہلے لکھ چکا ہے، جبکہ جنگ بلقان جاری تھی، اور بلغاری فتح مندیوں کی خبروں نے دنیا کو حیران بنا دیا تھا - ہم نے لکھا تھا کہ جنگ لولی برفاس کے بعد ہی بلغاری قوت کا خاتمہ

اس رقم میں مختلف قسم کے قرض شامل ہیں - ۲۱,۴۸,۲۱,۸۶۰ پونڈ کی رقم ۱,۸۵۵ اور ۱۸۹۱ کے قرضوں کی ہے جس کا سود ۴ فیصدی ہے - ایک رقم سنہ ۱۸۹۴ کے قرض کی ہے جس کا سود سارے تین فیصدی ہے - ان قرضوں کی ادائیگی مصر کے خراج سے ہوتی ہے - یہ ایک قسم کے قرض تھے - دوسری قسم کے قرضوں کی تعداد ۴۴,۷۲,۳۱۳ پونڈ ہے - اسمیں مندرجہ ذیل قرض شامل ہیں:

اجارہ تمباکو کی کمپنی کا قرض جو سنہ ۱۸۹۳ء میں ۴ فیصدی پر لیا گیا ہے - ریلوے کمپنی کا قرض جو سنہ ۱۸۹۳ء میں ۵ فیصدی پر لیا گیا ہے - صومہ بندرمہ ریلوے کمپنی کا قرض جو سنہ ۱۹۱۱ء میں ۴ فیصدی پر لیا گیا ہے - ان قرضوں کی ادائیگی بعض مقررہ مالی معاہدوں سے ہوتی ہے -

قرض کی تیسری قسم چنگی کے قرض ہیں - ان کی مقدار ۲,۲۶,۴۰,۰۲۴ پونڈ ہے - اسمیں سنہ ۱۹۰۲ اور ۱۹۰۹ کے قرض اور سنہ ۱۹۱۱ء کے قرض کی پہلی قسط بھی شامل ہے - ان تینوں کی شرح سود ۴ فیصدی ہے - ان کی ادائیگی خود حکومت کو براہ راست کرنا پڑتی ہے -

اس تفصیل سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ آخر فروری سنہ ۱۹۱۱ء تک دولت عثمانیہ کے عام قرضوں کی کل مقدار ۲,۹۱,۲۲,۴۲,۹۱۱ فرانک تھی (ایک فرانک دس آنہ کا ہوتا ہے) جسمیں سے اس وقت تک ۳۰۱,۶۲,۲۶,۶۸۵ فرانک ادا ہو چکے ہیں اور ۲,۶۰,۵۹,۱۶,۲۲۶ فرانک دولت عثمانیہ کے ذمہ باقی ہیں -

لیکن اس کے بعد ہی دولت عثمانیہ در شدید ہولناک جنگوں میں گرفتار ہو گئی - علی الخصوص جنگ بلقان میں اسے سخت زبرداری ہوئی اور قرض بجائے کم ہونے لگا اور بڑھ گیا - چنانچہ جنگ بلقان اور اردنہ کے واپس لینے سے قبل (آخر جون سنہ ۱۹۱۳ء میں) وزیر مال نے اعلان کیا تھا کہ اس وقت دولت عثمانیہ کے ذمہ قرضہ عام کی مقدار ۱۳,۰۲,۵۴,۴۵۷ عثمانی پونڈ یعنی ۲,۹۹,۵۸,۵۲,۵۱۱ فرانک ہو گئی ہے -

اس وقت قرضہ اور یورپ میں عثمانی رعایا کی تعداد ۱۸۰۰۰۰۰۰ لاکھ ہے - ایشیا میں جن ممالک پر دولت عثمانیہ عثمانی افسروں کے ذریعے حکومت کر رہی ہے، ان کی آبادی ۱۹۱۰۰۰۰۰ ہے - اگر یہ قرض تمام عثمانی رعایا پر تقسیم کیے جائیں تو ہر شخص کے ذمہ ۱۴۳ فرانک پڑینگے -

لیکن ایپرس میں جو ستر مال منعقد ہونے والی ہے، اسمیں ان قرضوں کا ایک حصہ ضرور ریاستہائے بلقان سے لیا جائیگا - اگر یورپ نے انتہائی تعصب سے کام نہ لیا تو امید ہے کہ اس بار کا جس قدر حصہ ریاستہائے بلقان کے ذمہ کیا جائیگا، اس کی مقدار قریباً ۴۹۹۰۰۰۰۰ فرانک ہوگی - اس کے بعد دولت عثمانیہ کے ذمہ ۲۵۰۰۰۰۰۰ فرانک اور کچھ کسر رہ جائینگے، جنمیں غیر منظم قرضوں کے شامل کرنے کے بعد (آخر جون سنہ ۱۹۱۳ء تک) دولت عثمانیہ کی کل رقم ۳,۶۸,۱۶,۴۱۷ عثمانی پونڈ ہوگی - اس میں وہ قرض بھی شامل ہیں جو مختلف بینکوں سے لیے گئے اور اب اس آخری فرانسیسی قرض سے ادا کیے جائینگے -

آپ کے الہلال کا میں کیا زمانہ شیفتہ و مفتور ہے - خدا کرے اس مقدس پرچہ کی اشاعت ہر شہر و قصبہ میں کافی روانی ہو جائے :

نارک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
ترپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں
براہ کرم مندرجہ ذیل تین خریداروں کے نام دی پی بھیج کر
منبر فرمائیں -

فقیر حقیر شاہ معصود چندا حسینی چشتی نامی کوہ پور
شاہ پور - حیدر آباد -

پانچویں سیر

.....

قاعدہ ہے کہ جس چیز کی ابتدا ہوتی ہے اُسکی انتہا بھی لازمی ہے، پس اگر الہلال اپنی دعوتِ اسلامی کی ابتدائی منزل طے کرچکا ہے تو انتہا کا ابھی سوال باقی ہے۔

صداقت الہی کی راہ میں سخت سے سخت مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے، مگر مستقل طور سے اُن مشکلوں کا سامنا بھی شخص کرسکتا ہے جو حق و صداقت کی مظلومیت اور دین الہی کی بیکسی و غربت پر از سر قاپا پیکر اضطراب اور تصویرِ التهاب بن جائے، اور جو اپنے دلمیں کچھ اس طرح کا درد اور ٹیس رکھتا ہو جس طرح کہ سانپ کا کاٹا اور اڑدے کا دسا ہوا مریض تڑپ سے لڑکتا اور کراہتا ہے۔

الحمد للہ کہ یہ سب کچھ الہلال میں پایا جاتا ہے اور صرف الہلال ہی میں۔ مگر مولانا! جناب کیلئے خاکسار کا مشورہ ایسا ہی ہوگا جیسے آفتاب اور ذرہ کی مثال۔ وہ اسلامی نسل کے سپر اور شیدائی اور غیر معمولی افراد، جو الہلال پر اپنی جان و مال تصدق کرنے کیلئے آمادہ ہیں، کیوں نہیں انکی مخلصانہ خدمات قبول کی جاتی ہیں؟ اگر سب نہیں تو اسقدر سہی جس سے الہلال کا مالی مسئلہ حل ہوجائے۔ جناب نے متعدد مخلصین کے مہنی آرد واپس کیے، رجسٹریاں لوٹا دیں، اور درخواستیں نا منظور کیں، جنکا حال مجھے معلوم ہے، حتیٰ کہ وہ لوگ جنہوں نے ریل کی مسافرت میں جناب سے درخواستیں کیں کہ ہمارے نام بھی الہلال جاری کردیجیے، عمدہ نام جاری نہیں کیا گیا۔ آخر کیوں اسکا سبب؟

کیا وہ عطیات جناب اپنے لیے، یا اپنے اخراجات کیلئے تصرر فرماتے ہیں؟ یا اُنکے قبول کرنے میں کسی قسم کی بد نامی اور کسر شان ہے؟ میرے خیال میں ہر اعانت پیش کرنیوالا نہ تو جناب کی مدد کرنا چاہتا ہے اور نہ الہلال کی، بلکہ اپنی محبت دینی و جوش ملی اور ایثار قلبی کا اظہار کرے اسلام کی مدد کرنا چاہتا ہے جسکو آپ ایسا نہیں کرنے دیتے۔ غالباً جناب میری اس جرات کو لطف و کرم کی نظر سے دیکھینگے، اگر میں بالفاظ دیگر یہ کہوں کہ آپ اُن ہمدردانِ ملت کو اس ثواب عظیم سے محروم رکھکر اور اُنکے نہ رکنے والے جوش قلبی کو روک کر، خدمتِ اسلام و مسلمین میں حائل ہوتے ہیں۔

الہلال کے دو ہزار نئے خریدار پیدا ہوجائے پر بھی اسکے مالی مسئلہ سے تسلی نہیں ہوتی کیونکہ بہت ممکن ہے کہ یہ خریدار دائمی نہوسکیں بلکہ عارضی ہوں۔ اسراستے استدعا ہے کہ جناب علاوہ دو ہزار نئے خریدار پیدا ہو جانیکے اگر ناظرین و معاونین الہلال کی دوسرے طریقہ سے توسیع الہلال کی خدمات قبول فرما لیں تو یہ تمام مسلمانوں پر احسان ہوگا!

بلاشک، الہلال اول دن ہی سے غیورانہ خاموشی کے نقصات برداشت کرتا رہا ہے، اور گدایانہ طلب و سوال کے انعامات پر اُن نقصانات کو ترجیح دیتا رہا ہے، لیکن تابکے؟ آخر اسکی کوئی حد بھی ہے؟ جبکہ نقصانات بھی حد برداشت و تحمل سے افزوں ہوگئے ہوں؟ ناظرین و معاونین الہلال سے بھی التجا ہے کہ آئندہ جولائی سے پیشتر ہی الہلال کے قیام کیلئے کوئی ایسی شکل اختیار کریں جس سے الہلال کا مالی مسئلہ ایک عرصہ دراز تک کیلئے حل ہوجائے۔ روزہ ہدایت الہی کی یہ روشنی

ہوگیا ہے اور صرف اسی لیے بلغاریا اور اسکے حامی بیقرار ہیں کہ آئندہ بغیر مزید جنگ کے خط اینوس میدیا ہی پر صلح طے ہو جائے اور اسی مقصد کیلئے کامل پاشا کو دولِ یورپ نے طیار کیا تھا۔

فیلی پولی کے ایک دولت مند مہاجن اور گملجینا کے مبعوث (ڈیپوٹی) قسطنطین حاجی کیلشوف نامی نے بلغاری پارلیمنٹ میں بیان کیا کہ بلغاری فوج کے مرکز اعلیٰ (ہیڈ کوارٹر) نے خود اسکو خط اینوس و میدیا کی منظوری کے لیے فرانسیسیہ بھیجنا چاہا تھا، اور اس کے لیے کامل پاشا بالکل تیار تھا۔ اپنے بیان کی توضیح و توثیق کے لیے اس نے چند تاریخیں سنائیں۔ پہلا تاریخ ۱۹۱۴ء کا تھا، جسمیں گوشف سے کہا تھا کہ خط اینوس میدیا کی بابت کامل پاشا سے گفتگو کرنے کے لیے یہ شخص جاتا ہے۔ اسکے لیے مجلس کی منظوری حاصل کر۔ اسکے جواب میں گوشف نے لکھا کہ مجلس کسی خاص وفد کے فرانسیسیہ بھیجنے کی ضرورت نہیں سمجھتی۔ اسکے بعد ۲۹ نومبر کو شاہ فرڈیننڈ نے تار دیا کہ قسطنطین کیلشوف کے متعلق صدر مجلس کی تجویز سے بالکل اتفاق کرتا ہوں۔ نیز فوری کارروائی کی ہدایت کرتا ہوں۔ اسکے جواب میں گوشف نے لکھا کہ ”مجلس اس فیصلہ کن وقت پر اپنی سنگیں ذمہ داری سے باخبر ہے“ گوشف نے اس تار میں یہ بھی لکھا تھا: ”آپ مجوزہ مقصد کے متعلق وزیر مال کو تار دیں۔ فرانسیسیہ میں بلغاریوں کو آنے کی اجازت نہیں۔ کیلشوف کا شخصی طور پر جانا نا ممکن ہے۔ انہیں وکیل خاص بنا نا ہوگا“

مگر قدرت الہی نے عین وقت پر اپنی نیرنگی دکھائی۔ کامل پاشا کی وزارت کا خاتمہ ہوا، اور انور پے نے باب عالی کا مقفل ہال فتح کرلیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بلغاریا کو بالآخر روز بد دیکھنا پڑا اور مع اپنے اعوان و انصار یورپ کے اپنی تمام امیدوں میں ناکام و خاسر رہی!

روس نے تبریز سے ۱۸ - دس پیادہ پلٹن اور دو توپخانوں کے بریگیڈوں کو قفقاز سے واپس بلا لیا۔ روسی اخبارات اس واقعہ کو بہت اچھا لکھتے ہیں۔ ایک مقتدر اخبار لکھتا ہے کہ غالباً اب اُس بیچینی میں سکون پیدا ہوجائیگا، جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ شمال ایران پر روس کے مسلسل فوجی قبضہ کی وجہ سے انگلستان میں محسوس کی جا رہی ہے۔ اس سے پہلے بھی کئی بار روسی فوج واپس جا چکی ہے مگر پھر اسکی جگہ تازہ دم فوج آگئی۔ سوال یہ ہے کہ ایونکر یقین کیا جاسکتا ہے کہ اب اس فوج کی جگہ نئی فوج نہ آئیگی؟

بقول تفلس کے ایک نیم سرکاری جرنل کے، اسوقت شمالی ایران میں ۱۲۴۰۰۰ روسی محافظ فوج موجود ہے!

لندن میں علوم و السنہ شرقیہ کے مطالعہ و اشاعت کیلئے جر مدرسه قائم ہونے والا ہے، اسکے متعلق نیر ایست میں ایک اپیل شائع ہوئی ہے جسپر چند مشاہیر انگلستان کے دستخط ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لندن انسٹی ٹیوشن کی عمارت (جسکی قیمت ایک لاکھ پونڈ ہے) قواعد پارلیمنٹ کی رو سے اسکے لیے حاصل کر لی گئی ہے۔ ضروری ترمیم و تغیر کے لیے حکومت نے ۲۰ ہزار سے ۲۵ ہزار پونڈ تک دینے کا وعدہ بھی کیا ہے۔ یہ مدرسه لندن یونیورسٹی کے متعلق ہوگا۔ مشرق اور افریقہ کی اہم زبانیں (جنہیں ۸۰ کروڑ انسان بولتے ہیں) انکی تعلیم پر ۱۴ ہزار پونڈ سالانہ صرف کیا جائیگا۔ اسکے مقابلہ میں اسوقت برلن میں ۱۰ ہزار پونڈ اور پیرس میں ۸ ہزار پونڈ سالانہ صرف ہو رہا ہے۔ حکومت انگلستان ۴ ہزار پونڈ سالانہ اور حکومت ہند ۱۲۵۰ پونڈ سالانہ دیگی۔ بقیہ روپیے کے لیے قرض سے اپیل کی گئی ہے۔

توسیع اشاعت کی ضرورت ہے، اور آپ کھانتک نقصان برداشت کر سکتے ہیں۔ لیکن میں نہیں سمجھتا کہ آپ کیوں ضد پر قائم ہیں کہ قیمت میں اضافہ نہ کیا جائے۔ نئے خریدار پیدا کرنے سے یہ زیادہ آسان ہے کہ قیمت میں قدرے اضافہ کر دیا جائے۔ جو لوگ الہلال کے خریدار اور شائق ہیں وہ معمولی اخباروں کے خریدار جیسے نہیں ہیں۔ افسوس ہے کہ آپ کو اس کا علم نہیں، اگر علم ہے تو عمداً اغماض کرتے ہیں۔ میں تو یقین کے ساتھ سمجھتا ہوں کہ خریداروں میں سے ہر فرد دور دراز سالانہ الہلال پر نثار کرنے کو اپنا فرض نہیں بلکہ سعادت سمجھے گا اگر آپ اس کا چندہ بچاے ۸۔ روپیہ کے ۱۰ روپیہ سالانہ کر دینگے۔ اس سے قبل بھی میں لکھ چکا ہوں اور دیگر حضرات نے بھی یہی استدعا کی تھی کہ ایسا کیا جائے لیکن معلوم نہیں اسپر-توسیع اشاعت کو کیوں ترجیح دیتے ہیں؟ اس میں آپ کی ذاتی منفعت کو دخل نہیں ہے جس کی وجہ سے آپ متامل ہیں، بلکہ میں تو یہاں تک عرض کرنیکی جرات کرتا ہوں کہ خدا نخواستہ کیا آپ کا کانشنس آپ کو اجازت دیتا ہے کہ آپ ہمارے منافع کو صرف اس وجہ سے پامال کر دیں کہ اونے ایک شاہدہ آپ کی نسبت سہ وظن کا نکلنا ہے؟ یہ مسئلہ الہلال کے بقا و قیام کا ہے جس میں سب مسلمان شریک ہیں۔ زیادہ سے زیادہ آپ یہ کیجیے کہ ایک قسم ۸۔ روپیہ کی بھی رہنے دیجیے اور جو صاحب ۸۔ روپیہ سے زیادہ کا بار نہ اٹھا سکیں وہ اس درجہ میں رہیں اور کاغذ کی قسم میں تخفیف کر کے اس کی کمی پوری کر دیجیے مگر لہ بند کرنے کا خیال بھی دل میں نہ لائیے۔ میں آپسے بادب درخواست کرتا ہوں کہ میرے اس معروضہ کو الہلال میں چھاپ دیجیے جس سے میری یہ غرض ہے کہ دیگر خریداران اخبار بھی اسپر توجہ فرمائیں اور اس بارہ میں جو آنکی راے ہو اس سے بذریعہ اخبار مطلع کریں، نیز اپنی بات پر اڑ جانے والے اور اپنی ضد سے نہ ہٹنے والے مولانا سے استدعا کیجئے کہ وہ توسیع خریداری پر زور دینے کی جگہ قیمت کی پیشی کو منظور فرمائیں۔

والسلام -
آپکا ادنیٰ خادم
غلام حسن از امرہ

تین بزرگوں کے نام الہلال بذریعہ دی پی کے ارسال فرما رہے
مزید کوشش جاری ہے - تابعدار بندہ محمد امین خریدار
نمبر ۹۱۴ -

جو ہم کم گشتگان بادیدہ گمراہی کی صحیح رہنمائی کر رہی ہے
مبادا کہیں ہماری نظر نہ گم ہو جائے، اور پھر ہم اس ظلمت
کدہ میں روشنی کیلیے اس طرح محتاجونکی طرح بہتگتے ہوئے
پہریں، جسکے تصر رہی سے دل خائف ہیں۔

عنقریب چند خریداروں کے پتے ارسال خدمت کرونگا، مگر
میرے خیال میں یہ کوئی ایسی امداد نہ ہوگی - جس امداد کی
منظوری کیلیے جناب سے ہم امید دار ہیں - اسپر توجہ ہو!

نیاز کیش

(حافظ) امام الدین اکبر آبادی - خریدار نمبر ۳۸۵۷

(۲)

حضرة الاعز المعترم -

آپ کیوں ہم لوگوں سے اس قدر بیزار ہو گئے ہیں کہ ہمارے رنج و الم کا آپ کو احساس تک نہیں رہا؟ یہ خبر کہ الہلال، محبوب و محترم الہلال، اپنی مالی مجبوریوں کی وجہ سے (جو اگر ایک میعاد معینہ کے اندر پوری نہ رہیں تو خدا نخواستہ بند کر دیا جائیگا) کیا ہمارے دلوں کو زخمی کرنے کے لیے نا کافی تھیں، جو آپ نے اور باتوں کا اظہار شروع کر دیا جو اس حادثہ جانکاہ کے وقوع کے بعد پیش آنے والی ہیں؟ یعنی یہ کہ ”خبرداران اخبار کے چندوں کا کیا حشر ہوگا؟“ خدا کے لیے یہ باتیں لکھ لکھ کر فدا کیا الہلال کے معجروح دلوں پر نمک پاشی نہ فرمائیے اور اونپر رحم کیجیے - آپ نے خدا جانے کیونکر سمجھ لیا ہے کہ الہلال کو جو کام کرنا تھا وہ کر چکا اور اب اس کی ضرورت باقی نہیں ہے؟ اس کو تو اور سے پرچھنا چاہیے جو اس کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں - کیا آپ کو اس سے انکار ہے کہ ضروریات زمانہ کی طرف متوجہ کرے والا اور مختلف الخیال اشخاص کو ایک مرکز پر لا کر ان سے ضروریات دینی و دنیوی کا انصرام کرانے والا یہی ایک رسالہ ہے - اگر ایک نزدیک مسلمانوں کی دینی و دنیوی، سوشل و پولیٹیکل ضرورتیں درجہ تکمیل کو پہنچ چکیں اور کوئی مزید احتیاج باقی نہیں رہی تو بسم اللہ، کل کے بدلے الہلال کو آج ہی بند کر دیجیے - چشم مار روشن - اور اگر ایسا نہیں ہے تو خدا کے لیے اس ارادہ سے باز رہیے اور مسلمانوں پر رحم فرمائیے - میں کہتا ہوں کہ آپ جس مدت تک اس کی ضرورت سمجھتے تھے اب اس کے بعد ہم اس کی ضرورت پہلے سے زیادہ محسوس کرتے ہیں - سب سے اہم سوال جو اس رنجیدہ خیال کا باعث ہوا ہے، وہ اس کی مالی حالت ہے - بے شک

رخ گلگون کو بچاؤ!

خانہ زامچین!

بہشتی قطر!

ہندوستان کے باغ جنت کے چیدہ اوتان پھولوں کی نوع
بچلے کے لئے کشت زعفران ایک نئی وضع کے نازک اور
عشقا شیشیوں میں نہری ٹوپ کے اندر رکھی ہوئی تریخ تھیں
خوشبو میں ہیں۔ اور جو صفت طرز ستوں کی محبوب ہیں۔
بلکہ ہر طبقہ کے باذائق اور نازک دماغ اہلکار۔ اطلبہ
ایڈیٹرز۔ مشاہیر واکابر کو قدسیان اہم کا تحفہ ہے۔

تاج قطرہ نسیم
کی شیشی ایک ڈرامہ ہے۔ شیشی کی شیشی ایک ڈرامہ ہے۔
تاج موی نسیم
کی شیشی ایک ڈرامہ ہے۔ شیشی کی شیشی ایک ڈرامہ ہے۔
تاج موی نسیم
کی شیشی ایک ڈرامہ ہے۔ شیشی کی شیشی ایک ڈرامہ ہے۔

ایکینٹوں کی ضرورت ہے
دی تاج مینوفیکچری (پبی ڈبلی) صدر دفتر

جس طرح نسیم عری کا پہلا جھوکا، موج برے گل سے ہم خوش
ہو کر ایک عالم کوست است کردے تلبے بچنے اسی طرح
تاج موی نسیم کی توجہ حرکت شام دماغ کو مسور کر کے انسان
کو از خود رختہ کر دیتی ہے۔ اس کے نہیں معلوم ہوتا کہ خود جس جن
میں ہے یا جن کی کسی کے یا کی قوت سے صحن دماغ میں مثل ہو گیا
اگر سنگھار میں دیکھ لیں قدسی حسن میں رعنائی اور ناز
انوار اضافہ کرتی ہیں تو بلاشبہ تاج موی نسیم کی شگور کاری ایک
ہی وسیلہ سالی سے سمندر ناز پر تازہ نجاتی ہے۔

ایک اونس کے خوبصورت کبر میں جو مینوں کو کافی فتنہ
تمام بچے بچے دوکانداروں سے یا براہ راست کافران سے طلب کیے

ایکینٹوں کی ضرورت ہے

دی تاج مینوفیکچری (پبی ڈبلی) صدر دفتر

قدسی حسن کیا ہے؟ ایک احسان ہے۔ جس کا بہترین پیرایہ شکر
گودری۔ اس کی نگہداشت ہے۔ سو مالک کی مرطوب آب ہوا
ملن ہنر۔ تو ہنر ایک ہندوستان میں گرم ملک میں مروجہ
پوسٹیا اسپرٹ میں مل کے ہوئے رنگوں کا استعمال گلشن خادوں
کے ہے جس قدر مضبوط گل اس کا اظہار آپ غمی فرمائیں۔

تاج گلگونہ عینبر۔ ہر قسم کی اسپرٹ چربی اور سنگ کی
آئینہ ش سے پاک ہے۔ اسی وجہ سے کہ تھوڑے ہی زمانہ
استعمال میں یہ انسانی چہرہ میں طاحت۔ بالوں میں طائیت اللہ
چمک۔ جلد میں ایک فطری چمک پیدا کر دیتا ہے۔ اور مروجہ پوسٹیا
کی شیشی سے ڈیوڑھی مقداریں خوبصورت لیل لگی ہوئی شیشی
میں محفوظ ہے۔ قیمت فی شیشی پانچ آنہ ۱۵

تمام بچے بچے سوداگروں سے یا براہ راست کافران سے طلب کیے

ایکینٹوں کی ضرورت ہے
دی تاج مینوفیکچری (پبی ڈبلی) صدر دفتر

رسالہ کانفرنس نمبر ۱۴

آل انڈیا محمدی ایجوکیشنل کانفرنس کے سنالسریں اجلاس منعقدہ بمقام آگرہ میں جو دلچسپ اور معنی خیز مضمون ”میکینکل تعلیم اور مسلمان“ کے عنوان پر پڑھا گیا تھا اوسکو بغرض رفاہ قوم عرصہ رسالہ کی صورت میں طبع کیا گیا ہے جو درخواست کرنے پر دنتر کانفرنس سے مفت مل سکتا ہے۔

خا، ار

آفتاب احمد آنریری جولنت سکرٹری کانفرنس - دنتر کانفرنس
علی گڑھ

الہلال کی کہنی

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے۔ اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے ملاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے۔

روغن بیگم بہار

موصوفہ

حضرات اہلکار امراض دماغی کے مبتلا و گرفتار، رگلا، طلبہ، مدرسین معلمین، مرافقین، مصنفین، کی خدمت میں التماس ہے کہ یہ روغن جسکا نام آپ نے عنوان عبارت سے ابھی دیکھا اور پڑھا ہے، ایک عرصے کی فکر اور سوچ کے بعد بہتر سے مفید ادویہ اور اعلیٰ درجہ کے مقوی روغنوں سے مرکب کر کے تیار کیا گیا ہے، جسکا اصلی ماخذ اطباء یونانی کا قدیم مجرب نسخہ ہے، اس کے متعلق اصلی تعریف بھی قبل از امتحان ریش از تجربہ مبالغہ سمجھی جاسکتی ہے صرف ایک شیشی ایکبار منگوا کر استعمال کرنے سے یہ امر ظاہر ہو سکتا ہے کہ آجکل جو بہت طرح کے ڈاکٹر کبیراجی تیل نکلے ہیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بھی کرتے ہیں آیا یہ یونانی روغن بیگم بہار امراض دماغی کے لیے بمقابلہ تمام مروج تیلونکے کہانتک مفید ہے اور نازک اور شرمین بیگمات کے کیسروکو نرم اور نازک بنانے اور دراز و خوشبودار اور خواہدورت کرنے اور سنوارنے میں کہانتک قدرت اور تاثیر خاص رکھتا ہے۔ اکثر دماغی امراض بھی غلبہ برودت کی وجہ سے اور کبھی شدت حرارت کے باعث اور کبھی کثرت مبالغہ اور مصنت کے سبب سے پیدا ہو جاتے ہیں، اسلیے اس روغن بیگم بہار میں زیادہ تر اعتدال کی رعایت رکھی گئی ہے تاکہ ہر ایک مزاج کے موافق ہر مرطوب و مقوی دماغ ہرنیکے علاوہ اس کے دماغ تازہ پھولوں کی خوشبود سے ہر وقت دماغ معطر رہیگا، اسکی بو غسل کے بعد بھی ضائع نہیں ہوگی۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصل ڈاک ۵ آنہ درجن ۱۰ روپیہ ۸ آنہ۔

بٹیکا

بادشاہ و بیگم کے دائمی شباب کا اصلی ہانس۔ یونانی مڈیکل سائنس کی ایک نمایاں کامیابی ہے۔

بٹیکا — کے خواص بہت ہیں، جن میں خاص خاص باتیں یہ ہیں کہ بٹیکا، جوانی دائمی، اور جسم کی راحت ہے، ایک کھنگلے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کریں گے۔ ایک مرتبہ کی آزمائش کی ضرورت ہے۔ دوا فرنگی تیل اور برسیر انجین تیل۔ اس دوا کو میں نے اب و اجداد سے پایا جو ہنہام مصلیہ کے حکیم تھے۔ یہ دوا فقط ہنکر معلوم ہے اور کسی کو نہیں دوسوا ہے۔ ترکیب استعمال بھیجی جائیگی۔

”مکتوف کا پتہ“ کو بھی ضرور آزمائش کریں۔ قیمت دو روپیہ بارہ آنہ مسک ہانس اور الکلیک ریگریٹ ہالچ روپیہ بارہ آنہ محصل ڈاک ۱ آنہ برٹانی لٹریچر ہاؤس کا سامیل پتہ سری کے درہ کی دوا لکھنے پر مفت بھیجی جاتی ہے۔ فرما لکھیے۔

حکیم جمیع الرحمن۔ یونانی مڈیکل ہال۔ نمبر ۱۱۴/۱۱۵۔ مہاراجا بازار اسٹریٹ۔ کلکتہ

Hakim Masihur Rahman Yunani Medical Hall

No. 114/115 Main Street

Calcutta

تمام مسلمانوں کو ان کتابوں کا پڑھنا

نہایت ضروری ہے

الام۔ سب سے پہلی بات جو مسلمانوں کے لیے ضروری ہے یہ ہے کہ وہ مذہب اسلام کے عقاید ضروریہ سے واقف ہوں، اور ان کو خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق درست رکھیں۔ کیونکہ اگر عقائد درست نہیں تو اعمال برباد ہیں۔ آج تک بچوں اور عورتوں کو ایمان و اعتقاد کی باتیں سکھانے کے لیے کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تھی۔ مولانا فتح محمد خان صاحب مترجم قرآن مجید نے الاسلام لکھکر اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔ خدا کی توحید کا جس کو آمیزش شرک سے پاک رکھنا نہایت ضروری ہے، بچوں کی سمجھ کے مطابق چھپا عمدہ بیان اس کتاب میں ہے۔ یقیناً کسی کتاب میں نہیں۔ علمائے کرام نے اس کتاب کو بہت پسند فرمایا، اور نہایت مفید بیان کیا ہے۔ مولوی نذیر احمد صاحب نے تو انداز بیان سے خوش ہو کر جابجا الفاظ تحسین سے داد سخن شناسی بھی دی ہے۔ بعض اسلامی ریاستوں اور انجمنوں نے اسکو اپنے مدارس میں داخل نصاب دینی کر دیا ہے۔ پس اگر آپ اپنے اہل و عیال کو صحیح الاعتقاد اور خالص مومن بنانا چاہتے ہوں تو یہ کتاب انکو ضرور پڑھو لیں۔ قیمت آٹھ آنے۔

نفائس القصص و الحکایات پہلا حصہ

اس کتاب میں وہ قصے جو قرآن مجید میں مذکور ہیں اردو میں لکھے گئے ہیں۔ اول تو قصے جو انسان کو باطبع مرغوب ہیں، پھر خلاق فصاحت کے بیان فرمائے ہوئے، ناممکن تھا کہ جو شخص کلم خدا سے ذرا بھی محبت رکھتا ہو، اور اس کے دل میں قرآن مجید کی کچھ بھی عزت و عظمت ہو وہ ان کے پڑھنے یا سننے کی سعادت حاصل نہ کرتا۔ یہی سبب ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں یہ کتاب اب چوتھی بار چھپی ہے۔ پڑھنے والا انکو پڑھکر پاکیزہ خیال اور صالح الاعمال بنتا ہے۔ مسلمانوں کے لیے یہ کتاب نعمت عظمیٰ ہے قیمت چھ آنے۔

نفائس القصص و الحکایات دوسرا حصہ

اس کتاب میں وہ قصے اور حکایتیں جو کتب حدیث میں مرقوم ہیں، انتخاب کر کے اردو میں جمع کی گئی ہیں۔ اور ان سے بھی وہی فائدہ حاصل ہوتا ہے، جو قرآن مجید کے قصوں سے ہوتا ہے۔ نہایت پر لطف اور بیش بہا چیز ہے۔ قیمت پانچ آنے یہ تینوں کتابیں بہ نفعان ذیل دستیاب ہوتی ہیں:

نذیر، خان کہنی - لاہور

291

~~~~~

۲۰ ذی ستمبر سنہ ۱۹۱۳ ع

دستخط بی - اس - امفر حسن (علیگ)

۱ : داسی اسٹریٹ - ۱۰۱

Δqr



## سوانح اہل حق یا تواریخ حبیبہ

یہ کتاب حضرت مولانا سید احمد صاحب بریلوی اور حضرت مولانا مولیٰ محمد اسماعیل صاحب شہید کے حالات ہیں۔ اب آئی ہے باطنی تعلیم شغل پر رخ - اور بیعت کا ذکر دیباچہ کے بعد دیا گیا ہے۔ پھر حضرت رسول کریم صلم کی زیارت جسی - اور توجہ بزرگاں ہر چہار سلسلہ - روجہ ہند کا بیان ہے۔ مدھا عجیب و غریب مضامین ہیں جسیں سے چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔ ایک گھڑی کی چوری کی کہاس نہ کہانا - انگریزی جنرل کا میں مرقعہ جنگ پر اپکا لشکر میں لے آنا - حضوری قلب کی نماز کی تعلیم - صوفی کی خیال مخالفینکا امت میں مبتلا ہونا - سکھوں کے جہاد اور کئی لڑائیاں - ایک رسالہ دار کا قتل کے ارادے سے آنا اور بیعت ہر مانا - شیعوں کی شکست - ایک ہندو سیٹھ کا خراب ہولناک دیدہ ہار اپنے بیعت ہونا - ایک انگریز کی دعوت - ایک شیعہ کا حضرت سرور کا نفاست کے حکم سے ایکے ہاتھ پر بیعت کرنا - حج کی تیاری - اور غیبی آزمائش کا عدل پہنچانا باوجود آئی ہرنیکے ایک پادری کواقلیدس کی مسائل دقیقہ کا حل کر دینا - ہندو کے کھائی پانی کا شیریں ہوجانا سلوک اور تصرف کے نکات عجیبہ وغیرہ حجم ۲۲۴ صفحہ قیمت دو روپیہ علاوہ محصول -

## دیار حبیب (صلعم) کے فوٹو

گذشتہ سفر حج میں میں اپنے ہمراہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے بعض نہایت عمدہ اور دلغریب فوٹو لایا ہوں۔ جن میں بعض تیار ہوئے ہیں اور بعض تیار ہو رہے ہیں۔ مکانوں کو سجاوے کے لئے بھردہ اور مغرب اطلاق تصاویر کی بجائے یہ فوٹو چوہوں میں جڑوا کر دیواروں سے لگائیں۔ ہر علاقہ خوبصورتی اور زینت کے خیر و برکت کا باعث ہوئے۔ قیمت فی فوٹو صرف تین آنے - سارے بچے دس عدد فوٹو جو تیار ہیں انکے منگوانے کی مروت میں ایک روپیہ آٹھ آنے علاوہ خرچ ذاک - یہ فوٹو نہایت اعلیٰ درجہ کے آرٹ پیپر پر لائی طرز پر بدوائے کئے ہیں۔ بہت ہی وغیرہ کے بازاروں میں مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے جو فوٹو بکے ہیں - وہ ہاتھ کے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اب تک فوٹو کی تصاویر ان مقدس مقامات کی کوئی شخص بار نہیں دسکا۔ کیونکہ بددی قبائل اور خدام حرمین شریفین فوٹو لینے والوں کو فوٹو کی سمجھ بوجھ کا خاصہ بردہتے ہیں۔ ایک ترک فوٹو گراہے وہاں بہت دیر حاصل کر کے یہ فوٹو لے - (۱) تبعہ اللہ - بیست اللہ شریف کا فوٹو سیاہ بھٹی غلاف اور اس پر سنہری حروف جو فوٹو میں بڑی اچھی طرح پڑے ہوئے ہیں (۲) مدینہ منورہ کا نظارہ (۳) مکہ معظمہ میں نماز جمعہ انجسب نظارہ اور مجرم خلیف (۴) میدان منام میں حاجیوں کے کپ اور جد حلیف کا سین (۵) خیصان نو نکر مارے کا نظارہ (۶) میدان مرامت میں لوگوں کے حیمے اور قاضی صاحب کا جہل رحمت پر خطبہ پڑھنا (۷) امت المعانی واقعہ مکہ معظمہ جسیں حضرت خدیجہ حرم رسول کریم صلم حضرت آمنہ وادہ حضور سرور کائنات کے مزارات بھی ہیں (۸) امت البقیع جسیں اہل بیت و اہل بیت السیدین و بنات النبی صلم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہداء بقیع کے مزارات ہیں (۹) بہ اللہ کے کرد حاجیوں کا طواف کرنا (۱۰) درہ صفا و مرورہ اور وہاں جو زبانہ کی آب حیات منقش ہے فوٹو میں حرف پڑھی جاتی ہے۔

## دیگر کتابیں

(۱) مذاق العربین ترجمہ اردو احیا العلوم مولفہ حضرت امام غزالی مت ۹ روپیہ - تصرف کی نہایت زیب اور بے نظیر کتاب [۲] ہشت مت - بچہ و عہد حالات و مہر و طرات خراجگان - چشت اہل بہشت اردو قیمت روپیہ ۸ آنہ - [۳] دور الاطباء علم طب کے بے نظیر کتاب موجودہ حکماء کے بصیرت حالات و معجزات ایک ہزار صفحہ - جلد قیمت ۴ روپیہ [۴] نفحات الاسرار اردو حالات اولیائے کرام مولفہ حضرت مولانا جامی رح مت ۳ روپیہ -

(۵) مشامیر اسلام چالیس صوفیائے کرام کے حالات زندگی دو ہزار صفحہ لائیں اصل قیمت معبر عایتی ۲ روپیہ ۸ آنہ ہے - (۷) مکتوبات و حالات بے امام و نبی مجدد الف ثانی ہندو صوفیہ قلمی کاغذ بڑا سا بڑا اردو قیمت ۶ روپیہ ۱۲ آنہ

منیجر رسالہ صوفی پختی بہار الدین

ضلع گجرات پنجاب

## ہر جہت میں امیر صاحب افغانستان کے قاتل

## نبی بخش خان کی محبوب ادویات

جواہر نور العین بیس روپیہ ماشہ والا خالص معبر بھی جواہر نور العین کا مقابلہ نہیں کر سکتا - اور دیگر سرمہ جات تو اس کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے - اس کی ایک ہی سلائی سے ۵ منٹ میں نظر دورگنی دھند اور شکروری دور اور ککڑے چند روز میں اور پھولہ ناخونہ پربال موتیابند ضعف بصارت عینک کی عادت اور ہر قسم کا اندھا پن بشرطیکہ آنکھ پھوٹی نہ ہو ایک ماہ میں رنج ہو کر نظر بحال ہو جاتی ہے - اور آنکھ بنوانے اور عینک لگانے کی ضرورت نہیں رہتی قیمت فی ماشہ درجہ خاص ۱۰ روپیہ - درجہ اعلیٰ ۴ روپیہ - درجہ اول ۲ روپیہ -

## حبوب شباب اور دنیا بھر کی طاقتور دواؤں سے اعلیٰ

مقرب اعصاب ہیں - نا طاقتی اور پیررو جوان کی ہر قسم کی کمزوری بہت جلد رنج کر کے اعلیٰ درجہ کا لطف شباب دکھاتی ہیں - قیمت ۲ روپیہ نمونہ ایک روپیہ -

ما لہ م ج م ہر قسم کا اندرونی اور بیرونی درد اور سانپ اور بچہ اور دیوانہ کتے کے کاٹنے سے زخم کا درد چند لمحہ میں دور اور بد ہضمی کتے اسہال منہ آر زبان حلق اور مسوڑوں کی زخم اور زخم اور جلدی اور امراض مثلاً چنبل داد خارش پتی اچھلنا خنقاں سرکھ دانت کی درد گنٹھیا اور نقرس وغیرہ کیلئے ازحد مفید ہے - قیمت ۲ روپیہ نمونہ ایک روپیہ -

ن افرور ایک منٹ میں سیاہ فام کر کلغام بنا کر کر کے چاند سا مکھڑا بناتا ہے - قیمت فی شیشی ۲ روپیہ نمونہ ایک روپیہ -

ترباق سگ دیوانہ اس کے استعمال سے دیوانہ کتے کے کاٹے ہوئے مریض کے پیشاب کے راستہ مچھڑ کے برابر دیوانہ کتے کے بچے خارج ہو کر زہر کا اثر زائل اور مریض تندرست ہو جاتا ہے - قیمت فی شیشی ۱۰ روپیہ نمونہ ۳ روپیہ -

طلائی مہانسه چہرے کے ایلوں کی زخم درد اور سرخی رنج اور پکنا اور پھوٹنا مسدود کر کے انہیں تحلیل کرتا ہے - قیمت فی شیشی ایک روپیہ -

حرب مہانسه ان کے استعمال سے چہرہ پر دلوں کا نکلنا موقوف ہو جاتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ -

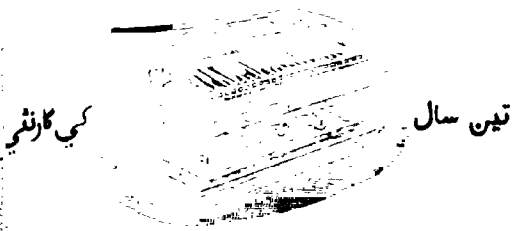
اکرم ہر جہت میں ایک ایسی ادنیٰ مرض نہیں ہے کہ ہر ایک حکیم اور ڈاکٹر کامیابی کے ساتھ انکا علاج کر سکے - لہذا ایک واحد دوا اس کے علاج کیلئے کافی نہیں ہوا کرتی - اس کے ۳ درجہ ہوتے ہیں - ہر درجہ کی علامات اور علاج مختلف ہے - پس جس کے پاس اکسیر ہیضہ نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ موجود نہ ہوں وہ خواہ کدسا ہی قابل اور مستند ڈاکٹر کیوں نہ ہو اس مرض کا علاج درستی سے نہیں کر سکیگا - لہذا وبا کے دنوں میں ہر سہ قسم کی اکسیر ہیضہ تیار رکھنی چاہئے - قیمت ہر سہ شیشی ۳ روپیہ -

پتہ : — منیجر شفاخانہ نسیم صحت

دہلی دروازہ لاہور



## سنکاری فلوت



بہترین اور سریلی آواز کی ہارمونیم  
سنگل ریڈ O سے تک F یا C سے F تک  
قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیہ  
قبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیہ  
اسکے ماسوا ہر قسم اور ہر صفت کا ہارمونیم  
ہمارے یہاں موجود ہے -  
ہر فرمایش کے ساتھ ۵ روپیہ بطور پیشگی  
آنا چاہیے -

R. L. Day.

34/1 Harkata Lane,  
Calcutta.

## پچاس برس کے تجربہ کار

ڈاکٹر رائے - صاحب کے - سی - داس کا ایجاد  
کردہ - آرا سہلے - جو مستورات کے کل امراض کے  
لیے تیر بہد ہے اس کے استعمال سے کل امراض  
متعلقہ مستورات جمع ہوجاتی ہے اور نہایت  
ہی مفید ہے - مثلاً ماہوار نہ جاری ہونا -  
دفعاً بند ہوجانا - کم ہونا - بے قعدہ آنا -  
تکلیف کے ساتھ جاری ہونا - متواتر یا زیادہ  
مدت تک نہایت زیادہ جاری ہونا - اس کے  
استعمال سے بانجھ عورتیں بھی باردار ہوتی  
ہیں -

ایک بکس ۲۸ گولیوں کی قیمت ایک روپیہ

## وا تسہائے گولیاں

یہ دوا ضعف قوت کے واسطے تیر بہد  
حکم رکھتی ہے - کیسا ہی ضعف کیوں  
ہو اسکے استعمال سے اس قدر قوت معلوم ہر کسی  
جو کہ بیان سے باہر ہے - شکستہ جسموں  
از سرنو طاقت دیکھ مضبوط بناتی ہے -  
طبیعت کو بشاش کرتی ہے -

ایک بکس ۲۸ گولیوں کی قیمت ایک روپیہ  
Swasthasahaya Pharmacy,  
30/2 Harrison Road, Calcutta.

## ۱. وائٹ

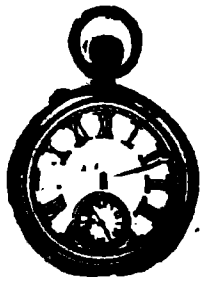
اس دوا کے استعمال سے ہر قسم کا ضعف  
خواہ اعصابی ہو یا دماغی یا اور کسی وجہ  
ہوا ہو دفع کردیتی ہے - اور کمزور قوی  
نہایت طاقتور بنادیتی ہے - کل دماغی  
اعصابی اور دلی کمزوریوں کو دفع کر کے  
میں ایک نہایت ہی حیرت انگیز تغیر  
کردیتی ہے - یہ دوا ہر عمر والے کے واسطے  
ہی مفید ثابت ہوئی ہے - اسکے استعمال  
کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا ہے سوائے فائدہ

قیمت فی شیشی ایک روپیہ

J. Roy, M. A. 36 Dharamtallah Street,  
Calcutta.

## نصف قیمت - پسند نہونے سے واپس

سہرے نئے چال کی جیب گھڑیاں ٹھیک وقت دینے



والی اور دیکھنے میں بھی عمدہ  
فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک  
نصف قیمت میں دی جا رہی ہیں  
جسکی گارنٹی تین سال تک کے لیے  
کی جاتی ہے -

اصلی قیمت سات روپیہ چودہ

آٹھ اور نو روپیہ چودہ آٹھ نصف

قیمت تین روپیہ پندرہ آٹھ اور چار روپیہ پندرہ آٹھ ہر ایک  
گھر کے ہر ماہ سہرا چوں اور ایک فرنگیں ہیں اور ایک  
چاقو مفت دیے جائینگے -

کلائی راج اصلی قیمت نو روپیہ چودہ آٹھ اور تیر روپیہ

چودہ آٹھ نصف قیمت - چار روپیہ پندرہ آٹھ اور چار روپیہ

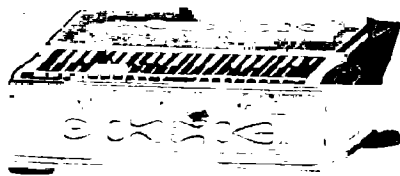
پندرہ آٹھ باندھے کا نیکہ - مفت مایک -

کمپنیشن راج کمپنی نمبر ۲۰ مدرن

متر لہن کلکتہ -

Competition Watch Company  
No. 20 Madun Mitter Lane, Calcutta.

## پسند نہونے سے واپس



ہمارا من مرہنی فلوت ہارمونیم سریلا فائدہ عام کے  
واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں دی جاوے گی یہ سالوں  
کی لکڑی کی بنی ہے جس سے آواز بہت ہی عمدہ اور بہت  
روز تک قائم رہنے والی ہے -

سنگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپیہ اور نصف  
قیمت ۱۰ - ۲۰ - ۲۵ - روپیہ قبل ریڈ قیمت ۱۰  
۷۰ - ۸۰ - روپیہ نصف قیمت ۳۰ - ۳۵ - ۴۰ روپیہ  
اور ۵ - ۱۰ روپیہ پیشگی روانہ کرنا چاہیے -

کمر شیل ہارمونیم فیکٹری لنبر ۱۰/۳  
لوئر چیت پور روڈ کلکتہ -

Commercial Harmonium Factory  
No 10/3 Lower Chitpur Road  
Calcutta

## مجھے و غریب مالش

اس کے استعمال سے کھڑی ہوئی قوت بہرہ ور ہارہ پیدا  
ہوجاتی ہے - اسکے استعمال میں کسی قسم کی تکلیف  
نہیں ہوتی - مایوسی مبدل ہوجاتی ہے -  
قیمت فی شیشی دو روپیہ چار آٹھ ملارہ - محصول ڈاک -

HAIR DEPILATORY  
SOAP

اس کے استعمال سے بغیر کسی تکلیف اور بغیر کسی قسم

کی جلد پر داغ آنے کے تمام روئیں اڑ جاتی ہیں -

قیمت تین بکس آٹھ آٹھ ملارہ - محصول ڈاک -

آر - بی - گرو

R. P. Ghose, 306, Upper Chitpore Road,

Calcutta

## ۲۰ ہر فرمایش میں الہلال

## کا حوالہ دینا ضروری ہے

رینڈ کی مسٹر یز اف دی  
کورت آف لندن

یہ مشہور ناول جو کہ سولہ جلدوں میں ہے ابھی  
چھپ کے نکلی ہے اور تھوڑی سی رہ گئی ہے - اصلی  
قیمت کی چوتھائی قیمت میں دیجاتی ہے - اصلی  
قیمت چالیس ۳۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ -  
تھوڑی جلد ہے جس میں سنہری حروف کی کتابت  
ہے اور ۲۱۶ صفحہ نون تصاویر ہیں تمام جلدیں  
مس روپیہ ۱۰ - بی - اور ایک روپیہ ۱۳ آٹھ  
محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سرگرمال ملک لین -  
بہر بازار - کلکتہ

Imperial Book Depot, 60 Srigopal  
Mullik Lane, Bowbazar Calcutta.

## پوٹن ٹائین

ایک محبوب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز شفا - یہ دوا  
دل دماغی شکایتوں کو دفع کرتی ہے - ہر مردہ دل کو تازہ  
کرتی ہے - یہ ایک نہایت موثر ٹانک ہے جو کہ ایکسٹرا  
اور موثر استعمال کر سکے ہیں - اسکے استعمال سے  
امضاء رکھ کر قوت بہرہ ہوتی ہے - ہسٹریہ وغیرہ کو بھی  
مفید ہے چاہے کسی کی قوت نہ ہو روپیہ -

## زینو ٹون

اس دوا کے بیرونی استعمال سے ضعف باہ ایک بار کی دفع  
ہو جاتی ہے - اس کے استعمال کرنے میں آپ فائدہ  
محسوس کریں گے قیمت ایک روپیہ آٹھ آٹھ

## ہائی ڈروٹن

اب نشتر کرائے کا خوف جا تا رہا -

یہ دوا آپ بڑوں - بچوں یا وغیرہ کے واسطے نہایت مفید  
لاہت ہوا ہے - صرف اندرونی و بیرونی استعمال سے شفا  
حاصل ہوتی ہے -

ایک ماہ کے استعمال سے یہ امراض بالکل دفع ہو جاتی ہے  
قیمت دس روپیہ اور دس روپیہ دوا کی قیمت چار روپیہ -

Dattin & Co, Manufacturing Chemist,  
Post Box 141 Calcutta.

## ہر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اس کے استعمال سے ہر قسم کا جنون خواہ  
نوبتی جنون 'مرکی والہ جنون' غمگین رہنے  
کا جنون 'عقل میں فتور' بے خوابی و  
مزمن جنون 'غیرہ وغیرہ دفع ہوتی ہے - اور وہ  
ایسا معین رسالہ ہوجاتا ہے کہ کبھی ایسا  
کسان تک بھی نہیں ہوتا کہ وہ کبھی ایسے  
مرض میں مبتلا تھا -

قیمت فی شیشی پانچ روپیہ علاوہ  
محصول ڈاک -

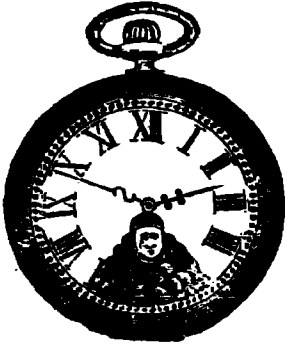
S. O. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street,  
Calcutta.

کلیں اور صنعت و حرفت کی باتیں ریل جہاز کے سفر کا محفل احوال کرایہ وغیرہ سب کچھ بتلایا ہے۔ اخیر میں دلچسپ مطالعہ دنیا کا خاتمہ ( طرز تحریر ایسی دلہیز کہ پڑھتے ہوئے طبیعت باغ باغ ہو جائے دماغ کے کواڑ کھل جائیں دل و جگر چٹکیاں لینے لگیں ایک کتاب منگواؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب فرماؤ باوجود ان خریدیں کے قیمت صرف ایک روپیہ ۸ - آنہ معصودا اک تین آنے دو جلد کے خریدار کو معصودا اک معاف -

### نصیر دار گھڑی

کارنتی ۵ سال قیمت صرف چھ روپے

ولایت والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے اس مجالب گھڑی کے قائل ہر ایک خرید صورت نازنین کی تصویر بنی ہوئی ہے - جو ہر وقت آنکھ منکاتی رہتی ہے - جسکو دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے - قائل چینی کا ہرزہ نہایت مضبوط اور پاکدار - مدتوں بگڑنیکا نل نہیں لپتی - وقت بہت ٹھیک دہتی ہے ایک خرید کر آزمائش کیجئے اگر درست احباب زبردستی چھین نہ لیں تو ہمارا ذمہ ایک منگواؤ تو درجنوں طلب کرو قیمت صرف چھ روپیہ -



### آٹھ روزہ واچ

کارنتی ۸ سال قیمت ۶ چھ روپیہ

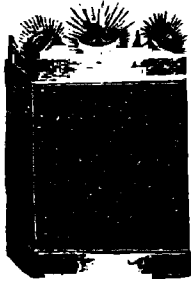


اس گھڑی کو آٹھ روز میں صرف ایک مرتبہ چاہی دہانی ہے - اس کے ہرزہ نہایت مضبوط اور پاکدار ہیں - اور ٹائم ایسا صحیح دہتی ہے کہ کبھی ایک منٹ کا فرق نہیں پوتا اس کے قائل ہر سبز اور سرم پٹیاں اور پھول عجیب لطف دیتے ہیں - بھون بگڑنیکا نل نہیں لپتی - قیمت صرف چھ روپے - زنجیر سنہری نہایت خوبصورت اور بکس ہواہر مفت -

چاندی کی آٹھ روزہ واچ - قیمت ۶ روپے چھوٹے سائز کی آٹھ روزہ واچ - جو کلائی پر بند ہسکتی ہے مع تسہ چرمی قیمت سات روپے

### بجلی کے لیپ

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کارآمد لیپ، ابھی ولایت سے بکتر ہمارے یہاں آئی ہیں - نہ دبا سلائی کی ضرورت اور نہ تیل ہلتی کی - ایک لپ رات کو اپنی جیب میں یا سرھانے رکھ کر جس وقت ضرورت ہو فوراً بٹن دباؤ اور چاند سی سفید روشنی موجود ہے - رات کی وقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی موزی جانور سانپ وغیرہ کا قر ہو فوراً لیپ روشن کر کے خطرے سے ہم سکتے ہو - یا رات کو سوئے ہوئے اقدام کیوجہ سے آنکھ بڑے سینکڑوں ضرورتوں میں کام دیکھا - بڑا نایاب تصفہ ہے - منگوا کر دیکھیں تب خوبی معلوم ہوگی - قیمت ۱ مع معصول صرف دو روپے ۲ جس میں سفید سرم اور زرد تین رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ - ضروری اطلاع - علاوہ انکے ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں، کلائی اور گھڑنکی زنجیریں وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی ہیں - اپنا پتہ ملک اور خرشت لکھیں انکے مال منگوانے والوں کو خاص رعایت کی جاوے گی - جلد منگوا لے -



### جام جہاں نما

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور مفید کتاب دنیا بھر کی کسی ایک زبان میں دکھلا دو تو

### ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی کار آمد ایسی دلچسپ ایسی فیض بخش کتاب لاکھ روپے کو بھی سستی ہے - یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علم قبضے میں کر لے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھ لیں - دنیا کے تمام سرستہ راز حاصل کر لیں صرف اس کتاب کی موجودگی میں دیا ایک بڑی بہاری لائبریری ( کتابخانہ ) کو مل لے لیا -

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و معلومات کا خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعیات - علم کلیات - علم بیان - علم عروض - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر فالنامہ - خواب نامہ - گیان سرود - قیافہ شناسی اہل اسلام کے حلال و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز ایسے عجیب اور نرالے ڈھنگ سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دلمیں سرور آنکھوں میں نور پیدا ہو - صارت کی آنکھیں راہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور آدمی انکے عہد بعد کے حالات سرانجام دیتی: تاریخ عالمی خوشی حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کھلیے تندرستی کے اصول عجائبات عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دنیا بھر کے اخبارات کی فہرست، انکی قیمتیں، مقام اشاعت وغیرہ - بھی کہانہ کے قواعد طرز تحریر اشیا برورے انھار دازی طب انسانی جسمیں علم طب کی بڑی بڑی کتابوں کا طر کھینچ کر رکھ دیا ہے - حیوانات کا علاج ہاتھی، شتر، گائے، بھینس، گھوڑا، گدھا، بھڑ، بکری، کتا وغیرہ جانوروں کی تمام بیماریوں کا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرندوں کی ہوا نباتات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام معکونے قوانین کا جوہر ( جن سے ہر شخص کو عموماً کام پڑتا ہے ) ضابطہ دیوانی ترجمہ داری، قانون مسکرات، میعاد سماعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی بولی ہر ایک ملک کی زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی رہاں جاکر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو سفر کے متعلق ایسی معلومات آج تک نہیں دیکھی نہ سنی ہوگی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہروں کے مکمل حالات رہاں کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرایہ ریلوے بکے بگھی جہاز وغیرہ بالتشریح ملازمت اور خرید و فروخت کے مقامات واضح کئے ہیں اسکے بعد ملک برہما کا سفر اور اس ملک کی معاشرت کا مفصل حال یاقوت کی کان ( رومی واقع ملک برہما ) کے تحقیق شدہ حالات رہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں نہرے ہی دنوں میں لاکھ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پورایہ میں قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتشریح بیان ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان - اسٹریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفسیر حالات رہاں کی درس گاہیں دھانی

منیجر گپتا اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقام ٹوہانہ - ایس - پی - دیلوے

TOHANA. S. P. By, (Punjab)

## علمی نثر

(۱) - مائثر الکرام - حسان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی کی تصنیف ہے۔ جس میں ہندوستان کے مشاہیر فقرا و علما کے حالات ہیں۔ مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ حجم ۳۳۸ صفحہ قیمت ۲ روپیہ۔

(۲) - سرآزاد - مائثر الکرام کا دوسرا حصہ ہے۔ اس میں شعراء متاخرین کے تذکرے ہیں۔ مطبوعہ رفاه علم اسٹیم پریس لاہور۔ صفحات ۴۲۲ قیمت ۳ روپیہ۔

مولانا شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں کہ سرآزاد خاص شعراء متاخرین کا تذکرہ ہے یہ تذکرہ ۱۰۰۰ حالات کے ساتھ بہ خصوصیت رکھتا ہے کہ اس میں جو انتظامی اشعار ہیں اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ مائثر الکرام میں ان حضرات مرقیہ کے حالات ہیں جو ابتدائے عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوئے۔

(۳) گلشن ہند - مشہور شعراء اردو کا نادر و نایاب تذکرہ جس کو زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان ۱۲ گز نے سنہ ۱۸۰۱ ع میں میرزا علی لطف سے لکھوایا ہے۔ بوقت طبع شمس العلام مولانا شبلی نعمانی نے اس کی تصحیح کی ہے اور مولوی عبد الحق صاحب بی۔ اے۔ نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے۔ جس میں زبان اردو کی ابتدائی تاریخ اور تذکرہ ہذا کے خصوصیات مذکور ہیں۔ صفحات ۲۴۲ قیمت ایک روپیہ۔

(۴) تحقیق الجہاد - نواب اعظم یار جنگ مولوی چرخ علی مرحوم کی کتاب "کریٹکل اکسپوزیشن آف سی پاپیولر جہاد" کا اردو ترجمہ۔ مترجمہ مولوی غلام الحسنین صاحب پانی پتی۔ علامہ مصنف نے اس کتاب میں یورپین مصنفین کے اعتراضات کو رفع کیا ہے کہ مذہب اسلام بزرر شمشیر پھیلا گیا ہے۔ قرآن حدیث فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور محققانہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام غزوات و سرایا و بعوث بعض دفعہ تھے اور ان کا یہ مقصد مرکز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزرر شمشیر مسلمان کیا جائے۔ حجم ۴۱۲ صفحہ قیمت ۳ روپیہ۔

(۵) زر تھن نامہ - قدیم پارسیوں کے مشہور پیغمبر اور رفیقار کی سوانح عمری جس کو مشہور مستشرق عالم جہان کی کتاب سے اقتباس کر کے مولوی خلیل الرحمن صاحب نے تالیف کیا ہے۔ صفحات ۱۹۸ قیمت ایک روپیہ۔

(۶) الفاروق - شمس العلام مولانا شبلی نعمانی کی لائٹنی تصنیف جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانح عمری اور ان کے ملکی، مالی، فوجی انتظامات اور ذاتی فضل و کمال کا تذکرہ مندرج ہے۔ قیمت ۳ روپیہ۔

(۷) نعمت عظمیٰ - امام عبدالرہاب بن احمد الشعرائی المتوفی سنہ ۹۷۳ ہجری کی کتاب اواقع الانوار فی طبقات الخیار کا ترجمہ جس میں ابتدائے ظہور اسلام سے دسویں صدی کے واسطہ ایام تک جس قدر مشاہیر فقرا گذرے ہیں ان کے حالات اور زین احوال مذکور ہیں۔ مترجمہ مولوی عبد الغنی صاحب دارنی قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ۔

(۸) آثار الصنادید - مرحوم سر سید کی مشہور تصنیف جس میں دہلی کی تاریخ اور رہر کے آثار و عمارات کا تذکرہ مندرج ہے نامی پریس کانپور کا مشہور ادیشن۔ قیمت ۳ روپیہ۔

(۹) قواعد العروض - مصنف مولانا غلام حسین قدر بلگرامی - علم عروض میں اس توضیح تفصیل کے ساتھ عربی و فارسی میں بھی کولر کتاب لکھی نہیں گئی ہے۔ اس کے اخیر میں ہندی عروض و قافیہ کے اصول و ضوابط بھی مذکور ہیں اور اس کو شمس العلام ڈاکٹر سید علی بلگرامی نے اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے۔ حجم ۴۷۴ صفحہ قیمت سابق ۴ روپیہ۔ قیمت حال ۲ روپیہ۔

(۱۰) میڈیکل جیورس پیرڈنس - بعض طب متعلقہ مقدمات مریدلری ہے۔ مترجمہ شمس العلام ڈاکٹر سید علی بلگرامی - اس کا مفصل ریویو الہال میں عرصہ تک چھپ چکا ہے۔ قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۳ روپیہ۔

(۱۱) - تمدن ہند - مرسور کستا ولہان کی فرانسیسی کتاب کا ترجمہ۔ مترجمہ شمس العلام ڈاکٹر سید علی بلگرامی۔ یہ کتاب تمدن عرب کی طرز پر ہندوستان کے متعلق لکھی گئی ہے۔ اور

اس میں نہایت قدیم زمانہ سے لیکر زمانہ حال تک ہندوستان میں جس قدر اقوام گذرے ہیں ان کی تاریخ، تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے حالات لکھے ہیں خصوصاً مسلمانان ہند کا حال تفصیل کے ساتھ مندرج ہے۔ قیمت (۵۰) روپیہ۔

(۱۲) - تمدن عرب - قیمت سابق (۵۰) روپیہ۔ قیمت حال (۳۰) روپیہ۔

(۱۳) - داستان ترکستان ہند - جلد ۵ جس میں مسلمانوں کے ابتدائی حملوں سے دولت مغلیہ کے انقراض تک تمام سلاطین ہند کے مفصل حالات منضبط ہیں۔ اعلیٰ کاغذ پر نہایت خوش خط چھپی ہے۔

حجم (۲۱۵۹) صفحہ قیمت سابق ۲۰ روپیہ۔ قیمت حال ۶ روپیہ۔

(۱۴) مشاہیر الاسلام - قاضی احمد ابن خلکان کی مشہور عالم کتاب رفاہیات الاعیان کا ترجمہ جس میں پہلی صدی سے ساتویں صدی تک کے مشاہیر علما و فقہاء و محدثین و مررخین و سلاطین و حکماء و فقرا و شعراء و رفاہ و غیرہ کے حالات ہیں۔ اس کتاب کے انگریزی مترجم مرسورڈی سیال نے ابتدا میں چار عالمانہ مقدمے اور کثیر التعداد حواشی لکھے ہیں۔ مترجم نے ان کا بھی اردو ترجمہ اس کتاب میں شامل کر دیا ہے۔ قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ۔

(۱۵) الغزالی - مصنفہ مولانا شبلی نعمانی - اسلم ہمام ابرہامد محمد بن محمد الغزالی کی سوانح عمری اور ان کے علمی کارناموں پر مفصل تبصرہ۔ حجم (۲۷۲) صفحہ طبع اعلیٰ قیمت ۲ روپیہ۔

(۱۶) جنگل میں منگل - انگلستان کے مشہور مصنف اڈیارد کیلنگ کی کتاب سی جنگل بک کا ترجمہ۔ مترجمہ مولوی ظفر علی خان بی۔ اے۔ جس میں انوار سہیلی کی طرز پر حیرانات کی دلچسپ حکایات لکھی گئی ہیں۔ حجم ۳۹۲ صفحہ قیمت سابق ۴۔ قیمت حال ۲ روپیہ۔

(۱۷) دکر ارمی - سنسکرت کے مشہور ڈراما نویس کالیداس کے ڈرامائیں کا ترجمہ۔ مترجمہ مولوی عزیز میرزا صاحب بی۔ اے۔ مرحوم۔ ابتدا میں مرحوم مترجم نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں سنسکرت ڈراما کی تاریخ اور مصنف ڈراما کے سوانحی حالات مذکور ہیں قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ۔

(۱۸) حکمت عملی - مصنفہ مولوی سجاد میرزا بیگ صاحب دہلوی - فلسفہ عملی پر مبسوط اور جامع کتاب ہے۔ جس میں افراد انسانی کی روحانی ارتقا کی تدابیر کے ساتھ ساتھ قوی ترقی اور عزت حاصل کرنے کی اصول و ضوابط بیان کئے ہیں حجم ۴۵۰ صفحہ قیمت ۳ روپیہ۔

(۱۹) انسر اللغات - عربی فارسی کی متداول الفاظ کی کارآمد ڈکشنری حجم (۱۲۲۶) صفحہ۔ قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ۔

(۲۰) قرآن السعیدین - جس میں تذکیر و تانیث کے جامع قواعد لکھے ہیں اور کئی ہزار الفاظ کی تذکیر و تانیث بتلائی گئی ہے۔ قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ۔

(۲۱) کلیات قدر بلگرامی - جس میں جمیع اصناف سخن کے اعلیٰ نمونے موجود ہیں مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ۔ حجم (۴۲۰) صفحہ قیمت ۳ روپیہ۔

(۲۲) دربار اکبری - مولانا آزاد دہلوی کی مشہور کتاب جس میں اکبر اور اس کے اہل دربار کا تذکرہ مذکور ہے قیمت ۳ روپیہ۔

(۲۳) فہرست کتب خانہ آصفیہ - عربی فارسی و اردو کی کئی ہزار کتابوں کی فہرست جس میں ہر کتاب کے ساتھ مصنف کا نام سنہ وفات - کتابت کا سنہ - تصنیف - مقام طبع و کیفیت وغیرہ مندرج ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان سلف کے علم و فن کے متعلق اخلاف کے لیے کس قدر ذخیرہ چھوڑا۔ لوگ کتابیں جمع کرنے کے شائق ہیں انہیں اس کا مطالعہ کرنا لازمی ہے۔ حجم ۵۰۰ صفحہ۔ قیمت ۲ روپیہ۔

(۲۴) دبدبہ امیری - ضیاء الملة والدین امیر عبد الرحمن خاں غازی حکمدان دولت خدا داد افغانستان کی سوانح عمری - مترجمہ مولوی سید محمد حسن صاحب بلگرامی - نہایت خوشخط کاغذ اعلیٰ۔ حجم (۵۹۲) صفحہ (۸) تصاویر عکسی۔ قیمت ۴ روپیہ۔

(۲۵) نغان ایران - مسٹر شوستر کی مشہور کتاب "اسٹرنکنگ آف پرشیا" کا ترجمہ۔ حجم (۵۰۰) صفحہ (۵۰) تصاویر عکسی قیمت ۵ روپیہ۔

آلہ خان بک سیلر اینڈ پبلشر کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

## جلب کی گولیاں

اگر آپ قبض کی شکایتیں سے پریشان ہیں تو اسکی ہر گز رات کو سوتے وقت لٹل جالیے صبح کو دست دھو کر اور کچھ کھانے پینے نہانے میں ہوج اور فصلی نہ ہوگا کھانے میں بد مزہ بھی نہیں ہے۔

قیمت سولہ گولیاں کی ایک ڈبیہ ۵ آنہ معصوم اک ایک ڈبیہ سے چار ڈبیہ تک ۵ آنہ

فرم دیکھیں  
ہمیشہ  
اپنے  
پاس  
رکھیں

## نور سرباج کی دوا

جب کبھی آپ کو مرد سرباج کی تکلیف ہو یا دماغ کے مرد میں چھٹ پٹانے ہوں تو اسے ایک ٹکڑہ نکلے می سے دل میں لٹکے پہلے اسے مرد کو پانی کر دیکھیں۔

قیمت ہلو گولیاں کی ایک ڈبیہ ۵ آنہ معصوم

دلک ایک سے پانچ ڈبیہ تک ۵ آنہ

تھوٹ سے یہ دواں دیکھیں ایک ساتھ منگائے سے خرچ ایک ہی کا پڑتا۔

ڈاکٹر ایس کے برٹن - منبہ رتار اپن دت سرب کلکتہ

دعوت کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال کے ہر قسم کا بھڑا بھڑا پڑانا بھڑا - مرسمی بھڑا - باری کا بھڑا - پھر کر آنے والا بھڑا - لڑو بھڑا - جسمیں درم جگر اور طحال بھی لاحق ہو - یا بھڑا - جسمیں مٹلی اور قے بھی آتی ہو - سرباج سے ہوا گرمی ہے - جنگلی بھڑا ہو - یا بھڑا میں مرد سرباج ہو - یا بھڑا - یا آسامی ہو - رزہ بھڑا ہو - بھڑا کے ساتھ گلنڈل بھی ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بھڑا آتا ہو ان سب کو بھڑا خدا دور کرتا ہے - اگر شفا پانے کے بعد بھی استعمال کیجئے تو بھوک بڑھ جاتی ہے - اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی چلا کی آجاتی ہے - پھر اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی ہے - اگر بھڑا نہ آتا ہو اور خاتمہ پید ہو گئے ہوں - بدن میں سستی اور طبیعت میں کالمی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو - کھانا صبر سے ختم ہوتا ہو - تو یہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں۔

قیمت ہری بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ  
چھوٹی بوتل بارہ - آنہ

پروہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے

تمام دواں دیکھیں یہ حال سے مل سکتی ہے

رد پوز پورلتر

ایچ - ایس - ہیرا آلفی کیمنٹ - ۲۲ و ۷۳

گولو گولہ اسٹریٹ - کلکتہ

[6]



تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چمکا ہی کرنا ہے تو اسے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسکہ - گہی اور چکنی اشیا استعمال ضرورت کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا - مگر تہذیب کی ترقی کے جب سب چیزوں کی کاٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بسا کر معطر و خوشبودار بنا دیا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے ڈالدا رہے - لیکن سائنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں بعض نعرہ اور نمائش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عالم متقدم نمبر کے ساتھ فائیت کا بھی جویاں ہے - بنا پڑیں ہم نے ساٹھ سال کی کوشش اور تجربے سے ہر قسم کے دیسی و لایتی تیلوں کو جاکھڑ کر موهلی کم تیل "تیلو کیا ہے - اس میں نہ صرف خوشبو سازی ہی سے منہ لی ہے بلکہ موجودہ سائنس کی قوت سے بھی جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاس اور خوشبو کے دیر پا ہونے میں لا جواب ہے - اس کے استعمال سے بال خوب گھنے آگتے ہیں - جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قیل از وقت بال سفید نہیں ہوتے - مرد سر - نزلہ - چکر - اور دماغی کمزوریوں کے لیے از بس مفید ہے - اسکی خوشبو نہایت خوشگوار و دل آویز ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک پڑھنے سے سوتا ہے۔

تمام دواں فروروشوں اور عطر فروروشوں کے مال سے مل سکتا ہے

قیمت فی شیشی - ۱۰ آنہ علامہ معصوم داک

میشاںٹی ملر دیا میا سچر  
اکسیر دافع بخار ہشتم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بھڑا میں مر جاتا کرتے ہیں اسکا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو دوا خانے ہیں اور نہ ڈاکٹر اور نہ کوئی حکیمی اور مفید پٹنٹ دوا اڑاں قیمت پر گھر بیٹھے بلا طبی مشورہ کے میسر آ سکتی ہے - ہم نے خلق اللہ کی ضروریات کا خیال کر کے اس عرق کو ساٹھ سال کی کوشش اور صرف گذیر کے بعد ایجاد کیا ہے - اور فروخت کرنے کے قیل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزار ہا شیشیلی مفت تقسیم کر رہے ہیں تا کہ اسے فرائد کا پورا اندازہ ہو جائے - مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں بدلت بھی ہیں اور ہم

قیومی میں : حقوق

الہلال کی قش ماہی مجلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد آٹھ روپیہ میں فروخت ہوتی تھیں لیکن اب اس خیال سے کہ نفع عام ہو، اسکی قیمت صرف پانچ روپیہ کر دی گئی ہے۔

الہلال کی دوسری اور تیسری جلد مکمل ہو چکی ہے۔ جلد نہایت خوبصورت و قیمتی کیڑے کی۔ پشتہ پر ۲۱ زینہ صفحوں میں الہلال منظر ہے۔ پانچ روپیہ زر سے زیادہ کی ایک ضخیم کتاب جسمیں سرے سے زیادہ ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں۔ غلط اور چھپائی کی خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق مہلک کاغذ فیصلہ پس کرتا ہے۔ اس سب خوبئیں پر پانچ روپیہ کچھ ایسی زیادہ قیمت نہیں ہے۔ بہت کم جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔

(مستحضر)

جهان اسلام

یہ ایک ہفتہ وار رسالہ عربی شریکی اور ازاد - قیس زمانہ نمبر  
تکثیر کے شائع ہوتا ہے۔ جذبی سیاسی اور ادبی مضامین  
بشمول کرتا ہے۔ چاند سالانہ ۸ روپیہ - مندرجہ ذیل آؤ فرمیں سے  
آپ اسے حاصل کر سکتے ہیں ایک ایسے شخص کی صورت میں  
اور اگر اسے توسیع اشاعت میں کوشش کی گئی ہو تو کم قیمت پر  
دیا جائے گا۔

منطق K پتہ - ادارۃ الجريد، في المطبعة الفلاحية، جنابلي طائفي  
نمبر صندوق البريد ۱۷۳ - استانبول

Constantinople

ایڈیٹر "لال می دے"

(نقل از الهلال نمبر ۱۸ - جلد ۳ صفحہ ۱۵ - [۲۶۱])

[illegible]

[أبو القاسم] زاد: ١٢٠٠ م.

[illegible][illegible]

احمد ایڈیٹر سبز ناچاران میٹک ر کوی - نمبر 1 / 18 دین اسٹریٹ  
 ق کھانا ہسٹل - کلکتہ

ایک مہینہ وار مصور رسالہ جو انگریزی اخبارات سے ترکی زبان میں نکلتا ہے۔ - اس کی ادارت سیمینوویچ علیچ کرر سائنسک مضمونوں سے پر ہے۔ اگرچہ اس کے مقابلہ کا ہے ہر صفحہ میں تین چار تصاویر ہوتے ہیں۔ - عمدہ آرٹ کاغذ پر نفیس چھپائی اور بہترین ٹائپ کا نمونہ۔ اگر ترکوں کے انقلاب کا زیادہ تصویر و پیکچرنا منظور ہو تو شہید ضرور منگادے۔ - مکتبہ کا پتہ ہے

پوسٹ آفس قریح یک نمبر ۱۰ نمبر ۱۳  
 استانبول - Constantinople

ایک بنیادی مہمات کے دو نادر ماحول

حبوب مقوی — جن اشخاص میں قیوں والی ہو گئے ہیں وہ اس دوائی کا استعمال کریں۔ اس سے ضعف خواہ اعصابی ہو یا دماغی یا کسی اور وجہ سے پھل نہیں پختہ ہو جاتا ہے۔ دماغ میں سرور ز نقاط پیدا کرتی ہے۔ تمام دلی دماغی اور اعصابی کمزوریوں کو زائل کرنے والی دوا ہے۔ معجزہ نما تھیر پیدا کرتی ہے۔ قیمت ۱۰ روپیہ صرف پانچ روپیہ۔

منجن دندان — دانتوں کو مرثوں کی طرح بے اعتبار بناتا ہے۔ امراض دندان کا قلع قمع کرتا ہے۔ ہلے دانتوں کو مضبوط کرتا ہے۔ دانت نکالنے وقت بھی لے مسوز ہیں۔ ہر حال میں خوبہ دانت نہایت آسانی سے نکالتا ہے۔ منہ کو مضبوط کرتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ صرف ۱۰ روپیہ۔

زینب علیہ السلام - نبی تلی کہاتے اس نے زینب علیہ السلام کو  
 زینب علیہ السلام کو زینب علیہ السلام کے نام سے زینب علیہ السلام کے  
 نام سے زینب علیہ السلام کے نام سے زینب علیہ السلام کے نام سے  
 زینب علیہ السلام کے نام سے زینب علیہ السلام کے نام سے  
 زینب علیہ السلام کے نام سے زینب علیہ السلام کے نام سے

# هندوستانی دوا خانہ دھاری

جناب خاندق الملک حکیم محمد احمد علی صاحب کرامت کے دربار میں یوں لائی اور دینک اندوہ یا جو مہم بھائی اور خاندق کے دربار میں اندوہ اور خویں کار و بار کے امتیازات کے تحت لائی اور خاندق کے دربار میں اندوہ (جو مٹل خانہ ساز اندوہ کے صاحب امراء کے بی بی خویں میں) خاندق الملک کے خاندانی ممبران (جو خاندق کے دربار میں کارخانہ کے مل سکتے ہیں) عالی شان کار و بار میں شامل ہو گئے ہیں۔ تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اندوہ کے دربار میں ہندوستانی دروا خانہ تمام ہندوستانی میں ایک ہی کارخانہ کے دربار میں اندوہ مٹل

لَا تُفَرِّقُوا بَيْنَ الْفَقِيرِ وَالْغَنِيِّ وَالْغَنِيِّ وَالْفَقِيرِ وَالْغَنِيِّ وَالْفَقِيرِ وَالْغَنِيِّ وَالْفَقِيرِ

# الاحلام

Telegraphic Code  
"Alhila Calcutta"  
Telephone No. 648

نار کا پتہ  
درہ پھول کالکتہ  
تیلیفون نمبر ۶۴۸

ایک ہفتہ وار مصور سالہ

مقام اشاعت  
۱ - ۷ کلارک اسٹریٹ  
کولکتہ

قیمت  
سالانہ ۸ روپے  
ششماہی ۴ روپے ۱۲ آنے

پرنسپل برصغیر  
احمد علی

جلد ۴

۷ - ۱۲: چھوٹے ۲۹ رجب ۱۳۳۲ ہجری

نمبر ۲۵

Calcutta Wednesday January 24, 1914



دار الفنون : دار الفنون کے طلباء اور مدارس خارجیہ کا مفت ہال میچ  
جو گذشتہ مئی کو میدان جامع احمد میں ہوا

سارے نمبر

قیمت فی نمبر



تار کا پلہ - ادرشہ

## ادرشہ نیٹن ۴۱ کمپنی

—:—

یہ کمپنی بہار، بھارتی ہے کہ ہندوستان کی مینٹورز بیکار بیٹھی رہیں اور ملک کی ترقی میں حصہ نہ لیں لہذا یہ کمپنی روزانہ کر آپ کے سامنے پیش کرتی ہے :-

(۱) یہ کمپنی ایکڑ ۱۲ روپیہ میں چلانی (۱۷۰۰) (یعنی چالیس قراضی) معین دیگی جس سے ایک روپیہ روزانہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں۔

(۲) یہ کمپنی ایکڑ ۱۵۰ روپیہ میں خرد بلف موزے کی معین دیگی جس سے تین روپیہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں۔

(۳) یہ کمپنی ۱۲۰۰ روپیہ میں ایک ایسی معین دیگی جس سے موزہ اور گنچی دونوں تیار کی جاسکے تیس روپیہ روزانہ جہ تکلف حاصل کیجیے۔

(۴) یہ کمپنی ۹۷۵ روپیہ میں ایسی معین دیگی جس میں چالیس قراضی (۱۷۰۰) (یعنی چالیس قراضی) معین دیگی جس سے روزانہ ۱۲ روپیہ حاصل کرنا کوئی بات نہیں۔

(۵) یہ کمپنی ہر قسم کے کڑے اور چمڑی میں معین قاضی نرخ پر مہیا کر دیتی ہے۔ کم ختم ہوا۔ آجے روزانہ کیا اور اسی میں روپے بھی مل گئے اور لطف یہ کہ ساتھ ہی بلے کے لیے چھڑیاں بھی پہنچ دی گئیں۔

## لیجے۔ دو چار بے مانگے سوچیے۔ حاضر۔ ہاں۔

—:—

انریڈل نواب سید نواب علی چرمہری (کلکتہ)۔ میں نے حال میں ادرشہ نیٹنگ کمپنی کی۔ چند چھڑیاں خریدیں مجھے کہ چھڑکی قیمت اور اوصاف سے بہت تعنی ہے۔

مس کشم کشم مہری - (ننڈیا) میں خوشی سے ایک اطلاع دیتی ہوں کہ میں ۶۰ روپیہ سے ۸۰ روپیہ تک ماہروں کی ایک نیٹنگ معین سے پیدا کرتی ہوں۔

## نواب نصیر اللہ، الک مرزا، امت علی بیگ قوہ۔ ل ایران

—(۴)—

ادرشہ نیٹنگ کمپنی کو میں جانتا ہوں۔ یہ کمپنی اس وجہ سے قائم ہوئی ہے کہ لوگ صنعت و مشقت کریں۔ یہ کمپنی نہایت اچھی کم کر رہی ہے اور موزہ وغیرہ خود بنواتی ہے۔ اس کے مسائل کم قیمتی معین منگا کر ہر شخص کو مفید ہونے کا موقع دیتی ہے۔ میں ضرورت سمجھتا ہوں کہ عوام اس کی مدد کریں۔

## پتہ: ۱۰، ۱۱، ۱۲، اخبارات ہند کی راے

—\*—

بنگلہ — موزہ جو کہ نمبر ۲۰ عالم اسٹریٹ کے کمپنی کے بنائے ہیں اور جو سیدھی میلہ میں نمائش کے واسطے بھیجے گئے تھے نہایت عمدہ ہیں اور بناوٹ بھی اچھی ہے۔ صنعت بھی بہت کم ہے اور کوئی چھڑا سے سز موقوف نہیں۔

انڈین ٹیلی نیوز — ادرشہ نیٹنگ کمپنی کا موزہ نہایت عمدہ ہے۔

جہل المکس — اس کمپنی نے ثابت کر دیا کہ ایک شخص اس معین کے ذریعہ سے تین روپیہ روزانہ پیدا کر سکتا ہے۔

اس کمپنی کی پوری حالت اچھے سامنے موجود ہے اگر آپ ایسا موقعہ چھوڑ دیں تو اس سے بڑھ کر انفرس اور کیا ہو سکتا ہے۔

برنج سول کورٹ رڈ سنگاپور۔

نرت — پراسپیکٹس ایک آنہ کا ٹکٹ آنے پر بھیج دیا جائیگا

## ادرشہ نیٹن ۴۱ کمپنی نمبر ۲۶ ایچ۔ گرانٹ اسٹریٹ کلکتہ



# الہلال

میرسون رسس قمریہ  
بیمارستان کے کتب خانہ کے تحت  
مقام اشاعت  
۱۴ - مکھوڈا سٹریٹ  
کے پاس  
نئی فون نمبر ۶۴۸  
سالانہ ۸ - روپیہ  
شش ماہی ۴ - روپیہ  
۱۲ - روپیہ

نمبر ۲۵

۱۳۳۳ ہجری ۲۹ جون ۱۹۱۴

Calcutta : Wednesday, June, 24 1914.

جلد ۴

## اطلاع

### معاونین کرام الہلال

جن حضرات نے ششماہی قیمت گذشتہ جنوری میں دی تھی یا گذشتہ سال کے جولائی سے سال بھر کیلئے خریدار ہوئے تھے انکا حساب جون میں ختم ہو گیا ہے۔ جولائی کا پہلا پرچہ انکی خدمت میں دی پی جانا چاہیے۔ یا خود انہیں بذریعہ منی آرڈر قیمت بھیج دینی چاہیے۔

الحمد للہ کہ الہلال کے دوستوں کا عہد محبت بہت معکم و استوار ہے اور وہ جب ایک مرتبہ بندھ جاتا ہے تو بہت کم ٹوٹتا ہے۔ انکا رشتہ محض کاغذ و سیاہی کی خرید و فروخت کا نہیں ہے جسکی کبھی ضرورت ہوتی ہے اور کبھی ضرورت نہیں ہوتی۔ دل کے زخموں اور جگر کے داغوں کیلئے بہار و خزاں اور امسال و پیار سب برابر ہیں!

سخن طرازی و دانش ہنر نظیری نیست

قبول دوست مگر نالہ حزیں گردد!

تا ہم ایسے موقعہ پر کہ قیام الہلال کا مسئلہ پیش نظر ہے اور توسیع اشاعت کیلئے احباب کرام سعی فرما رہے ہیں خریداران قدیم کو بھی اگر انکے فرض کی طرف توجہ دلائی جائے تو غالباً نا موزوں نہرگا۔ جن حضرات کی پچھلی قیمت ختم ہو گئی ہے انکا آئندہ کیلئے خریدار رہنا بالکل رسمی ہی اعانت ہوگی جیسے الہلال کی مالی دقتوں کے رفع کرنے کیلئے نئے خریداروں کا ہم پہنچانا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

ان حضرات کی خدمت میں جولائی کا دوسرا پرچہ دی - پی - جالیگا - امید ہے کہ وہ وصول کر لینگے - یا بصورت دیگر اس اطلاع کو دیکھتے ہی ایک کارڈ لکھ دینگے کہ دی - پی - نہ بھیجا جائے۔

### معاونین کرام الہلال

بکثرت تحریرات اسکے متعلق جمع ہو گئی ہیں جن میں سے صرف ایک دو شائع کر دی جاتی ہیں۔ سب کیلئے گنجائش نکالنا مشکل ہے۔ توسیع اشاعت کے علاوہ سب سے زیادہ زور اضافہ قیمت پر دیا جاتا ہے۔ بزرگان کرام اور احباب مخلصین کی اس نوازش بیکراں کا نہایت ممنون و متشکر ہوں۔ انشاء اللہ جولائی کے دوسرے نمبر میں تمام رایوں کا خلاصہ پیش کرنے کی کوشش کرونگا۔ و نسال اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان پہنچنا سواد السبیل۔

## زمیندار

”زمیندار“ کی اپیل کا فیصلہ ہو گیا۔ نامنظور ہوئی - آئندہ تفصیل کے ساتھ واقعات مقدمہ پر نظر ڈالی جائیگی۔

### مسٹر تلک کی رہائی

مسٹر تلک کی رہائی کے متعلق مختلف افواہیں مشہور تھیں مگر سب غلط نکلیں اور وہ ۱۷ جون کو ۱۲ بجے ۲۵ منٹ پر رہا کر دیے گئے۔

مسٹر تلک کا بیان ہے کہ رہائی کی خبر ان تک سے مخفی رکھی گئی - ۱۸ ماہ حال یوم دو شنبہ کو دوپہر کے وقت وہ ماند لے سے روانہ ہوئے اور دوسرے دن صبح کو رنگون پہنچ گئے۔ اسی وقت آگے - آر - ایم - اسٹیمر میں بٹھائے گئے اور وہ مدراس روانہ ہو گیا۔ مدراس کے سفر میں ۸ دن لگے - ۱۵ ماہ حال کو شب کے وقت جب جہاز سے اترے تو ایک میل ٹرین تیار تھی - اس میں بٹھائے گئے اور ٹرین پونا روانہ ہوئی - اس سفر میں پولیس کا ایک محافظ دستہ ہمراہ تھا - ٹرین پونا کے بدلہ مدراس میں ٹھہری جو پونا سے دو میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا اسٹیشن ہے - یہاں مسٹر گاندر اسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس ایک سی - آگے - ٹی - افسر اور دو اور افسر موجود تھے جنہوں نے انہیں ٹرین میں بٹھائے گھر تک پہنچا دیا۔

مسٹر تلک کی صحت اچھی ہے - قیام ماندلے میں انہوں نے اپنا وقت زیادہ تر مطالعہ و تصنیف میں صرف کیا - چنانچہ علم ہندیہ قدیم پر ایک کتاب تین جلدوں میں لکھی ہے جو ہنوز نامکمل ہے - ایڈر کیت آف انڈیا کو معلوم ہوا ہے کہ وہ بڑے انگلستان جالیگے اور ایک مقدمے کی اپیل کے متعلق وکلاء کو ہدایات دینگے جو پریوین کونسل میں دائر ہے - اسکے بعد جرمنی میں چند سال قیام کریں گے اور وہاں سے آکر اپنی بقیہ زندگی تصنیف و تالیف میں صرف کر دینگے - لیکن اگر مسٹر تلک اب بھی رہی مسٹر تلک ہیں جیسا کہ انہوں نے دنیا کو یقین دلایا تھا تو ہمیں اس توقع کے سامنے میں شامل ہے اور اگر سچ نکلے تو افسوس :

تغزیر جرم عشق ہے بے صرفہ محنت

بڑھتا ہے آرزو ذوق گنہ یار سزا کے بعد!

### ”الغ“

یکم جولائی سنہ ۱۹۱۴ء سے ایک ماہوار رسالہ ”الغ“ دارالریاست مالیر کوٹلہ پنجاب سے زیر ایڈیٹری مہدی حسن صاحب شائع ہوگا - جسمیں قومی، مذہبی، اخلاقی، سوشل اور تعلیمی مضامین درج ہوا کریں گے - نصف حجم عالم تسوا کی اصلاح تعلیم اور حمایت حقوق کے لیے وقف ہوگا - اسکے کاغذ، اعلیٰ لکھائی اور اعلیٰ چھپائی کا خاص التزام کیا گیا ہے - چندہ ۴ روپیہ سالانہ - حجم ۲۴ صفحہ - تقطیع ۲۰ x ۲۶ - درخواست کے ساتھ چندہ پیشگی وصول ہونے یا دی - پی کی اجازت موصول ہونے پر جاری ہو سکیگا - نمونہ کا پرچہ ۶ - آنے کے تحت بھیج کر طلب فرمائیے - تمام درخواستیں بنام منیجر ”الغ“ مالیر کوٹلہ آنی چاہئیں -



## شذات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاتمہ چہارم

اللہم ! تجعلنا بنعمتك مستدرجین ! لا یثناء الناس مغرورین !  
ولا من الذین یا کلون الدنیا بالذین ! وصل وسلم علی رسولک  
وحبیبک خاتم النبیین ! وعلی الہ وصعبہ اجمعین !  
وہرراں را خدایا ی راہ نیست  
عشق خود را هست و ہم خود منزل ست !

الہلال کی چوتھی جلد کا یہ آخری رسالہ ہے - آئندہ نمبر سے  
پانچویں جلد یعنی تیسرے سال کی پہلی شش ماہی شروع  
ہوگی - فالحمد للہ الذی ہدانا لهذا و ما كنا لنهتدی لولا ان ہدانا  
اللہ !

ہم کو اس سفر میں نکلے ہوئے پورے دو سال ہو گئے - ضروری تھا  
کہ ایک مرتبہ الہلال کے گذشتہ دو سالہ سوانح و حالات پر تفصیلی  
نظر ڈالی جاتی اور غور کیا جاتا کہ تلاش مقصود اور طبعی منازل میں  
اب تک اُس کا کیا حال رہا ہے ؟ طلب و حرکت میں رہا یا تعیر  
و جستجو میں ؟ استقامت و جہد سعی رہی یا تزلزل و قناعت ؟  
سفر مقصود قطع راہ و نظارہ منازل میں کامیاب ہوا یا محض تلاش  
راہ ہی میں تمام ہمت بادیہ پیمائی صرف ہو گئی ؟  
اسکا سفر گرو فی الحقیقہ ایک ہی مقصود اصلی کی تلاش  
میں تھا جو اسکے تمام کاموں پر حاوی ہے ، لیکن رقم کی ضرورتوں  
اور آرزوں کی وسعت نے ضمناً اور بھی بہت سے مقاصد اسکے  
ساتھ کر دیے تھے -

( تعدد مقاصد و نتائج )

اس نے ایک ہی وقت میں دعوتِ دینیہ کے احیاء اور  
امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اعلان کے ساتھ متعدد علمی  
اور ادبی اغراض کا بار بھی اپنے اہل نظر لے لیا تھا ، اور وہ  
ملک کے سامنے اپنی تمام ظاہری اور باطنی خصوصیات کے  
ساتھ اعلیٰ و اکمل مذاق کا ایک ہفتہ وار رسالہ بھی پیش  
کرنا چاہتا تھا - پس اگر اسکے اصلی مقصد دینی اور دعوتِ اسلامی  
کو بالکل علحدہ کر دیا جائے ، قوم کے مذہبی افکار و اعمال اور  
سیاسی آراء و معتقدات میں جو عظیم الشان تغیرات و انقلابات  
ہوئے ہیں ، انہی بالکل قطع نظر کر لی جائے ، اور محض اس لحاظ سے  
دیکھا جائے کہ یورپ کے ترقی یافتہ پریس کے نمونے پر وہ اردو کا  
ایک ادبی ، علمی ، سیاسی ، اور مذہبی رسالہ ہے ، جب بھی  
اس دو سال کے اندر اسکے کاموں کا ذخیرہ استقدر وسیع ہے کہ نقد و نظر  
کیلئے ایک بہت بڑا میدان باقی رہ جاتا ہے ، اور یہ سوال سامنے  
آتا ہے کہ اور دو علم ادب اور قوم کے عام ادبی و علمی مذاق پر اسکے  
وجود سے کس قسم کا اثر پڑا ؟ اور ان شاخوں میں اسکا سفر اب تک  
کس قدر راہ طے کر سکا ؟ وقت و حالات کے مقابلے میں اسکی مقدار  
امید افزا ہے یا مایوسی بخش ؟

( اردو پریس الہلال سے پہلے )

ہندوستان میں پریس کی اشاعت و ترسیم پر ایک صدی سے زیادہ  
زمانہ گذر چکا ہے - سنہ ۱۷۹۸ کی چھٹی ہولی کتاب میرے پاس  
موجود ہے - اس عرصے میں صدہا اخبارات و رسائل اردو زبان میں نکلے  
اور نئی تعلیم کی اشاعت نے نئے قسم کے کاموں کا ذوق بھی ایک

بڑے وسیع حلقہ میں پیدا کر دیا - لیکن یہ کیسی عجیب بات ہے  
کہ پورے سو برس کے اندر ایک چھوٹی سے چھوٹی مثال بھی  
اسکی نہیں ملتی کہ یورپ کے ترقی یافتہ نمونے پر کوئی عمدہ  
ہفتہ وار رسالہ یا اقل ماہوار میگزین ہی اردو میں نکالا گیا ہو ، اور  
اسکی ایک نا کام کوشش ہی چند دنوں کیلئے کی گئی ہو !

روزانہ اخبارات پر بھی مسلمانوں کو ترجیح نہ ہوئی - زیادہ تر  
دو ہی قسم کے اخبار نکالے گئے اور انہی پر سب نے قناعت کر لی -  
یا تو ماہوار علمی و ادبی رسائل نکلتے جن میں سے رسالہ حسن  
حیدر آباد اور پادری رجب علی کے پنجاب ریور کو مستثنیٰ کر دینے  
کے بعد اکثر کی ضخامت تیس چالیس صفحہ سے زیادہ نہ ہوتی تھی ،  
یا پھر ہفتہ وار اخبارات نکلے جو زیادہ تر پنجاب سے شائع ہوئے اور  
دو چار پریسوں نے ہفتہ میں دوبار نکالنے کی بھی کوشش کی -

پھر انکا بھی یہ حال تھا کہ یورپ کے پریس کی کوئی صحیح  
تقسیم پیش نظر نہ تھی - کبھی ہفتہ وار سے روزانہ کی تاریخوں اور  
دنیا بھر کی خبروں کے اکٹھا کر دینے کا کام لیا جاتا تھا ، اور کبھی  
ان میں ہفتہ وار جنرل اور میگزینوں کی تقلید کر کے چند تاریخی  
مضامین لوگوں سے لکھوا کر شائع کر دیے جاتے تھے یا خریداروں  
کی دلچسپی کیلئے کوئی ناول شروع کر دیا جاتا تھا - سب سے  
بڑی چیز خود ایڈیٹر یا ایڈیٹوریل اسٹاف کی تلاش و محنت  
ہے - مگر اردو پریس میں یہ چیز ہمیشہ مفقود رہی - ایڈیٹری کا  
مفہوم اس سے زیادہ نہ تھا کہ باہر کی بھیجی ہوئی مراسلات کو  
ایک ترتیب خاص کے ساتھ کاتب کو دیتے جانا ، اور جب صفحات  
ختم ہو جائیں تو ابتداء میں ایک دو کالم لکھ کر شائع کر دینا - یہی  
حال ہفتہ وار اخبارات کا تھا اور یہی ماہوار رسائل کا - مجھے ایسے  
اخباروں اور رسالوں کا حال بالکل معلوم نہیں جنہیں خود ایڈیٹر یا  
ایڈیٹوریل اسٹاف اول سے لیکر آخر تک مضامین لکھتا ہو یا خاص  
اہتمام سے لکھوائے جاتے ہوں - اخبار اور رسالے کا ایک ادبی یا علمی  
معیار ابتداء سے قائم کر لینا اور پھر صرف انہی چیزوں کو درج کرنا  
جو اسکے مطابق ہوں ، اسکا تو شاید خیال بھی بہت کم لوگوں کو  
ہوا ہوگا - ( تہذیب الاخلاق اس بحث سے مستثنیٰ ہے )

یورپ میں ” ہفتہ وار رسائل “ پریس کا ایک خاص درجہ ہے -  
انکے مختلف ابواب ہوتے ہیں اور ہر باب کا ایک موضوع خاص -  
مراسلات سے اگر مقصود ایڈیٹوریل اسٹاف کے علاوہ دیگر ابواب قلم کے  
مضامین ہوں تو ان میں سے بھی صرف وہی لیے جاتے ہیں جو  
ان ابواب کے متعلق ہوتے ہیں ، لیکن اسکا کوئی نمونہ اب تک اردو  
پیش نہیں میں کیا گیا تھا - اس بارے میں مصر و شام کی حالت  
بھی مثل ہندوستان کے ہے ، گو روزانہ اخبارات اور ماہوار رسائل میں  
بدرجہ آگے ہے -

( الہلال )

پس جو کام یورپی ایک صدی کی حیاتِ طباعت و صحافت میں  
کوئی بڑی سے بڑی جماعت اور کمپنی بھی شروع نہ کر سکی ، اُسے  
الہلال نے متوکل علی اللہ محض ایک فرد واحد کے دل و دماغ اور  
شخصی اسباب و وسائل کے ساتھ یکا یک شروع کر دیا ، اور اس  
حالت میں شروع کیا کہ نہ تو سرمایہ کیلئے کوئی مشترکہ کمپنی  
تھی ، نہ انتظام و ادارہ کیلئے کوئی جماعت - نہ تو ایڈیٹوریل  
اسٹاف کیلئے اہل قلم کی اعانت میسر تھی ، اور نہ ملک میں  
ارباب تصنیف و تالیف کا کوئی ایسا گروہ موجود جو یورپ کی طرح  
اعلیٰ درجہ کے مقالات و تراجم سے مدد دینے کیلئے مستعد و اہل  
ہو - اس نے ظاہری شکل و صورت کے لحاظ سے اس پریس کی

مہلے ملجائے تو یہی بہت بڑی توفیق ہے - کاموں اور انکے نتائج کا احتساب دوسرے ہی صحیفہ کر سکتے ہیں - اور انہیں پر چھوڑ دینا چاہیے :

بے پردہ تاب معریمی راز ما مجرے  
خون گشتن دل از مرہ و استیں شناس

چنانچہ اسی خیال کا نتیجہ ہے کہ نئی جلد کا فاتحہ آغاز لکھتے ہوئے جب کبھی الہلال کے کاموں پر نظر ڈالی بھی گئی، تو صرف دعوت دینیہ کے احیاء ہی کا تذکرہ کیا گیا، اور اسکے نتائج پر بھی تفصیل کے ساتھ بحث نہیں کی گئی، بلکہ نہایت اجمال و ایجاز کے ساتھ اصل دعوت کے بقا و قیام اور رفع و اشاعت کی طرف اشارہ کر کے کاروبار دعوت کے بعض بصری و مواظ مہمہ کے پیش کر دینے ہی کو کافی سمجھا گیا - حالانکہ اسکی حیثیتیں متعدد اور اسکے اثرات بے شمار تھے - وہ احیاء تعلیمات صادقہ اسلامیہ کا داعی تھا، اسلام کی سنت حریت کی تجدید اور جہاد حق و عدالت کی طرف بلاتا تھا، علم و ادب اسکا موضوع خاص تھے، طرز تحریر مقالات و انشاء فصول و رسائل میں وہ ایک اسلوب جدید اور انداز نو رکھتا تھا، اس نے اردو فن صحافت کی ہر شاخ میں اپنی راہ سب سے الگ نکالی تھی، اور اصولی باتوں سے لیکر چھوٹی چھوٹی جزئیات تک میں دوسروں کی تقلید کی جگہ وہ خود اپنا نمونہ دوسروں کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا - پس اسکے وجود کے نتائج و اثرات پر نظر ڈالنے اور ان عظیم الشان تغیرات کو شمار کرنے کیلئے جو اردو علم ادب و صحافت میں اس دو سال کی اقل قلیل مدت کے اندر ظاہر ہوئے، کاموں کی متعدد شاخیں سامنے آتی تھیں - تاہم ہم نے اس داستان طویل کو کبھی بھی نہ چھیڑا اور صرف اسکے مقصد اولیٰ کے تذکرہ ہی پر اکتفا کیا -

آج بھی کہ بحمد للہ و بعونہ چوتھی جلد کا اتمام اور نئی جلد کا افتتاح درپیش ہے، ہم مناسب نہیں سمجھتے کہ قارئین کرام کا وقت عزیز اس مبحث میں ضائع کریں - علی الخصوص اس وجہ سے بھی کہ اگر یہ حکایت شروع کی گئی تو قدم قدم پر ایسے مواقع پیش آئیں گے جنہیں نغز و ادعا کی آمیزش سے بھانا مشکل ہوگا، اور یہ غذائے مہلک نفس حریص کر جسقدر بھی کم مہسر آئے بہتر ہے -

( حاصل گزارش )

ہم کو اپنے سفر میں نکلے ہوئے دو سال ہو گئے - ہمارا سفر تاریکی میں نہ تھا، بلکہ دیرپہر کی روشنی میں تھا، اور دنیا اسے دیکھ رہی تھی - ہم اگر حرکت میں رہے ہیں تو اس پر پردہ نہیں پڑا ہے، اور اگر جمود و غفلت میں کھڑے کے کھڑے رہ گئے ہیں تو وہ بھی کوئی راز نہیں ہے - اگر اپنے سفر کا کچھ حصہ طے کر سکے ہیں تو دیکھنے والے اسکی شہادت دے سکتے ہیں، اور اگر راہ کی دشواریوں سے رماندہ رہ گئے ہیں تو ہمت کا تزلزل اور قدم کی لغزش بھی برسر بازار ہے - متاع بالکل نئی تھی، اور اپنے سفر کیلئے خود ہی ایک نئی راہ نکالی گئی تھی - نہ تو ہمارے سامنے نمونہ تھا اور نہ کوئی راہنمائی کی ماسی روشنی :

لب خشک رفت و دامن پرہیز نہ کرد  
زاں چشہ کہ خضر و سکندر و زور کنند

قوموں اور جماعتوں میں انقلاب و تغیر کی دعوتوں کے نفوذ کا کام ایک ایسا دشوار گزار سفر ہے کہ اگر قزوں کی بادبہ پیمائی اور تگ و دو کے بعد سلامتی کا ایک قدم بھی طے ہو جاتا ہے، تو اس کی کامیابی رشک انگیز اور اسکی فتح مندی جشن و نشاط کی مستحق ہوتی ہے - ایک ٹوٹی ہوئی دیوار کو کرا کر

تقلید کرنی چاہی جو در دو پارند سالانہ قیمتوں کے دینے والے بیس بیس ہزار خریدار رکھتا ہے، اور ترتیب مضامین و کثرت مواد اور تنوع مذاق و معلومات کے لحاظ سے ان رسائل کا مقابلہ کرنا چاہا جنکی طیارہ ارباب علم و تصنیف کی بڑی بڑی جماعتوں کے ہاتھ سے ہوتی ہے، اور رسالے کے ایک ایک باب اور ایک ایک کالم کیلئے ایک ایک ایڈیٹر مخصوص ہوتا ہے - تاہم ابنائے ملت کی عام حالت نے اجازت نہ دی کہ وہ قیمت کی مقدار میں بھی یورپ کی تقلید کرتا، اور نہ ملک کے قحط الرجال اور افلاس علم و مذاق نے اسکا موقعہ دیا کہ وہ اپنے کسی معین و مددگار کو اپنے ساتھ دیکھتا - ایک ہی وقت میں، ایک ہی قلم سے خالص دینی افکار و جذبات کے مباحث و مقالات بھی لکھے جاتے تھے، سیاسی مسائل و معاملات پر بھی بحث ہوتی تھی، ادبی و انشائی مضامین بھی ترتیب پاتے تھے - علمی ارباب و تراجم کی بھی فکر کی جاتی تھی، اور ان سب میں اپنے انداز مخصوص اور معیار کار کا قائم رکھنا بھی ضروری تھا -

پھر ایک خاص مقصد دینی اور دعوت اسلامی کا اعلان بھی اسکے پیش نظر تھا، اور اپنے سیاسی معتقدات کی وجہ سے ( جو اسکے عقیدے میں اسکے خالص دینی معتقدات تھے ) طرح طرح کے موانع و عصائب سے بھی ہر آن و ہر لمحہ محصور رہنا پڑتا تھا جو بڑی بڑی با اقتدار طاقتوں کی طرف سے پیدا کی جاتی تھیں اور ہر طرح کی قوتیں انکے ساتھ کام کر رہی تھیں - صحت سے معرومی، قدرتی، ضعف جسمانی، زندگی کے بے شمار پیش آنے والے حوادث، اور حیات شخصی کی عام مشکلات و صعوبات ان کے علاوہ ہیں، اور ان سب کا بھی اگر اضافہ کر دیا جائے تو فی الحقیقت اسکا وجود کاموں اور مقصدوں کے ہجوم اور اسباب و قوی کی قلت و ضعف بلکہ فقدان و عدم کے اجتماع کا ایک عجیب و غریب نمونہ تھا !

( نقد و احتساب نتائج )

لیکن با ایں ہمہ اسباب تحیر و رماندگی، الحمد للہ کہ چار شش ماہیاں اسیر گذر چکی ہیں، اور اسکا سفر کاموں کی ہر شاخ میں بلا توقف و تامل جاری رہا ہے - پس ان تمام حالات کی بنا پر نہایت ضروری تھا کہ اس سفر کے نتائج پر پوری تفصیل و تشریح سے نظر نقد و احتساب ڈالی جاتی، اور اندازہ کیا جاتا کہ جو کام ہندوستان کی پوری ایک صدی کی حیات طباعت و صحافت اور دور تصنیف و تالیف جدید میں شروع نہوسکا، اسکو ایک ضعیف ارادہ، ایک بے سروسامان آمادگی، ایک در ماندہ جد و جہد، ایک بے اسباب و رسائل سعی و تدبیر، ایک دائم المرض زندگی، ایک مبتلائے آلام و موانع اقدام، ایک معتر ب حکومت، مبعوض امرا، اور محصور ضد اعداء و معاندین ہستی، غرضکہ عاجز و زبون اور ہرماندگیوں کی ایک التجاء حقیر، اور بے سر و سامانیوں اور بیچارگیوں کی ایک دعاء مضطر نے شروع کر کے کس حد تک پہنچا یا؟ اور جبکہ دنیا اور دنیا والوں کے پاس اسکے لیے کچھ نہ تھا، تو خدا اور خدا کی غیبی نصرت فرمائیں اور دستگیریوں نے اسکے لیے کیا کیا؟

بخاک راہ ارادت برے گرد آلود

نشستہ ایم بدر برزہ تا چہا بخشند !

چنانچہ تقریباً ہر جلد کے اختتام اور نئی جلد کے فاتحہ آغاز کے موقع پر ارادہ کیا گیا کہ الہلال کی تمام گذشتہ جلدوں پر ایک تفصیلی نظر ڈالی جائے اور اسکے کاموں کی ہر شاخ پر علحدہ علحدہ بحث کی جائے، لیکن پھر خیال ہوا کہ اپنے کاموں پر خود اپنی نظر ڈالنے کی جگہ بہتر ہے کہ اسے اور دوسری نظر و رائے پر چھوڑ دیا جائے - انسان کو اگر صرف اپنی نیت اور ارادہ کے احتساب کی

## حادثہ ۱۱ : عظیم کرانچی

اس ہفتہ ہمیں اس درخواست کی نقل ملگئی ہے جو کرانچی بالسرپ کمپنی کی فلم "عظیم" کے متعلق محمد ہاشم شاہ صاحب قریبی نے سٹی مجسٹریٹ کرانچی کی عدالت میں داخل کی ہے اور جسکی بنا پر تماشہ بالفعل روک دیا گیا ہے۔ ہم اسکا خلاصہ نقل کرتے ہیں۔ کیونکہ اس سے مزید تفصیل اس اہلیسی حملہ کی معلوم ہوگی جو اس تماشہ گاہ کے اندر دنیا کی سب سے بڑی مقدس ہستی پر کیا گیا ہے :

( ۱ ) ملزم منسلکہ پروگرام کے بموجب اس ہفتے سے حرکت کرنے والی تصاویر دکھا رہا تھا۔

( ۲ ) پروگرام میں ایک فلم کا نام "عظیم" درج ہے۔

( ۳ ) چوتھی تاریخ کی رات کو ۱۰ بجے پولیس میں تماشہ دیکھنے گیا جہاں اس نے وہ تصویر بھی دیکھی جسکا نام "عظیم" ہے۔ پیغمبر اسلام ( صلی اللہ علیہ وسلم ) اپنے فوجی عہدہ داروں میں سے ایک شخص مسمیٰ عظیم کی بی بی سالکہ پر عاشق ہو جاتے ہیں اور عظیم کو لڑائی پر بھیجتے ہیں تاکہ سالکہ کو حاصل کر سکیں۔ "عظیم" سالکہ سے رخصت ہو کر لڑائی پر روانہ ہوتا ہے۔ پیغمبر اسلام ( صلی اللہ علیہ وسلم ) اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو سالکہ کی پاس بھیجتے ہیں کہ وہ اسکو "عظیم" کے لڑائی میں مارے جانے کی جھوٹی خبر سنا دیے۔ پھر عظیم کو پھر خبر لگتی ہے کہ اسکی بی بی پیغمبر اسلام کے پاس موجود ہے۔ وہ انکے پاس جاتا ہے، مگر وہ کہتے ہیں کہ سالکہ مرگئی ہے اور اسکو تسکین دیتے ہیں۔ پھر وہ ( رسول اللہ ) بہت سی خوبصورت عورتوں کو بلا کر "عظیم" سے کہتے ہیں کہ ان میں سے جس کو چاہو اپنی بی بی بنائے لے لے پسند کرلو۔ وہ انکار کرتا ہے اور اس پریشانی میں اپنے گھر چلا جاتا ہے۔ گھر کے قریب عظیم کو اطلاع ملتی ہے کہ واقعی سالکہ زندہ ہے اور ( پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ) قبضہ میں ہے۔ وہ غضبناک ہو کر رسول اللہ ( صلی اللہ علیہ وسلم ) کی حرم میں تلوار لیکر جاتا ہے۔ اور اپنی بی بی کو چھڑانا چاہتا ہے۔ پیغمبر اسلام ( صلی اللہ علیہ وسلم ) چھپ جاتے ہیں اور سالکہ کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ زہر کھالے۔ ایسا کرنے سے وہ انکار کرتی ہے اور "عظیم" سالکہ کے سامنے زہر پیش کرتے ہوئے دیکھ لیتا ہے۔ پیغمبر وہاں سے بھاگ جاتے ہیں ( نعرہ بالہ ) اور انکے غلام عظیم کو بیڑیاں ڈال کر قید کر دیتے ہیں۔ بالآخر وہ کسی نہ کسی طرح نکل کر معہ اپنی بی بی کے بھاگ جاتا ہے اور ہمیشہ کے لیے ملک چھوڑ دیتا ہے۔

( ۴ ) ایسا تماشہ مسلمانوں کی مذہبی محسوسات کے لیے سخت نفرت انگیز ہے۔ اگر رسول مقبول ( صلی اللہ علیہ وسلم ) کو اسی نیک کام میں بھی تصویریں کے اندر مشغول دکھایا جائے، جب بھی اس سے مسلمانوں کے جذبات کو صدمہ پہنچے گا۔ آنحضرت کو اس طرح ایک برے کام میں مشغول دکھانا سخت ہنک اسلام کی ہے۔

( ۵ ) بہت سے مسلمانوں نے جو اس وقت موجود تھے اپنی ناراضگی کا بازار بلند اظہار کیا، لیکن کچھ توجہ نہیں کی گئی۔ اس تماشہ سے سیکڑوں مسلمانوں میں جوش پیدا ہو گیا ہے۔ اگر اسکو فوراً بند نہ کیا گیا تو یقیناً ہلرو اور خونریزی ہو جائیگی۔ ایک پیر صاحب کو جو اسوقت وہاں موجود تھے، بمشکل روکا گیا، ورنہ وہ ترکی قونصل کو تار دینے پر آمادہ تھے۔

ملزم نے یقیناً دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کے بموجب ارتکاب جرم کیا ہے اور التجا کی جاتی ہے کہ اس کے ساتھ بموجب قانون عملدرآمد کیا جائے۔

( دستخط ) پی ایم میک انیری رکیل استغاثہ۔

( دستخط ) محمد ہاشم - ۰۰ - ۱۰ - ۱۹۱۴ کرانچی۔

نئی دیوار کے بنائے کیلئے کس قدر سامان اور رقت مطلوب ہوتا ہے؟ پھر ان لوگوں کیلئے تو رقت کا کوئی سوال ہی نہ ہوتا چاہیے جو معتقدات و اعمال کی ایک پوری آبادی کو بدل دینا چاہتے ہوں، اور صرف کسی دیوار اور معراب ہی کو نہیں بلکہ شہر کی تمام عمارتوں کو از سر نو بنانے کے ارزو مند ہوں!

کتنے ہی عظیم الشان ارادے اور اولو العزم ہمتیں ہیں جنہوں نے اس فکر میں حسرت و آرزو کے سوا کچھ نہ پایا، اور کتنے بڑے بڑے قافلے ہیں جو اس تلاش میں اس طرح کم ہو گئے کہ پھر انکی کوئی خبر دنیا نے نہ سلی؟

میسر رہ کہ زمرہ ہاے رھوان حرم

نشانیست کہ منزل بمنزل افتادست

پس اسکا تو ہمیں دعوا نہیں ہے کہ ہم نے اس تہذیبی سی مدت میں اپنے سفر کا بڑا حصہ طے کر لیا اور منزل مقصود کے قریب پہنچ گئے، کیونکہ منزل تک پہنچنے کا ان لوگوں کو کچھ اختیار نہیں دیا گیا ہے جو اسکی تلاش میں نکلنا چاہتے ہیں۔ البتہ ہمارا ضمیر مطمئن ہے کہ ہم نے سفر کا اعلان کیا تھا، اور الحمد للہ کہ ہم سفر ہی میں رہے، اور اگر اس منزل مقصود سے قریب تر نہ ہوے جہاننگ ہمیں پہنچنا ہے، تو اس منزل سے بعید تر تو ضرور ہو گئے جہاں ہم نے سفر شروع کیا تھا۔ اس راہ کے مسافر کیلئے اتنی کامیابی کافی ہے۔ یہاں صرف منزل تک پہنچنے کا خیال ہی مقصود نہیں ہوتا بلکہ منزل کی جستجو میں چلتے رہنا بھی کم از کم حاصل مقصود نہیں:

رہرواں را نہ کی راہ نہ

عشق خود راہست و ہم خود منزل ست!

ہم کو اپنے کاموں کی خوبی کا دعوا نہیں ہے، لیکن جن حالات اور جن بے سروسامانیوں میں کم کر رہے ہیں اس کے لیے داد طلب ضرور ہیں۔ وہ بھی انسانوں سے نہیں کیونکہ آدم کی ولادت کو سچائی کی عدالت نہیں دی گئی ہے۔ وہ کہے کہ کہوئے سے اور اعلیٰ کو ادنیٰ سے پڑھنے میں ہمیشہ عاجز رہی ہے۔ البتہ: انما اشکوا بثی و حزنی الی اللہ، و اعلم من اللہ ما لا تعلمون

بعض ضروری مطالب اس موقع پر باختصار ظاہر کرتے تھے جنکے عرض کرنے کی شاید فاتحہ جلد پنجم لکھتے وقت توفیق ملے۔ معذرت کا معارضہ خود معذرت ہے اور فرض کو صرف اسی معارضہ کیلئے کرنا چاہیے جو خود فرض کے وجود میں رکھ دیتی ہے۔ کام کرنے والوں کے داد و ستد کی اصلی جگہ خود انہیں کے اندر ہے۔ اپنے سے باہر تلاش کرنا لا حاصل ہے۔ اگر سلامتی نیت اور حسن ارادہ کے ساتھ کوئی خدمت بن آئی تو یہ اللہ کا فضل ہے، اور اگر نیت کے نہوت، نفس کی لعنت، اور اغراض کی خباثت نے اس سے محروم رکھا تو یہ اپنا قصور ہے:

ما اصابك من حسنة جو بہتری اور نیکی تمہیں پیش  
نمن اللہ و ما اصابك آئی وہ اللہ کی توفیق کا نیچہ ہے  
من سیلة نمن نفسک - اور جن برائیوں سے دو چار ہوے وہ  
خود تمہارے نفس ہی کی کرتوت ہے۔

و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین - والعاقبة للمتقين -



والے لکھ ہاے ابر کی بوقلمونی اور رنگ آرائیاں ' یا قوس قزح کے حلقہ کی مشابہت ' رنگوں کی رعنائی و رنگ نمائی ' جو یقیناً عروس فطرۃ کے گلے کا ایک رنگین ہار ہوگا !

متمدن دنیا کی راحت جوئیوں نے تمہیں بہت کم موقعہ دیا ہوگا کہ صبح سویرے اٹھ کر کسی صحرا یا میدان میں نظارۃ فطرۃ کیلئے نکل جاؤ جبکہ شاہد قدرت کا چہرہ بے نقاب ہوتا ہے ' اور جبکہ ملکوت السموات و الارض اپنے شب خوابی کے کپڑے جلد جلد اتار کر مختلف رنگوں کی رنگین چادریں اوڑھ لیتے ہیں - یہ وقت اختلاف الوان طبیعۃ کے نظارے کا اصلی وقت ہوتا ہے - خواہ تم غفلت و غریبی کر رہے ہو یا غفلت سے بیدار ہو ' آسمان پر ایک نظر ڈالو ' خواہ جنگلوں اور صحراؤں میں ہو ' خواہ باغوں کی روشن اور سبز زاروں کی فرش پر چل رہے ہو ' خواہ کسی دریا کے کنارے جا رہے ہو یا سمندر کے وسط میں دوڑنے والے جہاز کی چہمت پر کھڑے ہو - کہیں ہو ' لیکن تمہارے سامنے رنگوں کے ظہور و نمود اور اختلاف الوان کے حسن و جمال کا ایک ایسا منظر ہوگا جسکو دیکھ کر بے اختیار اس مبدعہ جمال حقیقی اور اس سرچشمہ حسن مطلق کے تصور میں تو کم ہو جاوے گا ' جو اس تمام کائنات الوان و جمال اختلاف الوان کا خالق ہے ' جو ان تمام مصنوعات و تزیینات حسینہ و جمیلہ کا مانع ہے ' جو ان تمام صفحہ ہائے نقش و نگار ملونہ کا مصور ہے ' جسکے دست قدرت کی مشاطگی سے جو شے بنی حسین بنی ' جسکے قالب تخلیق سے جو وجود نکلا ' دلربا و رعنا بنکر نکلا ' اور جسکے عکس و ظلال لاہوتی سے عالم خلقت کے ہر ذرہ نے لہذا جمال و رعنائی کیا :

نسبہاں اللہ حین تسمرون پس تمام برائیاں اور ہر طرح کی  
رحمن تصبرون ! ولہ العمد تقدیس اللہ کیلئے ہو جبکہ تم پر  
فی السموات و الارض شام آتی ہے اور پھر جبکہ تم صبح  
و عشیاً رحمن تظہرون !! کو اٹھتے ہو - اور تمام حمد و ثناء اسی  
کے لیے ہے تمام آسمانوں اور زمینوں  
میں ' نیزوں کے تھلنے ہوئے اور جبکہ تم در پھر کی روشنی میں ہو !  
آہ ! وہ خود کیسا حسین ہوگا ' جسکے کائنات کی کوئی شے نہیں  
جو حسین نہ ہو ؟

جسکے نقاب حسن کی دلرانی کا یہ حال ہے ' اسکے روئے جاں  
طلب کی رعنائی کا کیا حال ہوگا ؟ آہ ! خود اسی کے سوا کون ہے  
جو اسکے جمال مطلق کا اندازہ شناس ہو ؟

مشکل حکایتیں ست کہ ہر ذرہ عین اوست  
اما نمی توان کہ اشارت بار کند !

( القرآن العکیم )

یہی سبب ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں کہیں قدرت الہی اور  
مظاہر خلقت کے عجائب و غرائب پر انسان کو توجہ دلائی ہے ' وہاں  
خاص طور پر رنگوں کے ان مظاہر متنوعہ و عجائب مختلفہ کی طرف  
بھی اشارہ کیا ہے ' اور طرح طرح کے رنگوں کے ہونے اور انکے اختلاف  
کو قدرت الہی اور حکمت ربانی کی ایک بہت بڑی علامت قرار  
دیا ہے -

آج ہم چاہتے ہیں کہ ان آیتوں پر علمی حیثیت سے ایک  
اجمالی اور سرسری نظر ڈالیں -

سب سے پہلے سورہ روم کی آیت کریمہ سامنے آتی ہے جس میں  
عام طور پر اختلاف الوان کو قدرت الہیہ کی نشانی بتلایا ہے :

# الْمَلَأَ

۲۹ وجہ ۱۳۲۲ ہجری

باب الثانی : قسم - لہ ی

اذ : لاف الوان

صفحة من علم العہوان

و من اياته خلق السموات و الارض و اختلاف السّمك و الرّاقم - [ ۲۱ : ۲۰ ]

شاہد طبیعۃ اور جمال کائنات کا ایک سب سے بڑا منظر حسن  
مخلوقات و موجودات کا اختلاف الوان ہے - یعنی مختلف رنگوں  
کی بوقلمونی اور انکے اختلاف و تناسب کی حسن آرائی - آسمان کی  
طرف نظر اٹھاؤ ! آفتاب کی کرنیں ' فضاء محیط کی رنگت ' ستاروں  
کی چمک ' چاند کی روشنی ' قوس قزح کی دلغریبی ' غرضکہ اوپر  
ہر نظر آنے والی شے میں رنگوں اور انکے اختلاف جمیل کا ظہور  
موجود ہے - خود آفتاب کی روشنی ہی سات رنگوں کا مجموعہ ہے  
جو قوس قزح کے مختلف اللون خطوں میں کبھی کبھی صاف  
صاف نظر آجاتے ہیں -

اس سے بھی بڑھ کر رنگوں کا ظہور زمین پر نظر آتا ہے - عالم  
نباتات کے اس حسن کدہ طبیعۃ پر نظر ڈالو ' جس کا ہر ورق سرخ  
ایک صفحہ جمال اور ہر برگ سبز ایک پیکر دلغریبی و نظر  
افروز ہے ! ان بے شمار جزوی برائیوں اور عام پیداوار ارضی کو  
دیکھو جن میں کا ہر دانہ کتنی ہی رنگوں کا مجموعہ ہوتا ہے اور  
جنمیں سے اکثر نقاب انکے اصلی چہرے کی رنگت سے مختلف  
پیدا کیا گیا ہے !

یہ پہاڑوں کی سر بفلک دیواریں جو زمین کے مختلف  
گوشوں سے نکل کر دروز دور تک چلی گئی ہیں ' کبھی تم نے انکی  
رنگتوں پر بھی غور کیا ہے ؟ کوئی سفید ہے ' کوئی سرخ ہے '   
کوئی خاکی ہے ' کوئی جلی ہوئی سیاہ رنگت سے سوختہ  
جسم ' جو یقیناً جمال فطرۃ کا اصلی رنگ و روغن نہیں ہو سکتا !

ان سب کو چہرے دو ! خاک کے ذروں کو دیکھو جو تمہارے  
قدموں کے نیچے پامال غفلت و غرور ہوتے ہیں - ان کنکریوں  
اور مختلف قسم کے پتھروں کے ٹکروں پر نظر ڈالو ' جن سے بسا  
اوقات تمہارے پائے غفلت کو ٹھوکر لگنے کا اندیشہ ہوتا ہے - سمندر  
کی تہ میں اترتے جاؤ اور کائنات بحری کی پیداوار مضافی کا  
سراغ لگاؤ - اسکی تہ میں کھڑے ہو جاؤ اور مٹھیاں بھر بھر کر اسکی  
ریگ و خاک کو اوپر لے آؤ ! ان تمام اشیاء و موجودات کے اندر بھی  
تم دیکھو گے کہ رنگوں کا نمود حسن اور ظہور جمال اسی طرح موجود  
ہے جیسا عالم نباتات کی اوزاج جمیلہ و اجسام ملونہ کے اندر ' اور  
ان میں سے ہر شے بالکل اسی طرح اختلاف الوان کے اسرار  
خلقت کا ایک دفتر رنگینہ ہے ' جس طرح صبح و شام آسمان پر پھیلنے

ومن الناس و الدواب اور اسی طرح آدمیوں، جانوروں اور  
والانعام مختلف الوانہ چارپایوں کی رنگتیں بھی کئی کئی  
کذاک، انما یخشی اللہ طرح کی ہیں جن میں اللہ نے بڑی  
من عباده العلماء - ان بڑی حکمتیں رکھی ہیں - اللہ کا خوف  
اللہ عزیز غفور انہی لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو سکتا  
ہے جنہوں نے کائنات کے ان اسرار (۲۷:۳۵)

و حقائق کا مطالعہ کیا ہے اور اس کے علم و حکمت سے بہرہ اندوز ہوئے  
ہیں -

( ایک اجمالی نظر )

ان آیات کریمہ پر پہلے ایک اجمالی نظر ڈالو اور دیکھو کہ کس  
طرح عالم کائنات کی ہر نوع اور اختلاف الوان کے ہر منظر پر ہمیں  
ترجہ دلائی ہے؟ سب سے پہلے عام طور پر اختلاف الوان کا ذکر کیا  
اور فرمایا کہ زبانوں اور بولیوں کے اختلاف کی طرح رنگوں کے  
اختلاف میں بھی حکمت الہیہ اور قدرت سرمدیہ کی بڑی بڑی  
نشانیاں ہیں - اس طرح انسانی نظروں کو تمام کائنات کی  
ہئیت مجموعی کے جمال الوان اور اختلاف مظاہر و نمائش کیلیے  
دعوت فکر و تدبیر دی تا کہ وہ آسمان کی اُن رنگ آرائیوں کو بھی  
دیکھیں جنکا جمال فضائی عقل افکن اور جنکے تغیرات ملونہ حیرت  
فرما ہیں، اور پھر زمین کے اس بہارستان حسن پر بھی نظر ڈالیں،  
جسکی کائنات نباتی اور عالم حیوانی کا ہر گوشہ رنگتوں کی رعنائیوں  
اور انکے اختلاف و تعدد کی دلفریبیوں کا ایک بہشت زار جمال ہے !  
اسکے بعد اس نظر اجمالی کی تفصیل ہر ٹی اور کائنات کی  
مختلف انواع و اقسام کے اختلاف الوان کی طرف اشارہ کیا گیا - سب سے  
پہلے صنایع طبیعہ کی اس سب سے بڑی اعجاز فرمائی کا جلوہ قدرت  
دکھلایا جو عالم نباتات کی ارواح حسینہ اور اجسام ملونہ و جمیلہ کے  
اندر نظر آتی ہے، اور جسکے ایک چہرے سے پھول اور پتے کے اندر  
بھی حیرت و مدھوشی کے وہ وہ جلوے پوشیدہ ہیں کہ اگر دنیا کی  
تمام پچھلی اور آئندہ حکمتیں اور دانائیاں یک جا اکٹھی ہوجائیں،  
اور کسی حقیر سے حقیر پھول کی ایک مرجھائی ہوئی کلی کر  
اٹھا کر (جو انسانی غفلت و سرشاری کے کسی قدم جہل سے پامال  
ہو چکی ہو) اپنے سامنے رکھ لیں اور اس کے عجائب و غرائب خلقت  
کا مطالعہ کرتے رہیں، جب بھی اُسکا دفتر حکمت ختم نہوگا !

فرمایا کہ غور کرو، انکی خلقت کس قدر عقلوں کو وقف  
تعجب اور انسانی دانائی کو ہلاک حیرت کر دینے والی ہے؟  
چند خشک بیج ہیں جو زمین میں ڈالے جاتے ہیں - آفتاب کی  
زرشنی میں گرم ہوتے، اور آسمان کے پانی سے اندر ہی اندر سرتے  
ہیں - پھر وہ کیا چیز ہے جو انکے اندر ایک عجیب و غریب قوت  
پھوٹنے، ابھرنے، بڑھنے، پھیلنے، پھر طرح طرح کی رنگتوں سے  
رنگیں ہو کر نمودار ہونے کی پیدا کردیتی ہے؟ کبھی انکے رنگ الگ  
الگ ہوتے ہیں، کبھی کسی خاص تناسب کے ساتھ کئی رنگوں کا  
مجموعہ ہوتے ہیں، اور کبھی ایک ایک پتے اور ورق گل کے اندر  
کئی کئی رنگتوں کی دھاریاں اور نقش و نگار بن جاتے ہیں !  
فتبارک اللہ احسن الخالقین !

عالم نباتات کی طرح عالم جمادات بھی اختلاف الوان کا عجیب  
و غریب منظر ہے جسے ترتیب مدارج خلقت کے اعتبار سے نباتات  
پر مقدم ہونا چاہیے - زمین کے اندر سے طرح طرح کے مختلف رنگوں  
کے پتھروں کا پیدا ہونا اور پہاڑوں کے اندر سے نکلنا اس سے کم عجیب  
نہیں ہے جسقدر نباتات کے غرائب و عجائب ہیں - یہ سنگ مرمر  
اور سنگ موسیٰ کے بڑے بڑے ستون جنکے نیچے شہنشاہوں کے  
دربار لگتے ہیں اور جو ایوان ہائے عظمت و جبروت کیلیے سب سے

ومن اياته خلق السموات اور حکمت الہی کی نشانیاں میں  
والارض و اختلاف السموات سے ایک بڑی نشانی آسمانوں اور  
والوانم، ان فی ذالک زمین کی خلقت ہے اور طرح طرح  
لايات للعالمین ! کی بولیوں اور رنگوں کا پیدا ہونا -  
(۲۱:۳۰) فی الحقیقت اسمیں بڑی ہی نشانیاں  
ہیں ارباب علم و حکمت کیلیے !

پھر بعض آیات میں زمین کی پیداوار اور عالم نباتات کے اختلاف  
الوان کا ذکر کیا جو فی الحقیقت رنگوں کی بولمونی کا سب سے  
بڑا منظر عجیب و موثر ہے :

الم تر ان الله انزل من السماء آیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے اوپر  
ماء فسلكه ينابيع في الارض سے پانی آتارا، پھر زمین میں اس کے  
ثم یخرج به زرعاً مختلفاً چشمے بہاے، پھر اُسی پانی سے  
الوانه، ثم یخرج فترى مصفرا رنگ برنگ کی کھیتیاں آگائیں،  
ثم یجعله حطاباً - ان فی پھر وہ کھیتیاں اپنے جوش و شور  
ذالک لذكری لاولی الالباب ! میں بڑھیں اور طرح طرح کے پھل  
(۲۲:۳۹) اور پھولوں سے لد گئیں - اسکے بعد

جب اچھی طرح پک چکیں تو تم دیکھتے ہو کہ وہ بالکل زرد پڑجاتی  
ہیں اور خدا اسے چورا چورا کر ڈالتا ہے - بیشک، عالم نباتات کی  
اس ابتدا و انتہا اور اختلاف و تغیرات میں ارباب عقل و دانش کے  
لیے بڑی ہی عبرت ہے !

اسی کی نسبت سورہ نحل میں فرمایا :

و ما ذرا لكم فی الارض مختلفا اور بہت سی چیزیں جو تمہارے  
الوانه، ان فی ذالک لایات فوائد کیلیے زمین سے آگائی  
لقوم یذکرون ! (۱۳:۱۶) جاتی ہیں جنکی طرح طرح  
کی مختلف رنگتیں ہیں، سر ان میں بھی ان لوگوں کیلیے حکمت  
الہی کی بڑی ہی نشانیاں ہیں جو غور و فکر کو کام میں لاتے ہوں  
نیز سورہ فاطر میں فرمایا :

الم تر ان الله انزل من ایا تم غور نہیں کرتے کہ اللہ نے اوپر سے  
السماء ماء فاخرجنا به پانی برسایا اور اس سے طرح طرح کے  
ثمرات مختلفا الوانها ؟ پھل پیدا ہوئے جنکی مختلف  
رنگتیں ہیں ؟ (۲۷:۴۵)

اسی طرح شد کی مختلف رنگتوں پر ترجہ دلائی جو مکھی  
کے اندر سے نکلتا اور قدرۃ الہیہ کا ایک عجیب و غریب نمونہ ہے :  
یخرج من بطونها شراب انکے اندر سے ایک عرق نکلتا ہے جسکی  
مختلف الزاونه، فیہ شفاء مختلف رنگتیں ہوتی ہیں - اسمیں  
للناس - ان فی ذلک انسانوں کیلیے ہم نے شفا اور نفع  
لایات لقوم یتفکرون ! رکھ دیا ہے - ارباب فکر کیلیے اسمیں  
بڑی ہی نشانیاں ہیں ! (۷۱:۱۶)

اختلاف الوان کا ایک نہایت مدہش منظر پہاڑوں کی مختلف  
رنگتیں اور انکے سرخ و سفید پتھر بھی ہیں جسے انسان بڑی بڑی  
عظیم الشان عمارتوں کو خوشنما و دلفریب بناتا اور طرح طرح کے کام  
لیتا ہے - چنانچہ اسکی طرف بھی ایک جگہ اشارہ کیا:

ومن الجبال جدد بیض اور اسی طرح پہاڑوں میں ہم نے  
و حمرا مختلف الوانها مختلف رنگوں کے طبقات پیدا کیے -  
و غرا بسیب سود کوئی سفید ہے کوئی لال ہے - بعض  
کالے کالے سیاہ ہیں ! (۲۷:۳۵)

یہاں تک عالم کائنات کے عام اختلاف الوان، اور پھر خاص طور پر  
عالم نباتات و جمادات کی رنگتوں کا ذکر کیا تھا - اب خاص طور پر  
عالم حیوانی کے اختلاف الوان پر یہ اشارہ کر کے توجہ دلائی:

سمجھتے ہیں ' خواہ وہ یونانیوں کی حرکت افلاک ہو یا موجودہ زمانے کے اجزاء سالمات ابتدائہ - ان آیات کو بتوں سے کوئی تعلق نہیں جیسا کہ اب تک سمجھا گیا ہے - اسکی حقیقت بغیر تفصیل و تشریح کے ذہن نشین نہیں ہوسکتی اور وہ مستقل مضمون کی محتاج ہے -

( ۲ ) اختلاف الزمان کے اندر بڑی بڑی مصلحتیں اور حکمتیں پوشیدہ ہیں - وہ محض ایک ظہور حسن اور نمایش خلقت یا فطرۃ کا اتفاقی نمود ہی نہیں ہے - کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ہر جگہ تذکیر و تفسیر پر کیوں زور دیا جاتا ؟ اور علی الخصوص پہلی آیت میں یہ کیوں کہا جاتا کہ ان فی ذالک لآیات للعالمین - وہ صاحبان علم کیلئے اس اختلاف الزمان میں بڑی نشانیاں ہیں -

( ۳ ) اخیری آیت عجیب و غریب ہے - اور اس سلسلے کی ایک آیت ہے جسکی بنا پر بعض نئے استدلال قرآنیہ میرے ذہن میں ہیں - اختلاف الزمان وغیرہ مظاہر خلقت اور اسرار کائنات کا ذکر کرتے فرمایا : انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اللہ کے وہی بندے خوف و خشیت اپنے اندر پاتے ہیں جو صاحبان علم ہیں -

اس بیان کے ساتھ ہی " خشیت الہی " اور " علماء " کا ذکر بغیر کسی ربط حقیقی کے نہیں ہوسکتا - اس سے صاف صاف واضح ہوتا ہے کہ خدا کی ہستی کا یقین ' اسکی شناخت ' اور اسکی صفات کی معرفت کے بغیر اسکا خوف پیدا نہیں ہوسکتا ' اور قرآن کریم اس یقین کے حصول کا ایک بڑا وسیلہ یہ بتاتا ہے کہ خلقت عالم کے حقائق و اسرار اور اختلاف و تغیرات کی کنہ و حقیقت کا علم حاصل کررہا کہ مصنوعات کی نیونگیں اور عجائب آفرینیاں مانع مطلق کی حکمتوں کا سراغ بتلائیں اور معرفۃ الہی کا یقین و اذعان ترقی کرے - چونکہ یہ کام ان لوگوں کا ہے جو لرباب علم و تحقیق ہیں اور جنکا شمار علماء حقیقہ میں ہے - اسلیئے فرمایا کہ یہ عجائب عالم اور یہ اختلاف الزمان جو کائنات کی ہر نوع اور ہر قسم میں جلوہ گر ہے ' اسکی اسرار و مصالح پر غور کرنے والے اور انکی حقیقت کی جستجو میں رہنے والے ہی وہ بندگان الہی ہیں ' جنکے لیے انکا مطالعہ معرفت الہی کا وسیلہ ہوتا ہے ' اور پھر معرفت الہی مقام خشیت و عبودیت کیلئے راہنما ہوتی ہے - دہل یستری الذین یعملون والذین لا یعملون ؟

( ۴ ) اختلاف الزمان ایک قانون خلقت ہے جو تمام انواع میں جاری و ساری ہے - عالم جمادات ' نباتات ' حیوانات ' کوئی نوع نہیں جسکے اندر طرح طرح کی رنگتوں کا ظہور نہ ہو - پس یہ نہیں ہوسکتا کہ ایسا عالم ظہور کسی بڑی ہی مصلحت و حکمت پر مبنی نہ ہو ؟

( اشارات ۱۰ : ۱۰ )

قرآن کریم علم العیات یا علم العیوان کی کوئی کتاب نہیں ہے - ان اشارات حکمیہ سے اسکا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ انسان کو حکمت و قدرۃ الہیہ کی طرف توجہ دلائے ' اور ان حقائق کا مطالعہ وسیلۃ تذکیر ' و ذریعۃ عبرت ' و توجہ الی اللہ ہو - نیز ان اشیا کے اسرار و مصالح کی تحقیق و کشف کا اسکے دل میں رولہ اور شوق پیدا کرے تاکہ وہ انکی تحقیقات کی دشوار گذار راہوں میں قدم رکھے اور معرفت الہی اور حصول مقام خشیت کیلئے راہ علم کی تمام مصیبتوں کو خوشی خوشی برداشت کرے -

پس چاہیے کہ پیچہ ہم شارحین علم کی طرف متوجہ ہوں نہ وہ اختلاف الزمان کے متعلق کیا کہتے ہیں ؟ اسکے بعد دیکھیں کہ قرآن کریم کا اسطرح توجہ دلانا اور اس کو ایک آیت الہیہ قرار دینا ' ان اسرار و حکم پر مبنی ہے ؟

( البقیۃ تنلی )

بڑا حسن سمجھ جاتے ہیں ' کیا ہیں ؟ وہ جو دودھ کی رنگت سے سفید اور آئینہ کی چمک سے زیادہ درخشندہ ہوتے ہیں ' کہاں سے نکلتے ہیں ؟ یہ سنگ سرخ جس سے " روضۃ تاج " کا جمال آئینہ نمایاں ہوا ' کہاں سے آیا ؟ نہ تو وہ سفید دودھ سے پیدا ہوا اور نہ سرخ پھولوں کی رنگت جمع کر کے بنایا گیا ' بلکہ دست قدرت نے اسی خاک ارضی کے اندر اسکی تہیں جمائیں اور اسکے طول و عرض کو زمین کی بد رنگ پشت کے اوپر پھیلا دیا ' تاکہ خلقت الہی کا معجزہ ' حسن اباد ارضی کا زیور ' اور اس حیرت آباد عالم میں معرفت الہی اور توجہ الی اللہ کیلئے درس بصیرۃ ہو : ولکن اکثر الناس لا یعلمون !

عالم جمادات و نباتات کے بعد حیوانات کی خلقت کا صفحہ کھلتا ہے - اختلاف الزمان و اشکال کے لحاظ سے اسکے عجائب و غرائب بھی عقل کی سرکشتگی اور ادراک کے عجز و اعتراف کا پیغام ہے : ربنا اما خلقت هذا باطلا ! پس فرمایا کہ ومن الناس والذیاب والانعام کذا لک ! جس طرح خلقت انسانی کی ہر نوع کے اندر اختلاف الزمان کا قانون کام کر رہا ہے ' اسی طرح خلقت کا یہ سب سے بڑا نمونہ اور ارتقاء موجودات کی سب سے آخری کڑی بھی طرح طرح کی رنگتوں کا ایک صحیفہ رنگیں ہے ' اور جو لوگ اسرار و حقائق موجودات کو غور و تدبر سے دیکھتے ہیں ' وہی کچھ اسکی کنہ اور حقیقت کو بھی سمجھ سکتے ہیں : ان فی ذالک لآیات وما یعقلها الا العالمون !

( خلاصہ امور )

اس نظر اجمالی کے بعد غور و فکر کا قدم اور بڑھائیے تو ان آیات کریمہ سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوتے ہیں :

( ۱ ) عالم کائنات کے بے شمار بے تعداد مظاہر خلقت کی طرح ' رنگوں کا اختلاف بھی قدرت الہی کی ایک بہت بڑی نشانی ہے - کیونکہ اسکے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حسن و جمال عالم محض ایک بے ارادہ و تعقل مادہ خلقت کی حرکت اور ترکیب اتفاقی کا نتیجہ نہیں ہوسکتا - کوئی ارادہ و راہ الہی ضرور ہے جسکے دست قدرت و حکمت کی مشاطگی یہ تمام نیرنگ صناعت دکھلا رہی ہے !

قرآن کریم کے اسی امر کو دوسری آیتوں میں واضح کیا ہے جبکہ منکرین الہی سے پوچھا ہے کہ :

افمن یخلق کمں کیا وہ ہستی جو پیدا کرتی ہے اور لایخلق ؟ افلا تذکرون ؟ وہ جو کچھ پیدا نہیں کرسکتی ' دونوں برابر ہیں ؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ غور نہیں کرتے ؟

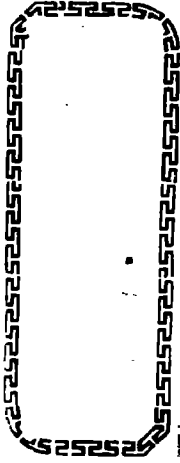
( ۱۷ : ۱۶ )

یعنی کیا ایک خالق و صانع ہستی جو صفات واجبۃ ارادہ و عقل و علم سے متصف ہے ' اور ایک بے ارادہ و تعقل شے ( خواہ وہ افلاک کی حرکت ہو خواہ اجزاء سالمات دیمقرا طیسی ) دونوں ایک طرح ہوسکتے ہیں ؟ حالانکہ کائنات کا ذرہ ذرہ ایک صاحب ارادہ و عقل خالق کی ہستی کی شہادت دے رہا ہے !

یہاں صرف " خلقت " کا لفظ فرمایا اور کہا کہ خلق کرنے والا اور وہ جو خلق نہیں کرتا ' دونوں برابر نہیں ہوسکتے - خلق بھی کرسکتا ہے جو ارادہ و تعقل رکھتا ہو - " لایخلق " کے اندر تمام چیزیں آگئیں جو قوت خالقیت نہ رکھتی ہوں ' اور خالقیت کیلئے ارادہ و تعقل مستلزم ہے - پس فی الحقیقت اس آیت میں نیز اسکی ہم مطلب دیگر آیات میں انہی لوگوں کا رد کیا گیا ہے ' جو وجود الہی کی جگہ کسی بے ارادہ و تعقل شے کو خلقت عالم کیلئے لکھی

# مطبوعہ: جلد نیا

این کوزہ چرمی عشق زارک بون دست  
در بند سوز زلف نگاہی بدست  
این سستہ کہ بر کون رس می بینی  
این سستہ کہ در کون بارے بون دست



گفتا "دل خرم تو کاین مست  
بهر رس دهر کاین تو چیست؟  
فارغ برون ز کفر دین، دین مست  
مخروم و شاد برون آئین مست

یہ خیالی تصویریں جو آجکل پر تکلف ادبی تصنیفات کے ساتھ چھاپی جاتی ہیں، غالباً عام قاریین کرام کو انکی قدر و قیمت کی صحیح اطلاع نہ ہوگی۔ مشاہیر گذشتہ کی تصنیفات کے متعلق خیالی تصاویر بنانا ایک مستقل فن ہے، جسکے بڑے بڑے ماہرین و مشاہیر ہیں۔ جب کبھی کوئی نادر کتاب چھپتی ہے تو اسکے لیے ان کی خدمات محفوظ کر لی جاتی ہے۔ وہ ایک ایک تصویر کیلئے سو سو پانچ اجرت پیشگی لیتے ہیں!

پچھلے دنوں انگلستان کے ایک کلب نے الف لیلہ کے ترجمہ برٹن کا نہایت پر تکلف ایڈیشن دس جلدوں میں طبع کیا تھا، اور اسکے بڑے بڑے مناظر حسن و عشق و خلافت و سلطنت کی تصویریں یورپ کے مشہور ماہرین فن رسوم خیالیہ سے بنوا کر شامل کتاب کی تھیں۔ میں نے یہ نسخہ دیکھا ہے۔ پوری کتاب میں اقل پچاس مرقع ضرور ہونگے۔ لیکن فی مرقع ۳۰ پونڈ سے لیکر دو سو پونڈ تک اجرت دی گئی تھی!

"رباعیات عمر خیام" بھی پچھلی چوتھائی صدی سے بڑے بڑے مصوران مشہورہ کے فکر و تخیل کا ایک معرفۃ الارا موضوع رہا ہے۔ عمر خیام کی صورت کا موزوں تصور کرنے اور اسکی رباعیات کے مطالب کو تمائیل مصورہ کی اشکال میں پیش کرنے کیلئے بڑے بڑے مصوروں نے اپنے اپنے جوہر کمال دکھلائے۔ علی الخصوص موجودہ یورپ کے مشہور ترین مصور مسٹر گلبرٹ جیمس کی تصویریں عظیم النظیر تسلیم کی گئیں، جنہیں سے بعض کو فیز جیرالد کے ترجمہ میں اپنے جا بجا دیکھا ہوگا۔

لیکن امریکن ایڈیشن کے شائع کرنے والوں کا دعوا ہے کہ انہوں نے تمام پچھلے نسخوں سے بہتر مرقعات کا اہتمام کیا ہے۔ اب تک اسقدر رویہ اور دماغ خیام کی تصویروں پر کسی نے صرف نہیں کیا۔ یورپ کے مشہور مصوروں کی خدمات کئی سال پیشتر سے حاصل کر لی گئی تھیں، اور فارسی شاعری کی ادبی تاریخ اور اس عہد کے عجمی حکما و شعرا کے لباس و اشکال کا تاریخی مواد اس غرض سے ہم پہنچایا تھا کہ مصوروں کو بہتر سے بہتر اور اقرب سے اقرب تصور قائم کرنے میں اُنسے مدد ملے۔

ان تصویروں میں خود خیام کی تصویریں نہایت اعلیٰ درجہ کی کہیچی ہیں، اور کامل الفن اشخاص معترف ہیں کہ تمام پچھلی تصویریں سے زیادہ مشرقی اور خیام کے خیالات کے لحاظ سے کامل ترقیافتہ کے مطابق ہیں۔ انکے علاوہ سو سے زائد رباعیوں کے بھی مرقع کھینچے ہیں اور رنگین اور مٹلا و مذهب طبع کیا ہے!

## رباعیات عمر خیام

### ایک نیا امریکن ایڈیشن

پچھلے دنوں بعض اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ رباعیات عمر خیام کا ایک نیا ایڈیشن امریکہ میں مرتب ہوا ہے اور عنقریب شائع ہونے والا ہے۔ ولایت کی پچھلی ڈاک میں اسکے تفصیلی حالات آگئے ہیں۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ نیویارک کی ایک بہت بڑی پبلیشر کمپنی جان مارٹن اس ایڈیشن کو چھاپ رہی ہے، اور متعدد خصوصیات اسمیں ایسی جمع کی گئی ہیں جنکی وجہ سے یورپ اور امریکہ کے "ادباء عمرییین" (۱) اسکی اشاعت کا نہایت دلچسپی سے انتظار کر رہے ہیں۔

(مرقعات و رسوم)

اس ایڈیشن کی ایک بڑی خصوصیت انتہا درجہ کا جمال طباعت اور حسن صورت ہے۔

عمر خیام کے اس وقت تک بے شمار پر تکلف ایڈیشن مختلف شکلوں میں نکل چکے ہیں۔ لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ اس نئے ایڈیشن کے تکلفات کے آگے تمام پچھلے ساز و سامان ہیچ نظر آئینگے۔ علی الخصوص اسکے مرقعات اور تصاویر و رسوم جو دلدادگان خیام کی نظر افروز کیلئے ہر تیسرے چوتھے صفحہ کے بعد لگائے گئے ہیں:

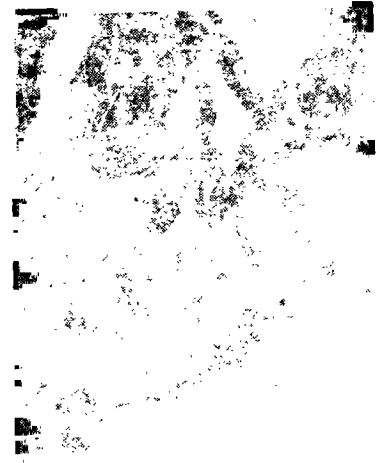
مشاطہ را بگو کہ بر اسباب حسن دوست  
چیزے فزوں کد کہ تماشا بما رسد!

(۱) "ادباء عمرییین" سے مقصود یورپ اور امریکہ کے وہ ارباب ادب و شعر اور صاحبان فلسفہ و حکمت ہیں جو اپنے تئیں عمر خیام کی طرف نسبت دیتے ہیں، اور اپنے خیالات و ادبیات میں بالکل اس خراسانی حکیم کے پیرو و مقلد ہو گئے ہیں۔ کچھ ضرور نہیں کہ وہ مستشرق (اورینٹلسٹ) اور فارسی داں بھی ہوں۔ ایسے بھی ہزارہا شعرا و ادباء اس حلقہ میں داخل ہیں جنہوں نے بعض فزجیرالد یا اس سے کم تر درجہ کے مترجمین کے ذریعہ خیام کے خیالات سے واقفیت حاصل کی، مگر رباعیات کے انداز بیان پر اسلوب شاعری سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ اسی رنگ اور اسلوب کے نظم و نثر فخریہ لکھنے لگے۔





فصل گل و طرف جوئبار و لب کشت  
با یک در سہ اہل و لعبتی حور سرشت  
پیش آرقدح کہ بادہ نوشان مہجوح  
آسودہ ز مسجدند و فارغ ز کشت !



نظر آتے ہیں جیسے کسی اصلی فارسی نظم کے مقابلے میں اسکا بے اثر لفظی ترجمہ - فارسی شاعری اور مغربی ادبیات اصولاً اس درجہ باہم مختلف ہیں کہ دونوں میں تباہی و تضاد کا ایک انٹلائیک بہہ رہا ہے - اسے عبور کرنے میں صرف فیز جیرالڈ ہی کی ہمت کام کرگئی، اور وقت و حالات، جدت و حدائث، انعاد خیالات و مشرب، نیز جماعت کے وقتی انفعال و تاثر نے ایک مرتبہ اسکا ساتھ دیدیا - یہ باتیں ہمیشہ اور ہر شخص کے حصے میں نہیں آسکتیں -

یہی سبب ہے کہ یہ تراجم ایک ادبی یا حکیمانہ مترجمہ ذخیرہ سے زیادہ وقعت حاصل نہ کرسکے - اسے صرف یہ کام لیا گیا کہ غیر فارسی داں ادباء عمریہ میں نے انکے ذریعہ بقیہ رباعیوں سے بھی واقفیت حاصل کرلی - ان سب میں مسز بورین اور ہانفیلڈ کے بعض تراجم نسبتاً زیادہ فصیح و دلنشیں تھے جنہوں نے کیمبرج کے نسخہ کی بعض رباعیات کا ترجمہ سنہ ۱۸۹۰ میں کیا تھا، اور ”مجلس عمر خیام“ لندن نے سنہ ۱۸۹۲ میں شائع کیا - تاہم نہ ترورہ فیز جیرالڈ کی طرح عشاق خیام کے وسیع حلقہ میں کڑی ادبی معیوبیت حاصل کرسکیں، اور نہ انگریزی ادبیات میں ایک داخلی جزر شعری کی طرح انہیں قبولیت ہوئی - انکا شمار بھی ”ترجمہ“ میں ہے - البتہ اعلیٰ قسم کے تراجم میں -

پس یہ کہنا تو صحیح نہیں کہ نیا امریکن ایڈیشن رباعیات کا پہلا مکمل ترجمہ ہے - البتہ اسکی خصوصیت یہ بتلائی جاتی ہے کہ انکے تراجم میں فیز جیرالڈ کے اتباع بلکہ ہمسری کی پوری کوشش کی گئی ہے - فیز جیرالڈ کا اصلی کارنامہ ”سرٹن برن“ کے الفاظ میں یہ ہے :

”وہ یورپ کا خیام ہے - اس نے ترجمہ نہیں کیا ہے بلکہ انگریزی میں خیام کی روح شعری کو متشکل و ممتثل کردیا ہے - اگر خیام انیسویں صدی کے اندر انگلستان میں پیدا ہوتا اور فردوسی کی جگہ چوسر کی زبان میں (یعنی انگریزی میں) رباعیات کہتا، تو یقیناً وہ ایسی ہی ہوتیں جیسی کہ اس مغربی خیام کے دل پر مشرقی فیضان لاهرتی سے القا ہوئی ہیں“

اس ایڈیشن کے مرتب کرنے والوں کا دعوا ہے کہ فیز جیرالڈ نے ایسا ترجمہ صرف ۷۵ رباعیوں کا کیا ہے - لیکن یہ خیام کی تمام رباعیوں کا ویسا ہی مکمل ترجمہ ہوگا -

ادبا و شعراء عمریہ کی ایک بہت بڑی امریکن و انگریزی جماعت نے ترجمہ کا نیا کام باہم بانٹ لیا تھا - چند اصول مقرر کرلیے تھے جنکی پابندی کی ہر مترجم کوشش کرتا تھا - ان میں سے اکثر مترجم ایسے ہیں جنہوں نے ایک ایک رباعی کا ترجمہ ایک ایک ششماہی میں کیا ہے - پہلے ترجمہ کیا جاتا - پھر تصحیح ہوتی - پھر قدیم ترجموں سے مقابلہ ہوتا - اس کے بعد نظم کیا جاتا - پھر عرصے تک خود ناظم اپنے مختلف اوقات و اثرات میں کمال استغراق شعریہ و شرقیہ کے ساتھ پڑھتا، خاص خاص نغمات مخصوصہ خیام میں

ان مرقعات میں سے چار تصویریں ”اسفیر“ لندن نے شائع کردی ہیں - انکی نقل ہم بھی شائع کرتے ہیں - انکے نیچے انگریزی میں رباعیات کا ترجمہ بھی درج تھا - تین ترجموں کی اصل رباعیاں یاد آگئیں اور درج کردی گئیں - لیکن ایک ترجمہ اسدرجہ مبہم، مختصر، اور کسی بہت ہی غیر معروف رباعی سے تعلق رکھتا ہے جسکی اصلی رباعی کا سرسری طور سے پتہ نہ لگ سکا - اور صرف اتنی سی بات کیلیے رباعیات کی ورق گردانی کون کرتا ؟ -

( مکمل ترجمہ )

ایک بہت بڑی خصوصیت اس ایڈیشن کی یہ ہے کہ اسمیں عمر خیام کی تمام رباعیات کا مکمل انگریزی ترجمہ دیا گیا ہے - وہ مشہور فیز جیرالڈ کے ترجمہ کی طرح نظم میں ہے، اور کوشش کی گئی ہے کہ فارسی شاعری کے اس سب سے بڑے قادر الکلام مترجم کا نسق و انداز اور اسلوب خاص ہر رباعی کے ترجمہ میں ملحوظ رہے - حتیٰ کہ اسکی جمع و تہذیب کرنے والوں کا خیال ہے کہ ایک ناواقف شخص فیز جیرالڈ کی نظم میں اور اسکے تراجم میں بمشکل فرق کرسکے گا -

ہم نے بعض اردو جرائد میں دیکھا کہ اس نسخہ کی اشاعت کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے اسے پہلا مکمل ترجمہ خیال کیا ہے - حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے - اس سے پیشتر ایک بڑی تعداد میں ایسے ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں جن میں فیز جیرالڈ کی ترجمہ کردہ رباعیات کے علاوہ کئی سو آرر رباعیوں کا ترجمہ بھی نظم و نثر میں دیا گیا ہے، اور بعض میں تو یہ التزام کیا ہے کہ رباعیات کے جس نسخہ کو اصل قرار دیا، اسکی تمام رباعیوں کا ترجمہ بھی ساتھ ساتھ درج کردیا - اس قسم کے مترجموں میں گارنر، ہفری دے فورن، نیکولس، اور علی الخصوص پروفیسر والا نیتن ژوکفسکی کا نام قابل ذکر ہے، جس نے نسخہ کلکتہ اور نسخہ سینٹ پیٹرز برگ کی تمام رباعیات کا ترجمہ کردیا ہے -

ان میں سے آخرالذکر مستشرق کا نسخہ میرے پاس موجود ہے - اس نئے امریکن ایڈیشن سے پہلے یہی ایڈیشن سب سے آخری ایڈیشن سمجھا جاتا تھا - اسمیں سینٹ پیٹرز برگ کے نسخہ کی ۳۴۰ رباعیوں کا مکمل ترجمہ شامل کیا گیا ہے - دیگر نسخوں کی مترجمہ رباعیوں کو شامل کرلیا جائے تو انگریزی ترجمہ شدہ رباعیوں کی تعداد پانچ سو تک پہنچ جاتی ہے !

اسی طرح فرانسیسی، دنمارکی، المانی (جرمن) اور روسی زبان میں بھی ۷۵ سے ۴۰۰ تک رباعیوں کا ترجمہ ہوچکا ہے -

لیکن یہ ترجمہ وہ قبولیت حاصل نہ کرسکے جو ”مغربی خیام“ مئی فیز جیرالڈ کی ۷۵ رباعیوں کیلیے قدرت نے مخصوص کردی ہے - اسکی انگریزی رباعیوں میں جو سلاست و عذوبت اور حسن ترکیب و تاثیر بیان پایا جاتا ہے، اس کے سامنے یہ تمام ترجمے اس طرح



اسکے بعد سرگور اوسلی کا نسخہ ہے - وہ ایران سے لے آئے اور اب اسکفرزد کے کتب خانہ بولتن میں محفوظ ہے - اسکا سال کتابت سنہ ۱۴۹۱ مسیحی ہے - یعنی مصنف سے ساڑھے تین سو برس بعد کا نسخہ ہے - انگریزی مترجمین و مولفین نے زیادہ تر اسی نسخہ پر اعتماد کیا ہے مگر اسمیں صرف ۱۵۸ رباعیاں ہیں - تیسرا قدیمی نسخہ سینٹ پیٹرز برگ کے کتب خانہ کا ہے جسکا عکس پروفیسر والانتین ژرکفسکی ( Valentin Zhukovski ) نے باعانت یورن ریڈررز میں معلم السنہ مشرقیہ پیٹرز برگ یونیورسٹی شائع کیا ہے ' اور جو نہایت اعلیٰ ترین خط نستعلیق میں فی صفحہ ایک رباعی کی ترتیب سے لکھا گیا ہے - اسکے کاتب نے اپنا نام " سید علی الحسینی " لکھا ہے - سال کتابت سنہ ۱۴۹۹ مسیحی ہے - یعنی سرگور اوسلی کے نسخہ سے تقریباً چالیس برس بعد - اسمیں ۳۴۰ رباعیاں ہیں -

چوتھا نسخہ بانکی پور کے کتب خانے کا ہے پانچواں کیمبرج یونیورسٹی کا جو کسی قدیم طہرانی نسخہ کی نقل ہے - اول الذکر میں ۶۰۴ رباعیاں ہیں - دوسرے نسخہ میں ۸۰۰ -

انکے علاوہ بے شمار حدیث العہد قلمی نسخے یورپ کے مختلف کتب خانوں میں ہیں جنمیں سے بعض کی مندرجہ رباعیات پندرہ پندرہ سو تک شمار کی گئی ہیں - پروفیسر براؤن نے ایک قدیم نسخہ طہران میں دیکھا تھا جس میں ۷۷۰ رباعیاں تھیں اور عہد صفویہ کے درمیانی زمانے کا نوشتہ تھا - مگر جو نسخہ طہران میں چھپا ہے ' اسمیں صرف ۲۳۰ رباعیاں ہیں - اسی کی نقل بمبئی میں بھی بار بار چھپ چکی ہے -

ایک اور نسخہ پرانا رباعیات کا ہے جسکا ذکر مجھے آجکل کے ایک روسی سیاح و مستشرق مرسو اموانوف نے کیا ہے جو انہوں نے اصفہان میں دیکھا تھا اور اسکی نقل لیلی تھی -

یہ نقل آجکل میرے ہی پاس ہے - اسمیں ۴۱۷ رباعیاں ہیں اور عام ترتیب ابجدی کی جگہ ابتدا میں حمد و نعت کی تمام رباعیاں جمع کر دی ہیں - اسکے بعد بغیر کسی ترتیب کے باقی رباعیاں درج کی ہیں - سیاح مرموف کا بیان ہے کہ اصلی نسخہ سنہ ۸۰۷ ہجری کا نوشتہ ہے - اگر یہ سچ ہے تو یہ نسخہ سب سے زیادہ قیمتی ہے - اور سرگور اوسلی کے نسخہ سے بھی زیادہ اسکو قیمتی سمجھنا چاہیے - اسی خیال سے میں دیگر نسخوں سے اسکا مقابلہ کر رہا ہوں - چند رباعیاں اسمیں بالکل نئی ہیں -

کا تا ' اور دوسروں سے لے میں پڑھوا کر سنتا - جب اس طرح اسکی کیفیت و وجدان کے ذوق و تاثیر کی طرف سے پورا پورا اطمینان ہوجاتا اور کئی کئی مرتبہ ترمیم و اضافہ ہوجکتا ' تو پھر تمام مترجمین کی صحبت میں پیش کیا جاتا اور کئی کئی دن تک محافل و مجالس شعراء عمریہ میں اسپر بحث و مذاکرہ ہوتا - جو لوگ باہر کے شریک کار ہیں ' انکے پاس لکھکر بھیج دیا جاتا ' اور اسطرح تمام رائیں جمع کی جاتیں -

ان تمام مراحل کے بعد مترجمہ رباعی داخل کتاب کی جاتی - اس وقت بھی کہ کتاب چھپ رہی ہے اور عنقریب نکلنے والی ہے ' تغیر و تبدل اور اصلاح و نقد کا سلسلہ برابر جاری ہے !

ہر نظم گوہر ہے کہ بیاد تر گفتمہ ام  
دل رخنہ کردہ و جگر خویش سفتہ ام !

( رباعیات کی تعداد )

رباعیات عمر خیام کی اصلی تعداد کا مسئلہ اب تک مختلف اور ایک حد تک مشتبہ ہے - مختلف نسخے جو یورپ اور مشرق میں پائے جاتے ہیں ' باہم تعداد میں مختلف ہیں - مصنفین یورپ نے انکی تحقیقات و کشف حقیقت کیلئے بڑی بڑی کوششیں کی ہیں -

سب سے زیادہ قدیم نسخہ ایشیائیک سوسائٹی بنگال کا ہے جو آٹھویں صدی ہجری کے اواخر کا لکھا ہوا ہے - یعنی عمر خیام کی وفات سے تقریباً تین سو برس بعد کا - اسمیں ۴۰۲ رباعیاں ہیں - میں نے یہ نسخہ ایشیائیک سوسائٹی میں ممبر ہونے سے پہلے دیکھا تھا - اسکے بعد ایک مرتبہ نکلوانا چاہا تو معلوم ہوا کہ لفظیں کیا ہے اور غالباً مسٹر اتورو براؤن نے منگوا یا ہے - اب عرصے سے بالکل مفقود الخبر ہے - کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کہاں گیا ؟ اسکے ساتھ گلستان کا وہ قیمتی نسخہ بھی مفقود الخبر ہے جو عالمگیر اورنگ زیب نے نہایت اہتمام سے نقل کرایا تھا ' اور اُس نسخہ کی نقل تھا جو خود شیخ سعدی کے لڑکے کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا - ڈاکٹر بروکلین اور سر جان گلکرسٹ نے گلستان کے ایڈیشن اسی نسخہ سے نقل لیکر شائع کئے تھے -

میں نے کئی بار سکرپٹری کو ترجمہ دلائی کہ برٹش میوزیم سے خط و کتابت کر کے تحقیق کیا جائے - وہیں یہ نسخے گئے ہیں اور رکھ لیے گئے ہیں - لیکن غریب ایشیائیک سوسائٹی کو اسکی جرات کب ہو سکتی ہے کہ انڈیا آفس کے زیر اثر کتب خانے سے کسی طرح کا مطالبہ کرے ؟

## رخ گلگون کو بچا !

قدسی خن کیا ہے ؟ ایک احسان ہے - جسکا ہر ترین پیر و پرشکر گدہری - ہلکی گدہداشت ہے - سرو مالک کی طرف آئے ہوا  
لح نہور - تو نہور یکن ہندوستان جیسے گرم ملک میں مروجہ  
پوسٹیا اسپرٹ میں مل کے ہوئے رنگو کا استعمال گلگون خلدوں  
کے لئے جتنی ضرورت ہوگا اس کا اخلانہ آپ غصہ ہی فرمائیں -

تاج گلگون و معبر - ہر قسم کی اسپرٹ - چربی اور رنگ کی آمیزش سے پاک ہے - اسی وجہ سے کو تھوڑے ہی زمانہ  
استعمال میں یہ انسانی چہرہ میں ماحست - بالوں میں ماحست - اہ  
چمک - چلہ میں ایک خطرقی ہلک پلک دیتا ہے - اور مروجہ پوسٹ  
کی شیش سے ڈیڑھی مقدار میں خوبصورت لیل لی ہوئی شیشی  
میں محفوظ ہے - قیمت فی شیشی پانچ آنہ ( ۵ ر )  
تمام بڑے بڑے سودگروں سے یا براہ راست کاغذ سے مل سکتے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

دی تاج منو فیکری (بہی بولی) صد و قمر و صلی

## خانہ زاہدین !

جس طرح نسیم بوی کا پہلا جھوکا - سورج بوسے گل سے ہم خوش  
ہو کر ایک عالم کومت است کرد تباہے بچینہ اسی طہر  
تاج منو فیکری کی توی حرکت شام و باغ کو سو کر کے انسان  
کو از غور زنتہ کردی ہے - اہلے کتب میں معلوم ہوا کہ خود جن  
میں ہے - لاچن کی کسی سیاقی وقت سے حسن و باغ میں متعلق ہو گیا  
اگر سنگا منہ کی دستکھیاں قدسی حسن میں رعنائی اور ناز  
اندا زماں کی کرتی ہیں تو بلا مبالغہ تاج منو فیکری شکوہ کاری ایک  
ہی دہاستانی سے سمندر تا زہر تا زہر تاج منو فیکری ہے \*  
ایک لوش کے خوبصورت کبر میں جو مینوں کو کافی بے وقت ہر  
تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے براہ راست کاغذ سے طلب کیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

دی تاج منو فیکری (بہی بولی) صد و قمر و صلی

## بہشتی قطر !

ہندوستان کے باغ جنت کے چیدہ امتان پھولوں کی رنج  
بچوں کے لئے کشت زعفران ایک نئی وضع کے نازک اور  
خوشنما شیشیوں میں سنہری نوپ کے اندر رکھی ہوئی تین تین  
خوشبو میں ہیں - اور جو صرف عطر پستوں ہی کی خوب ہیں -  
بلکہ ہر طبقہ کے باذائق اور نازک داغ احباب ہمارے اہلکار  
ایڈیٹرز مشاہیر واکار کو قدسیان ارم کا تحفہ سمجھتے ہیں +

تاج قطرہ نسیم - تاج روح نسیم  
فی شیشی ایک ڈرام ہے - تاج منو فیکری ایک شیشی ایک ڈرام  
تاج منو فیکری نسیم - علاوہ خرچہ پیکنگ و محصول ڈاک  
فی شیشی ایک ڈرام ۱۲  
تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کاغذ سے طلب کیے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

دی تاج منو فیکری (بہی بولی) صد و قمر و صلی

مل جل از مجری

40

# دولت عثمانیہ

شمار و پیمائش تک نہ ہوا - اس وقت ان زمینوں سے جو کچھ ملتا ہے ' چاہے وہ خود زیادہ نہ ہو ' مگر انتظام و تدبیر کے بعد جو کچھ مل سکتا ہے ' وہ یقیناً بہت زیادہ ہے -

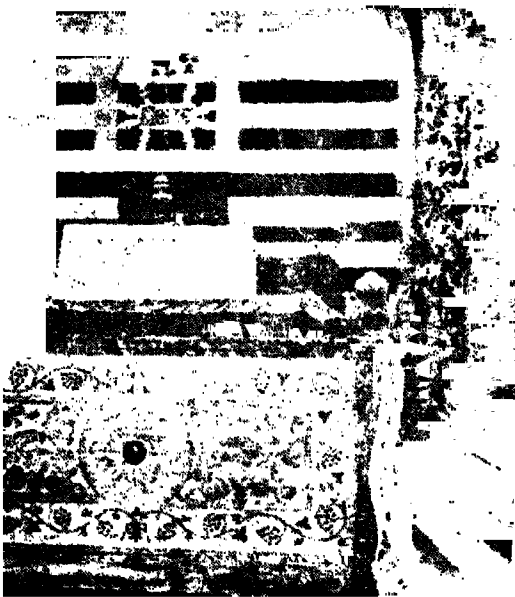
( ۳ ) اوقاف - اوقاف دولت عثمانیہ میں بکثرت ہیں اگر انکا انتظام اعلیٰ درجہ کا ہو تو دولت عثمانیہ کو ان سے گونہ گونہ فوائد حاصل ہوں - شکر ہے کہ حکومت کو اسکی طرف توجہ ہوئی ہے ' حال میں انکے متعلق ایک قانون بصورت تجویز پیش ہوا ہے جس سے بہت کچھ ترغبات کیے جاسکتے ہیں -

( ۴ ) جنگی - اگر گذشتہ سلاطین عثمانیہ نے اپنے آپ کو بہت سے معاہدوں کا پابند نہ کر دیا ہوتا تو نہ چنگی ہی ایک ایسی شے تھی جس سے بے شمار آمدنی ہر سکتی تھی - کیونکہ بد قسمتی سے ضرورت اور آرایش کی قریباً تمام چیزیں باہر سے آتی ہیں اور چنگی سے ملیوں ہا رزبیہ وصول ہو سکتا ہے - لیکن انقلاب کے بعد سے اسکی حالت کچھ نہ کچھ رو بہ ترقی ہے - چنانچہ گزشتہ آخر فروری سنہ ۱۹۱۳ع میں رزم ایللی اور جزائر کی چنگی شامل نہیں ہوئی ' با ایں ہمہ صرف تین ماہ میں چنگی کی آمدنی اس سے کہیں زیادہ ہوئی جتنی کہ سنہ ۱۹۰۸ اور ۱۹۱۰ میں ہوئی تھی -

## ترکی قالین

عثمانی مصنوعات قدیمہ کی اصلاح و ترقی

ترکی کے قالین صدیوں سے تمام عالم میں مشہور ہیں - لیکن یورپ کے دھانی کارخانوں نے جو شکست تمام صنائع قدیمہ کو دی ہے ' اسی سلسلے میں یہ نفیس صنعت بھی گمناں ہو گئی - حال میں دولت عثمانیہ نے تمام ترک قالین بافروں کو بڑے بڑے کارخانوں کی صورت میں منظم کر دینے کی تجویز کی ہے ' اور اسکا انتظام ہو رہا ہے - یہ تصویر ادرنہ کے ایک کارخانے کی ہے جس میں ایک قالین قریب تکمیل حالت میں دکھایا گیا ہے -



## ایک افہامی احادیث

۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جدید وزارت جنگ کا ایک تازہ ترین مرقع



اس مرقع میں انور پاشا مع دیگر وزراء عثمانیہ کے موجود ہیں - یہ تصویر اس مرقع کی ہے جبکہ برقی ٹریموں کے ایک نئے خط کی افتتاحی تقریب میں تمام اولیاء حکومت شریک ہوئے تھے -

## دولت عثمانیہ ان کے محاسن

دولت عثمانیہ کی آمدنی کا صحیح گوشوارہ اور مختلف سالوں کا موازنہ کرنا مشکل ہے ' البتہ یہ رتوق و یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اسکی آمدنی ہر سال بڑھتی ہی رہتی ہے - اسکی بڑی وجہ سفر و نقل کی سہولت ' موجودہ تمدنی وسائل کا حصول ' اور مست رفتار اصلاحات کا نفاذ ہے -

آمدنی کے ذرائع دو قسم کے ہیں :

( ۱ ) ٹیکس -

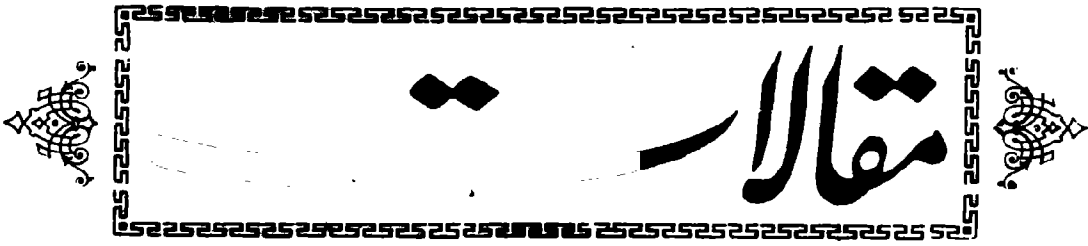
( ۲ ) ٹیکس کے علاوہ دیگر ذرائع -

جو ذرائع ٹیکس میں شامل نہیں ' وہ حسب ذیل ہیں :

( ۱ ) ریلوے کی آمدنی :

اس وقت تک جس قدر لائیں دولت عثمانیہ میں ہیں وہ اکثر دوسری قوموں کی ہیں جو ٹھیکہ پر بناتی ہیں - اس وقت دولت عثمانیہ کو ابے ایک مقررہ رقم ملتی ہے - جب ٹھیکہ کی مدت ختم ہو جائیگی تو تمام لائیں دولت عثمانیہ کی ملک ہو جائیں گی ' اور اس طرح کسی نہ کسی وقت انشاء اللہ خزانہ عامرہ کی آمدنی میں ایک معتد بہ اضافہ ہو جائیگا -

( ۳ ) زمین - دولت عثمانیہ کا ایک بہت بڑا ذریعہ اسکی طویل و عریض زمینیں ہیں جنمیں ہر قسم کے معدنی اور نباتاتی خزانے مدفون ہیں ' مگر انتظام کا یہ حال ہے کہ آج تک انکا صحیح



## بقیہ ازاد عرب

مسلمانوں کے مسروقہ خزانے کے چند موتی جو باقی رکھائے ہیں

## تاریخ و عبرت!

( ۲ )

اب ہم کو ایک نظر عرب کے ان خطروں پر ڈالنی چاہیے جو آزاد عرب کے نام سے مشہور ہیں - آزاد عرب سے مراد ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں سے ہے جو آجکل جزیرہ نمائے عرب میں یورپین قوموں کی ریشہ دوانیوں کا آماجگاہ ہیں - انہی میں مشہور وہابی تحریک نجد اور فرقہ اباضیہ کی سلطنت عمان بھی شامل ہے - ان کے علاوہ حضرموت کا خطہ ہے جس میں قدیم سلطنتوں مارب اور سبا کی بنیادیں رکھی گئی تھیں اور جو یمن کے ساتھ عرب معمورہ یا ( Arabic Feline ) میں شامل ہے -

حضرموت کے شمال میں نجد اور رادی دوسیر کا زرخیز علاقہ ہے - لیکن مشرق کے طرف ایک دشوار گزار ریگستان ہے جو ”ربع الخالی“ کے نام سے مشہور ہے - اس ریگستانی علاقہ کے علاوہ اور شمالی صحرائے شام کو چھوڑ کر یہ تمام حصہ ایک عظیم الشان سلطنت کے لیے مایہ ناز ہو سکتا ہے - اگر ان خطروں پر یورپ کو دسترس ہوتا تو اسمیں شک نہیں کہ اپنی مادی ترقیوں میں ہندوستان و مصر کے برابر ہوتے - لیکن دسترس ہونا اس لحاظ سے مشکل ہے کہ اس ملک کے آباد اور جنگجو فرقے کسی غیر ملت کے ماتحت رہنا گوارا نہیں کر سکتے - البتہ سلطنت ترکی اگر چاہے تو حکمت عملی سے ان کو اپنا حلقہ بگوش بنا سکتی ہے - کیونکہ اول تو یہ علاقہ یمن و حجاز کے بالکل معاذی واقع ہوئے ہیں - اس لیے ترک ہر طرف سے ان پر قابو پانے کی طاقت رکھتے ہیں - دوسرے ترک بھی جبل المتین اسلام کے پکڑے والوں میں سے ہیں جن سے عرب کے غیور زیادہ بیگانہ نہیں ہو سکتے -

لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہ زر خیز خطے جو کبھی قوت اسلامی کا اصلی سرچشمہ تھے ابھی تک ایسی کسمپرسی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں جس طرح قدیم رومیوں اور فارسیوں کے زمانے میں ان پر ایک درگزر چکا ہے -

شاید اسوجہ سے کہ عرب کا ملک بہت عرصے تک اپنی کم مائیگی کیلئے بد نام تھا اور ”رادی غیر ذی ذرع“ یعنی حوالی مکہ کا اطلاق کل سرزمین عرب پر کیا جاتا تھا - لیکن سیاحوں اور مبصرین جغرافیہ دانان قدیم و جدید کی رائے ہے کہ درحقیقت عرب ہی کے بعض قطعے باغ عدن کہلائے جانے کے قابل ہیں - خطہ نجد جو وسطی عرب پر مشتمل ہے اور جو ترکی صوبے العجاز اور العسا کے درمیان واقع ہے کسی طرح شام و عراق سے اپنی اہمیت و زرعیّت میں کم نہیں ہے - اگر زرخیزی ہی کو مد نظر رکھا جائے، فجب بھی موجودہ عراق کو نجد سے کوئی نسبت نہیں -

نجد وسط عرب کا ایک وسیع اور زرخیز ملک ہے جسکی مجموعی آبادی تقریباً بیالیس لاکھ سے زائد ہوگی - عرب کا سب سے مشہور درخت سماتا جسکا کرلا دنیا بھر کے درختوں کے کرلے سے بہتر ہوتا ہے، یہاں کی پہاڑیوں میں بکثرت پیدا ہوتا ہے - عرار نجد جسکی خوشبو سے پورا جنگل مہک جاتا ہے، اسی خطہ سے تعلق رکھتا ہے [۱] - شتر مرغ کے جھنڈ اور غزال عرب کے قطار اگر عرب میں کہیں پائے جاتے ہیں تو وہ یہی خطہ حسن و شعر ہے - عرب کا مشہور گھوڑا بھی دراصل نجد ہی کا گھوڑا ہوتا ہے - نجد ہی کے بعض حصوں میں لوہے کی کانوں کے نشان پائے جاتے ہیں - یہاں کی بھیڑوں کے ان بہت ملائم مثیل کشمیری ان کے ہوتے ہیں - ان خطروں کے بعض ناموں سے اسکی شادابی کا حال معلوم ہو سکتا ہے - مثلاً ریاض (باغ) بلاد الزہور (پھولوں کا ملک) بلاد الجوز (آخرت کا ملک) وغیرہ وغیرہ -

یہ پہاڑی خطے ہمارے نیپال اور کشمیر سے کم نہ ہونگے - مگر اس ملک کی طبیعی حالت سے کہیں زیادہ دلچسپ اسکی پولیٹکل حالت ہے - سو برس کا عرصہ گزرا کہ ایک شخص محمد بن عبد الوہاب اس سرزمین سے اٹھا - اسکی پیدائش سنہ ۱۶۹۱ع میں بنائی جاتی ہے، یعنی ٹھیک اسی وقت جبکہ ترکی سلطنت اپنے عروج کے نصف النہار کو پہنچ چکی تھی اور اس کے پلے پہل یمن میں قدم رکھا تھا - اس شخص کا معارف ابن مسعود نامی ایک رئیس قبائل اور جنگجو آدمی تھا - اس نے یکایک اپنی فوجی قوت بڑھا لی - یہاں تک کہ اس کے پوتے نے ایک مرتبہ نکل کر حجاز و اطراف حجاز پر حملہ کر دیا اور قابض ہو گیا - جس زمانے میں نیپولین یورپ میں تہلکہ مچا رہا تھا - اسی وقت مسعود ترکی سے لڑائیوں میں مشغول تھا -

بالآخر ابراہیم پاشا حاکم مصر نے جو سلطان کے طرف سے مقابلے کے لیے بھیجا گیا تھا، عبد اللہ بن مسعود کو گرفتار کر کے قاہرہ لے گیا - اس کے بعد عبد اللہ کے بیٹے نے سلطان نجد کے لقب سے اپنا ملک پھر حاصل کر لیا - ابتدا میں خدیو مصر کو خراج دینے کا اقرار کیا تھا مگر سنہ ۱۸۳۱ میں بالکل مستقل حاکم ہو گیا - اس پر مصری و ترکی فوجوں نے حملہ کر کے ہف ہف اور قطیف (صوبہ العسا) پر قبضہ کر لیا اور والی نجد کو قید کر کے مصر لے آئے - سنہ ۱۸۴۳ میں وہ مصر سے پھر واپس آیا اور سنہ ۱۸۶۵ تک مطلق العنان بادشاہ کی حیثیت سے حکومت کرتا رہا -

اس کے بعد اسکا بیٹا تخت نشین ہوا - مسعود اسکا بھائی تخت کے لیے لڑا اور کامیاب ہوا - عبد اللہ ترکی بھاگ گیا اور سلطان سے مدد مانگی - چنانچہ بغداد سے ترکی فوج نے آکر العسا پر دالمی قبضہ کر لیا -

مسعود سنہ ۱۸۷۳ میں مر گیا - عبد اللہ ہمیشہ لڑتا رہا اور آخر غالب آیا - سنہ ۱۸۸۶ تک ریاض میں رہی حکمران تھا -

( ۱ ) آہ یہی عرار ہے جسکی بوسے عشق آرزو کی نسبت شاعر عرب نے وصیت کی ہے :

تمتع من شمیم عرار نجد

فما بعد العیشۃ من عرار! ( المہل )

بہت بڑی بلا کے مقابلے کے لیے آمادہ ہوجانا چاہیے - حجاز کا مشرقی دروازہ نجد تھا، اور اسکی اوت مربہ الحساء - اگر اس اہتری میں اس طرف توجہ نہ کی گئی تو میں رتوق کے ساتھ پیشین گوئی کرتا ہوں کہ ساحل خلیج فارس پر تل ہی انگریزی جہاز دہلائی دینگے جو اس بہانے سے قطیف اور کویت پر گولا باری کریں گے کہ بحری قزاقوں کا مسکن ہو رہے ہیں اور ان سے انگریزی تجارت کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے -

پھر امیر نجد کہاں جاتا ہے - در خوبصورت دربینیں، کچھ رنگین چشمے، در ایک سنہری گھڑیاں، در چار قسم کے باجے، بس یہ تحفے اس کے لیے کافی ہیں - بد بخت مولای عبد العزیز سلطان مراکش تو صرف ایک سائیکل کو پاکر مدھوش ہو گیا تھا !

ہم نے بارہا قرب قیامت کی روایتیں وعظوں میں سنی ہیں جنہیں بیان کیا گیا ہے کہ تمام اسلامی ممالک پر نصاریٰ قبضہ کر لینگے - ہم اپنے آنکھوں سے جب شام، بحر احمر، عدن، بیرم، عمان، فارس کو دوسروں کے قبضے میں دیکھ رہے ہیں تو ہمیں ان روایات کی پوری تصدیق ہوجاتی ہے - عرب اور ترکوں کی قومی منافرت کے تشویشناک مسئلہ کی تاریخ کا سر ررق انگلستان کے فارن آفس ہی میں ہے - آہ ! وہ سلطنت جس نے دوسری صدی ہجری میں افریقی ساحل پر ایک زلزلہ ڈال دیا تھا، جو اسلام میں پہلی ریاست ہے جس نے پرتگال اور چچ اور انگریزوں کی طرح مارواہ البحر نو آبادیاں بسائی تھیں یعنی مشرقی افریقہ اور زنجبار، وہ آج جرمن اور برٹش ایسٹ افریقہ میں منقسم ہے !!

عمان بجائے خود ایک باقاعدہ سلطنت ہے جو اپنی وسعت میں اٹلی کے برابر ہے، اور آبادی میں یونان یا بلغاریہ سے کم نہیں - ۳ ملین اباضی خوارج جو گذشتہ عہدوں سے بچ رہے ہیں، انکا مسکن یہی ہے - اسمیں تمام جنری ملک کا وہ علاقہ بھی شامل ہے جو اس خطے کے مشرق میں واقع ہے -

ساحل عمان پر بارش بھی معقول ہوتی ہے جس کے سبب سے ساحلی مقامات بخلاف تمام عرب کے سرسبز ہیں - کھجور کے باغ سمندر کے کنارے دور دور تک چلے گئے ہیں - آسکا میدان دو سو میل تک ہے - چروائی بارہ میل ہے - اور عقب میں جبل اخضر کا سلسلہ ہے جسکی چوڑائی ۹۹۰۰ فیت اونچی ہے اور سمندر میں سر میل سے نظر آتی ہے -

عمان کے کچھ خطے شہد اور لوبان کے لیے مشہور ہیں - مشہور ہے کہ شہزادی سبا بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے لوبان اور میوہ کی بڑی مقدار بھیجی تھی جو انہیں اطراف سے حاصل کی گئی تھی -

لوبان ایک درخت کی گوندہ ہے جو عمان کے پہاڑوں پر بکثرت پایا جاتا ہے - عرب بھر میں عمان کا ایک کربال والا اونٹ سب سے افضل ہوتا ہے - اسی لیے یہ خطہ ”ام الابل“ کے نام سے مشہور ہے - اس ملک کی آب و ہوا منطقہ حارہ اور معتدلہ کی درمیانی حالت میں ہے - اسکی بلندی ۳ ہزار سے ۵ ہزار فیت تک ہے - یہاں پہاڑی ندیاں اور چشمے جاری ہیں - بحرین اور عمان کے معاشی ساحل اپنے بیش قیمت موتیوں کے لیے مشہور ہیں -

پلے عمان میں آزاد اماموں کی حکومت تھی جو خاندانی لحاظ سے انتخاب نہیں کیے جاتے تھے بلکہ جمہوری اصول پر - لیکن سنہ ۱۵۰۶ع میں خلیج فارس پر انگریزوں کے نمودار ہونے کی وجہ سے مسقط بھی سنہ ۱۶۵۰ع تک ان کے قبضہ میں رہا - سنہ ۱۷۴۱ع میں احمد بن سعید ایک مجبور الحال اونٹ چرانے والے نے سہار کی گورنری حاصل کر لی اور ایرانیوں کو جو پرتکالیوں کے بعد قابض ہو گئے تھے، مسقط سے نکال دیا اور اس خاندان کو قائم کیا جسکی حکومت اب تک برائے نام باقی رکھی گئی ہے - (رفیقی)

جب امیر ترکی کو اس کے بھتیجے مہدی نے قتل کر دیا اور فضیل تخت نشیں ہوا تو ریاض کی فوج میں ایک نوجوان عبد اللہ بن رشید نامی تھا - اس نے دے پاؤں محل میں جا کر مہدی کو قتل کر دیا - اور اس طرح فضیل کو اپنے باپ کا تخت مل گیا - اس نوجوان کو اسکی شجاعت اور فاداری کے صلے میں اس کے وطن جبل شامز کی گورنری مل گئی -

وہ خود مختار ہو کر ایک علیحدہ ریاست بنانے کی سعی کرنے لگا اور بہت جلد فضیل کا ہم قوت ہو گیا - سنہ ۱۸۴۴ میں اس نے انتقال کیا -

بلال، شعیب، محمد، یہ اس کے تین بیٹے تھے - بلال بڑا بیٹا حاکم ہوا - اس نے بغداد و بصرہ کے تاجروں کو اپنے پایہ تخت میں آباد کیا اور بتدریج ریاض کے رہائی قبائل کا جوا گروں سے اوتار کر پھینک دیا - سنہ ۱۸۶۷ میں ایک مرض سے پریشان ہو کر اس نے خود کشی کر لی - شعیب اسکا جانشین ہوا لیکن بلال کے بیٹوں نے ایک سال کے اندر ہی مرنا ڈالا -

عبد اللہ کا تیسرا بیٹا محمد، ریاض میں پناہ گزیں تھا - موقع پاکر امیر عبد اللہ فضیل سے اجازت لیکر مایل میں آیا اور اپنے بھتیجے کو قتل کیا - پھر بلال کے باقی بیٹوں کو مار کر مرنہ ۱۸۶۰ میں خود ہی بے غل و غش امیر بن گیا - سنہ ۱۸۶۶ میں امیر عبد اللہ بن فضیل کو اس کے بھتیجوں نے قید کر کے تخت پر قبضہ کر لیا - اس وقت سے وسطی عرب میں رہابیوں کے سرخ و سفید علم کے بجائے امیر مایل کا سبز و ازغوانی علم لہرانے لگا ہے -

امیر مائل محمد بن رشید بابعالی کا باجگذار تھا - وہ شریف مکہ کو سلطان کے لیے سالانہ رقم پیشکش کرتا رہا - سنہ ۱۸۹۰ میں ریاض کے قدیم حکمران قبائل نے بغاوت کر کے ریاض کو آزاد کرانا چاہا مگر ناکام رہے - سنہ ۱۸۹۷ میں محمد بن رشید نے رحلت کی - اسکا جانشین عبد العزیز بن شعیب اب تک حکمران ہے - یہ سخت گیری میں محمد بن رشید سے کم مگر سیاست میں اسکا ہم پلہ ہے -

### (نگی شورش)

قاریبن کرام پر واضح ہو گیا ہوگا کہ نجد کی اس پولیٹکل کشمکش میں ترکوں کو کتنا دخل رہا ؟ امیر نجد شکست کے بعد سلطان کا ادب ملحوظ رکھتا تھا - ہر طرح سے انکو اپنا سرپرست جاننا تھا - اگر ترکوں کی طرف سے اس تعلق کے مضبوط کرنیکی کوشش ہوتی رہتی تو بلاشبہ آج ریاست نجد ترکوں کے زیر اقتدار ہوتی - لیکن جب کسی قوم پر زوال آتا ہے تو تمام تدابیر ملکی اس کے دماغ سے مفقود ہوجاتی ہیں - موجودہ جنگ بلقان سے بھی نجدیوں نے فائدہ اٹھایا، اور الحساء کو تاراج کر کے قطیف پر قابض ہو گئے -

در اصل اس حرکت و شورش کے اندر ایک پر اسرار ہاتھ کام کر رہا ہے، جسکا نام لیتے ہوئے مثل اور ہندوستانیوں کے ہموکر بھی دینا چاہیے - مگر ہماری بزدلانہ چشم پرشی ہم پر بہت آفت لاکھی - اب اگر کہیں تک خوف کھائیں؟ اسمیں کچھ شک نہیں کہ گذشتہ صدی میں خلیج فارس کی حفاظت کے نام سے ساحل عرب پر انگریزوں نے بڑے بڑے طوفان برپا کیے - یہ شورش بھی انہی کا ایک ٹکڑہ ہے -

ابھی ترکی کا گلا دبا کر کویت و بحرین کا معاملہ طے کرایا جا چکا تھا کہ بیچارے کے سر پر دوسری آفت لائی گئی -

”دیوانہ نجد را ہرے بس ست“ امیر نجد کو اتنا اشارہ کافی تھا کہ سلطان نے ان کے قدیمی ملک الحساء کو انگریزوں کے حوالے کرینکا تہیہ کر لیا ہے - غیر ملک پرست عرب بے اختیار ترکوں کے سر در پڑے - رپورٹر کی تازہ ترین خبر سے تو یہ پایا جاتا ہے کہ ترک ساحل الحساء چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں - واللہ اعلم - یہ واقعہ اگر صحیح ہے تو خدا نخواستہ مسلمانوں کو ایک

اسکر خود روس اور تمام بڑی سلطنتوں نے منظور کر لیا۔ اسی سے وہ قانون پیدا ہوا جسے ”تصدیق دول“ سے موسوم کرنا چاہیے۔ یعنی جب تک دول سنہ تصدیق نہ کریں، ترکی کے متعلق کوئی معاہدہ معتبر نہیں ہو سکتا۔

پس میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کا تعلق عہد نامہ بخارست سے کیوں نہ ہو؟ اور اس کے لیے کوئی صحیح وجہ کیوں موجود نہیں۔

بلاشبہ یہ سچ ہے کہ بلقانی مقبوضات کی بے اقتدارانہ تقسیم سے امن یورپ کو جو خطرات ہو سکتے ہیں، وہ ایک حد تک رفع ہو گئے ہیں، مگر یہاں تو قانون کا سوال ہے!

بہر حال جس چیز کو کونٹ ہی اسٹ ”سیاست شرقیہ کا نظام“ کہتا ہے، وہ سنہ ۱۸۷۸ ع سے کلیتاً محض زمین یا سہادت و برتری ہی کا سوال نہیں رہا ہے۔ درحقیقت دول کے شروع ہی میں یہ محسوس کر لیا تھا کہ ان کے فیصلہ سے جس آبادی پر اثر پڑے گا، اسکی بہبودی و فلاح کی ذمہ داری جب تک وہ اپنے اوپر نہ لینے اسوقت تک بلقان کے جغرافیہ سیاسی کی نگرانی کا انہیں کوئی حق نہیں۔ اسی سنہ ۱۸۳۰ میں یونان اور سنہ ۱۸۵۸ میں رومانیہ کی کامل ترین مذہبی اور ملکی آزادی کے حصول پر اصرار کیا گیا تھا۔ لیکن معاہدہ برلن میں ان شرائط کے وسیع تر دائرہ اختیار کر لیا اور مشرق ادنیٰ کی تمام سلطنتوں کی بقا، ہر قسم کی مذہبی اور ملکی مجبوروں کے انسداد اور ہر طبقہ رعایا کے مساویانہ اور آزادانہ سلوک سے مشروط ہو گئی۔ یہ ذمہ داری ہمیشہ کی طرح آج بھی موجود ہے۔ اسلیے دول کا فرض ہے کہ وہ دیکھیں کہ اس ”نظام سیاست“ کو عہد نامہ بخارست سے صدمہ تو نہیں پہنچ رہا ہے؟

البانیا کا ہنگامہ رستخیز ہنوز ایک غیر منحل عقدہ ہے۔ یورپ کی تازہ ڈاک بھی اسپر کوئی مزید روشنی نہیں ڈالتی۔ مسلمانوں کا خرچ، اسد پاشا کی اعانت حکومت، اس کے صلہ میں جلا وطنی، ابتداً مسلمانوں کی اس کے ساتھ سرد مہربانی، پھر ہمدردی، یہ واقعات کچھ اسدرجہ پیچیدہ ہیں کہ ہنوز انکی تشریح قبل از وقت ہوگی۔

لیکن انگریزی سیاست خارجیہ کا بے انتہا ضابطہ و مخفی مداح ”نیرایست“ واقعات کی پیچیدگی اور حقیقت کے اخفا کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے مجتہدانہ قیاس سے ایک حل پیش کرتا ہے۔ اس کے نزدیک اس طلسم کی کنجی علم برداران خرچ کا اسلام ہے۔ یہ تسلیم کرنے کے بعد کہ یہ لوگ مسلمان تھے، اُسے واقعات کا کم شدہ نظام مل جاتا ہے۔ ”یعنی مسلمانوں کو شکایت ہے کہ شہزادہ ریڈ کی منظور نظر صرف عیسائی آبادی ہے۔ خود مختاری کے ثمرات سے صرف عیسائیوں ہی کے دامن میں مال ہو رہے ہیں۔ پس ان کے خرچ کا اصلی محرک یہی خیال تھا۔ بیس اسد پاشا کے متعلق مسلمانوں کا خیال ہوا کہ وہ انکو شہزادہ ریڈ کی نظر عنایت سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ اس خیال کو اس واقعہ سے اور بھی تقویت ہوتی تھی کہ مسلمان فیوڈل سسٹم (۱) کے خلاف اور اسد پاشا اسکا حامی تھا۔ اس لیے جب وہ دروازہ پہنچے تو انکو اس سے کوئی ہمدردی نہ تھی، مگر جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے مقابلہ کے لیے صرف عیسائی بھیجے گئے ہیں اور نیز یہ کہ اسد پاشا ایک مسلمان (اگرچہ وہ مسلمانوں کا دشمن اور عیسائیوں کا حامی ہے) جلا وطن

(۱) فیوڈل سسٹم سے مقصود وہ طرز حکومت ہے جس میں ایک مرکزی طاقت کی جگہ مختلف چھوٹے چھوٹے رؤساء اور صاحبان اراضی و املاک باقتدار ہیں اور اپنی اپنی فوجوں کو اپنے صرف سے قائم رکھیں۔ قدیم یورپ اور اسلام میں دولت سلجوقی وغیرہ کا یہی طرز حکومت تھا۔ فرانس اور انگلستان کے نائٹس مشہور ہیں (المہل)

# بریتزرنگ

## تخصیص و اقتباس

انجمن انگریزی و عثمانی (اینگلو آٹومن کمیٹی) کے سکرٹری ”نیرایست“ کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں:

”سابق انجمن عثمانی کے بانی اور موجودہ انجمن انگریزی و عثمانی کے سکرٹری کی حیثیت سے میں اعلان کرتا ہوں کہ ایک منظم جماعت کیلئے جو یہ کہتی ہو کہ وہ عثمانی شاہنشاہی اور عثمانی رعایا کے ساتھ انصاف کرنے کی حامی ہے (یعنی انگلستان کے لیے) یہ ایک اخلاقی خود کشی ہے کہ وہ نہ صرف فرانس کے موسیو پیر لوتی بلکہ روسی اخبار نوی ریمیا کے مراسلہ نگار موسیو میشکوف اور ان کے علاوہ ارباب صحت کی قاطع و عینی شہادت کے ہوتے ہوئے بھی بالکل خاموش رہے! ان شہادتوں سے ان جگر پاش مظالم کے حالات معلوم ہوتے ہیں جو مظلوم مسلمانوں پر بلاد بلقان و البانیا میں بے دردانہ کیے جا رہے ہیں“

بخارست اور طانیہ کے عہد ناموں کی وجہ سے بلقان کی جو نئی صورت پیدا ہو گئی ہے، اسکی تصدیق کے متعلق حال میں سر ایڈورڈ گرے کے دارالعوام میں تصریحات کی تھیں۔ مسٹر ایل رلف جو ”گریفگ“ کے مشہور سیاست نگار ہیں، اسکی نسبت خامہ فرسائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اس اصول (یعنی تصدیق دول کے اصول) کو اگر کسی قدر توسیع کے ساتھ بیان کیا جائے، تو اس کے معنی یہ ہونگے کہ دولت عثمانیہ کے خاتمہ (لا قدر اللہ) کا نتیجہ امن یورپ کا خطرہ میں پڑ جانا ہے، اسلیے چاہیے کہ اسکی مقبوضات کی دوبارہ تقسیم یورپ کے اتفاق اور اقتدار کے ساتھ عمل میں آئے۔

یہ اصول کم و بیش تاریکی کے عالم میں سنہ ۱۸۲۰، ۱۸۴۰، ۱۸۵۹ اور ۱۸۷۱ میں مانا گیا، مگر صاف طرز پر اسکی منظوری اور نفاذ سنہ ۱۸۷۸ ع میں برلن کانگریس میں ہوا۔ برلن کانگریس سے پہلے اس کے چہرہ پر ”دولت عثمانیہ کی سلامتی و خود مختاری“ کا پر فریب نقاب پڑا رہتا تھا۔ لیکن سنہ ۱۸۷۸ ع میں اپنی اصلی شکل میں جلوہ گر ہو گیا۔ یہ عہد نامہ سینٹ اسٹی فانو سے دوسرے دن کا واقعہ ہے جسکی بنا اس فرض کرنے پر تھی کہ ”جنگ نے روس اور دولت عثمانیہ کو آزاد کر دیا ہے اور انہیں اختیار ہے کہ جس طرح چاہیں مسئلہ شرقیہ کا فیصلہ کر لیں“

اس ”فرض کردہ اصول“ کے خلاف سب سے پہلے آسٹریا نے آواز بلند کی۔ کونٹ بیاست Beust نے لارڈ ڈربی کو ایک نوٹ میں لکھا کہ یورپ کے معاہدوں نے سیاست مشرقیہ کا جو نظام قائم کر دیا ہے، اسمیں جب کسی قسم کا تغیر کیا جائے تو ضرور ہے کہ اسے یورپ کی منظوری حاصل ہو۔ انگلستان نے اس اصول سے اتفاق کیا۔ اس کے بعد لارڈ سالسبری نے معاہدہ سینٹ اسٹی فانو کو یورپ کی کسی کانگریس کے حوالہ کر دینے کے لیے جو مراسلہ لکھا تھا، اسمیں اس اصول کو اس طرح بیان کیا تھا:

”کوئی معاہدہ جو حکومت روس اور باب عالی میں ہوا اور جسکا اثر سنہ ۱۸۵۹ اور سنہ ۱۸۷۱ کے معاہدوں پر پڑتا ہوگا، وہ اسوقت تک مرکز جائز نہیں قرار پائیگا جب تک کہ وہ سلطنتیں بھی اسے منظور نہ کر لیں، جو ان میں شریک تھیں“

## درسِ سلامیہ

### ۱۰۔ مئی کا جلسہ ۱۵ ی

( از جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب )

۱۰ مئی کے جلسہ کے بعد میں بہت جلد شملہ آ گیا۔ لیکن میں برابر اسلامی اخباروں میں ان تمام مضامین کو پڑھتا رہا جو اس جلسہ کے متعلق معزز ایڈیٹروں اور نامہ نگاروں نے لکھے یا اب تک لکھ رہے ہیں..... مجھے افسوس ہے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میں نے ان واقعات کے پہلو میں جو مختلف اخباروں میں درج کئے گئے ہیں، صداقت کی روشنی بہت کم دیکھی۔ جن بزرگوں نے اب تک ۱۰ مئی کے جلسہ پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے، ان میں سے بعض حضرات کے متعلق میرا یقین ہے کہ انہیں صحیح اور کافی معلومات کے حاصل کرینکا وقت نہیں ملا ہے۔ اس لیے وہ اندر کے الجھتے ہوئے واقعات کے سلجھا نے سے قاصر رہے ہیں۔ لیکن جو کچھ وہ لکھ رہے ہیں آتے رہے صحیح سمجھ رہے ہیں۔ ان بزرگوں کے علاوہ دوسرے حضرات وہ ہیں جو اپنے خیالات کے ساتھ واقعات کو مطابق کرنے کی خواہش مند ہیں، اور ایسی درریں سے ۱۰ مئی کے جلسہ کے واقعات کو ملاحظہ فرمانے کی تکلیف گوارا کر رہے ہیں، جسے وہ مفید مطلب چیزوں کے دیکھنے کیلئے ترسیدہ طور پر استعمال کرتے ہیں، لیکن جب کوئی چیز ان کے خلاف سامنے آتی ہے تو دریں کو الٹا لگا لیتے ہیں، تاکہ وہ معمولی حالت سے بہت چھوٹی اور حقیر معلوم ہو، اور اس طرح وہ اپنے دل کے گہوارے میں مصنوعی تسلی کو جھلا رہے ہیں!

میں چاہتا ہوں کہ ایک مرتبہ اپنے قلم سے ان واقعات کو جو میرے علم میں صحیح اور یقینی ہیں، اہل اسلام کے سامنے پیش کر دوں، اور پھر اپنی طرف سے اس بحث کا دروازہ بند کر دوں۔ دوسروں کو اختیار ہے کہ وہ جس وقت تک چاہیں اور جس طریقہ کے ساتھ چاہیں اس بحث کو جاری رکھیں۔

سب سے پہلے میں ۱۰ مئی کے جلسہ کی ضرورت پر کچھ لکھوں گا، اس کے بعد جلسہ کے حالات بیان کروں گا، پھر اس کے نتائج سے بحث کروں گا۔ اگرچہ یہ تمام باتیں بہت وقت لینے والی ہیں مگر میں کوشش کروں گا کہ اختصار سے کام لوں۔

( جلسہ کی ضرورت )

ندوہ ایک ایسی تعلیم گاہ ہے جو اپنی تعلیمی خصوصیتوں کے لحاظ سے دوسری تعلیم گاہوں سے امتیاز رکھتی ہے۔ اسکا اصلی مقصد یہ تھا اور ہے کہ اس سے جو علماء فارغ التحصیل ہو کر نکلیں وہ اپنے علوم میں مہر ہونیکے علاوہ دوسری زبانوں سے بھی ( جیسے کہ انگریزی زبان ) کس قدر آشنا ہوں، تاکہ ایک طرف وہ اشاعت اسلام جیسے مقدس اور مہتم بالشان فرض کو ادا کرسکیں، اور دوسری طرف وہ ان غیر مذہب والوں کے حملہ سے بھی واقف ہوتے اور ان کے جوابات دیتے رہیں، جو اپنا فرض سمجھ رہے ہیں کہ اسلام کو دنیا کی نظروں میں ایک نہایت ہی کمزور اور ضعیف مذہب ثابت کریں۔ ”ندوہ“ کا یہی وہ اعلیٰ اور اہم فرض تھا، جس نے مسلمانوں کو بہت جلد اپنی طرف مہینچ لیا اور ندوہ کا بھی وہی نصب العین تھا جس نے اسے اور اسلامی مدارس سے ممتاز بنا دیا۔ اس ندوہ میں بدقسمتی سے ایسی بے قاعدگی شروع سے چلی آتی تھی، جو بتدریج ندوہ کی اساس کو کمزور کر رہی تھی، اور روز بروز

کیا جا رہا ہے، تو انہیں محسوس ہوا کہ مذہبی تفریق کو جس قدر چلے سمجھتے تھے، حقیقت میں اس کہیں سے زیادہ سنگین ہے۔ اس لیے فوراً وہ آسکے ہمدرد ہو گئے۔

مسئلہ خروج البانیا کا یہ فلسفہ ہے جو انگلستان کے اخبارات

پیش کر رہے ہیں!

یہ حل کس حد تک تشفی بخش ہے؟ اور اس کے اندر کونسی روح کام کر رہی ہے؟ اس کا اندازہ قاریین کرام خود کر سکتے ہیں۔ مسیحی اہل قلم اور سیاست فرما صدیوں سے صرف یہی کام کرتے آئے ہیں کہ اپنے جرائم کو اپنے حریفوں کے سر الزام رکھ کر پوشیدہ کریں!

واقعہ کی اہمیت کو کم کرنے کے لیے رپورٹ میں لکھا گیا ہے کہ البانیا کے انقلابی ”صرف دھقانیوں اور کسانوں کی ایک غیر ترتیب یافتہ جماعت ہے جس میں کوئی معتبر شخص نہ تھا“ مگر شاید اس تعبیر کی تصنیف کے وقت یہ خیال نہ رہا کہ جب اس تحقیق آمیز بیان کے ساتھ یورپ کے قرار دادہ شہزادہ کے فرار، تمام شہر کے خوف زدہ ہوجائے، اور جندرمہ ( فوجی پولیس ) کی گرفتاری کی خبریں بھی شائع ہونگی، تو اس وقت البانی حکومت کی کمزوری اور غریب شہزادہ کی بزدلی کا سوال بھی قدرتاً پیدا ہو جائیگا۔ چنانچہ جن اخبارات کو شہزادہ وید کے انتخاب سے اختلاف تھا، وہ ایک طرف رہے، خود نیرایست کو بھی مجبوراً کہنا پڑا ہے: ”اس واقعہ سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا شہزادہ وید بغیر یورپ کی فوجی اعانت کے حکومت چلا بھی سکتا ہے یا نہیں؟“

شہزادے کے بھاگنے میں جن لوگوں پر شرکت کا شک تھا، ان میں آسٹریا کا وزیر بھی ہے۔ اس لیے حکومت آسٹریا نے اعلان کر دیا ہے کہ ”اس کا وزیر شہزادہ کے عاجلانہ فرار کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ وہ اطالی وزیر کے مشورہ سے ہوا ہے“ تعجب ہے کہ ایک جرمن شہزادہ نے ایک ایسے شخص کو پا مردی و ثبات کے باب میں قابل مشورہ کیوں سمجھا، جس کی قومی شجاعت کی حقیقت سحراء لبیاء و طرابلس میں طشت از بام ہوجکی ہے؟

حکومت اطالیہ کے استعماری حوصلے روز بروز بار پھیل رہے ہیں۔ طرابلس کی ہڈی اگرچہ ابھی تک حلق میں پھنسی ہوئی ہے مگر اسکا ہاتھ یورپ کے خوان یغما ( دولت عثمانیہ ) کی طرف بھی بڑھنے سے باز نہیں آتا۔ اب اس کے پیش نظر ایشیائے کوچک ہے! طرابلس کی طرح اس موقع پر بھی برطانیسی سیاست اس کی تالیف ( بلکہ مداخلت کہنا چاہیے ) ایک حد تک اس کی خاطر ایثار کر رہی ہے! سمرنا آلدین ریلوے کے متعلق ایک برطانیسی کمپنی کو اپنے استحقاق کا دعویٰ تھا۔ حکومت اطالیہ اس کے متعلق غرمہ سے کوشش کر رہی تھی، بالآخر آئے حکومت برطانیہ کی رساطت سے کامیابی حاصل ہو گئی۔ حال میں اس کمپنی اور حکومت اطالیہ میں ایک معاہدہ ہوا ہے جس کی تفصیل ہنوز معلوم نہیں۔ لیکن اطالی وزیر خارجہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو کامیاب سمجھتا ہے۔ چنانچہ پچھلے ہفتے ایک تقریر میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا: ”یہ دراصل اس راہ میں پہلا قدم ہے جو غالباً محنت طلب ثابت ہوگا“

اس تقریر میں ایشیاء کوچک کے اندر اسی قسم کی دوسری اطالی کوششوں کی طرف بھی اشارے کیے گئے ہیں۔

مگر اطالیہ جس کو لقمہ تر سمجھ رہی ہے وہ ان شاہ اللہ طرابلس سے بھی زیادہ کل گیر ثابت ہوگا، کیونکہ یہ ترکوں کا اصلی وطن ہے اور فوجی نقل و حرکت کے بری راستے موجود ہیں۔



کرتے ہیں اس سے انحراف کرنا اپنے اصول مسئلہ کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ابھی تک ۱۰ مئی کی تاریخ نہیں آئی تھی کہ بعض اصحاب کی کوشش سے اسٹرایک ختم ہو گئی، اور جلسہ کا کوئی بھی تعلق بھی اسٹرایک سے باقی نہیں رہا۔ مگر کستور لطیف بات ہے کہ اب تک بھی ۱۰ مئی کے جلسہ کی جرائم کی فہرست میں اسٹرایک کا جرم بھی برابر شامل کیا جا رہا ہے، اور اسے کی پختگی کی یہ مثال دکھائی جاتی ہے جو نہ پیش ہوتی تو زیادہ بہتر تھا۔

(۲) دوسرے اعتراض کے متعلق گو میں اپنے مضمون میں کچھ لکھ چکا ہوں، مگر یہاں بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ کچھ عرض کروں:

ندوہ میں ابتدا سے خرابیاں پائی جاتی تھیں اور اس کا قانون اساسی اصلاح کا محتاج تھا۔ قانون پر سالہا سال سے عمل نہیں ہوتا تھا، ندوہ روز بروز پست ہو رہا تھا، باہمی قصور نے اسے اور بھی نقصان پہنچا رکھا تھا۔ اسکی یہ حالت کم و بیش دس بیس برس سے ہو رہی تھی، اگر تھوڑی دیر کیلئے یہ فرض کر لیجیے کہ ایسی ہی حالت کسی دوسری تعلیم گاہ کی ہو تو میں دریافت کرتا ہوں کہ قوم کو اس میں مداخلت (جائز طور پر) کرنی چاہیے یا کسی اور آسانی جماعت کا اسے انتظار کرنا چاہیے جس کے سپرد اس نے یہ خدمت کر رکھی ہے؟ اگر فرض کر لیجیے کہ قوم اس میں مداخلت نہ کرے، تو میرے یہ سوال کرنے کی اجازت دیجیے کہ کیا وہ اپنے فرض سے غافل نہیں سمجھی جالیگی؟ اور کیا اس کا یہ گناہ نہیں ہوگا کہ جس تعلیم گاہ کے مقصد کے ساتھ وہ اس قدر دلچسپی رکھتی ہے اور جس کے لیے اس نے ریپیے اور وقت سے مدد کی ہے، اس کی مختلف اور دیرینہ خرابیوں کے معلوم ہونیکے بعد بھی وہ خاموش ہے، اور انہیں بزرگوں پر اس کی عقدہ کشائی کا بار ڈال رہی ہے جن کے ناخن اس کے لیے کچھ مفید ثابت نہیں ہوئے؟

اگر ہم میں سے ایک جماعت یہ چاہتی ہے کہ قوم کی طرف سے ایسی مداخلت ہو، تو اس قسم کے جلسوں کو بے معنی طور پر مضر بتانے سے بہتر ہوگا کہ وہ اپنے اپنے انسٹی ٹیوشنوں کو ایسی حالت میں نہ رکھے کہ مسلمانوں کی عام جماعت کو ترجیح کرنے کی ضرورت ہو۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ طبیب آپ کو دوا نہ دے تو آپ پر لازم ہے کہ آپ اپنی صحت کو بہتر حالت میں رکھیں۔ اگر آپ بیمار ہوں گے اور خود آپ کی چارہ سازی آپ کیلئے مفید نہ ہوگی تو پھر طبیب کی مداخلت ناگزیر امر ہے۔ کیا یہ تعجب خیز بات نہیں ہے کہ آپ اپنی تدبیر سے در ماندہ ہوں، اور دوسرا آپ کو چارہ کار بتانے کے لیے کھڑا ہو تو آپ غل مچالیں کہ تمہیں مداخلت کا کوئی حق نہیں ہے؟ اگر تم اس طرح مداخلت کر گے تو ہمارا نظام بالکل خراب ہو جائیگا؟

(ایک دھمکی)

اس سلسلہ میں نا مناسب نہ ہوگا اگر میں یہ بیان کروں کہ بعض اصحاب نے مدرسہ طبیبہ کا بھی ذکر کیا ہے، اور اس طرح مجھے سمجھایا ہے کہ تم بھی ایک اسکول رکھتے ہو۔ اگر تمہارے اسکول کے ساتھ بھی یہی سلوک قوم کی طرف سے ہو تو تم کیا خیال کر گے؟ اس کے جواب میں میں التماس کرتا ہوں کہ میں اس روز اپنی خوش قسمتی سمجھونگا، جس روز ملک کا ایک قائم مقام جلسہ مجھے سے مطالبات کرے گا۔ اگر ایسا ہوا تو جو جواب میری طرف سے ہوگا وہ صرف اسکی شکر گزاری ہوگی اور اس کے نیک مشوروں کو قبول کرنا ہوگا۔ اس وقت کا انتظار کرنا بالکل ایک عبث فعل ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جس جماعت کا دل

اس میں کم و بیش اضافہ ہو رہا تھا کوئی شخص جسمیں تھوڑا سا بھی انصاف ہو، وہ اس خرابی کا ذمہ دار صرف موجودہ جماعت ہی کو نہیں سمجھ سکتا، بلکہ ہر ایک نظام اور ہر ایک معتمدی کو اسکا ذمہ دار سمجھ گا۔ بہر حال ایسے اسباب پیش آئے کہ ندوہ کی خرابیاں آہستہ آہستہ تمام ہندوستان میں پھیلنے لگیں، اور بہت سے شہروں میں ندوہ کی جماعت سے اصلاح کے مطالبات شروع ہو گئے، اور اسلامی اخباروں نے موافقت اور مخالفت میں خاص طور پر دلچسپی لینی شروع کی۔ اس کشمکش میں ندوہ کی حالت قاتنی کے اس شعر کے مطابق تھی:

ایں می کشدش از چپ، آن می کشد از راست  
مسکین و لکم ماندہ دریں کشمکش اندرا

ایسی حالت میں ضرور تھا کہ مسلمانوں کا ایک قائم مقام جلسہ کسی شہر میں جمع ہو کر اس ناگوار حالت کو دور کرے، اور مسلمانوں کے ان مطالبات کو اعتدال کے ساتھ اڑان ندوہ کی خدمت میں پیش کرے تاکہ ایک طرف ندوہ کی وہ خرابیاں جو اساسی ہیں اور جنہیں دینوں فریق بغیر اختلاف کے تسلیم کرتے ہیں دور ہوں۔ دوسری طرف مسلمانوں کو بھی ان اصلاحات پر اطمینان ہو جائے، اور ان کی دلچسپی اپنی اس تعلیم گاہ کے ساتھ انہیں حدود پر آجائے جنہر کہ پہلے تھی۔

(دو اعتراض)

قوم کے بعض بزرگ ۱۰ مئی کے جلسہ پر اعتراض فرماتے ہیں کہ:

(۱) اسٹرایک کی حالت میں یہ جلسہ مضر تھا۔ اسٹرایک کے بعد ہوتا تو مناسب تھا۔

(۲) ہر ایک تعلیم گاہ کیلئے جو جماعت قوم نے خاص خاص اصول پر مقرر کر دی ہے، اس جماعت پر بھروسہ کرنا چاہیے اور چونکہ یہ جلسہ عملاً اس اعتماد کو کھوئے والا ہے، اور اس سے دوسری تعلیم گاہوں کے لیے بھی مسلمانوں کی ایک عام مداخلت کی ایسی نظیر قائم ہوئی ہے جو ان کے نیک کاموں میں سدراہ ہوگی۔ اس لیے یہ جلسہ مفید ہونے کے بجائے مضر ہوگا۔ ان دینوں اعتراضوں کے جواب ذیل میں عرض کرتا ہوں:

(۱) اس جلسہ کو حقیقت میں اسٹرایک سے کچھ تعلق نہ تھا۔ نہ یہ طلبہ کی کفالت پر غور کرنے کیلئے بلایا گیا تھا۔ تاہم ہمارا فرض تھا کہ ہم عام طور پر اس امر کو ظاہر کر دیتے کہ ۱۰ مئی کے جلسہ کو اسٹرایک سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے دہلی میں میرے مکان پر ایک جلسہ ۱۰ مئی کے جلسہ کو بلانے اور دوسرے انتظاموں کیلئے منعقد ہوا۔ اسمیں جو ریزولوشن پہلے پاس ہوا، وہ اسٹرایک کو ختم کر دینے ہی سے متعلق تھا۔ ہم میں سے کسی ایک کو بھی اسٹرایک سے ہمدردی نہیں تھی۔ بلکہ ہم اسٹرایک کو سب سے زیادہ خود طلبہ کے لیے مضر سمجھ رہے تھے۔ ہم نے اس جلسہ کی کارروائی کو بھی چھاپ دیا تھا۔ اہل اسلام نے اپنے روزانہ ہفتہ وار پرچوں میں اسے پڑھ بھی لیا تھا۔ اس کے بعد پھر بعض بزرگان قوم کا یہ فرمانا کہ اسٹرایک کی حالت میں جلسہ کا ہونا اس موقع پر مناسب نہیں تھا۔ کیوں کہ طلبہ کو یا دوسرے اصحاب کو یہ قیاس کرنیکا موقع مل سکتا تھا کہ ۱۰ مئی کا جلسہ اسی اسٹرایک سے تعلق رکھتا ہے، میرے خیال میں انصاف سے بالکل بعید ہے، اور اگر میرے لیے احباب معاف فرمائیں تو میں عرض کروں گا کہ میں اسے سخن پروری کی ایک ایسی قسم سمجھتا ہوں جو ان اصحاب میں اکثر پائی جاتی ہے جو غلط یا صحیح طور پر اپنی رائے پر جمے رہتے ہیں، اور جو کچھ وہ ایک مرتبہ ظاہر کر دیا



الغرض سب سے پہلے آئندہ سرگٹ چھپوائے گئے تھے۔ لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ یہ ناکافی ہونگے۔ تو سرگٹوں کا اور انتظام کیا گیا۔ کیونکہ اسقدر راما تھیٹر میں گنجائش تھی۔ یہ کل ایک ہزار گت تھے، جنہیں اس طرح تقسیم کیا گیا کہ سرگٹ ان معزز اصحاب کیلئے نامزد کیے گئے جو باہر سے ہماری دعوت پر تشریف لائے والے تھے، اور جن کے جوابوں سے ہم نے ایسا ہی اندازہ کیا تھا، پانچ سو کے قریب شہر کے ان اصحاب کے نام بھیجے گئے جو عام مجالس میں شریک ہوا کرتے ہیں اور جو کسی نہ کسی حیثیت سے مختلف جلسوں اور تقریروں میں بلائے جاتے ہیں۔ پندرہ گت انجمن خدام کعبہ کے ممبروں کے لیے منگائے گئے تھے، وہ بھیجے گئے۔ اسیطرح کامریڈ کیلئے کچھ گت بھیجے گئے۔ سرگٹوں کے قریب متفرق طور پر خود لوگ آ کر لیتے گئے۔ چند ممبران کمیٹی نے اپنے اپنے احباب کیلئے گت مانگے جو انہیں دیے گئے۔ ان کی تعداد بھی سو سے اوپر تھی۔ مدرسہ طبیبہ کے جسد طلبہ نے رہاں جانے کی خواہش کی انہیں گت بھیجے گئے۔ غالباً انکی تعداد پچاس یا ساٹھ ہوگی۔ سرگٹ اس لیے رکھے گئے تھے کہ ارکان ندرہ اور ان کے ساتھیوں کو دیے جائیں۔ اس کے ساتھ یہ انتظام بھی کیا گیا تھا کہ جلسہ کے وقت اگر کوئی شریف صرت آئے تو اسے روکا نہ جائے۔ ۹ مئی کی شب کو میرے مکان پر معزز ارکان ندرہ نے یہ طے کر لیا کہ ۱۰ مئی کے جلسہ میں وہ شریک نہ ہونگے اور تمام جلسہ کے سامنے ان میں سے ایک بزرگ نے ان الفاظ میں اعلان کر دیا کہ ”ارکان ندرہ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ کل کے جلسہ میں شریک نہیں ہونگے“ یہ اعلان ان تمام معزز ارکان ندرہ کی موجودگی میں کیا گیا جو اس وقت اس مجلس مصلحت میں شریک تھے جو میرے مکان پر ہو رہی تھی۔ ۱۰ مئی کی صبح کو جبکہ میں جلسہ میں جانے کے لیے تیار تھا، میرے در صاحبوں نے جو ارکان ندرہ کی فرد گاہ سے تشریف لائے تھے یہ خبر دی کہ وہ لوگ شکایت کر رہے ہیں کہ ان کے پاس گت نہیں پہنچے، اور جلسہ کا وقت قریب ہے۔ میں نے اسی وقت اپنے ایک شاگرد کو ایک بزرگ ندرہ کی خدمت میں بھیجا کہ ”شب کے فیصلے کی وجہ سے آپ کی خدمت میں گت پیش نہیں کیے گئے، اب جتنے گت درکار ہوں بھیج دیے جائیں۔ نیز یہ معلوم ہونا چاہیے کہ کن کن بزرگوں کیلئے گتوں کی ضرورت ہوگی۔ چونکہ اس کا جواب اچھا نہیں ملا اس لیے جب میں جلسہ میں پہنچا، تو میں نے ان لوگوں سے جو گتوں کی دیکھ بھال کے لیے دروازوں پر کھڑے ہوئے تھے یہ کہہ دیا کہ معزز ارکان ندرہ کو اور جنہیں وہ اپنے ساتھ لائیں ہرگز نہ رکنا، بلکہ احترام کے ساتھ پلٹ فارم پر پہنچا دینا (اگر وہ لوگ تشریف لائیں) اور جہاننگ میرے علم ہے ایسا ہی ہوا۔ مگر افسوس ہے کہ اس پر بھی گت نہ ملنے کی معافی نا واجب شکایت دہلی کی انتظامی کمیٹی سے کی جاتی ہے۔

(ج) لکھنؤ سے جو بزرگ تشریف لائے تھے انہوں نے بطور خود اپنے قیام کا انتظام کرنا مناسب خیال کیا، اور دہلی کی کمیٹی کو کوئی اطلاع نہیں دی۔ تاہم میں نے خود ان میں سے ایک ممتاز شخص سے التماس کی کہ وہ اپنے بطور خود اپنے ٹہرنے کا انتظام فرمالیا ہے لیکن میری درخواست ہے کہ آپ مہربانی فرما کر اپنی جماعت کے قیام و طعام کے مصارف مجھے ادا کرنیکی اجازت دیجیے۔ انہوں نے اچھے الفاظ میں عذر فرمایا اور یہ کہا کہ یہ مناسب نہیں ہے (مجھے ان کے الفاظ ٹھیک یاد نہیں ہیں) اس کے بعد بھی غیر ذمہ دار اشخاص یہ شکایت کرتے ہیں کہ ندرہ کی حامی جماعت کی مدارات نہیں کی گئی، اور اس کا سارا الزام دہلی کی کمیٹی کے اوپر رکھنا ہی زیادہ مناسب سمجھتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

چاہے، دفتر انجمن طبیبہ میں تشریف لائے، تمام کاغذات کو ملاحظہ کرے، اور جو نیک مشورہ وہ چاہے مجھے دے، اور پھر دیکھے کہ میں اسے عرض میں اس جماعت کا شکر گزار ہوں گا اور اس کی نیک صلاحوں پر عمل کروں گا، یا اس کی شکایت کروں گا اور اس کی نیک صلاحوں، وردی کی ٹوکری میں ڈال دوں گا؟

(جلسہ کا انعقاد)

اس مضمون کے ایک حصہ کو میں نے ختم کر دیا ہے۔ اب دوسرے حصہ کو شروع کرتا ہوں اور ۱۰ مئی کے جلسہ کے متعلق کچھ لکھتا ہوں۔ مناسب ہوگا کہ اس حصہ کو سہولت بیان کے خیال سے دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے:

(۱) ۱۰ مئی سے پہلے کے واقعات۔

(۲) ۱۰ مئی کے جلسہ کے واقعات۔

جلسہ سے پہلے جو واقعات پیش آئے، انہیں بھی اختصار کے ساتھ میں بیان کرنا چاہتا ہوں، تاہم میں سمجھتا ہوں کہ میرا مضمون اس وجہ سے کہ واقعات ان دنوں حصوں میں زیادہ ہیں، کچھ نہ کچھ طویل ہو رہی جائیگا جس کیلئے معافی چاہتا ہوں۔

(۱) دہلی میں دو ہفتے یا اس سے بھی پہلے بعض حامیان و ملازمین ندرہ تشریف لے آئے تھے، اور انہوں نے دہلی کے بعض اصحاب کے ساتھ مل کر مختلف قسم کی مخالفتیں شروع کر دی تھیں۔ چونکہ میں نے اس مضمون میں اول سے آخر تک یہ ارادہ کر لیا ہے کہ میں کسی خاص شخص کا کسی واقعہ کے ساتھ نام نہ لوں۔ اس لیے میں صرف واقعات کو بغیر ان اشخاص کے ناموں کے جن کا تعلق ان کے ساتھ تھا، ذکر کروں گا، اور اس کوتاہی کی معافی چاہوں گا۔ ان حضرات نے جو کچھ بھی کیا وہ حسب ذیل ہے:

(الف) اس جلسہ کی مخالفت کی غرض سے دہلی کے کمنٹر صاحب کے اجلاس میں ایک درخواست دی کہ اس جلسہ میں فساد کا اندیشہ ہے اس لیے یہ جلسہ نہیں ہونا چاہیے۔

(ب) مسجد جامع میں سیرۃ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک جلسہ قرار پایا تھا۔ اس مضمون کے بیان کرنے والے چونکہ اصلاح ندرہ کے حامی تھے، اس لیے اس کے متعلق بھی صاحب ضلع کی خدمت میں ایک عرضی بھیجی گئی تھی کہ مسجد میں فساد کا اندیشہ ہے۔ اس جلسہ کو بھی روک دیا جائے۔

(ج) سیرۃ نبوی پر جس شخص نے مسجد جامع میں نہایت دلگداز مضمون بیان کیا تھا، اسکی تکفیر کا فتویٰ مرتب کیا گیا، جو جلسہ کے بعد شائع ہوا۔

(د) اسی بزرگ کے عقائد فاسدہ کو اشتہاروں میں چھاپ کر بھی اشتعال دلانے کی کوشش کی گئی، تاکہ جلسہ پر اس کا اثر پڑے۔

(ه) بہت سے مختلف قسم کے اشتہارات جو عامیانہ تہذیب کا نمونہ پیش کرتے تھے، چھاپ کر وقتاً فوقتاً شائع کیے گئے۔

(و) یہ تجویز کی کہ ۱۰ مئی کے جلسہ میں فساد کر دیا جائے تاکہ یہ جلسہ بے نتیجہ رہے، اور جو لوگ اس موسم میں اپنے اپنے گھروں کا آرام چھوڑ کر آئے ہیں، وہ بغیر کچھ کیے واپس چلے جائیں۔

یہ اور آپ یقین کریں کہ اسی قسم کی اور بہت سی باتیں (جن کا یہاں بیان کرنا کو ضروری ہے، مگر میں طوالت کے خیال سے ان کا ترک کر دینا ہی مناسب سمجھتا ہوں) کی گئیں۔ اس لیے دہلی کی کمیٹی نے مناسب سمجھا کہ اب جلسہ میں داخل ہونے کے لیے گتوں کا انتظام کرنا ضروری ہے۔ اس لیے یہ تجویز بدرجہ مجبوری بعض انتظام کیلئے پاس کی گئی۔ یہ ضروری تھی یا نہیں؟ اس کا فیصلہ ہر ایک شخص اوپر کے چند واقعات ہی سے جو ”مشتے نمونہ از خردارے“ کے طور پر بیان کیے گئے ہیں کر سکتا ہے۔



## ۱۔ سود کی ترقی

سود کے متعلق میں نے اب تک چند ماہ سے پبلک کو کڑی اطلاع نہیں دی تھی، حالانکہ پبلک کا حق ہے کہ ان معاملات میں اسکو باخبر رکھا جائے لہذا مفصلہ ذیل عرض کیا جاتا ہے :

(۱) سود کے بارے میں پہلی کارروائی یہ تھی کہ ۱۴ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ء کو ایڈم کونسل صوبجات متحدہ میں بجٹ کے موقع پر ایک تقریر کی تھی، جسکو چھاپ کر انگلستان اور ہندوستان کے خاص خاص عہدہ داروں اور ایڈیٹروں کے پاس بھیجا تھا۔

(۲) ایک جلسہ پرائشل کانفرنس صوبجات متحدہ کا جو بمقام فیض آباد سنہ ۱۹۱۳ء میں ہوا تھا۔ اس میں سب صوبہ کے منتخب قلم مقام موجود تھے، وہاں بالاتفاق یہ تجویز منظور ہوئی کہ سود کا قانون نہایت درجہ قابل اصلاح ہے، اور اس سے کاشتکاروں زمینداروں، کاریگروں اور چھوٹی تنخواہ کے ملازموں کا بہت نقصان ہے۔ مناسب ہے کہ گورنمنٹ اسکا انسداد فرمائے۔

(۳) تیسری منزل اس مسئلہ کی یہ تھی کہ اردو اور بعض انگریزی اخباروں نے میری بجٹ اسپیکر کے متعلق اس مسئلہ پر بحث کرنی شروع کی۔ چنانچہ بیسٹ مار مضامین لکھے گئے اور سنہ ۱۹۱۳ء کی رپورٹ میں جو حصہ پریس کے متعلق ہے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ پریس نے اس سال سود کی اصلاح پر زور دیا۔

(۴) جب سے میں نے ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۲ء سے کام شروع کیا اور آخر جلسہ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء تک تقریباً کڑی اجلاس کونسل کا ایسا نہیں ہوا، جس میں مختلف سوالات سود کے بارے میں نہیں کئے گئے انکی تعداد ۳۰ - ۴۰ سے کم نہ ہوگی۔

(۵) اسی عرصہ میں زبان انگریزی میں تاریخ مسئلہ سود مرتب کی گئی، جو ۲۲۸ صفحہ پر شائع ہوئی ہے، اور دفتر عصر جدید میرٹھ سے مل سکتی ہے۔ اس کتاب میں قدیم مصریوں اور ہندوؤں سے لیکر حال تک جسقدر قوانین سود کے متعلق ہوئے ہیں ان سب کا ذکر ہے۔ جو جو دلائل غیر محدود سود کے حق میں بیان کئے گئے ہیں ان کو ترزا گیا ہے۔ انگریزی اور اردو اخبارات اور گورنمنٹ کے نقشہ جات کا اقتباس دیا گیا ہے۔ مجکو افسوس ہے کہ اس کتاب کا اعلان کرنیکی فرصت نہ ملی۔ لیکن صوبجات متحدہ کے تمام ممبروں کو اور امپیریل کونسل کے تقریباً تمام ممبروں کو اور مشہور اردو اور انگریزی اخباروں کو اس کتاب کی ایک ایک جلد بطور ہدیہ بھیج چکا ہوں۔

(۶) ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء کو میں نے ایک مسودہ بنام ”قانون اصلاح سود“ کونسل صوبجات متحدہ میں پیش کیا۔ اس کے متعلق کونسل میں ہزار ہا لفتننٹ گورنر کی تقریر ملاکر دس تقریریں ہوئیں۔ جن میں سے نصف تقریریں تائید اور نصف مخالفت میں تھیں، لیکن مخالف تقریروں نے بھی موجودہ سود

کی سختی کو تسلیم کیا تھا۔ اس مسودہ کا خلاصہ یہ تھا کہ سادہ قرضوں میں عدالتوں کو صرف ۱۲ آنہ فی صد سالانہ اور کفالتی قرضوں میں نو فیصد سالانہ سود در سود کی ترقی کا اختیار ہوگا، اور کڑی عدالت سادہ قرضوں میں ۶ سال اور کفالتی قرضوں میں ۱۲ سال سے زیادہ کا سود نہ دلا سکے گی۔ اسوقت یہ مسودہ نامنظور ہوا تھا۔ مگر مدراس سیلبر کانفرنس میرٹھ وغیرہ بہت جگہ سے اصلاح قانون سود کا مطالبہ ہوا۔

(۷) اگلے دن یعنی ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء کو میں نے ایک دوسرا مسودہ قانون جسکا نام تھا ”قرضداروں کی منصفانہ داد رسی کا قانون“ تیار کر کے سکرٹری کونسل کو بھیج دیا۔ اس میں عدالتوں کو سود کے گھٹانے کا اختیار دیا ہے۔ اول ۳۱ مارچ اس کے مباحثہ کے لیے مقرر ہوئی تھی۔ میں نے خانگی خطوط بھی اسکی تائید میں مقرر ممبران گورنمنٹ اور دیگر ممبران کونسل کے نام روانہ کیے تھے۔ لیکن مباحثہ ملتوی ہو گیا، اور گورنمنٹ نے کہا کہ ہم اسپر غور کر رہے ہیں۔ چنانچہ مسودہ ابھی تک زیر غور ہے۔ نیز ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء کو جو حال کی بجٹ پر میں نے تقریر کی تھی اسمیں میں نے بتایا تھا کہ موجودہ قانون کسی طرح قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ تقریر ۲۲ مئی کے عصر جدید میرٹھ میں شائع ہو گئی ہے۔

(۸) حال میں ایک بڑا جلسہ کلکتہ میں ہوا جس میں ایک مشہور یاد رہی فادران قبی مرگل نے لیکچر دیا، اور تمام خرابیاں جو سود کے غیر محدود ہونے سے ہوتی ہیں اور پالیٹیکل انجمنوں سے میرے مسودہ قانون متذکرہ دفعہ ۶ ضمن ہذا اور دیگر امور کے متعلق رائے طلب کی۔

(۹) اخبار پانیپت کی خبر سے اور جو خط ہز آنسر جیمس مسٹن نے مجھے حال میں لکھا تھا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ سود گورنمنٹ آف انڈیا میں زیر تجویز ہے۔ تالیسی تقریروں میں آریبل راجہ کشل پال سنگھ بہادر کی تقریر مندرجہ عصر جدید ۸ مئی سنہ ۱۹۱۴ء اس قابل ہے کہ صاحبان اخبار اسکو نقل فرمائیں۔

(۱۰) میں اس گشتی چٹھی کے ذریعہ نہایت زور کے ساتھ صاحبان اخبار اور پبلک سے اپیل کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کے ہاتھ مضبوط کرنے کے واسطے اس معاملہ پر مضامین لکھیں، اور جلسے کریں کیونکہ جب تک عام خواہش نہ معلوم ہو گورنمنٹ مجبور ہے کہ نیا قانون نہ بنائے۔ جہاں کہیں جلسہ ہو اسکی روئداد جس اخبار میں درج کی جائے خواہ وہ پرچہ میرے پاس بھیج دیا جائے یا اس قسم کی روئداد عصر جدید میں درج کرنے کے لیے بھیج دیا جائے۔ غلام الثقلین میرٹھ۔ سعید منزل

## ترجمہ اردو تقریر کبیر

قیمت، حصہ اول ۲ - روپیہ - ادارہ المہل سے طلب کیجیے

براہ مہربانی مندرجہ ذیل تین صاحبوں کے نام ایک ایک سال  
کے لیے الہلال جاری فرمائیں -  
قائددار شیخ رحمہ - اللہ ہیڈ ماسٹر اسکول گل امام

بالفعل ایک خریدار پیش کرتا ہوں - مزید کوشش جاری ہے -  
محمد شمس الدین - از حیدر آباد دکن

مہربانی فرما کر اخبار الہلال میرے چچا صاحب کے نام  
جاری کر دیجیے -

عبد الحمید - چھارنی شاہجہانپور خریدار الہلال نمبر ۳۱۰۴

مندرجہ ذیل دو اصحاب کے نام الہلال جاری کر دیں - اور قیامت  
بذریعہ ری - پی - پارسل وصول فرمائیں - اس سے پہلے ایک  
خریدار بھیج چکا ہوں -

خاکسار محمد سعید - اسٹنٹ انجینئر پشاور

مندرجہ ذیل چار اصحاب کے نام ایک سال کیلئے دی پی  
الہلال ارسال فرما کر ممنون فرمائیں -

محمد یار عفی عنہ - خریدار نمبر ۳۸۹۱ از بہارل نگر

الہلال کو پبلک جس عزت کی نظر سے دیکھتی ہے اگر اسکا  
اظہار آپ پر نکلا جائے تو یہ بھی ایک نوع کی ناشکری ہے -  
میری زبان ر قلم میں طاقت نہیں کہ جناب کی سچی قومی  
خدمات کے متعلق کچھ عرض کر سکوں - خداوند تعالیٰ سے دعا  
ہے کہ وہ آپکو حوادث زمانہ سے مصئون و مامون رکھے اور ہماری درماندہ  
قوم کی مساعدت کی مزید توفیق عطا فرمائے -

الہلال کے دو پرچہ بذریعہ ری پی حسب ذیل پتہ پر روانہ فرمائیں -  
آپکا خادم

محمد رضا حسین از کم میٹہ ضلع رزنکل - علاقہ نظام

### نوٹس بنام والدین طلباء مدرسہ العلوم علی گڑھ

چونکہ طلباء اسکول اور انکے والدین کو ان در کالرا کیس کے بارہ  
میں جو حال میں اسکول میں وقوع میں آئے ہیں کسیقدر پریشانی  
ہے - لہذا حسب ذیل اطلاع اسکی پریشانی دور کرنے واسطے  
شائع کیجاتی ہے :

( ۱ ) بتاریخ ۴ جون سنہ ۱۹۱۴ء سرفراز پورڈنگ ہاؤس کے  
ایک لڑکے کو ہیضہ ہوا اور اسی روز انتقال ہو گیا -

( ۲ ) ۹ جون سنہ ۱۹۱۴ء کو ممتاز ہاؤس کا ایک بارچی  
بیمار پڑا اور فوراً اچھا ہو گیا -

( ۳ ) سرفراز پورڈنگ ہاؤس بند کر دیا گیا ہے اور وہاں کے لڑکے  
ممتاز پورڈنگ میں منتقل کر دیے گئے -

( ۴ ) ممتاز ہاؤس کا بارچی خانہ بند کر دیا گیا اور لڑکوں کو  
کالج کے بارچی خانہ سے کھانا پکوا کر کھلایا جاتا ہے -

( ۵ ) صرف دو ایسے کیس وقوع میں آئے اور اسکے بعد پھر  
ہر ایک قسم کی احتیاط کیجا رہی ہے تاکہ کوئی بیماری پھر نہ ہو -

( ۶ ) والدین کو کسی قسم کی پریشانی اپنے لڑکوں کے بارے  
میں نہونا چاہیے -

( ۷ ) لہذا ان والدین سے جنہوں نے اپنے لڑکوں کو بلا لیا ہے  
درخواست کیجاتی ہے کہ فوراً اونکو روانہ اسکول کر دیں تاکہ جو  
نقصان انکی تعلیم کا ہو رہا ہے آئندہ نہ ہو -

قائم مقام ہڈ ماسٹر محنتن کالج اسکول علی گڑھ

# تاریخ تیسر

سداً و قیاماً ام الم

کمترین کو پروردگار جل شانہ نے ایسے ملک میں رکھا ہے  
جہاں مسلمان اسلام کے طریقہ اور نام تک سے بیزار ہیں ایسے لوگوں سے  
پھر کیا امید ہو سکتی ہے ؟ بقر اور دیویوں کی پرستش کرتے ہیں اور  
جملہ رسومات ہندوؤں کے علانیہ کرتے ہیں - اگر انکو منع کیا جائے  
کہ تم مسلمان ہو کر ایسا کیوں کرتے ہو ؟ تو کہتے ہیں کہ ہمارے  
آبا و اجداد ایسا ہی کرتے آئے ہیں - ہم ایسا ہی کریں گے - ہر چند تلقین  
کی جاتی ہے مگر نہیں سنتے اور علانیہ رسومات شیعہ میں شریک  
ہوتے ہیں - مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر سوائے افسوس اور رنج  
کے کچھ نہیں ہو سکتا - نام تو ان مسلمانوں کے ابراہیم عبد الرحمن  
وغیرہ ہوتے ہیں مگر فعل رام لعل وغیرہ کا کرتے ہیں - باوجود اس  
قطع الرجالی کے ایک خریدار کا پیدا کرنا بھی معالمت سے تھا -  
اسی اضطراب اور قلق میں تھا کہ ایک ٹھیکہ دار جو محکمہ نہر میں  
کام کرتا ہے بہ تقریب ملاحظہ نیازمند سے ملاقی ہوا اور ان سے  
اخبار الہلال کی خریداری کے واسطے عرض کیا گیا بہت رد و دفع  
کے بعد انہوں نے خریداری اخبار کی منظور کی -

خاکسار غضنفر علی چشتی سب از سرپر خریدار الہلال نمبر ۲۰۸۳

اخبار الہلال کے آخری فیصلہ کا مضمون اخبار میں پڑھ کر میں  
بہت مضطرب ہوا اور لگا تار کوشش کر رہا تھا کہ بتعداد کافی خریدار  
فراہم کروں - شکر ہے خداوند کریم کا کہ مجھے اپنی کوشش میں  
کامیابی ہوئی - سروسٹ چار اصحاب خریداری پر آمادہ ہوئے ہیں -  
محمد خلیل اللہ شریف - تحصیلدار تعلقہ نظام آباد - دکن

مدا بصحرا کے جواب میں جو صدائے لبیک ہندوستان کے  
ہر گوشہ سے بلند ہوئی ہے اس سے وہ حضرات واقف ہیں جنکو  
اخبار الہلال دیکھنے کا فخر حاصل ہے - اسکے بقا کی ضرورت  
کا ہر متنفس قائل ہے - چنانچہ اس معاملہ میں درد مند دل  
رکھنے والے اصحاب نے خامہ فرسائی کی ہے - اس کے بعد مجھے  
ہیچمدان کا اس بارے میں کچھ لکھنا اپنی دم مائیگی کا اظہار کرنا  
ہے اسلئے میں صرف یہ دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم اپنے حبیب  
پاک کے صدقہ سے اخبار الہلال کی اشاعت کو آپ کی خواہش سے  
زیادہ ترقی عطا فرمائے کہ اسکا یگانہ وجود مسلمانان ہند کیلئے  
علی الخصوص آیہ رحمۃ سے کم نہیں ہے - اگر خدا نخواستہ یہ رسالہ  
بند ہو جائے تو جو زندگی کے آثار اب مسلمانان ہند میں پیدا ہو چکے  
ہیں وہ یکسر نابود ہو جائیں گے -

میں نے فی الحال چار خریدار خاص ضلع نظام آباد میں مہیا  
کیے ہیں اور خدا چاہے تو عنقریب اور خریدار بھی مہیا کیے  
جائیں گے - دی پی روانہ کر دیجیے -

خاکسار احمد معی الدین حسین - مددگار ناظم جنگلات

مستقر نظام آباد - خریدار نمبر ( ۱۸۳۱ ) -

ایک خریدار حاضر ہے -

نیاز مند خریدار نمبر ۳۶۲۰

## ہر جیتی امیر صاحب افغانستان کے قاتل

### نبی بخش خان کی محبوب ادویات

جواہر نور العین بیس روپیہ ماشہ والا خالص میوہ بھی  
اور دیگر سرمہ جات تو اس کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔  
اس کی ایک ہی سلائی سے ۵ مفت میں نظر درکنی دھند اور  
شیکوری درد اور ککڑے چند روز میں اور پھولہ ناخونہ پڑیل  
موتیابند ضعف بصارت عینک کی عادت اور ہر قسم کا اندھا پن  
بشرطیکہ آنکھ پھوٹی نہ ہو ایک ماہ میں رفع ہو کر نظر بحال  
ہو جاتی ہے۔ اور آنکھ بٹوانے اور عینک لگانے کی ضرورت  
نہیں رہتی قیمت فی ماشہ درجہ خاص ۱۰ روپیہ - درجہ  
اعلیٰ ۴ روپیہ - درجہ اول ۲ روپیہ -

دنیا بھر کی طاقتور دواؤں سے اعلیٰ  
حبوب شباب اور اور افضل مولد خون اور محرک اور  
مقوی اعصاب ہیں۔ نا طاقتی اور پیدر جوان کی ہر قسم کی  
کمزوری بہت جلد رفع کر کے اعلیٰ درجہ کا لطف شباب دکھاتی  
ہیں۔ قیمت ۲ روپیہ نمونہ ایک روپیہ -

ما لہ م جہاں ہر قسم کا اندرونی اور بیرونی درد اور  
سانپ اور بچھڑ اور دیوانہ کتے کے کاٹے  
سے زخم کا درد چند لمحہ میں دور اور بد ہضمی قے اسہال منہ  
اور زبان حلق اور مسوڑوں کی درد اور زخم اور جلدی اور  
امراض مثلاً چنبل دانہ خارش پتی آچھلنا خنق سرکن  
دانت کی درد گٹھیا اور نقرس وغیرہ کیلئے ازحد مفید ہے۔  
قیمت ۲ روپیہ نمونہ ایک روپیہ -

ن افروز ایک منق میں سیاہ فام کو گلغام بنا کر  
اور چہرہ کی چھایاں اور سیاہ داغ دور  
کر کے چاند سا مکھڑا بناتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۲ روپیہ  
نمونہ ایک روپیہ -

نریاق سگ دیوانہ اس کے استعمال سے دیوانہ کتے کے کاٹے  
ہوئے مریض کے پیشاب کے راستہ مہر  
کے برابر دیوانہ کتے کے بچے خارج ہو کر زہر کا اثر زائل اور مریض  
تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۰ روپیہ نمونہ ۳ روپیہ -  
طلائے مہانسه چہرے کیلے کی درد اور  
سرخی رفع اور پکنا اور پھوٹنا مسدود  
کر کے انہیں تحلیل کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ -  
حبوب مہانسه ان کے استعمال سے چہرہ پر تیلوں کا نکلنا موقوف  
ہو جاتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ -

اکتہ میوہ جہاں ہیشہ ایک ایسی ادنیٰ مرض نہیں  
ہے کہ ہر ایک حکیم اور ڈاکٹر کامیابی  
کے ساتھ انکا علاج کرسکے۔ لہذا ایک واحد دوا اس کے علاج کیلئے  
کافی نہیں ہوا کرتی۔ اس کے ۳ درجہ ہوتے ہیں۔ ہر درجہ کی  
علامات اور علاج مختلف ہے۔ پس جس کے پاس اکسیر ہیشہ  
نمبر ۱ و نمبر ۲ موجود نہ ہوں وہ خواہ کیسا ہی قابل اور  
مستند ڈاکٹر ایوں نہ ہو اس مرض کا علاج درستی سے نہیں  
کرسکیگا۔ لہذا وبا کے دنوں میں ہر سہ قسم کی اکسیر ہیشہ تیار  
رکھنی چاہئے۔ قیمت ہر سہ شیشی ۳ روپیہ -

پتہ : — اندرجو شفاخانہ نسیم

دہلی دروازہ لاہور

## سوانح احمدی یا تواریخ مجیدہ

یہ کتاب حضرت مولانا سید احمد صاحب بریلوی اور حضرت مولانا مولیٰ  
محمد اسماعیل صاحب شہید کے حالات ہیں۔ اب آئی نے باطنی تعلیم  
شغل ہر دم اور بیعت کا ذکر دیباچہ کے بعد دیا گیا ہے۔ پھر حضرت رسول کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت جسمی اور ترجمہ بزرگان ہر چار سلسلہ درجہ ہند کا بیان  
ہے۔ مدعا عجیب و غریب مضامین ہیں جس سے چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا  
ہے۔ ایک گہرائی چوری کی گہاس نہ کہنا۔ انگریزی جفرل کا عین موقعہ جنگ  
پراپکا لشکر میں لے آنا۔ حضوری قلب کی نماز کی تعلیم۔ صوفی کی خیال  
مخالفوں کا انت میں مبتلا ہونا۔ کھوئے جہاد اور کئی لڑائیاں۔ ایک رسالدار کا  
قتل کے ارادے سے آنا اور بیعت ہر جانا۔ شیعہ کی شکست۔ ایک ہندو سینہ کا  
خواب ہولناک دیکھنا اپنے بیعت ہونا۔ ایک انگریز کی دعوت۔ ایک شیعہ کا  
حضرت سرور کائنات کے حکم سے ایک ہاتھ پر بیعت کرنا۔ حج کی تیاری۔  
اور غیبی آرٹرنکا عدن پہنچانا باوجود آبی ہرنیکے ایک پلٹتی کواقلیدس کی  
مسائل دقیقہ کا حل کر دینا۔ سندس کے کھاتی پانی کا شیریں ہوجانا سلوک اور تصرف  
کے نکات عجیبہ وغیرہ حجم ۲۲۴ صفحہ قیمت دو روپیہ علامہ محمول -

## دیار حبیب (صلعم) کے فوٹو

گذشتہ سفر حج میں میں اپنے ہمراہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے  
بعض نہایت عمدہ اور دلغریب فوٹو لایا ہوں۔ جن میں بعض تیار ہو گئے  
نیں اور بعض تیار ہو رہے ہیں۔ مکانوں کو سجائے کے لئے بیہودہ اور مغرب  
اخلاق تصاویر کی بجائے یہ فوٹو چوہانوں میں جڑا کر دیواروں سے لگائیں  
تو علامہ خوبصورتی اور زینت کے خیر و برکت کا باعث ہو گئے۔ قیمت فی  
فوٹو صرف تین آنے۔ سارے بچے دس عدد فوٹو جو تیار ہیں انکے منگائے کی  
صورت میں ایک روپیہ آٹھ آنے علامہ ہر چ قاک۔ یہ فوٹو نہایت اعلیٰ درجہ  
کے آرٹ پیپر پر لائتی طرز پر بنوائے گئے ہیں۔ بیلٹی وغیرہ کے بازاروں میں  
مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے جو فوٹو بکتے ہیں۔ وہ ہاتھ کے بنے ہوئے  
ہوتے ہیں۔ اب تک فوٹو کی تصاویر آن مقدس مقامات کی کوئی شخص  
تیار نہیں کر سکا۔ کیونکہ بدی قبائل اور خدام حرمین شریفین فوٹو لیتے والوں  
کو فرنگی سمجھتا تھا خاصہ کر دیتے ہیں۔ ایک ترک فوٹو گرافر نے وہاں بہت  
رسوخ حاصل کر کے یہ فوٹو لے۔ (۱) کعبۃ اللہ - بیعت اللہ شریف کا فوٹو سیاہ  
ریشمی غلاف اور اس پر سہری حروف جو فوٹو میں بڑی اچھی طرح پڑے  
جاسکتے ہیں (۲) مدینہ منورہ کا نظارہ (۳) مکہ معظمہ میں نماز جمعہ  
کا دلچسپ نظارہ اور مجموعہ خلائق (۴) میدان منامین حاجیوں کے گم اور  
سجد حنیف کا سین (۵) شیطاں کو کٹر مارنے کا نظارہ (۶) میدان عرفات  
میں لڑکوں کے حیمے اور فامی صاحب کا جہل رحمت پر خطبہ پڑھنا (۷)  
جسٹ المعالی واقعہ مکہ معظمہ جس میں حضرت خدیجہ حرم رسول کریم صم  
اور حضرت آمنہ والدہ حضور سرور کائنات کے مزارات بھی ہیں (۸)  
جسٹ البقیع جس میں اہل بیت رامات المومنین و بنات النبی صم  
حضور عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہداء بقیع کے مزارات ہیں (۹)  
کعبۃ اللہ کے گرد حاجیوں کا طراب کرنا (۱۰) کرہ صفا و مرورہ اور وہاں جو  
ہم زبان کی آیت منقش ہے فوٹو میں حرف بڑھی جاتی ہے۔

## دیگر کتابیں

(۱) مذاق العارنین ترجمہ اردو احیا العلوم مولفہ حضرت امم عزالی  
قیمت ۹ روپیہ - تصرف کی نہایت نایاب اور بے نظیر کتاب [۲] ہشت  
بہشت مجموعہ حالات و ملفوظات خواجهان چشت اہل بہشت اردو قیمت  
۲ روپیہ ۸ آنے - [۳] رموز الاطبا علم طب کے بے نظیر کتاب موجودہ حکماء  
ہند کے باتصویر حالات و معجزات ایک ہزار صفحہ مجلد قیمت ۴ روپیہ -  
[۴] نفحات الانس اردو حالات اولیائے کرام مرافقہ حضرت مولانا جامی رح  
قیمت ۳ روپیہ -

(۵) مشاہیر اسلام چالیس صوفیائے کرم کے حالات زندگی دو ہزار صفحہ  
کی کتابیں اصل قیمت معہ رعایتی ۲ روپیہ ۸ آنے ہے - (۷) مکملیات و حالات  
حضرت اہل ربانی مجدد الف ثانی پندرہ سو صفحہ قلمی کاغذ بڑا سا بڑ  
ترجمہ اردو قیمت ۶ روپیہ ۱۲ آنے

مدیجر رسالہ صوفی پنڈی بہاؤ الدین

ضلع کجرات پنجاب

## 30 ہر فرمایش میں الہلال

کا حوالہ دینا ضروری ہے

ریئلڈ کی مسٹر یز اف سی  
کورت آف لندن

یہ مشہور ناول جو کہ سولہ جلدوں میں ہے ابھی  
چھپ کے نکلی ہے اور تھوڑی سی دھڑکی ہے۔ اصلی  
قیمت کی چوتھائی قیمت میں بیجاتی ہے۔ اصلی  
قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب اس ۱۰ روپیہ  
پورے جلد ہے جس میں سنوئی حروف کی کتابت  
ہے اور ۳۱۶ صفحہ ہیں تصاویر میں تمام جلدیں  
اس روپیہ ۱۳ ہیں۔ اور ایک روپیہ ۱۳ آنہ  
موصول قاک۔

ممبران بک ڈپوٹ۔ نمبر ۶۰ سیکرڈل ملک لیس۔  
بہار بازار۔ کلکتہ

Book Depot, 60 Srigopal  
Mullik Lane, D.A. - C.V. 1

## پوٹن قاتین

ایک محبوب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز شفا، یہ دوا  
دل دماغی شکایتوں کو دفع کرتی ہے۔ بڑبڑدہ دلونکو تازہ  
کرتی ہے۔ یہ ایک نہایت مرکز لکھ ہے جو کہ ایکس مرد  
اور کثرت استعمال کر سکے ہیں۔ اس کے استعمال سے  
اعضاء رگیدہ کو قوت پہنچتی ہے۔ شکرہ وغیرہ تو یہی  
مفید ہے چالیس کو لکھتی ہنس کی قیمت ۵۰ روپیہ۔

## زینو تون

اس دوا کے بیرونی استعمال سے نفع ہا ایک بار کی دھج  
مر جاتی ہے۔ اس کے استعمال کر کے ہی آپ فائدہ  
محصوس کرہنگے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ۔

## ہائی قلووین

اب نشتر کوائے کا خوف جاتا رہا۔

یہ دوا آپ لزل۔ لزل یا وغیرہ کے واسطے نہایت مفید  
قائم ہوا ہے۔ صرف اندرونی و بیرونی استعمال سے شفا  
حاصل ہوتی ہے۔

ایک ماہ کے استعمال سے یہ امراض بالکل دفع ہو جاتی ہے  
قیمت ۵۰ روپیہ اور اس دے دوا کی قیمت چار روپیہ۔

Dattin & Co, Manufacturing Chemist  
Post Box 141 C K M

## ہر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اس کے استعمال سے ہر قسم کا جنون خواہ  
لڑتی جنون، مرگی والہ جنون، غمگین رہنے  
کا جنون، عقل میں فتنہ، بے خوابی و  
مومن جنون، وغیرہ دفع ہوتی ہے۔ اور وہ  
ایسا صحیح و سالم ہو جاتا ہے کہ کبھی ایسا  
کسی تک بھی نہیں ہوتا کہ وہ کبھی ایسے  
مرض میں مبتلا نہ ہو۔

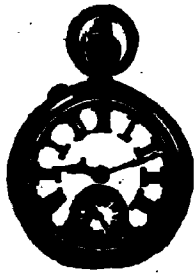
قیمت فی شیشی پانچ روپیہ علاقہ  
موصول قاک۔

S. C. Roy M. A. 167/3 Cornwallis Street,  
Calcutta

## سنگاری فلوٹ

کی کارٹھی

تین سال



بہترین اور سربلی آواز کی ہارمونیم  
سنگل ریڈز سے تک C یا F سے F تک  
قیمت ۱۵ - ۱۸ - ۲۲ - ۲۵ روپیہ  
قبل ریڈ قیمت ۲۲ - ۲۷ - ۳۲ روپیہ  
اس کے مسوا ہر قسم اور ہر صفت کا ہارمونیم  
ہمارے یہاں موجود ہے۔  
ہر فرمایش کے ساتھ ۵ روپیہ بطور پیشگی  
آنا چاہیے۔

R. L. Day.

34/1 Harkata Lane,  
Calcutta

## پچاس برس کے تجربہ کار

ڈاکٹر رائے - صاحب کے - سی - داس کا ایجاد  
کردہ - آوا سہلے - جو مستورات کے کل امراض کے  
لیے تیر بہدف ہے اس کے استعمال سے کل امراض  
متعلقہ مستورات دفع ہو جاتی ہے اور نہایت  
ہی مفید ہے۔ مثلاً ماہوار نہ جاری ہونا -  
دفعاً بلند ہو جانا - کم ہونا - بے قاعدہ آنا -  
تکلیف کے ساتھ جاری ہونا - متواتر یا زیادہ  
مدت تک نہایت زیادہ جاری ہونا - اس کے  
استعمال سے بائج عورتیں بھی باردار ہوتی  
ہیں -  
ایک دس ۲۸ گولیوں کی قیمت ایک روپیہ۔

## وا تسہائے گولیان

یہ دوا ضعف قوت کے واسطے تیر بہدف کا  
حکم رکھتی ہے۔ کیسا ہی ضعف کیوں نہ  
ہو اس کے استعمال سے اس قدر قوت معلوم ہوگی  
جو کہ بیان سے باہر ہے۔ شکستہ جسمیں کو  
از سرنو طاقت دیکر مضبوط بناتی ہے اور  
طبیعت کو بگشاش کرتی ہے۔

ایک دس ۲۸ گولیوں کی قیمت ایک روپیہ  
Swasthasahaya Pharmacy,  
30/2 Harrison Road, Calcutta.

## وائٹ

اس دوا کے استعمال سے ہر قسم کا ضعف  
خواہ اعصابی ہو یا دماغی یا اور کسی وجہ سے  
ہوا ہو دفع کر دیتی ہے اور کمزور قوتیں کو  
نہایت طاقتور بنا دیتی ہے۔ کل دماغی اور  
اعصابی اور دلی کمزوریوں کو دفع کر کے انسان  
میں ایک نہایت ہی حیرت انگیز تغیر پیدا  
کر دیتی ہے۔ یہ دوا ہر عمر والے کے واسطے نہایت  
ہی مفید ثابت ہوئی ہے۔ اس کے استعمال سے  
کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا ہے سولہ فائدہ  
قیمت فی شیشی ایک روپیہ

S. C. Roy, M. A. 36 Dharamtallah Street,  
Calcutta

## نصف قیمت - پسند نہونے سے واپس

میرے تے چاہی کی جیب گولیان تھوڑے وقت میں  
دلی اور دھڑکنے میں دلی مدد  
فائدہ عام کے واسطے تین ماہ تک  
نصف قیمت میں ہی جاری ہیں  
جسکی کارٹھی تین سال تک کے لیے  
کی جاتی ہے۔

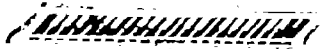
اصلی قیمت سات روپیہ پورہ  
آٹھ اور نو روپیہ چودہ آنہ نصف  
قیمت تین روپیہ پورہ پورہ آٹھ اور چار روپیہ پورہ آٹھ ہر ایک  
کیسے کے ساتھ سیرا پورہ آٹھ اور ایک لڑتیں ہات اور ایک  
چاکر ساتھ دے جائیگی۔

کٹائی راج اصلی قیمت نو روپیہ چودہ آنہ اور تیر روپیہ  
چودہ آنہ نصف قیمت - چار روپیہ پورہ آٹھ اور چار روپیہ  
پورہ آٹھ بالکلے کا نیکہ - مفت ملے گا۔

کمپنی راج کمپنی نمبر ۲۰ مسٹر  
ملر لیس کلکتہ۔

Competition Watch Company  
No. 20 Madun Mitter Lane, C. K.

## پسند نہونے سے واپس



ہمارا من موہنی فلوت ہارمونیم سولہ فائدہ عام کے  
واسطے تین ماہ تک نصف قیمت میں ہی جاری ہے یہ سالی  
کی لکڑی کی بنی ہے جس سے آواز بہت ہی مدد اور بہت  
روز تک قائم رہنے والی ہے۔

سنگل ریڈ قیمت ۳۸ - ۴۰ - ۵۰ - روپیہ اور نصف  
قیمت ۱۵ - ۲۰ - ۲۵ اور ۲۵ - روپیہ قبل ریڈ قیمت ۲۰  
۷۰ - روپیہ نصف قیمت ۳۰ - ۳۵ - ۴۰ روپیہ ہے  
آواز کے ساتھ ۵ - روپیہ پیشگی روپہ کرنا چاہیگی۔

کمر شہل ہارمونیم فیکٹری نمبر ۱۰/۳  
لوگر قیمت پور روپہ کلکتہ۔

Commercial Harmonium Factory  
No. 10/3 Lower Chitpur Road  
Calcutta

## محبوب و غریب مالش

اس کے استعمال سے کوئی کوئی قوت بہر دور بارہ  
ہو جاتی ہے۔ اس کے استعمال میں کسی قسم کی تکلیف  
نہیں ہوتی۔ مایوسی مہل پڑھتی کر دیتی ہے  
قیمت فی شیشی ۵۰ روپیہ چار آنہ علاقہ موصول قاک۔

HAIR DEPILATORY  
SOAP

اس کے استعمال سے بغیر کسی تکلیف اور بغیر کسی قسم  
کی جلد پر دھج آنے کے تمام روئیں اڑ جاتی ہیں۔  
قیمت تین دس آنہ علاقہ موصول قاک۔  
آر۔ بی۔ گوش

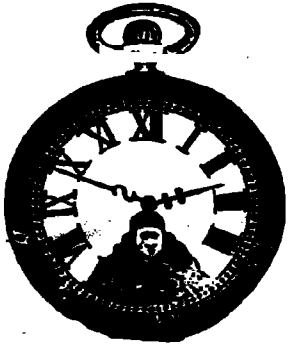
R. P. Ghose, 306, Upper Chitpore Road,  
Calcutta

کلیں اور صنعت و حرفت کی باتیں رول جہاز کے سفر کا مہم  
احوال کرانہ وغیرہ سب کچھ بتلایا ہے۔ اخیر میں دلچسپ مطالعہ  
دنیا کا خاتمہ ( طرز تصویر ایسی دلچیز کہ پڑھتے ہوئے طبیعت باغ  
باغ ہر جگہ سماج کے کراڑ کھلچالیں دل و جگر چٹکیں لہنے لگیں  
ایک کتاب منگواؤ اسی وقت تمام احباب کی خاطر درجنوں طلب  
فرماؤ باوجود اس خریدوں کے قیمت صرف ایک - روپیہ - ۸ - آنہ  
محصولداک تھیں آئے نو جلد کے خریدار کو محصولداک معاف

### نصیر دار گھڑی

گرنٹلی ۵ سال قیمت صرف چھ روپے

وقت والوں نے بھی کمال کر دکھایا ہے  
اس معائنہ گھڑی کے قائل ہر ایک ضرورت  
نازیں کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ جو ہر وقت  
آنکھ متکاتی رہتی ہے، جسکو دیکھ کر طبیعت  
خوش ہو جاتی ہے۔ قائل چینی کا پرزہ  
لہجہ مضبوط اور بالدار۔ مدنیوں کو نیک نام  
نہیں لیتی۔ وقت بہت ٹھیک دکھائی دیتی ہے ایک  
خرید کر آزمائیں کیجئے اگر درست احباب  
زیر دستی چاہیں نہ لیں تو سارا فائدہ ایک  
منگواؤ تو درجنوں طلب کرو قیمت صرف چھ روپیہ۔



### آنکھ روزہ واچ

گرنٹلی ۸ سال قیمت ۶ روپیہ



اس گھڑی کو آنکھ روز میں صرف ایک  
مرتبہ چاہی دیکھانی ہے۔ اس کے پرزہ لہجہ  
مضبوط اور بالدار ہیں۔ اور قائل ایسا صمیم  
دیکھتی ہے کہ کبھی ایک ملک کا فرق نہیں پڑتا  
اس کے قائل پر سبز اور سرمہ پلکیاں اور پھول  
مجیب لطف دیتے ہیں۔ بچوں کو نیک نام  
نہیں لیتی۔ قیمت صرف چھ روپے۔ زنجیر  
سہری لہجہ خوب بصورت اور ہنس  
ہمراہ مفت۔

چاندی کی آنکھ روزہ واچ - قیمت ۹ روپے چھوٹے سائز کی آنکھ  
روزہ واچ - جو کلائی پر بند ہوسکتی ہے مع تسہل چرمی قیمت سات روپے

### بجلی کے ایڈاپٹر

یہ نو ایجاد اور ہر ایک شخص کیلئے کارآمد ایڈاپٹر، ابھی لاؤس سے بنکر ہمارے  
یہاں آئی ہیں۔ نہ دبا سلائی کی ضرورت اور نہ تیل بٹی کی۔ ایک ایسی بات  
اپنی جیب میں یا سرخانے زینلر جسوقت ضرورت  
ہو فوراً بٹن دباؤ اور چاندنی سفید روشنی موجود ہے۔  
رات کیوقت کسی جگہ اندھیرے میں کسی موڈی جانور  
سناپ وغیرہ کا فر ہو فوراً ایڈاپٹر روشن کر کے خطرہ سے ہم  
سکے ہو۔ یا رات کو سوئے ہوئے اہدم کیسوجہ سے آٹھنا  
پورے سیکڑوں ضرورتوں میں کام دیکھا۔ پڑانا یا پتھر  
ہے۔ منگوا کر دیکھیں تب خرابی معلوم ہوگی۔  
قیمت ۱ روپہ محصول صرف دو روپے ۲ جیسے سفید



سرم اور زرد تین رنگ کی روشنی ہوتی ہے ۳ روپیہ ۸ آنہ۔

ضروری اطلاع - علامہ اللہ ہمارے یہاں سے ہر قسم کی گھڑیاں، کلائی اور  
کھوپڑیاں زنجیریں وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ و خوشنما مل سکتی ہیں۔  
اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیں انکھا۔ مال منگوائے والوں کو خاص رعایت  
کی جارہی ہے۔ جلد منگوا لیں۔

نیچر گیت اینڈ کمپنی سوداگران نمبر ۵۱۳ - مقام تھانہ - ایس - پی - دہلوی

TOHANA. S. P. By, (Punjab)

### جام جہاں نما

بالکل نئی تصنیف کبھی دیکھی نہ ہوگی

اس کتاب کے مصنف کا اعلان ہے کہ اگر ایسی قیمتی اور  
مفید کتاب دنیا بھر کی کسی ایک زبان میں دیکھا نہ ہو تو

### ایک ہزار روپیہ نقد انعام

ایسی کار آمد ایسی دلچسپ ایسی فیض بخش کتاب لاکھ  
روپے کو بھی سستی ہے۔ یہ کتاب خرید کر گویا تمام دنیا کے علم  
قبضے میں کر لیتے اس کتاب سے درجنوں زبانیں سیکھ لیں۔ دنیا کے  
تمام سرستہ راز حاصل کر لیں صرف اس کتاب کی موجودگی میں  
وہ ایک بڑی بہاری لائبریری (کتبخانہ) کو مل لے لیا۔

ہر مذہب و ملت کے انسان کے لیے علمیت و علم کا  
خزانہ تمام زمانہ کی ضروریات کا نایاب مجموعہ

فہرست مختصر مضامین - علم طبیعیات - علم طب - علم زمین - علم عیون - علم کیمیا - علم برق - علم نجوم - علم رمل و جفر  
فالنامہ - خراب نامہ - گہاں سرور - فیانہ شناسی اہل اسلام کے حلال  
و حرام جانور وغیرہ ہر ایک کا حقیقی راز اسے عجیب اور نرالے ڈھنگ  
سے لکھا ہے کہ مطالعہ کرتے ہی دل میں سرور آنکھوں میں نور پیدا ہو  
بصارت کی آنکھیں راہوں دوسرے ضمن میں تمام دنیا کے مشہور  
آدمی آنکے عہد بعد کے حالات سرائع و عجیب: تاریخ عالمی خوشی  
حاصل کرنے کے طریقے ہر موسم کے لیے تندرستی کے اصول عجائبات  
عالم سفر حج مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تمام واقفیت - دلہا بھر کے  
اخبارات کی فہرست - آنکھ قیمتیں - مقام اشاعت وغیرہ - بھی کہاتہ  
کے قواعد طرز تحریر اشیا پرورے انشا پر دازی طب انسانی جسنیں  
علم طب کی بڑی بڑی کتابوں کا عطر کہینچکر رکھ دیا ہے - حیوانات کا  
علاج ہاتھی - شتر - گائے بھینس - گھوڑا - کدوا بھیر - بکری - کتا وغیرہ  
جانوروں کی تمام بیماریوں کا نہایت آسان علاج درج کیا ہے پرنسپل کی  
مراعات و جمادات کی بیماریاں دور کرنا تمام معجزاتی قوانین کا  
جوہر (جو سے ہر شخص کو عموماً نام پڑتا ہے) ضابطہ دیوانی  
فرجدارہ - قانون مسکرات - میعاد ساعت رجسٹری اسٹامپ وغیرہ  
وغیرہ تجارت کے فوائد -

دوسرے باب میں تیس ممالک کی برلی ہر ایک ملک کی  
زبان مطلب کی باتیں اردو کے بالمقابل لکھی ہیں آج ہی وہاں  
جا کر روزگار کر لو اور ہر ایک ملک کے آدمی سے بات چیت کرلو  
سفر کے متعلق ایسی معلومات آج تک کہیں دیکھی نہ سنی  
ہوئی اول ہندوستان کا بیان ہے ہندوستان کے شہروں کے مکمل حالات  
وہاں کی تجارت سیر گاہیں دلچسپ حالات ہر ایک جگہ کا کرانہ  
ریلوے بکے بکھی جہاز وغیرہ بالتفصیل ملازمت اور خرید و فروخت  
کے مقامات واضح کئے ہیں اس کے بعد ملک برہما کا سفر اور اس ملک  
کی معاشرت کا مفصل حال باقوت کی کار (روبی راقع ملک برہما)  
کے تحقیق شدہ حالات وہاں سے جواہرات حاصل کرنے کی ترکیبیں  
نہروے ہی دنوں میں لاکھ پتی بننے کی حکمتیں دلپذیر پیرایہ  
میں قلمبند کی ہیں بعد ازاں تمام دنیا کے سفر کا بالتفصیل بیان  
ملک انگلینڈ - فرانس - امریکہ - روم - مصر - افریقہ - جاپان -  
اسٹریلیا - ہر ایک علاقہ کے بالتفصیل حالات رہائی دہکھیں سخانی

## علمی ذخیرہ

(۱) - مآثر الکرام - حصان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی کی تصنیف ہے - جس میں ہندوستان کے مشاہیر فقرا و علما کے حالات ہیں - مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ - حجم ۳۳۸ صفحہ قیمت ۲ روپیہ -

(۲) - سرآزاد - مآثر الکرام کا دوسرا حصہ ہے - اس میں شعراء متاخرین کے تذکرے ہیں - مطبوعہ رفاه عام اسٹیم پریس لاہور - صفحات ۴۲۲ قیمت ۳ روپیہ -

مولانا شبلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں کہ سرآزاد خاص شعراء متاخرین کا تذکرہ ہے یہ تذکرہ جامعیت حالات کے ساتھ بہ خصوصیت رکھتا ہے کہ اس میں جو انتخابی اشعار ہیں اعلیٰ درجہ کے ہیں - مآثر الکرام میں ان حضرات مرقیہ کے حالات ہیں جو ابتدائے عہد اسلام سے اخیر زمانہ مصنف تک ہندوستان میں پیدا ہوئے -

(۳) گلشن ہند - مشہور شعراء اردو کا نادر نایاب تذکرہ جس کو زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان گلگرسٹ نے سنہ ۱۸۰۱ء میں میرزا علی لطف سے لکھوایا ہے - بوقت طبع شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی نے اس کی تصحیح کی ہے اور مولوی عبد الحق صاحب بی - اے - نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے - جس میں زبان اردو کی ابتدائی تاریخ اور تذکرہ ہذا کے خصوصیات مذکور ہیں - صفحات ۲۳۲ قیمت ایک روپیہ -

(۴) تحقیق الجہاد - نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم کی کتاب ”کریگل اکسپوزیشن آف سی پائپولر جہاد“ کا اردو ترجمہ - مترجمہ مولوی غلام الحسنین صاحب پانی پتی - علامہ مصنف نے اس کتاب میں یورپین مصنفین کے اعتراض کو رفع کیا ہے کہ مذہب اسلام بزور شنشیر پھیلا گیا ہے - قرآن حدیث فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور معقنہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم کے تمام غزوات و سرایا و بعوث معنی دفاعی تھے اور ان کا یہ مقصد مرکز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جائے - حجم ۴۱۲ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۵) زرقعت نامہ - قدیم پارسیوں کے مشہور پیغمبر اور ریفاور کی سوانح عمری جس کو مشہور مستشرق عالم جیکسن کی کتاب سے اقتباس کر کے مولوی خلیل الرحمن صاحب نے تالیف کیا ہے - صفحات ۱۹۸ - قیمت ایک روپیہ -

(۶) الفاروق - شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کی لائق تصنیف جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانح عمری اور ان کے ملکی، مالی، فوجی انتظامات اور ذاتی فضل و کمال کا تذکرہ مندرج ہے - قیمت ۳ روپیہ -

(۷) نعمت عظمیٰ - امام عبدالوہاب بن احمد الشعرانی المتوفی سنہ ۹۷۳ ہجری کی کتاب لواقح الانوار فی طبقات الخیار ترجمہ جس میں ابتدائے ظہور اسلام سے دسویں صدی کے واسطہ اہم تک جس قدر مشاہیر فقرا گذرے ہیں ان کے حالات اور زہن اقوال مذکور ہیں - مترجمہ مولوی عبد الغنی صاحب دارنی قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۸) آثار الصلابد - مرحوم سر شید کی مشہور تصنیف جس میں دہلی کی تاریخ اور وہاں کے آثار و عمارات کا تذکرہ مندرج ہے نامی پریس کانپور کا مشہور ادیشن - قیمت ۳ روپیہ -

(۹) قواعد العروض - مصنفہ مولانا غلام حسین قدر بلگرامی - علم عروض میں اس ترمیم و تفصیل کے ساتھ عربی و فارسی میں مہی کرلی کتاب لکھی نہیں گئی ہے - اس کے اخیر میں ہندسی عروض و قافیہ کے اصول و ضوابط بھی مذکور ہیں اور اس کو شمس العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی نے اپنے اہتمام سے چھپوایا ہے - حجم ۴۷۳ صفحہ - قیمت سابق ۴ روپیہ - قیمت حال ۲ روپیہ -

(۱۰) میڈیکل جیورس پروڈنس - یعنی طب متعلقہ مقدمات فرجنداری ہے - مترجمہ شمس العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی - اس کا مفصل ریویو الہلال میں عرمہ تک چھپ چکا ہے - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۳ روپیہ -

(۱۱) - تمدن ہند - مرسیر کستا ولہان کی فرانسیسی کتاب کا ترجمہ - مترجمہ شمس العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی - یہ کتاب تمدن عرب کی طرز پر ہندوستان کے متعلق لکھی گئی ہے - اور

اس میں نہایت قدیم زمانہ سے لیکر زمانہ حال تک ہندوستان میں جس قدر اقوام گذرے ہیں ان کی تاریخ، تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے حالات لکھے ہیں خصوصاً مسلمانان ہند کا حال تفصیل کے ساتھ مندرج ہے - قیمت (۵۰) روپیہ -

(۱۲) - تمدن عرب - قیمت سابق (۵۰) روپیہ - قیمت حال (۳۰) روپیہ -

(۱۳) - داستان ترکستان ہند - جلد ۵ جس میں مسلمانوں کے ابتدائی حملوں سے دولت مغلیہ کے انقراض تک تمام سلاطین ہند کے مفصل حالات منضبط ہیں - اعلیٰ کاغذ پر نہایت خوش خط چھپی ہے - حجم (۲۹۹) صفحہ قیمت سابق ۲۰ روپیہ - قیمت حال ۶ روپیہ -

(۱۴) مشاہیر السلام - قاضی احمد ابن خلکان کی مشہور عالم کتاب و فیات الاعیان کا ترجمہ جس میں پہلی صدی سے ساتویں صدی تک کے مشاہیر علما و فقہاء و محدثین و مورخین و سلاطین و حکماء و فقراء و شعراء و ضام و غیرہ کے حالات ہیں - اس کتاب کے انگریزی مترجم مرسیر و سید سیلان نے ابتدا میں چار عالمانہ مقدمے اور کثیر التعداد حواشی لکھے ہیں - مترجم نے ان کا بھی اردو ترجمہ اس کتاب میں شامل کر دیا ہے - قیمت ہر دو جلد ۵ روپیہ -

(۱۵) الغزالی - مصنفہ مولانا شبلی نعمانی - امام ہمام ابرہام محمد بن محمد الغزالی کی سوانح عمری اور ان کے علمی کارناموں پر مفصل تبصرہ - حجم (۲۷۲) صفحہ طبع اعلیٰ - قیمت ۲ روپیہ -

(۱۶) جنگل میں منگل - انگلستان کے مشہور مصنف اڈیارد کپلنگ کی کتاب سی جنگل بک کا ترجمہ - مترجمہ مولوی ظفر علی خان بی - اے - جس میں انوار سہیلی کی طرز پر حیوانات کی دلچسپ حکایات لکھی گئی ہیں - حجم ۳۶۲ صفحہ قیمت سابق ۴ - قیمت حال ۲ روپیہ -

(۱۷) وکرم اروسی - سنسکرت کے مشہور ڈراما نویس کالیداس کے ڈراما لکین کا ترجمہ - مترجمہ مولوی عزیز میرزا صاحب بی - اے - مرحوم - ابتدا میں مرحوم مترجم نے ایک عالمانہ مقدمہ لکھا ہے جس میں سنسکرت ڈراما کی تاریخ اور مصنف ڈراما کے سوانحی حالات مذکور ہیں قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۱۸) حکمت عملی - مصنفہ مولوی سجاد میرزا بیگ صاحب دہلوی - فلسفہ عملی پر مبسوط اور جامع کتاب ہے - جس میں افراد انسانی کی روحانی ارتقا کی تدابیر کے ساتھ ساتھ قومی ترقی اور عزت حاصل کرنے کی اصول و ضوابط بیان کئے ہیں - حجم ۴۵۰ صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۱۹) انسر اللغات - عربی فارسی کی متداول الفاظ کی کارآمد ڈکشنری - حجم (۱۲۲۹) صفحہ - قیمت سابق ۶ روپیہ قیمت حال ۲ روپیہ -

(۲۰) قرآن السعیدین - جس میں تذکیر و تانیف کے جامع قواعد لکھے ہیں اور کئی ہزار الفاظ کی تذکیر و تانیف بتلائی گئی ہے - قیمت ایک روپیہ ۸ آنہ -

(۲۱) کلیات قدر بلگرامی - جس میں جمیع اصناف سخن کے اعلیٰ نمونے موجود ہیں مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ - حجم (۴۲۰) صفحہ قیمت ۳ روپیہ -

(۲۲) دربار اکبری - مولانا آزاد دہلوی کی مشہور کتاب جس میں اہل دربار اس کے اہل دربار کا تذکرہ مذکور ہے قیمت ۳ روپیہ -

(۲۳) فہرست کتب خانہ آصفیہ - عربی فارسی و اردو کی کئی ہزار کتابوں کی فہرست جس میں ہر کتاب کے ساتھ مصنف کا نام سنہ وفات - کتابت کا سنہ - تصنیف - مقام طبع و کیفیت وغیرہ مندرج ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان سلف نے علم و فن کے متعلق اخلاف کے لیے کس قدر ذخیرہ چھوڑا - جو لوگ کتابیں جمع کرنے کے شائق ہیں انہیں اس کا مطالعہ کرنا لازمی ہے - حجم ۵۰۰ صفحہ - قیمت ۲ روپیہ -

(۲۴) دبدبہ امیری - ضیاء الملک والدین امیر عبد الرحمن خان غازی حکمران دولت خدا داد افغانستان کی سوانح عمری - مترجمہ مولوی سید محمد حسن صاحب بلگرامی - نہایت خوشخط کاغذ اعلیٰ - حجم (۵۹۲) صفحہ (۸) تصاویر عکسی - قیمت ۴ روپیہ -

(۲۵) نغان ایران - مسٹر شوستر کی مشہور کتاب ”اسٹرنکلینگ آف پرسیا“ کا ترجمہ - حجم (۵۰۰) صفحہ (۵۰) تصاویر عکسی - قیمت ۵ روپیہ -

آپ کو یہ کتابیں درکار ہیں تو انہیں خرید کر لیں



حصہ ہشتم نیک بی بیوں کی حکایتیں و سیرت و اخلاق  
نبوی -

حصہ نہم ضروری اور مفید علاج معالجہ تمام امراض  
عورتوں اور بچوں کا -

حصہ دہم دنیائی ہدایتیں اور ضروری باتیں صاحب وغیرہ  
و قواعد داک -

گیارہواں حصہ بہشتی گوہر ہے جس میں خاص مردوں کے  
مسائل معالجات اور مجرب نسخے مذکور ہیں - اس کی قیمت ساڑھے  
۷ آنہ - اور صفحات ۱۷۴ ہیں - پورے گیارہ حصوں کی قیمت  
۲ روپیہ ساڑھے ۱۰ آنہ اور معصوم ۷ آنہ ہے - لیکن پوری کتاب کے  
خریداروں کو صرف ۳ روپیہ کا ویلرورانہ ہوگا - اور تقویم شرعی  
و بہترین جہیز مفت نذر ہوگا -

بہترین جہیز - رخصت کے وقت بیٹی کو نصیحت حضرت  
مولانا کا پسند فرمایا ہوا رسالہ قیمت دو پیسہ -

تقویم شرعی - یعنی بطرز جدید اسلامی جنوری سنہ ۱۳۳۲ھ  
جس کو حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے مضامین نے عزت  
بخشی ہے - دیندار حضرات کا خیال ہے کہ آج تک ایسی جنوری  
مرتب نہیں ہوئی قیمت دیرہ آنہ -

راہ

فقیر اصغر حسین ہاشمی - دارالعلوم مدرستہ  
(اسلامیہ دیوبند ضلع سہارنپور)

## دیوان و

۰ ۰ ۰

( یعنی مجسمہ کلام و فارسی جناب مولانا رضا علی صاحب - و محمد )

یہ دیوان فصاحت و بلاغت کی جان ہے - جس میں قدیم و جدید  
شاعری کی بہترین مثالیں موجود ہیں - جس کی زبان کی نسبت  
مشامیر عصر متفق ہیں کہ دہلی اور لکھنؤ کی زبان کا عمدہ نمونہ  
ہے - اور جو قریب قریب کل اصناف سخن پر مصوری ہے - اس کا  
شائع ہونا شعر و شاعری بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ادب و لسانی پر کی  
دنیا میں ایک اہم واقعہ خیال کیا گیا ہے - حسن معانی کے ساتھ  
ساتھ سلاست بیان - چستی بخت اور لا لہ لہ کی الفاظ نے ایک  
طلسم شگرف باندھا ہے کہ جس کو دیکھ کر نکتہ سنجان سخن نے  
بے اختیار تعسین و آفرین کی صدا بلند کی ہے -

مولانا حالی فرماتے ہیں ..... ”آئندہ کیا ادب کیا فارسی دونوں  
زبانوں میں ایسے نئے دیوان کے شائع ہونے کی بہت ہی کم امید  
ہے ..... آپ قدیم اہل کمال کی یادگار اور ان کا نام زندہ کرنے  
والے ہیں -“ قیمت ایک روپیہ -

عبد الرحمن اثر - نمبر ۱۶ - کراہہ روڈ - ڈاکخانہ بالیگنج - ۱۰۱۱۱۱

## اشتمال

میرٹھہ کی مشہور و معروف اصلی قینچی اس پتہ سے ملے گی  
جنرل ایجنسی آفس نمبر ۱۵۶ اندر کوٹ شہر میرٹھہ

## مسلمان مستورات کی دینی، اخلاقی، مذہبی

### حالت سنوارنیکا بہترین ذریعہ

نہایت عمدہ خوبصورت ایک ہزار صفحہ سے زیادہ کی کتاب  
بہشتی زہور قیمت ۲ روپیہ ساڑھے ۱۰ آنہ معصوم ۷ آنہ -

جس کو ہندوستان کے مشہور و معروف مقدس عالم دین حکیم  
الامۃ حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی نے خاص  
مستورات کی تعلیم کے لیے تصنیف فرما کر عورتوں کی دینی  
و دنیائی تعلیم کا ایک معتبر نصاب مہیا فرما دیا ہے - یہ کتاب  
قرآن مجید و صحاح ستہ ( احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم )  
و فقہ حنفی کا اردو میں لب لباب ہے - اور تمام اہل اسلام خصوصاً  
حنفیان کیلئے بے حد مفید و نافع کتاب ہے - اس کے مطالعہ سے  
معمولی استعداد کے مرد و عورت اردو کے عالم دین بن سکتے ہیں -  
اور ہر قسم کے مسائل شرعیہ اور دینی امور سے واقف ہو سکتے  
ہیں - اس نصاب کی تکمیل کیلئے زیادہ عمر اور زیادہ وقت کی  
ضرورت نہیں - اردو پڑھی ہوئی عورتیں اور تعلیم یافتہ مرد بلا  
مدد استاد اس کو بہت اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں - اور جو لڑکیاں  
یا بچے اردو خواں نہیں رہتے تھوڑے عرصہ میں اس کے حصہ اول سے  
ابجد پڑھ کر اردو خواں بن سکتے ہیں - اور باقی حصوں کے پڑھنے  
پر قادر ہو سکتے ہیں - لڑکیوں اور بچوں کے لیے قرآن مجید کے  
ساتھ اس کی بھی تعلیم جاری کر دی جاتی ہے - اور قرآن مجید  
کے ساتھ ساتھ یہ کتاب ختم ہو جاتی ہے ( چنانچہ اکثر مکاتب  
و مدارس اسلامیہ میں یہی طرز جاری ہے ) - اس کتاب کو اس قدر  
قبولیت حاصل ہوئی ہے کہ اس وقت تک بار بار چھپ کر ساتھ ستر  
ہزار سے زیادہ شائع ہو چکی ہے - دہلی، لکھنؤ، کانپور، سہارنپور  
مراد آباد وغیرہ میں گھر گھر یہ کتاب موجود ہے - ان کے علاوہ ہندوستان  
کے بڑے بڑے شہروں میں مددھا جلدیں اس کتاب کی پہنچ  
چکی ہیں - اور بعض جگہ مسجد کے اماموں کے پاس رکھی  
گئی ہے کہ نماز کے بعد اہل محلہ کو سنا دیا کریں - اس کتاب  
کے دس حصے ہیں اور ہر حصے کے ۹۶ صفحات ہیں اور ساڑھے  
۳ آنہ قیمت -

حصہ اول الف باتا - خط لکھنے کا طریقہ - عقائد ضروریہ -  
مسائل و ضرر غسل وغیرہ -

حصہ دوم حیض و نفاس کے احکام نماز کے مفصل مسائل  
و ترکیب

حصہ سوم روزہ، زکوٰۃ، قربانی، حج، منی، وغیرہ  
کے احکام -

حصہ چہارم طلاق، نکاح، مہر، ولی عدت وغیرہ -

حصہ پنجم معاملات، حقوق معاشرت زوجین، قواعد  
تجربہ و قرات -

حصہ ششم اصلاح و تربیت رسوم و سوجہ شامی غمی میلاد  
عرس چہلم و سواں وغیرہ -

حصہ ہفتم اصلاح باطن تہذیب اخلاق ذکر قیامت جنت



## روزانہ الہلال

چونکہ ابھی شائع نہیں ہوا ہے، اس لیے بذریعہ ہفتہ وار مشترکہ کیا جاتا ہے کہ ایمبرائیڈری یعنی سوزنی کلم کے کل دار پلنگ پوش، میز پوش، خزان پوش، پردے، کامدار چوغے، کرتے، زلفی پارچات، شال، الزان، چادریں، لڑکیاں، نقاشی میٹھا کاری کا سامان، مشک، زعفران، سلاجیت، میوہ، جدوار، زیرو، گل بنفشہ وغیرہ وغیرہ ہم سے طلب کریں۔ فہرست مفت ارسال کی جاتی ہے۔ (دی کشمیر کو اپریٹور سوسائٹی - سری نگر - کشمیر)

## الہلال کی کھنی

ہندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے، جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے۔ اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو ایجنسی کی درخواست بھیجیے۔

## دوغن بیگم بہار

حضرات اہلکار امراض دماغی کے مبتلا و گرفتار، دلا، طلبہ، مدرسین، معلمین، مولفین، مصنفین، کی خدمت میں التماس ہے کہ یہ دوغن جسکا نام آپ نے عنوان عبارت سے ابھی دیکھا اور پڑھا ہے، ایک عرصہ کی فکر اور سوچ کے بعد بہترے مفید ادویہ اور اعلیٰ درجہ کے مقوی روغنوں سے مرکب کر کے تیار کیا گیا ہے، جسکا اصلی ماخذ اطباء یونانی کا قدیم معرب نسخہ ہے، اس کے متعلق اصلی تعریف بھی قبل از امتحان ریش از تجربہ مبالغہ سمجھی جاسکتی ہے صرف ایک شیشی ایکبار منگوا کر استعمال کرنے سے یہ امر ظاہر ہو سکتا ہے کہ آجکل جو بہت طرح کے ڈاکٹر کدیراجی تیل نکلے ہیں اور جنکو بالعموم لوگ استعمال بھی کرتے ہیں آیا یہ یونانی روغن بیگم بہار امراض دماغی کے لیے بمقابلہ تمام مروج تیلونکے کہانتک مفید ہے اور نازک اور شوقین بیگمات کے گیسورنکو نرم اور نازک بنانے اور دراز رخسودار اور خوبصورت کرنے اور سنوارنے میں کہانتک قدرت اور تاثیر خاص رکھتا ہے۔ اکثر دماغی امراض ابھی غلبہ برودت کیوجہ سے اور کبھی شدت حرارت کے باعث اور کبھی کثرت مشاغل اور محنت کے سبب سے پیدا ہو جاتے ہیں، اس لیے اس روغن بیگم بہار میں زیادہ تر اعتدال کی رعایت رکھی گئی ہے تاکہ ہر ایک مزاج کے موافق ہر مرطوب و مقوی دماغ ہونیکے علاوہ اسکے دلغریب آواز پھولوں کی خوشبو سے ہر وقت دماغ معطر رہیگا، اسکی بو غسل کے بعد بھی ضائع نہیں ہوگی۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ محمول ڈاک ۵ آنہ درجن ۱۰ روپیہ ۸ آنہ۔

### بٹیکا

بادشاہ و بیگم کے دائمی شباب کا اصلی باعث۔ یونانی مڈیکل سائنس کی ایک نمایاں کامیابی ہے۔

بٹیکا — کے خواص بہت ہیں، جن میں خاص خاص باتیں یہ ہیں کہ زیادتی، جوانی دائمی، اور جسم کی راحت ہے، ایک گھنٹہ کے استعمال میں اس دوا کا اثر آپ محسوس کریں گے۔ ایک مرنہ کی آزمائش کی ضرورت ہے۔ راما لرنجن تیل اور ہرنمیر انجن تیل۔ اس دوا کو میں نے ابا و اجداد سے پایا جو ہنشاہ مملیہ کے حکیم تھے۔ یہ دوا فقط ہنکر معلوم ہے اور کسی کو نہیں درخواست پر ترکیب استعمال بھیجی جالگی۔

”ڈاکٹر فل کاہیو“ کو بھی ضرور آزمائش کریں۔ قیمت دو روپیہ بارہ آنہ مسک پلس اور الکٹریک دیگر برست ہاتھ روپیہ بارہ آنہ محمول ڈاک ۶ آنہ برٹانی ٹرسٹ ہاؤس کا سامیل بھٹی سر کے درہ کی دوا لکھنے پر مفت بھیجی جاتی ہے۔ فزرا لکھیے۔

حکم مسجد الرحمن - یونانی مڈیکل ہال - نمبر ۱۱۴/۱۱۵ - مہرا بازار استریہ - کلکتہ

Hakim Masihur Rahman Yunani Medical Hall

No. 114/115 Main Market Street

Calcutta

## تمام مسلمانوں کو ان کتابوں کا پڑھنا

### نہایت ضروری ہے

الام۔ سب سے پہلی بات جو مسلمانوں کے لیے ضروری ہے یہ ہے کہ وہ مذہب اسلام کے عقائد ضروریہ سے واقف ہوں، اور ان کو خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق درست رہیں۔ کیونکہ اگر عقائد درست نہیں تو اعمال برباد ہیں۔ آج تک بچوں اور عورتوں کو ایمان و اعتقاد کی باتیں سکھانے کے لیے کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تھی۔ مولانا فتح محمد خان صاحب مترجم قرآن مجید نے الاسلام لکھکراس ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔ خدا کی توحید کا جس کو آمیزش شرک سے پاک رکھنا نہایت ضروری ہے، بچوں کی سمجھ کے مطابق چھپا عمدہ بیان اس کتاب میں ہے۔ یقیناً کسی کتاب میں نہیں۔ علمائے کرام نے اس کتاب کو بہت پسند فرمایا، اور نہایت مفید بیان کیا ہے۔ مولوی ندیر احمد صاحب نے تو انداز بیان سے خوش ہو کر جابجا الفاظ تحسین سے داد سخن شناسی بھی دی ہے۔ بعض اسلامی ریاستوں اور انجمنوں نے اسکو اپنے مدارس میں داخل نصاب دینی کر دیا ہے۔ پس اگر آپ اپنے اہل و عیال کو صحیح الاعتقاد اور خالص مومن بنانا چاہتے ہوں تو یہ کتاب انکو ضرور پڑھوائیے۔ قیمت آٹھ آنے۔

## نفائس القصص و الحکایات پہلا حصہ

اس کتاب میں وہ قصے جو قرآن مجید میں مذکور ہیں اردو میں لکھے گئے ہیں۔ اول تو قصے جو انسان کو باطنی مغرب ہیں، پھر خلاق فصاحت کے بیان فرمائے ہوئے، ناممکن تھا کہ جو شخص کلام خدا سے ذرا بھی محبت رکھتا ہو، اور اس کے دل میں قرآن مجید کی کچھ بھی عزت و عظمت ہو وہ ان کے پڑھنے یا سننے کی سعادت حاصل نہ کرتا۔ یہی سبب ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں یہ کتاب اب چوتھی بار چھپی ہے۔ پڑھنے والا انکو پڑھکر پاکیزہ خیال اور صالح الاعمال بنتا ہے۔ مسلمانوں کے لیے یہ کتاب نعمت عظمیٰ ہے قیمت چھ آنے۔

## نفائس القصص و الحکایات دوسرا حصہ

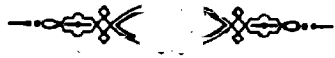
اس کتاب میں وہ قصے اور حکایتیں جو کتب حدیث میں مرقوم ہیں، انتخاب کر کے اردو میں جمع کی گئی ہیں۔ اور ان سے بھی وہی فائدہ حاصل ہوتا ہے، جو قرآن مجید کے قصوں سے ہوتا ہے۔ نہایت پر لطف اور بیش بہا چیز ہے۔ قیمت پانچ آنے یہ تینوں کتابیں بہ نشان ذیل دستیاب ہوتی ہیں:

ندیر احمد خان کمپنی - لاہور





اپنا فاضل وقت روپیہ حاصل کرنے میں صرف کیجیے :



اپنے مکان پر فرصت کے وقت کام کر کے روپیہ زیادہ حاصل کیجیے - نا تجربہ کاری کا خیال

نہ کیجئے - اگر آپ اپنی آمدنی میں ترقی کرنا چاہیں تو ہملوگ آپکو مدد دے سکتے

ہیں - اتنا جتنا کہ تین روپیہ روزانہ چست و چالاک کاریگری سے کیا جاسکتا ہے -

ہر جگہ - ہر مذہب - ہر فرقہ اور ہر قوم کے ہزاروں آدمی اپنا فاضل وقت

روپیہ حاصل کرنے میں صرف کر رہے ہیں - پھر آپ کیوں نہیں کرتے ؟

پوری حالت کیواسطے لکھیں - اسکو چھوڑ نہ دیں - آج ہی لکھیں - اطمینان

شدہ کاریگران ہر جگہ ..... کیا کہتے ہیں ؟ پڑھیے :



جہر ضلع رومٹک

۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ ع

مہینے کل خط آپکا پایا جسکا میں معذرت ہوں - در درجن جوڑہ مردانہ جرابیں حسب ہدایت

انجذاب ٹھیک بنا کر روانہ کرتا ہوں - یقین ہے کہ یہ سب منظور ہوگی - میں آپکے اس حسن

سلوک کا نہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں - میں خوشی کیساتھ دریافت کنندہ کو سفارش کرتا اور

اگر آپ اپنے نئے خریداروں کو ہمارا حوالہ دیں تو انکو بھی سفارش کرتا - ہم ان لوگوں کو جو اس کے

خواستگار ہیں سکھ سکتے ہیں - میں آپکا نہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں -

دستخط بی - اس - اصغر حسن ( علیک )

۴ : ز و ہیلو : ۲ : کمپنی قیادت : ۳ : ۲۱۱

۱ : سی اسٹریٹ - ۱۰۰ : ۲

Dept. No. 3.

## دردِ سرِ دِیاح کی دوا

جب کبھی آپکو درد سر کی تکلیف ہو یا رباح کے درد میں چھٹ پٹائے ہوں تو اس کے ایک ٹیبہ منگنے ہی سے دل میں آپکے پہاڑ ایسے درد کو ہانی کر دیتی -  
قیمت بارہ ٹکیورنگی ایک شیشی ۶ آنہ محصول  
ڈاک ایک سے پانچ شیشی تک ۵ آنہ -  
نوٹ — یہ دونوں درالیاں ایک ساتھ منگائے سے  
خرچ ایک ہی کا پڑے گا -

## جہاں کی گولیاں

دردِ دل میں  
 ہمیشہ  
 اپنے  
 پاس  
 رکھیں

اگر آپ قبض کی شکایتوں سے پریشان ہیں تو اسکی درگولیاں رات کو سوتے وقت نکل جائیے صبح کو دست خلاصہ ہوگا اور کام کاج کھانے پینے میں ہرج اور نقصان نہ ہوگا کھانے میں بدمزہ بھی نہیں ہے ۔

قیمت سولہ گولیاں کی ایک ڈیبہ ۵ آنہ معصوم  
 ڈاک ایک ڈیبہ سے چار ڈیبہ تک ۵ آنہ

ڈاکٹر ایس کے برمن - منبھوتارا چاند اسٹریٹ کلکتہ

دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے عرق کے استعمال سے  
 ہر قسم کا بخار یعنی پُرانا بخار - مرمسی بخار - باری کا بخار -  
 پھر کرائے والا بخار - اور وہ بخار جس میں زرم جگراور طحال بھی  
 لاحق ہو، یا وہ بخار جس میں مثلی اور تے بھی آتی ہو - مرمسی  
 سے ہو یا گرمی سے - جنگلی بخار ہو - یا بخار میں درد سر بھی  
 ہو - کالا بخار - یا آسامی ہو - زہر بخار ہو - بخار کے ساتھ کللیاں  
 بھی ہو گئی ہوں - اور اعضا کی کمزوری کی وجہ سے بخار آتا ہو -  
 ان سب کو بھکم خدا اور کرتا ہے، اگر شفا پانے کے بعد بھی  
 استعمال کیجئے تو بھوک بڑھ جائے، ہے، اور تمام اعضا میں خون  
 صالح پیدا ہونے کی وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستی  
 و چالاکی آجاتی ہے، نیز اسکی سابق تندرستی از سر نو آجاتی،  
 ہے - اگر بخار نہ آتا ہو اور ہاتھ پھر لڑتے ہوں، بدن میں سستی  
 اور طبیعت میں کاہلی رہتی ہو - کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو -  
 کھانا دیر سے ہضم ہوتا ہو - تریہ تمام شکایتیں بھی اسکے استعمال  
 کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں - اور چند روز کے استعمال سے تمام  
 اعصاب مضبوط اور قوی ہو جاتے ہیں -

قیمت بی بی بوتل - ایک روپیہ - چار آنہ  
 چھوٹی بوتل بارہ آنہ  
 ہرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملتا ہے  
 عام دکانداروں کے ہاں سے مل سکتی ہے  
 ۱۹۰۱ء  
 ر دھور دھارا لٹر  
 ایچ۔ ایس۔ عبد الغنی لیمسٹ ۲۲ د ۷۳  
 کولر ٹولہ اسٹریٹ۔ للکھہ



تیل ۱۔ مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ہی کرنا ہے تو اس کے لئے بہت سے قسم کے تیل اور چکنی اشیا موجود ہیں اور جب تہذیب و شایستگی ابتدائی حالت میں تھی تو تیل - چربی - مسک - گھی اور چکنی اشیا کا استعمال ضرورت کے لئے کافی سمجھا جاتا تھا مگر تہذیب کی ترقی نے جب سب چیزوں کی کٹ چھانٹ کی تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بے اثر و خورشید دا، بنایا گیا اور ایک عرصہ تک لوگ اسی ظاہری تکلف کے دلدادہ رہے۔ لیکن سالیفنس کی ترقی نے آج کل کے زمانہ میں بعض نمونہ اور نمائش کو نکما ثابت کر دیا ہے اور عام متمدن قوم کے ساتھ فائدے کا بھی جوہاں ہے بنا بریں ہم نے سالہا سال کی کوشش و تجربہ سے ہر قسم کے دیسی و مقامی تیلوں جالھکر "مہنگی کسم تیل" تیار کیا ہے اس میں نہ صرف خورشید سازی ہی - مہنگی ہے بلکہ موجودہ "لائف" تحقیقات سے بھی جس کے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئی کلم چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتی تیل پر تیار کیا گیا ہے اور اپنی نفاست اور خورشید کے دیر پا ہونے میں لا جواب ہے - اس کے استعمال سے بال خوب کھلے آگے ہیں - جو میں مضبوط ہو جاتی ہیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے - سر - نزلہ - چکر - اور دماغی کمزوریوں کے لئے از بس مفید ہے اس کی خورشید لہجہ خورشیدار دھواں ہوتی ہے نہ تو سردی سے جمتا ہے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سوتا ہے ۔

تمام ہوا فروریں اور عطر فروریں ۷ ہاں سے مل سکتا ہے  
قیمت فی شیشی ۱۰ آنہ علاقہ معصراک -

میں کا انٹی ملڈ ایما کیچر  
اکے پیر وافع بخار فترم

ہندوستان میں نہ معلوم کتنے آدمی بھار میں مرجا چکے ہیں، اسکا برا سبب یہ بھی ہے کہ ان مقامات میں نہ تو درجہ خالصتہ میں اور نہ قذافت اور نہ گریبی حکیمی اور مفید پنشن دیا اور ان لوگوں پر کھر بھرتے بلکہ طبی مشورہ کے میسر آسکتی ہے۔ ہمارے خالق اللہ ہی ضرورت کے ساتھ خیال کرے اس عرق کو سالہا سال کی کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ہے اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اختیارات عالم طور پر ہزارہا غیبتیں مفت تقسیم کر دی ہیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ہو جائے۔ مقام مسرت ہے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کی جانیں اسکی برکت میں بھی ہیں اور ہم



## اطلاع

اگر معاونین الهلال کوشش  
کریں الهلال کیلے - دو ہزار  
نئے خوبدار پیدا کرسکیں  
جو آٹھ روپیہ سالانہ قیہ  
ادا کریں تو اسکے بعد یقیناً  
الهلال کا مالی مسئلہ بغیر  
قیمت کے بڑھائے حل ہو  
جائیگا۔

## شمارہ ال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ - جو خاص دار الخلافت سے تشریف  
زبان میں نکلتا ہے - ادبی - سیاسی - علمی اور اجتماعی  
مضامین سے پر ہے - گرائنگ کے مقابلہ کا ہے - ہر صفحہ میں نیر  
چار تصاویر ہوتے ہیں - عمدہ آرٹ کاغذ نفیس چھپائی اور بہترین  
ٹائپ کا نمونہ - اگر تو کوئی انقلاب کا زندہ تصویر دیکھنا چاہے تو  
شہال ضرور منگالے - ملنے کا پتہ :

پوسٹ آفس فرخ بک نمبر ۹ نمبر ۱۰ - نمبر ۱۳  
استانبول - Constantinople

## ایک سیاسی مہمان کے دو نادر خطبے

حبیب مقرب - جن اشخاص کی قریں زلال مرگے ہیں وہ  
اس ہوائی کا استعمال کریں - اس سے ضعف خواہ اعصابی  
ہو یا دماغی یا کسی اور وجہ سے پھل لپست نابود ہو جاتا  
ہے - دماغ میں سرور نشاط پیدا کرتی ہے - تمام دلی  
دماغی اور اعصابی کمزوریوں کو زائل کر کے انسانی ڈھانچہ میں  
معجز نما تغیر پیدا کرتی ہے - قیمت ۵۰ گولی صرف پانچ روپیہ -  
ملحق دندان - دانتوں کو مرتبوں کی طرح آباد بناتا ہے -  
امراض دندان کا قلع قمع کرتا ہے - ہلکے دانتوں کو مضبوط کرتا ہے -  
دانت لٹکے وقت بھی کے مسرور میں پر ملا جوبہ تو بچہ دانت  
نہایت آسانی سے نکالتا ہے - ملکہ کو معطر کرتا ہے - قیمت ایک  
قہیہ صرف ۸ آنہ -

تربق طحال - تب تلی کیلئے اس سے بہتر شاید ہی کوئی  
ہوائی ہوگی - تب تلی کو پیچ رہیں سے نابود کر کے بدترین جگر اور  
قریوں کی اصلاح کرتا ہے - قیمت ۲۰ گولی ۱ روپیہ ۴ آنہ -  
ملنے کا پتہ - جی - ایم - ٹیلری انڈیا کو - غفاخانہ - ممبئی  
منجھالہ ضلع کجرات پنجاب

## ہندوستانی دوا خانہ دہلی

جناب حائق الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب کی سرپرستی  
میں یونانی اور دندک ادویہ کا جو مہتم بالغان دوا خانہ ہے وہ عمدگی  
ادویہ اور خوبی کار بار کے امتیازات کے ساتھ ہمیشہ مشہور ہوچکا ہے -  
صدھا دوائیں (جو مثل خانہ ساز ادویہ کے صحیح اجزاء سے بنی ہوئی  
ہیں) حائق الملک کے خاندانی مہربات (جو صرف اسی  
کارخانہ سے مل سکتے ہیں) عالی شان کاروبار مغالی ستھرا ہیں  
ان تمام باتوں کو اگر آپ ملاحظہ کریں تو آپ کو اعتراف ہوگا کہ :  
ہندوستانی دوا خانہ تمام ہندوستان میں ایک ہی کارخانہ ہے -  
فہرست ادویہ مفت (خط کا پتہ)  
منیجر ہندوستانی دوا خانہ دہلی

## الہلال کی شش ماہی اجادات

قیہ - ۱۰ - میں ۲۰ خطبے

الهلال کی شش ماہی مجلدیں مرتب و مجلد ہونے کے بعد  
آٹھ روپیہ میں فروخت ہوتی تھیں لیکن اب اس خیال سے کہ  
نفع عام ہو اسکی قیمت صرف پانچ روپیہ کر دی گئی ہے  
الهلال کی شش ماہی اور نفیس جلد مکمل موجود ہے - جلد نہایت  
خوبصورت و لائق توجہ کی - پشتہ پر پتھری حروف میں  
الهلال منقش - پانچ سر معصوم سے زیادہ کی ایک ضخیم  
کتاب جسمیں سر سے زیادہ ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں - کاغذ  
اور چھپائی کی خوبی محتاج بیان نہیں اور مطالب کے متعلق  
ملک کا عام فیلہ پیش کرتا ہے - لی سب خطبوں پر پانچ روپیہ  
بجائے آٹھ روپیہ قیمت پر پیش ہے - قیمت کم سبب سے پیش  
رہائی ہیں (منیجر)

## جہان اسلام

یہ ایک ہفتہ وار رسالہ عربی ترکی اور اردو - تین زبانوں میں  
استنبول سے شائع ہوتا ہے - مذہبی سیاسی اور ادبی معاملات  
پر بحث کرتا ہے - چلنے سالانہ ۸ روپیہ - ہندوستانی اور ترکیوں سے  
رشتہ اتصال پیدا کر کے اپنے ایک اپنے اخبار کی سطح ضرورت  
ہے اور اگر اپنے توجہ اشاعت میں کوشش کی گئی تو ممکن ہے  
کہ یہ اخبار اس کی کوریج کرے -

ملنے کا پتہ - ادارہ العربیہ فی المطبعة العثمانیہ چنبلی طاش  
نمبر صندوق البرسہ ۱۷۳ - استانبول  
Constantinople

## ادب : دال کی دال

( نقل از الهلال نمبر ۱۸ جلد ۲ صفحہ ۱۵ ) [۳۶۱]

میں ہیشہ کلکے کے پورے فرم جیس سرے کے یہاں سے عینک  
لیٹامیں - اس مرتبہ منظر ضرورت ہوئی تو میسرز - ایم لن - احمد - ایڈی  
سنز [نمبر ۱۵/۱ میں اشاعت کلکے] سے فرمایش کی - چنانچہ دو مختلف  
قسم کی عینکیں بنا کر انہیں نے دی ہیں اور میں اعتراف کرتا ہوں کہ  
ہر طرح بہتر اور عمدہ ہیں اور پورے کارخانوں سے مستغنی کر دیتی ہے  
میراثہ برائے مقابلہ قیمت میں بھی اراد ہیں ۴ کم بھی جلد اور عمدہ کے  
مطلق ہوتا ہے -

[ابو الکلام آزاد ۲ مئی سنہ ۱۹۱۴ء]

صرف اپنی سرادر دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تصویر فرمائے پر ہمارے  
لاق و تجربہ کار ڈاکٹر ونگی تجویز سے اصلی پتھر کی عینک بدلی دی گئی - یہ  
ارسال خدمت کی جالگی - اسپر بھی اگر ایکے مرافق نہ آئے تو بلا اجرت  
بدل دی جائیگی -

عینک نکل کمانی مع اصلی پتھر کے قیمت ۳ روپیہ ۸ آنہ سے ۵ روپیہ تک  
عینک رولڈ گولڈ کمانی مع اصلی پتھر کے قیمت ۶ روپیہ سے ۱۲ روپیہ تک  
عینک اسپیشل رولڈ گولڈ کمانی مع اصلی سوے کے ۷ یا ۸ چوڑی خوبصورت  
حلقہ اور شاخیں نہایت عمدہ اور دبیز مع اصلی پتھر کے قیمت ۱۵ - روپیہ  
محصول وغیرہ ۶ آنہ

ایم - ان - احمد ایڈیٹرز سنز ناچرن عینک و گھڑی - نمبر ۱ / ۱۵ - رہن استنبول  
۱۵ کفانہ دبستانی - کلکتہ

